https://ataunnabi.blogspot.com/

احسن الفتاوی

المعروف

فتاوی خلیلیہ

https://t.me/Tehqiqat

جلد اوّل

تصنیف

محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری مارہروی علیہ الرحمہ

ترتیب وتبیض

ابن خلیل محامد العلماء مفتی احمد میاں برکاتی مدظلہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور۔ کراچی ۰ پاکستان

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

خوشخبری

علماء اہلسنت کی کتب PDF میں
حاصل کرنے کیلئے
تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن
کریں

https://t.me/tehqiqat

گوگل سے ڈاؤن لوڈ کرنے لئے

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

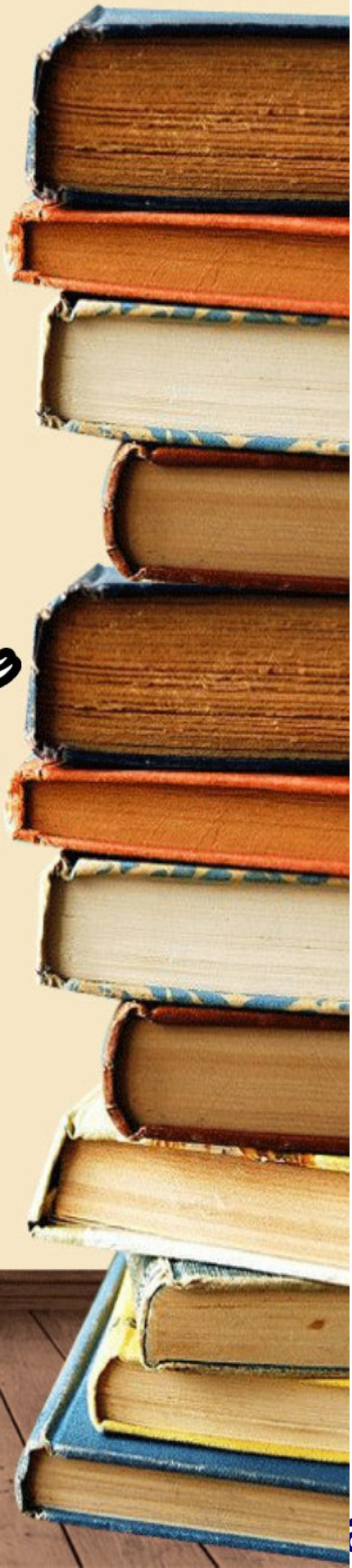

طالب دعا زوہیب حسن عطاری

attari

https://ataunnabi.blogspot.com/

العلم خزائن ومفاتیحہا السوال

علم کے بے شمار خزانے ہیں، جو سوال کی کنجی سے کھلتے ہیں

احسن الفتاوی

المعروف

فتاویٰ خلیلیہ

جلد اوّل

http://t.me/tehqiqat

تصنیف

محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری مارہروی علیہ الرحمہ

ترتیب وتبییض

ابن خلیل مجاہد العلماء مفتی احمد میاں برکاتی مدظلہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور۔ کراچی ○ پاکستان

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

1B

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	احسن الفتاویٰ المعروف فتاویٰ خلیلیہ (3 جلد)
مصنف	محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری رحمۃ اللہ علیہ
ترتیب تبییض	ابن خلیل مجاہد العلماء مفتی احمد میاں برکاتی مدظلہ
ناشر	ضیاء القرآن پبلی کیشنز
تعداد	ایک ہزار
تاریخ اشاعت	ستمبر 2011ء
کمپیوٹر کوڈ	FQ 18
قیمت	-/1750 روپے کامل سیٹ

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ فون:37221953 فیکس:۔042-37238010

9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ فون:37247350 فیکس:37225085

14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون:021-32212011-32630411۔ فیکس:۔021-32210212

e-mail:- info@zia-ul-quran.com

Visit our website:- www.zia-ul-quran.com

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فہرست مضامین

انتساب ...... (از: مرتب)	21	بدمذہب لڑکے سے شادی	81
حمد ربّ جلّ جلالہ ......(مفتی محمد خلیل خاں)	22	ماہ صفر کا آخری بدھ، سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل صحت کا	
نعت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ......(مفتی محمد خلیل خاں)	23	دن نہیں ہے	82
منقبت......(مفتی احمد میاں برکاتی)	24	تبلیغ دین کا ذمہ دار کون؟	82
قطعہ تاریخ طباعت............ (افتخار احمد انجم)	25	استخارہ وحاضرات کی معلومات پر عقیدہ	83
عرض ناشر ...... (محمد حفیظ البرکات شاہ)	26	انبیاء کرام سے اولیاء کو بڑھانا، کفر	84
عرض مرتب ...... (مفتی احمد میاں برکاتی)	27	اذان سے قبل صلوٰۃ وسلام	84
پیغام ...... (سید منور حسین شاہ)	30	حروف تہجی والے اوراق بھی قابل احترام ہیں	85
استاذ القضاۃ ......(حافظ مطلوب احمد چشتی)	31	زندہ شخص کو ایصال ثواب کرنا	86
پیغام تہنیت ......(علامہ سید محمد علی رضوی مدظلہ)	33	جس نے کہا میں "قرآن کو نہیں مانتا"	87
گلشن تیری یادوں کا مہکتا ہی رہے گا	35	قادیانی سنّی بن کر کسی سے نکاح کرے؟	88
(مفتی شجاع الدین زید لطفہٗ)		خواب میں سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت	90
عکس تحریر ودستخط خلیل ملت ...... (از: مرتب)	38	سوئم، دسویں، چالیسویں برسی وغیرہ کی دعوت	92
حیات مصنف............ (محمد حسان رضا خاں)	39	"یارسول اللہ کرم کیجئے خدا کے واسطے" کہنا کیسا؟	93
تحریر خلیل پر تقریظ جمیل......	78	دوران تقریر نعرہ رسالت لگانا کیسا ہے؟	94
(تاج العلماء مفتی سید محمد میاں قادری برکاتی آل رسولی)		کفار ومشرکین کے فوت شدہ بچوں کا حکم	95
کتاب الاعتقادات		صلی اللہ علیہ وسلم، رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رحمۃ اللہ علیہ	
باب العقائد		وغیرہ، اور منہ بولے بھائی کا حکم	95
عاشورہ کے دن سبیل، شربت، لنگر، شبیہ، روضہ امام		غیر مذہب کی کتب کا مطالعہ کرنا	96
حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ	79	ضروریات دین کا انکار کرنے والے کا حکم	96
مرنے کے بعد، آدمی کا مع جسم نظر آنا	79	ماہ صفر کا آخری چہار شنبہ؟	97
قادیانیوں کے ساتھ روابط رکھنے والے کی اقتداء		حرمین شریفین میں نمازیوں کا عمل	99
میں نماز	80	انڈا، مرغی، بکری، گائے، مچھلی پر فاتحہ	100

https://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جس نے شیعہ کو بیٹی دی اس کی امامت کا حکم	100
دجال لعین کے متعلق عقیدہ	101
مشرکہ عورت کو، اپنی محفل میں اسٹیج پر بٹھانا	103
دین اسلام کو، بزرگوں کا خود ساختہ کہنا	105
اذان و تکبیر سے قبل درود شریف	106
شوہر کی مرضی کے بغیر، ووٹ کا استعمال	106
صفات باری تعالیٰ کے متعلق عقیدہ	107
قبول اسلام کے بعد غیر مسلموں سے تعلق	107
بے نمازی سے میل جول نہ رکھنے کا فیصلہ؟	108
حضور ﷺ نور الٰہی سے پیدا اور عطائے علم غیب	112
واقعہ کربلا، یزید فاسق، کربلا میں اقتدار کی جنگ؟	114
بدمذہب کی اقتداء میں نماز کا حکم؟	115
سنی اور شیعہ کے نکاح کا جواز	116
شریعت میں ظاہر پر حکم، مسلمان کو قادیانی کہا	117
نبی و ولی کو حاضر ناظر، عالم غیب، مختار ماننا، نیاز دینا	118
سجادہ نشینی کے لئے، مرشد کی خلافت ضروری	120
مرنے کے بعد کے متفرق مسائل	121
آرزو کو بطور خبر بیان کرنا	121
کافر کے ساتھ رضی اللہ عنہ لکھنا، اسلام دشمنی ہے	125
بدمذہب امام کے پیچھے نماز کا حکم	125
ایصال ثواب انفرادی، اجتماعی دونوں طرح جائز	126
سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نام کے بجائے لقب سے پکارے	127
بدعقیدہ کو تبلیغ کی اجازت کا حکم	127
مدارس میں زکوٰۃ کی رقم لگانا	128
شریر جن شیطان ہے، جن انسان کی طرح ذی عقل ہے؟	128
مرد کا ہاتھ غلطی سے لڑکی پر پڑ گیا تو ماں کا حکم	129
صاحب نصاب پر اپنی قربانی پہلے واجب ہے	130
بارہ ربیع الاول یوم وصال یا یوم ولادت	131
اذان، خطبہ، سلام کے لئے اسپیکر کا استعمال	131
شیعیت سے توبہ کے بعد نکاح کا حکم	132
منت کی رقم کسی بھی کار خیر میں صرف کرنا	132
میں "پیروں کو حاضر کر سکتا ہوں" کہنے والا	133
فقہ کے منکر کی امامت کا حکم	134
رضی اللہ تعالیٰ عنہ علماء و اولیاء کے لئے بھی جائز	134
زکوٰۃ کی رقم مسجد میں لگانے کا حکم	135
نعلین پاک کا نقشہ مسجد میں لگانے کا حکم	135
شیعہ نے سنی بن کر نکاح کر لیا تو حکم	135
دعا میں آیت ان اللہ وملئکتہ پڑھنا	136
وہابی امام کے پیچھے نماز کا حکم	137
"میں شریعت کو نہیں مانتا" کا حکم	138
صحیح العقیدہ غیر حافظ کو ہٹا کر، بدعقیدہ حافظ کا تقرر	138
اللہ تعالیٰ کے لئے واحد لفظ ہی بولنا چاہیے	139
یزید کو لعنتی و کافر کہنا	140
مزار یا درگاہ پر، جانور ذبح کرنا	140
پابند شرع مرشد سے پھر جانا، خدا و رسول کے احکام سے پھرنا ہے	141
فاسق معلن کو نمائندہ بنانا	141
بدعقیدہ کے حق میں قسم کھائی تو توڑ کر کفارہ دے	142
بہ امر مجبوری، مرتد آفیسر کے ہاں دعوت میں جانا	142
تیجہ دسواں چالیسواں جب چاہیں کر سکتے ہیں	143

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خلفاء ثلاثہ کی بے ادبی کرنے والا 143
آغا خانی فرقہ، کیا ہے مسلمان یا مرتد؟ 144
بدعقیدہ کے پیچھے نماز کا حکم 144
ناسخ ومنسوخ کے منکر کا حکم 145
بدعقیدہ کا ذبیحہ، وتر کب پڑھے، لپ اسٹک کا حکم 146
''گر خدا دوسرا نبی بنانا چاہے'' تو؟ 147
''دیکھی ہے تیری شریعت'' کہنے کا حکم 147
خواب کی بیعت، نفل تنہائی میں افضل 148
مولا علی کے نشان قدم 148
تبرک کھانے کے لئے بالغ ہونا شرط نہیں 149
بلاوجہ بیعت توڑنے میں خاتمہ برا ہونے کا اندیشہ ہے 149
اولیاء کو پکارنا جائز، قبر کو سجدہ حرام، بوسہ منع 150
صحیح عقائد کی تبلیغ ہر مسلمان کے ذمہ ہے 151
جنتیوں کی زبان عربی ہوگی دوزخیوں کی کونسی؟ 151
جو چاروں گروہ سے باہر ہوا وہ بدعتی ہے 152
نجومیوں، طوطا، مینا سے فال نکلوانا، گناہ ہے 153
غیر مسلم، مسجد میں آکر عبادت نہیں کر سکتے 153
حضور ﷺ کے چچا اور والدین کا ایمان 154
غیر مسلم، مرتد کو مسجد میں جلسہ کی اجازت نہیں 155
بدمذہب سے دوستی رکھنا کیسا ہے؟ 156
تقدیر میں، غور وفکر ہلاکت کا باعث 157
حضور ﷺ کو نام کی بجائے لقب سے یاد کرنا 158
نابالغ کا ایصال ثواب درست ہے 158
جو علمائے حق کو فتنہ برپا کرنے والا کہے 158
کیا اچانک موت، حرام موت ہے؟ 159
اللہ ورسول کے نام اور کلمہ کی بے حرمتی پر حکم 159
اللہ ورسول، کتب، ختم نبوت پر یقین، مسلمانی کی سند 160
مسلمانوں کیلئے دعائے مغفرت، جنازہ سے قبل ولی کی اجازت، نماز کے بعد مصافحہ، امام کی بقیہ نماز مُصلّے امامت پر 161
ضروریات دین کا منکر، کافر ہے 163
مرتد کا وقف مسجد کے لئے ناجائز ہے 163
بدعقیدہ کو امام نہ بنائیں 164
توبہ گناہوں کو ختم کر دیتی ہے 164
جاہل شخص ہرگز مرشد بننے کا اہل نہیں 165
سُنّی کا نکاح بدعقیدہ سے حرام ہے 166
اللہ ورسول کا گستاخ، اسلام سے خارج 167
حضور کے فضلات مبارکہ پاک ہیں 170
بدعقیدہ کو تبلیغ کی اجازت نہ دیں 170
گیارہویں کے چندہ سے، نذرانہ دینا 171
مقام اہل بیت وصحابہ کرام 171
بدمذہب کے پیچھے نماز کا حکم 172
منافق کون ہے؟ 173
مغرب میں چار التحیات، احتیاطی ظہر، جمعہ کی سنتیں 174
دُعا کس طرح مانگی جائے؟ 176
شرعاً صوفی کون ہے؟ 177
مرشد کامل کی علامات 179
جشن عید میلاد النبی ﷺ منانا 180
''اللہ تعالیٰ کیلئے جھوٹ بولنا ممکن'' ماننے والا کافر 180
زمین ساکن ہے، یا سورج اور چاند؟ 182
سیدہ زلیخا رضی اللہ عنہا کے گستاخ کا حکم 183

https://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"اللہ ورسول کو نہیں مانتا" کہنے والا، مرتد ہے 184

پیر ہونے کی چند شرائط 185

زمین وآسمان ساکن ہیں 186

بالغ کو اختیار، جہاں چاہے رہے 186

یااللہ، یارسول اللہ لکھنا جائز 187

مُجدد وملّت پہ لاکھوں سلام، کہنا جائز 188

ایک صَلِّ، کے بعد درود شریف پڑھ لیا تو واجب ادا ہوگیا 189

کیا سرکار ﷺ قرآن کے محتاج ہیں 190

اسم پاک پر انگوٹھے چومنا، اقامت بیٹھ کر سننا 191

سُنّی لڑکی کا نکاح، آغاخانی سے ناجائز 191

جنازے کے ساتھ، بلند آواز سے کلمہ کا ورد 192

اپنے آپ کو حضور کا بندہ کہنا، جائز ہے 193

کیا گوتم بدھ، رام چند، کرشن نبی ہیں؟ 193

غوث کے نام پر بکرا، میلاد شریف، تیجہ چالیسواں، شب براءت کا حلوہ، محرم کا حلیم، رجب کے کونڈے، نیاز لغیر اللہ، وہابی کون؟ 194

کتاب الصلوٰۃ

باب الطہارۃ

قرآن کریم بلند آواز سے کب افضل، اسے بے طہارت چھونا 197

نماز میں ہنسنے کا حکم 197

ناپاک زمین، خشک ہونے پر پاک ہے 198

جو کپڑے احتلام میں خراب ہوں، ان ہی کو پاک کریں 198

"ہمارا اسلام" کے ایک مسئلہ پر وضاحت 199

جس پر غسل فرض ہو، وہ قرآن کو نہ چھوئے 199

نفاس کی مدت 200

نماز میں، زور سے ہنسی وضو ختم کر دیتی ہے 200

غیر مسلم کا درس قرآن میں بیٹھنا 201

معذور، بجائے غسل کے تیمم کرے، مردہ بچے کا غسل 201

مسجد کی دو کانوں پر، بیت الخلاء کی تعمیر 202

دائی میت کو غسل دے سکتی ہے 202

وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا، حالت صحبت کا لباس، صحبت سے ناپاک نہیں ہوتا، عورت کا ذبیحہ، نمازی کے آگے سے گزرنا، 203

اقامت میں کب کھڑے ہوں؟ 203

کلی اور ناک میں پانی میں شک، بسم اللہ اور کلمہ ناپاکی میں پڑھنا، نامحرم سے پانی ڈلوانا 204

باب الاذان

وقت اقامت، امام اور مقتدی کب کھڑے ہوں 206

وقت سے پہلے اذان کہی تو دوبارہ کہے 207

داڑھی منڈے کی اذان کا دہرانا لازم 208

وقت اقامت کب کھڑے ہوں 208

حی علی الصلوٰۃ پر گردن دائیں بائیں گھمائے 209

حی علی الفلاح پر کھڑے ہوں 209

مسجد کے اندر اذان پڑھنا منع ہے 209

بے وضو اذان، بے بنیاد الزام 210

مؤذن کی تنخواہ لے، کام نہ کرے، اور کہیں اور امام ہو 211

اذان سے قبل درود شریف 211

وقت سے پہلے اذان پڑھی تو لوٹانا ضروری ہے 212

اذان مسجد سے باہر ہو 212

https://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اذان سے قبل اور بعد صلوٰۃ وسلام 213
امام ومقتدی کب کھڑے ہوں 214
ایک مسجد میں دو مرتبہ اذان پڑھنا 215
اذان سے پہلے صلوٰۃ وسلام 215
عصر وعشا کی سنت ونفل کا حکم 216
اقامت کس جگہ پڑھی جائے 217
حی علی الصلوٰۃ میں ''ت'' کو پڑھنا 218
وقت سے پہلے اذان 218
قرآن خوانی کی اُجرت، امام کی عمر، نابالغ کی قرآن خوانی 219
وقت سے پہلے اذان، اذان نہیں ہے 220
غلط اذان کا حکم، مسجد کی اذان گھر میں جماعت کو کافی ہے 221
مؤذن کو ہٹا کر، اذان پڑھنا، اذان و اقامت میں وقفہ 222
اذان میں سہو ہو تو کیا حکم ہے؟ 223
رمضان میں وقت سے پہلے اذان، سفر میں سنت، نو چندی جمعرات، پرانی مسجد کا سامان، سیدہ کا غیر سید سے نکاح 223
اذان سے پہلے، درود وسلام 224
حی علی الصلوٰۃ پر کھڑا ہونا 225
ٹیپ سے اذان سن کر، جماعت کرانا 226
مقتدی کب کھڑے ہوں؟ داڑھی منڈے کی اذان 226
اقامت کس طرف کھڑے ہو کر کہیں 227
اقامت بیٹھ کر سنیں، مصافحہ اور معانقہ جائز ہے 227
قبلہ کا بیان 228
مغرب اور عشاء میں فاصلہ 229
دن کی مقدار اور وقت نماز 229
وقت نماز کب شروع ہوتا ہے 230
داڑھی منڈانے والے کی اذان کا حکم 230
داڑھی منڈے شاگرد کو درس سے نکالنا جائز ہے 231
داڑھی کتروانے والا مؤذن 231
علانیہ داڑھی منڈوانا 231
داڑھی منڈے کی اذان سے جماعت خلاف سنت 232
داڑھی منڈے کی اذان پر ایک عالم کو جواب 232

باب الصلوٰۃ

سجدے میں انگوٹھا ہلانا 234
نمازی کے سامنے شیشہ ہونا کیسا 234
سجدۂ سہو کے مسائل، وضو کے پانی سے تر رومال کو سر پر باندھنا 235
قضائے عمری کا طریقہ 235
مسائل سہو 235
اذان فجر سے قبل اشعار 236
فجر کی فوت شدہ سنت کب پڑھے 237
سجدے کی جگہ رومال رکھنا 237
رفع یدین منسوخ ہو گیا 237
رفع یدین منسوخ ہے 238
صلوٰۃ التسبیح کی جماعت 238
علم مولا کیا؟ کامل نماز کیا؟ 238
نماز میں رومال دونوں طرف لٹکانا مکروہ تحریمی 239
چین والی گھڑی میں نماز 240
مچھلی کی تصویر سامنے ہو تو نماز کا حکم 240

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سنت غیر مؤکدہ کا طریقہ 240
چلتے ٹرک میں نماز کیسی 241
عورت سجدے کیسے کرے؟ متوفی کا کوئی وارث نہ ہوتو 241
جائے نماز پر شبیہ کعبہ ہوتو نماز جائز ہے 242
وتر کی رکعت تین، رفع یدین منسوخ ہے 242
نفل کے مسائل 243
مسجد محلہ میں نماز کا حکم 243
عورت گھر میں نماز کس جگہ پڑھے 244
نماز میں پائنچہ پلٹنا، کپڑا گھرسنا، اڑسنا منع 246
مسائل قرأت، چندہ مسجد، قرآن خوانی کے بعد کھانا 246
سجدہ کی جگہ رومال رکھنا 247
عورت کو سجدہ میں انگلیاں کھڑی رکھنے پر خلیل ملت کا جواب 248
صلوٰۃ التسبیح کی جماعت 249
سجدہ سہو کا مقام 250
نماز میں انگوٹھا ہل جانا 250
تراویح میں سجدہ سہو، اعتکاف میں داڑھی منڈوانا، غسل کرنا 251
تراویح میں سجدۂ تلاوت 251
فرض میں تاخیر سے سجدۂ سہو لازم 251
سنت غیر مؤکدہ کے قعدۂ اولیٰ میں کہاں تک پڑھے، صلوٰۃ التسبیح کی جماعت، امام منبر پر کب بیٹھے 252
عورت نماز میں کس طرح بیٹھے، رات میں زوال، وتر کے بعد نفل کب پڑھے 253
چار نفل اور سنت غیر مؤکدہ کا مستحب طریقہ 254
رفع یدین منسوخ ہے 254
سجدہ کا طریقہ 255
نماز میں ٹخنے چھپ جانا 255
فجر اول وقت میں پڑھنا 256
معذور شخص صف میں کہاں بیٹھے 257
سجدہ سہو کب لازم، مرد کس رنگ کے کپڑے پہنیں 257
نماز میں پائنچہ پلٹنا، سجدہ سہو کب لازم ہے، دونوں پیروں میں کتنا فاصلہ ہو 258
سجدہ کرنے کا صحیح طریقہ 259
سنت غیر مؤکدہ کا ترک، معذور کون ہے 259
مسجد کی ٹوپی میں نماز پڑھنا 260
تصویریں لگی ہوں تو نماز کا حکم، کن مردوں سے پردہ ہے، عورتوں کا جماعت سے جمعہ اور عید پڑھنا 261
زراعت کی زمین وطن ہے یا نہیں؟ وطن اصلی کیا ہے؟ 261
قصر کی مسافت 262
قصر کے لئے مسلسل سفر شرط ہے 263
قصر کب کرے، غسل میں کلمہ پڑھنا 263

باب الامامة

مقتدی کے لئے آداب 265
لقمہ دینے کے لئے "السلام علیکم" نہ کہیں 266
مغرب میں فلق اور ناس کی قرأت 266
نماز کے بعد مصافحہ کرنا 267
صرف ٹوپی سے نماز 268
فرض نماز میں آیت سجدہ پڑھنا 269
امام نیت کس طرح باندھے 269

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بغیر عمامہ کے امامت، گھڑی میں چین کا حکم	269
قنوت نازلہ	270
صلوٰۃ التسبیح کی جماعت	270
جب لوگ کام میں ہوں تو تلاوت بلند آواز سے نہ ہو	271
جمعہ کے دو خطبوں کے درمیان کلام وتقریر	272
امام کتنی لمبی دعا کرے	272
نماز کے بعد اجتماعی دعا	273
اصلاح کے بعد، امامت جائز ہے	274
داڑھی اور بھنویں منڈوانے والا پیر	274
مسجد میں پلنگ پر سونا اور چائے بنانا	275
امام کی صفات	275
گھڑی میں چین کا مسئلہ	276
داڑھی منڈے اور انگریزی بال والے کی امامت	276
مقتدی کے سہو سے، سجدہ واجب نہیں ہے	277
امام نے اپنے [illegible] بدل ادا کیا، وہ گمراہ ہے	278
جہری نماز میں، قرأت جہر سے نہ کی تو دوبارہ پڑھیں	278
(مفتی محمود الوری صاحب کے مختصر جواب پر، مفصل جواب اور تصدیق)	
لقمہ کی وجہ سے سلام پھیر دیا، نماز گئی	279
چوری کے صرف الزام سے امامت پر اثر نہ پڑا	279
امامت کے لئے، دو مصلے ہونا	281
قرأت درست نہ ہو تو نماز کا حکم	281
امام پر جھوٹ یا چوری کا الزام ہو تو کیا حکم	282
سگریٹ پینے والے کی امامت	282
داڑھی ایک مشت اور حد شرع سے کم ہو تو امامت کا حکم	283
رشوت کے مرتکب کی امامت کا حکم	284
نابینا کی امامت کا حکم	285
عصر میں قرأت جہر سے، شروع کردی تو کیا کرے	285
گمشدہ چیز کا اعلان مسجد میں، عالم پر اعتراض	286
سیاہ خضاب، سجدے میں پیر کیسے رکھے، ہاتھ کب باندھے	286
سیّد امام کا زکوٰۃ لینا، سیاہ خضاب لگانا	288
امامت کی شرائط	288
امام کی داڑھی حد شرع سے کم ہے	289
جب لوگ نماز پڑھیں تو امام کا چہرہ ان کی طرف نہ ہو	289
قرأت کے احکام	289
فسق کے چند طریقے	290
پندرہ سال کا لڑکا امامت کرسکتا ہے	290
سولہ سالہ امام، استعمال شدہ ڈھیلے دوبارہ استعمال کرنا، امام کی نیت	291
نمازی، امام کا انتظار کتنی دیر کریں	292
ٹوپی اور تہبند میں امامت کرانا	292
قرأت میں ''ضاد'' کا حکم	293
امام کتنا اونچا کھڑا ہوسکتا ہے	293
امام کی وعدہ خلافی اور مکان پر قبضہ	293
داڑھی حد شرع سے کم ہو تو امامت کا حکم	294
سلام کے بارے میں بے ادبی کے الفاظ کا مرتکب	295
زائر حرمین کے لئے، حرمین میں نماز کا طریقہ	295
قصداً ض کو ظا پڑھنا	296
امامت کی شرائط	296
امام کے لئے، شرائط	296

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امام کے متعلق چند مسائل، مسجد کی دیواروں پر نقش و نگار، اولاد کے پیسے سے والدین کا حج، مستحق کو زکوٰۃ دیکر، مسجد میں دینے کی ترغیب دینا 297
بدکردار شخص کا ساتھ دینے والے امام کا حکم 298
داڑھی کتروانے والے حافظ کا حکم 299
سترہ سال کا حافظ نماز پڑھا سکتا ہے 300
امام کے لئے ضروری احکام 300
بدکردار بیوی کو گھر میں رکھنے والے کی امامت 301
خطبہ کی حالت میں امام سے بدکلامی پر حکم 302
والدین کے نافرمان کی امامت 303
الزام کی تحقیق ضروری ہے 303
امام سے متعلق چند احکام 304
صفات قبیحہ کا مرتکب امامت کا اہل نہیں 305
قرأت کی غلطیاں۔ مسجد کمیٹی میں کیسے افراد ہوں 305
تہمت لگانا کیسا فعل ہے؟ 306
وعدہ خلاف کی امامت 306
شبہ کی بنیاد پر فیصلہ کرنا 307
جھوٹے اور غبن کے مرتکب کی امامت 308
بلوغت کی عمر 309
امام پر الزامات اور جواب 309
تراویح کی اُجرت 313
امام کے لئے ضروری آداب 314
تراویح کب شروع ہوئی، سنت جمعہ، سنت مؤکدہ کی تصدیق، ایک فقہ پر عمل لازم، قرآن مکمل کتاب ہے، تقریر کا حکم 314
ٹی وی پروگرام میں شرکت، نماز میں کپڑے سمیٹنا، عینک کے ساتھ نماز 317
مسجد میں کب جانا ضروری ہے، جمعہ کے امام کی داڑھی حد شرع سے کم ہو 318
ہاتھ کٹے ہوئے کی امامت 319
سولہ سالہ حافظ کی امامت درست ہے 319
مسجد کی چھت پر کپڑے سکھانا 320
نماز میں قصداً غلطی کرنا 320
کیا شبینہ ناجائز ہے 321
امام کا منصب 322
وعدہ کے باوجود داڑھی حد شرع سے کم کرنا 322
ولا الظالین پڑھنے کا حکم 323
بدمذہب کی امامت کا حکم 323
امامت کی شرائط 324
رمضان میں حافظ کی اجرت یا نذرانہ 325
صرف الزام سے امامت پر اثر نہیں پڑتا 325
سودی رقم سے توبہ کا حکم 326
تراویح پڑھے مگر روزہ نہ رکھے، کیا حکم ہے 326
ولا الظالین کا حکم 327
امامت کے لئے شرائط 328
پورے سال داڑھی کتروانے والے کی امامت 328
کالا خضاب لگانا 329
امام کا نالی صاف کرنا 329
تراویح کا امام فرض پڑھا سکتا ہے 330
سیاہ خضاب کے امامت کی نمازوں کا دھرانا 331
جھوٹ بولنا فسق ہے 331
امام پر مختلف اعتراضات اوران کا شرعی حکم 331

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امام پر الزامات ثابت ہوں تو، توبہ کرائیں	333
امام پر جھوٹ الزام لگانے سے وہ جھوٹا نہ ہوگا	334
داڑھی منڈے کی امامت مکروہ تحریمی ہے	335
سیاہ خضاب لگانے والے کی امامت گناہ	336
امام کا مسجد کے درمیان میں ہونا سنت متوارثہ ہے	336
وہابی خود کو سنی کہے تو امامت ناجائز ہے	337
صحیح العقیدہ امام کے درس کے وقت شور کرنا شر ہے	337
جو ٹی وی کے سب پروگرام جائز سمجھے اس کی امامت مکروہ	338
''شبینہ کے برکات وثمرات'' پر فتویٰ	
بالغ لڑکا امامت کرسکتا ہے، جمعہ کی اذان، لاؤڈ	338
اسپیکر، عمامہ کتنا ہو؟	340
امام کے اعمال واقوال میں فسق ہو تو امامت مکروہ ہے	341
دفتر میں دیوبندی امام ہو تو کیا کریں	341
بدکردار بیٹے سے لاتعلق ہونا امام کو ضروری ہے	342
دانت نہ ہونے سے تلفظ میں غلطی والے کی امامت	342
اسپیکر پر نماز کیسے پڑھیں	343
لاؤڈ اسپیکر کے مسئلہ پر اجلہ علماء کے فتاویٰ کا خلاصہ	344
تصدیق بر فتویٰ (لاؤڈ اسپیکر)	346
امام کا کتنا انتظار کیا جائے	348
فاسق معلن کسے کہتے ہیں	348
پندرہ سال کا لڑکا بالغ ہے	350
جاہل کو امام نہ بنائیں	350
صرف جمعہ پڑھائے اور پنجوقتہ نماز نہ پڑھے تو فاسق ہے	351
امام ہی اقامت کہے تو کیا حکم ہے	352
مقرر امام کی اجازت کے بغیر دوسرے کی امامت	353
امام کا کذب، خیانت، بدکلامی ثابت ہو تو امام نہ بنائیں	353
دفاع میں قتل کرنے والے کی امامت	354
امام کی تنخواہ، اجرت یا صلہ	355
امام کا صدقہ خیرات لینا	356
سیاہ خضاب کا حکم	356
امامت کرنا اور غیر شرعی کام پر بیعت	357
امامت کی شرائط، مسجد میں امام کا رہنا، کلمہ پڑھ کر خلاف بات کرنا	357
وقت مقرر گزار کر امامت کرنا	357
مسئلہ طلاق، امام کی بیوی کا بازار جانا	358
داڑھی کترا امام فاسق ہے	359
امام کا اپنے گھر میں، گانے سے منع کرنا	360
فاسق معلن کو امام بنانا گناہ ہے	361
محراب میں شیشہ کا کام، کپڑا ٹخنوں سے نیچا ہونا	361
بیٹے کے فعل سے باپ کی امامت پر اثر نہ آئیگا	362
فرض، جماعت سے نہ پڑھنے والا	362
تراویح کا امام، تحقیق کر کے رکھیں	363
داڑھی حد شرع سے کم والے کی امامت مکروہ تحریمی	363
حافظ قاری کی داڑھی شرع کی حد سے کم ہو تو امامت	364
داڑھی منڈوانے والے کا حکم	365
داڑھی میں افسر کا حکم، نماز سے روکنے والا کیسا	365
امام کیسا ہو؟	366
داڑھی کی حد کہاں سے؟ نماز میں چین والی گھڑی، پائنچے گھرسنا، انگوٹھی کیسی ہو؟	366

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک بار داڑھی چھوٹی کرنا 367
داڑھی سنت مؤکدہ 367
داڑھی سنت کریمہ ہے 368
فاسق فی العقیدہ، بدمذہب کی امامت 369
داڑھی منڈے کی امامت 369
رومال باندھ کر نماز پڑھانا، داڑھی منڈے کی امامت 370
داڑھی منڈے کی اذان مکروہ تحریمی 370
داڑھی کی مقدار 371
فتاویٰ رضویہ سے امام کی شرائط 371
داڑھی کی شرعی حد 373

باب القراۃ

نماز میں سہواً خلاف ترتیب پڑھنا 374
فصل کے ساتھ، نُ ھُدِ پڑھنا 374
قرأت میں معنی فاسد ہوں تو سجدہ سہو لازم ہے 375
لقمہ سے سجدہ سہو لازم نہیں 375
مقتدی کو سورہ فاتحہ پڑھنا منع ہے 376
خطبہ میں سیدنا صدیق اکبر کے والد کا نام نہ آنا، قرأت کی غلطی 376
مقتدی کا سورۃ فاتحہ پڑھنا اور بلند آواز سے آمین کہنا 377
ض اور ظ کا مخرج الگ ہے 378
ض کی جگہ قصداً ظ اور دُواد پڑھنا حرام 379
ضاد کی جگہ ظا یا ذواد پڑھنا 379
آیت میں وقف کس طرح کریں 380
بڑی آیت کا آدھا پڑھنا جائز ہے 380
اَحَدُ ن اللّٰہ الصمد پڑھنا 381
آیت کا کچھ حصہ رہ گیا، معنی فاسد نہ ہوئے، تو نماز ہوگئی 381
مقتدی کے لقمہ پر پوری الحمد پڑھی تو سجدہ سہو کافی نہیں 381
الفاظ ٹوٹ کر معنی مہمل ہوں تو نماز باطل ہے 382
وقف لازم رہ جائے تب بھی نماز صحیح ہے 382

باب الدعاء

آداب دُعا 384
دُعا میں ہمیشہ آیت درود پڑھنا کیسا ہے 385
اذان سے پہلے درود و سلام، انگوٹھے چومنا 386
ہر شخص مبلغ نہیں، مقررہ امام نماز پڑھائے 387

ذکر بعد نماز

مسجد میں حلقہ ذکر 388
وقت نماز ذکر کرنا 389
نماز کے بعد، ذکر بالجہر 390
ذکر 390
ذکر بالجہر 392

باب الجمعہ و العیدین

جمعہ کہاں قائم ہوتا ہے 393
جمعہ کہاں قائم ہوگا؟ 393
جمعہ میں صلوٰۃ وسلام 394
جمعہ کے بعد ظہر پڑھنا 394
ذکر بالجہر، سلام بلند آواز سے پڑھنا 395
عید کی نماز میں اختلاف 396
پہاڑوں اور باغوں میں جمعہ 396
جمعہ کی شرائط، ذمی اور حربی کون، ہندو مستری کا مسجد بنانا، مفتی کسے کہتے ہیں، نکاح کی شرط 397

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جمعہ وعیدین میں سجدہ سہو کب معاف ہے 399

جمعہ کی جماعت قلیل میں سجدہ سہو لازم ہے 399

جمعہ کا قیام 400

گاؤں سے بغداد شہر میں جا کر جمعہ پڑھنا جائز 400

مزارات پر روشنی، سامان مسجد کرایہ پر، ایصال ثواب، جمعہ کے بعد ظہر، چاند کا اعلان 402

عیدین میں تکبیرات بھولنے پر سجدہ سہو ہے، مگر جماعت کثیرہ ہو تو معاف ہے 404

عیدین کی تکبیرات بھول گیا تو کیا کرے 405

جمعہ میں صرف دو فرض نہیں ہیں 406

جمعہ کے بعد چھ رکعت سنت مؤکدہ ہیں 407

قواعد وضوابط اور نماز جمعہ 408

جمعہ کا قیام 409

عید و جمعہ کا شوق 410

لاؤڈ اسپیکر پر نماز 410

نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال 412

درس کے اوقات 413

دیہات میں جمعہ ناجائز ہے 413

جمعہ قدیم سے شروع ہو تو بند نہ کیا جائے 414

جمعہ کی رکعتیں چودہ ہیں 415

جمعہ کن حالات میں قائم ہو، شہر کی حد کے اختتام پر عید کی نماز سے پہلے قربانی 415

مسجد محلہ چھوڑ کر جمعہ کے لئے جامع مسجد میں جانے سے مسجد ویران نہ ہوگی 416

نماز میں وضو جائے تو امام کیا کرے 417

بس اسٹاپ پر جمعہ، چالیس گھر ہوں تو بھی جمعہ نہیں 417

گاؤں میں قربانی عید کی نماز سے پہلے جائز ہے 418

گاؤں میں عید کی نماز 419

کتاب الاموات

باب الجنائز

فاتحہ سوئم میں دعوت کیسی؟ 420

جنازہ میں قوالی کی وصیت، نماز روزہ کا منکر مرتکب کفر 420

میت کو غسل دینا 421

شارع پر جنازہ، اور جوتا پہن کر جنازہ پڑھنا، بیوی کی ممانی سے نکاح 422

قبر پر اذان 422

نماز جنازہ کے بعد دعا 423

قبر بنانے کے دو طریقے 423

تدفین کے بعد قبرستان میں خیرات کرنا 424

میت کو قرآن کریم ہاتھ میں اٹھا کر بخشنا 424

فرض نماز کے بعد جنازہ کب پڑھیں 424

میت کو غسل دینے والا امام ہو سکتا ہے 425

قبروں پر مکان بنانا 425

قبر کو برابر کر کے اس پر نماز ناجائز ہے 426

دفن کے بعد میت کو دوسری جگہ منتقل کرنا 426

رشوت خور کی نماز جنازہ 427

میت کو نہلانے کی اجرت لینا 428

زیارت کا طریقہ 429

مسجد میں نماز جنازہ مکروہ تحریمی ہے 429

عورتوں کا قبرستان جانا 430

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے 430

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"ہمارا اسلام" کے درسوں کے حوالے 430
حضور کی نماز جنازہ کیسے ہوئی 431
قبر پر سوالات کہاں ہوں گے 432
نماز جنازہ پڑھنے سے وضو نہیں جاتا 432
امام پر نماز جنازہ پڑھانا لازم نہیں ہے 433
میت کو دوسری جگہ دفن کرنا 433
قبر میں شیطان کا گھسنا اور اذان سن کر بھاگنا 434
میت کی فاتحہ میں ضیافت کا اہتمام 434
"سنی بہشتی زیور" کے بعض مسائل کی وضاحت 436
قبرستان میں گھس کر جنازہ پڑھنا 437
داڑھی منڈوانا، کتروانا، سیاہ خضاب لگانا، جنازہ لیکر چلنے میں میت کے پیر کدھر ہوں، عورتوں کا پیر کے ہاتھ پاؤں چومنا، نماز کے اعلان کو ڈھول بجانا 438

کتاب الزکوٰۃ

باب الزکوٰۃ

رفاہی اداروں کا زکوٰۃ جمع کر کے خرچ کرنا 440
قرض میں دیا ہوا مال، فوری زکوٰۃ واجب نہیں کرتا 442
مدارس میں زکوٰۃ کس طرح خرچ کی جائے 443
مریض کے انتقال کے بعد اس کے لئے جمع شدہ مال کا مصرف 443
زکوٰۃ جمع کر کے صرف برادری میں تقسیم کرنا کیسا؟ 444
کن مدارس کو زکوٰۃ دی جائے 446
صاحب زکوٰۃ کے بچے جہاں پڑھتے ہوں وہاں زکوٰۃ کا حکم 446
تنظیم کے لئے زکوٰۃ و چرم وصول کرنا کیسا 447
جائز کام پر حلف، تنظیم کا زکوٰۃ اور چرم وصول کرنا 448
جو مؤذن ہر طرح کا مال وصول کرے اس کی امامت! 449
زکوٰۃ میں تملیک کا طریقہ 450
زکوٰۃ واجب ہونے کی شرطیں 451
تقسیم انعام کی تقریب پر زکوٰۃ خرچ کرنا 451
زکوٰۃ سے اسپتال بنانا کیسا 452
حجام کی کمائی سے حج و زکوٰۃ؟ 452
غلّہ کا عشر کیسے اور کس کو دیا جائے 453
زکوٰۃ کہاں کہاں خرچ کر سکتے ہیں 453
مسجد کی دوکانوں پر زکوٰۃ سے مدرسے کی تعمیر 454
غیر مستحق زکوٰۃ کھائے تو کیا حکم ہے 455
زکوٰۃ سے بڑے اسپتال کی تعمیر 455
زکوٰۃ سے مکان تعمیر کر کے دینا 456
زکوٰۃ سے تنخواہ لینا کیسا ہے؟ 457
بھائی کی اولاد کو زکوٰۃ کس طرح دیں 458
زکوٰۃ سے مدرسہ بنانا، اذان سے پہلے سلام، فاتحہ کے وقت کھانا پینا سامنے ہونا 458
زکوٰۃ کے مصارف زیادہ ہوں اور رقم کم تو قرض سے پورا کرنا 460
زکوٰۃ کے شرعی معنی 461
زکوٰۃ قمری سال سے ہے، عورت فرض روزہ کب چھوڑے؟ 462
زکوٰۃ سے مدرسہ کی زمین خریدنا 463
زکوٰۃ کا مصرف 464
زکوٰۃ دینے کی شرط 464
مسجد میں زکوٰۃ لگانا منع ہے 464
امام کو زکوٰۃ دینا، امامت کا حق دار کون؟ 465

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سونااورنقدی مل کرنصاب پرزکوٰۃ فرض ہے 466
زکوٰۃ سے رفاہی کام کرنا،زکوٰۃ سے مقدمہ کاقرض چکانا 466
مقدمہ کاقرض چکانے کیلئے زکوٰۃ لینا،مصارفِ زکوٰۃ 467
مسجد میں زکوٰۃ نہیں لگاسکتے 468
غریب سید صاحب کوزکوٰۃ دینے کاحیلہ 468
سید بھی سید کوزکوٰۃ نہیں دے گا 469
مدارس میں زکوٰۃ صرف کرنے کاطریقہ 469
زکوٰۃ کی رقم سے مدرسہ کی تعمیر 470
جن مدارس میں مسافرطلبہ ہوں وہاں زکوٰۃ دیں 470
سادات کونسے حضرات ہیں 471
دس درھم کاآج کاوزن کیاہے 472
مونچھیں منڈوانا کیسا، بنک کے سود کو کہاں خرچ کریں 472
مستحق زکوٰۃ،زکوٰۃ لیکرسید کودے سکتاہے 473
زکوٰۃ نہیں دی اورحج کوجارہاہے،کیاکرے؟ 473
مقروض امام کازکوٰۃ لینا 474
زکوٰۃ کب فرض ہوتی ہے 474
رشوت میں زکوٰۃ دے،صدقہ کس طرح کادے 475
امدادی فنڈاوراس پرزکوٰۃ کون دے 476
زکوٰۃ کے وجوب کے لئے قرض سے مال فارغ ہوناضروری ہے 477
بدمذہب کوزکوٰۃ دیناحرام ہے 477
مدرسہ میں زکوٰۃ کااستعمال 478
زکوٰۃ کے مال سے کتابیں چھاپنا 479
خیرات کی رقم کامصرف 479
مقروض کوزکوٰۃ دے کرجبراًقرض واپس لے 479
جوصاحب نصاب نہ ہواس پرفطرہ نہیں ہے 480
زکوٰۃ کاحیلہ شرعیہ،بھائی بہن کوزکوٰۃ دینا 480
مدرسہ کی تعمیر میں زکوٰۃ لینا کیساہے؟ 481
امام بنک سے سودلے توکیاحکم ہے 482
مدرسہ کی تعمیر میں زکوٰۃ وکھال لگانا 482
جس مدرسہ میں مسافرطلبہ نہ ہوں وہاں زکوٰۃ دینا 483
مقروض زکوٰۃ کب لے سکتاہے 483
زکوٰۃ سے فلاح وبہبودفنڈقائم کرنا؟ 484
زکوٰۃ اورچرم قربانی سے مدرسہ کی تعمیر 485
صدقہ کی مرغی پھینکنا،اسراف ہے 486
زکوٰۃ کی رقم قرض دینا،اس سے مدرسہ کھولنا 486
زکوٰۃ قرض پردینا،اوراسپرنفع لینا 488
مکان کے کرایہ پرزکوٰۃ 489
مدرسہ میں زکوٰۃ دینے کاحکم 489
زکوٰۃ فرض ہونے کی شرط 490
مالک نصاب ہونے کی شرط 490
حیلوں بہانوں سے غیرمصارف میں زکوٰۃ کاخرچ 491
زکوٰۃ سے مدرسہ کی تعمیر 492
کرایہ پرزکوٰۃ کب ہے 492
زکوٰۃ دینے میں نیت کافی ہے 492
مسجد میں زکوٰۃ لگانامنع ہے 493
مدرسہ میں مال زکوٰۃ،مہتمم کوبتاکردیں 493
زکوٰۃ سے تنخواہ جائزنہیں 494
سودکی رقم لے کردوسرے کودینا 494
صدقہ کس طرح دے،کسی کے دروازے میں

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جھانکنا، قبرستان میں جوتے پہن کر جانا 494
صدقہ کا گوشت فروخت کرنا کیسا؟ 495
کیا مجبور شخص زکوٰۃ لے سکتا ہے؟ 496
زکوٰۃ وفطرہ کی رقوم سے لائبریری چلانا 496
بڑے کام کے لئے زکوٰۃ روک کے رکھنا، حیلہ کا معنی 497
زکوٰۃ کی رقم سے علاج فنڈ قائم کرنا 500
زکوٰۃ کے مال سے متوفی سید کا قرض ادا کرنا 501

باب الصیام

روزہ میں انجکشن کا حکم 503
شوگر کے مریض کے لئے روزہ کا مسئلہ 504
سحری اور افطار کے وقت میں احتیاط 504
استحاضہ (سیلان الرحم) والی کا روزہ 505
روزہ میں طاقت کے انجکشن لگوانا 505
نفلی روزہ توڑنا کب جائز ہے؟ 506
بغیر روزہ کے اعتکاف 506
شوگر کا مریض روزہ کب رکھے 507
رمضان کا روزہ توڑنے پر کفارہ کب لازم؟ 507
سعودیہ کی عید کے بعد پاکستان آیا یہاں روزہ ہو تو روزہ رکھے 508

باب الحج

مال حرام سے حج کو جانا کیسا؟ 510
حج فرض ہو تو اولاد کی شادی مانع نہیں 511
بغیر محرم یا شوہر کے عورت کو حج نہ جائے 511
جس نے حج نہ کیا ہو وہ حج بدل کر سکتا ہے 512
عمرہ کرنے سے حج فرض نہیں ہوتا 512
بیٹی کی شادی، حج فرض سے نہیں روکے گی 513
بغیر احرام میقات سے گزر جانا 513
جبراً چندہ نہ کیا ہو تو چندہ سے حج جائز ہے 514
اولاد پر حج فرض ہو، والدین پر نہ ہو تو اولاد حج کرے 515
حج بدل کے لئے کس کو بھیجا جائے 515
فارم بھرنے کے بعد شوہر کا انتقال ہو گیا ہوا تو محرم کے بغیر حج ساقط ہے 516
والدہ کی جانب سے حج بدل کر سکتا ہے 516
عمرہ کرنے سے حج فرض نہیں ہوجاتا 516
جو عورت عدت میں ہو، حج کو نہ جائے 517
حج فنڈ سے، حج کی شرط 517
حج کے محارم کی تفصیل، حج بدل کون کرے 518
عوت عدت موت میں ہو تو حج کو نہ جائے 519
عورت کے لئے محرم کب شرط ہے 519
حج فرض ہوا اور نہ کیا تو مواخذہ ہے 519
محرم کے اخراجات نہ ہوں تو بھی محرم ضروری ہے 520
چندہ کر کے قرعہ اندازی کے ذریعہ حج کو بھیجنا 521
عمرہ وحج پر، عورت کے ساتھ محرم یا شوہر لازم ہے 521
حج بدل پر کیسا شخص جا سکتا ہے 522
حج پر جانے کیلئے والدین سے اجازت لینا واجب ہے 522
حج کی قربانی سے پہلے ناخن یا بال کٹوانا 523

کتاب النکاح و الطلاق (حصہ اول)

باب الکفو

کفو کا بیان 524
اولاد کے نکاح کے بارے میں باپ کی وصیت 526
غیر سید کا سید سے نکاح 527
بالغہ کو اپنے نکاح کا اختیار ہے 528

http://t.me/Tehqiqat
Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نکاح کے بارے میں ماں کی وصیت 528
کفو کے شرعی معنی 528
کفو میں نکاح کی وجہ سے حقہ پانی بند کرنا 529
سید اور غیر سید کون 529
بلوغت کی عمر اور کفو 530
کفو میں بالغہ خود نکاح کر سکتی ہے 531
بالغہ منکوحہ کا دوسری جگہ نکاح کرنا 532
باپ کا کیا نکاح لازم ہے 532
سید سے نکاح اور مولانا محمد عمر اچھروی پر اعتراض 533
بالغہ پر ولایت جبریہ کسی کو نہیں 533
نکاح کے بعد شوہر کا چلن خراب ہونا 534
زبردستی نکاح 534
کفو میں نکاح صحیح ہونے کی ایک صورت 535
کورٹ سے اجازت لے کر نکاح 536
دوسرے نکاح کی اجازت 537

باب المحارم

استاد کا اپنی شاگرد سے نکاح 539
سوتیلی بھانجی سے نکاح 539
پہلی بیوی کی اولاد سے، دوسری بیوی کی پہلی اولاد کا نکاح 539
دو بہنوں کا ایک ساتھ نکاح میں ہونا، سالی کو گھر میں رکھنا 540
گمشدہ شوہر کی بیوی سے نکاح 541
دو بہنوں کو ایک ساتھ نکاح میں جمع کرنے والا 541
بیوی کی حقیقی بھائی کی نواسی سے نکاح حرام 542
نکاح کے بعد بیویوں کا بدل جانا 543
پھوپھی بھتیجی کا ایک ساتھ نکاح میں رکھنا 543
دو بہنوں کا ایک ساتھ نکاح میں ہونا 544
موطوءہ عورت کی بیٹی سے نکاح حرام 544
بیوی کی پہلی اولاد کا، دوسری بیوی کی سابقہ اولاد سے نکاح 545
نکاح کے بعد رخصتی نہ ہوئی اور دوسری جگہ نکاح کر لیا 545
مرد نے بلوغت کے بعد بچپن کے نکاح سے انکار کر دیا، عورت غیر مدخولہ نے دوسرا نکاح کر لیا، اس کی بیٹی سے سابق شوہر کے بھائیوں کا نکاح جائز 746
گمشدہ شوہر کی بیوی نے دوسرا نکاح کر لیا، تو پہلا شوہر آ گیا 547
نکاح پر نکاح میں شرکت کرنے والے 548
نکاح پر نکاح میں شرکا کے لئے تین احکام 548
بیوی کے ہوتے، سالی سے نکاح 549
دو بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرنا 550
بیوی کے ہوتے، سالے کی سگی نواسی سے نکاح 551
تایا کی نواسی سے نکاح 551
تایا زاد بھائی کی بیٹی سے نکاح 551
جانتے بوجھتے دو بہنوں کو ایک کے نکاح میں دینا 552
کیا دوسری شادی کے لئے کوئی شرط ہے 553
مطلقہ نے عدت میں نکاح ثانی کیا تو نکاح نہ ہوا 554
زانیہ کی بیٹی سے نکاح حرام ہے 554
سوتیلی بھانجی سے نکاح جائز ہے 555
عورت اور اس کی رضائی بہن کو نکاح میں جمع کرنا حرام 555
چچا زاد بہن کی بھانجی سے نکاح جائز ہے 556

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سوتیلی ماں کی بیٹی سے نکاح جائز ہے	557
رضاعی بھائی کی حقیقی بہن سے نکاح جائز ہے	557
پردہ کے مسئلہ میں بہنوئی اجنبی کی طرح ہے	557
رشتے کی بھتیجی سے نکاح جائز ہے	558
سوتیلی بیٹی، بھاوج کی بیٹی سے مرد کے بیٹے کا نکاح جائز	559
منکوحہ عورت کا غیر سے نکاح حرام	559
محرمات سے نکاح کو جائز قرار دینے والے کا حکم	560
پوتی اور سوتیلی دادی کو ایک نکاح میں جمع کرنا حرام	560
اخیافی (ماں شریک) بھائی بہن کا نکاح حرام	561
منہ بولی بہن سے نکاح جائز ہے	562
سالی سے زنا کا اثر نکاح پر، مردہ بیوی کو دیکھنا ہاتھ لگانا، گمشدہ شوہر، لاوارث مردہ عورت، حاملہ سے مباشرت	563
دوسگی بہنوں کو ایک ساتھ نکاح میں جمع کرنا	565
تایازاد بھانجی سے نکاح جائز	565
بیوی کے مرنے کے بعد، اس کی بہن، بھانجی، بھانجی کی بیٹی سے نکاح	565
منکوحہ کا دوسرے سے نکاح خالص زنا ہے	565
پھوپھی بھتیجی سے ایک ساتھ نکاح حرام	566
سوتیلی بھانجی سے (ماموں کا) نکاح	567
دو چچاؤں کی دو بیٹیوں سے نکاح، رشتے کے ماموں سے نکاح	567
خالہ بھانجی اور نانی نواسی کو ایک نکاح میں رکھنا حرام	568
پہلے شوہر کی بیٹی کا نکاح، دوسرے شوہر کے بھائی سے ناجائز	568
مغلظہ مطلقہ سے عدت میں نکاح حرام	569
بیوی کو طلاق دی تو سالی سے بعد عدت نکاح جائز مگر یہ مرد پہلی بیوی سے مطلق دور رہے	569
باپ کی دوسری بیوی کی بہن سے نکاح جائز	570
زانی کی اولاد کا نکاح زانیہ کی اولاد سے جائز	570
زانی کا نکاح زانیہ سے جائز، صحبت بھی جائز	571
ماموں بھانجے کے نکاح میں دوسگی بہن ہیں، تو ایک مرد کی اولاد کا نکاح دوسرے مرد سے جائز ہے	
ماموں زاد بھائی کی بیٹی سے نکاح جائز	572
حقیقی اور سوتیلے بھائی بہن ایک حکم میں ہیں	572
باپ کے چچا کی دوسری بیوی کی لڑکی سے نکاح	573
خالہ بھانجی کو ایک ساتھ نکاح میں جمع کرنا	573
کیا شوہر اور بچے کی موجودگی میں دوسرا نکاح شرعی ہے	574
سالی کے ساتھ نکاح اور صحبت کا حکم	575
سوتیلے بچوں کے آپس میں نکاح، دوسری بیوی کے پہلے بیٹے کی بیوہ سے نکاح	576
سسر نے بہو سے حرام کیا، شوہر مانتا ہے تو بیوی حرام	577
کسی عورت کو خون دیا، وہ مرد کی بہن نہیں بن گئی	577
باب الرضاعت	
رضاعی ماموں سے نکاح کا حکم	578
رضاعت کے لئے گواہی	578
رضاعی بھتیجی سے نکاح کا حکم	579
جس عورت کا دودھ پیا اس کی اولاد سے نکاح حرام	579
رضاعی بھائی بہن سے نکاح	580
ناک میں دودھ ٹپکانے پر رضاعت کا حکم	580
سن ایاس میں عورت نے دودھ پلایا	581

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رضاعی خالہ بھانجے کے نکاح کا حکم 581
دودھ اگر جوف میں نہ گیا تو رضاعت نہیں ہے 582
نانی کا دودھ پیا ہو تو خالہ زاد بہن سے نکاح 583
مدت رضاعت کے بعد دودھ پیا تو حرمت نہیں 583
ماں الگ الگ ہو تو رضاعت نہیں 584
جو نسب سے حرام، رضاعت سے بھی حرام 584
مدت کے بعد، دودھ پینے سے رضاعت ثابت نہیں 585
رضاعی بہن بھائی کے نکاح کا حکم 585
دادی کا دودھ پیا تو پھوپھی زاد سے نکاح حرام 586
نانی کا دودھ پیا تو خالہ زاد بہن حرام ہے 586
اگر غلطی سے رضاعی بہن بھائی کا نکاح ہو گیا تو حکم 587
ثبوت کے لئے خواب دلیل شرعی نہیں 588
چچی کا دودھ پیا تو چچا زاد سے نکاح حرام 588
رضاعی بہن بھائی کا نکاح، سحری کے بعد ماہواری آنا، نومسلم کو فطرہ دینا 589
رضاعی ہمشیرہ کا نکاح رضاعی بھائی سے حرام 589
بیوی کا دودھ پیا تو نکاح نہ گیا 590
سوتیلی ماں کے بیٹے سے نکاح 590
پھوپھی کا دودھ پیا تو پھوپھی زاد سے نکاح حرام 590
دودھ کم پیا یا زیادہ، حرمت ثابت ہے 591
رضاعت کے ثبوت کے لئے، گواہی 592
رضاعت میں صرف عورتوں کی گواہی 592
شریعت کے خلاف، نکاح کا وبال 593
دو، دودھ شریک بہنوں کو ایک نکاح میں لانا، زنا ہے 593
دو رضاعی بہنوں کا ایک نکاح میں ہونا 594
مُردہ عورت، کے دودھ سے بھی رضاعت ثابت ہے 595
دودھ کم پیا یا زیادہ رضاعت ثابت ہو گئی 595
حقیقی بھائی کی رضاعی بہن سے نکاح جائز 598
حرمت کی کوئی اور وجہ نہ ہو تو نکاح ہو سکتا ہے 598
دودھ پلانے میں کئی سال کا فاصلہ ہو تو بھی حرمت ثابت 599

باب المصاہرت

بیٹے کی بیوی سے نکاح حرام ہے 600
اگر ہاتھ لگاتے وقت شہوت تھی تو حرمت ثابت ہے 600
ساس سے معاذ اللہ زنا کیا تو بیوی ہمیشہ کو حرام ہو گئی 601
شہوت سے ساس کو ہاتھ لگایا تو بیوی حرام ہو گئی 601
بہو سے زنا کیا تو وہ اپنے شوہر پر حرام ہو گئی 602
سالی سے معاذ اللہ برائی کی تو بیوی حرام نہ ہوئی 602
جس عورت سے معاذ اللہ زنا کیا، اس کی بیٹی سے شادی حرام 603
زنا سے حاملہ لڑکی، کی شادی کا مسئلہ 604
زنا کا حمل ہو تو نکاح کا حکم 605
ساس کو شہوت سے ہاتھ لگانے سے بیوی حرام 605
ساس سے زنا کیا تو بیوی حرام ہے 605
ساس کے ساتھ زنا سے بیوی اور ساس دونوں حرام ہیں 606
زانی کا نکاح، زانیہ کی لڑکی سے کیسا؟ رد غیر مقلدین 606
محض عورت کا بیان مصاہرت کے لئے کافی نہیں 608
زوجہ کا دودھ غلطی میں حلق سے نیچے گیا تو حرمت ثابت نہیں 609
تنہا عورت کے بیان سے زنا ثابت نہیں 609
بیوی کا دودھ اگر حلق میں چلا گیا، تو حرمت نہیں 610
شہوت سے ساس کو ہاتھ لگایا تو بیوی کا حکم 610

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انتساب!

اس ذات مقدس،

صدر نشینان بزم عزّ و جاہ کے نام!

جن کے قبہ اطہر اور گنبد انور کی رفعتیں، عرش سے ملتی ہیں۔

جن کو، رب تبارک و تعالیٰ نے، محامد جمیلہ، محاسن جلیلہ، اخلاق حسنہ، فضائل محمودہ سے نوازا، سرِ اقدس پر، محبوبیت کبریٰ کا تاج رکھا، جن کو خلافت عظمیٰ کا خلعت والا مرتبت پہنایا، جن کے طفیل ساری کائنات کو بنایا۔ جن کے فیض و برکات کا دروازہ تمام ماسوی اللہ کو دکھایا۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وعترتہ وعلماء ملتہ وبارک وسلم

وہ جو مسند رحمۃ للعالمین کے امین قرار پائے، جنہوں نے اپنی رحمت کاملہ سے، محدثین، ائمہ، فقہاء کے قلم دان کی روشنائی کو قیامت کے دن، شہیدوں کے لہو کے ساتھ وزن کئے جانے کا مژدہ سنایا!

http://t.me/tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

یَـــــارَبْ جل جلالہ

تو ہی ذواقتدار ہے یارب
صاحب اختیار ہے یارب

تو ہے سب کائنات کا مولیٰ
مالک و کردگار ہے یارب

بخشتا ہے گناہگاروں کو
تو ہی آمرزگار ہے یارب

ہے خلیلؔ حزیں بھی بندہ تیرا
گرچہ بدنام و خوار ہے یارب

ہے سزا وار ہر سزا کا مگر
تیرا اُمیدوار ہے یارب

ہے سراپا گناہوں میں غرقاب
ہاں مگر شرمسار ہے یارب

اب تو ہو لطف اپنے بندے پر
مشکلوں سے دوچار ہے یارب

نام کی بھی نہیں کوئی نیکی
ہاں گناہوں کا بار ہے یارب

معترف دل سے ہے خطاؤں کا
آنکھ بھی اشکبار ہے یارب

اک سہارا ترے حبیب کا ہے
اک وہی غمگسار ہے یارب

ان کے صدقہ میں سُن مری فریاد
تو بڑا ذی وقار ہے یارب

خوش سے خوش تر ہے اب خلیلؔ حزیںؔ
کہ تو آمرزگار ہے یارب

(از: علامہ مفتی محمد خلیل خاں خلیلؔ قادری برکاتی علیہ الرحمۃ)

ے اصل شعر حضرت نے یوں لکھا۔

بد سے بد تر ہے گو خلیلؔ حزیں
تو تو آمرزگار ہے یارب

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نعت و استغاثہ بدرگاہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اغثنی یا رسول اللہ

زسرتا پا خطا کارم اغثنی یارسول اللہ
گناہگارم گناہگارم اغثنی یارسول اللہ

شکستہ پاشکستہ بال و پر خاطر پرا گندہ
زحالِ زار بیزارم اغثنی یارسول اللہ

خدارا سوئے من بنگر بنہ دستِ کرم برسر
کہ بردوشِ زمیں بارم اغثنی یارسول اللہ

تہی دست و تہی داماں گدایم بے سر و ساماں
ذلیل و رسوا و خوارم اغثنی یارسول اللہ

بلطفت شادیٔ مرگم بخاکِ طیبہ کن مولیٰ
بانجاے رسَد کارم اغثنی یارسول اللہ

نہ زادراہ می دارم، نہ منزل راشنا سایم
پریشانم پئے کارم اغثنی یارسول اللہ

بہر رنگے گناہگارم، بہر موئے سیہ کارم
بہر لطف تو حقدارم اغثنی یارسول اللہ

توئی مولیٰ توئی ملجا توئی ماویٰ توئی منجا
توئی یاور توئی یارم اغثنی یارسول اللہ

غریق بحر عصیاں شد، متاع عز ونا موسم
سراپا ننگِ ابرارم اغثنی یارسول اللہ

تو خود احوالِ مابیچارگاں را خوب تردانی
چہ پیشت مدعا آرم اغثنی یارسول اللہ

خلیلؔ قادریم رد مکن دستِ سوالم را
تُرا از تو طلبگارم اغثنی یارسول اللہ

(از: علامہ مفتی محمد خلیل خاں خلیلؔ قادری علیہ الرحمۃ)

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

منقبت در شان حضرت خلیل ملّت

مفتی محمد خلیل خاں مارہروی برکاتی علیہ الرحمتہ والرضوان

جن کو ہے تم سے نسبت حضرت خلیل ملت
قسمت ہے ان کی راحت حضرت خلیل ملت

خورشید اہلسنت، حضرت خلیل ملت
ہر جا حریف ظلمت، حضرت خلیل ملت

وہ راہِ معرفت ہو یا ہو رہِ شریعت
کی آپ نے امامت، حضرت خلیل ملت

مہکے جو سندھ میں ہیں، رضوی گلاب ان میں
ہے آپ سے طراوت، حضرت خلیل ملت

روشن ہیں دیں کی شمعیں، چلتن کی وادیوں میں
کیا خوب ہے کرامت حضرت خلیل ملت

علماء کی انجمن میں، ہر محفل سخن میں
ہے آپ کی سیادت حضرت خلیل ملت

مشکل تھے جو مسائل لمحوں میں حل کئے ہیں
اللہ رے وہ ذکاوت حضرت خلیل ملت

بیٹھا ہوا ہے سکہ ان کے قلم کا ہر جا
دریائے علم و حکمت حضرت خلیل ملت

تصویر یاس و غم ہیں محراب اور منبر
اے نازش خطابت حضرت خلیل ملت

حسن ازل کے جلوے پھر بے حجاب دیکھوں
پھر آئے ایسی ساعت حضرت خلیل ملت

حافظ سخن کے موتی جو یوں لٹا رہا ہے
ہے آپ کی عنایت حضرت خلیل ملت

(از: مفتی احمد میاں حافظ البرکاتی، مرتب فتاوی خلیلیہ)

https://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قطعہ تاریخ فتاویٰ خلیلیہ

از: جناب افتخار احمد انجم۔ ایم اے

۷۸۶

لائی ہیں رنگ حضرتِ حافظ کی کاوشیں
انجم کرم ہوئے ہیں یہ ربِّ جلیل کے
تاریخ طبع ہم نے نکالی ”محن“ ۹۸ کے ساتھ
ہیں احسن الفتاویٰ فتاویٰ خلیل کے

1909 + 98 = 2007

http://t.me/Tehqiqat

لائی ہیں رنگ حضرتِ حافظ کی کاوشیں
انجم کرم ہوئے ہیں یہ ربِّ جلیل کے
احسن اگر ”حسن“ ہے تو تاریخ طبع ہے
ہیں ”احسن“ الفتاویٰ میں فتوے خلیل کے

2008 - 1 = 2007

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عرض ناشر

ہر دور میں علمائے امت نے وقت کی ضرورت اور تقاضے کے مطابق علم و تحقیق کی داد دی ہے۔ تفسیر، حدیث، فقہ، سیرت، تاریخ، ادب ہر میدان میں انہوں نے گرانقدر علمی سرمایہ اور فکری اثاثہ فراہم کیا ہے۔ مفتیان دین بھی اپنے میدان میں کسی سے پیچھے نہ رہے اور فتویٰ کے میدان میں انہوں نے بھی انمٹ نقوش چھوڑے ہیں۔

لوگوں کو ان کے مسائل کا شرعی حل بتانا، نت نئے مسائل کا شریعت میں حل تلاش کرنا، انسان کے ذہن اور فکر کو الجھا دینے والی گتھیوں کو سلجھانا، کتاب و سنت سے اخذ و استنباط اور استدلال کرنا یہ سب مفتیان کرام ہی کا کام ہے یہی ہمیں روزمرہ زندگی میں پیش آنے والے واقعات، حوادث اور معاملات کے بارے میں شرعی احکام بتاتے ہیں۔ ان کی انہی مساعی جمیلہ کے نتیجے میں قضاء و فتاویٰ کے کئی ایسے وقیع دفاتر منصۂ شہود پر آئے جو متلاشیان حق کی پیش آنے والے مسائل و حوادث میں پوری طرح رہنمائی کرتے ہیں۔

ادارہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ وہ ایسا علمی مواد اور فکری ذخیرہ آپ تک پہنچائے جو وقت کے تقاضے اور آپ کی ضرورت کو پورا کرے اور آپ کی علمی و فکری تشنگی کا مداوا کرے۔

''احسن الفتاویٰ المعروف فتاویٰ خلیلیہ'' اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ یہ فتاویٰ بلاشبہ ایک جامع اور صحیح مجموعہ ہے جو عزت مآب حضرت علامہ مفتی محمد خلیل خان قادری برکاتی نوری مارہروی کی تحقیق اور بصیرت کا ثبوت اور ان کی دقت نظر اور فقاہت کا آئینہ دار ہے۔ اسے آپ کے فرزند ارجمند اور جانشین حضرت محامد العلماء مفتی احمد میاں برکاتی مدظلہ العالی نے ترتیب دیا اس میں قبلہ مفتی صاحب نے بڑی خوبصورتی، عمدگی اور سلیقے سے اپنی علمی زندگی کا حاصل کشید کر کے ہمارے سامنے رکھ دیا ہے جو داد و تحسین کے لائق ہے۔ حسن ترتیب نے اسے اور زیادہ مفید اور مستند بنا دیا ہے۔

انہوں نے تین جلدوں پر مشتمل اس مجموعہ فتاویٰ میں آیات قرآنی، احادیث نبویہ، آثار صحابہ، اخبار تابعین، اقوال ائمہ اور اجماع سلف سے استدلال کر کے مسائل کے عقدے کھولے ہیں اور ان کا پورے تدبر اور بصیرت سے حل پیش کیا ہے۔ زبان رواں، سلیس، سادہ اور عام فہم ہے۔ جس سے اسے سمجھنے میں بہت آسانی ہوگی۔ اس لحاظ سے یہ منفرد مجموعہ فتاویٰ ہے۔

ہمارے لیے یہ مقام تشکر ہے کہ علمی و فکری موضوعات پر مشتمل فتاویٰ کا یہ مثالی مجموعہ زیور طباعت سے آراستہ کر کے آپ تک پہنچانے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں ہمیں امید ہے کہ فقہ اور فتاویٰ کے ذخیرہ میں ایک اچھا اور مفید اضافہ ثابت ہوگا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس علمی و فکری کاوش کو ہم سب کے لیے روشنی اور ہدایت کا ذریعہ بنائے اور ہمارے اذہان و قلوب کو نور ایمان سے منور کرے۔ فاضل مصنف اور ناشر دونوں کے لیے باعث خیر و برکت بنائے۔ آمین

محمد حفیظ البرکات شاہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عرض مرتّب!

از: مفتی احمد میاں برکاتی

شیخ الحدیث ورئیس الجامعہ دارالعلوم احسن البرکات

باسمہٖ تعالیٰ وبالصلوٰۃ و السلام علی حبیبہ

حیدرآباد شہر میں سب سے پہلا فتویٰ، دارالعلوم احسن البرکات سے ۱۹۵۵ء میں جاری ہوا، اسکے بعد سے اب تک ہزاروں فتاویٰ جاری ہو چکے ہیں اور لاکھوں بھٹکے ہوئے راہِ ہدایت پر چل پڑے ہیں۔ حیدرآباد کا سب سے قدیم مدرسہ، اور اُم المدارس، دارالعلوم احسن البرکات ہے، جو ۱۹۵۲ء میں قائم ہوا، اس وقت راقم الحروف نو ماہ اور کچھ دن کا تھا۔

خلیل العلماء، خلیل ملّت علامہ مفتی محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری المارھروی علیہ الرحمۃ والرضوان نے جب اس دارالعلوم کا سنگ بنیاد رکھدیا تو آپ نے بیک وقت کئی محاذوں پر کام شروع کیا...... تدریس...... تقریر...... فتویٰ نویسی...... اور تصنیف وتالیف...... خطابت وامامت کا شعبہ ان کے علاوہ تھا...... آپ راتوں کو جلسوں میں جاتے، دن کو پڑھاتے اور مندرجہ بالا امور پر بھی کام کرتے تھے...... بازار سے گھر کا سودا سلف لانا الگ ذمہ داری تھی، جو خود پوری فرماتے تھے۔

۱۹۵۵ء سے ۱۹۸۵ء تک حضرت خلیل ملّت نے جو فتاویٰ لکھے، ان سب کی نقول تو دارالعلوم میں محفوظ نہ رہیں کیونکہ اُس دور میں فوٹو کاپی کا طریقہ اس طرح نہ تھا جو آج ہے۔ تو حضرت اپنے تلامذہ سے، فتاویٰ نقل کراتے تھے ان میں علماء تو، خوب نقل کرتے تھے...... اور مجھ جیسے طالب علم صحیح نقل نہ کر پاتے تھے جس کا اندازہ، اب ہوا، جب کہ ان کی طباعت کا نمبر آیا ہزاروں فتاویٰ وہ ہیں، جن کی نہ تو نقل ہو سکی اور نہ فوٹو اسٹیٹ...... اس طرح ان فتاویٰ کا کوئی ریکارڈ بھی نہ بن سکا...... اندازہ ہے کہ ایسے فتاویٰ کی تعداد تین ہزار کچھ ہوگی...... ان میں سے بعض فتاویٰ حضرت کے ایک شاگرد اور مرید مولانا نور محمد قادری آف ٹنڈو الھیار نے رسالوں کی شکل میں شائع کئے...... ۱۹۷۶ء سے فقیر نے، ان فتاویٰ کا باقاعدہ ریکارڈ بنوایا اور رجسٹر میں درج کرنا شروع کیا۔ پھر بھی بہت سے دوست فتویٰ لے جاتے اور فوٹو کاپی دے کر نہ جاتے! تو وہ فتاویٰ شامل اشاعت نہ ہو سکے۔ بہرحال فقیر راقم الحروف نے کئی قابل فخر شاگردوں کی مدد سے، ان فتاویٰ کی ترتیب وتفصیل کی، تو تقریباً چھ ہزار صفحات بنے اور فتاویٰ کی تعداد چار ہزار دو سو ہوئی۔ جو بارہ ضخیم فائلوں میں محفوظ ہیں۔

دارالعلوم سے اب تک جو کل فتاویٰ جاری کیے گئے، اُن کی تعداد مارچ ۲۰۰۷ء تک سترہ ہزار پانچ سو کے قریب ہے، اندازہ ہے کہ پندرہ سو فتاویٰ ایسے بھی ہیں، جو رجسٹرڈ ہونے سے رہ گئے۔ اس طرح، خلیل ملّت کے وصال ۱۹۸۵ء سے مارچ ۲۰۰۷ء تک چودہ ہزار آٹھ سو فتاویٰ جاری کیے گئے، ایک محتاط اندازہ کے مطابق صرف خلیل ملّت نے کئی محاذوں کے باوجود بیس سال میں تنہا سات ہزار فتاویٰ جاری فرمائے۔ پھر ان پر نظر ثانی کی گئی تو اندازہ ہوا کہ ان میں اکثر فتاویٰ ایسے ہیں جو ایک ہی مضمون پر مشتمل ہیں، یعنی طلاق اور وراثت، چنانچہ وہ تمام فتاویٰ جو کم وبیش ایک سے مضامین پر محیط تھے، علیحدہ کر دیے گئے اور ان فتاویٰ کو منتخب کیا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گیا، جن میں دلائل کا فرق تھا، قارئین دیکھیں گے کہ ان میں کلیات ایک ہیں مگر جزئیات میں فرق ہے، تو ان کو شامل طباعت کیا گیا۔ قارئین کی آسانی کے لئے، ہر فتوئ پر سرخی لگادی گئی، تا کہ مسئلہ جلد مل جائے اور حل کرنے میں آسانی ہو۔

شروع میں ارادہ تھا کہ حوالہ جات کی تخریج بھی ساتھ کی جائے مگر یہ کام طویل محنت و مشقت طلب تھا، اس لئے اس کو فی الحال چھوڑ دیا گیا، پھر بھی جو حوالہ، بہ آسانی نظروں کے سامنے آ گیا اس کو درج کر لیا گیا۔

ان فتاویٰ کی ترتیب و اشاعت کے بڑے محرک، حضرت مولانا ابوالقاسم قادری رضوی ضیائی مدظلہٗ ہیں جن کی وساطت سے کمپیوٹر کا شعبہ قائم ہوا اور برکاتی فاؤنڈیشن نے، اس سلسلے میں مرکزی کردار ادا کیا، ابتداء میں یہ کام برخوردار نور چشم مفتی حماد رضا خاں نوری سلمہ الباری، برخوردار محمد حسان رضا نوری اور برخوردار محمد نعمان برکاتی نے کیا، مگر پھر ان حضرات کی دیگر مصروفیات کی وجہ سے خواہر زادے محمد عاطف نوری کو اس کام پر مامور کر دیا گیا اور مولانا ابوالقاسم مدظلہٗ نے، خاص طور پر ان کو کراچی بلا کر ایک ہفتہ ٹریننگ دی۔ پھر کام چل پڑا۔ دوران کمپوزنگ، کمپیوٹر چائے پانی مانگتا تو محمد حسان کے جگری دوست سید مظفر حسین کو بلایا جاتا، وہ کمپیوٹر کے ساتھ سلام دعا کرتے اور وہ پھر چل پڑتا۔ درمیان میں، فقیر کی مصروفیات اور محمد عاطف نوری کی دیگر مشغولیت کی وجہ سے کام میں بہت تعطل رہا، پھر برخوردار حاجی محمد جواد رضا خاں برکاتی نے تحریک شروع کی اور کام دوبارہ چل پڑا۔ جب کافی صفحات تیار ہو گئے تو پروف پڑھنے کے لیے ایک ٹیم تیار کی گئی، جس میں دارالعلوم کے اساتذہ اور طلباء، دونوں ہی شامل تھے، ان میں مولانا نور الحسن قلندرانی، ناظم درسیات، مفتی حماد رضا نوری نائب مہتمم و نائب مفتی دارالعلوم احسن البرکات، مولانا قاری عبدالستار معصومی، مولانا حافظ آفتاب احمد نقشبندی شامل تھے، پہلا اور دوسرا پروف پڑھا گیا، سرخیاں لگادی گئیں، پھر تیسرا پروف پڑھا گیا، بعض مرتبہ فقیر نے سرسری طور پر، پروف کو دیکھا، تو فقیر مطمئن نہ ہوا، چنانچہ فیصلہ کیا کہ چوتھی مرتبہ فقیر خود پروف پڑھے گا، چنانچہ چوتھا پروف پڑھنا شروع کیا، اور پوری تن دہی سے اس میں لگ گیا...... تدریس، تقریر، فتوئ نویسی اور دیگر مسائل بھی اس کے ساتھ ساتھ چلتے رہے...... اور ادھر احباب کا شور و اصرار، کہ فتاویٰ کب تک منظر عام پر آ رہے ہیں، بعض دوستوں نے تو طنز بھی کئے۔ طعنے بھی دیئے مگر فقیر سب کچھ برداشت کرتا رہا، اور یہ احساس رہا کہ، تصحیح کی ہر ممکن تدبیر کی جائے...... پروف پڑھنے میں فقیر نے، کوئی جگہ اور کوئی وقت نہ چھوڑا سفر میں، حضر میں، بس میں، ٹرین میں، حتیٰ کہ ہوائی جہاز میں اور پھر یہ شرف بھی حاصل ہوا کہ عین کعبۃ اللہ شریف کے سامنے اور پیارے آقا ﷺ کے مقدس شہر میں مسجد نبوی کے صحن میں، گنبد خضراء کے سامنے بھی، پروف ریڈنگ کی، کہ ہر دو جگہ کے جلوے اس میں اُتر جائیں اور کتاب حامل برکات ہو جائے، رات کو جلسوں سے واپس آتا تو ضرور ایک گھنٹہ پروف پڑھتا......

غرضیکہ دن رات ایک کر کے یہ کام کیا اور اس طرح اس کو جلد از جلد پایہ تکمیل تک پہنچانے کی کوشش کی...... بعض دفعہ عبارات میں زیادہ الجھن ہوتی تو عزیزم مولانا محمد شاہد برکاتی سواتی سلمہٗ، مولانا عبدالجبار کشمیری سلمہٗ اور مولانا نور الحسن قلندرانی سلمہٗ نے کتابوں سے عبارات تلاش کرنے میں معاونت کی اور بہت وقت بچایا۔ غرضیکہ کتاب تکمیل کے مراحل میں داخل ہو گئی، فہرست کی ترتیب میں بھی کافی وقت لگا۔ کئی بار ایسا ہوا کہ کمپیوٹر کے سامنے بیٹھ کر عبارات پڑھیں اور وہیں ٹھیک کرائیں۔ پھر بھی میرا یہ دعویٰ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہرگز نہیں ہے کہ اب کوئی غلطی نہیں ہے۔ اب بھی غلطی ممکن ہے، اگر قارئین غلطی پر مطلع ہوں تو فقیر کو مطلع فرمائیں۔

پروف پڑھنا بڑا اہم مرحلہ ہوتا ہے، بعض دفعہ، پڑھنے والا، روانی میں عبارت پڑھ جاتا ہے، جبکہ غلطی اس کی آنکھ کے عین سامنے ہوتی ہے، مگر نگاہ چوک جاتی ہے...... پروف پڑھنا بھی، فقیر نے، خلیل ملّت علیہ الرحمۃ والرضوان سے اس وقت سیکھا، جبکہ آپ ''ہمارا اسلام'' کے پروف پڑھتے تھے، یہ وہ دور تھا جب کتابت پکی روشنائی سے، پیلے کاغذ پر ہوتی تھی، اس کو ''لیتھو'' کتابت کہا جاتا تھا، پھر اس فن نے ترقی کی، اور پکی سیاہی سے کتابت، ''روغنی کاغذ'' بٹر پیپر پر ہونے لگی، پہلے قلم لکڑی (کانے) کے ہوتے تھے، پھر دھات کے ہونے لگے، فقیر نے، باقاعدہ پروف ریڈنگ ۱۹۷۳ء سے شروع کی، جب کہ استاذ محترم حضرت علامہ جسٹس مفتی سید شجاعت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے، ماھنامہ ترجمان اہلسنت کراچی کی ادارت، فقیر کے حوالے کی، رسالے کے مدیر اعلیٰ علامہ جمیل احمد نعیمی مدظلہ تھے اور فقیر بطور مدیر معاون تھا، مگر تمام تر ذمہ داری فقیر پر تھی حتی کہ اداریہ بھی اکثر فقیر کے ذمہ ہوتا تھا۔ غرضیکہ تین سال کے اس طویل اور صبر آزما مرحلہ نے، پروف پڑھنے میں بحمدہٖ تعالیٰ و بفضل رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم، بہتر فن دے دیا، اور اب تو اکثر یہ حال ہے کہ فقیر کی نگاہ پڑتی ہی اس جگہ ہے جہاں کوئی غلطی ہوتی ہے، لگتا ہے کوئی چیز یہاں سے غائب ہے، یہ فخر یہ نہیں کہتا بلکہ رب کریم جل جلالہ کی نعمت اور رحمت دو عالم ﷺ کی رحمت، اور اکابر کی عنایت ہے۔ بہر صورت، فتاویٰ خلیلیہ، طباعت کے مراحل میں ہے۔ یہ فیصلہ تو قارئین ہی کریں گے کہ فقیر کہاں تک اپنی محنت میں کامیاب ہوا اور حضرت کے فتاویٰ منظر عام پر آئے مگر ان فتاویٰ میں کمپوزنگ کی کوئی غلطی محسوس ہو تو، اس کو فقیر کی جانب منسوب کریں اور حضرت مصنف کی ذات والا برکات کو، ان غلطیوں سے پاک جانیں۔

فی الوقت جلد اوّل اور جلد دوم، حاضر ہے، جلد اوّل میں فتاویٰ کی تعداد ۷۴۵ (سات سو پینتالیس) ہے، جن میں بیاسی ۸۲ فتوے، فقیر راقم الحروف نے لکھے اور حضرت خلیل ملّت نے ان پر تصدیق فرمائی ہے۔ ان میں چار فتاوی وہ بھی شامل ہیں، جو جید مفتیان کرام نے تحریر فرمائے اور تصدیق کے لئے، حضرت خلیل ملّت کو بھجوائے، وہ فتاویٰ مع تصدیق، جلد اوّل میں شامل ہیں، ان مفتیان کرام میں، علامہ مفتی سید شجاعت علی قادری علیہ الرحمۃ اور مولانا مفتی محمد رمضان صاحب، مفتی حزب الاحناف لاہور شامل ہیں، سائلین کے نام دیکھنے سے اندازہ ہوا کہ سائلین میں کئی مشائخ عظام، مفتیان کرام اور ہم عصر علماء کرام شامل ہیں، فتاویٰ خلیلیہ کی تینوں جلدوں کے مآخذ و مراجع، جلد سوم میں شامل کیے گئے ہیں۔ جلد سوم بھی عنقریب منظر عام پر آنی ہے۔ قارئین تمام رفقاء اور جملہ احباب کے لئے دعا فرمائیں۔ میں آخر میں ان تمام تلامذہ، اور احسن البرکات کے اساتذہ کرام کا نہایت ممنون اور شاکر ہوں جنہوں نے، فتاویٰ خلیلیہ کی ترتیب و تبویب میں معاونت فرمائی اور اسی طرح نہایت ممنون اور متشکر ہوں جناب محمد حفیظ البرکات شاہ صاحب مدظلہ کا، جنہوں نے حسب سابق ایک بار پھر، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور سے فتاویٰ خلیلیہ کی عمدہ طباعت کا ذمہ اپنے اوپر لیا اور یہ سہرا بھی اس طرح، ان ہی کے سر بندھا، اللہ تعالیٰ، یہ کاوش قبول فرمائے۔ فقط

حررہ: فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید

۲۲ ربیع النور شریف ۱۴۲۷ھ / ۱۱ اپریل ۲۰۰۶ء، بروز بدھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پیغام

جناب سید منور حسین شاہ صاحب ولد سید جعفر حسین شاہ صاحب

(مینیجنگ ٹرسٹی، دارالعلوم احسن البرکات، حیدرآباد)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسولہ الکریم

استاذ محترم جناب علامہ مفتی محمد خلیل خان قادری برکاتی نوراللہ مرقدہٗ الفخیم سے، دارالعلوم احسن البرکات میں، میں نے بہت کچھ سیکھا نے اوران سے باقاعدہ درسا درسا علم حاصل کیا ہے۔ میرے پاس وہ الفاظ نہیں ہیں کہ میں ان کی خدمات پر کچھ لکھ سکوں، وہ نہ صرف حیدرآباد کی جان اور شان تھے بلکہ ان کی علم کی روشنی، دنیا بھر کے ممالک اسلامیہ اور مختلف برّ اعظم کے ممالک میں پھیلی۔ ان کے فتاویٰ میں جو خوبیاں اور دلائل ہیں وہ کسی پرڈھکی چھپی چیز نہیں۔

ان کی تحریریں اور قلم کا جادو، ایک اونچے جھنڈے کی شکل میں ہر سمت لہرا رہا ہے۔ اپنے تو اپنے بیگانے بھی، ان کے علم اور ان کی خدمات سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو مزید بلند فرمائے ان کے لگائے ہوئے پودے احسن البرکات کو ایک سایہ دار درخت کی شکل میں ہمیشہ یوں ہی تروتازہ رکھے۔ آمین

ان کے فتاوے کی اشاعت ایک عظیم دینی خدمت ہے، جوان کے لائق فرزند علامہ مفتی احمد میاں برکاتی نے انجام دی ہے۔

فقط

سید منور حسین شاہ، کراچی

۷ر ربیع الآخر ۱۴۲۸ھ

۲۵ر اپریل ۲۰۰۷ء

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

استاذ القضاۃ وزیب مسند افتاء

حضرت علامہ مفتی محمد خلیل خاں برکاتی رحمۃ اللہ علیہ

اور ان کی معرکۃ الآراء تصانیف وفتاویٰ

تحریر: حافظ مطلوب احمد چشتی، مرکزی جنرل سیکرٹری، انجمن یادگار چشتیہ خدام خواجہ معین الدین چشتی، سابق متعلم: دار العلوم احسن البرکات، حیدر آباد

ذات باری تعالیٰ، کائنات کی وہ عظیم ترین ہستی ہے جو ازل سے، ابد تک ہے۔ اس نے جب اشرف ترین مخلوق انسان کو پیدا کیا تو اس کی ہدایت کے لئے انبیاء مبعوث فرمائے چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہونے والا یہ سلسلہ نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ختم ہوا۔ اُس وحدہٗ لاشریک کے بعد، روحی فداہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کائنات کی سب سے بڑی ہستی قرار پائے۔ آپ کے بعد آپ کی ذات اقدس پر ایمان لانے والے اور آپ کے تربیت یافتہ صحابہ کائنات میں سب سے افضل تسلیم کیے گئے۔ اللہ اور اسکے نبی حضرت محمد ﷺ پر ایمان لانے والی ان بابرکت ہستیوں نے نہ صرف رسول اللہ ﷺ کو اپنا نجات دہندہ تسلیم کیا بلکہ ہر آزمائش اور نازک ترین دور میں آپ کی آواز پر لبیک کہا۔ سرکار دو عالم ﷺ پر ایمان لانے والے ان صحابہ کی زندگیوں، ایثار و قربانی، علم و فضل اور اعمال و افعال کا صحیح ادراک آج کے مسلمانوں کے لئے انتہائی مشکل ہے۔ تاریخ کے اوراق کے علاوہ اولیاء اللہ اور علماء کرام کی وساطت سے ہمیں جس قدر بھی علم ہوتا ہے اور اپنے فہم وشعور سے ہم جسقدر بھی ان نفوسِ قدسیہ کے بارے میں سمجھ سکتے ہیں وہ بھی ہمارے لئے بہت بڑی سعادت ہے۔ اجمالاً اگر ہم اولیاء اللہ کی زندگیوں پر نظر ڈالیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ ہر ولی نے اپنی ولایت میں نکھار لانے کے لئے سب سے پہلے دینی مدارس سے دینی تعلیم حاصل کی اور وقت کے علماء کرام اور مفتیانِ دینِ متین نے ان کو شریعت، طریقت، معرفت اور حقیقت کے رموز سے آگاہی دی اور اِن علوم کے جاننے کی تکمیل کی سند سے بھی سرفراز فرمایا اس کے بعد اولیاء کرام نے اپنا تبلیغی مشن شروع کیا جس کے نتیجہ میں لاکھوں کی تعداد میں لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے اور آقائے دو جہاں، فخر موجودات، جانِ کائنات ﷺ کی لاثانی اور لافانی تعلیمات ان کے قلوب میں رچ بس گئیں اور ان کی کثیر تعداد جو جہنم کے دہانے پر کھڑی ہوئی تھی، وہ جنت کے حقداروں کی صف میں شامل ہوگئی۔ برصغیر میں جن اولیاء اللہ سے تشنہ لبوں کو سیرابی ملی اور فیضِ روحانی بخشا گیا ان میں حضرت غوث اعظم پیرانِ پیر دستگیر حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور شہنشاہ ولایت حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ بھی پیش پیش ہیں۔ ان ولیوں کے پیروکار چشتی اور قادری ناموں سے پہچانے جاتے ہیں۔

سلسلہ قادریہ کے ایک معروف بزرگ مفتی محمد خلیل خاں قادری برکاتی نوری مارہروی رحمۃ اللہ علیہ بھی گزرے ہیں۔ جنہوں نے ۱۹۵۲ء میں ایک مدرسہ بنام "دار العلوم احسن البرکات" حیدر آباد میں قائم کیا تھا جس کی وساطت سے بے حساب طالب علموں نے حفظ قرآن اور ناظرہ قرآنِ پاک کی تعلیم حاصل کرنے کے علاوہ فقہ اور، حدیث وغیرہ کی سندیں بھی حاصل کیں اور وہ علماء کرام ومفتیان شرع متین کی صف میں شامل ہو گئے اور اب حضرت مفتی محمد خلیل خان برکاتی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف "فتاویٰ خلیلیہ" منظر عام پر آرہی ہے اس تصنیف میں دنیا کے تمام امور کے متعلق فتاوے موجود ہیں جن کی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

موجودگی میں درسی کتابوں کے مطالعہ کی بھی کوئی خاص ضرورت پیش نہیں آتی، مفتی محمد خلیل علیہ الرحمتہ نے اپنے فتاویٰ میں بہت ہی دقیق اور الجھے ہوئے مسائل کو بہت ہی سہل طریقہ پر حل فرمایا ہے۔ مفتی صاحب کے تمام فتاوے، بہت ہی اہمیت کے حامل ہیں جن سے بہت سے لوگوں نے استفادہ کیا ہے اور آج بھی استفاضہ کر رہے ہیں۔

حیدرآباد سندھ کا دارالعلوم احسن البرکات، مفتی محمد خلیل خاں برکاتی کی یاد دلاتا ہے، جس کو آپ کے صاحبزادے ابوحماد حضرت مفتی احمد میاں برکاتی مدظلہ العالی بہت عمدہ طریقہ پر چلا رہے ہیں اور اس کی تمام شاخوں بشمول صوبہ بلوچستان وغیرہ کی شاخوں کی بھی نگہداشت فرماتے ہیں۔ حضرت مفتی محمد خلیل خاں برکاتی کو ہم سے جدا ہوئے تقریباً ۲۳ سال کا عرصہ گزر چکا ہے مگر آج بھی آپ کی یاد یہاں کے لوگوں کے دلوں میں تروتازہ ہے۔ وہ آپ کے مزار مبارک واقع درگاہ حضرت سخی سیدنا عبدالوہاب شاہ جیلانی رحمتہ اللہ علیہ پر فاتحہ خوانی اور گل پاشی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اور مفتی صاحب کے درجات کی بلندی کے لئے بارگاہ ایزدی میں ہاتھ بلند کئے ہوئے ہوتے ہیں۔ حضرت مفتی خلیل خان برکاتی نے تقریباً ساٹھ کتب تصنیف فرمائی ہیں۔ ان تصانیف کو عوام الناس کی روح خفتہ کو بیدار کرنے کا ایک بڑا ذریعہ گردانا جاتا ہے۔ ان کتب میں ''سنی بہشتی زیور'' بڑی مقبول ہوئی ہے۔ یہ کتاب اکثر شادی کے موقع پر دولہا اور دلہن کو بطور تحفہ دی جاتی ہے۔ مفتی خلیل خان برکاتی، ایک مصنف ہی نہیں تھے بلکہ وہ ایک بہترین مقرر ہونے کے علاوہ ایک بلند پایہ شاعر بھی تھے۔ انہوں نے حمد و نعت رسول مقبول ﷺ کے علاوہ بہت سی منقبت بھی کہیں اور سلام بحضور سرور کائنات ﷺ بھی تحریر کیا۔ جس کو سن کر آج بھی بے نور قلوب، منور ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ حضرت مفتی خلیل خاں برکاتی کی کمی شدت کے ساتھ محسوس ہوتی ہے۔ ان کی زندگی اس شعر سے کلی طور مماثلت رکھتی ہے۔

تمنا ہے کہ دنیا میں کوئی تو کام کر جاؤں اگر کچھ ہو سکے تو خدمت اسلام کر جاؤں

میرے استاذ گرامی حضرت مفتی محمد خلیل خاں قادری برکاتی رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۱۹۲۰ء جولائی کو علی گڑھ کی ریاست دادوں سے ملحق موضع کھریری میں ہوئی۔ آپ کے والد اور والدہ اس وقت دنیا سے کوچ کر گئے جب آپ ایام طفولیت میں تھے۔ مفتی محمد خلیل خاں برکاتی نے ۲۸ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ بمطابق ۱۸ جون ۱۹۸۵ء کو دنیا سے پردہ فرمایا۔ آپ کی نماز جنازہ مفتی علامہ وقار الدین قادری علیہ الرحمتہ نے پڑھائی۔ جس میں ہزاروں سوگواروں کے علاوہ علماء کرام، مفتیان متین اور ہر مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے علاوہ سابق قومی اسمبلی حضرت مولانا سید محمد علی رضوی بھی موجود تھے آپ کا لگایا ہوا، پودا اب ایک تناور درخت کی شکل میں، دارالعلوم احسن البرکات کے چیف ایگزیکٹو حضرت ابوحماد مفتی احمد میاں برکاتی مدظلہ العالی کی رہنمائی میں، مصروف عمل ہے، جس کے باعث دارالعلوم میں اب طلباء کے علاوہ طالبات کی تعلیم کا سلسلہ بھی شروع ہو چلا ہے اور بیشتر طالبات، دارالعلوم کی وساطت سے عالمہ کا امتحان پاس کر کے ڈگری لے چکی ہیں اور طالبات کی تعلیم کا یہ سلسلہ روز افزوں ترقی کی طرف گامزن ہے۔ راقم وقت کی کمی کے باعث اسی پر اکتفاء کرنے کو بہتر خیال کرتے ہوئے یہ شعر قارئین کی نذر کر کے رخصت چاہتا ہے۔

ہم ہی نہیں ہر اک کو ہے منزل کی جستجو دنیائے بے ثبات کی ہر شے سفر میں ہے (انتظار انجم)

حافظ مطلوب احمد چشتی ۴/۳/۲۰۰۸ء

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پیغام

مخدوم العلماء، عارف باللہ، حضرت علامہ مولانا

سید محمد علی حسنی رضوی قادری جیلانی دامت برکاتہم العالیہ

(سابق رکن قومی اسمبلی، حیدرآباد)

حضرت علامہ سید محمد علی حسنی رضوی قادری، دامت برکاتہم العالیہ کی پیدائش ۱۹۱۴ء میں، الور میں ہوئی۔ آپ نے علامہ سید ابوالبرکات صاحب علیہ الرحمتہ کی شادی کے موقعہ پر، الور میں، امام اہلسنت مولانا الشاہ امام احمد رضا خاں محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی اور ان کی زیارت سے مستفیض ہوئے۔ آپ ۱۹۴۸ء میں پاکستان تشریف لے آئے، چند ماہ لاہور میں قیام رہا، پہلے آپ کے والد ماجد علیہ الرحمتہ والرضوان، حیدرآباد تشریف لائے پھر، آپ بھی صوبیدار عبدالرحیم صاحب کے اصرار پر حیدرآباد آ گئے اور یہاں پنجرہ پول کے علاقے میں پلاٹ خریدا اور مکان بنا کر، رہائش پذیر ہوئے۔ یہ فقیر مرتب، فتاویٰ خلیلیہ، جب آپ کی خدمت میں پیغام کے لئے حاضر ہوا اور حضرت سے اپنا مدعا ظاہر کیا، تو حضرت پہلے تو خلیل ملّت کو یاد کر کے آبدیدہ ہوگئے، آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ فرمایا کیا عرض کروں؟ فقیر تو اس لائق نہیں، پھر اصرار پر چند کلمات ارشاد فرمائے۔ جو ہدیۂ قارئین ہیں۔ (احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید)

http://t.me/tehqiqat

الحمد لولیہ والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ

مفتی صاحب (خلیل ملّت) میرے کرم فرما تھے، بس ان کی ذرّہ نوازی تھی، ان کی اپنی عظمت تھی، جس سے وہ نوازتے تھے۔ اور کیوں نہ ہو کہ وہ ان ہستیوں میں ہیں، جن کا تذکرہ خود ان کے استاذ مکرم و محترم حضرت صدر الشریعۃ مولانا حکیم محمد امجد علی اعظمی قادری برکاتی علیہ الرحمتہ والرضوان نے اپنی کتاب ''بہار شریعت'' میں فرمایا۔ حضرت مفتی صاحب، ان کے نہایت قابل اور لائق تلامذہ میں تھے۔ جب وہ پاکستان تشریف لائے تو حیدرآباد کو یہ نعمت ملی اور وہ یہاں بس گئے، چونکہ یہاں شہر میں وہ موجود تھے جن کا فیض صدیوں سے جاری ہے، جن کا پورا شہر ہے، اور جو یہاں کے شہنشاہ ہیں یعنی حضرت سید تا سخی عبدالوہاب شاہ جیلانی علیہ الرحمتہ والرضوان، انہوں نے اس شہر میں کسی ایسے شخص کو آباد نہ ہونے دیا، جس کے مزاج میں اچھائی نہ ہو، ان کی یہ زندہ کرامت ہے کہ مفتی صاحب اس شہر میں تشریف لائے، فقیر محمد علی پہلے ہی، یہاں ۱۹۴۸ء میں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حاضر ہو چکا تھا، اور ادھر حضرت مفتی سید ریاض الحسن جیلانی نور اللہ مرقدہ تھے، بس ہم دو تین ہی تھے، اور مفتی محمود صاحب بھی تھے اور بہت سے تھے۔ جب مفتی صاحب (خلیل ملت) ۱۹۵۲ء میں یہاں تشریف لائے، تو دار العلوم احسن البرکات کے واقف، سید جعفر حسین شاہ صاحب چونکہ جودھپور میں سرکاری ڈیوٹی پر رہے تھے، تو اس نسبت سے مفتی سید ریاض الحسن صاحب نے، جو خود جودھپور کے تھے، مجھ سے کہا کہ مفتی محمد خلیل صاحب تشریف لائے ہیں، ان کی پذیرائی ضروری ہے، پھر ہم دونوں نے سید جعفر حسین صاحب سے تعارف کرایا، اس طرح خلیل ملت، دار العلوم کے قریب مسجد خضراء میں خطابت و امامت فرمانے لگے، پھر سید جعفر حسین شاہ صاحب نے ان کے علم سے متاثر ہو کر، ایک عمارت وقف کر دی اور خلیل ملت سے خواہش کی کہ وہ یہاں مدرسہ قائم کریں چنانچہ جولائی ۱۹۵۲ء میں، باقاعدہ مدرسہ احسن البرکات قائم کیا گیا، جو بعد میں دار العلوم بنا، مفتی صاحب بے نظیر مدرس تھے، پڑھانے کا انداز نہایت فاضلانہ تھے، جس کی وجہ سے بہت سے سندھی طلباء اپنے علاقے سے مدارس چھوڑ کر احسن البرکات میں آنے لگے اور یہاں آ کر مکمل حصول علم کیا، کشمیر و بلوچستان سے بھی آئے اور پھر فارغ ہو کر، ان میں سے بعض یہیں رہ گئے، جن میں مولانا محمد حسن قلندرانی، مولانا رضا محمد عباسی، مولانا حافظ سعید احمد مرحوم، اور مولانا سید افسر علی شاہ مرحوم بھی شامل ہیں۔

جہاں تک فتاویٰ کی بات ہے، تو ان کے فتاویٰ ایسے ہوتے تھے جن کا جواب نہ ہوتا تھا، فتاویٰ کی ضرورت پڑتی، تو اس زمانہ میں، حیدر آباد میں صرف سیشن کورٹ ہوتی تھی وہاں سے لوگ یہیں آتے تھے اس زمانہ میں، شہر میں نہ کوئی مدرسہ تھا اور نہ کوئی درسگاہ تھی پہلی درسگاہ ''احسن البرکات'' ہے، تو یہیں کے فتاویٰ چلتے تھے، بلکہ حکومت چاند کے معاملے میں اور دیگر مسائل میں بھی مفتی صاحب کی بات مانتی تھی۔ بعض مسائل میں جج حضرات کہتے تھے کہ مفتی صاحب کا فتویٰ لاؤ، جو اس شہر کا مفتی ہو، بڑے بڑے وکلاء مسائل میں، مفتی صاحب کی رائے کو ترجیح دیتے تھے اور مفتی صاحب کی رائے کا بہت احترام کرتے تھے، ان وکلاء میں، نامدار خاں وکیل، عبد السلام وکیل، راحت حسین وکیل، داؤد خاں وکیل اور شوکت بھلم وکیل شامل ہیں۔

بہت خوشی ہوئی کہ آپ نے ان کے فتاویٰ کی اشاعت کا اہتمام کیا۔ یہ وقت کی ایک نہایت اہم ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب نور اللہ مرقدہ کے درجات عالیہ اور بھی بلند فرمائے۔ آمین

فقیر قادری سید محمد علی حسنی رضوی قادری چشتی غفرہ

۲۶ ربیع النور شریف ۱۴۲۸ ھج

۱۵؍اپریل ۲۰۰۷ء، روز یکشنبہ

بوقت ۸ بجے شب

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گلشن تیری یادوں کا مہکتا ہی رہے گا

تحریر: صاحبزادہ مفتی محمد شجاع الدین رتو تی مدظلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین و الصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم

: والعاقبۃ للمتقین :

اَمّا بعد:

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت ست بر جریدۂ عالم دوام ما

"جس کا دل عشق کی وجہ سے زندہ ہو گیا وہ کبھی نہیں مرتا، ہماری ہمیشگی دنیا کی تاریخ میں قائم ہو چکی ہے"

موت ایک اٹل حقیقت ہے۔ جو وقت مقرر سے نہ آگے ہوتی ہے نہ پیچھے، زندگی ایک امانت ہے۔ دینے والا اپنی مرضی کے مطابق واپس لے لیتا ہے۔ مرض ایک آزمائش بھی ہوسکتا ہے اور عذاب بھی۔ مرض کوئی بھی ہو لا علاج نہیں ہوتا۔ مگر موت کوئی مرض نہیں۔ بلکہ ایک "امر ربی" ہے۔ جو مالک حقیقی کے براہ راست ماتحت، دنیا میں سرگرم عمل ہے۔ اس کا کوئی علاج نہیں۔

موت ایک نئی زندگی کا نقطۂ آغاز ہے۔ وہ زندگی جس کا کوئی منتہا نہیں۔ خدا کے وجود تک کا انکار کرنے والا موت کا انکار نہیں کرسکتا۔ مگر موت اور اس کے بعد کی زندگی کے لئے تیاری کرنے اور زادِ سفر جمع کرنے والے ہمیشہ دنیا میں قلیل ہی ہوتے ہیں۔

۲۸ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ کو موت اپنے پروگرام کے مطابق ہمارے درمیان سے خلیل ملت، "مفتی اعظم" (سندھ)، حضرت قبلہ مفتی محمد خلیل خاں قادری، برکاتی رحمۃ اللہ علیہ کو اٹھا کر لے گئی۔ آپ کی موت، ایک سانحہ ہے، آپ کی رحلت نے ایک ایسا خلا پیدا کیا، جو پُر ہوتا نظر نہیں آتا۔ وہ اپنی ذات میں ایک انجمن نہیں ایک تحریک تھے۔ وہ تاریخ کا حصہ ہی نہیں، بلکہ تاریخ ساز تھے۔ وہ زندہ ہی نہیں رہے، بلکہ زندہ رہنے کے قرینے اور مرنے کے سلیقے بھی سکھا گئے، آپ نے دنیا سے لیا تو نا قابل ذکر، اور اُسے دیا نا قابل فراموش ہے۔

آپ کے فیض عام نے بندوں کو، اللہ سے روشناس کرایا، حضور پُر نور ﷺ کا پروانہ بنایا، طلب حق کی آرزو بخشی، اُخروی زندگی کی لگن دی، باطل سے نبرد آزمائی کا سبق سکھایا۔ ہمارے فکر ونظر کے دھارے موڑے، بے نور آنکھوں کو آب زم زم سے دھویا اور ان میں خاک مدینہ ونجف کا سرمہ ڈالا۔ ہمارے بے بصیرت دلوں کو غار حرا اور وادی بطحا کے نور سے روشنی پہنچائی۔

خلیل ملت کون تھے؟ اور کیا تھے؟ لکھنے والوں کے لیے ذہنی لحاظ سے غالباً یہ موضوع وقت کا زرخیز ترین موضوع ہے، مگر میں تو دل کی زبان سے بول رہا ہوں۔ مصنفین دماغ کے گھوڑے دوڑائیں گے۔ میں تو یہ جانتا ہوں "مفتی اعظم" اہل ارض کے لیے رب السمٰوت والارض کا ایک تحفہ تھے۔ مالک ارض وسمانے ایک "نعمت عظمیٰ" اولاد آدم کوان کے اپنے گوشت پوست سے بخشی تھی۔ وہ نعمت ہم سے چھن گئی وہ تحفہ واپس لے لیا گیا۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

''خلیل ملت'' عظمت کا دوسرا نام ہے۔ آپ کی گفتار اُسوۂ رسول کے اتباع کا نمونہ، اور آپ کا کردار چلتا پھرتا دین حق تھا، وہ سچائی اور حق کے داعی اور عجز وانکسار کے پیکر تھے۔ آپ کو ''الفقر فخری'' والا قول نبی ﷺ یاد تھا۔ آپ کی عزت نفس اور خودداری نے کبھی بے یار و مددگار نہ چھوڑا، وہ زر و مال کو متاع قلیل سمجھتے تھے اور اس کے لیے کبھی بے چین نہیں ہوتے تھے۔ ان کی نظر میں دولت دنیا ایک آزمائش تھی۔ اور اسے خدا کی راہ میں لٹانے سے آپ کا دست فیاض بھی رُکا نہ تھا۔

آپ مفسر قرآن، سُنّت کا دفاع کرنے والے، منبع حلم و وفا ہم سے بچھڑ گئے، مشرق کا سورج مغرب میں غروب ہو گیا۔ مگر غروب آفتاب کے بعد اندھیرا نہیں، روشنی ہے۔ یہ سورج اپنے پیچھے ہزاروں ستارے، لاکھوں چراغ روشن کر کے غروب ہوا۔ مگر زمانہ سُن لے آپ کا مشن ختم نہیں ہوا۔ وہ سید الانبیاء کا ورثہ ہے۔ اس چراغ کو کوئی طوفان نہیں بجھا سکتا۔ یہ روشن رہے گا اور جاری رہے گا: (انشاء اللہ)

''خلیل ملت'' کی تصانیف کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے۔ کہ ان کا مطالعہ بہت وسیع اور علوم دینیہ پر نظر بہت گہری تھی۔ آپ کی تعلیم و تدریس کا طریقہ بھی نہایت سادہ تھا۔ مشکل سے مشکل کتاب بہت کم وقت میں پڑھا دیتے۔ فتویٰ نویسی میں احتیاط کا یہ عالم تھا کہ آسان سے آسان مسئلہ بھی کتاب میں دیکھ کر فتویٰ لکھتے۔ سائل کا صرف جواب ہی نہ دیتے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ عقلی و نقلی دلائل بھی ضرور دیتے تھے۔ آپ تصنیف و تالیف کی ضرورت، اہمیت اور افادیت سے پوری طرح باخبر تھے۔ اس لیے انہوں نے اس طرف خصوصی توجہ فرمائی۔ اور اس میدان میں خاصا کام کیا، قدرت نے انہیں قوت استدلال اور عام فہم انداز تحریر کا ملکہ عطا فرمایا تھا، اس دعوے پر آپ کی تمام تصانیف شاہد ہیں۔ آپ نے اپنی زندگی میں کل اٹھارہ ہزار تین سو پچاس صفحات تصنیف فرمائے۔ ساڑھے چار ہزار فتاویٰ کا عظیم الشان ذخیرہ اس کے علاوہ ہے۔ جو ہزاروں صفحات پر مشتمل ہے۔ فتاویٰ کا نام ''خلیل ملت'' نے خود ''احسن الفتاویٰ'' تجویز فرمایا تھا۔ ''احسن الفتاویٰ'' میں محامد العلماء حضرت علامہ مفتی احمد میاں صاحب برکاتی مدظلہ کے فتاویٰ بھی شامل ہیں۔ یہ عظیم ہستی ''خلیل ملت کے جگر گوشہ ہیں۔'' جنہوں نے علمی آغوش میں پرورش پائی ہے، ''احسن الفتاویٰ'' میں آپ کے فتاوے شامل ہونا علمی سعادت ہے۔

''خلیل ملت'' نے اپنے فتاوی کے گلشن کو جن پھولوں سے آباد کیا تر و تازگی ان کے لیے فطرت کا انعام ہے۔ تا کہ

چشم اقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے
رفعت شان ورفعنا لک ذکرک دیکھے

اس گلشن بندی کا صلہ ہے کہ کئی سال گزر جانے کے بعد بھی ''خلیل ملت'' کی یادیں زندہ ہیں اور زندگی رہیں گی۔

آتی ہی رہے گی تیرے انفاس کی خوشبو
گلشن تیری یادوں کا مہکتا ہی رہے گا

مرتب نے ''احسن الفتاویٰ'' کو ''فتاویٰ خلیلیہ'' کے نام سے موسوم کیا ہے۔ ''فتاویٰ خلیلیہ'' کیا ہے؟ ایک پُر بہار خوبصورت گلشن ہے جس کے پھولوں کی دل آویزی، گل و لالہ کا حسن، علم و عمل کے سر بفلک درختوں کی قامت زیبا اور دل کو

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لبھانے اور روح کو وجد سے لانے والے نظارے ایک لمحے کے لئے بھی نظر کو بھٹکنے نہیں دیتے۔ جملوں کی تراش خراش، الفاظ کے انتخاب میں انہوں نے جس ادبی مہارت کا ثبوت دیا وہ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔

"فتاویٰ خلیلیہ" ایک انقلاب آفریں کتاب ہے، اس میں پیش آمدہ مسائل کا حل بڑی خوبصورتی کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ محققین، مدرسین اور مفتیوں کا رہنما ہے۔ طلباء کے لئے فقہی معلومات کا ذخیرہ اور عوام کے لئے دینی معلومات کا بہت بڑا ذریعہ اور ماخذ ہے۔

"خلیل ملت" کے لائق صد فخر، فرزند ارجمند، حضرت علامہ اخی المکرم، مفتی احمد میاں صاحب برکاتی مدظلہ اپنی لگاتار محنت اور جانفشانی سے "فتاویٰ خلیلیہ" کی دلکش اور دلربا طباعت کرا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی کاوشوں کو ثمر آور کرے۔ اور ان کو اپنے والد گرامی کے فیوض و برکات سے نوازے۔ اور "فتاویٰ خلیلیہ" کی برکات سے تا قیامِ قیامت مسلمانوں کو مالا مال رکھے۔ آمین

بندۂ ناچیز علماء کرام اور طلباء سے خصوصی درخواست کرتا ہے کہ وہ "فتاویٰ خلیلیہ" کا مطالعہ ایک بار ضرور کریں۔ اگرچہ کتاب اس کی مستحق ہے کہ اس کا بار بار مطالعہ کیا جائے۔ اگر اس مطالعہ کے نتیجے میں کسی کے دل میں علم و عمل اور محنت و محبت کی خوابیدہ چنگاری بیدار ہو جائے۔ تو کل وہ دنیا سے جاتے ہوئے جگر کی زبان میں دنیا کو کہہ سکے گا کہ

جان کر منجملہ خاصانِ میخانہ مجھے
مدتوں رویا کریں گے جام و پیمانہ مجھے

فقط، طالبِ دُعا:

صاحبزادہ محمد شجاع الدین رتوی

سجادہ نشین دربارِ عالیہ، قادریہ، نقشبندیہ

رتہ شریف، تحصیل و ضلع چکوال (پنجاب)

حال: خطیب جامع مسجد شاہ مراد

جھوک شریف۔ ضلع ٹھٹھہ (سندھ)

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عکس تحریر و دستخط حضرت خلیل العلماء

ریڈیو پاکستان حیدر آباد سے مسلسل نشر شدہ تفسیر کا ایک صفحہ

15 1/76

صراطِ مستقیم (فلسفہ و حکمت)

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَھُمْ .... اِنْ ھُوَ اِلَّا ذِکْرٰی لِلْعٰلَمِیْنَ پ الانعام ۱۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

زندگی اور کائنات کے عقدہ ہائے سربستہ کو حل کرنے کی کوشش کا نتیجہ چند خیالات کا مجموعہ ہوتا ہے جسے فلسفہ و حکمت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور قرآن کریم انسان کے اِرد گرد پھیلی ہوئی وسیع کائنات بلکہ خود انسانی زندگی کے حقائق و معارف اور اسرار و رموز کی تحصیل سے روکتا نہیں بلکہ انسان کو اپنی عقل سے کام لینے کی بار بار تلقین کرتا ہے کیونکہ اس جسمِ خاکی کے پاس کسی شے کی حقیقت معلوم کرنے یا تلاشِ حقیقت کیلئے ہی ایک روشنی ہے جسے ہم ناموسِ عقل سے تعبیر کرتے ہیں۔ قرآن صاف اور صریح الفاظ میں ارشاد فرماتا ہے قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

مذہبِ اسلام کی آواز وحی ربانی کی وہ پہلی آواز ہے جس نے عقلِ انسانی کو غور و فکر کی دعوت دی اور انسان سے مطالبہ کیا کہ وہ فہم و تدبر اور عقل و تفکر کو کام میں لائے۔ اسی لیے قرآن کریم نے اپنی تعلیم کے ساتھ اس کی خوبی، مصلحت اور حکمت کو بھی خود ظاہر کر دیا اور بار بار آیاتِ الٰہی میں غور و فکر کی دعوت دی۔ اور خود قرآن پاک نے اپنا وصف ان الفاظ میں بیان فرمایا کہ وہ کتاب حکیم، قرآن حکیم اور ذکر حکیم ہے یعنی حکمت کی باتوں سے بھری ہوئی۔ حکمت کی آخری حد تک پہنچی ہوئی اور فراست و دانائی سے لبریز کتاب ہے۔

السید محمد خلیل القادری البرکاتی غفرلہ
۲۰ رمضان المبارک سنہ [illegible]

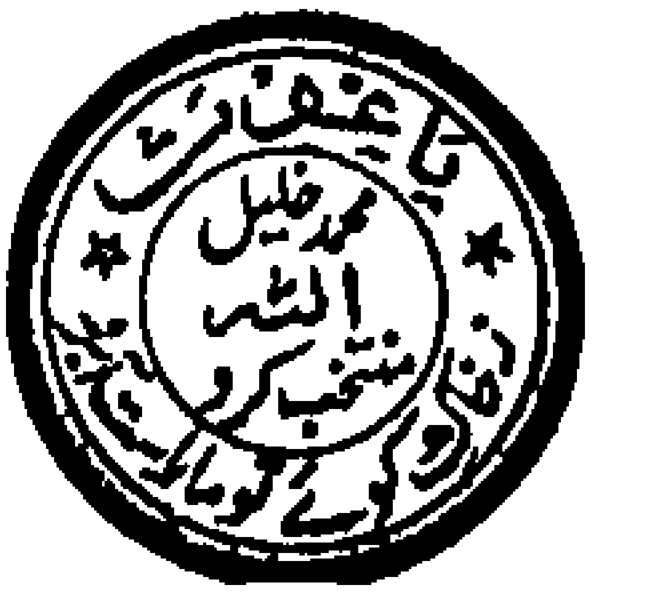

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حیات مُصنف!

از: محمد حسّان رضا خان برکاتی نوری

الحمد لولیّہ الاعلیٰ والصلوٰۃ والسلام الاتمان
الاکملان الاشرفان علیٰ حبیبہ الاولیٰ

خلیل العلماء والاولیاء، خلیل ملت ودین، مفتی اعظم سندھ وبلوچستان، سردار بزم علم وحکمت، استاذ الاساتذہ، استاذ القضاۃ، ماہر قانون وراثت، حامل رشد وہدایت، ناشر احکام شریعت، واقف اسرار طریقت، سالک راہ حقیقت عارف سبیل معرفت، زینت مسند اکابر شریعت وطریقت، عاشق محبوب جلیل، واقف علم وحکمت خلیل، خلیل جلیل، صاحب سیرت جمیل، شیخ الحدیث والتفسیر

مفتی زماں **حضرت علامہ مفتی محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری** نوراللہ مرقدہٗ ودامت فیوضہٗ،

کا شماران علماء ربانیین میں ہے............ جو بیک وقت............ محدث............ مفسر............ مناظر............ مفتی............ مدرس............ مصنف............ مترجم............ منتظم............ فقیہ............ واعظ............ اور شاعر ہیں اور اس کے باوجود سادگی کے حامل ہیں۔ (جمال خلیل صفحہ ۹)

مفتی محمد خلیل خاں صاحب کا آبائی شجرہ اس طرح ہے

محمد خلیل خاں بن عبدالجلیل خان بن اسماعیل خان بن سردار خان بن فیض اللہ خاں، آپ کا تعلق لودھی خاندان سے ہے۔

تاریخ کے مطابق لودھی خاندان میں تین بادشاہ گزرے ہیں، جنہوں نے ہندوستان پر حکومت کی ہے، ۱۔ بہلول لودھی، ۲۔ سکندر لودھی، ۳۔ اور ابراہیم لودھی، ان میں سکندر لودھی کو اولیاء کرام سے بہت عقیدت تھی۔ مفتی محمد خلیل خان کے ایک بھائی، عبدالقدیر خاں تھے، جن کا انتقال پاکستان میں ہوا۔ (قلمی یادداشت مفتی محمد خلیل خاں)

خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ کے سجادہ نشین آستانہ برکاتیہ نوریہ امیریہ جناب سید آل رسول صاحب نظمی مارہروی مدظلہ فرماتے ہیں:

سراپا جمیل

میں نے انہیں دیکھا بھی ہے اور برتا بھی...... دیکھا بھی ہوش میں اور برتا بھی ہوش میں...... میں ان دنوں مارہرہ مطہرہ میں ہی زیر تعلیم تھا...... وہ اپنے مرشد حضرت سیدنا شاہ ابوالقاسم محمد اسماعیل حسن صاحب قدس سرہٗ کے عرس میں شرکت کرنے تشریف لاتے تھے۔...... عرس میں آنے والے چند ہی علمائے کرام ایسے ہوتے تھے جن سے خانقاہ کے بچے مانوس تھے...... ایک مولانا عبیداللہ صاحب علیہ الرحمتہ والرضوان اور دوسرے حضور خلیل العلماء مفتی محمد خلیل خاں صاحب برکاتی قدس سرہ العزیز...... میں اس وقت مؤخرالذکر ہی یاد کی خوشبو سے اپنی روح میں تازگی بھر رہا ہوں...... کھرے پٹھان ہونے کے باوجود ان

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کی مسکراہٹ ایسی دلنواز تھی کہ سامنے والے کو مسحور کر دیتی تھی...... وہ خلیل جلیل ہونے کے ساتھ ساتھ سراپا جمیل تھے...... منبر پر تشریف فرما ہوتے تو ہر طرف نور ونکہت کی بارش ہونے لگتی...... علم کا سمندر تھے...... دیکھا تو نہیں مگر سنا ہے کہ خانقاہ میں رہتے اور میرے عم محترم حضور احسن العلماء سید شاہ حسن میاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ کو درس دیا کرتے تھے۔ البتہ یہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ میرے والد ماجد حضور سید العلماء علیہ الرحمتہ ان سے خصوصی محبت سے پیش آتے تھے۔ مرشد کے آستانے کا رنگ ان پر اس قدر غالب تھا کہ پہلی ہی نظر میں ہر کوئی ان کی برکاتیت بلکہ مارہرویت کا قائل ہو جاتا تھا، زبان میں جادو، قلم میں تاثیر، شخصیت میں ہر دلعزیزی کے اوصاف، خلیل العلماء علیہ الرحمتہ ہمیشہ آستانہء برکات کی آبرو بنے رہے......

برسوں بعد وہ پھر مارہرہ تشریف لائے، ہم میں سے ایک ایک کو پہلی نظر میں پہچانا اور پہلے کی طرح بھرپور شفقت فرمائی علالت کے باعث اگرچہ زبان متاثر تھی، مگر اس حالت میں بھی ہم لوگوں سے خوب خوب باتیں کیں، نئی پرانی باتیں۔ پہلے دورے میں ان کے صاحبزادے احمد میاں کو میں نے چھوٹا سا دیکھا تھا۔ اس دورے میں وہ پودا ماشاء اللہ تناور درخت بن کر میرے سامنے آیا تھا۔ سچ یہ ہے کہ میں پہلی نظر میں احمد میاں کو پہچان نہیں پایا۔ اور جب رسمی تعارف کے بعد میں نے احمد میاں کو اپنے گلے سے لگایا تو خلیل العلماء علیہ الرحمتہ کی آنکھیں بھیگ گئی تھیں......

خلیل العلماء یوں تو ہندوستان سے ہجرت کر گئے تو تھے مگر ہر عرس قاسمی میں ان کی نظم کردہ منقبتیں، اور نعتیں اور گاگر چادر کے جلوس میں پڑھی جاتیں اور یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے......

خلیل العلماء علیہ الرحمتہ تحریر اور تقریر دونوں ہی میدانوں میں شہسوار تھے...... بچپن میں ان کے تحریر کردہ اسلامی عقائد اور دینیات پر چھوٹے چھوٹے رسالے ہمیں بھی پڑھائے گئے...... بچوں کے لئے لکھنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں، بالخصوص مذہبی موضوع پر...... مگر خلیل العلماء نے سوال جواب کے روپ میں مذہبی معلومات پر مشتمل وہ کتابچے تحریر فرما کر دین کی بڑی بھاری خدمت انجام دی...... آسان زبان ان کے قلم کی خصوصیت تھی...... یہ کتابچے ہندو پاک میں کافی مقبول ہوئے......

جمال خلیل

خلیل العلماء علیہ الرحمتہ کے قلم کا ایک اور روپ ان کی شاعری ہے...... ان کا دیوان...... سبحان اللہ! سبحان اللہ! دودھ اور شہد میں دھلا ہوا کلام ہے...... ''جمال خلیل'' کے عنوان سے نعت، منقبت اور غزل کا یہ حسین مرقع خلیل العلماء کے ہونہار صاحبزادے اور سچے وارث میرے بھائی مفتی احمد میاں برکاتی سلمہٗ اللہ تعالیٰ نے ترتیب دیا ہے...... خلیل العلماء صرف شاعر ہی نہیں، عالم جلیل بھی ہیں...... اور ان کے خداد علم کی یہ جلالت ان کے قلم کی ہر جنبش سے ہویدا ہے......

جا کے لا اے شوقِ بے پایاں قلمدانِ حبیب
کچھ مضامین نعت کے لکھ زیر عنوانِ حبیب
سامنے کھولے ہوئے دو صفحۂ رخسار ہیں
یوں تلاوت کر رہا ہے روئے قرآن حبیب

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خلیل العلماء نے بڑی سنگلاخ زمینوں کا انتخاب فرمایا......اور ان پتھریلی زمینوں میں مضامین کے وہ گلاب کھلائے ہیں جن کی خوشبو مسحور کن ہے اور رنگت ہوش ربا......(جمال خلیل ص ۱۲ تا ۱۴)

ماہر رضویات، مسعود ملت حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد ایم اے، پی ایچ ڈی
(سابق ایڈیشنل سیکریٹری محکمہ تعلیم حکومت سندھ)

خلیل ملت علیہ الرحمۃ کو اس طرح یاد کرتے ہیں:

سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہوگئیں
خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہوگئیں

حیات ایک نظر میں

جب ہم ماضی کی طرف پلٹ کر دیکھتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ ایک قیامت گزر گئی، اللہ اکبر! کیسی کیسی عظیم ہستیاں اٹھ گئیں، ماحول خالی خالی سا نظر آتا ہے، فضائیں بے کیف سی معلوم ہوتی ہیں، رنگِ محفل پھیکا پھیکا سا دکھائی دیتا ہے......اس میں شک نہیں مثالی شخصیتوں کا اٹھ جانا ملتِ اسلامیہ کے لئے بڑا المیہ ہے، نہایت کربناک اور غمناک ..... انہیں مثالی شخصیتوں میں حضرت مفتی محمد خلیل خاں قادری برکاتی علیہ الرحمۃ بھی تھے......وہ مفتی بھی تھے، مدرس بھی......وہ مصنف بھی تھے......اور مترجم بھی، وہ مبلغ بھی تھے اور مقرر بھی اور شاعر بھی تھے......

مفتی صاحب ۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء میں ہندوستان میں پیدا ہوئے، اپنے مقام ولادت (موضع) کھریری، ریاست دادوں ضلع علی گڑھ) سے ۱۳۴۳ھ/۱۹۲۳ء میں مارہرہ شریف آ گئے جو امام احمد رضا خاں بریلوی کا پیر خانہ ہے۔ یہاں آپ کی تعلیم کا آغاز ہوا۔ ۱۳۴۴ھ/۱۹۲۶ء میں ۶ سال کی عمر میں اسکول میں داخل ہوئے اور ۱۳۵۲ھ/۱۹۳۴ء میں مڈل پاس کیا۔ ۱۳۵۳ھ/۱۹۳۵ء میں مدرسہ حافظیہ سعیدیہ، دادوں (ہندوستان) میں درس نظامی کا آغاز کیا۔ مفتی صاحب کے اساتذہ میں امام احمد رضا خاں بریلوی کے صاحب زادے مفتی اعظم علامہ محمد مصطفےٰ رضا خاں بریلوی اور شاگرد خلیفہ صدر الشریعۃ علامہ امجد علی اعظمی جیسے کامل علماء و فضلاء تھے......وہ ۱۳۵۶ھ/۱۹۳۸ء میں شاہ اولاد رسول سید محمد میاں قادری (م ۱۳۷۵ھ، ۱۹۵۶ء) کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے۔ ۱۳۷۰ھ/۱۹۵۱ء میں مرشد گرامی نے نیابۃً اجازت دی پھر سید حسن میاں سجادہ نشین مارہرہ شریف نے تحریراً اجازت مرحمت فرمائی ۱۳۷۳ھ/۱۹۵۵ء میں مفتی اعظم ہند نے بھی چاروں سلاسل میں اجازت عنایت فرما دی......

مفتی صاحب نے ۱۳۵۹ھ/۱۹۴۰ء میں مولوی عربی کا امتحان پاس کیا، ۱۳۶۱ھ/۱۹۴۲ء میں عالم عربی کا۔ اسی سال سراج العورف کا ترجمہ کر کے تصنیف و تالیف کا آغاز فرمایا۔ ۱۳۶۳ھ/۱۹۴۵ء میں درس نظامیہ سے فراغت حاصل کی اور مفتی اعظم ہند علامہ مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں بریلوی نے سندِ حدیث عطا فرمائی...... ۱۳۶۴ھ/۱۹۴۶ء میں مفتی صاحب نے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تبلیغ و تقریر کا آغاز فرمایا اور اس کے ساتھ تدریس بھی شروع کی، مدرسہ قاسم البرکات (مارہرہ شریف) اور مدرسہ قمر الاسلام (میرٹھ) میں صدر مدرس بھی رہے...... ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء میں شادی ہوگئی، اسی سال مدرسہ اسلامیہ (مارہرہ شریف) میں تدریس اور افتاء کی ذمہ داریاں سپرد کی گئیں۔ اسی سال جامع شیش گراں، (مارہرہ شریف) میں امامت، خطابت کا آغاز فرمایا...... ۱۳۷۰ھ/ ۱۹۵۱ء میں پاکستان تشریف لے آئے، پہلے میرپور خاص (سندھ) میں رہے، پھر کراچی اور ۱۳۷۱ھ/۱۹۵۲ء میں حیدر آباد سندھ تشریف لے آئے اور اسی سال دار العلوم احسن البرکات کی بنیاد رکھی...... مفتی صاحب اس کے مہتمم اور شیخ الحدیث تھے...... ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء میں حج بیت اللہ شریف اور زیارت حرمین طیبین سے مشرف ہوئے...... ۱۹۸۴ء میں شدید علیل ہوئے اور تصنیف و تالیف، تدریس و تبلیغ کا کام موقوف ہوگیا دوسرے ہی سال ۲۸ر رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ/مطابق ۱۸رجون ۱۹۸۵ء کو ۶۵ سال کی عمر میں وصال فرمایا اور حیدر آباد سندھ میں دربار جیلانی سخی سیدنا عبد الوہاب شاہ میں رکھے گئے۔

مفتی صاحب کے صاحبزدگان میں ابو حماد مفتی احمد میاں برکاتی صاحب علم و فضل اور صاحب تصنیف و تالیف ہیں وہ والد گرامی کی حیات ہی میں دار العلوم احسن البرکات کے ناظم ہوگئے تھے اور اب وہ مفتی صاحب کے جانشین ہیں، وہ بڑی صلاحیتوں کے مالک ہیں، اپنے والد گرامی کی تمام ذمہ داریاں باحسن طریق انجام دے رہے ہیں، مولیٰ تعالیٰ ان کے فیض کو جاری و ساری رکھے۔ آمین!

مفتی صاحب نے تقریباً ساٹھ ۶۰ تصانیف و تراجم یادگار چھوڑی ہیں جن میں اکثر شائع ہوچکی ہیں، مثلاً ترجمہ سبع سنابل، ہماری نماز، ہمارا اسلام، سنی بہشتی زیور، عقائد اسلام، نور علیٰ نور، شرح فیصلہ ہفت مسئلہ وغیرہ وغیرہ

ذکر شاعری

مفتی محمد خلیل خاں برکاتی طبقہ علماء میں ممتاز تھے، وہ سخن گو اور سخن سنج بھی تھے اور شعر گوئی میں خاص امتیاز رکھتے تھے...... انہوں نے مختلف اصناف سخن میں شاعری کی مثلاً...... حمد، نعت، منقبت، غزل، قصیدہ، سہرا، قطعہ، مسدس، مربع، وغیرہ...... ان کی بعض غزلیں اور نعتیں تو مرصع ہیں اور یہ بات اسی وقت پیدا ہوتی ہے جب شاعر زبان و بیان پر قدرت رکھتا ہو اور اس کے خیالات میں روانی اور جذبات میں جولانی ہو...... ان کے بعض مطلع اور مقطع بھی خوب ہیں...... ان کی شاعری بڑی وقیع ہے، اس میں تمام وہ خوبیاں موجود ہیں جو ایک اچھی شاعری میں ہونی چاہئیں...... ان کی شاعری میں معنیٰ آفرینی، بیساختگی، محاکات آفرینی، موسیقیت و ترنم، حسنِ تراکیب، رعایت لفظی، روز مرہ محاورہ، معانی و بیان، صنائع بدائع سب ہی کچھ ہے...... ان کے ہاں غم جاناں بھی ہے، اور خمریات بھی...... عرفان و معرفت اور قرآن و حدیث کی جھلکیاں بھی ہیں...... سچا شاعر نہ اپنے ماحول سے آنکھیں بند رکھتا ہے، نہ اپنے وجود سے، اس کی شاعری میں زمانہ کا سایہ اور اس کے وجود کا عکس صاف نظر آتا ہے......

مفتی صاحب کے کلام میں ایسے بہت سے اشعار مل جاتے ہیں جن میں مضمون آفرینی کی بہار نظر آتی ہے...... یہ خوبی

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس وقت پیدا ہوتی ہے جب اللہ تعالیٰ نے شاعر کو فکر و تخیل کی دولت کے ساتھ ساتھ تجربات و مشاہدات اور علم و فضل کے زیور سے بھی آراستہ کیا ہو......

مفتی صاحب کے کلام میں مضمون آفرینی کے علاوہ بیساختگی اور موسیقی و ترنم بھی پائے جاتے ہیں جس سے جذبے کی گہرائی اور گیرائی کا اندازہ ہوتا ہے۔ مثلاً اُن کے یہ اشعار ملاحظہ ہوں:

آسرا جینے کا تم کو جیتے جی سمجھا کئے
جان دینے کو ہمیشہ زندگی سمجھا کئے

۞ ۞ ۞

عہد شباب، بزم طرب، محفلِ نشاط
بے کیف ہے یہ سارا تماشا ترے بغیر

مفتی صاحب کے کلام میں محاکات آفرینی، حسنِ تراکیب اور رعایتِ لفظی کی بھی اچھی مثالیں مل جاتی ہیں مثلاً یہ شعر ملاحظہ ہو ؎

یہ چارہ سازوں کی سرگوشیاں ہوئیں کیسی
یہ کیوں ملول سب اپنے پرائے جاتے ہیں

جان بلب مریض کی آنکھوں میں عجیب سی چمک پیدا ہو جاتی ہے...... وہ آنے جانے والے، حیران و پریشان، عزیزوں اور آس پڑوس کے لوگوں کی، ایک ایک ادا پر نظر رکھتا ہے اور متجسس نگاہوں سے دیکھتا رہتا ہے...... پھر جب وہ مریض سے مایوس ہو کر مایوسی و ناامیدی کے عالم میں سرگوشیاں کرتے ہیں تو مریض ایک ایک کا منہ تکتا ہے...... پھر وہ خیالوں میں گم ہو جاتا ہے...... پھر آپ ہی آپ سوال کرتا ہے......

یہ چارہ سازوں میں سرگوشیاں ہوئیں کیسی؟
یہ کیوں ملول سب اپنے پرائے جاتے ہیں؟

شاید وہ وقت آ گیا جس کا انتظار تھا؟...... شاید زندگی کی شام آ گئی...... ہاں مریض کی مایوسیوں اور ناامیدیوں کا کوئی اندازہ کر سکتا ہے؟...... نہیں نہیں...... ہرگز نہیں...... مفتی صاحب نے ان حرماں نصیبوں کا ایسا دردناک نقشا کھینچا ہے کہ سارا سماں آنکھوں میں پھر گیا...... وہ کس مؤثر دو سوالوں میں داستان غم بیان کر گئے...... ہاں انھیں دو سوالوں میں جواب بھی پنہاں ہے

ع ساغر کو مرے ہاتھ سے لینا کہ چلا میں

انا للہ وانا الیہ راجعون

ع اک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خموش ہے!

مفتی صاحب کی شاعری میں حسن تراکیب کے نمونے بھی ملتے ہیں، مثلاً یہ شعر ملاحظہ ہو ؎

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نور آنکھوں کو ملا، خلوت گہ دل کو سرور

جب تصور نے سنواری صورتِ احمد رضا

مفتی صاحب کے کلام میں غم روزگار بھی ہے اور غم جاناں بھی اور خمریات بھی...... ان کی خمریات بھی شراب طہور سے عبارت ہیں...... ان کے یہ اشعار ملاحظہ ہوں:

تمہیں سے آس لگائی ہے غم کے ماروں نے

تمہیں سنو گے ہماری پکار کہہ دینا

خُم کے خُم ہیں مغربی، میخانۂ توحید میں

ساقیانِ قوم ہیں، مستِ شراب مغربی

خمریات میں اس طرح سیاسیات کو سمو دینا مفتی صاحب ہی کا حصہ ہے......

اور خمریات میں یہ نظم تو بالکل مرصّع ہے جس کا مطلع ہے۔

اپنی بگڑی بنا کے پیتا ہوں

ان سے نظریں ملا کر پیتا ہوں

اور مقطع ملاحظہ ہو۔

ان کی آنکھوں کو دیکھتا ہوں خلیلؔ

گویا ساغر اٹھا کے پیتا ہوں

سبحان اللہ!

مفتی صاحب کو زبان و بیان پر پورا پورا عبور ہے، انہوں نے فارسی میں بھی کہا ہے اور اردو میں بھی...... اردو میں وہ بے تکان اور بلا تکلف روزمرہ محاوروں کو استعمال کرتے ہیں جس سے ان کی زبان دانی کا اندازہ ہوتا ہے...... انہوں نے معانی و بیان، صنائع و بدائع کو بھی استعمال کیا ہے جس سے فنِ شعر گوئی میں ان کی مہارت و کمال کا پتا چلتا ہے

مفتی صاحب سلسلہء قادریہ میں بیعت تھے اور صاحبِ اجازت بھی، وہ اہل سنت کے ممتاز عالم دین اور صاحبِ علم و فضل تھے اس لئے ان کے کلام میں عرفان و معرفت کی باتیں اور قرآن و حدیث کے حوالے بھی مل جاتے ہیں۔

کہاں تک کیجئے تفسیر سبحان الذی اسریٰ

کہ آغوشِ دنیٰ میں مصطفےٰ کا قصرِ رفعت ہے

الختصر مفتی صاحب کے کلام کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے وقت کے ایک باکمال شاعر تھے، ان کی شاعری ان کی زندگی میں منظرِ عام پر نہ آسکی مگر وصال کے بعد چھپ کر منصۂ شہود پر چھا گئی۔ ہاں ان کے لائق و سعادت مند فرزند برادرم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابوحماد مفتی احمد میاں برکاتی (مہتمم دارالعلوم احسن البرکات، حیدرآباد سندھ) کی مسائی جمیلہ سے مفتی صاحب کے آثار علمیہ رفتہ رفتہ منظر عام پر آ رہے ہیں۔

احقر محمد مسعود احمد

۲۳ر نومبر ۱۹۹۰ء جمعۃ المبارک

(تلخیص جمال خلیل صفحہ ۱۹ تا صفحہ ۳۶)

محترم جناب ڈاکٹر راحت عالم نسیم (پی۔ایچ۔ڈی) مفتی محمد خلیل خاں کے کلام میں، اجل وسیلہ وصل کا تصور، ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: عشق مجازی ہو کہ عشق حقیقی، محبوب کے حضور نذرانۂ جاں پیش کرنا، معراج محبت ہے۔ خوشا نصیب، وہ عاشقانِ صادق جو نذرِ جاں پیش کر کے فنا و بقا کی منازل طے کر لیتے ہیں۔ صد مبارکباد، ان عشاقِ رسول کو جو زندہ رہیں تو ''فنافی الرسول'' کی حسرت میں اور مرتے ہیں تو ''بقابالرسول'' کی حیاتِ جاوید سے سرفراز ہوتے ہیں۔

بقولِ مولانا رومی ؎

گر ببردِ اُو قہر خود سرم
شاہ بخشد شصت جان دیگرم

کیوں کہ فرمان پاک ہے:

من احبنی قتلتهٗ و من قتلتهٗ فانا دیته ط

اس لئے ہر عاشق صادق، اس'' تحفۂ جانِ دیگرم'' کا خواہاں رہتا ہے۔ علامہ مفتی محمد خلیل بھی سچے عاشقِ رسول تھے۔ اس لئے تعجب نہیں کہ ان کے نعتیہ کلام میں'' اجل وسیلۂ وصل'' کا عنصر غالب ہے۔

عارفانہ کلام پر تبصرہ

ان کے مجموعہ کلام میں ۴۰ نعتیں بشمول نعتیہ قطعات، ہیں۔ کوئی نعت شاید ہی تصور وصل سے خالی ہو۔ مشتے نمونہ از خروارے، علامہ صاحب کے چند اشعار نقل کرتا ہوں تا کہ اس تصور عشق کے وہ حسین پہلو نذرِ قارئین کر سکوں جو میں نے دیکھے اور محسوس کئے۔ حالانکہ ہر نعت گو شاعر کے کلام میں یہ تصور وصل ملتا ہے مگر جس شدت اور جذب کے ساتھ مفتی خلیل صاحب کے یہاں موجود ہے، وہ ان کے نعتیہ کلام کو دیگر نعت گو شعراء سے ممیز کرتا ہے۔

عاشقِ صادق کے لئے موت اک پل ہے جو اسے اس زندانِ آب و گل سے منزل محبوب حقیقی تک لے جاتا ہے۔ اس عاشقِ خستہ جاں کے لئے زندگی اک حجاب ہوتی ہے اور موت وہ دریچہ جس سے لقائے حسنِ محبوب ممکن ہے۔

علامہ صاحب کے محبوب، حضرت محمد ﷺ ہیں وہ سرکار مدینہ میں عرض گزار ہیں۔

دیارِ طیبہ میں مرنے کی آرزو ہے حضور
یہی ہے متن، یہی شرح گفتگو ہے حضور

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علامہ خلیل رحمتہ اللہ علیہ کے کلام میں "دیارِ طیبہ میں مرنے کی آرزو" کا اس شدومد سے اظہار ہے کہ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے وہ سوتے جاگتے، اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، ہمہ وقت اسی تمنا میں جی رہے ہیں، اسی حسرت میں مر رہے ہیں کہ رسول عربی کے دیدار، دیار اور دہلیز پر قربان ہو جائیں۔

ان کے لئے "ہجراں نبی" ہی "شادیٔ وصل" بن گیا ہے۔ (جمال خلیل ص ۳۷ تا ص ۳۹)

علامہ محمد حسن حقانی مدظلہ، کراچی، تحریر فرماتے ہیں:

صدر الشریعۃ کے تلمیذ رشید حضرت خلیل العلماء خلیل ملت مفتی اعظم سندھ مفتی محمد خلیل خاں برکاتی رحمۃ اللہ تعالیٰ سے میرا پہلا تعارف اور مختصر ملاقات ۱۹۶۶ء میں اولاً عرس اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کے موقع پر دار العلوم امجدیہ کراچی میں ہوئی اور دوسری بار ششماہی امتحان کے زمانے میں بحیثیت ممتحن دار العلوم مذکور میں ہوئی (احقر اس وقت ناظم تعلیمات ونگراں امور انتظام ادارہ تھا)

نظام الاوقات کے مطابق چند کتب کا تقریری اور کچھ کا تحریری امتحان برائے کتب فقہ حدیث اور تفسیر مفتی محمد خلیل خاں صاحب نے لیا تھا اور کھانا وہیں تناول فرمایا تھا اسی اثنا میں کچھ گفتگو بھی ہوئی تھی۔ سادہ طبیعت، خوش مزاج، خوش اطوار، نفاست پسند متواضع مگر باوقار تھے۔ تحریر انتہائی شستہ، حسین اور جاذب نظر بھی پستہ قد، ٹوپی، شلوار کرتا، شیروانی زیب تن، گلے میں دوطرفہ بڑا رومال یہ پہلا منظر تھا۔

پھر سال میں دو تین بار (عرس اور امتحان میں ملاقات) ہوتی رہی مگر ان تمام مواقع پر کوئی خاص گفتگو نہیں ہوتی تھی البتہ آتے اور تشریف لیجاتے وقت علامہ ازہری کی قدم بوسی ضرور ہوتی تھی تو پتہ چلا کہ آپ حضرت صدر الشریعۃ کے شاگرد رشید ہیں اب ایک احترام کی کیفیت اجاگر ہوئی اور پھر زمانہ طالب علمی کے کچھ حالات بتانے پر پتہ چلا کہ داودوں میں ان کا زمانہ طالب علمی وہی تھا جب میرے دادا جان بھی وہاں مدرس ہو کر تشریف لائے تھے یہ مزید ایک گونہ تعظیم کا سبب بنا، یوں حضرت کی شخصی، علمی، اور فہم وفراست کی زندگی کے چند عمدہ ابواب اور کھلے اور منظر عام پر آئے۔ (مجلّہ خلیل علم ص ۴۳)

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الحکیم شرف قادری مدظلہ لکھتے ہیں:

فن تصنیف

مفتی اعظم سندھ وبلوچستان حضرت مولانا مفتی محمد خلیل خاں قادری برکاتی رحمۃ اللہ قیام پاکستان کے بعد پاکستان تشریف لے آئے، شوال ۱۳۷۱ھ ۱۹۵۲ء میں دار العلوم احسن البرکات کی بنیاد رکھی، جو سندھ اور بلوچستان میں ممتاز حیثیت کا حامل ادارہ ہے۔ آپ کی حیات مبارک میں تقریباً ایک سو فضلاء دورہ حدیث سے فارغ ہوئے، ان کے علاوہ سینکڑوں علماء نے آپ سے سند حدیث حاصل کی۔ تقریباً پانچ ہزار فتاویٰ جاری کئے جو بارہ جلدوں پر مشتمل ہیں، تقریباً ساٹھ کتابیں تصنیف

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کیں، قرآن کریم کے سترہ پاروں کی تفسیر (خلاصۃ التفاسیر) کے نام سے لکھی،

حضرت خلیل ملت رحمۃ اللہ علیہ کی تمام تصانیف عوام وخواص کے لئے مفید اور قبولیت عامہ کی حامل ہیں۔ خاص طور پر "ہمارا اسلام" اور "سنی بہشتی زیور" کو حیرت انگیز مقبولیت حاصل ہوئی، ہمارا اسلام کا ترجمہ سندھی، ڈچ ہندی اور انگریزی میں شائع ہو چکا ہے، مفتی صاحب کا انداز مناظرانہ نہیں بلکہ معلمانہ ہے۔ (مجلہ خلیل علم ص ۷۷)

آپ کے ایک شاگرد رشید حضرت علامہ مولانا محمد حسن قلندرانی، لکھتے ہیں:

فن تدریس

استاذی المحترم استاذ العلماء سیدی حضرت مفتی اعظم محمد خلیل خاں قادری برکاتی رحمۃ اللہ علیہ پاکستان کے جید علماء کرام اور مفتیان عظام اور عظیم و مایہ ناز مدرسین و مصنفین میں سے تھے۔

یوں تو حضرت قبلہ مفتی اعظم تمام علوم عقلیہ ونقلیہ میں مہارت کاملہ رکھتے تھے مگر بالخصوص فن تدریس وافتاء اور تصنیف و تالیف میں آپ ایک بے بدل اور عظیم مفتی مصنف تھے۔

حضرت کے پاس اگر غبی سبق پڑھتا تو ذہین بن جاتا آپ کی پڑھائی کا انداز ایسا پیارا تھا کہ غبی سے غبی اور کند ذہن شاگرد فوراً سبق، مقام کتاب سمجھ جاتا یہ بات راقم الحروف عاجز اور دیگر بے مثال تلامذہ کے تجربات سے ہے اسی وجہ سے دار العلوم میں دوسرے مایہ ناز اور اعلیٰ قابل ترین اساتذہ ہونے کے باوجود ہر طالب علم چاہتا کہ میرے اسباق حضرت مفتی صاحب کے پاس ہو جائیں اور میں حضرت سے پڑھوں۔

قد ولباس

حضرت مفتی صاحب درمیانہ قد، گندمی رنگ، گول اور پروقار چہرہ، لمبی وگھنی ریش مبارک کے حامل اور تصنع ونمود ونمائش سے بالکل مبرا تھے نہایت صاف ستھرا وضع کا لباس زیب تن فرماتے تھے۔ آپ کی چال ڈھال باوقار تھی چلتے وقت چست اور تیز رفتاری سے سیدھے چلتے تھے۔

گفتگو وکلام

حضرت کی گفتگو میں کم گوئی، وحلاوت، کبھی کبھی ہلکے پھلکے لطائف، وخوش طبع ومزاح ضرب الامثال کی آمیزش ہوتی تھی کہ آپ کی عادت شریفہ وصفت تھی کہ خواہ مخواہ کی باتوں سے اجتناب فرماتے تھے۔ ہاں درس وتدریس میں اور ضرورت کے وقت اپنی بات کو بلاکم وکاست اور بغیر کسی رعایت کے صاف صاف اظہار فرماتے تھے۔ آپ اپنے شاگردوں اور اپنے متعلقین ومعتقدین کو غلط بات پر ٹوکتے ان کی اصلاح فرماتے تھے لیکن غلطیوں پر تنبیہ کرنے کا بڑا پیارا انداز تھا آپ اٹھتے بیٹھتے ہر حال میں سنت مصطفوی کے عامل تھے کسی سے کلام فرماتے تو نہایت شائستگی اور نرمی وعمدہ اخلاق سے کلام فرماتے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ ایسا کوئی کلام منہ سے نہیں نکالتے تھے کہ جس سے کسی کی دل شکنی ہو۔ہاں حق بات بے جھجک کہہ دیتے کسی کی رعایت نہ کرتے تھے۔

تقویٰ و پرہیزگاری

استاذ العلماء قبلہ مفتی صاحب جامع شریعت وطریقت عالم اور مفتی شرع متین تھے احکام شریعت کی بہت سخت پابندی فرماتے تھے اور حلال وحرام کا امتیاز تو تھا ہی مگر آپ شبہ کی چیزوں سے بھی بہت سخت اجتناب فرماتے تھے مجھ سے عاجز کو اچھی طرح یاد ہے کہ ایک مرتبہ حجام بال بنانے کے لئے حاضر ہو گیا۔مگر مدرسہ میں پانی موجود نہ تھا، حجام نے کہا کہ مسجد سے ایک چلو پانی لے آتا ہوں آپ نے منع فرمایا اور فرمایا مسجد کا پانی مسجد ہی میں استعمال کرنا چاہئے اس لئے تم کل آجانا۔دارالعلوم میں دارالاقامہ کے طلبہ کے لئے شہر کے لوگ پورا بکرا ذبح کر کے لے آتے تھے بعض شاگردوں نے ارادہ کیا کہ بہت گوشت پڑا ہوا ہے خواہ مخواہ نقصان ہوگا کچھ گوشت قبلہ استاذ کے گھر بھیج دیں۔آپ کو پتہ چلا منع فرمایا اور فرمایا ہمارے گھر ایک ٹکڑا گوشت کوئی نہ بھیجے کچھ شاگردوں نے عرض کیا حضرت دیگر مدارس میں بعض اساتذہ کرام گوشت لے جاتے ہیں اور شرع میں یہ رخصت بھی ہے۔کہ طلبہ اب آپ کو ھدیہ کریں فرمایا وہ ہم سے اچھے مگر ہم اس کو پسند نہیں کرتے ہیں۔

خیال رہے صدقہ واجبہ سادات اور غنی پر ناجائز ہے۔یہ گوشت نہ صدقہ واجبہ ہوتا اور نہ ہی آپ سادات اور غنی میں سے تھے مگر کمال تقویٰ ہے کہ ادنیٰ شاگردوں اور متعلقین کے لئے مشعل راہ ہو جائے۔

اللہ ﷻ اور رسول ﷺ کی محبت واطاعت آپ کا سرمایہ زندگی تھا، حضرت صاحب قبلہ کی تمام تر زندگی محبت الٰہی وعشق نبوی ﷺ میں گزری۔شریعت پر استقامت اور متابعت سنت کا ذوق دل میں شعلہ فگن رہتا تھا۔درحقیقت یہ ہی عظیم ولایت اور بندگی ہے شرع مصطفوی پر آپ خود بہت سخت کاربند تھے اور اپنے شاگردوں اور اپنی اولاد امجاد کو اور اپنے متوسلین اور معتقدین ومریدین کو اس پر عمل پیرا ہونے کی بڑی سختی سے ہدایت اور تلقین فرماتے تھے گوٹھ اور گاؤں سے نئے طالب علم پڑھنے آتے تو ان کو سختی سے ہدایت فرماتے کہ اپنی شلوار اور تہبند ٹخنوں سے اوپر کرلیا کرو اور قمیض وکرتے کے بٹن بند کرو اور اپنی داڑھی مشت بھر رکھو اور مونچھیں پست کرو۔اور خوب صفائی کرو اور اچھی طرح وضوء ونماز کا خیال کرلیا کرو کہ آئندہ تمہیں لوگوں کا پیشوا بننا ہے اور دین متین کو لوگوں تک پہنچانا ہے فرماتے تھے، تم طلباء دین اگر شریعت محمدیہ پر عمل نہ کروگے تو پھر لوگوں کو کس طرح نیک عمل کی ہدایت وتلقین کروگے۔حضرت قبلہ مفتی صاحب ایک سچے عاشق رسول تھے حمد ونعت سنتے وقت آپ کبھی کبھی بے اختیار گریہ فرماتے تھے۔آپ خود بہت عمدہ شعر بھی فرماتے تھے مگر آپ کے اشعار سب عشق رسول ﷺ اور محبت الٰہی اور دین کی تبلیغ پر مشتمل ہیں۔

آپ بہت سی خوبیوں کے مالک تھے غرور وتکبر سے بہت دور، سادگی، علم سے محبت اور ان تھک درس وتدریس میں محنت آپ کی عادت ثانیہ بن چکی تھی اس سادگی کے ساتھ آپ لباس عمدہ اور صاف وستھرا زیب تن فرماتے تھے آپ کو میلے کچیلے پھٹے کپڑوں سے بہت نفرت تھی آپ اپنے تلامذہ سے فرماتے تھے کپڑے اگرچہ سادہ بھی ہوں تو کوئی حرج نہیں مگر کپڑے صاف

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ستھرے ہونے چاہئیں۔ اگر کسی طالب علم کے بدن پر پھٹا کپڑا نظر آتا تو فرماتے" بیٹے اس ظاہری عیب کو چھپاؤ، ظاہر مت کرو تا کہ اہل دنیا کی نظر میں معیوب نظر نہ آؤ" اور فرماتے تھے" اگر بظاہر تم غریب بھی ہو جاؤ تو اس کا کچھ خیال نہ کرو تمہارا دل متقی ہونا چاہئے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں سب سے بہتر شے علم دین سے آراستہ فرمایا ہے جو سب سے بہترین چیز ہے۔

سیاست

قبلہ گاہ مفتی اعظم نے خود عملی طور پر کبھی سیاست میں حصہ نہیں لیا لیکن آپ کے بہت سے لائق ترین وذہین شاگردوں نے بھرپور حصہ لیا ان میں سے حیدرآباد میں مقرر شعلہ بیان، مولانا عبدالغفور قلندرانی، مولانا سید افسر علی شاہ صاحب، کونسلر بلدیہ حیدرآباد، کوئٹہ میں مولانا غلام محمد صاحب مینگل، اور خضدار میں مولانا محمد وارث صاحب، مولانا قادر بخش صاحب قلندرانی، مولانا محمد عالم بروہی، مولانا محمد مراد صاحب قلندرانی، قلات میں مولانا بلال نے قابل ذکر وقابل تحسین کارنامے انجام دیئے۔ اور تحریک نظام مصطفےٰ میں بھرپور حصہ لیا۔ دیگر صوبوں آزاد کشمیر اور بیرونِ ملک جو تلامذہ ہیں وہ ان کے علاوہ ہیں۔

آپ کو چاروں سلاسل میں اکابر سے تمام اذکار و اوراد و اشغال و اعمال کی اجازت و خلافت عطا ہوئی تھی۔

لیکن اس کے باوجود قبلہ مفتی صاحب مرید نہیں فرماتے تھے۔ آپ فرماتے تھے میری زندگی کا محبوب ترین وظیفہ اور مشغلہ درس وتدریس ہے اللہ تعالیٰ نے یہ خدمت دین سپرد کی ہے یہ اگر خوش اسلوبی سے مجھ سے انجام پائے تو ایک عظیم دینی خدمت اور عظیم سعادت اخروی ہوگی۔ پیری مریدی سے ممکن ہے میرے اس عظیم کار خیر میں خلل وکمی واقع ہو جائے تاہم لوگوں کے بہت اصرار و التجاء پر آپ بعض مخلص لوگوں کو شرف بیعت سے نوازتے تھے۔ (مجلہ خلیل علم ص ۸۱ تا ص ۸۷ ملخصاً)

تحریک پاکستان

آپ نے تحریک پاکستان میں بھی بھرپور حصہ لیا۔ تحریک پاکستان کا دور حضرت مفتی صاحب کے شباب وجوانی کا دور تھا۔ آپ مارہرہ شریف اور اس کے گرد و نواح میں ہونے والے مسلم لیگ کے جلسے جلوس میں بڑی دلچسپی سے حصہ لیتے رہے۔ آپ مسلم لیگ کا پرچم اٹھائے ہوئے جلوسوں کے آگے آگے چلتے تھے، کانگریس اور کانگریسیوں کا اپنی تقاریر میں ہمیشہ رد فرماتے اور یوں حصول پاکستان کی تحریک میں بھرپور حصہ لیتے رہے۔

زمانہ طالب علمی میں جب کہ (کانگریسی بیلچہ)" خاکسار تحریک" زوروں پر تھی اور اس کا ہر سو چرچا کیا جا رہا تھا جگہ جگہ شہر شہر اس تحریک کے کونیئر اور اراکین گشت کر رہے تھے، اکابر علماء .... کے خلاف خوب پروپیگنڈہ کیا جا رہا تھا۔ گمراہ کن لٹریچر کی بھرمار تھی، اس دور میں مفتی صاحب نے اس تحریک کے چوبیس نکات کی شدید گرفت کی اور ان کے رد میں رسالہ" خنجر آبدار بر فرقہ خاکسار" تحریر فرما کر قوم کو خبردار کیا اور ان سے ہوشیار رہنے کی ہدایت کی۔ (انوار علمائے اہلسنت سندھ ص ۸۶۰ بحوالہ خلیل العلماء ص ۱۸)

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ کے فیض یافتہ ایک اور تلمیذ مولانا عبدالرحیم نقشبندی برکاتی آف کشمیر لکھتے ہیں:

فتاویٰ کی دھاک

خلیل ملت پر حضرت سید شاہ آل رسول مارہروی علیہ الرحمۃ اور امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کی ایسی نظر تھی کہ وہ ''جس سمت آ گئے ہیں سکے بٹھا دیئے ہیں'' کا مظہر تھے۔ تدریس ہو یا تصنیف نعت گوئی ہو یا وعظ و بیان وہ ہر فن مولا تھے۔

فتویٰ

آپ بڑے غور وخوض اور کتب بینی کے بعد استفتاء کا جواب مرحمت فرماتے سندھ سے لیکر بلوچستان تک اکثر استفتاء آپ کے پاس آتے، آپ اس کا ایسا مکمل اور مدلل جواب رقم فرماتے کہ بڑے بڑے جید علماء ومفتیان گرامی آپ کے فتاویٰ کو تسلیم فرماتے ایک بار کشمیر میں ضلع باغ کے ایک دیوبندی نے ایک محفل میں کہہ دیا کہ (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔ اس پر میرے والد گرامی الحاج صوفی شیر احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے گستاخ کی سرکوبی کے لئے ملک بھر کے علماء سے فتوے منگوائے تو سب سے مدلل فتویٰ حضرت قبلہ مفتی اعظم سندھ کا تھا جس پر پورے سندھ کے بڑے بڑے علماء ومفتیان کرام نے تصدیقات رقم فرمائیں جب وہ فتویٰ آزاد کشمیر پہنچا وہاں کی عدالت نے گستاخ باری تعالیٰ کو گرفتار کروا کر پہلے مرغا بنایا پھر توبہ کرائی۔

آپ پر امام اہل سنت کا ایسا فیضان تھا کہ آپ کی تحریر کا بھی وہی انداز ہوتا تھا، جب لکھنے بیٹھتے تو نہایت متوجہ ہو کر لکھتے قلم مبارک یوں رواں ہوتا کہ رکتا نہیں مگر حروف کے دائرے اور شوشے کچھ اس طرح نظر آتے جیسے صاف شفاف فرش پر موتیوں کی قطار نظر آ رہی ہے، اس وقت فوٹو اسٹیٹ کا رواج کچھ کم تھا تو راقم الحروف کو حکم فرماتے ''حافظ صاحب آؤ یہ فتویٰ نقل کر دو'' بندہ سوال وجواب نقل کرتا اور قبلہ مفتی اعظم کی تحریر کو دیکھ کر بار بار حیرت کرتا، کہ حروف موتی کی لڑیاں، لائینوں میں ایک جیسا وقفہ، کلام مختصر و جامع، جملے جچے تلے و عام فہم، جب آپ کو حج بیت اللہ و زیارت رسول ﷺ کا بلاوا آیا جو آپ کے لئے زندگی کی سب سے بڑی خوشی تھی تو آپ نے حاضری رجسٹر اساتذہ کرام پر لکھا جو تقریباً کچھ یوں تھا، ''فقیر حج بیت اللہ و زیارت روضہ ﷺ کی سعادت حاصل کرنے جا رہا ہے، کہیں آپ لوگوں کی بے توجہی دوسروں کی تضحیک کا باعث نہ بنے۔'' نہ لمبی چوڑی تمہید نہ تفصیل مختصر سا جملہ لکھا اور دستخط رقم فرما دیئے۔ اسے کہتے ہیں خیر الکلام ما دل وقل۔

راقم یہ کوشش کرتا کہ حضرت استاد گرامی کی نقل کرے چنانچہ ایک دن فتویٰ نقل کر کے آخر میں دستخط یوں کئے ''العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی'' روزانہ مشق کی وجہ سے نقل اصل کے بہت قریب تھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نظر مبارک نقل پر پڑی تو فرمایا، کیا تو کمال ہے لیکن کسی دوسرے کے دستخط من وعن کرنا صحیح نہیں۔ (مجلہ خلیل علم ص ۹۰)

فتویٰ نویسی میں احتیاط

فتویٰ نویسی میں احتیاط کا یہ عالم تھا کہ آسان سے آسان مسئلہ بھی کتاب میں دیکھ کر فتویٰ لکھتے۔ مسائل کا صرف جواب

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہی نہ دیتے بلکہ اس کے ساتھ عقلی ونقلی دلائل بھی ضرور دیتے تھے۔ایک بار فرمایا کہ نظافت کے ایک مسئلہ کی تلاش تھی جو ۲۵ر سال کے بعد کتاب میں ملا۔متقدمین کے بعد اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی تحقیق کے سامنے کسی کی تحقیق کو اہمیت نہ دیتے تھے قلم سے جوبات ایک مرتبہ لکھ دیتے وہ اتنی جامع ہوتی تھی کہ اسے قلم زد کرنے کا موقع نہ آتا تھا۔

بعض اوقات سائلین سوالات میں ہیر پھیر کر کے اپنے مطلب کا فتویٰ چاہتے تو ان سے وضاحت کراتے اور فرماتے کہ فرضی اور خیالی سوالوں کے بجائے فتویٰ لینے کے لیے اصل واقعہ اور اصل سوال لکھنا چاہیے۔اسی طرح آپ کبھی شرطیہ یا فرضی جواب نہ دیتے اور نہ کبھی سوال سے غیر متعلق جواب لکھتے،بعض اوقات سوالات چار صفحات پر ہوتے تھے مگر آپ ان کے جوابات مدلّل،صرف چند سطور میں لکھ دیتے کہ یہی کافی ہوتا۔بعض وکلاء کا بیان ہے کہ دینی معاملات میں عدالتیں اس وقت تک مطمئن نہیں ہوتی تھیں جب تک دارالعلوم احسن البرکات سے خلیل ملّت کا فتویٰ نہ آجاتا۔(موت کا سفر ص ۱۸)

خلیل ملّت علیہ الرحمۃ والرضوان، ریڈیو پاکستان کے بھی ہردلعزیز مقرر اور ادیب تھے چنانچہ **محمد نعمان رضا خان برکاتی** نگراں برکاتیہ ماڈل اسکول آف دارالعلوم احسن البرکات،حیدرآباد،دارالعلوم احسن البرکات اور ریڈیو پاکستان کے تعلق پر ایک نشاط انگیز تحریر میں لکھتے ہیں:

ریڈیو پاکستان سے تعلق

دارالعلوم احسن البرکات اور ریڈیو پاکستان حیدرآباد کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔۱۹۴۷ء میں پاکستان وجود میں آیا۔ جولائی ۱۹۵۲ء میں دارالعلوم احسن البرکات وجود میں آیا۔اس کے چند سال بعد ہی ریڈیو پاکستان نے حیدرآباد سے اپنی نشریات کا آغاز کیا۔حسن اتفاق سے ریڈیو پاکستان حیدرآباد جس عمارت میں قائم ہوا وہ دارالعلوم احسن البرکات کے عین سامنے تھی۔چنانچہ فطری طور پر ریڈیو پاکستان حیدرآباد کے ارباب نشریات نے دارالعلوم احسن البرکات میں حاضر ہوکر خلیل ملّت مفتی اعظم سندھ وبلوچستان علامہ مفتی محمد خلیل خاں برکاتی علیہ الرحمۃ سے درخواست کی کہ انہیں ایک بہترین قاری مہیا کیا جائے جو روزانہ نشریات کا آغاز کرے۔اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے دارالعلوم،روز تاسیس سے ہی قرأت وتجوید،تدریس و تحریر اور بہت سے فنون میں خود کفیل ہے۔چنانچہ خلیل ملّت علیہ الرحمۃ نے اپنے شاگرد خاص اور دارالعلوم کے حفظ وقرأت کے مدرس حضرت قاری عبداللطیف ملتانی مدظلہ کو حکم فرمایا اور اس طرح ریڈیو پاکستان حیدرآباد کی نشریات کے آغاز کی سعادت دارالعلوم احسن البرکات کے حصے میں آئی۔کئی سال تک قاری صاحب موصوف پابندی کے ساتھ ریڈیو سے تلاوت فرماتے رہے۔وہ نہ صرف استاذ القراء تھے بلکہ ایک بہترین نعت خواں بھی تھے۔اس طرح ریڈیو پاکستان کا تعلق اور وسیع ہوا۔پھر جب ریڈیو پاکستان حیدرآباد سے دینی محافل اور پروگراموں کی تشکیل دی گئی تو خود خلیل ملت علیہ الرحمۃ کی تفسیر القرآن ''صراط مستقیم'' کے پروگرام میں وقتاً فوقتاً کئی سال نشر ہوتی رہی۔جس کے مسودات آج بھی ریڈیو پاکستان حیدرآباد کے ریکارڈ میں محفوظ ہیں۔ریڈیو سے دارالعلوم کی وابستگی اس وقت عروج پر پہنچی جب ریڈیو پاکستان حیدرآباد نے رمضان المبارک۔کے مہینے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں سحری وافطار کے اوقات نشر کرنے کو خلیل العلماء حضرت مولانا مفتی محمد خلیل خاں البرکاتی القادری کے ترتیب دیئے ہوئے نقشہ سے اوقات نماز کو منسلک کر دیا اور خلیل ملّت علیہ الرحمتہ کے مشورے سے سحری وافطاری کے اوقات احتیاطی منٹ کے ساتھ نشر ہوتے رہے۔ یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے اور ریڈیو پاکستان حیدرآباد کے ذمہ دار افراد اس شرعی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے احسن البرکات میں تشریف لا کر ہی اپنے اطمینان کی تکمیل کرتے ہیں۔ (مجلّہ خلیل علم، ص ۹۴ حیدرآباد)

خلیل ملّت علیہ الرحمتہ ایک بے مثال خطیب اور مقرر بھی تھے چنانچہ حافظ محمد جواد رضا خاں برکاتی حضور خلیل ملّت قدس سرہ کے مقامات خطابات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

مقامات خطابت

میرے دادا حضور خلیل ملّت والدین کی تقریروں سے تو حیدرآباد شہر کے علاوہ قرب وجوار کے اکثر شہروں کوٹری، جامشورو، ٹنڈو محمد خان، ٹنڈو آدم، پٹارو، ٹھٹھہ، نواب شاہ، شہدادپور، میرپور خاص کی فضائیں گونجتی رہیں مگر خصوصیت کے ساتھ دادا حضور علیہ الرحمتہ نے مستقل طور پر جن مقامات پر خطابت فرمائی ان میں سب سے بڑا اجتماع عیدین کی نماز میں سول ہسپتال حیدرآباد فوارہ چوک کے پاس ہوتا تھا۔ جہاں تینوں طرف تاحد نگاہ مجمع ہوتا اور اللہ کے حضور سربسجود ہونے والوں کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر ہوتا اور لطف کی بات یہ، جو حضرت کی کرامت بھی ہے کہ نماز بغیر اسپیکر کے پڑھاتے اور مکبرین اس منظم انداز سے تکبیر کہتے کہ کسی سمت کے نمازیوں کو ذرہ بھر دقت نہ ہوتی تھی اور سب نہایت اطمینان کے ساتھ نماز عیدین ادا کرتے تھے۔ ان دنوں دادا حضور خلیل ملّت کی رہائش گاہ دارالعلوم کے قریب بھی، لہٰذا آپ پنج وقتہ نماز کی امامت اور جمعہ کی خطابت دارالعلوم سے ملحق مسجد خضراء میں کرتے تھے نماز عید کے اجتماع اور جمعہ کے خطاب سننے کے لیے دور دور سے نمازی پہنچتے تھے آپ کی تقریر میں مسائل اور فضائل دونوں طرح کے موضوع ہوتے تھے جس کی وجہ سے آپ کے پیچھے نماز پڑھنے والوں اور آپ کی تقریر سننے والوں کو کسی اور جگہ لطف نہ آتا تھا یہی وجہ تھی کہ آپ کے مستقل نمازی دیگر اماموں کے پیچھے بادل نخواستہ ہی نماز پڑھتے تھے۔ پھر جب آپ کی رہائش گاہ لطیف آباد میں ہوگئی تو لطیف آباد نمبر ۶ گول مسجد کے منتظمین نے دادا حضور سے درخواست کی کہ وہ عیدین اور جمعہ کی خطابت وامامت اس مسجد میں فرمائیں۔ آپ نے ان کی اس خواہش کو پورا فرمایا اور کئی سال تک گول مسجد میں خطابت کے فرائض انجام دیئے۔ اس طرح ۱۹۶۵ء سے ۱۹۷۲ء تک گول مسجد میں دین متین کی تبلیغ فرمائی۔ پھر جب لطیف آباد نمبر ۶ میں موجودہ مسجد اقصیٰ کا سنگ بنیاد رکھا گیا تو دادا حضور خلیل ملّت علیہ الرحمتہ کی کاوشوں سے تعمیر جدید، تکمیل کے مراحل میں پہنچی اور تقریباً پانچ سال آپ نے یہاں عیدین اور جمعہ کی خطابت فرمائی۔ جب زبان پر چھالوں کی تکلیف کی وجہ سے تقریر میں دقت ہونے لگی تو اہل محلّہ کی شدید خواہش پر دادا حضور رحمتہ اللہ علیہ نے میرے والد گرامی مجاہد العلماء حضرت مفتی احمد میاں برکاتی مدظلہ کو جامع مسجد اقصیٰ میں پنج وقتہ امامت اور خطابت کے لئے مقرر فرمایا۔

(والد گرامی ۱۹۷۶ء سے اب تا وہاں خطیب ہیں) (مجلّہ خلیل علم ص ۱۰۹)

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بڑوں کی طرح بچوں میں بھی آپ کی کتابیں بے حد مقبول ہیں، اس مقبولیت کا ذکر کرتے ہوئے آنسہ مدیحہ خانم برکاتی سلمہا اپنے "دادا کی نعتیں، باتیں اور کتابیں" کے عنوان سے لکھتی ہیں:

محبتِ خلیل

میرے پیارے دادا کا نام حضرت علامہ مولانا مفتی محمد خلیل خاں القادری البرکاتی ہے

میں نے اپنے دادا علیہ الرحمۃ والرضوان کو اگرچہ دیکھا نہیں مگر ان کی تمام باتیں میں نے اپنے بڑوں سے سنی ہیں، کہ میرے دادا کیسے تھے؟ انہوں نے دین اسلام کے لئے کیا خدمات انجام دیں؟ انہیں کیا پسند تھا؟ وہ کیسے کپڑے پہننا پسند کرتے تھے؟ ان کی تمام باتیں اور واقعات سن کر مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے وہ میرے قریب ہی موجود ہیں۔ میں نے اپنے دادا کی تصویر دل میں بنا رکھی ہے جب میں اس فرضی تصویر کو دیکھتی ہوں تو وہ مجھے بہت اچھے لگتے ہیں اور میں سوچتی ہوں کہ وہ اگر ابھی میرے سامنے موجود ہوتے تو کتنا مزہ آتا، میں نے انہیں دیکھا نہیں ہے مگر ان کی آواز تقاریر میں سنی ہیں۔ میرے دادا بہت اچھے مصنف بھی تھے۔ انہوں نے ساٹھ سے زیادہ کتابیں لکھیں۔ ان کتابوں میں چند کتابیں بہت زیادہ مشہور ہیں جن میں دو کے نام یہ ہیں۔ ۱۔ ہمارا اسلام، ۲۔ سنی بہشتی زیور۔ یہ کتابیں نہ صرف پاکستان بلکہ پوری دنیائے اسلام میں جہاں کہیں مسلمان آباد ہیں، بہت مشہور ہیں کہ اس میں میرے دادا نے نہایت ہی اچھی اور پاکیزہ باتیں لکھی ہیں جب میں چھوٹی سی تھی تو میں "آغا" کے ساتھ اکثر دادا کے مزار پر حاضری دیتی تھی اب میں کبھی کبھی دادا کے مزار پر دور سے فاتحہ پڑھ لیتی ہوں۔

میرے دادا ایک مشہور عالم، مناظر، خطیب، مصنف، ولی کامل اور مفتی تھے۔ انہوں نے اپنی کتابوں میں مسائل کے بارے میں اور اسلامی عقائد کے بارے میں لکھا۔ بڑی کتابوں کے علاوہ انہوں نے اور کتابیں لکھیں جس میں "اسلامی گفتگو" بہت اہم ہے۔ جو مجھ جیسے بچوں اور بچیوں کے لئے ہے۔ ان کتابوں کو پڑھ کر ہماری اصلاح ہوتی ہے اور کئی مفید معلومات ہمیں حاصل ہوتی ہیں۔ میرے دادا نے بہت اچھی نعتیں بھی لکھی ہیں ان کی ایک نعت:

"الٰہی روضۂ خیر البشر پر میں اگر جاؤں"

تو بہت ہی مشہور ہے اور اس نعت کو پاکستان کے چار بڑے بڑے نعت خوانوں نے بڑے خوبصورت انداز میں اپنی اپنی طرز میں پڑھا ہے۔ مجھے اپنے دادا بہت اچھے لگتے ہیں اور کبھی کبھی ان کی یاد بھی آتی ہے اور کبھی ان کی کمی بھی محسوس ہوتی ہے۔ میری خواہش ہے کہ میرے دادا خواب میں آکر ایک دفعہ مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ میرے دادا کے درجات مزید بلند فرمائے۔ آمین (مجلہ خلیل علم ص ۹۶)

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خلیل العلماء کے فیض یافتہ ایک اور شاگرد جناب **طاہر بیگ**، لیکچرار شعبہ انگریزی گورنمنٹ ڈگری سائنس اینڈ کامرس کالج کورنگی کراچی، رقم طراز ہیں:

تواضع وتقویٰ

جناب مفتی صاحب کی تواضع کا یہ عالم تھا کہ ہر کام اپنے ہاتھ سے کرتے۔ یہ آپ کی سادگی بھی تھی اور تواضع وخاکساری اور انکساری بھی۔ کئی مرتبہ اس احقر طالب علم نے آپ کو تن تنہا پیدل چلتے ہوئے جا بجا دیکھا ایک عام آدمی کی طرح آپ شاھی بازار حیدرآباد میں جاتے۔ اس ناچیز کو کئی مرتبہ چلتے پھرتے راستے میں سلام کرنے کا موقع ملا۔

آپ خیال کرنے والے محسن وشفیق بھی تھے ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ اتوار کا چھٹی والا دن تھا اور اس روز حیدرآباد میں ضمنی انتخابات ہو رہے تھے لہٰذا مدرسہ کی چھٹی تھی۔ مجھے معلوم نہیں تھا میں مدرسہ آیا تو دیکھا کہ چھٹی ہے۔ باہر مفتی صاحب سے ملاقات ہوئی سلام ہوا اور میں نے عرض کیا کہ آج چھٹی کا دن ہے میں لطیف آباد نمبر ۱۲ سے آتا ہوں (کیونکہ دیگر ایام میں آفس جاتا تھا) تو مفتی صاحب نے استاذ عبدالحفیظ صاحب قادری سے ارشاد فرمایا کہ یہ بچہ دور سے آیا ہے اسے آپ پڑھا دیں۔ تو استاذ صاحب نے حسب ارشاد مجھے نیچے بٹھا کر پڑھا دیا جہاں آجکل مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ ہے۔

ایک دعوت کا ذکر ہے کہ مدرسہ کے ایک طالب علم کے گھر پر دعوت ولیمہ تھی (نزد مسجد نورالاسلام یونٹ نمبر ۸) اس دعوت میں جناب مفتی صاحب تھے۔ صوفی رضا محمد صاحب تھے اور طلباء حضرات اور یہ حقیر طالب علم بھی تھا۔ مفتی صاحب نے پرہیز کی وجہ سے کھانا مطلق نہ کھایا مگر ایک مسئلہ معلوم ہوا وہ یہ کہ ایک صاحب نے جو کہ خود مہمان تھے کھانا کھاتے ہوئے مفتی صاحب کو کھانے کے لئے کہا تو آپ نے بروقت فرمایا کہ آپ کسی اور کو کھانے کے لیے نہیں کہہ سکتے کیونکہ آپ مدعو کئے ہوئے مہمان ہیں میزبان جو آپ کو کھلائے وہ آپ کھا سکتے ہیں مگر از خود کسی کو کھلا نہیں سکتے مفتی صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ بعض مسائل ایسے ہوتے ہیں جب تک عملی طور پر واسطہ نہ پڑے مسائل کی واقفیت نہیں ہوتی۔ حج کے دوران اس کا تجربہ ہوا۔

میں نے مفتی صاحب کو دیکھا ہے کہ آپ گھڑی میں زنجیر Chain استعمال نہیں کرتے تھے آپ فرماتے کہ دھات کا استعمال ممنوع ہے۔ آپ یہ بھی فرماتے کہ بعض علماء کے نزدیک چین والی گھڑی جائز ہے۔ بعض لوگ چین والی گھڑی پہنتے کیونکہ بعض نے اسے جائز بتایا ہے۔ بہر حال احتیاط برتنی چاہئے۔ ایک مرتبہ مجھ سے بات کرتے ہوئے کہا کہ عصر کے بعد لکھنے پڑھنے سے دماغی کمزوری ہوتی ہے۔ خود اپنی مثال بیان فرمائی کہ عصر کے بعد میں لکھتا تھا یعنی لکھنے کا کام کرتا تھا۔ چند دنوں میں میں نے دماغی کمزوری محسوس کی جب توجہ کی تو احساس ہوا کہ یہ عصر کے بعد لکھنے پڑھنے کے کام کی وجہ سے ہے پھر ایسا کرنا ترک کر دیا۔

عصر کے بعد کا وقت ملنے جلنے میں آنے جانے میں گزارنا چاہئے مفتی صاحب طلباء اور اساتذہ دونوں کی حاضری کا خاص خیال فرماتے۔ جب کوئی مدرس ضرورت سے زیادہ لیٹ ہو جائے اور اس تاخیر میں تواتر بھی ہو تو آپ نظر پڑنے پر خیریت پوچھتے تھے تبسم کے ساتھ۔ (مجلہ خلیل علم ص ۱۲۵ تا ۱۲۶)

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پیکر تواضع وانکساری

حضرت خلیل ملت، علیہ الرحمتہ والرضوان، اکابر کی طرح مجسم، تواضع وانکساری کا پیکر تھے، اور صاحب علوم وفنون کے باوجود، اپنی ذات کو نہایت بے مایہ گردانتے تھے۔ چنانچہ خود لکھتے ہیں:

اللہ تبارک وتعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر واحسان کہ اس نے مجھ جیسے بے مایہ و بے بضاعت کو یہ توفیق خیر رفیق عطا فرمائی کہ اس فقیر نے مایۂ علم وحسن سے کورا ہونے کے باوجود "ہماری نماز" کی تالیف کے بعد مسلمان بچوں اور بچیوں کے لئے چند سال قبل "ہمارا اسلام" کے نام سے ایک کتاب ترتیب دی، جو پانچ حصوں پر مشتمل ہے، اور ہر حصہ شعبۂ عقائد وشعبۂ اعمال پر منتظم۔

جس وقت یہ کتاب شائع ہوئی اس وقت ہیچمداں کو یہ خیال بھی نہ تھا کہ یہ کتاب عوام وخواص میں اس قدر مقبول وپسندیدہ ہوگی جس کا اندازہ اساطینِ دین وملّت وعلمائے اہلِ سنت وجماعت کی اس قدر افزائی سے ہوتا ہے جو ان کی زبان حق ترجمان اور قلمِ حق رقم سے وقتاً فوقتاً ظہور میں آیا۔ فالحمد للہ رب العالمین

انہیں ایام میں اس سرتاپا بے بضاعت سے، بعض احباب نے تقاضا کیا کہ فقہی مسائل پر مشتمل، میں ایک ایسی کتاب بھی ترتیب دوں جس سے مسلمان عورتیں استفادہ کر سکیں اور جس میں طہارت ونماز کے مسائل خصوصاً ایسے نہج پر لکھے جائیں کہ عام حالات میں یہ کتاب ان کی صحیح رہنمائی کر سکے اور بہترین رفیق ثابت ہو۔

یہ ہیچمداں کہ حقیقتاً علمائے کرام کی خاک پا کے برابر بھی نہیں اپنی اہم مصروفیات کے باوجود اپنے اساتذہ کرام ومشائخ عظام کی عنایات کی بدولت، جو اس فقیر پر مبذول رہی ہیں اور آج بھی رہتی ہیں۔ اپنی سی کوشش میں کامیاب ہوا۔ اور "بہار نسواں" المعروف سنی بہشتی زیور کے نام سے یہ کتاب ترتیب دے کر آپ کی خدمت میں پیش کرنے کا شرف حاصل کر رہا ہے۔ اس فقیر کو اس مقصد میں کہاں تک کامیابی ہوئی اس کا فیصلہ اہل علم فرمائیں گے۔

فروری ۱۹۷۴ء میں یہ کتاب پہلی مرتبہ کراچی سے شائع ہوئی اور صرف ۳ ماہ کی قلیل مدت میں، ہاتھوں ہاتھ گئی۔ احباب کے تقاضے بڑھے، کہ اس میں اور اضافہ کیجئے۔ قارئین نے اصرار کیا کہ اس کی ضخامت بڑھائیے۔ ادھر درس وتدریس کی مصروفیات میں تنہا اور کار بسیار۔ ابھی اسی تردد وکشمکش میں تھا کہ ایک موذی مرض کے حملہ کا شکار ہو گیا اور مہینوں اس کی زد میں رہا۔

بزرگوں کی دعاؤں نے دوبارہ طاقت ور کیا۔ زندگی بخشی۔ چراغ سحری جھلملا رہا تھا کہ پھر روشن ہو گیا۔ غرض "بہار نسواں" میں اضافے کی نیت سے قلم اٹھایا اور پھر میرے اساتذہ ومشائخ کرام کا کرم اور ان کا التفات تام تھا کہ توفیق الٰہی سے کام سنورا اور سنورتا ہی چلا گیا۔

فذلك فضل اللہ یوتیہ من یشاء و اللہ ذوالفضل العظیم

قارئین سے پھر التماس ہے کہ اس فقیر گنہگار کے حق میں دعائے خیر فرمائیں کہ مولائے کریم خاتمہ بالخیر فرمائے۔ (سنی بہشتی زیور ص ۱-۲)

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خلیل ملت پر اساتذہ کا فیضان

مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ صدر الشریعۃ مولانا محمد امجد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ان ارشد تلامذہ میں سے ہیں جن کا تذکرہ انھوں نے اپنی مشہور کتاب ''بہار شریعت'' میں فرمایا ہے۔ مفتی صاحب مارہرہ شریف میں اپنی تعلیم کا آغاز فرمانے کے بعد پھر اپنے مولد دادوں تشریف لے آئے اور تکمیل تعلیم کے لیے، نواب ابوبکر خان صاحب شروانی کے مدرسہ حافظیہ سعیدیہ میں ۱۳۵۳ھ/ ۹ رمارچ ۱۹۳۵ء کو داخل ہوئے اور آخر تک وہیں رہے، دورۂ حدیث تک صدر الشریعۃ سے پڑھا۔ ۱۹۴۵ء میں فارغ ہوئے۔ مفتی صاحب کے پاس سند حدیث کے علاوہ سندِ قرآن بھی ہے۔ جس کا سلسلہ ۱۳ واسطوں سے ساتوں قراۃ میں سیدنا عثمان بن عفان، مولا علی، ابی بن کعب، زید بن حارث اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے توسط سے حضور پُر نور سید عالم ﷺ تک پہنچتا ہے۔ یہ سند آپ کو مرشد گرامی اولادِ رسول سید محمد میاں صاحب قادری رحمۃ اللہ سے عطا ہوئی۔

تعلیم سے فراغت پاتے ہی تدریس و تبلیغ کے امور سونپ دیئے گئے۔ چنانچہ آپ نے تنہا اور مرشد گرامی کی معیت میں ہندوستان کے مختلف صوبوں میں کئی شہروں کے تبلیغی دورے کیے، کچھ عرصے میرٹھ چھاؤنی میں بحیثیت فوجی مبلغ بھی فرائض انجام دیئے۔ فراغت کے چار سال کے بعد ۲۹ رسال کی عمر میں مرشد گرامی نے خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف کے دارالافتاء میں اہم ذمہ داری دے کر منصب افتاء پر بٹھا دیا جہاں سے آپ نے فتویٰ نویسی کا آغاز فرمایا۔

آپ نے اپنی زندگی میں کل اٹھارہ ہزار تین سو پچاس ۱۸۳۵۰ صفحات تصنیف فرمائے اور یہ اتفاق ہے کہ شعور کے بعد آپ کی زندگی کے کل ایام بھی (۵۱ سال) اٹھارہ ہزار تین سو پچاس بنتے ہیں۔

ساڑھے چار ہزار فتاویٰ کا عظیم الشان ذخیرہ اس کے علاوہ ہے، جو ہزاروں صفحات پر مشتمل ہے۔ (موت کا سفر ص ۱۵-۱۶)

خلیل العلماء کا قلم

خلیل العلماء حضرت علامہ مفتی محمد خلیل خاں قادری برکاتی قدس سرہٗ کی ذات اہل سندھ کے لئے محتاج تعارف نہیں؟ آپ نے اپنی گرانمایہ تصانیف کے ذریعہ، دین اسلام کی جو اعلیٰ خدمات سرانجام دی ہیں، اہل اسلام رہتی دنیا تک ان کے رہین منت رہیں گے۔

آپ نے تحریر کے ذریعہ، اپنے زمانۂ پرفتن میں، امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس مشن کو جاری رکھا جس کو امام بریلوی نے تن تنہا عروج تک پہنچایا اور جس کا منتہا، احقاق حق اور رد باطل کے ساتھ تمام مسلمانوں کے دلوں میں عشق رسالت ﷺ کو استقامت دینا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ مفتی محمد خلیل خاں صاحب برکاتی کی تحریر میں جابجا امام احمد رضا کے قلم کی خوشبو رچی بسی ہے اور وہ اپنے فتاویٰ اور تصانیف میں امام بریلوی کی طرز اپنائے ہوئے ہیں۔

آپ نے اپنی زندگی کا نصف حصہ ہند میں اور نصف سندھ میں خدمت دین میں گزارا، اس طرح کہ جنبش قلم آخری لمحہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تک دین کی تبلیغ میں وقف رہی! (خلیل العلماء ص ۳)

قلمی کام کی کثرت

حافظ محمد جواد رضا برکاتی، حضرت خلیل علیہ الرحمۃ کے قلم کی تحریک پر اس طرح روشنی ڈالتے ہیں:

عاشق امام احمد رضا محدث بریلوی مفتی اعظم پاکستان خلیل ملّت مفتی محمد خلیل خاں قادری برکاتی نوراللہ مراقدہما، نے، امام اہلسنت عظیم البرکت کے نقش قدم پر چلتے ہوئے، اتنا قلمی کام کیا ہے کہ میرے والد گرامی، اور میرے استاذ محامد العلماء علامہ غلام محی الدین خاں القادری المعروف احمد میاں برکاتی دامت برکاتہم العالیہ، اب تک وہ سمیٹ رہے ہیں، اور آج کل ان کی پوری توجہ "فتاویٰ خلیلیہ" کی طباعت پر ہے۔ اسی دوران، میں نے والد گرامی (آغا جان) سے عرض کیا، (حضرت والد گرامی کو تمام شاگرد، مریدین، محبین، معتقدین، اور خاندان کے سب ہی بچے بلکہ بعض بڑے بھی "آغا جان" کہہ کر پکارتے ہیں بلکہ اب تو دارالعلوم کے بعض اساتذہ گرامی بھی آغا جان کہنے لگے ہیں) کہ نعت خواں، بچیوں، مردوں اور خواتین کے لئے ایک کتاب ذکر میلاد اور منتخب نعتوں کی ہونی چاہیے، جس میں تمام کلام مستند اور معتبر ہو، آغا جان نے فوراً ایک کتاب "میلاد حسن" نکال کر سامنے رکھدی، جس میں ابتداء میں، حضرت مولانا حسن رضا خاں علیہ الرحمۃ کا لکھا ہوا میلاد نامہ تھا اور اس سے متصل، دادا حضور کا لکھا ہوا میلاد نامہ اور ان ہی کی منتخب کردہ نعتیں تھیں، فقیر راقم الحروف نے ابتدائی حصہ، چھوڑ کر بقیہ کو "میلاد خلیل" کے نام سے مرتب کیا اور مزید کلام بھی شامل کیا، جو "جمالِ خلیل"، خلیل ملت علیہ الرحمۃ، اور "برکات محل" از مفتی احمد میاں برکاتی زیدت مکارمہم سے لے گیا۔ (میلاد خلیل ص ۹)

ہماری نماز کی بارگاہ نبوی میں مقبولیت

جس طرح خلیل ملّت علیہ الرحمۃ نے، ایک ایسی کتاب کا ترجمہ فارسی سے اردو میں کیا، جو کہ مقبول بارگاہ رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے، کتاب کا نام "سبع سنابل" ہے اور مصنف حضرت سید السادات میر سید عبدالواحد بلگرامی علیہ الرحمۃ ہیں اسی طرح خود خلیل ملّت کی ایک کتاب کو مقبولیت کا بھی شرف حاصل ہوا، چنانچہ خود تحریر فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ "نبوت گئی، اب میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ ہاں! بشارتیں باقی ہیں۔ اچھا خواب کہ مسلمان دیکھے یا اس کے لئے دیکھا جائے۔ الحمد للہ کہ اس کتاب کے زمانہ تصنیف و اشاعت کے دو ایک سال بعد فقیر قادری کے ایک محب صادق اور عقیدتمند مقتدی محمد شفیع خاں صاحب اجمیری نے ایک روز بعد فجر مدرسہ میں تشریف لاکر فرمایا" مفتی صاحب میں نے ایک خواب دیکھا ہے اسے سنانا چاہتا ہوں" فقیر نے درس سے فارغ ہوکر کہا" بسم اللہ ارشاد فرمائیں: کہنے لگے" کل رات بعد نماز عشاء میں نے آپ کی کتاب" ہماری نماز" کا کچھ حصہ حسب معمول مقتدیوں کو سنایا پھر گھر آ کر سو گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ میں مدینہ طیبہ میں گنبد خضراء کے سامنے حاضر ہوں کہ اتنے میں میری نظر الماری پر پڑی جس میں قرآن کریم اور دوسری کتابیں نظر آئیں۔ وہاں گیا اور دیکھا کہ انہیں کتابوں میں ایک آپ کی کتاب" ہماری نماز" بھی موجود

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے مسجد نبوی میں آپ کی یہ کتاب پاکر مجھے بڑی مسرت ہوئی۔ میں نے بے ساختہ اظہار مسرت کرتے ہوئے بحالتِ خواب ہی یہ کہا واہ واہ! مفتی صاحب کی کتاب یہاں بھی موجود ہے۔ ابھی میں اس کتاب کو دیکھ ہی رہا تھا کہ اچانک میری آنکھوں کے سامنے ایک اور منظر آ گیا۔ میں نے دیکھا کہ مزار پُر انوار کے دروازے سے آگے ایک اور پھاٹک نصب ہے۔ میں ادھر بڑھا تو آپ پر نظر پڑی کہ پھاٹک پر پہرہ دے رہے ہیں۔ میں اپنے دل میں بڑا خوش ہوا کہ اب مفتی صاحب کے ذریعے اندر حاضری نصیب ہو سکے گی چنانچہ میں آپ کی طرف آیا اور کہا کہ مفتی صاحب! ذرا پھاٹک کھولیے تاکہ میں اندر جا کر زیارت کرسکوں آپ نے فرمایا: بابو جی (محمد شفیع خاں صاحب مرحوم) اب تو پھاٹک بند ہو چکا ہے، اب تو وقت پر ہی کھولا جائے گا۔ اس سے پہلے نہیں۔

اور اس کے ساتھ ہی میری آنکھ کھل گئی تو اذان فجر ہو رہی تھی۔ اس خواب کا مضمون بھی یہی تھا کہ اور کم و بیش الفاظ بھی یہی۔ پھر الفاظ میں فرق ہو سکتا ہے۔ اس واقعہ کو بھی بیس بائیس سال کا عرصہ گزر چکا اور اس خواب کی تعبیر فقیر نے یہی لی کہ اس سگِ بارگاہ پر بزرگانِ دین کے طفیل حضور اقدس ﷺ کی نظرِ عنایت ہے۔ فالحمد للہ و ھو ولیہ۔ مولائے کریم انہیں کے دین متین کی سچی خدمات کی توفیق بخشے اور فقیر کی تمام تالیفات و تصنیفات کو محض اپنے فضل و کرم سے قبول فرما کر اس بندۂ گناہ گار کا خاتمہ قرآن و سنت اور مذہب اہل سنت پر فرمائے اور دارین میں نواز ے۔ آمین بجاہ النبی الامی الامین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

العبد مفتی محمد خلیل خاں القادری البرکاتی عفی عنہ (ہماری نماز ص ۱۶)

''ہمارا اسلام'' کی شہرت

خلیل ملت نور اللہ مرقدہٗ نے پاکستان آنے کے بعد ۱۹۵۰ء میں ہی، امام اہلسنت اعلیحضرت الشاہ امام احمد رضا خاں محدث بریلوی ﷫ کی تصانیف کی اشاعت پر توجہ دی تھی اور امام اہلسنت کے کئی رسالے طبع کرائے تھے۔ اسی زمانہ میں خلیل ملّت کی تصنیف ''ہمارا اسلام'' کا شہرہ ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ کتاب علماء و عوام کی آنکھوں کا تارا بن گئی۔ کتاب کی ڈیمانڈ بڑھتی جا رہی تھی اور خلیل ملّت تنہا اس ضرورت کو پورا نہ کر سکتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے علامہ عبدالحکیم شرف قادری کی خواہش پر، طباعت کی اجازت ان کو دے دی۔ کتاب کی مانگ مزید بڑھی تو لاہور کے ایک مشہور ادارے نے وہ کتاب مولانا شرف قادری صاحب سے لے لی اور اس کو مزید خوبصورت طریقے سے چھاپا۔ اب کتاب امریکہ، یورپ اور افریقی ممالک میں بہت جانے لگی۔ اس دوران خلیل ملّت کے نورانی قلم سے کئی کتب لکھی گئیں۔ جن میں ''سنّی بہشتی زیور'' نے بہت شہرت حاصل کی۔ خلیل ملّت کی آخری تصنیف ''موت کا سفر'' زیرِ قلم تھی کہ حضرت واصل باللہ ہوئے۔ (مقالات خلیل ص ۴-۵)

پھر حضرت کی وصیت کے مطابق مفتی احمد میاں برکاتی نے اس کو مکمل فرمایا:

یہ بھی خلیل ملّت کا فیضان ہی کہیے کہ حیدرآباد ہی کے ایک نوجوان ادیب محمد وسیم صاحب کو شوق ہوا اور انہوں نے ''ہمارا اسلام'' کا انگریزی میں ترجمہ کر دیا۔ جو جلد ہی چھپ گیا اور دو سال کے عرصہ میں اس کے چار ایڈیشن آ گئے۔ اسی دوران ایک

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فاضل نے "ہمارا اسلام" سندھی میں منتقل کر دیا اور وہ "اسان جو اسلام" کے نام سے ضیاء القرآن نے چھاپا۔

مفتی صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان، روحانیت کے بھی شہسوار تھے چنانچہ حافظ محمد جمیل قادری رضوی، صدر بزم رضا پاکستان، حیدر آباد خلیل العلماء کے روحانی فیض کا تذکرہ ان الفاظ میں لکھواتے ہیں:

روحانی فیض

حضرت خلیل ملّت جلیل امت، علامہ مفتی محمد خلیل خاں برکاتی قدس سرہ کے روحانی فیوض و برکات کے یوں تو بہت طویل واقعات ہیں۔ مگر اس نشست میں، میں آپ کو صرف ایک واقعہ سنانا چاہتا ہوں،

جب دار العلوم احسن البرکات میں درس نظامی کا آغاز ہوا، تو حضرت خلیل ملّت نے محدث اعظم پاکستان حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد سردار احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا کہ درس نظامی کے شائقین طلبہ، احسن البرکات میں بھیجیں، محدث اعظم قدس سرہ نے اسوقت دو طالب علم مولانا حافظ محمد سعید قادری اور مولانا حبیب الرحمٰن شاہ کو پڑھنے کے لئے احسن البرکات بھیج دیا۔ ان دونوں طلبہ کو لینے میں اور قاضی سید محمد بشارت علی رضوی علیہ الرحمۃ اسٹیشن پہنچ گئے اور طلبہ کو لائے۔

دوسرے دن جب تعلیم کا آغاز ہوا اور حضرت خلیل ملّت قدس سرہ نے ان دونوں طلبہ کو پڑھایا تو پہلی نشست ہی میں ایسا روحانی فیضان ڈالا کہ ان کے سینوں میں آتش عشق بھڑکا دی جب یہ دونوں حضرات پڑھ کر کمرے سے باہر نکلے تو کسی سے بات نہ کر سکے اور سیدھے مسجد خضراء میں چلے گئے۔ اور وہاں سجدہ میں جا کر دیر تک روتے رہے۔ جب گریہ سے قرار آیا تو مسجد سے دوبارہ مدرسہ میں آئے، ملاقات ہوئی تو بتایا کہ حضرت مفتی صاحب قبلہ نے ایسا فیضان جاری فرمایا کہ ہم سے برداشت نہ ہو سکا۔ تجلیات علم نے ہمارے دلوں میں آتش شوق کو بھڑکا دیا۔ اور اتنی دیر رونے اور آنسو بہانے کے بعد ہمیں قدرے قرار ملا۔ اس وقت سے آخر تعلیم تک بلکہ آخری عمر تک مولانا سعید احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ حیدر آباد میں ہی رہے اور دار العلوم سعیدیہ غوثیہ رضویہ قائم فرمایا اور مولانا حبیب الرحمٰن شاہ صاحب تبلیغ دین کے لئے انگلینڈ چلے گئے۔ سچ ہے "اللہ والوں کی ایک لمحے کی صحبت، صد سالہ عابد بے ریا کی عبادت سے بہتر ہے۔" (مجلّہ خلیل علم صفحہ ۶۷)

ایک بدعقیدہ سے مناظر

حضرت خلیل ملت علیہ الرحمۃ، ایک بہترین مناظر بھی تھے اور طلبہ کو اکثر، مناظرہ کے اصول بھی بتاتے تھے۔ آپ نے اپنے زمانہ طالب علمی میں بریلی شریف میں، ایک مناظرہ کیا، اس وقت آپ کی عمر انیس ۱۹ سال کے لگ بھگ تھی۔ اس مناظرہ کا حال خود، اپنی قلمی یادداشت میں اس طرح تحریر فرماتے ہیں:

"ولدی العزیز مولوی احمد میاں برکاتی نے اصرار کیا کہ میں اس سرگزشت میں بریلی والا مناظرہ بھی شامل کر دوں لہٰذا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اب ایک دلچسپ واقعہ بھی سن لیجئے

اس واقعہ کا تعلق غالباً ۵۷ ۱۳ھ / ۱۹۳۸ء سے ہے۔ ماہ صفر المظفر میں عرس شریف رضوی کے موقع پر حسب معمول بریلی شریف حاضری دی۔ مدرسہ حافظیہ میں زیر تعلیم فقیر اور اس کے ہم درس دہم جماعت چند طلبہ کا حضرت صدر الشریعۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سرپرستی میں، چھوٹا موٹا قافلہ آستانہ عالیہ رضویہ پہنچا۔ یہ صفر کی ۲۳ تاریخ تھی۔ ۲۴ تاریخ کو اس فقیر نے حافظ مبین الدین صاحب امروہوی کو (جو اپنی جماعت میں سب سے ممتاز اور بڑی اچھی استعداد کے مالک تھے اور فقیر کے معتمد ترین ساتھی) اس بات پر آمادہ کرلیا کہ آج مولوی یاسین گڑھی والے کے مدرسہ چلیں اور وہاں کے حالات کا جائزہ لیں۔ ظاہر ہے کہ کسی اور کو اس "سازش" میں شریک کرنا، یا کسی بڑے سے اس کا تذکرہ کرنا یا کسی "مدار المہام" سے وہاں جانے کی اجازت لینا، اپنی اس "نوجوان خواہش" کا گلا گھونٹنا تھا لہٰذا چپ چاپ اُدھر چل پڑے۔ البتہ ایک صاحب اور ہمارے ساتھ تھے جن کا نام ذہن میں محفوظ نہیں۔ ہوسکتا ہے کہ وہ مولوی سید ظہیر احمد صاحب بجنوری ہوں کہ یہ بھی ہم جماعت تھے۔

وہاں پہنچے تو بطور "توریہ" علیک سلیک ہوئی اور انگلیوں کا ملاپ بھی کہ مصلحت کا تقاضہ بھی یہی تھا۔ ہاں یہ بتانا میں بھول ہی گیا کہ ہم طالب علم، اس سال شرح جامی، شرح، وقایہ شرح، تہذیب، ہدیہ سعیدیہ، سبعہ معلقہ وغیرھا کتابیں پڑھتے بلکہ گھوٹتے تھے اور یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا کرم تھا کہ جو پڑھا، عمیق مطالعہ سے پڑھا اور اسے ذہن میں سمونے کا بھرپور کردار ادا کیا۔

غرض مولوی یاسین نے ہم سے دریافت کیا کہ "آپ لوگ کہاں سے آرہے ہیں؟" جواب دیا "علیگڑھ سے۔" پوچھا "کس سلسلہ میں آنا ہوا؟" جواب دیا "ایک تقریب کے سلسلہ میں۔" پوچھا "کہاں قیام ہے؟" جواب دیا۔ "جن کے یہاں مدعو ہیں" پوچھا "کون سی کتابیں پڑھتے ہو" جواب دیا "یہی شرح جامی وغیرہ۔" اس سوال جواب کے بعد مولوی صاحب نے "ابوداؤد شریف" بند کرتے ہوئے اپنے ان تلامذہ سے کہا کہ "اب تو تم سمجھ گئے کہ یہ جو رضا خانی، قبر پر اذان کہتے یا کہلاتے ہیں یہ نری بدعت ہے۔" طلبہ بیچارے کیا کہتے۔ سر منکا کر اور زبان ہلا کر خاموش ہوگئے کہ "جی ہاں"

ادھر فقیر کی رگوں میں نوجوانی کا خون گردش کر رہا تھا اور وہ بھی پٹھانی خون۔ گرم ہوگیا لیکن سمجھا بجھا کر ٹھنڈا کیا اور مولوی صاحب کی طرف متوجہ ہو کر نہایت نرم آواز میں پوچھا کہ حضرت ہمیں اجازت دیں تو چند سوالات کریں تاکہ ان کے جوابات سے ہم بھی مطمئن ہوجائیں اور جو لوگ قبر پر اذان کو جائز کہتے ہیں انہیں بھی ہم تسلی بخش جواب دے سکیں۔ مولوی صاحب نے کہا "ہاں ہاں کیوں نہیں پوچھو۔ پوچھو"

اب فقیر نے پہلا سوال کیا کہ حضرت آپ اسے ناجائز کیوں کہتے ہیں؟

جواب دیا "اس لیے کہ بدعت ہے"

"آپ اسے بدعت کیوں کہتے ہیں؟

"اس لیے کہ یہ نہ حضور کے زمانہ میں ہوئی نہ زمانہ صحابہ کرام میں"

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"تو کیا ہر وہ فعل جو اس دور میں نہ پایا گیا اسے بدعت قرار دیا جائے گا؟"

"بے شک وہ بدعت ہے"

"وہ کون سی بدعت ہے حسنہ یا سیئہ"

"بدعت سیئہ ہے جس کے متعلق حدیث میں آیا کہ کُلُّ بدعۃٍ ضلالۃ"

"تو گویا آپ کے نزدیک وہ بدعت ضلالت اور گمراہی ہے"

"تعجب ہے کہ اذان دینا بھی ضلالت وگمراہی ہے"

"بھئی اس میں کوئی بھلائی ہوتی تو خود حضور نہ کرتے یا صحابہ نے خود نہ کیا ہوتا اور جب نہ حضور نے کیا نہ صحابہ نے کیا تو ضرور گمراہی ہوا"

"پھر تو جو لوگ قبر پر اذان کو جائز کہتے ہیں وہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ حدیث کی کتابیں چھاپنا اور ان میں پڑھنا بھی بدعت سیئہ اور گمراہی ہوا کہ یہ کچھ بھی نہ حضور کے زمانہ میں تھا نہ صحابہ کرام کے زمانہ میں"

فقیر ضمناً اتنی بات اور عرض کرتا چلے کہ ابھی تک مولوی صاحب ہم طلبہ کو، اپنے ہی طلبہ سمجھ کر بات چیت کر رہے تھے نہ گرماگرمی تھی نہ زور از وری لیکن فقیر کے اس طرز سوال پر مولوی صاحب کچھ چونکے اور انہیں شبہہ گزرا کہ ہمارا تعلق اُن سے نہیں لیکن دبا گئے اور فرمانے لگے۔

"دیکھو تو بھئی دنیا جانتی ہے کہ اذان، نماز کے لئے ہوتی ہے یہاں کونسی نماز ہوگی جس کے لئے اذان کہی جارہی ہے"

فقیر نے بڑی آہستگی سے جواب دیا کہ "یہ تو کوئی حکم شرعی نہیں کہ جہاں اذان ہو وہاں نماز با جماعت بھی ضروری ہے اور جہاں نماز نہ ہو وہاں اذان نہ کہی جائے۔"

کہنے لگے کہ دنیا جانتی ہے کہ "اذان نماز کے لئے کہی جاتی ہے"

جواب دیا گیا کہ "دنیا یہ بھی جانتی ہے کہ ہر اذان کے بعد نماز ضروری نہیں۔"

کہنے لگے "مثلاً"

فقیر نے جواب دیا کہ حیرت ہے آپ کو اس کا علم نہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے زمین پر تشریف لائے تو آپ کو بڑی گھبراہٹ ہوئی تو حضرت جبریل علیہ السلام نے اتر کر اذان کہی تا کہ اُن کی وحشت دور ہو۔ کہیے یہاں کب نماز ہوئی اور کس نے پڑھی کس نے پڑھائی"۔

کہنے لگے "شریعت محمدیہ کی بات کرو"۔

اور اب فقیر کو محسوس ہوا کہ مولوی صاحب پر جھنجھلاہٹ سوار ہو چکی ہے۔ لہٰذا اب نقاب اتارنا اور کھل کر بات کرنا ہی مناسب ہے۔ لہٰذا فقیر نے کہا

"غم واندوہ کے دور کرنے کے لئے اذان کہنے کا حدیث میں حکم ہے۔ حضور ﷺ نے حضرت مولیٰ علی کو غمگین دیکھا تو ارشاد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرمایا" اپنے کسی گھر والے سے کہو کہ تمھارے کام میں اذان کہدے کہ اذان غم و پریشانی کو دور کرتی ہے۔"

اب مولوی صاحب کے چہرہ پر تغیر نمودار ہوا اور انہوں نے قدرے سختی سے کہا کہ:

الٹی سیدھی حدیثیں مت بیان کرو۔"

جواب دیا گیا کہ" یہ حدیث الٹی یا موضوع ہے؟"

کہنے لگے" صحاح ستہ میں تو کہیں نہیں۔"

جواب دیا گیا کہ" یہ کوئی دلیل نہ ہوئی کہ یہ صحاح ستہ میں نہیں۔ کیا صحیح احادیث، صحاح ستہ میں منحصر ہیں کہ کہیں اور کوئی صحیح حدیث نہ ملے گی"

کہنے لگے" ضعیف تو ہے"

جواب دیا گیا کہ" حدیثِ ضعیف، حدیث نہیں۔ ضرور حدیث ہے"۔

اس کا جواب گول کرنے کے بعد کہنے لگے کہ" میں صحیح حدیث بیان کر رہا ہوں کہ یہ بدعت ہے اور کُلُّ بدعة ضَلالة۔"

فقیر نے جواب دیا کہ آپ پھر یہ حدیث پڑھتے ہیں تو میں پھر وہی کہوں گا کہ پھر مدرسے تعمیر کرنا، شان دار مسجد بنانا، کتابیں چھاپنا، ان میں پڑھنا اور پڑھانا بلکہ قرآن شریف کا چھاپنا اور اس کا پڑھنا پڑھانا اور وقت مقرر کر کے پڑھانا، تنخواہ لے کر پڑھانا، فرش و تپائیاں لگا کے پڑھانا یہ سب ناجائز، بدعت ضلالت اور گمراہی ہوا اور آپ سب گمراہ و بدعتی۔"

اب ظاہر ہے کہ پارہ چڑھنا ہی تھا، چڑھ گیا اور میرے اُوپر غراتے ہوئے کہنے لگے

" میں خوب جانتا ہوں کہ تم بھی رضا خانی ہو اور ہمیں پریشان کرنے آئے ہو۔ تم بدعتی ہو اور بدعتوں کو پھیلانا تمھارا شیوہ ہے۔"

جواب دیا گیا اور اسی لہجہ میں دیا گیا کہ" ہم نہ بدعتی ہیں نہ بدعتوں کو پھیلانا ہمارا شیوہ ہے البتہ ہم لوگوں کو دیوبندیوں کی گمراہ کن باتوں سے ضرور بچاتے ہیں۔"

کہنے لگے" ان باتوں میں تو دین کی خدمت ہے دین کی تبلیغ ہے، دین کا، اور عام مسلمانوں کا فائدہ ہے بھلا قبر پر اذان دینے میں کونسا فائدہ ہے؟"

فقیر نے عرض کیا" فائدہ کیوں نہیں۔ مردے کی تلقین ہو جاتی ہے اور شیطان بھاگ جاتا ہے"۔

کہنے لگے" کیا شیطان قبر میں بھی پہنچ جاتا ہے کہ اذان کہکر اسے بھگاتے ہو"

فقیر اس سوال پر چکرا گیا تو فوراً ہی میرے عزیز دوست مولنا مبین الدین صاحب نے جو خاموش تھے، مجھ سے فرمایا کہ کہتے کیوں نہیں کہ" ہاں' ایسا ہوتا ہے، کیا وہ حدیث تمھیں یاد نہیں کہ وہ قبر میں بھی پہنچ جاتا ہے اور گمراہ کرتا ہے۔"

اس تنبیہ پر" ایذان الاجر" امام اہلسنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ العزیز کا رسالۂ مبارکہ میری نظروں میں گھوم گیا اور میں نے سنبھل کر کہا

" حیرت ہے کہ آپ اس بات سے بھی غافل ہیں کہ جب بندہ قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس سے سوال ہوتا ہے کہ تیرا رب کون

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے تو شیطان اس پر ظاہر ہوتا اور اپنی طرف اشارہ کرتا ہے کہ تیرا رب میں ہوں۔ اسی لئے مسلمانوں کو حکم ہے کہ میت کے حق میں ثابت قدم رہنے کی دعا کریں بلکہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرماتے ہیں کہ الٰہی اس کو شیطان سے بچا۔"

مولوی صاحب جو اس ہیچمداں کی ایک لحہ خاموشی سے کسی قدر خوش نظر آنے لگے تھے اب بپھر گئے اور ان کے تلامذہ بھی ہمیں خون آلود نگاہوں سے گھورنے لگے اور ہمیں شبہ ہونے لگا کہ کہیں مولوی صاحب یا اُن کے تلامذہ ہم پر حملہ نہ کر دیں۔ کہ قدرت الٰہی نے ہمیں بڑھ کر اپنی پناہ میں لے لیا۔

ہوا یوں کہ کسی بھلے مانس نے مولوی یاسین کے نوجوان بیٹے سے جا کر ذکر کر دیا اور وہ جلتا بھنتا غصہ میں آپے سے باہر مسجد میں چلاتا ہوا آیا کہ مجھ سے بات کرو بوڑھے سے کیا بات کرتے ہو پہلے اپنے مولنٰا احمد رضا خاں کا اسلام ثابت کرو پھر دوسری بات کرنا۔"

فقیر نے تُرکی بہ تُرکی جواب دیا کہ جو مسئلہ زیر بحث ہے پہلے اسے حل کر لیں پھر اس کا جواب بھی دے دیا جائے گا یا پھر کہہ دیں کہ آپ کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں۔"

اور یہاں اتنا لکھتے ہوئے مجھے کوئی باک نہیں کہ "فقیر کو یقین ہو چلا تھا کہ بس اب پٹنے کی باری ہے لہٰذا نکل سکتے ہو تو نکل بھاگو۔ میرے دل نے مشورہ دیا اور فقیر نے پھر اپنی مونچھوں پر تاؤ دیتے ہوئے (حالانکہ اُس وقت ایسی مونچھیں نہ تھیں) نے کہا کہ جو لوگ علمِ مناظرہ کے بنیادی اصول سے بھی واقف نہیں ان سے کیا بحث و مباحثہ"

اور فقیر نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا کہ چلو میاں۔ یہاں وقت ضائع کرنے سے کیا فائدہ۔ اور اس کے ساتھ ہی ہم تینوں مسجد سے نکل آئے اور اب ہمیں خیال آیا کہ مسجد سے باہر راہگیروں کا یہ مجمع ہمیں پٹتا ہوا تو نہ دیکھ سکتا تھا۔

اُدھر حضرت حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ خبر پہنچی کہ مارہرہ شریف کے کوئی صاحبزادے صاحب جو دادوں سے آئے ہیں اپنے دو ہمراہیوں کے ساتھ گڑھی یاسین میں بیٹھے بڑی تیزی سے مولوی یاسین سے بحث و مباحثہ کر رہے ہیں۔ جھگڑے کا اندیشہ ہے۔ حضرت حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سخت فکر ہوئی اور آپ نے حضرت صدر الشریعۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے شکایت کی کہ مولنٰا آپ کے طلبہ بڑے لاپرواہ ہیں اور وہ خبر سنائی۔ حضرت صدر الشریعۃ نے محدثِ اعظم پاکستان حضرت مولانا سردار احمد صاحب سے فرمایا کہ ذرا پتہ تو کرو کیا بات ہے۔ مولانا گھر سے باہر نکلے اور ہم گلی میں داخل ہوئے۔ آگے بڑھ کر فرمایا پوری بات بتاؤ۔ فقیر نے مختصراً عرض کیا، بڑے خوش ہوئے اور فرمایا یہیں ٹھہرو میں ابھی آتا ہوں اور جا کر مسرت بھرے انداز میں حضرت صدر الشریعۃ کو یہ خبر سنائی اور عرض کیا کہ "حضور مولوی خلیل تو مولوی یاسین کو خاموش کر کے آئے ہیں" فرمایا "بلاؤ" اور ہم مجرموں کی طرح جھجکتے ڈرتے حاضرِ خدمت ہوئے۔ قدرے خفگی کا اظہار فرمایا اور حضرت حجۃ الاسلام کو خبر دی کہ طلبہ واپس آ گئے ہیں کوئی فکر نہ فرمائیں۔ فوراً تشریف لائے اور ہماری پیشی ہوئی تو فرمایا۔

"صاحبزادے صاحب۔ آپ کا تعلق مارہرہ شریف سے ہے اگر کوئی ایسی ویسی بات ہو جاتی تو حامد رضا کی ناک کٹ جاتی۔ آپ مجھ سے کہتے تو میں دس لٹھ بند ساتھ کر دیتا۔ آئندہ ایسی غلطی نہ کریں۔"

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس واقعہ کی بڑی شہرت ہوئی اور پھر اندازہ ہوا کہ اساتذہ کرام کی نگاہِ عنایت بھی کیسی عظیم دولت ہے اور آڑے وقت بھی کس طرح دستگیری فرماتی ہے

یہ فقیر، ہیچمداں! اتنا عرض کرنا ضروری خیال کرتا ہے کہ یہ سب کچھ اعلحضرت قدس سرہٗ کی کرامت ہی تھی۔ دراصل فقیر کو چسکا تھا کہ اعلحضرت قدس سرہٗ کی جو کتاب جو رسالہ ہاتھ لگ جاتا اسے پوری توجہ سے پڑھ کر ذہن نشین کر لینا اپنا ایک مذہبی فریضہ خیال کرتا اور جب تک اسے نقش کالحجر نہ بنالیتا چین سے نہ بیٹھتا۔ وہی مطالعہ "اب تک کام آرہا ہے" والحمد للہ رب العالمین

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

۲۰ر ربیع الآخر ۱۴۰۰ھ

۸ر مارچ ۱۹۸۰ء ہفتہ

(قلمی یادداشت از: خلیل ملت، بہ فرمائش، اساتذہ، جامعہ اشرفیہ مبارکپور، اعظم گڑھ (انڈیا)

اقطاب وقت سے حضرت خلیل ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی واقفیت پر شفیق احمد فاروقی، ساکن کراچی لکھتے ہیں:

اقطاب زمانہ سے واقفیت

حضرت خلیل ملت رحمۃ اللہ علیہ سسرالی رشتے سے میرے پھوپھا ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت، کراچی میں شاہ فیصل کالونی تشریف لائے۔ حضرت سے ملاقات ہوئی، میرے ذہن میں اچانک ایک سوال آیا۔ میں نے "پھوپھا جان" سے کہا کہ حضور اولیاء کاملین تو ہر دور میں موجود ہوتے ہیں۔ جن کے ذمہ ملکوں کے کام چلانے کی ذمہ داریاں ہوتی ہیں۔ اس وقت کراچی کی ذمہ داری کس ہستی پر ہے اور کیا یہاں کوئی ایسے ولی ہیں؟

حضرت پہلے تو مسکرائے اور پھر فرمایا "شفیق میاں! اس وقت بھی ہیں اور نظام چلا رہے ہیں" میں نے عرض کیا! کہاں ہیں؟ فرمایا! لسبیلہ سے آگے جو پہاڑ ہیں ان میں جو پہلی آبادی ہے وہاں رہتے ہیں اور ایک ہوٹل میں رہتے ہیں۔ میں سمجھ گیا حضرت "حب" شہر کی بات کر رہے ہیں۔

چنانچہ دوسرے دن میں صبح گیارہ بجے "حب" جانے کے لئے نکلا، ایک دوست کی گاڑی مل گئی ایک دوست بھی ساتھ ہولیا۔ جب "حب" شہر میں داخل ہوئے تو تقریباً ایک بجے کا وقت تھا۔ ہم نے گاڑی ہوٹل سے ایک کلومیٹر پہلے ہی روک لی اور پیدل ہی ہوٹل کی جانب چل دیئے۔ تاکہ گاڑی دیکھ کر ہم سے چھپ نہ جائیں اور ہم زیارت سے محروم رہیں۔ جب ہوٹل میں داخل ہوئے تو چاروں طرف دیکھا، چائے پی اور نگاہوں سے تلاش کرتے رہے۔ مگر ایسا کوئی نظر نہ آیا۔ یقین تھا کہ جگہ تو یہی ہے بالآخر ہوٹل کے کاؤنٹر پر پوچھا کہ بھئی یہاں ایک بزرگ رہتے ہیں۔ وہ نظر نہیں آرہے۔ اس نے جواب دیا جس بزرگ کو آپ پوچھ رہے ہیں وہ آج صبح ہی ہوٹل سے اپنا حساب کر کے چلے گئے اور اب شاید ہی آئیں۔ مجھے آج تک افسوس

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے کہ میں نے اپنے ارادۂ زیارت سے ان "قطب وقت" کو بے آرام کیا۔ کاش میں کبھی ان کی زیارت کرلوں مگر اتنا یقین ہوگیا کہ پھوپھامیاں اولیائے کاملین سے ہیں اور اقطاب زمانہ سے رابطہ رہتا ہے۔ (مجلہ خلیل علم صفحہ ۸۰)

محمد عاطف نوری برکاتی ایک قلمی یاداشت میں لکھتے ہیں:

اولیاء سے روحانی رابطے

4 مارچ بروز اتوار 2007 جناب الحاج غلام نبی صاحب کی زوجہ کے چہلم کی فاتحہ میں کوٹری جاتے ہوئے، حضرت بابا صلاح الدین رحمتہ اللہ علیہ کے دربار میں حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ میں مفتی صاحب کے ساتھ تھا۔ اس موقع پر جناب مفتی احمد میاں برکاتی (آغاجان) نے بتایا کہ ہم نے تو حضرت سے زندگی میں بھی ملاقات کی اور ان کے وصال کے بعد بھی ان سے ملاقات کا شرف حاصل کیا ہے۔ میرے دریافت کرنے پر (آغاجان) نے بتایا کہ حضرت والدِ گرامی مفتی محمد خلیل خاں علیہ الرحمتہ کے انتقال سے تقریباً دو سال قبل ان کو زبان میں بہت تکلیف ہوگئی تھی جس کی وجہ سے بولنے میں دقت ہورہی تھی۔ ڈاکٹرز بضد تھے کہ آپریشن کرالیجئے، انشاء اللہ تعالیٰ آرام آجائے گا لیکن مفتی صاحب آپریشن کے لئے تیار نہیں تھے۔ ڈاکٹرز کے بہت اصرار پر مفتی صاحب (خلیل ملت) نے مجھ سے (مفتی احمد میاں برکاتی آغاجان) فرمایا کہ بابا صلاح الدین سے پوچھ کر آؤ کہ آپریشن کرایا جائے یا نہیں؟ میں نے (آغاجان) عرض کیا کہ حضرت بابا صلاح الدین تو وصال فرماچکے ہیں میں کیسے ان سے پوچھ سکتا ہوں؟ تو حضرت خلیل ملت رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا آپ جائیں وہ ضرور بتائیں گے۔ خلیلِ ملت کا حکم تھا میں ان کے دربار میں حاضر ہوا اور فاتحہ خوانی کے بعد ایک طرف آنکھیں بند کر کے بیٹھ گیا۔ مشکل سے پانچ منٹ گزرے ہوں گے کہ حضرت کے مزار میں کچھ سیڑھیاں نظر آئیں، میں سیڑھیاں اتر کر نیچے گیا تو سامنے سبز قالین پر حضرت (بابا صلاح الدین رحمتہ اللہ علیہ) تشریف فرماتھے۔ میں نے جا کر سلام عرض کیا حضرت کی آنکھیں بند تھیں، جواب میں حضرت نے سر ہلایا۔ گویا سلام کا جواب دے رہے ہیں۔ میں نے پھر عرض کیا حضرت خلیلِ ملت نے معلوم کیا ہے کہ کیا میں زبان کا آپریشن کراسکتا ہوں؟ حضرت نے جواب میں پھر سر ہلایا جیسے اجازت دے رہے ہوں۔

پھر میری آنکھیں کھل گئی تو جہاں بیٹھ کر آنکھیں بند کی تھیں وہیں پر موجود تھا۔ پھر دربار میں سلام عرض کر کے حضرت خلیل ملت کے پاس حاضر ہوا اور حضرت کا جواب سنادیا۔ پھر حضرت نے زبان کا آپریشن کرالیا جو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے کامیاب ہوا۔

ہم عصر علماء کی آراء

آپ کے ہم عصر علماء آپ کے بارے میں جو رائے رکھتے ہیں اس کا اندازہ، آپ کے وصال پر آنے والے خطوط سے بخوبی کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ

(۱) حضرت جسٹس پیر محمد کرم شاہ ازہری رحمہٗ اللہ تعالیٰ اپنے مکتوب میں فرماتے ہیں:

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فخر الاماثل حضرت مفتی احمد میاں صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضرت مفتی اعظم سندھ (خلیل ملت) قدس سرہ العزیز کی وفات حسرت آیات کی خبر سن کر از حد دکھ ہوا۔ ہم اہلسنت پہلے ہی رجال کار کی قلت کا شکار ہیں پھر ایسے مرد مجاہد کا داغ مفارقت دینا صرف آپ کا خاندانی ہی نہیں بلکہ ملی المیہ ہے معلوم نہیں چشم امید کب تک اشکبار رہے گی پھر بھی اسے ایسی ہستی کی صحبت اور فیضان نگاہ! نصیب ہوگا یا نہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت کے علمی، تحقیقی اور تصنیفی کارنامے زندہ جاوید ہیں اہلسنت کے لئے انہوں نے ایسا قیمتی لٹریچر چھوڑا ہے جس کی روشنی ہماری راہ عمل کو ہمیشہ متعین اور روشن کرتی رہے گی۔ (خلیل علم ص ۲۸)

(۲) علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی تعزیتی پیغام میں لکھتے ہیں:

حضرت خلیل العلماء حضرت العلامہ مولانا مفتی محمد خلیل خاں صاحب قادری برکاتی نور اللہ مرقدہ کا وصال مبارک اہلسنت کا بہت بڑا علمی نقصان ہے۔ مدتوں یہ پورا نہ ہو سکے گا۔ حضرت مولانا نور اللہ مرقدہ کا فیض انشاء اللہ جاری رہے گا۔

حضرت کی تصنیفات سے آج افریقہ ویورپ کے مسلمان بھی برصغیر کی طرح مستفید ہو رہے ہیں۔ (مُجلّہ خلیل علم ص ۲۸)

(۳) غزالی زماں حضرت بحر العلوم علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ تعزیتی پیغام میں فرماتے ہیں:

حضرت علامہ کی ذات بابرکات جامع الکمالات تھی۔ بے انتہا صدمہ ہوا اس خلاء کا پُر ہونا بظاہر ممکن نہیں، موت العالم موت العالم، "انا للہ وانا الیہ راجعون" اللہ تعالیٰ حضرت کی مغفرت فرما کر ممدوح کو جنات الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور حضرت علیہ الرحمۃ کی امانتوں کی حفاظت فرمائے آپ کو اور آپ کے جملہ متعلقین کرام کو صبر جمیل اور اس پر اجر جلیل عنایت کرے۔ آمین۔

فقیر ضُعفِ قلب کی تکلیف میں مبتلا ہے ورنہ چہلم شریف میں حاضری کی سعادت ضرور حاصل کرتا۔ (مُجلّہ خلیل علم ص ۲۷)

(۴) حکیم اہلسنت مؤرخ اسلام حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ تعزیتی مکتوب میں لکھتے ہیں:

جناب کے والد ماجد حضرت قبلہ مفتی محمد خلیل خان قادری برکاتی (رحمہٗ اللہ) کے وصال کی خبر سے سخت صدمہ ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت علیہ الرحمۃ کا وجود اس دور قحط الرجال میں مینار نور کی حیثیت رکھتا تھا۔ حالات کی نزاکت کو سمجھنے والے (چند) باشعور علماء کرام میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ غرض ان کی رحلت سے ایک بڑا خلا پیدا ہو گیا ہے جس کا پر ہونا ناممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ بطفیل نبی کریم شفیع المذنبین ﷺ اُن کے مدارج بلند فرمائے اور آپ کو صبر جمیل کی توفیق کے ساتھ ان کا صحیح جانشین بنائے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔ (مُجلّہ خلیل علم ص ۳۹)

(۵) خلیل العلماء کے وصال پر استاذ الکل علامہ شیخ الحدیث مولانا سید محمود احمد رضوی فرماتے ہیں:

برادرم مکرم مفتی احمد میاں صاحب برکاتی۔ زید مجدہ سلام مسنون

آپ کے والد حضرت مفتی محمد خلیل خان صاحب قادری کی وفات حسرت آیات کی خبر پا کر سخت صدمہ ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میری طرف سے تعزیت پیش ہے اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور آپ سب کو صبرِ جمیل کی توفیق۔ مفتی صاحب کی وفات سے اہلسنت ایک عظیم وجمیل علمی شخصیت سے محروم ہو گئے ہیں۔ آپ کا سید محمد احمد رضوی ۷ر جولائی ۱۹۸۵ء (خلیلِ علم ص ۲۹)

(۶) مبلغ اسلام علامہ سید سعادت علی قادری صاحب نے تعزیتی پیغام میں فرمایا:

ایک بیٹے کی حیثیت سے آپ کے لیے اگر چہ یہ ایک بڑا حادثہ ہے لیکن میں اور یقیناً تمام علماء اہلسنت اس عظیم نقصان کی زد میں ہیں یہ دور قحط الرجال کا دور ہے کہ باصلاحیت علماء پیدا نہیں ہورہے اور بزرگ آہستہ آہستہ جارہے ہیں یہ صورتِ حال یقیناً ہماری ذمہ داریوں میں اضافہ کا باعث ہے جب کہ ہم خود بھی شاید عمر کے آخری حصّے میں ہیں، بہر حال میں آپ کے اس غم میں برابر کا شریک ہوں، مفتی صاحب اگر چہ ہم میں نہیں لیکن ان کی عظیم ومفید تصانیف ان کو ہمیشہ زندہ رکھیں گی آپ پر جو ذمہ داریاں مزید عائد ہوتی ہیں خدا کا شکر ہے کہ ان کو پورا کرنے کی آپ میں خوب، خوب صلاحیت موجود ہے میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جملہ اہلِ خانہ، اعزاء، متعلقین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے اور آپ کو مفتی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا نعم البدل بنائے اللہ تعالیٰ مرحوم کے مراتب کو بلند فرمائے اور ان کے فیوض وبرکات کو ہم سب پر جاری رکھے۔ (مُجلّہ خلیل علم ص ۴۰)

جسٹس ڈاکٹر مفتی سید شجاعت علی قادری رحمہٗ اللہ، تعزیتی خط میں لکھتے ہیں:

مفتی صاحب مرحوم ایک متجر عالم، محقق مدرس، بلند پایہ مصنف، سحر بیان خطیب، شب خیز عابد، متبع سنت زاہد اور باہمت مجاہد تھے، وہ خلوص کا مجسمہ اور للّٰہیت کا پیکر تھے، ان کے دم قدم سے سرزمین حیدرآباد میں مسلک اہل سنت وجماعت کا بول بالا ہوا، قال اللہ وقال الرسول کی صداؤں میں انہی کی گونج تھی اور انہی کا سوز وگداز تھا، اگر وہ دین کے معاملہ میں مداہنت کرتے یا رُورعایت سے کام لیتے تو خوب مال ودولت اکٹھا کر لیتے مگر وہ ہمیشہ لایخافون فی اللہ لومة لائم کے جادۂ مستقیم پر گامزن رہے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ وارثوں کے لئے سوائے اپنے عالم وفاضل بیٹوں کے اور کوئی میراث نہ چھوڑ سکے۔

فقیر کو ان کے قائم کردہ مدرسہ احسن البرکات، ہوم اسٹیڈ ہال حیدرآباد کے سالانہ جلسہ ہائے دستار فضیلت میں بارہا حاضری کا اتفاق رہا ان پُر شکوہ تقریبات میں مفتی صاحب جس شفقت ومحبت کا اظہار میرے ساتھ فرماتے تھے اس کی لذت وحلاوت میں تادمِ تحریر محسوس کر رہا ہوں۔

میری طرح تمام اہل سنت کے لئے یہ امر باعث اطمینان ہے کہ مفتی صاحب نے اپنی زندگی میں ہی اپنے ایک صاحب زادے مولانا احمد میاں برکاتی کو علم دین کی دولت سے مرصع کر دیا تھا، مولانا موصوف بلاشبہ اپنے عظیم باپ کے نقش قدم پر ہیں اور مجھے حق تعالیٰ سبحانہ کی ذات سے امید واثق ہے کہ وہ ان کو والد کے شروع کیے ہوئے کاموں کو بطریق احسن کمال وتمام کو پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے گا مولانا کو زندہ وجاوید رکھنے کا واحد طریقہ یہی ہے کہ مولانا کے لائق فرزند اور معتقدین، مدرسہ احسن البرکات کو ظاہری اور باطنی طور پر ترقی دیں۔ میں حق تعالیٰ سے دست بدعا ہوں۔ غفر اللہ لہٗ وبرد مضجعہ، طلب ثراہ، وجعل الجنۃ، مثواہ، (مُجلّہ خلیل علم ص ۱۱۳)

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(۸) مفتی اہل سنت مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ تعزیتی مکتوب میں لکھتے ہیں:

حضرت کے انتقال سے یقیناً نہ صرف دنیائے سنیت بلکہ عالم اسلام میں ایک نہ پُر ہونے والا خلا پیدا ہوا ہے۔ ملک و ملت اور اصلاح معاشرہ کے سلسلہ میں آپ کی خدمت نا قابل فراموش ہیں۔

تنظیم المدارس کے قیام اور اسے پروان چڑھانے میں مفتی صاحب رحمۂ اللہ کا معتد بہ حصہ ہے آپ بانیانِ تنظیم المدارس سے تھے اور آپ نے جب تک موت نے اجازت دی تنظیم المدارس کے اجلاس میں شرکت فرمائی یہ حضرت مفتی صاحب کی مدارس کی فلاح و بہبود سے دلچسپی کی واضح علامت ہے۔ (مُجلّہ خلیل علم ص ۱۱۴)

(۹) امیر دعوت اسلامی، ابو بلال محمد الیاس عطار قادری برکاتی نے اپنے مکتوب میں لکھا:

لڑکپن میں کراچی کے اندر محمد آدم برکاتی مرحوم کی محبت گا ہے گا ہے مل جاتی اور وہ مجھے خاندانِ آلِ برکات کے بزرگوں بالخصوص اپنے پیر و مرشد حضرت سید محمد میاں مارہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے واقعات سنایا کرتے تھے۔ یوں میرے دل میں حضور سیدی اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کے پیر خانے اور مارہرہ مطہرہ کی عظمت اور اس خانوادے سے نسبت رکھنے والوں کی محبت بڑھی۔ سب سے اہم بات یہ تھی کہ آدم برکاتی مرحوم بے حد متصلب سنّی تھے اور ان کی باتوں سے میں نے یہ بھی جانا کہ ہر برکاتی، متصلّب سنّی ہوتا ہے اور چونکہ میرا اپنا ذہن بھی مسلک کے حوالے سے الحمد للہ عزوجل بے حد پختہ اور ٹھوس تھا اور عقیدے کے معاملے میں رعایت بن نہیں پڑتی تھی اس لیے مجھے برکاتیوں سے کافی پیار ہو گیا اور آدم بھائی کے ذریعے ہی معلوم ہوا کہ حضرت خلیل ملّت علامہ مفتی محمد خلیل خان قادری برکاتی رحمۃ اللہ علیہ حضرت تاج العلماء قبلہ سید محمد میاں مارہروی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ مُجاز ہیں یوں ان سے بھی انسیت ہو گئی۔ اب مفتی صاحب قبلہ کی کتب سے استفادہ بھی شروع ہو گیا اور ہم نے کراچی اپنے ادارے سے حضرت کی کتاب (عورتوں کی نماز کے متعلق) شائع کرنے کا بھی شرف حاصل کیا۔ چند بار زیارت و دست بوسی اور ملفوظات سننے کی سعادت بھی ملی۔ میں نے حضرت خلیل ملّت سے بعض فتاویٰ بھی حاصل کئے خصوصاً ۱۴۰۰ھ قیام مدینہ منورہ کے دوران بھی ایک استفتاء ارسال کیا جس کا آپ نے نہایت ہی سرعت کے ساتھ جواب بذریعہ ڈاک بھجوایا۔ آپ نے جو مجھے جوابات بھجوائے ان میں یہ بات آپ کی عاجزی کی طرف دال تھی کہ آپ آخر میں تحریر فرماتے تھے کہ ''مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا۔'' حضرت خلیل ملّت کی دینی و علمی خدمات سے میرا دل بہت متاثر ہے جب بھی حیدرآباد (سندھ) میں حضرت سید نا سخی سلطان سید عبدالوہاب شاہ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضری ہوتی ہے، قبلہ خلیل ملّت کے مزار پاک پر بھی حاضری اور ایصال ثواب کا شرف حاصل کرتا ہوں آپ کی متعدد کتب میرے پاس موجود ہیں جن سے استفادہ کرتا ہوں۔ خصوصاً ''المنبهات علی الاستعداد لیوم المعاد'' للشیخ شہاب الملۃ علامہ احمد بن علی ابن الحجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا اردو ترجمہ ''موت کا سفر'' (مجھے میرے مخدوم عالم ابن عالم اور ابو العالم ابو حماد مفتی و شیخ الحدیث مفتی احمد میاں برکاتی اطال اللہ عمرہ نے براہ شفقت تحفۃً عنایت فرمایا تھا) سے میں نے کافی استفادہ کیا اور دعوت اسلامی کے کئی ہفتہ وار اجتماع میں اس کتاب سے لگاتار بیانات کئے۔ اللہ عزوجل حضرت قبلہ خلیل ملت رحمۃ اللہ علیہ کی تربت

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پرانوار و تجلیات کی بارشیں برسائے اور ان کے خاندان کو مدینے کے سدا بہار پھولوں کی طرح سدا مسکراتا رکھے اور ان کا لگایا ہوا

باغ "دارالعلوم احسن البرکات" ہمیشہ ہمیشہ اپنی بہاریں لٹاتا رہے اور کبھی بھی اس پر خزاں کا پہرہ نہ ہو۔

خلیل اب زادِ راہ آخرت کی سعی احسن میں

مدینہ سر کے بل جاؤں وہاں پہنچوں تو مرجاؤں (مجلّہ خلیل علم ۲۰۰۱ء ص ۴۵)

پاکستان اور ہندوستان کے بہت سے اخبارات اور ماھناموں نے حضرت کو خراجِ عقیدت پیش کیا۔

ماھنامہ "استقامت" کانپور کا خراج عقیدت

جو بادہ کش تھے پرانے وہ اٹھتے جاتے ہیں

پاکستان سے موصول شدہ ایک اندوہ ناک اطلاع مظہر ہے کہ ملّت کے ایک نامور فرزند حضرت علامہ مفتی محمد خلیل خاں صاحب قادری برکاتی مارہروی (مفتی اعظم سندھ) وفات فرما گئے۔

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد خلیل خاں صاحب سرزمین مارہرہ مطہرہ کے قابل فخر سپوت تھے۔ ہجرت کر کے پاکستان جانے کے بعد مفتی اعظم سندھ کے منصب پر فائز ہوئے۔ اور اپنی علمی دینی اور قلمی صلاحیتوں سے ملت اہلسنت کو بہت فائدہ پہنچایا۔ "سنی بہشتی زیور" اور "ہمارا اسلام" وغیرہ کو ان کے مایۂ ناز قلمی کارناموں میں شمار کیا جاتا ہے۔ مدیر استقامت کے مخلص اور بہی خواہوں میں تھے۔ (مجلّہ خلیل علم ۲۰۰۱ء ص ۴۵)

ماہنامہ نور الحبیب (بصیر پور) کی خلیل ملّت کے وصال پر تعزیتی خبر کا عکس

آہ! مفتی محمد خلیل خاں برکاتی علیہ الرحمۃ

پچھلے دنوں یہ روح فرسا خبر سننی پڑی کہ حضرت علامہ مفتی محمد خلیل خاں برکاتی خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ سنیت کا ایک اور چراغ بجھ گیا، ایک اور صاحب قال وحال سے دنیا محروم ہوگئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

حضرت برکاتی صاحب نور اللہ مرقدہٗ علم وفضل کا ایک روشن باب تھے، زہد واتقاء اور عمل میں سلف کی یادگار تھے، خطیب بھی تھے اور ادیب بھی "ہمارا اسلام"، "سنی بہشتی زیور" اور "ہماری نماز" آپ کی مشہور تصانیف ہیں۔

آپ کی تدریسی زندگی کا عرصہ طویل ہے اور آپ کے تلامذہ کی تعداد بھی خاصی وسیع ہے۔ دارالعلوم احسن البرکات کے مہتمم اور شیخ الحدیث ہونے کی وجہ سے آپ کا نام علمی حلقوں کی زینت تھا۔ آپ کے بڑے صاحبزادے احمد میاں برکاتی ایک سربرآوردہ شخصیت ہیں۔

آپ کے وصال سے اہلسنت کو خاصا نقصان پہنچا ہے، جس کی تلافی ناممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اعلیٰ علیین میں جگہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دے۔ ہماری ہمدردیاں آپ کے پس ماندگان کے ساتھ ہیں۔ (ادارہ) (مجلہ خلیل علم ۲۰۰۱ء ص ۱۲۱)

مفتی اعظم سندھ کی چند کرامات

مولانا ابوالنور محمد میاں نوری لکھتے ہیں:

مفتی صاحب کا چہلم ہو رہا تھا۔ بارش کا زمانہ شروع ہو گیا۔ لائٹ فیل ہو گئی، شہر بھر تاریک ہو گیا۔ علمائے کرام دارالعلوم سے درگاہ شریف روانہ ہوئے تو بجلی چلی گئی۔ جب درگاہ پہنچے تو لائٹ مکمل فیل ہو گئی اور بارش شروع ہو گئی۔ صاحبزادہ مفتی احمد میاں برکاتی نے اعلان کیا کہ تمام حضرات بارش میں ہی صحن میں تشریف لے چلیں اور چادر پوشی کی رسم میں شریک ہوں کہ یہ بھی محبت کا امتحان ہے۔ تمام لوگ بارش میں ہی مسجد تخی عبدالوہاب صاحب سے باہر آ گئے۔ جوں ہی چادر مبارک کھولی گئی، بارش بند ہو گئی اور بجلی آ گئی۔ حتیٰ کہ چادر پوشی کی رسم ادا ہوئی۔ صلوٰۃ وسلام ہوا دعا ہوئی مگر اس دوران ایک بوند بھی نہ برسی۔ پھر لنگر سے فارغ ہو کر جوں ہی مسجد میں آئے بارش شروع ہو گئی اور لائٹ چلی گئی۔ جلسہ کا آغاز ہوا، جب تقاریر شروع ہوئیں لائٹ پھر آ گئی۔ جو ۲ بجے شب تک آتی رہی۔ صلوٰۃ وسلام کے بعد دعا میں لائٹ پھر چلی گئی مگر جب لوگ درگاہ و مسجد سے باہر نکلے لائٹ آ گئی اور بارش رک گئی۔ اس طرح مہمان اور سامعین نہایت آرام سے دارالعلوم پہنچ گئے۔ بجلی اور بارش کی آنکھ مچولی جلسہ تک رہی پھر ختم ہو گئی۔

☆ حیدر آباد شہر میں مفتی اعظم کے وصال کے بعد تعزیتی جلسوں کا سلسلہ چل رہا تھا۔ مدینہ مسجد سرے گھاٹ پر جلسہ تھا، اور لوڈ شیڈنگ (بجلی بچاؤ مہم) کا زمانہ تھا۔ بجلی جانے کا وقت ۱۰/۱ بجے مقرر تھا، منتظمین نے کہا ۱۰/۱ بجے جلسہ ختم کر دیا جائے تا کہ پریشانی نہ ہو، مفتی احمد میاں برکاتی تقریر کر رہے تھا، لوڈ شیڈنگ کا وقت ہوا مگر بجلی نہ گئی۔ حتیٰ کے گیارہ بجے صلوٰۃ وسلام ہوا جب دعا کا اختتام ہو رہا تھا لائٹ گئی۔

☆ لطیف آباد نمبر ۸ اللہ والی مسجد میں جلسہ جاری تھا کہ مسجد کا لاؤڈ اسپیکر خراب ہو گیا اور آواز ختم ہو گئی مقرر تقریر کرتے رہے۔ مفتی احمد میاں برکاتی نے تقریر شروع کی تو اسپیکر خود بخود درست ہو گیا اور آواز آنے لگی۔ بعد میں مفتی احمد میاں صاحب برکاتی نے بتایا کہ میں نے مفتی اعظم سے ہی استغاثہ کیا تھا، اور اسپیکر درست ہو گیا۔

☆ مفتی صاحب کے عرس چہلم کا لنگر جاری تھا۔ منتظمین نے جتنے افراد کے لئے لنگر کا انتظام کیا تھا اس سے دوگنے افراد نے لنگر کھایا۔ پھر بھی کمی نہ ہوئی۔ بعد میں بہت سے لوگ لنگر گھروں کو بھی لے گئے اور زنانہ محفل میں بھی کثیر تعداد میں خواتین نے لنگر شریف کا تبرک پیٹ بھر کھایا اور تقسیم کیا گیا مگر کمی نہ ہوئی۔

☆ حضرت کے ایک مرید الیاس حسین وکیل انڈیا فیروز آباد میں رہتے ہیں۔ انہوں نے حضرت سے ملنے کے لئے پروگرام بنایا ویزا مل گیا مگر پاکستان نہ آ سکے۔ حتیٰ کہ مفتی صاحب کا وصال ہو گیا۔ تو آپ اپنے مرید کو خواب میں آئے اور ان سے فرمایا! ویزا سے بھی نہ آئے تو اب آ جاؤ۔ چنانچہ آپ کے مرید پاکستان آئے اور درگاہ شریف میں آپ کے مزار پر حاضری دی۔

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

☆ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک درگاہ شریف کے جس حصے میں ہے وہاں قیام پاکستان سے قبل کے، کئی مزارات اور بھی موجود ہیں۔ پاکستان بننے کے بعد اس احاطہ میں مفتی صاحب کا پہلا مزار ہے۔ اس جگہ مفتی صاحب کا مزار دیکھ کر لوگ رشک کرتے ہیں۔ مفتی صاحب کے مزار سے قبل احاطہ کی دوسری قبریں بغیر غلاف رہتی تھیں۔ مگر جب سے مفتی صاحب کا مزار بنا ہے اور لوگوں نے آپ کے مزار پر چادر پوشی کی ہے محکمۂ اوقاف نے اپنی طرف سے دوسری قبروں کو چادر سے ڈھک دیا ہے۔ (مجلّہ خلیل علم ۲۰۰۱ء ص ۹۷)

رجال الغیب سے ملاقات

حضرت خلیل ملّت علیہ الرحمۃ والرضوان، فقیہ زماں ہونے کے ساتھ، اللہ کے ایک کامل ولی بھی تھے، وصال سے ایک ہفتہ قبل، آپ پر مرض کی شدت سے، غشی تھی، اس حال میں، آپ کے قریب رہنے والے، آنکھوں دیکھا حال بیان کرتے ہیں، کہ حضرت خلیل ملّت علیہ الرحمۃ، ہر دس منٹ کے بعد، اسی بے ہوشی کی حالت میں، ایسے ہاتھ اٹھاتے، جیسے کسی سے مصافحہ کر رہے ہوں، پھر مصافحہ کے بعد، دستور کے مطابق ہاتھ اپنے سینے سے لگاتے تھے، اندازہ ہوا کہ ''رجال الغیب'' (مردان غیب) آپ سے آخری ملاقات کو حاضر ہوتے تھے، تو آپ ان سے سلام کے بعد مصافحہ فرماتے تھے۔

(مفتی اعظم سندھ مطبوعہ حیدرآباد)

بعد وصال دارالعلوم پر توجہ

وصال کے بعد بھی، آپ کی توجہ، اپنے قائم کردہ دارالعلوم پر بدستور رہتی ہے اور ضروری کاموں کے لئے، اور مشکل لمحات میں خصوصی توجہ فرماتے ہیں، چنانچہ والد گرامی حضرت مفتی احمد میاں برکاتی نے یہ واقعہ بیان کیا کہ وصال کے ایک سال بعد، ایک روز صبح دس بجے حضرت خلیل ملّت کے ایک شاگرد اور فاضلِ احسن البرکات مولانا سید افسر علی شاہ علیہ الرحمۃ جوان دنوں بلدیہ کے کونسلر تھے، دارالعلوم میں تشریف لائے اور مجھ سے کہا کہ ''برکاتی صاحب! مدرسہ کا کونسا کام، بلدیہ حیدرآباد سے متعلق ہے جو کروانا ہے مجھے بتائیں'' میں نے پوچھا؟ آج اچانک آپ کو کام کیسے یاد آ گیا؟ فرمانے لگے: رات کو حضرت استاذ صاحب (خلیل ملّت) خواب میں تشریف لائے، اور مجھ سے شکوہ کرتے ہوئے فرمایا'' شاہ صاحب آپ نے اب تک مدرسہ کا وہ کام نہیں کرایا، جس کے لئے آپ سے کہا تھا'' میں نے انہیں وہ کام بتادیا تو شاہ صاحب نے اس کام کو آگے بڑھایا...... اسی طرح آپ کئی سال خواب میں تشریف لاتے رہے، اور جب بھی، دارالعلوم میں تشریف لاتے، فرماتے'' لاؤ میاں، کیش بک نکالو، حساب کتاب دکھاؤ'' ''کیا آمد ہے کیا خرچ ہے'' تو فقیر خلیل ملّت کو خواب میں ہی دکھاتا، تو مطمئن ہو جاتے، پھر آپ نے حساب کتاب دیکھنا تو بند کر دیا، مگر توجہ مسلسل رہتی ہے، جن دنوں دارالعلوم کی ایک دوکان پر'' ایک مہربان'' نے قبضہ کرنا چاہا، تو خواب میں تشریف لا کر پوچھا، میاں کیا پریشانی ہے؟ عرض کیا حضور: کورٹ میں کیس چل رہا ہے، فرمایا: گھبراؤ مت، سب ٹھیک ہو جائے گا۔ ان ہی دنوں حضرت احسن العلماء علیہ الرحمۃ خواب میں تین بار تشریف

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لائے، فائلیں دیکھیں، فرمایا: ''بیٹا پریشان مت ہو، فیصلہ تمہارے حق میں ہوگا'' بحمداللہ تعالیٰ، فیصلہ دارالعلوم کے حق میں ہوا اور دو کانیں، جن پر چالیس سال کورٹ میں کیس چلا، اور دارالعلوم کا وکیل بک گیا اور کیس دارالعلوم نہ جیت سکا، وہ دونوں دوکانیں، دارالعلوم کے قبضہ میں آگئیں، (قلمی یادداشت، مفتی احمد میاں برکاتی)

خصوصی فیضان

خلیل ملّت کی ان ہی خصوصی توجہات کا اثر ہے، کہ اب دارالعلوم کی دو عظیم عمارتیں ہیں، ایک مڈل اسکول ہے، ایک اورینٹل کالج ہے، اور تقریباً دس شاخیں ہیں، جن میں کم و بیش اٹھارہ سو طلبہ و طالبات زیرِ تعلیم ہیں، ان شاخوں میں دو مدرسۃ البنات بھی ہیں، جن میں صرف طالبات عالمہ کورس کرتی ہیں، اور معلمات ہی تدریس کے فرائض انجام دیتی ہیں۔

تبلیغی دورے

حضرت کے تبلیغی دورے عموماً، سندھ کے شہروں میں ہوتے تھے، اور سال میں ایک بار لاڑکانہ ضرور تشریف لے جاتے تھے، جہاں حضرت کے تلامذہ بھی بڑی تعداد میں ہوتے تھے حضرت کا قیام عموماً مولانا عبدالوہاب خاں قادری کے گھر ہوتا تھا، جو حضرت کے بڑے معتقد اور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کے خلیفہ تھے۔

وصال سے چند ماہ بیشتر، آپ نے پورے بلوچستان کا دورہ فرمایا تھا اور خضدار، قلات، مستونگ اور کوئٹہ میں چند دن قیام فرمایا۔

علالت کی وجہ سے خطاب نہ فرسکتے تھے، مگر دعا کے لئے مخلوق کا اژدھام ہر جگہ رہتا، جس کے اثرات و ثمرات آج تک ہیں۔ خضدار میں، آپ کے نام سے ایک دارالعلوم رضویہ خلیلیہ قائم کیا گیا ہے، جہاں ایک سو پچاس طلبہ کے رہائش کی گنجائش ہے۔ (قلمی یادداشت، مفتی احمد میاں برکاتی)

ہندوستان کا آخری دورہ

خلیل ملّت علیہ الرحمۃ، ہندوستان سے آنے کے بعد ہر سال، اپنے مرشدان پاک کے عرس مقدس میں، ہندوستان جایا کرتے تھے، ۱۹۶۵ء کے بعد یہ سلسلہ، منقطع ہوگیا، بالآخر اٹھارہ سال کے بعد بہت زیادہ اصرار پر ۱۹۸۲ء میں آپ پھر ہندوستان تشریف لے گئے، مارہرہ شریف، فیروز آباد اور آگرہ کا، یہ آپ کا آخری دورہ تھا۔

خواب میں تمنا پوری ہوئی

زیارت حرمین شریفین سے واپس آئے تو دل وہیں لگا رہتا تھا، فرماتے تھے کہ پھر جانے کی تمنا ہے۔ سرکار ﷺ کرم فرمائیں تو حاضری ہو جائے وصال سے تین ہفتہ قبل صبح آٹھ بجے فرمایا: میاں ہمارا آخری وقت قریب ہے، ہم لوگوں نے کچھ بولنا چاہا تو اشارہ سے منع فرمایا اور پھر قلم سے یہ تحریر لکھی، '' آج خواب میں گنبد خضراء کی زیارت جی بھر کر کی ہے۔ جب زیارت

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کر چکا تو کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے، تمھاری یہ تمنا پوری ہوگئی، اب چلنے کی تیاری کرو، اس لئے مجھے یقین ہے کہ اب وقت قریب ہے''۔ (قلمی یادداشت، مفتی احمد میاں برکاتی)

آپ کی اولاد و خلفاء

خلیل ملّت کی سات صاحبزادیاں ہوئیں اور دو صاحبزادے ہیں، ایک صاحبزادی رقیہ خانم کا انتقال بچپن میں ہی ہو گیا، سب سے بڑی، بیٹی بشریٰ خانم ہیں، پھر زہرا خانم، میمونہ خانم، صفیہ خانم، ذکیہ خانم، اور سب سے چھوٹی عطیہ خانم ہیں۔ ماشاءاللہ سب اپنے گھروں کی ہیں۔ صاحبزادوں میں ایک تو راقم السطور کے والد حضرت مفتی غلام محی الدین خاں عرف احمد میاں برکاتی ہیں[1] اور ان سے چھوٹے چار صاحبزادیوں کے بعد عزیز مصطفٰے خاں عرف محمد میاں نوری ہیں۔ اوّل الذکر کے چار بیٹے محمد حماد رضا خاں، راقم السطور محمد حسان رضا خاں، محمد نعمان رضا خاں، اور حاجی محمد جواد رضا خاں اور ایک بیٹی ہے، جبکہ مؤخر الذکر کے تین بیٹے نور مصطفٰے عرف نجیب میاں، عسجد مصطفٰے، حسنین مصطفٰے اور ایک بیٹی ہے۔ مفتی حماد رضا خاں[2] کی ایک بیٹی ہے۔

ہماری معلومات کے مطابق، خلیل ملّت علیہ الرحمۃ، جس طرح مرید بہت کم بیعت فرماتے تھے، اسی طرح آپ نے خلافت بھی صرف اپنے بڑے صاحبزادے، علامہ مفتی احمد میاں برکاتی کو دی، مفتی احمد میاں برکاتی کو، خلافت اپنے والد کے علاوہ، حضور احسن العلماء اور حضرت شارح بخاری، علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہم الرحمۃ والرضوان سے حاصل ہے۔ ان کے علاوہ خلیل ملّت علیہ الرحمۃ نے کسی کو خلافت نہیں دی۔ ہاں مفتی احمد میاں برکاتی نے یہ سلسلہ آگے بڑھایا ہے۔ آپ کے مریدین کی تعداد کثیر ہے اور اب تک آپ نے چودہ ۱۴ علماء و حفاظ کو خلافت دی ہے۔ جن میں آپ کے استاد محترم مفتی عبدالحفیظ قادری (مرحوم) اور آپ کے بھائی مولانا محمد میاں نوری اور دو صاحبزادے مفتی حماد رضا نوری اور مولانا الحاج قاری محمد جواد رضا برکاتی شامل ہیں۔

بیٹا ہونے کا عمل: مفتی عبدالحفیظ قادری بیان کرتے ہیں کہ خلیل ملّت نے ایک بار فرمایا: ''جسکے پہلی بار بیٹی ہو اور بیٹا چاہے، تو بیٹی کا نام بشریٰ رکھدے، انشاءاللہ تعالیٰ پھر اس کے ہاں بیٹا ہوگا۔ آپ نے دلیل یہ دی کہ قرآن کریم میں ہے۔

''یبشریٰ ھذا غلام'' (اے بشریٰ، یہ لڑکا ہے)

اس سے یہ نیک فال ہے کہ ''بشریٰ'' کے بعد لڑکا ہوگا۔

[1] مفتی احمد میاں برکاتی، اس وقت تک گیارہ ۱۱ سے زائد کتب تصنیف فرما چکے ہیں، جو چھپ چکی ہیں۔ اور چند کتب و تراجم زیر قلم ہیں

[2] مفتی حماد رضا نوری کی تصنیف ''درود شریف سے مسائل کا حل'' بازار میں دستیاب ہے۔ اور اس وقت، آپ امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اسانید علیہ پر تحقیقی کام کر رہے ہیں۔ جو تکمیل کے مرحلہ میں ہے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ کے تلامذہ

آپ کے تلامذہ کا حلقہ کافی وسیع ہے بعض کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

☆ احسن العلماء حضرت علامہ سید حسن میاں برکاتی علیہ الرحمتہ والرضوان، سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ، مارہرہ شریف

☆ صاحبزادہ مولانا مفتی ابوحماد احمد میاں برکاتی مہتمم دارالعلوم احسن البرکات، حیدرآباد

☆ مفتی غلام محمد قاسمی مہتمم دارالعلوم غوثیہ رضویہ، انوار باہو، کوئٹہ

☆ مفتی محمد وارث قاسمی مہتمم دارالعلوم قاسمیہ قادریہ، خضدار

☆ مولانا صوفی رضا محمد عباسی سابق شیخ الفقہ دارالعلوم احسن البرکات، ڈسٹرکٹ خطیب، حیدرآباد

☆ مولانا حافظ محمد سعید احمد قادری علیہ الرحمتہ دارالعلوم مدرسہ غوثیہ رضویہ سعیدیہ بکرامنڈی، حیدرآباد

☆ مولانا قاری خیر محمد قاسمی خطیب جامع مسجد شیخ زید لاڑکانہ

☆ مولانا مفتی عبدالرحمٰن قاسمی صدر مدرس مدرسہ جیلانیہ لاڑکانہ

☆ مولانا محمد حسن قلندرانی قاسمی خطیب صدیق اکبر مسجد تلک چاڑی، حیدرآباد

☆ علامہ ہدایت اللہ آریجوی علیہ الرحمتہ (انوار علمائے اہلسنت سندھ ص ۸۵۹)

☆ معظم العلماء مفتی محمد عبدالحفیظ قادری، استاذ الحدیث و نائب مفتی دارالعلوم احسن البرکات

☆ مولانا محمد حسین قلندرانی

☆ مولانا خیر محمد، جمعہ خان گوٹھ لاڑکانہ

☆ مولانا صوفی نثار احمد، لاڑکانہ

☆ مولانا عبدالکریم عباسی

☆ مولانا محمد الیاس قادری، امیر دعوت اسلامی

☆ مولانا حکیم غلام محمد سالانی

☆ قاضی محمد علیم اشرفی

☆ مولانا محمد بشیر چشتی، (انگلینڈ)

☆ حافظ محمد شریف برکاتی، مارہرہ شریف

☆ پیر سید مسعود احمد شاہ احمدی، کراچی

☆ پیر سید محمد عبداللہ شاہ جیلانی، ٹنڈو آدم

☆ مولانا پیر سید تاج محمد شاہ جیلانی، ٹنڈو آدم

☆ پیر سید عبدالعلیم شاہ جیلانی، ٹنڈو آدم

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

☆ حضرت پیر سید غلام جیلانی، (ٹھٹھہ)
☆ سید مخدوم حسین شاہ جعفری
☆ سید منور حسین شاہ جعفری ☆ سید محمد حسین شاہ جعفری
☆ ڈاکٹر شمیم احمد (امریکن اسپتال لطیف آباد)
☆ ڈاکٹر محمد تقی، لطیف آباد نمبر ۶، ☆ ڈاکٹر وحید الدین بقائی، لطیف آباد نمبر ۸،
☆ پروفیسر فضل الرحمٰن (مرحوم) سندھ یونیورسٹی
☆ پروفیسر رضی الدین احمد جماعتی، سراج الدولہ کالج کراچی
☆ مفتی سید عظمت علی شاہ نوری (ریسرچ اینڈ رجسٹریشن آفیسر، محکمہ اوقاف سندھ)
☆ مفتی عبد الرشید نوری آرائیں نوری قادری (قلمی یادداشت، مفتی احمد میاں برکاتی)

اس مضمون کی تیاری میں، درج ذیل کتب و رسائل سے مدد لی گئی۔

۱۔ جمالِ خلیل:	مرتب، مفتی احمد میاں برکاتی
۲۔ قلمی یادداشت:	مفتی محمد خلیل خاں برکاتی
۳۔ مُجلّہ خلیلِ علم:	مدیر اعلیٰ، مفتی احمد میاں برکاتی (شمارہ گولڈن جوبلی ۲۰۰۱ء)
۴۔ بہارِ شریعت:	مصنف حضرت مولانا امجد علی اعظمی
۵۔ موت کا سفر:	مفتی محمد خلیل خاں برکاتی علیہ الرحمتہ
۶۔ خلیل العلماء:	اقبال احمد اختر القادری
۷۔ میلادِ خلیل:	مرتب: محمد جواد رضا خاں برکاتی
۸۔ ہماری نماز:	مفتی محمد خلیل خاں برکاتی علیہ الرحمتہ
۹۔ مقالاتِ خلیل:	مفتی محمد خلیل برکاتی علیہ الرحمتہ
۱۰۔ ماہنامہ استقامت:	کانپور (انڈیا)
۱۱۔ ماہنامہ نور الحبیب:	بصیر پور (ساھیوال)
۱۲۔ مفتی اعظم سندھ:	مصنف مفتی احمد میاں برکاتی
۱۳۔ برکاتِ محل:	مفتی احمد میاں برکاتی
۱۴۔ انوار علمائے اہلسنت، سندھ:	سید محمد زین العابدین شاہ راشدی
۱۵۔ فیضانِ خلیل:	مفتی احمد میاں برکاتی
۱۶۔ قلمی یاداشت:	مفتی احمد میاں برکاتی

http://t.me/ahlesunnat_hindi
Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ کی شفقت

آپ کے ایک پوتے مفتی حماد رضا نوری ایک نظم میں اپنے دادا کو یوں یاد کرتے ہیں:

گر نگاہوں میں ہے میری صورتِ مفتی خلیل
جاگزیں ہے میرے دل میں الفت مفتی خلیل

جوہرِ تفسیر قرآں گوہر علم حدیث
صدقۂ نوری دے یا رب رفعتِ مفتی خلیل

لطف تو میں نے لیا ہے آپ کی آغوش کا
جانتا ہوں میں ہی، کیا تھی شفقتِ مفتی خلیل

آپ کیا سمجھیں گے اس کو میرے دل سے پوچھیے
آپ نے دیکھی کہاں ہے شفقتِ مفتی خلیل

یاالٰہی آرزو ہے مجھ کو بھی کامل بنا
وجہ شہرت آج تو ہے عظمت مفتی خلیل

طفل مکتب ہوں مگر نازاں ہوں یوں حماد میں
کرگئی ممتاز مجھ کو نسبتِ مفتی خلیل

قطعہ

بڑھ رہی ہے دن بدن جو وسعت قلب نظر
رنگ لاتی جارہی ہے نسبتِ مفتی خلیل
پہلے علم دین میں کامل تو ہوں حماد آپ
پھر سمجھ میں آئے گی کچھ عظمتِ مفتی خلیل

(فیضان خلیل ص ۴)

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ کی نسبت کا اثر

آپ کے ایک نواسے ابصار احمد خان ابصآر مرحوم ولد افتخار احمد انجم، اسطرح آپ کو یاد کرتے ہیں:

عاشق مہر رسالت مفتی علامہ خلیل
طالب حق و صداقت مفتی علامہ خلیل

واقف رمزِ طریقت مفتی علامہ خلیل
پیرِ و حکم شریعت مفتی علامہ خلیل

واعظِ شیریں بیان و نکتہ دان و نکتہ سنج
حامل فہم و فراست مفتی علامہ خلیل

پاگئے تنویر ان سے جانے کتنے ماہتاب
آفتابِ علم و حکمت مفتی علامہ خلیل

خوبیٔ قسمت سے ہے ابصآر کا انمیں شمار
آپ سے ہے جن کو نسبت مفتی علامہ خلیل

(فیضان خلیل ص ۷)

فقط، ترتیب وتحریر: محمد حسان رضا خاں
۶/ ربیع الآخر ۱۴۲۸ھج
۲۴/ اپریل ۲۰۰۷ء

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خلیل ملت، خلیل العلماء، کے مرشد گرامی نے خلیل ملت کی کتاب "ہماری نماز" کی پہلی طباعت پر یہ تقریظ تحریر فرمائی، افادہ عام کے لئے اس کو کتاب میں شامل کیا گیا ہے۔ (مرتب)

تحریرِ خلیل

پر

تقریظ جلیل و تصدیق جمیل

وارث الاکابر الاسیاد، بالاستحقاق والانفراد، تاج العلماء، سراج العرفاء سیدی وسندی، مرشدی ومولائی مولانا السید الشاہ اولادِ رسول محمد میاں القادری البرکاتی المارہروی (قدس سرہٗ العزیز)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ الہ و اصحابہ

ذوی الفضل العظیم و الکرم العمیم

فقیر حقیر جاروب کش آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ قاسمیہ مارہرہ مطہرہ اولادِ رسول محمد میاں قادری غفرہ اللہ تعالیٰ لہٗ نے اخی فی اللہ ذی المجد والفضل والجاہ مولانا مولوی محمد خلیل خاں صاحب قادری برکاتی مارہروی دامت فضائلھم وکثرت حسناتھم وزادت برکاتھم کا یہ رسالہ فقہیہ مشتمل بر مسائل طہارت ونماز، اوّل سے آخر تک دیکھا۔ بحمد اللہ تعالیٰ اسے مسائل صحیحہ واحکام شرعیہ پر مشتمل پایا۔ اللہ عزّ وجل حضرت مولانا دام بالفضائل کی اس سعی کو مشکور اور اس خدمتِ دین کو سبب اجر موفور فرمائے اور مسلمانوں کو ان مسائل واحکام پر عمل کی توفیق بخشے۔ آمین

بجاہ الحبیب الامین علیہ و اصحابہ الصلوٰۃ والسلام الی ابد الابدین۔

فقیر اولادِ رسول محمد میاں قادری برکاتی عفی عنہٗ

خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف ضلع ایٹہ (یوپی) بھارت

۱۸ رجمادی الاخری ۱۳۷۷ھ شنبہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

کتاب الاعتقادات

باب العقائد

عاشورہ کے دن سبیل لگانا، شربت پلانا، لنگر کھلانا، امام حسین کے روضہ کی شبیہ بنانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

.. ۱ محرم شریف کے ماہ میں سبیل لگانا اور شربت پلانا

.. ۲ دس تاریخ کو روزہ رکھنا اور لنگر کھلانا، پکانا اور اپنے اہل وعیال پر خوب خرچ کرنا

.. ۳ امام عالی مقام حسین علیہ السلام کے روضہ مبارک کی شبیہ بنانا۔ یہ سب امور جائز ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا

بندہ عبدالغفار حیدر آباد، ۱۹۵۵ء/۵/۵

۷۸۶ **الجواب:** ۱۔ ایصال ثواب کا جائز ہونا حدیث کریمہ سے ثابت ہے کتب فقہ وعقائد میں اسکی تصریح موجود ہے اور یہ ایصال ثواب کسی شرعی طریقہ پر ہو جائز ومندوب ہے۔ ماہ محرم میں دس دنوں تک خصوصاً دسویں محرم کو سیدنا امام حسین علیہ السلام ودیگر شہداء کربلا کو ایصال ثواب کی نیت سے جو بھی کار خیر کیا جائے جائز ہے خواہ وہ شربت کی سبیل ہو یا چائے وغیرہ کی یا حلیم وچاول وغیرہ۔ غرض کسی بھی طرح ایصال ثواب کیا جائے جائز ومندوب ہے اسکو ناجائز کہنے والا شریعت مطہرہ پر زیادتی کرنے والا اور خدا و رسول ﷺ پر افترا کرنے والا ہے اور ان بلاد میں ایسے امور سے روکنا وہابیہ کا طریقہ ہے اور وہابیت مردود وملعون ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ بخاری ومسلم شریف میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عاشورہ کا روزہ خود رکھا اور رکھنے کا حکم فرمایا۔ اور مسلم شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ پر گمان ہے کہ عاشورہ کا روزہ ایک سال قبل کے گناہ مٹا دیتا ہے۔ دوسری احادیث کریمہ سے ثابت ہے کہ اس روز اہل وعیال وغیرہ وغرباء پر صدقہ کرنے والا اجر بہت پاتا ہے اور یہ کہ آج کے روز جو چیز بھی اہل وعیال وغیرہ پر خرچ کی جاتی ہے سال بھر تک اس میں برکت باقی رہتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ امام حسین علیہ السلام کے روضہ مبارک کی شبیہ بنانا اور زیارت کے لیے ایک مقررہ مقام پر رکھنا جائز ومباح ہے۔ ہاں طرح طرح کی تراش خراش کے مروجہ تعزیے بنا کر پھرانا گناہ وناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

مرنے کے بعد آدمی کا مع جسم زندہ نظر آنا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: اخبار میں آیا تھا کہ ایک آدمی بیان کرتا ہے کہ میں کراچی کی جس فرم میں ملازم ہوں اس فرم میں سلطان نامی ایک آدمی کام کرتا تھا سال بھر ہوا ہوگا وہ کام چھوڑ کر چلا گیا۔ ایک ہفتے قبل صبح کے تقریباً سات بجے میں ناظم آباد کی پہلی چورنگی سے گزر رہا تھا اچانک کسی کے پکارنے کی آواز آئی پیچھے مڑ کر دیکھا تو سلطان کھڑا تھا۔ کہنے لگا پرویز صاحب کیا حال چال ہیں۔ میں نے پوچھا تم کام پر نہیں آ رہے کیا خفا ہو۔ سلطان نے ہنستے ہوئے جواب دیا کہ صاحب ہم غریب لوگوں کی کیا خفگی اور کیا ناراضگی۔ پھر ہم دونوں قریب ہی ہوٹل میں چائے پینے چلے گئے تقریباً بیس منٹ کی بات چیت کے بعد میں نے سلطان کو خدا حافظ کہا اور کام پر چلا گیا۔ اس واقعہ کے تیسرے دن ایک شخص جو اکثر سلطان کے ساتھ کام کرنے آیا کرتا تھا فیکٹری آیا میں نے اس سے سلطان کی خیریت دریافت کی اس نے بڑے افسردہ لہجہ میں کہا سلطان مرحوم کو گلے کا کینسر ہوگیا تھا اور تین مہینے قبل اللہ کو پیارا ہوگیا۔ میں نے کہا کیا کہہ رہے ہو پرسوں تو میری اس سے ملاقات ہوئی ہے جس پر تعجب کا اظہار کرتے ہوئے اس نے کہا کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ میں خود اس کے جنازے میں شریک تھا یہ جواب پا کر بھی مجھے سلطان کی موت کا یقین نہ آیا۔ آخر کار میں اپنا شبہ دور کرنے کے لیے بذات خود سلطان کے گھر گیا معلوم ہوا کہ واقعی تین مہینے قبل سلطان کا انتقال ہو چکا ہے میں نے سلطان کے گھر والوں سے اپنے مشاہدے کا ذکر نہیں کیا دریافت کرنا یہ ہے کہ آیا یہ ممکن ہے؟

عبدالقدیر ٹنڈو الہیار سندھ، ۲۱ اپریل ۱۹۷۹ء

الجواب: صورت مسئولہ میں اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ وہ اپنی قدرت کاملہ کے حیرت انگیز کرشمے دکھائے لہٰذا ایسا ہونا قدرت کے تحت داخل ہے اس میں کوئی استحالہ نہیں۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

قادیانیوں کے ساتھ روابط رکھنے والے کی اقتداء میں نماز

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ: زید سگریٹ نوشی کرتا ہے اور غیر مسلم (مرزائیوں) کو اچھا کہتا ہے ان کے ساتھ دوستانہ روابط رکھتا ہے، کھاتا پیتا ہے۔ ان کے بچوں کو قرآن پڑھاتا ہے نذرانے وصول کرتا ہے اور مسائل نماز ضروریہ سے بھی ناواقف ہے۔ ایسے شخص کی اقتداء میں نماز تراویح پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

بینوا، توجروا فقط والسلام رضائے حامد والہیان کوٹری سندھ

۷۸۶ **الجواب:** قادیانی تو ایسا مرتد ہے کہ جسکی نسبت تمام علمائے حرمین شریفین نے بالاتفاق تحریر فرمایا ہے کہ من شك فی کفرہ فقد کفر۔ تو قادیانی کو مسلمان جاننا درکنار، جو ایسوں کے اقوال پر مطلع ہو کر ان کے کافر ہونے میں شک کرے وہ خود کافر و مرتد ہے۔ تو امام مذکور جو قادیانیوں کو اچھا کہتا ہے اگر مسلمان جان کر انہیں اچھا کہتا ہے تو وہ خود کافر و مرتد ہے اور اگر انہیں کافر و مرتد جانتے ہوئے اچھا کہتا ہے اور ان سے دوستانہ ربط ضبط رکھتا ہے تو اشد فسق میں مبتلا اور فاسق ملعون ہے ایسے کو امام بنانا، اگرچہ نماز تراویح ہی کیوں نہ ہو گناہ اور اس کی اقتداء میں نماز ادا کرنا مکروہ تحریمی واجب الاعادہ۔ بلکہ علمائے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرام نے تصریح فرمائی کہ فاسق معلن کی اذان بھی صحیح نہیں اس کا اعادہ کیا جائے (غنیتہ ۔ درمختار وغیرہ) مسئلہ کی توضیح کے لیے فتاوی رضویہ کا مطالعہ کریں ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ رشعبان ۱۳۹۸ھ

شیعہ لڑکے سے شادی

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب، السلام علیکم

حضور والا مسئلہ یہ ہے کہ ایک سنی لڑکی جو کہ خواہش رکھتی ہے ایک شیعہ لڑکے سے شادی کی ۔ حالانکہ لڑکا زبانی اقرار کرتا ہے کہ میں سنی ہوں لیکن لڑکی کسی عالم کی رائے کی خواہش مند ہے اور چاہتی ہے کہ تمام باتیں پتہ چلیں جس کے بعد یہ نکاح جائز صورت میں انجام پائے ۔ آپ کی رائے سے اس لڑکی کی مشکل آسان ہوگی ۔ شکریہ

فقط: ایک مسلمان حسن جبار شیخ، پرواز پرنٹنگ پریس حیدرآباد، ۲ مارچ ۱۹۷۹ء

۷۸۶ **الجواب:** آجکل عام رافضی (جنہیں عام طور پر شیعہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے) ضروریات دین کے منکر اور باجماع امت کفار مرتدین ہیں یعنی اسلامی برادری سے خارج ۔ علاوہ اور کفریات کے دو کفر تو ان کے عالم و جاہل مرد و عورت سب کو شامل ہیں ۔ ۱...... مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو انبیائے سابقین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم سے افضل ماننا ۔ اور جو کسی غیر نبی کو کسی نبی سے افضل کہے کافر ہے ۔ ۲...... اور قرآن کریم سے معاذ اللہ صحابہ کرام وغیرہم اہل سنت کا چند پارے یا سورتیں یا آیتیں گھٹانا ۔ کچھ الفاظ تغیر تبدیل کر دینا اور جو قرآن عظیم کے ایک حرف، ایک نقطے کی نسبت ایسا گمان کرے، کافر ہے ۔ قال اللہ تعالیٰ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ ۔ لہٰذا جزم کیا جاتا ہے کہ آجکل رافضیوں میں کوئی مسلمان ملنا ایسا ہی مشکل ہے جیسا کووں میں سفید رنگ والا ۔ ایسوں کے ساتھ مناکحت تو قطعی حرام وزنائے خالص ہے ۔ جو اپنی بہن بیٹی ان کو دے دیوث ہے ۔ اس عقیدہ باطل کے ذریعے سے جو نام اس بہن بیٹی کو ملنے والے ہیں ان میں ہلکے نام یہ ہیں زانیہ، فاجرہ، فاحشہ ۔ تو جو اسے پسند کرتا ہوا اس کبیرہ فاحشہ پر اقدام کرے ورنہ اللہ عزوجل کے غضب سے ڈرے ۔ اور اگر بالفرض کوئی رافضی ایسا ملے جسے مسلمان کہہ سکیں تو حضرت ابوبکر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر تبرا بکنے سے ان میں کون محفوظ ملے گا اور یہ تبرا بھی کفر ہے تو فقہائے کرام کے طور پر تبرائی کے ساتھ مناکحت میں وہی احکام ہوں گے اور بفرض غلط اس سے بھی محفوظ ملے تو آخر گمراہ و بددین ہونے میں تو شبہ نہیں اور ایسوں کو بیٹی دینا شرعاً گناہ وممنوع ہے اور لڑکی بالغ ہو تو اس پر ایسے نکاح سے دور بھاگنا لازم وفرض ہے ۔ ہاں اگر وہ لڑکا واقعی شرعی طور پر شیعیت سے علی الاعلان توبہ کر کے اسلام قبول کرے اور دل مطمئن ہو تو اب وہ احکام نہ ہوں گے ۔ اس سے مناکحت بلاشبہ جائز ہوگی ۔ لیکن فرض ہے کہ اس جانب سے پوری پوری طرح اطمینان قلب حاصل کر لیا جائے ۔ ورنہ ایسوں سے بعد حصول مقصد آنکھیں چرانا رات دن کا مشاہدہ ہے ۔ (فتاوی رضویہ وغیرہ)

واللہ تعالیٰ اعلم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ ربیع الآخر ۱۳۹۹ھ

ماہ صفر کا آخری چہار شنبہ (بدھ) سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غسل صحت کا دن نہیں ہے

سوال: جناب مفتی صاحب السلام علیکم

آجکل مسلمان جو عام طور پر یہ کہتے ہیں کہ آخری بدھ ماہ صفر کا جو چہار شنبہ کے نام سے موسوم ہے اس روز آقائے نامدار سرور کائنات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غسل صحت فرمایا تھا اور تفریح کے لیے باغ میں تشریف لے گئے تھے۔ اس کے بارے میں حدیث شریف اور سیرت طیبہ سے کہاں تک صداقت ملتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ پر علمائے حق نے بڑی بڑی تصانیف لکھی ہیں ان کے حوالے سے مستفیض فرمائیں اور واقعات کیا ہیں؟

آجکل لوگ اس خوشی میں مٹھائی تقسیم کرتے ہیں اور پیسے دیتے ہیں تفریح کے لیے جاتے ہیں آپ اس کے بارے میں احادیث اور قرآن کی روشنی میں بتائیں اور کہاں تک اس چیز کی مٹھائی لینا اور دینا جائز ہے یہ بھی احادیث اور قرآن شریف اور علماء کی تصانیف سے بتائیں۔ حافظ محمد رمضان

۷۸۶ **الجواب:** آخری چہار شنبہ کی کوئی اصل نہیں۔ نہ اس روز حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحت یابی کا کوئی ثبوت۔ بلکہ مرض اقدس، جس میں وفات مبارک ہوئی اسکی ابتداء اسی دن سے بتائی جاتی ہے۔ تو ماہ صفر کے آخری چہار شنبہ کی نسبت جو یہ مشہور ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دن غسل صحت فرمایا اور اسی بناء پر تمام ہندوستان و پاکستان کے مسلمان اس دن کو عید سمجھتے، اور غسل و اظہار فرح و سرور کرتے ہیں۔ شریعت مطہرہ میں اسکی کوئی سند نہیں۔ محض بے اصل ہے۔ (فتاوی رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ صفر المظفر ۱۳۹۹ھ

تبلیغ دین کا ذمہ دار کون؟

سوال: اعلیٰ حضرت مولانا محمد خلیل صاحب مفتی اعلیٰ دام اقبالہ

عنوان:۔ استدعا برائے کرم، کتاب سے متعلق وضاحت فرمائیں

جناب عالی گذارش یہ ہے کہ میرے حلقہ میں واقع مسجد اقصیٰ میں چند دن سے حلقہ ہی میں رہنے والے چند حضرات بعد نماز عشاء تبلیغی نصاب'' حکایات صحابہ "جسکے موضوع فضائل نماز فضائل ذکر وغیرہ ہیں از مولانا محمد زکریا صاحب (مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور بھارت) پڑھتے ہیں۔ اور لوگوں کو سناتے ہیں۔ جس پر علاقہ کے چند لوگوں نے اعتراض کیا اور کتاب کو غلط بتایا اور مسجد میں بیٹھ کر سنانے سے منع کیا اور کہا کہ مسجد سے باہر جا کر سنائیں۔ جس پر تبلیغ کرنے والوں نے کہا کہ آپ مطالعہ کریں صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث پر مشتمل کتاب ہے۔ جس پر دوسرے فریقین قطعی راضی نہ ہوئے اور مسجد میں تشہیر سے منع کرتے رہے اور کہا کہ تبلیغ مسجد سے باہر جا کر کریں۔ مورخہ 8-11-1981 کو بعد نماز عشاء دونوں فریقین

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں تلخ کلامی ہوئی اور تصادم کا خطرہ تھا میں نے موقع پر پہنچ کر معاملہ رفع دفع کیا۔ اور کہا کہ جس کتاب کا جھگڑا ہے وہ مجھے دیدیں اور میں علمائے کرام سے معلومات حاصل کرنے کے بعد کسی نتیجے پر پہنچ سکتا ہوں۔ اور اسکے بعد آپ کو مطلع کرونگا۔ اس دوران کسی بھی قسم کے بحث ومباحثہ سے گریز کیا جائے۔ تا کہ ناخوشگوار واقعہ نہ ہو۔ لہٰذا جناب سے استدعا ہے کہ آپ صحیح جوابات سے مستفیض فرمائیں اور یہ بھی تحریر فرمائیں کہ آیا اس کتاب سے کسی مسلک کو تو کوئی ٹھیس نہیں پہنچتی مزید التماس ہے کہ جواب مورخہ 1981-11-13 سے پہلے مرحمت فرمائیں تا کہ نماز جمعہ میں لوگوں کو مطمئن کر سکیں۔

والسلام خیر اندیش: سید سردار علی بابو میونسپل کونسلر وارڈ نمبر ۵۳ لطیف آباد نمبر ۱۲، حیدرآباد، ۱۰ نومبر ۱۹۸۱ء

۷۸۶ **الجواب**: اس میں کوئی شک نہیں کہ تبلیغ دین ایک فریضہ ہے اور اہم دینی فریضہ۔ لیکن دین کے بعض دوسرے اہم فرائض کی طرح یہ فریضہ ہرایرے غیرے کو نہیں سونپا گیا بلکہ یہ امانت علمائے دین متین کو تفویض ہوئی کہ وہی دین کے امین اور اسرار دین کے واقف کار ہیں جاہلوں کم علموں اور ناواقفوں کو تو قرآن کریم نے حکم دیا **فَسْـَٔلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ** جو کچھ نہیں جانتے وہ اہل علم سے پوچھو تو جاہلوں کم علموں اور ناواقفوں کو علمائے کرام کی اتباع کا حکم دیا تو جو لوگ خود دولت علم دین سے بے بہرہ ہیں ان پر فرض ہے کہ وہ خود علم دین حاصل کریں لیکن اس فرض کو چھوڑ کر اپنا خود ساختہ فرض اوڑھ لینا یہ کسی فریب کار اور دھوکہ باز ہی کا کام ہو سکتا ہے تبلیغی جماعت کے یہ نام نہاد مبلغین جن کے سارے علوم کی رسائی صرف تبلیغی نصاب تک ہے درحقیقت مصداق ہیں اس مصرع کے کہ "ہم تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے" پھر اصلی کار اور دین کا مدار، اسلامی عقائد ہیں نماز روزہ وغیرہا اس کی شاخیں ہیں۔ بظاہر یہ حضرات کلمہ ونماز کی تبلیغ کرتے ہیں عقائد کو ہاتھ نہیں لگاتے اور یہی ان کا فریب اور کھلا ہوا دھوکہ ہے۔ پھر کلمہ کی تلقین وتبلیغ اور مسلمانوں میں۔ یہ صرف اس لیے کہ اس جماعت کے کرتا دھرتا جن کی رگوں میں وہابیت ونجدیت کا خون دوڑ رہا ہے، سارے مسلمانان اہلسنت کو کافر واعلانیہ مشرک وبدعتی کہتے ہیں اس لیے انہیں کلمہ پڑھا کر اپنی دانست میں انہیں مسلمان بناتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ ان کے طور طریقے وہی ہیں جو زمانہ اقدس میں منافقوں کے تھے کہ بظاہر صلح جوئی اور بہ باطن فتنہ انگیزی۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ ایسی جماعت سے دور بھاگیں۔ ان کی مجلسوں میں نہ جائیں۔ ان کی تقریروں پر کان نہ دھریں اور اپنی مسجدوں میں ہرگز نہ آنے دیں۔ ان کے فریب کا پردہ تو اس سے چاک ہو جائیگا کہ وہ اپنی محفلوں میں پڑھتے بھی ہیں تو وہابیوں اور دیوبندیوں کی کتابیں۔ تا کہ سنی ان کے معتقد ہوں اور انکا ایمان خراب ہو۔ یہ علمائے اہلسنت کی کتابیں کیوں نہیں پڑھتے کہ لوگوں تک حق پہنچے۔ مولائے کریم ان فتنہ انگیزوں کے ہر فتنے سے بچائے۔ آمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ / محرم الحرام ۱۴۰۲ھ

حاضرات واستخارہ کی معلومات پر عقیدہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: کسی گمشدہ باکس اور چیز کے بارے میں جو معلومات حاضرات اور

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

استخارہ سے حاصل کی جاتی ہیں کیا وہ صحیح ہیں۔ ان پر اعتقاد کر کے کوئی شرعی حکم لگایا جا سکتا ہے؟

غلام مصطفیٰ، ٹنڈو محمد خان ۱۳ جنوری ۱۹۸۳ء

۷۸۶ **الجواب:** آدمی میں اگر اتنی روحانیت اور اہلیت ہو کہ وہ ان عملیات سے جو بزرگان دین سے منقول اور خاصان خدا کا معمول رہے ہیں استفادہ کر سکے اور حاضرات کے اشارے صحیح طور پر سمجھ سکے تو بیشک حاضرات سے فائدہ اٹھائے۔ یہی حال استخارہ کا ہے۔ بہر حال اس سے جو اشارے سمجھ میں آتے ہیں وہ یقین کا درجہ نہیں پا سکتے۔ ہوتا وہی ہے جو منظور خدا ہوتا ہے۔ اور ان حاضرات میں اگر شیاطین و کفار سے مدد لی جائے جیسا کہ بہت سے ہوس پرستوں نے اسے ذریعہ معاش بنا رکھا ہے تو آپ ہی حرام بلکہ کفر تک پہونچا تا ہے۔ مولائے کریم اپنی حفاظت میں رکھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ ربیع الاول ۱۴۰۳ ھ

انبیاء کرام سے اولیاء کرام کو بڑھانے والا کافر

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ: جو شخص علی الاعلان یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق میں اول نمبر شان اولیاء کرام کی پھر دوم نمبر شان ہے انبیاء کرام کی تو کیا ایسا شخص شریعت محمدیہ ﷺ کے بموجب مسلمان ہے یا کافر؟ بینوا، توجروا

عبد المجید از گوٹھ غلام کبریا، ضلع سانگھڑ، ڈاکخانہ سرہاری معرفت، سیٹھ احمد دو کاندار، ۸ / ربیع الاول ۱۴۰۳ ھ

۷۸۶ **الجواب:** روافض کا عقیدہ ہے کہ امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ دیگر ائمہ اطہار انبیائے سابقین سے افضل ہیں علمائے کرام نے انہیں اس عقیدہ پر کافر قرار دیا اور صاف فرمایا کہ جو کسی غیر نبی کو نبی سے افضل کہے وہ کافر ہے۔ تو وہ شخص جو اولیاء کرام کو انبیاء کرام پر فضیلت دے اور ان کی شان، ان کی شان سے اعلیٰ بتائے ان رافضیوں سے بدتر اور کافر ہے اس پر فرض ہے کہ اپنے اس قول سے توبہ کرے دوبارہ کلمہ پڑھکر از سر نو اسلام لائے اور تجدید نکاح کرے۔ اور جبتک وہ توبہ شرعیہ اعلانیہ نہ کرے مسلمان اسے منہ نہ لگائیں نہ اس کے پاس بیٹھیں نہ اسے اپنے پاس بٹھائیں اور فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین پر عمل پیرا رہیں۔ اور اس حدیث شریف کو اپنا راہنما بنائیں کہ ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم تم ان سے دور رہو انہیں اپنے سے دور بھگاؤ کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی عفی عنہ ۱۵ / ربیع الاول ۱۴۰۳ ھ

اذان سے قبل صلوٰۃ وسلام

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: اذان سے قبل یا بعد صلوٰۃ وسلام پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ اگر جائز ہے تو قرآن اور حدیث کی روشنی میں جواب تحریر فرما کر شکریہ کا موقع دیں اس مسئلہ پر کافی بحث ہوتی ہے کہ یہ صلوۃ وسلام کے الفاظ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اذان کے مشابہ ہوجاتے ہیں لہٰذا اذان میں اور صلوٰۃ وسلام میں کیا فرق رہا۔ بعض مساجد میں یہ صلوٰۃ وسلام ہوتا ہے۔ جس پر کافی اعتراض ہوتا ہے۔ امید ہے کہ تسلی بخش جواب تحریر فرمایا جائیگا

فقط والسلام زاہد اختر خانزادہ، ٹنڈوالہیار ضلع حیدرآباد سندھ نزد مدینہ مسجد، ۸۔۱۶۔ ۱۹۷۸ء

۷۸۶ الجواب: حدیث شریف میں ہے کل امر ذی بال لا یبدا فیه بحمد الله والصلوٰۃ علی فهو اقطع ابتر محوق من کل برکة۔ اس حدیث شریف کو حضرت مولانا عبدالحیٔ صاحب فرنگی محلی نے حاشیہ شرح وقایہ کے دیباچہ میں نقل فرما کر یہ ارشاد فرمایا کہ وفی سنده ضعف لکن یعمل به فی الفضائل۔ حاصل اس حدیث شریف کا یہ ہے کہ ہر وہ کام جو دین و دنیا میں اہمیت رکھتا ہے اگر وہ حمد الٰہی اور درود شریف سے شروع نہ کیا جائے تو وہ ناقص و نا تمام اور برکت سے محروم رہتا ہے۔ اب اذان اگر شریعت میں اہمیت رکھتی ہے تو اس حدیث شریف کی رو سے اس سے پہلے درود شریف پڑھنا شرعاً مطلوب ہے۔ اب جو اس کا انکار کرتا ہے وہ ایسی چیز سے روکتا ہے جو مطلوب شرعی ہے۔ دوسری حدیث شریف میں ہے جو حضرت عبداللہ بن مسعود سے وارد ہے کہ ماراہ المسلمون حسنا فهو عند الله حسن۔ یعنی جس کام کو مسلمان نیک سمجھیں وہ خدا کے نزدیک نیک ہے۔ اور ظاہر ہے کہ عوام وخواص اذان سے قبل درود شریف بہ نیت تعظیم رسالت مآب ﷺ پڑھتے ہیں اور اسے نیک سمجھتے ہیں تو اس سے منع وانکار نہ کریگا مگر وہ کہ خیر و بھلائی و تعظیم سے روکنے والا ہوگا اور یہ کام شیطان کا ہے۔ اب رہا یہ کہ کلمات درود، کلمات اذان سے مشابہ ہوجاتے ہیں تو اولاً مسلمانوں کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ اذان کا آغاز الله اکبر سے ہوتا ہے تو اب اشتباہ کی گنجائش ہے ہی نہیں۔ پھر بھی کلمات درود شریف پست آواز سے ادا کئے جائیں تو اس شائبہ کا پتہ ہی کٹ جاتا ہے۔ بالجملہ اذان سے پہلے درود شریف پڑھنا جائز و درست ہے۔ جو اس سے منع کرتا ہے وہ شریعت پر افتراء کرتا ہے یا جاہل محض ہے ورنہ تجاہل عارفانہ میں گرفتار۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ

https://t.me/Tehqiqat

نہ صرف مقدس اوراق بلکہ حروف تہجی والے اوراق بھی قابل صد احترام ہیں

سوال: بخدمت جناب قبلہ و محترم مفتی محمد خلیل خان صاحب

گذارش یہ ہے کہ ہم طلبہ برادری نے متفقہ طور پر چند خصوصی علمائے کرام سے مندرجہ ذیل مسئلہ پر مشورہ کر کے حکام اعلیٰ تک یہ فریاد پہنچانے کا منصوبہ بنایا ہے۔ آپ سے اپیل کی جاتی ہے کہ اس مسئلہ کی اہمیت قرآن وحدیث کی روشنی میں ثابت فرما کر ہمارے لیے اس مسئلہ کو آسان فرمائیں نیز اس مسئلہ کو حل کرنے کے لیے مفید مشورہ اور تجاویز عنایت فرمائیں۔

۱۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ کا مقدس کلام پاک قرآن مجید جو مسلم قوم کی روح ہے یہ مقدس کتاب بہ ذریعہ، اخباروں و رسالوں کے جن میں جمعہ ایڈیشن، بڑے تہوار کے دنوں میں شائع ہونے والے خصوصی صفحات بالخصوص موجودہ وقت کی حکومت نے جو اسلامی صفحات شائع کئے ہیں جن میں نماز کا طریقہ، نماز کی سورتیں اور حدیث وقرآن کی تفسیر شائع ہوتی ہے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آج سر عام نالیوں میں، بازاروں میں، گٹروں میں، کوڑہ کرکٹ کے ڈھیروں پر لوگوں کے قدموں کے نیچے پامال ہو رہے ہیں۔ آپ کی نظر میں اس مسئلے کو کس طرح حل کیا جائے تجاویز عنایت فرمائیں۔ ہم تمام طلبہ سیاسی وغیر سیاسی تنظیمیں صلاح مشورے کے ساتھ اس قرارداد کو حکومت کے سامنے پیش کریں گے اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ آپ اپنے مفید مشورے دیں۔

فقط خیر خواہ: عاجز اسرار احمد، جنرل سیکریٹری، روحانی طلباء جماعت پاکستان

۷۸۶ الجواب: اس باب میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ ہر وہ فعل جس سے حروف تہجی کی حرمت واحترام باقی نہ رہے بلکہ حروف تہجی کی بے حرمتی، بے وقعتی اور توہین واہانت لازم آئے ناجائز و گناہ وحرام ہے۔ عالمگیری میں ہے اذا کتب اسم فرعون او کتب ابوجهل علی غرض ان یرموا الیه یکره لان لتلك الحروف الحرمة کذا فی السراجیه اور فتاویٰ امام قاضی خاں میں ہے حکی ان بعض الائمته رای شبابا یرمون الی الهدف وقد کتب علی الهدف ابوجهل فنهاهم عن ذلك ثم مربهم وقد فصلوا الحروف فنهاهم ایضا وقال مانهیتکم فی الابتداء لاجل الکلمة وانما نهیتکم لاجل الحروف یعنی کہا جاتا ہے کہ ائمہ دین میں سے کسی امام مقتدا کا گزر ایسی جگہ ہوا جہاں کچھ نوجوان نشانہ بازی کی مشق میں مصروف تھے اور نشانہ گاہ پر انہوں نے ابوجہل کا نام لکھ رکھا تھا آپ نے انہیں اس سے منع فرمادیا پھر آپ کا گزر دوبارہ ادھر سے ہوا تو دیکھا کہ انہوں نے ابوجہل کے نام کے حروف علیحدہ علیحدہ ا ب و ج ہ ل کی صورت میں لکھ لیے تھے اور انہیں حروف پر نشانہ بازی کر رہے تھے تو آپ نے فرمایا کہ میں نے پہلے جو تم کو اس سے روکا تھا وہ ابوجہل کے نام کی وجہ سے نہیں بلکہ ان حروف تہجی کی وجہ سے منع کیا تھا۔ اور یہی ماحصل ہے عالمگیری اور فتاویٰ سراجیہ کی مذکورہ بالا عبارت کا کہ حروف تہجی مطلقاً قابل حرمت ہیں۔ لہٰذا وہی صفحات اخبارات ورسائل قابل احترام نہیں جن میں آیات قرآنیہ یا حدیث شریف یا مسائل دینیہ لکھے ہوں بلکہ اردو کے تمام اخبارات ورسائل وکتب بھی اسی احترام کے مستحق ہیں۔ تو اخبارات کو ان امور کی اشاعت سے روکدینا مسئلہ کا حل نہیں۔ بلکہ اس کا حل صرف اور صرف یہی ہے کہ تمام اخبارات ورسائل اس مسئلہ کی مسلسل اشاعت کریں اور عوام کو بار بار تاکید پر تاکید کرتے رہیں کہ وہ ان اخبارات وغیرہ کو یوں ضائع نہ کریں نہ انہیں دوکانداروں کے ہاتھ فروخت کریں کہ وہ سودا سلف کے استعمال میں لائیں۔ ورنہ گناہگار اور فعل ناجائز کے مرتکب ہوں گے۔ گنتی کے چند پیسوں کی خاطر عوام یہ وبال مول نہ لینگے بشرطیکہ مسئلہ کی کما حقہ تشہیر کی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعندہ ام الکتاب

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ شعبان المعظم ۱۳۹۸ھ

زندہ شخص کے نام ایصال ثواب

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: فقیر محمد صاحب اپنی والدہ صاحبہ کے لیے قرآن مجید ختم کرانا چاہتے ہیں جبکہ والدہ زندہ حیات ہے۔ کیا قرآن مجید کا ثواب اسکی والدہ کے سپرد کردیا جائے تو کیا وہ اس ثواب کی مالکہ ہوسکتی ہے؟

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کیا یہ شریعت میں جائز ہے یا کہ نہیں؟ برائے مہربانی اس مسئلہ کا جواب عنایت فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی

فقط والسلام فقیر محمد، گڈس ناکہ حیدرآباد سندھ ۳ فروری ۱۹۷۸ء

۷۸۶ **الجواب:** اپنی والدہ کو جو بقید حیات ہیں قرآن کریم کی تلاوت، درود شریف کی قرات اور ایسے ہی دوسرے اذکار اور اعمال خیر کا ثواب نذر کر دینا شرعاً جائز ہے۔ اور کرم الٰہی سے امید واثق کہ وہ اسے یا انہیں نامراد نہ فرمائیگا۔ مولائے کریم مذہب اہلسنت پر حیات و ممات فرمائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ ربیع الاول ۱۳۹۸ھ

جس نے کہا کہ میں قرآن پاک کو نہیں مانتا

سوال: جناب مفتی محمد خلیل خان صاحب السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ۲۷ شعبان کو آپ کے دار العلوم سے ایک فتویٰ جاری ہوا ہے۔ جس میں بشیر احمد نے سعد اللہ پر جھوٹے الزام لگا کر جو صریحاً غلط ہیں فتویٰ حاصل کیا ہے۔ کیونکہ اس فتویٰ کا میری ذات سے تعلق ہے۔ اصل واقعہ مختصراً عرض ہے۔ ننھے کی بیوی میرے گھر آئی اور مجھے بتلایا کہ بشیر احمد نے مجھ سے کہا ہے کہ امام بخش سعد اللہ کے گھر انڈے مرغی لے جاتا ہے اور وہ لوگ کھاتے ہیں۔ اس بات کو سننے کے بعد میں اور میری بیوی دونوں اس بات کی تصدیق کے لیے بشیر احمد کے گھر گئے اور میں نے بشیر احمد سے کہا کہ بھائی کیا آپ نے یہ بات کہی ہے۔ تو بشیر احمد خود اندر سے قرآن شریف اٹھالائے اور میری بیوی کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ میری بیوی نے قرآن شریف مجھے دیدیا۔ اس پر میں نے بشیر احمد سے کہا کہ بھائی نہ تو میں آپ سے قرآن اٹھوا رہا ہوں اور نہ ہی قسم کھلوا رہا ہوں میں تو صرف یہ معلوم کرنے آیا تھا کہ تم نے یہ بات کہی ہے یا نہیں؟ اس پر بشیر احمد نے کہا میں نے یہ بات نہیں کہی۔ میں نے کہا کہ اگر کوئی آئے تو اس کے سامنے یہ بات کہہ دینا۔ بشیر احمد نے کہا کہ اس کو اسی وقت بلاؤ میں ابھی اس کے سامنے کہوں گا۔ مغرب کا وقت ہوگیا تھا۔ میں نے کہا کہ میں نماز پڑھ لوں پھر بلا دونگا۔ بعد نماز مغرب ننھے اور انکی اہلیہ اور بشیر احمد اور انکی بیوی چاروں میرے گھر آگئے۔ بشیر احمد نے کہا کہ قرآن شریف لاؤ۔ بشیر احمد نے قرآن پاک ہاتھ میں لیکر کہا کہ میں نے یہ بات نہیں کہی۔ اس پر ننھے کی بیوی نے قرآن شریف ہاتھ میں لیکر کہا کہ بشیر احمد نے یہ بات مجھ سے کہی ہے۔ بشیر احمد غصے میں اٹھ کر چلے گئے۔ اور بشیر احمد کی بیوی اپنے بھائی ننھے سے لڑنے لگیں۔ اس واقعہ کے تقریباً ایک گھنٹے کے بعد واجد حسین، ننھے، اور میں تینوں بشیر احمد کے گھر گئے۔ وہاں پر سبزی والے بشیر احمد خان اور معشوق علی خان اور واجد کی والدہ اور بہن یہ سب بشیر احمد کے یہاں موجود تھے۔ سب نے بشیر احمد کو کہا کہ جو بات ہوگئی اسے ختم کردو اور رنجش کو دور کردو۔ اس پر بشیر احمد نے کہا کہ آج سے ہماری اور تمھاری رشتہ داری ختم ہے ان سب نے بشیر احمد کو بہت سمجھایا لیکن بشیر احمد نے کسی کی بات نہیں مانی اس واقعہ کے دوسرے دن بشیر احمد نے فتویٰ حاصل کر کے اسکی فوٹو کاپی ساری برادری میں بٹوادی۔ اور اس واقعہ کے اوپر والے گواہ موجود ہیں۔ جو بات ہے اور یہ میں نے ہرگز نہیں بولا کہ میں قرآن

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پاک کونہیں مانتا۔ یہ میرے خلاف بہتان اور تہمت ہے۔ اللہ مجھے ایسی غلطی سے محفوظ رکھے۔ میں نے اصل واقعہ لکھ دیا ہے۔
اسپر حکم شرعی سے مطلع فرما کر مشکور فرمائیں فقط سعد اللہ مکان نمبر 74/12-C لطیف آباد نمبر 8 حیدرآباد

الجواب: ۲۷ شعبان ۷۸۶ کو ایک سوال کے جواب میں یہ فتویٰ دیا گیا تھا کہ سعد اللہ جس نے یہ بات کہی کہ ہم اس قرآن کو نہیں مانتے اس پر توبہ فرض ہے اور یہ بھی کہ وہ اپنا نکاح دوبارہ پڑھائے، اب یہی سعد اللہ استفتاء لیکر آئے ہیں اور زبانی اور تحریری بیان دیتے ہیں کہ "میں نے یہ ہرگز نہیں کہا کہ میں قرآن پاک کو نہیں مانتا یہ میرے خلاف بہتان اور تہمت ہے۔ تو اگر واقعتاً سعد اللہ پر ایسا بڑا الزام لگایا گیا ہے تو تہمت لگانے والے یاد رکھیں کہ دوسرے مسلمان مرد خواہ عورت پر، تہمتیں لگانیوالوں کو قرآن کریم نے کافروں کا فعل بتایا ہے۔ اِنَّمَا یَفْتَرِی الْکَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ۔ جس نے الزام لگایا اس پر فرض ہے کہ شرعی گواہ پیش کرے اور جب وہ گواہ پیش نہیں کرسکتا تو شرعاً وہی مجرم ہے اور اس پر توبہ بھی فرض ہے اور سعد اللہ سے معافی مانگنا بھی لازم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ محرم الحرام ۱۴۰۰ھ

اگر قادیانی سنی بن کر کسی سے نکاح کرے تو کیا نکاح ہوگا؟

سوال: بخدمت جناب مولوی صاحب السلام علیکم

علمائے کرام شریعت اسلامیہ حضرت محمد ﷺ کے مطابق سنی حنفی مسلک کو مدنظر رکھتے ہوئے اس مسئلہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ: میری شادی حیدرآباد میں ڈاکٹر سید بشیر احمد شاہ کی صاحبزادی سیدہ امت الکریم سے ۱۲، اگست کو ہوئی۔ شادی کے وقت مجھے قطعی طور پر علم نہیں تھا کہ یہ لوگ قادیانی ہیں۔ مجھے بتایا گیا تھا کہ مسلم سید ہیں۔ لیکن شادی کے بعد جب آہستہ آہستہ انہوں نے میرے اوپر قادیانیت کی تبلیغ شروع کی تب میرا اپنے خسر سے جھگڑا ہوگیا۔ اور جب مجھے یہ ثبوت مل گیا کہ میرے خسر قادیانی ہیں۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دوسرے لوگوں کی موجودگی میں انہیں "مجلس خدام احمدیہ" یونٹ نمبر ۶ لطیف آباد حیدرآباد (قادیانیوں کی نام نہاد مسجد) میں نماز پڑھتے ہوئے کئی دفعہ دیکھ لیا اور مجھے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ وہ یہاں نماز بھی پڑھاتے رہے ہیں تو میری بیوی سیدہ امت الکریم اور اسکے بھائی سید منیر احمد نے کہنا شروع کر دیا کہ ابا قادیانی ہیں تو کیا ہوا ہم تو قادیانی نہیں ہیں۔ میں اپنی بیوی سے کہتا رہا ہوں کہ اگر تم اپنے آپ کو سنی کہتی ہو تو میرے عقائد پر چلو اور اپنے ابا سے کہو کہ وہ قادیانیت کی تبلیغ بند کریں اور میرے معاملات میں دخل اندازی نہ کریں۔ لیکن وہ باز نہ آئے حتیٰ کہ میری بیٹی ثمرین پیدا ہوئی تو انہوں نے یہ سوچ کر کہ یہ اکیلا ہے اور اب لڑکی بھی ہو چکی ہے اس لیے مجبور ہو جائے گا اپنا پورا دباؤ ڈالا۔ لیکن جب جھگڑا بڑھ گیا اور وہ کامیاب نہ ہوئے تو وہ میری بیوی اور بچی کو ۲۱، جولائی کو لے گئے اور آج تک واپس نہیں بھیجا۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ میں حنفی سنی ہوں۔ میری بیوی زبانی تو کہتی ہے کہ وہ سنی ہے لیکن مجھ سنی کو چھوڑ کر عملاً اپنے قادیانی والدین کی عزت و تعظیم اور فرمانبرداری کرتی ہے اور انکا ہر طرح کا کہنا مانتی ہے حتیٰ کہ انکے کہنے پر مجھ سنی شوہر کو چھوڑ کر تقریباً سوا سال سے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اپنے قادیانی والدین کے ساتھ رہ رہی ہے اور میرے بار بار بلانے کے باوجود نہیں آرہی ہے یہاں یہ بھی عرض کردوں کہ جب میری بیوی (موجودہ عمر ۳۴ سال) اور اسکا بھائی سید منیر احمد شاہ (موجودہ عمر ۳۶ سال) نابالغ تھے اس وقت انکا باپ بشیر احمد اپنا سنی مسلک چھوڑ کر قادیانی ہوا تھا۔ اس کمسنی کی عمر سے لیکر آج تک یہ دونوں بہن بھائی اپنے قادیانی باپ کے پاس اور اسکے ماحول میں پرورش پاتے رہے حتیٰ کہ سن بلوغت کو پہنچ کر بھی آج تک کبھی انہوں نے نہ تو اپنے باپ کی مخالفت کی۔ نہ قادیانیت سے بیزاری کا اظہار اور نہ ہی اپنے سنی ہونے کا کوئی باقاعدہ اعلان کیا۔ جناب سے گزارش ہے کہ شریعت محمدی ﷺ اور حنفی سنی مسلک کی رو سے یہ فتویٰ صادر فرمائیں

.. ا کیا میری بیوی اور اسکا بھائی اس وقت سنی ہیں یا قادیانی؟

.. ۲ کیا میرا نکاح صحیح ہوا ہے یا نہیں اور اس وقت قائم ہے یا نہیں؟

مہربانی فرما کر فتویٰ پر اپنے دستخط اور مہر ثبت فرمایئے اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے گا

واجد حسین قریشی ۲۵ نومبر ۱۹۷۹ء B-‚11/B ایریا لیاقت آباد کراچی

۷۸۶ الجواب: لا اله الا الله محمد رسول الله۔ حضور اقدس ﷺ کے بعد کسی کی نبوت ماننے کا قائل ہو وہ تو مطلقاً کافر و مرتد ہے اگرچہ کسی ولی یا صحابی کے لیے مانے۔ قال الله تعالی ولکن رسول الله وخاتم النبیین وقال صلی الله تعالی علیه وسلم انا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔ لیکن قادیانی تو ایسا مرتد ہے جسکی نسبت تمام علمائے کرام حرمین شریفین نے بالاتفاق تحریر فرمایا ہے کہ من شك فی کفره فقد کفر۔ اسے معاذ اللہ مسیح موعود یا مہدی یا مجدد یا ایک ادنیٰ درجہ کا مسلمان جاننا درکنار جو اسکے اقوال ملعونہ پر مطلع ہو کر اس کے کافر ہونے میں ادنیٰ شک کرے وہ خود کافر ہے والعیاذ باللہ۔ اور قادیانی عقیدے والے یا قادیانی کو کافر و مرتد نہ ماننے والے، مرد خواہ عورت کا نکاح اصلاً قطعاً ہرگز زنہار، کسی مسلم کافر یا مرتد، اس کے ہم عقیدہ یا مخالف العقیدہ، غرض انسان یا حیوان، جہان بھر میں کسی سے نہیں ہوسکتا، جس سے ہوگا زنائے محض ہوگا عالمگیری میں ہے لا یجوز للمرتد ان یتزوج مع مرتدة ولا مسلمة ولا کافرة اصلية وكذلك لا يجوز نكاح المرتدة مع احد كذا في المبسوط۔ تو بشیر احمد کی صاحبزادی سیدہ اگر واقعتاً اپنے باپ کے ہم عقیدہ تھی یا کم از کم عقل و تمیز کے بعد اسے مسلمان ہی سمجھتی رہی تو وہ خود مرتدہ تھی تو اس کے ساتھ نکاح باطل محض ہوا اور اس کے ساتھ قربت خالص زنا کہ عقل و تمیز کے بعد اسلام وارتداد صحیح ہیں۔ تنویر الابصار میں ہے اذا ارتد صبی عاقل کا سلامه۔ سمجھ والی ہونے کی حالت میں اگر اس نے قادیانیت کو قبول کیا یا اپنے باپ کو قادیانی جاننے کے باوجود مسلمان سمجھتی رہی تو اسی قدر اس کے مرتدہ ہونے کو بس ہے۔ تجربہ ہے کہ یہ مرتد لوگ بہت بچپن سے اپنی اولاد کو اپنے عقائد کفریہ سکھاتے ہیں۔ اور فرض کرلیں کہ وہ دل سے قادیانیت کو ارتداد جانتی ہے تب بھی اس پر فرض ہے کہ ایسوں سے تنکا توڑ الگ ہوجائے اور اپنی برأت کا اعلان کرے اور جب ایسا نہیں ہے تو اسی رسی میں باندھے جانے کے قابل ہے۔ پھر ایسے لوگوں سے ایسی قرابت رکھنا یقیناً فساد و فتنہ دینی کا موجب ہوتی ہے تو سلامتی اسی میں ہے کہ اس سے دور ہی رہا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ محرم الحرام ۱۴۰۰ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خواب میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسائل ذیل میں

ا.....کیا کسی امتی کی شکل میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواب میں آ سکتے ہیں کیونکہ مولانا ظفر احمد عثمانی اپنی سوانح حیات انوار النظر کے حصہ دوم کے صفحہ ۴۳ پر، مولانا کے پھوپھی زاد بھائی سید محمد محتشم نے جو خواب دیکھا ان کے حوالہ سے اس کتاب میں لکھا ہے کہ انہوں نے خواب دیکھا تھا کہ انکے موضع نعت پور میں سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف ہے۔اور مخلوق وہاں زیارت کو جارہی ہے۔میں بھی قبر شریف پر حاضر ہوا اور درود شریف پڑھنے لگا۔میں نے دیکھا کہ قبر کے پاس سے دو چشمے شہد کے بہہ رہے ہیں۔میں درود شریف پڑھ رہا تھا کچھ دیر میں قبر شریف کھل گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے میں نے دست بوسی کی اور لوگ بھی زیارت سے مشرف ہوئے۔اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالکل آپ کی صورت میں تھے اور اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۱۴۴ پر مولانا نے اپنا ایک خواب تحریر کیا ہے کہ ایک مسجد میں واعظ وعظ کہہ رہے ہیں۔اثناء وعظ انہوں نے کہا ''اس وقت مجمع میں تین شخص نبی ہیں۔'' حضرت والا نے فرمایا میں صاف کہہ رہا ہوں کہ میں موسیٰ ہوں (احقر کی طرف اشارہ فرمایا کہ) یہ عیسیٰ ہیں اور مولوی صاحب کی طرف اشارہ کر کے تیسرے نبی کا نام لیا جو مجھے یاد نہیں اور اسی کتاب میں اسی صفحہ پر نیچے ہارون علیہ السلام لکھا ہے

۲.....کیا کوئی زندہ انسان کسی مردے سے ملاقات کر سکتا ہے۔یہ واقعہ روزنامہ جنگ کراچی مورخہ ۲، جولائی میں، ایک شخص جس کا نام عبدالعزیز ہے نے لکھا ہے۔ازراہ کرم اس معمہ کو بھی حل کر دیں کہ میں تقریباً ایک ہفتے سے عجیب الجھن میں مبتلا ہوں۔میں کراچی کی جس فرم میں ملازم ہوں اس فرم میں سلطان نامی ایک شخص معمار کی حیثیت سے کام کرتا تھا۔سال بھر ہوا ہوگا کہ وہ کام چھوڑ کر چلا گیا۔ایک ہفتے قبل صبح کے تقریباً سات بجے میں ناظم آباد کی پہلی چورنگی سے گزر رہا تھا کہ اچانک کسی کے پکارنے کی آواز آئی پیچھے مڑ کر دیکھا تو سلطان کھڑا تھا کہنے لگا پرویز صاحب کیا حال چال ہیں۔میں نے پوچھا تم کام پر نہیں آرہے کیا خفا ہو۔سلطان نے ہنس کر جواب دیا کہ صاحب ہم غریب لوگوں کی کیا خفگی اور کیا ناراضگی۔پھر ہم قریبی ہوٹل میں چائے پینے چلے گئے۔تقریباً بیس منٹ کی گپ شپ کے بعد میں نے سلطان کو خدا حافظ کہا اور کام پر چلا گیا اس واقعہ کے تیسرے دن ایک شخص جو اکثر سلطان کے ساتھ کام پر آیا کرتا تھا فیکٹری میں آیا۔میں نے اس سے سلطان کی خیریت دریافت کی اس نے بڑے افسردہ لہجہ میں کہا کہ سلطان مرحوم کو گلے کا کینسر ہو گیا تھا اور تین مہینے قبل اللہ کو پیارا ہو گیا۔میں نے کہا کہ کیا کہہ رہے ہو پرسوں تو میری اس سے ملاقات ہوئی ہے۔جس پر تعجب کا اظہار کرتے ہوئے اس نے کہا کہ میں خود اس کے جنازے میں شریک تھا۔یہ جواب پا کر بھی مجھے سلطان کی موت کا یقین نہیں آیا اور آخر کار میں اپنا شبہ دور کرنے کے لیے بذات خود سلطان کے گھر گیا معلوم ہوا کہ واقعی تین مہینے قبل سلطان کا انتقال ہو چکا ہے۔میں نے سلطان کے گھر والوں سے اپنے مشاہدہ کا ذکر نہیں کیا۔ سائل: نور محمد شاہجہانپوری، محلہ پریم نگر ٹنڈو الہیار، ۱۴ نومبر ۱۹۷۳ء

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ الجواب: ا۔ حضور سید عالم ﷺ کا دیدار پردہ فرمانے سے پہلے حیات ظاہری میں جس طرح مومن اور کافر کے لیے جائز تھا اسی طرح پردہ فرمانے کے بعد بھی جائز و ممکن ہے۔ لیکن دیدار کے مفید و نافع ہونیکی شرط ایمان ہے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایمان کے ساتھ دیکھا صدیق ہوئے، اور دوسرے تمام مومنین صحابہ کہلائے اللہ تعالیٰ نے انہیں راشدوں کا خطاب دیا ابولہب و ابوجہل نے بھی حضور انور ﷺ کو دیکھا مگر ایمان سے محروم تھے لعین ہوئے۔ پردہ فرمانے کے بعد بھی دیدار ممکن اور جائز ہے۔ دیدار کا مقام، مرتبہ اور کیفیت ایمان کی قوت وضعف اور عمل کے صلاح وفساد پر موقوف ہے اولیاء اللہ میں ایک گروہ میں ہمیشہ ایسے لوگ ہیں جنہیں مقام حضوری حاصل ہے اور حضور ﷺ کی مجلس خاص میں باریاب ہوتے ہیں اور بالمشافہ حضور ﷺ کو دیکھتے ہیں اس مسئلہ میں کسی کو شبہ نہیں ہونا چاہیے کہ صحابہ، مجتہدین اور اولیاء اللہ اپنے اختلافی مسائل کو حضور ﷺ سے دریافت کر کے حل کیوں نہیں کر سکے تو اس کا جواب یہ ہے کہ بارگاہ رسالت ﷺ میں اسکی اجازت نہیں ہے۔ امت بے شمار رحمتوں سے محروم ہو جاتی حضور ﷺ کے بہت سے اعمال مبارکہ متروک ہو جاتے مجتہدین، فقہاء، علماء اپنے سعی و عمل سے محروم ہو جاتے۔ اور ان کے علاوہ بہتیرے دوسرے مفسدات دین میں پیدا ہو جاتے۔ خواب میں حضور ﷺ کی زیارت ہوتی ہے جو مومن کے لیے مفید ہے کافر کے لیے مفید نہیں ہے۔ خواب میں آنحضور ﷺ کو دیکھنے والے مومن اپنے اعمال و عمل کے اعتبار سے دیکھتے ہیں دیکھنے والے کی حیثیت ظرف اور آلہ کی ہے۔ نور رسالت ﷺ تو یکساں ہے اس میں فرق نہیں ہے دیکھنے والے کی مثال شیشے کی ہے کوئی بغیر کسی آلہ اور شیشے کے دیکھتا ہے اور کسی کی حیثیت رنگین شیشے کی ہے جس رنگ کا شیشہ ہوگا نور وضیاء ویسا ہی نظر آئیگا۔ رنگت، کدورت، صفائی دیکھنے والے کے ایمان و عمل کا نتیجہ ہے اگرچہ ائمہ دین کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ حضور ﷺ کا دیدار وہی حق اور صحیح قرار دیا جائیگا جو اس حلیہ مبارکہ اور شکل جمیل میں نظر آئے جو صحیح حدیثوں میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے مروی ہے۔ ان کے نزدیک حدیث شریف من رانی فقد رای الحق فان الشیطن لا یتمثل بی۔ (ترجمہ) جس نے مجھے (خواب) میں دیکھا تو واقعی اس نے مجھے دیکھا کیونکہ میری شکل شیطان اختیار نہیں کر سکتا۔ اس حدیث شریف کے انداز بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کے حلیہ مبارکہ اور شکل جمیل کو اختیار کرنے سے شیطان عاجز ہے یا اللہ رب العزت کی طرف سے اس پر پابندی ہے۔ دوسری بدلی ہوئی شکل اختیار کرنا اور وسوسہ ڈالکر اپنے آپ کو حضور ﷺ ظاہر کر کے گمراہ کرنے کی ممانعت نہیں ہے۔ علمائے سلف کے سامنے اگر کوئی شخص خواب میں حضور ﷺ کی زیارت کا دعویٰ کرتا تو وہ حضرات کرید کر کے پورا حلیہ اور شکل وصورت دریافت کرتے اگر حدیثوں میں مذکورہ حلیہ مبارکہ کے مطابق پاتے تو اس خواب کو صحیح قرار دیتے ورنہ مدعی کے خواب کو رد کر دیتے۔ خوابوں کے معاملہ میں اکثر انسان کے خیالات کو بھی بڑا دخل ہے قوت متخیلہ کیا کچھ نہیں کرتی اور شیطان تو وسوسہ ڈالنے کے لیے ہی پیدا کیا گیا ہے۔ کوئی شخص اپنے آپ کو اپنے چچیرے، پھوپھیرے بھائی کو خواب میں خدا رسول تصور کر بیٹھے تو بہر حال اس کو خواب کی وجہ سے کافر تو نہیں کہا جائیگا بلکہ اسکی تاویل کی جائیگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ اس قسم کی غلطیوں میں عوام تو عوام ہیں بہتیرے ایسے لوگ بھی جو صلاح و تقوی سے آراستہ نظر آنے کے باوجود، مبتلا ہیں۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مثلاً اللہ رب العزت نے موت اور قیامت کے درمیانی عالم کو برزخ کہا ہے۔ برزخ کے معنی حجاب اور پردہ ہے، جس عالم کو اللہ رب العزت حجاب و پردہ کا عالم کہے وہ مراقبے کی مشق سے نہیں کھل سکتا۔ ہاں اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنی طرف سے جسے چاہے پردے کی دوسری طرف کا نظارہ کرادے۔ اگر کشف قبور عمل برزخ اور مراقبے کی مشق سے حاصل ہوا کرے تو پھر پردہ کیا رہا بلکہ دوسرے علموں کی طرح یہ ایک علم ہوا جو پڑھنا لکھنا سیکھ لے اس کے لیے کتاب کی لکیریں بامعنی حروف کلمات ہیں جو پڑھنا لکھنا نہیں جانتا اس کے لیے کتاب کی تحریر الٹی سیدھی لکیریں ہیں۔ وہابیہ کی یہ عادت ہے کہ وہ اپنی اور اپنے اکابر کی تجلیوں کی خاطر نبی کریم ﷺ پر بھی افتراء سے نہیں چوکتے۔ خواب کا گڑھنا تو ان کے نزدیک کوئی جرم ہی نہیں۔ مولیٰ عزوجل ان کے عقائد سے ہم سب کو بچائے آپ کی عافیت اسی میں ہے کہ ان کی کتابیں دیکھیں ہی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اور واقعہ یہ ہے کہ حدیث شریف میں ہے کہ ہر آدمی کے ساتھ شیطان کا بچہ بھی پیدا ہوتا ہے جسے عام طور پر ہمزاد کہتے ہیں اس بچے کی جنسیت نام والدین کے نام وہی ہوتے ہیں جو آدمی کی جنسیت نام اور اسکے والدین کے نام ہوتے ہیں یہ ہمزاد شیطان اپنے آدم زاد سے کبھی اور کہیں جدا نہیں ہوتا۔ انسان کی عمر مختصر ہوتی ہے اور شیطان جو قوم جن سے ہے لمبی عمر والا طویل العمر ہوتا ہے۔ عام انسان مرنے کے بعد یا تو علیین میں رہتا ہے یا سجین میں۔ عالم برزخ سے دوبارہ اس دنیا میں واپس نہیں آتا۔ یہ اسکا ہمزاد جن ہوتا ہے جو اس کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے یا کسی دوسرے انسان بچہ جوان بوڑھے پر مسلط ہوکر طرح طرح کی گذشتہ باتیں بتاتا ہے یا عملیات والوں کی شغل برزخ کرنے والوں یا مشق مراقبہ کرنے والوں پر ظاہر ہوتا ہے جسے غلطی سے مردے کی روح سمجھ کر لوگ کشف قبور سمجھنے لگتے ہیں بعض لوگوں کو کشف قبور ہوتا ہے مگر یہ مشق مراقبہ اور عمل برزخ سے نہیں، بلکہ اللہ رب العزت جس کے سامنے چاہے پردہ ہٹادے اس کو اختیار ہے۔ شہداء اور صدیقین چونکہ زندہ ہیں ان کے لیے عالم آخرت کی سیر جس طرح بے روک ٹوک ہوتی ہے اس دار دنیا کی سیر بھی آزادانہ ہوتی ہے بلکہ فرشتوں کے ساتھ انتظام عالم کرتے ہیں۔ ورنہ عام طور پر جو کسی مردے سے ملاقات یا اسکی روح سے مکاشفے کے واقعات بیان کئے جاتے ہیں وہ دراصل ہمزاد جن کے ساتھ معاملات ہوتے ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶/ ذی قعد ۱۳۹۳ھ

سوئم، دسویں، چالیسویں، برسی وغیرہ کے موقع پر باقاعدہ دعوت دینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام وفقہائے عظام اس مسئلہ کے سلسلے میں کہ: آج کل یہ ایک عام رواج ہوگیا ہے کہ سوئم، چہلم، دسویں، بیسویں اور برسی اور فاتحہ کے موقع پر دعوت کا اہتمام کیا جاتا ہے اور اب تو باقاعدہ دعوت دینے کا رواج بھی ہوگیا ہے۔ کیا شرعی طور پر اس اہتمام کے ساتھ سوئم اور دیگر فاتحہ کی تقریب جائز ہے۔ اور اگر نہیں تو از روئے شریعت اسکا طریقہ کار کیا ہے؟

ا۔ کیا اس قسم کی تقاریب اور دعوت میں کھاتے پیتے طبقے سے تعلق رکھنے والے افراد شریک ہوسکتے ہیں؟

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۲۔ دور دراز سے تعزیت اور جنازے میں شریک ہونے والے لوگ سوئم اور دیگر فاتحہ کے کھانے میں شریک ہو سکتے ہیں؟

۳۔ چہلم اور دیگر فاتحہ کے موقعوں پر دور دراز (یعنی دیگر گاؤں اور شہر) کے رہنے والے عزیز و اقارب اور دوست احباب کو دعوت دی جاتی ہے کیا وہ ان فاتحوں میں شریک ہو سکتے ہیں؟

۴۔ ایصال ثواب کی خاطر سوئم اور چہلم اور دیگر فاتحوں کے موقع پر میلاد اور قرآن خوانی کا انتظام کیا جاتا ہے کیا اس کے تبرک اور نیاز میں عام لوگ (جن کا تعلق فقیر و نادار میں نہ ہو) شریک ہو سکتے ہیں؟

۵۔ عام طور پر بزرگوں کی برسیوں کے موقع پر لنگر تقسیم کیا جاتا ہے کیا اس میں عام لوگ (جو فقیر و نادار لوگوں کے طبقے سے تعلق نہ رکھتے ہوں) شرکت کر سکتے ہیں؟ اقبال بن حبیب مالکانی جنرل سیکریٹری

۷۸۶ **الجواب:** مسلمان مردوں کے نام پر کھانا پکا کر ایصال ثواب کے لیے تصدق کرنا بلا شبہ جائز و باعث اجر ہے کہ مسلمان میت کو جو ثواب پہنچایا جائے اسے پہنچتا ہے اور اس سے زیادہ خوش ہوتا ہے جیسے زندگی میں لیکن اس موقع پر احباب اور رشتہ داروں کی دعوت بے معنی اور ناجائز و ممنوع ہے۔ فتح القدیر میں اسے بدعت قبیحہ فرمایا۔ لان الدعوۃ شرعت فی السرور لا فی الشرور۔ (دعوت خوشی کے موقع پر کی جاتی ہے نہ کہ غم کے موقع پر) تو جو اغنیاء ہیں کھاتے پیتے اور شرعاً مال والے ہیں صاحب نصاب ہیں ان کا اس کھانے میں کچھ حق نہیں اور نہ اغنیاء کو اس کا کھانا جائز۔ اور وہ کھانا جو ایصال ثواب کے لیے بہ نیت صدقہ و خیرات کیا جاتا ہے وہ فقیروں کا حق ہے۔ اغنیاء اس سے کچھ نہ کھائیں۔ ہاں دور دراز سے آنے والے جو صرف فاتحہ میں شرکت کے لیے آتے ہیں اور ان کی نیت سے پکایا جاتا ہے وہ اور کہاں کھائیں گے۔ لیکن دعوتیں اڑانا اور اہل میت کے لیے بار بن جانا خود ان کے لیے بھی وبال جان کا موجب ہے۔ اور اہل میت اگر رسمی طور پر کھانا پکائیں اور شادیوں کی طرح اس کا اہتمام کریں تو یہ ان کے حق میں بھی برا۔ بلکہ اگر ورثاء میں کوئی نابالغ ہو یا غائب ہو اور اس کی اجازت نہ لی جائے تو یہ جائز ہونا کیسا؟ گناہ ہوگا۔ اور نابالغ اجازت بھی دیدے تو بے سود۔ ہاں میلاد و قرآن خوانی میں جو تبرک تقسیم ہو وہ ناجائز نہیں کہ اس کی نسبت برکت والوں کی طرف ہے۔ یہی حکم گیارہویں، بارہویں اور اولیاء کرام کی فاتحہ اعراس کا ہے کہ برکت والوں کی طرف جو چیز نسبت کی جاتی ہے اس میں برکت آ جاتی ہے۔ اسے اغنیاء بھی استعمال کر سکتے ہیں اور کرتے ہیں اور یہ جائز ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیں فتاوی رضویہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ ر صفر المظفر ۱۴۰۱ھ

نماز کے بعد یہ شعر "یارسول اللہ کرم کیجئے خدا کے واسطے" پڑھنا کیسا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نماز کے بعد اور بسا اوقات یہ شعر پڑھتا ہے

یاالٰہی رحم فرما مصطفےٰ کے واسطے
یارسول اللہ کرم کیجئے خدا کے واسطے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کیا یہ شعر پڑھنا جائز ہے؟ بعض لوگ اس کو ناجائز کہتے ہیں؟ لہٰذا مہربانی فرما کر جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔

صوفی نثار احمد، کالی روڈ محمدی مسجد حیدرآباد سندھ، ۱۴ مارچ ۱۹۷۹ء

۷۸۶ الجواب: علمائے کرام و مشائخ عظام اہلسنت و جماعت میں یہ شعر اور اس جیسے مضمون کے اشعار محبوب و مروج ہیں اور علماء و مشائخ میں بلا انکار کسی بات کا رواج پا جانا یہ خود اس کے جواز کی دلیل ہے۔ ملا جامی کا شعر ہے اور مشہور شعر ہے ؎

ز نومیدی برآمد جان عالم

ترحم یا نبی اللہ ترحم

انکار کا باعث اگر ناواقفی ہے تو وقوف کے بعد اس کو یکسر بدل جانا چاہیے ورنہ یہ انکار بربنائے وہابیت ہی دیکھا سنا جاتا ہے اگر ایسا ہے تو وہابیت مردود اور اس کا کوئی علاج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ ربیع الآخر ۱۳۹۹ھ

دوران تقریر نعرۂ رسالت لگانا کیسا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسئلہ کے متعلق بروز جمعہ خطبہ سے قبل تقریر کے دوران مسجد میں نعرۂ تکبیر و رسالت لگانا جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو جو منع کرتا ہے اس کے لیے از روئے شرع کیا حکم ہے؟ یاد رہے کہ اختتام تقریر پر خطبہ سے پہلے سنتوں کے ادا کرنے کا وقت دیا جاتا ہے۔

فقط والسلام قاری کمال الدین، خطیب جامع مسجد ملت اسلامیہ اسلام آباد حیدرآباد، ۷ اپریل ۱۹۷۹ء

۷۸۶ الجواب: نعرۂ تکبیر ہو یا نعرۂ رسالت، مسجد میں ہو یا غیر مسجد میں، تنہائی میں ہو یا مجمع کے ساتھ۔ نماز سے پہلے ہو یا بعد نماز۔ ان اطراف و بلاد میں شوکت اسلام کا ذریعہ اور مذہب اہلسنت و جماعت کا شعار مانا جاتا ہے۔ اس سے علمائے اہلسنت کے مواعظ حسنہ کی جانب رغبت بھی پیدا ہوتی ہے اور ذہن کی کدورت دور ہوتی اور دل و دماغ میں نورانیت بھی پیدا ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لائے تو صحابہ کرام نے نعرۂ تکبیر بلند کیا کہ پہاڑیاں گونج اٹھیں۔ اور خاص کر مسجد میں ذکر بالجہر کے لیے وہی حدیث کافی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کے اختتام کو اللہ اکبر سے پہچانا کرتا تھا (بخاری و مسلم) نا امام نووی اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ "یہ حدیث سلف کے اس مسلک پر دلیل ہے کہ فرض نمازوں کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا مستحب ہے۔" اگر مسجد میں اللہ اکبر کہنا بہ آواز بلند، نماز کے بعد جائز ہے تو قبل نماز کی ممانعت کی کیا وجہ۔ اور جب بلند آواز سے نعرۂ تکبیر جائز تو نعرۂ رسالت میں ممانعت کی کیا وجہ ہے۔ اگر مانع نعرۂ تکبیر اور نعرۂ رسالت کو ممنوع و ناجائز کہتا ہے تو وجہ فرق بیان کرے بات دراصل یہ ہے کہ بالخصوص ان ایام میں نعرۂ رسالت و درود و سلام کے خلاف ایک منظم سازش چل رہی ہے اور بربنائے وہابیت اس پر بڑا زور دیا جا رہا ہے اگر ایسا ہے تو وہابیت مردود ہے۔ ہاں اگر اس سے سنی مسلمان کی نماز و تلاوت میں حرج ہو تو احتیاط

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ضروری ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ سنی مسلمانوں کو اس سے کوئی تکلیف نہیں ہوتی بلکہ ان کی روحیں وجد کرتی ہیں بالخصوص جبکہ نماز سے قبل سنتوں کا وقت دیا جاتا ہے تو یہ عذر بھی کچھ قابل قبول نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ

کفار و مشرکین کے چھوٹے فوت شدہ بچوں کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان شرع اس مسئلہ کے متعلق کہ: کفار و مشرک کے بچے مرجائیں تو ان کے بارے میں شریعت میں کیا حکم ہے۔ آیا یہ بچے جنتی ہیں یا جہنمی؟ حافظ نور محمد ٹنڈو الہیار، ۲۷ مئی ۱۹۷۹ء

۷۸۶ الجواب: حدیث شریف میں ہے واللہ اعلم بما کانوا یفعلون اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اگر وہ زندہ رہتے تو کیا کرتے؟ تو ان کے اعمال پر ثواب و عذاب، مرتب ہوتا اور ان کا ٹھکانہ جہنم یا جنت میں ہوتا۔ اب یقینی بات تو نہیں کہی جاسکتی۔ ہاں یہ یقین سے کہا جاسکتا ہے آدمی خود اپنی فکر کرے کہ موت کے بعد اس کا ٹھکانہ کہاں ہوگا اور یہ کہ اس کے پاس نیک اعمال کا ذخیرہ کتنا ہے؟ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳۰ جمادی الآخریٰ ۱۳۹۹ھ

http://t.me/Ahlesunnat_HindiBooks

صلی اللہ علیہ وسلم، رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رحمۃ اللہ علیہ، وغیرہ الفاظ، منہ بولے بھائی کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ان مسائل ذیل میں

۱۔ کیا یہ الفاظ مخصوص ہیں، وہ الفاظ یہ ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابہ کرام کے لیے، رحمۃ اللہ علیہ اولیاء کرام کے لیے، آنحضرت حضور ﷺ کے لیے۔

۲۔ کیا منہ بولا بھائی جس کو کہا جائے تو کیا اس کا بھائی ہونا ثابت ہو جاتا ہے؟ نور محمد ٹنڈو الہیار سندھ، ۱۱ جون ۱۹۷۵ء

۷۸۶ الجواب: ۱۔ ﷺ، علیہ الصلوٰۃ والسلام، یہ الفاظ بلاشبہ حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کے ساتھ مخصوص ہیں۔ باقی الفاظ نہ صحابہ کے ساتھ مخصوص ہیں اور نہ اولیاء کرام کے ساتھ۔ بصورت دعا و بہ نیت انشاء، رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرات اولیاء کرام و علمائے عظام کے ساتھ بھی بولا جاتا ہے جیسا کہ رحمۃ اللہ علیہ اولیاء و علماء دونوں پر۔ البتہ رحمۃ اللہ علیہ کا لفظ صحابہ کرام کے ناموں کے ساتھ مسموع نہیں اور نہ معمول ہے۔

۲۔ کسی کو بھائی کہنے سے وہ حقیقتاً بھائی نہیں ہو جاتے اور نہ حقیقی بھائی کے حقوق اس کے لیے ثابت ہو جاتے ہیں لیکن آدمی احسان و سلوک منہ بولے بھائی کے ساتھ ایسے ہی کرے جیسا کہ حقیقی بھائی کے ساتھ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۶ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

غیر مذہب کی کتب کا مطالعہ کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: ایک طالب علم جو اسلامی علوم کا طالب علم ہے اس نے نصاری کی کتب کا مطالعہ کیا اور ان کا ایک کورس بھی کیا ہے اور ان کی کتب زیر مطالعہ بھی رہتی ہیں اس سے اس پر کفر اور گناہ تو لازم نہیں آیا ہے؟ نورمحمد، ٹنڈوالہیار، ۱۶ دسمبر ۱۹۷۴ء

۷۸۶ **الجواب:** یہود ہوں یا نصاری یا ہنود، ان کی کتب کا مطالعہ صرف ایسے مسلمان کو جائز ہے جو اپنے دین کے اصول و بنیادی احکام وعقائد سے خوب واقفیت رکھتا ہو تا کہ غیر مسلموں اور بدمذہبوں کی وہ باتیں جو سراسر اسلام کے منافی ہیں اس کے دل میں نہ اتر سکیں۔ پھر بھی ایسا شخص ان کی کتابوں کا مطالعہ صرف اس نیت سے کرے کہ ان کی فریب کاریوں و تلبیس سے مسلمانوں کو آگاہ کرے تا کہ مسلمان ان کے مکروفریب سے بچیں اور ان کے جال میں نہ پھنسیں۔ اور اگر اس سے مقصود صرف طلب مال، طلب جاہ ہے تو یہ نیت مردود ہے اور ایسا کرنے والا یقینی طور پر مجرم و گناہگار ہے۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم ذی الحجہ ۱۳۹۴ھ

ضروریات دین کا انکار کرنے والے کا حکم

سوال: جناب محترم السلام علیکم، مسائل ذیل میں علمائے کرام کیا فرماتے ہیں

۱۔ زید کی بیوی نے گزشتہ ڈیڑھ، دو سال کے عرصے میں آپس کے جھگڑے کے دوران، کم سے کم چار مرتبہ مندرجہ ذیل قسم کے کفریہ الفاظ زبان سے نکالے (نعوذ باللہ) میں نہیں مانتی کہ اللہ ہے۔ پہلی بار اس قسم کی بات کرنے پر تنبیہ کی گئی کہ ایسے الفاظ کہنے پر بہت سخت احکامات ہیں تو جواب دیا کہ میں نے تو ایسے ہی کہہ دیا تھا۔ لیکن بعد میں پھر ایسے ہی موقع پر الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ ایسے کلمات زبان سے نکالے جس میں (نعوذ باللہ) اللہ کے وجود سے انکار کیا۔

۲۔ روزہ رکھنے کی تلقین کرنے پر یہ کہہ کر رکھنے سے انکار کر دیا کہ میں نہیں رکھتی۔

۳۔ ایک بار مسلمان بیوی ہونے کے ناطے اپنے فرائض وذمہ داریوں کو محسوس کرنے کے بارے میں کہنے پر یہ جواب دیا کہ اس سے تو میں ہندو ہو جاؤنگی یہ بات بھی کم از کم دو بار کہی۔

تین سال پہلے ایک طلاق رجعی دی جا چکی ہے جسکے تین ماہ کے بعد رجوع کر لیا تھا۔ مہربانی فرما کر مندرجہ بالا صورتحال میں شرعی حکم سے آگاہی فرمائیں۔ آیا نکاح ٹوٹ گیا یا باقی ہے؟ اگر ٹوٹ گیا تو دوبارہ ہونے کی کوئی صورت ہے یا نہیں یا ہمیشہ کے لیے علیحدگی ضروری ہے؟ احمد کمال، زید ہسپتال شعبہ چشم، دوبئی، ۲۸ ستمبر ۱۹۸۰ء

۷۸۶ **الجواب:** مولائے کریم، صدقے میں، اپنے محبوب رؤف رحیم کے، ہر کفر و کافر سے اپنی پناہ میں رکھے اور خاتمہ ایمان پر نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامی الامین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ابداً ابداً دائما سرمداً۔ دنیا جانتی ہے اور مسلمان کا بچہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بچہ جانتا ہے کہ اسلام کی بنیاد جن پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے ان میں اصل الاصول ورکن الارکان، وجود باری تعالیٰ اور اسکی توحید کا اقرار ہے۔ اس کا انکار کفر قطعی ہے جو اسلامی برادری سے قائل کو قطعاً خارج کر دیتا اور اسے کافر و مرتد قرار دیتا ہے۔ اور اگر کفر قطعی ہو جیسا کہ اس بدنصیب عورت کی طرف نسبت کیا گیا ہے کہ "میں نہیں مانتی کہ اللہ ہے"۔ (والعیاذ باللہ تعالیٰ) تو عورت اسی وقت نکاح سے نکل جاتی ہے۔ تبیین الحقائق میں ہے اجمع اصحابنا علی ان ارتدت تبطل عصمة النکاح وتقع الفرقة بینهما بنفس الردة۔ بلکہ وہ الفاظ عورت نے اگر مذاق و دل لگی میں کہہ دیئے تب بھی حکم ارتداد دیا جائیگا اور اس کا عذر مقبول نہ ہوگا۔ درمختار میں ہے من هزل بلفظ کفر ارتد و ان لم یعتقده للا ستخفاف فهو ککفر۔ یونہیں عورت کا کہنا کہ "اس سے تو میں ہندو ہو جاؤنگی" کفر ہے اور اس کا قائل کافر و مرتد۔ وجہ ظاہر کہ اس کے نزدیک اسلام ایسا ہی بے قدر ہے کہ جب جی چاہا چھوڑ دے۔ بہر حال اس عورت سے سچی توبہ شرعیہ کا مطالبہ کیا جائے۔ اگر دل سے توبہ کرے جس کا حال علیم بذات الصدور پر خوب روشن ہے اور دوبارہ اسلام قبول کرے تو شوہر اول سے نکاح کرنے پر مجبور کی جائیگی۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ دوسرے سے نکاح کرے۔ اسی پر فتوی ہے۔ درمختار میں ہے ولیس للمرتدة التزوج بغیر زوجها به یفتی۔ اور جبتک وہ توبہ شرعیہ نہ کرے اسے قید و بند میں رکھیں۔ ترک تعلق پر عمل کریں۔ نہ اس کے پاس بیٹھیں نہ دوسرے کو بیٹھنے دیں۔ نہ اس کے ساتھ کھائیں پئیں اور نہ دوسرے تعلقات استوار رکھیں بلکہ اسے شوہر یا اس کے ماں باپ بھائی وغیرہم جسمانی سزا دے سکتے ہوں تو اس میں دریغ نہ کریں تاکہ فتنہ و فساد پھیلنے نہ پائے۔ درمختار میں ہے والمردة تحبس ابدا ولا تجالس ولا تواکل حتی تسلم۔ اور ردمختار میں ہے ولکن حکموا بجبرها علی تجدید النکاح مع الزوج و تضرب خمسة و سبعین سوطا واختاره قاضی خاں للفتوی۔ طلاق رجعی کے بعد رجعت کر لی تو اس کا اثر ختم ہے البتہ وہ شمار میں آئے گی یعنی آئندہ دو طلاقوں پر عورت بغیر حلالہ، حلال نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ ذیقعدہ ۱۴۰۰ھ

ماہ صفر کا آخری چہار شنبہ وصال یا غسل صحت؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنت و جماعت بیچ اس مسئلہ کے کیا حضور ﷺ ماہ صفر کے آخری بدھ کو بیمار ہوئے تھے۔

محترم و مکرم حضرت مولانا صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، گذارش یہ ہے کہ ہم شروع سے ماہ صفر کے آخری بدھ کو اپنا کاروبار بند رکھتے تھے اور اسی دن مٹھائیاں تقسیم کرتے اسکی وجہ یہ ہے کہ ہم ہمیشہ سے یہ پڑھتے اور سنتے چلے آئے تھے کہ صفر کے آخری بدھ کو حضور اکرم ﷺ بیماری سے صحت یاب ہوئے تھے۔ اور جب آپ ﷺ اس دن صحابہ کرام کے ساتھ بازار تشریف لے گئے تو آپ ﷺ نے مزدوروں کو کام کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ آج چھٹی کرو اور یہ لو آج کی مزدوری آپ ﷺ انہیں مزدوری دے کر آگے تشریف لے گئے تھوڑی دیر کے بعد جب آپ ﷺ واپس تشریف لائے تو انہیں مزدوروں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کو کام کرتے ہوئے دیکھا یہ دیکھ کر آپ ﷺ کو غصہ آ گیا اور آپ ﷺ نے انہیں بددعا دیدی کہ اللہ تعالیٰ تمھاری کمائی میں برکت نہ دے۔ اس دن سے مزدوروں کی کمائی میں برکت نہیں ہے لیکن جب سے ہم نے احکام شریعت میں اعلحضرت کا یہ فتویٰ پڑھا کہ ماہ صفر کے آخری بدھ کو حضور اکرم ﷺ نے غسل صحت نہیں فرمایا تھا بلکہ اس دن آپ ﷺ بیمار ہوئے تھے اور اسی بیماری کی بناء پر آپ ﷺ کا وصال ہوا تھا۔ اس وقت سے طبیعت پریشان ہے۔ تفصیل مندرجہ ذیل ہے (جو کتاب میں پڑھا) مسئلہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس امر میں کہ: صفر کے آخری چہار شنبہ کے متعلق یہ مشہور ہے کہ اس روز آنحضرت ﷺ نے مرض سے صحت پائی تھی بناء پر اسکے اس روز کھانا و شیرنی وغیرہ تقسیم کرتے ہیں اور جنگل کی سیر کو جاتے ہیں علیٰ ہذا القیاس مختلف جگہوں میں مختلف معمولات ہیں کہیں اس روز کو نحس و مبارک جان کر گھر کے پرانے برتن گلی میں توڑ ڈالتے ہیں اور تعویذ وچھلہ چاندی کے اس کی صحت بخشی جناب رسول اللہ ﷺ مریضوں کو استعمال کراتے ہیں۔ یہ جملہ امور بر بنائے صحت پانے حضور ﷺ عمل میں لائے جاتے ہیں لہٰذا اس کی اصل شرع میں ثابت ہے کہ نہیں؟ اور فاعل عامل اس کا بر بنائے ثبوت یا عدم ثبوت مرتکب ہوگا یا قابل ملامت و تادیب۔ بینوا، توجروا

۷۸۶ الجواب: آخری چہار شنبہ کی کوئی اصل نہیں نہ اس دن صحت یابی حضور سید عالم ﷺ کا کوئی ثبوت ہے بلکہ مرض اقدس جس میں وفات مبارک ﷺ ہوئی اسکی ابتداء اسی دن سے بتائی جاتی ہے اور ایک حدیث مرفوع میں آیا ہے اخر اربعا من الشھر یوم نحس مستمر۔ اور مروی ہوا ابتلائے سیدنا ایوب علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ والتسلیم اسی دن تھی۔ اور اسے نحس سمجھ کر مٹی کے برتن توڑ دینا گناہ و اضاعت مال ہے بہرحال یہ سب باتیں بے اصل و بے معنی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(بحوالہ احکام شریعت حصہ دوم صفحہ ۱۸۳ مصنف اعلحضرت امام احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

محترم آپ یہ فرمایئے کہ کیا واقعی یہ قول اعلحضرت ہی کا ہے کہ ماہ صفر کے آخری بدھ کو آپ ﷺ بیمار ہوئے تھے اور اسی بیماری کی بناء پر آپ ﷺ کا وصال ہوا تھا۔ اور اگر یہ قول اعلحضرت ہی کا ہے تو کیا اعلحضرت نے صحیح فرمایا ہے۔ اگر صحیح فرمایا ہے تو کیا ماہ صفر کے آخری بدھ کو مٹھائی تقسیم کرنے والا اور اس خوشی میں چھٹی کرنیوالا گناہگار ہوگا۔ لہٰذا آپ براہ کرم اس مسئلہ کا جواب حدیث کی روشنی میں آج ہی عنایت فرما کر میری رہنمائی فرمایئے

فقط والسلام، آپکا نیازمند، محمد اسلم معرفت، معز پرنٹنگ پریس ال اسٹریٹ آؤٹرام، نزد پاکستان چوک کراچی، ۱۳ دسمبر ۱۹۸۰ء

۷۸۶ الجواب: احکام شریعت میں جو کچھ فرمایا گیا لفظ بہ لفظ درست ہے۔ کتب سیرت بتاتی ہیں کہ ۲۹ صفر بروز دوشنبہ حضور ﷺ ایک جنازہ سے واپس آرہے تھے کہ درد شروع ہوا اور شدید بخار لاحق ہوا ایسا کہ دوسرے کے ہاتھ کو اس کی گرمی برداشت نہ ہوئی۔ پھر پانچ روز رحلت شریف سے قبل چہار شنبہ کو نبی کریم ﷺ نے ایک تانبے کے ٹب میں بیٹھ کر سات کنوؤں کی سات مشکوں سے پانی سر پر ڈلوایا۔ اس سے کچھ سکون حاصل ہوا مگر پھر دوسرے روز ہی شدت مرض بڑھ گئی۔ اسی غسل کو نہ معلوم کس طرح عوام نے غسل صحت قرار دیکر وہ خرافات شروع کردیں جو کہ مروج ہیں۔ اور وہ مزدوروں والی بات تو مجھے آپ سے معلوم ہوئی جو اور بھی مہمل ہے۔ مولائے کریم صراط مستقیم پر چلائے۔ آمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ رصفر ۱۴۰۱ھ

حرمین شریفین میں نمازیوں کا عمل

سوال: بخدمت فیض رحمت عالیجاہ استاد گرامی، السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

ملتمس آپ کا ادنی شاگرد اور اسسٹنٹ ٹیچر ہائی اسکول خیر پور ناتھن شاہ ضلع دادو میں ہے۔ خدا پاک کے فضل سے ناچیز کو زیارت حرمین شریفین امسال نصیب ہوئی۔ وہاں میں نے یہ دیکھا کہ (i) کسی بھی نماز کے بعد دعا نہیں مانگتے۔ (ii) اور تکبیر بھی آدھی آدھی یعنی اہل حدیث کی طرح حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح ایک ایک مرتبہ اشہد بھی ایک مرتبہ (iii) اور سنت بھی قطعی نہیں کسی بھی نماز میں پڑھتے (iv) مغرب کے فرض سے پہلے اور اذان کے بعد دو رکعت نفل پڑھتے ہیں۔ کیا یہ ساری باتیں حدیث میں ہیں یا من گھڑت ہیں۔ اگر حدیث میں ہیں تو کیا وہ حدیثیں صرف حنبلیوں کے لیے ہیں اور اگر نہیں تو "اگر کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی"

۲۔ سورت الزمر آیت نمبر ۶۷ میں ہے "صور میں پہلی مرتبہ پھونکا جائیگا جو زمین، آسمانوں میں ہے وہ مرے گا مگر جس کے لیے اللہ نے چاہا" (وہ نہیں مریگا) پوچھنا یہ ہے کہ وادین والے الفاظ کے مطابق سارے نہیں مریں گے۔ اور جگہ تو ہے کہ پہلی مرتبہ صور پھونکنے سے سارے مریں گے اور دوسری مرتبہ سارے اٹھ کھڑے ہونگے

۳۔ سورت الجاثیہ آیت نمبر ۱۶ میں ہے بنی اسرائیل کو کتاب دانائی اور پیغمبری عطا کی اور انہیں جہان والوں سے بہتر کیا۔ کیا بنی اسرائیل والے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی بہتر ہو گئے

۴۔ اخبار جنگ ۸ نومبر جمعہ ایڈیشن میں ایک صفحہ "آپکے مسائل اور ان کا حل" آیا تھا جس میں بھی نماز با جماعت کے بعد دعا مانگنے کے لیے حدیث اور وضاحت پوچھی گئی تھی جس میں بزرگ نے لمبا جواب لکھا جس میں یہ بھی تھا کہ کئی حدیثیں ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح دعا مانگی ہے اور با جماعت دعا مانگنا مستحب ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح دعا مانگی ہے تو یہ تو سنت ہو گیا پھر وہ مستحب کیسے کہتے ہیں۔ برائے کرم دعا والی حدیث سے واقف کریں۔ جزاك الله فی الدارین خیرا

احقر العباد، خاک پا شاہ، ماسٹر محمد صادق عباسی، ہائی اسکول خیر پور ناتھن شاہ ضلع دادو، ۶ دسمبر ۱۹۸۰ء

۷۸۶ **الجواب:** حرمین شریفین کی زیارت آپ کو مبارک۔ مگر وہاں جو اعمال واشغال اور طریقے دیکھے انہیں قطعاً بھول جائیے۔ نجدی ایک نئے مذہب کے بانی ہیں جن کا تعلق نہ حنبلیوں سے ہے نہ اہل سنت و جماعت کے کسی اور مذہب وطریق سے۔ ہمارا مولائے کریم ہمیں سچی راہ پر مستقیم رکھے۔ آمین

(۲) مستحب وہ ہے کہ نظر شرع میں پسند ہو مگر اس کے ترک پر کچھ ناپسندی نہ ہو۔ خواہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے کیا۔ یا اس کی ترغیب دی یا علمائے کرام نے پسند فرمایا اگرچہ احادیث میں اس کا ذکر نہ آیا۔ اس کا کرنا ثواب اور نہ کرنے پر مطلقاً کچھ نہیں اس سے معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر فعل امت پر واجب العمل نہیں بلکہ بعض وہ افعال بھی ہیں جو سنت سے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ثابت ہیں اور مستحب۔ تو بعض امور سنت غیر موکدہ، اور مستحب میں منافات نہیں۔ ایک کو دوسرے سے تعبیر کر دیا جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) سورہ زمر میں نفخہ صعق کا بیان ہے جس سے تمام آسمان و زمین والے مر جائیں گے۔ مگر اس قوت موت سے کچھ فرشتے مستثنیٰ ہیں وہ دونوں نفخوں کے درمیان جو چالیس برس کی مدت ہے اس میں وہ بھی موت کا ذائقہ چکھ لیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) یعنی انہیں اپنے زمانہ کے جہان والوں سے بہتر کیا نہ کہ تمام اولین و آخرین سے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ محرم الحرام ۱۴۰۱ھ

انڈا، مرغی، بکری، گائے، مچھلی کے گوشت پر فاتحہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین بیچ اس مسئلہ کہ

۱۔ مرغی کے گوشت پر فاتحہ ہو سکتی ہے یا نہیں؟

۲۔ اگر بکری یا گائے کے گوشت میں سبزی ڈال کر پکایا جائے تو فاتحہ ہو سکتی ہے یا نہیں؟

۳۔ مچھلی اور انڈے پکائے جائیں تو اس پر فاتحہ ہو سکتی ہے یا نہیں؟

نعیم الدین ولد علیم الدین، لطیف آباد نمبر ۱۰ حیدر آباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** ہر وہ چیز جس کا کھانا پینا برتنا حلال و مباح و جائز ہے اسے فی سبیل اللہ راہ خدا میں دینا بھی جائز اور کار ثواب ہے۔ نیاز درود فاتحہ بھی دراصل ذریعہ ہیں احباب و اعزاء و مساکین کے ساتھ حسن سلوک کا، جو کار خیر ہے۔ مثلاً گیارھویں شریف کا کھانا جو حضور غوث پاک کی نذر کیا جاتا ہے اور اس کا ثواب انہیں ہدیتاً پہنچایا جاتا ہے، یہ طعام تبرک ہے جسے اپنے، پرائے، مالدار، نادار سب ہی کھاتے ہیں۔ اور عوام مسلمین کی فاتحہ کا کھانا وغیرہ غرباء کو دیا جاتا ہے تو یہ سب اللہ واسطے ہے کہ مقصود اس سے قرب خداوندی اور ثواب کا حصول ہے۔ اور یہ ہر حلال و جائز شے پر جائز ہے اگر چہ کھانے پینے کی نہ ہو برتنے اور استعمال کرنے کی ہو مثلاً کپڑا، جوتا، ٹوپی وغیرہ۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ گوشت، یا سبزی گوشت یا انڈے مچھلی پر فاتحہ نہیں ہو سکتی تو یہ سب جاہلانہ خیالات اور محض خرافات ہیں جسکی شریعت میں کوئی سند نہیں ہے جیسے یہ خیال ہو کہ محرم میں شہدائے کربلا کے علاوہ کسی اور کی فاتحہ و نیاز نہیں ہو سکتی، محض جاہلانہ خیال ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ

جس نے اپنی لڑکی شیعوں میں دی اس کے پیچھے نماز کا حکم

سوال: کیا کہتے ہیں علماء اس مسئلہ کے متعلق کہ: ایک شخص جو خطیب اور سنی بریلوی ہے اس نے اپنی لڑکی کا نکاح ایک شیعہ سے کیا ہے جو رافضی ہے اور صحابہ کرام کو برا کہتے سنا گیا ہے۔ ایسے خطیب کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نا جائز ہے؟

۷۸۶ **الجواب:** رافضی تبرائی اپنے عقائد مخصوصہ کی بناء پر کافر و مرتد خارج از اسلام ہیں۔ انہیں اپنی بیٹی دینا سخت قہر،

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قاتل زہر ہے کہ عورتیں مغلوب ومحکوم ہوتی ہیں۔ پھر انہیں شوہر کی محبت بھی ماں سے باپ سے تمام دنیا سے زیادہ ہوتی ہے (کمافی الحدیث) پھر وہ نرم دل بھی زائد ہیں اور ناقصات العقل والدین بھی ہیں تو اپنی لڑکی اس کے نکاح میں دینا اسے اسلام سے خارج ہونے میں مدد کرنا ہے جو خود گناہ عظیم بلکہ کفر ہے۔ ایسا شخص ہرگز قابل امامت نہیں بلکہ نظر شرع میں وہ دیوث ہے کہ اپنی بیٹی کو حرام کاری کے لیے پیش کرتا ہے۔ مسلمان اس سے تنکا توڑ علیحدہ ہو جائیں اور تاوقتیکہ وہ اپنی اس حرام کاری سے باز نہ آئے اور اپنی بیٹی کو اپنے گھر لا کر اعلانیہ توبہ نہ کرے اس سے دور ونفور رہیں۔ امامت درکنار اسے اپنے پاس بیٹھنے بھی نہ دیں۔ قَالَ اللهُ تَعَالٰی فَلَا تَقۡعُدۡ بَعۡدَ الذِّكۡرٰی مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ ۝ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ / صفر المظفر ۱۴۰۱ھ

دجال لعین کے متعلق عقیدہ

سوال: بخدمت عالیجناب حضرت علامہ مولانا مفتی محمد خلیل خان برکاتی دامت برکاتہم العالیہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرض یہ ہے کہ ایک صاحب نے کسی مولوی سے دجال کے متعلق سوال کیا تھا اس کا جواب جو مولوی صاحب نے دیا وہ من وعن ذیل میں بمعہ سوال نقل کیا جاتا ہے براہ کرم وضاحت فرمائیں کہ شریعت کی رو سے اس جواب کی کیا حیثیت ہے اور ایسا عقیدہ رکھنے والے کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا

سوال: ترجمان القرآن میں کسی صاحب نے سوال کیا تھا کہ کانے دجال کے متعلق مشہور ہے کہ وہ کہیں مقید ہے۔ تو آخر وہ کونسی جگہ ہے۔ آج دنیا کا کونہ کونہ انسان نے چھان مارا ہے پھر کیوں کانے دجال کا پتہ نہیں چلتا۔ اس کا جواب آپ کی طرف سے یہ دیا گیا ہے کہ کانا دجال وغیرہ تو افسانے ہیں جن کی کوئی شرعی حقیقت نہیں ہے۔ لیکن جہاں تک مجھے معلوم ہے کم ازکم تیس روایات میں دجال کا تذکرہ موجود ہے جس کی تصدیق بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی شرح السنہ، وبیہقی سے ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ پھر آپ کا جواب کس سند پر مبنی ہے۔

جواب: میں نے جس چیز کو افسانہ قرار دیا ہے وہ یہ خیال ہے کہ دجال کہیں مقید ہے۔ باقی رہا یہ امر کہ ایک بڑا فتنہ پرداز الدجال ظاہر ہونے والا ہے تو اس کے متعلق احادیث میں جو خبر دی گئی ہے میں اس کا قائل ہوں اور ہمیشہ اپنی نماز میں وہ دعائے ماثورہ پڑھا کرتا ہوں جس میں منجملہ دوسرے تعویذات کے ایک یہ بھی ہے کہ اعوذ بك من فتنة المسيح الدجال۔ دجال کے متعلق جتنی احادیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں ان کے مضمون پر مجموعی نظر ڈالنے سے یہ بات صاف واضح ہو جاتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کی طرف سے اس معاملے میں جو علم ملا تھا وہ صرف اس حد تک تھا کہ ایک بڑا دجال ظاہر ہونے والا ہے اس کی یہ صفات ہونگی اور وہ ان ان خصوصیات کا حامل ہوگا۔ لیکن یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں بتایا گیا کہ وہ کب ظاہر ہوگا اور یہ کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں پیدا ہو چکا ہے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی زمانے میں پیدا ہونے والا ہے۔ ان امور کے متعلق جو مختلف باتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث میں منقول ہیں ان کا اختلاف مضمون خود بھی یہی ظاہر کرتا ہے کہ وہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ ﷺ نے بر بنائے وحی نہیں بلکہ بر بنائے ظن وقیاس ارشاد فرمائی ہیں۔ کبھی آپ ﷺ نے یہ خیال ظاہر فرمایا کہ دجال خراسان سے اٹھے گا۔ کبھی یہ کہ اصفہان سے اور کبھی یہ کہ شام وعراق کے درمیانی علاقے سے۔ پھر کبھی آپ ﷺ نے ابن صیاد نامی اس یہودی بچے پر جو مدینہ میں (غالباً ۲ یا ۳ ھ میں پیدا ہوا تھا) یہ شبہ کیا کہ شاید یہی دجال ہو اور آخری روایت یہ ہے کہ ۹ ھ میں جب فلسطین کے ایک عیسائی راہب (تمیم داری) نے آکر اسلام قبول کیا اور آپ ﷺ کو یہ قصہ سنایا کہ ایک مرتبہ وہ سمندر میں (غالباً بحرہ روم یا بحرہ عرب میں) سفر کرتے ہوئے ایک غیر آباد جزیرے میں پہنچے اور وہاں انکی ملاقات ایک عجیب شخص سے ہوئی اور اس نے انہیں بتایا کہ وہ خود ہی دجال ہے، تو آپ ﷺ نے ان کے بیان کو بھی غلط باور کرنے کی کوئی وجہ نہ سمجھی البتہ اس پر اپنے شک کا اظہار فرمایا کہ اس بیان کی رو سے دجال بحر روم یا بحر عرب میں ہے مگر میں خیال کرتا ہوں کہ وہ مشرق سے ظاہر ہوگا۔ ان مختلف روایات پر جو شخص بھی مجموعی نظر ڈالیگا وہ اگر علم حدیث اور علم دین سے کچھ بھی واقف ہو تو اسے یہ سمجھنے میں کوئی زحمت پیش نہ آئیگی کہ اس معاملہ میں حضور ﷺ کے ارشادات دو اجزاء پر مشتمل ہیں۔

جز اول یہ کہ دجال آئیگا ان صفات کا حامل ہوگا اور یہ فتنے برپا کرے گا۔ یہ بالکل یقینی خبریں ہیں جو آپ ﷺ نے اللہ کی طرف سے دی ہیں۔ ان میں کوئی روایت دوسری روایت سے مختلف نہیں ہے۔

جز دوم یہ کہ دجال کب اور کہاں ظاہر ہوگا اور وہ کون شخص ہے اس میں نہ صرف یہ کہ روایات مختلف ہیں بلکہ اکثر روایات میں شک اور شبہ اور گمان پر دلالت کرنے والے الفاظ بھی مروی ہیں۔ مثلاً ابن صیاد کے متعلق آپ ﷺ کا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ فرمانا کہ اگر دجال یہی ہے تو اس کے قتل کرنے والے تم نہیں ہو اور اگر یہ وہ نہیں ہے تو تمہیں ایک معاہد کو قتل کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ یا مثلاً ایک حدیث میں آپ ﷺ کا یہ ارشاد کہ اگر وہ میری زندگی میں آگیا تو میں حجت سے اس کا مقابلہ کرونگا ورنہ میرے بعد میرا رب تو ہر مومن کا حامی وناصر ہے ہی۔

اس دوسرے جز کی دینی اور اصولی حیثیت ظاہر ہے کہ وہ نہیں ہے اور نہیں ہو سکتی جو پہلے جز کی ہے۔ جو شخص اسکی بھی تمام تفصیلات کو اسلامی عقائد میں شمار کرتا ہے وہ غلطی کرتا ہے۔ بلکہ اس کے ہر حصے کی صحت کا دعوی کرنا بھی درست نہیں ہے۔

ابن صیاد پر آپ ﷺ کو شبہ ہوا تھا کہ شاید یہی دجال ہو اور حضرت عمر نے تو قسم بھی کھائی تھی کہ یہی دجال ہے۔ مگر بعد میں وہ مسلمان ہوا حرمین میں رہا حالت اسلام میں مرا اور اس کی نماز جنازہ مسلمانوں نے پڑھی۔ اب اس کی کیا گنجائش باقی رہ گئی کہ آج تک ابن صیاد پر دجال ہونے کا شبہ کیا جاتا رہے۔ تمیم داری کے بیان کو حضور ﷺ نے اس وقت تقریباً صحیح سمجھا تھا۔ مگر کیا ساڑھے تیرہ سو برس تک بھی اس شخص کا ظاہر نہ ہونا جسے حضرت تمیم نے جزیرے میں محبوس دیکھا تھا یہ ثابت کرنے کے لیے کافی نہیں ہے کہ اس نے اپنے دجال ہونے کی جو خبر حضرت تمیم کو دی تھی وہ صحیح نہ تھی۔ حضور ﷺ کو اپنے زمانے میں یہ اندیشہ تھا کہ شاید دجال آپ ﷺ کے عہد ہی میں ظاہر ہو جائے یا آپ ﷺ کے بعد کسی قریبی زمانے میں ظاہر ہو لیکن یہ واقعہ نہیں ہے کہ ساڑھے تیرہ سو برس گزر چکے ہیں اور ابھی تک دجال نہیں آیا ہے۔ اب ان چیزوں کو اسطرح نقل و روایت کیے جانا کہ گویا یہ بھی اسلامی عقائد ہیں نہ تو اسلام کی صحیح نمائندگی ہے اور نہ اسے حدیث ہی کا صحیح فہم کہا (جا سکتا) ہے۔ جیسا کہ میں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عرض کر چکا ہوں اس قسم کے معاملات میں اگر کوئی بات نبی کے قیاس یا گمان یا اندیشے کے مطابق ظاہر نہ ہو تو یہ اس کے منصب نبوت میں ہرگز قادح نہیں ہے نہ اس سے عصمت انبیاء کے عقیدے پر کوئی حرف آتا ہے اور نہ ایسی چیزوں پر ایمان لانے کے لیے شریعت نے ہم کو مکلف کیا ہے۔ اس اصولی حقیقت کو تابیر نخل والی حدیث میں نبی کریم ﷺ خود واضح فرما چکے ہیں۔ ختم شد

محمد علی خاں قائم خانی، ڈگری سندھ، ۲۲ ستمبر ۱۹۸۰ء

۷۸۶ **الجواب:** مجیب کا یہ قول کہ ''آپ ﷺ کو یہ نہیں بتایا گیا کہ وہ کب ظاہر ہوگا کہاں ظاہر ہوگا مخدوش ہے۔ کسی بات کا نہ جاننا اور بات ہے اور خبر نہ دینا اور بات۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ بلاشک وشبہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو تمام ماکان و ما یکون (جو ہو چکا اور قیامت تک ہوگا) اس کا علم عطا فرما دیا۔ لیکن مصالح شرعیہ کے باعث امت مسلمہ کو اسکی تفاصیل سے آگاہ نہ فرمایا۔ مجملاً واشارتاً ارشاد فرما دیا۔ جیسا کہ لیلۃ القدر کا اخفاء اور روز جمعہ، قبولیت دعا کی ساعت۔ آخر خود احادیث کریمہ ہی کا یہ ارشاد ہے کہ دجال لعین شام وعراق کے درمیان سے نکلے گا (مسند احمد، صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ اور ابوداؤد) اسی مسلم شریف میں ہے کہ جب مسلمان رومی نصرانیوں پر فتح پا کر قسطنطنیہ فتح کر لیں گے اور پھر شام آئیں گے دجال نکل آئیگا اور یہ بھی احادیث کریمہ سے ہی ثابت ہے کہ دجال قوم یہود کا ایک مرد ہے جو اس وقت بحکم الٰہی دریائے طبرستان کے جزائر میں قید ہے۔ یہ آزاد ہو کر ایک پہاڑ پر آئیگا۔ تو ان احادیث سے اجمالی تفصیل بھی سامنے آتی ہے البتہ وقت کا تعین نہ فرمایا جیسا کہ قیامت کے بارے میں فرمایا۔ ماہ محرم میں ہوگی۔ عاشورہ (۱۰ محرم) کو اس کا وقوع ہوگا۔ جمعہ کا روز ہوگا دن بتایا تاریخ بتائی مہینہ بتایا صرف وقوع کا سال نہ بتایا۔ تو کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ حضور ﷺ کو قیام قیامت کا علم نہ تھا۔ یقیناً تھا۔ پوری تفصیل سے مصلحتاً آگاہ نہ فرمایا۔ یونہیں یہاں سمجھ لیجئے۔ یقیناً حضور ﷺ اس کے خروج کی تمام تفصیل سے آگاہ تھے امت سے کہیں صراحتاً اور کہیں اشارتاً بیان فرما دیا کہ ''رموز مملکت خویش، خسرواں دانند''۔

جواب میں مجیب نے طریقہ ایسا اختیار کیا جس سے خدشات ابھرتے ہیں اور طرز تحریر سے وہابیت کی بو آتی ہے۔ نبی ﷺ کے علم شریف کے لیے قیاس گمان اندیشہ جیسے الفاظ کا استعمال وہابیہ کا طریقہ ہے۔ علمائے اہلسنت اس میں احتیاط تام فرماتے ہیں۔ بہر حال نفس مضمون کلی طور پر نا قابل قبول نہیں۔ قابل اعتراض الفاظ کو نکال کر باقی مضمون تقریباً درست ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ر ذی قعدہ ۱۴۰۰ھ

مشرکہ عورت کو بحیثیت مہمان خصوصی دینی محفل میں بلا کر سٹیج پر بٹھانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: حال ہی میں دار العلوم دیوبند کی صد سالہ تقریبات میں انڈیا کی وزیراعظم مسز اندرا گاندھی کو مدعو کیا گیا جس کو مختلف قسم کے القابات سے نوازا گیا اور مسند عزت پر بٹھایا گیا۔ کیا ہندو عورت کا کسی خاص دینی اجلاس میں مہمان خصوصی کی حیثیت سے بلایا جانا اور پھر عزت مآب جیسے الفاظ ایک

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مشرکہ عورت کے لیے استعمال کرنا اور خاص علماء و عوام اہل اسلام کے درمیان ایک مشرکہ اجنبی عورت کو جان محفل بنا کر علماء کرام کا غیر محرم عورت کا بے پردہ نظارہ کرنا از روئے شرع شریف جائز ہے یا نہیں؟ **بینوا، توجروا**

محمد صدیق، دار العلوم غوثیہ رضویہ سعیدیہ مسجد بکرا منڈی حیدرآباد، ۱ / ۴ / ۱۹۸۰ء

۷۸۶ **الجواب:** موالات یعنی دوستی و بھائی چارہ ہر کافر و مشرک سے حرام ہے اگر چہ وہ ذمی مطیع الاسلام ہو اگر چہ باپ یا بیٹا یا بھائی یا قریب ہو۔ قَالَ اللّٰہ تعالیٰ لا تجد قوما یومنون باللّٰہ والیوم الاخر الایة۔ تو نہ پائیگا ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں اللہ اور قیامت پر، کہ دوستی کریں اللہ و رسول کے مخالفوں سے اگر چہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں حتیٰ کہ موالات صوریہ، صرف ظاہری طور پر ان سے محبت اور دوستوں کا برتاؤ بھی، حتیٰ کہ انہیں محبت بھری نگاہوں سے دیکھنا بھی شریعت مطہرہ نے، اس حقیقی موالات کے حکم میں رکھا اور مسلمانوں کو اس سے روکا اور وجہ اسکی یہی بیان فرمائی کہ قَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ وہ اس حق سے کفر کر رہے ہیں جو تمہارے پاس آیا۔ تو جب شریعت مطہرہ، محبت بھرے دل کے ساتھ ان سے ملنا، محبت بھری نگاہوں سے انہیں دیکھنا، محبت والوں کے سے سلوک کافروں سے کرنا، پسند نہیں کرتی تو اسے عزت سے بلانا، عزت سے بٹھانا، مسند عزت پر جگہ دینا، اسے عزت مآب کہنا، اسے خاص نام نہاد دینی اجلاس میں بلانا اور اسے مہمان خصوصی قرار دینا کہ مزید عزتوں رحمتوں اور نوازشوں کا مستحق ہوتا ہے اور وہ بھی کون ایک عورت، ایک اجنبی عورت، ایک غیر محرم عورت۔ اس کا مجمع علماء میں آنا، مجمع علماء میں مسند عزت پر بیٹھنا، مجمع علماء میں اس کا تقریر کرنا، یہ سب خود اسی قلبی محبت اور میلان قلبی کا اظہار ہے جو ان نام نہاد علماء کو ان سے ہے۔ اسی محبت نے انہیں اس پر آمادہ کیا کہ وہ ہندو اور مسلمانوں کو ایک قوم ٹھہرائیں اور اسی نے اس پر اکسایا کہ ان کفار کو یوں مسند عزت پر بٹھائیں "بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است"۔ اللہ اکبر اللہ اکبر۔ قرآن عظیم تو یہ فرمائے کہ وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَ لِرَسُوْلِهٖ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ۔ عزت تو ساری اللہ کے لیے ہے، رسول اللہ کے لیے ہے اور ایمان والوں کے لیے ہے اور یہ نام نہاد علماء انہیں کافروں کو عزت مآب کہیں اور یوں احکام قرآن سے کھیلیں۔ اور بھولے بھالے مسلمانوں کی گمراہی کے لیے نت نئے راستے کھولیں مگر ایسوں سے اسکی کیا شکایت۔ آخر ان کے بڑوں نے گیارہویں، بارہویں اور میلاد شریف کے تبرک کو ناپاک و نجس قرار دیا اور ہولی دیوالی کی پوریوں مٹھائیوں اور تحفوں کو قبول کرنا جائز ٹھہرایا۔ (فتاویٰ رشیدیہ) غرض ایسی مجلس میں سراسر خلاف شریعت مطہرہ ہوا، اور ان میں مسلمانوں کو شریک ہونا حرام حرام حرام۔ قرآن کریم کا فیصلہ ہے وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ۔ ظالموں کی طرف مت جھکو کہ تمہیں وہ بڑی آگ پہنچے گی اور فرمایا فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۔ یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھو۔ تفسیر احمدیہ میں فرمایا دخل فیه الکافر و المبتدع و القعود معه کلهم ممتنع۔ اس حکم میں کافر و مشرک اور مبتدع بھی شامل ہیں اور ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا سب ممنوع۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اور یہ زعم کہ ہمیں ان کافروں سے قوت ملکی اور ہماری کمزوری و ذلت، غلبہ و عزت میں بدلے گی محض باطل ہے۔ قرآن عظیم فرماتا ہے ایبتغون عندهم العزة فان العزة للّٰه جمیعا۔ کیا ان کافروں کے پاس عزت ڈھونڈتے ہیں۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عزت تو ساری اللہ کے قبضے میں ہے۔ صاف فرمادیا کہ کافروں کے بل بوتے پر، ان کی مدد کے بھروسہ پر، ان کی مدد سے غلبہ و عزت کی تمنا ہوس باطل ہے اور آیہ کریمہ کے شروع ہی میں یہ فرمادیا کہ ایسا کرنے والے منافق ہیں اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو الحجۃ المؤتمنۃ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۱۹ جمادی الاولی ۱۴۰۰ھ

دین اسلام کو اولیاء کرام، بزرگان دین کا خودساختہ دین کہنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص زید حضرت ابراہیم بن ادھم، حضرت رابعہ بصری، حضرت معروف کرخی، حضرت جنید بغدادی، حضرت ابوبکر شبلی، حضرت داتا گنج بخش، حضرت امام غزالی، حضرت عبدالقادر جیلانی، حضرت احمد کبیر رفاعی، حضرت معین الدین چشتی، خواجہ بختیار کاکی، مولانا جلال الدین رومی، خواجہ نظام الدین اولیاء، حضرت حسن دہلوی، حضرت عبدالحق محدث دہلوی، خواجہ باقی باللہ، شاہ عبدالرحیم، شاہ ولی اللہ وغیرہ بزرگان دین کے بارے میں کہتا ہے کہ

آج جو دین اسلام کے نام سے اس دنیا میں پایا جاتا ہے وہ انہیں حضرات کا ایجاد کردہ ہے قرآن وحدیث کے دین سے بالکل الگ یکسر ممتاز۔ کیا زید جو مذکورہ بالا نظریہ رکھتا ہے مسلمان ہے یا مرتد۔ ایسے شخص کی محفل میں بیٹھنا، تقریر سننا، تحریر پڑھنا عندالشرع کیسا ہے۔ جو شخص زید کے بیان کو صحیح سمجھتا ہے اس کے بارے میں کیا حکم ہے۔ اور زید کا جانی و مالی تعاون کرنا کیسا ہے۔ بتایئے ایک اسلامی حکومت کی قانوناً زید اور اس جیسے لوگوں کے بارے میں کیا ذمہ داری ہے۔ بینوا، توجروا

محمد انیس عبدالغفار، تیسری منزل، فہد مینشن، بالمقابل بخاری مسجد، بولٹن مارکیٹ، کراچی

۷۸۶ الجواب: اسلام، اور اسلامی تعلیمات، اور ان کی تمام تفصیلات، صحابہ کرام نے رسول اللہ ﷺ سے حاصل کیں۔ صحابہ کرام نے تابعین کو اور تابعین نے تبع تابعین کو پہنچائیں۔ اسی طرح ہر قرن ہر دور میں ہوتا رہا۔ تا آنکہ اسلام ہم تک پہنچا۔ اگر ان واسطوں کو درمیان سے نکال دیا جائے تو نہ قرآن رہے نہ ایمان، نہ اسلام بچے، نہ تعلیم اسلام۔ شریعت مطہرہ کی ساری عمارت ہی زمین پر آرہے۔ تو پھر یہ مردک کیا خدا کی خدائی سے کہیں دور بستا ہے۔ اسے قرآن وحدیث کس طرح ملا۔ اور اس نے کیوں کر جانا کہ قرآن کیا ہے۔ حدیث کیا، اسلام کیا ہے۔ ایمان کیا۔ کہیں در پردہ نئی نبوت کا مدعی یا اس کا کوئی پیروکار تو نہیں کہ ساری دنیا کے مسلمانوں سے کٹ کر نئی راہ چلتا ہے۔ اگر اسے قرآن پر ایمان ہے تو وہ قرآنی فیصلہ سن لے کہ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ۔ کہ جو سب مسلمانوں کے علاوہ کوئی اور راہ چلے گا ہم اسے جہنم میں داخل کردیں گے"۔ پھر سورہ فاتحہ کے آغاز ہی میں صراط مستقیم کی تشریح خود فرمادی کہ صراط الذین انعمت علیهم۔ بھلا بتائیں تو وہ کون ہے جن پر اللہ نے انعام کیا؟ حیرت تو مسلمانوں پر ہے کہ یہ سب کچھ سنیں اور انہیں پھلنے پھولنے کا موقع دیں۔ ایسے بے ایمان کو کان پکڑ کر اپنی محفل سے باہر کریں۔ اسی میں ان کی فلاح ہے۔ اور یہی راہ نجات۔ یہی حکم ہے قرآن

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وحدیث کا۔ ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم۔ ان سے دور بھاگو، انہیں دور بھگاؤ کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ رجب ۱۴۰۰ھ

اذان وتکبیر سے قبل درود شریف کا جواز

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: اذان وتکبیر سے قبل درود شریف پڑھنا جائز ہے؟

رضی الدین احمد ذاکر جمائتی، کراچی

۷۸۶ الجواب: کسی شے کے جائز ہونے کو اتنا کافی ہے کہ شرع میں اسکی ممانعت نہ آئی۔ جس چیز کو اللہ ورسول جل علاو صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منع نہ فرمائیں اسے منع کرنا خود شارع وصاحب شریعت بننا اور نئی شریعت گڑھنا ہے اور جب اذان وتکبیر سے پہلے یہ درود شریف بہ نظر تعظیم ومحبت پڑھا جاتا ہے تو ضرور پسندیدہ ومحبوب ہوگا کہ ہر مباح اچھی نیت سے مستحب ومستحسن ہو جاتا ہے کما فی البحر الرائق ورد المحتار وغیرھما۔ پھر افعال تعظیم ومحبت میں ہمیشہ مسلمانوں کے لیے راہ کشادہ ہے جتنے نئے طریقے ایجاد کریں جن سے ممانعت نہ ہو سب خوب ومستحسن ہیں۔ جس طرح چاہیں محبوبان خدا کی تعظیم بجالائیں جب تک کسی خاص صورت سے شرعاً ممانعت نہ ہو جیسے سجدہ۔ وہاں خاص کا ثبوت مانگنے والا، اللہ عزوجل سے مقابلہ کرتا ہے کہ مولیٰ عزوجل نے مطلق، کسی قید و بند کے بغیر انبیاء واولیاء علیٰ نبینا وعلیہم افضل الصلوٰۃ والثنا کی تعظیم کا حکم فرمایا۔ ولہٰذا ہمیشہ علمائے کرام وائمہ اعلام، امور تعظیم ومحبت میں ایجادوں کو پسند فرماتے اور انہیں ایجاد کنندہ کی منقبت میں گنتے آئے۔ امام محقق علی الاطلاق وغیرہ اکابر نے فرمایا کل ماکان ادخل فی الادب والا جلال کان حسنا۔ جو بات ادب وتعظیم میں جتنی زیادہ دخل رکھتی ہے خوب ہے۔ ان بلاد میں درود شریف وغیرہ امور خیر سے روکنا صرف بربنائے وہابیت ہے تو وہابیت ضرور مردود وملعون ہے۔ سنی مسلمان اسے ہرگز ترک نہ کریں۔ ان امور سے ان کے انکار کا منشاء بھی وہی ہوتا ہے کہ ان کے سینے توہین سے پر اور تعظیم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے دلوں پر شاق ورنہ فحاشی وعریانی، قمار وشراب خوری اور تماش بینی کے خلاف مورچے کیوں نہیں بناتے۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ

شوہر کی مرضی کے بغیر ووٹ کا حق استعمال کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: کوئی بھی بالغ عورت اپنا ووٹ اپنے شوہر کی مرضی کے خلاف استعمال کرے تو اس سے کیا فارغ خطی ہو جائیگی کیا اسکو اپنی مرضی سے ووٹ استعمال کرنے کا حق ہے؟

محمد ایوب قریشی، پلاٹ نمبر ۲، پکا قلعہ حیدرآباد، ۲۳ ستمبر ۱۹۸۳ء

۷۸۶ الجواب: کسی کو ووٹ دینا، اس کے حق میں اپنی موافقت کا ظاہر کرنا ہے اور یہ حق جس طرح شوہر کو حاصل ہے،

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عورت کو بھی حاصل ہے۔اور دونوں میں اختلاف رائے ہو یہ کوئی حیرت کی بات نہیں۔تو نکاح پر اس سے کیا اثر پڑیگا۔البتہ شوہر کے خلاف عورت کی رائے زنی، گو شرعاً قابل مواخذہ نہیں لیکن دنیاوی اعتبار سے ان کے اثرات خلاف توقع بھی ہو سکتے ہیں تو عورت اپنے آپ کو کسی الجھن میں نہ ڈالے۔بلکہ اپنی مرضی کو شوہر کی مرضی کا تابع بنائے۔بشرطیکہ خلاف شرع نہ ہو۔ مثلاً شوہر کسی ایسے کو ووٹ دینا چاہتا ہے جو نااہل ہے اور شرعاً اسے اپنا نمائندہ منتخب کرنا جائز نہیں، تو عورت کیوں عمر بھر اس گناہ بے لذت میں ملوث ہو۔وہ خاموشی اختیار کرے تاکہ شوہر کی ناراضگی کا شکار نہ ہو۔بہر حال شوہر کی مرضی کے خلاف، ووٹ دینے سے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ ذی الحجہ ۱۴۰۳ھ

صفات باری تعالیٰ کے متعلق عقیدہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسائل حسب ذیل میں کہ: اللہ عزوجل کی تمام صفات ذاتی اور ازلی ہیں؟ یا بعض ازلی نہیں! زید کہتا ہے حکم رحمت، وجود کو لازم اور حکم غضب، لازم نہیں بلکہ عارضی ہے۔کیونکہ رحمت صفات ذاتی سے ہے اور غضب صفات عدل سے ہے اس لیے یہ کہنا کہ اللہ جل مجدہ ازلی ''رحمٰن ورحیم'' ہے درست ہے، مگر یہ کہنا مطلقاً جائز نہیں کہ اللہ جل مجدہ ازل سے ہی غضب وقہر سے متصف ہے۔

(۲) اس کا کیا مطلب ہے نیز یہ شرعاً جائز ہے؟ عبدالوہاب خان القادری الرضوی، مولا چوک لاڑکانہ

۷۸۶ **الجواب:** امام اعظم ہمام اقدم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقہ اکبر میں فرماتے ہیں صفاته فی الازل غیر محدثة ولا مخلوقة فمن قال انها مخلوقة اومحدثة او وقف فيها او شك فيها فهو كافر بالله تعالى اللہ تعالیٰ کی صفات ازل میں ثابت ہیں، نہ حادث، نہ مخلوق، تو جو کہے کہ صفات مخلوق یا حادث ہیں یا ان میں شک یا توقف کرے تو اس نے اللہ تعالیٰ سے کفر کیا۔زید کا قول غلط ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خان الازہری نزیل حیدرآباد، ۵ شعبان المعظم ۱۴۰۰ھ

۷۸۶ **الجواب:** صحیح وصواب والمجیب ان شاءاللہ تعالیٰ مصیب ومثاب۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ رشعبان ۱۴۰۰ھ

اسلام قبول کرنے کے بعد مسلمان کا غیر مسلموں سے تعلق رکھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک عورت جو مسلمان ہوگئی ہے دوبارہ غیر مسلموں سے ملتی ہے۔اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟ سراج احمد امجدی، کراچی، ۴ دسمبر ۱۹۸۴ء

۷۸۶ **الجواب:** جو عورت اپنی مرضی سے بلا اکراہ وجبر، اسلام قبول کر چکی، مسلمان ہو چکی اور بہ حکم شرع مطہرہ کسی مسلمان مرد کے نکاح میں آچکی ہو، وہ مسلمانوں کی حفاظت میں ہے۔مسلمانوں پر فرض ہے کہ اسکی حفاظت کریں اور اسے ہرگز ہرگز

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کے غیر مسلم عزیزوں سے نہ ملنے دیں کہ جب یہ اسلام قبول کر چکی تو غیر مسلموں سے اسکا کیا تعلق ۔ کیا واسطہ۔ یہ اب بھی ان سے ملے گی تو وہ ضرور اسے بہکائیں گے۔ اسلام سے ہٹائیں گے۔ اور بالفرض اگر وہ اسلام سے پھر گئی اور اپنے سابقہ رشتہ داروں سے مل گئی تو اس نے جہنم کمایا اور اپنی سب نیکیوں کو خاک میں ملایا جیسا کہ قرآن شریف میں آیا کہ ومن یرتدمنکم عن دینہ الآیہ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ عورت اگر مرتد ہو جائے، دین اسلام سے نکل کر مثلاً یہودی یا نصرانی بن جائے تو حاکم اسلام پر لازم ہے کہ وہ اسے قید میں ڈال دے یہاں تک کہ توبہ کرے اور مسلمان ہو جائے (عالمگیری)۔ ارتداد سے توبہ بھی نہ کرے۔ اسلام میں واپس بھی نہ آئے تو اسے اپنے شوہر سے مہر وغیرہ وصول کرنے کا کوئی حق نہیں کہ اس نے اپنے تمام حقوق خود ہی خاک میں ملا دئے۔ ہاتھ سے گنوا دئے۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ جس طرح بھی بن سکے اسے اسلام کی طرف واپس لائیں کہ اب یہ پوری قوم کی آن کا سوال ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ

بے نمازی سے میل جول نہ رکھوں گا' کا فیصلہ کیسا ہے؟

سوال: بخدمت جناب محترم مفتی صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب عرض یہ ہے کہ ہمارے حلقہ احباب میں ایک صاحب جو نماز روزے کے پابند ہیں اور اسلامی احکام کی بھی پابندی کرتے ہیں کبیرہ وصغیرہ گناہوں سے بھی بچنے کی کوشش کرتے ہیں، حرام کمائی سے بچتے ہیں یہاں تک کہ نوکری پر ذاتی کام کو ترجیح دیتے ہیں کہ کہیں میں نوکری کے فرائض پوری طرح ادا نہ کرسکوں اور کسی ادارے یا قوم کا مجرم بن جاؤں۔ مگر گذشتہ رمضان المبارک سے انہوں نے ایک عجیب وغریب فیصلہ کیا اور اس پر عمل درآمد بھی شروع کر دیا اپنے فیصلہ کے حق میں نہ کسی مفتی صاحب سے فتویٰ لیا نہ کسی عالم دین سے مشورہ لیا اور نہ ہی وہ خود کسی مدرسہ کے سند یافتہ ہیں اور نہ ہی کسی مردِ حق سے صحبت کا فیض اٹھایا۔ بس دو چار کتابیں پڑھ کر اتنا بڑا فیصلہ کر ڈالا جسکے باعث پورے عزیز واقارب اور حلقہ احباب میں ایک بے چینی اور ناراضگی پیدا ہوگئی ہے ان کا فیصلہ یہ ہے کہ ''میں کسی بے نمازی اور جسکے بارے میں یقین ہو کہ یہ حرام کی کمائی سے نہیں بچتا اس سے کسی قسم کے ربط وضبط نہ رکھوں گا'' یعنی ان کے ہاں نہ دعوت میں جاؤنگا اور نہ انہیں مدعو کرونگا نہ انکی تقریبات میں شریک ہونگا، ہاں انسانی ہمدردی کی بناء پر مستحق کی مدد ضرور کرونگا'' البتہ کسی محفل میں بیٹھے ہوں اور کوئی بے عمل چائے وغیرہ منگالے تو پی لیتے ہیں سرِ محفل کسی پر کوئی اعتراض نہیں کرتے، اگر انفرادی طور پر کوئی بے نمازی یا رشوت خور دعوت دے تو قبول نہیں کرتے حتی الامکان بچنے کی کوشش کرتے ہیں اور ہم نے ان سے کہا کہ اپنے اس فیصلہ کی دلیل لاؤ تو انہوں نے مندرجہ ذیل آیات واحادیث پیش کیں۔

ترجمہ: اگر یہ توبہ کرلیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو انہیں چھوڑ دو۔ (التوبہ آیت) ۵ اسی آیت سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے استدلال کیا تھا اور زکوٰۃ نہ دینے والوں کے خلاف تلوار اٹھائی تھی میں نے تو صرف اپنے آپ کو

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ان لوگوں سے الگ کیا جو نماز نہیں پڑھتے اور زکوۃ بھی نہیں دیتے۔

ترجمہ: اگر توبہ کریں اور زکوۃ دیں تو تمہارے دینی بھائی ہیں۔(التوبہ آیت ۱۱) اور جو یہ کام نہ کرے وہ ہمارا دینی بھائی کب ہوا۔

ترجمہ: مومن مرد اور مومن عورتیں یہ سب ایک دوسرے کے رفیق ہیں، بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں نماز قائم کرتے ہیں، زکوۃ دیتے ہیں اور اللہ و رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔(التوبہ آیت ۷۱) ان صفات کے حامل لوگوں سے تعلق توڑ لینے پر مواخذہ ہوگا۔ رہے وہ لوگ جو دن رات خدا اور اسکے رسول کے احکامات کی خلاف ورزی کر رہے ہیں، حرام وحلال کی تمیز کھو بیٹھے ہیں، نماز روزے سے کوئی واسطہ نہیں، دن رات اپنی خواہشات کی پیروی کر رہے ہیں اور سمجھانے پر یہ جواب دیتے ہیں کہ ہم اپنا حساب خود دیں گے، بھلا ایسے لوگوں سے ربط وضبط رکھنا، رشتہ ناطہ کرنا، اپنے دین وایمان کو خطرہ میں ڈالنا نہیں تو اور کیا ہے ان سب سے بچ کر چلنا ہی ضروری ہے۔

ترجمہ: ان کے حساب میں سے کسی چیز کی ذمہ داری پرہیزگار لوگوں پر نہیں ہے۔ البتہ نصیحت کرنا ان کا فرض ہے، شاید کہ وہ غلط کاموں سے بچ جائیں۔(الانعام آیت ۶۹) اس آیت کی تفسیر میں ایک مفسر فرماتے ہیں مطلب یہ ہے کہ جو لوگ خدا کی نافرمانی سے بچ کر کام کرتے ہیں ان پر نافرمانوں کے کسی عمل کی ذمہ داری نہیں ہے پھر وہ کیوں خواہ مخواہ اس بات کو اپنے اوپر فرض کرلیں کہ ان نافرمانوں سے بحث ومناظرہ کر کے ضرور انہیں قائل کر کے ہی چھوڑیں گے اور ان کے ہر لغو ومہمل اعتراض کا جواب ضرور ہی دیں گے اور اگر وہ نہ مانتے ہوں تو کسی نہ کسی طرح منوا کر ہی رہیں گے۔ ان کا فرض بس اتنا ہے کہ جنہیں گمراہی میں بھٹکتے دیکھ رہے ہیں انہیں نصیحت کریں، اور حق بات ان کے سامنے پیش کردیں اور اگر وہ نہ مانیں اور جھگڑے اور بحث وحجت بازیوں پر اتر آئیں تو اہل حق کا یہ کام نہیں ہے کہ ان کے ساتھ دماغی کشتیاں لڑنے میں اپنا وقت اور اپنی قوتیں ضائع کرتے پھریں۔ ضلالت پسند لوگوں کے بجائے انہیں اپنے وقت اور اپنی قوتوں کو ان لوگوں کی تعلیم وتربیت اور اصلاح وتلقین پر صرف کرنا چاہیئے جو خود طالب ہوں۔

http://t.me/tehqiqat

الحدیث ہم سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا کہ ہم سے ولید نے کہا کہ ہم سے ابن جابر نے کہا مجھ سے بسر بن عبید اللہ حضرمی نے کہا مجھ سے ابو ادریس خولانی نے انہوں نے حذیفہ بن یمان سے سنا کہ وہ کہتے تھے لوگ آنحضرت سے اچھی باتوں کو پوچھا کرتے تھے اور میں آپ ﷺ سے برائیوں کو (جو آپ ﷺ کے بعد ہونے والی ہیں) پوچھا کرتا اس ڈر سے کہ کہیں میں ان میں نہ پھنس جاؤں۔ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ ہم جہالت اور برائی میں تھے اللہ تعالیٰ نے (آپ ﷺ کو بھیج کر) یہ خیر وبرکت ہم کو دی، اب اسکے بعد کیا پھر برائی ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں، میں نے پوچھا پھر اسکے بعد بھلائی ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں مگر اس میں دھواں ہوگا۔ (یعنی کچھ برائی ملی ہوئی، خالص نیکی نہ ہوگی) میں نے پوچھا دھواں کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو میرے طریقہ پر نہیں چلیں گے۔ انکی کوئی بات اچھی ہوگی کوئی بری، میں نے پوچھا پھر اسکے بعد برائی ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو دوزخ کے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دروازے پر کھڑے بلاتے ہوں گے، جس نے انکی بات سنی انہوں نے اسکو دوزخ میں جھونک دیا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) ان کا حال تو بیان فرمائیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ ظاہر میں تو ہماری قوم میں (یعنی مسلمان) ہوں گے، میں نے عرض کیا آپ ﷺ مجھ کو اگر میں یہ زمانہ پاؤں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا مسلمانوں کی جماعت اور برحق امام کے تابع رہیں میں نے کہا اگر اس وقت جماعت یا امام ہی نہ ہو (جیسے ہمارے زمانے میں ہے) آپ ﷺ نے فرمایا تو سب فرقوں سے الگ رہ، اگر تو جنگلی درخت کی جڑ چابتا رہے (اور تیرے پاس کھانے کو کچھ بھی نہ ہو) اور مر جائے وہ تیرے حق میں بہتر ہے (انکی صحبت میں جانے سے)۔ صحیح بخاری، کتاب المناقب، ترجمہ الحدیث۔

الحدیث امام بخاری نے کہا لیث بن سعد نے یحیٰی بن سعید انصاری سے روایت کی انہوں نے عمرہ سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے (جسم پیدا ہونے سے پہلے) روحوں کے جھنڈ جھنڈ الگ تھے پھر جن روحوں میں وہاں پہچانیت تھی یہاں بھی محبت ہوتی ہے اور جو وہاں غیر تھی یہاں خلاف رہتی ہے۔ (صحیح بخاری، کتاب الانبیاء۔ ترجمہ) یعنی بغیر مناسبت روحانی کے محبت ہو ہی نہیں سکتی۔ ایک بزرگ کا قول ہے اگر مومن ایسی مجلس میں جائے جہاں سو منافق بیٹھے ہوں اور ایک مومن تو وہ مومن ہی کے پاس جا کر بیٹھے گا اور اگر منافق ایسی مجلس میں جائے گا جہاں سو مومن ہوں ایک منافق، تو اسکی تسلی منافق کے پاس ہی بیٹھنے سے ہوگی۔

دعائے قنوت کے یہ الفاظ بھی قابل توجہ ہیں۔ جو ہم ہر روز نماز عشاء میں دہراتے ہیں۔ ونخلع ونترك من يفجرك۔ یعنی ہم اس سے بیزار اور الگ ہیں جو تیری نافرمانی کرتے ہیں۔ یہ کس سے الگ ہونے کا عہد ہو رہا ہے اور کون عہد کر رہا ہے؟ کافروں کے متعلق تو صاف طور پر قرآن میں موجود ہے کہ انھیں دوست نہ بناؤ، صاف ظاہر ہے کہ یہ ایسے ہی بے عمل مسلمانوں کے بارے میں بندہ اپنے رب سے روزانہ عہد کرتا ہے اور توڑ دیتا ہے۔ جو لوگ اعلانیہ فسق و فجور میں مبتلا ہیں اور نہایت بے شرمی اور ڈھٹائی کے ساتھ خدا کی نافرمانی کررہے ہیں۔ انکی عیادت کے لیے نہ جائیے۔ (کتاب آداب زندگی، باب عیادت کے آداب)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شراب پینے والے جب بیمار پڑیں تو انکی عیادت کے لیے نہ جاؤ۔ (کتاب آداب زندگی، باب عیادت کے آداب) آخر میں نبی کریم ﷺ کا عمل مبارک بھی سن لیجئے غزوہ تبوک سے واپسی پر آپ نے ان صحابیوں (کعب بن مالک، بلال ابن امیہ، اور مرارہ بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے متعلق مسلمانوں کو حکم دیا کہ کوئی ان سے سلام کلام نہ کرے۔ ۴۰ دن کے بعد انکی بیویوں کو بھی ان سے الگ رہنے کی تاکید کردی گئی، ان کا یہ حال ہو گیا تھا کہ ان کے لیے مدینہ کی بستی اجنبی بن گئی تھی۔ یہ حضرات اپنی جانوں تک سے بیزار ہو گئے تھے، حالانکہ بچے مومن تھے، انتہائی پرہیزگار اور متقی تھے ان کا قصور صرف اتنا تھا کہ انہوں نے غزوہ تبوک کے موقعہ پر سستی سے کام لیا تھا اور غزوہ میں شریک ہونے سے رہ گئے تھے آخر ۵۰ دن کے بعد اللہ تعالیٰ نے انکی توبہ قبول فرمائی اور انکی توبہ قبول ہونے کا ذکر سورہ توبہ کی ۱۱۸ ویں آیت میں کیا گیا ہے اور کتب احادیث میں اس کا ذکر تفصیل سے موجود ہے۔ یہ ہیں وہ دلائل جو مذکورہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شخص دیتے ہیں، دلائل تو ہم بھی اس کے رد میں بہت دے سکتے ہیں سیاق وسباق سے الگ کر کے جو معنی ومطلب نکالنا چاہیں، قرآن واحادیث سے ہر آدمی صحیح مطلب اخذ نہیں کر سکتا، یہ بات شاید مذکورہ شخص کے ذہن میں نہیں ہے، ہمارے خیال میں شیطان نے ان کو پرہیزگاری کا جھانسہ دیکر فریب میں مبتلا کر دیا، اور یہ بات اچھی طرح ان کے ذہن میں بٹھادی کہ یہ سب تو بے نمازی اور حرام خور ہیں تم متقی اور نیک شخص ہو لہٰذا ان سے کوئی واسطہ نہیں رکھو اور یہ حضرت تکبر وغرور کا شکار ہو گئے، یہ ہماری باتوں سے مطمئن ہونے والے نہیں ہیں لہٰذا آپ سے درخواست ہے کہ قرآن وسنت کی روشنی میں ان کے اس عمل کی حقیقت واضح فرمایئے، تا کہ یہ اپنے فیصلہ سے رجوع کرلیں۔ شکریہ

محمد فصیح، بنگلہ نمبر C-23 یونٹ 5 لطیف آباد حیدرآباد، ۱۴ جنوری ۱۹۸۴ء

۷۸۶ **الجواب:** زمانہ صحابہ کرام میں ایک فرقہ خوارج کا پیدا ہوا جس کا کام تھا وہ آیتیں جو کافروں کے لیے نازل ہوئیں مسلمانوں پر ڈھالنا اور انہیں اسلام وجماعت مسلمین سے بزعم خویش نکالنا اور مشرک ٹھہرانا۔ آج بھی یہ فرقہ نئے رنگ نئے ڈھنگ میں ابھر رہا ہے اور یزیدو یزیدیت کی حمایت میں برساتی پروانوں کی طرح بکھر رہا ہے۔ مسئول عنہ کی بعض باتوں سے ظاہر یہ ہوتا ہے کہ یہ صاحب بھی ان کے دام تزویر میں پھنس چکے ہیں۔ مثلاً مرتدین ومنکرین زکوۃ اور دوسرے مخالفین اسلام کے دائرہ میں بلا دھڑک ان مسلمانوں کو داخل مان لینا جو مثلاً ترک نماز وغیرہ کبیرہ گناہوں میں مبتلا ہیں۔ چنانچہ ان کا یہ کہنا کہ جو یہ کام نہ کرے وہ ہمارا دینی بھائی کب ہوا حالانکہ مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے جہاں خارجیوں کو بے دین ٹھہرایا انہیں قتل کیا وہیں حضرت امیر معاویہ اور ان کے ہمراہیوں کے متعلق ارشاد فرمایا اخواننا بغوا علینا یہ ہمارے دینی بھائی ہیں کہ ہمارے خلاف کھڑے ہو گئے۔ سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عین میدان جنگ میں بالقصد والاختیار، ہتھیار رکھ دیئے اور خلافت امیر معاویہ کے سپرد کر دی اور ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ یہ وہ صلح ہے جسکی بشارت حضور ﷺ نے دی کہ میرا یہ بیٹا سید ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ اللہ عزوجل اس کے باعث دو بڑے گروہوں میں صلح کرادے۔ جنگ صفین میں جو کچھ ہوا وہ ایک عظیم سانحہ ہے لیکن اس کے باوجود، مولیٰ علی نے حضرت امیر معاویہ اور ان کے ہمراہیوں کو اپنا بھائی کہا امام حسن مجتبیٰ نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ حدیث شریف میں انہیں مسلمانوں کا گروہ بتایا اب ان سے پوچھئے کہ وہ سب کیا تھا۔ پھر روئے زمین پر کروڑوں مسلمان بے عمل، بدعمل، بدقماش، بدچلن موجود ہیں۔ کیا یہ صاحب ان سب کو اسلام کا باغی، وجماعت مسلمین سے خارج، اسلامی برادری سے باہر سمجھتے ہیں۔ اگر نہیں تو ان کے دینی بھائی ہیں یا نہیں؟ ان سے دریافت کرنا چاہیے۔ ہاں گناہوں، نافرمانیوں، سیاہ کاریوں میں ملوث مسلمانوں سے اجتناب برتنا تا کہ وہ راہ راست پر آجائیں اور اپنی ناشائستہ حرکتوں سے تائب ہو کر نیک اور بندہ صالح بن جائیں اور بات ہے، اور احادیث وآیات کو ان پر ڈھال کر انہیں بندہ شیطان، مردود بارگاہ رحمٰن اور جماعت مسلمین سے خارج سمجھ لینا اور بات۔ پہلا طریقہ اسلام ومسلمین کا طریقہ ہے اور دوسرا طریقہ خارجیوں یزیدیوں اور جماعت مسلمین میں رخنہ اندازی کرنے والوں کا ہے کہ بس وہی مسلمان وموحد ہیں، باقی سب لاایمان ومشرک۔ شیطان ایسے ہی جاہلوں کو کچے دھاگے کی لگام لگائے کھینچتا پھرتا ہے۔ انہیں سمجھایئے اور بار بار سمجھایئے کہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہ سب کچھ گمراہی ہے اور جماعت مسلمین سے بغاوت۔ اگر وہ باز آئیں فبہا۔ ورنہ مسلمان مردوں وعورتوں پر فرض ہے کہ ان سے کنارہ کش رہیں قَالَ اللّٰہ تعالٰی فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ۔ یاد آنے پر ظالموں کے پاس مت بیٹھو۔ اور حدیث شریف میں فرمایا کہ تم ان سے دور رہو۔ کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں۔ کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

واللہ تعالٰی اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی النوری عنہ ۴ ربیع الآخر ۱۴۰۰ھ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے نور سے پیدا ہوئے/ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کی عطا سے عالم الغیب ہیں

سوال: جناب حضرت مولانا مفتی محمد خلیل خان صاحب برکاتی مدظلہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سلام کے بعد عرض کی جاتی ہے کہ آپ کے مسائل کے بارے میں فتوی موصول ہو گیا (نمازیوں اور امام صاحب کو دکھایا گیا انہوں نے درست تسلیم کر لیا۔ اللہ تعالٰی آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے (آمین) مزید دو مسائل عقائد کے بارے میں بھیج رہا ہوں کیونکہ ان میں یہاں اختلاف کرتے ہیں سمجھ میں نہیں آتا کہ اصل مسئلے کس طرح ہیں۔ مہربانی کر کے ان کے جوابات تفصیل سے لکھیے اور اصل مسئلہ سے آگاہ کیجئے۔ اللہ تعالٰی آپکو اجر عظیم عطا فرمائے۔ (آمین)

سوال نمبر ۱...... یہاں پر بعض مولوی صاحبان اپنی تقاریر میں فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالٰی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے نور سے پیدا کیا" تو اس کا کیا مطلب ہے جبکہ حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ "غنیۃ الطالبین" میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالٰی کی ذات نور نہیں۔ مفیدہ فرقہ والے اللہ کو نور کہتے ہیں وہ گمراہ فرقہ ہے دوسرا لکھا ہے اللہ کی مانند کوئی شے نہیں ہے۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ "کشف المحجوب" میں فرماتے ہیں کہ اللہ کی مانند کوئی شے نہیں۔ اور اللہ کی ذات وصفات میں کوئی شریک نہیں کیونکہ اللہ کی صفات غیر مخلوق ہیں۔

اعلحضرت رحمۃ اللہ علیہ اپنے "فتاوی افریقہ" میں صفحہ ۸۴ پر یہ حدیث نقل کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ "انا و ابو بکر و عمر خلقنا من تربة واحدة و فیها ندفن۔ یعنی میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابو بکر اور عمر ایک ہی مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں اور اسی میں دفن کیے جائیں گے۔ آپ یہ مسئلہ واضح کریں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہ اعتبار حقیقت، بشر تھے یا نور اور یہ مولوی صاحبان جیسا کہ کہتے ہیں ان کا کہنا صحیح ہے۔ یہاں پر بہ اعتبار صفات نور تو سب مانتے ہیں لیکن بہ اعتبار حقیقت میں اختلاف کرتے ہیں۔ مہربانی کر کے اصل مسئلہ سے آگاہ کریں۔

سوال نمبر ۲...... یہاں پر بعض لوگ اور مولوی صاحبان کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم الغیب ہیں اور حاظر وناظر ہیں جبکہ ان کے پاس کوئی دلیل نہیں جو کہ پیش کریں اور بعض کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم الغیب نہیں جو کوئی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم الغیب سمجھے وہ کافر ہے وہ یہ دلیلیں پیش کرتے ہیں کہ فقہا کی کتابوں میں کفر کا فتوی موجود ہے میرے پاس یہ کتابیں نہیں ہیں کہ دیکھ سکوں آپ مہربانی کر کے ان کتابوں میں دیکھ لیں کہ ان کے حوالے صحیح ہیں اور اصل مسئلہ لکھیں وہ یہ حوالے دیتے ہیں کہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

''درمختار صفحہ ۲۹۹ پر، شامی صفحہ ۲۹۹ پر اور فتاوی قاضی خان اور فتاوی بزازیہ میں اور ردالمحتار'' میں حضور ﷺ کو عالم الغیب سمجھنے والوں پر کفر کا فتویٰ دیا گیا ہے۔ مہربانی کر کے اصل مسئلہ لکھیں۔ فقط والسلام: شاہجہاں ۳۰ جنوری ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب: ۱......حضور اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں یا ابا بکر لم یعرفنی حقیقۃ غیر ربی ابوبکر جیسا میں ہوں میرے رب کے سوا کسی نے نہ جانا۔ تو ذات الٰہی سے ان کے نور کی پیدائش کی حقیقت کسے معلوم ہو، کیسے مفہوم ہو۔ ہم جانتے ہیں کہ حضور پرنور ﷺ بلاشبہ اللہ عزوجل کے ذاتی نور سے پیدا ہیں حدیث میں ارشاد ہوا یاجابر ان اللہ تعالی قد خلق قبل الاشیاء نور نبیك من نورہ۔ اے جابر بیشک اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور، اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ یعنی اپنی ذات سے بلاواسطہ پیدا فرمایا اور تمام جہاں کو حضور پرنور ﷺ کے واسطے سے پیدا فرمایا۔ کہ حضور ﷺ نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا۔ تو ذات الٰہی سے پیدا ہونے کے معنی یہ نہیں کہ معاذ اللہ، ذات الٰہی، ذات رسالت کے لیے مادہ ہے۔ جیسے مٹی سے انسان پیدا ہوا۔ اللہ عزوجل اس سے پاک ہے۔ پھر حقیقت کیا ہے۔ یہی تو ہم نے کہا کہ یہ بات نہ رب العزت جل وعلا نے ہمیں بتائی، نہ اس کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمائی اور نہ بے بتائے اسکی پوری حقیقت ہمیں معلوم ہوسکتی ہے۔ فہم ظاہری کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ شمع سے شمع روشن ہو جاتی ہے، بے اسکے کہ اس شمع سے کوئی حصہ جدا ہو کر یہ شمع بنے۔ یوہیں ہم مانتے اور ایمان سے جانتے ہیں کہ بیشک حضور ﷺ بشر ہیں مگر نہ دوسروں کی مانند، لا کالبشر، اللہ وحدہ لا شریك لہ، بے نظیر و بے ہمتا نے، اپنے حبیب اپنے محبوب ﷺ کو بے نظیر و بے مثال، یکتا و بے ہمتا، جامہ بشریت میں مبعوث فرمایا۔ ازراہ توہین، انہیں بشر کہنے والا انہیں کافروں کی طرح ہے جو انبیائے کرام علیہم السلام کو بشر کہتے تھے۔ حضور کی بشریت عظمیٰ سے ہماری بشریت کو کیا نسبت۔ تو جو انہیں اپنی طرح بشر جانتا ہے وہ اس سرکار کی شان رفیع گھٹاتا ہے اور کھلی توہین کرتا ہے والعیاذ باللہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

http://t.me/tehqiqat

۲......ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ عزوجل نے انبیاء علیہم السلام کو اپنے غیوب پر اطلاع دی اور کائنات کا ذرہ ذرہ ان کے پیش نظر کیا۔ تو انبیاء کرام بلکہ خود حضور اقدس ﷺ کو جو علم غیب ہے اللہ کی عطا سے ہے۔ اللہ کے دیئے سے ہے لہٰذا ان کا علم عطائی ہوا۔ بے عطائے الٰہی کسی نبی کو ایک تنکے کا علم ثابت کرنا کفر ہے فقہائے کرام نے عقیدہ علم غیب پر جو حکم کفر دیا وہ اسی بناء پر ہے کہ انہیں بالذات، اپنی ذات سے، عطائے الٰہی کے بغیر علم غیب ماننا کفر ہے۔ اگر انبیائے کریم کے لیے عطائے الٰہی سے علم غیب نہ مانے تو اس کا ایمان ہی نامکمل ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام غیب کی خبریں دینے کے لیے ہی آتے ہیں۔ کہ جنت ونار، حشر ونشر، وعذاب وثواب، غیب نہیں تو اور کیا ہیں۔ ان کا منصب ہی یہ ہے کہ وہ باتیں ارشاد فرمائیں جن تک عقل وحواس کی رسائی نہیں اور اسی کا نام غیب ہے۔ اب جو کسی نبی سے علم غیب کی مطلقاً نفی کرے اور ان کے لیے بالکل ہی علم غیب نہ مانے تو اس نے نبی کے منصب ہی کو نہ مانا۔ تو اس کا ایمان ایمان کہاں۔ غرض یہ بحث بہت طویل ہے۔ تفصیل کے لیے علمائے اہلسنت کی تصانیف دیکھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی النوری عنہ ۲ رجمادی الاخری ۱۴۰۴ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

واقعہ کربلا کیا من گھڑت ہے؟/ یزید ظالم و فاسق ہے/ واقعہ کربلا اقتدار کی جنگ ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ان اعتراضات کے جواب میں کہ

ا......کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ واقعہ کربلا من گھڑت ہے کہانی ہے۔

۲......اور کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام کو یزید نے قتل نہیں کیا اور یزید کو جنتی کہتے ہیں مثلاً قسطنطنیہ کی جنگ میں شامل تھا۔

۳......اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ جنگ اقتدار کی جنگ تھی۔

ان تمام اعتراضات کا جواب قرآن وحدیث اور با قاعدہ کتابوں کے حوالوں کی روشنی میں دیے جائیں۔

سائل: حافظ محمد رمضان۔کراچی ، اے جی پی آر آفس

۸۶/۷ **الجواب:** یزید کا دور حکومت صحابہ واجلہ تابعین کا دور ہے اور یہ امر واجب الیقین ہے کہ اس دور میں جو واقعات رونما ہوئے وہ بڑی کدوکاوش سے قابل اعتماد بزرگان دین کے ہاتھوں قلم بند ہوئے۔اب اگر یہ سب من گھڑت ہے تو کیا عجب کہ اس قائل کے ماں باپ کے مابین جو نکاح ہوا وہ بھی من گھڑت ہو کہ گواہوں کا کیا اعتبار اور بیچارے قاضی کا کن میں شمار۔ سچ ہے خدا جب دین لیتا ہے تو عقل پہلے لیتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲ کون کہتا ہے کہ حضرت امام کو یزید نے اپنے ہاتھوں سے قتل کیا۔لیکن اسباب قتل اس نے فراہم کیے۔ظالموں کی پشت پناہی اس نے کی اور اسی کے اشارے پر ان مظلوموں پر وہ ظلم وستم توڑا گیا تو پھر یہ قتل کے جرم سے کیسے بری الذمہ ہو گیا۔اب ایسے ظالم ایسے فاسق وفاجر ایسے ناخدا ترس کو کوئی محض اس لیے جنتی کہتا ہے کہ اس نے جہاد قسطنطنیہ میں حصہ لیا تو اسے اختیار ہے کہ ہر کلمہ گو کو جنتی مانے کہ حدیث میں آیا جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا وہ جنت میں گیا۔اب وہ خدا رسول کو گالیاں دے۔بتوں کو سجدہ کرے۔قرآن کا انکار کرے،احکام شرع کو جھٹلائے۔غرض ہر ناکردنی کرتا اور ہر ناگفتنی کہتا رہے اور کلمہ بھی پڑھتا رہے تو وہ قطعی جنتی ہوا۔پھر شریعت کیا ہوئی ایک مذاق ہو گیا۔ایک معمہ ہے سمجھنے کا نہ سمجھانے کا۔جہاد قسطنطنیہ میں شرکت کرنے والوں کے لیے عمومی بشارت ہے۔نامزد کہیں نہیں۔اور وہ بھی علماء کی اس شرط سے مشروط ہے کہ اس میں شرکت کرنے والا ایمانیات کے تقاضوں کو پورا کرتا رہے۔جبکہ یزید نے جو کچھ کیا وہ تواریخ سے عیاں ہے۔خانہ خدا پر گولہ باری،مسجد نبوی کی بے حرمتی،صحابہ کرام کی خون ریزی۔مسلمان عورتوں کی بے حرمتی،اہل بیت کرام کی آبرو ریزی،یہ تمام امور اس کی پیشانی پر کلنک کا ٹیکہ ہیں،تو صرف ایک جہاد میں شرکت اور وہ بھی نہایت بیدلی سے،اس کے تمام اگلے پچھلے تمام کبیرہ گناہوں کا کفارہ ہو جائیگی اور اسے ہر گناہ و معصیت،اور نافرمانی وسرکشی سے نکال کر یک لخت نیکوکاروں بلکہ اہل جنت میں داخل کر دیگی۔عقل وتمیز کی بھی کوئی حد ہونی چاہیے۔تف ہے اس مایہ علم پر جو راہ حق کے لیے،قبول حق کے لیے سدراہ بن جائے۔(تفصیل کے لیے دیکھیں تاریخ ابن خلدون اور کامل بن اثیر)۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۳.....جس بدنصیب کے دل میں یزید اور یزیدیوں کی محبت کی نجاست بھری ہو اور جس کے حصہ میں خارجیت اور ناصبیت کی غلاظت آئی ہو وہ چمنستان اہلبیت کے ان نونہالوں کی قدر کیا جانے۔ افسوس یزید اور یزیدیوں کا ذکر کرنا، اسے جنتی قرار دینا، اس کے فضائل و مناقب کے گیت گانا تو ایمان و عین ثواب ہو اور شاہزادہ گلگوں قبا، جسے سرکار نے اپنے دوش مبارک پر سوار کر کے پروان چڑھایا۔ جس کے گلوئے نازنین کے بوسے لیے جسے سینے سے چمٹایا۔ جسکے جنتی ہونے کا مژدہ عوام وخواص کو سنایا وہ معاذ اللہ چنین و چناں اور اس کا ذکر خاک بدہن گستاخاں، سب سے بڑا گناہ، جس کی کبھی مغفرت نہ ہوگی، مشرک قرار پائے۔ مگر قیامت تو نہ آئیگی۔ انہیں غضب الٰہی کی برق تو نہ تپائیگی۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

۴.....یہی تو ہم کہتے ہیں کہ یہ اقتدار کی جنگ تھی۔ مگر یہ اقتدار، اور دنیاوی عز و وقار، کس کے پاس تھا۔ کس کے ہاتھوں میں تھا۔ کسے اس کو بچانے کی فکر تھی۔ کس نے اکابر صحابہ سے زبردستی بیعت کے لیے اپنے حکام کو احکام پہنچائے۔ قاصد دوڑائے۔ کس کے پاس فوج تھی۔ کس کے پاس خزانوں کی کنجیاں تھیں۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس، جو ستر نفوس کا ایک بے سروسامان قافلہ لیکر وطن پاک چھوڑنے پر مجبور کیے گئے اور جنہیں فوج کے نرغہ میں میدان کربلا میں پہنچایا گیا۔ یا اس لعین کے پاس، جسے شیطان رجیم کچے ڈورے کی لگام لگا کر اپنے اشاروں پر چلا رہا تھا۔ اسی کو اپنے اقتدار کی فکر تھی۔ اسی کو اپنا اقتدار عزیز تھا۔ تو اقتدار کی جنگ بھی یزید نے لڑی۔ یزیدیوں نے لڑی، یزید کے لیے لڑی۔ یزید کے حکم پر لڑی۔ تو سارا وبال اسی کے سر ہے۔ گناہوں کا طوق اسی کی گردن میں ہے۔ حیرت ہے کہ سنی مسلمان ایسے خبیثوں کی باتوں پر کان دھرتے، ان کے جا بلانہ اعتراض سنتے اور پھر جواب کے خواہاں ہوتے ہیں۔ حالانکہ ان پر لازم ہے کہ نہ ان کے پاس بیٹھیں۔ نہ انکی سنیں۔ نہ ان سے الجھیں۔ حدیث شریف میں یہی ارشاد ہوا ایاکم و ایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم۔ تم ان سے دور رہو۔ انہیں خود سے دور رکھو۔ کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں۔ کہیں وہ تمہیں فتنوں میں نہ ڈال دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی النوری عنہ کیم رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

بدمذہب کی اقتداء میں نماز کا حکم؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک حافظ کے متعلق علم ہوا کہ اسکا تعلق دیوبندی مسلک سے ہے اور مقتدی تمام صحیح العقیدہ اہلسنت (بریلوی) ہیں کیا دیوبندی مسلک والے کی اقتداء میں ان کی نماز ہوسکتی ہے کہ نہیں۔ بینوا توجروا

عبدالغفار، جامع مسجد عمرکوٹ سندھ ۱۸ جون ۱۹۸۲ء

۸۶ **الجواب:** وہابیہ زمانہ، خواہ مقلد ہوں جنہیں دیوبندی کہا جاتا ہے یا غیر مقلد ہوں جنہیں اہل حدیث سمجھا اور کہا جاتا ہے، اب اس دور آزادی میں، اپنی بدعت وضلالت سے ترقی کر کے معراج تک پہنچ چکے ہیں اور اسلامی سرحدوں کو عبور کر کے کفر کی حدود میں قدم رکھ چکے ہیں۔ ان کی شناعت و برائی کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ بات بات پر مسلمانوں کو مشرک اور جہنمی بتاتے ہیں اور ظاہر ہے کہ جو مسلمانوں کو مشرک اور جہنمی بتائے وہ خود بلائے کفر میں گرفتار ہے۔ بہر حال ان وہابیہ کے

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پیچھے نماز ناجائز اور انہیں امام بنانا حرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایسوں ہی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ "بدمذہب تمام مخلوق سے بد، تمام جہاں سے بدتر ہیں"۔ دوسری حدیث شریف میں ہے کہ "بدمذہب لوگ جہنمیوں کے کتے ہیں"۔ تو ایسوں کو امام بنانا درکنار، بحال فتنہ وفساد کہ وہابیہ کی عادت قدیم ہے باوصف قدرت، مسجدوں میں بھی نہ آنے دیا جائے۔ ورنہ فتنے پھیلائیں گے۔ آپس میں مسلمانوں کو لڑائیں گے۔ اور قرآن کریم کا ارشاد ہے وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ۔ فتنہ قتل سے بھی سخت تر ہے۔ بالجملہ انہیں امام بنانا گناہ گناہ گناہ۔ اور ان کی اقتداء میں نماز پڑھنا حرام حرام حرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۶ر شعبان ۱۴۲۰ھ

سنی اور شیعہ کے نکاح کا جواز

سوال: علمائے دین فتویٰ صادر فرمائیں کہ: شریعت محمدی کی رو سے کسی مسلمان سنی لڑکی کا شیعہ مرد سے عقد نکاح کیسا ہے؟

غلام محمد، لطیف آباد نمبر ۹، ۱۳ مئی ۱۹۸۳ء

۷۸۶ **الجواب:** آجکل عام رافضی، منکران ضروریات دین اور باجماع امت کفار مرتدین ہیں۔ علاوہ اور کفریات کے دو کفر تو ان کے عالم و جاہل، مرد و عورت سب کو شامل ہیں۔ (۱) مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو انبیائے سابقین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم سے افضل ماننا۔ اور جو کسی غیر نبی کو کسی نبی سے افضل کہے کافر ہے۔ اور (۲) دوسرے قرآن عظیم سے معاذ اللہ صحابہ کرام وغیرہم اہلسنّت کا، چند پارے یا سورتیں یا آیتیں گھٹانا، کچھ الفاظ تغیر، تبدیل کر دینا جاننا۔ اور جو قرآن عظیم کے ایک حرف، ایک نقطے کی نسبت ایسا گمان کرے وہ کافر ہے۔ قال اللہ تعالیٰ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ ولہٰذا جزم کیا جاتا ہے کہ آجکل رافضیوں میں کوئی مسلمان ملنا، ایسا ہی مشکل ہے جیسے کووں میں سپید رنگ والا۔ ایسوں کے ساتھ مناکحت، بیاہ شادی لڑکی کا لین دین تو حرام قطعی وزنائے خالص ہے ہی مگر جو اپنی بہن بیٹی ان کو دے وہ دیوث بھی ہے۔ اس عقد باطل کے ذریعہ سے جو نام اسکی بہن بیٹی کو ملنے والے ہیں ان میں ہلکے نام یہ ہیں۔ زانیہ، فاجرہ، قحبہ، فاحشہ، رنڈی، بدکار۔ جو اپنے لیے ان القاب کو پسند کرتا ہو وہی اس کبیرہ فاحشہ پر اقدام کر سکتا ہے۔ ورنہ اللہ عزوجل کے عذاب سے ڈرے اور عذاب الٰہی کو ہلکا نہ جانے (فتاویٰ رضویہ) اور جو پکا بے غیرت بے حمیت بن کر اس پر اتر ہی آئے، مرد ہو خواہ عورت، مسلمانوں پر فرض ہے کہ ایسوں کے ساتھ یک لخت ترک تعلق کر لیں۔ ان کے ساتھ کھانا پینا درکنار، اٹھنے بیٹھنے بلکہ سلام دعا سے بھی احتراز کریں۔ قَالَ اللہ تعالیٰ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔ حدیث میں ہے "جو کسی ظالم کے ساتھ مدد دینے کو چلے اور وہ جانتا ہو کہ یہ ظلم ہے وہ اسلام سے نکل جائے"۔ جب اس کا ساتھ دینے والے کا یہ حکم ہے تو خود اس کے گناہ و وبال کا کیا ٹھکانہ۔ والعیاذ باللہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی النوری عنہ　۲۳ر رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شریعت مطہرہ میں ظاہری عمل پر حکم لگایا جاتا ہے/کسی مسلمان کو قادیانی کہنے والے کے بارے میں حکم شرعی

سوال: بخدمت جناب ناظم و مفتی محمد خلیل خان القادری، دار العلوم احسن البرکات' حیدرآباد، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ میں مسمی ڈاکٹر سید بشیر احمد شاہ ولد سید محمد اسماعیل شاہ سکنہ سامارو شہر ضلع تھرپارکر سندھ مندرجہ ذیل عقیدہ رکھتا ہوں میں اللہ تعالیٰ پر اور اسکے سب فرشتوں پر اور اسکی سب کتابوں پر اور اسکے سب رسولوں پر اور قیامت کے دن پر اور تقدیر کی بھلائی اور برائی پر اور مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے پر ایمان رکھتا ہوں۔ ایمان مجمل اور ایمان مفصل پر پورا پورا یقین رکھتا ہوں۔ میں حلفیہ اقرار کرتا ہوں کہ میں خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کی ختم نبوت پر مکمل اور غیر مشروط طور پر ایمان رکھتا ہوں اور یہ کہ میں کسی ایسے شخص کا پیروکار نہیں ہوں جو حضرت محمد ﷺ کے بعد اس لفظ کے کسی بھی مفہوم یا کسی بھی تشریح کے لحاظ سے پیغمبر ہونے کا دعویدار ہو اور نہ ایسے دعویدار کو پیغمبر یا مذہبی مصلح مانتا ہوں نہ ہی قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ سے تعلق رکھتا ہوں یا خود کو احمدی کہتا ہوں اگر آپ ﷺ کے بعد کوئی شخص کسی بھی لحاظ سے یا کسی اعتبار سے نبی یا مذہبی مصلح ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو اس کو اور اسکے ماننے والوں کو مرتد اور کافر جانتا ہوں۔ اسی طرح مرزا غلام احمد قادیانی اور اسکے ماننے والے احمدی اور لاہوری گروپ سب کو غیر مسلم اور اسلام سے خارج ہونے پر ایمان رکھتا ہوں۔ میرا یہ بیان حلفیہ ہے اور میں کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ کو حاظر و ناظر جان کر بالکل صحیح اور درست تحریر کر رہا ہوں۔

آپ سے گذارش ہے کہ میرے مندرجہ بالا عقائد کو مدنظر رکھتے ہوئے فتویٰ صادر فرمائیں۔

سوال (۱) عقیدہ کے اعتبار سے میں شریعت محمدیہ ﷺ کے مطابق مسلمان ہوں یا نہیں؟

سوال (۲) کیا مجھے قادیانی کہا جانا درست ہے؟

سوال (۳) اگر کوئی شخص مجھے قادیانی کہتا ہے تو شریعت محمدیہ ﷺ میں اسکے لیے کیا حکم ہے؟

سید بشیر احمد ولد سید محمد اسماعیل شاہ، سکنہ سامارو شہر ضلع تھرپارکر سندھ، بقلم خود ۱۶ مئی ۱۹۸۳ء

۷۸۶ **الجواب:** سچ اور جھوٹ کا حال اللہ جانتا ہے۔ یہ کفر و اسلام اور ارتداد و ایمان کا معاملہ ہے۔ بناوٹ سے کفر، اسلام نہ ہو جائے نہ اللہ تعالیٰ کے یہاں بناوٹ کام کرے گی جو دلوں کی چھپی جانتا ہے۔ وہی دلوں کی نیتوں اور ارادوں پر حکم لگائے جو ان پر واقف ہو۔ ہمارے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ فرماتے ہیں حضور ﷺ افلا شققت عن قلبه حتى تعلم اقا لها ام لا۔ تو نے اس کا دل چیر کر کیوں نہ دیکھا کہ اس کے عقیدے پر اطلاع پاتا۔ (مسلم) بالجملہ ہمیں شرع مطہر نے ظاہر پر عمل کرنے کا حکم فرمایا ہے باطن کی تکلیف نہ دی۔ اور جب تک کسی کا کفر ثابت نہ ہو تو فرض ہے کہ ہم اسے مسلمان ہی جانیں مسلمان ہی مانیں جب تک اس سے کوئی قول یا فعل خلاف ایمان ثابت نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) جو تمام ضروریات دین پر ایمان رکھتا اور انکی تصدیق کرتا انہیں حق جانتا ہے۔ اسے کافر یا مرتد کہنا خود اپنے ایمان سے ہاتھ دھونا ہے۔ کسی کو کافر کہنے میں سخت احتیاط کی ضرورت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(۴) حدیث سے ثابت کہ جسے کافر کہا گیا اگر وہ ایسا نہ ہو یہ قول خود کہنے والے کی طرف پلٹتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی النوری عنہ ۲۶ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

علم غیب، حاظر وناظر، اختیار کامل کا عقیدہ انبیاء واولیاء کے ساتھ رکھنا، نذر ونیاز کسی نبی ولی کے نام کی دینا

سوال: حضرت مولانا قبلہ مفتی محمد خلیل خان صاحب السلام علیکم کے بعد عرض خیریت اقدس یہ ہے کہ مندرجہ ذیل سوالوں کے قرآن وحدیث اور حنفی مسلک سے واضح طور پر اور مکمل ومدلل جواب عطا فرما کر ہماری رہنمائی فرمائیں بندہ احسان مند ہوگا۔

ا۔ یہ عقیدہ رکھنا کیسا ہے کہ فلاں پیر یا پیغمبر علم غیب جانتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کو گزشتہ اور آئندہ حالات کا علم دے رکھا ہے وہ ہر چیز کی خبر رکھتے ہیں اور ہمارے تمام حالات سے واقف رہتے ہیں بعض لوگ اسے شرک قرار دیتے ہیں حالانکہ یہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے اپنے بندوں پر۔ اصل مسئلہ سے مطلع فرمائیں۔

۲۔ یہ اعتقاد رکھنا کیسا ہے کہ فلاں پیر یا پیغمبر ہر وقت اور ہر جگہ حاظر وناظر ہیں یہ اللہ تعالیٰ نے انکو قوت روحانی دی ہے کہ وہ ہر جگہ روحانی طور پر موجود رہتے ہیں اسے بھی بعض شرک کہتے ہیں اس کی کیا حقیقت ہے۔

۳۔ یہ عقیدہ رکھنا کیسا ہے کہ فلاں پیر یا پیغمبر مختار کل ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کو، کار عالم میں تصرفات دے رکھے ہیں جن کی بدولت وہ ہمارے نفع ونقصان پر قادر ہیں اور ہماری حاجت روائی ومشکل کشائی فرماتے ہیں اسے بھی بعض لوگ شرک گردانتے ہیں۔ اس قول میں کہاں تک صداقت ہے؟

۴۔ کسی ولی اللہ یا پیغمبر کے نام کی نذر ونیاز دینا ایصال ثواب سمجھ کر اور انکی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے تاکہ وہ وسیلہ بنیں ہماری دعاؤں میں، یہ کیسا ہے۔ اسی طرح کسی بزرگ یا پیغمبر کی منت ماننا کہ اگر میری فلاں حاجت پوری ہوجائے تو میں مزار پر چڑھاوا چڑھاؤں گا یعنی چاول کی دیگ پکا کر تقسیم کروں گا یا وہاں بکرا دونگا یا قبر پر غلاف ڈالونگا۔ یہ سب امور جائز ہیں یا نہیں؟ بعض ایسے افعال کو بھی شرک کہتے ہیں صحیح مسئلہ سے آگاہ فرمائیں۔

۵۔ پیغمبر پاک ﷺ کو بشر ماننا اس صورت میں کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے نور سے تخلیق ہوئے ہیں یعنی آپ ﷺ اللہ کے نور کا حصہ ہیں اور آپ انسانوں کی ہدایت کیلئے بشری صورت میں تشریف لائے تھے۔ یہ عقیدہ کیسا ہے؟ **بینوا توجروا**

۷۸۶ **الجواب:** بیشک اللہ عزوجل نے انبیاء علیہم السلام کو اپنے غیوب پر اطلاع دی اور بیشک اولیائے کرام کہ یہ حضرات نبی ﷺ کے سچے نائب ہیں حضور کی نیابت میں، ان پر بھی علوم غیبیہ منکشف ہوتے ہیں۔ ان میں بہت کو تمام لوح محفوظ پر اطلاع دیتے ہیں۔ مگر یہ سب حضور اقدس ﷺ کے واسطہ وعطا سے ہے۔ بے وساطت رسول، کوئی غیر نبی، کسی غیب پر مطلع نہیں ہوسکتا۔ اور بیشک ہمارا عقیدہ ہے کہ یہ علم غیب جو انہیں، یا انہیں ہے اللہ تعالیٰ کے دیئے سے ہے لہٰذا ان کا علم عطائی ہوا۔ اور یہ علم عطائی اللہ عزوجل ہی دیتا ہے کہ اسکی کوئی صفت، کوئی کمال کسی اور کا دیا ہوا نہیں ہوسکتا۔ واللہ اعلم

۲، ۳۔ اولیائے کرام میں جو اصحاب خدمت ہیں ان کو تصرف کا اختیار بے شک دیا جاتا ہے، سفید وسیاہ کے مختار بنائے جاتے

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہیں اور حضور ﷺ کی نیابت میں ان کو تصرفات و اختیارات دئے جاتے ہیں۔ اللہ عزوجل نے اولیائے کرام کو بہت بڑی طاقت دی ہے مردہ کو زندہ کرنا، مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو شفا دینا، مشرق سے مغرب تک ساری زمین ایک قدم میں طے کر جانا، یہ تمام خوارق عادات، اولیاء سے ممکن ہیں۔ ان سے استمداد و استعانت محبوب ہے۔ یہ مدد مانگنے والے کی مدد فرماتے ہیں۔ اور چونکہ اللہ عزوجل نے حضور ﷺ کو اپنی ذات کا مظہر بنایا اور حضور ﷺ کے نور سے تمام عالم کو منور فرمایا بایں معنی ہر جگہ حضور تشریف فرما ہیں۔ جیسا کہ آفتاب نصف النہار کہ وسط آسمان میں ہوتا ہے لیکن روشن کرتا ہے مشرق و مغرب کے شہروں کو۔ یونہی حضور ﷺ بیک وقت ہزار جگہ، جلوہ اندوزی فرمائیں اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں۔ اور ان کی توجہ سے، اولیاء کرام متعدد مقامات پر ظہور فرمائیں تو انکار کی کیا گنجائش۔ واللہ اعلم

۴۔ اس قسم کی نذر و نیاز میں کوئی حرج نہیں۔ مقصود صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ ہماری طرف توجہ و التفات فرمائیں۔ ہماری عقدہ کشائی کریں۔ اور بارگاہ الٰہی میں ہمارے حق میں دعائے خیر کریں۔ مولنا جامی فرماتے ہیں ۔

زمہجوری برآمد جان عالم ترحم یا نبی اللہ ترحم

یہاں خود حضور ﷺ سے رحم فرمانے کی درخواست ہے۔ حاجی امداد اللہ صاحب مُہاجر مکّی کہ منکرین و مانعین کے پیر و مرشد ہیں ان کی ایک نعت میں ہے کہ ۔

جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے، آپ کے ہاتھوں تم اب چاہو، ڈباؤ یا تراؤ، یارسول اللہ

مولوی قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند کے قصیدے میں ہے

جو تو ہی ہم کو نہ پوچھے گا تو کون پوچھے گا بنے گا کون ہمارا، ترے سوا غمخوار

ان اشعار میں حضور ﷺ کے وسیلہ بارگاہ الٰہی ہونے کا اقرار بھی ہے اور اس کا اظہار کہ وہ براہ راست بحکم خدا ہماری مدد فرماتے۔ سن کر بگڑی بناتے ہیں۔ واللہ اعلم

۵۔ حضور اقدس ﷺ کو بشر ماننا ہماری شہادت اسلام میں داخل ہے۔ واشھد ان محمداً عبدہٗ و رسولہ۔ کلمہ شہادت میں پہلے ان کے بندے ہونے کا اقرار ہے پھر رسالت کی شہادت۔ لیکن یہ بشریت اس اعلیٰ مقام پر فائز ہے کہ فرشتوں کی ملکوتیت اور جبرئیل امین کی نورانیت بھی اس کا ساتھ نہیں دے سکتی۔ بہر حال حضور ﷺ بشر ہیں اور بیشک بشر ہیں بلکہ سب انبیاء بشر تھے اور اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی بڑی حکمت و رحمت ہے کہ وہ اپنا نبی و رسول بنی نوع بشر سے منتخب فرماتا ہے ورنہ اللہ تعالیٰ اگر فرشتوں میں سے یا کسی دوسری مخلوق میں سے ہمارے لیے رسول بھیجتا تو وہ ہماری عادات و خصائل سے واقف نہ ہوتا۔ نہ اس کو ہم پر وہ شفقت ہوتی جو ایک ہم جنس کو دوسرے ہم جنس سے ہوتی ہے۔ دوسرے اسکی طرف ہمارا میلان طبعی نہ ہوتا نہ اسکی باتوں کی ہم پیروی کر سکتے اور نہ ہماری کمزوریوں کا اسے احساس ہوتا۔ بایں ہمہ حضور ﷺ کو اپنا جیسا بشر یا بھائی برابر کہنے والے، یا کسی اور طرح حضور ﷺ کا رتبہ گھٹانے والے مسلمان نہیں گمراہ بددین ہیں۔ اور قرآن کریم میں جا بجا کافروں کا یہ طریقہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ نبیوں کو اپنے جیسا بشر کہتے تھے اسی سے گمراہی اور کفر میں پڑے۔ البتہ یہ بات

http://t.me/Tehqiqat
Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ضرور ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور احدیت سے پیدا ہونے کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ معاذ اللہ، ذات الٰہی، ذات رسالت کے لیے مادہ ہے جیسے مٹی سے انسان پیدا ہوا۔ یا عیاذاً باللہ ذات الٰہی کا کوئی حصہ یا کل، ذات نبی ہو گیا۔ اللہ عزوجل حصے اور ٹکڑے اور کسی کے ساتھ متحد ہو جانے یا کسی شے میں حلول فرمانے سے پاک ومنزہ ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم، خواہ کسی شے کو جزء ذات الٰہی ماننا کفر ہے۔ اس کے اصل معنی تو اللہ ورسول جانیں مگر اس میں فہم ظاہر بیں کا جتنا حصہ ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام جہان کو حضور کے نور سے پیدا فرمایا یعنی حضور کے واسطے سے پیدا فرمایا، بخلاف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ کسی کے طفیل نہیں۔ اپنے رب کے سوا کسی کے واسطے سے نہیں تو ذات الٰہی سے بلاواسطہ پیدا ہیں جیسے ایک چراغ سے دوسرا چراغ روشن۔ کہ اس کا کوئی حصہ اس میں نہ آیا۔ یا آفتاب کی روشنی کے مقابل بڑا آئینہ روشن۔ اس مسئلہ کی تفصیل کے لیے امام احمد رضا خاں بریلوی کا رسالہ" صلاۃ الصفانی نور المصطفیٰ" دیکھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی النوری عنہ ۱۹ ررجب المرجب ۱۴۰۳ھ

۷۸۶ گرامی قدر وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا لفافہ کل ایک کتاب میں رکھا ہوا ملا۔ آج جواب لکھ رہا ہوں آپ کو انتظار کرنا پڑا معذرت خواہ ہوں۔ اور ایک بات یہ کہنا چاہتا ہوں آپ کے گھر میں فقیر کی کتابوں میں سے ہمارا اسلام مکمل، ہماری نماز مکمل، اور سنی بہشتی زیور ضرور ہونا چاہیے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کا مطالعہ اہل خانہ کے لیے بڑا مفید ثابت ہوگا۔

والسلام العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

سجادہ نشینی کے لیے مرشد کامل کی خلافت ضروری ہے

سوال: السلام علیکم وعلی من لدیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں مشائخ کرام، سجادہ نشینان اہل طریقت عالیہ سلسلہ قادریہ نقشبندیہ مجددیہ چشتیہ سہروردیہ ومفتیان دین اس بارے میں کہ ایک بزرگ ولی اللہ موصوف طریق نقشبندیہ مجددیہ نے اپنی ظاہری حیات مبارکہ میں کسی کو بھی خلافت سجادہ نشینی عطا نہیں کی۔ حالانکہ چند حضرات نے اس سلسلہ میں اصرار بھی کیا کہ حضرت کسی کو بھی اہل سلسلہ حضرات میں سے خلیفہ یا سجادہ نشین مقرر کریں تاکہ سلسلہ جاری رہے آپ نے کچھ دیر خاموشی فرمائی تو ایک صاحب نے جو کہ حافظ قرآن تھے اور بزرگ زید موصوف انکا بہت احترام فرماتے تھے کہا کہ حضرت جس کو آپ چاہیں منتخب فرمادیں تو بہتر ہوگا آپ نے فرمایا کہ حافظ صاحب کوئی بھی اس کا اہل نہیں ہے اسپر حافظ صاحب نے کہا کہ حضرت جس پر آپ ہاتھ رکھ دیں گے وہی اہل بن جائے گا کچھ دیر خاموشی کے بعد فرمایا کہ حافظ صاحب آپکو معلوم ہے اسکے بعد کیا ہوگا؟ حافظ صاحب نے کہا حضور آپ بہتر جانتے ہیں بزرگ زید موصوف نے فرمایا کہ حافظ صاحب یہ ہمارے پاس اللہ رب کریم اور اسکے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت ہے اور ہم انکے ہی سپرد کر چکے ہیں اسکے دو چار یوم کے بعد آپ وصال فرما گئے۔ آپ کے نہ تو کوئی پیر بھائی ہیں اور نہ ہی کسی پیر

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بھائی کے خلیفہ و طالب ہیں اور نہ ہی آپکے مرشد حیات ہیں چونکہ آپ مقبول بارگاہ تھے مخلوق خدا و معتقد حضرات کی یہ دلی خواہش ہے کہ بزرگ زید موصوف کے سلسلہ میں داخل ہوں اس طریق نقشبندیہ مجددیہ کے مطابق یہ حضرات بزرگ زید موصوف کے سلسلہ میں کیسے داخل ہوسکتے ہیں اور خلافت و سجادہ نشین طریق نقشبندیہ مجددیہ کے مطابق کس طریقہ سے کیا جا سکتا ہے کہ بزرگ زید موصوف کا سلسلہ جاری رہے کیا کوئی ایسی مثال طریق نقشبندیہ مجددیہ میں ملتی ہے۔ جواب باصواب بالتفصیل عنایت فرمائیں۔ فقط والسلام مفتی محمد سلطان عفی عنہ، ۲۸ راگست ۱۹۷۰ء

۷۸۶ **الجواب:** اولیاء کرام کی خلافت دو طرح ہے (۱) عامہ (۲) خاصہ۔ عامہ یہ کہ مرشد مربی اپنے کسی مریدین میں سے جس کو اس کام کا اہل جانے اور لائق تربیت سمجھے اپنا خلیفہ و نائب کرے اور اسے بیعت لینے اور مریدین و طالبین کو اعمال و اذکار و اشغال کی تربیت کے لیے خلافت عطا فرمائے یہ خلافت خلافت دینے والے کی زندگی سے مجتمع ہوتی ہے اور خلافت خاصہ یہ کہ اس مرشد مربی کے وصال کے بعد یہ شخص اسکی مسند خاص پر جس پر اسکی زندگی میں اسکے سوا کوئی دوسرا نہیں بیٹھ سکتا جلوس کرے اور تمام نظم اور انتظام و انصرام خانقاہ میں، وہ مرشد اسے اپنا جانشین ولی عہد مقرر کر جائے یا اس کے لیے قریب وصال وصیت فرمائے بشرطیکہ وہ وصیت شرعاً معتبر ہو، شخص مذکور اہل و لائق اور متعلق درگاہ کچھ اوقاف ہوں تو ان کی تولیت کی صلاحیت بھی رکھتا ہو تو وہی سجادہ نشین قرار پائیگا۔ اور اس مرشد مربی نے ولی عہد مقرر نہ کیا نہ وصیت فرمائی تو اس خانقاہ میں جو دستور قدیم چلا آتا ہے اس پر کاربند ہوں یا اہل حل و عقد جس پر اتفاق کریں وہ سجادہ نشین ہوگا مگر ان دونوں صورتوں میں یہ ضرور ہے کہ شخص مذکور اس مرشد مربی سے خلافت عامہ بطور مقبول رکھتا ہو ورنہ سجادہ نشینی ہرگز درست نہ ہوگی کہ وہ خلافت خاصہ ہے اور کوئی خاص بے عام کے مستحق نہیں ہوسکتا اور خلافت عامہ بے اجازت صحیح ہرگز صحیح نہیں ہوتی۔ (ھٰکذا فی الفتاوی الرضویہ)

صورت مسئولہ میں صراحۃً یا بطور وصیت کسی کو اپنا سجادہ نشین بنانا درکنار، اس مرشد مربی نے کسی کو بھی خلافت عامہ نہیں دی بلکہ صراحۃً انکار کردیا تو اب اس مرشد مربی کے سلسلہ میں داخلہ کا ہر دروازہ بند ہے کوئی شخص بطور خود یا دوسروں کے کہنے پر اگر مدعی جانشینی ہوگا تو شرعاً اس کا دعویٰ غلط ہوگا اور اس کے ہاتھ پر بیعت معدوم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ رجب ۱۳۹۰ھ

مرنے کے بعد کے متفرق مسائل

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) ایک کنواری لڑکی کو مرنے کے بعد بہشت میں کیا ملے گا؟ جس طرح مرد کو ستر حوریں اور غلمان ملنے کا وعدہ کیا گیا ہے؟

(۲) ہیجڑے کو مرنے کے بعد مرد کی یا عورت کی کونسی صورت ملے گی؟ جس طرح مرنے کے بعد نماز جنازہ میں مرد کی الگ نیت کی جاتی ہے اور عورت کی الگ نیت کی جاتی ہے اس طرح ہیجڑے کی کونسی نیت کرنی چاہیے؟

(۳) اگر کوئی عورت چار یا پانچ نکاح کرتی ہے تو مرنے کے بعد بہشت میں کس مرد کو ملے گی؟ مرنے کے بعد نکاح ٹوٹ جاتا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے تو ایسی صورت میں وہ ایک دوسرے کو بہشت میں کیسے ملیں گے؟

(۴) جب حضرت اسرافیل صور پھونکیں گے تو ساری دنیا تباہ ہو جائیگی اسکے بعد حضرت عزرائیل کو حکم ہوگا کہ وہ حضرت جبرائیل، حضرت میکائیل، حضرت اسرافیل کی جان قبض کریں۔ اور حضرت عزرائیل کی جان جب اللہ تعالیٰ مت فرمائیگا تب قبض ہوگی۔ لیکن شیطان کی جان کون قبض کریگا اور کب کی جائیگی؟

(۵) شیطان اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق ہے شیطان نیک اعلیٰ و افضل تھا۔ شیطان کو یہ بھی معلوم تھا کہ اللہ تعالیٰ واحد القہار ہے اسکے باوجود اس نے اللہ کے حکم سے انحرافی کیوں کی۔ اگر اس سے غلطی ہوگئی تو وہ پھر تائب کیوں نہ ہوا؟ شیطان نے اتنی بڑی انحرافی کیوں کی یہاں تک کہ جب قبر میں منکر نکیر آئیں گے مردے سے جب سوال جواب ہونگے تو شیطان کہے گا کہ تیرا اللہ میں ہوں، شیطان کو اللہ پاک کا عذاب ہے۔ اسکے علاوہ آخرت کا عذاب دائم قائم اور بڑا گھٹن ہے تو شیطان نے اتنی بڑی نافرمانی اور انحرافی کیوں کر رکھی ہے؟

(۶) آدمی جب پیدا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکا مقدر لکھ دیتا ہے۔ قرآن شریف میں حکم ہے کہ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ جس کو اللہ تعالیٰ چاہے عزت دے اور جسکو چاہے ذلیل کر دے تو ایسی صورت میں جب انسان کا مقدر لکھا گیا ہے تو انسان کیا کر سکتا ہے۔

سائل: حاجی دین محمد، سبزی منڈی حیدر آباد

۸۶ ۷ الجواب: ا۔ کنواری عورت اگر جنت میں گئی تو اسے اسکی پسند کا شوہر ملے گا اور وہاں مردوں کو اللہ تعالیٰ بہت طاقت عطا فرمادیگا اور اگر دوزخ کی مستحق ہے تو شادی کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

(۲) ہیجڑے کی دو قسم ہیں ایک وہ جسکے دونوں قسم کے آلات ہوں اور دوسرا وہ جسکا ایک بھی نہ ہو صرف سوراخ ہو جس سے قضائے حاجت کرتا ہے۔

جسکے دونوں آلات ہیں اگر پیشاب ذکر سے کرتا ہے تو وہ مرد ہے اور اگر شرمگاہ سے آتا ہے تو عورت اور اگر دونوں سے آتا ہے یا اسی سوراخ سے آتا ہے تو اسے خنثیٰ کہتے ہیں اسی طرح اگر بالغ ہونے کے بعد داڑھی نکل آتی ہے یا عورت سے ہمبستری کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے تو مرد ہے اور اگر اسکے پستان ظاہر ہوگئے یا حیض آ گیا تو عورت ہے۔ ہیجڑا اگر مرد ہے تو اسے مرد کی صورت ملکیی اور بہشتی ہوا تو وہ نقص دور کر دیا جائیگا اور اگر عورت ہے تو اسے عورت کی صورت ملے گی۔ خلاصہ یہ کہ ہیجڑا مرد و عورت سے کوئی الگ قسم نہیں یا مرد ہے یا عورت اسی تفصیل سے نماز جنازہ کا حکم بھی ظاہر ہوگا۔

(۳) اگر عورت مستحق جنت ہے اور مرد ایک جنتی ہے تو اسی جنتی مرد کو ملے گی اور اگر اس کے شوہر ایک سے زائد جنتی ہیں تو ایک روایت کے مطابق آخری کو ملے گی۔ واللہ اعلم بالصواب

(۴) حضرت مولنا شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی علامات قیامت میں لکھتے ہیں کہ جب آدمی مرجائیں گے تو ملک الموت ابلیس کی روح قبض کرنے کے لیے متوجہ ہونگے یہ ملعون چاروں طرف دوڑتا پھریگا۔ ملائکہ گرز ہائے آتش سے مار مار کر لاویں گے اور اسکی روح قبض کرلیں گے۔ (صفحہ نمبر ۱۸ کتاب مذکور)

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(۵) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ (بقرہ: ۳۴) یعنی اسنے (شیطان نے) کہنا نہ مانا اور غرور میں آ گیا اور ہو گیا کافروں میں سے۔ آیت مذکورہ میں شیطان کے تین گناہ ذکر کیے گئے ہیں (۱) الاباء باختیار خود کسی چیز سے انکار کرنا (۲) تکبر یعنی اپنے آپ کو غیر سے بڑا سمجھنا (۳) استکبار یعنی اس امر کو بہتر جان کر اختیار کرنا یہی تین گناہ شیطان کے ابدی خزیان وشقاوت کا موجب بنے جنکی وجہ سے توبہ کی توفیق بھی نصیب نہ ہوئی اور عبادت وریاضت پر مغرور ہوا پھر اسکا وہ حشر ہوا جو معلوم ہے۔

منت منہ کہ خدمت سلطان ہمی کنی
منت بداں کہ بخدمتت بداشتت

(۶) اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو پیدا فرمایا انہیں کان، آنکھ، ہاتھ، پاؤں، زبان وغیرہ آلات وجوارح عطا فرمائے اور انہیں کام میں لانے کا طریقہ الہام کیا پھر عقل عطا فرمائی جس سے کافی حد تک خیر وشر نفع ونقصان کی پہچان ہو سکتی ہے اور جن امور کو عقل ادراک نہ کر سکتی تھی انکی معرفت کے لیے انبیاء علیہم السلام بھیج کر کتابیں اتار کر ہر چیز کا حسن وقبح واضح فرما کر اپنی نعمت تمام فرمادی کسی عذر کی جگہ باقی نہ چھوڑی لئلا یکون للناس علی اللہ حجۃ بعد الرسل حق کا رشتہ واضح ہو گیا ہدایت وگمراہی پر کوئی پردہ نہ رہا لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ لیکن اسکے باوجود تمام ذوات وصفات وافعال کا خالق اللہ تعالیٰ ہے تمام معدومات کو لباس وجود اسی نے پہنایا ہے البتہ خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت اور غنائے مطلق سے یہ عادت جاری فرمائی ہے کہ بندہ جس امر کا قصد کر لے اپنے جوارح ادھر پھیرے اللہ تعالیٰ اپنے ارادہ سے اسے پیدا فرمادیتا ہے بندہ نیکی کا ارادہ کرے اور اپنے جوارح ادھر متوجہ کرے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے نیکی پیدا کرتا ہے اور بندہ اگر برائی کا ارادہ کرے اور جوارح ادھر متوجہ کرے اللہ تعالیٰ اپنی بے نیازی سے بدی پیدا فرمادیگا بندہ نہ تو خالق اور فاعل مستقل ہے اور نہ شجر وحجر کی طرح مجبور محض ہے ایک بین بین حالت ہے خالق ہر شے کا خدا تعالیٰ ہے لیکن اس قادر مطلق اور مختار کل نے کچھ قدرت اور اختیار اور ارادہ بندہ کو بھی عطا فرمایا ہے اسی وجہ سے بندہ کو، کاسب بھی کہا جاتا ہے اور بھلائی برائی اسی کی طرف منسوب کی جاتی ہے اور اسی کسب پر مدح وذم کا مستحق ہوتا ہے اور اسی پر جزا وسزا ثواب وعذاب ملتا ہے اللہ تعالیٰ نے تریاق اور سم الناردونوں کو پیدا فرمایا موت اور حیات، صحت اور مرض کے اسباب پیدا کیے، مقوی دوائیں اور غذائیں بھی اسی نے پیدا کیے زہر اور زہریلے جانور بھی اسی نے پیدا کیے اب اگر انسان زہر کو کھا کر ہلاک ہوتا ہے تو کوئی شخص یہ نہیں کہے گا کہ تریاق کھانے کا بدلہ ہے بلکہ یہ کہا جائیگا کہ یہ زہر کھانے پر اثر مرتب ہوا اس لیے کہ زہر کی خاصیت اور تاثیر ہی یہ ہے کہ اسکے کھانے سے موت آتی ہے۔

بہر چہ نیک وبد کردی جزا یابی سزا یابی فمن یعمل پردہ برخوان کہ ایں بینی وآن بینی

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے سوال کیا کہ بندہ مجبور محض ہوتا ہے یا مختار فرمایا کہ ایک پاؤں اٹھالو اور ایک پاؤں پر کھڑے ہوجاؤ اسنے ایک پاؤں اٹھالیا اور دوسرے پر کھڑا ہو گیا فرمایا دوسرا بھی اٹھالو تو سائل نے عرض کیا یہ تو ممکن نہیں ہے فرمایا کہ بس سمجھ لو بندہ اتنی مقدار میں مختار ہے اور اتنی مقدار میں مجبور ہے۔ بندہ اپنے دائرہ اختیار میں ہی سب کچھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرسکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بندہ کو فاعل مختار بنا رکھا ہے مادی اور معاشی زندگی کے شعبوں میں مادی اور روحانی میدانوں میں اسکی ہر طرح کی کارگذاریاں مشاہدہ میں آچکی ہیں اللہ تعالیٰ جزا سزا کو اپنے اختیار پر مرتب فرماتا ہے۔ ھذا ماعندی واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب مدرس رکن الاسلام، آزاد میدان ہیرآباد حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: فقیر کی نظر سے اس بارے میں کوئی صریح جزئیہ نہ گزرا البتہ احادیث سے یہ امر مستفاد ہوتا ہے جو مجیب سلمہ نے جواباً تحریر فرمایا۔ مثلاً فتوی حدیثیہ میں ارشاد فرمایا "الطفل یکون فی الحشر علی خلقۃ ثم عند دخول الجنۃ یزاد فیہ حتی یکون کالبالغ ثم یتزوج من النساء الدنیا ومن الحور" یعنی نابالغ بچہ اس حالت میں اٹھایا جائیگا جس حالت میں وہ مرا پھر جنت میں داخلہ کے وقت اسکی عمر دوسرے تمام جنتیوں کی طرح ۳۳ سال کردی جائیگی اور جنت میں اسکا نکاح دنیا کی عورتوں اور حوروں سے کردیا جائیگا۔ تو ہوسکتا ہے کہ انہیں میں سے کنواری لڑکیوں کا شوہر ان کی پسند کے مطابق دیا جائے۔ واللہ اعلم

(۲) مجیب سلمہ نے جو حکم مخنثوں کا بیان فرمایا وہ انہیں کے لیے جنکی تمیز و امتیاز میں دشواری پیش آئے۔ اور وہ بھی نامعقول مرد، جو زنانہ لباس پہنے دوسرے اجنبی مردوں کی طرح ان سے بھی پردہ کرنا لازم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) اس دنیا کے احکام، احکام آخرت سے بہت امور میں مختلف ہیں لہٰذا یہاں کے احکام پر وہاں کے احکام کا قیاس درست نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مجیب سلمہ کے باقی جوابات خود مفصل و مدلل ہیں فقیر ان سب جوابات کی تصدیق کرتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی النوری عنہ ۱۵ ربیع الآخر ۱۳۹۰ھ

http://t.me/Tehqiqat

آرزو کو بطور خبر بیان کرنا جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں حضرت خلیل العلماء مفتی خلیل خان صاحب بیچ اس مسئلہ کہ زید نے ایک شعر پڑھا

خدا کی قسم آپہنچے میرے یاور جبھی تو لگی قبر ہے جگمگانے

اس پر بکر نے اعتراض کیا کہ اگر زید کے ساتھ واقعتاً ایسا ہوا ہے اور اس نے اپنی قبر کی اس کیفیت کو مشاہدہ کیا ہے تو فبہا ورنہ کذب ہے زید نے جواب میں کہا کہ چونکہ یہ شاعری ہے اور شاعری میں بظاہر الفاظ خبریہ ہوں جب بھی مفہوم انشائیہ کیا جاسکتا ہے مثلاً اعلیٰحضرت علیہ الرحمہ کے اشعار خبریہ ہیں

کھڑے ہیں منکر نکیر سر پر نہ کوئی حامی نہ کوئی یاور
بتادو آکر مرے پیمبر کہ سخت مشکل جواب میں ہے
خدائے قہار ہے غضب پر کھلے ہیں بدکاریوں کے دفتر
بچالو آکر شفیع محشر تمہارا بندہ عذاب میں ہے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ازراہ کرم آپ فیصلہ فرمائیں کہ زید صحیح ہے یا بکر؟ ۱۵ ستمبر ۱۹۸۰ء

۷۸۶ الجواب بعون الوھاب: مذکورہ بالا شعر کو کذب قرار دینا فقیر عاصی پر معاصی کی سمجھ سے ماوراء ہے۔ تمناؤں اور دلی آرزوؤں کے اظہار کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ انہیں بصورت خبر بیان کیا جائے اس فالِ حسن کے ماتحت کہ، گویا اس کی آرزوؤں اور تمناؤں کو شرف قبولیت سے نواز لیا گیا اور مقصد یہ ہے کہ انشاء اللہ یہ واقع ہوگا۔ خود سائل نے جو اشعار پیش کیے وہ اسکے جواز کے لیے دلیل کافی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷/ ذی القعدہ ۱۴۰۰ھ

کسی کافر کے نام کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھنا یا کہنا اسلام دشمنی کے باعث ہے

سوال: ایک کتاب میں کعب بن اشرف کے نام کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھا ہوا ہے۔ ہمارے خیال میں یہ غیر مسلم تھا، کیا اس کا لکھنا جائز ہے؟ انیس احمد خان، کراچی یونیورسٹی، کراچی

۷۸۶ الجواب: کعب بن اشرف ایک مالدار یہودی تھا۔ جسے حضور ﷺ سے نہایت کدورت تھی۔ محمد بن مسلمہ صحابی انصاری اس کے قتل پر مامور ہوئے اور انہوں نے اس کا سر لا کر آپ ﷺ کے قدموں پر خاک ذلت میں ڈال دیا۔ کہتے ہیں یہ پہلا سر تھا جو زمانہ اقدس میں کٹ کر دربار اقدس میں لایا گیا۔ تو ایسے بدبخت کافر کے حق میں رضی اللہ عنہ کہنا یا اسکی عظمت و بڑائی سے اس کا نام لینا یہودیت سے محبت اور اسلام سے دشمنی کے باعث ہوسکتا ہے یا پھر کسی غلط فہمی کے سبب۔ کسی کتاب میں اگر اسکے نام پر رضی اللہ عنہ لکھا ہے تو اول خود مہمل ہے پھر کاتب صاحب کی حماقت اور لاپرواہی ہے کہ ایسی فاحش غلطی اس سے سرزد ہوئی۔ اور اندیشہ ہے کہ اس کاتب سے بڑھ کر کہیں وہ بزرگوار عقل مندنہ قرار پائیں کہ جان بوجھ کر جیتی مکھی نگل رہے ہیں۔ ان سے کہیں کہ فوراً توبہ کریں۔ اور مطبع والوں کو لکھیے کہ وہ ایسی فاحش غلطی کی اصلاح کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵/ ذی القعدہ ۱۴۰۱ھ

بدمذہب امام کے پیچھے نماز کا حکم

بخدمت جناب شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا مفتی محمد خلیل خان قادری برکاتی دامت برکاتہم

بعد از صد تکریم سلام مسنون مزاج شریف خیریت، بخیریت تمام

طویل انتظار کے بعد دوسرا عریضہ ارسال بخدمت ہے امید ہے کہ اب آپ مایوس نہیں فرمائیں گے اور عریضہ موصول ہوتے ہی فتویٰ، جواب بالصواب مرحمت فرما کر مشکور فرمائیں گے۔ برائے کرم یہ مسلک کا کام ہے اور آپکا فرض منصبی بھی اور آپ کو فیصل بھی مانا گیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی تحریر اور فتویٰ سے کئی نیم حضرات صراط مستقیم پر گامزن ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ رحمت تادیر اہلسنت و جماعت پر قائم رکھے۔ آمین۔ ثم آمین۔ والسلام

خادم اہلسنت دعا گو: ابو الطاہر محمد بشیر احمد، ۱۲ ستمبر ۱۹۸۱ء

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومشائخ عظام اس بارے میں کہ: اہلسنت وجماعت (بریلوی مسلک والوں کی دیوبندیوں، وہابیوں، مودودیوں، اور رائے ونڈ کی تبلیغی جماعت والوں کے پیچھے نماز ہوسکتی ہے یا نہیں؟ ان کے ہاں جانا کیسا ہے؟ اراکین جماعت اہلسنت، رسولپور تارڑ ضلع گوجرانوالہ

۷۸۶ الجواب: بلاشبہ وہابیہ کے پیچھے نماز مکروہ وممنوع ہے اور اس سے احتراز لازم۔ انہیں باختیار خود امام کرنا تو ہرگز کسی سنی محب سنت وقاطع بدعت کا کام نہیں۔ اگر چہ وہ مودودی جماعت سے متعلق ہوں یا تبلیغی طائفہ سے ان کا تعلق ہو۔ اور جہاں وہ امام ہوں اور منع پر قدرت نہ ہوسنی کو چاہیے کہ دوسری جگہ امام صحیح العقیدہ کی اقتداء کرے حتیٰ کہ جمعہ میں بھی، جبکہ اور جگہ مل سکے۔ اور اگر بجبوری ان کے پیچھے پڑھ لی یا پڑھنے کے بعد حال کھلا تو نماز پھیر لے اگر چہ وقت جاتا رہا ہو اگر چہ مدت گزر چکی ہو۔ حدیث شریف میں ہے کہ ''جب کوئی شخص منافق کو اے سردار کہہ کر پکارے تو بیشک وہ اپنے رب عزوجل کو غضب میں لایا'' سبحان اللہ جب فاسق وبدعتی کی زبانی تعریف اور انہیں صرف محل خطاب میں بلفظ سردار ندا کرنا، موجب غضب الٰہی ہوتا ہے تو اسے بہ حالت اختیار حقیقتاً امام وسردار بنانا، اور آپ اس کا تابع وپیرو بننا معاذ اللہ کیونکر موجب غضب نہ ہوگا۔ بیہقی کی حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ کسی بدمذہب کی نماز قبول کرے نہ روزہ۔ نہ زکوۃ۔ نہ حج۔ نہ عمرہ۔ نہ جہاد۔ نہ فرض نہ نفل۔ بدمذہب اسلام سے یوں نکل جاتا ہے جیسے آٹے سے بال'' اور ظاہر ہے کہ نماز تمام اعمال صالحہ میں ممتاز ہے تو کیا نظافت ایمانی اسے گوارا کرسکتی ہے کہ ایسی جگہ ایسے اشرار کو بلا عذر اپنا پیشواء وسردار کیا جائے۔ (فتاوی رضویہ)

(۲) ظاہر اور آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہو چکا کہ جو ان کے ساتھ ہو وہ مسلمانوں کی بڑی جماعت سے جدا ہوا۔ آج نہیں تو اندیشہ ہے کہ وہ کل ان جیسا مسلمانان اہلسنت سے دور ونفور ہو جائیگا اور یہی راستہ ہے جہنم تک لیجانے کا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ رذی القعدہ ۱۴۰۰ھ

ایصال ثواب انفرادی طور پر ہو یا اجتماعی طور پر جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین بیچ اس مسئلہ کہ: جناب عالی گذارش ہے کہ میں اپنے والد صاحب یا کسی اور صاحب کے لیے قرآن خوانی کراتا ہوں اسکا طریقہ یہ اختیار کرتا ہوں محلہ میں جو عورتیں اور بچے قرآن پاک کے پارے پڑھ سکتے ہیں ایک ایک یا دو دو پارے انکے گھر دے دیتا ہوں اور عرض کرتا ہوں کہ ہمارے گھر قرآن خوانی ہے مجھے یہ پارے پڑھ دو۔ لوگ سپارے پڑھ کر ہمارے گھر بھیج دیتے ہیں یا میں خود انکے گھر سے لے آتا ہوں اور پھر جمعہ کو پورے قرآن پاک کا ثواب کسی بھی صاحب کی روح کو بخش دیتا ہوں۔ تو کیا یہ طریقہ صحیح ہے یا غلط؟ قرآن خوانی کا صحیح طریقہ ارشاد فرمائیں۔

نعیم الدین ولد علیم الدین، کوارٹر نمبر A/372 لطیف آباد حیدرآباد، ۱۷ مئی ۱۹۸۲ء

۷۸۶ الجواب: مقصود اس سے ایصال ثواب ہے اور وہ یوں بھی حاصل۔ لیکن مسلمانوں کی مجلس یک جائی اور اجتماع میں جو فوائد وبرکات ہیں وہ حاصل نہ ہوں گے۔ کوشش یہی کریں کہ سب مجتمع ہو کر قرآن کلام وغیرہ پڑھیں اور ایسا نہ ہو سکے تو

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مجبوری۔ چارہ کار وہی ہے جس پر بہت جگہ عمل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ رجب المرجب ۱۴۰۲ھ

سرکار دو عالم ﷺ کو بجائے نام کے القاب سے پکارنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے اجل عالم بدل و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: سرکار دو عالم ﷺ کا اسم گرامی کندہ کیا جائے یا کہ جو خطاب آپ ﷺ کو اللہ جل شانہ نے عطا فرمائے ہیں اور آپ ﷺ کو پکارا بھی ہے اور فرمایا بھی ہے کہ مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ (آل عمران: ۱۴۴) اور بزرگوں نے بھی یہ فرمایا ہے کہ ''یا آدم ہست باپدر انبیاء خطاب، یا ایھا النبی خطاب محمد است'' عرض یہ ہے کہ سرکار دو عالم کا اسم مبارک یا محمد ﷺ کندہ کیا جائے یا کہ یا رسول اللہ ﷺ کندہ کیا جائے چونکہ صحابہ کرام آپ ﷺ کی حیات میں اور اسکے بعد بھی آپ ﷺ کو یا رسول اللہ ﷺ ہی کہہ کر پکارتے تھے اور آپ ﷺ سے عرض کیا کرتے تھے تو یہ عرض کرتے تھے کہ فداك امی و ابی یا رسول اللہ ﷺ اور یا محمد (ﷺ) وہ لوگ کہا کرتے تھے جیسا کہ ابوجہل اور ابولہب اور دوسرے کفاران قریش۔ ابولہب نے پکارا تھا تبالك یا محمد (ﷺ) جس کا مطلب آپ سمجھ گئے ہونگے جس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ سورہ لہب نازل فرمائی۔ عرض یہ ہے کہ جس اسم میں زیادہ فضیلت اور بزرگی ہو اسپر روشنی ڈال کر ہم جیسے ناسمجھ کو راہ ہدایت بتائی جائے آپکی عین نوازش ہوگی۔

حاجی اکبر علی، تھانہ والی مسجد۔ پھیلی تھانہ حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: قَالَ اللّٰہ تعالیٰ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا۔ ''یعنی رسول کا پکارنا آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسے ایک دوسرے کو پکارتے ہو'' ۔ کہ اے زید اے عمرو۔ بلکہ (مفہوم) یوں عرض کرو کہ یا رسول اللہ ﷺ یا نبی اللہ ﷺ یا سید المرسلین یا خاتم النبیین یا شفیع المذنبین ﷺ۔ ابونعیم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں راوی کہ '' پہلے حضور ﷺ کو یا محمد ﷺ یا ابا القاسم کہا جاتا۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم کی تعظیم اس سے نہیں فرمائی۔ تب سے صحابہ کرام یا نبی اللہ ﷺ یا رسول اللہ ﷺ کہا کرتے (وکذا فی البیہقی) والہذا علماء تصریح فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کو نام لیکر ندا کرنی حرام ہے۔ اور واقعی محل انصاف ہے کہ جسے اس کا مالک و مولیٰ تبارک و تعالیٰ نام لیکر نہ پکارے غلام کی کیا مجال کہ راہ ادب سے تجاوز کرے۔ اور قرآن کریم گواہ کہ جہاں محمد رسول اللہ ﷺ خطاب فرمایا ہے حضور ﷺ کا نام لیکر نہیں بلکہ حضور ﷺ کے اوصاف جلیلہ و القاب جمیلہ ہی سے یاد کیا ہے۔ تو اسی میں تعظیم و تکریم زیادہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ر شعبان ۱۴۰۲ھ

بدعقیدہ افراد کو تبلیغ کی اجازت دینے کا شرعی حکم

سوال: جناب مفتی محمد خلیل خان قادری برکاتی صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پچھلے دنوں ہماری مسجد میں تبلیغی جماعت کے چند افراد تبلیغ کے لیے آئے تھے چند لوگوں کا خیال ہے کہ یہ لوگ وہابی،

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عقائد رکھتے ہیں جبکہ بعض ان کو صحیح العقیدہ اہل سنت و جماعت بتاتے ہیں۔ہم لوگ تذبذب کی حالت میں ہیں۔مہربانی فرما کر ہماری رہنمائی فرماتے ہوئے ہمیں آگاہ فرمائیں کہ ان لوگوں کے کیا عقائد ہیں۔کیا ان کو برائے تبلیغ اپنی مسجد میں داخل ہونے دیں یا منع کر دیں۔خدا آپ کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے۔ نمازی مدینہ مسجد، بابن شاہ کالونی حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** تبلیغی جماعت کے بانی مبانی کرتا دھرتا سب کے سب وہابی ہیں۔ان کی ظاہری حالت پر کچھ سنی ناواقف فریفتہ ہو کر ان کے ساتھ لگ گئے ہیں۔مولائے کریم اپنی حمایت میں رکھے سنی مسلمان ہرگز ہرگز ان کی نہ سنیں۔یہ نماز روزہ کی تبلیغ کی آڑ میں اپنے عقائد پھیلاتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ ان کے ساتھ رہنے والا سنی مسلمان بھی نیاز و درود فاتحہ کا منکر ہو جاتا اور انہی کے رنگ میں رنگ جاتا ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ ربیع الآخر ۱۴۰۱ھ

مدارس دینیہ میں زکوٰۃ کی رقم کے استعمال کا شرعی طور پر حکم

سوال: بخدمت جناب علامہ مولانا مفتی خلیل خان البرکاتی صاحب مدظلہ العالی، السلام علیکم۔بعد عرض یہ ہے کہ
(۱) مدرسہ دار العلوم جہاں دینی تعلیم دی جاتی ہو۔قرآن پاک اور حدیث رسول ﷺ پڑھائی جارہی ہو۔اسکے اندر زکوۃ، خیرات، عطیہ، فطرہ وغیرہ کی رقم لگ سکتی ہے یا نہیں؟ جائز ہے یا نہیں؟ قاری غلام حسن، محمدی مسجد۔فردوس کالونی حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** مدرسہ اسلامیہ اگرچہ خاص اہلسنت کا ہو۔وہابیوں، دیوبندیوں، نیچریوں اور صلحکلیوں کا نہ ہو، اس میں بھی مدرسین یا دیگر ملازمین کی تنخواہ، مال زکوۃ یا فطرہ سے نہیں دی جاسکتی، نہ مدرسہ کی تعمیر یا مرمت یا فرش وغیرہ میں صرف ہوسکتی ہے۔ہاں اگر زکوۃ و فطرہ کا روپیہ بہ نیت زکوۃ کسی مصرف زکوۃ کو دیکر مالک کر دیں اور وہ اپنی طرف سے مدرسہ کو دیدے تو اب جملہ مصارف خیر میں صرف ہوسکتا ہے۔(فتاویٰ رضویہ)۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ رجمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ

شریر جن کو شیطان کہا جاتا ہے/جن بھی انسانوں کی طرح ہوتے ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: حضرت آدم علیہ السلام جس طرح اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے پیدا ہوئے کیا اس طرح شیطان بھی ہوا یا وہ دوسری طرح پیدا ہوا۔کیا اسکے ماں باپ بھی ہیں۔کیا وہ ماں باپ سے پیدا ہوا یعنی وہ کس طرح پیدا ہوا۔یہ سوال میں اس لیے لکھ رہا ہوں کہ ایک صاحب نے یہ مسئلہ دریافت کیا ہے اور اس سلسلے میں چند سوالات بھی ہیں۔وہ یہ ہیں

اول یہ کہ جنات کا وجود ہے تو کس حالت میں؟

دوئم یہ کہ ان جنات میں مرد و عورت ہیں یا نہیں؟

سوئم یہ کہ جنات کا آسیب حق ہے یا نہیں؟

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چہارم یہ کہ جو جنات کے وجود کا انکار کرے وہ مسلمان ہے یا کافر؟

قرآن وحدیث کی روشنی میں جوابات عنایت فرمائیں۔ مشتاق احمد، ٹنڈو الہیار میر پور روڈ

۷۸۶ الجواب: نہ ہم اسکے مکلف کہ شیطان کی حقیقت کا علم جانیں اور نہ جانیں تو خواہ مخواہی اپنی فراست عقل کو کام میں لائیں۔ فقیر کو اس سلسلہ میں صرف اتنا معلوم ہے کہ جنوں کے شریروں کو شیطان کہتے ہیں اور ان سب کے سرغنہ کا نام ابلیس ہے۔ یہ آگ سے پیدا کیے گئے ہیں اور سب انسانوں کی طرح ذی عقل اور ارواح جسم والے ہیں۔ ان میں توالد وتناسل بھی ہوتا ہے۔ کھاتے پیتے مرتے جیتے ہیں۔ ان میں مسلمان بھی کافر بھی۔ اور ان کے مسلمان نیک بھی ہیں اور فاسق بھی۔ سنی بھی ہیں اور بدمذہب بھی۔ اور ان میں بعض کو یہ طاقت دی گئی ہے کہ جو شکل چاہیں بن جائیں۔ ان میں جو شریر ہیں وہ لوگوں کو پریشان کرتے اور انہیں ستاتے ہیں۔ یہی آسیب ہے۔ اور جو شخص ان کے وجود کا انکار کرے یا بدی کی قوت کا نام جن یا شیطان رکھے وہ منکر ہے قرآن کی آیات صریحہ کا۔ سورہ جن کا ترجمہ اور تشریح کا مطالعہ کریں۔ واللہ اعلم بالصواب

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ جمادی الاخری ۱۴۰۱ھ

مرد کا ہاتھ غلطی سے مشتہاۃ لڑکی کو لگ گیا تو لڑکی کی ماں کا کیا حکم؟

سوال: جناب مکرمی مجدد الملت حامی توحید وسنت غزالی زمان رازی دوراں فقیہ العصر فرید الدھر قدوۃ العلماء جناب شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد خلیل خان قادری برکاتی مدظلہ العالی، السلام علیکم

بعدہ التماس یہ ہے کہ بندہ حقیر ہر دو فریقین کی خیریت خداوند قدوس سے نیک خواہ ہے التماساً عرض ہے کہ بندہ حقیر اتنا زیادہ دینی علم نہیں جانتا۔ بہرحال خدا کے فضل وکرم سے اور طفیل جناب سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ جلیلہ سے عقائد اہلسنت وجماعت سے آگاہی رکھتا ہوں۔ اور حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے خادموں کے ساتھ عقیدت ومحبت رکھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے میں دعا گو ہوں کہ سب مومنوں کو اللہ تعالیٰ صراط مستقیم پر گامزن رکھے۔ آمین۔ ثم آمین۔

مکرمی جناب کی تصانیف پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ آپ کی کتاب سنی بہشتی زیور میں ایک مسئلہ پڑھا لیکن اسکو نہیں سمجھ سکا۔ اکثر علماء صاحبان سے رابطہ کیا لیکن دل مطمئن نہیں ہوا۔ اس لیے بندہ ان ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں عرض گزار ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ بندہ ناچیز کی پریشانی کو آپ مطمئن فرمائیں گے۔

مسئلہ یہ افعال قصداً ہوں یا بھول کر، یا غلطی سے یا مجبوراً بہرحال حرمت ثابت ہو جائیگی۔ مثلاً اندھیری رات میں مرد نے اپنی بیوی کو جماع کے لیے اٹھانا چاہا غلطی سے شہوت کے ساتھ مشتہاۃ لڑکی پر ہاتھ پڑ گیا اسکی ماں ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی۔ یونہی اگر عورت نے شوہر کو اٹھانا چاہا اور شہوت کے ساتھ ہاتھ لڑکے پر پڑ گیا جو مراہق تھا اسکی مقدار بارہ برس کی عمر ہے تو عورت ہمیشہ کے لیے اپنے اس شوہر پر حرام ہوگئی۔ (درمختار) اور ساتھ ہی یہ عرض کردوں کہ اس عبارت پر دیوبندی وہابی نے کافی اعتراض کیا ہے۔ حوالہ سنی بہشتی زیور صفحہ ۳۰۹۔ جواب تفصیل سے دیں آپکی بڑی نوازش ہوگی۔ آخر میں خداوند کریم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کی بارگاہ ایزدی میں نہایت عجز و انکساری کے ساتھ دعا گو ہوں کہ آپ جیسے علماء کرام کا سایہ اہلسنت و جماعت پر تا قیامت قائم ودائم رہے۔ آمین محمد خلیل، حال مقیم کراچی، ۱۳ مئی ۱۹۸۱ء

۷۸۶ **الجواب:** اعتراض برائے اعتراض وہابیہ دیوبندیہ کا خاصہ ہے۔ مسئلہ پر اعتراض تھا تو اصل کتاب میں جس کا حوالہ دیا گیا ہے اسے دیکھنا چاہیے تھا یا پھر اپنے ہی مفتیوں سے معلوم کرنا تھا۔ آپ ایسوں کے اعتراض پر نہ جائیں۔ درمختار کی عبارت درج ذیل ہے۔ معترض کو بتادیں اور اپنے کام سے کام رکھیں۔ دیوبندیوں کا عالم تو یہ ہے کہ کل تک تیجہ، چالیسواں، گیارھویں، بارھویں اور اوقات معینہ پر اولیائے کرام کے عرسوں کو حرام و ناجائز و بدعت کہتے رہے اور اب بھی کہتے ہیں لیکن اپنے بڑوں کے مرنے پر ایصال ثواب کے نام پر تاریخ و وقت و مقام سب مقرر کر کے مشتہر کردیے جاتے ہیں بلکہ حکومت سے مطالبے ہوتے ہیں کہ فلاں مفتی یا فلاں شہید کا دن حکومت کی جانب سے منایا جائے۔ اب یہ ان کے لیے جائز۔ شریعت نہ ان کے گھر کی ہے نہ کسی اور کے گھر کی۔ فرق اتنا ہے کہ ان کا امام ان کی اپنی خواہش نفس، اور رہا ہے۔ اور ہمارے مقتدیٰ ہمارے ائمہ علمائے دین وملت۔ مولائے کریم ہمیں حق پر چلائے اور محبوبان خدا کی محبت پر اٹھائے۔ آمین۔

عبارت درمختار یہ ہے ولا فرق فیما ذکر بین اللمس والنظر بشهوة بین عمد و نسیان و خطاء و اکراه۔ فلوا یقظ زوجة او ایقظته هی لجماعها فمست یده بنتها المشتهاة او یدها ابنه حرمت الام ابدا۔ فتح واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ رجب ۱۴۰۱ھ

صاحب نصاب پر قربانی اپنی پہلے واجب ہے والدین کے نام سے کرنا نفل ہے اگر اپنی نہ کی تو گنہگار رہوگا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام کہ: زید خود مالک نصاب ہے مگر وہ خود اپنی طرف سے قربانی نہیں کرتا ہے بلکہ وہ ایک بکرا قربانی اس طریقہ سے کرتا ہے اب یہ بکرا میرے دادا کے نام سے قربانی ہے، پھر اگلے سال ایک بکرا اپنے باپ کے نام سے پھر تیسرے سال اپنی والدہ کے نام سے پھر چوتھے سال اپنی عورت کے نام سے قربانی کرتا ہے کیا اس طریقہ سے قربانی کرنا جائز ہے جبکہ زید پر سے خود قربانی کرنے کا، واجب ترک ہو رہا ہے؟ عبدالغفار بیگ، شکارپور ضلع سکھر

۷۸۶ **الجواب:** عبادت مالیہ یا بدنیہ فرض و نفل یا کسی بھی نیک عمل کا ثواب دوسروں تک پہنچایا جاسکتا ہے زندوں کے ایصال ثواب سے مردوں کو فائدہ پہنچتا ہے کتاب فقہ و عقائد میں اسکی تصریح موجود ہے حدیث سے بھی اسکا جائز ہونا ثابت ہے لیکن بایں ہمہ فرض و واجب کہ اس ذات واجب قہار کا بھاری فرض ہے گردن پر رہنے دینا اور ماں باپ وغیرہ کی جانب سے قربانی کرنا یہ شیطان کا بڑا دھوکہ ہے نفل ہے نہ فرض، نرے دھوکے کی ٹٹی ہے اُسکے قبول ہونے کی امید تو مفقود اور اسکے ترک کا عذاب گردن پر موجود۔ سیدنا صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ خبردار رہو کہ کوئی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نفل قبول نہیں ہوتا جب تک فرض (واجب) ادا نہ کرلیا جائے۔ (ابن شیبہ ابونعیم) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ ذوالحجہ ۱۳۸۵ھ

بارہ ربیع الاوّل یوم ولادت شریف یا وصال مبارک؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان، ذیل کے مسئلہ میں کہ: بارہ ربیع الاول شریف سرکار ﷺ کی ولادت مبارک کا بھی دن ہے اور عرس مبارک (وصال شریف) کا بھی دن ہے ایک شخص بارہ ربیع الاول شریف مناتا ہے تب اس شخص کے دل میں عرس مبارک کا خیال ہونا چاہیے یا ولادت شریف کا۔ جواب عنایت فرمائیں۔

فقط والسلام: حاجی عبدالمجید خان، پنجرہ پول نور مسجد

۷۸۶ الجواب: بارہ ربیع الاول شریف کی تقریبات میں ولادت شریف کے اہتمام کی نیت ہونی چاہیے۔ یہی وجہ ہے کہ علماء کرام اس ماہ مبارک کو "بارہ وفات" کا مہینہ کہنے سے منع فرماتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ ربیع الاول شریف ۱۳۸۸ھ

اذان، خطبہ صلوٰۃ وسلام کے لیے لاؤڈ اسپیکر کا استعمال کرنا

سوال: الحمدللہ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ: مسجد میں جمعہ کے دن لاؤڈ اسپیکر پر خطبہ پڑھنا اور بعد نماز جمعہ صلوٰۃ وسلام پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور پنجگانہ اذان دینا؟ ازراہ کرم کتاب اللہ اور احادیث نبوی ﷺ کے حوالہ کے ساتھ جواب مرحمت فرمائیں تا کہ مخالفین کو مطمئن کر سکی کوشش کی جاسکے۔ قاضی حکیم شاہد علی خان وارثی، 7/C لطیف آباد حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: اللہ عزوجل فرماتا ہے وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔ یعنی جو کچھ رسول تمہیں عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں اس سے باز رہو۔ اور ترمذی و ابن ماجہ میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے الحلال ما احل اللہ فی کتابه والحرام ما حرم اللہ فی کتابه وما سکت عنه فهو عفا عنه۔ یعنی جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حلال فرمایا وہ حلال ہے اور جو کچھ حرام فرمایا وہ حرام ہے اور جس کا کچھ ذکر نہ فرمایا وہ معاف ہے۔ اس آیت کریمہ وحدیث شریف سے یہ معلوم ہوا کہ جس بات کا نہ شریعت نے حکم دیا نہ منع کیا وہ نہ واجب ہے نہ گناہ بلکہ معافی ہے۔ ان کی معافی مقرر ہو چکی جس میں اب تبدیلی نہ ہوگی لہٰذا کسی شے کے جائز ہونے کو اتنا ہی کافی ہے کہ شریعت میں اسکی ممانعت نہ آئی۔ اب جو کسی بات پر انکار کرے اور دعوی کرے کہ ناجائز یا بدعت ہے اور اس کے جواز پر ثبوت طلب کرے اس کا جواب یہی ہے کہ دو باتوں میں سے ایک کا ثبوت تمہارے ذمہ ہے یا تو یہ کہ فی نفسہ اس کام میں شر اور برائی ہے لہٰذا ممنوع۔ یا یہ کہ شریعت مطہرہ نے اس سے منع فرمایا۔ جب نہ شرع سے منع نہ کام میں شر، تو اس سے منع کرنا نئی شریعت گڑھنا اور شارع بننا ہے۔ پھر جبکہ اسے بہ نظر تعظیم ومحبت کیا جاتا ہے تو ضرور پسندیدہ ومحبوب ہوا کہ ہر مباح، نیت حسن سے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مستحب و مستحسن ہو جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں صلوۃ وسلام عرض کرنا خالصتاً لوجہ الکریم بلکہ محبوب و مطلوب شرعی ہے جس سے ہر مسلمان واقف اور احادیث کریمہ اس باب میں بکثرت وارد۔ اب رہا سوال خطبہ واذان اور درود خوانی میں اس آلہ لاؤڈ اسپیکر کا استعمال تو اس باب میں صرف اتنا ہی کافی ہے کہ نئی ایجادات کے استعمال کو مطلقاً منع کرنا موزوں نہیں۔ ہاں احکام شرعی سے ٹکراؤ ہو تو بیشک اس کا استعمال ممنوع و ناجائز و حرام ہوگا جیسے اس آلہ کا نماز میں استعمال کہ یہ عبادت مقصودہ ہے لہٰذا نماز میں ناجائز ہے۔ اور خطبہ واذان سے مقصود چونکہ اعلام و آگاہی احکام شرع و قیام جماعت ہے لہٰذا اذان و خطبہ جمعہ میں اس کا استعمال ناجائز نہ ہوگا کہ تبلیغ و اشاعت کا معاون ہے۔ ھذا ما عندی۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ / ربیع الاخر ۱۳۸۵ھ

شیعیت سے توبہ کے بعد کیا نکاح قائم رہے گا جبکہ فریق آخر بدستور شیعہ ہو؟

سوال: حضرت مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں پہلے شیعہ مذہب سے تعلق رکھتی تھی اور میرا نکاح بھی شیعہ مرد سے ہوا پھر بعد میں مجھے شیعہ مذہب کے متعلق تفصیلات معلوم ہوئیں تو میں نے توبہ کی اور اب میں سنی ہوگئی ہوں مگر میرا شوہر اب بھی شیعہ ہے۔ میں کیا کروں؟

ڈاکٹر فرخندہ، ناظم آباد کراچی

۷۸۶ **الجواب:** ہدایت اللہ عزوجل کے دست قدرت میں ہے مولیٰ تعالیٰ آپ کو استقامت عطا فرمائے۔ آمین۔ ہمارے علمائے کرام اہلسنت کے نزدیک آجکل عام روافض، تبرائی جو عقائد رکھتے ہیں ان میں کم کوئی ایسا نکلے گا جو قرآن مجید میں سے کچھ گھٹ جانا، نہ مانتا ہو اور حضرت امیر المومنین علی المرتضیٰ اور باقی آئمہ اطہار کرم اللہ تعالیٰ وجوھم کو حضرات انبیاء سابقین علی نبینا وعلیہم افضل الصلوٰۃ والتسلیم سے افضل نہ جانتا ہو اور یہ دونوں عقیدے کفر ہیں۔ اور ایسے عقیدے والے کو اسکے عقیدے پر مطلع ہو کر جو کافر نہ جانے خود کافر ہے۔ اور ایسے رافضیوں کا حکم بالکل مثل حکم مرتدین ہے پس دختر رافضیان جو ایسے عقائد رکھتی ہو اس سے سنی یا غیر سنی کا نکاح نہیں ہوسکتا کہ مرتدہ اصلاً محل نکاح نہیں کما نص علیہ فی الردالمحتار و عامۃ الاسفار۔ اس بناء پر آپ کا پہلا نکاح منعقد نہ ہوا۔ اب جبکہ آپ نے روافض کا مذہب ترک کر کے مذہب اہلسنت اختیار کرلیا آپ کو اختیار ہے جس سنی مرد سے چاہیں نکاح کرلیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ / ذوالحجہ ۱۳۸۲ھ

منت کی رقم کسی بھی کار خیر میں صرف کرنا

سوال: جناب مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گذارش یہ ہے کہ میں نے منت بولی تھی کہ اگر میری تنخواہ جو سو روپیہ ماہوار تھی اگر کم نہ ہوئی تو میں درود شریف کا پرچہ ایک ہزار ہر ماہ چھپوایا کرونگا جس میں لاگت بارہ روپیہ لگی۔ میں نے ایک ہزار چھپوا کر تقسیم کیے مگر چلے نہیں اسکی مانگ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہیں ہوئی اور مجھ سے میرے پیر صاحب نے بھی کہا کہ ان پرچوں کی مانگ تو ہے نہیں اور بے ادبی ہوگی اس سے بہتر ہے کہ کسی اور نیک کام میں وہ پیسہ لگا دیا کرو اب میں نے کچھ روپیہ دار العلوم میں دیا کچھ کا ایک مرہم بنا کر مفت تقسیم کیا مرہم سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو فائدہ ہوا۔ اب آپ سے گذارش یہ ہے کہ اس پیسہ کا مرہم بنا کر بانٹتا رہوں یا مدرسہ میں دے دیا کروں یا کسی محتاج کی امداد کر دیا کروں یا جو باتیں میں نے تحریر کی ہیں ان سب میں کام میں لاؤں جو آپ فتویٰ دیں آئندہ وہ کروں؟ برائے کرم جواب جلد عنایت فرمائیں۔ محمد یوسف، ۳/ ذی الحجہ ۱۳۸۶ھ

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں آپ کو اختیار ہے کہ آپ ہر ماہ وہ رقم جو ایک ہزار کی اشاعت میں صرف ہوتی کسی بھی کار خیر میں صرف کریں البتہ کسی ایسے دار العلوم کو یہ رقم ہرگز نہ دیں کہ جہاں اشاعت دین کے نام پر پردہ میں بزرگان کرام کی بارگاہوں میں گستاخیوں کی تعلیم دی جاتی ہے مثلاً مدارس وہابیہ نجدیہ اور انکے ہم مسلک و ہمنوا۔ اور سب سے بہتر یہ ہے کہ آپ اس رقم کی دینی کتابیں خرید فرمائیں اور مستحقین میں تقسیم فرمائیں۔ یہ صدقہ جاریہ بھی ہے اور مذہب اہلسنت کی تبلیغ واشاعت بھی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ ۵/ ذی الحجہ ۱۳۸۴ھ

''میں پیروں کو حاضر کر سکتا ہوں'' کہنے والا

سوال: قبلہ مفتی صاحب السلام علیکم

سائل دو سوال کرتا ہے ان دونوں سوالوں کا جواب برائے کرم تحریر فرمائیں۔ خداوند کریم آپ کو اور ہم سب کو حضور ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے آمین۔ ایک شخص کا کہنا ہے کہ ایک ہی وقت میں ایک گھنٹہ میں چار پانچ پیروں کو حاضر کر سکتا ہوں۔ پیروں کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔ حضرت عبد القادر جیلانی، حضرت عباس علمدار، چاند شاہ ولی، انکو میں حاضر کر سکتا ہوں۔ حاضر کرنے کا طریقہ بھی سن لیں پیالے میں آگ رکھی اور لوبان ڈال دیا اسکو دھونی دی اب یہ معلوم نہیں کہ کیا پڑھتا ہے بس وہ اوپر آگئے اب یہ شخص جو کچھ بھی بولے گا انکا بولنا ہوگا۔ زبان اسکی بولنا انکا اب جس کو جو بھی معلوم کرنا ہو کر لو کچھ دیر رہ کر سلام کر کے چلے گئے پھر دوسرے آگئے یہ شخص نہ مولوی ہے نہ درویش کیونکہ انکی شان بھی بڑی ہوتی ہے۔

مفتی محمد سلیمان رضوی، ٹنڈو الہیار

۷۸۶ **الجواب:** شخص مذکورہ جاہل محض ہے اور متبع ہوا و نفس و بندہ شیطان۔ مسلمان ہرگز اسکی باتوں پر دھیان نہ دیں۔ بلکہ جسے اپنا دین و ایمان عزیز ہے وہ ہرگز اسکے ساتھ کسی مجلس میں بھی نہ بیٹھے۔ نہ اس سے کوئی سروکار رکھے۔ بے ادبوں کی صحبت انسان کو دولت ایمان سے محروم کرتی ہے اور خدا اور رسول ﷺ سے دور کر دیتی ہے قرآن کریم کا ارشاد ہے ''یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھو ورنہ تمہیں آگ چھوئیگی۔'' واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲/ صفر المظفر ۱۳۸۴ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فقہ کا انکار کرنے والے کی اقتداء میں نماز کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: زید ایک مسجد کا امام وخطیب ہے اور یہ کہتا ہے کہ میں صرف قرآن اور حدیث کو مانتا ہوں اور فقہ کا منکر ہے فقہ حنفی کی مشہور کتب مثلاً عالمگیری درمختار وردالمختار وشامی وغیرہ کا انکار کرتا ہے۔اور یہ کہتا ہے کہ کیا یہ علماء حضور اقدس ﷺ سے بڑھ کر ہو گئے جو میں انکی بات مانوں۔ایسے شخص کے لیے شرعاً کیا حکم ہے؟اور اسے امام بنانا جائز ہے یا نہیں؟ ازروئے شرع مطہرہ بیان فرمائیے۔بینوا، توجروا

سائل محمد اکرم صدیقی، لطیف آباد نمبر ۶

۷۸۶ **الجواب:** ان بلاد میں ایسی باتیں کرنا خاص وہابیہ غیر مقلدین کا شعار ہے اور وہابیہ گمراہ وخاسر ہیں ایسے شخص کی اقتدا اور اسے امام بنانا ہرگز روا نہیں کہ وہ گمراہ بدمذہب ہے اور بدمذہب کی شرعاً توہین واجب اور امام بنانے میں عظیم تعظیم تو اس سے احتراز لازم۔علامہ طحطاوی حاشیہ درمختار میں نقل فرماتے ہیں من شذ من جمہور اھل الفقہ والعلم والسواد الاعظم فقد شذ فیما یدخل فی النار فعلیکم معاشر المومنین باتباع الفرقۃ الناجیۃ المسماۃ باھل السنۃ والجماعۃ وھذہ الطائفۃ الناجیۃ قد اجمعت الیوم فی مذاھب اربعۃ وھم الحنفیون والمالکیون والشافعیون والحنبلیون رحمھم اللہ تعالیٰ ومن کان خارجا عن ھذہ الاربعۃ فی ھذا الزمان فھو من اھل البدعۃ والزور۔ یعنی جو شخص جمہور اہل علم وفقہ وسواد اعظم سے جدا ہوا وہ ایسی چیز میں تنہا ہوا جو اسے دوزخ میں لیجائیگی تو اے گروہ مسلمین تم پر فرقہ ناجیہ اہلسنت وجماعت کی پیروی لازم ہے اور یہ نجات دلانے والا گروہ اب چہار مذہب میں مجتمع ہے حنفی مالکی شافعی حنبلی اللہ تعالیٰ ان سب پر رحم فرمائے اس زمانہ میں ان چار سے باہر ہونے والا بدعتی جہنمی ہے۔تو ایسے شخص کو امام بنانا گویا دین اسلام ڈھانے کی سعی وکوشش کرنا ہے مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس کو فوراً امامت سے معزول کریں اور اپنے دین وایمان اور نماز وجماعت کو برباد ہونے سے بچائیں۔(ھکذا من الفتاویٰ الرضویہ)۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ر صفر ۱۳۸۴ھ

"رضی اللہ تعالیٰ عنہ" علماء واولیاء کے لیے بھی مستعمل ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ: لفظ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لیے مخصوص ہے یا کہ اعلیٰحضرت احمد رضا خان فاضل بریلوی کو بھی کہہ سکتے ہیں؟ اور دیگر علماء کو بھی؟ ازراہ کرم تفصیل سے جواب مرحمت فرمائیں۔قاضی واجد علی، لطیف آباد کوارٹر نمبر ۳۰۵ یونٹ نمبر ۱۰، حیدرآباد، ۹ مئی ۱۹۶۶ء

۷۸۶ **الجواب:** لفظ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا استعمال صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہی کے ساتھ مخصوص نہیں۔اکابر علماء کرام اس لفظ کا استعمال بلا ردوکد بزرگان ملت کے لیے کرتے چلے آرہے ہیں۔صاحب مشکوٰۃ شریف نے صاحب مصابیح کے لیے لفظ رضی اللہ تعالیٰ عنہ استعمال کیا ہے اور خود صاحب ہدایہ نے اپنے نام کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھا ہے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چنانچہ جگہ جگہ فرماتے ہیں قال رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اور کسی سے اس پر ردو انکار نہ وارد نہ ممنوع، بلکہ یہ مضمون خود قرآن کریم سے مستفاد فرمایا، ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ یعنی یہ رضا اس شخص کے لیے ہے جو اپنے رب سے ڈرے قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری میں اس آیت کے تحت فرماتے ہیں و جملة "ذلك لمن خشی ربه" فی مقام التعليل یعنی یہ جملہ مضمون سابق کے لیے علت ہے مطلب یہ ہے کہ ہر وہ شخص جو اپنے رب کی نافرمانی سے بچے اور قضائے الٰہی پر راضی رہے اس کے لیے رضائے الٰہی ہے۔ لہٰذا علمائے کرام و اولیاء عظام کے لیے یہ کلمہ استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ ہاں فرق دونوں کے استعمال میں اخبار و انشاء کا ہے اور وہ ایک دینی بحث ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ رصفر ۱۳۸۶ھ

زکوٰۃ کی رقم مسجد میں لگانے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ

(۱) زکوٰۃ کا پیسہ مسجد کی تعمیر میں لگا سکتے ہیں یا نہیں؟ تفصیل سے بتائیں۔

(۲) مسجد شریف کو اگر شہید کر کے دوبارہ بنایا جائے تو اسکے منبر کو آگے بنا سکتے ہیں یا نہیں؟

(۳) صحابہ کرام کے نام کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا جاتا ہے۔ یہ الفاظ بزرگان دین کے لیے استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟

بینوا، توجروا مولانا عبدالرحمٰن خان، لونگ جھگت گلی حیدرآباد، ۱۲ مئی ۱۹۶۰ء

۷۸۶ الجواب: ۱۔ زکوٰۃ کا پیسہ مسجد کی تعمیر میں صرف نہیں کر سکتے۔ واللہ اعلم

۲۔ قطعہ زمین جس پر منبر تھا اگر مسجد ہی میں رہے تو منبر کو آگے بڑھا سکتے ہیں مسجد کے کسی حصہ کو زمین بنا لینا یا اسپر دوکان مکان وغیرہ تعمیر کرنا یہ ناجائز ہے۔ واللہ اعلم

۳۔ بزرگان دین کے ناموں کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لفظ استعمال کر سکتے ہیں جیسا کہ اکابر علماء کرام کا ہمیشہ سے معمول رہا ہے۔ صاحب مشکوٰۃ نے صاحب مصابیح کے لیے یہ لفظ استعمال کیا جیسا کہ مقدمہ مشکوٰۃ سے ظاہر ہے اور کسی نے اس پر اعتراض نہ کیا اس دلیل کے لیے ان اکابر کا یہ عمل ہی کافی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ رصفر ۱۳۸۶ھ

نعلین پاک کا نقش مسجد میں لگانے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و فقہائے کرام اس مسئلہ میں کہ: نقش نعلین شریفین آنحضرت ﷺ کو مسجد کے اندر لگانا جائز ہے یا نہیں اور جن چیزوں کو کو نماز کے اندر دیکھنے سے خلل آتا ہے ان کو لگانا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو مدلل ثبوت فرمائیں۔ بینوا، توجروا نور محمد عفی عنہ، حیدرآباد، ۳ جون ۱۹۶۶ء

۷۸۶ الجواب: علمائے کرام نے نعل مقدس کے نقشے کو نعل مقدس کا قائم مقام بتایا اور اسکے لیے وہی اکرام و احترام جو

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اصل کے لیے تھا ثابت ٹھہرایا اور اس نقشہ مبارکہ کے لیے خاص خواص و برکات ذکر فرمائے اور بلاشبہ وہ تجربہ میں آئے اور خود علماء خود اسکی تعظیم اور ان سے تبرک کرتے آئے اور اس باب میں اہل ایمان کے لیے روح افزاء ارشادات فرمائے بلکہ اس بارے میں مستقل تصانیف لکھیں لہٰذا اس نقشہ کو بطور تبرک مسجد میں آویزاں کرنا باعث برکت ہے۔ ہاں ایسی چیزوں کو دیوار قبلہ میں ایسے نصب کرنا نہ چاہیے جس سے لوگوں کا نماز میں دھیان بٹے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ر صفر المظفر ۱۳۸۶ھ

اگر کسی شیعہ نے سنی بن کر نکاح کرلیا تو اس نکاح کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ: جمشید حسین نے حلفاً بیان دیا کہ میں اہل سنت والجماعت مذہب رکھتا ہوں اور بلقیس خانم سے نکاح کیا سنی قاضی نے نکاح پڑھایا مگر محرم کے ایام میں بلقیس کو مجلس میں لے گیا اور ماتم کرنے کو کہا۔ بلقیس نے منع کردیا اور کہا کہ تم سنی ہو پھر ماتم کیوں کرتے ہو اور کراتے ہو اس پر جمشید نے کہا کہ میں اصلی شیعہ سید ہوں اور تم کو اپنے مذہب میں لاؤنگا۔ جب ماتم وغیرہ پر زور دیا تو بلقیس اپنے والدین کے ہاں آگئی اور سب حال بتایا۔ اب فقہ کی رو سے مسئلہ کیا ہے کہ شیعہ لڑکا سنی بنکر کسی اہلسنت والجماعت مذہب رکھنے والی لڑکی سے نکاح کرے جو صحیح ہوگا یا نہیں۔ بغیر طلاق کے نکاح فسخ ہوگیا یا طلاق لینا ضروری ہے۔ فقہ کی روشنی میں جواب سے سرفراز فرمائیں۔

بلقیس خانم، سرے گھاٹ، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: آجکل عام روافض تبرائی ہیں اور عقائد کفریہ رکھتے ہیں۔ ان میں کم کوئی ایسا نکلے گا جو قرآن مجید میں سے گھٹا جانا نہ مانتا ہو اور حضرت امیر المومنین علی المرتضی و باقی آئمہ اطہار کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو حضرات انبیاء سابقین علی نبینا الکریم وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیم سے افضل نہ جانتا ہو اور یہ دونوں عقیدے کفر خالص ہیں۔ منکرین شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور انہیں برا کہنے والے فقہائے کرام کے نزدیک کافر و مرتد ہیں۔ تو آجکل رافضیوں میں سے کسی ایسے شخص کا ملنا، جسے ضعیف طور پر بھی مسلمان کہہ سکیں ایسا ہی دشوار ہے جیسے سفید رنگ کا کوا۔ اور ایسے رافضیوں کا حکم بالکل حکم مرتدین کے برابر ہے۔ اور مرتدین کا نکاح کسی مسلمان عورت سے نہیں ہوسکتا۔ (ھکذا فی الفتاویٰ الرضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ ربیع الاول ۱۳۸۶ھ

بعد نماز دُعا میں " ان اللہ وملئکتہ " آیت پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسائل ذیل میں کہ:

مسئلہ ۱۔ آجکل اکثر مساجد میں نماز کے بعد دعا میں امام مسجد آیت ان اللہ وملئکتہ پڑھتے ہیں پھر سب نمازی درود شریف پڑھتے ہیں اس پر ایک شخص کہتا ہے کہ یہ بدعت ہے۔ فرمایئے کہ کیا یہ بدعت ہے اور کیسی بدعت ہے؟ اور بدعت کی تعریف کیا ہے؟

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مسئلہ ۲۔ جو امام مسجد مندرجہ بالا عمل کرتا ہو اس کے پیچھے کیا ایسے شخص کی نماز ہو جائیگی جو امام مسجد کے اس عمل کو بدعت کہتا ہو اور بہت برا سمجھتا ہو اور دوسروں کو بھی اس عمل کے کرنے سے روکتا ہو؟ بینوا، توا جروا حاجی محمد عثمان، مسجد سٹی پولیس تھانہ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: درود شریف حضور سید عالم ﷺ کے لیے علو مراتب اور بلندی درجات کے لیے بارگاہ الٰہی میں دعا ہے اور امت کے حق میں مغفرت و نجات کا ذریعہ اور سعادت دارین کا وسیلہ ہے جو وقت اس میں صرف ہوتا ہے دین و دنیا کی برکتیں لاتا ہے ترمذی شریف کی روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ اگر ایسا ہے (یعنی اگر بجائے دعا کے تم جو وقت پاؤ درود شریف ہی پڑھنے میں صرف کرو) تو اللہ تعالیٰ تمھارے کاموں کی کفایت کریگا۔ خدا تمہاری دنیا و آخرت کے سب کام بنادیگا اور تمھارے گناہ بخش دیگا۔ پھر رب عزوجل نے اہل ایمان کو درود وسلام کا حکم دیا اور یہ حکم مطلق ہے اس میں کہیں استثناء نہیں کہ فلاں درود پڑھو فلاں نہ پڑھو۔ یہاں پڑھو وہاں نہ پڑھو۔ اس لیے درود شریف جہاں اور جب بھی پڑھا جائیگا اسی حکم الٰہی کی تعمیل میں ہوگا۔ اسی لیے ہر بار درود شریف پڑھنے میں ادائے فرض کا ثواب ملتا ہے کہ سب اسی مطلق فرض کے تحت میں داخل ہے تو جتنا بھی پڑھیں گے فرض ہی میں شامل ہوگا۔ اللّٰھم صلِّ وسلم وبارك عليه وآله ابداً۔ یہاں جو انکار کرتا ہے وہ ثبوت دے کہ خدا اور رسول ﷺ نے کہاں منع فرمایا ہے۔ پھر ذکر مصطفےٰ ﷺ ذکر خدا سے جدا نہیں۔ شاہد اس پر یہ حدیث قدسی ہے جعلتك ذكرا من ذكرى فمن ذكرك ذكرنى۔
ان بلاد میں اس قسم کے مسائل پر بحث چھیڑنا مسلمانوں میں انتشار پھیلانا ہے اور یہ وہابیہ کا خاصہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ ذی الحجہ ۱۳۸۸ھ

وہابی امام کے پیچھے نماز کا حکم، ہوگی یا نہیں؟

سوال: ہمارے محلہ کی مسجد کے ممبر صاحب فرماتے ہیں کہ امام اگر وہابی ہو، تو بھی نماز ہو جائیگی اس لیے کہ مکہ اور مدینہ شریف میں بھی امام وہابی ہیں۔ اس بارے میں کیا حکم ہے؟ ایک نمازی محمدی مسجد، بھائی خان چاڑی، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: وہابی ایک نیا فرقہ ہے جو ۱۲۰۹ھ میں پیدا ہوا۔ اس مذہب نامہذب کا بانی محمد بن عبدالوہاب تھا۔ جس نے تمام عرب خصوصاً حرمین شریفین میں بہت شدید فتنے پھیلائے۔ علمائے اہلسنت کو قتل کیا۔ صحابہ کرام وائمہ وشہداء کی قبریں کھود ڈالیں۔ روضہ انور کا نام معاذ اللہ صنم اکبر رکھا تھا۔ یعنی بڑا بت۔ اور طرح طرح کے ظلم کیے جیسا کہ صحیح حدیث میں حضور اقدس ﷺ نے خبر دی تھی کہ نجد سے فتنے اٹھیں گے۔ اور شیطان کا گروہ نکلے گا۔ وہ گروہ بارہ سو برس کے بعد ظاہر ہوا۔ علامہ شامی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے خارجی بتایا۔ اسی عبدالوہاب کے بیٹے نے ایک کتاب لکھی جسکا نام کتاب التوحید رکھا اس کا ترجمہ و خلاصہ ہندوستان میں اسمٰعیل دہلوی نے کیا۔ جسکا نام تقویۃ الایمان رکھا۔ اور ہندوستان میں اسی نے وہابیت پھیلائی۔ ان وہابیہ کا ایک بہت بڑا عقیدہ یہ ہے کہ جو ان کے مذہب پر نہ ہو وہ کافر ومشرک بدعتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بات بات پر محض بلاوجہ مسلمانوں پر حکم شرک وکفر لگاتے ہیں۔ تو ایسوں کی اقتداء میں نماز ادا کرنا یا مسلمانان اہلسنت پر ان کی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امامت تھوپ دینا وہی پسند کریگا جسے اپنی اور دوسرے مسلمانوں کی نمازیں اکارت و برباد کرنا منظور ہے۔ علماء تصریح فرماتے ہیں کہ جو شفاعت یا دیدار الٰہی کا انکار کرتا ہے اس کے پیچھے نماز نہیں ہو سکتی۔ (عالمگیری غنیۃ) تو وہابیہ کا حکم اس سے سخت تر ہے کہ اللہ عزوجل اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرتے ہیں یا توہین کرنے والوں کو اپنے پیشوا یا کم از کم مسلمان ہی جانتے ہیں۔ (بہار شریعت، فتاوی رضویہ) مسلمان ہو کر ایسی بات کہنا محض ناواقفی و نادانی ہے یا پھر اپنی خواہش نفسانی کی پیروی۔ رہی یہ دلیل کہ فلاں مقام پر وہابی امام ہیں لہٰذا یہاں بھی ہونا چاہیے تو یہ ایسا ہی ہے جیسا کوئی کہے کہ فلاں اسلامی ملک میں شراب و زنا عام ہے کوئی برائی نہیں تو یہاں بھی ایسا ہونا چاہیے اور یہ بات نہ کہے گا مگر پکا مجنوں۔ بہر حال وہابیہ دیوبندیہ کی اقتداء میں مسلمانوں کی نماز نہیں ہو سکتی۔ اور جن لوگوں کو اس پر اصرار ہے وہ سنیوں کی مسجدوں کے مہتمم یا انتظامیہ کے ممبر نہیں بنائے جا سکتے۔ کہ تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ / ربیع الاخر ۱۳۸۸ھ

کسی نے کہا کہ میں خدا اور رسول کی شریعت کو نہیں مانتا۔ "معاذ اللہ" اس کا حکم

سوال: بیان تصدیق گواہان۔ دربارہ کفریہ کلمات

ہم تینوں مسلمان مسمی بدرالدین، محمد دین اور حسین خان اس بیان کی تصدیق کرتے ہیں اور اللہ وحدہ لاشریک کو حاضر و ناظر جانتے ہوئے یہ بیان قلمبند کراتے ہیں کہ زید نے ہمارے روبرو یہ کفریہ کلمات اپنی زبان سے ادا کئے ہیں اور اس میں کسی قسم کا شک وشبہ بھی نہیں ہے۔ ہمارا بیان سچائی اور حقیقت پر مبنی ہے اور اللہ شاہد ہے کہ زید نے یہ کفریہ کلمات اپنی زبان سے ہمارے روبرو ادا کئے کہ "میں نعوذ باللہ تمہارے خدا کو مانتا ہوں اور نہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کو مانتا ہوں"۔ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کا احترام کرتے ہوئے اور اپنی سچائی کا ثبوت دیتے ہوئے ہم تینوں اپنا یہ بیان دے رہے ہیں تاکہ سند ہو۔ گواہ نمبر (۱) بدرالدین گواہ نمبر (۲) محمد دین ولد احمد دین گواہ نمبر (۳) حسین خان

۷۸۶ **الجواب:** مذکورہ بالا کلمات بلاشبہ قطعی کفریہ کلمات ہیں۔ اور جب یہ کفر قطعی ہے تو وہ شخص اسلام سے قطعاً نکل گیا۔ اسکی عورت بھی اسکے نکاح سے نکل گئی۔ زید پر فرض ہے کہ وہ از سر نو اسلام لائے۔ پھر اسلام لانے کے بعد اگر عورت راضی ہو تو دوبارہ اس سے نکاح ہو سکتا ہے۔ ورنہ عورت جہاں پسند کرے نکاح کر سکتی ہے۔ اس مرد کو کوئی حق نہیں کہ عورت کو دوسرے کے ساتھ نکاح کرنے سے روک دے۔ اور اگر اسلام لانے کے بعد عورت کو بدستور رکھ لیا دوبارہ نکاح نہ کیا تو قربت زنا ہے، اور بچے ولد الزنا۔ (بہار شریعت بحوالہ درمختار)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ / ذی القعدہ ۱۳۸۹ھ

صحیح العقیدہ غیر حافظ امام کو ہٹا کر بدعقیدہ حافظ امام کے پیچھے نماز کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ہماری دریا والی مسجد میں تقریباً چار پانچ سال سے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پیش امام ہیں جو کہ اہلسنت والجماعت کے عقیدے سے تعلق رکھتے ہیں ان کو تین ساڑھے تین سپارے حفظ ہیں اب ایک دوسرے صاحب جو دیوبندی ہیں ان پیش امام کو ہٹا کر دیوبندی حافظ کو اس مسجد میں پیش امام رکھنا چاہتے ہیں اور جن پیش امام کے پیچھے چار پانچ سال سے نماز پڑھتے رہے ہیں اب انکے بارے میں کہتے ہیں کہ حافظ امام کی فضیلت زیادہ ہے اس لیے موجودہ امام کو ہٹا کر حافظ امام رکھنا چاہتے ہیں۔ اس سلسلہ میں ازروئے شرع جواب دیں کہ موجودہ امام کو رکھا جائے یا نئے امام کو۔ اللہ تعالیٰ آپکو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔ محمد صفدر فاروقی، مکان ۴۰۴ رشیدی محلہ کوٹری، ۲۹ جولائی ۱۹۸۲ء

۷۸۶ الجواب: وہابیہ غیر مقلدین جو خود کو اہل حدیث کہتے ہیں اور وہابیہ مقلدین جو دیوبندی کہلاتے ہیں سب ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں جو بدعت وگمراہی سے ترقی کر کے کفر کی بلندیوں تک پہنچ گئے ہیں اس لیے دیوبندی عقیدے والوں کے پیچھے نماز باطل محض ہے۔ ہوگی ہی نہیں فرض سر پر رہے گا اور ان کو امام بنانے، آگے بڑھانے اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے کا شدید عظیم گناہ علاوہ۔ امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر شرح ہدایہ میں ہمارے تینوں ائمہ مذہب، امام اعظم، امام ابو یوسف، امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے نقل فرماتے ہیں **لا تجوز الصلوة خلف اهل الهواء**۔ اس میں سب برابر ہیں نماز پنجگانہ ہو خواہ عیدین و جمعہ یا تراویح کوئی نماز ان کے پیچھے ہو ہی نہیں سکتی بلکہ (انکو قابل امامت یا مسلمان جاننا) درکنار اگر انکے کفر میں شک بھی کرے تو خود کافر ہے اور اسلامی برادری سے خارج ہے جبکہ انکے خبیث اقوال پر مطلع ہوں مسلمانوں کو انکے اقوال اور اس پر جو احکام شرعیہ ہیں وہ بتائیں الحمد للہ مسلمان ایسے نہیں ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دینے والے ان کی توہین کرنے والے شان گھٹانے والے انہیں اپنے جیسا بشر کہنے والے ان کی تعظیم کو بدعت وشرک بتانے والے کے پیچھے نماز جائز جانیں یا اسے مسلمان جانیں اور جو صاحب خود دیوبندی ہیں وہ کب چاہیں گے کہ کوئی تیسرا مسلمان انکا امام ہو وہ تو وہی گندگی پھر کریں گے مسلمان انکی سنیں ہی کیوں؟ انہیں انکے حال پر چھوڑیں اور اپنے کام سے کام رکھیں جو امام صحیح العقیدہ ہو اگر چہ عالم و فاضل نہ ہو صرف امامت کا اہل ہو وہ ان عالموں فاضلوں سے لاکھ درجے بہتر ہے جو صحیح العقیدہ نہ ہوں بد مذہب و بد دین ہوں۔ فتاویٰ رضویہ وغیرہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ ر شوال ۱۴۰۲ ھ

اللہ تعالیٰ کے لیے لفظ ضمیر واحد ہی بولنا مناسب ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ: ''اللہ فرماتے ہیں'' یعنی اللہ تعالیٰ کے لیے جمع کا لفظ بولنا شرعاً جائز ہے کہ نہیں؟ بینوا توجروا حافظ نور محمد، ٹیچر مڈل اسکول زہرہ، ضلع وتحصیل خضدار بلوچستان

۷۸۷ الجواب: اللہ عزوجل کو ضمائر مفرد سے یاد کرنا مناسب ہے کہ وہ واحد فرد وتر ہے اور تعظیماً ضمائر جمع میں بھی کوئی حرج نہیں اسکی نظیر قرآن عظیم میں ضمائر متکلم میں صدہا جگہ ہے بہرحال یوں ہی کہنا چاہیے اور یوں ہی کہنا ادب ہے ''اللہ فرماتا ہے'' مگر اس میں کوئی کفر وشرک کا حکم کسی طرح نہیں ہوسکتا نہ ہی گناہ کہا جاسکتا ہے بلکہ خلاف اولیٰ ہے۔ (احکام شریعت) واللہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ ررجب المرجب ۱۴۰۲ھ

یزید کو لعنتی و کافر کہنے کی اجازت ہے یا نہیں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص کہتا ہے کہ جو آل رسول ﷺ کو تکلیف پہنچائے اور شہید کرے وہ لعنتی کافر ہے یا نہیں؟ یعنی یزید نے آل رسول ﷺ کو شہید کیا لہٰذا یہ لعنتی کافر ہے یا نہیں؟ بندہ اس فکر میں ہے کہ اس کو لعنتی کافر کہا جائے یا نہیں؟ اگر کہا جائے تو مدلل جواب عنایت فرما کر بندے کے شکوک دور فرمائیں۔

دوسری عرض ہے کہ جو رسول کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کرے اسکو کافر کہنا چاہیے یا نہیں اور اسکے پیچھے ایمان والوں کی نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟ یعنی وہابی، رسول کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کرتے ہیں انکو کیا جاننا چاہیے؟ آیا یہ لوگ کافر ہیں یا نہیں؟ اس کا بھی مدلل جواب عنایت فرما کر بندے کے شکوک دور فرمائیں۔

فقیر محمد علی، محمدی مسجد، بھائی خان چاڑی، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: یزید پلید فاسق، فاجر، شدید کبیرہ گناہ، کا مرتکب تھا اس میں کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں۔ ہاں یزید کو کافر کہنے اور اس پر لعنت کرنے میں علمائے اہلسنت کے تین قول ہیں۔ اور یہاں امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسلک سکوت ہے یعنی ہم اسے فاسق فاجر کہنے کے سوا نہ کافر کہیں نہ مسلمان۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) ایمان سے زیادہ عزیز مسلمانوں کے نزدیک کوئی چیز نہیں اور ایمان اللہ و رسول ﷺ کی محبت و تعظیم ہی کا نام ہے۔ جبتک حضور ﷺ کی محبت ماں باپ اولاد اور تمام چیزوں سے زیادہ نہ ہو آدمی مسلمان نہیں ہو سکتا اور اس محبت کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ مسلمان حضور ﷺ کے آل واصحاب اور تمام متعلقین و متوسلین سے محبت رکھے اور حضور ﷺ کے دشمنوں سے عداوت۔ اگرچہ وہ اپنا باپ یا استاد ہی کیوں نہ ہو اور جو ایسا نہ کرے وہ دعویٰ محبت میں جھوٹا ہے۔ نجدیہ وہابیہ کے مذہب کا رکن اعظم اللہ و رسول اللہ ﷺ کی توہین اور محبوبان خدا کی تذلیل ہے یہ ہمیشہ وہی پہلو اختیار کریں گے جس میں توہین نکلتی ہو اسی لیے علمائے عرب و عجم نے یہ فتویٰ دیا کہ من شك فی کفرہ و عذابہ فقد کفر۔ جو ایسے لوگوں کے کفر و عذاب میں شک کرے اور وہ جانتا ہو تو وہ خود کافر ہے اور ظاہر ہے کہ ایسوں کے پیچھے مسلمان کی نماز ہرگز صحیح نہیں جسکی تصریح جا بجا فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ ررجمادی الاخریٰ ۱۳۸۹ھ

مزار یا درگاہ پر جا کر جانور ذبح کرنا جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: کسی مزار یا درگاہ پر دور دراز جا کر اور منت مان کر مویشی یعنی بکرا ذبح کرنا کیسا ہے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں آگاہ فرمائیں۔ آر ایم فتح اینڈ برادرس، بک سیلر جیل روڈ حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: عرف عام میں نذر و نیاز اولیائے کرام کو بھی منت و نذر کہہ دیا کرتے ہیں مگر یہ نذر، نذر شرعی نہیں۔ تفسیرات احمدیہ میں زیر آیت وما اهل به لغیر الله۔ فرمایا فهذا علم ان البقرة المنذور للا ولياء كما هو

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الرسم فی زماننا حلال طیب۔ یعنی معلوم ہوا کہ جس گائے کی نذر اولیاء اللہ کے لیے مانی جاتی ہے وہ حلال وطیب ہے۔ اور صدقات کو مزار پر لیجاتے سے مقصود وہاں کے خدام وفقراء کی اعانت ہوتی ہے لہٰذا ایسا کرنے میں کوئی گناہ وممانعت نہیں۔ ہاں چونکہ یہ نذر شرعی نہیں اس لیے مزار پر جا کر اسے پورا کرنا لازم نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰/ صفر ۱۳۸۹ھ

پابند شریعت مرشد کی بیعت سے پھر جانا، خدا ورسول سے منہ پھیرنے کے مترادف

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص فیاض جو کہ پیر صاحب عبد الشکور صاحب نظامی کمبلی پوش کا مرید تھا۔ یہ لڑکا یتیم بچہ ہے کچھ شریر پسند لوگوں نے یعنی فجہ شاہ بھنڈاری کوٹ تلی اور دوسرے شاہ کوتوال ہے یہ بھی کوٹ تیلی ہے اس لڑکے کو بہکایا اور کہا ہم تم کو نقیب مقرر کردیں گے آپ کوٹ تیلی والا کے مرید ہوجاؤ اور یہ لوگ غریب بچے کے چار سو روپے ہضم کر گئے اور کھانا وغیرہ کھایا اور گیارہ روپے ایک جوڑہ دس سیر لڈو لیکر اس کو مرید کیا ہے اور سابق پیر صاحب نے فی سبیل اللہ کیا تھا۔ اللہ ورسول ﷺ کے مطابق یہ کام انجام دیا تھا۔ کیا نا جائز ہے؟ کونسے پیر صاحب صحیح راستہ پر ہیں؟ مہربانی فرما کر مطلع فرمائیں۔ فقط والسلام

۷۸۶ الجواب: کسی پابند شریعت اور صحیح پیر سے بلا وجہ شرعی پھر جانا، خدا ورسول ﷺ کے احکام سے پھر جانا ہے دوسرے پیر کے ہاتھ پر بیعت درست نہیں۔ اسے چاہیے کہ پہلے پیر صاحب کی طرف رجوع ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵/ شعبان ۱۳۸۹ھ

http://t.me/tehqiqat

فاسق معلن کو اپنا نمائندہ بنانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: کیا اسلام اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ کسی شرابی، زانی، جواری، عیاش، بے نمازی، جھوٹ بولنے والے شخص کو اپنا سربراہ یا امام یا خلیفہ یا اپنا نمائندہ بنایا جائے۔ مفصل جواب عنایت فرمائیں۔

سید مشتاق علی پلاٹ نمبر ۴ قلعہ حیدر آباد، معرفت ڈاکٹر صلاح الدین شیخ پلاٹ نمبر ۲ قلعہ حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: شرابیوں، زانیوں، جواریوں، اور جھوٹوں کو اپنا نمائندہ منتخب کرنا، وہی پسند کریگا جو ان کا ہم نوالہ، ہم پیالہ، ہم نوا، اور ہم راہ ہو۔ مسلمان ایسی حماقت میں کیوں گرفتار ہو اور ایسے گناہ بے لذت میں ملوث ہوکر، کیوں اپنا دین اپنا ایمان، تباہ وبرباد کرے۔ البتہ اگر یہ اپنی ان بداعمالیوں اور بدچلنیوں کے باوجود، ہو تو صحیح العقیدہ سنی مسلمان، مگر اسکے مقابل کوئی بدعقیدہ، بدمذہب، بے دین گمراہ مثلاً قادیانی رافضی وہابی مودودی (نام نہاد ابو العلیٰ مودودی کا پیروکار) ہو تو مسلمان آپ ہی مجبور ہے کہ وہ کسی بددین وبدمذہب کو ووٹ دینے کے بجائے اسی بدچلن مسلمان صحیح العقیدہ سنی کو ووٹ دے کہ یہ اگر عملاً فاسق ہے تو وہ عقیدتاً فاسق وفاجر ہے اور فاسق فی العقیدہ کا حکم فاسق فی العمل سے سخت تر۔ اور حدیث شریف میں وارد کہ "جب تم دو بلاؤں میں گھر جاؤ تو آسان کو اختیار کرو"۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷/ ذی الحجہ سن ۱۴۰۰ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بدعقیدہ افراد کے حق میں اگر قسم اٹھائی تو اس کو توڑ کر اس کا کفارہ دے دے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: حضور اکرم ﷺ پر درود وسلام پڑھنا حرام کہتے ہیں۔ میلاد کی محفلوں کو ناجائز و بدعت کہتے ہیں، عید میلاد النبی ﷺ منانا، حضرت امام حسین علیہ السلام سید الشہداء، اور حضرت پیران پیر دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی گیارہویں شریف، حضرت خواجہ معین الدین چشتی، مولانا احمد رضا خان بریلوی اور بزرگان دین اور اولیاء اللہ کی نیاز وفاتحہ وعرس اور ان کا دن منانے کو اور تیجہ وچالیسواں کی فاتحہ دلانا ناجائز و بدعت کہتے ہیں اور اہل سنت عقیدہ کے لوگوں سے قرآن پاک پر ہاتھ رکھوا کر اپنے لیے انتخابات کے سلسلے میں حلف لیتے ہیں تو کیا یہ جائز ہے؟ ایسے لوگوں کے لیے حلف دینے کے بعد ہم اہل سنت عقیدے کے لوگ ایسے حلف سے پھر سکتے ہیں یا نہیں؟

محمد انوار خان، اندرون لیڈیز پارک پکا قلعہ حیدرآباد، ۲۳ ستمبر ۱۹۸۳ء

۷۸۶ الجواب: درود شریف وقیام میلاد ودرود وسلام کو بدعت وناجائز کہنے والے ان بلاد میں صرف وہابی دیوبندی ہیں۔ اور یہ فرقہ کھلے ہوئے بے دینوں، بدمذہبوں اور گمراہوں کا فرقہ ہے۔ بلکہ اپنی دریدہ دہنی اور محبوبان خدا کی بارگاہوں میں، اپنی بدزبانیوں اور گستاخیوں کے باعث اسلامی برادری سے خارج ہیں۔ ایسوں کی اعانت کے لیے حدیث شریف میں فرمایا کہ "جو کسی ظالم کے ساتھ چلا تاکہ اس کی اعانت کرے اس نے دین اسلام کے ڈھانے میں مدد دی"۔ تو ایسوں کو ووٹ دینا، خود اپنے دین اپنے ایمان کو اپنے ہاتھوں سے ڈھا دینا ہے۔ مسلمان ہرگز ایسوں کو ووٹ نہ دیں اور قسم کھا کر ان کی اعانت کا قول وقرار کیا تھا تو قسم توڑ دیں اور اس کا کفارہ ادا کریں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ "جو شخص قسم کھائے اور دوسری چیز اس سے بہتر پائے تو قسم کا کفارہ دیدے اور وہ دوسرا کام کرے۔ (بخاری ومسلم) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ ذی الحجہ ۱۴۰۳ھ

بہ امر مجبوری مرتد آفیسر کے ہاں دعوت پر جانا

سوال: جناب مفتی صاحب السلام علیکم، جناب عالی مسئلہ عرض ہے کہ
ایک آفیسر ایک بڑے آفیسر کے ہاں جا کر کھانا وغیرہ کھاتا ہے مگر کچھ عرصے کے بعد یہ معلوم ہوتا ہے کہ بڑا آفیسر قادیانی ہے مگر چھوٹا افسر مجبور ہوتا ہے کہ اب کیا کرے جبکہ وہ اسے بار بار بلاتا ہے۔ اور اگر وہ ایسا نہ کرے تو مجبور ہے۔ لہٰذا مہربانی فرما کر تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں۔ شکریہ

محمد حنیف ولد عبدالغنی، مکان نمبر E/54 1193، شاہی بازار، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ الجواب: اگر آدمی واقعی مجبور ہے کہ اس سے گریز کی تمام راہیں اس پر بند ہیں تو ظاہری رواداری کو کام میں لائے اور دل میں یقین رکھے کہ یہ دشمن خدا ورسول ﷺ ہے۔ اسلام ومسلمین کا باغی ہے اور یہ کبھی دل سے ہمارا خیر خواہ نہیں ہوسکتا۔ اور اگر اس کی کفالت میں کوئی نوجوان لڑکی بھی ہو تو اور بھی سخت احتیاط وپرہیز اور نفرت کی ضرورت ہے کہ ایسے لوگ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مسلمانوں کو اپنے ناپاک گروہ میں شامل کرنے کے لیے اپنی عزت وناموس کو بھی داؤ پر لگا دیتے ہیں اور اسے کار ثواب سمجھتے ہیں۔ پھر یہ ظاہری رواداری بھی غیر محدود نہیں۔ بلکہ اس کی رخصت صرف بوقت شدید ضرورت ہے اور بقدر ضرورت۔ اور معاذاللہ اگر دل میں اس کی طرف ذرا بھی میلان پیدا ہوا تو یہ جہنم کی طرف لیجانے والی راہ ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ ربیع الاول سن ۱۴۰۰ھ

تیجہ، دسواں، چہلم کبھی بھی کر سکتے ہیں۔ دن آگے پیچھے ہو سکتے ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ :ایک گھر میں دو افراد کا انتقال آٹھ دن کے وقفہ سے ہوا۔ کیا ان دونوں کا چہلم ایک دن کیا جا سکتا ہے، جبکہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ چہلم بھی ایک ہفتہ کے وقفہ سے کیا جائے، اس صورت میں اخراجات زیادہ ہو جائیں گے تو کیا ایک دن میں دونوں چہلم کریں یا الگ الگ۔ جواب سے ممنون فرمائیں۔

محمد ادریس خان، لطیف آباد یونٹ نمبر ۱۱

۷۸۶ الجواب: سوئم وچہلم وغیرہ کے لیے شرعاً کوئی دن تاریخ متعین نہیں۔ یہ تعیین محض عرفی ورواجی ہے۔ اور فائدہ اس میں ہے کہ دوست احباب، اعزاء واقارب اس وقت متعین پر جمع ہو کر فاتحہ وایصال ثواب کر لیتے ہیں اور اجتماعی طور پر یہ کام بخیر وخوبی انجام پا جاتا ہے۔ لہٰذا مصلحت وقت کے ماتحت کبھی سوئم دوسرے روز، کبھی چوتھے روز کر لیتے ہیں۔ علیٰ ہذا چہلم ایک ماہ بلکہ کم مدت میں یا کم وبیش ایام میں حسب مصلحت مسلمانوں میں معمول ومروج ہے۔ لہٰذا دو افراد کا چہلم ایک ہی تاریخ معینہ پر کر لیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں اگرچہ ایک کا انتقال ہفتہ بھر بعد ہوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ ذی القعدہ سن ۱۴۰۳ھ

اصحاب خلفائے ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی بے ادبی کرنے والا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین

اس شخص کے بارے میں کہ جو حضرت سیدنا صدیق اکبر وحضرت فاروق اعظم وحضرت ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہم یعنی خلفائے ثلاثہ کی توہین اور گستاخی کرتا ہے۔ جیسا کہ آج کل فرقہ شیعہ خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی توہین اور گستاخی کو عین ایمان سمجھتے ہیں۔ کیا ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج یا مسلمان ہی رہتا ہے؟ بینوا، توجروا

الفقیر ابوموسیٰ حلیمی، خادم: جامعہ رضویہ حلیمیہ، قلات

۷۸۶ الجواب: آج کل روافض تبرائی خذلھم اللہ تعالیٰ عقائد کفریہ رکھتے ہیں۔ ان میں کم کوئی ایسا ملے گا جو قرآن پاک میں سے کچھ گھٹ جانا نہ مانتا ہو اور حضرت امیر المومنین علی المرتضیٰ اور باقی ائمہ اجتہادکرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو حضرات انبیائے سابقین علیٰ نبینا وعلیہم افضل الصلوٰۃ والتسلیم سے افضل نہ جانتا ہو اور یہ دونوں عقیدے کفر خالص ہیں۔ اور ایسے عقیدے والے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کو اس کے عقیدے پر مطلع ہو کر جو کافر نہ جانے وہ خود کافر ہے۔ من شك فی کفرہ وعذابہ فقد کفر۔ تو آجکل تبرائی رافضیوں میں کسی ایسے شخص کا ملنا جسے ضعیف طور پر بھی مسلمان کہہ سکیں شاید ایسا ہی دشوار ہو گا جیسے حبشیوں میں چمکتی رنگت کا آدمی یا سفید رنگ کا کوا۔ ایسے رافضیوں کا حکم بالکل مثل حکم مرتدین ہے۔ کما صرح به فی الظهیرية والهندية والحديقة الندية وغيرها من الكتب الفقه۔ (فتاوی رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵/ ذی قعدہ ۱۳۹۵ھ

آغاخانی فرقہ کے لوگ مسلمان ہیں یا مرتد؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک فرقہ جو اپنے آپ کو اسماعیلی کہتا ہے پرنس کریم آغا خان کے پیروکار ہیں اور اپنے آپکو مسلمان کہلاتے ہیں حالانکہ اسلامی شعائر ان کے اندر مفقود ہیں توحید و رسالت ﷺ کی بجائے صرف آغا خان کو مانتے ہیں اور اپنے بت خانوں میں کریم آغا خان کے فوٹو لگائے ہوئے ہیں استفسار کرنے پر اپنی زبان سے وہ اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ ہمارے یہاں روزہ، حج یا زکوۃ نماز وغیرہ کوئی بھی ارکان اسلام میں سے ہمارے دین میں شامل نہیں اور نہ ہی ہم اسے ادا کرنے کے پابند ہیں۔ پوری قوم اسماعیلیہ کا یہ عمل ہے اور نہ ہی اسماعیلی فرقہ کے کسی فرد کو آج تک اسلام کا کوئی رکن ادا کرتے ہوئے دیکھا گیا۔

ان میں سے ایک عورت نے قاعدہ یسرنا القرآن جس میں سے ایک چوتھائی حصہ قرآن مجید بھی پھاڑ ڈالا اور اپنی ملازمہ کو حکم دیا کہ ان کی الماری سے اوراق کے ٹکڑوں کو باہر پھینکو۔ ملازمہ نے جب وہ کاغذات اٹھائے تو قرآن مجید کے کاغذات تھے جن کو باہر پھینکنے کا کہا گیا تھا قرآن مجید کو ازراہ گستاخی یا حقارت پھاڑ ڈالنے کا کیا حکم ہے؟ اس جرم کو معاف کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا عبدالرشید، پوسٹ ماسٹر شفیع آباد ضلع ٹھٹھہ سندھ

۷۸۶ **الجواب:** روافض کے اخبث ترین غالی فرقہ نصیریہ کی ایک ناپاک ترین شاخ کو اس زمانہ میں آغاخانی فرقہ کہا جاتا ہے۔ یہ فرقہ اپنے عقائد ملعونہ کی بناء پر ایسا کافر و مرتد ہے کہ جو انہیں جانتے ہوئے کافر و مرتد نہ کہے وہ خود کافر مرتد ہے۔ ایسوں سے کفر وارتداد کے علاوہ اور کسی چیز کی امید رکھنا فضول و بے سود ہے۔ ان سے سلام و کلام در کنار لین دین کے معاملات اور ملازمت بھی حرام و ناجائز ہے۔ آپ یہاں ایسوں کا یہی علاج کر سکتے ہیں کہ ان سے تنکا توڑ علیحدہ ہو جائیں۔ یہی قرآنی حکم ہے فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین۔ اور یہی احادیث نبویہ کا ارشاد ایا کم و ایاهم لا یضلونکم ولا یفتنونکم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ رذی الحجہ ۱۳۹۵ھ

بدعقیدہ امام کے پیچھے نماز کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: جو لوگ نبی کریم ﷺ کے لیے گستاخانہ رویہ رکھتے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہیں ان لوگوں کے پیچھے اہلسنت وجماعت حضرات کی نماز درست ہے یا نہیں۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ دیوبندی غیر مقلد وہابی وغیرہ سب کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے عدم جواز کا کوئی ثبوت نہیں۔ یہ سب مسلمان ہی تو ہیں۔ کیا قرآن وحدیث میں کوئی ایسی مثال ہے۔ جس میں یہ بات موجود ہے کہ جو مسلمانی کا دعویٰ کرے چاہے دشمن رسول ﷺ ہو اسکے پیچھے نماز ہو جاتی ہے۔

محمد عبد الرحیم کشمیری ومصلیان مکہ مسجد حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: حضور اقدس ﷺ کی بارگاہ میں گستاخی کا ارتکاب آدمی کو اسلامی برادری ہی سے خارج کر دیتا ہے اور اس میں اور قادیانی مرتد میں اب کوئی فرق نہیں رہتا، تو نماز جس طرح قادیانی نیچری رافضی کے پیچھے درست و جائز نہیں بلکہ محض باطل ہے یونہی نبی کریم ﷺ کی بارگاہ رفیع میں گستاخیاں کرنے والے کی امامت جبکہ وہ اسلام سے خارج اور کافر ہو چکے ہرگز ہرگز درست نہیں ورنہ پھر گاندھی اور جواہر لال کو امام بنانے میں کیا حرج ہو؟ افسوس آدمی کے ماں باپ کو کوئی گالی دے تو وہ اسکی صورت دیکھنے کا روادار نہ ہوا سے اپنا دشمن جانے اور خون کا پیاسا ہو جائے اور جن کی عزت وحرمت پر ہماری لاکھ عزتیں قربان، ان کے دشمن اور گستاخ بارگاہ کے ساتھ یہ رواداری کہ نماز کا امام بنانا بھی اسے جائز اور روا مانا جائے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ مسلمان رسول اللہ ﷺ کے شیدائی ہرگز ایسے کی بات پر کان نہ دھریں اور ہرگز ہرگز کسی گستاخ بارگاہ رسالت کو امام بنانا در کنارا سے منہ بھی نہ لگائیں۔ تفصیل کے لیے فتاوی رضویہ دیکھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ر شعبان ۱۴۰۰ھ

ناسخ ومنسوخ آیات کے منکر کے بارے میں شرعی حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: جو کہتا ہے کہ قرآن کریم کی کوئی آیت اس معنی میں منسوخ نہیں کہ وہ قابل عمل نہیں اور ناسخ سے مراد کتب سابقہ سے لیتا ہے ایسے شخص کے بارے میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

۷۸۷ الجواب: جمہور مفسرین کا قول یہی ہے کہ قرآن کریم کی بعض آیات نے بعض دوسری آیات کی تلاوت کا حکم یا صرف حکم کو منسوخ کر دیا البتہ فقیہ جصاص نے احکام القرآن میں ایک غیر فقیہ کا قول اس معنی میں نقل کیا ہے کہ شریعت محمدی ﷺ کے اندر کوئی نسخ نہیں اور ناسخ خود یہ شریعت دوسری شریعتوں کی ہے۔ لیکن علماء وفضلائے کرام نے اس قول کو قبول کرنا در کنار اسکی طرف توجہ بھی نہ دی۔ شاید ان صاحب کے ہاتھوں امام جصاص کی دوکان سے ہی ہلدی کی گانٹھ آئی اور وہ پنساری بن بیٹھے ہیں حالانکہ جمہور مفسرین کرام کے خلاف کوئی قول کرنا جمہور مسلمین کی راہ سے ہٹنے کے مترادف ہے۔ شریعت مطہرہ میں بہت سی ایسی مثالیں موجود ہیں۔ مثلاً و علی الذین یطیقونہ فدیۃ الایۃ۔ یہ منسوخ ہے اور اسکی ناسخ ہے۔ فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ۔ یوں ہی والذین یتوفون منکم الایۃ کو آیہ کریم اربعۃ اشھر وعشرا الایۃ نے منسوخ فرمادیا ہے۔ یوہیں حکم قرآنی الزانی لا ینکح الا زانیۃ منسوخ ہے اور اسکی ناسخ ہے وانکحوا الایامٰی منکم۔ غرض آیات ناسخ، اور احکام منسوخ، کتب شرعیہ میں کثرت سے موجود ہیں اور اسکے منکر کا قول مردود اسکے علاوہ کوئی شرعی حکم تضلیل

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وتکفیر جیسا ہرگز مناسب نہیں اور نہ یہ مفسرین سے منقول۔ تو نہایت احتیاط درکار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ رجمادی الاخری ۱۳۹۹ھ

بدعقیدہ کے ہاتھ کے ذبیحہ کا حکم؟ وتر اور نفل تہجد کے ساتھ پڑھے جائیں؟ لپ اسٹک و نیل پالش کی تہہ پر وضو و غسل کا حکم؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ:

۱۔ کیا دیو بندی حضرات کا ذبیحہ حلال ہے یعنی جن لوگوں کے خیالات دیو بندی ہیں ان کے ہاتھ سے ذبح کیا ہوا حلال ہے یا حرام؟ مدلل جواب دیں تا کہ تسلی ہو۔

۲۔ تہجد کی نماز پڑھنے والے کو وتر عشاء کی بجائے نماز تہجد کے ساتھ پڑھنا افضل ہے؟ اور دو نفل جو عشاء کی نماز میں وتر کے بعد پڑھے جاتے ہیں وہ نفل اگر وتر تہجد کے وقت پڑھے جائیں۔ تب کیا حکم ہے؟

۳۔ آجکل عورتوں میں خواہ غریب گھرانہ ہو یا امیر، سرخی پاؤڈر کا مرض عام ہو گیا ہے۔ جو عورتیں ناخن پر پالش لگاتی ہیں اور ہونٹوں پر سرخی جسکو لپ اسٹک بھی کہتے ہیں اور پاؤڈر استعمال کرتی ہیں۔ بوجہ ناخن پالش اور ہونٹوں کی سرخی و پاؤڈر کے انکے وضو یا غسل میں تو کوئی فرق نہیں پڑتا اگر فرق پڑتا ہے تو پھر کیا طریقہ اختیار کیا جائے۔ مفصل جواب دیکر مشکور فرمائیں۔

صوفی مشتاق احمد قادری یوسفی، نائب تحصیل دار نال خضدار

۷۸۶ الجواب: وہابیہ دیوبندیہ جو (۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین بمعنی آخر الانبیاء نہیں مانتے بلکہ اسے عوام کا خیال ٹھہراتے ہیں جیسے کہ تحذیر الناس صفحہ ۲ میں ہے۔ (۲) جو کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں جیسا کہ براہین قاطعہ صفحہ ۱۵ پر ہے۔ (۳) جن کا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا علم، زید و عمرو ہر بچے کو اور ہر پاگل بلکہ تمام جانوروں چوپایوں کو حاصل ہے۔ (حفظ الایمان) (۴) جو اعتقاد رکھتے ہیں کہ شیطان کے لیے وسعت علم، نص قطعی سے ثابت ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے وسعت علم ثابت کرنا شرک ہے (براہین قاطعہ) تو ایسے لوگوں کے کافر و مرتد ہونے میں کون مسلمان شک کر سکتا ہے (بلکہ یہ تو ان اقوال مردودہ اور عقائد فاسدہ کی وجہ سے ایسے کافر ہیں کہ جو ان کے عقائد پر واقفیت رکھتے ہوئے انہیں کافر نہ جانے خود کافر۔ (فتاویٰ رضویہ) قادیانی ہوئے رافضی، نیچری ہوئے یہ سب ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں اور اسلامی برادری سے خارج اور شک نہیں کہ ذبح سے جانور حلال ہونے کے لیے منجملہ دیگر شرائط، میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ ذبح کرنے والا مسلم ہو یا کتابی۔ اور مرتد کا ذبیحہ حرام و مردار ہے۔ (عالمگیری۔ ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) وتر کے بعد دو رکعت نفل پڑھنا بہتر ہے۔ اگر چہ وتر تہجد کے بعد ادا کرے۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معمولات سے تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) سرخی ہو یا لپ اسٹک، پاؤڈر ہو یا کوئی اور سامان زینت۔ اگر اسکی تہ جم جائے کہ وضو و غسل میں اسکے نیچے پانی نہ پہنچے تو

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کا چھڑانا فرض ہے ورنہ، نہ وضو ہوگا نہ غسل اور اس وضو یا غسل سے جو نماز پڑھی جائے گی وہ نماز بھی نہ ہوگی۔ (عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

گر خدا دوسرا نبی بنانا چاہے تو؟

سوال: زید عمرو سے پوچھتا ہے کہ اللہ چاہے تو ابھی اور نبی پیدا کرسکتا ہے کہ نہیں؟ اللہ کو اختیار ہے کہ نہیں؟ مسئلہ سے آگاہ فرمائیں۔ شمس الدین، آرائیں الیکٹرک بکرا منڈی حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: الحق، مولائے کریم قادر وقدیر عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ہے اور ہر شے اس کے تحت قدرت ہے اور شے نام ہے ممکن الوجود کا جو چیز محال ہے اللہ عزوجل اس سے پاک ہے اور نہ اسکی قدرت اُسے شامل ہو، کہ محال اُسے کہتے ہیں جو موجود نہ ہوسکے اور جب تحت قدرت ہوگا تو موجود ہوسکے گا پھر محال نہ رہا اسے یوں سمجھنا چاہیے کہ دوسرا خدا محال ہے یعنی نہیں ہوسکتا تو اگر یہ زیر قدرت ہو تو موجود ہوسکے گا تو محال نہ رہا اور اسے محال نہ ماننا وحدانیت کا انکار ہے یوہیں فنائے باری تعالیٰ محال ہے اگر تحت قدرت ہو تو ممکن ہوگی اور جسکی فنا ممکن ہو وہ خدا نہیں تو ثابت ہوا کہ محال پر قدرت ماننا اللہ کی الوہیت ہی سے انکار کرنا ہے اور یہ سمجھنا کہ محالات پر قادر نہ ہوگا تو قدرت ناقص ہو جائیگی باطل محض ہے کہ اس میں قدرت کا کیا نقصان۔ نقصان تو اس محال کا ہے کہ تعلق قدرت کی اس میں صلاحیت نہیں۔ یوہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور کوئی نیا نبی نہیں آسکتا کہ وہ خاتم النبیین ہیں اگر دوسرا نبی آنا جائز جانا جائے تو کذب الٰہی لازم آئیگا اور کذب الٰہی محال۔ معلوم ہوتا ہے کہ قول مذکور کے قائل کو ختم نبوت پر ایمان نہیں وہ منکرین ختم نبوت کی سنتا سناتا ہے اور یہ سب گمراہی اور کامل گمراہی ہے اس پر لازم ہے کہ توبہ صحیحہ کرے اور اسلام پر ثابت قدمی کی توفیق رب عزوجل سے چاہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ جمادی الاخری ۱۴۰۰ھ

اگر کسی نے کہا "دیکھی ہے تیری شریعت" تو اس کے بارے میں حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین بیچ اس مسئلہ میں کہ: عبدالعلی خان نے اپنی بہن زلیخا خاتون اور بہنوئی فرمان علی خان کے پاس عبدالرحمن اور ذوالفقار علی خان کو اپنے متوفی بھائی اسلم خان کے تین پان کیبنوں کا شرعی فیصلہ کرنے کے لیے بھیجا مگر میرے اس نیک قدم کو فرمان علی خان اور بہن زلیخا خاتون نے میری کمزوری تعبیر کیا اور اس طرح سے شرعی فیصلہ کرنے سے انکار ہوگئے اور میرے جائز حق کو غصب کرنے پر کمربستہ ہوگئے۔ آیا اب ان کے صریح انکار نے انکو کافر کردیا ہے یا نہیں۔

جبکہ اگر زید و بکر آپس میں لڑ رہے ہیں اور عمران سے کہتا ہے کہ میں شرعی فیصلہ کردیتا ہوں اور ان میں سے زید یہ جواب دیتا ہے کہ دیکھی ہے تیری شریعت۔ جب ایسے کلمات کفریہ بک دیتے ہیں اور اسطرح سے زید کافر ہوگیا تو فرمان علی خان اور اسکی بیوی بھی کافر ہوگئے۔ اسکی وضاحت مؤدبانہ طریقہ سے مطلوب ہے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عبدالعلی خان نقشبندی، کوارٹر نمبر ۲۹۰ بلاک A، یونٹ نمبر ۱۰ لطیف آباد حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: جو الفاظ سوال میں مذکور ہیں یہ اور اسی قسم کے دوسرے الفاظ جن میں شریعت مطہرہ کی سبکی اور توہین پائی جائے مثلاً کسی شخص کو شریعت کا حکم بتایا کہ اس معاملہ میں شریعت کا یہ حکم ہے اس نے کہا کہ ہم شریعت پر عمل نہیں کریں گے ہم تو رسم کی پابندی کریں گے۔ ایسا کہنا بھی بعض مشائخ کے نزدیک کفر ہے۔ (عالمگیری) جس نے یہ الفاظ کہے اس پر فرض ہے کہ توبہ کرے، نئے سرے سے کلمہ اسلام پڑھے اور نکاح کی تجدید کرے یعنی از سر نو نکاح پڑھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ ررجب المرجب ۱۳۹۹ھ

حالت خواب میں بیعت کر لی تو؟ / نفل نماز تنہائی میں افضل ہے

سوال: قبلہ مفتی اعظم حیدرآباد علامہ مفتی محمد خلیل خان برکاتی، دارالعلوم احسن البرکات السلام علیکم

ا۔ کسی خواب میں خلافت کی شرعی حیثیت کیا ہے۔ خواب کی حالت میں خلافت یافتہ پیر کی بیعت کرنی چاہیے یا نہیں؟

۲۔ کسی محفل میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر پاک ہو رہا ہو اور بہت سے لوگ سن رہے ہوں ایسے میں کوئی شخص بار بار اٹھ کر نفل پڑھتا ہے۔ کیا ذکر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس پاک محفل میں اس شخص کا یہ فعل درست ہے یا نہیں؟

سید محمد اسلام علی نقشبندی، گورنمنٹ ہائی اسکول لطیف آباد نمبر ۱۰

۷۸۶ الجواب: اولیاء کرام کے فیوض و برکات ان کی زندگی ہی میں منحصر نہیں ہوتے بعد وفات بھی ان کے مزارات طیبہ سے زائرین فیض پاتے اور نعمتوں سے مالا مال ہوتے ہیں۔ بایں ہمہ خلافت پر چونکہ بہت سے امور شرعی کا دارومدار ہوتا ہے اس لیے محض عالم رویا یعنی خواب میں خلافت کا دعویٰ نامعقول، اور ایسی خلافت شرعاً غیر معتبر ہے نہ ایسے نام نہاد خلیفہ کے ہاتھوں پر بیعت درست۔ ہاں اشارۃً یا کنایۃً وفات پانے والے نے اس خلافت کا ذکر کر دیا تھا اور عام مسلمانوں کو یہ بات معلوم ہے کہ فلاں شخص فلاں بزرگ کا خلیفہ ہے تو دعویٰ خلافت معتبر ہوگا اور اس کے لیے تحریری خلافت نامہ ضروری نہیں۔ بشرطیکہ وہ اہل ہو یعنی فاسق معلن نہ ہو اور کم از کم اتنا علم رکھتا ہو کہ ضرورت کے مسائل خود کتابوں سے اخذ کر سکے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ نفل نماز میں مشغولی دوسرے تمام اذکار و اوراد سے افضل ہے اور ریا و نمائش آ جائے تو بارگاہ الٰہی میں نامقبول اس لیے تنہائی میں نفل پڑھنے کا حکم دیا گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ رجمادی الاخری ۱۳۹۹ھ

بقول رافضیوں کے "مولا علی کے نشان قدم" اس کا حکم شرعی

سوال: حضرت قبلہ مفتی محمد خلیل خان صاحب، دارالعلوم احسن البرکات حیدرآباد سندھ

حضور والا از رو ... شریعت ... مطلع ... کہ ایک پتھر ہے جس پر قدموں کی نشانیاں موجود ہیں۔ لوگوں کا کہنا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے کہ اس پتھر پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدموں کے نشانات ہیں اور صحیح سند معلوم نہیں ہے۔ واقعی یہ آپ کے نشان قدم ہیں یا نہیں۔ کچھ لوگ جو اپنے آپ کو محبان علی شمار کرتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ یہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نشان قدم ہیں اور اسی قدم کے ساتھ ایک مزار ہے اور وہاں اہلبیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تصاویر چسپاں کیے ہوئے ہیں کیا اہلسنت و جماعت کو وہاں جانا چاہیے اور ہاں اس پتھر کو بوسہ دینا شرعاً جائز ہے یا نہیں اور فاتحہ خوانی کرنا جائز ہے یا نہیں؟

محمد رفیق، انڈس گلاس فیکٹری حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: روافض کا قول وعمل قابل اعتبار نہیں۔ آپ مزار شریف پر جا کر فاتحہ پڑھیں ان پر نظر نہ ڈالیں ورنہ تصاویر کے علاوہ چلتی پھرتی تصویریں یعنی عورتوں کا جھمگھٹا کیا کم تکلیف دہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ر جمادی الاخری ۱۳۹۹ھ

تبرک کھانے کے لیے عقلمند و بالغ ہونا شرط نہیں

سوال: جناب مفتی صاحب السلام علیکم

بعد سلام کے گذارش یہ ہے کہ میں اس خط کے ذریعے یہ مسئلہ معلوم کرنا چاہتا ہوں مہربانی فرما کر اس کا جواب تفصیل سے عنایت فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔

پچھلے دو سال سے ہماری جماعت والے بارھویں اور گیارھویں شریف کی نیاز پاگل خانہ (مینٹل ہسپتال) میں ان پاگلوں کو کھلاتے ہیں جن کو گورنمنٹ کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے دن میں بمشکل دو وقت کی روٹی پیٹ بھر کر ملتی ہے۔ اس پروگرام پر بہت سے لوگوں نے جماعت والوں پر نکتہ چینی کی۔ لیکن خدا کے فضل وکرم سے یہ سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔ آپ اسکا جواب ضرور دیں کہ ہم جو کام کر رہے ہیں وہ صحیح ہے یا نہیں؟ محمد عبداللہ، میمن جماعت حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: گیارہویں و بارہویں شریف کا کھانا کھانے کے لیے عاقل و بالغ یا ہوشمند ہونا ضروری نہیں لہٰذا یہ متبرک کھانا ان افراد کو کھلایا جاسکتا ہے جنہیں پاگل خانہ میں رکھا جاتا ہے۔ اسے ناجائز وحرام کہنا تو ہرگز درست نہیں اور جو ناجائز کہتے ہیں وہ دلیل لائیں ہاں اگر اس انکار کا منشاء یہ ہو کہ اس میں اس پاک کھانے کی جسے اب تبرک سمجھا جاتا ہے ایک قسم کی بے حرمتی کا شائبہ پایا جاتا ہے اس لیے وہاں تک لیجانا اور انہیں کھلانا مناسب نہیں۔ تو اس بات کو ٹھکرانا بھی مناسب نہیں۔ بہتری اسی میں ہے کہ خوانخواہ دوسروں کو انگشت نمائی کا موقع کیوں دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳۰ر رجب ۱۳۹۹ھ

بلا وجہ شرعی بیعت توڑنے والے کا خاتمہ حق پر نہ ہونے کا اندیشہ ہے

سوال: مولانا مفتی محمد خلیل خان صاحب، السلام علیکم

جناب عالی!

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عرض یہ ہے کہ ایک مسئلہ جو درپیش ہے آپ کے ذریعے حل کرنا چاہتا ہوں۔ وہ مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی بزرگ یا کسی پیر کا مرید ہو جائے اور پھر کسی وجہ سے اس سے علیحدہ ہونا چاہے تو اس شخص کا ایمان تو ختم نہیں ہوتا۔ اور اگر ایمان ختم نہیں ہوتا تو اس سلسلہ سے نکلنے کا کیا طریقہ ہے۔ برائے مہربانی اس مسئلہ کا حل ضرور بتائیں میں بہت پریشان ہوں۔ عین نوازش ہوگی۔ ضمیر الدین پاپا، وزیر کرانہ والے، ایوب کالونی یونٹ نمبر ۱۱ حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: عزیزم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جس کے ہاتھ پر بیعت کی گئی اگر وہ شرعاً بیعت لینے کا مجاز ہے اور بلا وجہ شرعی بیعت توڑ دی ہے تو بیشک صوفیاء کرام کے نزدیک اس میں سوء خاتمہ یعنی خاتمہ حق پر نہ ہونیکا اندیشہ ہے۔ لیکن شرعاً اس سے ایمان نہیں جاتا۔ اور اگر وہ پیر اسکا اہل ہی نہ تھا یا واقعی کسی وجہ شرعی کے باعث بیعت توڑ دی تو اس میں کوئی جرم نہیں۔ بلکہ پہلی صورت میں کہ وہ پیر نا اہل تھا بیعت ہی نہیں ہوئی کہ توڑی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶/ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ

اولیاء کرام کو قریب و دور سے ندا کرنا جائز ہے، قبروں کو سجدہ کرنا حرام ہے۔ بوسہ دینا منع ہے

سوال: محترم جناب گرامی مفتی صاحب، السلام علیکم

امید ہے کہ آپ بفضل تعالیٰ خیریت سے ہوں گے۔ میں آپکی قابل قدر مصروفیت میں سے چند لمحات التفات کا آرزومند ہوں اور ایک دو ضروری مسائل کے متعلق شکوک وشبہات میں مبتلا ہوں۔ سوال یہ ہیں۔

۱۔ کیا یا علی مدد کہنا جائز ہے؟ اور کیا اولیاء کرام کو دور سے یا ان کے مزارات پر جا کر مدد کے لیے پکارنا جائز ہے یعنی کیا ان سے حاجتیں پوری کروانا جائز ہے جیسے پکارنے والا پکارے یا داتا صاحب میری فلاں حاجت پوری فرما دیں یا میرے فلاں کام میں مدد کریں۔ کیا یہ جائز ہے؟

۲۔ کیا اولیاء کرام کی قبروں کو سجدہ کیا جا سکتا ہے یا اولیاء کی قبروں کو بوسہ دینا جائز ہے؟

۳۔ جب بجلی چمکتی ہے تو عام طور پر کہا جاتا ہے ''یا بابا شکر گنج، نہ رہے دکھ، نہ رہے رنج'' کیا ایسا کہا جا سکتا ہے؟

مقصود احمد شیخ، طالبعلم بی اے۔ محلہ اترم کالونی، پوسٹ سٹریٹ گل روڈ گوجرانوالہ (پنجاب)

۷۸۶ الجواب: غیر اللہ سے مدد مانگنے کا ثبوت قرآنی آیات احادیث صحیحہ اور اقوال فقہا ومحدثین سے موجود ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے 'قال من انصاری الی اللہ قال الحواریون نحن انصار اللہ'۔ ترجمہ'' حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا کہ کون ہے جو میری مدد کرے اللہ کی طرف سے حواری بولے کہ ہم مدد کریں گے اللہ کے دین کی''۔ یہاں فرمایا گیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے خطاب کیا اور فرمایا میرا مددگار کون ہے؟ حضرت مسیح نے غیر اللہ سے مدد طلب کی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے'' والمومنون والمومنت بعضھم اولیاء بعض''۔ ترجمہ'' مومن مرد، مومنہ عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں''۔ معلوم ہوا کہ مسلمان بھی آپس میں ایک دوسرے کی مدد کر رہے ہیں۔ تفسیر کبیر میں ہے سیدنا عبداللہ بن عباس

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے ''جو کوئی جنگل میں پھنس جائے تو کہے اعینونی یاعباد اللہ یرحمکم اللہ'۔ ترجمہ اے اللہ کے بندوں میری مدد کرو اللہ تم پر رحم فرمائے گا۔

مسئلہ۔ اولیاء سے استمداد و استعانت محبوب ہے یہ مدد مانگنے والے کی مدد فرماتے ہیں۔ (بہار شریعت حصہ اول)

مسئلہ۔ اولیاء اللہ کو دور و نزدیک سے پکارنا سلف صالحین کا طریقہ ہے (بہار شریعت) لہٰذا یا علی مدد کہنا اولیاء کو دور و نزدیک سے پکارنا اور ان سے حاجتیں پوری کروانا یہ سب جائز ہے۔

۲۔ قبر کو بوسہ دینا بعض علماء نے جائز کہا ہے۔ مگر صحیح یہ ہے کہ منع ہے، قبر کو سجدہ کرنا منع ہے سجدہ تعبدی کہ صاحب قبر کو معبود سمجھ کر سجدہ کرے تو شرک ہے اور سجدہ تعظیمی حرام ہے گناہ کبیرہ ہے۔ سوال ۳ جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ رر مضان المبارک ۱۴۰۰ھ

صحیح عقائد کی تبلیغ تمام مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے

سوال: محترمی و مکرمی جناب مفتی محمد خلیل خان برکاتی صاحب، السلام علیکم

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیریت ہوں گے۔ درج ذیل مسئلہ پیش کر رہا ہوں۔ کتب لائبریری اصول کے تحت میرا ذاتی ارادہ یہ ہے کہ علمائے اہلسنت کی تقاریر جو کیسٹوں کی شکل میں ہوں فرداً فرداً سننے کے لیے جاری کی جائیں کیونکہ آج کل ٹیلی ویژن اور وی سی آر کی بدولت مختلف خرافات تیزی کے ساتھ پھیل رہی ہیں۔ دلی خواہش ہے کہ اس طریقے سے اسکا تدارک ہو جائے۔ چنانچہ یہ منصوبہ بنایا ہے۔ آیا یہ طریقہ کار از روئے شریعت صحیح ہے۔ آپ سے بصد ادب مشورہ کا ملتمس ہوں۔ طاہر راجپوت نصیر بک بائنڈنگ، نائن کا پڑ حیدرآباد ۱۱ اکتوبر ۱۹۷۸ء

۷۸۶ الجواب: صحیح عقائد کی تبلیغ تمام مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے لہٰذا اس صورت میں اگر عقائد صحیح کی ترویج و اشاعت میں مددمل رہی ہے تو تقاریر علمائے اہلسنت کی تشہیر میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ رر جب ۱۳۹۹ھ

جنتیوں کی زبان عربی ہوگی اور دوزخیوں کی؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: اہل جنت کی زبان عربی ہوگی۔ اور جہنم میں دوزخیوں کی کیا زبان ہوگی۔ بعض کہتے ہیں کہ دوزخیوں کی زبان افغانی ہوگی اور بعض کہتے ہیں کہ گدھے کی طرح چیخیں گے اور بعض کہتے ہیں کہ اہل جنت اور اہل جہنم کی زبان صرف عربی ہوگی لہٰذا مسئلہ کا شرعی حل بیان فرما کر مشکور فرمائیں۔ بینوا توجروا

صوفی محمد عالم قادری، قلات، بلوچستان

۷۸۶ الجواب: علامہ ابن حجر مکی رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب مستطاب الفتاوی الحدیثیہ میں مذکور ہے کہ منکر و نکیر، ہر صاحب قبر سے خواہ مسلمان ہو یا غیر مسلم زبان عربی میں سوال کریں گے اور احادیث میں یہ بھی وارد ہے کہ نفخ صور ثانی کے بعد تمام لوگوں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کی زبان سریانی ہوگی۔ اور احادیث کریمہ سے یہ بھی ثابت ہے کہ اہل جنت کی زبان عربی ہوگی (صفحہ نمبر ۸) اور چونکہ اہل جنت کی زبان کا عربی ہونا عربی زبان کی مدح وستائش کے مقام پر وارد ہے اس لیے ظاہر ہے کہ اہل جہنم اس مبارک زبان کی لذت وچاشنی سے محروم رکھے جائیں گے پھر انہیں اپنے عذاب اور ان جانکاہ تکلیفوں سے اتنی فرصت ہی کہاں ہوگی کہ وہ زبان سے بات کرسکیں اور دل بہلاسکیں انہیں برائے نام جو آسائش حاصل ہوگی وہ جہنم میں داخل ہونے سے پہلے تو مقصود، اور انہیں لمحات میں سریانی زبان میں کلام کرنا محتمل لیکن جہنم میں تو وہ عذاب بالائے عذاب میں گرفتار ہوں گے اور زبان سے آوازیں بھی نکالیں گے تو وہی مہمل یعنی جانوروں کی لایعنی آوازوں کی مانند جیسا کہ قرآن میں وارد کہ گدھوں کی طرح مکروہ آوازیں انکے مونہوں سے نکلیں گی بہرحال یہ عالم آخرت کے حالات ہیں ہمیں وہ کام کرنے چاہئیں جو اس عالم میں ہمارے کام آئیں۔ ایسی بحثوں میں پڑنا عوام کا کام نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ ربیع الآخر ۱۴۰۰ھ

جو شخص چار گروہ (حنفی، شافعی، حنبلی، مالکی) سے باہر ہوا وہ بدترین اہل بدعت میں سے ہے

سوال: قبلہ مفتی صاحب ایک شخص جو ارکان اسلام کا پابند ہے کچھ عرصہ قبل سنی کہلاتا تھا۔ اب خود کو ایک موحد مسلمان کہلانا شرف عزت سمجھتا ہے۔ اہل حدیث و دیوبندیوں کو زیادہ قریب اسلام سمجھتا ہے دیگران کی کتب ورسائل کو صحیح جان کر مطالعہ کرتا ہے۔ ان کے برخلاف اہلسنت والجماعت کو مجوسی، رافضی، بدعتی وغیرہ کہنا حق سمجھتا ہے۔ کہتا ہے کہ اویس قرنی کوئی بڑی شخصیت نہیں تھے، حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو شیر خدا کہنا غلط ہے۔ امام حسین حکومت کے لالچ میں کوفہ آئے تھے۔ یزید صالح شخص تھا۔ امیر المومنین اسے کہہ سکتے ہیں۔ امام حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نفس پرست تھے۔ صحیح خلفاء تین تھے امیر معاویہ کو حضرت علی پر فضیلت دیتا ہے۔ خدا کے نیک بندوں کی بندگی اپنی جگہ، پر مگر وہ کسی کا کچھ نہیں سنوار سکتے۔ وہ کسی کی حاجت وغیرہ پوری نہیں فرماسکتے۔ مزارات پر جانا شرک ہے۔ نبی علم غیب نہ جانتے تھے۔ حضور ﷺ محض بشر تھے نور نہ تھے۔ نعت گوئی کی مخالفت کرتا ہے نذر و نیاز حرام کہتا ہے مگر میسر ہونے پر کھالیتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے اللہ کا نام لیکر کھایا ہے۔ مروجہ ایصال ثواب کھانے پینے کے ڈھنگ ہیں۔ اور جب اسے پرانا وقت یاد دلاتے ہیں تو کہتا ہے اس وقت مجھے سمجھ نہ تھی۔ اب جبکہ گھر والے تمام کے تمام افراد سنی صحیح العقیدہ ہیں اس شخص کے ساتھ اس کے بیوی بچے وغیرہ کیا سلوک روا رکھیں؟

سعد اللہ بروہی، کوئٹہ

۷۸۶ **الجواب:** جو شخص ایسی بات کہے جس سے تمام امت کو گمراہ ٹھہرانے کی راہ نکلے وہ نہ صرف بدمذہب بلکہ یقیناً کافر ہے جیسا کہ قاضی عیاض نے اپنی کتاب شفا شریف میں ارشاد فرمایا اور شک نہیں کہ امت مسلمہ مرحومہ چار گروہ پر مجتمع ہے حنفی، شافعی، حنبلی، مالکی۔ ان چار سے باہر ہونے والا بدعتی جہنمی اور بدترین اہل بدعت سے ہے۔ (طحطاوی) اور جب اتنی بات آدمی کو جہنم کا مصداق بنادیتی ہے تو جو شخص وہ عقیدہ رکھے اور بے ہودہ بات زبان سے نکالے وہ یقیناً جمہور اہل علم اور فقہاء سواد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اعظم سے جدا ہوا اور بالیقین ایسی راہ چلا جو اسے جہنم میں لیجائے گی۔ اور اس بنیاد پر جو احترام کا مقام بحیثیت باپ کے اور شوہر کے حاصل تھا اس نے خود خاک میں ملا دیا جو بدنصیب اپنا رشتہ سواد اعظم اہلسنت سے توڑ کر وہابیوں خارجیوں یزیدیوں سے جوڑے اس نے خود ہی دین بیچ کر بے دینی کو خرید لیا اب اس کی، مسلمان پر کوئی تعظیم وتوقیر کی صورت نہ رہی بلکہ کہنا چاہیے کہ اس سے بیوی کا رشتہ زوجیت بھی ختم ہو گیا۔ جب وہ دین سے رسی تڑا چکا تو زوجیت کا رشتہ کہاں قائم رہا اس کی اولاد پر اس کا صرف اتنا حق ہے کہ اسے ایذا نہ پہنچائیں اور اس کے مقابلے پر نہ آئیں وہ بکواس کرے تو اس سے علیحدہ ہو جائیں جب یہ اسکی نہ سنیں گے آپ ہی خائب وخاسر ہو کر خاموش ہو جائیگا اور اس کے ساتھ رہنا سہنا کھانا پینا اس کی اطاعت وخدمت کرنا ان سے موقوف ہو گیا انہیں حق ہے کہ اس سے علیحدگی اختیار کرلیں مگر اسے ننگا بھوکا نہ رہنے دیں۔ پھر جب رشتہ زوجیت ختم تو حقوق زوجیت کہاں باقی۔ غرض یہ کہ ایسا شخص نہ صرف فاسق وفاجر بلکہ بددین، بدمذہب، گمراہ بلکہ اس کے یہ اقوال افعال اسے اسلامی برادری سے دور کرنے کے لیے کافی ہیں۔ نہ وہ اب واجب الاحترام ہے نہ لائق تعظیم۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸/ جمادی الاولی ۱۳۹۹ھ

نجومیوں اور میناطوطے سے فال نکلوانا اپنے ایمان کو خراب کرنے کے مترادف ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان اسلام اس مسئلہ کے بیچ کہ: بعض لوگ بعض غیبی امور مثلاً قسمت یا گمشدہ چیز کا پتہ بعض نجومی لوگوں سے یا میناطوطا وغیرہ کے ذریعہ سے معلوم کراتے ہیں اسکا شرعاً حکم کیا ہے کیا یہ معلومات شرعاً صحیح اور قابل وثوق ہیں یا نہیں؟ بینوا بالبرهان الفقه والفتاویٰ الحنفیة، توجروا غلام مصطفیٰ، ٹنڈو محمد خان

http://t.me/Tehqiqat

۷۸۶ الجواب: نجومی ہوئے، رمال ہوئے، جفار ہوئے کہ اپنے جھوٹے سچے علم نجوم یا رمل وجفر سے فال نکالنا اپنے ذریعہ معاش بنائے بیٹھے ہیں اور لوگوں کو فریب میں مبتلا رکھنا ان کا وطیرہ ہے ان کے پاس جانا ان سے قسمت کا حال اور غیب کی باتیں معلوم کرنا زمانہ جاہلیت کا دستور ہے اور مشرکین عرب کا معمول ہے۔ قرآن کریم نے وان تستقسموا بالا زلام فرما کر ان سب طریقوں کو ناجائز وحرام وگناہ قرار دیا ہے ان کے پاس جا کر انکی باتیں سننا بھی گناہ وحرام ہے اور انکی باتوں پر یقین کر لینا اپنے ایمان وعقیدہ کو تباہ کرنے کے برابر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ ربیع الاول ۱۴۳۰ھ

کوئی غیر مسلم مسلمانوں کی مسجد میں آکر عبادت نہیں کرسکتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ کے بارے میں کہ: میر پور خاص سبزی وفروٹ منڈی میں آڑھتی قادیانی کی دوکان ہے یہ قادیانی مسلمانوں کی مسجد میں آکر اپنی نماز پڑھ لیا کرتا تھا جو جماعت ہو جاتی اس کے بعد آکر اپنی نماز پڑھا کرتا تھا چند نمازیوں نے قادیانی کے مسجد میں آنے جانے پر اعتراض کیا۔ مسجد کی کمیٹی کے ایک رکن نے قادیانی کو سمجھا بجھا کر مسجد میں آنے سے روک دیا۔ اسکے بعد دو ایک نمازیوں نے اس واقع کو اخلاقی مروت کے خلاف قرار دیتے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوئے کہا کہ اگر قادیانی ہماری جماعت ختم ہونے کے بعد آ کر اپنی نماز ادا کرتا ہے تو اس میں کیا حرج ہے۔ آپ سے مؤدبانہ عرض ہے کہ اس مسئلہ میں ہماری رہنمائی فرمائیں کہ آیا اس قادیانی کے مسجد میں آنے پر اعتراض درست ہے یا یہ کہ وہ آ کر اپنی نماز پڑھ جایا کرے۔ حافظ عبدالحمید، میر پور خاص

۷۸۶ **الجواب:** لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ حضور ﷺ کے بعد جو کسی کو نبوت ملنے کا قائل ہو وہ تو مطلقاً کافر و مرتد ہے اگرچہ کسی ولی یا صحابی کے لیے مانے۔ قال اللہ تعالیٰ ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین۔ و قال رسول اللہ ﷺ انا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔ لیکن قادیانی تو ایسا مرتد ہے جسکی نسبت تمام امت مسلمہ کا عقیدہ ہے کہ اسکے عقیدہ کفریہ پر مطلع ہو کر جو اسکے کافر ہونے میں ادنیٰ شک کرے وہ خود کافر و مرتد ہے والعیاذ باللہ اور جب وہ کافر و مرتد ہے اسکے ساتھ رواداری اور اخلاقی مروت چہ معنی دارد۔ مسلمان جس طرح کسی غیر مسلم کو اپنی مسجد میں آ کر پوجا پاٹ کی اجازت نہیں دے سکتا اسی طرح بلکہ اس سے بڑھ کر شدت برتنا اس قادیانی کے مقابل ہر مسلمان پر فرض، صاحب ایمان پر لازم ہے۔ علماء کرام تصریح فرماتے ہیں کہ ہر موذی کو اگرچہ اپنی زبان سے مسلمان کو ایذا دے مسجد میں آنے سے روکا جائے گا (درمختار وغیرہ) تو ایسے فتنہ پروروں کی رعایت مروت قطعاً قرآن و حدیث اور خدا و رسول کے احکام کے برخلاف ہے مسلمانوں پر فرض فرض ہے کہ اسے بزور بازو اپنی مسجد میں آنے سے روک دیں اور اس عذاب سے ڈریں جو ان کی طرف ادنیٰ میلان سے مہیا کیا جائے گا۔ ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ رذیقعدہ ۱۴۰۲ھ

سرکار دو عالم ﷺ کے چچاؤں کا ایمان اور آپ کے والدین کریمین کا ایمان

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مسائل ذیل میں کہ

ا۔ نبی کریم ﷺ کے بارہ چچاؤں میں سے کون کون سے چچا ایمان لائے اور کتنے چچا ایمان نہیں لائے؟ ہر ایک کا نام ہونا چاہیے۔ دلائل سے جواب دیں۔

۲۔ نبی ﷺ کے دادا ابا، والد، یا والدہ ایمان لائے یا نہیں؟

۷۸۶ **الجواب:** حضور ﷺ کے اعمام میں حضرت امیر حمزہ و حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ایمان ثابت ہے۔ باقی کا ایمان لانا فقیر کے علم میں نہ آیا اور ابو طالب کا ایمان بھی ثابت نہیں بلکہ بخاری و مسلم کی روایت میں ہے۔ حضور ﷺ نے ابو طالب کے متعلق فرمایا وجدتہ فی غمرات من النار فاخرجتہ الی ضحضاح منھا۔ میں نے سراپا آگ میں ڈوبا پایا تو کھینچ کر ٹخنوں تک کی آگ میں کر دیا۔ واللہ اعلم

۲۔ حضرات والدین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا انتقال عہد اسلام سے پہلے تھا اس وقت تک وہ صرف اہل توحید و اہل لا الہ الا اللہ تھے بعدہ رب العزت جل جلالہ نے اپنے نبی کریم ﷺ کے صدقے میں ان پر نعمت کے لیے اصحاب کہف کی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طرح انہیں زندہ کیا کہ نبی کریم ﷺ پر ایمان لاکر صحابیت پاکر آرام دیا۔ امام ابن حجر مکی نے افضل القویٰ میں ارشاد فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے سلسلہ میں جس قدر آباء وامہات آدم وحوا علیہم السلام تک ہیں ان میں کوئی کافر نہ تھا اور حضور کے والدین کریمین حضرت آمنہ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اہل جنت ہیں یہی قول حق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ ربیع الاخر ۱۳۹۴ھ

کسی شیعہ، غیر مسلم مرتد کو مسجد میں جلسے کی اجازت دینے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے متعلق کہ: ہم اہلسنت والجماعت کی جامع مسجد امریکن کوارٹر میں بعض شیعہ حضرات ولادت امام مہدی کے سلسلہ میں ایک جلسہ کرنا چاہتے ہیں لہٰذا ہم کارکنان مسجد اس جلسہ کی مسجد میں اجازت از روئے شرع مطہرہ دے سکتے ہیں یا نہیں؟

اراکین مسجد نماز کمیٹی، امریکن کوارٹر حیدرآباد، ۱۳ اپریل ۱۹۵۵ء

۷۸۶ **الجواب:** شیعہ تین قسم کے ہیں۔ اول غالی کہ منکر ضروریات دین ہوں مثلاً قرآن مجید کو ناقص بتائیں یا بیان عثمانی بتائیں یا امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم خواہ دیگر ائمہ اطہار کو انبیاء سابقین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم خواہ کسی ایک نبی سے افضل جانیں یا حضور پرنور سید المرسلین ﷺ پر تبلیغ دین متین میں تقیہ کی نسبت رکھیں الی غیر ذالك من الکفریات یہ لوگ یقیناً قطعاً اجماعاً کافر مطلق ہیں اور ان کے احکام مثل مرتد۔ فتاوی ظہیریہ وفتاوی ہندیہ وحدیقہ ندیہ میں ہے احکامهم احکام المرتدین۔ آجکل کے اکثر بلکہ تمام روافض تبرائی اسی قسم کے ہیں۔ دوم تبرائی کہ عقائد کفریہ اجمالیہ سے اجتناب اور صرف سب صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ارتکاب کرتے ہیں اور ان میں سے منکران خلافت شیخین اور انہیں برا بھلا کہنے والے، فقہائے کرام کے نزدیک کافر ومرتد ہیں۔ نص علیه فی الخلاصة والهندیه و غیرهما۔ مگر مسلک محققین قول متکلمین ہے کہ یہ بدعتی، ناری جہنمی کے القاب اور بلاشبہ لعنت الٰہی کے مورد ہیں۔ سوم تفضیلی کہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو خیر سے یاد کرتے ہیں خلفاء اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی امامت کو حق جانتے ہیں مگر صرف امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو حضرات شیخین سے افضل مانتے ہیں انہیں اگرچہ کفر سے کچھ علاقہ نہیں مگر بدمذہب بددین بدعتی ضرور ہیں، اور مرتدین وکفار تو مرتدین وکفار ہیں۔ بدمذہبوں کے ساتھ کوئی علاقہ دوستی وصورت پیدا کرنا حرام اور سخت گناہ اور ان سے دور بھاگنا لازم وضروری ہے نہ کہ اپنے ارادہ واختیار سے انہیں اپنی مساجد میں آنے دینا نہ صرف آنے دینا بلکہ انہیں اپنے کفریات وضلالات کی تبلیغ کے لیے میدان وسیع کر دینا نہ صرف اپنے بلکہ عوام اہلسنت وجماعت کے دین وایمان کو بگاڑنا و خراب کرنا ہے اور کچھ نہ ہو تو مسلمانوں کو ایذا پہنچانا ضرور ہے اور مسلمانوں کو ایذا دینا حرام وسخت حرام ہے۔ علمائے کرام تصریح فرماتے ہیں کہ جس کو گندہ دہنی کا عارضہ ہو یا کوئی بدبودار زخم ہو یا کوئی دوا بدبودار لگائی ہو تو جب تک بو منقطع نہ ہو اس کو مسجد میں آنے کی ممانعت ہے (ردالمحتار وغیرہ) بلکہ خود حدیث شریف میں وارد ہے کہ جو شخص اس بدبودار درخت (کچا لہسن

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پیاز) کو کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے کہ ملائکہ کو اس سے ایذا ہوتی ہے۔ (بخاری ومسلم) یو ہیں جو شخص لوگوں کو زبان سے ایذا دیتا ہو وہ مسجد سے روکا جائیگا۔ (درمختار ورد المحتار وغیرہما) اور شک نہیں کہ بدمذہبوں اور بددینوں سے یقیناً مسلمانوں کو ایذا ہوتی ہے، نہیں نہیں بلکہ یہ لوگ اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے محبوبوں کو ایذا دیتے ہیں لہٰذا ان کو مسجد میں آنے اور پھر یہاں اپنے عقائد باطلہ کی تبلیغ کی اجازت ہرگز ہرگز نہیں دیجا سکتی جبکہ سوال ظاہر کرتا ہے کہ اس جلسہ کی بنیاد ہی ایسے مسئلہ پر ہے جس میں حضرات اہلسنت وجماعت کثرھم اللہ تعالیٰ کو ان شیعوں سے اختلاف ہے۔ اراکین مسجد اگر ایسے جلسہ کو کرنے کی اجازت مسجد میں دیں گے تو خود ہی مستحق ومورد عتاب الٰہی ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰/ شعبان ۱۳۷۴ھ

بدمذہب سے دوستی رکھنا کیسا ہے؟

سوال: عارج معارج جبروت، واقف مواقف لاہوت سیدنا ومولانا مفتی صاحب مدظلہ

بعد اسلمۂ وافرہ وتحیہ متکاثرہ واضح باد

درگلستان مولنا پیغمبر سخن سعدی رحمۃ اللہ علیہ مے فرمایند کہ۔

شنیدم کہ مردان راہِ خدا دلِ دشمناں ہم نکر دند تنگ

بنا برآں لہابی زید را لقب دادن چگونہ ناروا ست؟ کرم فرمودہ پاسخ بدہید۔ از یں طرف نشود قطرہ زدریا کم، وزیں طرف برسد نشد بدریا۔ احقر الناس بندہ مصطفیٰ، میراں محمد شاہ جیلانی

۷۸۶ **الجواب:** قال اللہ تعالیٰ واما ینسینك الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین۔ اور اگر شیطان تجھے بھلا دے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ کہ بدمذہب سے زیادہ ظالم کون ہے۔ وقال اللہ تعالیٰ ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ۔ اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو اور بدمذہبی ہلاکت حقیقی ہے۔ اسی لیے احادیث کریمہ میں بدمذہب سے دور بھاگنے کا حکم دیا گیا۔ ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم۔ گمراہوں سے دور بھاگو انہیں اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تمہیں بہکا نہ دیں کہیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں۔ (رواہ مسلم) ایک اور حدیث شریف میں ہے ایاك وقرین السوء فانك بہ تعرف۔ برے ہم نشینو سے دور بھاگ کہ تو انہیں کے ساتھ شمار ہوگا۔ (ابن عساکر) علمائے کرام تصریح فرماتے ہیں کہ حکم المبتدع البغض والعداوۃ والاعراض عنہ والاھانۃ والطعن واللعن۔ بدمذہب کے لیے حکم شرعی یہ ہے کہ اس سے بغض وعداوت رکھیں روگردانی کریں اسکی تذلیل وتحقیر بجالائیں اس سے لعن طعن سے پیش آئیں۔ (مقاصد وشرح مقاصد للعلامہ تفتازانی) ان آیات واحادیث واقوال علماء کے ہوتے ہوئے شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ کے قول کو سند بنانا کسی ایسے ہی کا کام ہوسکتا ہے کہ یا تو احکام شرع سے ناواقف ہے یا براہ فریب عوام کو ورغلاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶/ محرم الحرام ۱۳۷۸ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تقدیر کے معاملات میں غور وفکر کرنا ہلاکت کا باعث ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مسائل ذیل میں

ا۔ایک صاحب محمد الیاس فرماتے ہیں کہ حدیث پاک میں ہے کہ بچہ جب ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے تو فرشتہ جو کہ رحم پر مقرر ہے۔اسکی تقدیر میں چار باتیں لکھ جاتا ہے۔

(i) اجلہ اسکی موت۔ (ii) رزقہ اسکا رزق۔

(iii) شقی بدبخت۔ (iv) سعید نیک بخت ہونا۔

یہ چار باتیں لکھ جاتا ہے ہر بچہ کی تقدیر میں تو اب سوال یہ ہے کہ رزق اسکا وہی ملتا ہے جو اسکی تقدیر میں ہے یا اعمال کی وجہ سے بڑھ جاتا ہے اور کم ہو جاتا ہے۔کیا آدمی اس تحریر کے ساتھ مجبور ہے یعنی اسکی تقدیر میں نیک ہونا لکھا ہے تو وہ بدکام نہیں کرسکتا ہے۔یا بد ہونا لکھا ہے تو وہ نیک کام نہیں کرسکتا ہے۔اگر ایسا ہے تو ثواب وعذاب کا کیا سوال رہا۔اور اعمال کا کیا سوال رہا۔پھر تو آدمی مجبور ہوا۔اور کیا ہر کام برا یا اچھا اللہ کے حکم سے ہر آدمی کرتا ہے۔

۲۔کیا ہر شے ناطق ہے اور اس میں جان ہے۔سنتی اور سمجھتی دیکھتی ہے۔کیا مندرجہ ذیل آیات سے یہ باتیں ثابت ہوتی ہیں۔

قالوا انطقنا اللہ الذی انطق کل شئی۔

(۲)وان من شئی الا یسبح بحمدہ۔

(۳)فقال لها وللأرض ائتیا طوعا او کرها قالتا اتینا طائعین۔

ان آیات سے یہ باتیں بالکل واضح ہوتی ہیں۔ نور محمد شاہ جہانپوری، محلہ پریم نگر ٹنڈو الہیار

۷۸۶ الجواب: قضاء وقدر کے مسائل وعلم عام عقلوں میں نہیں آسکتے ان میں زیادہ غور وفکر کرنا سبب ہلاکت ہوتا ہے۔ صدیق وفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس مسئلہ میں بحث کرتے تھے منع فرمائے گئے تو ہم کس گنتی میں ہیں اتنا سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو مثل پتھر اور دیگر جمادات کے بے حس وحرکت نہیں پیدا کیا اس کو ایک نوع اختیار دیا ہے کہ ایک کام چاہے کرے چاہے نہ کرے اور اسکے ساتھ ہی عقل بھی دی ہے کہ بھلے برے نفع نقصان کو پہچان سکے اور ہر قسم کے سامان مہیا کیے ہیں کہ جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے اسی قسم کے سامان مہیا ہو جاتے ہیں اور اسی بناء پر اس پر مواخذہ ہے اپنے آپ کو مجبور یا بالکل مختار سمجھنا دونوں گمراہی ہیں۔

۲۔ہاں بے شک ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتقدیس کرتی ہے اور محض دیکھتی ہے اور یہ کہ کیسے اور کیونکر اس کا جواب خود قرآن کریم نے دیا کہ ولکن لا تفقهون تسبیحهم۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳۰ ذی الحجہ ۱۳۸۷ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سرکار دوعالم ﷺ کو نام مبارک کی بجائے القاب سے یاد کرنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: حضور ﷺ کو صرف یا محمد (ﷺ) کہنا کیسا ہے؟ بینوا توجروا
حکیم اظہار حسین، جوہر کالونی لطیف آباد ۱۲

۷۸۶ الجواب: آیہ کریمہ لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا کے تحت علمائے کرام قدیم سے یہ تحریر فرماتے چلے آرہے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کو نام مبارک سے ندا کرنا جائز نہیں۔ ہاں ندا کے موقع پر یا محمد (ﷺ) کے بجائے یا رسول اللہ۔ یا نبی اللہ ﷺ وغیرہ الفاظ تعظیم وتوقیر استعمال کیے جائیں پھر یہ حکم کسی زمانہ کے ساتھ مخصوص نہیں۔

صاوی شریف میں ارشاد فرمایا واستفید من الایة انه لا یجوز نداء النبی بغیر مایفید التعظیم لا فی حیاته ولا بعد وفاته۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ ر ذی الحجہ ۱۳۸۷ھ

نابالغ اگر ایصال ثواب کرے تو درست ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین درمیان مسئلہ مندرجہ ذیل کے، کہ: ایک عالم صاحب فرماتے ہیں کہ نابالغ لڑکوں سے قرآن شریف ودیگر ایصال ثواب کا کام کرانے کے بعد انکے والدین سے اجازت لینا شرط ہے کیونکہ بچے مکلف شرع نہیں۔ اس لیے اسکا ثواب والدین کو ملتا ہے اس لیے والدین سے اجازت لینا شرط ہے ورنہ ایصال ثواب جس کے لیے کر رہے ہیں وہ مرحوم کو حاصل نہیں ہوگا۔ یہ کس حد تک درست ہے؟ بصراحت جواب عنایت فرمائیں۔ بابو محمد شفیع، گاڑی کھاتہ

۷۸۶ الجواب: امام اہلسنت اعلیحضرت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی قدس سرہ نے اپنے فتاویٰ میں فرمایا کہ نابالغ نے کچھ پڑھ کر یا کوئی نیک عمل کر کے اس کا ثواب مردے کو پہنچایا تو انشاء اللہ تعالیٰ پہنچے گا۔ یہی قول بہار شریعت میں منقول ہے اب جو اس کے خلاف کہتا ہے تو کسی معتبر کتاب سے ثبوت لائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ ر جمادی الاخریٰ ۱۳۸۷ھ

جو شخص علماء حق کو دین میں فتنہ برپا کرنے والا کہے اس کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین کہ: زید جو اپنے آپکو سنی عالم کہلاتا ہے اور ایک مسجد کی امامت بھی کرتا ہے اس نے اپنی تقریر میں اپنے علماء یعنی علمائے اہلسنت کو کہا کہ یہ علماء، دین میں فتنہ برپا کرنے والے ہیں یعنی مسائل مختلف فیہ بیان کرتے ہیں۔ اور کہا کہ خدا کے ہاں یہ سوال نہیں ہوگا کہ حضور ﷺ نور تھے یا بشر تھے یا حضور ﷺ کو علم غیب تھا یا نہیں تھا یا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ باغی تھے یا حق پر تھے یا حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے متعلق کیا خیال تھا بلکہ خدا کے یہاں صرف عمل پوچھا جائے گا اور سب سے اول پرسش نماز کی ہوگی۔ زید کا یہ بیان از روئے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شریعت مطہرہ کیسا ہے اور زید کا اپنے آپکو سنی ظاہر کرنا صحیح ہے یا نہیں اور اسکے پیچھے نماز پڑھنا چاہیے یا نہیں؟ **بینوا توجروا**

علی حسین انصاری، لطیف آباد ۱۲، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں **اترغبون عن ذکر الفاجر متی یعرفه الناس اذکروا الفاجر بما فیه یحذر الناس**۔ کیا فاجر کو برا کہنے سے پرہیز کرتے ہو لوگ انہیں کب پہچانیں گے فاجر کی برائیاں بیان کرو لوگ اس سے بچیں۔ صحیح بخاری میں ہے رسول اللہ ﷺ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے مسجد کریم مدینہ طیبہ میں ممبر بچھایا کرتے تھے کہ وہ اس پر کھڑے ہو کر مشرکین کا رد فرماتے۔ علمائے کرام تصریح فرماتے ہیں کہ علم دین اور علمائے دین کی توہین بے سبب یعنی اس وجہ سے کہ یہ عالم علم دین ہے۔ ''کفر ہے'' تو جو شخص علمائے اہلسنت کو کہ دراصل یہی علمائے دین ہیں دین میں فتنہ برپا کرنے والا کہے وہ عالم ہونا در کنار سنی کہلانے کا بھی مستحق نہیں نہ وہ امامت کا اہل ہے، اس پہ لازم ہے توبہ صحیحہ شرعیہ کرے اور اگر اپنی ان حرکات سے باز نہ آئے تو مسلمان اسے امامت سے معزول کر دیں اور بے تعلق ہو جائیں۔ و قال اللہ تعالیٰ **فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین**۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ر جمادی الاولیٰ ۱۳۸۷ھ

اچانک موت کیا حرام کی موت ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: اگر ایک شخص کا انتقال حرکت قلب بند ہو جانے سے ہو جائے تو بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ حرام موت ہے تو کیا یہ صحیح ہے؟ **بینوا توجروا** سید فرحت حسین، لطیف آباد نمبر ۶

۷۸۶ **الجواب:** آدمی کا عقیدہ یا عمل درست نہیں تو ناگہانی موت، غضب الٰہی کی موت ہے۔ مرنے والے کو اتنی بھی مہلت نہ دی گئی کہ وہ اپنی بدعقیدگی سے توبہ کرتا اور اس کے لیے توشہ آخرت مہیا ہوتا۔ ایمان کے تمام نتائج اخروی اسی آخری گھڑی پر مرتب ہیں کہ اعتبار خاتمہ ہی کا ہے اور شیطان لعین ایمان کی تاک میں ہے جسے اللہ تعالیٰ اسکے مکر سے بچائے اور ایمان پر خاتمہ نصیب فرمائے وہ مراد کو پہنچتا ہے پھر بھی کسی مرد مسلمان صحیح العقیدہ کے لیے جو بدعمل رہا یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ناگہانی موت سے وہ حرام موت مرا۔ اس لیے مسلمان اگرچہ کیسا ہی بدعمل ہو بشرطیکہ بدعقیدہ نہ ہو ناگہانی موت سے مر جائے تو اسکی نماز جنازہ ادا کی جائیگی۔ اور بدمذہب بددین کی تو کسی حالت میں نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ر بیع الآخر ۱۳۸۷ھ

اللہ ورسول کے نام، کلمہ طیبہ کی بے حرمتی کرنے والے کے بارے میں شرعی حکم؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے مسجد میں حضور اکرم ﷺ کے روضہ مبارک کے نقشہ مبارک کو حرام قرار دیا۔ اور ایک کیلنڈر جو کہ مسجد میں لگا ہوا تھا اور اس پر یا اللہ یا محمد ﷺ بسم اللہ کلمہ طیبہ چھپا ہوا تھا جو کہ پنکھوں کی ہوا سے ہل کر نیچے گر گیا اسکو مذکور شخص نے اٹھا کر پڑھا اور توڑ موڑ کر کھڑکی سے باہر پھینک دیا۔ برائے کرم قرآن

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور حدیث کی روشنی میں جلد از جلد جواب عنایت فرمائیں۔

قاری محمد بشیر احمد چشتی، خطیب پولیس ٹریننگ اسکول شہداد پور، ضلع سانگھڑ، ۶ ستمبر ۱۹۶۶ء

۷۸۶ الجواب: نقشہ روضہ مبارکہ کے جواز میں اصلاً مجال سخن و جائے دم زدن نہیں اس کا جواز اجماعی ہے۔ ائمہ مذہب نے اس کے جائز ہونے کی تصریحیں فرمائیں اکابر دین واعاظم معتمدین نے مزار مقدس اور اسکے متصل نعل اقدس کے نقشے بنائے اور ان کی تعظیم اور ان سے تبرک کرتے آئے۔ دلائل الخیرات کہ مشارق و مغارب میں ہمیشہ پڑھی جاتی ہے اور تقریباً پانچ سو سال سے تمام جہان کے علماء و اولیاء و صلحا کا وظیفہ دین و ایمان رہی ہے اس میں بھی روضہ مبارکہ کا نقشہ ہمیشہ سے موجود چلا آیا ہے تو کیا یہ نامراد نہ صرف دلائل الخیرات بلکہ ان تمام کتابوں کے اوراق چاک کر ڈالیگا جن میں روضہ مبارکہ کے نقشہ کو پاس رکھنے اور اس سے برکتیں حاصل کرنے کا ذکر اہتمام سے کیا گیا ہے۔

بالجملہ مزار مقدس کا نقشہ ہر قرن اور ہر طبقہ کے علماء نے معمول و رائج رکھا ہمیشہ اکابر اس سے تبرک کرتے اور اسکی تعظیم و تکریم کرتے آئے ہیں تو اب اسے بدعت شنیعہ و شرک و حرام نہ کہے گا مگر جاہل، بے باک، یا گمراہ، بد دین، مریض القلب، ناپاک، والعیاذ باللہ۔ پھر یہ گفتگو صرف نقشہ مزار مبارک میں ہے جبکہ اس شقی القلب نے یہ بھی نہ دیکھا کہ اس نقشہ پر کلمہ طیبہ اور خدا، و رسول اللہ ﷺ کے نام بھی ہیں اور اس کے اس فعل سے یقیناً اسماء طیبہ کی توہین و اہانت ہے جو کفر ہے۔ مسلمان ایسے ناپاک کو مسجد میں آنے سے روکیں تا آنکہ وہ اپنے اس عقیدہ باطلہ سے توبہ کرے اور فتنہ انگیزی سے باز آئے۔
واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ ر جمادی الاولیٰ ۱۳۸۰ھ

اللہ، رسول، کتب، ختم نبوت، اور اسلام کی حقانیت پر یقین۔ مسلمانی کی سند ہے

تصدیق نامہ

سوال: جناب مفتی صاحب دار الافتاء دار العلوم احسن البرکات عظمہ اللہ تعالیٰ فی العالمین

مندرجہ ذیل اشخاص ایمان کے متعلق مفصلہ ذیل نکات پر ایمان رکھتے ہیں تو آپ جناب سے یہ التجا ہے کہ آپ اس بات کی تصدیق فرمادیں کہ: ازروئے شریعت محمدی ﷺ متذکرہ ذیل اشخاص مسلمان ہیں یا کون ہیں؟

اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ، ہم سب اللہ تعالیٰ کے غیب پر ایمان رکھتے ہیں، نمازیں قائم کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے فضل سے زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس کے دیئے ہوئے مال میں سے (یتامیٰ، مساکین، غریب بیواؤں اور تعمیر مسجد مدرسہ وغیرہ) میں حسب توفیق خرچ کرتے ہیں۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ پر نازل فرمایا اس پر بھی اور جو کچھ حضرت محمد ﷺ سے پہلے نازل ہوا اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں، ایمان مجمل ایمان مفصل پر بھی پورا پورا ایمان رکھتے ہیں، ہم یہ بھی یقین رکھتے ہیں

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہ حضرت محمد ﷺ افضل الانبیاء خاتم النبیین ہیں جیسا کہ حضور ﷺ نے خود فرمایا۔ انا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔ آپ کے بعد آپ کی حد عبور کرکے اگر کوئی نبی یا مصلح ہونے کا دعویٰ کرے تو ہم اسکو مرتد کافر ملعون غیر مسلم سمجھتے ہیں۔ ہم وہ عقیدت مند افراد مندرجہ ذیل ہیں۔ فتویٰ درکار ہے۔

۱۔ سید بشیر احمد شاہ ولد سید محمد اسماعیل شاہ ۲۔ جبین بی بی عرف محبوبہ زوجہ سید بشیر احمد شاہ

۳۔ سید منیر احمد شاہ ولد سید بشیر احمد شاہ ۴۔ سعیدہ امت الکریم بنت سید بشیر احمد شاہ

۷۸۶ **الجواب:** اسلام کی حقانیت خدا تعالیٰ کی وحدانیت، حضور ﷺ کی رسالت اور ختم نبوت پر ایمان اور اس کا اقرار کہ اسلام میں جو کچھ ہے وہ حق ہے، مسلمان ہونے کی سند ہے۔ اور نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہا ارکان اسلام پر عمل، ان کے اسلام کی تائید و تصدیق ہے۔ ایسے لوگوں کو مسلمان ہی کہا جائیگا مسلمان ہی مانا جائیگا جب تک وہ ضروریات دین میں سے کسی ضروری بات کا انکار نہ کریں اور سنی ہی کہا جائیگا جب تک ضروریات مذہب اہلسنت میں سے کسی ضروری امر کے منکر نہ ہوں۔ آخر جو لوگ انہیں مہتم کرتے ہیں وہ کس بنیاد پر وجہ معلوم ہو تو جواب دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ محرم الحرام ۱۴۰۰ھ

مسلمان میّت کے لیے دعائے مغفرت کرنا/نماز جنازہ سے قبل ولی کی اجازت

نماز کے بعد مصافحہ/امام کا مصلیٰ امامت پر ہی بقیہ نماز ادا کرنا

http://t.me/Tehqiqat

سوال: محترم مولانا مفتی خلیل خان صاحب، السلام علیکم

بعد ثنائے حمد باری تعالیٰ بندہ مسلم ذیل میں تحریر کردہ چند مسائل شریعت محمدی ﷺ کی روشنی میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ آیا یہ خلاف سنت ہیں یا نہیں؟

۱۔ بعد نماز جنازہ کے ہاتھ اٹھا کر میت پر دعا کرنا۔ اور مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا۔

۲۔ نماز جنازہ کی ادائیگی سے قبل اہل خانہ سے اجازت طلب کرنا۔

۳۔ سلام کے بعد امام کا مقتدیوں سے مصافحہ کرنا کیا یہ بدعت نہیں ہے۔

۴۔ فرض نماز کے بعد امام کا مصلیٰ نہ چھوڑنا اور بقیہ نماز وہیں ادا کرنا۔

۵۔ امام کا سیدھے کھڑے ہوکر نماز کا ادا نہ کرنا اور بار بار ایک پاؤں سے دوسرے پاؤں پر سہارتا کھڑے ہوکر نماز پڑھانا۔

۶۔ خطبے سے پہلے مذہبی مسائل اور سیرت پاک ﷺ بیان کرتے وقت روسٹرم کے سہارے کھڑے ہوکر تمام وقت پاؤں پر پاؤں رکھ کر کھڑے رہنا۔

۷۔ تہجد گذار کی رات کو آنکھ نہ کھلے اور وتر چھوٹ جائیں تو ان کی ادائیگی کس وقت کی جائے۔

مندرجہ بالا مسائل کے جوابات آسان اور سادہ اردو میں دیے جائیں تو عین نوازش ہوگی۔ امید ہے کہ مسائل کا حل فقہ حنفیہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے تحت ہی ہوگا۔ آغا صفدر علی خان، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: (۱)۔ اہلسنت و جماعت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجماع ہے کہ مسلمان مُردوں کے لیے دعا محبوب اور شرعاً مطلوب ہے۔ اور اس میں کسی زمانہ وقت و موقع کی تخصیص نہیں کہ فلاں وقت تو مستحب و مشروع ہے اور فلاں وقت ناجائز و ممنوع۔ جس وقت بھی دعا کیجئے حکم شرع کی تعمیل ہوگی۔ تو اس میں نماز جنازہ سے قبل، نماز جنازہ کے بعد، اس سے متصل یا وقفہ کے ساتھ، سب اوقات داخل ہیں۔ البتہ دعا کو طول نہ دیں مختصر دعا پر قناعت کریں۔ رہا دعا میں ہاتھ اٹھانا تو وہ آداب دعا ہے۔ ہاں نماز کی سی ہیئت و صورت میں، بدستور صفیں باندھے وہیں کھڑے ہوئے دعا نہ کریں تا کہ عوام الناس اسے بھی نماز جنازہ کا جزو نہ سمجھیں۔ دائیں بائیں ہٹ جائیں اور مختصر دعا بجالائیں تو اس میں زندوں اور مردوں انشاء اللہ تعالیٰ دونوں کا فائدہ ہے۔ (الفتاویٰ الرضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسجد میں نماز جنازہ مطلقاً مکروہ تحریمی و گناہ ہے خواہ میت مسجد کے اندر ہو یا باہر۔ سب نمازی مسجد میں ہوں یا بعض۔ کہ حدیث شریف میں نماز جنازہ مسجد میں پڑھنے کی ممانعت آئی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲)۔ نماز جنازہ میں امامت کا حق ولی کو دیا گیا ہے۔ اور ولی امامت کا اہل نہ ہو تو اس سے اجازت لیکر ہی کوئی دوسرا مسلمان نماز پڑھا سکتا ہے۔ (درمختار) اجازت اسی بناء پر لی جاتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳)۔ نماز عصر و فجر کے بعد مسلمانوں کا باہم مصافحہ کرنا جائز ہے۔ اسے بدعت کہہ کر خواہ مخواہ مسلمانوں کو وبال میں نہ ڈالیں۔ کیونکہ اصل مصافحہ ہے تو کسی وقت بھی کیا جائے جائز ہے جب تک شرع سے ممانعت نہ ہو۔ (ردالمحتار) واللہ تعالیٰ اعلم

(۴)۔ مُصلّے پر بھی جائز ہے اور جگہ بدلنا بھی جائز ہے۔ اور اس کے بعد نماز نہ ہو تو سلام کے بعد سنت یہ ہے کہ امام داہنے یا بائیں طرف مڑ جائے اور داہنی طرف افضل ہے اور مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بھی بیٹھ سکتا ہے جبکہ کوئی مقتدی اس کے سامنے نماز میں نہ ہو۔ (حلیہ ذخیرہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

(۵)۔ بحالت قیام کبھی دائیں پاؤں پر اور کبھی بائیں پاؤں پر زور دینا سنت ہے جسے شرع میں تراوح کہتے ہیں۔ (حلیہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

(۶)۔ بلا عذر شرعی امام ایسا کام نہ کرے کہ اس پر اعتراضات کا دروازہ کھلے اور انگلیاں اٹھیں۔ اور نہ مقتدیوں کو یہ چاہیے کہ وہ بلا تحقیق امام پر اعتراض کرنے لگیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۷)۔ قضاء نماز صبح صادق کے بعد نماز فجر سے پہلے بھی پڑھی جاسکتی ہے اور بعد میں بھی۔ مگر تنہائی میں ادا کریں کہ کوئی مطلع نہ ہو۔ ہاں اوقات ممنوعہ میں آپ ہی ممنوع ہے۔ (عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ضروریات دین کا منکر کافر ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: بعض حضرات جو کہ ضروریات دین کے منکر ہیں اور معاذ اللہ صحابہ کی شان میں تبرا کرتے ہیں۔ ان وجوہات کی بناء پر انہیں کافر کہا جا سکتا ہے یا نہیں؟ مسئلہ کی وضاحت فرمائیں۔ اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ نور محمد، ٹنڈوالہیار

۷۸۶ **الجواب:** آج کل عام روافض تبرائی خذلھم اللہ تعالیٰ، عقائد کفریہ رکھتے ہیں۔ ان میں کم کوئی ایسا نکلے گا جو قرآن مجید میں سے کچھ گھٹ جانا نہ مانتا اور حضرت امیر المومنین مولائے مسلمین علی المرتضیٰ و باقی ائمہ اطہار کرم اللہ وجوھھم کو حضرات انبیائے سابقین علی نبینا الکریم وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیم سے افضل نہ جانتا ہو اور یہ دونوں عقیدے کفر خالص ہیں۔ تو آج کل تبرائی رافضیوں میں کسی ایسے شخص کا ملنا جسے ضعیف طور پر بھی مسلمان کہہ سکیں شاید ایسا ہی دشوار ہوگا جیسے حبشیوں زنگیوں میں چمپئی رنگت کا آدمی۔ یا سفید رنگ کا کوا۔ ایسے رافضیوں کا حکم بالکل مثل حکم مرتدین ہے۔ کما صرح فی الظھیریہ والھندیہ والحدیقۃ الندیہ وغیرھا من الکتب الفقہیۃ۔ مسئلہ کی تحقیق کے لیے ملاحظہ فرمائیں فتاویٰ رضویہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ ربیع الاول ۱۴۰۳ھ

مرتد کی جانب سے زمین مسجد کے لیے وقف کر دینا جائز نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک مرتد قادیانی اپنی ذاتی ملکیت پلاٹوں کی شکل میں مسلمانوں کو فروخت کرتا ہے اور مسلمانوں کے اصرار پر کچھ حصہ زمین مسجد کے لیے وقف کر دیتا ہے۔ اب وقف زمین پر مسلمان مسجد کی تعمیر کر سکتے ہیں یا نہیں؟ شرعاً بموجب فقہ حنفیہ کے، فتویٰ صادر فرمائیں۔

فیض محمد شیخ دستگیر کالونی شورو، ضلع نوابشاہ ۱۸ ربیع الاول ۱۴۰۳ھ

۷۸۶ **الجواب:** قادیانی تو ایسے کافر و مرتد ہیں کہ جو ان کے عقائد کفریہ پر مطلع ہو کر انہیں مسلمان جانے یا کافر و مرتد نہ مانے تو وہ خود کافر اور اسلامی برادری سے خارج ہے۔ اور جبکہ قادیانی مرتد ہے تو اس کا وقف بھی صحیح نہیں۔ عامۂ کتب میں ہے کہ مرتد نے زمانہ ارتداد میں وقف کیا تو یہ وقف موقوف ہے۔ اگر وہ اسلام کی طرف ہوا اور قادیانیت سے توبہ کر لی تو وقف صحیح ہے ورنہ باطل۔ (عالمگیری) اب کہ مسلمانوں کا اس زمین پر قبضہ ہے تو وہ اسکی توبہ کا انتظار کریں بلکہ اس سے توبہ صحیحہ کرائیں۔ اگر وہ قادیانیت سے توبہ کر لے فبہا۔ اور اگر وہ اسی حال پر مرجائے تو کہا جائے گا کہ مال موذی نصیب غازی۔ پھر مسلمان اس پر مسجد تعمیر کر لیں اور امید رکھیں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ وہ مسجد شرعاً بھی مسجد ہوگی اور اس میں نماز پڑھنا بھی درست ہوگا۔ ہاں اگر اس کا قوم مسلمین پر احسان جتانے کا اندیشہ ہو تو اب اس مرتد کا احسان نہ لیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ ربیع الاول ۱۴۰۳ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بدعقیدہ کو اپنا امام بنانے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء اہلسنت و جماعت اس شخص کے بارے میں کہ: جو کھڑے ہو کر سلام نہ پڑھے۔ اور کہنے پر یہ جواب دے کہ یہ سلام پڑھنا نہ سنت ہے نہ فرض اور کھڑے ہو کر تعظیماً سلام پڑھنے کا قائل بھی نہ ہو۔ کیا مذہب اہلسنت کے نزدیک ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ محمد رمضان، عمر کوٹ

۷۸۶ الجواب: مولی عزوجل توفیق دے تو منصف مزاج، انصاف پسند کے لیے اسی قدر کافی ہے کہ یہ فعل مبارک، اعنی وقت ذکر ولادت، حضور خیر الانام ﷺ بہ نہایت ادب قیام، اور عرض صلوٰۃ و سلام دارالاسلام کے شہروں اور مسلمان بستیوں میں صدہا سال سے رائج و معمول ہے اور اکابر ائمہ و علماء میں مقرر و مقبول ہے۔ اور شریعت میں اس کی ممانعت وارد نہیں۔ تو جب تک شریعت منع نہ کرے اس کی ممانعت مردود ہے اور مردود رہے گی۔ اور خود حرمین طیبین مکہ و مدینہ میں کہ دین و ایمان کے مرجع و مبداء ہیں وہاں کے اکابر علماء اور چاروں مذاہب کے مفتیان و فضلا مدتہا مدت سے اس فعل کے فاعل و عامل رہے، اور اسے کرنے کا رواج دیا۔ اسے حرام و ناجائز اور بدعت ٹھہرانا درکنار اسے ممنوع و مذموم بھی نہ بتایا بلکہ بلاشبہ مستحب و مستحسن ٹھہرایا اور تصریح فرمائی کہ یہ قیام بدعت حسنہ ہے یعنی ایک جائز و مباح فعل کہ اس پر ثواب کی امید ہے۔ اور بے شک کوئی جاہل سے جاہل مسلمان بھی اسے فرض و واجب اور شرعاً ضرور و لازم نہیں جانتا۔ سب اسے کار خیر اور امر باعث ثواب سمجھ کر بجا لاتے ہیں۔ بہر حال سوال مذکورہ کا جواب یہ ہے کہ ہمارے شہروں میں مجلس مبارک سے غیر حاضری اور قیام و صلوٰۃ و سلام سے کراہت اور کسی نہ کسی حیلے بہانے سے اس سے بیزاری، ان لوگوں کا طریقہ ہے جو اصول وہابیت کو مانتے ہیں۔ مجلس مبارک اور قیام مقدس سے یہاں وہی لوگ منکر ہیں جو وہابی دیوبندی گمراہ و خاسر ہیں۔ اور وہابیہ کے پیچھے نماز ناجائز و گناہ ہے کہ وہ فاسق فی العقیدہ ہیں۔ انہیں امام بنانا گناہ و حرام ہے بلکہ فتنہ و فساد کا اندیشہ نہ ہو تو مسلمان پر واجب ہے کہ انہیں اپنی مسجدوں سے دور رکھیں کہ ان کی صحبت و ہم نشینی آگ ہے۔ درمختار وغیرہ میں ہے کہ مسجد سے موذی کو نکال دیا جائے اگرچہ صرف زبانی ایذاء دیتا ہو۔ اور دنیا جانتی ہے کہ فتنہ و فساد وہابیہ کی سرشت ہے تو انہیں امام بنانا درکنار قدرت ہو تو مسجد میں آنے سے بھی روکا جاسکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ ربیع الآخر سن ۱۴۰۱ھ

توبہ گناہوں کو ختم کر دیتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک شخص اس بات کا مقر ہے کہ اس نے دیدہ دانستہ قرآن جلایا۔ شرعاً یہ شخص مرتد ہو گیا۔ اب وہ اپنی غلطی پر نادم ہو کر توبہ کرنا چاہتا ہے اس کی کیا صورت ہو گی۔ نیز اس کی بیوی کا نکاح اس سے قائم رہا یا ٹوٹ گیا۔ اور تجدید نکاح کی شکل کیا ہو گی۔ علاوہ ازیں اہل محلہ یہ چاہتے ہیں کہ شخص مذکور کو شرعی سزا دی جائے یا تنبیہ کے لیے اس سے کسی قسم کا مواخذہ کیا جائے۔ کیا اہالیان محلہ کا اس کو کوئی سزا دینا جائز ہے یا نہیں؟ تاکہ اس سے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دوسروں کو عبرت حاصل ہو۔ ماسٹر عبدالسبحان، اقبال کالونی لطیف آباد نمبر ۱۲ نزد مسجد اقصٰی حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** قرآن کریم کو دیدہ دانستہ جلانا اور قرآنی احکام کے متعلق وہ الفاظ ادا کرنا، جو اس دریدہ دہن نے اپنی زبان سے کہے یقیناً قرآن کریم کی توہین اور اس کے ساتھ مسخرہ پن ہے۔ اور ایسا کرنا ایسا کہنا یقیناً کفر ہے اور اس کا مرتکب کافر اور اسلامی برادری سے خارج ہے۔ اس پر فرض ہے کہ اپنے ان افعال سے صدق دل سے توبہ کرے اور کہے کہ ''الٰہی میں نے قرآن کریم کے ساتھ جو یہ سلوک کیا میں اس پر نادم ہوں اور اس سے توبہ کرتا ہوں اور عہد کرتا ہوں کہ آئندہ ایسی کوئی بات نہ زبان سے ادا کروں گا نہ ایسی حرکت عمل میں لاؤں گا۔ الٰہی میری توبہ قبول فرما اور میرے گناہوں کو بخشدے''۔ اگر وہ توبہ کر کے دوبارہ کلمہ پڑھ لے اور از سر نو اسلام لے آئے تو اب اس پر کوئی الزام نہیں کہ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ۔ اور جب وہ اس گناہ سے توبہ کر چکا اور اپنے رب سے معافی مانگ چکا تو اب اسے کوئی سزا بھی نہ دی جائے گی۔ اس کا رسوا ہو جانا ہی کافی سزا ہے کہ اعلانیہ توبہ کرے گا تا کہ جنہیں اس کا اس طرح گستاخیاں کرنا معلوم تھا انہیں اس کا توبہ کرنا بھی معلوم ہو جائے۔ البتہ از سر نو اسلام لانے اور کلمہ پڑھنے کے بعد اپنی بیوی کو دوبارہ اپنے نکاح میں لانا اس عورت کی مرضی پر موقوف ہے۔ عورت راضی ہو تو دوبارہ اس سے نکاح ہو سکتا ہے ورنہ وہ جہاں پسند کرے نکاح کر سکتی ہے۔ اسے اس کو دوسرے سے نکاح کرنے سے روکنے کا کوئی حق نہیں۔ اگر اسلام لانے کے بعد بدستور اس عورت کو رکھ لیا اور تجدید نکاح نہ کیا تو یہ قربت زنا ہو گی اور بچے ولد الزناء۔

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ ربیع الآخر ۱۴۰۰ھ

جاہل مرشد بننے کے لائق ہرگز نہیں

سوال: محترمی و مکرمی جناب مولانا مفتی محمد خلیل خان صاحب، السلام علیکم

جناب عالی گذارش یہ ہے کہ میں آپ سے ایسے مسئلہ کا دینی اور قرآنی فیصلہ حاصل کرنا چاہتا ہوں جس نے مجھے کافی دنوں سے ذہنی عذاب میں مبتلا کر رکھا ہے اور اس وجہ سے بندے کے اہل خاندان خفا اور ناراض ہیں۔ امید ہے کہ اس مسئلہ کو ضرور حل فرما کر اس کا جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں مرحمت فرما کر مشکور و ممنون فرمائیں گے۔

ایک شخص جسکی عمر تقریباً (۲۵) پچیس سال ہے۔ یہ نہ تو قرآن شریف پڑھا ہوا ہے نہ نماز آتی ہے اور نہ ہی نماز پڑھتا ہے نہ دینی معلومات ہیں نہ پاکی، ناپاکی سے آگاہ ہے۔ اس کا تعلق ہمارے خاندان سے ہے یہ صاحب ہر جمعرات کو اپنے گھر میں ایک محفل منعقد کرتے ہیں۔ لوبان اور اگربتی جلائی جاتی ہے اور چاروں طرف بچے اور عورتیں جمع ہو جاتے ہیں اور کچھ دیر میں ان کے جسم میں ارتعاش ہوتا ہے جسے حاضری کا نام دیا جا رہا ہے اسکے بعد یہ شخص انتہائی بلند آواز سے چلاتا ہے اور کہتا ہے میں قلندر بابا ہوں تاج الدین بابا ہوں۔ اس کے بعد عورتیں اپنی خواہش کے مطابق سوال اور اظہار خواہش کرتی ہیں۔ جس کے جواب میں تعویذ عنایت کیے جاتے ہیں۔ جو بے مقصد سطروں کے علاوہ کسی تحریر و زبان سے قطعی بے نیاز ہوتے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہیں۔ میرے گھر والے مجھے اس شخص سے بیعت ہونے کو کہتے ہیں اور یہ تمام کام مجھے عقل و علم کے خلاف نظر آتا ہے۔ امید کرتا ہوں کہ میری پریشانی جناب قرآن و سنت کی روشنی میں حل فرما کر اخبار میں شائع کروانے کی اجازت دے کر مجھ پر اور میرے جیسے لوگوں کو اس بے بنیاد ڈھیل کو ختم کرنے کے لیے اور نجات دینے کے لیے نوازش فرمائیں گے۔

محمد افضل، لطیف آباد نمبر ۱۱، حیدرآباد، ۲۴ جنوری ۱۹۸۳ء

۷۸۶ **الجواب:** پیری کے لیے چار شرطیں ہیں۔ قبل از بیعت ان کا لحاظ ضروری ہے اور شرعاً لازم۔

(۱) وہ سنی صحیح العقیدہ ہو۔

(۲) اتنا علم رکھتا ہو کہ اپنی ضروریات کے مسائل کتابوں سے نکال سکے۔

(۳) فاسق معلن نہ ہو یعنی علی الاعلان احکام شریعہ کی خلاف ورزی نہ کرتا ہو۔

(۴) اس کا سلسلہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک متصل ہو۔

للہ انصاف۔ جو عالم دین نہیں عقائد اہلسنت سے پورا واقف نہیں۔ کفر و اسلام اور ضلالت و گمراہی کا عارف نہیں وہ مرید کو کیونکر اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچا سکتا ہے۔ اور جو نماز جیسے اہم الفرائض سے غافل و لاپرواہ بلکہ نماز کے فرائض و واجبات اور مفسدات و مکروہات سے ناواقف بلکہ نجاست و طہارت تک کے مسائل سے محض جاہل ہے وہ کب کسی کو سیدھی راہ دکھا سکتا ہے۔ مشہور ہے کہ 'ہر کہ پس کور شد در چہ ودر و رشد' جو اندھے کو اپنا راہبر بنائے گا وہ کنوئیں میں گرے گا یا قبر میں۔ تو پھر ایسے کے ہاتھوں بیعت ہونا خود اپنی موت کو دعوت اور اپنے دین و ایمان کو گنوانا ہے اور ہلاکت و بربادی میں ڈالنا۔ لہٰذا قطع نظر اس کے کہ ان کی مجلس حاضرات' میں اجنبی عورتوں کا مجمع ہوتا ہے اور یہ خود اپنی جگہ جرم شرعی ہے اور قطع نظر اس بات کے کہ ان پر ارواح مقدسہ کا سایہ پڑتا ہے یا محض ڈھونگ ہے آدمی انصاف سے کام لے تو ان کے پیر نہ بنانے کے لیے وہی افعال کافی ہیں جن کا اوپر ذکر گزرا۔ تو جسے اپنا دین، اپنا ایمان، اپنی آخرت، اپنی عاقبت عزیز ہوں ہرگز ہرگز ایسے جاہل اجہل کو اپنا پیر نہ بنائے بلکہ اسکی صحبت میں نہ جائے کہ صحبت بد کا اثر بھی اپنا رنگ دکھاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ ربیع الآخر ۱۴۰۳ھ

سنی کا نکاح بدعقیدہ سے حرام ہے

سوال: جناب عالی گذارش ہے کہ: میرا بھائی ولی محمد ولد فتح محمد قوم بھٹی، کنری میں قیام پذیر ہے اس کا مسلک سنی ہے لیکن وہ اپنی بیٹی مسمات ممتاز کی شادی ایک ایسے خاندان میں کرنا چاہتا ہے جو کہ مسلک شیعہ سے ہے۔ اس کے لیے فتویٰ صادر فرمائیں کہ آیا ان کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟ تاکہ میں اپنے بھائی کو اس کے بارے میں مطلع کروں۔

علی محمد ولد فتح محمد، کنری پاک، ضلع تھرپارکر سندھ، ۲.۲۱.۱۹۸۳ء

۷۸۶ **الجواب:** آج کل عام شیعہ رافضی تبرائی عقائد کفریہ رکھتے ہیں۔ ان میں کم کوئی ایسا نکلے گا جو قرآن میں کچھ گھٹ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جانا نہ مانتا ہو اور حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم بلکہ باقی ائمہ اطہار کو پہلے انبیاء ومرسلین پر فضیلت نہ دیتا ہو۔ اور یہ دونوں عقیدے کفر ہیں۔ اور ایسے عقیدہ والے کو اس کے عقیدہ پر مطلع ہو کر جو کافر نہ جانے وہ خود کافر ہے۔ اور اگر بالفرض مان لیا جائے کہ وہ ان عقائد میں عام رافضیوں کے ساتھ نہیں تو کم از کم گمراہ بد دین، بد مذہب، بد عقیدہ ضرور ہوا۔ اور ایسے کو اپنی بیٹی دینا سخت قہر، قاتل زہر ہے کہ عورتیں مغلوب ومحکوم ہوتی ہیں اور انہیں شوہر کی محبت ماں باپ سے بھی زیادہ تمام جہان سے بڑھ کر ہوتی ہے اور نرم دل بھی ہوتی ہیں۔ تو آج نہیں کل بد مذہب ہو جائیں۔ تو اسے رافضی کے نکاح میں دینا اسے اس کے ایمان وعقیدہ سے محروم رکھنا ہے اور یہ خود اپنی جگہ جرم شرعی اور حرام ہے۔ خاندان والوں پر لازم ہے کہ ہرگز ہرگز اس نکاح کو نہ ہونے دیں۔ اور نہ ہرگز ہرگز کوئی اس نکاح کو قبول کرے۔ ورنہ جس جس کے علم میں ہوگا وہ گنہگار رہوگا اگرچہ شرکت کرے گا یا خاموش رہے گا۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ ربیع الآخر ۱۴۰۳ھ

اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گستاخ دائرہ اسلام سے خارج ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ: عبارت وعقائد ذیل کی شرعی حیثیت کیا ہے۔ نیز ان حضرات اور ان کے ایسے عقائد وعبارات کا علم ہونے کے باوجود انہیں اپنا مقتدا تسلیم کر کے ان کی پیروی کرنے والے امام کے پیچھے نماز از روئے شرع جائز ہے یا نہیں؟

۱۔ ''اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہوا تو پھر بھی خاتمیت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کچھ فرق نہیں آئے گا''۔

(تحذیر الناس صفحہ ۳۲ مصنف قاسم نانوتوی مطبوعہ ادارہ اشاعت اسلام نئی انارکلی لاہور)

۲۔ ''امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا بلکہ قدماء میں اختلاف ہوا ہے کہ خلف وعید آیا جائز ہے کہ نہیں؟''

(براہین قاطعہ صفحہ ۲ مصنف خلیل احمد انبیٹھوی، مطبوعہ میرٹھ)

۳۔ ''الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان وملک الموت کا حال دیکھ کر، علم محیط زمین کا فخر عالم کو، خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل، محض قیاس فاسدہ، سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کیا جائے''۔

(براہین قاطعہ صفحہ ۵۱ مطبوعہ میرٹھ)

۴۔ ''پھر یہ کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہی کی کیا تخصیص ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لیے بھی بعض حاصل ہے''۔

(حفظ الایمان صفحہ ۹ مصنف اشرفعلی دیوبندی مطبوعہ قاسمی دیوبند)

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۵۔ ''اور شیخ یا اسی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب (ﷺ) ہی ہوں اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ برا ہے''۔

(صراط مستقیم صفحہ ۲۰۱ مصنف اسمٰعیل دہلوی مطبوعہ اشرف پریس لاہور)

۶۔ اشرف علی تھانوی کے ایک مرید نے یہ واقعہ بیان کیا کہ ''میں خواب میں کلمہ پڑھتا ہوں لیکن لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے بجائے اشرفعلی رسول اللہ زبان سے نکلتا ہے۔ کئی بار کوشش کے باوجود ایسا ہی ہوا پھر بیدار ہو کر غلطی کے تدارک کے لیے حضور ﷺ پر درود پڑھنے لگا لیکن بیداری میں بھی پڑھا تو زبان سے نکلا اللھم صلی علی سیدنا ومولنا اشرفعلی (ملخصا) اس کو سن کر اشرفعلی نے جواب دیا کہ ''اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے'' رسالہ (الامداد صفحہ ۳۵ بابت ماہ صفر ۱۳۳۶ھ تھانہ بھون)۔ بینوا، توجروا

سید ارشاد علی، سیکریٹری جنرل تحریک نظام مصطفیٰ، کراچی ڈویژن

۷۸۶ **الجواب:** یہ نانوتوی صاحب وہی ہیں جو اپنی اس کتاب میں صاف لکھ چکے ہیں کہ خاتم النبیین کے معنی سب سے پچھلا نبی سمجھنا جاہلوں کا خیال ہے اہل فہم کا نہیں۔ اسے فضیلت میں کچھ دخل نہیں ایسے ویسوں کے اوصاف کی طرح ہے وغیرہ وغیرہ اور اس عبارت میں تو اندر کے دل کی لا کر کھول دی۔ ظاہر ہے کہ جب بعد زمانہ اقدس کوئی نبی پیدا ہوا تو حضور ﷺ سب سے آخری نبی نہ ہوں گے۔ اور اس سے صاف روشن ہے کہ خاتم النبیین سے نانوتوی صاحب نے مطلقاً کفر کیا۔ اور اسی کتاب میں ختم زمانی کی نسبت خود کہا تھا اس کا منکر بھی کافر ہوگا۔ تو اپنے منہ آپ ہی کافر ہوئے یا نہیں۔ تو علماء اہلسنت اور مسلمانوں نے اس سے بڑھ کر نانوتوی صاحب کو اور کیا کہا ہے۔ جس پر ان کے چیلوں نے غل مچا رکھا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ وہابیہ کا یہ مسئلہ طشت از بام ہے۔ اس کے رد میں بہت سے رسائل شائع ہو چکے اور بفضلہ تعالیٰ سُبحٰن السبوح نے تو ان کے منہ میں پتھر دے دیا۔ مسلمانوں کے سمجھ لینے کے لیے اتنا ہی بہت ہے کہ جب خدا کا جھوٹ بولنا بھی ممکن ہوا تو اب اسکی کس بات کا اعتبار! اب نہ قرآن رہا، نہ دین، نہ ایمان بچا، نہ یقین۔ وہابیہ و امام وہابیہ کا یہ ادنیٰ کرشمہ ہے کہ ایک ہی لفظ میں تمام دین و ایمان و نبی و قرآن سب پر پانی پھیر دیا۔ ایسے اقوال پر جب یہ کہا جاتا ہے کہ یہ اسلام دشمنی ہے اور دین سے خروج و بغاوت ہے تو از ناب چیختے ہیں کہ ہمارے بزرگوں کو کافر بتا دیا۔ انہیں مرتدین سے ملا دیا۔ للہ انصاف۔ ایسا اخبث گندا کفر کہ آج تک کسی ہندو مجوسی آریہ یہودی نے بھی نہ بکا ہوگا کہ اس کا معبود جھوٹا کذاب ہو سکتا ہے۔ اور کلمہ پڑھ کر اس پر اڑ جائیں۔ توبہ کے بجائے اس کی ناکارہ تاویلوں میں پڑ جائیں اور پھر یہ چاہیں کہ ہم انہیں مسلمان بلکہ مسلمانوں کا امام جانیں۔

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ اکابر وہابیہ کا یہ وہ کفر ہے جو عرب تا عجم، ہند تا حرم، طشت از بام ہے اور اس کا کفر قطعی ہونا، آفتاب سے زیادہ روشن ہے۔ اس عبارت میں وسعت علم کو حضور اقدس ﷺ کے لیے ماننا ایسا شرک کہا جس میں ایمان کا کوئی حصہ نہیں۔ اور شرک یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت خاص دوسرے کے لیے ثابت کی جائیں جس سے وہ شریک خدا ہو جائے۔ تو معلوم ہوا کہ یہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وسعت علم ایسی ہی خاص صفت الٰہیہ ہے کہ دوسرے کے لیے ماننا اسے شریک خدا جاننا ہے۔ اور اسی منہ میں اسی وسعت علم کو ابلیس لعین کے لیے مانا اور اسے نصوص قطعیہ سے ثابت جانا۔ تو نہایت واضح طور پر یہ صاف صاف کہد یا کہ ابلیس ان کے نزدیک اللہ کا شریک ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا کفر ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ تھانوی نے اس عبارت میں صاف صاف کھلے لفظوں میں علم غیب کی دو قسمیں کیں۔ ایک محیط کل کا علم۔ جو ہر غیب کو تفصیلاً محیط ہو۔ جس سے ایک بھی فرد خارج نہ رہے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس کا ثبوت عقلاً و نقلاً یعنی نقلی دلیلوں سے باطل مانا۔ اور دوسرا علم بعض غیوب۔ اس کو رسول کے لیے وہ ثابت مان سکتا ہے کہ اول کو عقل و نقل سے باطل کہہ چکا ہے۔ اب یہی علم غیب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے اسی کو کہتا ہے کہ "اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا تخصیص۔ ایسا علم تو ہر بچے، پاگل، چوپائے کو ہوتا ہے۔ نبی اور ان میں وجہ فرق کیا ہے۔" مسلمانوں یہ حرف بہ حرف اس کے لفظوں کا کھلا مفاد ہے۔ اسی کی نسبت تھانوی نے ایک خانگی سوال گڑھا اور اس کا جواب بسط البیان میں دیا اور صاف صاف بحمد اللہ تعالیٰ خود اپنے کفر کا اقرار کرلیا۔ یہی حکم حرمین طیبین کے علمائے اہلسنت نے دیا۔ یہ اس کفر پر پردہ ڈالتے ہیں مگر جس کے دل میں ذرہ بھر انصاف ہے وہ سمجھ سکتا ہے کہ یہ مونھ بھر کر گالی ہے اور یقیناً کفر۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۵۔ اسماعیل دہلوی کا یہ قول بدتر از بول ہے۔ کوئی مسلمان ہے کہ اس قول کفر پر سنتے ہی لعنت نہ کرے۔ مسلمانو! سورہ فاتحہ میں الصراط المستقیم محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ أنعمت علیهم کے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور تشہد میں تو بالخصوص حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب و نداء و عرض سلام و شہادت رسالت ہے اور وہ گستاخ کہہ چکا کہ "ان کا خیال تعظیم کے ساتھ آئے گا اور نماز میں تعظیم غیر کا ملحوظ ہونا، خواہی نخواہی شرک کی طرف لے جائے گا" تو حاصل یہ کہ نماز پڑھنا خواہی نخواہی مشرک ہونا ہے۔ صحابہ کرام سے لیکر آج تک جتنے نمازی ہوئے سب مشرک ہوئے۔ اور شریعت، شرک کا حکم دینے والی بلکہ شرک کو واجب کرنے والی ٹھہری۔ الا لعنة الله علی الظلمین۔ اللہ اللہ وہابیوں اور دیوبندیوں کے ادعائے مسلمانی کہ یہ سب کچھ سنیں اور پھر اسے امام کہیں اور بدستور اس کے غلام رہیں۔ لبئس المولی و لبئس العشیر۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۶۔ مسلمانو! یہ ظلم عظیم دیکھا کہ خواب کا عذر، بیداری کے عذر نے خواب و خیال کر دیا۔ زبان سے بہکنا، اتفاقیہ امر، ایک آدھ بار ہوتا ہے۔ نہ کہ بار بار۔ نہ کہ جان کر کہ غلط کہہ رہا ہے اور تصحیح کا قصد کرے اور پھر وہی کلمہ کفر صریح بکے اور برابر بکتا رہے۔ اور ایک دومنٹ بھی نہیں۔ دن بھی اسی خیال میں کٹے۔ پاگل تو نہ تھا کہ عقل بجا تھی۔ خود اپنی غلطی پر آگاہ تھا اور اس کے ازالہ کا برابر قصد کرتا رہتا بتاتا ہے۔ مسلمانو! اللہ انصاف للہ انصاف۔ کبھی اس کی نظیر تم نے کہیں سنی ہے۔ اگر تھانوی کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت عزیز ہوتی تو جواب یوں دیتے کہ او شیطان کے مسخرے، ابلیس تجھ سے کھیلتا ہے۔ تو کفر بک رہا ہے اور جھوٹا ملعون ادعائے بے اختیاری زبان کر رہا ہے۔ اے عدو ایمان فوراً توبہ کر اور مسلمان ہو۔ مگر جواب دیا تو یہ کہ اس میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو (یعنی اشرفعلی) وہ متبع سنت ہے۔ اس سے اور دوسرے مریدوں کو جسارت دلائی جاتی ہے کہ سارے مرید اسی طرح کہا کریں۔ مسلمانوں اس نبی جپنے، اور اشرفعلی نبی پر درود بھاننے کی جگہ، اگر کوئی اشرفعلی کو دن بھر

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مغلظہ گالیاں سناتا، نام لے کر گالیاں دیتا اور عذر میں وہی کرتا، جو یہاں کیا کہ میں جانتا تھا کہ یہ بیجا ہے میں زبان سے اس کو پھیرنا چاہتا تھا مگر بے اختیار زبان سے گالیاں ہی نکلتی رہیں، ایمان سے کہنا کہ کیا اس کا یہ عذر سن لیا جاتا ہر گز نہیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ ربیع الآخر ۱۴۰۰ھ

سرکار دو عالم کے فضلات مبارکہ پاک ومنزہ ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: کیا حضور ﷺ کا بول (پیشاب) مبارک پاک ہے یا نہیں اور کسی نے پیا ہے یا نہیں؟ امت کے حق میں پاک ہے یا نہیں؟ محمد رمضان، دادن شاہ حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: بے شک حضور اقدس ﷺ کے فضلات شریفہ، مثل پیشاب وغیرہ سب طیب وطاہر تھے جن کا کھانا پینا ہمیں حلال و باعث شفاء وسعادت۔ مگر حضور ﷺ کی عظمت شان کے سبب حضور کے حق میں حکم نجاست رکھتے۔ (فتاویٰ رضویہ بحوالہ علامہ قہستانی) مگر فقیر برکاتی اپنے برادران اہلسنت سے عرض گذار کہ اس قسم کے مسائل کو ذریعہ بحث نہ بنائیں کہ وہابیہ زمانہ، ناواقفوں کو ان مباحث کے پس پردہ، مذہب حق سے ورغلاتے اور ان کا ایمان بگاڑتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ

بدعقیدہ افراد کو تبلیغ کی اجازت دینا

سوال: نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

امابعد کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین درمیان اس مسئلہ کے کہ: ہماری مسجد اقصیٰ اقبال کالونی لطیف آباد نمبر ۱۲ کی تعمیر اہل سنت بریلی عقائد والوں نے کرائی تھی اور جب سے مسجد تعمیر ہوئی مسجد میں امام اہل سنت بریلی عقائد کے آتے رہے۔ امسال ۱۹۸۱ء کے انتخابات میں ایک باریش حضرت عبد المجید جو محلے میں رہتے تھے کو صدر بنا دیا گیا۔ موصوف تبلیغی جماعت کے آدمی ہیں انھوں نے مسجد جو بریلی عقائد اہل سنت کی ہے تبلیغی جماعت کو دعوت دے کر بلوالیا اور تبلیغی نصاب کا درس شروع کر رہے ہیں جبکہ مسجد بریلی اہل سنت کی ہے اور یہاں اکثریت بھی اہل سنت بریلی کی ہے۔ کیا یہاں تبلیغی نصاب کا درس جائز ہے؟ صغیر احمد ولد عبد الرحمٰن، لطیف آباد نمبر ۱۲، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: سالہا سال کا تجربہ اور مشاہدہ ہے کہ تبلیغ دین کا نام لینے والی یہ تبلیغی جماعتیں جن کے علم کی تان "وہابیوں اور دیوبندیوں" کے تبلیغی نصاب پر ٹوٹتی ہے جہاں جاتے ہیں وہاں مسلمانوں میں انتشار وافتراق پھیلاتے ہیں اور ان میں سر پھٹول کراتے ہیں۔ ان کا اصل مقصد مسلمانوں کو ان کے سچے عقیدے سے ہٹا کر وہابیوں نجدیوں دیوبندیوں کے پھندے میں پھنسانا ہے۔ مسلمانوں کی عافیت صرف اسی میں ہے کہ انہیں اپنی مسجدوں میں نہ آنے دیں۔ اور سچی بات تو یہ ہے کہ جب وہ اپنی مسجدوں میں ہمارے علمائے اہلسنت کو تبلیغ کے لیے نہیں آنے دیتے تو ہم ان کے جاہلوں کو کیوں آنے دیں۔ اور کیوں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انہیں اس کا موقع دیں کہ وہ مسلمانوں میں باہمی نفرت پھیلائیں اور انہیں ان کے عقائد سے گمراہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ محرم الحرام ۱۳۸۱ھ

گیارہویں شریف کے چندے سے نعت خواں ومقرر کو نذرانے دینا شرعاً جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید نے کچھ رقم برائے گیارہویں شریف لوگوں سے جمع کی لیکن بکر جو کہ عالم اور امام مسجد بھی ہے اس بات پر بضد ہے کہ اس جمع شدہ رقم میں سے کچھ رقم نعت خواں کو بھی دینی چاہیے۔ باوجود اس کے کہ زید نعت خواں کو اتنی ہی رقم جتنی کہ بکر نعت خواں کو دینا چاہتا ہے اپنی جیب سے دینے کو تیار ہے لیکن جمع شدہ رقم جس غرض کے لیے ہے اس میں سے ماسوائے اس کام کے کوئی دوسرا کام کرنا نہیں چاہتا۔ لہٰذا بکر زید کو یوں مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ اگر نعت خواں کو اس جمع شدہ رقم میں سے کچھ دے تو بہتر ہے ورنہ آپ اس جگہ پر گیارہویں شریف نہیں مناسکتے بلکہ کسی دوسری جگہ منائیں۔ اہلیان نور ٹیکسٹائل ملز کوٹری

۷۸۶ الجواب: جو رقم گیارہویں شریف کی فاتحہ کے لیے چندہ سے فراہم ہوئی ہے، چندہ دہندگان کی اجازت سے نعت خواں اور بیان فرمانے والے علمائے اہلسنت کو دی جاسکتی ہے۔ بلکہ اگر عرف ورواج یہی ہو کہ اس رقم سے نعت خواں وعلمائے کرام کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے تو فاتحہ کے ضمن میں اس کی اجازت بھی ہے۔ لیکن جب ایک شخص نعت خواں کو اپنی جیب سے نذرانہ پیش کرنے کے لیے تیار ہے تو امام مسجد کی یہ ضد کہ نذرانہ اسی رقم سے دیا جائے، فقیر کے فہم سے بالاتر ہے۔ آخر امام کو اس امر پر یہ ضد کیوں ہے۔ اور بہرحال امام مسجد کا یہ کہنا کہ ''بصورت دیگر آپ اس مسجد میں گیارہویں شریف نہیں مناسکتے''، محض تحکم اور مسلمانوں کی دل آزاری اور ان میں اختلاف ڈالنا ہے۔ جو یقیناً حرام ہے۔ تو یہ عجیب منطق ہے کہ دوسرے سے زیادہ سے زیادہ ایک امر مستحب کی بجاآوری کے لیے، آدمی خود مسلمانوں کی ایذارسانی کے گناہ میں پڑ جائے۔ امام کو اس حرکت سے باز آنا چاہیے اور مسلمانوں میں اختلاف وانتشار پھیلانے کے وبال سے ڈرنا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ

مقام اہل بیت اطہار وصحابہ کرام

سوال: علمائے کرام مندرجہ ذیل مسئلہ میں کیا رائے پایہ تکمیل تک پہنچاتے ہیں کہ: ہمارے گرد ونواح خصوصاً گلارچی میں یہ جھگڑا پڑا ہوا ہے اور بات ہمارے لوگوں تک پہنچ چکی ہے کہ ایک گروہ کہتا ہے کہ صحابہ کرام کا درجہ امہات المومنین اہلبیت سے بڑا ہے بعض کہتے ہیں کہ امہات المومنین اہلبیت کا بڑا ہے۔ آپ اس بارے میں فیصلہ کردیں۔

حاجی شاہ محمد صعودی، معرفت احسان میڈیکل سٹور کڈھن، تحصیل وضلع بدین، حکیم شاہ محمد صعودی دیہہ چھوالے

۷۸۶ الجواب: فیصلہ اس بارے میں وہ ہے جو خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صحابہ کرام روشن ستارے ہیں اور اہلبیت عظام کشتی ملت۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اعلحضرت نے فرمایا۔

اہلسنت کا ہے بیڑا پار، اصحاب رسول
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

ان میں سے ہر ایک گروہ کو وہ فضائل حاصل ہیں جو دوسروں کے لیے نہیں۔ دوسرے گروہ کے لیے نہیں۔ لیکن ہر ایک کا مقام جداگانہ ہے اور ہر ایک فضیلت رکھتا ہے۔ صحابہ کرام عشرہ مبشرہ ہیں جبکہ اہلبیت میں حضرات حسنین کریمین سیدہ فاطمہ زہرا سیدہ عائشہ صدیقہ اور امہات المومنین۔ ہاں خلفائے راشدین بے شک بلا استثنیٰ سب پر فضیلت رکھتے ہیں۔ اور صحابیات میں حضور اکرم ﷺ کی صاحبزادیاں اور ازواج مطہرات سب سے افضل ہیں۔ جیسا کہ صحابہ میں عشرہ مبشرہ۔ اس کے علاوہ بغیر کسی علم کے بحث کا دروازہ کھولنا اپنے عقیدہ و ایمان کو خطرہ میں ڈالنا ہے۔ مولائے کریم حفاظت فرمائے۔ آمین۔

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ رصفر ۱۴۰۲ھ

بدمذہب کے پیچھے نماز کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ: اگر بریلوی حضرات کسی غیر بریلوی (دیوبندی وغیرہ) کے پیچھے اپنی نماز پڑھیں، تو نماز جائز ہوگی یا نہیں؟

محمود الحسن بخاری، خطیب رحمانی مسجد، تلک چاڑی حیدرآباد سندھ ۲۷ راپریل ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب: رافضی ہوئے وہابی ہوئے اور انہیں کی مانند اور دوسرے گمراہ و بدمذہب ہوئے، ان میں جن کے عقیدے کفر تک پہنچے ان کے پیچھے تو نماز باطل محض ہے ہوگی ہی نہیں۔ فرض سر پر رہے گا اور ان کے پیچھے پڑھنے کا شدید عظیم گناہ الگ۔ امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر شرح ہدایہ میں ہمارے ائمہ مذہب سے نقل فرماتے ہیں کہ لا تجوز الصلوۃ خلف اھل الاھواء۔ اب خواہ وہ نماز پنجگانہ ہو خواہ جمعہ وعیدین یا جنازہ وتراویح۔ کوئی نماز ان کے پیچھے نہیں ہوسکتی کہ علمائے کرام حرمین شریفین نے ان کے حق میں فتویٰ دیا۔ من شك فی کفرہ و عذابه فقد کفر۔ جو شخص (ان کے اقوال پر مطلع ہوکر) ان کے کافر ہونے میں شک کرے وہ خود بھی کافر ہے۔ اور جن کی گمراہی حد کفر تک نہیں پہنچی جیسے غیر مقلدین (جبکہ عقائد کفریہ میں ان پہلوں کے ساتھ نہ ہوں) تو وہ اگرچہ کافر نہیں مگر گمراہ بددین، فتنہ انگیز اور فاسق بدترین ضرور ہیں۔ اور ایسوں کو امام بنانا حرام ہے اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا ممنوع۔ ان سے میل جول آگ۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں اھل البدع شر الخلق و الخلیقة۔ بدمذہب تمام مخلوق سے بد، تمام جہاں سے بدتر ہیں۔ دوسری حدیث شریف میں ہے اصحاب البدع کلاب اھل النار۔ بدمذہب لوگ جہنمیوں کے کتے ہیں۔ تو کیا کوئی نظیف الطبع مسلمان ایسوں کو اپنا امام بنانا گوارہ کرسکتا ہے۔ پھر نماز اہم العبادات سے ہے فاسق معلن کی اقتداء میں اس کا ادا کرنا سخت ممنوع وحرام ہے۔ بد

https://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مذہب بددین درکنار۔ غرض صحیح العقیدہ سنی مسلمان کی نماز کسی بدعقیدہ کی اقتداء میں درست نہیں۔ (فتاوی رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ ررجب ۱۴۰۲ھ

منافق کون ہے؟

سوال: اعلیٰ حضرت قبلہ مفتی محمد خلیل برکاتی صاحب

اللہ کا آپ پر بڑا کرم ہے کہ آپ دین کی خدمت انجام دے رہے ہیں میری اللہ سے دعا ہے کہ خدا آپ کے علم میں اور دین کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرنے میں مدد کرے۔ مجھ ناچیز کو آپ سے منافق کے بارے میں معلومات چاہیے کہ

(۱) منافق کس کو کہتے ہیں؟

(۲) منافق کے معنی کیا ہیں؟

(۳) منافق کی نشانیاں کیا ہیں۔

(۴) کیا کسی مسلمان شخص کو اس دور میں وعدہ پورا نہ کرنے کی صورت میں منافق کہا جاسکتا ہے۔ فتویٰ دیں۔ نوازش ہوگی۔ ارشاد نبوی ہے کہ "وعدہ کرو اس کو پورا کرو۔ وعدے کو پورا نہ کرنا منافقوں کا کام ہے"۔ قرآن وسنت کی روشنی میں مندرجہ بالا ارشاد پر روشنی ڈالتے ہوئے دولت علم سے نوازیں اور یہ بتائیں کہ وعدہ پورا نہ کرنے کی صورت میں مسلمان شخص منافق کہلائے گا یا نہیں۔ مندرجہ بالا ارشاد نبوی پر فتویٰ دیں۔

تاج الدین شیخ ولد بشیر الدین شیخ، مکان نمبر D/63-1078 نعل بند گلی، نزد پکا قلعہ، حیدرآباد سندھ، ۵.۱۱.۱۹۶۸ء

۷۸۶ الجواب: نفاق یہ ہے کہ آدمی زبان سے دعویٰ اسلام کرے لیکن اس کے دل میں وہ یقینی تصدیق نہ ہو جسے ایمان کہا جاتا ہے۔ جس کے دل میں یہ بیماری ہو اسے منافق کہتے ہیں اور ایسوں کے لیے جہنم کا سب سے نیچے کا طبقہ ہے جیسا کہ قرآن فرماتا ہے ان المنافقین فی الدرك الاسفل من النار۔ تو منافق کے معنی ہیں وہ شخص جو باطن میں کافر ہو اور ظاہر کرے اپنے آپ کو مسلمان۔ اور قرآن کریم نے ارشاد فرمایا وماھم بمومنین۔ وہ ایمان والے نہیں۔ یعنی کلمہ پڑھنا یا اسلام کا مدعی ہونا مومن ہونے کے لیے کافی نہیں جب تک دل میں تصدیق نہ ہو۔ ان کی نشانیاں قرآن وحدیث میں بہت بیان فرمائی گئیں ہیں مثلاً وہ شعائر اسلام کا مذاق اڑاتے ہیں۔ صالحین کو برا کہتے ہیں۔ اکابر پر زبان طعن دراز کرتے ہیں۔ مسلمانوں سے محض براہ فریب اور کاربرآری کے لیے ملتے اور ان کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں۔ خارجی ہوئے، رافضی ہوئے، وہابی ہوئے، سب اسی زمرے میں داخل ہیں۔ ہاں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ حضور اقدس ﷺ کے زمانہ اقدس میں کچھ لوگ اس صفت کے، اس نام سے مشہور ہوئے کہ ان کے کفر باطنی پر قرآن ناطق ہوا۔ نیز نبی کریم ﷺ نے اپنے وسیع علم سے ایک ایک کو پہچانا اور فرمادیا کہ یہ منافق ہے۔ اب اس زمانہ میں کسی خاص شخص کی نسبت قطع ویقین کے ساتھ منافق نہیں کہا جاسکتا کہ ہمارے سامنے جو دعویٰ اسلام کرے ہم اس کو مسلمان ہی سمجھیں گے جب تک اس سے وہ قول یا فعل جو ایمان کے منافی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے نہ صادر ہو۔ البتہ نفاق کی ایک شاخ اس زمانہ میں پائی جاتی ہے کہ بہت سے بدمذہب بددین مثلاً خارجی، وہابی، نیچری اور اسی قسم کے دوسرے بددین اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور دیکھا جاتا ہے تو دعویٰ اسلام کے ساتھ ساتھ ضروریات دین کا انکار کرتے ہیں خواہ صاف صاف یا ہیر پھیر کریں۔ اور وہ جو احادیث کریمہ میں فرمایا کہ "جو شخص لڑائی کے وقت گالی گلوچ کرے، امانت میں خیانت کرے، وعدہ کرے تو پورا نہ کرے اور بولے تو جھوٹ بولے، وہ منافق ہے" اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کا طریقہ کار منافقوں کا سا ہے۔ اس نے وہ کام کیا جو منافق کرتے ہیں۔ یعنی یہ عملاً منافق ہے۔ اعتقاداً منافق نہیں اور اعتقاداً بھی ملحدوں بے دینوں کا ہو تو یہ کہیں گے کہ اس کے عقیدے تو منافقوں کے ہیں۔ مسلمان کیسے کہیں اسے۔ اس لیے ایسوں کے لیے الفاظ مستعمل یہ ہوتے ہیں کہ یہ بددین ہیں بدمذہب ہیں گمراہ ہیں۔ اور ان کی یہ بدعقیدگی اگر اس حد تک پہنچ جائے کہ وہ دین کی ضروری باتوں کا انکار کرنے لگیں تو ان کے لیے شرعاً الفاظ بولے جاتے ہیں مرتدین کے۔ جس کے معنی ہیں اسلام سے خارج۔ اسلامی برادری سے باہر۔ اور بدمذہب خواہ کیسا ہی ہو اس سے دور رہنے دور بھاگنے کی تاکیدیں قرآن وحدیث میں آئی ہیں۔ ہوش مند مسلمان وہ ہے جو ان کے کسی فریب میں نہ آئے۔ ان کی بات نہ سنے۔ ان کے جلسوں کی رونق نہ بڑھائے۔ نہ انہیں اپنے پاس آنے دے نہ خود ان کے پاس جائے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں فرمایا ایا کم و ایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم۔ تم ان سے دور بھاگو۔ انہیں اپنے سے دور بھگاؤ۔ کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

نماز مغرب کے فرائض میں چار التحیات، احتیاطی ظہر، نماز جمعہ کی سنتیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام و شرع متین درج ذیل مسائل کے متعلق

۱۔ ایک عورت بیوہ صحیح العقیدہ سنی ہے۔ جس کے رشتہ دار بدمذہب و بددین ہیں، ایک سنی مرد اس بیوہ عورت سے نکاح کرسکتا ہے؟

۲۔ نماز مغرب کی جماعت کھڑی ہے۔ آنے والا مقتدی امام کے ساتھ قعدہ اولیٰ میں مل گیا۔ دو رکعتیں رہ گئیں تو اس نماز پڑھنے کی ترکیب قرآن وحدیث کی روشنی میں حل فرمادیجیے۔ آیا اس نماز کے تین التحیات ہوں گے یا کہ چار بس صرف یہی بات دریافت طلب ہے۔

۳۔ احتیاطی ظہر کیسے ادا کی جاتی ہے۔

۴۔ نماز جمعہ کی جو پہلی سنتیں ہیں یہ اگر کسی سے رہ جائیں اور وہ جماعت میں شریک ہوگیا تو اب جمعہ کی پہلی سنتیں پڑھنے کی ترکیب کیا ہے۔ آیا ان سنتوں کی بھی وہی ترکیب ہے جو نماز ظہر کی ہے یا علیحدہ جیسے نماز ظہر کی پہلے سنتیں رہ جانے پر نماز باجماعت ادا کرلینے کے بعد پہلے دو سنتیں پھر چار پڑھی جاتی ہیں۔ ان کی نیت کیا ہے۔ آیا ان میں قضا محلی کہا جائے گا یا نہیں؟ دونوں کا فرق واضح فرمائیں۔

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بظاہر فرق تو ان دونوں نمازوں میں یہ ہے۔ نماز جمعہ کے دو فرض ہیں اور نماز ظہر کے چار فرض۔ جمعہ کے فرضوں کے بعد تو چار رکعات سنتیں ادا کرنے کے بعد، دو پھر پڑھتے ہیں۔ نماز جمعہ کے فرضوں کے بعد چھ رکعات ہوئیں۔ ان چھ سنتوں میں قولی کون سی ہیں اور فعلی کون سی ہیں۔ فعل اور قول کی تشریح فرماتے ہوئے ترکیب واضح فرمائیں۔ احتیاطی ظہر کی کتنی رکعات ہیں۔ ان کی نیت کیا ہے اور فرض جمعہ کے بعد سنتوں سے پہلے یا بعد۔ پڑھنے کا حکم کب ہے؟

۵۔ عوام علمائے کرام کو کوستے ہوئے یہ جملہ کہتے ہیں کہ یعقوب علیہ السلام سے بھیڑیئے نے بھی کہا تھا کہ اگر میں نے تیرے یوسف (علیہ السلام) کو کھایا ہو تو، چودہویں صدی کے علماء میں سے اٹھایا جاؤں۔ آیا یہ بات درست ہے یا غلط؟ دونوں علمائے کرام علمائے حق اور علمائے سوء دونوں برابر ہو سکتے ہیں قطعاً نہیں؟ علمائے سوء ناری ہیں۔ اور علمائے حق جنتی ہیں۔ بھیڑیئے کی جو بات ہے یہ علمائے سوء کے متعلق ہے۔ یا یہ افواہ غلط بے بنیاد ہے۔ کیونکہ ہمارے سنیوں کا اس پر پکا عقیدہ ہے۔ بینوا توجروا فوٹو اسٹیٹ فتویٰ مہربانی فرما کر بھیج دیں۔ آپ کی نوازش ہوگی۔ سوال تو میرے بہت سے تھے لیکن ڈرتے ڈرتے یہ پانچ سوال بھی شامل کر دیئے کل سوال بارہ بن گئے۔ سوال تو میرے تین سو بارہ ہیں جن میں سے بارہ کا جواب یا لوں گا۔ باقی اگر آپ ناراض نہ ہوں تو پانچ پانچ سوال بھیجتا رہوں گا یا خود آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا تو پھر فتویٰ پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں رہے گی ویسے ہی مسائل حل ہو جائیں گے۔ جیسا آپ مناسب سمجھیں تحریر فرما کر بندہ عاصی کو شکریہ کا موقع دیں۔

فقط والسلام مع الاکرام، قاری محمد صدیق عفی عنہ، نزد مدرسہ خیر المعاد ملتان

۷۸۶ الجواب: ۱۔ عورت اگر سنی صحیح العقیدہ ہو اور اپنے بدمذہب و بددین رشتہ داروں سے لاتعلق ہو تو اس سے نکاح میں کوئی حرج نہیں۔ بشرطیکہ اس تعلق سے، اس کے ورثہ سے کسی قسم کا کوئی رابطہ و تعلق اس مرد کو پیدا نہ کرنا پڑے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ امام کی بعض رکعتیں پڑھنے کے بعد جماعت میں شریک ہونے والا مقتدی مسبوق کہلاتا ہے اور مسبوق اپنی فوت شدہ کی ادا میں منفرد ہے گویا اب یہ تنہا نماز ادا کر رہا ہے یعنی حق قرات میں جب امام کے فارغ ہونے کے بعد اپنی نماز شروع کی تو یہ رکعت، اول رکعت قرار پائے گی اور حق تشہد میں پہلی نہیں بلکہ دوسری تیسری چوتھی جو بھی نماز میں آئے۔ مثلاً صورت مسئولہ میں مقتدی نے ایک رکعت امام کے ساتھ پائی اور قعدہ اولیٰ میں شریک ہوا تو یہ قعدہ شمار میں نہ آئے گا بلکہ جب اپنی فوت شدہ دو رکعتیں پڑھے گا تو پہلی رکعت درحقیقت دوسری ہوگی اور دوسری رکعت تیسری ہوگی۔ قعدہ دوسری میں بھی کرے گا اور تیسری میں بھی۔ پہلا واجب دوسرا فرض۔ اور اس اعتبار سے تین رکعتی نماز میں چار قعدے ہو گئے اور یہ ایک فقہی پہیلی ہوئی۔ (درمختار وغیرہ)

۳۔ وہ مقامات جہاں شرائط جمعہ کے اجتماع میں اشتباہ واقع ہو ایسی جگہ ہمارے علمائے کرام نے خواص کو حکم دیا کہ بعد جمعہ چار رکعت فرض احتیاطی اس نیت سے ادا کرے کہ پچھلی وہ ظہر جو میں نے پائی یعنی جس کا وقت میں نے پایا اور اب تک ادا نہ کی۔ یہ چاروں رکعتیں، چاروں سنتیں، جو جمعہ میں پڑھی جاتی ہیں ان کے بعد پڑھے پھر جمعہ کی دو سنتیں ان رکعتوں کے بعد بہ نیت سنت وقت ادا کرے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ جمعہ پڑھتے وقت نیت کو صحیح و ثابت رکھے۔ جمعہ کو صحیح سمجھ کر خاص، فرض جمعہ کی نیت کرے اور جس پر ظہر کی قضائے عمری نہ ہو وہ چاروں میں سورت بھی ملائے۔ اور جس پر قضائے عمری ہے اسے پچھلی دو میں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سورت ملانے کی حاجت نہیں۔ (فتاوی رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ اس باب میں کوئی مخصوص حکم نظر فقیر میں نہیں ظاہراً جمعہ کی یہ سنتیں بھی ظہر کی سنتوں کی طرح ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۵۔ علمائے سوء بھی ناری نہیں۔ آخر کار وہ بھی جنت میں جائیں گے خواہ اپنے کیے کی سزا پاکر، یا بغیر سزا پائے، ہاں جو بدمذہب و بے دین ہیں، ان کا کیا ذکر؟ وہ تو کلاب نار ہیں بفضل الٰہی۔ باقی وہ روایات جو عوام الناس بیان کرتے ہیں ان کی حقیقت خدا جانے اور خدا کا رسول۔ ہم خدا اور سول کی ہر بات پر ایمان لائے کل من عند ربنا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

۸۶۷ برادر عزیز، وعلیکم السلام۔ مولائے کریم ہمیں اور آپ کو اور تمام سنیوں کو مذہب اہلسنت پر قائم و دائم رکھے اور اسی پر خاتمہ بالخیر نصیب فرمائے۔ قرآن کریم گواہ ہے کہ اہل حق پر ہمیشہ بڑی بڑی مصیبتیں آئیں اور بتوفیقہ تعالیٰ ان حضرات نے ان سب کو برداشت کیا۔ وزلزلوا زلزالا شدیدا۔ کو پیش نظر رکھیے اور توفیق الٰہی سے مدد چاہیے۔ باطل پرستوں کی باتوں پر دھیان ہی نہ دیجیے کہ قلب میں وحشت پیدا ہو۔ یہ شیطانی وسوسے ہیں اور ان کا علاج وہی کہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

یہ فقیر اپنے برادران اہلسنت کی حتی المقدور ہر خدمت کے لیے تیار۔ لیکن آپ اتنی دور دراز کا سفر اختیار کریں اس کی تائید میں نہیں کرتا۔ راولپنڈی اور لاہور میں اپنے سینکڑوں مدارس ہیں اور پھر خود ملتان میں غزالئی دوراں مدظلہ العالی تشریف فرما ہیں اور ان کے فیوض و برکات جاری و ساری۔ آپ ادھر متوجہ ہوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ بہت فیض پائیں گے یہ فقیر تو محض "بدنام کنندہ نام نیکو چند" کا مصداق ہے۔ اور ہرگز ہرگز اس کا اہل نہیں کہ اکابر علماء میں شمار کیا جائے۔ ان کے خدام میں نام آجائے یہی مغفرت کے لیے کافی ہے۔

پھر میں دائم المرض۔ اس پر سوالات و فتاوی کا ہجوم۔ تصنیف و تالیف کی ذمہ داریاں مستزاد۔ آپ بہار شریعت، احکام شریعت، فتاوی افریقہ وغیرہ کتب حاصل کریں اور انہیں بیش از بیش مطالعہ میں رکھیں۔ پھر بھی کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو علمائے کرام کی طرف رجوع ہوں۔ یہ فقیر بے توقیر بھی آپکی مدد و اعانت کے لیے حاضر ہے۔ امید ہے کہ اس قلیل کو کافی خیال فرمائیں گے۔ والسلام العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

دعا مانگنے کا انداز کس طرح مانگی جائے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ہمارے امام صاحب کے علاوہ دیگر ائمہ سلام ختم ہونے کے فوراً بعد اس طرح پڑھتے ہیں

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

الصلوۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الصلوۃ والسلام علیك یا رحمته للعالمین

۲۔اللھم اعنی علی ذکرك و شکرك و حسن عبادتك

۳۔ربنا اتنا فی الدنیا حسنة و فی الا خرۃ حسنة و قنا عذاب النار اوردوسرے امام ربنا ظلمنا انفسنا پڑھتے ہیں۔

اور دعائیں پڑھتے ہیں اب غور فرمایئے کہ اول الذکر امام صاحب صحیح دعا پڑھتے ہیں یا ثانی الذکر ائمہ صحیح دعا پڑھتے ہیں۔یعنی نماز کے بعد یہ کہنا کہ ہم نے ظلم کیا،کیا نماز ظلم ہے؟

امید کرتا ہوں کہ جلد جواب مرحمت فرما کر بندہ ناچیز کو مشکور وممنون فرمائیں گے۔

احمد حسین انصاری، مکان نمبر۔ ۱۸۳ اٹو۔ سی ایریا لانڈھی کالونی کراچی، ۲۵ فروری ۱۹۶۸ء

۷۸۶ الجواب: معترضین کا انداز گفتگو یہ صاف بتا رہا ہے کہ ان کی نظر اپنی بداعمالیوں،عصیاں شعاریوں، نافرمانیوں اور ان کوتاہیوں پر نہیں جو صبح سے لے کر شام تک اور شام سے لے کر صبح تک ان سے صادر ہوتی رہتی ہیں۔چند ساعتیں درود شریف کی قرأت میں گزار کر اپنی نگاہیں انہیں ساعتوں اور ایسی نیکی پر مرکوز رکھنا اور یہ کہنا کہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ رب کی عبادت گویا معاذ اللہ ظلم ہوگئی، ہمارے نہایت ہی بھدی اور موٹی عقل کی بات ہے۔کیا سیدنا حضرت آدم علیہ السلام سے جنت میں جولغزش صادر ہوئی اس کے بعد سے زمین پر کوئی نیکی کوئی عبادت کوئی بندگی ان سے صادر نہیں ہوئی۔اور اگر یقینا انہوں نے خدائے پاک کی تسبیح وتہلیل میں وقت گزارا تو ان معترضین کے کہنے کے بموجب اس کا یہ مطلب ہوا کہ وہ ظلم میں گزرا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم حالانکہ استغفار اور ان دعاؤں کی بار بار تکرار کا منشاء یہ ہے کہ الٰہی ہم نے تیری نافرمانیوں میں گزر بسر کی ہے اس نیک عمل کے صدقے میں ہماری ان کوتاہیوں کو معاف فرمادے۔تو ظلم ہمارے وہ گناہ ہیں جو رات دن ہم سے صادر ہوتے ہیں اور درود شریف ان کی معافی کا وسیلہ جلیلہ۔یہی تصور ہونا چاہیے۔دینی امور میں اپنی عقل کو اپنا راہبر مت بنایئے۔اور اپنی نکمی عقل کے قیاس پر اعتماد مت کیجیے ورنہ تباہی کے سوا اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔لہٰذا امام مسجد کا یہ فعل جائز ودرست ہے اور اس پر اعتراض اور مذکورہ بالا قیاس پر حکم لگانا نہایت درجہ کم فہمی ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ر جمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ

شرعاً صوفی کون ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ:

۱۔ایک آدمی اپنے آپ کو صوفی کہلائے اور اپنی محفل میں ہروقت دوسروں کی غیبت کرے۔ایسے صوفی کے بارے میں کیا حکم ہے؟

۲۔کیا جاہل مطلق کو از روئے شریعت وطریقت صوفی کہہ سکتے ہیں یا کہ نہیں؟

۳۔کیا داڑھی بوجہ کترانے کے حد شرع سے کم رکھنے والے کو از روئے شریعت وطریقت صوفی کا خطاب دے سکتے ہیں یا نہیں؟

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۴۔ جو صوفی اپنے اہل وعیال کے ساتھ ناروا سلوک کرے اس کے متعلق شریعت کیا کہتی ہے؟

۵۔ جو صوفی دوسروں کی چغلی اور دوسروں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھے اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

۶۔ جو صوفی مسلمانوں کے درمیان منافقت ومنافرت پھیلانے کی کوشش کرے اس کی شرعی سزا کیا مقرر ہے؟

۷۔ جو صوفی مولیٰ تعالیٰ کے ذکر وفکر کی محفل کو ناپسند کرے اور ذکر اللہ کرنے والوں کے درپے آزار ہو۔ ایسے صوفی کی عنداللہ کیا سزا مقرر ہے؟

۸۔ پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر سنکر جو صوفی جل جائے کیا وہ صوفی کہلانے کا مستحق ہے یا نہیں؟ ایسا صوفی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کا مستحق ہوسکتا ہے یا نہیں؟

۹۔ جو صوفی اپنے گھر میں رنگین ٹی وی سیٹ رکھے اور بمعہ اہل وعیال کے تمام پروگراموں کو جس میں فلمیں بھی شامل ہیں بخوشی دیکھے۔ کیا ایسا صوفی شرعی سزا کا مستحق ہے یا نہیں؟

۱۰۔ جو صوفی اپنے آپ کو صاحب نسبت کہلا کر اس کا لحاظ نہ کرے اور نسبت کو پس پشت ڈال کر خواہشات نفسانی کے پیچھے پڑ جائے ایسے صوفی کے بارے میں شریعت وطریقت کا کیا حکم ہے؟

۱۱۔ جو صوفی غیر شرعی حرکات کرنے والوں کے ساتھ دوستی رکھے اور شب وروز ان سے ہی میل جول رکھتا ہو ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرنے والوں سے بلاوجہ بغض وعناد رکھتا ہو ایسے صوفی کے بارے میں شریعت کا حکم تحریر فرمائیں۔ بینوا، توجروا۔

منظور علی، لطیف آباد نمبر ۶، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: ان افعال واعمال کا جو شخص مرتکب اور ان اوصاف وعادات سے جو فرد متصف ہو وہ صوفی ہونا درکنار، صالح ونیک کردار مسلمان کہلانے کا بھی مستحق نہیں۔ بلکہ اگر اس کے دل میں ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عناد ہے تو سخت جری و بیباک، فاسق وفاجر، مرتکب اشد کبائر بلکہ بد مذہب بد دین گمراہ اور گمراہ گر ہے۔ اپنے نفس وشیطان کے فریب میں گرفتار اور مسلمانان اہلسنت وجماعت کے عقائد وایمان کو تباہ وبرباد کرنے کے درپے ہے۔ مسلمان ہرگز اس کے فریب میں نہ آئیں۔ اس کے پاس آنا جانا، اٹھنا بیٹھنا، سلام کلام سب حرام اور جو منع کرنے کے باوجود اس سے باز نہ آئے وہ سخت گناہگار اور اسی بے ادب وگستاخ کے ساتھ ایک ہی رسی میں باندھے جانے کے قابل اور عذاب الٰہی کا مستحق ہے۔ قرآن کریم نے ایسوں کے ہی بارے میں فرمایا فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین۔ یاد آنے پر ظالموں کے پاس مت بیٹھو۔ اس قماش کے لوگوں کے بارے میں حکم دیا ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار۔ ظالموں کی طرف مائل مت ہو ورنہ تمہیں دوزخ کی آگ جلائے گی۔ اور ایسوں کے ہی حق میں احادیث کریمہ میں وارد کہ ایا کم و ایا ھم لا یضلو نکم ولا یفتنو نکم۔ انہیں اپنے سے دور رکھو، تم ان سے دور بھاگو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ تو ایسوں کو صوفی سمجھنا، صوفی ماننا، صوفی کہنا، حضرات صوفیائے کرام کی تذلیل وتحقیر ہے۔ اللہ اپنی پناہ میں رکھے۔ عوام الناس کا ایسوں کی صحبت میں اٹھنا بیٹھنا اور ان کی باتیں سننا، ان کی شہرت اور گرم بازاری کا موجب ہے اور اس کا وبال آج نہیں تو کل

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انہیں بھگتنا پڑے گا اور روز حشر تو سب عیاں ہو جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ / جمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ

علامات مرشد کامل؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ

۱۔ حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کی خوشی میں دامے، درمے، قدمے، سخنے، حصہ لیکر عقیدت ومحبت کا اظہار کرنے والوں سے اگر ایک شخص جو کہ اپنے آپ کو پیر کہلاتا ہو ناراض ہو اور اس خوشی سے بھی ناخوش ہو جو حضور ﷺ کی ولادت با سعادت کے موقع پر کی گئی ہے تو کیا ایسے پیر کی بیعت جائز ہے یا نہیں؟

۲۔ اگر ایک پیر صاحب اپنے عیب کے بجائے شب روز دوسرے بزرگوں کی عیب جوئی میں لگا رہے ایسے شخص کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے۔ کیا ایسے پیر کی بیعت کی جاسکتی ہے یا نہیں؟

۳۔ اگر ایک پیر صاحب مزدوروں سے کام تو بہت زیادہ کروائے اور مزدوری کم دے تو کیا مزدوروں کے حقوق غصب کرنے والے پیر سے بیعت جائز ہے یا نہیں؟

۴۔ اگر ایک پیر صاحب کسی بات کی تحقیق کئے بغیر بوجہ حسد وبغض وکینہ دوسرے بزرگ پر بہتان لگائے جبکہ اس بزرگ کے اندر وہ بات قطعاً نہ ہو تو بہتان لگانے والے کے بارے میں خدا ومصطفےٰ ﷺ کا کیا حکم ہے؟

۵۔ اگر ایک پیر صاحب ایک شہر میں عرصہ تک رہنے کے باوجود غیر معروف ہو اور اس کے مریدین کا حلقہ بھی محدود ہو دوسرے بزرگ سے یہ صرف اس لیے حسد وبغض اور کینہ رکھتا ہو کہ یہ بزرگ تھوڑے عرصہ میں اپنے روحانی فیض سے معروف ہو گئے ہیں اور ان کے مریدین کا حلقہ بھی بہت وسیع ہو گیا ہے، حسد وبغض اور کینہ رکھنے والے پیر صاحب سے بیعت جائز ہے یا نہیں؟

۶۔ اگر ایک پیر صاحب باجماعت نماز نہ پڑھتا ہو جبکہ مسجد اس کے مکان سے متصل ہی ہو باجماعت نماز نہ پڑھنے والے پیر سے بیعت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

۷۔ اگر ایک پیر صاحب اپنا نام مشہور کرنے کے لیے جھوٹا پروپیگنڈہ کر کے مسلمانوں کے درمیان بالخصوص ہم مسلک ساتھیوں میں انتشار وافتراق پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ شریعت نے ایسے آدمی کی کیا سزا مقرر کی ہے۔ برائے مہربانی ان سوالوں کے جوابات قرآن وحدیث کی روشنی میں دیکر عنداللہ ماجور ہوں۔ بینوا، توجروا۔ عبداللہ قادری نقشبندی

۷۸۶ الجواب: جس شخص کے یہ اعمال وافعال اور احوال ہوں اس کا پیر ہونا واہل بیعت ہونا، درکنار اسے تو زمرہ صالحین اور نیکوکاروں میں شمار کرنا بھی، ان نیکوکاروں اور اللہ تعالیٰ کے صالح بندوں کی توہین وتنقیص ہے۔ وہ شخص ان اعمال وافعال کے باعث نرا فاسق وفاجر ہی نہیں بد مذہب وبدعقیدہ بھی ہے۔ اور پیر کے لیے شرط اول یہ ہے کہ وہ فاسق وفاجر نہ ہو۔ بد مذہب وبدعقیدہ نہ ہو۔ کہ بیعت کا مقصد حضور اقدس ﷺ کی غلامی میں ان کے نیکوکار امتیوں کے واسطے سے داخل ہونا ہے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور جو خود بدعقیدہ ہے اس کا خود سلسلہ غلامی ہی منقطع ہے وہ دوسروں کو ان تک کیا پہنچائے گا۔ مسلمان ہرگز ایسے جاہل و گستاخ و بیباک فاجر کے ہاتھ پر بیعت نہ ہوں۔ اپنے عقیدے و ایمان کی حفاظت کریں جو ہر بڑی دولت سے بڑھ کر عزیز اور قیمتی شے ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منانا جائز ہے؟

سوال: محترم جناب مفتی محمد خلیل خان صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ بعد از ہدیہ سلام ایک مسئلہ پیش خدمت ہے جواب سے مستفیض فرمائیں۔

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک موقع پر خوشی کرنا مثلاً جلوس نکالنا ذکر الٰہی کرنا اور ذکر رسول کی محفل کا انعقاد کرنا اکیس توپوں کی سلامی اور جلوس یا جلسہ پر گل پاشی جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ ایک شخص مسمی صوبیدار مبارک حسین بدعقیدہ ہے اور شان انبیاء اور اولیائے کرام کا دشمن ہے وہ ان چیزوں کو ناجائز کہتا ہے ایسے بدعقیدہ شخص کے ساتھ نشست و برخاست میل جول جائز ہے یا ناجائز؟ برائے مہربانی وضاحت سے تحریر فرمائیں۔

چوہدری محمد اقبال، گول مسجد لطیف آباد نمبر ۶ حیدر آباد، ۲۱ فروری ۱۹۷۸ء

۷۸۶ الجواب: جب سائل خود بھی جانتا ہے کہ فلاں شخص بدعقیدہ اور شان اولیائے کرام کا دشمن ہے تو پھر اس کے ساتھ نشست و برخاست کے لیے یہ پوچھنا کہ وہ جائز ہے یا ناجائز، ایک حیرت انگیز بات ہے۔ قرآن کریم نے ایسوں ہی کے بارے میں حکم دیا کہ فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین۔ یاد آنے پر ظالموں کے پاس مت بیٹھو۔ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ "یہ حکم تمام بدعقیدہ بدمذہب لوگوں اور بیباک فاسقوں فاجروں سب کو شامل ہے۔ اور ان میں سے کسی کے پاس بیٹھنا جائز نہیں"۔ ایسوں ہی کے بارے میں حدیث شریف میں فرمایا کہ ایاکم و ایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم۔ "انہیں اپنے سے دور رکھو اور اپنے آپ کو ان سے دور رکھو۔ کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں، کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں"۔ آدمی میں غیرت ہو تو اپنے ماں باپ، بھائی بہنوں کی عزت و ناموس کے دشمنوں کی صورت بھی دیکھنا گوارا نہیں کرتا، تو جن کے نعلین کے طفیل ہمیں ایمان ملا۔ اسلام ملا اور دونوں جہان کی نعمتیں ملیں انہیں کے بدگویوں کے ساتھ نشست و برخاست اختیار کرنا ایمان والوں کو کیونکر گوارا ہو سکتا ہے۔ ایسوں کا علاج وہی ہے کہ ان سے میل جول، سلام کلام، لین دین، سب یک لخت ترک کر دیں تا آنکہ وہ سچے دل سے توبہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

(معاذ اللہ) امکان کذب باری تعالیٰ کا عقیدہ رکھنے والا کافر

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ہمارے علاقہ تحصیل باغ موضع خواجہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں ایک شخص کہیں سے مولوی بن کر آیا جس کا نام عنایت اللہ ہے اس شخص نے ایک نئی بات بیان کی ہے جو اس سے قبل ہمارے علاقہ کے کسی پرانے یا نئے مولوی نے کبھی بیان نہیں کی۔ اس شخص کا بیان ہے کہ (معاذاللہ) اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔ جب اس بات پر لوگوں نے شور مچایا تو اس شخص نے اس بات کی تائید میں قرآن کریم کی آیہ کریمہ پڑھی۔ ان اللہ علی کل شیء قدیر۔ اور کہا کہ دیکھو یہ آیت میرے قول کی تائید کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ جب ہر چیز پر قادر ہے تو جھوٹ بولنا اس کے لیے کون سی مشکل بات ہے۔ چند پڑھے لکھے افراد نے اعتراض کیا کہ اس قول کو صحیح مان لیا جائے تو ہر برائی اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے لیے ثابت ہوگی حتی کہ باری تعالیٰ پھر دوسرا الٰہ پیدا فرمانے پر بھی قادر ہوگا جبکہ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ ایسا نہیں ہے اس پر اس نے الٹے سیدھے جواب دیئے۔ برائے کرم قرآن کریم اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں دلائل کے ساتھ اس مسئلہ کی وضاحت فرمائیں کہ اس آیہ شریفہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو مذکورہ شخص کے لیے شریعت مطہرہ کے تحت حکم بیان فرمائیں اور عنداللہ اجر پائیں۔

حاجی شیر احمد، تحصیل باغ ضلع پونچھ آزاد کشمیر

۷۸۶ الجواب: وہابیہ کی دشنام طرازیوں اور افتراء پردازیوں سے نہ محبوبان خدا محفوظ ہیں اور نہ ظالموں کی بہتان تراشی اللہ جل مجدہ کا لحاظ کرتی ہے۔ ان کے بڑے بھی یہ کہتے یہی لکھتے آئے اور اسماعیل دہلوی نے اسی کو اپنے رسالہ ''یکروزی'' میں لکھا۔ وہابیہ بلکہ ان کے ہم نوا دیوبندیہ کا یہ مسئلہ طشت از بام ہے۔ اس کے رد بہت رسائل میں ہو چکے اور بفضلہ تعالیٰ ''سبحن السبوح'' نے تو ان کے منہ میں پتھر دیدیا۔ مسلمانوں کو سمجھنے کے لیے اتنا ہی بہت ہے کہ جب خدا کا جھوٹ بولنا بھی ممکن ہوا تو اب اس کی کس بات کا اعتبار رہا۔ اب وہابیہ کے نزدیک کیونکر ثابت ہوا کہ قرآن میں جھوٹ نہ بولا۔ کیا اس پر کوئی افسر ہے جس نے روک لیا یا اس کا ڈر کیا۔ یا اس نے خود کہا ہے کہ میرا سب کلام سچا ہے میں نے نہ جھوٹ بولا نہ بولوں۔ کہا کرے۔ جب جھوٹ بول سکتا ہے تو کیا معلوم پہلا جھوٹ یہی کہا ہو۔ یا نبی نے کہدیا ہے کہ خدا کا سب کلام سچا ہے۔ سبحان اللہ۔ جس کے خدا کا سچا ہونا واجب نہیں جھوٹا بھی ہوسکتا ہے تو اس نبی کا سچا ہونا کیوں واجب ہو گیا۔ کیا نبی خدا سے بھی بڑھ کر ہے۔ غرض اب نہ تو قرآن رہا نہ دین۔ نہ ایمان بچا نہ یقین۔ وہابیہ وامام وہابیہ کا یہ ادنیٰ کرشمہ ہے کہ ایک ہی لفظ میں تمام دین وایمان، و نبی وقرآن، سب پر پانی پھیر دیا۔ اور یہ کہنا کہ جھوٹ پر قدرت ہے بایں معنی کہ وہ خود جھوٹ بول سکتا ہے، محال کو ممکن ٹھہرانا اور خدا کو عیبی بتانا بلکہ خدا سے انکار کرنا ہے اور یہ سمجھنا کہ محالات پر قادر نہ ہوگا تو قدرت ناقص ہو جائے گی باطل محض ہے کہ اس میں قدرت کا کیا نقصان۔ نقصان تو اس محال کا ہے کہ تعلق قدرت کی اس میں صلاحیت نہیں۔ اسے یوں سمجھنا چاہیے کہ دوسرا خدا ہونا محال ہے یعنی نہیں ہوسکتا تو اگر یہ زیر قدرت ہو تو موجود ہوسکے گا تو محال نہ رہا۔ اور اس کو محال نہ ماننا وحدانیت کا انکار ہے۔ یونہیں فنائے باری محال ہے اگر تحت قدرت ہو تو ممکن ہوگی اور جس کی فنا ممکن ہو وہ خدا نہیں تو ثابت ہوا کہ محال پر قدرت ماننا اللہ کی الوہیت سے انکار کرنا ہے۔ اور کذب، دغا، خیانت، ظلم، جہل، بے حیائی، وغیرہ عیوب سب اس پر قطعاً محال ہیں۔ پھر جھوٹ تو ایسا ناپاک عیب ہے جس سے تھوڑی ظاہری عزت والا بھی بچنا چاہتا ہے۔ بلکہ بھنگی چمار بھی اپنی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طرف اس کی نسبت سے شرماتا ہے۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کے لیے ممکن ہوا تو وہ بھی عیبی ناقص گندی نجاست سے آلودہ ہو سکے گا۔ تو کیا کوئی مسلمان اپنے رب پر ایسا گمان کر سکتا ہے۔ مسلمان تو مسلمان معمولی سمجھ بوجھ والا یہودی اور نصرانی بھی ایسی بات اپنے رب کی نسبت گوارا نہیں کرے گا اور جو خدا کی طرف اس کی نسبت کرے وہ یہودیوں اور نصرانیوں سے بدتر ہے۔ ایسوں ہی کے بارے میں فرمایا کہ ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم۔ تم ان سے دور رہو انہیں اپنے سے دور رکھو۔ کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں کہیں وہ تمہیں فتنوں میں نہ ڈال دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ ربیع الآخر ۱۴۰۰ھ

زمین ساکن ہے یا سورج اور چاند؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں کہ: جو مسائل نص قرآنی سے صراحتاً ثابت ہوں کیا ان میں تاویل ہو سکتی ہے یا نہیں؟ یہ مسئلہ قرآن کریم کی بہت سی آیات سے ثابت ہے کہ سورج اور چاند چلتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک آیت نقل کر دیتا ہوں۔ والشمس تجری لمستقر لھا۔ اور دوسری آیت یہ ہے والقمر قدرنہ منازل۔ ان دونوں آیات سے یہ بات معلوم ہوئی کہ چاند اور سورج چلتے ہیں مگر ایک صاحب کہتے ہیں کہ زمین اور چاند چلتے ہیں اور سورج رکا ہوا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ سورج اور چاند چلتے ہیں۔ ہم کس کی بات مانیں یہ ایک سائل نے سوال کیا تھا ایک صاحب سے انھوں نے جواب میں یہ بات کہی ہمیں تو سورج اور چاند چلتے نظر آتے ہیں قرآن کریم نے عام مشاہدے پر گفتگو فرمائی ہے۔ باقی اگر واقعتاً زمین چلتی ہو جیسا کہ سائنسدان کہتے ہیں تو بھی قرآن کریم کے بیان کے خلاف نہیں کیونکہ وہ لوگ (سائنسدان) اصل واقعہ کو بیان کر رہے ہیں اور قرآن مشاہدہ بیان کر رہا ہے۔ اس بات سے یہ معلوم ہوا کہ انھوں نے اس مسئلہ میں تاویل کی ہے اور ان کو قرآنی مسئلہ میں شک ہے اس لیے تو انہوں نے کہا کہ قرآن مشاہدے پر گفتگو کر رہا ہے اور وہ واقعہ پر۔ تو اصل صحیح مسئلہ کیا ہے اور قرآن کریم کی بہت سی آیات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ زمین ساکن ہے اور ہرگز نہیں چلتی۔ مثال کے طور پر دو آیات نقل کر رہے ہوں۔

۱۔ الم نجعل الارض مھدا۔ والجبال اوتادا۔

۲۔ ومن اٰیتہٖ ان تقوم السماء والارض بامرہ۔

ان دونوں آیات سے معلوم ہوا کہ زمین ساکن ہے اور چلتی نہیں ہے۔ اب آپ بتائیں کہ اصل مسئلہ کیا ہے؟

محمد اسلم آرائیں، ٹنڈوالہیار

۷۸۲ **الجواب:** یہ غلط ہے کہ زمین و آسمان چکر میں ہیں۔ وہ تو نہیں، مگر ان کے چکر کے قائل چکر میں ہیں۔ اسلامی مسئلہ یہ ہے کہ زمین و آسمان دونوں ساکن ہیں۔ کواکب چل رہے ہیں۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے ان اللہ یمسک السموات والارض ان تزولا۔ (الآیۃ) یعنی بے شک اللہ زمین و آسمان کو روکے ہوئے ہے کہ سرکنے نہ پائیں۔ اور اگر وہ سرکیں تو

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اللہ کے سوا انہیں کون روکے۔ بے شک وہ علم والا بخشنے والا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ ربیع الآخر ۱۴۰۰ھ

جناب حضرت بی بی زلیخا رضی اللہ عنہا کے متعلق گستاخانہ عقیدہ رکھنے والا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء عظام وفقہاء فخام اس مسئلہ کے بارے میں کہ

(۱) بی بی زلیخا کا نکاح حضرت یوسف علیہ السلام سے ہوا ہے یا نہیں؟

(۲) فسق زلیخا ثابت ہے یا نہیں؟

(۳) بی بی زلیخا مومنہ ہے یا کافرہ؟ (معاذ اللہ)۔

(۴) بی بی زلیخا کو (معاذ اللہ) رنڈی بدکار کہنے والے پر شرعاً کوئی سزا ہے یا نہیں؟

(۵) بی بی زلیخا کے بارے میں بدگوئی کرنے والے شخص کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

بینوا بالبرہان اجرکم عند الرحمن مفتی عبدالخالق، مہتمم مدرسہ مخزن العربیہ، کھٹان خضدار۔ بلوچستان

۷۸۶ **الجواب:** معتبر ومعتمد تفاسیر میں ہے کہ امارت طلب کرنے کے ایک سال بعد بادشاہ مصر نے حضرت یوسف علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو بلا کر آپ کی تاج پوشی کی اپنا ملک آپ کو تفویض کیا اور قطفیر یعنی عزیز مصر کو معزول کر کے آپ کو اس کی جگہ والی بنایا اور خود مثل تابع ہو گیا کہ آپ کی رائے میں دخل نہ دیتا اور آپ کے ہر حکم کو مانتا۔ اسی زمانہ میں عزیز مصر کا انتقال ہو گیا تو بادشاہ نے اس کے انتقال کے بعد زلیخا کا نکاح حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ کر دیا۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام زلیخا کے پاس پہنچے اور اس سے فرمایا کہ یہ اس سے بہتر نہیں ہے جو تو چاہتی تھی تو زلیخا نے عرض کیا کہ ''اے صدیق مجھے ملامت مت کیجئے۔ میں خوبرو تھی۔ نوجوان تھی۔ عیش میں تھی اور عزیز مصر عورتوں سے سروکار ہی نہیں رکھتا تھا اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے یہ حسن وجمال عطا کیا ہے۔ میرا دل اختیار سے باہر ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو معصوم کیا ہے آپ محفوظ رہے''۔ حضرت امام فخر الدین رازی نے وکذلک مکنا لیوسف فی الارض کے تحت فرمایا و عزل الملک قطفیر زوج المراۃ المعلومۃ ومات بعد ذلک و زوجہ الملک امراتہ۔ فلما دخل علیھا قال الیس ھذا خیرا مما طلبت۔ فوجدھا عذراء فولدت لہ ولدین افرایم و میشا۔ یعنی نکاح کے بعد جب حضرت یوسف علیہ السلام اس کے پاس پہنچے تو فرمایا کیا یہ اس سے بہتر نہیں ہے جو تو نے چاہا تھا۔ آپ نے زلیخا کو باکرہ پایا اور ان سے آپ کے دو صاحبزادے ہوئے افرایم ومیشا۔ کیسی صاف صریح شہادت ہے کہ آپ نے زلیخا سے نکاح بھی فرمایا اور ان سے اولاد بھی ہوئی اور یہ کہ آپ نے زلیخا کو باکرہ پایا۔ اب جو ان کی طرف معاذ اللہ فسق وفجور کی نسبت کرتا ہے وہ شیطان رجیم کی اتباع میں اندھا ہو چکا ہے۔ اور یوں بھی کسی پارسا مسلمان عورت پر ایسی تہمت لگانا نص قرآنی سے حرام ہے۔ علمائے کرام لولا اذ سمعتموہ قلتم ما یکون لنا ان نتکلم بھذا الآیۃ کے تحت فرماتے ہیں کہ یہ ممکن ہی نہیں کہ کسی نبی کی بی بی بدکارہ ہو سکے اور اسے فجور و بدچلنی کی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آلودگی پہنچے۔ اگر چہ اس کا ابتلائے کفر ہونا ممکن ہے۔ کیونکہ انبیاء کفار کی طرف مبعوث ہوتے ہیں تو ضروری ہے کہ جو چیز کفار کے نزدیک بھی قابل نفرت ہو اس سے وہ پاک ہوں۔ اور ظاہر ہے کہ عورت کی بدکاری ان کے نزدیک بھی قابل نفرت ہے (خزائن العرفان بحوالہ تفسیر کبیر وغیرہ) ایسی صاف صریح تصریح کے بعد بھی اگر کوئی بدبخت توبہ نہ کر سکے اور اپنی بات پر جما رہے تو یہ اپنا سر کھپائے اور جہنم میں جانے کا راستہ بنائے۔ مسلمان اس سے نرد کار نہ رکھیں۔ امام بنانا در کنار اس سے کوئی رابطہ کوئی علاقہ کوئی تعلق کسی مسلمان کا ہونا ہی نہ چاہیے۔ ایسے گستاخ ایسے بدزبان ایسے گندہ دہن اس آیہ کریمہ کے مصداق ہیں کہ الخبیثت للخبیثین والخبیثون للخبیثات۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ ربیع الآخر ۱۴۰۰ھ

جو یہ کہے کہ میں اللہ ورسول کو نہیں مانتا اس کا حکم

سوال: حلفیہ بیان

ہم تمام لوگ اللہ تعالیٰ کو حاظر و ناظر جان کر یہ بیان کرتے ہیں کہ سیف اللہ ولد لطف اللہ ساکن یونٹ نمبر ۸ خواجہ کالونی لطیف آباد نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت و رسالت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا ہے۔ تفصیل یہ ہے کہ انوار علی نے سیف اللہ سے جو کہ ہوٹل کا کام کرتا ہے کہا کہ "اللہ کو مانو چائے اچھی بنا کر لاؤ" تو اس نے یہ کہا کہ نہ میں اللہ کو مانتا ہوں اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتا ہوں اس پر میں نے یہ کہا کہ یہ کیا بکتا ہے تو پھر یہی الفاظ دہرائے کہ ہاں نہ میں اللہ کو مانتا ہوں نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتا ہوں صرف علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مانتا ہوں اور موقع پر موجود ہم تمام لوگ اس بات پر غصہ ہو گئے اور اس کے بنے ہوئے باپ سے گھر جا کر احتجاج کیا اور کہا کہ یہ شخص مرتد ہو گیا ہے اس سے توبہ کرایئے اور مفتی اسلام کے پاس لیجا کر دوبارہ اسلام قبول کرایئے لیکن انہوں نے ادھر سن کر ادھر نکال دی اور یہ شخص اب بھی مسلمانوں کو اپنے ہاتھ کی بنائی ہوئی چائے پلا رہا ہے۔ دوسرے یہ کہ اس شخص کی ابھی حال ہی میں شادی ہوئی ہے اور اس نے اپنے نکاح نامہ میں اپنے والد کے نام کے بجائے اپنے بنے ہوئے باپ کا نام لکھایا ہے۔ اس لیے براہ کرم یہ فتویٰ صادر کیجئے کہ آیا یہ شخص سیف اللہ مرتد ہوا یا نہیں اور یہ کہ اس شخص کا نکاح اپنے اصلی باپ کا نام نکاح نامہ میں نہ لکھانے سے ہوا یا نہیں؟

گواہان ۱۔ انوار علی ۲۔ محمد سلمان شیخ، ۳۔ عبد الحمید، ۴۔ عبد الرشید،
۵۔ عثمان بیگ، ۶۔ رحیم الدین، ۷۔ قاضی محمد ایوب حسین صدیقی

۷۸۶ **الجواب:** لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس شخص نے یہ باتیں بکیں اگر وہ کلمہ گو ہے تو ان اقوال کے ادا کرتے ہی اسلام سے خارج اور کافر و مرتد ہو گیا اور ایسا کہ جو اس کے ان افعال پر مطلع ہونے کے باوجود اسے مسلمان جانے وہ خود کافر اور اسلامی برادری سے خارج ہو جائے۔ ۱۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس سے فی الفور قطع تعلق کر لیں۔ اس سے لین دین خرید و فروخت، اس کے پاس آنا جانا، اس کے پاس اٹھنا بیٹھنا سب حرام ہے۔ یوہیں اس کے ہوٹل میں جانا،

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چائے پانی پینا حرام۔ غالباً وہ آغاخانی بوہرہ ہے اور وہ تو ہیں ہی مرتد خارج از اسلام۔ پھر اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنی خاندانی نسبت کرنا بھی حرام ہے بلکہ باعث لعنت۔ اور اگر وہ مسلمان ہوتا اور وقت نکاح سامنے موجود ہوتا تو نکاح نامہ میں اصل باپ کا نام نہ لکھوانے سے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ ربیع الآخر ۱۴۰۰ھ

کیا ایسا شخص پیر ہو سکتا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں کہ

۱۔ اگر پیر صاحب کی رضامندی سے ان کی آمد پر آتش بازی کی جائے۔ جہاں پیر صاحب خود موجود ہوں اور پیر صاحب خوشی کا اظہار کریں۔ اور سڑک پر ہی پیر صاحب ذکر کرائیں۔ کیا یہ قرآن وحدیث کی روشنی میں جائز ہے۔ نیز ایسے پیر کی بیعت کے لیے کیا حکم ہے؟

۲۔ اگر پیر صاحب اپنی تعریف خود کریں یا دوسروں سے کرائیں۔ اور تعریف کرنے والے کی حوصلہ افزائی کریں۔ اور اپنی ولایت کی بے شرع تصدیق کرائیں۔ قرآن وحدیث کی رو سے کیا حکم ہے؟

۳۔ جب مرید آپس میں ملیں۔ یا پیر صاحب سے ملیں السلام علیکم ورحمۃ اللہ کے بجائے حق اللہ صوفی صاحب یا حق اللہ پیر صاحب کا جملہ ادا کریں۔ اس کے لیے قرآن وحدیث میں کیا حکم ہے؟

۴۔ کوئی بھی شخص صرف داڑھی رکھے مگر نماز پنج وقت فرض کا بھی پابند نہ ہو۔ کیا وہ صوفی کہلانے کا مستحق ہے؟

صوبیدار مبارک حسین، مکان نمبر ۳۸۲-C/۱۶ چتیل چاڑھی حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: ۱۔ آتش بازی حرام ہے اور اسے قرآن کریم نے اسراف بتایا اور اسراف کرنے والوں کو شیطان کا بھائی کہا۔ اس پر خوش ہونا بچوں یا ناواقفوں کا کام ہے یا ایسوں کا جنہیں حکم شرعی کا کوئی لحاظ پاس نہیں۔ اور ظاہر ہے کہ جو ایسے ہوں وہ دوسروں کی رہنمائی کا فرض کیا انجام دیں گے تو پھر بیعت کا فائدہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ اپنی تعریف خود کرنا یا دوسروں سے سن کر خوش ہونا جبکہ وہ اس کے مستحق نہیں، خودنمائی اور خود پسندی کی علامت ہے۔ اور پھر اپنی ولایت کی اوروں سے جبکہ وہ خود بے شرع ہوں تصدیق کرانا نفسانی خواہشات کا اتباع ہے۔ ایسے حضرات جلد ہی شیطان کے اغواء میں آجاتے اور ہدایت سے دور جا پڑتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ یہ صراحتاً سنت نبوی کو ختم کرنا اور نئی شریعت کی بنیاد ڈالنا ہے جسے اغوائے شیطان کے سوا اور کوئی نام نہیں دیا جاسکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ داڑھی مونڈا کر صوفی بننا ایسا ہی ہے جیسے نماز روزہ کے بغیر اپنے آپ کو اللہ والا سمجھنا۔ دونوں ہی جہالت ہیں بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ شیطان کچے دھاگے میں باندھ کر انہیں کھینچ رہا ہے اور یہ کھنچ رہے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۱۳ ربیع الآخر ۱۴۰۰ھ

کیا زمین ساکن ہے؟

سوال: جناب مفتی صاحب السلام علیکم

جناب عالی! گذارش یہ ہے کہ مجھے ایک مسئلہ معلوم کرنا ہے کہ آج کل لوگ یہ کہتے ہیں زمین گھومتی ہے اور سورج ایک جگہ قائم ہے۔ لیکن اس کے رد میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہلسنّت شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تین رسالے تحریر فرمائے ہیں جن میں ایک کا نام "نزول آیات قرآن بسکون زمین و آسمان" ہے (اس رسالے میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآنی آیات سے ثابت کیا ہے کہ سورج گھومتا ہے اور زمین آسمان ساکن ہیں۔ لہٰذا آپ سے عرض ہے کہ آپ قرآن کریم کی ان آیات کی نشاندہی فرمادیجئے مہربانی ہوگی۔

اور میں نے یہ سنا ہے کہ لوگ کہتے ہیں چاند اور سورج نور ہیں اور کچھ کہتے ہیں کہ سائنسدان چاند پر پہنچ کر وہاں سے مٹی اور پتھر وغیرہ لائے ہیں۔ اگر چاند نور ہے تو وہاں پر مٹی پتھر وغیرہ کیونکر ہوسکتے ہیں۔ براہ کرم جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔ مجھے اس کی بہت ضرورت ہے۔　محمد خلیل احمد، لطیف آباد نمبر ۱۲، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ الجواب: اللہ عزوجل کا یہ ارشاد کہ ان اللہ یمسك السموات والارض ان تزولا ...... (الآیہ) ترجمہ "بے شک اللہ آسمان وزمین کو روکے ہوئے ہے کہ سرکنے نہ پائیں۔ اور اگر وہ سرکیں تو اللہ کے سوا انہیں کون روکے، بے شک وہ حلم والا، بخشنے والا ہے"۔ اس مسئلہ پر صاف بیان ہے کہ زمین و آسمان ساکن ہیں۔ اور دیندار مسلمان کو اتنا ہی کافی۔ تفصیل کے لیے اسی رسالہ کا مطالعہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

چاند اور سورج نور ہیں یعنی دوسروں کو روشنی پہنچاتے ہیں۔ نور کے یہی معنی کہ خود روشن ہو اور دوسروں کو روشن کر دے۔ جیسے چراغ بلب فانوس وغیرہ کہ سب نور ہیں کہ دوسروں کو روشن کرتے ہیں۔ تو کیا ان چیزوں کے اجزاء نہیں ہیں اور ضرور ہیں۔ تو چاند کہ خود روشن ہے اور دوسروں کو روشن کرتا ہے اگر اس میں زمین جیسی چیزیں ہوں تو کیا جائے تعجب ہے۔ رہا یہ کہ سائنسدان چاند پر پہنچے اور وہیں سے مٹی پتھر وغیرہ لائے، اسے اللہ جانے اور اللہ کا رسول ﷺ۔ نہ ہم اس کی تکذیب کرتے ہیں اور نہ آنکھ بند کرکے اس کی تصدیق پر آمادہ ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۸ ربیع الآخر ۱۴۰۰ھ

بالغ کو اختیار ہے جہاں چاہے رہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین قرآن وسنت کی روشنی میں کہ: ایک لڑکا جس کی عمر ۱۶ سال ہے وہ ٹنڈوالہیار کا رہنے والا ہے اس نے اسلام قبول کیا ہے اور اس کا نام کامران رکھا گیا ہے۔ اور جناب ڈپٹی کمشنر صاحب حیدرآباد کے آرڈر پر ہمارے ادارہ یتیم خانہ معینیہ حیدرآباد کے سپرد کیا ہے۔ اب اس کی والدہ نے ادارہ پر لڑکے کو اپنی تحویل میں لینے کا عدالت میں دعویٰ کیا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے۔لڑکے نے ماں کے ساتھ جانے سے انکار کردیا اور نہ ہی ماں سے ملنا چاہتا ہے۔لڑکے کی ماں نے عدالت میں یہ کہا ہے کہ میں ہی بچے کی وارث ہوں اور اس کی تعلیم و پرورش میں خود ہی کراؤں گی اس کو مسلمان ہی رکھوں گی۔ بچے نے عدالت میں مجسٹریٹ صاحب کے سامنے یہ بیان دیا کہ میں اب مسلمان ہو چکا ہوں اور میری ماں کافرہ ہے اس لیے میں اپنی ماں کے ساتھ نہیں رہ سکتا اور نہ ہی وہ اس کو اپنی ماں تسلیم کرتا ہے۔علمائے دین قرآن وسنت کی رو سے کیا فرماتے ہیں کہ بچہ کس کے پاس رہے۔ماں کے پاس رہے یا آزاد رہے۔ محی الدین مجی انصاری۔ پختہ قلعہ حیدرآباد

۷۸۶الجواب: لڑکا چونکہ بالغ ہے اور مسلمان ہو چکا ہے اور بالغ لڑکا شرعاً خود مختار ہے اس کو ماں کے حوالہ نہیں کیا جائے گا اور وہ اپنی مرضی کے مطابق جہاں چاہے رہ سکتا ہے اور اگر نابالغ بھی ہوتا تو بھی سمجھدار ہونے کے بعد کافرہ ماں کے حوالے کرنا جائز نہیں ہوتا۔جیسا کہ شامی (صفحہ نمبر ۲۰۸، جلد ۲) کے حاشیہ درمختار میں ہے و هذا قبل البلوغ و اما بعده فيخير بين ابويه ۔لڑکے کو جب انزال ہو گیا وہ بالغ ہے۔خواہ انزال کسی طرح ہو سوتے میں یا بیداری کی حالت میں۔اور انزال نہ ہو تو جب تک اس کی عمر پندرہ سال کی نہ ہو جائے وہ بالغ نہیں۔جب پورے پندرہ سال کا ہو گیا تو اب شرعاً وہ بالغ ہے علامات بلوغ پائے جائیں یا نہ پائے جائیں۔(عالمگیری درمختار وغیرہ) اور جب اس کا بالغ ہونا شرعاً پندرہ سال کی عمر میں تسلیم کرلیا گیا تو بالغ کے جتنے احکام ہیں اس پر جاری ہوں گے۔(درمختار) اور قبول اسلام تو وہ حکم شریعت ہے جس کے لیے بالغ ہونا بھی شرط نہیں۔آخر نہ دیکھا کہ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم تقریباً آٹھ سال کی عمر میں مشرف باسلام ہوئے۔اور جب وہ مسلمان ہو چکا تو کسی طرح بھی کافر والدین کے حوالہ نہ کیا جائے گا۔اگرچہ حکم ہے کہ وہ نیک سلوک ان کے ساتھ کرتا رہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ — یکم ربیع الآخر ۱۴۰۱ھ

http://t.me/Tehqiqat

یا اللہ، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھنا جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: مسجد شریف یا کسی اور جگہ یا اللہ جل جلالہ اور یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھنا یا لکھ کر لگانا جائز ہے یا نہیں؟ قرآن مجید وحدیث شریف کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ نوازش ہوگی۔ محمد جمیل نظر شیخ، وارڈ ڈی، گڈوانی گلی، مکان نمبر ۱۲۵ حیدرآباد

۷۸۶الجواب: کلمات مذکور بے شک جائز ہیں۔جن کے جواز میں کلام نہ کرے گا مگر سفیہ، جاہل، نادان، دلائل شرع سے ناواقف محض۔یا پھر وہابی، بے دین جس کے مذہب میں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، یا علی، یا غوث کہنے والے مسلمان کافر، مشرک اور بدعتی ہیں۔حالانکہ وہ امت مرحومہ کے عام مسلمانوں کو کافر و مشرک بنا کر، خود گمراہی میں بھٹک رہے ہیں۔کلمات مذکورہ صحابہ کرام کے زمانہ مبارکہ سے لیکر تبع تابعین اور آج تک کے تمام علماء فضلاء صوفیائے کرام اور اولیائے عظام میں مقبول ومعمول رہے۔امام نسائی وامام ترمذی وابن ماجہ وحاکم وبیہقی وغیرہم علمائے محدثین نے ایک روایت کی جس میں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک نابینا کو دعا تعلیم فرمائی کہ بعد نمازیوں کہے اللھم انی اسئلك و اتوجه الیك بنبیك محمد نبی الرحمة یا محمد انی اتوجه بك الی ربی فی حاجتی ھذہ لتقضی لی اللھم فشفعه فی۔" الٰہی میں تجھ سے مانگتا اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں بوسیلہ تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے، کہ مہربانی کے نبی ہیں۔ یارسول اللہ میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اس حاجت میں توجہ کرتا ہوں کہ میری حاجت روا ہو۔ الٰہی ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما"۔ اس دعائے مبارکہ میں نام اقدس لیکر ندا کرنے کی تعلیم فرمائی۔ اگر یہ شرک و بدعت ہے تو کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، معاذ اللہ شرک و بدعت کی تعلیم دینے کے لیے تشریف لائے۔ حاشا وکلا ہرگز نہیں۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ندا کرنے کے عمدہ دلائل سے التحیات ہے جسے ہر نمازی نماز کی دو رکعت پر پڑھتا ہے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کرتا ہے السلام علیك ایھا النبی ورحمة اللہ و برکاته۔ سلام آپ (حضور) پر اے نبی۔ اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں۔ اگر ندا معاذ اللہ شرک ہے تو یہ عجیب شرک ہے کہ عین نماز میں شریک و داخل ہے۔ اور جب کلمات تشہد سے ان معنی کا قصد اور انشاء ضروری ہے (یعنی نمازی اس تصور میں غرق ہوجائے کہ میں بالقصد ان کی بارگاہ میں سلام عرض کررہا ہوں) تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ندا کرنا جسے وہابیہ شرک کہتے ہیں ایسا جائز ثابت ہوا کہ نماز میں واجب ہے اب منکرین قہر والے عرش سے لڑائی مول لیں کہ تو نے کیوں ایسی شریعت بھیجی جس نے نماز کی ہر دو رکعت پر التحیات واجب کی اور اس میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بالقصد سلام عرض کرنا واجب کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ رشوال المکرم ۱۴۰۱ھ

اس مجدد ملت پہ لاکھوں سلام کہنا جائز ہے؟

سوال: بخدمت جناب مولٰنا مفتی محمد خلیل خان صاحب، السلام علیکم

گزارش یہ ہے کہ لطیف آباد نمبر ۱۲ مسجد اقصیٰ میں جمعہ کے روز زید نے مشہور صلوٰۃ وسلام "مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام" پڑھا۔ اور اس کے آخر میں یہ شعر پڑھا "وہ بریلی کے شاہ، شاہ احمد رضا۔ اس مجدد ملت پہ لاکھوں سلام"۔ اس پر ایک صاحب کو اعتراض ہوا کہ "یہ پڑھنا ناجائز ہے۔ ہم نے نہیں سنا"۔ زید نے انہیں سمجھایا لیکن وہ نہیں مانے۔ برائے کرم آپ اس مسئلہ کا جواب تفصیل سے لکھیں۔ بینوا، توجروا۔ قمرالدین شیخ، لطیف آباد نمبر ۷

۷۸۶ الجواب: انبیائے کرام پر بالاستقلال صلوٰۃ وسلام اجمالاً بھی جائز ہے کہ سلام علی المرسلین۔ اور تفصیلاً بھی یعنی نام بنام کہ سلام علی نوح، سلام علی ابراھیم وغیرہ۔ آیات اس کی دلیل ہیں۔ اور انبیائے کرام کی تبعیت میں امت اور اس کے افراد پر نام بنام، اجمالاً وتفصیلاً، دونوں طرح جائز ہے جیسا کہ عموماً کتابوں میں مذکور اور مسلمانوں کی زبان پر رائج ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر شریف سے متصل ہی ان کی آل واصحاب اور تابعین وغیر تابعین اور ان میں بھی نام زد کر کے درود پڑھتے اور لکھتے ہیں۔ "شاہ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام"۔ اور "تا ابد اہلسنت پہ لاکھوں سلام"۔ اور اسی سلام میں صحابہ اور ان میں خصوصاً خلفائے راشدین، اہلبیت کرام اور ان میں خصوصاً ازواج مطہرات اور اولاد امجاد، اولیائے کرام اور ان میں بالخصوص سیدنا غوث اعظم پر

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صلوٰۃ وسلام مذکور ہے۔اور کسی کو آج تک اس پر اعتراض نہ ہوا۔اور کیونکر ہو کہ وہ شرعاً جائز ہے۔تو جب وہ جائز ہے یہ بھی جائز ہے۔اور اگر اعتراض وہابیت کی بنیاد پر ہے تو وہابیت مردود۔ مسلمان اس عمل کو جاری رکھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ محرم الحرام ۱۴۰۰ھ

جب ایک ''صَلِّ'' کے بعد درود شریف پڑھ لیا تو واجب ادا ہو گیا

سوال: بخدمت جناب محترم المقام خلیل العلماء مفتی محمد خلیل خان صاحب برکاتی مدظلہ العالی

مہتمم دار العلوم احسن البرکات مفتی اعظم سندھ پاکستان۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج شریف

معلوم ہو کہ لانڈھی نمبر ۳، ایریا ۲- بی، کراچی نمبر ۳۰، مسجد اجمیر حنفیہ کے امام صاحب درود شریف پڑھتے وقت ان دو کلمات کا اضافہ فرماتے ہیں۔

۱۔ صَلِّ علی۔اور اس کے اضافہ کرنے سے دوبارہ درود شریف پڑھنا واجب ہے جیسا کہ صلوا علیه وآله یا درود تاج میں آخر میں وسلموا تسليما کے بعد پڑھنا واجب ہوتا ہے یا نہیں۔اور اگر واجب ہوتا ہے تو کلمہ اول یا سبحن ربك رب العزة عما يصفون-و سلام على المرسلين والحمد ..... الخ یا پھر وصلى الله تعالى على خير خلقه و نور عرشه و زينة فرشه سيدنا محمد وآله واصحابه و ازواجه وذرياته و اهل بيته و اولياء امته اجمعين برحمتك يا ارحم..... الخ۔ بہت کم پڑھتے ہیں اور صلی علی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین مراد ہیں جبکہ مندرجہ ذیل درود میں صحابہ کا کہیں ذکر بھی نہیں۔ اللهم صَلِّ على سيدنا ومولانا محمد و على آل سيدنا و مولانا محمد و بارك وسلم۔ وصل علی۔ جبکہ درود و بارک وسلم پر ہی ختم ہوتا ہے تو پھر صل علی کا اضافہ کیا معنی رکھتا ہے۔اور صحابہ کرام کیسے مراد ہوئے۔ درود وسلام علیحدہ علیحدہ کلمہ طیبات ہیں یا نہیں یا ایک ہی کلمہ ہے؟

۲۔قرآن شریف نماز یا نماز سے باہر پڑھتے وقت جہاں وقف ہے وہاں وقف نہ کرنا اور جہاں وقف مجوزہ ہے وہاں وقف تامہ کیسا ہے؟ اور کیا ایسی مندرجہ بالا حالت میں معنی بدل جانے کا احتمال ہے یا نہیں۔ جب کہ امام موصوف سورت انا انزلنه فی لیلته القدر میں اَمْرٍ کو اَمْرٌ اور سلامٌ کو سلمٌ کثرت سے پڑھتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ہم بھی سَلامٌ کو بھی سلامُ پڑھتے ہیں۔جواب دے کر مشکور وممنون ومشکور فرمائیں۔ علامہ ازہری صاحب نے فتویٰ نہیں دیا مجبوراً آپ کی خدمت عالیہ میں ارسال کر رہا ہوں۔فتویٰ نہ دینے کی وجہ معلوم نہیں۔

خادم شما، احقر العلماء، سید محمد فاخر چشتی صابری کاملی

۷۸۶ **الجواب:** آپ نے سوال میں ہر جگہ صل علی کے درود شریف میں اضافہ کی بابت استفسار کیا۔ یہ کلمہ باوجود غور وتامل فقیر کی فہم میں نہ آیا۔درود شریف میں صل آخر میں پھر پڑھا جائے تو معنی ہی نہ ہوئے۔اور علی پڑھا جائے تو یہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اضافہ بدعت سیہ۔ اور امام صاحب کی یہ منطق بھی سمجھ میں نہ آئی کہ اس کلمہ سے صحابہ کرام کیونکر مراد و مفہوم۔ آپ امام صاحب سے معلوم کر کے صاف صاف لکھیں کہ وہ کیا پڑھتے ہیں اور کیوں؟

اصل اس باب میں یہ ہے کہ درود شریف میں جہاں صراحتاً اصحاب کا ذکر نہیں، صرف آل کا ذکر ہے وہاں آل ہی میں صحابہ شامل سمجھے جاتے ہیں

کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کل مومن تقی آلی۔ ہر متقی مسلمان میری آل میں ہے۔ اس اعتبار سے صحابہ سے بڑھ کر اور کون شامل ہو سکتا ہے اور آل محمد تو ہیں ہی آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، یہی وجہ ہے کہ درود شریف کے جن معنوں میں صراحتاً اصحاب کا ذکر نہیں علماء نے اس میں یہ اضافہ کیا بھی نہیں اور جیسا ماثور ہو وادی معمول رہا۔ مثلاً نماز میں درود ابراہیم۔ ظاہر ہے کہ آیت کریمہ میں صلوٰۃ اور سلام دو باتوں کا حکم ہے تو دو جداگانہ چیزیں ہیں۔ صلوٰۃ سے مشتق کلمہ صَلِّ وَصَلّٰے اللّٰہ پڑھتے ہیں اور سلام سے مشتق کلمات سَلِّمْ اور سَلِّمْ ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ درود شریف میں صیغہ امر بمعنی عرض میں آتا ہے اللھم صل وسلم صیغہ امر ہے تو اگر ہر درود شریف کے اس صیغہ سے نیا درود شریف پڑھنا واجب ہو تو آدمی اس سے عمر بھر عہدہ برآ نہ ہو سکے۔ جو پڑھ لیا وہی کافی ہے اور اتنا ہی شرعاً مطلوب۔ کہ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ وقف اور وصل کی غلطی کوئی چیز نہیں۔ یہاں تک کہ اگر وقف لازم پر نہ ٹھہرا ابرا کیا۔ مگر نماز نہ گئی۔ (عالمگیریہ، فتاوی رضویہ) اور انا انزلنا میں امام جس طرح پڑھتے ہیں اس میں کوئی قباحت و کراہت بھی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ رشوال المکرم ۱۴۰۱ھ

کیا سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن کے محتاج ہیں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک مولوی صاحب کہتا ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن کے محتاج ہیں؟ بینوا، توجروا میر محمد، ڈاکخانہ ہنگورجہ ضلع خیر پور میرس

۷۸۶ **الجواب:** شک نہیں کہ قرآن وحی الٰہی ہے اور وحی الٰہی کی ہر نبی کو احتیاج۔ لیکن یہ طرز تکلم اور طریقہ خطاب اپنے اندر بیباکی اور سخت جرات لیے ہوئے ہے اور یہ طریقہ ان اطراف میں وہابیہ کا ہے۔ بہت سے امور ہیں کہ یقیناً اور واقعۃً ہیں لیکن زبان سے ادائیگی میں سخت احتیاط برتی جاتی ہے۔ مثلاً بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اللہ کو خالق خنزیر کہے تو ایمان کے لالے پڑ جائیں۔ مسلمان ایسے کی بات سنتے ہی کیوں ہیں اور اگر اس کی کوئی علیحدہ مسجد ہے جس میں وہ بیان کرتا ہے تو مسلمانان اہلسنت مل کر اسے تنبیہ کریں کہ وہ ایسے الفاظ زبان سے نہ نکالے۔ اس سے مسلمانوں میں انتشار پھیلنے کا اندیشہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ رشوال المکرم ۱۴۰۱ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک سن کر انگوٹھے چومنا / اقامت بیٹھ کر سننا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام مبارک کو سن کر انگوٹھے چومنا آنکھوں سے لگانا کس حدیث سے ثابت ہے۔ طیبہ مسجد میں ایک اشتہار لگوایا گیا تھا جس میں خلفائے راشدین کے حوالہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم مبارک کو سن کر انگوٹھے چومنا ثابت بتایا گیا ہے۔ لہٰذا آپ حدیث نقل فرمائیں جس سے مسئلہ مستند طور پر ثابت ہوجائے۔ دیگر یہ کہ تکبیر کھڑے ہوکر سننا کیسا ہے ایک شخص کھڑے ہوکر سنتا ہے اور سب بیٹھے رہتے ہیں لہٰذا یہ فعل کیسا ہے؟

ابوالبرکات، لطیف آباد یونٹ نمبر ۱۲

۷۸۶ **الجواب:** علمائے احناف میں مقبول و مستند و معتمد، فقہ حنفی کی مشہور و متداول کتاب ردالمحتار المعروف بہ شامی کے جزء اول میں ہے یستحب ان یقال عند سماع الاولی من الشہادۃ صلی اللہ علیك یا رسول اللہ و عند الثانیۃ منہا قرۃ عینی بك یا رسول اللہ ۔ثم یقول اللہم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفری الابہامین علی العینین فانہ علیہ السلام یکون قائد الہ الی الجنتہ کذا فی کنز العباد۔ یعنی جب موذن اشہد ان محمد رسول اللہ کہے تو سننے والا درود شریف پڑھے اور مستحب ہے کہ انگوٹھوں کو بوسہ دیکر آنکھوں سے لگالے اور کہے ''قرۃ عینی بك یا رسول اللہ، اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی جنت کی جانب رہنمائی فرمائیں گے''۔ اب جو حنفی ہے وہ آپ ہی اسے تسلیم کرے گا اور جو حنفی نہیں یعنی اس میں بے دینی و بدعقیدگی کے جراثیم ہیں وہ ہرگز نہ مانے گا۔ تو بحث فضول۔

واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) تکبیر کھڑے ہوکر سننا مکروہ ہے۔ یہاں تک کہ علماء نے فرمایا جو شخص مسجد میں آیا اور تکبیر ہورہی ہے وہ بیٹھ جائے جب مکبر حی علی الصلوٰۃ پر پہنچے تو کھڑا ہو۔ کھڑے ہوکر سننا مکروہ ہے۔ (عالمگیری وغیرہ) حکم استحبابی ہے یعنی آدمی کرے تو ثواب ہے نہ کرے تو گناہ نہیں۔ لہٰذا اس مسئلہ پر مسلمان آپس میں نزاع پیدا نہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ رشوال المکرم ۱۴۰۱ھ

سنی لڑکی کا نکاح، آغا خانی سے ناجائز ہے

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب، السلام علیکم

جناب کی خدمت عالی میں گذارش یہ ہے کہ ہم قوم شیخ اہلسنت والجماعت حنفی ہیں۔ ہمارے بہنوئی جن کو کہ منا کہتے ہیں اپنی لڑکی کی شادی امین ولد قاسم جو کہ خوجہ قوم سے تعلق رکھتے ہیں آغا خانی ہے اس سے اپنی لڑکی کی شادی کرنا چاہتے ہیں۔ اس سلسلے میں ہمیں آپ کے تعاون اور شرعی فتویٰ کی ضرورت ہے کہ آیا اہلسنت والجماعت خوجہ قوم میں نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟ ازراہ کرم شریعت کی رو سے جلد از جلد ہمیں فتویٰ دیا جائے۔ عبدالمجید، کچا قلعہ، شاہ فیصل کالونی، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** رافضیوں میں سب سے بدتر فرقہ نصیریہ کی ایک بدترین شاخ کو اس زمانہ میں آغا خانی فرقہ کہا جاتا ہے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہ فرقہ اپنے عقائد ملعونہ کی وجہ سے ایسا کافر و مرتد اور خارج از اسلام ہے کہ ان کے عقائد پر مطلع ہوتے ہوئے جو انہیں مسلمان جانے وہ خود کافر و مرتد ہے۔ اور جب آغا خانی خوجے، کافر و مرتدین ہیں تو ان کے ساتھ بیاہ شادی کو اپنانا کفر کو اپنانا ہے۔ خصوصاً اپنی لڑکی ان کے عقد نکاح میں دینا بدکاری و زنا کاری کے لیے پیش کرنے کے برابر ہے اور جائز سمجھ کر دینا بدترین وبال بلکہ کفر در کفر ہے۔ جو مسلمان ایسے ہیں دوسرے مسلمان ہرگز ان سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہ رکھیں۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ

جنازے کے ساتھ بلند آواز سے کلمہ شریف کا ذکر

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ: جنازے کے ساتھ بلند آواز سے کلمہ شریف کا ذکر کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں آگاہ کریں۔ صوفی نثار احمد، حالی روڈ، حیدرآباد سندھ

۷۸۶ **الجواب:** جنازہ کے ساتھ ذکر بالجہر میں کوئی حرج نہیں۔ کلمہ طیبہ کا پڑھنا اللہ عزوجل کا ذکر ہے اور اللہ عزوجل کا ذکر اصل مقصود اور جملہ عبادات کا مغز ہے۔ قرآن کریم نے کسی قید کے بغیر حکم دیا واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون۔ اللہ کا ذکر بکثرت کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔ صدر اول میں غالباً یہ معمول تھا کہ خاموشی سے میت کے ساتھ چلا جائے یہانتک کہ جنازہ کے ساتھ چلنے میں یہ معلوم نہ ہوتا کہ ہمارے داہنے کون ہے اور بائیں کون۔ ہر شخص اپنی فکر میں مشغول ہوتا کہ اپنے لیے بھی یہ وقت آنا ہے اس وقت کیا ہوگا اور کیسی گزرے گی۔ گویا ہر شخص اس جنازہ کو اپنا ہی جنازہ سمجھتا اور بلاشبہ اس وقت کے مناسب حالت یہی تھی۔ جب زمانہ بدلا اور صدر اول کا سا خوف عام مسلمانوں میں نہ رہا اور خاموش چلنا بہتوں کو باعث پریشانی خیالی ہوا تو اطبائے قلوب نے ذکر لسانی کا اضافہ فرمایا کہ زبان خاموشی سے حرکت میں آکر ذکر الٰہی میں مصروف و کار بند رہے۔ اور جہراً ذکر سے اہل فکر کا ذہن نہ بٹے۔ جب زمانہ اور بدلا اور عامۃ الناس غالباً اس قسم کے رہ گئے کہ ان کی زبانیں بھی ذکر خفی سے خاموش رہنے لگیں بلکہ جنازہ کے ساتھ دنیا کی باتیں شروع ہو گئیں تو علمائے کرام نے کہ اطبائے روحانی ہیں ذکر بالجہر کی اجازت دی کہ اس میں اہل اسلام کا زیادہ نفع ہے اور بلند آواز سے ذکر مسلمانوں کی زبانوں اور کانوں کو مشغول رکھتا لغویات سے روکتا اور ذکر و سماع کی طرف بلاتا ہے۔ تو اب ذکر بالجہر، بلند آواز سے کلمہ، یا درود شریف وغیرہ، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے افراد سے ہے اور حمد و نعت و ثناء، دعا و عظ و پند یہ سب ذکر کی صورتیں ہیں۔ ان میں سے جو بھی اختیار کی جائے جائز ہے اور اسے ممنوع کہنا، نامقبول۔ (فتاوی رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ رجب المرجب ۱۴۰۱ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اپنے آپ کو حضور ﷺ کا بندہ کہنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین اس مسئلہ میں کہ:

"اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما نحن عباد محمد صلی علیہ وسلما"

مندرجہ بالا عبارت کا پڑھنا اور لکھنا کیسا ہے۔ زید کہتا ہے کہ جائز اور موجب فضل رب ہے۔ لیکن بعض لوگ جو عربی سے واقف نہیں ہیں وہ کہتے ہیں کہ اس میں "نحن عباد محمد صلی علیہ وسلما" ہے جس کے معنی ہیں کہ ہم محمد ﷺ کے بندے ہیں جو کفر ہے۔ لہٰذا شرعی فیصلہ فرمائیں تاکہ اختلاف دور ہو۔ مفتی صالح محمد عباسی، لاڑکانہ

۷۸۲ الجواب: عبد یہاں بمعنی مملوک ہے۔ مملوک یعنی غلام کے لیے عربی میں اور فارسی میں بندہ کا استعمال بکثرت موجود تو عبد بمعنی بندہ کو مطلقاً عین شرک اور کفر کہنا غلط بلکہ گستاخی تک پہنچا تا ہے۔ خود قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے غلاموں کو ہمارا عبد فرمایا وانکحوا الایامٰی منکم و الصالحین من عبادکم۔ رسول اللہ فرماتے ہیں لیس علی المسلم فی عبدہ و فرسه صدقة۔ مسلمان پر اپنے عبد اور گھوڑے میں زکوۃ نہیں۔ عجب ہے کہ زید وعمر کے غلام کو اس کا عبد کہنے پر کفر وشرک وارد نہیں اور محمد رسول اللہ ﷺ کے غلاموں کو ان کا عبد کہنے پر حکم شرک جڑ دیا جائے۔ امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک خطبہ میں بر سر منبر فرمایا "قد کنت مع رسول اللہ ﷺ فکنت عبدہ و خادمہ"۔ میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا اور میں حضور ﷺ کا عبد، حضور ﷺ کا بندہ، اور حضور ﷺ کا خدمت گزار تھا۔ اس حدیث کو شاہ ولی اللہ دہلوی صاحب نے بھی ازالۃ الخفاء میں استناداً ذکر کیا اور اسے مقرر کیا اور مثنوی شریف کا یہ شعر مشہور ہے کہ جب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ کو خرید لیا اور بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو عرض کیا کہ

گفت ما و بندگان کوئے تو، کردمش آزاد ہم بر روئے تو

رہی حدیث مسلم شریف کہ "لا یقولن احد کم عبدی و امتی کلکم عباد اللہ" اسے اس موقع پر پیش کرنا بے محل ہے۔ کہ حدیث شریف میں تعلیم تواضع ہے اور آقاؤں کو ارشاد ہے کہ اپنے غلاموں کو اپنے عبد مت کہو، زید کہ غلام بھی ہے اپنے کو مولی کا عبد یا دوسرے کا عبد کیوں نہ کہے۔ قرآن وحدیث سے بھی گزرا کہ ان میں ہمارے غلاموں کو ہمارا عبد فرمایا گیا ہے۔ الغرض عبارت مذکورہ بالا صحیح ہے۔ ہرگز شرک وکفر نہیں جو اسے شرک وکفر کہتا ہے۔ وہ زبردستی مسلمانوں کو کافر و مشرک بناتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ رجب المرجب ۱۴۰۱ھ

کیا گوتم بدھ، رام چند، کرشن نبی ہیں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ہر ملک میں ہر قوم میں کوئی نہ کوئی نبی آیا ہے اور ہندوستان میں بھی نبی آئے ہیں اور یہ ممکن ہے کہ گوتم بدھ، رام چند کرشن نبی ہوں۔ زید یہ دعویٰ کرتا ہے اور یہ بات وہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آیت قرآنی سے ثابت کرتا ہے اور وہ آیت یہ ہے

۱- وان من امة الا خلا فیها نذیر- ۲- لکل قوم هاد-

کیا یہ ممکن ہے کہ یہ لوگ جن کے نام سوال میں ہیں نبیوں اور رسولوں میں سے ہوں؟

نور محمد شاہ جہانپوری، محلہ پریم نگر ٹنڈو الہیار

۷۸۶ **الجواب:** بات یہ ہے کہ نبوت رسالت میں اوہام وظن کو دخل نہیں۔ الله اعلم حیث یجعل رسالتهٗ اللہ ورسول نے جن کو تفصیلاً نبی بتایا ہم ان پر تفصیلاً نام بنام ایمان رکھتے ہیں اور باقی تمام انبیاء پر اجمالاً۔ لکل امة رسول اور ان من امة الا خلا فیها نذیر سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہم ہر رسول کو جانیں یا مانیں تو خواہی نہ خواہی اندھے کی لاٹھی کو ٹٹولیں شاید یہ ہو، شاید یہ ہو۔ کاہے کے لیے ٹٹولنا اور کاہے کے لیے شاید، آمنا بالله ورسوله۔ ہزاروں امتوں کا ہمیں نام ومقام تک معلوم نہیں وقرونا بین ذلك كثيرا قرآن کریم یا حدیث شریف میں رام وکرشن کا ذکر تک نہیں ان کے نفس وجود پر سوائے کتب ہنود کے ہماری کتابوں میں کوئی دلیل نہیں کہ یہ واقعی کچھ تھے بھی یا محض اوہام تراشیدہ ہیں پھر جن کتب میں ان کا ذکر ہے انہیں کتابوں میں ان کا فسق وفجور اور لہو ولعب ثابت ہے پھر کیا معنی کہ وجود کے لیے ان کی کتابوں کا اعتبار کیا جائے اور احوال کے لیے انہیں مردود نامقبول مانا جائے اور انہیں نبی رسول گردانا جائے۔ بہر حال زید کا قول شرعاً ہرگز قابل قبول نہیں نہ مسلمانوں کو ایسی باتوں کی طرف توجہ دینے اور کان لگانے کی ضرورت ہے۔ واللہ الہادی وھو تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ رذی الحجہ ۱۳۸۷ھ

تیجہ، چالیسواں کیا ہے؟/ شب برأت کا حلوہ، محرم میں حلیم اور رجب کے کونڈے نیاز لغیر اللہ/ وہابی کسے کہتے ہیں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین مسئلہ ھذا کی بابت کہ کیا یہ قرآن وصحیح حدیث رسول ﷺ کے اعتبار سے جائز ہے یا نہیں۔ مہربانی فرما کر قرآن وصحیح حدیث رسول اکرم ﷺ سے جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔

۱۔ گیارہویں شریف میں حضرت پیران پیر دستگیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام پر جانور ذبح کرنا یعنی غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا کیسا ہے؟

۲۔ تیجہ چالیسواں آیا کیا سنت رسول اللہ ﷺ ہے یا کسی کی موت پر آپ ﷺ نے یا کسی صحابی نے تیجہ یا چالیسواں کیا ہے؟

۳۔ میلاد شریف اور اس میں قیام (تعظیمی) قرآن وحدیث کی رو سے؟

۴۔ شب برات کا حلوہ اور محرم الحرام میں حلیم نیز رجب میں کونڈے کرنا کیسا ہے۔ قرآن وحدیث کی رو سے؟

۵۔ نیاز لغیر اللہ کیسا ہے۔ قرآن وحدیث کی رو سے؟

۶۔ کھانے پر دیگر آیات قرآنی کے علاوہ خاص کر سورۃ فاتحہ یا قل پڑھنا کیسا ہے؟ (قرآن وحدیث کی رو سے)

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۔وہابی کسے کہتے ہیں۔کیا قرآن وحدیث میں وہاب اللہ کا نام نہیں ہے۔اگر ہے تو اس کی طرف یا ءنسبتی لگا کر منسوب کرنا کیسا ہے؟(لاہور سے لاہوری ایران سے ایرانی کی طرف منسوب کرنے میں کیا وجہ ہے؟)

نوٹ ہر ایک کا الگ الگ جواب عنایت فرمائیں۔قرآن وحدیث کی رو سے۔

نثار احمد، لطیف آباد نمبر ۸،عیدگاہ میدان معرفت عبدالقیوم، جامع مسجد

۷۸۶ **الجواب:** سوال نمبر ا میں معترض کا عام مسلمانوں کو، فریب دینا ہے گیارہویں شریف میں جو جانور ذبح کیا جاتا ہے وہ شیخ عبدالقادر جیلانی کے نام پر ذبح کیا جاتا ہے۔اس لیے معترض نے اپنی طرف سے یعنی غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا کیسا ہے کی بیخ لگادی۔حالانکہ ایسا نہیں ہوتا اور ہر جانور اللہ کے نام پر ہی ذبح کیا جاتا ہے مسلمان خوب سمجھ لیں کہ کسی جانور کو اس لیے پالنا کہ اس کو ذبح کر کے کھانا پکوا کر کسی ولی اللہ مثلاً سیدنا غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی روح کو ایصال ثواب کیا جائے گا یہ جائز ہے۔اور جانور بھی حلال ہے۔اس کو ما اهل لغير الله میں داخل کرنا جہالت ہے۔کیونکہ مسلمان کے متعلق یہ خیال کرنا کہ اس نے تقرب الی غیر اللہ کی نیت کی، ہٹ دھرمی، اور سخت بدگمانی ہے۔مسلمان ہرگز ایسا گمان نہیں رکھتا۔اس لیے درمختار وغیرہا میں ارشاد فرمایا ہے انا لا نسی الظن بالمسلم انه يتقرب الى آدمى بهذا النحو۔ہم مسلمانوں پر بدگمانی نہیں کرتے کہ وہ اس ذبح سے آدمی کا تقرب چاہتا ہے۔ردالمحتار میں ہے اتی علی وجه العبادات لانه مكفو۔یعنی اس تقرب سے تقرب بروجہ عبادت مراد ہے اس لیے کہ اس میں کفر ہے اور اس کا خیال مسلمان سے دور۔بہرحال عقیقہ، ولیمہ، اور ختنہ وغیرہ کی تقریب میں جس طرح سے جانور ذبح کرتے ہیں اور بعض مرتبہ پہلے ہی سے فلاں دن مقرر کر لیتے ہیں کہ فلاں موقع پر اور فلاں کام کے لیے ذبح کیا جائے گا جس طرح یہ حرام نہیں اس طرح وہ بھی حرام نہیں۔رہی بدگمانی وہ تو خبیث دل ہی سے پیدا ہوتی ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔تیجہ اور چالیسواں یا برسی وغیرہا سب ایصال ثواب کی صورتیں ہیں اب رہی یہ تخصیصات مثلاً تیسرے دن یا چالیسویں دن یہ تخصیصات نہ شرعی تخصیصات ہیں نہ ان کو ضروری سمجھا جاتا ہے۔یہ کوئی بھی نہیں جانتا کہ اسی دن میں ثواب پہنچے گا اگر کسی دوسرے دن کیا جائے گا تو نہیں پہنچے گا یہ تو محض عرفی اور رواجی بات ہے جو اپنی سہولت کے لیے لوگوں نے اختیار کر رکھی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔میلاد شریف یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت اقدس کا بیان جائز ہے اسی کے ضمن میں اس مجلس پاک میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل ومعجزات وسیرت وحالات ورضاعت بعثت وواقعات بھی بیان ہو جاتے ہیں۔ان چیزوں کا ذکر احادیث میں بھی ہے اور قرآن میں بھی ہے۔اگر مسلمان اپنی محفل میں بیان کریں بلکہ خاص ان باتوں کو بیان کرنے کے لیے محفل منعقد کریں تو اس کے ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں اس مجلس کے لیے لوگوں کو بلانا اور شریک کرنا خیر کی طرف بلانا ہے۔جس طرح وعظ اور جلسوں کے اعلان کئے جاتے ہیں اشتہارات چھپوا کر تقسیم کیے جاتے ہیں اخبارات میں اس کے متعلق مضامین شائع کیے جاتے ہیں اور ان کی وجہ سے وہ وعظ اور جلسہ ناجائز نہیں ہو جاتے اسی طرح ذکر پاک کے لیے بلوانے سے اس مجلس

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کو ناجائز و بدعت نہیں کہا جا سکتا اسی طرح اس مجلس میں بوقت ذکر ولادت درود و سلام پڑھتے ہیں۔ علمائے کرام نے اس قیام کو مستحسن فرمایا ہے اور کیونکر نہ ہو یہ قیام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و توقیر کے لیے ہے جس کا حکم قرآن و حدیث میں جابجا مذکور ہے۔ وتعزروہ وتوقروہ وغیرہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ شب برات کا حلوہ اور محرم الحرام کی حلیم اور رجب کے کونڈے یہ سب بروئے احسان اور ایصال ثواب کی صورتیں ہیں اور مسلمانوں میں رائج ہیں۔ اور کسی بات کا اہل اسلام میں بلانکیر رواج پانا خود اس کے جواز کی دلیل ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ماراٰہ المسلمون حسن فھو عند اللہ حسن مسلمانوں میں جو بات اچھی سمجھی جائے وہ اللہ کو بھی پسند ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۵۔ بزرگان دین کو جو ایصال ثواب کیا جاتا ہے اسے بلحاظ ادب نیاز کہا جاتا ہے لہٰذا جب ایصال ثواب جائز تو یہ بھی جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۶۔ ایصال ثواب کی نیت سے درود شریف کلمہ شریف پڑھنا یا جب اور جہاں سے میسر آئے قرآن شریف پڑھنا سب جائز ہے۔ خواہ کھانا وغیرہ سامنے ہو یا نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ اب جو ان باتوں سے منع کرتا ہے وہ خاص قرآن و حدیث سے ثبوت دے کہ کہاں منع لکھا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۷۔ وہاب بلاشبہ اللہ کا نام ہے جس میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ لیکن وہابی وہ لوگ کہلائے جاتے ہیں کہ محمد بن عبدالوہاب کے پیرو ہیں۔ مسلمانوں کو مغالطہ دینا اور ناکردنی کو ان کے سر پر تھوپنا خدا اور رسول کی شان میں توہین کرنا اولیاء اللہ کی شان گھٹانا اس گروہ کا عام وطیرہ ہے بلکہ یہی ان کا مذہب ہے اللہ ان کے فتنے سے بچائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

تنبیہ۔ سائل نے ہر جگہ لکھا ہے کہ جواب قرآن و حدیث کی رو سے دیا جائے۔ مسلمانو! قرآن و حدیث میں تو سب موجود ہیں اگرچہ ہماری عقلوں کی رسائی نہیں ہوتی لیکن ہر جزئیہ کی نام بنام تصریح اگر فرمائی بھی جاتی تو اس کا حفظ وضبط کس کے مقدر میں ہوتا۔ اس لیے قواعد کلیہ بیان فرما کر حکم یہ دیا کہ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔ نہیں جانتے تو علم والوں سے دریافت کرو اور علماء سے فرمایا کہ تم ہمارے رسول کا کلام دیکھو کہ ہمارا کلام سمجھ میں آئے۔ غرض کہ ہم پر علماء و ائمہ کی تقلید واجب فرمائی اور ائمہ پر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقلید لازم کی۔ اس لیے گمراہ بددین اپنی بگڑی بنانے کے لیے ہی اپنے دروازے کو بند کر دیتے ہیں کہ ہمیں تو قرآن و حدیث سے ثبوت چاہیے تاکہ عوام کے سامنے اپنی بات کی پچ مارنے کی گنجائش رہے۔ مسلمانو! تمہارا بھلا اسی میں ہے کہ جو لوگ قوم کے مصلح بن کر قوم میں افراتفری پھیلاتے ہیں اور اس قسم کے مسائل سے مسلمانوں کے جذبات سے کھیلتے ہیں اور فتنہ اٹھاتے ہیں ان سے ترک تعلق کر کے الگ ہو جاؤ اسی میں دنیا اور آخرت کی بھلائی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ ذی الحجہ ۱۳۸۷ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب الصلوٰۃ

نحمده ونصلی ونسلم علی رسوله الکریم

باب الطھارۃ

قرآن کریم بلند آواز سے کب پڑھنا افضل ہے؟ قرآن کریم کو بے طہارت چھونا حرام ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ: کلام پاک مسجد میں یا مکان مسکونہ میں بہ آواز بلند پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز نہیں تو مندرجہ بالا مقامات پر کس وجہ سے جائز نہیں ہے۔کیا آہستہ پڑھنا واجب ہے یا فرض ہے۔اور کلام پاک بے وضو چھونا جائز ہے یا نہیں کیا اس کے ناجائز ہونے کے متعلق کوئی حدیث شریف ہے اگر ہے تو بہار شریعت کے کونسے حصے میں ہے۔مفصل طور پر ارقام فرما کر تسلی فرمائیں۔

محمد ابراہیم خان صابری قادری، پیش امام محمدی مسجد، یونٹ نمبر ۸ بلاک سی لطیف آباد

۷۸۶ الجواب: ا۔قرآن مجید بلند آواز سے پڑھنا افضل ہے جبکہ کسی نمازی یا مریض یا سننے والے کو ایذا نہ ہو۔اور مجمع میں سب لوگ بلند آواز سے پڑھیں جیسا کہ عموماً تیجہ وغیرہ کی محفلوں میں سب بلند آواز سے پڑھتے ہیں یہ ناجائز ہے۔یوں ہی جہاں لوگ کام میں مشغول ہوں بلند آواز سے پڑھنا ناجائز ہے۔لوگ اگر نہ سنیں گے تو گناہ پڑھنے والے پر ہے۔

(بہار شریعت حصہ سوم صفحہ ۱۰۳ بحوالہ غنیۃ)

۲۔قرآن کریم فرماتا ہے لا یمسه الا المطهرون۔ قرآن کریم نہ چھوئیں مگر پاک آدمی۔اسی لئے علمائے کرام نے ارشاد فرمایا کہ بے وضو کو قرآن مجید یا اس کی آیت کو چھونا حرام ہے۔ہاں اگر جزدان میں ہو تو جزدان پر ہاتھ لگانے میں کوئی حرج نہیں۔یونہی رومال وغیرہ کسی ایسے کپڑے سے پکڑنا جو نہ اپنا تابع ہو جیسے کرتے کی آستین دوپٹہ کا آنچل اور نہ قرآن مجید کا جیسے چولی، تو ہاتھ لگانا، جائز ہے۔بہار شریعت جلد دوم صفحہ ۴۲، ۴۳۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ رصفر المظفر ۱۳۹۷ھ

نماز میں ہنسنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے اور دوسرے شخص نے اس نماز پڑھنے والے کو ہنسا دیا تو آیا اس صورت میں نماز پڑھنے والا گنہگار ہوا یا وہ شخص جس نے نماز پڑھنے والے کو ہنسایا اور اس نماز پڑھنے والے کی نماز ٹوٹ گئی یا نہیں۔اور وضو ٹوٹ گیا یا نہیں۔آپ جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں۔ عبدالعزیز آرائیں

۷۸۶ الجواب: حالت نماز میں ایسی ہنسی کہ اس کی آواز خود بھی سنے اور آس پاس والے بھی سنیں وضو بھی توڑ دیتی ہے اور

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نماز بھی اس سے فاسد ہو جاتی ہے۔ (عامۂ کتب) اور ظاہر ہے کہ اس فساد نماز کا سبب جو شخص ہو وہ بھی گنا ہگار ہوا اسے توبہ کرنا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴؍ رجب المرجب ۱۳۹۷ھ

ناپاک زمین خشک ہونے کے بعد پاک ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک بیت الخلاء ہے اس کو تقریباً سو برس گزر چکے ہیں بیت الخلاء کچی مٹی کا بنا ہوا ہے۔ اس بیت الخلاء کو توڑ کر صاف کر کے اس میں پانی کی مشین لگانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو کن شرائط پر درست ہے اگر ناجائز ہے تو کن شرائط پر ناجائز ہے۔ قرآن وسنت سے مستفیض فرمائیں۔

حافظ شمس الدین، بھٹی محلہ پھلیلی حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** زمین ہزار برس تک بھی اگر نجاست میں تر رہے جب خشک ہو جائے گی اور اس پر نجاست کا اثر باقی نہ رہے گا پاک ہو جائے گی اب وہاں نماز بھی پڑھی جائے گی چہ جائیکہ پانی کی مشین لگانا۔ اس قسم کے وسوسوں سے مسلمان کو دور رہنا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳؍ رجب المرجب ۱۳۹۸ھ

احتلام میں جو کپڑے خراب ہوں ان ہی کو پاک کریں

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب دار العلوم احسن البرکات حیدرآباد

گزارش ہے کہ کل زید نے بکر سے کہا کہ مجھے رات کو احتلام ہو گیا تھا۔ احتلام کا اثر صرف نیکر کے تھوڑے سے حصہ پر ہوا تھا۔ لیکن میں نے اس رات چار کپڑے (۱) قمیص (۲) بنیان (۳) نیکر اور (۴) شلوار پہن رکھے تھے۔ اس لئے چاروں کپڑے دھوئے ہیں اور نہایا ہوں۔ اس پر بکر نے کہا کہ زید تم کو نیکر کا صرف وہ حصہ جو احتلام سے متاثر ہوا دھونا چاہیے اور جو حصہ نیکر کا خشک رہا ہو اس کو نہیں دھونا چاہیے۔ اسی طرح قمیص بنیان اور شلوار چونکہ احتلام کے قطروں سے گیلے نہیں ہوئے ہیں اس لئے ان کو دھونا بھی نہیں چاہیے۔ اسی طرح جسم کا وہ حصہ جس پر احتلام کے قطرے گرے ہوں دھونا ضروری ہے باقی حصہ کا دھونا ضروری نہیں۔

۱۔ آپ فتویٰ دیں کہ احتلام کی صورت میں زید کے جسم کا وہ حصہ جس پر احتلام کے قطرے گرے ہوں دھونا ضروری ہے یا پورا جسم۔

۲۔ فتویٰ دیں کہ زید کو نیکر کا صرف وہ حصہ دھونا چاہیے جس پر احتلام کے قطرے گرے ہیں یا پورا نیکر؟

۷۸۶ **الجواب:** کپڑے اور اس کے جس حصہ پر نجاست لگی ہو صرف وہی کپڑا اور حصہ نجس ہوا نہ کہ تمام کپڑا۔ یونہی بدن کے جس حصہ پر نجاست لگی اسی حصہ سے نجاست دور کرنا فرض ہوا۔ ہاں بر بنائے جنابت۔ غسل فرض ہوا تو بدن پر موجود دوسرے کپڑے جن پر نجاست کا کوئی اثر نہیں بدستور پاک ہیں۔ بلکہ موسم گرما میں اگر پسینہ آجائے اور حالت جنابت میں اس

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پسینہ سے بدن پر موجود دوسرے کپڑے تر ہو جائیں تب بھی وہ کپڑے پاک ہیں کہ جب کا پسینہ ناپاک نہیں۔ غرض کپڑے کا جو حصہ نجس ہے اسے دھولیں تمام کپڑے دھونے کی ضرورت نہیں۔ (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴؍ ربیع الآخر ۱۳۹۹ھ

(ہمارا اسلام) کے ایک مسئلہ پر وضاحت

سوال: بخدمت جناب محترم مفتی صاحب، السلام علیکم

بعد عرض ہے کہ بندہ جناب کی خیریت کا خیر خواہ ہے۔ احوال آنکہ جناب کی کتاب (ہمارا اسلام) کا مطالعہ کیا۔ جناب نے جو حصہ دوم دوسرے باب میں صفحہ ۴۲ پر دکھتی آنکھ کے پانی (آنسو) کو نجاست غلیظہ لکھا ہے۔ یہ آپ نے کہاں سے نقل کیا ہے خط کے جواب میں مسئلہ بتفصیل زیر قلم فرمائیں تاکہ ہم بھی تحقیق کر سکیں کیونکہ سب فقہاء نے برائے احتیاط وضو کا دوہرانا لکھا ہے نہ کہ نجاست۔ اور ظاہر روایت تو خلاف ہے برائے کرم مطلع فرما کر علم میں اضافہ فرمائیں۔

نجیب اللہ رضا، بستی خلیل ڈاکخانہ عبدالخلیل تحصیل و ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

۷۸۶ الجواب: برادرم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ملفوف ملا حیرت ہے کہ آپ نے عربی کی کتب فقہیہ درکنار اردو کی مشہور کتاب "بہار شریعت" یا "فتاوی رضویہ" بھی نہ دیکھا۔ بہرحال آپ کی معلومات کے لئے حوالہ جات حاضر ہیں۔ آنکھ کان ناف پستان وغیرہ میں دانہ یا ناسور یا کوئی اور بیماری ہو ان وجوہ سے جو آنسو یا پانی بہے وضو توڑ دے گا۔ (بہار شریعت حصہ دوم وضو توڑنے والی چیزوں کا بیان صفحہ ۲۵) آنکھ دکھنے میں جو آنسو بہتا ہے نجس و ناقض وضو ہے۔ (بہار شریعت صفحہ ۲۹) ایسے ہی فتاوی رضویہ میں ہے ملاحظہ فرمائیں جلد اول صفحہ ۳۴۔ درمختار صفحہ ۱۳۷ میں ہے وان خرج به اى لوجع نقض لانه دليل الجرح فدمع من عينه رمد اوعمش ناقض۔ اور ردالمحتار میں ہے و عن محمد اذا كان فى عينيه رمد وتسيل الدموع منها آمره بالوضوء لوقت كل صلوة الخ۔ امید ہے کہ حوالہ جات آپ کی تسکین خاطر کے لئے کافی ہوں گے۔ والسلام

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶؍ ربیع الآخر ۱۳۹۹ھ

جس پر غسل فرض ہو وہ قرآن کو نہ چھوئے

سوال: ناپاکی کی حالت (جو ہم بستر ہونے کی ہوتی ہے) میں قرآن پاک کو ہاتھ میں لینا جائز ہے یا نہیں؟ اس کا کفارہ کیا ہو سکتا ہے؟ علماء کرام اور حدیث شریف اس بارے میں کیا فرماتے ہیں۔

مفتی محمود احمد صدیقی میر پور، آزاد کشمیر، ۲۸؍ اکتوبر ۱۹۷۹ء

۷۸۶ الجواب: جسے نہانے کی ضرورت ہو اسے قرآن شریف چھونا اگرچہ اس کا سادہ حاشیہ یا جلد یا چولی چھوئے حرام ہے۔ اس پر توبہ لازم۔ کفارہ کچھ نہیں۔ راہ خدا میں جو چاہے دیدے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷؍ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نفاس کی مدت

سوال: عورت کا حمل تین ماہ میں گر جائے تو کیا وہ عورت ۴۰ دن سے پہلے نماز پڑھ سکتی ہے اور کیا وہ عورت اپنے شوہر کے ساتھ مل سکتی ہے یعنی جماع ہو سکتا ہے ۴۰ دن سے پہلے؟ خلیل الرحمٰن، یونٹ نمبر ۱۱ لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: بچہ پیدا ہونے یا اعضاء بن جانے کے بعد حمل ساقط ہو جانے پر جو خون عورت کو عادۃً جاری ہوتا ہے شرعاً اسے نفاس کہتے ہیں۔ کمی کی جانب اس کی کوئی مدت مقرر نہیں۔ چند ساعتوں میں بھی ختم ہو سکتا ہے۔ اور چالیس دن تو اس کی زیادہ سے زیادہ مدت ہے۔ نہ یہ کہ اس سے قبل نفاس کی مدت ختم ہی نہیں ہوتی۔ چلّہ ختم ہو یا ختم نہ ہو جب نفاس ختم ہو گیا تو عورت نہا دھو کر نماز پڑھے اور اب شوہر کے پاس بھی جا سکتی ہے۔ (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

نماز میں زور سے ہنسنے سے وضو ختم ہو جاتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ: اگر نماز میں اتنی زور سے ہنسی نکل گئی کہ اس نے آپ بھی اپنی آواز سن لی اور اس کے پاس والوں نے سب نے سن لی جیسے کہ کھلکھلا کر ہنسنے میں سب سن لیتے ہیں اس سے وضو بھی ٹوٹ گیا اور نماز بھی ٹوٹ گئی اور اگر ایسے ہوا کہ خود کو آواز سنائی دے مگر پاس والے نہ سن سکیں اگرچہ بہت ہی پاس والا سن لے اس سے نماز ٹوٹ جائے گی اور وضو نہیں ٹوٹے گا اگر ہنسی میں فقط دانت کھل گئے آواز بالکل نہ نکلی تو نہ وضو ٹوٹا اور نہ نماز گئی۔ کیا یہ مسئلہ صحیح ہے۔ جبکہ ایک صاحب اس مسئلہ پر اعتراض کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ہنسی سننے میں آئے یا نہ آئے پڑوسی کا سننا کیا اگر خود جان جائے کہ ہنسی ہوئی تو بھی وضو ٹوٹ گیا اور نماز بھی گئی۔

برائے کرم شریعت محمدی ﷺ کے تحت ہمارا مسئلہ حل کریں اور اصل مسئلہ سے روشناس فرمائیں عین نوازش ہوگی۔

محمد گل، نیو فروٹ مارکیٹ حالی روڈ، حیدر آباد، ۱۹۸۰ء-۱۱-۱۰

۷۸۶ الجواب: فقہ کی تمام ہی کتابوں میں صراحت سے مذکور ہے کہ (۱) بالغ کا قہقہہ یعنی اتنی آواز سے ہنسی کہ آس پاس والے سنیں، اگر جاگتے میں رکوع سجدہ والی نماز میں ہو اس سے وضو ٹوٹ جائے گا اور نماز فاسد ہو جائے گی۔ (۲) اور اگر اتنی زور سے ہنسا کہ خود اس نے سنا پاس والوں نے نہ سنا تو وضو نہ جائے گا نماز جاتی رہے گی۔ اور اگر (۳) مسکرایا کہ دانت نکلے اور آواز بالکل نہیں نکلی تو اس سے نماز جائے، نہ وضو۔ اب فرض کیجئے کہ آدمی تنہا نماز ادا کر رہا ہے کوئی اور وہاں موجود نہیں کہ اس کے منہ سے قہقہہ یا ہنسی کی آواز سن سکے۔ تو کیا نماز و وضو نہ جائے گا۔ ضرور قہقہہ کی صورت میں وضو و نماز جاتی رہے گی اور ضحک یعنی ہنسی کی حالت میں صرف نماز۔ لہٰذا ان مسائل کا منشاء یہ ہے کہ اگر وہاں کوئی ہوتا تو اس کی آواز سن لیتا اور وہاں کوئی نہ ہو تو یہ خود ہی اپنے علم و یقین پر فیصلہ کرے گا کہ دوسرا اس آواز کو سن سکتا تو یہ حکم ہوتا۔ یا فرض کر لیں کہ آدمی بہرا ہے کہ کچھ نہیں سنتا تو ظاہر ہے کہ وہ اپنے علم و ایقان ہی پر فیصلہ کرے گا کہ یہ ہنسی کی کون سی صورت ہے اور اس کا کیا حکم ہے۔ تو دراصل

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ان صاحب کا وہ اعتراض نہیں بلکہ مسئلہ کی وضاحت ہے کہ ہنسی (قہقہہ) وہی ہے جو دوسرے کے سننے میں آسکے۔یعنی اگر کوئی برابر میں ہوتا تو اس کی آواز سن لیتا۔اور اس سے نماز جاتی رہتی۔ظاہر ہے کہ جو آواز آدمی خود سن سکتا ہے وہ اس کا پاس والا بھی سن سکتا ہے۔بشرطیکہ یہ،یا وہ،بہرا نہ ہو۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲/ محرم الحرام ۱۴۰۱ھ

قرآن کو ہاتھ لگائے بغیر، غیر مسلم درس قرآن میں بیٹھ سکتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: حکومت پاکستان نے تمام اسکولوں میں قرآن پاک کی تعلیم کو لازمی قرار دیا ہے اور اس پر عمل درآمد بھی شروع ہو گیا ہے۔اب صورتحال یہ ہے کہ بعض اسکولوں میں غیر مسلم طلباء بھی زیر تعلیم ہیں چنانچہ کافر ومشرک از روئے قرآن نجس ہیں نیز ناپاک آدمی کو قرآن مجید چھونے اور پڑھنے سے روکا گیا ہے نیز اگر کوئی ہندو بچہ اپنی خوشی سے درس قرآن میں شریک ہونا اور پڑھنا چاہتا ہے تو کیا ایسے طالب علم کو از روئے شرع شریف قرآن پاک کو چھونے اور پڑھنے کی اجازت ہے۔براہ کرم صحیح جواب سے آگاہ فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

منجانب ایک مسلمان مدرس، سائل محمد شفیق خان سرفراز کالونی، ۱۹۸۲ء۔۵۔۱۱

۷۸۲ الجواب: قرآن کریم برگزیدہ و پاک کتاب ہے۔کلام الٰہی ہے۔بے طہارت اسے چھونا ہاتھ لگانا جائز نہیں۔ہاں زبانی پڑھنا اور سننا بلا طہارت بھی جائز ہے۔اور ہندو کا بچہ وضو کا اہل نہیں۔وہ وضو کرے بھی تب بھی وضو نہ ہوگا اور اسے قرآن کریم چھونا حلال نہ ہوگا۔البتہ وہ ہاتھ لگائے بغیر درس میں شریک رہے تو شرعاً اس میں ممانعت کی کوئی وجہ فقیر کی نظر میں نہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم

http://t.me/tehqiqat

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ رجب المرجب ۱۴۰۲ھ

معذور غسل کی جگہ تیمم کر سکتا ہے/ مردہ بچے کا غسل

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

۱۔ ایک شخص کو غسل کی حاجت ہے اور پانی اس کو ضرر کرتا ہے اگر وہ تیمم کرے تو اس تیمم سے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ کیا جنابت کے لئے الگ تیمم ہوگا اور نماز کے لئے الگ۔

۲۔ جو بچہ پیٹ سے مردہ پیدا ہوا اس کے لئے غسل کا کیا حکم ہے۔اس کو بھی غسل دیں اس طرح مختار قول کے مطابق اس بچہ کو بھی غسل دیں جس کے بعض اعضاء نامکمل ہوں اور حمل میں سے گر جائے۔(عالمگیری) یہ مسئلہ کتاب سے لیا گیا ہے اس کے بارے میں تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں۔ عبدالجلیل خان، لطیف آباد نمبر ۱۲، حیدرآباد سندھ

۷۸۲ الجواب: جس شخص کو نہانے کی حاجت ہو اور پانی کے استعمال پر قدرت نہ پائے وہ وضو وغسل کی جگہ تیمم کرے۔ اور جبکہ بروجہ شرعی تیمم کر لیا تو اب اس تیمم سے جو مثلاً نماز پڑھنے کی نیت سے کیا گیا ہر نماز فرض ونفل وواجب جائز ہے۔نیت

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

البتہ فرض ہے۔(عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ مسلمان کا بچہ زندہ پیدا ہوا یعنی اکثر حصہ باہر ہونے کے وقت زندہ تھا پھر مر گیا تو اس کو غسل و کفن دیں گے اور اس کی نماز بھی پڑھیں گے۔ ورنہ اسے ویسے ہی نہلا کر ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیں گے۔ اس کے لئے غسل و کفن بطریق مسنون نہیں۔ اور نماز بھی اس کی نہ پڑھی جائے۔ (درمختار ردالمحتار وغیرہما) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵/ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ

مسجد کی دوکانوں پر بیت الخلاء کی تعمیر

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ: اکبری مسجد کالی روڈ کی چہار دیواری کے باہر مسجد کی دوکانیں ہیں ان پر امام مسجد کے لئے بیت الخلاء تعمیر کرنا شرعاً جائز ہے یا کہ نہیں؟ جبکہ دوکانیں خارج مسجد ہیں اور ان پر ہی بیت الخلاء تعمیر کیا جا رہا ہے۔ اس مسئلہ کی وضاحت از روئے شرع فرما کر عنداللہ ماجور ہوں عبدالستار کالی روڈ، ۱۹۸۳ء۔۳۔۳

۷۸۶ الجواب: جبکہ یہ بیت الخلاء مسجد کی دوکانوں پر تعمیر کیا جا رہا ہے۔ اور اس تک آنے جانے میں مسجد کا کوئی حصہ یا مسجد کی چھت استعمال نہ کرنی پڑے تو اس کی تعمیر جائز ہے۔ لیکن ضروری بہت ضروری ہے یہ بات کہ اس کی بدبو سے نمازیوں کو کسی قسم کی اذیت و تکلیف نہ پہنچے۔ نہ کسی طرح ان کا بدن یا کپڑے خراب ہوں۔ مسجد کے نمازیوں سے اس میں مشورہ کرنا اور ان کی رائے کا احترام کرنا بہت سے فتنوں کا دروازہ بند کر دیتا ہے۔ اس سے غافل نہ ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۷/ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ

دائی، میّت کو غسل دے سکتی ہے

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب، السلام علیکم

بعد سلام کے عرض خدمت ہے کہ: ایک عورت جو کہ بچے جنوا کر نال کاٹتی ہو۔ وہ عورت زنانی میت کو غسل دے سکتی ہے یا نہیں؟ بعض عورتیں اس پر اعتراض کرتی ہیں۔ بچے کا نال کاٹنے والی عورت کو میت کو غسل نہیں دینا چاہیے بعض موقعہ پر ایسا ہوتا ہے کہ بچہ جنوانے والی ملتی ہے نہ میت کو غسل دینے والی ملتی ہے۔ یہ عورت قوم کی خدمت کرتی ہے۔ نہ خاندانی دائی ہے نہ خاندانی غسل دینے والی ہے صرف خدمت خلق کرتی ہے۔ اس کے لئے کیا حکم ہے؟ حکم صادر فرمائیں۔

۷۸۶ الجواب: عورت کو غسل دینے والی عورت ایسی ہو جو پوری طرح غسل دے اور خود باطہارت ہو۔ اگر ایسی عورت بچے جنواتی اور اس کا نال کاٹتی ہے تو یہ کوئی جرم تو نہیں۔ اعتراض کرنے والے ناحق اعتراض کرتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸/ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وضو کا بچا پانی کھڑے ہو کر پینا

سوال: محترم مفتی صاحب، السلام علیکم

آپ پر خدا کی رحمتیں ہوں۔ آپ کا تصنیف کیا ہوا "سنی بہشتی زیور" پڑھنے کا اتفاق ہوا اس میں ایک چیز میرے لئے وضاحت طلب ہے امید ہے کہ آپ اس کے بارے میں تفصیل سے لکھ کر میری الجھن کو دور فرمائیں گے۔ صفحہ نمبر ۳۳ کی چودھویں اور پندرھویں لائن ہے جس میں لکھا گیا ہے کہ کچھ بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر تھوڑا سا پی لیں کہ شفاء بخشتا ہے جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ پانی ہمیشہ بیٹھ کر پینا چاہیے اگر تم نے بھول کر کھڑے ہو کر پانی پیا ہے تو یاد آنے پر انگلی حلق میں مار کر پانی نکال دو۔ آخر وضو کے پانی کو کھڑے ہو کر پینے میں کیا مصلحت ہے امید ہے کہ آپ جواب دیکر شکریہ کا موقع دیں گے۔

ایک بات اور صفحہ نمبر ۴۰ پر آپ نے تحریر کیا ہے کہ سوتے میں جو رال منہ سے اگرچہ پیٹ سے آئے بدبودار ہو پاک ہے۔ اس فقرے کی وضاحت فرمادیجئے کیونکہ مجھ ناچیز کے علم میں تو یہ بات ہے انسان کا وضو اونگھنے یا سونے سے ٹوٹ جاتا ہے۔ محمد احسن بصری، پوسٹ بکس نمبر ۱۹۸۵ جی پی او، لاہور

عزیزم وعلیکم السلام آپ کے شبہات کے جوابات حاضر ہیں اس فقیر کے حق میں دعائے خیر کریں۔

۷۸۶ الجواب: بے شک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے ممانعت فرمائی ہے لیکن بخاری و مسلم نے یہ روایت فرمائی ہے کہ "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زم زم کھڑے ہو کر نوش فرمایا"۔ چنانچہ یہی عوام و خواص میں معمول ہے اور امام بخاری نے یہ بھی روایت کی کہ "حضرت امیر المومنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے وضو سے فارغ ہو کر بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پیا پھر فرمایا" عام لوگ کھڑے ہو کر پانی پینا مکروہ سمجھتے ہیں خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی یہی عمل کیا جو میں نے کیا ہے"۔ وضو کا بچا ہوا تھوڑا بہت پانی کھڑے ہو کر پینا اسی پر امت کا عمل ہے اور فقہ کی عام کتابوں میں اسے مستحبات میں شمار فرمایا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سنی بہشتی زیور حصہ اول کے صفحہ ۴۰ پر متفرق مسائل کے عنوان سے یہ مسئلہ مذکور ہے اور بے شک صحیح ہے اور منشاء اس کا اتنا ہے کہ اس رال سے بدن یا کپڑے ناپاک نہ ہوں گے وضو کے باقی رہنے یا ٹوٹ جانے کا یہاں کوئی تذکرہ نہیں۔ آپ نے یہ کہاں سے سمجھ لیا کہ سونے سے وضو نہ جائے گا۔ پھر غور کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ ربیع الآخر ۱۴۰۰ھ

حالت صحبت کے کپڑے، صرف صحبت سے ناپاک نہیں ہوتے/عورت کا ذبیحہ/نمازی کے آگے سے گزرنا/اقامت میں کھڑے کب ہوں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مسائل ذیل میں کہ:

۱۔ مرد اور عورت کے جسم پر جو لباس ہوتا ہے وہ صحبت کرنے کے بعد ناپاک ہو جاتا ہے یا نہیں۔ اگر لباس ناپاک ہو جاتا ہے تو

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

البتہ فرض ہے۔(عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ مسلمان کا بچہ زندہ پیدا ہوا یعنی اکثر حصہ باہر ہونے کے وقت زندہ تھا پھر مر گیا تو اس کو غسل و کفن دیں گے اور اس کی نماز بھی پڑھیں گے۔ ورنہ اسے ویسے ہی نہلا کر ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیں گے۔ اس کے لئے غسل و کفن بطریق مسنون نہیں۔ اور نماز بھی اس کی نہ پڑھی جائے۔(درمختار رد المختار وغیرہما) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ر جمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ

مسجد کی دو کانوں پر بیت الخلاء کی تعمیر

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ: اکبری مسجد کالی روڈ کی چہار دیواری کے باہر مسجد کی دو کانیں ہیں ان پر امام مسجد کے لئے بیت الخلاء تعمیر کرنا شرعاً جائز ہے یا کہ نہیں؟ جبکہ دو کانیں خارج مسجد ہیں اور ان پر ہی بیت الخلاء تعمیر کیا جا رہا ہے۔ اس مسئلہ کی وضاحت از روئے شرع فرما کر عنداللہ ماجور ہوں عبدالستار کالی روڈ، ۱۹۸۳ء۔۳۔۳

۷۸۶ الجواب: جبکہ یہ بیت الخلاء مسجد کی دو کانوں پر تعمیر کیا جا رہا ہے۔ اور اس تک آنے جانے میں مسجد کا کوئی حصہ یا مسجد کی چھت استعمال نہ کرنی پڑے تو اس کی تعمیر جائز ہے۔ لیکن ضروری، بہت ضروری ہے یہ بات کہ اس کی بدبو سے نمازیوں کو کسی قسم کی اذیت و تکلیف نہ پہنچے۔ نہ کسی طرح ان کا بدن یا کپڑے خراب ہوں۔ مسجد کے نمازیوں سے اس میں مشورہ کرنا اور ان کی رائے کا احترام کرنا بہت سے فتنوں کا دروازہ بند کر دیتا ہے۔ اس سے غافل نہ ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۷ر جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ

دائی، میّت کو غسل دے سکتی ہے

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب، السلام علیکم

بعد سلام کے عرض خدمت ہے کہ: ایک عورت جو کہ بچے جنوا کر نال کاٹتی ہو۔ وہ عورت زنانی میت کو غسل دے سکتی ہے یا نہیں؟ بعض عورتیں اس پر اعتراض کرتی ہیں۔ بچے کا نال کاٹنے والی عورت کو میت کو غسل نہیں دینا چاہیے بعض موقعہ پر ایسا ہوتا ہے کہ بچہ جنوانے والی ملتی ہے نہ میت کو غسل دینے والی ملتی ہے۔ یہ عورت قوم کی خدمت کرتی ہے۔ نہ خاندانی دائی ہے نہ خاندانی غسل دینے والی ہے صرف خدمت خلق کرتی ہے۔ اس کے لئے کیا حکم ہے؟ حکم صادر فرمائیں۔

۷۸۶ الجواب: عورت کو غسل دینے والی عورت ایسی ہو جو پوری طرح غسل دے اور خود باطہارت ہو۔ اگر ایسی عورت بچے جنواتی اور اس کا نال کاٹتی ہے تو یہ کوئی جرم تو نہیں۔ اعتراض کرنے والے ناحق اعتراض کرتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ر جمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وضو کا بچا پانی کھڑے ہو کر پینا

سوال: محترم مفتی صاحب، السلام علیکم

آپ پر خدا کی رحمتیں ہوں۔ آپ کا تصنیف کیا ہوا "سنی بہشتی زیور" پڑھنے کا اتفاق ہوا اس میں ایک چیز میرے لئے وضاحت طلب ہے امید ہے کہ آپ اس کے بارے میں تفصیل سے لکھ کر میری الجھن کو دور فرمائیں گے۔ صفحہ نمبر ۳۳ کی چودہویں اور پندرہویں لائن ہے جس میں لکھا گیا ہے کہ کچھ بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر تھوڑا سا پی لیں کہ شفاء بخشتا ہے جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ پانی ہمیشہ بیٹھ کر پینا چاہیے اگر تم نے بھول کر کھڑے ہو کر پانی پیا ہے تو یاد آنے پر انگلی حلق میں مار کر پانی نکال دو۔ آخر وضو کے پانی کو کھڑے ہو کر پینے میں کیا مصلحت ہے امید ہے کہ آپ جواب دیکر شکریہ کا موقع دیں گے۔

ایک بات اور صفحہ نمبر ۴۰ پر آپ نے تحریر کیا ہے کہ سوتے میں جو رال منہ سے اگرچہ پیٹ سے آئے بدبودار ہو پاک ہے۔ اس فقرے کی وضاحت فرما دیجئے کیونکہ مجھ ناچیز کے علم میں تو یہ بات ہے انسان کا وضو اونگھنے یا سونے سے ٹوٹ جاتا ہے۔ محمد احسن بصری، پوسٹ بکس نمبر ۱۹۸۵ جی پی او، لاہور

عزیزم وعلیکم السلام آپ کے شبہات کے جوابات حاضر ہیں اس فقیر کے حق میں دعائے خیر کریں۔

۷۸۲ الجواب: بے شک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے ممانعت فرمائی ہے لیکن بخاری و مسلم نے یہ روایت فرمائی ہے کہ "آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زم زم کھڑے ہو کر نوش فرمایا"۔ چنانچہ یہی عوام وخواص میں معمول ہے اور امام بخاری نے یہ بھی روایت کی کہ "حضرت امیر المومنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے وضو سے فارغ ہو کر بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پیا پھر فرمایا" عام لوگ کھڑے ہو کر پانی پینا مکروہ سمجھتے ہیں خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی عمل کیا جو میں نے کیا ہے"۔ وضو کا بچا ہوا تھوڑا بہت پانی کھڑے ہو کر پینا اسی پر امت کا عمل ہے اور فقہ کی عام کتابوں میں اسے مستحبات میں شمار فرمایا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سنی بہشتی زیور حصہ اول کے صفحہ ۴۰ پر متفرق مسائل کے عنوان سے یہ مسئلہ مذکور ہے اور بے شک صحیح ہے اور منشاء اس کا اتنا ہے کہ اس رال سے بدن یا کپڑے ناپاک نہ ہوں گے وضو کے باقی رہنے یا ٹوٹ جانے کا یہاں کوئی تذکرہ نہیں۔ آپ نے یہ کہاں سے سمجھ لیا کہ سونے سے وضو نہ جائے گا۔ پھر غور کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ ربیع الآخر ۱۴۰۰ھ

حالت صحبت کے کپڑے، صرف صحبت سے ناپاک نہیں ہوتے / عورت کا ذبیحہ / نمازی کے آگے سے گزرنا / اقامت میں کھڑے کب ہوں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مسائل ذیل میں کہ:

۱۔ مرد اور عورت کے جسم پر جو لباس ہوتا ہے وہ صحبت کرنے کے بعد ناپاک ہو جاتا ہے یا نہیں۔ اگر لباس ناپاک ہو جاتا ہے تو

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کس چیز سے ہوتا ہے؟

۲۔ چوپایوں میں جو جانور حلال ہے اگر وہ جانور اچانک اس حالت پر پہنچ جائے کہ مرنے کے قریب ہو جائے اور اس وقت مردنہ ہوتو اگر اس پر عورت تکبیر کہہ دے تو وہ جانور حلال اور کھانے کے قابل ہوتا ہے یا نہیں؟

۳۔ بچہ نابالغ مسجد میں داخل ہو کر نمازیوں کے آگے سے گزر جائے یا آگے آ کر بیٹھ جائے تو بچے کی اس کاروائی سے نماز میں کسی قسم کی کوئی کمی تو نہیں ہوئی۔ نماز ہو جائے گی یا نہیں؟ اس سے آگاہ کریں۔

۴۔ چاروں اماموں کے نزدیک اقامت کے اندر چاروں اماموں کے کھڑے ہونے کے طریقہ سے آگاہ کریں کہ کس وقت کھڑے ہوتے ہیں؟

۵۔ لڑکے نے اپنی والدہ کے بجائے کسی مجبوری یا بیماری کی وجہ سے اپنی مامی یا چاچی یا بوا یا خالہ کا دودھ پیا ہے اب اس لڑکے کی شادی مامی، خالہ، بوا، چاچی، کی لڑکی سے ہوسکتی ہے یا نہیں؟ محمد گل، بنگالی کالونی، حیدرآباد

۷۸۲ الجواب: ۱۔ اگر کپڑے پر کوئی نجاست نہ لگے تو وہ علیٰ حالہ پاک ہے۔ پیشاب، ودی، مذی، منی یہ سب چیزیں ناپاک ہیں۔ بدن اور کپڑوں پر لگ جائیں تو انہیں بھی ناپاک کر دیتی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ ایسی حالت میں اگر عورت اس جانور کو حلال کرے اور بسم اللہ، اللہ اکبر پڑھ کر اس کے حلقوم پر چھری پھیر کر بقاعدۂ شرعی اسے ذبح کرے تو وہ جانور حلال ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ نمازی کے آگے سے بڑا آدمی بھی گزر جائے تو گزرنے والا گناہگار ہے۔ نمازی کی نماز میں اس سے کوئی خلل نہیں آتا۔ تو بچہ سے کیا خلل آئے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ ہم حنفیہ کا طریقہ حی علی الصلوۃ یا حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا ہے۔ دیگر ائمہ میں سے بھی کوئی بھی پہلے کھڑے ہونے کا قائل نہیں ہے۔ بعض قد قامت الصلوۃ پر اور بعض اقامت ختم ہونے کے بعد کھڑے ہونے کا فتویٰ دیتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۵۔ بچہ نے جس عورت کا دودھ پیا وہ اس کی ماں ہوئی۔ اور اس کی تمام اولاد اس کے بھائی بہن۔ اور نکاح جس طرح نسبی بہن سے حلال نہیں یوں ہی دودھ شریک بہن سے بھی جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ ربیع الاول ۱۴۰۰ھ

کلی اور ناک میں پانی دینے میں شک ہو جانا۔ بسم اللہ اور کلمہ غیر طہارت میں پڑھنا۔ نامحرم سے پانی ڈلوانا

سوال: ایک شخص نے بازار کے حمام میں غسل کیا اور اس کو شک ہو گیا کہ شاید غرارہ اور ناک میں پانی نہیں دیا ہے۔ اسی کے پیش نظر اس نے اپنے شک کو دور کرنے کے لئے گھر آ کر کپڑے پہنتے ہوئے غرارے کئے اور ناک میں پانی بھی دیا جس کی تعداد تین سے زیادہ ہوسکتی ہے کم نہیں ہے۔ جب وہ غرارے ناک میں پانی دے رہا تھا عین اس وقت اس کو شک ہو گیا کہ شاید

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انڈرویئر میں پیشاب کا قطرہ آگیا ہے تصدیق نہیں تھی اس لئے اس شخص نے روزمرہ کے معمول کے مطابق سورہ یسین کا ورد بھی کیا۔اب برائے کرم یہ فرمائیں کہ شریعت کی روشنی میں متذکرہ شخص کا غسل ہوا کہ نہیں اور اس نے یسین شریف جو تلاوت کی وہ ٹھیک ہے یا کیا احکامات ہیں آئندہ کے لئے۔

(۲) ناپاکی کی حالت میں ایک صاحب ہاتھ دھوتے وقت تین مرتبہ بسم اللہ اور کلمہ طیبہ پڑھتے ہیں غلط تو نہیں ہے یہ طریقہ۔ اس کا یہ کہنا ہے کہ کلمہ طیبہ وہ ہاتھوں کو پاک کرنے کے لئے پڑھتے ہیں۔

(۳) ایک صاحب کا یہ کہنا ہے مسئلہ نمبر (۱) کے لئے کہ غسل کرنے کے بعد اگر غرارے نہیں کئے ہیں تو اس وقت تک کر لے جب تک کہ اس کا جسم خشک نہیں ہو جاتا جسم کے خشک ہو جانے کے بعد غرارہ کرنے اور ناک میں پانی دینے کے باوجود بھی غسل نہیں ہوگا کیا یہ درست ہے۔ برائے کرم رہنمائی فرمائیں اور یہ بھی وضاحت فرمائیں کہ اس بات کا تعلق متذکرہ مسئلہ نمبر (۱) سے تو نہیں ہے۔

(۴) کسی غیر محرم رشتہ دار عورت سے ایک صاحب پانی ڈلواتے ہیں ہاتھوں پر اور غرارہ کرتے ہیں اور ناک میں پانی ڈلواتے ہیں اس لئے کہ ان کو تصدیق ہو جائے کہ انہوں نے واقعی غرارہ اور ناک میں پانی دیا ہے چونکہ ان کو وسوسے آتے ہیں۔ برائے کرم وضاحت فرمائیں کہ ایسی صورت میں غسل ہو جاتا ہے۔ محمد موسیٰ صدیقی

۷۸۶ الجواب: (۱) غسل میں غرغرہ کے ساتھ کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا بھی فرض ہے اگر حمام میں غسل کرتے وقت غرغرہ کیا اور ناک میں پان ڈال لیا تھا تو غسل مکمل ہو چکا تھا اگر کسی نے غسل کرتے وقت کلی اور ناک میں پانی نہیں کیا پھر بعد غسل کے کلی کر لی اور ناک میں پانی ڈال لیا تو پھر بھی غسل مکمل ہو گیا خواہ بدن تر ہو یا خشک ہو چکا ہو غسل مکمل ہونے کے بعد قرآن مجید کی تلاوت کر سکتا ہے اگر چہ وضو ٹوٹ جائے لیکن چھو نہیں سکتا اگر وضو ٹوٹنے کا شک ہو جائے تو صرف شک سے وضو نہیں ٹوٹتا جب تک یقین نہ ہو جائے۔

(۲) ناپاکی کی حالت میں بسم اللہ اور کلمہ طیبہ پڑھنا منع نہیں ہے۔ مگر بسم اللہ اور کلمہ طیبہ سے ظاہری پاکی حاصل نہیں ہوگی وہ تو صرف پانی سے حاصل ہوگی پاک ہونے کے بعد تلاوت بھی جائز ہے۔

(۴) غیر محرم سے کوئی خدمت بلا اشد ضرورت نہیں لینی چاہئے کیونکہ اجنبیہ کو اجنبی سے پردہ ضروری ہے اس طرح غیر محرم سے بھی پردہ فرض ہے اگر تصدیق کرانی ہے تو کسی مرد سے یا محرمہ سے کرائے غیر محرمہ سے کیا ضرورت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکات النوری عفی عنہ ۱۷، ربیع الآخر ۱۳۹۸ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب الاذان

امام اور مقتدی اقامت کے وقت کب کھڑے ہوں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسائل ذیل میں

۱۔ آج کل اکثر مساجد میں اقامت کے وقت امام اور مقتدی بیٹھے رہتے ہیں جب مکبر حی علی الفلاح کہتا ہے تب کھڑے ہوتے ہیں کیا اس کی کچھ اصل ہے۔

۲۔ عام رواج ہے کہ اقامت شروع ہونے سے قبل امام مصلے پر بیٹھ جاتا ہے۔ایک کتاب میں پڑھا تھا کہ اقامت شروع ہونے سے پیشتر امام کا مصلے پر بیٹھنا خلاف سنت ہے اب اس میں کونسا قول صحیح اور سنت ہے۔ مستند اور معتبر کتابوں کے حوالے درکار ہیں۔ بینوا توجروا سید محمود علی شاہ نعل بندگٹی، نزد پکا قلعہ حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** مسجد میں جو لوگ ہوتے ہیں انہیں یہی حکم ہے کہ بوقت اقامت بیٹھے رہیں جب تکبیر کہنے والا ”حی علی الصلوۃ“ یا ”حی علی الفلاح“ تک پہنچے تو کھڑے ہوں۔ فقہ حنفی کی معتبر و مستند کتابوں میں بھی یہی مذکور ہے۔ وقایہ میں ہے یقوم الامام والقوم عند حی علی الصلوۃ و یشرع عند قد قامت الصلوۃ۔ محیط و ہندی میں ہے یقوم الامام والقوم اذا قال المؤذن حی علی الفلاح عند علماء ناالثلثة۔ معلوم ہوا کہ یہی حکم امام کے لیے بھی ہے اسی سے علماء نے کھڑے ہو کر تکبیر سننے کو مکروہ فرمایا۔ یہانتک کہ علماء فرماتے ہیں اذا دخل الرجل عند الاقامة یکرہ له الانتظار ولکن یقعد ثم یقوم اذا بلغ المؤذن قوله حی علی الفلاح۔ (جامع المضمرات، عالمگیری، درمختار) یعنی جو شخص مسجد میں آیا اور تکبیر ہو رہی ہے وہ اس کے تمام (پورا ہونے) تک کھڑا نہ رہے بلکہ بیٹھ جائے یہانتک کہ مکبر حی علی الفلاح پر پہنچے اس وقت کھڑا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ امام جب تک مصلے پر نہ پہنچ جائے اس وقت تک تکبیر نہ کہنا خلاف سنت ہے۔ (بہار شریعت) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ رجمادی الاولیٰ ۱۳۸۴ھ

سوال: مخدوم و مکرم بندہ، السلام علیکم

گزارش خدمت فیض درجت ہے کہ نماز باجماعت میں جب مکبر تکبیر کہنا شروع کرے تو امام اور مقتدیوں کو کب کھڑے ہونا چاہیے۔ حنفی عقائد سے شرعی احکام کی وضاحت فرما کر داخل حسنات ہوں۔ یعنی فوراً کھڑا ہونا چاہیے یا حی علی الصلوۃ یا حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا چاہیے؟ خادم حشمت اللہ بیگ، کوارٹر نمبر 291/D یونٹ ۹ لطیف آباد، حیدرآباد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب:** امام کے لیے اس میں خاص حکم ہے اور مقتدیوں کو بھی حکم ہے کہ تکبیر بیٹھ کر سنیں۔ حی علی الفلاح پہ کھڑے ہوں۔ تکبیر کھڑے ہو کر سننا مکروہ ہے۔ یہانتک کہ عالمگیری وغیرہ میں فرمایا کہ اگر کوئی شخص ایسے وقت میں مسجد میں آئے کہ تکبیر ہو رہی ہو تو فوراً بیٹھ جائے اور حی علی الصلوۃ یا حی علی الفلاح پر کھڑا ہو۔ اور اس میں راز مکبر کے اس قول کی مطابقت ہے کہ قد قامت الصلوۃ ادھر مکبر نے حی علی الفلاح کہا کہ آؤ مراد پانے اور ادھر جماعت کھڑی ہوئی۔ اس نے کہا قد قامت الصلوۃ اور جماعت قائم ہو گئی۔ (کذا فی الفتاوی الرضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ر صفر المظفر ۱۳۸۴ھ

سوال: بشرف عزت مولوی ومفتی صاحب دار العلوم احسن البرکات حیدر آباد

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید کا کہنا ہے کہ تکبیر بیٹھ کر سننا چاہیے لیکن بکر کہتا ہے کہ تکبیر کا کھڑے ہو کر سننا افضل ہے باوجودیکہ زید نے کئی معتبر کتابوں کا حوالہ بھی دیا لیکن بکر نے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ لہذا مفتی ملت سے التماس ہے کہ احادیث کے حوالے سے فتویٰ صادر فرمائیں تا کہ بکر مطمئن ہو سکے۔

محمد احمد، یونٹ نمبر ۵ لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** زید حق پر ہے۔ کھڑے ہو کر تکبیر سننا مکروہ ہے۔ یہانتک کہ علماء فرماتے ہیں کہ جو شخص مسجد میں آیا اور تکبیر ہو رہی ہے تو یہ خیال نہ کرے کہ چند کلمے رہ گئے ہیں پھر کھڑا ہونا ہوگا۔ بلکہ فوراً بیٹھ جائے یہانتک کہ مکبر حی علی الفلاح تک پہنچے اس وقت کھڑا ہو۔ وقایہ میں ہے کہ یقوم الامام والقوم عند حی علی الصلوۃ۔ محیط و ہندی میں ہے یقوم القوم والامام اذا قال المؤذن حی علی الفلاح عند علمائنا الثلثة هو الصحيح۔ جامع المضمرات وعالمگیریہ ودرالمختار میں ہے اذا دخل الرجل عند الاقامة يكره له الانتظار ولكن يقعد ثم يقوم اذا بلغ المؤذن قوله حی علی الفلاح اسی طرح بہت سی کتب میں ہے۔ اور اس میں راز، مکبر کے اس قول کی مطابقت ہے کہ قد قامت الصلوۃ ادھر اس نے حی علی الفلاح کہا کہ آؤ مراد پانے کو۔ ادھر یہ کھڑا ہوا۔ ادھر اس نے کہا قد قامت الصلوۃ جماعت کھڑی ہوئی اور جماعت قائم ہوگئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ر صفر المظفر ۱۳۸۴ھ

جواذان وقت سے پہلے ہوئی اس کا دہرانا لازم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ا۔ مسجد میں قبل از وقت اذان دی گئی تو وقت ہونے پر دوبارہ اذان دی جائے یا بغیر اذان لوٹائے جماعت کر لی جائے۔

۲۔ آفتاب غروب ہونے کے بعد سے شفق غائب ہونے تک کتنا وقت لگ جاتا ہے یعنی عشاء کی اذان غروب آفتاب کے کتنے عرصہ بعد دی جائے۔ بینوا توجروا شیخ عبداللہ

۷۸۶ **الجواب:** وقت ہونے کے بعد اذان کہی جائے۔ قبل از وقت کہی گئی یا وقت ہونے سے پہلے شروع ہوئی اور اثنائے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اذان میں وقت آ گیا تو اعادہ کیا جائے۔ (ردالمحتار وغیرہ)

۲۔ غروب آفتاب اور غروب شفق کے درمیان کا وقت ان شہروں میں کم از کم ایک گھنٹہ اٹھارہ منٹ اور زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ ۳۵ منٹ ہوتا ہے۔ اور قدیم سے مسلمانان اہلسنت و جماعت کا یہ معمول چلا آ رہا ہے کہ مغرب و عشاء کی اذان کے درمیان کم از کم ڈیڑھ گھنٹے کا توقف کیا جاتا ہے اور اسی میں احتیاط ہے ورنہ عوام کالانعام کو اس کی تمیز کہاں کہ وقت مغرب کب ختم ہوا اور وقت عشاء کب شروع ہوا؟ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ر صفر المظفر ۱۳۸۴ھ

داڑھی منڈے کی اذان

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس صورت مسئولہ میں کہ: داڑھی منڈانے والے کا اذان دینا مکروہ ہے یا نہیں؟ بینوا بالبرہان توجروا عند الرحمن۔ سائل۔ فصیح الدین الرحمٰن شیروانی، بھائی خان چوک، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: داڑھی ترشوانا یا منڈانا فسق ہے اور ترشوانے یا منڈانے والا فاسق۔ اور فاسق اگرچہ عالم ہی ہو اس کی اذان مکروہ، اس اذان کا اعادہ کیا جائے۔ (درمختار) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ر جمادی الاخریٰ ۱۳۸۴ھ

وقت اقامت کب کھڑے ہوں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: جب فرائض کے لیے اقامت کہی جائے تو ائمہ و قوم کو کب کھڑا ہونا چاہیے۔ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ اقامت کے شروع ہوتے ہی سب کو کھڑا ہو جانا چاہیے کیونکہ ہمیشہ سے ایسا ہی ہوتا چلا آیا ہے۔ بعض حضرات اس بات پر مصر ہیں۔ کس کا قول حق وصواب ہے۔ بحوالہ کتب مع عبارات جواب سے حکم شرع شریف سے آگاہ فرمائیں اور عند اللہ ماجور ہوں۔

المستفتی قاری حافظ نور محمد امام وخطیب مسجد پیر حاجی شاہ رحمۃ اللہ علیہ صدر بازار حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: امام اور مقتدیوں کو چاہیے کہ تکبیر بیٹھ کر سنیں حی علی الفلاح پر کھڑے ہوں۔ کھڑے ہو کر تکبیر سننا مکروہ ہے اس میں راز تکبیر کہنے والے کے اس قول کی مطابقت ہے۔ قد قامت الصلوۃ ادھر اس نے حی علی الفلاح کہا کہ آؤ مراد پانے کو جماعت کھڑی ہوئی، اس نے کہا قد قامت الصلوۃ تو جماعت قائم ہوگئی۔ یہاں تک کہ اگر تکبیر ہو رہی ہے اور کوئی شخص باہر سے آیا تو یہ خیال نہ کرے کہ چند کلمات رہ گئے پھر کھڑا ہونا پڑے گا بلکہ فوراً بیٹھ جائے اور علی الفلاح پر کھڑا ہو۔ عالمگیریہ میں ہے اذا دخل الرجل عند الاقامۃ یکرہ لہ الانتظار قائماً ولکن یقعد ثم یقوم اذا بلغ المؤذن قولہ حی علی الفلاح۔ کذا فی المضمرات۔ (فتاوی رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ر جمادی الاولیٰ ۱۳۸۷ھ

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حی علی الصلوۃ پر دائیں بائیں گردن کرنا چاہیے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: فرض نماز میں جو تکبیر کہی جاتی ہے اس میں مؤذن کو حی علی الصلوۃ اور حی علی الفلاح کے موقع پر گردن کو دائیں بائیں گھمانا چاہیے یا نہیں؟ کسی کتاب کے حوالے سے بتائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ فقط والسلام عبدالوحید خان گھڑی ساز لطیف آباد یونٹ نمبر ۸

۷۸۶ **الجواب:** اقامت مثل اذان ہے لہٰذا اقامت میں بھی حی علی الصلوۃ اور حی علی الفلاح کے موقع پر دائیں بائیں منہ پھیرے (بہار شریعت بحوالہ درمختار) یہ صرف ایک امر مستحب ہے اس کی خاطر باہم لڑنا جھگڑنا اور انتشار پھیلانا سخت ممنوع ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ر جمادی الاخریٰ ۱۳۸۷ھ

حی علی الفلاح پر کھڑے ہوں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: فرض نماز میں تکبیر کے وقت امام اور مقتدی بیٹھے رہتے ہیں اور حی علی الصلوۃ کہنے پر کھڑے ہوتے ہیں کیا یہ درست ہے یا یہ کہ تکبیر شروع ہو تو امام اور مقتدی کھڑے ہو جائیں یہ درست ہے۔ ان دونوں میں کونسا عمل درست ہے کسی کتاب کے حوالے سے بتائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

فقط خاکسار احمد یوسف و قاضی سراج الدین لطیف آباد نمبر ۱۰، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** اقامت کے وقت جو لوگ مسجد میں موجود ہیں وہ بیٹھے رہیں۔ اس وقت اٹھ کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے اور جب حی علی الفلاح کہا جائے اس وقت کھڑے ہوں۔ (عالمگیری) آج کل اکثر جگہ رواج پڑ گیا ہے کہ وقت اقامت سب لوگ کھڑے رہتے ہیں بلکہ اکثر جگہ تو یہاں تک ہے کہ جب تک مصلے پر امام کھڑا نہ ہو اس وقت تک تکبیر نہیں کہی جاتی یہ خلاف سنت ہے۔ (بہار شریعت) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ر رجب المرجب ۱۳۸۷ھ

مسجد کے اندر اذان پڑھنا منع ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: اذان پنجگانہ اور اذان برائے خطبہ جمعہ مسجد کے اندر پڑھنا جائز ہے یا مکروہ ہے، یا مکروہ تنزیہی ہے یا مکروہ تحریمی ہے؟ برائے کرم وضاحت سے تحریر فرمائیں۔

عبداللہ، ٹیلی گراف، کوٹری

۷۸۶ **الجواب:** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں یہ اذان مسجد سے باہر دروازہ پر ہوتی تھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مواجہ اقدس یعنی چہرۂ انور کے مقابل ہوتی تھی اور ایسا ہی معمول سیدنا ابوبکر صدیق و سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عنہما کے زمانے میں رہا۔ چنانچہ ابوداؤد شریف میں ہے عن السائب بن یزید رضی اللہ تعالی عنہ قال کان یؤذن بین یدی رسول اللہ ﷺ اذا جلس علی المنبر یوم الجمعۃ علی باب المسجد وابی بکر و عمر۔ اور کہیں یہ منقول نہیں کہ حضور اقدس ﷺ یا خلفائے راشدین نے مسجد کے اندر اذان دلوائی ہو۔ اسی لیے مسجد کے اندر اذان کا ہونا ائمہ کرام نے ممنوع ومکروہ مانا خلاف سنت جانا۔ فقہ حنفی کی معتبر اور مشہور کتابوں میں یہ مضمون مذکور ہے لا یؤذن فی المسجد۔ فتاویٰ قاضیخان، فتاوی عالمگیری، بحرالرائق، غنیۃ اور طحطاوی علی مراقی الفلاح۔ سب فرماتے ہیں یکرہ ان یؤذن فی المسجد۔ یہاںتک کہ زمانہ حال کے ایک عالم مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ میں لکھتے ہیں قولہ بین یدیہ ای مستقبل الامام فی المسجد کان او خارجہ و المسنون ھو الثانی۔ صاف تصریح ہے کہ باہر ہونا سنت ہے باہر نہ ہونا خلاف سنت ٹھہرا۔ مولیٰ عزوجل اس سنت کریمہ کے زندہ کرنے کی ہم مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ رجمادی الاخریٰ ۱۳۸۷ھ

بے وضو اذان کا حکم، بے بنیاد الزام لگانے والا کیسا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے متعلق کہ: جو مؤذن بے وضو اذان دینے کا عادی ہو بلکہ بحالت جب بغیر غسل کیے بھی اذان دیتا ہو اس کے لیے شریعت کا کیا حکم ہے اور بے وضو یا بحالت جنابت بغیر غسل کے اذان ہونے سے کیا نقصان ہوتا ہے۔ بینوا توجروا سائل۔ حافظ قطب الدین، شاہی بازار، حیدرآباد

۲۔ جو شخص ذاتی عناد اور تعصب کی وجہ سے بلا ثبوت شرعی اپنے استاد پر بے بنیاد غلط جھوٹے الزام لگاتا رہتا ہے۔ اس کے لیے شریعت میں کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا

۷۸۶ الجواب: بے وضو اذان کہنا اگرچہ صحیح ہے بایں معنی کہ اس کا اعادہ نہ کیا جائے لیکن بے وضو اذان کہنا مکروہ ہے۔ یونہی جب کی اذان مکروہ ہے اور اس کی اذان کا اعادہ کیا جائے۔ (درمختار ومراقی الفلاح وغیرہ) لیکن اس صحت کے معنی یہ نہیں کہ آدمی اس کا عادی بن جائے اور کوئی مؤذن اس کا عادی ہو تو اسے اس منصب سے جدا کیا جائے اور اس کی جگہ کسی مرد صالح پرہیزگار کو مقرر کیا جائے ایسے لوگوں کا کیا اعتبار۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ قرآن کریم نے ہر اس شخص کے لیے جو دوسروں پر تہمتیں باندھے اور بلا ثبوت شرعی دوسرے مسلمانوں پر الزام لگائے یہ فیصلہ فرمایا کہ انما یفتری الکذب الذین لا یومنون۔ یعنی افتراء کرنا بے ایمانوں کا کام ہے۔ قرآن کریم نے غیبت کو اپنے مسلمان بھائی کا گوشت کھانے کے برابر ٹھہرایا افتراء و بہتان تو اس سے بڑھ کر ہے۔ آدمی خود اندازہ لگا سکتا ہے کہ کتنا شدید جرم اور وبال الٰہی کا باعث ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ صفر المظفر ۱۳۸۶ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مؤذن کی صرف تنخواہ لے کام نہ کرے اور کہیں اور امام ہو کیا حکم ہے؟

سوال: محترمی جناب قبلہ مفتی صاحب، السلام علیکم

عرض یہ ہے کہ مندرجہ ذیل مسئلہ پر شرعی طور پر ہماری رہنمائی فرما کر جواب تحریر فرمائیں۔

مسئلہ یہ ہے کہ ہماری مسجد میں جو مؤذن صاحب ہیں یہ صاحب ایک دوسری مسجد میں پیش امام کے فرائض بھی انجام دے رہے ہیں یہ سلسلہ اکتوبر ۱۹۶۷ء سے جاری ہے اس عرصہ میں مؤذن صاحب نے شاذ و نادر ہی کبھی اذان کہی ہو اور نہ کبھی جماعت میں تکبیر کہتے ہیں۔ اذان بھی اور لوگ کہتے ہیں۔ اور تکبیر بھی۔ وظیفہ برابر ہر ماہ ہماری مسجد سے وصول کر رہے ہیں۔ ایسی صورت میں بیک وقت دو مسجدوں میں اپنے فرائض انجام دینا اور ہر دو جگہ سے وظیفہ حاصل کرنا جبکہ وہ ہماری مسجد میں مستقل طور پر مؤذن ہیں۔ کہاں تک شرعی طور پر جائز اور ناجائز ہے۔ جواب اس پرچہ پر تفصیل کے ساتھ عنایت فرمائیں۔

آپ کا خادم۔ عبدالغفار خان

۷۸۶ **الجواب:** علمائے متقدمین نے اذان پر اجرت لینے کو حرام بتایا۔ مگر علمائے متأخرین نے لوگوں میں سستی دیکھی تو اجازت دی۔ اور اب اسی پر فتویٰ ہے۔ کہ اگر مؤذن کو نوکر نہ رکھا جائے تو بہت سی مسجدوں میں اذان کا سلسلہ بند ہو جائے گا۔ تو ایک دینی ضرورت کی بناء پر اس کے جواز کا فتویٰ دیا جاتا ہے اور جب شخص مذکور اس خدمت کو انجام ہی نہیں دیتا تو ظاہر ہے کہ اس مسجد سے تنخواہ لینا کسی کے نزدیک جائز نہیں۔ بلکہ منتظمین مسجد چاہیں تو اکتوبر ۱۹۶۷ء سے دی ہوئی رقم جو اس شخص کو معاوضہ کے طور پر دی گئی واپس لے سکتے ہیں۔ اور جبکہ یہ شخص غلط طریقہ پر مسجد سے مشاہرہ وصول کرتا رہا تو ایسا شخص امامت کے بھی لائق نہیں جبتک کہ توبۂ شرعیہ نہ کرے مسلمان ہرگز اسے اپنا امام نہ بنائیں۔ بلکہ خدمت اذان بھی اسے نہ سونپیں کہ شخص مذکور ہوس کا شکار ہے اور جائز و ناجائز کی بھی پرواہ نہیں کرتا۔ ان حالات کے معلوم ہونے کے بعد جو لوگ اسے امام بنائیں گے گنہگار ہوں گے اور وہ نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ ذی قعدہ ۱۳۸۸ھ

اذان سے قبل درود شریف

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس صورت مسئولہ میں کہ: اذان سے قبل اکثر مساجد میں درود شریف پڑھتے ہیں کیا مؤذن کے لیے اذان سے پہلے درود شریف پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو اس کے ثبوت معتبر کتابوں سے فرمائیں۔

محمد اکرم خان، گاڑی کھاتہ

۷۸۶ **الجواب:** اذان سے پہلے درود شریف پڑھنا جائز ہے بلکہ مستحب و باعث برکت وثواب ہے۔ درمختار اور پھر اس کی شرح ردالمحتار میں ہے و مستحبة فی کل اوقات الامکان ای حیث لا مانع۔ یعنی درود شریف پڑھنا ہر اس وقت و مقام پر جائز ہے جہاں شرعاً پڑھنا منع نہ ہو۔ اب جو اسے ناجائز کہتا ہے وہ دلیل دے کہ فقہائے کرام نے اذان سے پہلے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

درود شریف پڑھنے سے کہاں منع فرمایا ہے۔ ورنہ شرعاً اس کی بات مردود ونا قابل اعتبار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶/ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ

وقت سے پہلے اذان دی تو لوٹانا ضروری ہے

سوال: قبلہ محترم مفتی محمد خلیل خان صاحب صدر مدرسین دار العلوم احسن البرکات حیدر آباد، السلام علیکم

گذارش یہ ہے کہ ہمارے محلہ کی مسجد جو کہ اہلسنت والجماعت اور حنفی مسلک کے موافق ہے یہاں پر ۸ اگست سے عصر کی اذان کا وقت ۵ بجے مقرر کیا گیا ہے اور جماعت کا وقت ۵ بج کر ۱۵ منٹ مقرر کیا گیا ہے جبکہ اوقات دائمی نماز کا نقشہ ۸ اگست کو عصر کا وقت ۵ بج کر ۱۲ منٹ بتاتا ہے اور آج بھی ۱۵ اگست کو عصر کا وقت ۵ بج کر ۱۱ منٹ بتاتا ہے۔ برائے کرم یہ بتائیں کہ ۵ بجے اذان عصر کہنے سے اذان ہو جاتی ہے یا نہیں؟ اور نماز ۵ بجکر ۱۵ منٹ پر ادا ہو جاتی ہے یا نہیں یا نماز میں کوئی نقص تو نہیں ہوتا مہربانی کر کے یہ بتائیں کہ ہماری نماز اس مسجد میں پڑھنے سے ہو جاتی ہے یا نہیں۔ نہیں تو ہم لوگ دوسری جگہ تھوڑی دور مسجد میں جہاں اذان عصر ۵ بجکر ۱۵ منٹ پر ہوتی ہے وہاں پڑھیں اس بات کی طرف توجہ دیتے ہوئے مسجد کے متولی صاحب کو کہا گیا تو انہوں نے کہا کہ وقت ٹھیک ہے۔ امید ہے کہ مذکورہ مسئلہ کو صحیح سمجھائیں گے۔

فقط آپ کا احسان مند عبدالغفار معرفت عبدالغنی حیدر آباد

http://t.me/tehqiqat

۷۸۶ **الجواب:** اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ان الصلوۃ کانت علی المومنین کتاباً موقوتا۔ یعنی نماز کا وقت باندھا ہوا فرض ہے۔ نماز وقت ہی میں ادا کی جائے گی اور وقت ہی میں ادا کرنا فرض ہے اور اذان اسی بات کا اعلان ہے کہ نماز کا وقت ہو چکا۔ اس لیے اذان اگر قبل از وقت دی جائے تو یہ اذان نہ ہوئی بلکہ عام خاص مسلمانوں کو مغالطہ دینا ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ قبل از وقت اذان کہی گئی یا وقت ہونے سے پہلے شروع ہوئی اور اثناء اذان میں وقت آگیا تو اذان نئے سرے سے کہی جائے گی۔ درالمختار میں فرمایا کہ فیعاد اذان وقع قبلہ۔ یعنی اگر اذان وقت سے پہلے کہی گئی تو اس کا دوبارہ کہنا لازم ہے ایسا ہی دوسری کتابوں میں مذکور ہے اور اذان قبل از وقت کہی گئی لیکن نماز وقت میں پڑھی گئی تو نماز تو ہو جائے گی لیکن خلاف سنت متواترہ ہوگی اور سنت موکدہ متواترہ کا ترک کرنا گناہ اور محرومی وشقاوت کا باعث ہے۔ متولی مسجد اگر اپنی ضد سے باز نہ آئے تو آپ دوسری مسجد میں جہاں کا امام سنی اور صحیح العقیدہ اور صحیح القراۃ ہو اور فاسق معلن نہ ہو جا سکتے ہیں۔ ھکذا فی غنیۃ المستملی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ جمادی الاولی ۱۳۸۸ھ

اذان مسجد سے باہر ہو

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین اس مسئلہ میں کہ: دور حاضر میں عام طور پر اذان اندرون مسجد پڑھی جاتی ہے خصوصاً جن مساجد میں لاؤڈ اسپیکر ہیں۔ دیگر جمعہ کے دن اذان ثانی خطیب کے سامنے صحن مسجد میں پڑھی جاتی ہے اور تقریباً

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۹۵ فیصدی اس پر عمل ہے۔ برائے کرم ازروئے شرع شریف صحیح مسئلہ سے آگاہ فرما کر عنداللہ ماجور ہوں اور عندالناس مشکور ہوں۔ حافظ سراج الدین واحدی خطیب مسجد عثمانیہ، نائن کا پڑ حیدرآباد سندھ ۲۰ ستمبر ۱۹۷۰ء

۷۸۶ **الجواب:** اذان مئذنہ (اذان دینے کی جگہ جو خارج مسجد بنائی جاتی ہے) پر کہی جائے یا مسجد سے خارج۔ اور مسجد میں اذان نہ کہے۔ (عالمگیری) مسجد میں اذان کہنا مکروہ ہے (غایتہ البیان، فتح القدیر، طحطاوی علی مراقی الفلاح) یہ حکم اذان کے لیے ہے فقہ کی کسی کتاب میں کوئی اذان اس سے مستثنیٰ نہیں۔ اذان ثانی جمعہ بھی اسی میں داخل ہے۔ امام ابن الہمام نے یہ مسئلہ خاص باب جمعہ میں لکھا (بہار شریعت) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ رجب المرجب ۱۳۹۰ھ

اذان سے قبل یا بعد صلوٰۃ وسلام پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: اذان سے قبل یا بعد صلوٰۃ وسلام پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ اگر جائز ہے تو احادیث کی روشنی میں جواب تحریر فرما کر شکریہ کا موقع دیں اس مسئلہ پر کافی بحث ہوتی ہے کہ یہ صلوٰۃ وسلام کے الفاظ اذان کے مشابہ ہو جاتے ہیں لہٰذا اذان میں اور صلوٰۃ وسلام میں کیا فرق رہا۔ بعض مساجد میں یہ صلوٰۃ وسلام ہوتا ہے۔ جس پر کافی اعتراض ہوتا ہے۔ امید ہے کہ تسلی بخش جواب تحریر فرمایا جائے گا۔

زاہد اختر خانزادہ، ٹنڈو الہیار ضلع حیدرآباد سندھ نزد مدینہ مسجد

۷۸۷ **الجواب:** ا۔ حدیث شریف میں ہے کل امر ذی بال لا یبدأ فیه بحمد الله والصلوة علیّ فهو اقطع ابتر محوق من کل برکة۔ اس حدیث شریف کو حضرت مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محلی نے شرح وقایہ کے حاشیۂ دیباچہ میں نقل فرما کر، یہ ارشاد فرمایا کہ وفی سندہ ضعف لکن یعمل به فی الفضائل۔ حاصل اس حدیث شریف کا یہ ہے کہ ہر وہ کام جو دین و دنیا میں اہمیت رکھتا ہے اگر وہ حمد الٰہی اور درود شریف سے شروع نہ کیا جائے تو وہ ناقص و ناتمام اور برکت سے محروم رہتا ہے۔ اب اذان اگر شریعت میں اہمیت رکھتی ہے تو اس حدیث شریف کی رو سے اس سے پہلے درود شریف پڑھنا شرعاً مطلوب ہے۔ اب جو اس کا انکار کرتا ہے وہ ایسی چیز سے روکتا ہے جو مطلوب شرعی ہے۔ دوسری حدیث شریف میں ہے جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وارد کہ ما راٰہ المسلمون حسنا فهو عند الله حسن۔ یعنی جس کام کو مسلمان نیک سمجھیں وہ خدا کے نزدیک نیک ہے۔ اور ظاہر ہے کہ عوام وخواص مسلمین اذان سے قبل درود شریف کو بہ نیت تعظیم رسالت مآب ﷺ پڑھتے اور اسے نیک سمجھتے ہیں تو اس سے منع وانکار نہ کرے گا مگر وہ کہ خیر و بھلائی و تعظیم سے روکنے والا ہوگا اور یہ کام شیطان کا ہے۔ اب رہا یہ کہ کلمات درود، کلمات اذان سے مشتبہ ہو جاتے ہیں تو اولاً مسلمانوں کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ اذان کا آغاز اللہ اکبر سے ہوتا ہے تو اب اشتباہ کی گنجائش ہی نہیں۔ پھر بھی کلمات درود شریف پست آواز سے ادا کئے جائیں تو اس شائبہ کا پتہ ہی کٹ جاتا ہے۔ بالجملہ اذان سے پہلے درود شریف پڑھنا جائز و درست ہے جو اس سے منع کرتا ہے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وہ شریعت پر افتراء کرتا ہے یا جاہل محض ہے ورنہ تجاہل عارفانہ میں گرفتار۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ

۷۸۶ الجواب نمبر ۲۔ کسی شے کے جائز ہونے کو اتنا کافی ہے کہ شرع میں اس کی ممانعت نہ آئی۔ جس چیز کو اللہ و رسول جل و علا و ﷺ منع نہ فرمائیں اسے منع کرنا خود شارع و صاحب شریعت بننا اور نئی شریعت گڑھنا ہے اور جب کہ اذان و تکبیر سے پہلے یہ درود شریف بہ نیت تعظیم و محبت پڑھا جاتا ہے تو ضرور پسندیدہ و محبوب ہوگا کہ ہر مباح اچھی نیت سے مستحب و مستحسن ہو جاتا ہے کما فی بحر الرائق و رد المحتار وغیرہما۔ پھر افعال تعظیم و محبت میں ہمیشہ مسلمانوں کے لیے راہ احداث کشادہ ہے جتنے نئے طریقے ایجاد کئے جائیں جن سے ممانعت نہ ہو سب خوب و مستحسن ہیں۔ جس طرح چاہیں محبوبان خدا کی تعظیم بجالائیں جب تک کسی خاص صورت سے شرعاً ممانعت نہ ہو جیسے سجدہ۔ وہاں خاص حکم کا ثبوت مانگنے والا اللہ عزوجل کا مقابلہ کرتا ہے کہ مولی عزوجل نے مطلق، کسی قید و حد کے بغیر انبیاء و اولیاء علیہم افضل الصلوٰۃ والثناء کی تعظیم کا حکم فرمایا۔ والہذا ہمیشہ علمائے کرام وائمہ اعلام امور تعظیم و محبت میں ایجادوں کو پسند فرماتے اور انہیں ایجاد کنندہ کی منقبت میں گنتے آئے۔ امام محقق علی الاطلاق وغیرہ اکابر نے فرمایا کل ماکان ادخل الادب والا جلال کان حسنا۔ جو بات ادب و تعظیم میں جتنی زیادہ دخل رکھتی ہے خوب ہے۔ ان بلاد میں درود شریف وغیرہ امور خیر سے روکنا صرف بربنائے وہابیت ہے تو وہابیت ضرور مردود و ملعون ہے۔ سنی مسلمان اسے ہرگز ترک نہ کریں۔ ان امور سے ان کے انکار کا منشاء ہی وہی ہوتا ہے کہ ان کے سینے توہین سے پر اور تعظیم مصطفےٰ ﷺ ان کے دلوں پر شاق، ورنہ فحاشی و عریانی، قمار و شراب خوری اور تماش بینی کے خلاف مورچہ کیوں نہیں بناتے۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ

امام و مقتدی کب کھڑے ہوں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: امام اور مقتدیوں کو اقامت کے شروع میں کھڑا ہونا چاہیے یا حی علی الصلوٰۃ، حی علی الفلاح کے وقت کھڑے ہونا چاہیے۔ حدیث کی روشنی میں بادلائل جواب عنایت فرمائیں۔ محمد سلیم صادق آباد، ۱۹۸۰ء۔۹۔۱۶

۷۸۶ **الجواب:** کھڑے ہو کر تکبیر سننا مکروہ ہے یہاں تک کہ علماء فرماتے ہیں کہ جو شخص مسجد میں آیا اور تکبیر ہو رہی ہے وہ اس کے تمام تک کھڑا نہ رہے بلکہ بیٹھ جائے۔ یہاں تک کہ مکبر حی علی الفلاح تک پہنچے اس وقت کھڑا ہو۔ وقایہ میں ہے یقوم الامام والقوم عند حی علی الصلاۃ و یشرع عند قد قامت الصلوٰۃ۔ محیط و ہندیہ میں ہے یقوم الامام والقوم اذا قال المؤذن حی علی الفلاح عند علمائنا الثلثۃ هو الصحیح۔ جامع المضمرات و عالمگیریہ و رد المحتار میں ہے اذا دخل الرجل عند الاقامۃ یکرہ له الانتظار ولکن یقعد ثم یقوم اذا بلغ المؤذن قوله حی علی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الفلاح۔ اس طرح اور بہت سی کتب میں ہے۔ ان تمام عبارتوں کا خلاصہ یہ ہے مقتدی تکبیر بیٹھ کر سنیں بلکہ امام مسجد میں موجود ہے تو وہ بیٹھا رہے اور امام و مقتدی حی علی الفلاح پر کھڑے ہوں۔ اور اس میں راز مکبر کے اس قول کی مطابقت ہے کہ قد قامت الصلوۃ۔ ادھر اس نے حی علی الفلاح کہا کہ آؤ مراد پانے کو، جماعت کھڑی ہوئی۔ اس نے کہا قد قامت الصلوۃ جماعت قائم ہوگئی۔ اب جو اس کے خلاف کہتا ہے ایسی ہی مستند و مشہور علمائے متقدمین کی کتابوں اور فتوائے علماء کرام سے حوالہ دے۔ اور ہم کہے دیتے ہیں کہ ہرگز حوالہ نہ دے سکے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ / ذی قعد ۱۴۰۰ھ

ایک مسجد میں دو مرتبہ اذان کہنا کیسا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک مسجد ہے اس میں ایک وقت میں دو اذانیں دینا جائز ہے یا نہیں؟ جواب تحریر فرمائیں مہربانی ہوگی۔ مولوی محمد یحیٰ، فتح چوک کان روڈ سٹ ایریا

۷۸۶ الجواب: اگر وہ مسجد، شارع عام یا اسٹیشن یا سرائے، غرض ایسی جگہ ہے جس کے نمازی مقرر نہیں۔ وقت پر جو لوگ گزرے یا اترے یا آئے، وہ نماز پڑھ گئے، ایسی مسجد میں بالا جماع تکرار جماعت بھی جائز ہے اور اذان جدید و تکبیر جدید بھی بلکہ یہی شرعاً مطلوب ہے کہ نوبت بہ نوبت جو لوگ آئیں نئی اذان و اقامت سے جماعت کرتے جائیں اگرچہ ایک وقت میں دو یا زائد جماعتیں ہو جائیں، تو ہر جماعت کے لیے ہر بار اذان کہی جائے گی۔ اگر وہ مسجد، مسجد محلہ ہے کہ ایک محلہ خاص سے اختصاص رکھتی ہے مگر جماعت اولیٰ جس نے پڑھائی وہ فاسد العقیدہ، یا فاسق معلن، یا نرا جاہل، بے علم، نماز و طہارت کے مسائل سے غافل، تھا یا قرآن مجید ایسا غلط پڑھتا تھا جس سے معنی فاسد ہوں تو ان صورتوں میں کہ جماعت اولیٰ بطریق سنت ادا نہ ہوئی تو جماعت ثانیہ کی اجازت ہے اور اس کے لیے دوبارہ اذان کہی جائے تاکہ جماعت مسلمین بروجہ مسنون ادا ہو۔ ہاں اگر مسجد میں اہل محلہ نے اذان و اقامت بروجہ سنت کے ساتھ، امام سالم العقیدہ، متقی، مسائل دان، صحیح خواں کی اقتداء میں نماز ادا کر لی پھر باقی ماندہ لوگ آئے تو اس صورت میں، دوبارہ اذان کہنا ہمارے علماء کے نزدیک ممنوع و بدعت ہے، اگرچہ محراب سے ہٹ کر دوبارہ جماعت ہو سکتی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ بحوالہ درمختار و عالمگیریہ وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ ۲۰ / رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ

اذان سے پہلے صلوٰۃ وسلام

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب اہلسنت والجماعت دام اقبالہ

جناب عالی! گزارش اہل جماعتی، کثیر التعداد سنت و جماعت رحمانی مسجد یونٹ نمبر ۱۲ جناح کالونی حیدر آباد کی ہے کہ اکثریت اہلسنت و جماعت کی ہے اور سابق مؤذن اذان سے قبل صلوٰۃ وسلام ہمیشہ سے پڑھتا چلا آ رہا تھا وہ مؤذن فوت ہو گیا بعدہ طالبعلم مسجد مذکورہ کو چند لوگ ورغلا کر صلوٰۃ وسلام پڑھنے سے منع کرتے ہیں۔ جبکہ مسجد میں اکثریت اہلسنت و

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جماعت کی ہے براہ کرم صلوٰۃ وسلام کی بابت تصدیق فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

رفیق الدین، عبدالحمید، عاشق شکور، عبدالرزاق، عثمان، محمد ایوب

۷۸۶ **الجواب:** حدیث شریف میں ہے کل امر ذی بال لا یبدأ فیہ بحمد اللہ والصلوۃ علی فھو اقطع ابتر محوق من کل برکۃ۔ اس حدیث شریف کو حضرت مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محلی نے شرح وقایہ کے حاشیہ میں دیباچہ میں نقل فرما کر یہ ارشاد فرمایا کہ وفی سندہ ضعف لکن یعمل بہ فی الفضائل۔ حاصل اس حدیث شریف کا یہ ہے کہ ہر وہ کام جو دین و دنیا میں اہمیت رکھتا ہے اگر وہ حمد الٰہی اور درود شریف سے شروع نہ کیا جائے تو وہ ناقص و ناتمام اور برکت سے محروم رہتا ہے اب اذان اگر شریعت میں اہمیت رکھتی ہے تو اس حدیث شریف کی رو، سے اس سے پہلے درود شریف پڑھنا، شرعاً مطلوب ہے اب جو اس کا انکار کرتا ہے وہ ایسی چیز سے روکتا ہے جو مطلوب شرعی ہے۔ دوسری حدیث شریف میں ہے جو حضرت عبداللہ بن مسعود سے وارد کہ ماراہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن۔ یعنی جس کام کو مسلمان نیک سمجھیں وہ خدا کے نزدیک نیک ہے اور ظاہر ہے کہ عوام وخواص مسلمین اذان سے قبل درود شریف کو بہ نیت تعظیم رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھتے اور اسے نیک سمجھتے ہیں تو اس سے منع وانکار نہ کرے گا مگر وہ کہ خیر و بھلائی و تعظیم سے روکنے والا ہوگا اور یہ کام شیطان کا ہے۔ اب رہا یہ کہ کلمات درود کلمات اذان سے مشتبہ ہو جائیں گے تو اولاً مسلمانوں کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ اذان کا آغاز اللہ اکبر سے ہوتا ہے تو اب اشتباہ کی گنجائش ہی نہیں۔ پھر کلمات درود پست آواز سے ادا کیے جائیں تو اس شائبہ کا پتہ ہی کٹ جاتا ہے۔ بالجملہ اذان سے پہلے درود شریف پڑھنا جائز و درست ہے جو اس سے منع کرتا ہے وہ شریعت پر افتراء کرتا ہے یا جاہل محض ہے ورنہ تجاہل عارفانہ میں گرفتار۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸/۱۲/۱۹۸۳ء

عصر اور عشاء کی سنّت اور نفل کا حکم

سوال: قبلہ محترم مفتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج شریف بحمد اللہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہوں گے جناب والا کے حضور درج ذیل سوالات پیش کر رہا ہوں قرآن و سنت کی روشنی میں جوابات سے آگاہ فرمائیں بڑی کرم نوازی ہوگی۔

۱۔ کیا نماز عصر کی سنت اور عشاء کی چار سنتیں اور چار نفل پڑھنے کا ثواب اور نہ پڑھنے پر کوئی پکڑ نہیں؟ یہ رعایت ہر خاص و عام کے لیے ہے یا صرف ان حضرات کے لیے جو پابندی سے پانچ وقت کی نمازیں ادا کرتے ہیں؟

۲۔ اقامت بیٹھ کر سننا اور حی علی الصلوۃ پر نماز کے لیے کھڑا ہونا کیا حدیث شریف میں ہے اور اقامت شروع سے کھڑے ہو کر سننا کیا مکروہ قرار دیا گیا ہے تو کیا نماز میں خلل واقع نہیں ہوتا اور وہ نماز جس کی اقامت مکروہ قرار دی جائے وہ نماز قبول ہونے کا درجہ رکھتی ہے یا نہیں؟

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۳۔ لوگ موجودہ دور میں جھوٹ اور بات بات میں ایک دوسرے کے ساتھ مکر وفریب کر رہے ہیں اور روپیہ کمانے میں کسی برے سے برا کام کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔ اور ایسے شخص کو قرآن اور حدیث کی بات بتائی جاتی ہے تو وہ نعوذ باللہ اس کے نزدیک ایک ناول ہے اور اس کی زیادہ اہمیت نہیں ہے۔ اور اپنی عادت پر بدستور قائم ہے۔ اس کی حیثیت اللہ کے نزدیک کیا ہے؟ فقط والسلام دعاؤں کا طالب شاہ خلیل حسنین زبیری

۷۸۶ الجواب: نفل و مستحب کی بجا آوری پر ثواب کا ملنا اور ان کے نہ کرنے پر کوئی گرفت اور اخروی مواخذہ نہ ہونا انشاء اللہ امت کے ہر فرد مسلم کیلئے ہے۔ کسی کی اس میں کوئی تخصیص نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ اذان اور پھر نماز قائم ہونے پر اقامت جسے تکبیر کہتے ہیں نہ نماز کے ارکان و فرائض میں ہے اور نہ شرائط میں۔ یوہیں بیٹھ کر سننا فرض ہے نہ واجب ولازم کہ اس کے ترک پر گناہ لازم آئے۔ البتہ عالمگیریہ وغیرہ میں کھڑے ہو کر تکبیر سننے کو مکروہ قرار دیا یعنی مکروہ تنزیہی یعنی اس کا کرنا شرع کو پسند نہیں مگر نہ اس حد تک کہ اس پر وعید فرمائے۔ ولہذا اگر خود نماز میں ایسے مکروہ کا وجود پایا جائے تو نماز میں کوئی ایسی خرابی نہ پیدا ہوگی جس کے باعث نماز نہ ہونے یا اس کے دوبارہ پڑھنے کا حکم دیا جائے۔ یہ حکم مکروہ تحریمی کے لیے ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ کسی حکم شرعی کا بجانہ لانا اور بات ہے اور اس کا انکار یا اس کی توہین واہانت اور بات۔ لہذا اگر اس کا قصد کسی حکم شرعی کا تمسخر اڑانا نہیں اور نہ اس کے حرکات و سکنات سے توہین کا پہلو نکلتا ہے تو اس کا معاملہ خدا و رسول پر چھوڑیں۔ آپ یا ہم ایسوں کا کیا بگاڑ سکتے ہیں۔ مولائے کریم ہمیں راہ راست پر قائم و دائم رکھے اور خاتمہ بالخیر فرمائے۔ آمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ / ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ

اقامت کس جگہ پڑھی جائے؟

سوال: گرامی قدر جناب مفتی محمد خلیل خان صاحب برکاتی السلام علیکم ورحمتہ اللہ

مزاج اقدس، ذیل میں مسئلہ ارسال خدمت کر رہا ہوں براہ مہربانی پہلی فرصت میں جواب سے مستفیض فرمائیں۔ آپ نے جو "سنی بہشتی زیور" تحریر فرمایا ہے اس کی قیمت رعایتی اور ڈاک خرچ واپسی ڈاک ضرور تحریر کریں اس کے علاوہ اگر آپ کی کوئی تصنیف ہو اس کا نام بمعہ قیمت تحریر فرمائیں۔ والسلام

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین اس مسئلہ میں کہ: تکبیر برائے جماعت مسجد میں کس جگہ ہونی چاہیے براہ مہربانی جواب مع حوالہ اور عبارت تحریر فرمائیں۔ بہشتی زیور اشرفعلی تھانوی میں صرف اتنا تحریر ہے کہ مکبر جہاں تکبیر شروع کرے وہیں ختم کرے۔ جس کے نتیجے میں یہ دیکھا گیا کہ تکبیر کبھی تو پہلی صف کے شروع میں (بائیں جانب) امام سے تقریباً پانچ چھ فٹ کے فاصلے پر اور کبھی صف کے آخر میں (دائیں جانب) چار پانچ فٹ کے فاصلے پر اور کبھی دوسری صف میں جہاں مکبر کا دل چاہا تکبیر کہدی کیا ایسا کرنا درست ہے اور تکبیر صحیح ہوگی یا نہیں یا تکبیر امام کے عین پیچھے صف اول میں ہونی چاہیے۔ تفصیل سے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تحریر فرمائیں۔ صوفی مشتاق احمد قادری یوسفی، تحصیلدار پٹولا اسکول پشین بلوچستان

۷۸۶ الجواب: اقامت کی نسبت تعیین جہت کہ دائیں جانب ہو یا بائیں۔ پہلی صف میں ہو یا دوسری میں، امام کے مقابل ہو یا ہٹ کر، فقیر کی نظر سے نہ گذری۔ بلکہ ہمارے ائمہ تصریح فرماتے ہیں کہ افضل یہ ہے کہ امام خود اذان و اقامت کہے۔ (در مختار وغیرہ) ہاں اس قدر کہہ سکتے ہیں کہ امام کے محاذاۃ میں، پھر جانب راست مناسب تر ہے۔ (فتاوی رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶/ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ

حی علی الصلوٰۃ میں ت کو پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ۱۔ زید اذان دیتا ہے حی علی الصلوٰۃ کی ادائیگی میں بغیر ''ۃ'' کی آواز نکالے یعنی حی علی الصلو کہتا ہے برخلاف اقامت کہتے وقت پوری شدت کے ساتھ ''ۃ'' کی آواز نکالتا ہے اس طرح حی علی الصلات اور قد قامت الصلات۔ تشریح فرمائیں شریعت مطہرہ کی روشنی میں کہ یہ عمل جائز ہے۔ جبکہ اذان اور اقامت دونوں میں یہ کلمات ہیں (اقامت میں صرف قد قامت الصلوٰۃ کا اضافہ ہے)

۲۔ مذکورہ زید بوقت اقامت نہایت عجلت کے ساتھ تکبیر کہتا ہے آیا تکبیر کہنے میں عجلت کرنی چاہیے یا ٹھہر ٹھہر کر کہ نمازی بہ اطمینان صفیں درست کرلیں۔ مذکورہ سوالات کے جوابات ارسال فرما کر بے چینی اور انتشار کا ازالہ فرمائیں۔

امجد علی معرفت عبدالحفیظ کرانہ مرچنٹ، لیاقت روڈ، کوٹری، سندھ

۷۸۶ الجواب: (۱) اذان و اقامت کے کلمات میں جزم یعنی آخر میں وقف، یعنی اسے ساکن بغیر کسی حرکت پڑھنا شرعاً مطلوب اور زمانۂ اقدس سے مسلمانوں میں معمول ہے۔ اس کے خلاف کرنا، سنت متوارثہ کو چھوڑنا ہے۔ اسی لیے اللہ اکبر سکون سے پڑھتے ہیں۔ حرکت نہیں دیتے۔ اور گول ''ۃ'' حالت وقف میں ''ہ'' پڑھی جاتی ہے۔ لہٰذا ''ہ'' ہی پڑھنا چاہیے ''ۃ'' پڑھنا غلط ہے۔ (نور الایضاح وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) اذان میں ہر کلمہ کے بعد جو سکتہ کیا جاتا ہے وہ اقامت میں نہیں یعنی اقامت کے کلمات جلد جلد کہے جائیں مگر نہ ایسے کہ حروف کٹ جائیں اور صاف سننے میں نہ آئیں۔ (در مختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰/ ذی قعدہ ۱۴۰۱ھ

وقت سے پہلے اذان

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ہماری مسجد میں عام طور پر لوگ اذان جمعہ نقشہ میں دیئے گئے وقت سے پانچ منٹ قبل پڑھ دیتے ہیں اور ایک بجے نماز جمعہ کھڑی ہو جاتی ہے اس صورت میں پڑھی گئی اذان سے جمعہ درست ہوا یا نہیں اور یہ اذان ہوئی یا نہیں نیز اب تک جو جمعے پڑھے گئے ہیں ان کا کیا حکم ہے؟ یاد رہے کہ آٹھ ماہ سے بارہ بج کر پینتیس منٹ پر اذان ہوتی رہی ہے۔ اتنے عرصے کی اس اذان اور نمازوں کا حکم شرعی کیا ہے؟ قاری محمد سراج، عثمانی مسجد ۸۱/۱/ ۱۹۶۶ء

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ الجواب: اذان عرفِ شرع میں، الفاظ مقررہ کے ذریعہ اس بات کا اعلان ہے کہ نماز کا وقت ہو چکا تو وقت سے پہلے ہی اذان کہہ دینا، مسلمانوں کو دھوکہ دینا ہے اور بعض اوقات یہ عام مسلمانوں کے لیے گناہ کا باعث بھی ہو سکتا ہے مثلاً جو شخص پہلے سے باوضو ہے وہ اذان سن کر نماز شروع کر دے تو خواہ مخواہ گناہگار ہوگا کہ اس وقت کی نماز کا یا نفل کا وقت شروع ہی نہ ہوا۔ اور خاص کر نماز ظہر و جمعہ میں، کہ ضحوۂ کبریٰ کے وقت سجدۂ تلاوت بھی حرام ہے نہ کہ نماز۔ بہر حال اب تک جو ہو چکا اس سے توبہ کریں اور آئندہ صحیح وقت پر اذان کہیں۔ بلکہ کمال احتیاط یہ ہے کہ نقشہ میں دیئے ہوئے اوقات کے پانچ منٹ بعد اذان کہی جائے۔ جو نمازیں اس اذان سے پڑھی گئیں وہ بلا اذان ہوئیں اور اس کا وبال نہ صرف محلّہ پر، بلکہ جان بوجھ کر خاموشی اختیار کرنے والوں پر ہے۔ البتہ ان نمازوں کا اعادہ نہیں۔ مسئلہ شرعی یہی ہے کہ وقت ہونے کے بعد اذان کہی جائے قبل از وقت کہی گئی یا وقت ہونے سے پہلے شروع ہوئی اور اثنائے اذان میں وقت آ گیا تو اعادہ کیا جائے۔ (درمختار وغیرہ)

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ر ربیع الاول ۱۴۰۰ھ

قرآن خوانی کی اجرت لینا۔ تراویح کے امام کی عمر۔ نابالغ بچوں کی قرآن خوانی

سوال: عالی جناب مفتی محمد خلیل خان صاحب السلام علیکم

بعد سلام کے عرض خدمت یہ ہے چند سوالات ارسال کر رہا ہوں ان کا جواب قرآن و سنت کے مطابق دیا جائے۔

۱۔ کچھ لوگ دوکانوں پر قرآن شریف پڑھنے کے لیے ماہانہ طے کرتے اور قرآن خوانی کے لیے پیسے مقرر کرتے ہیں جب قرآن شریف ختم کرتے ہیں۔ آیت کریمہ کے لیے چار سو یا پانچ سو روپے مقرر کرتے ہیں جب آیت کریمہ کا ختم کرتے ہیں۔ شبینہ کے لیے رمضان شریف میں ایک پارہ دس روپے یا پندرہ روپے کے حساب سے لیتے ہیں جب شبینہ میں شرکت کرتے ہیں۔

۲۔ اذان کے اول اور آخر سلام پڑھا جاتا ہے کیا یہ درست ہے۔ نماز پڑھنے کے دوران تلاوت قرآن شریف کے دوران صلوٰۃ و سلام شروع کر دیتے ہیں کیا ہم اس وقت نماز اور تلاوت موقوف کر دیں؟

۳۔ رمضان شریف میں تراویح پڑھانے والے بچے کی عمر کتنی ہونی چاہیے حافظ بچے کی؟

۴۔ ہمارے مدرسہ میں ختم قرآن شریف، ختم درود شریف، ختم آیت کریمہ ہوتا ہے بغیر کسی معاوضہ اور بغیر کسی شرط کے تبرک بھی ختم کرانے والے کی مرضی پر ہوتا ہے اگر وہ چاہے تو تبرک تقسیم ہوتا ہے ہمارے مولوی صاحب تعلیم دینے کی کوئی فیس یا اور کسی صورت میں معاوضہ نہیں لیتے ہیں آیت کریمہ کے لیے چند لوگوں نے کہا ہے کہ بچوں سے اس کا ختم نہیں کرایا جائے اس سے بچوں کو نقصان ہوتا ہے بچوں کی عمر دس سے پندرہ سال تک ہوتی ہے۔ کیا یہ بات صحیح ہے؟

عبد الغنی، سیکریٹری مدرسہ حنفیہ تعلیم القرآن اہلسنت و جماعت، للوانی گلی شاہی بازار حیدر آباد ۸.۲۹،۱۹۸۲ء

۷۸۶ الجواب: دوکان مکان اور قبرستان میں تلاوت قرآن پر اجرت طے کرنا اور اسے وصول کر کے اپنے تصرف میں لانا، یونہی ختم قرآن، یا ختم آیہ کریمہ و کلمۂ طیبہ اور ختم قادریہ و ختم خواجگان کے لیے اجارہ کرنا ضرور حرام و ناجائز ہے۔ بلکہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طے کرلینا ہی نہیں اگر عادت ورواج کے مطابق ان لوگوں کو معلوم ہے کہ پڑھنے پر کچھ نہ کچھ ضرور ملے گا۔اور پڑھوانے والوں کو معلوم ہے کہ اسے کچھ نہ کچھ دینا ہوگا، تب بھی یہ اجرت میں داخل ہے۔دینے والا اور لینے والا دونوں گناہگار ہیں۔فان المعروف کالمشروط۔ہاں اس کے جواز کی دوصورتیں ہیں۔صراحتاً عادت ورواج کی نفی کردیں تو مشروط نہیں رہے گا۔ مثلاً پڑھنے والے سے صاف کہہ دیا جائے کہ دیا کچھ نہ جائے گا۔یا وہ صاف صاف کہہ دیں کہ میں لونگا کچھ نہیں۔پھر جو چاہیں دیدیں وہ اجرت میں داخل نہ ہوگا لان الصریح یفوق الدلالة کما فی الخانیة وغیرھا اور دوسری صورت یہ ہے کہ پڑھنے والے کو وقت مقررہ کے لیے نوکر رکھ لیں کہ جومناسب کام چاہیں گے لینگے اور تنخواہ واجرت یہ دیں گے۔پھر ان سے یہ کام لیا جائے اب یہ اجرت بلاشبہ جائز ہے کہ اس کے وقت کے مقابل ہے نہ کہ تلاوت قرآن، وختم آیہ کریمہ وغیرہ کے۔خلاصہ کلام یہ ہے کہ ان امور کو خالصاً لوجہ اللہ انجام دے اور اجر اخروی کا مستحق بنے تو اس سے بہتر کیا بات ہے۔(فتاوی رضویہ ودرمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔اذان کے بعد تو درود شریف پڑھا ہی جاتا ہے۔اذان سے قبل بھی جائز ہے کہ یہ ایک عبادت ہے جس کو کسی وقت سے مقید نہیں کیا گیا کہ فلاں وقت پڑھو فلاں وقت نہ پڑھو۔تو جب بھی پڑھا جائے گا حکم قرآنی کی تعمیل ہوگی۔جبتک شریعت ہی سے کوئی ممانعت وارد نہ ہو۔واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔صلوٰۃ وسلام پڑھنے والے اس کا خیال رکھیں کہ کسی کی عبادت میں خلل واقع نہ ہو اور قرآن کریم ونماز پڑھنے والوں کو معلوم ہے کہ یہاں فلاں وقت صلوٰۃ وسلام ہوگا تو مسجد کے کسی گوشہ میں جاکر نماز وغیرہ پڑھ لیں۔اس کار خیر پر اعتراض نہ کریں کہ وہ بھی باعث برکت ہے۔اور اس کے طفیل رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔امامت خواہ فرض نماز کی ہو یا تراویح کی، امام کا عاقل وبالغ ہونا ضروری ہے اور لڑکا جب پندرہ سال کا کامل ہوجائے تو وہ شرعاً بالغ ہے۔ہاں اس عمر سے قبل ہی وہ اپنا بالغ ہونا ظاہر کرے مثلاً چودہ سال کی عمر میں کہے کہ میں بالغ ہوں تو اس کی بات مانی جائے گی۔اب اگر وہ امامت کا اہل ہو کہ کم از کم نماز کے فرائض وواجبات اور مفسدات ومکروہات سے واقف ہو تو اسے تراویح بلکہ فرض نماز میں بھی امام بنایا جاسکتا ہے۔(درمختار وغیرہ)

۵۔سمجھدار نابالغ بچے کہ ختم قرآن وغیرہ میں شرکت کریں اور کسی معاوضہ وغیرہ کے لالچ میں نہ پڑھیں تو بے شک ان کا پڑھنا معتبر ہے۔ہاں محض ناواقف بچے جو آداب تلاوت وقرات وختم سے واقف نہیں انہیں اس میں شریک نہ کریں۔ممکن کہ کوئی بے ادبی ان سے سرزد ہوجائے اور نقصان اٹھائیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲؍ شوال المکرم ۱۴۰۰ھ

وقت سے پہلے اذان، اذان نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ:ایک مسجد میں جہاں باقاعدہ نماز پنجگانہ ادا کی جاتی ہے جیسے آج کل نماز

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عصر کا وقت چار بجکر گیارہ یا بارہ منٹ پر اور عشاء کا وقت سات بجکر ۱۴ یا ۱۵ منٹ پر شروع ہوتا ہے لیکن اس مسجد میں عصر کی اذان چار بجکر دس منٹ اور عشاء کی اذان سات بجکر دس منٹ پر دی جاتی ہے۔ میں نے یہ مسئلہ دیکھا تھا کہ اذان وقت سے پہلے شروع کی گئی یا وقت سے پہلے ہوگئی۔ تو دوبارہ دی جائے۔ ایک مولانا سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ بغیر اذان کے نماز نہیں ہوتی۔ تو معلوم یہ کرنا ہے کہ اس اذان سے نماز ہو جائے گی یا نہیں۔ وہاں کے امام صاحب سے کہا گیا تو انہوں نے کہا کہ دو چار منٹ سے کوئی فرق نہیں ہوتا۔ (براہ کرم مسئلہ کا جواب جلد سے جلد عنایت فرمائیں) بینوا توجروا

محمد خلیل احمد خان، لطیف آباد نمبر ۱۲ حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: اذان عرف شرع میں اس بات کا اعلان ہے کہ نماز کا وقت ہو چکا۔ مسلمان نماز کی تیاریاں کریں۔ اس اعلان کے لیے الفاظ مقرر ہیں۔ اور جب اذان، نماز کا وقت ہو جانے کا اعلان ہے تو حکم شرعی ہے کہ وقت ہونے کے بعد اذان کہی جائے۔ قبل از وقت کہی گئی یا وقت شروع ہونے سے پہلے شروع ہوئی اور اثنائے اذان میں وقت آ گیا تو دونوں صورتوں میں از سر نو اذان کہی جائے (درمختار وغیرہ عامہ کتب) لہٰذا جو اذان وقت سے پہلے ہوئی وہ اذان نہ ہوئی بلکہ مسلمانوں کو مغالطہ دینا ہوا۔ اور اس اذان سے جو نماز پڑھی گئی وہ خلاف سنت ادا ہوئی۔ مگر جماعت اولیٰ نہ کہلائے گی اور اہل محلہ پر ترک سنت کا وبال الگ رہا۔ اور جن صاحب نے یہ کہا کہ دو چار منٹ سے کوئی فرق نہیں پڑتا انہوں نے شریعت گڑھی ورنہ حوالہ دیں کہ کس نے لکھا اور کہاں لکھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم ربیع الاول ۱۴۰۰ھ

اذان غلط ہو جائے تو کیا حکم ہے؟ مسجد کی اذان گھر میں جماعت کو کافی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں

۱۔ اگر ایک دفعہ اذان غلط دی گئی اور اس کو اگر دوبارہ نہ لوٹایا جائے اور اس اذان کے ساتھ نماز پڑھ لی جائے تو نماز ہوگی یا نہیں؟

۲۔ جو شخص اکیلا گھر میں یا جنگل میں بغیر اذان اور اقامت کے نماز پڑھے تو اس کی نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

۳۔ اگر کسی مسجد یا کسی مقام پر بغیر اذان اور اقامت کے نماز پڑھ لی جائے۔ جماعت کی تو ہوگی یا نہیں؟

محمد سلیم آرائیں، ٹنڈو الہیار سندھ

۷۸۶ الجواب: اتفاقاً ایسا ہو جائے تو نماز پر اس کا کوئی اثر نہ ہوگا۔ پڑھ لی گئی تو نماز ہو جائے گی۔ اور اگر مؤذن غلط اذان کہنے کا عادی ہے یا تو وہ اذان کے کلمات، موسیقی کے قواعد پر ادا کرتا ہے جیسا کہ آج کل عموماً حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح میں اتار چڑھاؤ کے ساتھ اذان ہونے لگی ہے تو یہ بے شک حرام ہے۔ اسے معزول کریں یا اسے مجبور کریں کہ اذان صحیح طور پر کہے۔ (درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۲۔ گھر پر نماز پڑھنے والے کے لیے مسجد کی اذان کافی ہے اور کہہ لینا مستحب ہے (ردالمحتار) اور اگر آدمی بیرون شہر و قریہ، باغ یا کھیتی وغیرہ میں ہے اور وہ جگہ قریب ہے تو بھی گاؤں یا شہر کی اذان کفایت کرتی ہے پھر بھی اذان کہہ لینا مستحب ہے۔ اور جو قریب نہ ہو تو کافی نہیں۔ قریب کی حد یہ ہے کہ یہاں کی اذان کی آواز وہاں تک پہنچتی ہو۔ (عالمگیری) واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ مسجد میں بلا اذان واقامت جماعت (سے نماز) پڑھنا مکروہ ہے (عالمگیری) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ صفر المظفر ۱۴۰۰ھ

اذان پڑھنے والے کو ہٹا کر خود اذان پڑھنا۔ اذان واقامت میں وقفہ کتنا ہو؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مسائل ذیل میں

۱۔ ایک آدمی مخصوص جو کہ اذان دے رہا ہے اور دوسرا آدمی پیچھے سے اس کو ہٹادے اور خود اذان دینے کے لیے کھڑا ہو جائے تو وہ عالم یا فاسق ہی کیوں نہ ہو اس کی اذان ہو جائے گی؟

۲۔ تکبیر کہنے سے پہلے مؤذن کو کسی اشارے کی ضرورت ہے چاہے وہ عالم ہو یا مسجد کی کمیٹی کا صدر کہ اب ٹائم ہو گیا ہے کھڑا ہو جا؟

۳۔ اذان سے پہلے یا بعد اگر ہم درود شریف پڑھیں جو کہ نماز میں پڑھا جاتا ہے تو اس میں کوئی حرج تو نہیں ہے؟

۴۔ اذان سے پہلے درود وسلام پڑھنے کے ایک منٹ بعد یا آدھا منٹ بعد رک جائے تو اس میں کوئی حرج تو نہیں کہیں یہ اذان کا ایک جز تو نہیں ہے۔ سنا ہے اس کے نہ پڑھنے سے اذان ادھوری ہو جاتی ہے مکمل نہیں ہوتی ہے؟

۵۔ نماز سے پہلے اذان کتنی دیر پہلے دینی چاہیے کوئی سی اذان ہو اس کی حد اور مقدار بتائیے۔ مثلاً صبح کی اذان ہے نماز سے کچھ دیر پہلے دی تھی یعنی کہ دس پندرہ منٹ پہلے تو کیا اذان ہو جائے گی؟

محمد طیب سیال قادری مدینہ مسجد، پرانا مچھلی ہٹ شاہی بازار حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** اگر اذان دینے والا اذان کا اہل ہے تو اسے اذان سے روک کر خود اس کی جگہ اذان دینے کو کھڑا ہونا خوانخواہ فتنہ و فساد کا دروازہ کھولنا ہے اور اپنے مسلمان بھائی کو اذیت پہنچانا بھی۔ مگر اذان ہو جائے گی۔ اور اگر یہ دوسرا فاسق معلن ہو مثلاً داڑھی منڈاتا یا حد شرع سے کم رکھتا اور کترواتا ہے تو اس کی اذان کو شرع نے معتبر نہ مانا۔ اس کی اذان کا اعادہ کیا جائے گا۔ یعنی دوبارہ کوئی ایسا آدمی اذان کہے جو فاسق معلن نہ ہو۔ بلکہ صالح پرہیزگار ہو۔ (درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ مؤذن اگر کسی اور جائز کام میں مصروف ہو تو اسے تکبیر کہنے کے لیے زبانی بھی کہا جا سکتا ہے اور اشارہ بھی کیا جا سکتا ہے۔ یہ تو کوئی ایسا مسئلہ نہیں کہ اس پر بحث کا دروازہ کھولا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ اذان سے قبل درود شریف پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ مگر درود و اذان میں فاصلہ رکھیں یا درود پست آواز سے پڑھیں۔ اس سے ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ وہابیہ کو خوانخواہ اعتراض کا موقع ہاتھ نہ آئے گا۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ شرع میں اس کی کوئی ممانعت نہ آئی۔ اور جب شرع منع نہیں کرتی اور مسلمان اسے کار ثواب سمجھ کر کرتے ہیں تو دوسرے کو منع کرنے کا کیا حق ہے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ یہ کہنا محض بیجا ہے کہ درود شریف کے بغیر اذان ادھوری رہ جاتی ہے۔ شرعاً اتنا ہی کافی ہے کہ شریعت اس سے منع نہیں کرتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۵۔ اذان و اقامت کے درمیان وقفہ کرنا یعنی اتنی دیر تک ٹھہرنا کہ جو لوگ پابند جماعت ہیں وہ ضروریات سے فارغ ہو کر آجائیں سنت ہے اور اذان کہتے ہی اقامت کہہ دینا مکروہ۔ مغرب کے علاوہ، دس پندرہ منٹ کا وقفہ کافی ہے۔ فجر میں اس سے زیادہ وقفہ پر عمل ہے اور یہ صحیح ہے۔ مگر مغرب میں یہ وقفہ تین چھوٹی آیتوں یا ایک بڑی کے برابر ہو۔ البتہ وقت سے پہلے اذان کہہ دی تو یہ معتبر نہیں وقت ہو جانے پر دوبارہ کہی جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

اذان میں سہو ہو تو کیا حکم ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسئلہ کے متعلق کہ: اذان میں اگر ابتدائی چار مرتبہ الله اکبر کہنے کے بجائے سہواً دو مرتبہ کہا جائے یا اشھد ان لا اله الا الله صرف ایک مرتبہ کہا جائے اسی طرح حی علی الصلوۃ و حی علی الفلاح ایک ایک مرتبہ کہا جائے تو اذان کا اعادہ لازم ہوگا یا نہیں۔ اور اشھد ان محمداً رسول الله ایک مرتبہ بھی نہ کہا تو اذان کا اعادہ لازم ہے یا نہیں؟ رضا محمد عباسی، امام مصری شاہ مسجد، ٹنڈو طیب حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** اذان عرف شرع میں ایک خاص قسم کا اعلان ہے۔ جس کے الفاظ مقرر ہیں اور بعض مکرر۔ تو جب اس طریق مسلمین اور طریقہ معہودہ و معروفہ بین المسلمین کے خلاف الفاظ ادا کیے جائیں گے انہیں اذان نہ کہا جائے گا اور اذان کہ جماعت مستحبہ کے لیے سنت موکدہ قریب بواجب ہے ادا نہ ہوگی۔ خصوصاً جب کہ بعض کلمات اذان کو سرے سے ترک کر دیا جائے۔ شرعاً ایسی ہر اذان کے اعادہ کا حکم دیا جائے گا۔ تاکہ مسلمانوں میں انتشار و افتراق برپا نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

رمضان میں اذان وقت سے پہلے۔ سفر میں سنت نہ چھوڑے۔ نوچندی جمعرات۔ پرانی مسجد کا سامان۔ سیّدہ کا نکاح غیر سیّد سے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین درج ذیل مسائل کے متعلق کہ:

۱۔ رمضان شریف کے مہینے میں اذان ٹائم سے پندرہ منٹ یا بیس منٹ پہلے دینا درست ہے؟

۲۔ سفر میں جو نماز قصر کر کے پڑھنے کا حکم ہے اس میں سنت بھی قصر کرنی چاہیے یا نہیں؟

۳۔ سفر کی حالت میں گورنمنٹ ملازم چھٹی لے کر گھر جاتا ہے وہاں پر نماز قصر کر کے پڑھنی چاہیے یا پوری؟

۴۔ نوچندی منانا ہم مسلمانوں کو کہاں تک درست ہے؟

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۵۔اگر پرانی مسجد کو شہید کر کے نئے سرے سے تعمیر کرایا جائے تو پرانا سامان فروخت کر کے اسی مسجد میں وہ روپیہ لگا سکتے ہیں کہ نہیں یا اس سامان کو کیا کرنا چاہیے؟

۶۔سید بخاری اپنی لڑکی کا رشتہ کسی دوسری مسلمان قوم کو دے سکتا ہے کہ نہیں اگر اس کی قوم برادری نہ ہو؟

عبدالحمید، بنگالی کالونی مدینہ مسجد حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** اذان، شریعت میں نام ہے، مخصوص الفاظ سے اس اعلان کا، کہ نماز کا وقت شروع ہو گیا ہے۔تو جواذان وقت سے پہلے دی گئی وہ اذان نہیں۔رمضان میں ہو یا رمضان کے علاوہ۔واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔قصر، مسافر کے لیے صرف چار رکعتی فرض میں ہے۔سنتیں پوری پڑھے اور نہ پڑھ پائے تو چھوڑ دے۔واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔مسافر اپنے وطن میں آتے ہی مقیم ہو جاتا ہے اگرچہ نیت نہ کرے۔تو وہ قصر نہیں بلکہ پوری نماز پڑھے گا۔

۴۔نوچندی جمعرات کا منانا، شریعت میں کوئی خصوصی حکم نہیں رکھتا۔نیاز، درود، فاتحہ، بیان، تقریر، وعظ، میلاد، ہر تاریخ میں ہر ماہ میں ہر شب و روز میں ہو سکتا ہے۔نوچندی جمعرات میں بھی۔اور منانے کا مطلب کچھ اور ہے تو فقیر کے علم میں نہیں۔سائل بیان کرے اور جواب لے۔ البتہ عاملین کے یہاں اس کی اہمیت اور راتوں پر زیادہ ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

۵۔پرانی مسجد کو دوبارہ تعمیر کیا جائے تو اس کا پرانا سامان مثلاً اینٹیں لکڑیاں تختے وغیرہ کہ اب اس عمارت مسجد کے کام نہیں آ سکتے اور دوسرے وقت حاجت کے لیے اٹھا رکھتے ہیں کہ بعد میں کام آ جائیں گے ان کے ضائع ہونے کا خوف ہو تو ان دونوں شرطوں سے ان کو فروخت کر دینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔اب جو قیمت اس کی وصول ہو وہ محفوظ رکھی جائے تا کہ عمارت ہی کے کام میں لا سکیں۔کسی اور کام میں مثلاً امام و مؤذن کی تنخواہ میں یہ رقم صرف نہ کریں۔واللہ تعالیٰ اعلم

۶۔باپ دادا کو یہ اختیار ہے کہ وہ اپنی نابالغ لڑکی کا نکاح اپنی برادری سے باہر غیر کفو میں کر دے۔لیکن باپ دادا کے علاوہ کسی اور کو اس کی اجازت نہیں۔یونہی اگر لڑکی بالغ ہو تو اس کی اجازت کے بغیر باپ دادا بھی اس پر جبر نہیں کر سکتے۔اگرچہ اپنی برادری میں کسی مرد سے اس کا نکاح کرتے ہوں۔لڑکی کی اجازت ضروری ہے۔ورنہ نکاح نہ ہوگا۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲؍ محرم الحرام سن ۱۴۰۰ھ

اذان سے قبل صلوٰۃ وسلام

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان اسلام کہ: عام طور پر یہاں مؤذن حضرات اذان سے قبل لاؤڈ اسپیکر پر صلوٰۃ و سلام پڑھتے ہیں۔زید کہتا ہے کہ اگر مؤذن صلوۃ وسلام پڑھنا چاہتا ہے تو آہستہ سے پڑھ لے بہ آواز بلند نہ پڑھے اور اذان کے ساتھ اس کو نہ ملائے۔بعد اذان کچھ دیر قبل از جماعت پڑھ لے تو بہتر ہے۔اور مرکز اہلسنت بریلی شریف میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے وقت سے آپ کے ہر دو شاہزادگان وجانشینان رحمۃ اللہ علیہما کے زمانے تک کسی اذان کے ساتھ صلوٰۃ وسلام نہیں پڑھا گیا۔تو یہ مسلک اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے خلاف بھی ہے۔زید کا یہ قول کہاں تک عندالشرع صحیح ہے۔بینوا، توجروا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حافظ نصیب اللہ، امام مسجد سدرہ لطیف آباد نمبر ۱۲ حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** زید کی یہ بات درست ہے کہ اذان واقامت سے قبل درود شریف یا تو پست آواز سے پڑھے یا دونوں میں فاصلہ رکھے تاکہ دونوں میں امتیاز رہے۔ اور عوام الناس کو درود شریف اذان واقامت کا جزو نہ معلوم ہو۔ (کمافی فتاوی الرضویہ فی باب الاقامۃ) البتہ کسی مقام پر اس پر عمل نہ ہونا اور بات ہے اور مسلک علماء کے خلاف ہونا اور بات ہے تو ایک کو دوسرے میں خلط ملط کرنا درست نہیں ورنہ حرج عظیم پیدا ہوگا۔ وھو مدفوع واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

حی علی الصلوٰۃ پر کھڑا ہونا

سوال: بحضور جناب مولانا مفتی محمد خلیل خان صاحب السلام علیکم

بعد آداب گذارش احوال یہ ہے کہ آج کل یہ رواج عام پڑ گیا ہے کہ کسی مسجد میں تو تکبیر شروع ہوتے ہی کھڑے ہو جاتے ہیں اور بعض جگہ امام اور مقتدی سب بیٹھے رہتے ہیں حی علی الصلوۃ پر کھڑے ہوتے ہیں۔ آپ ہم کو قرآن یا حدیث کی روشنی میں یہ بتائیں کہ کونسا عمل درست ہے۔ مہربانی آپ کی دعاؤں کا طالب حبیب خان، دولت پور

۷۸۶ **الجواب:** اقامت شروع ہونے پر جو لوگ حی علی الصلوۃ پر کھڑے ہوتے ہیں وہ حق پر ہیں۔ کھڑے ہو کر تکبیر سننا مکروہ ہے۔ یہاں تک کہ علماء حکم فرماتے ہیں کہ جو شخص مسجد میں آیا اور تکبیر ہو رہی ہے وہ اس کے تمام تک کھڑا نہ رہے بلکہ بیٹھ جائے یہاں تک کہ مکبر حی علی الصلوۃ یا حی علی الفلاح تک پہنچے اس وقت کھڑا ہو وقایہ میں ہے یقوم الامام و القوم عند حی علی الصلوۃ۔ محیط و ہندی میں ہے یقوم الامام و القوم اذا قال المؤذن حی علی الفلاح عند علمائنا الثلثۃ ھو الصحیح۔ عالمگیریہ و ردالمحتار میں ہے اذا دخل الرجل عند الاقامۃ یکرہ لہ الانتظار ولکن یقعد ثم یقوم اذا بلغ المؤذن قولہ حی علی الفلاح اور اس میں راز، مکبر کے اس قول کی مطابقت ہے کہ قد قامت الصلوۃ (نماز قائم ہوگئی) ادھر اس نے حی علی الفلاح کہا کہ آؤ مراد پانے کو کہ جماعت کھڑی ہوگئی۔ لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ یہ مسئلہ ایسا نہیں کہ اس پر بحث وتمحیص کے دروازے کھولے جائیں اور مسلمانوں میں انتشار وافتراق پھیلایا جائے۔ عموماً اس میں اختلاف یا ناواقف سنی مسلمان کرتے ہیں یا وہابیہ زمانہ۔ ناواقف سنی مسلمان کو سمجھایا جائے کہ یہ سنت کا ثواب کیوں ہاتھ سے جانے دیتا ہے وہ سمجھ جائے گا تو اس سے الجھنے کی کیا ضرورت ہے۔ اور وہابیہ کو کتنا ہی سمجھایئے وہ اپنے بڑوں کے مقابلے میں کسی کو نہیں مانتے تو ان سے بحث بھی لاحاصل۔ مولی کریم صدقہ اپنے محبوب کا ہم کو صراط مستقیم پر قائم رکھے اسی پر خاتمہ فرمائے۔ آمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ٹیپ ریکارڈ سے اذان سن کر جماعت کرانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک خطیب مسجد میں ٹیپ ریکارڈ سنتا ہے یعنی نعتیں اور تقریریں اور اذان بھی کبھی کبھی ٹیپ ریکارڈ سے سنتا ہے اور اسی اذان سے وہ نماز پڑھتا ہے۔ کیا ٹیپ ریکارڈ کی اذان سے نماز درست ہے یا نہیں اور مسجد میں ٹیپ ریکارڈ سننا اور سنانا درست ہے یا نہیں؟ نور محمد انصاری، محلہ عثمان آباد حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: امام صاحب آج ٹیپ کی آواز پر اعتبار کر کے ٹیپ ریکارڈ کی اذان پر ہی نماز پڑھا رہے ہیں تو کل امامت کے لیے بھی ٹیپ ریکارڈ کو استعمال کر سکتے ہیں۔ تو نماز و جماعت کیا ہوئی ایک مذاق بن گیا کہ جس طرح چاہئے اسے اپنی مرضی کے مطابق ڈھال لیجئے۔ یہ امام صاحب امت میں ایک نیا فتنہ پیدا کر رہے ہیں قبل اس کے کہ اس فتنہ میں جان پڑے ان امام صاحب کو سختی سے پکڑیئے۔ اگر وہ توبہ کرلیں اور اس حرکت سے باز آ جائیں فبہا۔ ورنہ انہیں "باعزت طور پر" کہ دوسروں کو عبرت ہو مسجد سے خارج کر دیجئے تا کہ یہ فتنہ اپنی موت آپ مرجائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ ربیع الاول ۱۴۰۰ھ

مقتدی کب کھڑے ہوں؟ داڑھی منڈانے والے کی اذان

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ:

۱۔ اقامت کے دوران حی علی الصلوۃ پر کھڑے ہونا ضروری ہے۔ یا شروع اقامت سے کھڑا ہونا چاہیے۔

۲۔ داڑھی منڈانے والے کی اذان اور اقامت جائز ہے یا نہیں؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں۔ فقہ اور حدیث کی روشنی میں۔

حافظ کریم بخش، جامع مسجد باغ والی گڈس ناکہ حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: دوران اقامت حی علی الصلوۃ یا حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا ضروری نہیں کہ اس کے ترک پر گناہ لازم آئے بلکہ مستحب ہے اور مطلوب شرعی و باعث ثواب۔ اور کھڑے ہو کر تکبیر سننا مکروہ تنزیہی ہے کہ جس نے ایسا کیا، برا کیا۔ نہ کرتا تو اچھا تھا اور شرعاً پسندیدہ ہوتا۔ یہاں تک کہ علماء فرماتے ہیں کہ جو شخص مسجد میں آیا اور تکبیر ہو رہی ہے وہ اس کے تمام تک کھڑا نہ رہے بلکہ بیٹھ جائے۔ یہاں تک کہ مکبر حی علی الفلاح تک پہنچے اس وقت کھڑا ہو۔ وقایہ میں ہے یقوم الامام والقوم عند حی علی الصلوۃ و یشرع عند قد قامت الصلوۃ محیط و ہندی میں ہے یقوم الامام و القوم اذا قال المؤذن حی علی الفلاح عند علمائنا الثلاثۃ هو الصحیح۔ جامع المضمرات و عالمگیریہ و ردالمحتار میں ہے اذا دخل الرجل عند الاقامۃ یکرہ لہ الانتظار لکن یقعد ثم یقوم اذا بلغ المؤذن قولہ حی علی الفلاح۔ اسی طرح بہت کتب میں ہے۔ غرض حق حی علی الصلوۃ یا حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ داڑھی منڈانا فسق اور علانیہ گناہ ہے اور اس کا مرتکب، فاسق معلن، علی الاعلان گناہ کا مرتکب۔ اور فاسق کی اذان، مکروہ اگرچہ وہ عالم ہو۔ پھر اسے مکروہ تحریمی کہیے یا تنزیہی۔ فیصلہ علمائے کرام کا یہی ہے کہ اس کی اذان کا اعادہ کیا جائے تا کہ اذان

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بروجہ کمال ادا ہو اور ناقص نہ رہے۔ (ردالمحتار وغیرہ) اور حکمت اس حکم کی جو سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ لوگ فسق پر جری نہ ہوں اتنی بات تو ان کے دل میں کھٹکتی رہے کہ اس فعل کی برائی اس حد تک ہے کہ اس کی اذان شرعاً قابل اعادہ ہے کہ دہرائی جائے۔ کیا عجب کہ یہی تازیانہ انہیں اس فعل سے باز رکھے اور وہ صالح بن جائیں۔ البتہ اقامت کا اعادہ نہ کیا جائے کہ اذان کی تکرار مشروع ہے اقامت کی نہیں۔ (درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ ربیع الاول سن ۱۴۰۰ھ

اقامت کس طرف کھڑے ہو کر کہیں

سوال: جناب مولانا مفتی محمد خلیل خان صاحب، السلام علیکم: بعد آداب گذارش احوال یہ ہے تکبیر عموماً ہم نے سنا کہ پیش امام کے داہنے طرف کھڑے ہو کر پڑھنی چاہئے ایک شخص معلوم کرنا چاہتا ہے کہ یہ کہاں لکھا ہوا ہے۔ آپ سے گذارش ہے کہ اس مسئلہ کا حل ہم کو روانہ کریں۔ حبیب خان کارپینز، دولت پور صفن، ضلع نواب شاہ

۷۸۶ **الجواب:** اقامت امام کی محاذات (مقابل) میں کہی جائے۔ یہی سنت ہے وہاں جگہ نہ ملے تو داہنی طرف لفضل الیمین علی الشمل ورنہ بائیں طرف کہے۔ لحصول المقصود بکل حال۔ لہٰذا سنت طریقہ امام کے پیچھے اقامت کہنا ہے ورنہ دائیں طرف یا پھر بائیں طرف بھی جائز ہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد دوم، صفحہ ۳۴۰) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

اقامت بیٹھ کر سنیں / مصافحہ اور معانقہ جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل کے بارے میں کہ

(۱) ایک امام صاحب جو کہ عالم دین بھی ہیں۔ وہ نماز (فرض) شروع کرنے سے پہلے ایک فعل ایسا کرتے ہیں جسے شریعت مطہرہ نے مکروہ قرار دیا جو کہ احادیث کریمہ سے ثابت ہے۔ اور دوران نماز ایک فعل ایسا کرتے ہیں جو کہ ناجائز ہے۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ اس طرح ان امام صاحب کی نماز میں کوئی فرق تو نہیں آتا اور مقتدیوں کی نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔ معلوم ہو کہ یہ ایک مستقل عمل ہے۔ اس بارے میں ذرا تفصیل سے جواب تحریر فرمائیں۔ اور وہ افعال تکبیر تحریمہ کھڑے ہو کر سننا (امام اور مقتدیوں کا) اور دوران نماز چین والی گھڑی کا استعمال؟

(۲) گھڑی کی چین دوران نماز اور نماز کے علاوہ ناجائز ہے۔ اس بارے میں کسی معتبر حوالے سے جواب عنایت فرمائیں کیونکہ اخبار جنگ کے جمعہ ایڈیشن کے "آپ کے مسائل اور ان کا حل" کے کالم میں مولوی صاحب نے یہ فتوی دیا ہے کہ گھڑی کی چین جائز ہے اور اس سے نماز میں کوئی خرابی نہیں آتی۔ یہ فتوی ساتھ ہی منسلک ہے اس کی روشنی میں مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

(۳) عیدین میں معانقہ اور مصافحہ کرنا کیسا ہے؟ آیا یہ سنت ہے یا بدعت۔ اگر بدعت ہے تو کونسی۔ حسنہ یا سیئہ؟ کیونکہ اخبار

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جنگ ہی کے جمعہ ایڈیشن کے ''آپ کے مسائل اوران کا حل'' کے کالم میں یہ لکھا ہے کہ یہ کوئی ضروری چیز نہیں۔ اور اسے سنت سمجھنا صحیح نہیں۔ اور کارثواب سمجھنا بلاشبہ بدعت ہے۔ اور محض ایک مسلمان کی دلجوئی کیلئے یہ رسم ادا کی جائے تو امید ہے کہ گناہ نہ ہوگا۔ یہ کہاں تک صحیح ہے؟ یہ تحریر بھی ساتھ ہی منسلک ہے۔ اس تحریر کی روشنی میں مدلل جواب عنایت فرمائیں۔ مہربانی ہوگی۔ سائل۔ محمد خلیل احمد سعید، لطیف آباد نمبر ۱۲ حیدرآباد، سندھ، ۱۴ اکتوبر، ۱۹۸۲ء

۷۸۶ **الجواب** ھوالموافق للصواب: (۱) اقامت کے وقت کھڑے ہوکر تکبیر سننا مکروہ ہے۔ عالمگیری میں ہے کہ اقامت کے وقت کوئی شخص آیا تو اسے کھڑے ہوکر انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ بیٹھ جائے اور جب مکبّر حی علی الفلاح پر پہنچے اس وقت کھڑا ہو یونہی جو لوگ مسجد میں ہیں وہ بھی بیٹھے رہیں اس وقت اٹھیں جب مکبر حی علی الفلاح پر پہنچے یہی حکم امام کیلئے ہے۔ (عالمگیری) آج کل اکثر جگہ یہ رواج پڑ گیا ہے کہ وقت اقامت سب لوگ کھڑے رہتے ہیں یہ خلاف سنت ہے (بہارشریعت)

(۲) سونے چاندی کی زنجیر گھڑی میں لگا کر اس کو گلے میں پہننا یا کاج میں لگانا یا کلائی پر باندھنا منع ہے (ردالمختار) بلکہ دوسری دھات مثلاً تانبے پیتل، لوہے وغیرہ کی چینوں کا بھی یہی حکم ہے کیونکہ ان دھاتوں کا بھی پہننا ناجائز ہے (بہارشریعت) اور جب ناجائز ہے تو نماز آپ ہی مکروہ تحریمی۔ جو جائز کہتے ہیں آپ ان کی نہ سنیں کہ بلادلیل شرعی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) مصافحہ سنت ہے اور اس کا ثبوت تواتر سے ہے اور احادیث میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے ایک حدیث میں ہے کہ جس نے اپنے مسلمان بھائی سے مصافحہ کیا اور ہاتھ کو حرکت دی اس کے تمام گناہ گر جائیں گے جتنی بار ملاقات ہو، ہر بار مصافحہ کرنا مستحب ہے مطلقاً مصافحہ کا جواز یہ بتاتا ہے کہ نماز فجر وعصر کے بعد جو اکثر جگہ مصافحہ کرنے کا مسلمانوں میں رواج ہے یہ بھی جائز ہے اور بعض کتابوں میں جو اس کو بدعت کہا گیا اس سے مراد بدعت حسنہ ہے (درمختار، ردالمختار)

بعد نماز عیدین مسلمانوں میں معانقہ کا رواج ہے اور یہ بھی اظہار خوشی کا ایک طریقہ ہے یہ معانقہ بھی جائز ہے (بہار شریعت) واللہ اعلم بالصواب احمد میاں برکاتی، مدرس ونائب مفتی دارالعلوم احسن البرکات، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ احکم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۲۵ ذی الحج ۱۴۰۲ھ

قبلہ کا بیان

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: قبلہ نما کے لحاظ سے حیدرآباد میں قبلہ بارہ ڈگری پر ہوتا ہے لیکن جامع مسجد عثمانیہ حیدرآباد کا محراب جو بنایا گیا ہے وہ ساڑھے گیارہ اور بارہ ڈگری کے درمیان ہوتا ہے آیا اس صورت میں نماز ہو جائے گی یا نہیں۔ مسئلہ شرعیہ سے آگاہ فرمائیں نوازش ہوگی۔

السائل: محمد اقبال قادری، عثمان آباد، حیدرآباد، ۲۸۔۱۱۔۱۹۸۲ء

۷۸۶ **الجواب:** مکہ مکرمہ کے رہنے والوں کے لئے تو بعینہٖ کعبہ معظمہ کی طرف منہ کرنا، شرط ہے جبکہ یہ تحقیق ممکن ہو اور جسے یہ تحقیق ممکن نہ ہو، بعینہٖ کعبہ معظمہ کی طرف منہ کرنا اس کے لئے شرط نہیں۔ بلکہ جہت کعبہ کو منہ کرنا کافی ہے (عامہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کتب) تو دوسرے شہر والوں کے لئے بھی صرف جہت کعبہ کو منہ کرنا، شرط نماز ہے۔ یعنی نمازی کے منہ کی سطح کا کوئی حصہ کعبہ کی سمت میں واقع ہو۔ تو اگر قبلہ سے کچھ معمولی سا انحراف ہے مگر منہ کا کوئی حصہ کعبہ کے مواجہہ میں ہے تو نماز ہو جائے گی۔ ورنہ نہیں۔ صورت مسئولہ میں یہ معمولی سا انحراف، نمازی اور مسجد کے لئے مضر نہیں۔ ایسے ہی مواقع کے لئے حدیث شریف میں ارشاد ہو کہ الدین یسر دین میں آسانی ہی آسانی ہے۔ تو جہاں شریعت آسانی دے وہاں تنگی پیدا کرنا، مسلمانوں پر بڑی زیادتی ہے۔ واللہ تعالی اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ صفر المظفر ۱۴۰۳ ھج

مغرب اور عشاء میں فاصلہ

سوال: مکرمی جناب مفتی محمد خلیل خان صاحب، صدر مدرس دار العلوم احسن البرکات، حیدرآباد، دام اقبالہ

جناب والا خدمت اقدس میں عرض ہے کہ: عصر کی سنت وعشاء کی اول چار سنت کے متعلق کیا حکم ہے اور ان کے پڑھنے کی ترکیب کیا ہے۔ برائے کرم اس کے متعلق بیان فرما کر مشکور فرمائیں۔ نیز مغرب اور عشاء کی اذان میں کم سے کم کتنا وقت ہوتا ہے۔ خادم۔ عبد الحنان خان، گھوٹکی، ضلع سکھر

۷۸۶ الجواب: چار رکعت والی سنت غیر مؤکدہ نیز نوافل کے قعدہ اولی میں درود شریف پڑھے اور تیسری رکعت میں سبحنک اور اعوذ بھی (درمختار) کہ نفل سنت غیر موکدہ کا ہر شفع (یعنی دو رکعت) علیحدہ علیحدہ نماز ہے (عالمگیری) واللہ اعلم

(۲) وقت مغرب غروب آفتاب سے غروب شفق تک ہے اور ظاہر ہے کہ مغرب وعشاء کے درمیان کوئی وقت فاصل نہیں مغرب کا وقت ختم ہوتے ہی عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے تو اب عشاء کی اذان بھی درست ہوگی۔ اور غروب آفتاب سے غروب شفق تک کا وقت ان بلاد میں کم سے کم ایک گھنٹہ ۱۸ منٹ اور زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ ۲۰ منٹ ہوتا ہے۔ اس تفصیل سے چونکہ عوام عموماً ناواقف ہوتے ہیں اس لئے ان کی سہولت اس میں ہے کہ ہر موسم میں اذان مغرب اور اذان عشاء میں ڈیڑھ گھنٹہ کا فاصلہ رکھیں کہ عموماً اذان مغرب غروب آفتاب کے ۵ یا ۷ منٹ کے بعد کہی جاتی ہے اور اس میں احتیاط ہے اس لحاظ سے عشاء کی اذان اپنے اول وقت میں ہوگی۔ واللہ اعلم بالصواب

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ ذی القعدہ ۱۳۸۲ ھج

دن کی مقدار اور وقت نماز

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان عظام کہ: اوقات مکروہہ ثلثہ میں کوئی نماز جائز نہیں۔ اس میں بعد طلوع ۲۰ منٹ تک اور قبل الغروب ۲۰ منٹ ہیں مگر نصف النہار کا کم از کم یا زیادہ سے زیادہ کتنا وقت ہے جس میں نمازیں جائز ہیں اور نصف النہار کسے کہتے ہیں اور ضحوی صغری وکبری اور زوال کیا ہیں کتب فقہ حنفیہ سے اس کی وضاحت فرمادیں۔ بینوا، توجروا عند اللہ عزوجل وبحرمت سید الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء المستفتی غلام محمد تمباکو فروش پھلیلی بازار، حیدرآباد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب:** عرف عام میں دن کا آغاز طلوع آفتاب سے مانا جاتا ہے اور دن کی انتہا غروب آفتاب پر شمار کی جاتی ہے۔ اور شرع شریف میں دن کا آغاز طلوع صبح صادق سے ہوتا ہے اور غروب آفتاب تک رہتا ہے۔ پہلے کو نہار عرفی اور دوسری کو نہار شرعی کہتے ہیں۔ نہار شرعی، عرفی سے بمقدار مدت فجر زیادہ ہوتا ہے۔ اب نہار عرفی و نہار شرعی کے برابر برابر دو حصے کیے جائیں تو ظاہر ہے کہ نہار شرعی کا نصف ہوگا، اسی کو زوال سے تعبیر کرتے ہیں یہ وقت ہمارے بلاد میں انتہا درجے ۴۸ منٹ تک پہنچتا ہے اور کم از کم ۳۹ منٹ رہتا ہے۔ احکام شرعیہ میں اسی وقت کا اعتبار ہے۔ اسی وقت نماز مکروہ ہے یعنی آفتاب ڈھلنے سے یہ وقت کم از کم ۳۹ منٹ اور ۴۸ منٹ پہلے کے درمیان دائر رہتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ صفر المصفر ۱۳۸۳ھ

وقت نماز کب شروع ہوتا ہے؟

سوال: محترم جناب مفتی محمد خلیل خان برکاتی صاحب، السلام علیکم: بعد سلام کے امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہونگے احوال یہ ہے کہ ہمیں ایک مسئلہ درپیش ہے جو کہ آپ کی خدمت عالیہ میں پیش کر رہا ہوں امید ہے کہ جناب رہنمائی فرمائیں گے۔

مسئلہ: ہمارے علاقہ میں عصر کی نماز کا وقت چار بجکر اٹھاون منٹ پر ہے اگر کوئی شخص ساڑھے چار بجے یا پونے پانچ بجے نماز ظہر ادا کرلے تو کیا اس کی نماز ہوجائے گی یا نہیں اور اس وقت نماز پڑھے یا نہ پڑھے۔ اس کے مطابق فتوی ارسال کریں نوازش ہوگی۔ برائے مہربانی جواب جلد روانہ فرمائیں۔ محمد ادریس، ریڈیو سروس، ہسپتال روڈ، شہداد پور

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: آپ نے عصر کا جو وقت لکھا ہے وہ کسی خاص تاریخ کا ہے۔ آپ اس مسئلہ کو یوں ذہن نشین کریں کہ نمازوں کے اوقات مختلف ہوتے ہیں اور ان میں موسم کے لحاظ سے کمی بیشی ہوتی ہے۔ لہٰذا ساڑھے چار یا پونے پانچ وقت مقرر نہیں کرسکتے۔ یاں دائمی نظام الاوقات میں وقت دیکھیں جو وقت عصر کے شروع ہونے کا ہے وہی ظہر کے وقت کا آخری لمحہ ہے اور اس آخری لمحہ تک ظہر پڑھی جائے تو ادا ہوجائے گی۔ لیکن اتنی تاخیر بھی نہ کرے کہ وقت ہاتھ سے نکلنے کا خطرہ ہوجائے۔ ہاں احادیث میں گرمیوں میں ظہر کو ٹھنڈا کرکے پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے جو مستحب ہے۔ اسکا مطلب بھی یہی ہے کہ وقت تنگ نہ ہوجائے۔ واللہ اعلم فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۰، فروری ۱۹۸۴ء

۷۸۶ **الجواب صحیح:** العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

داڑھی منڈانے والے کی اذان کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ کے بارے میں علماء اہلسنت اور محدثین کرام کہ: جو شخص داڑھی منڈواتا ہو۔ اس سے اذان کہلوانا جائز ہے یا ناجائز بمع حوالہ جواب تحریر فرمائیں۔

۷۸۶ **الجواب:** داڑھی منڈانا یا حد شرع سے کم رکھنا یعنی کتروانا، فسق و گناہ ہے اور اس کا مرتکب گناہگار و فاسق معلن اور گناہ کبیرہ کا مرتکب یعنی جبکہ اس کا عادی ہو۔ (درمختار وغیرہ) اور فاسق معلن اگرچہ عالم ہو اس کی اذان مکروہ ہے۔ حکم ہے کہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کی اذان کا اعادہ کیا جائے۔ درمختار میں ہے ویکرہ اذان جنب واقامته .... فاسق ولو عالماً اور دلیل میں اس کی یہ ہے لعدم قبول قوله فی الدیانات کہ دینی امور میں فاسق کا قول مقبول نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ

داڑھی منڈے شاگرد کو مجلس درس سے نکالنا جائز ہے مگر مسجد سے نکالنا منع ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اور محدثین کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک استاد نے اپنے شاگردوں کو داڑھی نہ رکھنے پر قرآن پاک پڑھنے سے اٹھا دیا ہے۔ اب اگر وہ شاگرد مسجد میں نماز پڑھنے کی نیت سے آئیں تو وہ مسجد سے بھگا سکتا ہے یا نہیں؟ بمع حوالہ تحریر فرمائیں۔ وہ استاد اس مسئلہ پر قرآن پڑھنے سے اٹھا سکتا ہے یا نہیں؟

سائل محمد اعظم خان، مکان نمبر 76B-2109 محلہ مکھی آباد، ریلوے اسٹیشن روڈ، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** استاد کو حق تھا کہ وہ اسے اپنی مجلس درس یا درسگاہ سے اٹھا دے اور اسے سبق نہ دے یا اسباق میں شریک نہ کرے کہ وہ اس کی مجلس ہے اور وہاں بحکم شرعی اس کا حکم نافذ و جاری۔ اگر چہ اب ایسی تعزیر کا الٹا اثر بھی ہوتا ہے کہ شاگرد، علم ہی سے محروم رہ جاتا ہے۔ مگر مسجد سے نکالنے کا اسے کوئی حق نہیں کہ مسجدیں کسی کی ملک نہیں اور وہاں کسی کا حکم نافذ نہیں۔ بندہ اپنے مولیٰ کے گھر آتا ہے دوسرا روکنے والا کون۔ حکم شریعت مطہرہ ہی کیلئے ہے نہ کہ ماوشما کیلئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ ذی قعد ۱۴۰۱ھ

داڑھی کتروانے والا مؤذن

سوال: کوئی شخص داڑھی نہیں رکھتا ہے اگر رکھتا ہے تو وہ ایک مٹھی سے چھوٹی ہے۔ آیا وہ مسجد میں مؤذن کی حیثیت سے اذان دے سکتا ہے یا نہیں؟ شریعت کے مطابق تحریری فیصلہ صادر فرمائیں۔ عبدالحمید خان الوری، رحمانیہ مسجد، کچا قلعہ، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** داڑھی منڈانا اور حد شرع سے کم رکھنا یعنی کتروانا، فسق علی الاعلان ہے اور اس کا مرتکب فاسق معلن۔ اور فاسق معلن کی اذان کا دہرانا لازم۔ تو ایسے کو مؤذنی کا منصب نہیں سونپا جا سکتا۔ (درمختار و ردالمحتار وغیرہ)

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

علانیہ داڑھی منڈوانا

سوال: جناب عالی مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری مدظلہ، السلام علیکم، امید ہے کہ آپ خیریت سے ہونگے دیگر احوال ہے کہ اگر بغیر داڑھی والے صاحب اذان کہیں۔ یا تکبیر پڑھیں تو ان کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟ ان کی اذان دینا یا تکبیر پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ برائے مہربانی اس کا فتویٰ دیکر مشکور فرمائیں۔

السائل سید اشتیاق علی قادری چشتی، کھاتہ چوک، حیدرآباد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب:** داڑھی منڈانا فسق ہے اور اس کا مرتکب فاسق معلن ۔علانیہ ایک فعل ناجائز کا ارتکاب کرنے والا۔اور فاسق معلن اگرچہ عالم ہی ہو اس کی اذان مکروہ ہے حتیٰ کہ حکم ہے کہ اس کی اذان کا اعادہ کیا جائے۔البتہ تکبیر کہے تو تکبیر کا اعادہ نہیں۔اس لئے کہ اذان کی تکرار مشروع ہے۔اور اقامت دوبار نہیں۔(درمختار۔عالمگیری) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ شوال المکرم ۱۴۰۳ھ

داڑھی منڈے کی اذان سے جماعت خلاف سنت ہوگی

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خان صاحب، دارالعلوم احسن البرکات، السلام علیکم، دیگر عرض یہ ہے کہ اس مسئلہ کے بارے میں علماء دین کیا فرماتے ہیں کہ

اگر کوئی داڑھی منڈانے والا شخص کسی مسجد اہل سنت و جماعت میں اذان دے رہا ہو تو وہ اذان جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز نہیں ہے تو اذان کو دہرانا ضروری ہے یا نہیں؟ اگر نہیں دہرایا اذان کو تو نماز با جماعت ہو جائے گی یا نہیں۔ برائے کرم ذرا وضاحت کے ساتھ مجھ کو اس بارے میں فتویٰ دیکر شکریہ کا موقع دیں۔عین نوازش ہوگی۔

العارض، چوہدری عبدالوہاب، مکان نمبر 31/318-F فوجداری روڈ، حیدرآباد، 29/06/1983

۷۸۶ **الجواب:** داڑھی منڈانا، یا حد شرع سے کم رکھنا یعنی کتروانا، فسق ہے اور اس کا مرتکب فاسق معلن اور فاسق معلن، اذان کا اہل نہیں۔حتی کہ اگر اس نے اذان کہی تو حکم ہے کہ اس اذان کا اعادہ کیا جائے۔اسے دہرائیں۔اگر فاسق کی اذان کا اعادہ نہ کیا گیا اور جماعت سے پڑھ لی گئی تو نماز ہو جائے گی۔مگر جماعت مسنونہ کا ثواب حاصل نہ ہوگا۔گویا وہ جماعت، بغیر اذان ہوئی۔(درمختار، ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰؍رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ

داڑھی منڈے کی اذان دوہرانا ضروری ہے۔ایک عالم کے سوال کا جواب

سوال: جناب اعلیٰ مفتی صاحب، السلام علیکم کے بعد عرض ہے کہ آپ خیریت سے ہونگے اور آپ کی خیریت خداوند کریم سے نیک چاہتا ہوں۔

عرض ہے کہ درجہ ذیل سوالوں کا جواب فتویٰ میں دیکر بندہ عاجز کو ذہنی سکون عطا فرمائیں۔

(۱) داڑھی والے ان پڑھ موجود ہیں بغیر داڑھی والے پڑھے ہوئے حضرات اذان دے سکتے ہیں یا نہیں؟

(۲) اگر داڑھی والے حضرات موجود نہیں ہیں اور بغیر داڑھی والے حضرات نے اذان دے دی اور داڑھی والے باعلم انسان اوپر سے آگئے تو اعادہ واجب ہے یا نہیں؟

(۳) مثلاً مسجد میں سب حضرات داڑھی کے بغیر موجود ہیں اور اذان کا وقت ہو چکا ہے تو اذان دے سکتے ہیں یا نہیں یا امامت کرا سکتے ہیں یا نہیں۔یا تکبیر کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ مہربانی فرما کر ان سوالوں کا حل کریں بندہ عاجز

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عالمگیری کے مطابق اعادہ واجب نہیں ۔ اس کی عبارت مذکور دیکھیں اسی طرح شامی کی مذکورہ عبارت کے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ یہ اختلافی مسئلہ ہے۔ اب جب کہ یہ اختلافی مسئلہ ہے تو آپ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ مہربانی فرما کر آگاہ کریں۔ والسلام

نمبرا　ویکرہ اذان الفاسق ولا یعاد۔ ھکذا فی الذخیرۃ (عالمگیری صفحہ نمبر ۵۳، سطر نمبر ۶)

نمبر ۲　و یعاد اذان الجنب (الخ) زاد القھستانی والفاجر و الراکب و القاعد والماشی والمنحرف عن القبلۃ وعلل للوجوب فی الکل بانہ غیر معتمد بہ واندب بانہ معتمد بہ الا انہ ناقص قال وھو الاصح کما فی التمرتاشی

ناچیز بندہ سید قاری مکمل شاہ، پیش امام جامع مسجد سبحانی، مکرانی پاڑہ، یونٹ نمبر ۷ لطیف آباد، حیدر آباد، سندھ

مؤرخہ 06/11/1983 بوقت عشاء ساڑھے دس بجے

۷۸۶ الجواب: سوال داڑھی منڈانے سے متعلق تھا۔ جواباً لکھا گیا کہ داڑھی منڈانا فسق ہے اور اس کا مرتکب فاسق معلن۔ اور فاسق معلن کی اذان مکروہ تحریمی۔ آپ نے عالمگیری کی عبارت نقل کی کہ ویکرہ اذان الفاسق ولا یعاد۔ ھکذا فی الذخیرۃ۔ لیکن ذرا نظر کو اور وسعت دیجئے تنویر الابصار میں ہے ویکرہ اذان الفاسق۔ اور کراہت علی الاطلاق، تحریم پر محمول۔ لاجرم نتیجہ یہی کہ جب اس کی اذان مکروہ تحریمی ہے تو اس کا اعادہ لازم۔ وفی القھستانی واعلم ان اعادۃ اذان الجنب والمراۃ والمجنون والسکران و الصبی والفاجر والماشی والمنحرف عن القبلۃ واجبۃ لانہ غیر معتد بہ وقیل مستحبۃ فانہ معتد بہ الا انہ ناقص قال وھو الاصح کما فی التمرتاشی۔ یہ عبارت آپ نے خود نقل کی۔ خلاصہ اس کا بھی یہی کہ اس کی اذان کا اعادہ کیا جائے اگرچہ اسے مستحب قرار دیا۔ تا کہ اذان بروجہ کمال ادا ہو اور نقص سے محفوظ رہے۔ ردالمحتار میں جہاں یہ عبارت ہے وہیں اس سے آگے اس پر مفصل بحث ہے جس کے آخر میں فرمایا فیعاد اذان الکل ندباً علی الاصح۔ تو جب علماء اس باب میں قول فیصل فرما چکے کہ اس کی اذان کا اعادہ کرنا ہی صحیح ہے تو ہم کیا اور ہماری تحقیق کیا۔ البتہ فقیر اس بات میں اتنا اور عرض کرتا ہے کہ حکمت اس حکم کی جو سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ لوگ فسق پر جری اور بیباک نہ ہوں کم از کم اتنا تو سمجھیں کہ اس فسق کی برائی اس حد تک ہے کہ اس کی اذان بھی مقبول نہیں بلکہ اس کے اعادہ کا حکم ہے۔ کیا عجب کہ یہی تازیانہ انہیں اس سے باز رکھے اور وہ توبہ کر کے صالح بن جائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۸ صفر المظفر ۱۴۰۴ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب الصلوٰۃ

سجدہ میں انگوٹھا ہلانا

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب قبلہ، دار العلوم احسن البرکات، حیدرآباد، دام اقبالہ، کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ پر کہ: زید نے نماز کے درمیان میں اپنے داہنے پاؤں کے انگوٹھے کو ادھر ادھر کھسکایا بکر نے اس پر اعتراض کرتے ہوئے زید سے کہا کہ ایسا کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ یہ سنتے ہی زید نے کہا کہ تم مجھے مسئلہ دکھلا دو ورنہ میں تسلیم کرنے سے قاصر ہوں۔ لہٰذا التماس ہے کہ علمائے وقت حضرت قبلہ مفتی صاحب اس مسئلہ پر فتویٰ صادر فرمائیں۔ (بینوا توجروا)

۷۸۶ الجواب: سجدے میں فرض ہے کہ کم از کم پاؤں کی ایک انگلی کا پیٹ زمین پر لگا ہو۔ اور ہر پاؤں کی اکثر انگلیوں کا پیٹ زمین پر جما ہونا واجب ہے۔ (فتاویٰ رضویہ) سجدے کے علاوہ داہنے پاؤں کی انگلیاں قبلہ رخ کرنا مرد کیلئے سنت ہے۔ (عامہ کتب) سجدے کے علاوہ تشہد کی حالت میں اگر انگلیاں قبلہ رو نہ رہیں تو ترک سنت ہوا۔ اور ترک سنت سے نماز فاسد نہیں ہوتی بلکہ عین حالت سجدہ میں بھی اگر انگوٹھا قبلہ رخ رہا لیکن اپنی جگہ سے کھسک گیا تو بھی نماز فاسد نہ ہوئی۔ کہ فرض ادا ہو گیا۔ عوام میں یہ بھی مشہور ہے کہ سیدھے پیر کا انگوٹھا اپنی جگہ جما رہنا فرض ہے۔ یہ حالت ہر وقت کیلئے نہیں بلکہ صرف اپنے فرض یعنی سجدہ کیلئے ہے۔ اور اس میں وہی تفصیل ہے جو مذکور ہوئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ شعبان المعظم ۱۳۸۳ھ

نمازی کے سامنے شیشہ ہونا کیسا؟

سوال: (۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں ایک مسجد میں بطور زینت شیشہ لگایا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے صورت شکل نظر آتی ہے۔ اس میں اب کیا ہو سکتا ہے؟

(۲) مسجد میں بطور زینت شیشہ لگایا جا سکتا ہے کہ نہیں؟ مفصل مدلل بیان فرمائیں۔

طالب فتویٰ۔ اسماعیل، پشاوری محلہ، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ الجواب: ایسی چیز کے سامنے نماز پڑھنا جو نماز میں دل کو مشغول رکھے اور آدمی کی توجہ اس سے بٹے مکروہ ہے۔ مثلاً زینت کے لئے محراب میں شیشے اگر اس طرح سے لگائے گئے ہیں کہ آدمی کی نظر اس پر خواہ مخواہ پڑتی ہی ہے تو یہ مکروہ ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ ربیع الآخر ۱۳۸۷ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سجدہ سہو کے مسائل / رومال سے وضو کا پانی صاف کیا تو سر پر باندھ سکتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ: زید ظہر کی نماز میں یہ خیال کر کے کہ چار رکعت پوری ہوگئی تیسری میں بیٹھ گیا تو مقتدی نے اٹھنے کو کہا تو زید فوراً چوتھی رکعت کیلئے اٹھ کھڑا ہو گیا تو اب زید پر سجدہ سہو کرنا واجب ہے یا نہیں؟

(۲) وضو کر کے بعد میں رومال سے ہاتھ منہ صاف کیے ہوں تو اس رومال کو سر پر باندھ کر نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

عبد الغفار خان، ٹنڈو الہیار

۷۸۶ الجواب: (۱) اگر بقدر ایک رکن کے وقفہ پایا نہ گیا تو سجدہ سہو واجب نہیں نماز درست ہوگی۔ واللہ اعلم

(۲) وضو کے بعد ہاتھ منھ پونچھ کر وہ رومال صرف تر ہو گیا نجس نہ ہوا۔ لہٰذا سر پر باندھ کر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۴ھ

قضائے عمری کا طریقہ

سوال: محترم مولانا مفتی محمد خلیل خان صاحب، السلام علیکم، عرض یہ ہے کہ برائے کرم قضائے عمری کا طریقہ تحریر فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔ احقر العباد حکیم الشمس، رحمانی گلی حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: قضاء ایک روز کی نماز کی فقط بیس رکعتوں کی ہوتی ہے سترہ (۱۷) فرض اور تین (۳) وتر۔ اور قضا میں یوں نیت کرنی ضروری ہے۔ کہ نیت کی میں نے پہلی فجر کی جو مجھ سے قضا ہوئی یا پہلی ظہر جو مجھ سے قضا ہوئی اسی طرح ہمیشہ ہر نماز میں کریں اور جس پر قضاء نمازیں بہت کثرت سے ہیں وہ آسانی کیلئے اگر یوں ادا کرے تو جائز ہے کہ ہر رکوع اور ہر سجدہ میں صرف ایک بار پوری طرح سبحان ربی العظیم اور سبحان ربی الاعلی کہے۔ دوسری تخفیف یہ ہے کہ فرضوں کی تیسری اور چوتھی رکعتوں میں الحمد شریف کی جگہ فقط تین بار سبحان اللہ کہہ کر رکوع میں چلے جائیں البتہ وتر کی تینوں رکعتوں میں الحمد اور سورت دونوں ضرور پڑھی جائیں۔ تیسری تخفیف یہ ہے کہ پچھلی التحیات کے بعد دونوں درودوں اور دعا کی جگہ صرف اللھم صل علی محمد و آلہ کہہ کر سلام پھیر دیں۔ چوتھی تخفیف یہ ہے کہ وتر کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت کی جگہ اللہ اکبر کہہ کر فقط تین بار رب اغفرلی کہہ لیں (فتاویٰ رضویہ) اور وتر کی قضاء میں دعائے قنوت کیلئے ہاتھ نہ اٹھائے جب کہ لوگوں کے سامنے پڑھتا ہو لوگ اس کی تقصیر پر مطلع ہونگے (عالمگیری) اور آدمی جس وقت نفل پڑھتا ہوا نہیں چھوڑ کر ان کے بدلے میں قضاء نمازیں پڑھے کہ بری الذمہ ہو جائے البتہ سنت موکدہ نہ چھوڑے۔ (در المختار) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم رجب المرجب ۱۳۸۸ھ

مسائل سہو

سوال: حضرت قبلہ مفتی محمد خلیل خان البرکاتی صاحب، مزاج گرامی! کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان شرع متین اس

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مسئلہ میں کہ

(۱) چار رکعت والی سنت سے پہلے دوگانہ میں یا پچھلے دوگانے میں سورۃ ملانا بھول جائے یا فاتحہ پڑھنا بھول جائے تو سجدۂ سہو سے اس کی تلافی ہو سکتی ہے یا نہیں۔

(۲) اگر کوئی شخص چار رکعت والی سنت میں قعدہ اولیٰ بھول جائے اور پھر قعدہ اخیرہ کر کے پھر بھول کر پانچویں سجدے کو مقید کر لیا۔ پھر اس کو یاد آیا پھر اس نے التحیات پڑھ کر سجدہ سہو کر کے سلام پھیر دیا آیا اس شخص کی نماز ہوئی یا نہیں؟ از راہ کرم مہربانی فرما کر بحوالہ کتب فقہ حنفی مدلل جواب ارقام فرمائیں یہ حقیر آپ کا بے حد ممنون ہوگا۔

العبد محمد یوسف قادری حسنی، ۲۶ جنوری ۱۹۷۹ء

۷۸۶ **الجواب:** سنت و نوافل کی ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھنا ایک واجب ہے اور سورۃ ملانا دوسرا واجب ہے۔ اور ترک واجب سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے بعدہ نماز درست اور ظاہر ہے واجبات نماز میں سے کوئی واجب سہواً ترک ہو جائے تو اس کی تلافی سجدہ سہو سے ہو جاتی ہے۔ ہاں سورۃ فاتحہ پڑھنا بھول گیا اور سورۃ شروع کر دی اور بعد ایک آیت پڑھ لی اور اب یاد آیا کہ الحمد نہیں پڑھی تو الحمد پڑھ لے اور اس کے بعد سورۃ پڑھے اور سجدہ سہو آخر میں کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ نماز ہو جائے گی۔

(درمختار، عالمگیری، بہار شریعت) واللہ اعلم بالصواب

(۲) خطرات سے سلامتی کی راہ یہ ہے کہ اگر وہ سنت غیر موکدہ تھیں تو دو رکعت کی اور موکدہ تھی تو چاروں رکعت کی قضاء کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم ربیع الاول شریف ۱۳۸۹ھ

اذان فجر سے قبل اشعار پڑھنا

سوال: ایک شخص مسجد سرفراز میں روزانہ صبح اذان سے پہلے یہ مختلف اقسام کی صدائیں لگاتا ہے اور عجیب عجیب اقسام کی باتیں کرتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ مختلف اشعار پڑھتا ہے جن کی تشریح مندرجہ بالا صفحات پر ہے۔ اس کے لئے ہم جاننا چاہتے ہیں کہ مفتی دین کا فتویٰ کیا ہے؟ برائے مہربانی مفتی صاحب اس سوال کا جواب بالقلم تحریر فرما کر روشنی ڈالیں۔ عین نوازش ہوگی۔

۷۸۶ **الجواب:** بے شک ایسی صورت میں جو سوال کے ہمراہ منسلک پرچہ میں بیان کی گئی ہیں اس شخص کو جبراً پڑھنے سے روک دینا چاہئے۔ اس سے دو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اولاً نماز تہجد ادا کرنے والوں یا دوسرے اذکار میں مثلاً تلاوت قرآن پاک میں مشغول ہونے والوں کی نماز و تلاوت میں خلل اندازی۔ ثانیاً جو لوگ سو رہے ہیں ان کی نیند خراب کرنا اور یہ دونوں باتیں ممنوع ہیں۔ بلکہ شخص مذکورہ اگر صرف قرآن کریم کی تلاوت بھی کرے اور اس سے لوگوں کی نماز یا نیند میں خلل آئے تو باآواز بلند پڑھنے سے روک دینا چاہئے۔ ردالمحتار میں ہے **لو قرأہ علی السطح والناس نیام .... یکون سبباً لاعراضھم عن سماعہ اولانہ یوذیھم بایقاظھم** یعنی اگر کسی شخص نے چھت پر باآواز بلند قرآن کریم پڑھا جبکہ اور لوگ سو رہے ہوں تو یہ گناہ ہوگا اس لئے بھی کہ یہ شخص قرآن کریم غور سے نہ سننے جانے کا سبب بنا اور اس لئے بھی کہ اس نے اپنی بلند آواز سے سونے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

والوں کو جگا کر انہیں ایذا دی۔ (ھکذا فی الفتاوی الرضویہ لامام اہل السنۃ احمد رضا بریلوی) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ ربیع الآخر ۱۳۸۹ھ

فجر کی سنت رہ گئی، کب پڑھے؟

سوال: اگر کوئی شخص بغیر سنت پڑھے فجر کی جماعت میں شامل ہوجاتا ہے تو اب اس کا قبل از طلوع آفتاب سنت پڑھنا کیسا ہے جبکہ زید اس کو جائز قرار دیکر بکر کو بہت پریشان کر رہا ہے۔

۷۸۶ **الجواب:** نماز فجر کے بعد سے طلوع آفتاب تک اگرچہ وقت وسیع باقی ہو اگرچہ سنت فجر فرض سے پہلے نہ پڑھی تھی اور اب پڑھنا چاہتا ہو جائز نہیں ہے۔ عالمگیری، درالمختار وغیرہ میں ہے ولو افسد سنة الفجر ثم قضاها بعد صلوة الفجر لم یجزہٗ۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ ذی الحج ۱۳۸۹ھ

سجدہ کی جگہ رومال رکھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین اس صورت مسئولہ میں کہ: ایک آدمی داخل نماز میں جب صف کم پڑتی ہو مسجد میں ہو اور اس کا سجدہ زمین پر جارہا ہے لہٰذا وہ سردی و گرمی کی وجہ سے اپنا رومال سجدہ کی جگہ ڈالدیتا ہے۔ کیا ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بینو ابالبرھان توجروا عند الرحمن الراقم: عبدالرحمٰن خان، لونگ بھگت۔لین

۷۸۶ **الجواب:** رومال وغیرہ کو بچھا کر سجدہ کرنا اگر اس لئے ہو کہ چہرہ پر خاک نہ لگے تو مکروہ تنزیہی ہے اور براہ تکبر ہو تو مکروہ تحریمی ہے۔ ہاں اگر گرمی یا سردی سے بچنے کے لئے کپڑا بچھا کر سجدہ کیا تو حرج نہیں۔ (بہار شریعت بحوالہ عالمگیری)

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ ذی الحج ۱۳۸۹ھ

رفع یدین منسوخ ہوگیا

سوال: مکرمی ومحترمی مفتی جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، دارالعلوم احسن البرکات، حیدرآباد: کیا فرماتے ہیں علمائے دین بیچ اس مسئلہ کے کہ: رفع یدین حضور ﷺ نے کب کیا؟ اور کیوں کیا کب تک کیا گیا؟ اور پھر کب ترک کیا گیا کیوں ترک کیا؟ ازراہ کرم مہربانی فرما کر قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

السائل بحکم۔ پیرومرشد حضرت گلاب شاہ

۷۸۶ **الجواب:** ابوداؤد و ترمذی علقمہ سے راوی کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کیا میں تمہیں وہ نماز نہ پڑھاؤں جو رسول اللہ ﷺ کی نماز تھی۔ پھر نماز پڑھی اور ہاتھ نہ اٹھائے مگر پہلی باریعنی تکبیر تحریمہ کے وقت۔ ایسا ہی دارقطنی اور ابن عدی کی روایت میں ہے۔ اور مسلم واحمد کی روایت ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں "یہ کیا بات ہے کہ تمہیں ہاتھ اٹھاتے دیکھتا ہوں جیسے چنچل گھوڑے کی دمیں۔ نماز میں سکون کے ساتھ رہو۔" باقی تمام مراحل ائمہ کرام نے طے فرمادئے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہیں ہمیں تو صرف ان کے ارشادات بس ہیں کہ وہ ارکان شریعت ہیں وہ وہی فرماتے ہیں جو حضور ﷺ کے ارشادات سے ماخوذ ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ ربیع الآخر ۱۳۹۶ھ

رفع یدین منسوخ ہے

سوال: از مصطفےٰ مسجد یونٹ نمبر ۵ شاہ لطیف آباد، کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیانِ شرع متین اس سلسلہ میں کہ: حضور ﷺ نے رفع یدین کیا تھا یا نہیں۔ اگر کیا تو کیوں۔ پھر ترک کیا تو کیوں؟ حوالہ کتاب سے مطلع فرمایا جائے۔

نیاز مند۔ فاروق علی خان، نگراں مصطفےٰ مسجد، ۶ رجون ۱۹۷۶ء

۷۸۶ الجواب: ابوداؤد و ترمذی علقمہ سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کیا میں تمہیں وہ نماز نہ پڑھاؤں جو رسول اللہ ﷺ کی نماز تھی۔ پھر نماز پڑھی اور ہاتھ نہ اٹھائے مگر پہلی بار یعنی تکبیر تحریمہ کے وقت۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ پہلی مرتبہ ہاتھ اٹھائے پھر نہیں۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔۔ اور مسلم و احمد جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرماتے ہیں حضور ﷺ "یہ کیا بات ہے کہ تمہیں ہاتھ اٹھاتے دیکھتا ہوں جیسے چنچل گھوڑے کی دُمیں۔ نماز میں سکون کے ساتھ رہو۔" یہ تو ہیں احادیث کریمہ۔ اب رہے دوسرے امور کہ اگر حضور ﷺ نے رفع یدین کیا تو کیوں اور ترک کر دیا تو کیوں۔ یہ باتیں نہ آپ سے متعلق ہیں نہ ان کے جاننے کے آپ مکلف۔ ائمہ کرام نے یہ سب مرحلے طے فرما دئے ہیں وہ ارکان شریعت ہیں اور وہی فرماتے ہیں جو حضور ﷺ کے ارشادات سے ثابت ہے۔ واللہ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ جمادی الاخری ۱۳۹۶ھ

صلوٰۃ التسبیح کی جماعت

سوال: محترم جناب مفتی صاحب، السلام علیکم

جناب عالی! ایک مسئلہ جس کے لئے فتوی درکار ہے، مسئلہ یہ ہے کہ آیا صلوٰۃ التسبیح باجماعت پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ تحریری فتوی فرمائیں۔ فقط محمد حنیف صدیقی، پھلیلی بازار، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** یہ نماز نفل نماز ہے اور نفل باجماعت ممنوع و مکروہ ہے تنہا پڑھیں۔ واللہ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ

علم مولا کیا ہے؟ کامل نماز کیا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام

(۱) بعض شخص جو بغیر علم ہیں جو بسم اللہ شریف اور الحمد شریف صحیح نہیں پڑھ سکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ "ایسے پڑھنے کی کیا ضرورت ہے جیسے علم مولا ہو" اور یہ اشعار پڑھتے ہیں "علم مولا ہو جسے وہ مولوی"

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(۲) علم الیقین اور عین الیقین نماز وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کو دیکھ کر پڑھتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو دیکھتا نہیں ہے وہ نماز نہیں ہے۔

(۳) کیا علم سینہ ہوا ور وہ قرآن شریف اور احادیث شریف سے لاعلم ہوسکتا ہے۔ اور لاعلم ہوسکتا ہے تو اس کیلئے کیا حکم ہے۔

(۴) اور اگر ہم سے کہے کہ اللہ تعالیٰ کو دکھادیں تو کیا یہ لوگ حق پر ہیں۔ مولانا حبیب اللہ، الیاس آباد، حیدر آباد

۷۸۲ الجواب: اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ "علم مولیٰ" قرآن کریم، احادیث کریمہ اور فقہ اسلامیہ سے الگ کوئی چیز ہے کہ اس کے سامنے ان سب کی کوئی حاجت نہیں تو وہ ضرور گمراہ بددین ہے اور جاہل مضل۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ ایسے سے دور بھاگیں کہ مسخرہ شیطان ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) ہاں کامل نماز جو خاصہ عارفین ہے وہ تو یہی ہے کہ نمازی جلوۂ حق میں گم ہو جائے۔ لیکن اگر ایسا مقام حاصل نہ ہو اور آدمی حکم شرع کے مطابق، نماز کے ارکان وواجبات وسنن وآداب بجالائے تو یہ یقیناً نماز ہے اور عندالشرع مقبول۔ اب جو اسے نماز نہ کہے وہ نئی شریعت گڑھتا ہے اور بندۂ شیطان ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) اس کا جواب، جواب نمبر ا سے ظاہر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) ڈھول خالی ہے فقط آواز ہے۔ آں را کہ خبر شد خبرش باز نیامد۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ

نماز میں رومال دونوں طرف لٹکانا مکروہ تحریمی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ مسائل کے بارے میں کہ

(۱) اگر کسی نے نماز میں رومال سر پر اس طرح ڈالا کہ اس کے دونوں کونے لٹکتے رہے تو آیا ایسی صورت میں نماز ہوگی یا نہیں؟

(۲) ڈاڑھی منڈے یا کترنے والے کی اذان ہوگی یا نہیں؟ بہ دلائل مسئلہ کی وضاحت فرمائیں

عبدالرشید رضوی نوری، رشی گھاٹ روڈ، حیدر آباد سندھ

۷۸۲ الجواب: نماز میں رومال یا شال یا چادر وغیرہ کے کنارے دونوں مونڈھوں سے لٹکتے ہوں یہ ممنوع ومکروہ تحریمی ہے۔ ہاں ایک کنارہ دوسرے مونڈھے پر ڈال دیا اور دوسرا لٹک رہا ہے تو حرج نہیں اور اگر ایک ہی مونڈھے پر ڈالا اس طرح کہ ایک کنارہ پیٹھ پر لٹک رہا ہے دوسرا پیٹ پر جیسے عموماً اس زمانے میں مونڈھوں پر رومال رکھنے کا طریقہ ہے تو یہ بھی مکروہ ہے (درمختار، ردالمحتار) اور جب ایسا کرنا نماز میں مکروہ تحریمی ہے تو نماز بھی مکروہ تحریمی اور اس کا اعادہ واجب شریعت کا قاعدہ کلیہ ہے کہ کل صلوٰۃ ادیت مع الکراھۃ تحریما تعاد۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) فاسق معلن اگرچہ عالم ہو اس کی اذان مکروہ ہے۔ اذان کا اعادہ کیا جائے۔ (درمختار) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ ربیع الاول شریف ۱۳۹۹ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چین والی گھڑی میں نماز

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: چین والی گھڑی پہن کر نماز پڑھنا یا امامت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ ازراہِ کرم اس مسئلہ پر تفصیل سے آگاہ کیا جائے۔ حافظ سید حشمت علی، لطیف آباد نمبر ۵

۷۸۶ الجواب: جدید روشنی سے متاثر ہو کر بعض حضرات نے کھینچ تان کر گھڑی کی چین کا استعمال بلا کراہت جائز قرار دیدیا۔ علمائے محققین اس کے قائل نہیں۔ یہ فقیر بے نوا بھی انہیں کے اتباع میں اس کا استعمال مکروہ تحریمی ضرور قرار دیتا ہے اور جو چیز مکروہ تحریمی ہے اس کا استعمال و تلبس، نماز میں ضرور کراہت لاتا ہے جیسے ریشمی کپڑا پہن کر نماز ادا کرنا کہ مکروہ تحریمی قریب بہ حرام ہے۔ علمائے کرام تصریح فرماتے ہیں کہ زنجیر کا استعمال اگرچہ بٹن کے ساتھ ہو مرد کیلئے ناجائز ہے اس لئے کہ زنجیر زیور کے حکم میں ہے۔ ہاں اگر چین والی گھڑی کو کلائی پر نہ باندھا جائے بلکہ جیب میں پڑی رہتی ہے تو ناجائز نہیں کہ ان کے پہننے کی ممانعت ہے رکھنا منع نہیں۔ (تفصیل کیلئے دیکھیں بہار شریعت حصہ ۱۶، صفحہ ۵۱) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ صفر المظفر ۱۴۰۰ھ

مچھلی کی تصویر سامنے ہو تو نماز کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: ایک آدمی نے مچھلی کی تصویر مسجد کی دیوار کے ساتھ لٹکائی ہوئی ہے یا پوری نہیں لیکن مچھلی کا سر اس کو پورے طور پر دکھائی نہیں دیتا اور پچھلا حصہ پورے طور پر معلوم ہوتا ہے۔ کیا ایسی تصویر مسجد میں لٹکانی جائز ہے یا نہیں۔ اور کیا نماز میں بھی کچھ خلل پڑتا ہے یا نہیں؟ عبد القادر

http://t.me/Tehqiqat

۷۸۶ **الجواب:** نمازی کے سامنے ایسی چیز کا ہونا جو اس کے دل کو مشغول رکھے مکروہ ہے نمازی جب اسے برا سمجھتے اور تصویر کہتے ہیں تو اس کو علیحدہ رکھنا ہی مسلمانوں کے حق میں بہتر ہے اور اگر یہ واقعی تصویر ہے تو کراہت اور شدید اور حکم اور سخت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ ر صفر المظفر ۱۳۹۸ھ

سنت غیر موکدہ کا طریقہ

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب، السلام علیکم

جناب عالی! گذارش یہ ہے کہ سنت غیر موکدہ جو کہ عصر کے فرض سے پہلے اور عشاء کے فرض سے پہلے پڑھی جاتی ہیں ان کو پڑھنے کا طریقہ کیا ہے کیا قعدہ میں بیٹھ کر التحیات سے عبدہ ورسولہ تک پڑھ کر کھڑے ہو جائیں یا پورا درود ابراہیم اور دعاء پڑھ کر اٹھنا چاہیے اور تیسری رکعت شروع کرنے سے پہلے ثناء سے شروع کریں گے یا سورہ فاتحہ سے۔ آپ اس کی مفصل طور سے وضاحت فرمائیں۔ آپ کی عین نوازش ہوگی۔ فقط آداب حافظ محمد امین، شاہی بازار

۷۸۶ **الجواب:** سنت غیر موکدہ اور نوافل کے قعدہ اولیٰ میں درود شریف پڑھنا اور تیسری رکعت میں سبحنک اور اعوذ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پڑھنا مستحب ہے۔ (درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

چلتے ٹرک پر نماز کیسی؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: میں ایک ٹرک پر کام کرتا ہوں اور بارہا ایسا ہوتا ہے کہ ٹرک چلتے پر نماز پڑھنی پڑتی ہے اور اس میں قبلہ کا کوئی تعین نہیں ہوسکتا کیونکہ اس کے رخ تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ آیا ایسی صورت میں نماز کس طرح پڑھی جائے گی۔ عبدالرشید آرائیں، ٹنڈوالہیار، 25/08/1980

۷۸۶ الجواب: نماز میں قیام فرض ہے اور قبلہ کو منہ کرنا شرط۔ اور جب نماز کے فرائض اور شرائط نہ ادا ہوسکیں گے تو نماز کس طرح ہوسکتی ہے۔ چارہ کار یہی ہے کہ ٹرک روک کر وقت میں نماز ادا کی جائے۔ ہاں نفل نماز میں گنجائش ہے وہ ٹرک پر پڑھی جاسکتی ہے۔ (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

عورت سجدہ کس طرح کرے؟/فوت شدہ شخص کا وارث نہ ہو تو وہ رقم کسی مستحق کو دی جائے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں کہ

(۱) عورت کو سمٹ کر سجدہ کرنا ضروری ہے۔ ایسی حالت میں پاؤں کی انگلیوں کا پیٹ زمین پر جمانا ضروری ہے یا نہیں۔ مردوں کیلئے تو فرض ہے یا شرط ہے مگر عورت اس مسئلہ میں مستثنیٰ ہے یا نہیں اور انگلیوں کے پیٹ اس کو زمین پر جمانا فرض ہے یا نہیں یا شرط ہے۔ برائے کرم جواب بحوالہ ہو۔

(۲) ایک شخص کسی کے پاس ملازم تھا وہ فوت ہوگیا اور اپنے پیچھے کوئی اولاد اور وارث نہیں چھوڑا جس کے پاس وہ نوکر تھا، 3000 (تین ہزار) روپے تنخواہ کے اس کے پاس جمع تھے ان روپوں سے مسجد کا کوئی سامان خریدا جاسکتا ہے یا نہیں یعنی وہ روپے مسجد پر خرچ ہوسکتے ہیں یا نہیں۔ اگر مسجد پر خرچ نہیں ہوسکتے ہیں تو پھر ان کو کیا جائے گا۔ برائے مہربانی جواب جلد عطا کیا جائے۔

۷۸۶ الجواب: عامہ متون وشروح اور کتب فتاویٰ میں مذکور ہے کہ والمرأۃ تنخفض و تلزق بطنها بفخذها وتفترش ذرا عيها بارض۔ (درمختار، ردالمحتار) اور دلیل سب کی یہی ہے کہ لانها استر لها اور ظاہر ہے کہ جب عورت سمٹ کر سجدہ کرے گی یعنی سجدہ میں اس کے بازو کروٹوں سے پیٹ ران سے ران پنڈلیوں سے اور پنڈلیاں زمین سے ملی ہونگی تو اسی میں ستر پوشی زیادہ ہوگی تو اس کی پیر کی انگلیاں قبلہ رخ نہ ہونگی اور نہ زمین پر جمی ہونگی کہ پنڈلیاں زمین سے ہی ہیں یہ مسئلہ بہار شریعت حصہ دوم میں نماز کی سنتوں کے بیان میں ہے اور سنی بہشتی زیور میں بھی۔ ملاحظہ ہو صفحہ نمبر ۸۰۔ یہ مسئلہ خوب صاف وروشن ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) یہ روپیہ مسجد میں نہ لگائیں بلکہ فقراء کو دیں۔ یہی حکم ہے اس مال جس کا حقدار نہ ملے جیسا کہ احکام شریعت میں ہے۔

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ جمادی الاولی ۱۴۰۱ھ

جائے نماز پر شبیہ کعبہ ہو تو نماز پڑھنا جائز ہے

سوال: ایک صاحب کہتے ہیں کہ جن نمازوں پر کعبہ کی شبہ ہو اس پر نماز ناجائز ہے، کیا یہ قول صحیح ہے؟

سائل: محمد رمضان برکاتی کراچی

۷۸۶ **الجواب:** قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے یاایھا الذین آمنوا اجتنبوا کثیراً من الظن ان بعض الظن اثم اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچو۔ بیشک کچھ گمان گناہ ہیں۔ اور فرماتا ہے ولا تقف مالیس لک بہ علم بے علم بے یقین بات کے پیچھے نہ پڑو۔ اور رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ایاکم والظن فان الظن الکذب (الحدیث) گمان سے بچو کہ گمان سب سے بڑھ کر جھوٹی بات ہے۔ اور فرماتے ہیں افلا شققت قلبہ حتی تعلم اقالھا ام لا تو نے اس کا دل چیر کر کیوں نہ دیکھا کہ دل کے عقیدے پر اطلاع پاتا۔ ان آیات واحادیث سے صاف روشن ہے کہ محض اپنے قیاس وگمان پر کسی فعل پر کوئی حکم جڑ دینا محض جہالت و جرأت وحرام قطعی ہے اور مسلمانوں پر ناحق بدگمانی ہے۔ ان جانمازوں اور صفوں پر نمازیں پڑھنا، نہ صرف یہ کہ عوام الناس میں معمول ہے بلکہ پچاسیوں سال سے علماء وفضلاء اور خواص امت کا اس پر عمل رہا اور اب بھی ہے۔ تو محض اپنے قیاس پر یہ حکم لگا دینا کہ ان پر نماز نہیں ہوتی یا ان کا بچھانا اور استعمال کرنا جائز نہیں، تمام امت کو ایک ناجائز فعل میں مبتلا رہنے کا حکم لگانا ہے اور یہ بڑی سخت اور معیوب اور قابل مواخذہ حرکت ہے۔ اور اگر ان کی بے ادبی کا ایسا ہی خیال ہے کہ تو پھر کسی بھی جانماز پر جس پر محراب بنی ہوں یا کسی بھی فرش زمین پر جہاں ایسے نقوش کندہ ہوں نماز جائز نہ ہوگی کہ محراب وغیرہ کی بے حرمتی کا شائبہ یہاں بھی پایا جاتا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اس میں اصلاً کوئی بے حرمتی نہیں۔ اور جو ایسا کرے وہ خود ہی اپنی عاقبت خراب کرے گا۔ بالجملہ ایسے مصلوں اور صفوں کا استعمال جائز ہے جو ناجائز کہتا ہے وہ دلیل شرعی لائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ

وتر کی رکعت تین ہیں۔ رفع یدین منسوخ ہے

سوال: عرض یہ ہے کہ ہمارے خاندان میں ایک لڑکا اہلحدیث ہو گیا ہے اور وہ سارے خاندان میں اپنے مسلک کی تبلیغ کر رہا ہے۔ چونکہ ہمارے خاندان میں تقریباً سب حنفی ہیں اس لئے وہ سب سے بے جا بحث کرتا ہے کبھی فاتحہ نیاز سے روکتا ہے کبھی عید میلاد النبی ﷺ کو برا کہتا ہے کبھی بزرگان دین کی شان میں گستاخیاں کرتا ہے منع کرنے پر دلائل پیش کرتا ہے چونکہ ہمیں واقفیت نہیں ہے اسلئے خاموش ہو جاتے ہیں۔ وہ چیلنج کرتا ہے کہ مجھے کہیں بھی لے چلو ایک بار ہم اسے اپنی مسجد کے مولوی صاحب کے پاس لے گئے اس نے مولوی صاحب سے سوال کیا کہ حضرت یہ بتلائیں کہ عشاء میں جو حنفی حضرات تین رکعت وتر پڑھتے ہیں یہ طریقہ کونسی حدیث میں لکھا ہے جس کا مولوی صاحب کوئی جواب نہیں دے سکے چنانچہ وہاں بیٹھے ہوئے دو افراد جو پہلے حنفی تھے وہ بھی اہلحدیث ہو گئے اور اب وہ بار بار کہتا ہے دیکھو تمہارے مولوی بھی جواب نہیں دے سکے۔ اسے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اپنے اس اعتراض پر بہت ناز ہے وہ بھی چیلنج کرتا ہے کہ تم اس کا جواب قیامت تک نہیں لاسکو گے میں نے یہ طویل خط اس لئے لکھا ہے کہ کوئی مستند عالم مدلل جوابات کے ساتھ اس اعتراض کا جواب دے کہ ہم جو وتر پڑھتے ہیں۔ اس کے رفع یدین کا طریقہ کہاں لکھا ہے اگر اس خط کا آپ نے جواب دیا تو بندے پر بڑا احسان ہوگا۔ شدت سے خط کے جواب کا انتظار کروں گا۔ (جوابی لفافہ ارسال کر رہا ہوں)

فقط والسلام۔ ناچیز انصار خاں، میرا پتہ۔ کامران جنرل اسٹور، نزد الغریب ہوٹل، اسٹیشن روڈ، حیدر آباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** نسائی شریف میں سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کان یوتر ثلثاً یقرأ فی الاولی سبح اسم ربك الاعلی وفی الثانیة قل یاایها الکفرون وفی الثالثة قل هو الله احد ویقنت قبل الرکوع۔ ترجمہ سرکار تین رکعت وتر پڑھتے تھے پہلی رکعت میں سبح اسم ربك الاعلی دوسری میں قل یاایهاالکفرون تیسری میں قل هو الله احد پڑھتے تھے اور دعائے قنوت رکوع سے پہلے پڑھتے تھے۔ اسی طرح کی روایت ابونعیم کی جلد میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور طبرانی میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آئی ہیں۔ قال النبی علیه السلام لاترفع الایدی الافی سبع مواطن تکبیرة الافتتاح وتکبیرة القنوت وتکبیرات عیدین وذکر الاربع فی الحج روی الطبرانی مرفوعاً۔ ترجمہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ صرف سات جگہ پر ہاتھ اٹھائے جائیں تکبیر تحریمہ۔ دعائے قنوت کی تکبیر، عیدین کی تکبیروں میں اور چار مقام حج میں ذکر فرمائے۔ اس حدیث کو طبرانی نے مرفوعاً نقل کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

نفل کے مسائل

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: امام تراویح پڑھاتے ہوئے دوسری رکعت کا قعدہ چھوڑ کر تیسری رکعت کیلئے کھڑا ہو گیا اور پھر ایک مقتدی کے لقمہ دینے پر واپس ہوا تو آیا ایسی صورت میں سجدہ سہو واجب ہوا یا نہیں۔ شرعی حکم سے آگاہ فرمائیں نوازش ہوگی۔ سائل، نورالدین قادری، رشی گھاٹ روڈ، حیدر آباد، سندھ، 07/08/1980

۷۸۶ **الجواب:** نفل کا اطلاق سنت موکدہ پر بھی آیا ہے اس لئے نفل کے تمام احکام ان پر جاری ہیں اور نفل نماز کا ہر قعدہ، قعدہ اخیرہ ہے۔ صورت مسئولہ میں جب تک کہ تیسری کا سجدہ نہ کیا تھا کہ امام واپس قعدہ میں آگیا اور سجدہ سہو کر لیا تو نماز ہوگئی۔ اور تیسری کا سجدہ کر لیا یا پہلی صورت میں سجدہ سہو نہ کیا تو نماز نہ ہوئی دوبارہ پڑھی جائے۔ (درمختار، ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ رمضان المبارک، ۱۴۰۰ھ

مسجد محلہ میں نماز کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین وعلمائے دین اس مسئلہ میں کہ: اگر محلہ میں جامع مسجد اہلسنت و جماعت کے ہوتے ہوئے اگر لوگ اسی محلہ کے ایک مدرسے میں پنج وقتہ باجماعت نماز ادا کرتے ہوں تو کیا ان کی نماز ہو جائے گی جبکہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مدرسے میں زکوۃ، فطرہ، کھالیں اور چندہ وغیرہ شامل ہے۔ مولوی صاحب جو کہ مدرسہ میں پڑھاتے اور امامت کرتے ہیں پہلے اسی محلہ کی مسجد میں خطیب وامام کی حیثیت سے دو سال مقرر رہے۔ لیکن پھر کمیٹی نے انہیں امامت سے ہٹا کر دوسرے مولوی صاحب کو مقرر کر دیا اور اب اسی مسجد کے کچھ مقتدی مسجد کو چھوڑ کر مدرسہ میں پنج وقتہ با جماعت نماز کیلئے جانے لگے ہیں اور اس طرح دین میں تفرقہ کی صورت پیدا ہوگئی ہے لہٰذا قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت کریں۔ بینوا توجروا۔

جاوید احمد، ڈھولن آباد، میر پور خاص

۷۸۶ **الجواب:** بلا وجہ شرعی، اپنی کسی دنیاوی رنجش کے باعث، مسجد محلہ میں نماز ادا نہ کرنا، بلکہ دوسرے مسلمانوں کو اس مسجد میں جانے اور وہاں نماز پڑھنے سے روکنا سخت گناہ ہے۔ لقوله تعالى ومن اظلم ممن منع مسجد الله ان يذكر فيها اسمه وسعى فى خرابها۔ اس سے بڑھ کر ظالم کون، جو اللہ کی مسجدوں کو روکے، ان میں اللہ کا نام لئے جانے سے۔ اور ان کی ویرانی میں کوشش کرے۔ اور ظاہر ہے کہ مسلمانوں کو مسجدوں میں جانے سے روکنے کی تدابیر کرنا، اس کی ویرانی ہی کی کوشش ہے۔ پھر بھی اگر ان لوگوں نے مسجد کے علاوہ کسی اور جگہ نماز پڑھی تو ادائے فرض میں اصلاً شبہ نہیں۔ لقوله ﷺ جعلت لى الارض مسجداً (الحديث) ساری زمین میرے لئے مسجد بنا دی گئی۔ رہی یہ بات کہ یہ لوگ جماعت میں پھوٹ ڈالنے والے ہوئے یا نہیں؟ یہ ان کی نیت پر موقوف ہے۔ اگر ان کا مقصود اپنی نماز با جماعت ادا کرنا نہ ہے دوسروں کی جماعت میں تفرقہ ڈالنا تو یہ لوگ جماعت میں پھوٹ ڈالنے والے بھی نہیں ٹھہر سکتے۔ اور اگر نیت یہ نہیں بلکہ اس سے مقصود پہلی مسجد کو نقصان پہنچانا اور اس کی جماعت کو متفرق کر دینا ہے تو بے شک، نہ اس میں نماز کی اجازت نہ اس کے قائم رکھنے کی اجازت اور اس صورت میں یہ لوگ ضرور، جماعت مسلمین میں تفریق کے وبال میں مبتلا ہوئے کہ حرام وقطعی گناہ ہے۔ مگر نیت امر باطن ہے اور مسلمان پر بدگمانی حرام۔ اور ہرگز کسی مسلمان سے یہ توقع نہ رکھیں کہ وہ مسلمانوں میں تفریق کا وبال عظیم اپنے سر لادے۔ ہاں اگر پہلا امام بدمذہب گمراہ، مثلاً وہابی یا رافضی یا غیر مقلد یا نیچری وغیرہ ہے تو ان کی عادت معلوم ومعروف۔ وہ مسجدوں میں آتے، مسلمانوں کی سی کہتے سنتے اور آخر کار اپنے کل پرزے نکالتے اور عوام مسلمین کو بہکانا شروع کر دیتے ہیں اور مسلمانوں کو ان کے قدیم عقائد سے ہٹا کر اپنے مذہب ناپاک کی طرف بلاتے ہیں۔ اگر واقعتاً ایسا ہے تو وہابیت مردود۔ نہ ان کی نماز، نماز ہے نہ ان کے پیچھے نماز، نماز۔ نہ ایسے لوگوں کا ساتھ دینا مسلمانوں کو جائز ہوا۔ جو ایسوں کا ساتھ دیں گے انہیں کے ساتھ باندھے جائیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ شعبان المعظم ۱۴۰۰ھ

عورت گھر میں نماز کس جگہ پڑھے

سوال: کیا عورتیں پنجوقتہ نماز اور جمعہ پڑھنے مسجد میں جا سکتی ہیں؟ یا کسی مدرسے میں اپنی جماعت کر سکتی ہیں؟ اپنی تراویح الگ پڑھ سکتی ہیں کہ امام بھی عورت ہو، یا اپنا جمعہ الگ قائم کر سکتی ہیں۔ سائلہ۔ اُمِ حبیبہ زوجہ محمد رمضان برکاتی۔ کراچی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ الجواب: حضور اکرم سید عالم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ عورت کا دالان میں نماز پڑھنا، صحن میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ اور کوٹھری میں نماز پڑھنا، دالان میں پڑھنے سے بہتر ہے۔ (ابوداؤد) اور یہ اس لئے کہ عورت، عورت ہے یعنی غیروں سے چھپانے اور ان کی نظروں سے بچانے کی چیز۔ یہی وجہ ہے کہ غیروں کے گھر تو غیروں کے گھر، خاص اپنے گھروں کے متعلق ارشاد ہوا کہ "عورتوں کو بالا خانوں پر نہ رکھو"۔ وجہ وہی اڑتی چڑیا کے پر کترنا ہیں۔ اسی باعث عورتوں کا، گھر کے دروازے پر، مسجد صالحین میں، ادائے عبادت کیلئے جانا، اور ادائیگی نماز کے بعد دو قدم چل کر گھر میں واپس آجانا، ممنوع و ناجائز، گناہ و حرام ہے۔ کہ فتنہ وہی نہیں جو عورت کے دل سے، عورت کی طرف سے پیدا ہو۔ وہ بھی ہے اور اس سے سخت تر، وہ جو فاسقوں اور فاجروں کی طرف سے اندیشہ ہو تو یہاں عورتوں کی پارسائی کیا کام دے گی اگر چہ وہ کیسی ہی صالحہ پارسا ہو۔ کتب آثار و احادیث میں مروی کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جمعہ کے روز کھڑے ہوکر، کنکریاں مار مار کر عورتوں کو مسجدوں سے نکالتے۔ بلکہ خود حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ عورتوں کو مسجد میں آنے سے منع فرماتے کہ خبردار عورتیں مسجد میں نماز پڑھنے نہ آئیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اگر زمانہ اقدس میں حالت یہ ہوتی جو آج عورتوں میں پائی جاتی ہے تو حضور ﷺ عورتوں کو مسجد میں آنے کی اجازت نہ دیتے۔ غرض صحابہ و تابعین کے زمانے سے ہی اس کی ممانعت شروع ہو چکی تھی اور جب فساد پھیلتا گیا تو حکم ممانعت، بوڑھی اور جوان، سب عورتوں کو عام ہو گیا۔ ظاہر کہ جب عورتوں کو، مسجد میں جانے ہی کی اجازت نہیں تو ان کی تنہا جماعت اور وہ بھی نماز جمعہ کی، کیونکر شرعاً بلا دغدغہ روا ہو گی۔ تمام متون و شرح و کتب فتاویٰ میں مذکور ہے کہ عورت کو مطلقاً امام ہونا ہی مکروہ تحریمی ہے۔ فرائض ہوں یا نوافل یہ حکم سب کو شامل ہے۔ نور الابصار اور اس کی شرح درمختار میں ہے ویکرہ تحریماً جماعۃ النساء ولو فی التراویح۔ تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق میں ہے کرہ جماعۃ النساء وحدھن۔ دونوں عبارتوں کا حاصل وہی کہ عورتوں کی جماعت اگر چہ نماز تراویح میں ہو مکروہ تحریمی ہے یعنی گناہ و حرام۔ اور وجہ اس کی وہی حدیث کہ ابھی گزری کہ عورت کا دالان میں نماز پڑھنا، صحن میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ اور تہ خانوں یا کوٹھری میں، دالان سے بہتر ہے۔ پھر جب عورتوں کی جماعت مطلقاً مکروہ تحریمی ہے تو نماز جمعہ میں یہ کراہت اور شدید تر ہو جائے گی کہ نماز جمعہ عورت پر فرض نہیں اور امامت اور بھی زیادہ کراہت شدیدہ کی موجب ہو گی کہ نماز جمعہ کی امامت، صرف وہی مرد کرا سکتا ہے جسے بادشاہ اسلام نے مقرر کیا ہو یا عام لوگوں نے اسے یہ منصب سپرد کیا ہو۔ اور ظاہر ہے کہ عورتوں کو امامت کا حق اور وہ بھی امامت جمعہ کا، نہ بادشاہ اسلام اسے تفویض کر سکتا ہے نہ علماء و فقہا اور نہ عامۃ الناس۔ تو عورتوں کا، گھروں سے نکل کر، کسی مدرسہ یا کوارٹر بلکہ خود مسجد میں جمع ہو کر نماز جمعہ، کسی عورت کی اقتداء میں ادا کرنا، احکام شریعت کو منھ چڑانا اور ان کا مذاق اڑانا ہے۔ تو جو لوگ بھی اس فعل ناجائز و مکروہ میں ان ناقصات العقل والدین کی اعانت کریں گے وہ خود بھی اس جرم میں شریک اور گناہگار ہوں گے۔ قال اللہ تعالیٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی، دار العلوم احسن البرکات 03/06/1980

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب** حق وصواب والمجیب ماجور علیہ ومثاب۔ محمود احمد صدیقی، مدرس دار العلوم احسن البرکات

الجواب الصحیح ھذا۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

نماز میں پائنچہ پلٹنا، کپڑا اڑسنا گھرسنا منع ہے

سوال: بگرامی خدمت فیض رحمت جناب مفتی صاحب، السلام علیکم، کیا فرماتے ہیں علمائے دین وفقہا شرع متین بیچ اس مسئلہ کے کہ: پاؤں کے گٹے نماز میں کھلے ہوئے رہنے کی وجہ سے شلوار کو اوپر اڑس لے یا نیچے پائنچہ کو لوٹ لیا جاوے تو نماز ہوتی ہے یا نہیں۔ بروئے شریعت جواب سے مطلع فرمائیں۔ بینوا توجروا۔

اسلام احمد خان علی گڑھی، نیو کلاتھ مارکیٹ دوکان نمبر ۲۸، حیدر آباد، سندھ،

۱۵ رجمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ، یوم یکشنبہ بمطابق ۲۲، مارچ ۱۹۸۱ء

۷۸۶ **الجواب:** شلوار کو اوپر اڑس لینا یا اس کے پائنچہ کو نیچے سے لوٹ لینا، یہ دونوں صورتیں کف ثوب یعنی کپڑا اسمیٹنے میں مخل ہیں اور کف ثوب یعنی کپڑا اسمیٹنا مکروہ حالت نماز میں داخل اور نماز اس حالت میں ادا کرنا، مکروہ تحریمی واجب الاعادہ کہ دہرانا واجب جبکہ اسی حالت میں پڑھ لی ہو۔ درمختار میں ہے وکرہ کفہ ای رفعہ ولو لتراب۔ اور اصل اس باب میں کپڑے کا خلاف معتاد استعمال ہے۔ یعنی اس کپڑے کے استعمال کا جو طریقہ ہے اس کے برخلاف اس کا استعمال۔ کما فی العلمگیریۃ۔ ہاں اگر شلوار تہبند وغیرہ کو ٹخنے کھولنے کی نیت سے، اوپر کھینچ کر باندھ لیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں بلکہ شرعاً مطلوب ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب نماز پڑھو تو لٹکتے کپڑے اٹھالو۔ (البخاری فی التاریخ والطبرانی فی الکبیر) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ

مسائل قرأت/ چندہ مسجد/ قرآن خوانی کے بعد کھانا کھانا

سوال: ۱۔ آیات قرآنیہ میں اگر ایک آیت کا آخری حصہ، دوسری آیت کے پہلے حرف سے ملا دیا جائے تو کیا نماز ہو جاتی ہے۔ یا فاسد ہو جاتی ہے؟

۲۔ اگر مسجد کے برآمدے میں امام کھڑا ہو اور مقتدی صحن میں تو امامت کا کیا حکم ہے؟ یا کچھ مقتدی برآمدے میں ہوں تو کیا حکم ہے؟

۳۔ امام مسجد کو جو تنخواہ دی جاتی ہے اس کے لئے چندہ کیا جاتا ہے، یوں ہی بعض چھوٹی مسجدوں میں جہاں آمدنی کم ہوتی ہے امام کی تنخواہ کیلئے چندہ اکثر محلوں ہی سے کیا جاتا ہے اور مسجد کی بجلی، پانی، گیس، وغیرہ میں صرف کیا جاتا ہے بعض حضرات یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ایسے چندے میں اچھا برا ہر قسم کا پیسہ ہوتا ہے کہ محلہ میں شرابی، جواری، چرسی اور سٹہ باز وغیرہ سب قسم کے لوگ رہتے ہیں اور وہ سب ہی چندہ دیتے ہیں۔ اس لئے یہ پیسہ متذکرہ بالا امور میں صرف کرنا درست و جائز نہیں ہے۔ اس بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

۴۔ بعض لوگ جو ظاہری فاسق و فاجر ہوتے ہیں، قرآن خوانی میں طلبہ کو بلاتے ہیں اور کبھی علماء کو بھی بلاتے ہیں، پھر بعد میں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کھانا کھلاتے ہیں۔کیا یہ کھانا کھانا جائز ہے؟اور کیا علماء کو ایسی جگہ جانا چاہیے؟

احمد حسین انصاری، مکان نمبر/۲۱۸۳۔سی لانڈھی، کراچی

معرفت مرکزی انجمن رضائے مصطفےٰ، متصل محمدی جامع مسجد، 2-C لانڈھی، کراچی نمبر 30

۷۸۶الجواب: (۱) کسی حرف کو دوسرے کلمہ کے ساتھ وصل کر دینے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔یوہیں وقف و ابتداء کا بے موقع ہونا بھی مفسد نماز نہیں اگر چہ وقف لازم ہو، مگر خواہ مخواہ عوام میں اپنی قابلیت کی دھاک بٹھانے کو، ایسا کرنا ہے، بہت قبیح۔ لہٰذا امام کو حکم ہے کہ صرف وہی قرات اختیار کرے جس سے عوام روشناس ہیں۔اور عوام الناس جس سے نا آشنا ہوں وہ نہ پڑھے کہ اس میں ان کے دین کا تحفظ ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) محراب و مسجد و برآمدہ وغیرہ میں آکر امام کے ساتھ اگر اور لوگ بھی ہوں تو قطعاً کوئی مضائقہ نہیں۔(بہار شریعت وغیرہ)۔واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) مسجد کی تعمیر میں چندہ دینے والے، کچھ نہ کچھ خدا کا خوف رکھتے ہیں اور ایسے پاک کاموں میں، پاک پیسہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔آپ کو اس تحقیق و تفتیش کی ضرورت نہیں کہ یہ پیسہ کس کمائی کا ہے لیجئے اور صرف کیجئے۔ہاں کوئی ایسا شخص ہو جس کے پاس جائز آمدنی کا کوئی ذریعہ نہ ہو تو اس سے چندہ نہ لیں۔تاکہ دل میں اضطراب نہ ہو۔اور لینا، حرام اس سے نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ کسی سے قرض لیکر آپ کو دے۔یا اس کے پاس کوئی ذریعہ پوشیدہ، حلال و جائز آمدنی کا بھی ہو۔واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) اگر یہ کھانا قرآن خوانی کی اجرت میں نہ ہو تو کوئی مضائقہ نہیں؟ کیا فاسق و فاجر مسلمان نہیں۔ہاں علماء واکابر ملت، بیباک اور فسق و فجور میں مستغرق مسلمانوں کی دعوت میں نہ جائیں کہ شرعاً ممنوع ہے۔یونہی اگر دعوت کرنے والوں کا مقصود، محض تفاخر ہو کہ میری واہ واہ ہوگی تو ایسی دعوتوں میں شریک نہ ہونا بہتر ہے۔خصوصاً اہل علم کو۔(ردالمحتار) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵/ ذی القعدہ ۱۴۰۱ھ

سجدہ کی جگہ رومال رکھنا

سوال: اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں

اکثر لوگ نماز پڑھتے وقت رومال اپنے سامنے رکھ لیتے ہیں اس سے نماز میں کوئی نقص ہوتا ہے یا نہیں۔ہمارے یہاں مسجد میں ایک صاحب کا کہنا ہے کہ یہ اسرائیلیوں کا طریقہ ہے ایسا نہیں کرنا چاہئے اور وہ کہتے ہیں مجھے یہ بات کسی عالم نے بتائی ہے۔لہٰذا مہربانی فرما کر کسی معتبر حوالہ سے جواب عنایت فرمائیں۔

السائل۔عبدالجلیل خاں، لطیف آباد نمبر ۱۲، حیدر آباد

۷۸۶الجواب: اگر مقصود اس سے یہ ہے کہ چہرہ پر خاک نہ لگے تو مکروہ ہے۔اور براہ تکبر ہو تو کراہت تحریم۔اور گرمی سے بچنے کیلئے ہو تو حرج نہیں۔(عالمگیری) واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ ذیالقعدہ ۱۴۰۱ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عورت کو سجدہ میں انگلیاں کھڑا رکھنے کے مسئلہ پر خلیل ملت کا جواب

سوال: مولانا حافظ اسحاق صاحب کو سنی بہشتی زیور کے ایک مسئلہ پر اشتباہ ہوا تو انہوں نے، گجرات کے ایک عالم سے فتوی منگوایا جو درج ذیل ہے۔

۷۸۶ گرامی قدر جناب حافظ مولانا اسحاق صاحب زید مجدہ

وعلیکم السلام ثم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تمہاری خیریت معلوم کر کے خوشی ہوئی اللہ تعالیٰ تمہیں بمعہ اہل وعیال خیریت سے رکھے اور دلی سکون عطا فرمادے آمین۔ یہاں پر بھی اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بالکل خیریت ہے صورت احوال یہ ہے کہ (۱) تمہارے سوال کا جواب جو میرے ناقص ذہن میں آیا ہے لکھ رہا ہوں اگر صحیح ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اگر غلط ہے تو میری طرف سے۔ کیا عورت سجدہ میں پاؤں کھڑا کرے گی یا نہیں۔ صورت یہ ہے کہ علامہ شامی نے 25 (پچیس) مقام بتائے ہیں جن میں عورت مرد کی مخالفت کرتی ہے اور بنیاد اس کی یہ ہے کہ ہر وہ کام جو عورت کیلئے ستر کا باعث ہو اس میں عورت مرد کی مخالفت کرے گی۔ اسی لئے عورت کے سجدہ میں یوں فرمایا کہ والمرأۃ تنخفض فلا تبدی عضدیھا۔ وتلصق بطنھا بفخذیھا لانہ استر۔ یعنی عورت سجدہ میں پست رہے گی اپنے بازوؤں کو علیحدہ نہیں رکھے گی (بلکہ اپنی کلائیاں زمین پر بچھائے گی) اور اپنے پیٹ کو رانوں کے ساتھ ملا کر رکھے گی یہ اس لئے کہ ایسا کرنا عورت کے لئے بہت زیادہ پردہ کا باعث ہے۔ اور انہی مقامات میں سے ایک مقام یہ ہے کہ وذکر فی البحر انھا لا تنتصب اصابع القدمین۔ یعنی عورت اپنے پاؤں کی انگلیاں کھڑا نہ کرے گی۔ نیز یہ مسئلہ تو ہر عالم کو معلوم ہوگا کہ عورت کے پاؤں تلوؤں سمیت ستر میں داخل ہیں جس کی وجہ سے نماز میں پاؤں کو چھپانا فرض ہے اور مردوں کی طرح کھڑا کرنے میں پاؤں ننگے رہیں گے لہٰذا مسئلہ یہی ہوا کہ عورت مردوں کی طرح قعدہ میں نہیں بیٹھے گی۔ واللہ اعلم بالصواب وھو الموفق للسداد۔ (شامی جلد اول صفحہ ۳۷۳)

الراقم سید علی، مسجد میاں جلال الدین، محلہ خواجگان، گجرات، 22/04/1981

جوابِ خلیلِ ملت

۷۸۶ **الجواب:** مکرم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

فتاوی امجدیہ کی زیارت سے یہ فقیر اب تک محروم ہے۔ آپ کے خط سے معلوم ہوا کہ حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کا فتوی اس کے صراحۃً خلاف ہے جو فقیر نے بہار شریعت سے سمجھا اور اسے سنی بہشتی زیور میں نقل کیا۔ مگر طحطاوی علی الدر المختار اور پھر شامی کی عبارت کا جو صراحۃً فقیر کی تائید میں ہے غور سے مطالعہ کیا اور فقیر اب اس پر قائم ہے کہ بات وہی صحیح ہے جسے فقیر نے بہار شریعت سے سمجھا اور جس کا فتوی دیا۔ طحطاوی میں تصریح ہے وظاھر انہ لا یقل فی حقھا وضع بعض الاصابع۔ اب رہی اجازت فیہ مافیہ الخ یہ سابقہ عبارت کی نفی نہیں کرتی۔ پھر جبکہ عورت کے حق میں بحالت سجدہ پنڈلیاں، زمین سے ملانا مطلوب ہے تو نصب قدمین کی صورت میں یہ کسی طرح متصور نہیں۔ آپ خود بھی تجربہ کرلیں نصب قدمین ہوگا تو پنڈلیاں زمین سے اٹھی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رہیں گی۔ کوئی صاحب فقیر کی تسلی فرمادیں تو فتوی سے رجوع، ممنوع نہیں۔ بہشتی زیور میں جن مضامین کے اضافہ کی آپ نے خواہش کی ہے فقیر اسمیں کوشاں ہے اور عنقریب بشرط صحت وزندگی انشاء اللہ تعالیٰ اس نہج پر کام شروع ہو جائے گا۔

ہمارا اسلام جلد دوم آپ کی نظر سے نہیں گزری یہ حامد اینڈ کمپنی نے شائع کردی ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس کا مطالعہ بھی عوام کے حق میں بہت مفید ہوگا۔ یہ کتاب الحج پر ختم ہے۔

فقیر اتنی بات نہایت صریح اور واشگاف الفاظ میں لکھتا ہے کہ اعلیحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کی تحقیق کو یہ فقیر اپنے علم کے مطابق حرف آخر سمجھتا ہے۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ مرور زمانہ سے کسی حکم میں تبدیلی آجائے لیکن وہ اس تحقیق کے خلاف نہ ہوگا۔ قوالی جس طرح آجکل مروج ہے اور رسم بن چکی ہے اس کے جواز کا فتوی تو غالباً کسی نے نہ دیا ہوگا نہ دیا ہے۔ مشائخ چشت سے جو سماع ثابت ہے اس سماع کو اس قوالی سے کوئی نسبت نہیں۔ اعلیحضرت قدس سرہ کو مجدد مانتے ہوئے ان کی تحقیق کے خلاف کوئی تحقیق کسی مجدد کا ہی کام ہوسکتا ہے اور وہ اس صدی کا ابھی ظاہر نہیں۔ امید کرتا ہوں کہ یہ چند سطور انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے شبہات کو رفع کردیں گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم ھوالموفق وبیدہ التوفیق۔

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ جمادی الاولی ۱۴۰۱ھ

صلوٰۃ التسبیح کی جماعت

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین اہلسنت وجماعت کہ: صلوٰۃ التسبیح کی جماعت ہوسکتی ہے یا نہیں اگر ہوسکتی ہے تو ارشاد فرمائیں اور اگر نہیں ہوسکتی ہے تو حدیث اور قرآن کی روشنی میں فتوی دیکر امت محبوب کی مدد فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ اور زیادہ یہ بھی ہوتا ہے کہ لاؤڈ اسپیکر پر اس کا اعلان بھی ہوتا ہے کہ جس کو باجماعت صلوٰۃ التسبیح پڑھنا ہو وہ مسجد میں آجائے اور لاؤڈ اسپیکر پر تسبیح زور زور سے امام پڑھتا ہے اور مقتدی بھی کیا ارشاد ہے حدیث وقرآن کی روشنی میں ارشاد فرما کر شکریہ کا موقع دیں عین نوازش ہوگی۔ سائل۔ محمد صدیق۔ بکرامنڈی، متعلم مدرسہ سعیدیہ غوثیہ، حیدرآباد

۷۸۲ **الجواب:** ہمارے ائمہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے نزدیک، نوافل کی جماعت بتداعی مکروہ ہے۔ اس حکم میں صلوٰۃ التسبیح بھی داخل کہ وہ بھی تنہا پڑھی جائے اگرچہ امام حاضر ہو۔ (کمافی الشامی) مگر یہ کراہت اس وقت ہے کہ چار یا چار سے زیادہ مقتدی، اس جماعت میں موجود ہوں۔ ورنہ کراہت نہیں۔ اور ظاہر ہے کہ ایسا اس وقت ہوگا جبکہ کسی خاص موقع پر موجود دو تین مقتدیوں کو جماعت کا خیال آجائے۔ لیکن جب اس کا اعلان کیا جائے اور وہ بھی بلائے بد، لاؤڈ اسپیکر سے، تو ظاہر ہے کہ کراہت کو خود دعوت دی جارہی ہے اور ریاء ونمائش کی اس عبادت پر ملمع کاری کی جارہی ہے۔ تداعی کہ وجہ کراہت ہے اس کے معنی علماء کے نزدیک یہی تو ہیں کہ لوگوں کو بلایا جائے اور جماعت نفل کیلئے جمع کیا جائے۔ اور یہی حکم شب برات میں نفل باجماعت کا ہے۔ اور وہ جو بعض مشائخ سے اس کا پڑھنا ثابت ہے وہ اسی پر محمول کیا جانا چاہیے کہ دو تین مقتدیوں کے ساتھ۔ اس مسئلہ کی توضیح کیلئے ملاحظہ ہو فتاوی رضویہ جلد سوم۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ر شعبان المعظم ۱۴۰۱ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سجدہ سہو کا مقام

سوال: محترم المقام حضرت مولانا مکرم و معظم دامت برکاتہم، مہتمم، دار العلوم احسن البرکات، حیدر آباد، پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بصد ادب و احترام خدمت اقدس میں گذارش ہے کہ مندرجہ ذیل مسئلہ حل فرمائیں۔ امام دوسری یا آخری رکعات کے قعدہ میں بیٹھنے کی بجائے رکوع کی حالت تک کھڑا ہو جاتا ہے۔ لقمہ ملنے یا از خود یاد آنے پر بیٹھ جاتا ہے۔ اور نماز پوری کر کے سلام پھیر لیتا ہے۔ متوجہ کرنے پر کہتا ہے کہ جب تک سیدھا کھڑا نہ ہو جائے سجدہ سہو واجب نہیں۔ کیا یہ نماز درست ہوئی یا فاسد؟ جواب بالصواب مرحمت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ (جواب کیلئے لفافہ ہمراہ ہے)

فقط والسلام محمد اسماعیل خان، عمر کوٹ آئل ٹریڈرز، عمر کوٹ سندھ ضلع تھر پارکر

۱۵ رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ بمطابق ۱۸ جولائی ۱۹۸۱ء

۷۸۶ **الجواب:** تین یا چار رکعتی نماز میں قعدۂ اولیٰ واجب ہے اور قعدۂ اخیرہ ہر نماز میں فرض۔ اور دونوں کے احکام جداگانہ۔ مثلاً فرض میں قعدۂ اولیٰ بھول گیا تو جب تک سیدھا نہ کھڑا ہوا لوٹ آئے اور سجدہ سہو نہیں۔ اور اگر سیدھا کھڑا ہو گیا تو نہ لوٹے۔ آخر میں سجدہ سہو کرے۔ اور اگر قعدہ اخیرہ بھول گیا تو جب تک اس رکعت زائد کا سجدہ نہ کیا ہو، لوٹ آئے اور سجدہ سہو کرے۔ اور اگر اس رکعت کا سجدہ کر لیا تو سجدہ سے سر اٹھاتے ہی وہ فرض نفل ہو گیا۔ لہٰذا فرض نماز دوبارہ پڑھے۔ (درمختار، ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ

نماز میں انگوٹھا ہل جانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ: نماز پڑھتے وقت اگر سیدھے پاؤں کا انگوٹھا ہل جائے تو نماز میں کوئی فرق آئے گا یا نہیں۔ یا زمین سے اٹھ جائے۔ سننے میں یہ آیا ہے کہ اگر انسان کا خون پلید نہ ہو تو میں انگوٹھے میں میخ گاڑ دیتا کہ ہلے نہیں۔ یہ قول حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا کسی صحابی کا ہے یا نہیں؟ یا فقہ میں ہے؟

سائل۔ محمد عثمان، لطیف آباد نمبر ۸، حیدر آباد، ۳/۲۲/ ۱۹۸۲ء

۷۸۶ **الجواب:** انگوٹھا خواہ انگلی، بلکہ پاؤں کا پورا پنجہ، اگر اپنی جگہ سے ہل جائے یا سرک جائے تو اس سے نماز میں فساد نہیں آتا۔ پیر کی ایک انگلی کا پیٹ زمین پر جمنا سجدہ میں شرط ہے اور ہر پیر کی تین انگلیوں کا پیٹ جمنا واجب اور ہر پاؤں کی تمام انگلیوں کا پیٹ زمین پر لگنا سنت ہے۔ اگر بقدر ایک تسبیح بھی اس پر عمل جاری رہے نماز ہو گئی اگرچہ بعد میں اس میں حرکت آ گئی۔ عوام میں جو مشہور ہے وہ اس لئے ہے کہ آدمی اس سے غافل نہ رہے۔ مگر لوگ پھر بھی غافل ہیں۔ (درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تراویح میں سجدہ سہو/مسجد میں اعتکاف میں داڑھی منڈوانا/غسل کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: (۱) پیش امام دو، تراویح پڑھا کر کھڑا ہو گیا۔ اور اتنی دیر کھڑا رہا کہ تین بار "سبحان اللہ" کہا جا سکتا تھا۔ مقتدیوں کے لقمہ دینے کے بعد امام بیٹھ گیا اور سجدہ سہو کر لیا تو کیا نماز ہو گئی؟ (۲) کچھ جوان لڑکے اعتکاف میں بیٹھے ہیں۔ وہ اس عرصہ میں کہ اعتکاف میں بھی ہوں حجامت اور شیو کرنا چاہتے ہیں۔ تو کروا سکتے ہیں یا نہیں؟ (۳) کچھ آدمی اعتکاف میں بیٹھے ہیں وہ نہا سکتے ہیں یا نہیں؟ نعیم الدین ولد علیم الدین، 27/08/1981

۷۸۶ **الجواب:** (۱) سجدہ سہو کر لیا تو نماز ہو گئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) شیو کرنا، داڑھی منڈانا، مسجد میں اور حالت اعتکاف میں، گناہ در گناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) غسل جنابت کے علاوہ، کسی اور غسل کی اجازت فقیر کی نظر سے نہیں گزری۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ

تراویح میں سجدہ تلاوت

سوال: کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ پر علمائے دین و شرع متین کہ: ہمارے محلہ کی ایک مسجد میں حافظ صاحب نے دوران تراویح نویں پارہ کے سجدہ کے متعلق بتایا کہ دوسری رکعت میں سجدہ ہے مگر پھر منع فرمادیا اور مولوی صاحب نے بھی ان کی تائید کی مگر سجدہ کی آیت بھی پڑھ لی اور سجدہ ادا نہیں کیا۔ بعد نماز کے جب ان سے معلوم کیا گیا تو انہوں نے بڑے اصرار کے ساتھ کہا کہ سجدہ رکوع میں ہی ادا ہو گیا ہے لہٰذا اب ضرورت نہیں ہے۔ لہٰذا برائے مہربانی اس مسئلہ کی تفصیلاً وضاحت فرمائیں۔

حافظ محمد ناصر، رشی گھاٹ، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** بیشک نماز کا سجدہ تلاوت، سجدہ سے بھی ادا ہو جاتا ہے اور رکوع سے بھی۔ مگر رکوع سے جب ادا ہو گا کہ فوراً کرے۔ فوراً نہ کیا تو سجدہ کرنا ضروری ہے اور فوراً کا مطلب ہے ایک دو آیت پڑھ کر۔ لہٰذا امام صاحب نے اگر آیت سجدہ پڑھی اور ایک یا دو آیت پڑھ کر رکوع کر لیا تو نماز ہو گئی (عالمگیری)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ

فرض میں تاخیر سے سجدہ سہو لازم

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین درج ذیل مسئلہ میں کہ: دو رکعت والی نماز کے قعدہ میں امام صاحب بیٹھنے کی بجائے کھڑے ہو گئے۔ مقتدی کے اللہ اکبر کہنے پر پھر واپس قعدہ میں بیٹھ کر سجدہ سہو کیا۔ کیا نماز ہو گئی؟

ایک مقتدی کا کہنا ہے کہ چونکہ فرض ترک ہو گیا اس لئے نماز دہرانی چاہئے۔ واجب ترک ہونے پر سجدہ سہو سے نماز درست ہوتی ہے۔ حضور والا صحیح صورت حال سے مطلع فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

احقر مستفتی حکیم اظہار حسین، ۹۰۴۔ ہاشمی کالونی، لطیف آباد نمبر ۴، ۱۴ جولائی ۱۹۸۱ء

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں فرض ترک نہیں ہوا بلکہ مؤخر ہوگیا۔ یعنی ادا کرنے میں تاخیر ہوگئی ہاں اگر امام صاحب اس زائد رکعت کا سجدہ کر لیتے تو وہ نماز فرض کی حیثیت میں نہ رہتی بلکہ نفل ہو جاتی اور اس وقت امام کو چاہئے کہ ایک رکعت اور ملائے تاکہ شفع پورا ہو جائے۔ درمختار وغیرہ میں ہے کہ قعدۂ اخیرہ بھول گیا تو جب تک اس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو لوٹ آئے اور سجدہ سہو کرے اور اگر اس رکعت کا سجدہ کر لیا تو سجدہ سے سر اٹھاتے ہی وہ فرض نفل ہو گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ

چار رکعتی سنت غیر موکدہ میں قعدہ اولی میں کہاں تک پڑھا جائے
صلوٰۃ التسبیح کی جماعت، امام منبر پر کب بیٹھے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین بیچ ان مسئلوں کے کہ

(۱) چار رکعت والی غیر مؤکدہ سنتوں میں دو رکعت کے بعد قعدہ اولی یعنی اس میں التحیات عبدہ ورسولہ تک پڑھنا ہے یا کہ درود شریف اور دعا بھی پڑھنی ہے اس کا جواب مدلل اور تفصیل کے ساتھ عنایت فرما دیں۔

(۲) صلوٰۃ التسبیح کیا اس کی نماز با جماعت ہو سکتی ہے یا نہیں؟ رمضان المبارک کی ستائیسویں رات کو محلہ کے ہر خاص و عام آجاتے ہیں کچھ علماء کہتے ہیں کہ نماز با جماعت ادا نہ کریں اور کچھ علماء فرماتے ہیں کہ با جماعت کوئی حرج نہیں۔

(۳) آیا کہ خطیب خطبہ شروع کرنے سے پہلے ممبر پر بیٹھ سکتا ہے یا نہیں۔ کیونکہ کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ مکروہ ہے یعنی تقریر کرنے کے بعد سنتیں پڑھ کر یا سنتیں پہلے پڑھ لی ہوں تو ممبر پر ہی بیٹھا رہے لوگ سنتیں پڑھ رہے ہوں امام کے سامنے دو آدمی بیٹھے ہوں جو کہ پہلے ہی سنتیں پڑھ چکے ہیں دوسرے لوگ ان کے پیچھے پڑھ رہے ہیں۔

(۴) جمعہ کی دوسری اذان مسجد کے اندر بھی ممبر کے سامنے ہونی چاہیے۔ اس کے بارے میں بالتفصیل حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔ شکریہ حافظ محمد اویس قادری سبحانی، سٹلائیٹ ٹاؤن میرپور خاص

۷۸۶ **الجواب:** جو سنت غیر مؤکدہ چار رکعتی ہے اس کے قعدہ اولی میں یوں ہی چار رکعت والے نفل کے قعدہ اولی میں التحیات کے بعد درود شریف پڑھنا اور تیسری رکعت میں سبحان اور اعوذ پڑھنا مستحب ہے کہ پڑھ لیگا تو مزید ثواب پائیگا نہ پڑھیگا تو کوئی جرم و گناہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) اس کی نماز کی بہت فضیلت اور بڑا ثواب ہے مگر تنہا تنہا پڑھیں ہاں اگر کسی اعلان و رواج کے بغیر دو تین آدمی ملکر با جماعت ادا کر لیں تو بھی بلا کراہت جائز ہے اور اگر امام کے سوا چار یا زیادہ مقتدی ہوں تو یہ جماعت مکروہ ہے مگر یہ کراہت تنزیہی کہ نہ کرنا بہتر تھا تحریمی نہیں کہ گناہ و ممنوع ہو۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) ظاہر ہے کہ جب امام خطبہ سے پہلے ممبر پر بیٹھے گا تو سنتیں پڑھنے والوں کے چہرے اس کے مقابل ہونگے اور ان کے دل کو مشغول رکھیں گے اور یہ مکروہ ہے۔ پھر علماء کرام صاف ارشاد فرماتے ہیں کہ خطیب جب ممبر پر بیٹھے تو اس کے سامنے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دوبارہ اذان کہی جائے اس سے معلوم ہوا کہ امام کو خطبہ دینے سے پیشتر ممبر پر ہونا غیر مشروع ہے جب لوگ سنتیں پڑھیں اور اس کے مقابل کسی نمازی کا چہرہ نہ ہو اس وقت خطبہ کیلئے ممبر پر جائے۔ جمعہ کیلئے ممبر کا ہونا ضروری بھی تو نہیں اگر ممبر نہ ہو تو اب امام کیا کرے کیا خوامخواہ اسی جگہ بیٹھا رہے۔ فقیر کی نظر میں نہ ایسا کوئی قول ہے علماء متاخرین میں سے کسی کا ایسا عمل کہ خطیب پہلے ہی سے ممبر پر جا بیٹھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) اذان مئذنہ پر کہی جائے یا خارج مسجد مسجد میں اذان نہ کہے کہ مکروہ ہے۔ مگر دوسری اذان خطیب کی سیدھ میں اس کے مقابل ہو۔ (فتح القدیر و عالمگیری وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ جمادی الآخری ۱۴۰۳ھ

عورت نماز میں کس طرح بیٹھے، رات میں زوال، وتر کے بعد نفل کب پڑھے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان اسلام اس مسئلہ کے بارے میں کہ: (۱) عورت کو نماز پڑھتے وقت تشہد میں کس طرح بیٹھنا چاہئے یعنی مردوں کی طرح ایک پاؤں، بایاں بچھا کر اور دایاں پاؤں کھڑا کر کے؟ یا دونوں پیر دائیں جانب نکال کر بیٹھے؟ (۲) کیا رات کے وقت زوال ہوتا ہے یا نہیں؟ (۳) جو شخص وتر بعد نماز تہجد پڑھے عشاء کی نماز کے بعد دو نفل بعد وتر پڑھے جاتے ہیں کس وقت پڑھے اور کس طرح نیت کرے؟ فقط: صوفی مشتاق احمد، تحصیلدار، بلوچستان

۷۸۲ الجواب: (۱) فقہ کی تمام کتابوں میں ہے کہ عورت سمٹ کر سجدہ کرے یا بازو کروٹوں سے ملا دے پیٹ ران سے ران پنڈلیوں سے اور پنڈلیاں زمین سے (عالمگیری وغیرہ) یعنی عورت گٹھری بن کر سجدہ کرے۔ (فتاویٰ رضویہ) اور یہ کیفیت اسی وقت ہو سکتی ہے کہ عورتیں سجدے میں دونوں پیر دائیں جانب نکالے رکھے اور تشہد میں عورت کیلئے ہر کتاب میں صراحۃً مذکور ہے کہ وہ دونوں پاؤں داہنی جانب نکال کر بیٹھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) زوال کے معنی ہیں آفتاب کا ڈھلنا۔ تو اگر رات میں سورج نکلتا ہو اور غروب ہوتا ہو تو پھر اسے زوال بھی ہوگا۔ صوفی صاحب یہ بات جاہلوں میں زبانوں پر آتی ہے۔ آپ کیسے بہک گئے۔ الحاصل رات میں کوئی ایسا وقت نہیں کہ اس میں نماز پڑھنا خراب و ناجائز ہو۔ جیسا کہ زوال کے وقت کا حکم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) وتر خواہ اول شب میں پڑھے یا بعد نماز تہجد۔ اس کے دو رکعت نفل پڑھنا بہتر ہے اس کی نیت وہی عام نوافل کی طرح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ جمادی الاولی ۱۴۰۳ھ

چار رکعت والے نفل اور سنت غیر موکدہ کا طریقہ مستحبہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید کا کہنا ہے کہ نوافل اور سنت غیر موکدہ میں قعدہ اولی میں بھی تشہد کے بعد درود اور دعا پڑھنی چاہئے۔ یونہی تیسری رکعت میں قرأت سے قبل ثنا اور تعوذ بھی پڑھی جائے۔ جبکہ بکر کے ذہن میں یہ بات ہے کہ عمل تو اس کے خلاف ہے اور غالباً کوئی بھی نوافل میں قعدہ اولی میں اس طرح نہیں کرتا اور نہ کسی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حدیث سے یہ مسئلہ ثابت۔ لہٰذا اس کی ضرورت نہیں ہے۔ برائے کرم مطلع فرمایئے کہ زید اور بکر میں سے کون صحیح ہے؟

سائل حکیم عبدالحق، اعظم دواخانہ، شاہ مکی روڈ، حیدرآباد، سندھ، ۲۳ / ۶ / ۱۹۸۱ء

۷۸۶ الجواب: چار رکعت نوافل اگر ایک نیت سے پڑھے جائیں تو قعدہ اولیٰ میں درود شریف اور تیسری رکعت میں سبحنک اللھم الخ پڑھنا جائز بلکہ مستحب ہے۔ فقہ کی مشہور کتاب درمختار میں ہے **وفی البواقی من ذوات الاربع یصلی علی النبی** ﷺ **یستفتح ولو نذراً لأن لان کل شفع صلوۃ۔** یعنی سنت ظہر کے علاوہ باقی اور چار رکعت والی سنتوں یا نفلوں میں بعد التحیات کے، درود شریف بھی پڑھے اور تیسری کیلئے کھڑا ہو تو ثنا اور تعوذ بھی پڑھے۔ اس لئے کہ نفل نماز کی ہر دو رکعت ایک جداگانہ نماز ہے۔ یہ حکم استحبابی ہے لہٰذا اس پر عمل ترک ہو جائے وہ شرعاً قابل گرفت نہیں۔ اور عوام کا عمل تو کوئی سند نہیں البتہ خواص جنہیں مسائل شرعیہ پر وقوف ہے ان کا معمول یہی ہے جو اوپر مذکور ہوا۔ فقہائے کرام پر مولائے کریم کی ہزار ہا رحمتیں کہ ان حضرات نے ہمیں قرآن وسنت کی طرف رہنمائی فرما کر، ہمیں اس بات سے مستغنی کر دیا کہ ہم ہر مسئلہ پر قرآن وحدیث کی سند مانگیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ شعبان المعظم ۱۴۰۱ھ

رفع یدین منسوخ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین درج ذیل مسائل کے بارے میں کہ: (۱) رفع یدین کے بارے میں حدیث سے بتائیں کہ منسوخ ہوگئی ہے۔ (۲) عورتوں اور مردوں کی نماز میں فرق ہے اس کی حدیث سے تصدیق فرمائیں کہ عورتیں سینے پر ہاتھ باندھیں اور مرد ناف پر۔ عورتیں گٹھری بن کر سجدہ کریں اور مرد پشت اونچی کریں۔

نعیم اختر، C-20/7 نزد لال مسجد، ملیر کالونی کراچی، 15/01/1984

معرفت محمد صادق قادری چشتی صابری

۷۸۷ الجواب: (۱) حضور اقدس ﷺ سے رفع یدین بھی ثابت ہے۔ اور رفع یدین نہ کرنا بھی۔ اور ظاہر ہے کہ حضور ﷺ سے ان دونوں کا ثبوت مختلف اوقات میں ہے۔ اور ائمہ حنفیہ نے اپنی کتابوں میں یہ بات صاف تحریر فرما دی ہے کہ حضور ﷺ نے آخر عمر شریف میں رفع یدین ترک فرما دیا تھا۔ چنانچہ مسلم واحمد، جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ "یہ کیا بات ہے کہ تمہیں ہاتھ اٹھائے دیکھتا ہوں جیسے چنچل گھوڑے کی دُمیں۔ نماز میں سکون کے ساتھ رہو۔" اور ابوداؤد وترمذی، علقمہ سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کیا تمہیں وہ نماز نہ پڑھاؤں، جو رسول اللہ ﷺ کی نماز تھی۔ پھر نماز پڑھی اور ہاتھ نہ اٹھائے مگر پہلی بار۔" یعنی تکبیر تحریمہ کے وقت۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ پہلی مرتبہ ہاتھ اٹھاتے، پھر نہیں۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔ اور دار قطنی وابن عدی کی ہے کہ عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں۔" میں نے رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نماز پڑھی، تو ان حضرات نے ہاتھ نہ اٹھائے، مگر نماز شروع کرتے وقت۔'' غرض یہ تمام مرحلے ائمہ کرام نے طے فرمادیے ہیں۔ ہمیں تو ان کے ارشادات بس ہیں کہ وہ ارکان شریعت ہیں اور احادیث کریمہ ان کی نگاہوں میں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کا ارشاد گرامی ہے کہ نماز میں سنت یہی ہے کہ آدمی اپنی دائیں ہتھیلی، بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھے، ناف کے نیچے (ابوداؤد وامام احمد) اور عورت کیلئے چونکہ سینے پر ہاتھ رکھنا، اس کیلئے زیادہ پردہ پوش ہے کہ سینے کا ابھار، ہاتھوں سے چھپ جاتا ہے، اس لیے عورت کیلئے یہی مطلوب شرعی مانا گیا۔ مرد اور عورت کے سجدے میں جو فرق ہے وہ بھی اسی بات پر مبنی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ'' نبی کریم ﷺ کا گزر دو عورتوں پر ہوا جو نماز میں مصروف تھیں۔ ان سے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم دونوں سجدہ کرو تو بدن کے ایک حصے کو دوسرے سے ملاؤ۔ اس لیے کہ عورت اس حکم میں مرد کی مانند نہیں۔ عورت تو خود ایک پردہ میں رہنے والی شے ہے۔'' اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کیلئے سجدہ کا مسنون طریقہ، مرد کے طریقہ سے جدا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

سجدہ کا طریقہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین اس بارے میں کہ: ہمارے محلہ کی مسجد کے امام صاحب کی گھٹنوں کی تکلیف کی وجہ سے سجدے میں دونوں پاؤں کی انگلیاں زمین سے اٹھ جاتی ہیں اور قعدہ میں دونوں پاؤں ایک طرف کر کے بیٹھتے ہیں اس حالت میں امام صاحب کی اور مقتدیوں کی نماز صحیح ادا ہو جاتی ہے یا نہیں۔ بعض حضرات اعتراض کرتے ہیں کہ معذور امام صاحب کے پیچھے نماز درست نہیں۔ لہٰذا مہربانی فرما کر اس کا جواب مرحمت فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

فقط العبد حاجی محمد یٰسین، متولی نورانی مسجد، سرے گھاٹ، حیدرآباد، مورخہ ۲۵ جولائی ۱۹۸۳ء

۷۸۶ **الجواب:** سجدہ میں پاؤں کی ایک انگلی کا پیٹ زمین پر لگانا شرط، ہر پاؤں کی تین انگلیوں کا پیٹ جمانا واجب، اور پانچوں کا پیٹ جمانا کہ انگلیاں قبلہ رخ رہیں، سنت ہے۔ حالت عذر میں اگر سنت ترک ہو جائے تو بھی شرعاً ایسا آدمی امامت کرسکتا ہے۔ لیکن واجب وفرض کی ادائیگی پر قادر نہ ہو تو اپنے حق میں معذور ہے، خود اس کی اپنی نماز ہو جائے گی لیکن دوسروں کی امامت کا وہ اہل نہیں۔ غیر معذوروں کی امامت نہیں کرسکتا۔ قعدہ میں دونوں پاؤں ایک طرف کر کے بیٹھ جانا، ترک سنت ہے، صرف اتنی بات ہوتی تو سب کی نماز ہو جاتی۔ لیکن یہاں تو واجب ترک ہو رہا ہے، فرض چھوٹ رہا ہے تو نماز دوسروں کی اس کی اقتداء میں کیونکر درست ہوگی۔ (عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳۰ شوال المکرم ۱۴۰۳ھ

نماز میں ٹخنے چھپ جانا

سوال: اکثر لوگوں کو کہتے سنا ہے کہ اگر نماز کی حالت میں ٹخنہ ڈھکا ہوا ہو تو نماز نہیں ہوتی۔ دوسرا اگر نماز کی حالت میں تہبند یا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شلوار اوپر کی طرف اُڑسی ہوئی ہو تو بھی نماز نہیں ہوگی نماز سے پہلے یا بعد نہیں سنا۔ ان مسائل کے بارے میں آپ کے قرآن پاک اور حدیث پاک کی روشنی میں کیا تاثرات ہیں وضاحت فرما دیں۔

فقیر حافظ محمد علی قادری، خطیب مسجد قریش، ٹھیٹھر اگلی، شاہی بازار

۷۸۶ **الجواب:** تہبند یا شلوار یا پینٹ وغیرہ اتنا نیچا ہو کہ اس سے ٹخنے چھپ جائیں تو نماز تو ہو جائے گی مگر مکروہ ہوگی۔ نبی ﷺ نے فرمایا ''جب نماز پڑھو تو لٹکتے کپڑے کو اٹھا لو۔ کہ اس میں سے جو شے زمین کو پہنچے گی وہ نار میں ہے۔ اور اٹھانے کا مطلب ہے اوپر کھینچنا۔ نہ کہ اڑس لینا۔ کہ اڑس لینا کف ثوب ہے۔ اور کف ثوب، میں کراہت اور زیادہ۔ کہ علماء نے اسے مکروہ تحریمہ میں ارشاد فرمایا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

فجر اوّل وقت میں پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: شرائط نماز میں وقت کا ہونا بھی ایک شرط ہے اور مذہب احناف کے اصول پر تمام سال جس طرح عمل ہوتا رہتا ہے وہی درست ہے لیکن کسی خاص مدت کیلئے اصول احناف کو نظر انداز کر کے اپنے مفاد کو ترجیح دینا از روئے شریعت کیسا ہے؟ مثلاً نماز فجر تمام سال طلوع آفتاب سے آدھے گھنٹے قبل پڑھی جاتی ہے اور ماہ رمضان میں جماعت کے چند سرکردہ افراد کی خوشنودی کی خاطر طلوع آفتاب سے تقریباً سوا گھنٹے یا ایک گھنٹے قبل پڑھی جاتی ہے تا کہ تاجر طبقہ کو آرام کیلئے آدھا گھنٹہ مل جائے تو ایسی صورت میں مذہب احناف کے اصول سے انحراف لازم آتا ہے لہٰذا براہ کرم صحیح جواب سے آگاہ فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

فقط والسلام علیک ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، السائل خطیب مسجد عثمانیہ نائن کا پڑ، حیدر آباد، مورخہ ۴ رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ

۷۸۶ **الجواب:** فجر کا وقت، طلوع صبح صادق سے آفتاب کی کرن چمکنے تک ہے۔ اس دوران جب بھی نماز پڑھی جائے گی بلا شک وشبہ درست ہوگی۔ البتہ فجر میں تاخیر مستحب ہے یعنی اسفار میں جب، خوب اجالا پھیل جائے اور زمین روشن ہو جائے شروع کرے۔ ہمارے نزدیک یہی مسنون ہے کہ اس میں بہت عظیم ثواب ہے۔ وجہ اس کی نمازیوں کی کثرت ہے۔ اب اگر نمازیوں کی کثرت اول وقت میں متوقع ہو جیسے کارخانوں اور فیکٹریوں کے قریب کی مسجدیں کہ لوگ یہی چاہتے ہیں کہ اول وقت نماز پڑھ کر، اپنے اپنے کاموں پر جائیں۔ اور اس بناء پر فجر اول وقت میں پڑھا دی تو یہ مذہب حنفی کا ترک کرنا نہ ہوا۔ یونہی رمضان المبارک کے ایام میں، اول وقت نماز پڑھ لی جائے تو نمازیوں کی کثرت ہوگی اور ثواب زیادہ ملے گا، تو یہ اسی حکمت پر عمل ہوا، جس کے لیے اجالے میں نماز پڑھنا مستحب تھا۔ تو مذہب حنفی کا ترک کہاں لازم آیا۔ مسلمانوں کے ساتھ نیک گمان کرنا چاہیے۔ آپ نے یہ کیوں سمجھ لیا کہ تاجروں کے آرام کی خاطر ایسا کیا گیا۔ یہ کیوں نہ سمجھے کہ کثرت ثواب کی نیت سے کیا گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

معذور صف میں کہاں بیٹھے؟

اوال محترم جناب مفتی صاحب، السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: (۱) میرے پیروں میں سخت درد ہے بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہوں کہ نہیں؟ (۲) جہاں جگہ مل جائے بیٹھ جاؤں یا آخر صف میں بیٹھوں۔ جہاں جگہ مل جائے وہاں بیٹھ جاتا ہوں تو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ آخر صف میں بیٹھو۔ مہربانی فرما کر حکم شرعی سے مطلع فرمائیں کہ جہاں جگہ مل جائے بیٹھ سکتا ہوں یا نہیں؟ اس کا جواب ضرور دیں۔ سائل۔ حاجی عبدالواحد معرفت ظہور احمد، مکان نمبر 1835 بتاشہ گلی، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: آدمی اگر عصا یا دیوار کے سہارے بھی کھڑا نہ ہوسکے تو اسے بیٹھ کر نماز پڑھنے کی اجازت ہے لیکن اگر کچھ دیر بھی کھڑا ہوسکتا ہے اگر چہ اتنا ہی کھڑا ہو کہ تکبیر تحریمہ کہہ سکے تو فرض ہے کہ کھڑا ہو کر اتنا ہی کہے پھر بیٹھ جائے اور اپنی نماز پوری کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) جو لوگ واقعۃً کھڑے ہو کر نماز پڑھنے پر قادر نہیں وہ صف میں جہاں چاہیں بیٹھ کر نماز پڑھ سکتے ہیں لیکن حکم شرعی یہ ہے کہ صف کے دائیں یا بائیں بیٹھیں تا کہ کاہلوں کو کوئی سند ہاتھ نہ آئے اگر محض کاہلی کی وجہ سے آدمی بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے تو نماز سب کی مکروہ ہوگی اس لئے اسے درمیان میں نہیں بلکہ کنارہ پر بٹھایا جائے گا تا کہ دوسروں کی نمازیں کراہت سے محفوظ رہیں اور جو لوگ دیوار کے سہارے سے کھڑے ہوسکتے ہیں ان کیلئے تو قطعاً یہی حکم ہوگا کہ وہ کنارے پر رہیں اور کھڑے ہو کر جب تک پڑھ سکیں پڑھیں۔ یہ بیٹھ کر پڑھیں گے تو ان کی نماز نہ ہوگی اور قطع صف ہوگی تو دوسروں کی نمازیں بھی خراب ہونگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ ربیع الآخر ۱۴۰۳ھ

سجدہ سہو کب لازم ہے / مردوں کو کس رنگ کے کپڑے جائز ہیں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین بیچ درج ذیل مسائل کے کہ: (۱) الف۔ سہو کی کیا تعریف ہے؟ ب۔ کتنی قسمیں ہیں؟ ج۔ کن کن حالات میں لازم ہے؟ (۲) اگر زید نے عصر کی نماز میں جو کہ سری ہے جہر کر دیا اور یہاں تک قرأت کی الحمد للہ رب العا اور پھر مقتدی نے لقمہ دیا تو کیا سجدہ سہو لازم آگیا یا نہیں اور اگر سجدہ سہو نہ کیا تو کیا حکم ہے؟ صفحہ کا حوالہ دے کر مشکور فرمائیں۔ (۳) کیا امام کو بغیر پٹکا جو کہ سنت رسول ہے نماز پڑھنا جائز ہے؟ (۴) کیا امام کو ٹخنوں کے نیچے تک شلوار پہننا جائز ہے اور امامت کے وقت شلوار کو اونچا کرلے کیا یہ بھی جائز ہے؟ ٹخنوں سے نیچے تک شلوار پہننے کے متعلق کسی کی روایت سے حدیث میں بیان دیا گیا ہے مہربانی فرما کر مفصل بیان فرمائیں۔ (۵) کیا امام کو رنگین اور ریشمی کپڑے پہننا جائز ہیں۔ فقط حافظ محمد اسماعیل، مبارک منزل، مکان نمبر 101 بلاک E، یونٹ نمبر ۸، لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: واجبات نماز میں سے جب کوئی واجب رہ جائے یا مقدم موخر یا مکرر ہو جائے اس کی تلافی کیلئے جو سجدہ شریعت نے مقرر کیا ہے اسے سجدہ سہو کہتے ہیں۔ واجب کی تاخر، رکن کا تقدم یا تاخر یا اس کی تکرار یا واجب میں تغیر و تبدیل یہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سب بھی ترک واجب ہیں۔ اور قصداً واجب ترک یا فرض ترک ہو گیا تو سجدہ سہو سے اس کی تلافی نہیں ہو سکتی۔ ترک واجب کی صورت میں اعادہ واجب ہے۔ اور فرض ترک ہو گیا تو نماز جاتی رہی (درمختار، ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) ایک جہری نماز میں بقدر جواز نماز یعنی ایک آیت کی مقدار آہستہ پڑھی، یا سری نماز میں جہر سے پڑھی تو سجدہ سہو واجب ہے۔ صورت مذکورہ میں الحمد للہ رب العالمین بمقدار آیت نہیں ہے تو سجدہ سہو لازم نہیں۔ (درمختار)

(۳) اس میں شک نہیں کہ بغیر عمامہ کے نماز جائز ہے اور عمامہ کے ساتھ افضل ہے مگر اس کے باوجود پٹکا نہ ہونے سے نماز میں کوئی کراہت نہیں آتی۔ صرف ترک اولیٰ ہوا جو مکروہ نہیں تاوقتیکہ اس کا ثبوت کسی خاص دلیل شرعی سے نہ ہو۔ (درمختار) واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) شلوار کا گٹوں سے نیچا رکھنا اگر براہ تکبر ہے تو حرام ہے اور اس صورت میں نماز مکروہ تحریمی ہے ورنہ تنزیہی ہے۔ البتہ شلوار کو اڑس لینا جیسا کہ عموماً لوگ کر لیتے ہیں یہ کف ثوب ہے اس سے نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے یا اوپر کی طرف شلوار اٹھا لیں تو یہ شرعاً مطلوب ہے لیکن امام کو آخر اس کی ضرورت ہی کیا ہے کہ وہ نیچی پہنے اسے اس وعید سے ڈرنا چاہیے جو ٹخنوں سے نیچے ازار کی بابت آئی کہ وہ جہنم میں ہے (فتاویٰ عالمگیریہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب نماز پڑھو تو لٹکتے کپڑے کو اٹھا لو کہ اس میں سے جو شے زمین کو پہنچے گی وہ نار میں ہے۔ (بخاری فی التاریخ والطبرانی) واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) کسم یا زعفران کا رنگا کپڑا پہننا مرد کو منع ہے باقی رنگ مردوں کو بھی جائز ہیں مگر حکم یہ ہے کہ شوخ رنگ کے کپڑے خصوصاً جن رنگوں میں زنانہ پن ہو مرد اس کو نہ پہنے۔ خصوصاً علماء ائمہ کرام کو تو ایسے کپڑے پہننے چاہییں کہ وہ پہچانے جائیں تاکہ لوگوں کو اس سے استفادہ کا موقع ملے اور علم کی وقعت لوگوں کے ذہن نشین ہو، رہا ریشمی کپڑا یعنی جو خاص ریشم کا ہو وہ مرد کیلئے حرام ہے لیکن آج کل جو کپڑے ریشمی کہے جاتے ہیں وہ مصنوعی ریشم کے ہیں ان سے بھی بچنا چاہیے تاکہ دوسروں کو ریشم پہننے کا ذریعہ نہ بنے۔ (درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ

نماز میں پائنچہ پلٹنا / سجدہ سہو کب لازم ہے؟ دونوں پیروں میں کتنا فاصلہ ہو؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس سلسلہ میں کہ: (۱) نماز میں پاجامہ کو نیچے سے پلٹنا یا اوپر سے نیفے میں موڑنا؟ (۲) الحمد شریف ختم ہونے کے بعد دوسری سورت ملانے میں اگر دیر ہو جائے تو کیا حکم ہے؟ (۳) نماز میں کھڑے ہونے میں دونوں پیروں کے درمیان کتنا فاصلہ ہونا چاہیے؟ سائل۔ اسرار حسین، لطیف آباد نمبر ۱۱، بریلی کالونی، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** (۱) پاجامہ یا شلوار وغیرہ کو نیچے سے پلٹنا، یا اوپر سے نیفہ میں اڑس لینا، دونوں کف ثوب یعنی کپڑا سمیٹنے میں داخل ہیں۔ اور کف ثوب نماز میں مکروہ تحریمی۔ شلوار وغیرہ اولاً تو اتنا نیچی ہونی ہی نہ چاہیے کہ ٹخنے چھپ جائیں۔ اور ہے تو اوپر کھینچ لینے سے کراہت سے نجات مل جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) اگر تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار، سورت ملانے میں تاخیر ہو گئی تو سجدہ سہو واجب ہو گیا۔ اس سے کم کی تاخیر میں نماز صحیح

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے۔ سجدہ سہو کی حاجت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) دونوں پاؤں کے پنجوں میں چار انگل کا فاصلہ رکھیں۔ یہی مسنون و مستحب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ ربیع الآخر ۱۴۰۳ھ

سجدہ کرنے کا صحیح طریقہ

سوال: بخدمت جناب عالی مفتی اعظم سندھ صاحب مدظلہ العالی، السلام علیکم، گذارش یہ ہے کہ: اگر ایک پیش امام صاحب نماز کی جماعت کرواتے ہوئے بلا عذر یا عذر سے اپنے گھٹنوں سے پہلے ہاتھ زمین پر ٹیک لے تو نماز ہوجاتی ہے یا نہیں اور مقتدی حضرات ایسی حالت میں کیا کریں۔ مہربانی فرما کر شریعت کی رو سے مطلع فرمائیں۔ کیونکہ ہمارے گاؤں کی مسجد میں یہ مسئلہ ایک شخص نے اٹھایا ہے۔ نوازش بندہ ہاشم علی ولد عبدالعزیز آرائیں، مکان F-45/549 ویسٹ کچہ، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: سجدہ میں جاتے وقت زمین پر پہلے گھٹنے رکھے، پھر ہاتھ، پھر ناک، پھر پیشانی۔ اور جب سجدہ سے اٹھے تو اس کا برعکس کرے۔ رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کو جاتے تو پہلے گھٹنے رکھتے پھر ہاتھ۔ اور جب اٹھتے تو پہلے ہاتھ اٹھاتے پھر گھٹنے۔ یہی مسنون ہے۔ اس کے خلاف کرنا ترک سنت ہے۔ اب اگر کسی عذر کے باعث ہو تو نماز میں کوئی کراہت نہیں۔ ہاں اس کی عادت نہ ڈالی جائے۔ اور بہر حال اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ ذی الحجہ ۱۴۰۳ھ

سنت غیر مؤکدہ کا ترک کرنا / معذور کون ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین درج ذیل مسائل کے بارے میں کہ

(۱) غیر موکدہ سنت جو چھوڑ دی جاتی ہیں وہ چھوڑ دینا درست ہے یا ادا کرنا درست ہے؟ (۲) ثنا جو نماز میں پہلے پڑھی جاتی ہے وہ پہلی رکعت میں پڑھی جاتی ہے یا کہ ہر رکعت میں پڑھی جائے اور فرضوں میں پڑھی جاتی ہے یا کہ سنتوں میں نفل وتر میں بھی پڑھی جاتی ہے؟ (۳) طلاق کس طریقے سے دینا درست ہوتی ہے گواہوں کے بغیر اکیلے میاں بیوی طلاق دے سکتے ہیں یا نہیں؟ (۴) اگر عورت حاملہ ہو تو اس کو طلاق ہوسکتی ہے یا نہیں اگر ہوجاتی ہے تو اس کے شرائط کیا ہیں؟ (۵) شرعی طور پر مسلمان کو تجارت میں کم سے کم ایک روپیہ پر کتنا منافع لینا جائز ہے؟ (۶) اگر کسی مومن مسلمان کو پیٹ کی بیماری کی وجہ سے بار بار ہوا خارج ہو تو نماز اور قرآن پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ عبدالحمید، مدینہ مسجد، بنگالی کالونی، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: سنت غیر مؤکدہ پر عمل کرنا بھی شرعاً مطلوب، پسندیدہ اور باعث ثواب ہے۔ اسے چھوڑ دینا اس ثواب سے محرومی ہے اگر چہ اس ترک پر مؤاخذہ و عتاب نہ ہو۔ تو آتا ثواب بلا وجہ کیوں چھوڑے۔ واللہ اعلم

(۲) فرض، واجب اور سنت مؤکدہ میں، ثناء صرف پہلی رکعت میں پڑھیں، ہر رکعت میں نہیں۔ البتہ سنت غیر موکدہ یا نفل میں، جب تیسری کیلئے کھڑا ہو تو ثناء پڑھنا مستحب ہے۔ (درمختار) واللہ اعلم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(۳) شوہر اگر تنہائی میں، یا صرف بیوی یا کسی اور کے روبرو، طلاق دیدے اور اسے اس کا اقرار ہو تو طلاق معتبر ہوگی۔ گواہوں کی ضرورت اس لیے پیش آتی ہے کہ وہ اگر انکار کردے تو گواہوں سے طلاق ثابت کی جاسکے گی (درمختار وغیرہ) واللہ اعلم

(۴) طلاق واقع ہونے کیلئے عورت کی جانب سے کوئی شرط نہیں۔ حاملہ ہو اور شوہر طلاق دیدے تو ضرور اس پر طلاق پڑ جائے گی۔ البتہ اس کی عدت، وضع حمل ہے کہ جب بچہ پیدا ہوگا عدت گزر جائے گی۔ اگرچہ طلاق کے فوراً بعد (عامۂ کتب) واللہ اعلم

(۵) بیع میں دھوکہ دہی فریب اور جھوٹ شامل نہ ہو تو منافع کی کوئی حد مقرر نہیں کہ اس سے زیادہ لینا حرام ہو جائے۔ واللہ اعلم

(۶) ہر وہ شخص جس کو کوئی ایسی بیماری ہو کہ نماز کا پورا وقت، شروع سے آخر تک اس حالت میں گزر جائے کہ وضو کرکے، کوشش کے باوجود نماز فرض ادا نہ کرسکے کہ ادھر وضو کیا ادھر ٹوٹ گیا، تو شرعاً ایسا شخص معذور ہے۔ اور ایسے معذور کیلئے حکم یہ ہے کہ وقت میں وضو کرے اور آخر تک یعنی جبتک اس نماز کا وقت باقی ہے اس وضو سے نماز و تلاوت کرتا رہے۔ اس بیماری سے اس کا وضو نہ جائے گا، جیسے قطرے کی بیماری یا ہوا کا خارج ہوتے رہنا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ

مسجد کی ٹوپی میں نماز پڑھنا

سوال: مکرمی و محترمی جناب مولانا مفتی محمد خلیل خان برکاتی صاحب دامت برکاتہم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج گرامی! آجکل اکثر مساجد میں کھجور کی ٹوپیاں بعض حضرات ڈال دیتے ہیں ان کو اوڑھ کر اکثر حضرات نماز فرض اور سنت نفل وغیرہ پڑھتے ہیں اور اکثر ٹوپیاں ٹوٹی ہوئی بھی ہوتی ہیں لیکن انہی کو پہن کر نماز پڑھ لیتے ہیں حالانکہ اس پوزیشن سے وہ حضرات کسی دوسرے مقام پر جاتے ہوئے شرم بھی محسوس کرتے ہیں تو کیا ایسی صورت سے نماز فرض با جماعت یا تنہا پڑھنا مساجد یا گھر میں جائز ہے یا نہیں اور اگر نماز ایسی حالت میں ہو جاتی ہے تو کیا مکروہ ہوتی ہے اور مکروہ کی کون سی قسم ہوتی ہے جواب باصواب سے ضرور بالضرور آگاہ کریں نوازش ہوگی۔ بینوا بالکتاب توجروا فی یوم الحساب

فقط والسلام از جانب حافظ فہیم الدین، انور انڈسٹریل ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ، حیدرآباد، سندھ، 14/11/1982 بروز اتوار

۷۸۶ **الجواب:** فقہائے کرام ارشاد فرماتے ہیں وتکرہ الصلوۃ فی ثیاب البذلہ۔ کام کاج کے کپڑوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ یعنی جو کپڑے میلے کچیلے ہوں خواہ ایسے کہ انہیں پہن کر آدمی بڑوں کے روبرو نہ جاسکے۔ مالا یذھب بہ الی الکبراء۔ اور اس قول آخر سے یہ بات معلوم ہوئی کہ جس حالت و ہیئات میں آدمی بڑوں کے سامنے جاتے ہوئے شرمائے ان میں نماز نہ پڑھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسے موقع کیلئے ارشاد فرمایا کہ "اگر میں تمہیں کسی کے پاس، کسی کام سے بھیجوں، تو کیا تم ایسے کپڑوں میں جاسکو گے؟ عرض کیا "نہیں"۔ فرمایا تو پھر خدائے قدوس کے دربار میں ان کپڑوں میں کیوں جاؤ" اور ظاہر ہے کہ ایسی ٹوپی خصوصاً جبکہ وہ ٹوٹی ہوئی ہو، آدمی مسجد سے باہر سر پر رکھنا بھی گوارا نہیں کرتا، بڑوں کے سامنے جانا درکنار، تو نماز میں وہ کیوں اسے گوارا کرتا ہے۔ اللہ احق ان تتزین لہ۔ اور بہرحال یہ ایک

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ناپسندیدہ فعل ہے لیکن نہ ایسا کہ اس پر وعید آئی ہو۔ لہٰذا مکروہ تنزیہی ہے جس کا ماحصل یہی کہ کرنا نہ چاہیے۔ گوارا نہ ہونا چاہیے۔ اس سے بچنا چاہئے۔ اور جب کہ وہ مکروہ تنزیہی ہے تو اس کے باعث مسجد و جماعت کو چھوڑنا جائز نہیں کہ نماز باجماعت واجب ہے اور اس کا بلا عذر شرعی ترک کرنا گناہ۔ نماز کا اہتمام کریں۔ اور کچھ نہ ہو تو کپڑے کی ٹوپی ہی جیب میں رکھیں تا کہ بوقت نماز کام آسکے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ صفر المظفر ۱۴۰۳ھ

تصویریں لگی ہوں تو نماز کا حکم/کن مردوں سے پردہ ہے/عورتوں کا جماعت سے جمعہ اور عید پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں کہ:

(۱) جس گھر میں تصویریں فریم میں لگی ہوں یا ویسے ہی لگی ہوں اس گھر میں اگر نماز پڑھیں تو نماز میں کوئی خرابی تو نہیں ہوگی؟

(۲) عورتوں کو کن مردوں سے پردہ کرنا چاہئے اور کن مردوں سے نہیں؟

(۳) اگر عورتیں عید کی نماز پڑھیں تو کیا وہ نماز ہو جائے گی یا نہیں۔ اس طرح جمعہ کی نماز ہوگی یا نہیں؟ مکمل تفصیل سے بیان فرمائیں اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے عظیم فرمائے۔ والسلام مولانا نور محمد، ٹنڈو الہیار

۷۸۶ **الجواب:** جس گھر میں جاندار کی تصویر ہو اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے خواہ وہ فریم میں ہو یا یونہی دیوار وغیرہ پر چسپاں کردی جائے اور مقصود اس سے گھر کی زینت ہو اور جس مقام پر جاندار کی تصویر ہو خواہ دائیں یا بائیں خواہ آگے یا پیچھے خواہ سر پر وہاں نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے کہ دوبارہ صحیح طور پر اس کا پڑھنا واجب ہوتا ہے۔ (عامۂ کتب) واللہ اعلم

(۲) ہر وہ مرد جس سے کبھی کسی حال میں نکاح نہ ہو سکے اور جسے شرع میں محرم کہتے ہیں اس کے علاوہ جتنے مرد ہیں وہ سب اجنبیوں کی طرح ہیں اور پردہ ان سے لازم ہے حتیٰ کہ چچا ماموں پھوپھی وغیر محرم رشتہ داروں کے بیٹے کہ یہ بھی اجنبیوں کے حکم میں ہیں اور ان سے بہر حال احتیاط لازم۔ حکم شرعی حاکم ہے۔ ہمارے رسم و رواج جو خلاف شرع ہوں وہ خلاف شرع ہی رہیں گے ہندو پاک کے علاقوں میں جو کچھ ہوتا ہے وہ ہرگز شرعاً پسندیدہ نہیں ہے۔ اور اتنا کرنا کیا دشوار ہے کہ موٹے دوپٹہ سے اپنا سر، کان، گردن، گلا، سینہ وغیرہ ڈھانپ لیا جائے چہرہ کہ ٹکلی کھلی رہے تو گھر میں رشتہ داروں کے سامنے آنے میں زیادہ مضائقہ نہیں اور اجنبی مردوں کے سامنے آنا کسی طرح جائز نہیں۔ واللہ اعلم

(۳) عورتوں پر نہ جمعہ نہ عیدین بلکہ انہیں تو مسجدوں سے روکا جائے گا کہ خوف فتنہ ہے اور پڑھ لیں تو نماز ہو جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ ذی القعدہ ۱۴۰۳ھ

زراعت کی زمین وطن ہے یا نہیں؟ وطن اصلی کیا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ان مسائل میں کہ: (۱) جہاں زید کی جگہ، ایسی ہو کہ وہاں زمین کاشت کراتا ہے، اگر زید وہاں چند دن کو جائے تو نماز قصر کرے یا پوری کرے، وہ جگہ اس کی رہائش سے مسافت قصر کے فاصلے پر ہے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(۲) بکر بغرضِ تعلیم یا برائے معاش اپنے گھر سے دور رہتا ہے۔ جب گھر جائے تو نماز پوری کرے یا قصر کرے؟

(۳) مختلف جگہوں پر مستقل مکانات اور رہائشگاہیں ہیں اور ہر جگہ اس کی زمین یا اسکا کاروبار ہے۔ اور وہ اپنے اہل وعیال سمیت کبھی کسی جگہ کبھی کسی جگہ رہتا ہے۔ مثلاً اس کے کراچی، حیدرآباد ولائلپور میں کارخانے یا دوکانیں ہیں اور ہر جگہ اس کی مستقل رہائش گاہ بھی ہیں۔ اور وہ خاص طور پر کسی ایک مکان میں نہیں رہتا ہے۔ جتنے دن جس مکان میں جی چاہا رہا اور یہ بھی یاد رہے کہ اس کا پیدائشی وطن ہندوستان ہے وہ وہاں سے ہجرت کر کے یہاں آیا ہے اور اب تک اس کے والدین اور بھائی وغیرہ ہندوستان میں ہیں۔ تو اس صورت میں اس کا وطن اصلی کہاں ہے؟ کراچی یا حیدرآباد یا لائل پور یا تینوں شہر اس کے وطن اصلی ٹھہریں گے۔ شریعت فقہ حنفی سے بحوالۂ کتب جواب عنایت فرمائیں اور مشکور کریں۔ بینو بالبرھان توجروا عند الرحمن

عرضدار، ایک سائل۔ محمد فاروق برکاتی۔ کراچی، 22/08/1978

۷۸۶ **الجواب:** (۱) وہ جگہ جہاں زید کی زمین کاشت ہوتی ہو، نہ اس کا وطن اصلی ہے نہ وطن اقامت۔ پندرہ روز سے کم عرصہ کیلئے وہاں رہنا پڑے تو زید قصر ہی کرے گا۔ اذالمعتبر .... الدار۔ (عالمگیری) واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) اس بات میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ آدمی یہاں اور اس کے والدین کسی شہر میں رہتے ہیں اور وہ اس شخص کی جائے ولادت نہیں اور نہ اس کے اہل وعیال وہاں ہوں تو وہ جگہ اس کیلئے وطن نہیں۔ (ردالمحتار) لہٰذا بکر اگر بسلسلہ تعلیم یا ذریعہ معاش کسی اور جگہ مقیم ہے اور وہیں رہتا ہے تو وہ جب اپنے والدین کے پاس جائے اور نیت اقامت نہ کرے یعنی اس کا ارادہ اپنے والدین کے پاس پندرہ روز کا قیام کا نہیں تو وہ یہاں قصر ہی کرے گا۔ پوری نماز ادا کرنا اس کیلئے جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) وطن اصلی ہونے کیلئے یہ بات ضروری ہے کہ یا اس کی پیدائش اس جگہ کی ہو یا اس کے گھر کے لوگ اہل وعیال وغیرہ وہاں رہتے ہوں یا وہاں سکونت اختیار کر لی اور یہ ارادہ ہے کہ یہاں سے نہ جائے گا۔ لہٰذا عمر کے اگر مختلف مقامات پر مکانات ہیں یا زمین ہیں یا اس کا کاروبار ہے تو وطن اصلی وہ جگہ مانی جائے گی جہاں اس کے اہل وعیال رہتے ہوں۔ دوسرے مقامات پر اگر پندرہ روز اقامت کی نیت سے جائے گا نماز پوری پڑھے گا کہ اب وہ اس کا وطن اقامت ہے ورنہ قصر ہی کرے گا۔ لان المعتبر فی کونه وطناً اصلیاً الاھلی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ رجب المرجب ۱۳۹۰ھ

قصر کی مسافت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید روزانہ کاروباری حیثیت سے ۶۰ میل سفر کرتا ہے یعنی دونوں طرف کا سفر کل ۱۲۰ میل ہوتا ہے تو کیا اس کے اوپر نماز قصر جائز ہے یا ناجائز؟ اس فتوی کا جواب دیکر شکریہ کا موقع دیں۔ بینوا توجروا۔

فقط والسلام حافظ سرفراز علی، ٹنڈوالہیار

۷۸۶ **الجواب:** آدمی جب اپنے وطن سے بہ نیت کاروبار کسی شہر کے قصد پر چلا جو کم از کم 57-1/2 (ساڑھے ستاون) میل

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے فاصلے پر واقع ہے اور وطن کی آبادی سے دور نکل گیا اس وقت سے قصر واجب ہے۔ راستہ بھر قصر ہی کرے گا اور جبکہ اس شہر میں قیام کا ارادہ نہیں بلکہ وہاں سے واپس آنے یا کہیں اور جانے کا قصد ہے تو وہاں جبتک ٹھہرے گا اس قیام میں بھی قصر کرے گا یونہی واپسی میں راستے میں راستے بھر قصر کریگا اور جب اپنے وطن کی آبادی میں آ گیا قصر جاتا رہا۔ (ہکذا فی الفتاوی الرضویہ)

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

قصر کیلئے مسلسل سفر شرط ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: میں تحصیل ہال بندولیٹ میں نائب تحصیلدار ہوں جس کی بناء پر اکثر اوقات دورے پر رہنا پڑتا ہے اور جب ہیڈ کوارٹر سے نکلتا ہوں تین دن تک اور کبھی ہفتہ تک، دورے (سفر) کی مدت ہوتی ہے جو شرعی لحاظ سے تین منزل سے زیادہ ہوتا ہے کیا اس دورے (ڈیوٹی) کے دوران مجھے نماز قصر کرنی چاہیے یا پوری پڑھنی چاہیے۔ اسی طرح اگر بادشاہ یا صدر اپنی حکومت میں دورے پر نکلے تو قصر نماز کرے یا پوری پڑھے۔ جواب بحوالہ اور مفصل دیں۔ صوفی مشتاق احمد قادری یوسفی، نائب تحصیلدار

۷۸۶ الجواب: دورہ غالباً جس طور پر ہوتا ہے کہ آٹھ آٹھ دس دس کوس یا میل کی نیت چلتے اور ایک جگہ پہنچ کر وہاں رکتے پھر دوسرے مقام کو روانہ ہوتے ہیں یہ حالت، حالت سفر نہیں اگرچہ اس میں سو کوس کا فاصلہ ہو جائے۔ اگرچہ اس طرح دنیا بھر کا گشت کر آئے۔ جب تک ایک نیت سے پورے چھتیس (۳۶) کوس یعنی ساڑھے ستاون میل (انگریزی کے نہ چلے) یعنی بیچ میں کہیں ٹھہرنے کی نیت نہ ہو تو وہ مسافر نہ ہوا۔ ہاں جو شرعاً مسافر ہو گیا وہ جہاں ہے وہاں بھی قصر کریگا اور وہاں سے ایک ہی میل یا کم ہو جائے خواہ زیادہ تو، وہاں بھی قصر کریگا جب تک پورے پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت محل اقامت میں نہ کرے۔ یہ حکم بادشاہ و رعیت، حاکم و محکوم سب کو عام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ ذی قعد ۱۴۰۰ھ

قصر کب کرے؟/غسل میں کلمہ پڑھے؟

سوال: جناب مفتی صاحب، دارالعلوم احسن البرکات، حیدرآباد، کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین درج ذیل مسائل کے بارے میں کہ:

(۱) بکر حیدرآباد سے کراچی جا کر ایک یا دو روز قیام کرتا ہے بتایئے وہ پنج وقتہ نماز قصر پڑھے؟ اور کیسے پڑھے؟ (۲) خود نماز نہ پڑھے اور دوسروں کو تلقین کرے کیسا ہے؟ (۳) نہاتے وقت کلمہ وغیرہ پڑھنا درست ہے؟

۷۸۶ الجواب: شرعاً مسافر وہ شخص ہے جو تین دن کی راہ تک جانے کیلئے گھر سے باہر ہوا اور خشکی میں میل کے حساب سے اس کی مقدار تقریباً 57-1/2 (ساڑھے ستاون) میل ہے لہٰذا حیدرآباد سے کراچی جانے والا حیدرآباد کی آبادی سے نکلتے ہی مسافر ہے۔ اور جب تک پورے پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کرے وہ مسافر ہی رہے گا اور اس پر واجب ہوگا کہ نماز

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قصر کرے یعنی چار رکعت والے فرض کو دو رکعت پڑھے اگر قصداً چار پڑھے گا تو گناہگار ہوگا۔ سنتوں میں قصر نہیں بلکہ پوری پڑھی جائیں گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) نماز نہ پڑھنا سخت گناہ اور دنیا و آخرت میں محرومی کا باعث ہے لیکن دوسرے سے نماز کیلئے کہنا تو کوئی جرم و گناہ نہیں کہ اس پر اعتراض ہو اور اس کی بات نہ سنی جائے۔ ہاں خود نماز پڑھے اور دوسروں کو تلقین کرے تو زیادہ موثر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) نہاتے وقت بالخصوص غسل خانہ میں آدمی برہنہ ہوتا ہے دعائیں وغیرہ نہ پڑھے باہر آکر پڑھے یا فارغ ہو کر۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم رجب المرجب ۱۴۰۱ھ

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب الامامۃ

مقتدی کے لئے آداب

سوال: علماء کرام ومفتیان عظام دریں حالات کیا فرماتے ہیں کہ

۱۔ ایک شخص جو قوم سے قصاب ہے ناخواندہ ہے نماز یاد نہیں ہے اپنی محلّہ کی مسجد کو ترک کر کے ہر وقت دوسروں کی مسجد میں کسی خاص ذاتی مفاد کی وجہ سے نماز پڑھتا ہے اور جماعت میں امام کے نزدیک پنکھا چلانے پر ضد کر کے نماز پڑھتا ہے۔

۲۔ جماعت کی نماز سے امام جب سلام پھیرتا ہے تب یہ شخص فوراً کلمہ شہادت کی بڑے زور کے ساتھ تین چار بار بالجہر ضرب لگاتا ہے جس کی وجہ سے دیگر نمازیوں کی نماز میں خلل واقع ہوتا ہے۔

۳۔ قبل از دعا امام صاحب سے پیشتر ربنا آمین کا بھی نعرہ شروع کر دیتا ہے اور یا ''حق'' کا بھی بہت زور سے استعمال کرتا ہے جبکہ امام درود شریف پڑھتا ہے۔

۴۔ یہ شخص ایک مخصوص جگہ پر پنکھے کے نیچے امام کے پیچھے ضداً نماز پڑھتا ہے اور اس کی جگہ پر کوئی دیگر بیٹھ جائے تب ناراض ہوتا ہے۔

۵۔ ہر قسم کی غلط تکلیف دہ حرکات سے اگر کوئی منع کرتا ہے تب فوراً آمادہ فساد ہو کر فحش گالیاں دیتا ہے جس کی وجہ سے عموماً مسجد کے اندر فساد ہو جاتا ہے اور اندیشۂ نقصان ہوتا ہے۔ لہٰذا عرض ہے کہ تمام مفصل حالات تحریر فرمائیں اور اس شخص کی یہ حرکات جن سے اندیشہ نقص امن بھی ہے اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں؟

دعا گو عبداللہ خان عبدالکریم خان، مکان نائن کا پڑ حیدرآباد سندھ

۷۸۶ **الجواب:** مسجد محلہ میں نماز پڑھنا اگرچہ جماعت قلیل ہو مسجد جامع سے افضل ہے اگرچہ وہاں بڑی جماعت ہو (بہار شریعت بحوالہ صغیری وغیرہ) لہٰذا بلا وجہ شرعی مسجد محلّہ کو چھوڑنے کی اجازت نہیں بالخصوص جبکہ دوسری مسجد کے نمازی اس سے شاکی ہوں۔ واللہ اعلم

۲۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے عقلمند لوگ میرے قریب ہوں۔ (مسلم شریف) یعنی سنی صالح لائق امامت، کہ ضرورتاً امام کی نیابت کر سکے۔ اور مسجد میں کوئی جگہ اپنے لئے خاص کر لینا کہ وہیں نماز پڑھے یہ مکروہ ہے (عالمگیری وغیرہ) ظاہر ہے کہ اس کے لئے لڑنا جھگڑنا اور ضد کرنا اور زیادہ مکروہ۔ واللہ اعلم

۳۔ ذکر بالجہر جائز ہے لیکن نمازیوں کی نماز میں کوئی خلل واقع نہ ہو تو ذکر جائز ہے ورنہ آہستہ کرنا چاہیے تاکہ نمازیوں کو ایذاء

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہ ہو۔ واللہ اعلم

۴۔حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ مسجدوں کو جھگڑے اور آواز بلند کرنے سے بچاؤ۔ فقہائے کرام کا ارشاد ہے کہ اس شخص کو جو لوگوں کو زبان سے ایذاء دیتا ہو مسجد سے روکا جائے گا۔ (درمختار و ردالمحتار وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ ر محرم الحرام ۱۳۸۳ھ

لقمہ دینے کے لئے السلام علیکم نہ کہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ا۔امام چار رکعتیں پڑھ کر کھڑا ہوتا ہے اور مقتدی بیٹھے رہتے ہیں ایک صاحب لقمہ دیتے ہیں ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ'' لیکن امام صاحب نے کوئی سماعت نہیں کی دوبارہ چند شخصوں نے ایک وقت میں لقمہ دیا مذکورہ بالا الفاظ کی طرح یا اللہ اکبر کہا امام صاحب واپس بیٹھ جاتے ہیں اور سجدہ سہوادا کرنے کے بعد نماز پوری کردی آیا نماز ہوئی یا نہیں؟

۲۔ایک شخص نے جماعت میں تین رکعت نماز پڑھی امام صاحب کے سلام کے ساتھ بھول کر دونوں طرف سلام پھیر دیا اور فوراً کھڑا ہو گیا ایک رکعت سجدہ سہو کے ساتھ ادا کی نماز ہوگی یا نہیں؟

۳۔ایک شخص نے جماعت کے ساتھ فرض نماز ادا نہیں کی وہ شخص وتر جماعت سے ادا کرسکتا ہے یا نہیں؟

۴۔وتر نماز رمضان المبارک کے علاوہ جماعت سے ادا کیوں نہیں کیے جاتے؟ رسول بیگ ٹیلر حسین آباد

۷۸۶ **الجواب:** ا۔اگر بغیر تشہد قعدہ اخیرہ کر چکا ہے اور کھڑا ہو گیا تو جب تک اس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو لوٹ آئے اور سجدہ سہو کر کے سلام پھیر دے اور قعدہ اخیرہ بھول گیا تو جب تک اس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو لوٹ آئے۔ اور سجدہ سہو کرے اور اگر اس رکعت کا سجدہ کر لیا تو سجدہ سے سر اٹھاتے ہی وہ فرض نفل ہو گیا لہٰذا فرض نماز دوبارہ پڑھے۔ (درمختار وغیرہ) واللہ اعلم

۲۔اگر مسبوق نے امام کے ساتھ سہواً سلام پھیر دیا اور یہ سلام امام کے ساتھ معاً بلا وقفہ تھا تو اس پر سجدہ سہو واجب نہیں اور اگر سلام امام کے کچھ دیر بعد پھیرا تو کھڑا ہو جائے اور اپنی نماز پوری کر کے سجدہ سہو کرے۔ (درمختار و ردالمحتار) واللہ اعلم

۳۔اگر نماز عشاء جماعت سے نہ پڑھی اگرچہ تراویح باجماعت پڑھی تو حکم ہے کہ وتر تنہا پڑھے۔ (درمختار و ردالمحتار) واللہ اعلم

۴۔آپ حکم شرعی پوچھیے حکمت کے آگے نہ لگیے۔ واللہ اعلم

تنبیہ:۔ امام صاحب کو لقمہ سبحان اللہ کے الفاظ سے دینا چاہیے جن صاحب نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر لقمہ دیا ان کی نماز جاتی رہی کہ سلام دوران نماز قصداً یا سہواً نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ ر صفر المظفر ۱۳۸۶ھ

مغرب میں فلق اور ناس کی قرأت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس صورت مسئولہ میں کہ: مغرب کی نماز فرض میں امام کو معوذتین

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(قل اعوذ برب الفلق قل اعوذ برب الناس) پڑھنا کیسا ہے۔ کیونکہ بعض حضرات کا خیال ہے کہ یہ جائز نہیں۔ اس لئے کہ اگر مغرب کے فرض میں معوذتین کو پڑھا گیا تو فرض عشاء کی قرات کے لئے پھر پیچھے سے پڑھنا پڑھے گا۔ اور یہ خلاف ترتیب مغرب وعشاء کے درمیان پڑھنا ناجائز ہے اب عرض ہے کہ یہ جائز ہے یا ناجائز؟ اور کیا یہ خلاف اولی تو نہیں۔ بحوالہ کتب جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں۔ بینوا بالبرہان، توجروا عند الرحمن

عرضدار مولوی برہان الدین چشتی، حیدرآباد، ۱۹۶۹-۵-۱۰

۷۸۶ الجواب: سائل نے جن بعض حضرات کا یہ خیال مذکورہ بیان کیا، وہ کوئی ایسے حضرات ہیں جو اپنی علمی قابلیت کے زعم میں اپنے قیاسات فاسدہ سے مسائل شرعیہ گڑھ کر بیان کرتے ہیں اصل مسئلہ" یہ ہے کہ ایک ہی نماز کی رکعتوں میں قرآن کریم اس طرح پڑھنا کہ دوسری رکعت میں پہلے والی سے اوپر کی سورت پڑھے یہ مکروہ تحریمی ہے۔ مثلاً پہلی رکعت میں قل یا ایها الکفرون پڑھی اور دوسری میں الم تر کیف (درمختار) دوفرض نمازوں کے لئے یہ قید نہیں قول مذکور نامسموع بلکہ غور فرمایئے تو مردود ہے کہ مغرب میں قصار مفصل اور عشاء میں اوساط مفصل کا پڑھنا سنت ہے (درمختار وغیرہ) لم یکن سے آخر تک کی سورتوں کو قصار مفصل اور سورۂ بروج سے لم یکن تک کی سورتوں کو اوساط مفصل کہتے ہیں۔ (عامہ کتب متون وشروح) اب یہ حضرات کیا اس طریق مسنون کو اپنے اس قیاس فاسدہ کی بناء پر ناجائز قرار دیں گے۔ دوفرض نماز تو دوفرض نمازیں، ایک ہی وقت کی دونمازوں میں بھی یہ ترتیب کہیں وارد نہیں۔ جو یہ حضرات بیان کرتے ہیں وہ ترتیب صرف ایک ہی وقت کی نمازوں کی رکعتوں کے لئے ہیں نہ کہ مطلق۔ مثلاً جس نے مغرب کی دونوں رکعتوں میں قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھی وہ فرضوں کے بعد سنتوں میں اور سنتوں کے بعد نفل میں یقیناً اس سے اوپر کی سورتوں کو پڑھ سکتا ہے۔ مثلاً الم تر کیف اور لا یلاف قریش۔ اور ان حضرات کو اصرار ہے تو کتب فقہیہ کے حوالہ سے بیان فرمائیں ورنہ مسلمانوں کو غلط مسائل بتا کر فتنہ نہ بپا کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم وھو الموفق للصواب

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ صفر المظفر ۱۳۸۶ ھج

نماز کے بعد مصافحہ کرنا

سوال: علماء دین آپ سے ہماری اپیل ہے کہ ہماری چھوٹی سی مسجد توکل کی جماعت میں مصافحہ کرنے سے انتشار پیدا ہوا ہے اس لئے آپ سے گذارش ہے کہ بعد جمعہ اور فجر مصافحہ کرنا واجب ہے یا نہیں؟ اور مسجد کے اندر سنت وغیرہ پڑھنا لازم ہے یا نہیں؟ اس کے لئے ہم فتوی لینا چاہتے ہیں۔ ہمارا پتہ یہ ہے

توکل مسجد، حیدرآباد گاڑی کھاتہ قاضی قیوم روڈ، فضل پرویژن اسٹور مولانا محمد سومار کو ملے

۷۸۷ الجواب: مصافحہ سنت ہے اور اس کا ثبوت تواتر سے ہے اور احادیث میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے ایک حدیث یہ ہے کہ جس نے اپنے مسلمان بھائی سے مصافحہ کیا اور ہاتھ کو حرکت دی اس کے تمام گناہ گر جائیں گے۔ جتنی بار

http://t.me/Tehqiqat
Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ملاقات ہو ہر بار مصافحہ کرنا سنت ہے، اور مطلقاً مصافحہ کا جواز یہ بتاتا ہے کہ نماز فجر وعصر کے بعد یونہی جمعہ کے بعد جو اکثر جگہ مصافحہ کرنے کا رواج ہے یہ بھی جائز ہے اور بعض کتابوں میں جو اس کو بدعت کہا گیا اس سے مراد بدعت حسنہ ہے۔ (درمختار)۔ واللہ اعلم

۲۔ نفل نماز گھر پر پڑھنا افضل ہے مگر تراویح وتحیت المسجد اور واپسی سفر کے دو نفل ان کو مسجد میں پڑھنا بہتر ہے اور اگر یہ خیال ہو کہ گھر جاکر کاموں کی مشغولیت کے سبب نوافل فوت ہو جائیں گے یا گھر میں جی نہ لگے گا اور خشوع کم ہو جائے گا تو مسجد میں پڑھے۔ (درمختار) اور نوافل کے احکام سنتوں کو بھی شامل ہیں۔ (درمختار) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ صفر المظفر ۱۳۸۸ھ

صرف ٹوپی سے نماز

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ عمامہ شریف کو سنت مستحبہ جانتے ہوئے خالی ٹوپی گاہے گاہے پہننی جائز ہے یا گمراہی؟

۲۔ جو شخص خالی ٹوپی پہننے کو علامت مشرکین اور گمراہی کہتا ہے اس کے بارے میں کیا حکم؟

۳۔ عمامہ شریف سنت ھدیٰ واجب ہے یا سنت لازمہ متواترہ دائمہ مستحبہ، بالدلائل بیان فرمائیں؟ فقط السائل: مولوی نور محمد

۷۸۶ **الجواب:** عمامہ مستحبات نماز سے ہے اور ترک مستحب سے خلل در کنار کراہت بھی لازم نہیں آتی۔ ذلك لان التعمم من سنن الزوائد و سنن الزوائد حکمها حکم المستحب۔ درمختار میں لکھا ہے کہ لها اداب ترکہٗ لا یوجب اساءۃ ولا عتابا کترك السنن الزوائد لکن فعلها افضل۔ ھکذا فی الفتاویٰ الرضویه (ج ۳ صفحہ ۴۵۱)۔ اس میں شک نہیں کہ نماز عمامہ کے ساتھ نماز بے عمامہ سے افضل کہ وہ استحباب عمل سے ہے، محمود اور مقام آداب کے مناسب۔ رہا نماز کے علاوہ عمامہ کا استعمال اس کے متعلق علامہ ملا علی قاری نے بعد، ذکر بعض احادیث فضیلت عمامہ ارشاد فرمایا۔ ھذا کله یدل علی فضیلة العمامة مطلقا نعم مع القلنسوۃ افضل و لبسها و حدها مخالف للسنة کیف وھی زی الکفرۃ وکذا المبتدعة فی بعض البلدان۔ ان سب سے عمامہ کی فضیلت مطلقاً ثابت ہوئی اگرچہ بے ٹوپی ہو ہاں ٹوپی کے ساتھ افضل ہے اور خالی ٹوپی خلاف سنت ہے اور کیونکر نہ ہو کہ وہ کافروں اور بعض بلاد کے بدمذہبوں کی وضع ہے کذا افادہ الفاضل البریلوی فی فتاویٰ رضویه (ج ۳ صفحہ ۷۷) لیکن خالی ٹوپی کو مطلقاً مشرکین کی علامت کہنا غلط ہے بلکہ وہ قلنسوۃ جو خاص مشرکین اور مجوسیوں کی علامت ہے اس سے بچنا ضروری ہے کما بینه فی الفقه الاکبر، اور ایسی ٹوپی جو مشرکین کی علامت نہیں اس سے امامت اور نماز بلا کراہت جائز ہے اور درست ہے۔ اگرچہ مقتدی عمامہ کے ساتھ ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۸ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرض میں سجدہ کی آیت پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: اگر کوئی امام فرض نمازوں میں تسلسل کے ساتھ قرآن پاک پڑھتا ہو اور آیت سجدہ میں مقتدیوں کو آگاہ کر کے سجدہ تلاوت بھی کرتا ہو آیا ایسی صورت میں فرض نماز ہوگی یا نہیں؟ برائے نوازش تحریری مدلل فیصلہ فرمادیں۔ حافظ نور بخش کھاتہ چوک حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: نماز فرض ہو خواہ نفل قرآن کی کسی آیت کے پڑھنے کی ممانعت نہیں نہ کسی سورت کا پڑھنا ممنوع۔ اگرچہ اس آیت میں آیت سجدہ ہو البتہ نماز میں امام نے آیت سجدہ پڑھی تو اس کا سجدہ نماز ہی میں واجب ہے۔ امام پر بھی اور مقتدیوں پر بھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴/ ذی قعدہ ۱۳۸۸ھ

امام نیت کس طرح باندھے؟

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علماء دین وفقہائے شرع متین بیچ اس مسئلہ کہ: امام مسجد کے نیت باندھنے کا طریقہ کیا ہے۔ امام جب نماز پڑھائے گا تو نیت کس طرح سے باندھے گا؟ حاجی عظمت اللہ خان، لطیف آباد حیدرآباد، ۱۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۰ھ

۷۸۶ الجواب: امام کی نیت مقتدی کی نماز صحیح ہونے کے لئے ضروری نہیں یہاں تک کہ امام نے قصد کرلیا کہ میں فلاں کا امام نہیں ہوں اور اس نے اس کی اقتداء کی، نماز ہوگئی۔ مگر امام نے امامت کی نیت نہ کی تو ثواب جماعت نہ پائے گا (عالمگیری ودرمختار) لہٰذا امام بوقت امامت نیت یوں کرے کہ میں امام اس جماعت کا۔ اب اس جماعت میں ہر وہ شخص شامل ہے جو ختم نماز تک اس میں شریک ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰/ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۰ھ

بغیر عمامہ کے امامت/گھڑی میں چین کا حکم

سوال: ۱۔ اگر پیش امام بغیر ٹوپی کے عمامہ باندھ کر نماز پڑھتا ہے تو اس کا نماز پڑھنا کیسا ہے۔ جبکہ زید اس کو بلا کراہت جواز کا فتویٰ دیتا ہے۔ تو بغیر ٹوپی کے عمامہ باندھنا کیسا ہے؟

۲۔ دستی گھڑی بمع چین (لوہا، پٹا) پہن کر نماز پڑھنا و پڑھانا کیسا ہے۔ جبکہ زید اس کے جواز و بلا کراہت کا فتویٰ تحریر کر دیتا ہے۔ لہٰذا مہربانی فرما کر ان تینوں مسائل کو فقہ حنفی کی روشنی میں بمع حوالہ تحریر فرمادیں اور ایسے شخص پر کون سا فتویٰ لگتا ہے اور اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ اور یہ کس مذہب کا پابند ہے ایسے فتویٰ جاری کرنے والا کیا حنفی اہلسنت والجماعت ہے یا نہیں؟ احقر الناس محمد بشیر

۷۸۶ الجواب: ۱۔ یہ فعل خلاف سنت ہے حدیث شریف میں ہے الفرق بیننا و بین المشرکین العمائم علی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

القلانس۔یعنی ہم میں اور مشرکوں میں ایک فرق یہ ہے کہ ہمارے عمامے ٹوپیوں پر ہوتے ہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔چین والی گھڑی پہن کر نماز پڑھنے اور پڑھانے پر جو شخص فتویٰ دیتا ہے اس سے کتابوں کے حوالے کا مطالبہ کریں اور وہ یہ دکھائے کہ کس کتاب میں اسے جائز بلا کراہت لکھا ہے۔ہمارے علمائے محققین تو اس سے نماز مکروہ تحریمی فرماتے ہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۰ھ

قنوت نازلہ

سوال: قنوت نازلہ پڑھنے کا کیا حکم ہے اور کیا طریقہ ہے؟ حافظ محمد جمیل قادری حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: قنوت نازلہ کے بارے میں تحقیق یہ ہے کہ فجر کی نماز کی دوسری رکعت میں قرأت سے فارغ ہو کر رکوع سے پہلے پڑھی جائے۔بعد قرأت قرآن امام و مقتدی ہاتھ اٹھا کر تکبیر کہیں اور سب آہستہ دعائے قنوت پڑھیں۔جس مقتدی کو یاد نہ ہو وہ آہستہ آہستہ آمین کہتا رہے۔امام کا جہر سے پڑھنا اور مقتدیوں کا اونچی آواز سے آمین کہنا یا فجر کے علاوہ کسی اور نماز میں قنوت نازلہ پڑھنا مذہب حنفی کے خلاف ہے۔(فتاوٰی رضویہ فتح القدیر وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ ربیع الآخر ۱۳۹۷ھ

صلوٰۃ التسبیح کی جماعت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ: کیا صلوٰۃ التسبیح کی جماعت کرانا جائز ہے یا کہ نہیں؟ حالانکہ ہر نفل کی جماعت سوائے صلوٰۃ استسقاء کے کوئی نماز جائز نہیں؟ زید کہتا ہے کہ نفل کی نماز مکروہ ہے اور اگر لوگ زیادہ تنگ کریں کہ نماز نفل جماعت کے ساتھ ہونی چاہیے تو پڑھی جاسکتی ہے؟ اس مسئلہ کی وضاحت فرما کر جواب سے مستفیض فرمائیں۔ غلام قادر چشتی، پریٹ آباد، حیدر آباد، ۹۷۹اء۔۷۔۱۶

۷۸۶ الجواب: تراویح و کسوف و استسقاء کے سوا، نفل نماز با جماعت میں ہمارے ائمہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مذہب مشہور جو عامہ کتب میں مذکور ہے وہ یہ ہے کہ بلا تداعی مضائقہ نہیں۔اور تداعی کے ساتھ مکروہ ہے اور تداعی کے معنی ہیں ایک دوسرے کا بلانا اور جمع کرنا۔اور جب یہ ہوگا کہ اس کا خاص اہتمام ہو لوگوں کو جمع کیا جائے اور پھر نفل نماز با جماعت پڑھی جائے تو ظاہر ہے کہ اس میں لوگ زیادہ ہی آئیں گے حالانکہ کراہت سے خالی ہونے کے لئے یہ بھی درکار ہے کہ امام کے سوا چار یا زیادہ مقتدی نہ ہوں۔تین ہوں تو کوئی کراہت نہیں۔پھر اظہر یہ ہے کہ یہ کراہت صرف تنزیہی ہے یعنی خلاف اولیٰ۔ تحریمی نہیں کہ گناہ و ممنوع ہو۔اسے ناجائز کہنا اور ہر حال میں ناجائز سمجھنا زیادتی بلکہ حکم شریعت اپنی طرف سے گڑھنا ہے۔ ردالمحتار میں ہے فی الحلیة الظاہران الجماعة فیه غیر مستحبة ثم ان کان ذلك احیانا کان مباحا غیر مکروہ و ان کان علی سبیل المواظبة کان بدعة مکروہة لانه خلاف المتوارث۔علماء فرماتے ہیں کہ دو مقتدی ہوں تو بالا جماع جائز ہے اور پانچ میں بالاتفاق مکروہ۔اور تین اور چار میں مشائخ کا اختلاف ہے اور اصح یہ ہے کہ تین

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مقتدیوں میں بھی کراہت نہیں۔ چار یا زائد میں ہے۔ لوگوں کا اصرار ہو تو ابھی گزرا کہ تین مقتدی ہوں تو کوئی کراہت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷/ شوال المکرم ۱۳۹۹ ھجری

جب لوگ کام کاج میں ہوں تو تلاوت بلند آواز سے نہ ہو

سوال: ا۔ ہماری مسجد کے امام صاحب، جو عالم تو نہیں ہیں، مگر مقرر ہیں اور وعظ کہہ لیتے ہیں، وہ بسا اوقات کچھ ایسے کلمات درود شریف میں شامل کر لیتے ہیں، جو لوگوں کو شبہ میں ڈال دیتے ہیں، اس کے لئے کیا حکم ہے؟

۲۔ آج کل بہت سی مسجدوں میں، لاؤڈ اسپیکر پر تراویح اور شبینہ ہوتا ہے اور قرآن پڑھا جاتا ہے۔ اللہ کے حکم کے مطابق ہر مسلمان پر قرآن کریم کا سننا اور چپ رہنا فرض ہے۔ مگر مسجد کے باہر اس پر عمل نہیں ہوتا بلکہ لوگ اپنے اپنے کاموں میں لگے رہتے ہیں ایسی صورت میں نہ سننے والے گناہگار ہوتے ہیں اور جب کوئی نہ سنے تو پڑھنے والا گناہگار ہوتا ہے۔ کلام پاک کا بلند آواز پڑھنا اس وقت افضل ہے جبکہ کسی نمازی بیمار اور سونے والے کو تکلیف نہ پہنچے۔ علاوہ ازیں ایک سنت مکبر کھڑا کرنے کی ضائع اس کی وجہ سے ہی ہوتی ہے۔ کلام پاک میں چودہ سجدہ تلاوت ہیں جو واجب ہیں کہ جو سنے ادا کرے، سمجھے نہ سمجھے، ان کا ادا نہ کرنے والا گناہگار ہوگا اور جس کے ذریعہ یہ واجب ہو وہ بھی اس میں شامل ہے۔ اسی لئے تراویح میں اکثر ائمہ سجدہ تلاوت والی رکعتوں میں لاؤڈ اسپیکر بند کر دیتے ہیں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ فرض کے مقابلے میں واجب کو زیادہ ترجیح دیتے ہیں۔ صورت بالا کے پیش نظر لاؤڈ اسپیکر کا استعمال کیسا ہے اور ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے جو فرض کے مقابلے میں واجب کو ترجیح دے۔ تشریح فرما کر مشکور فرمائیں۔

احمد حسین انصاری، مکان نمبر 183، معرفت انجمن رضائے مصطفےٰ، متصل محمدی جامع مسجد C-2 لانڈھی کراچی

۷۸۶ الجواب: امام صاحب سے کہئے کہ مسلمانان اہلسنت پر رحم فرمائیں۔ اور کوئی ایسی حرکت نہ کریں جس سے مسلمانوں میں فتنہ پھیلے یا انتشار برپا ہو۔ جبکہ وہ خود عالم دین نہیں تو وہی صیغے درود شریف کے استعمال کریں جو عام مسلمانوں میں معمول اور اکابر ملت میں مقبول رہے ہیں۔ اور آپ سے یہ التماس ہے کہ ذرا ذرا سی باتوں پر اتنے مشتعل نہ ہوں ورنہ چپقلش بڑھے گی اور نفسانیت کو فروغ ہوگا۔ دار العلوم امجدیہ میں دونوں صاحبان چلے جائیں مسئلہ صاف ہو جائے گا۔ اور سب کا بھلا ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ لاؤڈ اسپیکر کے بارے میں جو کچھ آپ نے لکھا صحیح ہے اور یہ بھی اس آلہ کے نماز میں استعمال کے ناجائز ہونے کی ایک بڑی دلیل۔ جہاں لوگ اپنے کاموں میں مشغول ہوں اور قرآن عظیم سننے کے لئے کوئی فارغ نہ ہو وہاں جہراً تلاوت کرنے والے پر اس صورت میں دوہرا وبال ہے۔ ایک تو وہی دخل اندازی نماز وغیرہ۔ دوسرے قرآن عظیم کو بے حرمتی کے لئے پیش کرنا۔ (فتاویٰ رضویہ جلد سوم صفحہ ۵۹۶) اب اس کا رونا کس کس کے سامنے روئیں اور جائیں تو کہاں جائیں والی اللہ المشتکی و علیہ التکلان۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵/ ذی قعدہ ۱۴۰۱ ھجری

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جمعہ کے دونوں خطبوں کے درمیان کلام وتقریر

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: جمعہ کے پہلے اور دوسرے خطبے کے درمیان تقریر کرنا جائز ہے یا نہیں؟ قرآن اور حدیث پاک کی روشنی میں جواب تحریر فرمائیں۔ حافظ محمد علی قادری مسجد قریش

۷۸۶ الجواب: جب امام خطبہ کے لئے منبر پر بیٹھ جائے تو اس وقت سے ختم نماز تک نماز واذکار اور ہر قسم کا کلام منع ہے۔ ہاں خطیب امر بالمعروف کرسکتا ہے نہ کہ تقریر و بیان۔ مثلاً کسی کو کوئی غلط کام کرتے دیکھے تو آہستگی سے منع کردے بلکہ ہاتھ یا سر کے اشارے سے بہتر ہے۔ ظاہر ہے کہ دونوں خطبوں کے مابین تقریر غیر عربی میں ہوگی تو خطبوں میں اجنبی شے داخل ہوئی اور فصل باجنبی ناجائز ہے یہاں تک کہ اگر فصل طویل حاصل ہو تو خطبہ زائل۔ اور اس کا اعادہ لازم ورنہ نماز باطل۔ (فتاوی رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

امام کتنی لمبی دعا کرے؟

سوال: گرامی قدر محترم مفتی خلیل صاحب، السلام علیکم

محترم ایک مسئلہ کے سلسلے میں آپ سے رجوع کررہا ہوں رہنمائی فرما کر ممنون فرمائیں۔

تنازعہ کچھ یوں ہے کہ ہمارے محلہ کی مسجد میں جناب پیش امام صاحب جماعت اور دعا سے فارغ ہوکر کچھ دیر بعد دیگر نمازیوں سے پہلے، بقیہ نماز ختم کرکے، پھر اجتماعی دعا شروع کردیتے ہیں جس کی بناء پر بقیہ نمازیوں کی نماز میں خلل واقع ہوتا ہے۔ پیش امام صاحب سے جب اس سلسلے میں بات کی کہ اگر آپ ایسا نہ کیا کریں تو بہتر ہے چونکہ کوئی آہستہ نماز پڑھتا ہے تو کوئی جلدی ہر شخص آپکے ٹائم پر نماز نہیں ختم کرسکتا۔ لیکن وہ اس بات پر مصر رہے کہ میں یہ شریعت کی رو سے ٹھیک کرتا ہوں۔ آپ سے گذارش ہے کہ اس سلسلے میں رہنمائی فرمائیں کہ آیا امام صاحب کا اس طرح دعا مانگنا شریعت کی رو سے ٹھیک ہے یا غلط؟ فرزند علی خاں، یونٹ نمبر ۲ لطیف آباد، ۱۹/ اکتوبر ۱۹۸۲ء

۷۸۶ الجواب: ظہر ومغرب اور عشا کے فرضوں کے بعد مختصر دعاؤں پر اکتفا کرکے سنتیں پڑھی جاتی ہیں۔ ان اوقات میں زیادہ طویل دعاؤں میں مشغول نہ ہونا چاہیے۔ البتہ فجر وعصر کے بعد سنتیں نہیں تو ان کے بعد ذکر طویل کا موقع ہے۔ امام خواہ مقتدی جس قدر ذکر اذکار، واوراد، اور دعائیں پڑھنا چاہے پڑھے۔ مگر مسلمانوں میں یہ رسم پڑگئی ہے اور ضرور محمود و پسندیدۂ شرع مبین ہے کہ بعد سلام امام کے ساتھ مل کر دعا مانگتے ہیں۔ اور اگر وہ دعا میں دیر کرے تو مقتدی منتظر نظر آتے ہیں۔ امام کے ساتھ دعا مانگنے کے بعد متفرق ہوتے ہیں کہ جماعت کے ساتھ دعا میں برکت ہے۔ حالانکہ امام کے سلام پھیرتے ہی مقتدی پر امام کی اطاعت لازم نہ رہی۔ اسے اختیار ہے کہ وہ دعائے امام کا انتظار کرے یا نہ کرے۔ اگر انتظار کیا فبہا۔ ورنہ چلے آنے سے گنہگار نہ ہوگا۔ یوہیں امام بھی اگر مقتدیوں کی رعایت کرے اور دعا میں قدرے توقف کرے کہ دعا میں زیادہ مسلمان شریک ہوجائیں تو مصلحت شرعیہ کے عین مطابق ہے۔ خصوصاً جبکہ عین حالت نماز میں امام پر مقتدیوں کی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رعایت مطلوب۔ بلکہ حالت دعا میں بھی مقتدیوں کی رعایت ملحوظ رکھنے کا حکمِ شرعی۔ مثلاً یہی کہ اگر مقتدی امام کے ساتھ دعا میں مشغول ہوں اور ختم کے منتظر ہوں تو امام اس قدر دعا میں طول نہ کرے کہ وہ گھبرا جائیں۔ الغرض امام اگر دوسرے مقتدیوں کی فراغت کا قدرے انتظار کر کے ان کے ساتھ دعا میں مشغول ہو تو بہت مناسب ہے۔ اگرچہ اس پر لازم نہیں۔ وہ تنہا دعا کر کے اٹھ جائے یا ذکر و اذکار میں مشغول ہو جائے تو جماعت کے ساتھ دعا نہ کرنے میں اس پر کوئی گناہ نہیں۔ لیکن دوسرے مسلمان کی دلجوئی خصوصاً جبکہ خود اس کے لئے باعث برکت ہے عین مطلوب شرع ہے۔ امام اسے ہاتھ سے نہ جانے دے۔ ورنہ پھر آہستہ دعا کرے تاکہ دوسرے نمازیوں کی نماز وغیرہ میں خلل نہ پڑے۔ (فتاوی رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ محرم الحرام ۱۴۰۰ھ

نماز کے بعد اجتماعی دعا

سوال: مکرمی و محترمی سیدی فقیہ العصر حضرت علامہ مولانا مفتی محمد خلیل صاحب برکاتی مدظلہ العالی، السلام علیکم بعد از سلام عرض خدمت ہے کہ ایک استفتاء بھیج رہا ہوں امید واثق ہے کہ جواب سے ضرور نوازیں گے۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ نماز سنن و نوافل کے بعد بہیئت اجتماعی دعا مانگنا مستحب ہے یا نہیں؟

۲۔ اگر دعا مکرر یعنی تین بار مانگا جائے تو کیا یہ بھی مستحب ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

(مولانا) سید طاہر شاہ میاں، مدین سوات

۷۸۶ الجواب: قاعدہ کلیہ اس قسم کے مسائل میں یہ ہے کہ جس امر سے شریعتِ مطہرہ نے منع نہ فرمایا، ہرگز ممنوع نہیں ہو سکتا۔ جو اس سے منع کرے وہ خاص اس مسئلہ میں دلیل شرع متین لائے۔ اثبات ممانعت اس کے ذمہ ہے جسے وہ انشاء اللہ تعالیٰ کبھی پیش نہ کر سکے گا۔ اور جائز کہنے والوں کو اسی قدر کافی و وافی ہے۔ مگر اس مسئلہ پر تو بحمدہ تعالیٰ دلائل قائم ہیں۔ قرآن کریم فرماتا ہے فاذا فرغت فانصب والی ربك فارغب۔ اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں عالم القرآن سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ فراغ سے مراد، نماز سے فارغ ہونا اور نصب سے دعا میں جدوجہد کرنا ہے۔ یعنی باری عزوجل حکم فرماتا ہے کہ "جب تو نماز پڑھ لے تو اچھی طرح دعا میں مشغول ہو اور اپنے رب کے حضور الحاح و زاری کر"۔ ایسا ہی تفسیر جلالین میں ہے۔ اور ظاہر ہے کہ آیہ کریمہ مطلق ہے۔ اس میں کوئی قید نہیں کہ فلاں نماز کے بعد دعا مانگو فلاں نماز کے بعد نہیں۔ تو یہ آیت نماز و واجب و نفل، سب کو شامل ہے خواہ تنہا ادا ہوں جیسے نوافل۔ یا با جماعت پڑھی جائیں جیسے نماز پنجگانہ۔ (اس مسئلہ میں تفصیل کے لئے دیکھئے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کا رسالہ مبارکہ "سرور العید السعید") واللہ تعالیٰ اعلم

۷۸۶ رسالہ مرسلہ "دعا بعد السنن والنوافل" فقیر نے جستہ جستہ پڑھا حق و صواب اور مذہب مہذب اہلسنت و جماعت کی تائید و نصرت پر مشتمل پایا۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو قبول حق کی توفیق بخشے، حق پر چلائے، حق پر خاتمہ فرمائے، اور اہل حق کے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ساتھ اٹھائے۔ آمین العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ مئی ۱۹۸۴ء

اصلاح کے بعد امامت جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک امام جو کہ عرصہ ۱۴ یا پندرہ سال سے ایک مسجد کی امامت پر فائز تھے اب تقریباً تین چار ماہ ہوا کہ انہوں نے ایک بیوہ سے عقد کر لیا اس کے ایک بچہ پیدا ہوا جب لوگوں نے انتشار پھیلایا تو معلوم ہوا کہ یہ بچہ امام صاحب کا ہی نطفہ ہے۔ لہٰذا اب مستند کتابوں کے حوالے سے یہ بتایا جائے کہ ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ جبکہ امام صاحب نے اس سابقہ گناہ سے توبہ کر لی ہے۔ محمد سلیمان و اہل محلہ، ۱۴ نومبر ۱۹۶۲ء

۷۸۶ **الجواب:** اللہ عزوجل اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا اور گناہ بخشتا ہے۔ ھو الذی یقبل التوبۃ (الآیۃ) تو جب بعد توبہ یہ ظاہر ہو کہ امام نے اپنی اصلاح کر لی تو اس کے پیچھے نماز میں کوئی حرج نہیں اور جو لوگ اس توبہ کو نہ مانیں وہ گنہگار ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۳ھ

داڑھی اور بھنویں منڈوانے والا پیر

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ۱۔ ایک پیش امام مسجد جو کہ پیری مریدی بھی کرتے ہیں اور امامت کے فرائض بھی انجام دیتے ہیں۔ اور جس شخص کو بیعت طریقت میں شامل کرتے ہیں تو پہلے اس کی ڈاڑھی مونچھیں اور بھنویں منڈاتے ہیں اس طریقہ بیعت کو اختیار کرتے ہوئے کیا وہ امامت کے فرائض بھی انجام دے سکتے ہیں اور ان کی امامت میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

۲۔ ایک بزرگ سلسلہ قادریہ نقشبندیہ سے تعلق رکھتے ہیں اور صاحب اجازت ہیں اور اپنے سلسلہ میں باقاعدہ بیعت کرنے کے مجاز ہیں اور نہایت متقی و پرہیزگار ہیں اور ان کی عمر تقریباً پچاسی برس کی ہے عمر کے تقاضہ کے مطابق ضعف بصارت ضرور ہے چل پھر سکتے ہیں اور تمام کام کرتے ہیں اخبار کی موٹی سرخیاں پڑھ لیتے ہیں مگر باریک عبارت آئی گلاس کے شیشے سے پڑھ سکتے ہیں۔ کچھ صاحبان معترض ہیں کہ وہ ایسی صورت میں جبکہ ضعف بصارت ہے کسی شخص کو مرید نہیں کر سکتے ان کا یہ اعتراض کس حد تک درست ہے آیا وہ مرید اور طالب کر سکتے ہیں یا نہیں؟

۷۸۶ **الجواب:** داڑھی مونڈھنا یا منڈھوانا فسق ہے اور اس کا مرتکب فاسق معلن۔ اور فسق کا حکم دینے والا اس جرم میں برابر کا شریک بلکہ اس سے فسق میں ایک قدم آگے ہے۔ تو خود فاسق و معلن ہوا اور فاسق معلن کو امام بنانا گناہ و ناجائز ہے اس کے پیچھے نماز کی اصلاً اجازت نہیں۔ غنیہ شرح منیہ میں ہے انھم لو قدموا فاسقا یاثمون بناء علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریمۃ۔ بلکہ جب وہ علی الاعلان اپنے مریدین و متوسلین کو خلاف شرع امور کا حکم دیتا ہے تو اس کے ہاتھ پر بیعت بھی درست نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ جبکہ یہ پیر صاحب متقی و پرہیزگار اور مجاز و ماذون ہیں تو صرف ضعف بصر کی بناء پر ان کے ہاتھ بیعت ہونے میں کوئی خرابی

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہیں۔ وہ بلاشبہ دوسروں سے بیعت لے سکتے ہیں۔ لوگوں کا انکار محض ناواقفی کی بناء پر ہے یا اوہام فاسدہ پر۔ جن کا کوئی اعتبار نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۳ھ

مسجد میں پلنگ پر سونا اور چائے بنانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ھذا میں

۱۔ مسجد کے اندر پلنگ پر سونا جائز ہے یا نہیں اور مسجد کے اندر چائے وغیرہ بنانا جائز ہے کہ نہیں؟

۲۔ اگر پیش امام مسجد نے زبر کی جگہ زیر پڑھا اور پیش کی جگہ زیر پڑھا اور واؤ کی جگہ ف پڑھا تو لقمہ دینا جائز ہے یا نہیں اگر امام نے لقمہ نہ لیا تو اس حالت میں نماز ہوئی یا نہیں؟

۳۔ مؤذن صاحب نے اذان پڑھی تو ابتداء سے انتہا تک غلط پڑھی تو اس صورت میں اذان ہوئی یا نہیں؟ برائے کرم از روئے شریعت جواب مرحمت فرمائیں۔ ضیاء الدین یونٹ نمبر ۹، کوارٹر نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** ظاہر ہے کہ مسجدیں سونے، کھانے پینے، کو نہیں بنیں تو غیر معتکف کو، ان میں ان افعال کی اجازت نہیں، اور بلاشبہ اگر ان افعال کا دروازہ کھولا جائے تو زمانہ فاسد ہے اور قلوب ادب وہیبت سے خالی، مسجدیں چوپال ہو جائیں گی اور ان کی بے حرمتی ہوگی۔ بالخصوص چارپائی بچھا کر مسجد میں سونے اور وہاں چائے وغیرہ بنانے سے کہ مسجد میں ایسا کھانا پینا بھی جس سے مسجد ملوث ہو مطلقاً ناجائز ہے اگرچہ معتکف ہو۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ اعلم

۲۔ اپنے امام کو لقمہ دینا اور امام کو لقمہ لینا نماز کو فاسد نہیں کرتا۔ زیر زبر پیش یا کسی حرف کی تبدیلی سے معنی فاسد ہو جائیں تو نہ امام کی نماز ہوگی نہ مقتدیوں کی۔ اور امام کی اگر یہ عادت ہو تو اس پر یہ لازم ہے کہ صحیح طور پر پڑھنے کی کوشش کرے ورنہ فساد معنی کی صورت میں کسی کی نماز نہ ہوگی اور اس قسم کی جتنی نمازیں پڑھی ہوں گی سب کی قضا لازم ہوگی (بہار شریعت بحوالہ ردالمحتار وغیرہ) واللہ اعلم

۳۔ اگر اذان کہنے والا کلمات اذان کو قواعد موسیقی پر یعنی لے سے ادا کرتا ہے یا کلمات اذان میں لحن پیدا کرتا ہے مثلاً اللہ اکبر کے ہمزہ کو مد کے ساتھ آللہ یا آکبر پڑھتا ہے تو یہ حرام وناجائز ہے اگر مؤذن اس قسم کی غلطیوں کی اصطلاح نہ کرے تو اذان کہنے کا اہل نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ ذی قعدہ ۱۳۸۶ھ

امام کی صفات

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک امام وعدہ خلافی کرتا ہے اور جھوٹ بولتا ہے۔ جبکہ وہ ایک جامع مسجد اور درگاہ کا خطیب بھی ہے کیا ایسے وعدہ خلاف اور جھوٹے امام کے پیچھے نماز شرعاً درست ہے۔ اس لئے آپ تحریراً جواب عنایت فرمائیں تاکہ دوسروں کی نمازیں ضائع ہونے سے بچ جائیں۔

حکیم سید محفوظ علی، سیکریٹری اہلسنت والجماعت حیدر آباد سندھ، ۲۶ جولائی ۱۹۶۷ء

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب:** نماز حکم شرعی ہے۔ احکام شرعی کے مطابق ہی ہو سکتی ہے۔ کوئی خانگی معاملہ نہیں کہ جب چاہا کر لیا اور جسے چاہا امام بنا دیا۔ سوال میں جو امور مذکور ہوئے وہ فسق و گناہ کبیرہ ہیں اور ان کا مرتکب فاسق معلن ہے۔ اور فاسق معلن ہرگز صالح امامت نہیں۔ (عامۂ کتب) متون و شروح حواشی میں مذکور کہ والفاسق تکرہ الصلوۃ خلفہ۔ فاسق کو امام بنانا گناہ، اسے امام بنانا ناجائز۔ اگر امامت کرے گا اس کی نماز قبول نہ ہوگی۔ غنیۃ المستملی وغیرہ میں فرمایا۔ لو قدموا فاسقا یا ثمون بناء علی ان کراھۃ تقدیمه کراھۃ تحریمة لعدم اعتنائه بامور دینه و تساهله فی الا تیان بلواز مه فلا یبعد منه الا خلال ببعض شروط الصلوۃ و فعل بما ینا فیها بل هو الغالب بالنظر الی فسقه۔ یعنی اگر لوگوں نے کسی فاسق کو امامت کے لئے آگے بڑھا دیا (اگر چہ وقتی طور پر سہی) تو وہ گناہگار ہونگے اس لئے کہ اسے مقدم کرنا مکروہ تحریمی (قریب بہ حرام) ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ فاسق چونکہ امور دینی کا اہتمام نہیں کرتا اور لوازم دینی کی تعمیل میں تساہل برتتا ہے تو کیا بعید ہے کہ وہ شرائط نماز میں خلل انداز ہو بلکہ منافی نماز افعال کا مرتکب ہو بلکہ اس کے فسق کے مدنظر یہی غالب ہے۔ تو ایسے شخص کو افضل الاعمال نماز، و مناجات بارگاہ بے نیاز، میں اپنا امام بنانا سخت حماقت اور دین میں بے احتیاطی و جرأت ہے کہ لوگ اس کی امامت سے نفرت کریں گے اور یہ امر باعثِ تقلیلِ جماعت ہوگا کہ مقاصد شرع کے خلاف ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر تمہیں خوش آئے کہ خدا تمہاری نماز کو قبول کرے تو چاہیے کہ تم میں سے بہتر تمہاری امامت کریں کہ وہ تمہارے سفیر ہیں۔ تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان۔ (حاکم فی المستدرک) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ صفر المظفر ۱۳۸۴ھ

گھڑی میں چین کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین اس مسئلہ میں کہ: ہماری مسجد کے پیش امام صاحب کلائی کی گھڑی میں چین باندھتے ہیں۔ کیا ان کا چین باندھنا درست ہے یا نہیں؟ اس فتوی کا جواب دیکر عند اللہ مشکور و ممنون فرمائیں۔

محمد رفیق، لطیف آباد یونٹ نمبر ۱۲ حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** فقیر کی نظر سے اس باب میں کوئی صریح حکم کتب فتاوی میں نہ گذرا۔ البتہ مقتدر و مستند و معتمد علمائے اہلسنّت اس مسئلہ میں شدت اختیار کرتے ہیں اور اس طور پر نماز ادا کرنا مکروہ تحریمی قرار دیتے ہیں۔ لہٰذا فقیر بھی یہی فتوی دیتا رہا ہے کہ اس کا استعمال بہ حالت نماز ہرگز نہ کیا جائے۔ بالخصوص امام کہ وہ مقتدیوں کی نماز کا ضامن ہے ہرگز اسے استعمال نہ کرے بلکہ بیرون نماز بھی اس سے پرہیز کرے اسی میں احتیاط ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ ربیع الاول شریف ۱۳۸۴ھ

داڑھی منڈوانے والے اور انگریزی بال والے کی امامت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۱۔ ایک شخص ڈاڑھی کٹواتا ہے اور انگریزی بال بنواتا ہے کیا اس کو امامت یا مؤذنی کرنا جائز ہے یا نہیں؟

۲۔ یہ کہ ایک شخص زمین والا ہے وہ لوگوں کے سامنے اپنے آپ کو بہت غریب بیان کرتا ہے اور لوگوں سے زکوٰۃ وصدقات وغیرہ بھی لیتا ہے کیا اس کو لینا جائز ہے یا نہیں؟ اور جو دیتے ہیں انکی زکوٰۃ وصدقات ادا ہوئے یا نہیں؟

۳۔ یہ کہ ایک شخص کے گھر میں پردہ نہیں ہے کھیتی وغیرہ کا کام بھی اس کے گھر کے لوگ کرتے ہیں یعنی کہ عورتیں۔ ایسے شخص کو امامت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس کا جواب مفصل ثبوت کے ساتھ تحریر فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

گلاب خاں، گولارچی، بتاریخ ۲۶ شوال ۱۳۸۴ھ

۷۸۶ الجواب: داڑھی منڈانا فسق ہے اور اس کے منڈانے یا حد شرح سے کم کتروانے والا فاسق معلن۔ اسے امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ، اور پھیرنی واجب ہے۔ یونہی فاسق کی اذان مکروہ ہے اس کی اذان کا اعادہ کیا جائے۔ (درمختار)

۲۔ یہ زمین والا امام اگر غنی ہے اور صدقات فطرہ وزکوٰۃ لیا کرتا ہے تو فاسق معلن ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی اور جو شخص مالک نصاب ہو اور وہ چیز حاجت اصلیہ سے فارغ ہو ایسے کو زکوٰۃ دینا بھی جائز نہیں اگر بے سوچے سمجھے زکوٰۃ غنی کو دیدی اور بعد میں معلوم ہوا کہ اسے نہیں دے سکتے تھے تو زکوٰۃ ادا نہ ہوئی۔ (عالمگیری وغیرہ)

۳۔ جس شخص کی عورت بے پردہ نکلتی ہے اس طرح کہ جن اعضاء کا چھپانا فرض ہے ان میں سے کچھ ظاہر ہوتا ہے مثلاً سر کے بال بازو یا کلائی یا گلا یا پیٹ یا پنڈلی کا حصہ اور شوہر اس بات پر مطلع ہے اور منع نہیں کرتا تو وہ خود فاسق ہے اور اگر مرد اسے اپنی حد قدرت تک روکتا ہے منع کرتا ہے اور وہ نہیں مانتی تو شوہر پر کچھ الزام نہیں۔ (ھکذا حققہ فی الفتاوی الرضویہ)۔

واللہ تعالیٰ اعلم　　العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۲۷ شوال المکرم ۱۳۸۴ھ

مقتدی کے سہو سے، سجدہ واجب نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کی بابت

ایک مقتدی پہلی رکعت میں امام کے ساتھ آکر ملا یہ پہلی رکعت والا مقتدی امام کی تقلید کی نیت کے بعد پوری سبحانك اللهم ولا اله غيرك تک پڑھ گیا اور بعد میں خاموش ہو گیا اس وقت امام قرأت پڑھ رہا تھا اور یہ مقتدی اپنے امام کی قرأت سنتا رہا اور اس مقتدی نے اپنے امام کے ساتھ پوری چار رکعت ادا کی آیا اس مقتدی کی نماز کامل ہوئی یا ناقص؟ آپ کتب فقہ یا حدیث سے دلیل دیکر اس سوال کا جواب عنایت فرمادیں۔ بینوا، توجروا۔　سائل: محمد عثمان

۷۸۶ الجواب: امام نے بالجہر قرأت شروع کردی تو مقتدی ثناء نہ پڑھے بلکہ بغیر ثناء پڑھے امام کے ساتھ نماز میں شامل ہوجائے اگرچہ امام کی آواز نہ سنتا ہو۔ (عالمگیری وغیرہ) اب جبکہ مقتدی نے ثناء پڑھ لی اور سہواً ایسا ہوا تو کوئی حرج نہیں کہ اگر مقتدی سے بحالت اقتداء سہو واقع ہو تو سجدہ سہو واجب نہیں۔ (عامہ کتب) ہاں اگر قصداً ایسا کیا تو برا کیا لیکن نماز بہر حال

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوگئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ شوال المکرم ۱۳۸۴ ھ

امام نے ہندو کا رول ادا کیا، تو وہ گمراہ ہے

سوال: جناب مولانا صاحب السلام علیکم مؤدبانہ گزارش یہ ہے کہ آپ سے ایک سوال ہے وہ یہ ہے کہ میں موئن جودڑو آثار قدیمہ کیمپ میں رہتا ہوں یہاں پر عجائب گھر ہے اس میں ایک نوکر ہے جو کہ یہاں پر مسجد میں امامت کے فرائض بھی انجام دیتے ہیں کچھ شریعت سے بھی واقف ہیں اور کوئی ایسا آدمی اس قابل نہیں ہے جو کہ امامت کے فرائض انجام دے لہٰذا ہم بھی اس کے پیچھے نماز باجماعت ادا کرتے ہیں اور یہاں پر کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اس پیش امام کی برائی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس میں یہ برائی ہے کہ ساٹھ سال کی عمر میں بھی شادی شدہ نہیں ہے غیر شادی شدہ ہے دوسرے یہ کہ جو کماتا ہے لڑکوں کو کھلاتا ہے اور تیسرے یہ کہ اس پیش امام نے ایک کام ایسا کیا جو شریعت کے خلاف ہے وہ یہ ہے کہ یہاں پر فلم انڈسٹری والے فلم بنانے آئے تھے جو کہ دستاویزی ہے تو اس پیش امام نے پیسوں کے لالچ میں پہلے زمانے کے ہندو راجہ کا بالکل ننگا ہو کر رول ادا کیا اور ساڑھی باندھ کر تلک لگا کر اور ننگی عورتوں سے خود کو سجدہ کرایا دیکھنے میں یہ ایک نمونہ تھا مگر یہ شریعت کے خلاف تھا مگر دولت کے لالچ نے یہ کام اس سے کرایا ہے اور بھی دو چار باتیں ہیں جو میں نہیں لکھ سکتا لہٰذا آپ سے گزارش ہے کہ جلد سے جلد جواب دیں کہ کیا ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے؟ فقط محمد رفیق، لاڑکانہ

۷۸۲ الجواب: جس شخص کے وہ حالات وعادات ہوں کہ اپنی کمائی لڑکوں پر اڑائے اور دولت کے لالچ میں ساڑھی باندھ کر برہنہ ہو کر تلک لگا کر عورتوں سے سجدہ کرائے وہ نرا فاسق ہی نہیں بلکہ کھلا گمراہ ہے ایسے شدید فاسق کو افضل الاعمال نماز ومناجات بارگاہ بے نیاز میں اپنا امام بنانا سخت حماقت اور دین میں بے احتیاطی وجرأت ہے ایسے کو امام بنانے والے گنہگار ہوں گے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ ہرگز ہرگز اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں گر ناواقفی کی بناء پر پڑھ لی تو اعادہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ ذیقعد ۱۳۸۴ ھ

جہری نماز میں قرأت جہر سے نہ کی تو دوبارہ پڑھیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین بیچ اس مسئلہ کے کہ: پیش امام نے بوقت مغرب اول رکعت میں سورہ فاتحہ خاموشی سے پڑھی اور دوسری رکعت میں بالجہر پڑھی۔ سجدہ سہو نہ کیا کیا ایسی صورت میں نماز ہوئی یا نہیں؟

حافظ حسین خان، یونٹ نمبر ۸، لطیف آباد، مورخہ ۹ محرم الحرام ۱۳۸۵ ھ

۷۸۶ الجواب: ایسی صورت میں نماز کو لوٹانا ضروری ہے۔ محمد محمود غفرلہ (مہر مفتی محمود صاحب)

الجواب فجر ومغرب وعشاء کی دو پہلی رکعتوں میں امام پر جہر واجب ہے۔ (درمختار) اب جبکہ امام نے مغرب کی پہلی رکعت میں جہر ترک کیا تو ترک واجب لازم آیا اور واجبات نماز میں جب کوئی واجب بھولے سے رہ جائے تو اس کی تلافی سجدۂ سہو سے واجب ہے۔ صورت مسئولہ میں چونکہ امام نے سجدۂ سہو نہیں کیا اس میں نماز کا اعادہ لازم وضروری ہے اگر اعادہ نہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کیا گیا تو گناہ لازم آئیگا۔ واللہ اعلم بالصواب

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۹ رمحرم الحرام ۱۳۸۵ھ

لقمہ دینے کی وجہ سے سلام پھیر دیا' نماز کا کیا حکم؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین مسائل ذیل میں کہ: (۱) ایک امام صاحب نے مغرب کی نماز یا عشاء کی نماز کی نیت باندھ کر سورہ فاتحہ پڑھی بعدازاں سورہ رحمٰن کا رکوع شروع کیا اس میں سہو ہوا لقمہ ملنے پر لقمہ لینے سے قاصر رہے اور دونوں طرف سر کر کے سلام پھیر دیا۔ ایسی صورت میں اس کو نیت توڑنی چاہیے یا نہیں اور مقتدیوں کو کیا کرنا چاہیے؟

(۲) دوسرے امام صاحب جب سجدہ میں جاتے ہیں تو اللہ اکبر صحیح نہیں کہتے ہیں بلکہ آللہ اکبر کہتے ہیں یہ ان کا ہر نماز کا معمول ہے۔ دوئم غیر المغضوب علیھم اور ولا الضالین میں ضاد کے بجائے زواد کہتے ہیں اس کا اثر نماز پر کیا پڑتا ہے؟ ۲۵-۶-۱۹۶۵ء

۷۸۶ الجواب: ا۔ امام اگر بقدر حاجت پڑھ چکا ہے تو رکوع کر دے ورنہ کسی دوسری سورت کی طرف منتقل ہو جائے یا دوسری آیت شروع کر دے بشرطیکہ اس کا وصل مفسد نماز نہ ہو۔ (عالمگیری ردالمحتار) اور جبکہ امام نے اس صورت میں سلام پھیر دیا تو نماز فاسد ہوگئی اور مقتدیوں کی بھی گئی اگرچہ وہ سلام نہ پھیریں۔ واللہ اعلم

۲۔ اسم اللہ کو بصورت آللہ پڑھنا مفسد نماز ہے اگرچہ کسی مقام پر پڑھا جائے۔ واللہ اعلم

۳۔ ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھنا اگر اس وجہ سے ہے کہ اس کی زبان سے حرف ادا نہیں ہوتا تو مجبور ہے اس پر کوشش کرنا فرض ہے اور زمانہ کوشش میں اس کی اپنی نماز ہو جائے گی امامت کا اہل نہیں اور اگر لاپرواہی سے ہے جیسے آجکل کے اکثر حفاظ دائمہ مساجد کہ ادا کرنے پر قادر ہیں مگر بے خیالی میں تبدیل حروف کر دیتے ہیں تو اگر معنی فاسد ہوں نماز نہ ہوئی اور بہر صورت غلط خواں اگر صحیح پڑھنے کی کوشش بھی نہیں کرتا تو نماز اس کی خود کی بھی نہیں ہوتی دوسرے کی اس کے پیچھے کیا ہوگی اور جو شخص قصداً "ض" کی جگہ ظ پڑھتا ہے اس کی نماز بلاشبہ فاسد و باطل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ صفر المظفر ۱۳۸۵ھ

بغیر ثبوت، چوری کے الزام سے امامت پر اثر نہیں ہوتا

سوال: بخدمت جناب قبلہ مفتی خلیل العلماء حضرت علامہ مفتی محمد خلیل خان صاحب

صدر المدرسین دار العلوم احسن البرکات حیدرآباد

جناب والا! بعد آداب عرض ہے کہ ایک مسئلہ جناب کی خدمت والا میں عرض کرتا ہوں براہ کرم اس درخواست کی پشت پر جواب دیں عنایت فرمائیں۔

(۱) کوئی دو ماہ کا عرصہ ہوا کہ ہماری مسجد رضائے ربانی سے ایمپلی فائر چوری ہو گیا تھا ہم نے تمام کوششیں کیں اور ساتھ ہی ہم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے بزرگان دین سے مدد مانگی اور دعائیں مانگیں اور حضور ﷺ کے برکات سے وہ شخص بعد نماز عشاء خود مسجد میں رکھ گیا اب ہمارے محلہ کے چند حضرات الزام لگاتے ہیں کہ مسجد کمیٹی اور پیش امام کا ہاتھ ہے اور اسی نے چرایا ہے اس لئے وہ کہتے ہیں کہ امام کو یہاں سے ہٹایا جائے ہم نے ان کو جواب دیا ہے کہ جب تک آپ لوگوں نے آنکھوں سے نہیں دیکھا تو پھر الزام کیسے لگاتے ہو۔ اب براہ کرم اس کا تفصیل کے ساتھ جواب مرحمت فرمائیں اور ساتھ ہی یہ بھی فرمائیں کہ کون کون سی غلطی پر امام ہٹانا چاہیے اور بلا دیکھے کسی پر الزام لگانے والے کو کیا سزا دینا چاہیے؟

(۲) مسجد کا لاؤڈ اسپیکر کس کس کام میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔ جلسہ میلاد النبی ﷺ یا کسی اور تقریب کا اعلان ہوسکتا ہے یا نہیں؟

(۳) اور بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ مولانا صاحب ہم کو سلام نہیں کرتے لہٰذا امام صاحب کو ہٹانا چاہتے ہیں تو یہ بات شرعاً جائز ہے کہ سلام نہ کرنے پر امام صاحب کو ہٹا دیا جائے؟ برائے کرم اس سے ہمیں مطمئن فرمائیں تا کہ یہ بات مخالفین کو دکھا سکیں۔

(۴) جو لوگ تاش کھیلتے ہیں کیا ان کو اس وقت سلام کرنا جائز ہے یا نہیں؟

فقط والسلام جناب کا خادم: عتیق علی لیاقت اشرف کالونی، حیدرآباد

۷۶۸ الجواب ا۔ چوری کے ثبوت کے دو طریقے ہیں ایک دیکھے یا چور خود اقرار کرے۔ دوسرا یہ کہ دو مرد گواہی دیں کہ فلاں شخص کو ہم نے فلاں چیز چراتے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور مدعی اگر گواہ پیش نہ کر سکے تو چوری کا الزام جس شخص پر ہے اس سے قسم لیجائے اگر قسم کھانے سے انکار کرے تو بلاشبہ یہ مجرم قرار پائے گا اور ان صورتوں میں کوئی صورت نہ ہو تو محض اپنے گمان سے کسی کو چور قرار دینا یہ مسلمان کی شان سے بعید ہے ایسوں پر لازم ہے کہ یا تو گواہ پیش کریں ورنہ توبہ کریں۔ واللہ اعلم

۲۔ جب امام امامت کا اہل نہ رہے مثلاً اس کا فاسق یا بدمذہب و بدعقیدہ ہونا ثابت ہو جائے یا یہ کہ وہ ارکان نماز صحیح طور پر ادا نہیں کرتا یا قرأت میں ایسی غلطیاں کرتا ہے جس سے نماز فاسد ہو جائے تو امام کو امامت سے علیحدہ کرنا واجب و لازم ہے پھر بھی جو الزام امام پر لگایا جائے اسے ثابت کرنا ہوگا اور محض اپنے گمان کے پیچھے لگنا اور کسی کو ناحق مجرم قرار دینا غضب الٰہی کو خریدنا ہے۔ واللہ اعلم

۳۔ مسجد کا لاؤڈ اسپیکر ہر اس جائز کام میں صرف کیا جاسکتا ہے جس کیلئے خریدا گیا۔ مثلاً میلاد شریف وغیرہ کا اعلان بھی اس میں داخل ہے کسی دنیاوی تقریب کیلئے اعلان نہ کیا جائے۔ واللہ اعلم

۴۔ جو شخص اعلانیہ فسق کرتا ہے یعنی فاسق معلن ہے اسے سلام نہ کیا جائے اور اس کا مقصد صرف زجر و توبیخ ہے کہ وہ اس فسق سے باز آ جائے لہٰذا اگر پیش امام نے اس نیت سے ایسے لوگوں کو سلام نہ کیا تو یہ کوئی جرم نہیں بلکہ حکم شریعت کا اتباع ہے البتہ اگر یہ اندیشہ ہو کہ سلام نہ کرنے کی صورت میں لوگ ایذاء پہنچائیں گے تو یہ ایک مجبوری ہے اور سلام کر لینا بہتر ہے۔ واللہ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ رذی قعدہ ۱۳۸۵ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نماز میں امامت کے لئے دو مصلّے ہونا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسجد زیر تعمیر ہے اور فرش ابھی نہیں ہوا ہے کنکریٹ پڑی ہوئی ہے اس پر دبیز چٹائیاں نماز کے واسطے ڈالی ہوئی ہیں لیکن امام صاحب کے واسطے اسی چٹائی پر ایک اور چٹائی کو دوہرا کر کے ڈال دیا گیا اور اسپر مصلی بچھادیا گیا ہے لہٰذا اس طرح نماز فرض ادا ہوسکتی ہے یا نہیں برائے کرم مدلل ومفصل مسئلہ سے آگاہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپکو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین۔ مصلیان شاہی مسجد، شاہی بازار، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: ظاہر ہے کہ امام سردار ہوتا ہے اور مقتدی اس کے پیرو۔ اور یہ بھی معلوم کہ امامت ایک قابل تعظیم منصب ہے تو امام معظم ومکرم ولائق عظمت ہے۔ اسی عظمت واکرام کے پیش نظر مسلمانوں میں قدیم سے معمول ہے کہ امام کا مصلی مقتدیوں کے مصلوں اور جانمازوں سے بہتر اور جاذب نظر ہوتا ہے۔ اور کوئی اس پر اعتراض نہیں کرتا اور نہ اسے معیوب سمجھتا ہے۔ اسی بنا پر اگر امام کی جگہ پر چٹائی دوہری کردی اور اس پر ایک مصلیٰ بھی ڈال دیا تو کوئی حرج نہیں بلکہ امام کا حق ہے۔ نماز کی ادائیگی میں کسی قسم کی کوئی کراہت نہیں اسپر اعتراض کرنے والے یا ناواقف محض ہیں یا ان کا منشا ایک فتنہ بر پا کرنا ہے۔ بہرحال اگر اس سے مسلمانوں میں فتنہ برپا ہو اور انتشار پھیلنے کا اندیشہ ہو تو محض فتنہ فرو کرنے کی نیت سے ہٹا دیا جائے نہ اس لئے کہ اس سے نماز کی ادائیگی میں کوئی فرق پیدا ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ — یکم ذوالحجہ ۱۳۸۵ھ

قرأت درست نہ ہونے پر نماز کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں کہ

(۱) اگر کسی مسجد کا امام قرآن کریم درست نہ پڑھتا ہو۔

(۲) نماز میں جنبش کرتا ہو۔

(۳) نماز تنہا پڑھتا ہو تو بجائے دو کے تین سجدے کرتا ہو۔ جب انہیں ٹوکا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ مجھے اپنا بھی ہوش نماز پڑھتے وقت نہیں رہتا۔

(۴) جو امام خطبہ اردو میں پڑھتا ہو۔

(۵) جو مسائل متعلقہ نماز سے قطعاً واقفیت نہیں رکھتا۔ کیا ایسے امام کے پیچھے نماز ہوسکتی ہے کیا ایسا امام قابل امامت ہے؟

المستفتیان نمازیان رحمانی مسجد، بریلی کالونی یونٹ نمبر ۱۱ لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: اگر امام مسجد قرآن کریم ایسا غلط پڑھتا ہے جس سے نماز فاسد ہوتی ہے تو اس کے پیچھے نماز باطل ہے اور اگر غلط پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ شخص قواعد تجوید، وصحیح مخارج حروف، سے واقف نہیں تو عجب نہیں، کہ اس کے پڑھنے میں قرآن میں ایسی تغییر ہو جائے جو بالاتفاق یا ایک مذہب پر فساد نماز کا موجب ہو تو بلا ضرورت شرعیہ ایسے شخص کو امام بنانا نماز

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں کہ عماد اسلام اور افضل اعمال سے ہے۔ بے احتیاطی اور امر شرع میں مداہنت اور سہل انگاری ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر تمہیں خوش آئے کہ خدا تمہاری نماز قبول کرے تو چاہیے کہ تمہارے بہتر تمہاری امامت کریں کہ وہ تمہارے سفیر ہیں تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان (مدارک) واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) نماز میں دائیں بائیں جھومنا مکروہ ہے۔ (حلیہ)

(۳) عبادت وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ کے اقوال مبارک کے مطابق ہو حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں صلوا کما رأیتمونی اصلی تم اس طرح نماز پڑھو کہ جیسا مجھے نماز پڑھتا دیکھو۔ اب جو شخص اس میں حرکت کرے اور تنبیہ پر وہ جواب دے تو ہرگز اہل امامت نہیں اور اس کا جواب محض بکواس ہے مسلمان اسے ہرگز امام نہ بنائیں ایسا شخص فتنہ ہے اور فتنہ سے دور رہنا ہر مسلمان پر لازم ہے واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) اردو میں خطبہ خلاف سنت ہے اور مکروہ۔ واللہ اعلم

(۵) ظاہر ہے کہ ایسا شخص ہرگز ہرگز امامت کا اہل نہیں وہ نماز فاسد کرے گا اور اس کے علم میں نہ آئے گا کہ نماز فاسد ہوگئی۔ اس کا جواب نمبر ا سے بھی ظاہر ہے۔

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷/ ذوالحجہ ۱۳۸۵ھ

امام پر جھوٹ یا چوری کا الزام ہو تو کیا حکم ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین بیچ ان مسائل کے کہ

(۱) جو امام مسجد میں جھوٹ بولے اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) جو امام مسجد میں چوری کرے چوری کا خیال یعنی نیت رکھتا ہو تو اس کے پیچھے نماز ہے یا نہیں؟ محمد رفیق، پکا قلعہ، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** جھوٹ بولنا، چوری کرنا، گناہ کبیرہ ہے اور اس کا مرتکب فاسق معلن۔ اور فاسق معلن کو امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز ادا کرنا مکروہ تحریمی، کہ پڑھ لی تو پھیرنا واجب۔ عامۂ کتب فتاویٰ میں ہے لو قدموا فاسقا یاثمون وایضا قالوا کل صلوۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ صفر المظفر ۱۳۸۶ھ

سگریٹ نوشی والے کی امامت کا حکم

سوال: جناب قبلہ مفتی خلیل صاحب، السلام علیکم

برائے کرم نوازی مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب مدلل اور مفصل تحریر کریں عین نوازش ہوگی۔

(۱) میں اسلام کی رو سے جاننا چاہتا ہوں کہ کیا ایسے امام کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے جو سگریٹ نوشی کرتا ہو اور واہیات قسم کی گالیاں دیتا ہو۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(۲) کچھ آدمیوں کو یہ معلوم ہے اس امام کے پیچھے نماز نہیں ہوتی اور بہت سے آدمیوں کو معلوم نہیں ہے اگر جاننے والا بے جاننے والوں کو بتائے تو اسے کیا کرنا چاہیے۔ اس امام کے پیچھے نماز پڑھیں یا نہ پڑھیں جب کہ وہ بھی جانتا ہو واقعی، اس امام کی عادت ٹھیک نہیں ہے تو کیا اس شخص کی نماز ہوگی؟

(۳) بہت سے آدمی ایسا کرتے ہیں کہ امام کے پیچھے پڑھنے کیلئے دل نہیں چاہتا مگر پھر بھی وہ مجبوری میں جماعت سے نماز ادا کرلیتے ہیں تو کیا اس سے نماز ہوجائے گی اور جماعت کا وہی ثواب ملے گا سنا ہے کہ نماز تو اللہ تعالیٰ کی ہے اس لئے نماز تو ہوجائے گی کیا یہ درست ہے؟

۷۸۶ **الجواب:** بیڑی، سگریٹ، حقہ پینے میں حرج نہیں کہ اس سے امام کی امامت پر حرف آئے البتہ بیڑی سگریٹ حقہ یا تمباکو کی بو جب تک منہ میں باقی رہے مسجد میں جانا حرام ہے یہ ہر نمازی کیلئے ہے خواہ امام ہو یا مقتدی البتہ اگر امام فحش گو ہے کہ گالی گلوچ کرتا ہے تو اسے امام بنانا گناہ ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ (فتاوی رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) اگر امام کی طہارت و نماز صحیح ہے اور سنی صحیح العقیدہ ہے اور فاسق معلن نہیں یعنی علی الاعلان فسق و فجور کا مرتکب نہیں ہوتا تو اس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے اسے امامت سے معزول نہ کیا جائے البتہ جو لوگ اس کی برائی سے واقف ہیں وہ اسے آگاہ کریں اور توبہ کرالیں اور دوسروں پر ظاہر نہ کریں اگر باز آجائے تو فبہا ورنہ دوسروں کو آگاہ کریں اور امام نہ بنائیں ہاں اگر وہ خود علانیہ فسق و فجور کرتا ہے اور کوئی باک نہیں لاتا تو دوسروں کو آگاہ کرکے یا نمازی اس سے توبہ شرعیہ لیں ورنہ معزول کردیں کہ فاسق و فاجر کو امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی۔ ہاں اگر اس امر کے اظہار میں فتنہ بڑھنے کا اندیشہ ہو تو جس کے علم میں اس کی وہ خسیس حرکتیں ہوں، وہ نماز کسی اور امام صالح کے پیچھے ادا کرے۔ مگر محض افواہ کے باعث کسی کے خلاف بدگمانی جائز نہیں۔ واللہ اعلم

(۳) کسی امام کے پیچھے اگر بربنائے شرعی نماز پڑھنے کو جی نہیں چاہتا یعنی وہ بات ایسی ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے کوئی شخص شرعاً امامت کا اہل نہیں تو اسے امام نہ بنایا جائے اب اگر لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم مجبوری میں پڑھتے ہیں تو وہ مجبوری بیان کی جائے۔ تاکہ حکم شرعی واضح ہو۔ محض سستی اور لاپرواہی کا نام مجبوری رکھ لینا آدمی کو مجبور نہیں بنا دیتا۔ ہاں نماز تو بیشک اللہ کیلئے ہے مگر نماز حکم شرعی ہے۔ احکام شرعی کے مطابق ہی ہوسکتی ہے کوئی خانگی معاملہ نہیں کہ جہاں اور جس کے پیچھے چاہے نماز ادا کرے۔ اب دیکھئے تا کہ شریعت مطہرہ میں فاسق معلن کو امام بنانا جائز نہیں۔ عامہ کتب فقہ میں مذکور ہے کہ فی تقدیمہ تعظیمہ و قد وجب علیھم اھانتہ شرعاً۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ محرم الحرام ۱۳۸۶ھ

داڑھی ایک مشت سے کم ہو تو امامت کیسی؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع فقہ متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: جو امام اپنی داڑھی ترشوا کر ایک مشت

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے کم رکھے یعنی قصداً وہ ایسا فعل کرتا ہو جائز سمجھ کر تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسی ہے اور اس کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

بینوا، توجروا

۷۸۶ **الجواب:** داڑھی کتروانا یعنی ایک مشت سے کم رکھنا فسق ہے اور داڑھی ترشوانے والے کو امام بنانا گناہ ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب۔ (فتاوی رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ صفر المظفر ۱۳۸۶ھ

داڑھی حدِ شرع سے کم ہو تو کیا حکم ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک امام کے متعلق لوگوں کو یہ شبہ ہوا کہ یہ اپنی داڑھی کٹواتا ہے امام سے جب اس بارے میں کہا گیا تو اس نے سب کے سامنے بلکہ ایک مفتی صاحب کے روبرو جا کر یہ حلفیہ بیان دیا کہ میں داڑھی نہیں کٹواتا اور جو شخص کٹواتا ہے میں اسے بہت برا جانتا ہوں دو ایک ماہ بعد پھر لوگوں کو شبہ ہوا اور انہوں نے امام سے اپنی تسلی کرنی چاہی تو امام نے یہ اعتراف کیا کہ میں وہ بال کٹوا دیتا ہوں جو بڑھ جاتے ہیں ایسی صورت میں جبکہ امام مذکور کا اپنے اقرار سے داڑھی کٹوانا اور جھوٹا ہونا ثابت ہو گیا اس کے پیچھے نماز پڑھنے کے بارے میں شرع شریف میں کیا حکم ہے۔

بینوا، توجروا شمس الدین بی ڈی ممبر حیدر آباد، ۲۴ اپریل ۱۹۶۷ء

۷۸۶ **الجواب:** امام مذکور کی امامت تین وجوہ سے ممنوع و مکروہ ہے (۱) وہ داڑھی حد شرع سے کم رکھتا یعنی کٹاتا ہے اور داڑھی منڈانا فسق ہے اور فسق کا مرتکب ہو کر بلا توبہ صحیح نماز پڑھانا، گناہ بلکہ اسے امام بنانا بھی گناہ اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب۔ (فتاوی رضویہ) (۲) وہ جھوٹا ہے اور جھوٹا آدمی گناہ کبیرہ کا مرتکب اور فاسق معلن ہے لہٰذا وہی حکم سابق اس کیلئے اور شدید تاکیدی ہوا۔ (۳) حضور اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس امام کی نماز سر سے ایک بالشت بھی اونچی نہیں جاتی جو قوم کی امامت کرے اور لوگ اسے برا جانتے ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ صفر المظفر ۱۳۸۶ھ

رشوت کے مرتکب کے پیچھے نماز کیسے ہوگی؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ: جو پیش امام رشوت دینے کا مرتکب ہوا ہو۔ اور نمبر دو، ایک بیان کے برعکس دوسرا اور غلط بیان دے اس کے پیچھے نماز پڑھنا بروئے شریعت جائز ہے یا نہیں ایسے امام کیلئے شریعت کا کیا حکم ہے؟ تفصیل احادیث قوی اور قرآن و روایت کے حوالے سے ثابت فرمائیں۔ احقر محمد رفیق، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** رشوت لینا بھی حرام اور دینا بھی حرام۔ اس کا مرتکب فاسق معلن۔ اور فاسق معلن کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنا واجب۔ غنیۃ میں ہے لو قدموا فاسقا یأثمون۔ یونہی غلط بیان دینا جھوٹ ہے اور جھوٹا آدمی مرتکب کبیرہ و فاسق۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ محرم الحرام ۱۳۸۷ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نابینا کی امامت کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین حسب ذیل مسائل کے بارے میں کہ:

(۱) ایک شخص نابینا ہے وہ امامت کرتا ہے اور مقتدی بینا اور غیر معذور ہیں تو کیا بروئے شریعت ایسے معذور شخص کے پیچھے ان غیر معذور مقتدیوں کی نماز ہوسکتی ہے؟

(۲) اگر معذور کے پیچھے کسی وجہ سے نماز پڑھنے کا اتفاق ہو یا بعد ادائیگی نماز یہ علم ہو کہ نماز معذور کے پیچھے پڑھی تو کیا ایسی صورت میں موافق شریعت اس نماز کا اعادہ کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

(۳) ایک شخص یہ کہے کہ میری نماز سب کے پیچھے ہوجاتی ہے اور اس کا فعل بھی اسی قول کے مطابق ہے کہ وہ اپنے عقیدہ میں درود شریف پڑھنے والے اور نہ پڑھنے والے کو برابر سمجھتا ہے اور اسی وجہ سے جو شخص، بعد نماز دعا کے وقت درود شریف نہیں پڑھتا اس کے پیچھے نماز پڑھنے میں اس کو قطعی کوئی اعتراض نہیں۔ صلوٰۃ وسلام جب کھڑے ہوکر پڑھا جاتا ہے تو وہ شرکت نہیں کرتا بلکہ بیٹھ جاتا ہے تو کیا اس کا یہ فعل درست ہے یا صراط مستقیم سے بھٹکا ہوا ہے۔ بینوا، توجروا

احقر سید لیٰسین علی، اکترائی گھٹی حیدرآباد، ۲۰-۶-۱۹۶۷ء

۷۸۶ **الجواب:** (۱) نابینا اگر سنی صحیح العقیدہ ہو طہارت کا خیال رکھتا اور قرآن کریم صحیح پڑھتا ہو تو بلا شبہ امام ہوسکتا ہے ہاں اگر جماعت میں اس کے سوا دوسرا صحیح القراٗۃ صحیح العقیدہ جو فاسق معلن نہ ہو حاضر ہے تو نابینا کی امامت مکروہ تنزیہی ہے۔ (در مختار وغیرہ) واللہ اعلم

(۲) اس کا جواب نمبر ا سے ظاہر ہے۔ واللہ اعلم

(۳) ان بلاد میں صلوٰۃ وسلام پر اعتراض کرنے والے یا اس میں شرکت سے جی چرانے والے یا نماز پنجگانہ کے بعد درود شریف نہ پڑھنے والے (جبکہ اس کا پڑھنا سنی مسلمانوں میں معمول بلکہ سنیت کی علامت سمجھا جاتا ہے) عموماً وہابی ہیں یا وہابیوں کی صحبت میں بیٹھنے والے اور مرتکب گناہ ہیں جب کہ وہابیت ملعون ہے اور جو شخص وہابیہ اور اہل سنت علماء کو یکساں سمجھتا ہے تو اسی قدر بات اس کے خارج از اسلام ہونے کو بہت ہے اس کے پیچھے نماز باطل ہے جیسے کسی ہندو یا نصرانی کے پیچھے۔ فتح القدیر میں ہے روی محمد عن ابی حنیفۃ و ابی یوسف رضی اللہ تعالی عنہم ان الصلوۃ خلف اہل الھواء لا تجوز۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ھکذا فی الفتاویٰ الرضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ محرم الحرام ۱۳۸۷ھ

عصر میں قرأت جہر سے شروع کردی کیا حکم ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: پیش امام نے عصر کی نماز میں بھول کر اَل پڑھا اور یاد آنے پر حسب دستور پڑھا اس صورت میں سجدۂ سہو لازم آتا ہے یا نہیں اور اگر سجدۂ سہو نہ کیا جائے تو نماز میں کوئی خرابی تو

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

واقع نہیں ہوتی؟ مسئلہ شرع سے مطلع فرمائیں۔ العبد غلام محی الدین خان قادری

۷۸۶ الجواب: امام نے جہری نماز میں ایک آیت آہستہ پڑھی یا سری نماز (جیسے ظہر وعصر) میں ایک آیت جہر سے پڑھی تو سجدۂ سہو واجب ہے اور اگر ایک کلمہ جہری نماز میں آہستہ یا سرّی نماز میں جہر سے پڑھا جیسا کہ سوال میں مذکور ہے تو معاف ہے۔ (بہار شریعت بحوالہ عالمگیری وردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹/ ربیع الاول شریف ۱۳۸۷ھ

گمشدہ چیز کا اعلان مسجد میں کیسا ہے؟ عالم پر اعتراض

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں کہ:

(۱) گمشدہ چیز کے بارے میں مسجد میں اعلان کرنے کا کیا حکم ہے اور اعلان کرنے والے کے بارے میں کیا حکم ہے۔

(۲) زید علمائے کرام کو ذلت کی نگاہ سے دیکھتا ہے حالانکہ وہ خود اسی عالم کے پیچھے نماز پڑھتا ہے جس کی توہین کرتا ہے اور دوسروں کے سامنے بھی اس عالم دین کی حقارت کو بیان کرتا ہے۔ اور سننے والے اس بات کو خندہ پیشانی سے سنتے ہیں ان تمام کے بارے میں شرع مطہرہ کا کیا حکم ہے از روئے قرآن وحدیث وفقہ بیان فرمائیں۔ بینوا توجروا

حاجی مشتاق احمد، متولی مسجد اسلام آباد چوک حیدرآباد، ۱۶/ ربیع الاول شریف ۱۳۸۷ھ

۷۸۶ الجواب: جہاں کوئی نماز پڑھتا ہو یا اور دوسرے اوراد میں مشغول ہو کہ باآواز بلند پڑھنے سے اس کی نماز میں خلل آئے گا وہاں قرآن مجید و وظیفہ بھی ایسی آواز سے پڑھنا منع ہے تو اعلان کرنا کیونکر مناسب وروا ہوگا۔ ہاں اگر کوئی ایسی ضرورت ہی لاحق ہو جائے کہ مسجد میں اعلان کے بغیر چارہ نہیں تو اور بات ہے پھر بھی جہاں تک بن پڑے اس سے پرہیز کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) جو شخص حقیقتاً عالم دین، ہادیٔ خلق، سنی صحیح العقیدہ ہو عوام کو اس پر اعتراض، اس کے افعال میں نکتہ چینی، اس کی عیب بینی حرام حرام اور باعث سخت محرومی اور بدنصیبی ہے۔ اول تو لاکھوں مسائل واحکام، فرقِ نیت سے بدل جاتے ہیں۔ عوام بیچارے فرق پر مطلع نہ ہو کر ان کے افعال کو اپنی حرکات پر قیاس کرتے اور حکم لگا دیتے ہیں اور "کار پاکان را قیاس از خود مگیر" کے مورد بنتے ہیں اس سے قطع نظر بھی ہو تو جاہل کو سنی عالم پر اعتراض کا کوئی حق نہیں۔

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹/ ربیع الاول شریف ۱۳۸۷ھ

سیاہ خضاب کا حکم۔ سجدے میں پیر رکھنے کا طریقہ۔ ہاتھ کب باندھے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین حسب ذیل مسائل کے معاملے میں

۱۔ داڑھی کے بال سفید ہیں اس کو سفید ہی، رکھنا یا اس پر کالا خضاب، لگانا کوئی عمل جائز، امر افضل ہے؟ بینوا، توجروا

۲۔ بوقت ادائیگی نماز کیا جب رکوع میں جائے تو بائیں پیر کے ٹخنے کو دائیں پیر کے ٹخنے سے یعنی دونوں پیروں کے ٹخنوں کو

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ملانا ضروری ہے؟ بینوا، توجروا

۳۔ نماز پڑھتے وقت بوقت سجدہ دونوں پیروں کو ملانا چاہیے یا علیحدہ علیحدہ کونسا طریقہ درست موافق شریعت ہے؟ بینوا، توجروا

۴۔ بوقت ادائیگی نماز داہنے پیر کا انگوٹھا ابتدائے نماز سے باہر آنے تک ایک ہی جگہ بدستور قائم رہنا چاہیے یا زمین سے رگڑ کر آگے پیچھے کرنا جبکہ زمین سے نہ اٹھایا گیا ہو۔ بینوا، توجروا

۵۔ اگر کوئی پیش امام ان تمام مندرجہ بالا باتوں کو کرتا ہو اور دوسروں سے یہ کہے کہ ایسا کرنا مستحب اور سنت موکدہ ہے تو یہ کیسا ہے۔ بینوا، توجروا

نماز کی نیت کرنے کے بعد یعنی کانوں سے ہاتھ ہٹا کر پہلے سیدھے لٹکا کر بعد میں زیر ناف باندھنا چاہیے یا نیت کے بعد زیر ناف باندھ لئے جائیں اگر نیت کے بعد دونوں ہاتھوں کو لٹکایا جائے جس طرح عیدین کی نماز میں لٹکاتے ہیں اور بعد میں باندھتے ہیں یہ عمل کیسا ہے۔ بینوا وتوجروا محمد مناف خان لودھی، ۲۰ فروری ۱۹۶۷ء

۷۸۶ **الجواب:** (۱) صحیح بخاری و مسلم میں مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہود و نصاریٰ خضاب نہیں کرتے تم ان کی مخالفت کرو یعنی خضاب کرو۔ اور ابوداؤد و نسائی میں مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ آخر زمانے میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو سیاہ خضاب کریں گے جیسے کبوتر کے پوٹے۔ وہ لوگ جنت کی خوشبو نہ پائیں گے اور طبرانی میں ہے کہ مسلمان کا خضاب سرخی ہے اور کافر کا خضاب سیاہی ہے۔ جیسا کہ ابن النجار کی روایت ہے کہ سب سے پہلے سیاہ خضاب فرعون نے کیا۔ ان احادیث کی بناء پر اہل تحقیق اور اکابر علمائے کرام کا مذہب یہ ہے کہ سیاہ خضاب حرام ہے اور اس کا مرتکب فاسق معلن اور فاسق معلن کو امام بنانا گناہ ہے۔ غنیۃ المستملی میں ہے۔ لو قدموا فاسقا یاثمون بناء علی ان کراهۃ تقدیمه کراهۃ تحریم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) بعض روایت میں ثابت ہوتا ہے کہ رکوع میں ٹخنے ملائے جائیں یعنی جب کہ کوئی عذر نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) مستحب یہ ہے کہ دونوں پیروں میں از اول تا آخر کم از کم چار انگل کا فاصلہ رہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) نماز یا سجدہ میں انگوٹھا آگے پیچھے ہو جائے تو نماز میں فساد نہیں آتا کم از کم ایک انگلی خواہ انگوٹھے کا پیٹ زمین پر لگا رہے ورنہ نماز فاسد ہوگی۔ ہر پیر کی تین انگلیوں کا پیٹ لگانا واجب ہے اور ہر پیر کی پانچوں انگلیوں کا پیٹ زمین سے لگانا سنت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) فقیر کی نظر سے کہیں نہیں گزرا کہ پیر کو آگے پیچھے رگڑنا یا ہٹانا سنت ہے جو مدعی ہے وہ ثبوت پیش کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۶) تکبیر کے بعد فوراً ہاتھ باندھ لینا سنت ہے اور اس کے خلاف کرنا، ترک سنت ہے ایسا کرنا نہ چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ صفر المظفر ۱۳۸۸ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سیّد امام کا زکوٰۃ لینا۔ سیاہ خضاب لگانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اور مفتیان شرع دریں مسئلہ کہ: ہماری مسجد واقع نزد گلشن ہوٹل فقیر کا پڑ روڈ حیدر آباد، وہاں محکمہ اوقاف کی طرف سے پیش امام مقرر ہے۔ اہل محلہ نے حسب ذیل وجوہات کی بناء پر ان کے پیچھے نماز ادا کرنی چھوڑ دی ہے اور انفرادی طور پر آگے پیچھے نماز ادا کیا کرتے ہیں۔ امام مذکور کو بارہا ان امور کی طرف توجہ دلائی لیکن جماعتیوں کی تمام کوششیں بیکار ثابت ہوئیں اور امام مذکور اپنی حرکات پر ابھی تک قائم ہے تقریر میں الفاظ متعصبانہ ہوتے ہیں اور فرقہ پرستی کو ہوا دیتے ہیں نماز ادا کرتے وقت کبھی دایاں پاؤں اٹھاتے ہیں اور کبھی بایاں پاؤں۔ امانت میں خیانت کرتے ہیں جس کا ثبوت موجود ہے۔ صاحب نصاب ہو کر زکوٰۃ لیتے ہیں۔ شریعت مطہرہ سادات کرام کو زکوٰۃ لینے سے منع فرماتی ہے لیکن مذکورہ پیش امام سید ہونے کے باوجود زکوٰۃ لیتے ہیں۔ سیاہ خضاب جائز کہنے کے ساتھ خود بھی لگاتے ہیں۔ پانچ وقت نمازوں میں بالکل پابند نہیں پانچ وقتوں کے بجائے تین وقتوں کی نماز پڑھاتا ہے۔ اور بقیہ دو وقت کی کہیں باہر ادا کرتا ہے نمازی اس کی ان حرکات کی وجہ سے بہت ناراض ہیں اور اس کے پیچھے نماز پڑھنے کو تیار نہیں۔ اس کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے یا نہیں اور اس کو ہٹانے کے لئے نمازی جانب حق ہیں یا نہیں؟

اہل محلہ، ۱۶ جولائی ۱۹۶۹ء

۷۸۶ الجواب: جس شخص کے وہ حالات واقوال وافعال ہوں وہ نرا فاسق ہی نہیں بلکہ بدعقیدہ ہے مسلمانوں کو لازم ہے کہ اس کو مسجد سے نکال دیں ایسے کو امام بنانا گناہ ہے اور نماز اس کے پیچھے کم از کم سخت مکروہ ہے جبکہ اس کے فسق اور بیباکی کا عالم یہ ہے کہ وہ امانت میں خیانت کرتا ہے صاحب نصاب ہونے کے باوجود بھی زکوٰۃ لیتا ہے سادات کیلئے زکوٰۃ لینے کو جائز بتاتا ہے سیاہ خضاب کرتا ہے اور اس کو روا جانتا ہے اور نماز با جماعت کا پابند بھی نہیں اور پھر لوگوں میں انتشار پھیلاتا ہے۔ واللہ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ ربیع الاول شریف ۱۳۸۸ھ

امامت کی شرائط

سوال: مکرمی جناب مفتی صاحب دام عنایتکم، السلام علیکم، گزارش ہے کہ

شریعت کی رو سے امام مسجد کو کن کن اصولوں کا پابند ہونا لازم ہے مثلاً داڑھی، اور شریعت کی رو سے رکوع سجود اور جب وہ رکوع میں جائے تو کپڑوں کا اٹھانا وغیرہ؟ از روئے شریعت مفصل احکامات سے ممنون ومشکور فرمائیں۔ فقط والسلام

۷۸۶ الجواب: ہر جماعت میں اسی شخص کو امام کیا جائے جو کہ سنی صحیح العقیدہ ہو فاسق معلن اور بدعقیدہ نہ ہو اور قرآن کریم صحیح طور پر پڑھتا ہو یعنی حروف اتنے صحیح ادا کرے کہ نماز میں فساد لازم نہ آئے اور وہاں کے نمازیوں میں سب سے زیادہ مسائل نماز کا علم رکھتا ہو اسی کو امام کیا جائے کہ حق صاحب حق کو پہنچے اور مقتدیوں کی نماز بھی خوبی وخوش اسلوبی سے پائی جائے۔ حد شرع سے داڑھی کم رکھنے یعنی داڑھی کتروانے والے اور منڈوانے والے کو امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ ربیع الاول ۱۳۸۸ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امام کی داڑھی حدِ شرع سے کم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک امام صاحب نماز پڑھاتے ہیں لیکن ان کی داڑھی مبارک حد شرع سے کم ہے کیا ایسے آدمی کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ جواب میں معتبر کتاب کا حوالہ ہونا چاہیے۔

۷۸۲ الجواب: داڑھی منڈانا فسق ہے اور داڑھی منڈانے والا فاسق معلن ہے یہی حکم داڑھی حد شرع سے کم رکھنے والے یعنی کتروانے والا کا ہے۔ اور فاسق معلن کو امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب۔ غنیۃ میں ہے لو قدموا فاسقا یاثمون بناء علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ / ربیع الاول شریف ۱۳۸۸ ھ

جب لوگ نماز پڑھیں تو امام کا چہرہ ان کی طرف نہ ہو

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک امام صاحب نے تقریر کے اختتام پر لوگوں سے کہا کہ سنتیں پڑھو اور خود منبر پر بیٹھے رہے کیا اس میں کوئی قباحت ہے یا نہیں؟

۷۸۲ الجواب: ہاں اس میں قباحت ہے اور وہ یہ کہ جو لوگ سنتیں پڑھیں گے ان میں سے بعض کا منہ اس کے سامنے ہوگا جس سے نمازی کا دھیان بٹے گا اور ایسی چیز کا سامنے ہونا جس سے نمازی کا دھیان بٹے مکروہ تنزیہی ہے۔

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ / ربیع الاول شریف ۱۳۸۸ ھ

قرأت کے احکام

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک حافظ صاحب پنجگانہ نماز میں قرأت قرآن، اس تیزی سے پڑھتا ہے جیسی تیزی سے تراویح میں قرآن پڑھا جاتا ہے۔ کیا ایسی قرأت نماز پنجگانہ میں کرنا جائز ہے؟ کیا اس کے پیچھے جماعت اور فرض نماز ہوسکتی ہے؟

۷۸۲ الجواب: قرآن عظیم کو ٹھہر ٹھہر کر بآہستگی پڑھنا چاہیے کہ سننے والا چاہے تو ہر کلمہ کو جدا جدا گن سکے۔ کما قال اللہ تعالیٰ ورتل القرآن ترتیلا۔ اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قرآن کو سوکھے چھوہاروں کی طرح نہ جھاڑو۔ اور شعر کی طرح سے گھاس نہ کاٹو۔ عجائبات کے پاس ٹھہرتے جاؤ۔ اور اپنے دلوں کو تدبر سے حرکت دو، یہ نہ ہو کہ سورت شروع کی تو اب یہ دھیان ہے کہ جلدی سے ختم کردے۔ درمختار میں ہے کہ یقرء فی الفرض بالترتیل حرفا حرفا۔ ایسے جلد باز کو امام بنانا خطرے سے خالی نہیں کہ عجلت کے باعث ایسی غلطیاں کرے گا جن سے نماز کا فاسد ہونا لازم آتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ / ربیع الاول شریف ۱۳۸۸ ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فسق کے چند طریقے

سوال: کیا فرماتے ہیں فقیہان دین اہل سنت و جماعت اس مسئلہ کے متعلق کہ: ہماری مسجد کے امام کے حسب ذیل حالات ہیں کیا ایسی صورت میں اس کی امامت جائز ہے اور عام مسلمان اس کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

۱۔ رشوت لیکر نکاح درج رجسٹر کرتا ہے سرکاری فیس کے علاوہ ۵۰-۵۰ روپے لیکر اندراج کرتا ہے اور تحریری ثبوت موجود ہے۔

۲۔ امانت میں خیانت کرتا ہے انجمن اہلسنت کی طرف سے جو چندہ جمع کرنے کی رسید بک اس کے پاس ہے اس میں جو کاپی چندہ دہندہ کو دیتی ہے اس میں پوری رقم درج ہے اور ریکارڈ والی کاپی پر کم درج ہے جس کا ثبوت رسید بک میں موجود ہے۔

۳۔ منکوحہ عورت نے اپنے خاوند پر تنسیخ نکاح کا دعوی کیا خاوند حاضر عدالت نہیں ہوا عدالت نے یکطرفہ فیصلہ دیا اور عورت کو نکاح ثانی کی اجازت دیدی خاوند نے طلاق نہیں دی۔ حکم عدالت کے بعد مدت عدت پوری ہونے سے پہلے دوسرے شخص سے نکاح پڑھا دیا۔

۴۔ نکاح رجسٹر پہ جو پرت لڑکے کو دی اس پر اور فیس درج کر دی اور جو کمیٹی کے دفتر میں دی اس پر اور فیس درج ہے۔ امام مسجد خود ہی نکاح رجسٹرار ہے۔

۵۔ امام مسجد کے پاس زیر تعلیم جو طالبات ہیں ان پر بدچلنی کے لئے دست درازی کرتا ہے۔ جس کے متعلق خاص لوگوں کو علم ہے لوگوں نے بے عزتی کی خاطر کوئی قدم نہیں اٹھایا لیکن بات بالکل ٹھیک درست ہے۔ محمد عمر خان

۷۸۶ **الجواب:** جس شخص کے وہ حالات و عادات اور اقوال و اعمال ہوں وہ فاسق ہی نہیں بلکہ کھلا گمراہ بد دین ہے عدت کے اندر نکاح حرام و ناجائز قطعی ہے جس کی حرمت پر خود قرآن عظیم نے کہا۔ قال اللہ تعالی **والمطلقات یتربصن بانفسھن ثلثة قروء**۔ رہا یہ امر کہ نکاح جو یکطرفہ ہوا کیسا ہے؟ جس کو سمجھنے کی ضرورت ہے، واضح رہے کہ خلع کی تکمیل کے لئے شوہر کا قبول کرنا لازم ہے۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ اسے معزول کریں اس کو امام بنانا گناہ ہے اور اس کے پیچھے نماز کم از کم سخت مکروہ ہے جب اس کے فسق و بے باکی کی حالت یہ ہے تو کیا اعتبار بے وضو نماز پڑھا دیتا ہو یا جاڑے کے دنوں میں ایسے ہی نہانے کی کاہلی سے بے نہائے نماز پڑھاتا ہو۔ غنیۃ شرح منیہ میں ہے **انھم لو قدموا فاسقا یاثمون بناء علی ان کراھة تقدیمه کراھة تحریم لعدم اعتنائه بامور دینه و تساھله فی الاتیان بلوازمه**۔ قصہ مختصر یہ کہ جس کی یہ حالت ہے اس کے پیچھے نماز کی اصلاً اجازت نہیں۔ (فتاوی رضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ رجمادی الاخریٰ ۱۳۸۸ھ

پندرہ سال کا لڑکا امامت کر سکتا ہے

سوال: محترم قبلہ و کعبہ ذوالمجد والکرم صاحب العلم والکمال شیخ الحدیث مفتی دین شرع مبین، آداب و سلام گذارش ہے کہ شیخ الحدیث صاحب اس سلسلے میں کیا فرماتے ہیں کہ: ایک شخص بنام حافظ نور الاسلام ولد حاجی عبد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الرحیم شاہ کی تاریخ پیدائش ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۷۲ھ ہے اب اس کی عمر ۱۶ سال سے زیادہ ہے اور اس آنے والے رمضان المبارک کے مہینے میں تراویح پڑھانے کے لئے اور پیش امام کی غیر موجودگی میں وقت ضرورتاً نماز پڑھانے یعنی امامت کرنے کی وضاحت فرمائیں کہ اس حافظ صاحب کی امامت جائز ہے یا نہیں جبکہ ابھی تک داڑھی نہیں نکلی ہے؟ تفصیل وضاحت کے ساتھ بیان فرمائیں تاکہ شک وشبہ باقی نہ رہے کہ علمائے کرام اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں بمعہ مہر و دستخط جواب تحریر فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ تاریخ ۱۹۶۷ء۔۱۲۔۱۰ء

۷۸۶ الجواب: امامت کے لئے بالغ ہونا شرط ہے اور بلوغ کی مدت زیادہ سے زیادہ پندرہ سال ہے جب بچہ پورے پندرہ سال کا ہو جائے گا وہ شرعاً بالغ قرار پائے گا خواہ اس کے چہرے پر داڑھی آئی ہو یا نہ آئی ہو۔ صورت مسئولہ میں اگر حافظ نور الاسلام امامت کا اہل ہے یعنی صحیح العقیدہ غیر فاسق سنی ہے اور صحیح القرأت ہے کہ قرآن کریم صحیح پڑھتا ہے تو اس کی امامت میں کوئی حرج نہیں لوگوں کا اعتراض محض اس بناء پر کہ اس کے چہرے پر داڑھی نہیں بیجا ہے نماز اس کے پیچھے قطعی بلا شک وشبہ جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ شعبان المعظم ۱۳۸۸ھ

سولہ سالہ حافظ کی امامت / استعمال شدہ ڈھیلے کا دوبارہ استعمال / امامت کی نیت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ:

(۱) ایک حافظ قرآن جس کی عمر سولہ سال ہے داڑھی ابھی نہیں نکلی اس قسم کے حافظ قرآن کے پیچھے نماز پڑھی جا سکتی ہے یا نہیں اور ایسا حافظ پیش امام مقرر کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

(۲) پیشاب کے استنجے کا استعمال شدہ ڈھیلا استنجے کے لئے دوبارہ استعمال کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

(۳) ایک پیش امام جب نماز پڑھانے کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو مقتدی کی نماز پڑھانے کی نیت کس طرح کرتا ہے اور کیا الفاظ ادا کرتا ہے۔ صاف الفاظ میں نیت کا بیان فرمائیں؟ بینوا، توجروا محمد حسین، محلہ دڑی نیازی گلی مکان نمبر ۱۱۵۷، لاڑکانہ

۷۸۶ الجواب: اگر ایسا امام جس کے چہرہ پر داڑھی نہیں آئی، اور سولہ برس عمر رکھتا ہے، فاسق معلن نہیں، قرآن مجید صحیح قابل جواز نماز پڑھتا ہے، اور عقائد گمراہان کا مخالف یعنی سنی صحیح العقیدہ ہے، غرض اس میں کوئی ایسی بات نہیں جس کے سبب اس کی نماز بالکل باطل یا امامت باعث گناہ ہو، تو اس کی امامت شرعاً درست ہے اور وہ قابل امامت ہے ہاں اگر ایسا خوبصورت ہو کہ فساق کے لئے محل شہوت ہو تو اس کی امامت خلاف اولی ہے ناجائز و گناہ نہیں۔ درمختار میں ہے تکرہ خلف امرد ردالمحتار میں ہے قال الرحمتی المراد به الصبیح الوجه لانه محل الفتنة۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) جس ڈھیلے سے ایک بار استنجاء کرلیا اسے دوبارہ کام میں لانا مکروہ ہے مگر دوسری کروٹ اس کی صاف ہو تو اس سے دوبارہ استنجاء کر سکتے ہیں اور پیشاب خشک ہو جائے تو ڈھیلا پاک ہو گیا دوبارہ سہ بارہ کام میں لا سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(۳) امام کو نیت امامت مقتدی، نماز صحیح ہونے کے لئے ضروری نہیں مگر امام نے امامت کی نیت نہ کی تو ثواب جماعت نہ پائے گا اور یہ نیت وقت شرکت بھی کرسکتا ہے اس لئے نیت یوں ہونی چاہیے نیت کی میں نے....... رکعت نماز فرض واسطے اللہ تعالیٰ کے منہ میرا کعبہ شریف کی طرف میں امام اس جماعت کا اللہ اکبر۔ (عالمگیری وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ شوال المکرم ۱۳۸۸ھ

نمازی حضرات، امام کا انتظار کتنی دیر تک کریں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: امام مسجد مقرر وقت پر تشریف نہیں لائے جو کہ نماز کا وقت مقرر کیا ہوا ہے اور اس وقت مؤذن مسجد یا اور کوئی آدمی بھی موجود نہیں جو کہ نماز پڑھا سکتے ہوں آیا ایسے وقت امام کا انتظار پانچ منٹ تک کرسکتے ہیں یا نہیں؟ کسی حوالہ سے جواب عنایت فرمائیں۔

فقط والسلام، مولا بخش وجانی، حاجی امید علی روڈ حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: اگر وقت میں گنجائش ہے اور آخر وقت مستحب تک تاخیر حاضرین پر شاق نہ ہوگی کہ سب اس پر راضی ہیں تو جہاں تک تاخیر ہوا تنا ہی ثواب ہے کہ سارا وقت ان کا نماز میں ہی لکھا جائے گا۔ صحیح احادیث کریمہ میں وارد کہ صحابہ کرام حضور اقدس ﷺ کا انتظار کرتے لہٰذا پانچ منٹ تک امام کا انتظار مقتدیوں پر شاق نہیں ہونا چاہیے ہاں امام سے استدعا کریں کہ وقت معین پر تشریف لایا کیجئے۔ کذا فی الفتاوی الرضویہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ محرم الحرام ۱۳۸۹ھ

ٹوپی اور تہبند پہن کر امامت کرانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) ٹوپی اور تہبند باندھ کر نماز کی جماعت پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

(۲) داڑھی منڈے کے پیچھے نماز جماعت سے پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ سائل: عبدالمجید، ابڑو

۷۸۶ الجواب: ٹوپی پہن کر نماز پڑھانا بلا کراہت جائز ہے اگرچہ مقتدیوں کے سر پر عمامہ ہو ہاں عمامہ باندھ کر نماز پڑھنا زیادہ ثواب کا موجب ہے یونہی بدن پر کرتا وغیرہ ہو تو تہبند باندھ کر نماز پڑھانے میں ادنیٰ درجہ کی بھی کراہت نہیں ہاں بدن پر کرتا یا قمیص نہ ہو تو تہبند باندھ کر نماز پڑھنا اور پڑھانا مکروہ تحریمی ہے۔ واللہ اعلم

(۲) داڑھی منڈانا یا کتروانا اور حد شرع سے کم رکھنا فسق ہے اور اس کا مرتکب فاسق معلن۔ اور فاسق معلن کو اپنا امام بنانا گناہ۔ نماز اس کے پیچھے مکروہ تحریمی کہ اگر پڑھی تو اس کا دوبارہ پڑھنا لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ محرم الحرام ۱۳۸۹ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قرأت میں ضاد کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک امام مسجد جو کہ قرأۃ نماز میں بجائے ض جو کہ مائل صوت دال کے ہے وہ ض جو کہ مائل صوت ظا کے ہے پڑھتا ہے کیا اس کا پڑھنا درست ہے اور اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ بینوا، توجروا

محمد رمضان، شہداد پوری پاڑہ حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: قرآن کریم اللہ کا کلام ہے ہر مسلمان پر حق ہے کہ اسے جیسا اترا ویسا ہی ادا کرے۔ حرف کی آواز بدلنے میں بے شمار جگہ الفاظ مہمل رہتے یا معنی کچھ سے کچھ ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ معاذ اللہ۔ اسلام وکفر کا فرق ہو جاتا ہے۔ اسی لئے علمائے کرام ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص جان بوجھ کر ض کو ظا پڑھے اگرچہ ایک آدھ بار سہی اسکی نماز کبھی ولا الضالین تک نہیں پہنچنے پاتی۔ پہلی ہی رکعت میں "مغضوب" کی جگہ "مغظوب" پڑھا اور نماز رخصت ہوئی یہی حکم ض کی جگہ قصداً دال پڑھنے کا ہے کہ اس کی نماز بھی "مغدوب" سے آگے نہ بڑھے گی دونوں صورتوں میں فاسد و باطل ہو جائے گی۔ اس علاقہ میں یہ وبا نجدی لائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اپنی پناہ میں رکھے۔ بالجملہ ایسا شخص ہرگز امامت کا اہل نہیں اسے امام بنانا حرام اور اس کی اقتداء میں نمازیں محض باطل۔ محیط برہانی میں ہے سئل الامام الفضلی یقراء الظا مکان الضاد او علی العکس فقال لاتجوز امامته ولو تعمّد یکفر۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ

امام کے کھڑا ہونے کی جگہ کتنی اونچی ہو؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ: نماز میں امام کے کھڑے ہونے کی جگہ کتنی اونچی ہو تو معاف ہے مدلل جواب فرمایا جائے۔

منیر خان، لطیف آباد نمبر ۶ حیدرآباد، ۱۷ جولائی ۱۹۶۹ء

۷۸۶ الجواب: امام کا تمام مقتدیوں سے اونچی جگہ ہونا مکروہ ہے اور ہمارے علماء نے اس بلندی کو کسی خاص مقدار معین پر موقوف نہیں مانا بلکہ اتنی بلندی کو باعث کراہت قرار دیا کہ دیکھنے والا پہلی ہی نظر میں یہ جان لے کہ امام اونچی جگہ ہے اور مقتدی نیچی جگہ ہاں اگر امام و مقتدیوں کی جگہ میں معمولی فرق مثلاً گرہ ڈیڑھ گرہ کا ہو تو انشاء اللہ تعالیٰ معاف ہے۔ فان فی اعتبارہ حرجا والحرج مدفوع بالنص۔ یونہی اگر پہلی صف امام کے ساتھ ہو باقی صفیں نیچے جب بھی کوئی حرج نہیں اور اگر امام دوستونوں کے درمیان میں کھڑا ہو تو یہ یہودیوں سے مشابہت ہے اور مکروہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم جمادی الاولیٰ ۱۳۸۹ھ

امام کی وعدہ خلافی اور مکان پر قبضہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ: ایک حافظ، پیش امام جامع مسجد کا، ایک بیوہ عورت کے مکان کا کرایہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ساڑھے تیرہ ماہ کا جسکا میزان پانچ سو تیرہ روپیہ (۵۱۳) ہوا، اپنے وعدے کے مطابق ایک سال کی مہلت کے بعد، اگر وہ اس واجب الادا رقم کو مکان کا قبضہ دیتے وقت دینے سے انکار کر دے اور کسی بھی صورت میں وہ واجب الادا رقم دینے پر رضامند نہ ہو اور مکان کا قبضہ دیتے وقت کی کسی بھی چیز کو وہ مکان میں سے نکال کر اپنے ہمراہ لے جائے تو کیا ایسا حافظ پیش امام کسی بھی مسجد میں امامت کر سکتا ہے کیا ایسے پیش امام کے پیچھے نماز جائز ہے؟

سائل: عبدالرحمٰن، سرفراز کالونی، نزد درگاہ سرفراز، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں امام مذکور خائن وغاصب قرار پائے گا مکان کا کرایہ مکاندار کا حق ہے جو اس نے دبالیا۔ یہ ایک جرم ہوا۔ وعدہ کیا کہ میں مکان خالی کر دوں گا اور خالی نہ کیا یہ وعدہ خلافی ہوئی اور دوسرا جرم، پھر مکان سے کچھ سامان جاتے وقت نکال کر لے گیا یہ غصب ہوا اور تیسرا جرم، اور جس کے یہ افعال ہوں وہ فاسق معلن ہے اور فاسق معلن کو امام بنانا گناہ اور نماز پڑھ لی تو اس کا دہرانا لازم ہے۔ غنیۃ میں ہے لو قدموا فاسقا یأثمون۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ر محرم الحرام ۱۳۹۰ھ

داڑھی حد شرع سے کم ہو تو امامت کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مسائل ذیل میں کہ

(۱) ایک مسجد میں امام نماز پڑھاتا ہے لیکن داڑھی حد شرع سے کم رکھتا ہے، جس کو خشخشی کہتے ہیں۔

(۲) اور امام قرآن غلط پڑھتا ہے۔

(۳) اور اس امام کی بیوہ بہن بے پردہ رہتی ہے مسجد مذکور کے ذمہ دار اشخاص سے جب امام کی خرابیاں بیان کی گئیں تو جواب میں کہتے ہیں کہ ہماری تو سب کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے؟

(۴) مذکورہ بالا حضرات کا ایسا جواب دینا کس حد تک صحیح ہے اور اگر صحیح نہیں ہے تو پھر ایسے کہنے والے اشخاص کے لئے از روئے شرع کیا حکم ہے؟

(۵) ایسی حالت میں جس قدر نمازیں ادا کیں وہ ادا ہوئیں یا ان کا لوٹانا واجب ہے۔ کیا حکم ہے۔ نوٹ۔ جواب بحوالۂ کتب معتبرہ سے ہونا چاہیے؟

سائل سید محمود علی شاہ اجمیری، نعل بندگی حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** داڑھی حد شرع سے کم رکھنا یعنی کتروانا فسق وگناہ ہے اور اس کا مرتکب فاسق معلن ہے اور فاسق معلن (علی الاعلان فسق گناہ کرنے والے کو) امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز پڑھنی مکروہ تحریمی ہے۔ غنیۃ میں ہے لو قدموا فاسقا یأثمون۔ یعنی اگر مقتدیوں نے کسی فاسق کو امامت کے لئے آگے بڑھا دیا تو سب گناہ گار ہوں گے۔ یہانتک کہ علماء نے فرمایا کہ جب فاسق معلن کے علاوہ کوئی امام نہ مل سکے تو لوگ نماز تنہا پڑھیں کہ جماعت واجب ہے اور فاسق معلن کو امام بنانا مکروہ تحریمی اور واجب، مکروہ تحریمی کا مرتبہ برابر، جبکہ فساد کا دور کرنا اہم ومقدم ہے۔ فتاویٰ رضویہ وغیرہا کتب میں ہے کہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کل صلوۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا۔ یعنی ہر اس نماز کا دہرانا واجب ہے جو کہ کراہت تحریمی سے ادا کی گئی اسی سے سوال ۵ کا جواب بھی مل گیا کہ جتنی نمازیں پڑھی گئیں ان کا اعادہ واجب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ رمحرم ۱۳۹۰ ھ

سلام کے بارے میں بے ادبی جیسے الفاظ کہنے والا کون ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص محفل میلاد شریف میں آتا ہے سلام بھی پڑھتا ہے مگر یہ کہتا ہے کہ سلام پڑھنے سے کافر نہیں ہوتا اور سلام نہ پڑھنے سے بھی کافر نہیں ہوتا اس کا اسلام میں تو کوئی ذکر ہے نہیں یہ ایک نیا رواج ہے۔ اس شخص کا عمل دیوبندیوں اور وہابیوں کی کتابوں پر ہے۔ ایسے شخص کو امام بنانا جائز ہے یا نہیں؟

۷۸۶ الجواب: میلاد شریف میں قیام، جو بوقت ذکر ولادت شریف، بلاد اسلام میں رائج و معمول ہے ضرور مستحسن و مقبول ہے جیسا کہ علامہ سید جعفر برزنجی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مشہور و مقبول رسالہ میں فرمایا۔ یہاں آج کل اس قسم کے مسائل میں اس قسم کی گفتگو کرنے والے حضرات وہابیہ ہیں اور وہابیہ زمانہ اب بدعت و ضلالت سے ترقی کر کے معراج کفر تک پہنچ چکے ہیں، ایسے لوگوں کو امام بنانا حرام ہے اور ان کے پیچھے نماز ناجائز ہے۔ نہ فرض درست، نہ تراویح، وغیرہ اور اگر وہ عقیدۃً دیوبندی ہے تو دیوبندی عقیدے والوں کے پیچھے نماز باطل محض ہے، ہوگی ہی نہیں۔ فرض سر پر رہے گا اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے کا شدید عظیم گناہ۔ فتح القدیر شرح ھدایہ میں ہمارے تینوں ائمہ مذہب امام اعظم امام ابو یوسف و امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول ہے کہ فرماتے ہیں لا تجوز الصلوۃ خلف اھل الھواء۔ یعنی اہل بدعت کے پیچھے نماز سرے سے جائز ہی نہیں پھر اس میں سب برابر ہیں نماز پنجگانہ ہو یا عیدین و جمعہ یا تراویح و جنازہ کوئی نماز ان کے پیچھے ہو ہی نہیں سکتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعلمہ اتم واحکم

العبد مفتی محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ رمحرم الحرام ۱۳۹۰ ھ

زائر اور حاجی کے لئے حرمین شریفین میں نماز کا طریقہ

سوال: محترم مکرم حضرت مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بندہ سنی بریلوی مسلک کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات پر پوری طرح کاربند ہے بندہ اس سال فریضۂ حج ادا کرنے حرمین شریفین جارہا ہے ائمہ حرمین شریفین کی اقتداء میں نماز باجماعت ادا کرنے کے متعلق سخت پریشانی کا شکار ہے آپ سے گزارش ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کی روشنی میں شرعی مسئلہ تحریر فرمائیں کہ مجھے وہاں جا کر کیا کرنا چاہیے۔ فقط والسلام سعید احمد اقبال

۷۸۶ الجواب: حرمین شریفین میں اس وقت جو امام ہیں ان کے عقائد مطابق اہلسنت نہیں ہیں نیز ان میں سے اکثر ان خوبیوں کے منکر ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی گئیں اور ان کو ماننا ضروریات دین سے ہے اور ضروریات دین کا منکر یقیناً بے دین ہے۔ (فتاوی رضویہ) ایسے لوگوں کا تعلق وہابیہ سے ہے اور وہابیہ اہل ھواء سے ہیں تو اگر وہاں کوئی سنی صحیح العقیدہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مسلمان مل جائے تو اس کی امامت میں اقتداء کریں ورنہ تنہا نماز پڑھی جائے ہاں اگر ان کے پیچھے نماز نہ پڑھنے میں فتنہ کا خوف ہو تو پیچھے پڑھ لیں اور پھر دوبارہ پڑھیں۔(فتاوی رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ رذیقعدہ ۱۳۹۵ھ

قصداً ض کو ظ پڑھنا

سوال: اگر کوئی امام قصداً ضاد کو ظا پڑھے تو نماز کا کیا حکم ہے؟

۷۸۶ الجواب: امام ابوبکر محمد امام برہان الدین صاحب ذخیرہ اور امام ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ جو قصداً ض کو ضا پڑھے وہ کافر ہے۔محیط برہانی میں ہے کہ لا تجوز امامته ولو تعمد یکفر۔عالمگیری میں ہے یکفر۔ضاد کا مخرج۔زبان کی داہنی یا بائیں کروٹ ہے یوں کہ اکثر پہلوئے زبان حلق سے (نوک تک) یعنی نوک کے قریب تک بالائی داڑھی سے ملاصق ہو۔(فتاوی رضویہ) پھر اگر ض کو صحیح پڑھنا چاہتا ہے لیکن ایسی جگہ غلط پڑھے جس سے معنی نہ بدلے تو نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر معنی بدل گئے تو مذہب صحیح میں نماز فاسد ہے (فتاوی رضویہ وعامہ کتب)۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ رذیقعدہ ۱۳۹۵ھ

امام کی شرائط

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین کہ: ایک مسجد کے پیش امام میں کون کون سی باتوں کا پایا جانا ضروری ہے؟ عبدالباقی، لطیف آباد نمبر ۵، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: جو شخص وضو وغسل وغیرہ طہارت ٹھیک کرتا ہو۔نماز صحیح پڑھتا ہو۔قرآن مجید ایسا غلط نہ پڑھتا ہو جس سے معنی بدلیں فاسد ہوں اس کے پیچھے نماز درست ہے۔مگر امام بنانا، جائز ہونے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ امام مذہب کا سنی خالص ہو۔فاسق علی الاعلان نہ ہو یعنی کوئی گناہ کبھی اعلان کے ساتھ نہ کرتا ہو کہ لوگ اسے دیکھیں اور جانیں کہ یہ فلاں گناہ میں مصروف ہے۔ایسا شخص جو علانیہ گناہ کا ارتکاب کرے فاسق معلن ہے اور فاسق معلن کو امام بنانا گناہ ہے اور ایسی نماز کا دہرانا واجب جو فاسق معلن کے پیچھے ادا کی گئی۔امام بدمذہب بدعقیدہ ہو کہ اس کی بدمذہبی حد کفر تک نہ پہنچی اسے بھی امام بنانا سخت حرام وگناہ ہے اور جس کی بدمذہبی حد کفر تک پہنچی ہو جیسے آج کل کے عام رافضی وہابی نیچری قادیانی غیر مقلد تو ایسے کے پیچھے نماز محض باطل ہے جیسے کسی ہندو یا پادری کے پیچھے۔والعیاذ باللہ تعالیٰ۔واللہ تعالیٰ اعلم (تفصیل کیلئے فتاوی رضویہ دیکھیں)

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ ذی الحجہ ۱۳۹۵ھ

امام کے لئے شرائط

سوال: جناب عالی! مسلم آباد ٹاؤن شپ کی فیصل مسجد کے اندر ایک شخص امامت کے فرائض انجام دے رہے ہیں جن

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے متعلق کچھ لوگوں کو اعتراض ہے۔ اعتراض کی بناء حسب ذیل تحریر ہے۔ ظاہری طور پر نابالغ داڑھی مونچھ ابتک چہرے پر آئی ہی نہیں۔ عمر تقریباً سولہ سال حافظ قرآن۔

لہٰذا علماء دین اس کے متعلق کیا فرماتے ہیں آیا ایسے شخص کے پیچھے فرض نماز ادا ہوئی یا نہیں؟ اپنی رائے سے آگاہ فرمائیں۔

جنرل سیکریٹری، مسلم آباد ایسوسی ایشن پھیلیلی پار حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: امام مسجد کے لئے صحیح العقیدہ، صحیح القرأۃ، اور صحیح العمل ہونا لازم ہے کہ وہ بدعقیدہ نہ ہو، قرآن صحیح پڑھتا ہو اور فاسق معلن نہ ہو۔ جب یہ باتیں اس میں پائی جاتی ہیں اور مسائل نماز سے بھی آگاہ ہے تو سولہ سال کی عمر میں وہ بالغ ہے۔ شرعاً اس کی امامت درست ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۹۶ھ

امام کے متعلق چند مسائل/مسجد کی دیواروں پر نقش ونگار/اولاد کے پیسے سے والدین کا حج/مستحق کوز کوٰۃ دیکر، اسے مسجد میں دینے کی ترغیب

سوال: مندرجہ ذیل مسائل میں مفتیان کرام کیا فرماتے ہیں۔

۱۔ کہ بعض مساجد میں پیش امام کے لئے دو دو تین تین جائے نماز یکے بعد دیگرے بچھا دیتے ہیں اور مؤذن کے لئے امام کے پیچھے ایک مصلّٰی بچھایا جاتا ہے بعض نمازی اعتراض کرکے کہتے ہیں کہ یہ کام خلاف شریعت ہے اور نماز ایسی صورت میں نہیں ہوتی ہے کیا یہ اعتراض درست ہے اور جبکہ یہ مُصلّے امام اور مؤذن کے احترام کے لئے بچھائے جاتے ہیں۔

۲۔ تکبیر خاص امام کے پیچھے صحیح ہے یا دائیں بائیں؟

۳۔ اگر امام مصلے پر نہ آئے تو تکبیر کہنی چاہیے یا نہیں؟

۴۔ تحیت الوضو یا تحیت المسجد اذان فجر اور عصر کی اذان کے بعد ادا کر سکتے ہیں یا نہیں؟

۵۔ مسجد کی آرائش اور سجاوٹ کے لئے دیواروں پر نقش نگار بنانا درست ہے؟

۶۔ داڑھی منڈانے اور کتروانے والے کی اذان اور تکبیر درست ہے یا نہیں اور ایسے شخص کے پیچھے نماز ہوسکتی ہے یا نہیں؟

۷۔ کوئی اولاد اپنے والدین کو اپنے پیسے سے حج پر بھیج سکتی ہے یا نہیں۔ اور والدین ثواب حج کو اپنی اولاد یا زیادہ اشخاص کو بخش سکتے ہیں یا نہیں؟ مستحق شخص کوز کوٰۃ ادا کی گئی اور پھر اس سے یہ بھی کہا کہ تم اپنی طرف سے یہ رقم مسجد کے لئے دیدو تم کو بھی ثواب ملے گا کیا اس طرح سے زکوٰۃ ادا ہوگئی یا نہیں؟ مہربانی فرما کر جواب سے جلد سرفراز فرمائیں۔

اور نمبر ا کے مطابق یہ بھی عرض ہے کہ بعض مساجد میں فرش کی گرمی اور سردی سے بچانے کے لئے پیش امام اور مقتدیوں کے لئے چٹائی پر یکے بعد دیگرے صف ڈالی جاتی ہے اور پیش امام کے لئے بھی مصلّٰی پہ مصلّٰی ڈالا جاتا ہے لیکن معترض کہتا ہے کہ اس طرح سے نماز نہیں ہوتی اگر فرش پر گرمی یا سردی کا اندیشہ نہ بھی ہو تو مصلے پر دو تین جائے نمازوں کا بچھانا کیسا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے؟ معترض کا کہنا ہے کہ پیش امام یا مؤذن اور یا نمازیوں کے لئے دو سے زیادہ صفوں کا مصلی ہونا جائز نہیں ہے۔

محمد حسین، ضلع لاڑکانہ محلہ وڑی مکان نمبر C/ 157

۷۸۶ **الجواب:** معترضین کا منشاء صرف اعتراض ہے تو اس کا کوئی جواب نہیں۔ اور بلا دلیل شرعی کسی جائز کو ناجائز کہنا اور اس مباح کو خلاف بتا دینا خود گناہ بلکہ نئی شریعت گڑھنا ہے اللہ پناہ میں رکھے۔

(۱) اگر دو تین مصلے مل کر اتنے ضخیم ہو جائیں کہ پیشانی سجدے میں نہ جمائی جا سکے تو پھر امام ہی کیا کسی ایک کی بھی نماز نہ ہوگی کہ زمین پر پیشانی جمانا سجدہ میں شرط ہے۔ غرض امام اور مؤذن کے احترام میں یہ جو کچھ کیا جاتا ہے اسے بلا دلیل شرعیہ ناجائز وہی کہہ سکتا ہے جسے نہ خدا کا خوف ہو اور نہ شریعت کا لحاظ۔

(۲) اقامت امام کے محاذات میں ہو یا پھر دائیں جانب یہی مناسب تر ہے ورنہ جہت کی اس میں تخصیص نہیں ہے۔

(۳) یہ جو رواج چل پڑا ہے کہ جب تک امام مصلی پر کھڑا نہ ہو اس وقت تک تکبیر نہیں کہی جاتی خلاف سنت ہے۔ سنت یہ ہے کہ امام اور مقتدی اسی وقت کھڑے ہوں جب مکبر حی علی الصلوۃ یا حی علی الفلاح پر پہنچے۔ (درمختار وغیرہ)

(۴) طلوع فجر اور عصر کے بعد کوئی نفل نماز جائز نہیں۔ (عامہ کتب) اور اذان عصر کے ہر بعد نفل پڑھ سکتے ہیں یعنی فرض سے پہلے۔

(۵) زمانہ کی تبدیلی کے باعث علماء نے مسجد کی آرائش کی اجازت دی کہ اب یہ ظاہری عظمت و آرائش آنکھوں میں مسجد کی عظمت اور دلوں میں اس کی وقعت کی موجب ہوگی مگر اب بھی دیوار قبلہ اور خصوصاً محراب کو اس سے بچایا جائے۔

(۶) داڑھی ترشوانا اور حد شرع یعنی ایک مشت سے کم رکھنا فسق ہے اور اس کا مرتکب فاسق معلن اور فاسق معلن کو امام بنانا گناہ ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی، اگر پڑھ لی تو واجب الاعادہ، اور فاسق معلن اگرچہ عالم ہو اس کی اذان کا اعادہ واجب، ہاں تکبیر کا اعادہ نہ کیا جائے گا کہ اذان کی تکرار مشروع ہے تکبیر کی نہیں۔ (درمختار)

(۷) اولاد اگر صاحب استطاعت ہے اور مجبور و معذور شرعی نہیں تو پہلے وہ خود اپنا حج فرض ادا کریں اس کے بعد والدین کو حج کرائیں تو یہ ان کی سعادت ہے اور دارین میں موجب خیر و برکت اور ہر شخص اپنے نیک عمل کا ثواب زندہ اور مردہ مسلمانوں کو بخش سکتا ہے۔

(۸) زکوٰۃ کی رقم براہ راست مسجد میں صرف نہیں کی جا سکتی ہے۔ سوال میں جو صورت مذکورہ ہے وہ اس کے لئے حیلۂ شرعیہ ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ثواب دونوں کو ملے گا۔ کتب معتبرہ میں اس طریقہ کو ذکر فرمایا گیا ہے۔

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۵ شعبان المعظم ۱۳۹۵ھ

بدکردار شخص کا ساتھ دینے والے امام کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں اور کیا حکم دیتا ہے مذہب اسلام ایسے شخص کیلئے

(۱) تقریباً ایک ہزار مسلمان کسی تنازع کو ختم کرنے کے لئے ایک جگہ جمع ہو کر قسم کلام پاک کھا کر اور حلف کی رو سے قطعی غیر جانبدار ہو کر دو افراد کی جانچ پڑتال کرتے ہیں اور انکے معلومات کرنے پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان میں سے ایک فرد قطعی غلط

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے اسکا کردار خراب ہے اسکی لڑکیوں کا چال چلن گندا ہے۔ لہٰذا یہ ایک ہزار افراد لڑکیوں کے باپ کو بطور سزا و نصیحت اپنے سے الگ کر دیتے ہیں اس سے ملنا اور کھانا پینا اور لین دین بند کر دیتے ہیں مگر ایک امام مسجد اس بدکردار بدچلن بھائیوں کی نافرمانی کا ساتھ دیتا ہے جس کی وجہ سے برادری میں بدنظمی افراتفری بدامنی اور جھگڑا فساد یہاں تک کہ خون خرابہ کی فضا پیدا ہو گئی کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے کیا یہ امامت کے قابل ہے۔

(۲) ایک شخص بار بار قسم کھاتا ہے حلف اٹھاتا ہے بار بار کلمہ طیبہ پڑھ کر جھوٹ بولتا ہے اور یہ شخص تقریباً ایک ڈیڑھ ہزار افراد کے اجلاس میں کلام پاک کی قسم کھا کر ایک الزام لگاتا ہے اور دوسرے روز وہ الزام جھوٹا ثابت ہو جاتا ہے جس کا اخلاق گندہ اور جسکی گفتار و کردار خراب اور جسکی بولی میں تہذیب نہیں جو وعدے کا پابند نہیں جو پوری برادری کے کردار کو بگاڑتا ہو کیا ایسا شخص امامت کر سکتا ہے کیا اس کے پیچھے نماز جائز ہے؟

فتویٰ کے لیے طلبگار شاہ برادری

حکیم سید عبدالرزاق شاہ، حاجی شرف الدین شاہ، نیک محمد شاہ، حاجی مہردین شاہ، محمد یاسین شاہ، بدرالدین شاہ، عبدالغنی شاہ، عبدل عرف خان، رستم علی شاہ، شوکت علی شاہ، یاسین شاہ، لال محمد شاہ، قاسم علی شاہ، محمد شفیع شاہ۔ پھلیلی پار دواخانہ یونانی

۷۸۶ **الجواب:** سوال میں امام مذکور کا جو کردار بیان کیا گیا ہے اگر واقعی اس کا یہ کردار ہے اور وہ ایسی ہی قبیح و شنیع حرکات میں ملوث ہے تو وہ یقیناً فاسق معلن ہے۔ اور فاسق معلن، کو کہ اعلانیہ فسق و فجور کا ارتکاب کرتا ہے، امام بنانا گناہ۔ لو قدموا فاسقا یاثمون۔ (غنیۃ المستملی) اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی۔ تو جتنی نمازیں اس کے پیچھے اس حالت میں پڑھی ہوں سب مقتدیوں پر ان سب کا پھیرنا واجب۔ اگر نہ پھیریں گے تو گناہگار رہیں گے۔ اگرچہ دس برس کی نمازیں ہوں۔ (درمختار و ردالمحتار وغیرہ) مقتدیوں کا اس امام کی ان حرکات کے باعث ناراض ہونا۔ اس کے باعث تفریق جماعت اور بلاوجہ شرعی مسلمانوں کو ایذارسانی، بے حیائی کی باتوں میں بے حیاؤں بدکاروں بدچلنوں کا ساتھ دینا، ایسے کے فاسق معلن ہونے کو کافی ہے۔ مسلمانوں پر واجب ہے کہ ایسے کو امامت سے معزول کریں اور کسی صالح امامت کو امام بنائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ جمادی الاخری ۱۳۹۸ھ

داڑھی کتروانے والے حافظ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بیچ میں کہ: ایک حافظ ہیں وہ داڑھی کترواتے ہیں اس کے پیچھے فرض، وتر، تراویح پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ حاجی نور محمد، جامع مسجد لطیف آباد نمبر ۲

۷۸۶ **الجواب:** داڑھی کتروانا اور حد شرعی یعنی ایک مشت سے کم رکھنا فسق ہے اور اس کا مرتکب فاسق معلن۔ اور فاسق معلن کو امام بنانا گناہ۔ اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی واجب الاعادہ۔ غنیۃ المستملی وغیرہ میں ہے لو قدموا فاسقا یاثمون بناء علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم۔ اور نماز خواہ فرض ہو یا وتر یا تراویح سب کا ایک حکم ہے کہ ان کا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دہرانا واجب۔ آدمی سرے سے نماز تراویح نہ پڑھے تو سنت مؤکدہ کے ترک کا اس پر وبال آتا ہے لیکن فاسق معلن کے پیچھے نماز تراویح پڑھ کر نہ دہرائے تو ترک واجب کا گناہ لازم آتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳۰ شعبان المعظم ۱۳۹۸ھ

سترہ سال کا حافظ نماز پڑھا سکتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بیچ کہ: یک حافظ قرآن جس کی عمر ۱۷ سال ہو وہ نماز تراویح پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟ عبد الرحمٰن، مدرسہ قادریہ نقشبندیہ۔ حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** لڑکا ہو یا لڑکی، جب وہ پندرہ سال کامل کے ہو جائیں تو شرعاً بالغ قرار پاتے ہیں۔ تو جبکہ اور کوئی مانع شرعی نہ پایا جائے تو اسے امام بنانا جائز ہے اگرچہ نماز فرض ہو۔ (عامہ کتب) اور جس حافظ کے بارے میں سوال ہے ماشاء اللہ اسکے چہرے پر مونچھیں نمایاں ہیں اور داڑھی کے بال ابھر رہے ہیں تو اس کے بالغ ہونے اور قابل امامت ہونے میں کوئی شک کی جگہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳۰/ شعبان المعظم ۱۳۹۸ھ

امام کے لئے ضروری احکام

سوال: جناب عالی! گذارش یہ ہے کہ ہمارے محلہ مغلان شہداد پور ضلع سانگھڑ کی مسجد میں موجودہ پیش امام صاحب مندرجہ ذیل حرکتیں کرتے ہیں جس کی وجہ سے جماعت میں اضطراب ہے لہٰذا آپ سے گذارش ہے کہ مہربانی فرما کر شریعت کی روشنی میں فتویٰ عنایت فرمائیں کہ ان حالات میں ایسے امام صاحب کے پیچھے نماز جائز ہے اور جو لوگ ان کی مندرجہ ذیل حرکات کے باوجود ان کی حمایت کرتے ہیں کیا وہ لوگ درست ہیں؟

(۱) مسجد میں ماہ رمضان المبارک میں جو افطاری لوگ اپنے گھروں سے روزہ داروں کیلئے بھیجتے ہیں اس میں سے خاص قسم کی (یعنی اچھی اچھی چیزیں) پیش امام صاحب اپنے گھر لیجاتے ہیں۔ اور مسجد میں آئے ہوئے روزہ داروں کو اس افطاری میں سے کچھ نہیں دیتے۔ جو افطاری کا کھانا وہ اور انکے گھر والے کھا سکتے ہیں کھا لیتے ہیں باقی جو بچ جاتا ہے وہ جانوروں کے مالک کو فروخت کر کے پیسے اپنی جیب میں ڈال لیتے ہیں۔

(۲) صاحب حیثیت ہیں یعنی خود بھی کماتے ہیں اور چار لڑکے بھی برسر روزگار ہیں۔ ان کو اتنی آمدنی ہو جاتی ہے کہ اس دور میں گزر اوقات اچھی طرح کر سکتے ہیں۔ اس کے باوجود لوگوں سے زکوٰۃ بھی لیتے ہیں۔ مزید یہ کہ امام صاحب میت کا کھانا سو مہینے تک لیتے ہیں اور میت کے کپڑے سال میں جو انکے عزیز دیتے ہیں وہ بھی لیتے ہیں۔

(۳) جھوٹ بھی بولتے ہیں مگر بڑی ڈھٹائی کے ساتھ ہر بات سے مکر جاتے ہیں۔ ان حالات میں کیا ان کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ کی اس عین نوازش کے تمام اہل تمنا آپ کے شکر گزار ہونگے۔ فقط والسلام ابوالحسن۔ اصغر علی۔ جمال الدین خورشید

۷۸۲ الجواب: شریعت مطہرہ کا قانون، امام وامامت کے بارے میں یہ ہے کہ جس امام سے مقتدی اس کے کسی عیب کی وجہ سے ناراض ہوں اس کی نماز قبول نہیں ہوتی حدیث میں ارشاد فرمایا'' تین شخصوں کی نماز ان کے کانوں سے بالشت بھر بھی اونچی نہیں جاتی (یعنی بارگاہ عزت تک رسائی تو بڑی چیز ہے) ایک وہ جو کچھ لوگوں کی امامت کریں اور وہ لوگ اس سے ناراض ہوں یعنی اس میں کسی قصور شرعی کے سبب۔ والا فالو بال علیھم کما فی الدر المختار اور ظاہر ہے کہ صورت مستفسرہ میں اس شخص میں متعدد قصور ہیں اور روزہ داروں کیلئے آئی ہوئی افطاری میں سے اچھا اچھا مال گھر لے کر جانا۔ (۱) یہ خیانت ہوئی۔ (۲) پھر ہوس کے مارے بہت سا کھانا گھر پہنچانا اور بچ جائے تو اسے فرخت کر کے پیسے جیب میں ڈالنا۔ یہ خیانت بھی ہے اور ہوس وطمع اور لالچ بھی بلکہ (۳) اضاعت مال بھی۔ (۴) صاحب حیثیت ہوتے ہوئے زکوٰۃ کا مال طلب کرنا۔ (۵) بلکہ اگر وہ غنی ہے اور صدقہ فطرہ وزکوٰۃ وصول کرتا ہے تو یہ خود فعل حرام ہوا جس کا مرتکب فاسق معلن ہے۔ (۶) جھوٹ بولتا اور پھر مکر جاتا ہے۔ یہ اور بھی شدید گناہ ہے۔ الغرض ان وجوہ سے امام مذکور کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اور اسے امام بنانا گناہ اور ایسے کا ساتھ دینا اسکی حمایت کرنا بھی گناہ۔ تو جبتک وہ ان تمام افعال سے علانیہ توبہ نہ کرے مسلمان ہرگز اسکی اقتداء میں نماز ادا نہ کریں اور سچی توبہ کے بعد گناہ بالکل باقی نہیں رہتے تو توبہ کے بعد اس کی امامت میں اصلاً حرج نہیں بشرطیکہ اور دوسری شرائط امامت کا حامل ہو مثلاً صحیح العقیدہ اور صحیح القرأۃ ہو۔ (فتاوی رضویہ۔ غنیۃ المستملی، درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۷ ذی قعدہ ۱۳۹۹ ھج

بدکردار بیوی کو امام گھر میں رکھے تو امامت کا حکم

سوال: بخدمت جناب مولانا محمد خلیل خان برکاتی صاحب، السلام علیکم

جناب عالی! گذارش یہ ہے کہ بلال مسجد لطیف آباد نمبر ۵ حیدر آباد میں جو مولوی صاحب نماز پڑھاتے ہیں جناب صدر صاحب چمن نے رکھا ہوا ہے یہ کہ مولوی صاحب کی زوجہ جو کہ فرار ہو کے چلی گئی تھی اور جس آدمی کے ساتھ زوجہ فرار ہوگئی تھی یہ موجود ہے آدمی کو عرصہ دو مہینہ میں تھانہ یونٹ نمبر ۸ نے برآمد کر لیا تھا اس کا ریکارڈ تھانہ میں موجود ہے اور اب یہ زوجہ مولوی صاحب نے اپنے پاس رکھا ہوا ہے براہ کرم اس کیلئے جناب والا شرعی فتوی بتائیں کہ مولوی صاحب کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ براہ کرم حضور والا اہل محلہ سے اس کی تصدیق کر لی جائے۔ فقیر داد ولد سعد اللہ، یونٹ نمبر ۵، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں وہ امام مسجد کہ بیوی کی بدچلنی پر بھی خاموش اور اسے گھر میں رکھے ہوئے ہے اس پر فرض ہے کہ بیوی کی اصلاح کرے اور اسے قرار واقعی سزا دے تا کہ عبرت ہو اگر وہ ایسا نہ کرے یا حیل وحجت سے کام لے تو مسلمان اسے برطرف کر دیں اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی یعنی حرام ہے۔ اور صرف امامت سے برطرف کرنا ہی نہیں بلکہ اس سے قطع تعلق کر لیں یہی حکم خدا اور رسول ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ راگست ۱۹۷۹ء

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خطبے کی حالت میں امام سے بدکلامی پر حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: امام مسجد جبکہ خطبہ دے رہے ہوں تو ان کے ساتھ بدکلامی بلکہ گستاخانہ طریقہ اختیار کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں۔ اور ایسا کرنے والے کی نماز اس امام کے پیچھے ہوگی یا نہیں؟

(۲) دوسرے مقتدیوں پر اس حالت میں اس شخص کو اس سے روک دینا ضروری ہے یا نہیں؟

(۳) مرد وعورت کی نماز میں قیام کی فرضیت میں کوئی فرق ہے یا یہ حکم سب کیلئے یکساں ہے؟

عبدالعزیز حاجی عثمان، میمن سوسائٹی، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: ۱۔ امام تو امام کسی عام مسلمان کو بھی بلا وجہ شرعی ایذاء دینا حرام ہے اور گالی دینا سخت حرام۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جس نے کسی مسلمان کو ایذاء دی اس نے مجھے ایذاء دی اور جس نے مجھے ایذاء دی اس نے اللہ کو ایذاء دی۔ اور یہ کہ امام جو عالم دین بھی ہے اسے برا کہنا گالی دینا، یقیناً اسے ناحق ایذاء دینا اور سخت تر حرام ہے۔ اور وہ لفظ جو اس نے امام کے حق میں کہا بدترین لفظ اور بری گالی ہے۔ عالم کسی قوم کا، اگر عالم دین ہے تو اللہ کے نزدیک ہر جاہل سے اگرچہ کتنا ہی شریف ہو افضل ہے۔ تو یہ صرف گالی دینا ہی نہیں بلکہ ایک عالم دین سے خلق خدا کو پھیرنا اور راہ حق سے ہٹانا بھی ہے جو ایک اور گناہ ہوا کہ خدا اور رسول جنکی تعظیم کا حکم دیں، مخلوق کو ان کی عقیدت سے باز رکھنا خصوصاً جبکہ مسجد میں ہو بالخصوص جبکہ امام منبر نبوی پر تشریف رکھتا ہو اور مسائل حقہ بیان کرتا ہو انہیں وعظ سے روکنا اور روکنے کی کوشش کرتا ہو ظلم عظیم ہے اور یہ اور بڑا گناہ۔ غرض اس پر لازم ہے کہ ان امام صاحب سے معافی مانگے اور عام مجمع میں توبہ شرعیہ کرے اور اس بڑی آگ سے ڈرے جو علمائے دین کی تحقیر وتوہین کرنے والوں اور وعظ ونصیحت سے روکنے والوں کیلئے تیار کی گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے "اگر تمہیں خوش آئے کہ خدا تمہاری نماز کو قبول کرے تو چاہیئے کہ تمہارے بہتر، تمہاری امامت کریں کہ وہ تمہارے سفیر ہیں تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان"۔ ظاہر ہے کہ اس سفیر کی توہین کرنے والے کی نماز، اس کے پیچھے کراہت سے خالی تو نہیں ہوسکتی بلکہ ہوگی ہی نہیں کہ اس نے سفیر ہی نہ جانا تو اس کی نماز قبول ہونے کا کیا ذریعہ رہا۔ واللہ اعلم

۲۔ ایسی حالت میں مقتدیوں پر لازم تھا کہ وہ اسے اس سے باز رکھتے اور عالم دین اور امام قوم کی حمایت کرتے۔ اگر مسجد کے احترام کا لحاظ تھا تو مسجد کے باہر اس سے باز پرس کرتے ورنہ لازم یہ تھا کہ مسجد کے احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے اسے مسجد ہی میں اس حرکت سے روک دیتے۔ اس سے کچھ نہ کہنا ایک طرح سے جاہلوں کو ڈھیل دینا ہے کہ وہ ایک عالم دین یا امام مسجد کی جس طرح چاہیں توہین وتحقیر کریں ان سے کوئی باز پرس نہ ہوگی اور یہ سخت معیوب اور ناقابل معافی اخلاقی جرم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اپنے بھائی کی مدد کر ظالم ہو یا مظلوم۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مظلوم ہو تو مدد کروں گا۔ ظالم ہو تو کیونکر مدد کروں۔ فرمایا کہ اس کو ظلم سے روک دے یہی مدد کرنا ہے"۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ "جو شخص مسلم سے کسی ایک تکلیف کو دور کردے اللہ تعالیٰ قیامت کی تکالیف سے ایک تکلیف اس کی دور کریگا"۔ تو جن لوگوں نے اسے ٹوکا انہیں اجرو

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ثواب کا وعدہ ہے۔ بہر حال مسجد میں شور وغل نہ ہونے دیں۔ واللہ اعلم

(۳) امام صاحب نے مسئلہ صحیح بیان کیا بے شک فرض و وتر اور سنت فجر میں اور نماز عیدین میں قیام فرض ہے کہ بلا عذر شرعی بیٹھ کر یہ نمازیں پڑھی جائیں گی تو نہ ہونگی (درمختار وغیرہ) یہ حکم مرد و عورت سب کو عام ہے۔ مرد و عورت کی کوئی تفریق یہاں نہیں۔ سب کو یکساں اس کے حکم کی تعمیل لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۱۱/ شوال المکرم ۱۳۹۹ھ

والدین کے نافرمان کی امامت

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک آدمی اپنے والدین کا نافرمان ہے آیا اس کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ کو وضاحت سے بیان فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

فقط والسلام فضل الرحمٰن خان، ہزارہ کالونی حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: شرعاً جو امور جائز و مباح ہیں ان میں والدین کی نافرمانی، دارین میں محرومی کا باعث اور گناہ کبیرہ ہے اور گناہ کبیرہ کا مرتکب فاسق معلن ہے کہ علی الاعلان، گناہ و معصیت میں گرفتار۔ اور فاسق معلن کو امام بنانا گناہ، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ پڑھ لی تو پھیرنا واجب۔ غنیۃ میں ہے لو قدموا فاسقا یاثمون۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۲۳/ ذی قعد ۱۳۹۹ھ

الزام کی تحقیق ضروری ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک محلّہ کی مسجد کا امام جو کہ مدرسہ کے نام پر قربانی کی کھالیں وصول کرتا ہے اور پھر اپنے ذاتی خرچ میں استعمال کرتا ہے مدرسہ کے مستحق طالب علموں کو نہیں دیتا۔ مسجد سے بھی تنخواہ لیتا ہے اور مدرسہ سے بھی تنخواہ معقول لیتا ہے تو اس کا یہ فعل جائز ہے کہ ناجائز؟ اور اس کے پیچھے نماز جائز یا ناجائز؟ بینوا بالدلائل توجروا عند رب الکریم۔　　خدا بخش

۷۸۶ الجواب: محض افواہ اور سنی سنائی باتوں پر تو کان بھی نہیں دھرنا چاہیے ہاں اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ وہ امام، مدرسہ کے نام پر کھالیں جمع کرتا اور اپنے ذاتی مصرف میں لاتا ہے گویا لوگوں سے براہ فریب چرم قربانی وصول کرتا ہے تو وہ بے شک مجرم ہے اور فریب کار بلکہ خائن و دغا باز۔ اور یہ سب فسق و فجور ہے اور اس کا مرتکب فاسق معلن۔ اسے اس حالت میں ہرگز امام نہ بنائیں۔ ہاں اگر وہ واقعی علی الاعلان توبہ کرلے اور جن سے اس نے یہ فریب کیا ان سے معافی مانگ لے اور وہ معاف کردیں اور اس پر اس کے اثرات مترتب ہوں اور یہ ظاہر ہو جائے کہ اب آئندہ وہ ایسا نہیں کرے گا تو اب کوئی حرج نہیں۔ اور جب تک وہ توبہ نہ کرے ہرگز امامت کا اہل نہیں۔ عامہ کتب میں ہے لو قدموا فاسقا یاثمون۔ واللہ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۱۱/ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امام سے متعلق چند احکام

سوال: بخدمت جناب مکرم ومحترم مفتی صاحب دارالعلوم احسن البرکات، السلام علیکم

گذارش یہ ہے کہ ہمارے یونٹ نمبر ۴ کی مسجد کے پیش امام صاحب پر کچھ لوگوں نے اعتراض اورالزامات لگائے ہیں لہٰذا مسجد کمیٹی نے بتاریخ ۱۴/ جنوری کو ہنگامی اجلاس بلاکر جس میں کمیٹی عہدیداروں وممبران یونٹ کے معززحضرات موجود تھے ان کے سامنے ایمانداری سے اعتراض والزامات بیان کیے لہٰذا کمیٹی نے فیصلہ کیا کہ علمائے دین سے فتویٰ لیکر فیصلہ کرنا چاہیے کہ شریعت محمدی کے مطابق ایسے پیش امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں لہٰذا علمائے دین اس مسئلہ پر اپنا فیصلہ دیں کہ ان اعتراض والزامات کے بعد مسجد کمیٹی کو کیا کرنا چاہیے؟

(۱) مسجد کے پیش امام کا راشن ڈپو ہے وہ بلیک کرتے ہیں۔ (حاجی جان محمد)

(۲) امانت میں خیانت کی۔ (عبدالقدیر)

(۳) نماز پڑھانے میں عجلت کرتے ہیں ان سے کہا گیا کہ فجر کی نماز میں سورت بڑی پڑھا کریں اس پر انہوں نے جو جواب دیاوہ بیان سے باہر ہے۔ (یعنی ہم جہاں تک سمجھے انہوں نے قرآن پاک کی ایک طرح سے بے حرمتی کی) (عبدالرشید)

(۴) مسائل کی کتابیں جو فی سبیل اللہ مسجد میں درس سنانے کیلئے دی گئیں تھیں انہوں نے بازار میں فروخت کردیں۔ (لیاقت علی خان)

(۵) بروز جمعہ بتاریخ ۹ ۱۹۷۷ء ۔ ۱ ۔ ۱۲ کو مسجد میں غیر ضروری طور پر پارٹی بندی کر کے ہنگامہ کرایا۔ (عبدالقدیر)

(۶) امام صاحب اکثر غلط بیانی سے کام لیتے ہیں۔ (عام لوگوں کی رائے ہے)

یہ درخواست فتویٰ حاصل کرنے کیلئے انتظامیہ کمیٹی وصدر کی اجازت سے دی گئی ہے۔

دستخط جنرل سیکریٹری حاجی سید عبدالقدیر، انتظامیہ کمیٹی مسجد کرم مصطفےٰ یونٹ نمبر ۴ لطیف آباد حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** امام مذکور پر جو الزامات لگائے گئے ہیں اگر یہ ثابت ومحقق ہوں تو اسے امام بنانے کی ہرگز اجازت نہیں۔ وہ فاسق معلن ہے اور فاسق معلن کو امام بنانا گناہ اور اس کی اقتداء میں نماز ادا کرنا مکروہ تحریمی ہے جس کا دہرانا واجب۔ غنیۃ المستملی اور ردالمحتار وغیرہ میں ہے لو قدموا فاسقا یاثمون کہ لوگ اگر کسی فاسق کو امامت کیلئے آگے بڑھادیں تو وہ گناہگار ہونگے۔ حدیث شریف میں ہے کہ "اگر تمہیں اپنی نماز مقبول ہونا منظور ہے تو چاہئے کہ تمہارے علماء تمہاری امامت کریں"۔ (طبرانی) بلکہ خود وہ شخص اگر امامت کریگا گناہگار ہوگا۔ کیا یہ شخص جس کی ان حرکتوں کے باعث اکثر نمازی اس کی امامت سے ناراض ہیں ان سخت وعیدوں سے خوف نہیں کرتا جو ایسے امام کے حق میں آئیں۔ حضور پرنور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں تین شخص ہیں جنکی نماز اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا۔ ایک وہ جو لوگوں کی امامت کرے اور وہ اسے ناپسند رکھتے ہوں (ابوداؤد) بلکہ اگر یہ الزامات شرعاً محقق نہ بھی ہوں مگر لوگوں میں یوں ہی مشہور ہے کہ امام مسجد چنین وچناں ہے جب بھی

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کو امام بننے سے احتراز چاہئے کہ اس صورت میں لوگ اس کی امامت سے نفرت کریں گے اور مسجد میں آنا جانا چھوڑ دیں گے اور یہ امر جماعت میں تقلیل اور حاضرین میں کمی کا باعث ہوگا اور یہ امر مقاصد شرع کے خلاف ہے کما کرھوا امامة ولد الزنا لاجل ذلك وان لم یکن الاثم منه۔ ترجمہ جیسا کہ علماء نے ولد الزنا کے پیچھے نماز کو مکروہ بتایا اس بنیاد پر حالانکہ اس کا کوئی قصور و گناہ نہیں۔ (فتاوی رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۱۶ صفر المظفر ۱۳۹۹ھ

صفات قبیحہ کا مرتکب امام بننے کا اہل نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص کو جو مسائل شرعیہ اور فقہ سے ناواقف ہے لواطت اور زنا اور جھوٹ جیسی قبیح صفات اس کے اندر بالکل عام ہیں ہر چھوٹا بڑا اس کے افعال سے واقف ہے ان صفات قبیح کی وجہ سے کوئی بھی اسکے پیچھے نماز پڑھنے کے لئے تیار نہیں ہے اور وہ شخص زبردستی اگر امام بننا چاہے تو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو بالکراہت یا بلا کراہت اگر بالکراہت تو کراہت تنزیہی یا تحریمی اور تحریمی کی صورت میں نماز لوٹائی جائیگی یا نہیں؟

بینوا بالبرھان توجروا من الرحمان　سائل حاجی سلیمان، مرزا آدم خان روڈ کراچی بکرا پیڑی

۷۸۲ الجواب: جس شخص کے وہ حالات و عادات ہیں جو سوال میں مذکور ہیں وہ یقیناً فاسق معلن ہے اور فاسق معلن کہ علانیہ گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرے یا گناہ صغیرہ پر اصرار کرتا ہے اسے امام بنانا گناہ ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی۔ کہ پڑھنی گناہ اور پڑھ لی ہو تو پھیرنی واجب۔ یہاں تک کہ علماء نے تصریح فرمائی کہ فاسق معلن اگرچہ سب سے زیادہ علم والا ہو، امام نہ بنایا جائے کہ امامت میں اسکی عظمت ہے اور وہ شرعاً مستحق اہانت (فتاوی رضویہ، غنیۃ المستملی وغیرہ) پھر جبکہ وہ مسائل شرعیہ سے ناواقف ہے اور نماز کے فرائض و شرائط اور مکروہات و مفاسد سے واقف نہیں تو یوں بھی وہ امامت کا اہل نہیں اگرچہ فاسق نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم　العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۲ ربیع الاول شریف ۱۳۹۹ھ

قرأت کی غلطیوں کا بیان، مسجد کمیٹی میں کیسے افراد ہوں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین متین وفقہاء شرع متین بیچ اس مسئلہ کے کہ: ہمارے محلّہ کی مسجد کے امام قرآن مجید غلط پڑھتے ہیں محلّہ کے آٹھ دس افراد ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے ہیں اور یہ امام غلط بیانی بھی کرتے ہیں۔ مسجد کے نام سے اگر کوئی رقم دیتا ہے تو وہ بھی کھالیتے ہیں، فریب بازی کرتے ہیں اور دین کا مذاق اڑاتے ہیں۔ کیا ایسے امام کی امامت میں نماز ہو جاتی ہے۔ ونیز یہ کہ مسجد کمیٹی کے افراد کیسے ہونے چاہییں۔ بغیر انتخاب اور مقتدیوں کی مرضی کے خلاف مسجد کمیٹی پر قابض رہنا شرعاً جائز ہے؟　العارض، اللہ دین، نزد مکہ مسجد سٹیلائٹ ٹاؤن میر پور خاص

۷۸۲ الجواب: جس امام کے یہ افعال و عادات ہوں اس کی امامت میں نماز ادا کرنا، گناہ و مکروہ تحریمی، کہ پڑھ لی تو پھیرنا واجب۔ درمختار وغیرہ میں ہے کل صلوۃ ادیت مع الکراھة تجب اعادتھا۔ ایسا شخص کم از کم فاسق معلن ہے اور

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شرعاً اس کی اہانت واجب۔ نہ کہ امامت کیلئے بڑھا کر اس کی تعظیم وتوقیر۔ بلکہ اگر وہ زاہد، دین کا مذاق اڑاتا ہے تو دین سے خارج۔ واللہ اعلم

(۲) مسجد کی انتظامیہ صحیح العمل اور نیک وپارسا لوگوں پر مشتمل ہونی چاہیے جو مقتدیوں کی جائز شکایات کا ازالہ کرسکیں اور صحیح انتظام چلاسکیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷؍رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

تہمت لگانا کیسا فعل ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید ایک مسجد میں امام وخطیب ہے اس پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ اس نے بکر کے ساتھ دو سال پہلے فعل بد (لواطت) کیا ہے بکر نے متدین علماء کے سامنے بیان دیا کہ زید نے میرے ساتھ خلاف فطرت فعل قطعاً نہیں کیا اور اس واقعے کو طویل عرصے کے بعد اچھالا گیا جس سے غلط لوگوں کے اغراض کی نشان دہی ہوتی ہے۔ زید (جس پر الزام ہے) خود دو گواہوں کے سامنے حلفیہ بیان دیتا ہے کہ اس پر لگائے گئے الزام قطعاً غلط اور خلاف واقعہ ہیں حتیٰ کہ شبہات کی بھی گنجائش نہیں۔ زید گزشتہ دس سال سے اچھی شہرت رکھنے والا امام اور خطیب ہے۔ اب سوال طلب مسئلہ یہ ہے کہ ان بیانوں کی شریعت میں کیا حیثیت ہے اور ان بیانوں کی روشنی میں زید کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے۔ اور اس کو آئندہ امامت اور خطابت کا از روئے شرع حق ہے یا نہیں؟

(۲) اس الزام کو اچھالنے والوں کے متعلق شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ سائل محمد حسین اورنگی ٹاؤن کراچی

۷۸۶ **الجواب:** بلا ثبوت شرعی کسی فتنہ پرور، فتنہ انگیز کی بات پر کان بھی نہ لگائیں۔ قرآنی فیصلہ یہ ہے کہ انما یفتری الکذب الذین لا یومنون تہمتیں وہی لگاتے ہیں جو ایمان نہیں رکھتے۔ تو الزام تراشی کافروں کا فعل ہے۔ مسلمانوں پر اس سے بھاگنا فرض ولازم۔ اور جو ایسا کرتا ہے وہ مسلمان کی عزت سے کھیلتا اور اسے ایذاء دیتا ہے۔ دوسرے مسلمانوں کو چاہیے کہ اس سے دور بھاگیں۔ امام کی اقتداء میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ اسی کی اقتداء کی جائے جبکہ وہ صحیح العقیدہ، صحیح العمل اور صحیح القراۃ ہو۔ حدیث شریف سے ثابت کہ "کسی مسلمان کو ایذاء دینے والا حضور ﷺ کو ایذاء دینے والا ہے"۔ اور ظاہر ہے اسکا انجام، عذاب اور نار دوزخ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳؍ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ

وعدہ خلاف کی امامت

سوال: محترمی ومکرمی جناب مفتی صاحب زید مجدکم

جناب عالی مودبانہ گزارش ہے کہ ایک شخص کو مسجد میں نوٹس دے کر برطرف کردیا گیا اور اس نے کہا مجھے ابھی نہ نکالو میں عید کی نماز پڑھ کر بخوشی رضا چلا جاؤں گا اس نے یہ بات مسجد میں کھڑے ہو کر تین آدمیوں کے سامنے حلفیہ یعنی قسم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اٹھا کر کہا پھر وہ جبراً مسجد میں امامت کرتا جاتا ہے کیا وہ امامت کرا سکتا ہے اور شرعی لحاظ سے اسکے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ مستند اور معتبر کتب سے جواب تحریر فرما کر مشکور فرمائیں۔

منجانب انتظامیہ پاک مدینہ مسجد، ہالہ روڈ کالی موری چنگی ناکہ، حیدرآباد سندھ

۷۸۶ الجواب: مسجد کی انتظامیہ نے جائز طور پر جب اسے ملازمت سے برطرفی کا نوٹس دیا اور اس امام نے عید تک کی مہلت مانگ لی اور قسم کھا کر کہا کہ میں چلا جاؤں گا تو بعد عید اس کو چلا جانا چاہیے تھا لیکن وہ نہ گیا اور زبردستی امامت کرنا چاہتا ہے تو اسکی اجازت نہیں ہے۔ اولاً حدیث شریف میں فرمایا کہ "جو شخص کسی قوم کی امامت کرے اور وہ اس سے ناخوش ہوں تو نماز مقبول نہیں ہوتی"۔ دوسرے یہ کہ اس نے قسم کا خلاف کیا اور یہ خود گناہ ہے اس پر کفارہ بھی لازم ہے۔ پھر بھی انتظامیہ کو اختیار ہے کہ بروجہ شرعی اس امام کو مسجد سے برطرف کردے پھر اگر نماز نہ پڑھیں گے تو وہ آپ ہی مایوس ہو جائے گا۔ ہاں انتشار پھیلانا اگر اس امام کو مقصود ہے تو قانونی چارہ جوئی کریں۔ آپس میں لڑنے کی ضرورت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ رشوال المکرم ۱۴۰۰ھ

شبہ کی بنیاد پر فیصلہ کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: کسی صاحب کے مبلغ (2000) دو ہزار روپیہ ایک مسجد کے مؤذن کو ملے مؤذن صاحب نے وہ روپے امام صاحب کو دے دیئے۔ امام صاحب نے اسی مسجد کے دوسرے مؤذن کو بطور امانت پاس رکھنے کیلئے دے دیئے ان پیسوں کی تعداد بتائے بغیر مسلسل پانچ جمعہ اعلان کیا گیا مگر رقم کے مالک کا پتا نہ چلا۔ اس مذکورہ رقم سے بطور قرضہ امام صاحب نے مبلغ (300) صدروپیہ لے کر مسجد میں خرچ کر دیئے مؤذن مذکورہ جس کے پاس رقم بطور امانت تھی۔ مبلغ (1700) سترہ صدروپے لے کر تقریباً ڈیڑھ ماہ تک غائب رہا مؤذن کی عدم موجودگی میں کچھ اہل محلہ نے شکایت کی کہ مؤذن بہت سے لوگوں سے کچھ روپے لے کر گیا ہے۔ جب ڈیڑھ ماہ کے بعد واپس آیا تو امام صاحب نے (1700) سترہ صدروپے کا حساب مانگا تو مؤذن نے جواب دیا کہ میں نے آپ کے مہمانوں کو کھلا دیئے۔ تو اس پر امام صاحب نے پوچھا کہ کس کی اجازت سے آپ نے میرے مہمانوں کو کھلائے ہیں تو مؤذن نے جواب دیا کہ آپ ہی نے مجھے کہا تھا۔ اس پر امام صاحب نے کہا کہ تم جھوٹ بولتے ہو تو اس پر مؤذن نے قرآن اٹھا لیا۔ تو امام صاحب نے کہا یہ جھوٹا قرآن شریف اٹھا رہا ہے۔ مجھے اس بات کا علم بھی نہیں ہے کہ یہ شخص میرے مہمانوں کو کھلاتا رہا ہے۔ جبکہ امام صاحب اپنے مہمانوں کو خود اپنی جیب سے چائے وغیرہ پلاتے تھے۔

ایک صاحب نے جھگڑے کو روکنے کیلئے یہ فیصلہ دیا کہ آدھے آدھے پیسے امام صاحب اور مؤذن ادا کریں۔ اس پر امام صاحب اور مؤذن دونوں راضی ہو گئے۔ اس پر بعض افراد نے کہا کہ دونوں نصف نصف رقم دینے پر راضی ہوئے ہیں اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ امام صاحب اور مؤذن نے امانت میں خیانت کی ہے۔ لہٰذا امام صاحب کو امامت سے الگ کر

http://t.me/tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دینا چاہیے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے، کہ آیا محض شبہ کی بنیاد پر امام صاحب کو امامت سے الگ کر دینا جائز ہے یا نہیں؟

السائل محمد مرتضیٰ، شاہی مسجد حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: محض شبہ کی بنیاد پر کوئی فیصلہ، حتمی نہیں کیا جاتا ہے اور شبہ کی بنیاد پر امام کو الگ کرنا ہے تو مؤذن، امام سے بڑھ کر معزولی کا مستحق ہے۔ چونکہ اس کا جرم اس سے زائد ہے کہ اگر امام نے اس سے یہ کہہ بھی دیا کہ میرے مہمانوں پر یہ رقم خرچ کر دو اور مؤذن کو معلوم تھا کہ یہ رقم امام کی نہیں بلکہ کسی اور کی ہے اور بمدّ امانت ہے تو اس نے خرچ کیوں کی۔ یہ امانت میں دانستہ خیانت ہوئی اور خائن، اس کا اہل نہیں کہ وہ مؤذن مقرر کیا جاسکے اس لئے کہ وہ فاسق معلن ہے اور فاسق معلن کی اذان مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔ (درمختار وغیرہ) بلکہ غور کیا جائے تو قصوروار، زیادہ صرف مؤذن ہے نہ کہ امام۔ بہرحال دونوں کو اس امر پر مجبور کیا جائے کہ وہ باہم کوئی فیصلہ کریں۔ رقم کسی اور کو بطور امانت سونپیں اور دونوں ہی توبہ کریں اس سے رحمت کا باب کھلتا ہے۔ یہ حکم حالات ظاہرہ کے اعتبار سے ہے۔ اور اگر حقیقتاً یہ دونوں کی ملی بھگت ہے جسے اللہ خبیر و علیم خوب جانتا ہے تو دونوں اپنے رب کی بارگاہ میں توبۂ شرعیہ کریں کہ آئندہ ایسے امور کا ارتکاب نہ کریں گے۔ مختصر یہ کہ امام کو تنبیہ کریں کہ جب وہ روپے ان کے پاس امانتاً تھے تو انہوں نے مؤذن کو کیوں سونپے اور مؤذن کو سخت تنبیہ و تاکید کریں کہ آئندہ ایسی حرکت سننے میں آئی تو اسے قطعاً علیحدہ کر دیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ شوال المکرم ۱۴۰۰ھ

جھوٹ اور غبن کا ارتکاب کرنے والے کی امامت

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و شرع متین بیچ اس مسئلہ کے کہ: ایک پیش امام جو پنج وقتہ نمازوں کی امامت کے فرائض بھی انجام دیتا ہے اور پھر جھوٹ بھی بولتا ہے جس کی تصدیق نمازیان مسجد کرتے ہیں اور بارہا جھوٹ بولتا رہتا ہے اس کے علاوہ مسجد کے فنڈ سے پیسہ بھی غبن کر دیا ہے جو غبن پیش امام صاحب پر ثابت بھی ہو چکا ہے اور جس غبن کی تصدیق خود پیش امام صاحب نے بھی کی ہے۔ تشریح طلب مسئلہ یہ ہے کہ ایک خائن اور جھوٹے پیش امام کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ اور کیا از روئے شریعت اس شخص کو امامت کرنے کا حق ہے یا نہیں؟

السائل نمازیان مسجد، اعظم دین جامع مسجد، اسٹیشن روڈ ٹنڈو الہیار

۷۸۶ الجواب: اگر یہ حرکتیں واقعتاً امام مسجد میں پائی جاتی ہیں تو وہ بلاشبہ عظیم گناہوں کا مرتکب اور فاسق معلن ہے اور فاسق معلن کو امام بنانا گناہ۔ اس کی اقتداء میں نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ۔ کہ دوبارہ نہ پڑھی تو ترک واجب کا گناہ لازم۔ غنیۃ المستملی وغیرھا میں ہے لو قدموا فاسقا یأثمون بناء علی ان کراهة تقديمه تحريمة۔ نیز فرمایا فی تقديمه تعظيمه وقد وجب عليهم اهانته شرعا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ شوال المکرم ۱۴۰۰ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بلوغت کی عمر

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وشرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک لڑکا جس کی عمر تقریباً سولہ (۱۶) سال ہے اور بالغ بھی ہو چکا ہے اس نے نماز پڑھائی اور لوگوں نے بعد میں اعتراض کیا کہ اس کی داڑھی نہیں اور اس کے پیچھے نماز نہیں ہوئی؟ نماز ہوگئی ہے یا نہیں؟ حدیث سے حوالہ پیش کریں۔ صابر حسین

۷۸۶ الجواب: شرعاً لڑکا پندرہ (۱۵) سال کا کامل ہو جائے تو بالغ مانا جاتا ہے۔ داڑھی کا نکل آنا، اس کے لئے شرط نہیں اور نماز، اس کے پیچھے ہو جانے میں کسی کو کلام نہیں۔ ہاں اگر حسین وجمیل، خوبصورت ہو کہ فاسق وفاجروں کے لئے محل شہوت ہو تو اس کی امامت صرف خلاف اولیٰ یہ ہے کہ نہ پڑھنا بہتر۔ جو لوگ اسے ناجائز بتائیں وہ غلطی پر ہیں۔ جس کے داڑھی نہ ہو اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی اور گناہ اس وقت ہے کہ وہ منڈاتا یا حد شرع سے کم کترواتا ہے کہ یہ فسق ہے اور اس کا مرتکب فاسق معلن ہے۔ درمختار وغیرہ میں ہے تکرہ خلف امرد الصبیح الوجہ لانہ محل الفتنۃ۔ واللہ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

امام پر الزامات اور جواب

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وشرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک پیش امام جس میں کچھ خامیاں پائی جاتی ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ کالونی کی مسجد کے پیش امام صاحب کے اہل وعیال کی طرز رہائش پر کالونی کے لوگوں کو اعتراض ہے۔

۲۔ پیش امام صاحب کا طرز کلام تیز وتند ہے۔

۳۔ بچوں کو قرآن پاک کا درس باضابطہ نہیں دیا جاتا قرآن پاک پڑھنے والے بچوں کی تعداد چالیس سے کم ہوتے ہوتے برائے نام رہ گئی ہے۔

۴۔ پیش امام صاحب کے مجموعی طرز عمل سے لوگوں میں مذہبی بیداری کے بجائے بیزاری پیدا ہو رہی ہے چنانچہ نمازیوں میں روز بروز کمی واقع ہو رہی ہے۔

۵۔ اسلام میں سود کا لین دین منع ہے۔ پیش امام صاحب نے بنک سے قرض لے رکھا ہے اور اس پر سود ادا کرتے ہیں لوگوں کے بقول ان کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے۔

۶۔ مشکوٰۃ کا درس عرصہ ہوا بند ہو چکا ہے نمازی مجھ سے وجہ پوچھتے ہیں۔

۷۔ پیش امام صاحب جب چھٹی پر ہوتے ہیں تو کالونی میں ہونے کے باوجود نماز مسجد میں آ کر نہیں پڑھتے نہ جماعت کراتے ہیں۔

ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں اور مستقل امامت پر برقرار رکھا جائے یا ہٹا دیا جائے۔ پیش امام صاحب کی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جو خامیاں ان کو لکھ کر دی گئیں ان پر جو جوابات انہوں نے تحریر کیے ہیں ان کی کاپیاں بھی درخواست کے ساتھ منسلک ہیں۔

چیئرمین مسجد کمیٹی، نیو تھرمل پاور اسٹیشن حیدرآباد

امام صاحب کے جوابات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بخدمت جناب ریذیڈنٹ انجینئر صاحب

نیو تھرمل پاور ہاؤس، حیدرآباد۔ سندھ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گذارش ہے کہ مورخہ ۲۹ / اپریل بروز منگل کو کالونی کے کچھ لوگوں نے میرے پاس تحریری طور پر کچھ سوالات بھیجے تھے۔ جو آپ کی وساطت سے مجھ کو ملے۔ چنانچہ منگل کی شب بعد از نماز عشاء یہ لوگ مسجد ھذا میں جمع ہوئے۔ اور پہلے ہی سوال کے جواب میں تشریح کے دوران ان لوگوں نے مسجد میں شور و غوغا شروع کر دیا۔ اور مسجد و منبر و مصلے کی بیحد توہین کی۔ اور مسجد کے تقدس، آداب واحترام کو تہہ و بالا کر دیا اور اس شور و غل کے اندر میں اپنے نکات کی تشریح نہ کر سکا۔ جو کہ اب کر رہا ہوں۔ سوالات کے جوابات مندرجہ ذیل ہیں

سوال: ۔ کالونی کے لوگوں کو امام صاحب کے اہل وعیال کے طرز رہائش پر اعتراض ہے؟

جواب: ۔ مجھے اس سوال پر اعتراض ہے۔ کیونکہ اس سوال میں نظریات کو ذاتیات میں ملوث کر کے حقیقت کو الجھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ جو کہ ایک مذموم کوشش ہے۔ دراصل شریعت مقدسہ اور دین اسلامیہ نے ایک امام کیلئے، ایک خطیب کیلئے کچھ شرائط اور ضوابط وضع کیے ہیں۔ یہ تمام تر شرائط شریعت مطہرہ نے امام کی انفرادی ذات کیلئے متعین کی ہیں۔ اس کے پورے خاندان، قبیلہ یا کنبہ پر ان کا اطلاق نہیں کیا۔ اور خاندان کے کردار کو امام کے فرائض میں بحیثیت رکاوٹ تسلیم نہیں کیا شریعت مقدسہ صرف اس اعتراض کو، اس خامی کو بحیثیت رکاوٹ تسلیم کرتی ہے۔ جو صرف اور صرف متعلقہ امام کی انفرادی ذات میں پائی جائے۔ شریعت اسلامیہ نے ایسی کوئی شرط عائد نہیں کی۔ جس میں اس کے خاندان یا تمام اولاد کی اسلامی یا غیر اسلامی طرز رہائش یا طرز زندگی کا ذکر کیا گیا ہو۔

ایک مبلغ کی تبلیغ میں اور ایک امام کے فرائض میں، اس کے اہل وعیال کی طرز بود مانع نہیں ہو سکتی۔ اگر ایسا ہوتا تو پروردگار حضرت ابراہیم اور حضرت نوح علیہ السلام کو منصب نبوت پر فائز نہ کرتا۔ اور ان دونوں انبیاء کو مخلوق کی اصلاح کیلئے اپنا رسول نامزد نہ کرتا۔ لیکن ایسا نہیں ہے! کیوں؟

لہٰذا ہر اس شخص کو منصب امامت کے فرائض انجام دینے کا حق ہے۔ جو شریعت اسلامیہ کی مقرر کردہ شرائط پر پورا اترتا ہو۔ خواہ اس کا تعلق کسی بھی خاندان سے ہو۔ یہ شریعت اسلامیہ کی مستند کتب اور فقہ واحادیث میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لہٰذا مجھے اس سوال پر اعتراض ہے اور میں اس کو درست تسلیم نہیں کرتا۔

سوال: امام صاحب کا لہجہ نہایت تیز و تند ہے؟

جواب: انسان قدرت کی تخلیق ہے۔ قدرت نے ہر انسان کی تخلیق میں اس کے اندر جو بھی صفات رکھی ہیں۔ خالق کی نظروں میں اس کا کوئی نہ کوئی سبب ہے۔ لہجہ میں تیزی یا شفقت کوئی عیب نہیں۔ جناب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی شفقت اور نرم روئی میں اپنی مثال آپ تھے جبکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے جلال اور رعب میں بینظیر تھے۔ جبکہ یہ حضرات ملت اسلامیہ کے اہم ستون کی مانند ہیں۔ جبکہ دونوں صفات کی تخلیق رب العزت کی ہے اور دونوں سے ملت اسلامیہ کو بیحد استفادہ ہوا ہے۔ لہٰذا یہ سوال بھی بے بنیاد اور بے معنی ہے۔

سوال: بچوں کو قرآن عظیم کا درس نہیں دیا جاتا؟

جواب: کالونی میں بچوں کی تعلیم و تربیت باقاعدہ طور پر ہوتی ہے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ اعتراض کرنے والے حضرات کبھی بھی اوقات مدرسہ میں معائنہ کیلئے نہیں آئے۔ اور کبھی بچوں کی تعداد نہ دیکھی۔ تین سال کے عرصہ میں اعتراض کرنے والا ایک صاحب بھی نہ آیا۔ آپ خیال فرمائیں کہ سوال درست ہے کہ غلط۔ مدرسہ میں مختلف طالب علم تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ جن میں ناظرہ تجوید اور قاعدے کے طالب علم ہیں۔ اس وقت مدرسہ میں چالیس کے قریب طالب علم ہیں۔ مگر مدارس میں طلباء کی تعداد کم زیادہ ہوتی رہتی ہے۔ یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ کالونی کی مسجد میں جو مدرسہ ہے اس کا مجموعی طور پر کوئی انتظام نہیں۔ بچوں کو بلانے کا کوئی نظام نہیں ہے۔ والدین کو بچوں کی اسلامی تعلیم سے کوئی لگاؤ نہیں۔ اور بچوں کے والدین کی طرف سے کوئی تدراک نہیں۔ صرف بچوں کی مرضی پر منحصر ہے۔ مدرسہ آ گئے تو ٹھیک نہیں آئے تو پرواہ نہیں یہ صرف امام صاحب کی کوشش اور لگاؤ سے کام چل رہا ہے۔ چنانچہ اس حالت میں بارہ طالبعلم ناظرہ مکمل کر چکے ہیں اور کچھ قریب ہیں۔

سوال: مجموعی طرز عمل سے بیزاری پھیل رہی ہے؟

جواب: یہ سراسر غلط ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے کے حالات زندگی سے واقف ہو۔ مجموعی حالات زندگی اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتا ہے نہ کہ ہر کس و نا کس۔ رہی بات نمازیوں کی تو وہ آپ خود دریافت کر سکتے ہیں۔ کہ نمازی کم ہوئے ہیں کہ زیادہ ہوئے ہیں۔ جہاں تک میرا علم ہے ایسی کوئی بات نہیں۔

سوال: اسلام میں سود حرام ہے جبکہ بنک سے قرض لیا ہے؟

جواب: بے شک اسلام میں سود حرام ہے۔ لینے والا، دینے والا، لکھنے والا، شہادت دینے والا سب گنہ گار ہیں۔ واقعہ یہ ہوا کہ مجھ کو شادی کے سلسلے میں رقم درکار تھی۔ میں نے حتی الوسع کوشش کی۔ مگر کسی جگہ سے قرض نہیں ملا تو مجبور ہو کر میں نے بنک سے قرض لیا۔ مگر نفرت اور بیزاری سے۔ بعد میں، میں نے توبہ اور استغفار کر لی۔ عاجزی اور انکساری سے خدا تبارک وتعالیٰ سے معافی مانگ لی۔ خدائے تعالیٰ غفور الرحیم ہے۔ وہ یقیناً معاف کر دیگا۔ **ومن یعمل سوء او یظلم نفسه ثم یستغفر الله یجد الله غفورا رحیما**

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سوال: مشکوٰۃ شریف کا درس بند کر دیا ہے؟

جواب: میں اپنی تقریر کے بعد بلاناغہ مشکوٰۃ شریف کا درس دیا کرتا تھا۔ بتدریج درس سننے والوں میں کمی ہوتی گئی حتی کہ درس میں ایک شخص باقی رہ گیا۔ میں نے اپنا فرض پورا کیا۔ اور ایک شخص کو بھی درس دیا۔ چنانچہ اس طرح درس کا سلسلہ موقوف ہو گیا۔ اب بھی لوگ اگر دوبارہ جمع ہو جائیں تو درس شروع ہو سکتا ہے۔ اس کا انحصار سننے والوں پر ہے سنانے والے پر نہیں۔

سوال: چھٹی میں گھر پر نماز پڑھتے ہیں؟

جواب: جب آدمی رخصت لیتا ہے تو کوئی وجہ ہوتی ہے۔ اور رخصت اس لئے حاصل کی جاتی ہے کہ مذکورہ سبب یا وجہ ادائیگی میں رکاوٹ نہ بنے۔ رہی بات گھر میں نماز پڑھنے کی تو اس کی کوئی مجبوری رہی ہوگی اور شریعت کا جواز ہوگا۔ میں نے شوق سے ایسا نہیں کیا۔ واللہ شہید علی ما تعملون۔ خیر اندیش: قاری حافظ محمد عبدالرحمٰن صاحبزادہ قریشی

۷۸۶ **الجواب:** نماز تمام فرائض میں اہم واقدم ہے اور امامت ایک منصب دینی۔ کہ ہر کس و ناکس اس کا اہل نہیں۔ اس منصب کیلئے ضروری (۱) امام سنی صحیح العقیدہ ہو تو جس کے عقیدے مذہب اہلسنت و جماعت کے برخلاف ہوں اور وہابیت وغیرہ بد مذہبی اس کی طرف منسوب ہو وہ امام نہیں ہو سکتا کہ وہ سرے سے اہل ہی نہیں۔ (۲) صحیح العمل ہو اس کا کوئی عمل کوئی فعل کوئی قول ایسا نہ ہو جو صریح نافرمانی اور کھلی حکم عدولی میں شمار ہوتا ہے مثلاً داڑھی کتروانا، سودی کاروبار کرنا، بلاوجہ شرعی نماز باجماعت ترک کرنا یا مسلمانوں کو خواہ مخواہ ایذا دینا۔ (۳) صحیح القراۃ ہو کہ قرات قرآن میں کم از کم ایسی غلطی کا مرتکب نہ ہو جس سے نماز فاسد ہوتی ہے۔ آدمی دو پیسے کے مال میں احتیاط برتتا ہے تو نماز کے بعد ایمان، اعظم ارکان دین ہے اس کیلئے سخت واشد احتیاط ضروری ہے۔ اب امام پر جو الزام لگائے ہیں ان کے جوابات کی طرف آیئے۔

(۱) اگر امام کے اہل وعیال کی بود و باش خلاف شرع ہے مثلاً اس کی بیوی بے پردہ ہے یا اس کی چال ڈھال بول چال میں بد وضعی کے آثار پائے جاتے ہیں جنہیں شرفاء میں معیوب و قابل نفرت جانا جاتا ہے اور شوہر ان باتوں سے مطلع ہو کر، باوصف قدرت اس کا بندوبست نہیں کرتا یا اپنی اولاد کی بیجا حرکتوں پر انہیں تنبیہ نہیں کرتا تو وہ خود بھی فاسق معلن ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی اور اگر ان شناعتوں سے پاک ہے تو اس کے پیچھے نماز میں کوئی حرج نہیں۔ (درمختار وغیرہ)

(۲) تا (۴) کا جواب خود امام مسجد نے دیا ہے پھر بھی امام کو پاکیزہ اخلاق کا حامل ہونا چاہیے تاکہ لوگ دین کی طرف مائل ہوں نہ کہ اس سے نفرت کریں اور دین سے بھاگیں۔ (عامہ کتب)

(۵) سود خور کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے اور سود دینے والا، اگر حقیقتاً صحیح شرعی مجبوری کے سبب دیتا ہے تو اس پر الزام نہیں اور اگر بلا مجبوری شرعی، سود دیتا ہے مثلاً جائیداد میں اضافہ کرنے یا تجارت بڑھانے یا اپنی اولاد کی شادی میں بہت کچھ لگانے کے واسطے سودی قرض لیتا ہے تو وہ بھی سودی قرض کھانے والے کے مثل ہے اور اسے امام بنانا بھی گناہ۔ اور نماز کا وہی حال کہ مکروہ تحریمی واجب الاعادہ۔ (درمختار، فتاوی رضویہ) اس بارے میں امام صاحب کا جواب قابل قبول نہیں۔ ہاں جبکہ وہ علی الاعلان توبہ کرلیں اب ان پر کوئی الزام نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(۶) ایام رخصت میں امام کا مسجد میں نہ آنا اگر اس وجہ سے ہے کہ وہ معذور شرعی ہیں تو یہ معذوری صرف امامت تک محدود ہونی چاہیے اور اگر ایسا عذر ہے کہ وہ مسجد میں آ بھی نہیں سکتے تو بیان کرنے میں کیا مضائقہ ہے۔ اگر شرعاً وہ عذر معقول ہے تو امام معذور۔ ورنہ اس کی امامت مخدوش۔ میں یہاں ایک حدیث بھی عرض کر دوں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ''اگر تمہیں خوش آئے کہ خدا تمہاری نماز کو قبول کرے تو چاہیے کہ تمہارے بہتر تمہاری امامت کریں کہ وہ تمہارے سفیر ہیں تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان''۔ اس لئے علماء فرماتے ہیں کہ جو شخص متہم ہوا سے امام نہ بنایا جائے اس لئے کہ یہ تقلیل جماعت کا موجب ہے اور مقصود شرعی کے خلاف۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸/ جمادی الاخری ۱۴۰۰ھ

تراویح کی اجرت

سوال: جناب مولانا صاحب دار العلوم احسن البرکات پکا قلعہ حیدر آباد

جناب عالی:۔ ہم اہل محلہ ریلوے کوارٹر بدین چالی والے آپ سے اس مسئلہ کے بارے میں فتوی لینا چاہتے ہیں۔ آپ برائے مہربانی فتوی کا جواب عنایت فرما کر مشکور فرمادیں۔ شکریہ

سوال (۱) کیا حافظ قرآن جو کہ اکثر ماہ رمضان میں مسجدوں میں تراویح پڑھاتے ہیں ان کے پیچھے تراویح پڑھنی جائز ہے یا ناجائز ہے؟

سوال (۲) اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ مزدوری لیتے ہیں مگر وہ اپنے منہ سے نہ تو کچھ مزدوری و محنتانہ طے کرتے ہیں اور نہ ہی ٹھیکہ کرتے ہیں اگر کوئی خوشی سے دے تو لے لیتے ورنہ کسی سے کوئی مانگتے نہیں ہیں؟

سوال (۳) اگر کسی شخص نے کئی سال نمازیں نہ پڑھی ہوں تو وہ شخص نماز پڑھنا شروع کر دے تو کیا نماز کے بعد نفل پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

سوال (۴) اگر جو شخص خود بھی حافظ کے پیچھے نماز نہ پڑھے اور دوسروں کو بھی یہ بولے کہ اس کے پیچھے نماز نہیں ہو سکتی اس کے لئے کیا حکم ہے؟

امید ہے کہ فتوی کا جواب عنایت فرما کر مشکور ہوں گے اور دلوں سے غلط وسوسے دور فرما کر دو ہم دور کر دیں گے۔

آپکا پرانا خادم، اہل محلہ بذریعہ محمد خان، ۱۹/ جولائی ۱۹۸۸ء

۷۸۶ **الجواب:** حافظ کو اجرت دے کر تراویح پڑھوانا، بے شک ناجائز ہے۔ دینے والا اور لینے والا دونوں گنہگار ہیں۔ اجرت صرف یہی نہیں کہ پیشتر مقرر کر لیں کہ یہ لیں گے یا دیں گے بلکہ اگر معلوم ہے کہ یہاں کچھ ملتا ہے اگرچہ طے نہ ہوا ہو، یہ بھی ناجائز ہے کہ المعروف کالمشروط۔ ہاں اگر حافظ کہہ دے کہ کچھ نہیں لوں گا اور مسجد کی انتظامیہ صریح صاف لفظوں میں بتادے کہ ہم کچھ نہیں دیں گے پھر وہ پڑھے اور لوگ حافظ کی خدمت کریں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ لینا بھی جائز ہے اور

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دینا بھی کہ الصریح یفوق الدلالۃ (بہار شریعت) اور نماز پڑھنا بھی اس صورت میں بلا کراہت جائز و درست۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) ایسا شخص نفل نماز پڑھ سکتا ہے لیکن حکم یہ ہے کہ جتنی دیر نفل نماز پڑھنا چاہتا ہے اُتنی دیر فرض کی قضا پڑھے تا کہ خدا کا قرض ادا ہو۔ قضا نمازیں، نوافل سے اہم ہیں (ردالمختار وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) اگر حافظ میں کوئی ایسی شرعی قباحت موجود ہے کہ اس کے پیچھے نماز صحیح ادا نہیں ہوتی اس بنیاد پر وہ دوسرے کو روکتا ہے تو ایسا ... لیکن، بلا وجہ شرعی، کسی مسلمان کو کسی دوسرے مسلمان سے بدگمان کرنا اور اس کے دل میں نفرت ڈالنا ان میں افتراق پھیلانا ہرگز ہرگز جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ

امام کے لئے ضروری آداب

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: حکومت کا ملازم شریعت کی رو سے امامت کروا سکتا ہے اس پر فتوی حاصل کرنا ہے لہٰذا فتوی عنایت فرمادیں عین نوازش ہوگی۔ خادم محمد داؤد عفی عنہ، حالی روڈ، حیدرآباد

۷۸۲ **الجواب:** کسی فرد یا شخص یا ادارے کا ملازم، جو ایک وقت معین کیلئے ملازمت کرتا ہے۔ اس وقت سے فارغ ہو کر، دوسری جگہ ملازمت کر سکتا ہے شرعاً اس میں کوئی مضائقہ وممانعت نہیں۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ ایک جگہ ملازمت سے، دوسرے کی حق تلفی یا معاہدہ کی خلاف ورزی نہ ہو۔ گویا یہ شخص ایک وقت معین کیلئے ایک کا اجیر خاص ہے اور دوسرے وقت معین کیلئے دوسرے کا اجیر خاص۔ البتہ مسجد کی امامت ایک اعلیٰ منصب ہے۔ امام کیلئے ضروری ہے کہ وہ صحیح العقیدہ ہو۔ بددین ولا مذہب نہ ہو۔ صحیح القراۃ ہو۔ یعنی قرآن کریم صحیح پڑھتا ہو کم از کم ما یجوز بہ الصلوۃ کے مطابق۔ صحیح العمل ہو۔ علانیہ فسق وفجور یا گناہ کبیرہ میں مبتلا نہ ہو اور نہ گناہ صغیرہ پر اصرار کرتا ہو اور نہ کوئی حرکت، مروت کے خلاف اس سے سرزد ہو۔ مثلاً بازاروں میں کھانا پینا۔ چلتے پھرتے کسی کا لحاظ پاس کیئے بغیر ہنسی مذاق دل لگی کرنا، قہقہہ لگانا وغیرھا امور جو کہ امامت کے منصب کے خلاف ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰/ شعبان المکرم ۱۴۰۱ھ

تراویح کب سے شروع ہوئی۔ جمعہ کی سنتیں۔ سنتِ مؤکدہ کی تعریف۔ ایک فقہ پر عمل لازم ہے۔ کیا قرآن مکمل نہیں ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین ان مسائل میں کہ

۱) نماز تراویح کیا ہے اور کب سے شروع ہوئی تھی۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو جاری کیا اور ان کے زمانے میں یہ نماز با جماعت شروع ہوئی اور اس کی کتنی رکعتیں ہیں؟

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۲) جمعۃ المبارک کی نماز میں کل سنتیں کتنی رکعات ادا کرنی ہوتی ہیں۔ کیونکہ کچھ لوگ چار اور بعض چھ رکعتیں ادا کرتے ہیں۔ براہ کرم صحیح تعداد رکعتوں کی بیان فرمایئے؟

۳) سنت مؤکدہ اور سنت غیر مؤکدہ کی وضاحت کریں نیز یہ بیان فرمائیں کہ سنت غیر مؤکدہ چار ایک سلام کے ساتھ ادا کرنے کے باوجود یہ حکم کیوں ہے کہ ہر قعدہ میں پورا درود شریف پڑھا جائے؟

۴) کیا فقہ حنفی فقہ شافعی وغیرہ جو فقہ ہیں کیا ان میں سے کسی بھی فقہ پر عمل کیا جاسکتا ہے کہ کبھی اس پر عمل کرلیا جائے اور کبھی دوسرے پر یا کہ ایک ہی فقہ پر عمل کرتے رہنا اور اسی فقہ پر جمے رہنا ضروری ہے؟

۵) اہل تشیع حضرات کہتے ہیں کہ لوگ جو قرآن کریم نمازوں میں پڑھتے ہیں وہ مکمل نہیں کیا یہ بات درست ہے اس کی وضاحت فرمایئے؟

۶) تعزیہ بنانا یا ان کو دیکھنے جانا یا جہاں تعزیے کی محفل ہو وہاں جانا شرعاً کیسا ہے نیز تعزیہ جائز ہے یا نہیں۔ ان کے جلوس میں شریک ہوسکتے ہیں یا نہیں؟

۷) قرآن کریم جو بوسیدہ ہوجائے تو اس کا کیا حکم ہے اس کو کیا کریں۔ نیز قرآن کریم کے علاوہ اور دوسری زبان مثلاً فارسی اردو وغیرہ کے حروف اگر لکھیں ہوں تو ایسے کاغذات کا کیا حکم ہے؟ براہ کرم قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔ شکریہ والسلام سائل عبدالشکور لاڑکانہ

۷۸۶ الجواب: (۱) نماز تراویح کہ صرف ماہ رمضان میں ادا کی جاتی ہیں یہ صلوۃ اللیل ہی کی ایک نوع ہے البتہ اس کی چند خصوصیات ہیں۔ مثلاً (۱) ماہ رمضان میں پڑھا جانا (۲) مسجد میں باجماعت ہونا۔ اگرچہ گھر میں بضرورت تنہا یا باجماعت بھی ادا ہوسکتی ہے۔ (۳) شب میں ادا کیا جانا (۴) دوسری سنن کے مقابلہ میں ان کا زیادہ مؤکد ہونا (۵) ان میں کم ازکم ایک بار ختم قرآن ہونا۔ اور رمضان المبارک میں قیام اللیل یعنی شب میں نوافل ونماز میں قیام، یہ وہ امر شرعی ہے جس پر احادیث صحیحہ کثیرہ میں ترغیب دی گئی ہے یہاں تک کہ علماء نے اسے معنوی تواتر فرمایا۔ پھر تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا، رسول اللہ ﷺ کی ظاہری حیات شریفہ میں اپنے گھرں میں انفرادی طور پر تراویح پڑھتے رہے۔ خود رسول اللہ ﷺ نے نماز تراویح دو یا تین رات باجماعت پڑھی۔ اس لیے تراویح کا جماعت سے پڑھنا مسنون ہوا۔ پھر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بالکلیہ اس کے پڑھنے سے منع نہیں فرمایا بلکہ حکم دیا کہ وہ تراویح پڑھیں۔ چنانچہ بعض صحابہ کرام گھر میں اور بعض مسجد نبوی میں پڑھتے رہے بلکہ ابوداؤد کی روایت سے تو ثابت ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خود حضور ﷺ نے نماز تراویح باجماعت پڑھاتے دیکھا تو اسکی تحسین وتعریف فرمائی اور بہت پسند فرمایا یہاںتک کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور خلافت میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو باقاعدہ امام مقرر فرما کر لوگوں کو ان کی اقتداء میں تراویح پڑھنے کا حکم دیا۔ اور بیہقی نے بسند صحیح سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ لوگ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں بیس رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ پھر یہی عمل تمام امت میں آج تک معمول ہے۔ (رسائل الارکان، ردالمحتار، بحرالرائق،

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طحطاوی شرح نور الایضاح وغیرہا)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) جمعہ کے بعد چار رکعت سنت مؤکدہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے ثابت ہیں جیسا کہ مسلم شریف میں ہے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمعہ کے بعد ان چار کے علاوہ دو رکعتیں اور بھی پڑھا کرتے تھے۔ لہٰذا امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ان کے فعل کو بھی اختیار کیا اور جمعہ کے بعد چھ رکعتیں سنت مؤکدہ پڑھنے کا حکم دیا یعنی چار کے بعد دو۔ تاکہ دونوں حدیثوں پر عمل ہو جائے۔ اس پر تمام علماء و فضلاء و مشائخ کا عمل ہے اور یہی عوام میں مروج بھی۔ لہٰذا بعد جمعہ چھ رکعتیں سنت مؤکدہ کی نیت سے پڑھی جائیں۔ (رسائل الارکان لمولانا عبد العلی بحر العلوم لکھنوی) واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) سنت مؤکدہ وہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے کرنے کی تاکید فرمائی۔ اس کے نادراً ترک پر عتاب اور ترک کی عادت پر استحقاق عذاب ہے۔ اور سنت غیر مؤکدہ شرعاً مطلوب ہے لیکن اس کے ترک پر وعید نہیں۔ کرنا ثواب ہے۔ سنت غیر مؤکدہ کا مقام محض نوافل کا مقام ہے اور نفل نماز کی ہر دو رکعت مستقل نماز ہے اور اس کا ہر قعدہ، قعدۂ اخیرہ ہے۔ اور قعدۂ اخیرہ میں، التحیات کے بعد درود شریف پڑھا جاتا ہے اس لئے یہاں بھی درود شریف پڑھنا مستحب ہے۔ اور تیسری رکعت، حقیقتاً نفل نماز کی پہلی رکعت ہے لہٰذا یہاں ثناء پڑھنا مستحب ہے۔ اس کے خلاف کیا یعنی دوسری میں درود شریف اور تیسری میں ثناء نہ پڑھی تب بھی گناہ نہیں کہ ظاہراً وہ دوسری ہے اور یہ تیسری رکعت۔ (درمختار۔ ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) کسی بھی قانونی عبارت کی توجیہ و تشریح میں مختلف صورتیں سامنے آتی ہیں۔ اور وہ صحیح مانی جاتی ہیں بشرطیکہ توجیہ و تشریح کرنے والا اس کا اہل ہو۔ تو ان ائمہ اربعہ نے جو قانون شریعت کی توجیہ کی ان میں سے کسی ایک ہی کی تقلید میں نجات ہے ورنہ شریعت سے امان اٹھ جائے گی۔ جیسے تعزیرات ہند کہ مختلف وکلاء ایک دوسرے کے خلاف توجیہ کرتے ہیں اور وہ کورٹ میں قابل قبول ہوتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ دو مقابل وکلاء میں ایک ہی کی بات آپ مان کر اس کا اتباع کر سکے وہی یہاں سمجھ لیجئے۔ غرض حنفیوں کو فقہ حنفی ہی پر عمل لازم ہے۔ کبھی ایک امام کی تقلید اور کسی دوسرے مسئلہ میں دوسرے امام کی تقلید، یہ تقلید شرعی نہیں ہوگی بلکہ اپنے نفس کی خواہشات کا اتباع ہوگا جو گمراہی و ضلالت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) حیرت ہے کہ آپ شیعہ کی باتوں میں آ گئے۔ بھلا وہ بتائے تو سہی کہ کسی ایک جگہ قرآن نے کہاں نماز پڑھنا سکھایا۔ قرآن نے اوقات کی تحدید، فرائض و شرائط اور واجبات و سنن کی تشریح کہاں کی جبکہ خود شیعہ فرقہ کی فقہ کا صحابہ کے دور میں دور دور تک پتہ نہیں۔ یہ خود "فقہ جعفریہ" کیوں کہتے ہیں "فقہ قرآنی" کہیں، غرض اپنا دین عزیز ہے تو ایسوں کی بات نہ سنیں نہ ان سے بحث میں الجھیں۔ شیطان کو بہکاتے معاذ اللہ کچھ دیر نہیں لگتی۔ واللہ اعلم

(۶) تعزیہ داری خواہ کسی رنگ، کسی شکل، میں ہو اور عزاداری و مرثیہ خوانی کسی طور پر عمل میں آئے، شرعاً حرام و ناجائز و بدعت و گناہ ہے۔ ایسی محفلوں میں شرکت یقیناً گناہ کے کاموں پر اعانت اور ان کی رونق بڑھانا ہے۔ وہ کرتے ہیں وہ جانیں آپ کیوں ان کی محفلوں مجلسوں کی رونق بڑھائیں۔ کیا وہ بھی سنیوں کی محفلوں مجلسوں میں اسی تناسب سے شرکت کرتے ہیں جیسی آپ یعنی سنی۔ غیرت ایمانی بھی آخر کوئی چیز ہے۔ مسلمان خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم دیکھیں اسی میں نجات و فلاح

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دارین ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۷) جس طرح قرآن کریم بوسیدہ ہو جائے تو اسے احتیاط سے ایسی جگہ دفن کر دیتے ہیں کہ کسی کا پاؤں نہ پڑے یونہی اردو عربی فارسی وغیرہ میں تحریریں، جن میں حروف تہجی ہوتے ہیں، ان کا احترام بجالائیں کہ حروف تہجی کی تعظیم مطلقاً فرض ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ شوال المکرم ۱۴۰۰ھ

ٹی وی کے پروگرام میں شرکت۔ نماز میں کپڑے سمیٹنا۔ عینک کے ساتھ نماز

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید کہتا ہے کہ ٹی وی کے کسی جائز پروگرام میں شرکت جائز نہیں کیونکہ جو پروگرام ریکارڈ ہوتا ہے اس کی فلم میں تصویر ہوتی ہے جو حرام ہے۔ اور ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی اور واجب الاعادہ۔ بکر کہتا ہے ٹی وی کے جائز پروگرام میں شرکت جائز ہے۔ کیونکہ جب پروگرام ریکارڈ ہوتا ہے تو اس کی فلم میں تصویر نہیں بلکہ نقاط یا خطوط ہوتے ہیں یہ نقاط یا خطوط اسکرین پر تصویر بن جاتے ہیں۔ اور ایسے شخص کے پیچھے نماز بلا کراہت تنزیہی وتحریمی جائز۔ زید وبکر میں کون برحق وصواب ہے؟ بینوا، توجروا

(۲) زید کلائی پر چین کی گھڑی کو ناجائز بتاتا ہے اور اپنے دعوی کی دلیل میں فقہ کی کتب وموجودہ صدی کے مشاہیر علمائے دین کی عبارتیں پیش کرتا ہے۔ جبکہ بکر کلائی پر چین کی گھڑی کو جائز بلا کراہت بتاتا ہے اور دعوی کے دلیل میں موجودہ صدی کے مشاہیر علمائے دین کی عبارتیں پیش کرتا ہے۔ عمر یہ کہتا ہے کہ اختلاف علماء سے بچنے کی لئے چین کی گھڑی سے احتراز واحتیاط کرنا چاہیے۔ اگرچہ پہننا مباح ہے۔ زید وبکر وعمر میں کون صحیح ہے؟ وضاحت سے۔ بینوا، توجروا

(۳) بقول زید رکوع یا سجدہ میں جاتے وقت شلوار وپتلون پاجامہ یا جبہ یا چادر ایک ہاتھ سے اٹھانا اشد کراہت کا حامل ہے، اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی اور واجب الاعادہ ہے لیکن بکر کہتا ہے کہ بوجہ عموم بلویٰ کہ اکثر لوگ اس میں مبتلا ہیں نماز کراہت تحریمہ کی حامل نہیں مگر کراہت تنزیہ ضرور ہے اسلئے امام کے علاوہ کوئی اور امام صحیح ملے تو اس کے پیچھے نماز اولیٰ ہے۔ ہر دو میں کس کا قول ازروئے شریعت حق ہے؟ بینوا، توجروا

(۴) ہمارے امام صاحب عینک لگا کر نماز پڑھاتے ہیں عینک سونے یا چاندی کی نہیں بلکہ کسی اور دھات کی ہے۔ نماز میں کراہت تو نہیں آئے گی نیز ایسی عینک تمام زندگی پہننا کیسا ہے؟ بینوا۔ توجروا

۷۸۶ **الجواب:** ٹی وی ایک ایسا فتنہ ہے کہ اس کے دیکھنے کو نہ آنکھ بند کر کے گناہ وحرام کہا جا سکتا ہے اور نہ عقل کی آنکھ پر پٹی باندھ کر اسے بلا کراہت جائز ودرست قرار دیا جانا شرعاً پسندیدہ ہو سکتا ہے۔ سلامتی کی راہ یہی ہے کہ اس میں جو پروگرام جائز ہیں مثلاً تلاوت قرآن پاک درس قرآن۔ درس حدیث تذکرہ سلف صالحین جبکہ ان میں کوئی عورت دخیل نہ ہو انہیں بہ کراہت تنزیہ، جائز قرار دیں۔ عوام کو ان کے حال پر چھوڑیں، خواص ان سے حتی الامکان کنارہ کش رہیں، اور اس بنیاد پر ایسے پروگرام دیکھنے والا نہ کبیرہ کا مرتکب ہے، نہ گنہگار، نہ اس کے پیچھے نماز کراہت تحریمی وگناہ، بشرطیکہ اس میں مصروفیت نماز

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

و جماعت سے غافل نہ کرے۔ ہاں اس کے ہر اس پروگرام میں شرکت کرنے والا جن میں بیہودہ کھیل کود، لہو ولعب عورتوں کی چناخ پناخ فیشن کی عریانیاں۔ عریانی کے فیشن سب کچھ داخل ہے۔ تو اس کو ضرور مرتکب کبیرہ قرار دیکر فاسق معلن کہیں گے۔ اور نماز اس کے پیچھے مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی۔ اور یہ کہنا کہ اس کی فلم میں تصویر نہیں نقاط ہوتے ہیں الخ لغو اور بے دلیل بات ہے کہ ناظر کے سامنے تو تصویر ہے جسے وہ دیکھ رہا ہے ذریعہ خواہ کوئی ہو۔ اور غیر محرم کی تصویر دیکھنا ایسا ہی ہے جیسے خود اسے دیکھنا کہ ناجائز ہے اور گناہ۔ واللہ اعلم

(۲) زید کا قول صحیح ہے اور عمر کی پہلی بات قرین قیاس، اختلاف علماء سے بچنا بہت سے وسوسوں سے بچا دیتا ہے اور جن علماء نے ہاتھ کی زنجیر کو جائز کہا ہے غالباً کراہت کا وہ بھی قول کرتے ہیں اور نہ بھی ہو تو مشاہیر علماء کی تصریحات کے سامنے ان کی باتیں اتنی وزنی نہیں کہ انہیں اختیار کرلیا جائے اس میں کوئی شک نہیں کہ چین زنجیر ہے۔ یا عورت کیلئے ہے کہ بطور زیور پہنتی ہے یا قیدی کیلئے۔ اور مرد مسلمان کیلئے نہ یہ درست ہے نہ وہ روا۔ اور یہ گمان کہ اس سے گھڑی کی حفاظت رہتی ہے نامقبول۔ کیا پٹے استعمال کرنے والوں کی گھڑیاں کٹ جاتی ہیں اور کوئی سلامت نہیں رہتی اور چین والی سلامت رہتی ہیں کوئی ضائع نہیں ہوتی۔ مسئلہ کی تفصیل کیلئے دیکھیں بہار شریعت حصہ ۱۶ صفحہ نمبر ۵۱، ۵۲، ۶۳۔ واللہ اعلم

(۳) یہ شرعاً کف ثوب ہے یعنی کپڑا سمیٹنا اور یہ مکروہ تحریمی ہے عوام الناس کا کسی شی میں مبتلا ہونا اسے بلا کراہت جائز نہیں کرسکتا ورنہ داڑھیاں منڈانا اور نمازیں چھوڑنا بھی جائز ہو جائیگا اور غالباً بکر بھی اسے عموم بلوئی میں داخل و شامل نہ کہے گا اور نہ یہ عموم بلوی ہے کہ اس سے احتراز ممکن ہے اور بغیر کسی دشواری کے ممکن ہے۔ لاکھوں مسلمان اس پر عمل پیرا ہیں۔ ضرورت تبلیغ اور ان مسائل کو بار بار بیان کرنے کی ہے۔ واللہ اعلم

(۴) عینک کا فریم عموماً پلاسٹک یا اسٹیل وغیرہ کسی دھات کا ہوتا ہے۔ امام صاحب اگر پلاسٹک کے فریم والا چشمہ استعمال کرتے ہیں اگر چہ عموماً ہمہ اوقات تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اور اگر کسی دھات کا ہے دلفریب اور دیدہ زیب وخوبصورت ایسا کہ شرفاء اسے پسند نہیں کرتے تو اس سے یوں بھی بچنا ہی چاہیے نہ کہ امام مسجد کو نہ کہ خاص امامت کے وقت کہ ناپسندیدگی اور زیادہ ہے حدیث میں حکم ہے کہ آدمی ایسی باتوں سے بچے جس پر لوگوں کی خواہ مخواہ انگلیاں اٹھیں خواص کیلئے یہ حکم اور بھی مؤکد ہو جاتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ شعبان المعظم ۱۴۰۱ھ

مسجد میں کب جانا ضروری ہے؟ جمعہ کے امام کی داڑھی حدِّ شرع سے کم ہو تو!

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ مسجد گھر سے بہت دور ہے اذان کی آواز بھی نہیں آتی کیا ایسی صورت میں مسجد میں جانا ضروری ہے یا گھر میں نماز پڑھ لے؟

۲۔ جمعہ کی نماز داڑھی منڈھا پڑھاتا ہے اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ یا اپنے گھر پر ہی پڑھ لے جبکہ نماز پڑھانے والا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نجدی ہے۔ قاری منیر احمد، انڈس گلاس ورکس حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: گاؤں میں رہنے والوں کے بارے میں بعض علمائے کرام کا قول یہ ہے کہ اگر شہر سے دور جگہ ہو مگر بلا تکلیف واپس جاسکتا ہو تو اس پر فرض ہے کہ جمعہ پڑھنے شہر میں آئے (درمختار) تو خود شہر میں رہنے والا، مسجد جامع سے جہاں جمعہ ہوتا ہے، خواہ کتنی ہی دور کیوں نہ ہو جب بآسانی آجاسکتا ہے تو ضروری ہے کہ وہ نماز جمعہ مسجد میں جا کر ادا کرے۔ اگرچہ امام جمعہ فاسق معلن ہو مثلاً حد شرع سے کم داڑھی رکھتا اور کترواتا ہے۔ اور نجدیوں کی نہ نماز، نماز ہے اور نہ ان کے پیچھے نماز، نماز۔ کسی اور مسجد میں سنی صحیح العقیدہ کی اقتداء میں نماز ادا کریں۔ اور مجبوری کے احکام بقدر ضرورت، بوقت ضرورت ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ ربیع الاول ۱۴۰۱ھ

ہاتھ کٹے ہوئے کی امامت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص حافظ قرآن مجید ہیں صوم وصلوۃ کے پابند، وضع قطع میں بھی متشرع ہیں ریلوے ملازم کلرک ہیں۔ ڈیوٹی میں بایاں نصف ہاتھ کٹ گیا تھا کیا انکی اقتداء میں ختم تراویح از روئے قرآن وسنت وفقہ جائز ہے۔ براہ کرم بحوالہ کتب جواب بالصواب سے مطلع فرمائیں بفضلہ بیس سال سے مختلف مقامات کی مساجد میں یہ فی سبیل اللہ بروئے رضائے خدا بلا معاوضہ قرآن کریم سناتے رہتے ہیں۔ اب کچھ عوام ان کی اس معذوری پر معترض ہیں۔ العارض، ملک نور الحسن، خادم مسجد اقصیٰ پٹھان کالونی کوٹری

۷۸۶ الجواب: عوام کا اعتراض غلط ہے۔ اگر وہ حافظ جامع شرائط امامت ہیں یعنی صحیح العقیدہ، صحیح القراۃ صحیح العمل ہیں یعنی فاسق معلن نہیں ہیں تو ان کے پیچھے نماز کے جائز ہونے میں کوئی کلام نہیں۔ ہاں غایت یہ ہے کہ اس کا غیر اولیٰ ہے۔ وہ بھی اسی حالت میں کہ یہ شخص تمام حاضرین سے علم، مسائل نماز وطہارت میں، زیادت نہ رکھتا ہو۔ ورنہ یہی احق واولیٰ ہے فی ردالمحتار تحت قولہ و تکرہ خلف امرد وسفیہ ومفلوج وابرص الخ۔ وکذلك اعرج ..... وکذا من له ید واحدة۔ فتاوی الصوفیہ عن التحفہ (فتاوی رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ شعبان المعظم ۱۴۰۱ھ

حافظ سولہ سال کا ہو تو امامت جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص زید جس کی عمر قمری حساب سے ۱۶ سال ہے جو نیک سیرت اور بلند کردار حافظ قرآن ہے حدر اور ار سال میں تجوید اور ترتیل کے ساتھ صحیح قرآن شریف پڑھ سکتا ہے۔ نیز ابوحفص اور قانون کی روایات کا قاری بھی ہے۔ فرائض اور تراویح میں بالغوں کی امامت بلا کراہت کر سکتا ہے کہ نہیں؟ کیا زید مذکور کی اقتداء میں (جبکہ اس میں کوئی شرعی عیب نہ ہو) کوئی حرج ہے۔ مسلک حنفی کی مطابق جواب دیکر ممنون فرمائیں۔

السائل: فقیر محمد جمیل ازہر، خطیب مبارک مسجد لطیف آباد ۸

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب:** ۱۶ سال کی عمر میں بلکہ ۱۵ سال کامل گذر جانے پر لڑکا شرعاً بالغ قرار دیا جاتا ہے اور جب کہ وہ امامت کا اہل ہے یعنی فاسق معلن نہیں صحیح العقیدہ ہے۔ قرآن بقدر مایجوزبہ الصلوۃ صحیح پڑھتا ہے۔ اور نماز کے فرائض و شرائط و واجبات سے واقف ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ نماز کب فاسد و مکروہ ہوتی ہے تو اسے نماز فرض، خواہ تراویح میں امام بنانا جائز ہے ہاں اگر حسین و جمیل ہو خوبصورت ہو کہ فساق کیلئے محل شہوت ہو تو نماز اس کے پیچھے بھی جائز ہے مگر اسکی امامت خلاف اولی ہوگی۔ مکروہ تحریمی بھی نہیں۔ (فتاوی رضویہ، درمختار، ردالمحتار) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ شعبان المعظم ۱۴۰۱ھ

مسجد کی چھت پر کپڑے سکھانا

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب، السلام علیکم، درج ذیل چند سوالات خدمت میں پیش کر کے ملتمس ہوں کہ از روئے شریعت مطہرہ جواب ارسال فرما کر عنداللہ مشکور فرمائیں۔

۱۔ مسجد کی چھت پر مؤذن یا امام کپڑے دھو کر سکھا سکتے ہیں یا نہیں۔ جبکہ اکثر لوگ بعد نماز عشاء چھت پر نماز پڑھتے ہیں؟

۲۔ اگر امام یا مؤذن کی داڑھی شرعی مقدار سے کم ہو اور باوجود کہنے کے بھی بالوں کو شرعی مقدار تک بڑھنے بھی نہیں دیتے ایسی صورت میں مؤذن یا امام کے بارے میں کیا حکم شرعی ہے؟ (مذکورہ داڑھی کی مقدار ایک یا ڈیڑھ انچ ہے)

۳۔ کسی مسجد کے امام کی عدم موجودگی کی صورت میں شرعاً نماز پڑھانے کا کس کا ذمہ ہے؟ براہ کرم مذکورہ سوالات کے جوابات ارسال فرما کر شکریہ کا موقع عطا فرمائیں۔ فقط بشیر محمد ریڈی میڈ کپڑے والا، دوکان مدینہ مسجد شاہی بازار کوٹری

۷۸۶ **الجواب:** (۱) بلاضرورت شرعیہ، مسجد کی چھت پر جانا ہی مکروہ ہے کہ مسجد کی بے ادبی ہے نہ کہ اسے چوپال بنالینا اور کپڑے دھونا سکھانا۔ بلکہ سنت و نفل بھی وہاں نہ پڑھیں۔ ہاں اگر مسجد، جماعت پر تنگی کرے نیچے جگہ نہ رہے تو باقی ماندہ لوگ چھت پر صف بندی کرلیں یہ بلا کراہت جائز ہے کہ اس میں ضرورت ہے۔ بشرطیکہ حال امام مشتبہ نہ ہو۔

۲۔ داڑھی منڈانا یا حد شرع سے کم کتروانا، علانیہ فسق ہے اور اس کا مرتکب فاسق معلن اور فاسق معلن کو مؤذن بنانا بھی درست نہیں نہ کہ امام۔ خواہ نماز فرض ہو یا تراویح۔ اسے امام بنانا گناہ اور نماز واجب الاعادہ۔ بلکہ اذان کا بھی اعادہ کیا جائے۔ (درمختار وغیرہ)

۳۔ امام مقرر ہو یا نہ ہو، جو شخص بھی نماز پڑھائے وہ صحیح القرأت ہو کہ قرآن صحیح پڑھے۔ صحیح العقیدہ ہو کہ بدمذہب مثلاً وہابی نہ ہو۔ اور صحیح العمل ہو کہ فسق کا ارتکاب نہ کرتا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ

نماز میں قصداً غلطی کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید نے قرآن سنانے کے دوران ایک دوسرے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کی ضد میں یا برتری کی غرض سے دیدہ ودانستہ تراویح میں نصف رکوع چھوڑا اور رکعت کو (سورہ اخلاص) سے پوری کر کے بعد میں یہ کہا کہ حافظ صاحب نے مجھے لقمہ کیوں نہیں دیا انہوں نے حافظ صحیح نہیں رکھا یا یہ کچے ہیں۔ ایسی صورت میں وہ رکعتیں مانی جائیں گی یا نہیں؟ اور حافظ صاحب کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ جواب کا منتظر ہوں۔

سائل احقر سلیم، حسین آباد حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** سوال سے صاف ظاہر ہے کہ تراویح پڑھانے والے امام نے، دیدہ ودانستہ ایک رکوع یا کم چھوڑا۔ اور پھر بلاضرورت سورہ اخلاص پڑھ کر رکوع کیا۔ اور پھر خود ہی اپنی اس حماقت کا بھانڈا پھوڑ دیا کہ سامع سے الجھ پڑے۔ یہ غلطی در غلطی در غلطی ہے۔ جو کسی حال میں امام کو زیب نہیں دیتی۔ اگر وہ مخلص ہیں تو بلا تردد، فوراً مقتدیوں کے روبرو، اپنی غلطی کا اعتراف کریں۔ اور خدا کی بارگاہ میں توبہ لائیں۔ ایسا کریں فبہا، ورنہ انہیں امام نہ بنائیں۔ وہ ضد میں اور کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ

کیا شبینہ ناجائز ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ہمارے یہاں پر ایک عالم دین وعظ کرتے ہیں مسجد میں امامت بھی کرتے ہیں اور خطیب ہیں اور حافظ ہیں مسائل سے واقف ہیں ان کا کہنا ہے کہ جو رمضان المبارک میں شبینہ پڑھتے ہیں وہ شبینہ جائز نہیں ہے۔ چونکہ ہم نے ہندوستان سے اور اب پاکستان میں اپنے بزرگوں کو اور عالموں کو شبینہ سنتے اور پڑھتے دیکھا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ جائز نہیں تو آپ سے التماس ہے کہ اس کا خلاصہ تحریر فرمائیں کس وجہ سے جائز نہیں ہے۔ بلکہ ایک رات میں تین یا چار حفاظ جمع ہو کر کلام ختم کرتے ہیں۔ اور ہم سنتے آئے ہیں کہ صحابہ بھی شبینہ پڑھتے تھے آپ براہ کرم خلاصہ مسائل سے آگاہ فرمائیں تا کہ شک وشبہ دور ہو۔

عرض کنندہ: شیخ محمد عمر، حافظ محمد شفیع انصاری، حاجی محمد اکبر علی، حاجی محمد نصیر بیگ، نزد پھلیلی تھانہ حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** شبینہ کہ ایک رات کی تراویح میں پورا قرآن پڑھا جاتا ہے یہ فی نفسہ قطعاً جائز وروا ہے۔ اکابر ائمہ دین کا معمول رہا ہے۔ سلف صالحین میں بعض اکابر، دن رات میں دو ختم فرماتے۔ چنانچہ ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ رمضان المبارک میں اکسٹھ قرآن پاک ختم کیا کرتے تھے۔ تیس دن میں، تیس رات میں اور ایک تراویح میں۔ لیکن یہ شبینہ جو آجکل مروج ہے کہ امامت کرنے والے ائمہ، حرکات وحروف بلکہ کلموں تک کو چبا جاتے ہیں اور یعلمون تعلمون، وہ الفاظ جن پر آیت ختم ہوتی ہے ان کے علاوہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا اور سننے والے بھی عبادت بطور، عبادت نہیں ادا کرتے، کچھ بیٹھے باتیں بناتے ہیں کچھ سگریٹ نوشی اور چائے نوشی میں مصروف رہتے ہیں اور کچھ لوگ دوسری گپ شپ میں، ایسے شبینے کو کون جائز کہہ سکتا ہے۔ (تفصیل کیلئے دیکھیں فتاوی رضویہ جلد سوم اور بہار شریعت حصہ سوم) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امام کا منصب

سوال: امام جھوٹ بولتا ہو، کنوارا ہو، سیاسی جماعت کا رکن ہو، کدورت رکھتا ہو، کاروبار کرتا ہو مگر انکار کرتا ہو یا شادی شدہ ہو کر بیوی سے دور ہو تو، اس کی امامت کیسی ہے؟ السائل: عبدالسلام ایڈووکیٹ

۷۸۶ الجواب: (۱) امام جھوٹ بولتا ہے یعنی جھوٹ بولنے کا عادی ہے تو وہ یقیناً گناہ کبیرہ کا مرتکب اور فاسق معلن ہے۔ اور فاسق معلن کو امام بنانا گناہ، اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی۔ اس سے توبہ کا مطالبہ کریں اور اگر وہ علی الاعلان توبہ کرے تو فبہا۔ اور باز نہ آئے تو امامت سے فوراً معزول کر دیں۔ **بناء علی انهم لو قدموا فاسقا یاثمون۔**

(غنیۃ فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

(۲) امام کا کنوارا ہونا یا شادی شدہ ہونا، امامت کی شرائط سے نہیں۔ ہاں کنوارا ہے اور نیک و صالح، اور مسائل طہارت و نماز سے بقدر ضرورت واقف تو امامت کا مستحق ہے۔ اور شادی شدہ ہے مگر بدچلن و بداطوار ہے یا مسائل ضروریہ سے واقف نہیں تو ہرگز امامت کا اہل نہیں۔ امام کو صحیح العقیدہ سنی نیک چلن اور صحیح القراۃ ہونا چاہیے اگر ایسا ہے تو امامت کا اہل ہے ورنہ نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ) اور بیوی بچوں سے دوری کی کوئی میعاد، در بارۂ امامت فقیر کی نظر سے نہیں گزری۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) کسی سیاسی جماعت سے متعلق ہونا تو گناہ نہیں بشرطیکہ وہ جماعت اہلسنت کی ہو اور اس کا نصب العین مطابق شرع۔ ہاں انکار کرنا یہ ایک جرم ہے۔ جواب اس کا نمبرا میں دیکھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) اگر ناراضگی و کدورت باہمی محض دنیاوی ہے تو نہ اس کے پیچھے نماز میں کوئی حرج۔ اور نہ اس کے سبب جماعت کا ترک جائز۔ اگر کسی دینی سبب سے ہے تو بیان کی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) امام فرائض امامت صحیح طور پر انجام دیتا اور جائز تجارت بھی کرتا ہے تو یہ کوئی قابل ملامت چیز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ ذی قعدہ ۱۴۰۱ھ

وعدہ کر کے بھی داڑھی حد شرع سے کم کرنا

سوال: جناب مولانا صاحب گذارش یہ ہے کہ ایک امام صاحب نے یہ شرط کی کہ میں داڑھی بڑھنے دونگا لیکن اس امام صاحب نے اپنے اس کہے پر عمل نہیں کیا اور داڑھی پھر کٹوانا شروع کر دی ہے لہٰذا اس داڑھی کے بارے میں کیا حکم ہے فرمائیے کا یہ داڑھی حد شرع سے کم ہے؟ رحیم اللہ لوکوشیڈ کوٹری

۷۸۶ الجواب: داڑھی حد شرع سے کم رکھنا یعنی کتروانا، گناہ و فسق ہے اور اس کا مرتکب گناہگار و فاسق معلن یعنی علی الاعلان خدا و رسول کا نافرمان۔ اور فاسق معلن کو امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ۔ ایسے ناخدا ترس کا علاج یہی ہے کہ اسے فوراً معزول کر دیا جائے۔ اور اگر وہ توبہ کرے تو اس وقت تک اسے امامت پر نہ لگائیں جب تک داڑھی پوری نہ ہو جائے اور وہ علانیہ اپنے اس فعل سے توبہ نہ کرے۔ **ثم تاب من بعد ذلك واصلح** (القرآن) (فتاویٰ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رضویہ، غنیۃ وغیرہ) داڑھی کی شرعی حد کم از کم ایک مشت ہے

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ١٩ ذی قعدہ ۱۴۰۱ ھج

ولا الظالین پڑھنے کا حکم

سوال: جناب مفتی اعظم حیدر آباد، السلام علیکم، گذارش یہ ہے کہ دوران فرض نماز فجر، کے ایک پیش امام نے دوبار ولا الضالین کے بجائے ولا الظالین کی آواز سے ادا کیا۔ میں نے دوبارہ نماز ادا کی۔ جماعت والوں نے مجھ سے اس کی وجہ دریافت کی کیونکہ میرا ضمیر اس آواز سے مطمئن نہیں تھا اس لئے میں نے فرض نماز دوبارہ ادا کی۔ مہربانی فرماکر تفصیل سے مطلع فرمائیں۔ سائل۔ عبدالشکور انسٹرکٹر لوکو۔ کوٹری

۷۸۶ الجواب: امام ہو خواہ، منفرد و تنہا نماز پڑھنے والا، نماز میں ہو خواہ نماز سے باہر، قصداً اگر قرآن کریم کے ایک حرف کو دوسرے سے تلاوت قرآن میں بدل دے جیسا کہ روافض کی دیکھا دیکھی، وہابیہ غیر مقلدین ''ض'' کی بجائے ''ظ'' پڑھنے لگے ہیں تو یہ حرام قطعی و گناہ عظیم ہے بلکہ بعض علمائے کرام تصریح فرماتے ہیں کہ جو قصداً ''ض'' کی جگہ ''ذا'' پڑھے کافر ہے۔ تو جو قصد کرے کہ بجائے ''ض'' ''ظ'' یا ''دال'' پڑھو نگا ان کی نماز مغلوب اور مغظوب کہتے ہی فاسد و باطل ہو جائے گی ولا الضالین کی نوبت ہی نہیں آئے گی۔ ہاں اگر تبدیل حرف کا قصد نہ ہو اور نہ ''ض'' کو ''ظ'' یا ''دواد'' پڑھے بلکہ اپنی دانست میں ''ض'' ہی پڑھے البتہ سننے والوں کی سمجھ میں ''ظ'' یا ''دواد'' آئے تو اس پر نماز فاسد ہونے کا حکم صرف اسی حالت میں دیا جائے گا جب کہ معنی میں فساد لازم آئے۔ بالجملہ اگر امام مسجد سنی صحیح العقیدہ ہے اور اپنے عقائد چھپا کر بطور تقیہ امامت سے چپٹا ہوا نہیں تو اسے ہدایت کی جائے کہ ''ضاد'' کو اس کے مخرج سے نکالنے کی کوشش اور سعی بلیغ کرے تاکہ لوگ دھوکہ نہ کھائیں اور اگر وہ واقعتاً وہابیہ اہل حدیث سے ہو اور تقیۃً سنی بنا ہوا، سنیوں کی امامت کر رہا ہے تو اس کے پیچھے نماز ویسے ہی کب صحیح ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ اسے امامت سے معزول کریں اور صحیح العقیدہ، صحیح العمل، اور صحیح القرأۃ کو کہ بدمذہب نہ ہو، بدعمل اور فاسق معلن نہ ہو اور قرآن کریم صحیح پڑھتا ہو، ایسے کو امام مقرر کریں۔ ورنہ نمازیں اکارت اور محنتیں برباد جائیں گی۔ (فتاوٰی رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ رجب المرجب ۱۴۰۲ ھج

دیوبندی کی امامت کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک حافظ قرآن کے متعلق معلوم ہوا کہ اس کا تعلق دیوبندی مسلک سے ہے اور مقتدی تمام صحیح العقیدہ سنی (بریلوی) ہیں۔ کیا دیوبندی مسلک والے کے پیچھے ان کی نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟ بینوا، توجروا عبدالغفار جامع مسجد عمر کوٹ سندھ

۷۸۶ الجواب: وہابیہ زمانہ، خواہ وہ مقلد ہوں جنہیں دیوبندی کہا جاتا ہے یا غیر مقلد ہوں جنہیں اہل حدیث سمجھا اور کہا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جاتا ہے، اب اس دورِ آزادی میں، اپنی بدعت وضلالت سے ترقی کر کے معراجِ کفر تک پہنچ چکے ہیں اور اسلامی سرحدوں کو عبور کر کے، کفر کی حدود میں قدم رکھ چکے ہیں۔ ان کی شناعت و برائی کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ بات بات پر مسلمانوں کو مشرک اور جہنمی بتاتے ہیں اور ظاہر ہے کہ جو مسلمان کو مشرک جہنمی بتائے وہ خود بلائے کفر میں گرفتار ہے۔ بہر حال، ان وہابیہ کے پیچھے نماز ناجائز، اور انہیں امام بنانا حرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایسوں ہی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ "بدمذہب تمام مخلوق سے بد، تمام جہاں سے بدتر ہیں"۔ دوسری حدیث شریف میں ہے کہ "بدمذہب لوگ جہنمیوں کے کتے ہیں"۔ تو ایسوں کو امام بنانا درکنار، بحال فتنہ وفساد کہ وہابیہ کی عادت قدیم ہے باوصف قدرت، مسجدوں میں بھی نہ آنے دیا جائے۔ ورنہ فتنے پھیلائیں گے۔ آپس میں مسلمانوں کو لڑائیں گے۔ اور قرآن کریم کا ارشاد ہے الفتنة اشد من القتل۔ فتنہ قتل سے بھی سخت تر ہے۔ بالجملہ انہیں امام بنانا گناہ گناہ۔ اور ان کی اقتداء میں نماز پڑھنا حرام حرام حرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ شعبان المعظم ۱۴۰۲ھ

امامت کی شرائط

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین اس بارے میں کہ: نورانی مسجد سرے گھاٹ میں حافظ القرآن کو انتظامیہ کمیٹی ومقتدی حضرات نے متفقہ طور پر نماز تراویح پڑھانے کیلئے مقرر کیا ہے اور اس سے پیشتر بھی موصوف تراویح پڑھا چکے ہیں۔ ایک صاحب جو تبلیغی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں اور بریلوی عقیدہ سے بغض رکھتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ حافظ صاحب کی داڑھی حد شرع سے کم ہے ان کے پیچھے نماز تراویح جائز نہیں ہے۔ اور اپنی طرف سے باشرع حافظ کا تقرر کرانے کی کوشش کر رہے ہیں تو اس صورت میں کون سے حافظ صاحب کی امامت جائز ہے۔ جبکہ حافظ صاحب صرف تراویح کی امامت کرتے ہیں۔ سائل۔ العبد محمد لیسین، متولی نورانی مسجد سرے گھاٹ

۷۸۶ الجواب: تراویح پڑھانے والے موجودہ پیش امام اگر واقعی داڑھی حد شرع یعنی ایک مشت سے کم رکھتے یعنی کترواتے ہیں تو ان کو اپنا امام بنانا گناہ اور ان کی اقتداء میں نماز اگرچہ نفل وتراویح ہو مکروہ تحریمی ہے کہ پڑھ لی تو اس کا دہرانا واجب ہے۔ ورنہ ترک واجب کا گناہ لازم آئے گا۔ داڑھی حد شرع سے کم رکھنا اور کتروانا علانیہ گناہ وفسق ہے اور اس کا مرتکب فاسق معلن۔ اور فاسق معلن کی اقتداء کسی نماز میں صحیح نہیں۔ فرض ہو یا واجب۔ نفل ہو یا تراویح۔ غنیۃ وغیرہ میں ہے لو قدموا فاسقا یاثمون۔ اور امام اگر وہابی دیوبندی ہو تو ان کے پیچھے نماز ادا کرنا، اور بھی سخت گناہ، بلکہ نماز ہوگی ہی نہیں۔ آدمی بے نمازی کا بے نمازی رہے گا۔ دنیا جانتی ہے کہ وہابیت نجدیت کی بیٹی ہے۔ اور ان کے مذہب کی بنیاد ہی رکھی گئی ہے حضور اقدس ﷺ کی توہین وتنقیص شان رسالت پر۔ تو ایسوں کو امام بنانا درکنار، ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا دعا سلام وغیرہ بھی جائز نہیں۔ سلامتی کی راہ یہ ہے کہ مسلمانان اہلسنت ایسے کو امام بنائیں جو صحیح العقیدہ سنی ہو۔ صحیح العمل ہو یعنی فاسق معلن نہ ہو اور صحیح القراۃ ہو کہ قرآن کریم صحیح پڑھتا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رمضان میں حافظ صاحب کی اجرت یا نذرانہ

سوال: محترم جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب

ہم ہر سال رمضان شریف میں ختم القرآن کیلئے چندہ کرتے ہیں اور اس چندے سے حافظ صاحب اور امام صاحب اور مؤذن صاحب کو نذرانہ دیتے ہیں۔ جبکہ ہم نے بہار شریعت (جلد چہارم صفحہ نمبر 357) میں یہ پڑھا کہ حافظ کو اجرت دے کر پڑھانا ناجائز ہے۔ کیا ہم اس سال بھی اسی طرح چندہ جمع کر کے ان کو نذرانہ دیں یا نہیں۔ اگر ہم ان کو نذرانہ نہیں دیتے تو شاید اگلے سال کوئی حافظ ہمارے پاس تراویح پڑھانے نہیں آئے گا۔ سائل۔ عبدالغنی

۸۶ **الجواب:** بہار شریعت میں حافظ قرآن کو کچھ دینے دلانے کی تین صورتیں بیان فرمائی ہیں۔ (۱) پیشتر سے آپس میں حافظ اور نمازی طے کر لیں کہ یہ لیں گے یہ دینگے۔ (۲) عادات ورواج کے مطابق حافظ کو معلوم ہے کہ ملے گا اور نمازیوں کو معلوم ہے کہ دینا ہوگا۔ اگرچہ باہم لینا دینا طے نہ ہو۔ (۳) صراحۃً حافظ قرآن، معروف ورواج کی نفی کر دے یعنی حافظ قرآن صاف کہدے کہ محض سنت ادا کرنے اور حصول ثواب کیلئے پڑھتا ہوں میں لونگا کچھ نہیں۔ یا نمازی اس سے صاف صاف کہہ دیں کہ دیا کچھ نہ جائے گا۔ ان میں سے پہلی دونوں صورتیں ناجائز ہیں لینے والا اور دینے والا، دونوں گناہگار ہیں کہ تلاوت قرآن پر اجرت لینا دینا دونوں حرام ہیں۔ اور تیسری جائز ہے کہ ختم قرآن کے بعد اس کی اعانت کی نیت سے اس حافظ کی خدمت کریں اور جو چاہیں اسے دیں۔ اب یہ اجرت نہیں ہوسکتی۔ لہٰذا اس کا لینا بھی حلال اور دینا بھی جائز۔ شریعت کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ الصریح یفوق الدلالۃ جیسا کہ خانیہ، فتاوٰی قاضی خاں اور عالمگیریہ میں ہے۔ اور ایک صورت یہ ہے کہ حافظ کو مثلاً ایک ماہ یا کم وبیش کیلئے مسجد کیلئے، وقت مقررہ کیلئے ملازم رکھ لیں کہ حسب حیثیت جو کام چاہیں، لیں گے۔ اور یہ تنخواہ دیں گے۔ پھر اس سے امامت تراویح کا کام لیا جائے۔ اب یہ اجرت بلاشبہ جائز ہے کہ اس کے وقت و پابندی کے مقابل ہے نہ کہ تلاوت قرآن کے۔ بالجملہ آپ یہ آخری دونوں صورتیں اختیار کریں یا ان میں سے کوئی ایک۔ اور فراہمی چندہ کا کام جاری رکھیں۔ پھر اس کی خدمت کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ

صرف الزام سے امامت پر اثر نہیں پڑتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک بچہ جس کی عمر تقریباً بارہ سال ہے وہ یہ کہتا ہے کہ میں مولوی صاحب کے پاس پڑھنے کیلئے گیا تو مولوی صاحب نے باہر کے دروازے کی اور اندر کے دروازے کی کنڈی بند کر لی اور انہوں نے میرا پیار لیا بدفعلی نہیں کی۔ مگر مولوی صاحب کہتے ہیں کہ میں نے دروازے کی کنڈی بند نہیں کی اور نہ ہی میں نے پیار وغیرہ لیا یہ سب مجھ پر الزام ہے مولوی صاحب نے ان سے کہا کہ تمہارے پاس کوئی گواہ ہے انہوں نے گواہ تو پیش نہیں کیا اور کہنے لگے کہ اس میں گواہ کی کوئی ضرورت نہیں۔ تو آپ سے درخواست ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جواب عنایت فرمائیں۔ اور یہ بتائیں کہ کیا بغیر گواہ کے جرم ثابت ہو جاتا ہے اور آیا وہ مولوی صاحب نماز پڑھا سکتے ہیں یا نہیں؟ السائل۔ عبدالعزیز چشتی، گلزار گلی دو قبر نز درحمانی مسجد حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: کسی متشرع و متدین مسلمان کی طرف، خصوصاً جبکہ وہ امامت کے فرائض بھی انجام دیتا ہو، کبیرہ تو کبیرہ، کسی گناہ صغیرہ کی نسبت بھی بلا ثبوت شرعی جائز نہیں۔ اور جو لوگ بلا ثبوت شرعی اس امام پر اس اتہام میں پیش پیش ہیں وہ خود مجرم و ملزم ہیں انہیں خوف خدا کھانا چاہیے۔ لہٰذا صرف ایک نابالغ بچہ کی بات میں آکر، اسے مجرم قرار دینا خود اپنے دل کی کسی چھپی ہوئی عداوت کو ظاہر کرتا ہے۔ بہر حال جب تک بہ ثبوت شرعی وہ الزام ثابت نہ ہو جائے امام کی امامت میں کوئی حرج نہیں۔ پھر اس پر جم جانا اور مخالفت پر اڑ جانا، مسلمان کی شان سے بعید تر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ شعبان المعظم ۱۴۰۲ھ

سودی رقم سے توبہ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: حکومت پاکستان کی طرف سے پاور لوم کے ہر کارخانے دار کو کوآپریٹو سوسائٹی کی طرف سے قرضہ کی اسکیم کے تحت بیس بیس ہزار روپے کی رقم سود پر دی گئی تھی۔ اس سودی رقم کے لینے والوں میں ایک ایسے کارخانہ دار جو کہ حافظ قرآن ہیں اور وقتاً فوقتاً امامت کے فرائض بھی انجام دیتے ہیں اور نماز تراویح میں قرآن پاک سناتے ہیں اور یہ صاحب قرضہ کی آدھی رقم کوآپریٹو سوسائٹی کو ادا بھی کر چکے ہیں آدھی رقم جو واجب الادا ہے باقی ہے اس باقی ماندہ رقم کو کوآپریٹو سوسائٹی کو ادا کرنے کے بعد پھر یہ عہد کرتے ہیں کہ دوبارہ اس قسم کی سودی رقم کو حکومت یا کسی صاحب سے نہیں لیں گے۔ اب ازروئے شرع شریف ایسے صاحب کیلئے امامت یا قرآن مجید تراویح میں سنانے کیلئے کیا حکم ہے۔ ان کے پیچھے نماز فرائض اور تراویح پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

از جانب۔ حافظ محمد حنیف النوری، حیدرآباد سندھ

۷۸۶ الجواب: اللہ عزوجل توبہ قبول فرماتا ہے هو الذی یقبل التوبة عن عباده۔ اور سچی توبہ کے بعد گناہ باقی نہیں رہتے۔ حدیث شریف میں ہے نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں التائب من الذنب کمن لا ذنب له۔ "گناہ سے توبہ کرنے والا، بے گناہ کے مثل ہے"۔ تو توبہ کے بعد اس کی امامت میں کوئی حرج نہیں۔ اور بعد توبہ اس پر اس گناہ کا اعتراض جائز نہیں۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں "جو کسی اپنے بھائی کو، ایسے گناہ سے عیب لگائے جس سے وہ توبہ کر چکا ہے تو وہ عیب لگانے والا نہ مرے گا جب تک وہ خود اس عیب میں مبتلا نہ ہو جائے"۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ شعبان المعظم ۱۴۰۲ھ

تراویح پڑھے مگر روزہ نہ رکھے تو کیا حکم ہے؟

سوال: حضور جناب مفتی محمد خلیل صاحب، السلام علیکم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں کہ:

(۱) روزہ رکھنے والے کو تراویح پڑھنا ضروری ہے یا نہیں؟

(۲) تراویح پڑھتا ہے مگر روزہ نہیں رکھتا اس کے واسطے کیا حکم ہے۔ تراویح پڑھے یا نہیں۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو روزہ رکھتے ہیں تراویح نہیں پڑھتے ہیں بہت سے صرف تراویح پڑھتے ہیں روزہ نہیں رکھتے۔ ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

حبیب احمد، دوبئی مرچنٹ

۷۸۶ **الجواب:** تراویح ہر مرد وعورت سب کیلئے بالاجماع سنت مؤکدہ ہے۔ بلاعذر شرعی اس کا ترک جائز نہیں۔ اور چونکہ یہ سنت عین ہے یعنی مطلقاً ہر مسلمان کے حق میں مسنون۔ تو اگر کسی نے روزہ نہ رکھا یا روزہ رکھنے کا ارادہ اس کا نہیں تب بھی سنت تراویح ادا کرے گا طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے وھی سنة عین موکدة علی الرجال والنساء۔ واللہ اعلم۔

۲۔ اس کا جواب اوپر والے جواب سے ظاہر ہے کہ تراویح تابع روزہ نہیں جو روزہ نہ بھی رکھے تراویح پڑھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ جو لوگ روزہ رکھتے ہیں اور تراویح نہیں پڑھتے وہ ترک سنت کے وبال میں گرفتار ہیں اور جو تراویح پڑھتے ہیں مگر روزہ نہیں رکھتے اگر روزہ نہ رکھنے کا باعث بیماری بالفرض یا کوئی اور ایسا ہی عذر ہے تو ان پر حکم شرعی کے مطابق اس وقت روزہ نہ رکھنے کا گناہ نہیں ہاں قضا بھی نہ کریں اور بحکم شرعی مثلاً شدید کمزوری کے سبب کہ روزہ رکھنے کی طاقت نہیں اس کا فدیہ بھی نہیں دیا تو بے شک گناہگار ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ

ولا الظالین کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان دین اس مسئلہ میں کہ: ولا الظالین پڑھنے والے کے پیچھے اہلسنت و جماعت کی نماز ہوگی یا نہیں؟　　اللہ دتہ قادری، جامع مسجد مدینہ لیاقت کالونی، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** ض، ظ، ذ، ز یہ سب حروف ایکدوسرے سے متبائن اور متغائر ہیں ان میں سے کسی کو، دوسرے سے، تلاوت قرآن میں قصداً بدلنا، اس کی جگہ اُسے پڑھنا، نماز میں ہو خواہ بیرون نماز، حرام قطعی وگناہ عظیم ہے اور تحریف کتاب کریم۔ یہاں تک کہ علماء تصریح فرماتے ہیں کہ جو قصداً ض کی جگہ ظ پڑھے کافر ہے۔ بالجملہ ض کو ظا یا دواد، پڑھنا دونوں حرام۔ جو قصد کرے کہ بجائے ض، ظ پڑھوں گا اسکی نماز کبھی پوری فاتحہ تک بھی نہ پہنچے گی۔ مغلوب، مغظوب کہتے ہی بلاشبہ فاسد وباطل ہو جائے گی۔ ہمارے ہاں ان بلاد میں یہ وباء وہابیہ غیر مقلدین میں بہت پائی جاتی ہے کہ ان کا مقصد ہی مسلمانوں کی نمازوں کو تباہ کرنا ہے۔ ان کی اقتداء میں نماز، یوں بھی کب درست ہے۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

۱۷ شعبان المعظم ۱۴۰۰ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امامت کی شرائط

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

(۱) زید گھر کا سرپرست ہے اور اس کا لڑکا اور پوتا بھی حافظ القرآن ہے مگر پابند صلوۃ نہیں اور سینما اور ٹیلی ویژن بھی دیکھتے ہیں اور داڑھی بھی نہیں رکھتے ہیں۔ از روئے شرع آپ حکم صادر فرمائیں کہ ایسے شخص کو امام بنایا جائے یا کہ نہیں؟ اور اس کے پیچھے نماز بلاکراہت جائز ہے کہ نہیں؟ آپ ہماری رہنمائی فرما کر مطمئن کریں عین نوازش ہوگی۔

(۲) حافظ صاحب کا تیسرا لڑکا جو کہ عمر تقریباً پندرہ سال کے قریب ہے اور اس نے اگلے سال حفظ کیا ہے اگر اس کے پیچھے تراویح پڑھنا جائز ہو تو مسئلہ سے آگاہ فرمائیں؟ سائل۔ محمد عمر قریشی، حاجی اکبر علی، رشی گھاٹ

۷۸۶ **الجواب:** جو شخص پابند صوم وصلوٰۃ نہیں۔ اور سینما بینی وغیرہ کا بھی اسے شوق ہے اور پھر داڑھی بھی نہیں رکھتا، تو جس شخص کے یہ احوال وافعال ہوں وہ فاسق معلن ہے اور فاسق معلن کو امام بنانا گناہ، نماز اس کے پیچھے واجب الاعادہ۔ کہ پڑھ لی تو پھیرنا واجب۔ اگر چہ وہ نماز تراویح ہو یا نماز نفل۔ کہ نفل نماز بھی شروع کرنے پر واجب ہو جاتی ہے۔ آدمی اگر سرے سے تراویح نہ پڑھے تو ترک سنت کا گناہ اس پر لازم۔ اور فاسق معلن کے پیچھے نماز تراویح پڑھ کر نہ دہرائے تو ترک واجب کا مرتکب اور سخت گناہگار۔ تو یہ گناہ اس سے بڑھ کر ہوا۔ اور بچہ جب پورے پندرہ سال کا ہو جائے تو شرعاً بالغ مان لیا جاتا ہے اس سے پہلے نہیں اور پندرہ سال کامل کا ہو جائے تو اس کے پیچھے نماز تراویح جائز ہے۔ جبکہ وہ نماز کے فرائض وواجبات اور مفسدات ومکروہات سے واقف ہو۔ ورنہ نماز اس کے کسی فعل سے فاسد یا مکروہ ہوگی اور اسے پتہ بھی نہ چلے گا۔ تو مقتدی الگ گناہگار اور ان سب کے برابر، اس کے سر پر گناہ کا وبال۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

۲۰ شعبان المعظم ۱۴۰۲ھ

جو پورے سال داڑھی کتروائے اس کی امامت کیسی ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین بیچ اس مسئلہ کے کہ

(۱) کیا اس حافظ قرآن کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے جس کی داڑھی چھوٹی ہے اور وہ سارا سال اس کو کترواتا رہتا ہے؟

(۲) کیا اس حافظ کے پیچھے نماز تراویح پڑھنی جائز ہے جو صرف تراویح پڑھانے کیلئے رمضان المبارک میں داڑھی رکھتا ہے اور ختم قرآن کے بعد داڑھی منڈوا دیتا ہے

اگر ایسا حافظ قرآن نہ ملے جو شریعت کے مطابق داڑھی رکھتا ہو تو اس صورت میں کیا کیا جائے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں صحیح فیصلہ فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ فقط والسلام بندہ ناچیز، عبدالستار غوری، محمدی مسجد کھائی روڈ، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** داڑھی منڈانا یا حد شرع سے کم کر کے کتروانا فسق ہے اور علانیہ خدا اور رسول کے حکم کی خلاف ورزی۔ اس کا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مرتکب فاسق معلن ہے اور فاسق معلن کو امام بنانا گناہ اور نماز واجب الاعادہ ہے کہ پڑھ لی تو دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔ غنیۃ وغیرہ میں ہے لو قدموا فاسقا یاثمون بناء علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریمۃ۔ بلکہ جس کی عادت ہو کہ وہ رمضان کیلئے داڑھی چھوڑ دیتا اور پھر منڈاتا یا کتروا دیتا ہے وہ اگر چہ فی الحال توبہ بھی کرے تب بھی اس کا اعتبار، اس وقت کریں کہ اس کی داڑھی حد شرع کو پہنچ جائے اور پھر وہ نہ کتروائے۔ قرآن کریم نے فرمایا ثم تاب من بعد...... تو جب تک اصلاح کے آثار نمودار نہ ہوں خدائے عزوجل کے یہاں اس کی توبہ کا بھی اعتبار نہیں۔ ہاں اگر صحیح العمل، حافظ قرآن نہ ملے تو کسی صحیح القراۃ کو امام بنا کر الم تر کیف سے تراویح پڑھیں تاکہ اس گناہ سے بچیں جو اسے امام بنا کر ان کے نامۂ اعمال میں لکھا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

۲۶ شعبان المعظم ۱۴۰۲ھ

کالا خضاب لگانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ازروئے شریعت کالا خضاب لگانا جائز ہے یا نہیں اور کالے خضاب سے داڑھی رنگنے والے کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟ جواب بالصواب عنایت فرمائیں۔

سائل۔ محبوب بھائی، محمد شفیق، جمیل احمد سرفراز کالونی حیدرآباد

https://t.me/tehqiqat

۷۸۶ الجواب: صحیح مذہب میں سیاہ خضاب، حالت جہاد کے سوا، مطلقاً حرام ہے۔ جس کی حرمت پر احادیث صحیحہ ومعتبرہ گواہ ہیں۔ ایک حدیث شریف میں ہے کہ ''جو سیاہ خضاب کرے اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کی طرف نظر رحمت نہ فرمائے گا''۔ دوسری حدیث میں وارد کہ ''زرد خضاب ایمان والوں کا اور سرخ اسلام والوں کا اور سیاہ خضاب کافروں کا''۔ اور شک نہیں کہ جو اس کا عادی ہو وہ بے شک گناہ کا مرتکب ہے اور گناہ صغیرہ بھی ہو تو اس پر اصرار، اسے کبیرہ بنا دیتا ہے اور اس کا مرتکب فاسق معلن ہے۔ علی الاعلان بیباکی سے گناہ کا ارتکاب کرنے والا۔ اور فاسق معلن کو امام بنانا گناہ، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی۔ جس کا اعادہ واجب۔ (تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

۱۵ صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

امام کا نالی صاف کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک امام صاحب جو کہ امامت ومؤذنی کے فرائض انجام دیتے ہیں وہ مسجد کی صفائی کے علاوہ وضوخانہ کی نالی کی صفائی بھی کرتے ہیں۔ آیا ان کے پیچھے نماز کا پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ سائل۔ نور محمد، نور مسجد گاڑی کھاتہ، حیدرآباد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب:** اگر امام مذکور، شرائط کا جامع اور شرعاً اس کا اہل ہے تو موجودہ صورت میں نماز پڑھنا اس کے پیچھے جائز ہے بغیر کسی کراہت کے۔ لیکن از انجا کہ امام مسجد کو اپنے اعمال و افعال میں، مقتدیوں سے بہتر ہونا چاہیے، اس کا الزام اہل محلہ پر آتا ہے۔ اہل محلہ یا مسجد کی انتظامیہ کو چاہیے کہ وہ کسی مؤذن کا بھی انتظام کرے۔ بعض نازک مزاج بلکہ نفاست پسند طبیعتیں اس بات کو بہت معیوب اور قابل شرم سمجھتی ہیں اور اس بنا پر وہ مسجد بھی چھوڑ سکتے ہیں اور یہ امر پھر تقلیل جماعت پر منتج ہوگا یعنی جماعت سے نماز پڑھنے والوں کی تعداد میں کمی آئے گی۔ اور ہر وہ امر جو اس کمی کا، باعث ہو کم از کم مکروہ ضرور ہے۔ واللہ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم ربیع الاول شریف ۱۴۰۰ھ

کیا تراویح کا امام فرض پڑھا سکتا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ: ایک لڑکا حافظ محمد ثناء اللہ عمر ۱۷ سال پچھلے سال تراویح بھی پڑھا چکا ہے۔ پیش امام مسجد کی عدم موجودگی میں فرض نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

فقط والسلام علیکم، عبد الرزاق قادری نقشبندی، سرفراز کالونی حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** جس کے چہرے پر داڑھی نمودار نہ ہوئی ہو اور وہ بالغ اور امامت کا اہل ہو تو اس کے پیچھے نماز شرعاً درست و جائز ہے۔ ہاں اگر ایسا خوبصورت ہو کہ فساق کیلئے محل شہوت ہو تو اس کی امامت خلاف اولیٰ ہے ورنہ نہیں۔ (درمختار و ردالمحتار)۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ ربیع الاول شریف ۱۴۰۰ھ

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان دین و شرع متین بیچ اس مسئلہ کے کہ: ایک شخص جس کی عمر سترہ (۱۷) سال ہے، حافظ قرآن ہے۔ مسائل طہارت اور نماز سے واقفیت رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ گزشتہ ماہ رمضان المبارک میں صلوۃ التراویح اور صلوٰۃ الوتر کی امامت پابندی سے کر چکا ہے۔ لیکن ابھی اس کی داڑھی قدرتی طور پر نہیں نکلی ہے۔ جبکہ سن بلوغ میں داخل ہو چکا ہے۔ کیا ایسے شخص کی امامت میں فرض نماز کا پڑھنا جائز ہے عمومی طور پر یا کسی مستقل امام کی غیر موجودگی میں۔ برائے مہربانی جواب قرآن و حدیث اور فقہ حنفیہ کی روشنی میں مرحمت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ جمشید علی، سرفراز کالونی حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** جبکہ وہ امام، شرائط امامت کا جامع اور نماز پڑھانے کا اہل ہے یعنی کوئی بات اس میں ایسی نہیں جس کے سبب اس کی امامت باطل و گناہ ہو اور ہو بھی وہ بالغ۔ یعنی پندرہ برس کامل کا۔ تو اس کے چہرہ پر داڑھی نہ نکلنا کوئی جرم نہیں کہ نماز میں خرابی آئے۔ ہاں اگر حسین و جمیل خوبصورت ہو کہ فاسقوں اور بیباکوں کیلئے شہوت کا محل ہو تو اس کی امامت صرف خلاف اولیٰ ہے۔ جس کی صحت میں کوئی کلام نہیں۔ اور اگر وہ ایسا خوبصورت نہ ہو تو پھر خلاف اولیٰ بھی نہیں۔ درمختار میں ہے تکرہ خلف امرد۔ ردالمحتار میں ہے قال الرحمتی المراد به الصبیح الوجه لانه محل الفتنة۔ اب یہ امامت خواہ پنجگانہ ہو یا گاہ بگاہ، امام متعین کی غیر موجوگی میں۔ حکم دونوں حالتوں میں یکساں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ ربیع الاول شریف ۱۴۰۰ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خضاب کی حالت میں جو نمازیں پڑھائیں ان کے دھرانے کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک پیش امام صاحب سیاہ خضاب لگاتے رہے کچھ عرصہ کے بعد اس نے کہا کہ اپنی اپنی نمازیں لوٹاؤ کیونکہ میں خضاب لگاتا تھا۔ کیا کالے خضابی کے پیچھے پڑھی ہوئی نماز لوٹائی جائے گی یا نہیں؟ بینوا، توجروا سائل۔ حافظ محمد طفیل، پولیس لائن

۷۸۲ **الجواب:** اگر نمازیوں کو معلوم تھا کہ امام مسجد، سیاہ خضاب کرتا ہے اور اس کے باوجود وہ اس کی اقتداء میں نمازیں ادا کرتے رہے تو بلاشبہ وہ اپنے فعل کے خود ذمہ دار ہیں اور ان پر ان تمام نمازوں کا اعادہ واجب ہے جو اس امام کے پیچھے پڑھیں۔ اور اگر نمازیوں کو امام کے اس فعل ناجائز کا علم نہ تھا محض بے خبری میں اس کی اقتداء کرتے رہے اور اب اس امام نے اس کا اعلان کیا تو ظاہر ہے کہ ان پر ان نمازوں کا اعادہ واجب نہیں۔ اس کی نظیر ہے وہ مسئلہ کہ امام نے اپنا کافر ہونا بتایا تو پیشتر کے بارے میں اس کا قول نہیں مانا جائے گا۔ اور جو نمازیں اس کے پیچھے پڑھیں ان کا اعادہ نہیں۔ ہاں اب وہ مرتد ہو گیا۔ (درمختار) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ ربیع الاول شریف ۱۴۰۰ھ

جھوٹ بولنا فسق ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: اگر کوئی عالم دین یا مولوی اسٹیج پر کھڑا ہو کر غلط بیانی کرے یا جھوٹ بولے (کسی کی خوشنودی کیلئے) کیا اس کے پیچھے نماز جائز ہے۔ اور اس عالم دین کیلئے کیا حکم ہے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں فتویٰ صادر فرمائیں۔ مبارک حسین، چیتل چاڑھی، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** جھوٹ ایک ناپاک عیب ہے اور کسی کی خوشنودی کیلئے بولنا اور بھی زیادہ معیوب۔ اگر وہ اس سے علی الاعلان توبہ نہ کرے تو فاسق معلن ہے اور فاسق معلن کو امام بنانا گناہ۔ اور نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ کہ پھیرنی واجب اور جب وہ علی الاعلان توبہ کرلے اور امامت کا اہل بھی ہو تو اب اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا درست ہے کہ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

امام پر مختلف اعتراضات، اور ان پر شرعی حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین درج ذیل مسائل کے بارے میں کہ

(۱) ایک امام مسجد، مسجد میں بچوں کو پڑھاتے ہیں اور عید قرباں کے موقعہ پر "مدرسہ دار العلوم" کے نام کا بورڈ لگا کر چرم قربانی اور چندہ جمع کرتے ہیں جس کی رقم زیادہ تر ان کی تنخواہ پر خرچ ہوتی ہے حالانکہ وہ مسجد سے الگ تنخواہ وصول کرتے ہیں سوال یہ ہے کہ کیا ایسے مدرسہ کیلئے قربانی کی کھالیں جمع کرنا، اور مسلمانوں کو اس میں دینا شرعاً درست ہے؟

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(۲) مسجد کی دوکانوں میں ایک کرایہ دار بھی رفاہی کاموں کیلئے قربانی کی کھالیں اور سال بھر تک مختلف مدات میں اعانت، چندہ وغیرہ جمع کرتے ہیں اور تبلیغی، دینی ورفاہی کاموں میں صرف کرتے ہیں۔ امام صاحب اس کو منع کرتے ہیں اور طرح طرح سے تنگ کرتے ہیں۔ مثلاً اس کے کرایہ نامے میں یہ لکھنے پر مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ ایسے کام سرانجام نہ دے گا۔ کبھی اس کی دوکان کے سامنے قنات لگا کر رکاوٹ پیدا کی جاتی ہے۔ جسے پولیس کی مدد سے ہٹانا پڑتا ہے کبھی مزدور لیکر دوکان توڑنے آجاتے ہیں۔ اور تھانہ میں طلبی پر جھوٹ سچ بول کر چھوٹ آتے ہیں۔ کبھی جھوٹا کیس کرتے ہیں کہ دوکان خالی کردو، مسجد کی توسیع کیلئے ضرورت ہے۔ کبھی کہتے ہیں کہ بجلی کی لائن ادھر سے کٹوادیں گے اور کئی مرتبہ ان کی جمع کی ہوئی کھالیں سڑک پر پھینک کر بے حرمتی کر چکے ہیں کیا شرعاً اس کی گنجائش ہے؟

(۳) مختار کل بنے ہوئے ہیں اور عملاً تمام آمد و خرچ امام صاحب ہی کرتے ہیں۔ حساب کتاب کے نام سے تن بدن میں آگ لگ جاتی ہے ایک صاحب نے 50 روپے چندہ جمع کر [illegible] رسید طلب کی، تو بغیر دستخط دیدی۔ دستخط پر اصرار کیا گیا تو غصہ سے رسید پھاڑ کر پھینک دی۔ دو ممبران کمیٹی اور ایک صدر نے حساب کتاب کا مطالبہ کیا تو غلط سلط الزامات لگا کر انہیں نکلوایا، آج تک مسجد یا مدرسہ کا حساب مسجد میں آویزاں نہ کیا۔ کیا یہ طرز عمل اسلام کے مطابق ہے؟

(۴) مسجد کے چندے کی رقم سے قرض لیکر امام صاحب کے گھر میں ٹی وی خریدنا کیسا ہے؟

(۵) امام صاحب کرایہ دار مذکور کے سلام کا جواب نہیں دیتے، غصہ سے منہ پھیر لیتے ہیں برسوں سے یہ حالت ہے کیا شرعاً و اخلاقاً یہ درست رویہ ہے؟

(۶) امام صاحب جھوٹ، چغلی غیبت کو عیب ہی نہیں سمجھتے۔ توجہ دلانے پر فرماتے ہیں مسجد کی خاطر سب کچھ کرنا پڑتا ہے۔ جلن، حسد، غرور، تکبر ایک ایک بات سے ٹپکی پڑتی ہے۔ اللہ کو رازق نہ سمجھنا، اپنے کو مختار کل سمجھنے والے درج بالا صفات رکھنے والے امام کے پیچھے نماز ہوسکتی ہے؟

(۷) ستائیسویں شب امام صاحب کی خواتین، کا محلہ کی دیگر غیر محرم خواتین، کے ہمراہ چراغاں دیکھنے کیلئے آنا، اور حجرہ میں بیٹھ کر شیرینی سے مستفیض ہونا کیا فضیلت رکھتا ہے؟

(۸) مسجد کے سامان کو مثلاً فرش، دریاں، ٹائلز، کھڑکی، ٹونٹیاں، پنکھے، پانی کی موٹر وغیرہ کو ریٹائرڈ قرار دیکر چپ چاپ اپنے گھر میں استعمال کرنا یا برائے نام قیمت دیدینا، مسجد کی دیوار کے گھنٹے کو چپ چاپ اپنے ملنے جلنے والوں کو معمولی قیمت پر دیدینا کہاں تک درست ہے؟ کیا اس کیلئے جمعہ کے بڑے مجمع میں اعلان کرنا، نوٹس مسجد میں لگا کر نیلام عام کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ قیمت حاصل کر کے مسجد کے فنڈ میں جمع کرانا ضروری نہیں؟

۷۸۶ **الجواب:** (۱) عید قرباں کے موقع پر "مدرسہ دار العلوم" کا بورڈ لگا کر، چرم قربانی اور چندہ وصول کرنا اور (۲) مسجد سے تنخواہ پانے کے باوجود اس کا (۳) زیادہ تر حصہ بنام تنخواہ اپنے صرف میں لانا، (۴) مسجد کی دوکانوں کے کرایہ داروں کو خواہ مخواہ پریشان کرنا۔ (۵) مسجد کی تمام آمدنی و مصارف کا باقاعدہ حساب نہ رکھنا اور (۶) حساب طلبی پر ہنگامہ برپا کرنا۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(۷) مسجد کی جمع شدہ رقوم سے بطور قرض کچھ رقم لیکر (۸) ٹی وی خریدنا، اسے (۹) اپنے گھر میں رکھنا، اور (۱۰) ظاہر ہے کہ اس کے جائز و ناجائز پروگراموں سے شوق فرمانا۔ (۱۱) اپنے مسلمان بھائی کے سلام کا جواب دینے کے بجائے (۱۲) اس سے منہ پھیر لینا (۱۳) چغلی وغیبت کو اپنا روزانہ کا معمول بنالینا اور (۱۴) ٹوکنے پر یہ کہنا کہ مسجد کی خاطر (۱۵) سب کچھ کرنا پڑتا ہے۔ (۱۶) غرور وتکبر جیسی قبیح و مذموم عادتوں سے متصف ہونا اور مسجد (۱۷) کے سامان کو خواہی نخواہی ناقابل استعمال قرار دیکر (۱۸) اپنے استعمال میں لانا (۱۹) یا برائے نام قیمت دیکر اسے اپنے لئے خرید لینا (۲۰) یا کسی اور کو معمولی قیمت پر فروخت کردینا، جس شخص کے یہ حالات و عادات واقوال وافعال ہوں وہ نرا فاسق وفاجر ہی نہیں بلکہ فاسق معلن، علی الاعلان فسق وفجور کا مرتکب ہے۔ مسجد کی انتظامیہ پر لازم ہے کہ وہ اسے مسجد سے معزول کردیں۔ اسے امام بنانا گناہ ہے اور اس کے پیچھے نماز کم از کم سخت مکروہ، اور واجب الاعادہ ہے۔ جب اس کے فسق و بے باکی کی یہ حالت ہے کہ وہ مسجد کی خاطر، ناجائز اور مکروہ وحرام فعل سے بھی دریغ نہیں کرتا تو کیا عجب ہے کہ اپنی امامت کی خاطر، بے وضو نماز پڑھادیتا ہو۔ یا جاڑے کے دنوں میں، خواہ ویسے ہی نہانے کی کاہلی سے امامت کرلیتا ہو کہ چغلی وغیبت کو جائز ومشروع قرار دیکر اسے اپنا معمول بنالینا اور پھر اندھی اوندھی تاویلیں کرلینا، بے وضو نماز ٹرخانے سے کچھ کم تو نہیں۔ اس کی بیباکی وجرأت اسی بات سے ظاہر ہے کہ وہ اپنی من مانی حرکتوں کو جاری رکھنے کیلئے مسجد کی انتظامیہ میں انتشار اور نمازیوں میں افتراق پھیلا دیتا ہے۔ غنیۃ شرح منیہ میں ہے کہ انهم لوقدموا فاسقا یاثمون بناء علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریمة لعدم اعتنائه بامور دینه وتساهله فی الاتیان بلوازمه۔ یعنی اگر لوگوں نے کسی فاسق وفاجر کو امامت کیلئے آگے بڑھادیا تو وہ خود گنہگار ہوں گے اس لئے کہ اسے امامت نماز کیلئے مقدم کرنا، مکروہ تحریمی ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ وہ دینی امور کا لحاظ واہتمام نہیں کرتا اور احکام شرعیہ کی تعمیل میں تساہل ولاپرواہی سے کام لیتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳۰ ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

امام پر الزامات ثابت ہوں تو توبہ کرائیں

سوال: حضرت قبلہ محترم جناب مفتی خلیل برکاتی صاحب، مہتمم دار العلوم احسن البرکات ہوم اسٹیڈ ہال

عالی جناب! آپ سے کچھ سوالات کے جوابات بمعہ فتوے کے چاہئیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں مسئلہ کو شرعی وفقہی طریقہ سے حل فرما کر تمام مسلمانوں کو مشکور فرمائیں۔

۱۔ مسجد قادری اسٹیشن روڈ کے پیش امام صاحب جن کا نام اعجاز احمد شیروانی ہے مسجد کا دروازہ بغیر اجازت لوگوں کے اٹھا کر لے گئے اس کے بارے میں امام کے متعلق شرع کیا کہتی ہے؟

۲۔ ممبر رسول ﷺ پر دوران وعظ بہتان طرازی اور لوگوں کے درمیان نفاق ڈالتے ہیں۔ بعد میں جب مسجد کمیٹی ارکان ان سے معلوم کرتے ہیں تو اپنے بیان سے منکر ہو جاتا ہے۔ کافی لوگوں نے اس امام کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دی ہے۔ اس کے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

۳۔ مسجد کے برابر قبرستان ہے۔ انہوں نے ایک دوکاندار سے کہا مسجد کے مؤذن کے سامنے، کہ قبرستان والی جگہ کو مسجد کے اندر لے لیا جائے۔ اور یہ کہا کہ قبرستان والے پیار سے جگہ نہیں دیں گے۔ بلکہ ان سے زبردستی جگہ کو لینا پڑے گا۔ اس کے متعلق آپ کا فیصلہ کیا ہے۔ آیا اس قسم کے امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ فتویٰ دیجئے

گواہان: ۱۔ حاجی محمد سموں سابق متولی، ۲۔ محمد افسر ملک، ۳۔ اعجاز خان ناغڑ چیئرمین زکوٰۃ وعشر کمیٹی، ۴۔ عبدالخالق مؤذن

بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خان برکاتی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گذارش یہ ہے کہ میں قادری مسجد کا پیش امام اور عرصہ ایک سال آٹھ ماہ سے خدمت کر رہا ہوں لہٰذا جو آپنے میرے متعلق فتویٰ صادر فرمایا ہے اس فتویٰ پر آپ سے گذارش ہے کہ آپ ان کے سامنے اور ہماری موجودگی میں شرعی فیصلہ عنایت فرمادیں اور تمام نمازیوں کی خواہش ہے کہ قادری مسجد میں تشریف لا کر غلط فہمی کو دور فرمادیں یہ آپ کا احسان ہم تمام نمازیوں پر ہوگا امید ہے کہ آپ ہماری درخواست قبول فرما کر تمام نمازیوں پر احسان فرمائیں گے۔

مولانا اعجاز احمد شیروانی قادری مسجد اسٹیشن روڈ، اسد اللہ، اخلاق احمد،

اسلم وحید، شریف مشتاق، مرزا محمد اسلم، محمد عثمان، منظور احمد، عبدالشکور، محمد امان ملک

۷۸۱ **الجواب:** امام مسجد کی جانب جن باتوں کی نسبت کی گئی ہے اگر وہ باتیں واقعی اس سے صادر ہوئی ہیں جیسا کہ گواہ بیان کرتے ہیں اور کوئی وجہ نہیں کہ وہ جھوٹ بولیں اور ناحق تہمت جڑیں۔ تو اس امام سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے اور مسجد کی جو چیزیں اس نے اپنے قبضہ وتصرف میں لے لی ہیں وہ اس سے واپس لی جائیں۔ اگر وہ توبہ کر لے فبہا۔ ورنہ مسجد کی انتظامیہ اسے معزول کر دے۔ ایسا خائن اور بہتان طراز، امامت کا اہل نہیں۔ حدیث شریف میں وارد کہ "اگر تم اپنی نمازوں کا قبول ہونا چاہتے ہو تو اپنوں میں سے بہتر کو امام بناؤ" ظاہر ہے کہ یہ سب باتیں علی الاعلان فسق وفجور میں داخل ہیں اور ان کا مرتکب فاسق معلن ہے اور فاسق معلن کو امام بنانا گناہ۔ اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی، کہ پڑھ لی تو اس کا دہرانا واجب۔ غنیۃ شرح منیہ میں ہے لو قدموا فاسقا یاثمون الخ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ جمادی الاولیٰ سن ۱۴۰۰ھ

امام پر جھوٹ لگانے سے امام جھوٹا نہ ہوگا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ہمارے علاقے کی عشروزکوٰۃ کمیٹی کا الیکشن دوبارہ ہوا۔ پہلی کمیٹی کی مدت کے چیئرمین صاحب چونکہ پڑھے لکھے نہیں تھے اور نہ علم دین میں کوئی دسترس رکھتے تھے بایں وجہ عوام کی اکثریت نے (اسے دینی فریضہ سمجھتے ہوئے) مقامی مسجد کے امام صاحب کو سابقہ چیئرمین کے مقابلہ پر کھڑا کر دیا حالانکہ امام موصوف نے بہت عذر کئے لیکن عوام کی ضد کے آگے مجبور ہو گئے۔ الیکشن سے چند دن قبل امام صاحب نے بعد نماز

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عشاء نمازیوں کے سامنے اپنی پریشانی کا اظہار کیا کہ میرا ذہنی سکون ختم ہوگیا الیکشن کے چکر میں آپ حضرات مجھ کو مشورہ دیں میں کیا کروں۔ جماعت میں سے ایک مولانا صاحب (جنکی سکونت یہیں ہے) نے کھڑے ہوکر مختصر تقریر فرمائی اور آخر میں درخواست کی ان لوگوں سے (کہ جو بضد ہیں کہ امام صاحب کو کامیاب کریں گے) کہ جب امام صاحب موصوف نہیں پسند کرتے تو آپ حضرات ان کو معاف فرمائیں اور اپنے میں سے کسی کو نامزد کرلیں لیکن اس کا بھی کوئی خواطر خواہ اثر نہیں ہوا بالآخر امام صاحب موصوف الیکشن کے دن گھر پر آ کر اپنے ساتھ لے گئے اس جگہ جہاں کہ الیکشن ہونے والا تھا چنانچہ اکثریت کی ضد کے آگے امام موصوف مجبور تھے۔ الیکشن میں امام صاحب موصوف کو کامیابی ہوئی۔ مخالف گروہ کے لوگ یہ پروپیگنڈہ کررہے ہیں کہ امام موصوف نے مسجد میں اعلان کر کے انحراف کیا (حالانکہ یہ نہیں کہا تھا کہ میں حصہ لونگا یا نہیں لونگا) لہٰذا انکے پیچھے نماز نہیں ہوگی از راہ کرم شریعت مطہرہ کی روشنی میں اس کا جواب عطا فرمائیں۔ شکریہ

فقط محمد احمد خاں، ماسٹر مظہر الدین، روبرو یونائیٹڈ بینک لمیٹیڈ کوٹری

۷۸۶ الجواب: ان حالات میں امام صاحب کا کوئی جرم نظر نہیں آتا۔ اور جسے لوگ انحراف کہہ رہے ہیں وہ ان کی طرف سے انحراف نہیں۔ خود ان کا اپنا ارادہ وہ تھا کہ حصہ نہ لیں لیکن لوگوں نے مجبور کیا اور وہ اپنے ارادہ میں کامیاب نہ ہوسکے۔ بالجملہ اگر وہ صحیح العقیدہ، صحیح العمل اور صحیح القراۃ امام ہیں تو اب بھی ان کی امامت میں کوئی مضائقہ نہیں۔ واللہ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ شعبان المعظم ۱۴۰۰ھ

داڑھی منڈے کی امامت مکروہ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین بیچ اس مسئلہ کے کہ: داڑھی منڈے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں اگر کوئی داڑھی منڈا حافظ کسی مسجد میں نماز تراویح پڑھاوے تو اس کے پیچھے نماز تراویح پڑھنی چاہیے یا نہیں اور جو امام یہ کہے کہ داڑھی منڈے کے پیچھے نماز پڑھنی درست ہے اس کیلئے شرعی حکم کیا ہے؟ بحوالہ مسئلہ کی وضاحت فرمادیں مہربانی ہوگی۔

السائل۔ مولوی اعجاز احمد شیروانی، رشی گھاٹ روڈ عثمان آباد بلال مسجد حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: داڑھی منڈانا یا حد شرع سے کم رکھنا یعنی کتروانا گناہ وفسق ہے اور اس کا مرتکب فاسق اور فاسق کو امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ۔ غنیہ میں ہے کہ لو قدموا فاسقا یاثمون۔ یعنی اگر لوگ کسی فاسق معلن کو (کہ علی الاعلان گناہ کرتا ہے) امام بنائیں تو اس کا گناہ ان سب پر ہوگا۔ (فتاوٰی رضویہ وغیرہ) اور امامت میں کسی نماز کی تخصیص نہیں فرض وواجب ونفل سب کا یہی حکم ہے۔ بلکہ تراویح بھی۔ ایک اور قباحت یہ کہ آدمی اگر سرے سے تراویح نہ پڑھے تو ترک سنت کا گناہ اس پر لازم، اور فاسق کے پیچھے نماز تراویح پڑھ کر نہ دہرائے، تو ترک واجب کا وبال اس پر آئے گا کہ اب اس نے واجب چھوڑا۔ فاسق معلن کے پیچھے جو شخص نماز درست بتاتا ہے وہ نئی شریعت گھڑتا ہے۔ مسلمان ہرگز اس کی بات نہ سنیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ شعبان المعظم ۱۳۹۹ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سیاہ خضاب لگانے والے کی امامت گناہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک شخص جس کے بال سفید ہو چکے ہیں۔ وہ شخص اپنے بالوں کو کالا کرنے کیلئے خضاب استعمال کرتا ہے آیا اس شخص کا یہ فعل شرعی طور پر جائز ہے یا ناجائز اور وہ خطابت وامامت کے فرائض سرانجام دے سکتا ہے؟ بینوا، توجروا

السائل۔ مولوی محمد شریف خان، نقشبندی، متعلم جامعہ رکن الاسلام، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** سیاہ خضاب خواہ مازو وہلیلہ ونیل کا ہو، خواہ نیل وحنا مخلوط، خواہ کسی چیز کا، سوائے مجاہدین کے سب کو مطلقاً حرام ہے۔ اور صرف مہندی کا سرخ خضاب یا اس میں نیل کی کچھ پتیاں ملا کر جس سے سرخی میں پختگی آجائے اور رنگ سیاہ نہ ہونے پائے سنت مستحبہ ہے۔ تفصیل کیلئے امام اہلسنت امام احمد رضا خاں قدس سرہ کا رسالہ مبارکہ "حک العیب" دیکھیں۔ اور جب سیاہ خضاب حرام ہے تو اس کا مرتکب فاسق معلن ہوا اور فاسق معلن، امامت کا اہل نہیں۔ اسے امام بنانا گناہ ہے اور نماز اس کے پیچھے مکروہ تحریمی واجب الاعادہ۔ غنیۃ المستملی وغیرہ میں ہے **لو قدموا فاسقا یاثمون**۔ اگر سائل خود بھی امام ہے اور سیاہ خضاب لگاتا ہے تو چاہئے کہ توبہ کرے، اپنی اصلاح کرے اور آئندہ سیاہ خضاب نہ لگائے اور اگر اس سے نہ روک سکتا ہو تو امامت چھوڑ دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ شوال المکرم ۱۴۰۲ھ

امام کا مسجد کے درمیان میں ہونا سنت متوارثہ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: محراب مسجد کا درمیان میں ہونے کے بجائے دائیں طرف والا حصہ، بائیں طرف والے حصے سے کچھ کم ہے۔ یعنی امام کے دائیں طرف دس آدمی کھڑے ہوتے ہیں اور بائیں طرف پندرہ آدمی۔ قرآن وسنت کی رو کے مطابق آپ ارشاد فرمائیں کہ ہماری نماز ہو جائے گی یا نہیں؟ اور کراہت وبلا کراہت کے ہوگی یا بالکل نہیں؟ کیونکہ لوگ ہمیں کہتے ہیں کہ امام کو نمازیوں کے درمیان میں کھڑا ہونا ضروری ہے ورنہ نماز نہیں ہوگی؟ السائل۔ محمد ابراہیم

۷۸۶ **الجواب:** امام کیلئے سنت متوارثہ کہ زمانہ اقدس سے ابتک مسلمانوں میں معہود ومعمول ہے، وسط مسجد میں قیام ہے کہ صف پوری ہو تو امام، وسط صف میں ہو۔ یہی جگہ دراصل محراب حقیقی ہے۔ محراب صوری کہ طاق نما ایک خلا، دیوار قبلہ کے وسط میں بنایا جاتا ہے اس کا بنانا حادث ہے اور اسی محراب حقیقی کی علامت ہے۔ یہ علامت اگر غلطی سے، وسط سے ہٹ کر بنائی جائے تو اس کا اتباع نہ ہوگا بلکہ وہی رعایت، درمیان میں کھڑے ہونے کی ملحوظ رہے گی۔ تاکہ سنت کا اتباع ہو جائے اور نماز میں کراہت نہ آئے۔ اور حدیث کی تعمیل بھی ہو جائے کہ فرمایا **توسطوا الامام**۔ امام کو وسط میں رکھو۔ علمائے کرام نے کسی واقعی مجبوری کے بغیر، امام کو وسط مسجد سے ہٹ کر کھڑا ہونا مکروہ بتایا ہے۔ نماز ہو جائے گی لیکن مکروہ تنزیہی۔ اس سے بچنا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چاہیے۔(فتاوٰی رضویہ وغیرہ) واللہ تعالٰی اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ جمادی الآخری سن ۱۴۰۱ھ

وہابی خود کو سُنّی کہے تو امامت جائز نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اہلسنت و جماعت بیچ اس مسئلہ کے کہ: زید ہمارے شہر کی مرکزی جامع مسجد کا امام ہے، لیکن صلوٰۃ وسلام کا منکر ہے۔ جب کبھی سلام پڑھا جاتا ہے تو قیام ہرگز نہیں کرتا بلکہ بیٹھا رہتا ہے اور اپنے متعلق علی الاعلان بتاتا ہے کہ میں دیوبندی مسلک سے تعلق رکھتا ہوں اور ایسی بات کا پابند نہیں۔ آیا اس دیوبندی امام کے پیچھے ہم اہلسنت و جماعت بریلوی مسلک والوں کی نماز ہوتی ہے یا نہیں اور اس قسم کے امام کو اپنی مسجد میں رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب باصواب، مطابق مسلک حق، اہلسنت و جماعت بریلوی حنفی کے مطابق عنایت فرمائیں۔ بینوا، توجروا

السائل۔ رانا نعمت علی، پوسٹ آفس دھورو نارو ضلع تھرپارکر

۷۸۲ **الجواب:** جو اپنے آپ کو دیوبندی کہے یا سنی بتائے اور ہو عقیدتاً دیوبندی وہابی، تو ایسے کے پیچھے نماز باطل محض ہے۔ ہوگی ہی نہیں۔ فرض سر پر رہے گا اور ان کے پیچھے پڑھنے کا شدید عظیم گناہ۔ علامہ امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر شرح ہدایہ میں، ہمارے تینوں ائمہ مذہب، امام اعظم ابوحنیفہ و امام ابویوسف و امام محمد رضی اللہ تعالٰی عنہم سے نقل فرماتے ہیں لا تجوز الصلوۃ خلف اھل الاھواء۔ اس حکم میں سب برابر ہیں نماز پنجگانہ ہو خواہ جمعہ یا عیدین یا جنازہ یا تراویح۔ کوئی نماز ان کے پیچھے ہو سکتی ہی نہیں۔ بلکہ اگر ان کو قابل امامت یا مسلمان جاننا در کنار، ان کے کفر میں شک کرے تو خود کافر ہے جبکہ ان کے خبیث اقوال پر مطلع ہو۔ اس امام کے پیچھے جو نمازیں بے خبری میں پڑھیں، ان کا علاج ایک تو توبہ ہے۔ دوسرے یہ ضروری ہے کہ ان نمازوں کی قضا پڑھی جائے۔ اندازہ اتنا کر لیا جائے کہ کوئی نماز باقی نہ رہ جائے زیادہ ہو جائے تو حرج نہیں۔ (فتاوٰی رضویہ جلد سوم) ہر مسلمان نمازی پر لازم ہے کہ اس امام کی معزولی میں کوشش کرے۔ اور بس نہ چلے تو اپنی نماز دوسری مسجد میں جہاں کا امام سنی صحیح العقیدہ ہو اور فاسق معلن نہ ہو، ادا کرے۔ واللہ تعالٰی اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ ذی الحجہ سن ۱۴۰۱ھ

صحیح العقیدہ امام کے درس کے وقت شور مچانا شر ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: جبکہ ایک صحیح العقیدہ عالم دین پیش امام بعد نماز ظہر و بعد نماز عصر درس قرآن شریف وحدیث دیتے ہیں اور اسی وقت غیر محلہ میں آباد چند مقتدی درس قرآن کے مقابلہ میں ایک عام اردو کتاب میں سے زبانی بات سنانے لگ جاتے ہیں ظاہر ہے اس دوران میں درس قرآن وحدیث میں خلل واقع ہوتا ہے اور جب انہیں اس بات سے باز رہنے کو کہا جاتا ہے تو مسجد میں جھگڑا فساد کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ برائے کرم اس مسئلہ کا قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیں کہ کون حق پر ہے اور کون ناحق ہے؟ مہربانی ہوگی۔ اہل محلہ و نمازی، مسجد قبا، حالی روڈ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب:** امام جبکہ صحیح العقیدہ اور قابل اعتماد سنی عالم ہے اور وہ کسی مقررہ یا غیر مقررہ وقت پر قرآن وحدیث کا درس دیتا ہے تو اسی وقت، مسجد میں، اسی امام کے ہم عقیدہ مسلمان بھی کہ اسی محلہ میں مقیم اور اسی امام کے مقتدی ہیں، ایسی معاندانہ حرکت کریں تو انہیں بھی اس سے روکا جائے گا تاکہ مسلمانوں میں انتشار واضطراب نہ پھیلے۔ نہ کہ غیر محلہ میں آباد، اس محلہ میں آ کر، نمازی بننے والے ایسی ناشائستہ حرکات کے مرتکب ہوں۔ یہ تو صراحۃً مسلمانوں کو ایک دوسرے سے بھڑانا اور ان میں اختلاف وافتراق پھیلانا ہے اہل مسجد کو حق ہے کہ وہ انہیں اس سے روک دیں۔ اور یوں باز نہ آئیں تو حکومت سے مدد لیں۔ قرآن حکیم کی تلاوت کے وقت، غل غپاڑہ مچانا، قرآن کریم نے کفار کا شیوہ بتایا ہے۔ ان لوگوں سے پوچھنا چاہیے کہ تم درس قرآن کے وقت جو اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بناتے ہو یہ کس کے طریقہ کو اختیار کر رہے ہو۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ ان لوگوں کا تعلق نام نہاد تبلیغی جماعت سے ہے اور تبلیغی جماعت، وہابیت پھیلاتی ہے اور در پردہ لوگوں کو نجدیت کی طرف بلاتی ہے۔ ایسا ہے تو حکم اور شدید ہو جاتا ہے کہ اب بات جھگڑے فساد سے بڑھ کر، دین وایمان اور عقیدے تک پہنچتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فتنہ وشر سے مسلمانوں کو بچائے۔ آمین واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ ذی الحجہ سن ۱۴۰۰ھ

جو ٹی وی کے سب پروگرام جائز سمجھے اس کی امامت مکروہ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص جو کہ ایک جامع مسجد کا مستقل امام ہو اور ٹی وی سیٹ اپنے گھر میں رکھا ہوا ہو اور باقاعدگی سے دیکھتا ہو اور ہر پروگرام کو حلال سمجھتا ہو کیا ایسے شخص کی امامت صحیح ہے جو کہ ٹی وی کے پروگرام کے حلال ہونے کی دلیل یہ دیتے ہیں کہ حرمین کے ائمہ حضرات بھی ٹی وی دیکھتے ہیں۔ بینوا، توجروا۔
(جی، او، آر کالونی جامع مسجد کے پیش امام نے یہ عمل کیا ہے)

الجواب: ایسے شخص کو مستقل امام بنانا مکروہ تحریمی ہے دوسرے امام صالح کا انتظام کیا جاوے۔ حرمین کے ائمہ ٹی وی دیکھتے یا نہیں اس کا علم نہیں لیکن جواز کیلئے یہ دلیل غلط ہے۔ محمد عطاء اللہ

۷۸۶ **الجواب:** ایسا شخص گناہ کبیرہ کا مرتکب، لہو ولعب میں شامل، احکام شرع سے غافل اور فاسق معلن ہے۔ اور فاسق معلن کو امام بنانا گناہ۔ اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی۔ کہ پڑھ لی تو اس کا اعادہ واجب۔ غنیۃ المستملی میں ہے لو قدموا فاسقاً یاثمون۔ اور دلیل اسکی یہ کہ فی تقدیمه تعظیمه وقد وجب علیهم اهانته شرعاً پھر اس دور فتن میں کہ دینداری مفقود، اور تغافل موجود ہے علم کسی کا سند نہیں۔ حکم شرع سند ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ رمضان المبارک سن ۱۴۰۱ھ

شبینہ کے برکات واثرات

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ روزہ اور قرآن شریف دونوں بندے

https://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کیلئے شفاعت کرتے ہیں۔ روزہ عرض کرتا ہے کہ یا اللہ میں نے اس کو دن میں کھانے پینے سے روکے رکھا میری شفاعت قبول کیجئے۔ اور قرآن شریف کہتا ہے کہ یا اللہ میں نے اس کو رات سونے سے روکے رکھا میری شفاعت قبول کیجئے۔ پس دونوں کی شفاعت قبول ہو جاتی ہے۔

رمضان شریف کے مبارک موقع پر شبینوں کا انعقاد حفاظ اور قراء صاحبان کیلئے قرآن کریم کی تصحیح اور یادداشت کا بہترین ذریعہ ہیں و نیز عوام اور خواص کو اپنی اپنی کوششوں کے مطابق سعادت دارین کا موقع مل جاتا ہے لیکن شبینوں میں عام طور پر جو کوتاہیاں ہو جاتی ہیں، بہت مناسب ہوگا اگر عوام اور خواص اپنی بھرپور متفقہ کوششوں سے ان خامیوں کو دور کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔

۱۔ قرآن شریف پڑھنے والے حضرات شبینہ میں نماز تراویح کے اندر قرآن شریف سنائیں تاکہ جماعت میں کراہت نہ ہو۔

۲۔ قرآن شریف کی تلاوت جو نماز میں ہو رہی ہے اس کیلئے سامع کا انتظام ضروری ہے تاکہ پڑھنے والا بھولے تو پریشان نہ ہو اور نماز یا قرآن شریف کا اعادہ نہ ہو۔

۳۔ شبینوں میں اکثر سامعین حضرات قرآن شریف کی تلاوت کے وقت سو جاتے ہیں یا باتیں کرتے رہتے ہیں جو مسجد کے احترام کے منافی بھی ہے اور قرآن شریف کے حکم کے بالکل خلاف ہے۔ مسجد میں سونا قطعاً ناجائز ہے خصوصاً جبکہ قرآن شریف کی تلاوت ہو رہی ہو تو قرآن شریف کا ہی حکم ہے کہ جب قرآن شریف پڑھا جائے تو اس کو سنو اور خاموش رہو تاکہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہو، البتہ معتکف اور مسافر مستثنیٰ ہیں۔

یقین ہے کہ انشاء اللہ ذمہ دار اور دیندار طبقہ ان کوتاہیوں کو دور فرما کر اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوشی حاصل کر کے ثمرات قرآن سے فیضیاب ہونگے۔ شعبہ نشر و اشاعت کمیٹی انجمن تعلیم الاسلام رجسٹرڈ، مدرسہ تعلیم القرآن باغ حیات علی شاہ سکھر

استفتاء

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: اگر تحریر شدہ شرائط کی پابندی کے ساتھ شبینہ کا انعقاد کیا جائے تو یہ نماز باجماعت، اور تلاوت قرآن کا یہ اجتماع جائز ہوگا یا نہیں؟ جواب شرعی سے آگاہ فرمائیں۔ بینوا، توجروا خادم القرآن۔ قاری محمد عمر کامل، ناظم انجمن تعلیم الاسلام رجسٹرڈ

۷۸۶ الجواب: شبینہ میں بعض لوگ ایسا جلد پڑھتے ہیں کہ علیم۔ حکیم۔ یعقلون۔ تعلمون۔ غرض لفظ ختم آیت کے سوا کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ یہ بدعت شنیعہ اور اساءت ہے۔ اور واجبات قرأت جیسے مد متصل، وغیرہ ترک ہو جائیں تو یہ صورت گناہ و مکروہ تحریمی ہے۔ اور حروف متشابہ جیسے ث، س، ص، ز، ذ، ظ، ت، ط، وغیرہا میں امتیاز نہ رہے تو یہ خود حرام اور مفسد نماز ہے۔ شبینہ اگر ان عوارض سے خالی ہو تو اس کے جواز میں کوئی شبہ نہیں مگر اتنا لحاظ ضروری ہے کہ جماعت نفل میں تداعی نہ ہو کہ مکروہ ہے اور قوم میں کسل نہ آنے دے کہ یہ بھی مکروہ ہے۔ مگر عام طور پر جو شبینے دیکھنے اور سننے میں آئے ان کے ناجائز ہونے میں کوئی کلام نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی عفی عنہ ۱۲ شعبان المعظم سنہ ۱۴۰۰ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بالغ لڑکا امامت کر سکتا ہے۔ جمعہ کی اذان، اسپیکر، عمامہ کتنا ہو؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں کہ:

(۱) ایک لڑکا عاقل بالغ ہے مرد مسلمان ہے حافظ قرآن نماز اچھی طرح جانتا ہے، حنفی ہے، ایک اہلسنّت کے مدرسہ میں زیر تعلیم ہے۔ ابھی اس کی مونچھ اور داڑھی نہیں آئی ہے۔ وہ لڑکا جامع مسجد غوثیہ میں مؤذن ہے۔ کیا وہ لڑکا امام کی غیر موجودگی میں نماز پڑھا سکتا ہے۔ چند ایک لوگ کہتے ہیں کہ وہ امامت نہیں کر سکتا۔ اور چند لوگوں نے رکن دین کا حوالہ دیا جیسا کہ اس میں امامت کی چھ شرائط ہیں اور ان شرائط کے اعتبار سے لڑکا امامت کر سکتا ہے؟

(۲) نماز جمعہ کی اذان خارج از مسجد ہونی چاہیے یا اندورن مسجد۔ خارج از مسجد کون سا حصہ ہے؟

(۳) نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال ضروری ہو گیا ہے اور لوگ حوالہ دیتے ہیں خانہ کعبہ، مدینہ منورہ اور ہمارے علمائے کرام کا کہ یہ لوگ بھی تو پڑھاتے ہیں۔ تو کیا سائنس کے ساتھ ساتھ اسلامی اصولوں کو بدل دینا چاہیے اور لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھا لینی چاہیے یا پڑھ لینی چاہیے۔ اور سرکار دو عالم ﷺ کی سنت کو مردہ کر دینا چاہیے۔ جبکہ سنت کو زندہ کرنے پر سو شہیدوں کا ثواب ہے۔ جو لوگ لاؤڈ اسپیکر پر نماز ہر حال میں پڑھتے ہیں کیا اس قسم کا مسئلہ ان کے سامنے آ جائے تو پھر ان کی نماز ہو جائے گی یا جو لوگ ناجائز بھی کہتے ہیں اور پڑھاتے بھی ہیں پڑھتے بھی ہیں ان لوگوں کے بارے میں کوئی شرعی حکم ہے؟

(۴) عمامہ شریف کم از کم کتنا ہو۔ اور جو لوگ عمامہ کو اس طرح ٹوپی کے چاروں طرف باندھ لیتے ہیں اور بیچ میں ٹوپی نظر آتی ہے۔ تو کیا ان کی نماز ہو جائے گی خواہ امامت کرنے والا ہی کیوں نہ ہو۔ اگر مکروہ ہے تو کون سی قسم۔ اس حال میں نماز دوبارہ پڑھی جائے گی یا نہیں؟ ان مسائل کے جوابات عنایت فرما کر ہماری رہنمائی فرمائیں اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔

الفقیر السید محمد ضیاء الحسن جیلانی القادری الرضوی بن مفتی سید ریاض الحسن علیہ الرحمۃ، امریکن کوارٹرز حیدر آباد سندھ

۷۸۶ **الجواب:** اگر وہ امام عاقل و بالغ اور نماز کے ضروری مسائل سے واقف ہے تو اسے امام بنانا جائز ہے اور اگر نماز کے فرائض وواجبات اور مفسدات ومکروہات ہی سے واقف نہیں تو وہ امامت کا اہل نہیں۔ (فتاوی رضویہ) واللہ اعلم

(۲) نماز پنجگانہ ہو یا نماز جمعہ مسجد کے اندر وقتی اذان کہنا مکروہ ہے۔ مسجد کا دروازہ، مسجد کی فصیل، وضوخانہ وغیرہ سب خارج مسجد ہیں۔ جمعہ کی اذان وہیں کہی جائے۔ جیسا کہ علمائے محققین نے اپنے فتاوی میں صراحۃً ارشاد فرمایا ہے۔ واللہ اعلم

(۳) حق یہی ہے کہ نماز لاؤڈ اسپیکر کی اقتداء میں نہ پڑھی جائے۔ اب شوقین مزاج علماء پڑھائیں تو ان کا فعل سند نہیں۔ سند علمائے اہلسنّت کے فتاوی ہیں اور فتاوی میں صاف ممانعت فرمائی گئی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں مذکور ہے کہ حضور اقدس ﷺ کا چھوٹا عمامہ سات ہاتھ کا اور بڑا عمامہ بارہ ہاتھ کا تھا۔ بس اس کے مطابق عمامہ رکھا جائے۔ اور عمامہ اس طرح باندھنا کہ بیچ سر پر نہ ہو، اگرچہ ٹوپی سر پر ہو، شرع میں اسے اعتجار کہتے ہیں اور اعتجار مکروہ تحریمی ہے کہ نماز کو دوبارہ صحیح طور پر پڑھنا واجب ہے اور علاوہ نماز بھی اس طرح کا عمامہ باندھنا مکروہ۔ (درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ — ۳۰ شوال المکرم سن ۱۴۰۱ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امام کے اعمال واقوال میں فسق ہوتو امامت مکروہ تحریمی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید جو کہ حافظ قرآن ہے اپنے والدین، بہن اور بھائیوں کے ساتھ رہتا ہے۔ اتفاق سے اس کا بھائی ایک حادثے میں فوت ہوجاتا ہے اور کچھ عرصے بعد اپنے مرحوم بھائی کی بیوہ کو ناجائز ارادے سے پکڑتا ہے اس پر بیوہ نے شور مچادیا تب گھر والوں نے اس کو برا بھلا کہا۔ زید نے توبہ کی اور وعدہ کیا کہ میں اب آئندہ ایسی حرکت نہیں کروں گا۔ پھر چند ماہ گزرنے کے بعد اسی مرحوم بھائی کی بیوہ کو رات میں ناجائز ارادے سے پکڑتا ہے چنانچہ بیوہ نے پھر شور مچادیا۔ اس مرتبہ بھی گھر والوں نے کافی سخت وست کہا اور وعدہ لیا کہ آئندہ کبھی ایسا نہیں کرے گا۔ لیکن گھر والوں نے پھر مناسب یہی جانا کہ مرحوم کی بیوہ سے اس کی شادی کردی جائے۔ چنانچہ شادی کردی گئی۔ زید کی شادی ہوجانے کے بعد ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ پھر زید نے اپنے چچازاد بھائی کی لڑکی کو جو غیر شادی شدہ تھی ایک رات میں اپنے ناجائز ارادے سے اس کو بھی پکڑا اس لڑکی نے بھی شور مچادیا۔ اس وقت محلہ کے لوگ بھی جاگ گئے زید بھاگ کر کہیں چھپ گیا۔ سب نے یہ بات سن کر لعنت ملامت کی لہٰذا بار بار ایسی ناجائز حرکتیں کرنے والا۔ اور بار بار توبہ کرنے والا زید کیا۔ وقتاً فوقتاً پیش امام کے فرائض انجام دے سکتا ہے۔ کیا مؤذن کے فرائض انجام دے سکتا ہے۔ کیا تکبیر پڑھ سکتا ہے۔ از روئے مسئلہ ایسے شخص کے متعلق کیا حکم ہے؟　　السائل۔ خادم نور محمد، مکان نمبر ۱۷/۱۱ جی۔ حاجی امید علی روڈ حیدرآباد

۷۸۲ الجواب: ایسا شخص جس کے یہ اعمال واحوال ہوں فاسق معلن ہے اور فاسق معلن کو امام بنانا گناہ۔ اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی اور واجب الاعادہ۔ ہاں اگر وہ توبہ صحیحہ کرے اور ایسے شواہد یا آثار پائے جائیں کہ اب واقعی وہ ایسا نہ کرے گا تو اب اس پر کوئی الزام نہیں۔ لیکن امام بنانا اب بھی اسے ضروری نہیں۔ اس سے کہہ دیا جائے کہ اگرچہ تم نے توبہ کرلی ہم تم پر اب کوئی الزام نہیں لگاتے لیکن نماز تمہارے پیچھے نہ پڑھیں گے۔ اور جب کافی عرصہ گزر جائے اور واقعی اس نے اپنی اصلاح کرلی ہو تو اب اسے زیادہ نہ ترسائیں۔ اس کی اقتداء میں نماز پڑھ لیں۔ کہ التائب من الذنب کمن لا ذنب له۔ واللہ تعالیٰ اعلم　　العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۲۷ شوال المکرم ۱۴۰۰ھ

دفتر میں امام دیوبندی ہوتو کیا کریں؟

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں قادری برکاتی صاحب دارالعلوم احسن البرکات حیدرآباد سندھ

السلام علیکم امید ہے مزاج گرامی بخیر ہونگے۔ ایک مسئلہ پیش خدمت ہے۔

میرے دفتر کی مسجد کا پیش امام دیوبندی عقائد سے تعلق رکھتا ہے۔ دفتر کے کام کے دوران لامحالہ اس کے پیچھے نماز پڑھنی پڑتی ہے۔ مگر اس کے عقائد اور ان کی مغروریت جیسی عادات کی وجہ سے دل مطمئن نہیں ہوتا اور محض اس وجہ سے ۲۷ درجہ افضل یعنی باجماعت نماز پڑھنے سے محروم رہ جاتا ہوں اس سلسلے میں آپ کی صحیح رہنمائی کا طلبگار رہوں۔

السائل۔ سید منیر احمد، مکان نمبر ۱۴۴۵ خواجہ چوک، حیدرآباد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب:** دیوبندی امام کے پیچھے آپ نماز نہ پڑھ کر ۲۷ درجہ افضل نماز سے محرومی کا شکوہ نہ کریں۔ بلکہ شکر خدا بجالائیں کہ آپ کے نامۂ اعمال میں ادائیگی فرض کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ ورنہ اس دیوبندی امام کی اقتداء میں نماز پڑھ کر، نماز باجماعت کا ثواب تو آپ کیا پاتے ترک نماز کے وبال میں گرفتار ہو جاتے۔ اور بے نمازیوں کی فہرست میں آتے۔ دیوبندی اپنے عقائد کفریہ کے باعث اسلامی برادری سے خارج ہیں تو نہ ان کی نماز، نماز ہے نہ جماعت جماعت ہے۔ مولائے کریم ہمیں اور آپ کو مذہب اہلسنت پر ثابت قدمی بخشے۔ آمین واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳۰ جمادی الاولیٰ سن ۱۴۰۰ھ

بدکردار بیٹے سے لاتعلقی کرنا امام کے لئے ضروری ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک لڑکی بالغ مسجد کے سامنے والے مکان میں پڑھنے کیلئے آتی تھی۔ لڑکی کو ایک طفیل نامی شخص اغوا کر کے لے گیا۔ نصف رات کو لڑکی اور لڑکا ایک جگہ پر پکڑے گئے لڑکے کا والد پیش امام ہے، امام صاحب نے اپنے لڑکے کو اور لڑکی کو تھانے جا کر =/2000 ہزار روپے رشوت دیکر چھڑایا لڑکا اب بھی امام صاحب کے پاس آتا جاتا ہے اور ساتھ کھاتا پیتا ہے امام صاحب کو یہ معلوم تھا کہ میرا لڑکا غلط ہے۔ اس کے باوجود انہوں نے کوئی حفاظتی قدم نہ اٹھایا۔ ان تمام باتوں کے باوجود امام صاحب نے یہ فرمایا کہ اگر مجھے معلوم ہو جاتا تو میں پولیس کی پرچھائیں تک نہ پڑنے دیتا۔ یعنی پولیس ان کی پرچھائیں کو بھی گرفتار نہیں کر سکتی تھی۔ حضرت ان تمام باتوں کے سبب کچھ لوگوں نے امام صاحب کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دیا ہے۔

حافظ عبدالرحیم آرائیں، پھلیلی اسلام نگر حیدرآباد (سندھ)

http://t.me/tehqiqat

۷۸۶ **الجواب:** انداز سوال سے تو یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ امام مسجد اگر اس جرم اغواء وغیرہ میں اپنے بیٹے کے شریک نہیں تو اس سے ناراض بھی نہیں بلکہ اس کا یہ قول کہ "اگر مجھے معلوم ہوتا تو میں پولیس کی پرچھائیں تک نہ پڑنے دیتا" اس کی کجروی کو اور زیادہ روشن کر دیتا ہے۔ اور اس پر مستزاد یہ کہ اس نے پولیس کو رشوت دی اور ان دونوں کو چھڑالایا، یہ اس کے جرم کو اور زیادہ گھناؤنا بنا دیتا ہے۔ بہرحال جس امام کے یہ احوال واقوال وافعال ہوں وہ امامت کا اہل ہرگز نہیں۔ ہاں اگر وہ علی الاعلان اس سے توبہ کر لے اور اپنے بیٹے کو اپنے گھر سے نکال دے اور واقعتاً اس سے اپنی بیزاری کو ثابت کر دے تو اب اس پر کوئی الزام نہ ہوگا۔ کہ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ۔ گناہ سے توبہ کرنے والا، بے گناہ کی مانند ہو جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ ربیع الآخر سن ۱۴۰۰ھ

منہ میں دانت نہ ہونے سے تلفظ غلط ہونے، والے کی امامت کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ہمارے محلے کی مسجد میں ایک پیش امام جو کہ بہت ضعیف ہیں نہ ان کے منہ میں دانت ہیں نہ ان کے الفاظ صحیح نکلتے ہیں لہٰذا اس مسئلہ پر تفصیل کی جائے۔ مزید ان

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے پاؤں میں عیب ہے جو کہ ایک پاؤں چلتا رہتا ہے۔

السائل۔شاہد سہیل احمد شیروانی، مکان نمبر H-7071 دسرام پوری روڈ۔گدو حسین آباد

۷۸۶ الجواب: اگر وہ صاحب قرأت قرآن میں ایسی غلطیاں کرتے ہیں جن سے معنی فاسد ہو جاتے ہیں تو بیشک انہیں امام بنانا درست نہیں اور اگر وہ غلطی ایسی نہیں بلکہ مد وشد، اور اظہار و اخفاء وغیر ہا ضروریات تجوید سے متعلق ہیں تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔لہٰذا امامت سے انہیں معزول نہ کیا جائے۔بلکہ اگر حاضرین میں یہی نماز و طہارت کے مسائل سے زیادہ واقف ہوں تو انہیں کو امام بنایا جائے۔اور سجدہ میں اگر کچھ دیر کیلئے انگلیاں زمین پر جم گئیں اور ان میں کم از کم تین کا رخ قبلہ کی طرف ہو گیا تو پیر کا چلتا رہنا بھی ایسا عیب نہیں کہ انہیں امامت سے معزول کیا جائے۔جبکہ وہ اور وجوہ سے قابل امامت ہوں۔واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم ربیع الاول شریف ۱۴۰۰ھ

اسپیکر پر نماز ہو تو کیسے پڑھیں؟

سوال: جناب مفتی محمد خلیل خاں قادری برکاتی صاحب، السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

بعد از سلام امید ہے کہ مزاج بخیر ہونگے۔آپ کی کتاب "ہماری نماز" پڑھی۔کتاب پڑھ کر مسائل ضرور یہ سے آگاہی ہوئی، اتنی بہترین کتاب لکھنے پر ہماری طرف سے مبارکباد قبول فرمائیں۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ایسی مزید کتابیں لکھنے کی اور عوام اہلسنت کو ان کتابوں سے مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

گستاخی معاف! ایک مسئلہ یہ دریافت کرنا تھا کہ لاؤڈ اسپیکر پر نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ کیونکہ آپ کی کتاب میں آپ نے یہ ثابت کیا ہے کہ لاؤڈ اسپیکر پر نماز نہیں ہوتی اور آپ کے دلائل بھی الحمد للہ کافی ٹھوس ہیں جس سے دل میں یہ بات راسخ ہو چکی کہ اسپیکر پر نماز نہیں ہوتی۔لیکن کیا کریں کہ بعض مفتیان کرام اس کے جواز کا فتویٰ دیتے ہیں اور ہمارے شہر کراچی میں گنتی کی چند مساجد کے علاوہ تقریباً مساجد میں لاؤڈ اسپیکر پر نماز ہوتی ہے۔جن مساجد میں بغیر لاؤڈ اسپیکر نماز نہیں ہوتی وہاں ہر نماز میں پہنچنا مشکل ہے۔کوشش یہی ہوتی ہے کہ جلدی پہنچ کر امام صاحب کے بالکل پیچھے کھڑا ہو سکوں تاکہ امام کی آواز پر اقتداء کی جا سکے۔لیکن کبھی کبھی دیر بھی ہو جاتی ہے اور ایسی جگہ کھڑا ہونا پڑتا ہے جہاں پر صرف اسپیکر کی آواز پہنچتی ہے۔ایسی صورت میں جماعت میں شامل ہو جائیں یا جماعت ترک کر دیں۔اگر جماعت ترک کر دیں تو کیا جماعت ترک کرنے کا گناہ تو نہیں ہوگا۔تفصیلی جواب عنایت فرمایئے۔عین نوازش ہوگی۔تکلیف کی معافی چاہتا ہوں خدائے تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ السائل۔محمد جہانگیر، کراچی

۷۸۶ الجواب: ایسی صورت میں کہ آپ امام سے قریب، صف اول خواہ صف ثانی میں جگہ نہ پا سکیں، جہاں جگہ ملے وہیں کھڑے ہو جائیں اور اپنی صف والوں، خواہ اگلی صف والوں کو دیکھ کر رکوع وقومہ اور سجدہ وغیرہ بجا لائیں۔لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر رکوع سجدہ وغیرہ نہ کریں۔تو اب لاؤڈ اسپیکر کی نماز میں اقتداء نہ ہوئی، بلکہ امام کی اقتداء ہوئی اور اس ظن غالب پر

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوئی کہ جب مقتدی رکوع و سجود میں ہیں تو امام بھی اسی حالت میں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو قبول حق اور حق پر قیام کی توفیق بخشے۔ آمین۔ اور اب آپ کو جماعت ترک کرنے کی ضرورت بھی نہیں۔ الحمدللہ ہمارے علماء نے وہ صورت تجویز فرمادی ہے کہ نماز با جماعت بھی مل جائے اور بناسپتی آواز کی اقتداء بھی نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ شعبان المعظم ۱۴۰۰ھ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: لاؤڈ اسپیکر میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ برائے کرم اس مسئلہ کو قرآن و حدیث کی روشنی میں آگاہ فرمائیں۔ آپ کی عین نوازش ہوگی۔

السائل۔ آپکا خادم فقیر محمد وارث قادری، خطیب مسجد بڑی، دادن شاہ حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: ولا تجهر بصلاتك ولا تخافت بها۔ اور نہ زور سے نماز پڑھو نہ آہستہ بلکہ درمیانی آواز سے نماز میں قرأت کرو۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

نماز میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کا شرعی حکم

اجلہ علماء کرام کے فتاویٰ کا خلاصہ

شریعت مطہرہ نے مقتدیوں پر نفس قرأت کا صرف سننا ہی فرض نہیں کیا، بلکہ اگر امام کی آواز مقتدی تک نہ پہنچے یا نماز سری ہو تو مقتدیوں کیلئے انصات یعنی خاموش رہنے کو استماع یعنی سننے کا قائم مقام ٹھہرایا اور اس کو بھی فرض ہی فرمایا اور تکبیر تحریمہ وانتقالات امام، مقتدیوں کو اطلاع دینے کیلئے شریعت مطہرہ نے مبلغین مقرر فرمائے جن کو عرف عام میں مکبرین کہتے ہیں، تو نماز میں اس آلہ مکبر الصوت (لاؤڈ اسپیکر) کی جو ضرورت بتائی جاسکتی ہے، وہ بذریعۂ مبلغین شرعی طریقہ پر پوری ہو جاتی ہے اور مبلغین کی آواز سن کر کسی عامی کو بھی یہ اشتباہ نہیں ہوتا کہ یہ امام کی آواز ہے نہ کوئی مبلغین کا اتباع کرتا ہے، بلکہ مقتدیوں نے جس امام کی اقتداء کی ہے، ان تکبیرات مبلغین، سے اپنے اس امام کے انتقالات پر اطلاع پا کر، اسی کا اتباع کرتے ہیں اور بالفرض اگر کوئی مقتدی اپنی ناواقفی کی بناء پر، کسی مبلغ ہی کا اتباع کرے، تو بھی وہ مبلغ اس مقتدی کا اس نماز میں شریک اور اسی کے امام کا مقتدی ہے۔ ہاں جو شخص نماز میں داخل نہیں، اس کی اقتداء مفسد نماز ہے اور آلہ مکبر الصوت نماز میں داخل ہونے کی قطعا صلاحیت ہی نہیں رکھتا، تو اس سے تکبیر تحریمہ کی صدا سن کر اس کی اقتداء کرنے والا نماز میں قطعا داخل ہی نہیں ہوا، تو نماز کیسے صحیح ہو سکتی ہے اور اب تک قطعی طور سے یہ بات پایہ ثبوت کو نہیں پہنچی کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز بعینہ متکلم کی آواز ہے۔ اہل فن کے دونوں قول ہیں اور ظاہر یہی ہے کہ یہ آواز بعینہ متکلم کی آواز نہیں ہے، کم از کم اس میں دوسری چیز کا اشتراک تو ضرور ہوا ہے کہ بجلی کی طاقت نے اس میں گونج پیدا کر کے اسے بلند کر دیا ہے اور پھر اس گونج کو مقید و محفوظ کر لیا ہے اور وہی لاؤڈ اسپیکروں سے خارج ہو کر سنائی دیتی ہے، تو امام کی آواز کی وہ کیفیت من کل الوجوہ باقی نہیں رہتی جو اس کے منہ سے نکلتے وقت تھی اور

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

احکام شرعیہ میں اتنا اشتراک بھی تغیر پیدا کر دیتا ہے جس کی نظیریں کتب فقہ میں موجود ہیں۔ الغرض نماز میں اس آلہ کے استعمال سے احتراز لازم وضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین اس مسئلہ میں کہ: ''نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال شرعاً جائز و درست ہے یا نہیں''؟ جواب مدلل دیا جاوے۔ سید محمد علی، سیکریٹری زکوٰۃ وعشر کمیٹی حلقہ نمبر 5/3 حیدرآباد

۷۸۶ الجواب ھو الموفق للصواب: اگر نظر غائر سے کام نہ لیا جائے تو ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں اس آلے کا استعمال مضائقہ نہیں رکھتا لیکن اگر بغور ملاحظہ کیا جائے تو جائز ہونے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

۱۔ نماز میں کسی دوسری چیز کی طرف توجہ والتفات مکروہ ہے اور ظاہر ہے کہ ایسا ممکن نہیں کہ آلہ کی آواز اور اسکے تغیرات کی طرف التفات نہ ہو تو اس صورت میں امام ومقتدی دونوں ہی اس فعل مکروہ کے مرتکب ہوں گے۔ چنانچہ شرح زاہدی میں ہے کہ یکرہ فی الصلوۃ من اکل و شرب و عبث والتفات اور یقیناً بہت مقتدی ایسے ہوں گے اس آلے کی طرف التفات سے چارہ نہیں۔ لہٰذا نمازی کا دھیان غیر نماز کی طرف ضروری ہوگا اور یہ التفات مکروہ ہے۔

۲۔ علاوہ ازیں نماز میں قرآن کریم کو جہر قوی کے ساتھ پڑھنے کی ممانعت فرمائی گئی ہے۔ قرآن کریم میں ہے لا تجھر بصلاتك ولا تخافت بھا وابتغ بین ذلك سبیلا یعنی نماز میں قرأت نہ بہت بلند آواز سے ہو اور نہ پست آواز سے بلکہ درمیانی آواز سے ہو، تو جب قرأت بلند آواز سے اس آلہ کے ذریعہ ہوگی تو یہ کلمات طیبات بازاروں اور کوچوں میں پھیلیں گے اور ہر کس وناکس کے کان اس طرف لگیں گے۔

۳۔ اور پھر اس صورت میں ایک بڑی قباحت یہ بھی ہے کہ نمازی ایسی چیز کے ساتھ تعلیم وتعلم کا علاقہ قائم کر رہا ہے جو اس کی نماز میں شرکت نہیں رکھتا اور یہ چیز نماز کو باطل کرتی ہے۔

۴۔ پھر جو آواز اس آلے کے ذریعے سامع تک پہنچ رہی ہے وہ متکلم کی اپنی آواز نہیں ہے بلکہ اس آلہ کی آواز ہے کہ آلہ میں جب آواز آ رہی ہے تو اس میں ایک قسم کی گونج ہے جب کہ متکلم کے کلام میں گونج نہیں ہوتی۔ جس سے معلوم ہوا کہ اس آواز کو عین متکلم کی آواز نہیں کہا جا سکتا۔

۵۔ یہاں ایک شبہ واقع ہو سکتا ہے، کہ جب صدور کلام کا باعث متکلم ہے تو کیا وجہ ہے کہ اسکی آواز کو اسکی آواز نہ مانا جائے۔ تو یہ مطلب نہیں کہ متکلم کی آواز کا سرے سے ہی انکار کر رہے ہیں، ظاہر ہے کہ کلام تو اسی متکلم کا ہے، لیکن ہم تک جس واسطہ سے پہنچا ہے اسے بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ ایسی باتیں موجود ہیں کہ واسطہ بدلنے سے احکام بدل جاتے ہیں۔ مثلاً ٹیپ ریکارڈ میں کسی کی آواز محفوظ ہو اور متکلم انتقال بھی کر جائے پھر ہم اس آواز کو سنیں تو کیا کہیں گے مرنے والا کلام کر رہا ہے، ہرگز نہیں، کلام تو متکلم کا ہی ہے لیکن اسکا پہنچانے والا ٹیپ ریکارڈ ہے۔ یہی صورت لاؤڈ اسپیکر میں بھی ہے کہ آواز تو متکلم کی ہے مگر پہنچائی آلہ نے ہے تو یقیناً مسافت بعیدہ پر یہ آلہ امام کی آواز اور اسکی تکبیرات وغیرہ پہنچانے کیلئے واسطہ ہوگا اور یہ ظاہر ہے کہ یہ آلہ امام، اور مقتدی کا غیر امام کے قول پر عمل کرنا مفسد نماز ہے لہٰذا اس آلہ پر جو لوگ ارکان نماز ادا کریں گے ان کی نماز نہ

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوگی۔ ردالمحتار میں ہے وکذا الاخذ ای اخذ المصلی غیر الامام بفتحہ من فتح علیہ مفسد ایضا جوشخص نماز میں داخل نہیں اس کی اقتداء مفسد نماز ہے اور یہ آلہ نماز میں داخل ہونے کی قطعاً صلاحیت نہیں رکھتا۔ تو اس سے تکبیر تحریمہ کی صدا سن کر اس کی اقتداء کرنے والا نماز میں قطعاً داخل ہی نہیں ہوا تو نماز کیسے صحیح ہو سکتی ہے پھر شریعت مطہرہ میں مقتدیوں پر نفس قرأت کا صرف سننا ہی فرض نہیں کیا بلکہ اگر امام کی آواز مقتدی تک پہنچے یا نماز سری ہو تو مقتدیوں کیلئے انصات یعنی خاموش رہنے کو سننے کا قائم مقام ٹھہرایا ہے اور اسکو بھی فرض ہی فرمایا اور تکبیر تحریمہ وانتقالات امام پر مقتدیوں کو اطلاع دینے کیلئے شریعت مطہرہ نے مبلغین مقرر فرمائے جن کو عرف عام میں مکبرین کہتے ہیں۔ الغرض نماز میں اس آلہ کے استعمال سے احتراز لازم وضروری ہے۔ (ھذا خلاصۃ ماذکر الشیخ العلامہ مفتی محمد مظہر اللہ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فی کتابہ "فتاویٰ مظہری" واللہ تعالیٰ اعلم

مفتی احمد میاں برکاتی کا لکھا ہوا فتویٰ جس پر حضرت مفتی اعظم قدس سرہ نے جو تصدیق فرمائی ہے وہ بجائے خود ایک مکمل فتویٰ ہے اسلئے اس کو فتاویٰ خلیلیہ میں شامل کیا گیا۔ (ادارہ)

تصدیق جلیل حضرت مفتی اعظم سندھ وبلوچستان علامہ مفتی محمد خلیل خاں القادری مدظلہ

۷۸۶ حضرت علامہ مفتی اعظم الحاج الشاہ محمد مظہر اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلے پر کلام طویل فرمایا ہے جس کا ایک حصہ بڑے اختصار کے ساتھ، مجیب سلمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے جواب میں نقل کیا۔ یہ فقیر بے توقیر اس مبارک فتوے کی پوری پوری تائید کرتا ہے اور مسلمانوں کو تلقین کرتا ہے کہ خدا ورسول کیلئے خدا اور سول کو مانئے۔ حق کو جانئے۔ حق کو پہچانئے۔ اور حق کو دل سے قبول کر کے، حق وصواب پر کاربند ہو جایئے۔ عوام الناس کی طرف سے اس لاؤڈ اسپیکر کے نماز میں استعمال کو جائز بتانے میں ... دلیلیں پیش کی جاتی ہیں۔ اور دونوں دلیلیں بعونہ تعالیٰ بے سود۔ لا حاصل۔ دلیل اول یہ کہ فلاں صاحب پڑھاتے ہیں۔ فلاں مقام پر ہوتی ہے۔ فلاں فلاں اس کو جائز بتاتے ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ عزیزان گرامی، آج کے اس دور میں کسی کا کوئی قول، کوئی فعل، بلا دلیل شرعی، حجت سند نہیں۔ اور نہ کسی مقام پر اس کا استعمال، شریعت مطہرہ میں، دلیل شرعی کا مقام رکھتا ہے۔ ورنہ پھر بہت سے خطباء وعلماء اور ائمہ کا، بہت سے خلاف شرع امور میں مصروف رہنا، دلیل جواز بن سکتا ہے۔ کیا ان مقامات مقدسہ کے امام وخطیب ڈاڑھیاں کٹا کر، رسول اللہ ﷺ کے قائم مقام وجانشین بن کر، امامت نہیں کرتے۔ نمازیں نہیں پڑھاتے۔ تو کیا ان کا فعل، ان غیر شرعی افعال کے جائز ہونے کیلئے سند بن سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ اور بحمدہ تعالیٰ ہر مسلمان کا دل اسکی گواہی دیگا کہ یقیناً نہیں۔ تو پھر یہاں ان کے فعل کو، جواز کی سند بنا کر پیش کرنا۔ چہ معنیٰ دارد۔ دوسری دلیل اس سلسلہ میں یہ دی جاتی ہے کہ ہم کو قرآن کریم کی آواز نہیں پہنچتی۔ ہم اس سعادت سے محروم رہتے ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جزاک اللہ بارک اللہ۔ مگر یہ بھی تو یاد رکھئے کہ انسانی خواہش صرف اس حد تک معتبر ہے جب تک حکم شرعی کا خلاف، حکم شرعی سے تصادم، حکم شرعی سے ٹکراؤ لازم نہ آئے اور یہاں یہ تصادم بالکل عیاں ہے۔ تفصیل اس

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اجمال کی یہ ہے کہ مقتدی دو قسم پر ہیں۔ایک وہ کہ امام کے قریب ہیں۔انکی قرأت کی آواز سنتے ہیں۔دوسرے وہ کہ امام سے دور ہیں۔ان تک قرأت امام کی آواز نہیں پہنچتی۔اور قرآن کریم کا اعجاز دیکھئے کہ اس نے نہایت مختصر الفاظ میں دونوں کی رہنمائی فرمائی اور کسی کو قرآن عظیم سننے کے ثواب سے محروم نہ رکھا۔فرمایا اذا قریء القرآن فاستمعوا له۔جب قرآن پڑھا جائے (اور تمہارے کانوں میں آواز آئے) تو غور و توجہ سے سنو۔یہ حکم پہلے قسم کے مقتدیوں کیلئے ہے۔پھر فرمایا۔وانصتوا اور خاموش رہو۔(گویا کہ تم سن رہے ہو) یہ حکم دوسرے قسم کے مقتدیوں کیلئے ہوا۔اگرچہ تمہارے کانوں میں قرأت امام کی آواز نہیں آ رہی مگر قرآن تو پڑھا جارہا ہے اسکے احترام کا تقاضہ یہ ہے کہ تم ایک فرمانبردار بندۂ پروردگار کی طرح دست بستہ کھڑے رہو۔ثواب دینا ہمارا کام ہے۔چنانچہ دونوں ہی سے آگے ارشاد فرمایا لعلکم ترحمون۔اس امید پر کہ تم پر رحم ہو۔اس وعدۂ صادقہ نے دونوں کا بھلا کر دیا۔دونوں کو آغوش رحمت میں لے لیا۔اب اگر دوسری قسم کے مقتدی اصرار کریں کہ نہیں ہم تو آواز سننا چاہتے ہیں،تو غور کرلیں،کس کا مقابلہ اور کس سے مقابلہ کررہے ہیں۔پھر ذرا غور تو کریں کہ ان کی اس خواہش کی تعمیل میں،قرآن کریم کی کیسی بے حرمتی ہوتی ہے۔آپ مسجد میں خوش ہوگئے کہ ہم نے قرآن سنا لیکن جو مسجدوں سے دور ہیں۔گھروں پر،بازاروں میں،کارخانوں میں،مصروف کار ہیں،وہ قرآن سنیں گے یا اپنے خانگی و بیرونی امور کو انجام دیں گے۔قرآن کی آواز گونجتی ہے لیکن وہ لوگ نہیں سنتے۔یہ قرآن کی بے حرمتی ہے یا نہیں؟ مسلمانو! خدارا بتاؤ کہ یہ حرکت قرآن کی بے حرمتی کی موجب ہے یا نہیں؟ لاؤڈ اسپیکر پر پڑھنے پڑھانے والوں نے خود قرآن کریم کو بے حرمتی کیلئے آگے بڑھایا،یا نہیں؟ اگر تم مسلمان ہو،اگر تمہارے دلوں میں حرمت قرآن ہے،تو تمہارا کیا جواب ہونا چاہیے؟ اور تم کیا کررہے ہو؟ میری نہیں مانتے نہ مانو۔اپنے مقتداؤں،اپنے پیشواؤں،اپنے ائمہ شریعت،اپنے سربراہان مذہب اہلسنت وجماعت کی تو مانو گے۔یہ دیکھو فتاوی رضویہ جلد سوم باب احکام المساجد میں ہے کہ جہاں لوگ اپنے کاموں میں مشغول ہوں اور قرآن عظیم کے استماع کے لئے کوئی فارغ نہ ہو،وہاں جہرا تلاوت کرنے والے پر دوہرا وبال ہے۔ایک تو وہی خلل اندازی نماز وغیرہ (جس میں گھروں میں رہنے والی عورتیں مشغول ہوتی ہیں) دوسرے قرآن عظیم کو بے حرمتی کیلئے پیش کرنا۔ردالمحتار میں ہے فی الفتح عن الخلاصه وعلی هذا لو قرا علی السطح والناس نیام یا ثم اھ۔ای لانه یکون سببا لاعراضهم عن استماعه۔اسی میں غنیہ سے ہے یجب علی القاری احترامه بان لایقراه فی الاسواق و مواضع الاشتغال۔فاذا قراه فیها کان هو المضیع لحرمته فیکون الاثم علیه (ملخصا) ان عبارات کا ماحصل وہی ہے کہ کسی بلند جگہ بالاخانہ پر،یا بازاروں میں،یا ایسی جگہوں پر جہاں لوگ قرأت کی طرف متوجہ نہ ہوں،قرآن کریم بلند آواز سے پڑھنا،قرآن کی حرمت کو ضائع کرنا ہے اور اسکا وبال وگناہ ان پر ہے جنہوں نے پڑھایا پڑھوایا۔تو مسلمان اس آلہ کے شوق میں قرآن کریم کی بے حرمتی کا وبال کھائیں،یہ ہرگز مسلمان کی شان نہیں۔سنا گیا ہے کہ بعض نوجوان مجتہدوں نے اپنے اجتہاد سے اس پر نماز پڑھنے کو افضل بتایا اور تحریری فتوی دیا ہے۔اگر ایسا ہے تو انا لله وانا الیه راجعون۔وہ کم از کم اپنے نانا کے "فتاوی مظہری" پر نظر ڈال لیتے۔مولائے کریم ہمیں اور آپ کو راہ راست پر قائم ودائم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رکھے اور قبول حق کی توفیق عطا بخشے۔آمین۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ

امام کا کتنا انتظار کیا جائے؟

سوال: محترم جناب قبلہ مفتی محمد خلیل خاں قادری صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی!

ایک مسئلہ زیر غور ہے براہ کرم قرآن وحدیث کی روشنی میں حل فرما کر فتویٰ صادر فرمائیں

۱۔کیا فرماتے ہیں علماء کرام مفتیان عظام کہ اگر کوئی شخص یہ الفاظ ادا کرے کہ ٹائم کو جانتا ہوں حضور ﷺ کی حدیث کو نہیں مانتا ہے۔اسکے لیے کیا حکم ہے جس نے حضور ﷺ کی حدیث کا انکار کیا ہے؟

۲۔اگر امام مسجد میں پہنچ گیا ہو اور سنت ادا کر رہا ہو اور اگر نماز کا ٹائم ہو جائے تو مؤذن نے بغیر امام کی اجازت کے نماز کھڑی کر دی تو اس مسئلہ کو قرآن وحدیث کی روشنی میں حل کر کے مشکور فرمائیں۔عین نوازش ہوگی۔

برائے کرم مندرجہ بالا دونوں سوالوں کے جواب سے نوازا جائے۔ فقط قاری حافظ محمد شاہد، خطیب ربانی مسجد

۷۸۶ **الجواب:** حضور سید عالم ﷺ کی عادت کریمہ تھی کہ جب لوگ جلد جمع ہو جاتے، نماز پڑھ لیتے ورنہ دیر فرماتے مگر آجکل لوگوں کو شوق جماعت کم ہے اور نماز جماعت سے سستی برتتے ہیں، اس لئے علماء محققین نے فرمایا، گھڑی کے اعتبار سے، لوگوں کی مصالح کے پیش نظر، وقت مناسب، معین کرنا مناسب ہے۔، امام ومقتدی سب کو اس وقت کی پابندی کا لحاظ رکھنا چاہیے۔پھر بھی اگر تاخیر مناسب جانیں تو اتنا انتظار کریں کہ حاضرین پر بار نہ ہو۔اور کسی خاص شخص کے انتظار میں تاخیر نہ چاہئے۔مگر چند صورتوں ہیں جن میں تاخیر زیادہ مناسب ہے۔اول یہ کہ وہ امام معین ہو۔دوم عالم دین ہو۔سوم حاکم اسلام ہو۔چہارم پابند جماعت ہو۔بعض کو مرض وغیرہ کسی عذر سے تاخیر ہو ہی جاتی ہے۔پنجم سربرآوردہ شریر، جس کا انتظار نہ کرنے سے ایذاء کا خوف ہے (فتاویٰ رضویہ) یہ ہے علم شرعی اب جو اسے نہ مانے اور اسکی تحقیر واہانت کرے وہ خود ہی اپنا ٹھکانہ معین کرے۔واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ

فاسق معلن کسے کہتے ہیں؟

سوال: الصلوٰۃ والسلام علیک یاسیدی یارسول اللہ، کیا فرماتے ہیں علمائے دین۔

۱۔کوئی شخص کتنے لوگوں کی تعداد کے سامنے گناہ صغیرہ پر اصرار کرے یا گناہ کبیرہ کرے فاسق معلن کہلائے گا؟

۲۔فاسق معلن کی تعظیم کن کن مواقع پر کی جاسکتی ہے؟

۳۔غیر عالم کو وعظ کہنا کیسا ہے۔زید کہتا ہے کہ حرام ہے۔مگر بکر غیر عالم کو وعظ کا حکم دیتا ہے۔اب غیر عالم کو بکر کا حکم دینا کیسا۔بکر کی اقتداء میں جماعت حاصل کریں گے تو جماعت کا ثواب حاصل ہوگا یا نہیں؟

۴۔ایک مسجد کے امام کی نماز فاسد ہے۔ایسی مسجد میں اعتکاف رمضان کرنا کیسا۔زید کو یہ بات معلوم ہے کہ (امام مسجد کی نماز

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فاسد ہے)۔ مگر زید پھر بھی لوگوں کو اعتکاف کی دعوت دیتا ہے۔ اسکے علاوہ زید کبھی کبھی خود بھی امامت کراتا ہے۔ تو زید کا یہ فعل کیسا؟ اور اسکی اقتداء میں دیگر لوگوں کا نماز پڑھنا کیسا۔ آیا ایسی صورت میں زید کی اقتداء کریں یا نہ کریں؟

جواب دیکر حوصلہ افزائی فرمائیں۔ محمد سکندر قادری، کراچی

۷۸۶ **الجواب:** (۱) گناہ کبیرہ میں جو شخص اعلانیہ مبتلا ہو وہ فاسق معلن ہے۔ اور کتنے لوگوں کے سامنے وہ گناہ کرے وہ فاسق کہلائے۔ یہ بات فقیر کی نظر سے نہیں گزری۔ فرض کر لیں کہ ایک شخص نے کوئی گناہ کبیرہ کیا جسے صرف دو ایک آدمیوں نے دیکھا، تو کرنے والا ضرور گناہگار ہوا۔ اس پر توبہ لازم ہے۔ اور ان دو ایک دیکھنے والوں پر لازم ہے کہ اس کی پردہ پوشی کریں۔ اس کے عیب کو اچھالنا اور جگہ جگہ کہتے پھرنا، خود اپنا نامہ اعمال سیاہ کرنا ہے۔ خود اپنے ایمان کی نورانیت پر خاک اچھالنا ہے۔ عقلمند وہ ہے جو اپنے گناہ پر نظر رکھے دوسروں کے معاملہ میں نہ پڑے۔ واللہ اعلم

(۲) فاسق کی تعظیم کی دو صورتیں ہیں۔ ایک اسے دل سے قابل عزت جاننا۔ اسکی عظمت و بزرگی کا قائل ہونا، اس کی بڑائی کی طرف دل کا مائل ہونا۔ یہ فاسق کے حق میں کبھی جائز نہیں۔ فسق و فجور ہمیشہ گناہ ہے خواہ وہ کسی سے صادر ہو۔ تو دل سے اسکی تعظیم کس طرح جائز ہوگی۔ دوسری صورت یہ ہے کہ آدمی ظاہری طور پر ایسے کام کرے جسے سامنے والا اپنی تعظیم جانے۔ یہ بوقت مجبوری جائز ہے۔ مثلاً حاکم وقت، محکمے کا سربراہ، اثر و رسوخ کا مالک۔ یا ظالم و جابر، ناخدا ترس، کہ ایسوں کے سامنے افعال تعظیم نہ کیے جائیں تو ان کی آتش غضب اور بھڑکتی ہے اور یہ خوامخواہ اسے دنیاوی نقصان پہنچاتے ہیں، تو ایسوں کی طرف ظاہری رواداری اور خندہ پیشانی سے معاملات کی اجازت ہے۔ ہاں اگر وہ بد دین ہو تو یہ ہرگز ظاہر نہ ہونے دے کہ میں تیرے دین و عقیدہ سے متاثر ہوں، یا اسے برا نہیں جانتا۔ کہ یہ مداہنت ہے اور حرام۔ "قال اللہ تعالیٰ ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار ظالموں کی طرف نہ جھکو ورنہ تمہیں دوزخ کی آگ پہنچے گی"۔

(۳) جو شخص الٹی سیدھی اردو دیکھ بھال کر، لوگوں کو شکار بنائے، یا مسائل سے کورا ہو، غلط حدیثیں، جھوٹی روایتیں، الٹے مسئلے بیان کرنے کو کھڑا ہو جائے تو بیشک یہ جاہل ہے اور اسے وعظ کہنا حرام۔ نہ یہ خود اس کام کی جرأت کرے اور نہ کسی اور کو جائز کہ اسے اس کام کیلئے آگے بڑھائے۔ ہاں علماء کرام کی صحبت و ہم نشینی یا مطالعہ کتب سے صحیح معلومات حاصل کرنے کے بعد صرف انہیں باتوں کو دوسرے کے سامنے بیان کر دے تو یہ شخص اس قسم میں نہیں آتا۔ اور نہ اس صورت میں بکر پر کوئی الزام ہے۔ اور پہلی ہی صورت ہو، تو زیادہ سے زیادہ بکر کو تنبیہ کر دیں اور اسے بتائیں کہ یہ اس قابل نہیں۔ بکر اب بھی نہ مانے تو وہ جانے۔ آپ اگر یوں ہی تحقیق و جستجو میں رہیں گے تو نماز باجماعت کا ثواب کھو دیں گے۔ نقصان کسی اور کا نہیں آپ کا ہوگا۔ عزیزم! زیادہ کھوج میں مت پڑو ورنہ مشکلات میں پھنس جاؤ گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) ایسی مسجد جسکا امام، قابل امامت نہیں، وہ افعال نماز صحیح ادا نہیں کرتا۔ یا ایسے افعال کا مرتکب ہوتا ہے جن سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ اس میں آدمی اعتکاف نہ کرے۔ دوسری مسجد میں جہاں کا امام صالح، صحیح العقیدہ اور لائق امامت ہو، اعتکاف میں بیٹھے۔ زید ان حالات سے واقف ہوتے ہوئے بھی اگر لوگوں کو اس مسجد میں اعتکاف کی دعوت دیتا ہے تو سخت غلطی پر

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے۔ جن نمازیوں کی نمازیں فاسد ہونگی اس کا وبال اس کے سر ہوگا۔ اور اگر یہ خود بھی اسکی اقتداء میں نمازیں پڑھتا ہے تو ترک نماز کا وبال اور زیادہ۔ اور سمجھانے پر بھی زید باز نہ آئے تو ہر کس و ناکس مسلمان کو لازم ہوگا کہ اس کو روکیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

تنبیہ۔ سائل پر لازم ہے کہ کوئی ایسی حرکت نہ کرے جس سے آپس میں اختلاف بڑھے۔ اور باہم مسلمانوں میں انتشار پھیلے۔ کہ یہ خود اپنی جگہ ایک بڑا جرم ہے۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ

پندرہ سال کا لڑکا بالغ ہے

سوال: محترم ومکرم عالیجناب مولانا صاحب مدظلہ۔ تسلیمات

جناب اعلیٰ: احوال عرض ہیں کہ الحمد للہ میں نے کلام پاک حفظ کیا ہے اور گذشتہ سال ہندوستان کے شہر جے پور میں ایک بڑی مسجد میں محراب بھی سنا چکا ہوں۔ میری عمر تقریباً ۱۷ سال ہے بعض حضرات فتوی طلب فرماتے ہیں لہٰذا شرعی احکامات کی روشنی میں فتوی عنایت فرمایا جائے تا کہ اس سال میرا ناغہ نہ ہو۔ عین نوازش ہوگی۔

حافظ ظہور احمد، ساکن حال C/59-211، کھائی روڈ، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** عمر کے لحاظ سے جب لڑکا پندرہ سال کا ہو جائے تو وہ شرعاً بالغ قرار پا جاتا ہے۔ اور وہ امامت کا اہل ہو تو اس کے پیچھے فرض اور نماز تراویح وغیرہ، بالغوں کی بھی درست ہے۔ اور صورت مسئولہ میں تو وہ سترہ سال کی عمر رکھتا ہے، تو اسکی امامت میں قطعاً کوئی جرم نہیں (درمختار ورد المحتار وغیرھا) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ شعبان ۱۴۰۰ھ

جاہل کو امام نہ بنائیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: ایک حافظ صاحب جو مسجد میں امام بھی ہیں لیکن مسائل سے بالکل ناواقف ہیں اور حلال وحرام کا پتہ نہیں اپنی طرف سے من گھڑت مسائل لوگوں کو بتاتے ہیں۔ غلط مسئلہ بیان کرنے پر اگر کوئی یہ کہدے یہ مسئلہ غلط ہے۔ اگر صحیح ہے تو آپ اس کا حوالہ دیں۔ تو حافظ صاحب فوراً اس مسئلہ کے متعلق خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ یہ مسئلہ قرآن مجید میں ہے۔ مثال کے طور پر انہوں نے کل یہ مسائل غلط بیان کئے ہیں۔

۱۔ قرآن مجید میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو بنا کر سب سے پوچھا ہر چیز نے باری باری اللہ کا شکر ادا کیا آخر میں خنزیر سے پوچھا تو خنزیر نے جواب دیا کہ یا اللہ تیرا شکر گزار ہوں کہ تو نے مجھے خنزیر بنایا مگر بے نمازی نہیں بنایا تو ہم نے ان کو کہا کہ یہ واقعہ ہم نے سنا تو ہے مگر یہ جو آپ اس کا ذکر قرآن مجید میں بتاتے ہیں، یہ بات قرآن مجید میں نہیں ہے تو انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم یہ بات قرآن مجید میں ہے۔ انکو زیادہ کچھ کہیں تو وہ غصہ ہو جاتے ہیں۔

۲۔ دوسرا مسئلہ انہوں نے یہ بیان کیا کہ قرآن مجید میں ہے کہ جس آدمی کو خنزیر جھاڑ دے یعنی ٹکر مار دے تو اس کا جنازہ پڑھنا

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حرام ہے ہم نے کہا کہ یہ مسئلہ بھی غلط ہے اور پھر انہوں نے قسم کھا کر کہا کہ خدا کی قسم یہ مسئلہ قرآن مجید میں ہے۔ ہم نے ان کو ایسی باتوں پر توبہ کرنے کو کہا ہے مگر وہ ماننے کو تیار نہیں۔

تو آپ سے یہ عرض ہے کہ کیا ان کے یہ بیان کردہ مسائل صحیح ہیں۔ اگر غلط ہیں تو پھر ایسے آدمی کے متعلق شریعت میں کیا حکم ہے؟ ایک غلط بات کو قرآن مجید کی طرف منسوب کرنے والا شخص مسلمان بھی رہتا ہے یا نہیں۔ اور ہر غلط مسئلہ پر قسم کھا کر کہنا کہ بات صحیح ہے۔ کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے۔ یا ایسا شخص نماز پڑھا سکتا ہے؟

شریعت کی رو سے صحیح جواب تحریر فرمائیں۔ نوازش ہوگی۔ شکریہ جاوید حسن جام شورو، کالونی حیدرآباد سندھ

۷۸۶ الجواب: امامت ایک منصب دینی ہے اور اس کا اہل ہر کس و ناکس نہیں کہ جسے چاہیں امام بنالیں۔ حضور اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ تمہارے امام، تمہارے رب اور تمہارے درمیان، سفیر ہیں تو چاہیئے کہ تمہارے بہتر امامت کریں اور دوسری بات حدیث شریف کا مضمون ہے کہ جو یہ چاہتا ہے کہ اس کی نماز، بارگاہ الٰہی میں قبول ہو، وہ اپنے سے بہتر کو امام بنائے۔ غرض یہ لازم ہے کہ وہ نماز کے فرائض وواجبات، وسنن ومستحبات سے واقف ہو۔ مفسدات ومکروہات نماز پر مطلع ہو۔ ورنہ کسی قول وفعل سے نماز فاسد وناقص ہوگی اور اسے علم بھی نہ ہوگا۔ خود بھی تارک نماز ہوگا دوسروں کی نماز بھی برباد۔ تو امام مذکور میں اگر کوئی بات قابل اعتراض نہ ہوتی تو اس کا مسائل سے جاہل ہونا ہی اس کی نااہلی کیلئے کافی ہے۔ لیکن جب کہ وہ غلط سلط باتیں بیان کرتا ہے اور اسے قرآن کی طرف نسبت کردیتا ہے مثلاً سوال میں مذکورہ عبارتیں، تو وہ نہ صرف جاہل واجہل ہے بلکہ گمراہ واضل بھی ہے۔ اور جری وبیباک بھی۔ خدا ورسول پر افتراء کرتا ہے۔ مسلمان ہرگز ہرگز اسے امام نہ بنائیں۔ ہرگز ہرگز اسے امامت کیلئے آگے نہ بڑھائیں کہ خود گناہ میں مبتلا ہوں گے اور ان کی نمازیں فاسد نہیں تو مکروہ تحریمی ضرور ہونگی۔ بلکہ شخص مذکورہ اپنے اقوال واحوال سے توبہ کرے تب بھی وہ امامت کا اہل نہیں کہ جاہل واجہل ہے۔ فاسق معلن بلکہ ضال اضل ہے کہ بات بات پر جھوٹی قسمیں کھاتا اور ناحق کو حق بتاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ شعبان ۱۴۰۰ھ

صرف جمعہ پڑھائے اور پنج وقتہ نماز نہ پڑھے تو فاسق ہے

سوال: عنوان درخواست

علمائے کرام کیا فرماتے ہیں

مثال کے طور پر ایک گاؤں میں ایک امام مقرر کیا گیا ہے وہ امام ہفتہ میں صرف ایک جمعہ ادا کرتا ہے اور عوام کو جمعہ کی نماز پڑھاتا ہے یا کہ فاتحہ خوانی میں شرکت کرتا ہے تو نماز ادا کرلیتا ہے سوائے ان نمازوں کے وہ مکمل پانچ وقت کی نماز ادا نہیں کرتا ہر روز وہ اپنی نمازیں ضائع کرتا ہے کیا ایسا شخص امامت کے قابل ہے یا ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھی جائے یا نہیں؟ حالانکہ گاؤں میں مسجد موجود ہونے کے باوجود وہ صرف جمعہ کی نماز پڑھاتا ہے اور نماز جنازہ بھی پڑھالیتا ہے یا کہ فاتحہ خوانی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرالیتا ہے باقی آگے پیچھے کی نمازیں نہ تو وہ خود پڑھتا ہے اور نہ ہی مسجد میں اذان دیتا ہے نہ ہی مکمل طور پر مسجد آباد کرتا ہے ان تمام مسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ قرآن اور حدیث میں ایسے شخص کو امامت کرنے کا حق ہے یا ایسے امام کے پیچھے جمعہ کی نماز ادا کی جاسکتی ہے یا کہ نہیں؟

آخر میں میری یہ گزارش ہے کہ علمائے کرام ہی صحیح اور جائز فتویٰ دیں۔ شکریہ محمد سلیم خان، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: کون نہیں جانتا کہ نماز اہم فرائض اسلام سے ہے۔ ہر مرد وعورت پر ایسا فرض ہے کہ باستثنائے ضرورت شرعیہ، کسی طرح اس کو ترک کرنا جائز نہیں۔ احادیث کریمہ میں نماز کو کافر و مسلم کے مابین وجہ امتیاز بتایا۔ اور بلا وجہ شرعی اس کا ترک کفر و کفران نعمت ارشاد فرمایا۔ تو جو ایک وقت کی نماز بھی بلا وجہ شرعی، بلا مجبوری ترک کرے وہ فاسق معلن، علانیہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے، نہ کہ جو اس کا عادی ہو۔ ظاہر ہے کہ وہ شدید اشد گناہ میں مبتلا ہے اور مستحق عذاب نار ہے تو اسے امام بنانا بھی گناہ ہے۔ غنیۃ المستملی وغیرہ میں فرمایا۔ "لو قدموا فاسقا یاثمون" تو فاسق معلن کے پیچھے نماز ادا کرنا گناہ مکروہ تحریمی اور نماز واجب الاعادہ ہے۔ ہرگز ایسے کو امام نہ بنایا جائے۔ رہی نماز جمعہ تو وہ گاؤں میں قائم کرنا ہی جائز نہیں۔ ہاں جہاں قدیم زمانۂ اسلام سے ہوتا آیا ہے وہاں بند نہ کریں۔ اور امام کسی صالح العمل، صحیح العقیدہ سنی مسلمان کو مقرر کریں۔ اور جب تک دوسرا صالح اور امامت کا اہل مسلمان نہ ملے اس کو امام بنا سکتے ہیں مگر فرض ہے کہ دوسرا امام تلاش کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ ربیع الآخر ۱۴۰۱ھ

ایک ہی شخص امام اور اقامت کہنے والا ہو تو کیسا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسئلے کے متعلق ایک شخص جو مؤذنی اور امامت کا اہل ہے وہ اذان بھی دیتا ہے اور خود ہی اقامت بھی کہتا ہے اور خود ہی امامت بھی کراتا ہے کیا ایسا کرنا شریعت کی رو سے جائز ہے یا نہیں؟

اگر جائز ہے تو اقامت کے وقت اپنے مصلے پر کھڑے ہو کر اقامت کہی جائے تو جائز ہے یا نہیں؟ یا ضروری اور لازم ہے کہ صف میں کھڑے ہو کر امام اقامت کہے اور بعد میں مصلے امامت پر چلا جائے یا دونوں طریقے صحیح ہیں؟

حبیب اللہ بندو، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: مستحب یہ ہے کہ مؤذن مرد عاقل صالح پرہیزگار، سنت کا عالم اور اس پر عامل ہو اور ایسا ہو کہ بوقت ضرورت، امامت کے فرائض بھی انجام دے سکے۔ علماء نے فرمایا کہ اگر مؤذن ہی امام ہو تو بہتر ہے (عالمگیری درمختار) لہٰذا مؤذن اگر امامت کا اہل ہے تو یہ اور بھی پسندیدہ بات ہے۔ اور جب یہ امامت بھی کرتا ہے اور اقامت بھی کہتا ہے تو سنت یہ ہے کہ اقامت میں جب قد قامت الصلوٰۃ پر پہنچے تو بڑھ کر مصلے پر چلا جائے۔ (درمختار وغیرہ) مگر یہ لازم و ضروری نہیں کہ اس پر اختلاف پھیلا جائے اور شر کو ہوا دی جائے۔ سنت ہے اور باعث ثواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۱ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مقرر امام کی اجازت کے بغیر دوسرا امامت نہیں کر سکتا

سوال: اس مسئلے کا حل نکالیے
جناب عالی ہماری رحمانی مسجد یونٹ ۱۲ لطیف آباد میں مولانا عبدالحمید صاحب جو کہ کافی عرصہ سے جمعہ کی نماز اور تقریریں اور عام نماز بھی پڑھاتے ہیں اور بغیر کسی اجرت کے اور جناب بقیہ نمازیں ہمارے مولانا جلیل صاحب پڑھاتے ہیں ان کو بھی اس مسجد میں تقریباً دس سال ہو چکے ہیں ان دونوں ہستیوں کا آپس میں کوئی اختلاف نہیں اب ایک شخص جناب جلیل صاحب کو بلا کر مسئلہ پوچھتا ہے کہ امام کے ہوتے ہوئے کیا دوسرا شخص امامت کرا سکتا ہے لہٰذا مولانا جلیل صاحب نے مسئلہ بتا دیا کہ امام کے ہوتے ہوئے امام کی اجازت کے بغیر کوئی دوسرا شخص امامت نہیں کرا سکتا اب اسی شخص نے مولانا حمید صاحب کو بلا کر یہ شکایت کی کہ مولانا جلیل صاحب آپ کی امامت پر اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں مجھ سے اجازت طلب نہیں کرتے لہٰذا اسکا شریعت کے مطابق حل نکالئے بڑی مہربانی۔ ان دونوں صاحبان کا تقرر مسجد کمیٹی نے کیا ہے۔

خیر اندیش محمد ادریس خدمت گار رحمانی مسجد، یونٹ نمبر ۱۲ لطیف آباد حیدر آباد سندھ

۷۸۶ الجواب: جبکہ دونوں صاحبان کا تقرر مسجد کمیٹی نے کیا ہے ایک کا جمعہ وعیدین کیلئے دوسرے کا پنجگانہ نمازوں کیلئے ایک اعتبار سے یہ ایک دوسرے کے نائب بھی ہیں کہ ایک کی غیر موجودگی میں امامت کر سکتا ہے۔ اب اس درمیانی شخص کو پکڑیئے جو دونوں میں اختلاف پیدا کرتا اور مسلمانوں میں افتراق پھیلاتا ہے اور اسے تنبیہ کریں۔ شر خود ہی مٹ جائے گا۔
دوسرا شرعی مسئلہ یہ ہے کہ مقررہ امام کی اجازت کے بغیر دوسرا امامت نہیں کر سکتا۔ واللہ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ محرم الحرام ۱۴۰۰ھ

https://t.me/Tehqiqat

امام کا کذب، خیانت، بدکلامی ثابت ہو جائے تو امام نہ بنائیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک پیش امام صاحب جھوٹ بولنے کے عادی ہیں اور طرح طرح سے اس جھوٹ کا تکرار کرتے ہیں مثلاً قرآن پاک کو لوگوں کے پاس لیجاتے ہیں اور یہ التجاء کرتے ہیں کہ ان کی جلد بندی کے پیسے دیجئے اور پھر جو کچھ بھی ان کو برائے قرآن شریف کی جلد بندی کے دیا جاتا ہے۔ اس کو وہ اپنے خرچ میں لاتے ہیں اور اسی طرح جھاڑو اور مٹکے وغیرہ کے پیسے بھی خود خرچ کر جاتے ہیں اور مسجد میں زور زور سے گندی گالیاں دیتے ہیں اور یہ تمام کام ان کا روز کا معمول ہے۔ برائے مہربانی ان کے متعلق صحیح کتب ائمہ مجتہدین و احادیث سے فتویٰ صادر فرمائیں کہ کیا ان کے پیچھے نماز پڑھنا صحیح ہے یا نہیں؟ جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ سائل قمر الدین

۷۸۶ الجواب: امام مسجد میں اگر واقعی یہ باتیں پائی جاتیں ہیں جو سوال میں مذکور ہوئیں تو وہ ہرگز امامت کا اہل نہیں۔ کذب، افتراء، خیانت، بدکلامی، یہ وہ چیزیں ہیں جن سے دور رہنے کو اسلام نے ہر مسلمان پر لازم قرار دیا بالخصوص جھوٹ کہ احادیث کریمہ میں اس کی بڑی مذمت آئی اور قرآن کریمہ نے جھوٹوں پر لعنت فرمائی۔ امام، مقتدیوں اور رب کے درمیان

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سفیر ہوتا ہے اور ہر سفارت کار کیلئے جو اہلیت درکار ہے امامت کیلئے بھی لازم وضرور ہے۔ بالجملہ یہ باتیں ثابت ہیں تو اسے امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ۔ (عامہ کتب) واللہ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ رجب المرجب ۱۳۸۳ ھ

جس شخص نے اپنے دفاع میں قتل کر دیا اس کی امامت کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص جس کی عمر تقریباً ۱۷ یا ۱۸ سال تھی۔ چار دوست بہکا کر جنگل میں لے گئے اور وہاں اس کی عزت لوٹنے کے درپے ہوئے۔ ان میں تین افراد مسلح تھے جنھوں نے جان سے مارنے کی دھمکی دی۔ مزاحمت اور کشمکش میں ایک نے چھری نکال لی اور حملہ کرنا ہی چاہتا تھا کہ دوسرے کا ہاتھ درمیان میں آ گیا اور چھری زمین پر جا گری۔ اس کے باوجود دوسروں نے اس کو مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا۔ وہ جگہ ایسی تھی کہ چلانے اور اودھم مچانے کے باوجود اس جگہ کسی قسم کی مدد نہیں ہو سکتی تھی۔ وہ چھری کسی نہ کسی طرح اس جکڑے ہوئے کے ہاتھ لگ گئی اور اس نے جو بھی اس کے سامنے تھا چھری مار دی۔ اس طرح وہ شخص اپنی عزت اور جان بچا کر بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔ اور زخمی شخص اسپتال جا کر مر گیا۔ عدالت میں کیس چلا اس شخص نے صاف صاف وجوہات بیان کرتے ہوئے چھری مارنے کا اقرار کیا۔ عدالت نے فیصلہ صادر فرمایا کہ اس صورت حال میں جس انسان پر حملہ کیا گیا ہو وہ قانوناً مجبور نہیں ہے کہ وہ ایسی حفاظت خود اختیاری، کو حملہ کے مطابق مرتب کرتا ہے جبکہ وہ خوفناک صورت اختیار کرے تو ہر ممکن رعایت اس شخص کے حق میں ہونا چاہئے جو خود کی مدافعت کر رہا ہو اور جو اپنی بقا اپنی حفاظت کے فطری جذبہ کے تحت اپنے حق سے قدرے متجاوز ہو جائے اور دوسرے لوگوں کی نظر میں ضرورت سے زیادہ معلوم ہو اس لئے میری رائے میں ملزم اپنی حق حفاظت خود اختیاری قیود سے متجاوز نہیں ہوا ہے اور اس کا فعل برعایت قیود مندرجہ دفعہ ۹۹، ۱۰۰ کے تحت آتا ہے اس لئے مجرم کسی جرم کا مرتکب نہیں ہوا ہے اور بری کئے جانے کا مستحق ہے لہٰذا بری کیا جاتا ہے۔ فیصلہ جلدی سنایا گیا۔ ملزم کو آزاد کر دیا گیا توثیق ٹی ہائی کورٹ۔

یہ شخص اس وقت تقریباً چالیس سال کا ہے۔ اس عرصہ میں چونکہ حافظ قرآن ہے ۳۸ بار قرآن شریف مساجد میں سنا چکا ہے اور نمازیں بھی پڑھاتا رہا ہے۔ کیا یہ شخص نماز پڑھا سکتا ہے؟ اگر نماز پڑھائے تو اس میں کسی قسم کی خرابی یا کراہیت تو نہیں ہے؟ عام قاتل جو کہ چوری، ڈکیتی، پرانی دشمنی وغیرہ کے تحت لوگوں کو قتل کر دیتے ہیں اور قاتل کہلاتے ہیں۔ کیا ایسے شخص کو بھی قاتل کہہ سکتے ہیں؟ مفصل و مدلل فقہ اور احادیث کے مطابق فتویٰ درکار ہے۔

فقط والسلام السائل۔ حافظ محمد اسمٰعیل، مبارک مسجد لطیف آباد ۸، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** کورٹ کا مذکورہ بالا فیصلہ شرعی اعتبار سے صحیح ہے۔ ہدایہ وغیرہ میں ہے کہ ایک نے دوسرے پر تلوار کھینچی تو اسے قتل کرنے میں کوئی حرج نہیں خواہ وہی شخص اس کو قتل کرے جس پر تلوار اٹھائی گئی یا دوسرا شخص۔ اس طرح شہر سے باہر دن یا رات میں کسی وقت حملہ کیا اور اس کو کسی نے مار ڈالا تو اسے مار دینے میں کوئی حرج نہیں۔ غرض اپنی جان کی حفاظت میں، قاتل

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کو، یعنی جو کہ اس کے قتل کے درپے ہے، قتل کر ڈالنا واجب ہے نہ کہ جرم، اور جب جرم نہیں تو اسے وہ تمام حقوق حاصل ہیں جو اور کسی مسلمان کو حاصل ہوں۔ لہٰذا اگر اس میں شرائط امامت پائے جائیں تو امام بنانے میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ

امام کی تنخواہ اجرت ہے یا صلہ

سوال: ہمارے محلے کے امام صاحب نیک و شریعت کے پابند ہیں۔ نماز بھی صحیح پڑھاتے ہیں یعنی ان میں کوئی نقص نہیں ہے۔ صرف ان کی بیوی دوسرے شہر میں رہتی ہے، وہ یہاں پر آ چکے ہیں۔ پہلے ان کی شادی نہیں ہوئی تھی لیکن اب وہ شادی شدہ ہیں۔ عرصہ چار پانچ سال سے ہماری مسجد کے امام ہیں۔ وہ ہر سال ایک ماہ کی چھٹی لے کر اپنے شہر جاتے ہیں۔ ایک مرتبہ وہ چھٹی پر گئے تو ان کی جگہ پر ایک عارضی امام آ گئے۔ ان کی شادی تھی تو کوئی دوسرا امام نہیں رکھا۔ یہ واپس آئے تو ان کی چھٹی کا وظیفہ دیا یعنی کوئی دوسرا امام نہیں تو ان کو ہی وظیفہ دیا جاتا تھا اگر عارضی امام رکھتے تو اس کو دیتے۔ اب ایک مرتبہ انھوں نے چھٹی کی درخواست دی تھی تو ان کو ایک ممبر صاحب نے کہا کہ آپ کو چھٹی کا وظیفہ نہیں دیا جائے گا۔ اب وہ واپس آئے تو ان کو وظیفہ دیا گیا۔ جس ممبر صاحب نے ان سے انکار کیا تھا وہ خلاف ہیں بلکہ کچھ دوسرے صاحبان بھی خلاف ہیں اور جن ممبر صاحبان نے وظیفہ دیا تھا ان سے جو مخالف ممبر صاحبان تھے کہتے ہیں کہ مسجد کا روپیہ ہے اس کو فضول خرچ نہیں کیا جائے۔ جناب علماء دین سے التماس ہے کہ آپ صحیح مسئلہ سے آگاہ فرمائیں۔ جب یہ واپس آئے تو امام صاحب نے اپنے واپسی کا وظیفہ نہیں طلب کیا بلکہ جو ممبر صاحبان موافق ہیں انھوں نے خود دیا جو مسجد کے خزانچی اور صدر ہیں۔

السائل۔ ظہور احمد چشتی، لطیف آباد نمبر ۱۱، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: امام و مؤذن کی تنخواہ مقرر کی جاتی ہے وہ ایک اعتبار سے اس کا پانچوں وقت کی حاضری کا ایک وظیفہ ہے اور ایک اعتبار سے صلہ یعنی سلوک صلہ اس لئے کہ اگر پیشگی تنخواہ اسے دی جا چکی ہے بعد میں انتقال ہو گیا یا معزول کر دیے گئے تو جو کچھ پیسہ دیا جا چکا ہے وہ واپسی نہیں ہوگا محض اجرت ہوتی تو واپس ہوتی (درمختار) پھر امام اگر اپنے اعزا کی ملاقات کو چلا گیا یا کسی اور وجہ سے امامت نہ کر سکا اور سال کے اکثر حصے میں اس نے کام کیا ہے تو وہ پوری تنخواہ کا مستحق ہے (درمختار) تو امام نے اگرچہ اپنی درخواست پر کسی کے کہنے سے یہ لکھ دیا کہ میں ان دنوں کی تنخواہ نہیں لوں گا پھر بھی وہ اس حق کا مطالبہ کر سکتا ہے اور جبکہ وہ تنخواہ اسے بغیر مطالبے کے معمول کے مطابق دے دی گئی تو اب کسی ممبر بلکہ پوری انتظامیہ کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ رقم امام سے واپس لیں اگر ایسا کریں گے تو ایک غریب پر ظلم ہوگا اور اس ظلم کو روکنا لازم ہے۔ مسجد کے مال سے یہ تنخواہ ادا کرنا فضول خرچی نہیں، اسے روک لینا اور مسجد کے کام میں نہ لانا ناجائز و گناہ ہے اور جبکہ وہ دی جا چکی ہے، تو واپس بھی لینا برا جیسا کہ شرع سے ظاہر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ ربیع الآخر ۱۳۸۵ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امام کا صدقات خیرات لینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: امام مسجد جس کو محکمہ اوقاف سے نماز پڑھانے کی ماہانہ اجرت ملتی ہو، پھر اس کے علاوہ وہ امام صدقہ کی کھالیں لیتا ہو اور اس کے علاوہ اگر کوئی شخص مرجائے تو اس کی نماز جنازہ کی اجرت لیتا ہو۔ ایسی صورت میں ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ لہٰذا ہم آپ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ آپ برائے کرم اس مسئلہ کا جواب عنایت فرمائیں تاکہ ہم لوگ اطمینان قلب اپنی نمازوں کے لئے کرسکیں۔

آپ کا خادم قمر الدین، نیو کلاتھ مارکیٹ، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** اگر امام مذکورہ فقیر ہے یعنی صاحب نصاب نہیں۔ نہ سیّد ہاشمی ہے تو چرم قربانی وصدقہ لینا جائز ہے اور اس وجہ سے اس کی امامت میں کوئی حرج نہیں۔ امامت کے لئے صحیح الاسلام، صحیح الطہارت، صحیح القراءۃ، سنّی صحیح العقیدہ کہ فاسق معلن نہ ہو درکار ہے۔ جس میں ان باتوں میں سے کوئی بات کم ہوگی تو اس کے پیچھے نماز ہوگی ہی نہیں یا مکروہ تحریمی ہوگی۔ اس شخص میں ان باتوں میں سے کوئی بات کم ہے تو اس کی امامت جائز نہیں اور اگر یہ سب باتیں اس میں ہیں تو اس کی امامت میں حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ اگر وہاں اس امام کے سوا اور بھی نماز پڑھانے والے ہوں تو اجرت لے سکتا ہے مگر افضل یہ ہے کہ نہ لے اور اگر دوسرا نماز جنازہ پڑھانے والا نہ ہو تو اجرت لینا جائز نہیں اور اب اس حالت میں اس کی امامت بھی مکروہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ ذی القعد ۱۳۸۳ھ

https://t.me/tehqiqat

سیاہ خضاب کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین وفقہاء کرام اس مسئلہ میں کہ: سیاہ خضاب یعنی وسمہ داڑھی کے بالوں کو لگانا کیسا ہے؟ اگر کوئی شخص لگائے تو اس کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ عرضدار، فقیر محمد وارث قادری، خضدار، بلوچستان

۷۸۶ **الجواب:** سیاہ خضاب خواہ ماز و یا ہلیلہ و نیل کا ہو۔ خواہ تیل وحنا مخلوط، خواہ کسی چیز کا، سوائے مجاہدین کے سب کو مطلقاً حرام ہے اور صرف مہندی یا سرخ خضاب یا اس میں نیل کی کچھ پتیاں ملا کر جس سے سرخی میں پختگی آجائے اور رنگ سیاہ نہ ہونے پائے۔ سنت مستحبہ ہے۔ حضرت شیخ محقق علامہ محمد عبدالحق دہلوی شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں خضاب بسواد حرام است وصحابہ وغیرہ ہم خضاب سرخ می کردند وگاہے زرد نیز آہ ملخصاً۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ الصفرۃ خضاب المومن، والحمرۃ خضاب المسلم و السواد خضاب الکافر زرد خضاب ایمان والوں کا، سرخ خضاب اسلام والوں کا، اور سیاہ خضاب کافروں کا۔ (طبرانی وحاکم) اس کے علاوہ اور احادیث میں سیاہ خضاب پر سخت سخت وعیدیں اور مہندی کے خضاب کے ترغیبیں بکثرت وارد ہیں اور جبکہ سیاہ خضاب کا لگانا فسق ہے تو اس کا مرتکب فاسق معلن ہوا اور فاسق معلن کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ کہ اسے امام بنانا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا گناہ، اور پڑھ لی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوتو پھیرنا واجب۔ فتاویٰ حجہ وغنیتہ میں ہے، لو قدموا فاسقاً یاثمون۔ تبیین الحقائق میں ہے لان فی تقدیمه تعظیمه وقد وجب علیهم اهانته شرعاً۔ اسے آگے بڑھانے اور امام بنانے میں اس کی تعظیم ہے حالانکہ مسلمانوں پر شرعاً اس (فاسق معلن) کی اہانت واجب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ر محرم الحرام ۱۳۸۳ھ

امامت کرنا، اور غیر شرعی کام پر بیعت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین اس بارے میں کہ: ایک پیر صاحب اپنے مرید کو مجمع عام میں بیعت کرتا ہے اور پھر اس کو اپنی طرف سے ایک جھولی دیتا ہے اور ایک ڈنڈا دیتا ہے اور حکم کرتا ہے کہ یہ بھیک مانگے اور کرتے کے بجائے کفنی پہناتا ہے اور لنگوٹ بندھوا کر بھیک مانگنے کے بعد اس کی بیعت پوری ہوئی تو جواب طلب امور یہ ہے کہ یہ تمام چیزیں شریعت میں جائز ہیں یا نہیں؟ اس کے علاوہ شخص مذکور جس نے بیعت کے یہ تمام ارکان ادا کئے امام بھی ہے۔ آیا اس کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ جبکہ وہ مرید اور امام ان چیزوں کو مستحسن اور قابل ثواب ہونے کا فخریہ اعلان کرے۔ شریعت محمدی کی رو سے امام ابوحنیفہ کے مسلک کے مطابق جواب عنایت فرمایا جائے۔ اور عنداللہ ماجور ہوں۔

اسکے علاوہ شخص مذکور امام مسجد پہلے بھی مرید اور خلیفہ ہونے کا اعلان کر چکا ہے اور اب بغیر فسخ بیعت کے دوسرے سے بیعت و مرید ہونے کا یہ تمام ڈھونگ رچاتا ہے ان تمام امور کا تفصیلی جواب شرع شریف سے عنایت فرمائیں۔ امام ہوتے ہوئے وہ بھیک مانگنے کو بھی ثواب بتلائے۔ آیا اس کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

فقط السائل، محمد رمضان شاہ، ٹنڈو الہیار

۷۸۶ الجواب: جو کچھ یہ شخص کرتا ہے یہ سب خرافات ہیں، بھیک مانگنا تو شریعت میں سخت ناپسندیدہ عمل ہے، اگر اس کو فقیر ہی بننا یا بنوانا ہے تو پھر امامت کس نیت سے کی جارہی ہے؟ اسے چاہئے کہ اگر امامت کرتا ہے تو ان باتوں سے باز آجائے، جن پر شرعاً مواخذہ ہے اور جو اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی بارگاہ میں ناپسندیدہ ہیں۔ ایسے کی امامت توبہ واصلاح کے بغیر ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ر شعبان ۱۳۸۴ھ

امامت کی شرائط/ مسجد میں امام کا رہنا/ کلمہ پڑھ کر بیان کرنا اور بات کے خلاف کرنا/ وقت مقرر سے ہٹ کر جماعت قائم کرنا

کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع ان مسائل میں کہ: ۱)۔ امامت کا مستحق کون شخص ہے؟ جو شخص قرآن کریم صحیح نہ پڑھے اس کی امامت کیسی ہے؟ ۲)۔ ایک امام صاحب اپنے اہل خانہ و بچوں سمیت مسجد میں سوتے کھاتے پیتے ہیں، کیا حکم ہے؟ ۳)۔ امام صاحب نے کئی دفعہ کلمہ پڑھ کر وعدے کئے مگر، بعد میں اس کے خلاف کیا، کیا حکم ہے؟ ۴)۔ مسجد میں جماعت کا وقت مقرر ہے، مگر امام صاحب اکثر تاخیر سے آتے ہیں۔ جو مقتدیوں پر گراں گزرتا ہے اور وہ امام صاحب پر طعنے کستے ہیں اور لڑتے ہیں۔

http://t.me/tehqiqat
Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امام اور ایسے لوگوں کے لئے کیا حکم ہے؟ السائل۔ محمد رمضان شاہ، ٹنڈو الہ یار

۷۸۶ الجواب: امامت نماز کا مستحق وہ مسلمان ہے جو سنی صحیح العقیدہ اور جماعت میں سب سے زیادہ مسائل نماز وطہارت جانتا ہو مگر شرط یہ ہے کہ حروف اتنے صحیح ادا کرے کہ نماز میں فساد نہ آنے پائے اور فاسق و بدمذہب نہ ہو تا کہ حق صاحب حق کو پہنچے اور مقتدیوں کی نماز بھی خوش اسلوبی سے ہو جائے اور امام اگر غلط خواں ہو کہ غلط خوانی قرآن فساد نماز تک پہنچائے یا بدمذہب مثلاً وہابی، غیر مقلد، یا فاسق معلن ہو کہ اس کا فسق ظاہر ہو تو اسے امام بنانا شرعاً ناپسندیدہ وخلاف حکم حدیث وفقہ ہے۔ واللہ اعلم

۲) اللہ عزوجل فرماتا ہے ان المساجد للہ مسجدیں خاص اللہ کی ہیں ان میں کسی کا کوئی دعوی نہ امام کو ہی ہے نہ محلے والوں کو اور ظاہر ہے کہ مسجدیں سونے کھانے پینے کو نہ بنیں تو غیر معتکف کو اگرچہ وہ امام مسجد ہی کیوں نہ ہو مسجد میں ان افعال کی اجازت نہیں ہے چہ جائیکہ مسجد میں مع اہل وعیال رہنا سہنا اگر ان کاموں کا دروازہ کھولا جائے تو زمانہ فاسد ہے مسجد چوپال ہو جائے گی اور ان کی بے حرمتی ہوگی مسجدوں کو گھر بنانا کسی کیلئے جائز نہیں ہے اہل محلہ امام کو نرمی سے سمجھائیں باز نہ آئے تو مسجد کی خدمات سے اس امام کو معزول کر دیں بے حرمتی سے بچائیں۔ واللہ اعلم

۳) کلمہ پڑھ کر کوئی بیان کرنا حلف کے حکم میں ہے اس کے خلاف کرنا قسم توڑنا ہے اور اس کے مرتکب پر کفارہ لازم ہے۔

۴) جماعت کیلئے وقت مقرر کرنا تو جائز ہے کہ اب اوقات مقررہ کی پابندی امام ومقتدیوں دونوں ہی کیلئے ہے امام بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ مقتدیوں کو چاہیے کہ فتنہ وفساد سے دور رہیں اور اصلاح کی کوشش کریں اور ہر وہ شخص جو ان میں منافرت و اختلاف کا باعث ہے اس سے خود ہی دور رہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶/ شعبان المعظم ۱۳۸۴ھ

مسئلہ طلاق/ امام صاحب کی بیوی کا سامان لینے بازار جانا کیسا؟

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب، دار العلوم احسن البرکات، حیدرآباد، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین، ذیل میں درج تین سوالات کے بارے میں فتوی دیکر مشکور فرمائیں۔

۱) زید اپنی بیوی کو دوران آپس کی تکرار، غصہ کی حالت میں تین مرتبہ یا زائد بار کہدیتا ہے کہ میں نے طلاق دی۔ چلی جا میں نہیں رکھتا۔ طلاق ہوگئی؟ جبکہ بیوی حاملہ ہے اور بیوی کے رشتہ دار یا اسکے والدین کو اس امر کی مطلق خبر نہیں ہوتی۔

میاں بیوی کی آپس کی تکرار اور جھگڑے کے وقت لڑکے کا والد موجود ہوتا ہے اور خاموش رہتا ہے اور یہ شہرت ہو جاتی ہے کہ طلاق ہوگئی۔ دو دن کے بعد لڑکی کے والد کو اطلاع دیکر بلوا کر، بغیر تحریر یہ ظاہر کر کے کہ طلاق ہوگئی۔ لڑکی کو اس کے والد کے ساتھ روانہ کر دیتے ہیں کیا ان حالات میں طلاق ہوگئی۔ فتوی دیں۔

۲) پیش امام مسجد کی بیوی، برقعہ پہن کر سبزی ترکاری اور دیگر سودا لانے کیلئے روزانہ بازار جاتی ہے۔ اور شوہر اسے نہیں روکتا۔ پیش امام صاحب کی بالغ لڑکیاں چند شادی شدہ اور غیر شادی شدہ دن میں کئی مرتبہ برقعہ پہن کر ہاتھ ہلاتی ہوئی لب

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سڑک صدر بازار میں اپنے رشتہ داروں کے مکان پر جاتی ہیں۔ اور والد پیش امام ہونے کے باوجود ان کو نہیں روکتا؟

۳) کیا ایسے پیش امام کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں اور مقتدیوں کی نماز اس امام کے پیچھے ہوگی یا نہیں؟ فتوی دیں۔

نیز ایسے پیش امام سے شادی کے موقع پر نکاح پڑھوانا درست ہے یا نہیں؟ فتوی دیں

فقط المرقوم محمد یحییٰ، 14/07/1982

۷۸۶ الجواب: طلاق زبانی خواہ تحریری جب دی جائے گی بہر نہج واقع ہو جائے گی۔ بیوی خواہ اس کے ماں باپ کو علم ہو یا نہ ہو۔ طلاق تنہائی میں دے یا لوگوں کے روبرو۔ عورت حاملہ ہو خواہ اسے حمل نہ ہو۔ اور غصہ وغضب طلاق کیلئے مانع نہیں۔ بلکہ غالباً وہی طلاق پر ابھارتا ہے اور آمادہ کرتا ہے۔ الا ان یزول به العقل۔ بہر حال عورت پر مذکورہ بالا صورت میں تین طلاقیں ہوگئیں اور عورت اس کے نکاح سے ایسی خارج ہوئی کہ اب بے حلالہ، ہرگز اس کے نکاح میں نہیں آسکتی۔ اگر یونہی رجوع کرلیا یا بلا حلالہ نکاح جدید کرلیا، خواہ باہمی رضامندی سے، یا کسی کے دباؤ میں آکر، تو عمر بھر دونوں حرام کاری کے گناہ میں مبتلا رہیں گے۔ قال الله تعالی فان طلقها فلا تحل له من بعد (الایته) و قال النبی ﷺ لا حتی تذوقی عسیلتہٗ الحدیث۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲) عورت جبکہ برقع پہن کر، تمام بدن کے پورے ستر کے ساتھ اپنی ضرورتوں کیلئے باہر آتی جاتی ہے تو اس صورت میں شوہر پر کوئی الزام نہیں اور اس وجہ سے اس کے پیچھے نماز میں کراہت نہیں ہوسکتی۔ ہاں بلا ضرورت باہر آئے جائے اگرچہ پورے ستر کے ساتھ، تو اس میں بے شک عورت قصوروار ہے، پھر بھی اس بنیاد پر امامت کیلئے نااہل قرار نہیں دیا جاسکتا۔ قال الله تعالی لا تزر وازرة وزر اخری۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳) جب نماز ایسے امام کی اقتداء میں درست ہے تو نکاح پڑھوانے میں کیا مضائقہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ

داڑھی کترا امام فاسق ہے

سوال: امام کی داڑھی ایک مشت سے کم ہے۔ کترواتا ہے اور داڑھی درست نہیں تو ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ برائے کرم بروئے شرع مطلع فرمائیں۔ حافظ انظار الحق، صدر، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: داڑھی بڑھانا انبیاء کرام کی سنت کریمہ ہے اور احادیث کریمہ میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ داڑھیاں چھوڑ دو اور مشرکین و یہود ونصاری کی مخالفت کرو (بخاری و مسلم وغیرہ) اور جبکہ ہر مسلمان پر نبی کریم ﷺ کی پیروی لازم ہے تو داڑھی مونڈانا یا ایک مشت سے کم کرنا حرام ہے۔ ہاں ایک مشت سے زائد ہو جائے تو جتنی زیادہ ہو اس کو کٹوا سکتے ہیں۔ (درمختار) اور رخساروں کے بال لینا جسے خط بنانا کہتے ہیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت۔ بہتر یہ ہے کہ گلے کے بال نہ مونڈائے انہیں چھوڑ رکھے۔ (ردالمحتار) اور بچی کے اغل بغل کے بال مونڈھنا یا اکھیڑنا بدعت (عالمگیری) داڑھی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

منڈھوانے والا یا حد شرع سے کم رکھنے والا فاسق معلن ہے اسے امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ پڑھنا گناہ اور پھیرنا واجب۔ (درمختار وردالمحتار) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ — یکم رجب المرجب ۱۳۸۴ھ

امام نے اپنے گھر میں گانا، منع نہ کیا

سوال: محترم مکرم پیشوائے دین، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین بیچ اس مسئلہ کے کہ: ایک مسجد کے پیش امام صاحب نے اپنے صاحبزادے کی تقریب نکاح میں فحش گانوں کی ریکارڈنگ کروائی۔ یعنی فلمی گانے اور وہ بھی اپنے گھر پر۔ امام صاحب سے جب معلوم کیا گیا کہ آپ نے فحش گانوں کی ریکارڈنگ کیوں کرائی تو کہنے لگے کہ میں نے نہیں کرائی ہے بلکہ ہیڈ ماسٹر صاحب نے کرائی ہے۔ لہٰذ ہیڈ ماسٹر صاحب نے جو تحریر کیا ہے وہ حرف بہ حرف تحریر کیا جاتا ہے اور وہ جو امام صاحب نے لاکر دیا ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

سالار، محلہ الیاس آباد

مولانا حبیب اللہ صاحب کے صاحبزادے کے نکاح میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کے بارے میں آپ نے جو جواب طلبی کی ہے اس کے بارے میں اتنا عرض کروں گا کہ لاؤڈ اسپیکر مولانا صاحب نے نہیں بلکہ اسکول کے اسٹاف نے لگوایا تھا اپنی طرف سے۔ مولانا صاحب نے تو قطعی انکار کردیا تھا مگر اسٹاف نے اپنی وجہ سے لگوایا تھا اس سلسلہ میں میرا اسٹاف ندامت کا اظہار کرتا ہے اور آپ لوگوں سے استدعا کرتا ہے کہ آپ حبیب اللہ صاحب کو اس معاملہ میں نہ گھسیٹیں کیونکہ ان کا بالکل قصور نہیں ہے۔ آئندہ احتیاط برتی جائے گی۔

ہیڈ ماسٹر، شکیل احمد صدیقی، عباسیہ مڈل اسکول، حیدرآباد، 23/02/1967

محترم پیشوائے دین کیا شریعت میں اس قسم کا کوئی جواز موجود ہے؟ امام کے صاحبزادے کی شادی وغیرہ میں گانا بجانا ہوا اور امام نے منع نہ کیا کیا اس حرکت کی اجازت ہے۔ بموجب قرآن وحدیث

خاکسار، حافظ بشیر احمد صدیقی، الیاس آباد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** پیش امام صاحب کی جانب سے جو عذر دوسروں نے کیا ہے شرعاً وہ معتبر نہیں۔ یہ تقریب خود ان کے مکان پر تھی اور یہ دوسروں کو ضرور اس گناہ سے باز رکھ سکتے تھے کہ اپنے مکان پر اپنا زور چلتا ہے دوسروں کا نہیں۔ اب چارۂ کار یہی ہے کہ امام صاحب توبہ صحیحہ کریں اور توبہ کرلیں تو اب ان پر کوئی مواخذہ نہیں یعنی باز پرس نہیں کی جائے گی اس لئے کہ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ — ۲۹ ذی قعد ۱۳۸۶ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فاسق معلن کو امام بنانا گناہ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید عرصہ دراز سے مسجد میں امامت وخطابت پر فائز ہے اور سنی صحیح العقیدہ ہے مگر جماعت کی طرف سے عیدین کی نماز بھی مخالف گروہ سے پڑھواتا رہا ہے۔ بلا علم واطلاع و منظوری منتظم مسجد کمیٹی کے، اپنے ذاتی دستخطوں سے تعمیر مسجد ومدرسہ کی سند مع مہر ثبت کر کے چندہ کے لئے سفیر مقرر کیا اور ایک مدرسہ کے نام سے چندہ جمع کرایا۔ مدرسہ قطعاً نہیں ہے۔ مدرسہ کی رسید بک سے جو چندہ جمع ہوا وہ خرد برد کیا۔ مسجد کمیٹی نے سفیر کو چندہ کرتے ہوئے پکڑا اور سند سفارت، رسید بک، چندہ کاپیوں کی زید سے معلومات کی زید نے شہر کے چند معززین کے روبرو انکار کیا زید کے دستخط دکھانے پہ زید نے اقرار کیا۔ زید نے استعفیٰ مسجد سے دیا کمیٹی کی منظوری سے علیحدہ کر دیا گیا اور دوسرا امام مقرر کر لیا گیا ہے۔ زید نے مخالف جماعتوں سے ساز باز کر رکھی ہیں واقعہ سے قریب تین ماہ بعد شہر کے معززین حضرات کو پھر جمع کیا گیا جس میں زید اور ان کے ہمنوانے بھی شمولیت کی۔ جمع شدہ حضرات میں سے ایک حکم کمیٹی چار نفوذ پر تشکیل دی گئی، منتخب کردہ حکم کمیٹی نے اپنے فیصلے میں بھی زید کے خیانت جرم کی تصدیق کر دی۔ لیکن پھر بھی زر اپنے کچھ حواریوں کی مدد سے مسجد میں فتنہ پھیلوا رہا ہے اور غلط طریقوں سے مسجد مذکورہ میں امامت پر فائز ہونا چاہتا ہے۔ زید دروغ گوئی کا بہت عادی ہے برائے کرم استفتاء بحوالہ کتب معتبر فقہا عبارت قرآن وحدیث ارشاد فرمائیں کہ زید امامت کا اہل ہے یا نہیں؟ اور ہوسکتا ہے تو اس کا شرعی طریقہ کا تحریر فرمائیں۔ محمد صدیق، میرپور خاص

۷۸۶ **الجواب:** زید کی جانب جو باتیں سوال میں منسوب ہیں جب کہ اس میں پائی جاتی ہیں تو وہ فاسق معلن ہے اور فاسق معلن کا امام بنانا گناہ ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی۔ قریب بہ حرام واجب الاعادہ ہے یعنی نادانستہ پڑھی ہو تو جب معلوم ہو جتنی نمازیں اس کے پیچھے پڑھیں ہیں سب کا دہرانا واجب ہے اور دانستہ پڑھی تو نماز دہرانا واجب ہے۔ اس کے پیچھے نماز پڑھنے کا گناہ علیحدہ۔ غنیۃ شرح منیہ میں ہے کہ انهم لو قدموا فاسقاً یا ثمون بناء علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم۔ یعنی اگر نمازیوں نے کسی فاسق معلن کو نماز پڑھانے کیلئے آگے بڑھادیا تو لوگ گناہ گار ہوں گے۔ اس لئے کہ اسے امامت کے لئے بڑھانا مکروہ تحریمی ہے۔ یہ اسلئے ہے کہ وہ امور دین میں کوئی خیال نہیں کرتا۔ اور احکام شرع کی تعمیل میں لاپرواہی برتتا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ لا ترفع الصلوة من ام قوماً وهم له کارهون کہ جس شخص سے کسی قصور شرعی کی وجہ سے لوگ ناراض ہوں اور انہیں نماز پڑھائے تو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ تو ایسے کا خود ہی امام بننا گناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ر جمادی الاخری ۱۳۸۷ھ

محراب میں شیشے کا کام / تہ بند پاجامہ ٹخنوں سے نیچا ہو تو امامت کیسی ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ

۱)۔ مسجد میں جو اکثر محراب شیشہ کے بنائے جاتے ہیں آیا اس میں نماز ہوسکتی ہے یا نہیں؟

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۲) امام یا مقتدی کا کپڑا اگر ٹخنوں سے نیچے لٹکا ہوا ہو تو نماز ہو جائے گی یا نہیں؟ شرعاً جواب عنایت فرمائیں۔

السائل محمد امین تلہار، ضلع حیدر آباد، شاہی بازار

۷۸۶ الجواب: قاعدہ کلیہ اس باب میں یہ ہے کہ ایسی چیز کے سامنے جو دل کو مشغول رکھے نماز مکروہ ہے مثلاً زینت اور لہو ولعب وغیرہ (ردالمحتار) لہٰذا اگر شیشے محراب میں بلندی پر ہوں کہ آدمی کھڑا ہو تو اس کا عکس نظر نہ آئے تو کوئی مضائقہ نہیں ورنہ مکروہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲) ازار یا تہبند کا گٹوں سے نیچے رکھنا اگر براہ تکبر ہو تو حرام ہے اور اس صورت میں نماز مکروہ تحریمی ہے ورنہ صرف مکروہ تنزیہی۔ فتوی عالمگیری میں ہے اسبال الرجل اذا.................. اسفل من الكعبين وان لم يكن للخيلاء ففيه كراهة تنزيه۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ رجب المرجب ۱۳۹۰ھ

بیٹے کے فعل سے باپ کی امامت پر اثر نہ آئے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک شخص طفیل نامی نے ایک عورت کو اغوا کیا جو تقریباً دوپہر کے وقت سے نصف شب تک کی جستجو کے بعد مل گئی۔ نیز طفیل کے والد ایک مسجد میں امام ہیں۔ اب جماعت میں یہ تذکرہ ہے کہ امام صاحب کا بیٹا چونکہ بدچلن ہے اس لئے انکے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ حالانکہ طفیل کی رہائش الگ ہے اس کے والد مسجد کے حجرے میں رہتے ہیں۔ لہٰذا از روئے شریعت جواب سے آگاہ فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

والسلام السائل مسلم نور محمد اللہ بخش، الفضل ٹاؤن ہمایوں مسجد پھلیلی پار، ۳۱ اگست ۱۹۸۲ء

۷۸۶ الجواب: جبکہ امام جامع شرائط امامت ہو تو محض اس کے لڑکے کے کسی غلط فعل کی وجہ سے اس کی امامت پر کوئی حرف نہ آئے گا۔ اور ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہوگی۔ (عامۂ کتب) خصوصاً جبکہ لڑکا ماں باپ سے علیحدہ ہے اور ان کا اس پر کوئی دباؤ نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ ذی قعدہ ۱۴۰۲ھ

فرض جماعت سے نہ پڑھنے والا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک شخص امام کے پیچھے فرض نماز نہیں پڑھتا فرض نماز جماعت سے پہلے ادا کرتا ہے یا جماعت کے بعد قضاء کرتا ہے وہی شخص اذان بھی کہتا ہے اور تکبیر بھی کہتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اس شخص کی اذان یا تکبیر کیسی ہے یا نمازیوں کی نماز ہوئی یا کہ نہیں؟ مہربانی فرما کر وضاحت فرمائی جائے۔

فقط والسلام محمد اسماعیل قادری، 23-09-1982

۷۸۶ الجواب: اگر امام میں کوئی ایسا نقص ہو جس کے سبب اس کے پیچھے نماز فاسد یا مکروہ تحریمی ہو مثلاً قرآن مجید غلط

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پڑھنا جس سے نماز میں فساد آئے۔ یا وہابی رافضی غیر مقلد یا کم از کم فاسق معلن ہو، تو اس شخص پر کوئی الزام نہیں۔ اور اگر بلاوجہ شرعی جماعت ترک کرتا ہے تو سخت گناہگار فاسق ہے اس پر توبہ واجب ہے۔ اور اس صورت میں جب تک وہ توبہ نہ کرے اذان سے روک دیا جائے کہ فاسق معلن کی اذان مکروہ ہے۔ اس کی اذان کا اعادہ کیا جائے (درمختار فتاوی رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم۔ نماز البتہ ہو جائے گی اس کا اعادہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ

تراویح کی امامت کیلئے تحقیق کر کے رکھیں

سوال: بخدمت جناب علماء دین اہل سنت و جماعت، السلام علیکم

عرض یہ ہے کہ ایک مسئلہ کی اصلاح درکار ہے۔ کیا پردیسی شخص کو امام بنا سکتے ہیں یا کہ نہیں جس کو محلہ والوں میں سے کوئی بھی نہ جانتا ہو۔ اس شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا کہ نہیں؟ کیونکہ آج کل یہ دستور ہے کہ اچانک ایک شخص مسجد میں آ کر کہتا ہے کہ میں حافظ قرآن ہوں ہم اسے تراویح پڑھانے کیلئے رکھتے ہیں۔ برائے مہربانی فرما کر فتوی دیں۔ عبد الرحمٰن

۷۸۶ الجواب: امام کیلئے جامع شرائط ہونا چاہیے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ تمہارے امام تمہارے اور اللہ تعالیٰ کے مابین سفیر ہیں لہٰذا امام کو عالم نیک صالح متقی صحیح العقیدہ ہونا چاہیے۔ اور اجنبی پردیسی جس کی بابت کوئی علم نہ ہو یا محض اس کا یہ کہنا کہ میں حافظ قرآن ہوں امامت کیلئے حقدار نہ ہوگا۔ جب تک کہ اس کے علم و تقوی کے بارے میں صحیح تحقیق نہ ہو جائے۔ اسے امام نہ بنائیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

https://t.me/Tehqiqat

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ رجب المرجب ۱۴۰۴ھ

داڑھی شرعی حد سے کم کرنے والے کی امامت مکروہ تحریمی ہے

سوال: جناب مفتی صاحب، السلام علیکم، براہِ کرم مندرجہ ذیل سوال کا جواب عنایت فرمائیں۔

ہماری مسجد میں پیش امام صاحب کی داڑھی ایک مٹھی سے بہت چھوٹی ہے۔ مگر وہ پانچوں وقت نماز جمعہ کا خطبہ جمعہ عیدین کی نماز سب پڑھاتے ہیں مگر داڑھی پوری نہیں رکھتے ہیں۔ براہ کرم شرع شریف وعلماء دین کے احکام سے مطلع فرما کر ہم پورے محلہ والوں پر احسان عظیم فرمادیں۔ حضور والا کی بڑی مہربانی ہوگی ہمارے حال پر۔ اللہ شانہٗ اجر عظیم عطا فرمادیگا۔

ظہیر احمد مکان نمبر 1935، تاشہ گلی، فقیر کا پڑ، حیدر آباد، سندھ

۷۸۶ الجواب: نماز کی امامت ایک شرعی منصب ہے۔ اس کیلئے اہلیت درکار اور اس کیلئے لازم کہ امام فاسق معلن نہ ہو کہ علانیہ حکم شرع کا ارتکاب کرے اور جی میں ذرا نہ شرمائے اور شک نہیں کہ داڑھی منڈانا یا حد شرع سے کم کتروانا صریح حکم شرعی کی مخالفت ہے اور اس کا مرتکب فاسق معلن ہے۔ اور فاسق معلن کو امام بنانا گناہ و مکروہ تحریمی کہ نماز پڑھ لی تو مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔ جتنی نمازیں ایسے امام کے پیچھے پڑھی گئیں سب کا دہرانا واجب ہے۔ علماء فرماتے ہیں لو قدموا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فاسقاً یاثمون ۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ رذی قعد ۱۴۰۳ھ

حافظ قاری داڑھی حد شرع سے کتروائے تو امامت مکروہ تحریمی ہے

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خان صاحب، السلام علیکم

حافظ قرآن جس کی داڑھی حد شرع سے کم ہو ان کے پیچھے نماز تراویح و فرض پڑھنے کی بابت جناب مفتی محمود صاحب نے فتویٰ صادر فرمایا مگر اس پر ایک صاحب نے فرمایا کہ تشریح مزید کرنا چاہیے مختصر سے لکھنے پر مطلب حل نہیں ہوتا ہے زمانہ بہت ترقی کر چکا زمانہ کی عادت کے مطابق یہ فتویٰ ہونا چاہیے۔لہٰذا آپ سے التماس ہے کہ مندرجہ ذیل سوالات ملاحظہ فرمایئے اور شرعی فتویٰ صادر فرمائیں۔

ایک حافظ قرآن جن کی داڑھی شرع کے مطابق ہے قرآن اچھا پڑھتے ہیں لیکن ان کی عادت اخلاق سے واقفیت نہیں۔نیز وہ اسی امید پر سناتے ہیں کہ فی سبیل اللہ کچھ امداد ہو جائے معاوضہ نہیں ہوتا ہے۔کیا ان کے پیچھے نماز تراویح جائز ہے؟ فقط الرقوم محمد یاسین، مکان نمبر ۴ ۲۹۳ ہیرآباد، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: جن صاحب کا یہ ارشاد ہے کہ زمانہ بہت ترقی کر چکا ہے زمانہ کے حالات کے مطابق فتویٰ ہونا چاہیے اگر وہ کوئی جاہل یا عام مسلمان ہے تو اس کی بات اس کے منہ پر ماریئے اور اگر کوئی عالم ہے تو اس سے کہیں کہ حالات کے مطابق فتویٰ دے، ہم وہ ہی لیتے ہیں جو حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا وقصوا الشوارب واعفوا اللحیٰ (بخاری، مسلم) اپنی مونچھیں پست کرو اور داڑھیاں بڑھاؤ وخالفوا المشرکین، مشرکین کے خلاف کرو۔ خالفوا المجوس، مجوسیوں کے خلاف کرو۔ ولا تشبھو ابالیھود، یہودیوں کی طرح نہ بنو۔ بخاری و مسلم وغیرہ احیاء العلوم میں فرمایا کہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عبد الرحمٰن بن ابی لیلی والی مدینہ طیبہ نے داڑھی چننے والے کی گواہی رد فرمادی۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یکون فی آخر الزمان اقوام یقصون لحاھم اولئک لا خلاق لھم۔ آخر زمانہ میں کچھ لوگ ہوں گے کہ داڑھیاں کتریں گے مگر وہ بڑے بے نصیب ہیں یعنی ان کیلئے دین میں حصہ نہیں آخرت میں بہرہ نہیں (فتاوی افریقہ) تو وہ لوگ جو مشرکوں مجوسیوں اور یہودیوں کی سی صورتیں بنائے پھرتے ہیں، یہ صحابہ کرام کے نزدیک بدنصیب ہیں۔ کیا وہ اس قابل ہیں کہ انہیں امامت کیلئے رسول اللہ ﷺ کے ممبر پر کھڑا کر دیا جائے۔ واللہ ہرگز نہیں۔ اشعۃ اللمعات میں ہے حلق کردن لحیہ رالخ۔ داڑھیاں منڈانا حرام اور نصرانیوں کا طریقہ ہے اور جب داڑھی منڈانا یا حد شرع سے کم رکھنا حرام تو اس کا مرتکب فاسق معلن ہے اور فاسق معلن کو امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے جو نماز پڑھی جائے اگرچہ نماز تراویح ہو اس کا دہرانا واجب۔لان فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علینا اھانتہ شرعاً ولو قدموا فاسقا یاثمون۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ شعبان المعظم ۱۳۸۲ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

داڑھی منڈوانے والے کا حکم

سوال: مخدومنا المعظم ذوالمجد واللطف والکرم ادام اللہ تعالیٰ فیوضکم ، السلام علیکم

مزاج شریف! گزارش ہے کہ مندرجہ ذیل فتوی دریافت طلب ہے۔ امید ہے کہ جواب بمطابق شرع محمدی ﷺ مرحمت فرما کر ثواب دارین حاصل فرمائیں گے۔

ایک شخص جو کہ بے شرع ہے۔ یعنی داڑھی نہیں رکھتا۔ اور جمعہ اور عیدین کی نماز کے علاوہ کسی دوسرے وقت کی نماز بھی ادا نہیں کرتا۔ اذان، خطبہ اور تکبیر جمعہ جبکہ مسجد میں دوسرے باشرع اور مستقل نمازی موجود ہوں، ادا کرسکتا ہے یا نہیں؟

فقط والسلام عریضہ نیاز، منشی غلام حسین، ۲۲ ستمبر ۱۹۶۳ء

۷۸۶ **الجواب:** داڑھی منڈانا فسق ہے اور ترک نماز اشد کبیرہ، ایسا شخص فاسق معلن ہے۔ اور فاسق معلن جس طرح امامت کا اہل نہیں اسی طرح اذان کا بھی شرعاً اسے کوئی حق نہیں۔ فقہائے کرام تصریح فرماتے ہیں کہ فاسق اگرچہ عالم ہو اس کی اذان مکروہ ہے۔ اور یہ کہ اس کی اذان کا اعادہ کیا جائے۔ درمختار۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ جمادی الاولی ۱۳۸۳ھ

داڑھی کے مسئلے میں افسر کا حکم/ اور نماز سے روکنے والا کیسا ہے؟

سوال: اس مسئلہ میں علماء دین کیا فرماتے ہیں کہ

(۱) افسر کسی شخص کو یہ کہے کہ تم میرے ماتحت ہو اور تم داڑھی منڈوا دو اس کے لئے کیا حکم ہے کہ ایسا کرسکتے ہیں۔ اس کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟

(۲) جب نماز کیلئے اذان ہو اور نماز پڑھنے کے لئے جاتے ہیں۔ تو اس کو نماز پڑھنے سے روکتے ہیں۔ اس کا بھی بموجب شریعت کیا حکم ہے؟ خادم مولانا محمد مستقیم قادری رضوی، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** داڑھی رکھنا اسلام و مسلمین کا شعار ہے اور تمام انبیاء و مرسلین، صحابہ و تابعین کرام اور اولیائے ملت و علمائے امت کی سنت کریمہ متوارثہ ہے۔ اور اسے حد شرع سے کم رکھنا یعنی منڈانا یا کتروانا، یہود و نصاریٰ اور ہنود و مجوس کا طریقہ ہے۔ جو افسر منڈانے کو کہتا ہے اور دوسروں کو اپنا ماتحت کہہ کر انہیں اس کا حکم دیتا ہے ہرگز اس کی بات نہ مانی جائے۔ حدیث شریف میں ہے کہ "معصیت و نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں"۔ اور اگر اسے اپنی افسری اور دوسروں کی ماتحتی کا اتنا ہی لحاظ ہے تو وہ کیا اپنے سے بڑے افسر کے کہنے پر اپنی ناک کاٹ کر پھینک سکتا ہے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) نماز سے روکنے والا جبکہ یہ روکنا بلاوجہ شرعی ہو، کوئی شیطان ہی ہوسکتا ہے۔ مسلمان کیسا ہی بدکار و گناہگار کیوں نہ ہو کسی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مسلمان کو ہرگز نماز پڑھنے سے نہ روکے گا۔ مولائے کریم ایسے موذیوں سے اپنی پناہ میں رکھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ جمادی الاخری ۱۴۰۰ھ

امام کیسا ہو؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین درج ذیل مسائل کے بارے میں کہ

(۱) اگر مؤذن اذان دینے والے کی شرعی داڑھی نہ ہو خشخشی ہو تو کیا نماز جماعت سے پڑھ سکتے ہیں؟

(۲) تکبیر دینے والا بغیر داڑھی کے ہو یا اس کی شرعی داڑھی نہ ہو یا وہی اذان دینے والا ہو جس کی داڑھی شرعی نہیں ہے تو کیا نماز جماعت سے ہو سکتی ہے؟ سید مشتاق علی، نواب شاہ

۷۸۶ **الجواب:** داڑھی حد شرع سے کم رکھنا یعنی منڈانا یا کتروانا فسق ہے اور اس کا مرتکب فاسق معلن اور فاسق معلن اگر چہ عالم دین ہی ہو اس کی اذان مکروہ ہے جس کا اعادہ کیا جائے (درمختار وغیرہ) البتہ اگر ایسا شخص اقامت کہے تو اس کا اعادہ نہ کیا جائے گا بخلاف اذان اس لئے کہ اذان کی تکرار مشروع ہے اور اقامت دوبار نہیں (درمختار) اور ہر دو صورت میں اگر وہ امام نہیں نماز پڑھانے والا دوسرا صحیح العقیدہ، صحیح القرأۃ اور صحیح العمل مسلمان ہے تو فاسق معلن کی اذان واقامت کے باعث نماز باجماعت ترک نہیں کی جائے گی۔ دوبارہ اذان کہیں اور نماز باجماعت ادا کریں اور اگر ایسا نہ ہو سکے تب بھی نماز باجماعت پڑھی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

داڑھی ایک مشت کی حد کہاں سے ہے / چین والی گھڑی سے نماز پڑھانا / پائنچے گھرسنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین درج ذیل مسائل کے بارے میں کہ

۱) زید امامت کرتا ہے اور داڑھی ڈیڑھ انچ رکھتا ہے اور کہتا ہے کہ داڑھی ایک مشت حد شرع ہے اور داڑھی کا ناپ نیچے والے ہونٹ سے کرتا ہے ایسی صورت میں ناپ کہاں سے کرنا چاہیے؟

۲) زید چین والی گھڑی باندھتا ہے اور یونہی پہنے ہوئے نماز پڑھاتا ہے اور کہتا ہے کہ کپڑے کے فیتے کے ساتھ باندھنا بھی ایسا ہی ہے جیسے چین کے ساتھ؟

۳) زید ایک انگوٹھی چاندی کی نگدار پہنتا ہے جس کا نگ ہاتھ کی پشت کی طرف ہے نگ کدھر رکھنا چاہیے؟

۴) زید تہبند، شلوار، پائجامہ پہنتا ہے نیچا اور امامت کرتے وقت اس کو گھرس لیتا ہے یہ گھرسنا کیسا ہے؟

بینوا بحوالۃ الکتاب توجروا بالجنۃ

۷۸۶ **الجواب:** داڑھی کی مقدار شرعاً ایک مشت ہے اور اس کی ناپ ٹھوڑی کے نیچے سے کرنی چاہیے نہ کہ ہونٹوں سے، حد شرع والا امامت کا اہل ہے۔ تمام علماء ومشائخ وعامۃ الناس کے عمل کے برخلاف یہ نئی بات آج ہی سننے میں آئی۔

۲) سونے چاندی لوہے تانبے پیتل وغیرہ کی چین گھڑی میں لگانا ممنوع ہے اور اس حالت میں نماز پڑھنا مکروہ۔ واللہ اعلم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۳) ایک نگ والی انگوٹھی ہو تو نگ ہتھیلی کی طرف رکھے اور اگر ہاتھ کی پشت کی طرف ہو تو بھی جائز ہے۔ بہار شریعت وغیرہ

۴) شلوار یا پائجامہ کے گھرسنے کو بھی علماء کف ثوب میں شمار کرتے ہیں لہٰذا اس سے احتراز کرنا چاہیے۔ غنیۃ شرح منیر میں ہے یکرہ ان یکف ثوبه وهو فی الصلوة بعمل قلیل بان یرفعه من بین یدیه او من خلفه عند السجود اویدل خل فیها وهو مکفوف کما اذا دخل وهو مشمر الکم اوالذیل حضور ﷺ فرماتے ہیں امرت ان لااکف شعراً ولا ثوباً کہ میں حکم دیا گیا ہوں کہ میں نہ سمیٹوں بالوں کو اور نہ کپڑے کو۔

محمود احمد صدیقی، مدرس ونائب مفتی دار العلوم احسن البرکات، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، یکم ربیع الآخر ۱۳۹۸ھ

ایک بار داڑھی چھوٹی کرنا

سوال: جناب علماء دین، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک حافظ صاحب ہیں جو چار سال سے نماز تراویح پڑھا رہے تھے اس وقت ان کی عمر چھوٹی تھی۔ جب ان کے چہرہ پر داڑھی نہیں تھی جب ان کے چہرہ پر داڑھی آئی تو انہوں نے اس پر مشین پھروالی۔ اس نظریہ سے کہ داڑھی پوری آئے۔ کیا یہ حافظ صاحب نماز وتراویح پڑھا سکتے ہیں یا نہیں۔ اس مسئلہ پر علماء دین کیا فرماتے ہیں۔

فقط مبارک کرانہ مرچنٹ، سرے گھاٹ، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** اگر صرف ایک مرتبہ ایسا ہوا تو اس حافظ کی اقتداء میں توبہ کے بعد نماز ادا کی جاسکتی ہے۔ ہاں اگر اس کی عادت ڈال لے تو یہ فسق اور امام فاسق معلن ہوگا اور فاسق معلن کا امام بنانا گناہ۔ اس کے پیچھے نماز پڑھنی مکروہ تحریمی کہ پڑھ لی تو پھیرنا واجب ہے۔ غنیۃ المستملی میں ہے لو قدموا فاسقا یاثمون۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ شعبان المعظم ۱۳۹۸ھ

داڑھی سنت موکدہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء احناف اس مسئلہ میں کہ

(۱) مؤذن اور امام کی موجودگی میں اگر کوئی شخص جو داڑھی مونڈتا ہے اذان دے دیتا ہے تو شرعی طور پر اس کی اذان تسلیم کی جائے یا نہیں؟ اذان مکروہ تو نہیں ہوگی اگر مکروہ ہو تو مکروہ تحریمی یا مکروہ تنزیہی۔ مستند کتاب کے حوالے سے مسئلہ کا جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

(۲) کیا فرماتے ہیں علماء احناف اس مسئلہ میں کہ زید نے داڑھی حد شرع سے کم رکھی ہوئی ہے اور امامت کرتا ہے آیا اس کی امامت میں نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ اس کے برعکس عمرو حافظ قرآن ہے اور آل رسول ﷺ ہے اور بالغ ہے داڑھی آرہی ہے اور نیت ہے کہ داڑھی مکمل رکھوں گا آیا زید کے پیچھے نماز تراویح اور فرض نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ مسئلہ سے آگاہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ بینوا توجروا السائل غیاث الدین، ۴؍ رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ

۷۸۶ الجواب: موافق مخالف حتیٰ کہ نصاریٰ و یہود و مجوس و ہنود تمام جہاں جانتا ہے کہ سرور جہاں و جہانیاں ﷺ کی سنت دائمہ مستمرہ داڑھی رکھنی تھی جس پر تمام عمر مداومت فرمائی۔ محافظت فرمائی تاکید فرمائی ہدایت فرمائی۔ بلکہ احادیث صحیحہ سے ثابت کہ داڑھی رکھنا انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بھی سنت کریمہ ہے۔ اہلبیت کرام وصحابہ عظام وائمہ اعلام اور ہر قرن و طبقہ کے اولیائے امت وعلمائے ملت بلکہ قرون خیر میں تمام مسلمان داڑھی رکھتے تھے۔ تو اس سنت کریمہ کا ترک نہ کرے گا مگر وہی جس کے دل میں اس سنت کریمہ کی وقعت وعزت نہ ہو۔ اسی لئے حضرات علمائے کرام نے داڑھی مونڈانا یا مونڈانا یا حد شرع سے کم رکھنا یعنی کتروانا فسق و گناہ بتایا۔ تو اس کا مرتکب فاسق معلن ہے۔ اور فاسق معلن کو امام بنانا گناہ۔ اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی واجب الاعادہ۔ کہ اگر نہ دہرایا تو گناہ ذمہ پر باقی رہے گا۔ محققین علمائے حنفیہ فرماتے ہیں لو قدموا فاسقاً یا ثمون۔ اگر لوگ فاسق معلن کو امام بنائیں گے گنہگار ہوں گے اور دلیل اس کی یہ بیان فرمائی لان فی تقدیمه تعظیمه وقد وجب علیهم اهانته شرعاً۔ یعنی اسے امام بنانے میں فاسق معلن کی تعظیم ہے حالانکہ شرعاً اس کی اہانت واجب ہے (فتاوی رضویہ ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) فاسق معلن اگرچہ عالم ہی ہو اس کی اذان مکروہ ہے اور اس کی اذان کا اعادہ کیا جائے (درمختار میں اس کی دلیل بیان فرمائی کہ لعدم قبول قوله فی الدیانات اس لئے کہ دینی امور میں اس کا قول مقبول نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) اگر ایسا شخص بالغ ہے یعنی کم از کم پندرہ سال کا ہو چکا تو اس کی امامت میں کوئی حرج نہیں جائز ہے۔ (فتاوی رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ

داڑھی سنت کریمہ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: ایک حافظ صاحب تراویح پڑھاتے ہیں اور متواتر تین دفعہ سنت رسول کٹوانے کا اقرار کر چکے ہیں مگر اپنے وعدہ پر پورے نہیں اترتے اور یہ بولا کہ مسئلہ کیلئے داڑھی نہیں رکھوں گا۔ ان کی داڑھی بالکل چھوٹی باریک ہے۔ حکم شرعی سے مطلع فرمائیں۔ بینوا توجروا بشیر الدین، کوٹری

۷۸۶ الجواب: داڑھی رکھنا انبیائے کرام علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنت کریمہ ہے۔ اور موافق مخالف حتیٰ کہ نصاریٰ و یہود اور مجوس و ہنود اور تمام جہاں جانتا ہے کہ سرور جہان و جہانیاں ﷺ کی سنت دائمہ مستمرہ داڑھی رکھنی تھی جس پر تمام عمر مداومت فرمائی۔ محافظت فرمائی تاکید فرمائی ہدایت فرمائی۔ اہلبیت کرام وصحابہ عظام وائمہ اعلام اور ہر قرن وطبقہ کے اولیائے امت وعلمائے ملت بلکہ قرون خیر میں تمام مسلمان داڑھی رکھتے تھے اور داڑھی مونڈانے یا حد شرع سے کم رکھنے اور نئی تراش خراش کو یہودیوں نصرانیوں اور مجوسیوں کا طریقہ سمجھتے تھے۔ علمائے کرام نے بالاتفاق حد شرع سے داڑھی کم کرنے یا مونڈانے کو علی الاعلان فسق قرار دیا اور اس کے مرتکب کو فاسق معلن قرار دیا۔ اور فاسق معلن کو امام بنانا گناہ۔ اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تحریمی کہ پڑھ لی تو دہرانا واجب۔ نہ دہرائی تو ترک واجب کا گناہ ذمہ پر باقی۔ نماز خواہ فرض و واجب ہو، یا سنت و تراویح۔ سب کا یہی حکم ہے۔ بلکہ تراویح میں ایک قباحت اور زیادہ کہ آدمی سرے سے تراویح نہ پڑھے تو اس پر ترک سنت کا وبال ہوگا اور فاسق معلن کے پیچھے نماز پڑھ کر نہ دہرائے تو ترک واجب کا گناہ ہوا۔ محققین علماء فرماتے ہیں لو قدموا فاسقا یاثمون بناء علی ان فی تقدیمه تعظیمه وقد وجب علیهم اهانته شرعا۔ یعنی لوگ اگر فاسق معلن (مثلاً داڑھی منڈانے یا حد شرع سے کم رکھنے والے کو یعنی جو اسے کتروائے ایسے کو امام بنائیں گے تو گنہگار ہوں گے اس لئے کہ اسے امامت کیلئے آگے بڑھانے میں اس کی تعظیم ہے جب کہ شرعاً اس کی اہانت واجب ہے۔ (فتاوی رضویہ ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ

فاسق فی العقیدہ، بدمذہب ہے۔ امامت کے قابل نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ہمارے ہاں ایک حافظ قرآن سے تراویح پڑھوانے کے بارے میں اختلافات ہوئے ہم تمام محلے والے تقریباً پندرہ سال سے اس حافظ کے پیچھے نماز تراویح ادا کرتے رہے ہیں اس سال ایسا ہوا کہ تین چار اشخاص نے اعتراض کیا کہ حافظ کی داڑھی شرع کے خلاف ہے لہٰذا اس حافظ کے پیچھے نماز تراویح نہیں ہوتی۔ داڑھی کی آڑ میں وہ لوگ ایک فاسق فی العقیدہ جو کہ دیوبندی تھا اس کے لئے کہا گیا کہ اس کے پیچھے نماز تراویح ادا کریں گے لہٰذا ہم لوگوں نے اس دیوبندی حافظ کو بھگا دیا۔ وہ لوگ معلوم ہوا ہے کہ آپ سے داڑھی کے بارے میں فتوی لے کر گئے ہیں اور وہ لوگ جمعہ کے روز اس فتوی کو بعد نماز جمعہ نمازیوں کو دکھائیں گے۔ جبکہ اصل صورتحال یہ ہے جو ہم نے تحریر لکھی ہے۔ آیا وہ دیوبندی حافظ تراویح پڑھانے کیلئے مناسب رہے گا یا اہل سنت و جماعت کا حافظ مناسب رہے گا۔ آپ سے عرض ہے کہ قرآن وحدیث اور فقہ کی روشنی میں فتوی دیں۔

۷۸۶ **الجواب:** داڑھی منڈانا یا حد شرع سے کم رکھنا فسق فی العمل ہے اور علی الاعلان گناہ اور اس کا مرتکب فاسق معلن اور اسے امام بنانا گناہ۔ اور نماز واجب الاعادہ۔ لیکن وہابی دیوبندی ہونا فسق فی العقیدہ ہے اور اس میں مبتلا کم از کم سخت ترین فاسق اور بدمذہب و بددین ہے تو اس کے پیچھے نماز کیونکر ادا ہوگی۔ کم از کم اس پہلے کا عقیدہ تو سلامت تھا عمل خراب۔ اور اس کا تو نہ دین ہے نہ عقیدہ تو پہلے والے کی اصلاح کرائیں، اگر واقعی داڑھی حد شرع کم کی ہے تو توبہ کرائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ر رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ

داڑھی منڈے کی امامت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے متعلق کہ: ہماری مسجد میں حافظ تراویح پڑھاتا ہے۔ تین چار اشخاص نے حافظ کی داڑھی چھوٹی ہونے پر اعتراض کیا کہ اس حافظ کے پیچھے نماز تراویح نہیں ہوتی لیکن حافظ نے یہ اعتراض سن کر توبہ کر لی کہ آئندہ داڑھی شرع کے مطابق رکھوں گا۔ آیا توبہ کے بعد حافظ کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔ قرآن وحدیث کی روشنی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں صحیح جواب سے مشکور فرمائیں۔ آپ عین نوازش ہوگی۔ السائل محمد عثمان، کوٹری، 02/08/1979

۷۸۶ **الجواب:** داڑھی منڈانا یا حد شرع سے کم رکھنا یعنی کتروانا فسق ہے اور اس کا مرتکب فاسق معلن اور فاسق معلن کو امام بنانا گناہ۔ اگر نماز پڑھ لی تو واجب الاعادہ۔ ہاں اگر وہ توبہ کر لے اور اپنی اصلاح کر لے یعنی اس کے چہرے پر پوری حد شرع کے مطابق داڑھی آجائے تو اس وقت بے شک نماز اس کے پیچھے درست و جائز ہوگی۔ اس وقت کہ اس کی داڑھی خلاف حد شرع ہے امام بنانے کی اجازت نہیں۔ ارشاد قرآنی ہے ثم تاب من بعد ذلك واصلح۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ

رومال باندھ کر نماز پڑھانا/داڑھی منڈے کی امامت

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین درج ذیل مسائل کے بارے میں کہ

(۱) رومال باندھ کر امام نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟ اور رومال کی لمبائی کتنی ہونی چاہیے۔ (۲) اقامت کھڑے ہو کر سننا کیسا ہے؟ (۳) حد شرع سے کم داڑھی رکھنے والے کی امامت، اقامت، اذان جائز ہے یا نہیں؟ داڑھی کی کم از کم حد کیا ہے؟ جواب باصواب سے عنداللہ ماجور ہوں۔ سائل: سید ضیاء الدین بن حضرت مفتی سید ریاض الحسن جیلانی قادری رضوی

۷۸۶ **الجواب:** رومال اگر بڑا ہو کہ اتنے پیچ آسکیں جو سر کو چھپالیں تو وہ عمامہ ہی ہو گیا اور چھوٹا رومال جس سے صرف دو ایک پیچ آسکیں لپیٹنا مکروہ ہے۔ کم از کم اتنی لمبائی درکار ہے جس سے تین پیچ آسکیں (فتاوی رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) تکبیر کھڑے ہو کر سننا مکروہ ہے یہاں تک کہ علماء نے فرمایا کہ اگر تکبیر ہو رہی ہے اور مسجد میں آئے تو بیٹھ جائے اور جب مکبر حی علی الفلاح پر پہنچے اس وقت سب کھڑے ہو جائیں۔ (فتاوی عالمگیری وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) داڑھی حد شرع یعنی ایک مشت سے کم رکھنا، یعنی ترشوانا، گناہ و فسق ہے اور اس کا مرتکب فاسق معلن۔ اور فاسق معلن کی نہ اذان درست نہ امامت روا۔ اگر وہ اذان کہے تو دہرائی جائے (درمختار) اور نماز پڑھائے تو اس کا بھی اعادہ کیا جائے۔ غنیۃ میں ہے لو قدموا فاسقاً یاثمون۔ البتہ موذن کی اجازت سے اگر وہ اقامت کہے تو اس کا اعادہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ شوال المکرم ۱۳۹۹ھ

داڑھی منڈے کی اذان مکروہ ہے اگرچہ موذن نہ ہو

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: اگر مسجد میں موذن موجود ہو تو اس کی موجودگی میں اور آدمی داڑھی مونڈا ہوا اذان دے سکتا ہے یا نہیں دے سکتا؟ اور موذن کی غیر موجودگی میں وہ موصوف آدمی اذان دے سکتا ہے یا نہیں دے سکتا ہے؟ وضاحت فرمائیں۔ بینوا توجروا السائل۔ محمد رفیق، ریشم گلی مکان نمبر 1687/D42، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** داڑھی منڈانے یا کتروانے اور حد شرعی سے کم رکھنے والا، فاسق معلن ہے (فتاوی رضویہ وغیرہ) اور فاسق معلن (یعنی وہ جو علی الاعلان ایک گناہ کرتا اور اس میں مبتلا رہتا ہے) اگرچہ عالم ہو، اس کی اذان مکروہ ہے اور ایسی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اذان کا اعادہ کیا جائے (درمختار) موذن موجود ہو یا نہ ہو۔ دونوں صورتوں میں یہی حکم ہے اور یہ اس لئے کہ داڑھی منڈانے یا کتروانے والے کو اپنے اس جرم کا احساس ہو اور وہ اس سے باز آئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ جمادی الاخری ۱۴۰۰ھ

داڑھی کی مقدار

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں کہ

(۱) شریعت میں کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ داڑھی کی کیا مقدار ہے؟ (۲) جس امام نے داڑھی کٹوا کر حد شرع سے کم رکھی ہوئی ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنی کیسی ہے؟ امید ہے کہ کتاب وسنت سے جواب دیکر مشکور فرمائیں گے۔

السائل۔ محمد حفیظ نقشبندی، کیماڑی، کراچی، ۲۶ اپریل ۱۹۸۰ء

۷۸۶ **الجواب:** مسلم تو مسلم کفار تک جانتے ہیں کہ روز اول سے مسلمانوں کی راہ داڑھی رکھنی ہے اہلبیت کرام وصحابہ عظام وائمہ اعلام اور ہر قرون وطبقہ کے اولیائے امت وعلمائے ملت بلکہ قرون خیر میں تمام مسلمان داڑھی رکھتے تھے یہانتک کہ داڑھی کا ازالہ تو ازالہ اگر خلقۃً کسی کی داڑھی نہ ہوتی اس پر سخت تاسف کرتا اور یہ ہر عیب سے بر تر عیب سمجھا جاتا ہے۔ علمائے کرام علامات قیامات میں گنا کرتے کہ آخر زمانہ میں کچھ لوگ پیدا ہوں گے کہ داڑھیاں منڈائیں گے یہ تراشیں خراشیں کافروں مشرکوں کی دیکھا دیکھی عرصۂ مدید کے بعد مسلمانوں میں آئیں وہ بھی اس انداز میں کہ اہل ایمان اگرچہ شامت نفس سے، اس فعل بد میں مبتلا ہو گئے، داڑھی منڈانا کتروانا سخت گناہ ہے متعدد احادیث میں وارد اور صاف صریح حکم موجود ہے کہ مونچھیں ترشواؤ اور داڑھی بڑھاؤ۔ اور اس کی حد کتب فقہ واحادیث کی تصریح سے ایک مشت ہے اس سے کم کرنا یعنی کتروانا خواہ منڈانا فسق ہے اور اس کا مرتکب فاسق معلن اور فاسق معلن کو امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ پڑھی تو دہرانا واجب۔ غنیۃ میں ہے لو قدموا فاسقاً یاثمون لوگ اگر فاسق معلن کو امامت کیلئے بڑھائیں گے تو گنا ہگار ہوں گے بناء علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم لعدم اھتمامہ با مور دینہ الخ اور معنی اس کا یہ ہے کہ فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے اس لیے کہ وہ امور دین کا اہتمام نہیں کرتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۰ھ

فتاوی رضویہ کی روشنی میں امام کی شرائط ملاحظہ فرما کر اس پر فتوی دیں

بحضور مفتی اعظم مفتی محمد خلیل خاں صاحب، سلام مسنون!

مسئلہ: ۲۱ محرام الحرام ۱۳۳۹ہجری۔ کیا حکم ہے اہل شریعت کا اس مسئلہ میں کہ امامت کس کس شخص کی جائز ہے۔ اور کس کس کی ناجائز اور مکروہ۔۔۔ اور سب سے بہتر امامت کس شخص کی ہے؟

الجواب: جو قرأت غلط کرتا ہو جس سے معنی فاسد ہوں۔ یا وضو یا غسل صحیح نہ کرتا ہو۔ یا ضروریات دین سے کسی چیز کا منکر ہو

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جیسے وہابی، رافضی، غیر مقلد نیچری، قادیانی، چکڑالوی، وغیرہم۔ ان کے پیچھے نماز باطل محض ہے۔ اور جس کی گمراہی حد کفر تک نہ پہنچی ہو جیسے تفضیلیہ کہ مولی علی کرم اللہ وجہہ کو شیخین سے افضل بتاتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا تفسیقیہ کہ بعض صحابہ کرام مثلاً امیر معاویہ اور عمرو بن عاص وابوموسی اشعری ومغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو برا کہتے ہیں ان سب کے پیچھے نماز بکراہت شدیدہ تحریمہ مکروہ ہے۔ کہ انہیں امام بنانا حرام۔ اور ان کے پیچھے نماز پڑھنی گناہ اور جتنی پڑھی ہوں سب کا پھیرنا واجب اور انہیں کے قریب ہے فاسق معلن مثلاً داڑھی منڈا یا خشخاشی رکھنے والا یا کترواکر حد شرع سے کم رکھنے والا۔ یا کندھے سے نیچے عورتوں جیسے بال رکھنے والا۔ خصوصاً وہ جو چوٹی گندھوائے اور اس میں موباف ڈالے یا ریشمی کپڑے پہنے یا مغرق ٹوپی، یا ساڑھے چار ماشہ سے زائد کی انگوٹھی یا کئی نگ والی انگوٹھی۔ یا ایک نگ کی دو انگوٹھی اگرچہ دونوں ملکر ساڑھے چار ماشہ سے کم وزن کی ہوں یا سود خور۔ یا ناچ دیکھنے والا ان سب کے پیچھے بھی نماز مکروہ تحریمی ہے۔ اور جو فاسق معلن نہیں یا قرآن عظیم میں ایسی غلطیاں کرتا ہے جن سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ یا نابینا یا جاہل یا غلام یا ولد الزنا یا خوبصورت مرد یا خرابی یا برص والا جس سے لوگ کراہت کرتے ہوں اس قسم کے لوگوں کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی ہے کہ پڑھنی خلاف اولی اور پڑھ لیں تو حرج نہیں اگر یہی قسم اخیر کے لوگ حاضرین میں سب سے زائد مسائل نماز وطہارت کا علم رکھتے ہوں تو انہیں کی امامت اولیٰ ہے۔ بخلاف ان سے پہلی دو قسم والوں سے اگرچہ عالم ہو۔ وہی حکم کراہت رکھتا ہے مگر جہاں جمعہ وعیدین ایک ہی جگہ ہوتے ہوں اور ان کا امام بدعتی یا فاسق معلن ہے اور دوسرا امام نہ مل سکتا ہو وہاں ان کے پیچھے جمعہ وعیدین پڑھ لئے جائیں۔ بخلاف قسم اول دیوبندی وغیرہم۔ کہ نہ ان کی نماز۔ نماز ہے۔ نہ ان کے پیچھے نماز نماز۔ بالفرض اگر وہی جمعہ وعیدین کا امام ہو اور کوئی مسلمان امامت کے لئے نہ مل سکے تو جمعہ وعیدین کا ترک فرض ہے۔ جمعہ کے بدلے ظہر پڑھے اور عیدین کا کچھ عوض نہیں۔

امام اسے کیا جائے جو سنی صحیح العقیدہ، صحیح الطہارت، صحیح القراۃ ہو۔ مسائل نماز وطہارت کا عالم غیر فاسق ہو۔ نہ اس میں کوئی جسمانی یا روحانی عیب ہو جس سے لوگوں کو تنفر ہو۔ یہی اس مسئلہ کا اجمالی جواب اور تفصیل موجب تعدیل واطناب۔

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ، بمحمدن المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے اس فتویٰ کی روشنی میں کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین داڑھی منڈانے اور خشخشی کرانے والا اور حد شرعی سے کم رکھنے والا فاسق ہے۔ یا نہیں؟ اور اس کے پیچھے نماز فرض خواہ تراویح پڑھنا چاہیے یا نہیں؟ اور حدیث شریف میں نبی اکرم ﷺ نے اس کے حق میں کیا ارشاد فرمایا ہے؟ اور وہ حشر کے دن کس گروہ میں اٹھے گا؟

الجواب: داڑھی منڈانے اور کتروانے والا فاسق معلن ہے۔ اسے امام بنانا گناہ ہے۔ فرض ہو۔ یا تراویح کسی نماز میں اسے امام بنانا جائز نہیں۔ حدیث شریف میں اسپر غضب اور ارادہ قتل وغیرہ کی وعیدیں وارد ہیں۔ اور قرآن عظیم میں اس پر لعنت ہے۔ نبی ﷺ کے مخالفوں کے ساتھ اس کا حشر ہوگا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

العبد مفتی محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ رشوال المکرم ۱۴۰۰ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

داڑھی کی شرعی حد

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: داڑھی شرعی کتنی ہونی چاہیے؟ اور داڑھی لپیٹ کر کانوں سے باندھنا یا ٹھوڑی کے نیچے دابنا سکھوں کی طرح کیسا ہے؟ بینو اتوجروا

۷۸۶الجواب: کسی کی جانب، داڑھی کی شرعی حد ایک مشت ہے۔ اس سے زائد ہو تو کتروانے کی اجازت ہے۔ داڑھی میں ہر قسم کی تراش خراش، یا اس کا رکھ رکھاؤ، جس میں یہودیوں مجوسیوں مشرکوں ہندوؤں غرض غیر مسلموں سے مشابہت پائی جائے اور دیکھنے والے کو گمان ہو کہ شاید یہ داڑھی والا غیر مسلم ہے، حرام و ناجائز ہے کہ من تشبه بقوم فهو منهم جو کسی قوم کے ساتھ مشابہت کرے وہ انہیں میں سے ہے۔ انہیں کے ساتھ روز قیامت اٹھایا جائیگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ شوال المکرم ۱۴۰۰ھ

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب القرأة

سہواً خلاف ترتیب نماز میں پڑھنا

سوال: عالی جناب مفتی محمد خلیل خان صاحب، السلام علیکم

گذارش یہ ہے کہ فدوی ایک سہوا غلطی پر کشیدگی کو ختم کرنا چاہتا ہے اور آپ سے مدد کا خواہاں ہے امید ہے کہ آپ ناامید نہ کریں گے۔ ہوا یہ کہ ہمارے محلہ کی مسجد میں جو امام صاحب مقرر ہیں وہ علیل ہونے کے باعث فجر میں امامت نہ کر سکے اور تمام مقتدی صف بہ صف انتظار میں بیٹھے رہے اور جب فجر کا وقت تنگ ہو گیا تو یہ طے پایا کہ کوئی اور صاحب امامت کریں لہٰذا ایک صاحب کو امامت کے لئے کھڑا کر دیا اور انہوں نے تنگ وقت کو مدنظر رکھکر چھوٹی سورتیں سورہ فاتحہ کے بعد تلاوت کیں اور اور پہلی رکعت میں قل یا یھا الکفرون اور دوسری رکعت میں لایلاف قریش تلاوت کی یعنی قرآن پاک ترتیب سے نہ پڑھا گیا۔ اور اختتام نماز پر چند لوگ کہنے لگے کہ جماعت کی نماز نہ ہوئی اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ نماز ہوگئی۔ آنجناب سے ملتمس ہوں کہ آپ اپنے قلم سے تحریر فرمادیں کہ نمازیوں کی نماز ہوئی یا نہیں؟ جوابی کارڈ ارسال خدمت ہے کہ فدوی کو جواب سے مطلع کر سکیں گے۔ فقط آپ کا خادم، محمد وقار، پریٹ آباد

۷۸۶ **الجواب:** مکرمی وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ میں سفر ہندوستان سے واپس ہوا تو آپ کا کارڈ دیکھا۔ جواباً تحریر ہے کہ اگر نماز میں کوئی ایسا واجب ترک ہو جو واجبات نماز سے نہیں بلکہ ان کا وجوب امر خارج سے ہو تو سجدہ سہو واجب نہیں، مثلاً خلاف ترتیب قرآن مجید پڑھنا ترک واجب ہے مگر موافق ترتیب پڑھنا واجبات تلاوت سے ہے واجبات نماز سے نہیں۔ لہٰذا سجدہ سہو نہیں۔ (ردالمحتار) لہٰذا صورت مسئولہ میں جبکہ پہلی رکعت میں سورہ قل یاایھا الکفرون اور دوسری میں لا یلاف سہوا پڑھی گئی تو نماز مطلقا ہو گئی یہاں سجدہ سہو واجب نہیں ہاں قصداً خلاف ترتیب پڑھنا، موجب وعید ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ رجب المرجب ۱۳۸۳ھ

فصل کے ساتھ نُھْدِ پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: فرض نماز کی ادائیگی میں امام عبدالمالک صاحب متعین مسجد روغن فروشان ورق، گرو نگر تالاب نمبر تین، نے سورہ فاتحہ میں متعدد بار اِھْدِ کے بجائے نُھْدِ تلاوت فرمایا۔ مجھ سائل نے عرض کیا کہ آپ کو بجائے نُھْدِ کے اِھْدِ پڑھنا چاہیے۔ مگر امام صاحب موصوف برابر مصر ہیں کہ نُھْد صحیح ہے اور ہم کو پڑھنے کی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اجازت ہے۔ لہٰذا تحریر ہذا پیش کر کے مدعی ہوں کہ صحیح لفظ سے مطلع فرمایا جائے تا کہ غلط فہمی دور ہو مشکور ہوں گا۔

محمد رفیق داد خان، پشاوری پاڑہ تالاب نمبر تین حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: سورہ فاتحہ کی قرات میں نستعین کے ن کو اھد کی ھ کے ساتھ وصل کے کر کے نستعین اھد (نھد) پڑھنا جائز ہے۔ لیکن حکم یہ ہے کہ وصل وفصل جو طریقے عموماً لوگوں میں متعارف ہیں وہی اختیار کیے جائیں ورنہ لوگ ناواقفی کے باعث انکار کریں گے اور یہ انکاران کے لئے وجہ گرفت وسبب مواخذہ شرعیہ ہوگا۔ ہاں لوگ واقفیت رکھتے ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں جبکہ بطور اظہار ہمہ دانی نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ شوال المکرم ۱۳۸۲ھ

قرأت میں معنی فاسد ہوں تو سجدہ سہو لازم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: امام نے سورت یوسف کے پہلے رکوع میں قال یا بنی سے ایک رکعت میں علیم حکیم پڑھا اور حکیم علیم پڑھا نماز ہوئی یا نہیں؟ بعد نماز کے مقتدیوں نے کہا کہ آپ نے علیم حکیم کے بجائے حکیم حلیم پڑھا اور یہ فرمایئے سجدہ سہو لازم آتا ہے یا نہیں؟

۷۸۶ الجواب: اگر ایک لفظ کی جگہ دوسرا لفظ پڑھا اگر معنی فاسد نہ ہو جائیں تو نماز ہو جائے گی جیسے یہاں پر علیم کی جگہ حکیم پڑھا کہ یہاں سجدہ سہو لازم نہیں آیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ ذی قعدہ ۱۳۸۲ھ

لقمہ سے سجدہ سہو لازم نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین اس صورت مسئلہ میں کہ: امام کے کچھ بھول جانے سے ایک مقتدی نے امام کو لقمہ دیا۔ تو کیا اس صورت میں امام اور لقمہ دینے والے مقتدی کی نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں۔ یا سجدہ سہو واجب ہوتا ہے یا نہیں۔ کیونکہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ مقتدی کے امام کو لقمہ دینے سے سجدہ سہو لازم آتا ہے۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ صرف لقمہ دینے والے مقتدی کی نماز فاسد ہوتی ہے۔ کیونکہ فرض میں مقتدی امام کو لقمہ نہیں دے سکتا۔ تو براہ کرم بروئے شرع شریف معلوم فرمائیں کہ مسئلہ کس طرح ہے۔ بینوا توجروا

۷۸۶ الجواب: اپنے امام کو لقمہ دینا اور امام کا اپنے مقتدی سے لقمہ لینا نماز کو فاسد نہیں کرتا۔ ہاں اگر مقتدی نے دوسرے سے سن کر جو نماز میں اس کا شریک نہیں ہے لقمہ دیا اور امام نے لے لیا تو سب کی نماز گئی اور امام نے نہ لیا تو صرف اس مقتدی کی گئی (درالمختار وغیرہ) واللہ اعلم

عوام میں جو مشہور ہے کہ لقمہ دینے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے یا سجدہ سہو لازم آتا ہے محض بے سند بات ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۶ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مقتدی کو سورہ فاتحہ پڑھنا منع ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ

ا۔ ایک شخص جو کہ کچھ مسائل سے واقف ہے اور حافظ قرآن بھی ہے وہ کہتا ہے کہ نماز با جماعت میں یعنی امام کے پیچھے مقتدی کو سورہ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے اگر مقتدی نہیں پڑھے گا تو اس کی نماز نہیں ہوگی لہٰذا اس مسئلہ میں وہ صاف کہتے ہیں کہ مقتدی کا سورہ فاتحہ پڑھنا بخاری شریف سے ثابت ہے اب اس کے برعکس ہمارا عقیدہ اور فعل یہ ہے کہ نماز با جماعت میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ یا دیگر سورہ پڑھنا منع ہے برائے کرم مندرجہ بالا مسئلہ کا جواب مکمل طریقہ سے تحریر فرمائیں کہ سورہ فاتحہ امام کے پیچھے پڑھنا ضروری ہے یا نہیں؟

۲۔ وہ شخص جو کہ سورہ فاتحہ کو مقتدی کے لئے پڑھنا لازم کہتا ہے اس کے جواز میں یہ دلیل پیش کرتا ہے کہ فاتحہ ایصال ثواب میں بغیر سورہ فاتحہ کے فاتحہ نہیں ہوگی اسی طرح بغیر سورہ فاتحہ پڑھے نماز نہیں ہوگی۔ کیا یہ شرعی طور پر صحیح ہے یا نہیں؟ اس کا جواب بھی عنایت فرمائیں۔ منیر الدین، سرفراز کالونی، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** ا۔ بخاری و مسلم کی روایت ہے کہ جس نے سورہ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز نہیں اور مسلم شریف میں مروی ہے کہ وہ نماز ناقص ہے لیکن یہ حکم اس شخص کے لئے ہے جو امام ہو یا تنہا پڑھتا ہو اور مقتدی کو یہ پڑھنا نہیں بلکہ امام کی قرات اس کی قرات ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جو امام کے پیچھے ہے تو امام کی قرات اس کی قرات ہے۔ (ترمذی و مسند احمد) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے امام کے پیچھے قرات کے بارے میں سوال ہوا فرمایا خاموش رہ کہ امام کی قرات تجھے کافی ہے (موطا امام احمد) سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں درست رکھتا ہوں کہ جو امام کے پیچھے قرات کرے اس کے منہ میں انگارہ ہو۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو امام کے پیچھے قرات کرتا ہے کاش اس کے منہ میں پتھر ہو۔ ایسا ہی مضمون حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے جیسا کہ طحاوی شریف میں مذکور ہے اس لئے امام مذکور کا، مذکورہ بالا قول یا تو ناواقفی کی بنا پر ہے یا وہ وہابیت کی بنا پر اور وہابیت ملعون ہے۔ واللہ اعلم

۲۔ ایصال ثواب میں بھی سورہ فاتحہ پڑھنا ضروری نہیں ایصال ثواب نام ہے اس کا کہ قرآن مجید یا درود شریف یا کلمہ طیبہ یا کسی نیک عمل کا ثواب دوسرے کو پہنچانا۔ یہ کہاں لکھا ہے کہ اگر ایصال ثواب میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی جائے تو ایصال ثواب نہ ہوگا اور اس پر قیاس کرنا محض نادانی ہے یا دوسروں کو دھوکہ دینا امام مذکور اگر اس سے باز نہ آئے تو مسلمان اسے امامت سے معزول کر دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ ذی قعدہ ۱۳۸۶ھ

خطبہ میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کا نام نہ لیا جانا/ قرأت میں غلطی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین ان مسائل کے بارے میں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۱۔ خطبہ جمعہ وعیدین میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ماجد کا نام نہیں لیا جاتا جبکہ دوسرے تینوں خلفاء کے والد ماجد کا نام ان کے نام کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ ۲۔ کوئی شخص نماز میں سورہ فاتحہ کے بعد کسی مقام سے قرآن کریم کی آیات پڑھنا شروع کرتا ہے۔ اور مقدار قرات سے پہلے ہی اس کو متشابہ لگتا ہے یا بھول جاتا ہے ایسی صورت میں سجدہ سہو لازم آتا ہے یا نہیں اور بغیر سجدہ سہو کیے ہوئے نماز ہوگی یا نہیں؟ ۳۔ غلط قرآن کریم پڑھنے والے امام کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ اگر منع کرنے کی صورت میں فساد کا اندیشہ ہو تو اس کی اقتداء کر کے نماز دہرائے یا گھر پر جماعت کے بعد مسجد میں نماز ادا کرے؟ ۴۔ اعراب اور مد کی غلطیوں سے نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں؟

مندرجہ بالا سوالات کے جواب مرحمت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ بینوا توجروا

خادم احمد حسین نقشبندی، لطیف آباد یونٹ نمبر ۸۔ سی، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: خلفائے راشدین میں سے جس خلیفہ نے جس نام سے شہرت پائی علماء سلف نے خطبہ میں وہی نام لیا اور یہی متوارث ہے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ماجد خود بھی صحابی ہیں تو ان کے نام کے ساتھ ان کے والد ماجد حضرت ابوقحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لینا کسی سوءِ ادبی کی بناء پر نہیں۔ واللہ اعلم

۲۔ جب کہ یہ مجبوری سہو تھا کچھ کراہت نہیں، اور اگر آیت کے یاد کرنے میں بقدر رکن ساکت نہ رہا تو سجدہ سہو بھی نہیں ورنہ سجدہ سہو لازم ہے۔ کمافی ردالمحتار۔ واللہ اعلم

۳۔ اگر غلطی ایسی ہوئی جس سے معنی بگڑ گئے تو نماز فاسد ہوگئی ورنہ نہیں اور سائل مظہر ہے کہ امام غلط پڑھتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ حروف مخارج سے ادا نہیں کرتا اور اپنی اصلاح کی بھی کوشش نہیں کرتا تو خود اس کی بھی نماز نہیں ہوتی اور نماز اس کے پیچھے نادرست۔ تو ایسے کو امام بنانا حرام ہے۔ اور ان سب مسلمانوں کی نماز کا وبال اپنے سر لینا ہے۔ والعیاذ باللہ

۴۔ اعرابی غلطیاں ایسی ہوں جس سے معنی نہ بگڑتے ہوں تو مفسد نہیں اور اگر اتنا تغیر ہو کہ اس کا اعتقاد اور قصداً پڑھنا کفر ہو تو نماز کا اعادہ کرے اور مد کا جو کم از کم درجہ قاریوں نے رکھا ہے اس کو پورا کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۸ ذی قعدہ ۱۳۸۶ھ

مقتدی کا سورہ فاتحہ پڑھنا اور آمین بلند آواز سے کہنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مقتدی کو امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا چاہیے یا نہیں اور ایسے امام کے پیچھے جو کہ سورہ فاتحہ کو پڑھنا جائز کہتا ہے اس کے پیچھے اہل حنفاء کی نمازیں جائز ہیں یا نہیں؟ کیا مقتدی نماز میں آمین بالجہر کہہ سکتا ہے اور بالجہر آمین کی کوئی معتبر حدیث موجود ہے۔ اہل احناف کا اس پر کیا فتوی ہے۔ برائے کرم مدلل حدیثیں دیں۔ بینوا توجروا　العبد محمد علی عفی عنہ، یونٹ نمبر ۹، متصل ایک منارہ مسجد، لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۷ الجواب: ان دیار واطراف میں اس قسم کے دعویدار وہابیہ وغیر مقلدین ہیں جو سنیوں میں از راہ تقیہ سنی بن کر گھستے

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور انہیں گمراہی کی طرف بلاتے اور آخر کار باہم مسلمانوں میں افتراق و انتشار پھیلاتے اور فرقہ بندی کو ہوا دیتے ہیں اور مذہب اہلسنت و جماعت کو جو حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی، میں مجتمع ہے اور نجات پانے والا گروہ ہے بدعتی و مشرک ٹھہراتے ہیں حالانکہ امت کا اجماع ہے کہ اس زمانہ میں ان چار سے باہر ہونے والا بدعتی جہنمی ہے علامہ طحطاوی حاشیہ درمختار میں نقل فرماتے ہیں و من کان خارجا عن هذه الاربعة فی هذا الزمان فهو من اهل البدعة والنار۔ اعلیحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ اپنے فتاوی رضویہ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ فی الواقع فرقہ غیر مقلدین گمراہ بد دین ضالین مفسدین ہیں انہیں امام بنانا حرام ہے ان کے پیچھے نماز پڑھنا منع ہے ان سے مخالطت میل جول آگ ہے۔ حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں اهل البدع شر الخلق والخليقة بدمذہب تمام مخلوق سے بدتمام جہاں سے بدترین۔ دوسری حدیث میں ہے اصحاب البدع كلاب اهل النار بدمذہب لوگ جہنمیوں کے کتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو خصوصاً بحال فتنہ و فساد کہ وہابیہ کی عادت قدیم ہے مساجد میں کیونکر آنے دیا جائے قال اللہ تعالیٰ والفتنه اشد من القتل فتنہ قتل سے بھی سخت تر۔ اور ایک اور جگہ حضور نے ارشاد فرمایا فاسد العقیدہ کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے غیر مقلد کہ ان کی طہارت وغیرہ کسی بات کا کچھ اعتبار نہیں تو ان کے پیچھے نماز محض ناجائز ہے اور مسلمانوں پر واجب قطعی کہ اس شخص کو امامت سے معزول کر دیں اور اس کے پیچھے ہرگز ہرگز اپنی نمازیں برباد نہ کریں۔ واللہ سبحن وتعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ جمادی الاخری ۱۳۸۸ھ

ض اور ظ کا مخرج الگ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: قرآن پاک کی تعلیم دیتے وقت بچوں کو اگر بجائے ضاد کے ظاد پڑھایا جائے خصوصاً احناف کے بچوں کو کیا ایسی تعلیم دینا جائز ہے۔ اور اس شخص کے پیچھے نماز پڑھنے میں کوئی خرابی ہوگی یا نہیں؟ عنداللہ جواب عنایت فرمائیں۔ السائل۔ قاضی محمد علیم اشرفی، لطیف آباد نمبر ۱۱

۷۸۶ **الجواب:** ض اور ظ دونوں علیحدہ لفظ ہیں جن کے جداگانہ مخارج ہیں ان میں سے کسی کو دوسرے سے تلاوت قرآن میں قصداً بدلنا اس کی جگہ اسے پڑھنا خواہ نماز میں ہو یا نماز کے علاوہ حرام قطعی اور گناہ عظیم ہے۔ اور تحریف قرآن کریم ہے۔ یہاں تک کہ علمائے کرام تصریح فرماتے ہیں کہ جو قصداً ض کی جگہ ظ پڑھے کافر ہے۔ محیط میں ہے سئل الامام الفضلی عن یقرء الظاء المعجمته مکان الضاد والمعجمته او علی العکس فقال لا تجوز امامته ولو تعمد یکفر۔ لہٰذا اس شخص کو نہ بچے پڑھانے پر مقرر کرنا جائز نہ اس کی امامت درست۔ بلکہ ایسے کی اقتداء میں جتنی نمازیں پڑھی گئیں سب کا دہرانا فرض۔ یوہیں والدین پر لازم کہ اپنے بچے وہاں نہ پڑھائیں کہ قرآن کریم کی تحریف جیسے گناہ میں شریک نہ ہوں بلکہ فوراً اسے برخاست کر دیں یا بچے کہیں اور پڑھنے بھیجیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ جمادی الاخری ۱۳۸۸ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ضاد کی جگہ قصداً ظاد اور دُواد پڑھنا حرام ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین اس مسئلہ میں کہ: اگر نماز میں ض (دواد) کے بجائے ظ (زواد) کے تلفظ سے پڑھا جائے تو کیا اس صورت میں نماز درست ہوگی؟ حوالہ جات سے اس کا جواب مرحمت فرمایا جائے۔

حاجی اللہ بخش، منیجر محکمہ اوقاف، بھائی خان چاڑی حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: عمداً ظاد یا دواد دونوں حرام ہیں۔ جو قصد کرے کہ بجائے ض، ظ، یا دال پڑھوں گا ان کی نماز کبھی آخر فاتحہ تک بھی نہ پہنچے گی۔ معدوب یا مغظوب کہتے ہی بلاشبہ فاسد و باطل ہو جائے گی۔ اور جو حرف مُنَزّل ہی کا قصد رکھتا اور اسی کو ادا کرنا چاہتا ہے پھر اگر ایسی جگہ غلطی پڑے جس سے معنی نہ بدلے تو نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر معنی بدل گئے تو دو حال سے خالی نہیں یا تو یہ شخص ادائے حرف پر قادر تھا براہ لغزش زبان سے نکل گیا مثلاً دواد تو ہمارے امام اعظم کے نزدیک نماز مطلقاً فاسد۔ اور اگر یہ بدلا ہوا کلمہ قرآن مجید میں نہیں تو تمام ائمہ حنفیہ کے نزدیک نماز باطل ہے۔ بلکہ جو قصداً ض کی جگہ ظ پڑھے علما تصریح فرماتے ہیں کہ وہ مرتکب کفر ہے۔ محیط برہانی میں ہے سئل الامام الفضلی عمن یقرء الظاء المعجمته مکان الضاد المعجمته او علی العکس فقال لا تجوز امامته ولو تعمد یکفر۔ امام پر فرض ہے کہ وہ اپنی قدرت تک ض کا صحیح استعمال کرے۔ تن آسانی سے کام نہ لے۔ وتفصیلہ فی الفتاوی الرضویۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ صفر المظفر ۱۳۹۹ ھج

ضاد کی جگہ ظا یا دواد پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: حرف ض کو کس طرح پڑھا جائے؟ مسئلہ یہ ہے کہ زید کہتا ہے کہ حرف ض کو ظاد پڑھنے والے امام کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ جبکہ بکر کہتا ہے کہ حرف ض کو دُواد پڑھنے والے امام کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ برائے مہربانی فقہ اور حدیث کی روشنی میں دلیل سے بتایئے کہ زید کا قول صحیح ہے یا بکر کا؟ عنداللہ ماجور

جان محمد، معرفت نظام الدین ٹیلر ماسٹر ٹیاری

۷۸۶ الجواب: ظا اور دواد دونوں محض غلط ہیں۔ اور اس کا مخرج بھی نہ زبان کو دانتوں سے لگا کر ہے نہ زبان کی نوک کو داڑھ سے لگا کر۔ بلکہ اس کا مخرج زبان کی ایک طرف کی کروٹ اسی طرف کی بالائی داڑھوں سے مل کر درازی کے ساتھ ادا ہونا، اور زبان، اوپر کو اٹھا کر تالو سے ملنا، اور ادا میں سختی وقوت ہونا ہے۔ اس کا مخرج سیکھنا مثل تمام حرفوں کے ضروری ہے۔ جو شخص مخرج سیکھ لے اور اپنی قدرت تک اس کا استعمال کرے اور ظا یا دُواد کا قصد نہ کرے بلکہ قصد اسی حرف کا کرے جو عزوجل کی طرف سے اترا ہے پھر جو کچھ نکلے بوجہ آسانی، صحت نماز پر فتویٰ دیا جائے گا۔ ہاں اگر کوئی بدظن قصداً وعمداً ضاد کو ظا یا دُواد پڑھے تو اس جاہل کی نماز کبھی فاتحہ کے آخر تک بھی نہ پہنچے گی۔ مغظوب یا مغدوب پڑھتے ہی فاسد ہو جائے گی اور اگر یہ بدلا ہوا کلمہ قرآن مجید میں نہیں تو تمام ائمہ حنفیہ کے نزدیک نماز باطل و فاسد ہوگی اور امام ومقتدی بے نمازی کے بے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نمازی رہیں گے کبھی ان کا فرض ساقط نہ ہوگا۔ تفصیل کے لئے فتاوی رضویہ جلد سوم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ صفر المظفر ۱۳۹۹ھ

آیت میں وقف کس طرح کریں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: ایک امام مسجد قرات میں آیت کے علاوہ دوسری جگہ وقف کرتا ہے اور پھر لوٹائے بغیر آگے سے قرآن پڑھتا ہے۔ اس صورت میں نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ حکم شرع سے مطلع فرمائیں۔

حاجی اللہ بخش، بھائی خان چاڑی حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: وقف یا ابتدائے قرات کا بے موقع ہونا، نماز کو فاسد نہیں کرتا، نماز درست ہو جائے گی مگر ایسا کرنا بہت قبیح ہے (عالمگیری وغیرہ) ہاں اگر معنی فاسد ہو جائیں گے تو نماز جاتی رہے گی۔ اور بوجہ بے علمی اس کا وبال امام و مقتدی پر رہے گا۔ لہٰذا سخت احتیاط لازم۔ قرآن کریم انہیں اصول کے تحت پڑھا جائے جو علمائے قرات نے وضع کئے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ ربیع الاول شریف ۱۳۹۹ھ

بڑی آیت کا آدھا پڑھنا جائز ہے

سوال: بخدمت اقدس جناب قبلہ الحاج علامہ مفتی محمد خلیل خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

بعد عرض ہے کہ ایک مسئلہ زیر غور ہے جناب کی خدمت میں عرض ہے کہ اس مسئلہ کا فتوی دے کر ہماری مذہبی رہنمائی فرمائیں مسئلہ یہ ہے کہ مغرب کی نماز میں اگر امام صاحب نے پہلی رکعت میں الحمد کے بعد یہ آیت مبارکہ تلاوت کی ہو ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا* ربنا ولا تحمل علینا اصرا کما حملته علی الذین من قبلناج ربنا ولا تحملنا مالا طاقة لنا به ج واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولنا فانصرنا علی القوم الکفرین۔ اور دوسری رکعت میں سورہ کوثر تلاوت کی ہو تو آیا نماز ہوگئی یا نہیں؟ جناب کی خدمت میں عرض ہے کہ اس مسئلہ کی وضاحت فرما کر ہم کو فتوی صادر فرمائیں اور ہماری مذہبی رہنمائی فرمائیں۔ ہماری دعا ہے کہ رب کریم اپنے فضل سے اور اپنے پیارے حبیب کے صدقے میں جناب کا سایہ ہمارے سروں پر ہمیشہ قائم و دائم رکھے۔ آمین۔ ثم آمین

حافظ عبد العزیز نقشبندی عفی عنہ، خطیب بلال مسجد، صرافہ شاہی بازار بلال اسٹریٹ، حیدر آباد سندھ

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں نماز بلا کراہت درست ہوئی۔ اسے ناجائز کہنا، جہالت و ناوانگی پر مبنی ہے اور اس پر ضد کرنا، شریعت محمدی سے لڑنا ہے اور اب بھی اصرار ہے تو وہ کسی معتبر کتاب کا حوالہ دے۔ بہر حال مسئلہ یہ ہے کہ پہلی رکعت میں کسی سورت کا آخر پڑھا اور دوسری میں کوئی چھوٹی سورت مثلاً پہلی میں افحسبتم اور دوسری میں قل ھو اللہ تو حرج نہیں (عالمگیری) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ رجمادی الاخری ۱۳۹۹ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَحَدٌ کو اَللّٰہُ الصَّمَدُ سے، نون کی آواز کے ساتھ ملانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ

۱۔ ایک شخص قل ھو اللہ احد ن اللہ الصمد پڑھتا ہے کیا اس طرح پڑھنا جائز ہے اور کیا اس سے نماز ہو جائے گی؟

۲۔ ایک امام صاحب تراویح کے بعد وتر سے پہلے دو رکعت نفل پڑھتے ہیں اور مقتدی اس دوران ان کے انتظار میں بیٹھے رہتے ہیں اور پھر وہ وتر پڑھاتے ہیں کیا اس وقت میں ان کے لئے نفل پڑھنا مناسب ہے یا نہیں؟

حاجی سیفل خان، پیٹرول پمپ جام شورو، ۸.۱۱.۱۹۷۹ء

۷۸۲ الجواب: ۱۔ قل ھو اللہ احد ہ پڑھنا بھی جائز ہے کہ وقف ہے اور احد ن اللہ پڑھنا بھی جائز ہے کہ وصل ہے۔ نماز میں اس سے کوئی کراہت نہیں آتی۔ اعتراض محض ناواقفی پر مبنی ہے۔ عموماً حفاظ کرام وصل بھی کرتے ہیں۔ نماز میں بھی اور نماز کے علاوہ بھی۔ واللہ اعلم

۲۔ نوافل پڑھنے میں تو کوئی حرج نہیں لیکن مقتدیوں پر گراں گزرتا ہے تو وتر کے بعد پڑھ لے۔ اور پھر پوری رات باقی ہے۔ اگر یہ نماز بطور شکر ہے تب بھی اس وقت کیوں جبکہ مقتدیوں پر انتظار خواہ مخواہ امام سے نفرت یا کسی اور غیر مناسب بات کا موجب بھی بن سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ

http://ame-tehqiqat

آیت کا کچھ حصہ رہ گیا، معنیٰ فاسد نہ ہوئے تو نماز جائز ہے

سوال: امام صاحب نے دوسری رکعت میں تؤ منون باللہ و رسولہ و تجاھدون فی سبیل اللہ با موالکم تک پڑھنے کے بعد بقول سامع کے وانفسکم چھوڑ دیا اور ذالکم خیر لکم ان کنتم تعلمون یغفر لکم ذنو بکم تا فوز العظیم پڑھا۔ بقول سامع کہ غور سے سنا ہے کہ انفسکم چھوٹ گیا ہے کیا نماز دہرانا پڑے گی یا نہیں؟

۷۸۶ الجواب: نماز ہو گئی کہ معنیٰ میں کوئی فساد لازم نہ آیا۔ دہرانے کی ضرورت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ

مقتدی کے لقمہ پر پوری الحمد پڑھی تو سجدہ سہو کافی نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک پیش امام نے فرض نماز میں الحمد شریف شروع کی اور و ایاك نستعین کی جگہ انہوں نے فایاك نستعین پڑھا جس پر ایک مقتدی نے ان کو لقمہ دیا جس پر پیش امام نے دوبارہ الحمد شریف پڑھی اور نماز بغیر سجدہ سہو کے مکمل کر لی۔ لہٰذا ایسی صورت میں بغیر سجدہ سہو کے نماز ہوئی یا نہیں؟ اس لئے آپ بروئے شریعت تحریری جواب سے مستفیض فرمائیں۔ نور الدین قادری، رشی گھاٹ روڈ، حیدر آباد ۸ راگست، ۱۹۸۰ء

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب:** امام نے سہواً و ایاك نستعین کی بجائے فایاك نستعین پڑھا یعنی واؤ کو فا سے تبدیل کر دیا تو اس سے معنی میں کوئی فساد لازم نہ آیا اور نماز صحیح ہو گئی۔ لیکن از انجا کہ مقتدی نے لقمہ دیا اور امام نے دوبارہ الحمدللہ پڑھی تو یہ ترک واجب ہوا۔ کہ نماز میں پوری سورۂ فاتحہ ایک ہی بار پڑھنا واجب ہے۔ اور چونکہ یہ ترک واجب سہواً نہیں قصداً ہوا لہٰذا اس کی تلافی سجدہ سہو سے بھی نہ ہوتی۔ خلاصہ یہ کہ نماز دہرائی جائے۔ (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ

اگر الفاظ ٹوٹ جائیں اور معنی مہمل ہو جائیں تو نماز باطل ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید ایک مسجد میں تراویح کا امام ہے اور حافظ قرآن ہے لیکن حروف کی ادائیگی پر کما حقہ قادر نہیں ہے مثلاً لفظ ھُم اور ھِم کے ادا کرنے سے معذور ہے موصوف مذکورہ تلفظ کو کاف کی آواز سے بدل کر پڑھتا ہے جس سے لفظ ھُم کی بجائے کُم اور ھِم کی بجائے کُم کا تلفظ بن جاتا ہے۔ علیھِم سے علِیکم اور ایلفھم سے ایلفِکم۔ ابصارَھُم سے ابصارَکُم ہو جاتا ہے۔ غرض تمام قرآن مجید کو اسی پر قیاس کیا جا سکتا ہے۔ لہٰذا ایسا معذور شخص از روئے شریعت مطہرہ امامت کا اہل ہے یا نہیں؟ براہ کرم صحیح جواب سے آگاہ فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السائل مسلم، ۱۹ رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ

۷۸۶ **الجواب:** قرآن کریم اس طرح پڑھنا کہ معنی فاسد ہو جائیں مثلاً لفظ مہمل رہ جائے یا معنی میں کھلا تغیر راہ پائے۔ یا کھڑا پڑا کی بدتمیزی کہ حرکات بڑھ کر حروف اندوہ ہو جائیں یا اور ایسی ہی قباحتیں لازم آئیں جیسا کہ سوال میں مذکور ہے تو محققین علماء کے نزدیک خود اس کی نماز باطل ہے اور جب اس کی اپنی نہ ہوگی تو کسی کی اس کے پیچھے نہ ہو سکے گی۔ اور نماز فرض ہو یا تراویح۔ ایسے امام کی اقتداء صحیح نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ

وقف لازم رہ جائے تو بھی نماز صحیح ہے

سوال: جناب عالی مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی صاحب، السلام علیکم

بعد سلام عرض ہے پہلے پارے کے تیسرے رکوع کی آخری آیت تحریر کے مطابق پڑھی جائے گی یا نہیں۔ آخری آیت تحریر ہے فسو ھن سبع سموات ط و ھو بکل شئی علیم ط یعنی ملا کر پڑھنے کی صورت میں و ھو کی واؤ پر تشدید جائز ہے یا نہیں؟ جبکہ لکھی ہوئی نہیں ہے۔ اور بارھویں رکوع کی آخری آیت تحریر کی مطابق پڑھی جائے گی عنھم ط لو کانوا یعلمون یعنی ملا کر پڑھنے کی شکل میں لو کے لام پر تشدید پڑھی جائے گی یا نہیں؟

یہ دونوں آیات نماز میں قرأت کے ساتھ تحریر کے مطابق پڑھی جائیں گی یا نہیں؟

سیکریٹری عبدالغنی، مدرسہ حنفیہ تعلیم القرآن، ایڈوانی گلی، حیدر آباد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں اگر سموات ط پر وقف نہ کیا جائے تو بلاشبہ سموات و ھو یعنی واؤ کو مشدد پڑھنا جائز ہے۔ یوں ہی دوسری آیت میں خیر ط پر وقف نہ کرنے کی صورت میں خیر لو کانوا یعنی لو کے لام کے مشدد پڑھ سکتے ہیں۔

۷۸۶ قاعدہ کلیہ اس باب میں یہ ہے کہ کسی حرف کو دوسرے کلمہ کے ساتھ وصل کر دینے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ یوہیں وقف و ابتداء کا بے موقع ہونا بھی مفسد نماز نہیں۔ اگرچہ وقف لازم ہو۔ (عالمگیری وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۱۶ جمادی الاولی سن ۱۴۰۳ھ

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب الدعاء

آداب دعا

یاعلی مشکل کشا شیر خدا

سوال: بھائی رشید صاحب، السلام علیکم

مزاج شریف۔ آپ کو حسب ذیل تکلیف دے رہا ہوں جو کہ کار ثواب ہے مجھ کو معلوم ہوا کہ حیدر آباد میں حضرت مولانا علامہ مفتی محمد خلیل خان صاحب مفتی ہیں اور نیک مشورہ عنایت فرماتے ہیں اس لئے آپ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر میرا اسلام عرض خدمت کرتے ہوئے یہ استفتاء پیش کر دیں۔ جواب بھی اس پر تحریر کروادیں اور مہر بھی لگوالیں۔

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین درج ذیل مسائل کے بارے میں کہ

(۱) دعا مانگنے کے بعد ہاتھوں کو اپنی اپنی آنکھوں پر پھیرنا یا اپنے چہروں پر پھیرنا سنت صلی اللہ علیہ وسلم ہے یا کیا درجہ ثابت ہے۔

(۲) دعا مانگتے وقت اپنے اپنے ہاتھوں کی چھوٹی انگلی سے چھوٹی انگلی کا ملانا بھی بغلی سے بغلی کا ملانا سنت صلی اللہ علیہ وسلم ہے یا کہ اپنے اپنے ہاتھوں کو دور دور علیحدہ علیحدہ کر کے پھیلانا سنت صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ یا کیا درجہ ثابت ہے؟ دور دور ہاتھوں کو رکھنا کہاں سے ثابت ہے؟ دعا مانگتے وقت ہاتھوں کو دیکھنا چاہیے یا کہ آسمان کو؟

(۳) کیا دعا مانگنے کے بعد حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ پر بیٹھے رہتے تھے۔ اور کیا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ کو چھوڑ کر چلے جاتے تھے۔ اور کیا اول آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا مانگنے کے بعد کھڑے ہوتے تھے اور پھر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کھڑے ہوتے تھے۔ یہ مسئلہ کس طرح ثابت ہے۔ امام صاحب نماز ختم کر کے اپنے چہرہ مبارک کو مقتدیوں کی طرف کر لیں تو مسبوق جس کی دو، ایک، تین یا چار رکعتیں رہ گئی ہیں جو کہ امام کے پیچھے نیت باندھ چکا ہے تو اس کا سجدہ امام صاحب کے سامنے کی جگہ ہوا کیا اس طرح امام ایک دم قبلہ سے منہ پھیر لیں اور پیٹھ کر لیں یا کہ ممبر شریف کی طرف اپنے چہرہ مبارک کو رکھے؟

(۴) بوقت صلوٰۃ وسلام کیا ممبر شریف ہی کی طرف شکل کو لوگ رکھیں مگر آجکل رواج لاؤڈ اسپیکر کا ہے جو کہ چاروں طرف لاؤڈ اسپیکر کے تمام لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں تو کیا اس طرح کھڑے ہونے میں کسی قسم کی کوئی بے ادبی ثابت ہوتی ہے؟

(۵) ایک شخص اردو جاننے والا صحیح روایات بزرگان دین کی تصانیف سے، بمعہ حوالہ صفحہ تا سطر نام کتاب بتاتے ہوئے لوگوں کو مسجد میں بطور وعظ ونصیحت کر سکتا ہے۔ اور کیا کسی غیر مسلم مشرک اور دیوار مکان سے کوئی نیک نصیحت ملتی ہو تو کیا مسلمان عمل کر سکتا ہے یا نہیں؟ فقط والسلام خادم حاجی عبد الستار، ٹنڈو الہیار، سندھ، ۱۸۔۶۔ ۱۹۶۴ء

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب:** (۱) دعا سے فراغت پا کر دونوں ہاتھ چہرے پر پھیرے کہ وہ خیر و برکت جو بذریعہ دعا حاصل ہوئی چہرے سے ملاقی ہو۔ واللہ اعلم

(۲) امام محمد بن حنیفہ سے منقول ہے کہ دعا چار قسم کی ہے (۱) دعائے رغبت، اس میں بطن کف (ہتھیلی کا اندرونی حصہ) جانب آسمان رکھے۔ (۲) دعائے رُہبت، اس میں پشت دست (ہتھیلی کی پیٹھ) اپنے چہرے کی طرف ہو۔ (۳) دعائے تضرع۔ اس میں خنصر و بنصر (چھنگلی اور اس کے برابر والی انگلی) بند، اور وسطیٰ (درمیانی والی بڑی انگلی) وابہام (انگوٹھا) کا حلقہ کر کے اوپر کی طرف اشارہ کر کے۔ (۴) دعائے خفیہ۔ کہ بندہ صدق دل سے عرض کرے زبان نہ ہلائے۔ واللہ اعلم

اور وقت دعا ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر یا سینے یا شانوں یا چہرے کے مقابل لائے یا پورے اٹھائے۔ واللہ اعلم

دعا میں نظر نیچی رکھے ورنہ معاذ اللہ زوال بصر کا خوف ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) یہ انسان کی مرضی واختیار کی بات ہے۔ دنیاوی یا دینی کاروبار درپیش ہو تو چلا جائے ورنہ ذکر الٰہی بڑی دولت ہے۔ واللہ اعلم

(۴) سلام کے بعد سنت یہ ہے کہ امام داہنی یا بائیں طرف کو انحراف کرے (مڑ جائے) اور داہنی طرف افضل ہے اور مقتدیوں کی طرف بھی مونھ کر کے بیٹھ سکتا ہے جبکہ کوئی مقتدی اس کے سامنے نماز میں نہ ہو اگر چہ کسی پچھلی صف میں وہ نماز پڑھ رہا ہو۔ دوسرے شخص کو نمازی کی طرف مونھ کرنا ناجائز و گناہ ہے۔ واللہ اعلم

(۵) عرض صلوٰۃ وسلام کے وقت چہرہ مدینہ طیبہ کی جانب رکھے تو بہتر ہے۔ حلقہ بنا کر بھی صلوٰۃ وسلام پڑھا جا سکتا ہے اس میں کوئی بے ادبی نہیں۔ مگر لاؤڈ اسپیکر کے گرد حلقہ بنانا ہی کیا ضروری ہے کہ خواہ مخواہ ہی اس کا التزام کیا جائے۔ واللہ اعلم

(۶) جو شخص عالم دین نہ ہو اس کو وعظ کہنا جائز نہیں۔ ہاں بطور تبلیغ اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر مسئلہ بیان کر سکتا ہے اگر چہ کتاب دیکھ کر۔ مگر نہ اس طرح کہ لوگ اسے عالم دین خیال کریں کہ اس میں دونوں کی خرابی ہے۔ واللہ اعلم

(۷) نصیحت اور نیکی کی بات جہاں سے ملے آدمی حاصل کرے۔ لیکن نصیحت حاصل کرنے کی نیت سے کفار و مشرکین بلکہ گمراہ بددین کی کتابیں دیکھنا یا ان کی مجلسوں، محفلوں، جلسوں میں شرکت کرنا، ہرگز جائز نہیں۔ حرام و گناہ اور موجب خرابی و ہلاکت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم　العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۱۵ صفر المظفر ۱۳۸۴ھ

دعا میں ہمیشہ آیت درود پڑھنا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین وفقہائے شرع متین اس مسئلہ میں کہ: جو ہر نماز کے بعد دعا مانگی جاتی ہے تو آخر دعا میں آیت کریمہ ان اللہ و ملئکتہ یصلون الخ پڑھتے اور اس پر مداومت کرتے ہیں یعنی یہ ہر امام اپنی مسجدوں میں ہمیشگی کے ساتھ آیت کریمہ پڑھتے ہیں تو کیا اس پر مداومت کرنا جائز ہے یا نہیں اور مداومت پہ کیا خرابی لازم آتی ہے۔ کیونکہ بعض لوگ ان پر سخت تنقید کرتے ہیں اور مداومت کرنا بدعت سیئہ بلکہ حرام جانتے ہیں اور پڑھنے والوں کو گمراہ اور بدعتی کہتے ہیں کہ یہ قرآن وحدیث واقوال ائمہ یعنی امام ابوحنیفہ ودیگر ائمہ کرام ومجتہدین وجملہ فقہاء کے قول کے صراحۃً خلاف ہے بلکہ یہ تو

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک نیا طریقہ ہے، اور ہر نیا طریقہ گمراہی ہے۔ لہٰذا اکرم فرما کر ارشاد فرمائیں کہ یہ واقعی بدعت سیئہ ہے اور ان کا پڑھنے والا گمراہ ہے یا یہ صرف افتراء ہے اگر جائز ہے تو قرآن و حدیث و اقوال ائمہ اور ابوحنیفہ و دیگر فقہاء کے قول سے مع احوال کتاب تحریر فرما کر عقلی و نقلی ثبوت سے سرفراز فرمائیں۔ بینو و توجروا عرضدار، حاجی دین محمد، ازگاڑی کھاتہ، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** مخالف جھوٹا ہے اور شریعت مطہرہ پہ افتراء کرتا ہے۔ ثبوت دے کہ بعد نماز آیت کریمہ اور قرات درود شریف سے شریعت مطہرہ نے کہاں منع فرمایا ہے۔ کس آیت کس حدیث اور اقوال امام اعظم میں سے کس قول کے تحت کہتا ہے کہ خلاف شرع ہے۔ جواز کو یہی کافی ہے کہ شرعاً ممانعت نہیں۔ جس چیز کو اللہ جل جلالہ و رسول ﷺ منع نہ کریں اسے منع کرنا خود بُرا اور نئی شریعت گڑھنا ہے اور جب اسے بنظر تعظیم و محبت کیا جاتا ہے تو ضرور پسندیدہ و محبوب ہوگا کہ ہر مباح کام، نیت حسن سے مستحب و مستحسن ہو جاتا ہے۔ امام محقق علی الاطلاق وغیرہ اکابر نے فرمایا کل ماکان ادخل فی الادب والاجلال کان حسناً ولہذا نیک بات اگرچہ بدعت و نئی پیدا ہو اس کا کرنے والا سنی ہی کہلائے گا نہ کہ بدعتی۔ ان اطراف میں اس قسم کی بات کرنے والے وہابیہ نجدیہ ہیں جن کی بڑی دوڑ یہی ہے کہ فلاں کام بدعت ہے اگلوں سے ثابت نہیں اس کا ثبوت لاؤ۔ سب کا جواب یہی ہے کہ دو باتوں میں سے ایک کا ثبوت تمہارے ذمہ ہے یا تو یہ کہ فی نفسہ اس کام میں شر ہے یا یہ کہ شرع مطہرہ نے اسے منع فرمایا ہے جب نہ شرع سے منع نہ کام میں شر تو رسول ﷺ بلکہ قرآن و حدیث کے ارشاد سے جائز۔ سنن ابوداؤد میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے کہ مااحل فھو حلال و ما حرم فھو حرام وما سکت عنہ فھو عفی جسے اللہ و رسول نے حلال کیا وہ حلال ہے جسے حرام کیا وہ حرام ہے اور جس کا کچھ ذکر نہ فرمایا وہ معاف ہے۔ آیۃ کریمہ میں رب عزوجل کا حکم مطلق ہے اس میں کوئی استثناء نہیں فرمایا ہے کہ نماز کے بعد نہ پڑھو۔ درود جب بھی پڑھا جائیگا اسی حکم الٰہی کی تعمیل ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ رجب المرجب ۱۳۸۷ھ

اذان سے پہلے درود وسلام / انگوٹھے چومنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین بیچ ان مسائل کے کہ: (۱) اذان سے پہلے جو کہ ہم صلوٰۃ و سلام پڑھتے ہیں اس کے بارے میں کیا ثبوت ہے۔ (۲) نبی اکرم ﷺ کے اسم گرامی لینے پر جو انگوٹھے چومتے ہیں ان کے بارے میں حدیث شریف میں آیا ہے یا نہیں۔ بینو ابالبرھان، توجروا عند الرحمن

۷۸۶ **الجواب:** سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ خدا و رسول نے اس کی ممانعت نہیں فرمائی اور رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ماعند المسلمون حسن فھو عند اللہ حسن اہل اسلام جس کام کو اچھا سمجھیں وہ خدا کے نزدیک بھی اچھا ہے۔ علماء و صلحاء جب ایسا کرتے ہیں تو ہمیں کیا بات۔ درود شریف جب اور جہاں پڑھیں گے مطلوب و محبوب ہوگا مگر یہ کہ خدا و رسول اس سے منع فرما دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(۲) جی ہاں بعض احادیث سے یہ مضمون ثابت ہے جیسا کہ ردالمحتار میں مذکور ومنقول ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ جمادی الاول ۱۳۸۹ھ

تبلیغ کے اصول مقرر ہیں ہر شخص مبلغ نہیں / مقررہ امام نماز پڑھائے

سوال: گذارش یہ ہے کہ ہمارے محلہ کی مسجد میں ایک امام صاحب ہیں جو کہ صبح اذان ہوتے ہی لاؤڈ اسپیکر پر مسائل بیان کرنا شروع کر دیتے ہیں جب کہ حکم یہ ہے کہ صبح کا وقت افضل ہے اگر کوئی تلاوت کرتا ہے تو بالکل آہستہ کرے لوگ نوافل ووظائف وغیرہ پڑھتے رہتے ہیں سنا یہ بھی ہے کہ نماز فجر کے بعد درس دیا جائے لیکن اس کے برعکس ہوتا ہے کہ ادھر اذان ہوئی اور مولوی صاحب نے تقریر شروع کر دی۔ دوسرے غیر سند یافتہ ہیں اور اپنے آپ کو خطیب کہلاتے ہیں۔

(۲) اس مسجد میں ۲ دو امام ہیں ایک امام صاحب پنجگانہ پڑھاتے ہیں یہ خطیب صاحب جب بھی آتے ہیں بغیر اجازت کے فوری مصلی پر کھڑے ہو جاتے ہیں اس مسجد میں اذان غلط ہوتی ہے لیکن یہاں پر گروہ بندی ہے۔ قبلہ بروئے شریعت حوالہ حدیث پاک کی روشنی میں جواب تحریر فرمائیں۔ سید حکیم الدین، لطیف آباد یونٹ نمبر ۱۲، ۱۳ / ۱۳ جولائی ۱۹۸۲ء

۷۸۲ الجواب: وعظ و پند و نصیحت اور ناواقفوں تک احکام شرعیہ کی تبلیغ ایک کار خیر ہے اور ثواب عظیم کا موجب۔ لیکن ہر کام نہ ہر ایک کے بس کا ہے اور نہ ہر وقت کرنے کا۔ اس کے بھی کچھ اصول ہیں کہ ان کا لحاظ ضروری ہے۔ چنانچہ علماء فرماتے ہیں کہ "جہاں کوئی نماز پڑھتا ہو یا سوتا ہو کہ بآواز ذکر سے اس کی نماز یا نیند میں خلل آئے گا وہاں ایسی بلند آواز سے پند و نصیحت منع ہے"۔ اور ایک وبال اس میں دوسرا یہ بھی ہے کہ یہ مسائل شریعت کو بے حرمتی کیلئے پیش کرنا ہے کہ لوگ اپنے اپنے گھروں میں ہیں۔ ذکر و اشغال میں مصروف یا نماز وغیرہ میں مشغول۔ تو وہ ادھر توجہ نہ دیں گے۔ ہاں بعد فراغت نماز اس میں کوئی حرج نہیں۔ (ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) جو امام پنج وقتہ نمازوں کیلئے مقرر ہو اس کی اجازت کے بغیر کوئی اور نماز نہیں پڑھا سکتا اگرچہ وہ علم و فضل میں اس سے بدرجہا بہتر ہو۔ ہاں اگر وہ پہلا امامت کا اہل نہ ہو مثلاً فاسق معلن ہے یا بدمذہب بددین جیسے آجکل وہابیہ۔ اور دوسرا اہل ہو تو وہ آپ ہی نماز پڑھائیگا کہ وہ پہلا امامت کا کسی طرح اہل ہی نہیں۔ (درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) اذان غلط ہوتی ہے تو اہل محلہ اور مسجد کی انتظامیہ بندوبست کرے۔ ورنہ سب گناہ میں شریک ہونگے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم شوال المکرم ۱۴۰۲ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب ذکر بعد نماز

مسجد میں حلقہ ذکر

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ہر ہفتہ بدھ کے روز بعد از نماز عشاء تقریباً آدھ گھنٹہ نعت خوانی اور ذکر بالجہر بھی بلند آواز سے پہلے لا الہ الا اللہ اس کے بعد الا اللہ اس کے بعد اللہ (اَللّٰہُ) ہوتا ہے اور ذکر کے وقت لائٹ بند کی جاتی ہے اور اس کے بعد سلام پڑھا جاتا ہے اور اس کے بعد فاتحہ ہوتی ہے۔ کیا یہ عمل کرنا مسجد شریف میں جائز ہے یا نہیں؟ دلائل قرآن وحدیث سے۔

تقریباً 24 آدمی پانچ وقت کی نماز مسجد میں ادا کرتے ہیں اور وہ ہی تمام نمازی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جو اصول ہیں ان کے اصول پر عقیدہ رکھتے ہیں اور مسجد میں بیٹھ کر حلقہ کرتے ہیں اور یہ ہی آدمی مسجد کے علاوہ جہاں بھی قوالی کا پروگرام ہوتا ہے وہاں بیٹھ کر قوالی میں پورا پورا حصہ لیتے ہیں۔

جس جگہ پر حلقہ ہوتا ہے مسجد کے علاوہ اسی جگہ پر پھر قوالی بھی ہوتی ہے۔ اس مسئلہ کو قرآن وحدیث کے حوالہ سے ہمیں بتائیں۔

مسجد میں جو نمازی 24 یا 25 کے علاوہ آتے ہیں بعد جماعت کے وہ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ مسجد میں نماز ادا کرنے کیلئے آتے ہیں اور یہاں بلند آواز سے پڑھتے ہیں ان نمازیوں کو اعتراض ہے۔ اس کو حل فرمائیں۔ دلائل قرآن وحدیث سے۔ سائل محمد حنیف، محمد انوار حسین عرف مجاہد، بریلی کالونی، لطیف آباد نمبر ۱۱

۷۸۶ **الجواب:** قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے کہ اس سے بڑھ کر ظالم کون جو مسجدوں میں ذکر خدا سے روکے ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیھا اسمہ۔ اور ذکر خواہ زبان سے باآواز ہو جسے ذکر بالجہر کہتے ہیں یا قلب سے جسے ذکر سری کہتے ہیں دونوں ہی جائز ومستحسن ہیں۔ ہاں ذکر میں آواز اتنی بلند نہ کریں کہ نمازیوں کی نماز اور بیماروں کے سکون اور سونے والوں کی نیند میں فرق آئے اور جبکہ یہ ذکر بعد نماز عشاء وہ بھی ہفتہ میں ایک بار وہ بھی صرف نصف گھنٹہ کیلئے جاری رہتا ہے اس سے نہ نمازیوں کی نماز میں کوئی خلل آتا ہے اور نہ بیماروں کا سکون برباد ہوتا ہے نہ سونے والوں کی نیند میں فرق آتا ہے۔ نماز باجماعت کے بعد آخر یہ لوگ بھی تو سنن ونوافل ادا کرتے ہوں گے اتنی دیر میں دوسرے بھی فراغت پاسکتے ہیں اور اگر جو لوگ دیر سے مسجد میں آئے ان کی نماز میں خلل پڑے گا تو اولاً تو مسجد کے کسی گوشہ میں چار فرضوں کی ادائیگی میں کتنی دیر لگتی ہے۔ باقی نماز گھروں پر پڑھ لیں کہ شرعاً یہی محمود ہے۔ ثانیاً قصور خود ان کا ہے کہ جماعت کیوں چھوڑی۔ اول وقت میں دوسروں کے ساتھ نماز ادا کریں۔ پھر حلقہ ذکر میں شامل ہونا نہ چاہیں تو گھر کی راہ لیں پھر خدارا انصاف یہ تھوڑی دیر کیلئے حلقہ ذکر ہی ان کی نمازوں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں خلل انداز ہوتا ہے اور دنیا کے سارے ہنگاموں سے ان کی نمازوں پر کوئی اثر نہیں پڑتا کوئی احتجاج نہیں کرتے کوئی ہنگامہ کھڑا نہیں کرتے اور کھٹکتا ہے آنکھوں میں تو صرف اور صرف ذکر خدا اور رسول خدا کا ان تخصیصات کے ساتھ اگر ایسا ہے تو انا لِلّٰہ وانا الیہ راجعون۔ ہمارے لئے تو اتنا ہی کافی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ اقدس میں نمازوں کے بعد ذکر بالجہر معمول و معروف تھا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں رسول اکرم ﷺ کی نماز کے اختتام کو اللہ اکبر کے کہنے سے پہچان لیا کرتا تھا۔ (بخاری و مسلم) بخاری و مسلم کی دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہونے کے بعد بلند آواز سے لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ کا ذکر فرمایا کرتے تھے الغرض مسجد میں مذکورہ بالا حلقہ ذکر کے ساتھ یہ اجتماع شرعاً جائز ہے۔ رہا مسئلہ قوالی کا تو امام اہلسنت امام احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر اکابر علماء خصوصاً مشائخ قادریہ کا مسلک محقق یہی ہے کہ موجودہ قوالی (مزامیر و آلات موسیقی کے ساتھ) حرام و ناجائز ہے اور ان کا مرتکب فاسق معلن۔ (دیکھیں احکام شریعت وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ محرم الحرام ۱۳۸۳ ھ

وقت نماز ذکر کرنا

سوال: بخدمت جناب حضرت علامہ مفتی اعظم حیدرآباد محمد خلیل خاں صاحب مدظلہ العالی

بعد از آداب تسلیمات کے آپ کی خدمت میں مندرجہ ذیل مسئلہ عرض کیا جا رہا ہے آپ کی نظر میں شریعت کی حدود کے اندر اس مسئلہ کے بارے میں علماء اہل سنت کا کیا خیال ہے؟

موجودہ دور میں ایک جماعت جو خود کو خالص اہل سنت و جماعت مسلک بریلوی ظاہر کرتی ہے یہ حضرات مراقبہ کرتے ہیں اور مراقبہ میں باآواز بلند نعت شریف واشعار وغیرہ پڑھتے ہیں اور ساتھ ساتھ موٹے دانوں والی تسبیح بھی بجاتے ہیں اور یہ حضرات اس تسبیح کو پنجاب وسندھ کے مشہور بزرگ حضرت فضل علی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عبدالغفار رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب کرتے ہیں۔ تو آیا یہ تسبیح شریعت محمدی ﷺ کے لحاظ سے مراقبہ میں بجانا جائز ہے یا نہیں؟ برائے کرم دلائل سے فتویٰ صادر فرمائیں عنداللہ ماجور ہوں۔

فقط والسلام، سائل ڈاکٹر محمد جاوید کھوکھر، پتہ عمر الاسلام مسجد، نزد ایس۔ پی۔ آفس، ٹھنڈی سڑک، گاڑی کھاتہ، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** علماء کرام نے قرآن و حدیث سے اعمال صحابہ اور اقوال سلف صالحین اور عقلی وجوہ سے ذکر بالجہر کا جائز بلکہ مستحب و مستحسن ہونا بیان فرمایا ہے۔ جبکہ اس ذکر سے اوقات نماز میں کسی کی نماز میں خلل واقع نہ ہو کسی بیمار کو اس سے اذیت نہ ہو اور آرام کے وقت میں کسی کی نیند خراب نہ ہو اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس سے ریا نہ آئے۔ اور عموماً مساجد میں ان باتوں کا خیال رکھا ہی جاتا ہے تو اس سے روکنا نہ چاہیے۔ تفصیل کیلئے طحطاوی، فتاوی بزازیہ، فتاوی عالمگیریہ اور فتاوی عزیزیہ وغیرہ دیکھیں حتی کہ دیوبندیہ کے اشرفعلی تھانوی نے فتاوی امدادیہ جلد چہارم صفحہ ۲۶ پر لکھا کہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

''پس ثابت ہوا ذکر ہر طور سے جائز ہے کسی کو کسی طور سے بھی منع نہ کریں یہی ارجح واصح ہے بلکہ اگر عدم مشروعیت کو ترجیح دی جائے تب بھی عوام کو منع نہ کریں اسی بہانے کچھ خیر کر گزرتے ہیں''

چنانچہ مانعین نے اس امر کی تصریح کردی۔ یونہیں ریا کا اندیشہ نہ ہو تو تسبیح رکھنا بھی درست ہے البتہ تسبیح بجانا فقیر کی سمجھ میں نہ آیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ ربیع الآخر ۱۳۹۸ھ

نماز کے بعد ذکر بالجہر

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: پانچ وقت جماعت کے بعد نصف آدمی تو امام کے ساتھ سلام پھیرتے ہیں اور نصف آدمی اپنی بقایا رکعت پوری کرنے کیلئے اٹھ جاتے ہیں اس وقت کہ امام ابھی اسی قعدہ کی صورت میں بیٹھا ہے اور ذکر بالجہر شروع کر دیتا ہے میں بھی سنی ہوں ذکر بالجہر کا منکر نہیں۔ مگر ذکر بالجہر کیلئے کوئی وقت ہے یا کہ اسی طرح ہر فرض نماز کے بعد جائز ہے۔ آیا اس میں باقی نماز پوری کرنے والوں کی نماز میں خلل نہیں ہوتا۔ مہربانی فرما کر اس مسئلہ کو بحوالہ جات صاف کریں۔ آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔ فقط والسلام، آپ کا خادم، رفاعت علی مٹھائی فروش، تلہار، ضلع بدین

۷۸۶ **الجواب:** ذکر بالجہر اگرچہ جائز ہے لیکن جہاں مسلمان نماز پڑھتے ہوں کہ ذکر بالجہر کی آواز ان کے کانوں سے ٹکراتی ہے اور نمازی کی نماز میں اس سے خلل پیدا ہوتا ہے تو کم از کم اتنی دیر امام وغیرہ کو انتظار کرنا چاہیے کہ جماعت میں شریک ہونے والے مسلمان سلام پھیر دیں اور ان کی نماز میں خلل واقع نہ ہو ورنہ ایسی حالت میں ذکر بالجہر ممنوع ہے۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷/ربیع الاول شریف ۱۳۹۹ھ

ذکر

سوال: جناب عالی مفتی محمد خلیل صاحب، السلام علیکم

۱۔ بعد سلام عرض ہے ہماری مسجد میں کچھ دنوں سے ذکر ضربی لا الہ الا اللہ شروع ہوا ہے عشاء کی نماز کے بعد۔ جس پر مسجد میں کچھ لوگ اعتراض کرتے ہیں اور اس ذکر کو بند کرنے پر اصرار کرتے ہیں لڑنے پر آمادہ ہیں حنفی مسلک کے مطابق ہم اس ذکر کو جاری رکھیں یا بند کردیں؟ ہمیں اس کا جواب قرآن وسنت کی روشنی میں دیا جائے۔ نوازش ہوگی۔

فقط عبدالغنی ممبر کمیٹی، مکہ مسجد حنفیہ، اہل سنت وجماعت، لالوانی گلی، شاہی بازار، حیدرآباد

۲۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین درج ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ: مسجد میں نماز کے اوقات کے بعد حلقہ کی صورت میں بیٹھ کر ذکر بالجہر (بلند آواز سے) کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ قرآن پاک اور احادیث شریف کی روشنی میں دلائل سے ثابت کریں۔ محمد عارف میمن، مکان نمبر F/34-442 لجپت روڈ، حیدرآباد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ الجواب ہوالموفق للصواب: ذکر بالجہر بلاشبہ جائز ہے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے واذکروا اللہ کذکرکم آباءکم او اشد ذکراً۔ ''اللہ کا ذکر کرو جیسے تم اپنے آباء (باپ دادا) کا ذکر کرتے ہو یا اس سے بھی زیادہ''، زمانہ جاہلیت میں کفار حج سے فارغ ہونے کے بعد بیت اللہ کے سامنے کھڑے ہو کر باپ دادا کے کارناموں کو فخر کے ساتھ بیان کیا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بجائے آباء کے ذکر کے، اللہ کا ذکر کیا کرو۔ اور ظاہر ہے کہ سنانے کیلئے جو ذکر ہوگا وہ بلند آواز سے ہی ہوگا، اس آیت سے مطلقاً ذکر بالجہر ثابت ہوا، نیز اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا فاذکرونی اذکرکم ''تم سب میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا''، اس آیت میں بھی ذکر کا حکم ہے اور کسی شرط کے ساتھ مقید نہیں ہے۔ نیز قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فاذا قضیتم الصلوۃ فاذکروا اللہ قیاما وقعودا و علی جنوبکم ''جب تم نماز سے فارغ ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو کھڑے، بیٹھے اور لیٹے ہوئے''۔ سید المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں...... والسقم الصحۃ والسرو العلانیۃ بیماری اور صحت میں، سر اور جہر سے ہر حال میں اللہ کا ذکر کرو۔ (درمنثور، تفسیرات احمدی، احیاء العلوم) ان آیات سے معلوم ہوا کہ ذکر بالجہر نماز کے بعد جائز ہے۔ بخاری و مسلم نے یہ حدیث ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آپ فرماتے ہیں کنت اعرف انقضاء صلوۃ رسول اللہ ﷺ بالتکبیر (متفق علیہ) میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کے اختتام کو ''اللہ اکبر'' کہنے سے پہچانا کرتا تھا۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اس کی تشریح میں فرماتے ہیں ''علماء فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں تکبیر سے مراد مطلق ذکر ہے (اشعۃ اللمعات) ذکر بالجہر پر ایک اور حدیث مسلم شریف میں عبد اللہ بن زبیر سے مروی ہے کان رسول اللہ ﷺ اذا سلم من صلوتہ یقول بصوتہ الاعلی لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ (رواہ مسلم، مشکوۃ) ''رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہونے کے بعد بلند آواز سے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ کا ذکر فرماتے تھے'' یہ حدیث بھی ذکر بالجہر پر نص صریح ہے کہ رسول اللہ ﷺ ذکر بالجہر کیا کرتے تھے۔ عبد الرحمٰن بن ابزی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ کان یقول اذا سلم سبحان الملک القدوس ثلاثا یرفع صوتہ بالثالثۃ ''رسول اللہ ﷺ سلام پھیرنے کے بعد تین بار سبحان الملک القدوس فرماتے اور تیسری بار آواز بلند فرماتے''، (مشکوۃ) اس حدیث میں بھی ذکر بالجہر کے جواز پر دلیل ہے اور وہ بلاشبہ ثابت ہے۔ مسلم شریف میں ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ فرشتوں کی ایک جماعت ہے جو ذکر کی مجلسوں کو ڈھونڈتی پھرتی ہے، پس انہیں جہاں مجلس ذکر ملتی ہے وہ اس مجلس کو گھیر کر بیٹھ جاتے ہیں یہاں تک کہ مجلس ذکر سے لیکر آسمان دنیا تک تمام فضا فرشتوں سے بھر جاتی ہے، جب یہ مجلس ختم ہوتی ہے تو یہ فرشتے آسمان کی طرف جاتے ہیں'' اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جماعت کے ساتھ ذکر کرنا مطلوب ہے اور جو ذکر جماعت کے ساتھ ہو عموماً ذکر بالجہر ہی ہوگا، فرشتوں کا سننا ہی جہر پر قرینہ ہے کیونکہ بغیر آواز کے سننے کا کوئی معنی نہیں۔ مسلم شریف کی ایک روایت ہے کہ حضور ﷺ ایک جماعت پر تشریف لائے جو اللہ کے ذکر کیلئے جمع تھی آپ نے انہیں بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ تمہاری وجہ سے فرشتوں پر فخر فرماتا ہے۔ سید احمد طحطاوی فرماتے ہیں کہ لا یمنع من الجہر بالذکر فی المساجد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اسی طرح فتاوی بزازیہ میں ہے کہ ”مساجد میں ذکر بالجہر سے نہ روکا جائے“ ذکر کیلئے حلقہ باندھنا اور اس کے ساتھ جہر کرنا بہرحال جائز ہیں (درمختار) بشرطیکہ اس میں ریاء کا خوف نہ ہو، مسلمانوں کو ایذا یا نیند میں خلل نہ ہو، (درمختار) اور جسے اپنے اوراد وغیرہ میں خلل کا اندیشہ ہو وہ مسجد میں ایسی جگہ بیٹھ جائے کہ ذکر جہری اس کے ورد میں خلل انداز نہ ہو یا پھر گھر چلا آئے کہ نوافل واوراد کیلئے گھر ہی بہتر جگہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد القادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱-۳-۱۹۸۳ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۵ جمادی الاولی ۱۴۰۳ھ

ذکر بالجہر

سوال: عالی جناب مفتی صاحب، السلام علیکم

مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں محترم ومکرم کی رائے مطلوب ومقصود ہے کہ نماز باجماعت کی ادائیگی کے فوراً بعد امام صاحب کے دعا مانگنے سے پہلے بلند آواز سے حق لا الہ الا اللہ کی تکرار تین بار کرنا کیا شریعت کے مطابق ہے؟ اور اگر یہ درست یا جائز نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔ امید ہے کہ عالی جناب جواب کی زحمت گوارا فرمائیں گے۔ حضور مزید عرض ہے کہ یہ تکرار اجتماعی طور پر کی جاتی ہے اور لوگ اگر منع کرتے ہیں کہ بعد میں آنے والے نمازیوں کی جماعت میں خلل واقع ہوتا ہے تو کہتے ہیں کہ نمازی بھی اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور ہم بھی اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ والسلام، محمد رمضان قریشی، سائل نمبر ۱

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: فرض نماز کے بعد جو باآواز بلند ضرب لگاتے ہیں۔ جس سے پچھلے نمازی جو رہ جاتے ہیں ان کی نماز میں خلل پڑتا ہے یا کہ نہیں پڑتا؟ ملک محمد خیراتی پھلیلی بازار، حیدرآباد، سائل نمبر ۲

۷۸۶ **الجواب:** یہ سوال کہ باآواز بلند ضرب سے، بعد میں آنے والے نمازیوں کی نماز میں خلل پڑتا ہے یا نہیں؟ یہ تو خود نمازی کا اپنا معاملہ ہے۔ بہت سے نمازی وہ ہیں کہ دست بستہ، بارگاہ الٰہی میں کھڑے ہو گئے تو انہیں، کسی بیرونی شوروغل کا ذرہ برابر بھی احساس نہیں ہوتا۔ اور ایسے بھی ہیں کہ رات کی اندھیریوں میں، بالکل تنہائی میں نماز پڑھیں جب بھی ان کا دل خدا کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ پھر نماز کے بعد باآواز بلند ذکر، خود حضور اقدس ﷺ اور صحابہ سے منقول ہے۔ بعض صحابہ فرماتے ہیں کہ ہم مسجد نبوی میں نماز باجماعت کا ختم ہو جانا، اس سے پہچان لیتے تھے کہ جہری ذکر سے، مسجد گونج جاتی تھی اور بالخصوص تین بار لا الہ الا اللہ کی تکرار تو احادیث سے ثابت ہے۔ غرض یہ ذکر جائز ہے۔ مگر اخفاء یعنی پست آواز سے، خصوصاً بعد جماعت افضل ہے۔ پھر مقتدیوں کو جب معلوم ہے کہ فلاں مسجد میں، بعد جماعت ذکر جہری ہوتا ہے اور یہ خود بھی اس مسجد کے حاضر باشوں میں ہیں تو انہیں خود ہی اس کا لحاظ رکھنا چاہیے کہ کوئی رکعت چھوٹ نہ جائے۔ اور اتفاقاً ایسا ہو جائے تو خود نادم ہونا چاہیے نہ کہ امام پر اعتراض۔ اس سے فتنہ کا دروازہ کھلتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ جمادی الاولی ۱۴۰۱ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب الجمعہ والعیدین

جمعہ کہاں قائم ہوتا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: جناب ہمارے شہر میں دو مسجدیں ہیں ایک جامع مسجد ہے اور ایک چھوٹی سی مسجد ہے تو لوگ بہت ہیں کئی لوگ چھوٹی مسجد میں نماز پڑھتے ہیں تو جامع مسجد والے پیش امام صاحب منع کرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ اس مسجد میں آپ لوگوں کی نماز نہیں ہوگی چاہے وہاں جمعہ کی نماز ہو یا دوسری جامع مسجد کے ہوتے ہوئے آپ اس مسجد میں نماز نہ پڑھیں اس مسئلہ میں آپ قرآن وحدیث کی روشنی سے وضاحت فرمائیں۔

عرضدار عبدالغنی بروہی، متعلم دارالعلوم احسن البرکات، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: مسجدیں دو ہوں یا اس سے زائد ہوں۔ شہر وقصبہ کی تمام ہی مسجدوں کا آباد رکھنا، ان میں جماعت پنجگانہ کا اہتمام کرنا مسلمانوں پر فرض ہے اور جن آبادیوں میں شرعاً جمعہ درست ہے وہاں منتخب جگہ جمعہ ہو سکتا ہے خواہ وہ شہر بڑا ہو یا چھوٹا۔ مگر بلا ضرورت شرعیہ بہت سی جگہ جمعہ قائم نہ کیا جائے کہ جمعہ شعائر اسلام ہے اور جامع جماعات۔ اور بہت سی مسجدوں میں جمعہ ہونے سے وہ شوکت اسلامی باقی نہیں رہتی جو اجتماعی رہتی ہے۔ (درمختار، فتاوی رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ جمادی الاولی ۱۳۸۳ھ

https://t.me/Tehqiqat

جمعہ کہاں قائم ہوگا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: جیسا کہ آجکل اس دور میں نماز جمعہ چھوٹے گاؤں اور چھوٹی بستیوں میں، بڑے زور وشور سے پڑھائی جارہی ہے کیا یہ جائز ہے جبکہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک یہ ناجائز ہے اور ان بستیوں میں پنجگانہ نماز بھی باجماعت پابندی سے نہیں ہوتی ان میں کچھ بستیاں ایسی بھی ہیں جہاں پنجگانہ نماز باجماعت تو ہوتی ہے لیکن نمازی برائے نام اور آبادی بھی برائے نام ہے (جبکہ کچھ علماء کرام فرماتے ہیں کہ پاکستان ایک مسلم مملکت ہے اور آزاد ہے لہٰذا ہم جہاں چاہیں مثلاً بستی ہو یا گاؤں وہاں نماز جمعہ ہو سکتی ہے لیکن شرط یہ ہے نماز پنجگانہ باجماعت ہو) لہٰذا آپ برائے مہربانی فرما کر قرآن وحدیث کی روشنی میں آسان لفظوں اور وضاحت سے بتائیں کہ یہ نماز جمعہ ہم جاری رہنے دیں یا بند کردیں اور صرف نماز ظہر ادا کروائیں۔

حافظ محمد اویس بن جیون خان، خطیب سبحانی مسجد سٹلائٹ ٹاؤن، میرپورخاص، سندھ، 03/03/1985

۷۸۷ الجواب: جمعہ وعیدین دیہات میں ناجائز ہے اور ان کا پڑھنا گناہ مگر جاہل عوام اگر پڑھتے ہوں تو ان کو منع کرنے کی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ضرورت نہیں کہ عوام جس طرح چاہیں اللہ رسول کا نام لیں غنیمت ہے (فتاوی رضویہ بحوالہ بحرالرائق، درمختار)۔ واللہ تعالیٰ اعلم
العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

جمعہ میں صلوٰۃ وسلام

سوال: محترم بخدمت جناب مفتی خلیل صاحب، حیدرآباد

جناب عالی! مودبانہ عرض ہے۔ علماء دین اور شریعت کے جاننے والے اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ لطیف آباد یونٹ نمبر ۱۲ اکبری مسجد بعد نماز جمعہ اور بعد نماز عشاء پیر و جمعرات کو صلوٰۃ وسلام پڑھا جاتا ہے کالونی کے حضرات یہ کہتے ہیں کہ یہ صلوۃ وسلام جو ہوتا ہے یہ تو میلاد شریف میں پڑھا جاتا ہے۔ اور وقت پر ہوا کرتا ہے یہاں ہر وقت ہوتا ہے۔ ہندوستان میں ہم نے کبھی نہیں سنا۔ جیسا یہاں ہوتا ہے۔ اس کے متعلق آپ ہمیں مطمئن کیجئے۔ کہ ہم صلوۃ وسلام پڑھیں یا نہیں اور اس کالونی کے تمام حضرات اہل سنت و جماعت ہیں۔ نیاز، درود فاتحہ وغیرہ سب میں شامل ہوتے ہیں۔ پھر خلاف رہتے ہیں۔ آپ اس بارے میں ہم کو صحیح بتائیں۔ اور مطمئن کریں۔

فقط نمازیوں کی استدعا، اکبری مسجد یونٹ نمبر ۲ لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: قال اللہ تعالی ان اللہ و ملئکتہ یصلون علی النبی الآیہ (ترجمہ) بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی پر۔ اے ایمان والو درود بھیجو ان پر اور خوب سلام عرض کرو۔ ﷺ۔ رب عزوجل کا حکم مطلق ہے اس میں کوئی استثناء نہیں کہ جمعہ کے بعد نہ پڑھو، شب جمعہ یا شب دوشنبہ میں نہ پڑھو، یا محفل میلاد کے علاوہ نہ پڑھو، جب پڑھا جائے گا اسی حکم الٰہی کا اطلاق ہوگا۔ لہٰذا ہر بار درود پڑھنے میں ادائے فرض کا ثواب ملتا ہے کہ سب اسی مطلق فرمان کے تحت میں داخل ہے۔ تو جتنا بھی پڑھیں گے فرض ہی میں شامل ہوگا۔ محفل میلاد شریف کا ہونا درود وسلام کیلئے لازم نہیں۔ درود وسلام تو سرکار مدینہ ﷺ کی تعظیم کی خاطر کیا جاتا ہے۔ اس کے لئے شرع نے کوئی حد مقرر نہ فرمائی۔ ہر وہ مقام و وقت کہ ذکر کیلئے شرعاً مطلوب ہے اس مقام و وقت پر درود شریف بھی پڑھا جا سکتا ہے۔ مسلمان بھائی بلاناغہ اس مجلس درود وسلام میں شرکت کریں۔ اور یقین مانیں کہ یہ بڑی سعادت ہے جس کے ساتھ دنیا وآخرت کی سعادتیں اور کامرانیاں وابستہ ہیں۔

ہندوستان میں وہابیت کی ایسی لعنتیں کہاں تھیں جو آج پائی جاتی ہیں وہ لوگ ہر موقع پر تنقیص واہانت رسول کرتے ہیں۔ ہم بحکم الٰہی تعظیم وتکریم موقع ومحل پر ان کی عظمتوں اور رفعتوں کا ذکر کرتے ہیں۔ محفل درود وسلام بھی اس کی ایک فرد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ اگست ۱۹۶۳ء

جمعہ کے بعد ظہر پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: (۱) جمعہ کی نماز ادا کرنے کے بعد ظہر پڑھنی چاہیے یا نہیں؟ (۲) بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ دارالحرب میں جمعہ کے بعد ظہر پڑھنی چاہیے کیا ہمارے اس ملک

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پاکستان میں بھی بعداز جمعہ ظہر پڑھنی چاہیے یا کہ نہیں؟ بحوالہ کتب جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور وعنداللہ مشکور ہوں۔

فقط ایک سائل۔ محمد ایوب سرہندی

۷۸۶ الجواب: وہ شہر اور قصبات جن میں شرائط جمعہ کے اجتماعات میں شبہ واقع ہو، ایسی جگہ ہمارے علماء کرام نے یہ حکم دیا کہ بعد جمعہ چار رکعت فرض احتیاطی اس نیت سے ادا کرے کہ پچھلی وہ ظہر جس کا وقت میں نے پایا اور اب تک ادا نہ کی۔ اور اگر شبہ ضعیف ہے تو احتیاطی ظہر مستحب ہے اور شبہ قوی ہے تو واجب۔ مگر یہ حکم خواص کیلئے ہے عوام کو نہ اس کی حاجت ہے نہ اجازت۔ ان کے حق میں یہی بہت ہے کہ بعض روایات پر ان کی نماز ٹھیک ہو جائے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے فی کل موضع وقع الانتهاك في جواز الجمعة لوقوع الشك في المصرا وغيره واقامه اهل الجمعة ينبغي ان يصلو ابعد الجمعة اربع ركعات وينو وابه الظهر۔ اور مراقی الفلاح میں ہے ولا يفتى بالا ربع الا الخواص۔ غرض اس نماز کا محل وہاں ہے کہ صحت جمعہ میں اشتباہ وتردد، قوی ہو مثلاً وہ مواضع جن کے شہر شرعی ہونے میں شک ہے یا شہر ہونے میں تو کوئی شک نہیں مگر باوصف اطمینان صحت۔ جانب خلاف کچھ وقعت رکھتی ہو مثلاً جہاں جمعہ مخصوص جگہ ہوتا ہو اور یہ معلوم نہ ہو کہ پہلا جمعہ وہاں ہوا اگرچہ متعدد جگہ جمعہ کا پڑھا جانا جائز اور قول مستحب ومفتی بہ ہو مگر عدم جواز میں ساقط و نا قابل اعتبار نہیں۔ مگر اس کا تعلق صرف خواص سے ہے عوام کیلئے اس میں کوئی گنجائش نہیں۔ اس حکم میں پاکستان و ہندوستان ترکستان سب یکساں ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ ذی قعد ۱۳۸۳ھ

ذکر بالجہر، سلام بلند آواز سے پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین اس مسئلہ میں کہ: جمعہ کی فرض نماز کے سلام پھیرنے کے بعد یعنی دعا سے پہلے صلوٰۃ وسلام شروع کیا جاتا ہے اور تمام نمازی بیک آواز زور سے پڑھتے ہیں حالانکہ نماز جمعہ میں ایک رکعت کے بعد شرکت کرنے والے نمازی نماز ختم ہونے کے بعد اپنی دوسری رکعت ختم کرتے ہیں اور صلوٰۃ وسلام میں شریک بھی نہیں ہو سکتے اور ان کی نماز میں خلل واقع ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں نماز کے بعد صلوٰۃ وسلام پڑھنا کیسا ہے کیا پیش امام ساری نماز کے بعد صلوٰۃ وسلام نہیں پڑھ سکتے؟ کیا اول پڑھنا ضروری ہے؟ ازروئے شریعت ہمیں بتایا جائے کہ ہم کس وقت پڑھیں۔ اور دیر سے آنے والے نمازیوں کی نماز میں خلل بھی واقع نہ ہو؟ خادم، نور محمد اجمیری خوشنویس، ۱۷ اگست ۱۹۶۸ء

۷۸۶ الجواب: درود شریف، کلمہ طیبہ اور استغفار ان سب کی کثرت نہایت محبوب ہے۔ کلمہ طیبہ کو افضل الذکر فرمایا اور استغفار کو فرمایا شادمانی ہے اسے جو اپنے نامہ اعمال میں استغفار بکثرت پائے۔ اور اپنے تمام اوقات کو درود شریف میں صرف کر دینے کو فرمایا کہ ایسا کرے گا تو اللہ تیرے سب کام بنادے گا اور تیرے گناہ معاف فرمائے گا۔ لیکن بایں معنی حکم شرعی یہ ہے کہ درود شریف یا کوئی اور وظیفہ بآواز بلند نہ پڑھا جائے جبکہ اس کے باعث کسی نمازی کی نماز میں خلل آئے یا سوتے ہوئے یا مریض کو ایذا ہو یا ریا آنے کا اندیشہ۔ یہاں تک کہ اگر آدمی مسجد میں اکیلا تھا اور بآواز بلند پڑھ رہا تھا کہ کوئی نمازی نماز کیلئے آ گیا تو فوراً آہستہ ہو جائے۔

(فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ ربیع الآخر ۱۳۸۸ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عید کی نماز میں اختلاف

سوال: جناب مفتی صاحب، السلام علیکم

ایک مسئلہ جو وجہ نزاع ہے۔ مفصل طور سے آپ کے حضور پیش خدمت ہے براہ کرم آپ اس کا شرعاً اور بالتفصیل جواب عنایت کریں نوازش ہوگی۔ گذشتہ عید الاضحیٰ کے موقع پر نماز عید الاضحیٰ جمعرات کو پڑھی جائے یا جمعہ کو اس سلسلے میں یہاں اختلاف پیدا ہوگیا قبل اس کے کہ یہ اختلاف شدید صورت اختیار کرلے یہاں کے چیدہ چیدہ علماء کرام اور حفاظ صاحبان نے آپس میں رائے مشورہ کیلئے ایک میٹنگ منعقد کی اور متفقہ طور پر یہ فیصلہ کر کے اپنے اپنے دستخط کر دیئے کہ نماز عید الاضحیٰ جمعہ کو پڑھائی جائے گی بعدہ یہ فیصلہ عوام میں مشتہر کر دیا گیا لیکن ایک حافظ صاحب نے جو پیش امام بھی ہیں اپنی مسجد میں جمعرات کے روز نماز عید الاضحیٰ پڑھائی جبکہ یہ امام صاحب بھی شریک میٹنگ تھے اور اپنے دستخط بھی کر چکے تھے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا امام مذکور کا یہ فعل درست ہے؟ کیا یہ اپنے قول اور فعل سے منحرف ہوا یا نہیں؟ کیا ایسے قول اور فعل میں تضاد رکھنے والے امام کے پیچھے نماز ہوسکتی ہے؟ امام الدین، شہداد پور

۷۸۶ **الجواب:** عید الاضحیٰ کی نماز جمعرات کو نہ پڑھنے اور جمعہ کو پڑھنے کا فیصلہ حضرات علماء کرام نے ظاہر ہے کہ اس بنیاد پر کیا کہ شرعاً رویت ہلال ثابت نہ ہوئی امام مذکور نے بھی اس فیصلہ کو صحیح تسلیم کیا۔ چنانچہ اپنے دستخط کر دیئے اب تمام علماء کرام کے برخلاف اس امام نے جمعرات کو نماز پڑھائی تو اس کی وجہ یا تو یہ ہوسکتی ہے کہ اس کے نزدیک شرعاً رویت کا ثبوت ہوگیا تو اس صورت میں اس پر یہ الزام ہے کہ اس نے دوسرے علمائے کرام کو کیوں مطلع نہ کیا اور اپنے اس فعل سے مسلمانوں میں کیوں انتشار پیدا کیا اور فتنہ پھیلایا یا اس کی وجہ کسی صاحب اثر کا ناجائز دباؤ ہے اگر ایسا ہے تو بھی اس پر لازم تھا کہ دوسروں کو مطلع کرتا۔ بہر حال جب تک امام مذکور کوئی ایسا عذر بیان نہ کر سکے جو شرعاً و عندالناس مقبول ہو مسلمان اس سے اجتناب برتیں۔ ہاں اگر اپنے اس فعل بد سے توبہ صحیحہ شرعیہ کرلے کہ دوسروں کو یعنی کم از کم ان لوگوں کو جنہوں نے اس امام کی اقتداء میں نماز عید پڑھی توبہ کا علم ہوجائے تو اب اس سے مواخذہ نہ کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ محرم الحرام ۱۳۸۹ھ / مطابق ۱۶ اپریل ۱۹۶۹ء

پہاڑوں اور باغوں میں جمعہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کچھ لوگ جن کی تعداد تقریباً چالیس افراد سے کم نہیں ہے۔ ایسے مقامات پر یعنی باغات، پہاڑی مقامات وغیرہ پر چھوٹی چھوٹی مساجد ہیں۔ اور ان مساجد میں جمعہ پڑھا جاتا ہے بعض جگہ پر تو مساجد بھی نہیں ہیں کیا یہ چالیس افراد یا اس سے زائد ان مقامات پر نماز جمعہ پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

حافظ محمد حنیف نقشبندی الوری

۷۸۶ **الجواب:** مذہب حنفیہ میں فرضیت جمعہ، صحت جمعہ اور جواز جمعہ سب کیلئے مصر شرط ہے کہ دیہات میں نہ جمعہ فرض ہے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہ وہاں اس کی ادا جائز نہ صحیح۔ اگر پڑھے گا ایک نفل نماز ہوگی کہ برخلاف شرع جماعت سے پڑھی۔ ظہر کا فرض سر سے نہ اترے گا پڑھنے والا متعدد گناہوں کا مرتکب ہوں گا۔ للا شتغال بما لا یصح کما فی درالمختار و للنفل بالجماعة الظھر وان، ترکوا الظھر، فلشنع (فتاوی رضویہ) اور جب دیہات میں نماز جمعہ کا حکم نہیں ہے تو مندرجہ بالا مقامات پر جمعہ ادا کرنا کسی طرح جائز نہیں نہ ان مقامات پر جمعہ پڑھنے سے جمعہ ادا ہوگا ان پر فرض ہے کہ نماز ظہر ادا کریں۔

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم ذی قعد ۱۳۸۹ھج

جمعہ کی شرائط۔ ذمی اور حربی کون ہے؟ ہندو مستری کا مسجد بنانا۔ مفتی کسے کہتے ہیں۔ نکاح کی شرط

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل صاحب، السلام علیکم

عرض ہے چند مسائل آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں مہربانی کر کے تفصیل سے جواب دینا۔ ہمارا پتہ ہے

پوسٹ آفس چھاچھرو تعلقہ خود چھاچھرو ملے حاجی جمال الدین تعلقہ ماسٹر چھاچھرو۔ اور ملے مستری معین۔ درگاہ شریف اولیاء شاہ غازی۔

آپ کے پاس ہمارا عرض ہے کہ ایسا کوئی مسائل کا کتاب ہو اس کا نام اور کس کتب خانہ پر ملتبہ خانہ اور اس کا نام، پتہ اور فہرست۔

چند مسائل مفتی صاحبان سے

(۱) جمعہ نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے محلّہ کی مسجد کا کیا حکم ہے اور اس کی شرط کیا ہے؟

(۲) جہاں پنجگانہ اذان اور سنت جماعت سے ہو رہی ہو اور تراویح اور اعتکاف اور کوئی شرط نہیں ہے اس مسجد میں جمعہ نماز کا کیا حکم ہے؟

(۳) اس علاقہ میں ہندو رہتے ہیں یہ ہندو حربی ہے یا ذمی۔ اور اس کی روٹی اور شادی بیاہ کی دعوت کھانا اور مرے ہندو کی روٹی کرتا ہے مسلمانوں کو کیا حکم اور مسلمان اس کی روٹی کھا گیا ہو اس پر شرعی حکم کیا ہے؟

(۴) وتر پڑھنے کا حکم کس جگہ سے ہوتا ہے اور دعا قنوت کا کیا حکم ہے؟

(۵) کسی ولی اللہ کی قبر پر گنبد بنانے اور قبر چومنے کا کیا حکم ہے اور گنبد اونچا کرنا اور قبر اونچی کرنا شرعی کتنا حکم ہے اور اس کا تھلہ کتنا اونچا ہو؟

(۶) ہندو مستری کو مسجد اور گنبد بنانے کا کیا حکم ہے آج کل مسلسل ہندو مستری مسجد اور گنبد بناتے ہیں؟

(۷) جریان والے کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

(۸) مفتی کس کو کہتے ہیں؟

(۹) حضرت ابراہیم نے حضرت اسماعیل کو ذبح کیا تھا اس کے عوض جو دنبہ ذبح کیا گیا اس کی کھال کدھر گئی؟

(۱۰) حضرت آدم علیہ السلام بہشت سے باہر نکلتے وقت جو صندوق لائے تھے وہ صندوق کہاں گیا؟ سکینہ

https://t.me/Tehqiqat
Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(۱۱) ایک مسجد کا سامان دوسری مسجد پر لگانے کا کیا حکم ہے۔ اور یہ جواب کس کتاب یا حدیث سے ہے؟

(۱۲) ایک جگہ دو دولہا اور دو دلہن کا نکاح حافظ نے پڑھایا تھا۔ دو چار مہینوں کے بعد جو حافظ کا عزیز تھا۔ لکھا کہ ہم دلہن کو طلاق دیتا ہوں یا طلاق دے دیا ہوں اور اب حافظ کہتا ہے کہ میں نے اس کا نکاح نہیں پڑھایا ہے۔ دنیا کی گردش سے وہ نکاح پڑھانے والا امام پھر گیا۔ اب اس کا نکاح ہوا یا نہیں۔ اور ان وارثوں کو کیا کہا جائے اور اس نکاح والے امام کا شریعت محمدی موافق کیا کیا جائے۔ اور اس پر کیا سزا عائد ہونی چاہیے؟

سوالوں کا جواب قرآن احادیث کی سند سے بھیج دینا۔ والسلام علیکم، جمال الدین، مستری معین

۷۸۶ الجواب: جمعہ پڑھنے کیلئے جو شرائط ہیں ان میں ایک شرط یہ ہے کہ جمعہ یا شہر میں پڑھا جائے یا قصبہ میں یا ان کے آس پاس ایسے مقامات پر جو شہر سے متعلق ہیں۔ مثلاً کسی اسٹیشن چھاؤنی، گھڑ دوڑ کا میدان، اور گاؤں میں نیا جمعہ قائم کرنا جائز نہیں۔ (عالمگیری) واللہ اعلم

(۲) شہر میں متعدد جگہ جمعہ ہوتا ہو تو مسجد محلہ سب پر مقدم ہے بشرطیکہ امام صحیح العقیدہ، صحیح الطہارۃ اور صحیح القرأۃ ہو ورنہ وہ مسجد اختیار کرے جس کا امام زیادہ علم وصلاح والا ہو (صغریٰ) واللہ اعلم

(۳) جمعہ پڑھنے کیلئے مسجد میں تراویح شرط نہیں اور اعتکاف کا ہونا ضروری نہیں۔ واللہ اعلم

(۴) مسلمانوں کی حکومت میں رہنے والے کافر ذمی مانے جائیں گے حربی نہیں ان کے یہاں کھانا پینا جائز ہے مگر شادی بیاہ جیسی تقریب میں اور موت کا کھانا اس لئے کھانا کہ اس کا ثواب مردہ کو ملے مسلمان کیلئے جائز نہیں اور نہ مردہ کافر کو اس سے کوئی فائدہ۔ واللہ اعلم

(۵) وتر کا ثبوت احادیث کریمہ سے ہے اور اس کا پڑھنا واجب یونہی دعاء قنوت۔ یا اس کے قائم مقام کوئی دعا پڑھنا واجب ہے (عامہ کتب) واللہ اعلم

(۶) علمائے کرام و اولیائے عظام کی قبروں پر قبہ بنا جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں اور بہتر یہ ہے کہ قبر ایک بالشت ہو یا اس کے قد سے زیادہ بلند نہ ہو۔ واللہ اعلم

(۷) ہندو مستریوں اور مزدوروں کو مسجد میں نہ جانے دیں اور ظاہر ہے کہ تعمیر کریں گے تو ضرور مسجد میں گھسیں گے لہٰذا مسلمان مستری اور مسلمان مزدور کام پر لگائیں۔ واللہ اعلم

(۸) اگر جریان وغیرہ امراض امام کو معذوری تک نہ پہنچائیں یعنی قطرہ وغیرہ نہ آتا ہو جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے تو کوئی حرج نہیں۔ واللہ اعلم

(۹) جو شخص اتنا علم رکھتا ہو کہ وہ دینی کتابوں سے صحیح طور پر مسئلہ اخذ کر کے دوسروں کو بتا سکے آج کل وہی مفتی کہلاتا ہے لیکن یہ مقام بھی بڑی کاوشوں کے بعد حاصل ہوتا ہے اور جنھیں اتنا علم نہیں وہ خود گمراہ ہوں گے دوسروں کو گمراہ کریں گے بغیر اہلیت کے مفتی اس دور میں بہت ملتے ہیں کہ بغیر علم کے فتویٰ دیتے ہیں۔ واللہ اعلم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(۱۰) فقیر کے علم میں نہیں کہ وہ کھال کہاں گئی۔ واللہ اعلم

(۱۱) وہ تابوت بنی اسرائیل کے قبضہ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ تک رہا اور آپ نے بیت المقدس میں ہیکل سلیمانی کی تعمیر کے بعد اس میں اسے رکھ دیا تھا اس کے بعد سے اس کا کچھ نہیں پتا۔ واللہ اعلم

(۱۲) اگر اس نکاح پر گواہ موجود ہیں یعنی مجلس نکاح میں شریک مسلمان یہ گواہی دینے والے موجود ہوں کہ ہاں فلانہ کا نکاح فلاں کے ساتھ ہمارے سامنے ہوا تو یہ نکاح ثابت ہے اگرچہ فارم میں لکھے ہوئے گواہ منکر ہو جائیں یا نکاح خواں انکار کر دے اور جب یہ نکاح گواہوں کی گواہی سے ثابت ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ یہ نکاح فلاں امام نے پڑھایا تھا تو اب اس کا انکار حق ثابت کا انکار ہوا اور جھوٹا امامت کا اہل نہیں۔ واللہ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ شعبان المعظم ۱۴۰۰ھ

جمعہ وعیدین میں سجدہ سہو کب معاف ہے؟

سوال: جناب قبلہ مفتی صاحب، السلام علیکم، بعد عرض گزارش یہ ہے۔ علماء کرام کیا فرماتے ہیں اس کے بارے میں کہ: کسی شخص نے نماز جمعہ کی ادا کروائی اور اس نے دو رکعات پوری کر لی اور تشہد بھی پڑھی اور اس کے بعد اس نے تیسری رکعت کیلئے تکبیر کہی تھی کہ فوراً پیچھے سے لقمہ ملا وہ اسی وقت بیٹھ گیا اٹھتے وقت بیٹھنے کے قابل تھا جواب عنایت فرمائیں۔ سجدہ سہو لازم ہے یا نہیں؟

(۲) دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ نماز جمعہ میں اور عیدین میں اگر واجب ترک ہو جائے تو کیا سجدہ سہو لازم ہے یا نہیں؟ جماعت کی تعداد ایک سو یا دو سو یا تین سو تک ہے۔ ان تمام چیزوں کے پائے جانے میں سجدہ سہو لازم ہے یا نہیں؟

حافظ اسلام الدین، گاڑی کھاتہ، حیدر آباد

۷۸۲ الجواب: بقدر تشہد قعدہ اخیرہ کر لیا اور ابھی کھڑا نہ ہوا یعنی نیچے کا آدھا بدن ہنوز سیدھا نہ ہونے پایا بلکہ قعود ہی کے قریب تھا کہ کسی نے لقمہ دیا اور امام بیٹھ گیا تو اس صورت میں سجدہ سہو کی ضرورت نہیں۔ (درمختار، ردالمحتار) واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) جمعہ وعیدین میں سہو واقع ہوا اور جماعت کثیر ہے تو بہتر ہے کہ سجدہ سہو نہ کرے (درمختار) کثیر کیلئے سو دو سو کی تعداد نہیں بلکہ جسے نمازی کثیر کہیں وہ کثیر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ ربیع الآخر ۱۳۹۰ھ

جمعہ کی جماعت قلیل میں سجدہ سہو لازم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء و مفتیان دین متین بیچ اس مسئلہ کے کہ: اگر امام نے جمعہ کی دوسری رکعت میں تین سجدے کئے جبکہ مقتدیوں نے دو سجدے کر کے تیسرے سجدے میں امام کی اقتدا نہیں کی اور سجدہ سہو نہیں کیا سلام پھیر دیا ایسی صورت میں نماز جمعہ ہوئی یا نہیں؟ جواب مرحمت فرمائیں نوازش ہوگی۔ ولی محمد، مکان نمبر B-20/713 ملکانی گلی شاہی بازار، حیدر آباد، سندھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ الجواب: ایسی صورت میں فرض جمعہ ادا ہو گیا۔ البتہ ترک واجب ہوا تو سجدہ سہو لازم تھا۔ اور سجدہ سہو نہ کیا تو نماز پھیرنی ضروری ہے۔ اب اگر جماعت میں اتنے آدمی تھے جنہیں بڑی جماعت کہہ سکیں تو بے شک سجدہ سہو ساقط ہے۔ لیکن مسجد چھوٹی ہو اور تین چار صفیں جماعت میں ہوں تو ایسی جماعت، کثیر جماعت نہیں جس کے سبب سجدہ سہو ساقط ہو۔ (درمختار، ردالمحتار، فتاوی رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ ربیع الآخر ۱۳۹۴ھ

جمعہ کا قیام

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ہم گاؤں غلام حسین وگل حسن لنڈ والے اس جگہ ۲۵ سال سے نماز عیدین ادا کرتے ہیں۔ آیا نماز عیدین دیہات میں اس صورت میں ہوتی ہے یا نہیں۔ جبکہ فقہی مسئلہ اس طرح پڑھا ہے کہ نماز عیدین دیہات میں مکروہ تحریمی ہوتی ہے۔ منجانب۔ نور محمد، تعلقہ ٹنڈو الہیار، سندھ، ۹ نومبر ۱۹۷۷ء

۷۸۶ الجواب: نماز جمعہ کے فرض وصحیح اور اس کے جائز ہونے کیلئے اسلامی شہر ہونا شرط ہے جو جگہ بستی نہیں جیسے بن سمندر، پہاڑ، یا بستی ہے مگر شہر نہیں جیسے دیہات، ان میں نہ جمعہ فرض ہے نہ صحیح نہ جائز۔ بلکہ علماء کرام نے فرمایا کہ ظہر چھوڑ کر ایسی جگہوں پر جمعہ پڑھنا گناہ ہے۔ مگر جاہل عوام اگر پڑھتے ہوں تو ان کو منع کرنے کی ضرورت نہیں کہ عوام جس طرح اللہ و رسول کا نام لیں غنیمت ہے۔ کما فی البحر الرائق والدر المختار والحدیقۃ الندیۃ وغیرھا۔ اور جہاں جمعہ جائز نہیں وہاں عید بھی جائز نہیں ہے دونوں ہی کیلئے اسلامی شہر ہونا شرط ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ ذی قعد ۱۳۹۷ھ

گاؤں سے بغداد شہر میں جا کر جمعہ پڑھنا جائز ہے

بخدمت حضرت شیخ الحدیث علامہ مفتی محمد خلیل خاں صاحب دامت برکاتہم العالی، السلام علیکم

بہ ادب عرض ہے کہ یہ استفتاء ایک پاکستانی متعلق محکمہ ایم۔ سی۔ پی نے جو بکار سرکار ملک عراق میں گئے ہوئے ہیں وہاں سے معلوم کیا ہے جو میں نے قلم بند کر کے آپ کے حضور پیش کیا ہے امید ہے جلد جواب سے نوازیں گے۔ لفافہ برائے ارسال جواب پیش خدمت ہے۔ پاکستان کالونی (در عراق) جہاں پاکستانی مسجد تعمیر کی گئی ہے اس سے قصبہ کا، یعنی خان بنی سعد کا فاصلہ ایک فرلانگ ہے جہاں صرف ایک مسجد ہے اور آبادی ۱۰۰۰ (ہزار) یا ۱۲۰۰ (بارہ سو) کی ہے پاکستان کالونی سے شہر یعقوبہ ۱۲ میل اور بغداد شریف ۲۰ میل ہے۔ استفتاء منسلک ہذا پیش خدمت ہے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، احقر، حافظ غلام احمد، سینئر کلرک، ایم۔ سی۔ پی، ویئر ہاؤس، جام شورو، مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۷۸ء

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: ہم پاکستانی بسلسلہ ترقیاتی کام ملک عراق میں بغداد شریف کے قریب ایک قصبہ خان بنی سعد میں پہنچے ہوئے ہیں جہاں ہم پاکستانیوں کیلئے ایک کالونی "پاکستان کالونی" کے نام سے تعمیر کی گئی ہے جس کے قرب وجوار میں میلوں تک کام پھیلا ہوا ہے۔ اور پاکستانی اسٹاف اور مشینیں کام کر رہی ہیں۔ پاکستان کالونی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جہاں ہماری مستقل آبادی ہے کام کرنے کی میعاد تک رہے گی جس کی مدت دو سال ہے۔ جس میں ہماری کالونی کی مسجد جو زیر تعمیر تھی اب مکمل ہو چکی ہے اور نماز جمعہ بھی شروع ہو چکی ہے جس میں ہمارے پیش امام پاکستانی اور ہماری زبان کے جاننے والے ہیں۔ مسجد کی تعمیر سے پیشتر ہمارا یہ معمول تھا کہ ہم نماز جمعہ کیلئے بغداد شریف غوث الاعظم کے مزار والی مسجد میں جایا کرتے تھے۔ نظریہ یہ ہوتا تھا کہ مزار اقدس پر حاضری و فاتحہ خوانی۔ اور نماز جمعہ ادا کر کے واپس آئیں۔ اور ساتھ ہی کبھی کبھی تفریح شہر بھی مقصود ہوتی تھی۔

ہماری مسجد کے پیش امام صاحب فرماتے ہیں کہ آپ نماز جمعہ پڑھنے کیلئے اگر بغداد شہر جائیں گے اور نماز جمعہ ادا کریں گے تو نماز جمعہ ادا نہیں ہوگی۔ اگر تفریح شہر مقصود ہو یا کسی کام کی غرض سے جائیں اور نماز جمعہ شہر میں پڑھ لیں تو نماز ادا ہو جائے گی۔ اگر نیت تفریح اور نماز دونوں کی ہو تب بھی نماز ادا نہیں ہوگی۔

کیا امام صاحب کا یہ حکم درست ہے اس سلسلہ میں مفصل و مدلل مسئلہ سے آگاہی فرمائیں۔

والسلام، حافظ غلام احمد

نوٹ:۔ نقشہ بھی پیش خدمت ہے۔

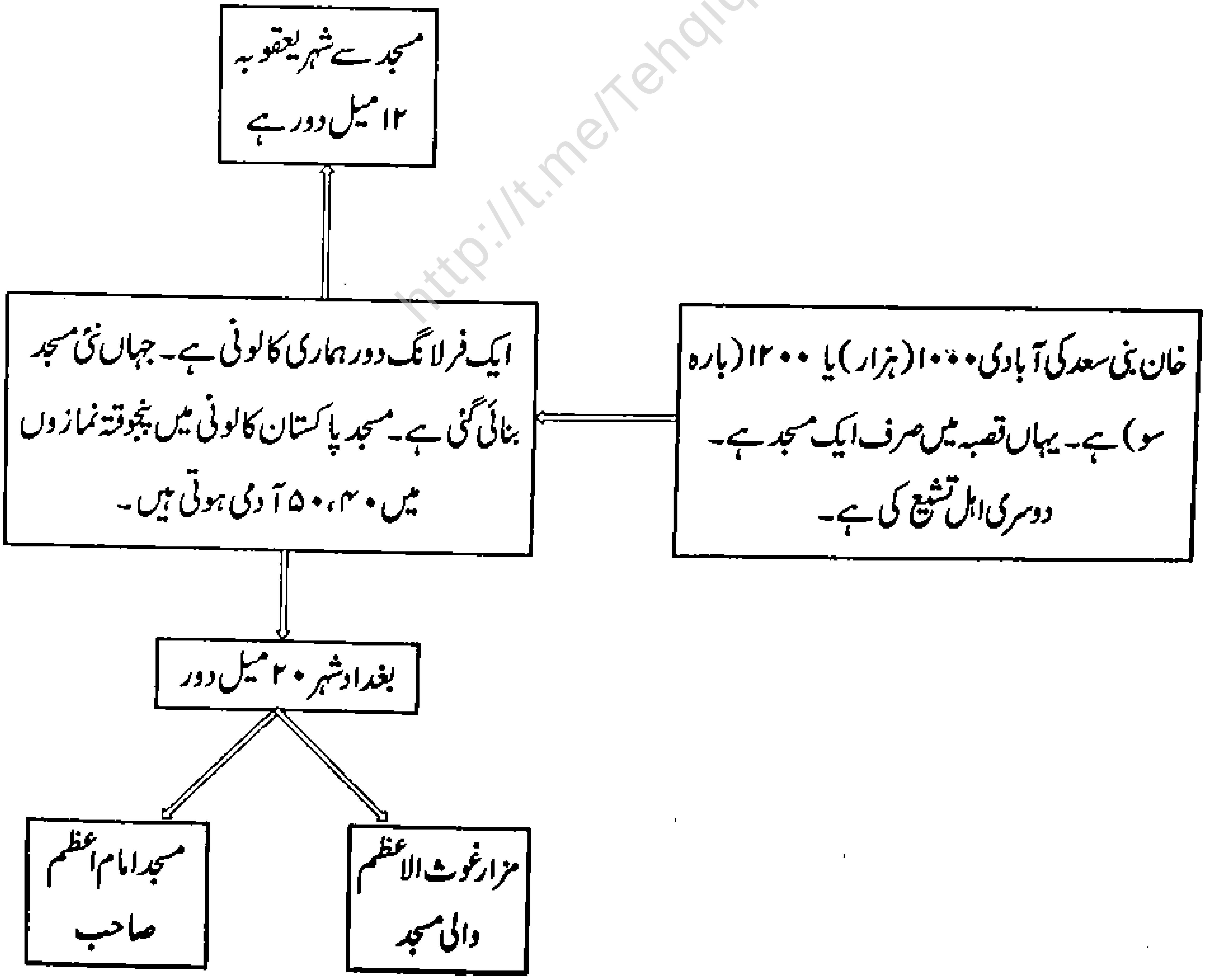

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۸۶۷ الجواب: زید و بکر خواہ کسی مسجد کے پیش امام کا یہ کہنا کہ "آپ نماز جمعہ پڑھنے کیلئے اگر بغداد شہر جائیں گے اور نماز جمعہ ادا کریں گے تو نماز جمعہ ادا نہیں ہوگی الخ۔ یہ اس کی ناواقفی یا سطحی معلومات پر مبنی ہے۔ منشائے ممانعت غالباً وہ حدیث شریف ہے جس میں مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد قدس کے علاوہ کسی اور مسجد کی طرف سفر سے ممانعت فرمائی گئی ہے۔ لیکن اس ممانعت کا ماحصل صرف کراہت تنزیہی ہے نہ یہ کہ نماز ادا ہی نہ ہوگی۔ اور وجہ اس کی ظاہر ہے کہ ان تین مسجدوں کے علاوہ باقی مسجدیں اپنی فضیلت و کرامت میں برابر ہیں تو ایک مسجد چھوڑ کر دوسری میں جانا جبکہ کوئی باعث شرعی نہ پایا جائے سعی لاحاصل ہے۔ حالانکہ مزارات اولیائے کرام کے قرب میں جو مساجد ہوتی ہیں وہاں جا کر نماز پڑھنے کا منشاء ہی یہ ہوتا ہے کہ صاحب مزار کے قرب کی برکتیں ان پر نازل ہوں۔ ردالمحتار جلد اول زیارت قبور کے باب میں ہے ان ماعدا تلك المساجد الثلثة مستويةً فی الفضل فلا فائدة فی الرحلة الیها واما الاولیاء فانهم متفاوتون فی القرب من الله تعالی ونفع الزائرین بحسب معارفهم واسرارهم۔ تو مزارات اولیائے کرام کے قرب و جوار میں مساجد میں نمازیں ادا کرنے کی نیت سے جانے کا باعث ہی یہ امر ہوتا ہے کہ وہاں جا کر صاحب مزار کے فیوض و برکات سے مستفیض ہوں کہ اولیاء اللہ کی ارواح مقدسہ ایسی تجلی ڈالتی ہیں جیسے آفتاب زمین پر۔

بلکہ جمعہ کے روز جانا، مقابلتہً زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ علمائے کرام فرماتے ہیں والزیارة یوم الجمعة افضل خصوصاً فی اوله وجاء فی الروایة ان یعطی للمیت فی یوم الجمعة الادراك اکثر ما یعطی فی سائر الایام (لمعات) غرض امام مذکور کا وہ قول کہ نماز ادا نہ ہوگی محض ان کی ناواقفی پر مبنی ہے۔ مسلمان اس امام سے ثبوت مسئلہ کا مطالبہ کر سکتے ہیں بلکہ کرنا چاہیے تاکہ وہ فتنہ متعدی نہ ہو اور ناواقف مسلمان کسی فتنہ میں نہ پڑیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳۹۸ھ مطابق ۱۱/ اکتوبر ۱۹۷۸ء

مزارات پر روشنی کرنا/ سامان مسجد کرایہ پر دینا/ ایصال ثواب/ جمعہ کے بعد ظہر پڑھنا/ چاند کا اعلان

سوال: کیا فرماتے ہیں حضرات علماء کرام و مفتیان عظام مندرجہ ذیل مسائل میں

(۱) لوگ اپنے مردوں اور دوسرے ولی اللہ کے مزارات پر اگربتی جلاتے ہیں یا پھر سرسوں کا تیل ڈال کر روشنی کرتے ہیں یہ فعل ازروئے شرع شریف جائز ہے یا نہیں؟ کتاب و سنت کی روشنی میں تحریر فرمائیں۔

(۲) مسجد شریف کی کوئی چیز مثلاً پنکھا سیڑھی وغیرہ کرایہ پر شہر والوں کو دیئے جاتے ہیں آیا یہ جائز ہے یا نہیں؟

(۳) کوئی تونگر یا غریب آدمی طعام مکلف یا غیر مکلف تیار کر کے ہر آدمی کو بلا کر کھلاتے ہیں من بعدہ کھانے والے بعض سورتیں کلام اللہ شریف کی پڑھ کر کھلانے والے کے مردہ کی روح کو بخشتے ہیں۔ ایصال ثواب کرتے ہیں یہ جائز ہے یا ناجائز؟

(۴) صوبہ سندھ کے علاقہ میں جمعہ کے روز فرض اور چار رکعت سنت موکدہ کے بعد دوسری چار رکعت بمثل ہر روز، ظہر پڑھنا ضروری ہیں یا نہیں؟

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(۵) کسی قصبہ یا گردونواح میں رمضان شریف یا شوال المکرم کا چاند دیکھنے میں نہیں آیا اور پشاور یا راولپنڈی یا کراچی میں دیکھا گیا پھر رویت ہلال کمیٹی نے فیصلہ کر کے بذریعہ ریڈیو، ٹی وی اطلاع دی کہ چاند دیکھا گیا ہے روزہ رکھیں یا عید کریں۔ اس صورت میں ریڈیو، ٹی وی پر اعتبار کیا جائے گا یا نہیں؟

(۶) کوئی آدمی اپنے دل میں خیال کرتا ہے کہ میں بڑا گناہگار ہوں میں نفس امارہ کو سزا دے کر قیامت میں نجات پاؤں گا سو اس نے پھر اپنے آپ کو آگ لگا دی یا دریا میں چھلانگ لگا دی یا اپنے گلے میں رسی باندھ کر لٹک گیا یا اپنے آپ کو بندوق چلا کر شوٹ کر دیا یعنی خودکشی کر کے مر گیا۔ ان افعال کے کرنے سے اس کو ثواب ہوگا یا گناہگار ہوگا اور قیامت کے دن اس کو کیا ملے گا؟　فقط والسلام السائل آثم عزیز اللہ خان، خاص ساکن دادو ضلع دادو

۷۸۲ الجواب: امام عارف باللہ سیدی عبدالغنی بن اسماعیل بن عبدالغنی نابلسی قدسنا اللہ تعالیٰ سرہ القدسی کتاب مستطاب حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ مطبوعہ مصر جلد دوم صفحہ ۴۲۹ میں فرماتے ہیں کہ "والد ماجد رحمۃ اللہ تعالیٰ نے حاشیہ دُرَر وغُرَر میں فتاویٰ بزازیہ سے نقل فرمایا کہ قبروں کی طرف شمعیں لے جانا بدعت اور مال کا ضائع کرنا ہے۔" مگر یہ سب اس صورت میں ہے کہ بالکل فائدہ سے خالی ہو۔ اور اگر شمعیں روشن کرنے میں فائدہ ہو کہ (۱) موضع قبور میں مسجد ہے یا (۲) قبور سرِ راہ ہیں یا (۳) وہاں کوئی شخص بیٹھا ہے یا (۴) مزار کسی ولی اللہ یا محققین علماء میں سے کسی عالم کا ہے، وہاں شمعیں روشن کریں ان کی روح مبارک کی تعظیم کیلئے جو اپنے بدن کی، خاک پر ایسی تجلی ڈال رہی ہیں جیسے آفتاب زمین پر۔ تاکہ اس روشنی کرنے سے لوگ جانیں کہ یہ ولی کا مزار ہے تاکہ اس سے تبرک کریں اور وہاں اللہ عزوجل سے دعا مانگیں کہ ان کی دعا مقبول ہو تو یہ امر جائز ہے۔ اس سے اصلاً ممانعت نہیں اور اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے (ترجمہ فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) مسجدوں میں جو چیزیں اس غرض ونیت سے دی گئیں یا رکھی گئی ہیں کہ ان کے کرایہ کی آمدنی، مسجد کی بہبود میں خرچ کی جائے تو کرایہ پر دینے میں کوئی حرج نہیں ورنہ ممنوع ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) سندھ وہند کی کوئی خصوصیت نہیں وہ تمام شہر اور قصبے جن میں جمعہ کی شرطوں کے اجتماع میں کوئی شبہ واقعی ہو ایسی جگہ علمائے کرام نے حکم دیا کہ بعد جمعہ چار رکعت فرض ظہر احتیاطی اس نیت سے ادا کرے کہ پچھلی وہ ظہر جس کا وقت میں نے پایا اور اب تک ادا نہ کی۔ اور یہ رکعتیں چاروں سنت بعد یہ جمعہ کے پڑھے اور جس پر ظہر کی قضائے عمری نہ ہو وہ چاروں میں سورت بھی ملائے۔ پھر جمعہ کی دو سنتیں ان رکعتوں کے بعد، بہ نیت سنت وقت ادا کرے۔ جمعہ پڑھتے وقت نیت صحیح وثابت رکھے جمعہ کو صحیح سمجھ کر خاص فرض جمعہ کی نیت کرے۔ اگر جمعہ بہ نیت فرض ادا نہ کیا تو جمعہ یقیناً نہ ہوگا اور یہ چار رکعتیں نری احتیاطی نہ رہیں گی بلکہ ظہر پڑھنی فرض ہو جائے گی اور جب جمعہ یوں نیت صحیحہ سے ادا کر چکا تو ان چار رکعتوں میں یہ نیت نہ کرے کہ آج کی ظہر پڑھتا ہوں بلکہ وہی رکھے کہ جو پچھلی ظہر میں نے پائی اور ادا نہ کی اسے ادا کرتا ہوں خواہ وہ کسی دن کی ہو۔ اس سے زیادہ خیالات پریشان نہ کرے اور اس لحاظ سے کہ اگر اس کے ذمہ ظہر کی کوئی نماز باقی نہ تھی تو یہ رکعتیں نفل ہو جائیں گی، جس پر قضائے عمری ظہر کی نہ ہو یہ چاروں رکعتیں بھری پڑے۔ پھر یہ حکم خواص کو ہے اور عوام جن سے اندیشہ ہے کہ وہ کہیں یہ نہ جاننے لگیں کہ جمعہ سرے سے خدا کے فرضوں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں ہے ہی نہیں یا سمجھنے لگیں کہ جمعہ کے دن دوہرے فرض ہیں دو رکعتیں الگ چار الگ تو ایسے لوگوں کو ان رکعتوں کا حکم نہ دیا جائے انہیں ایسی احتیاط کی ضرورت نہیں۔ لیکن جن شہروں اور قصبوں میں کوئی شک وشبہ، شرائط جمعہ کے اجتماع میں نہ پایا جائے وہاں قطعاً فرض جمعہ ادا کریں۔ ان احتیاطی رکعتوں کی کوئی ضرورت نہیں (فتاوی رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) شرعی طریقہ پر رویت ہلال ثابت ہو جائے اور علمائے معتبرین اسے حق وثابت قرار دے دیں تو اب ریڈیو سے اعلان پر رمضان وعید منانا صحیح ہے لیکن اگر شرعی طریقہ پر رویت ثابت نہ ہو۔ افواہ یا محض بازاری شہادتوں پر اعتبار کر کے اعلان کر دیا جائے تو یہ اعلان معتبر نہ ہوگا اور عوام وخواص پر احکام شریعت کے مطابق عمل کرنا لازم وضرور وفرض رہے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۶) گناہ کا علاج توبہ صحیحہ شرعیہ ہے نہ کہ خودکشی اور اپنی جان کی ہلاکت۔ جو خودکشی کرے گا وہ سخت گناہ کبیرہ کا مرتکب اور آخرت کے عذاب کا مستحق ہوگا۔ مولائے کریم اپنی پناہ میں رکھے۔ آمین واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۸ھ

عید کی تکبیرات بھول گیا تو سجدہ سہو لازم ہے مگر کثیر جماعت ہو تو معاف ہے

سوال: مکرم ومحترم جناب حضرت علامہ مولانا مفتی محمد خلیل خان برکاتی مدظلہ العالی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج گرامی! مندرجہ ذیل مسائل کی وجہ سے آپ کی طرف رجوع کر رہا ہوں امید ہے کہ گذشتہ کی طرح اس بار بھی کرم فرمائیں گے۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین بیچ ان مسائل کے

۱) داڑھی اور بالوں میں خضاب لگانا جائز ہے یا ناجائز ہے۔ اگر کوئی امام خضاب استعمال کرتا ہے تو کیا اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے؟

۲) اگر کوئی امام عیدین کی نماز میں تکبیریں چھوڑ کر (سہوا) رکوع میں چلا جائے تو رکوع کی حالت میں تکبیرات کہنے کا طریقہ کیا ہے، اور سجدہ سہو کرے یا نہ کرے؟

۳) نماز جمعہ میں امام تیسری رکعت کیلئے کھڑا ہو گیا۔ مقتدیوں کے بتانے پر وہ بیٹھ جاتا ہے۔ حالانکہ بالکل سیدھا کھڑا ہو گیا تھا۔ اب وہ سجدہ سہو کرے یا نہ کرے؟

امید ہے کہ کتاب وسنت سے مع حوالہ جات جواب مرحمت فرما کر شکریہ کا موقع دیں گے۔

آپ کا احسان مند محمد حفیظ نقشبندی عفی عنہ۔ کیماڑی کراچی، ۳۰ نومبر ۱۹۷۷ء

۷۸۶ الجواب: داڑھی اور بالوں میں سیاہ خضاب لگانا ناجائز ہے۔ اگر کوئی امام ایسا کرتا ہے تو نماز مکروہ تحریمی اور واجب الاعادہ ہے۔

۲) امام تکبیرات عیدین بھول گیا اور رکوع میں چلا گیا تو لوٹ آئے پھر اگر دوسری رکعت کی تکبیر رکوع میں بھول گیا تو سجدہ سہو

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

واجب ہے اور پہلی رکعت کی تکبیر رکوع بھولا، تو نہیں۔ (عالمگیری) جمعہ وعیدین میں سہو واقع ہو اور جماعت کثیر ہو تو بہتر یہ ہے کہ سجدہ سہو نہ کرے۔

۳) صورت مسئولہ عنہا میں سجدہ سہو واجب تو ہوا، لیکن اگر جمعہ میں جماعت کثیر ہو تو بہتر ہے کہ سجدہ سہو نہ کرے (ایضاً) واللہ اعلم بالصواب

احمد میاں برکاتی ۱۹/ ۱۲/ ۱۹۷۶ء

الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷۸۶

عیدین کی تکبیرات بھول گیا تو کیا کرے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: عید الاضحیٰ کی نماز میں خطیب صاحب نے پہلی رکعت میں تکبیرات عیدین کہے بغیر قرات شروع کر دی یعنی پہلی رکعت میں عید کی تکبیریں نہیں کہیں اور سجدہ سہو کئے بغیر نماز پوری کر دی اب اس پر اختلاف شروع ہوا۔ مقتدیوں کا اصرار تھا کہ نماز دوبارہ پڑھائی جائے ان کا موقف یہ تھا کہ تکبیرات عید واجب ہیں اور واجب کے ترک کرنے سے سجدہ سہو لازم آتا ہے اور سجدہ سہو نہ کرنے سے نماز ناقص ہوئی اس لئے نماز دوبارہ پڑھادی جائے۔ لیکن امام صاحب نے نماز دوبارہ پڑھانے سے انکار کر دیا۔ دلیل ان کی یہ تھی میری نماز ہوگئی اس لئے میں اب دوبارہ نہیں پڑھوں گا اگر دوبارہ پڑھاؤں گا تو نفل نماز ہوگی۔

فتاوی ہندیہ میں جہاں عیدین کی تکبیروں کے فوت ہونے کے سلسلے میں احکام بیان کئے گئے ہیں اس میں آخر میں لکھا ہے "سہو جمعہ، عیدین، فرض ونفل میں ایک سا ہے" مگر ہمارے مشائخ نے کہا ہے کہ جمعہ اور عیدین میں سجدہ سہو نہ کرے تاکہ لوگ فتنہ میں نہ پڑیں۔ خطیب صاحب نے غالباً اسی بناء پر دوبارہ نماز نہیں پڑھائی۔ اس سلسلے میں دریافت طلب مسائل یہ ہیں۔

(۱) جمعہ اور عیدین میں واجب ترک ہو جائے تو کیا بغیر سجدہ سہو کے نماز پوری کر لی جائے؟

(۲) اگر اس نماز کا اعادہ کیا جاتا تو کیا دوسری نماز نفل ہو جاتی؟

(۳) فتاوی ہندیہ کی مذکورہ بالا عبارت اس بارے میں خاموش ہے کہ تکبیرات کے فوت ہونے کی صورت میں نماز کیسی ادا ہوتی ہے ناقص یا کامل؟ اگر کوئی نقص واقع نہیں ہوتا تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ ان دو نمازوں میں بالکل چھوٹ ہے عملاً واجب اعمال کی کوئی اہمیت نہیں صرف فرض ہی کے ترک سے نماز ناقص یا باطل ہوگی واجب کے ترک کا کوئی اثر نہ ہوگا۔ صرف عملی طور پر ان کو واجبات میں شمار کر لینا کافی ہے۔ بہر حال اس کی بھی وضاحت فرمادیں کہ ترک واجب کی صورت میں ادا ناقص ہوئی یا کامل؟ اگر ناقص ہے تو نقص کو دور کرنے کی جو ایک واحد تدبیر سجدہ سہو کی تھی اس سے روک کر ناقص ہی پر اکتفا کرنے پر محض فتنہ میں پڑنے کے خوف سے مجبور کر دیا گیا اور اگر ناقص نہیں ہے تو پھر یہ سوال پیدا نہ ہوگا۔

(۴) اس افراتفری کے عالم میں صورت یہ پیدا ہوگئی کہ بہت سے لوگ رکوع ہی نہ کر سکے کیونکہ جب خطیب صاحب نے قرأت کے بعد رکوع کی تکبیر کہی تو یہ مقتدی سمجھے کہ شاید چھوٹی ہوئی تکبیر کہی جا رہی ہے چنانچہ پہلی تکبیر کے بعد دوسری تکبیر کا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انتظار کرنے لگے ادھر امام صاحب نے سمع اللہ الخ کہا تو معلوم ہوا کہ وہ رکوع کی تکبیر تھی اس طرح ان مقتدیوں کا رکوع بھی فوت ہوگیا۔ اس رکوع کے فوت ہونے کی صورت میں ان مقتدیوں کی نماز ہوئی یا نہیں؟

امید ہے کہ ان مسائل کے جواب سے جلد مطلع فرما کر شکریہ کا موقع دیں گے۔

المستفتی۔ ابوالفتح محمد صغیر الدین۔ (سندھ یونیورسٹی جام شورو)، 10-A/166 لطیف آباد، حیدرآباد، 18/11/1978

۷۸۶ الجواب: بلاشبہ جمعہ وعیدین میں سہو واقع ہوا۔ اور جماعت کثیر ہو تو بہتر یہ ہے کہ سجدہ سہو نہ کرے (عالمگیری، رد المحتار) لیکن اسی رد المحتار میں اسی مقام پر فرمایا "انہ لیس المراد عدم جوازہ بل الاولی ترکہ لئلا یقع الناس فی فتنة" یعنی اس حکم کا مقصد (سجدہ سہو نہ کرے) یہ نہیں کہ اب سجدہ سہو کرنا جائز نہیں بلکہ بہتر یہ ہے کہ سجدہ سہو نہ کرے تا کہ لوگ کسی فتنہ میں نہ پڑیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اصل حکم جسے عزیمت کہتے ہیں یہی ہے کہ سجدہ سہو کیا جائے۔ لیکن مجمع کثیر ہے اور سجدہ سہو کے احکام سے ناواقفیت کی بناء پر لوگ ذہنی انتشار اور فتنہ میں پڑ جائیں گے تو اب حکم رخصت پر عمل کیا جائے گا اور سجدہ سہو معاف ہو جائے گا۔ اس وضاحت سے یہ بھی معلوم ہوا (۱) امام صاحب کا دوبارہ نماز پڑھانے سے انکار، اس بنیاد پر کہ اب وہ نماز نفل ہوگی، غلط ہے (۲) ترک واجب سے نماز میں نقص تو یقیناً آئے گا یہاں تک کہ اگر کوئی شخص قصداً ترک کرے گا تو وہ نماز یقیناً یقیناً ناقص و کالعدم قرار پائے گی لیکن محض فتنہ و انتشار سے مسلمانوں کو بچانے کیلئے شریعت نے اس نقص کو اپنے کرم سے پورا کر دیا اسی کو رخصت کہتے ہیں۔ (۳) شریعت جن احکام میں رخصت دیتی ہے ان پر عمل کرنے پر مجبور نہیں کرتی۔ جیسا کہ اوپر گزرا کہ انہ لیس الخ (۴) امام صاحب کے قول سے جو خدشے آپ کے ذہن میں پیدا ہوئے ان کا محرک ہی غلط تھا تو یہ اندیشے بھی محض بے بنیاد ٹھہرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۴ محرم الحرام ۱۳۹۹ھ

جمعہ میں صرف دو فرض نہیں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید کہتا ہے کہ جمعہ کے دن صرف دو فرض پڑھنا چاہیے اور کچھ نہیں۔ مگر بکر کہتا ہے کہ سنت اور نوافل بھی پڑھنا چاہئیں۔ ان دونوں میں کس کی بات صحیح ہے۔ ہم جمعہ کے دن کتنی رکعتیں پڑھیں اور کس طرح نیت کریں۔ اس کے متعلق جواب مرحمت فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

والسلام حاجی محمد یعقوب، معرفت حاجی محمد ایوب اینڈ برادرس، شاہی بازار، حیدرآباد (سندھ)

۷۸۶ الجواب: زید کا قول غلط اور نا قابل اعتبار ہے۔ فرض جمعہ سے پہلے بھی چار رکعت سنت موکدہ ہیں اور بعد میں بھی چھ۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے اذا صلی احدکم الجمعة فلیصل بعدھا اربعا (مسلم شریف) یعنی جب تم میں سے کوئی نماز جمعہ پڑھ چکے تو اس کے بعد چار رکعت (سنت) پڑھے اور ترمذی شریف میں ہے عن عطاء قال رأیت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ صلی بعد الجمعة رکعتین۔ کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز جمعہ کے بعد دو رکعتیں پڑھتے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تھے۔امام ابو یوسف نے بعد جمعہ چھ رکعتیں سنت مؤکدہ فرمائیں۔چار رکعت کا حدیث شریف میں حکم ہے اور دو،ابن عمر کے فعل سے ثابت ہیں۔یہی عام مسلمانوں میں معمول ورائج ہے کہ وہ بعد جمعہ چار اور دو کی نیت سے چھ رکعت سنت موکدہ کی نیت سے ادا کرتے ہیں اور ابن ماجہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نماز جمعہ سے قبل چار رکعت ہمیشہ پڑھتے تھے۔تو صحیح وہی ہے جو مسلمانوں میں رائج ہے کہ قبل جمعہ چار اور بعد جمعہ چھ رکعت (ردالمختار) واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) نیت میں قبل جمعہ اور بعد جمعہ زبان سے کہہ لینا مستحب ہے ورنہ نیت تو دل کے ارادے کا نام ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ،۲ رجب المرجب ۱۳۹۹ھ،مطابق 29/05/1979

جمعہ کے بعد چھ رکعت سنت موکدہ ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ جات کے بارے میں کہ:

(۱) ایک گاؤں جس کی آبادی ۱۴۵ گھروں پر مشتمل ہے۔اور تقریباً ایک ہزار (۱۰۰۰) افراد چھوٹے اور بڑے ملا کر ہیں۔ ڈاکخانہ گاؤں سے تین (۳) میل دور ہے تھانہ پندرہ (۱۵) میل دور ہے اور کچہری پچیس (۲۵) میل دور ہے۔گاؤں میں ایک پرائمری اسکول ہے۔چار دوکانیں ہیں۔جہاں سے سوداسلف بآسانی مل سکتا ہے۔کیا از روئے شریعت ایسے گاؤں میں جمعہ کی نماز پڑھنا جائز ہے یا کہ نہیں؟ ابھی تک اس گاؤں میں جمعہ کی نماز نہیں پڑھی جاتی البتہ عیدین کی نمازیں پڑھائی جاتی ہیں۔

(۲) جمعہ کی نماز حضور اکرم ﷺ نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔ان کی ترتیب کیا ہوتی تھی؟

(۳) اسی گاؤں میں قربانی نماز عید سے پہلے کرنی چاہیے یا نماز کے بعد۔کس صورت میں جائز ہے؟

منجانب میاں عبدالعزیز صاحب،امام مسجد موضع گھیال،ڈاکخانہ بلانی،تحصیل کھاریاں،ضلع گجرات،پاکستان،۱۵ ستمبر ۱۹۷۹ء

۷۸۲ الجواب: ایسی آبادی شرعاً مصر نہیں گاؤں ہے۔اور گاؤں میں جمعہ وعیدین باتفاق علمائے حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ممنوع ہے اور ناجائز۔تو جب نماز جمعہ وعیدین وہاں بھی صحیح نہیں تو یہ ایک امر غیر مشروع میں مشغولی ہوئی اور وہ ناجائز ہے۔

فی الدر المختار تکرہ تحریماً ای لانہ اشتغال بما لا یصح لان المصر شرط الصحۃ۔واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) بایں ہمہ اگر عوام پڑھتے ہوں منع نہ کریں گے کہ عوام جس طرح اللہ ورسول کا نام لے لیں غنیمت ہے (فتاوی رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

جمعہ سے پہلے چار،اور بعد جمعہ چار اور بعض روایات میں دو۔امام ابو یوسف نے دونوں کو جمع فرما کر حکم دیا کہ جمعہ کے بعد چھ رکعتیں سنت موکدہ ہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) جہاں جمعہ وعیدین نہیں وہاں قربانی نماز کے وقت سے پہلے ہو سکتی ہے۔(عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ شوال المکرم ۱۳۹۹ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فتویٰ بابت قواعد وضوابط اور نماز جمعہ

سوال: یہ قواعد وضوابط آپ پڑھ کر اور نماز جمعہ کے متعلق آپ کا جو بھی فتویٰ ہو اور یہ کہ کیا یہ قواعد وضوابط شرعی لحاظ سے درست ہیں ان کیلئے اپنا فتویٰ لکھ دیں تاکہ انتظامیہ اس کی پابندرہے۔

نماز جمعہ: یہ ایک انتہائی اہم فریضہ ہے۔ فتاویٰ عالمگیری کے مطابق جو شخص نماز جمعہ کیلئے سب سے پہلے مسجد میں داخل ہوتا ہے اس کو ایک اونٹ قربان کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ اس طرح نمبر ۲ کو ایک گائے قربانی کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ غرض نمبر ۷ تک یہ ثواب بتدریج کم ہوتا چلا جاتا ہے اس کے بعد کوئی تذکرہ نہیں ملتا کہ کیا ثواب ملے گا اللہ بہتر جانتا ہے۔

ظاہر ہے ہر محلہ میں ضعیف، کمزور اور بیمار حضرات رہتے ہیں۔ اور وہ اپنی اس کمزوری کے باعث زیادہ فاصلہ طے نہیں کر سکتے۔ اور قریبی محلہ کی مسجد میں نماز ادا کرتے ہیں۔

اس مسجد میں چونکہ جمعہ نہیں ہوتا ہے۔ لہٰذا آئندہ سے نماز جمعہ ہونا چاہیے۔ یہ میری ذاتی رائے ہے۔ کیونکہ اس کے بہت سے فائدے ہیں لیکن طویل بحث غیر مناسب ہے۔ انتظامیہ یا کسی صاحب کو اگر یہ اعتراض ہے کہ جمعہ کیلئے مخصوص مسجد ہوتی ہیں۔ ان کا خیال غلط اور بے بنیاد ہے۔ اور وہ اس کیلئے کسی عالم سے جو حنفی عقائد کے مطابق عقیدہ رکھتا ہو فتویٰ حاصل کر سکتے ہیں۔ جمعہ کے دن کچھ چندہ وصول ہو جاتا ہے کیونکہ کثیر تعداد جمعہ کو مسجد میں آتی ہے اور وہ اس طرح جس مسجد میں جاتی ہے وہاں چندہ دے دیتی ہے۔

حدیث بخاری کی ایک حدیث صفحہ نمبر ۸۴۱ درج ذیل ہے

''کتنی دور سے جمعہ کیلئے آنا چاہیے اور کن پر واجب ہے''۔ بسبب ارشاد اللہ تعالیٰ کے اذانو دی للصلوۃ من یوم الجمعۃ اور عطا کہتے ہیں کہ جب تو کسی جمعہ والے شہر میں ہو اور وہاں جمعہ کے دن اذان دی جائے تو تجھ پر ضروری ہے کہ تو نماز میں جائے اذان سنے یا نہ سنے اور ''حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ'' کبھی کبھی اپنے مکان میں جمعہ قائم کرتے تھے۔ اور کبھی نہیں۔ اور ان کا مکان زاویہ میں تھا بصرہ سے دو (۲) فرسخ پر۔ اس کے علاوہ جو قواعد وضوابط تحریر کئے گئے ہیں کیا یہ شرعی لحاظ سے درست ہیں۔ ان کی بابت آپ اپنا فتویٰ جو بھی ہے تحریری طور پر دیں۔ فتویٰ حاصل کرنے کیلئے چند نام لکھے جارہے ہیں جو درج ذیل ہیں۔ ان میں سے جو صاحب مناسب سمجھیں ایسے عالم دین سے جو حنفی عقائد سے تعلق رکھتا ہو فتویٰ لے سکتے ہیں۔

نمبر ۱: جناب عبدالشکور صاحب نمبر ۲: مفتی محمد شریف صاحب نمبر ۳: جناب ایس۔ ایم۔ ابراہیم صاحب۔

نمبر ۴: جناب محمد نسیم خان صاحب نمبر ۵: جناب عبدالرزاق صاحب

۷۸۶ **الجواب:** اسٹیشن شہر سے باہر ہو تو اس کا شمار فنائے مصر میں ہوتا ہے یعنی شہر کے آس پاس کی جگہ۔ اور وہاں جمعہ جائز ہے (غنیۃ المستملی وغیرہ) اگرچہ وہاں جمعہ کسی اور مسجد میں ہوتا ہو کہ شہر میں متعدد جگہ جمعہ ہو سکتا ہے۔ خواہ وہ شہر چھوٹا ہو یا بڑا۔ اور جمعہ دو مسجدوں میں ہو یا زیادہ میں۔ (درمختار وغیرہ) مگر بلا ضرورت شرعیہ بہت سی جگہ جمعہ قائم نہ کیا جائے کہ جمعہ شعائر اسلام سے ہے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور جامع جماعات سے ہے۔ اور بہت سی مسجدوں میں ہونے سے وہ شوکت اسلامی باقی نہیں رہتی جو اجتماع میں ہوتی ہے۔ نیز رفع حرج کیلئے متعدد جگہ جمعہ جائز رکھا گیا ہے تو خواہ مخواہ جماعت پراگندہ کرنا اور محلّہ محلّہ جمعہ قائم کرنا نہ چاہیے۔ (بہار شریعت فتاویٰ رضویہ وغیرہ) ہاں دوسری مسجدوں میں امام جمعہ مثلاً بدعقیدہ ہو سنی صحیح العقیدہ نہ ہو یا غلط قرأت پڑھتا ہو جس سے نماز فاسد ہوتی ہے یا وہ فاسق معلن ہو مثلاً داڑھی کتاتا اور ایک مشت سے کم رکھتا ہے اور اس مسجد کی انتظامیہ صحیح امام کا بندوبست نہیں کرتی تو اپنی نمازوں کی حفاظت کیلئے کسی مسجد کی انتظامیہ احکام شرع کے مطابق اگر جمعہ قائم کرنا چاہے تو گنجائش ہونی چاہیے۔ پھر بھی کوشش یہ ہونی چاہیے کہ مسجد بڑی ہو اور اس میں صحیح طور پر جماعت و جمعہ کا بندوبست ہو جائے۔ اسی میں بھلائی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ شوال المکرم ۱۴۰۰ھ

جمعہ کا قیام

سوال: جمعہ کے قیام کی شرائط کیا ہیں؟ اور احتیاطی ظہر کا مسئلہ۔

۷۸۶ الجواب: مذہب حنفی میں، فرضیت جمعہ، صحت جمعہ، اور جواز جمعہ، سب کیلئے مصر (شہر) شرط ہے۔ دیہات میں نہ جمعہ فرض۔ نہ وہاں اس کی ادا جائز۔ نہ صحیح۔ اگر پڑھیں گے ایک نفل نماز ہوگی کہ برخلاف شرع، جماعت سے پڑھی۔ ظہر کا فرض، سر سے نہ اترے گا اور پڑھنے والے متعدد گناہوں کے مرتکب ہوں گے۔ یعنی غیر شرعی امر میں مشغولیت۔ نفل نماز میں تداعی جماعت۔ نماز ظہر کی جماعت کا ترک، اور ظہر نہ پڑھیں تو گناہ اور شدید۔ اور ظاہر ہے کہ شہر، مصر، مدینہ، معنی متعارف میں وہی مقام ہے جسے شرعاً بھی مصر کہا جاتا ہے یعنی وہ آبادی جس میں متعدد کوچے، محلے، متعدد دائمی بازار ہوتے ہیں۔ وہ کم از کم پرگنہ ہوتا ہے اسکے متعلق دیہات گنے جاتے ہیں۔ عادۃً اس میں حاکم مقرر ہوتا ہے کہ فیصلہ مقدمات کرے۔ اور اپنی شوکت کے سبب مظلوم کا انصاف، ظالم سے لے سکے۔ اور جو بستیاں ایسی نہیں وہ قریہ، دموضع دگاؤں کہلاتی ہیں۔ عرفاً بھی اور شرعاً بھی۔ اور انہیں معنی پر جمعہ وغیرہ کے احکام کا دارومدار ہے۔ کہ جو شہر قصبے اور پرگنے ہیں وہاں جمعہ جائز اور جو قریے، دیہات، گاؤں ہیں وہاں جمعہ وعیدین ناجائز۔ یہی تحقیق مسئلہ ہے اور حق اس سے تجاوز نہیں۔ نہ ہم اس کے خلاف عمل کر سکتے ہیں اور نہ زنہار زنہار اپنے ائمہ کا مذہب چھوڑ کر دوسری بات پر فتویٰ دے سکتے ہیں۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ جہاں دیہات وقریہ میں جاہل عوام اگر پڑھتے ہوں تو ان کو منع کرنے کی ضرورت نہیں کہ عوام جس طرح اللہ ورسول کا نام لیں غنیمت ہے۔ اور خواص کیلئے حکم یہ ہے کہ دیہات میں وہ ظہر با جماعت پڑھیں تنہا پڑھیں گے۔ تو واجب کے تارک ہوں گے اور جہاں یہ شک ہو کہ جمعہ ہوا یا نہیں مثلاً کوئی شرط، صحت جمعہ کی مفقود ہونے میں کوئی شبہ یا تردد ہو مثلاً اس میں شک ہے کہ یہ جگہ مصر شرعی ہے یا نہیں تو وہ نماز جمعہ پڑھ کر، نماز ظہر بہ نیت آخری فرض پڑھیں۔ یعنی عنداللہ اگر جمعہ پڑھنا صحیح نہ تھا تو نفس الامر میں ظہر فرض تھا۔ جب اس نے، اس پچھلے فرض ظہر کی نیت کی، جس کا وقت پایا اور ابھی ادا نہ کی، تو یہی ظہر ہو جائے گی۔ ورنہ اگر پہلے کوئی ظہر ذمہ پر تھا وہ ادا ہو جائے گا ورنہ یہ رکعت نفل ہو جائیں گی۔ اس لئے حکم ہے کہ یہ چاروں رکعتیں بھی پڑھی جائیں۔ خلاصہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کلام یہ ہے کہ ایسے دیہاتوں میں، جہاں قدیم سے جمعہ ہوتا چلا آرہا ہے عوام کو نہ روکیں ورنہ وہ اس سے بھی دور ہو جائیں گے اور جہاں ادائیگی جمعہ میں شک وتردد ہو وہاں خواص احتیاط الظہر پڑھیں۔ پھر دیہات میں نیا جمعہ قائم کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ (ان مسائل کی توضیح کیلئے دیکھیں فتاوی رضویہ جلد سوم) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ شعبان المعظم ۱۴۰۱ھ

عید و جمعہ کا شوق

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ: ایک ایسی بستی ہے کہ جہاں غریب لوگ اور زمیندار لوگ رہتے ہیں۔ اور ان تمام لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ ہم لوگوں کو عید پڑھنے کا شوق ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ اپنی اسی بستی کے اندر ایک ممتاز عالم دین کو بلا کر عید پڑھوائیں۔ اور لوگ اس میں کثرت سے آتے ہیں کہ جن کی تعداد تین سو ہو سکتی ہے۔ ان کی عید پڑھنا جائز ہے اور ثواب ہے یا کہ ناجائز ہے اور حرام و گناہ ہے؟ بعض لوگ اس کے عکس پر عامل ہیں۔ السائل غلام حیدر

۷۸۶ **الجواب:** جمعہ و عیدین کیلئے شہر ہونا ضروری ہے یعنی ایسی آبادی جس میں متعدد کوچے، محلے اور متعدد دائمی بازار ہوں۔ اور وہ کم از کم پرگنہ ہوتا ہے۔ اس کے متعلق دیہات گنے جاتے ہیں اور عادۃً اس میں کوئی حاکم ایسا مقرر ہوتا ہے کہ مقدمات کا فیصلہ کر سکے اور اپنی شوکت کے سبب، مظلوم کا انصاف، ظالم سے لے سکے۔ اور جو بستیاں ایسی نہیں وہ قریہ یا گاؤں کہلاتی ہیں۔ اور قریہ یا دیہات میں، نہ جمعہ و عیدین فرض، اور نہ وہاں ان کا ادا کرنا جائز۔ نہ صحیح۔ اگر پڑھیں گے تو ایک نفل نماز ہوگی کہ برخلاف شرع، جماعت سے پڑھی۔ ظہر کا فرض، سر سے نہ اترے گا اور پڑھنے والے متعدد گناہوں کے مرتکب ہوں گے۔ یہی تحقیق مسئلہ ہے کہ حق اس سے متجاوز نہیں۔ البتہ جو دیہات پہلے اسلامی سلطنت میں رہے ہوں اور وہاں شعار اسلام جیسے جمعہ و عیدین وغیرہا اس میں اب تک جاری ہوں وہاں جمعہ و عیدین کو بند نہ کریں گے۔ اور عوام الناس اگر پڑھتے ہوں تو انہیں منع کرنے کی ضرورت نہیں کہ عوام جس طرح اللہ و رسول کا نام لیں غنیمت ہے۔ (فتاوی رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ

لاؤڈ اسپیکر پر نماز

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ہماری مسجد میں تراویح اور دیگر نمازیں بغیر لاؤڈ اسپیکر پڑھی جاتی ہیں کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ چونکہ امام کی قرأت کی آواز آخری صفوں اور دوسری منزل کے لوگوں تک نہیں پہنچتی لہٰذا مسجد کے اندرونی حصہ میں دھیمی آواز سے لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھائی جائے۔ کیا ایسا کرنا درست ہوگا یا نہیں؟

سائل (پیر) سید ارشاد علی قادری باپو، قادری مسجد پرانا مچھی ہٹ شاہی بازار، حیدر آباد، 17/07/1981

۷۸۶ **الجواب:** شریعت مطہرہ نے بعض اوقات افعال و عبادات کو ایک خاص ہیئت کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے جس میں کسی قسم کی تغیر و تبدیل کو جائز نہیں رکھا۔ مثلاً حضور علیہ السلام نے قیام کی حالت میں خطبہ ارشاد فرمایا ہے تو فقہاء نے بیٹھ کر

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خطبہ کو مکروہ فرمایا۔ یونہی دو خطبوں کے درمیان حضور نے جلوس فرمایا ہے تو اس کے ترک کو ممنوع قرار دیا۔ وعلیٰ ہذا بہت سے مقامات ہیں، جن میں زمانہ پاک کے عمل پر نظر رکھتے ہوئے ان کے خلاف کو مکروہ قرار دیا گیا ہے۔ یا مثلاً اذان میں بلند آواز مطلوب ہے لیکن اس کے واسطے بھی ایک حد مقرر ہے کہ موذن اپنی قوت کے موافق اذان میں آواز بلند کرے اسے زیادہ تکلف مکروہ وممنوع ہے (عالمگیری وغیرہ) بعینہ اسی طرح قرأت جہری میں، یعنی جہاں نماز میں آواز سے پڑھنا مطلوب ہے وہاں آواز کو بہ تکلف بلند کرنا کہ خواہی نخواہی امام کی قرأت کی آواز تمام صفوں کے مقتدیوں تک، یا زیادہ سے زیادہ فاصلہ تک پہنچ جائے شرعاً ممنوع ہے کہ جب ایک مقدار جہر سے فعل واجب یا سنت ادا ہو گیا تو اب اس سے زائد جہر، بلا ضرورت ہوگا جس کی اجازت نہیں۔ خود قرآن کریم فرماتا ہے ولا تجهر لصلاتك ولا تخافت بها وابتغ بين ذالك سبيلاً۔ آیہ کریمہ اور اس کی تفسیر سے صاف روشن ہے کہ نماز میں قرأت نہ بہت بلند آواز سے ہو (قاری کو مشقت میں ڈالے) اور نہ بالکل آہستہ۔ کہ برابر والے مقتدی بھی نہ سن سکیں بلکہ متوسط آواز سے پڑھا جائے۔ ظاہر ہے کہ نماز میں لاؤڈ اسپیکر استعمال کرنا، قاری کی آواز کو دور تک پہنچانے کیلئے ہے۔ اور اس میں کئی خرابیاں ہیں۔

(۱) امام کا عین نماز میں اس کی طرف التفات کہ آواز اس میں پہنچتی رہے اور یہ فعل خود مکروہ۔ خدا کے حضور دست بستہ کھڑے ہو کر غیر کی جانب التفات صوفیاء کے نزدیک تو یہ نماز، نماز ہی نہ ہوئی۔

(۲) آیہ کریمہ کا خلاف۔ کہ وہ فرماتی ہے کہ آواز کو زیادہ بلند نہ کرو اور اس کا نام ہی ''لاؤڈ اسپیکر'' آواز کو بلند کر کے دور تک پھیلانے والا آلہ۔

(۳) یقیناً یہ آلہ امام کی آواز اور اس کی تکبیرات وغیرہ، دوسروں تک پہنچانے کیلئے واسطہ ہوا اور ظاہر ہے کہ یہ آلہ امام اور مقتدیوں کا غیر ہے۔ اور امام کا غیر مقتدیوں کے قول پر، اور مقتدیوں کا غیر امام کے قول پر نماز کو فاسد کرتا ہے لہٰذا اس آلہ کی آواز پر جو لوگ ارکان نماز ادا کریں گے ان کی نماز نہ ہوگی۔

(۴) اس آلہ کے ذریعہ امام کی آواز دوسروں تک بھی پہنچتی ہے جو نماز میں مصروف نہیں بلکہ دنیاوی امور میں منہمک ہیں۔ یا عورتیں گھر میں نماز پڑھتی ہیں ان کے کانوں میں بھی امام کی آواز پہنچے گی اور حکم قرآن کہ جب قرآن پڑھا جائے تو خاموش رہو اور اسے غور سے سنو۔ اب یا تو وہ سب اپنے کاموں کو، یہاں تک کہ اپنی عبادتوں کو، اور تمام مصروفیتوں کو لپیٹ کر رکھ دیں اور قرآن سننے میں مصروف ہو جائیں۔ یا پھر اپنے کاموں میں لگے رہیں قرآن نہ سنیں اور دونوں صورتیں مخدوش بلکہ قصداً قرآن کو نہ سننا اور اس سے اعراض کرنا حرام و ناجائز۔ تو اب یہ وبال کس پر ہوگا۔ ان پر جن کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ یا ان پر جو مسجد کے انتظامی امور میں دخل رکھتے ہیں۔ جبکہ فقہاء فرماتے ہیں کہ جہاں لوگ اپنے کاموں میں مشغول ہوں اور قرآن کریم کے سننے کیلئے فارغ نہ ہوں، وہاں بلند آواز سے تلاوت کرنے والے پر اس صورت میں دوہرا وبال ہے۔ ایک تو یہ کہ جو لوگ اپنے گھروں میں نماز و تلاوت و ذکر اذکار میں مصروف ہیں، یہ آواز اس میں خلل انداز ہوگی۔ لوگ بھول جائیں گے۔ دوسرے قرآن کریم کو بے حرمتی کیلئے پیش کرنا۔ ردالمحتار میں ہے في الفتح عن الخلاصة رجل يكتب الفقه و بجنبه رجل

https://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یقرء القرآن فلایمکن استماع القرآن فالاثم علی القاری و علی ھذا لو قراۃ علی السطح والناس نیام یا ثم ای لانہ یکون سبباً لاعراضھم عن اسماعہ ولانہ یوذیھم بایقاظھم۔ اسی میں غنیۃ سے ہے یجب علی القاری احترامہ بان لایقراہ فی الاسواق و مواضع الاشتغال الی آخرہ۔ حاصل ان عبارتوں کا یہی ہے کہ جہاں مصروفیت کے باعث، قرآن کریم سننا ممکن نہ ہو تو قاری پر لازم ہے کہ آہستہ پڑھے ورنہ سارا وبال اس پر ہوگا ان پر نہیں۔ پھر عجیب منطق ہے کہ چونکہ امام کی آواز، دوسری منزل یا دور کے مقتدیوں تک نہیں پہنچتی اس لئے اسپیکر لگایا جائے۔ عزیزان گرامی آپ دست بستہ، بارگاہ خداوندی میں کھڑے ہوں آپ تک قرات کی آواز آئے یا نہ آئے ثواب قرآن کریم کے سننے کا آپ کو پہنچ رہا ہے تو پھر اس ضد کے کیا معنی کہ امام کے سامنے اسپیکر ہونا چاہیے کہ ہم اس کی آواز سن سکیں۔ کیا امام کی آواز سننا بھی فرض، واجب بلکہ سنت و مستحب ہے کہ خواہی نخواہی اس کیلئے اس آلہ کو نماز میں دخیل بنایا جائے۔ خواہ وہ نماز ہی سرے سے چھن جانے کا اندیشہ ہو۔ اور یہ دلیل کوئی اثر نہیں رکھتی کہ سب پڑھتے ہیں۔ آپ سے آپ کے متعلق سوال ہوگا ان کے متعلق نہیں۔ خلاصہ کلام یہ کہ نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال ممنوع و ناجائز حرام ہے۔ یہی اکابر علماء و محققین کا قول ہے یہی عمل ہے اس پر فتوی ہے اور یہی قابل قبول۔ تفصیل کیلئے دیکھیں حضرت علامہ شاہ مظہر اللہ صاحب دہلوی کا فتاوی مظہری۔ یا اعلیحضرت بریلوی اور دوسرے اکابر علمائے اہلسنت کے فتاوی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ر رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ

نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان عظام کہ موجودہ زمانہ میں ہر مسجد کے اندر لاؤڈ اسپیکر کا عام رواج ہوگیا ہے۔ خطبہ و نمازیں باقاعدہ لاؤڈ اسپیکر پر پڑھائی جاتی ہیں۔ بعض لوگ معترض ہوتے ہیں کہ شرعاً لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ اقتداء (نماز میں) جائز نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ جائز ہے۔ اعتراض کرنے والے یہ دلیل دیتے ہیں کہ مشین کے ذریعہ آواز آتی ہے لہٰذا ناجائز ہے جبکہ جائز کہنے والے یہ دلیل دیتے ہیں کہ اصل میں لاؤڈ اسپیکر کا کام صرف آواز کو دور دور تک پہنچانا مقصد ہے آواز تو اصل میں اس کی ہوتی ہے جو کہ مشین کے سامنے پڑھتا ہے یا تقریر کرتا ہے۔

براہ کرم شریعت مطہرہ کی روشنی میں مذکورہ سوال کا جواب دیکر مشکور ہونے کا موقع عطا فرمائیں۔

شکریہ عبدالنبی، لیاقت روڈ، کوٹری

۷۸۶ الجواب: اتنی بات تو بالکل واضح ہے کہ مسافت بعیدہ یعنی دور فاصلہ تک امام کی آواز اور اس کی تکبیرات وغیرہ پہنچانے کیلئے یہ آلہ ہی بڑا ذریعہ اور اصل واسطہ ہے۔ کہ اس کا قدم درمیان سے اٹھالیں تو امام و مکبر کی آواز یقیناً اتنے فاصلے تک نہ پہنچے گی۔ اور یہی دلیل ہے اس بات کی کہ دور تک پہنچنے والی آواز، اس آلہ کی آواز ہے نہ کہ امام کی کہ اس نے اصل متکلم کی آواز کو مقید کر کے، اس میں گونج پیدا کی اور بجلی کے لہروں کے ذریعہ مسافت بعیدہ تک پہنچایا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ یہ آلہ، امام اور مقتدیوں کا غیر ہے۔ اور امام کا غیر مقتدی کے قول پر، اور مقتدی کا غیر امام کے قول پر عمل کرنا مفسد نماز ہے۔ لہٰذا اس آلہ کی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آواز پر جو لوگ نماز کے ارکان ادا کریں گے ان کی نماز نہ ہوگی۔ (کما فی ردالمحتار وغیرہ) پھر جہاں لوگ اپنے کاموں میں مشغول ہوں، اور قرآن عظیم سننے کیلئے فارغ نہ ہوں وہاں بلند آواز سے تلاوت کرنے والے پر، اس صورت میں دہرا وبال ہے۔ ایک تو یہ کہ اس آلہ کے ذریعہ آواز، یقیناً مسجد کے قرب وجوار کے مکانوں میں پہنچے گی، ان میں سے بہت سے اہل خانہ مثلاً مستورات نماز وغیرہ میں مصروف ہوں گی اور اس آواز سے اس میں خلل آئے گا اور ایسا جہر، جس سے دوسروں کی نمازوں میں خلل آئے خود ممنوع ہے۔ دوسرا یہ کہ قرآن عظیم کو بے حرمتی کیلئے پیش کرنا ہے کہ قرآن پڑھا جا رہا ہے اور لوگ اپنے دنیاوی جائز امور میں مصروف ومشغول ہیں۔ اور اس بے حرمتی کا ذریعہ وہ لاؤڈ اسپیکر ہے۔ غرض یہ آلہ، بالخصوص نماز میں، نمازوں کے اکارت جانے اور خواہ مخواہ، دوسرے نمازیوں کی نماز میں خلل اندازی اور بے حرمتی کا ذریعہ ہے۔ جنہیں اپنی نمازیں اور دوسروں کی نمازیں اور قرآن کریم کا احترام منظور ہوگا وہ آپ ہی اس بدعت پر چار حرف بھیجیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ

درس کے اوقات

سوال: جناب عالی! گذارش یہ ہے کہ ایک شخص جو کہ خود اپنے لئے پیر کہلانے کو مستحق سمجھتا ہے میں جناب سے التماس کرتا ہوں کہ نماز فجر کے وقت سے پہلے قرآن اور حدیث کا درس ہوتا ہے۔ اس کو یہ شخص نہیں مانتا ہے اور کہتا ہے کہ فجر کے وقت قرآن و حدیث کا درس سنت کے خلاف ہے جو کہ مولوی صاحب درس فرماتے ہیں۔ لیکن مولوی صاحب سے نہیں بلکہ مسجد کے چند لوگوں سے کہنا شروع کر دیا کہ یہ سب کچھ سنت کے خلاف ہے آخرکار یہ بات مولوی صاحب تک پہنچ گئی مولوی صاحب کو فکر ہوئی کہ کہیں دو گروہ تو نہیں بن گئے معلوم ہوا کہ دو گروہ بن گئے ہیں لیکن اب اس بات کا خطرہ ہو گیا ہے کہ دو گروہ میں فساد برپا نہ ہو جائے درس رحمت درس فتنہ نہ بن جائے۔ برائے کرم اس فتویٰ کا تحریری جواب دیجئے۔ بنام مخالف سلسلہ پیر یوسف صاحب قاتلی جو کہ قرآن حدیث کے درس کو خلاف سنت قرار دیتے ہیں۔ مولانا عبدالمجید، خطیب رحمانی مسجد یونٹ نمبر ۱۲ لطیف آباد، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** اگر اس درس کے باعث کسی نمازی، یا سوتے یا مریض کی ایذا ہو یا ریا آنے کا خدشہ ہو یا کسی اور مصلحت شرعی کے خلاف ہو تو اس وقت نہ کیا جائے۔ اور اگر کوئی ایسا امر موجود نہ ہو، نہ اس کا اندیشہ، تو عند التحقیق کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ محرام الحرام ۱۴۰۲ھ

دیہات میں جمعہ ناجائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ سپر ہائی وے پر کراچی سے 34 میل دور ایک مسجد بنائی گئی تاکہ جو مسافر بسوں میں سفر کرتے ہیں ان کیلئے نمازوں میں سہولت رہے اور اسی مناسبت کی وجہ سے وہاں چند ہوٹل اور کھانے پینے کی اشیاء کی دکانیں بھی بنالی گئیں جو مستقل طور پر وہاں کام کرتی ہیں۔ اور اس طرح وہ جو کام کرتے ہیں ان کی مستقل آبادی تقریباً ساٹھ (60) افراد پر مشتمل ہے اس گاؤں سے چھ میل دور مغرب کی سمت ایک گاؤں کا تھوڑ ہے جس میں جمعہ پہلے سے پڑھا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جاتا ہے اسی طرح گاؤں سے جنوب کی سمت میں ایک اور گاؤں تقریباً ڈھائی میل (2.5) کے فاصلے پر ہے اور وہاں مکانات کی تعداد تقریباً اسی (80) ہے وہاں بھی جمعہ پڑھا جاتا ہے اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ مذکورہ نوری مسجد میں جمعہ کا اہتمام کرنا درست ہے یا نہیں اور اگر جمعہ پڑھا جائے تو اس سے ترک ظہر کی وعید تو لازم نہیں آئے گی۔ اس مسجد میں بعض علماء کے اصرار پر دو مرتبہ جمعہ پڑھایا گیا لیکن پھر ایک عالم کے مسئلہ بتانے پر فی الحال جمعہ روک دیا گیا ہے۔ تو کیا اس مسجد میں جمعہ کا اہتمام جائز ہے یا نہیں؟ سائل امام مسجد نوری غوثیہ، سپرہائی وے

۷۸۶ الجواب: دیہات میں جمعہ ناجائز ہے اگر پڑھیں گے تو گناہگار ہوں گے اور فرض ظہر ذمہ سے ساقط نہ ہوگا۔ جمعہ صحیح ہونے کیلئے شہر شرط ہے اور صحیح تعریف شہر کی یہ ہے کہ وہ آبادی جس میں متعدد کوچے ہوں۔ مستقل بازار ہوں۔ نہ وہ جسے پینٹھ یا جمعہ بازار یا سنڈے بازار کہتے ہیں۔ اور وہ پرگنہ ہو کہ اس کے متعلق دیہات گنے جاتے ہوں۔ اور اس میں کوئی حاکم، رعایا کے مقدمات فیصل کرنے پر مقرر ہو۔ جس کی حشمت و شوکت اس قابل ہو کہ مظلوم کا انصاف، ظالم سے لے سکے۔ جہاں یہ تعریف صادق آئے وہی شہر ہے اور وہیں جمعہ و عیدین کا پڑھنا جائز۔ کمافی الھدایۃ والخانیۃ والدرالمختار وغیرھا۔ جن عالم نے وہاں جمعہ پڑھنے سے منع کیا انہوں نے وہاں کے آنے جانے اور رہنے والوں کی خیر خواہی میں، ظہر کے ترک کے وبال سے بچالیا۔ ان کا شکر گزار ہونا چاہیے۔ اور عوام از خود اگر کسی گوٹھ یا قریہ میں جمعہ قائم کرلیں تو ان کا یہ فعل کوئی سند شرعی نہیں۔ (فتاوی رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳۰ر محرم الحرام ۱۴۰۲ھ

جہاں جمعہ قدیم سے شروع ہو، وہ بند نہ کیا جائے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ مندرجہ ذیل میں

(۱) ایک گاؤں ہے جس کی آبادی تقریباً ڈھائی اور تین ہزار افراد پر مشتمل ہے جو کہ شہر سے تقریباً 35 میل کے فاصلے پر ہے۔ جس میں گورنمنٹ کی ایک چوکی، ایک سول ہسپتال اور تین پرائمری اسکول اور مختلف مقامات پر نو دس دوکانیں بھی ہیں۔ اور ٹریفک بھی وقتاً فوقتاً آتا رہتا ہے اور یہاں کے علمائے کرام نے اس گاؤں میں جمعہ نماز اور نماز عیدین پڑھنا شروع کیے ہیں۔

جناب عالی! از روئے شرع انور تشریح فرمائیں کہ اس گاؤں میں نماز جمعہ اور نماز عیدین پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

تفصیلی جواب اپنی مہر سمیت دیکر مشکور فرمائیں۔ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون

فقط ایک سائل۔ محمد صالح ولد ولی محمد، میانوالی

۷۸۷ الجواب: عیدین و جمعہ کی صحت کیلئے مصر یا فنائے مصر شرط ہے۔ یہی مذہب امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کا ہے اور یہی مذہب ہے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا۔ اور اسی پر صدیوں سے فتوی ہے اور علماء کا عمل و معمول۔ اور شرعاً مصر وہ آبادی ہے جو کم از کم پرگنہ ہو۔ اس میں متعدد کوچے اور بازار ہوں اور وہاں ایسا حاکم ہو جو ظالم سے مظلوم کا بدلہ لے سکے۔ ڈھائی تین ہزار کی آبادی کا ہونا کوئی شرعی معیار نہیں۔ لہٰذا دیہات میں جمعہ ناجائز ہے۔ البتہ جس گاؤں میں زمانہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قدیم سے جمعہ ہوتا آیا ہے اسے بند نہ کیا جائے کہ عوام جیسے نام خدا لے لیں غنیمت ہے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

جمعہ کی رکعتیں چودہ ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: جمعہ کے دن حکماً دار الحرب میں کتنی اور دار الاسلام میں کتنی رکعت نماز ادا کی جائے۔ زید کہتا ہے کہ عام دنوں میں ظہر کے فرض پڑھکر فوراً دو رکعت سنت ادا کی جاتی ہیں جبکہ جمعہ کے فرض ادا کر کے چار رکعت پڑھی جاتی ہیں اور اس کے بعد دو رکعت سنت ادا کی جاتی ہیں زید کہتا ہے کہ جمعہ کے دن کل رکعتیں دس ہیں جبکہ عام طور پر چودہ رکعتیں ادا کی جاتی ہیں چنانچہ از روئے شرع شریف صحیح و مدلل جواب سے آگاہ فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، فقط خادم اہلسنت حافظ سراج الدین واحدی، مورخہ ۱۶ ربیع الآخر ۱۴۰۱ھ

۷۸۶ الجواب: ہاں یہ بات صحیح ہے کہ جمعہ کے دن جمعہ پڑھنے والے پر چودہ رکعتیں ہیں۔ چار قبل جمعہ، دو فرض جمعہ، چار بعد جمعہ، پھر دو بعد جمعہ اور پھر نفل۔ اور علاوہ جمعہ کے باقی دنوں میں ہر روز بارہ رکعتیں (عامہ کتب) علامہ بحر العلوم فرنگی محلی رسائل الارکان میں تحریر فرماتے ہیں واما راتبة الجمعه فقبلها اربع رکعات وبعدها اربع رکعات عند ائمتنا الثلثة وزاد الامام ابو یوسف اثنین بعد الاربع التی بعدها یعنی جمعہ کے روز، سنت موکدہ چار رکعت، فرض جمعہ سے پہلے ہیں۔ اور چار رکعت فرض نماز کے بعد۔ یہ قول ہے ہمارے ائمہ ثلثہ کا۔ جبکہ امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ بعد جمعہ چار رکعت کے بعد دو رکعت سنت موکدہ اور پڑھ لی جائیں (تاکہ دونوں روایتوں پر عمل ہو جائے) اسی پر قدیم سے مسلمانوں میں عمل ہے اور یہی جاری رہنا چاہیے۔ نئی بات پیدا کر کے مسلمانوں میں انتشار نہ پھیلائیں کہ لوگ ناواقف ہیں۔ جہل کا غلبہ ہے۔ شیطان کو بہکاتے دیر نہیں لگتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ ربیع الآخر ۱۴۰۱ھ

جمعہ کن حالات میں قائم کیا جائے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین بیچ اس مسئلہ کے کہ: گذارش ہے کہ دیہات میں جمعہ کی نماز کن کن حالات میں ہو سکتی ہے اس کے لئے کتنے آدمیوں کی پابندی ہے ہمارے دیہات میں ہر قسم کا سامان ملنے کی دو کانیں بھی ہیں اور ہم نے ایک مسجد بنوا رکھی ہے باقاعدہ پانچ وقت جماعت سے نماز ہوتی ہے پیش امام مقرر ہے اور تیس 30، پینتیس 35 آدمی جماعت میں ہوتے ہیں اور فاصلے سے دوسرے لوگ جمعہ کی نماز کیلئے آتے ہیں اور ہم نماز جمعہ ادا کرتے ہیں۔ کیا یہ صحیح ہے یا نہیں۔ صحیح حکم کیا ہے ارشاد فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ نعیم الدین علیم الدین، کوارٹر نمبر 372/A لطیف آباد، 17/05/1982

۷۸۶ الجواب: جمعہ کی صحت کیلئے مصر یا فنائے مصر شرط ہے۔ گاؤں میں جمعہ جائز نہیں۔ یہی مذہب امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کا ہے اور امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی یہی مذہب ہے۔ اور مصر کی جو تعریف آپ نے فرمائی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے وہ ہرگز کسی گاؤں پر صادق نہیں آتی۔ لہٰذا گاؤں میں جمعہ ناجائز۔ البتہ جس گاؤں میں زمانہ قدیم سے حاکم اسلام کے حکم و ایماء پر جمعہ ہوتا چلا آیا ہے وہاں عوام کو اس سے منع نہ کیا جائے اور نیا قائم نہ کیا جائے۔ (درمختار، فتح القدیر، فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ رجب المرجب ۱۴۰۲ھ

شہر کی حد کے اختتام پر عید کی نماز سے پہلے قربانی کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ

ایک شخص جو مصر (شہر) میں رہتا ہے، اس نے عیدالاضحیٰ کے موقعہ پر اپنی قربانی شہری حدود کے اختتام پر طلوع آفتاب ہوتے ہوئے قبل نماز عیدالاضحیٰ ذبح کی، یہ شخص صاحب نصاب بھی ہے اس کی مذکورہ قربانی شرعاً درست ہوگئی یا دوسری اس کے ذمہ کرنی ہوگی۔ بینوا بالبرھان وتوجروا من الرحمٰن سائل، فقیر نثار احمد لغاری

۷۸۶ الجواب: اس باب میں کوئی صحیح صریح فقہی جزئیہ نہ فقیر کے علم میں ہے نہ تلاش میں سے اس کا کچھ پتہ چلا۔ البتہ اصول شرع کے پیش نظر، کہا جاسکتا ہے کہ جس طرح، شرائط جمعہ کے اجتماع میں اشتباہ کے باعث، خواص کو یہ حکم ہے کہ وہ نیت مخصوصہ سے احتیاطاً نماز ظہر پڑھیں جسے ظہر احتیاطی کہتے ہیں۔ اسی طرح یہاں احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ چونکہ ایام قربانی گزر چکے ہیں اب قربانی نہیں ہوسکتی تو یہ شخص احتیاطاً قربانی کی قیمت، غرباء ومساکین پر صدقہ کردے تاکہ شبہ واحتمال کی صورت باقی نہ رہے اور قربانی کا وجوب یقینی طور پر اس پر سے اتر جائے۔ عوام پر اس راز کو منکشف نہ کریں کہ وہ اندیشوں کا شکار ہو جائیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ

مسجد محلہ چھوڑ کر جمعہ کیلئے جامع مسجد میں جانے سے مسجد محلہ ویران نہ ہوگی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: جامع مسجد میں جمعہ کی نماز پر، دوسرے محلہ کی مسجد والوں نے عیدین کے چندے کو دونوں مسجدوں میں نصف نصف کرنے پر تنازعہ کھڑا کیا۔ جامع مسجد والے کچھ نمازیوں نے عیدین کا چندہ دوسری مسجد والوں کو دینے سے انکار کیا جس کے باعث دوسرے محلہ والوں نے اپنی مسجد میں نماز جمعہ شروع کردی۔ جو تقریباً چار یا پانچ مہینے سے بدستور قائم ہے۔ کچھ لوگوں نے تنازعہ کو مٹا کر یعنی دوسری مسجد والوں کا چندے کا مطالبہ منظور کر کے جمعہ سابقہ جامع مسجد میں پڑھنے کی کوشش کی۔ لیکن دوسری مسجد کے کچھ لوگوں نے کہا ہے کہ مذکورہ مسجد میں چند ماہ سے جمعہ پڑھایا جارہا ہے۔ اب اس کو بند کرنا جائز نہیں۔ برائے کرم قرآن وحدیث کی روشنی میں محض چندے کی تقسیم پر جمعہ الگ کر لینا کیسا ہے؟ اور اب اس مسجد میں جمعہ بند کر کے حسب سابق جامع مسجد میں جمعہ پڑھنا کیسا ہے؟

(نوٹ) واضح ہو کہ موجودہ صورتحال میں مزید گروہ بندی کا اندیشہ ہے۔

سائل قاری نور محمد رانجھی، محمد محمود رانجھی، موضع سرہالی۔ ضلع اٹک

۷۸۶ الجواب: قصبہ وشہر جہاں جمعہ جائز ہے وہاں نماز جمعہ متعدد جگہ ہونا بھی جائز ہے اگرچہ افضل، حتی الوسع ایک جگہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہونا ہے اور مسجد جامع ہی اس کیلئے موزوں تر۔ کہ اس میں نماز جمعہ کا ثواب زائد ہے کہ نمازیوں کی کثرت ہوگی۔ (فتاوی رضویہ وغیرہ) لہٰذا جس مسجد میں کسی بنا پر چند ماہ سے جمعہ شروع کیا گیا ہے۔ وہاں سے پھر مسجد جامع میں نمازیوں کا واپس آجانا، ایک ایسے کام کی جانب واپس آنا ہے۔ جس میں ثواب مقابلۃً زائد ہے۔ اور اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ یہی مطلوب ہے اور فاستبقوا الخیرات میں داخل۔ اور یہ شبہ کرنا کہ اس سے ایک مسجد میں نماز نہ پڑھنے کا وبال لازم آتا ہے، اس کی کوئی وجہ نہیں۔ نماز نہ پڑھنے کا وبال اس صورت میں ہے کہ مسجد ویران ہو جائے اور لوگ مسجد میں آنا جانا بالکل بند کردیں۔ جبکہ جمعہ کے روز صرف نماز جمعہ کیلئے جامع مسجد میں جانا اسے ویران کرنا نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ ربیع الآخر ۱۴۰۳ھ

نماز میں وضو جائے تو امام کیا کرے؟

سوال: نماز میں وضو ٹوٹ جائے تو امام کو کیا حکم ہے؟ سائل۔ مولوی محمد وارث قادری، دوڑ، نواب شاہ

۷۸۶ الجواب: نماز میں امام کو حدث ہوا یعنی اس کا وضو جاتا رہا تو دوسرے کسی اور شخص کو کہ امامت کا اہل ہو اور اس محدث کا امام ہو سکتا ہو خلیفہ مقرر کر سکتا ہے۔ اور جسے حدث لاحق ہوا سے چاہیے کہ ناک بند کر کے (کہ لوگ نکسیر گمان کریں) پیٹھ جھکا کر پیچھے ہٹے اور اشارے سے کسی کو خلیفہ بنائے۔ خلیفہ بنانے میں بات نہ کرے۔ اور ان شرائط کا لحاظ بھی کرے جو بتائی ہیں۔ ورنہ خلیفہ بنانا درست نہ ہوگا۔ (عالمگیری، ردالمحتار) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ صفر المظفر ۱۴۰۳ھ

بس اسٹاپ پر جمعہ / چالیس گھر گاؤں میں ہوں تو بھی جمعہ نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک گاؤں ہے جس کے اندر چالیس گھر ہیں اور اس کے اندر ایک دکان ہے۔ دوسری بھی کچھ معمولی ہے اور پہلی جو دوکان ہے گھریلو استعمال کی تمام چیزیں نہیں مل سکتیں اور وہاں پر ایک مسجد بھی ہے اور امام مسجد دو چار سورتیں زبانی پڑھا ہوا ہے وہ بھی اپنے گھر کے کام کے اندر مصروف رہتا ہے اور کبھی جمعہ بھی ناغہ کر دیتا ہے جب تک وہ امام صاحب نہ ہوں تو وہاں نہ جمعہ پڑھایا جاتا ہے اور نہ ہی ظہر کی نماز ہوتی ہے۔ اسی گاؤں کے نزدیک فرلانگ ڈیڑھ فرلانگ کے نزدیک ایک اسٹاپ ہے وہاں پر ایک اسلامی مدرسہ بھی ہے اور مسجد بھی اور وہاں کے کچھ لوگ تجارتی آدمی بھی ہیں۔ گندم، مرچی اور پیاز ٹرکوں کے حساب سے باہر جاتے ہیں اور وہاں پر دو تین تھوک کی دوکانیں کریانہ کی ہیں اور ایک دو مٹھائی کی دوکانیں بھی ہیں اور دو تین ڈاکٹروں کی دوکانیں ہیں لیکن کپڑے کی کوئی دوکان نہیں ہے۔ اور وہاں پر یونین کونسل، ناکہ وغیرہ بھی ہے اور اچھی خاصی رونق ہے صبح سے لیکر عصر تک خوب رونق رہتی ہے اس کے بعد تمام کاروباری لوگ اپنے گھروں میں چلے جاتے ہیں اور اس اسٹاپ کی مسجد میں عشاء اور فجر جماعت کے ساتھ نہیں ہوتی ہے اور ظہر، عصر، مغرب ہو جاتی ہے۔ تو آپ فرمائیں قرآن وسنت کی روشنی میں کہ اس گاؤں کے اندر نماز جمعہ جائز ہے یا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہیں۔ اور گاؤں کے اندر جمعہ کی نماز پڑھائی جائے تو وہاں تقریباً بیس پچیس آدمی ہوتے ہیں اور اس گاؤں کے قریب جو اسٹاپ ہے وہاں پر تقریباً پچاس ساٹھ ستر تک آدمی ہو جاتے ہیں۔

آپ مہربانی فرما کر یہ جواب تفصیل کے ساتھ اور حوالے کے ساتھ عنایت فرمائیں آپ کی بہت بہت مہربانی ہوگی بندہ آپکا شکر گزار ہوگا۔ کیونکہ کچھ علماء فرماتے ہیں کہ آج کل ہماری مسلمانوں کی حکومت ہے اور پاکستان مسلمانوں کیلئے آزاد ملک ہے جہاں چاہے گاؤں ہو یا نہیں یا اسٹاپ وہاں پر جمعہ ہو سکتا ہے لیکن کچھ علماء یہ بھی فرماتے ہیں کہ جس گاؤں میں نماز جمعہ پہلے سے شروع ہو تو وہاں نماز با جماعت ہوتی ہو اور جماعت کو ترک نہیں کرتے ہیں تو وہاں جمعہ ہو سکتا ہے۔ آپ اس مسئلہ کے بارے میں وضاحت کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔

۷۸۶ **الجواب:** ایسی بستی جس میں صرف چالیس گھر اور دو ایک دوکان ہیں اس روایت نادرہ کے مطابق جمعہ نہیں ہو سکتا۔ جو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے آئی ہے اور وہ روایت یہ ہے کہ جس آبادی میں اتنے مسلمان مرد عاقل بالغ ایسے تندرست جن پر جمعہ فرض ہو سکے۔ آبادیوں کا گروہ وہاں کی بڑی سے بڑی مسجد میں جمع ہوں تو نہ سما سکیں۔ یہانتک انہیں جمعہ کیلئے جامع مسجد بنانی پڑے تو وہ قیام حجت جمعہ کیلئے شہر سمجھی جائے گی اور وہاں نماز جمعہ و عیدین درست ہوگی اگر چہ یہ اصل موجب کے خلاف ہے۔ اور اس پر علماء کرام نے فتوی سے گریز کیا ہے۔ لہٰذا یہ بستی جو کسی طور پر شہر کی تعریف میں نہیں آتی وہاں جمعہ نہیں بلکہ ظہر کی نماز جماعت سے پڑھی جائے گی۔ یہی حکم بس اسٹاپ کا ہے کہ وہاں بھی جمعہ درست نہیں۔ الغرض جمعہ کی صحت کیلئے مصر یا فنائے مصر (شہر یا قصبہ اور ان سے متعلق مضافات مثلاً گھڑ دوڑ کا میدان وغیرہ) ہونا ضروری ہے۔ گاؤں میں اور وہ بھی ایسا کہ جہاں صرف چالیس گھر آباد ہیں ہرگز جمعہ جائز نہیں۔ یہی مذہب ہے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اور یہی مذہب ہے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا۔ مذہب حنفی کی تمام کتابوں میں ہے **لا جمعة ولا تشريق ولا فطر ولا اضحى الا فى مصر جامع او مدينة عظمية**۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ صفر المظفر ۱۴۰۳ھ

گاؤں میں قربانی عید کی نماز سے پہلے جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید کے گاؤں سے آدھا میل دور دوسرے گاؤں میں نماز عید اور جمعہ ہمیشہ پڑھائی جاتی ہے۔ اب زید کے گاؤں والوں کیلئے کیا حکم ہے۔ کہ وہ عید کی نماز پڑھکر قربانی کریں۔ یا پہلے قربانی کریں؟ جواب سے مستفید فرمائیں اور ہماری رہنمائی فرمائیں۔ السائل۔ امان اللہ، امریکن کوارٹرز، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** جبکہ زید کے رہائشی گاؤں میں قدیم سے جمعہ و عیدین کی نماز معمول نہیں تو یہاں شہر و فنائے شہر کے احکام نافذ نہ ہوں گے اور وہی حکم رہے گا کہ گاؤں والے نماز عید سے پہلے بھی قربانی کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ فقہ کی عام کتابوں میں مذکور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ جمادی الاولی ۱۴۰۳ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گاؤں میں عید کی نماز

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید کے گاؤں میں کبھی عید کی نماز پڑھائی جاتی ہے اور کبھی نہیں۔ اس لئے کہ جب کوئی نماز پڑھانے والا ہوتا ہے تو عید کی نماز پڑھتے ہیں ورنہ نہیں۔ اب زید اپنے گاؤں گیا ہوا تھا۔ اس نے عید کی نماز پڑھائی ہے۔ اب زید کے گاؤں والوں کے لئے کیا حکم ہے۔ عید کی نماز پڑھ کر قربانی کریں یا عید کی نماز سے پہلے کردیں۔ جواب سے مستفید فرما کر ہمیں شکریہ کا موقع عطا فرمائیں۔

۷۸۶ الجواب: سوال سے ظاہر ہے کہ اس گاؤں میں عید و جمعہ کی نماز، زمانہ قدیم سے معمول نہیں۔ تو وہاں جمعہ وعیدین قائم کرنا ہی ممنوع وخلاف حکم شریعت ہے۔ اور یہاں عیدین کی نماز پڑھنا، حکم شریعت کی خلاف ورزی ہے (درمختار وغیرہ) لہٰذا یہاں قربانی نماز عید سے پہلے کرنا جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۴ھ

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

کتاب الاموات

باب الجنائز

فاتحہ سوئم میں دعوت کیسی؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ: اگر کسی کے گھر میت ہو جائے تو زید کہتا ہے کہ اس کے گھر سے تین دن تک کھانا کھانا حرام ہے۔ آیا اس بات کی کوئی اصل ہے؟ نیز اگر کوئی آدمی دور سے تعزیت کیلئے آئے تو وہ کھانا کہاں سے کھائے ان کے گھر سے یا ہوٹل سے جواب بہ حوالہ درکار ہے۔ بینوا توجروا

فقط والسلام السائل غلام مصطفیٰ، ۱۸ رجب المرجب ۱۳۸۶ھ

۷۸۶ الجواب: میت کے گھر والے تیجہ وغیرہ کے دن دعوت کریں تو ناجائز و بدعت قبیحہ ہے کہ دعوت تو خوشی کے وقت مشروع ہے نہ کہ غم کے وقت اور اگر فقراء کو کھلا دیں تو بہتر ہے۔ (فتح القدیر، بہار شریعت) بیرون جات سے تعزیت کیلئے آنے والے گھر والوں میں شمار کئے جائیں گے۔ لہٰذا ان کے ساتھ شریک طعام ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ رجب المرجب ۱۳۸۶ھ

جنازہ میں قوالی کی وصیت/ جو نماز روزہ فرض نہ مانے مرتکب کفر ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین بیچ ان مسائل کے کہ

(۱) کیا میت کے آگے قبرستان تک قوالی کراتے جانا جائز ہے یا نہیں بحوالہ قرآن وحدیث۔

(۲) اگر جائز ہے تو میت کے ساتھ کلمہ شریف پڑھے یا قوالی سنے کیونکہ ڈھولک اور ہارمونیم کی آواز سے کلمہ کے پڑھنے میں خلل پڑتا ہے چونکہ وہاں انعام کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ بحوالہ قرآن وحدیث

(۳) لیکن زید نے اعتراض کیا تو ان کے ایک مرید نے کہا کہ یہ ان کی وصیت تھی اور فقیر لوگوں کی یہ غذا ہے اس لئے ان کی میت کے آگے قوالی ہوتی جارہی ہے اور ہم دنیاداروں کو کیا پڑی ہے۔ بحوالہ قرآن وحدیث

(۴) محترم پیشوائے دین کیا یہ تعلیم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ایسا فرمایا ہے اور وہ ساز یا باجہ کونسا ہے جو شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں جائز ہے۔ بحوالہ قرآن وحدیث

(۵) کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاؤں پر قناعت فرمائی یا عملی نمونہ امت کو پیش کیا بحوالہ قرآن وحدیث۔

(۶) نماز مسلمانوں پر کس حالت میں فرض ہے اور کس حالت میں فرض نہیں کیونکہ بہت سے اشخاص کہتے ہیں کہ نماز دنیادار پر فرض ہے اور ہم دنیادار نہیں۔ اور جب ہم دنیادار نہیں تو ہم پر نماز بھی فرض نہیں۔ لہٰذا دنیادار کی وضاحت فرمائیں بحوالہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قرآن وحدیث۔

(۷) زید ہوش میں ہے اور سوجھ بوجھ کا مالک ہے کام کرتا ہے مبلغ ۳۰۰ تین سو روپیہ ماہانہ تنخواہ ہے لیکن روزے اور نماز کو اپنے اوپر فرض نہیں بتاتا کیونکہ ہم دنیاوالوں میں نہیں۔ہم فقیر لوگ ہیں اور ہم تو ایک مرتبہ پڑھیں گے۔بحوالہ قرآن وحدیث

(۸) محترم پیشوائے دین ایک چیز کو نبی کریم ﷺ منع فرماتے ہیں اور اسی چیز کو موجودہ پیر صاحبان جائز قرار دیتے ہیں۔ ہمارے لئے کس کا فرمان مقدم ہے بحوالہ قرآن وحدیث

(۹) محترم بزرگ وہ علم کون سا ہے جو کہ رب کعبہ نے اپنے پیارے نبی کو نہیں بتایا اور فقیروں کو بتایا۔کیا یہ حقیقت ہے بحوالہ قرآن وحدیث

فقط والسلام خاکپائے بزرگان دین، خاکسار حافظ بشیر احمد صدیقی، 29/03/1967

۷۸۲ الجواب: جنازہ کے ساتھ چلنے والوں کو خاموش رہنا چاہیے۔موت اور احوال قبر اور اس کی ہولناکیوں کو پیش نظر رکھیں دنیا کی باتیں نہ کریں اور نہ ہنسیں۔حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو جنازہ کے ساتھ ہنستے دیکھا تو فرمایا تو جنازہ میں ہنستا ہے تجھ سے کبھی کلام نہ کروں گا۔اور ذکر کرنا چاہیں تو دل میں کریں اور بلحاظ زمانہ حال اب علماء نے ذکر جہر کی بھی اجازت دے دی ہے (صغیری، درمختار، ردالمحتار) شریعت مطہرہ ہم سب پر اور ہمارے تمام احوال پر حاکم ہے۔ حکم شرعی کے خلاف کسی وصیت پر عمل جائز نہیں۔یہ جو کچھ کہا گیا واہی تباہی اور شیطان رجیم کی پیروی ہے۔واللہ اعلم

(۲) اس قسم کے لوگ شیطان کے مسخرے ہیں ان پر فرض ہے کہ ایسے کفریات بکنے سے باز آئیں جب تک ہوش وحواس باقی ہیں آدمی مکلف ہے اور نماز روزہ وغیرہ عبادات اس پر فرض ہیں فرضیت کا انکار کفر ہے اور جلد بازی شیطانی مشغلہ ہے وہ جب تک توبہ نہ کریں اور نماز روزہ شروع نہ کریں مسلمان ہی نہیں ہیں چہ جائیکہ پیر ہوں۔بلکہ انہیں پیر فقیر اور خدا والا سمجھنا خود کفر ہے اللہ مسلمانوں کو شیطان کے فریب سے پناہ میں رکھے اگر یہ توبہ نہ کریں مسلمانوں پر ان سے دور رہنا لازم ہے ورنہ وہ بھی انہیں کے زمرے میں شریک ہوں گے اور انہیں کے ساتھ اسی میں باندھے جائیں گے۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ ذی الحج ۱۳۸۶ھ

میت کو غسل دینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ: ۱)۔زید مردے نہلاتا ہے اس کی امامت صحیح ہے یا نہیں؟ ۲)۔ جس غسل اور وضو سے اس نے میت کو غسل دیا اس غسل اور وضو سے وہ نماز پڑھ اور پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟ ۳)۔جن کپڑوں کو پہن کر اس نے میت کو غسل دیا ان کپڑوں سے نماز پڑھ اور پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

شیخ محمد عالم، خواجہ چوک، حیدرآباد، ۶ محرم الحرام مطابق ۲۸ اپریل ۱۹۶۶ء

۷۸۶ الجواب: میت کو نہلانا فرض ہے اور فرض کے ادا کرنے میں اجر وثواب ہے اور اگر وہاں اور بھی کوئی اس قابل ہو کہ نہلا سکے تو اس کے نہلانے پر اجرت لینا بھی جائز ہے۔بہر حال اس سے امامت میں کوئی فرق نہیں آتا۔اور اگر وہاں کوئی دوسرا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایسا نہ ہو کہ نہلا سکے تو اب اس پر نہلانا فرض ہے اور اس پر اجرت لینا حرام ہے۔ ایسا کرے گا تو فاسق ہوگا اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی اور اس کا امام بنانا گناہ۔ (فتاوی رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۲) جس وضو یا غسل سے میت کو غسل دیا اس وضو اور غسل سے نماز پڑھنا اور پڑھانا، جائز ہے۔ البتہ وضو کر لینا مستحب ہے (شامی وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۳) میت کا غسل نجاست حکمیہ دور کرنے کیلئے ہے۔ تو اولاً تو کپڑوں پر چھینٹیں نہیں آتیں اور چھینٹیں پڑیں بھی تو مستعمل پانی کی پڑیں اور مستعمل پانی نجس نہیں جس طرح زندوں کے وضو اور غسل کا پانی۔ (عامہ کتب و بہار شریعت) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶/ محرم الحرام ۱۳۸۶ھ

شارع عام پر نماز جنازہ اور جوتا پہن کر پڑھنا / بیوی کی ممانی سے نکاح

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں کہ: (۱)۔ شارع عام پر نماز جنازہ ادا کی ہو جائے گی یا کہ نہیں؟ جزئیات سے واضح فرمائیں۔ (۲)۔ جوتے پر یا جوتے پہن کر نماز جنازہ پڑھی یا پڑھائی ہو جائے گی یا نہیں؟ ہونے کیلئے شرائط کیا ہیں۔ (۳)۔ عورت کے ماموں کی بیوی کے ساتھ نکاح جائز ہے یا نہیں۔ دلائل سے واضح فرمائیں۔

الراقم، محمد رفیق، خطیب جامع مسجد ملت اسلامیہ چوک، اسلام آباد، حیدر آباد، 02/10/1967

۷۸۶ **الجواب:** شارع عام اور دوسرے کی زمین پر نماز جنازہ پڑھنا منع ہے کہ ردالمحتار میں فرمایا وتکرہ ایضاً فی الشارع و ارض الناس لیکن دوسرے کی زمین پر اس وقت ممانعت ہے جبکہ مالک زمین منع کرتا ہو۔ (بہار شریعت) واللہ اعلم

(۲) اگر جوتا پہن کر نماز پڑھی تو جوتے اور اس کے نیچے کی زمین دونوں کا پاک ہونا ضروری ہے۔ اگر نجاست بقدر ممانعت نماز ہو تو نماز نہ ہوگی اور جوتے پر کھڑے ہو کر نماز پڑھی تو جوتے کا پاک ہونا ضروری ہے۔ درمختار میں ہے الطهارة من النجاسة من ثوب و مكان و بدن شرط فی حق الميت۔ واللہ اعلم

(۳) بیوی کے ماموں کی بیوی یعنی بیوی کی ممانی سے نکاح جائز ہے جبکہ اور کوئی وجہ ممانعت نہ ہو۔ قال اللہ تعالیٰ و احل لکم ماوراء ذلکم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ جمادی الآخری ۱۳۸۷ھ

قبر پر اذان

سوال: علماء دین کیا فرماتے ہیں: جب میت کو دفن کیا جائے اس کے بعد اس کی قبر کے اوپر اذان دینا جائز ہے یا نہیں؟

۷۸۶ **الجواب:** اذان مذکور کا جائز ہونا یقینی ہے۔ ہرگز شرع مطہرہ سے اس کی ممانعت پر کوئی دلیل نہیں۔ اور جس امر سے شرع نے منع فرمایا نہیں وہ ممنوع نہیں ہو سکتا۔ پھر بھی اس کی اصل شرع مطہرہ سے ثابت ہے چنانچہ امام احمد طبرانی، و بیہقی کی روایت ہے کہ جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دفن ہو چکے اور قبر درست کر دی گئی۔ نبی ﷺ و صحابہ کرام رضی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اللہ تعالیٰ عنہم دیر تک سبحان اللہ ، سبحان اللہ اور پھر اللہ اکبر ، اللہ اکبر فرماتے رہے اور ارشاد فرمایا۔ کہ اس نیک مردے پر اس کی قبر تنگ کردی گئی تھی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے وہ تکلیف دور کی۔ اور قبر کشادہ فرمائی۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ خود حضور اقدس ﷺ نے میت پر آسانی کیلئے بعد دفن ان کی قبر پر بار بار اللہ اکبر فرمایا۔ اور یہی حکم مبارک کہ اذان چھ بار ہے۔ تو اذان کہنا مطابق سنت ہے۔ پھر اذان ذکر الٰہی ہے اور ذکر الٰہی سے ڈر ٹلتا ہے اور اس سے سکون ملتا ہے۔ اور بیشک ایسا کام کرنا جس کے باعث مسلمان بھائی سے عذاب ٹل جائے اور اس کو سکون ملے۔ خدا اور رسول کو مرغوب و مطلوب ہے الغرض اس اذان کے جائز ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کا رسالہ مبارک "ایذان الاجر فی اذان القبر"۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲/ محرم الحرام ۱۳۸۸ھ

نماز جنازہ کے بعد دعا

سوال: علماء دین کیا فرماتے ہیں جب نماز جنازہ ادا کی جائے تو دعا مانگنی چاہیے یا نہیں؟ کھڑے ہو کر دعا مانگے یا بیٹھ کر؟

سائل: عبدالحمید خاں بیراج کالونی، سکھر

۷۸۲ الجواب: ائمہ اہلسنت و جماعت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا فیصلہ ہے کہ دعا اموات مسلمین کیلئے محبوب اور شرعاً مطلوب ہے اور آیت درود جو کہ دعا کے آخر میں پڑھتے ہیں اس میں کسی زمانہ کی تخصیص نہیں کہ فلاں وقت جائز اور مشروع ہے اور فلاں وقت ناجائز و ممنوع ہے۔ خود حضور اقدس رحمۃ للعالمین ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ ہر وقت ہر گھڑی عمر بھر خیر مانگے جا اور تجلیاتِ رحمت الٰہی کی تلاش رکھو اللہ عزوجل کی رحمت کش تجلیاں ہیں کہ اپنے بندوں میں جسے چاہے پہنچا تا ہے۔ ابونعیم وطبرانی کی حدیث شریف میں ہر وقت دعا مانگنے کا ارشاد ہے جس میں نماز جنازہ سے پہلے اور بعد میں، نماز سے متصل، اور نماز کے بعد اوقات سب داخل ہیں۔ کہ جس وقت دعا کیجئے حکم شریف کے ماتحت ہے جب تک کسی خاص وقت کی ممانعت شرع مطہرہ سے ثابت نہ ہو منع کرنا حکم شرع کو رد کرنا ہے اور بعض کتابوں میں جو بعد نماز جنازہ کھڑے ہو کر مانگنے کو مکروہ لکھا اس کے معنی یہ نہیں کہ سلام پھیر کر اسی جگہ صفیں باندھے ہوئے دعا نہ مانگی جائے لہٰذا جب صفیں کھل گئیں لوگ ہٹ گئے تو اب کوئی وجہ ممانعت نہیں۔ پھر یہ صورت بھی مکروہ تنزیہی ہے یعنی سنت نہیں نہ یہ کہ ناجائز ہے مسئلہ کی تحقیق کیلئے ملاحظہ ہو اعلحضرت قدس سرہ کا رسالہ "بذل الجوائز"۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ محرم الحرام ۱۳۸۸ھ

قبر بنانے کے دو طریقے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: حضور اکرم ﷺ کے وقت میں قبر کس طرح کی کھودی جاتی تھی؟

۷۸۶ الجواب: قبر دو قسم کی ہے لحد کہ قبر کھود کر اس میں قبلہ کی طرف میت کے رکھنے کی جگہ کھودیں۔ اور صندوق، وہ جو

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہندوستان میں رائج ہے۔ لحد سنت ہے۔ اگر زمین اس قابل ہو تو لحد بنائیں اور نرم زمین ہو تو صندوق میں حرج نہیں۔ (عالمگیری) واللہ تعالیٰ اعلم العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ر محرم الحرام ۱۳۸۸ھ

تدفین کے بعد قبرستان میں خیرات کرنا

سوال: میت کے دفن کے بعد اس میت کے گھر کا کوئی آدمی چیز بانٹے تو جائز ہے یا نہیں؟

۷۸۶ **الجواب:** قبرستان خیر خیرات کا محل نہیں یہ کام گھر پر کئے جائیں۔ اس کی رسم ہرگز نہ ڈالی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ر محرم الحرام ۱۳۸۸ھ

میت کو قرآن کریم ہاتھ میں اٹھا کر بخشنا

سوال: علماء دین کیا فرماتے ہیں کہ میت کے مرنے کے بعد اس کے لئے کلام پاک ہاتھ میں اٹھا کر بخشنا جائز ہے یا نہیں؟

۷۸۶ **الجواب:** بعض ناواقف جو قضا نمازوں اور روزوں کا فدیہ یوں دیتے ہیں کہ نمازوں وغیرہ کے فدیہ کی قیمت لگا کر سب کے بدلے میں قرآن مجید دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ کل فدیہ ادا ہو گیا یہ محض بے اصل بات ہے اس طرح کل فدیہ ادا نہیں ہوتا بلکہ صرف اتنا ہی ادا ہوگا جس قیمت کا مصحف شریف ہے۔ (بہار شریعت) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ محرم الحرام ۱۳۸۸ھ

فرض نماز کے بعد جنازہ کب پڑھیں؟

سوال: بخدمت جناب مفتی ملت فخر اہلسنت و جماعت، جناب عالی گذارش یہ ہے کہ

کیا فرماتے ہے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ پر کہ: فرض نماز کے بعد پہلے سنت نماز ادا کرے یا نماز جنازہ (جو کہ فرض کفایہ ہے۔) ادا کرے۔ اگر فرض کے بعد نماز جنازہ ادا کرتا ہے اور جنازہ کے ساتھ چلا جاتا ہے تو سنت وغیرہ چھوٹ جاتی ہے اور سنت وغیرہ یعنی پوری نماز ادا کرتا ہے تو نماز جنازہ میں تاخیر ہوتی ہے۔ زید کہتا ہے کہ چونکہ نماز جنازہ فرض کفایہ ہے اس لئے پہلے ادا کرے لیکن بکر کہتا ہے کہ پہلے اپنی پوری نماز ادا کرے بعدہ نماز جنازہ، ادا کرے۔ لہٰذا مفتی ملت سے التماس ہے کہ صحیح فتویٰ صادر فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔ فقط والسلام طالب فتویٰ محمد احمد، کوارٹر D-1 یونٹ نمبر 5

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ عنہا میں بکر کا قول صحیح و درست ہے۔ علماء کرام تصریح فرماتے ہیں کہ اگر کسی فرض نماز کے وقت جنازہ آ گیا اور جماعت تیار ہو، تو فرض، فرض و سنت پڑھ کر نماز جنازہ پڑھیں (عالمگیری، ردالمحتار) نماز جنازہ اگرچہ فرض کفایہ ہے لیکن شرعاً اس کیلئے کوئی وقت مقرر نہیں کہ اگر وقت مقررہ پر نہ پڑھی گئی تو قضا ہو جائے گی۔ برخلاف سنن موکدہ کہ ان کا وقت بعد فرض مقرر ہے۔ پھر اس میں اندیشہ ہے کہ لوگ نماز جنازہ سے فارغ ہو کر جنازہ کے ساتھ روانہ ہونگے۔ تو ممکن کہ سنتیں پڑھنا بھول جائیں اور خواہ مخواہ تارک سنت و گنہگار قرار پائیں۔ اور نہ بھی بھولیں تو فرضوں اور سنتوں کے درمیان ایسا کوئی کام جو منافی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تکبیر تحریمہ ہے سنتوں کے ثواب کو کم کر دیتا ہے۔ تو یہ فعل موجب کراہت ہوا۔ (تنویر الابصار) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ ربیع الآخر ۱۳۸۴ھ

میت کو غسل دینے والا امام ہو سکتا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ: یوسف ایک مسجد میں پیش امام ہے اور اس کا کاروبار میت کو غسل دینا ہے وہ مشہور یوسف غسال ہے اور کچھ لوگ اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ غسال کے پیچھے نماز ہو گی یا نہیں؟

۷۸۲ **الجواب:** مسلمان میت کو غسل دینا فرض ہے اور فرض کے ادا کرنے میں اجر ہے اور اگر وہاں اور بھی کوئی اس قابل ہو کہ میت کو نہلا سکے تو اس کے نہلانے پر اجرت لینا بھی جائز ہے۔ بہر حال اس سے امامت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اگر وہاں کوئی دوسرا ایسا ہو کہ نہلا سکے تو اب اس پر نہلانا فرض عین ہے اور اس پر اجرت لینا حرام ہے۔ ایسا کرے گا تو فاسق ہو گا اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی اور اسے امام بنانا گناہ۔ (فتاوی رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ محرم الحرام ۱۳۹۰ھ

قبروں پر مکان بنانا

سوال: محترم جناب مفتی صاحب مدظلہ العالی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اہل قبور کی قبروں کو برابر کر کے اس کے اوپر مکان اور روڈ بنانے والوں کیلئے شریعت میں کیا حکم ہے۔ ہمارے یہاں اہل قبور والوں پر لوگ بہت ظلم کرتے رہتے ہیں اور ہمارے ساتھ نمازیں پڑھتے ہیں مگر بات کو نہیں مانتے۔ بولتے ہیں قبروں کو برابر کرنا کوئی جرم نہیں۔ آپ مہربانی فرما کر حضور اکرم ﷺ کا حکم تحریر کر کے فتوی کے ساتھ روانہ کریں تو لوگوں کو بتائیں یہ حکم حضور اکرم ﷺ کا ہے۔ جلد از جلد۔ خادم جامع مسجد محمدی، شہر کدھن، ۲۳ محرم الحرام ۱۳۹۹ھ

۷۸۶ **الجواب:** مسلمان مُردوں کی قبریں ہموار کر کے اس پر مکان بنانا بلکہ چھپر وغیرہ ڈال کر وہاں رہنا سہنا اٹھنا بیٹھنا تو سخت گناہ وحرام ہے۔ شریعت مطہرہ کے نزدیک قبروں پر پاؤں رکھنا بھی بے مجبوری محض ناجائز ہے۔ یہاں تک کہ علماء کرام ارشاد فرماتے ہیں کہ "جس کے عزیز کی قبر کے اردگرد اور مسلمانوں کی قبریں ہوں گی کہ یہ ان کی قبر پر پاؤں رکھے بغیر اپنے عزیز کی قبر تک نہیں جا سکتا تو وہاں تک جانے کی اجازت نہیں دور ہی سے فاتحہ پڑھے۔ درمختار میں ہے۔ یکرہ المشی فی طریقه حتی اذا لم یصل الی قبرہ ترکه ظاہر ہے کہ جب قبریں ہموار کی جائیں گی تو ان میں ہڈیاں بھی نکلیں گی اور ہموار کرنے میں ضربیں بھی پڑیں گی اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" بیشک مسلمان مردہ کی ہڈی کا توڑنا ایسا ہی ہے جیسے زندہ مسلمان کی ہڈی توڑنا۔" (ابوداؤد وابن ماجہ وغیرہ) تو قبروں پر مکان بنانے والا اور مسلمان مُردوں کی ہڈیاں توڑنے والا گوارہ کر سکتا ہے کہ اس کی زندگی میں اس کی ہڈیاں توڑی جائیں۔ مشہور صحابی عمرو بن حزم فرماتے ہیں" مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک قبر سے تکیہ لگائے دیکھا تو فرمایا لا توذ صاحب القبر۔ مردے کو ایذا نہ دے۔ رواہ الامام احمد۔ جب قبر پر تکیہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لگانے سے مردہ کو ایذا ہوتی ہے تو ایسے ظلم شدید سے کس قدر ایذاء عظیم ہوگی۔ بالجملہ مسلمان مُردوں کی قبریں برابر کر دینا کہ لوگ اس پر چلیں پھریں اٹھیں بیٹھیں بلکہ اس پر نمازیں پڑھیں محض حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ صفر المظفر ۱۳۹۹ھ

قبر کو فرش کے برابر کر کے اس پر نماز پڑھنا ناجائز

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ ایک مسجد میں پرانی قبر موجود ہے اور جب مسجد میں قوم نے توسیع کا ارادہ کیا تو اگر اس قبر کو بغیر میت نکالے ہموار کر دی جائے اور مسجد میں شامل کر دی جائے اور لوگ اس قبر پر نماز پڑھیں تو آیا یہ دونوں کام (۱) یہ کہ قبر کو مسجد میں شامل کرنا (۲) یہ کہ اس پر نماز پڑھنا شرعاً جائز ہے۔

جواب بنقل اقوال فقہا کرام رحمہم اللہ عنایت فرمائیں۔ بینوا توجروا

المستفتی عبد الحنان، مقام لنڈی شاہ، ضلع و تحصیل مردان پوسٹ کاٹلنگ، صوبہ سرحد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مستفسرہ میں قبر مسلمان کو برابر کر دینا کہ لوگ اس پر چلیں پھریں اٹھیں بیٹھیں نماز پڑھیں محض حرام ہے۔ پھر اس کے برابر کر دینے سے نماز کا بھی کچھ آرام نہیں بلکہ نقصان ہے کہ قبر پر نماز پڑھنا حرام اور قبر کی طرف بے حائل نماز پڑھنا بھی حرام ہے۔ اور قبر اس جگہ کا نام ہے جہاں میت دفن ہے اوپر کا بلند نشان حقیقت قبر میں داخل نہیں۔ تو اس کے برابر کر دینے سے قبر، قبر رہے گی غیر قبر نہ ہو جائیگی۔ ردالمحتار میں ہے۔ "تکرہ الصلوۃ علی القبر لورود النھی عن ذلك" بلکہ اس کا طریقہ یہ ہے کہ قبر کے اردگرد ایک ایک بالشت کے فاصلے سے ایک چار دیواری اٹھائیں کہ سطح قبر سے یا قد آدم سے زیادہ اونچی ہو۔ ان دیواروں کو پاٹ دیں کہ چھت ہو جائے۔ اب یہ مکان ہو گیا کہ جس کے اندر قبر ہے اب اس کی چھت پر اور اس کی دیوار کی طرف ہر طرح نماز ہو جائے گی کہ یہ نماز قبر پر یا قبر کی طرف نہ رہی بلکہ ایک مکان کی چھت پر یا اس کی دیوار کی جانب ہوئی اور اس میں حرج نہیں۔ ملتقط میں ہے ان کان بین المصلی والقبر حجاب فلا تکرہ الصلوۃ فیہ اور بہتر یہ ہے کہ ان مختصر دیواروں میں جنوباً شمالاً یا دیوار قبلہ میں بھی کچھ باریک جالیاں رکھیں اس سے دو فائدے ہوں گے اولاً میت کی قبر تک ہواؤں کا آنا جانا کہ بحکم شرع موجب نزول رحمت ہے دوم جالیاں دیکھ کر ہر شخص سمجھ لے گا کہ یہ قبر نہیں اور اس پر یا اس کی طرف نماز پڑھنے میں اندیشہ نہ کرے گا ورنہ ناواقف اسے بھی قبر جان کر احتراز کرے گا۔ (فتاوی رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ ربیع الاول شریف ۱۳۹۹ھ

میت کو دفن کرنے کے بعد دوسری جگہ منتقل کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسائل ذیل میں کہ

(۱) المنبہات حافظ ابن حجر میں ایک حدیث آتی ہے جس میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ دس آدمیوں کی نمازیں اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا ہے وہ آدمی یہ ہیں۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۱۔وہ آدمی جو ہمیشہ بغیر جماعت کے نماز پڑھتا ہے، ۲۔وہ آدمی جس پر زکوۃ فرض ہے اور زکوۃ نہ دے، ۳۔وہ امام جس کو لوگ پسند نہ کریں اور وہ نماز پڑھائے، ۴۔شرابی ۵۔وہ غلام جو اپنے آقا کے پاس سے بھاگ جائے، ۶۔وہ عورت جس سے شوہر ناراض ہو، ۷۔سود کھانے والا، ۸۔ظالم بادشاہ، ۹۔وہ عورت جو بغیر اوڑھنی نماز پڑھے، ۱۰۔جو برے کام بھی کرتا ہے اور نمازیں پڑھے۔کیا ان لوگوں کی نماز ہوتی ہے۔

(۲) یہ بات جو مشہور ہے کہ مردہ آدمی کو ایک میعاد مقرر کر کے زمین میں دفن کر دو، تو وہاں زمین اس کو خراب نہیں کرتی ہے۔ اس بات کی کیا اصل ہے؟ فقط سائل حافظ نور محمد، ٹنڈو الہیار، سندھ، ۶ مارچ ۱۹۷۵ء

۷۸۶ **الجواب:** یہاں دو چیزیں ہیں ایک ادائیگی فرض، دوسری قبولیت فرض۔تو جن لوگوں کے بارے میں یہ وارد کہ ان کی نمازیں قبول نہیں وہ کم از کم اس مواخذے سے تو انشاء اللہ بچ جائیں گے کہ تم نے فرض کیوں ادا نہیں کیا اور اب ترک نماز کا جرم تو ان پر عائد نہ ہوگا۔رہا قبولیت کا سوال تو وہ مرضی مولیٰ پر ہے اور اس کا فضل و کرم بہت بڑا ہے۔اسے یوں سمجھئے کہ ریا کار کی عبادت مقبول نہیں لیکن وہ شخص جو ریا کاری کیلئے فرائض ادا کر رہا ہے وہ ترک فرض کے عذاب میں تو نہ پکڑا جائے گا۔واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) یہ رافضیوں کا طریقہ ہے جسے سنی مسلمان اختیار کر لیتے ہیں۔میت کو دفن کرنے کے بعد اسے وہاں سے بلا ضرورت شرعی منتقل کرنا، ناجائز و گناہ ہے اور روافض کی سنت پر عمل۔(عالمگیری) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ر رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ

رشوت خور کی نماز جنازہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص زید نامی کسی دفتر میں سرکاری ملازم ہے۔جس کی قلیل تنخواہ ہے۔جس میں اس کا گزارا اس مہنگائی کے دور میں نہیں ہوتا بیوی بچوں کی بیماری و تعلیم کا خرچ اس میں شامل ہے۔ اس جائز خرچ کو پورا کرنے کیلئے رشوت جس کا نام سرکاری محکموں میں کمیشن رکھا ہوا ہے۔اگر نہیں لیتا ہے تو اس کے بچے بھوکے مرتے ہیں بغیر تعلیم کے رہتے ہیں۔کپڑے نہیں پہن سکتے ہیں۔کسی عزیز و اقارب سے نہیں مل سکتا ہے۔کوئی مہمان داری نہیں کر سکتا ہے خیرات و نذر نیاز کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور دوسرا کوئی ذریعہ بھی نہیں ہے کہ وہ حلال روزی کما سکے۔

الف۔زید اب تک جو وہ کمیشن کا پیسہ لیکر خرچ کرتا رہا کھانے پینے، پہننے، نذر نیاز یا غربا کی امداد پر یا اپنی ذاتی ضروریات پر تو اس سے توبہ کرنے کی کیا صورت ہے۔

ب۔اگر زید یہ کمیشن کا پیسہ لینے سے اجتناب کرتا ہے اور اللہ کے حضور سچی توبہ کرتا ہے تو اب تک جو چیزیں اپنے کمیشن کے پیسوں سے خرید کر استعمال کی ہیں اس کے استعمال کا شرع میں کیا حکم ہے۔علاوہ ازیں اگر زید کا کام کسی دوسرے محکمہ سے پڑتا ہے۔مثلاً بجلی کا کنکشن لینا ہے۔پانی کا کنکشن لینا ہے۔حج کیلئے پاسپورٹ بنوانا ہے۔شناختی کارڈ یا راشن کارڈ بنوانا ہے۔اسی طرح ضروریات زندگی کے مختلف کام جہاں رشوت عام ہے اگر نہیں دیتا ہے تو کام نہیں ہوتا اور دیتا ہے تو گناہگار۔اس صورت میں اسے کیا کرنا چاہیے۔اس میں دو باتیں شامل ہیں ایک تو زبردستی رشوت دیکر کام کرانا کہ میرا کام جلد ہو جائے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دوسرے زید سے زبردستی رشوت کالیا جاتا کہ اگر رشوت نہیں دو گے تو کام نہیں ہوگا۔

ج۔ زید رشوت (کمیشن) لیتا ہے اور بغیر توبہ کئے مرجائے تو اس کی نماز جنازہ پڑھنا، پڑھانا، یا اس کو ایصال ثواب یا دعائے مغفرت کرنا کیسا ہے؟

حضور والا قرآن وسنت کی روشنی میں مدلل جواب عنایت فرمائیں۔ ہم عاصیوں کی نجات کا ذریعہ اور وسیلہ بن کر داخل حسنات ہوں۔ خادم علماء وفقراء سید خلیل حسین زیدی، واپڈا کالونی کوٹری روڈ، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** توبہ شرعیہ یہ ہے کہ آدمی اپنی زندگی بھر، بقدر قدرت اس کوشش میں رہے کہ جس کا جو مطالبہ اس پر آتا تھا وہ دیدیا جائے یا معاف کرالیا جائے۔ ہاں جس مطالبہ کا لینے والا نہ رہا۔ یا معلوم نہیں کون ہے کہاں ہے، تو وہ مطالبہ فقیروں پر صدقہ کردے۔ اگر اپنی طرف سے تقصیر نہ کی اور مطالبہ باقی رہا تو امید لگائے رکھے کہ وہ مولائے کریم روز قیامت اپنے فضل وکرم سے معافی کی سبیل پیدا فرمائے گا۔ اور اسے دوسروں کے روبرو رسوائی وفضیحت سے بچائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) رشوت دئے بغیر اگر اپنا جائز اور شرعی حق نہ ملے تو رشوت دینا جائز ہے۔ دینے والا گناہ سے بچ جائے گا۔ لینے والا بہرحال گناہگار ہوگا کہ اس پر اس کا کوئی حق نہیں جبکہ جائز نوکری میں، نوکر کا، خلاف قرارداد کرنا، یا اپنے فرض منصبی کی ادائیگی کے مقابل، دوسروں سے روپیہ سمیٹنا غدر ورشوت ہے اور یہ دونوں حرام ہیں۔ نیز کسی قانونی جرم کا ارتکاب کرکے، اپنے آپ کو بلاوجہ، ذلت وبلا کیلئے پیش کرنا شرعاً بھی جرم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) چوری، غصب، رشوت وغیرہ کا مرتکب اگرچہ سخت گناہگار ہے لیکن نماز جنازہ اس کی پڑھی جائے گی کہ وہ اس کا جرم تھا اور یہ ہمارا شرعی فریضہ۔ ہم کیوں کوتاہی کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶/ ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ

میت کو نہلانے کی اجرت لینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ پر کہ: ہمارے قلعہ کی مسجد میں موذن صاحب ہیں حافظ قرآن ہیں اور غسال ہیں میت کو غسل دینے والا جس کا پیشہ غسل دینے کا ہے اگر وہ امامت کرتا ہے تو کیا اس کی امامت جائز ہے یا نہیں اور اگر جائز ہے تو کس مجبوری میں اگر موجودہ پیش امام دو چار دن کیلئے چلا جاتا ہے تو غسال موذن ان ایام میں امامت کرسکتا ہے یا نہیں؟

۷۸۶ **الجواب:** مسلمان میت کو نہلانا فرض ہے اور فرض کے ادا کرنے میں اجر ہے اور اگر وہاں اور بھی کوئی اس قابل ہو کہ نہلا سکے تو نہلانے پر اجرت لینا بھی جائز ہے۔ بہرحال اس سے امامت میں کوئی خلل نہیں آتا۔ اور اگر وہاں کوئی دوسرا ایسا نہ ہو کہ نہلا سکے تو اب اس پر نہلانا فرض عین ہے اور اس پر اجرت لینا حرام۔ اب اگر اجرت لیگا تو فاسق ہوگا اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی اور اس کا امام بنانا گناہ (فتاوی رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰/ محرم الحرام ۱۴۰۱ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

زیارت کا طریقہ

سوال: جناب عالی مندرجہ ذیل کا مفصل اور خوشخطی میں جواب تحریر فرما کر مشکور و ممنون فرمائیں عین نوازش ہوگی۔

(۱) کسی شے پر فاتحہ یا نیاز دینے میں کون کونسی آیات پڑھتے ہیں اور دعائے خیر اور بخشنے کا کیا طریقہ ہے۔ مفصل تحریر فرمائیں گویا کہ آپ خود کسی چیز پر فاتحہ دے رہے ہیں۔ تو کیا کیا پڑھیں گے۔

(۲) کسی مزار یا قبر پر فاتحہ پڑھنے کا طریقہ مکمل مع ایصال ثواب۔

(۳) درود شریف جو عام طور پر پڑھا جاتا ہے تحریر فرمائیں۔

۷۸۶ الجواب: رسالہ دے دیا گیا۔ (جس میں اس مسئلہ کا جواب موجود ہے)

(۲) زیارت قبر کا طریقہ یہ ہے کہ پائنتی کی طرف سے جا کر، میت کے مونھ کے سامنے کھڑا ہو۔ سلام عرض کرے۔ پھر فاتحہ پڑھ کر ایصال ثواب کرے۔ اور بیٹھنا چاہے تو اتنے فاصلے سے بیٹھے کہ اس کی زندگی میں، نزدیک یا دور، جتنے فاصلے پر بیٹھ سکتا تھا۔ (درمختار) واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) درود شریف خواہ کسی صیغہ میں پڑھیں کوئی مضائقہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ محرم الحرام ۱۴۰۱ھ

مسجد میں نماز جنازہ مکروہ تحریمی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: کسی بھی امیر آدمی کی بغیر شرعی عذر کے مثلاً برسات وغیرہ، کسی گراؤنڈ اور عیدگاہ کے ہوتے ہوئے بھی مسجد میں نماز جنازہ ادا کرنا جائز ہے یا نہیں یا مکروہ ہے؟ پڑھنے والوں کا کہنا ہے کہ جب کعبۃ اللہ شریف اور مسجد نبوی میں نماز ادا کی جاتی ہے تو یہاں پر ادا کرنے میں کیا اعتراض ہوسکتا ہے۔ حدیث اور فقہ کی روشنی میں دلائل کے ساتھ جواب باصواب عنایت فرمائیں۔

السائل۔ محمد امین الدین، گورنمنٹ ہائی اسکول رادھن، بتاریخ ۲۵ جمادی الثانی ۱۴۰۱ھ

۷۸۶ الجواب: مسجد میں نماز جنازہ مطلقاً مکروہ تحریمی ہے۔ خواہ میت، مسجد کے اندر ہو یا باہر۔ سب نمازی مسجد میں ہوں یا بعض۔ کہ حدیث میں نماز جنازہ مسجد میں پڑھنے کی ممانعت آئی (درمختار) لوگ اپنے علم ناقص کی لگام تھام کر قیاس کے گھوڑے دوڑاتے ہیں۔ فعل کسی کا حجت نہیں۔ حکم شریعت حجت ہے۔ ورنہ کون نہیں جانتا کہ وہاں کے ائمہ کے چہروں میں شرعی داڑھیاں بھی نہیں ہوتیں تو کیا ان کے فعل پر قیاس کر کے، داڑھی میں ایسی تراش خراش کو جائز قرار دیدیا جائے گا؟ پھر وہاں، مسجدوں میں نماز جنازہ شافعیہ کے طور پر پڑھی جاتی ہے۔ حنفیہ کے نزدیک وہی حکم ہے جو مذکور ہوا کہ مسجد میں نماز جنازہ مطلقاً مکروہ تحریمی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ جمادی الاخری ۱۴۰۱ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عورتوں کا قبرستان جانا

سوال: حضرت علامہ مفتی محمد خلیل خان صاحب برکاتی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
عرض یہ ہے کہ: عورت کو قبرستان میں جانا جائز ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عطا فرمائیں۔

فقط مشتاق احمد

۷۸۶ **الجواب:** عورتوں کیلئے بھی بعض علماء نے زیارت قبور کو جائز بتایا۔ درمختار میں یہی قول نقل کیا۔ مگر عزیزوں کی قبر پر جائیں گی تو جزع فزع کریں گی لہٰذا ممنوع ہے اور صالحین کی قبور پر برکت کیلئے جائیں تو بوڑھیوں کیلئے حرج نہیں اور جوانوں کیلئے ممنوع (ردالمحتار) اور اسلم یہ ہے کہ عورتیں مطلقاً منع کی جائیں کہ اپنوں کی قبور کی زیارت میں تو وہی جزع فزع ہے اور صالحین کی قبور پر یا تعظیم میں حد سے گزر جائیں گی یا بے ادبی کریں گی۔ کہ عورتوں میں یہ دونوں باتیں بکثرت پائی جاتی ہیں۔
(فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ر صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے

سوال: کیا نماز جنازہ پڑھنا، ہر مسلمان پر فرض ہے؟ ہماری مسجد کے امام یہی فرماتے ہیں۔ سائل: حاجی محمد انوار بتاشہ گلی

۷۸۶ **الجواب:** نماز جنازہ بالاجماع فرض کفایہ ہے کہ ایک نے بھی پڑھ لی تو سب بری الذمہ ہو گئے ورنہ جس جس کو خبر پہنچی تھی اور نہ پڑھی تو گناہگار رہا۔ فقہ کی تمام متداولہ معتمد علیہ اور معتبر کتابوں متون، شروح وفتاوی میں یہی منقول یہی مذکور یہی موکد ہے۔ عالمگیری اور درمختار میں فرمایا والصلوۃ علیه فرض كفاية کنز الدقائق اور اس کی شرح تبیین الحقائق وغیرہ میں ہے وھی فرض کفایۃ۔ قال الكمال رحمه الله والا جماع على الافتراض و كونه على الكفاية كافد۔ اسی میں ہے ولو كلفت فرض عين لصلى عليه النبي ﷺ۔ ولان المقصود يحصل باقامة البعض فتكون فرض كفاية۔ ملک العلماء علامہ عبد العلی محمد بحر العلوم قدس سرہ اپنی مشہور کتاب رسائل الارکان میں فرماتے ہیں ثم الصلوة فرض على الكفاية لا عيناً لتكريم الميت وايفاء حقه ويتم اذا وجد من البعض۔ ان تمام عبارات کا ماحصل یہی ہے کہ نماز جنازہ فرض کفایہ ہے اور اس کا جو مقصود ہے یعنی تکریم میت، اس کے حق کا ایفاء اور دعائے مغفرت، وہ بعض کے فعل سے حاصل ہو جاتا ہے۔ اور اگر فرض عین ہو جیسا کہ اس جاہل امام نے کہا تو پھر ہر میت پر ہر محلہ ہر قریہ ہر شہر بلکہ ہر ملک کے باشندوں پر اس کا ادا کرنا لازم قرار پائے اور ایسا ہو تو تمام کارخانہ حیات کا سارا نظام درہم برہم ہو جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ر ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

ہمارا اسلام کے درسوں کا حوالہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع اس مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جو ہمارا اسلام حصہ چہارم صفحہ (۵۲) پر امام صاحب کے حالات میں درج ہے کہ مقبولیت کا عالم یہ تھا کہ پہلی بار نماز جنازہ میں کم وبیش پچاس ہزار کا مجمع تھا اس پر آنے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

والوں کا سلسلہ قائم تھا یہاں تک کہ چھ بار نماز جنازہ پڑھی گئی تو اس چھ بار نماز جنازہ پڑھنے میں ذرا تشویش ہے۔ برائے مہربانی اس کی وضاحت فرمادیں کہ یہ روایت کونسی کتاب سے اخذ کی گئی ہے۔ فقط بشیر احمد، متعلم جامعہ قادریہ حقانیہ، اکوڑہ خٹک

۷۸۶ **الجواب:** یہ مسئلہ ہر سیرت کی کتاب اور فقہا کے احوال میں موجود ہے دو کتابیں آپ ملاحظہ فرمائیں۔ حوالہ حاضر ہے۔ (۱) مقدمہ عمدۃ الرعایہ فی حل شرح الوقایہ۔ بر صفحہ ۳۴ سطر ۱۳ از مولانا عبدالحی لکھنوی مطبوعہ محمد سعید کراچی۔ (۲) فتاوی برہنہ دفتر دوم صفحہ ۱۹۹ از شیخ نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ مطبوعہ نولکشور۔ آپ کے دونوں سوالوں کا جواب اسی میں موجود ہے۔

فقیر قادری احمد میاں برکاتی، ناظم تعلیمات، دارالعلوم احسن البرکات، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

حضور ﷺ کی نماز جنازہ کیسے ہوئی؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ حضور اکرم ﷺ کا جنازہ پڑھا گیا ہے یا نہیں؟ کتاب کے حوالہ کے ساتھ جواب دیں مہربانی ہوگی۔

سائل کریم بخش سولنگی، معرفت حیات بھٹائی کپڑے والا، تعلقہ جوہی ضلع دادو

۷۸۶ **الجواب:** حضور اقدس ﷺ کے جنازہ اقدس پر نماز کے باب میں علماء مختلف ہیں۔ ایک گروہ علماء کے نزدیک، یہ نماز معروف نہ ہوئی۔ بلکہ لوگ گروہ در گروہ حاضر ہوتے اور صلوٰۃ وسلام عرض کرتے۔ بعض احادیث بھی اس کی تائید میں ہیں۔ بزار و حاکم و ابن سعد و بیہقی وغیرہم محدثین، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا اذا غسلتمونی و کفنتمونی ضعونی علی سریری ثم اخرجوا عنی فان اول من یصلی علی جبرئیل الحدیث۔ جب میرے غسل وکفن سے فارغ ہو میری نعش مبارک میرے پلنگ پر رکھ کر باہر چلے جاؤ سب سے پہلے جبرئیل مجھ پر سلام کریں گے پھر میکائیل پھر اسرافیل پھر ملک الموت۔ اپنے سارے لشکروں کے ساتھ۔ پھر گروہ در گروہ میرے پاس حاضر ہو کر مجھ پر درود وسلام عرض کرتے چلے جاؤ۔ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے اپنے جنازہ اقدس کی نسبت اسی قدر تعلیم فرمائی کی گروہ در گروہ حاضر ہو کر درود وسلام پڑھتے جانا جنازہ مبارکہ، ام المومنین صدیقہ عائشہ کے حجرہ مبارکہ میں تھا جہاں اب مزار انور ہے اس سے باہر لیجانا نہ تھا۔ چھوٹا سا حجرہ اور تمام صحابہ کرام کو اس نماز اقدس سے مشرف ہونا۔ ایک ایک جماعت آتی اور پڑھتی اور باہر جاتی پھر دوسری آتی۔ یہانتک ان پر مردوں پھر عورتوں پھر لڑکوں نے صلاۃ پیش کی۔ یوں یہ سلسلہ تیسرے دن ختم ہوا۔ اس طرح وصال اقدس کے بعد حضور پرنور ﷺ پر جو صلاۃ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے ادا کی اسے بھی درود ودعا کے معنی میں لیتے ہیں۔ اور بہت علماء یہی نماز معروف مانتے ہیں۔ امام قاضی عیاض نے اس کی تصریح فرمائی کما فی شرح الموطا للزرقانی۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انتظامات میں مشغول تھے جب تک ان کے دست حق پر بیعت نہ ہوئی تھی۔ لوگ فوج فوج آتے اور جنازہ انور پر نماز پڑھتے جاتے جب بیعت ہوئی۔ ولی شرعی صدیق ہوئے۔ انہوں نے جنازہ مقدس پر نماز پڑھی پھر کسی نے نہ پڑھی کہ ولی کے نماز جنازہ پڑھ لینے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے بعد، کسی کو نماز جنازہ کے اعادہ کا اختیار نہیں۔ ان مطالب کی تفصیل امام اہلسنت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رسالہ النهی الحاجز عن تکرار صلوۃ الجنائز میں مذکور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳۰ ذی قعد ۱۴۰۲ھ

قبر کے سوالات کہاں ہوں گے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: حدیث میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا یہ حدیث حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب انسان مرجاتا ہے اور اس کے ساتھی بھی مردے کو دفن کر کے واپس چلے جاتے ہیں پھر اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور مردے کو قبر میں بٹھا کر پوچھتے ہیں من ربك اور اس سے دوسرا سوال یہ کرتے ہیں ما دینك اور تیسرا سوال یہ ہوتا ہے ماكنت تقول فی هذا الرجل تو پوچھنا یہ ہے کہ جو لوگ قبر میں دفن ہی نہیں کئے جاتے مثلاً جیسے کوئی آگ میں جل کر مر گیا پانی میں ڈوب کر مر گیا یا کوئی حادثے میں مر گیا تو ان لوگوں سے یہ سوالات کس طرح کئے جائیں گے یا کئے جاتے ہیں۔ عبد العزیز آرائیں، ٹنڈو الہیار، سندھ

۷۸۶ الجواب: مردہ اگر قبر میں دفن نہ کیا گیا تو جہاں پڑا رہ گیا یا پھینک دیا گیا غرض کہیں ہو اس سے وہیں سوالات ہوں گے اور وہیں ثواب و عذاب اسے پہنچے گا یہاں تک کہ جسے شیر کھا گیا تو شیر کے پیٹ میں سوال و ثواب و عذاب جو کچھ ہے ہوگا۔

واللہ تعالیٰ اعلم العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ 10/03/1982

کیا نماز جنازہ پڑھنے سے وضو ختم ہو جاتا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص کہتا ہے کہ اگر نماز جنازہ پڑھی۔ تو پھر بغیر وضو دوسری نماز نہیں پڑھ سکتے۔ اس کا کہنا ہے کہ نماز جنازہ پڑھنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ آیا یہ درست ہے یا نہیں؟

(۲) نماز جمعہ کے بعد کی چار سنتیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان کا کوئی جواز نہیں اور یہ سنتیں ہندوستان میں رواج دی گئیں۔ صحیح بات سے آگاہ کیا جائے؟ حافظ حضور بخش، خطیب جامع مسجد حنفیہ، یونٹ نمبر ۹ لطیف آباد، 13/09/1982

۷۸۶ الجواب هو الموفق للصواب: نماز جنازہ کی ادائیگی نواقض وضو میں سے نہیں۔ لہٰذا اس شخص کا یہ کہنا کہ نماز جنازہ پڑھنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ بے اصل ہے۔

(۲) بعد نماز جمعہ چار رکعت سنت کا عمل متعدد احادیث سے ثابت ہے چنانچہ قال النبی علیه الصلوۃ والسلام اذا صلی احدکم الجمعة فلیصل بعدها اربع رکعات۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی جمعہ کی نماز پڑھے تو بعد جمعہ چار رکعت پڑھے (اخرجہ مسلم) و عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنه کان النبی ﷺ یصلی قبل الجمعة اربعاو بعدها اربعاً۔ (ترمذی شریف) سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ کی عادت کریمہ تھی کہ جمعہ کی نماز سے پہلے چار رکعت پڑھتے اور بعد جمعہ چار رکعت پڑھتے۔ و عن عطاء قال رأيت ابن عمر

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صلی بعد الجمعۃ رکعتین ثم صلی اربعا (ترمذی) حضرت عطاء سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے بعد جمعہ دو رکعت پھر چار رکعت پڑھیں۔ شرح وقایہ جلد اول میں ہے وسن قبل الفجر و بعد الظھر والمغرب والعشاء رکعتان و قبل الظھر و الجمعۃ وبعدھا اربع بتسلیمۃ۔ دو ۲ سنتیں فجر کی نماز سے پہلے اور بعد ظہر و مغرب و عشاء کے دو رکعتیں ہیں اور ظہر کی نماز اور جمعہ کی نماز سے پہلے چار رکعت ہیں اور بعد جمعہ چار رکعت ایک سلام سے ہیں۔ افضل یہ ہے کہ جمعہ کے بعد چار رکعت پڑھے تا کہ دونوں حدیثوں پر عمل ہو جائے۔ (غنیۃ) واللہ اعلم بالصواب

احمد میاں برکاتی، دارالعلوم احسن البرکات، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۳؍ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ

امام مسجد پر جنازہ پڑھانا فرض نہیں ہے

سوال: السلام علیکم، علماء کرام اس مسئلہ پر کیا فرماتے ہیں کہ: نور مسجد کے پیش امام کے پاس دو آدمی گئے اور پیش امام نور مسجد حسین آباد سے نماز جنازہ پڑھانے کیلئے کہا۔ تو پیش امام نے نماز جنازہ پڑھانے سے انکار کر دیا اور ان سے کہا کہ جس سے نکاح پڑھواتے ہو اس سے نماز جنازہ پڑھوالو۔ اس وجہ سے ان کے پیچھے نماز پڑھنے والوں نے نماز پڑھنے سے انکار کر دیا۔ بھیرو اور جیر محمد، حسین آباد، (گدو) حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: نماز جنازہ فرض کفایہ ہے کہ ایک نے بھی پڑھ لی تو سب بری الذمہ ہو گئے۔ ورنہ جس جس کو خبر پہنچی تھی اور نہ پڑھی وہ گنہگار رہا (عامۂ کتب) اس امام مسجد پر ہی نماز پڑھانا فرض نہ تھا تو وہ انکار پر گنہگار بھی نہ ہوا۔ لیکن اس کا جواب اس کی حریص طبیعت کا پتہ دیتا ہے۔ اور حرص میں گرفتار مسلمان، اور بھی بہت سے امور کا مرتکب ہو سکتا ہے۔ بہر حال مسلمانوں کو اس سے باز پرس کا حق ہے۔ اگر وجہ معقول بیان کرے فبہا۔ ورنہ اس سے وعدہ لیں کہ آئندہ ایسی باتوں سے اجتناب کرے جس سے دوسرے مسلمانوں کی دل آزاری ہو۔ یہ اس وقت ہے کہ وہ امام سنی صحیح العقیدہ ہو اور امامت کا اہل۔ ورنہ اسے کسی بھی نماز میں امام بنانا گناہ اور اپنی نمازوں کو تباہ کرنا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸؍ جمادی الاخری ۱۴۰۳ھ

میت کو قبر سے نکال کر دوسری جگہ منتقل کرنا منع ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ہمارے والد بزرگوار کا انتقال ہو گیا ہے اور اس کو تین ماہ کیلئے بطور امانت دفن کر دیا گیا ہے۔ اور اس کو اپنے آبائی گاؤں لے جانا چاہتے ہیں شرعی طور پر اس کا کیا حکم ہے۔ مہربانی کر کے تحریری طور پر جواب عنایت فرمائیں۔

عبدالرزاق ولد عبدالحق قریشی ہاشمی (مرحوم)، گھر نمبر 22 سلطان شاہ کالونی، نزد گورنمنٹ کالج، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: میت کو دفن کرنے کے بعد اسے قبر سے نکال کر بلا وجہ شرعی، دوسرے مقام پر منتقل کرنا مطلقاً ممنوع ہے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور یہ جو طریقہ کہیں کہیں سننے اور دیکھنے میں آیا کہ لوگ میت کو زمین کے سپرد کر دیتے ہیں اور پھر وہاں سے نکال کر دوسری جگہ دفن کر دیتے ہیں یہ رافضیوں کا طریقہ ہے (عالمگیری، بہار شریعت) بلکہ علماء فرماتے ہیں کہ مرنے والے نے اس کی وصیت بھی کی ہو تو بھی اس وصیت پر عمل نہ کیا جائے گا اور کسی کو یہ جائز نہ ہوگا کہ دفن کے بعد وہاں سے میت نکال کر کہیں اور دفن کرے۔ اس میں میت کو ایذا رسانی بھی ہے اور اس کی توہین و اہانت بھی۔ کون جانے میت وہاں کس حالت میں ہے۔ اگر معاذ اللہ حالت غیر میں ہوئی تو خواہ مخواہ اس مرد مسلم کی رسوائی ہوگی اور اس کا باعث یہی قبر کھود کر میت کو نکالنے والے مسلمان۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

قبر میں شیطان کا جانا اور اذان سن کر بھاگنا

سوال: جناب مفتی محمد خلیل صاحب برکاتی، السلام علیکم، از راہ کرم وضاحت فرمائیں کہ کیا قبر میں بھی شیطان کا دخل ہوتا ہے یعنی نکیرین کے سوالات کے وقت شیطان اپنا حملہ کرتا ہے؟ شمس الحق بخاری، 02/05/1983

۷۸۶ **الجواب:** بیشک جب بندہ قبر میں رکھا جاتا اور سوال نکیرین ہوتا ہے تو شیطان رجیم وہاں بھی خلل انداز ہوتا اور جواب میں بہکاتا ہے۔ چنانچہ وارد ہے کہ "جب مردے سے سوال ہوتا ہے کہ تیرا رب کون ہے؟ شیطان اس پر ظاہر ہوتا اور اپنی طرف اشارہ کرتا ہے کہ تیرا رب میں ہوں"۔ اسی لیے حکم آیا کہ میت کیلئے جواب میں ثابت قدم رہنے کی دعا کریں۔ اسی کی مؤید ہیں وہ احادیث کہ حضور ﷺ میت کو دفن کرتے وقت دعا فرماتے "الٰہی شیطان سے بچا"۔ اگر وہاں شیطان کا کچھ دخل نہ ہوتا تو حضور یہ دعا کیوں فرماتے۔ (امام ترمذی) اسی لئے علماء نے قبر پر اذان کہنے کو مستحب فرمایا۔ کہ جہاں اذان ہوتی ہے شیطان بھاگتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

میت کی فاتحہ میں ضیافت کا اہتمام

سوال: مفتی صاحب، السلام علیکم، عرض یہ ہے کہ ہندو پاکستان میں اکثر یہ رسم ہے کہ جب کسی کی وفات ہو جاتی ہے تو ابھی میت کو اصل منزل روانہ بھی نہیں کیا جاتا کہ اہل میت کو کھانا وغیرہ پکوانے اور میت کے عزیز و اقارب و احباب کی عورتوں کیلئے پان چھالیہ وغیرہ کی فکر ہو جاتی ہے۔ اور قبرستان سے واپسی آنے کے بعد اعلان دعوت کیا جاتا ہے۔ کہ تمام شامل حضرات ٹکڑا توڑ کر جائیں۔ اس طرح پہلے ہی دن جب کہ اہل بیت رنج و غم میں مبتلا ہوتے ہیں انہیں اس طرح اہتمام کرنا پڑتا ہے کہ جیسے خوشی کی دعوت پر کیا جاتا ہے۔ پھر اس طرح تیسرے دن پھر آٹھویں دن اس طرح چالیس دن تک یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے۔ بعد چالیس دن کے چالیسویں کے نام سے ایک دعوت اس طرح کی جاتی ہے کہ اس میں پُر تکلف کھانے، چائے، سگریٹ، پان، چھالیہ وغیرہ کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے۔ اس کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے یہاں شادی کی کوئی تقریب ہے۔ محترم آپ یہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرمایئے کہ اہل میت کی طرف سے کھانے کی دعوت کرنا کیا شرعاً جائز ہے۔ اور ان میں جو مفلس و نادار ہوتے ہیں وہ بھی مجبوراً اس رسم کو نبھانے کیلئے قرض لیتے ہیں۔ اور بعد میں قرض اتارنے کیلئے گھر کا سامان تک فروخت کرنا پڑتا ہے۔ اور اس طرح مفلسی مستقل ان کے ہاں ڈیرہ ڈال لیتی ہے۔ اگر ان کو منع کیا جائے تو جواباً کہتے ہیں کہ تم یہ چاہتے ہو کہ برادری میں ہماری ناک کٹ جائے اور تمام عمر ہم اپنے رشتہ داروں کے طعنے سہیں۔

(۱) کیا غم کے موقعہ پر کھانے کی دعوت کرنا شرعاً جائز ہے؟ (۲) کیا ایسی دعوت سے میت کو کوئی فائدہ ہوگا؟ (۳) ایسی دعوت کرنے والے اس میں شرکت کرنے والے معصیت کے مرتکب ہوں گے؟ (۴) کھانے کی دعوت کس موقع پر شرعاً جائز ہے؟ سائل میاں محمد صدیق مغل قادری رضوی، 11/9 دہلی کالونی، کراچی

۷۸۶ الجواب: مسلمان میت کے روز وفات سے اس کے اعزاء و اقارب کا، خصوصاً عورتوں کا اس کے یہاں جمع ہونا اور اس اہتمام سے رہنا، جو شادیوں میں کیا جاتا ہے، یہ ایک ناپاک رسم ہے جو کتنے ہی قبیح اور شدید گناہوں اور نہایت درجہ مذموم و ممنوع خرابیوں پر مشتمل ہے۔ (۱) یہ دعوت خود ناجائز اور بدعت سیئہ ہے۔ حضرات صحابہ کرام اہل میت کے یہاں جمع ہونے اور ان کے کھانا تیار کرانے کو مردے کی نیاحت یعنی سوگ سے شمار کرتے تھے اور سوگ کی حرمت پر متواتر حدیثیں ہیں۔ امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں کہ یکرہ اتخاذ الضیافۃ من الطعام من اھل المیت۔ یعنی اہل میت کی طرف سے کھانے کی ضیافت تیار کرنی منع ہے۔ اور وجہ یہ کہ شرع نے ضیافت خوشی میں رکھی ہے نہ کہ غمی میں۔ کہ یہ افسوس کے دن ہیں، تو جو خوشی میں ہوتا ہے ان کے لائق نہیں۔ بلکہ علامہ شامی ردالمحتار میں فرماتے ہیں کہ "معارج الدرایہ شرح ہدایہ" نے اس مسئلہ میں بہت کلام طویل کیا اور فرمایا یہ سب ناموری اور دکھاوے کے کام ہیں ان سے احتراز کیا جائے۔ (۲) غالباً ورثا میں کوئی یتیم یا اور بچہ نابالغ ہوتا ہے یا اور ورثا موجود نہیں ہوتے، نہ ان سے اس کا اذن لیا جاتا ہے۔ ایسی صورت میں یہ امر سخت شدید حرام پر متضمن ہوتا ہے کہ یتیموں کا مال ناحق اڑانا، یا مال غیر میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف خود ناجائز، خصوصاً نابالغ کا مال ضائع کرنا ہے جس کا اختیار، خود اس کو بھی نہ اس کے باپ نہ اس کے وصی کو۔ اور اگر ان میں کوئی یتیم ہوا تو آفت سخت تر۔ والعیاذ باللہ ہاں اگر محتاجوں کے دینے کو کھانا پکوائیں تو حرج نہیں بلکہ خوب ہے۔ بشرطیکہ کوئی عاقل بالغ اپنے مال خاص سے کرے۔ یا ترکہ سے کریں تو سب وارث موجود و بالغ و راضی ہوں۔ (ہندیہ خانیہ بزازیہ وغیرھا) (۳) عورتیں جمع ہو کر افعال منکرہ کرتی ہیں مثلاً چلانا رونا پیٹنا بناوٹ سے مونھ ڈھکنا۔ الی غیر ذلک اور یہ سب نیاحت ہے اور نیاحت حرام۔ ایسے مجمع کیلئے میت کے عزیزوں اور دوستوں کو بھی جائز نہیں کہ کھانا بھیجیں کہ گناہ کی امداد ہوگی۔ نہ کہ اہل میت کا خود اہتمام طعام کرنا۔ کہ سرے سے ناجائز ہے۔ تو اس ناجائز مجمع کیلئے ناجائز تر ہوگا۔ (۴) اکثر لوگوں کو اس رسم قبیح کے باعث، اپنی طاقت سے زیادہ ضیافت کرنی پڑتی ہے۔ یہاں تک کہ میت والے بیچارے، اپنے غم کو بھول کر اس آفت میں مبتلا ہوتے ہیں کہ اس میلے کیلئے کھانا پان چھالیہ کہاں سے لائیں۔ اور بارہا ضرورت قرض لینے کی پڑتی ہے۔ ایسا تکلف شرع کو کسی امر مباح کیلئے بھی زنہار پسند نہیں نہ کہ ایک رسم ممنوع کیلئے۔ اللہ عزوجل مسلمانوں کو توفیق بخشے کہ قطعاً ایسی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رسمیں جن میں دین ودنیا دونوں کا ضرر ہے ترک کردیں اور بیہودہ طعن وملامت کا لحاظ نہ کریں۔ واللہ الهادی۔

تنبیہ:۔ اگرچہ صرف ایک دن یعنی پہلے ہی روز، عزیزوں اور ہمسایوں کو مسنون ہے کہ اہل میت کیلئے اتنا پکوا کر بھیجیں جسے وہ دو وقت کھاسکیں اور باصرار انہیں کھلائیں مگر یہ کھانا صرف اہل میت ہی کے قابل سنت ہے۔ اس میلے کیلئے بھیجنے کا ہرگز حکم نہیں۔ ان مسائل کو تفصیل ودلائل سے سمجھنے کیلئے امام اہلسنت امام احمد رضا خاں قدس سرہ کا رسالہ "جلی الصوت لنهی الدعوة امام الموت" کا مطالعہ کریں۔ ہم نے یہ تمام اسی سے اخذ کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ رصفر المظفر ۱۴۰۰ھ

سنی بہشتی زیور کے بعض مسائل پر وضاحت

سوال: جناب حضرت مفتی محمد خلیل خان برکاتی صاحب، السلام علیکم، سلام کے بعد عرض کی جاتی ہے کہ میں نے آپ کی کتاب سنی بہشتی زیور کا مطالعہ کیا یہ بہت سے مسائل کا مجموعہ ہے لیکن چند مسائل مجھے تلاش کرنے کے باوجود نہ ملے اس لئے ان مسائل کا جواب کتاب وسنت وفقہ کی روشنی میں دیا جائے کیونکہ ان مسائل میں لوگ اختلاف رائے رکھتے ہیں اس لئے بحوالہ جواب دیکر مشکور فرمائیں۔

میت کو دفن کرنے کے بعد اذان دینا قبر پر کیسا ہے؟ ایک صاحب کا کہنا ہے کہ ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز صفحہ ۸۴۳ جلد ا میں منع لکھا ہے وہ یہ حوالہ دیتا ہے میرے پاس یہ کتاب نہیں ہے۔ اور یہ کتاب عربی میں ہے مہربانی فرما کر اس کا حوالہ دیں یا لکھیں

(۲) میت کا جنازہ پڑھنے کے بعد لوگ بیٹھ کر دعا کرتے ہیں بعض لوگ ایسا نہیں کرتے وہ کہتے ہیں ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز صفحہ ۸۹۴ جلد ا میں ہے کہ جنازہ خود دعا ہے اس کے بعد کوئی دعا نہیں۔ لیکن بعض اسے ضروری سمجھتے ہیں اور سنت کہتے ہیں قبر پر اذان دینے کو بھی بعض سنت کہتے ہیں مہربانی کر کے اصل مسئلہ تحریر کریں۔

(۳) اذان سے پہلے کچھ لوگ درود یعنی صلوۃ جسے کہتے ہیں پڑھتے ہیں اور کچھ نہیں پڑھتے۔ ایک نے کہا کہ صلوۃ اذان سے پہلے پڑھنا سنت ہے مہربانی فرما کر قرآن وحدیث کی روشنی میں اصل مسئلہ لکھیں۔ ان سوالوں کے جوابات نیچے درج کیجئے۔ میں لفافہ بھیج رہا ہوں۔ والسلام انار شاہ جہاں، لاہور

۷۸۶ **الجواب:** ردالمحتار میں جو کچھ فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ میت کو قبر میں اتارتے وقت اذان کہنا مسنون نہیں۔ بدعت ہے اور یہی مذہب ہے بعض علماء کا۔ جبکہ دوسرے علمائے اعلام اسے جائز کہتے ہیں اور بدعت حسنہ کہتے ہیں اور اسی پر آج عوام وخواص اہلسنت کا عمل ہے۔ اور حق یہ ہی ہے کہ اس وقت اذان کہنا یقیناً جائز ہے ہرگز شرع مطہرہ سے اس کی ممانعت پر کوئی دلیل نہیں اور جس امر سے شرع منع نہ کرے اصلاً ممنوع نہیں ہوسکتا۔ خصوصاً جبکہ اذان اس وقت کہتے ہیں، زندہ اور مردہ دونوں کیلئے کثیر فوائد ہیں۔ انہیں میں رحمت الٰہی کا نزول ہے اور احادیث صاف بتاتی ہیں کہ اذان ذکر الٰہی ہے اور ذکر الٰہی سے عذاب دفع ہوتا ہے شیطان بھاگتا ہے اور وحشت اس سے دور ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ مردے کو اس نئے مکان

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تنگ و تاریک میں سخت وحشت اور گھبراہٹ ہوتی ہے جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے تو اس کے اطمینان و سکون قلب کی خاطر اگر اذان کہہ دیں تو کیا برا کرتے ہیں۔ کیا نہ دیکھا کہ جب آدم علیہ السلام جنت سے زمین پر اترے انہیں گھبراہٹ ہوئی تو جبرئیل علیہ السلام نے اتر کر اذان دی۔ پھر ہم اس غریب کی وحشت اور گھبراہٹ دور کرنے کیلئے اذان کہیں تو یہ جرم کیوں ہوا۔ بدعت ہے تو بدعت حسنہ کہتے ہیں۔ جس پر سنت خیر کی صورت میں انشاء اللہ تعالیٰ ثواب کی امید ہے تفصیل کیلئے دیکھیں رسالہ مبارک ''ایذان الاجر''۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) درالمختار میں یہ تو ہے کہ نماز جنازہ دعا ہے لیکن یہ بات فقیر کو نہ ملی کہ اس کے بعد کوئی دعا نہیں۔ جیسا کہ سوال میں مذکور ہے۔ بلکہ ہرگز کسی کتاب میں یہ منقول نہیں کہ بعد نماز جنازہ دعا مانگنے کو علماء مطلقاً مکروہ لکھتے ہوں اور کیونکر لکھتے کہ خود حضور پر نور ﷺ اور صحابہ وائمہ کرام کے اقوال و فعال اور خود فقہائے کرام کی تصریحات اس پر گواہ ہیں کہ اموات مسلمین کیلئے دعا کرنا محبوب اور شرعاً مطلوب اور اس میں کوئی قید نہیں کہ فلاں وقت تو مستحب و مشروع ہے اور فلاں وقت ناجائز و ممنوع۔ آخر زیارت قبور نماز جنازہ کے بعد ہی ہوتی ہے تو کیا اس وقت بھی دعا کرنا عبث اور ناجائز ہوگا کہ نماز جنازہ تو ہو چکی اب دعا کی کیا حاجت ہے اور یہ نہ کہے گا مگر جاہل محض، ہاں فقہا نے جو بات فرمائی وہ یہ ہے کہ نماز جنازہ کے بعد اسی جگہ، اسی طریقہ پر صف بستہ پھر دوبارہ دعا مانگنا مکروہ ہے کہ جاہل اسے نماز جنازہ کا کوئی حصہ نہ سمجھنے لگیں اور ایسا ہوا تو یہ تبدیل شرع ہوگی ان لوگوں کو اسی سے دھوکا ہوا۔ اور فقہاء نے فرمایا کہ نماز جنازہ کے بعد صفیں توڑ کر دعا کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) وہابیہ زمانہ نے محبوب خدا ﷺ کی تعظیم و تکریم کے مروجہ طریقوں مثلاً میلاد شریف میں بوقت ذکر ولادت، قیام اور صلوٰۃ وسلام کی جتنی بھی ممانعت کی قدرت نے اتنا ہی شوق اہل ایمان کے دلوں میں پیدا کیا۔ کہ وہ ذکر محبوب کو اور زیادہ سے زیادہ پھیلائیں۔ انہی طریقوں سے ایک طریقہ قبل اذان درود شریف پڑھنا ہے درود شریف پڑھنا ایسا محبوب اور شرعاً مطلوب ہے کہ خود خدا عزوجل کی سنت کریمہ ہے۔ مسلمانوں نے اسی آیت کریمہ کے تحت اسے پھیلایا۔ اب جو منع کرتے ہیں وہ دلیل لائیں کہ خدا اور سول نے اس سے کہاں منع فرمایا ہے۔ کیا تم خدا ورسول سے بڑھ کر ہو کہ وہ منع نہ کریں اور تم منع کرو۔ جب کہ شریعت کا قانون ہے کہ جس امر سے شریعت منع نہ کرے وہ جائز ہے۔ البتہ درود و اذان میں کچھ فاصلہ رکھیں یا قرأت درود کے وقت آواز کو پست کریں تا کہ جہال میں اشتباہ پیدا نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ   ۲۹ ربیع الآخر ۱۴۰۳ھ

قبرستان میں گھس کر جنازہ پڑھنا

سوال: بخدمت جناب مولانا مفتی محمد خلیل خان صاحب دام اقبالہٗ

خدمت میں عرض اس طرح ہے کہ قبرستان کی باؤنڈری کے اندر کوئی جگہ جنازہ نماز کیلئے مقرر کریں تو وہاں پر نماز جنازہ ہوسکتی ہے یا نہیں اس جگہ کے آگے پیچھے قبریں موجود ہیں۔ براہ کرم اس کا جواب شریعت کی روشنی میں عنایت فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ — حاجی یٰسین خان، محمد رمضان اینڈ کمپنی، کلاتھ مرچنٹ، شاہی بازار، عمر کوٹ، سندھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب:** اگر چہ یہ بات محقق ہو جائے کہ جس جگہ نماز جنازہ ہوگی وہاں کوئی میت دفن نہیں یا وہاں کوئی قبر آج تک نہ دیکھی گئی نہ سنی گئی اور اس کا ثبوت ہونا بہت دشوار ہے تب بھی نماز جنازہ کی ممانعت کیلئے اتنی ہی بات کافی ہے کہ سامنے قبریں موجود ہیں۔ عالمگیری وغیرہ میں صراحۃً موجود ہے کہ اگر قبر سامنے موجود ہو تو نماز مکروہ تحریمی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ ذی قعد ۱۴۰۱ھ

داڑھی منڈوانا، کتروانا اور سیاہ خضاب لگانا

جنازہ لیکر چلیں تو میت کے قدم کس طرف ہوں؟

عورتوں کا اپنے پیر کے ہاتھ پاؤں چومنا

نماز جنازہ کے اعلان کیلئے ڈھول بجانا

سوال: جناب مولانا مفتی محمد خلیل خان صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سلام کے بعد عرض کی جاتی ہے کہ مہربانی فرما کر مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب دیجئے اور مسائل کو وضاحت سے بیان کیجئے۔ بہت بہت مہربانی ہوگی۔

(۱) جس کی داڑھی مٹھ سے کم ہو داڑھی کترواتا ہو اس کے پیچھے نماز فرض یا تراویح درست ہے یا نہیں۔ یہاں پر ایک مولوی صاحب ہیں وہ داڑھی کتراتا ہے اور وہ سیاہ خضاب بھی داڑھی پر لگاتا ہے اس کی داڑھی مٹھ سے کم ہے وہ کہتا ہے کہ اگر موجودہ زمانہ میں داڑھی منڈواتا بھی ہو اس کے پیچھے نماز درست ہے وہ مولوی پانچ وقت نماز پڑھاتے ہیں اور لوگ بھی اس کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں تو کیا لوگوں کی نماز ہو جاتی ہے۔ دوسرا یہاں پر ایک مسجد کے علاوہ سب مساجد میں نماز تراویح ایسے حافظ کے پیچھے پڑھتے ہیں جو داڑھی منڈواتا ہے یا کتراتا ہے اور مٹھ سے کم ہوتی ہے تو نمازی کہتے ہیں کہ نماز تراویح چونکہ سنت ہے اس لئے درست ہو جاتی ہے ایسے امام کے پیچھے۔ مہربانی فرما کر، اصل مسئلہ بتادیں۔

(۲) یہاں روڈہ میں قبرستان مشرق کی جانب ہے اور شہر مغرب کی جانب تو جو لوگ میت کو قبرستان لیجاتے ہیں تو میت کے پاؤں آگے ہوتے ہیں اور سر پیچھے قبلہ کی جانب اور کہتے ہیں کہ اگر سر آگے کر دیں تو پاؤں قبلہ جانب ہو جائیں گے اور یہ گناہ ہے۔ مہربانی کر کے اصل مسئلہ بتادیں۔

(۳) یہاں پر بعض عورتیں پیر صاحب کے پاؤں و ہاتھوں کو بوسہ دیتی ہیں اور بعض آدمی جھک کر پیر صاحب سے ملتے ہیں۔ تو کیا عورتوں کا بوسہ دینا اور مردوں کا جھک کر سلام کرنا پیر صاحب کو درست ہے۔

(۴) یہاں پر جب کوئی فوت ہو جاتا ہے تو لوگ ڈھولچی کو لے آتے ہیں جو قبرستان میں ڈھول بجاتا ہے تاکہ لوگ جنازہ کیلئے اکٹھے ہو جائیں اور لاؤڈ اسپیکر میں بھی اعلان کر لیتے ہیں کیا ڈھول بجانے میں ایسی حالت میں کوئی حرج نہیں؟ مہربانی کر کے ان مسائل کی وضاحت کیجئے اور بالتفصیل جواب دیجئے۔ شکریہ سائل۔ مفتی محمد کریم بخش، میانوالی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ الجواب: نماز حکم شرعی ہے احکام شرع کے مطابق ہی ہو سکتی ہے کوئی خانگی معاملہ نہیں کہ جو اور جب چاہے جس طرح چاہے جس کے پیچھے چاہے پڑھ لے اور مطمئن ہو کر بیٹھ جائے کہ فرض صحیح ادا کر کے سبکدوش ہو گیا۔ مسلمان تو مسلمان کفار تک بھی جانتے ہیں کہ روز اول سے مسلمانوں کی راہ داڑھی رکھنی ہے ہر قرن میں ہر طبقہ کے اولیائے امت اور علمائے ملت بلکہ قرون خیر میں تمام مسلمان داڑھی رکھتے تھے اور اسے منڈانا، ترشوانا علمائے کرام علامات قیامت میں گنا کرتے تھے۔ پھر مشرکوں کافروں کی دیکھا دیکھی مدتوں کے بعد، داڑھی کی تراش خراش کی وبا مسلمانوں میں بھی آئی مگر جوان میں بھی ایمان سے پورا حصہ رکھتے ہیں۔ اپنی اس حرکت پر شرمندہ رہتے اور اسے طریقہ اسلامی سے جدا سمجھتے اور برا جانتے ہیں۔ مگر چوری سرزوری والوں سے خدا کی پناہ کہ داڑھی منڈائیں، داڑھی کو نصرانیوں اور کافروں کی طرح تراش خراش کی بھینٹ چڑھائیں اور ذرا نہ شرمائیں۔ شرمانا کیسا ہے بے شرمی کا لبادہ اوڑھ کر، مسمانوں کے امام بنیں نمازیں پڑھائیں اور پھر اسے مطابق شریعت مطہرہ ٹھہرائیں حالانکہ یہ وہی خصلت کفار ہے جس سے خدا ناراض، رسول خدا بیزار۔ بہر حال مسلمان یاد رکھیں کہ داڑھی منڈانا، ترشوانا یا حد شرع سے کم رکھنا، علی الاعلان فسق و گناہ ہے اور اس کا مرتکب فاسق معلن اور فاسق معلن کو امام بنانا گناہ۔ اس کے پیچھے نماز پڑھنی منع اس کے پیچھے جو نمازیں پڑھی ہوں ان کا پھیرنا واجب ہے رد المحتار میں ہے (فی شرح المنار) علی ان کراھۃ تقدیمہ یعنی الفاسق کراھۃ تحریمۃ درمختار میں ہے کل صلوۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا پھر یہ حکم عام ہے ہر نماز کو شامل اور ہر نماز با جماعت اس میں داخل فرض ہو یا واجب یا موکدہ یعنی تراویح، ادا ہو یا قضاء سب کا اعادہ واجب ورنہ گناہ، ترک واجب کا سر پر نازل ہو کہ ہر نماز نیت باندھنے کے بعد واجب ہو جاتی ہے آدمی اگر تراویح سرے سے نہ پڑھے تو ترک سنت کا مرتکب ہوا اور فاسق معلن کے پیچھے تراویح پڑھ کر، اعادہ نہ کرے تو ترک واجب کا گناہ لازم۔ تو یہ ان کی بے عقلی ہے کہ تراویح سنت ہے لہٰذا فاسق کے پیچھے بلا کراہت جائز۔ الغرض مسلمانوں پر لازم کہ وہ صحیح العقیدہ، اور صحیح العمل کو امام بنائیں اور فاسق کو امام بنا کر، ہر گز اپنی نمازیں تباہ نہ کریں۔ اگر امام مذکور توبہ شرعیہ کر لے اور داڑھی حد شرع کے مطابق رکھ لے تو فبہا ورنہ مسلمانوں پر واجب ہے کہ اسے معزول کر دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) حکم شرعی یہ ہے کہ جنازہ لے چلنے میں سرہانا آگے ہونا چاہیے تمام دنیا میں مسلمانوں کا اس پر عمل ہے۔ اس کے برخلاف پاؤں آگے رکھنا حکم شرعی کی خلاف ورزی ہے ہم ایسی رسم کیوں روا رکھیں جس سے طریق مسلمین کا خلاف لازم آئے قبلہ کو ہم بدل نہیں سکتے تو اس کیلئے حکم شرعی کیوں بدلیں۔ شرع ہر حال میں حاکم ہے اس کی سنیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) یہ عورتوں کی جہالت ہے پیر صاحب پر لازم ہے کہ وہ عورتوں کو اس گناہ سے باز رکھیں۔ یو ہیں مردوں کو ملاقات کے وقت اتنا جھکنا کہ حد رکوع تک ہو جائے منع ہے اور سر کو اظہار تعظیم کیلئے قدرے جھکا لینا جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) قبرستان سے دور بازار اور شارع عام پر اگر بلند آواز سے موت کا اعلان کر دیا جائے تو اس سے مقصد حاصل ہو جاتا ہے ڈھول ڈھولک سے اجتناب کریں۔ لاؤڈ اسپیکر سے بھی اعلان ہو سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ ربیع الآخر ۱۴۰۴ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب الزکوٰۃ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب الزکوٰۃ

رفاہی اداروں کا زکوٰۃ جمع کر کے خرچ کرنا

سوال: مکرمی جناب مولانا مفتی محمد خلیل خان صاحب مدظلہ العالی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع کہ:

ا۔ زید نے اپنی برادری کی ایک جماعت رفاہی مقاصد کیلئے امداد باہمی کی صورت میں بنائی جس کے اغراض و مقاصد میں حسب ذیل دفعات بھی شامل ہیں۔

(الف) مدرسے، ہسپتال اور صنعتی اداروں کے قیام کیلئے زمین یا عمارت خرید کر یا تعمیر کروا کر مذکورہ ادارے قائم کرنا اور چلانا۔

(ب) نادار طلباء کی فیس ادا کرنا اور ان کیلئے مفت کتابیں مہیا کرنا۔

لہٰذا زید نے زکوٰۃ خیرات و چرم قربانی کی رقم جمع کی ہے کیا زید مذکورہ بالا اغراض و مقاصد کو عملی جامہ پہنانے کیلئے رقم مذکورہ صرف کر سکتا ہے؟

۲۔ زید مذکورہ بالا اغراض و مقاصد کو عملی جامہ پہنانے کیلئے زکوٰۃ خیرات و چرم قربانی کی جمع شدہ رقم بکر کے نام تملیک کے ساتھ ہبہ یا حیلہ کروا کر صرف سکتا ہے؟

۳۔ زید حنفی مسلک سے تعلق رکھتا ہے اور مذکورہ بالا اغراض و مقاصد کو عملی جامہ پہنانے کیلئے اور زکوٰۃ خیرات و چرم قربانی کی جمع شدہ رقم صرف کرنے کیلئے شافعی حنبلی یا مالکی مسلک (اگر اجازت دے تو) اختیار کر سکتا ہے؟

۴۔ مذکورہ بالا اغراض و مقاصد میں آئمہ کے نزدیک کیا رائے ہے؟

۵۔ حضور اکرم ﷺ کے زمانے میں اور خلفائے راشدین کے زمانے میں جو بیت المال جمع کیا جاتا تھا وہ کس طریقہ پر مصرف کیا جاتا تھا؟ محمد احمد، جنرل سیکریٹری چھیپا جماعت حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** زکوٰۃ ادا کرنے میں یہ ضروری ہے کہ جسے دیں مالک بنا دیں اباحت کافی نہیں۔ لہٰذا مال زکوٰۃ مسجد میں صرف کرنا۔ یا اس سے میت کو کفن دینا۔ یا میت کا دین ادا کرنا۔ یا غلام آزاد کرنا۔ پل سرائے سقایہ سڑک بنوا دینا نہر یا کنواں کھدوا دینا یا کتاب وغیرہ کوئی چیز خرید کر وقف کر دینا کافی نہیں (جوہرہ، تنویر، عالمگیری)۔ اور صدقہ کے مصارف وہی ہیں جو زکوٰۃ کے ہیں (درمختار، ردالمحتار) لہٰذا فطرہ اور دوسرے صدقات واجبہ کی رقوم سے نہ مدرسوں اسپتالوں اور صنعتی اداروں کیلئے عمارت و زمین خریدی جا سکتی ہے اور نہ ہی یہ رقم مذکورہ اداروں کی تعمیر میں صرف کی جا سکتی ہے البتہ نادار مستحق طلبہ کو

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ادائیگی فیس کیلئے یہ رقم بطور تملیک صرف میں لائی جاسکتی ہے یونہی ان کیلئے دینی کتابیں مہیا کی جاسکتی ہیں شرط وہی ہے کہ انہیں اس رقم یا کتاب وغیرہ کا مالک بنادیا جائے ورنہ زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ واللہ اعلم

۱۔ چرم قربانی سے جمع شدہ رقم بلاشبہ ہر مصرف خیراتی مقاصد کیلئے استعمال کی جاسکتی ہے۔ واللہ اعلم

۲۔ زکوٰۃ، فطرہ، کفارہ نذر، صدقات واجبہ کے مصارف جہاں فقراء و مساکین وغیرہم ہیں۔ وہیں اس کے مصارف میں ایک مد فی سبیل اللہ بھی ہے اور نیک بات میں زکوٰۃ صرف کرنا فی سبیل اللہ (راہ خدا) میں صرف کرنا ہے جبکہ بطور تملیک ہو کہ بغیر تملیک زکوٰۃ ادا نہیں ہوسکتی (درمختار وغیرہ) بحالات موجودہ جبکہ علم دین کی ترویج اور اسلام و سنیت کی تبلیغ کی راہ میں ہزار ہا رکاوٹیں حائل ہیں۔ دینی مدارس کے قیام و بقاء کی ایک صرف یہی صورت باقی رہ گئی ہے کہ ہمدردان دین وملت اور بہی خواہان علوم شریعت اپنی زکوٰۃ و صدقات کی رقوم ان طلبہ پر صرف کریں جو اپنے وطن سے دور پردیس میں جہاں ان کے ہمدردان کی قوم کے کوئی اور پرسان حال نہیں علوم اسلامی کی تحصیل میں مصروف رہتے ہیں اور ان مدارس کے منتظمین ان کے خورد و نوش و طعام و قیام کا انتظام کرتے ہیں اور انکے لیے کتابیں مہیا کرتے ہیں۔ اب اگر نئی انجمن اور جماعتیں رفاہی کاموں کیلئے ان رقوم کو جمع کریں اور ہسپتال اور صنعتی ادارے ان رقوم سے چلائیں اگرچہ وہ حیلۂ شرعی کرلیں تب بھی آپ غور فرمائیں کہ جہاں ان فقراء و مساکین وغیرہم کی حق تلفی ہوئی وہیں ان دینی مدارس کی بربادی کا سامان مہیا ہوگیا اور علوم اسلامیہ کی ترویج موقوف۔

غور فرمائیں ہسپتالوں دنیاوی مدرسوں، جہاں دینی تعلیم برائے نام ہوتی ہے اور صنعتی اداروں کی تعمیر و ترقی کی خاطر یہ رفاہی انجمنیں، مدارس پر قبضے کے ساتھ، زکوٰۃ و فطرہ اور صدقات واجبہ کی مد پر بھی قبضہ کرلیں، تو دینی مدارس کے قیام کی کیا صورت ہوگی اور مذہب حقہ کی ترویج کا کیا بندوبست ہوگا علوم دینیہ حاصل کرنے والے نادار طلبہ کے مصارف کا کیا انتظام ہوگا بالخصوص جبکہ ان مدارس کا عام دار و مدار انہی رقوم پر ہے اور رفاہی کاموں کیلئے بہت سے ذرائع۔ دینی مدارس کیلئے چندہ کو نکلئے تو لوگ دس بیس یا پچاس سو روپیہ دکھاتے ہیں لیکن یہی حضرات جنکے پاس ان غریب مدارس دینیہ اور علوم اسلامیہ حاصل کرنے والے نادار طلبہ کیلئے پچاس سو کی رقم رہتی ہے، اپنے نام و نمود اور شہرت کی خاطر ان رفاہی کاموں میں کس طرح دل کھول کر حصہ لیتے ہیں اور کس کس طرح اپنی ہمدردیاں اس رفاہی ادارے کی ترقی کیلئے وقف کر دیتے ہیں غالباً اب آپ خوب سمجھ گئے ہونگے کہ ایسے رفاہی اداروں کی تعمیر و بقاء کیلئے زکوٰۃ و فطرہ وغیرہ صدقات واجبہ کی رقوم صرف کرنا قطعاً منع ہے اور بے محل ہے اور یہ مصارف ہرگز زکوٰۃ وغیرہ کے مصارف نہیں اور یہ کہ اس اقدام میں فقراء و مساکین اور مدارس عربیہ میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کی حق تلفی ہے اور ہر وہ حیلہ جس کی رو سے کسی مستحق کی حق تلفی ہو یا اس میں حق تلفی کی بو پائی جائے یا اس سے مقصود تمول ہو، وہ مکروہ تحریمہ قریب حرام ہے اور ناجائز۔ فقہاء و علماء میں متداول اور معتمد علیہ، مشہور کتاب ''عالمگیری'' میں ہے مذهب علمائنا ان كل حيلة يحتاج بها الرجل لابطال حق الغير اولاد خال شبهة فيه فهي مكروهة اور علامہ حموی محشی اشباہ نے فرمایا كل حيلة فهي مكروهة یعنی تحریماً اور عیون و جامع الفتاویٰ میں ہے لا يسعه ذالك۔ ان عبارات کا خلاصہ وہی ہے کہ ایسا حیلہ کرنا مکروہ تحریمی اور عملاً حرام ہے شرع میں اس کی کوئی گنجائش

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہیں بالجملہ اغنیائے کثیر المال شکر نعمت بجالائیں، ہزاروں روپے فضول خواہش یا دنیاوی آسائش، یا ظاہری آرائش یا نمود و نمائش میں اٹھانے والے مصارف میں ان حیلوں کی آڑ نہ لیں اور متوسط الحال بھی اہم دینی شرعی ضرورتوں کی تکمیل کی غرض سے خالص خدا ہی کے کاموں میں صرف کرنے کے سوا۔ دنیاوی اغراض کی ترقی و بہبودی کیلئے ہرگز ان طریقوں پر اقدام نہ کریں۔ اور معاذ اللہ ان کے ذریعہ سے ادائے زکوٰۃ کا نام کر کے یہ رقوم اس طرح صرف میں نہ لائیں کہ مستحقین کی حق تلفی ہو کہ یہ امر، مقاصد شرع کے بالکل خلاف اور اس میں ایجاب زکوٰۃ کی حکمتوں کا یکسر ابطال ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ عوام تو عوام اس زمانے کے مقلدین اور مفتیان کرام اور قضاۃ اسلام کیلئے بھی یہ حکم ہے کہ اگر وہ اپنے آئمہ مذہب کے خلاف کوئی فتویٰ دیں یا کوئی فیصلہ نافذ کریں تو نہ ہی قابل اعتماد اور نہ ہی فیصلہ قابل عمل۔ (درمختار، ردالمحتار) واللہ اعلم

۴۔ یہ سوال لاحاصل ہے۔

۵۔ اسلامی بیت المال کے مصارف کا دارومدار اس کے محاصل اور آمد پر ہے۔ زکوٰۃ وعشر اور صدقات واجبہ کے مصارف، فقراء و مساکین، یتامیٰ و غریب الوطن افراد اور مقروض مسلمان ہیں اور فی سبیل اللہ جس کی تفصیل اوپر گزری۔ اور بیت المال کو جو آمدنی جزیہ و خراج سے ہو، اس کا مصرف لشکر اسلام بھی ہے اور تمام مصالح عامہ مسلمین بھی ہیں۔ جن میں تعمیر مسجد و خرچ مسجد و وظیفہ امام و موذن و تنخواہ مدرسین علم دین، و خبر گیری طلبہ علم دین، و خدمت علمائے اہلسنت۔ اور حامیان دین جو وعظ کہتے ہیں اور علم دین کی تعلیم کرتے اور فتویٰ کے کاموں میں مشغول رہتے ہوں اور پل سرائے وغیرہ بنانے میں بھی صرف کی جاسکتی ہے۔ (درمختار، ردالمحتار، فتاویٰ رضویہ وغیرہ) اسلامی حکومتیں گئیں تو یہ بیت المال بھی گئے اور حفاظت دین متین بھی ختم ہوتی گئی۔ اب لے دیکے مدارس عربیہ اور وہ بھی بہت قلیل تعداد میں باقی ہیں جہاں زکوٰۃ و صدقات واجبہ کی رقوم صرف کی جاسکتی ہیں افسوس کہ لوگ دنیاوی امور کی خاطر ان پر بھی قبضہ جماتے چلے جارہے ہیں اور افسوس ہزار افسوس کہ آپ جیسے ہمدردان دین و ملت بھی ان کی چرب زبانیوں کا شکار ہوتے جارہے ہیں۔ فالی اللہ المشتکی و علیہ التکلان و بہ نستعین و حسبنا اللہ و نعم الوکیل نعم المولیٰ و نعم النصیر۔

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ شوال ۱۳۸۴ھ

قرض میں دیا ہوا مال فوری زکوٰۃ واجب نہیں کرتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک آدمی کے ذمہ میرا قرض ہے اور وہ رقم مل نہیں رہی۔ آیا اس کی زکوٰۃ دینا مجھ پر واجب ہے یا نہیں؟ بینوا، توجروا شیخ محمد عالم خواجہ چوک حیدرآباد، ۱۱/۹/۱۹۶۸ء

۷۸۶ **الجواب:** جو مال کسی پر دین ہے جسے قرض جسے دستگرداں کہتے ہیں یا مال تجارت کا ثمن تو ایسے مال کی زکوٰۃ بحالت دین ہی سال بسال واجب ہوتی رہے گی مگر واجب الادا اس وقت ہے جب پانچواں حصہ نصاب کا وصول ہوجائے مگر جتنا وصول ہوا اتنے ہی کی زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے یعنی چالیس درم وصول ہونے سے ایک درم واجب ہوگا۔ (درمختار، عالمگیری، بہار شریعت

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم   العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ   ۱۷ شعبان المعظم ۱۳۸۸ھ

مدارس میں زکوٰۃ کس طرح خرچ کی جائے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: دینی مدارس میں جو زکوٰۃ وفطرات وصدقات اور خیرات وغیرہ لیتے ہیں انہیں کس طرح مصرف میں لائیں۔ کیا اس کیلئے شرعی حیلہ جائز ہے جبکہ مدرسہ کو تعمیر اور مدرسین کی تنخواہ وغیرہ کیلئے اشد ضرورت ہے مدرسہ میں عربی فارسی حفظ قرآن شریف اور ناظرہ کی تعلیم دی جاتی ہے؟

پیر عبد الحکیم اوکاڑوی، دار العلوم حنفیہ غوثیہ کھڈا البستی، ٹنڈو آدم نزد ریلوے پھاٹک

۷۸۶ **الجواب:** زکوٰۃ ادا کرنے میں یہ ضروری ہے کہ جسے دیں اسے مالک بنادیں لہٰذا مال زکوٰۃ مردہ کی تجہیز وتکفین یا مسجد ومدرسہ کی تعمیر یا اساتذہ کے مشاہرہ میں صرف نہیں کرسکتے کہ تملیک فقیر نہ پائی گئی اور ان امور میں صرف کرنا چاہیں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ فقیر کو مالک کردیں اور وہ اپنی طرف سے صرف کرے یا منتظمین مدرسہ کو دیدے کہ وہ اپنی ضروریات تعمیر و تنخواہ وغیرہ میں خرچ کریں اور ثواب دونوں کو ہوگا۔ بلکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر سو ہاتھوں میں صدقہ گزرا تو سب کو ویسا ہی ثواب ملے گا جیسا دینے والے کیلئے اور اس کے اجر میں کچھ کمی نہ ہوگی۔ (بہار شریعت بحوالہ ردالمحتار) واللہ تعالیٰ اعلم۔

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ   یکم رمضان مبارک ۱۳۸۹ھ

مریض کے لئے جو زکوٰۃ جمع کی گئی، اس کے مرنے کے بعد بقیہ رقم کا مصرف؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے میں کہ: ایک بیمار کیلئے کچھ روپیہ زکوٰۃ کے جمع کیے گئے تھے تاکہ اس کا علاج کرایا جاسکے۔ اتفاق سے وہ مریض چل بسا اور اب وہ زکوٰۃ کا چندہ مبلغ ۲۰۰ سے ۷۰۰ میرے پاس جمع ہے۔ اب یہ پیسے کا استعمال کس طرح کیا جائے مرنے والے کے دو بھائی اور ایک بہن حیات ہیں۔   رضا محمد عباسی القادری

۷۸۶ **الجواب:** زکوٰۃ وخیرات کی جو رقم کسی فرد خاص کیلئے جمع کی گئی یہ بطور تبرع واحسان کے ہے۔ چندہ کرنے والوں پر اس مرنے والے کا کوئی حق نہ تھا۔ اب اس رقم سے جو رقم اس کو دی جاتی ہے وہ اس کی ملکیت ہوتی رہی۔ چنانچہ وہ حسب منشاء اپنی دوا دارو اور دیگر ضروریات میں خرچ کرتا رہا۔ اب کہ اس کا انتقال ہوگیا ہے یہ رقم چندہ کرنے والوں کے پاس بطور امانت ہے اسے چاہیے کہ چندہ دینے والوں سے ان کی دی ہوئی رقم کا مصرف پوچھے کہ کہاں خرچ کردی جائے۔ اب اگر وہ لوگ اس شخص کو اختیار دیدیں کہ جہاں چاہے خرچ کرے تو وہ مختار ہے۔ مصارف زکوٰۃ میں سے جہاں چاہے خرچ کرے۔ وراثت اس مال میں جاری نہ ہوگی۔ اور سب سے بہتر یہ ہے کہ رقم مذکورہ کسی صدقہ جاریہ میں مرنے والے کے نام سے صرف کردی جائے۔ مثلاً اس کے نام سے دینی کتابیں خریدی جائیں اور اہلسنت کے کسی دینی ادارے کو دیدی جائیں۔ بہرحال جب تک یہ شخص چندہ کرنے والوں سے دریافت نہ کرے کہیں خرچ نہیں کرسکتا۔ واللہ اعلم بالصواب

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ   ۷ ذی الحج ۱۳۸۹ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

زکوٰۃ جمع کر کے، صرف برادری کے لوگوں کو تقسیم کرنا کیسا ہے؟

سوال: ا۔ ہمارا ایک ادارہ ہے جو کہ فلاح و بہبود کا کام تقریباً پندرہ سال سے انجام دے رہا ہے قوم کے ممبر صاحبان سے زکوٰۃ وصول کر کے اپنی برادری کے مستحق افراد کو دیتا ہے۔ کیا یہ طریقہ جائز ہے؟ اور جن حضرات نے ہمیں زکوٰۃ دی ان کی زکوٰۃ ادا ہوئی یا نہیں؟

۲۔ ہر سال ہمیں زکوٰۃ کی جو رقم ملتی ہے اس میں سے ہم، ہمارے مستحق ممبروں کو دیتے ہیں اس طرح دینے کے بعد ہمارے پاس کچھ رقم بچتی رہتی ہے۔ اس طرح پچھلے کچھ سالوں سے بچی ہوئی رقم ہمارے پاس جمع ہے۔ یہ ادارہ اس رقم کو زکوٰۃ سمجھے یا بیت المال سمجھ کر استعمال کر سکتے ہیں۔

۳۔ آیا یہ رقم ہم قرض حسنہ دے سکتے ہیں؟

۴۔ جن حضرات نے ہمیں زکوٰۃ کی رقم دی ہے اسے ہمارا ادارہ کب تک یعنی کتنے عرصے تک اپنے پاس رکھ سکتا ہے۔ حالانکہ ہماری کوشش یہی ہے کہ رقم جلد از جلد مستحق حضرات میں تقسیم ہو جائے۔

۵۔ اب ہمارے پاس اس طرح بچی ہوئی رقم کے بارے میں ہمارے ادارے کے ممبران کا ارادہ ہے کہ اس رقم کو ادارے کے غریب ممبران کے کاروبار یا ان کیلئے رہائشی مکان بنانے کیلئے استعمال میں لیا جائے۔ لیکن زکوٰۃ کی رقم سمجھ کر ہر ایک ممبر اس کو لینے سے ہچکچا رہا ہے اگر اسی رقم کو بیت المال کے طور پر سمجھ کر ممبران کو دی جائے تو ٹھیک ہے یا نہیں؟ اور ہم یہ رقم بلا معاوضہ دیں گے۔ جو اس رقم کو قسطوں کی صورت میں ادارہ کو ادا کرے گا تا کہ کچھ عرصے کے بعد یہ رقم لینے والا اپنے کاروبار کے ذریعے انشاء اللہ صاحب زکوٰۃ ہو جائے گا۔ کیا یہ عمل شرعاً صحیح ہے یا نہیں؟

۶۔ ہم جو امداد اس زکوٰۃ فنڈ سے دینا چاہتے ہیں اس میں کسی قسم کی شرط یا مفاد رکھنا نہیں چاہتے کسی ممبر کی عزت زندہ رکھنے اور اس کو غفلت لا پرواہی سے بچانے کیلئے کچھ ایسا طریقہ کار عمل میں لانا چاہتے ہیں جس سے ہمارے مال کی نگرانی ہوتی رہے اور اس کے مشورے سے ہر وقت فائدہ مند رہیں۔ یہ طریقہ جائز ہے یا نہیں؟ امید ہے کہ مندرجہ بالا حقیقتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ شریعت کی روشنی میں ہماری رہنمائی کریں گے۔ محمد عثمان یوسف معرفت عثمان برادر زسرور، کو بی لائن حیدر آباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** اصل جواب سے پہلے چند باتوں کی طرف توجہ ضروری ہے تا کہ مسائل اچھی طرح ذہن نشین ہو جائیں۔

ا۔ نصاب پر سال گزر جائے اور زکوٰۃ واجب الادا ہو جائے تو صاحب نصاب پر لازم ہے کہ تمام رقم جو واجب الادا ہو چکی ہے فوراً جلد از جلد اس کے مصارف میں صرف کر دے اس میں جتنی تاخیر کرے گا گنہگار ہوگا بلکہ ائمہ دین نے تصریح فرمائی کہ اس کی ادائیگی میں دیر کرنے والا مردود الشہادۃ ہے یعنی اس کی گواہی قبول نہ ہوگی۔ (عالمگیری، فتح القدیر وغیرہ) اور حکمت اس میں یہ ہے کہ اب یہ مال شرعاً فقراء کا ہو چکا اسے روکنا غریبوں کا حق روکنا ہے اور یہ ظلم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ مال زکوٰۃ دینے میں تملیک شرط ہے کہ جسے دیں اسے مالک بنا دیں نہ اس کا معاوضہ لیں اور نہ قرض دیں اور نہ اسکی واپسی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کی توقع رکھیں۔ جہاں یہ دیں، مثلاً محتاجوں کو اپنے دسترخوان پر بٹھا کر کھلا دیا یا میت کے کفن دفن میں لگا دیا یا مسجد یا مدرسہ یا شفاخانہ بنوا دیا۔ ان سے زکوٰۃ ادا نہ ہوئی بلکہ اگر مال زکوٰۃ سے مکان بنا کر بہ نیت زکوٰۃ، مکان رہنے کو دیدیا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوئی کہ مال کا کوئی حصہ اسکی ملکیت میں نہ دیا بلکہ منفعت کا مالک کیا جو زکوٰۃ نہیں۔ (درمختار) جب یہ امور معلوم ہوئے تو تمام سوالات کے جوابات بھی روشن ہوگئے۔ مثلاً قومی فلاح و بہبود کیلئے قوم سے مال زکوٰۃ وصول کرنا، اسے قومی انجمن کی تحویل میں رکھنا اور برادری کے غریب لوگوں پر وقتاً فوقتاً خرچ کرتے رہنا اور بچی ہوئی رقم سے بینک بیلنس بڑھانا، یہ سب دوسرے غرباء و مساکین کا حق مارنا اور زکوٰۃ کے مستحقین پر خیر کے دروازے بند کرنا اور غریبوں اور حاجتمندوں کی ضروریات سے نگاہیں بند کرنا اور وبال آخرت خریدنا ہے۔ کیا برادری کی فلاح و بہبود اتنی ہی عزیز ہے کہ زکوٰۃ کے علاوہ کوئی اور رقم انکے حصہ میں نہ آئے۔ پھر اس قسم کے نجی بیت المالوں میں اموال زکوٰۃ وغیرہ صدقات کا دینا علمائے کرام نے اس لئے بھی ناجائز بیان فرمایا کہ بیت المال کے اموال کئی قسم کے ہوتے ہیں جن کے مصارف علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں۔ لیکن کارکنان بیت المال اسکی پرواہ نہیں کرتے اور نہیں کہا جاسکتا کہ زکوٰۃ اپنی جگہ صرف ہوئی یا نہیں۔ دینے والے ان حالات سے واقف ہوتے ہوئے قومی انجمن والوں یا نجی بیت المال والوں کو دیں تو اغلب یہی ہے کہ ان کی زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی۔ فقہائے کرام تو امام المسلمین کو بھی اس کی ہدایت کرتے ہیں کہ وہ چار قسم کے بیت المال بنائے اور ہر قسم کے مال کیلئے علیحدہ مقام رکھے اس لئے کہ ہر قسم کے مال کا جداگانہ حکم ہے جو اسی کے ساتھ مخصوص ہے دوسرا مال اس میں شریک نہیں ہوسکتا۔ (کذافی العالمگیریہ) اسی میں ہے کہ ''امام پر واجب ہے کہ مال کو مستحقین سے روک کر نہ رکھے اگر ایسا کرے گا تو اس کا وبال اسی کی گردن پر ہوگا''۔ الغرض مسلمانوں کو زکوٰۃ و صدقات کے مال کی ادائیگی میں سخت احتیاط درکار ہے۔ اول تو لوگ پوری زکوٰۃ نکالتے ہی نہیں اور جو نکالتے ہیں اس میں یہ بے احتیاطیاں برتتے ہیں پھر ان سب پر مستزاد یہ قومی انجمنیں اور ان کی کارگزاریاں ہیں جن سے مستحقین کے محروم ہونے کی راہیں کھلتی جارہی ہیں اور غیر مستحقین کی صلاحیتیں مسخ ہوتی نظر آتی ہیں۔ مسلمانوں کو ان سخت وعیدوں سے ڈرنا چاہیے جو زکوٰۃ نہ دینے یا مال زکوٰۃ روکے رکھنے پر وارد ہیں۔ واللہ اعلم

اور حیلہ جو شریعت مطہرہ نے خالص دینی ضرورتوں کیلئے جائز رکھا ہے وہ ان متوسط الحال مسلمانوں کیلئے ہے جو مصارف مستحبہ کی وسعت نہیں رکھتے اور زکوٰۃ کی رقم کے علاوہ کوئی رقم فی سبیل اللہ خرچ نہیں کرسکتے۔ اغنیاء کثیر المال کہ ہزاروں روپے فضول خواہش یا دنیاوی آسائش یا ظاہری آرائش میں صرف کرلیتے ہیں وہ مصارف خیر میں اس حیلہ کی آڑ نہیں لے سکتے۔ بلکہ متوسط الحال بھی صرف دینی امور کی تکمیل کیلئے، دینی ضرورتوں کی غرض سے، خالص خدا ہی کے کام میں صرف مثلاً مسجد و دینی مدرسے بنانے یا سادات کرام یا علمائے عظام کو نذر کرنے کیلئے ان طریقوں کو عمل میں لائیں نہ یہ کہ معاذ اللہ اس ذریعہ سے ادائے زکوٰۃ کا نام کرکے روپیہ اپنے خرد برد میں لائیں، کہ یہ امر مقاصد شرع کے بالکل خلاف، اور اس میں ان حکمتوں کا باطل کرنا ہے جو فرضیت زکوٰۃ میں پوشیدہ ہیں تو گویا اس کو برتنا اپنے رب عزوجل کو فریب دینا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

(ھکذا فی الفتاوی الرضویہ) العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۲ ھج

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کن مدارس کو زکوٰۃ دی جائے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زکوٰۃ، صدقہ، فطرہ یا اسی قسم کی دوسری خیرات قربانی کی کھالیں کے مستحق صحیح کون لوگ ہیں۔ جو دینی مدرسے ہیں جہاں باہر کے طالبعلم کتابیں، قرآن کریم پڑھتے ہیں ان مدرسوں کو زکوٰۃ وغیرہ دینا جائز ہے؟ شرعاً جو حکم ہو برائے کرم حوالے سے تحریر فرمائیں۔

السائل عبدالرحمٰن، لیاقت کالونی حیدرآباد سندھ

۷۸۶ الجواب: مدرسہ اسلامیہ اگر صحیح اسلامیہ خاص اہلسنت کا ہو نیچریوں، وہابیوں، قادنیوں، رافضیوں، دیوبندیوں وغیرہ کا نہ ہو تو اس میں مالِ زکوٰۃ اس شرط پر دیا جاسکتا ہے کہ مہتمم مدرسہ اس مال کو جدا رکھے اور خاص تملیک فقیر کے مصارف میں صرف کرے۔ مدرسین ودیگر ملازمین کی تنخواہ اس سے نہیں دی جاسکتی۔ نہ مدرسہ کی تعمیر ومرمت یا فرش وغیرہ میں صرف ہوسکتی ہے۔ نہ یہی ہوسکتا ہے کہ جن طلباء کو مدرسے سے کھانا دیا جاتا ہو، اس روپے سے کھانا پکا کر ان کو کھلایا جائے کہ یہ صورت اباحت ہے اور زکوٰۃ میں تملیک لازم۔ (کہ جسے دیں اسے بہ نیت زکوٰۃ دیکر مالک بنادیں) ہاں یوں کر سکتے ہیں کہ جن طلباء کو کھانا دیا جاتا ہے انکو نقد روپیہ بہ نیت زکوٰۃ دیکر مالک کر دیں پھر وہ اپنے کھانے کیلئے واپس کر دیں۔ یا جن طلباء کو وظیفہ، نہ اجرتاً بلکہ بطور امداد ہے، ان کو وظیفہ میں دیں یا کتابیں خرید کر طلباء کو ان کا مالک کر دیں۔ ہاں اگر روپیہ کسی مصرف زکوٰۃ کو بہ نیت زکوٰۃ دیکر مالک کر دیں پھر وہ اپنی طرف سے مدرسے کو دیدے تو تنخواہ مدرسین وملازمین وغیرہ جملہ مصارف مدرسہ میں ہوسکتا ہے۔ (فتاوی رضویہ) یہ احتیاطیں صرف دینی مدارس ہی میں ملیں گی ورنہ مسجد مکتب قائم کر کے اس میں زکوٰۃ و فطرہ کی رقمیں صرف کرنے والے عموماً ان مسائل سے واقف ہی نہیں تو وہاں دینا، اپنا مال گنوانا ہے۔ بلکہ دینی مدرسوں کو جہاں بیرونی طلباء قیام پذیر ہوئے ہیں دینا اور بھی زیادہ باعث ثواب ہے کہ دینی علوم کی سرپرستی بھی ہو جاتی ہے۔ اللہ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ شوال ۱۳۹۸ھ

جن مدارس میں صاحبِ زکوٰۃ کے بچے پڑھتے ہیں وہاں زکوٰۃ کا حکم؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ: ایک محلے میں ایک دینی مدرسہ ہے اس میں محلے کے بچے دینی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ اس میں زکوٰۃ، فطرہ، خیرات وغیرہ دے سکتے ہیں یا نہیں؟ تفصیل کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ شکریہ

محمدی مسجد مجاہد کالونی، لطیف آباد نمبر ۱۲ حیدرآباد سندھ

۷۸۶ الجواب: زکوٰۃ کی رقم سے مدرسہ اسلامیہ، اگرچہ خاص اہلسنت وجماعت کا ہو، اس کے مدرسین یا ملازمین کو تنخواہ دینا یا مدرسہ کی تعمیر ومرمت میں خرچ کرنا یا مدرسہ کے فرش وغیرہ خریدنا یا اس رقم سے دینی کتابیں خرید کر مدرسہ کی لائبریری میں جمع کرنا، سب ناجائز سب حرام ہے۔ زکوٰۃ میں فرض ہے کہ کسی مسلمان کو کہ نہ صاحب نصاب ہو نہ وہ سید ہاشمی ہو، مال زکوٰۃ کا مالک بنادیں اور جب مدرسہ میں دی تو یہ تملیک فقیر کہاں پائی گئی۔ ہاں اگر وہ مدرسہ اسلامیہ ایسا ہو جس میں نادار غریب طلباء تعلیم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حاصل کرتے ہوں تو اس میں مال زکوٰۃ اس شرط پر دیا جاسکتا ہے کہ مہتمم مدرسہ اس مال کو جدا رکھے اور خاص زکوٰۃ مصارف میں صرف کرے۔ مدرسین و دیگر ملازمین کی تنخواہ اس سے نہیں دی جاسکتی نہ مدرسہ کی تعمیر یا مرمت یا فرش وغیرہ میں صرف ہوسکتی ہے۔ یہ وبا جواب عام ہوتی جارہی ہے کہ مسجد میں مکتب کھول لیا اور زکوٰۃ و فطرہ کی رقوم سے مدرس کو اس کی تنخواہ دینے لگے ہرگز ہرگز جائز نہیں۔ (تفصیل کیلئے دیکھیں کتب فقہ مثل فتاوی شامی، فتاوی عالمگیری اور فتاوی رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ — ۹ رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ

تنظیم کے لئے زکوٰۃ و چرم وصول کرنا کیسا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ:

۱۔ تنظیم جو فلاحی کاموں کیلئے بنائی گئی ہے اور ایک مخصوص برادری کی ترقی و ترویج جسکا مقصد اولین ہو۔ کیا ایسی تنظیم لوگوں سے چرم قربانی وصول کرسکتی ہے۔ یا ممبران سے چرم قربانی وصول کرسکتی ہے؟

۲۔ کیا اس تنظیم کیلئے زکوٰۃ و فطرہ کی رقوم وصول کرنا جائز ہے؟

۳۔ چرم قربانی کی وصولی کیلئے پہلے سے وعدہ لیا گیا، لیکن صاحب قربانی نے کھال تنظیم کو نہیں دی، اس بناء پر صاحب قربانی کو برادری سے خارج کردیا گیا، کیا یہ اخراج جائز ہے؟

۴۔ حلف اٹھانے کی جو صورت آجکل عوام میں رائج ہے یعنی قرآن کریم کو درمیان میں رکھ کر، یا ہاتھ میں اٹھا کر وعدہ کرتے ہیں، اگر کوئی شخص اس وعدہ سے پھر جائے تو کیا کفارہ لازم آتا ہے، یا شرع نے اس کیلئے کوئی سزا تجویز فرمائی ہے؟

۵۔ اس تنظیم نے زکوٰۃ و چرم قربانی کی قیمت و دیگر رقومات کو خرچ کرنے کا جو طریقہ کار مقرر کیا ہے وہ اس طرح ہے کہ کل رقم کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے، پہلا حصہ ان غرباء و مساکین کیلئے جو تنظیم کے ممبر ہوں، دوسرا حصہ کسی رکن پر کوئی ناگہانی آفت آنے پر خرچ کیا جائے گا، تیسرا حصہ برادری کی سہولت کیلئے ڈسپنسری کے قیام کیلئے بنک میں جمع کیا جارہا ہے، جس سے صرف تنظیم کے ممبران ہی استفادہ کرسکیں گے، کیا اخراجات کا یہ طریقہ کار شرع کے مطابق ہے جبکہ اس میں زکوٰۃ کی رقوم بھی شامل ہیں۔

السائلین: جلال الدین انصاری، محمد اطہر انصاری، تاج محمد، تبارک اللہ، مختار احمد، علی احمد، محمد اقبال انصاری، رحیم الدین، محمد شاکر محلہ پریٹ آباد حیدر آباد، ۷ دسمبر ۱۹۷۸ء

۷۸۶ الجواب: ۱۔ مخصوص برادری کی ترقی و ترویج و فلاح کی خاطر، تنظیم قائم کرنا اور شرعی حدود میں رہتے ہوئے ان کی اصلاح میں مصروف رہنا، بہت خوب ہے۔ ایسی تنظیم، چرم قربانی برادری سے وصول کرکے ان کی فلاح میں صرف کرسکتی ہے لیکن یہ اتنی محدود نہ ہو کہ دوسرے مسلمانوں کی فلاح و ضروریات کو بالکل نظر انداز کردیا جائے اور نہ کسی ممبر یا برادری کے فرد کو اس تنظیم میں شرکت اور اس کیلئے چندہ وغیرہ بلکہ چرم قربانی کی فراہمی کیلئے مجبور کیا جائے کہ اس سے بجائے اصلاح کے شورش

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پھیلے گی جو قرآنی تعلیمات کے بالکل خلاف ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ زکوٰۃ وفطرہ وصدقات واجبہ کی رقوم فلاحی امور میں صرف کرنے کیلئے کسی تنظیم کو نہ دینا درست ہے نہ تنظیم کو لینا روا۔ نہ تنظیم کے کارکن عموماً اسکے اہل کہ وہ مال زکوٰۃ صحیح مصارف میں صرف کرسکیں۔ عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ مستحق مسلمان اس سے محروم رہتے ہیں اور کارکن رقم بڑھانے کے چکر میں مشغول۔ تو ایسی تنظیم کو دینا مستحق مسلمانوں کی حق تلفی ہے اور ظلم۔ واللہ اعلم

۳۔ یہ ظلم ہے اسے مٹانا چاہیے نہ کہ تنظیم کے مقاصد میں اسے داخل کرلینا کہ ظلم وعدوان پر مدد ہے اور حرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ قسم کا کفارہ اسی پر بالخصوص لازم ہوگا جو قسم کے خلاف کرے۔ اور یہ کفارہ دس مسکینوں کو کپڑا دینا یا انہیں دونوں وقت پیٹ بھر کے کھلانا یا بقدر صدقہ فطر انہیں ہبہ کرنا اور جو اس پر قادر نہ ہو اس کیلئے تین روز متواتر روزے رکھنا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۵۔ مال زکوٰۃ وفطرہ سے ڈسپنسری قائم کرنا تو درکنار مسجد و مدرسہ قائم کرنا جائز نہیں۔ نہ اس سے زکوٰۃ ادا ہو جواب نمبر دو ۲ دیکھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ محرم الحرام ۱۳۹۹ھ

جائز کام پر حلف اٹھانا، چرم قربانی وصول کرنا، تنظیم کا زکوٰۃ وصول کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ مسائل کے بارے میں کہ

۱۔ ایک شخص نے اس بات پر حلف اٹھایا کہ میں ہر جائز کام میں برادری کا ساتھ دونگا اگر وہ شخص ناجائز کام کرنے پر برادری یا برادری کی قائم کردہ کسی تنظیم کی مخالفت کرے تو کیا اس شخص نے حلف سے روگردانی کی؟

۲۔ کیا کسی تنظیم کو اپنے اراکین سے جبراً قربانی کی کھال لینے کا حق حاصل ہے اور اگر کوئی شخص قربانی کی کھال تنظیم کو نہ دے تو کیا تنظیم اس کو شرعی طور پر سزا دے سکتی ہے۔ اگر تنظیم نے کسی شخص کو قربانی کی کھال تنظیم میں نہ دینے کی وجہ سے برادری سے خارج کردیا اور لوگوں کو اسکے ساتھ لین دین کرنے سے روکا تو کیا یہ فعل اور سزا شرعی طور پر جائز ہے۔

۳۔ اگر کوئی تنظیم زکوٰۃ وصول کرے اور اس رقم کو بنک میں جمع کرادے کہ بوقت ضرورت مستحقین کو دی جائے گی تو کیا کسی تنظیم کا زکوٰۃ وصول کرنا اور اس رقم کو بنک میں جمع کرنا شرعی طور پر جائز ہے۔

۴۔ اگر کسی تنظیم نے جس نے اپنے دستور العمل کی دفع نمبر ۱۰ میں یہ شرط رکھی کہ مجلس منتظمہ کے ممبران پر نماز کی پابندی لازمی ہوگی۔ عدم پابندی کی صورت میں جواب طلب کیا جاسکے گا۔ اگر اس تنظیم کے چند اراکین اس پر عمل نہیں کرتے اور ان سے کوئی جواب طلب کیا جاتا ہے جو کہ اس دستور العمل کے منافی ہے تو کیا ایسی حالت میں جبکہ مجلس منتظمہ کے اراکین خود اس پر عمل نہیں کرتے جسکا انھوں نے حلف اٹھا کر اقرار کیا تھا کہ ہم اس دستور پر عمل پیرا ہونگے جب وہ خود عمل نہ کریں تو کیا ایسی حالت میں عام ممبران تنظیم مجلس منتظمہ کے فیصلوں کے پابند ہیں۔

فقط: سراج احمد انصاری، تبارک اللہ انصاری، علی احمد انصاری، مختار احمد انصاری، حافظ سلیم الدین انصاری، جلال الدین انصاری، تاج محمد انصاری، محمد شاکر انصاری، محی الدین انصاری، مولیٰ بخش انصاری، محمد اسحاق، محمد اطہر، شریف احمد، محمد عثمان

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ الجواب: ا۔جائز کام میں برادری کا ساتھ دینے کا حلف اٹھا کر، کسی ناجائز کام کی مخالفت پر کوئی کفارہ نہیں۔ بلکہ اس پر لازم ہے کہ اس ناجائز کام کے مٹانے کی کوشش کرے۔حدیث شریف میں فرمایا کہ تم میں سے جو کوئی، ناجائز بات دیکھے اسے چاہیے کہ اپنی قوت سے اسے مٹادے۔اگر اتنی قوت نہ ہو تو زبان سے اسکی مخالفت کرے ورنہ اسے دل سے ضرور براجانے اور یہ ایمان کا آخری حصہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔قربانی کی کھال یا اسی نوعیت کے دوسرے ذریعوں سے جبراً وصولیابی کا حق کسی کو بھی نہیں۔ چنانچہ اگر کوئی شخص چرم قربانی برادری کو نہ دے تو اسپر کوئی مواخذہ نہیں بلکہ اگر برادری کا ممبر ہوتے وقت اس نے وعدہ بھی کرلیا کہ میں چرم قربانی برادری کو دونگا تب بھی وہ برادری کا مجرم نہیں۔ وعدہ خلافی کا گناہ اسپر ہوگا جو برادری کا گناہ نہیں خدا اور رسول کا گناہ ہے تو برادری اگر ایسے کو کوئی سزا دے مثلاً برادری سے خارج کردے تو یہ صریح ظلم ہے اور ایسے کرنے والے بلکہ ایسوں کا ساتھ دینے والے، صلہ رحمی کو قطع کرنے والے اور ظلم کے مرتکب ہیں اور شرعاً سزا کے مستحق ہیں۔ انہیں اس سے فوراً بعض آنا چاہیے اور وہ شخص ہنوز برادری میں داخل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ایسی تنظیموں کو زکوٰۃ وفطرہ وصول کرنے کا کوئی حق نہیں بلکہ بعض صورتوں میں زکوٰۃ ادا بھی نہ ہوگی کہ عموماً زکوٰۃ وصول کرنے والے اسکے صحیح مصارف شرعی سے واقف نہیں ہوتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔تنظیم نہ بھی ہو تو نماز ادا کرنا فرض ہے اور حلف اٹھا کر نماز ادا نہ کرنا دہرا جرم ہے۔ ایک نماز نہ پڑھنا، دوسرے حلف کے خلاف کرنا۔ نماز پڑھنے کی تبلیغ ہر مسلمان کا حق ہے تبلیغ کرسکتے ہیں اور دوسروں کو نصیحت کرنا خود اسپر عمل نہ کرنا، حرام و ناجائز تو نہیں البتہ مواخذہ کی قابل قبول بات ضرور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ محرم الحرام ۱۳۹۹ھ

جو مؤذن ہر طرح کا مال وصول کرے، اس کی امامت کیسی ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ: ایک شخص جو مسجد کا موذن ہو اور اسپر اجرت لیتا ہو اسکے باوجود وہ خیرات، مردوں کا کھانا، کفن کی چادر، مردوں کی غسالی کی اجرت، اور مسجد میں دولہا کے سجدے پر بھی رقم لیتا ہو، اس میں کوئی تمیز نہ کرتا ہو کہ کھانا حلال ہے یا حرام ہے، کس نے پکایا ہے، کیوں بھیجا ہے اور میں اس بات کا حقدار ہوں یا نہیں، مسجد کا سامان مثلاً مسجد کا تیل وغیرہ بھی اپنے گھر کے استعمال کیلئے بلا اجرت و قیمت اور بلا اجازت لیجاتا ہو تو کیا ایسا شخص اذان دے سکتا ہے یا نہیں؟ اس کا اذان دینا جائز ہے یا ناجائز؟ اس کی اذان پر نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ اور اگر کبھی وہ امامت کرے تو اسکی اقتداء میں نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں۔؟ اور ساتھ یہ بھی کہ اگر اسے سبکدوش کرنے میں غفلت برتی جائے تو کیسا ہے؟ جواب مع فتویٰ اور مہر کے عطا فرمائیں۔ طالب دُعا حبیب اللہ، لطیف آباد حیدرآباد

۷۸۷ الجواب: کسی بھی شخص صاحب نصاب کیلئے، اذان کے وقت کی اجرت، مُردوں کا کھانا، غسالی کی اجرت، کفن

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کی چادر، بچوں کے کان میں اذان کی اجرت، لینا جائز ہے۔ جو لوگ مسجد میں کھانا بھیجتے ہیں وہ ظاہر ہے کہ حلال اور پاک ہی ہوتا ہے کسی کھانے کو حرام قرار دینا بغیر دلیل کے جائز نہیں ہے، یوں ہی یہ شخص دولہا کے سہرے کا صدقہ بھی لے سکتا ہے کہ یہ سب صدقات نافلہ ہیں واجبہ نہیں۔ صاحب نصاب کیلئے صدقات واجبہ لینا جائز نہیں ہے۔ موذن کیلئے مستحب یہ ہے کہ وہ تیل جو کسی نے جلانے کیلئے دیا ہو بغیر اجازت لینا جائز نہیں، ہاں اگر وہاں کا عرف ہو کہ بچا ہوا تیل امام وموذن کا ہے تو اجازت کی ضرورت نہیں بلا اجازت وبلا اجرت لے سکتا ہے۔ یونہی اگر لوگوں کو معلوم ہو کہ تیل جو مسجد میں جاتا ہے، امام وموذن بھی استعمال کرتے ہیں اور لوگوں نے اس سے منع نہ کیا ہو تو یہ بھی اجازت کے حکم میں ہے۔ (بہار شریعت، ردالمحتار) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲/۱۱/۱۹۷۸ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان البرکاتی القادری النوری عفی عنہ

زکوٰۃ میں تملیک کا طریقہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین مسئلہ مذکور کے بارے میں کہ: زید پاگل ہے، اسکی ماں ہے نہ باپ ہے نہ بھائی ہے ایک بہن ہے مگر اسکا ذہنی توازن صحیح نہیں۔ ایک اسکا چچا ہے۔ ایک کمیٹی قائم ہوئی ہے جس میں صاحب زکوٰۃ والوں نے زکوٰۃ جمع کی ہے اس زکوٰۃ کی رقم کو کمیٹی کے سپرد کیا ہے تاکہ اس زکوٰۃ کی رقم سے زید کا علاج کرایا جائے۔ زید بالکل مفلس ونادار ہے چونکہ اس کا ذہنی توازن صحیح نہیں ہے اسکو ایسی حالت میں مال کا قبضہ بھی نہیں دیا جاسکتا۔ جواب طلب یہ ہے کہ آیا زکوٰۃ کی اس رقم کو کمیٹی مذکورہ، زید پر خرچ کر کے اس کا علاج کرا سکتی ہے یا نہیں؟ ایسی صورت میں زکوٰۃ دینے والوں کی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی یا نہیں یا کسی ایسے محتاج کو تلاش کیا جائے کہ یہ رقم تجھ کو زکوٰۃ دیتے ہیں اور اس سے یہ کہا جائے کہ یہ رقم لیکر کمیٹی کے سپرد کر دے تاکہ زید کا علاج معالجہ کرایا جائے گویا یہ حیلہ ہوا یہ صورت جائز ہے یا نہیں۔ تینوں بالا صورتوں میں کونسی جائز ہے اور کونسی نہیں۔ بینوا، توجروا محمد یعقوب، شاہی بازار حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** زکوٰۃ دینے میں تملیک شرط ہے یعنی جسے دیں اسے مالک بنادیں اور اپنا مفاد اس سے کسی طور پر وابستہ نہ کریں۔ (درمختار، ردالمحتار وغیرہ) جہاں یہ نہیں جیسے محتاجوں کو بطور اباحت اپنے دسترخوان پر بٹھا کر کھلا دینا، یا میت کے کفن دفن میں لگا دینا، یا مسجد، مدرسہ، خانقاہ، پل، کنواں، سرائے وغیرہ بنوا دینا، ان سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ (عالمگیری وغیرہ) صورت مسئولہ میں اگر زید، مال پر قبضہ کی صلاحیت رکھتا ہے اگرچہ خرچ کرنے کی اس میں اہلیت نہیں تو مال اسکے قبضہ میں دیکر، پھر اسے سمجھا سمجھا کر بہلا پھسلا کر کسی بھی دیانت دار قابل اعتماد مسلمان کے قبضہ میں دیکر اسکا علاج کرائیں۔ اور اگر زید بالکل از کار رفتہ، ہوش وحواس سے ناکارہ اور عقل وخرد سے بیگانہ ہے تو اب صورت یہ کریں کہ کسی مسلمان کو جو مصرف زکوٰۃ اور معتمد علیہ ہو کہ اپنی بات سے نہ پھرے، مال زکوٰۃ سے کچھ روپیہ بہ نیت زکوٰۃ دیکر مالک کردیں، پھر اس سے کہیں کہ تم اپنی طرف سے یہ رقم فلاں کے علاج میں صرف کردو یا کسی اور کو دیدو کہ وہ اسپر صرف کرے۔ اس میں دونوں مقصود حاصل

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہو جائینگے۔ البتہ زکوٰۃ کی رقم اس کی ملکیت میں دیے بغیر براہِ راست اس پر خرچ نہیں کر سکتے یا پھر وہی حیلہ کریں جو اوپر مذکور ہوا۔ (فتاویٰ رضویہ بحوالہ خانیہ وغیرھا) اور حیلہ کی صورت میں زید اگر چہ سید ہو اسے دینا حلال ہوگا۔

العبد محمد خلیل خان البرکاتی القادری النوری عفی عنہ ۸ جمادی الاخری ۱۳۹۸ھ

زکوٰۃ واجب ہونے کی شرطیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: زکوٰۃ کن صورتوں میں فرض ہوتی ہے اور کن اشیاء پر فرض ہے اور تجارت پر کس صورت میں فرض ہے اور کس صورت میں نہیں؟ اور اگر تجارت پر فرض ہے تو کن لوگوں کو زکوٰۃ دی جائے؟

سائل عبد الغفار ٹنڈو الہیار، معرفت حافظ نور محمد صاحب

۷۸۶ الجواب: ۱۔ زکوٰۃ واجب ہونے کیلئے چند شرطیں ہیں۔ مسلمان ہونا ۱، بلوغ ۲، عقل ۳، آزاد ہونا ۴ (غلام پر زکوٰۃ واجب نہیں) ۵۔ مال بقدر نصاب اسکی ملکیت میں ہونا اگر نصاب سے کم ہو تو زکوٰۃ واجب نہ ہوئی (عالمگیری) ۶۔ پورے طور پر اس کا مالک ہو یعنی اس پر قابض بھی ہو ۷۔ نصاب کا قرض سے فارغ ہونا۔ زکوٰۃ سونے چاندی اور نقد و مال تجارت پر واجب ہے۔ زکوٰۃ کا نصاب سونا ساڑھے سات تولہ اور چاندی ساڑھے باون تولہ۔ اگر اس سے کم ہے تو زکوٰۃ واجب نہیں لیکن کچھ سونا اور کچھ چاندی ہو اور ہر ایک کا نصاب پورا نہیں لیکن دونوں ملا کر اتنا بن جاتا ہے کہ کوئی ایک نصاب ہو جائے تو زکوٰۃ واجب ہے۔ زکوٰۃ مال کا چالیسواں حصہ ہے۔ سونے چاندی کے علاوہ تجارت کی کوئی چیز ہو جسکی قیمت زکوٰۃ کے نصاب کو پہنچے تو اس پر بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ بشرط اس پر سال گزر چکا ہو۔ اگر قرض ہے تو اس مال کی زکوٰۃ نہیں لیکن اگر قرض کے علاوہ نصاب بنتا ہو تو زکوٰۃ واجب ہے۔ پھر اگر جو رقم زکوٰۃ میں تھی مل جائے، تو ان تمام سالوں کی زکوٰۃ دینی ہوگی جنکی نہیں دی تھی۔ (عامۂ کتب فقہ)

۲۔ زکوٰۃ کے مستحقین سات ہیں فقیر، مسکین، عامل، رقاب، مقروض، مسافر، فی سبیل اللہ۔ فی سبیل اللہ میں وہ طالبعلم بھی شامل ہیں جو دین کا علم سیکھتے ہیں (درمختار) وہ اسلامی مدارس جہاں دینی طالبعلم تحصیل علم میں مصروف ہیں، زکوٰۃ کے مستحق ہیں۔

۳۔ صدقہ فطر کا نصاب بھی وہی ہے جو زکوٰۃ کا ہے۔ فرق یہ ہے کہ زکوٰۃ کیلئے سال بھی ہونا شرط ہے اور فطرہ میں نہیں اور اسکے مستحقین بھی وہی لوگ ہیں جو زکوٰۃ کے مستحقین ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۱ نومبر ۱۹۷۸ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

تقسیم انعام کی تقریب کے مصارف زکوٰۃ سے پورے کرنا کیسا ہے؟

سوال: بخدمت جناب محترم ومکرم واجب الاحترام مولانا صاحب دامت برکاتہم، السلام علیکم

ہمارے یہاں مدرسہ شمع الاسلام واقع عثمان آباد حیدر آباد میں محلہ کے تقریباً ۲۲۵ طلبہ وطالبات اللہ تعالیٰ کے فضل

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وکرم سے زیر تعلیم ہیں۔اب انجمن شمع الاسلام کے زیر انتظام ان طلباء وطالبات کا سالانہ تعلیمی جائزہ لینے کیلئے اوران میں بہترین پڑھنے والے طلباء وطالبات میں تقسیم انعامات کیلئے ایک تقریب منعقد کرنے کا اہتمام کیا جارہا ہے۔مذکورہ مدرسہ میں دیگر چندوں کے علاوہ زکوٰۃ، خیرات، صدقہ، فطرہ کی رقوم بھی شامل ہیں۔آپ مہربانی فرماکر قرآن وسنت کی روشنی میں یہ بتادیں کہ منعقد کی جانے والی تقریب کیلئے تبرک اور انعامات کی تقسیم اور دیگر اخراجات مثلاً مہمان خصوصی کو نذرانہ وغیرہ پیش کرنے کیلئے مدرسہ کی رقوم استعمال کی جاسکتی ہیں یا نہیں؟ازراہ کرم یہ مسئلہ بتادیں۔

۷۸۶ الجواب: زکوٰۃ وفطرہ کی رقوم کا ہرگز یہ مصرف نہیں کہ اسے اس قسم کی تقریبات میں، کامیاب ہونے والے عام طلبہ پر بطور انعام صرف کیا جائے، یا اسے بطور نذرانہ کسی کو پیش کیا جائے۔اسکے مستحق غریب ونادار والدین کے بچے ہیں جوخود بھی غریب ونادار ہوں۔بشرطیکہ وہ سید نہ ہوں کہ سیدزادے اگر وہ غریب ہوں ان پر مال زکوٰۃ ہرگز صرف کرنا جائز نہیں۔عام مکتبوں کیلئے زکوٰۃ فطرہ کی رقوم جمع کرنا اورانہیں تنخواہ وغیرہ یا انعام وغیرہ بلکہ دینی مدرسہ کے نام پر تعمیرات پر خرچ کرنا،غریبوں کا حق مارنا بھی ہے اورناجائز وگناہ بھی۔تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیں (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری وغیرہ)۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ ربیع الاول شریف ۱۳۹۸ھ

زکوٰۃ سے اسپتال بنانا کیسا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ: زکوٰۃ کی رقم سے ہسپتال کیلئے زمین خریدی اور یہ ہسپتال عام لوگوں کے فائدہ کیلئے ہوگا۔شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟ الٰہی بخش، بھائی خان چاڑی، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: زکوٰۃ ادا کرنے میں یہ ضروری ہے کہ جسے دیں اسے مالک بنادیں، اباحت کافی نہیں۔لہٰذا مال زکوٰۃ مسجد میں صرف کرنا، یا اس سے میت کو کفن دینا، یا پل سرائے یا سڑک یا ہسپتال بنوادینا، یا کنواں بنوادینا کافی نہیں۔اورجانتے بوجھتے کہ یہ رقم ہسپتال وغیرہ کی تعمیر میں خرچ کرنی ہوگی اگر کسی نے زکوٰۃ دی تو اسکی زکوٰۃ ادا نہ ہوگی (عالمگیری وغیرہ) یہ زمین یا اس پر تعمیر ہونے والا مکان جو زرزکوٰۃ سے تعمیر ہو خالص غریبوں کا حق ہے۔انہیں دیدیا جائے۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

حجام کی کمائی، حج کرنا، زکوٰۃ دینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ: آجکل حجام حضرات سر کے بال کاٹتے ہیں جن میں انگریزی وپٹے دار دونوں شامل ہیں، خط بناتے ہیں، داڑھی مونڈھتے ہیں۔ان میں بعض کے ہاں حمام بھی ہیں۔لہٰذا ان کی جو کمائی ہے وہ حلال ہے یا حرام؟اور پھر اس کمائی سے حج وزکوٰۃ وغیرہ فرائض کی ادائیگی صحیح ہوگی یا نہیں؟جبکہ داڑھی کے بارے میں لوگ کہتے ہیں کہ اسکا مونڈنا یا منڈانا حرام ہے۔حکم شرع سے مطلع فرمائیں۔ فریداحمد بقلم خود، اسٹیشن روڈ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: آجکل جنہیں حجام کہا جاتا ہے انکی آمدنی کا ذریعہ، بعض صورتوں میں حلال ہے۔مثلاً پٹے بال بنانا کہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سنت نبوی ﷺ کے اتباع کا ثواب ملے یا خط بنانا یا سر کے بال کاٹنا، سر استرے سے صاف کرنا وغیرہ اور بعض صورتوں میں حرام۔ مثلاً داڑھی مونڈنا۔ کہ داڑھی مونڈنا حرام ہے اور اس پر اعانت، گناہ پر اعانت ہے اور قرآن کا حکم یہ ہے کہ "گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو"۔ غرض حجامت پیشہ افراد، کی آمدنی، عموماً حرام وحلال میں مخلوط ہوتی ہے جس کا جدا کرنا مشکل بلکہ بیحد مشکل ہے۔ تو ایسی صورتوں میں ان پر زکوٰۃ فرض ہے۔ ہاں اگر دونوں آمدنیاں جدا جدا، ایک دوسرے سے ممتاز ہوں تو صرف مال حلال پر زکوٰۃ واجب ہوگی مال حرام پر نہیں (کمافی الدرالمختار ورد المحتار)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ

غلہ کا عشر کیسے دیا جائے؟ کس کو دیا جائے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان شرع اس مسئلہ کے متعلق کہ: حکومت کے حکم کے مطابق غلہ کا عشر لیا جائے گا تو جو غلہ کھانے سے زائد ہو اسکے او پر زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں؟ جبکہ اس غلہ کا عشر پہلے ہی حکومت لے چکی ہے۔

سائل جان محمد، تحصیل سیہون شریف، ضلع دادو

۷۸۶ الجواب: حضور اقدس ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ہر اس شے میں جسے زمین نے نکالا عشر یا نصف عشر ہے۔ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ زمین سے جو بھی پیداوار حاصل ہوگی اس میں عشر یا بعض صورتوں میں نصف عشر واجب ہے (عالمگیری، درمختار) اور جس چیز میں عشر یا نصف عشر واجب ہوگا اس میں کل پیداوار کا عشر یا نصف عشر لیا جائے گا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ مصارف زراعت اہل بیل، حفاظت کرنے والوں یا کام کرنے والوں کی اجرت یا بیج وغیرہ نکال کر باقی کا عشر یا نصف عشر دیا جائے اور عشر میں سال گزرنا بھی شرط نہیں بلکہ سال میں چند ایک بار کھیت میں زراعت ہوئی تو ہر بار عشر واجب ہے (درمختار، ردالمحتار) واللہ تعالیٰ اعلم۔ گورنمنٹ کو دیجانے والی مال گزاری سے عشر ساقط نہیں ہوتا۔ (بلکہ ذمہ میں واجب رہتا ہے، مستحق کو دینا ضروری ہے)

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

زکوٰۃ کہاں کہاں خرچ کر سکتے ہیں؟

سوال: مسئلہ یہ ہے کہ زکوٰۃ کے مصارف کے متعلق اختلافی بحث پیدا ہو رہی ہے کہ زکوٰۃ اجتماعی، فلاحی اور خیراتی اداروں پر خرچ نہیں کی جاسکتی۔ جبکہ عرصہ دراز سے تمام گردو پیش میں یہ بات مروج ہے کہ لوگوں نے جگہ جگہ مدرسے، خیراتی ہسپتال اور اسی نوعیت کے دوسرے ساجی بہبود کے ادارے قائم کئے ہوئے ہیں اور لوگ ان میں ہر سال اپنی زکوٰۃ اور اپنے صدقات کی رقوم دیتے رہتے ہیں۔ کیا مدارس، خیراتی ہسپتال زکوٰۃ کی رقم سے تعمیر کر کے چلائے جاسکتے ہیں۔ جبکہ یہ مستحقین زکوٰۃ کی ضرورت کیلئے اور غرباء کی مدد کیلئے قائم کئے گئے ہیں اور چلائے جارہے ہیں۔ اس سلسلہ میں شرعی احکام تفصیلی طور پر تمام جزوی مباحث اور جواز کے ساتھ اپنی رائے سے مطلع فرما کر دینی اور ذہنی انتشار کو رفع فرمائیں۔

حاجی محمد قاسم، مارکیٹ روڈ حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: زکوٰۃ کا رکن تملیک فقیر ہے۔ جس کام میں تملیک فقیر نہ ہو کیسا ہی کار حسن ہو جیسے مسجد، یا تکفین میت، یا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تنخواہ مدرسین علم دین، اس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوسکتی۔ اور تملیک فقیر کے معنی ہیں کہ جس مستحق زکوٰۃ کو دیں، اسے مالک بنا کر، اپنا نفع اس سے بالکل جدا کرلیں۔ علمائے کرام تصریح فرماتے ہیں کہ مباح کردینے سے کہ دوسرا اس سے فائدہ اٹھائے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی مثلاً فقیر کو بہ نیت زکوٰۃ کھانا کھلا دیا، زکوٰۃ ادا نہ ہوئی کہ مالک کردینا نہ پایا گیا۔ یا فقیر کو بہ نیت زکوٰۃ مکان رہنے کو دیدیا، زکوٰۃ ادا نہ ہوئی کہ مال کا کوئی حصہ اسے نہ دیا۔ بلکہ منفعت کا مالک کیا۔ (درمختار، ردالمحتار) یوں ہی مال زکوٰۃ سے پل، سرائے، سقایہ، سڑک بنوادینا۔ نہر یا کنواں کھدوادینا یا ایسے ہی دوسرے رفاہی کاموں میں صرف کردینا یا کتاب وغیرہ کسی چیز کو خرید کر وقف کردینا ناکافی ہے (عالمگیری وغیرہ) اور وجہ ان میں زکوٰۃ ادا نہ ہونے کی وہی ہے کہ تملیک فقیر نہ پائی گئی جو رکن زکوٰۃ ہے۔ ہسپتال دینی مدارس سے زیادہ تو اہم نہیں کہ دینی مدارس کی تعمیر و مرمت یا ان مدارس کے مدرسین کی تنخواہ اس سے ادا کرنا جائز نہ ہو، ہسپتال کی تعمیر جائز ہوجائے۔

عزیزو! قانونِ شریعت سب کیلئے یکساں ہے۔ یوں ہی جگہ جگہ مکتب قائم کردینا تو قوم کی بڑی خدمت ہے لیکن زر زکوٰۃ ان میں صرف کرنا اور ان کے استادوں کو زر زکوٰۃ سے تنخواہ دینا یا اس سے مدرسہ کی دوسری ضروریات مثلاً فرش چٹائی خریدنا کیونکر جائز ہوگا۔ تملیک فقیر کی شرط کہاں جائے گی۔ ہاں اگر روپیہ بہ نیت زکوٰۃ کسی مصرف زکوٰۃ کو دیکر مالک کردیں اور اسے اختیار دیں کہ جہاں چاہے خرچ کرے اور وہ اپنی طرف سے دینی مدرسوں یا ہسپتالوں کو دیدے تو بیشک اب یہ رقم ان تمام مصارف میں صرف ہوسکتی ہے۔ (ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

مسجد کی دوکانوں پر، زکوٰۃ کی رقم سے مدرسہ کی تعمیر کیسی ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و فقہاء شرع متین بیچ اس مسئلہ کے کہ: مسجد کی دیوار کے ساتھ دوکانیں بنی ہوئی ہیں۔ دوکانوں کا کرایہ مسجد کے انتظام والے وصول کرتے ہیں۔ اور ان دوکانوں کی چھت پر عربی کا مدرسہ بنا رہے ہیں۔ اس میں زکوٰۃ کا روپیہ لگ سکتا ہے یا نہیں۔ اور کس کس کام پر زکوٰۃ کا روپیہ لگ سکتا ہے؟ حاجی نثار الدین، لطیف آباد نمبر ۸

الجواب: زکوٰۃ و فطرہ کی رقوم کا انہی مصارف میں صرف کرنا فرض ہے جو شریعت نے بیان فرمائے۔ اور تملیک فقیر زکوٰۃ کی ادائیگی میں لازم شرط ہے۔ یعنی مال زکوٰۃ کا کسی مصرف زکوٰۃ فقیر کی ملکیت میں دیکر اسے مالک و مختار بنادیا، کہ جہاں چاہے صرف کرے۔ اس کے بغیر زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ اسلئے علمائے کرام نے فرمایا کہ مال زکوٰۃ میت کی تجہیز و تکفین، ادائیگی قرض، تعمیر مسجد، سرائے کنواں ہسپتال بنانے ایسے ہی دوسرے فلاحی اداروں میں خرچ نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا براہِ راست زکوٰۃ کی رقم دینی مدارس کی تعمیر میں خرچ کرڈالنا ہرگز ہرگز جائز نہیں۔ ہاں اگر زکوٰۃ کی رقم کسی مصرف زکوٰۃ فقیر محتاج کو دیدی اور اس نے خود اپنے آپ یا کسی اور کے ذریعے اب وہ رقم مسجد یا مدرسہ کی تعمیر کیلئے دیدی تو کوئی مضائقہ نہیں کہ زکوٰۃ تو پہلے ہی ادا ہوچکی۔ اس نے جو کچھ دیا وہ عطیہ ہے زکوٰۃ نہیں۔ (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری وغیرہا) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ صفر المظفر ۱۴۰۱ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

غیر مستحق زکوٰۃ کھائے تو کیا حکم ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

ا۔ جو زکوٰۃ کا پیسہ کھاتا ہے اس کے گھر کا کھانا پینا درست ہے؟

۲۔ جو زکوٰۃ لینے کا مستحق نہیں بلکہ زکوٰۃ دینے کے قابل ہے۔ وہ اگر زکوٰۃ کا پیسہ کھاتا ہے تو کیا اس کے گھر کا کھانا پینا جائز ہے؟ مفصل بیان کیجئے یہاں دو پارٹیوں میں بحث چھڑی ہے۔ ایک کہتی ہے کہ اس کے گھر کھانا جائز ہے دوسری کہتی ہے نہیں۔ اپنی مہر بھی لگائیے گا مشکور ہونگا۔ امیر حسن، نکاح رجسٹرار، حمید پورہ کالونی نمبر ا، گلی نمبر ۷، میرپور خاص

۷۸۶ الجواب: اگر واقعی وہ زکوٰۃ کا مستحق نہیں بلکہ صاحب نصاب ہے اور کم از کم ساڑھے باون تولہ چاندی کی ملکیت کسی بھی شکل میں اپنے پاس ضروریات سے فارغ رکھتا ہے اور پھر بھی زکوٰۃ وصول کرتا ہے تو گنہگار ہے اور یہ مال اس کیلئے حرام۔ اب اگر گمان غالب مال حرام کا ہے تو اسکی دعوت قبول نہ کی جائے جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ یہ چیز جو اسے پیش کی گئی ہے حلال مال سے ہے۔ اور اگر وہ مال زکوٰۃ کا واقعی مستحق ہے تو اسکی دعوت قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں اگر چہ وہ اسی مال سے کھانا تیار کرے کہ وہ اس کیلئے زکوٰۃ ہے دوسرے کیلئے ہدیہ۔ (عالمگیری وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ ذیقعد ۱۴۰۰ھ

زکوٰۃ سے بڑے ہسپتال کی تعمیر

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع دین مسائل مندرجہ ذیل میں کہ

ا۔ زید کہتا ہے کہ زکوٰۃ کے روپے سے دینی مدرسہ کی عمارت کی تعمیر ودیگر ابتدائی ضروریات مثلاً فرنیچر، اسٹیشنری، اور تنخواہ ملازمین ومدرسین وغیرہ سب جائز ہے۔ جیسا کہ راجپوتانہ فیڈریشن نے حیدرآباد میں ایک بہت بڑا عالیشان ہسپتال جام شورو روڈ حیدرآباد میں تعمیر کیا ہے۔ جس پر کروڑوں روپیہ پورے ملک سے جمع شدہ زکوٰۃ فنڈ کا صرف کیا گیا۔ جس پر ملک کے علماء نے نہ تو کوئی احتجاج کیا اور نہ ہی اسکے خلاف شرعی فتویٰ ہی جاری کیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے ضروری اور بہتر کام پر زکوٰۃ کی رقم خرچ کی جاسکتی ہے۔

۲۔ سنت یا نفل نماز کی کسی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورت ملانا بھول گیا تو کیا کرے۔

۳۔ قبر کو اونچا اور پختہ کرنا کیسا ہے۔ رسالہ "رکن الدین" میں لکھا ہے کہ قبر ایک بالشت اونچی ہونی چاہئے۔ جبکہ قبر کی پوری مٹی واپس ڈالنے پر بہت اونچی ہوجاتی ہے۔ اور بعض اہل علم سے سنا ہے کہ قبر کی نکلی ہوئی مٹی تمام کی تمام اس پر ڈالنی چاہئے۔ امید ہے آپ قرآن وسنت کی روشنی میں صحیح جواب سے مستفید ومطمئن فرماکر شرعی فرض ادا فرمائیں۔

عبدالسلام معرفت عبدالغفور، کیپ ہاؤس، متصل جامع مسجد، ٹنڈو آدم، ضلع سانگھڑ

۷۸۶ الجواب: ا۔ قرآن کریم کا ارشاد گرامی ہے انما الصدقات للفقراء الآیۃ اس آیۂ کریمہ کے تحت فقہاء کرام

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے ارشاد فرمایا کہ ان الصدقۃ لا یحصل الا تملیك مصر فھا ولا یتم الا بقبضتہ جس کا ماحصل یہ کہ زکوٰۃ اور ہر صدقۂ واجبہ دینے میں تملیک فقیر شرط ہے۔ اور تملیک اس وقت ہوگی جب اپنے قبضے سے مال زکوٰۃ نکال کر، کسی فقیر، مسکین وغیرہ مصرف زکوٰۃ کے قبضے میں دیدیا جائے۔ جہاں یہ نہیں، وہاں زکوٰۃ نہیں۔ مثلاً محتاجوں کو بطور اباحت اپنے دسترخوان پر بٹھا کر کھلا دینا، یا میت کے کفن دفن میں لگانا، یا مسجد، کنواں، خانقاہ، پل، سرائے، ہسپتال، یا دینی مدرسہ بنوا دینا۔ ان سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ غرض زکوٰۃ کا رکن تملیک فقیر ہے۔ جس کام میں تملیک فقیر نہ ہو کیسا ہی کار حسن ہو جیسے تعمیر مسجد یا تکفین میت یا تنخواہ مدرسین علم دین، اس سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ یونہی نہ جائیداد خریدنے سے زکوٰۃ ادا ہوسکتی ہے۔ نہ جائیداد فقرا پر وقف کردینے سے۔ اور نہ مدرسہ کی تعمیر یا مرمت یا فرش یا فرنیچر وغیرہ میں مال زکوٰۃ صرف کیا جاسکتا ہے۔ تمام متون و شروح و فتاویٰ اس مسئلہ کی تحقیق و تشریح سے مالا مال ہیں۔ کسی نے براہِ راست، ان امور خیر میں زکوٰۃ کا صرف کرنا جائز نہ رکھا۔ کسی نے اسے روا، نہ مانا۔ جو ایسا کہتا ہے وہ اپنے مذہب سے ناواقف ہے۔ اور عوام الناس کا عمل کوئی حجت و دلیل نہیں۔ ہاں اگر اس قسم کے معاملات و امور خیر میں، مال زکوٰۃ صرف کرنا چاہے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ جو شخص شرعاً مصرف زکوٰۃ ہے اسے بہ نیت زکوٰۃ، مال زکوٰۃ دیکر اسکا قبضہ کرادیں۔ پھر وہ اپنی ملکیت میں لیکر، اپنی طرف سے، اپنے آپ، خواہ دوسرے کو دیکر امور خیر میں لگادے۔ ثواب دونوں کو ملے گا۔ عالمگیری وغیرہ میں ہے فی جمع ابواب البر کعمارۃ المسجد و بناء القنطرۃ، الحیلۃ یتصدق بمقدار زکوٰۃ علی فقیر و یامرہ بالصرف الی ھذہ الوجوہ۔ فیکون للمتصدق ثواب الصدقۃ و للفقیر ثواب بناء المسجد و القنطرۃ (فتاوی رضویہ ملتقطا) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ فرض کی پہلی دو رکعتوں، اور نفل و سنت و وتر کی، ہر رکعت میں، سورت ملانا بھول گیا تو سجدہ سہو واجب ہے۔

(درمختار، عالمگیری وغیرھا)

۳۔ رکن دین میں جو کچھ لکھا ہے وہ صحیح ہے۔ حکم شرعی اس باب میں یہی ہے کہ قبر ایک بالشت اونچی ہو یا کچھ خفیف زیادہ۔ (عالمگیری) لیکن یہ حکم مستحبا ہے۔ اس کے خلاف کیا کہ قبر ایک بالشت سے اونچی رکھی تب بھی مباح ہے اور جائز۔ رہی یہ بات کہ جتنی مٹی قبر سے نکلی اس سے زیادہ ڈالنا مکروہ ہے۔ (جوہرہ، نیرہ، عالمگیری) عام لوگوں کی قبروں کو پختہ نہ کیا جائے (درمختار وغیرہ) یعنی اندر سے پختہ نہ کیا جائے اور اگر اندر سے خام ہو اوپر سے پختہ تو کوئی حرج نہیں۔ قبر کے اس حصہ میں کہ میت کے جسم سے قریب ہے پکی اینٹ لگانا اور اوپر پختہ بنانا مکروہ ہے کہ اینٹ آگ سے پکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو آگ کے اثر سے بچائے۔ (عالمگیری) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　　۱۷ ذی قعدہ ۱۴۰۰ھ

مال زکوٰۃ سے مکان تعمیر کر کے دینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و فقہاء عظام اس مسئلے میں کہ

۱۔ ہماری جماعت میں زکوٰۃ کا فنڈ جمع ہے اور وہ اسے زکوٰۃ کے مستحق لوگوں میں تقسیم کرتی رہتی ہے۔ اس مہنگائی کے دور میں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

درمیانی طبقے کے افراد کیلئے مکان کی تعمیر یا اس کا کرایہ ادا کرنا انتہائی مشکل ہے۔ ہماری جماعت یہ چاہتی ہے کہ زکوٰۃ کا حیلہ کرا کے مکان تعمیر کرائے اور اسے درمیانی طبقے کے لوگوں میں تقسیم کرے۔ چاہے وہ زکوٰۃ کے مستحق ہوں یا نہ ہوں۔ اس کا شرعی طور پر طریقہ کار کیا ہے؟ وضاحت سے بیان کیجئے۔

۲۔ اس دور میں کسی شخص کے متعلق یہ معلوم کرنا کہ آیا وہ زکوٰۃ کا مستحق ہے یا نہیں؟ مشکل ہے۔ اس جماعت نے فارم جاری کئے ہیں جس کے تحت تمام تر شرعی جوابدہی جواب کنندہ پر رکھی گئی ہے (فارم منسلک ہے) ایسی صورت میں بغیر تحقیق کئے جماعت جواب کنندگان میں زکوٰۃ تقسیم کرسکتی ہے یا نہیں؟ وضاحت سے بیان کیجئے۔

دی کیشو د میمن جماعت (The Keshod Memon Jamaat)

۷۸۶ الجواب: ا۔ اموال زکوٰۃ میں حیلہ شرعیہ کے بعد، یہ اموال، تمام امور خیر، مثلاً تجہیز و تکفین، تعمیر مساجد، خدمت سادات کرام، اور امداد و تعاون مالی کے مستحق، متوسط الحال مسلمان، وغیرھم، پر صرف کئے جاسکتے ہیں۔ جیسا کہ درمختار و ہندیہ وغیرہما کتب معتبرہ اور فتاوٰی میں ہے۔ مگر ہزاروں روپے، فضول خواہش یا دنیاوی آسائشوں یا ظاہری آرائشوں میں اٹھانے والے، مصارف خیر میں ان حیلوں کی آڑ نہ لیں۔ ویسے ہی دینی ضرورتوں کی غرض سے، خالص خدا ہی کے کاموں میں صرف کرنے کیلئے ان طریقوں پر اقدام کریں نہ کہ معاذ اللہ، ان کے ذریعے سے ادائے زکوٰۃ کا نام کر کے روپیہ اپنے خرد برد میں لائیں۔ کہ یہ امر، مقاصد شرع کے بالکل خلاف اور اس میں ایجاب زکوٰۃ کی حکمتوں کا سراسر ابطال ہے۔ تو گویا اس کا برتنا اپنے رب عزوجل کو فریب دینا ہے۔ العیاذ باللہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ جو اپنے آپ کو زکوٰۃ کا مستحق بتائیں اور ظاہری حال، انکے بیان کی تصدیق کرے اور انہیں مستحق جان کر زکوٰۃ دیدی جائے تو زکوٰۃ ادا ہو جائیگی اور انکی غلط بیانی خود ان کیلئے آخرت میں وبال ثابت ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ محرم الحرام ۱۴۰۱ھ

زکوٰۃ سے تنخواہ لینا کیسا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: اکبری مسجد یونٹ نمبر ۸ سے ملحق ایک مدرسہ بنام دارالعلوم حنفیہ اکبریہ کے نام سے جاری ہے۔ جس میں اس وقت دینی تعلیم (قرآن مجید) مفت دیجاتی ہے۔ اس میں زیر تعلیم بچوں میں بیشتر بچے ایسے ہیں جن کے والدین ان کے تعلیمی اخراجات برداشت نہیں کر سکتے۔ اور مدرسہ سے ملحق زیادہ تر آبادی غریب ہے۔ اور مدرسہ میں معمولی آمدنی کرایہ دوکان سے ہے، اس کی کوئی آمدنی نہیں ہے جس سے مدرسہ کا خرچ پورا ہوسکتا ہو۔ اس صورت میں زکوٰۃ، فطرہ، چرم قربانی سے کیا مدرسہ کا خرچہ پورا کیا جاسکتا ہے۔ اور رقم کی وصولی مدرسہ کی رسیدات پر ہوسکتی ہے جیسا کہ تمام مدارس وصول کرتے ہیں؟

حدیث پاک ہے کہ پہلے اپنے گھر کو دیکھو، اسکے بعد پڑوس محلہ، اسکے بعد شہر کو۔ اس لئے التماس ہے کہ حوالہ قرآن

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پاک اور حدیث مبارکہ سے جواب عطا فرمائیں۔

المستدعی انتظامیہ کمیٹی اکبری مسجد و دار العلوم حنیفہ اکبریہ، یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد (حیدر آباد)

۷۸۶ **الجواب:** مدرسہ کے خرچ سے اگر آپ کی مراد یہ ہے کہ ملازمین کی تنخواہیں، مدرسہ کا فرنیچر اور مدرسہ کی تعمیر و مرمت کا خرچ پورا نہیں ہوتا تو اس سلسلہ میں زکوٰۃ کا روپیہ خرچ کرنے کی اجازت نہیں۔ زکوٰۃ میں شرط ہے کہ کسی فقیر وغیرہ کو جو مصرف زکوٰۃ ہو اسے مال زکوٰۃ کا مالک کر دیا جائے۔ پھر اسے اختیار ہے کہ وہ جہاں چاہے خود صرف کرے یا دوسرے کو دیدے وہ خرچ کرے۔ براہِ راست دینی مدرسوں میں فطرہ وزکوٰۃ کی رقم ایسے مصارف میں صرف نہیں کی جاسکتی۔ ہاں چرم قربانی ان امور میں کام آسکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ ذی قعدہ ۱۴۰۰ھ

بھائی کی اولاد کو زکوٰۃ کس طرح دیں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ہمارے بھائی حاجی شان صاحب کافی عرصہ قبل انتقال کر گئے۔ ان کے ذمے لوگوں کا کچھ قرضہ رہ گیا تھا جو ابھی تک ان کے لڑکوں سے ادا نہیں ہوا۔ چونکہ انکی مالی حالت کمزور ہے کچھ زیورات انکے گھر کی عورتوں کے موجود ہیں لیکن وہ انہی عورتوں کی ملکیت ہیں۔ لہٰذا ہم چاہتے ہیں کہ اپنے پیسوں کی زکوٰۃ میں سے بھائی صاحب کا قرض ادا کر دیں یا انکے لڑکوں کو زکوٰۃ دیدیں۔ نیز بھائی صاحب کا ایک مکان تھا جو ان کی گھر والی کے نام ہے جس میں وہ سب حضرات (بھائی صاحب کی اولاد) رہتے ہیں۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں ہم انکا قرض اپنے پیسوں کی زکوٰۃ سے ادا کر سکتے ہیں یا نہیں؟ بینوا، توجروا حاجی نور محمد، حاجی جان محمد، ساگر کالونی، پھلیلی، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** زکوٰۃ میں تملیک فقیر شرط ہے اس کے بغیر زکوٰۃ ادا نہیں ہو سکتی۔ صورت مسئولہ میں اگر میت کے اور ورثہ اس کا قرض ادا نہیں کرتے تو سائل براہِ راست ادائیگی قرض میں زکوٰۃ کی رقم نہیں دے سکتا۔ اسکی تدبیر یہ ہے کہ اپنے کسی عزیز یا اجنبی کو جو مصرف زکوٰۃ ہو زکوٰۃ کی رقم بہ نیت زکوٰۃ دیں اور وہ اپنی طرف سے میت کے قرض میں قرض خواہ کو دیدیں انکی زکوٰۃ ادا ہو جائیگی اور اسے عظیم ثواب ادائیگی قرض کا ملے گا۔ (ھکذا فی الفتاویٰ الرضویہ وغیرھا) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ شوال المکرم ۱۴۰۰ھ

۱۔ زکوٰۃ سے مدرسہ بنانا ۲۔ اذان سے پہلے سلام ۳۔ فاتحہ میں کھانا پینا سامنے ہونا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل مندرجہ ذیل میں کہ:

۱۔ بکر کہتا ہے کہ دار العلوم اسلامیہ کے قیام کے سلسلہ میں ابتدائی مرحلہ یعنی عمارت کی تعمیر اور ملازمین کی تنخواہ یا اسکے سامان ضرورت فرنیچر وغیرہ میں بلا کسی شرعی حیلہ کے زکوٰۃ کا روپیہ لگانا درست اور جائز ہے۔ اور اس مندرجہ بالا مقصد کی ضرورت کیلئے صاحب نصاب لوگوں نے زکوٰۃ کی رقم وصول کی جاسکتی ہے۔ لہٰذا شرعی طور پر مفصل و مدلل فیصلہ صادر فرمائیں کہ آیا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

زکوٰۃ کی رقم مدرسہ کی عمارت، فرنیچر، اور تنخواہ ملازمین کے شعبوں میں خرچ کرنی جائز و درست ہے؟

۲۔ بکر کہتا ہے کہ اذان سے قبل تعوذ، تسمیہ، صلوٰۃ وسلام پڑھ کر اذان دینا ثواب ہے۔ زید کا کہنا ہے کہ اذان کے بعد پڑھنا جائز وسنت ہے؟ برائے کرم شرعی فیصلہ سے مستفید فرمائیں۔

۳۔ بکر کہتا ہے کہ ایصال ثواب کیلئے، جو اشیاء خوردنی پکائی یا لائی گئی ہوں دعا کے وقت انکا وہاں ہونا ضروری ہے۔ زید کہتا ہے کہ وہ اشیاء موجود ہوں یا نہ ہوں ایصال ثواب غیر موجودگی میں بھی ہو جائے گا؟ بہتر و تشریح جواب سے ممنون فرمائیں۔ بینوا، تواجرو محمد عرفان قادری، ٹنڈو آدم (ضلع سانگھڑ)

۷۸۲ الجواب: ا۔ قرآن کریم کا ارشاد گرامی ہے انما الصدقات للفقراء الآیۃ اس آیہ کریمہ کے تحت فقہائے کرام نے ارشاد فرمایا کہ ان الصدقۃ لا تحصل الا تملیك مصر فھا ولا تتم الا بالقبضۃ جس کا ماحصل یہ ہے کہ زکوٰۃ اور ہر صدقۂ واجبہ دینے میں تملیک فقیر شرط ہے اور تملیک اس وقت ہوگی جب اپنے قبضے سے مال زکوٰۃ نکال کر، کسی فقیر مسکین مصرف زکوٰۃ کے قبضہ میں دیدیا جائے۔ جہاں یہ نہیں، جیسے محتاجوں کو بطور اباحت، اپنے دسترخوان پر بٹھا کر کھلا دینا، یا میت کے کفن دفن میں لگانا، یا مسجد، خانقاہ، پل، سرائے، کنواں وغیرہ بنوانا، ان سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ غرض، زکوٰۃ کارکن تملیک فقیر ہے۔ جس کام میں فقیر کی تملیک نہ ہو کیسا ہی کار حسن ہو جیسے تعمیر مسجد یا تکفین میت، یا تنخواہ مدرسین علم دین، اس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہو سکتی۔ یونہی نہ جائیداد خریدنے سے ہو سکتی ہے نہ جائیداد فقراء پر وقف کر دینے سے۔ اور نہ مدرسہ کی تعمیر یا مرمت یا فرش وغیرہ میں صرف ہو سکتی ہے۔ تمام متون و شروح و فتاویٰ، اس مسئلہ کی تحقیق و تشریح سے مالا مال ہیں۔ کسی فقیہ نے براہ راست، ان امور خیر میں زکوٰۃ کا صرف کرنا جائز نہ رکھا۔ کسی نے اسے روا نہ مانا۔ جو ایسا کہتا ہے وہ اپنے مذہب سے ناواقف محض ہے۔ ہاں اگر اس قسم کے معاملات و امور خیر میں، مال زکوٰۃ صرف کرنا چاہیں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ جو شخص شرعاً مصرف زکوٰۃ ہے اسے بہ نیت زکوٰۃ دیکر، اس کا قبضہ کرا دیں۔ پھر وہ اپنی طرف سے اپنے آپ، خواہ دوسرے کو دیکر امور خیر میں لگا دے۔ عالمگیریہ وغیرہ میں ہے فی جمیع ابواب البر لعمارۃ المسجد و بناء القناطیر، الحیلۃ ان یتصدق بمقدار زکوٰۃ علی فقیر، ثم یامرہ بالصرف الی ھذہ الوجوہ فیکون للمتصدق ثواب الصدقۃ و للفقیر ثواب بناء المسجد والقنطرۃ۔ (فتاویٰ رضویہ ملتقطا)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ اذان کے بعد درود شریف پڑھنا احادیث صحیحہ سے ثابت اور تمام مسلمانوں میں معمول ہے۔ یونہی اقامت سے پہلے درود شریف پڑھنا علمائے کرام نے مستحب بتایا۔ اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ اب کہ عوام و خواص اہلسنت میں درود شریف پڑھنے کا عمل عام ہو گیا تو وہابیہ نے اس پر اختلاف کیا اور مسلمانوں میں انتشار پھیلایا۔ اس کا مخالف جھوٹا ہے اور شریعت مطہرہ پر افتراء کرتا ہے۔ ثبوت دے کہ شرع مطہرہ نے اس سے کہاں منع فرمایا ہے کہ خلاف شرع کہتا ہے۔ ہاں وہ فرداً مستحب ہے اور اصلاً فرد فرض۔ قال اللہ تعالیٰ ان اللہ و ملئکتہ یصلون علی النبی یاایھاالذین امنوا صلوا علیہ و سلموا تسلیما۔ بے شک اللہ اور اس کے سب فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی پر۔ اے ایمان والو! درود بھیجو ان پر اور خوب

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سلام عرض کرو۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ رب عزوجل کا یہ حکم ہے۔ اس میں کوئی استثناء نہیں کہ یہاں پڑھو وہاں نہ پڑھو۔ اذان کے بعد پڑھو پہلے نہ پڑھو۔ تو جب پڑھا جائے گا حکم الٰہی پر عمل ہوگا۔ فلہذا ہر بار درود شریف پڑھنے میں ادائے فرض کا ثواب ملتا ہے کہ سب اسی مطلق فرض کے تحت میں داخل۔ تو جتنا بھی پڑھیں گے فرض ہی میں داخل ہوگا۔ آجکل اس کا انکار کرنے والے وہابیہ ہیں اور وہابیت مردود (فتاویٰ رضویہ وغیرہ) ہاں راہ راست اور سلامتی کا راستہ یہ ہے کہ اذان خواہ اقامت سے قبل درود شریف پڑھیں تو دونوں میں فاصلہ رکھیں۔ بلکہ درود شریف کی آواز، اذان اقامت کی آواز سے ایسی جدا ہو کہ امتیاز رہے اور عوام کو درود شریف کی آواز، اذان و اقامت کا جز معلوم نہ ہو۔ تعوذ و تسمیہ کی یہاں حاجت نہیں یہ قرأت قرآن کے ساتھ ہے اور بسم اللہ اگر پڑھنا چاہیں تو بہت پست آواز سے کہ خود سننا چاہیں تو سن سکیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ فاتحہ وایصال ثواب کیلئے کھانے وغیرہ کا پیش نظر ہونا کچھ ضرور نہیں۔ بعض علاقوں میں معمول ہے کہ کھانا وغیرہ کھلا پلا کر پھر ایصال ثواب کرتے ہیں۔ یہ بھی مشروع ہے۔ مقصد ایصال ثواب چاہئے۔ وہ جس جائز طریقہ پر حاصل ہو درست ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ شوال المکرم ۱۴۰۰ھ

زکوٰۃ کے مصارف زیادہ ہوں اور رقم کم، تو قرض لے کر پورا کریں

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ

۱۔ ایک خیراتی ادارہ میں زکوٰۃ کی مد میں جو رقم فراہم ہوتی ہے اس سے زیادہ صرف میں آجاتی ہے۔ اس کمی کو، اسی ادارہ کی دوسری آمدنی مثلاً عطیات ودیگر ذرائع آمد سے بطور قرض لیکر پورا کر دیا جاتا ہے۔ یہ سلسلہ گذشتہ کئی سال سے جاری ہے اور اس طرح زکوٰۃ کھاتہ کے ذمے ہزاروں روپے کی بقایا نکلتی ہے جو زکوٰۃ کھاتہ کو ادا کرنی ہے۔ امسال مد زکوٰۃ میں اتنی رقم فراہم ہوئی ہے کہ دوسری مدات سے قرض کی ہوئی رقم اس سے ادا کی جاسکتی ہے جبکہ دوسری مدات کو اپنی ضروریات بلکہ اشد ضروریات کیلئے قرض دی ہوئی رقم کی سخت ضرورت ہے تاکہ دوسرے مسائل جو زکوٰۃ کھاتہ میں زیادہ رقم خرچ ہونے کی وجہ سے رکے ہوئے تھے اور جنکا پورا کرنا انتہائی ضروری ہے، حل کئے جاسکیں۔

اب سوال یہ ہے کہ زکوٰۃ کھاتہ کے نام پچھلے کئی سال کی بقایا رقم جو کہ کھاتہ کو ادا کرنی ہے، موجودہ زکوٰۃ سے فراہم ہونے والی رقم سے وصول کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ جبکہ زکوٰۃ کی مد کا جو سلسلہ ہے انشاء اللہ تعالیٰ بدستور قائم رہے گا۔ بینوا توجروا

عبدالکریم، سیجا لائن، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** جبکہ صورت حال یہ ہے کہ زکوٰۃ کھاتہ کے مصارف، اس کی آمدنی کے مقابلہ میں، کئی سال کے بڑھتے چلے آرہے ہیں اور اس مصارف زکوٰۃ کو، اسی ادارہ کی دوسری مدات سے بطور قرض لیکر، پورا کیا جارہا ہے تو ظاہر ہے کہ بطور قرض، مد زکوٰۃ کو مہیا کی جانے والی رقم، زکوٰۃ کھاتہ کے نام پر قرض ہے اور اس قرض کی ادائیگی زکوٰۃ کھاتہ ہی سے کی جائے گی۔ اور اب کہ اس کھاتہ میں اتنی رقم موجود ہے کہ جس سے گذشتہ کئی سال کا قرض بھی ادا کیا جاسکتا ہے تو بیشک یہ رقم،

http://t.me/ahleqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

زکوٰۃ کھاتہ سے، انہیں مدات کو واپس ہونا چاہیے جن سے حاصل کی گئی تھی۔ لیکن چونکہ زکوٰۃ کھاتہ میں حاصل ہونے والی رقم، مصارف زکوٰۃ ہی میں ادا کی جاسکتی ہے اور ادائیگی زکوٰۃ میں تملیک فقیر شرط ہے، اس لئے براہ راست وہ رقم قرض میں نہ دیں بلکہ حیلہ شرعیہ کو کام میں لائیں اور وہ یہ ہے کہ جو شخص شرعاً مصرف زکوٰۃ ہو اسے بہ نیت زکوٰۃ، دیکر اس کا قبضہ کرادیں۔ پھر وہ اپنی طرف سے، اپنے آپ، خواہ دوسرے کو دیکر قرض ادا کردے۔ اس طرح اس رقم کا، ہر کار خیر میں صرف کرنا جائز ہوگا۔ عالمگیریہ وغیرہ میں ہے فی جمیع ابواب البر کعمارۃ المسجد و بناء القناطیر، الحیلۃ ان یتصدق بمقدار زکوٰۃ علی فقیر ثم یامرہ بالصرف الی ھذہ الوجوہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعندہ ام الکتاب

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۲۱ شوال المکرم ۱۴۰۰ھ

زکوٰۃ کے شرعی معنی

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ ایک شخص کہتا ہے کہ زکوٰۃ اور تمام صدقات واجبہ تملیک کے ذریعے دینی مدرسہ کی تعمیر، مدرسین کی تنخواہ، سید طلباء کے وظائف، اور مساجد وغیرہ کی تعمیر میں مستعمل ہو سکتے ہیں۔ دوسرے شخص کا کہنا ہے کہ تملیک وغیرہ کی کوئی حقیقت نہیں۔ شریعت نے زکوٰۃ کے جن مصارف کو بیان کردیا ہے اسی میں زکوٰۃ خرچ کی جائے گی۔ تیسرے شخص کا کہنا ہے کہ بیت المال کے ذریعے جو زکوٰۃ خرچ کی جائے اس میں تملیک کی ضرورت نہیں ہے۔ لہٰذا موجودہ دور میں گورنمنٹ کے ذریعے منتظمین مدارس کو جو زکوٰۃ ملے اسے تمام مصارف میں یعنی مدرسین کی تنخواہیں، مدارس کی تعمیر، اور وظائف وغیرہ میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔ بینوا، توجروا　　حافظ فیض احمد، پنجاب جنرل اسٹور، شاہی بازار، میرپور خاص (سندھ)

۷۸۲ الجواب: زکوٰۃ کے شرعی معنی ہیں تملیک جزء مال عینہ الشرع من مسلم فقیر غیر ھاشمی ولا مولاہ مع قطع المنفعۃ من المملک من کل وجہ للہ تعالی (درمختار)۔ یعنی زکوٰۃ شریعت میں، اللہ کیلئے، مال کے ایک حصے کا جو شرع نے مقرر کیا ہے مسلمان فقیر کو مالک کردینا ہے اور وہ فقیر نہ ھاشمی ہو۔ نہ ھاشمی کا آزاد کردہ غلام۔ اور اپنا نفع اس سے بالکل جدا کرے (بہار شریعت) شرح وقایہ میں ہے فیصرف الی الکل اوالبعض تملیکا درمختار میں آگے فرمایا ویشرط ان یکون الصرف تملیکا لا اباحۃ کمامر۔ ان تمام عبارتوں کا ماحصل یہی ہے کہ زکوٰۃ میں تملیک فقیر شرط ہے۔ جہاں تملیک فقیر نہ ہوگی زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ لہٰذا علمائے کرام عامۂ اسفار میں تصریح فرماتے ہیں کہ "مال زکوٰۃ مسجد میں صرف کرنا، یا اس سے میت کو کفن دینا، یا میت کا دین ادا کرنا، یا پل سرائے سڑک بنوانا، نہر یا کنواں کھدوادینا، اور ایسے ہی دوسرے کاموں میں جنکا تعلق رفاہ عامہ سے ہے، مال زکوٰۃ صرف کرنا کافی نہیں"۔ اور وجہ وہی کہ تملیک فقیر نہ پائی گئی۔ بلکہ فتاوی رضویہ میں فرمایا کہ "مدرسہ اسلامیہ اگر خالص اہلسنت کا ہو، ان میں بھی زکوٰۃ کی رقم مدرسین یا دیگر ملازمین کی تنخواہوں میں نہیں دی جاسکتی۔ نہ مدرسہ کی تعمیر یا مرمت یا فرش وغیرہ میں صرف ہوسکتی ہے"۔ لہٰذا یہ کہنا کہ تملیک وغیرہ کی کچھ حاجت

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہیں کوئی جاہل ہی کہہ سکتا ہے جسے نہ شریعت کا پتہ، نہ علمائے دین کی خدمت میں حاضری اسے نصیب۔ ایسا بدنصیب دعائے رحمت کا محتاج ہے۔ اس پر لازم ہے کہ تاوقتیکہ احکام شریعت سے آگاہی نہ ہو اپنی زبان بند رکھے۔ مبادا کسی بڑے جرم میں ماخوذ اور عذاب الٰہی میں گرفتار ہو۔ ہاں فتاویٰ رضویہ میں فرمایا کہ "اگر روپیہ بہ نیت زکوٰۃ کسی مصرف زکوٰۃ کو دیکر مالک بنادیں اور وہ اپنی طرف سے مدرسہ کو دیدے تو تنخواہ مدرسین وملازمین وغیرہ جملہ مصارف مدرسہ میں صرف ہو سکتا ہے"۔ (جلد نمبر ۴ صفحہ ۴۶۸) آگے صفحہ پر ارشاد فرمایا "جبکہ اس نے فقیر مصرف زکوٰۃ کو بہ نیت زکوٰۃ دیکر مالک کر دیا زکوٰۃ ادا ہوگئی۔ اب وہ فقیر مسجد میں لگادے دونوں کیلئے اجر عظیم ہوگا"۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ

زکوٰۃ فرض ہونے کے لئے قمری سال شرط ہے۔ عورت فرض روزہ کب چھوڑے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ

۱۔ ایک شخص نے حج کیلئے تھوڑے پیسے جمع کر کے حج کے فارم بھرے مگر شومئی قسمت کہ قرعہ اندازی میں نام نہیں آیا رقم کو پورا سال نہیں گزرا آیا اس صورت میں زید پر زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں؟ حج پر جتنی رقم خرچ ہوتی ہے وہ ابھی اسی سال پوری ہوئی ہے گذشتہ سال ان دنوں میں اس حج کی رقم کا ایک حصہ بھی پورا نہیں تھا یعنی کل رقم کو جمع کیے ہوئے سال پورا نہیں گزرا۔

۲۔ ایک شخص کے پاس تین تولہ سونا زیور ہے اور نقد رقم یا سامان اتنا نہیں ہے کہ صاحب نصاب ہو جائے یہ شخص بھی زکوٰۃ دیگا یا نہیں؟

۳۔ ایک دن ٹی وی پر ایک مقرر صاحب نے بیان کیا کہ جو عورتیں حاملہ ہوں یا دودھ پلانے والی ہوں انکو روزہ معاف ہے۔ وضاحت نہیں کہ انہی دنوں میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے اور بعد میں قضا ہے یا نہیں؟ اس سے کافی لوگوں میں غلط فہمیاں پیدا ہوگئیں۔ لہٰذا وضاحت فرمائیں کہ حاملہ اور دودھ پلانے والی حیض ونفاس والی عورتوں پر بعد میں روزہ کی قضا ہے یا نہیں؟

شکریہ الفقیر محمد بشیر چشتی، ٹنڈو الہیار

۷۸۶ **الجواب:** ۱۔ زکوٰۃ فرض ہونے کیلئے مال پر قمری سال کا گزر جانا شرط ہے۔ موجودہ سال کی جس تاریخ قمری کو وہ صاحب نصاب ہوا سال گذشتہ اسی تاریخ ماہ میں وہ صاحب نصاب نہ تھا تو ابھی حولان حول نہ پایا گیا لہٰذا زکوٰۃ فرض نہ ہوئی۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ اگر اس کے پاس تھوڑی سی بھی رقم یا مال تجارت ایسا ہے جس پر قمری سال گزر چکا تو سونے کی قیمت لگا کر، اس کی زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے ورنہ نہیں۔ (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ حمل والی اور دودھ پلانے والی عورتوں کو اگر اپنی جان یا بچہ کو نقصان پہنچنے کا صحیح اندیشہ ہو نہ کہ محض وہم، تو انہیں اجازت ہے کہ اس وقت روزہ نہ رکھیں۔ بعد میں قضا فرض ہے۔ (درمختار) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

زکوٰۃ سے مدرسے کی زمین خریدنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین بیچ ان مسائل کے کہ:

۱۔ کیا زکوٰۃ کی رقم سے دینی مدرسہ کیلئے زمین خریدی جاسکتی ہے؟

۲۔ کیا زکوٰۃ کی رقم سے دینی مدرسہ تعمیر کیا جاسکتا ہے؟

۳۔ کیا ایسے دینی مدرسہ کو بعد میں مسجد بنایا جاسکتا ہے؟

۴۔ کیا گروہی اور ذاتی اختلاف کے سبب (مسلک کے اختلاف کے سبب نہیں) آباد مسجد کے بالکل قریب دوسری مسجد تعمیر کی جاسکتی ہے؟ منجانب:۔ اراکین جماعت اہلسنت پاکستان، میر پور خاص، سندھ

۷۸۶ الجواب: ادائے زکوٰۃ کے یہ معنی ہیں کہ زکوٰۃ کی رقم کا محتاجوں کو مالک بنا دیا جائے۔ اس لئے زکوٰۃ کی رقم سے مدرسہ، کنواں، پل، مسجد، سرائے وغیرہ بنوانا ناجائز ہے۔ اس سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ (درمختار، ردالمحتار وغیرہما)

اسی طرح زکوٰۃ کی رقم سے پلاٹ بھی نہیں خریدا جاسکتا اور مدرسین کی تنخواہ بھی اس سے نہیں دی جاسکتی۔ کیونکہ اس طرح یہ کسی محتاج کی ملکیت نہ ہوئی، جو شرط اول ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مدرسہ مدرسہ ہی ہے۔ البتہ زکوٰۃ کی رقم اس میں صرف کی گئی تو سرے سے زکوٰۃ ہی ادا نہ ہوئی۔ اب اگر دینے والے کو معلوم تھا کہ زکوٰۃ کی اس رقم سے مدرسہ تعمیر کیا جارہا ہے، پھر بھی جان بوجھ کر زکوٰۃ اس کیلئے دی تو وہ زکوٰۃ دوبارہ ادا کرے۔ اور اگر اس کے علم میں نہ تھا تو چندہ کرنے والے خدا کے یہاں جواب دہ ہیں۔ اور دنیا میں بھی اس کے ذمہ دار ہیں۔

ضد و نفسانیت میں آ کر خواہ مخواہ ایک مسجد کے قریب، دوسری مسجد بنانے والوں کو خوف کھانا چاہئے کہ کہیں یہ مسجد ''مسجد ضرار'' نہ کہلائے اور کہیں وہ مسلمانوں میں انتشار وافتراق پھیلانے کے جرم میں خدا اور رسول کی بارگاہ میں مجرم نہ کہلائیں۔ (تلخیص فتویٰ)

دیگر بلا وجہ اپنی کسی دنیاوی رنجش کے باعث محلے کی مسجد میں نماز ادا نہ کرنا، بلکہ دوسرے مسلمانوں کو بھی اس مسجد میں جانے اور وہاں نماز پڑھنے سے روکنا سخت گناہ ہے۔ بقولہ تعالیٰ'' و من اظلم .... فی خرابھا'' القرآن۔

ترجمہ۔ (اس سے'' بڑا ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں سے روکے ان میں اللہ کا نام لیا جانے سے۔ اور انکی ویرانی میں کوشش کرے)۔ ظاہر ہے مسلمانوں کو مسجد میں جانے سے روکنے کی تدابیر کرنا اس کی ویرانی ہی کی کوشش ہے۔ اس سے مقصود پہلی مسجد کو نقصان پہنچانا، اور اس کی عبادت کو متفرق کر دینا ہے۔ تو بیشک اس میں نماز کی اجازت نہ اس کے قائم رہنے کی اجازت اور اس صورت میں ضرور جماعت مسلمین میں تفریق کے وبال میں مبتلا ہوئے کہ حرام قطعی وگناہ عظیم ہے۔ (تلخیص)

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

زکوٰۃ کا مصرف

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین بیچ اس مسئلہ کے کہ: ہم نے مسجد سے ملحق ایک پلاٹ برائے تعمیر مدرسہ دینی خرید کیا اور اس کو تعمیر کرلیا مگر اس میں مسجد کے ساتھ نیچے کا حصہ شامل کرلیا اور وضوخانہ تعمیر کیا بقایا نچلے حصے میں نماز بھی پڑھی جاتی ہے۔ لہٰذا اس مدرسہ کے اوپر کا حصہ مدرسہ دار العلوم تعمیر کرنا چاہتے ہیں۔ اس میں زکوٰۃ کی رقم کام میں لی جاسکتی ہے یا کہ نہیں؟

صدر روشن مسجد چھوٹکی گٹی حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** اگر اس پلاٹ کو مسجد نہ بنایا مدرسہ ہی رکھا البتہ مسجد کیلئے وضوخانہ وہاں بنادیا یا وقت ضرورت، مثلاً مسجد تنگ ہوگئی اور وہاں صفیں بنانے کی اجازت دیدی تو وہ بیشک مدرسہ ہی کا پلاٹ ہے اور اس کے بالائی حصہ پر، بلکہ خود اسی جگہ مدرسہ، مکتب قائم کرنا درست و جائز ہے۔ لیکن زکوٰۃ کی رقم کسی طرح اس میں صرف نہیں کی جاسکتی کہ زکوٰۃ میں فرض ہے کہ کسی غریب محتاج کو جو سید و ہاشمی نہ ہو، اسے مال زکوٰۃ کا مالک کردیا جائے۔ (عامۂ کتب) یونہی زکوٰۃ کی رقم، مدرس کی تنخواہ میں دینا جائز نہیں کہ اب یہ دینا فی سبیل اللہ نہ رہا بلکہ اس کے مقابل خدمت لی گئی لہٰذا ناجائز۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ

زکوٰۃ دینے کی شرط

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتی صاحبان اس مسئلہ کیلئے کہ: ایک مدرسہ تعمیر کرنے والی پارٹی میرے پاس چندہ لینے کے واسطے آئی اور وہ میرے سے زکوٰۃ کی رقم بار بار لیتی رہی۔ اب جب مجھے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ کی رقم مدرسہ کی تعمیر میں نہیں لگ سکتی تو اب وہ رقم جو میں آج تک دیتا رہا کیا وہ زکوٰۃ میں شمار ہوئی اور زکوٰۃ ادا ہوئی یا نہیں ہوئی؟ براہ کرم خلاصہ تحریر فرمادیں۔ عین نوازش ہوگی۔ فقط۔ عبد اللہ، پریٹ آباد، حیدر آباد (سندھ)

۷۸۶ **الجواب:** زکوٰۃ کی ادائیگی میں تملیک فقیر شرط ہے۔ یعنی جسے دیں اور ہو وہ مصرف زکوٰۃ تو اسے مالک بنادیں کہ جو چاہے کرے اور جب تک ایسا نہ کیا زکوٰۃ ادا نہ ہوگی (عالمگیری وغیرہ) لہٰذا زکوٰۃ کی جو رقم چندہ دی گئی اور تملیک فقیر کی کوئی صورت وہاں نہ پائی گئی تو زکوٰۃ ادا نہ ہوئی۔ آپ پر فرض ہے کہ اتنی ہی رقم زکوٰۃ کی مد میں اور ادا کریں اور ناواقفی کوئی عذر نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ ذی قعدہ ۱۴۰۱ھ

مسجد میں زکوٰۃ لگانا منع ہے

سوال: اس مسئلہ کیلئے علمائے کرام کیا فرماتے ہیں کہ: ایک محلہ میں مسجد کا مکان خستہ حالت میں تھا جبکہ امام صاحب کو تمام تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ لہٰذا نمازی حضرات کو بار بار کہنے پر بھی کوئی توجہ نہ دی گئی۔ اس کے بعد کافی عرصہ گذرنے کے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بعد اس محلہ کے نوجوان جوش ایمانی میں اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے چندہ کرنا شروع کیا اب اس کے اندر کوئی صاحب زکوٰۃ دینا چاہتے ہیں تو کیا یہ جائز ہے یا حرام یا مکروہ۔ لہٰذا اس مسئلہ کو چند تحریری الفاظ میں واضح کریں۔

بندۂ حقیر پیش امام وخطیب جامع مسجد پریٹ آباد، حیدرآباد (سندھ)

۷۸۶ الجواب: زکوٰۃ کی رقم براہِ راست کسی مکان بلکہ دینی مدرسہ بلکہ مسجد کی تعمیر میں نہیں لگ سکتی۔ کسی مستحق کو زکوٰۃ دیدیں اور وہ اپنی طرف سے ان میں صرف کردے تو جائز ہے (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰/ ذیقعد ۱۴۰۱ھ

امام کو زکوٰۃ دینا، امامت کا حقدار کون؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ان مسائل میں کہ

۱۔ امام صاحب کو شادی کیلئے کچھ رقم کی ضرورت ہے۔ کیا امام صاحب کو زکوٰۃ کی رقم میں سے شادی کیلئے مدد کی جاسکتی ہے؟

۲۔ کیا کوئی شخص اپنی مرضی سے بغیر اجازت امام یا امام کی موجودگی میں نماز پڑھا سکتا ہے؟ یا اپنی مرضی سے کسی دوسرے شخص کو نماز کیلئے کھڑا کرسکتا ہے؟ جواب تحریری بمعہ حوالہ دیں۔ محمد اقبال، چھوٹکی گٹی، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: ۱۔ اگر امام مسجد غنی یعنی صاحب نصاب ہے یعنی اس کے پاس اتنا سونا چاندی یا نقد روپیہ ہے جسکی قیمت دو سو درم ہے اور اس کی حاجت اصلیہ سے زائد، تو ایسے کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ امام ہو خواہ غیر۔ بلکہ اس کو لینا بھی حرام ہے۔ (ردالمحتار وغیرہ) ہاں جب اس کے پاس وہ رقم خرچ ہو جائے اور وہ مالک نصاب نہ ہو تو اب شرعاً اسے زکوٰۃ وفطرہ دینا جائز ہے اور اسے قبول کرنا درست۔ بشرطیکہ وہ بنی ہاشم میں نہ ہو کہ بنی ہاشم کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔ (عالمگیری وغیرہ) واللہ اعلم

۲۔ امام معین ہی امامت کا حقدار ہے۔ اگرچہ حاضرین میں کوئی اس سے زیادہ علم اور زیادہ تجوید والا ہو۔ (درمختار) یعنی جبکہ وہ امام، شرائط امامت کا جامع ہو۔ ورنہ وہ امامت کا اہل ہی نہیں۔ بہتر ہونا درکنار (بہار شریعت) لہٰذا جو امام، امامت کا صالح اور امامت کیلئے متعین ہو، اس کی موجودگی میں کوئی شخص اس کی اجازت کے بغیر نہ خود امامت کرسکتا ہے اور نہ کسی کو امامت کیلئے بڑھا سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ رشوال المکرم ۱۴۰۱ھ

زکوٰۃ سے رفاہی کام کرنا کیسا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وشرع متین بیچ اس مسئلہ کے کہ: امریکن کوارٹر کے عوام متفقہ طور پر زکوٰۃ اور فطرہ کی رقوم عوام کی فلاح و بہبود پر خرچ کرنا چاہتے ہیں یہ لوگ زکوٰۃ اور فطرہ اکٹھا کریں گے اور اس سے پینے کا پانی اور گندے پانی کی نکاسی کیلئے نالیاں تعمیر کرائینگے۔

سوال:۔ کیا زکوٰۃ اور فطرہ کی رقوم سے رفاہی کام ادارہ یا فرد کرا سکتا ہے؟

انجمن عاشقان رسول شہباز قلندر، امریکن کوارٹر، حیدرآباد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب:** مال زکوٰۃ سے پل، سرائے، سقایہ یا سڑک بنوا دینا۔ یا نہر یا کنواں کھدوا دینا، یا ہسپتال بلکہ دینی مدرسہ بلکہ مسجد کی تعمیر میں زکوٰۃ کی رقوم صرف کرنا جائز نہیں (عالمگیری وغیرہ) ہاں اگر زکوٰۃ وفطرہ کی رقم کسی مصرف زکوٰۃ کو دی گئی اور وہ اپنی طرف سے رفاہی کاموں میں صرف کرے تو کرسکتا ہے۔ (عالمگیری وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ

سونا اور نقدی مل کر چاندی کا نصاب بن جائیں تو زکوٰۃ فرض ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین بیچ اس مسئلہ میں کہ: زید کی بیوی کے پاس ۵ تولے سونے کے زیورات اور ایک ہزار روپے نقد ہیں اور ان پر سال گزر گیا ہے۔ تو ان پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟ نیز زیورات اور نقدی دونوں پر زکوٰۃ واجب ہوگی یا صرف زیورات یا صرف نقدی پر۔ بینوا، توجروا۔ (جواب کیلئے چالیس پیسے کا ڈاک ٹکٹ ارسال خدمت ہے)

عبدالعزیز میمن، فلیٹ نمبر ۳، سلیم منزل، نزد کیپٹل کلاتھ مارکیٹ، ڈومنواہ، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں بازار نرخ سے یعنی جس تاریخ کو اسلامی مال، اس زیور اور رقم پر گزرا، اس تاریخ کے نرخ سے سونے کی قیمت لگالیں اور اس قیمت کو نقد رقم میں جمع کرکے، اب کل رقم پر ڈھائی فیصد زکوٰۃ ادا کریں۔ اس صورت میں زکوٰۃ زیورات پر ہوئی اور نقد رقم پر بھی۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ

انجمن نے مقدمہ کے لئے قرض لیا' اس کی ادائیگی کے لئے زکوٰۃ لینا کیسا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وشرع متین اس بارے میں کہ: ہماری برادری کے جماعت خانہ کی عمارت، جو کہ وقف ہے اس میں برادری کی تقریبات ہونے کے علاوہ اس میں مدرسہ انوار محمدی جس کا انتظام بھی برادری کی انجمن کے پاس ہے قائم ہونا تھا لیکن انجمن کے سابق صدر صاحب نے اپنے ناجائز اختیارات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس عمارت کو اپنی جائیداد بنائی تھی اس پر برادری نے ان کو صدارت سے علیحدہ کرکے ان پر مقدمہ کردیا اور الحمدللہ مقدمہ بازی کا فیصلہ بھی انجمن کے حق میں گیا ہے۔

اس مقدمہ بازی میں انجمن کے کارکنان صاحبان نے لوگوں سے قرض رقم بھی لی تھی اب اس کی ادائیگی کیلئے انجمن کے پاس کوئی فنڈ وغیرہ موجود نہیں ہے۔ تو کیا انجمن لوگوں سے قرض کی ادائیگی کیلئے زکوٰۃ وصول کرسکتی ہے یا نہیں۔ اس کا شرع شریف کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

صدر مدرسہ وانجمن کفش دوزاں، سرے گھاٹ حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** زکوٰۃ میں فقیر کی تملیک شرط ہے۔ یعنی جس مستحق کو زکوٰۃ دیں اس کو خالصاً لوجہ اللہ دیں اور اسے اس مال کا مالک بنادیں۔ اور انجمن جبکہ مال زکوٰۃ جمع کرے گی تو اس کا مالک کون ہوگا اور جب کوئی اس کا مالک نہیں یعنی تملیک فقیر کہ شرط

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تھی وہ نہ پائی گئی تو دینے والے کی زکوٰۃ کس طرح ادا ہوگی۔ (عامۂ کتب) ہاں زکوٰۃ دینے والے کسی نیک بندے کو، جو زکوٰۃ کا مصرف ہے، روپیہ بہ نیت زکوٰۃ دیکر، اسے مالک بنا دیں کہ جو چاہے اور جہاں چاہے خرچ کرے۔ اور پھر وہ اپنی طرف سے انجمن کو دیدے تو انجمن کو لینا جائز ہے جیسا کہ وہ روپیہ مسجد وغیرہ میں صرف کرنا جائز ہے۔ کہ اب وہ زکوٰۃ کی رقم نہیں۔ عطیہ ہے، زکوٰۃ تو ادا ہو چکی۔ خلاصۂ کلام یہ کہ انجمن، قرض کی ادائیگی کیلئے زکوٰۃ کی رقم جمع نہیں کرسکتی۔ دوسرا چندہ فراہم کرے اور قرض ادا کرے۔ قوم کے وہ افراد، جو قومی ضرورت کیلئے ایک مکان خرید کر اسے تعمیر کراسکتے ہیں وہ قرض کی رقم آسانی سے ادا کرسکتے ہیں۔ زکوٰۃ خالص غریبوں، محتاجوں، فقیروں کا حق ہے انہیں ناحق نہ کریں۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ ررمضان المبارک ۱۴۰۱ھ

مصارفِ زکوٰۃ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زکوٰۃ کی رقم پانی کی سبیل میں لگ سکتی ہے یا کہ نہیں؟ اور زکوٰۃ کے مستحق کون لوگ اور کونسی جگہ ہے جہاں یہ مال خرچ کیا جائے۔ مسجد میں زکوٰۃ کی رقم لگ سکتی ہے یا کہ نہیں؟ اور زکوٰۃ دینے والا دوسرے کو مالک بنائے گا؟ وضاحت طلب ہے۔

انور پان فروش، پکا قلعہ، حیدرآباد (سندھ)

۷۸۶ الجواب: ۱۔ زکوٰۃ ادا کرنے میں یہ ضروری ہے کہ جسے دیں اسے مالک بنا دیں۔ جہاں فقیر کو مالک بنا دینا یا اس کی ملکیت میں مال زکوٰۃ کا پہنچ جانا نہ پایا جائے گا زکوٰۃ بھی ادا نہ ہوگی۔ اس لئے مال زکوٰۃ مسجد میں صرف کرنا یا اس سے میت کو کفن دینا یا پل، سرائے، سقایہ، سبیل، سڑک بنوا دینا یا نہر، کنواں کھدوا دینا کافی نہیں کہ تملیکِ فقیر نہ پائی گئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ مصرفِ زکوٰۃ سات ہیں۔ (۱) فقیر، کہ مالکِ نصاب نہ ہو۔ (۲) مسکین، جس کے پاس کچھ نہ ہو۔ (۳) عامل، جسے بادشاہِ اسلام نے زکوٰۃ وصول کرنے کیلئے مقرر کیا ہو۔ (۴) رقاب یعنی غلام کو دینا کہ وہ رقم دیکر آزادی حاصل کرلے۔ (۵) فی سبیل اللہ یعنی راہِ خدا میں خرچ کرنا۔ مثلاً کوئی شخص حج کیلئے جانا چاہتا ہے اور اس کے پاس مال نہیں اس کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔ یا طالب علم کہ علم دین پڑھتا ہے اسے دے سکتے ہیں کہ یہ بھی راہِ خدا میں دینا ہے بلکہ طالب علم کو دینا اوروں کے دینے سے افضل ہے کہ اس میں خدمتِ دین بھی ہے۔ (۶) ابن السبیل یعنی وہ مسافر جسکے پاس کچھ نہ ہو اگرچہ گھر پر موجود ہو۔ (۷) غارم یعنی قرضدار۔ البتہ ان سب میں یہ شرط ہے کہ جسے زکوٰۃ دی جائے وہ ہاشمی نہ ہو اور نہ اپنی اولاد میں ہو نہ اسکے ماں باپ دادا، دادی، نانا، نانی وغیرہ ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ دوسرے کو مالک بنانا یہی ہے کہ وہ چیز اسے دیدی جائے اسے اختیار ہو کہ جہاں چاہے خرچ کرے۔ دینے والا اپنی غرض اس سے جدا کرے یعنی خود اس کا فائدہ اس سے وابستہ نہ رہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ شعبان ۱۴۰۱ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مسجد میں زکوٰۃ نہیں لگا سکتے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زکوٰۃ مسجد میں لگ سکتی ہے یا نہیں؟ اگر لگ سکتی ہے تو اس کتاب کا حوالہ دے دیجئے۔ براہِ کرم اس کی وضاحت فرما دیجئے عین نوازش ہوگی۔

سائل۔(: مولانا) محمد یوسف خاں، مدرس فردوس القرآن، لیاقت کالونی، حیدرآباد، سندھ

الجواب: ۷۸۶ زکوٰۃ ادا کرنے میں یہ ضروری ہے کہ جسے دیں اسے مالک بنا دیں۔ اباحت کافی نہیں۔ لہٰذا مال زکوٰۃ مسجد میں صرف کرنا، یا اس سے میت کو کفن دینا، یا میت کا دین ادا کرنا، یا پل سرائے سقایہ بنوا دینا وغیرہ، رفاہی کاموں میں خرچ کرنا کافی وجائز نہیں۔(جوہرہ، تنویر الابصار، عالمگیری وغیرہ) ہاں اگر زکوٰۃ کسی مستحق کو دی اور اس نے وہ رقم خود یا کسی اور کی معرفت مسجد میں صرف کر دی یہ جائز ہے کہ اب وہ زکوٰۃ نہ رہی بلکہ فقیر کی مملوکہ ایک رقم ہے۔(عالمگیری وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ رجب المرجب ۱۴۰۱ھ

غریب سیّد کو زکوٰۃ دینے کا حیلہ

سوال: حضرت مولانا مفتی صاحب، دار العلوم احسن البرکات حیدرآباد، سندھ، پاکستان، السلام علیکم

احکام زکوٰۃ کتاب نمبر ۲۹ صفحہ نمبر ۷۱ نمبر ۶۳ سید اور غنی کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے۔ اسی طرح حضرت علی، حضرت عباس، حضرت جعفر، حضرت عقیل، حضرت حارث بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی اولاد کو بھی زکوٰۃ وصدقات واجبہ دینا جائز نہیں ہے۔

لیکن جو سید کہتے ہیں کہ ہم سید ہیں مگر ان کا سلسلہ نہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے نہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ انکا سلسلہ یہاں سے شروع ہوتا ہے خواجہ روح الدین مہر اللہ خاں شیر اللہ خاں اور انکی نسل سے جو اولاد ہوئی اعلیٰ تعلیم حاصل کی کوئی حکیم بنے کوئی ڈاکٹر کوئی اوورسیر کوئی انجینئر کوئی وکیل۔ آج بھی یہاں اور غیر ممالک میں اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں۔ یہ سید کہلاتے بھی ہیں اور لکھتے بھی ہیں۔ انکے بزرگ جو حکیم ڈاکٹر تھے سید ڈاکٹر محبوب علی سید ڈاکٹر رحمت علی مرحوم سید حکیم حنیف علی مرحوم سید حکیم عباس علی مرحوم۔ کیا یہ سید اپنے رشتہ دار سید کو جو کہ بیمار اور پریشان ہے، زکوٰۃ کی نیت کر کے رقم وکیل کے پاس روانہ کر دے لیکن وکیل جس سید کو زکوٰۃ دے وہ زکوٰۃ کہہ کر نہ دے کیا یہ زکوٰۃ دے سکتے ہیں؟ ادا ہو جائیگی اور یہ بھی معلوم ہو کہ پہلے روح اللہ خاں لکھا ہوا تھا کچھ عرصہ سے خواجہ روح الدین لکھ دیا ہے۔

داؤد حبیب، نزد قلعہ شاہی بازار، حیدرآباد، پاکستان

الجواب: ۷۸۶ بے شک زکوٰۃ اور سب صدقات اپنے عزیزوں قریبوں کو دینا افضل، اور دو چند ثواب کا باعث ہے۔ مگر یہ اس صورت میں ہے کہ وہ صدقہ وزکوٰۃ اس کے عزیزوں قریبوں پر جائز ہو۔ زکوٰۃ کے مصارف شریعت مطہرہ نے معین ومقرر فرما دئے ہیں۔ اور جن جن کو دینا جائز ہے صاف صاف بتا دیا ہے۔ وہ لوگ جنہیں دینے کی ممانعت ہے ہرگز استحقاق نہیں

https://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رکھتے۔ نہ ان کو دینے سے زکوٰۃ ادا ہو جیسے اپنے غنی بھائی یا فقیر بیٹا بیٹی کو۔ یونہی اپنے قریب ہاشمی کو دینا کہ شریعت مطہرہ نے بنی ہاشم کو صراحتہ مستثنیٰ فرمادیا ہے۔ دینے والا خواہ ہاشمی ہو یا ہاشمی نہ ہو۔ (درمختار، فتاویٰ رضویہ وغیرہ) جن لوگوں کے متعلق معلوم ہے کہ ان کے آباؤ اجداد بنی ہاشم نہ تھے، ان کی اولاد بنی ہاشم نہیں ہوسکتی۔ اگرچہ وہ اس کے مدعی ہوں مگر سلامتی کی راہ یہی ہے کہ ان کی خدمت ہی کرنا مقصود ہے تو زکوٰۃ کی رقم کسی غیر سید کو، کہ زکوٰۃ کا مصرف ہو دیدیں اور وہ اپنی جانب سے ان صاحب کی خدمت کردے۔ ثواب دونوں کو ملے گا اور ان صاحب کی حاجت برآوری ہو جائے گی اگرچہ وہ سید ہوں۔ (درمختار، ردالمحتار، فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ

سید بھی سید کو زکوٰۃ نہیں دے گا

سوال: بخدمت مولانا مفتی صاحب، دارالعلوم احسن البرکات حیدرآباد، سندھ، پاکستان، السلام علیکم

کیا سید اپنے رشتہ دار سید کو زکوٰۃ دے سکتا ہے؟ جو مستحق بھی ہیں وہ زکوٰۃ کی نیت کر کے وکیل کو رقم دیدے اور وکیل سید کو زکوٰۃ کہہ کر نہ دے کیا یہ زکوٰۃ ادا ہو جائیگی؟ اگر سید کی ماں اور بیوی بھی سید نہیں اور جس سید کو زکوٰۃ کی رقم دینا چاہتا ہے وہ رشتہ دار سید کی بھی ماں اور بیوی سید نہیں کیا وکیل کو زکوٰۃ کی نیت کر کے رقم دیدے وکیل اس سید کو یہ نہیں کہے کہ فلاں آپ کے سید رشتہ دار نے آپکو زکوٰۃ کی رقم دی ہے اور یہ رقم انڈیا بھیجنی ہے۔ کیا زکوٰۃ ادا ہو جائیگی؟ داؤد حبیب، نزد قلعہ شاہی بازار، حیدرآباد

۷۸۲ **الجواب:** سادات کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔ نہ غیر سید، سید کو دے سکے۔ نہ انہیں دینا جائز نہ انہیں لینا جائز۔ ماں یا بیوی کے سید نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کہ شرع میں نسب باپ سے ہے۔ ہاں اگر کسی فقیر کو اس مال زکوٰۃ کا مالک کر دیا اور وہ اپنی طرف سے، بخوشی و رغبت چاہے تو سادات پر صرف کرسکتا ہے کہ اب وہ مال زکوٰۃ نہ رہا۔ زکوٰۃ تو فقیر کی تملیک میں دیدی ہے ادا ہو گئی۔ (درمختار، ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ

مدارس میں زکوٰۃ صرف کرنے کا طریقہ

سوال: بخدمت محترم و مکرم علامہ مولانا مفتی محمد خلیل خان برکاتی صاحب مدظلہ العالی، السلام علیکم

بعد عرض یہ ہے کہ مدرسہ دارالعلوم جہاں دینی تعلیم دیجاتی ہو، قرآن پاک اور حدیث رسول ﷺ پڑھائی جارہی ہو۔ اس کے اندر زکوٰۃ خیرات، عطیہ، فطرہ وغیرہ کی رقم لگ سکتی ہے یا نہیں؟ جائز ہے یا نہیں؟

قاری غلام حسن، محمدی مسجد، فردوس کالونی، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** مدرسہ اسلامیہ اگرچہ خاص اہلسنت کا ہو۔ وہابیوں، دیوبندیوں، نیچریوں اور صلح کلیوں کا نہ ہو، اس میں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بھی مدرسین یا دیگر ملازمین کی تنخواہ، مال زکوٰۃ وفطرہ سے نہیں دی جا سکتی۔ نہ مدرسہ کی تعمیر یا مرمت یا فرش وغیرہ میں صرف ہوسکتی ہے۔ ہاں اگر زکوٰۃ وفطرہ کا روپیہ بہ نیت زکوٰۃ کسی مصرف زکوٰۃ کو دیکر مالک کردیں اور وہ اپنی طرف سے مدرسہ کو دیدے تو اب جملہ مصارف خیر میں صرف ہوسکتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ

زکوٰۃ کی رقم سے مدرسے کی تعمیر

سوال: کیا فرماتے ہیں دین حنیف کے علماء اور مفتیان شریعت درج ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ: لطیف آباد یونٹ نمبر ۴ میں ایک مسجد واقع ہے جس کا نام ''اللہ والی مسجد'' ہے اور اس کی بناء اور محل وقوع حسب ذیل خاکے کے مطابق ہے۔

مسجد کی شمالی دیوار کے باہر مدرسہ ہے جو خاکے میں سرخ روشنی سے ظاہر کیا گیا ہے۔ یہ مدرسہ زکوٰۃ کی رقم سے تعمیر کیا گیا تھا۔ اب مسجد کمیٹی کا خیال ہے کہ مدرسہ کی جگہ دو دو کانیں تعمیر کریں اور مدرسہ وضو خانہ کی چھت پر بنایا جائے۔ واضح رہے کہ موجودہ دوکانیں اور زیر تجویز دکانیں مسجد کی ملکیت ہیں اور انکی آمدنی (کرایہ) مسجد ہی کے مصرف میں لائی جاتی ہے۔ برائے کرم ہدایت فرمائیں کہ ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اللہ آپکو جزائے خیر عطا کرے اور امت مسلمہ پر آپکا سایہ تادیر قائم رکھے۔ آمین ممبران مسجد کمیٹی

۷۸۶ **الجواب:** زکوٰۃ کی رقم کا مدرسہ وغیرہ کی تعمیر میں صرف کرنا ناجائز وحرام ہے۔ نہ یوں براہِ راست تعمیر وغیرہ میں زکوٰۃ کی رقم صرف کرنے سے زکوٰۃ ادا ہو۔ جن لوگوں نے جان بوجھ کر ایسا کیا وہ سخت گناہگار ہیں۔ مولائے کریم ہدایت دے۔ (آمین) بہرحال اگر وہ جگہ، کبھی مسجد نہ رہی، اور نہ اب دوکانیں تعمیر کرنے سے مسجد کو کسی نقصان وخلل کا اندیشہ ہے اور نہ ان دوکانوں سے نمازیوں کی ایذاء کا خطرہ۔ اور نہ وہ زمین مدرسہ کیلئے موقوف تھی تو مدرسہ وہاں سے منتقل کرلینے اور اسے دوکانوں میں تبدیل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ ہاں فرض ہے کہ زکوٰۃ وفطرہ کی رقوم سے نہ مدرسہ تعمیر کیا جائے نہ دوکانیں بنائی جائیں ورنہ زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ اربیع الآخر ۱۴۰۱ھ

جن مدارس میں مسافر طلبہ ہوں وہاں زکوٰۃ دیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: آجکل جو دینی مدارس چل رہے ہیں اور جن میں مسافر طلباء زیر تعلیم ہوتے ہیں۔ کیا ان طلباء کیلئے مدارس کو زکوٰۃ وفطرہ کی رقم دی جاسکتی ہے یا نہیں؟ بینوا، توجروا

حافظ محمد سعید احمد، مہتمم دار العلوم غوثیہ رضویہ سعیدیہ رضویہ، بکرا منڈی، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** زکوٰۃ کے شرعی معنی ہیں۔ تملیك جز مال عینه الشرع من مسلم فقیر غیر ہاشمی ولا مولاہ مع قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالىٰ۔ (درمختار) یعنی زکوٰۃ شریعت میں اللہ کیلئے مال کے ایک

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حصہ کا، جو شرع نے مقرر کیا ہے مسلمان فقیر کو مالک کر دینا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے انما الصدقات للفقراء .... و فی سبیل اللہ و ابن السبیل الخ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مصارف زکوٰۃ کو بیان فرمایا ہے اور مفسرین کے نزدیک فی سبیل اللہ سے مراد وہ طلباء ہیں جو دینی علوم کے حصول کیلئے اپنے وطن کو چھوڑ کر بے وطنی کی حالت میں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ لہٰذا ان طلباء کو براہِ راست زکوٰۃ کی رقم دینا جائز ہے۔ ہاں مدارس دینیہ جو آجکل محض زکوٰۃ و فطرہ و عطیات پر ہی چلتے ہیں، ان میں براہِ راست زکوٰۃ نہیں دیجا سکتی بلکہ درمختار نے فرمایا ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا اباحۃ یعنی چونکہ زکوٰۃ میں تملیک شرط ہے لہٰذا پہلے یہ رقم کسی مصرف زکوٰۃ کو دیکر مالک بنا دیں اور وہ اپنی طرف سے مدرسہ کو دیدے تو یہ جائز ہے۔ عام طور پر مدارس دینیہ میں اس حیلہ شرعی سے زکوٰۃ دیجاتی ہے۔ لہٰذا جو مدارس اس شرط کا خیال رکھتے ہیں، ان میں بلا کسی تردد زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے" کہ اگر روپیہ بہ نیت زکوٰۃ کسی مصرف زکوٰۃ کو دیکر مالک بنا دیں اور وہ اپنی طرف سے مدرسہ کو دیدے تو تنخواہ مدرسین و ملازمین وغیرہ جملہ مصارف مدرسہ میں صرف ہو سکتا ہے۔" (فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۴ صفحہ نمبر ۴۶۸) ہاں یہ خیال رہے کہ مدرسہ بھی خاص اہلسنت وعقائد صحیحہ کا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۲ فروری ۱۹۸۰ء

نوٹ:۔ حیدرآباد میں دارالعلوم احسن البرکات اور مدرسہ غوثیہ سعیدیہ رضویہ بکرا منڈی کے طلبہ بھی زکوٰۃ کے مستحق ہیں۔

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

سادات کونسے حضرات ہیں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: شریعت میں جو سادات کرام کو زکوٰۃ و عشر اور دیگر صدقات واجبہ دینا منع کیا گیا ہے اس حکم میں کون کون سے لوگ آتے ہیں۔ کیا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاطمی اولاد ہی اس حکم میں آتی ہے یا غیر فاطمی بھی۔ نیز حضور ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کے بارے میں کیا حکم ہے کہ ان کو زکوٰۃ و عشر دے سکتے ہیں یا نہیں؟ والسلام

المستفتی ۔زوار حسین عباسی حنفی معرفت کیفے رضا، SC-20 بلاک N، نارتھ ناظم آباد، کراچی نمبر ۳۳

۷۸۶ الجواب: زکوٰۃ سادات کرام کو اور دیگر بنی ہاشم کو دینا حرام قطعی ہے۔ نہ غیر انہیں دے سکتے ہیں نہ ایک ہاشمی دوسرے ہاشمی کو۔ اور بنی ہاشم سے مراد حضرت علی، حضرت جعفر و عقیل اور حضرت عباس و حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی اولاد ہے۔ ان کے علاوہ جنہوں نے حضور ﷺ کی اعانت نہ کی مثلاً ابولہب کو کہ اگرچہ یہ کافر بھی حضرت عبدالمطلب کا بیٹا تھا مگر اس کی اولاد بنی ہاشم میں شمار نہیں۔ تو حضرت مولیٰ علی کی اولاد، اگرچہ ان کی ماں فاطمی نہ ہو، بنی ہاشم میں شمار ہے اور انہیں بھی زکوٰۃ دینا ناجائز۔ (عالمگیری وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳۰ محرم الحرام ۱۴۰۰ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دس درہم کا آج کا وزن کیا ہے؟

سوال: محترمی جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب برکاتی دامت برکاتہم العالیہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! مزاج شریف خدمت عالی میں مؤدبانہ عرض ہے کہ آپ کی تالیف ''سنی بہشتی زیور'' ماشاء اللہ بہت پسند آئی کیونکہ فی زمانہ ایسی کتاب کی شدت سے ضرورت محسوس کی جارہی تھی۔ دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ آپکے علم وفضل اور عمر میں برکت عطا فرمائے۔ آمین

ایک اشکال جو آپکی مذکورہ تالیف میں (دس درہم) مہر کے وزن کو پڑھ کر پیدا ہوا وہ یہ کہ آنجناب نے دو روپے تیرہ آنے بھر چاندی وزن کے اعتبار سے دو تولے ۷ ماشے ۴ رتی تحریر فرمایا ہے جبکہ احقر کی ناچیز فہم کے مطابق یہ وزن ۲ تولے ۹ ماشے ۶ رتی بنتا ہے۔ ہوسکتا ہے ناچیز کا حساب غلط ہو لیکن شبہ کے ازالے کیلئے آپ سے رجوع کرتا ہوں جواباً تسلی فرمائیں۔

جوابی لفافہ ارسال خدمت ہے۔ دعائے خیر میں یاد فرمائیں۔ والسلام احقر العباد محمد عرفان عفی عنہ

۸	آنے ۶ = ماشہ
۴	آنے ۳ = ماشہ
۱	آنہ ۶ = رتی
۱۳	میزان ۹ = ماشہ ۶ رتی

۷۸۶ **الجواب:** اشکال اس لئے ہوا کہ آپنے مروجہ روپیہ کو پورے ایک تولہ چاندی کا قرار دیا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ اس روپیہ میں چاندی صرف سوا گیارہ ماشہ ہوتی ہے باقی ملاوٹ۔ (بہار شریعت حصہ ۵)

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

مونچھیں منڈوانا کیسا ہے؟ بنک سے ملنے والے سود کو کہاں خرچ کریں؟

سوال: عرض یہ ہے کہ مندرجہ ذیل سوال ہیں انکا جواب دیجئے عین نوازش ہوگی۔

۱۔ داڑھی رکھ کر مونچھیں استرے سے منڈانا حرام ہے یا گناہ کبیرہ ہے یا گناہ صغیرہ، یا ناجائز یا مکروہ ہے یا فقہ میں ممانعت ہے؟

نوٹ:۔ اطلاعاً عرض ہے کہ علامہ شاہ احمد نورانی صاحب مدظلہ العالی ودامت برکاتہ، صدر جمعیت العلماء پاکستان بھی مونچھیں منڈاتے ہیں۔ دوسرے بزرگ حضرت قبلہ پیر طریقت شیخ کامل رہبر شریعت قبلہ محمد فاروق رحمانی صاحب کراچی والے جن کی خدمت اقدس میں حضرت علامہ محمد شفیع اوکاڑی صاحب حاضر ہوتے ہیں ایسے کامل بزرگ بھی مونچھیں استرے سے منڈاتے ہیں۔ اب آپ تفصیل سے جواب دیجئے عین نوازش ہوگی اور میری پریشانی دور ہوگی۔

۲۔ بینک سے سود کی رقم جب ملتی ہے وہ حرام ہے اس رقم کو کسی ہندو، میگھواڑ، چمار، کولہی، بھیل وغیرہ کو دیدیں کیونکہ مسلمان پر سود حرام ہے اس لئے کسی ہندو کو دے دینا جائز ہے یا نہیں؟

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۳۔ بینک والے کی غلطی سے سود کی رقم مجھے مل گئی اور میں نے ضروریات زندگی میں خرچ بھی کر دی اب مجھے کیا کرنا چاہیے؟ حالانکہ سود کی رقم لینے کا میرا بالکل ارادہ نہ تھا اللہ گواہ ہے لیکن بینک والے کی غلطی سے مبلغ =/1220 روپیہ مجھے مل گئے اور گھر کے خرچ میں کام آ گئے اب میں کیا کروں؟

۴۔ کیا سود کی رقم شہر میں محلہ میں سڑک بنانے یا نالی یا گندے پانی کے نکاسی کے لیے سود کی رقم خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

فقط آپ کا تابعدار انعام اللہ ولد رحمت اللہ منشی، میر پور خاص

۷۸۶ الجواب: ا۔ مونچھوں کو کم کرنا سنت ہے۔ اتنی کم کرے کہ ابرو کی مثل ہو جائیں۔ یعنی اتنی کم ہوں کہ اوپر والے ہونٹ کے بالائی حصہ سے نہ لٹکیں اور ایک روایت میں منڈانا آیا ہے۔ (بہار شریعت بحوالۂ درمختار، ردالمحتار) مونچھیں منڈانے کو گناہ و ناجائز کہنا شریعت پر افتراء ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ ایسی رقم کا مصرف فقیر ہے۔ یعنی وہ شخص جو محتاج و حاجت مند ہے۔ خواہ مسلمان ہو یا غیر مسلم۔ آپ نے جو رقم اپنے اوپر یا اپنے اہل و عیال پر کسی غلطی کی بناء پر صرف کر لی اس کی تلافی یوں ہو سکتی ہے کہ اسی قدر رقم اپنے مصارف سے آپ فقراء پر تصدق کر دیں۔ گندی نالی وغیرہ پر صرف کر دی جائے تب بھی بظاہر اس میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن کسی ثواب کی امید اس سے نہ رکھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ

مستحق زکوٰۃ، زکوٰۃ لے کر سیّد کو دے تو جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زکوٰۃ کی رقم مستحق غیر سید کو دی۔ اس نے اپنی خوشی سے رضائے الٰہی کیلئے کسی سید کے حالات مالی کا علم رکھتے ہوئے اس میں کچھ یا پوری رقم سید صاحب کی زندگی یا کسی بزرگ یا اپنے پیرو مرشد کے مزار اقدس کی تعمیر کیلئے دی تو وہ جائز ہوئی یا نہیں؟ مدلل جواب با جواب دیگر عند اللہ ماجور ہوں۔ المستفتی نور محمد، جمال دین

۷۸۶ الجواب: نہ صرف جائز بلکہ سادات کرام کی خدمت کے باعث مزید ثواب کی امید ہے۔ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ کسی مسلمان مصرف زکوٰۃ معتمد علیہ کو کہ اس کی بات سے نہ پھرے، مال زکوٰۃ سے کچھ روپیہ بہ نیت زکوٰۃ دیکر مالک کر دے پھر اس سے کہے کہ تم اپنی طرف سے فلاں سید کی نذر کر دو۔ اس سے دونوں مقصود حاصل ہو جائینگے کہ زکوٰۃ تو اس مستحق زکوٰۃ کو دی گئی اور یہ جو سید صاحب نے پایا نذرانہ تھا۔ اس کا فرض ادا ہو گیا۔ اور حضرت سید کا کامل ثواب اِسے اور اُسے دونوں کو ملا۔ (فتاویٰ رضویہ) یونہی مستحق زکوٰۃ، اس زکوٰۃ کی رقم سے جو اسکی ملکیت میں آئی تمام نیکی اور بھلائی کے کاموں میں صرف کر سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم ربیع الاول ۱۴۰۱ھ

زکوٰۃ نہیں دی اور حج کو جا رہا ہے کیا کرے؟

سوال: ایک شخص جو زکوٰۃ ادا نہ کرتا ہو اور وہ پہلی مرتبہ حج کو جائے تو کیا اس کا حج ہو جاتا ہے کیونکہ حج اسلام کا پانچواں رکن

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے اور زکوٰۃ چوتھا۔ جو شخص زکوٰۃ ادا نہ کرتا ہو اور وہ نفلی حج کیلئے جائے تو وہ جائز ہے؟ زکوٰۃ ادا کئے بغیر کوئی بھی حج یا عمرہ کرسکتا ہے؟ سائل محمد یوسف ہارون اینڈ کمپنی، ۱۵۸ اینو کلاتھ مارکیٹ، حیدر آباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** حضور پرنور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں کہ چار چیزیں اللہ تعالیٰ نے اسلام میں فرض کی ہیں۔ جو ان میں سے تین ادا کرے وہ اسے کچھ کام نہ دیں جب تک پوری چار نہ بجالائے۔ نماز، روزہ رمضان، زکوٰۃ اور حج کعبہ۔ (امام احمد) اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ زکوٰۃ نہ دینے والے کی نماز، روزہ، حج مقبول نہیں اور جب تک زکوٰۃ پوری پوری ادا نہ کرے حج کرنے پر ثواب وقبولیت کی امید نہ رکھے۔ کسی فعل کا صحیح ہوجانا اور بات ہے۔ اور اس پر ثواب ملنا اور مقبول بارگاہ ہونا اور بات ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص دکھاوے کیلئے نماز پڑھے نماز صحیح تو ہوگی فرض اتر گیا پر نہ قبول ہوگی نہ ثواب ملے گا بلکہ الٹا گناہگار ہوگا۔ یہی حال اس شخص کا ہے۔ اس پر فرض ہے کہ آج تک جتنی زکوٰۃ گردن پر ہے فوراً دلی خوشی کے ساتھ اپنے رب کا حکم ماننے اور اس کو راضی کرنے کو ادا کرے کہ اللہ کے حضور منہ اجالا ہو اور خدا کے عذاب سے چھوٹے۔ زکوٰۃ کا حساب پورا پورا ادا کرنے کے بعد اگر اتنا بھی رہتا ہے کہ وہ حج کرسکے تو فرض ہے کہ وہ حج ادا کرے اور اتنا باقی نہیں۔ اور یہ حج کو جانا ہی چاہتا ہے تو قرض لیکر چلا جائے اور امید واثق رکھے کہ مولائے کریم اس کی ادائیگی کی سبیل کرتے کرتے پیدا فرمائیگا۔ جب فرض کا حکم یہ ہے تو عمرہ یا نفلی حج کا حکم ظاہر۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ مارچ ۱۹۸۱ء

امام مقروض کا زکوٰۃ وصول کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: امام مسجد جو کہ سخت پریشان نہایت مقروض ہے اپنا قرض ادا کرنے کیلئے لوگوں سے زکوٰۃ لے تو آیا اس کیلئے جائز ہے یا نہیں۔ بینوا، توجروا
محمد شریف خان نقشبندی، پختہ قلعہ، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** امام مسجد اگر شرعاً غنی یعنی مالک نصاب نہیں نہ وہ سید ہاشمی ہے تو زکوٰۃ وفطرہ کی رقوم کا لینا اسے جائز ہے اور اس وجہ سے اسکی امامت میں کوئی حرج نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ ربیع الاول سن ۱۴۰۱ھ

زکوٰۃ کب فرض ہوتی ہے؟

سوال: ایک مسئلہ کے بارے میں موصوف کو زحمت دے رہا ہوں امید ہے کہ تسلی بخش جواب سے نوازیں گے۔
میں ذیل پاک سیمنٹ فیکٹری میں ملازم ہوں۔ ہاؤس بلڈنگ سے میں نے ایک لاکھ روپیہ قرض لیکر مکان تعمیر کرایا۔ بعد میں اسے ۱۲۰۰ روپے پر کرایہ پر دیدیا۔ قرضہ کی ہر مہینہ قسط پابندی کے ساتھ ہاؤس بلڈنگ کو ادا کررہا ہوں جس کو ادا کرنے کی کوئی میعاد نہیں۔ جب ہوگا ادا کرونگا اور میں نے زید سے اسی مکان کیلئے ۴۰۰۰۰ ہزار قرضہ لیا۔ میں صاحب

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نصاب بھی ہوں۔ سونا اور چاندی دونوں سے، گورنمنٹ نے امسال ۳۰۰۰ ہاؤس بلڈنگ کا قرضہ کاٹ لیا۔ آیا مجھ پر علیحدہ زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہے یا نہیں؟ والسلام، خورشید علی، سیمنٹ ڈسپیچ سیکشن، ذیل پاک فیکٹری، حیدرآباد

الجواب ۷۸۶: زکوٰۃ واجب ہونے کیلئے چند شرائط ہیں ان میں سے ایک شرط نصاب کا دین یعنی قرض سے فارغ ہونا ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص نصاب کا مالک ہے مگر اس پر دین ہے کہ ادا کرنے کے بعد نصاب نہیں رہتا تو زکوٰۃ واجب نہیں۔ البتہ دین اس وقت مانع زکوٰۃ ہے جب زکوٰۃ واجب ہونے سے پہلے کا ہو اور اگر نصاب پر سال گزرنے کے بعد کا ہو تو اس زکوٰۃ پر اس دین کا کچھ اثر نہیں۔ (عالمگیری، شافعی) لہٰذا آپکے پاس جتنا سونا و چاندی یا نقد سرمایہ ہے اسکی بازار کے نرخ پر قیمت لگا کر اس میں سے دین کی رقم وضع کریں۔ اگر اب مال بقدر نصاب یعنی ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کا باقی ہے تو صرف اتنے ہی پر زکوٰۃ واجب ہے اور اگر بقدر نصاب مال باقی نہیں رہتا تو زکوٰۃ فرض نہیں۔ (واللہ اعلم) بینک والے جو زکوٰۃ کے نام پر رقم کاٹ لیتے ہیں اگر آپ اس پر مطمئن ہیں کہ صحیح کاٹی ہے، اور یہ مصرف صحیح پر، اور شرعی طور پر صرف کی جاسکے گی، تو خیر، لیکن ایسا عملاً موہوم ہے، لہٰذا دوبارہ ادا کریں اور عذاب آخرت سے چھٹکارا پائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸/ ذیقعدہ ۱۴۰۰ھ

رشوت میں، زکوٰۃ دے تو کیا حکم ہے؟ صدقہ کس طرح کا دے؟

سوال: جناب مفتی محمد خلیل خاں برکاتی صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

چند مسائل درج ذیل ہیں ازراہ کرم ان کا جواب دیدیں۔

۱۔ میرے ایک عزیز درمیانے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کا ایک سرکاری آفیسر سے کام ہے۔ بالکل جائز۔ لیکن آفیسر رشوت طلب کرتا ہے۔ بتایئے کیا وہ زکوٰۃ کی رقم سے رشوت دے سکتے ہیں۔ زیادہ امیر نہیں ہیں غریب ہیں اگر اپنے پاس سے دیں تو بلاوجہ نقصان ہے؟ تفصیل سے لکھیے۔

۲۔ صدقہ اپنی جان کا کس طرح دیا جاتا ہے اور کس شکل میں۔ مثلاً اناج، روپے، بکرا یا جانور؟

۳۔ یہاں ایک مسجد میں ایک مفتی امام ہیں۔ جن میں کوئی عیب نہیں سوائے سیاہ خضاب کے۔ بتایئے ان کے پیچھے نماز درست ہے اگر نہیں تو دہراؤں؟ وسیم محمد معرفت محمد اسمٰعیل، فیصل آبادی کلاتھ ہاؤس، نزد فتح مسجد میرپور خاص

الجواب ۷۸۶: ۱۔ جب آفیسر ہے تو ظاہر ہے صاحب نصاب اور شرعاً مالدار و غنی ہوگا اور زکوٰۃ کیلئے شرط ہے کہ کسی مستحق زکوٰۃ کو اس کا مالک کردینا۔ پھر اگر فرض کرلیں کہ شرعاً غنی نہیں مگر سید ہے تو بھی اسے دینے میں زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی اور اگر وہ بدعقیدہ مثلاً وہابی، رافضی ہے تو اسے زکوٰۃ دینا یوں بھی جائز نہیں ہے۔ غرض یہاں زکوٰۃ دیکر خود کو بری الذمہ سمجھ لینا صحیح نہ ہوگا۔ اس آفیسر نے ان کا جائز حق دبالیا ہے، بغیر رشوت اسے حاصل نہیں کیا جاسکتا تو بقدر ضرورت اس کے سامنے حرام لقمہ ڈال دیں اور اپنے حق وصول کریں۔ (درمختار، فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۲۔ اگر منت نہیں مانی تو جس طرح میسر ہو صدقہ کر دے اور فی سبیل اللہ غریبوں کو بخش دے۔ اور منت مانی ہے تو منت کے خلاف نہ کرے کہ اس سے خطرات جنم لیتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ ہمارے علمائے کرام کی تحقیق اور فتاویٰ یہی ہے کہ سیاہ خضاب حرام و گناہ ہے اور جو اس کا مرتکب ہے وہ اعلانیہ فسق و گناہ میں مبتلا اور فاسق معلن ہے۔ اگرچہ عالم ہو مفتی ہو۔ اسے امام بنانا گناہ، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ اگر پڑھ لی تو اس کا دہرانا واجب ہے اور اگر عملی فسق کے علاوہ فسق فی العقیدہ میں بھی مبتلا ہے کہ معاذ اللہ وہابی، نیچری، اہلحدیث ہے تو نماز، یوں بھی اس کے پیچھے ادا نہیں ہوگی۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

امدادی فنڈ کس رقم سے قائم کریں؟ اور اس پر زکوٰۃ کون دے؟

سوال: چند دوستوں کا ایک گروپ ہے جس میں زیادہ تر معمولی ملازم پیشہ ہیں۔ وہ کچھ عرصہ سے برابری کی بنیاد پر ماہانہ بچت جمع کرتے ہیں۔ جس کا پہلا اور اہم مقصد اپنے اہل و عیال کی ہنگامی ضروریات کی شکل میں قرضہ لینا اور دینا ہے اور بعد میں معمولی اقساط پر اپنے ہی پیسہ کو واپس کرنا ہے۔ اس طرح پس انداز کی ہوئی رقم میں سے کبھی کسی کاروبار میں سرمایہ کاری بھی کر لیتے ہیں۔ ظاہر ہے کوشش اور نیت ہوتی ہے کہ کسی غلط اور ناجائز کاروبار میں پیسہ نہ لگے۔ اس طرح کچھ منافع بھی مل جاتا ہے جو اسی بچت میں مزید شامل ہو جاتا ہے۔ بینک میں کوئی سودی یا آجکل کی طرز کا PLS یا نفع و نقصان کی شراکت والا منافع بھی حاصل کرنے کی نیت نہیں ہے۔ مزید سال کے اختتام پر کل پر زکوٰۃ بھی نکال کر ضرورت مندوں کو دے دیتے ہیں۔ چونکہ انسان فانی ہے لہٰذا ان دوستوں میں سے بھی کسی کو پہلے اپنے مالک حقیقی کی طرف جانا ہے۔ اسی ضمن میں ایک تجویز پیش کی گئی کہ ایک معمولی رقم ماہانہ کی بناء پر ایک اور فنڈ علیحدہ سے قائم کیا جائے اور اس فنڈ سے کسی دوست جو گروپ کا رکن ہے اس کے اہل خانہ کی بعد از وفات یا کسی اور جسمانی ضرورت جس میں کفالت کے قابل نہ ہو ماہانہ امداد کی جائے۔ اس ارادہ کو وسیع بھی کیا جا سکتا ہے یعنی غیر اراکین پر، معلوم کرنا ہے کہ، جس بچت پر، بشمول منافع ہر سال کے آخر میں زکوٰۃ نکالی جائے، وہ اس فنڈ میں استعمال، اور خرچ کی جا سکتی ہے یا اس کا بہتر استعمال کسی اور طرح ہو۔ دوسری ضرورت طلب رائے یہ ہے کہ چند ساتھیوں کا یہ بھی خیال ہے کہ ہماری اس طرح پس انداز کی ہوئی رقم پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی ہے۔ جو ہم اپنی خواہشات دیگر دنیاوی ضروریات کو چھوڑ کر بچاتے ہیں۔ یہ چند ساتھی مجموعی طور پر اکثریت کی وجہ سے خاموش ہو جاتے ہیں مگر دل میں خلش رہتی ہے۔ سائل۔ حبیب اللہ، شمس الدین، قدیر امروھوی و دیگر۔ حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** زکوٰۃ و فطرہ کی رقوم کے علاوہ دوسری جائز رقوم سے مشترکہ طور پر باہمی تعاون اور غرباء اور مساکین کی اعانت کی نیت سے ایسا فنڈ قائم رکھنا نہ صرف جائز بلکہ انشاء اللہ تعالیٰ باعث اجر و ثواب ہے اور جب یہ رقوم انفرادی طور پر نصاب کو پہنچ جائیں یعنی ہر رکن اپنی جمع شدہ رقم کے اعتبار سے صاحب نصاب ہو جائے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہو گی اور اسے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اختیار ہے کہ وہ زکوٰۃ کی رقم اسی فنڈ سے لیکر غرباء پر صرف کرے یا حساب لگا کر اپنے پاس سے ادا کرے۔ اجتماعی طور سے ان رقوم کا حد نصاب کو پہنچنا زکوٰۃ فرض نہ کرے گا۔ اس مال زکوٰۃ کو وہ صاحب نصاب اس کے مصرف میں استعمال کرے اور رقم کسی طرح بھی پس انداز کی جائے، جب مقدار نصاب کو پہنچے گی اس کے مالک پر زکوٰۃ واجب کردے گی اور صدقات واجب بھی لازم آئیں گے۔ ان مسائل میں احتیاط لازم ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ر جمادی الاولیٰ سن ۱۴۰۰ھ

زکوٰۃ کے وجوب کے لئے قرض سے مال کا فارغ ہونا ضروری ہے

سوال: مفتی محمد خلیل خاں صاحب برکاتی، السلام علیکم

بعد سلام مودبانہ گذارش ہے ہمیں آپ سے ایک مسئلہ بابت زکوٰۃ معلوم کرنا ہے۔ آپ برائے مہربانی اس کا جواب دیکر شکریہ کا موقع دیں۔ اس خط کے ساتھ جوابی لفافہ بھی موجود ہے۔ مسئلہ ہماری فرم میں ہمارے دو لاکھ روپے ہیں۔ اس میں ہزاروں کا قرضہ ہے۔ اور ہمارے پاس کام والوں کا، چار لاکھ روپے ہے۔ اس طرح ہمارے پاس چھ لاکھ روپے ہوگئے۔ ہم نے لوگوں کو چار لاکھ روپے کا مال ادھار دیا ہے۔ ہماری دکان میں موجود مال ایک لاکھ پینتالیس ہزار روپے کا ہے۔ ہمارے پاس نقد پانچ ہزار روپے ہیں۔ اس ساڑھے چار لاکھ روپے میں ہمیں قوی امید ہے کہ ایک لاکھ روپے ہمارے نہیں آئیں گے۔ آپ مہربانی کرکے بتائیں کہ ہم کو کتنی رقم پر زکوٰۃ دینی چاہئے۔ آیا کہ ہم ہمارے قرضے آنے پر ادا کریں یا کل رقم ہم پر جو چھ لاکھ روپے پر جو کہ ہماری اصلی رقم اور قرضے کے ساتھ ہے۔ مہربانی کرکے جواب تفصیل سے دیں۔

سائل۔ حاجی رمضان، اسٹیل آئرن شاپ، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** زکوٰۃ فرض ہونے کیلئے جو شرطیں ضروری ہیں ان میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ نصاب زکوٰۃ دین سے فارغ ہو۔ (عامۂ کتب) لہٰذا چھ لاکھ کی زکوٰۃ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ صرف دو لاکھ کی زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔ اس دو لاکھ کی رقم میں بھی نصف لاکھ دوسروں پر واجب الوصول ہے۔ تو اب قبضہ میں نہ رہے مگر ڈیڑھ لاکھ۔ تو اس ڈیڑھ لاکھ پر اسلامی سال گذر جانے پر زکوٰۃ ضرور ادا کرنی ہوگی۔ اب رہی بات ان پچاس ہزار کی جو لوگوں پر دین ہے تو صورت مسئولہ میں اس مال کی زکوٰۃ بحالت دین بھی سال بہ سال واجب ہوتی رہے گی مگر واجب الادا اس وقت ہے جب پانچواں حصہ نصاب کا وصول ہوجائے۔ مگر جتنا وصول ہوا اتنے ہی کی واجب الادا ہے۔ مثلاً ہزار روپیہ وصول ہوئے تو ۲۵/- اور دو ہزار وصول ہوئے تو ۵۰/-۔ وعلیٰ ھذا القیاس۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ر شعبان ۱۳۹۸ھ

بدمذہب کو زکوٰۃ دینا حرام ہے

سوال: حضرت مولانا مفتی صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضور اعلیٰ ایک مسئلہ کے جواب کا انتظار ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ زکوٰۃ شیعہ کو دے سکتے ہیں یا نہیں؟ اس وقت یہ فرقہ زور پکڑ گیا ہے۔ والسلام۔ خادم۔ محمدی مسجد شہر، کڈھن تعلقہ بدین، ڈاک خانہ، کڈھن

۷۸۶ **الجواب:** بدمذہب کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے۔ درمختار میں ہے **ولا یجوز صرفها لاهل البدع**۔ یہ حکم زمانہ موجودہ کے تمام نئے فرقوں کیلئے ہے۔ قادیانی، رافضی، وہابی کہ، اہلسنت و جماعت کے بہ خلاف عقائد پر اصرار رکھتے ہیں اور توہین خدا ورسول و تنقیص شان رسالت کرتے ہیں اور قرآن کو عیب لگاتے ہیں، یقیناً زکوٰۃ کا مصرف نہیں۔ اور بالخصوص رافضی، قادیانی اور وہابی ان میں پیش پیش ہیں اور بالاتفاق علمائے کرام یہ لوگ اپنے مخصوص عقائد کی بناء پر کافر و مرتد ہیں تو انہیں زکوٰۃ دینا حرام وسخت حرام ہے اور دی تو ہرگز ادا نہ ہوگی کہ مرتد ہر اعتبار سے غیر مسلم کے حکم میں ہے اور غیر مسلم کو زکوٰۃ دینا ہرگز جائز نہیں اگرچہ وہ ذمی ہو۔ (درمختار وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ

مدرسہ میں زکوٰۃ کا استعمال

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب، دارالعلوم احسن البرکات، السلام علیکم

عرض یہ ہے کہ سائل ایک مدرسہ دینی تعلیم کیلئے تعمیر کرنا چاہتا ہے جس میں قرآن شریف وعربی کی تعلیم دیجائیگی۔ یہ مدرسہ محلہ میں ہے اور اس میں محلہ کے بچے جائینگے۔ اس لئے جناب والا سے التماس ہے کہ کیا سائل اس میں زکوٰۃ کا پیسہ استعمال کرسکتا ہے۔ اور اس پیسے سے معلم وغیرہ کو تنخواہ وغیرہ دے سکتے ہیں۔ زکوٰۃ کی صحیح تعریف سے مطلع فرمائیں۔ والسلام فقط۔ حاجی علی شیر، پھلیلی پار، پریٹ آباد، حیدرآباد

http://t.me/Tehqiqat

۷۸۶ **الجواب:** زکوٰۃ شریعت کی جانب سے وہ مخصوص کی ہوئی رقم ہے جو فی سبیل اللہ غرباء ومساکین وغیرہما مصارف زکوٰۃ میں صرف کی جائے اور اس سے دینے والے کا کوئی دنیاوی فائدہ وابستہ نہ رہے۔ مدرسین ودیگر ملازمین کی تنخواہ اس لئے نہیں دی جاسکتی۔ نہ مدرسہ کی تعمیر یا مرمت یا فرش وغیرہ میں صرف ہوسکتی ہے۔ (عالمگیری، ردالمحتار وغیرہ) ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ مال زکوٰۃ میں سے غریب طلباء کے کپڑے بنوادیں۔ کتابیں مثلاً قرآن کریم یا دیگر دینی کتب خرید کر انہیں مالک بنادیں یا ان کے وظیفے میں دیدیں جو محض بہ نظریہ امداد ہو نہ کسی کام کی اجرت بشرطیکہ اس میں کوئی سید ہاشمی نہ ہو کہ انہیں دینے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ نہ سید کو لینا جائز نہ اسے دینا جائز۔ اگرچہ دینے والا سید ہو۔ اس طرح مال زکوٰۃ جمع کرکے محلہ کے مدرسوں میں خرچ کرنا، ایک وبا کی صورت اختیار کررہا ہے جس سے غریبوں کی، بیواؤں، مسکینوں، قرضدار وغیرہم کی حق تلفی ہوتی ہے اور مال جمع کرنے والوں پر بلکہ دینے والوں پر بھی جبکہ انہیں حقیقت حال معلوم ہو اس کا وبال ہوسکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ رشوال المکرم ۱۳۹۸ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

زکوٰۃ کے مال سے کتابیں چھاپنا

سوال: زکوٰۃ کے مال سے تبلیغی کتابچے شائع کیے جاسکتے ہیں یانہیں؟ پچھلے دنوں بارہ ربیع الاول کے موقع پر چند نجدی مسلک والوں نے ایک کتاب بنام میلاد النبی ﷺ شائع کی تھی جو کہ مسجد دارالسلام اہلحدیث سرے گھاٹ سے انہوں نے تقسیم کرائی تھی۔ جو کہ آپ تک ضرور پہنچی ہوگی۔ کیا ایسے ہی دوسرے کتابچے لوگوں میں تقسیم کرنے کیلئے زکوٰۃ کے مال سے شائع کیے جاسکتے ہیں یانہیں؟ تاکہ لوگوں کے ذہنوں سے ان غلط لوگوں کی پالیسی کا اثر زائل ہوجائے۔

الداعی الی الخیر محمد یوسف، بزم یارسول اللہ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: زکوٰۃ کی رقم آپ کسی مصرف زکوٰۃ فقیر و مسکین کو دیدیں اور وہ اپنی جانب سے یہ رقم ایسے کتابچوں کی اشاعت و تبلیغ میں خود صرف کردے یا کسی اور کو دیدے وہ اس کام پر صرف کردے تو اس میں مضائقہ نہیں۔ البتہ زکوٰۃ و فطرہ کی رقم براہِ راست جس طرح مسجد و دینی مدرسہ کی تعمیر اور ان کے ملازمین کی تنخواہ اور فرش وغیرہ میں صرف نہیں ہوسکتی۔ تبلیغ کیلئے اشاعت میں بھی صرف نہیں کی جاسکتی۔ تملیک فقیر زکوٰۃ کا رکن اعظم ہے۔ اگر وہ نہ پائی جائے تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ (عامۂ کتب)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۸ھ

خیرات کی رقم کا مصرف

سوال: ایک شخص نے ایک معین رقم کیلئے کہا کہ میں اسے اللہ جل جلالہ کے نام پر خیرات کرونگا۔ آیا یہ رقم تعمیر مسجد میں لگ سکتی ہے یانہیں؟ اور کیا یہ نذر اور صدقہ واجبہ میں شمار کی جائیگی یا صدقہ نافلہ میں۔ سائل:۔ شاہ محمد واصل الغوثی

۷۸۶ الجواب: اگر شخص مذکور نے اس خیرات کو ہونے یا نہ ہونے پر موقوف نہیں کیا مثلاً میرا فلاں کام ہوجائے تو میں اتنی رقم خیرات کرونگا اور اس نے کوئی منت روپیہ خیرات کرنے کی مانی ہے تو بیشک یہ صدقہ نافلہ ہے صدقہ واجبہ نہیں اور اسے مسجد و دینی مدرسہ میں صرف کرنا یا کسی اور مصرف خیرات میں خرچ کردینا جائز ہے۔ لیکن مسجد میں صرف نہ کریں تو بہتر ہے کہ خواہ مخواہ مطاعن کا دروازہ کھولنا ہے۔ عربی میں اگرچہ خیرات خیر کی جمع ہے اور ہر فعل خیر کو شامل لیکن اردو میں اس کا ایک خاص تصور ہے اور عوام کی نظروں میں اس کا ایک خاص مقام اور حدیث میں فرمایا اتقوا مواضع التھم۔ تہمت کی جگہ سے بچو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ رذیقعدہ ۱۴۰۰ھ

مقروض کو زکوٰۃ دے کر جبراً قرض واپس لے لے

سوال: ہمیں ایک مسئلہ دریافت کرنا ہے۔ وہ مسئلہ یہ ہے کہ ایک آدمی نے دوسرے آدمی کو قرضہ دیا تھا۔ قرض لینے والے آدمی کی حالت ایسی نہیں ہے کہ وہ قرضہ واپس دے۔ قرض دینے والا شخص چاہتا ہے کہ میں اسے زکوٰۃ دوں اور وہ میرا قرضہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لوٹا دے۔ بخوشی اس پر کوئی دباؤ نہ ڈالونگا نہ مجبور کرونگا کہ وہ مجھے قرضہ واپس کرے۔ اس صورت میں اس کی زکوٰۃ ادا ہو جائیگی یا نہیں ہوگی۔ اور وہ اس کا قرضہ لوٹا سکتا ہے یا نہیں؟ آپ برائے مہربانی اس کا جواب از روئے شریعت تسلی بخش عنایت فرما کر مشکور فرمائیں۔　عبدالجلیل، کھاتہ چوک

۷۸۶ **الجواب:** اگر وہ شخص واقعی اس قابل نہیں ہے کہ یہ قرضہ ادا کر سکے تو صاحب زکوٰۃ اسے بہ نیت زکوٰۃ، زکوٰۃ کی رقم دیکر، اس سے اسی وقت اپنے قرض کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ بلکہ اگر وہ نہ دے تو یہ بقدر اپنے حق کے اس سے زبردستی چھین سکتا ہے۔ شرط یہ ہے کہ وہ ہاشمی نہ ہو اور نہ ان کی اولاد ہو، نہ اس کے اصول میں ہو۔ کہ انہیں زکوٰۃ دینا ہی جائز نہیں۔ (فتاوی رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم　العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　یکم شعبان المعظم ۱۴۰۱ھ

جو صاحب نصاب نہ ہو اس پر فطرہ نہیں ہے

سوال: گزارش یہ ہے کہ رمضان کے مہینے میں فطرہ، ایک غریب آدمی ہے جو تنگ دستی کی حالت گزارتا ہے اور وہ فطرہ دینے کے قابل نہیں۔ تو کیا اس پر بھی فطرہ واجب ہے۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے جواب تحریر کریں۔　فقط:۔ قمر الدین

۷۸۶ **الجواب:** جو شخص صاحب نصاب نہیں یعنی اس کے پاس عید کے دن، صبح صادق کے وقت اتنا مال نہیں کہ اس پر زکوٰۃ فرض ہو سکے تو فطرہ بھی واجب نہیں اور جب فطرہ اس پر واجب نہیں تو وہ شرعاً محتاج ہوا۔ اور صدقہ فطر محتاج مسلمانوں ہی کا حق ہے۔ (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم　العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۷ رصفر ۱۴۰۱ھ

زکوٰۃ کا حیلۂ شرعیہ۔ بھائی بہن کو زکوٰۃ دینا

سوال: چند ایک مسائل درپیش ہیں۔ برائے کرم فتویٰ سے آگاہ کریں۔

۱۔ زید صاحب حیثیت شخص ہے۔ وہ مختلف مستحق اشخاص کو زکوٰۃ فنڈ سے مکان بنانے کے واسطے رقم دیتا ہے اور اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ مکان کی تعمیر کا جو خرچ ہوتا رہتا ہے وہ بکر کے ہاتھ دیکر ادائیگی کراتا رہتا ہے۔ اس کے خیال کے مطابق وہ رقم کا قبضہ دیکر اس کو مالک بنا دیتا ہے جبکہ رقم اس کو مکان کی تعمیر میں ہی خرچ کرنی ہوتی ہے۔ کیا اسطرح زید کی زکوٰۃ ادا ہو گی یا نہیں؟

۲۔ کیا بھائی، بہن کو زکوٰۃ دے سکتا ہے یا نہیں؟

۳۔ اگر کسی شخص کی کل پونجی ادھار میں پھنس گئی ہو اور موجودہ حالت میں اس کے پاس کچھ نہیں ہو سوائے چند صد روپے کے، تو کیا ایسے شخص کو زکوٰۃ لگ جائے گی یا نہیں؟ جبکہ ادھار کی رقم جو تقریباً 20,000 کے قریب ہے ملنے کی توقع تو ہے لیکن تھوڑی تھوڑی کر کے ملے گی اور ممکن ہے ۲۰۰۰۰ میں سے ۲ یا ۴ ہزار ہی وصول ہوں۔ کیا اس مذکورہ شخص کو ۳۰۰۰۰ روپے دیکر (زکوٰۃ سے) کوئی کاروبار کرا دیا جائے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی یا نہیں؟　القدوس موٹر اسٹور، گاڑی کھاتہ، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** مکان وغیرہ بنانا اور ایسے ہی دوسرے معاملات میں زکوٰۃ کی رقوم خرچ کرنا چاہیں تو اس کا طریقہ تملیک فقیر ہے یعنی جو شخص شرعاً مصرف زکوٰۃ اسے یہ روپیہ بہ نیت زکوٰۃ دیکر مالک کر دیا جائے۔ جب یہ رقم اس کے قبضہ میں پہنچی تو وہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مالک ہوگیا اور زکوٰۃ ادا ہوگئی۔ اب وہ شخص اپنی طرف سے اپنے آپ، خواہ کسی کو دیکر ان امور خیر میں لگا دے تو دونوں کیلئے اجر عظیم ہے اور ثواب جاری ہے جو اسے زندگی میں اور قبر میں پہنچتا رہے گا۔ (فتاوی رضویہ بحوالہ درمختار وغیرہ) لہٰذا اگر زید کا یہی طریقہ ہے تو زکوٰۃ ادا ہوگئی مگر مکان اس کی ملکیت نہ ہوگا۔ اس پر لازم ہے کہ وہ مستحقین کی ملکیت میں دیدے۔ واللہ اعلم

۲۔ بہن بہنوئی، بھانجے بھانجیاں، چچا چچی، بھتیجے بھتیجیاں ان سب کو زکوٰۃ دینا جائز ہے بلکہ ثواب اس میں اور زائد۔ کہ صلہ رحمی بھی ہے اور زکوٰۃ کی ادائیگی بھی۔ (عامۂ کتب)

۳۔ مالک نصاب کا مال، کسی میعاد تک کسی پر دین ہے اور ہنوز میعاد پوری نہ ہوئی اور اب اسے ضرورت ہے۔ یا جس پر آتا ہے وہ یہاں موجود نہیں مگر نادار ہے یا دین سے انکار کرتا ہے اگرچہ یہ ثبوت رکھتا ہے، تو ان سب صورتوں میں بقدر ضرورت زکوٰۃ لے سکتا ہے مگر بہتر یہ ہے کہ قرض لیکر کام چلایا جائے۔ (عالمگیری، درمختار) اور اگر مدیون سے تھوڑا تھوڑا لیکر اپنی ضروریات میں صرف کرسکتا ہے تو اب یہ حاجت مندنہ ہوا لہٰذا زکوٰۃ نہیں لے سکتا۔ (درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ رجمادی الاول ۱۴۰۲ھ

مدرسے کی تعمیر میں زکوٰۃ لینا کیسا ہے؟

سوال: گذارش یہ ہے کہ مندرجہ ذیل مسائل کیلئے فتوی لینا ہے آپ برائے مہربانی شریعت محمدی قرآن وحدیث کے مطابق مندرجہ ذیل پر فتوی دیں۔

۱۔ ہم ایک دینی مدرسہ قائم کررہے ہیں۔ اس کا کوئی اور آمدنی کا ذریعہ نہیں ہے۔ آیا کہ اس مدرسہ کی تعمیر میں قربانی کی کھالیں اور زکوٰۃ کا پیسہ لگ سکتا ہے یا کہ نہیں؟ فی الحال محلہ کے طلباء قرآن شریف کی تعلیم پا رہے ہیں؟

۲۔ ہمارے محلے میں ایک خیراتی ہسپتال قائم ہے جس میں شہر کے لوگ دوائی وعلاج کرواتے ہیں۔ اس ہسپتال میں قربانی کی کھالیں اور زکوٰۃ کا پیسہ ہوتا ہے۔ لہٰذا اس ہسپتال میں شریعت کے مطابق زکوٰۃ کا اور قربانی کی کھالوں کا پیسہ لگ سکتا ہے یا نہیں؟ مدرسہ عربیہ محمدیہ تعلیم القرآن

۷۸۶ **الجواب:** زکوٰۃ میں تملیک فقیر شرط ہے۔ اس لئے زکوٰۃ کی رقم براہِ راست نہ مدرسہ وہسپتال کی تعمیر میں صرف ہوسکتی ہے نہ اس رقم سے مدرسہ وہسپتال وغیرہ کے لئے کوئی کارآمد چیز خریدی جاسکتی ہے۔ جیسا کہ فقہ کی عام کتابوں میں مذکور ہے۔ البتہ چرم قربانی ان مصارف میں صرف کرنا جائز ہے۔ خواہ چرم قربانی براہِ راست انکے منتظمین کو دی جائے یا اس نیت سے فروخت کرکے اس کی قیمت پہنچادی جائے۔ ہاں اگر اپنے کام میں لانے کی نیت سے فروخت کی تو اب یہ قیمت فقراء ہی پر تصدق کرنا لازم ہے۔ براہِ راست ان مصارف میں صرف کرنا جائز نہیں۔ (درمختار، عالمگیری) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ رذی الحجہ ۱۴۰۲ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امام بینک سے سود لے تو کیا حکم ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ہمارے محلے کی مسجد میں جو امام صاحب ہیں اور خطیب ہونے کے ساتھ ساتھ کسی خاندان کے خلیفہ بھی ہیں جن کے سینکڑوں مرید ہیں۔ امام صاحب کا کہنا ہے کہ بینک سے سود لینا جائز ہے۔ امام صاحب کا بینک میں خود کا اکاؤنٹ ہے اور بیس سال کی زکوٰۃ بھی ان کے پاس موجود ہے۔ اور وہ سود کی رقم بھی اکاؤنٹ کے پیسوں میں جمع ہے۔ امام صاحب کا کہنا ہے کہ میں یہ سود بینک سے لیتا ہوں اس کو حکومت کے ٹیکس یا کرایہ میں یا پولیس کے لین دین یا ایسے ہی دوسرے کاموں میں خرچ کرنا چاہئے۔ سود کے پیسے کھانا اور دینا منع ہیں۔ امام صاحب اپنے پیسے سے جس میں سود بھی شامل ہے ایک مسجد بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں اور ایک پلاٹ امام صاحب نے خرید لیا ہے جس میں آدھی رقم سود کے پیسوں کی ہے اور اب وہ پلاٹ کو بیچ کر رقم مسجد میں لگانا چاہتے ہیں اور امام صاحب کا کہنا ہے کہ جب یہ سب رقم مسجد میں لگ جائی گی تو ہم غریب ہو جائینگے اور جو بیس سال سے زکوٰۃ جمع ہے اس کے ہم مالک ہو جائینگے۔ از راہِ کرم آپ ہمیں قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیں کہ انکے پیچھے نماز پڑھنا انکا مرید ہونا جائز ہے یا نہیں؟ انہیں مسجد میں امام رکھنا جائز ہے یا نہیں۔ اور جو لوگ ان کے مرید ہوتے ہیں کیا وہ کسی اور کے مرید ہو سکتے ہیں یا نہیں۔ اور ایسے پیر سے ملنا جائز ہے یا نہیں؟ ان تمام باتوں کے سوالات کا قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیجئے۔ والسلام

ریاض احمد نقشبندی، بی ون ایریا، لیاقت آباد، کراچی

۷۸۶ **الجواب:** امام صاحب کی بہت سی واہی تباہی باتوں سے قطع نظر، ان کا امامت کیلئے نااہل ہونا اسی بات سے ثابت ہے کہ وہ بیس سال سے زکوٰۃ دبائے بیٹھے ہیں۔ خواہ وہ خود ان کے اپنے اموال کی زکوٰۃ ہو یا دوسروں کی جمع کی ہوئی۔ قمری سال کے ختم ہوتے ہی زکوٰۃ ادا کرنا واجب ولازم ہے اور اسے روکنا ناجائز وحرام ہے۔ یوں ہی دوسروں سے اموال زکوٰۃ لیکر انہیں مستحقین پر صدقہ کرنا لازم ضروری ہے اور روکنا ممنوع۔ اور جو ناجائز حرام کا مرتکب ہو وہ یقیناً فاسق معلن ہے اور فاسق ومعلن کو امام بنانا اور نماز پڑھی تو مکروہ تحریمی ہے، پھیرنا واجب، غنیہ میں ہے **لو قدموا فاسقا یا ثمون** اور جب وہ امامِ نماز نہیں ہو سکتے تو امامِ طریقت بننے کے اہل کس طرح ہو سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

مدرسہ کی تعمیر میں زکوٰۃ وکھال لگانا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین درج ذیل مسائل کے بارے میں کہ

۱۔ زکوٰۃ دینی مدرسہ کی تعمیر میں لگ سکتی ہے کہ نہیں؟

۲۔ قربانی کی کھالیں مسجد کی تعمیر میں لگ سکتی ہیں کہ نہیں؟

عبد الغفور ملک، احسان علی روڈ، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** دینی مدرسہ اگرچہ خالص اہلسنت کا ہو۔ وہابیوں، رافضیوں، قادیانیوں، نیچریوں اور دیوبندیوں وغیرہم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بدمذہبوں کا نہ ہو، تب بھی مال زکوٰۃ سے مدرسین یا دیگر ملازمین کی تنخواہ نہیں دیجا سکتی۔ نہ مدرسہ کی تعمیر یا مرمت یا فرش وغیرہ میں صرف ہو سکتی ہے۔ مدرسہ کے مہتمم پر لازم ہے کہ وہ مال زکوٰۃ وفطرہ کو خاص تملیک فقیر کے مصارف میں صرف کرے۔ ہاں، اگر روپیہ بہ نیت زکوٰۃ کسی مسلمان کو جو زکوٰۃ کا مصرف ہو، اسے دیکر مالک کر دیں اور وہ پھر اپنی طرف سے مدرسہ کو دیدے تو اب تعمیر وغیرہ دوسرے مصارف میں یہ مال صرف ہو سکتا ہے کہ اب مال زکوٰۃ نہ رہا۔ (فتاویٰ رضویہ، درمختار) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ امام اہلسنت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کی تحقیق یہی ہے کہ چرم قربانی کا مدرسہ میں صرف کرنا جائز ہے۔ اور اسی پر علمائے اہلسنت کا فتویٰ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ شوال المکرم ۱۴۰۰ھ

جس مدرسہ میں مسافر طلبہ نہ ہوں وہاں زکوٰۃ دینا؟

سوال: اس مسئلہ میں علمائے کرام کیا فرماتے ہیں کہ: مدرسہ جہاں دینی تعلیم ہوتی ہے، لیکن اس مدرسہ میں بچے مقامی پڑھتے ہیں، مسافر طلباء نہیں پڑھتے۔ ایسے مدرسہ میں زکوٰۃ کا پیسہ لگ سکتا ہے یا نہیں؟

متولی، محمدی مسجد فردوس کالونی، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** مسجد مسجد، محلہ محلہ، دینی مکتب قائم کرنا تو بڑی اچھی بات ہے لیکن ان مکتبوں کے استادوں پر یا خود مدرسہ کی دوسری ضروریات پر زکوٰۃ کی رقم صرف کرنا جائز نہیں۔ بلکہ دینے والے کو معلوم ہو کہ یہ رقم تنخواہ وغیرہ میں صرف ہوگی۔ اور اس کے باوجود انہیں زکوٰۃ دیدی تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ مدرسوں میں زکوٰۃ کی رقم کے حقدار صرف وہ دینی مدارس ہیں جہاں بیرونی طلباء کی خوراک وغیرہ پر یہ رقم صرف کی جا سکے۔ نعم بجوز صرفه بعد الحيلة الشرعية فى الخيرات كلها۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ

مقروض زکوٰۃ کب لے سکتا ہے؟

سوال: مسئلہ یہ ہے کہ زکوٰۃ کون کون لوگ لے سکتے ہیں؟

مسئلہ نمبر ۱: مثلاً ایک شخص جو کہ بہت زیادہ مقروض ہے، اس کا اپنا ایک ذاتی مکان ہے۔ کاروبار (کاریگر پیشہ) ہے، اچھی ماہانہ آمدنی ہے، جس سے گھریلو اخراجات کے علاوہ معقول رقم بچائی جاتی ہے۔ مگر اس کے باوجود قرض اس قدر ہے کہ اگر تمام آمدنی قرض خواہوں کو دیدی جائے تو قرض کی مکمل ادائیگی میں دو سے تین سال کا عرصہ درکار ہوگا۔ مگر قرض خواہوں کے ہر وقت مطالبہ پر کاروبار پر اثر کے علاوہ ذہنی پریشانی اور گھر کے اخراجات مناسب نہ رہنے کی وجہ سے اس کے حالات بھی خراب رہتے ہیں۔ مکان پر قرض کی رقم خرچ ہوئی ہے۔ جس کو اگر بیچا جائے تو ماں، بیوی، بھائی مخالفت کرتے ہیں۔ مکان بیچنے پر قرض کی تقریباً چوتھائی رقم کم ہوتی ہے۔ آپ قرآن اور حدیث کی روشنی میں یہ بتائیں کہ کیا یہ مکان رکھنا جائز ہے یا بیچ کر قرض ادا کرنا صحیح ہے۔ کیا یہ شخص زکوٰۃ لیکر حالات میں بہتری پیدا کر سکتا ہے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مسئلہ نمبر ۲۔: ایک شخص جس کا ذاتی مکان نہیں ہے اور وہ بھی قرض کے سلسلے میں کم وبیش ان حالات کا شکار ہے جو کہ مندرجہ بالا ہیں۔ کیا یہ شخص زکوٰۃ لینے اور استعمال کرنے کا حق دار ہے۔ تاکہ قرض کی ادائیگی ہوسکے۔

رفیق احمد، بلال اسٹریٹ، صرافہ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: زکوٰۃ کا مصرف ہر حاجت مند مسلمان ہے جو صاحب نصاب نہ ہو۔ یا صاحب نصاب ہو تو اس کا مال نصاب، اسکی حاجت اصلیہ میں مستغرق ہو یعنی اگر اس مال کو حاجت اصلیہ میں صرف کردیا جائے تو اب اسے نصاب پر دسترس نہیں رہتی یعنی وہ صاحب نصاب نہیں رہتا۔ مثلاً کوئی شخص لاکھوں کا مالک ہے مگر اس پر اتنا قرض ہے کہ اس کی ادائیگی کے بعد یہ صاحب نصاب نہیں رہتا، تو یہ بھی زکوٰۃ کا مصرف ہے۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ وہ خود ہاشمی ہو نہ بنی ہاشم کا آزاد کردہ غلام۔ نہ وہ جو اپنی اولاد میں ہے نہ وہ جنکی اولاد میں یہ خود ہے اور نہ اپنا شوہر نہ اپنی بیوی۔ کہ انہیں زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ اس کا مکان خواہ کسی بھی قیمت کا ہو یا اسکی آمدنی خواہ کتنی ہی کیوں نہ ہو۔ اگر اسکی ملکیت، قرض میں ڈوبی ہوئی ہے کہ قرض اس کی ملکیت سے کہیں زیادہ ہے یعنی اسے ادا کرنے کے بعد اپنی حاجت اصلیہ کے علاوہ بمقدار نصاب کا مالک نہ رہے گا اور وہ ہاشمی نہ ہو اور نہ یہ زکوٰۃ دینے والا اسکی اولاد میں نہ اسکا باپ دادا نہ باہم زوج وزوجہ ہو تو اسے زکوٰۃ دینا بیشک جائز ہے۔ قرآن کریم نے فرمایا" والغارمین "یعنی مدیون بھی مصرف زکوٰۃ میں شمار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ ررمضان المبارک ۱۴۰۲ھ

زکوٰۃ سے فلاح و بہبود فنڈ قائم کرنا کیسا ہے؟

سوال: آنجناب سے گزارش ہے کہ مسئلہ ھذا پر شرعی نقطۂ نگاہ سے فتویٰ دیگر احکامات سے مطلع فرمائیں مشکور ہونگا۔

زکوٰۃ کا پیسہ غریب مریضوں کی ادویات اور دوسرے فلاح و بہبود کے کام آسکتا ہے یا نہیں؟ اگر کوئی ایسا فنڈ قائم کرنا چاہے جس سے غریب مریضوں کی معاونت ہو جو کہ مستحقین زکوٰۃ ہیں اس میں جمع کرایا جاسکتا ہے؟

سید صابر علی بخاری، ایڈوکیٹ، کونسلر لطیف آباد نمبر ۲

۷۸۶ الجواب: زکوٰۃ ادا کرنے میں تملیک فرض ہے۔ یعنی یہ ضروری ہے کہ جس مستحق کو زکوٰۃ دیں اسکو اسکا مالک کردیں۔ ولہٰذا مال زکوٰۃ مسجد میں صرف کرنا، یا اس سے میت کو کفن دینا، یا میت کا دین ادا کرنا، یا پل، سرائے، سقایہ، سڑک بنوادینا، نہر یا کنواں کھدوادینا، یا کوئی کتاب وغیرہ خرید کر اسے وقف کردینا، جائز نہیں۔ ان امور وافعال میں زکوٰۃ کی رقم خرچ کی جائے تو ہرگز جائز نہیں۔ (عالمگیری وغیرہ) البتہ رقم ہی کا دینا ضروری نہیں۔ اس رقم سے، ان کو کوئی اور چیز بھی دی جاسکتی ہے۔ مثلاً غلہ، کھانا، کپڑا، غریب طلباء کو دینی کتابیں، نادار لڑکیوں کیلئے سامان جہیز وغیرہ بھی خرید کر انہیں دیا جاسکتا ہے۔ البتہ شرط وہی ہے کہ جسے دیں اسے مالک بنادیں۔ لہٰذا ایسا فنڈ قائم کرنا، جس میں زکوٰۃ وغیرہ کی جمع شدہ رقوم سے، مستحقین زکوٰۃ کو دوائیں دی جاسکیں جائز تو ہے مگر ضروری ہے کہ (۱) اموال زکوٰۃ کو ہرگز ہرگز دوسرے اموال میں خلط ملط نہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کیا جائے۔ کارکنان کو اس بارے میں سخت تاکید کی جائے اور وقتاً فوقتاً ان کی جانچ پڑتال کی جائے تاکہ وہ لاپرواہی سے کوئی کام نہ کریں۔ (۲) یونہی ان اموال سے جو دوسری چیزیں خریدی جائیں وہ ہرگز دوسری چیزوں سے مخلوط نہ ہوں۔ اگرچہ وہ دوائیں ہوں۔ (۳) اس بات کا خیال رکھا جائے کہ جسے یہ دوادی جارہی ہے وہ اس کا مستحق ہے یا نہیں۔ ہرگز زکوۃ یا اس سے خریدی ہوئی کوئی چیز کسی سید یا بنی ہاشم کے ہاتھ میں نہ پہنچے ورنہ زکوۃ ادا نہ ہوگی اور اسکا وبال کارکنوں پر ہوگا۔ (۴) زر زکوۃ سے خریدی ہوئی ادویہ کو مستحقین سے روک نہ رکھیں۔ ورنہ ثواب درکنار، الٹا وبال لازم آئیگا اور احکام شرع سے لاپرواہی، جو اب عام ہوتی جارہی ہے اس کا تقاضہ یہ ہے کہ خود اپنے ہاتھ سے، مستحقین زکوۃ پر یہ رقم خود صرف کردی جائے تاکہ دل مطمئن رہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ

زکوۃ اور چرمِ قربانی سے مدرسہ کی تعمیر

سوال: علمائے دین مندرجہ ذیل مسئلہ کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔ اور اس مسئلہ کی شرعی قانون میں کیا حیثیت ہے؟ اس کا جواب دیکر مشکور فرمائیں۔

مسئلہ یہ ہے کہ ہماری برادری میں ایک زمین کا ٹکڑا خرید کیا گیا ہے۔ اور برادری اس پر ایک مدرسہ قائم کرنا چاہتی ہے۔ جس میں عام مسلمانوں کے بچے فی الحال ناظرہ قرآن کی تعلیم حاصل کر سکیں گے۔ اس کیلئے ہم نے عام چندہ بھی کیا اور مخیر حضرات نے روپیہ بھی دیا۔ اب چونکہ رمضان المبارک کا مہینہ بھی گزر رہا ہے اور دو ماہ بعد بقرعید بھی آنے والی ہے۔ اس لئے ہم نے یہ پروگرام بنایا ہے کہ زکوۃ اور چرم قربانی جمع کی جائیں اور ان دونوں کی رقم سے مدرسہ کی عمارت کی تعمیر مکمل کرلیں۔

۱۔ آیا زکوۃ اور چرم قربانی کی رقم سے ہم زمین کی رقم ادا کر سکتے ہیں یا نہیں؟

۲۔ مدرسہ کی عمارت کی تعمیر مکمل کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اس بارے میں ہمیں فتویٰ جاری فرما کر ہمیں شرعی راہ دکھائیں۔ اللہ آپ کو اجر دیگا۔ عبدالمجید خضر، پریٹ آباد، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: زکوۃ کا رکن تملیک فقیر ہے۔ یعنی جس مستحق زکوۃ کو، دیں اسے مالک بنادیں کہ جہاں اور جس طور پر چاہے، اپنے یا پرائے، مصرف میں لائے۔ دینے والے کو اس سے سروکار نہ رہے کہ اس نے کہاں اور کس طرح خرچ کیا۔ جس مال زکوۃ میں فقیر کی تملیک نہ ہو کیسا ہی کار حسن ہو اس میں یہ رقم صرف نہیں ہوسکتی جیسے تعمیر مسجد یا تکفین میت یا علم دین پڑھانے والے مدرسین کی تنخواہ۔ یونہی نہ اس رقم کو مدرسہ دینی کی تعمیر میں صرف کر سکتے ہیں نہ اس کی مرمت نہ فرش وغیرہ میں صرف ہوسکتی ہے۔ اور نہ اس رقم سے کوئی زمین مدرسہ وغیرہ کیلئے خریدی جاسکتی ہے۔ نہ ہسپتال سرائے وغیرہ کی تعمیر میں اسے صرف کر سکتے ہیں۔ یہ خالص فی سبیل اللہ غریبوں، مسکینوں مسلمان فقیروں کا حق ہے۔ جس کے مصارف خدا و رسول نے ہماری سمجھ پر نہ چھوڑے بلکہ خود تفصیل سے ارشاد فرمادئے۔ اب ان مصارف مقررہ کے علاوہ کہیں اور، اس زکوۃ کی رقم کو

http://t.me/tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صرف کرنا، مصلحت شرعیہ کے خلاف ہے۔ اور یوں زکوۃ بھی ادا نہ ہوگی۔ ہاں جن مدارس عربیہ میں غریب ونادار طلبہ دینی علوم کی تحصیل میں مصروف ہیں ان کے کھانے پینے وغیرہ دیگر ضروریات میں یہ رقم صرف کریں کہ یہ اس کا مصرف ہیں۔ البتہ چرم قربانی کے احکام، زکوۃ سے جدا ہیں۔ لیکن پیش نظر رہے یہ بات جب چرم قربانی وغیرہ سے گلی گلی مدرسوں کے نام پر عمارتیں تعمیر ہونے لگیں گی تو وہ قومی مدارس جہاں قرآن، حدیث، فقہ اور دوسرے دینی علوم کی تعلیم دیجاتی ہے اور جن کے تمام مصارف کا دارومدار، انہیں مدات پر ہے، تو پھر یہ دینی مدرسے کہاں جائینگے۔ اور اس سے دینی علوم کی اشاعت کا جو نقصان ہوگا اس کا وبال کس کی گردن پر ہوگا۔ الغرض مدرسہ اسلامیہ اگرچہ خالص اہلسنت و جماعت کا ہو، وہابیوں، رافضیوں، دیوبندیوں وغیرھم کا نہ ہو تب بھی زکوۃ کی رقم اس کی تعمیر و مرمت یا فرش وغیرہ کی فراہمی یا مدرسین کے مشاہرہ میں براہ راست خرچ نہیں کی جاسکتی۔ تفصیل کیلئے دیکھیں درمختار، ردالمحتار، عالمگیری وغیرہما۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ

صدقہ کی مرغی ذبح کر کے پھینک دینا اسراف ہے، غریب کو دے دے

سوال: گذارش خدمت یہ ہے کہ ایک عورت نے صدقہ کے نام سے مرغی ذبح کر کے محلّہ سے باہر پھینک دی۔ اب مجھ کو یہ بتایا جائے کہ یہ جائز ہے یا ناجائز ہے۔ اور عالم دین کی عورت ہوتے ہوئے اس کی سزا کیا ہے۔ اس کا فتویٰ دیا جائے عین نوازش ہوگی۔

عبدالحمید لائن مین، ٹنڈو آدم، گریڈون، واپڈا

۷۸۶ **الجواب:** صدقہ تو ہوگیا مگر صدقہ کے جانور کو پھینک دینا۔ یہ اسراف و گناہ ہوا۔ اس پر لازم تھا کہ وہ صدقہ کی مرغی کسی غریب مسکین کو پہنچاتی۔ لیکن پھینک کر اس نے غریب و مسکین کا حق ضائع کر دیا۔ اور کارآمد شے کو ناکارہ بنا دیا۔ یہ اسراف ہوا۔ اور قرآن کریم میں ہے کہ "اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا" اور یہ کہ "وہ شیطان کے بھائی ہیں"۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ عورت کو چاہئے کہ وہ اس گناہ سے توبہ کرے۔ واللہ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ ذی قعدہ ۱۴۰۳ھ

زکوۃ کی رقم قرض دینا، اس سے مدرسہ کھولنا

سوال: حضرت مفتی محمد خلیل خاں برکاتی صاحب، صاحبزادہ مفتی احمد میاں برکاتی صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ

گذارش ہے کہ ہم نے ایک انجمن "پنجابی انجمن مزدور" رجسٹرڈ کے نام سے بنائی ہے۔ جس کا مقصد برادری کے لوگوں کی فلاح و بہبود، لوگوں کو غربت سے نجات دلانا، بے روزگاروں کو باعزت روزگار مہیا کرنا، جنکی کاروباری حالت مخدوش ہو ان کی مناسب طریقہ سے مدد کرنا، غریب لوگوں یا اوسط درجہ کے لوگوں کی بچیوں کی شادیوں میں ان کی حسب ضرورت اور مناسب حد تک، مدد کرنا۔ اور سب کاموں کے ساتھ ایک اہم پروگرام یہ ہے کہ لوگوں کی اس انداز میں مدد کی جائے کہ آئندہ ان کو مدد کی ضرورت نہ پڑے بلکہ وہ خود آئندہ لوگوں کی مدد کریں۔ عرض خدمت ہے کہ ان تمام کاموں کی تکمیل کیلئے ہمیں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بہت زیادہ رقم درکار ہے۔ ہم نے یہ رقم اپنی برادری اور دیگر مخیر حضرات سے فنڈ کی صورت میں اکٹھی کی ہے۔ یہ فنڈ زکوٰۃ، صدقات، خیرات اور قربانی کی کھالوں کی حاصل شدہ رقم پر مشتمل ہے چونکہ ہماری انجمن کا متعدد لوگوں کی مدد اس انداز سے کرنا ہے کہ لوگ احساس کمتری کا شکار نہ ہوں۔ اس لئے ہم نے پروگرام طے کیا ہے کہ لوگوں کی مدد یعنی ایسے لوگوں کی مدد جو بے روزگار ہیں یا جن کی کاروباری حالت انتہائی مخدوش ہے۔ ان افراد کو حسب ضرورت یا مناسب رقم قابل واپسی قرضہ کی صورت میں یا قرض حسنہ کی صورت میں دیکر انکی باعزت مدد کی جائے۔ اس قرضہ پر انجمن کسی قسم کا منافع نہیں لے گی بلکہ اس کو آسان ۳ قسطوں پر واپس لے گی اور یہی واپس لی ہوئی رقم اور دیگر آمد فنڈ کے ذریعے ہم دوسرے مستحقین کی مدد کیلئے استعمال کریں گے علاوہ ازیں ہم اسی انجمن کے زیر انتظام بچوں کی قرآنی تعلیم کیلئے ایک مدرسہ "مدرسہ انوار القرآن پنجابی انجمن سندھ" کھول رہے ہیں۔ اس سے اگلا قدم یہ ہے کہ ہم نے اسی انجمن کی زیر نگرانی ایک خیراتی ہسپتال بھی قائم کیا ہے، "پنجابی انجمن چیری ٹیبل ڈسپنسری" جو لوگوں کو انتہائی سستا اور اچھا علاج فراہم کرتا ہے۔ ملازمین کا خرچہ ہم اسی فنڈ سے کرتے ہیں ان تمام کاموں میں متعلقہ اخراجات بھی اسی فنڈ سے ہوتے ہیں۔

حضور عالی قدر سے درخواست ہے کہ آپ ہمیں اس کی وضاحت فرمائیں کہ ہم یہ کام مندرجہ بالا فنڈ سے انجام دے سکتے ہیں یا نہیں؟ یا اس کی کوئی دوسری صورت ہے؟ تو کیا ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ آپ ہماری رہنمائی فرمائیں گے تاکہ انجمن اس عمل کو بہتر انداز سے جاری رکھ سکے اور مستحقین کی بہتر سے بہتر خدمت کر سکے۔ والسلام

صدر و جنرل سیکٹری پنجابی انجمن (سندھ) حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: انجمن کی تشکیل مبارک۔ رب کریم احکام شرعیہ کے موافق عمل پیرا ہونے، اور اس پر ہمیشہ کاربند رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اصل یہ ہے کہ زکوٰۃ میں نیت شرط ہے۔ بے اس کے ادا نہیں ہوتی۔ اور نیت میں اخلاص شرط ہے۔ بغیر اس کے نیت مہمل۔ اور اخلاص کے معنی یہ ہیں کہ زکوٰۃ، صرف بہ نیت زکوٰۃ، وادائے فرض اور حکم الٰہی کی بجاآوری کیلئے دی جائے اس کے ساتھ اور کوئی ایسا امر مقصود نہ ہو جو زکوٰۃ کے منافی ہو۔ پھر نیت بھی دینے والے کی معتبر ہے لینے والا خواہ کچھ سمجھ کرلے۔ اس کا علم معتبر نہیں۔ اور ادائے زکوٰۃ کے معنی یہ ہیں کہ اس قدر مال کا محتاجوں کو مالک کر دیا جائے کہ زکوٰۃ میں تملیک فقیر شرط ہے۔ یعنی کسی مصرف زکوٰۃ کو بہ نیت زکوٰۃ، مال زکوٰۃ دیکر مالک بنا دینا۔ یہی وجہ ہے کہ رفاہ عامہ کے کاموں میں زکوٰۃ کی رقوم کا صرف کرنا جائز نہیں۔ شریعت مطہرہ اس سے روکتی اور منع کرتی ہے۔ عالمگیری، ردالمحتار وغیرہما میں تصریح ہے کہ "مال زکوٰۃ مسجد میں صرف کرنا یا اس سے میت کو کفن دینا یا میت کا دین ادا کرنا۔ یا پل، سرائے، سقایہ، سڑک بنوا دینا۔ نہر یا کنواں کھدوا دینا، کافی نہیں"۔ نہ اس طرح کر دینے سے زکوٰۃ ادا ہو۔ پھر چونکہ زکوٰۃ کا فی سبیل اللہ خرچ کرنا لازم ہے تو ظاہر ہے کہ زکوٰۃ مدرسین یا دیگر ملازمین کی تنخواہ میں نہیں دی جاسکتی۔ یونہی اسے براہِ راست کسی حاجت مند کی ضرورت میں صرف نہیں کر سکتے۔ بلکہ حکم ہے کہ اگر وہ مصرف زکوٰۃ ہے تو اسے مالک بنا دیں اور اسے اختیار ہے کہ اپنی مرضی سے جہاں چاہے صرف کرے۔ اور انہیں مسائل سے یہ بھی ثابت ہوا کہ یہ رقم کسی کو بطور قرض بھی نہیں دے سکتے۔ ہاں ان مصارف میں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صرف کرنے کی ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ زرِ زکوٰۃ کسی قابلِ اعتبار نیک بندے کو جو زکوٰۃ کا مصرف ہے، روپیہ بہ نیت زکوٰۃ دیکر اسے مالک کردیں اور پھر وہ اپنی طرف سے انجمن کو دیدے تو اب یہ رقم مذکورہ بالا مدات میں صرف ہوسکتی ہے ورنہ نہیں۔ اسی لئے یہ بھی لازم ہے کہ زکوٰۃ کی رقوم دوسری رقوم سے علیحدہ رکھی جائیں۔ اگر خلط ملط کردیا گیا تو مصیبت دوچند ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب (عامۂ کتب)

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ ربیع الاول ۱۴۰۰ھ

زکوٰۃ قرض پر دینا اور اس پر نفع لینا کیسا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: ایک برادری کی انجمن نے حال ہی میں رمضان شریف میں اپنے مقررہ ممبران سے زکوٰۃ اس انجمن میں جمع کرائی۔ کیونکہ انجمن نے اپنی تمام برادری سے اپیل کی تھی کہ یہ انجمن آپکی اصلاح کیلئے ایک ہسپتال، مدرسہ، دستکاری اسکول اور قوم میں جو غریب بیوہ اور یتیم کی امداد ہر فرد کریگا۔ اس لئے ہر ایک نے لبیک کہتے ہوئے قوم کے ہر فرد نے دل کھول کر امداد دی۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص نے انجمن کو درخواست دی ہے کہ یہ زکوٰۃ کی رقم میرے کو بطور قرض دی جائے اور وہ بھی اس شرط پر کہ میں روپیہ پر آپکو آٹھ آنے منافع دونگا۔ جب کہ یہ شخص ایک اچھا صحت مند اور اسکے تین لڑکے کمانے والے ہیں۔ کیا انجمن کو یہ حق پہنچتا ہے کہ یہ رقم بطور قرض منافع پر دے سکتی ہے یا نہیں؟ مہربانی فرما کر اس مسئلہ پر قرآن وحدیث اور سنت کی روشنی میں یہ فرمائیں کہ یہ کام جائز ہے یا نہیں؟

صدر انجمن فلاح و بہبود نوجوانان ناگوری برادران حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** زکوٰۃ میں نیت شرط ہے۔ بغیر نیت کے ادا نہیں ہوتی اور نیت میں اخلاص شرط ہے بغیر اسکے نیت مہمل۔ اور اخلاص کے معنی یہ ہیں کہ زکوٰۃ صرف بہ نیت زکوٰۃ، وادائے فرض اور حکم الٰہی کی بجا آوری کیلئے دی جائے۔ اس کے ساتھ اور کوئی ایسا امر مقصود نہ ہو جو زکوٰۃ کے منافی ہے، پھر نیت بھی دینے والے کی معتبر ہے، لینے والا خواہ کچھ سمجھ کرلے، اسکا علم معتبر نہیں۔ اور ادائے زکوٰۃ کے معنی یہ ہیں کہ اس قدر مال کا محتاجوں کو مالک کردیا جائے کہ زکوٰۃ میں تملیک فقیر (فقیر کو مالک بنادینا) شرط ہے، یعنی کسی مصرف زکوٰۃ کو بہ نیت زکوٰۃ، مال زکوٰۃ دیکر مالک بنادینا۔ یہی وجہ ہے کہ رفاہ عامہ کے کاموں میں زکوٰۃ کی رقوم کا صرف کرنا جائز نہیں، شریعت مطہرہ اس سے روکتی اور منع کرتی ہے۔ عالمگیری، ردالمحتار وغیرھما میں تصریح ہے کہ "مال زکوٰۃ مسجد میں صرف کرنا یا اس سے میت کو کفن دینا یا میت کا دین (قرض) ادا کرنا یا پل، سرائے، سقایہ، سڑک بنوادینا، نہر یا کنواں کھدوادینا، کافی نہیں" نہ اس طرح کے دینے سے زکوٰۃ ادا ہو۔ پھر چونکہ زکوٰۃ کا فی سبیل اللہ خرچ کرنا لازم ہے تو ظاہر ہے، ہسپتال، مدرسہ، دستکاری اسکول یا ان کے ملازمین اور عملہ کی تنخواہوں میں نہیں دیجاسکتی، یونہی اسے براہ راست کسی حاجت مند کی ضرورت میں صرف نہیں کرسکتے۔ بلکہ حکم یہ ہے کہ اگر وہ مصرف زکوٰۃ ہے تو اسے مالک بنادیں اور اس کو یہ اختیار ہے کہ وہ اپنی مرضی سے جہاں چاہے صرف کرے، اور ان ہی مسائل سے یہ ثابت ہوا کہ یہ رقم کسی کو بطور قرض

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بھی نہیں دے سکتے، چہ جائیکہ قرض دیکر اس میں واپسی کے وقت منافع بھی لیا جائے کہ یہ تو کھلا ہوا سود ہے جو حرام ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وحرم الربوا (القرآن) اور سودی کاروبار حرام اور گناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۹۸۴/۷/۱۷ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

مکان کے کرایہ پر زکوٰۃ

سوال: ایک مالک مکان کے پاس مکان کا کچھ حصہ فالتو ہے جو کہ کرایہ پر چلاتا ہے۔ اب بتائیں زکوٰۃ مکان کی قیمت پر ہے یا جو کرایہ وصول کرتا ہے اس پر۔ کس طرح ادا کرے؟

۷۸۶ **الجواب:** اپنے استعمال کے مکان یا اسکے کسی حصہ کو کرایہ پر دیا، اس پر زکوٰۃ نہیں۔ ہاں کرایہ کی رقم نصاب کو پہنچے تو اس پر زکوٰۃ ہوگی۔ (عامہ کتب فقہ) واللہ اعلم بالصواب

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۲ مارچ ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

مدرسہ میں زکوٰۃ دینے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین، دینی مدرسہ جس میں قرآن پاک کی تعلیم مفت دیجاتی ہو اور مقامی بچے اسی علاقے کے پڑھتے ہوں غریب بچے ہوں ان بچوں سے اجرت نہیں لی جاتی ہو۔ کیا اس مدرسہ میں اسی شہر کے یا دوسرے شہر کے لوگ زکوٰۃ دے سکتے ہیں؟ جبکہ مدرسہ کا کوئی ذریعہ آمدنی بھی نہ ہو جس سے مدرسہ کے اخراجات پورے کئے جاسکیں۔

صوفی نثار احمد قاسمی، مدرسہ تعلیم القرآن جانثاران مصطفی، امریکن کوارٹر، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** زکوٰۃ میں شرط ہے کہ اسے کسی مستحق زکوٰۃ کی ملکیت میں دیدیا جائے۔ یوں کہ اس سے دینے والے کا کوئی مالی مفاد وابستہ نہ رہے۔ مدارس دینی میں زکوٰۃ، براہِ راست نہ مدرسہ کی تعمیر میں خرچ ہوسکتی ہے، نہ اس سے مدرسہ کیلئے دریاں، چٹائیاں، فرش، تپائیاں وغیرہ خریدی جاسکتی ہیں۔ نہ یہ رقم کسی استاد کی تنخواہ میں دیجاسکتی ہے۔ ہاں غریب طلباء کہ نادار ہوں اور علم دین پڑھتے ہوں، ان کے کھانے پینے، لباس و بستر وغیرہ میں صرف کرسکتے ہیں۔ خواہ ان کا ماہوار وظیفہ مقرر کردیں۔ یا مدرسہ میں مطبخ سے پکا کر کھلائیں پلائیں۔ اور ظاہر ہے کہ ایسے مکتبوں میں، ایسے طلباء میسر نہیں آتے۔ پھر آخر وہ زکوٰۃ وصول کرکے کہاں خرچ کی جائیگی۔ تو بلا وجہ دوسروں کی حق تلفی ہوگی اور الٹا گناہ۔ تفصیل کیلئے دیکھیں (فتاویٰ رضویہ جلد چہارم) یہ مصیبت بھی وبا کی طرح پھیلتی جارہی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ رجب ۱۴۰۰ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

زکوٰۃ فرض ہونے کی شرط

سوال: خلیل العلماء حضرت علامہ مفتی محمد خلیل خاں صاحب قادری برکاتی مارہروی مدظلہ العالی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ الحمدللہ خیریت سے رہ کر آپ کی خیر خداوند قدوس سے نیک چاہتا ہوں۔ درج ذیل مسئلہ کا جواب مرحمت فرمائیں تو آپکا مجھ پر احسان ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس کی بہتر جزا دینے والا ہے۔ والسلام، فقط۔ طالب دعا، محمد ہارون کاسانی قادری، کراچی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین بیچ اس مسئلہ کے کہ: ایک شخص نے اپنے تمام پیسوں سے ایک پلاٹ فروخت کر کے نفع حاصل کرنے کی نیت سے خریدا۔ ایک گودام اپنی تجارت میں استعمال کیلئے خریدا اور بقیہ پیسوں سے سامان تجارت (پرانے اونی کپڑے جسکی وہ تجارت کرتا ہے) بیرون ملک سے منگایا۔ جب اس شخص کا زکوٰۃ کی ادائیگی کا وقت آیا تو اس شخص کے اپنے پیسے نہ رہے اور وہ قرضدار تھا۔ جس کی وجہ یہ کہ وہ پلاٹ نہ بیچ سکا کیونکہ قیمت بڑھنے کے بجائے پچیس ہزار گھٹ گئی۔ ایک سال تک سامان جوں کا توں پڑا رہا لیکن اس کے بعد آدھا سامان قیمت خرید سے آدھی قیمت پر بکا۔ آدھا سامان تجارت اب بھی موجود ہے اور بک نہیں رہا۔ پلاٹ کی قیمت اب بھی گھٹتی ہوئی ہے۔

صورت بالا میں ایسے شخص پر زکوٰۃ واجب ہے کہ نہیں اور کس چیز پر زکوٰۃ دے اور کس پر نہیں اور قیمت خرید پر حساب کرے یا موجودہ قیمت پر حساب لگائے؟ المستفتی۔ محمد ہارون کاسانی، کراچی

۷۸۶ **الجواب:** زکوٰۃ فرض ہونے میں عربی سال کا، عربی ماہ کا اعتبار ہے۔ لہٰذا سب میں پہلے جس عربی مہینے کی، جس تاریخ ووقت پر آدمی صاحب نصاب ہوا۔ اور ختم سال یعنی وہی عربی مہینہ وہی تاریخ وہی وقت، دوسرے سال آنے تک اس کے پاس نصاب باقی رہا تو اب جتنا مال اسکی ملکیت میں ہے، خواہ وہ مال تجارت ہو یا نقد روپیہ وغیرہ، اتنے ہی مال کی زکوٰۃ فرض ہوگی۔ اور اگر وہ صاحب نصاب ہی نہ رہا تو زکوٰۃ ساقط ہوگئی۔ زکوٰۃ دینے میں بازاری نرخ کا اعتبار ہوتا ہے قیمت خرید کا نہیں۔ تاریخ مقررہ پر اس مال کی جتنی قیمت بنے اور نصاب کو پہنچے، اتنے ہی رقم کی زکوٰۃ فرض ہے۔ پلاٹ کی قیمت پر زکوٰۃ نہیں نہ مکان پر زکوٰۃ ہے۔ ہاں ان سے آمدنی ہوتی ہو تو آمدنی پر زکوٰۃ فرض ہوگی۔ (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ شعبان ۱۴۰۳ھ

مالک نصاب ہونے کی شرط

سوال: جناب عالی! خدمت اقدس میں درج ذیل مسئلے پیش ہیں۔ برائے کرم ومہربانی حنفی کتابوں کے حوالے سے جواب عنایت فرمائیں۔

میں نے ایک پلاٹ ضرورت کے لئے خریدا ہے کیا اس پر زکوٰۃ واجب ہے؟

فقط والسلام مع الاکرام، باغبان جیولرز تلک چاڑی حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** پلاٹ جو اپنی ضرورت کیلئے خریدا وہ حاجت اصلیہ میں شامل ہے، اور اسپر زکوٰۃ واجب نہیں۔ ہاں جب

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پلاٹ بیچا تو اگر اسکی قیمت اسکے پاس سال بھر رہی اور وہ نصاب کو پہنچی تو اس رقم کی زکوٰۃ واجب ہے، اگر وہ نصاب سے کم ہے لیکن گھر میں موجود دوسری زکوٰۃ واجب کرنے والی چیزیں ایسی ہیں کہ ان سے ملکر نصاب بن جاتا ہے تو بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ (عامۂ کتب) کرایہ کے مکان پر زکوٰۃ نہیں۔ اس کی آمدنی جو کرایہ کی شکل میں ہوتی ہے اگر اسے محفوظ رکھتا ہے تو جب بھی وہ رقم نصاب کو پہنچے، تو اب مالک نصاب کہلائے گا لہٰذا اس دن سے سال زکوٰۃ شروع ہوگا سال پورا ہونے پر زکوٰۃ واجب ہے۔ (بہار شریعت) اور اگر کرایہ کے علاوہ اور بھی رقم محفوظ ہے تو دونوں کو ملا کر جب بھی نصاب پورا ہو جائے زکوٰۃ واجب ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۳/۴/۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خاں البرکاتی القادری عفی عنہ

حیلوں بہانوں سے غیر مصارف میں زکوٰۃ کا خرچ

سوال: ہماری تنظیم ہالار میمن جماعت ایک رفاہی تنظیم ہے۔ اپنی برادری کے سماجی اور اقتصادی مسائل حل کرنے میں کوشاں ہے۔ خصوصاً غریب، نادار اور ضرورتمند ممبروں کو اپنی بساط کے مطابق نقدی اور مالی مدد بھی کرتی ہے۔

یہی ہماری تنظیم ایک پراجیکٹ کی تکمیل چاہتی ہے۔ کوئی پلاٹ (زمین) خرید کر ایک عمارت تعمیر کرنا چاہتی ہے۔ جس میں جماعت کے آفس کے علاوہ ایک شادی ہال کی تعمیر کا منصوبہ بھی شامل ہے۔ جس سے حاصل شدہ آمدنی اوپر بیان کردہ مقاصد پر خرچ کی جائیگی۔ مزید مدرسہ اور ڈسپنسری بھی اسی عمارت کا ایک حصہ ہوگی۔ فتویٰ درکار ہے کہ: کیا ہمارے ممبران اس پراجیکٹ کیلئے زکوٰۃ فنڈ سے بھی مدد کر سکتے ہیں۔ اور کیا لوگوں سے زکوٰۃ کا پیسہ وصول کر کے پروجیکٹ کی تعمیر میں کوئی حیلہ وغیرہ کر کے رقم لگائی جاسکتی ہے؟ ہالار میمن جماعت، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** اموال زکوٰۃ میں حیلۂ شرعیہ کے بعد اگرچہ یہ اموال تمام امور خیر مثلاً تجہیز و تکفین، امداد اور تعاون مالی کے مستحق، متوسط الحال مسلمانوں وغیرہم پر صرف کئے جا سکتے ہیں۔ جیسا کہ درمختار و ہندیہ وغیرہما کتب معتبرہ اور فتاویٰ میں ہے، مگر ہزاروں روپیہ فضول خواہشوں یا دنیاوی آسائشوں یا ظاہری آسائشوں میں اٹھانے والے، مصارف خیر میں ان حیلوں کی آڑ نہ لیں۔ دینی و مذہبی ضرورتوں کیوجہ سے، خالص خدا ہی کے کام میں صرف کرنے کیلئے خدا کے بتائے ہوئے طریقوں پر اقدام کریں نہ کہ معاذاللہ ان حیلوں سے ادائے زکوٰۃ کا نام کر کے اپنے خرد برد میں لائیں (مثلاً آفس یا شادی ہال کی تعمیر) کہ یہ امر، مقاصد شرع کے بالکل خلاف ہے۔ اور اس میں ایجاب زکوٰۃ کی حکمتوں کا سراسر ابطال ہے۔ تو گویا اسکا برتنا اپنے رب عزوجل کو فریب دینا ہے۔ ہاں جو لوگ اپنے آپ کو مستحق زکوٰۃ بتائیں اور ظاہری حال انکے بیان کی تصدیق کرے اور انہیں مستحق زکوٰۃ جان کر زکوٰۃ دیدی جائیں تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ اور ان کی غلط بیانی خود ان کیلئے آخرت میں وبال جان ثابت ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۰/۵/۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خاں القادری البرکاتی عفی عنہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

زکوٰۃ سے مدرسہ کی تعمیر کیسی ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین درایں مسئلہ کہ: ریلوے کالونی کوٹری میں واقع نوری مسجد میں اتنی گنجائش نہیں کہ پچاس ساٹھ بچے کلام پاک کی تعلیم حاصل کرسکیں۔ لہٰذا انتظامیہ مسجد نے ریلوے انتظامیہ سے مسجد سے ملحقہ پلاٹ برائے مدرسہ تعلیم القرآن حاصل کیا۔ اس میں مدرسہ تعلیم القرآن مسجد کے فنڈ سے زیر تعمیر ہے۔ کیا مذکورہ زیر تعمیر مسجد کی تعمیر کیلئے قربانی کی کھالیں اور زکوٰۃ کا پیسہ وصول کر کے صرف کیا جاسکتا ہے۔ قرآن کی تعلیم حاصل کرنے والے بچوں سے کوئی فیس نہیں لیجاتی۔ انعام الحق، خزانچی نوری مسجد ریلوے اسٹیشن کوٹری

۷۸۶ **الجواب:** مدرسہ کی تعمیر میں، زکوٰۃ وفطرہ کی رقوم تو ہرگز استعمال نہیں کرسکتے۔ زکوٰۃ میں تملیک فقیر، (یعنی کسی مصرف زکوٰۃ کو، زکوٰۃ کی رقم دیکر اسے بالکلیہ مالک بنوادینا) شرط ہے۔ اور یہ صورت نہ پائی گئی۔ ہاں جسے زکوٰۃ کی رقم دی گئی اور وہ اپنی طرف سے اب وہ رقم مدرسہ یا کسی اور کار خیر میں لگادے تو یہ جائز ہے۔ البتہ قربانی کی کھالوں کی فروخت سے حاصل ہونے والی رقم اس مد میں صرف کی جاسکتی ہے۔ (درمختار، عالمگیری وغیرہما) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ ررمضان المبارک ۱۴۰۲ھ

کرایہ کی آمدنی پر زکوٰۃ کب ہے؟

سوال: مدینہ مسجد، کھائی روڈ، مدینہ مارکیٹ جو کہ میری بیوی کے نام پر گفٹ کیا ہوا ہے۔ اس پر کرائے کے تین فلیٹ ہیں۔ اس کے اوپر ذاتی رہائش ہے۔ پہلی منزل اور دوسری منزل میرے نام ہے۔ لیکن سب ایک ہی ہے۔ ٹھیکیدار کو پوری عمارت کی تعمیر کے سلسلے میں بقایا -/113000 روپیہ، کرایہ کی آمدنی دوکانوں اور فلیٹوں کی، ماہوار -/4000 روپیہ میں سے، مبلغ دو ہزار روپیہ ماہوار قسط ادا کی جاتی ہے۔ اس پر زکوٰۃ کتنی واجب الادا ہے۔ شرعی اعتبار سے فتویٰ دیں۔

فدوی شوکت علی، مکان نمبر C/۱۰-۱۳-۲۴۴ کھائی روڈ، شوکت آٹوموبائلز اسٹیشن روڈ، حیدرآباد (سندھ)

۷۸۶ **الجواب:** مکان کی آمدنی کے علاوہ جبکہ آپ نے دوسرے اموال زکوٰۃ کی، زکوٰۃ ادا کردی ہے تو مذکورہ بالا صورت میں مکان کی آمدنی پر فی الحال کوئی زکوٰۃ فرض نہیں۔ کہ مکان پر قرض ہے۔ جب یہ قرض کی تمام رقم ادا ہوجائے۔ تو پھر اس کی آمدنی کو دوسرے اموال کے ساتھ ملاکر، چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں ادا کرنا فرض ہوگا۔ (عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ ررمضان المبارک ۱۴۰۲ھ

زکوٰۃ دینے میں نیت کافی ہے

سوال: سوال یہ ہے کہ زکوٰۃ اور فطرہ کی رقم اگر کسی کو دی جائے تو کیا یہ ضروری ہے کہ لینے والے کو بتا کر دی جائے۔ تفصیل سے وضاحت کریں۔ عبدالعزیز شیخ، حالی روڈ، حیدرآباد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب:** زکوٰۃ یا فطرہ دینے میں اسکی ضرورت نہیں کہ فقیر کو زکوٰۃ یا فطرہ کہہ کر دے بلکہ صرف نیت زکوٰۃ کافی ہے۔ یہاں تک کہ اگر ہبہ یا قرض کہہ کر دے اور نیت زکوٰۃ یا فطرہ ہوا ادا ہوگئی۔ (عالمگیری) یونہی نذر یا ہدیہ یا پان کھانے یا بچوں کی مٹھائی کھانے یا عیدی کے نام سے دی ادا ہوگئی۔ بعض محتاج ضرورت مند زکوٰۃ کا روپیہ نہیں لینا چاہتے۔ انہیں زکوٰۃ کہہ کر دیا جائیگا تو نہیں لیں گے۔ لہٰذا زکوٰۃ کا نہ کہے۔ (بہار شریعت پنجم) واللہ اعلم بالصواب

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خاں القادری البرکاتی عفی عنہ

مسجد میں زکوٰۃ کا مال لگانا منع ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان دین درمیان اس مسئلہ کے کہ: فطرہ وزکوٰۃ یا عشر کا چندہ مسجد میں لگ سکتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے تو قرض حسنہ لیا ہے۔ مہربانی فرما کر اسکو برائے شریعت قرآن پاک یا حدیث پاک سے ثابت کریں۔ کیونکہ یہاں بڑا فساد ہو رہا ہے اس بات پر۔ سید کریم الدین جناح کالونی، لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** مسجد کی تعمیر میں زکوٰۃ وفطرہ کی رقوم تو ہرگز استعمال نہیں کر سکتے کہ زکوٰۃ میں تملیک فقیر، (یعنی کسی مصرف زکوٰۃ کو، زکوٰۃ کی رقم دیکر اسے بالکلیہ مالک بنا دینا) شرط ہے اور یہ صورت نہ پائی گئی۔ ہاں جسے زکوٰۃ کی رقم دی گئی اور وہ اپنی طرف سے اب وہ رقم مسجد میں یا کسی اور کار خیر میں لگا دے تو یہ جائز ہے۔ البتہ قربانی کی کھالوں کی فروخت سے حاصل ہونے والی رقوم اس مد میں صرف کی جا سکتی ہیں۔ (درمختار، عالمگیری وغیرھما) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۹۸۴/ ۷/ ۱ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

مدرسہ میں مال زکوٰۃ دیں تو مہتمم کو بتا دیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک شخص جو کہ زکوٰۃ کی رقم سے حدیث اور فقہ کی کتابیں خرید کر کسی دینی مدرسہ میں دینا چاہتا ہے۔ جبکہ دینی مدرسہ میں ان کتابوں کو امیر اور غریب دونوں طرح کے طالبعلم پڑھتے ہیں۔ کیا اس شخص کی طرف سے زکوۃ ادا ہو جائیگی یا نہیں؟ قرآن واحادیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں تو آپکی عین نوازش ہوگی۔ الٰہی بخش بلوچ، شاہ فیصل کالونی، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** قرآن کریم نے زکوٰۃ کے سات مصارف بیان فرمائے ہیں، ان میں سے ایک ''فی سبیل اللہ'' ہے۔ یعنی راہ خدا میں خرچ کرنا۔ اسکی چند صورتیں ہیں، جن میں سے ایک یہ ہے کہ وہ طالبعلم جو علم دین پڑھتا یا پڑھنا چاہتا ہو اسے دے سکتے ہیں کہ یہ بھی راہ خدا میں دینا ہے۔ دوسرا مصرف ابن السبیل یعنی مسافر جسکے پاس مال نہ رہا اگرچہ اسکے گھر میں مال موجود ہو اسے بھی بقدر ضرورت زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔ (عالمگیری، درمختار) لہٰذا صورت مسئول عنہا میں، زکوٰۃ کی رقم سے دینی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کتابیں خرید کر مدرسہ میں دے سکتے ہیں۔ کتابیں دیتے وقت مہتمم یا متولی مدرسہ کو اطلاع دیں کہ یہ مال زکوٰۃ سے ہیں، تاکہ متولی انکو جدار کھے اور انہی طلباء پر صرف کرے جو مستحق ہوں یا مسافر طلباء ہوں، زکوٰۃ ادا ہو جائیگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۹۸۴/۷/۱۷ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

زکوٰۃ سے تنخواہ جائز نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء اس مسئلہ میں کہ: ایک جماعت میں ایک چپڑاسی کو تنخواہ دی جاتی ہے اس میں سے آدھی تنخواہ جماعت کے بجٹ میں سے دینا چاہتے ہیں جبکہ آدھی تنخواہ زکوٰۃ میں سے دینا چاہتے ہیں۔ آیا یہ جائز ہے کہ نہیں؟ چپڑاسی خود صاحب نصاب نہیں۔

محمد ہارون، صدر بانٹوا جماعت حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** جو شخص غریب مالک نصاب نہ ہو اسے زکوٰۃ کی رقم میں سے تنخواہ کے علاوہ دینا جائز ہے۔ (ردالمحتار) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۰ ذی الحجہ ۱۴۰۴ھ

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خاں القادری البرکاتی عفی عنہ ۲۰/ذی الحجہ ۱۴۰۴ھ

سود کی رقم لے کر دوسرے کو دے دینا

سوال: کیا فرماتے ہیں عالم دین بیچ اس مسئلہ کے کہ: ایک شخص سود نہیں لیتا اور سود کی رقم کسی غریب کو دینا چاہتا ہے تو وہ رقم دے سکتا ہے کہ نہیں دے سکتا؟

محمد ہارون، انعام میڈیکل اسٹور حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** سود لینا اور دینا دونوں حرام۔ قال اللہ تعالیٰ ”احل اللہ البیع و حرم الربوا“ اللہ نے تجارت کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا۔ لہٰذا سود کی رقم اپنے لئے استعمال نہیں کر سکتا بلکہ کسی غریب کو ویسے ہی بلا نیت ثواب دیدے۔ واللہ اعلم بالصواب

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۱ ذی الحجہ ۱۴۰۴ھ

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خاں القادری البرکاتی عفی عنہ، ۲۱ ذی الحجہ ۱۴۰۴ھ

صدقہ کس طرح دے؟ کسی کے دروازے میں جھانکنا، قبرستان میں جوتے پہن کر جانا

سوال: جناب اعلیٰ ایک مسئلہ ارسال خدمت ہے برائے کرم اسکا حل قرآن وسنت کی روشنی میں نکال کر تحریر فرمائیں۔ میں آپکا ممنون ومشکور رہونگا۔

۱۔ مسئلہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے مال اور اپنی جان کا صدقہ کرنا چاہے تو یہ صدقہ کس کو دے سکتا ہے کون اس کا مستحق ہے؟ اور جس کا صدقہ دینا ہو تو کیا اسکا نام لینا ضروری ہے یا کہ نہیں؟ اسی طرح مال کا صدقہ کس طرح دیا جائیگا؟ برائے مہربانی اس مسئلہ پر روشنی ڈال کر پریشانی کو حل کیجئے ایک مرتبہ پھر میں آپکا ممنون ومشکور رہونگا۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۲۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص گلی میں سے گزر رہا ہو اور اگر اس گلی میں کسی کا دروازہ کھلا ہوا ہو تو وہ شخص جان بوجھ کر اپنے نفس کو نا قابو کرتے ہوئے ہر روز دروازہ کے اندر جھانکتا ہوا گزرے تو ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟

۳۔ تیسرا مسئلہ قبرستان میں جوتے پہن کر جانا جائز ہے یا ناجائز؟ مجھے آپکے جواب کا انتظار رہے گا۔

سائل۔ عبدالوہاب خان زئی، لطیف آباد نمبر ۱۱

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں اپنی جان اپنے مال کا صدقہ نفل ہے۔ اور نفل صدقہ فقیر، مسکین، بیوہ، یتیم یا کسی بھی غریب مسلمان کو دے سکتے ہیں۔ ہاں اگر صدقہ نذر مان کر واجب کرلیا ہے تو اسے ان لوگوں پر صدقہ کرے جن کو زکوٰۃ کا مال دیا جاتا ہے یعنی فقیر مسکین وغیرہ، کافر کو نہیں دیے۔ صدقہ دینے میں دینے والے کا نام لینا ضروری نہیں صرف نیت کافی ہے اسی طرح مال کا صدقہ دیا جائے۔

۲۔ بیہقی نے سیدنا حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دیکھنے والے پر اور اسپر جس کی طرف نظر کی گئی اللہ کی لعنت۔ یعنی دیکھنے والا جب بلا عذر قصداً دیکھے جیسا کہ سوال میں ہے اور دوسرا بلا عذر قصداً دکھائے۔ ہاں عذر شرعی میں مثلاً بیمار کو حکیم ڈاکٹر وغیرہ دیکھے تو جائز ہے۔ (بہار شریعت)

۳۔ قبرستان میں جوتے پہن کر نہ جائے۔ ایک شخص کو حضور ﷺ نے جوتے پہنے پر فرمایا جوتے اتار دے نہ تو قبر والے کو ایذا دے نہ وہ تجھے۔ (بہار شریعت حصہ چہارم)

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۵ر محرم الحرام ۱۴۰۵ھ

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خاں القادری البرکاتی عفی عنہ، ۵ محرم الحرام ۱۴۰۵ھ

صدقہ کا گوشت فروخت کرنا کیسا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین بیچ اس مسئلہ کہ: ایک شخص نے صدقہ میں بکرا ذبح کیا اور گوشت ایک یتیم خانہ میں پہنچا دیا مگر یتیم خانہ کے منتظم نے بجائے اسکے کہ صدقہ کا گوشت یتیموں کو کھلاتا قصائی کے ہاتھ فروخت کردیا اور قصائی نے گوشت کو گاہک کے ہاتھ فروخت کردیا۔ نہ صرف یہ کیا، بلکہ یہ عمل مسلسل جاری ہے جتنے بھی بکرے یا گوشت یتیم خانہ میں آتا ہے اسی طرح قصائی خرید کر گاہکوں کے ہاتھ فروخت کرتا ہے لہٰذا

(۱) بتایا جائے کہ یہ کاروبار جائز ہے؟

(۲) کیا خرید کر کھانے والے گاہکوں کیلئے یہ حرام ہے؟

(۳) یتیم خانہ کے منتظم کا یہ طریقہ جائز ہے؟ امام الدین فقیر کا پڑ

۷۸۶ الجواب: صدقہ میں جو چیز کسی کو دی جائے تو لینے والا اسکا مالک ہو جاتا ہے۔ اور وہ مالک بننے کے بعد مختار ہے خواہ استعمال کرے یا فروخت کر کے کسی دوسرے ضروری کام میں لگائے۔ ہاں یتیم خانہ اور ایسے ہی کسی دوسرے ادارے کے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

متولی کو اگر صدقہ کا سامان ودیعت کیا جائے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اسکو مستحقین کے اسی مصرف میں لگائے، لیکن اگر متولی یہ سمجھتا ہے کہ یہ جنس ضرورت سے زیادہ ہے اور ضائع ہونے کا اندیشہ ہے تو اسے فروخت کر کے دوسرے مصرف میں لگا سکتا ہے جو انہی مستحقین کیلئے ہو۔ خرید کر کھانے والوں کیلئے یقیناً وہ گوشت حلال ہے اس میں حرمت کہاں سے آ گئی۔ لوگوں کو چاہئے کہ ان معاملات میں متولی پر اعتماد کریں یا خود کھانا پکوا کر دیں۔ واللہ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۹۸۵/ ۱۳/ ۱۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خاں القادری البرکاتی عفی عنہ

کیا مجبور شخص زکوٰۃ لے سکتا ہے؟

سوال: گذارش یہ ہے کہ ایک قلیل تنخواہ دار یا کم آمدنی والے شخص کی آدھی رقم مکان کے کرائے کے سلسلے میں نکلنے کے بعد اس کو معاشی مشکلات کا سامنا بھی ہو اور کبھی کبھی اسکو جائز ضروریات پر مقروض بھی ہونا پڑتا ہو۔ ایسا شخص اپنے ذاتی مکان یا پلاٹ کیلئے اور کرائے کے بار سے بچنے کی غرض سے اپنی ضرورت کی مطابق کسی سے زکوٰۃ حاصل کرنے کا حق رکھتا ہے یا نہیں؟ اور ایسی وصول شدہ رقم کی واپسی کیلئے بھی کوئی حکم ہے یا نہیں؟ جواب سے نوازیں عنایت ہوگی۔

سائل رونق جودھپوری، خطوط نویس صدر ڈاکخانہ حیدرآباد سندھ

۷۸۶ الجواب: قرآن کریم نے زکوٰۃ کے سات مصارف بتائے ہیں۔ اگر یہ شخص ان پر پورا اترتا ہو تو وہ زکوٰۃ لے سکتا ہے۔ ان میں فقیر، مسکین، مقروض، مسافر اور طالب علم یا مجاہد جسکا خلاصہ یہ ہے کہ فقیر، لیکن مقروض صاحب نصاب نہ ہو، اور مقروض اگرچہ صاحب نصاب ہے، مگر قرض نکال دینے کے بعد صاحب نصاب نہ رہے، تو فقیر ہے۔ لہٰذا جو شخص مالک نصاب ہو (جبکہ وہ چیز حاجت اصلیہ سے فارغ ہو یعنی مکان، سامان، خانہ داری، پہننے کے کپڑے، سواری، اہل علم کیلئے کتابیں جو اس کے کام میں ہوں) اسکو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ نصاب سے مراد یہ ہے کہ سونے یا چاندی کا اپنا نصاب نہ ہو تو دونوں ملا کر اتنے ہوں کہ اسکی قیمت دو سو درم (ساڑھے باون تولہ چاندی) بن جائے۔ پھر جو شخص مالک نصاب نہ ہو اور زکوٰۃ لے تو وہ اسکا مالک ہے واپس کرنے کا کیا مطلب ہے۔ جس نے زکوٰۃ دی ہے اس کا اس رقم سے کوئی تعلق نہ رہا۔ ہاں یہ اگر چاہے تو بعد میں کسی بھی کار خیر میں لگا سکتا ہے لیکن زکوٰۃ کی واپسی کا اسلام میں کوئی تصور نہیں ہے۔ (عامۂ کتب) واللہ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

زکوٰۃ و فطرہ کی رقوم سے لائبریری چلانا

سوال: کوئی شخص دینی لائبریری کیلئے زکوٰۃ، فطرہ، قربانی کی کھالیں، عطیہ، صدقہ یا کسی مرحوم کے نام پر ثواب کی خاطر رقم دینا چاہے تو کیا اس لائبریری میں رقم لگانا جائز ہے؟ برائے کرم یہ بھی فتویٰ کی رو سے بتلائیں کہ زکوٰۃ، فطرہ، قربانی کی کھالیں،

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عطیہ یا صدقہ کی رقم سے لائبریری کی عمارت کی تعمیر جائز ہے یا ناجائز؟ اور کوئی بھی رقم دینے والا شخص یہ ظاہر نہ کرے اور اسکی مراد زکوٰۃ سے ہو تو کیا اس دی ہوئی رقم کو عمارت میں استعمال کرنا، بغیر کسی معلومات کے رقم لگادی گئی ہو تو کیا عمارت میں ایسا روپیہ لگا ہوا جائز ہوگا یا ناجائز؟ اور لائبریری میں کس قسم کی رقم لگانا جائز ہے۔ لائبریری کیلئے کتابوں کیلئے کیا مسئلہ ہے۔ اس لائبریری میں کتابوں کی رقم کس مد کی جائز ہوگی۔ آگے چل کر ہم ایک دینی مدرسہ بھی لائبریری میں چلانا چاہتے ہیں۔ فی الحال کوئی ایسا بندوبست نہیں۔ لیکن ارادہ ہے اگر کوئی صاحب اس میں مدد کرنا چاہیں تو رقم کیلئے معلوم کرنا ہے، جائز ہے یا ناجائز کہ یہ کس قسم کا روپیہ ہے۔ جس میں زکوٰۃ، عطیہ، کس قسم کی رقم ہو؟ اعجاز احمد، جامشورو

۷۸۶ **الجواب:** قرآن کریم نے زکوٰۃ کے جو مصرف بیان فرمائے ہیں وہ یہ ہیں۔ فقیر، مسکین، عامل، رقاب، غارم، فی سبیل اللہ، ابن السبیل۔ غارم سے مراد مقروض ہے، فی سبیل اللہ سے مراد جہاد، یا بغیر سوال کئے جہاد پر جانے والا کہ اسکے پاس مال نہ ہو، یا دینی طالبعلم۔ ابن السبیل مسافر ہے۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کیلئے تملیک یعنی مصرف زکوٰۃ کو مالک بنادینا شرط ہے کہ بغیر تملیک زکوٰۃ ادا نہیں ہوسکتی۔ (درمختار وغیرہ) تو جب اس میں تملیک شرط ہے تو کتاب وغیرہ خرید کر وقف کر دینا ناکافی ہے۔ (جوہرہ، تنویر، عالمگیری) لہٰذا لائبریری کیلئے زکوٰۃ، فطرہ، چرم قربانی نہیں دے سکتے۔ ہاں عطیہ یا صدقہ کی رقم سے دینی کتابیں خرید کر لائبریری میں رکھنا جائز ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ زکوٰۃ وفطرہ کی رقم سے لائبریری کی تعمیر، دینی مدرسہ کی تعمیر درسگاہ کی تعمیر جائز نہیں ہے۔ ہاں ایسا ہوسکتا ہے کہ ایسی رقوم کسی مستحق زکوٰۃ کو دیکر مالک بنادیں پھر وہ اپنی طرف سے جس کار خیر میں چاہے خرچ کردے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۹۸۵/۵/۱۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

بڑے کام کے لئے دو تین سال تک زکوٰۃ روک کر رکھنا، حیلہ کے معنٰی

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

۱۔ زید صاحب نصاب ہے اور زکوٰۃ کی رقم کا حساب کر کے رکھ لیتا ہے اور اسکی منشاء یہ ہے کہ رقم کثیر ہونے کی صورت میں دو تین سال کے بعد اسکا مصرف کثیر رقم ہوجانے کی صورت میں کسی ضرورت مند کو مکان رہنے کیلئے دلایا جائے گا یا کسی ضرورت مند ماں باپ کو انکی بچی کی شادی میں خرچ کرے گا یا کسی عزیز رشتہ دار کو چھوٹا موٹا کاروبار کرادے گا۔ (ضرورت مند افراد سے مراد زکوٰۃ کے مستحق لوگ ہیں) تو کیا زکوٰۃ کی رقم اس طرح نوٹ کر کے حساب کرلی جائے اور ضرورت پڑنے پر مستحقین کو پہنچائی جائے۔ چاہے پھر یہ رقم ایک روپیہ سے ایک لاکھ روپے تک کیوں نہ ہو؟ کیا اس طرح کوئی فلاحی ادارہ، جماعت، ایسوسی ایشن ممبران سے زکوٰۃ کی رقم وصول کر کے ایک پلاٹ خرید کر اس میں مکان کے ضرورت مند زکوٰۃ کے مستحق

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرات کیلئے تعمیری کام شروع کرائے جو کہ دو تین سال کے اندر پایہ تکمیل کو پہنچنے کا منصوبہ ہو اس میں اس طرح زکوٰۃ کی جمع شدہ رقم کو ضرورت کے مطابق خرچ ہوتی رہے اور جمع شدہ زکوٰۃ کی رقم دو تین سال یا زیادہ عرصہ تک تھوڑی تھوڑی استعمال میں آتی رہے جوں جوں تعمیراتی کام ہوتا رہے۔ کیا اس طرح زکوٰۃ کی رقم کا صحیح مصرف قابل قبول ہوگا؟

ہمارے ہاں چند ممبر حضرات کا اصرار ہے کہ زکوٰۃ کی رقم کو سال پورا ہونے تک تقسیم کر دینا چاہئے رقم کو بچا کر رکھنا جائز نہیں تو مفصل حوالہ جات کے تحت قرآن وحدیث وفقہ کی روشنی میں مفصل تفصیل کے ساتھ فتویٰ صادر فرمائیں۔ ضرورت مند حضرات جن کو مکان بنا کر دینا ہے انکا نام اور پلاٹ میں تعمیر ہونے والے مکان کی فہرست میں طے پا چکا ہے تعمیری کام جماعت کے ہاتھ میں نیز یہ بھی شبہ پایا جاتا ہے کہ اگر انکو رقم دیدی جائے یعنی رقم کا مالک بنا دیا جائے تو یہ رقم انکے ہاتھوں صحیح صرف ہونے کا اندیشہ اور اسکیم کے تحت مکان تعمیر نہ ہو سکے اور جس نیت خلوص اور منشاء کے ساتھ زکوٰۃ کی رقم جمع کی گئی ہے اگر زکوٰۃ کو ایک ہی سال میں تقسیم کر دینے کا شرعی جواز موجود ہے تو اسکا مصرف عین منشاء کے مطابق نہ ہو سکے تو ازراہِ کرم ایسی صورت میں کیا کرنا چاہئے؟ مفصل جواب تحریر کریں۔

نیز سابقہ اسکیم میں اس طرح کا واقعہ بھی رونما ہوا کہ اسکیم کے تحت زکوٰۃ سے مکان تعمیر کرا کے مستحقین حضرات کو دیدیا گیا اور رجسٹریشن وغیرہ ان حضرات کے نام کرا کے مکمل مالکانہ حقوق دیدیے گئے جس کے نتیجے میں چند ایک حضرات نے مکان فروخت کر دیا اور اسکی رقم کھا پی کر پوری کر دی پھر وہی بے گھر قلیل آمدنی بچوں کی کفالت کا بوجھ ناقابل برداشت ہو گیا۔ کیونکہ ۱۰۰۰/۱۲۰۰ کی آمدنی میں ۳۰۰/۴۰۰ کی رقم کرایہ میں دینی پڑتی تھی پھر مکان کی ضرورت کیلئے ہاتھ پھیلانے پر مجبور ہو گئے۔ اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے جماعت والوں نے ایک رائے قائم کی ہے کہ زکوٰۃ کی رقم سے مکان تعمیر ہونے کے بعد مستحق لوگوں کو دیدیے جائیں مگر مکان کا مالکانہ حقوق یعنی رجسٹریشن وغیرہ جماعت کے نام پر ہوتا کہ جماعت کی مرضی کے بغیر کوئی مالک مکان فروخت نہ کر سکے اور اس طرح سے کرنے میں جماعت والوں کی نیت بالکل صاف ہے محض ان لوگوں کے سر چھپانے کے مکمل بندوبست کیلئے اسطرح سوچا گیا ہے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ مکان کسی کو دینے کے بعد کون خالی کرا سکتا ہے اگر انکے حالات پھر جائیں اور وہ مزید اس میں نہ رہنا چاہیں تو جماعت کو واپس خالی کر کے دیدیں اسکی جگہ دوسرے مستحق لوگوں کو بسا دیا جائے آیا اسطرح کا کام عین شرع کے مطابق ہے اور اس طرح زکوٰۃ کی رقم کا استعمال جائز ہے فتویٰ مفصل حوالہ کے ساتھ دیکر مشکور فرمائیں۔

۲۔ حیلہ سے کیا مراد ہے؟ حیلہ کا شرعی جواز کیا ہے؟ حیلہ کس طرح کرنا چاہئے؟ کیا زکوٰۃ کی رقم قرض حسنہ کے طور پر دی جا سکتی ہے یا زکوٰۃ کی رقم کا حیلہ کرنے کا طریقہ درست ہے اور جائز ہے کہ جماعت کی یا کسی فرد کی جمع شدہ زکوٰۃ کی رقم ایک شخص کو دیدی جائے اور اسکے علم میں یہ بات ڈال دی جائے کہ یہ رقم لیکر جماعت، یا کسی دوسرے فرد، کو دیدے اور رقم لینے والا دوسرا فریق یہ رقم جماعت کو واپس لوٹا دے اس طرح زکوٰۃ کی رقم ایک قسم کے نذرانہ میں تبدیل ہو جائے گی اور اس رقم کے ذریعے جماعت کے دوسرے ضرورتمند حضرات کو قرض حسنہ کے طور پر دیا جائے۔ یا کسی ضرورتمند کی شادی کے موقع پر کسی بھی ضرورت

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے تحت اسے قرض دیا جائے یا جماعت کے دوسرے کسی بھی کام میں خرچ کیا جائے کہ جس سے جماعت کو فائدہ پہنچے اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کے ساتھ تعاون کر سکے۔ یہاں ضرورتمند حضرات سے مراد وہ لوگ ہیں جو کہ زکوٰۃ کے مستحق نہیں ہیں، اگر ہیں بھی تو سفید پوش ہیں جو کسی کے آگے سوال نہیں کرتے۔ حیلہ کرانے کا یہ طریقہ جائز ہے اور اسطرح حیلہ کرانے والے کو ۵۰/۱۰۰ بخوشی دئے جاسکتے ہیں اور جماعت کی زکوٰۃ کی رقم کا حیلہ بھی ہو جاتا ہے کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ رقم زکوٰۃ کی جمع کر کے اکاؤنٹ (بینک) میں جمع کرادی جاتی ہے پھر حیلہ کرانے کیلئے جن حضرات کے ذریعے حیلہ کرنا مقصود ہوتا ہے اس کو بینک ساتھ لیجا کر اسے چیک دیدیا جاتا ہے۔ بینک سے جو ٹوکن جاری ہوتا ہے وہ ٹوکن جس کو چیک دیا گیا ہو وہ اسکے ساتھ جانے والے معزز حضرات کو دیدیتا ہے اور وہ رقم ٹوکن لینے والا جماعت کا معزز فرد بینک سے رقم وصول کر لیتا ہے اور جسکے ذریعے حیلہ کرایا گیا تھا اسکو جو بھی نذرانہ ۵۰/۱۰۰ دینا ہوتا ہے دیدیا جاتا ہے۔ کیا یہ طریقہ بھی درست اور جائز ہے۔ حیلہ کرانے کا مقصد رقم کو زکوٰۃ سے تبدیل کر کے پاک یا صاف کرنا مقصود ہوتا ہے اور اس سے لوگوں کے تعاون پر بوقت ضرورت استعمال میں لایا جاتا ہے۔ اس میں جماعت کی کوئی خود غرضی یا ذاتی مقصد نہیں ہوتا۔ بالکل خلوص نیت کے ساتھ سب کو فائدہ اور ترقی پہنچانا مقصد ہوتا ہے تو ازراہِ کرم مفصل حوالہ جات کے تحت فتویٰ دیکر مشکور فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ نیز یہ بھی ضرور فتویٰ دیں کہ کیا زکوٰۃ کی رقم بطور قرضِ حسنہ دیجا سکتی ہے؟ لینے والے کا مقصد بچی یا بچہ کی شادی کا موقع ہو یا مکان کی تعمیر یا دوسرے ضروری کام پر مشتمل ہو اور لینے والا سفید پوش ہو یا اس حد تک ہو کہ گزارہ کر لیتا ہو مگر دیگر ضروری اخراجات کیلئے رقم نکالنا مشکل ہو یہاں جماعت کی نیت کا خاص خیال رہے کہ اسکا مقصد بےلوث ضرورتمند لوگوں کی خدمت اور تعاون کرنا ہے۔ ازراہِ کرم فتویٰ صادر فرما کر مشکور فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ والسلام، حاجی محمد اقبال عبدالستار، میمن کیشود جماعت، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: زکوٰۃ فرض ہے اور ادا میں تاخیر کرنے والا گناہگار و مردود الشہادۃ ہے۔ (عالمگیری) زکوٰۃ شریعت میں اللہ کیلئے مال کا ایک حصہ جو شرع نے مقرر کیا ہے مسلمان فقیر کو مالک کر دینا ہے۔ اور اس سے اپنا نفع اس سے بالکل جدا کر لے۔ (درمختار) مباح کر دینے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی مثلاً فقیر کو بہ نیت مکان رہنے کو دیا، زکوٰۃ ادا نہ ہوئی کہ مال کا کوئی حصہ اسے نہ دیا بلکہ منفعت کا مالک کیا۔ (درمختار) لہٰذا زکوٰۃ ادا کرنے میں یہ ضروری ہے کہ جسے دیں اسے مالک بنادیں اباحت کافی نہیں۔ زکوٰۃ کا رکن تملیک فقیر ہے جس کام میں تملیک فقیر نہ ہو کیسا ہی کارحسن ہو اس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہو سکتی۔ (فتاویٰ رضویہ جلد چہارم، جوہرہ، عالمگیری) ختم سال پر فوراً زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہے تاخیر جائز نہیں لہٰذا کل مال زکوٰۃ فوراً ادا کرے۔ (بہار شریعت، عالمگیری) لہٰذا سوال نمبر ا کے تحت اسکیم جائز نہ ہوگی۔

۲۔ حیلہ شرعی کا طریقہ یہ ہے کہ فقیر کو مال کا مالک کردیں اور وہ صرف کرے۔ (ردالمحتار) زکوٰۃ کی رقم قرض حسنہ میں نہیں دے سکتے کہ زکوٰۃ میں تملیک شرط ہے۔ ہاں جسے دیں اسے مالک بنادیں تو صحیح ہوگا۔ حیلہ کرنے والے کو بعد میں کچھ رقم پہلے سے طے کیے بغیر دیدیں تو جائز ہوگا۔ اس طرح اسے یہ معلوم نہ ہو کہ حیلہ کرنے پر رقم ملتی ہے بلکہ اپنی خوشی سے دیدیں تو صحیح ہوگا۔

اموال زکوٰۃ میں حیلہ شرعیہ کے بعد اگرچہ یہ اموال تمام امور خیر مثلاً تجہیز و تکفین، امداد اور تعاون مالی کے مستحق،

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

متوسط الحال، مسلمانوں پر صرف کیے جاسکتے ہیں۔ جیسا کہ اوپر کے حوالہ جات درمختار، ہندیہ وغیرھا کتب معتبرہ اور فتویٰ میں ہے۔ مگر ہزاروں روپیہ فضول خواہشوں یا دنیاوی آسائشوں یا ظاہری آسائشوں میں اٹھا دینے والے مصارف خیر میں ان حیلوں کی آڑ نہ لیں۔ دینی و مذہبی ضرورتوں کی وجہ سے خالص خدا ہی کے کاموں میں صرف کرنے کیلئے خدا کے بتائے ہوئے طریقوں پر اقدام کریں نہ کہ معاذاللہ ان حیلوں کے ذریعے سے ادائے زکوٰۃ کا نام کر کے اپنے خرد برد میں لائیں۔ (مثلاً زکوٰۃ کی رقم سے پلاٹ وغیرہ خریدنا، قرضہ حسنہ دینا وغیرہ) کہ یہ امر مقاصد شرع کے بالکل خلاف ہے اور اس میں ایجاب زکوٰۃ کی حکمتوں کا سراسر ابطال ہے۔ ہاں جو لوگ اپنے کو مستحق زکوٰۃ بتائیں اور ظاہری حال انکے بیان کی تصدیق کرے اور انہیں مستحق جان کر زکوٰۃ دیدی جائے تو زکوٰۃ ادا ہو جائیگی۔ اور انکی غلط بیانی خود ان کیلئے آخرت میں وبال جان ثابت ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید یکم رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، یکم رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ

یہ وصال سے پہلے، آخری فتویٰ کی تصدیق ہے ۲۸ ر رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ کو آپ واصل باللہ ہوئے۔

زکوٰۃ کی رقم سے علاج فنڈ قائم کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: چند اہل نصاب حضرات نے زکوٰۃ کی رقوم کو بہتر طور سے مستحقین تک پہنچانے کیلئے ایک انجمن تشکیل دی ہے۔ جو مستحقین زکوٰۃ کو نقد رقوم کی ادائیگی کے علاوہ مستحقین زکوٰۃ غریب و نادار افراد کی ٹی بی یا دیگر امراض میں مبتلا ہونے پر علاج و معالجہ کی سہولت فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اس انجمن نے زکوٰۃ کی رقم کے علاوہ دیگر فنڈ سے ایک ہسپتال قائم کیا ہے جو کہ کرایہ کی عمارت میں ہے جس میں مستحقین زکوٰۃ کے علاوہ ہر خاص و عام کا علاج کیا جاتا ہے اور مستحقین زکوٰۃ کیلئے علیحدہ کھاتہ رکھا گیا ہے۔ صورت مسئولہ میں حسب ذیل سوالات کا جوابات مرحمت فرمائیں۔

۱۔ کیا زکوٰۃ فنڈ سے عمارت کا کرایہ بمعہ اخراجات بجلی وغیرہ کا کچھ حصہ ادا کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً ایک ماہ میں سو مریض آتے ہیں جن میں سے پچیس مریض مستحق زکوٰۃ ہوتے ہیں۔ تو کیا کرایہ کا پچیس فیصد زکوٰۃ فنڈ سے دیا جاسکتا ہے یا محض ایک خاص حصہ مقرر کر کے دیا جاسکتا ہے۔

۲۔ مریض کی جو مستحق زکوٰۃ ہیں ان کے معالجہ کی فیس کے طور پر اس ڈاکٹر کو جو مجموعی طور پر سب کا علاج کر رہا ہے کچھ حصہ مقرر کر کے دیا جاسکتا ہے۔

۳۔ ہسپتال میں ڈاکٹر کے علاوہ عملہ بھی ہے اسکی تنخواہوں میں کچھ حصہ مقرر کر کے دیا جاسکتا ہے۔

ڈاکٹر شیخ صلاح الدین قادری رضوی، رضا کلینک، پکا قلعہ، حیدر آباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** زکوٰۃ فرض ہے اسکا منکر کافر اور نہ دینے والا فاسق اور قتل کا مستحق اور ادا میں تاخیر کرنے والا گناہگار و مردود الشہادۃ ہے۔ لہٰذا انجمن زکوٰۃ وصول کر کے ایک سال یا کم وبیش آہستہ آہستہ وہ رقم مستحقین کو ادا کرے تو یہ جائز نہ ہوگا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہ ادائیگی میں تاخیر ہوئی جو کہ جائز نہیں۔فقیر کو مال زکوۃ کا مالک بنا دینا شرط ہے اور مال کی منفعت کا مالک بنایا تو زکوۃ ادا نہ ہوگی کہ تملیک شرط ہے کہ مال کا مالک بنادے۔(عالمگیری) لہٰذا

۱۔ زکوۃ فنڈ سے عمارت کا کرایہ اور بجلی وغیرہ کے اخراجات ادا نہیں کر سکتے۔اور نہ ہی اس عمارت کے کسی مختص حصہ کا کرایہ دینا جائز ہے کہ یہ مال کا مالک نہ بنایا بلکہ اسکی منفعت حاصل کی اور منفعت کے حصول سے زکوۃ ادا نہ ہوگی۔(درمختار)

۲۔ ڈاکٹر کو کچھ حصہ مقرر کر کے مال زکوۃ سے نہیں دے سکتے کہ یہاں بھی منفعت مستحق زکوۃ کو حاصل ہوئی اور اس سے زکوۃ ادا نہیں ہوتی۔(درمختار)

۳۔ ڈاکٹر یا عملہ کو زکوۃ فنڈ سے تنخواہ کا کچھ حصہ مقرر کر کے نہیں دے سکتے کہ مستحق زکوۃ نہیں ہیں اور پھر مال زکوۃ کو بطور تنخواہ یعنی محنت کا معاوضہ نہیں کہہ سکتے۔(عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۹ ربیع الآخر ۱۴۰۵ھ

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خاں القادری البرکاتی عفی عنہ، ۲۹ ربیع الآخر ۱۴۰۵ھ

زکوۃ کے مال سے متوفی سید کا قرض ادا کرنا

سوال: بخدمت شریف جناب مفتی اعظم حیدرآباد قبلہ مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب عالی! خدمت اقدس میں ذیل کے مسائل حاضر ہیں برائے مہربانی فقہ حنفی کے مطابق جواب بالصواب سے نوازدیں۔

کیا فرماتے ہیں علماء کرام درج ذیل مسائل کے بارے میں کہ

(۱) ایک غریب سید شخص کا انتقال ہوا۔اب ایک شخص کہتا ہے کہ میرے دو ہزار روپے سید صاحب پر قرض ہے اگر وارث مجھے ادا نہیں کریں گے تو میں قیامت میں لے لوں گا معاف نہیں کرتا ہوں۔شاہ صاحب کے لڑکے نہیں صرف دو غریب بچیاں ہیں۔ان کو قرض ادا کرنے کی کچھ قدرت نہیں ہے۔محلہ کے لوگ کہتے ہیں فطرہ کے پیسے جمع کر کے سید صاحب کا قرض ادا کریں تو یہ جائز ہوگا یا نہیں۔کیونکہ زندگی میں تو صدقہ واجب سید صاحب پر نہیں تھا؟

(۲) دوم مسئلہ کہ سید کی غیر سید بیوی صدقہ واجبہ لے سکتی ہے یا نہیں؟

(۳) سوم مسئلہ یہ ہے کہ عالم دین اگر غریب ہو تو مال زکوۃ لے سکتا ہے یا نہیں؟

(۴) چہارم یہ کہ مقتدی فرض علیحدہ پڑھے تو وتر جماعت سے پڑھے یا جدا پڑھے؟

فقط سید جمیل شاہ جیلانی کراچی 10/07/1982

۷۸۶ الجواب: اس قسم کے مصارف میں زکوۃ وفطرہ کی رقوم کو صرف کرنا چاہیں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ جو شخص مصرف زکوۃ ہو،اسے یہ رقم بہ نیت زکوۃ دیکر اس کا قبضہ کرادیں۔پھر وہ اپنے آپ خواہ ان سید صاحب کی اولاد کو دیکر قرض خواہوں کو ادا کردیں۔اس میں ثواب دونوں کو ملے گا۔(درمختار وغیرہ) واللہ اعلم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(۲) عورت جبکہ خود سادات و بنی ہاشم سے نہیں۔ کسی سید کے نکاح میں جانے سے سیدہ نہیں بن گئی۔ اس لئے اگر وہ مصرف زکوٰۃ ہے تو اسے زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔ واللہ اعلم

(۳) عالم دین اور دینی طالب علم جبکہ سید ہاشمی نہ ہوں اور نہ صاحب نصاب ہوں۔ غرض وہ مصرف زکوٰۃ ہوں تو انہیں زکوٰۃ و فطرہ کی رقوم دی جاسکتی ہیں۔ بلکہ انہیں دینا عام حاجتمندوں کو دینے سے بہتر ہے تا کہ وہ اپنی سفید پوشی کو قائم رکھ سکیں۔ (عالمگیری) مگر عالم دین کو دے تو اس کا لحاظ رکھے کہ اس کا اعزاز مد نظر ہو۔ ادب کے ساتھ دے جیسے چھوٹے بڑوں کو نذر کردیتے ہیں۔ اور معاذ اللہ عالم دین کی حقارت اگر قلب میں آئی تو یہ ہلاکت اور بہت سخت ہلاکت ہے۔ (بہار شریعت) اور یہ بھی لحاظ رکھیں کہ وہ سنی صحیح العقیدہ ہو کہ بدمذہب کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ (درمختار) واللہ اعلم

(۴) اگر کسی وجہ سے نماز عشا با جماعت نہ ملی اور تنہا پڑھ لی اگرچہ تراویح با جماعت پڑھی تو وتر تنہا پڑھے۔ (درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ ر رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب الصیام

روزہ میں انجکشن کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

۱۔ روزہ کی حالت میں ٹیکہ لگانا درست ہے یا نہیں؟ اگر درست ہے تو اسکا حوالہ کتابوں سے عنایت ہو۔

۲۔ یہ کہ روزہ کی حالت میں دوا کان یا ناک وغیر میں ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟ انکا حوالہ بھی کتابوں سے عنایت ہو۔

۳۔ روزہ کی حالت میں دھوئیں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟ بہر حال سب کے حوالے کتابوں سے عنایت ہوں۔

راقم عبدالرشید سومرو، شہدادکوٹ ضلع لاڑکانہ

بینوابالبرھان، توجرواعنداالرحمن

۷۸۶ الجواب: ا۔ تحقیق سے یہ بات تو ثابت ہوگئی کہ انجکشن کے ذریعہ سے دوا جوف عروق میں نہیں پہنچتی، اور فساد صوم کے لئے مفطر کے جوف دماغ یا جوف بطن تک پہنچنا ضروری ہے۔ اصل یہ ہے کہ (منافذ سوراخوں کے ذریعے سے جیسے کان ناک منہ وغیرہ سے غذا یا دوا کا معدہ میں پہنچنا روزہ کو فاسد کرتا ہے اور چونکہ دماغ وغیرہ میں دوا ڈالنے سے معدہ میں پہنچ جاتی ہے اس لئے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ خلاصہ الفتاوی میں ہے وماوصل الی جوف الرأس والبطن من الاذن والأنف والدبر فهو مفطر بالاجماع اور جو، جوف سر اور پیٹ میں کان اور مقعد سے پہنچ گئی وہ بالا جماع روزہ کو توڑ دیگی چنانچہ انجکشنوں کے ذریعے دوا سے پرہیز کیا جائے جنکی وجہ سے دل پر اثر ہو اور روزہ توڑنے کی نوبت پہنچے۔

۲۔ روزہ کی حالت میں ناک یا کان میں دوا ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جائیگا کیونکہ کان یا ناک میں دوا ڈالنے سے دوا جوف دماغ یا جوف معدہ میں پہنچ جاتی ہے۔ اس لیے روزہ ٹوٹ جائیگا اسکا حوالہ نمبر ا میں گزرا وما وصل الی الرأس الخ۔

۳۔ روزہ کی حالت میں قصداً دھواں پہنچانے سے روزہ ٹوٹ جائیگا جیسے حقہ اور سگریٹ پینے سے اور اگر بغیر قصد کے دھواں ناک یا منہ سے بھی پہنچے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا جیسے عورت روٹی پکا رہی ہے اور دھواں ناک یا منہ میں پہنچ رہا ہے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا کیونکہ قصد نہیں۔ ردالمحتار میں ہے ولو ادخل حلقه الدخان افطر ای دخان کان اور اگر اپنے حلق میں دھواں داخل کیا روزہ ٹوٹ گیا۔ کیسا بھی دھواں ہو یعنی قصداً دھواں حلق میں داخل کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احقر العبد ابوالبرہان محمد رمضان، نائب مفتی وفاضل دارالعلوم حزب الاحناف لاہور، ۴ رجون ۱۹۶۶ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شوگر کے مریض کے لئے روزہ کا مسئلہ

سوال: علمائے کرام اور بزرگان دین سے التجا کی جاتی ہے کہ بیماری کی حالت میں روزہ نہ رکھنے پر کیا کرنا چاہئے؟ ڈاکٹری رپورٹ کے مطابق روزہ نہ رکھنے کی ہدایت کی گئی ہے جبکہ زندگی بھر کبھی روزہ نہیں چھوڑا۔ روزہ رکھنے کی حالت میں صحت کو خطرہ لاحق ہو جاتا ہے۔ جسکو ذیابیطس کا مرض ہو ان کیلئے شرعی قانون قرآن و حدیث، فقہ، علماء کرام بزرگان دین کیا فرماتے ہیں۔ بینوا، توجروا

مولوی محمد حسین، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: فتاوی رضویہ جلد چہارم میں ہے کہ جو ایسا مریض ہے کہ روزہ نہیں رکھ سکتا روزہ سے اسے ضرر ہوگا یا مرض بڑھے گا اور یہ بات تجربہ سے ثابت ہو یا مسلم طبیب ماہر کے بیان سے جو فاسق نہ ہو تو جتنے دن یہ حالت رہے تو پورا مہینہ وہ ناغہ کر سکتا ہے اور بعد صحت اسکی قضاء رکھے جتنے روزے چھوڑے ہوں اگر یوں نہ رکھ سکے تو سردیوں میں رکھے۔ لگا تار نہ رکھ سکے تو دو چار دن بیچ میں ناغہ کر کے رکھے اور خدا نہ کرے اسکی بھی طاقت نہ ہو تو ہر روزہ کا فدیہ دینے کا حکم ہے۔ صدقہ فطر کی مقدار۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ

سحری اور افطار کے وقت میں احتیاط

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین بیچ اس مسئلہ کے کہ: زید یہ کہتا ہے کہ سحری کے ٹائم میں احتیاطی منٹ شامل نہ کئے جائیں جبکہ بکر یہ کہتا ہے کہ سحری صبح صادق سے ۵ منٹ قبل ختم کی جائے تاکہ روزہ میں شک پیدا نہ ہو۔ کیونکہ تمام گھڑیاں درست نہیں ہوتیں اور سائرن والے بھی بعض اوقات سستی کا مظاہرہ کر دیتے ہیں۔ لہٰذا احتیاطی منٹ شامل نہ کرنے کی صورت میں روزہ میں خلل آئے گا یا نہیں؟ نیز شہداد پور حیدرآباد کے مشرق کو واقع ہے وہاں سحری کا وقت اور افطار کا وقت پہلے روزہ کو کیا ہوگا اور یہ بھی تحریر فرمائیں کہ صبح کی اذان سحری کے ختم ہونے کے کتنی دیر بعد کہی جائے؟

عبدالستار چندریگر، خطیب مصطفیٰ مسجد، شہداد پور

۷۸۶ الجواب: سحری اور افطار میں احتیاطی منٹ اس لیے شامل کر دیے جاتے ہیں کہ گھڑیاں کم و بیش وقت دیتی ہیں اور بعض اوقات لا پرواہی شامل حال ہو جاتی ہے۔ احتیاطی منٹ میں احتیاط رہتی ہے اور عموماً صحیح وقت پر سحری و افطار میسر آ جاتا ہے۔ نقشے میں احتیاطی منٹ شامل نہ بھی کیے جائیں تو تب بھی سحری و افطار میں احتیاط لازم ہے۔ بلکہ یہی احتیاط اوقات اذان میں بھی ضروری ہے۔ اس لیے حکم ہے کہ جب صبح صادق اور غروب آفتاب کا ظن غالب ہو جائے تو اذان کہی جائے۔ اور ظن غالب عموماً نقشوں میں دیے ہوئے اوقات پر ۵ منٹ تاخیر سے حاصل ہوتا ہے۔ طول البلد ایک ہو تو ہر سو میل کے فاصلے پر جانب مشرق ۵ منٹ کا اضافہ ہوتا جائیگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ شعبان ۱۴۰۰ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

استحاضہ والی عورت کا روزہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ: مستحاضہ عورت کو رمضان المبارک میں کھانا پینا جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر کھائے گی تو روزہ داروں سے چھپ کے کھائے یا کھلے بندوں کھا سکتی ہے؟ بعض کا خیال ہے کہ مستحاضہ کیلئے ظاہر طور پر کھانا ضروری ہے۔ دیگر یہ کہ اگر نصف یوم گزرنے کے بعد حیض شروع ہو جائے تو اس عورت کو بقیہ دن کس طرح رہنا چاہیے یعنی روزہ میں یا بلا روزہ اور اس دن کے روزہ کی قضاء لازم ہوگی یا نہیں؟

۲۔ مسافر کو روزہ رکھنا ضروری ہے یا نہیں۔ جب کہ آجکل سفر میں بھی کوئی خاص تکلیف نہیں ہوتی، بصورت دیگر اس کو کھلے بندوں کھانا جائز ہے یا احترام رمضان کی وجہ سے چھپ کر کچھ کھا سکتا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی ۔ فقیر جان محمد غفاری، نزد ٹنڈو الہیار، ضلع حیدر آباد سندھ

۷۸۶ الجواب: بالغہ عورت کے آگے کے مقام سے جو خون عادی طور پر نہیں، بلکہ بیماری کے باعث نکلتا ہے اسے استحاضہ کہتے ہیں اور ایسی عورت کو مستحاضہ۔ اور مستحاضہ پر نہ نماز معاف ہے نہ روزہ۔ نہ ایسی عورت سے صحبت حرام۔ (عامہ کتب) سائل کا مقصد شاید حیض و نفاس والی عورت کے متعلق معلوم کرنا ہے۔ تو اسکا حکم یہ ہے کہ ایسی عورت کو اختیار ہے کہ چھپ کر کھائے یا ظاہراً۔ روزہ دار کی طرح رہنا اس پر ضروری نہیں۔ (جوہرہ نیرہ) مگر چھپ کر کھانا بہتر ہے خصوصاً حیض والی کیلئے۔ جیسا کہ دیندار گھرانے میں معمول ہے۔ عورت کو جب روزہ کی حالت میں حیض و نفاس آ گیا تو روزہ جاتا رہا۔ عورت اس کی قضاء رکھے، فرض تھا تو قضاء فرض ہے اور نفل تھا تو قضاء واجب۔ روزہ دار کی طرح رہنا اس پر واجب نہیں۔

عورت اگر دس دن سے کم میں حیض سے پاک ہوئی اور اتنا وقت بھی نہیں کہ صبح صادق ہونے سے پہلے نہا کر، کپڑے پہن کر اللہ اکبر کہہ سکتی تو اس دن کا روزہ فرض نہ ہوا۔ البتہ روزہ داروں کی طرح رہنا اس پر واجب ہے۔ کوئی بات ایسی جو روزے کے خلاف ہے مثلاً کھانا پینا حرام ہے۔ (عامۂ کتب)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ خود اس مسافر کو اور اسکے ساتھ والے کو روزہ رکھنے میں ضرر نہ پہنچے جیسے آجکل کے سفر۔ تو روزہ رکھنا سفر میں بہتر ہے ورنہ نہ رکھنا بہتر۔ (درمختار) پھر بھی روزہ کا جس قدر احترام کریگا اس کے حق میں بہتر ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ رمضان المبارک ۱۴۰۰ ھج

روزہ میں طاقت کے انجکشن لگوانا

سوال: معظمی جناب مولانا مفتی محمد خلیل خان برکاتی صاحب

مودبانہ عرض ہے کہ حسب ذیل مسئلہ پر شرعی نقطۂ نظر سے فتویٰ مرحمت فرمایئے۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ: کیا کوئی تندرست مسلمان اپنی جسمانی طاقت حاصل کرنیکی خاطر بحالت روزہ گلوکوز vitamin، B، C وغیرہ کے انجکشن لے سکتا ہے یعنی لگوا سکتا ہے۔ اس طرح اس کے روزہ پر کوئی شرعی اثر

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پڑتا ہے یا نہیں؟ احقر محبوب علی خاں

۷۸۶ **الجواب:** تندرست تو تندرست کوئی ناتواں سے ناتواں مسلمان بھی بہ حالت روزہ ایسے انجکشن نہیں لگوا سکتا۔ اس سے روزہ کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔ بلکہ اندیشہ ہے کہ کہیں کفارہ میں اسے ساٹھ روزے اور نہ رکھنے پڑیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ

نفلی روزی توڑنا کب جائز ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے نفلی روزہ رکھا تو وہ دعوت کھانے کیلئے روزہ توڑ سکتا ہے یا نہیں؟ نذر محمد خان ٹنڈو جان محمد

۷۸۶ **الجواب:** نفل روزہ بلا عذر توڑ دینا ناجائز ہے۔ مہمان کے ساتھ اگر میزبان نہ کھائے گا تو اسے ناگوار ہوگا یا اگر مہمان کھانا نہ کھائے تو میزبان کو اذیت ہوگی تو نفل روزہ توڑ دینے کیلئے یہ عذر ہے بشرطیکہ یہ بھروسہ ہو کہ اسکی قضاء رکھ لے گا اور بشرطیکہ ضحوۂ کبریٰ سے پہلے توڑے بعد میں نہیں۔ (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار) شرح وقایہ جلد اوّل میں ہے ویباح بعذر ضیافة یعنی دعوت کے عذر کی بناء پر نفل روزہ توڑ دینا جائز ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۷ ربیع الاول ۱۴۰۲ھ

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۷ ربیع الاول ۱۴۰۲ھ

بغیر روزہ کے اعتکاف نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: ایک ۷۱ سالہ عمر رسیدہ بوڑھا کمزوری اور پیٹ میں آنتوں اور معدہ میں تکلیف اور ورم کی وجہ سے ماہ رمضان کے روزے نہیں رکھ سکتا۔ پیاس کی شدت بھی رہتی ہے۔ اگر ماہ رمضان میں اعتکاف میں بغیر روزہ رکھے مسجد میں بیٹھنا چاہے تو اسطرح اعتکاف کا مقصد پورا ہوگا یا نہیں۔ اور اعتکاف میں بیٹھنا درست ہے یا نہیں؟ فتویٰ دیکر مشکور فرمائیں۔ اور بوجہ کمزوری اور پیٹ کی تکلیف کے قضاء روزہ بھی نہیں رکھ سکتا۔

محمد یحییٰ، ٹنڈو آدم

۷۸۶ **الجواب:** اعتکاف سنت، یعنی رمضان شریف کی پچھلی دس تاریخوں میں جو اعتکاف کیا جاتا ہے، اس میں روزہ شرط ہے۔ لہٰذا اگر کسی مریض یا مسافر نے اعتکاف تو کیا مگر روزہ نہ رکھا تو سنت ادا نہ ہوئی بلکہ اعتکاف نفل ہوا (ردالمحتار) تو فائدے سے خالی یہ بھی نہیں۔ ادائے نفل ہی کا ثواب پائے گا۔ البتہ اس علاقے کے لوگوں پر سنت اعتکاف کا مطالبہ باقی رہیگا۔ وہ کوئی اور انتظام کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ شعبان ۱۴۰۲ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شوگر کا مریض روزہ کب رکھے؟

سوال: عرض یہ ہے کہ میں ذیابیطس کا مریض ہوں اس مرض کو ایک سال ہو چکا ہے۔ میں نے پچھلے سال بھی ہمت کر کے روزے رکھے تھے مگر میں اسکے بعد مسلسل بیمار رہا۔ اللہ کا فضل ہے کہ اب طبیعت ٹھیک ہے مگر اس موذی مرض کا کوئی علاج، اور دوا نہیں ہے اور نہ کنٹرول ہے۔ مجھے ڈاکٹروں نے منع کیا ہے روزہ رکھنے کیلئے۔ آپ مزید کرم کریں مجھے اس سلسلے میں ہدایت آسان کریں اور مجھے کتنی گندم صدقہ روز دینا پڑیگا۔　　آپکا خیر اندیش علی اکبر، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: مریض کو مرض بڑھ جانے، یا دیر میں اچھا ہونے کا گمان غالب ہو۔ تو اسے چند شرطوں کے ساتھ روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔ اور گمان غالب کی تین صورتیں ہیں۔ اسکی ظاہری نشانی پائی جاتی ہے۔ یا اس شخص کا ذاتی تجربہ ہے۔ یا کسی مسلمان، طبیب حاذق نے کہ دیندار، خدا ترس، پابند صوم وصلوٰۃ ہو، اسے یہ بات بتادی ہو۔ اور اگر نہ کوئی علامت ہے اور نہ تجربہ ذاتی ہے اور نہ اس قسم کے طبیب نے بتایا تو محض وہم کی بنیاد پر روزہ ترک کرنے کی اجازت نہیں۔ (ردالمحتار) اور شرطیں اسکے کفارے میں یہ ہیں کہ روزہ نہ گرمی میں رکھ سکے نہ جاڑے میں۔ نہ لگاتار رکھ سکے نہ متفرق گنڈے دار۔ اور جس عذر کے سبب، روزہ ترک کر رہا ہے اس عذر کے جانے کی امید نہ ہو۔ (فتاوٰی رضویہ) اب ایسے شخص کو کفارہ کا حکم ہے۔ ہر روزے کے بدلے سوا دو سیر یا دو کلو، ۱۰۰ سو گرام گیہوں یا اسکی قیمت ادا کردے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۲ ر رمضان المبارک سن ۱۴۰۰ ھ

رمضان کا روزہ توڑنے پر کفارہ کب لازم ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید نے رمضان شریف کے روزہ میں ایسی چیز کھائی، جس سے فقط قضا لازم ہوتی ہے۔ جیسے بیری کا پتہ کھایا یا منکا کھایا۔ روزہ توڑنے کے بعد عمداً کھانا کھایا۔ آیا! اب زید پر فقط قضا لازم ہے۔ یا کفارہ بھی؟　　السائل عبداللہ کالانی

۷۸۶ الجواب: روزہ (رمضان) کے توڑنے پر کفارہ لازم آنا مشروط بچند شرائط ہے۔ مثلاً روزہ توڑنے والا نہ بچہ ہو اور نہ مسافر اور نہ دن میں روزے کی نیت کر کے روزہ رکھنے والا ہو اور نہ اس نے کسی کے جبر و اکراہ سے روزہ توڑا ہو۔ نیز یہ بھی ضروری ہے کہ روزہ توڑنے کے بعد کوئی ایسا امر واقع نہ ہو جو روزہ کے منافی ہو یا اسکے باعث روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہو۔ (طحطاوی، درمختار وغیرہ) اب آیئے بیری کے پتے کھانے کا عادی اگر چہ دواءً، تو ان پتوں کے کھاتے ہی جبکہ قصداً کھائے، کفارہ لازم آگیا۔ جیسا کہ گل ارمنی کا حکم ہے کہ مطلقاً اس کا استعمال، موجب کفارہ ہے۔ طحطاوی صفحہ ۳۶۰ میں فرمایا اکل الطین الا رمنی مطلقاً لانه یو کل دواءً۔ اور دواء نہ کھائے بلکہ عادۃً کھائے جب بھی کفارہ لازم۔ جیسا کہ کتاب مذکورہ میں ایک سطر بعد مذکور ہے۔ اور اگر یہ صورت نہیں تو اب کفارہ کا حکم نہ دیا جائے گا بلکہ یہ گھاس کی طرح اور چیزوں کا کھانا شمار کیا جائے گا۔ جس میں قضا ہے کفارہ نہیں۔ اسی مقام سے آگے والی فصل میں طحطاوی میں فرمایا او اکل لا غذاءً ا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ونحوہ ممالا یوکلُ عادۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ رجب المرجب ۱۴۰۱ھ

سعودی عرب سے پاکستان آیا، وہاں عید تھی یہاں روزہ تو روزہ رکھے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

۱۔ ایک شخص رمضان المبارک میں سعودی عرب سے پاکستان آیا۔ سعودی عرب کے اعتبار سے اسکے روزے پورے ہو چکے جبکہ پاکستان میں ابھی ہلال عید نظر نہیں آیا۔ دریافت طلب یہ ہے کہ شخص مذکور پاکستانی مسلمانوں کے ساتھ اگلے دن روزہ رکھے (جبکہ یہ اسکا اکتیسواں روزہ ہوگا) یا ایک دن پہلے ہی عید منالے۔

۲۔ ایک شخص پاکستان سے رمضان میں سعودیہ کیلئے روانہ ہوا وہاں پہنچا تو عید تھی اور ابھی اسکے اٹھائیس روزے ہی ہونے پائے تھے اب کیا شخص مذکور عید منائے۔ یا اپنے تیس روزے پورے کرے۔

۳۔ ایک شخص پاکستان سے روزہ رکھ کر روانہ ہوا پاکستانی وقت کے اعتبار سے شام کو سات بجے اُسے روزہ افطار کرنا تھا مگر جس مقام سے وہ پرواز کر رہا تھا وہاں وقت افطار ہو چکا ہے یا بعد میں ہوگا۔ اب یہ شخص پاکستانی وقت کے مطابق روزہ افطار کرے یا جہاں ہے وہیں کا اعتبار کرے۔ اور یہی سوال اوقات نماز کے متعلق ہے۔ عبداللہ، کراچی

۷۸۶ الجواب: آپ نے جو چند سوالات پوچھے ہیں وہ درحقیقت ان سوالات میں سے ہیں جو دور جدید کی برق رفتاری کے باعث علمائے دین کی دینی بصارت و بصیرت کو چیلنج کر رہے ہیں اور امت مسلمہ بجا طور پر علمائے دین سے انکی بابت رہنمائی کی خواہشمند ہے۔ فقیر نے ان سوالات کے جوابات علمائے اہلسنت کی تحریرات و فتاوٰی میں تلاش کئے مگر کامیابی نہ ہوئی۔ اس لئے فقیر اپنی علمی بے بضاعتی کے پورے احساس کے ساتھ جواباً یہ چند سطور رقم کر رہا ہے اور نیت یہ ہے کہ اسکے خلاف کسی نے کوئی صحیح دلیل پیش کی تو بخوشی رجوع کرلیگا۔ امید ہے کہ اہل علم ان سطور کو اسی نیک جذبے کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ وباللہ التوفیق وھو خیر رفیق

۱۔ شخص مذکور کو پاکستانی مسلمانوں کے ساتھ روزہ رکھنا ضروری ہے خواہ سعودی عرب کے اعتبار سے یہ اس کا اکتیسواں روزہ ہی کیوں نہ ہو۔ قرآن کریم میں ہے فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ ترجمہ: تم سے جو شخص اس مہینہ رمضان کو پالے تو اس میں روزہ رکھے۔ تو اب ظاہر ہے کہ شخص مذکور نے رمضان کو پالیا ہے لہٰذا بحکم الٰہی اسپر روزہ فرض ہوا۔ حدیث شریف میں ہے اذا رأیتموہ فصوموا واذا رأیتموہ فافطروا فان غم علیکم فاقدروا لہ (بخاری صفحہ ۲۵۵، جلد ۱) یعنی جب تم رمضان کا چاند دیکھو تو روزہ رکھو اور جب (عید) کے چاند کو دیکھو تو افطار کرو اور اگر تم پر چاند مشتبہ ہو جائے تو اسکا اندازہ کرو اور دوسری روایت میں ہے فان غم علیکم فاکملوا العدۃ ثلثین (بخاری صفحہ ۲۵۶، جلد ۱) پس اگر تم پر مشتبہ ہو جائے تو تعداد تیس دن پوری کرو۔ معلوم ہوا کہ روزہ رکھنے اور افطار کرنے کیلئے رویت ہلال کا شرعی ثبوت ضروری ہے اور تیس دن کی گنتی کا پورا کرنا صرف اس صورت میں ہے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جبکہ چاند کا معاملہ مشتبہ ہو جائے مگر مسئلہ زیر بحث میں اشتباہ نہیں ہے۔ لہٰذا جب تک شہر رمضان رہے گا یہ شخص روزہ رکھے گا اور جب شوال کا چاند نظر آ جائے تو عید کرے۔ آپ اس افطار کبیر کو افطار صغیر پر قیاس کریں۔ مثلاً پاکستانی وقت سے افطار ۷ (سات) بجے ہے اور ہوائی جہاز میں روزہ دار کسی ایسے علاقے میں پہنچ گیا جہاں وقت افطار کم وبیش ہے تو کیا اب وہ پاکستانی وقت کے مطابق افطار کریگا۔ نہیں۔ بلکہ اسی علاقے کے اعتبار سے روزہ افطار کریگا۔ یہی حال نمازوں کا ہے یعنی یہ شخص جس علاقے میں ہے اسکے اعتبار سے نمازیں ادا کریگا۔ ھذا ماظھر لی فی ھذا الباب والاتمام من اللہ

مفتی سید شجاعت علی قادری، ۵/۱/۱۹۷۸ء

۷۸۶۔ الجواب صحیح جمیل احمد نعیمی غفرلہ، ۵ جنوری ۱۹۷۸ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۴ر صفر المظفر ۱۳۹۸ھ

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب الحج

مالِ حرام سے حج کو جانا کیا حکم رکھتا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید کی بیوی ہندہ حیات تھی تو زید اپنی بیوی ہندہ سے ذکر کرتا تھا کہ حج میں اخراجات زائد ہیں میں تنہا حج کرآؤں اس پر ہندہ کا کہنا تھا کہ میں بھی چلونگی اب ہندہ کا عرصہ ۵ ماہ ہوا انتقال ہوگیا۔ زید نے ہندہ کے نام پر پوسٹ آفس بینک میں سات سالہ منصوبہ میں دس ہزار روپیہ جمع کر دیا تھا کہ زید کے مرنے کے بعد ہندہ اس رقم کی مالک ہو۔ اب وہ رقم دس ہزار سے بیس ہزار ہوگئی ہے (سات سالہ منصوبہ میں رکھی ہوئی تھی) اس رقم سے زید چاہتا ہے کہ خود حج کر آئے اور ہندہ کا حج بدل اس کے لڑکے عمرو کو کرا دے کیا ایسی صورت میں ہندہ کا حج بدل ہو جائے گا اور زید کا بھی حج ہو جائے گا۔ عمرو ایک حج اپنے پیسے سے ۷ سال ہوئے کر چکا ہے۔ جواب سے سرفراز فرمادیں۔

نوٹ:۔ وہ دس ہزار روپیہ زید نے اپنی کمائی کا اس شرط پر جمع کیا تھا کہ زندگی میں زید خود مالک رہیگا زید کے مرنے کے بعد ہندہ اسکی مالک ہوگی زندگی میں زید کو ہر وقت اسکے تصرف کا اختیار ہوگا۔ حافظ محمد رمضان برکاتی، کراچی

۷۸۶ **الجواب:** اگر زید کے پاس مال حلال کبھی اتنا نہ ہوا تھا کہ جس سے حج کر سکے اگرچہ رشوت وغیرہ کے ہزار ہا روپے ہوئے تو اس پر حج فرض ہی نہ ہوا کہ مال رشوت مثل مال مغصوب ہے وہ اسکا مالک ہی نہیں۔ یونہی بینک سے منافع کے نام پر حاصل کیا ہوا روپیہ، زید کیلئے اپنے صرف میں لانا اور اپنے مفاد میں خرچ کرنا جائز نہیں۔ اور اگر مال حلال اسقدر اسکے پاس ہے یا کسی موسم میں ہوا تھا جس سے حج کر سکتا تھا مگر نہ کیا تو اسپر حج فرض ہے مگر رشوت وغیرہ حرام مال کا اس میں صرف کرنا حرام ہے اور وہ حج قابل قبول نہ ہوگا اگرچہ فرض ساقط ہو جائیگا۔ حدیث شریف میں ارشاد ہوا" جو حرام مال لے کر حج کو جاتا ہے جب وہ لبیک کہتا ہے فرشتہ جواب دیتا ہے نہ تیری حاضری قبول نہ تیری خدمت قبول اور تیرا حج تیرے منہ پر مردود"۔ لہٰذا زید کیلئے چارہ کار یہی ہے کہ مال حلال میں جتنی رقم بھی ہو وہ قرض لیکر فرض ادا کرے۔ پھر قرض جس طرح بن پڑے ادا کرے۔ باقی رہا وہ دس ہزار روپیہ جو وہ عمرو کو دیکر حج بدل کرانا چاہتا ہے تو وہ بھی عمرو کو دیدے لیکن عمرو اس حج پر کسی ثواب کی امید نہ رکھے نہ اس حج کو حج بدل میں شمار کرے۔ اس کیلئے بھی چارہ کار یہی ہے کہ وہ قرض لیکر جائے حج بدل کرے اور پھر جیسے بن پڑے قرض ادا کرے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۸ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حج فرض ہو تو، اولاد کا قابل شادی ہونا مانع نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اندر اس مسئلہ کے کہ: زید ایک مرتبہ فریضہ حج ادا کر چکا ہے اور اسکے تین لڑکے قابل شادی ہیں جنکی شادی زید نے ابتک نہیں کی ہے۔ اور ایک لڑکی بھی قابل شادی ہے۔ جملہ اولاد واعزاء کا خیال ہے کہ پہلے بچوں کی شادی میں سرمایہ لگائے اور اس فرض سے فارغ ہو۔ بعد میں دوسری دفعہ حج کو جانا بہتر ہوگا۔ زید نے اولاد واعزاء سے اس امر پر اتفاق کر لیا ہے کہ شرعی فتوی پر عمل کریگا لہٰذا شرعی پہلو سے رہنمائی فرمائی جائے کہ زید پہلے بچوں کی شادی کے فرض سے فارغ ہو یا پہلے حج کو جائے؟ جواب سے مشکور فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

مشاق احمد ولد حاجی محمد یوسف، دوکاندار پٹرول نزد روپ محل ہیرآباد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** حج فرض کیلئے تو بلاشبہ، اولاد کا قابل شادی ہونا، مانع نہیں کہ فرض فرض ہے اور رب العلمین کا قرض۔ البتہ حج فرض کی ادائیگی کے بعد، صرف حج نفل کیلئے اولاد کے ان حقوق کو نظر انداز کر دینا، شرعاً پسندیدہ نہیں۔ یہ سچ ہے کہ دنیاوی مراسم مثلاً لڑکوں کیلئے چڑھاوے کے زیور و پارچہ جات وغیرہ اور لڑکیوں کیلئے جہیز کے اسباب وغیرہ شرعاً لازم، مطلوب نہیں لیکن انہیں محض لغو و بیکار قرار دینا بھی کونسی شریعت ہے۔ ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ شرعی طریقہ پر، سادہ طور سے اور ذمہ داریوں سے فراغت حاصل کر کے آدمی پھر سفر حج کا اہتمام کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ

بغیر محرم یا شوہر کے عورت حج کو نہ جائے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میری ہمشیرہ صاحبہ رشتہ کی حج پر تشریف لیجا رہی ہیں بائی ایئر جو کہ بیوہ ہیں اور صاحب حیثیت ہیں اور تندرست ہیں۔ عمر تقریباً ۵۰ سال ہے۔ لہٰذا انکو مشورہ دیا گیا کہ اگر نکاح کرلیتیں اور پھر حج پر جاتیں تو زیادہ بہتر تھا بہ نسبت اس حالت کے۔ کیا اس حالت میں حج درست ہوگا؟ جواب سے مستفیض فرمائیں نوازش ہوگی۔ خادم محمد متین

۷۸۶ **الجواب:** عورت اگرچہ عفیفہ پارسا پاکدامن یا ضعیفہ بوڑھی ہوا سے بغیر شوہر یا محرم کے سفر کو جانا منع ہے۔ یہ عفیفہ ہے تو جن سے اس پر اندیشہ ہے وہ تو عفیف نہیں۔ ہاں اگر چلی جائیگی تو گنہگار ہوگی۔ ہر قدم پر گناہ لکھا جائیگا مگر حج ہو جائیگا اور یہ وہ عورت ہوگی جس نے بلاوجہ اپنے آپ کو بلا میں ڈالنے کا سامان فراہم کر لیا۔ عام مسئلہ ہے کہ جو عورت حج کو جانا چاہے اور محرم نہ پائے اور شوہر نہ رکھتی ہو اسکا طریقہ یہ ہے کہ کسی کفو سے نکاح کر کے اسے اپنے ساتھ لیجائے۔ مختصر یہ کہ حج پر جانا ثواب کیلئے ہے اور بے محرم جانے میں ثواب کے بدلے ہر قدم پر گناہ لکھا جائیگا اگرچہ حج ہو جائیگا۔ (فتاوی رضویہ وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ ذی قعدہ ۱۴۰۰ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جس نے حج نہ کیا ہو وہ حج بدل کرسکتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک آدمی جس نے اپنا فرض حج ادا نہیں کیا اب وہ آدمی حج بدل کرسکتا ہے یا نہیں؟ آپ مہربانی فرما کر شریعت مطہرہ کے مطابق جواب عنایت فرمائیں۔

حافظ شاہ نواز حسنی

۷۸۶ **الجواب:** بہتر یہ ہے کہ حج بدل کیلئے ایسا شخص بھیجا جائے جو خود حج فرض ادا کرچکا ہو اور اگر ایسے کو بھیجا جائے جس نے خود نہیں کیا جب بھی حج بدل ہو جائیگا۔ عالمگیری میں ہے والافضل للانسان اذا ارادان یحج رجلا عن نفسه ان یحج رجلا قد حج عن نفسه ومع هذا لو أحج رجلا لم یحج عن نفسه حجة الاسلام یجوز عندنا وسقط الحج عن الآمر (صفحہ ۲۷۴ جلد ا) معلوم ہوا کہ اگر کسی ایسے شخص کو حج بدل کیلئے بھیجا جس نے اپنا فرض حج ادا نہیں کیا تو احناف میں جائز ہے اور حج کرانے والے سے حج ساقط ہو جائیگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ ربیع الاول ۱۴۰۱ھ

جس نے عمرہ کیا، اس وجہ سے اس پر حج فرض نہیں ہوتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: اگر کوئی شخص صرف عمرہ ادا کرے تو اس پر حج فرض ہو جاتا ہے یا اگر کوئی شخص حج ادا کرنے جائے اور وہ اپنے خاندان کے کسی زندہ فرد کی جانب سے عمرہ ادا کرے تو جس کی جانب سے عمرہ ادا کیا گیا ہے اس پر حج فرض ہو جاتا ہے؟ گذارش ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں اس مسئلہ کا مفصل فتویٰ صادر فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ والسلام

عبدالعزیز خاں، کمرہ نمبر ۳، بلاک نمبر ۶، مسلم کمرشل بینک، پاکستان، لطیف آباد نمبر ۱۱ حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** مرد خواہ عورت صاحب استطاعت ہو تو عمر میں ایک بار عمرہ ادا کرنا، نہ فرض ہے نہ واجب بلکہ سنت مؤکدہ ہے۔ لیکن فقیر نے باوجود تلاش بسیار، یہ مسئلہ کہیں نہ پایا کہ جو شخص عمرہ ادا کرے اس پر حج فرض ہو جاتا ہے۔ ہاں اگر احرام میں حج اور عمرہ، دونوں کی نیت ایک ساتھ باندھی تھی جسے قِران کہتے ہیں اور حاجی کو قارن۔ تو ایسا شخص ضرور، عمرہ سے فارغ ہو کر بھی، احرام میں رہیگا اور لبیک کہتا ہوا مکہ معظمہ میں ٹھہریگا اور دسویں تاریخ کو رمی جمرہ کے وقت تک لبیک کہتا رہیگا۔ گویا اس کا عمرہ سے فارغ ہونا اسے حج سے فارغ نہ کریگا بلکہ اس پر فرض ہوگا کہ اسی احرام میں حج ادا کرے۔ اسکے علاوہ صرف عمرہ کرنے والے پر، حج کا فرض ہو جانا فقیر کو کہیں معلوم نہ ہوا۔ یونہی حاجی نے افعال حج سے فراغت پا کر، اگر کسی زندہ مسلمان کی طرف سے عمرہ ادا کیا تو اسکا ثواب ان شاء اللہ اس زندہ کو بھی ملیگا۔ لیکن اسپر حج فرض ہو جانا کسی طرح سمجھ میں نہیں آیا نہ کتابوں میں اس کا ذکر پایا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بیٹی کی شادی حج فرض ہونے کو نہیں روکے گی

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: جسکی دو جوان بیٹیاں ہیں اور اسنے اپنی بیٹیوں کی شادی کیلئے بقدر ضرورت رقم بھی محفوظ کردی ہے، حج پر جانا چاہتا ہے اور حج پر جانے میں بھی اسکے ذاتی اخراجات نہیں ہورہے بلکہ جس کمپنی میں ملازم ہے اسی کمپنی کا شیخ، کمپنی کے اخراجات پر، اسے حج پر بھیج رہا ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا شخص مذکورہ اپنی بیٹیوں کی شادی کیے بغیر حج پر جاسکتا ہے یا نہیں؟ بینوا، توجروا

سائل۔ امیر بخش، پوسٹ بکس نمبر ۳۰۵۲ معرفت حبیب اللہ بلوچ، ابوظہبی

۷۸۶ الجواب: اگر اسکے پاس معارف حج کے بقدر، اپنا مال ہو اور ضروریات سے فارغ ہو یعنی سفر خرچ اور واپسی تک اہل وعیال کا نفقہ وغیرہ، بھی ہو اور اس پر حج فرض ہو، تو لازم ہے کہ وہ حج کو جائے۔ اولاد اگرچہ لڑکیاں ہوں، ان کی شادی کے مصارف، فرضیت حج سے مانع نہیں۔ شرعاً نکاح کیلئے ایجاب وقبول درکار ہے اور اس کیلئے مال لازم نہیں۔ جہیز وغیرہ کا دینا، نہ فرض ہے نہ لازم نہ ضرور۔ غرض لڑکیوں کا شادی کے قابل ہونا، کسی ایسے شخص سے حج کو مؤخر نہیں کرسکتا جس پر حج کو جانا شرعاً فرض ہو چکا۔ اور یہاں تو یہ صورت بھی نہیں۔ لہٰذا وہ بلا دریغ حج کیلئے جاسکتا ہے۔ کتب فقہ میں جہاں حج سے مانع اسباب کا ذکر ہے کہیں اسکا پتہ نہیں کہ جوان لڑکیوں کی شادی، فریضۂ حج کی ادائیگی پر مقدم ہے۔ تو یہ وہ مسائل ہیں جو عوام میں بلا سند مشہور ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ شعبان ۱۴۰۱ھ

بغیر احرام میقات سے گزر جانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان مسائل کے بارے میں کہ:

۱۔ کوئی شخص پاکستان سے آتے ہوئے لاعلمی میں بغیر احرام کے حرم میں داخل ہوجاتا ہے عمرہ نہیں کرتا۔ اس کے لیے اس پر دم دینا لازم ہوجاتا ہے یا نہیں؟

۲۔ حج کے دوران کسی ضرب کی وجہ سے تھوڑا سا خون نکل آتا ہے عرفات میں۔ کیا اس پر بھی دم لازم ہے؟

۳۔ کوئی شخص حج کرتا ہے اور پیسے نہ ہونے کیوجہ سے قربانی نہیں کرپاتا۔ کیا اس صورت میں اسکا حج ہوجائیگا یا نہیں؟ حج کرنے والا ملازمت کی نیت سے مکہ معظمہ آیا ہوا ہے۔

۴۔ ایک دوسرا شخص ادھار لیکر حج کیلئے قربانی کرتا ہے۔ کیا ادھار لیکر قربانی کرنا جائز ہے؟ بعد میں قرض اتار دیتا ہے۔ ان مسائل کے جواب سے آگاہ فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ سائل۔ سید منظور احمد نوری، مقیم حال مکہ مکرمہ، سعودی عربیہ

۷۸۶ الجواب: مکہ معظمہ کے جانے والے کو بغیر احرام، میقات سے آگے جانا جائز نہیں۔ اگرچہ تجارت، ملازمت وغیرہ کسی اور غرض سے جاتا ہو۔ اور جو بغیر احرام مکہ معظمہ کو گیا، تو اگرچہ نہ حج کا ارادہ ہو نہ عمرہ کا۔ مگر حج یا عمرہ واجب ہوگیا۔ اور جبکہ وہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حرم محترم میں داخل ہو گیا تو میقات کا حق چھوڑ دینے کیوجہ سے اس پر دم لازم ہے (۔عالمگیری، ردالمحتار) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ وقوف عرفات کے دوران بدن سے خون نکل آنے پر کوئی دم لازم نہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ رمی سے فارغ ہو کر حج کرنے والے جو قربانی کرتے ہیں یہ وہ قربانی نہیں جو بقر عید میں ہوا کرتی ہے کہ وہ تو مسافر پر اصلاً واجب نہیں بلکہ یہ حج کا شکرانہ ہے۔قران و تمتع کرنے والے پر واجب، اگر چہ فقیر ہو اور مفرد، یعنی صرف حج کرنے کی نیت سے احرام باندھنے اور تنہا حج کرنے والے پر مستحب ہے۔حج بہر حال ہو جائیگا۔اور محتاج محض اگر قران یا تمتع کی نیت کریگا تو اس پر قربانی کے بدلے دس روزے واجب ہونگے۔تین حج کے مہینوں میں اور باقی سات جب چاہے رکھ لے۔(عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ ادھار لیکر جب حج کیلئے جانا جائز ہے تو قربانی کرنا بھی جائز ہے۔اس میں کوئی حرج نہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ رشوال المکرم ۱۴۰۰ھ

جبراً چندہ نہ کیا جائے تو حج جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین بیچ اس مسئلہ کے کہ: ہماری فیکٹری ذوالفقار انڈسٹریز لمیٹڈ حیدر آباد میں یونین نے حج پر ایک آدمی ہر سال فیکٹری کے اخراجات پر منظور کرایا ہے۔پچھلے سال جب فیکٹری کا ایک مزدور حج سے واپس آیا تو مزدوروں نے اس کا استقبال کیا۔اسکے استقبال میں فیکٹری کے تمام مزدور جو تعداد میں تقریباً ۲۱۰ ہیں، شریک تھے۔یونین کے جنرل سیکٹری کے پاس ایک درخواست لائی گئی کہ مزدوروں کی طرف سے بھی ایک مزدور حج پر بھیجا جائے اسکا طریقہ کار اور اخراجات اس طرح ہوں گے کہ مزدور جو اس فیکٹری میں مستقل ملازم ہیں، اُن سے ہر ماہ دس روپے "مزدور حج فنڈ" میں کاٹا جائیگا۔اس دس روپے سے ایک سال میں تقریباً ۲۴۰۰۰ روپے بن جاتا ہے جو ایک حاجی کو بھیجنے کیلئے کافی ہوتا ہے۔باقی بچی ہوئی رقم سے اگلے سال دو حاجی بھیج سکتے ہیں۔

اب ان حالات میں چند صاحبان کا کہنا ہے کہ اس پیسے سے حج نہیں ہو سکتا کیونکہ اگر ایک آدمی نے بھی دکھی دل سے کہا کہ یہ دس روپے میرے ضائع جائیں گے۔

۲۔ دوسرے جسکا نام قرعہ اندازی میں نکل آیا اور فیکٹری کے باہر کا مقروض ہے یا جسکے ماں باپ کافی عمر رسیدہ ہیں حج ہو سکتا ہے۔ آپ کا خادم: ایمپلائز ذوالفقار انڈسٹریز لمیٹڈ حیدر آباد، معرفت حافظ محمد صغیر، امام مسجد

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: اگر اس طرح چندہ کرنے میں کسی فرد سے جبراً وصول نہیں کیا جاتا بلکہ تمام حضرات بخوشی و رضامندی یہ رقم کٹواتے ہیں تو اس رقم سے کسی بھی شخص کو حج کرایا جا سکتا ہے، بشرطیکہ جسکو حج کرایا جا رہا ہے، اسے پہلے اس رقم کا مالک بنا دیا جائے۔ہاں اگر کوئی شخص اس کٹوتی پر راضی نہ ہو تو اسے اسکی رقم واپس کر دی جائے تا کہ اس فریضہ کے تمام اخراجات شکوک و شبہات سے پاک ہو جائیں۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۲۔ جو شخص فیکٹری سے باہر کا مقروض ہے اسے بھی حج پر بھیجا جاسکتا ہے۔ اور جسکے والدین عمر رسیدہ ہوں وہ بھی حج پر جاسکتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۴/ ۱۱/ ۱۹۸۱ء

۷۸۲ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

اولاد پر حج فرض ہو، والدین پر نہ ہو تو اولاد حج کرے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: جب تک والدین حج نہ کریں اس وقت تک اولاد کا حج نہیں ہوتا۔ شرعی رو سے مطلع فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

حاجی نواب احمد قریشی، لطیف آباد نمبر ۸، حیدر آباد سندھ

۷۸۲ الجواب: اولاد کا حج فرض، کہ صاحب استطاعت ہوں۔ والدین کے حج پر موقوف نہیں۔ والدین پر حج فرض نہ ہوا اور اولاد نے اتنا کمایا کہ ان پر حج فرض ہوا تو ان پر فرض ہے کہ حج ادا کریں۔ ہاں والدین سے اجازت لے لیں۔ پھر بھی حج فرض کسی کے اجازت نہ دینے سے نہیں رک سکتا۔ اجازت میں کوشش کرے۔ نہ ملے جب بھی چلا جائے۔ (فتاوی رضویہ وغیرہ) واللہ تعالی اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ ربیع الاول ۱۴۰۲ھ

حج بدل کے لئے کس کو بھیجا جائے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین بیچ اس مسئلہ کے کہ: زید کی ماں انتقال کر گئی اب زید اسکا حج بدل کرانا چاہتا ہے لیکن بکر کا کہنا ہے کہ اس آدمی سے حج بدل کرائے جو پہلے بھی حج کر چکا ہو۔ زید کہتا ہے کہ کوئی بھی حج کر سکتا ہے بشرطیکہ وہ ارکان حج کو صحیح طریقہ سے ادا کر سکے۔ آپ کتب صحیحہ اور قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل جواب فرمائیں۔

عبد الرشید آرائیں، گوشالہ

۷۸۲ الجواب: بہتر یہ ہے کہ حج بدل کیلئے ایسے شخص کو بھیجا جائے جو خود حجۃ الاسلام یعنی حج فرض ادا کر چکا ہو اور اگر ایسے شخص کو بھیجا جس نے خود حج نہیں کیا جب بھی حج بدل ہو جائیگا۔ عالمگیری میں ہے والافضل للانسان اذا اراد ان یحجج رجلًا عن نفسه ان یحجج رجلًا قد حج عن نفسه و مع هذا لوا حجج رجلًا لم یحجج عن نفسه حجة الاسلام یجوز عندنا وسقط الحج عن الآمر اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ حج بدل کرانے والے کیلئے حاجی ہونا ضروری شرط نہیں، افضل وبہتر ہے اور یہ بھی افضل ہے کہ ایسے شخص کو بھیجے جو حج کے طریقے اور اسکے افعال سے آگاہ ہو اور ردالمحتار میں ہے ان الشرط هو الاهلية دون اشتراط ان یكون المامور قد حج عن نفسه اور خود وہ احادیث کریمہ جن سے حج بدل کا حکم ثابت کسی شرط سے ان میں یہ حکم مشروط نہیں۔ واللہ تعالی اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ شعبان ۱۴۰۲ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فارم بھرنے کے بعد شوہر کا انتقال ہو گیا تو حج ساقط ہے جب تک کہ محرم نہ ہو

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین بیچ اس مسئلہ کے کہ: زید اور اسکی بیوی ہندہ نے حج کیلئے فارم بھرا۔ دونوں کا حج پر جانے کا نکل آیا لیکن ہندہ کے خاوند زید کا 21/5/1982 کو انتقال ہو گیا۔ اب ہندہ اگر عدت کے دن پورے کرتی ہے تو حج سے محروم رہتی ہے۔ ہندہ کی عمر تقریباً ساٹھ سال ہے ایسی صورت میں ہندہ کو حج پر جانا چاہئے یا عدت کے دن پورے کرے۔ از روئے شرع شریف جلد از جلد مطلع کریں کہ ہندہ اپنے حقیقی لڑکے کے ساتھ حج پر جا سکتی ہے یا نہیں۔ قبل از عدت میعاد کے اندر جا سکتی ہے یا نہیں؟ مسمات حوراں بیوہ سمیع الدین، فقیر کا پڑ حیدر آباد

الجواب: حج کیلئے وجوب ادا کے شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ عورت، حج پر جانے کے زمانے میں عدت میں نہ ہو۔ وہ عدت وفات کی ہو یا طلاق کی۔ (درمختار، ردالمحتار) لہٰذا ایسی صورت میں کہ عورت، عدت وفات میں ہے۔ جب تک عدت پوری نہ ہو جائے وہ حج کیلئے نہیں جا سکتی۔ اس پر لازم ہے کہ وہ عدت میں بیٹھے اور خدا سے لو لگائے کہ وہ آئندہ سال کسی محرم کے ساتھ حج کی سبیل پیدا فرمادے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ شعبان ۱۴۰۲ھ حج

والدہ کی جانب سے حج بدل کر سکتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ: حاجی غلام مصطفیٰ نے اس سال حج مبارک کی سعادت حاصل کی ہے۔ جبکہ اس سے پہلے انکے والد بزرگوار نے بھی حج کر لیا ہے۔ اب غلام مصطفیٰ چاہتے ہیں کہ اپنی والدہ صاحبہ کا حج خود کر لیں کیونکہ انکی والدہ صاحبہ نے حج نہیں کیا اور وہ انتقال کر گئیں۔ اگر شرعی صورت ایسی ہے کہ حج بدل والدہ کے بدلے کا کر لیں تو کیسا ہے۔ شرعی طور پر اس میں کوئی حرج تو نہیں ہے۔ یا اس کا کوئی اور بدل ہو سکتا ہو تو آگاہ کریں۔ خداوند کریم آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ حاجی غلام مصطفیٰ خان نقشبندی، مدرسۃ البنات، نئی پیر روڈ

الجواب: جب آپ اپنا حج ادا کر چکے تو والدہ کی جانب سے حج کرنا بڑی سعادت کا موجب ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ جو کوئی اپنے والدین کی طرف سے حج کریگا تو حج مقبول ہوگا۔ انکی روحیں خوش ہونگی اور یہ اللہ کے نزدیک نیکوکاروں میں لکھا جائیگا۔ اور ایک حدیث میں آیا کہ اس کیلئے دس حج کا ثواب ہے۔ (دار قطنی) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ ربیع الاول ۱۴۰۲ھ حج

عمرہ کرنے، سے حج فرض نہیں ہو جاتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: جو شخص عمرہ کر کے واپس آجائے کیا اس پر حج کرنا فرض ہو جاتا ہے۔ کہ وہ اگر عمرہ ادا کرنے کے بعد واپس آئے تو وہ بعد میں حج ضرور کرے۔ بینوا بالبرھان احرکم علی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الرحمن عبداللہ فقیر، گاڑی کھاتہ، نزد ایس پی آفس، مسجد عمر الاسلام

۷۸۶ **الجواب:** عوام میں جو مشہور ہے کہ جس نے عمرہ کر لیا، اس پر حج فرض ہو گیا۔ اسکی کوئی سند، تلاش کے بعد فقیر کو نہ ملی۔ اور یہ قرین قیاس ہے۔ نہ علماء و فقہاء سے یہ بات سنی نہ پڑھی۔ جو اسے حکم شرعی بتاتا ہے اس پر سند لازم ہے۔ حوالہ دے کہ کہاں لکھا ہے۔ البتہ جس نے عمرہ و حج دونوں کا احرام باندھا وہ آپ ہی عمرہ کے بعد حج کر لیگا۔ یونہی عمرہ سے فارغ ہو کر، جو شخص مکہ معظمہ میں رہ گیا کہ ایام حج آ گئے تو اس نے بھی حج کی استطاعت پالی وہ حج کرے۔ ان دونوں صورتوں کے علاوہ کوئی اور صورت ایسی نہیں کہ عمرہ کرنے والے پر حج فرض قرار دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ ر جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ ھ

جو عورت عدت میں ہو وہ حج کو نہ جائے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: ایک عورت نے اپنے شوہر کے ساتھ حج پر جانے کا ارادہ کیا، اسی دوران اسکے شوہر کا انتقال ہو گیا۔ اب بیوہ اپنے بیٹے کے ساتھ جانا چاہتی ہے، جبکہ اسکی عدت چل رہی ہے، کیا اس صورت میں وہ جا سکتی ہے۔ جبکہ اس پر حج فرض ہے، کیا وہ حج فرض پر جانے کیلئے عدت میں یہ سفر کر سکتی ہے یا نہیں؟

السائل۔ عبدالوہاب، خواجہ چوک، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** حج فرض ہو جانے کے بعد، حج ادا کرنے کیلئے جو شرائط، شرعاً درکار ہیں ان میں سے ایک شرط یہ ہے کہ حج پر جانے کے زمانے میں، عورت عدت میں نہ ہو۔ وہ عدت طلاق کی ہو یا وفات کی۔ (درمختار، ردالمحتار) لہٰذا صورت مسئولہ میں امسال ان پر حج کرنا فرض نہ رہا۔ سال آئندہ میں اگر شرائط حج پائے جائیں تو ادا کریں ورنہ حج ساقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ ر ذیقعد ۱۴۰۰ ھ

حج فنڈ سے حج کی شرط

سوال: علمائے دین اس بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ: کچھ آدمیوں نے مل کر ایک فنڈ قائم کیا اس فنڈ کا مقصد یہ تھا کہ ضرورت مند آدمی استعمال کر سکے۔ ان آدمیوں میں سے ایک آدمی حج پر جا رہا ہے۔ اس کی اتنی حیثیت نہیں کہ وہ خود اپنے پیسوں سے حج کر سکے جبکہ اس کے والدین نے بھی حج نہیں کیا۔ کیا وہ آدمی اس فنڈ میں سے پیسے لے جا کر حج کر سکتا ہے اور اس کا حج قبول ہو گا یا نہیں؟ راٹھور اصغر حسین کامران

۷۸۶ **الجواب:** جو شخص صاحب نصاب نہیں حج کی استطاعت نہیں رکھتا اس پر حج فرض نہیں۔ ہاں کوئی اور اسے اتنا مال بخش دے اور یہ قبول کر لے تو اب حج واجب ہو جائے گا۔ جن لوگوں نے یہ فنڈ قائم کیا ہے اگر وہ سب مل کر اپنی طرف سے اسے ہبہ کر دیں اور یہ اس پر قبضہ کر لے اور اس سے صاحب استطاعت ہو جائے تو اب بے شک حج کرنا اس پر ضروری ہوگا۔

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ ر شعبان ۱۴۰۳ ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حج کے محارم کی تفصیل، حج بدل کون کرے؟

سوال: جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرض گذارش یہ ہے کہ

۱۔ حج کرنے میں عورت کا محرم، کون کون آدمی ہوتا ہے؟

۲۔اور حج بدل کون کون کرسکتا ہے اور عورت کا، مرد حج بدل کرسکتا ہے یا نہیں؟

۳۔حج بدل میں مرد جائے وہاں سے عورت کو لے جاسکتا ہے یا آگے سے بھی لے جاسکتا ہے مثال کے طور پر مکہ سے یا کسی اور جگہ سے بھی لے جاسکتا ہے یا نہیں؟

۴۔خود کی بیوی ساتھ ہو تو دوسری عورت کا محرم بن سکتا ہے یا نہیں؟

۵۔ اور کسی آدمی کی بیوی فوت ہوگئی ہو وہ اپنی بیوی کے بدلے میں حج بدل کرسکتا ہے یا نہیں یعنی میری بیوی فوت ہوگئی ہے تو میں اس کے بدلے میں مکہ سے یا جدہ سے کسی عزیز عورت یا مرد کو حج کرا سکتا ہوں یا نہیں؟

اگر حج میں کسی پاکستانی میت کی جانب سے کرنا ہو تو سفر خرچ پاکستان سے لگایا جائے یا اگر حج بدل کرنے والا پہلے ہی سے مکہ کے قریب کسی سفر میں ہو تو وہی احکامات دیئے جائیں اگر کوئی شخص بلا معاوضہ حج کرے تو کیا حج بدل کافی ہوگا۔

پیار محمد، ہیرآباد جیل روڈ، حیدرآباد، ۱۱ فروری ۱۹۸۴

۷۸۶ الجواب: ۱۔ محرم سے مراد وہ مرد ہے جس سے ہمیشہ کیلئے اس عورت کا نکاح حرام ہے۔ خواہ نسب کی وجہ سے نکاح حرام ہو یا دور کے رشتے سے نکاح کی حرمت ہو۔ (عالمگیری درمختار وغیرہ)

۲۔ جو شخص خود حج بدل نہ کرسکتا ہو، وہ اپنی طرف سے کسی کو بھی حج بدل کیلئے بھیج سکتا ہے بشرطیکہ وہ اہل ہو۔ عورت کا حج بدل مرد بھی کرسکتا ہے۔ واللہ اعلم

۳۔ حج بدل کیلئے جو شرائط ہیں ان میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ حج بدل کو جانے والا، اس کے وطن سے حج کو جائے جس کی جانب سے یہ جارہا ہے۔ (ردالمحتار، درمختار) واللہ اعلم۔

۴۔ آدمی اپنی بیوی کے ساتھ، اپنی محرم عورتوں کو بھی لے جاسکتا ہے مثلاً ماں، بیٹی، بہن، خالہ، پھوپھی وغیرہ جو اس کے نکاح میں کبھی نہیں آسکتی ہیں۔ (عامہ کتب)

۵۔ مرنے والا خواہ مرد، خواہ عورت، جس پر حج فرض ہے، اگر اس نے ادا نہ کیا اور وصیت بھی نہ کی تو بالا جماع گنہگار ہے۔ اگر اس کی طرف سے حج بدل کرانا چاہے تو کرا سکتا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ امید ہے کہ ادا ہو جائے۔ اور اگر وصیت کر گیا کہ ترکہ کے تہائی مال سے حج کرایا جائے۔ اور اس صورت میں اگر تہائی مال کی مقدار اتنی ہے کہ وطن سے حج کے مصارف کیلئے کافی ہے تو وطن سے آدمی بھیجا جائے ورنہ میقات کے باہر جہاں سے بھیجا جاسکے۔ (درمختار) اور اگر اس پر حج فرض ہی نہ تھا تو

https://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وارث اس کی جانب سے، جیسے میسر آئے، حج کراسکتا ہے۔ واللہ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ جمادی الاولی ۱۴۰۴ھ

عورت عدت موت میں ہو تو حج کو نہ جائے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: میرے والد محترم سعودی عرب میں ملازمت کرتے ہیں انہوں نے میری والدہ کیلئے حج ڈرافٹ ارسال کیا تھا جو کہ حج کیلئے منظور ہوگیا۔ اس دوران بتاریخ ۲۸ مئی ۱۹۸۴ء کو میرے والد کا انتقال ہوگیا۔ اور میری والدہ اس وقت عدت میں ہیں۔ اس کے علاوہ محرم اور غیر محرم کا بھی مسئلہ ہے۔ تو ان دونوں صورتوں میں میری والدہ اس سال حج کو جاسکتی ہیں یا نہیں۔ مہربانی فرما کر قرآن اور سنت کی روشنی میں اس کا جواب عنایت فرمائیں آپ کا نہایت ہی احسان ہوگا۔ عرضدار: اسلام الدین۔ کراچی، ۸ر جولائی ۱۹۸۴ء

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں آپ کی والدہ جو کہ شرعی پابندی میں ہیں اس لئے ان پر اس سال حج فرض نہ رہا کہ جب عدت پوری ہوگی زمانہ حج تو ختم ہو چکا ہوگا، یونہی آئندہ بھی جب جائیں تو محرم کا ساتھ جانا شرط ہے، اگر محرم نہ ہو تو حج فرض نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید بتاریخ ۶/۹/۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

عورت کے لئے محرم کب شرط ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین بیچ اس مسئلہ کے کہ: میرے شوہر کا انتقال ہوگیا ہے اور اس وقت میں بیوہ ہوں اور میں حج کرنا چاہتی ہوں۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب دیں۔

فقط بیگم حسین، پھلیلی پار پریٹ آباد حیدرآباد سندھ

۷۸۶ **الجواب:** عورت کو مکہ مکرمہ تک جانے میں تین دن یا زیادہ کا سفر ہو تو اس کے ہمراہ شوہر یا محرم ہونا شرط ہے خواہ وہ عورت جوان ہو یا بڑھیا (عالمگیری، درمختار) لہٰذا بغیر محرم کے حج نہیں کرسکتی۔ واللہ اعلم

العبد مفتی محمد خلیل خاں القادری البرکاتی عفی عنہ ۲۷ر جولائی ۱۹۸۴ء

حج فرض ہوا اور نہ کیا تو مواخذہ ہے

سوال: محترم قبلہ مفتی محمد خلیل خاں صاحب السلام علیکم

عرض یہ ہے کہ میں آپ سے ایک سوال عرض کرنے کی جسارت کر رہا ہوں مہربانی فرما کر اس کا جواب قرآن و حدیث کی روشنی میں عنایت فرمائیں۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سوال: میرے والد صاحب اور چھوٹی بہن جو کہ مطلقہ ہے نے اپنے اپنے حصے کی رقم حج کرنے کی غرض سے بینک میں جمع کروائی تھی لیکن بدقسمتی سے میرے بھائی فیض کا انتقال ہوگیا۔ جس کے سات چھوٹے بچے ہیں اور ایک بیوہ ہے۔ میرا بھائی بہت غریب تھا اس کے مرنے کے بعد میرے والد صاحب نے فیصلہ تبدیل کر دیا کہ اب میں حج پر نہیں جاؤں گا اور وہ رقم جو بینک میں جمع کروادی ہے ان بچوں کی پرورش کروں گا جس کا اب کوئی وارث نہیں ہے۔ لیکن چند روز بعد میرے والد صاحب کا بھی انتقال ہوگیا۔ اب یہ آپ بتائیں کہ کیا ان پیسوں سے کوئی آدمی یا ان کا دوسرا بیٹا حج کر سکتا ہے یا ان پیسوں میں ان بچوں کا حق ہوگیا کیونکہ یہ فیصلہ میرے والد نے اپنی زندگی میں کیا اور لوگوں کے سامنے کیا تھا۔

فقط آپ کا خادم محمد حسین، کوارٹر نمبر D-69 لطیف آباد نمبر ۱۰، حیدر آباد سندھ

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں اگر آپ کے والد پر حج فرض ہو چکا تھا اور پھر ادا نہ کیا اور نہ وصیت کی تو مواخذہ ہوگا۔ اگر ان کے ورثہ سب بالغ ہوں اور ان کی طرف سے حج بدل کرانا چاہیں تو کرا سکتے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ امید ہے ادا ہو جائے گا اور اگر حج کی وصیت کی تو تہائی مال سے کرایا جائے۔ (عالمگیری وغیرہ بحوالہ بہار شریعت) حج بدل ان کا بیٹا بھی کر سکتا ہے اور کوئی دوسرا شخص بھی۔ بہتر یہ ہے کہ حج بدل کیلئے ایسا شخص بھیجا جائے جو خود حج فرض ادا کر چکا ہو اور ایسے کو بھیجا جائے جس نے خود حج ادا نہیں کیا ہے جب بھی حج بدل ہو جائے گا۔ (عالمگیری) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۹۸۴/۸/۶ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

محرم کے اخراجات نہ ہوں تو بھی محرم ضروری ہے

سوال: جناب اعلیٰ مفتی محمد خلیل خاں برکاتی صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: مسئلہ یہ ہے کہ ایک عورت جو غیر شادی شدہ ہو یا اس کے شوہر کا انتقال ہو چکا ہو وہ حج مبارک کی سعادت حاصل کرنا چاہتی ہو اخراجات زیادہ ہونے کی وجہ سے کسی محرم کو اپنے ساتھ نہیں لے جا سکتی، ایسی صورت میں کیا عورت بغیر کسی محرم کے حج پر جا سکتی ہے یا نہیں؟

جناب عالی! اب جب کہ سفر بذریعہ طیارہ تین یا چار گھنٹے کا ہے اور اب سفر اتنی دور کا نہیں ہے کہ اب کسی محرم کا ساتھ ہونا ضروری ہو۔ بحوالہٗ جناب عالی مولانا مولوی حکیم ابو العلا محمد امجد علی صاحب، رضوی حنفی سنی قادری برکاتی بہار شریعت صفحہ نمبر ۱۴ اور ۱۵ پر لکھتے ہیں کہ

عورت کو مکہ تک جانے میں تین دن یا زیادہ کا راستہ ہو تو اس کے ہمراہ شوہر یا محرم کا ہونا شرط ہے خواہ وہ عورت جوان ہو یا بڑھیا اور تین دن سے کم کی راہ ہو تو شوہر یا محرم کے بغیر بھی جا سکتی ہے۔

طالب علم محمد سعید، مکان نمبر D-521602، ریشم گلی حیدر آباد سندھ، بتاریخ ۱۹۸۴/۱۰/۲۴ء

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں عورت کو حج پر جانے کیلئے محرم اس کے ہمراہ ہونا شرط ہے۔ سفر کی مدت تین دن کا راستہ ہے لہٰذا تین دن کی راہ پر تیز سواری پر دو دن یا کم میں مثلاً تین چار گھنٹے میں طے کیا تو مسافر ہی ہے تین دن کی راہ آجکل کے ۵۷ میل کے سفر کے برابر ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ تیز سواری سے جلد پہنچنے پر بھی جبکہ وہ فاصلہ ۵۷ میل ہو مسافر ہوگی اور پاکستان سے مکہ تک کا راستہ تو بہت ہی لمبا ہے اس میں ضرور مسافر، ہے بغیر محرم کے حج پر نہیں جاسکتی۔ واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ رضویہ۔ درمختار، عالمگیری)

العبد مفتی محمد خلیل خاں القادری البرکاتی عفی عنہ ۲۸ر صفر المظفر ۱۴۰۵ھ

چندہ کر کے قرعہ اندازی کے ذریعہ حج کو بھیجنا

سوال: انجمن فلاح تاجران یونٹ نمبر ۱۱ نے ایک اسکیم بنائی ہے جس پر عمل درآمد آپ کی ہدایت اور دینی فتویٰ پر منحصر ہے۔ عرض یہ ہے کہ تاجران برادری ہر سال ایک حاجی کو حج پر بھیجنے کا ارادہ رکھتی ہے اور اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ ہم 60 دوکاندار سے -/Rs.500 کمیشن لیں گے، اس طرح -/Rs.30000 روپے ہوتے ہیں پھر سرعام جلسے میں آپ جیسے قابل قدر علماء اور حکومت کے کسی افسر کی زیر نگرانی اسی وقت رقم اکھٹی کی جائے گی اور اسی وقت قرعہ اندازی سے نام نکالدیا جائے گا جس کا نام ہوگا وہ شخص اس رقم سے حج کرے گا اور دوسرے لوگوں کو اس میں حصہ لینے کا ثواب ملے گا۔ اسی طرح ہر سال یہ ہی طریقہ کار رکھیں گے اور جو حضرات حصہ لیں گے بخوشی رقم دیں گے۔ اور یہ کار خیر سمجھ کر نیک کام میں حصہ لیں گے اس سلسلہ میں اہل سنت کی روسے کیا یہ عمل صحیح ہے؟ مہربانی فرما کر جواب فوری عنایت کردیں تا کہ یہ دینی کام آگے بڑھائیں۔

کارکنان انجمن فلاح تاجران لطیف آباد نمبر ۱۱، حیدرآباد

https://t.me/Tehqiqat

۷۸۶ الجواب: حج واجب ہونے کی آٹھ شرطیں ہیں اس میں ایک یہ ہے کہ سفر خرچ کا مالک ہو اور سواری پر قادر ہو خواہ سواری اس کی ملکیت ہو یا اس کے پاس اتنا مال ہو کہ کرائے پر لے سکے۔ اسی طرح کسی نے حج کیلئے مال ہبہ کیا اور اس نے لے لیا تو حج واجب ہو جائے گا۔ (عالمگیری وغیرہ) لہٰذا حج پر جانے کیلئے سوال نہ کرے اور خود لوگ خوشی سے اور کار خیر سمجھ کر نیک کام میں حصہ لیں تو یہ صورت جائز ہوگی ہاں یہاں کسی قسم کی بندش یا شرط قائم نہ کی جائے محض رضائے الٰہی کیلئے یہ عمل ہو تو یہ بات جائز ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد مفتی محمد خلیل خاں القادری البرکاتی عفی عنہ ۳۰ صفر المظفر ۱۴۰۵ھ/ ۱۴ نومبر ۱۹۸۴ء

عمرہ وحج پر جانے کے لئے عورت کے ساتھ محرم یا شوہر ہونا شرط ہے

سوال: مکرمی جناب مفتی صاحب بعد سلام کے عرض یہ ہے کہ: ایک عورت جو کہ نومسلم ہے اس کے عزیز و اقارب سب ہی غیر مسلم ہیں اس کی کوئی بھی اولاد نہیں ہے یہ جس شخص کے گھر میں رہتی ہے وہ کہتی ہے کہ اپنے شوہر سے میں نے اپنی مزدوری کر کے حج کیلئے پیسے جمع کئے ہیں اور حج پڑھنے جاؤں گی اس کا خاوند کہتا ہے کہ اگر تو حج پر جاتی ہے تو تو اس شخص کے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ساتھ چلی جا۔ جس شخص کیلئے خاوند اجازت دے رہا ہے وہ اپنی بیوی کے ساتھ حج پڑھنے جا رہا ہے کیا شرع کی رو سے یہ عورت اس شخص کے ساتھ جا سکتی ہے یا نہیں اور محلے والے بھی اس کی تائید کرتے ہیں کہ اس شخص کے ساتھ اگر اجازت دیدے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ مہربانی فرما کر اس کو جواب عطا کیا جائے عین نوازش ہوگی۔ سائل عبدالغنی

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں لا یحل لا مرأۃ تومن باللہ والیوم الآخر ان تسافر مسیرۃ و یوم لیلۃ الامعہ ذی محرم یقوم علیھا۔ جو عورت اللہ اور یوم قیامت پر ایمان رکھتی ہے اس کو حلال نہیں کہ بغیر محرم، کے کہ جو اس کی حفاظت کرے ایک منزل کا بھی سفر کرے۔ حج کا ثواب تو اسی صورت میں ہوگا کہ محرم ساتھ ہو ورنہ ثواب کی بجائے ہر قدم پر گناہ لکھا جائے گا۔ حج کے فرض ہونے کی شرائط میں جس طرح سفر خرچ شرط ہے اسی طرح عورت کیلئے محرم ہونا شرط ہے، لہٰذا یہ عورت اگرچہ بوڑھی ہی کیوں نہ ہو بغیر شوہر یا محرم کے حج پر نہیں جا سکتی، اگرچہ شوہر اجازت دے دے پھر بھی منع ہے گنہگار، ہوگی اور پھر بھی اگر چلی گئی تو گنہگار ہوگی مگر حج ہو جائے گا۔ (فتاوی رضویہ) یہی مسئلہ عمرہ کا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۱۔۱۲۔۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

حج بدل پر کیسا شخص جا سکتا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین بموجب شریعت کے بابت حج بدل کہ: جو شخص صاحب نصاب نہ ہو اور تندرست ہو اور حج کی محنت برداشت کر سکے اور صوم صلوٰۃ کا پابند ہو وہ اپنے مورث کی طرف سے حج بدل کو جا سکتا ہے یا نہیں؟

سائل محمد نعیم خان، مکان نمبر C-77 ،لطیف آباد نمبر ۷، بتاریخ ۳ جنوری ۱۹۸۵ء

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں حج بدل جائز ہے اور اگر میت نے وصیت کی تھی تو حج کرانا لازم ہے اور چونکہ وارث مورث کی طرف سے حج کر رہا ہے اس لئے حکم کی ضرورت نہیں ہے۔ (بہار شریعت)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید بتاریخ ۸۔۱۔۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

حج پر جانے کے لئے والدین سے اجازت لینا واجب ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید اور زید کے والد نے تقریباً ۲۶ سال پہلے ایک بہت معمولی سی دوکان کھولی جو خدا کے فضل سے بہت اچھی ہے جس سے تمام گھر والوں کے اخراجات شادی بیاہ لینا دینا چلتے ہیں۔ کچھ عرصہ بعد زید کے والد نے دوکان پر بیٹھنا چھوڑ دیا اور دوکان کی آمدنی میں سے ایک پلاٹ خرید کر پانچ دوکانیں بنائیں جس کا کرایا وہ پابندی سے وصول کر کے اپنے استعمال میں لاتے ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے دو حج بھی کئے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہیں اب زید کے دو چھوٹے بھائی ہیں جو کہ بالغ ہیں اور کھاتے کماتے ہیں اور (زید ان دونوں بھائیوں کی شادی کے اخراجات اٹھانے کا ذمہ دار ہے) زید نے والد سے کہا کہ میں نے حج کیلئے رقم جمع کی ہے اور حج کا فارم بھرنا چاہتا ہوں۔ زید کے والد نے جواب دیا کہ جب تک میں اجازت نہ دوں تم حج پر نہیں جا سکتے اگر جانا ہے تو تین سال کے بعد جانا۔ حالانکہ روکنے کا کوئی جواز نہیں۔ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں۔ میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ شریعت نے والد کو یہ اختیار دیا ہے کہ اولاد کو حج کی اجازت دے یا نہ دے جبکہ سوائے ضد کے کوئی عذر لاحق نہ ہو؟

سائل محمد مشتاق ولد محمد یوسف، کرانہ اسٹورز دروپ محل ہیرآباد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: حج پر جانے کیلئے ماں باپ اور وہ نہ ہوں تو دادا دادی سے اجازت لینا واجب ہے۔ بغیر اجازت جانا مکروہ ہے (درمختار وردالمحتار) خصوصاً ماں باپ اگر خدمت کے محتاج ہیں تو اجازت ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں البرکاتی غفرلہ الحمید　۱۵۔۱۔۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

حج کی قربانی سے پہلے ناخن یا بال کٹوالینا

سوال: جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

جناب عالی گزارش یہ ہے کہ: میری صاحبزادی اور داماد اور ان کے چار بچوں نے حج کے ارکان ادا کیے۔ مگر قربانی کرنے سے پہلے صاحبزادی اور داماد نے اپنے کچھ بال کاٹ لئے، حالانکہ قربانی کے بعد بال منڈانا اور مستورات کو بال کاٹنے کا حکم ہے۔ اس سلسلہ میں علماء دین کیا فتوی دیتے ہیں کہ قربانی دوسری واجب ہوگی یا نہیں؟　فقط، حاجی عزیز الرحمٰن

۷۸۶ **الجواب:** قربانی سے پہلے مرد نے حلق کیا یعنی سر منڈایا یا خود مونڈا، اور عورت نے اپنے بال تراش لئے، یا مرد نے چہارم سر یا داڑھی کے بال دور کردیئے تو ان صورتوں میں ہر ایک پر دم لازم ہے یعنی ایک بھیڑ یا بکری ذبح کریں لیکن اس قربانی کے لئے شرط ہے کہ حرم ہی میں ہو۔ یہاں ایک کی بجائے ہزار کردیں تب بھی کافی نہیں۔ درمختار میں ہے یتعین الحرم لا حل۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

کتاب النکاح والطلاق

باب الکفو

کفو کا بیان

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین ان مسائل کے بارے میں کہ: زید نے اپنی لڑکی کا نکاح اپنی برادری کے علاوہ کسی مسلمان سے کر دیا، زید کی برادری نے زید کے اس فعل کو ناجائز سمجھتے ہوئے ذات برادری سے خارج کر دیا۔ نیز زید کی لڑکی کے نکاح میں جو دو چار آدمی برادری کے شامل ہوئے تھے ان میں سے کسی کو معاف اور کسی کو ذات سے خارج کرنے کا فیصلہ کر دیا۔ اس نامنصفانہ اعلان سے برادری میں انتشار اور جذبہ نفرت پھیل گیا اس پر دوبارہ پنچایت کرانے کا اعلان کیا گیا دوبارہ پنچایت کو بھی سابقہ فیصلہ کرنے والے گروہ نے شور وغل کر کے ناکام بنا دیا۔

پھر تیسری بار انتشار دور کرنے والے گروہ کے حامیوں نے، اپنے دستخطوں سے پنچایت بلائی قریب قریب لوگ آئے، بحث وتمحیص کے بعد سات افراد کو فیصلے کا اختیار دیا گیا اور ان فیصلہ کرنے والوں نے سب کے روبرو کلمہ طیبہ پڑھا اور حاضرین سے پڑھوا کر اقرار کر لیا جو بھی فیصلہ ہم کریں گے آپ کو منظور ہوگا۔ اور سب نے اقرار کر لیا۔ یہ فیصلہ کرنے والے پنچایت سے اٹھ، کر کسی تخلیہ میں گئے اور دو گھنٹے کے صلاح ومشورہ کے بعد فیصلہ سنانے آئے۔

(فیصلہ یہ تھا)

الف۔ زید نے اپنی لڑکی کا نکاح برادری کو چھوڑ کر غیر برادری سے کیا اس کے عوض ذات سے خارج کیا گیا۔

ب۔ زید کی لڑکی کے نکاح میں شریک ہونے والی ایک بیوہ کو (جو کہ دو سال قبل اپنی لڑکی کا نکاح بھی غیر برادری میں کر چکی تھی) ذات سے خارج (قطع تعلق) کیا گیا۔

ج۔ زید کی لڑکی کے نکاح میں بکر نامی، شرکت کرنے والے ایک شخص کو فیصلہ سنایا گیا (یہ وہ بکر ہے جو چار سال قبل اپنی لڑکی کا نکاح غیر برادری میں کر چکا تھا۔ اور جس کو دو سال قبل معافی دی جا چکی تھی۔) کہ اگر وہ برادری کے ساتھ رہنا چاہے تو اپنی لڑکی جس کو وہ غیر برادری میں شادی کر چکا ہے سے قطع تعلق کر لے اور معافی مانگے۔ اگر لڑکی کو نہیں چھوڑ سکتا تو برادری میں شامل نہیں ہو سکے گا۔ اس فیصلہ پر بکر نے بہت کچھ عذر کیا کہ آپ صاحبان ایسا ظلم تو نہ کریں برادری کی خاطر اولاد کو جدا کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔ مگر برادری کے رسم ورواج میں شدت کرنے والوں نے ایک عرض نہ سنی۔ اس پر کسی مسئلہ کے واقف کار نے فیصلہ کنندگان کو توجہ دلائی کہ اس فیصلہ میں کتاب وسنت کے خلاف بکر کو اپنی بیٹی چھوڑنے پر مجبور کیا جا رہا ہے جو حدیث میں قطع

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صلہ رحمی کہلاتا ہے۔ کسی مسلمان برادری کا ایسا فیصلہ کرنا اور منظور کرنا گناہ سے خالی نہیں۔

اس پر فیصلہ کنندگان نے قطع صلہ رحمی کے مسائل سے ناواقفیت کا اظہار کیا جس پر برادری نے موجودہ فیصلے پر ترمیم کا اختیار دیا چنانچہ فیصلہ کنندگان نے پھر باہمی مشورہ کے بعد برادری کے خلفشار کا اندازہ لگاتے ہوئے پانچوں قصورواروں کو معاف کر دیا اور پنچایت، فیصلہ مناسب کے بعد برخاست ہو گئی۔

تشدد پسند طبقہ اس وقت تو فیصلہ کو مان کر چلا گیا دوسرے روز ہی کھلم کھلا فیصلہ سے انحراف کا پروپیگنڈہ شروع کر دیا اور کہا کہ ہم برادری کے فیصلہ کو برادری کے رسم و رواج کے مطابق چاہتے ہیں۔ ہم برادری کے فیصلہ کو قرآن و سنت کی روشنی میں نہیں چاہتے۔

چنانچہ مندرجہ بالا واقعات کی روشنی میں مندرجہ ذیل سوالات کا جواب مطابق کتاب و سنت بہ حوالۂ کتب عنایت فرمایا جائے تاکہ وقتِ اصلاح برادری، کام آسکے۔

۱۔ کیا مسلمانوں کی کسی برادری کو (خواہ نسل و پیشہ کی بنیاد پر جو ایک برادری کہلاتی ہے) یہ اختیار پہنچتا ہے کہ وہ اپنے گروہ کے کسی فرد کو صرف اس بات پر (جو اوپر مذکور ہوئی) ذات سے خارج کر کے تکلیف پہنچائے اور اس کے ساتھ ملنے، جلنے، کھانے، پینے پر پابندی لگا دے (تاکہ وہ شخص اپنے تمام متعلقہ رشتے داروں سے کٹ کر رہ جائے جو قطع صلہ رحمی کے مترادف ہے۔) کہ اس نے اپنی لڑکی غیر برادری کے مسلم شخص سے بیاہ دی ہو۔

۲۔ یہ کہ مذکورہ بالا واقعہ میں فیصلہ کنندگان نے برادری سے وعدہ لیا تھا کہ ہر صورت میں ہمارا فیصلہ قابل قبول ہوگا۔ کوئی فیصلہ کے بعد وعدہ خلافی نہ کرے۔ جبکہ فیصلہ خلاف کتاب و سنت ہو تو ایسے اشخاص جو وعدہ کے بعد خلاف ورزی پر اتر آئیں تو ان کیلئے کیا حکم ہے؟

۳۔ کوئی مسلمان یا برادری اپنے تنازعات کے فیصلہ کے موقع پر برادری کے رسم و رواج کو قرآن و سنت کے احکامات پر ترجیح دے تو وہ اس صورت میں گناہ گار ٹھہرے گا یا نہیں؟

۴۔ مسلمان برادری کے افراد اگر یہ کہیں کہ ہم قرآن و سنت کے مطابق فیصلہ کریں گے تو ہماری قوم کی گروہ بندی ختم ہو جائے گی اور اگر قومی رسم و رواج پر فیصلہ کریں گے تو قوم کی شیرازہ بندی ہو سکتی ہے۔ ایسا خیال کرنا یا عمل کرنا گناہ سے خالی ہوگا یا نہیں؟

۵۔ برادری کے رسم و رواج اور قرآن و سنت کے احکامات میں اگر ٹکراؤ ہو جائے تو برادری کو ان دونوں میں سے کس کو ترجیح دینی چاہیے؟

۶۔ کوئی برادری جان بوجھ کر برادری کیلئے ایسے قوانین بنائے جو خلاف کتاب و سنت ہوں تو ایسی برادری کا اسلام میں کیا درجہ ہے؟

۷۔ کیا برادری اپنے رسم و رواج کی عدم پابندی پر کسی شخص کو کسی قسم کی سزا دینے کی مستحق ہے؟

سائل عبدالغنی ٹیلر ماسٹر، بلبلانی گٹی شاہی بازار، حیدرآباد، پاکستان، مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۶۴ء

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب:** کفاءت کا اعتبار عرف دُنیوی پر ہے اور اس زمانہ میں تقویٰ و دیانت پر عزت کا مدار نہیں۔ بلکہ اب تو دنیاوی عزت و وجاہت دیکھی جاتی ہے۔ تو جو لوگ عرف میں وجاہت والے کہے جاتے ہیں۔ وہ باہم ایک دوسرے کے کفو ہیں۔ اب اگر بالغہ عورت خود اپنا نکاح کسی ایسے مرد سے کر لے جو نسب اور دنیاوی وجاہت میں اتنا کم نہ ہو کہ اس سے نکاح عورت کے اولیاء کیلئے باعث ننگ و عار ہو تو شرعاً یہ نکاح نافذ و صحیح ہے۔ نہ کہ جب ایسے دنیاوی وجاہت والے سے جو نسب میں اولیا زن سے کم نہیں خود اولیائے زن یعنی عورت کے سرپرست و والدین عورت کا نکاح کر دیں۔ ظاہر ہے کہ یہ نکاح یقیناً نافذ و صحیح ہے۔ اگرچہ برادری سے باہر کیا گیا۔ تو جب شریعت مطہرہ اس باب میں مانع نہیں آتی تو برادری کے نام نہاد مراسم اس میں آڑے نہیں آ سکتے۔ اصل حکم اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ حکم شرع کے خلاف کسی حکم و رسم و رواج کو ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ کہ ان الحکم الا للہ۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا طاعة لمخلوق فی معصية الله خدا اور رسول کے خلاف کسی کی فرمانبرداری نہیں۔ تو برادری کے نام پر جو شور و غل برپا کیا جا رہا ہے۔ وہ مسلمانوں کی شان سے بعید ہے۔ صرف خدا اور رسول کا فیصلہ ہر حال میں قابل قبول اور ہر صورت میں نافذ ہے۔ کسی برادری پنچایت وغیرہ کو یہ حق نہیں پہنچتا۔ پھر سزا بھی ایسی سخت جس کی صریح ممانعت وارد ہے۔ قطع رحم، بدترین ظلم ہے اور اس میں اعانت ظلم کی اعانت ہے۔ ایسی برادریوں اور پنچایتوں کو توڑ دینا واجب ہے۔ جنکی بنیاد صریح ظلم اور خدا و رسول کی نافرمانی پر ہو قال اللہ تعالیٰ و تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الا ثم والعدوان۔ نیکی و پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو لیکن گناہ و زیادتی پر کسی کی اعانت نہ کرو واللہ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ

اولاد کے نکاح کے بارے میں باپ کی وصیت

سوال: بحضور جناب مفتی صاحب آداب تسلیمات!

بعد واضح ہو کہ مندرجہ ذیل مسائل کا از روئے شرع مع ثبوت کے فتویٰ عنایت فرمائیں

ایک بیوی کا شوہر مرتے وقت یہ وصیت کر گیا کہ میرے مرنے کے بعد میری جو لڑکی ہے اس کا رشتہ میرے بھائیوں کے گھر بالکل نہیں دینا۔ جب یہ فوت ہو گیا تو اس کی دو چھوٹی چھوٹی بچیاں رہ گئیں۔ ان بچیوں کو ان کی ماں نے بڑی محنت سے پالا۔ اور اب جوان ہو گئیں۔ ان کی تنگدستی کے زمانے میں کسی رشتہ دار نے ان لڑکیوں یا ان کی ماں کو کسی طرح کی مدد یا پرورش کیلئے سر پر ہاتھ نہیں دیا۔ اب سب لڑکیاں جوان ہو گئیں تو وہی شخص رشتہ کیلئے قریب ہوا۔ جس کے گھر لڑکیوں کا رشتہ دینا اس بیوی کا خاوند منع کر گیا تھا۔ اس بیوی کے بھائی اور والد زور لگاتے ہیں کہ رشتہ اس کو دیا جائے زبردستی رشتہ دے رہے ہیں لیکن بیوی یعنی ان لڑکیوں کی والدہ کا کہنا ہے کہ میرا شوہر منع کر گیا ہے میں ان کے گھر کبھی نہیں دونگی۔ اور بیوی کا کہنا ہے کہ آج تک میری کسی طرح کی مدد کسی شخص نے نہیں کی۔ میں لڑکیوں کی خود ذمہ دار ہوں اور خاوند کی وصیت کو پورا کرونگی۔ لیکن یہ لوگ بیوی کے ارادے کے خلاف زبردستی کرتے ہیں۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۱۔اب یہ عرض ہے کہ ازروئے شرع آگاہ کریں کہ کیا بیوی کو خاوند کی وصیت پر عمل کرنا چاہیئے کہ نہیں۔اگر بیوی خاوند کی وصیت پر پورا عمل نہ کرے تو شرع کیا کہتی ہے؟

۲۔کیا بیوی کا لڑکیوں پر اختیار ہے کہ جہاں چاہے ان کا رشتہ دے؟

۳۔کیا (بیوہ) بیوی کے بھائی اور والدین لڑکیوں کا بغیر مرضی بیوی (یعنی ماں) کے زبردستی نکاح کرا سکتے ہیں؟ اور نکاح بھی ان کے ساتھ جن سے انکا خاوند منع کر گیا ہو؟

۴۔اگر یہ زبردستی نکاح کرادیں تو عیب (گناہ) ہے کہ نہیں۔اگر عیب ہے تو کس پر ہے؟

۵۔اگر یہ زبردستی نکاح کرادیں بیوی کی مرضی کے خلاف تو خاوند جو وصیت کر گیا تھا اس کے حکم کے خلاف ورزی کرنے پر بیوی پر گناہ ہے کہ نہیں؟

برائے کرم ان پانچوں سوالوں کے مکمل جواب عنایت فرمادیں آپکی نہایت مہربانی ہوگی۔

آپکا تابعدار: صوفی محمد فیروز قادری، ریلوے اسٹیشن پشاور کینٹ، ۱۹۶۶ء ۱۲/۲/

۷۸۶الجواب: لڑکی جبکہ جوان یعنی بالغہ عاقلہ ہے تو اس کا نکاح بغیر اس کی اجازت کے کوئی نہیں کر سکتا یہاں تک کہ نہ اس کا باپ نہ بادشاہ اسلام (کذا فی درالمختار وعالمگیری) متوفی کی بیوی اپنے شوہر کی وصیت پر عمل کر سکتی ہے جبکہ کوئی امر خلاف شرع مثلاً قطع رحمی وغیرہ لازم نہ آئے۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ شوال ۱۳۸۵ھ

غیر سیّد کا سیّد سے نکاح

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام بیچ اس مسئلہ میں کہ: ایک لڑکا جو غیر سیّد ہے اس کی ایک سید نے پرورش کی اور بلوغت کو پہنچایا ہے اب اس لڑکے کی شادی اگر سیّد خاندان سے کی جائے تو فضیلت اہلبیت کی شان کے خلاف ہے یا نہیں؟ اور ازروئے شرع اس کے لئے کیا حکم ہے؟ بینو ابالبرھان اجرکم عنداالرحمٰن

فقیر محمد شاہ، گاڑی کھاتہ حیدرآباد، بتاریخ ۱۹۶۹ء ۲۶/۴/

۷۸۶الجواب: اگر وہ لڑکا قریشی ہے اگرچہ ھاشمی نہیں تو اس کی شادی ہر خاندان قریش سے اگرچہ وہ ہاشمی نہ ہو سکتی ہے کہ قریش میں جتنے خاندان ہیں وہ سب باہم کفو ہیں کہ قریشی غیر ہاشمی قریشی ہاشمی کا کفو ہے اور اگر وہ لڑکا قریش سے نہیں مگر نسب وغیرہ میں عورت سے کم بھی نہیں کہ اس سے نکاح عورت کے اولیاء کیلئے ننگ و عار کا باعث ہو تو بھی نکاح میں کوئی حرج نہیں اور اگر معاملہ اس کے برعکس ہو کہ اولیائے زن کیلئے اس کے ساتھ نکاح کرنا دنیاوی ننگ و عار کا باعث بھی ہے تو پھر احتراز ضروری ہے (درالمختار، ردالمختار) وغیرہ۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ صفر ۱۳۸۹ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بالغہ کو اپنے نکاح کا اختیار ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ: کافی عرصہ ہوا میرے شوہر شمشاد بیگ ولد ولایت بیگ نے زبانی وتحریری شرعی طور سے تین الفاظ کے ساتھ اور گواہان کے سامنے طلاق دیدی میرے سوا میری بیوہ والدہ کا کوئی وارث نہیں میں عقد ثانی کیا اپنی مرضی سے کر سکتی ہوں کیا طلاق ہو جانے کے بعد بھی جبکہ میں بالغ ہوں ولی کی ضرورت ہے؟

طالب جواب، زاہدہ بیگم مطلقہ شمشاد بیگ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: مذکورہ بالا صورت میں جبکہ زاہدہ بالغ ہے اسے اپنے نفس پر اختیار حاصل ہے۔ جس مرد سے چاہے اپنی مرضی سے نکاح کرے بشرطیکہ مرد نسب وغیرہ میں عورت سے اتنا کم نہ ہو کہ اس سے نکاح عورت کے اولیاء کیلئے باعث ننگ و ... اجازت حاصل کر لینا چاہیے تاکہ اس کی دعاؤں کی برکتیں شامل حال رہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ صفر ۱۳۸۹ھ

نکاح کے بارے میں ماں کی وصیت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام دین اس مسئلہ میں کہ: ایک عورت ہندہ نے اپنے خاوند کی بہن سے وفات سے قریباً ایک سال پہلے یہ کہا تھا کہ میری لڑکی زید کے گھر نہ دینا اس کے کچھ روز بعد زید کی ساس نے بھی یہ ہی کہا کہ ہندہ نے مجھے بھی یہ ہی کہا تھا اب سوال یہ ہے کہ ان دونوں عورتوں کی بات مان لی جائے یا نہیں؟ حالانکہ زید زندہ موجود ہے اور یہ کہ ان دونوں عورتوں کی روز قیامت پکڑ تو نہ ہوگی اگر ہندہ کی مرضی کے خلاف شادی کی جائے؟ فقط مرنے والی

۷۸۶ الجوب: لڑکا اگر مناسب کفو ہے اور اس میں کوئی نقص نہیں تو پھر اس مرنے والی کی وصیت پر عمل نہ کیا جائے کنبہ دار اور لڑکی کے اولیاء اگر چاہیں تو لڑکی کا نکاح زید کے گھرانے میں کر سکتے ہیں اور اس صورت میں انشاء اللہ تعالیٰ ان دونوں عورتوں پر بھی آخرت میں کوئی مواخذہ نہ ہوگا۔ قال اللہ تعالیٰ تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان یعنی نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ میں زیادتی پر مدد نہ کرو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ ذی قعد ۱۳۸۹ھ

کفو کے شرعی معنی

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب اعلم علماء دین السلام علیکم عرض ہے کہ: ایک لڑکی نے اپنی سہیلی کے بہکانے اور ورغلانے سے بغیر اپنے والدین کی اجازت کے کسی غیر کفو میں نکاح پڑھ لیا، ان کی زبان مختلف ہے اور اسے غیر کفو میں یعنی لڑکی کی قوم میں معیوب سمجھا جاتا ہے کیونکہ مقامی ہے۔ ایسی صورت میں کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے میں۔

کیا اس لڑکی کا نکاح ہوا کہ نہیں۔ بغیر والدین کی اجازت کے نکاح جائز ہے یا ناجائز ہے۔ اس کا جواب از روئے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شرع میں فرمائیں؟ العارض عبدالرشید، نزد مدینہ مسجد سرے گھاٹ حیدرآباد، ۲۵ نومبر ۱۹۸۰ء

۷۸۶ **الجواب**: مقامی وغیر مقامی ہونا، کفو اور ہم پلہ ہونے میں کوئی دخل نہیں رکھتا۔ لہٰذا بالغہ لڑکی نے بے رضائے ولی خود اپنا نکاح خفیہ، خواہ اعلانیہ کرلیا تو اس کے صحیح منعقد ہونے کیلئے یہ شرط ہے کہ شوہر اس کا کفو ہو یعنی مذہب یا نسب یا پیشے یا چال چلن میں عورت سے ایسا کم نہ ہو کہ اس کے ساتھ اس کا نکاح، لڑکی کے اولیاء کیلئے ننگ و عار اور بدنامی کا باعث ہو۔ اگر ایسا ہے تو وہ نکاح نہ ہوگا، ورنہ صحیح ہے۔ في الدر المختار ويفتي في غير الكفو بعدم جوازه اصلا وهو المختار للفتوى لفساد الزمان۔ البتہ ماں باپ کو ناراض کرنے کا وبال لڑکی پر ہو تو جدا امر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ محرم الحرام ۱۴۰۱ھ

کفو میں نکاح کی وجہ سے حقہ پانی بند کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک عاقل بالغ مطلقہ عورت نے اپنی مرضی سے بعد گزرنے زمانہ عدت دوسرے شخص سے نکاح کرلیا، اپنے والدین کی رائے کے خلاف، تو جو لوگ اس نکاح میں شامل تھے یا کسی طرح کی کوشش اس نکاح کیلئے کرتے تھے ان میں سے بعض کا حقہ پانی برادری کے ایک چودھری نے بند کردیا، کیا شامل ہونے والے اور کوشش کرنے والے لوگ کسی جرم کے مرتکب ہوئے تھے اور چودھری کا یہ فعل جائز اور درست ہے یا نہیں؟ براہِ کرم جواب رحمت دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔ بینوا، توجروا محمد اکرم انصاری، لطیف آباد یونٹ نمبر ۱۲

۷۸۶ **الجواب**: لڑکی جب عاقلہ بالغہ ہے اس نے اپنی مرضی سے کفو میں یعنی اپنی برادری میں ایسے شخص سے نکاح کیا جو عورت سے نسب وغیرہ میں اتنا کم نہیں کہ اس سے نکاح عورت کے باپ دادا وغیرہ کیلئے باعث ننگ و عار ہو تو یہ نکاح صحیح ہوا۔ حدیث شریف میں ہے کہ ثیب جو کنواری نہ ہو ولی سے زیادہ اپنے نفس کی حقدار ہے (مسلم شریف) درمختار وغیرہ میں ہے کہ نفذ نکاح حرة مكلفة بلا رضا ولي یعنی عاقلہ بالغہ کا نکاح ولی کی رضا کے بغیر نافذ و صحیح ہے، ہاں اگر یہ نکاح اپنے کفو میں نہ ہوتا تو بلکہ غیر کفو میں ہوتا تو نہ مانا جاتا۔ اور جب نکاح صحیح ہے تو نکاح صحیح میں شرکت کوئی جرم نہیں۔ چودھری نے جو کچھ حکم شرعی کے خلاف کیا مسلمان اس کی بات خدا اور رسول اللہ ﷺ کے خلاف نہ مانیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۱ھ

سیّد اور غیر سیّد کون؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ

۱۔ سیّد کس کس کی اولاد کو کہا جاتا ہے۔ صرف حضرت علی کی فاطمی اولاد کو یا غیر فاطمی اولاد کو بھی۔ نیز کیا بنی ہاشم کے دیگر افراد کو بھی سیّد کہہ سکتے ہیں؟

۲۔ کیا سیّد کو گیارہویں شریف کے نام پر نکالی ہوئی رقم دے سکتے ہیں؟

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۳۔ کیا سیّدہ عورت سے غیر سیّد مرد کا نکاح ہو سکتا ہے۔ نیز بنی ہاشم کی دیگر عورتوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟
تفصیل سے جواب مرحمت فرمائیں اور فقہ حنفی کی کتابوں کا حوالہ دیں۔ والسلام۔
المستفتی زوار حسین عباسی حنفی، معرفت کیفے رضا C-20 بلاک N، نارتھ ناظم آباد کراچی ۳۳ر

۷۸۶ الجواب: ۱۔ مولیٰ علی سے امامین کریمین حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد سیّد کہلاتی ہے۔ غیر فاطمی اولاد بنی ہاشم میں شمار ہے۔ سادات میں نہیں۔ واللہ اعلم

۲۔ گیارہویں شریف کے نام پر نکالی گئی رقم کا کسی کو دینا صدقہ نافلہ ہے۔ اور صدقہ نفلی نیز اوقاف کی آمدنی بنی ہاشم کو دے سکتے ہیں۔ (درالمختار وغیرہ) واللہ اعلم

۳۔ لڑکی کہ سیدہ ہے اگر بالغ ہو اور اگر اس کا کوئی ولی نہ ہو تو وہ اپنی خوشی سے سیّد سے نکاح کر سکتی ہے اور اگر اس کے اولیاء موجود ہوں اور وہ قبل عقد اس پر راضی ہوں تب بھی نکاح ہو سکتا ہے (فتاوی رضویہ وغیرہ) اور جب سیّدہ سے غیر سیّد کا نکاح بہ شرائط مذکورہ صحیح ہے تو بنی ہاشم کی دیگر عورتوں کے ساتھ بدرجہ اولیٰ درست ہے۔ واللہ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ر جمادی الاخریٰ ۱۴۰۱ھ

بلوغت کی عمر اور کفو

سوال: قابل قدر و قابل صد احترام محترم جناب مفتی صاحب
دار العلوم احسن البرکات، حیدر آباد، سندھ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب عالی!

عرض یہ ہے کہ ایک مسئلہ پر فتویٰ درکار ہے۔ درخواست ہے کہ مکمل شرعی لحاظ سے جواب سے سرفراز فرمائیں۔ شکریہ
مسئلہ۔ میرے چچا کی بیٹی نے اپنی مرضی سے گھر والوں سے چھپ کر نکاح کر لیا ہے۔ نکاح اس طرح ہوا کہ وہ بہانہ کر کے گھر سے نکلی اور جس سے نکاح کیا اس کے ساتھ کورٹ سے مختار نامہ نکلوا کر جو کہ غلط بیانی پر مبنی تھا۔ کسی اور مقام پر نکاح کر لیا۔ جہاں محلے کے چند لڑکے موجود تھے۔ اس کے بعد لڑکے کے بڑے بھائی نکاح نامہ لائے اور مصالحت کی بات کی۔ لڑکے والے مکمل طور پر لڑکے کی حمایت پر ہیں۔ ہماری ان لوگوں سے کسی بھی قسم کی کوئی رشتہ داری نہیں ہے۔
ہمارے گھر والوں نے ان کی مصالحت کے جواب میں یہ کہا کہ اب ہمارا اس لڑکی سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی اب کبھی ہم اس (لڑکی) کو اپنی دہلیز پر چڑھنے دیں گے ہمارے لئے وہ مر گئی ہے اور ساتھ ہی تمام رشتے داروں سے یہ کہہ دیا کہ جو کوئی بھی اس سے ملے گا ہم اس سے رشتے داری ختم کر لیں گے۔ اب اگر لڑکی کے ماں، باپ، بہن، بھائی، میں سے کوئی اس سے ملتا ہے تو اس صورت میں ہم ان سے نہیں ملیں گے۔ اور نہ ہی ہم ان لوگوں سے کوئی بات چیت کرتے ہیں جو اس نکاح کے معاملے میں کسی طرح بھی شریک تھے اب سوال یہ ہے کہ ہمارا یہ عمل اسلامی طور طریقے کے مطابق ہے یا ہم سے کوئی غلطی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سرزد ہورہی ہے؟ اور لڑکی کا یہ عمل اسلامی نکتہ نگاہ سے کیا حیثیت رکھتا ہے؟

لڑکی بالغ ہے اور عمر 23 تئیس سال ہے۔ جس دن وہ گئی تھی اس دن اس کی شادی کی تاریخ طے ہونے والی تھی۔

عتیق احمد عباسی، صرافہ شاہی بازار بلال اسٹریٹ، حیدرآباد سندھ، بتاریخ 25/10/1982

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: لڑکی کم از کم نو برس میں اور زیادہ سے زیادہ پندرہ برس کی عمر میں بالغہ ہوتی ہے۔ اور بالغہ بے اذن ولی اپنا نکاح کر سکتی ہے۔ مگر کفو میں یعنی جس سے نکاح کرے وہ مذہب یا نسب یا پیشہ یا چال چلن میں اس سے کم نہ ہو کہ اس کے ساتھ نکاح ہونا اس کے ولی کیلئے ننگ و عار ہو اگر وہ لڑکا جس سے لڑکی نے نکاح کیا اس کا کفو ہے تو یہ نکاح صحیح و درست ہے لڑکی بالغہ ۲۳ سال کی ہے اس پر کسی کو ولایت جبریہ حاصل نہیں ہے۔ (فتاویٰ رضویہ) درمختار، ردالمحتار و عالمگیری میں ہے نفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلاولی۔ درمختار میں ہے نفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا رضا ولی اور جب کفو میں نکاح ہوا تو اس سے ملنا جلنا جائز ہے۔ بلکہ والدین کو بھی چاہئے کہ وہ ایسی صورت میں ملنا شروع کر دیں کہ تاخیر نکاح میں ان کی جانب سے ہوئی اور لڑکی نے گناہ سے بچنے کیلئے نکاح کر لیا۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تین شخصوں کی امداد اپنے ذمہ کرم پر لی ہے ان میں سے ایک وہ نکاح کرنے والا یا نکاح کرنے والی جو نکاح کے ذریعہ حرام کاری سے بچنا چاہتا ہو یا بچنا چاہتی ہو۔

دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا جس شخص کی لڑکی بارہ برس کی عمر میں پہنچ گئی اور اس نے اس لڑکی کا نکاح نہیں کیا اور لڑکی بدکاری کے گناہ میں پڑ گئی تو اس کا گناہ لڑکی والے کے سر پر بھی ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید بتاریخ ۵/۸/۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

کفو میں بالغہ خود نکاح کر سکتی ہے

سوال: عرض ہے کہ مسماۃ جنت بانو کے شوہر محمد صدیق خان ولد نصیر خان مکان ۳/ ۲۶۷ ۳ محلہ پریٹ آباد حیدرآباد کا انتقال سال ۱۹۸۰ء میں ہو گیا تھا جس کے تین بچے ہیں پہلی لڑکی بعمر ۱۰ سالہ، ۲۔ لڑکا بابر بعمر ۵ سالہ، ۳۔ افشاں بعمر ۴ سالہ منجملہ تین نفر ہیں۔ مسماۃ جنت بانو اب دوسرا عقد کرنا چاہتی ہے اور والدین جہاں لڑکی عقد کرنا چاہتے ہیں ناخوش ہیں اور لڑکی اپنی مرضی سے عقد کرنا چاہتی ہے اس کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے اس کے لئے فتویٰ صادر فرمادیں عین نوازش ہوگی۔

منظور احمد خان یکہ، مکان نمبر ۶۵۷ ۳ بلاک GI۳۸ محلہ پریٹ آباد پھلیلی حیدرآباد، مورخہ۔ ۵۸۴/ ۱۹۲۸/ ء

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: لڑکی جہاں اپنا عقد کرنا چاہتی ہے اگر وہ لڑکی کا کفو ہے مذہب، نسب، چال چلن، پیشہ کی بات میں ایسا کم نہیں کہ اس سے لڑکی کا نکاح، لڑکی کے ولی کیلئے ننگ و عار کا باعث ہو تو بیشک وہ نکاح صحیح و لازم ہوگا۔

(فتاویٰ رضویہ) واللہ اعلم احمد میاں البرکاتی غفرلہ الحمید بتاریخ ۱۹۸۴/ ۱۶ء

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

بالغہ منکوحہ کا نکاح دوسری جگہ کر دینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتی حضرات شریعت کی رو سے کہ: ایک لڑکی سکینہ عاقل بالغ نے خود فقیر اللہ، سے نکاح کر لیا ماں باپ کی غیر موجودگی میں جب کہ اس نے ماں باپ کو کہا بھی تھا کہ میرا نکاح فقیر اللہ سے کر دیں مگر اس کے ماں باپ انکاری ہو گئے اس عاقل بالغ نے خود جا کے نکاح کیا ہے اب اس کے ماں باپ نے دوسری جگہ شادی کر دی ہے کیا نکاح پر نکاح جائز ہے یا ناجائز ہے؟ السائل فقیر اللہ

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: بالغہ جو بے رضائے ولی بطور خود اپنا نکاح خواہ اعلانیہ کرے یا خُفیہ، اس کے انعقاد و صحت کیلئے یہ شرط ہے کہ شوہر اس کا کفو ہو مذہب یا نسب یا پیشے یا مال یا چال چلن میں عورت سے ایسا کم نہ ہو کہ اس کے ساتھ اس کا نکاح اولیائے زن کیلئے باعث ننگ و عار و بدنامی ہو اور اگر ایسا ہے تو وہ نکاح نہ ہوگا فی الدر المختار و یفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا وھو المختار۔ للفتوٰی لفساد الزمان۔ اب یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ سکینہ کے والد نے دوسرا نکاح کس بنیاد پر کیا، یہ بات معلوم ہو تو پھر جواب دیا جائے گا (فتاویٰ رضویہ، جلد ۵، کتاب النکاح) واللہ اعلم

احمد میاں البرکاتی غفرلہ الحمید ۴ شعبان المعظم ۱۴۰۴ھ

۷۸۶ **الجواب:** حضرت مجیب سلمہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ لکھا حق لکھا ہے۔ وضاحت کیلئے اتنا اور سمجھ لیں کہ اگر وہ شخص اس عورت کا کفو ہے تو نکاح صحیح ہوا اور جب یہ نکاح صحیح ہوا تو دوسرا نکاح، حرام حرام حرام ہوا۔ بلکہ لڑکی کو حرام کاری کیلئے پیش کرنا ہوا۔ اور اگر ایسا ہے تو وہ تمام لوگ سخت گناہ گار اور زنا کے دلال جانے جائینگے جو اس نکاح ثانی پر راضی یا اس کے ساعی ہوئے۔ واللہ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ شعبان ۱۴۰۴ھ

باپ کا نکاح کیا ہوا لازم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین از روئے شرع متین ومبین مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ: زید نے اپنی بڑی بیٹی کے نکاح کی تقریب کے موقع پر، کثیر مہمانوں کی موجودگی میں، اپنی ایک دوسری نابالغہ بیٹی کا نکاح، بکر کے بالغ بیٹے کے ساتھ کر دیا۔ اب جبکہ منکوحہ اور منکوح بالغ ہو چکے ہیں تو بکر زید سے کہتا ہے کہ آپ اپنی لڑکی کو رخصت کر دیں تو لڑکی کا والد کہتا ہے کہ میں نے اپنی بیٹی کا نکاح دیا ہی نہیں لہذا رخصت کرنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا حالانکہ کثیر آدمی اس نکاح کے گواہ ہیں لیکن موجودہ سرکاری نکاح نامے کے فارموں میں اندراج نہیں ہوا۔ لہذا از روئے شرع شریف وضاحت فرمائی جائے کہ زید کے انکار کی کیا حیثیت ہے اور نکاح برقرار ہے یا نہیں؟

فقط سائل: محمد شفیع ولد رحیم بخش، مکان نمبر ۲۵ مدینہ کالونی یونٹ نمبر ۱۱ لطیف آباد حیدر آباد سندھ، مورخہ ۱۳ مئی ۱۹۸۴ء

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: سائل مظہر کہ زید نے دوسری نابالغہ بیٹی کا نکاح زید کے نابالغ بیٹے سے کر دیا لہذا شرعا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

باپ کا کیا ہوا نکاح لازم ہوجاتا ہے درمختار میں ہے لزم النکاح ولو بغبن فاحش بزیادۃ مھر او بغیر کفو ان کان الولی ابا او جدا لم یعرف منھما سوء الاختیار۔ لہٰذا زید کا انکار بے معنی ہے شرعاً نکاح درست ہے۔ (فتاوی رضویہ شریف جلد پنجم) واللہ اعلم بالصواب احمد میاں البرکاتی غفرلہ الحمید ۱۲ شعبان ۱۴۰۴ھ

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۲ شعبان ۱۴۰۴ھ

سیّد سے نکاح اور مولانا محمد عمر اچھروی پر اعتراض کا جواب

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین متین اس مسئلے کے بارے میں کہ: سیّدزادی سے امتی کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟ جبکہ مولانا محمد عمر اچھروی نے اپنی تقریر میں کہا ہے کہ سیّدزادی سے امتی ہرگز نکاح نہیں کرسکتا آپ سے گزارش ہے کہ اس مسئلہ کے جواب قرآن وحدیث کے ساتھ دیں۔ مہربانی ہوگی۔

فقط والسلام حافظ محمد علی قادری، خطیب مسجد قریشی شاہی بازار حیدرآباد سندھ

۷۸۷ الجواب: مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہرگز ایسا کسی تقریر میں نہ فرمایا ہوگا۔ سننے والے کو غلط فہمی ہوئی۔ مسئلہ شرعیہ ہے کہ سیّدہ کا نکاح، خود اپنی مرضی سے، کسی ایسے مرد سے نہیں ہوسکتا جو مذہب یا نسب یا پیشے میں یا چال چلن میں ایسا کم ہو کہ اس کے ساتھ عورت کا نکاح، اس کے اولیاء مثلاً اس کے باپ، دادا، چچا، بھائی، وغیرہ کیلئے ننگ وعار کا باعث ہو۔ ایسے شخص سے سیّدہ جو بالغہ بھی ہو، اگر بطور خود نکاح کریگی تو لازمی، نکاح ہوگا ہی نہیں۔ اگرچہ نہ ولی نے منع کیا ہو۔ نہ اس کی خلاف مرضی ہو۔ اور اگر ولی نے نکاح سے بیشتر اس شخص سے جو اس کا کفو، بمعنی مذکورہ نہیں، دیدہ ودانستہ، اس کی حالت پر مطلع ہوکر، سیّدہ بالغہ کو اس کے ساتھ، نکاح کرنے کی اجازت دیدی تو بیشک یہ نکاح جائز و درست ہوگا۔ اور اگر وہ شخص قریشی ہو یعنی شیخ صدیقی، شیخ فاروقی، شیخ عثمانی، تو ان سے نکاح باعث ننگ وعار بھی نہیں، کہ قریش میں جتنے خاندان ہیں وہ سب کفو ہیں۔ اور ان سے باہم نکاح قطعاً جائز وروا۔ البتہ پٹھانوں کے خاندان اس لئے اجتناب کرتے ہیں کہ سیّدہ کا احترام، بحالت زوجیت، باقی نہ رہ سکے گا۔ لیکن نکاح پھر بھی جائز ہے۔ (فتاوی رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ رجب المرجب ۱۴۰۴ھ

بالغہ پر ولایت جبریہ کسی کو نہیں ہے

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب حیدرآباد سندھ

جناب عالی! گزارش خدمت ہے کہ: لڑکی بالغ ہے کہ جس کی عمر پندرہ سال ہے اور لڑکی نکاح کرنا چاہتی ہے، اس کا باپ شادی نہیں کرنا چاہتا ہے اس لئے مہربانی فرماکر مجھکو بتادیا جائے نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟ کیونکہ لڑکی کی عمر پندرہ سال ہے عین نوازش ہوگی۔

فقط بشیر الدین ولد شہاب الدین، امانی شاہ کالونی عیدگاہ میدان پلاٹ، 685 یونٹ نمبر 11 لطیف آباد حیدرآباد، بتاریخ ۸ دسمبر ۱۹۸۴ء

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: بالغہ پر ولایت جبریہ کسی کی نہیں، ہاں اگر بالغہ اپنے کفو سے نکاح کرنا چاہتی ہے تو وہ نکاح صحیح ہوگا، شرعاً کفو کے معنی یہ ہیں کہ مذہب یا نسب یا پیشہ یا چال چلن کسی بات میں ایسا کم نہ ہو کہ اس کے ساتھ اس عورت کا نکاح اولیائے زن کیلئے باعث ننگ و عار ہو اگر وہ اس معنی پر کفو ہے تو حرہ مکلفہ کا اپنی مرضی سے بے اجازت ولی، اس سے نکاح نافذ ہو جائے گا ولی اسے ہرگز منع نہیں کرسکتے عالمگیری میں ہے کہ نفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلاولی۔ اور اگر وہ شخص اس معنی میں کفو نہیں تو پھر اس عورت کا نکاح اس سے باطل و مردود ہے۔ (فتاوی رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۲۱۱/ ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

نکاح کے بعد شوہر کا چال چلن خراب ہو جانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید کی عمر ۱۴ سال یا ۱۵ سال ہے اور ہندہ کی عمر ۱۳ سال کہ ان دونوں کو رشتہ ازدواج میں منسلک کر دیا گیا مگر ہندہ کی رخصتی نہیں ہوئی۔ اب جبکہ دونوں اچھی طرح بلوغت کی حد کو پار کر چکے ہیں۔ تو ہندہ اور اس کے والدین زید کے ساتھ رشتہ برقرار رکھنے کے خلاف ہیں بقول ان کے زید غلط صحبت اختیار کر چکا ہے نشہ کا بھی عادی ہے اور اسقدر خراب ہو گیا ہے کہ اس کے ساتھ رشتہ برقرار رکھنا ہندہ کو جہنم میں جھونکنے کے مترادف ہے۔ لہٰذا ہندہ کے والدین نے قانونی طور پر عدالت سے خلع حاصل کر لیا ہے۔ مگر زید بضد ہے کہ اس نے طلاق نہیں دی اور نہ ہی کسی کاغذ پر دستخط کیے۔ عدالت میں اس کے جعلی دستخط پیش کیے گئے ہیں۔ لہٰذا میں اس فیصلے کو نہیں مانتا۔

ادھر ہندہ کے والدین عدالت سے خلع حاصل کر کے ہندہ کا نکاح کہیں دوسری جگہ کرنا چاہتے ہیں۔ استفتاء یہ کرنا ہے کہ: ۱۔ کونسا فریق از روئے شریعت صحیح ہے، ۲۔ طلاق ہوئی کہ نہیں، ۳۔ ہندہ کا دوسرا نکاح درست ہوگا یا غلط؟

برائے مہربانی شریعت مطہرہ کی روشنی میں اس مسئلہ کو حل فرما کر عنداللہ و عندالرسول ماجور ہوں۔ یہ شادی ان کے والدین نے کروائی تھی۔ فقط والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: السائل محمد صابر، مورخہ ۸ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: صورت مسئولہ میں جبکہ بوقت نکاح، زید میں کوئی امران بداطواریوں سے نہ تھا بلکہ یہ باتیں بعد میں اختیار کیں تو عدم کفایت بعد نکاح پیدا ہوئی اور ایسی عدم کفایت اصلاً مانع صحت نکاح نہیں ہوگی ہاں اگر شوہر میں جب بعد نکاح یہ بداخلاقیاں پیدا ہوئیں تو بیوی کو خلع کا حق حاصل ہے خلع شرع میں اسے کہتے ہیں کہ شوہر برضائے خود مہر وغیرہ مال کے عوض عورت کو نکاح سے جدا کر دے۔ تنہا زوجہ کے کرنے سے نہیں ہوسکتا۔ (فتاوی رضویہ جلد پنجم) واللہ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید، ۱۵ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ، ۵ جون ۱۹۸۵ء

زبردستی نکاح

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے کے بارے میں کہ: ایک لڑکی جو بالغ ہے وہ اپنے گھر سے ہسپتال گئی اور اسی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لڑکی کا ماموں ہسپتال پہنچ گیا اور لڑکی کو رکشہ میں بٹھا کر کسی مولوی کے پاس لے گیا اور وہاں پر کسی اور شخص کے ساتھ زبردستی نکاح کروادیا لڑکی بھی رضامند نہیں تھی اور لڑکی کے والدین اور بھائی بھی رضامند نہیں۔

برائے کرم قرآن وحدیث کی روشنی میں ہمیں جواب عنایت فرمائیں۔ نصیر احمد خان، دادن شاہ محلہ حیدرآباد سندھ

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئول عنہا میں اگر لڑکی کا شوہر لڑکی کا کفو نہیں یعنی مذہب یا نسب یا پیشے یا چال چلن وغیرہ میں ایسا کم ہے کہ اس کے ساتھ لڑکی کا نکاح ہونا، لڑکی کے دیگر اولیاء باپ وغیرہ کیلئے موجب ننگ وعار ہو اور لڑکی بھی اس نکاح سے راضی نہ ہو تو جب تو یہ نکاح سرے سے ہوا ہی نہیں۔ اور اگر لڑکی راضی تھی تو یہ نکاح صحیح ہوا کہ بالغہ پر کسی کو ولایت نہیں، اجازت لینا ضروری ہے۔ جو یہاں لی گئی۔ لیکن صحت نکاح اس وقت ہے کہ شوہر کفو ہو۔ جس عورت بالغہ کا ولی موجود ہو وہ غیر کفو سے اپنا نکاح نہ تو خود کر سکتی ہے اور نہ کسی دوسرے کو اس کی اجازت دے سکتی ہے جب تک ولی اس کے غیر کفو ہونے سے مطلع ہو کر نکاح سے پہلے بالتصریح اپنی رضامندی ظاہر نہ کر دے۔ ورنہ وہ نکاح محض باطل ہوگا کہ پھر رضائے ولی سے بھی صحیح نہیں ہو سکتا۔ درمختار میں ہے نفذ نکاح حرۃ بلا رضی ولی یفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگر شوہر غیر کفو ہے اور ولی اقرب نے اجازت نہ دی تو تو نکاح باطل ہے اور اگر کفو ہے تو اگرچہ ولی نے اجازت نہ دی تب بھی نافذ ہے (فتاویٰ رضویہ)۔ واللہ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید مورخہ ۱۵/۳/ ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

کفو میں نکاح صحیح ہونے کی ایک صورت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین درمیان اس مسئلہ کہ: اگر زید کی لڑکی کی شادی بکر اپنی مرضی سے کر دیتا ہے۔ لڑکی کو بالغ ہونے کے بعد کیا یہ حق حاصل ہے کہ وہ اس عقد سے انکار کر دے کہ میں اس شوہر کو پسند نہیں کرتی۔

فقط۔ محمد اشرف، ستارہ کالونی یونٹ نمبر 10 لطیف آباد

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: فی الواقع جبکہ دختر نابالغہ کا نہ باپ، نہ دادا، موجود ہو اور ان کے سوا کسی اور نے نکاح کیا مثلاً اس کا بھائی حقیقی موجود تھا تو وہی اس کا ولی اقرب ہے اور جس سے لڑکی کا نکاح ہوا وہ اس کا کفو بھی ہو اور اس لڑکی کے مہر مثل میں کمی فاحش نہ کی ہو تو نکاح صحیح ہو گیا مگر اس لڑکی کو اختیار دیا گیا ہے کہ چاہے تو بالغہ ہونے پر اس نکاح کو پسند نہ کرے اور دعویٰ کر کے فسخ کرالے تنویر الابصار میں ہے و ان کان من کفو بمھر المثل صح ولھا خیار الفسخ بالبلوغ او العلم بالنکاح بعدہ۔ لیکن کنواری لڑکی کو یہ اختیار اس قدر ملتا ہے کہ اگر پہلے سے نکاح کی خبر ہو تو بالغہ ہوتے ہی یعنی جس وقت علامت بلوغ مثل حیض (ماہواری) وغیرہ ظاہر ہو یا پندرہ برس کامل کی عمر ہو جائے فوراً بلا توقف اس نکاح سے اپنی ناراضی ظاہر کرے اور اگر نکاح اور اگر نکاح کی خبر بالغہ ہونے کے بعد ملی تو جس وقت خبر ہوئی اسی وقت ناپسندی جتادے اور اگر ذرا دیر

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لگائی یا اس سے جدا ہوئی یا کوئی بات کی یا چپ رہی یا بیٹھی تھی کھڑی ہو گئی تو اختیار فسخ جاتا رہا (فتاوی رضویہ، درمختار جوہرہ وغیرہ)۔ واللہ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید مورخہ ۵ فروری ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

کورٹ سے اجازت لے کر نکاح

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب، السلام علیکم

گذارش ہے کہ آپ اس مضمون کو مدنظر رکھتے ہوئے اس پر فتوی صادر فرمادیں۔ عین نوازش ہوگی۔

ایک لڑکی اپنے پڑوسی لڑکے کے ساتھ گھر سے چلی گئی۔ لڑکی اور لڑکا حیدرآباد سے ٹنڈوالہیار گئے وہاں لڑکی نے عدالت سے بالغ ہونے کا سرٹیفکٹ دس روپے کے اسٹامپ پیپر پر حاصل کیا۔ جس کا دستاویزی ثبوت نکاح رجسٹرار کے پاس موجود ہے۔ لڑکی تقریباً دس پندرہ یوم اس لڑکے کے ساتھ میاں بیوی کی حیثیت سے رہی اس کے بعد لڑکی اپنے والدین کے پاس آگئی۔ پندرہ بیس دن کے بعد لڑکا اپنی بیوی کو لینے آیا تو لڑکی کے والدین نے اپنی بیٹی کو بھیجنے سے انکار کردیا۔ اس کے بعد لڑکی کے والدین نے اپنی لڑکی کا نکاح کسی دوسرے لڑکے کے ساتھ کردیا اس لڑکی نے پہلے شوہر سے طلاق نہیں لی تھی۔ لڑکی کے پہلے نکاح میں والدین کی مرضی شامل نہیں تھی۔ دوسرا نکاح والدین کی مرضی اور موجودگی میں ہوا۔

آپ سے التماس ہے کہ آپ قرآن وسنت اور شریعت کی روشنی میں فتوی صادر کریں۔ پہلا نکاح جائز تھا کہ ناجائز؟

دوسرا نکاح جائز تھا یا ناجائز؟

پہلے نکاح میں اگر والدین شامل نہ ہوں تو کیا وہ ہو جائے گا؟

پہلا نکاح غیر برادری میں ہوا تھا۔ اور دوسرا نکاح اس کے والدین نے کرایا۔

فقط: حاجی مشیر احمد، گلزار جنرل اسٹور، شاہی بازار، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: بالغہ جو بے رضائے ولی بطور خود اپنا نکاح خفیہ یا اعلانیہ کرے۔ اس کے انعقاد وصحت کے لئے یہ شرط ہے کہ شوہر اس کا کفو ہو یعنی مذہب یا نسب یا پیشے یا چال چلن میں عورت سے ایسا کم نہ ہو کہ اس کے ساتھ عورت کا نکاح ہونا اولیائے زن کے لئے باعث ننگ وعار و بدنامی ہو اگر ایسا ہے تو وہ نکاح نہ ہوگا فی الدرالمختار و یفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا وھو المختار للفتوی لفساد الزمان۔ اور اگر لڑکا لڑکی کا کفو ہو تو اس صورت میں دو مرد یا ایک مرد دو عورتوں کے سامنے ایجاب وقبول کر لینے سے شرعاً نکاح جائز وصحیح ہو جائے گا۔ خلاصہ یہ کہ اگر لڑکا غیر کفو ہے تو پہلا نکاح نہ ہوا دوسرا نکاح صحیح ہوگا اور اگر لڑکا کفو ہے تو پہلا نکاح صحیح ہوا دوسرا نکاح نہ ہوا۔ (فتاوی رضویہ) واللہ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲ جولائی ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دوسرے نکاح کی اجازت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ

۱۔ کیا شوہر پہلی بیوی کی اجازت کے بغیر دوسری شادی کر سکتا ہے؟ جبکہ پہلی بیوی شوہر کے اس فعل سے لاعلم ہے۔ کتاب وسنت کی روشنی میں یا فقہ حنفیہ کی رو سے پہلی بیوی سے دوسری شادی کے لئے اجازت نامے کی کیا حیثیت ہے۔ کیا ایسے نکاح کو شرعی یا سول عدالت میں چیلنج کیا جا سکتا ہے؟

۲۔ گاؤں دیہات خاص کر پہاڑی علاقوں میں امام مسجد کی حد ہوتی ہے۔ اپنے اپنے ایریا میں نکاح، جنازہ وغیرہ پڑھاتے ہیں اور امام مسجد ہی رجسٹرار نکاح خواں مقرر ہیں (م) کو اپنے بیٹے کے نکاح کی رسم ادا کرنی تھی۔ جس گاؤں کے امام کا کام تھا اس نے بعض وجوہات کی بنا پر طبیعت کی ناسازی کا بہانہ بنا کر دوسرے گاؤں کے امام کا حوالہ دیا جو معزز بھی تھا اور سیاسی اثر ورسوخ بھی رکھتا ہے۔ وجہ یہ تھی ایک تو لڑکی نابالغ تھی دوسرا (م) کے بیٹے کے پاس پہلی بیوی کا اجازت نامہ بھی نہ تھا۔ دونوں گاؤں کے امام اس سب حقیقت سے واقف تھے کہ (م) کے بیٹے کی پہلی بیوی علاج کی غرض سے اپنے حقیقی بھائی کے ساتھ اپنے خاوند کی اجازت سے گئی ہوئی ہے۔ ایسے نکاح اور نکاح خواں کی کتاب وسنت یا فقہ حنفیہ کی رو سے کیا حیثیت ہے؟ کیا ایسے نکاح اور نکاح خواں کو عدالت میں چیلنج کیا جا سکتا ہے؟

۳۔ شرعی لحاظ سے لڑکی کی حد عمر نکاح کیا ہونا ضروری ہے؟ یا مزید کیا شرائط ہیں۔

۴۔ زید ایک مقدمہ میں تین سال کی سزا ہو کر جیل چلا گیا۔ (ع) نے جو زید کا حقیقی دوست تھا زید کی بیوی سے ناجائز تعلقات پیدا کر لیے۔ جب زید کو جیل میں علم ہوا کہ میری بیوی ناجائز حاملہ ہے تو اس نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی۔ (ع) نے جس کے ناجائز تعلقات تھے۔ زید کے طلاق دینے کے بعد اپنے جرم پر پردہ ڈالنے کے لئے۔ دوران حمل ہی کسی مولوی کو لالچ دیکر یا بہلا پھسلا کر اپنے ساتھ نکاح کرا دیا نکاح کے تین ماہ بعد لڑکا پیدا ہوا۔ کتاب وسنت کی روشنی میں ایسے نکاح اور اس بیوی سے ہونے والی اولاد کی کیا حیثیت ہے اور ایسے لوگوں کے ساتھ تعلق رکھنا، کھانا، پینا، دعا، سلام وغیرہ شرعی لحاظ سے کیا حیثیت رکھتا ہے کیا ایسے افراد خانہ کے ساتھ تمام تر تعلقات ختم کرنے سے گناہ گاری تو نہیں؟

۵۔ (ب) کی بہن کی شادی 7 سال قبل اپنے چچا زاد بھائی کے لڑکے کے ساتھ ہوئی۔ جو والدین کا اکلوتا بیٹا ہے۔ اس عرصے میں اولاد نرینہ سے محروم رہے جس کی وجہ سے سب افراد خانہ تلخ رویہ سے پیش آتے تھے۔ اور ہر وقت اولاد نہ ہونے کے طعنہ دیتے اور دوسری شادی کی دھمکی دیتے رہتے تھے۔ (ب) تین ماہ قبل جا کر بہن کو علاج کی غرض سے ساتھ لے آیا۔ اب اطلاع ملی ہے کہ (ب) کی بہن کے شوہر نے دوسری شادی کر لی ہے اب (ب) کی بہن کا وہاں باعزت رہنا مشکل ہے۔ جب کہ پہلے ہی ان لوگوں نے اس کا جینا دوبھر کر رکھا تھا اب دوسری شادی کے بعد ان کے رویے میں مزید اضافہ ہی ہوگا اور تباہی بربادی کے امکان پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ گو کہ اللہ تعالیٰ کی علیحدگی کے فعل پر سخت ناراضگی ہے لیکن ہم لوگ بالکل بے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بس نہیں۔ کیا ایسے حالات سے علیحدگی بہتر نہیں۔ کتاب وسنت کی روشنی میں یا فقہ حنفیہ کی رو سے اس کا کوئی حل ہے؟

سائل: بشیر احمد ڈرائیور، غوثیہ چوک ٹیکسی اسٹینڈ، امریکن کوارٹرز حیدرآباد سندھ، ۳۰ مئی ۱۹۸۵ء

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: اسلام نے بشرط عدل مرد کو ایک وقت میں چار عورتوں تک سے نکاح جائز قرار دیا ہے۔ قرآن کریم میں ہے کہ فانکحوا ماطاب لکم من النساء مثنی و ثلث ورباع (القرآن) فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ ذلك ادنی الا تعولوا۔ لیکن نکاح کے بعد بیویوں کے درمیان عدل فرض ہے نئی پرانی کنواری ثیبہ سب اس حق کے وصول کرنے میں برابر ہیں، یہ عدل لباس، کھانے پینے، رہنے کی جگہ اور رات کو رہنے میں لازم ہے (خزائن العرفان) پہلی بیوی کی اجازت کی اسلام میں کوئی شرط نہیں ہے۔

۲۔ ایسا نکاح جائز و درست ہے شرعاً نکاح خواں سے کوئی مواخذہ نہیں ہے۔

۳۔ لڑکی یا لڑکے کے نکاح کے لئے عمر کی شرائط نکاح میں نہیں ہے بالغ اپنے نکاح کے مختار ہیں، یوہیں بالغ لڑکی اپنے کفو میں نکاح کرے تو نافذ رہیگا اگرچہ ولی کی اجازت

سے نہ ہو، اور نابالغ کا نکاح ان کے ولی کرا سکتے ہیں یہ نکاح بھی بعد بلوغت قائم و نافذ رہیگا۔ (عامۂ کتب)

۴۔ جب زید نے ہندہ کو دوران حمل طلاق دی تو اس کی عدت وضع حمل ہے، یعنی بچے کی ولادت کے بعد ہندہ نکاح کر سکتی ہے۔ جو نکاح ہندہ نے (ع) سے حالت حمل میں کیا وہ باطل اور حرام محض ہے سہواً ہو یا قصداً، ہندہ اگر بالغہ ہے تو اسے چاہیے کہ وہ عدت کے بعد اپنے کفو سے نکاح کرے یعنی ایسے شخص سے کہ جو مذہب یا نسب یا چال چلن یا پیشے کی نسبت میں ایسا کم نہ ہو کہ اس سے نکاح اس کے اولیاء کے لئے باعث ننگ و عار ہو۔ اگر وہ شخص کفو نہ ہو تو ولی کی اجازت کے بغیر اس کا نکاح صحیح نہ ہوگا درمختار میں ہے یفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا۔ ناجائز حمل سے اولاد جو ہوئی ہے وہ اسی کی مانی جائے گی جس کے نکاح میں ہوتے ہوئے حمل قرار پایا یعنی وہ اولاد شرعاً زید کی ہے حدیث شریف میں ہے کہا الولد للفراش وللعاھر الحجر۔ (فتاوی رضویہ)

۵۔ لڑکی کے اولیاء کو چاہیے کہ وہ لڑکی کو اس کے شوہر کے پاس بھیج دیں، اپنے گھر نہ روکیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا جو اس لئے نکاح کرے کہ ادھر ادھر نگاہ نہ اٹھے اور پاک دامنی حاصل کرے اللہ تعالیٰ اس مرد کیلئے اس عورت میں برکت دیگا اور عورت کے لئے مرد میں (طبرانی) ردالمحتار میں ہے کہ جس سے اولاد زیادہ ہونے کی امید ہو، نکاح کرنا بہتر ہے۔ اس حکم کی روشنی میں شوہر کا دوسرا نکاح مناسب ہے۔ واللہ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید مؤرخہ ۳۰/۷/۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب المحارم

استاد کا اپنی شاگرد سے نکاح

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ استاد کو، شاگردوں کے ماں باپ، اگر کوئی نذرانہ دیں تو جائز ہے یا نہیں؟

۲۔ جس بچی کو استاد نے تعلیم دی ہے اس بچی کے ساتھ استاد کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ شاگرد لڑکی استاد کیلئے بیٹی کی جگہ ہوتی ہے اور استاد بھی اس لڑکی کو اپنی بیٹی ہی کہتا رہا ہے۔ سائل حافظ محمد اسحاق، ۲۴ رشعبان ۱۳۸۶ھج

۷۸۶ **الجواب:** ا۔ بچوں کے ماں باپ استاد کو جو نذرانہ دیتے ہیں وہ استاد کو لینا جائز ہے۔ واللہ اعلم

۲۔ کسی لڑکی کو بیٹی کہنے یا بہن یا ماں کہنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس پر بری نظر نہ ڈالی جائے گی۔ اس کے کہنے سے وہ لڑکی، حقیقی لڑکی یا حقیقی بہن نہیں ہو جاتی کہ اس کے ساتھ نکاح حرام ہو جائے۔ صورت مسئولہ بالا میں استاد اپنی شاگرد سے اس لڑکی کے والدین کی رضامندی کے تحت نکاح کر سکتا ہے۔ واللہ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ مورخہ ۲۵ شعبان ۱۳۸۶ھج

سوتیلی بھانجی سے نکاح

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید نے نکاح کیا اور نکاح ہونے کے بعد ایک لڑکی ہوئی اسکے بعد زید کی بیوی مرگئی۔ پھر زید نے بکر کی بہن ہندہ کے ساتھ نکاح کر لیا اور زید کی پہلی لڑکی جو کہ پہلی بیوی سے تھی اس کا نکاح زید نے بکر کے ساتھ کر دیا تو کیا یہ نکاح شریعت میں جائز ہے یا نہیں؟ السائل سرفراز علی، پتر پارہ، ٹنڈو الہیار

۷۸۶ **الجواب:** یہ نکاح شرعاً جائز ہے۔ سوتیلی بھانجی، حقیقی بھانجی کے حکم میں نہیں۔ واللہ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ جمادی الاولی ۱۳۸۴ھج

پہلی بیوی کی اولاد سے موجودہ بیوی کی دوسری اولاد کا نکاح

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: (10 دس) (12 بارہ) سال پہلے مسمات ہندہ بیوہ ہوگئی اسے اپنے شوہر سے تین لڑکیاں ملیں چند سال گزرنے کے بعد ہندہ نے اپنی معاونت کیلئے ایک شخص مسمی زید سے شادی کر لی۔ اسکی بھی بیوی انتقال کر چکی تھی۔ اور اسکے زیر نگرانی اس کے چار بچے جس میں ایک لڑکا اور تین لڑکیاں تھیں۔ بڑی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کسمپرسی کی حالت میں پرورش پا رہے ہیں زید کے یہاں کوئی ایسا عزیز بھی نہیں تھا جو بچوں کی دیکھ بھال کرتا اس بنیاد پر کہ دونوں فریقین کے بچے ہیں ایک دوسرے کو اچھی طرح رکھیں گے شادی ہوگئی تھی۔ بارہ سال گزر جانے کے بعد دونوں طرف کے لڑکیاں اور لڑکے جو کہ پہلی بیوی اور شوہر سے تھے۔ جوان ہوگئے۔ اب کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ زید اپنے لڑکے جو کہ پہلی بیوی سے ہے۔ ہندہ کی پہلی لڑکی جو کہ سابقہ مرد سے ہے۔ شادی کرنا چاہتا ہے ہندہ بھی رضامند ہے بشرطیکہ کوئی بات اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ کے خلاف نہ ہو کیا یہ شادی جائز ہے۔ وما علینا الا البلاغ

احقر العباد سید احسن حسین، لونگ بھگت گھٹی حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** شرعاً جائز ہے کہ زید اپنی اولاد کا نکاح جو کہ سابقہ بیوی سے ہے اپنی موجودہ بیوی کی اولاد سے کردے جو کہ سابقہ شوہر سے ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ ؍ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۷ھ

دو بہنوں کا ایک ساتھ نکاح میں ہونا / سالی کو گھر میں رکھنا

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب، السلام علیکم

بعد سلام کے عرض ہے کہ مندرجہ ذیل مسئلہ پر علماء دین کیا فرماتے ہیں کہ: ۱۔ ایک شخص جو کہ خود بال بچہ دار ہے اور اپنی بیوہ ساس اور نابالغ سالوں کو بھی اپنے ہی گھر میں رکھتا ہے اس شخص کی دو سالیاں تھیں جن کی شادی ہوگئی تھی منجھلی سالی ایک بچے کی ماں تھی اور اپنے بہنوئی کے گھر پر اپنی ماں اور بھائیوں سے ملنے آیا کرتی تھی کچھ دن کے بعد اس شخص کی دونوں سالیوں کو انکے شوہروں نے کسی شک کی وجہ سے طلاقیں دیدیں اور طلاق کے بعد دونوں سالیاں اپنے بہنوئی کے گھر پر رہنے لگیں کچھ دن بعد اس شخص نے اپنے بال بچے دار بیوی کو طلاق دیدی اور اپنی چھوٹی سالی سے نکاح کرلیا اور اس شخص نے اپنی طلاق شدہ بیوی کو گھر سے علیحدہ نہیں کیا۔ بلکہ اپنے گھر میں ہی رکھے ہوئے ہے اور اسکا تمام خرچہ برداشت کرتا ہے کچھ دن ہوئے اس کے دونوں سالے جوان ہونے کے بعد اپنی بیوہ ماں اور منجھلی بہن کو لیکر دوسرے مکان میں آباد ہوگئے اور بڑی بہن جس کو اس کے شوہر نے طلاق دیدی ہے اپنے سابقہ شوہر کے گھر میں ہی رہتی ہے اس پر قوم کے معزز اشخاص نے اس شخص سے کہا کہ تم اپنی طلاق شدہ بیوی کو اپنے گھر سے علیحدہ کردو تو وہ شخص کہتا ہے کہ میں اس عورت کو جس کو میں طلاق دے چکا ہوں نوکرانی کی حیثیت سے رکھتا ہوں کبھی کسی سے کہتا ہے کہ سالی کی حیثیت سے رکھتا ہوں اور کسی سے کہتا ہے کہ میں اپنی بہن کی حیثیت سے رکھتا ہوں وہ عورت اس شخص سے پردہ بھی نہیں کرتی اس سلسلہ میں اس شخص کیلئے اور اس شخص سے ملنے والوں کے لئے خدا اور خدا کے رسول کا کیا حکم ہے۔ علمائے دین تحریر فرمائیں۔ فقط ایک سائل: منشی ندیم، میرپور خاص

۷۸۷ **الجواب:** شخص مذکور نے جبکہ اپنی منکوحہ کو طلاق دی اور عدت گزر گئی تو اب زوجہ کی بہن سے نکاح جائز ہوا، اور اگر عدت نہ گزری تھی کہ مطلقہ کی بہن سے اس نے نکاح کرلیا تو یہ نکاح حرام قطعی اور مثل زنا ہے۔ اللہ تعالیٰ فر ہے وان

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تجمعوا بین الا ختین۔ پھر صورت اولیٰ میں جبکہ عورت کی عدت گزر گئی تو عورت اس کیلئے اجنبیہ ہوگئی اور اس سے خلوت جائز نہیں بلکہ یہاں فتنہ کا اندیشہ ہے کہ معاذ اللہ سابقہ تعلقات کے باعث دونوں زنا میں ملوث نہ ہو جائیں اور صورت مسئولہ میں کہ، شوہر اپنے فعل کی کبھی کوئی تادیل کرتا ہے اور کبھی کچھ۔ شوہر مذکور کا کچھ اعتبار نہیں اس کے دل میں چور ہے۔ اہل ثروت اور محلہ و خاندان کے بااثر شخص اور ایمان والے مرد، ایمان والی عورتیں، جبریہ ان دونوں کو علیحدہ کردیں اور اگر وہ باز نہ آئیں تو ان سے ترک تعلق کرلیں نہ ان کے پاس بیٹھیں نہ ان کو اپنے پاس بیٹھنے دیں نہ انہیں اپنے گھر میں آنے دیں۔ قال تعالیٰ واما ینسینك الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۷ھ

گمشدہ شوہر کی بیوی سے نکاح

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک لڑکی کی شادی ۱۵ اگست ۱۹۶۳ء میں عبدالقیوم ولد سردار سے ہوئی تھی شادی کے بعد وہ ایک ماہ سسرال میں رہا کیونکہ اس کا گھر بار کوئی نہیں تھا اس دوران میں اس نے جھگڑا فساد شروع کیا یہاں تک کہ اس نے اپنی بیوی کو کہا کہ میں تمہیں لیجا کر کہیں فروخت کرونگا اور پھر چلا گیا آج تک اس کا کوئی پتہ نہیں ہم نے ایک نوٹس بھی دیا تھا جو واپس آگیا اور اس کا پتہ نہیں کہ کہاں ہے لڑکی کے والدین ضعیف العمر ہیں گزر اوقات کیلئے کوئی ذریعہ نہیں، کیا اس صورت میں یہ لڑکی دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے یا نہیں؟

نوٹ: اس دوران اس آدمی نے اپنی منکوحہ کی چھوٹی بہن کو بھی بری نیت سے چھیڑا تھا اور جب لڑکی نے شور مچایا تو وہ اس شر اس خوف سے بھاگ گیا جو شاید کبھی لوٹ کر نہ آئیگا۔ عاجز مستری قدرت اللہ، پریٹ آباد

۷۸۶ **الجواب:** مسماۃ مذکورہ ہرگز کسی اور سے نکاح نہیں کرسکتی قال اللہ تعالیٰ والمحصنٰت من النساء یعنی مسلمان مردوں پر نکاح والی عورتیں حرام کی گئیں اس پر لازم ہے کہ صبر و انتظار کرے یہاں تک کہ اس کا شوہر مذکور اسے طلاق دے یا اسکی موت محقق ہو جائے۔ ادعائے ضرورت حرام کو حلال نہیں کرسکتا (ھکذا فی الفتاوٰی الرضویہ وغیرہ) واللہ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ شوال ۱۳۸۴ھ

دو بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرنے والے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین درمیان اس مسئلے کے کہ: مسمی زید نے مسماۃ ہندہ بنت بکر وحوا سے نکاح کیا اور تین چار سال کے بعد ہندہ کی حقیقی بڑی بہن مسماۃ زلیخا جو دوسرے شخص کے نکاح میں تھی اپنی چھوٹی بہن مسماۃ ہندہ سے ملنے کیلئے مسمی زید کے مکان پر آئی جسکو زبردستی مسمی زید نے روک لیا اور اس سے رشتہ زن و شوہر قائم کرلیا اور اس کے شوہر کو مار بھگایا چنانچہ اس طریقہ سے دو حقیقی بہنیں جو ایک ہی ماں کے بطن سے اور ایک ہی باپ کے نطفے سے ہیں مسمی زید کے گھر یکجا ہوگئیں دوسری عورت مسماۃ زلیخا سے مسمی زید کے ہاں اولاد بھی ہوگئی ہے لہٰذا ایسی صورت میں شریعت

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے فیصلوں سے مطلع فرمایا جائے۔

۱۔ مسمی زید کی شریعت کی رو سے کیا حیثیت ہے؟

۲۔ دوسری عورت مسمات زلیخا سے پیدا ہونے والی اولاد جائز ہے یا ولد الحرام؟

۳۔ ایسے شخص سے ملنا جلنا، کھانا پینا، دعا سلام رکھنا، رشتہ داری کرنا کیسا ہے؟

۴۔ جن لوگوں نے ناواقفیت کی بنا پر یا ملزم کی غلط بیانی پر ملزم سے تعلق رکھے، اس کے ہاں کھانا کھایا، اپنے ہاں دعوتوں میں بلایا انکے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟

مندرجہ بالا استفتاء پر شریعت حقہ کا فیصلہ صادر فرمایا جائے۔

السائل: رفیق الدین قریشی، معرفت نورانی دواخانہ، چارکوارٹر گولیمار کراچی

۷۸۶ الجواب: جب ایک بہن نکاح میں ہو دوسری سے نکاح حرام قطعی ہے قال اللہ تعالیٰ حرمت علیکم امھتکم وبنتکم واخواتکم وعمتکم وخالتکم (الی ان قال) وان تجمعو ابین الاختین حرام کی گئیں تم پر تمھاری مائیں اور تمھاری بیٹیاں اور تمھاری بہنیں اور یہ کہ اکھٹی کرو دو بہنیں۔

دیکھو جس طرح آدمی پر اسکی ماں بہن بیٹی حرام ہے اسی طرح دو بہنوں کو جمع کرنا اس پر حرام ہے اس پر فرض ہے کہ فوراً اسے چھوڑ دے۔ اور جبکہ اس سے صحبت کرلی تو اب اپنی منکوحہ کو ہاتھ لگانا اس کے پاس جانا بھی حرام ہو گیا جب تک سالی کو چھوڑ کر اس کی عدت نہ گزر جائے۔ جب اسے چھوڑیگا اور اس کی عدت گزر جائیگی۔ اس وقت اپنی منکوحہ یعنی پہلی بیوی کو ہاتھ لگانا جائز ہوگا (فتاوی رضویہ بحوالہ ہندیہ) اگر زید اپنی اس حرکت سے باز آجائے اور اپنی سالی کو چھوڑ کر توبہ صحیحہ کر لے فبہا ورنہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ اسے یک لخت چھوڑ دیں نہ اپنے پاس بیٹھنے دیں نہ اس کے پاس بیٹھیں بلکہ اس کی منکوحہ اس سے دور رہے اور تا وقتیکہ زید توبہ نہ کرلے اس سے اپنے تعلقات ختم رکھے۔ واللہ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ ذی قعدہ ۱۳۸۴ھ

بیوی کے حقیقی بھائی کی نواسی سے نکاح حرام

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: قائم نے پہلے ہوتی سے نکاح کیا اور وہ حیات ہے اب وہ اپنی موجودہ بیوی کے حقیقی بھائی کی نواسی سے نکاح کرنا چاہتا ہے؟ آیا جائز ہے یا نہیں؟ السائل ولی داد بلوچ، ضلع دادو

۷۸۶ الجواب: حرام ہے اصل ان مسائل میں یہ ہے کہ جو عورتیں آپس میں محرم ہیں، ان میں جس کو مرد فرض کیا جائے دوسری اس پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو، ایسی دو عورتیں جمع کرنا ناجائز ہے۔ یہاں ایسا ہی ہے کہ اگر منکوحہ کی اولاد کو مرد فرض کرتے ہیں تو وہ دوسری اس کی بھتیجی کی بیٹی ہے اور جس طرح بھتیجی حرام ہے یوں ہی بھتیجی کی بیٹی حرام ہے اور اگر اس دوسری کو مرد فرض کرتے ہیں تو پہلی اس کی ماں کی پھوپھی ہے اور جس طرح اپنی پھوپھی حرام ہے یوں ہی ماں کی۔ اور یہاں اس سے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ بہن بھائی ایک ہی ماں باپ سے ہوں یا باپ ایک ہو اور ماں دو۔ نقایہ اور اس کی شرح جامع الرموز میں ہے وحرم علی المرء اصله وفرعه و فروع اصله القریب من الا خوات لام واب، اولا حل بهما، و بناتهن، و بنات الاخوة، وان بعدت، وصلبه اصله البعید من عماته وخالاته لاب وام، اولا حل بهما، عماته او عمات احدهما وان علت الخ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ رذی قعدہ ۱۳۸۴ھ

نکاح کے بعد بیویوں کا بدل جانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین اس مسئلہ میں کہ: دو بھائیوں کی دو بہنوں سے شادی ہوئی نکاح کے بعد جب ان کی بیویاں ان کے حوالے کی گئیں تو ایک کی دوسرے کو ملی اور دوسری پہلے کو ملی ان دونوں نے جماع بھی کیا اب یہ بتائیں کہ نکاح جائز ہوا یا نہیں؟ اور اگر نکاح جائز ہوا تو عدت واجب ہے یا نہیں؟ عدت گزارنے کے بعد ہر ایک کو اپنے نکاح والی سے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟ برائے مہربانی کتاب وسنت کی روشنی میں مسئلہ حل فرمائیں۔

۷۸۶ **الجواب:** اس صورت میں ہر مرد پر لازم ہے کہ وہ اس عورت سے جدا ہو جائے اور عورت اس وقت سے عدت میں بیٹھے جب عدت پوری ہو جائے تو پھر اپنے اپنے شوہر کے پاس واپس آ جائے کسی نئے نکاح کی ضرورت نہیں۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ ہر ایک اپنی بیوی کو طلاق دے دے اور جس سے وطی کی تھی اس سے نکاح کر لے۔ اس صورت میں کسی بھی عدت کی ضرورت نہیں۔ (حاشیہ شرح وقایہ، بحوالہ مبسوط وغیرہ) واللہ اعلم بالصواب

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ رذی قعدہ ۱۳۸۴ھ

پھوپھی بھتیجی کا ایک نکاح میں جمع کرنا

سوال: بخدمت شریف جناب مفتی محمد خلیل صاحب

گذارش یہ ہے کہ علماء دین مندرجہ ذیل مسئلہ کے متعلق کیا فرماتے ہیں کہ: زید کے چچا کے انتقال کو تقریباً 2 سال کا عرصہ گزرا ہے زید اپنی چچی سے نکاح کرنا چاہتا ہے اور اسکی چچی بھی رضامند ہے۔ زید کی بیوی بھی موجود ہے اسے بھی اس شادی پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لیکن زید کی چچی زید کی موجودہ بیوی کی سگی پھوپھی ہے۔ کیا پھوپھی اور بھتیجی ایک وقت میں زید کے نکاح میں رہ سکتی ہیں؟ قرآن وشریعت کا کیا فیصلہ ہے۔ محمد طفیل، بیراج کالونی جامشورہ

۷۸۶ **الجواب:** ایسی دو عورتوں کو کہ ان میں سے ایک کو مرد فرض کریں دوسری اس کیلئے حرام ہو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے۔ صورت مسئولہ میں اگر پھوپھی کو مرد فرض کریں تو چچا بھتیجی کا رشتہ ہوا اور بھتیجی کو مرد فرض کریں تو پھوپھی بھتیجی کا رشتہ ہوا۔ اور یہ دونوں رشتے حرام ہیں لہٰذا اپنی چچی سے کہ اسکی منکوحہ کی سگی پھوپھی ہے نکاح نہیں کر سکتا۔ (عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ ربیع الآخر ۱۳۹۰ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دو بہنوں کا ایک ساتھ نکاح میں ہونا

سوال: علمائے کرام اس مسئلہ میں کیا ارشاد فرماتے ہیں کہ: مسمات وحیدہ بیگم اور مسمات رشیدہ بیگم حقیقی ہمشیر گان ہیں مسمات وحیدہ بیگم کا عقد مسمی غفار بیگ سے ایک عرصہ ہوا ہو گیا ہے۔ اور چند اولاد بھی بقید حیات موجود ہیں۔ اب مسمات رشیدہ بیگم اپنے حقیقی بہنوئی غفار بیگ سے بموجودگی وحیدہ نکاح کر رہی ہے اور غفار بیگ بھی رضا مند ہے حالانکہ ہر دو فرائض بخوبی جانتے ہیں کہ بہ وقت دو سگی بہنیں نکاح میں نہیں لائی جا سکتی ہیں ایسی شکل میں اگر نکاح کر لیا ہے تو کیا کفارہ عائد ہوتا ہے اور بعد نکاح دونوں بیویاں حرام ہونگی یا دونوں حلال ہو سکتی ہیں؟ غفار بیگ، پھلیلی

الجواب: ۷۸۲ جب ایک بہن نکاح میں ہو تو دوسری بہن سے نکاح حرام ہے اور اس کی حرمت ایسی نہیں کہ کسی امام نے اپنے اجتہاد سے نکالی ہو جس میں دوسرے امام کو خلاف کی گنجائش ہو بلکہ اس کی حرمت قرآن عظیم نے خاص اپنی نص واضح صریح سے ارشاد فرمائی ہے کہ **ان تجمعوا بین الاختین** اور تم پر حرام کی گئی یہ بات کہ دو بہنوں کو نکاح میں اکٹھی کرو۔ تو جس طرح آدمی پر ماں، بہن، بیٹی حرام ہیں اسی طرح دو بہنوں کو جمع کرنا اس پر حرام ہے بلکہ علمائے کرام تصریح فرماتے ہیں کہ اگر آدمی اپنی زوجہ کو طلاق دے اور ہنوز اس کی عدت نہ گزری ہو کہ اس کی بہن سے نکاح کرے تو یہ نکاح حرام ہوگا۔ اب اگر نکاح کر لیا ہے تو اس پر فرض ہے کہ فوراً اسے چھوڑ دے۔ پھر اگر ابھی سالی (رشیدہ) کے ساتھ صحبت نہیں کی جب تو پہلی بیوی (حمیدہ) اس غفار بیگ کیلئے حلال ہے اور اگر نکاح کے بعد سالی (رشیدہ) کے ساتھ صحبت کر لی تو اب اپنی منکوحہ کے پاس بھی جانا حرام ہو گیا۔ جب تک سالی کو چھوڑ کر اس کی عدت نہ گزر جائے۔ جب اسے چھوڑے گا اور اس کی عدت گزر جائیگی اس وقت بیوی کو ہاتھ لگانا جائز ہوگا۔ (ہندیہ، فتاویٰ رضویہ وغیرہما) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ ربیع الاول شریف ۱۳۹۱ھ

موطوءہ عورت کی بیٹی سے نکاح حرام

سوال: عالی جناب مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی صاحب، دار العلوم احسن البرکات، حیدر آباد، السلام علیکم حسب ذیل فتویٰ درکار ہے۔

ایک مسلمان کا ایک مسلمان عورت سے ناجائز تعلق ہے تو کیا اس مسلمان کو اس عورت کی لڑکی سے عقد کرنا حلال ہے یا حرام؟ اگر حرام ہے اور شریعت کی ناواقفیت کی وجہ سے اس شخص کا عقد اس عورت کی لڑکی سے کر دیا جائے تو کیا وہ عقد جائز ہوگا؟ اور جب ناجائز ہوگا تو پھر دونوں کو جدا کر دیا جائے۔ فقط خادم محمد عثمان

الجواب: ۷۸۶ قرآن کریم کا ارشاد گرامی ہے **وربائبکم التی فی حجورکم** الایہ یعنی تم پر حرام کی گئیں ان عورتوں کی بیٹیاں جن سے تم نے صحبت کی۔) اس آیت کریمہ کا حاصل یہ ہے کہ جس عورت سے تم نے کسی طرح صحبت کی اگرچہ بلا نکاح، اگرچہ بروجہ حرام، اس کی بیٹی تم پر حرام ہوگئی۔ محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں یہاں بعض احادیث اپنے مذہب کی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تائید میں ذکر فرمائیں از انجملہ یہ ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے زمانۂ جاہلیت میں ایک عورت سے زنا کیا تھا۔ اسکی بیٹی سے نکاح کرلوں۔ فرمایا میری رائے نہیں اور نہ یہ جائز ہے کہ تو بیٹی کی اس چیز پر مطلع ہو جس چیز پر اسکی ماں کی، مطلع تھا۔ ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ ملعون ہے جو کسی عورت اور اسکی دختر دونوں کی فرج (شرمگاہ) دیکھے۔ لہٰذا نکاح بھی کرلیا ہے تو اس حرمت کے پیدا ہونے سے مرد وزن پر فرض ہے کہ دنوں ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں اور ایک دوسرے کو چھوڑ دیں۔ اور خدا اور رسول سے خوف کریں (فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ ربیع الآخر ۱۳۹۹ھ

ایک بیوی کی سابقہ اولاد کا دوسری بیوی کی سابقہ اولاد سے نکاح جائز

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک شخص کی پہلی بیوی سے اولاد ہے اس شخص نے پہلی بیوی کو طلاق دے دی بعد میں ایک اور عورت سے نکاح کیا ہے جو کہ بیوہ ہے جس کے چند لڑکے ہیں اب یہ شخص پوچھنا چاہتا ہے کہ میری جو پہلی بیوی سے اولاد ہے، اس بیوی کی اولاد سے جو کہ پہلے خاوند سے ہے آپس میں نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ برائے مہربانی فرما کر اس مسئلہ کا جواب عنایت فرما دیں عین نوازش ہوگی۔

فقط والسلام علیکم حاجی نعمت علی قادری، لطیف آباد نمبر 11 حیدر آباد سندھ، بتاریخ ۸/۱۹۷۸ء/۱۲/ ۱۹

۷۸۶ **الجواب:** نکاح مذکور بے شک جائز ہے قال اللہ عزوجل واحل لکم ماوراء ذلکم۔ اس شخص کی پہلی بیوی کی اولاد، دوسری بیوی کے پہلے شوہر کی اولاد، سوتیلی ماں کی اولاد ہوئی، یونہی دوسری بیوی کی پہلے شوہر سے اولاد، پہلی بیوی کی اولاد، سوتیلی ماں کی اولاد ہوئی۔ یعنی ہر بیوی کی اولاد، دوسری بیوی کی اولاد کے حق میں سوتیلی ماں کی اولاد ہوئی اور علماء تصریح فرماتے ہیں کہ سوتیلی ماں کی ماں اور اس کی بیٹی اور اس کی بہن سب حلال ہیں۔ علامہ خیرالدین رملی فرماتے ہیں لا تحرم بنت زوج الام ولا امہ ولا ام زوجۃ الاب ولا بنتھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ محرم الحرام ۱۳۹۹ھ

نکاح کے بعد رخصتی نہ ہوئی اور دوسری جگہ نکاح کرلیا

سوال: کیا فرماتے ہیں اسلام میں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: میں حیات بخش ولد محمد خاں سینئر وارتیاں براستہ خانپور تحصیل ہری پور ہزارہ ضلع ہزارہ کا رہنے والا ہوں۔ میں نے وارتیاں کے اندر خدا بخش ولد محمد خاں کے گھر سے اس کی لڑکی بنام زمرد جان اور اپنے لڑکے بنام زین خاں سے شرعی عقد کردیا تھا۔ اب مارچ کے اندر اس کے پاس میں خود گیا کہ جناب آپ اجازت دیں تو وہ انکار ہو گیا کہ رشتہ نہیں دوں گا۔ لہٰذا پھر دوبارہ اس کے پاس ملک محمد صادق نمبردار (۲) میرا کبر حوالدار فوجی (۳) جمع خان قوم ڈھونڈ (۴) بوستان قوم ڈھونڈ (۵) نواب قوم ڈھونڈ کو لے کر گیا تو اس جرگے نے جب بات چیت شروع کی تو جناب والا نے صاف جواب دیا جرگہ کے سامنے تم حرامی ہو تمہارا لڑکا حرامی ہے۔ اس کے علاوہ مزید باتیں کیں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جو کہ میں لکھنے سے مجبور ہوں جناب اس سے قبل میں ایک دفعہ ۱۹۷۳ میں اس کے پاس گیا تو بھی اس نے انکار کیا لہٰذا اس کے یہ جواب دینے کے بعد میں نے برادری سے اپنے لڑکے کا رشتہ کرلیا ہے۔ اور میں نے خدا بخش کی لڑکی کی منگنی جو کی ہے وہ بھی میرا لڑکا چھوڑنے پر تیار نہیں ہے اگر ہزار سال کے اندر بھی رشتہ دیں لڑکا شادی کرنے کو تیار ہے خدا بخش نے گولڑہ شریف ضلع پنڈی سے یہ فتویٰ لیا ہے کہ تم جہاں لڑکی کا رشتہ دینا چاہتے ہو وہاں دے دو اور جناب قرآن وسنت کے مطابق جو فیصلہ ہے وہ صادر فرمادیں کہ میرا لڑکا طلاق اگر نہ دے تو بغیر طلاق کے خدا بخش اپنی لڑکی کا رشتہ دوسری جگہ دے سکتا ہے یا نہیں؟ میں نے برادری کے اندر جب رشتہ کیا ہے تو اس کے بعد دوسرے دن میرے گھر میں آدمی گئے ہیں کہ تم لڑکے سے طلاق دلواؤ میرا لڑکا انکار ہوگیا لوگوں نے میرے گھر میں بھی شادی میں شریک ہونا چھوڑ دیا کہ تم سے ہم کوئی بھی شادی نہیں کریں گے۔

آپ جواب فرمادیں شکریہ، حیات بخش ولد محمد خاں ذات عباسی سکندر، بمقام وارتیاں تحصیل ہری پور ضلع ہزارہ صوبہ سرحد میں مسلمان ہوں اور جو فیصلہ قرآن وسنت کی رو سے میرے لئے ہو، وہ مجھے منظور وقبول ہے۔

۷۸۶ الجواب: سائل کا زبانی بیان ہے کہ زین خان کا نکاح مسمات زمرد بنت خدا بخش سے قاضی صاحب نے باقاعدہ پڑھایا تھا لیکن رخصتی عمل میں نہ آئی۔ اگر یہ بات واقع ہے تو مسمات مذکورہ بدستور زین خاں کے نکاح میں ہے اور تاوقتیکہ وہ طلاق نہ دے، خدا بخش یا اس کے دوسرے ورثہ، بلکہ خود اس عورت کو کسی اور مرد سے نکاح کرنے کا ہرگز ہرگز اختیار نہیں۔ قرآن کریم کا صریح ارشاد ہے **والمحصنت من النساء** یعنی اور حرام کی گئیں مردوں پر، شوہر دار بی بیاں۔ تاہم اگر مسمات مذکورہ کا نکاح کسی سے کربھی دیا جائیگا تو یہ محض حرام ہوگا اور جان بوجھ کر اس نکاح میں کوشش کرنے والے اس سے راضی ہونے والے سب گناہگار ہوں گے۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ ایسے ناخدا ترس لوگوں سے قطعی ترک تعلق کریں یہاں تک کہ وہ توبہ کریں اور اپنی حرکت سے باز آئیں۔ قال اللہ تعالیٰ **فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین**۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی عفی عنہ ۲۶ شعبان المعظم ۱۳۹۸ھ، ۱۰ جون ۱۹۷۸ء

صغر سنی کے نکاح سے مرد نے بلوغت کے بعد انکار کردیا اور عورت غیر مدخولہ تھی، پھر عورت نے دوسری جگہ نکاح کیا، اس کی بیٹیوں سے سابق شوہر کے بھائیوں کا نکاح جائز ہے؟

سوال: علماء کرام اس مسئلہ مذکورہ میں کیا فرماتے ہیں کہ

۱۔ ایک صغیر مرد کا ایک صغیرہ عورت سے نکاح ان کے والدین نے کرایا اور جب دونوں حد بلوغت کو پہنچ گئے تو مرد نے کہا کہ (میں اس سے شادی کرنا نہیں چاہتا ہوں) تو لڑکی نے اپنے پڑوسیوں سے کہا کہ (یہ میرا شوہر نہیں ہے) تو اس بات کو بلوغت کے بعد کم از کم آٹھ ماہ ہونگے کہ لڑکی نے جو بات پڑوسیوں سے کہی تھی۔ اب وہ پڑوسی بھی مرچکے ہیں اور نکاح خواں بھی مرچکا ہے۔ یعنی بلوغت کے بعد فوراً نہیں کی تھی کہ یہ میرا شوہر نہیں ہے بلکہ آٹھ ماہ بعد یہ بات کہی تھی۔ تو اس صورت میں یہ نکاح باقی ہے یا ٹوٹ گیا؟

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۲۔ اور پھر عورت نے کسی اور مرد سے نکاح کیا اور اس مرد سے چند لڑکیاں اس کو ہوئیں اور سابق شوہر کے بھائی ان لڑکیوں سے نکاح کرنا چاہتے ہیں تو شرع انکے نکاح کو جائز کہتی ہے یا نہیں؟ اور بلوغت کے بعد سے یہ الفاظ کہنے تک حق زوجیت ادا نہیں کیا تھا۔ فقط۔ عبداللہ، گوٹھ مصری خان تعلقہ ہالا حیدرآباد سندھ، تاریخ ۳۰ اکتوبر ۱۹۷۸ء

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں ا۔ لڑکے کا وہ الفاظ کہنا، طلاق بائن کے حکم میں ہے، لہٰذا نکاح ٹوٹ گیا اور عدت لازم نہیں ہوئی۔

۲۔ سابق شوہر کے بھائی، مذکورہ لڑکیوں سے نکاح کر سکتے ہیں۔ (ردالمحتار) واللہ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید بتاریخ۔ ۱۱/۲۰/ ۱۹۷۸ء

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی عفی عنہ

گمشدہ شوہر کی بیوی نے دوسرا نکاح کر لیا، پھر پہلا شوہر آ گیا، تو کیا حکم ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: ایک عورت کا خاوند اچانک لاپتہ ہو گیا، جو کہ برسوں تک گم رہا مگر اس کے زندہ یا مرنے کی کوئی خبر نہ ہو سکی آخر عورت نے عرصہ دراز کے بعد دوسرا نکاح کر لیا انتظار کرتے، کرتے اب نکاح ثانی کے بعد اچانک وہ زوج اول واپس گھر آ گیا۔ اس صورت میں پوچھنا ہے کہ عورت کب تک اپنے زوج اول کا انتظار کرے۔ اور نکاح ثانی کے بعد دوسرے زوج کی بیوی ہوگی یا زوج اول کی۔ فقط والسلام سائل شاہ محمد، ٹنڈوالہیار ضلع حیدرآباد سندھ

۷۸۶ **الجواب:** جس عورت کا شوہر مفقود ہو جائے تو وہ عورت اسی مفقود شوہر کے نکاح میں رہے گی، اور کسی کو بھی اس زوجہ مفقود الخبر سے نکاح جائز نہیں ہے۔ اگر کر بھی دیا، تو یہ دونوں اس نکاح بے معنی کے بعد بھی زانی وزانیہ رہیں گے اور یہ جھوٹا نکاح کا نام، کچھ مفید نہ ہوگا۔ قال اللہ تعالیٰ والمحصنت من النساء (حرام ہیں تم پر شوہر والی عورتیں) بس چارہ کار یہی ہے کہ یہ عورت اور مرد جنہوں نے آپس میں جھوٹا نکاح کیا فوراً جدا ہو جائیں اور اللہ کے غضب سے ڈر کر اپنے اس گناہ کبیرہ سے توبہ کریں، پھر اگر یہ عورت اپنے زوج اول (جو مفقود تھا) کے پاس نہ رہنا چاہے تو اسے اختیار ہے کہ اپنے شوہر کو طلاق کے بدلے مال دیکر یا بغیر مال دئے طلاق حاصل کرے، جب اس کا شوہر طلاق دے دے، تو اب تین حیض کامل گزرنے کے بعد اس عورت کو حلال ہوگا کہ جس سے نکاح کرنا چاہے کر لے، قال سبحانہ تعالیٰ والمطلقت یتربصن بانفسھن ثلثة قروء (اور طلاق والی عورتیں اپنے نفس کو تین حیض تک روک رکھیں) اور نکاح نہ کریں۔ اب اگر یہ عورت اور وہ مرد جسے زوج ثانی کہا جا رہا ہے اس حکم الٰہی کو مانیں تو ٹھیک ہے، ورنہ اگر نہ مانیں اور اسی طرح ملتے رہیں تو ایمان والے مرد اور ایمان والی بی بیاں انہیں یک لخت چھوڑ دیں، نہ اپنے پاس بیٹھنے دیں نہ خود ان کے پاس بیٹھیں (فتاوی رضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ تاریخ۔ ۱۱/۲۴/ ۱۹۷۸ء

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نکاح پر نکاح میں شرکت کرنے والے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسئلہ کے متعلق کہ: والدین نے اپنی لڑکی کا نکاح سن صغیر میں ایک شخص سے کیا اب بلوغت کے بعد اس لڑکی کے والدین دوسرے شخص کے نکاح میں اس لڑکی کو دینا چاہتے ہیں۔ اگر والدین ایسا کریں تو ان کے لئے، اور نکاح پڑھانے والے، اور نکاح میں شرکت کرنے والوں کیلئے ازروئے شرع کیا حکم ہے برائے کرم تفصیلاً تحریر فرمائیں تو کرم نوازی ہوگی۔ فقط والسلام السائل عبدالصمد، ۱۴ر مارچ ۱۹۷۸ء

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں جب کہ شوہر نے ابھی طلاق نہیں دی، یہ لڑکی بدستور اس کے نکاح میں باقی ہے۔ اور کسی بھی شخص کو ہرگز اس سے نکاح حلال نہیں، اگر کر بھی لیا تو اس نکاح بے معنی کے بعد بھی زانی وزانیہ رہیں گے اور یہ جھوٹا نکاح کا نام کچھ مفید نہ ہوگا قال اللہ تعالیٰ والمحصنٰت من النساء الخ (اور حرام ہیں تم پر شوہر والی عورتیں) جو شخص ایسے کام میں شریک ہو، تو جب تک اس قول اور فعل سے توبہ نہ کرے اس کے پاس نہ بیٹھیں اور اس سے میل جول نہ کریں قال اللہ تعالیٰ واتقوا فتنتہ لا تصیبن اللذین ظلمو امنکم خاصّۃ (اور اس فتنہ سے ڈرتے رہو جو خاص ظالموں ہی کو نہ پہنچے گا) بلکہ ہر نیک و بد کو پہنچ سکتا ہے۔ لہٰذا ان لوگوں پر توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۴ر ربیع الآخر ۱۳۹۸ھ

نکاح پر نکاح میں شریک ہونے والوں کے لئے تین احکام

سوال: محترم جناب مفتی محمد خلیل خان برکاتی صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ذیل میں کہ ۱۔ کسی عورت کا نکاح ہو رہا ہے اور شریک ہونے والوں کو یہ معلوم نہیں ہے کہ اس عورت کا نکاح پہلے ہو چکا ہے یا نہیں کچھ دن بعد معلوم ہوتا ہے کہ اس عورت کا نکاح پہلے ہو چکا ہے اور طلاق نہیں ہوئی ہے تو ایسی حالت میں جو لوگ اس نکاح میں گواہ رہے یا شریک ہوئے ان پر کیا جرم عائد ہوتا ہے آیا ان لوگوں کیلئے جو شریک ہوئے ان کے اپنے نکاحوں پر تو کوئی اثر نہیں پڑتا؟

۲۔ اور ان شریک ہونے والوں پر جنہیں معلوم ہے کہ اس عورت کا نکاح پہلے سے ہے ان پر کیا جرم عائد ہوتا ہے۔

امید کرتا ہوں کہ جناب جواب سے نوازیں گے۔ فقط والسلام عبدالرحمٰن، لطیف آباد یونٹ نمبر ۸، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** جو عورت کسی مرد کے نکاح میں ہے جب تک وہ طلاق نہ دے یا اس کی موت واقع نہ ہو، کسی مرد کو اس کے ساتھ نکاح حلال نہیں۔ وہ عورت بدستور اس پہلے نکاح میں باقی ہے۔ اگر کسی نے نکاح کر بھی لیا تو یہ جھوٹا نام نکاح کا، کچھ مفید نہ ہوگا قال اللہ تعالیٰ والمحصنٰت من النساء۔ پس چارہ کار یہی ہے کہ یہ دونوں فوراً جدا ہو جائیں اور اللہ عزوجل کے غضب سے ڈر کر اپنے ان کبیرہ گناہوں سے توبہ کریں۔ جو لوگ اس نکاح میں انجانے میں شریک ہوئے ان کے نکاح پر

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کوئی اثر نہیں اور جو جان بوجھ کر شریک ہوئے کہ یہ نکاح حرام ہوا ہے اس کے باوجود، شرکت کی یا گواہ بنے تو یہ زنا کے گواہ، دلال ہوئے ان پر توبہ فرض ہے۔ اور اگر اس نکاح کو حلال و جائز جانا تو خود ان کا نکاح گیا۔ ان پر از سر نو کلمہ پڑھنا اور دوبارہ نکاح پڑھانا لازم ہے۔ اور ہر حال میں مسلمانوں پر فرض ہے کہ ان دونوں کو زبردستی ایک دوسرے سے الگ کر دیں۔ قال اللہ تعالیٰ فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین۔ اور جب تک وہ باز نہ آئیں ان سے علیحدگی اختیار کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ صفر المظفر ۱۴۰۰ھ

بیوی کے ہوتے ہوئے سالی سے نکاح کرنا

سوال: محترم جناب مفتی اعظم سندھ مفتی محمد خلیل خان برکاتی صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ گزارش یہ ہے کہ: میری سوتیلی لڑکی فرزانہ بیگم بنت سید نفیس الحسن کی شادی آج سے کوئی چار سال قبل سید صفدر علی عرف بھورے ولد سید اکبر علی سے ہوئی اس کے بعد لڑکی فرزانہ بیگم اپنے گھر رہنے لگی مگر نکاح کے چند ماہ بعد ہی اس کے شوہر صفدر نے اپنی بیوی پر ظلم و تشدد کرنا شروع کر دیا اور اکثر وہ اپنی بیوی کو اپنے میکے میں رہنے پر مجبور کر دیتا تو لڑکی مجبور ہو کر اپنے میکے میں آ جاتی تھی اس کے باوجود وہ اپنی ساس اور سسر کو ہمیشہ گندی قسم کی گالیاں دیتا روز یہاں تک کہ وہ اثر و رسوخ سے اپنی چھوٹی سالی کو چکر دے کر اس کے اسکول سے لے گیا اور پھر اس نے اس پر ہر قسم کے نامعلوم کیا ظلم کئے اور اس کو مجبور کیا کہ یا تو تو مجھ سے نکاح کر لے ورنہ میں تمہارے تمام خاندان کو قتل کروا دونگا اس قسم کے حالات کو دیکھتے ہوئے میری چھوٹی لڑکی جو کہ میری سوتیلی بیٹی ہے اس سے اسطرح نکاح کر لیا اور اس کو کہا کہ تو نے اس بات کا کسی سے ذکر کیا تو میں تیرے خاندان کے افراد کو قتل کر دونگا یہ بات لڑکی کی زبانی مورخہ ۱۲/۵/۱۹۷۹ء کو معلوم ہوئی اور مورخہ ۴/۱۲/۷۹ کو مذکورہ شخص صفدر علی نے اپنی بیوی سے کہا کہ اب تم اپنی ماں سے کہو کہ میں نے تمہاری چھوٹی بہن سے نکاح کر لیا ہے میرے ساتھ روانہ کر دو یہ بات میری بڑی لڑکی فرزانہ بیگم زوجہ صفدر علی نے اپنی ماں کو بتائی تھی لہٰذا جناب سے التماس ہے کہ قرآن و سنت کو دیکھتے ہوئے ہم کو اس بات کا فتویٰ دیں کہ یہ نکاح ہوا کہ نہیں اور یہ بات جائز ہے یا نہیں؟ ہم لوگ عزت دار ہیں اور آل رسول ہیں۔ خدا کے واسطے ہمیں ان مصیبتوں سے نجات دلانے میں مدد فرمائیں۔

فقط سیّد اکبر علی شاہ ولد سید سجاد علی، تارا ہسپتال حیدر آباد سندھ، مورخہ ۱۲/۳۰/۱۹۷۹ء

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں سید صفدر کا اپنی سالی سے نکاح حرام قطعی ہوا۔ قال اللہ تعالیٰ وان تجمعوا بین الاختین۔ اس پر فرض ہے کہ فوراً اسے چھوڑ دے۔ پھر اگر ابھی سالی کے ساتھ صحبت نہیں کی جب تو اسکی پہلی بیوی یعنی اس دوسری منکوحہ کی بہن، اس کے لئے حلال ہے اور اگر اس سے صحبت کر لی تو اب اپنی پہلی منکوحہ کے پاس جانا بھی حرام ہو گیا جب تک سالی کو چھوڑ کر اس کی عدت پوری نہ گزر جائے۔ جب اسے چھوڑے گا اور اس کی عدت گزر جائیگی اس وقت اس

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پہلی منکوحہ کو ہاتھ لگانا جائز ہوگا۔ ہندیہ میں ہے ان تزوجھا فی عقدین فنکاح الاخیرۃ فاسد و یجب علیہ ان یفارقھا (الی) و یعتزل عن امراتہ حتی تنقضی عدۃ اختھا۔ (فتاوی رضویہ) مسلمانوں پر فرض ہے کہ جب تک وہ اپنے اس ناپاک فعل سے باز نہ آئے اس دوسری کو الگ کر کے جدا نہ کر دے اور توبہ شرعیہ نہ کرے اس کے پاس نہ بیٹھیں اس سے میل جول نہ کریں ورنہ خوف کریں کہ اس کی آگ انہیں بھی نہ پھونک دے۔ یوں ہیں اسکی پہلی بیوی اور دوسری منکوحہ پر لازم ہے کہ وہ اپنے آپ کو اس کی دست برد سے بچائیں اور صحبت، وقوع میں نہیں آئی تو دوسری ہرگز اس کے پاس نہ جائے ورنہ سخت گناہگار ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ١٨ محرم الحرام ١٤٠٠ھ

دو بہنوں کا ایک نکاح میں جمع کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین درمیان اس مسئلہ کہ: زید اور بکر یہ دونوں ایک والدہ سے پیدا ہوئے اور ایک ہی والد سے۔ ان دونوں کی شادی ایک ہی جگہ پر ہوئی۔ دونوں یعنی زید اور بکر کی بیویاں بھی ایک ہی والد اور والدہ سے پیدا ہوئیں دونوں سگی ہمشیرہ ہیں اور یہ دونوں سگے بھائی تھے لیکن بدقسمتی سے بکر کا انتقال ہوگیا تو اس کی زوجہ نے عدت کے دن گزارے۔ بعد میں مرحوم بکر کی زوجہ کا زید نے اپنے ساتھ عقد کرلیا تو ایسی حالت میں شرعی فیصلہ کے مطابق کیا عقد جائز ہے؟ اس لئے جناب سے استدعا کرتا ہوں کہ اس کے لئے مجھے شرعی فتویٰ درکار ہے۔

فقط حافظ عبداللطیف قریشی اشرفی، ہی۔ ٹو یونٹ نمبر ٨ شاہ لطیف آباد، حیدرآباد

٧٨٦ **الجواب:** دو بہنوں کا ایک شخص کے نکاح میں ہونا حرام قطعی ہے اس کی حرمت قرآن عظیم نے اپنی نص واضح صریح میں فرمائی ہے کہ (وان تجمعو ابین الا ختین، یعنی حرام کی گئیں تم پر تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور یہ کہ اکٹھی کرو دو بہنیں)۔ دیکھو جس طرح آدمی پر اس کی ماں، بہن، بیٹی حرام ہے اسی طرح دو بہنوں کو جمع کرنا اس پر حرام ہے اور اس کا مرتکب سخت اشد گناہ کبیرہ میں گرفتار۔ اس پر فرض ہے کہ اپنے اس فعل شنیع سے توبہ کرے اور ان دونوں میں سے جس سے بعد میں نکاح کیا ہے اسے چھوڑ دے۔ اب جب تک اس دوسری کو چھوڑ کر اس کی عدت نہ گزر جائے پہلی کو ہاتھ لگانے کی بھی اجازت نہیں۔ جب اس کی عدت بعد متارکہ (چھوڑنے کے بعد) گزر جائیگی اس وقت زوجہ اس کے لئے حلال ہو جائیگی کہ اس دوسری کے ساتھ صحبت کرتے ہی اس کی منکوحہ بھی اس کے لئے حرام ہو چکی تھی۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ جب تک وہ اپنے اس فعل حرام سے باز نہ آئے اور حکم شرعی کے مطابق توبہ نہ کر لے نہ اس کے پاس بیٹھیں اور نہ اس سے میل جول رکھیں ورنہ خوف کریں کہ اس کی آگ انھیں بھی نہ پھونک دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ٦ شعبان المعظم ١٣٩٩ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بیوی کے ساتھ اس کے سگے بھائی کی سگی نواسی سے نکاح حرام

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین میں اس مسئلے کے بارے میں کہ: موجودہ بیوی کی حیات اور موجودگی میں اس بیوی کے سگے بھائی کی سگی نواسی سے عقد کرنا جائز ہے یا نہیں؟ محمد عتیق صدیقی، ہیرآباد، جیل روڈ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: یہ نکاح ناجائز اور حرام ہے۔ اصل ان مسائل میں یہ ہے کہ جو دو عورتیں آپس میں محرم ہوں یعنی ان میں سے جس کو مرد فرض کیا جائے دوسری اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو، ایسی دو عورتوں کو نکاح میں جمع کرنا جائز نہیں۔ اور یہاں ایسا ہی ہے کہ اگر پہلی بیوی کو مرد فرض کرتے ہیں تو وہ اس کے بھتیجے کی بیٹی ہوتی ہے تو جس طرح بھتیجی حرام ہے یوں ہی اس کی بیٹی۔ اور اگر اس دوسری کو مرد فرض کرتے ہیں تو وہ پہلی اس کی ماں کی پھوپھی ہے اور جس طرح اپنی پھوپھی حرام، یوں ہیں ماں کی پھوپھی بھی حرام ہے۔ (بحر الرائق و جامع الرموز و فتاوی رضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ

تایا کی نواسی سے نکاح

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسئلہ کے متعلق کہ: عبداللہ خان اپنے تایا کی نواسی سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟ سائل عبداللہ خان ولد انور خان، مکان نمبر ڈی ۲/۱۵۸۲ ریشم گلی، حیدرآباد سندھ، بتاریخ ۱۹ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

۷۸۶ الجواب: تایازاد بہن سے نکاح جائز ہے تو اس کی لڑکی سے بھی نکاح جائز ہے۔ جبکہ کوئی اور وجہ ممانعت کی نہ پائی جاتی ہو مثلاً رضاعت۔ قال اللہ تعالیٰ واحل لکم ماوراء ذلکم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

تایازاد بھائی کی بیٹی سے نکاح

سوال: قبلہ محترم جناب مفتی صاحب، دارالعلوم احسن البرکات، حیدرآباد، السلام علیکم ورحمتہ اللہ برکاتہ
جناب عالی! کیا تایازاد بھائی کی لڑکی سے شرعاً نکاح جائز ہے؟ برائے کرم قرآن وحدیث سے روشنی ڈال کر مشکور فرمائیں۔
منجانب مشیت محمد، امریکن کوارٹر H -91 حیدرآباد سندھ

۷۸۶ الجواب: جس طرح چچا تایا کی بیٹی حلال ہے یو ہیں چچازاد تایازاد بھائی کی بیٹی بھی حلال ہے جبکہ کوئی اور مانع نکاح موجود نہ ہو۔ درمختار میں ہے حلال بنت عمہ و عمتہ و خالہ و خالتہ۔ اور فتاوی رضویہ میں فرمایا کہ ویدخل فیہ اعمام ابیہ و جدہ وان علا الخ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

http://t.me/Tehqiqat
Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جانتے بوجھتے دو بہنوں کو ایک کے نکاح میں دینا

سوال: محترم جناب مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی، دار العلوم احسن البرکات، ہوم اسٹیڈ ہال چاڑھی حیدرآباد سندھ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: عثمان ولد حاجی اللہ بخش چوہان کا نکاح اس کی بیوی حسینہ کی رضاعی بہن ننھی بنت غفور مستری سے حسینہ کی موجودگی میں کرایا گیا۔ نکاح کی تمام کاروائی جعلسازی سے کرائی گئی یہ تمام کام مسمات چھوٹی، بی بی ستارہ عرف ٹنڈیا ولیم، نے اپنی بھاوج مسمات سعیدہ زوجہ ظفر کی ملی بھگت سے کرایا۔

پہلے سعیدہ زوجہ ظفر نے ننھی کو اپنے ساتھ عدالت لے جا کر خود مختاری کا حکم جاری کرایا بعد ازاں چھوٹی نے ننھی کو نیاز کھلانے کے بہانے سے اپنے گھر بلایا وہاں عثمان موجود تھا۔ وہیں ننھی اور عثمان کی ملاقات ومحبت ووعدہ وغیرہ کرایا گیا اور نکاح فارم پر ننھی کا نشان انگوٹھا لگوایا گیا اور پھر ٹنڈو یوسف میں بغیر ایجاب وقبول اور ننھی کی عدم موجودگی میں نکاح کی پوری کارروائی عمل میں لائی گئی یہ تمام بات خود عثمان کی زبانی ہیں۔

ستارہ، وسعیدہ زوجہ ظفر اور خود عثمان بھی اس بات کو جانتے ہیں کہ ایک وقت میں دو بہنوں کو چاہے دودھ شریک ہوں نکاح میں لانا جائز نہیں۔ مگر پھر بھی یہ لوگ اعلانیہ حقوق زوجیت کی مانند فعل بد کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

کیا فرماتے ہیں علماء کرام بیچ اس مسئلہ کے کہ شریک کار لوگوں پر کونسی سزا وارد ہے؟ درج ذیل افراد شریک ہیں

۱۔ چھوٹی بی بی ستارہ ۲۔ سعیدہ زوجہ ظفر ۳۔ عثمان وننھی

جناب والا۔ برادری کے چند سربراہ اور حاجی صاحبان درج ذیل شرعی ناجائز کام کی اصلاح میں رخنہ اندازی اور ٹال مٹول سے کام لے رہے ہیں جبکہ علماء دین کے فتوی نے ناجائز قرار دیا ہے۔ اور اس ناجائز فعل کی پیش پیش شخصیات دو عورتیں ۱۔ چھوٹی بی بی ستارہ اور ۲۔ سعیدہ زوجہ ظفر ہیں۔

ستم ظریفی یہ ہے کہ وہ اصحاب صدور جو کہ برادری کے با اثر افراد ہیں وہ بھی ان مندرجہ بالا رشتوں میں اس طرح منسلک ہیں۔ تفصیل یہ ہے

۱۔ حاجی اسمٰعیل ولیم مشیر، صدر۔ مسمات چھوٹی کے چچا

۲۔ حاجی اسحاق چوہان دودھ والے صدر۔ حاجی اسمٰعیل جی کے سمدھی

۳۔ حاجی صدیق ولیم کتر والا راٹھور۔ مسمات سعیدہ زوجہ ظفر کے والد چھوٹی بی بی ستارہ کے چچیا سسر

۴۔ حاجی عمر تو نہور چوہان دھڑے کے ممبر، ممبر برادری چوہان دھڑا

۵۔ حاجی صدیق ولیم بابائے قوم اور چاروں دھڑوں کے سربراہ حاجی اسمٰعیل کے بہنوئی

۶۔ عمر کتر والا جودھپور دھڑے ممبر چھوٹی کا بھائی۔ سعیدہ کا جیٹھ۔ اسمٰعیل کا بھتیجا۔ حاجی کتر والا کا سمدھی

مسئلہ: جناب والا میں محمد حنیف عثمان چوہان نے جو کہ برادری کا ایک ادنی فرد ہوں اور اس ناجائز فعل کا فیصلہ کرانے کے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لئے درج بالا، بااثر شخصیات، کو اپنے گھر مدعو کیا۔ جن میں بابائے قوم حاجی صدیق صاحب ولیم بھی موجود تھے۔ اس فیصلہ کا حل پیش کیا کہ عثمان اور ننھی جو کہ ناجائز جرم و گناہ کا ارتکاب کر رہے ہیں علیحدہ کیا جائے اور ننھی کا نکاح برادری کے موزوں لڑکے سے کرایا جائے۔ جناب والا یہ نشست بے کار دلائل اور بہانوں سے ٹال دی گئی اور ابھی تک کسی فیصلے اور نتیجہ پر نہیں پہنچ پائے اور اس کی وجہ محض مندرجہ بالا رشتہ داری ہے کہ رسوائی کے ڈر سے اور خود کو ممبر رکھنے کی وجہ سے فیصلہ نہیں کر پا رہے، جھوٹی شان و شوکت کے سہارے اپنے اثر و رسوخ سے ان دونوں یعنی عثمان و ننھی کی پردہ داری رکھ رہے ہیں۔ خود اپنے آپ پر بھی پردہ ڈال رہے ہیں۔

درکار فتویٰ برائے علماء دین:۔ کیا فرماتے ہیں ان درج بالا حاجی صاحبان کے لئے کہ جو دین و دنیا کے علم سے بخوبی آشنا ہیں۔

محمد حنیف چوہان، چوہان ہاؤس، چوہان کالونی، تالاب نمبر ۳، آفندی گارڈن روڈ، حیدرآباد سندھ، مورخہ ۱۹۸۱ء/ ۹/ ۱۴

۷۸۶ **الجواب:** صورت مذکورہ میں بموجودگی زوجہ، عثمان کا اپنی سالی سے نکاح حرام قطعی ہوا قال اللہ تعالیٰ وان تجمعوا بین الاختین اگرچہ یہ سالی حقیقی نہ ہو بلکہ رضائی ہو کہ جو نسب میں حرام، رضاع میں حرام (عامہ کتب) عثمان پر فرض ہے کہ فوراً اسے چھوڑ دے اور اسے ہاتھ نہ لگائے۔ اور اگر اس نکاح بے معنی کے بعد، اس سے صحبت کر لی تو اب اپنی منکوحہ کے پاس جانا بھی حرام ہو گیا۔ جب تک سالی کو چھوڑ کر اس کی عدت نہ گزر جائے۔ جب اسے چھوڑے گا اور اس کی عدت گزر جائے گی اس وقت اس پہلی کو ہاتھ لگانا جائز ہو گا۔ (فتاوی رضویہ بحوالہ ہندیہ) تو پہلا فرض خود عثمان اور ننھی کا ہے کہ فوراً ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں اور اللہ عزوجل کے غضب سے ڈر کر اپنے ان کبیرہ گناہوں سے توبہ کریں۔ جب یہ دونوں علی الاعلان ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں گے تو دوسروں کی آپ ہی جڑ کٹ جائے گی۔ اگر یہ دونوں اس حکم الٰہی پر گردن رکھیں فبہا۔ اور اگر یہ نہ مانیں اور دوسروں کے دباؤ کو بہانہ بنائیں اور اپنی اسی حالت پر رہیں تو ایمان والے مرد اور ایمان والی بی بیاں انہیں یک لخت چھوڑ دیں۔ نہ اپنے پاس بیٹھنے دیں نہ خود ان کے پاس بیٹھیں۔ یہی سلوک ان لوگوں کے ساتھ ہونا چاہئے جو اس میں آڑے آتے ہیں اور علی الاعلان اس زنا اور حرامکاری پر راضی ہیں۔ کیا انھیں یہ بات گوارہ ہے کہ شرعاً وہ زنا کے دلال کہلائیں۔ قال اللہ تعالیٰ فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ ذی قعدہ ۱۴۰۰ھ

کیا دوسری شادی کے لئے کوئی شرط ہے

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب، دارالعلوم احسن البرکات، حیدرآباد

جناب عالی گزارش یہ ہے کہ: میں نے اپنی بیوی کو ایک ماہ پہلے طلاق دے دی تھی اب میں دوسری شادی کرنا چاہتا ہوں کیا میرے لئے عدت ضروری ہے؟ از روئے شریعت مطلع فرمائیں نوازش ہو گی۔

عبدالرحمٰن، پھلیلی پار تانگہ اسٹینڈ حیدرآباد، مکان نمبر G.2421

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب:** مرد اگر مطلقہ بیوی کی حقیقی کی بہن کے علاوہ کسی اور عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو اس پر اس وقت کوئی پابندی نہیں (عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ

مطلقہ عورت نے عدت میں نکاح ثانی کیا تو نکاح نہیں ہوا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین بیچ اس مسئلہ کہ: ایک مطلقہ عورت نے عدت میں نکاح کر لیا۔ بعد میں مسئلہ معلوم ہونے پر علیحدگی کرادی گئی۔ وہ ایام جو انھوں نے عدت کے دنوں میں ساتھ گزارے۔ ان کے لئے کیا حکم ہے اور اس گناہ کا کیا کفارہ اور سزا ہوگی؟ برادری کے لوگوں نے ان کا بائیکاٹ کر رکھا ہے۔ تاوقتیکہ یہ لوگ ان ایام کا کفارہ نہ دیں لیں۔ لہٰذا مسئلہ شرع سے آگاہ کیا جائے۔ اور عدت پوری ہونے کے بعد شوہر ثانی سے نکاح دوبارہ کیا جائے۔ یا وہی نکاح کافی رہے گا۔ جو ایام عدت میں کیا گیا تھا؟ کبیر احمد ولد نھو قریشی، پریٹ آباد حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** اگر اس شخص کو وقت نکاح معلوم تھا کہ عورت ہنوز عدت میں ہے یہ جان کر اس سے نکاح کر لیا جب تو وہ زنائے محض تھا۔ اور اس کی سزا بہ حالات موجودہ کسی کو دینا مسلمانوں کے بس میں نہیں۔ وہ خود توبہ واستغفار اور خیرات جو کر سکتے ہیں کریں اور خدا سے معافی چاہیں۔ اور اگر اسے عورت کا عدت میں ہونا معلوم نہ تھا تو یہ صحبت زنا نہیں۔ دونوں کا ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جانا ضروری ہے۔ عدت گزر جائے تو دوبارہ نکاح پڑھ سکتے ہیں عورت مختار ہے۔ خواہ اسے قبول کرے یا قبول نہ کرے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ اعلم

http://t.me/Tehqiqat

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۱ھ

زانیہ کی بیٹی سے نکاح حرام ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین ذیل کے مسئلہ میں کہ: زید کی بہن کسی غیر محرم کے ساتھ چلی گئی حالانکہ وہ شادی شدہ تھی۔ اور اسے پہلے شوہر سے ایک لڑکی ہوئی تھی وہ بھی اپنے ساتھ لے گئی، جس کی عمر آٹھ سال تھی۔ اب اس کی لڑکی کی عمر ۱۵ سال ہوئی تو مرد نے اس سے شادی کر لی حالانکہ اس کے اس کی ماں سے ناجائز تعلقات تھے اور اب بھی موجود ہیں۔ اور اس کے بعد لڑکی نے دیکھا کہ میری والدہ کے ساتھ تو اس کے تعلقات ہیں تو لڑکی گھر سے چلی گئی اپنے ماموں کے ہاں۔ کیا یہ نکاح شریعت محمدی ﷺ میں جائز ہے؟ بینوا توجروا عنداللہ اجرکم سائل۔ امتیاز احمد خان، مہاجر کیمپ، کراچی

۷۸۶ **الجواب:** قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے **وربائبکم اللاتی فی حجورکم من نساءکم التی دخلتم بھن** **الآیۃ**۔ یعنی تم پر حرام کی گئیں تمہاری گود کی پالی، ان عورتوں کی بیٹیاں جن سے تم نے صحبت کی۔ اس آیت کریمہ میں زن مدخولہ یعنی اس عورت کی بیٹی حرام فرمائی گئی جس سے صحبت ہو چکی۔ اور یہی علت تحریم ہے اور یہ قطعاً اس عورت میں بھی ثابت جس سے زنا کیا گیا کہ وہ ایسی عورت ہے جس کے ساتھ اس نے صحبت کی۔ لاجرم بحکم آیت، اس عورت کی بیٹی اس پر حرام

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوگئی جیسے خود اس کی اپنی بیٹی۔ اور آیت کریمہ کا یہ حاصل ہوا کہ جس عورت سے تم نے کسی طرح صحبت کی ہو، اگر چہ بلا نکاح، اگر چہ بروجہ حرام، اس کی بیٹی تم پر حرام ہوگئی۔ اور جب وہ حرام ہے تو زبردستی خواہ اس کی مرضی سے شادی رچا لینا، اسے اپنے نکاح میں لے لینا، کسی طرح اس حرام کو حلال، ناجائز کو جائز نہ کر دیگا۔ وہ حرام تھی اور ہمیشہ ہمیشہ حرام رہے گی۔ یہی ہمارے ائمہ کرام کا مذہب ہے اور یہی اکابر صحابہ کرام اور جمہور ائمہ تابعین کا مذہب ہے۔ محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں یہاں بعض احادیث اپنے مذہب کی تائید میں ذکر فرمائیں۔ از انجملہ یہ کہ حضور سید المرسلین ﷺ نے فرمایا (جو کسی عورت کی شرمگاہ کو شہوت سے دیکھے اس پر اس عورت کی ماں اور بیٹی حرام ہو جائیں)۔ دوسری حدیث میں ہے (ملعون ہے وہ جو کسی عورت اور اس کی بیٹی دونوں کی شرم گاہ دیکھے)۔ وغیر ذلک۔ اور اس حرمت کے پیدا ہونے سے مرد وزن کو جدا ہو جانا اور اس نکاح فاسد شدہ کا فسخ کر دینا فرض ہو جاتا ہے۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ شوہر کو جس طرح بن پڑے متارکہ پر مجبور کریں کہ وہ ایک دوسرے کو چھوڑ کر، الگ الگ ہو جائیں۔ پھر عورت عدت گزارے۔ عدت گزارے بغیر، اس عورت کو روا نہیں کہ کسی دوسرے سے نکاح کرے جبکہ اس کا یہ شوہر بھی اس سے وطی نہیں کر سکتا کہ حرام ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ (فتاوی رضویہ کتاب النکاح باب المحرمات)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ ربیع الآخر ۱۴۰۱ھ

سوتیلی بھانجی سے نکاح جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ: میرے بھائی کی شادی اس کی سوتیلی بھانجی کے ساتھ ہو رہی ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ میرے سوتیلے والد کی سگی لڑکی کی لڑکی سے میرے بھائی کا رشتہ ہو رہا ہے یعنی میرے بھائی کی سوتیلی بھانجی سے اس کا رشتہ ہو رہا ہے، تو کیا یہ نکاح جائز ہوگا یا نہیں؟ ان تمام عورتوں کی تفصیل ذکر کریں جن سے نکاح جائز ہے اور حلال ہیں اور ان تمام عورتوں کی تفصیل بیان کریں جن سے نکاح حرام ہے اور ان کی پہچان کیا ہے؟ جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ فلاں عورت سے نکاح جائز ہے اور فلاں سے حرام؟ شہزاد اسلم آرائیں، ٹنڈو الہ یار

۷۸۲ **الجواب:** ماں کا شوہر ثانی نہ اپنا باپ ہے نہ اس کی بیٹی کہ غیر عورت کے شکم سے ہے، اس کی بہن ہے۔ تو جس طرح خود، اپنے سوتیلے باپ کی یہ بیٹی حلال ہے۔ اس کی بیٹی کی بیٹی بھی حلال ہے۔ جبکہ کوئی اور مانع شرعی نہ ہو۔ قال اللہ تعالیٰ واحل لکم ماوراء ذلکم۔ محرمات کی تفصیل کتب فقہیہ میں دیکھیں۔ فقیر کی تصنیف "سنی بہشتی زیور" کا مطالعہ مفید ہوگا۔

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ رجب المرجب ۱۴۰۲ھ

بیوی کے ساتھ اس کی رضاعی بہن کو ایک نکاح میں جمع کرنا حرام ہے

سوال: جناب قبلہ مفتی صاحب، السلام علیکم

جناب عالی گزارش ہے کہ: ایک شخص نے اپنی پہلی بیوی بچوں کی موجودگی میں دوسری شادی یا نکاح، ہونے والی دوسری بیوی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کی رضامندی سے کرلیا اور وہ لڑکی جو دوسری بیوی بنی اسنے اور پہلی بیوی نے ایک ہی ماں کا دودھ پیا ہے اور ایک ہی گھر میں پرورش پائی ہے۔ کیا اس شخص کا دوسری لڑکی سے شادی یا نکاح جائز ہوا یا کہ نہیں؟ دوسرے نکاح کی وجہ سے پہلے نکاح میں کوئی فرق آتا ہے کہ نہیں؟ دوسری لڑکی کو لگ بھگ ایک سال نکاح میں رکھا اس دوران جو اولاد نرینہ ماں کے پیٹ میں پرورش پائے وہ حلال ہے یا حرام؟ دوسرے نکاح میں آنے والی لڑکی کو ایک سال رکھنے کے بعد طلاق دے دی کیا وہ طلاق جائز ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں برائے مہربانی قرآن وحدیث کی روشنی میں رائے دیجئے تاکہ ہم کوئی قدم اٹھا سکیں۔

طلب گار: عبدالحمید، مکان نمبر 2407 شاہی بازار حیدرآباد سندھ

الجواب ۷۸۶ ھوالموفق للصواب: بیوی کی موجودگی میں سالی سے نکاح حرام ہے، مگر سالی سے نکاح یا زنا کرنے سے زوجہ مطلقہ نہیں ہوتی، لیکن نکاح کے بعد جب سالی سے جماع کرلیا تو اب زوجہ سے بھی جماع حرام ہوگیا، یہاں تک کہ سالی کو چھوڑ دے اور اس کی عدت گزر جائے، اس وقت زوجہ سے جماع جائز ہوگا۔ صورت مسئولہ عنہا میں، دوسری بیوی چونکہ پہلی بیوی کی رضاعی بہن ہے، اس لئے اس کے بھی وہی احکام ہونگے جو سگی بہن کے ہوتے ہیں، اس لئے کہ جو نسب میں حرام ہے، رضاع میں بھی حرام ہے۔ لہٰذا جب دوسری بیوی کو طلاق دے دی تو عدت تک پہلی بیوی سے دور رہے۔ ردالمحتار میں ہے

فتحرم الاولیٰ الی انقضاء عدۃ الثانیۃ (فتاوی رضویہ، عالمگیری، درمختار) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۹۸۲/۳/۲۷ء

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

چچازاد بہن کی بھانجی سے نکاح جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: مثلاً زید کے دو حقیقی بیٹے عمر اور بکر ہیں۔ کیا ان دو بھائیوں کی اولاد شرع متین کی رو سے آپس میں بذریعہ نکاح منسلک ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ ظاہر ہے کہ نص شرعی کی رو سے یہ رشتہ جائز ہے اب صورت مسئولہ میں یہ معلوم کرنا ہے کہ عمر کا لڑکا بکر کی نواسی سے جو کہ عمر کے بیٹے کی رشتے میں چچازاد بہن کی بیٹی ہوتی ہے نکاح کرسکتا ہے یا کہ نہیں؟ بینوا توجروا

ایک سائل صابر حسین، طارق کالونی، لطیف آباد نمبر ۵، رحمانیہ مسجد

الجواب: ۷۸۶ نکاح بیشک جائز ہے اور دلیل قرآن کریم کا یہ ارشاد ہے واحل لکم ماوراء ذلکم۔ پہلے ان عورتوں کا ذکر فرمایا جو کہ حرام ہیں پھر یہ حکم دیا کہ ان کے علاوہ اور عورتیں تمہارے لئے حلال۔ اور یہ شبہہ کرنا کہ چچازاد بہن کی بیٹی اس کی بھانجی ہوئی اور بھانجی سے نکاح حرام ہے۔ تو اس کا جواب وہی ہے کہ خود چچازاد بہن بھی تو بہن ہے اس سے نکاح کیسے جائز ہوا۔ اصل یہ ہے کہ چچا، ماموں، خالہ، پھوپھی کی اولاد کو بہن بھائی، اور ان کی اولاد کو بھانجا، بھانجی، بھتیجہ، بھتیجی کہنا ایک مجازی بات ہے جو ہرگز اس حکم شرعی میں داخل نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سوتیلی ماں کی بیٹی سے نکاح جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین اس بارے میں کہ: میرے والد نے میری والدہ کے انتقال کے بعد دوسری عورت سے شادی کی۔ میری اس سوتیلی ماں کے ساتھ اس کی ایک لڑکی آئی ہے۔ دریافت طلب یہ ہے کہ اس لڑکی سے میرا نکاح شریعت کے مطابق ہوسکتا ہے یا نہیں؟

سائل: عبدالرشید ولد محمد سعید سکندر، کچہ قلعہ شاہ فیصل کالونی مکان نمبر F/106835 مکی شاہ روڈ حیدرآباد سندھ

۸ ربیع الاول ۱۴۰۲ھ۔ مطابق ۴ جنوری ۱۹۸۲ء

۷۸۶ **الجواب:** سوتیلی ماں کی بیٹی سے کہ کسی اور کے نطفہ سے پیدا ہوئی، نہ کہ اپنے باپ سے، اس سے نکاح جائز ہے اگرچہ وہ اپنے باپ کی منکوحہ کی بیٹی ہے۔ ردالمحتار میں ہے لا تحرم ام زوجة الاب ولا بنتها۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ربیع الاول ۱۴۰۲ھ

رضاعی بھائی کی حقیقی بہن سے نکاح جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک لڑکی مسمات پٹھانی جس کے بہن بھائیوں نے اپنی خالہ کا دودھ پیا ہے جبکہ مسمات پٹھانی نے اپنی ماں کا دودھ پیا ہے۔ خالہ کا نہیں۔ مندرجہ بالا صورت میں مسمات پٹھانی کا نکاح اپنے خالہ زاد بھائی کے ساتھ ہوسکتا ہے یا نہیں؟ جواب باصواب عنایت فرمائیں۔

سائل قاری لعل حسین، خطیب مریم مسجد، میمن سوسائٹی، حیدرآباد سندھ

۷۸۶ **الجواب:** صوت مسئولہ میں مسمات پٹھانی کا نکاح، اپنی خالہ کے کسی بھی لڑکے کے ساتھ ہوسکتا ہے۔ اگرچہ جو نسب میں حرام ہے، وہ رضاع میں حرام ہے۔ لیکن چند صورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں انہیں میں یہ صورت ہے۔ ظاہر ہے کہ پٹھانی، اپنی خالہ کی اولاد کی رضاعی بھائی بہنوں کی حقیقی بہن ہے۔ اور رضاعی بھائی کی بہن سے نکاح جائز ہے۔ (درمختار)

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۸۲ء

پردہ کے مسئلے میں بہنوئی، اجنبی کی طرح ہے

سوال: محترم جناب مفتی صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مندرجہ ذیل مسئلہ کا حل قرآن وحدیث مبارکہ کی روشنی میں میری ساس معلوم کرنا چاہتی ہیں۔ اور امید ہے کہ روشنی دکھائیں گے اور رہبری فرمائیں گے۔

ساس کا کہنا ہے کہ تم جو پردہ سے متعلق یہ استدلال پیش کرتے ہو کہ جس سے نکاح جائز ہے اس سے پردہ بھی لازم ہے اس کا اطلاق بڑے بہنوئی پر نہیں ہوتا۔ محترمہ نے اس سلسلے میں یہ جواز پیش کیا ہے کہ جب تک بہنوئی کی بیوی کی بہن

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رحلت نہیں کر جاتی اس وقت اس کا نکاح اس کی بیوی کی سگی بہن سے نہیں ہو سکتا لہٰذا بہنوئی سے پردہ لازم نہیں۔

برائے مہربانی قرآن وحدیث مبارکہ کی روشنی میں وضاحت فرمائیں کہ ان کا یہ کہنا درست ہے کہ بہنوئی سے سالی کا پردہ کرنا لازم نہیں۔

یہ مسئلہ آپ کی خدمت میں اس لئے پیش کیا جارہا ہے کہ کافی دنوں سے خاوند کا اصرار ہے کہ اس کی بیوی بہنوئی سے دیگر غیر محرموں کی طرح پردہ کرے اور بیوی کے گھر والے یہ کہتے ہیں کہ شریعت میں بہنوئی سے پردہ کرنے کی بالکل ضرورت نہیں۔ مشکور احمد خان، ڈرافٹمین پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، ڈویژن نمبر1 حیدرآباد، ۲۱۹۸۳/ ۷ /۲۷

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں خاوند کا اصرار درست ہے۔ سالی بھی اگرچہ پھوپھی یا خالہ کی طرح یا دیگر محارم عورتوں کی طرح عورت کی محارم میں شامل ہے کہ ان کا زندگی میں ان کے شوہروں سے عورت کا نکاح اگرچہ حرام مگر درحقیقت وہ عورت کے محارم نہیں ہو جاتے کہ ان سے نکاح صرف اس حالت تک حرام ہے جب تک اس کی پھوپھی، خالہ، یا بہن یا کوئی محارم عورت ان شوہروں کے نکاح میں ہے، اگر طلاق یا موت کی وجہ سے جدائی ہو جائے تو ان کے شوہروں سے عورت کا نکاح حلال ہے اور محرم وہ ہوتا ہے جس سے کبھی کسی حال میں نکاح نہ ہو سکے اس کی حرمت ابدیہ ہو جیسے باپ، بیٹا، بھائی، بھانجہ، بھتیجا، وغیرہ محرم، اور جو محرم نہیں وہ اجنبی ہے اس سے پردہ کا ویسا ہی حکم ہے جیسے اجنبی سے خواہ فی الحال اس سے نکاح ہو سکتا ہو یا کہ نہیں۔ اگر حرمت فی الحال، پردہ نہ کرنے کے لئے کافی ہو تو پھر تو شوہر والی عورت کا تمام جہاں میں کسی سے پردہ نہ ہو کہ جب تک وہ اپنے شوہر کے عقد میں ہے کسی کو اس سے نکاح روا نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ والمحصنت من النساء غرض یہ ہے کہ شرع مطہرہ میں بہنوئی کا بھی وہی حکم ہے جو چچا، پھوپھی، خالہ، ماموں کے بیٹوں اور راہ چلتے اجنبی وغیرہ کا ہے۔ (فتاوی رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۹۸۳ء/۳/۱۸

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

رشتے کی بھتیجی سے نکاح جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین درج ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ: حقیقی پھوپھی زاد بھائی، اپنی لڑکی کی شادی، حقیقی ماموں زاد بھائی سے کر سکتا ہے یا نہیں؟

رشتے میں وہ چچا بھتیجی ہوئے۔ چچا بھتیجی کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟

شریعت کے مطابق فیصلہ صادر فرمائیں کہ وہ شادی کر سکتا ہے یا نہیں؟ عبدالحمید خان، گاڑی کھاتہ، حیدرآباد سندھ

۷۸۶ **الجواب:** چچا بھتیجی میں نکاح بیشک حرام وناجائز اور بنت الاخ میں داخل ہے۔ لیکن ان سے مراد حقیقی یا رضاعی چچا، یا حقیقی یا رضاعی بھتیجی نہ کہ رشتے میں چچا بھتیجی۔ اگر ایسا ہو تو خالہ، پھوپھی کی بیٹیاں بھی حرام ہو جائیں کہ آخر وہ بھی بہنیں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہیں۔ تو جیسے چچا، ماموں، خالہ، پھوپھی کی بیٹیاں حلال ہیں، یوہیں رشتہ میں چچا، بھتیجی ہونا، مانع نکاح نہیں۔ جبتک کوئی اور وجہ، نکاح ممانعت کی نہ پائی جائے دلیل اس کی اللہ تعالیٰ کا وہ قول ہے کہ احل لکم ماوراء ذالکم۔ کہ حرام عورتوں کو شمار فرما کر، ارشاد ہوا (ان سب کے سوا سب عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں۔ اور حرام عورتوں میں رشتے کی بھتیجی کو نہ شمار فرمایا اور نہ شریعت میں کہیں اس کی حرمت کا بیان آیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ ربیع الآخر ۱۴۰۳ھ

باپ کی سوتیلی بیٹی اور بھاوج کی بیٹی سے مرد کے بیٹے کا نکاح جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ ایک بیوہ عورت جس کی پانچ لڑکیاں ہیں جس میں تین لڑکیاں بالغ ہیں اور معقول رشتہ ملنے پر شادی کردی جائے گی۔ بیوہ اپنے ایک دیور سے نکاح کرنا چاہتی ہے جبکہ یہ خود جوان ہیں اور گھر کے کافی مسئلے ہیں جن کو حل کرنے میں بیوہ کو کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے نکاح کرنے کے بعد ساری مشکلات حل کرنے میں ان کے دیور برابر کے شریک ہونگے جو کہ خاوند کی حیثیت میں ہونگے۔

۲۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ

ایک شخص جو کہ جسمانی لحاظ سے بالکل تندرست ہے۔ اس کی بیوی ایک نہ ٹھیک ہونے والے مرض میں مبتلا ہے اور حق زوجیت ادا کرنے کے قابل نہیں اور اس کی بیمار بیوی نے دوسری شادی کی اجازت دے دی ہے جو کہ اپنی بیوہ بھاوج سے نکاح کرنا چاہتا ہے جبکہ فریقین آپس میں رضامند ہیں مگر سائل کے پاس بھی تین لڑکیاں ہیں جن کی شادی خانہ آبادی موزوں رشتے ملنے پر نکاح کردیں گے کیونکہ سائل کو عرصہ سات سال گزر گیا اپنی منکوحہ بیوی سے ہمبستری کرنے سے قاصر ہے۔ مہربانی فرما کر اس مسئلے کا حل شریعت محمدی کی رو سے جواب دیں مہربانی ہوگی۔ جبکہ میری بیوہ بھاوج جن سے سائل نکاح کا خواہاں ہے ان کی بڑی لڑکی سائل کے بڑے لڑکے کے عقد میں ہے۔ سائل عبدالحمید ولد جلال الدین

۷۸۶ **الجواب:** نکاح مذکور بیشک جائز ہے قال اللہ تعالیٰ واحل لکم ماوراء ذالکم۔ اور بیوہ بھاوج کی لڑکی سے، اس شخص کے لڑکے کا نکاح ہوجانا، اس کی بھاوج سے یہ نکاح حرام وناجائز نہ کردیگا اور نہ اپنے باپ کی سوتیلی بیٹی، آدمی کی حقیقی بہن ہوتی ہے کہ ان کا نکاح حرام ہوجائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ شعبان ۱۴۰۳ھ

منکوحہ عورت کا غیر سے نکاح حرام

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب، دارالعلوم احسن البرکات حیدرآباد

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک منکوحہ عورت نے دوسرے شوہر سے نکاح کیا ہے۔ اب یہ نکاح پڑھنے والے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور سننے والوں کے متعلق کیا حکم ہے۔ ان پر کتنا گناہ ہے۔ کیا ان کے نکاح میں کوئی فرق تو نہیں آئے گا؟

محمد نجم الدین، موذن جامع مسجد مصری شاہ، تین نمبر تالاب

۷۸۶ **الجواب:** عورت جب کہ ایک مرد کے نکاح میں ہے۔ ہرگز دوسرے کے نکاح میں نہیں آسکتی۔ عورت اب جس کے پاس ہے اس پر فرض قطعی ہے کہ عورت کو اپنے پاس سے جدا کردے اور نکال دے۔ اور عورت پر فرض قطعی ہے کہ اس سے جدا ہو جائے اور اپنے خاوند کے پاس آجائے۔ قال اللہ تعالیٰ **والمحصنت من النساء**۔ اگر پڑھانے والے نے یہ نکاح حرام جان کے، پڑھایا تو سخت فاسق اور زنا کا دلال ہوا۔ مگر اس کا اپنا نکاح نہ گیا اور اس نکاح کو حلال جانا تو خود اس کا نکاح جاتا رہا اور وہ اسلام سے خارج ہو گیا۔ یہی حال شریک ہونے والوں کا ہے۔ جو نہ جانتا، کہ یہ نکاحی عورت کے نکاح پر نکاح ہو رہا ہے اس پر کوئی الزام نہیں۔ اور جو دانستہ شریک ہوا اگر حرام جان کر شریک ہوا تو سخت گناہگار ہوا۔ اور حلال جانا تو اسلام سے بھی خارج۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ ربیع الاول شریف ۱۴۰۳ھ

محرمات سے نکاح کو جائز قرار دینے والے کا حکم

سوال: بخدمت اقدس سرمایہ اہلسنت، مفتی اعظم سندھ علامہ مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی صاحب

کیا فرماتے ہیں علماء دین متین اس مسئلہ کی بابت میں کہ: جو شخص شریعت محمدی کی تبدیلی میں لگا رہے سود، زنا، لواطت حتی کہ سگی بہن بھائیوں کا آپس میں نکاح جائز قرار دے ایسے منہیات شرعیہ کو اعلانیہ رواج قرار دینے والے کو کافر سمجھیں یا نہیں؟

بینوا، توجروا شبیر احمد ایڈوکیٹ، ٹنڈو آدم

۷۸۶ **الجواب:** سود، زنا، حقیقی بہن بھائیوں کے مابین نکاح کو صرف جائز سمجھنا، بلکہ اسے رواج دینا وغیرہ امور، کہ شرعاً حرام قطعی ہیں انکی حرمت کا انکار اور اسکے جائز ہونے کا اقرار واعتراف نہ صرف سخت جاہل بیباک گستاخ کا، کام ہے بلکہ جب وہ اسے جائز سمجھتا ہے اور سمجھانے سے بھی باز نہیں آتا تو اسے اسلام سے کیا علاقہ رہا جس کا لحاظ کیا جائے مسلمانوں پر فرض فرض ہے کہ اس کی شکایت حکام تک پہنچائیں اور حکام کو چاہئے کہ ایسے گستاخ اور بیباک کی زبان بند کریں اور مسلمانوں کو اس کی ایذا رسائی سے بچائیں جب تک وہ اپنے ان کفری اقوال سے باز نہ آجائے اور اپنے نجس اقوال سے توبہ نہ کرلے نئے سرے سے تجدید اسلام نہ کرے جب تک اس کے پاس نہ بیٹھیں، اس سے میل جول نہ کریں ورنہ خوف کریں کہ اس کی آگ انہیں بھی نہ پھونک دے۔ قال اللہ تعالیٰ **واتقوا فتنة لا تصيبن الذين ظلموا منكم خاصة**۔ واللہ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳/۴/۱۹۸۳ء

پوتی اور اس کی سوتیلی دادی کو ایک نکاح میں جمع کرنا جائز نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین بیچ اس مسئلے کے بارے میں کہ: مدائی خان نے پہلا نکاح مائی بختاور سے کیا جس کے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بطن سے ایک لڑکا مینوں خان پیدا ہوا مائی بختاور کے مرنے کے بعد دوسری شادی گوہر ناز سے ہوئی مدائی خان بھی وفات پا گئے مینوخان کی لڑکی مائی دبوت ناز کی خمیسا خان سے منگنی ہو چکی ہے اب مائی گوہر ناز کی خواہش ہے کہ خمیسا خان سے شادی ہو اس بارے میں علماء دین اپنی رائے سے مستفیض فرمائیں مہربانی ہوگی نکاح جائز ہے کہ نہیں؟ مطلب مینوں خان کی سوتیلی ماں گوہر ناز سے مینوں خان کے داماد کا نکاح جائز ہے کہ نہیں؟ سائل عبدالحکیم شاہ

۷۸۶ الجواب: قائدہ کلیہ اس بات میں یہ ہے کہ ایسی دو عورتیں کہ ان میں سے جس کو مرد فرض کریں دوسری اس پر ہمیشہ حرام ہو ایک شخص کے نکاح میں جمع نہیں ہو سکتیں جیسے ماں بیٹی اور اگر ایک کو مرد فرض کرنے سے دوسری اس پر حرام ہوتی ہو مگر دوسری کو مرد ٹھہرانے سے وہ پہلی حرام نہ ہو تو ایسی دو عورتوں کو نکاح میں جمع کر سکتے ہیں۔ (درمختار، ردالمحتار وغیرہ) اب صورت مسئولہ میں اگر دبوت ناز، خمیسا خان کے نکاح میں آ چکی ہے تو یہ پوتی اور اس کی سوتیلی دادی کو نکاح میں جمع کرنا ہوا۔ اور ہماری بیان کردہ پہلی صورت ہوئی یعنی ان میں سے جسے مرد فرض کریں تو دوسری اس پر حرام ہی رہتی ہے۔ تو یہ نکاح درست نہ ہوگا۔ اور اگر دبوت ناز خمیسا خان کے نکاح میں نہیں بلکہ صرف اسکی منگیتر ہے جیسا کہ سوال سے خلا ظاہر ہے تو اب خمیسا خان گوہر ناز سے نکاح کر سکتا ہے جبکہ کوئی اور وجہ حرمت نہ پائی جائے اور اس صورت میں پھر دبوت ناز سے نکاح کرنا اس گوہر ناز کی موجودگی میں جائز نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ

اخیافی (ماں شریک) بھائی بہن سے نکاح حرام ہے

سوال: مکرمی جناب مفتی اعظم حیدرآباد سندھ، دارالعلوم احسن البرکات دام اقبالک، السلام علیکم

نہایت مودبانہ طریقہ سے عرض پرواز ہوں کہ مجھے ایک ضروری مسئلہ شریعت سے باخبر فرما کر شکریہ کا موقع دیں اور فتویٰ سے سرفراز فرمائیں۔

میرے پہلے شوہر مسمی سرفراز علی صاحب سے ایک لڑکی شاہجہان نامی پیدا ہوئی اور والد فوت ہو گیا اور اسی سے (شاہجہان سے) ایک لڑکی صبیحہ نامی نواسی تولد ہوئی (جسکے والد کا نام محمد ظہیر تھا) میرے دوسرے شوہر کا نام عبدالاحد خان ہے۔ دوسرے شوہر سے ایک لڑکا انتظار احمد خان تولد ہوا۔ کیا میرے دوسرے شوہر سے پیدا ہونے والے فرزند انتظار احمد خان کا نکاح پہلے شوہر کی نواسی صبیحہ کے ساتھ شرعاً جائز ہے۔ جو رشتے میں ماموں بھانجی ہوتے ہیں۔

مکرر وضاحتاً درج ہے۔

پہلا شوہر سرفراز علی صاحب۔ لڑکی شاہجہان۔ لڑکی صبیحہ دختر محمد ظہیر

دوسرا شوہر عبدالاحد خان۔ لڑکا انتظار احمد

کیا شرعاً صبیحہ کا نکاح انتظار احمد کے ساتھ جائز ہے۔ جو بذریعہ کورٹ عمل میں آ چکا ہے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

المرسل ریاضی فاطمہ والدہ انتظار احمد۔ ونانی صبیحہ، نادر منزل یونٹ نمبر ۸ بی لطیف آباد حیدر آباد، ۲۴ جنوری ۱۹۷۸ء

۷۸۶ الجواب: انتظار احمد اور شاجہان آپس میں اخیافی (ماں شریک) بھائی بہن ہیں اور اخیافی بھائی بہنیں بہت احکام میں مثل حقیقی بھائی بہن کے ہیں۔ اور صبیحہ بنت شاجہان انتظار احمد کی بھانجی ہوئی۔ نکاح جس طرح انتظار احمد اور شاجہان میں نہیں ہوسکتا یونہیں ایک کی اولاد سے دوسرے کا نکاح نہیں ہوسکتا۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ **وبنت الاخ و بنت الاخت**۔ تم پر حرام کی گئیں بھائی کی بیٹیاں اور بہنوں کی بیٹیاں۔ اگر یہ نکاح عمل میں آچکا ہے تو حرام حرام قطعی حرام ہوا۔ نکاح خواں وکیل اور گواہ اور جتنے اس پر راضی ہیں سب سخت ترین گناہ کبیرہ میں گرفتار ہیں۔ وہ فوراً ایک دوسرے سے علیحدہ ہوجائیں اور سب توبہ صحیحہ شرعیہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ صفر ۱۳۹۸ھ

منہ بولی بہن سے نکاح جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ: کچھ لوگ میری ذات میمن کے لوگ ہیں۔ ان لوگوں کی کوئی اولاد نہیں ہے۔ ایک بیٹی ہے وہ بھی کسی دوسرے کی ہے لیکن ان لوگوں نے لڑکی کو بیٹی کی طرح چاہا ہے اور اسے کبھی یہ معلوم نہیں ہونے دیا کہ وہ ان کی بیٹی نہیں ہے۔ لڑکی کو صرف خاندان کے دوسرے لوگوں سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ وہ ان کی بیٹی نہیں ہے۔ میں ان کے یہاں شروع میں پڑھانے کے لئے گیا تھا چونکہ میری کوئی بہن نہیں ہے لہٰذا میں نے اس لڑکی کو سگی بہن سے زیادہ چاہا اور لڑکی نے بھی اپنا کوئی بھائی نہ ہونے کی وجہ سے مجھے بھائی کی محبت دی ان لوگوں کا چونکہ لڑکی کے علاوہ کوئی دوسرا سہارا نہیں ہے چنانچہ ان لوگوں نے مجھے بھی اپنا بیٹا بنالیا اور وہ لوگ مجھے بھی بیٹے کی طرح چاہنے لگے۔ لڑکی اور میرے درمیان ہمیشہ سگے بہن بھائیوں کی طرح محبت رہی ہر قسم کے گناہوں سے پاک اور ہم ایک دوسرے کو بھیا اور بہن کہہ کر پکارتے تھے۔ ہمارے درمیان محبت اتنی بڑھی کہ اب ہم لوگوں کے لئے ایک دوسرے سے الگ ہونا ناممکن ہے۔ اور میں اور لڑکی ایک دوسرے سے محبت کرنے لگے اور اب ہم چاہتے ہیں کہ بھائی بہن کا رشتہ توڑ کر ازدواجی زندگی گزاریں اور اب تک اللہ کے فضل سے ہم گناہوں سے پاک ہیں میں اس کو نہیں چھوڑ سکتا کیونکہ میرے علاوہ اس کو کوئی سہارا نہیں ہے اور وہ بھی مجھے نہیں چھوڑ سکتی اور لڑکی کہتی ہے کہ اگر آپ نے چھوڑا تو میں مرجاؤں گی میرا تمہارے سوا کوئی سہارا نہیں ہے۔ اب اس بات کی ضرورت ہے کہ میں اس کو سہارا دوں ورنہ وہ خودکشی کرلے گی۔ میں تیار ہوں لیکن میرا ضمیر کہتا ہے کہ بہن بھائی کا رشتہ جوڑا تھا اب شادی کریں گے تو یہ گناہ عظیم ہے۔ کیا اگر اب ہم شادی کرلیں تو جائز ہے یا نہیں؟

ابھی تک ان کے ماں باپ کو نہیں معلوم ہے کہ ہم ذہنی طور پر کس مقام پر ہیں اگر انہیں معلوم ہوجائے تو انہیں ٹھیس پہنچے گی کیونکہ وہ لوگ اب تک ہم دونوں کو بہن بھائی کہتے ہیں اور سمجھتے ہیں۔ کیا یہ گناہ نہیں ہوگا۔

لڑکی ابھی تک مجھے بھیا کہتی ہے کیا وہ اس وقت تک مجھے کہہ سکتی ہے جب تک ہماری کوئی باقاعدہ منگنی یا شادی نہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہو جائے۔ مجھے لڑکی کی زندگی بچانے کے لئے شادی کر لینی چاہئے یا ہمیں اب بھی اپنی پرانی منزل بھائی بہن کے رشتہ پر لوٹنا چاہئے؟ الحاصل شریعت مطہرہ ہمارے لئے شادی کو جائز قرار دیتی ہے یا نہیں؟ فقط والسلام

۷۸۶ **الجواب:** قرآن کریم کے ارشاد گرامی انما المومنون اخوۃ کی روشنی میں تمام مسلمان مرد عورت آپس میں بہن بھائی کا رشتہ رکھتے ہیں۔ اسی چیز کا نام اخوت اسلامی ہے اسی تعلیم کا اثر جب غالب آ جاتا ہے تو احتراما ایک دوسرے کو بھائی بہن بھی کہہ دیتے ہیں جیسے بچے اپنوں سے بڑوں کو ابا، چچا اور بڑے اپنے چھوٹوں کو بیٹا کہہ کے پکارتے ہیں۔ یہ تو اس اخوت اسلامی کا زبان سے اظہار ہے اس کی بدولت حقیقی بھائی بہن اور باپ بیٹے یا ماں بیٹے کا رشتہ قائم نہیں ہو جاتا جیسا کہ خود قرآن کریم نے دوسرے مقام پر اس کی تصریح کی ہے لہٰذا آپ ایک دوسرے کو بھائی بہن کہتے رہے تو اس سے حقیقتا بھائی بہن نہ بن گئے۔ خالہ، پھوپھی، چچا کے بیٹا، بیٹیاں بھی آخر کار بھائی بہن ہیں۔ ایک دوسرے کو بھائی بہن کہتے ہیں ایک دوسرے کو بھائی بہن کی طرح چاہتے ہیں اس کے باوجود ان میں ازدواجی رشتہ قائم کر دیئے جاتے ہیں اور کسی کو کوئی تردد نہیں ہوتا لہٰذا آپ دونوں آپس میں زوجیت کا رشتہ قائم کر لیں تو شرعا اس میں کوئی حرج نہیں آپ اپنی حقیقت اور حکم شرعی کو ان لوگوں تک پہنچا دیں جو آپ کو اپنا بیٹا بیٹی بنائے ہوئے ہیں۔ وہ یقینا اس پر خوش ہوں گے اور آپ اور وہ بچی لوگوں کی بد زبانی اور شیطان رجیم کی راہ زنی سے محفوظ رہیں گے اور ان کے اعتماد کو ٹھیس نہ پہنچے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ صفر ۱۳۹۸ ھ

سالی سے زنا کرنے سے نکاح پر اثر۔ مردہ بیوی کو دیکھنا، ہاتھ لگانا۔ گمشدہ شوہر۔ لاوارث مردہ عورت۔

حاملہ سے کب تک مباشرت جائز

سوال: جناب مولانا مفتی خلیل صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ

چند مسائل فدوی کے علم میں ایسے آئے ہیں جس سے فدوی نابلد ہے چنانچہ عالی جناب کو اس سلسلے میں تکلیف دے رہا ہوں۔ امید ہے کہ حضور ان کے جوابات تفصیل سے تحریر فرمائیں گے

۱۔ سالی (بیوی کی بہن) سے زنا کرنے سے کیا نکاح ٹوٹ جائے گا یا صرف زنا ہوگا؟

۲۔ حاملہ عورت سے نکاح جائز ہے یا نہیں ہے؟

۳۔ اگر کسی عورت سے زنا کرے اور اس سے حمل ٹھہر جائے اور پھر اس سے نکاح کر لے تو کیا نکاح جائز ہے جبکہ نکاح دوران حمل کرے؟

۴۔ بیوی کے انتقال کے بعد کیا اس سے بالکل واسطہ ختم ہو جاتا ہے۔ جیسے لوگ کہتے ہیں کہ مرنے والی کا شوہر نہ جنازے کو کندھا دے نہ اسے قبر میں اتارے اور نہ ہی چہرہ دیکھے۔ اس کے متعلق تفصیل سے تحریر فرمائیں۔

۵۔ شادی شدہ عورت کا شوہر کسی حادثے میں بچھڑ جائے اور اس کے متعلق کوئی علم نہ ہو کہ وہ زندہ ہے یا مردہ ہے تو وہ عورت

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کب تک اس کا انتظار کر کے نکاح کر لے اور اگر اس عورت نے انتظار کر کے نکاح کر لیا اور اس کے بعد اس کا پہلا شوہر واپس آجائے تو وہ عورت کس کی بیوی ٹھہرے گی پہلے شوہر کی یا دوسرے شوہر کی؟

۶۔ کسی نامحرم عورت کی لاش دریا سے نکالی گئی کوئی ایسی نشانی نہیں کہ وہ عورت کس مذہب سے تعلق رکھتی ہے تو اس کو کیسے دفن کریں گے؟

۷۔ دوران حمل مرد بیوی سے کب تک مباشرت کر سکتا ہے؟ والسلام شفیع محمد سموں ایم. بی. پی۔ ویر ہاؤس جام شورو

۷۸۶ **الجواب:** ا۔ زنا تو بہر حال حرام ہی ہے مگر سالی سے زنا کرنے سے زوجہ مطلقہ نہیں ہوتی نہ سالی کے ساتھ زنا کرنے سے زوجہ سے جماع حرام ہوتا ہے (ردالمحتار) **وطی اخت امراتہ لا تحرم علیہ امراتہ۔**

۲۔ حاملہ عورت سے نکاح جائز ہے کہ زنا کے پانی کی شرع میں بالکل حرمت وعزت نہیں پھر اگر حمل اسی کا ہے جو نکاح کر رہا ہے تو صحبت بھی جائز ہوگی اور اگر غیر سے نکاح ہو تو جب تک وضع حمل نہ ہو جائے وہ اسے ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ (درمختار)

۳۔ جس عورت کے ساتھ زنا کیا اور اسے حمل ٹھہر گیا تو اس سے نکاح جائز ہے۔

۴۔ عورت مر جائے تو شوہر نہ اسے نہلا سکتا ہے نہ چھو سکتا ہے اور دیکھنے کی ممانعت نہیں (درمختار وغیرہ) عوام میں جو مشہور ہے کہ شوہر عورت کے جنازے کو نہ کندھا دے سکتا ہے، نہ قبر میں اتار سکتا ہے، نہ منہ دیکھ سکتا ہے یہ محض غلط ہے۔ صرف نہلانے اور اس کے بدن کو بلا حائل ہاتھ لگانے کی ممانعت ہے۔ (بہار شریعت)

۵۔ جس عورت کا شوہر گم ہو جائے وہ عورت اس گمشدہ شوہر کے نکاح میں رہے گی تاوقتیکہ شوہر کی موت کی تصدیق نہ ہو جائے یا وہ طلاق دے دے یا شوہر کی عمر ستر سال ہو جائے کسی بھی مرد کو اس عورت سے نکاح حلال نہیں اگر کر بھی لیا تو دونوں اس نکاح بے معنی کے بعد زانی اور زانیہ رہیں گے۔ قال اللہ تعالیٰ **والمحصنت من النساء** تم پر حرام کی گئیں شوہر والی عورتیں۔ پھر اگر پہلا شوہر واپس آ گیا تو وہ عورت بدستور زوج اول کی بیوی ہے پھر اگر اس کے پاس نہ رہنا چاہے تو اختیار ہے چاہے مال دے کر یا بغیر مال دیئے طلاق حاصل کر لے۔ اب وہ طلاق دے دے تو عدت پوری کر کے جو کامل تین حیض ہے اس کے بعد جہاں چاہے نکاح کرے۔

۶۔ مردہ ملا اور معلوم نہیں کہ کافر ہے یا مسلمان تو اگر اس پر کوئی ایسی علامت ہو جس سے مسلمان ہونا ثابت ہو مسلمانوں کے محلے میں ملا تو غسل دیں اور نماز پڑھیں۔ ورنہ نہیں۔ (بہار شریعت)

۷۔ دوران حمل وضع حمل تک، مباشرت شرعاً جائز ہے لیکن اگر ڈاکٹرز منع کر دیں یا تکلیف کا خطرہ ہو تو پرہیز کرنا چاہیئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۶ر جون ۱۹۷۹ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دو سگی بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرنا

سوال: بخدمت جناب قبلہ کعبہ، علامہ مفتی محمد خلیل خان برکاتی صاحب برکاتی دام اقبالہ حیدرآباد، السلام علیکم
گزارش یہ ہے کہ: زید کے گھر میں ایک منکوحہ عورت موجود ہے اور اس کی گھر والی کی دوسری حقیقی بہن سے زید شادی کرنا چاہتا ہے۔ علماء دین اس مسئلے میں کیا فرماتے ہیں۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ شکرگزار رہوں گا۔
محمد صدیق، شہر سامارو تھر پارکر سندھ

۷۸۶ **الجواب:** جب ایک بہن نکاح میں ہو تو دوسری سے نکاح قطعی حرام ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وان تجمعوا بین الاختین بلکہ علماء فرماتے ہیں کہ اولاً زوجہ کو طلاق دے اور ہنوز ابھی اس کی عدت نہ گزری ہو کہ اس کی بہن سے نکاح کر لیا تو یہ نکاح حرام ہوگا۔ درمختار میں ہے حرم الجمع بین المحارم نکاحا و عدۃ ولو من طلاق بائن۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ رجمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ

تایازاد بھانجی سے نکاح جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: میں ایک لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ وہ لڑکی ویسے رشتے میں تایا کی لڑکی کی لڑکی لگتی ہے لیکن میں اس کا رشتہ مانگ رہا ہوں۔ لڑکی بھی شادی کے لئے رضامند ہے۔ شادی ہوسکتی ہے یا نہیں؟
شاہنواز اخبار فروش، امریکن کوارٹرز، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** یہ نکاح جائز ہے جبکہ کوئی اور حرمت کی وجہ نہ ہو کیونکہ جب تایا کی لڑکی سے نکاح حرام نہیں تو ان کی اولاد سے بھی نکاح جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ

بیوی کے مرنے کے بعد، اس کی بہن، بھانجی، بھانجی کی بیٹی سے نکاح درست ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے میں کہ: میری بیوی کی جو بہن ہے اس کی بیٹی کی بیٹی سے میرا نکاح جائز ہے یا نہیں؟ برائے کرم قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ جنید سومرو، ساکن ٹنڈو محمد خان

۷۸۶ **الجواب:** جب زوجہ مرجائے یا اسے طلاق دے اور عدت گزر جائے اس وقت اپنی بیوی کی بہن، بھانجی یا بیوی کی بھانجی کی بیٹی سے نکاح درست ہے ورنہ نہیں۔ (بحرالرائق) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ ربیع الاول ۱۴۰۰ھ

منکوحہ کا دوسرے سے نکاح خالص زنا ہے

سوال: بخدمت جناب مولانا مفتی محمد خلیل خان برکاتی صاحب، السلام علیکم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بعد سلام عرض ہے کہ شرع کے مطابق اس مسئلے پر قرآن وحدیث سے روشنی ڈالیں کہ اگر کوئی عورت بغیر شوہر کے طلاق دیئے دوسرا نکاح کرلے تو جائز ہے یا ناجائز ہے۔

جواب کا منتظر تجمل حسین، کوارٹر نمبر 269 ایوب کالونی B یونٹ نمبر 11 لطیف آباد حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: عورت جس مرد کے نکاح میں ہے جب تک وہ طلاق نہ دے، عورت ہرگز کسی سے نکاح نہیں کرسکتی۔ وہ عمر بھر اسی کی بیوی رہے گی۔ تاہم نکاح کرلیا تو خالص زنا ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ صفر المصفر ۱۴۰۲ھ

پھوپھی، بھتیجی سے ایک ساتھ نکاح حرام ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلے کے بارے میں کہ

۱۔ زید نے پہلی شادی کی جس سے کوئی اولاد نہیں۔ دوسری شادی ایک کنواری لڑکی سے کی پھر چند سال بعد اسی کنواری لڑکی کی بیوہ پھوپھی سے بھی زید نے شادی کرلی۔ اب کنواری لڑکی اور تیسری بیوی، جو کہ آپس میں سگی پھوپھی اور بھتیجی ہوتی ہیں۔ ایک شوہر زید کی ایک ہی وقت میں نکاح میں منکوحہ بیویاں ہیں۔ کیا یہ جائز ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

۲۔ اگر یہ شخص اس پر قائم رہے۔ تو کیا ہم کو اس کے ساتھ کھانا، پینا یا رشتہ جوڑنا جائز ہے یا نہیں؟

سائل۔ غلام قادر لغاری، اسلامیہ کالونی حیدرآباد، ۱۰/ اپریل ۱۹۸۳ء

۷۸۶ الجواب: اصل ان مسائل میں یہ ہے کہ جو عورتیں آپس میں محرم ہوں، یعنی ان میں سے جس کو مرد فرض کیا جائے، دوسری اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو۔ ایسی دو عورتوں کو نکاح میں جمع کرنا جائز نہیں۔ اور یہاں ایسا ہی ہے کہ اگر پہلی منکوحہ کو مرد فرض کرتے ہیں تو دوسری اس کی پھوپھی ہے۔ اور دوسری کو مرد فرض کرتے ہیں تو پہلی اس کی بھتیجی ہے۔ تو چچا بھتیجی کا رشتہ ہوا اور جس طرح بھتیجی چچا پر حرام ہے یو ہیں بھتیجا پھوپھی پر۔ غرض پھوپھی بھتیجی بیک وقت ایک شخص کے نکاح میں نہیں رہ سکتیں۔ حدیث شریف میں ہے لا تنکح المراۃ علی عمتھا۔ اور چونکہ یہ نکاح آگے پیچھے ہوئے ہیں تو پہلا نکاح بے خلل ہے۔ اور دوسرا نکاح کہ پھوپھی سے کیا گیا۔ وہ حرام ہوا۔ پھر جب اس پھوپھی سے قربت کرلی تو پہلی سے قربت بھی حرام ہوگئی۔ جب تک اسے جدا کرکے عدت نہ گزر جائے، اس شخص پر فرض ہے کہ اسے ترک کردے۔ اور جب اس کی عدت گزر جائے تو اس وقت زوجہ اس کے لئے حلال ہوگی (درمختار وردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ اگر وہ شخص اس حرکت سے باز نہ آئے تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس سے قطع تعلق کرلیں اور سلام بھی نہ کریں کہ وہ فاسق معلن ہے اور گناہ کبیرہ پر مصر۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ ۲۶ جمادی الاخری ۱۴۰۳ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سوتیلی بھانجی سے سوتیلے ماموں کا نکاح

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے کے بارے میں کہ: سوتیلے ماموں سے سوتیلی بھانجی کا نکاح جائز ہے کہ نہیں؟

تفصیل اس مسئلے کی یہ ہے کہ!

ایک شخص کی پہلی بیوی سے ایک لڑکی ہے اور اس لڑکی سے ایک لڑکی ہوئی اور اس شخص نے اپنی پہلی بیوی کے مرنے کے بعد دوسرا نکاح کیا اور اس دوسری بیوی کے پہلے شوہر سے چند لڑکے ہیں۔ اب وہ ایک لڑکے کا نکاح اپنی پہلی بیوی کی لڑکی کی لڑکی (یعنی نواسی سے) نکاح کرنا چاہتا ہے تو کیا نکاح جائز ہے ہوگا یا نہیں؟ فقط سائل: عبدالقدیر، ٹنڈوالہیار

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: صورت مسئولہ میں دوسری بیوی کے پہلے شوہر کے لڑکے کا نکاح پہلی بیوی کی نواسی سے جائز ہے کہ سوتیلی ماں کی بیٹی سے اور اس کی بیٹی سے بھی نکاح جائز ہے۔ علامہ خیرالدین رملی سوتیلی ماں کی ماں اور اس کی بیٹی کے بارے میں فرماتے ہیں لا تحرم بنت زوج الام ولاام زوجة الاب ولابنتها۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واحل لکم ماوراء ذلکم محرمات کے حکم کے بعد یہ حکم دیا ہے لہٰذا یہ نکاح جائز ہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد پنجم) ملخصاً۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید، ۲۲ شوال ۱۴۰۴ھ۔ ۲۱ جولائی ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب مثاب۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۲۲ رشوال المکرم ۱۴۰۴ھ

دو چچاؤں کی دو بیٹیوں سے نکاح جائز ہے۔ رشتے کے ماموں سے نکاح جائز ہے

سوال: مکرمی جناب مفتی صاحب، دارالعلوم احسن البرکات، ہوم اسٹیڈ ہال، حیدرآباد

آپ کی خدمت میں شریعت کا ایک مسئلہ پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں امید ہے کہ آپ اپنے علم کی بنیاد پر میری پریشانی دور کریں گے۔

مسئلہ یہ ہے کہ: کیا ایک آدمی دو ایسی بیویوں کو رکھ سکتا ہے جو آپس میں کزن ہوں۔ یعنی دونوں کے باپ آپس میں بھائی ہوں۔

مذکورہ آدمی میرے بھائی کا بیٹا ہے یعنی میرا بھتیجہ ہے۔ اور اس کا نکاح آج رات کو ہے جو کسی دباؤ وغیرہ کی بناء پر نہیں بلکہ خوشی سے ہو رہا ہے۔

مذکورہ، آدمی یہ بھی کہہ رہا ہے کہ وہ اپنی شادی کے عوض، اپنی پہلی بیوی کی بیٹی جو خود اس کی بھی بیٹی ہوئی، اپنی سالے کو دے رہا ہے پہلی بیوی اس کی کزن ہے اور دوسری بیوی جو ہونے والی ہے وہ بھی اس کی کزن ہے یعنی پہلی ایک چچا کی اور دوسری ہونے والی دوسرے چچا کی اب یہ جو بیٹی اپنے ہونے والے دوسری بیوی کے بھائی کو دے رہا ہے۔ یعنی اپنے کزن کو دے رہا ہے۔ کیا یہ جائز ہے؟ صالح محمد، نزد نوری مسجد کوٹری

۷۸۶ **الجواب:** نکاح میں ایسی دو عورتوں کو جمع کرنا حرام ہے کہ ان میں سے جسے مرد فرض کریں، تو دوسری اس پر حرام ہو

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور یہاں ایسا نہیں ہے۔ بلکہ وہ دونوں اسکی چچازاد بہنیں ہیں۔ ایک، ایک چچا کی اور دوسری، دوسرے چچا کی۔ تو ان دونوں کو باہم نکاح میں جمع کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ یہ دونوں ایک ہی مرد کے نکاح میں آ سکتی ہیں۔ (درمختار وغیرہ) اور آدمی اپنی پہلی بیوی کی بیٹی، جو خود اس کے نطفہ سے ہے، اپنی دوسری بیوی کے بھائی کو دے دے اور اس کا اس سے نکاح کردے، یہ بھی جائز ہے۔ کہ وہ حقیقی ماموں نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ رمضان المبارک ۱۴۰۴ھ

خالہ، بھانجی اور نانی، نواسی کو ایک نکاح میں رکھنا حرام ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام وفقہاء عظام دین کے اس مسئلے میں کہ: زید کی بیوی بیمار ہے۔ وہ دوسرا نکاح کرنا چاہتا ہے۔ اس سے جو کہ اس کی بیوی کی سوتیلی بہن کی بیٹی کی بیٹی ہے۔ اس سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟

مہربانی فرما کر فتوی تحریر فرمائیں۔ شکریہ۔ یعنی بیوی کی بہن کا باپ دوسرا ہے، اس طرح جس لڑکی کے ساتھ شادی کرنا چاہتا ہے وہ بیوی کی ماں کی طرف سے اس کی نواسی ہے۔ سائل: عبدالحمید، لاڑکانہ، پاکستان چوک

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: بہن خواہ حقیقی ہو یعنی ایک ماں باپ سے یا سوتیلی کہ باپ دونوں کا ایک ہے اور مائیں دو یا ماں ایک ہے اور باپ دو سب حرام ہیں۔ اور وہ دو عورتیں کہ ان میں جس کو مرد فرض کریں دوسری اس کے لئے حرام ہو مثلاً خالہ، بھانجی کہ خالہ کو مرد فرض کرو تو ماموں بھانجی کا رشتہ ہوا اور بھانجی کو مرد فرض کریں تو بھانجے خالہ کا رشتہ ہوا۔ ایسی دو عورتوں کو نکاح میں جمع نہیں کر سکتا۔ صورت مسئولہ میں جبکہ زید کی بیوی نانی بنتی ہے اور جس لڑکی سے یہ نکاح کرنا چاہتا ہے وہ اس کی بیوی کی نواسی ہے یہ دونوں نانی، نواسی ہوئیں اور ان کا نکاح میں جمع کرنا حرام ہے (عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۹ شعبان ۱۴۰۴ھ۔ ۳۱ مئی ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۲۹ رشعبان المعظم ۱۴۰۴ھ

http://t.me/Tehqiqat

شوہر اول کی لڑکی کا نکاح شوہر ثانی کے بھائی سے جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ: ایک بیوہ عورت نے شادی کی اور اس عورت کی پہلے شوہر سے ایک لڑکی ہوئی تھی۔ اب وہ اپنے موجودہ شوہر کے چھوٹے بھائی سے اپنی لڑکی کا نکاح کرنا چاہتی ہے۔ کیا یہ نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ فقط سائل خدا بخش، امام غوثیہ مسجد، حیدرآباد سندھ

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: پہلے شوہر کی لڑکی کا نکاح شوہر کے چھوٹے بھائی سے جائز ہے کہ ان میں حرمت کا کوئی سبب موجود نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ واحل لکم ماوراء ذلکم۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۲ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۴ھ۔ ۲۰ مارچ ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۲ رجمادی الاخریٰ ۱۴۰۴ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مطلقہ مغلظہ سے عدت میں نکاح حرام ہے

سوال: جناب مفتی صاحب، دارالعلوم احسن البرکات، حیدرآباد، جناب عالی گزارش عرض یہ ہے کہ کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ: ایک آدمی نے اپنے ہوش وحواس میں ہوتے ہوئے ایک لڑکی کُل سولہ سترہ دن ہوئے کی طلاق ہوئی، سے لڑکی کے والدین کو کچھ نقد رقم دے کر نکاح کرلیا کہ کہیں لڑکی کے والدین مدت عدت پوری ہونے کے بعد نکاح کرنے سے انکار نہ کردیں۔ نکاح برات بنا کر لڑکی والے کے گھر لے گیا۔

۱۔ کیا یہ نکاح جائز ہوا؟ ۲۔ براتیوں پر تو کوئی گناہ نہیں ہوا؟

برادری عزیز واقارب اور اہل محلہ کو ان ہر دو فریق نکاح کرنے والا اور براتیوں کے ساتھ کیسا برتاؤ اور میل جول رکھنا چاہیئے اور لڑکی والوں کے ساتھ کیسا؟

فقط والسلام، منجانب اہل محلہ گجراتی پاڑہ، ٹنڈو یوسف روڈ، حیدرآباد سندھ پاکستان، مورخہ۔ ۶ مارچ ۱۹۸۴ء

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: اگر وہ لڑکی اپنے شوہر کی مدخولہ تھی اور دوسرا نکاح عدت کے اندر ہوا تو یہ نکاح محض حرام حرام ہوا اور جس کے ساتھ نکاح ہوا اور اسے خبر تھی کہ یہ مطلقہ ہے اور ابھی عدت نہیں گزری، جان کر نکاح کرلیا تو سخت اشد، فاسق، وفاجر ہے اور جو لوگ دانستہ اس حرام نکاح میں شریک ہوئے اور کھایا پیا وہ بھی سخت گناہگار ہیں ان سب پر توبہ فرض ہے۔ (فتاوی رضویہ جلد پنجم) اب بھی اگر یہ باز نہ آئیں تو مسلمان ان سے میل جول ختم کرلیں۔ قال اللہ تعالیٰ ولا تعاونو اعلی الاثم وقال فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظالمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۹ جمادی الآخر ۱۴۰۴ھ۔ ۱۳ مارچ ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۹ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۴ھ

بیوی کو طلاق دے کر، سالی سے نکاح بعد عدت جائز ہے۔ مگر یہ مرد پہلی بیوی سے مطلق دور رہے

سوال: بخدمت محترم ومکرم، جناب مفتی محمد خلیل خان صاحب، السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ: ایک آدمی نے اپنی بیٹی کی شادی کی ہے، اس کی اولاد وغیرہ نہیں ہوئی۔ تو اس عورت کے شوہر نے دوسری شادی کرنا چاہی۔ تو شوہر اور بیوی نے مشورہ یا۔ شوہر نے کہا کہ میں آپ کو طلاق دے کر دوسری شادی کرلوں۔ پھر میرے اور آپ کے تعلقات آنا جانا ویسا ہی رہے گا۔ اس عورت نے اپنے باپ کو راضی کرکے اپنی بہن کا نکاح کرادیا۔ حسب وعدہ اب یہ دونوں آپس میں ملتے جلتے ہیں، ایسے میں کیا حکم ہے۔ اس بات کا بھی کافی امکان ہے کہ یہ میاں بیوی کی طرح ملیں گے۔ فقط فخر الدین، فردوس کالونی، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** اگر شخص مذکورہ نے اپنی زوجہ کو طلاق دے دی اور عدت گزر جانے پر اس کی بہن سے نکاح کرلیا تو یہ نکاح درست ہوا اور اس سے ہم بستری بھی جائز ہے اب اس کی بہن یعنی اپنی پہلی زوجہ سے، زوجیت کا تعلق قائم رکھنا حرام ہے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور دیدہ دانستہ ہو تو زنا بھی۔ جتنے لوگ اس سے متفق اور راضی ہوں سب حرامکاری میں شریک ہوں۔ اس پہلی کو اس سے علیحدہ کر دیا جائے اور ہر گز اس سے نہ ملنے دیا جائے۔ (ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ

باپ کی دوسری بیوی کی بہن سے نکاح جائز ہے

سوال: آج سے دس سال پہلے میری والدہ کا انتقال ہو گیا تھا۔ اور پھر میرے والد نے دوسری شادی کی۔ اور میں اپنے والد کی پہلی بیوی کا بیٹا ہوں جن کا انتقال ہو گیا تھا۔ میری دوسری والدہ سے تین بچے ہیں۔

اب جب کہ میرے والد کا بھی انتقال ہو گیا ہے تو میری والدہ جو کہ سوتیلی ہیں۔ میری شادی اپنی سگی بہن سے کرنا چاہتی ہیں۔ باہمی رضامندی سے۔ سوال یہ ہے کہ: میری شادی اپنی سوتیلی خالہ سے ہو سکتی ہے یا نہیں۔ اور یہ رشتہ جائز ہے یا نہیں۔ اور شادی سے پہلے میری دوسری والدہ سے ہمارا کوئی رشتہ بھی نہیں تھا۔ اور نہ تو اس لڑکی نے میری والدہ کا دودھ پیا ہے اور نہ اپنی بہن کا جو کہ میری دوسری والدہ ہیں۔ اور لڑکی مجھ سے عمر میں چھوٹی بھی ہے یعنی میں بڑا ہوں۔

سوال یہ ہے کہ میری شادی ہو سکتی ہے یا نہیں؟

اور اگر ہم یہ شادی جائز نہیں پھر بھی کر لیں تو شریعت کے حساب سے بتائیں کیا ہو گا؟

اور یہ چیز اگر جائز نہیں ہے گناہ تو نہیں ہے یا ناممکن ہے؟

برائے مہربانی اس مسئلے کو حل کریں۔

اور میرے والد صاحب جن کا اب انتقال ہو گیا ہے اس لڑکی کے بہنوئی لگتے تھے۔ یعنی اب ان کے انتقال کے بعد تو کوئی رشتہ نہیں رہا۔

اور ایک سوال یہ بھی ہے کہ اگر یہ شادی جائز نہیں ہے تو پھر کس صورت میں ہو سکتی ہے؟ برائے مہربانی اس کا بھی جواب دیں۔

سائل: محمد عاطف

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: صورت مسئولہ میں سائل کا نکاح اس کے والد کی سالی سے جو کہ سائل کی سوتیلی ماں کی بہن ہے جائز ہے کہ ان کا آپس میں ایسا کوئی رشتہ نہیں ہو جو کہ حرمت کا باعث ہو۔ (عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید، یکم ربیع الاول ۱۴۰۵ھ/ ۲۵ نومبر ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم ربیع الاول ۱۴۰۵ھ

زانی کی اولاد کا نکاح زانیہ کی اولاد سے جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: اگر کوئی مرد کسی عورت سے بوس وکنار

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرے یا زنا کرے تو کیا ان کی اولاد کا آپس میں نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ مکمل اور تفصیلی جواب عنایت فرمائیں۔
راولپنڈی کے ایک عالم دین مفتی عبدالکریم صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ نکاح جائز ہے (درمختار) اور کیا اس قسم کا کوئی مسئلہ بھی ہے کہ اس وقت میں جو اولاد ہوئی تھی سوائے اس کے، نکاح ہو سکتا ہے۔

فقط جاوید محمود قریشی، تحصیل ٹنڈو باگو سگنل چیک ۱۰، ضلع بدین سندھ

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: صورت مسئولہ میں زانی کی اولاد کا نکاح مزنیہ (جس سے زنا کیا گیا) کی اولاد سے جائز ہے کمافی الشامیة ویحل لا صول الزانی وفروعه اصول المزنی بھاوفروعھا (ردالمحتار ج ۲) واللہ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۵ ستمبر ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

زانی کا نکاح زانیہ سے جائز اور صحبت بھی جائز ہے

سوال: میں جو کچھ لکھ رہا ہوں اللہ تعالیٰ کو حاضر ناضر جان کر لکھ رہا ہوں آج سے دو سال قبل میری منگنی ہوئی تھی اس کے بعد میں نے اپنی منگیتر سے شادی سے پہلے غیر اخلاقی فعل کر دیا تھا اس کے بعد ۲۳ اپریل ۱۹۸۴ء بروز پیر جس وقت میرا نکاح ہوا اس وقت میری بیوی کو تقریباً ۵ پانچ ماہ کا حمل تھا چونکہ اب میں اپنی بیوی کو رکھنا چاہتا ہوں۔ شریعت کے مطابق میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ آیا شریعت کے مطابق میرا نکاح ہوا یا نہیں ہوا ایسی صورت میں مجھے شریعت کے مطابق کیا کرنا چاہیے لہٰذا شریعت کی رو سے تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ ظفر اقبال ولد سردار علی، ۱۸ ستمبر ۱۹۸۵ء

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں زانی جس کا حمل ہے، اگر اسی نے زانیہ سے نکاح کیا، تو نکاح بھی صحیح اور اس سے ہم بستری بھی جائز۔ درمختار میں ہے ولو نکحھا الزانی حل له وطوٴھا اتفاقا،آھ ملخصاً۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۲ ستمبر ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

دو مرد، ماموں اور بھانجے کے نکاح میں دو سگی بہنیں ہیں، تو ایک مرد کی اولاد کا نکاح دوسرے مرد سے ناجائز ہے

سوال: مکرمی جناب مفتی صاحب، السلام علیکم
عرض یہ ہے کہ مندرجہ ذیل رشتہ پر شریعت کے مطابق فتویٰ صادر فرمائیں۔ سلسلہ یوں ہے کہ: سگے ماموں بھانجے ہیں۔ دونوں کی بیویاں سگی بہنیں ہیں۔ بھانجے کی کوئی اولاد نہیں ہوتی ہے۔ ماموں چاہتا ہے کہ میں اپنی لڑکی سے بھانجے کا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نکاح کر دوں جبکہ ماموں اور بھانجے کی بیویاں سگی بہنیں ہیں۔شریعت کے مطابق یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

فتوی کا طالب عبداللطیف شیرازی، ٹنڈو آدم سندھ، مورخہ ۱۵ اگست ۱۹۸۴ء

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: وہ دو عورتیں کہ جن میں ایک کو مرد فرض کریں دوسری اس کے لئے حرام ہو، ایسی دو عورتوں کو نکاح میں جمع نہیں کر سکتا، بلکہ اگر طلاق دے دی ہو اگرچہ تین طلاقیں تو جب تک عدت نہ گزرے دوسری سے نکاح نہیں کر سکتا، سوال میں مذکورہ صورت بھی یہی ہے کہ بھانجے کے نکاح میں اس لڑکی کی سگی خالہ ہے لہٰذا، اس لڑکی سے نکاح جائز نہیں کہ یہ خالہ بھانجی کو جمع کرنا ہوگا کہ خالہ کو مرد فرض کرو تو ماموں بھانجی کا رشتہ ہوا اور بھانجی کو مرد فرض کرو تو بھانجے خالہ کا رشتہ ہوا۔

بہر حال یہ نکاح جائز نہیں (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۸ جون ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ماموں زاد بھائی کی لڑکی سے نکاح جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ: زید کہتا ہے کہ بکر کا نکاح اس کے ماموں زاد بھائی کی لڑکی سے نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ بکر کی بھتیجی ہوتی ہے۔ جبکہ عمرو کا کہنا ہے کہ نکاح ہو جاتا ہے۔ آپ سے التماس ہے کہ آپ کتاب وسنت کی روشنی میں اس مسئلے کی توضیح فرمائیں اور دو خاندانوں کو مخاصمت سے بچائیں۔ بینوا توجروا

آپ کا شکر گزار محمد سلیم، مکان نمبر 262 یونٹ نمبر 2 لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: نسب سے سات، عورتیں ہیں جن سے نکاح حرام ہے ماں، بیٹی، بہن، پھوپھی، خالہ، بھتیجی، بھانجی۔ بھتیجی اور بھانجی سے سگی بھتیجی اور بھانجی مراد ہیں یعنی بکر کے سگے بھائی کی لڑکی، اس کی سگی بھتیجی ہوگی اور اس سے نکاح حرام ہے۔ ماموں زاد بھائی کی لڑکی سگی بھتیجی نہیں ہوئی اس سے نکاح جائز ہے۔ (بہار شریعت، عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۷ شعبان ۱۴۰۵ھ۔ ۱۸ مئی ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۲۷ رشعبان المعظم ۱۴۰۵ھ

حقیقی اور سوتیلے بھائی بہن ایک حکم میں ہیں

سوال: ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی تھی۔ پھر اس کی بیوی نے کسی دوسرے شخص کے ساتھ نکاح کر لیا۔ بعد میں اسی عورت نے اپنے پہلے شوہر کے ساتھ نکاح کر لیا۔ (طلاق لینے کے بعد) علماء کرام کے نزدیک کیا اس عورت کے بچوں کا آپس میں نکاح ہو سکتا ہے کہ نہیں؟

دوسرے شخص کے بچوں کا اس عورت کے بچوں کے ساتھ آپس میں نکاح ہو سکتا ہے۔ دوسرے شخص کے طلاق دینے کے بعد جو بچے کسی اور عورت سے ہوں تو کیا ان کا نکاح پہلی والی عورت کے بچوں کے ساتھ ہو سکتا ہے؟

امام، جامع مسجد ممتاز کالونی، مکی شاہ روڈ حیدر آباد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: بہن خواہ حقیقی ہو یعنی ایک ماں باپ سے یا سوتیلی کہ باپ دونوں کا ایک ہے اور مائیں دو۔ یا ماں ایک ہو یا باپ دو، سب حرام ہیں (بہارشریعت) لہٰذا اس عورت کے بچوں کا آپس میں نکاح حرام۔ یونہی دوسری صورت اور تیسری صورت حرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۱ جنوری ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

باپ کے چچا کی دوسری بیوی کی لڑکی سے نکاح

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے کے بارے میں کہ: ایک شخص صدورے نے اپنے چچا اللہ دتہ کی نواسی سے شادی کی ہے۔ اب بتائیں کہ صدورے کا بیٹا نذیر احمد، اللہ دتہ کی دوسری بیوی کی لڑکی سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں اور اللہ دتہ کی دوسری بیوی کا لڑکا غازی، نذیر احمد کی بہن سے شادی کرسکتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

صدورو ولد گل محمد، جی۔او۔آر کالونی، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: صورت مسئولہ میں جبکہ نذیر احمد کا اللہ دتہ کی دوسری بیوی سے ایسا رشتہ۔ مانع نکاح ہو نہ پایا جائے، بلکہ وہ غیر عورت ہو، تو نذیر احمد کا نکاح اللہ دتہ کی دوسری بیوی کی لڑکی سے جائز ہوگا۔ اسی طرح غازی کا نکاح نذیر احمد کی بہن سے جائز ہے کہ ان میں آپس میں مانع نکاح کوئی چیز پائی نہیں جاتی ہے اور وجہ حرمت کوئی چیز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واحل لکم ماوراء ذلکم۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۳ ربیع الآخر ۱۴۰۵ھ۔۱۶ جنوری ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۲۳ ربیع الآخر ۱۴۰۵ھ

خالہ بھانجی کو ایک ساتھ نکاح میں جمع کرنا

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب، السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علماء دین بیچ اس مسئلے میں کہ: ۱۔غلام محمد، ۲۔حاجی محمد ابراہیم، ۳۔سلام، اور ۴۔دریام یہ پسران مرحوم میہار خان آپس میں اکھٹے ایک گھر میں رہتے تھے اور تمام کے تمام غیر شادی شدہ تھے۔ اس زمانے میں ان چار بھائیوں نے سولہ ایکڑ زمین مل کر خریدی اور زمین کا کھاتہ تیسرے نمبر کے بھائی سلام کے نام سے سرکاری ریکارڈ میں داخل کروایا گیا۔

۲۔تمام بھائیوں سے پہلے تیسرے نمبر کے بھائی یعنی سلام کی شادی ہوئی۔ اور اس شادی سے سلام کو چار لڑکیاں تولد ہوئیں۔ بغیر کسی شرط و شروط کے سلام نے اپنی ایک دختر بدلے میں اور جگہ دیکر اپنے بھائی حاجی محمد ابراہیم کی شادی کروائی۔ اس کے بعد غلام محمد نے شادی کی اور اس کو ایک لڑکا پیدا ہوا اور سلام نے اپنی ایک دختر کی شادی غلام محمد ابراہیم کے لڑکے کو بغیر کسی شرط و شروط کے کروادی۔

۳۔چونکہ اب تمام بھائی شادی شدہ ہیں اور الگ الگ اپنے گھروں میں اپنے اپنے بچوں کے ساتھ رہتے ہیں۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۴۔ اب باقی تین بھائی غلام محمد، حاجی محمد ابراہیم، اور وریام اپنے اپنے حصے کی زمین سلام سے مانگ رہے ہیں۔ جس پر وہ کہتا ہے کہ مجھے اپنے دو لڑکیوں کا بدلہ دو تو پھر زمین کا حصہ دونگا۔ حالانکہ یہ شرط نہیں تھی۔

۵۔ چونکہ سلام نے اپنی پہلی بیوی کی بھانجی سے شادی کی ہے۔ اور اس بیوی سے اس کے لڑکے ہیں۔ سلام کہتا ہے کہ میں زمین کا حصہ دینے کو تیار ہوں بشرطیکہ میرے لڑکوں سے تم اپنی لڑکیوں کی شادی کراؤ۔ لیکن غلام محمد، حاجی محمد ابراہیم اور وریام کا کہنا ہے کہ بیوی کی بھانجی سے شادی غیر شرعی ہے اور ہم علماء دین ومفتیان اسلام وشریعت سے معلوم کریں گے کہ اگر شریعت میں منکوحہ زوجہ کی بھانجی سے نکاح جائز ہے اور اس میں سے جو اولاد ہوئی وہ جائز ہے تو ہم سلام کے لڑکوں (جو کہ اس منکوحہ بیوی کی بھانجی سے ہیں) کو اپنی لڑکیاں دینے کو تیار ہیں۔

مندرجہ بالا حقائق کے پیش نظر گزارش ہے کہ اس معاملے میں علماء دین ومفتیان شرع کیا فرماتے ہیں اور ایسی تحریر مرحمت فرمائی جائے تا کہ مسئلہ شریعت کے مطابق حل کیا جا سکے۔ ابراہیم سولنگی، شعر پیرانی، تعلقہ ٹنڈو آدم، ضلع سانگھڑ

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: صورت مسئولہ میں اگر مسمی سلام نے پہلے ایک عورت سے نکاح کیا اور پھر عورت کی بھانجی سے نکاح کیا ہے تو حکم شرع اسے بارے میں یہ ہے کہ وہ دو عورتیں کہ ان میں جس ایک کو مرد فرض کریں دوسری اس کے لئے حرام ہو ایسی دو عورتوں کو نکاح میں جمع نہیں کر سکتا مثلاً خالہ بھانجی کہ خالہ کو مرد فرض کریں تو ماموں بھانجی کا رشتہ ہوا اور بھانجی کو مرد فرض کریں تو بھانجے خالہ کا رشتہ ہوا۔ ردمحتار میں ہے حرم الجمع بین المحارم نکاحا وعدۃ۔ لہٰذا جب کہ بھانجی سے شرعاً نکاح نہ ہوا تو اس سے جو اولاد ہوئی وہ ولد الزنا ہوگی اور ولد الزنا سے نیک صالح کا نکاح منع ہے جیسا فاسق بدکار سے نکاح منع ہے (ردالمحتار) اس صورت میں مسمی سلام پر لازم ہے کہ وہ اپنی بیوی کی بھانجی کو فوراً اپنے نکاح سے علیحدہ کردے اور توبہ کرے کہ یہ شرعاً نکاح ہوا ہی نہیں اور نہ ایسی اولاد حلال کی اولاد کہلانے کی مستحق ہے۔ قال النبی ﷺ الولد للفراش وللعاھر الحجر۔ اولاد نکاح والی کی ہے، اور زانی کے لئے پتھر ہے۔ اللہ سے ڈرے اور اس فتیح فعل سے رجوع لائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۔صفر الخیر ۱۴۰۵ھ۔ ۱۳ اکتوبر ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، یکم صفر المصفر ۱۴۰۵ھ

کیا شوہر اور بچے کی موجودگی میں دوسرا نکاح شرعی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام درمیان اس مسئلے کہ: ایک شادی شدہ عورت (شوہر بقید حیات) جس کے بطن سے ایک بچہ بھی ہے اس عورت کو ایک شخص فرار کرا کے اپنے گھر لے آیا۔ اور بوقت نکاح مطلقہ ظاہر کر کے شادی کر لی۔ اور اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ جو کہ بقید حیات ہے۔ قبل ازیں فرار کے تین یوم بعد جب پہلا شوہر بیوی کی تلاش میں کامیاب ہو گیا تو انکشاف ہوا کہ عورت نے دوسری شادی کر لی۔ انکشاف کے بعد مذکورہ عورت کو طلاق دے دی گئی۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لیکن سوال یہ ہے کہ کیا شوہر اور بچے کی موجودگی میں دوسرا نکاح شرعی ہے؟ اور طلاق سے قبل نکاح ثانی کے بعد ہونے والا بچہ جائز ہے؟ اور کیا یہ بچہ شرعی طور پر وراثت کا حق رکھتا ہے؟

برائے مہربانی مندرجہ بالا درج تفصیلات اور سوالات کا قرآن وسنت کی روشنی میں فتوی جاری فرمائیں۔ واضح رہے کہ طلاق سے قبل نکاح ثانی کے بعد شرع کے مطابق عدت پوری نہیں کی گئی۔

منجانب سائل ممتاز محمد خان، پریٹ آباد، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب ھوالموفق للصواب: صورت مسئولہ میں جبکہ پہلا نکاح موجود و ثابت ہو، دوسرا نکاح ناجائز اور غلط ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **والمحصنت من النساء** اور حرام ہیں شوہر والی عورتیں۔ اور جبکہ نکاح ثانی ناجائز تھا تو اس صورت میں جو اولاد ہوگی وہ ناجائز اور حرام ہوگی اور شرعاً ایسی اولاد کا وراثت پر کوئی حق نہ ہوگا۔ قال النبی ﷺ **الولد للفراش وللعاھر الحجر**۔ جائز اولاد نکاح سے ہوتی ہے زانی کے لئے پتھر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۳ اکتوبر ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

سالی کے ساتھ صرف نکاح سے بیوی مطلقہ نہیں ہوتی جماع کر لیا تو دونوں فوراً حرام ہوگئیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع اس مسئلے کے بارے میں کہ: ایک شخص شادی شدہ ہے۔ وہ اپنی بیوی کی موجودگی میں اپنی سالی یعنی اپنی بیوی کی سگی بہن سے بھی نکاح کر لیتا ہے۔ بڑی بہن جو کہ اس کی بیوی ہے اس سے رابطہ کیا تو اس نے بتایا کہ میرے شوہر نے میری چھوٹی بہن کو یہ سمجھایا کہ نکاح کی تین قسمیں ہوتی ہیں۔

۱۔ پہلا وہ نکاح جو سنتی ہے جو کہ قاضی اور لوگوں کی موجودگی میں پڑھایا جاتا ہے۔

۲۔ دوسرا وہ نکاح ہے جو کہ عدالت میں ہوتا ہے۔

۳۔ سوم وہ نکاح ہے جو کہ ایک اسٹامپ پر لڑکا اور لڑکی دستخط کرتے ہیں تو نکاح ہو جاتا ہے۔ اس نے تیسرے نمبر پر درج والا نکاح کیا۔

۱۔ کیا ایسا شخص جس نے اس قسم کا نکاح کیا ہے۔ جائز ہے یا نہیں؟

۲۔ کیا وہ لوگ جو اس نکاح پر راضی ہیں۔ وہ مومن ہیں یا نہیں؟

۳۔ اسلامی شریعت کیا سزا دیتی ہے؟

۴۔ محلے کے لوگ اس سے کس قسم کا تعلق رکھیں؟

۵۔ پہلی بیوی جو کہ بیس دن کی زچہ ہے اس کا نکاح قائم ہے یا نہیں؟ محبوب علی شمسی

۷۸۶ الجواب ھوالموفق للصواب: زوجہ کی زندگی میں جب تک اس کو طلاق ہو کر عدت نہ گزر جائے۔ اس کی بہن سے جو

http://t.me/fahdqgat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کے باپ کے نطفے یاماں کے پیٹ سے ہے، یا دودھ شریک ہے حرام ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وان تجمعوا بین الاختین۔ (القرآن) تو جب تک نکاح کے بعد سالی سے جماع نہ کیا تو اس پر فرض ہے کہ اسے ہاتھ نہ لگائے اور فوراً چھوڑ دے، سالی کے ساتھ صرف نکاح سے زوجہ مطلقہ نہیں ہوتی۔ ہاں اگر نکاح کے بعد سالی سے جماع کرلیا تو اب زوجہ سے جماع حرام ہوگیا۔ یہاں تک کہ سالی کو چھوڑ دے اور اس کی عدت گزر جائے اس وقت زوجہ سے جماع جائز ہوگا۔ ردالمحتار میں ہے الا ان یطاء الثانیۃ فتحرمت الاولی الی انقضاء عدۃ الثانیۃ۔ (فتاویٰ رضویہ) ایسے نکاح میں محض شرکت سے شرکاء پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ ہاں اگر یہ شخص باز نہ آئے اور اپنی غلطی پر مصر ہو تو ایسے شخص کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا میل جول جائز نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید   ۳ نومبر ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

بچوں کے ماں باپ الگ الگ ہوں تو آپس میں نکاح جائز ہے۔ دوسری بیوی کے پہلے بیٹے کی بیوہ سے نکاح جائز ہے

سوال: جناب مولانا مفتی صاحب، دارالعلوم احسن البرکات، حیدرآباد، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

قرآن وحدیث کی روشنی میں کیا فرماتے ہیں علماء کرام ان مسائل کے بارے میں کہ

۱۔ ایک شخص نے ایک ایسی عورت سے شادی کی۔ جس کے پاس پہلے شوہر سے ایک بیٹا موجود تھا۔ شادی کے کچھ دن بعد وہ عورت مرگئی۔ لڑکا سوتیلے باپ کے پاس رہ گیا۔ اس شخص نے دوسری شادی کی۔ دوسری عورت اپنے ساتھ ایک بیٹی لائی۔ کیا ان دونوں بچوں کا آپس میں نکاح ہوسکتا ہے؟ جبکہ ان دونوں کے باپ الگ الگ ہیں۔

۲۔ ایک شخص نے شادی کی، اس کی بیوی بھی اپنے ساتھ ایک بیٹا لائی۔ اس نے اپنے سوتیلے بیٹے کی شادی ایک نامحرم سے کردی۔ شادی کے کچھ عرصے کے بعد سوتیلا لڑکا مرگیا۔ کیا اس لڑکے کی بیوی سے لڑکے کا سوتیلا باپ شادی کرسکتا ہے۔ جبکہ لڑکے کی بیوی سے اس کے سوتیلے باپ کا کوئی رشتہ نہیں۔

برائے کرم ان مسائل کا حل فرما کر مشکور فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

عزت افزائی کا متمنی فہیم الدین صدیقی، الیاس آباد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں اگر ان دونوں میں کوئی اور رشتہ حرمت یا رضاعت نہ ہو تو یہ نکاح جائز ہوگا۔ یوہیں اس کا نکاح مرنے والے کی بیوہ سے عدت کے بعد جائز ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید   ۱۵ اپریل ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سسر نے بہو کے ساتھ حرام کیا اور شوہر اس کو مانتا ہے، تو بیوی حرام ابدی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بیچ میں کہ: سسر نے اپنی بہو کے ساتھ بد فعلی کی اور اس کے بعد اس عورت کے شوہر یعنی اپنے بیٹے کے سامنے اس کا اقرار کیا اور بیٹے سے معافی مانگی کیوں کہ بد فعلی کرتے ہوئے بیٹے نے باپ کو دیکھ لیا تھا۔ اب باپ سے بیٹا کافی عرصے سے ناراض ہے۔ اب آپ یہ بتایئے کہ اب باپ سے بیٹا اپنا تعلق رکھ سکتا ہے یا نہیں؟

السائل یوسف خان

۷۸۶ الجواب: شوہر اگر مانتا ہے کہ اس کے باپ نے ایسا کیا تو اس کی عورت ہمیشہ کے لئے اس پر حرام ہوگئی۔ کسی حیلہ سے اس کے نکاح میں نہیں آ سکتی۔ اس لئے کہ اب وہ عورت اس کے باپ کی مدخولہ ہوگئی اور باپ کی مدخولہ، بیٹے پر حرام ابدی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ولا تنکحوا ما نکح اباء کم۔ اور باپ پر تو حرام تھی ہی۔ لہٰذا شوہر پر فرض ہے کہ اسے چھوڑ دے مثلاً اس سے کہہ دے کہ میں نے تجھے چھوڑا۔ اس کے چھوڑنے کے بعد عورت پر عدت لازم ہوگی۔ عدت گزرنے کے بعد، ان باپ بیٹوں کے علاوہ کسی تیسرے سے نکاح کر سکے گی۔ اس کے باوجود، باپ پھر باپ ہے اور بیٹے پر اس کی خبر گیری لازم۔ البتہ دوسرے مسلمان اس سے میل جول چھوڑ دیں ہاں جب وہ اس سے توبہ شرعیہ کر لے تو اب یہ حکم نہ رہے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ شعبان المعظم ۱۴۰۳ھ

کسی عورت کو خون دینے سے وہ اس مرد کی بیوی نہیں بن جاتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میری بیوی بیمار تھی اس کو خون کی ضرورت تھی تو میں اپنے بیٹے اور بیٹی کو لے کر وہاں ہسپتال میں گیا۔ ڈاکٹروں نے میری بیٹی کا خون لیا مگر میرا اور میرے بیٹے کا خون نہیں لیا گیا۔ میری بیٹی شادی شدہ ہے۔ اس کے شوہر نے اس کو طلاق دی ہے۔ اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ تم نے اپنی ماں کو خون دیا ہے۔ اس طرح وہ میری بیوی ہے یعنی اپنی ساس کو اپنی بیوی سمجھتا ہے اب وہ اپنی بیوی کو بولتا ہے کہ تو میرے اوپر حرام ہوگئی ہے۔ اس مسئلہ کو قرآن و حدیث کی روشنی میں حل فرمائیں؟ السائل، نبی بخش ولد اکبر علی خان

۷۸۶ الجواب: بیٹی کا خون اگر ماں کے جسم میں داخل کر دیا گیا تو اس سے یہ کہاں ثابت ہوا کہ عورت کی ماں بھی، اس شوہر کی بیوی ہے۔ خون تو خون فرض کر لو اگر یہ عورت اپنی ماں کے حلق میں اپنا دودھ اتار دیتی ہے تو کیا وہ اس کی بیٹی ہو جاتی ہے۔ یا فرض کر لو کہ حصول لذت کے لئے شوہر نے عورت کا پستان منہ میں لے لیا اور دودھ اس کے پستان سے نکل کر اس کے حلق میں اتر گیا تو کیا یہ شوہر اپنی بیوی کا بیٹا ہو گیا۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ یہ تمام واہی تباہی خیالات ہیں۔ شوہر جب تک طلاق نہ دے وہ بدستور اس کی زوجیت میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب الرضاعت

رضاعی ماموں سے نکاح کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسئلہ کے متعلق کہ: مریم کی دو لڑکیاں ہیں۔ایک کا نام فاطمہ اور دوسری کا نام زینب ہے۔فاطمہ کا ایک لڑکا ہے جس کا نام ولی اللہ ہے۔زینب کی ایک لڑکی ہے جس کا نام صغریٰ ہے۔مریم نے اپنی نواسے یعنی ولی اللہ کو دودھ پلایا ہے۔معلوم یہ کرنا ہے کہ مریم کے نواسے اور رضاعی بیٹے ولی اللہ کا نکاح مریم کی نواسی یعنی صغریٰ سے جائز ہے یا نہیں؟ رضا محمد عفی عنہ،خطیب وامام مسجد مصری شاہ ٹنڈ وطیب،حیدرآباد، ۲۲ ربیع الثانی ۱۴۰۵ھ

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں ولی اللہ،مریم کا،رضاعی بیٹا ہو گیا اور فاطمہ وزینب کا رضاعی بھائی۔لہٰذا صغریٰ اس کی رضاعی بھانجی ہوئی اور ولی اللہ،صغریٰ کا رضاعی ماموں ہو گیا۔جس طرح حقیقی ماموں سے نکاح حرام ہے اسی طرح رضاعی ماموں سے بھی حرام ہے۔عالمگیری میں ہے جو نسب میں حرام ہے رضاعت میں بھی حرام ہے۔(عالمگیری،درمختار) لہٰذا یہ نکاح جائز نہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۲ جنوری ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

http://t.me/Tehqiqat

رضاعت کے لئے گواہی

سوال: مندرجہ منسلک حلف نامہ آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔یہ حلف نامہ مسمات آمنہ خاتون زوجہ عبدالغفور کی طرف سے ہے۔اس حلف نامہ میں یہ لکھا گیا ہے کہ میں مسمات آموز وجہ غفور سکندر مصری شاہ پارہ تالاب ۳،حیدرآباد میں حلفیہ بیان دیتی ہوں کہ

''میں نے حسینہ کی لڑکی کو گود لیا تھا اس وقت اس کی کوئی اولاد نہیں تھی۔میں نے اس لڑکی حسینہ کو شیشی کا دودھ پلا کر پرورش کی ہے اور میں نے کبھی اس کو اپنا دودھ نہیں پلایا ہے اور اس کی شادی میں نے خود کی ہے حسینہ کے شوہر کا نام عثمان ہے جو گرونگر حیدرآباد میں رہتا ہے بصورت ہوش وحواس گواہوں کی موجودگی میں مذکورہ بیان حلفی دیا گیا اب مسئلہ یہ ہے کہ محمد عثمان نے مسمات آمنہ خاتون کی حقیقی دختر مسمات طاہرہ سے نکاح کیا ہے جبکہ پہلی بیوی موجود ہے۔آپ برائے مہربانی قرآن و حدیث کی روشنی میں یہ واضح فرمائیں کہ ان حالات میں محمد عثمان دونوں بیویوں کو رکھنے میں حق بجانب ہے یا نہیں۔جواب لکھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کر مشکور فرمائیں۔ نیاز مند روشن علی، گرونگر، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: رضاع کے لئے دو مرد، یا ایک مرد اور دو عورتیں، عادل گواہ ہوں اگر چہ وہ عورت، خود دودھ پلانے والی ہو ضروری ہے، فقط عورتوں کی شہادت سے ثبوت نہ ہوگا (جوھرہ) جب تک دودھ کا کوئی قطرہ جوف میں جانا معلوم وثبوت نہ ہو حرمت ثابت نہ ہوگی۔ درمختار میں ہے یثبت به ان علم وصوله بجو فه من فمه او انفه لا غير فلوا التقم الحلمة ولم يدر يد خل اللبن فی حلقه ام لا لم يحرم لان فی المانع شك (فتاوی رضویہ پنجم) لہٰذا صورت مسئولہ میں جبکہ آمنہ دودھ پلانے سے انکار کر رہی ہے اور شرعی گواہوں سے رضاعت ظاہر نہیں ہو رہی تو محمد عثمان کا دونوں بیویوں کا نکاح میں رکھنا جائز ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید، ۲۷ جمادی الاول ۱۴۰۵ھ، ۱۸ فروری ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۵ھ

رضاعی بھتیجی سے نکاح کا حکم

سوال: علماء کرام کیا فرماتے ہیں اس مسئلے کے بارے میں کہ: ایک آدمی ایک لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہے لیکن اس لڑکے نے اپنے ہونے والے سسر کی چھوٹی بہن کے ساتھ دودھ پی لیا ہے۔ اب علماء کرام کیا فرماتے ہیں کہ اس حالت میں اس لڑکی سے شادی ہو سکتی ہے یا نہیں؟ محمد علی، لاشاری، کھپرو

https://t.me/Tehqiqat

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں اس لڑکی سے نکاح حرام ہے، کیوں کہ وہ اس کی رضاعی بھتیجی ہے، لیکن قانون اس کا یہ ہے کہ بچہ نے جس عورت کا دودھ پیا وہ اس بچہ کی ماں ہو جائے گی اور اس کا شوہر اس کا باپ، اور اس عورت کی تمام اولاد اس دودھ پینے والے کے بھائی بہن، خواہ اسی شوہر سے ہوں یا دوسرے شوہر سے، اس کے دودھ پینے سے پہلے کے ہیں یا بعد کے یا ساتھ کے۔ (عالمگیری، بہار شریعت) لہٰذا ہونے والے فرضی سسر کی چھوٹی بہن اس کی رضاعی بہن، تو وہ سسر رضاعی بھائی اور رضاعی بھائی کی اولاد بھی حرام۔ کہ جو نسب میں حرام ہے وہ رضاع میں بھی حرام۔ (عالمگیری، درمختار) واللہ تعالیٰ اعلم　احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید　۱۱ اپریل ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۵ھ

جس عورت کا دودھ بچپن میں پیا اس کی کسی اولاد سے نکاح نہیں ہو سکتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے میں کہ: زید نے اپنی تائی کا بچپن میں دودھ پیا اور تائی کی لڑکی نے بھی زید کے ساتھ اپنی والدہ کا دودھ پیا۔ اس کے بعد تائی کے یہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ کیا زید اس لڑکی کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے جو تائی کے یہاں پیدا ہوئی؟

مہربانی فرما کر اس مسئلہ پر فتوی دیکر شکریہ کا موقع دیں۔ عین نوازش ہوگی　پیر رضا شاہ، ٹیلی گراف آفس، حیدر آباد سندھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: ایک عورت کا دو بچوں نے دودھ پیا اور ان میں ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے تو یہ رضاعی بھائی بہن ہیں اور نکاح حرام، اگرچہ دونوں نے ایک وقت میں دودھ نہ پیا ہو بلکہ دونوں میں برسوں کا فاصلہ ہو (درمختار) لہٰذا زید اپنی تائی کی کسی بھی لڑکی سے نکاح نہیں کرسکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید، ۲۸ شعبان ۱۴۰۵ھ، ۱۹ مئی ۱۹۸۰ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۲۸ شعبان ۱۴۰۵ھ

رضاعی بھائی بہن سے نکاح کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نام روشن شاہ نے اپنی بہن کا دودھ مدت رضاعت میں پیا اب اس بھائی اور بہن کی اولاد کا آپس میں نکاح جائز ہے یا نہیں؟ بینوا، توجروا

المستفتی موسیٰ شاہ، نزد نیورسٹی کالونی جامشورو، ۷ جنوری ۱۹۸۵ء

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: جس عورت کا دودھ پیا وہ اس کی ماں بن گئی، اور اس عورت کا شوہر اس لڑکے کا باپ۔ اور اس عورت کی تمام اولاد اس کے بھائی بہن۔ اور اس لڑکے کی تمام اولاد، عورت کی اولاد کے رضاعی بھتیجے بھتیجیاں اور جو نسب میں حرام وہ رضاع میں بھی حرام، لہٰذا یہ نکاح نہیں ہوسکتا۔ (عالمگیری۔ درمختار) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۸ جون ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ناک میں دودھ ٹپکایا تو رضاعت کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: ایک بچہ بنام محمد بخش کی ناک میں ایک عورت کا دودھ بیماری کی وجہ سے مدت رضاعت میں ڈالا گیا۔ اب محمد شاہ کی لڑکی سے اس عورت کے لڑکے کا نکاح جائز ہوگا یا نہیں؟ بینوا، توجروا

المستفتی روشن شاہ، سندھ یونیورسٹی کالونی جامشورو، ۱۲ رمضان ۱۴۰۵ھ

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: رضاعت عورت کا دودھ پینے سے ثابت ہوتی ہے اور دودھ پینے سے مراد یہی معروف طریقہ نہیں بلکہ اگر ناک میں ٹپکایا گیا اور اندر پہنچ جانا معلوم ہو تھوڑا ہو یا زیادہ، حرمت ثابت ہوگئی۔ (جوھرہ) لہٰذا صورت مسئولہ عنہا میں محمد شاہ کی ناک میں جس عورت کا دودھ ڈالا گیا وہ عورت محمد شاہ کی ماں ہوگئی اور اس عورت کی سب اولاد محمد شاہ کے بھائی بہن ہوئے اور محمد شاہ کی لڑکی اس عورت کے لڑکے کی رضاعی بھتیجی ہوئی اور جو نسب میں حرام ہے وہ رضاع میں بھی حرام۔ لہٰذا یہ نکاح ناجائز ہے۔ (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲ رجون ۱۹۸۵ء

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سن ایاس میں عورت نے کسی کو دودھ پلایا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین درج ذیل مسائل کے بارے میں کہ: ایک بچے کی عمر ۴ مہینے ہے۔ وہ اپنی دادی جس کی عمر تقریباً ۵۰ سال کے دودھ کو منہ لگاتا ہے۔ اس وقت دادی کے آخری بچے کی عمر تقریباً ۵ سال ہے (اور اس وقت یعنی بچے کے دودھ کو منہ لگانے اور آخری بچے کی پیدائش کے بعد) کے دوران دادی کا ایک چار ماہ کا بچہ ضائع ہوا۔ وقت کا علم نہیں ایک دن جب بچے کو دودھ سے الگ کیا جاتا ہے اور پستان دبایا جاتا ہے تو ایک پانی کا سفید قطرہ نکل آتا ہے۔ اس وقت دادا نے کہا کہ یہ دودھ نہیں اور کوئی مسئلہ ہے۔

آپ یہ بتائیں کہ آیا اس بچے کا اپنی کسی پھوپھی یا کسی چچا کی اولاد کے ساتھ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ ایک سائل

۷۸۶ الجواب هو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں جب تک دودھ کے قطرہ کا جوف میں جانا معلوم یا ثابت نہ ہو حرمت ثابت نہ ہوگی۔ درمختار میں ہے یثبت به ان علم وصوله بجوفه۔ دودھ اترنے کے لئے کوئی مدت مقرر نہیں عورت کے مزاج کی قوت اور خون کی کثرت پر ہے۔ یہ معاملہ عمر بھر کے حلال وحرام اور اولاد کے حلالی اور حرامی ہونے کا ہے، عورت پر فرض ہے کہ جو بات واقعی ہو ظاہر کردے۔ اگر کچھ معلوم نہ ہو تو پھر بھی احتیاط یہ ہے کہ اس رشتہ سے بچا جائے یعنی رشتہ نہ کرے تو بہتر ہے تو کچھ گناہ نہ ہوگا۔ (فتوی رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۳ جون ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

رضاعی خالہ بھانجے کے نکاح کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ: مسمات نوراں اور مسمات بھبو دو سگی بہنیں ہیں۔

الف۔ نوراں کی شادی نصیر سے ہوئی جس سے ایک لڑکا مبارک پیدا ہوا۔ نصیر کی وفات کے بعد از روئے شریعت عدت گزارنے کے ایک سال بعد نوراں کا عقد ثانی آدم سے ہوا جس سے تین بچے پیدا ہوئے ۱۔ عبدالواحد، ۲۔ فاطمہ، ۳۔ حوا

ب۔ بھبو کی شادی رانجھو سے ہوئی۔ جس سے ایک لڑکی جوائی پیدا ہوئی پھر رانجھو کے انتقال کے ایک سال بھبو نے عقد ثانی محمد حسن سے کیا جس سے ایک لڑکی عالمہ پیدا ہوئی۔ جوائی کی شادی حاجی ہارون سے ہوئی جس سے علی اور مریم پیدا ہوئے۔

عبارت الف میں دیئے ہوئے نام میں سے حوا نے اپنی سگی خالہ بھبو کا دودھ پیا اسطرح جوائی اور حوا رضاعی بہنیں ہیں۔

۱۔ اب حوا (خالہ) کی شادی رضاعی بہن کے بیٹے علی (بھانجہ) سے جائز ہے یا نہیں؟

۲۔ نیز حوا کے دوسرے بہن بھائیوں پر بھی رضاعی رشتہ کا اطلاق ہوگا یا نہیں؟

۳۔ کیا حوا کے علاوہ علی کی شادی حوا کی سگی بہن فاطمہ سے ہوسکتی ہے یا نہیں؟

نیز مریم کی شادی عبدالواحد سے ہوسکتی ہے یا نہیں؟

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

از روئے شرع صحیح جواب سے آگاہ فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جواب کے متمنی، پیر صاحب لورائی شریف، تعلقہ ماتلی معرفت میر حسن نظامانی

مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۸۴ء/ مطابق ۲۵ شوال المکرم ۱۴۰۴ھ

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: صورت مسئولہ میں حوا اور جوائی دونوں رضاعی بہنیں ہیں اور حوا کی شادی رضاعی بہن کے بیٹے علی سے جائز نہیں کہ بھانجے کا نکاح خالہ سے جائز نہیں جس طرح محرمات نسبیہ کا حکم ہے وہی حکم محرمات رضاعت کا ہے جو نسب میں حرام ہے وہ رضاع میں بھی حرام ہے۔ باقی علی کی شادی فاطمہ سے ہوسکتی ہے۔ اسی طرح مریم کی شادی عبدالواحد سے جائز ہے کہ یہاں حرمت کی کوئی وجہ نہیں ہے (عالمگیری و درمختار) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید　۲ ذی قعد ۱۴۰۴ھ / ۱۳ جولائی ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۲ ذی قعد ۱۴۰۴ھ

دودھ کا قطرہ اگر جوف میں جانا ثابت نہ ہو تو رضاعت ثابت نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک لڑکی مسمات فہمیدہ نے عالم بی بی کا دودھ نہیں پیا ہے عادت پوری کی ہے۔ یہ لڑکی اس وقت پیدا ہوئی جب عالم بی بی کی اپنی لڑکی تقریباً پانچ سال پہلے پیدا ہوئی تھی عالم بی بی کو اس وقت دودھ نہیں آتا تھا اس لئے اس لڑکی کی عادت پوری کی گئی۔ عالم بی بی کا نواسہ مسمی منیر خان ہے۔ فہمیدہ کے عزیز واقارب منیر کے ساتھ فہمیدہ کا نکاح کرانا چاہتے ہیں۔ فہمیدہ عالم بی بی کی پوتی اور منیر عالم بی بی کا نواسہ ہے۔ کیا شرع محمدی کے مطابق منیر کا نکاح فہمیدہ کے ساتھ ہوسکتا ہے یا نہیں؟

منیر احمد تقریباً چار یا پانچ سال کا تھا تو منیر احمد پیار کے طور پر اپنی نانی کے دودھ کو منہ لگاتا تھا۔ عالم بی بی کا بیان ہے کہ

میں اس بات کی تصدیق کرتی ہوں کہ جب فہمیدہ میرے دودھ کو منہ لگاتی تھی تو اس وقت مجھ میں دودھ موجود نہیں تھا صرف فہمیدہ کی عادت پوری کی جاتی تھی اور فہمیدہ کو بکری یا بھینس کا دودھ پلا کر پالا گیا ہے۔

میں نظیر احمد لڑکے کے والد کی حیثیت سے حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ جس وقت لڑکا اپنی نانی یعنی عالم بی بی کا دودھ منہ میں ڈالتا تھا اس وقت اس کی عمر چار یا پانچ سال کے درمیان میں تھی۔　نذر حسن، نادر شاہ کالونی روڈ نواب شاہ

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: جب تک دودھ کا کوئی قطرہ جوف (معدہ) میں جانا معلوم وثابت نہ ہو حرمت ثابت نہ ہوگی۔ درمختار میں ہے یثبت به ان علم وصوله بجوفه من فمه اوانفه لاغير ولوالقتم الحلمة ولم يدر هل دخل اللبن فی حلقه ام لا لم يحرم لان فی المانع شك (ولوالجيه) دودھ اترنے کے لئے کوئی مدت مقرر نہیں عورت کے مزاج کی قوت اور خون کی کثرت پر ہے کبھی بعد ولادت بھی نہیں اترتا اور کبھی کنواری کے اتر آتا ہے۔ درمختار میں ہے الرضاع المص من ثدی ادمية ولو بكرا یہ معاملہ عمر بھر کا ہے عورت پر فرض ہے کہ جو بات واقعی ہو ظاہر کردے اخفا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہ کرے کہ یہ حلال وحرام کا معاملہ ہے۔لہٰذا جب عورت کو یقین ہے کہ دودھ نہ تھا اور فہمیدہ کے منہ میں ایک قطرہ بھی نہیں گیا ہے دودھ کا تو اس صورت میں فہمیدہ کا نکاح منیر احمد سے جائز ہوگا۔واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۸ ذا لحجہ ۱۴۰۴ھ/ ۱۵ر ستمبر ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۸ ذا لحجہ ۱۴۰۴ھ

نانی کا دودھ پیا ہوتو خالہ زاد بہن سے نکاح کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ: میں نے اپنی نانی کا دودھ پیا ہے میری شادی میرے ماں باپ نے تقریباً طے کرلی ہے اور عنقریب تاریخ بھی آنے والی ہے۔لیکن اچانک مجھے آج یہ معلوم ہوا کہ جس لڑکی سے میری شادی رکھی گئی ہے وہ میری حقیقی خالہ کی بیٹی ہے اور میری حقیقی خالہ میری رضاعی بہن ہے۔میری اس رضاعی بہن کی لڑکی سے میری شادی شریعت کی رو سے ہوسکتی ہے یا نہیں؟ اب آپ حکم شرع سے مطلع فرمادیں۔ فقط ایک سائل

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: بچے نے جس عورت کا دودھ پیا ہے وہ عورت اس بچے کی ماں ہوجائے گی اور اس عورت کی تمام اولاد اس کے بھائی بہن اور بہن کی بیٹی سے نکاح حرام ہے۔قال اللہ تعالیٰ وبنت الاخت۔ (القرآن) اور جو نسب میں حرام ہے وہ رضاع میں بھی حرام ہے۔(عالمگیری، درمختار) لہٰذا یہ شادی نہیں ہوسکتی۔واللہ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۹ ستمبر ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

مدت رضاعت کے بعد اگر دودھ پیا تو حرمت نہیں ہوگی

سوال: فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید نے اپنی نانی اختری کا دودھ پیا۔ اختری کا دودھ ایک عورت انوری کو بھی بوتل کے ذریعہ دیا گیا۔انوری اور اختری ہم عمر ہیں۔انوری کو دودھ ڈاکٹر کے مشورے سے دیا تھا۔کیا زید انوری کے لڑکے، بکر کی لڑکی بسم اللہ سے، شادی کرسکتا ہے؟ ظہیر احمد، لطیف آباد، یونٹ نمبر ۶ حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: نکاح مذکورہ بے شک جائز ہے۔قال اللہ تعالیٰ احل لکم ماوراء ذالکم۔علماء کرام متون وشروح وفتاویٰ میں تصریح فرماتے ہیں کہ وقت الرضاع مقدر بثلاثین شھرا اذا رتضع فی ھذۃ المدۃ تثبت الحرمۃ۔ (عالمگیری) یعنی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ڈھائی برس کے اندر اگر عورت دودھ پلادے گی تو حرمت نکاح ثابت ہوجائے گا اور اس کے بعد اگر پیا تو حرمت نکاح نہیں۔ظاہر ہے کہ انوری اور اختری جب دونوں ہم عمر ہیں تو یہ دودھ انوری کو اس وقت دیا گیا جبکہ دونوں بالغ ہوچکی ہیں لہٰذا حرمت نکاح کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا زید بلاشک وشبہ انوری کی پوتی بسم اللہ سے نکاح کرسکتا ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ ذی الحج ۱۳۸۹ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ماں الگ الگ ہو تو رضاعت نہیں ہے

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب

ولایت شاہ اور لعل شاہ دونوں بھائی ہیں۔ ولایت شاہ کا ایک بیٹا ہے۔ جسکا نام ستار شاہ ہے۔ اور لعل شاہ کے چار بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔ جو نمبر وائز مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ سجاول شاہ ۲۔ فضل شاہ ۳۔ شاہ علی ۴۔ حیدر شاہ ۵۔ صفیہ بی بی

جناب عالی! ولایت شاہ کے بیٹے ستار شاہ نے لعل شاہ کے سب سے چھوٹے بیٹے حیدر شاہ کی ماں کا دودھ پیا ہے۔ کیا سجاول شاہ کی بیٹی نسرین بخاری کا نکاح ستار شاہ سے جائز ہے یا ناجائز؟ اگر ہو سکتا ہے تو اجازت دے دیں۔ آپ کی بہت بہت مہربانی ہوگی۔ سردار خاں، وحدت کالونی، ۸ جولائی ۱۹۸۴ء

۷۸۶ **الجواب ھوالموفق للصواب:** بچہ نے جس عورت کا دودھ پیا ہے وہ اس کی ماں ہو جائے گی اور اس کا شوہر اس دودھ پینے والے بچے کا باپ ہو جائے گا اور اس عورت کی تمام اولاد، اس کے بھائی بہن، خواہ اسی شوہر سے ہوں یا دوسرے شوہر سے (عالمگیری۔) صورت مسئولہ میں اگر سجاول شاہ اور حیدر شاہ کی ماں الگ الگ ہیں تو سجاول ستار شاہ کا رضاعی بھائی نہیں بنتا۔ لہٰذا سجاول کی بیٹی نسرین سے ستار شاہ کا نکاح بلاشبہ جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۱/ اپریل ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

https://t.me/Tehqiqat

جو نسب سے حرام ہے وہ رضاعت سے بھی حرام

سوال: بخدمت قبلہ جناب والا مفتی صاحب، السلام علیکم

مسئلہ یہ ہے کہ: دو بہنیں آپس میں بچوں کا رشتہ کرنا چاہتی ہیں۔ ایک بہن کے لڑکے نے اپنی نانی کا دودھ پیا ہے جبکہ دوسری بہن کی لڑکی نے نہیں پیا ہے۔ کیا ان دونوں بچوں کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟ برائے مہربانی جائز اور ناجائز کا حوالہ لکھ دیں۔ صورت مسئولہ میں کیا وہ لڑکا اس لڑکی کا رضاعی ماموں ہو جائے گا۔ آپ کے تعاون کا طلب گار بشیر احمد

۷۸۶ **الجواب ھوالموفق للصواب:** اس باب میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ بچے نے جس عورت کا دودھ پیا، وہ عورت اس بچے کی ماں ہو جائے گی اور اس کا شوہر اس دودھ پینے والے بچے کا باپ ہو جائے گا اور اس عورت کی تمام اولاد اس کے بہن بھائی۔ عورت کے بھائی، ماموں اور اس کی بہن، خالہ۔ وعلیٰ ہٰذا القیاس شوہر کی اولاد اور اس کے بھائی، بہن اور ماں، باپ وغیرہ، اس کے بھائی، بہن، چچا، پھوپھی اور دادا، دادی، نانا، نانی ہوئے۔ (عالمگیری) تو صورت مذکورہ میں جبکہ لڑکے نے اپنی نانی کا دودھ پیا، اس کی نانی، اب اس کی ماں ہوگئی اور نانی کے بیٹا بیٹی اس کے بہن بھائی۔ اور بھائی بہن کی اولاد اس کے بھانجی، بھتیجی، بھانجا، بھتیجا، وغیرہ۔ اور اس لڑکے کی خالہ، اب اس کی بہن ہوگئی اور اس کی اولاد، اس لڑکے کی بھانجا،

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بھانجی۔ یعنی لڑکا ماموں ہوا اور جس لڑکی سے نسبت منظور ہے وہ اس لڑکے کی بھانجی ہوئی۔ اور شرع کا قانون یہ ہے کہ جو نسب میں حرام ہے وہ رضاع میں بھی حرام ہے۔ (عامہ کتب) اور نسبی بھانجی کو شرع میں حرام قرار دیا گیا ہے تو رضاعی بھانجی بھی حرام ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وبنت الاخ و بنت الاخت یعنی تم پر حرام ہیں بھائی کی لڑکیاں اور بہن کی لڑکیاں۔ خلاصہ کلام یہ کہ صورت مسئولہ میں ان دونوں کا نکاح نہیں ہوسکتا کہ یہ آپس میں ماموں بھانجی ہیں اور بھانجی ماموں پر حرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

مدت رضاعت کے بعد دودھ پینے سے رضاعت ثابت نہ ہوگی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: بڑی بہن نے اپنا دودھ اپنی چھوٹی بہن کو دیا کہ اس کو باہر ڈال کر آ لیکن چھوٹی بہن نے باہر جا کر پی لیا۔ اب چھوٹی بہن کی بھی شادی ہوگئی ہے۔ اور اب اس کی بھی اولاد ہوگئی۔ یہ دونوں بہنیں اپنی اولاد کا آپس میں رشتہ کرسکتی ہیں یا نہیں؟ السائل۔ امان اللہ، کوارٹر 29 بلاک E لائلپور آباد

۷۸۶ الجواب ھو الموفق للصواب: چھوٹی بہن اگر ڈھائی سال یا زیادہ عمر کی تھی اور اس نے اپنی بڑی بہن کا دودھ، خواہ کسی طریقہ سے پی لیا تو رضاعت کا حکم ثابت نہیں۔ اور اس عمر میں نکاح پینے پلانے پر نکاح حرام ہونے کو کوئی دخل نہیں۔ (درمختار وغیرہ) لہٰذا یہ دونوں بہنیں آپس میں اولاد کے ساتھ رشتہ کرسکتی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

رضاعی بہن بھائی کے نکاح کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین متین اس مسئلہ میں کہ: زید اور فاطمہ نے زید کی ماں کا دودھ اکٹھے پیا ہے۔ وہ دونوں تو آپس میں بہن بھائی ہوگئے لیکن اب زید کا بڑا بھائی اسد، فاطمہ سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ اور لوگ کہتے ہیں کہ فاطمہ اسد کی بھی بہن ہے کیونکہ فاطمہ نے اسد کی ماں کا دودھ پیا ہے۔ تو اب شریعت مطہرہ کی رو سے اسد کی شادی فاطمہ سے ہوسکتی ہے یا نہیں؟ بینوا، توجروا سائل حافظ محمد علی قادری، خطیب مسجد قریش، گھیٹھر اگلی شاہی بازار

۷۸۶ الجواب ھو الموفق للصواب: دودھ پینے والی لڑکی کا نکاح دودھ پلانے والی کے بیٹوں سے نہیں ہوسکتا کہ یہ ان کی بہن ہے اگرچہ دونوں نے ایک وقت میں دودھ نہیں پیا بلکہ دونوں میں برسوں کا فاصلہ ہے۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں اسد کا نکاح، فاطمہ سے نہیں ہوسکتا ہے (درمختار) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید، ۲۳ صفر المظفر ۱۴۰۴ھ / مطابق ۲۹ نومبر ۱۹۸۳ء

۷۸۶ الجواب: بلاشبہ فاطمہ، اس کی رضاعی بہن ہے اور جو نسب میں حرام ہے وہ رضاع میں بھی حرام (عامہ کتب)۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ صفر المظفر ۱۴۰۴ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دادی کا دودھ پیا تو پھوپھی زاد سے نکاح نہیں ہو سکتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان شرع اس مسئلے کے بارے میں کہ: زید چند ماہ کا بچہ تھا۔ تو اس کی دادی نے اسے بہلانے کے لئے اسکے منہ میں اپنا پستان دے دیا دادی کے ہاں کوئی چھوٹا بچہ دودھ پینے والا نہیں تھا دادی کی اولاد سب جوان تھی مگر چند دن خالی چوستا رہا قدرتاً دادی کو دودھ اتر آیا اور زید نے کچھ دن دادی کا دودھ پیا۔ اب مسئلہ درکار یہ ہے کہ زید اپنی پھوپھی کی لڑکی سے شادی کر سکتا ہے یا نہیں؟ کیا یہ رضاعت ثابت ہوگئی؟ بینوا توجروا

قاری عبدالغنی، شہداد پور ضلع سانگھڑ، ۷ جولائی ۱۹۸۰ء

۷۸۶ الجواب ھوالموفق للصواب: دودھ اترنے کے لئے کوئی مدت مقرر نہیں۔ لہٰذا اگر کنواری کے دودھ اتر آیا اور بچے نے پی بھی لیا۔ بڑھیا کے دودھ اتر آیا اور بچے نے پی لیا جب بھی رضاعت کے احکام ثابت ہو جاتے ہیں۔ (درمختار وغیرہ) صورت مسئولہ میں جب بچے نے اپنی دادی کا دودھ پی لیا تو دادی اس کی ماں اور اس کی اولاد اس کے بھائی بہن ہوئے اور موجودہ پھوپھی اب بہن قرار پائی اور بہن کی اولاد اس کے بھانجی بھانجے اور بھانجی جس طرح نسب میں حرام ہے یونہیں رضاعت میں بھی کہ جو نسب میں حرام وہ رضاعت میں بھی حرام۔ (عالمگیر۔ درمختار وغیرہ) لہٰذا زید اب اپنی پھوپھی سے شادی نہیں کر سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ شعبان ۱۴۰۰ھ

اگر نانی کا دودھ پیا تو خالہ زاد بہن سے شادی نہیں ہو سکتی

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان و علماء و شرع و دین متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید کی شادی اپنی خالہ زاد بہن سے تقریباً پچیس سال پہلے ہوئی تھی۔ صاحب اولاد بھی ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ

زید کی ماں نے تذکرۃً یہ بات بتائی کہ زید نے اپنی نانی جان کا دودھ پیا ہے۔ اس بات کا کوئی عینی شاہد یا گواہ نہیں ہے کسی موقعہ پر زید کی نانی جان نے اپنی بیٹی یعنی زید کی ماں کو بتایا تھا کہ میں نے زید کو دودھ پلایا ہے۔ اس طرح زید اور اس کی بیوی آپس میں دونوں رضاعی ماموں بھانجی ہوئے تو کیا یہ نکاح درست ہے یا نہیں؟

اور آئندہ اس کا کیا حل ہو سکتا ہے شرع شریف کے مطابق اس کا جواب مرحمت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔

فقط محمد یوسف ولد حاجی محمد اسماعیل، چوڑی گلی، حیدر آباد سندھ، ۱۵ ستمبر ۱۹۸۴ء

۷۸۷ الجواب ھوالموفق للصواب: حاشا وہ خبیث نکاح ہرگز قائم نہیں رکھا جائیگا۔ مرد و عورت پر فرض، فرض عظیم، فرض ہے کہ فوراً فوراً جدا ہو جائیں، مرد نہ مانے تو عورت خود جدا ہو جائے، دونوں نہ مانیں تو حاکم بالجبر جدا کر دیگا، عورت کے لئے پورا مہر مثل مرد پر واجب ہے، اگرچہ جو مہر بندھا ہوا تھا اس سے کتنا ہی زائد ہو۔ اولاد میں لڑکا سات برس اور لڑکی نو برس تک ماں کے پاس رہے گی پھر باپ لے لیگا۔ ردالمحتار میں ہے فی الخانیۃ لو تزوج محرمہ لاحد علیہ عند الامام۔ و علیہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مہر مثلہااور قال فی الدریۃ الصحیح انہا شبہۃ عقد فیثبت النسب۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۷ ستمبر ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

اگر غلطی سے رضاعی بہن بھائی کا نکاح ہو گیا

سوال: محترم مفتی محمد خلیل خان قادری صاحب، السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مجھے ایک مسئلہ درپیش ہے۔ مہربانی کر کے اس کا فقہ اور احادیث کی روشنی میں حل فرمائیں۔

میں نے سات سال ہوئے شادی کی۔ جس سے چار بچے پیدا ہوئے ہیں۔ جنکی عمر ۶ سال، ۴ سال، ۲ سال اور ایک سال ہے۔ بعد میں پتہ چلا کہ میں نے ان کی ماں کا دودھ پیا ہے۔ میری بیوی کی بڑی بہن کسی وقت جبکہ وہ بھی بچی تھی دودھ پیا تھا ان کی عمر سے چھوٹی بہن دو اولاد کے بعد پیدا ہوئی۔ اب میں کچھ حیران و پریشان ہوں کیا کروں۔

۱۔ کیا میں جماع کر سکتا ہوں؟

۲۔ بیوی کی حیثیت سے رکھ سکتا ہوں؟

۳۔ طلاق کا حکم ہے یا نہیں؟

۴۔ اسے گھر میں رکھ کر دوسری شادی کر سکتا ہوں یا نہیں؟

۵۔ اگر وہ مجھے نہیں چھوڑتی یہاں رہتی ہے تو گناہ تو نہیں؟

۶۔ کیا ان کے لئے شرعی گواہ ضروری ہے؟

۷۔ عورتوں کے گواہ درست ہیں یا نہیں؟

لاعلمی کی کسی وجہ سے عورتوں سے یہ غلطیاں ہو جاتی ہیں یہ بات ان کی ماں نے اور میری ماں نے کافی عرصہ کے بعد مختلف موقعوں پر کہی ان کو اس بات کا علم نہیں یہ غلطی ہے۔ آپ سے التجا ہے کہ اس مسئلہ کا پورا پورا حل تجویز کر کے مشکور فرمائیں۔

ب۔ میں نے ایک عورت کا دودھ پیا ہے اس عورت کا ایک لڑکا جو ہم عمر ہے میری بہن جو مجھ سے چھوٹی ہے اس سے شادی کی ہے۔ کیا یہ صحیح ہے۔ فقط ایک سائل

۷۸۶ **الجواب:** الف۔ آپ نے جس عورت کا دودھ پیا وہ آپ کی ماں قرار پائی اور اس عورت کی تمام اولاد آپ کے بھائی بہن۔ خواہ آپ کے دودھ پینے سے پہلے کی ہو یا بعد کی یا ساتھ کی۔ (عالمگیری) تو آپ کا جس عورت سے نکاح ہوا ہے وہ آپ کی رضاعی بہن ہے اور حقیقی بہن کی طرح کہ جو نسب میں حرام وہ رضاعت میں بھی حرام۔ لہٰذا وہ نکاح حرام محض ہوا۔ اور دونوں ہرگز ہرگز زن و شوہر کی طرح نہیں رہ سکتے۔

ب۔ جس عورت نے آپ کو دودھ پلایا اس کے لڑکے سے آپ کی بہن کی شادی و نکاح درست و جائز ہے کہ آپ کی بہن اس

http://t.me/Tehqiqat
Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لڑکے کے رضاعی بھائی کی بہن ہے اور رضاعی بھائی کی حقیقی بہن سے نکاح جائز ہے۔ (عالمگیری درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

کسی چیز کے ثبوت کے لئے خواب دلیل شرعی نہیں

سوال: کیا مذہب اسلام میں منہ بولے رشتے کی کوئی حیثیت ہے کہ ایک شخص آ کر یہ کہہ دے میں نے خواب میں رسول پاک کی ایک محفل میں اپنی بیوی کو بیٹھے ہوئے دیکھا۔ اور میری بیوی تمہیں دودھ پلا رہی ہے۔ کیا یہ آدمی جھوٹا رشتہ جوڑ کر کوئی مقصد پورا کرنا چاہتا ہے یا اس رشتے سے اسے منہ بولا باپ سمجھ لینا چاہئے جبکہ اپنے حقیقی والدین سلامت ہوں اور وہ شخص بھی صاحب اولاد ہو۔ فقط ایک سائل

۷۸۶ **الجواب:** کسی بھی چیز کے ثبوت کے لئے خواب دلیل نہیں ہے شیطانی وسوسے ہوتے ہیں۔ خواب سے منہ بولا رشتہ ثابت نہیں ہوگا اور خواب کے علاوہ بھی رضاعت کے بغیر منہ بولا رشتہ شرعاً حیثیت نہیں رکھتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۳۰ جنوری ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

چچی کا دودھ پیا تو چچازاد سے نکاح جائز نہیں ہوسکتا

سوال: حضرت قبلہ جناب مفتی اعظم کی خدمت میں عرض

کیا فرماتے ہیں علماء دین و شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک عورت حسینہ بیگم نے اپنے دیور ظہور الدین کے بچے کو دودھ پلایا اس وقت اس کی ماں موجود نہیں تھی۔ وہ بچہ رو رہا تھا اور اس عورت حسینہ بیگم کے پاس بھی اپنا بچہ تھا اور اس کے بعد اس عورت حسینہ بیگم کو پھر ایک بیٹا پیدا ہوا۔ پھر اس بچہ کے بعد ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ تو اس بچی کے ساتھ اس کے دیور کے بیٹے کا جس کو اس عورت نے دودھ پلایا ہے نکاح ہوگا یا نہیں ہوگا؟ حسینہ بیگم، یونٹ نمبر 2 لطیف آباد

۷۸۶ **الجواب:** حسینہ بیگم نے جس بچہ کو دودھ پلایا وہ اس کا بیٹا ہوا اور وہ اس کی ماں ہوئی اور حسینہ بیگم کی تمام اولاد، اس لڑکے کے بھائی بہن ہوئے۔ خواہ اس کے دودھ پینے سے پہلے کی ہو یا ساتھ کی یا بعد کی۔ (عالمگیری وغیرہ) لہٰذا ظہور الدین کے اس بیٹے کا، حسینہ بیگم کی لڑکی سے نکاح نہیں ہوسکتا کہ وہ آپس میں بہن بھائی ہیں۔ ہاں ظہور الدین کا کوئی اور بیٹا ہو تو حسینہ اپنی کسی بھی لڑکی کو اس کے نکاح میں دے سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ ذی قعد ۱۴۰۱ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رضاعی بہن بھائی کا نکاح آپس میں حرام۔ سحری کھانے کے بعد ماھواری آنا۔ نومسلمہ کو فطرہ دینا

سوال: جناب قبلہ مفتی صاحب، السلام علیکم

ا۔ ایک عورت نے ایک لڑکی کو دودھ پلایا تو اس عورت کی گود میں بھی لڑکا تھا تو اس لڑکے کو چھوڑ کر اس سے بڑے لڑکے کو وہ لڑکی آسکتی ہے؟

۲۔ رمضان شریف میں ایک عورت نے سحری کھائی فجر کی نماز پڑھی اور حیض آگیا تو پھر وہ روزہ رکھے یا کھول دے؟

۳۔ ایک عورت ہندو تھی اس نے اسلام قبول کرلیا ہے اور نماز روزہ نہیں کرتی نابینا ہے اور غریب ہے۔ اس کو فطرہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ والدہ سید طاہر حسین، گاڑی کھاتہ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: دودھ پلانے والی کی تمام اولاد اس دودھ پینے والی لڑکی کے بہن بھائی ہیں لہٰذا ان میں کسی کے ساتھ نکاح جائز نہیں ہوسکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ عورت کا حیض ونفاس سے پاک ہونا روزہ کے لئے شرط ہے لہٰذا روزہ جاتا رہا۔ اب یہ کھاپی سکتی ہے مگر چھپ کر کھانا بہتر ہے خصوصاً حیض والی عورت کے لئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ جب وہ مسلمان اور مستحق زکوۃ بھی ہے تو اسے زکوۃ وفطرہ دونوں دینا جائز ہیں اگرچہ وہ نابینا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۹۹ ھج

http://t.me/Tehqiqat

رضاعی بہن بھائی کا نکاح نہیں ہوسکتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

ا۔ اکرم کی ایک خالہ زاد بہن ہے جس نے اس کی (اکرم کی) ماں کا دودھ پیا ہے یعنی اس کی رضاعی بہن ہے۔ اب اکرم کے والدین اکرم کا نکاح اسی لڑکی سے کرنا چاہتے ہیں۔ آپ فتوی دیں کہ اکرم کا نکاح اس کی رضاعی بہن سے ہوجائے گا یا نہیں؟

۲۔ عامر کی ایک رضاعی بہن (یعنی اس کی خالہ زاد بہن ہے جس نے عامر کی ماں کا دودھ پیا ہے) ہے۔ اس کی لڑکی جوان ہے۔ عامر کے والدین چاہتے ہیں کہ عامر کا نکاح اس (عامر) کی رضاعی بہن سے کردیا جائے۔ آپ فتوی دیں کہ عامر کا نکاح اس کی رضاعی بہن کی لڑکی سے ہوجائے گا یا نہیں؟ اسلام علی نقشبندی

۷۸۶ الجواب: قاعدہ کلیہ اس باب میں یہ ہے کہ بچہ نے جس عورت کا دودھ پیا وہ اس بچے کی ماں ہوجائے گی اور اس کا شوہر اس کا باپ ہوجائے گا اور اس عورت کی تمام اولاد اس کے بھائی بہن، اور عورت کے بھائی، بچہ کے ماموں اور اس کی بہن اس کی خالہ۔ یوں ہی اس شوہر کی اولاد اس کے بھائی بہن اور اس کے بھائی اس کے چچا۔ اور اس کی بہنیں اس کی پھوپھیاں۔ یونہیں ہر ایک کے ماں باپ، اس کے دادا، دادی، نانا، نانی (عالمگیری) اس لئے اکرم کا نکاح اس کی خالہ زاد بہن سے جو کہ اس کی رضاعی بہن ہے نہیں ہوسکتا۔ اور عامر کی خالہ زاد بہن چونکہ اس کی رضاعی بہن ہے تو اس کی لڑکی عامر کی بھانجی ہوئی اور جو

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نسب میں حرام ہے وہ رضاع میں بھی حرام۔ تو یہ نکاح بھی درست نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ محرم الحرام ۱۳۹۹ھ

بیوی کا دودھ پینے سے نکاح نہیں ٹوٹتا

سوال: اگر شوہر بیوی کا دودھ دانستہ پی لے تو نکاح قائم رہا یا نہیں؟

خلیل احمد، کیش ڈیپارٹمنٹ، اسٹیٹ بنک آف پاکستان، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** مرد نے اپنی عورت کی چھاتی چوسی تو نکاح میں کوئی فرق نہ آیا اگرچہ دودھ منہ میں آگیا بلکہ حلق سے اتر گیا۔ (درمختار) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ شعبان ۱۳۹۸ھ

سوتیلی ماں کے بیٹے سے نکاح کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے کے بارے میں کہ: زید جسکی دو بیویاں ہیں۔ ہر ایک بیوی سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہوئی۔ اب زید نے اپنے ایک لڑکے عبدالرحیم کی شادی کرائی جبکہ عبدالرحیم کا ایک لڑکا عبداللطیف پیدا ہوا۔ عبدالرحیم کا ایک لڑکا جس کی عمر تقریباً ڈیڑھ سال کی تھی کہ عبدالرحیم نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ اب اس عبدالرحیم کے لڑکے عبداللطیف کو عبدالرحیم کی ماں نے دودھ پلایا یعنی دادی نے۔ اب عبدالرحیم اپنے اس لڑکے کو اپنے سوتیلی ماں کے لڑکے محمد اعظم کی لڑکی سے نکاح کرانے کا ارادہ رکھتا ہے آیا یہ نکاح عنداللہ درست ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

فقط والسلام العبد المذنب مولوی عبدالغفار حلیمی، شہر قلات بلوچستان

۷۸۶ **الجواب:** عبداللطیف ولد عبدالرحیم نے اپنی دادی کا دودھ پیا تو وہ عبداللطیف کی رضاعی ماں ہوگئی لیکن اس بچہ کے دودھ پینے اور اسی عورت کے دودھ پلانے کا عبداللطیف کی سوتیلی والدہ اور اس کی اولاد سے کوئی ایسا علاقہ سمجھ میں نہیں آتا جس کی بنیاد پر مذکورہ بالا نکاح ناجائز وحرام ہو۔ نکاح مذکورہ بیشک جائز احل لکم ماوراء ذلکم میں داخل ہے۔ اور اگر کوئی شبہ ہو تو اسے ظاہر کریں تاکہ اس پر غور کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

پھوپھی کا دودھ پیا تو پھوپھی زاد سے نکاح جائز نہیں

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب، دارالعلوم احسن البرکات، حیدرآباد

عرض یہ ہے کہ میں غلام عباس خان ولد غلام قادر خان قوم نیازی پٹھان ضلع میانوالی۔ تحصیل عیسیٰ خیل۔ گاؤں کھگلانوالہ کا رہنے والا ہوں۔ اور اس وقت حیدرآباد میں ملازمت کر رہا ہوں۔ جناب عالی مسئلہ یہ ہے کہ میری ہمشیرہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مسمات خورشید ہے اس کے خاوند کا نام بھی غلام قادر ہے۔ وہ گاؤں ہی میں رہتے ہیں۔ میری بہن کی لڑکی پیدا ہوئی تھی اس وقت میرا لڑکا بھی وہیں گاؤں میں پیدا ہوا تھا۔ اس وقت میرے لڑکے کو میری ہمشیرہ نے دودھ پلایا تھا۔ جس کی وجہ سے میرا لڑکا اور میری ہمشیرہ آپس میں دودھ شریک بہن بھائی ہو گئے۔ اب میری ہمشیرہ خورشید کے اس لڑکے کے علاوہ اور بھی لڑکیاں ہیں لہٰذا میں اس لڑکی کے علاوہ دوسری جو لڑکیاں ہیں ان میں سے ایک کی اپنے لڑکے سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔

براہ کرم شریعت کی رو سے مجھے آگاہ فرمائیں کہ میں اس لڑکے کی شادی کر سکتا ہوں یا نہیں؟ اگر کر سکتا ہوں تو براہ کرم مجھے اس کا سرٹیفکیٹ عنایت فرمائیں۔ غلام عباس خان

۷۸۶ **الجواب:** بچہ نے جس عورت کا دودھ پیا وہ اس بچے کی ماں ہوگئی اور اس کی تمام اولاد، اس کے بھائی بہن۔ اس کے دودھ پینے سے پہلے کی ہوں یا بعد کی یا ساتھ کی۔ اور رضاعی بھائی بہن بھی آپس میں ویسے ہی حرام ہیں جیسے نسبی بھائی بہن۔ (عالمگیری درمختار وغیرہ) لہٰذا خورشید کی کسی لڑکی کے ساتھ، اس لڑکے کا نکاح درست نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ — یکم صفر ۱۴۰۲ھ

دودھ کم پیا ہو یا زیادہ، حرمت ثابت ہوگی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک بچی جس نے اپنی دادی کا دودھ پی لیا ہے۔ اس بچی کی پھوپی اپنے بچے کے ساتھ اس کا رشتہ چاہتی ہے مگر بچی کے والدین کا کہنا ہے کہ بچی نے اپنی دادی کا دودھ پی لیا ہے۔ اس لئے میں بغیر فتوی حاصل کئے وعدہ نہیں کر سکتا لہٰذا ازراہ کرم شرع شریف کی رو سے مطلع فرمائیں کہ یہ رشتہ قائم ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اور یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ اور یہ بھی وضاحت فرمائیں کہ جبکہ پوتی نے اپنی دادی کا دودھ پیا ہے مگر نواسے نے اپنی نانی کا دودھ نہیں پیا ہے کیا اس صورت میں یہ نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ نیز یہ کہ دودھ پینے کی کوئی مقدار ہے، ایک گھونٹ پیا یا خواہ ایک قطرہ ہی کیوں نہ پیا ہو؟ اس کی بھی وضاحت فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

فقط والسلام: محمد صدیق، سرفراز کالونی، مکان نمبر ۳/۹، حیدرآباد سندھ

۷۸۶ **الجواب:** جس بچی نے اپنی دادی کا دودھ پی لیا وہ دادی اب اس کی ماں ہوگئی اور اس کی اولاد، اس کے بھائی بہن۔ تو پھوپی بھی اس کی رضاعی بہن اور پھوپی کا بیٹا اس کا رضاعی بھانجا ہوا۔ اور جو نسب میں حرام وہ رضاعت میں بھی حرام۔ لہٰذا اب پھوپی کے بیٹے سے اس بچی کا نکاح نہیں ہو سکتا کہ وہ اس کا بھانجا ہے۔ اگرچہ خود اس نے اپنی نانی یعنی اس بچی کی دادی کا دودھ نہیں پیا ورنہ یہ بھائی ہو جاتا۔ اور رضاعت کا حکم عورت کا دودھ پینے سے ثابت ہو جاتا ہے۔ تھوڑا پیا ہو یا زیادہ بہرحال حرمت ثابت ہو جائے گی۔ (ہدایہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ — ۲۹ ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رضاعت کے ثبوت کے لئے گواہی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ:

۱۔ مسمات زینب نے مریم کی لڑکی فاطمہ کو دودھ پلایا ہے۔ زینب کے لڑکوں کا نکاح خواہ وہ لڑکے موجودہ شوہر کے ہوں یا سابقہ کے، ان کے ساتھ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

۲۔ اگر رضاعت کے ثبوت کے لئے کوئی مرد گواہ نہیں بلکہ صرف عورتیں گواہی دیں تو ایسی صورت میں عورتوں کی گواہی معتبر ہے یا نہیں؟ یا دو عورتیں اور صرف ایک مرد گواہ ہے تو ایسی صورت میں گواہی قبول کی جائے گی یا نہیں؟

السائل اللہ دتہ ولد محمد رحیم، ضلع ٹھٹھہ، سندھ، ۱۳ اپریل ۱۹۸۱ء

۷۸۶ الجواب: جبکہ فاطمہ نے مسمات زینب کا دودھ پیا ہے تو زینب اس کی ماں ہوئی۔ اس کا شوہر، اس دودھ پینے والی بچی یعنی فاطمہ کا باپ ہوا اور مسمات زینب کی تمام اولاد اس کے بھائی بہن۔ خواہ اسی شوہر سے ہوں یا دوسرے سے۔ فاطمہ کے دودھ پینے سے پہلے کے ہوں یا بعد کے یا ساتھ کے۔ اور جب زینب کے تمام بیٹے، فاطمہ کے بھائی ہوئے تو ان کے مابین نکاح نہیں ہوسکتا کہ جو نسب میں حرام وہ رضاع میں حرام۔ (عالمگیری درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ رضاع کے ثبوت کے لئے دو مرد یا ایک مرد دو عورتیں عادل، پابند شرع قابل اعتبار درکار ہیں۔ فقط عورتوں کی شہادت سے ثبوت نہ ہوگا۔ مگر بہتر ہے کہ عورتوں کے کہنے سے بھی جدائی کرلے۔ (جوہرہ نیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ جمادی الاٰخری ۱۴۰۱ھ

رضاعت میں صرف عورتوں کی گواہی

سوال: جناب مفتی صاحب، السلام علیکم

گذارش یہ ہے کہ ہم لوگ ایک ایسی الجھن میں پھنس گئے ہیں۔ جس کا الجھن کا علاج قرآن وسنت کی روشنی میں ہی ہوسکتا ہے لہٰذا آپ ان پوری باتوں کو سمجھ کر یہ بتائیں کہ اس مسئلہ کا کیا حل ہے۔

میری منگنی کو تقریباً چار سال کا عرصہ ہو چکا ہے یہ منگنی میری نانی کی اور میری والدہ کی اور دیگر دوست رشتہ داروں کی موجودگی میں بخوبی طے پائی۔ کوئی حیل وحجت اور کوئی اعتراض ایسا نہیں کیا گیا جبکہ چار سال ہو چکے ہیں کسی نے کوئی اعتراض نہیں کیا نانی کا انتقال ہو جانے کے چند ماہ بعد میری ممانی نے یہ اعتراض کیا کہ سید اختر حسین نے اپنی نانی کا دودھ پیا ہے جس سے میری منگنی ہوئی ہے وہ میری خالہ کی لڑکی ہے میری ممانی کے علاوہ کسی فرد کو یہ اعتراض نہیں اور میری نانی نے منگنی کے وقت یا منگنی کے بعد کسی قسم کا کوئی اعتراض نہیں کیا تھا اور خاندان کا کوئی بھی شخص اس بات کی گواہی دینے کو تیار نہیں سوائے ممانی کے لہٰذا قرآن وسنت کی روشنی میں یہ بتایا جائے کہ یہ شادی ہوسکتی ہے یا نہیں؟ سید اختر حسین

۷۸۶ الجواب: رضاعت کے ثبوت کے لئے دو مرد یا ایک مرد، دو عورتیں ضروری ہیں۔ تنہا ایک عورت یا کئی عورتوں کا کہنا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

معنی نہیں رکھتا۔ مگر بہتر یہ ہے کہ عورتوں کے کہنے کو مان کیا جائے (جوہرہ نیرہ) اور یہاں تنہا ممانی ہیں تو ان کا قول اگرچہ معتبر نہیں مگر بہتر یہ ہے کہ یہ منگنی توڑ دی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ شعبان ۱۴۰۱ھ

شریعت کے خلاف، زبردستی نکاح کا وبال

سوال: مسئلہ یہ ہے کہ: عثمان چوہان اور حسینہ زوجہ عثمان کی موجودگی میں حسینہ کی رضائی بہن نھی سے عثمان چوہان کا نکاح کرا دیا گیا، نکاح کرانے میں جو لوگ شریک کار ہیں بلکہ خود نھی کی والدہ برابر کی شریک تھی از روئے شریعت کیا حکم ہے؟

مفتی صاحب عرض یہ ہے کہ اس کنبہ میں ۱۷ برادری سے بلاک شامل ہیں جن میں ماشاء اللہ حاجی صاحبان بھی ہیں اور اپنے فیصلے شادی بیاہ وغیرہ بھی پنچایت بلا کر خود ہی کر لیتے ہیں اور کسی مستند فتویٰ سے رجوع نہیں کرتے اور امکانی ناجائز امر کی طرف توجہ دلانے پر بھی شریعت سے رجوع نہیں کرتے۔ از روئے شریعت ایسے لوگوں کے لئے کیا فتویٰ ہے؟

السائل حنیف چوہان، ۲ ستمبر ۱۹۸۱ء

۷۸۶ الجواب: ان لوگوں نے حکم شرعی جاننے کے باوجود اگر یہ نکاح کر دیا تو ایسا ہے جیسے اسے بدکاری کے لئے آزاد چھوڑ دیا۔ اب ظاہر ہے جتنے اس نکاح میں شریک یا اس سے راضی ہوں گے۔ سب سخت گناہ گار ہیں اور زنا کے دلال، قرار پائیں گے۔ اور اگر اسے حلال جان کر ایسا کیا تو معاملہ اور بھی زیادہ سخت ہے۔ خود ان کے نکاح درکنار، ایمان کے لالے پڑ جائیں گے اور ان کی نمازیں، روزے، حج، وغیرہ تمام اعمال اکارت جائیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ ذی قعد ۱۴۰۱ھ

اگر دودھ شریک دو بہنوں کو ایک نکاح میں رکھا گیا تو یہ زنا ہوگا

سوال: محترم جناب مفتی محمد خلیل خان صاحب، السلام علیکم

عثمان ولد حاجی اللہ بخش چوہان کا نکاح اس کی بیوی حسینہ کی رضائی بہن نھی بنت غفور مستری سے حسینہ کی موجودگی میں کرایا گیا۔ نکاح کی تمام کاروائی جلد بازی سے کرائی گئی یہ تمام کام مسمات چھوٹی بیوہ ستارہ عرف ٹڈیا ولیم نے اپنی بھاوج مسمات سعیدہ زوجہ ظفر کی ملی بھگت سے کرایا۔

پہلے سعیدہ زوجہ ظفر نے نھی کو اپنے ساتھ عدالت عالیہ لے جا کر خود مختاری کا حکم جاری کرایا بعد ازاں چھوٹی نے نھی کو نیاز کھلانے کے بہانے سے اپنے گھر بلایا وہاں عثمان موجود تھا وہیں نھی اور عثمان کی ملاقات و محبت و وعدہ وغیرہ کرایا گیا اور نکاح فارم پر نھی کا نشان انگوٹھا لیا گیا اور پھر ٹنڈو یوسف میں بغیر ایجاب و قبول اور نھی کی عدم موجودگی میں نکاح کی پوری کاروائی عمل میں لائی گئی۔ یہ تمام بات خود عثمان کی زبانی ہیں۔

جناب والا! چھوٹی بیوہ ستارہ مرحوم و سعیدہ زوجہ ظفر اور خود عثمان بھی اس بات کو جانتے ہوئے کہ ایک وقت میں دو بہنوں کو جاہے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دودھ شریک ہوں نکاح میں لانا جائز نہیں۔ مگر پھر بھی یہ لوگ اعلانیہ حقوق زوجیت کے مانند فعل بد کے مرتکب ہو رہے ہیں۔
کیا فرماتے ہیں علماء کرام بیچ اس مسئلے میں کہ شریک کار لوگوں پر کونسی سزا وارد ہے؟ درج ذیل افراد شریک ہیں سزا فرمائیں

۱۔ چھوٹی بیوہ ستارہ مرحوم ۲۔ سعیدہ زوجہ ظفر ۳۔ عثمان و ننھی

محمد حنیف چوہان، چوہان ہاؤس کالونی تالاب ۳، آفندی روڈ، حیدر آباد

الجواب: پہلا فرض تو خود عثمان اور مسمات ننھی کا ہے کہ وہ فوراً ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں اور اللہ عزوجل کے غضب سے ڈر کر اپنے ان کبیرہ گناہوں سے توبہ کریں جب یہ دونوں علی الاعلان ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں تو دوسروں کی آپ ہی جڑ کٹ جائے گی اور یہ دونوں اس حکم الٰہی پر اپنی گردن رکھیں فبہا، اور اگر یہ نہ مانیں اور دوسروں کے دباؤ کا بہانہ بنائیں اور اپنی اسی حالت پر رہیں تو ایمان والے مرد اور ایمان والی بی بیاں انہیں یک لخت چھوڑ دیں نہ اپنے پاس بیٹھنے دیں اور نہ خود ان کے پاس بیٹھیں یہ ہی سلوک ان لوگوں کے ساتھ ہونا چاہیئے جو اس میں تو آڑے آتے ہیں اور علی الاعلان اس زنا اور حرام کاری پر راضی ہیں کیا انہیں یہ بات گوارہ ہے کہ شرعاً وہ زنا کے دلال کہلائیں۔ قال اللہ تبارك تعالىٰ فلا تقعد بعد الذكرى مع القوم الظالمين۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۳ فروری ۱۹۸۱ء

الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۲۴ ذی قعد ۱۴۰۱ھ

دودھ شریک بہنوں کا ایک نکاح میں شریک کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین بیچ اس مسئلہ میں کہ: مسمی محمد عثمان ولد اللہ بخش عمر تقریباً تیس سال نے مسمات حسینہ بیگم سے شادی کی تھی جو محمد عثمان کے تایا کی لڑکی ہے۔ محمد عثمان نے دوسری شادی کی جس کا نام مسمات طاہرہ بیگم ہے۔

مسمات طاہرہ بیگم کی والدہ مسمات آمنہ بیگم زوجہ عبدالغفور نے مسمات حسینہ بیگم کو متواتر ڈیڑھ دو سال دودھ پلایا تھا نعل دودھ پلانے کا مصدقہ ہے۔ اس طور پر مسمات حسینہ بیگم و مسمات طاہرہ بیگم نے ایک ہی عورت کے دودھ سے پرورش پائی۔
کیا ایک ہی مرد سے دونوں کا نکاح جائز ہے۔ اور طاہرہ سے نکاح کے بعد حسینہ کے نکاح پر کیا اثر پڑے گا؟ دونوں عورتیں زندہ ہیں۔ محمد عثمان ولد الٰہی بخش، گرونگر تالاب ۳، حیدر آباد، ۶ جولائی ۱۹۸۱ء

الجواب: مسمات حسینہ بیگم اور طاہرہ بیگم نے جب کہ ایک ہی عورت کا دودھ پیا ہے۔ تو یہ دونوں آپس میں رضاعی یعنی دودھ شریک بہنیں ہوئیں اور آپس میں سگی بہنوں کی طرح۔ کہ جو نسب میں حرام وہ رضاع میں بھی حرام۔ لہٰذا مسمی محمد عثمان کا مسمات طاہرہ بیگم سے نکاح درست نہیں ہوا۔ البتہ پہلے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا بشرطیکہ محمد عثمان نے طاہرہ بیگم کو ہاتھ نہ لگایا ہو۔ ورنہ اسے ہاتھ لگاتے ہی وہ حرام ہو گئی۔ اب جب تک اس دوسری کو چھوڑ کر اس کی عدت نہ گزر جائے زوجہ کو ہاتھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لگانے کی اجازت نہیں۔ محمد عثمان پر فرض ہے کہ اس دوسری کو چھوڑ دے اور جب اس کی عدت گزر جائے تو اس وقت اس کی زوجہ اس کے لئے حلال ہوگی۔ قال اللہ تعالیٰ واخواتکم من الرضاعۃ۔ (فتوی رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ

مُردہ عورت، کے دودھ سے بھی رضاعت ثابت ہوتی ہے

سوال: جناب مفتی صاحب، السلام علیکم

جناب عالی عرض یہ ہے کہ: ہم ایک لڑکی اور لڑکے کا رشتہ کر رہے ہیں۔ آپ یہ بتائیں کہ رشتہ جائز ہے یا ناجائز؟ تفصیل یہ ہے

لڑکے کا نام: عظیم الدین ولد تاج الدین لڑکی کا نام: نسرین ولد بندو

اب مسئلہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ: نسرین نے اپنی دادی حمیدن کا دودھ پیا۔ اور عظیم الدین نے بھی انکا دودھ پیا۔ جب کہ وہ نسرین کی سگی دادی تھی۔ اور عظیم الدین کی دادی کی بہن۔ اب آپ برائے مہربانی یہ سمجھائیں کہ یہ رشتہ ہو سکتا ہے یا نہیں؟ جب کہ دودھ پلانے والی دادی کے سب بچے جوان تھے اور اب انکا انتقال ہو چکا ہے۔

سائل تاج الدین، لطیف آباد ۲ کوارٹر ۷۰۷، ۱۸ اگست ۱۹۸۰ء

۷۸۶ **الجواب:** نسرین اور عظیم الدین نے جب کہ حمیدن کا دودھ پیا تو یہ دونوں آپس میں بہن بھائی ہوئے اگرچہ دونوں کے دودھ پینے میں کتنا ہی وقفہ کیوں نہ ہو۔ رہا یہ کہ حمیدن کے اس وقت تمام بچے جوان تھے تو یہ کوئی مسئلہ نہیں۔ بڑھیا عورت کا دودھ پینے بلکہ مردہ عورت کا دودھ پینے سے بھی رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔ (درمختار) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ شوال ۱۴۰۰ھ

دودھ کم پیا ہو یا زیادہ رضاعت ثابت ہوگئی

سوال: مکرمی جناب مفتی صاحب، السلام علیکم

مندرجہ ذیل مسئلہ پر آپ کی رائے درکار ہے۔ مرحمت فرمائیں

واقعات:۔ ۲۱ سال قبل کا واقعہ ہے کہ میرے لڑکے معین الدین کی بیوی حمیدہ کے سینے میں چوٹ لگ جانے کی وجہ سے پستان میں درد تھا۔ اس کی گود میں ۳ ماہ کی بچی شہناز تھی جو کہ دودھ نہیں پی رہی تھی۔ اس روز میرے گھر میں شادی کی تقریب تھی اور سب لوگ مصروف تھے۔ میری بہن کی لڑکی خاتون (میری بھانجی) بھی شادی میں شرکت کی غرض سے آئی تھی۔ اس کی گود میں بھی ایک لڑکا عبدالحفیظ ایک سال کی عمر کا تھا۔ جب حمیدہ کے سینے میں بچی کے دودھ نہ پینے کی وجہ سے تکلیف زیادہ بڑھ گئی تو حمیدہ کو عورتوں نے مشورہ دیا کہ عبدالحفیظ کو دودھ پلا دو۔ اس پر کچھ عورتوں نے اعتراض کیا۔ عبدالحفیظ کی والدہ خاتون عبدالحفیظ کو حمیدہ کی گود میں دے کر شادی کے کاموں میں مصروف ہوگئی۔ اور دوسرے لوگ بھی کاموں میں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مصروف ہو گئے۔ اور بات آئی گئی ہو گئی لیکن اس کے بعد جب بھی عورتیں کسی تقریب میں جمع ہوتیں۔ حفیظ وہاں ہوتا۔ تو یہ چرچا ہوتا کہ عبدالحفیظ نے حمیدہ کا دودھ پیا ہے۔ یہ سلسلہ چلتا رہا اور ہم لوگ یہ بات بھول گئے۔

اب بچے جوان ہو گئے۔ ایک ڈیڑھ سال سے عبدالحفیظ میرے لڑکے معین الدین کے گھر رہنے لگا۔ بچوں کے لئے رشتوں کی تلاش شروع ہوئی۔ ۸ ماہ قبل معین الدین (شہناز کے والد) کی والدہ نے اپنے بڑے لڑکے امیر الدین کے سامنے مشورہ دیا کہ شہناز کی شادی عبدالحفیظ کے ساتھ طے کر دی جائے تو بہتر ہے۔ اس پر معین الدین نے اپنی والدہ کو جواب دیا تھا کہ (تم بھی کیسی باتیں کرتی ہو کیا تمہیں معلوم نہیں کہ عبدالحفیظ نے تمہاری بہو (حمیدہ) کا دودھ پیا ہے۔ یہ شادی کیسے ہو سکتی ہے)۔ اس طرح یاددہانی سے ۲۱ سال قبل کے واقعات یاد آئے۔ معین الدین نے مختلف عرصے میں اپنی بہنوں کے سامنے بھی یہی الفاظ دہرائے۔ اور بات پھر دب گئی۔

اب تین ماہ بعد یہ بات سامنے آئی کہ شہناز اور عبدالحفیظ کی شادی کی جا رہی ہے۔ اور خاندان کی منظوری کے لئے جب یہ بات سامنے آئی اور میرے گھر میں سب جمع ہوئے تو میرے دوسرے بچوں نے اعتراض کیا کہ یہ شادی کیسے ہو سکتی ہے جب کہ معین الدین (شہناز کے والد) خود کہہ چکے ہیں کہ عبدالحفیظ نے تو حمیدہ کا دودھ پیا ہے۔ اس پر حمیدہ نے کہا کہ (یہ بات غلط ہے میں نے عبدالحفیظ کو دودھ نہیں پلایا تھا۔ میں نے تو عبدالحفیظ کو گود میں ہی نہیں لیا)۔ اپنے شوہر معین الدین کے بارے میں کہا کہ (انہوں نے بلکل غلط بات کہی ہے۔ ان کو کیا معلوم۔ مزید یہ کہ میں (حمیدہ) حلف اٹھانے کو تیار ہوں کہ میں نے عبدالحفیظ کو دودھ نہیں پلایا تھا۔ اس پر سب لوگ خاموش ہو گئے۔

اس روز میری بڑی لڑکی آمنہ خاتون جو کہ حیدرآباد سے باہر رہتی ہے۔ موجود نہیں تھیں۔ دوسرے روز وہ بھی آ گئیں اور آمنہ خاتون کے کہنے پر سب کو دوبارہ جمع کیا گیا۔ اور معین الدین اور حمیدہ بیگم کو بلایا گیا۔ اس سے قبل عبدالحفیظ کی والدہ آ چکی تھیں اس سے سب نے کہا کہ (یہ شادی تم کیسے کر رہی ہو۔ کیا تم کو معلوم نہیں کہ عبدالحفیظ نے حمیدہ کا دودھ پیا ہے)۔ اس پر حفیظ کی والدہ نے کہا کہ (حمیدہ تو کہہ رہی ہے کہ اس نے دودھ نہیں پلایا ہے) اس پر اس سے کہا گیا کہ (حمیدہ تو یہ بھی کہہ رہی ہے کہ اس نے تو عبدالحفیظ کو گود میں نہیں لیا) اس پر عبدالحفیظ کی والدہ نے کہا کہ (یہ غلط ہے میں نے گود میں تو دیا تھا پھر کام میں لگ گئی تھی) جب زیادہ بات بڑھی تو حفیظ کی والدہ جھگڑنے لگی اور کہا کہ (جب حمیدہ شادی پر رضامند ہے تو تم لوگوں کو کیوں اعتراض ہے۔ تمام عذاب ثواب اس کی گردن پر ہوگا۔ تم لوگ شادی نہیں ہونے دینا چاہتے)۔

اس دوران حمیدہ اور معین الدین بھی آ گئے۔ ان سے سلسلہ گفتگو شروع کیا ہی تھا کہ حمیدہ نے غیر متعلق باتوں پر طیش میں آ کر جھگڑنا شروع کر دیا اور جھگڑ کر مجلس سے اٹھ کر چلی گئی۔ کسی کو متعلقہ بات کرنے کا موقع نہیں دیا۔

حمیدہ کے جانے کے بعد آمنہ خاتون نے ۲۱ سال قبل کے واقعات بتائے کہ جب حمیدہ کے سینے میں درد ہوا تھا تو یہ ذکر ہوا تھا کہ شہناز دودھ نہیں پی رہی ہے۔ اور حمیدہ کے سینے میں سخت درد ہو رہا ہے۔ کسی نے مشورہ دیا کہ کسی دوسرے بچے کو دودھ پلا دو تا کہ سینہ ہلکا ہو جائے۔ اس روز شادی کی تقریب میں سب جمع تھے وہاں عبدالحفیظ کی والدہ بھی موجود تھی۔ جس

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کی گود میں عبدالحفیظ دودھ پیتا بچہ تھا۔ مشورہ یہ دیا گیا کہ عبدالحفیظ کو دودھ پلا دو۔ عبدالحفیظ کی والدہ سے کہا گیا۔ اس پر عبدالحفیظ کی والدہ نے عبدالحفیظ کو حمیدہ کی گود میں دے دیا۔ اور خود شادی کے کاموں میں مصروف ہوگئی تھی۔ اس وقت آمنہ خاتون حمیدہ کے پاس موجود تھیں۔ آمنہ خاتون کے کہنے کا مطابق آمنہ خاتون نے خود عبدالحفیظ کو حمیدہ کے دودھ سے لگایا تھا۔ اس پر حمیدہ نے کہا تھا کہ اس کے سینے میں تکلیف زیادہ ہو رہی ہے۔ اور عبدالحفیظ کو دودھ سے ہٹا دیا۔ اس پر آمنہ خاتون نے دوبارہ عبدالحفیظ کو دوبارہ حمیدہ کے دودھ سے لگا دیا تھا۔ دوبارہ بھی حمیدہ نے یہی کہا کہ اس کے سینے میں تکلیف زیادہ ہو رہی ہے اور عبدالحفیظ کو دودھ ہٹا دیا تھا۔ اس پر آمنہ خاتون نے پھر عبدالحفیظ کو حمیدہ کے دودھ سے لگا دیا اور کہا کہ دودھ پلاؤ گی تو درد تو ہوگا ہی اور سینے کا درد جب ہی کم ہوگا جب دودھ پئے گا۔ جب دودھ کھینچے گا تو درد تو ہوگا۔ کچھ دیر کے بعد دودھ نکالنے کے آلے سے بھی دودھ نکالا گیا تھا۔ آمنہ خاتون کا کہنا ہے کہ اس نے خود عبدالحفیظ کو حمیدہ کے دودھ لگایا تھا اور پہلے لکھے گئے واقعات ہوئے تھے۔ لیکن یہ نہیں کہہ سکتی کہ عبدالحفیظ نے دودھ کھینچا تھا یا دودھ پیا تھا یا نہیں۔ بہرحال بچے کو دودھ سے لگایا ضرور گیا تھا۔

اب مسئلہ یہ ہے کہ اوپر دیئے گئے واقعات کی روشنی میں آپ مشورہ یا فتوی دیں کہ

۱۔ شہناز اور عبدالحفیظ کی شادی ہوسکتی ہے یا نہیں؟

۲۔ اگر ہم اس شادی میں شریک ہوں تو اس کا گناہ ہم پر ہوگا یا نہیں؟

۳۔ یہ شادی اگر ناجائز ہے تو اس کو کس طرح روکا جاسکتا ہے؟

حاجی بشیر الدین، لالوانی گلی، شاہی بازار حیدرآباد، مورخہ ۱۱/اپریل ۱۹۷۹ء

۷۸۲ **الجواب:** رضاع یعنی دودھ کا رشتہ، عورت کا دودھ پینے سے ثابت ہو جاتا ہے۔ دودھ خواہ تھوڑا پیا یا زیادہ بہرحال حرمت ثابت ہوگئی۔ بچہ نے جس عورت کا دودھ پیا اس کی ماں ہو جائے گی اور اس کی اولاد اس کے بھائی بہن۔ اور نکاح جس طرح حقیقی بھائی بہن سے حرام ہے یونہیں دودھ شریک بھائی بہن میں بھی حرام و ناجائز ہے کہ جو نسب میں حرام وہ رضاع میں بھی حرام (عالمگیری ردالمحتار وغیرہ) حیرت ہے کہ تقریباً اکیس سال سے اپنوں پرایوں میں یہ بات مشہور ہے کہ شہناز کی والدہ حمیدہ نے عبدالحفیظ کو دودھ پلایا ہے۔ شہناز کے باپ کا بھی یہی کہنا ہے اور وہ اس پر قائم ہے کہ عبدالحفیظ نے حمیدہ (یعنی شہناز کی والدہ) کا دودھ پیا ہے تو اب تک حمیدہ کیوں خاموش رہی۔ ایسی اہم بات پر خاموشی بتاتی ہے کہ واقعتاً حفیظ کو اس نے دودھ پلایا اور اب وہ انکار صرف اس بنیاد پر کرتی ہے کہ یہ رشتہ دونوں میں ہو جائے خواہ حرام ہو یا حلال۔ اور دلیل اس پر (عبدالحفیظ کی والدہ) کا قول ہے کہ جب حمیدہ شادی پر رضامند ہے تو تم لوگوں کو کیوں اعتراض ہے۔ کیا حرام رشتہ پر طرفین راضی ہو جائیں تو وہ حلال ہو جائے گا۔ بہرحال یہ معاملہ عمر بھر کے حلال و حرام اور اس نکاح سے ہونے والی اولاد کے حلالی حرامی ہونے کا ہے۔ حمیدہ پر فرض ہے کہ جو بات واقعی ہو ظاہر کردے ورنہ اللہ عزوجل، ظاہر و باطن سے خوب واقف ہے اور اس کا عذاب سخت جان ہوگا، حمیدہ سے پوچھا جائے کہ جب عبدالحفیظ کو اس کی گود میں، اور اس کا پستان اس کے منہ میں دیا گیا تو کیا کسی بار بھی اس نے ذرا سا بھی دودھ نہ پیا۔ اس کے بیان پر چاہیں تو دوبارہ فتوی حاصل کریں ورنہ یہی فتوی کافی ہے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ

حقیقی بھائی کی رضاعی بہن سے نکاح جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے کے بارے میں کہ: ایک لڑکے نے اپنی خالہ کا دودھ سوتے میں پی لیا اور خالہ کو اس کا علم بھی ہے کہ بچے نے دودھ پیا ہے۔ اس بچہ کا انتقال ہو گیا۔ تو اب اس لڑکے کے بھائی کا نکاح اس لڑکی سے ہو سکتا ہے یا نہیں؟ جو اس وقت مرنے والے لڑکے کے ساتھ اپنی ماں کا دودھ پیتی تھی۔ حکم شرع سے آگاہ کریں۔ بینوا توجروا

فقط السائل

۷۸۶ الجواب: بچہ نے جس عورت کا دودھ پیا ہے وہ اس بچہ کی ماں ہو جائے گی اور اس بچے کی تمام اولاد اس بچے کے بھائی بہن۔ خواہ اس کے دودھ پینے سے پہلی کی ہوں یا بعد کی یا اس کے ساتھ کی۔ (عالمگیری وغیرہ) تو مرنے والا لڑکا اگر زندہ رہتا تو اس کا نکاح اس دودھ پلانے والی کی لڑکی سے بے شک صحیح و جائز نہ ہوتا کہ وہ اس کی رضاعی بہن ہوتی اور جو نسب میں حرام وہ رضاعت میں حرام۔ (درمختار وغیرہ) اور صورت مسئولہ میں جس لڑکے کے ساتھ، دودھ پلانے والی کی لڑکی کا نکاح مطلوب ہے وہ دونوں آپس میں ایسا کوئی رشتہ نہیں رکھتے جس سے نکاح صحیح و جائز نہ ہو۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہی کیا جائے گا کہ یہ لڑکا، اپنے حقیقی بھائی کی رضاعی بہن سے نکاح کر رہا ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں۔ علماء تصریح فرماتے ہیں کہ حقیقی بھائی کی رضاعی بہن سے نکاح جائز ہے (درمختار وغیرہ) لہٰذا نکاح مذکور بے شک جائز و نافذ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۹ھ

اگر حرمت کی کوئی وجہ نہ ہو تو نکاح ہو سکتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: زید کے ماموں کی لڑکی نے زید کی ماں کا دودھ پیا۔ اس کے بعد زید کے ماموں نے دوسری عورت سے شادی کی۔ اس دوسری عورت سے جو لڑکی ہوئی اس کا نکاح زید سے ہو سکتا ہے یا نہیں؟ سائل یار محمد، اسلام آباد، حیدر آباد (سندھ)

۷۸۶ الجواب: نکاح مذکورہ بے شک جائز ہے۔ قال اللہ تعالیٰ واحل لکم ماوراء ذلکم۔ محرمات کے ذکر کے بعد قرآن کریم کا ارشاد کہ "ان کے علاوہ دوسری عورتیں جائز ہیں" اس کے جواز کی دلیل ہے۔ رضاعت کا رشتہ صرف زید اور اس کی ممانی کی اس لڑکی کے درمیان ہے جس نے دودھ پیا۔ دوسری ممانی کی لڑکی اس کے لئے اجنبی ہے اس سے نکاح میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ کوئی اور وجہ حرمت کی نہ پائی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ صفر ۱۳۹۹ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رضاعت میں اگرچہ کئی برس کا فاصلہ ہو حرمت ثابت ہوگی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ: مسمی اکرم نے زرینہ جان کا دودھ پیا۔ اور اکرم نے اپنی بیٹی زین العرب کا نکاح زرینہ جان کے لڑکے احمد حسین کے ساتھ کر دیا۔ اب دونوں کے تین چار بچے پیدا ہوئے ہیں۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ مسمات زین العرب کا نکاح احمد حسین سے جائز نہیں ہے۔ لیکن کچھ کا کہنا ہے کہ چونکہ اکرم نے حسین کے ساتھ دودھ نہیں پیا بلکہ احمد حسین کی پیدائش، اکرم کے زرینہ جان کا دودھ پینے کے، بعد ہوئی ہے۔

لہٰذا مہربانی فرما کر قرآن وحدیث کی رو سے بحوالہ کتب عنایت فرمائیں کہ ان دونوں کا نکاح آپس میں جائز ہے یا نہیں؟ اور ناجائز ہونے کی صورت میں ان کی اولاد کے متعلق شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کیا ارشاد ہے۔ اور آیا آئندہ وہ دونوں میاں اور بیوی کی حیثیت سے ایک ساتھ زندگی گزار سکتے ہیں یا نہیں؟ مہربانی فرما کر وضاحت کے ساتھ جواب عنایت کریں۔

محمد اشرف خان، لطیف آباد ۱۲، حیدرآباد سندھ، ۸ فروری ۱۹۷۹ء

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں مسمی اکرم اور احمد حسین آپس میں رضاعی بھائی ہوئے اگرچہ دونوں نے ایک وقت میں دودھ نہ پیا ہو بلکہ دونوں میں برسوں کا فاصلہ ہو تو مسمات زین العرب، احمد حسین کی بھتیجی ہوئی اور احمد حسین اس کا چچا۔ اور چچا بھتیجی میں نسبا رشتہ حرام تو رضاعت کی صورت میں بھی یہ رشتہ ناجائز، کہ جو نسب میں حرام وہ رضاع میں بھی حرام۔

(عالمگیری درمختار وغیرہ)

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ فروری ۱۹۷۹ء

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب المصاہرت

بیٹے کی بیوی سے نکاح حرام ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے متعلق کہ: ایک شخص نے اپنے بیٹے کی بیوی سے فعل زنا کیا۔عورت بھی اقرار کرتی ہے کہ میرے سسر نے مجھ سے زنا کیا ہے۔سسر بھی اقرار کرتا ہے کہ میں نے اپنی بہو سے زنا کیا ہے۔عورت کا جو شوہر تھا اس نے اس فعل کے بعد عورت کو تین طلاقیں دے دیں۔اب مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ سسر جس نے فعل زنا کیا۔اب کیا وہ اپنی بہو سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟ سائل۔عبدالرحیم، امام اکبری مسجد کالی روڈ، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: جس عورت کے ساتھ بیٹے کا نکاح ہوا اور صحبت ہوئی۔وہ عورت اس شخص یعنی لڑکے کے باپ کے لئے بیٹی کی جگہ ہے۔بیٹا مر جائے خواہ طلاق دے دے اسکی زوجہ سے نکاح ہمیشہ ہمیشہ کو حرام ہے۔قال اللہ تعالیٰ وحلائل ابنائکم (القرآن)۔واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۷ مارچ ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

اگر ہاتھ لگاتے وقت شہوت تھی تو حرمت ثابت ہوگئی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین بیچ اس مسئلے میں کہ: میری ساس اور میری بیوی دونوں صحن میں پلنگ پر سو رہی تھیں۔میں غلطی سے جماع کرنے کی نیت سے اپنی بیوی کی جگہ ساس کو کمرے میں لے گیا اور انہوں نے اس عرصے میں مجھے کسی بھی طرح سے منع نہیں کیا۔جب کمرے میں جا کر لائٹ جلائی تو پتہ چلا کہ یہ میری بیوی نہیں میری ساس ہے۔اس کے بعد میری ساس واپس چلی گئی۔آپ سے عرض ہے کہ اس سلسلے میں شرعی صورتحال واضح کریں کہ آیا میری بیوی میرے لئے ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی یا نہیں۔کیا اب بھی حلال ہے یا نہیں؟ کیونکہ اس سلسلے میں لوگ مختلف باتیں بتاتے ہیں۔

مرزا افضل بیگ ولد مرزا مصطفیٰ بیگ، F یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد، حیدرآباد، ۲۰ ستمبر ۱۹۸۵ء

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: اس میں شک نہیں کہ اپنی منکوحہ کی ماں کے جسم کو بہ نظر شہوت کسی جگہ ہاتھ لگانے سے گو نکاح زائل نہیں ہوتا مگر عورت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی ہے اور اس شخص پر واجب ہوتا ہے کہ اسے چھوڑ دے لیکن اس قدر ضرور ہے کہ مس بحالت شہوت ہو یعنی ہاتھ لگانے کے وقت ہی معانوظ (یعنی عضو تناسل کا قائم ہونا) پیدا ہوا یا پہلے سے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نغوظ تھا تو ایسی حالت میں زائد ہو جائے۔ ورنہ اگر جس وقت مس کیا گیا نغوظ نہ تھا جب مس ختم ہو چکا تھا اس کے بعد پیدا ہوا نغوظ پہلے سے تھا اور مس کرنے میں کچھ زیادہ نہ ہوا بدستور رہا تو حرمت نہ ہوگی۔ (درمختار، ردالمحتار) اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ مس برہنہ جسم پر ہو رہا ہو یا کسی ایسے باریک کپڑے پر سے کہ عورت کے جسم کی حرارت اس کے ہاتھ کو پہنچنے سے مانع نہ ہو۔ اگر کپڑا اتنا موٹا تھا کہ جسم زن کی گرمی ہاتھ کو محسوس نہ ہونے دے تو حرمت نہیں اگرچہ مس بہ ہزار شہوت ہو (درمختار، فتاوی رضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۴ ستمبر ۱۹۸۴ء

ساس سے معاذ اللہ زنا کیا تو بیوی ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: خاوند نے اپنی ساس کے ساتھ زنا کیا۔ اور اپنی بیوی سے شوہر نے اپنی لڑکی کی قسم کھا کر اپنے جرم کا اقرار کیا۔ ایسی صورت میں میاں، بیوی کے لئے کتاب وسنت کی روشنی میں کیا حکم ہے؟

محمد اظہر الدین، مکان F / 34.414، کانگریس گلی فوجداری روڈ، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: جب کسی شخص نے منکوحہ کی ماں کے ساتھ معاذ اللہ زنا کیا تو اس کی بیوی اس پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی۔ اب اس شخص پر واجب ہے کہ اسے چھوڑ دے یعنی زبان سے کہدے کہ میں نے اسے چھوڑ دیا۔ پھر عورت عدت کرے بعد عدت سوائے اس شخص کے جس سے چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ مہر بہر حال لازم ہوگا۔ (فتاوی رضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۳ اکتوبر ۱۹۸۴ء

شہوت سے ساس کو ہاتھ لگانے سے بیوی حرام ہو جاتی ہے

سوال: عالی جناب مفتی خلیل خان صاحب، دار العلوم احسن البرکات، حیدر آباد

جناب عالی گزارش حسب ذیل ہے۔

۱۔ یہ کہ میری شادی مورخہ ۱۸ ستمبر ۱۹۸۱ء کو مسمی رسول بخش ولد دین محمد ساکن منور آباد یونٹ نمبر ۵ لطیف آباد سے ہوئی تھی۔

۲۔ مسمی رسول بخش میری شادی کے بعد سے میرے والد کے گھر پر ہی رہا۔ کوئی کمائی نہیں کرتا تھا کھانے پینے کا کل خرچ میرے والد ہی برداشت کرتے تھے۔

۳۔ میری شادی کے پانچ ماہ بعد رسول بخش نے میری والدہ پر رات کو بدنیتی سے حملہ کیا۔ میری والدہ گھر کے کمرے میں اکیلی سو رہی تھیں کہ رسول بخش آدھی رات کو بدنیتی سے میری والدہ کے پلنگ پر پہنچا اور دست درازی شروع کر دی لیکن وہ قابو نہ پاسکا۔ اور جب رسول بخش نے میری والدہ سے معافی مانگی تو گھر والوں نے بدنامی کی وجہ سے رسول بخش کی اس ناپاک حرکت کا کوئی ذکر نہیں کیا۔

۴۔ میری گود میں اس وقت ایک سال دس ماہ کا بچہ ہے۔ لیکن رسول بخش کا کہنا ہے کہ یہ بچہ میرا نہیں ہے۔ دوسرے رسول بخش دو سال سے غائب ہے۔ میں اس وقت سخت پریشان ہوں۔ اس لئے جناب سے درخواست ہے کہ شریعت کی رو سے میرے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حق میں فیصلہ فرمایا جائے کہ میں ایسی صورت میں رسول بخش کی بیوی رہی جبکہ رسول بخش نے رات کو میری والدہ پر حملہ کیا۔

شہناز بنت محمد زماں، مجاہد کالونی یونٹ نمبر ۱۱ لطیف آباد

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: اس میں شک نہیں کہ اپنی منکوحہ کی ماں کے جسم کو بنظر شہوت کسی جگہ ہاتھ لگانے سے گو نکاح زائل نہیں ہوتا مگر عورت ہمیشہ ہمیشہ کو حرام ہو جاتی ہے اور اس شخص پر واجب ہوتا ہے کہ اسے چھوڑ دے۔ اس قدر ضرور ہے کہ چھوتے وقت اسے انتشار آلہ ہو جائے، اور اگر پہلے سے انتشار موجود تھا یعنی آلہ قائم تھا تو اب زیادہ ہو جائے مگر اب انزال نہ ہو۔ اور انزال ہو گیا تو حرمت ثابت نہ ہوگی۔ پھر جس حالت میں عورت کے حرام ہونے کا حکم ہے اس کا بھی یہ حاصل ہرگز نہیں کہ نکاح بالفعل ٹوٹ گیا۔ نہیں بلکہ اس وقت حکم صرف اس قدر ہوگا کہ اس کی بیوی اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی۔ مرد پر فرض ہے کہ اسے چھوڑ دے۔ اگر نہ چھوڑے گا تو سخت گناہگار ہوگا۔ اور عورت کے حق میں بھی گرفتار۔ مگر جب تک شوہر اسے نہ چھوڑے گا، نکاح بے شک باقی ہے۔ اور عورت کا نکاح کسی دوسرے مرد سے ہرگز جائز نہیں۔ فی الدر المختار بحرمة المصاهرة لا یر تفع النکاح حتی لا یحل لها التزوج بآخر الا بعد المتارکة وانقضاء العدة۔ وفی ردالمحتار ای وان مضی علیها سنون کمافی البزازیة۔ حاصل کلام یہ کہ عورت بحالت موجودہ کسی اور سے نکاح نہیں کر سکتی اگرچہ شوہر برسوں اسطرح رہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ رجب المرجب ۱۴۰۴ھ

بہو سے زنا کیا تو وہ اپنے شوہر پر حرام ہوگئی

سوال: ایک شخص نے اپنے لڑکے کی بیوی کے ساتھ زبردستی یعنی چاقو دکھا کر مسلسل پانچ دن تک برا فعل کیا اور ساتھ یہ دھمکی دی کہ اگر اس نے بات کا چرچا کیا تو اسے ختم کر دیا جائے گا۔ اب یہ عورت اس کے لڑکے پر حلال ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں فتویٰ عنایت فرمائیں اب لڑکا اس عورت کا کیا کرے۔ العارض، طالب جواب، سرداراں نجور، والدہ لڑکی

۷۸۶ **الجواب:** اس فعل سے عورت اپنے شوہر پر ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی مگر نکاح زائل نہیں ہوتا نہ عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے جب تک شوہر متارکہ نہ کر دے مثلاً کہے میں نے تجھے چھوڑا اور عدت گزرے اس کے بعد وہ نکاح اس کے علاوہ دوسرے مرد سے کر سکتی ہے۔ درمختار میں ہے کہ بحرمة المصاهرة لا یر تفع النکاح حتی لا یحل لها التزوج بآخر الا بعد المتارکة وانقضاء العدة (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ رجب المرجب ۱۴۰۴ھ

سالی سے معاذ اللہ برائی کی تو بیوی حرام نہ ہوئی

سوال: بخدمت جناب مولانا مفتی صاحب، السلام علیکم

جناب عالی گزارش عرض یہ ہے کہ مندرجہ ذیل سوال کا جواب شرع محمدی کے مطابق دیکر مشکور فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سوال یہ ہے کہ زید اپنی بیوی کی حقیقی ہمشیرہ (یعنی اپنی سالی) کو اس کے والدین کے گھر سے بدنیتی کی بنیاد پر بھگا کر لے گیا۔ طے زید اور زید کی سالی میں، یہ ہوا کہ، یہاں سے بھاگ کر کسی دوسرے شہر میں جا کر نکاح کر لیں گے۔ لیکن یہ دونوں تین (۳) گھنٹے بعد ہی پکڑے گئے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ لوگ ابھی تک کسی باقاعدہ جرم کے مرتکب نہیں ہوئے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ ان دونوں کی نیت مجرمانہ ضرور تھی۔ مندرجہ بالا حالات میں دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ کیا زید کی ہندہ بیوی پر ان حالات میں طلاق وارد، شرعی طور پر ہوگئی یا کہ نہیں؟ یا ان پر شرعی حکم وارد ہوتا ہے۔ جواب شرع محمدی سے مستفیض فرمائیں۔

فقط والسلام شیخ صوفی خورشید احمد، امانی شاہ کالونی یونٹ ۱۲ لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: سالی اگرچہ خاص نسبتی حقیقی ہو اس سے معاذ اللہ، زنا کا صدور بھی ہو جائے تو عورت کو اصلاً حرام نہیں کرتا فی الدر المختار فی الخلاصة وطی اخت امراته لا تحرم علیه امراته۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ لہٰذا وہ بدستور زن، و شوہر کی طرح ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ شعبان ۱۴۰۱ھ

جس سے معاذ اللہ زنا کیا اس کی بیٹی سے شادی حرام ہے

سوال: محترم جناب مفتی صاحب، السلام علیکم عرض یہ ہے کہ مجھے مندرجہ ذیل مسئلے پر فتویٰ جاری فرما دیں۔

مسئلہ: کچھ عرصے پہلے میرے ایک دوست جو کہ کویت میں مقیم ہیں رخصت پر آئے تھے۔ انہوں نے مجھے بڑی پریشان حالی میں اپنا دکھ یوں بیان کیا اور عرض یہ کی کہ اس مسئلہ پر فتویٰ لے کر ان کو ارسال کر دوں۔ وہ کہتے ہیں کہ مسئلہ یہ ہے کہ جہاں ان کی شادی کے لئے بات چیت پکی کی گئی تھی۔ اس لڑکی کی ماں کے ساتھ ان کے تعلقات قائم ہو گئے۔ اور اس کے بعد بھی لڑکی کی ماں اپنی بیٹی کی شادی اسی شخص کے ساتھ کرانا چاہتی ہے۔ کیا اس واقعہ کے بعد مذکورہ عورت کی لڑکی کی شادی اس شخص کے ساتھ جائز ہے یا نہیں؟

یہ دوست صحیح طریقہ پر یہ بھی نہیں جانتا کہ وہ چار مسلکوں میں سے کس کا مقلد ہے اگر وہ اس مسئلہ میں چاروں برحق فقہوں میں سے کسی بھی مسلک میں صورت حال بہتر ہو سکتی ہو تو از راہ کرم مطلع فرمائیں۔

ظفر الحق، مکان نمبر ۳/۱۷ یونٹ ۱۱ لطیف آباد، حیدرآباد، ۱۸ صفر المظفر ۱۴۰۱ھ

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں مرد نے جس عورت سے زنا کیا ہے اس پر اس کی بیٹی حلال و جائز نہیں۔ حرام و ناجائز ہے۔ اس کی دلیل جلیل مولیٰ عزوجل کا یہ قول ہے کہ وربائبکم التی فی حجورکم من نسائکم اللاتی دخلتم بھن الخ، یعنی تم پر حرام کی گئیں تمہاری گود کی پالیاں ان عورتوں کی بیٹیاں جن سے تم نے صحبت کی۔ اس آیت کریمہ میں اپنی زن مدخولہ (جس سے قربت کی)، بیٹی حرام فرمائی گئی اور یہ بات قطعاً اس عورت پر بھی صادق جس سے زنا کیا گیا کہ وہ ایک عورت ہے جس کے ساتھ اس نے صحبت کی لا جرم بحکم آیت اس کی بیٹی اس پر حرام ہو گئی۔ آیت کریمہ کا یہ حاصل ہے کہ جس

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عورت سے تم نے کسی طرح صحبت کی اگرچہ بلا نکاح، اگرچہ بروجہ حرام، اس کی بیٹی تم پر حرام ہوگئی۔ یہ ہی ہمارے ائمہ کرام کا مذہب اور اکابر صحابہ کرام اور جمہور ائمہ تابعین کا مذہب ہے۔ اور یہی قول ہے اکابر مجتہدین کا۔ اس کی تائید میں ہے وہ حدیث کہ عبدالرزاق نے اپنے مصنف میں، حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کی کہ (جو کسی عورت اور اس کی دختر، دونوں کی شرمگاہ دیکھے، اللہ تعالیٰ روز قیامت اس پر نظر نہ کرے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ جو کسی عورت اور اس کی بیٹی دونوں کی شرمگاہ دیکھے وہ ملعون ہے) اور جب احادیث کریمہ کی رو سے یہ ناجائز اور باعث لعنت ہے کسی امام مجتہد کا مذہب نہیں۔ تو یہ نکاح کسی طرح حلال و جائز نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ صفر المظفر ۱۴۰۱ھ

زنا کی وجہ سے حاملہ ہو جانے والی لڑکی کی شادی

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب، السلام علیکم بعد سلام عرض یہ ہے کہ

ایک شخص جس کا نام محمد صدیق ہے، اس نے اپنے بھائی جس کا نام بندو ہے، کی شادی کی۔ شادی کرانے سے پہلے اسے یہ علم تھا کہ لڑکی کے حمل ہے چند لوگوں نے اسے بتایا جس میں ایک واحد شخص ہے۔ جس نے بتایا ہے کہ لڑکی حمل سے ہے۔ آپ کسی سمجھدار کے پاس جا کر معلوم کریں۔ بہر حال اس شخص صدیق نے کہا ہے کہ سب بکواس ہے میں نے تمام معلومات کی ہیں۔ اس نے ساری باتوں کو جانتے ہوئے اپنے بھائی کی شادی کی۔ شادی کرنے کے بعد یہ نتیجہ نکلا کہ ڈھائی یا تین مہینے کے بعد لڑکی کے لڑکا پیدا ہوا۔ اب صرف یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں خدا اور اس کے قانون کے مطابق کیا وہ نکاح ہوا یا نہیں؟ اس بات کا ہمیں علم نہیں ہے کہ لڑکا ہونے پر اس کا نکاح ہوا یا نہیں؟ لیکن لڑکی ابھی تک اپنے خاوند کے پاس ہے اب آپ یہ بتائیں کہ یہ نکاح درست ہے یا نہیں؟

آپ سے التماس ہے کہ آپ قرآن کی روشنی میں یہ فیصلہ کریں کہ یہ جائز ہے کہ نہیں؟ جو فیصلہ آپ کا ہوگا وہ ہمیں منظور ہوگا۔ سائل: اللہ دین شاہ، پنجرہ پول ۲، حیدرآباد، ۱۲ اکتوبر ۱۹۸۴ء

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: حمل اگر حلال کا ہے یعنی وہ شرعاً جس میں نسب ثابت ہو تو وضع حمل سے پہلے اس کا نکاح کسی غیر سے نہیں ہو سکتا۔ قال اللہ تعالیٰ اجلھن ان یضعن حملھن۔ اور اگر زنا کا حمل ہے تو زانی وغیر زانی جس سے چاہے بے وضع حمل نکاح کر سکتی ہے مگر فرق اتنا ہے کہ اگر خود زانی ہی سے نکاح کر لیا جس کا حمل ہے تو اس سے صحبت کرنی بھی جائز ہے۔ اور غیر سے نکاح ہوا تو جب تک وضع حمل نہ ہو وہ ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ درمختار میں ہے صح نکاح حبلی من زنا اور اسی میں ہے ولو نکحھا الزانی حل لہ وطئوھا اتفاقاً ملخصاً (درمختار، فتاویٰ رضویہ) لہٰذا صورت مسئولہ عنہا میں بندو کا نکاح صحیح ہوا اگر وہ حمل زنا کا تھا۔ اور صدیق کے نکاح پر بھی کوئی اثر نہ ہوا۔ اب وہ عورت بدستور اس کی بیوی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۶ ستمبر ۱۹۸۴ء

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اگر زنا کا حمل ہو تو نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

ایک عورت بدچلن زندگی گزارتی تھی اور اس کی بدچلنی کی وجہ سے اس کے بچے بھی پیدا ہوئے تھے جو کہ اس کے پاس ہیں۔ اب وہ عورت تائب ہو چکی ہے اور اب پچھلی زندگی بھلا کر شریفانہ زندگی گزارنے کا عہد کرتی ہے۔ اور اس عہد نامے کا اسٹامپ لکھا دیتی ہے۔ اور ایک شخص کے ساتھ نکاح کر لیتی ہے لیکن دوران نکاح اس کے پیٹ میں ناجائز حمل ہوتا ہے کہ جس کو سب لوگوں سے اور اپنے ہونے والے خاوند سے بھی چھپاتی ہے۔ آخر وہ ناجائز حمل کا بچہ پیدا ہوتا ہے اور سب لوگ کہتے ہیں کہ حمل کی حالت میں جو نکاح پڑھایا گیا ہو وہ نکاح نہیں ہوتا۔ برائے مہربانی جواب سے سرفراز فرمائیں کہ وہ نکاح ہوا یا نہیں؟ اور بچہ پیدا ہونے کے بعد وہ نکاح ٹوٹ گیا یا باقی ہے؟ چراغ دین، لطیف آباد نمبر D / 7

۷۸۶ الجواب: اگر حمل زنا کا ہے تو عورت اسی مرد سے جس کے زنا سے یہ حمل قرار پایا، خواہ کسی اور دوسرے مرد سے، جس سے چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ یہ نکاح جائز ونافذ وصحیح ہوگا کہ زنا کے پانی کی شرع میں حرمت وعزت نہیں مگر فرق اتنا ہے کہ اگر خود زانی سے ہی نکاح کر لیا جس کا حمل رہا تھا تو اس سے صحبت کرنی جائز ہو جائے گی اور غیر سے نکاح ہوا تو جب تک وضع حمل نہ ہو جائے ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ (درمختار وغیرہ) اور نادانستہ طور پر اگر ایسا ہو گیا تو توبہ فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ ربیع الاول ۱۴۰۰ھ

ساس کو معاذ اللہ، شہوت سے ہاتھ لگانے سے بھی بیوی حرام ہو جاتی ہے

سوال: جناب مولانا خلیل صاحب، السلام علیکم

اگر سگی ساس کے ساتھ دوائیں پلا کر مجبور کر کے ساس کی آبروریزی، کم عزتی کردے تو اس کا آرڈر مجھے برائے کرم آپ دے دیجیے؟ سائل: نسیم، کوڑی ناغڑ کالونی

۷۸۶ الجواب: بیوی کی ماں کے ساتھ، حلال خواہ حرام، کسی طرح صحبت کرنے بلکہ شہوت ہاتھ لگانے یا بوسہ لینے سے بیٹی ہمیشہ ہمیشہ کو حرام ہو جاتی ہے۔ درمختار میں ہے حرم ایضا بالصھریۃ اصل مزنیۃ۔ اراد بالزنا الوطی الحرام فاصل، ممسوسۃ بشھوۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ صفر ۱۳۹۸ھ

ساس سے معاذ اللہ زنا کیا تو بیوی حرام ہو گئی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین بیچ اس مسئلے کے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

زید نے اپنی خوشدامن سے زنا کیا۔ بایں ہم زید کی بیوی مریم، زید پر حرام ہوگئی اور نکاح سے باہر ہوگئی مریم کو زید سے نو بچے ہیں۔ زید اپنی بیوی سے رجوع کرنا چاہتا ہے۔ آیا زید مریم سے رجوع کر سکتا ہے تو کس صورت میں؟ یا زید پر مریم دائمی حرام ہوچکی یا کیا؟ جواب دیں۔ عظمت اللہ معرفت مصطفیٰ حسین، F/177 لطیف آباد یونٹ نمبر ۸، جامع مسجد روڈ حیدرآباد

الجواب: اس میں شک نہیں اپنی منکوحہ بیوی کی، ماں کے جسم کو بنظر شہوت کسی جگہ ہاتھ لگانے سے عورت ہمیشہ ہمیشہ کو شوہر پر حرام ہوجاتی ہے اور اس شوہر پر واجب ہوتا ہے کہ اسے چھوڑ دے لیکن اس قدر ضرور ہے کہ مس بحالت شہوت ہو اور اسی طرح یہ بھی ضرور ہے کہ مس (چھونا) برہنہ جسم پر ہو یا کسی ایسے باریک کپڑے پر سے کہ عورت کے جسم کی حرارت اس کے ہاتھ لگانے سے مانع نہ ہو۔ پھر زنا کا ثبوت محض بازاری افواہ یا قیاس کے گھوڑے دوڑانے سے نہیں ہوتا۔ اس کے لئے چار عادل گواہوں کی شہادت شرعیہ درکار ہے یا پھر خود زانی کا اقرار۔ ورنہ زنا ثابت نہ ہوگا۔ بغیر ثبوت شرعی کسی کی جانب زنا کی نسبت کر دینا خود اپنی جگہ سخت گناہ کبیرہ ہے۔ اس سے احتیاط لازم ہے۔ ہاں حرمت کے لئے شہوت سے عورت کو ہاتھ لگانا ہی کافی ہے جیسا کہ مذکور ہوا۔ (فتاوی رضویہ، ردالمحتار وغیرہ۔) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۸ھ

ساس کے ساتھ زنا کرنے والے پر بیوی اور ساس دونوں حرام ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین بیچ اس مسئلے میں کہ: زید کے ناجائز تعلقات ہندہ سے تھے۔ بعد میں ہندہ کی لڑکی جو اس کے شوہر سے ہے۔ اس سے زید نے نکاح کیا۔ بعد نکاح کے بھی چند مرتبہ اپنی خوشدامن یعنی ہندہ سے ناجائز تعلقات رہے بعد میں ختم ہوگئے بایں صورت زید کا نکاح ہندہ کی لڑکی سے قائم ہے یا کیا؟ از روئے شریعت جواب سے مطلع فرمائیے۔

عظمت اللہ معرفت مصطفیٰ حسین، F-777 لطیف آباد یونٹ نمبر ۸، جامع مسجد روڈ حیدرآباد

الجواب: حدیث شریف کا ارشاد گرامی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا من نظر الی فرج امرأة بشهوة حرمت عليه امها و بنتها جو کسی عورت کی شرمگاہ کو شہوت سے دیکھے اس پر اس عورت کی ماں اور بیٹی حرام ہوگئیں۔ دوسری حدیث میں ہے ملعون من نظر الی فرج امرأة و بنتها ملعون ہے جو کسی عورت اور اس کی بیٹی دونوں کی شرمگاہ دیکھے۔ (بحرالرائق) نیز مصنف میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے فی الذی یزنی بام امراء ته قال حرمتا عليه یعنی اپنی ساس سے زنا کرنے والے کی نسبت فرمایا کہ اس پر ساس اور عورت دونوں حرام ہوگئیں۔ لہٰذا ان دونوں پر فرض ہے کہ ایک دوسرے سے فوراً فوراً جدا ہوجائیں۔ اور شوہر عورت کو، عورت شوہر کو چھوڑ دے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ ۵ ذی قعدہ ۱۳۹۷ھ

زانی کا نکاح زانیہ کی لڑکی، سے جو کسی غیر کے نطفہ سے ہو جائز ہے یا نہیں؟ (غیر مقلد کارد)

سوال: قبلہ مفتی صاحب، السلام علیکم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گزارش عرض یہ ہے کہ: میں ایک حنفی ہوں۔ مجھ سے ایک بہت ہی بری غلطی سرزد ہوگئی ہے۔ جس کا تذکرہ میں نے آپ کے شاگرد چشتی صاحب سے بھی کیا تھا لیکن انھوں نے ابھی تک جواب نہیں دیا۔ میں سخت پریشان ہوں، چونکہ پانچ سال سے میرا رشتہ زانیہ کی لڑکی سے ہے جو کہ میرا نطفہ نہیں اس کے ساتھ طے ہے اور لڑکی والے تقاضہ کر رہے ہیں۔ میرے پاس حالانکہ مندرجہ ذیل فتویٰ بھی موجود ہے۔ لیکن ڈرتا ہوں چونکہ حنفی ہوں۔ گو کہ امام اعظم خود فرماتے ہیں کہ میرا قول اگر حدیث کے خلاف ہو تو اسکو چھوڑ دیا جائے اور حدیث کو مان لیا جائے۔ خدارا کرم فرمائیں اور میرے شکوک اور ڈر کو دور فرمائیں چونکہ آپ عالم دین ہیں۔ زانی کی نکاح زانیہ کی لڑکی سے جو کہ کسی غیر کا نطفہ ہو جائز ہے اور حلال ہے؟ قرآن و حدیث کے مطابق بھی ہے؟ مندرجہ ذیل فتویٰ پیش خدمت ہے

الجواب: صورت مسئولہ میں واضح ہو کہ شرعاً کسی امام کی تقلید کرنی جائز نہیں ہاں جس کی بات قرآن و حدیث کے مطابق ہو اس کی تابعداری کرنی درست ہے جیسا کہ فقہ حنفیہ میں بھی ہے کہ امام اعظم کا ارشاد ہے جب صحیح حدیث کے خلاف میرا قول ہو تو حدیث رسول اللہ ﷺ کو مانو میرے قول کو چھوڑ دو۔ لہٰذا اس مسئلہ میں بھی امام شافعی کا فتویٰ قرآن پاک و حدیث کے مطابق ہے اسی پر عمل کیا جائے اور فقہ حنفیہ کو قرآن و حدیث کے مقابلے میں چھوڑ دیا جائے۔ مفتی عبدالغفار سلفی، کراچی

نوٹ۔ کتاب نور الانور میں امام شافعی کا یہ قول کہ لا یثبت نسبة حرمة المصاهرة بالزنا اور دلیل میں یہ آیت کریمہ پڑھتے ہیں۔ وھو الذی خلق من الماء بشرا فجعله نسبا وصهرا۔ زیادہ وضاحت یہ کرتے ہیں کہ نسب اور مصاہرت نعمت ہے اور یہ دونوں نعمتیں نکاح سے ہی ثابت ہوتی ہیں یعنی نکاح نہیں ہے تو مصاہرت نہیں ہے اور جب نکاح نعمت ہے تو زنا باعث گرفت ہے۔ اب اگر جس طرح امام شافعی نے اپنے قول کو نص قرآنی سے محکم کیا اسی طرح باقی ائمہ ثلاثہ نے بھی اگر نص قرآنی سے محکم کیا یا احادیث صحیح سے ثبوت دیا تو ان اقوال کو بھی نقل کر کے جواب باصواب عنایت فرمائیں۔

فقط امیدوار عنایت چشتی صاحب معرفت پیار احمد کوئلہ والے،

کوارٹر 170 بلاک 9 سٹلائٹ ٹاؤن، میرپور خاص، ۱۳ نومبر ۱۹۶۷ء

۷۸۶ الجواب: قرآن کریم کا ارشاد ہے وربائبکم التی فی حجورکم الآیۃ تم پر حرام کی گئیں، تمہاری گود کی بیٹیاں جن سے تم نے صحبت کی۔ پھر اگر تم نے ان سے صحبت نہ کی ہو تو تم پر کچھ گناہ نہیں۔ اس آیۃ کریمہ میں زانیہ مدخولہ (وہ عورت جس سے وطی کی گئی ہو اس) کی بیٹی حرام فرمائی۔ اور جس طرح وصف التی فی حجورکم یعنی اس کی گود میں پلنا بالا جماع شرط حرمت نہیں مثلاً زید پچیس سال کی عمر والی عورت سے نکاح کرے اور اس کے پہلے شوہر سے اس کی ایک بیٹی چودہ سالہ ہو جسے گود میں پالنا درکنار، زید نے آج سے پہلے دیکھا بھی نہ ہو تو کیا زید کو حلال ہو سکتا ہے کہ اس کی لڑکی سے بھی نکاح کرے اور مادر و دختر دونوں کو تصرف میں لائے۔ لا الہ الا اللہ یہ ہرگز شریعت محمدی ﷺ نہیں۔ اسی طرح وصف نسائکم یعنی ان مدخولات کا زوجہ، ومنکوحہ ہونا بھی بالاتفاق شرط نہیں۔ کیا لیلیٰ وسلمیٰ، ماں بیٹی جس کی کنیز شرعی ہوں اسے حلال ہے کہ دونوں سے جماع کرے، مادر و دختر دونوں ایک پلنگ پر۔ باللہ۔ یہ شریعت محمدی سے کس درجہ بعید ہے۔ حالانکہ کنیزیں، ہرگز نسائکم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(تمہاری بیویاں) میں داخل، نہ ان کی بیٹیوں پر ربائبکم (گود پالی لڑکیاں) صادق۔ تو ثابت ہو کہ یہ حکم مزنیہ (وہ عورت جس سے زنا کیا گیا ہو) کو بھی شامل کہ وہ ایک عورت ہے۔ جس کے ساتھ اس نے صحبت کی۔ لاجرم بحکم آیت اس کی بیٹی زانی پر حرام ہوگئی کہ دخلتم بھن میں مولی عزوجل نے حلال وحرام کی کوئی قید نہ فرمائی۔

محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں بعض احادیث اپنے مذہب کی تائید میں ذکر فرمائی ہیں ازاں جملہ یہ کہ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے زمانہ جاہلیت میں ایک عورت سے زنا کیا تھا۔ کیا اس کی بیٹی سے نکاح کرلوں۔ فرمایا میری رائے نہیں اور نہ ایسا نکاح جائز ہے کہ تُو بیٹی کی اس چیز پر مطلع ہو جس چیز پر اس کی ماں کی، مطلع تھا۔ اس حدیث شریف میں ہے (جو کسی عورت کی شرمگاہ کو شہوت سے دیکھے اس پر اس عورت کی ماں اور بیٹی حرام ہو جائیں)۔ دوسری حدیث میں ہے (ملعون ہے وہ شخص جو کسی عورت اور اس کی بیٹی کی شرمگاہ دیکھے) بالجملہ جس عورت سے زنا کیا گیا یا اسے شہوت سے چھوا پیار کیا چمٹایا وغیرہ تو اس عورت کی سب اولاد ہمیشہ کے لئے زانی پر حرام ہوگئی۔ کسی طرح اس کے ساتھ نکاح نہیں ہوسکتا۔ رہی وہابیت وہ یقیناً مردود ہے۔ یہیں دیکھ لیجئے کہ مفتی سلفی نے کیسی کیسی شعبدہ بازیوں سے جواب دیا اور امام اعظم کے مذہب کو جھٹلایا۔ اور تقلید و تابعداری کے الفاظ میں جائز و ناجائز کہکر سائل کو گمراہ کر دیا کہ تقلید ناجائز اور تابعداری جائز۔ یہ ان کا مبلغ ہے۔ ہرگز ہرگز ان کی باتوں میں نہ آئیں خدا اور رسول سے ڈریں۔ دنیا کے مطاعن سے گھبرا کر آخرت کا وبال اور عذاب خداوندی مول نہ لیں۔ واللہ الموفق وھو اعلم بالصواب

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ ذی قعدہ ۱۳۹۷ھ

محض عورت کا بیان مصاہرت کے لئے کافی نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین اس مسئلہ میں کہ: برادری کے سامنے بیان، زوجہ محمد احمد نے دیئے، منکہ نصیر احمد کی بہو زوجہ محمد احمد کی ہوں میرے ساتھ میرے سسر نصیر احمد نے آج بتاریخ ۲۶ اگست دن بدھ کی رات کو میری بے عزتی کرنے کی خاطر نیند کی حالت میں شلوار میرے پاؤں تک اتاری جب میرے ننگے جسم کو ہوا لگی تو میری آنکھ کھل گئی۔ میرے سسر نصیر احمد برہنہ میری کھاٹ کے پاس کھڑے تھے جب میں نے شور مچایا تو جلدی سے تہبند باندھ لیا۔

اور لڑکے یعنی محمد احمد کا بیان ہے کہ ہم دونوں بہن بھائی ایک چارپائی پر سو رہے تھے اور میری بیوی بھی پاس دوسری چارپائی پر سو رہی تھی اس نے جب شور کیا تو میں اٹھ کر بیٹھ گیا اور میں نے دیکھا کہ میرے والد صاحب اپنی چارپائی پر بیٹھے ہیں اور میری بیوی میری چارپائی کے پاس کھڑی ہے اور اس کی شلوار کھلی ہوئی ہے لہذا ابرائے کرم ہمیں قرآن وسنت کی روشنی میں فرمائیں کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ ایک سائل

۷۸۶ **الجواب:** اگر یہ فعل ثابت ہو جائے تو عورت اپنے شوہر کے لئے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی ہے۔ مگر نکاح زائل نہیں ہوتا۔ نہ عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے جب تک شوہر یہ نہ کہے کہ مثلاً میں نے تجھے چھوڑا اور پھر عدت

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گزرے۔ اس کے بعد نکاح دوسرے سے کر سکے گی۔ درمختار میں ہے بحرمة المصاهرة لا يرتفع نكاح حتى لا يحل لها التزوج بآخر الا بعد المتاركة وانقضاء العدة لیکن محض عورت کا بیان حرمت مصاہرت کے لئے کوئی چیز نہیں جب تک شوہر اس کی تصدیق نہ کرے۔ درمختار میں ہے لان الحرمة ليست اليها، قالوا وبه يفتى في جميع الوجوه۔ اور اگر پدر شوہر بھی اقرار کرے جب بھی شوہر پر حجت نہیں لانه يريد ازالة ملك ثابت، بشهادة واحد لا سيما وهي على فعل نفسه، و شهادة الحرمة على فعل نفسه لا تقبل كما نصوا عليه۔ اگر شوہر کے قلب میں اس کا صدق واقع ہو تو اس پر واجب ہے کہ عورت کو اپنے اوپر حرام جانے اور متارکہ کر دے۔ بزازیہ پھر ہندیہ میں ہے فان وقع عنده صدقه وجب قبوله یا دو شاہد عدل کی گواہی سے یہ امر ثابت ہو اگرچہ اس قدر کہ اس کے باپ نے اسے شہوت سے چھوا یا شہوت سے بوسہ لیا۔ کہ حرمت کو اسی قدر بس ہے۔ تنویر میں ہے تقبل الشهادة الخ خلاصہ یہ ہے کہ صورت مسئولہ میں جب تک شوہر عورت کی تصدیق نہ کرے نکاح باقی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۳ صفر ۱۴۰۴ھ

زوجہ کا دودھ اگر غلطی سے حلق میں چلا گیا تو حرمت ثابت نہ ہوگی

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: شوہر کو اپنی بیوی کے پستان سے دودھ پینا جائز ہے یا نہیں ہے؟

بندو خان، ٹنڈو یوسف

۷۸۶ الجواب: شوہر نے اگر اپنی بیوی کا پستان منہ میں لے لیا اور اس سے دودھ نکل کر اس کے حلق سے اتر گیا تو اس سے حرمت ثابت نہ ہوگی اور پستان منہ میں لینا حرام نہیں ہے۔ درمختار میں فرمایا مص رجل ثدى زوجته لم تحرم۔

واللہ تعالیٰ اعلم　العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۳ ربیع الآخر ۱۳۸۹ھ

تنہا عورت کے بیان سے زنا کا ثبوت نہ ہوا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و شرع متین مندرجہ مسئلے کے بارے میں کہ: لڑکی کے والدین نے آج سے تین سال قبل مجھ تحریر کنندہ سے رشتہ طے کیا۔ جبکہ اس وقت، لڑکی بالغ تھی۔ اب لڑکی کی بڑی بہن نے اپنی زبانی یہ بتلایا ہے کہ میری چھوٹی بہن کہتی ہے کہ میری والدہ مرحومہ کے ساتھ میرے ہونے والے شوہر کے ناجائز تعلقات تھے۔ اس طرح سے یہ میرا ہونے والا شوہر میرے والد کا رتبہ حاصل کر چکا ہے میں اس رشتہ کرنے کو یعنی شوہر بنانے کے لئے تیار نہیں ہوں آیا مسئلہ کیا کہتا ہے کہ اگر مذکورہ لڑکی کو اس رشتے کے لئے تیار کیا جائے تو رشتہ جائز ہے یا نہیں؟

علی شاہ، لطیف آباد ۱۱، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: تنہا ایک عورت کا بیان اصلاً قابل سماعت نہیں نہ اس عورت کے کہنے سے کسی پر کوئی جرم بالخصوص زنا کا ثبوت ممکن۔ قال الله تعالىٰ واشهدوا ذوى عدل منكم۔ باہمہ احتیاط اس میں ہے کہ مسمات مذکورہ اس مرد کے نکاح میں نہ دی جائے کہ عورت کا قول غیر کے حق میں مقبول نہیں لیکن خود اس کے حق میں تو مقبول ہوگا۔ فقیر اس مسئلہ میں صرف اس

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قدر حکم دے سکتا ہے کہ اگر عورت کا بیان صحیح ہے کہ شخص مذکور کے، اس لڑکی کی ماں سے ناجائز تعلقات تھے اور پھر اس مرد کا نکاح اس لڑکی سے کیا گیا تو محض ناجائز و حرام ہوگا۔ لانه لا يصح النكاح مع بنت ممسوسة بحرمة المصاهرة۔ (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ ذی قعد ۱۳۸۸ھ

زوجہ کا دودھ اگر غلطی سے حلق میں اتر گیا تو حرمت ثابت نہ ہوگی

سوال: جناب مفتی صاحب، السلام علیکم

گزارش عرض یہ ہے کہ: اگر کوئی مرد اپنی بیوی کا دودھ پی لے تو کیا اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے؟ برائے مہربانی اس مسئلے پر روشنی ڈالئے۔ کئی دن ہوئے یہ مسئلہ چند دوستوں کے درمیان موضوع بحث بن گیا تھا جس پر میں نے مولانا اسحاق صاحب سے معلوم کیا تو انہوں نے مجھے آپ کی طرف بھیج دیا ہے۔ قاضی سردار محمود

۷۸۶ **الجواب:** مرد نے اپنی بیوی کی چھاتی چوسی تو نکاح میں کوئی فرق نہیں آیا اگر چہ دودھ منہ میں آ گیا بلکہ حلق سے اتر گیا (درمختار) واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ ربیع الآخر ۱۳۸۵ھ

شہوت سے ساس کو ہاتھ لگانے سے بیوی حرام ہو جاتی ہے یا نہیں؟

سوال: بخدمت جناب مفتی خلیل صاحب، السلام علیکم

جناب ایک واقع ایسا ہو گیا ہے کہ ہمیں فتویٰ کی ضرورت ہے۔ آپ برائے مہربانی کر کے شریعت کے مطابق فتویٰ دے دیں عین نوازش ہوگی۔ جو کچھ لکھوں گا سچ لکھوں گا۔ مسئلہ یہ ہے کہ

ایک رات کو اپنی عورت کے بھروسہ پر گھر میں گیا اور اس کی جگہ پر دونوں ماں بیٹی ایک چار پائی پر ملیں اور میں نے اپنی عورت کے بھروسہ پر اپنی ساس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچ لیا اس ٹائم ہاتھ پکڑا تو اس نے زبردستی چھڑا لیا اور میں شرمندہ ہو کر چلا گیا اور کیا کچھ نہیں آ کر دو چار آدمیوں سے کہہ دیا کہ میرے ساتھ ایسا واقعہ ہو گیا ہے تو اس جگہ ایک حافظ اور ایک قاری نے کہا کہ اب اس کی عورت اس پر حرام ہو گئی ہے اور ہمارے امام نے بھی نواب شاہ سے دریافت کیا ہے اس نے ایسا کہا ہے کہ حرام ہو گئی ہے۔ اب یہ فتویٰ ہمیں شریعت کے مطابق ملنا چاہئے۔ ایک سائل

۷۸۶ **الجواب:** اس میں شک نہیں کہ اپنی منکوحہ کی ماں کے جسم کو بنظر شہوت ہاتھ لگانے سے گو نکاح زائل نہیں ہوتا مگر عورت ہمیشہ ہمیشہ کو حرام ہو جاتی ہے اور اس شخص پر واجب ہوتا ہے کہ اسے چھوڑ دے لیکن اس قدر ضرور ہے کہ مس بحالت شہوت ہو یعنی ہاتھ لگانے کے وقت ہی انتشار آلہ موجود تھا تو اب زیادہ ہو جائے ورنہ اگر چھونے کے وقت شہوت نہ تھی بعد کو پیدا ہوئی تو اس سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ نیز چھونے میں حرمت جب ثابت ہوگی کہ انزال نہ ہو اور اگر انزال ہو گیا تو حرمت مصاہرت ثابت نہ ہوگی (بہار شریعت، فتاویٰ رضویہ بحوالہ درمختار) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ شعبان ۱۳۸۴ھ

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خوشخبری

مشہور و معروف محدث و مفسر حضرت امام حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ

کا عظیم شاہکار

تفسیر ابن کثیر 4 جلد

جس کا جدید اور مکمل اردو ترجمہ ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف نے اپنے نامور فضلاء

مولانا محمد اکرم الازہری، مولانا محمد سعید الازہری اور

مولانا محمد الطاف حسین الازہری سے اپنی نگرانی میں کروایا ہے۔

چھپ کر منظر عام پر آ چکی ہے۔ آج ہی طلب فرمائیں۔

ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، کراچی۔ پاکستان

فون:۔ 042-7221953- 7220479 فیکس:۔ 042-7238010

042-7247350-7225085

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اھل علم کیلئے عظیم علمی پیشکش

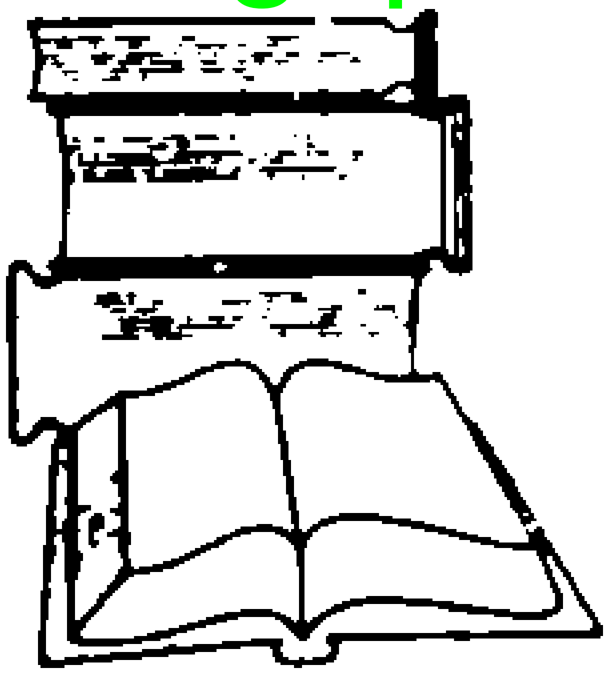

آیات احکام کی تفسیر و تشریح پر مشتمل عصر حاضر کے یگانہ روزگار اور معتبر عالم دین

حضرت علامہ سید سعادت علی قادری کے

قلم سے نکلا ہوا عظیم علمی شاہکار

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

۲ جلدیں

http://t.me/Tehqiqat

خصوصیات

- زندگی کے تمام شعبوں اور عصر حاضر کے جملہ مسائل کا حل
- متلاشیان علم کے لئے ایک بہترین علمی ذخیرہ
- مقررین و واعظین کیلئے بیش قیمت خزانہ
- ہر گھر کی ضرورت اور ہر فرد کیلئے یکساں مفید

آج ھی طلب فرمائیں

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور ۔ کراچی ○ پاکستان

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ضیاء القرآن پبلی کیشنز کے تفاسیری کارنامے

تفسیر ضیاء القرآن ۵ جلد
فہم قرآن کا بہترین ذریعہ
اہل دل کیلیے ایک نایاب تحفہ

ترجمۃ القرآن جمال القرآن
قرآن پاک کا انتہائی خوبصورت ترجمہ جس کے
ہر لفظ سے اعجاز قرآن کا حسن نظر آتا ہے

تفسیرات احمدیہ
ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر ابن کثیر ۴ جلد
علامہ ابو الفداء عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر سورۃ النساء
پروفیسر منیب الرحمٰن

تفسیر خزائن العرفان
صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر احکام القرآن
مولانا جلال الدین قادری

الحسنات ۷ جلد
ابو الحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر دُرِّ منثور
علامہ جلال الدین سیوطی

تفسیر مظہری ۱۰ جلد
عارف باللہ حضرت قاضی
ثناء اللہ پانی پتی

تفسیر نور العرفان
حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی

یاایھا الذین امنوا
مفتی سعادت علی قادری

تفسیر بینات القرآن

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

گنج بخش روڈ لاہور 7221953-7220479
فیکس 7238010
۹ الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور 7225085-7247350
۱۴ انفال سنٹر اردو بازار کراچی 2210212-2212011
2630411

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

احسن الفتاویٰ

المعروف

فتاویٰ خلیلیہ

جلد دوم

http://t.me/Tehqiqat

تصنیف

محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری مارہروی علیہ الرحمہ

ترتیب وتبییض

ابن خلیل محامد العلما مفتی احمد میاں برکاتی مدظلہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور - کراچی ○ پاکستان

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

خوشخبری

علماء اہلسنت کی کتب PDF میں
حاصل کرنے کیلئے
تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن
کریں

https://t.me/tehqiqat

گوگل سے ڈاؤن لوڈ کرنے لئے

https://
archive.org/details/
@zohaibhasanattari

طالب دعا زوہیب حسن عطاری

ntt

https://ataunnabi.blogspot.com/

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	احسن الفتاویٰ المعروف فتاویٰ خلیلیہ (3 جلد)
مصنف	محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری رحمۃ اللہ علیہ
ترتیب تبییض	ابن خلیل محامد العلماء مفتی احمد میاں برکاتی مدظلہ
ناشر	ضیاء القرآن پبلی کیشنز
تعداد	ایک ہزار
تاریخ اشاعت	ستمبر 2011ء
کمپیوٹر کوڈ	FQ 18
قیمت	-/1750 روپے کامل سیٹ

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔فون:37221953 فیکس:۔042-37238010

9۔الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔فون:37247350 فیکس:37225085

14۔انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون:021-32212011-32630411۔ فیکس:۔021-32210212

e-mail:- info@zia-ul-quran.com

Visit our website:- www.zia-ul-quran.com

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فہرست مضامین

انتساب 23

حمد رب جل جلالہ 24

نعت مصطفیٰ ﷺ 25

تاریخ وصال خلیل العلماء 26

عرض مرتب 27

پیغام تہنیت 28

کتاب النکاح و الطلاق

باب النکاح

نومسلم میاں بیوی کے ایک ساتھ مسلمان ہونے پر تجدید نکاح نہیں 29

قادیانیوں سے میل جول ونکاح 30

عیسائی اہل کتاب سے نکاح جائز مگر آج کل کرسچین ہیں، عیسائی نہیں 31

بدمذہبوں سے نکاح حرام ہے 32

شیعہ وسنی کا نکاح 32

عورت مسلمان ہوجائے، شوہر مسلمان نہ ہو تو علیحدگی کردی جائے 33

کافر مسلمان ہوجائے تو مسلمانوں پر اس کی حفاظت لازم 34

رافضی مرتد ہیں، ان سے نکاح نہیں ہوسکتا 34

کون سے بدمذہب سے نکاح، زنا ہوگا؟ 35

دوسری شادی کے لئے کوئی شرط نہیں 36

نابالغ لڑکی کے نکاح کا حکم 37

حلالہ میں شرط سے نکاح کرنا 37

نابالغ کا نکاح بغیر ولی کے نہیں ہوسکتا 38

نکاح حالت حیض میں بھی ہوجاتا ہے 38

نکاح کے لئے ایجاب وقبول شرط ہے 38

اپنی مرضی سے نکاح کفو میں کیا، تو نکاح صحیح ہے 39

زنا سے حاملہ لڑکی کا نکاح 39

نکاح کے لئے ایجاب وقبول شرط ہے 40

باپ دادا کا کیا ہوا نکاح، بلوغت کے بعد فسخ نہ ہوگا 40

بالغ کا نکاح اسکی مرضی کے خلاف نہیں کیا جائے گا 41

بالغہ کا نکاح اس کی مرضی کے خلاف کوئی نہیں کرسکتا 41

گواہوں کے سامنے ایجاب وقبول ہوگیا تو نکاح درست ہے 42

نابالغ کا نکاح باپ نے کیا تو وہ نافذ ہے 45

تین چیزیں مذاق میں بھی حقیقت مانی جاتی ہیں 45

رازداری سے نکاح کرلیا، تو نکاح صحیح ہے 46

پیر کو اپنی مرید سے نکاح جائز ہے 47

کورٹ میں نکاح کیا تو نافذ ہے، ہندو کے ساتھ کھانا پینا 47

باپ نہ ہو تو بھائی ولی ہے، اس کا کیا ہوا نکاح نافذ 48

بالغ مرد، خودمختار ہے 49

جان بوجھ کر دوسرا نکاح کرانے والے تجدید ایمان

http://t.me/tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وتجدید نکاح کریں 49
زنا سے حاملہ عورت کا نکاح درست ہے 51
پیر مرید کا تعلق کیا ہے، پیر سے مریدہ کا نکاح 51
نکاح پوشیدہ کیا، گواہ موجود تھے تو نکاح ہو گیا 52
نکاح ثانی اور مروجہ قانون 54
نابالغ کا نکاح والدین نے کیا تو فسخ کا اختیار نہیں 55
نابالغ کا نکاح 55
ٹیلی فون پر نکاح، اور طریقۂ نکاح 56
نکاح میں کسی مسئلے کی وجہ سے تاخیر کرنا 56
حلالہ کا ایک مسئلہ 57
باپ کا کیا ہوا نکاح فسخ کرنے کا اختیار نہیں 57
تقدیر کے مسئلہ پر بحث منع ہے 58
بالغہ اپنا نکاح خود کر سکتی ہے، ولی اس پر اعتراض نہ کرے 59
نکاح ثانی کے لئے بیوی کی اجازت 60
زنا سے حاملہ عورت کا نکاح 61
وعدۂ نکاح سے نکاح نہیں ہوتا 61
ایجاب وقبول جبراً ہوا، تو بھی نکاح ہو گیا 61
ایجاب وقبول سمجھا جائے تو نکاح ہو گیا 62
عورت بدچلن ہو جائے تو نکاح قائم ہے 63
ولیمہ کیا ہے؟ 64
نکاح پر نکاح نہیں ہو سکتا 65
برادری کا فیصلہ خلاف شریعت ہو تو قابل قبول نہیں 66
بالغہ کا نکاح اس کی مرضی کے بغیر باطل ہے 67
منگنی وعدۂ نکاح ہے، نکاح نہیں 68
نابالغ کے نکاح کا طریقہ اور رواج 68
باپ نے نابالغ کا نکاح کیا تو نافذ ہے 69
شربت پلانے سے نکاح نہیں ہوتا 70
زنا سے حاملہ کے نکاح میں شرکت کا حکم 70
محرمات کی تفصیل، گناہ چھپانا، اولاد کے حقوق 70
شادی کی رسوم 71
زنا سے حاملہ عورت کا نکاح 72
جبر واکراہ سے نکاح ثابت مگر کرانے والا گناہگار 73
صرف وعدہ سے نکاح نہیں ہوتا 74
جھوٹا قرار دینے کی کوئی وجہ نہ ہو تو بات مان لی جائے 74
نابالغ کے باپ کا کیا ہوا نکاح، فسخ نہ ہوگا 75
بالغہ کا نکاح مرضی کے بغیر کوئی نہیں کر سکتا 75
طلاق لئے بغیر، دوسرا نکاح جائز نہیں 76
برادری کو نکاح ثانی میں زبردستی کرنے کا اختیار نہیں 77
بالغ خود ایجاب وقبول کرے، مغرب میں عشاء کی نماز 78
حاملہ سے کب تک صحبت جائز، چار شادی کی اجازت کیوں؟ 78
زنا کے حمل کا حکم 79
اگر غیر مسلم میاں بیوی ایک ساتھ مسلمان ہو جائیں تو سابقہ نکاح کافی ہے 80
نابالغ کا نکاح، قاضی کا بغیر لڑکی دیکھے نکاح پڑھانا 80
بالغ ہونے پر فسخ کے اختیار کا استعمال 81
ٹیلی فون پر نکاح 82
نکاح فارم پر دستخط کر دینا، اجازت ہے 82

http://t.me/Tehqiqat
Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مرد اور اسکے بیٹے سے، عورت اور اس کی بیٹی کا نکاح	83
منگنی کے بعد صحبت کرلی تو کیا سزا ہے	84
صرف کورٹ سے طلاق ہو تو کیا حکم	84
نابالغ پر ولی کو ولایت اجبار حاصل ہے	85
نابالغ جب ایجاب وقبول کرنے کے قابل نہ ہو	85
حقیقی، بیوہ چچی، سے نکاح جائز ہے	86
باپ کا غلط نام لیا تو نکاح کا حکم؟	86
ایجاب وقبول گواہوں نے سن لیا تو نکاح صحیح	87
گناہ سے توبہ کرنے والا، ایسا جیسے کہ گناہ نہ کیا	87
باب المہر	
مہر، جہیز، عدت	89
مہر کا مطلب اور اس کے احکام	89
شرعی مہر اور حق پرورش	90
مہر بعد میں بڑھا دیا تو کتنا دینا لازم آئے گا	91
شرعی مہر کی مقدار	92
مہر میں آج کی رقم لی جائے	92
بیوی کے انتقال کے بعد مہر، ورثا لیں گے	92
مہر عورت کا حق ہے، معاف کرنے سے معاف ہو جائے گا	93
رخصتی سے قبل طلاق ہو تو آدھا مہر لازم ہوگا	94
بیویوں کا انتقال ہو گیا تو ورثا مہر لیں گے	94
رخصتی سے قبل طلاق ہوئی تو نصف مہر لازم ہے	95
عورت مہر کا مطالبہ کرسکتی ہے یا نہیں؟	95
حق زوجیت عمل میں آیا تو مہر مؤکد ہو گیا	96
بغیر گواہوں کے مہر معاف کیا تو معاف ہوا یا نہیں؟	97
مہر کی کم از کم مقدار	97
اگر بعد میں مہر بڑھا دیا تو تجدید نکاح کی ضرورت نہیں	98
قرآن کریم ہاتھ سے چھوٹ جائے تو کفارہ، نذر کس طرح پوری کرے، مہر کب ادا کرے؟	98
مہر اور نفقہ کے مسائل	99
مہر شرعی کتنا ہوتا ہے	100
مہر کی زیادتی کے دعویٰ میں گواہ چاہئیں	101
مہر دینے کے بعد، واپس لینے کا حق نہیں ہے	101
مہر معجّل کا حکم	102
مہر معاف کرنے کے بعد بھی، مانگ سکتی ہے	102
عورت ناحق گھر چھوڑ دے تو نفقہ نہیں، مہر ہے	103
نکاح میں اگر مہر کا ذکر نہ ہو	104
ناشزہ عورت نفقہ کی حقدار نہیں	104
مہر دیکر واپس لینا ظلم ہے	105
مہر کی اقسام	105
زمانہ رسالت ﷺ میں مہر کی مقدار	106
باب الجہیز	
شوہر کی جانب سے جو سامان دیا گیا وہ رواج کے تابع ہے	107
جہیز کا مالک کون ہے؟	107
جہیز ونفقہ کے چند مسائل	108
بیوی کی عدت	109
جہیز سب عورت کا ہے	110
جہیز کے مالک لڑکی والے یا سسرال والے	110
جو عورت کے قبضہ میں دیا، وہ اس کا ہے	110

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تحائف کی کونسی چیز دولہن کی ہے؟ 111

لڑکے والوں کا چڑھاوا، رواج کے تابع ہے 111

حق پرورش، جہیز اور بری کے زیور 112

جہیز، بہو کو دیا جانے والا مال 113

جہیز، بری کی ملکیت، تقسیم ترکہ کا طریقہ 114

جہیز عورت کی ملکیت ہے 116

باب حقوق زوجین

حیض ونفاس میں مباشرت فاحشہ 117

دنیا میں چند شوہر ہوں تو جنت میں کون ساتھ ہوگا 117

حقوق شوہر 118

پیر و مریدہ کا پردہ، مریدہ کا پیر کے ہاتھ پیر دبانا 118

عورت بلا اجازت گھر سے چلی گئی تو نکاح قائم ہے 120

عمل لواطت سے (معاذ اللہ) طلاق نہیں ہوتی 121

شوہر اگر نامرد ہو تو اس سے طلاق لینا جائز ہے 121

ولیمہ کا مسنون طریقہ 122

باب النفقه

شوہر پر کتنا خرچ واجب ہے 123

بیوی پورے حقوق ادا کرے تو نفقہ کی حقدار ہے 125

نافرمان بیوی نفقہ کی حقدار نہیں ہے 126

حق پرورش عورت کو ہے 126

ساتویں ماہ کا بچہ جائز ہے، نفقہ اور بچہ کا خرچ 127

ساتویں ماہ ولادت ہو تو نسب درست ہے 129

دو سال کے اندر صحبت نہ ہو اور بچہ پیدا ہو تو نسب ثابت 130

نان نفقہ، حق پرورش 130

باب النسب

نکاح نامہ میں اصل ولدیت لکھی جائے 134

شادی کے بغیر اولاد، صرف ماں کی ہے 134

اصل باپ کے علاوہ دوسرے کو باپ کہلانا گناہ ہے 135

برہمن عورت سے مسلمان کی اولاد، مسلمان کہلائے گی 135

کسی کا بچہ پالا، تو بھی ولدیت اصل باپ کی لکھی جائے 136

نسب باپ سے چلتا ہے 136

غیر سید کا خود سید کہلوانا 136

باب الحضانة

پرورش میں والدین کی ذمہ داری 138

ناک سے دودھ ٹپکانا رضاعت ثابت کر دے گا 138

صلۂ رحمی مستحسن امر ہے 138

حق پرورش کی تفصیل 139

حق پرورش سب سے پہلے ماں کو ہے 140

حق پرورش پہلے ماں کو ہے 141

پرورش کا حق مردوں اور عورتوں میں کس کو زیادہ ہے 142

مردوں میں پرورش کے حق والے کی تفصیل 142

لے پالک بیٹے سے پردہ لازم ہے 143

ماں اگر بچہ کے غیر محرم سے نکاح کر لے تو حق پرورش جاتا رہا 144

پرورش کا حق کس عمر تک ہے؟ 145

ماں اگر فاسق ہو تو پرورش کا حق ساقط ہے 145

لڑکی کے لئے حق پرورش نو سال کی عمر ہے 146

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لڑکی کے لئے حد شہوت نو سال ہے 147

پرورش کا وقت پورا ہو جائے تو باپ دادا نگہداشت کریں 147

باب فسخ النکاح

فسخ نکاح خلع 148

فسخ نکاح کا اختیار کب ہوتا ہے 148

باب الطلاق

نکاح ہوتے ہوئے دوسرا نکاح کرنا 150

شوہر طلاق دیکر منکر ہو جائے اور گواہ نہ ہوں تو حکم 150

شوہر طلاق سے مکر گیا 151

رقم کے عوض خلع کیا تو خلع درست ہے 152

طلاق کے گواہ ہیں تو طلاق ہو گئی 152

صحبت سے پہلے، پہلی طلاق سے عورت بائنہ ہو گئی 153

عدت میں پیغام نکاح دینا حرام ہے 154

عورت کا دعویٰ کہ اسے دو ماہ میں تین حیض آئے ہیں 154

عورت شوہر کے گھر نہ جائے تو طلاق نہیں ہوتی 155

عورت بلا اجازت گھر سے چلی جائے تو طلاق نہ ہو گی 156

جب تک شوہر طلاق نہ دے، طلاق نہیں ہوتی 156

خلع کی رقم 157

شوہر کے سوا دوسرے کا طلاق دینا 157

بغیر طلاق لئے، دوسرے سے نکاح 158

تین طلاق کے بعد حکم 158

شوہر کے علاوہ کسی دوسرے کا نکاح فسخ کرنا 159

مطلقہ کا عدت گزارے بغیر دوسرا نکاح حرام 159

شوہر کے باپ کا اپنی طرف سے نکاح توڑ دینا 160

ایک طلاق کا حکم اور رجوع کے الفاظ 160

تحریر سے طلاق 160

کسی کا بھی خلاف شرع فیصلہ نافذ نہ ہو گا 161

غیر شوہر کی جانب سے نکاح منسوخ کرنا 162

عورت کا دعویٰ کہ شوہر نامرد ہے 162

جب تک شوہر طلاق نہ دے عورت نکاح میں ہے 163

نکاح کی گرہ شوہر کے ہاتھ میں ہے 164

حلالہ کے بعد بغیر نکاح، پہلے شوہر کے پاس رہنا حرام 165

''میرے نکاح سے خارج ہو گئی'' کا حکم 165

طلاق رجعی 166

منکوحہ کا دوسرا نکاح کرنا 166

رخصتی سے پہلے طلاق 167

فسق و فجور سے نکاح نہیں جاتا 167

مطلقہ عدت کے بعد جہاں چاہے نکاح کرے 168

تین طلاق کے بعد عدت اور نکاح 168

ساس کا اپنے داماد سے ظہار کے الفاظ کہنا 169

مفتی سکھر کے فتویٰ کی تصدیق، طلاق 170

مفتی کراچی کے فتویٰ کی تصدیق، تنسیخ نکاح 171

عورت شوہر سے دور رہے تب بھی نکاح قائم 172

طلاق کب دی جائے 173

حق پرورش 173

مطلقہ کو بغیر حلالہ کے رکھا تو حرام کاری ہے 174

تین طلاق کے بعد حلالہ کے سوا کوئی راستہ نہیں 174

طلاق دے دوں گا سے طلاق نہیں ہوتی 174

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عورت کو ہر حال میں طلاق ہو جاتی ہے	175
اقرار طلاق سے طلاق ہو جاتی ہے	175
طلاق کے لفظ بغیر نیت کے کام کر جاتے ہیں	176
"طلاق دے دوں گا" کہا تو طلاق نہیں ہوئی	177
رخصتی سے قبل طلاق	177
تحریر سے طلاق کا حکم/حق پرورش کس کو ہے	177
غصہ میں طلاق	178
پاگل کیسے طلاق دے سکتا ہے	178
تحریر سے طلاق	179
کسی کے ورغلانے پر طلاق دینا	179
اقرارِ طلاق کے بعد گواہ ضروری نہیں	180
دو طلاقوں کا حکم	180
"اگر نہیں آئی تو دو دن میں ہو جائے گی"، کا حکم	180
طلاق ثلاثہ کا حکم	181
بغیر نکاح طلاق کے بعد، دوبارہ رکھ لینا	182
تین طلاق کا حکم	183
دماغی توازن درست نہ ہونے پر طلاق لینا	183
تین طلاق کے بعد حلالہ لازم ہے	184
حلالہ کے مسئلہ سے ناواقف ہونا عذر نہیں ہے	184
خلوت صحیحہ نہیں ہوئی تو عدت نہیں	185
طلاق رجعی کی صورت	185
مہر، طلاق، پرورش	186
جبری طلاق کا حکم	187
شرائط کی خلاف ورزی پر طلاق	188
طلاق واپس نہیں ہوتی	188
تحریری طلاق	190
تحریری طلاق کا حکم	190
پاگل پن کیسا ہوتا ہے؟	191
غصے اور پاگل پن میں طلاق	192
غصے اور پاگل پن میں طلاق کا حکم	193
طلاق کا حکم کب دیا جائے	195
طلاق در جنوں بار دینے کا حکم	196
"جا میں نے تجھے چھوڑا" طلاق کے صریح الفاظ ہیں	197
شوہر والی عورتوں کے نکاح میں شرکت	198
غصہ میں طلاق	198
تین سے زیادہ طلاقیں دینا	199
کنایہ طلاق کا حکم	199
حاملہ کو تین طلاق دیں تو کیا حکم ہے	200
خلوت صحیحہ کے بغیر طلاق میں، عدت نہیں	200
مدرسہ مفتاح العلوم کے فتویٰ کی غلطی اور اس کا رد	201
عورت کے نفقہ اور جہیز کا بیان	203
نکاح کے بعد خلوت اور تین طلاق کا مسئلہ	203
زبانی اور تحریری طلاق	204
بغیر اجازت گھر سے نکلنے پر طلاق کی تعلیق، کا حکم	204
"میں طلاق دے چکا" بھی طلاق ہے	205
طلاق ثلاثہ	205
شادی شدہ عورت کا نکاح	206
اعتراف طلاق سے طلاق ہو جاتی ہے	207
طلاق بائن کی صورت	208
ظہار کے الفاظ کو عورت نے طلاق جان کر طلاق کا	

http://t.me/tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اعلان کردیا، شوہر نے منع نہ کیا تو بائن ہوگئی	208	ارادۂ طلاق، طلاق نہیں	223
زنا سے حاملہ سے نکاح درست ہے	209	تحریری تین طلاقیں	223
مطلقہ کے ساتھ رہنا حرام ہے	210	بازار میں طلاق دی	223
طلاق بائن کے الفاظ	211	تحریری طلاق	224
مضمون طلاق پر دستخط کرنا	212	ایک طلاق رجعی کا حکم	224
حاملہ کو بھی طلاق ہوجاتی ہے	212	دعوی میں کہا کہ فلاں نے طلاق دی، تو گواہ	
طلاق کے بعد انکار معتبر نہیں ہے	212	ضروری ہیں	224
غیر مدخولہ پر عدت نہیں ہے	213	تعداد طلاق میں شک ہے، تو کیا حکم ہے	225
غصہ میں تین طلاقیں دیں	213	حاملہ کو بھی طلاق ہوجاتی ہے	226
سالی کے ساتھ زنا سے منکوحہ حرام نہیں	214	دو افراد نے ایک دوسرے کی بہنوں کو طلاق بائن	
زانیہ کا نکاح جائز ہے	214	دے دی، عدت گزر گئی تو نکاح دوبارہ ہوسکتا ہے	226
بار بار طلاق دی، گنتی تین تک ہوگی	215	حاملہ کو طلاق ہوجاتی ہے	227
مطلقہ کا نان نفقہ	215	''تو مجھ پر حرام ہے'' سے طلاق بائن ہے	228
مطلقہ ثلاثہ	215	طلاق نامہ کے بعد عدت گزر جائے تو عورت عقد	
مطلقہ عدت کے بعد دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے	216	ثانی کرسکتی ہے	228
غیر مدخولہ پر عدت نہیں	216	زبانی طلاق مؤثر ہے، غیر مدخولہ کی عدت نہیں	229
سسرال والوں کے اصرار پر تین طلاقیں	217	خلع کی تکمیل شوہر کے قبول کرنے پر ہے	229
زبانی اور تحریری طلاق میں کوئی فرق ہے؟	218	طلاق نامہ نہ بھیجا تو بھی اقرار سے طلاق ہوگئی	230
بیوی کی نافرمانی پر تین طلاق	218	طلاق رجعی اور بائن کے بعد نکاح کافی ہے	230
طلاق بغیر گواہ کے ہوجاتی ہے	219	بیوی کے مطالبے پر ایک ساتھ تین طلاق، تین ہی	
زبانی اور تحریری طلاق	220	ہیں	231
غصہ میں طلاق	220	عورت عدت کیسے گزارے؟	232
تین مرتبہ لفظ طلاق ادا کیا تو طلاق ہوگئی	220	نفقہ نہ مانگا تو عدت کے بعد نفقہ ساقط ہے	232
تحریری و زبانی طلاق	221	لوگ کہیں کہ طلاق ساس کو دی، ایک کہے بیوی کو	
گھر سے نکال دیا تو طلاق نہ ہوئی	222	دی، کیا حکم؟	233

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طلاق طلاق کہا، نام نہ لیا تو کیا حکم؟	234	سالی کے ساتھ زنا سے نکاح نہ گیا، شبہ سے جماع ہوا تو عدت تک منکوحہ حرام ہے	248
طلاق وقت تحریر سے شمار ہوگی	234	طلاق شوہر مانتا ہے، پنچ نہ مانیں تو ان کا اعتبار نہیں	249
رجوع کب تک ہوسکتا ہے	235	شوہر طلاق کا انکار کرے اور باپ دعویٰ کرے	250
سنی عورت اپنے فقہ پر عمل کی پابند ہے	235	شوہر پر شرط لگانا کہ والدین کے ساتھ نہ رہے	250
تین طلاق کے بعد، بغیر حلالہ روکنا، گناہ کبیرہ اور زنا	236	متعدد طلاقیں دیکر شوہر منکر ہوگیا اور عورت کو ساتھ رکھا	251
منکوحہ غیر کا دوسرے کے ساتھ رہنا	236		
مجمع میں دی گئی طلاق سے انکار کی حیثیت	237		
وعدۂ طلاق، طلاق نہیں	237	قسم کے ساتھ طلاق بائن دینا	252
طلاق صریح، رجعی، یا بائن کا حکم	238	حاملہ کی عدت بچے کی ولادت پر ختم	252
طلاق میں نسبت یا اضافت ضروری ہے	238	شوہر معذور ہو تو عورت کو دوسرے نکاح کا اختیار نہیں	252
رجعت کا صحیح طریقہ	239	طلاق کا حق شوہر کو ہے۔	254
طلاق نامہ دوسرے سے لکھوایا	239	طلاق میں عورت کا قبول کرنا شرط نہیں ہے	255
بغیر حلالہ ساتھ رکھنا، یا ساتھ رہنے دینا؟	240	عورت کے زنا سے نکاح نہیں ٹوٹتا	256
زبردستی طلاق کا حکم	241	شادی شدہ عورت سے زبردستی نکاح	257
طلاق لکھ کر پھاڑ دی	242	حیض میں بھی طلاق ہوجاتی ہے	257
عورت کی بدچلنی سے نکاح نہیں جاتا	242	تحریری طلاق میں شوہر کا اقرار ضروری ہے	258
صاحب حق اپنا حق معاف کرے تو جائز ہے	243	بغیر اجازت بیوی گھر سے چلی گئی تو نفقہ نہیں ملے گا	258
مطلقہ کی عدت فوری شرع	244	مجسٹریٹ کی دی ہوئی طلاق	259
طلاق بائن کی ایک صورت	244	عدت طلاق	259
میاں بیوی میں تفرقہ ڈالنے والا	245	عدت وفات	260
دو طلاق رجعی	246	حلالہ کے معنی	260
ارادۂ طلاق، طلاق نہیں	246	حاملہ کو بھی طلاق ہوجاتی ہے	260
اسٹامپ پر ایک طلاق لکھ کر دستخط کردے	247	شوہر کے ساتھ گزارا نہ ہو تو	261
باپ، نابالغ کی طرف سے طلاق نہیں دے سکتا	247	غیر مدخولہ کو ایک ساتھ تین طلاق دیں تو حلالہ لازم	261
غصہ کی حالت میں بھی طلاق ہوجاتی ہے	248	شوہر کی جانب سے بیوی کو طلاق کا اختیار	262

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تین طلاق، حق پرورش	262
تین طلاق (طلاق دی دی دی کہا)	263
دل میں طلاق، زبان سے کتنی آواز معتبر ہے	263
"طلاق دے دوں گا" طلاق نہیں ہے	264
حاملہ کو طلاق، مہر معاف کرنا، جہیز کس کا ہے؟	264
ایک طلاق دیکر، عورت کو ماں، بہن کہنا	265
طلاق کی نیت کے بغیر طلاق کا حکم	265
طلاق مسنون کا طریقہ	266
طلاق کے بعد انکار کا حکم	266
بیماری میں عقل زائل ہوگئی پھر طلاق دی	267
طلاق ثابت نہ کر سکے اور عورت سچی ہو تو کیا حکم	268
طلاق پر صرف عورت کا دعویٰ معتبر نہیں	268
نکاح سے انکار کا حکم	269
وقفہ سے تین طلاق، کفارہ طلاق کچھ نہیں	270
ایک ساتھ پچاس طلاق دینے کا حکم	270
مضمون پڑھے بغیر طلاق نامہ پر دستخط کا حکم	271
دو طلاق کا مسئلہ	271
بیوی نے بغیر طلاق لئے نکاح ثانی کر لیا، تو پہلا نکاح؟	272
طلاق رجعی	272
غیر عالم کو فیصلہ کا حق دینا، جرمانہ کرنا	273
طلاق کی اضافت نہ ہو تو طلاق کا حکم	274
اکراہ شرعی کے معنی	275
ایک طلاق	275
اکراہ شرعی کی حیثیت	276
غیر مدخولہ آدھا مہر پائے گی	276
گھبراہٹ یا دماغ کی گرمی، جنون نہیں ہے	277
حاملہ کی طلاق، عدت حاملہ، جہیز کی ملکیت	278
جھوٹے اقرار سے بھی طلاق ہو جاتی ہے	279
شوہر کی طرف کے زیورات کا مالک کون ہے؟	279
نکاح ختم کرنے کا صرف شوہر کا اختیار ہے	280
مطلقہ دوسرا نکاح کب کر سکتی ہے	281
طلاق غصہ میں ہوتی ہے	282
شوہر طلاق کی تحریر کا اقرار کرے تو طلاق واقع ہے	283
"طلاق دے رہا ہوں"، "طلاق دیتا ہوں" کے معنی میں ہے	284
ایک طلاق کا حکم	285
تحریری طلاق	285
تحریری طلاق کب مؤثر ہوتی ہے	286
طلاق بائن کے بعد تجدید نکاح کا حکم	286
وقوع طلاق میں عورت کی طرف سے کوئی شرط نہیں	286
نشہ میں طلاق، عورت کو طلاق کا یقین، شوہر منکر	287
حاملہ کو طلاق ہو جاتی ہے	287
غیر مدخولہ مطلقہ فوراً دوسری شادی کر سکتی ہے	288
طلاق نامہ پر دستخط کر دئے، طلاق ہو گئی	289
مضمون طلاق پر واقف ہو کر دستخط کئے۔ طلاق ہو گئی	289
حلالہ کے بعد، شوہر اوّل سے نکاح جائز	289
طلاق دیتا ہوں، صریح طلاق ہے	290
نفقہ کا اسٹامپ سمجھ کر دستخط کر دئے تو کیا حکم	290
مہر معاف کرنے کا مسئلہ	291
خلع کی تعریف، عدت میں نکاح حرام	291

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جہیز۔مہر۔نفقہ۔پرورش	292
صریح الفاظ طلاق میں نیت کا اعتبار نہیں ہے	293
طلاق کے لئے عورت کا سامنے ہونا ضروری نہیں	294
نکاح ثانی کب درست ہے	294
طلاق رجعی	295
''تجھے طلاق دے دوں گا'' سے طلاق نہیں ہوتی	295
کسی کے اصرار پر طلاق، اکراہ شرعی نہیں ہے	296
لکھی ہوئی طلاق پر دستخط کرنا	296
رجوع کا طریقہ	297
کیا صرف آواز پر گواہی معتبر ہے	297
طلاق کے متنازعہ الفاظ پر حکم	298
طلاق حالت حیض میں گناہ، مگر ہو جاتی ہے	299
طلاق رجعی	300
طلاق کا شرعی طریقہ	300
طلاق رجعی، گھر میں تصویر کا حکم	300
مضمون طلاق پر دستخط	301
طلاق کے بارے میں تحقیق ضروری ہے	301
نابالغ لڑکے اور نابالغہ کے نکاح کا حکم	302
عدت میں نکاح حرام	302
طلاق میں افواہ معتبر نہیں	303
عدت میں پیام نکاح دینا حرام ہے	304
طلاق رجعی میں عدت کے اندر رجوع کا حق ہے	304
عورت سے اچھا برتاؤ کرے	304
طلاق رجعی میں رجوع	305
تین طلاقوں کی گنتی کتنے ہی سالوں میں پوری ہو عورت حرام ہو جائے گی	306
گواہوں سے نکاح ثابت ہو تو مرد و عورت کا انکار معتبر نہیں	306
پاگل کی طلاق واقع نہ ہوگی	307
نشہ میں طلاق واقع ہو جاتی ہے	307
شوہر، عورت سے خوش خلقی سے پیش آئے	308
مہر عورت کا حق ہے، دوسرا معاف نہیں کر سکتا	309
ایک طلاق بھی پڑ جاتی ہے	309
غیر مدخولہ کی عدت نہیں ہے	310
غصے میں طلاق ہو جاتی ہے	310
زور اور دھونس سے طلاق نامہ پر دستخط کا حکم	311
جبر و اکراہ میں زبان سے طلاق ہو جاتی ہے	312
حالات سے معلوم ہو کہ طلاق بیوی کو دی ہے، تو طلاق ہے	313
وقوع طلاق کے لئے عورت کو علم ہونا ضروری نہیں	313
مضمون طلاق پر دستخط سے طلاق واقع ہوگی	314
اغصہ کی حد جنون تک ہو تو طلاق کا حکم	314
کئی بار طلاق دی تو کیا حکم ہے؟	315
طلاق وقت تحریر سے پڑتی ہے	315
حلالہ شرعیہ کا بیان	316
جواب میں ایسا لفظ کہا جو طلاق کے معنی میں ہے؟	316
رجعی طلاق میں عدت کے اندر رجوع کرلے	317
غیر عورت کو طلاق دینا لغو ہے	317
طلاق دے دوں گا اور طلاق دیدی، حکم الگ الگ ہے	318

http://t.me/tahqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مہر عورت کا حق ہے، معاف کر کے طلاق لے سکتی ہے 318
بغیر وجہ شرعی خلع لینا کیسا ہے؟ 319
طلاق کی گواہی عورت دے تو کب معتبر ہے؟ 319
مطلقہ مغلظہ کو رکھنا حرام کاری 321
''تو گھر میں رہنے کے قابل نہیں'' سے طلاق نہیں ہوتی 322
جبر واکراہ کے ساتھ زبان سے طلاق ہو جائے گی 322
غصہ میں طلاق 323
چاروں ائمہ کے نزدیک ایک ساتھ تین طلاق، تین ہی ہیں 324
گھبراہٹ اور جھنجھلاہٹ، جنون نہیں، طلاق ہو جائے گی 325
عورت طلاق قبول نہ کرے، تب بھی طلاق ہو جائے گی 326
طلاق نامہ پر دستخط 327
بیوی شوہر کی اجازت کے بغیر چلی جائے تو طلاق نہیں 328
عورت طلاق نہ مانے تو بھی طلاق ہے 329
وقفہ سے طلاق تین سے زیادہ دیں تب بھی تین ہیں 329
طلاق تین ہو جائیں تو حلالہ شرط ہے 333
گواہوں کی موجودگی میں شوہر کا انکار نا قابلِ قبول 334
حلالہ لازم ہو جائے، تو بغیر حلالہ کے صلح کی کوشش حرام 335
شوہر طلاق کا اقرار کرے تو گواہ کی ضرورت نہیں 336
عورت طلاق کی مدعیہ ہے اور شوہر منکر 336
طلاق نامہ پر شوہر کا انگوٹھا بھی ہے اور معززین بھی گواہ ہیں، تو انکار کام نہ آئے گا 337
ایک طلاق کے اقرار پر، طلاق کا حکم 337
نشہ کی طلاق واقع ہے 338
شوہر تحریر کا منکر ہے تو اس پر حکم شرعی نہیں 339
تین طلاق کے بعد، حلالہ ضروری ہے 339
شدت غضب میں عقل جائے تو طلاق نہ ہوگی 340
مدعیہ شرعی گواہ نہ لا سکے تو شوہر پر قسم ہے 340
کنایہ کے الفاظ میں شوہر سے قسم لی جائے 342
جنون شوہر کے باعث تفریق نہ کرائی جائے گی 342
جنون کی صورت میں تفریق کا طریقہ 343
طلاق غصہ ہی میں دی جاتی ہے 343
رجعی طلاق میں حلالہ ضروری نہیں 344
تین طلاق ایک بار، چاروں ائمہ کے نزدیک تین طلاق ہیں 344
گواہ نے طلاق نامہ پھاڑ دیا، تب بھی طلاق ہوگی 345
مضمون سے واقف ہوئے بغیر دستخط کئے طلاق نہ ہوگی 345
غصہ، دماغی گرمی، یا گھبراہٹ سے طلاق نہ رکے گی 346
طلاق کے تمام طریقے پورے کئے، انگوٹھا بھی لگایا، طلاق ہے 346
تیسری طلاق سے پہلے منہ بند کرلیا، تو کتنی طلاق ہیں 347
غصہ میں تین طلاقیں لکھدیں، تو بغیر حلالہ حرام ہے 348
عورت کی بدکلامی پر تین طلاق 348

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عورت طلاق کی مدعی ہے اور گواہ اہل خانہ 349
طلاق نامہ کے بارے میں شوہر کا حلف معتبر ہے 350
عورت بُری ہو تو بھی مہر ساقط نہ ہوگا 350
بغیر اضافت طلاق میں شوہر کا حلف معتبر ہے 351
طلاق ہونے میں عورت کی طرف سے کوئی شرط نہیں 353
عقائد خراب ہوں تو نکاح ہی نہ ہوا 354
طلاق نامہ جان کر دستخط کئے، تو انکار معتبر نہیں 355
طلاق میں نسبت اور اضافت ضروری ہے 357
اقرار طلاق سے طلاق واقع ہوگئی 357
شوہر انکار کرے تو گواہان سے طلاق کا ثبوت ضروری 358
طلاق کے لئے شوہر کا بالغ ہونا شرط ہے 359
غلط بات کہہ کر فتویٰ لینا بے سود ہے 359
مطلقہ، شوہر کی وارث نہیں ہوسکتی 360
رجوع کا طریقہ 360
اقرار طلاق 361
طلاق کا اختیار شوہر کو ہے، دوسرے کو نہیں 362
''اپنے کو لاتعلق سمجھنا'' سے طلاق نہ ہوگی 362
اقرار طلاق، کا حکم 363
عورت کتنے ہی عرصہ شوہر سے دور رہے، عدت لازم 363
حیض سے حیض تک کتنے دن کے فاصلے ہیں 364
وعدۂ طلاق، طلاق نہیں ہے 364
ثبوت طلاق کے بغیر، عورت کو دوسرا نکاح منع ہے 364
دو طلاق میں حلالہ نہیں 365
مختلف عدت کی تفصیل 365
بلا اجازت نکلنے پر طلاق کا حکم 366
مرد عورت میں طلاق کی تعداد پر اختلاف 367
صحبت کے بعد مہر لازم 368
زوجین میں تفریق کرنا، گناہ کبیرہ ہے 369
تحریر سے طلاق کا ثبوت 370
تنہا عورت کا بیان قبول نہیں 370
طلاق کا ثبوت اقرار یا گواہوں سے ہوتا ہے 371
جو حلالہ کے بغیر عورت کو رکھے، اس سے قطع تعلق 372
مسئلہ تین طلاق 373
طلاق دینے والے کی مبہم بات پر تحقیق ضروری ہے 373
منکوحہ غیر کا نکاح باطل، اگرچہ گواہ ہوں 373
مسئلہ تین طلاق 374
''طلاق دوں گا'' ارادۂ طلاق کا اظہار ہے 375
طلاق کے لئے تنہا عورت کا قبول معتبر نہیں 376
نشے میں طلاق، جہیز، مہر، حصہ 376
اقرار شوہر کے بعد، طلاق کے لئے، گواہ کی ضرورت نہیں 377
ارادۂ طلاق، طلاق نہیں 378
طلاق رجعی، خبر طلاق اور رجعت کا طریقہ 379
طلاق ثلاثہ 380
وعدہ طلاق کا حکم 380
عورت شوہر سے بھاگ جائے تو نکاح نہیں ٹوٹتا 381
طلاق رجعی کا حکم، عدت کے بعد تجدید کا طریقہ 381
غیر مدخولہ ایک طلاق سے نکاح سے باہر 382
پانچ ماہ کا بچہ کس کے پاس رہے گا 382
طلاق معلق کا حکم 382

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شوہر کو بتائے بغیر، طلاق لکھوا کر بھیجنا	383	حاملہ کو طلاق ہو جاتی ہے	397
حاملہ کی عدت	383	طلاق کے گواہ شرط نہیں	398
عدت کا وقت	384	تحریر طلاق، مہر مؤجل	398
خلع کا طریقہ	384	تین طلاق	399
تین طلاق	385	سو ۱۰۰ طلاق دی تو تین واقع، باقی لغو ہیں، حلالہ	
طلاق کا حق بالغ شوہر کو ہے، بلوغت کی نشانی	385	کیلئے نابالغ سے نکاح جائز، مگر وہ طلاق کا اہل نہیں	400
تین طلاق کے بعد حلالہ لازمی ہے	386	حاملہ سے نکاح اور طلاق	401
طلاق کے وقوع کے لئے عورت کا سننا لازم نہیں	386	''میری طرف سے آزاد ہے'' طلاق بائن ہے	401
طلاق مذاق نہیں، جھوٹ بول کر فتویٰ لینا	387	طلاق معلق بہ شرط	401
بالجبر طلاق کی صورت	387	لفظ طلاق سننا	403
لڑکی نہ چاہے تو بھی طلاق ہو جاتی ہے	388	مطلقہ مغلظہ کے ساتھ رہنا	403
ظہار کا کفارہ	389	تین طلاق	404
حاملہ کی عدت وضع حمل ہے	389	تین طلاق کے بعد، اسی عورت سے نکاح	404
طلاق ثلاثہ	390	حاملہ کو طلاق	404
قاضی بھی تین طلاق کے بعد، بغیر حلالہ نکاح نہیں		تحریر سے طلاق	405
کرا سکتا	390	عدت میں نکاح صحیح نہیں	405
طلاق ثلاثہ، مہر فاطمی کیا ہے؟	391	لفظ ''چھوڑ دوں گا'' طلاق نہیں	406
نفقہ کتنا لازم ہے	393	چودہ سال بعد بیوی کا خیال	406
عورت گھر سے نکل جائے تو نکاح قائم ہے	393	بیوی شوہر کی خدمت کے قابل نہ ہو تو کیا حکم	406
حاملہ کو طلاق ہو جاتی ہے	394	طلاق بائن کے الفاظ	407
طلاق نامہ نہ پہنچے تو بھی طلاق وقت تحریر سے ہے	394	مہر کب مؤکد ہوتا ہے؟	407
گواہوں کے سامنے، شوہر کا انکار معتبر نہیں	395	سابقہ بیوی کو بغیر حلالہ زبردستی لانا	408
حاملہ کو طلاق، رجوع کا طریقہ	396	طلاق کب دے؟	408
نشہ میں طلاق ہو جاتی ہے	396	خط سے طلاق	409
تین طلاق	397	غیر مدخولہ کو تین طلاق دے تو کیا حکم	409

https://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بے ہوشی میں طلاق کا حکم 410
شوہر منکر ہو اور بیوی مدعی طلاق تو کیا حکم 410
حلالہ میں وطی لازم ہے 411
مہر عورت کا حق ہے 411
وقوع طلاق کے لئے گواہ لازم نہیں 412
تین طلاق کا مسئلہ 413
لوگوں سے کہے کہ طلاق دیدی، تو ہوگئی 413
طلاق کے بعد عدت پوری ہونے پر عورت مختار ہے 414
عدت کب شروع ہوتی ہے 415
''میں نے چھوڑا'' طلاق صریح ہے اور ''سون چذي'' طلاق کے معنی میں ہے 415
حلالہ قرآن سے ثابت اور حکم الٰہی ہے 417
مطلقہ کو بغیر حلالہ مرد سے نہ ملنے دیں 417
طلاق میں عورت کی جانب سے کوئی شرط نہیں 418
مدخولہ تین طلاق کے بعد بغیر حلالہ حرام ہے 418
طلاق جس طرح بھی دے ہو جاتی ہے 419
طلاق پر گواہ ہوں تو انکار نہ سنا جائے گا 420
طلاق کے گواہ ہیں تو وقوع میں شبہ نہیں 420
رجسٹری کے ذریعہ طلاق 421
طلاق معلق بہ شرط 421
تین طلاقوں کے بعد عورت سے حقوق زوجیت کا مطالبہ حرام 422
چار بچوں کی ماں کو بھی طلاق ہو جائے گی 423
تین طلاق کے بعد منکر ہو گیا، تو کیا حکم 423
نشہ میں طلاق دی تو واقع ہوگئی 425
بیوی نے رجسٹری وصول نہ کی تو بھی طلاق ہوگئی 426
تین طلاق کا حکم، لوگوں سے کہا ''طلاق دے آیا ہوں'' طلاق ہوگئی 427
تحریری طلاق مؤکد میں کیا شبہ رہے گا؟ 428
طلاق تعلیق کا حکم 428
تیسری جگہ لفظ ''طلاق'' چھوڑ دیا تو کیا حکم 428
تین طلاق کے بعد بغیر حلالہ، حلال نہیں 429
طلاق جبری کی ایک صورت 429
تین طلاق کے بعد رجوع نہیں 430
تین طلاق کے بعد رجوع ممکن نہیں 430
طلاق رجعی اور رجوع کی صورت 431
تین طلاق کے بعد ساتھ رہنا زنا ہے 431
بغیر حلالہ، نکاح کیا تو شرکاء کے نکاح کا حکم 432
تین طلاق ایک ساتھ دینا 432
ایک ساتھ تین طلاق کا مسئلہ 433
طلاق کے ثبوت کے لئے اقرار یا گواہان ہوں 434
طلاق کے متفرق مسائل 435
بیوی طلاق نہ مانے 436
دھوکہ سے طلاق نامہ پر دستخط کرانا 437
حلالہ کے لئے کوئی بھی مرد مناسب ہے 438
رجوع کا طریقہ 438
والدین نے نابالغوں کا نکاح کیا تو نافذ ہے 439
طلاق کا ذکر جھگڑے میں آئے، تو بائن ہے 440
ارادۂ طلاق، طلاق نہیں 441
مشروط طلاق 441

http://t.me/tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عقل کھونے سے طلاق نہیں پڑتی 441
فضولی شخص کا اپنی جانب سے دوسرے کی بیوی کو
طلاق دینا 442

باب العدۃ

نابالغہ غیر مدخولہ بیوہ کی عدت 443
خلوت کے بغیر طلاق میں عدت، غیر مدخولہ کا مہر 443
بیوہ موت کے وقت والے مکان میں عدت کرے 443
عدت میں نکاح ہونا 444
ولادت کے بعد شوہر کا انتقال ہو تو عدت لازم 444
بیوہ کی عدت، موت کا سوگ ہے 445
بیوہ حاملہ ہو تو نکاح جائز نہیں 445
نکاح ثانی کیلئے پہلی بیوی سے اجازت لازمی نہیں 446
بیوہ عدت میں بلاوجہ شرعی نہ نکلے 446
بیوہ کو عدت میں کب نکلنا جائز ہے 447
مطلقہ شوہر اول کے گھر میں کیسے رہ سکتی ہے 447
سوگ صرف بیوہ پر، دوسروں پر نہیں 448
نکاح ثانی کے نو ماہ بعد، ولادت 448
بیوہ کی عدت کے دن 448
حاملہ کی عدت، نافرمان بیوی کا نفقہ، حق پرورش،
بری کا زیور، جہیز 449
حاملہ عدت 450
عورت عدت میں گھر سے کب نکل سکتی ہے 451
عدت کا مسئلہ 451
عدت گھر پر فرض ہے 452

باب الظھار

بیوی کا کہنا کہ شوہر کو باپ بھائی سمجھتی ہوں 453

باب الیمین

وعدہ سے انحراف نفاق ہے، جھوٹی قسم کھانا 454
ظلم اور توبہ 455
جھوٹی قسم سے توبہ لازم ہے 457
قسم کا انکار 457
قسم کا طریقہ اور توڑنے پر کفارہ 458
کونسی قسم کا توڑنا اور کفارہ دینا لازم ہے 458
کن الفاظ سے قسم ہو جاتی ہے۔ 459
قسم کس پر لازم ہے 460
جھوٹی قسم کھانا بہت برا فعل ہے 460
جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانا اشد گناہ ہے 461
غیر شرعی وجہ سے تنظیم سے الگ ہونا اور قسم کا کفارہ 461
قسم، کفارہ، شہر کا مفاد، گروپ کا مفاد 462
قسم کا کفارہ 462
ہر بات پر قسم کھانا نہ چاہئے 462
حلف نامہ 464
کسی کو گناہ میں دیکھے تو نظر پھیر لے 464
طلاق پر ایک منفرد مسئلہ 465
یمین منعقدہ کی تعریف (قسم) 466
کفارہ قسم 466
یمین غموس (جس پر کفارہ لازم نہیں) 466
قرآن کریم کی قسم بھی قسم ہے 467
شراب نہ پینے کی قسم کھائی، پھر پی لی توبہ اور کفارہ

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دونوں لازم ہیں 468

"حلف سے پھرے تو خدا اور رسول سے پھرے" نہ کہنا چاہئے 468

جس کام پر قسم کھائی اور بہتری غیر میں ہو تو قسم توڑ دے 469

مدعی اور مدعا علیہ میں سے قسم کس پر ہے 470

قسم مدعا علیہ پر ہے 470

پہلے دعویٰ، پھر گواہ، پھر قسم کا مرحلہ ہے 471

بعض قسم توڑنا مستحب ہے 471

جھوٹے آدمی کی قسم نامعتبر ہے 472

مرنے کے بعد نمازوں اور روزوں کا کفارہ 473

قسم مدعیٰ علیہ پر ہے، جب تک مدعیٰ علیہ کا جھوٹا ہونا ثابت نہ ہو، قسم کا اعتبار کریں 474

قرآن ہاتھ میں لے کر قسم کھانا 474

راز نہ بتانے کے عہد پر قسم کھانا 474

جھوٹی قسم 475

باب الزنا و الحدود

زنا کا ثبوت کیسے ہو 476

زنا سے پیدا شدہ لڑکی کا نکاح جائز 477

زنا کا ثبوت 477

غیر کی منکوحہ سے نکاح کرنا 478

زنا کا ثبوت اور اس سے توبہ 479

زانی، لوطی وغیرہ کی بخشش کا بیان 479

بدچلنی کا الزام "اس قرآن کو نہیں مانتے" کا حکم 480

زنا سے پیدا شدہ کا حکم در بارۂ حلت وحرمت 481

جانور سے صحبت کا حکم 481

جانور سے وطی، سزا کیسے دی جائے 481

بغیر نکاح عورت گھر میں رکھنا 482

زنا کا ثبوت شرعی، بہو سے زنا کیا تو حکم 483

گناہ سے توبہ کرنے والے کا حکم 484

عورت کے فسق کے سبب نکاح نہیں جاتا 485

لواطت کا حکم اور لوطی کی سزا 485

جانور سے صحبت، زانی کی امامت کا حکم 486

جس جانور سے وطی کی اس کا حکم 487

جرم ثابت نہ ہو، ارادہ جرم پر سزا 488

خراب شہرت والوں کو دوبارہ چُننا؟ 488

عضو تناسل بیوی کے منہ میں دینا فعل شنیع 489

سالی کے ساتھ زنا سے بیوی حرام نہ ہوگی 490

جانور سے وطی کے بعد، جانور کا حکم 490

بغیر طلاق لئے دوسرا نکاح کیا تو اولاد کیسی؟ 490

زنا کا الزام لگانا 491

باب اللقطة

ایک شخص امانت رکھ کر غائب ہو گیا 493

لقطہ کی رقم مسجد میں صرف نہ کریں 493

امام و مؤذن کو مسجد میں رقم ملی تو مالک کون ہے؟ 494

راہ ملی ہوئی چیزوں کا حکم 496

باب المفقود

گمشدہ شوہر کے احکام میں رسالہ 497

تصدیق جلیل، قطب الوقت سید محمد میاں قادری برکاتی علیہ الرحمۃ 503

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تصدیق جلیل، احسن العلماء سید حسن میاں برکاتی	503	وقف کی آمد، وقف پر خرچ کی جائے	520
تقسیم ہند کے وقت مسلمان عورتوں کا، کافروں کے		عیدگاہ میں سیلاب آئے تو بھی اس کی حفاظت فرض	521
قبضہ میں جانا	503	وقف زمین کے احکام	521
مفقود الخبر شوہر کی بیوی انتظار کرے گی	505	باب احکام المسجد	
لاپتہ شوہر کی بیوی کے لئے حکم	506	و آداب المسجد	
آٹھ سال سے گمشدہ شوہر کی بیوی کا حکم	506	مسجد میں چندہ، ووٹ کی شرط کے ساتھ	523
چودہ سال سے لاپتہ شوہر	507	مسجد کے چند آداب	523
شوہر نو سال سے لاپتہ ہے	507	مسجد کا ملبہ کہاں ڈالا جائے	524
شوہر دس سال سے لاپتہ ہے	508	مسجد کا غیر ضروری سامان فروخت کرنا	525
گمشدہ شوہر کی بیوی کا نکاح کب جائز ہے؟	509	مسجد کا حصہ دوکان بنانا حرام ہے	525
باب الوقف		مسجد کا غیر ضروری سامان فروخت کے بعد مسجد	
وقف کی تعریف اور اس کے احکام	510	میں لگانا	526
متولی وقف خائن ہو تو معزول کرنا واجب ہے	512	ایک مسجد کا سامان دوسری مسجد میں لگانا	526
مسجد کی تعمیر میں اپنا نام لکھوانا	513	راستے کو مسجد میں شامل کرنا	527
وقف کا طریقہ اور اس کے احکام	514	مسجد میں دوکان بنانا، زکوٰۃ وفطرہ مسجد میں لگانا	527
وقف کی بجلی بیچ کر، مسجد میں رقم لگانا	516	چندہ کے دوران مسجد کا نام تبدیل کرنا	528
مسجد کے کے نیچے کرائے کی دوکان ہونا	516	ایک مسجد کا سامان دوسری میں لگانا کیسا ہے؟	528
واقف، وقف کا مکان کرایہ پر دے کر مر گیا اجارہ		مسجد میں دوکان، مکان، حوض بنانا	829
جاری رہے گا	517	مسجد کو گرا کے، غیر مسجد بنانا	529
وقف زمین کا حکم	517	مسجد میں راستہ بنانا	530
ختم قرآن کے چندے کا حکم	518	مسجد کی آمدنی سے دوکان مکان خریدنا	531
وقف میں میراث ہے نہ ہبہ	518	مکان کی دیوار کا مسجد سے متصل ہونا	532
وقف کا مال کسی ادارے کو دینا جائز نہیں	519	مسجد کی ضرورت کے پیش نظر زمین خرید کر مسجد میں	
صرف نماز پڑھنے سے جگہ مسجد نہیں بن جاتی	519	ملانا	532
مسجد کی آمد، مسجد کی ضروریات پر خرچ کریں	520	مسجد کو عیدگاہ بنانا	533

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مسجد میں گمشدہ چیز کا اعلان، مسجد کو راستہ بنانا، مسجد کا پانی فروخت کرنا 534
حلال وحرام کی مخلوط آمدنی مسجد میں لگانا 536
شارع عام سے متصل خالی جگہ پر مسجد بنانا 536
غیر مسجد کی جگہ، حجرۂ امام بنانا 536
مسجد میں مدرسہ کی تعمیر 537
مسجد کی دوکان میں حمام بنانا، جائز 537
سرکاری پانی مسجد میں آ گیا تو اب مسجد کا ہے 538
سرکاری زمین پر ضرورتاً مسجد بنالی تو مسجد ہے 538
سرکاری زمین پر مسجد کب صحیح ہے 539
مسجد سے ملحق مدرسہ کی چھت پر رہائشی مکان 539
مساجد کا انتظام حکومت کی ذمہ داری 540
مسجد کے فنڈ سے کسی کو قرض دینا 540
نئی مسجد کے بعد، پرانی مسجد کو بھی آباد رکھنا لازم 541
مسجد میں حجرہ کہاں بنایا جائے 542
غیر مسلم سے مسجد میں چندہ نہ لیا جائے 542
سرکاری زمین بیچ کر رقم مسجد میں لگانا منع ہے 543
دوسرے کی زمین پر مسجد بنانا اور نماز پڑھنا 543
بے نمازی اور نشہ باز کا مسجد میں سونا، امام یا سید کا احترام، زکوٰۃ مسجد میں لگانا منع ہے 644
محراب مین وسط مسجد میں ہو 545
مسجد میں تجامت بنوانا 546
مسجد میں پلنگ پر سونا 546
مسجد کے مکان جو مسجد سے متصل ہوں کرایہ پر دینا 547
مسجد کا صحن بھی مسجد ہی ہے 548
مسجد میں داخل ہوتے وقت سلام کرنا 548
مسجد کے لئے زبردستی مکان خریدنا 549
مسجد میں سونا 549
ایک مسجد کے ہوتے ہوئے دوسری مسجد بنانا 550
مسجد کی تیسری منزل میں دنیا کی باتیں کرنا 551
غصب کی زمین پر نماز مکروہ ہے 551
قصداً نماز باجماعت ترک کرنا وبال لاتا ہے 552
قدیم مسجد کو بچانا فرض ہے 552
محراب کے حقیقی معنی 553
مسجد میں آرام کے لئے پڑے رہنا 553
شریر شخص کو مسجد سے روکنا اور نکالنا جائز 554
مسجد کی تعمیر میں ہندو مستری سے مدد لینا 554
مسجد سے متصل دوکان خرید کر مسجد میں شامل کرنا 554
امام محراب میں ہو تو پیر محراب سے باہر ہوں 555
مسجد میں تعلیم دینے کی شرائط 556
مسجد میں سیاسی جھنڈا، حجرے میں سیاسی فوٹو لگانا، محراب میں اشتہار لگانا، امام کا چادر میں منہ چھپانا 556
مسجد کو ویران کرنا عذاب کا مستحق ہونا ہے 557
قصر فرض میں ہے، سنت میں نہیں، قدیم مسجد کا سامان 558
خطبہ کس طرح بیٹھ کر سنے، جمعہ کے بعد کی سنتیں 559
امام مقتدیوں سے دو فٹ اونچا ہو، تو مکروہ تحریمی ہے 559
مسجد کے لئے قطعہ زمین، مسجد کا ہے 560
ذکر رسول، ذکر الٰہی ہے، مسجد میں جائز ہے 560
مسجد کی صفیں کرایہ پر دینا، میلاد میں رکاوٹ ڈالنا 560

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ٹوپی سے نماز، قیامت میں نسبت، سیاہ خضاب 561

مسجد میں سلام کرنا 562

مسجد میں انگریزی پڑھنا 562

مسجد کا شہید ہو جانا، مقابلے میں دوسری مسجد بنانا 563

مسجد کے لئے وقف شدہ زمین واپس نہیں لے سکتا 564

مسجد میں عورت کا پڑھانا 565

مسجد کو شہید کر کے اوپر نیچے دوکان بنانا 566

غیر مسلم کے مال سے مسجد کی تعمیر 566

ذاتی اختلاف کی وجہ سے دوسری مسجد بنانا 566

مسجد میں گمشدہ کا اعلان کرنا 567

مسجد کا حصہ سڑک میں لینا 568

مسجد میں نعت خوانی، شور وغل، ویڈیو فلم بنانا، داد دینا، مقابلہ کرنا 568

مسجد میں سوال 570

مسجد میں راستہ نکالنا 570

مسجد میں چندہ دینے والا، اس کا متولی نہیں 572

شادی کے موقعہ پر مسجد میں پیسے دینا 572

محراب کے آگے دوکانوں کی تعمیر 573

مسجد میں گملے 573

اذان کے بعد مسجد میں جانا 573

راستے کے لئے مسجد کی دوکانوں سے جگہ لینا 574

مسجد میں عرس کے لئے جھنڈیاں لگانا، محفل کرنا 575

مسجد کے لئے متعین جگہ، مسجد ہے 576

مسجد کی اضافی دیواروں کو گرانا 576

مسجد کے لئے دوکانیں بنانا 577

مسجد کے لئے وقف جگہ، مسجد ہے 578

مسجد کی اشیاء صرف مسجد کیلئے استعمال ہوں، اذان سے پہلے سلام، عورت کو دیکھنے سے وضو نہیں جاتا 579

مسجد میں قرآن کریم بلند آواز سے پڑھنا 580

مسجد کی اشیاء کا استعمال 580

مسجد کی حد 580

مسجد کی لائبریری 581

مسجد میں عید میلاد النبی ﷺ منانا 581

مسجد کی نیچے والی منزل میں، کچھ تعمیر کرنا 582

جس مقصد کے لئے چندہ کیا، اسی میں صرف کرے 582

مسجد کو منقش کرنا 582

جو چیز مسجد کے لئے وقف کی گئی 583

جائے نماز میں حجرہ بنانا 583

مسجد کا احترام سب پر واجب ہے 584

مسجد میں درخت یا پھول لگانا 584

قربانی کی کھالوں سے تعمیر مسجد اور دیگر مصارف مسجد 585

تصدیق خلیل ملت 602

تصدیقات علمائے حیدر آباد، کراچی، لاہور، فیصل آباد (لائل پور) 606

http://t.me/tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انتساب!

اس ہستی کے نام

جن کی بشارت

سید الانس والجن رحمۃ للعالمین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے ان کلمات میں ارشاد فرمائی کہ اگر ایمان، دین، علم، ثریا کے

پاس ہوتا تو بھی فارس کا ایک شخص اس کو حاصل کر لیتا

وہ ہستی، کہ سب لوگ فقہ میں جن کی عیال ہیں (ملخّصاً)

جن کی کتابوں کو پڑھے بغیر، کوئی فقیہ اور مفتی نہیں بن سکتا، یعنی سراج

امت، فقیہ امت، امام اعظم، عظیم، جلیل، کامل، اکمل، حاذق، ماہر

محدث، سید العلماء والفقہاء، تمیں صحابہ کا زمانہ پانے والے

سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ

اور

امام اہلسنت مجدد دین وملّت

الشاہ امام احمد رضا خاں محدث بریلوی رضی اللہ عنہ کے نام!

جنہوں نے فقہ حنفی پر عظیم الشان ''فتاویٰ رضویہ'' اُمت کو دیا۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حمد جل جلالہ

(امام احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان)

الحمد للمتوحد

بجلالہ المتفرد

وصلاتہ دوما علیٰ

خیر الأنام محمد

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نعت ﷺ

عمل پہ اپنے حیراں ہوں اغثنی یارسول اللہ
پریشان ہوں پریشاں ہوں اغثنی یارسول اللہ

پڑا ہوں معصیت میں، نام کی نیکی نہیں لیکن
تمہارے دم پہ نازاں ہوں اغثنی یارسول اللہ

ذرا جلوہ دکھا دیجے، نزع کا وقت ہے آقا
بس اب لمحوں کا مہماں ہوں اغثنی یارسول اللہ

شفاعت آپ ہی کی، روز محشر کام آئے گی
اسی رحمت پہ فرحاں ہوں اغثنی یارسول اللہ

فقیر قادری میں ہوں، تہی دست و تہی داماں
تمہارے در پہ گریاں ہوں اغثنی یارسول اللہ

سلاطین ہو کے بھی ان کو، میسر کب یہ نعمت ہے
میں منگتا ہو کے شاداں ہو اغثنی یارسول اللہ

نگاہیں آپ کے حافظ کی ہیں اب روئے تاباں پر
میں محو دید قرآں ہوں اغثنی یارسول اللہ

(از: مفتی احمد میاں حافظ البرکاتی)

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تاریخ وصال حضرت خلیل العلماء رضی اللہ عنہ

علم و عمل کی دنیا حافظؔ اجڑ گئی ہے

فرما گئے جو رحلت مفتی خلیل صاحب

تاریخ وصل اُن کی ہاتف نے یوں بتائی

ہاں لکھ مکینِ جنت مفتی خلیل صاحب

۵ ۸ ۹ ۱ء

(از: مفتی احمد میاں حافظؔ البرکاتی (برکات محل)

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عرض مرتّب!

بسم اللہ الرحمن الرحیم
والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ الکریم

محترم قارئین کرام!

''فتاویٰ خلیلیہ'' جلد اوّل میں آپ نے سات سو پینتالیس ۷۴۵ فتوے ملاحظہ فرمائے، جو کتاب النکاح کے ابتدائی، مسائل تک تھے، اب جلد دوم میں آپ اس سے آگے کے مسائل پر فتاویٰ ملاحظہ فرمائیں گے۔ اس جلد دوم میں کل آٹھ سو سینتیس (۸۳۷) فتاویٰ ہیں جن میں ۷۲۷ خلیل ملّت کے تحریر فرمودہ ہیں جبکہ فقیر برکاتی کے تحریر کردہ اور خلیل ملّت کے تصدیق شدہ ۱۰۶ ہیں۔ اس جلد میں ایک فتویٰ، حضرت مفتی محمد حسین قادری (سکھر) علیہ الرحمۃ کا، ایک حضرت مفتی غلام نبی فخری مدظلہٗ (کراچی) کا، اور ایک مفتی غلام مصطفےٰ صاحب مدظلہٗ (ملتان) کا، شامل ہے۔ ان پر خلیل ملّت علیہ الرحمۃ نے تصدیق فرمائی ہے۔...... ایک طویل فتوی چرم قربانی سے ''تعمیر مسجد'' کے بارے میں ہے، یہ فتویٰ حضرت علامہ مفتی سید ریاض الحسن جیلانی علیہ الرحمۃ نے تبییض فرمایا اور اس میں بڑی کاوش فرمائی اور فتویٰ جاری فرمایا، تاہم اس کی تسوید اور مندرجات، دارالعلوم احسن البرکات میں خلیل ملّت علیہ الرحمۃ کی نگرانی میں تکمیل تک پہنچے۔ اس فتویٰ پر خلیل ملّت کی تصدیق کے علاوہ بہت سے اکابر علماء و مفتیان کرام کی تصدیقات موجود ہیں۔ ایک اہم فتویٰ ''زوج مفقود'' کے بارے میں ہے۔ جس پر حضور سیدی مرشدی مفتی الشاہ اولادِ رسول سید محمد میاں قادری برکاتی آل رسولی علیہ الرحمۃ والرضوان اور حضرت احسن العلماء مفتی سید مصطفےٰ حیدر حسن میاں قادری برکاتی علیہ الرحمۃ والرضوان سجادگانِ خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف کی تصدیقات عالیہ ہیں، یہ حضرات ان دنوں پاکستان تشریف لائے ہوئے تھے۔ اس طرح ہر دو اکابر کی تصدیقات جلد دوم کی زینت ہیں۔ جیسا کہ جلد اوّل میں تذکرہ کر دیا ہے۔ اسی طرح جلد دوم کے فتاویٰ کی ترتیب میں بھی وہی پوری ٹیم میرے ساتھ شریک کار رہی جن کا شکریہ فقیر جلد اوّل میں ادا کر چکا ہے۔ میں ایک بار پھر، ان تمام تلامذہ اور اساتذہ احسن البرکات کا ممنون و متشکر ہوں کہ جنہوں نے شب و روز کی محنت سے اس کتاب کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں میری مدد کی، اور جناب سید حفیظ البرکات شاہ صاحب قبلہ زیدت عنایاتہ، نے حسب سابق، طباعت کو اپنے ذمہ لیا، اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو اس کا صلہ مرحمت فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ و اکمل التسلیم

العبد القادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید

۲۹ ربیع الآخر ۱۴۲۸ ھ/ ۸ مئی ۲۰۰۷ء روز سہ شنبہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پیغام تہنیت

از: الحاج عبدالرحیم اسماعیل گیگا پردیسی برکاتی۔ کراچی

۹۲/۷۸۶

یہ جان کر نہایت مسرت ہوئی کہ علامہ مفتی محمد خلیل خاں برکاتی رحمۃ اللہ علیہ کے ہزاروں فتاویٰ میں سے کچھ فتاوی، تین جلدوں میں ''فتاویٰ خلیلیہ'' کے نام سے منظر عام پر آ رہے ہیں۔ مفتی محمد خلیل خاں صاحب برکاتی کی خدمات خصوصاً سندھ و بلوچستان میں بہت زیادہ ہیں۔ ان کا قائم کردہ ادارہ دارالعلوم احسن البرکات، حیدرآباد، بہت اعلیٰ درس گاہ ہے جس کی خدمات ۱۹۵۲ء سے جاری ہیں۔ پچپن سال کے عرصہ میں اس دارالعلوم سے ہزاروں علماء و حفاظ و قراء فارغ ہوئے اور مختلف گوشوں میں، دینی خدمات میں مصروف ہیں۔ اس درسگاہ میں اکابر مشائخ و علماء تشریف لاتے رہے ہیں اور اب بھی یہ سلسلہ جاری ہے، خلیل العلماء کی کتابیں عوام و خواص میں بہت مشہور ہیں اور ان کے فیوض و برکات، مرشد گرامی حضرت سیدنا تاج العلماء رضی اللہ عنہ کے طفیل خوب جاری و ساری ہیں۔ تبلیغی، دینی، اور اشاعتی اعتبار سے یہ درسگاہ نمایاں اور بلند ہے۔
خلیل العلماء کی تصانیف دنیا کے اس کونے سے اُس کونے تک مشہور ہیں۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندے، ''فتاویٰ خلیلیہ'' سے بھی خوب فیض حاصل کریں اور رضویت کی بہاروں کا مکین اور برکاتیت کی برکتوں کا امین یہ ادارہ احسن البرکات قیامت تک یوں ہی خدمت دین میں فیوض و برکات تقسیم کرتا رہے۔ آمین

فقط عبدالرحیم اسماعیل گیگا،
۲۸/ ربیع الآخر ۱۴۲۸ھ
۱۷/ مئی ۲۰۰۷ء

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب النکاح

اگر غیر مسلم میاں بیوی ایک ساتھ ایمان لائیں تو تجدید نکاح کی ضرورت نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ:

۱۔ ایک غیر مسلم خاندان ہدایت کی روشنی پاتا ہے اور دین اسلام قبول کرتا ہے۔ کیا از روئے شریعت خاوند اور بیوی کا نکاح دوبارہ، یعنی تجدید ہوگا یا نہیں؟

۲۔ مذکورہ خاندان کے نابالغ بچے کس طرح مسلمان ہوں گے۔ جب کہ وہ شعور نہیں رکھتے؟

محمد اشرف ولد نور محمد، جنرل اسٹورز نزد۔ یو بی ایل، مسجد پکلے والی۔ تلہار۔ ضلع بدین سندھ

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: ۱۔ غیر مسلم میاں بیوی اگر ایک ساتھ مسلمان ہو گئے تو اسی نکاح سابق پر باقی رکھے جائیں گے تجدید نکاح کی حاجت نہیں۔ (درمختار وغیرہ)

۲۔ بچہ دین میں اپنے ماں باپ کا تابع ہے مسلمان ہوئے تو اولاد بھی مسلمان ہے۔ (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۴ ستمبر ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

اگر بیوی پہلے مسلمان ہو جائے تو نکاح ٹوٹا یا رہا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک ہندو عورت مسلمان ہو جائے تو اسے نکاح کرنے کے لئے عدت گزارنا ضروری ہے یا نہیں؟ ایک سائل خدا بخش، کھتیان روڈ تحصیل ٹنڈو آدم، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** شوہر اور اس کی بیوی دونوں کافر، مثلاً ہندو تھے۔ اب ان میں سے عورت مسلمان ہو گئی تو اس کا نکاح اس مرد سے، کہ ہندو ہے ٹوٹ گیا۔ البتہ اس مرد سے کہا جائے گا کہ وہ بھی مسلمان ہو جائے۔ اگر وہ بھی مسلمان ہو جائے اور دونوں ساتھ رہنا چاہیں فبہا۔ اور اگر وہ اسلام قبول نہ کرے یا خاموش رہے یا انکار کر دے تو اب ان دونوں میں تفریق کر دی جائے گی۔ عورت کہ مسلمان ہو چکی اس کافر کے ساتھ نہ رکھی جائے گی۔ بلکہ اسے اختیار ہوگا کہ جس مسلمان سے چاہے نکاح کر لے۔ اور عدت کی بھی یہاں حاجت نہیں۔ (درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۳ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قادیانیوں سے میل جول ونکاح

سوال: محترم مولانا مفتی صاحب، السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

زید میرا دور کا رشتہ دار ہے۔ زید تقریباً ۱۲ سال قبل پنجاب سے حیدرآباد تعلیم کی غرض سے آیا۔ زید کے والد کٹر قادیانی تھے۔ والدہ کا بھی انتقال ہو چکا تھا۔ ایک بھائی اور تین بہنیں شادی شدہ موجود ہیں۔ اور وہ بھی قادیانی فرقے میں بیاہی ہوئی ہیں۔ بھائی خانیوال میں رہتا ہے۔ اور بہنیں کوئٹہ میں ہیں۔ زید تعلیم کی غرض سے حیدرآباد آیا تو اپنے رشتے کے چچا محمود کے ہاں رہائش پذیر ہوا۔ محمود نے سرپرست کی حیثیت سے اس کے تمام تعلیمی ڈاکومنٹ بھرے اور اس کو مسلم کی حیثیت سے ظاہر کرایا۔ زید نے ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کی اور آج کل لیاقت کالونی میں پریکٹس کر رہا ہے۔ محمود کی ایک لڑکی نے بھی ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کی ہے۔ چند ماہ قبل زید کے بہن بھائیوں نے زید کے لئے محمود کی اس لڑکی کا رشتہ مانگا جو کہ محمود نے منظور کر لیا۔ محمود نے اپنے طور پر اپنے داماد زید سے اسلام قبول کرالیا ہے مگر اس کی اطلاع زید کی بہن اور بھائیوں اور بہنوئی کو نہیں ہے۔ زید کے اسلام قبول کرنے میں صرف زید محمود اور محمود کے داماد کے علاوہ اس خاندان کا کوئی اور فرد شریک نہیں تھا۔

بھٹو کے دور حکومت میں زید کے والد اور بھائی بہنوئی وغیرہ نے اپنی جان بچانے کی خاطر خانیوال کی ایک جامع مسجد میں ہزاروں افراد کی موجودگی میں اسلام قبول کر لیا تھا مگر چند ماہ بعد مرتد ہو کر دوبارہ قادیانی ہو گئے۔ زید کے تادم تحریر اپنے بہن بھائیوں سے تعلقات۔ لین دین۔ خط وکتابت قائم ہے اور ان کے مشورے اور حکم کے خلاف ایک قدم بھی نہیں چلتا ہے۔ اور زید کی منگنی کی تمام کاروائی بھی انہی کے ہاتھوں سرانجام پائی ہے۔ اب مسئلہ شادی کا ہے۔ سنا ہے جنوری یا فروری میں شادی ہونے والی ہے۔ ہمارے تمام خاندان والے الحمدللہ سنی العقیدہ ہیں اور ختم نبوت پر مکمل ایمان رکھتے ہیں۔ وہ سب اس شادی میں شرکت کے خلاف ہیں۔ ہمارے تمام رشتے داروں کا کہنا ہے کہ زید نے نہ تو ہمارے سامنے اسلام قبول کیا ہے اور نہ بعد میں کوئی اعلان کیا ہے۔ اس کے برعکس وہ اپنے بہن بھائیوں سے بھی چھپا رہا ہے۔ ہم محمود کے کہنے پر ایمان نہیں رکھتے ہوسکتا ہے وہ اپنی بیٹی کی شادی کی وجہ سے چھپا رہا ہو۔ زید نے محمود سے بھی کہا ہے کہ وہ میرے بہن بھائیوں کو میرے اسلام لانے کے متعلق نہ بتائے۔ شادی کے بعد میں خود مناسب وقت پر بتا دوں گا۔ سنا ہے کہ نکاح مسجد میں ہوگا۔ آپ سے عرض ہے کہ آیا کیا غیر مسلم قادیانی ہماری مقدس مسجدوں میں داخل ہو سکتے ہیں؟ جبکہ ہم سب کو معلوم ہے کہ یہ قادیانی ہیں۔ اور بصورت دیگر اگر انہوں نے اس بات کا اصرار کیا کہ اگر تم اپنی مسجدوں میں نکاح نہیں کرا سکتے تو ہم اپنی عبادت گاہوں میں لے جاتے ہیں تو ہم کس طرح ان کی عبادت گاہوں میں جائیں؟

کیا ہم سب کی شرکت سے ہمارے نکاحوں پر اثر پڑے گا؟

ہماری شرکت کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

زید کے اس طرح اسلام قبول کرنے سے ہمارے خاندان کا کوئی بھی باشعور فرد مطمئن نہیں ہے۔

آپ سے التماس ہے کہ آپ اپنے قیمتی وقت سے تھوڑا سا وقت نکال کر اس نازک مسئلے پر غور فرمائیں اور اپنا قیمتی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فتوی مرحمت فرمائیں۔ اللہ آپ کو اس کا اجر عظیم دے اور عظیم تر درجات بلند فرمائے۔ آمین

شیخ انیس احمد دہلوی، دکان D/404 چوڑی گلی شاہی بازار، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب ھو الموفق للصواب: صورت مسئولہ میں زید کے بارے میں جو اس قسم کی باتیں عام مسلمانوں میں مشہور و معروف ہو رہی ہیں ان کی بنیاد پر زید کے لئے شرعاً یہ بات لازم ہے کہ وہ فوراً علی الاعلان عام مسلمانوں کے سامنے مسلمان ہو، اور باقاعدہ طور پر اپنے تمام قادیانی رشتہ داروں سے اپنی براءت وعلیحدگی کا اعلان کرے اور عام مسلمانوں کے دلوں میں جو زید کی طرف سے شبہات پائے جاتے ہیں وہ دور ہوں اس قسم کی دورخی باتیں کہہ کر وہ مسلمانوں کو نہ تو مطمئن کرسکتا ہے اور نہ ہی ہم اسے مسلمان جان سکتے ہیں۔ اور نہ ہی ان حالات میں زید کا کسی مسلمان عورت سے نکاح درست ہوگا اور نہ ہی مسلمانوں کو ایسے نکاح میں شرکت کی شرعاً اجازت ہے بلکہ اس سے میل جول رکھنا منع ہے۔ اور پھر جبکہ زید کے بھائی بہن والد مسلمان ہو کر مرتد ہو گئے تھے اور زید بھی اسی خاندان کا ایک فرد ہے اس لئے یہ معاملہ اور اہم ہو جاتا ہے کہ پورا اطمینان ہو جانا ضروری ہے۔ مسمی محمود جو کہ اپنی صاحبزادی کا عقد ایسے شخص سے کرنا چاہتا ہے۔ اُسے چاہئے کہ پہلے زید کو اعلانیہ عام مسلمانوں کے سامنے مسلمان کرائے اور قادیانیوں سے میل جول ختم کرنے کا عہد لے اور جب ان باتوں کا اطمینان ہو جائے تو بلاشبہ یہ نکاح صحیح ہوگا اور مسلمانوں کی شرکت اس میں جائز ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً۪ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ۝ (البقرہ)۔ اے ایمان والو اسلام میں پورے (مکمل) داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو بیشک وہ (شیطان) تمہارا کھلا دشمن ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید، ۳۰ ربیع الاول ۱۴۰۵ھ۔ ۲۴ دسمبر ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳۰ ربیع الاول ۱۴۰۵ھ

عیسائی لڑکی سے نکاح ہوسکتا ہے مگر آجکل کے کرسچین عیسائی نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے کے بارے میں کہ: ایک عیسائی لڑکی ایک مسلمان لڑکے سے عقد کرنا چاہتی ہے۔ اپنے مذہب کو برقرار رکھتے ہوئے لڑکا مذہب اسلام چھوڑنا نہیں چاہتا کیا یہ نکاح درست ہے یا نہیں؟

منجانب فقیر محمد نیاز ولد فیض محمد نیاز، حالی روڈ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: عیسائی لڑکی کہ اپنے مذہب عیسائیت پر قائم ہو اس سے مسلمان لڑکے کا نکاح ہوسکتا ہے۔ حلال ہے یعنی اس سے جماع زنا نہ ہوگا۔ وطی حرام نہ کہلائے گا۔ مگر جہاں تک بن پڑے مسلمان اس سے پرہیز کرے کہ اس میں بہت سے ناپسندیدہ مقاصد کا دروازہ کھلتا ہے (عالمگیری وغیرہ) اور اگر وہ صرف نام کی عیسائی ہو اور حقیقتاً نیچری، دہریہ، نام کرسچین جیسے آجکل کے عموماً نصاری کا کوئی مذہب نہیں تو ایسی صورت میں اس سے نکاح نہیں ہوسکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ جمادی الاولیٰ ۱۴ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شیعوں سے نکاح کرنا حرام ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین اس مسئلے میں کہ: ایک شخص زید نے اپنی بہن ساجدہ کا نکاح عمرو سے کیا تھا۔ اس وقت عمرو سنی مذہب سے تعلق رکھتا تھا۔ کافی عرصے بعد ساجدہ کے ماموں عمر الدین نے عمرو کو ورغلا کر اسے ساجدہ جو اس کی بھانجی تھی طلاق دلوائی اور عمر الدین نے اپنی بیٹی صائمہ کا رشتہ عمرو سے کیا۔ اور اس وقت عمرو پکا شیعہ ہو چکا تھا اور عمر الدین نے یہ جانتے ہوئے بھی کہ عمرو شیعہ ہے اپنی بھانجی کو طلاق دلوا کر اپنی بیٹی کا رشتہ عمرو سے کر دیا۔ اب صورت حال یہ ہے کہ عمر الدین حج پر جانا چاہتا ہے اور لوگوں نے اس سے کہا کہ سب عزیز رشتے داروں کو راضی کر لے اور ان سے معافی مانگنے کے بعد حج پر جانا چاہئے۔ اب عمر الدین ساجدہ کے بھائیوں اور رشتے داروں کے پاس معافی مانگنے کے لئے آتا ہے۔ اب عمر الدین کو شریعت محمد کے مطابق معاف کرنا چاہئے یا نہیں؟ حالانکہ اس نے دو عظیم گناہ کئے ہیں؟

۱۔ اپنی بھانجی کو طلاق دلا کر اپنی بیٹی کا رشتہ کیا۔

۲۔ جان بوجھ کر شیعہ کو اپنی بیٹی دی۔

۳۔ ان حالات میں عمر الدین کو ساجدہ کے بھائی اور رشتہ دار معاف کریں یا نہیں؟ بینوا، توجروا

سائل۔ غلام فرید، سرے گھاٹ، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: عمر الدین دو گناہ کا مرتکب ہوا۔ ہر گناہ اپنی جگہ عظیم گناہ۔ میاں بیوی کے مابین تفریق اور عورت کو مرد سے ورغلانا یا مرد کو عورت سے ورغلانا۔ حدیث شریف میں ایسے شخص پر لعنت آئی اور قرآن کریم نے اسے شیطانی فعل بتایا۔ تو عمر الدین کو لازم کہ اس کے فعل سے جس مسلمان مرد، خواہ عورت کو اذیت پہنچی اس سے صاف الفاظ میں معافی مانگے۔ اور ان پر لازم ہے کہ معافی مانگنے پر معاف کر دیں۔ مگر دوسرا گناہ، بڑا کڑوا گھونٹ ہے۔ آج کل کے رافضیوں میں، کسی ایسے شخص کا ملنا جسے ضعیف طور پر مسلمان کہہ سکیں، شاید ایسا ہی دشوار ہوگا جیسے سفید رنگ کا کوا۔ اور ایسے رافضیوں کا حکم بالکل مثل حکم مرتدین ہے۔ یعنی ان سے شادی بیاہ کا معاملہ کرنا حرام حرام حرام ہے۔ اور اپنی بیٹی ان کے نکاح میں دینا تو سخت قہر، قاتل زہر ہے کہ عورتیں مغلوب ومحکوم ہیں۔ اور ناقصات العقل والدین بھی۔ تو اس جرم وگناہ سے معافی کی صرف یہی ایک صورت ہے کہ عمر الدین، اپنی بیٹی کا نکاح فسخ کرائے اور باقاعدہ عدت میں اسے بٹھائے۔ پھر کسی سنی کے نکاح میں لائے۔ اگر وہ ایسا کر لے تو مسلمان اسے معاف کر دیں۔ اور اس سے توبہ علی الاعلان کرائیں۔ (فتاوی رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

شیعہ وسنی کا نکاح نہیں ہوسکتا

سوال: جناب مفتی محمد خلیل خان صاحب برکاتی مدظلہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سلام کے بعد عرض کی جاتی ہے کہ ہمیں مندرجہ ذیل مسائل پیش ہیں۔ مہربانی کر کے قرآن وسنت کی روشنی میں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تفصیل سے لکھیں۔

۱۔ ایک لڑکا شیعہ اور ایک لڑکی سنی جو دونوں نابالغ تھے لیکن ان کی رضامندی اور والدین کی رضامندی سے دونوں کا نکاح ہو گیا ہے۔ لیکن ابھی تک رخصتی نہیں ہوئی۔ اب جب کہ لڑکا اور لڑکی دونوں بالغ ہو چکے ہیں۔ اب لڑکی کے والدین لڑکی دینے کو تیار نہیں۔ جب کہ لڑکی اس پر راضی ہے۔ تو اب کیا کرنا چاہئے۔ واضح رہے کہ لڑکا جو شیعہ ہے صحابہ کرام کے بارے میں گستاخی بھی اس سے کبھی نہیں سنی ہے۔ تو آپ بتائیں کہ کیا پہلی دفعہ جو نکاح پڑھایا گیا ہے یعنی شیعہ لڑکا اور سنی لڑکی کا نکاح ہو گیا یا نہیں۔ اگر ہو گیا ہے تو اب کیا کرنا چاہئے جبکہ لڑکی کے والدین لڑکی دینے کو رضامند نہ ہوں؟

۲۔ بالغ لڑکا شیعہ اور بالغہ لڑکی سنی کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں جبکہ لڑکے کے والد شیعہ اور والدہ سنی ہو۔ اور لڑکا صحابہ کرام کے بارے میں گستاخی کے کلمات بھی نہ کہتا ہو؟ آپ کی بہت بہت مہربانی ہوگی۔ والسلام فقط امتیاز حسین

۷۸۲ الجواب: عوام، شیعہ کہتے ہی ان لوگوں کو ہے جو تبرائی روافض ہیں، ان سے نکاح حرام قطعی اور باطل محض اور قربت خالص زنا ہے۔ خواہ لڑکا لڑکی نابالغ و نابالغہ ہوں یا بالغ و بالغہ۔ آج کل کے رافضیوں میں کسی ایسے شخص کا ملنا جسے ضعیف طور پر بھی مسلمان کہہ سکیں شاید ایسا ہی دشوار ہوگا جیسے سفید رنگ کا کوا۔ اور ایسے رافضیوں کا حکم بالکل مثل حکم مرتدین ہے، یعنی ان سے شادی بیاہ کا معاملہ کرنا حرام حرام حرام، اب اپنی بیٹی ان کے نکاح میں دینا تو سخت قہر، قاتل زہر ہے کہ عورتیں محکوم و مغلوب ہوتی ہیں اور ناقصات العقل والدین بھی تو اس جرم و گناہ سے معافی کی صرف یہی ایک صورت ہے کہ اس لڑکی کا نکاح فسخ کرایا جائے اور اگر رخصتی نہ ہوئی اور دونوں کبھی تنہائی میں بھی ساتھ نہ بیٹھے ہوں تو عدت بھی نہیں ہے، تو اب کسی سنی کے نکاح میں لایا جائے۔ (فتاویٰ رضویہ)

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ ربیع الاول شریف ۱۴۰۰ھ

اگر عورت مسلمان ہو جائے اور اسکا شوہر مسلمان نہ ہو تو دونوں میں علیحدگی کر دی جائے گی

سوال: اگر کوئی شادی شدہ ہندو عورت اسلام قبول کر لیتی ہے اور اسکا شوہر اسلام قبول نہیں کرتا تو کیا از روئے شریعت محمدی اس کو عدت گزارنی پڑے گی یا نہیں جبکہ وہ حاملہ نہیں ہے؟ محمد طارق، انڈس ڈائینگ کمپنی لمیٹڈ حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: زوج زوجہ دونوں کافر تھے اور ان میں کتابی کوئی بھی نہیں اور ان میں سے ایک مسلمان ہوا تو حاکم اسلام دوسرے پر اسلام پیش کرے اگر مسلمان ہو گیا فبہا۔ صورت مسئولہ میں عورت مسلمان ہوئی، شوہر پر اسلام پیش کرنا ضروری ہے۔ اگر وہ مسلمان ہو گیا تو دونوں اسی نکاح سابق پر باقی رکھے جائیں گے۔ بشرطیکہ کوئی اور وجہ تفریق ان میں وجود نہ ہو۔ مثلاً وہ عورت اس کے محارم میں نہ ہو۔ اور اگر شوہر اسلام لانے سے انکار کر دے یا خاموشی اختیار کرے تو حاکم اسلام ان میں تفریق کر دے گا۔ اور یہ تفریق طلاق قرار پائے گی۔ ورنہ پہلا نکاح فسخ نہ ہوگا۔ تفریق کے بعد عورت عدت گزار کر کسی مسلم سے نکاح کر سکتی ہے۔ اور عورت جبکہ مسلمان ہو چکی تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس کی حفاظت کریں۔ اس کے کافر شوہر سے نہ ملنے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دیں کہ معاذ اللہ وہ اسے مرتد نہ بنادے۔ (درمختار ردالمختار) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

اگر کوئی کافر مسلمان ہو جائے تو مسلمانوں پر اس کی حفاظت لازم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک عورت نومسلم شہناز بنت پیرو نے مورخہ ۱۹ مارچ ۱۹۸۳ء کو اپنی خوشی سے اسلام قبول کیا۔ جسکی تصدیق کورٹ نے کردی۔ اس کے بعد عورت مذکورہ نے، شادی بھی کرلی، اب اس کے سابقہ مذہب کے چند وڈیروں نے اسے دوبارہ مسلم شوہر سے چھین کر، ہندوؤں کے حوالے کردیا ہے، عورت بدستور اسلام پر قائم ہے، ایسی صورت میں شریعت کا کیا حکم ہے۔ کیا اس کو وہیں رہنے دیا جائے تو اس صورت میں اسلام سے پھر جانے کا خطرہ موجود ہے یا اسے وہاں سے واپس لایا جائے تو اسکی صورت کیا ہوگی؟

السائل محمد ابراہیم، تارا کا باغ، نزد ٹنڈو آدم براستہ شہداد پور ضلع سانگھڑ، ۶ جون ۱۹۸۳ء

۷۸۶ الجواب: جو عورت مسلمان ہو چکی اور اسلامی برادری کا ایک فرد بن چکی، اسکی حفاظت، ہر مسلمان صاحب ایمان پر فرض ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ اسے اس کے کافر رشتہ داروں سے نہ ملنے دیں۔ اسے ہرگز ایسی جگہ نہ جانے دیں جہاں اس کے بہکنے کا اندیشہ ہو۔ ایسے مقام پر کھڑا ہونے سے روک دیں جہاں شیطان اور اسکی ذریت اسے بہکا سکے۔ جو مسلمان، نام کا صاحب ایمان، اس میں آڑے آئے۔ اس سے قطع تعلق رکھیں۔ اس سے سلام کلام موقوف کردیں۔ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ الرضاء بالکفر ، کفر۔ کفر پر راضی ہونا بھی کفر ہے۔ تو جن وڈیروں نے اس مسلمان عورت کو، کافروں کے قبضے میں دیدیا، وہ خود بھی انہیں کافروں میں شامل ہو گئے۔ اگر ان کے نکاح ہو چکے ہیں تو انکے نکاح ٹوٹ گئے۔ اور حج کر چکے ہوں تو دوبارہ حج کرنا بھی ان پر لازم ہو گیا۔ از سر نو کلمہ پڑھیں، تجدید ایمان کریں اور مسلمان بنیں۔ ان کے وہ ہی احکام ہیں جو مرتدین کے ہیں۔ حدیث میں ہے من کثر سواد قوم فھو منھم جو کسی قوم کی گنتی بڑھائے وہ اسی قوم سے ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ان وڈیروں نے ایک مسلمان بی بی، انہیں واپس کر کے، ان کی تعداد میں اضافہ کیا، تو یہ خود بھی ان میں ہو گئے۔ غرض مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس عورت کو واپس لائیں اور حکومت وقت سے مدد لیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ شعبان المعظم ۱۴۰۳ھ

رافضی مرتد ہیں ان سے نکاح نہیں ہوسکتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: کوئی سنی مسلمان لڑکی بالغ ایک شیعہ مرد سے عقد نکاح پر مصر ہو اور اسکے علاوہ کسی اور سے عقد نکاح پر راضی نہ ہو تو لڑکی کے وارثوں پر شریعت محمدی کی رو سے کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

غلام محمد، لطیف آباد ۷، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: آج کل کے اکثر بلکہ تمام رافضی تبرائی ضروریات دین کے منکر ہیں۔ مثلاً قرآن مجید کو ناقص بتاتے یا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اسے بیان عثمانی کہتے ہیں۔ یا امیر المومنین مولی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو، انبیائے سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام، خواہ کسی ایک نبی سے افضل جانتے ہیں۔ یا حضور پرنور سید المرسلین ﷺ پر تبلیغ دین متین میں تقیہ کی تہمت رکھتے ہیں الی غیر ذلك من الکفریات ایسے لوگ جمہور اہل اسلام کے نزدیک یقیناً قطعاً کافر، مرتد، خارج از اسلام اور اسلام سے قطعی بے تعلق بے علاقہ ہیں۔ اگرچہ کلمہ پڑھیں اور ان کے احکام وہ ہی ہیں جو مرتدین کے ہیں۔ فتاوی ہندیہ۔ فتاوی ظہیریہ وحدیقہ ندیہ وغیرہ میں ہے احکامهم احکام المرتدین اور مرتد خواہ مرد ہو یا عورت، اس کا نکاح تمام عالم اسلام میں کسی عورت ومرد یا کافر، مرتد یا اصلی کافر، کسی سے نہیں ہوسکتا، یہاں تک کہ ان کے ہم مذہب کا بھی۔ خانیہ وہندیہ وغیرہ میں ہے واللفظ للاٰخرۃ لایجوز للمرتد ان یتزوج مرتدۃ ولا مسلمۃ ولا کافرۃ اصلیۃ وکذلك لایجوز نکاح مرتدۃ مع احد۔ اس عبارت کا حاصل وہ ہی ہے کہ مرتد کا نکاح نہ کسی مسلمان سے ہوسکتا ہے۔ نہ کافر سے نہ مرتد سے۔ نہ اس کے ہم مذہب سے۔ اور جب حقیقتاً نکاح نہیں ہوسکتا تو نام نکاح اس ناجائز کو جائز، اور حرام کو حلال نہیں کرسکتا۔ جس سے نکاح ہوگا زنائے محض ہوگا اور اولاد ولد الزناء۔ پھر محل غور ہے کہ جب سنیہ بنت سنی جبکہ وہ صالحہ عابدہ ہو اس کا نکاح، ولی کی صریح اجازت کے بغیر، کسی فاسق معلن سے نہیں ہوسکتا کہ لیس فاسق کفو الصالحۃ (فاسق فی العمل، پارسا عورت کا کفو نہیں) تو جو بھی شخص فاسق فی العقیدہ ہے وہ کیسے اس سنیہ بنت سنی کا کفو ہوسکتا ہے۔ تو اگر نکاح کر بھی لیا تو شرعاً ہرگز معتبر نہ ہوگا۔ اور عورت زنا وبدکاری میں مبتلا ہو کر زانیہ، فاحشہ، اور قحبہ کاسبہ، رنڈی جیسے القاب کی مستحق ہوگی۔ پھر چونکہ یہ امر، اولیائے زن کے لئے بھی باعث ننگ وعار ہے اس لئے انہیں اختیار ہے کہ جس طرح بن پڑے، اپنی عزت وآبرو اور خاندان کو رسوائی وفضیحت سے بچانے کے لئے جائز اقدام کریں۔ اسے گھر میں محبوس کرلیں۔ گھر کو اس کے لئے قید خانہ بنادیں اور ضرورت سمجھیں تو حاکم وقت سے اس میں مدد لیں۔ (فتاوی رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

کون سے شیعہ سے نکاح زنا، نہ ہوگا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: سنی العقیدہ لڑکی کا عقد (نکاح) شیعہ العقیدہ مرد کے ساتھ ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اور اگر اس قسم کے اشخاص سے نکاح ہوا ہو تو اس کے نتیجہ میں جو اولاد پیدا ہوئی ہو تو ان کے متعلق کیا مسئلہ ہے کہ آیا وہ جائز اولاد ہے یا ناجائز؟ فقط والسلام بادشاہ حسین، پیر کالونی، کراچی، 18/02/1979

۷۸۶ الجواب: جو ان میں کوئی عقیدۂ کفر رکھتا ہے جیسے آج کل کے عام رافضی، اس کے ساتھ تو کسی کا نکاح ہو ہی نہیں سکتا۔ یہاں تک کہ خود اس کے ہم مذہب کا بھی۔ اور جو ان میں عقائد کفر سے بچا ہوا ہو (حالانکہ آج کل شیعوں میں ایسا ملنا جو تبرائی رافضی نہ ہو اور اسے ضعیف طور پر بھی مسلمان کہہ سکیں شاید ایسا ہی دشوار ہوگا جیسے حبشیوں میں چمپئی رنگ کا آدمی، یا سفید رنگ کا کوا) اس کے ساتھ نکاح اگرچہ بایں معنی درست، کہ کرلیں تو درست ہوجائے گا زنا نہ ہوگا مگر بدمذہبوں کے ساتھ ایسا بڑا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علاقہ پیدا کرنے سے دور بھاگنا لازم۔ زوجیت وہ عظیم رشتہ ہے کہ خواہی نخواہی باہم انس و محبت والفت پیدا کرتا ہے، تو انہیں اپنی بیٹی دینا اور بھی سخت قہر، قاتل زہر ہے کہ عورتیں مغلوب ومحکوم ہوتی ہیں پھر وہ نرم دل بھی زائد ہیں۔ اور عقل و دین میں ناقص بھی۔ بہرحال پہلی صورت میں کہ وہ شیعہ مرد، غالی رافضی اور تبرائی ہو، اولاد محض ولد الزناء ہوگی اور دوسری صورت میں کہ وہ عقائد کفریہ نہیں رکھتا، اولاد کا نسب ثابت مانا جائے گا۔ (تفصیل کیلئے دیکھیں فتاوی رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ ربیع الاول شریف ۱۳۹۹ھ

دوسری شادی کرنے کے لئے کوئی شرط نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: چند سال قبل میں نے شادی کی تھی اور شادی کے موقع پر میں نے یہ تحریر لکھ کر دی تھی کہ بلا عذر شرعی دوسری شادی کروں تو دوسری بیوی مجھ پر تین طلاق ہوگی۔ شادی کے کچھ عرصے کے بعد میری بیوی میری غیر موجودگی میں اپنے والدین کے چلی گئی اور میرے والد نے اس کے والدین سے پوچھنا چاہا کہ لڑکی کس وجہ سے بھاگی، تو انہوں نے میرے والد سے جھگڑنا شروع کر دیا، پھر کسی طرح میرے والد اسے لے آئے لیکن ایک رات اندھیرے میں چھپ کر بھاگ گئی اور الزام لگایا کہ سسر نے مارا ہے لیکن جب یہ ثابت نہ ہوسکا تو کہنے لگی کہ پڑوسن نے مجھ سے جھگڑا کیا تھا اس لئے بھاگی تھی، اسی اثناء میں میری بیوی کے والد نے میرا نو ماہ کا بچہ میری بیوی سے لیا اور ایک پنچایت میں لاکر ہمارے حوالے کر دیا اور کہا کہ (تم یہ لڑکا لینا ہے تو لے لو ورنہ پتھر پر مار دونگا اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے۔) میرے والد نے صبر کیا اور بچہ لے لیا جس کی پرورش میرے والد نے کی، بچہ اس وقت ۴ سال کا ہو چکا ہے۔ جس دوران میری بیوی بھاگتی رہی اس دوران گھر کی بہت سی چیزیں چرا کر لے جاتی رہی، مبلغ 1400/ سو روپے نقد، 85 تولہ چاندی کا زیور جس میں ایک چیز سونے کی بھی ہے اور برتن، کپڑے اور فرنیچر بھی چرا کر لے گئی جس کی تفصیل لمبی ہے۔ اب صورت حال یہ ہے کہ میری والدہ کا انتقال میرے بچپن میں ہو گیا تھا اور شادی کی تھی کہ گھر آباد ہوگا لیکن گھر برباد ہو کر رہ گیا میرا بوڑھا باپ خود اپنے ہاتھ سے روٹی پکاتا اور میرے بچے کی پرورش بھی کرتا ہے اور میں خود ملازمت کرتا ہوں، اگر مذکورہ بالا وجوہات کو عذر شرعی مانا جاتا ہو تو قرآن وحدیث کی روشنی میں لکھ دیں کہ میں دوسری شادی کرسکوں، کیا اس صورت میں دوسری بیوی کو طلاق نہیں ہوگی۔ کیونکہ میں ابھی پہلی بیوی کو طلاق دینا نہیں چاہتا۔ بینوا، توجروا سائل عبدالحمید ولد سائیں خان، سکنہ خواجہ، باغ، آزاد کشمیر

٧٨٦ **الجواب** ھوالموفق للصواب: شریعت مطہرہ نے دوسری، تیسری، چوتھی شادی کے لئے کوئی عذر یا جبر یا شرط نہیں لگائی سوائے اس کے کہ شوہر کو خوف ہو کہ وہ عدل نہ کر سکے گا قال اللہ تعالیٰ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً (النساء:3) تو جب شریعت نے کوئی عذر بیان نہ کیا تو عذر پایا ہی نہ جائے گا اور جو شرط عادۃً محال ہو تو وہ کلام لغو ہوگا۔ لہٰذا دوسری شادی کرنے سے دوسری بیوی مطلقہ نہ ہوگی۔ (درمختار) ہاں اگر متکلم کے ذہن میں عذر شرعی سے مراد حقوق زوجیت ہے تو جب حقوق پورے نہ کئے جائیں تو اس کے خیال کے مطابق صورت ہذا میں عذر پایا گیا تو بھی دوسری شادی کرسکتا ہے طلاق واقع

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید، ۱۰؍۱۰؍ ۱۹۸۴ء

۷۸۶۔الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

نابالغ لڑکی کے نکاح کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنی دو لڑکیوں کی شادی عمر، کے دو لڑکوں سے آج سے چند سال پہلے کی تھی۔ زید کی ایک لڑکی بالغ تھی اور ایک لڑکی نابالغ تھی۔ زید کی بالغ لڑکی کو عمر کے لڑکے نے چند سال کے بعد طلاق دے دی اور جب زید کی نابالغ لڑکی بالغ ہوئی تو اس لڑکی نے بالغ ہوتے ہی کہا کہ میں یہ نکاح نہیں مانتی۔ از روئے شرع فرمائیں کہ زید کی اس لڑکی کے بارے میں کیا حکم ہے؟ کیا یہ نکاح درست رہا یا نہیں رہا؟

محمد سبحان خان، لطیف آباد نمبر ۱۱، بریلی کالونی حیدر آباد، ۲۸ دسمبر ۱۹۸۴ء

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: نابالغ لڑکی کے نکاح پر ولی کو ولایت اجبار حاصل ہے یعنی باپ نے جب اپنی نابالغہ لڑکی کا نکاح کر دیا تو یہ نکاح نافذ ہو گیا اور بالغ ہونے کے بعد لڑکی کو اس نکاح کے توڑنا کا اختیار نہیں (درمختار، خانیہ جوھرہ) لہٰذا صورت مسئول عنہا میں لڑکی کا نکاح باقی ہے جب تک شوہر طلاق نہ دے یا مر جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۹ دسمبر ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

حلالہ میں شرط سے نکاح کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی بدرستگی ہوش و حواس لیکن جب گھر کے ویران ہونے کا احساس ہوا تو حیلے بہانوں کی جستجو ہوئی پھر کسی عزیز یا احباب کو اس طرح دباؤ یا نقد جنس دے کر اس سے معاہدہ کر لیا کہ طلاق کی عدت کے بعد، وہ اس شرط پر حلالہ کر لے کہ، کل طلاق دیدے گا بکر اس بات پر خواہ اخلاقی دباؤ سے یا لالچ کے دباؤ سے آمادہ ہو گیا اور اس نے حلالہ کر کے دوسرے دن طلاق دے دی پھر اس طلاق کی عدت گزرنے کے بعد زید نے واپس اپنے نکاح میں لے لیا تو کیا از روئے شرع شریف اس طریقے پر میعادی نکاح جائز ہے؟

اور کیا اس میعادی نکاح و طلاق اور اس کی عدت وغیرہ کے بعد وہ عورت اپنے پہلے شوہر کے لئے حلال ہو گئی۔ براہ کرم صحیح اور مدلل جواب سے آگاہ فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ فجزاءُ الی اللہ الی یوم الجزاء۔

فقط والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السائل بندۂ کمترین قاری سراج الدین واحدی، خطیب مسجد عثمانیہ نائن کا پڑ حیدر آباد

مؤرخہ ۱۰ ربیع الاول شریف ۱۴۰۶ھ/مطابق ۱۴ نومبر ۱۹۸۵ء

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: بشرط التحلیل جس کے بارے میں حدیث شریف میں لعنت آئی وہ یہ ہے کہ عقد نکاح یعنی ایجاب و قبول میں حلالہ کی شرط لگائی جائے اور یہ نکاح مکروہ تحریمی ہے زوج اول، ثانی اور عورت تینوں گناہگار ہوں گے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مگر عورت اس نکاح سے بھی بشرائط حلالہ شوہر اول کے لئے حلال ہو جائے گی اور اگر عقد میں شرط نہ ہوگی اگرچہ نیت میں ہو تو کوئی کراہت نہیں۔ (درمختار) واللہ تعالیٰ اعلم احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۹ دسمبر ۱۹۸۵ء

نابالغ کا نکاح بغیر ولی کے نہیں ہوسکتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے میں کہ: زید کی بیوی اپنے گھر سے ناراض ہو کر اپنے والدین کے گھر چلی آئی تھی۔ زید کا ایک لڑکا نابالغ بھی ان کے ساتھ چلا آیا تھا۔ زید کی بغیر اجازت کے اس کی بیوی اور لڑکے کی نانی نے اس لڑکے کا نکاح کروا دیا تھا آپ اب یہ بتائیں کہ زید کی بغیر اجازت کے اور لڑکی کی نانی کی اجازت سے یہ نکاح، ہوا کہ نہیں؟ قرآن اور حدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی

نور محمد ولد محمد حیات قوم چوہان، گوٹھ شاہ تحصیل ساماروضلع تھرپارکر، ۳ جنوری ۱۹۸۵ء

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: نابالغ کے نکاح کے لئے ولی شرط ہے بغیر ولی ان کا نکاح نہیں ہوسکتا ہے۔ اور جبکہ ولی اقرب موجود ہے جیسے لڑکی نابالغ کا ولی اقرب باپ دادا موجود ہوں تو نانا یا ماں نکاح کے ولی نہیں بن سکتے ہیں لہٰذا یہ نکاح جو سوال میں درج ہے موقوف رہے گا باپ کی اجازت پر اگر اجازت دے گا نکاح ہو جائے گا ورنہ نہیں محض اس باپ کا سکوت کافی نہیں بلکہ صراحتاً یا دلالتاً اجازت کی ضرورت ہے۔ (درمختار، ردالمختار) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ربیع الآخر ۱۴۰۵ھ۔ ۴ جنوری ۱۹۸۵ء

نکاح حالت حیض میں بھی ہو جاتا ہے

سوال: شاہدہ بیگم کی شادی کی تاریخ دس جنوری قرار پائی۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ عورت حیض سے تھی اس کا نکاح ہوا کہ نہیں؟ جواب دے کر مشکور فرمائیں محمد حفیظ خان، لطیف آباد ۵، مکان نمبر 107-D، ۱۴ جنوری ۱۹۸۵ء

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: نکاح کے لئے حیض سے پاک ہونا شرط نہیں ہے، حالت حیض میں بھی جو نکاح ہوا وہ یقیناً صحیح ہے، ہاں پاک ہونے تک شوہر ہم بستری نہیں کرے۔ (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید، ۱۴ جنوری ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

نکاح کے لئے ایجاب وقبول شرط ہے

سوال: جناب مفتی صاحب السلام علیکم

ایک دفعہ بچپن میں بچے کو شربت پلایا تھا لہٰذا نکاح ہوا یا نہیں؟ صرف شربت پلایا تھا۔ بچے کے والدین نے ایجاب وقبول نہیں کیا تھا۔ کیا نکاح کیا جائے یا شربت ہی کافی ہے؟ عبدالمجید، پریٹ آباد، بغدادی مسجد حیدرآباد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: صرف شربت پلانے سے نکاح منعقد نہیں ہوا، اولاد اگر بالغ ہے تو اب نکاح کے لئے اس کی اجازت ضروری ہے۔ (عامہ کتب)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۹ جنوری ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

اپنی مرضی سے کفو میں نکاح کیا تو نکاح صحیح ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک بالغہ لڑکی نے اپنی مرضی سے ایک بالغ لڑکے سے شادی کر لی اور وہ لڑکا اس لڑکی کے کفو، یعنی چال چلن اور اخلاق ونسب میں مساوی ہے اس کے بعد لڑکی کے والدین نے لاعلمی میں اس لڑکی کی شادی دوسری جگہ کر دی آیا کہ وہ نکاح ثانی درست ہوا یا نہیں اور کیا نکاح اوّل پر کوئی فرق پڑا یا نہیں پڑا؟ کیا والدین پر ضروری ہے کہ وہ شوہر اوّل سے دوبارہ ایجاب وقبول کرائیں۔

فقط السائل شمشاد اور محمد اسمٰعیل، یونٹ ۸ لطیف آباد

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: بالغہ جو بے رضائے ولی بطور خود اپنا نکاح خفیہ، خواہ اعلانیہ، کرے اس کے صحت و انعقاد کے لئے شرط ہے کہ شوہر اس کا کفو ہو یعنی مذہب یا نسب یا پیشے یا چال چلن میں عورت سے ایسا کم نہ ہو کہ اس کے ساتھ نکاح ہونا، اولیائے زن کے لئے باعثِ ننگ وعار وبدنامی ہو، اگر ایسا ہے تو وہ نکاح نہ ہوگا۔ وھو المختار للفتوٰی لفساد الزمان (درمختار) سوال سے ظاہر ہے کہ لڑکا لڑکی کا کفو ہے تو اس صورت میں برتقدیر صدق مستفتی دو مرد یا ایک مرد دو، عورتوں کے سامنے ایجاب وقبول کر لینے سے نکاح جائز وصحیح ہے، دوبارہ کی ضرورت نہیں۔ (فتاوی رضویہ) اور جب پہلا نکاح صحیح ہو گیا تو دوسرا نکاح باطل ہے، عورت کا باپ اور یہ دوسرا شوہر دونوں سخت کبیرہ کے مرتکب ہیں۔ اور اگر جانتے بوجھتے دوسرا نکاح کرا دیا تو اس میں قربت زنائے خالص ہوگی جس کا وبال مرتکب تزویج پر ہوگا، عالمگیری میں ہے نفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا ولی (فتاوی رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۳۰ اپریل ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

زنا سے حاملہ لڑکی کا نکاح

سوال: جناب عالی مسئلہ یہ ہے کہ: لڑکا اور لڑکی نکاح سے پہلے اگر غلطی کر بیٹھیں اور حمل ٹھہر جائے تو کیا ان دونوں کا نکاح ہو جائے گا؟ دونوں کے گھر کے لوگوں نے ایک دوسرے کی شادی کی بات طے کر رکھی تھی۔ دونوں کی شادی ہو گئی شادی کے وقت لڑکی کو اگر دو ماہ کا حمل تھا۔ شادی کے چھ ماہ بارہ دن میں ان کی اولاد ہوئی تو لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ لڑکی اور لڑکے کا نکاح نہیں ہوا لہٰذا دوبارہ کرایا جائے۔ اب آپ اس کے متعلق کوئی فتویٰ صادر فرمائیں کہ ان کو کیا کرنا چاہئے۔ کیا اس کے بعد جو اولاد ہوگی وہ ناجائز کہلائے گی؟ حکیم عبدالحق قرشی، اعظم دواخانہ، شاہ مکی روڈ ریلوے کالونی حیدر آباد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ الجواب ھوالموفق للصواب: اگر وہ لڑکی کنواری تھی اور قبل نکاح اس سے زنا کیا گیا اور حمل ٹھہر گیا اور پھر اسی زانی سے نکاح ہوا تو یہ نکاح صحیح ہو گیا اور بعد نکاح صحبت کرنا بھی جائز۔ لہٰذا دوبارہ نکاح کرنے کی ضرورت نہیں وہی پہلا نکاح کافی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد پنجم) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۲ شعبان ۱۴۰۵ھ۔ ۱۳ مئی ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۲۲ شعبان ۱۴۰۵ھ

نکاح کے لئے ایجاب وقبول شرط ہے

سوال: ایک شخص نے اپنی بڑی بیٹی کی شادی کے وقت، اپنی چھوٹی بیٹی جس کی عمر اس وقت صرف ڈیڑھ (1-1/2) سال تھی ایک لڑکے، جس کی عمر اس وقت پانچ سال تھی سے طے کر دی اور لڑکے والوں اور لڑکی والوں نے طے کیا۔ اب ۱۵ یا ۱۶ سال کے بعد لڑکے والوں نے لڑکی والوں سے کہا کہ میں اپنے لڑکے کی شادی کر رہا ہوں اور تم اپنی لڑکی کی شادی کر لو۔ یہ سب باتیں زبانی ہوئی ہیں اور پنچایت کے دوران ہوئی ہیں۔ لڑکے والوں نے پنچایت میں کہا کہ میرا وہ زیور وغیرہ بھی دے دو، لڑکی والوں نے وہ زیور بھی واپس کر دیا۔ جو کہ لڑکوں والوں نے بات کی تھی اور اس نے پنچایت کے روبرو قطع کر دی ہے۔

لڑکے والوں نے اس لڑکے کی شادی کر لی جس کے ساتھ بات چیت تھی۔ اب لڑکی کا باپ اپنی لڑکی کی شادی کرنا چاہتا ہے۔ کیا طلاق ضروری ہے۔ جب کہ تمام باتیں صرف زبانی تھی۔ اور زبانی ہی لڑکے والوں نے اس کو قطع کر دیا اور لڑکی کی شادی بھی ہو گئی۔ علماء دین اس مسئلے میں کیا فرماتے ہیں؟ حکم صادر کیا جائے؟

دلاور حسین وکیل، مکان نمبر 410 محمدی کوارٹر، میر پور خاص

۷۸۶ الجواب ھوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں اگر نابالغ لڑکے اور نابالغہ لڑکی سے والدین یا اولیاء نے صرف بات طے کی تھی اور ان دونوں بچوں کی طرف سے ایجاب وقبول نہ کیا گیا تھا تب تو نکاح نہ ہوا لہٰذا لڑکی کی شادی کہیں بھی کی جا سکتی ہے اور اگر اس وقت طے کرنے کا مطلب عقد تھا تو یہ عقد منعقد ہوا، اب لڑکی کی شادی کرنے کے لئے لڑکے سے بلوغت کے بعد طلاق لینی ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۱ اگست ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

باپ دادا کا کیا ہوا نکاح بالغ ہونے کے بعد فسخ نہیں ہوگا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے میں کہ: نابالغ لڑکی کا نکاح اگر اس کا والد پڑھوا دے اور لڑکی جوان ہوتے وقت انکار کر دے تو کیا نکاح ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

سائل حمید اللہ ولد زین اللہ، گوٹھ غریب آباد نزد پاک سیمنٹ فیکٹری۔ حیدر آباد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: نابالغ لڑکی کے نکاح پر ولی کو ولایت اجبار حاصل ہے یعنی اگر چہ نہ چاہے ولی نے جب نکاح کردیا، ہوگیا۔ پھر اگر باپ دادا نے نکاح کر دیا تو نکاح ہو جائیگا، اس کو بالغ ہونے کے بعد اس نکاح کو توڑنے کا اختیار نہیں ہے (درمختار) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ربیع الاول ۱۴۰۵ھ / ۲۷ نومبر ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ربیع الاول شریف ۱۴۰۵ھ

بالغ کا نکاح اس کی مرضی کے خلاف کوئی نہیں کرسکتا

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے میں کہ: زید نے بکر کی باکرہ کنواری لڑکی کو والدین کی مرضی کے خلاف اغوا کر کے اپنے گواہان کی موجودگی میں نکاح کیا بکر نے پولیس میں بالا مقدمہ درج کرایا اور پولیس نے مغویہ بکر کی دختر کو، زید کے قبضے سے بازیافت کر کے عدالت مجاز میں پیش کر کے مغویہ سے بیان حلفی کرائے۔ جہاں پر مغویہ نے زید سے نکاح کے وقت انکار کرتے ہوئے ظاہر کیا کہ اس کو نکاح کے وقت کچھ علم نہیں تھا البتہ اس سے ایک کاغذ پر زید اور اس کے گواہوں نے دستخط کروائے تھے۔

۱۔ بالا عبارت کی روشنی میں فتوی صادر فرمایا جائے کہ مغویہ بکر کی لڑکی کا نکاح ملزم زید سے شرع کے مطابق صحیح ہے یا نہیں؟

۲۔ کیا مغویہ کی نسبت ملزم زید سے طلاق لینا ضروری ہے۔ اور مغویہ پر ایام عدت گزارنا واجب ہے یا نہیں؟

محمد اسلم ولد محمد ابراہیم، لطیف آباد یونٹ نمبر ۵، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں لڑکی نے خود فقیر کے سامنے حلفیہ بیان کیا کہ اسے نکاح کی بابت کچھ علم نہیں۔ صرف ایک سادہ کاغذ پر دستخط کرائے گئے اور اس وقت بھی اور بعد میں بھی نکاح کا کوئی تذکرہ نہیں تھا اور نہ اس نے نکاح کی اجازت دی، چونکہ عورت بالغہ عاقلہ کا نکاح بغیر اس کی اجازت کوئی نہیں کرسکتا (عالمگیری، درمختار) لہٰذا لڑکی کا نکاح زید سے ہوا ہی نہیں اور جب نکاح نہ ہوا تو نہ طلاق اور نہ عدت، لڑکی جہاں چاہے اس کا نکاح ہوسکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۸ دسمبر ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

بالغہ عورت کا نکاح اس کی مرضی کے خلاف کوئی نہیں کرسکتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے کے بارے میں کہ: زید و عمر آپس میں دو بھائی ہیں زید کا ایک لڑکا اور لڑکی ہے عمر کی بھی ایک لڑکی اور لڑکا ہے۔ آپس میں دونوں بھائیوں نے طے کیا تھا کہ یہ رشتہ آپس میں کرینگے کہ ایک بھائی کا لڑکا دوسرے بھائی کی لڑکی سے نکاح کریگا اور اس طرح دوسرے بھائی کا لڑکا اس کی لڑکی سے نکاح کریگا۔

مگر ایک بھائی کا لڑکا دوسرے بھائی کی لڑکی کو ناپسند کرتا تھا اور اس نے شادی سے انکار کیا مگر ان کے پیر صاحب

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے اس لڑکے کو مجبور کیا کہ وہ اس لڑکی سے نکاح کرے۔ مجبوراً وہ لڑکا راضی ہو گیا اور پھر پیر صاحب ان بھائیوں کے گھر آئے اور صرف دعائے خیر کر کے چلے گئے پیر صاحب نے دونوں لڑکیوں سے ایجاب وقبول کے لئے نہ کوئی گواہ کیا نہ وکیل بھیجا جبکہ لڑکیاں عاقل بالغ تھیں صرف دعائے خیر ان لوگوں کی دلجوئی کے لئے کر کے چلے گئے اس صورت میں شرعاً یہ نکاح ہوا یا نہ ہوا حکم شرع سے مطلع فرمائیں؟ محمد اکبر نصیر آباد بلوچستان، ۲۰ مارچ ۱۹۸۴ء

۷۸۶ **الجواب:** نکاح کے لئے مرد وعورت کا، یا جسے وہ اپنے نکاح کا وکیل بنائیں، ان کا ایجاب وقبول ضروری ہے۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ دو مرد یا ایک مرد، دو عورتیں، اس مجلس میں موجود ہوں اور ایجاب وقبول کو سنیں، اور سمجھیں کہ یہ نکاح ہو رہا ہے۔ اور سوال سے ظاہر ہے کہ یہ مجلس، نکاح کی مجلس نہ تھی۔ بلکہ منگنی کی مجلس تھی۔ جس میں پیر صاحب آئے اور دعائے خیر کے بعد تشریف لے گئے اور اگر یہ مجلس نکاح کی تھی تو باقاعدہ ایجاب وقبول اور گواہوں کی موجودگی میں اور حاضرین کا یہ سمجھنا کہ یہ نکاح ہو رہا ہے، ضروری و لازم ہے۔ درمختار میں ہے ینعقد بایجاب و قبول و شرط حضور شاهدين حرين او حر، مع حرتين مكلفين سامعين قولهما معا على الاصح فاهمين انه نكاح على المذهب۔ پھر عورت اگر بالغہ ہے تو اس کی اجازت ان تمام امور پر مقدم ہے۔ عالمگیری درمختار وغیرہ کتب میں صراحۃً مذکور ہے کہ عورت بالغہ عاقلہ کا نکاح بغیر اس کی اجازت کے کوئی نہیں کر سکتا۔ نہ اس کا باپ۔ نہ بادشاہ اسلام۔ اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ ایک جوان لڑکی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی کہ اس کے باپ نے نکاح کر دیا ہے اور وہ خود اس نکاح کو ناپسند کرتی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے اسے اختیار دیا۔ یعنی تو اس نکاح کو جائز کر دے۔ یا رد کر دے۔ الغرض بالغہ لڑکی کی اجازت کے بغیر اگر کسی نے نکاح کر دیا تو وہ نکاح نافذ نہ ہوا جب تک خود لڑکی اسے قبول نہ کرے۔ یا جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے کہ لڑکی اس نکاح کی اجازت دے چکی ہے۔ اور یہ امر شرعی گواہوں سے ثابت ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۴ھ

گواہوں کے سامنے ایجاب وقبول کرنے سے نکاح ہو گیا

سوال: جناب مفتی صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک شخص محمد اشرف صاحب مہاجر ولد عبد الرحمٰن فتح پور والے نے جو کہ بمقام جھمبڑ تحصیل ٹنڈو الہیار ضلع حیدر آباد میں ہے۔ اس نے اپنے بھائی برادر رشتہ دار کھڑے کر کے اپنی لڑکی بی بی سروری بیگم کے نکاح کی تاریخ اپنے بھانجے محمد شفیع مہاجر ولد عبد الغفور گوندر والے جو کہ اب بمقام خانواھن تحصیل کنڈیارو ضلع نواب شاہ میں آباد ہے ان کو دی اسی وقت فرمایا کہ میں نے اپنی دوسری لڑکی بی بی بلقیس بیگم کے نکاح کی تاریخ لیاقت علی ولد محمد حنیف نگدھو والے جو کہ اب بمقام جھمبڑ تحصیل ٹنڈو الہیار ضلع حیدر آباد میں ان کو بھی یہ ہی دے دی جھمبڑ شہر کے ایک معزز شخص نے اسی وقت پوچھا کہ بھائی محمد شریف صاحب محمد حنیف صاحب سے آپ نے کیا کچھ لینا ہے تو محمد شریف صاحب نے فرمایا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہ میں نے ان کو اسی طرح اللہ واسطے دی ہے اور واقعی محمد شریف صاحب نے محمد حنیف سے لڑکا لیاقت علی اللہ واسطے مانگا تھا تو محمد حنیف نے پوچھا کہ بھائی آپ میرے لڑکے کو لیکر کیا کرو گے تو محمد شریف صاحب نے فرمایا میں ان کے نکاح میں اپنی لڑکی دونگا میرا اور کوئی مطلب نہیں محمد حنیف نے کہا کہ بھائی میرے پاس آپ کو دینے کے لئے رشتہ نہیں۔ حالانکہ محمد حنیف کے پاس ایک رشتہ تھا۔ مگر محمد حنیف نے رشتہ دینے سے انکار کر دیا محمد شریف صاحب نے فرمایا میں آپ سے رشتہ نہیں مانگتا پھر محمد حنیف نے کہا بھائی میرے پاس آپ کو دینے کے لئے دولت بھی نہیں ہے محمد شریف صاحب نے فرمایا کہ میں آپ سے دولت بھی نہیں مانگتا محمد حنیف نے کہا کہ آخر آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں محمد شریف نے کہا کہ میں آپ کو مرشد تسلیم کرتا ہوں اور اپنی لڑکی بی بی بلقیس بیگم کا رشتہ لیاقت علی کے لئے اللہ کے واسطے دیتا ہوں منظور فرمائیں اور مجھ کو نا امید واپس نہ کریں جب تک آپ میری یہ بات منظور نہ کرو گے میں آپ کا ہاتھ نہ چھوڑوں گا محمد حنیف کو اس حالات کی پہلے خبر نہ تھی کہ کس حالات کا آدمی ہے آخر اس کی یہ بات منظور کر لی محمد شریف صاحب ایسے ہو گئے جیسے کہ محمد حنیف کا حقیقی بیٹا ہو مگر یہ سب کچھ فریب ثابت ہوا۔ محمد شریف صاحب کو جب کسی قسم کی ضرورت پیش آتی تو محمد حنیف کے پاس پہنچ جاتا اور جس چیز کی ضرورت پڑتی یا نقد رقم کی ہوتی ادھار کہہ کر لے جاتا۔ بہر حال دونوں لڑکیوں کے نکاح کی ایک ہی تاریخ مقرر ہو گئی اور رواج کے مطابق دعا خیر بھی ہوئی۔ اور شیرنی وغیرہ بھی تقسیم کی گئی اور رواج کے مطابق دونوں لڑکیوں کو مٹھائی اور کچھ رقم بھی محمد شریف کے گھر جا کر عورتوں نے دے دی۔ اور اپنی رسم پوری کی دونوں لڑکیاں بالکل سمجھدار اور بالغ تھیں۔ تاریخ مقررہ سے ایک ہفتے پہلے رواج کے مطابق برادری اور محلے کی عورتوں نے مل کر بان بٹنا بھی دونوں لڑکیوں کو لگایا۔ تاریخ مقررہ پر دونوں براتیں محمد شریف صاحب کی مقرر کردہ جگہ پر پہنچ گئیں رواج کے مطابق دونوں براتوں کا استقبال بھی محمد شریف صاحب اور اس کے بھائیوں اور رشتے داروں نے مل کر کیا اور دونوں براتوں سے بری یعنی دلہنوں کے کپڑے اور زیور بھی لئے اور دونوں دلہنوں کو پہنائے بعد نماز مغرب کھانے سے پہلے دونوں دلہنوں کے نکاح نمبر وار مولوی محمد حنیف صاحب نے ایک ہی کمرے میں پڑھائے جس جگہ دونوں براتیں موجود تھیں نکاح شرع محمدی، کے مطابق ہوئے مگر رجسٹرڈ نہیں کروائے کیونکہ کوئی بھی بے اعتباری نہیں تھی اور رجسٹرار صاحب نے مشورہ دیا کہ اگر آپ کے دل صاف ہیں تو کوئی حرج نہیں نکاح تو بغیر رجسٹریشن ہو جاتا ہے مہر دونوں دلہنوں کا شرع محمدی ﷺ کے مطابق 6-32 ایک دلہن کا اور 6-32 دوسری دلہن کا مقرر ہوئے خوشی خوشی ایک دوسرے کو مبارک بعد دی اور چھوہارے تقسیم ہوئے اور کھانا براتیوں اور دعوتیوں کو کھلایا گیا صبح روانگی کے وقت بی بی سروری بیگم جو کہ محمد شفیع ولد عبد الغفور گوندر والے کے نکاح میں آئی تھی اس کی روانگی دے دی گئی دوسری لڑکی بی بی بلقیس بیگم جو کہ لیاقت علی ولد محمد حنیف نگدھوالے کے نکاح میں آئی اس کی روانگی نہ دی محمد شریف نے فرمایا کہ لڑکی کی والدہ کو تکلیف ہے تکلیف ٹھیک ہونے کے بعد آپ کو بھی روانگی دے دیں گے۔ واقعی لڑکی کی والدہ کو تکلیف تھی اور اب بھی ہے کبھی کم ہو جاتی ہے اور کبھی زیادہ اللہ تعالیٰ ان کی حالت پر رحم فرمائے۔ یہ بات سن کر محمد حنیف اور دولہا اور براتی کہنے لگے کہ کوئی بات نہیں ہمارے تو گھر کی بات ہے تکلیف دور ہونے کے بعد پھر بھیج دینا اس بات پر رضامند ہو کر اپنے گھر چلے آئے۔ ابھی لڑکی کی والدہ تو اچھی طرح ٹھیک

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بھی نہیں ہوئی تھی خود لڑکی بلقیس بیگم جو کہ لیاقت علی ولد محمد حنیف کی بیوی ہے اس کے گلے میں تکلیف ہوگئی یعنی لڑکی کے گلے میں بیل (یعنی کنٹھ مالا) ہوگئی محمد حنیف نے بھی لڑکی بی بی بلقیس بیگم کا علاج محمد شریف صاحب کے گھر پر ہی کروایا اور لڑکی کے والد محمد شریف صاحب نے بھی اپنی لڑکی بلقیس بیگم کا علاج کروایا اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے لڑکی بی بی بلقیس بیگم بالکل ٹھیک ہوگئی کچھ دن کے بعد دنیاوی لین دین کی وجہ سے محمد شریف صاحب اور محمد حنیف صاحب میں رنجش پیدا ہوگئی۔ اب محمد شریف صاحب ولد عبدالرحمٰن یہ کہتا ہے کہ میں اپنی لڑکی بی بی بلقیس بیگم کو تمہارے ہاں نہیں بھیجوں گا۔ کبھی کہتا ہے کہ میرے کو بدلے میں رشتہ دو جس رشتہ کی طلب محمد شریف صاحب کرتے ہیں وہ رشتہ محمد حنیف صاحب کے اختیار میں نہیں۔ محمد شریف صاحب فرماتے ہیں کہ اگر محمد حنیف میرا طلب کردہ رشتہ نہیں دیتا تو میں اپنی لڑکی بی بی بلقیس بیگم کو نہیں بھیجوں گا حالانکہ رشتہ لینے کا محمد شریف صاحب کا کوئی وعدہ ہی نہ تھا کبھی کہتا ہے کہ مشورہ کر کے آپ سے بات کروں گا۔ کبھی کہتا ہے میں نے تو ۵۰۰۰=/ پانچ ہزار روپے مہر لکھوانا تھا حالانکہ نکاح سے پہلے یا نکاح کے وقت یا نکاح کے بعد کسی قسم کا مطالبہ نہیں کیا گیا تھا اگر اب بھی محمد شریف صاحب ۵۰۰۰=/ ہزار روپے مہر لکھوانا چاہیں تو لیاقت علی ولد محمد حنیف لکھ کر دینے کے لئے تیار ہے۔ اور کبھی کہتا ہے کہ میری لڑکی بی بی بلقیس بیگم کا نکاح نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ جانے محمد شریف کو یہ مشورہ کون دیتا ہے آپ یہ کہیں کہ میں لڑکیوں کے نکاح کے وقت موجود نہ تھا کہیں کسی کو بلانے گیا تھا میں نے اجازت نہیں دی۔ یا کہ محمد شریف صاحب اپنی مرضی سے کہتا ہے مگر یہ سب باتیں بعد کی بناوٹی ہیں اب محمد شریف صاحب یہ چاہتے ہیں کہ کسی مولوی صاحب سے غلط بیانی کر کے فتویٰ حاصل کرلیں کہ لڑکی بلقیس بیگم کا نکاح دوسری جگہ کردیں۔ اور جو قرض محمد حنیف صاحب سے نقد یا سامان کی صورت میں لیا ہے جو کہ ۲۸۶۴=/ روپے بنتے ہیں اور جو زیورات لڑکی کی شادی یعنی نکاح کے وقت پہنائے تھے وہ واپس نہ دینے پڑیں۔ زیورات یہ ہیں ایک نتھ سونے کی۔ ایک ٹیکہ سونے کا۔ ایک جوڑی کانٹے یعنی بندے کانوں کے سونے کے۔ ایک انگوٹھی سونے کی جس کا وزن ۳ تولے ہے اور ایک جوڑی دست بند چاندی کے جن کا وزن تقریباً ۱۳ یا ۱۴ تولے ہے۔ برائے کرم شرع محمدی ﷺ کے مطابق جواب جلد عنایت فرمائیں کہ محمد شریف صاحب کے ان حیلے بہانوں سے نکاح ختم ہوجائے گا یا کہ نہیں؟ یا کہ محمد شریف صاحب کے کہنے کے مطابق نکاح ہوا ہی نہیں؟ یہ بھی تحریر فرمائیں کہ نکاح پر نکاح کرنے یا شامل ہونے یا مشورہ دینے والوں کے لئے شرع محمدی ﷺ کے مطابق کیا حکم ہے؟

سائل عاجز مولوی محمد حنیف، جہرو

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں جب مسماۃ بلقیس بیگم کا نکاح لیاقت علی ولد حنیف سے مطابق شرع دو گواہوں کی گواہی سے مجمع عام میں کر دیا گیا، تو یہ نکاح نافذ ہے۔ نکاح کے لئے مرد و عورت کا، یا جسے وہ اپنے نکاح کا وکیل بنائیں، ان کا ایجاب وقبول ضروری ہے۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ دو مرد یا ایک مرد، دو عورتیں مجلس میں موجود ہوں اور ایجاب وقبول کو سنیں اور سمجھیں کہ یہ نکاح ہو رہا ہے۔ صورت مسئول عنہا میں ایسا ہی ہے لہٰذا یہ نکاح صحیح ونافذ ہے، اور بلقیس لیاقت علی کی منکوحہ ہے۔ درمختار میں ہے ینعقد بایجاب و قبول و شرط حضور شاھدین حرین او حر و حرتین مکلفین الخ پھر لڑکی بالغہ ہے تو اس کی اجازت ہی نکاح کے صحیح ہونے کو کافی ہے (درمختار) لڑکی کے باپ کو

https://t.me/tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اسے روکنے کا کوئی حق نہیں قال اللہ تعالیٰ اَسْکِنُوْهُنَّ مِنْ حَیْثُ سَکَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِکُمْ (الطلاق: 6) اور کسی شخص نے یہ معلوم ہوتے ہوئے بھی کہ عورت کسی کی منکوحہ ہے، اس سے نکاح کرلیا تو نکاح نہ ہوگا بہ یفتی (فی) ذخیرہ بزازیہ۔ اور جو لوگ جانتے بوجھتے اس منکوحہ کے نکاح میں شریک ہونگے وہ حرام کاری کے مددگار مانیں جائیں گے۔ (فتاویٰ رضویہ)

واللہ تعالیٰ اعلم احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۳ اپریل ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

نابالغ کا نکاح باپ نے کر دیا تو وہ نافذ ہے بلوغت کے بعد دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں

سوال: محترم قبلہ جناب مفتی محمد خلیل صاحب السلام علیکم

گزارش ہے کہ ہم نے اپنی ایک لڑکی کا نکاح تقریباً تین سال کی عمر میں قبول کیا تھا اب ہم دوبارہ نکاح دوہرانا چاہتے ہیں اس میں آپ مذہبی نکتہ نظر واضح فرمائیں آپ کی بڑی مہربانی وعین نوازش ہوگی۔ یعنی لڑکی کے باپ نے ایجاب و قبول کیا تھا، اب لڑکی اسی نکاح کی تجدید اسی لڑکے سے چاہتی ہے۔ ایسا کرنے میں شرعاً کوئی حرج تو نہیں؟

سائل محمد رفیق، فقیر کا پڑ، گلی نمبر ا، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: نابالغ لڑکی کا نکاح کہ باپ نے کیا، یقیناً قطعاً درست و نافذ و باقی ہے۔ اب دوبارہ، مروجہ طریقہ کی ضرورت نہیں۔ اور ایسا کرنا ہی چاہیں تو باقاعدہ قاضی وغیرہ کو بلانے اور گواہوں کو نامزد کرنے کی ضرورت نہیں، بلکہ مرد و عورت ایک محفل میں جہاں کم از کم دو مسلمان کہ شرعاً گواہ بن سکیں، باہم خود ایجاب و قبول کرلیں، یا کسی اور کی وکالت میں، یہ کام انجام دیں۔ تو کوئی مضائقہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ شعبان ۱۴۰۴ھ

تین چیزیں جن میں حقیقت بھی حقیقت اور مذاق بھی حقیقت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان دین اس مسئلے میں کہ: ایک شخص اپنے ذاتی مفادات حاصل کرنے کے لئے کاغذی کاروائی پر نکاح کرتا ہے اور عورت بھی کاغذی کاروائی پر رضامند ہو جاتی ہے تو اس طرح مرد اور عورت کے باقاعدہ دستخط اور اصول کے مطابق گواہ ہیں مگر نہ زبانی لحاظ سے اور نہ دلی لحاظ سے نکاح کر رہے ہیں محض مفادات حاصل کرنے کے لئے یہ سب کچھ کر رہے ہیں آیا یہ نکاح واقعی وقوع ہوا ہے یا نہیں؟ تحریر فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

فقط سائل محمد اقبال، لطیف آباد ۸ حیدر آباد ۱۲ مئی ۱۹۸۴

۷۸۶ الجواب ھو الموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں شرعاً نکاح ہوگیا کہ حدیث میں وارد ہے۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال ثلث جدھن جد وھزلھن جد، النکاح والطلاق والرجعۃ (رواہ الترمذی) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین چیزیں ہیں جنکی

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حقیقت بھی حقیقت اور مذاق بھی حقیقت ہے نکاح وطلاق اور رجوع کرنا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۹ شعبان ۱۴۰۴ھ/۲۱ مئی ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ شعبان ۱۴۰۴ھ

اگر رازداری سے دوسرا نکاح کرلیا تو وہ نکاح بھی صحیح ہے

سوال: جناب مفتی صاحب، السلام علیکم

عرض ہے کہ کیا فرماتے ہیں علماء دین امام اعظم کے مسلک کے مطابق بیچ اس مسئلے کے کہ: ایک شخص جس کی شادی تقریباً سات سال قبل ہوئی دو سال تک وقت اچھا گزرا اس کے بعد میاں بیوی میں تلخی شروع ہوئی دونوں نے ایک دوسرے کو مختلف طریقوں سے پریشان کرنا شروع کر دیا۔ لڑکی کو اپنے ماں باپ اور بھائیوں کی حمایت حاصل ہے کیونکہ وہ لوگ مالدار ہیں جبکہ لڑکے والے نہایت غریب لوگ ہیں لڑکے کا بس اپنی بیوی پر ہی چلا وہ اس کو مارتا پیٹتا رہا اور اذیت پہنچاتا رہا جبکہ لڑکی نے اپنے ساس سسر یعنی لڑکے کے والدین کو بھی نہیں بخشا یعنی وہ ان کی بھی بے عزتی کرتی رہی شوہر کی تو اس کے سامنے کوئی حیثیت ہی نہیں۔ ان بگڑے ہوئے حالات نے لڑکے کی والدہ کی سوچ بدلی اور اس نے عجیب فیصلہ کرلیا کہ وہ اپنے لڑکے کی دوسری شادی کرائے گی ماں نے بیٹے سے بات کی تو لڑکا بھی راضی ہو گیا اب دونوں ماں اور بیٹے نے مل کر رشتہ تلاش کیا اور یہ کام اس قدر رازداری سے کیا کہ لڑکے کے باپ تک کو اس معاملے سے بے خبر رکھا گیا اور جہاں دوسرا نکاح کیا ان لوگوں سے بھی جھوٹ بولا اور یہ کہا کہ لڑکا کنوارہ ہے جبکہ میں آپ کو یہ بتا تا چلوں کہ لڑکا دو بچوں کا باپ ہے۔ لڑکی کے سادہ لوح والدین نے بلا کسی تحقیق اور بغیر کسی شرط کے اپنی بچی کا نکاح اس دو بچوں کے باپ سے پڑھا دیا۔ شادی کے پندرہ دن کے بعد لڑکے کی پہلی بیوی اور اس کے رشتے داروں کو معلوم ہوا کہ لڑکے نے دوسری شادی کی ہے تو انہوں نے قانونی کاروائی کی جس پر کچھ لوگوں نے مداخلت کر کے معاملے کو سلجھانے کی کوشش کی اور فریقین کو بیٹھ کر بات کرنے اور کسی نتیجے پر پہنچنے کی دعوت دی اس پر فریقین مان گئے۔ لڑکی والے چاہتے ہیں کہ دوسری بیوی کو طلاق کرا دیں جبکہ لڑکا کہتا ہے کہ میں دونوں کو رکھنے پر تیار ہوں میں دونوں میں سے کسی کو بھی طلاق نہیں دونگا۔ دوسری بیوی کے والدین کو جب یہ علم ہوا کہ لڑکا شادی شدہ ہے تو ان کو بہت افسوس ہوا وہ شریف لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہماری بھی کوئی عزت ہے اب اگر ہماری بیٹی کو طلاق ہوئی تو ہماری رسوائی ہوگی لہٰذا ہم اپنی بچی کا بوجھ خود اٹھائیں گے اسے لڑکا طلاق نہ دے دونوں کو رکھے اور ہماری لڑکی ہمارے پاس رہے گی لڑکا مہینہ پندرہ دن میں آ کر لڑکی سے مل جایا کرے مگر ہم طلاق نہیں ہونے دیں گے لڑکی کا سارا خرچ ہماری ذمہ داری ہے۔ لیکن ہمارے خیال میں ان کا فیصلہ جذباتی ہے یہ بات بھی قابل غور ہے کہ دوسری بیوی حاملہ ہو گئی ہے لڑکے کی آمدنی اتنی نہیں ہے کہ دونوں کا خرچہ برداشت کر سکے اب آپ کتاب وسنت کی روشنی میں مندرجہ بالا حقائق کا شرعی حل تجویز فرمائیں اور یہ بتائیں کہ کون سی بیوی کو رکھے؟ کسے چھوڑے؟ یا دونوں کو رکھے؟ امید ہے فتویٰ دے کر مشکور فرمائیں گے۔ فقط، ابوالحسن، ریشم بازار، حیدرآباد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: صورت مسئولہ میں جبکہ دونوں نکاح صحیح ہوئے ہیں تو شوہر پر لازم ہے کہ دونوں بیویوں کو نکاح میں رکھے بلاوجہ شرعی طلاق دینا اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند و مبغوض و مکروہ ہے۔ حدیث میں ہے کہ ابغض الحلال الی اللہ تعالیٰ الطلاق۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد پنجم)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۶ رمضان ۱۴۰۴ھ/ ۱۶ جون ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۶ رمضان ۱۴۰۴ھ

پیر کو اپنی مریدہ سے نکاح جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان دین اس مسئلے کے بارے میں کہ

۱۔ صاحب مسلک اور صاحب اجازت سنی پیر حنفی کسی عورت کو اپنا مرید بنا کر اس کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے کہ نہیں؟

۲۔ اپنی کسی مریدہ کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے کہ نہیں جو کہ پہلے مریدہ ہو؟ السائل محمد خلیل، مسجد ربانی دو قبر پکا قلعہ حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: پیر کو اپنی مریدہ سے نکاح قطعاً حلال ہے اسے ممنوع جاننا کتاب و سنت و اجماع امت و قیاس چاروں دلائل شرع سے محض باطل و بے اصل ہے اور قرآن عظیم سے یوں ثابت ہے کہ مولیٰ تعالیٰ عزوجل نے حرام عورتیں گنا کر فرمایا وَ اُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ (النساء:24) ان کے سوا سب عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں تو لاجرم مریدہ بھی کہ ان محرمات میں ذکر نہ فرمائی اس حکم حلت میں داخل رہی۔ تمام فقہا کے جملہ مذاہب میں مریدہ کا نکاح اپنے پیر سے جائز ہے (فتاویٰ رضویہ جلد پنجم) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۳ شوال المکرم ۱۴۰۴ھ/ ۱۲ جولائی ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

کورٹ میں گواہوں کے سامنے نکاح کر لیا تو دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں/ ہندو کے ساتھ کھانا پینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان دین اس مسئلے میں کہ: مسئلہ مندرجہ ذیل ہے:

۱۔ عاقل و بالغ مرد و عورت نے کورٹ میں جا کر خود اپنی مرضی سے نکاح پڑھا۔ جج صاحب نے نکاح کرا کے تحریری نکاح نامہ دیا کورٹ کے نکاح کے تقریباً چھ ماہ بعد پھر شرعی طور پر محفل میں نکاح ہوا لیکن جب قاضی نے نکاح کرایا تو عورت حاملہ تھی دو ماہ کا بچہ اس کے پیٹ میں تھا۔ اب دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ کورٹ کا نکاح معتبر ہوگا یا قاضی کا پڑھایا ہوا چھ ماہ بعد والا نکاح پیٹ میں بچہ ہوتے ہوئے پڑھایا گیا نکاح ہوا یا نہیں؟ بچہ کورٹ کے نکاح کے بعد اسی خاوند کا ہے۔ جس کا نکاح کورٹ کے قاضی نے پڑھایا اور پھر پیٹ میں بچہ ہوتے ہوئے نکاح پڑھانے والے قاضی پر کوئی جرم ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟ از روئے شرع جب کہ اس کو بالکل پتہ نہیں نہ کسی نے بتایا ہے کہ عورت حاملہ ہے۔ مزید یہ کہ پیٹ میں ہوتے ہوئے طلاق یا نکاح ہو جاتا ہے۔ یا وضع حمل کے بعد؟

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۲۔ از روئے شرع کورٹ کے نکاح اور طلاق پر اتفاق کر لینا چاہیئے یا پھر شرعی نکاح وطلاق کا اجرا کیا جائے یعنی تحریری کی جائے؟

۳۔ ہندو یا پھر کوئی بھی بد مذہب انسان ہے اس کے برتن میں پانی وغیرہ پینا، یا اس کی دعوت کھانا، اس کے گھریلو افراد کی طرح مل جل کر کھانا پینا اسلام میں مسلمان کے لئے، کیسا ہے؟ اگر وہ مسجد میں یا مدرسہ میں عطیہ یا ویسے امداد خوشی سے دے تو لینا جائز ہے یا نہیں؟ فقط السائل محمد شفیع، حیدر آباد روڈ ٹنڈو الہیار، ۲۸ مارچ ۱۹۸۳ء

الجواب: ۱۔ نکاح کے لئے فقط مرد و عورت کا ایجاب وقبول چاہئے۔ اور دو، یا ایک مرد، دو عورتوں کا اسی جلسہ میں، ان کے ایجاب وقبول کو سننا اور سمجھنا کہ یہ نکاح ہو رہا ہے۔ بس اسی قدر درکار ہے۔ اس سے زیادہ قاضی وغیرہ کی حاجت نہیں۔ (درمختار وغیرہ) تو آخر کورٹ میں اسی طرح نکاح عمل میں آیا، نکاح صحیح ہوگیا۔ دوسرے نکاح کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ اور پڑھایا گیا تو بلاوجہ پڑھایا گیا۔ یا زیادہ سے زیادہ کوئی دنیاوی مصلحت اس کی باعث ہوسکتی ہے۔ تو اس دوسرے نکاح بے ضرورت کے وقت عورت کا اپنے شوہر سے حاملہ ہونا ہرگز نکاح میں خلل نہیں لاتا۔ بلکہ عورت اگر معاذ اللہ، زنا سے حاملہ ہو تو جاننے کے باوجود نکاح اس کا بھی درست ہے۔ البتہ زنا کی صورت میں، اگر وہ حمل اسی مرد کا ہو تو وہ وطی بھی کر سکتا ہے ورنہ وطی کی اجازت نہیں۔ اور جب شرعاً حاملہ کا نکاح درست ہے تو قاضی گواہ وغیرہ پر شرعاً کوئی گرفت و گناہ بھی نہیں اگرچہ ان کے علم میں عورت کا حاملہ ہونا ہو۔ یوہیں وضع حمل تک انتظار کوئی شرعی حکم نہیں۔ (درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ کورٹ میں بطریق شرعی گواہ، اگر نکاح وطلاق عمل میں لایا جائے۔ مثلاً نکاح میں گواہوں کے روبرو، مرد وعورت کا ایجاب وقبول۔ اور طلاق کی صورت میں مرد کا اپنی زبان سے الفاظ طلاق ادا کرنا۔ یا اپنی خوشی ومرضی سے تحریری طلاق داخل کر دینا۔ تو یہ بھی معتبر وہ بھی مقبول۔ ہاں شوہر کی غیر موجودگی میں اس کی مرضی وخواہش کے بغیر صرف جج کا عورت کو طلاق دے دینا، یہ شرعاً مقبول نہیں۔ نہ یوں طلاق پڑے (فتاوی رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ مسجد ودینی مدرسے کی تعمیر میں تو ہندو سے ہرگز مدد نہ لی جائے کہ یہ پوری قوم پر ان کا احسان مانا جائے گا اور یہ شرعاً ہرگز پسندیدہ نہیں۔ اور ان کے یہاں دعوتیں اڑانا جبکہ کسی اور حکم شرعی کی خلاف ورزی نہ ہو اگرچہ جائز ہے مگر اس سے بھی بچا جا سکتا ہو تو بچنا چاہئے۔ اور اگر گناہ شرعی لازم آئے تو آپ ہی گناہ و ناجائز۔ اور یہاں آدمی مجبور ہو جیسا کہ ہندوستان میں، تو بوقت ضرورت بقدر ضرورت، اس کی اجازت درحقیقت ہے۔ مگر دل سے اسے برا ہی جاننا چاہئے۔ اور کوئی ضرورت واقعی نہ ہو تو خواہ مخواہ اپنے لیے انگشت نمائی اور غیبت کا دروازہ کھولنا، نادانی وحماقت ہے۔ (فتاوی رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۳ھ

باپ نہ ہو تو بھائی ولی ہے اس نے اگر نابالغ بہن کا نکاح کیا تو نافذ ہوگا

سوال: ایک لڑکا جس کی عمر ۱۰ سال ہے اور ایک لڑکی جس کی عمر ۸ سال ہے۔ ان دونوں کی شادی ہوئی۔ لڑکی کے باپ کا انتقال ہو چکا تھا۔ اس کے بڑے بھائی نے جو کہ شادی شدہ تھا اس کی طرف سے نکاح منظور کیا۔ اب تقریباً ۵ سال کے بعد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لڑکی کی والدہ بیمار ہو جاتی ہے وہ اپنے دولڑکوں کو ہدایت کرتی ہے کہ یہ لڑکی اس جگہ نہیں بھیجنا اگر تم نے بھیج دی تو میں قیامت میں تمہارے دامن گیر ہو جاؤں گی اس ہدایت کے چند دن کے بعد لڑکی کی والدہ کا انتقال ہو جاتا ہے۔

عبدالستار، مکان 2945 پھلیلی، پریٹ آباد حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** نابالغ لڑکے اور لڑکی کا نکاح جو نابالغی کی حالت میں کیا گیا اور لڑکے کی طرف سے اس کے باپ نے اور لڑکی کی جانب سے، اس کے بڑے بھائی نے ایجاب وقبول کیا۔ اس لئے کہ لڑکی کے باپ کا انتقال ہو چکا تھا اور بھائی کے علاوہ کوئی اور وارث ولی بھی اس لڑکی کا نہ تھا تو یہ نکاح یقیناً منعقد ہو گیا۔ اب ماں کو اس کے فسخ کرنے کا کوئی اختیار نہیں۔ شوہر اگر بالغ ہے اور وہ اسے نکاح میں رکھنا چاہے تو اسے اختیار ہے لیکن جب تک وہ طلاق نہ دے وہ بدستور اس کے نکاح میں ہے۔ مرنے والے کی ایسی وصیت پوری نہیں کی جاتی جو خلاف شرع ہو۔ (درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۳ھ

بالغ مرد خود مختار ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلے کے بیچ میں کہ: آپ تحریر فرمائیں کہ کیا شریعت کی رو سے میرے والدین میری پسند کی جگہ پر شادی کرنے کے پابند ہیں۔ نیز اگر وہ ایسا نہیں کرتے ہیں تو کیا وہ گناہگار ہونگے۔ شاید میرے والدین صرف آپ کے کہنے سے شریعت کا حکم ماننے سے انکار کردیں اس لئے دو مفتیان دین کے فتاویٰ سے تصدیق فرما کر، لکھ دیں۔ میں آپ کا ممنون احسان ہونگا۔ فقط ایک سائل احمد دین قادری

۷۸۶ **الجواب:** والدین نہ اس کے پابند ہیں کہ آپ کی پسندیدہ لڑکی سے آپ کا نکاح کریں۔ اور نہ اس کی خلاف ورزی پر ان پر کوئی گناہ۔ بالغ مرد خود مختار ہے لیکن والدین کی مرضی کے خلاف، وہ شادی خانہ آبادی کے بجائے، خانہ بربادی کا انجام لاتی ہے۔ لہٰذا والدین کی مانیں۔ ان کی نافرمانی وحکم عدولی سخت گناہ ہے اس سے اجتناب برتیں۔ جو عشق آپ کو اس پر ابھار رہی ہے اسے خیر باد کہہ دیں۔ یا پھر حکم شرعی پر عمل کریں۔ دو افراد میں بھائی بہن۔ ماں، بیٹا، خالہ، بھانجہ، پھوپی، بھتیجہ، بھی آتے ہیں۔ مفتیان کرام ہی پر اصرار کیوں۔ اپنی حالت پر رحم کریں۔ ہپناٹزم سے بڑھ کر یہ ہے کہ آپ خدا اور رسول کی راہ چلیں۔ فرائض وواجبات ادا کریں۔ یہ دارین کی کامیابی کی ضامن ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ شعبان المعظم ۱۴۰۳ھ

جان بوجھ کر دوسرا نکاح کرنے والے تجدید ایمان وتجدید نکاح کریں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ کے بارے میں کہ: فریقین:

۱۔ محمد ارشاد اور اس کی والدہ ۲۔ مولوی شرف الدین وغیرہ

محمد ارشد بناوٹی طلاق نامہ لکھوا کر اپنی بہن کا نکاح (جس کا نام پروین ہے) بشیر ولد مولوی شرف الدین سے کرواتا ہے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نکاح خواں نے طلاق نامہ دیکھ کر مولوی شرف الدین (جو کہ امام مسجد بھی ہے) سے کہا کہ طلاق نامہ پر ممبر یونین کونسل (محمد بشیر) جسے میں جانتا ہوں اس کے دستخط نہیں ہیں اس پر مولوی شرف الدین نے کچھ دیر کے بعد آ کر کہا کہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں اور کہتا ہوں کہ طلاق مغلظہ واقع ہو گئی ہے۔ آپ میری زبان پر یقین کریں اور کسی قسم کا وہم و خیال نہ کریں۔ میں نے اچھی طرح تصدیق کی ہے۔ آپ اطمینان سے نکاح کر دیں۔

نکاح خواں نے مولوی شرف الدین کی زبان پر (جو امام مسجد اور عالم شریعت معتمد آدمی ہے) اعتبار کرتے ہوئے نکاح میں شرکت کر لی۔ مولوی شرف الدین خود مع گواہان لڑکی (ارشاد کی ہمشیرہ پروین) سے اجازت لے کر آیا اور نکاح خواں کو نکاح کی اجازت دی۔ تو نکاح خواں نے اس لڑکی کا نکاح بشیر ولد مولوی شرف الدین سے کر دیا۔ روبرو مجلس کے۔

تقریباً دو ماہ بعد جب کہ اس مطلقہ منکوحہ پروین مذکورہ کا حقیقی ماموں آیا۔ اور اس نے آ کر حالات بیان کئے۔ اور لڑکی پروین مذکورہ طلب کی جو اس کے حقیقی بھتیجے کی عورت (بیوی) تھی۔ تو پھر معلوم ہوا کہ ان لوگوں یعنی ارشاد وغیرہ مع اس کی والدہ و بشیر وغیرہ نے فریب بازی و دھوکہ بازی سے کام لیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان لوگوں نے جس طرح بھی ہو سکا مولوی شرف الدین کو یقین دلایا اور مولوی شرف الدین نے بھی یقین محکم کر کے نکاح خواں سے پڑھوایا۔

ان واقعات کے ظہور پذیر ہونے کے بعد مولوی شرف الدین نے مجلس کے (پنچایت) کے روبرو بیان کیا کہ میرے ساتھ ان لوگوں یعنی ارشاد وغیرہ نے دھوکہ وفریب بازی کی ہے۔ اور میری زبان (کہنے) پر نکاح خواں نے نکاح کر دیا۔ میں صاف صاف اور سچ کہتا ہوں کہ اس میں نکاح خواں کا کوئی قصور نہیں۔

نیز مولوی شرف الدین نے ارشاد وغیرہ گروپ کو مجلس کے روبرو بلا کر لڑکی کو اس کے ماموں کے حوالے کر دیا۔ اور وہ اس کو لے گیا اب وہ لڑکی پروین مذکورہ اپنے پہلے اصلی خاوند کے پاس چلی گئی ہے۔

لہٰذا اب اس بارے میں کیا ہونا چاہئے شریعت میں کن کن لوگوں پر کیا کیا سزا ہونا چاہئے یعنی کیا کیا سزا آتی ہے۔ کیا ایسی صورت میں شرکاء کے نکاح باقی رہے؟

نوٹ۔ اس واقعے کے ساتویں روز بشیر مذکور کو سانپ نے کاٹ کھایا اور ڈیڑھ گھنٹے کے بعد مر گیا۔ بقدرت خدا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ

حاجی شاہ محمد صعودی، گوٹھ چوکڑو والی دلیہ اچھ تحصیل وضلع بدین

۷۸۶ الجواب: جبکہ صورت واقعہ یہ ہے تو نکاح ثانی محض باطل ہوا۔ اور زوج ثانی سے وطی نرا زنا ہوا، جتنے لوگ اس سخت شدید کبیرہ عظیمہ گناہ میں، اس حال سے آگاہ ہو کر شریک ہوئے، سب سخت گناہگار و عذاب نار ہوئے۔ اور ان میں سب سے زیادہ عذاب دوزخ کا استحقاق، اس لڑکی کے بھائی اور ماں وغیرہ پر ہے کہ جان بوجھ کر، لڑکی کو زنا اور حرام کاری کے لئے پیش کر دیا۔ پھر اگر اسے حلال جان کر، یہ سب کیا تو ان کا اسلام بھی گیا اور نکاح بھی رخصت ہوا۔ یہی حکم اس نکاح کے گواہوں کا ہے، جن کی ناپاک گواہی نے ایسی ناپاک بات یعنی زنا اور حرام کاری کے مواقع فراہم کئے اور عصمت دری کے دروازے کھولے۔ ہاں اگر انہیں یا دوسرے شرکاء کو وقت نکاح یہ سب کچھ معلوم نہ تھا اور وہ یہی سمجھتے تھے کہ لڑکی واقعی مطلقہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے تو ان پر الزام نہیں۔ توبہ و استغفار کریں کہ مولائے کریم انہیں معاف فرمائے۔ الحاصل جن لوگوں نے جان بوجھ کر اس نکاح ثانی کی کوشش کی، یا اس کا ساتھ دیا۔ یا اس کی گواہی دی یا اس میں شرکت کی تھی۔ ان سب پر توبہ استغفار بھی فرض ہے اور تجدید ایمان اور تجدید نکاح بھی۔ اگر وہ توبہ کرلیں اور کلمہ اسلام پڑھ لیں اور تجدید نکاح کرلیں۔ فبھا۔ ورنہ مسلمان مرد اور عورت پر لازم ہے کہ ان سے ترک تعلق کرلیں اور قرآن کریم کے اس فیصلہ پر عمل کریں فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ ذی الحجہ ۱۴۰۳ھ

زنا سے حاملہ عورت کا نکاح درست ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین درمیان اس مسئلہ میں کہ: ظفر نے ایک لڑکی سے نکاح کیا تین ماہ بعد اس لڑکی نے ایک بچی کو جنم دیا معلوم ہوا کہ نکاح سے قبل ظفر ہی سے اس لڑکی کا تعلق تھا۔

۱۔ کیا یہ نکاح جائز ہے؟ ۲۔ شرع شریف ظفر کے لئے جس کا لڑکی سے تعلق تھا کیا حکم صادر فرماتی ہے؟

حافظ مطلوب احمد چشتی، بھائی خان چاڑھی حیدرآباد سندھ

۷۸۶ الجواب: جس عورت کو زنا کا حمل ہے اس سے نکاح ہوسکتا ہے۔ پھر اگر اسی کا حمل ہے تو وطی بھی کرسکتا ہے۔ اور اگر دوسرے کا ہے تو جب تک بچہ پیدا نہ ہولے، وطی جائز نہیں۔ بہر حال وہ نکاح صحیح و جائز و نافذ ہوا۔ اور دونوں میں رشتہ زوجیت باقی ہے۔ حکومت شرعیہ ہو تو صرف زانی ہی نہیں، زانیہ پر بھی حد جاری ہوگی۔ اب دونوں پر فرض ہے کہ توبہ استغفار کریں اور سچے دل سے بارگاہ الٰہی میں معافی کے طلبگار رہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

https://t.me/Tehqiqat

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ ذی الحجہ ۱۴۰۳ھ

پیر مرید کا آپس میں کیا تعلق ہے؟ پیر سے مریدہ کا نکاح

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

۱۔ پیر مرید کا کیا رشتہ ہے؟

۲۔ پیر خلیفہ سے خلافت واپس لے سکتا ہے یا نہیں؟

۳۔ پیر مرید کو خارج کرسکتا ہے یا مرید پیر کو خارج کرسکتا ہے؟

۴۔ اگر پیر فوت ہوجائے تو مرید پیر کی بیوی سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟

۵۔ اگر پیر کی بیوی فوت ہوجائے تو پیر مرید کی لڑکی سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟

۶۔ اگر مرید فوت ہوجائے تو اس کی بیوی سے پیر نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟

۷۔ میاں بیوی بچے ایک پیر سے بیعت ہوسکتے ہیں یا نہیں؟

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۸۔ پیر اپنی مریدنی سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟

۹۔ پیر اپنی مریدنی کو خارج کر کے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟

۱۰۔ پیر اپنے مرید کی لڑکی سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟

آستانہ اشرفیہ، صوفی محمد شمس خان، گدو حسین آباد، مکان نمبر H/72 حیدرآباد سندھ

۷۸۶ الجواب: ۱۔ وہ ہی رشتہ ہے جو ایک قابل اعتماد قافلہ سالار، اور ایک اجنبی راہرو میں، ہوتا ہے کہ امر جائز میں اس کی اطاعت ومتابعت لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ خلافت دینا اور واپس لے لینا، بے شک مرشد کی مرضی اور اس کے اختیار پر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ پیر بااختیار ہے لیکن مرید کو پیر پر کیا اختیار ہے۔ ہاں پیر میں قصور شرعی ہو تو یہ بیعت توڑ سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ اگر مرشد کی بیوی اور مرید میں کوئی ایسا رشتہ نہ ہو جو مانع نکاح ہے تو اس سے مرید کا نکاح شرعاً ہو جائے گا مگر اس کی جرات کوئی بیباک ہی کرے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۵۔ پیر اپنی مریدہ سے بھی نکاح کرسکتا ہے اور مرید اور مریدہ کی لڑکی سے بھی۔ جبکہ کوئی مانع شرع نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۶۔ جواب ظاہر ہے کہ کرسکتا ہے جبکہ کوئی مانع شرع نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۷۔ بیشک ہو سکتے ہیں اور اس میں تردد کی کوئی وجہ بھی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۸۔ اس کا جواب، جواب) ۵ (میں گزر چکا کہ کرسکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۹۔ بیعت سے خارج کرے یا نہ کرے، پیر اپنی مریدہ سے نکاح کرسکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۰۔ جواب گزر چکا کہ کرسکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴/ شوال ۱۴۰۳ھ

اگر نکاح پوشیدہ، صرف گواہوں کے سامنے کیا تو وہ صحیح ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین از روئے شریعت بابت مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک مسجد کے پیش امام صاحب نے مورخہ ۱۹۸۳ء/۷/۲۹ جمعہ کے روز خطبے سے پیشتر ممبر شریف پر بیٹھ کر واضح الفاظ میں پوری جماعت کے سامنے اعلان کیا کہ میرے پاس باہر کے مہمان آئے ہوئے ہیں۔ وہ لوگ مسجد شریف کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے ہیں اور انہوں نے یہاں پر میلاد شریف کرنے کا انتظام اتوار کی شب کیا ہے۔ تبرکات اور مسجد شریف میں روشنی کا انتظام وہ خود کریں گے۔ جمعے کی نماز کے بعد پیش امام صاحب نے مسجد کے منتظم خاص سے کہا کہ میرے مہمان مسجد شریف میں میلاد کرانا چاہتے ہیں آپ پہلے ملے نہیں تھے اب پوچھ رہا ہوں۔ میلاد شریف کے لئے کون مسلمان منع کرسکتا ہے۔ انہوں نے اجازت دے دی۔ اس کے بعد پیش امام صاحب چلے گئے۔ اس کے بعد مسجد میں بیٹھے چند مقتدیوں نے منتظم خاص سے پوچھا کہ پیش امام

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صاحب کیا پوچھ رہے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ ان کے پاس مہمان آئے ہیں۔ مہمان مسجد شریف میں میلاد شریف کرا رہے ہیں وہ ہی تبرکات اور روشنی کا خرچ ادا کریں گے۔ اس پر مقتدیوں نے کہا کہ مہمان لوگوں کو خرچ نہیں کرنے دیں گے۔ تبرکات کا خرچہ ہم دیں گے اور چند بیٹھے ہوئے مقتدیوں نے اس وقت مبلغ پچاس روپے چندہ کر کے پیش امام صاحب کو دے دیا باقی اور کر کے دینے کے لئے کہا۔ پیش امام صاحب نے کہا کہ مہمان صاحبان بھی چندہ دیں گے اور میلاد کرنے والوں کو وہ کپڑے کے جوڑے بھی دیں گے۔ ہم نے کہا کہ یہ پیسے بھی اس میں شامل کر لینا۔ دو مولوی حضرات نے میلاد شریف میں رات کے تقریباً ساڑھے بارہ بجے تک تقریر کی۔ تقریر کرنے والوں کو میزبان امام صاحب کے کہنے کے موجب، مہمانوں نے کپڑے کے جوڑے دیئے اور ایک مولوی صاحب کو کپڑوں کا جوڑا اور مبلغ اکاون روپے میزبان پیش امام صاحب نے مسجد کے منتظم خاص کو بلوا کر ان کے ہاتھ سے دلوائے اور ایک جوڑا کپڑوں کا مسجد کے موذن کو بھی دیا گیا۔ اس کے بعد تبرکات تقسیم کیا گیا اور میلاد سننے والے اپنے اپنے گھروں میں چلے گئے۔ اس کے بعد رات کو تقریباً دو بجے ایک تقریر کرنے والے مولوی صاحب کا نکاح مہمان کی لڑکی سے کیا گیا۔ نکاح مسجد سے ملحق مدرسے میں ہوا۔ نکاح کرنے والے مولوی ایک مسجد کے پیش امام بھی ہیں اور پہلے سے شادی شدہ ہیں۔ ان کی پہلی بیوی اور دو بچے حیات ہیں۔ میزبان پیش امام صاحب نے نکاح سے متعلق جماعت کو بے خبر رکھا۔ جب اس نکاح کا علم منتظم کمیٹی کو باخبر ذرائع سے معلوم ہوا تو منتظم کمیٹی مسجد اور مسجد سے ملحق مدرسے کی کمیٹی کا اجلاس مدرسے میں برائے حساب و کتاب ہوا۔ اس کے بعد پیش امام صاحب سے بھی مدرسے کے فنڈ میں آمد شدہ حساب سے متعلق معلومات کی گئیں۔ اس کے بعد اس پوشیدہ نکاح سے متعلق وضاحت چاہی۔ کیا وجہ تھی کہ جماعت کو اس نکاح سے بے خبر رکھا گیا۔ معلوم کرنے پر پیش امام نے بتایا کہ یہ نکاح اس لئے پوشیدہ رکھا گیا کہ نکاح کرنے والے پیش امام صاحب کی پہلی بیوی کو پتہ نہ چلے۔ پہلے روز تو تقریر کرنے والے پیش امام صاحب کا نکاح ہوا دوسری رات میزبان پیش امام صاحب کے نابالغ لڑکے کا نکاح اس مہمان کی دوسری لڑکی سے ہوا یہ دونوں نکاح مسجد سے ملحق مدرسے میں ہوئے۔ جس کا مسجد اور مدرسے کی منتظم کمیٹی کو بالکل پتہ نہیں۔ میزبان پیش امام کے کہنے کے موجب ان کو پہلے ہی سے ان نکاحوں کے پروگرام کا پتہ تھا اور انہوں نے اس کو جماعت سے چھپایا۔

کیا ایسے پیش امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

کیا تقریر کرنے والے مولوی صاحب کا نکاح جائز ہے یا ناجائز؟

دوسرا تقریر کرنے والا مولوی صاحب وہ بھی ایک مسجد کا پیش امام ہے اس نے نکاح پڑھایا؟

میزبان پیش امام صاحب نے یہ نکاح، پوشیدہ نکاح کرنے والے پیش امام صاحب کے موجب رکھا؟

از روئے شریعت فتویٰ صادر فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔ آپ کے دعا گو

قطب الدین، محمد سیف، غلام قادر، محمد صدیق، محمد حبیب

۷۸۶ الجواب: اگر کوئی چیز مانع نکاح نہ تھی اور دونوں نکاحوں کے وقت ایجاب وقبول، گواہوں کے روبرو پایا گیا تو

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دونوں نکاح منعقد ہو گئے۔ اور جب دونوں نکاح صحیح اور نافذ ہوئے تو امام یا ان مہمان و میزبان پر کوئی جرم شرعی لازم نہیں آتا۔ البتہ یہ بات ضرور دل میں کھٹکتی ہے کہ اس کار خیر کو، عام مسلمانوں سے چھپایا کیوں گیا۔ اس کا جواب تسلی بخش مل جائے گا تو کسی پر شرعا کوئی الزام نہیں۔ مگر تجربہ یہ ہے کہ بعض اوقات ایسی باتیں، دردسر جاتی ہیں۔ اس لئے تفتیش کر لی جائے تاکہ آئندہ کوئی مصیبت کھڑی نہ ہو جائے۔ نماز اس امام کے پیچھے نہ پڑھنے کی ابھی کوئی بات سامنے نہ آئی اس لئے نماز اس کی اقتداء میں ادا کر لی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ شوال المکرم ۱۴۰۳ھ

نکاح ثانی اور مروجہ قانون

سوال: جناب مولانا مفتی محمد خلیل صاحب السلام علیکم

دیگر احوال یہ ہے کہ میں بہت بڑی الجھن میں ہوں ایک طرف ماں باپ کے فرائض، دوسری طرف بیوی کی مسلسل بیماری عمر، بھر کی، تیسری شیطان کے غلبے کا ڈر، کہ کہیں مجھ سے کوئی گناہ نہ ہو جائے۔ اس لئے میں دوسرا نکاح کرنا چاہتا ہوں مگر مجبوری یہ ہے کہ میری بیوی کسی طرح بھی دوسرے نکاح کی اجازت نہیں دیتی ہے۔ جب کہ ڈاکٹروں نے نفسانی خواہش کے لئے بیوی سے ملنے کو انکار کر دیا ہے اور صاف طور پر کہدیا ہے کہ اگر اس کی زندگی چاہتے ہو تو اس سے ملنا بند۔ کیوں کہ میری بیوی عرصہ سات سال سے دل کی مریضہ ہے اور عرصہ تین سال سے آدھے دھڑ پر فالج ہے اور کراچی کے دل کے ہسپتال جس کا نام نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف کاڈیو ہے کے زیر علاج ہے۔ علاج کی فائل 60989 ہے اور ڈاکٹروں نے کہدیا ہے کہ تمام زندگی دوائی کھاتی رہو اور وہ دوائی کھاتی رہتی ہے تو ذرا ٹھیک رہتی ہے دوائی چھوڑتی ہے تو حالت بگڑ جاتی ہے۔ اس کے باوجود دوسرے نکاح کی اجازت دینے کو تیار نہیں۔ کیوں کہ میرے سسرال والے بھی یہ نہیں چاہتے ہیں کہ میں دوسرا نکاح کروں اور میں اپنے ضمیر کے ہاتھوں مجبور ہوں کیوں کہ مجھ سے اپنے ماں باپ کی حالت بھی دیکھی نہیں جاتی میرے ماں باپ کراچی میں رہتے ہیں۔ اور میرے والد کو آنکھوں سے بھی کم دکھائی دیتا ہے اور ان کو سنبھالنے والا کوئی نہیں میں ان کا اکلوتا بیٹا ہوں۔ پہلے ہم سب کراچی میں رہتے تھے مگر بیوی کی زندگی کے لئے حیدرآباد میں رہ رہے ہیں مگر ماں باپ کراچی میں ہی رہتے ہیں اور اب ہفتے میں تین دن ماں باپ کے پاس کراچی میں ہی رہتا ہوں اور پھر بیوی کی دوائی بھی کراچی سے لاتا ہوں مگر میرے آنے کے بعد ان کے منہ میں پانی ڈالنے والا بھی کوئی نہیں ہوتا ہے اور پھر اب میری عمر بھی ایسی نہیں ہے کہ میں اپنی نفسانی خواہش کو زندگی بھر دبالوں اس لئے میں آپ سے شریعت کی رو سے فتویٰ لینا چاہتا ہوں کہ میں دوسرا نکاح کر سکتا ہوں یا نہیں؟ اور شریعت سے قاضی دوسرا نکاح پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟ فقط السائل محمد جمیل، ثروت منزل نزد نشاط سینما حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** شریعت مطہرہ میں مرد کو نکاح ثانی کرنے کے لئے موجودہ بیوی کی اجازت کی احتیاج نہیں۔ نہ اس کا نکاح، اس کی زوجہ کی اجازت پر موقوف ہے۔ البتہ مروجہ قانون اس کی اجازت نہیں دیتا۔ اس لئے قانون کی طرف لوٹنا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ ربیع الاول ۱۴۰۴ھ

نابالغ کا نکاح اگر والدین کریں تو فسخ کرنے کا اختیار نہیں

سوال: بصد احترام قبلہ مفتی خلیل صاحب، السلام علیکم

جناب عالی گذارش یہ ہے کہ: پرانے زمانے کے رسم ورواج کے مطابق بالغ لڑکیوں کے ہمراہ نابالغ لڑکیوں کو بھی نکاح کے لئے بٹھادیا جاتا تھا جن کا ایجاب ان کے والدین قبول کرتے تھے۔ ایک لڑکی بنام خورشید اختر جس کی عمر نکاح کے وقت تقریباً آٹھ سال تھی اور لڑکا بنام محمد سلیم کی عمر تقریباً دس سال تھی اور دونوں کا ایجاب وقبول ان کے والدین نے کیا تھا اب چونکہ لڑکی بالغ ہو چکی ہے۔ اسلامی اصول کے مطابق کیا ان دونوں کا نکاح ہو چکا ہے۔

اسلامی قوانین کی روشنی میں فتوی دے کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

فقط محمد بشیر ولد محمد صدیق آرائیں، مکان نمبر 60 خواجہ غریب نواز کالونی، نزد نیا پل، حیدر آباد سندھ

۷۸۶ الجواب: نابالغ لڑکا خواہ لڑکی، ان کے والدین اگر ان کی جانب سے ایجاب وقبول کریں تو یہ ایجاب وقبول، انہیں کی جانب سے مانا جائے گا اور شرعاً نکاح نافذ ہو جائے گا۔ لہٰذا جب یہ نکاح لڑکے یا لڑکی کے باپ نے کیا یعنی لڑکی یا لڑکے کے باپ یا دادا نے ان کی جانب سے ایجاب وقبول کیا تو یہ نکاح ہو گیا بلکہ لازم ہو گیا کہ ان کے ایجاب وقبول کے بعد، اب لڑکی کو نکاح توڑنے کا اختیار نہ رہا۔ تو جب تک اس کا شوہر اس کو طلاق نہ دے، اسے کسی اور مرد سے نکاح کرنے کا ہرگز اختیار نہیں۔ (درمختار۔ ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ ربیع الآخر ۱۴۰۴ھ

نابالغ کا نکاح

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین بیچ اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک کمسن بچے کی شادی ایک کمسن لڑکی سے ہوئی۔ والدین نے ایجاب وقبول کیا۔ جب بچے بلوغت کو پہنچے تو لڑکے نے اس نکاح کو قبول کرنے سے انکار کیا۔ کیا لڑکے کو طلاق دینا ضروری اور واجب ہے یا نہیں؟ فدوی منصور خان ولد محمد ساکن، اسلام آباد، حیدر آباد سندھ

۷۸۶ الجواب: نابالغ لڑکے کی جانب سے، اس کے والد خواہ کسی اور ولی کا ایجاب وقبول شرعاً صحیح اور نافذ ہے۔ لہٰذا وہ عقد صحیح ونافذ اور نکاح ثابت ولازم ہے۔ اب کہ لڑکا بالغ ہو چکا ہے اسے اس نکاح کو باقی رکھنے یا زوجہ کو طلاق دینے کا اختیار ہے۔ ہاں جب تک یہ طلاق نہ دے گا عورت کہیں اور نکاح نہیں کر سکتی کہ وہ اس کی زوجہ ہے اور شوہر والی عورتیں دوسرے مردوں پر حرام۔ قال اللہ تعالیٰ وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ (النساء: 24) پھر اگر خلوت صحیحہ نہ ہوئی تو عورت پر عدت بھی نہیں۔ اور شوہر پر نصف مہر لازم ہے۔ (درمختار۔ ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۴ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ٹیلی فون پر نکاح اور طریقہ نکاح

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع اس مسئلہ کے بارے میں کہ: میرے چھوٹے بھائی آجکل دوبئی میں رہ رہے ہیں۔ ان کا ایک لڑکا ہے جس کی شادی کرتے ہوئے نکاح انہوں نے فون پر دوبئی سے لاہور پڑھوایا مگر رخصتی ابھی نہیں ہوئی ہے تو کیا فون پر نکاح ہو جاتا ہے اور دین اسلام کی رو سے جائز ہے یا نہیں؟ برائے مہربانی فتوی صادر فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ جہاں تک میرا خیال ہے نکاح نہیں ہوتا پھر بھی دینی مسئلہ ہے اس لئے فتوی ضروری ہے۔

خیر اندیش شیخ مولا بخش، تنویر مارکیٹ D/7 لطیف آباد حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: نکاح مسلم کے لئے منجملہ شرائط کے ایک شرط یہ ہے کہ ایجاب وقبول کے وقت دو مرد یا ایک مرد دو عورتیں آزاد عاقل بالغ مسلمان موجود ہوں اور سب نے ایک ساتھ نکاح کے الفاظ سنے ہوں اور یہ سمجھیں ہو کہ یہ نکاح ہو رہا ہے۔

درمختار میں ہے ینعقد بایجاب و قبول و شرط حضور شاهدین حرین او حر و حرتین مکلفین سامعین قولهما معا علی الاصح فاهمین انه نکاح۔ اور ظاہر ہے کہ ٹیلیفون سے نکاح میں یہ شرط نہیں پائی جاتی تو نکاح کس طرح منعقد ہوگا۔ ہاں اگر ناکح ٹیلیفون پر کسی کو اپنا وکیل نامزد کر دے اور وہ اس کی جانب سے ایجاب وقبول کرے اور گواہ بھی موجود ہوں اور وہ یہ کلام سن کر یہ سمجھیں کہ یہ نکاح ہو رہا ہے تو بیشک نکاح ہو جائے گا کہ اس صورت میں ٹیلیفون کا ایجاب وقبول سے کوئی تعلق نہیں رہا۔ بلکہ تمام دارومدار وکیل پر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ

نکاح میں کسی مسئلہ کی وجہ سے تاخیر کرنا

سوال: محترمی ومکرمی مفتی محمد خلیل برکاتی صاحب، دار العلوم احسن البرکات حیدر آباد

جناب عالی! ایک مسئلہ درپیش ہے توقع ہے رہنمائی فرمائیں گے۔ میری شادی بچپن میں ہوئی کچھ عرصہ کے بعد رخصتی ہونے والی ہے۔ میں اپنی سب سے بڑی سگی بہن کی شادی نہ ہونے، کی وجہ سے مناسب برادری میں رشتہ نہ ملنا، والدہ کا سایہ سر پر نہ ہونا، والد صاحب کے دماغی توازن درست نہ ہونے کے سبب اور بہن کا اپنی زیادتی عمر کی وجہ سے انکار کرنا، پر اپنی ودائیگی سے انکار کر رہا ہوں شرعاً یہ اقدام کیسا ہے؟ کیوں کہ میرا ضمیر کہتا ہے کہ پہلے بہن بیاہ جائے تب میں بیوی کی ودائیگی ہونے دوں۔ فقط والسلام مبشر

۷۸۶ الجواب: جو باعث آپ کو اپنی وداع میں تاخیر کا ہے، ممکن ہے ایسا ہی کچھ باعث لڑکی والوں کو تعجیل کا ہو شرعاً نہ یہ لازم وضرور اور نہ تاخیر میں گناہ۔ ہاں دنیاوی اندیشے قدم قدم پر موجود ہیں۔ تو ان اندیشوں میں پڑنا ہی برا ہے۔

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ شعبان ۱۴۰۰ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حلالہ کا ایک مسئلہ

سوال: جناب مفتی محمد خلیل صاحب دار العلوم احسن البرکات حیدر آباد

زید نے ایک طلاق شدہ عورت عابدہ سے حلالہ کی نیت سے نکاح کیا اور نکاح کے بعد اسی سے حق زوجیت بھی ادا کیا۔ آپ فتوی دیں کہ شرعاً عابدہ زید کی بیوی کہلائے گی یا نہیں؟ فقط ایک سائل

۷۸۶ الجواب: نکاح میں ایجاب وقبول ضروری ہے اور اس کا مطلب یہ ہی ہوتا ہے کہ فلاں بن فلاں نے فلاں بنت فلاں کو اپنی زوجیت کے لئے قبول کیا۔ لہٰذا اگر یہ نکاح شرعی طور پر عمل میں آیا۔ تو یقیناً درست ہوا اور وہ دونوں آپس میں زن اور شوہر ہیں۔ پہلے شوہر کے لئے حلال ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ دوسرا نکاح صحیح نافذ ہو البتہ نکاح بشرط التحلیل جس کے بارے میں حدیث میں لعنت آئی ہے یعنی یہ کہ ایجاب وقبول میں حلالہ کی شرط لگائی جائے یہ نکاح مکروہ تحریمی ہے۔ زوج اول وثانی اور عورت تینوں گنہگار ہوں گے۔ مگر شوہر ثانی طلاق دینے پر مجبور نہیں اور اگر عقد میں شرط نہ ہو اگرچہ نیت میں ہو تو کراہت نہیں۔ بلکہ اگر نیت خیر ہو تو مستحق اجر ہے (درمختار وغیرہ) لیکن حلالہ کے لئے اگر اس زوج ثانی پر اعتماد کر کے بہ نیت تحلیل نکاح کیا گیا تھا تو یہ بات غیرت ایمانی اور مروت اسلامی سے بعید ہے کہ اب اس عورت پر قبضہ کر کے بیٹھ رہے اگرچہ نکاح درست ہے اور شرعاً وہ اس کی منکوحہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ ربیع الاول شریف ۱۳۹۹ھ

باپ کا کیا ہوا نکاح فسخ کرنے کا کوئی اختیار نہیں

سوال: بخدمت جناب اعلیٰ مفتی صاحب

السلام علیکم، بعد گذارش ہے کہ: ہم دونوں بہنیں ہیں اور ہماری ضعیف والدہ صاحبہ اور ایک چھوٹا بھائی ہے۔ ان کے سوا ہمارا دنیا میں کوئی نہیں اللہ کے سوا۔ اس وقت میری عمر تقریباً ۱۸ سال اور دوسری بہن کی عمر تقریباً ۱۶ سال ہے۔ ۱۹۶۵ء یعنی ہمارے بچپن میں جب میری عمر تقریباً ۴ سال اور دوسری بہن کی عمر تقریباً ۲ سال تھی۔ ہمارے والد صاحب نے ہماری طرف سے ہمارے نکاح کی منظوری دے دی تھی۔ یعنی بچپن میں ہمارا نکاح کر دیا گیا۔ اور والد صاحب نے رواج کے مطابق شربت کا گلاس بھی پیا تھا۔ اور ان لڑکوں کے والد نے بھی شربت کا گلاس پیا تھا جس سے ہمارا نکاح ہوا۔ یہ بچپن کا نکاح شریعت کی رو سے جائز ہے یا نہیں۔ اور ہمارے والد صاحب کا انتقال ہو چکا ہے۔ اس لئے جناب سے گزارش ہے کہ آپ اس کا فتوئی دیں تو آپ کی بہت بہت مہربانی ہوگی اور دوسرا یہ کہ اب وہ دونوں بھائی جن سے ہمارا نکاح ہوا تھا وہ شرابی، جواری اور بدکاری کے عادی ہو چکے ہیں۔ ایسی صورت میں ہمارا ان سے کیسے نباہ ہو سکتا ہے۔ اور ہماری والدہ نے کافی عرصے انتظار بھی کیا کہ وہ لوگ اپنا رویہ درست کر لیں۔ لیکن اس کے باوجود زیادہ خرابی پیدا ہو گئی اور اب ہم اور زیادہ انتظار بھی نہیں کر سکتے ہیں کیوں کہ ہماری والدہ ضعیف ہیں اور بیمار بھی۔ اس لئے شریعت ہمارے معاملے میں کیا حکم دیتی ہے۔ کیا ہم اپنے طور پر اس

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بچپن کے نکاح کو ختم کر کے دوسرا نکاح کر سکتے ہیں۔ فتویٰ صادر فرما کر ہماری رہنمائی فرمائیں۔ آپ کی بہت بہت مہربانی ہوگی۔ آپ کی دعاگو بہنیں شمیم اور شاہین، جمیل احمد مکان نمبر G/713 الطاف گودام پریٹ آباد پھلیلی حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** لڑکیوں کی نابالغی کی حالت میں جو نکاح ان کے باپ نے کر دیا۔ وہ نکاح درست ہوا بلکہ لازم ہو گیا اگرچہ مثل مہر سے بہت کم یا غیر کفو سے کیا پھر بھی یہ نکاح لازم ہو گیا۔ کہ ان کو بالغ ہونے کے بعد اس نکاح کے توڑنے کا کوئی اختیار نہیں۔ راہ نجات طلاق ہے۔ یا پھر ان کا انتقال (درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ ربیع الاول شریف ۱۳۹۹ھ

تقدیر کے مسئلے میں بحث کرنا منع ہے

سوال: بحث کے دوران ہماری نانی نے کہا کہ "اللہ تعالیٰ کے ہاں جوڑے بن کر آتے ہیں یعنی جب اللہ تعالیٰ نے کائنات کو بنایا تو روحوں کے جوڑے بن کر آتے اور اس دنیا میں بھیجتے۔ اور اللہ نے انسان کی قسمت میں لکھ دیا کہ اس کی شادی اس انسان سے ہوگی" جبکہ میں کہتا ہوں کہ نہیں بلکہ انسان اپنی کوشش سے جس سے چاہے شادی کر لے۔ اس کی مثال یوں ہے کہ بعض مرد، کافر عورتوں سے شادی کر لیتے ہیں اور بعض اہل کتاب عورتیں، مسلمان مردوں سے شادی کر لیتی ہیں اور بعض عورتیں ہندو اور سکھوں سے شادی کر لیتی ہیں۔ جبکہ مرد اپنے مذہب پر اڑا رہتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ یہ جوڑے بناتا ہے تو غیر مذہب مسلمان مرد وعورتیں کی شادی کے بارے میں یہ ہی لکھتا۔ میں کہتا ہوں کہ میں صحیح کہہ رہا ہوں۔ نانی کہتی ہیں کہ میں غلط کہہ رہا ہوں اگر کسی کی شادی اس کی پسند کی نہیں ہوتی تو وہ اللہ کا کلام ورد میں لاتا ہے اور دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کر لیتا ہے اور اس کی شادی وہاں ہو جاتی ہے۔ اس طرح بعض لوگ چار چار شادیاں کرتے ہیں اور بعض ایسے ہی مر جاتے ہیں تو مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا جوڑا ہی نہیں پیدا کیا۔ مجھے صحیح رہبری کی ضرورت ہے۔ اللہ آپ کو اجر عطا فرمائے۔ عبدالجبار معرفت۔ پیش امام میروں کی مسجد، نزد پھلیلی پاور ہاؤس حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: جس مسئلہ میں آپ بحث کر رہے ہیں یہ تقدیر کا مسئلہ ہے اور حضور اکرم ﷺ نے مسئلہ تقدیر میں بحث کرنے سے منع فرمایا ہے کہ پچھلی امتیں تقدیر میں زیادہ بحث سے ہلاک ہو گئیں۔ تاہم مسئلہ تقدیر پر ایمان لانا ضروری ہے کہ ایمان مجمل میں والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالی (اور میں ایمان لایا تقدیر کی برائی بھلائی اللہ کی طرف سے ہے) کا یہ ہی مطلب ہے کہ دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے اور بندے جو کچھ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے علم ازلی سے اسے پہلے ہی جانا اور لکھ دیا اس کا نام تقدیر ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ آدمی تقدیر کے موافق اپنے کام کرنے پر مجبور ہوتا ہے اور یہ بات بھی نہیں کہ جیسا اس نے لکھ دیا ویسا ہم کو کرنا پڑتا ہے بلکہ ہم جیسا کرنے والے تھے ویسا پہلے ہی جان کر اس نے لکھ دیا تو اس کے علم یا لکھ دینے نے کسی کو مجبور نہیں کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو اختیار دیا ہے کہ ایک کام چاہے کرے یا نہ کرے۔ اسی سبب سے عقل بھی دی ہے کہ بھلے برے نفع نقصان کو پہچانے۔ آدمی پتھر کی طرح بے حس تو نہیں ہے تقدیر کا انکار کرنے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

والوں کو حضور اکرم نے ﷺ اس امت کا مجوسی بتایا ہے۔ جو آیت آپ کے ذہن میں ہے ومن کل شئی خلقنا زوجین اور ہم نے ہر چیز کے جوڑے بنائے۔ یہاں (شئی) چیز سے مراد شوہر نہیں بلکہ ہر نوع ہے لہٰذا نوع انسان میں زن و مرد ہیں اسی طرح حیوانات، نباتات، جمادات، میں بھی یہ ہی اصول کارفرما نظر آئے گا۔ ان کے علاوہ بھی تضادات کی ایک دنیا آباد ہے چنانچہ رات و دن، شقاوت و سعادت، ہدایت و ضلالت، آسمان و زمین، سیاہی و سفیدی، صحت و مرض، کفر و ایمان، محبت و نفرت یہ سب جوڑے ہیں۔ جہاں تک شادی میں اختیار کا تعلق ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو عورتیں تمہیں خوش آئیں یعنی پسند آئیں ان سے نکاح کرو فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ معلوم ہوا کہ اللہ نے شادی کرنے کے لئے پسند کا اختیار دیا ہے اور اسی وجہ سے شادی کی نیت سے ایک دوسرے کو دیکھنا بھی حدیث شریف میں جائز رکھا گیا ہے۔ تو اس کی پسند کا علم اللہ کو پہلے سے ہے اور اس نے اسی علم کی وجہ سے لکھ دیا کہ دنیا میں یہ شخص اس سے شادی کرے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۱۱۶/ ۱۹۸۳/ ء

الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

بالغہ اپنا نکاح خود کر سکتی ہے اور ولی کو اس پر اعتراض کرنا بے جا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: کوئی ایسی لڑکی جس کی عمر سولہ، سترہ سال کے درمیان ہو بغیر والد کی رضامندی اپنا نکاح خود کر لیتی ہے جس میں باقاعدہ کئی افراد کی موجودگی میں ایجاب وقبول کرتی ہے۔ یعنی قاضی اور گواہان کی موجودگی میں اس کا نکاح ہوتا ہے۔ تو کیا بغیر والد کے اس کا نکاح جائز ہے۔ اور اس کے والد اور خاندان والوں کو یہ علم جب ہوتا ہے کہ ان کی لڑکی نے نکاح کر لیا ہے تو وہ سب خلاف ہو جاتے ہیں اور اس کو بلا کر جبراً گھر بٹھا لیتے ہیں۔ اور بغیر شوہر کے طلاق دئے ہوئے سال کے بعد اس کا نکاح کسی دوسرے شخص کے ساتھ باپ کر دیتا ہے۔ تو کیا یہ نکاح جائز ہے جب کہ دل میں یہ بات ہے کہ میرا نکاح اس کے ساتھ نہیں ہوا اور والد اسے قبول بھی نہیں کرواتے ہیں صرف دستخط لے لیتے ہیں اور لڑکی کے دل میں یہی ہوتا ہے کہ میرا نکاح اس کے ساتھ نہیں ہوا۔ اور دوسرے خاندان کے لوگ بھی یہ کہتے ہیں کہ نکاح نہیں ہوا۔ اور پھر ۱۸ سال اسی کشمکش میں گزر جاتے ہیں اور شوہر اول کا لڑکی کے دل میں کوئی لگاؤ باقی نہیں رہتا اور نہ موجودہ شوہر کو اپنا شوہر سمجھتی ہے اور اگر اب وہ کسی اور شخص کے ساتھ نکاح کرنا چاہے تو کیا وہ موجودہ شوہر سے بغیر طلاق کے نکاح کر سکتی ہے۔ اور موجودہ شوہر اس کا نہ تو کماتا ہے اور نہ کوئی اس کا خرچ اٹھاتا ہے تو کیا اسی حالت میں وہ عورت کسی تیسرے آدمی سے نکاح کر سکتی ہے اور ۱۸ سال قبل جو اس نے نکاح کیا تھا اس کا کوئی خیال اس کے دل میں باقی نہیں رہتا اور ۱۸ سال سے اس نے صورت بھی نہیں دیکھی اور نہ وہ شوہر اول سے نکاح کرنا چاہتی ہے اور یہ شوہر اس کو کسی حالت میں طلاق دینے کو تیار نہیں ہے اور جب شروع سے اس کے دل میں یہ رہا ہے کہ یہ میرا شوہر نہیں نکاح غلط ہے اور بچے بھی ہیں اور چھ سات سال سے اس کا شوہر ایک پیسہ بھی کما کر نہیں دیتا۔ اور نہ اس کا پیچھا چھوڑتا ہے۔ کیا یہ عورت اس حالت میں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خاموشی کے ساتھ کسی اور شخص کے ساتھ نکاح کر لیتی ہے تو کیا یہ نکاح جائز ہوگا یا نہیں؟ کتاب وسنت کی روشنی میں یہ بالکل سچ ہونا چاہئے کہ یہ نکاح جائز ہوگا یا نہیں؟ منجانب ایک سائل حشمت الدین

۷۸۶ **الجواب:** سولہ سترہ سال کی لڑکی شرعاً بالغہ ہے۔ اور بالغہ بطور خود اگر کسی ایسے مرد سے نکاح کرے کہ وہ نسب یا مذہب یا پیشے یا چال چلن میں اولیا کے زن سے ایسا کم نہیں کہ اس کے ساتھ عورت کا نکاح اولیائے زن کے لئے باعث ننگ و عار ہو یعنی وہ مرد اولیائے زن کا کفو ہے تو بالغہ کا بلا اجازت ولی اس سے نکاح کر لینا جائز ہے اور ولی کو اس پر حق اعتراض نہیں (درمختار وغیرہ) اور اس صورت میں کہ عورت نے وہ نکاح کفو میں کیا، اس کے والدین کو اسے جبراً روک لینا، اس پر ظلم بالائے ظلم ہے کہ شوہر سے طلاق حاصل کئے بغیر اس کا نکاح کسی اور مرد سے کر دیا بلکہ یہ حرام اور اپنی لڑکی کو حرام کاری کے لئے پیش کر دینا ہے۔ وہ ہرگز نکاح نہ ہوا اور نہ ہی جھوٹا نام نکاح کا اسے مفید، عورت بدستور اپنے شوہر اول کے نکاح میں ہے۔ یہ جو کچھ عرصہ گزرا، یہ دونوں مبتلائے زنا رہے اور اس کا وبال ان پر بھی رہا اور لڑکی کے والدین پر بھی کہ وہ اس حرامکاری کا ذریعہ بنے۔ اور اب کہ عورت کسی اور سے نکاح کرنا چاہتی ہے تو اس کے لئے اس کے سوا کوئی اور چارہ نہیں کہ وہ اپنے پہلے شوہر سے طلاق حاصل کرے یا پھر اس کے ساتھ گزارہ کرے اور اس گناہ کے وبال سے بھاگے دوسرے سے نکاح ہی نہ ہوا تو طلاق کی کیا حاجت۔ دونوں ایک دوسرے کو چھوڑ دیں وہ مرد تو ایک اجنبی ہے جس کے ساتھ یہ گناہ آلودہ زندگی گزار رہی ہے قال اللہ تعالی وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ (النساء:24) تم پر حرام کی گئیں شوہر والی عورتیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ شوال المکرم ۱۴۰۰ھ

نکاح ثانی کے لئے بیوی کی اجازت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ: شوہر اپنی بیوی کے پوچھے بغیر دوسری شادی نہیں کر سکتا مگر میرے دوست کا کہنا ہے کہ بغیر بیوی سے پوچھے دوسرا نکاح کر سکتا ہے اور میرا اصرار یہ ہے کہ بیوی بچے سب میں سے اگر کسی نے بھی اجازت نہیں دی تو پھر اس کے لئے دوسری شادی کرنا خلاف حقوق العباد ہے بلکہ بیوی کی اجازت ضروری ہے بلکہ تحریری اجازت بھی لی جائے گی۔ آپ سے درخواست ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیں۔ شکریہ

فقط ایک سائل، عبدالغنی

۷۸۶ **الجواب:** بیشک اسلام نے مرد کو چار شادیوں کی اجازت دی ہے مگر جبکہ انصاف کا یقین ہو چنانچہ فرمایا فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً (النساء:3) ''اگر یہ خوف ہے کہ انصاف نہ کر سکو تو ایک نکاح کرو'' نکاح ثانی کے لئے سوائے شرط بالا کے کسی سے بھی اجازت لینی ضروری نہیں ہے اگر یہ خطرہ ہے کہ نکاح کرے گا تو نفقہ نہیں دے سکے گا یا جو ضروری باتیں ہیں ان کو پورا نہ کر سکے گا تو مکروہ ہے اور اگر ان باتوں کا یقین ہے کہ نہ کر سکے گا تو نکاح کرنا حرام مگر نکاح بہرحال ہو جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ رمضان ۱۴۰۰ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

زنا سے حاملہ عورت کا نکاح

سوال: جناب قبلہ مفتی صاحب، دار العلوم احسن البرکات حیدر آباد السلام علیکم
سائل مندرجہ ذیل سوال تحریر کرتا ہے اس کے لئے علماء کرام طریقہ شریعت سے کیا فرماتے ہیں کہ: ایک کنواری لڑکی کا نکاح جب ہوا تھا اس کے سات ماہ بعد بچہ تولد ہوا۔ لوگوں کی آپس میں معلومات سے یہ تصدیق ہوگئی کہ کنواری لڑکی نکاح سے دو ماہ پہلے حاملہ تھی۔ اس کا نکاح ہوا کہ نہیں؟ اس مسئلہ پر قرآن وسنت کی روشنی میں جواب ارسال فرما کر مشکور فرمائیں۔

فقط ایک سائل، احمد خان

۷۸۶ الجواب: جس عورت کو زنا کا حمل ہے اس سے نکاح ہو سکتا ہے پھر اگر وہ حمل اسی مرد کا ہے جس سے نکاح کیا یا گیا تو وہ مرد اس سے وطی بھی کر سکتا ہے اور اگر دوسرے کا ہے تو جب تک بچہ پیدا نہ ہولے وطی جائز نہیں۔ (درمختار وغیرہ)

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

وعدۂ نکاح کرنے سے نکاح نہیں ہوا

سوال: میں محمد اسحاق ولد رحم علی خان قوم راجپوت رہائش سرفراز کالونی حیدر آباد ایف پی درخواست گزار ہوں کہ میری لڑکی نام پروین ۱۹۶۹ میں حیدر آباد میں پیدا ہوئی تھی۔ جس کی زبانی منگنی نام شوکت ولد شاہنواز عمر ۳۵ سال رہائش بہاول نگر ریاست، بہاول پور سے ہوئی تھی، جس منگنی میں کوئی منائے یا راجپوت برادری کا کوئی آدمی نہیں بیٹھا تھا۔ منگنی زبانی طور پر ہوئی تھی مگر شوکت سے میں اور میری لڑکی ناراض ہیں جس سے شادی یا نکاح کرنا نہیں چاہتا ہوں۔ اس لئے لڑکی کے فتویٰ ملنے کے لئے یہ بیان قائم رہے جو کہ وقت ضرورت کے کام آئے۔ اسحاق ولد رحم علی خان، سرفراز کالونی وارڈ 4 مکان نمبر 243 حیدر آباد

۷۸۶ الجواب اگر بات واقعی یہی ہے کہ نابالغ لڑکی کے باپ نے صرف زبان دی تھی اور مقصود صرف منگنی اور نکاح اور شادی کا وعدہ تھا اور کوئی ایجاب وقبول جیسا کہ عموماً مجلس نکاح میں گواہوں کے روبرو عمل میں آتا ہے اس کی جانب سے نہ تھا تو وہ نکاح نہ ہوا صرف وعدۂ نکاح قرار پائے گا کہ وعدۂ نکاح، نکاح نہیں۔ اسے اختیار ہے کہ جہاں چاہے لڑکی کا نکاح کر دے۔ البتہ بلا وجہ شرع میں ایسا کرنا نہیں چاہئے۔ تاہم دوسری جگہ نکاح کرے گا تو درست ہوگا (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ

ایجاب وقبول اگرچہ مجبور کرنے سے کیا، نکاح ہو گیا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع، درمیان اس مسئلہ کے کہ: میری لڑکی کی شادی ایک نیم پاگل کے ساتھ ۱۹ مئی ۱۹۷۸ء کو ہوگئی۔ مگر جب اس کا علم نہیں تھا کہ لڑکے کا دماغی توازن ٹھیک نہیں ہے۔ قاضی صاحب نے خطبے کے بعد پھر دوبارہ یہ دریافت فرمایا کہ نکاح پڑھا دوں۔ میں نے اجازت دے دی اور وجہ اس کی یہ تھی کہ میرے علم میں نہیں تھا کہ لڑکا نیم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پاگل ہے۔ قاضی صاحب اور وکیل گواہوں نے دیکھا تھا کہ دولہا کے دونوں طرف سے ہاتھ پکڑ رکھے تھے ان کے کہنے سے دولہا نے کلمے بھی پڑھے مگر قبول کے موقع پر اس نے بھری محفل میں کہا کہ کون دلہن اور کیا قبول کروں۔ اس پر وہ دو شخص جن سے وہ ڈرتا تھا۔ انہوں نے لڑکے کو جو ڈرایا تو اس نے قبول کر لیا۔ بعد میں جب وہ دلہن کے سامنے رسم ادا کرنے گیا۔ تو پھر پاگل پن کی باتیں اور زیادہ کرنے لگا۔ جس کی وجہ سے اس وقت لڑکی کو رخصت نہیں کیا اور دولہا کے باپ سے کہہ دیا کہ پہلے لڑکے کا علاج کرواؤ جب لڑکے کا دماغی توازن درست ہوگا۔ جب لڑکی وداع کروں گا۔ ڈیڑھ سال کا عرصہ گزر گیا اور لڑکے کا علاج ہو گیا۔ اور دماغی توازن بالکل ٹھیک ہے اس لئے دریافت طلب یہ امر ہے کہ میں لڑکی رخصت کر رہا ہوں اس لئے تجدید نکاح کرایا جائے یا پہلے جو نکاح ہوا ہے وہ کافی ہے؟ شرعی حکم سے جواب عنایت فرمائیں۔　سید نعمت علی، ۸۱/ ۱۹۸۰ ء

۷۸۶ **الجواب:** شوہر نے جب ایجاب وقبول کر لیا اگرچہ دوسروں کے مجبور کرنے سے کیا تو وہ نکاح نافذ وصحیح ہوا۔ اسے مجنون تو سائل بھی نہیں بتاتا نیم پاگل کہتا ہے یعنی خفیف العقل جس کا دماغی توازن کبھی درست کبھی خراب۔ بایں ہمہ اگر وہ لڑکا اس لڑکی سے نکاح اور اس کے ساتھ ازدواجی زندگی بسر کرنا چاہتا ہے تو ایجاب وقبول میں کون سا حرج ہے۔ دو گواہوں کے روبرو پھر ایجاب وقبول کرا دیں اور وہ رسوم کہ مروج ہیں انہیں قطعاً خیال میں نہ لائیں۔ نہ یہاں کسی قاضی کی ضرورت ہے۔ نہ نئے سرے سے اندراج ضروری۔ لڑکا گواہوں کی موجودگی میں کہے میں نے اس عورت کو اپنے نکاح میں لیا۔ عورت جو وہاں موجود ہے وہ کہہ دے میں نے قبول کیا۔ اب نہ کوئی خطرہ نہ وسوسہ۔ بات کو جتنا بڑھائیں گے اتنی بڑھے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۱۸ ربیع الاول شریف ۱۴۰۰ ھج

اگر لوگ سمجھیں کہ ایجاب وقبول ہو رہا ہے جیسا کہ معمول ہے تو نکاح ہو گیا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: دو بھائی تھے ایک نامی عبدالغنی اور دوسرا عبدالحکیم۔ عبدالغنی فوت ہو گیا اس کے پس ماندہ دو بچے ایک لڑکا اور ایک لڑکی اور اس کی بیوہ کچھ مدت گزرنے کے بعد عبدالغنی کی بیوہ نے عبدالرحمٰن ایک شخص سے شادی کر لی یہ بچے اس کے ساتھ تھے۔ چند سال گزرنے کے بعد عبدالحکیم نے اپنی بھتیجی کی منگنی اپنے لڑکے سے کی۔ اس لڑکی کی والدہ کی موجودگی میں ایجاب وقبول ہوا۔ چند ماہ گزرنے کے بعد عبدالرحمٰن کے بھتیجے نے عبدالرحمٰن سے کہا کہ اس لڑکی کی آپ نے پرورش کی ہے، اس کی شادی کرنے کا آپ کو حق ہے اور اسی شخص نے ایک پہلے شادی کی تھی جس سے اس کے چند بچے ہیں۔ عبدالرحمٰن کے بھتیجے نے عبدالرحمٰن سے کہا کہ یہ جو لڑکی ہے یہ آپ اپنے بڑے لڑکے کو دے دیں جس پر لڑکی کی والدہ بھی آمادہ ہو گئی۔ مگر اس سے پہلے منگنی اور زبان عبدالحکیم والوں سے ہو چکی تھی اس کے باوجود انہوں نے دو بڑے گواہ بنائے اور لڑکی کو سمجھایا کہ تم کہہ دو قاضی صاحب سے کہ میری منگنی میری مرضی کے خلاف ہوئی تھی اور میں اس وقت نابالغ تھی اب میں بالغ ہو چکی ہوں اور اپنی مرضی سے شادی کروں گی۔ یہاں اس بات کا مکمل پتہ نہیں کہ لڑکی اس وقت بالغ تھی یا نابالغ جب اس کی منگنی چچا زاد بھائی کے ساتھ ہوئی۔ ہاں یہ معلوم ہے کہ جب اس نے قاضی صاحب سے کہا اس

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وقت اس کی بلوغت کو کافی عرصہ گزر چکا تھا بعدہ اس کے شادی عبدالرحمٰن کے بڑے لڑکے سے ہوگئی۔ جب عبدالحکیم والوں کو معلوم ہوا کہ ان کی منگیتر کی شادی دوسرے سے ہوگئی ہے تو وہ عبدالرحمٰن کے لڑکے کو مارنے کے لئے آئے تو یہ لڑکا اپنی بیوی کے ساتھ فرار ہو چکا تھا تو انہوں نے عبدالرحمٰن کے بھتیجے کو قتل کر دیا اس لئے کہ اس نے ذمہ اٹھایا تھا۔ اب یہاں سوال عرض یہ ہے کہ

۱۔ منگنی والے سے طلاق لینی ہے یا نہیں؟

۲۔ اب اس لڑکی سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ حلال ہے یا حرام؟

۳۔ اور اس کی اولاد سے کوئی لین دین یا شادی وغیرہ کر سکتا ہے یا نہیں؟

۴۔ جس کو قتل کیا اس کی موت کیسی ہے۔ (یعنی شہید ہے یا حرام موت) ؟

مہربانی فرما کر ان سوالات کے جوابات عنایت فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔ السائل حاجی گل

۷۸۶ الجواب: ۱۔ عبدالحکیم نے اگر اپنی بھانجی سے عقد نکاح لیا تھا یعنی اس محفل میں شرکت کرنے والوں نے یہ سمجھا کہ یہ نکاح ہو رہا ہے اور باقاعدہ ایجاب و قبول ہوا جیسا کہ معمول ہے تو وہ لڑکی عبدالحکیم کے لڑکے کی منکوحہ ہوگئی اب تاوقتیکہ وہ طلاق نہ دے اس لڑکی کا نکاح کہیں اور نہیں ہو سکتا اور اگر وہ صرف منگنی تھی تو منگنی تو ایک وعدہ تھا جو پورا نہ کیا گیا لہٰذا اس لڑکی کا نکاح دوسرے لڑکے سے صحیح ہوا۔ اور جو اولاد ہوگی وہ ثابت النسب ہوگی۔ (درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ جو مسلمان ظلماً قتل کر دیا جائے وہ شہید مانا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ جب نکاح ثانی صحیح ہے اور اولاد ثابت النسب تو لین دین وغیرہ معاملات نکاح صحیح ہیں اور اگر نکاح ثانی درست نہیں تو یہ محض زنا ہوگا اور اولاد ولد الزنا اور ایسے سے قطع تعلق لازم جب تک وہ توبہ نہ کرلے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ ربیع الاول شریف ۱۳۹۰ھ

اگر عورت بدچلن ہو جائے تو نکاح نہیں ٹوٹتا

سوال: جناب قبلہ مفتی خلیل صاحب، السلام علیکم، زید کی بیوی کے عمرو، سے ناجائز تعلقات تھے۔ زید کو جب معلوم ہوا تو اس نے اپنی بیوی کو منع کیا جس پر اس نے توبہ کرلی اور آئندہ کے لئے اس برے فعل سے باز رہنے کی قسم کھائی۔ زید نے اس کو معاف کر دیا زید کا اپنی بیوی سے نکاح برقرار رہا یا نہیں؟ فقط، السائل ایک شوہر

۷۸۶ الجواب: معاذ اللہ اگر عورت بدچلن ہو جائے تو اس میں نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ دونوں کے مابین نکاح باقی ہے۔ دونوں باہمی رضامندی سے رہنا چاہیں اور نباہ ہو سکے تو شریعت علیحدگی پر مجبور نہیں کرتی۔ قال اللہ تعالی وَالّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآىِٕكُمْ (النساء:15) (سماهن مع ذلك نساء هم)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ رمضان المبارک ۱۳۹۵ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ولیمہ کیا ہے؟

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علماء حق بیچ اس مسئلہ کے کہ: ولیمہ جو کہ لڑکے کے نکاح کے بعد سنّت ہے۔ اس کے مقابلے میں ایک جماعت ایک کھانا کرتی ہے۔ جس کو انہوں نے میل جول کا نام دیا ہوا ہے یہ کھانا نکاح سے دو یا تین روز پہلے لڑکے والے کرتے ہیں اور بعد میں ولیمہ نہیں کیا جاتا۔ میل یہ ایک ہندوستانی رسم ہے جو کہ ہندوستان کے علاقے راجھستان میں ہندو کرتے ہیں حالانکہ یہ لوگ مسلمان ہیں لیکن اس ہندوستانی رسم پر اب تک قائم ہیں اور اگر کوئی شخص اس پر اعتراض کرتا ہے کہ ہم مسلمان ہیں ہمیں میل نہیں بلکہ ولیمہ کرنا چاہئے تو یہ لوگ اس کو بُرا مانتے ہیں اور اس شخص کا سوشل بائیکاٹ کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اپنے خاص رشتے دار (یعنی بھائی) بہنوں وغیرہ کے یہاں بھی کسی خوشی میں شریک نہیں ہوسکتا۔ اس جماعت کے لوگ ولیمہ کا مذاق اڑاتے ہیں اور اس کی شان میں گستاخانہ الفاظ استعمال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حلیمہ شلیمہ کیا ہوتا ہے ہم تو وہی کریں گے جو ہمارے بڑے کرتے چلے آئیں ہیں حد تو یہ ہے کہ یہ لوگ شادی سے پہلے لڑکے کے والدین سے یہ اقرار کرواتے ہیں کہ وہ میل کریں ولیمہ نہیں۔ اس جماعت کے تمام لوگ بحمدہ تعالیٰ مسلمان ہیں اور بعض بزرگ بڑے نمازی اور پرہیزگار ہیں۔ کیا ولیمے کی حمایت کرنے والا غلطی پر ہے۔ اگر نہیں تو اس کھانے (یعنی) میل کی شرعی حیثیت کیا ہے۔ (حرام، حلال یا مکروہ) اگر حرام ہے تو کھانے والے اور کرنے والے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

فقط۔ محمد لیٰسین، ہیرآباد ٹکونہ پارک کالج روڈ دکان نمبر ۳، حیدرآباد، ۲۶ /۳ /۱۹۷۸ء

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: دعوت ولیمہ سنت ہے، کہ شب زفاف کی صبح کو اپنے دوست احباب عزیز و اقارب اور محلہ کے لوگوں کی حسب استطاعت ضیافت کرے اور اس کے لئے جانور ذبح کرنا اور تیار کرانا جائز ہے۔ ولیمہ میں جس شخص کو بلایا جائے اس کو جانا سنت ہے۔ بخاری مسلم میں ہے کہ جس نے دعوت کو ترک کیا (یعنی بلا سبب انکار کردیا) اس نے اللہ و رسول کی نافرمانی کی۔ نکاح سے قبل اگر محض خوشی کے لئے کھانا کیا جائے تو جائز ہے، لیکن یہ کھانا جسے سائل (میل) کا نام دے رہا ہے، اگر وہ لوگ ہندوانہ رسم جان کر اپنے لئے لازم کرلیں اور ولیمہ سے انکار کردیں، تو یہ ناپاک خیال، کافروں کی رسوم کا بقیہ ہے، ان پر فرض ہے کہ اسے دل سے دور کریں اور پورے پورے اسلام میں داخل ہوں۔ ولیمہ کا مذاق اڑا کر (میل) کو اہمیت دینا، ایسے لوگوں کے ناپاک وہم ہوسکتے ہیں جو جاہل بے شعور اور اہل علم سے دور ہیں، دل میں وہی پچھلے خیالات جمع ہیں اور موروث ہونے کے باعث گویا طبیعت ثانیہ بن گئے ہیں۔ لیکن جب اسلام نے ولیمہ کو مسنون قرار دیا ہے تو ولیمہ ہی کیا جائے تاکہ خوشی کا کھانا بھی ہوجائے اور سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل کا ثواب بھی مل جائے۔ جس کھانے میں حلال چیزیں شامل ہوں اس کو حرام یا مکروہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۷ /۳ /۱۹۷۸ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نکاح پر نکاح نہیں ہوسکتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ میں کہ: ہندہ طلاق شدہ نے نکاح ثانی کے لئے زید کو چنا اور دونوں اس پر راضی ہوگئے لیکن زید کی پہلی بیوی موجود تھی جس کے لئے زید نے یقین دلایا کہ اس سے اجازت لے لی جائے گی لیکن حالات ایسے پیدا ہوگئے کہ زید اپنی پہلی بیوی سے اجازت حاصل نہ کرسکا۔ طے پایا کہ زید اپنی پہلی بیوی سے چھپا کر ہندہ سے نکاح کرلے بعد میں حالات درست ہوجائیں گے۔ مگر کسی طرح زید کی بیوی کو شبہ ہوگیا اور اس نے زید سے سختی سے باز پرس کی۔ زید نے مصلحتاً صاف انکار کردیا اور کہا کہ ہندہ کا نکاح میرے بڑے بھائی کے ساتھ ہوگا۔ اس کے بعد زید نے ہندہ سے اپنی پہلی بیوی سے چھپ کر باقاعدہ نکاح کرلیا۔ حالات برادری تک پہنچے اور میل کا بیل اور سوئی کا بھالا جیسا اندیشہ پیدا ہوگیا۔ اس لئے یہ صورت اختیار کی گئی کہ ہندہ کی تقریب رخصتی اس طریقہ سے منائی جائے کہ برادری میں یہ تاثر پیدا کیا جائے کہ ہندہ کا نکاح زید کے بڑے بھائی کے ساتھ کیا جائے گا۔ اور اس قاضی کو بلایا جائے جس نے پیشتر ہندہ کا نکاح پڑھایا تھا اور سر محفل قاضی صاحب اور رجسٹر کو پیش کردیا جائے تاکہ لوگ خاموش ہوجائیں اور یہ طوفان ختم ہو لیکن بدقسمتی سے وقت پر وہ قاضی صاحب نہ مل سکے اور اہل برادری کے مہمانوں میں سے کوئی شخص ایک دوسرے قاضی کو بلالایا۔ یہ وقت زید اور ہندہ واہل خاندان کے لئے بڑا نازک تھا۔ زید اور ہندہ کے لواحقین ایسے حواس باختہ ہوئے کہ کچھ بھی نہ کہہ سکے نہ کرسکے۔ ان کو شیطان نے ورغلایا کہ انہوں نے خاموشی میں ہی عافیت سمجھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہندہ کا نکاح ان قاضی صاحب نے زید کے بڑے حقیقی بھائی کے ساتھ پڑھادیا۔ اس وقت یہ طوفان تو تھم گیا مگر زید کے بڑے بھائی نے جو کہ اس منصوبہ سے آگاہ اور شریک تھے اس نکاح کو قبول نہیں کیا اور کئی اشخاص کے روبرو ہندہ کو طلاق بھی دے دی اور ہندہ کو زید کے گھر بھیج دیا۔ اب صورت حال یہ ہے کہ زید کے نطفہ اور ہندہ کے بطن سے کئی اولادیں ہوچکی ہیں۔ ہندہ زید کے گھر خوش اور آباد ہے۔ زید کی پہلی بیوی بھی خوش ہے لیکن ہندہ اور زید کے اہلِ خاندان کے ضمیروں میں خلش ہے اپنی اپنی غلطیوں پر نادم اور پشیمان ہیں۔ صورت مسئولہ میں از روئے شرع قرآن وسنت کے فیصلہ مطلوب ہے۔ بینوا، توجروا

فقط ایک سائل، حبیب احمد قریشی

۷۸۲ **الجواب:** ہندہ اور زید کے مابین شرعاً وہ نکاح صحیح ودرست ہوا۔ اور بنیادی خرخشوں اور فتنوں کے خوف سے ہندہ کا جو نکاح بالکل ظاہری طور پر زید کے بڑے بھائی سے کیا گیا وہ ہرگز صحیح نہ ہوا کہ ہندہ، زید کی منکوحہ تھی اور منکوحہ غیر سے نکاح حرام حرام۔ قال اللہ تعالی **وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ** (النساء:24)۔ پھر سائل کا بیان ہے کہ ہندہ اور زید کے بڑے بھائی میں کسی نے ایجاب وقبول نہ کیا اور سوال مظہر ہے کہ دونوں اس منصوبے سے آگاہ تھے۔ اور بالفرض اگر ایجاب وقبول پایا بھی گیا تب بھی شرعاً نکاح منعقد نہ ہوا کہ وہ عورت، غیر کے لئے محل نکاح نہ تھی اور جب وہ نکاح نہ ہوا تو طلاق کی بھی ضرورت نہ تھی کہ طلاق، نکاح کے بعد پائی جاتی ہے اور یہاں نکاح ہی نہ ہوا۔ الغرض اب کہ ہندہ اور زید دونوں ہنسی خوشی زندگی بسر کر رہے ہیں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کسی کو ان پر اعتراض کا حق نہیں۔ یہ دونوں شرعاً میاں بیوی ہیں اور ان میں قربت وہم بستری حلال و جائز اور اس سے ان کی صحیح اولاد ہے۔ لڑکی کے ماں باپ اور زید وعمر نے جو کچھ کیا اور دل میں اس کی خلش پاتے ہیں اس کی سبیل یہ ہے کہ وہ سچے دل سے توبہ کریں۔ مولائے کریم بخشنے والا ہے اور دلوں کے احوال اس پر عیاں ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ جمادی الاخری ۱۳۸۷ھ

برادری کا فیصلہ شریعت کے خلاف ہو تو وہ قابل قبول نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید ایک برادری والا اور قومی پنچائت کا حاجی و پابند فرد ہے اور لوگوں کے فیصلے برادری کے پنچ صاحبان کرتے ہیں۔ زید سے نادانستہ اضطراری حالت میں ایک شرعی غلطی سرزد ہوگئی تھی جس کا علم و ادراک ہونے پر زید کو بہت افسوس ہوا۔ اس کے علاوہ زید نے اپنی لڑکی کی شادی غیر برادری میں کی۔ اس بات کو برادری والوں نے آڑ بنا کر زید کا حقہ بند کر دیا۔ اور ساتھ میں زید کی بیوی، بیٹی اور داماد کا بھی بائیکاٹ کیا۔ زید نے حسب دستور ماہ محرم میں حلیم کی دعوت برادری والوں اور غیر برادری والوں کو دی تو قوم نے لوگوں کو یعنی برادری والوں کو زید کے ہاں جانے سے روکا اور جو برادری کے چند افراد زید کے یہاں آ گئے ان کو بائیکاٹ کا دباؤ دے کر ان سے جرمانے وصول کئے۔ زید کے لڑکے جرمانہ دینے والوں میں شامل ہیں۔ چونکہ اکثریت برادری والوں کی اور پنچ وغیرہ بھی زید سے دلی رنجش رکھتے ہیں ان مخالفین نے زید کے خلاف پولیس تک معاملہ پہنچایا اور غلط الزام لگا کر بند کرانا چاہا۔

ان حالات کے تحت زید نے پریشان ہو کر ایک قومی پنچائت کے موقع پر جو کہ کسی دیگر معاملے کے لئے بلائی گئی تھی۔ پنچائت میں چار سوال پیش کئے۔

۱۔ مدعی لاکھ برا چاہے تو کیا ہوتا ہے؟

۲۔ انسان خطا کا پتلا ہے اس سے غلطی سرزد ہو جاتی ہے؟

۳۔ قسمت کا لکھا بہر حال پورا ہوتا ہے؟

۴۔ جو کچھ مجھ سے نادانستہ یا دانستہ غلطیاں سرزد ہوئی ہیں اس میں بحث مباحثہ نہیں کرنا چاہتا مجھے خدا کے واسطے معاف کر دیا جائے اور ہم پر سے پابندی ہٹائی جائے۔

اس پر چار آدمی الگ بھیجے گئے کہ وہ باہمی فیصلہ کر کے پنچوں اور محفل کو آگاہ کریں۔ ان لوگوں نے زید کے لئے یہ فیصلہ کیا کہ اک کوڑی جرمانہ ادا کرے۔ چنانچہ زید نے ایک کوڑی جرمانہ ادا کیا۔ لیکن پنچوں نے زید کی بیٹی اور داماد پر بدستور وہ پابندی رکھی ہے کہ وہ برادری اور زید کے گھر کی تقریب وغیرہ پر نہیں آ سکتے وہ اب بھی قائم ہے۔ اور جن لوگوں پر جرمانہ زید کے گھر جانے پر کئے گئے وہ بھی واپس نہیں آ سکتے۔ قابل غور امر یہ ہے کہ زید کا نہ تو کوئی بیان لیا گیا۔ نہ فریق مخالف سے پوچھ کچھ کی گئی۔ نہ یہ پنچائت رجسٹرڈ ہے اور نہ فیصلہ کرنے والے لکھے پڑھے اور قابل اور اہلیت کے مالک ہیں۔ نیز زید سے پابندی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اٹھالی گئی باقی بیٹی داماد پر پابندی قائم۔ حالانکہ معافی کے وقت زید نے بیٹی اور داماد کے لئے بھی اصرار کیا تھا۔

ایسی صورت کے پیش نظر زید کے ساتھ جو کچھ ہوا کیا وہ درست ہے؟

اور اب زید کو کیا کرنا چاہئے؟ از روئے کتاب وسنت جواب عنایت فرمایا جائے۔ بینوا، توجروا

امام الدین، نصرت کالونی، حیدر آباد

الجواب: ۷۸۶ ا۔ شرعی غلطی کے ارتکاب کی صورت میں صرف رنج وافسوس کافی نہیں۔ اس سے توبۂ شرعیہ درکار ہے اور اگر اس غلطی سے کسی کی جان و مال اور عزت و آبرو کو نقصان پہنچا تو اس کا تدارک اور اس سے معافی بھی لازمی ہے۔ اگر زید نے ایسا کر لیا تو اب وہ شرعاً بری ہے۔ اب برادری کو اس سے قطع کرنا درست نہیں کہ کوئی گناہ، توبہ کے بعد باقی نہیں رہتا جیسا کہ حدیث شریف کا ارشاد ہے کہ التائب من الذنب کمن لا ذنب له۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ ماں باپ اور خود لڑکی رضامند ہو تو برادری سے باہر بھی لڑکی کا نکاح درست ہے۔ (درمختار وغیرہ) اس نکاح کو آڑ بنا کر حقہ پانی بند کر دینا ظلم ہے اور مسلمان کو ناحق ایذا رسانی۔ برادری والوں کو ایسا کرنے کا حق نہیں پہنچتا۔ ہاں اگر کوئی اور بات ہے تو برادری والے حکم شرعی لیں اور اس کے مطابق فیصلہ دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ جرمانہ کے ساتھ تعزیر کہ مجرم کا کچھ مال خطا کے عوض لے لیا جائے منسوخ ہے اور منسوخ پر عمل جائز نہیں۔ (درمختار ردالمحتار) ہاں اگر دیکھے کہ بغیر لئے باز نہ آئے گا تو وصول کرے پھر جب آدمی اس فعل سے توبہ کر لے تو واپس کر دے لہٰذا پنچ نے جس سے جو جرمانہ لیا تھا وہ اب واپس کریں۔ واپس نہ کریں گے تو خود گناہگار اور دوسروں کا مال ناحق لینے والے قرار پائیں گے۔ اور بیٹی داماد اور زید کی بیوی جو اس جرم میں شریک نہیں انہیں خواہ مخواہ اس جرم میں گھسیٹ لینا سراسر زیادتی ہے اور ظلم ناحق ہے۔ برادری والوں کو اس سے باز آنا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ پنچ و برادری والوں کو چاہئے کہ جب کسی کے حق میں یا اس کے خلاف کوئی فیصلہ کریں تو کسی سنی عالم دین سے مسئلہ معلوم کریں مبادا خود شرعی گناہ کے مرتکب ہو جائیں اور دوسروں کی خطا پر اسے سزا دینے والے، خود ہی شرعی جرم کر بیٹھیں اور سزائے شرعی کے مستحق ٹھہریں۔ برادری و پنچ کا کوئی فیصلہ جو حکم شرعی کے خلاف ہو ہرگز قابل قبول نہیں اسے رد کر دینا اور حکم شرعی پر عمل کرنا واجب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۸ھ

بالغہ کا نکاح اس کی مرضی کے بغیر باطل ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک لڑکی ہے جس کی عمر ۱۵ برس ہے۔ اس کا باپ مر جاتا ہے اور کافی ملکیت پیچھے چھوڑ جاتا ہے اب اس لڑکی کا چچا ملکیت کے لالچ میں آ کر اس لڑکی کا نکاح لڑکی سے پوچھے بغیر اپنے بیٹے سے کر دیتا ہے اور اس وقت لڑکے کی عمر ۱۲ ماہ تھی اب لڑکی کی عمر پختہ ہے اور اب لڑکی نے ۳۲ برس پورے ہونے پر مرضی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے اور اپنی خواہش سے شادی کر لی ہے لیکن شادی ہونے کے بعد اب اس کا چچا اس بات کا دعوی کرتا ہے کہ میں نے اس لڑکی کا نکاح اپنے بیٹے سے کر دیا تھا جب اس سے نکاح کے گواہ پوچھے جاتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ وہ مر گئے ہیں۔ کیا اب یہ پہلا نکاح درست ہوگا یا نہیں؟

فقیر عبد الغفور غفاری، معرفت سیف اللہ شاہ کپڑے کے دکاندار، ضلع بدین، حیدر آباد سندھ، ۳۰ /۵ /۱۹۷۸ء

۷۸۲ الجواب: لڑکی کی عمر وقت نکاح اگر ۱۵ برس کامل تھی یا اسے حیض آتا تھا تو وہ شرعاً بالغ ہوئی اور بالغہ کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر کوئی نہیں کر سکتا۔ تو وہ نکاح نہ ہوا مگر نکاح فضولی۔ لڑکی نے نکاح کی خبر سن کر اسے جائز کر دیا جائز ہو گیا، رد کر دیا رد ہو گیا، اور اگر اس وقت نہ رد کیا نہ جائز کیا، تو اب اسے اختیار ہے چاہے جائز کر دے چاہے باطل۔ پھر چچا کا قول بلا گواہوں کے خود ہی نامقبول و نامعتبر ہے جبکہ لوگوں میں اس کی شہرت نہ ہوئی، اور نکاح کی شہرت ہوگئی تو وہی احکام ہیں جو مذکور ہوئے۔ (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ جون ۱۹۷۸ء

منگنی وعدۂ نکاح ہے نکاح نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید کہتا ہے کہ میں نے اپنی دختر نابالغہ کا عقد جس کی عمر اس وقت تقریباً ۶ ماہ کی تھی نہیں کیا اور نہ ہی میں نے کسی کو اجازت دی اور نہ میں نے دختر کی طرف سے ایجاب وقبول کیا مگر لڑکے والے اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ زید کے فلاں لڑکے سے عقد ہوا ہے اور وہ یہ کہتے ہیں کہ شربت کا پیالہ پلایا گیا لڑکے کا باپ اقرار کرتا ہے کہ شربت کا پیالہ پلایا اسی بارے میں جواب شرعی سے مطلع فرمائیں کہ یہ عقد جائز ہوا یا نہیں؟ جبکہ لڑکی کے والد نے ایجاب وقبول نہیں کیا جواب سے مطلع فرمائیں۔ قلندر ولد سکندر، ۳ جولائی ۱۹۷۸ء

۷۸۲ الجواب: لڑکا لڑکی دونوں نابالغ ہوں تو ایجاب وقبول کا ان کے باپ دادا یا ولی اقرب کی طرف سے پایا جانا ضروری ہے۔ مثلاً لڑکی کا باپ یوں کہے کہ (میں نے اپنی فلانی لڑکی کا عقد تیرے فلاں لڑکے سے کیا) اور لڑکے کا باپ کہے کہ (میں نے تیری فلاں لڑکی کو اپنے فلاں لڑکے کے لئے قبول کیا۔) اور ایجاب وقبول کم از کم دو قابل اعتبار مردوں یا ایک مرد، دو عورتوں کے سامنے ہوں کہ سب نے ایک ساتھ نکاح کے الفاظ سنے۔ اور جبکہ نہ ایجاب وقبول پایا گیا نہ گواہ موجود ہیں تو محض اس بنا پر کہ شربت کا پیالہ پلایا تھا نکاح ثابت نہ ہوگا۔ ہاں اسے منگنی کہہ سکیں گے اور منگنی وعدۂ نکاح ہے۔ نکاح نہیں۔ مختصر یہ کہ یہ عقد شرعاً کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ شعبان المعظم ۱۳۹۸ھ

نابالغ کے نکاح کا طریقہ اور رواج

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ: بعض لوگوں میں یہ مفروضہ طریقہ کار اب

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تک بدستور قائم ہے کہ وہ لوگ اپنے لڑکے لڑکیوں کو ایام شیر خوارگی میں باہم مشروب وغیرہ پلاتے ہیں۔ شربت پلانے کے وقت بچوں کے والدین بحیثیت اولیاء کسی قسم کے نکاح کے الفاظ (ایجاب وقبول) ادا نہیں کرتے ہیں اور جب یہ بچے عہد بلوغت میں قدم رکھتے ہیں تو ان کو بغیر کسی نکاح وغیرہ کے شرعی طور پر افعال زوجیت کی ادائیگی کا اہل تصور کرتے ہیں۔ ان لوگوں کا نظریہ ہے کہ عہد شیر خوارگی میں باہمی طریقہ پر پیا ہوا شربت، نکاح کا ہم مثل ہے۔ براہ کرم قرآن وحدیث کی روشنی میں اس مسئلہ کی وضاحت فرمائیں کہ یہ صورت کس حد تک درست ہے۔ السائل صغیر احمد، پنجرہ پول

۷۸۶ **الجواب:** عادت وعمل یوں جاری ہے کہ نکاح سے پہلے، لڑکے والے، لڑکی والوں کے پاس پیام دیتے ہیں۔ لڑکے والے قبول کرتے ہیں تو پھر منگنی وغیرہ کی رسم عمل میں لائی جاتی ہے اور اس رسم منگنی کو، وعدۂ نکاح سمجھا جاتا ہے نہ کہ نکاح۔ اور نکاح ووعدۂ نکاح میں فرق بالکل بدیہی وظاہر ہے تو منگنی کو نکاح ٹھہرانا بداہۃً باطل اور اجماعاً غلط ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لڑکی کے اولیاء، اس منگنی کو توڑ کر، کسی اور سے اپنی لڑکی کا نکاح کر دیں تو یہ نکاح شرعاً صحیح ودرست مانا جائے گا اگرچہ زبان دے کر اپنے اقرار سے پھر جانا شرعاً بری حرکت، بے جابات، اور قابل مواخذہ عمل ہے بشرطیکہ اس کے پاس کوئی شرعی عذر نہ ہو وہ ورنہ یہ بھی نہیں۔ پھر یہ احکام اس صورت میں ہیں کہ لڑکی اور لڑکے کے اولیاء میں باقاعدہ گفتگو ہو اور لڑکی کی نسبت، الفاظ کے ذریعہ قرار پائے۔ صرف شربت پلا دینا اور منگنی وغیرہ کا کوئی ذکر درمیان میں نہ آنا، ہرگز وہ چیز نہیں جسے کسی طور پر بھی نکاح قرار دیا جاسکے کہ نکاح کے لئے مرد وعورت یا ان کے اولیاء کا ایجاب وقبول چاہئے اور دو مرد یا ایک مرد، دو عورتوں کا اسی مجلس میں ان کے ایجاب و قبول کا سننا اور یہ سمجھنا کہ یہ نکاح ہو رہا ہے۔ اس کے بغیر نکاح متحقق نہیں ہو سکتا۔ مختصر یہ کہ رسم مذکورہ کے بعد بھی باقاعدہ ایجاب و قبول وغیرہ ضروری ہے ورنہ نکاح نہ ہوگا اور یہ دونوں میاں بیوی قرار نہ پائیں گے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ شوال المکرم ۱۳۹۸ھ

باپ نے نابالغہ کا نکاح کیا تو وہ نافذ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ کے بارے میں کہ: عبد الغفار کا نکاح دس سال قبل کلو کی لڑکی سے جو کہ اس وقت نابالغہ تھی ان کے والدین نے کرایا۔ اب لڑکی کا باپ اپنی لڑکی جو کہ اس وقت عاقلہ بالغہ ہے عبد الغفار کو دینے کے لئے تیار نہیں۔ از روئے شرع یہ بتائیں کہ اگر لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کر دیا جائے تو نکاح جائز ہوتا ہے یا نہیں؟ اور ایسی صورت میں لڑکی کے والد کے لئے از روئے شرع کیا حکم ہے؟ فقط والسائل عبد المتین

۷۸۶ **الجواب:** نابالغ لڑکی کا نکاح جبکہ اس کے باپ نے کر دیا ہے تو وہ نکاح صحیح ونافذ ہے بلکہ لازم ہو جائے گا، اور لڑکی کو بالغ ہونے کے بعد اس نکاح کے توڑنے کا اختیار نہیں (درمختار وغیرہ) اور جب یہ نکاح صحیح ونافذ ہے تو لڑکی شوہر والی ہوئی اور شوہر والی عورتوں کا نکاح، کسی غیر مرد سے حرام سخت حرام ہے کہ وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ (النساء:24) چارۂ کار یہ ہے کہ شرفاء کی طرح لڑکی کو اس کے شوہر کے پاس جانے دیں یا پھر طلاق حاصل کریں بغیر طلاق، اگر کہیں نکاح کر دیا تو نکاح نہ ہوگا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

زنائے خالص ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ شوال المکرم ۱۳۹۸ھ

شربت وغیرہ پلانے سے نکاح نہیں ہوتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک لڑکی مسمات عبیدہ کو جبکہ وہ بعمر چار سال تھی اس وقت قاضی نے اسے صرف شربت کا پیالہ پلایا تھا اور کوئی ایجاب وقبول یا نکاح نہ ہوا تھا۔ اب مسماۃ مذکورہ بالغ ہو چکی ہے اور اس کے والد اس کی شادی کسی دوسری جگہ کرنا چاہتے ہیں لہٰذا شرعاً وہ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟ جبکہ لڑکے والے رخصتی کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ فقط والسائل۔ ممتاز، پنجرہ پول گل شاہ بخاری، حیدرآباد، ۱۹۳۰/ ۸/ ۱۹۷۸ء

۷۸۶ **الجواب:** لڑکا لڑکی دونوں نابالغ ہوں تو ایجاب وقبول ان کے باپ دادا یا ولی اقرب کی طرف سے پایا جانا ضروری ہے۔ مثلاً لڑکی کا باپ یوں کہے کہ "میں نے اپنی فلانی لڑکی کا عقد تیرے فلاں لڑکے سے کیا" اور لڑکے کا باپ کہے کہ "میں نے تیری فلاں لڑکی کو اپنی فلاں لڑکے کے لئے قبول کیا"۔ اور یہ ایجاب وقبول کم از کم دو قابل اعتبار مردوں یا ایک مرد، دو عورتوں کے سامنے ہو کہ سب ایک ساتھ نکاح کے الفاظ سنیں۔ اور جب کہ نہ ایجاب وقبول پایا گیا نہ گواہ موجود ہیں تو محض اس بنا پر کہ شربت کا پیالہ پلایا تھا نکاح ثابت نہ ہوگا ہاں اسے منگنی کہہ سکیں گے اور منگنی وعدۂ نکاح ہے۔ نکاح نہیں ہے۔ مختصر یہ ہے کہ یہ عقد شرعاً کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱/ ۱/ ۱۹۷۸ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

زنا سے حاملہ عورت کے نکاح میں شریک ہونے والوں کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک لڑکی جس کے ساتھ اس کے چچازاد بھائی نے زنا کیا اور حمل ہو گیا اس کے بعد دوسرے چچازاد کے ساتھ نکاح پڑھا دیا گیا۔ اس کے بعد اس کا حمل گرا دیا گیا اب نکاح پڑھانے والے اور نکاح میں شریک لوگوں کا کیا ہوگا؟ واضح طور پر جواب عنایت فرمائیں فقط والسلام محمد رمضان، گوٹھ مہاجر والی

۷۸۶ **الجواب:** جس عورت کو زنا کا حمل ہو اس سے نکاح جائز ہے زانی سے بھی اور دوسرے کسی اور سے بھی فرق صرف اتنا ہی ہے کہ زانی بعد نکاح، اس سے ہم بستری بھی کر سکتا ہے اور دوسرے کو جب تک ولادت نہ ہو جائے اس کی اجازت نہیں اور جب یہ نکاح جائز ہے تو الزام نہ شرکت کرنے والوں پر نہ پڑھانے والوں پر نہ گواہوں پر۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱ رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ

محرمات کی تفصیل/ اپنا گناہ چھپانا/ اولاد کے حقوق

سوال: مکرم ومحترم جناب استاد صاحب السلام علیکم

مندرجہ ذیل مسائل کا جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۱۔کن عورتوں کے ساتھ نکاح کرنا حلال ہے۔اور کن عورتوں کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہے؟
۲۔اگر کوئی شخص کوئی گناہ کرکے اور اسی شخص سے دریافت کیا جائے کہ یہ آپ نے گناہ کیا ہے تو وہ شخص اقرار کرے یا نہ کرے؟
۳۔ماں باپ پر اولاد کے حقوق کے بارے میں حدیثوں سے حوالہ تفصیلاً جواب تحریر کریں۔ فقط ایک سائل شاگرد

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: ۱۔ محرمات یعنی وہ عورتیں جن سے نکاح حرام ہے۔نسب میں، ماں، بیٹی، بہن، پھوپھی، خالہ، بھتیجی، بھانجی، مصاہرت میں، زوجہ موطوءۃ کی لڑکیاں، زوجہ کی ماں، دادیاں، نانیاں، جمع بین المحارم وغیرھما اصول کی بیویوں سے لے کر پوتے وغیرھما کی بیویوں سے حرام، حرمت بالملك حرمت بالشرك۔(مشرک عورتوں سے نکاح نہیں کرسکتا ہے۔) حرمت بوجہ حق غیر۔ (دوسرے کی منکوحہ سے نکاح نہیں کرسکتا ہے۔) حرمت متعلق بہ عدت، آزاد مرد کو چار عورتوں سے زیادہ سے نکاح جائز نہیں ہے۔(درمختار)(فتح وغیرہ وعامہ کتب) ان مذکورہ بالا عورتوں کے علاوہ ہر عورت نکاح جائز ہے۔تفصیل کتب فقہ میں ملاحظہ فرمائیں یا بہار شریعت حصہ ہفتم دیکھیں۔
۲۔ اپنے گناہ کو ظاہر کرنا یا اعلان کرنا منع ہے کہ یہ بے حیائی ہے اور حدیث میں ہے جب حیا نہیں تو جو چاہے کر (بخاری)
۳۔ ترمذی بہ روایت ابوموسیٰ کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ باپ کا اپنی اولاد کو اس سے بڑھ کر کوئی عطیہ نہیں کہ انہیں آداب حسن سکھائے اور فرمان نبوی ﷺ ہے کہ باپ کے ذمے بھی اولاد کے حقوق ہیں جس طرح اولاد کے ذمے باپ کے حقوق ہیں (ابن نجار) اور فرماتے ہیں رسول اکرم سید عالم ﷺ اپنی اولاد کو برابر دو اگر میں کسی کو فضیلت دیتا تو لڑکیوں کو فضیلت دیتا۔(ابن عباس)۔اور فرماتے ہیں رسول اکرم سید عالم ﷺ کہ اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند فرماتا ہے کہ تم اپنی اولاد کے درمیان عدل کرو یہاں تک کہ بوسہ لینے میں بھی۔(ابن نجار) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

http://t.me/Tehqiqat

شادی کی رسوم

سوال: حضرت مولانا مفتی اعظم حیدرآباد مدظلہ العالی عرض گذارش درج ذیل مسائل کے سلسلے میں قرآن وحدیث کی روشنی میں تشفی فرمادیجئے عین نوازش ہوگی۔
۱۔ شادی بیاہ میں نوشاہ کو سہرا باندھنا جائز ہے یا نہیں؟
۲۔ شادی بیاہ میں بھائی اپنی بہنوں کو بھات وغیرہ دیتے ہیں شرعی لحاظ سے جائز یا نہیں؟
۳۔ شادی میں بینڈ باجے وغیرہ کے لئے شرع مطہرہ میں کیا مسئلہ ہے۔شادی میں لڑکے والوں کی طرف سے لڑکی کو دُر بندہ دیتے ہیں۔جب تک لڑکی کو وہ دُر بندہ کان میں نہ پہنایا جاتا ہے رواج کے مطابق اس وقت تک نکاح نہیں ہوتا آیا یہ ارکان نکاح میں سے ہے ہیں یا نہیں؟ آپ سے مودبانہ گذارش ہے کہ ان مسائل کا حل فرمادیں۔ ایک سائل

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب:** خوشبو لگانا سنت ہے اور خوشبو کی چیزیں پھول پتی وغیرہ حضور کو پسند ہیں تو پھولوں کا ہار پہننا اور گلے میں ڈالنا خوشبو سے فائدہ لینا اور دوسروں کو فائدہ پہنچانا ہے اس کے ناجائز ہونے کی کوئی وجہ ہی نہیں۔ اور جو ناجائز کہے اگر سچا ہے تو بتائے اللہ رسول نے اس سے کہاں منع کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ بھات ایک بھائی کی طرف سے بہن کو، شادی کے موقع پر ایک تحفہ دینا ہے۔ جس پر کوئی مجبور نہیں۔ اپنی خوشی و رضامندی سے لین دین کرنا ہے لہٰذا جائز ہے ہاں اس موقع پر بہت سی ہندوانہ رسمیں مسلمانوں میں پڑ گئی ہیں ان سے جان چھڑائے ورنہ بھات دینا کیا ضرور ہے کہ آخرت کا وبال خریدے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ ناچ گانا ڈھول تاشے یا کھیل تماشے یا بینڈ وغیرہ بجانے ہر حال میں ہر ایک کے لئے حرام ہیں۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس بیہودہ رسم کو یک لخت چھوڑ دیں اور دوسروں کو بھی اس کے چھوڑنے پر مجبور کریں اور جن برادریوں میں پنچایت کا نظام ہے پنچایت کے ممبران اس میں بڑا کام کر سکتے ہیں اس بدعت کو اکھاڑیں اور ثواب کمائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

نکاح ایجاب و قبول ہے، یعنی مثلاً ایک کہے کہ میں نے اپنے کو تیری زوجیت میں دیا اور دوسرا کہے کہ میں نے قبول کیا یہ نکاح کے ارکان ہیں۔ اور مسلم عاقل بالغ گواہوں کا اس مجلس نکاح میں ہونا شرط ہے۔ اس کے علاوہ کسی اور چیز کو نکاح جائز ہونے کے لئے اپنی طرف سے مقرر کر لینا شریعت کے خلاف ہے اور ہرگز ہرگز شرعاً معتبر نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ

زنا سے حاملہ عورت کا نکاح

http://t.me/Tehqiqat

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے کے بارے میں کہ: ایک لڑکی نا کتخدا ہے اور حاملہ ہے اس کا ایک شخص سے نکاح کر دیا گیا ہے۔ یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

۷۸۶ **الجواب:** جبکہ ایک لڑکی نا کتخدا ہے تو یہ حمل زنا کا حمل ہے۔ جس میں بچہ شرعاً مجہول النسب ٹھہرتا ہے البتہ لڑکی زانی و غیر زانی جس سے چاہے وضع حمل سے پہلے نکاح کر سکتی ہے کہ زنا کے پانی کی شرع میں حرمت و عزت نہیں مگر فرق اتنا ہے کہ اگر خود زانی ہی سے نکاح کر لیا جس کا حمل رہا تھا تو اس سے صحبت کرنی بھی جائز ہو جائے گی اور غیر سے نکاح ہوا تو جب تک وضع حمل نہ ہو لے تو وہ عورت کو ہاتھ نہیں لگا سکتا یعنی اس سے صحبت کرنا حرام و گناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ا صفر المظفر ۱۳۸۳ھ

زنا سے حاملہ عورت کا نکاح

سوال: یافرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ہذا میں کہ: زید کی مسمات ہندہ سے منگنی ہوگئی ہندہ ایک کنواری لڑکی ہے۔ زید نے ہندہ سے ناجائز تعلق کر لیا اور ہندہ حاملہ ہوگئی اب زید کا ہندہ سے نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اگر نکاح ہو سکتا ہے تو اس کو ہندہ سے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مجامعت جائز ہے یا نہیں؟ قبل از وضع حمل، بحوالۂ کتب سنت جواب عنایت فرمائیں۔ بینوا، توجروا

محمد صدیق ولد نظام الدین، سکنہ ہوسڑی حیدرآباد سندھ

۷۸۶ **الجواب:** جس عورت کو زنا کا حمل ہے اس سے نکاح ہو سکتا ہے پھر اگر اسی کا وہ حمل ہے تو وطی بھی کر سکتا ہے اور اگر دوسرے کا ہے تو جب تک بچہ پیدا نہ ہو لے وطی نہیں کر سکتا۔ (در مختار) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۲۱ صفر المظفر ۱۳۸۴ھ

جبر و اکراہ سے نکاح ہو جائیگا، مگر کرانے والے پر گناہ کبیرہ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک دن میری سالی جس کی عمر چودہ سال ہے۔ میری بیوی کے ساتھ میرے سگے بھتیجے کے گھر مہمان بن کر گئی۔ میرے بھتیجے کی بیوی میری بھانجی ہے۔ اسی دوران میرے بھتیجے نے میری سالی کا نکاح اپنے سالے کے ساتھ کرنے کی سازش کی۔ اور میری سالی کو زبردستی نشہ آور گولی کھلا کر اور جان سے ختم کرنے کی دھمکی دے کر جج کے سامنے حیدرآباد میں پیش کیا۔ اور کہا کہ اگر تو نے جج کے سامنے نکاح کا اقرار نہ کیا تو تجھے جان سے ختم کردوں گا۔ اب لڑکی نے ڈر کے مارے اور جان کی حفاظت کے لئے مجبوراً عدالت میں نکاح کرنے کا اقرار کیا۔ جبکہ لڑکی کے ماں و باپ و بہنوئی و سگی بہن موجود نہیں تھے۔ اور نہ ان کو کوئی خبر ہے۔ لڑکی، جس کے ساتھ زبردستی نکاح کر دیا اس کو ہرگز پسند نہیں کرتی۔ از روئے شرع جواب عنایت فرمائیں کہ اتنا ظلم کرنے کے بعد زبردستی نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ فقط سائل محمد یٰسین، مہران شوگر ملز ٹنڈو الہ یار، ضلع حیدرآباد سندھ، مورخہ ۱۳ جولائی ۱۹۸۲ء

۷۸۶ **الجواب:** نکاح جبر و اکراہ سے بھی ہو جاتا ہے یعنی دھمکی دے کر ایجاب و قبول کر لیا اور جس پر اکراہ و جبر کیا گیا وہ بالغ بھی ہے تو نکاح صحیح ہو جاتا ہے۔ مگر کسی کی لڑکی کو جبراً بلا نکاح لے جانا پھر بالجبر نکاح کرنا، ظلم پر ظلم اور مسلمان کو عار لاحق کرنا ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ۔ حدیث میں ہے (مسلمان کو حلال نہیں کہ اپنے بہن بھائی مسلمان کی لکڑی بغیر اس کی دلی اجازت کے لے لے۔) جب بے مرضی لکڑی لینی حرام ہے لڑکی لینی کس درجہ حرام و اشد حرام ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں (جس نے کسی مسلمان کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی۔ اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی۔ گواہ وکیل و معین جتنے لوگ اس واقعہ پر آگاہ ہو کر لڑکے والوں کا ساتھ دیں گے۔ ان کی اعانت کریں گے سب ان کی مثل ظلم و حرام اور استحقاق عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ قال اللہ تعالی وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (مائدہ:2) گناہ و زیادتی میں کسی کی اعانت نہ کرو) اور رسول اکرم ﷺ کا ارشاد پاک ہے۔ (جو کسی ظالم کے ساتھ چلا، اس کی مدد کرنے۔ اور وہ جانتا ہے کہ یہ ظالم ہے وہ بیشک اسلام سے نکل گیا)۔ غرض ایسی ناپاک کاروائی کے ساتھ، کسی کی بیٹی کو جبراً اپنے نکاح میں لانا، یا کسی اور کے نکاح میں دے دینا، سخت شدید کبیرہ عظیمہ ملعونہ ہے جس کا مرتکب کہ اشد ظلم میں گرفتار ہے مستحق عذاب الیم نار ہے۔ اللہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عزوجل فرماتا ہے اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۸﴾ (ہود:18)۔(سن لو خدا کی لعنت ہے ظلم کرنے والوں پر۔) ہاں اگر وہ لڑکی ہنوز نابالغہ ہے تو اس کے نکاح کے لئے ولی ہونا شرط ہے۔ بغیر ولی ان کا نکاح نہیں ہو سکتا۔ (عامۂ کتب) اور لڑکی کا چودہ سالہ ہونا، اس کے بالغہ ہونے کی سند نہیں۔ شرعاً لڑکا اور لڑکی دونوں پندرہ سال کامل کی عمر میں بالغ مان لئے جاتے ہیں اگرچہ اور علامتیں ان میں موجود نہ ہوں مثلاً عورت کو حیض آنا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ شوال المکرم ۱۴۰۲ھ

صرف وعدہ کرنے سے نکاح نہیں ہوتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اور مفتی صاحبان کہ: دو فریقین نے ایک دوسرے سے وعدہ کر لیا کہ میں اپنی لڑکی کا رشتہ آپ کے لڑکے کے ساتھ کرتا ہوں اب اس وقت نکاح وغیرہ یا دعا نہیں پڑھائی گئی بلکہ صرف ایک پیالہ پانی کا رسم کے طور پلایا گیا اب لڑکی جواں ہے اور لڑکا چھوٹا ہے۔ لڑکی کے والدین دوسری جگہ نکاح کر رہے ہیں کیا لڑکے کو طلاق کا حق ہے یا نہیں؟ اور لڑکی کی عدت وغیرہ ہوگی یا نہیں؟ برائے مہربانی تحریری جواب عنایت فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

فقط عرضدار محمد جمن پرانا پاور ہاؤس، ٹنڈو آغا حیدرآباد سندھ، ۱۷ ستمبر ۱۹۸۲ء

۷۸۶ **الجواب:** مجلس میں جب کہ نہ مابین فریقین، ایجاب و قبول ہوا۔ نہ حاضرین نے یہ جانا کہ نکاح ہو رہا ہے تو یہ صرف ایک وعدہ نکاح ہوا اور وعدہ نکاح، نکاح نہیں۔ تو وہ لڑکی ہنوز ناکتخدا، بے نکاحی ہے۔ شریعت مطہرہ نے ہرگز یہ نہ فرمایا کہ منگنی اور زبان دینے سے ہی لڑکی عقد نکاح میں داخل ہو جاتی ہے۔ جس کے سبب اس کی تزویج غیر سے حرام ٹھہرے۔ ہاں زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس نے وعدہ خلافی کا گناہ کمایا۔ اور یہ بھی اس وقت ہے کہ لڑکے کے اولیاء نے بلا وجہ اس رشتہ کو توڑا اور خلاف وعدہ کیا۔ اگر درحقیقت کوئی عذر مقبول ہے تو شریعت ہرگز اس پر لازم نہیں کرتی کہ اپنی زبان کی خاطر، ایک نامناسب قدم اٹھایا جائے۔ اور جب نکاح نہ ہوا تو نہ طلاق کی حاجت ہے نہ عدت کی ضرورت۔ (درمختار۔ فتاوی رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ

اگر جھوٹا قرار دینے کی کوئی وجہ نہیں تو بات تسلیم کر لی جائے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ مذکورہ میں کہ: پاکستان بننے سے پیشتر انڈیا میں زید کی ایک مسلمان طوائف سے دوستی تھی (طوائف کا نام ارم ہے) کچھ دن بعد زید اور ارم کی شادی ہوگئی۔ ارم سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام بکر ہے جو زید کا ہی ہے۔ بکر جس وقت پانچ چھ سال یا اس سے زیادہ کا تھا کہ زید اور ارم میں اختلافات ہوگئے جس کی وجہ سے زید نے ارم کو طلاق دے دی۔ اس کے چند سال بعد زید اپنے لڑکے بکر کو لے کر پاکستان آ گیا اس وقت بکر بال بچے دار ہے۔ اب ارم بھی پاکستان آ گئی ہے وہ زید سے دوبارہ نکاح کرنا چاہتی ہے بکر بھی یہ چاہتا ہے کہ اس کا باپ زید دوبارہ ارم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے شادی کر لے۔ ارم کا ایک لڑکا اور بھی ہے وہ زید کے طلاق دینے کے چند سال بعد پیدا ہوا ہے۔ اس کے لئے، ارم حلفیہ بیان کرتی ہے کہ میں نے دوسرا نکاح کر لیا تھا جس سے لڑکا پیدا ہوا اور میرا دوسرا خاوند تقریباً پچیس سال ہو گئے انتقال کر گیا۔

ایسی صورت میں جبکہ ارم کے نکاح ثانی کا کوئی گواہ وغیرہ نہیں ہے نہ پاکستان میں نہ ہندوستان میں صرف ارم ہی ہے جو حلفیہ بیان کرتی ہے کہ میں نے نکاح ثانی کر لیا تھا جس سے میرا دوسرا لڑکا انڈیا میں موجود ہے کیا زید ارم کے حلفیہ بیان کو یقین کر کے ارم سے دوبارہ نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا، توجروا از حاجی دین محمد، گاڑی کھاتہ، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: اس صورت میں اس عورت سے دوبارہ نکاح کا دارومدار، خود اس پہلے شوہر پر ہے۔ اگر عورت کہتی ہے کہ میں نے عدت پوری ہونے کے بعد، دوسرے مرد سے نکاح کر لیا تھا۔ اس سے دو بچے ہوئے ہیں اور پھر اس کا انتقال ہو گیا اور عدت وفات بھی گزر چکی۔ اور پہلے شوہر کو طلاق دیئے اتنا عرصہ گزر چکا ہے کہ یہ سب باتیں ہو سکتی ہیں، تو عورت کو یہ مرد یعنی اس کا شوہر اول اپنے گمان میں سچا سمجھتا ہے اور بظاہر حالات سے، اسے جھوٹا قرار دینے کی کوئی معقول وجہ نہیں تو اس عورت سے نکاح کرنے کی اسے اجازت ہے۔ (ہدایہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ ربیع الآخر ۱۴۰۳ھ

نابالغ کے باپ کا کیا ہوا نکاح، فسخ نہیں

سوال: لڑکی کے والد نے سات سال کی عمر میں لڑکی کا نکاح بکر سے کیا اور چودہ سال کی عمر میں اسی لڑکی کا نکاح زید سے کر دیا ہے۔ لڑکی نے عدالت میں اپنے والد کے ہمراہ جا کر کہا کہ میں اب بالغ ہوں اور اب مجھے میرا پہلا نکاح منظور نہیں ہے کورٹ نے لڑکی کو نکاح کرنے کا حکم دے دیا ہے۔

۱۔ کیا شریعت کی روشنی میں پہلا نکاح جائز تھا؟

۲۔ کیا شریعت کی روشنی میں دوسرا نکاح جائز ہے؟ محمد حنیف، امانی شاہ کالونی یونٹ نمبر ۱۱، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: پہلا نکاح جبکہ باپ نے کیا اور لڑکی نابالغہ تھی تو وہ نکاح قطعاً جائز و نافذ ہوا۔ اور ایسا جائز کہ لڑکی کو بالغ ہونے کے بعد اس کو توڑنے کا اختیار نہیں اور نہ اس کا باپ، دادا تاوقتیکہ پہلا شوہر طلاق نہ دے یا اس کی موت واقع نہ ہو لے، اس کا کسی اور سے نکاح نہیں ہو سکتا ہے۔ اگر اس حالت میں نکاح ثانی کرے تو شرعاً وہ ہرگز نافذ و درست نہ ہوگا۔ وہ پہلے ہی کی بیوی ہے اس کے نکاح میں ہے اور قرآن کا فیصلہ ہے وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ (النساء: 24) شوہر والی عورتیں، دوسرے مردوں پر حرام ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ ذی قعد ۱۴۰۳ھ

بالغہ عورت کا نکاح اس کی مرضی کے بغیر کوئی نہیں کر سکتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک گھر میں اس طرح ہے کہ ایک لڑکی بالغ ہے اور اس کی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

والدہ اور ایک بڑا بھائی اور ایک چھوٹا بھائی زندہ ہیں۔ اس لڑکی کے والد کا انتقال ہوگیا ہے۔ اس لڑکی کا نکاح اس کی والدہ ایک ایسے آدمی سے کرنا چاہتی ہے جو بوڑھا ہے تو کیا اس شخص سے اس کا نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں۔ اور بڑا بھائی اس رشتے کے خلاف ہے اور نہیں چاہتا کہ یہ رشتہ اس شخص کے ساتھ ہو۔ کیوں کہ وہ بوڑھا آدمی ہے اور لڑکی اور والدہ راضی ہیں۔ اور اگر اس طرح کیا جائے کہ لڑکی کا بھائی دوسری جگہ موزوں رشتہ دیکھ کر کرنا چاہے اور والدہ اور بہن کو کسی طرح زبردستی ڈرا دھمکا کر دے تو اس صورت میں نکاح ہوگا یا نہیں۔ کیوں کہ اس میں دو صورتیں ہیں۔

ایک یہ کہ وہ لڑکی ڈرانے یا مارنے سے خاموش ہو جائے گی یا انکار کر دیگی تو کیا زبردستی نکاح کرنا جائز ہوگا یا نہیں؟

دوسرا والدہ اس وقت انکار کرتی ہے تو نکاح ہو جائے یا نہیں؟

۷۸۶ **الجواب:** عورت جب کہ بالغہ عاقلہ ہو تو اس کا نکاح بغیر اُس کی اجازت کے کوئی نہیں کرسکتا۔ یہاں تک کہ اس کا باپ، دادا اور یہ نہ ہوں تو اس کے بھائی، چچا، تایا، اگر اس کے ماموں یا کسی اور نے اس کا نکاح، اس سے اجازت لئے بغیر کر دیا تو وہ نافذ نہ ہوگا بلکہ بالغہ کی اجازت پر موقوف رہے گا۔ اگر جائز کر دے گی جائز ہو جائیگا، رد کر دے گی رد ہو جائیگا۔ (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

طلاق لئے بغیر نکاح ثانی جائز نہیں پہلے طلاق لے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین۔ مندرجہ سوالات کے جوابات کے لئے قرآن وحدیث کی روشنی میں کہ

۱۔ ایک لڑکی مسماۃ خورشیدہ بنت محمد رمضان کا، جبکہ وہ چار سال کی تھی برضا والد اور لڑکے کے والد کی رضامندی سے نکاح کیا تھا جیسا کہ پانی پلا دیا جاتا ہے اور ایجاب وقبول لڑکے کی طرف سے لڑکے کے باپ، اور لڑکی کی طرف سے اس کا باپ کرتے ہیں۔ جوان ہونے کے بعد لڑکی کو خاوند کے گھر بھیج بھی دیا ہے لڑکی اپنے خاوند کے گھر ایک ماہ رہی ہے۔ ہم بستری بھی ہوئی ہے۔ پھر اپنے باپ کے گھر آتی ہے دوبارہ خاوند کئی بار لینے گیا تو انکار کر دیا۔ اور کچھ عرصے کے بعد کورٹ میں لڑکی حلفیہ بیان دے کر یکطرفہ اپنے کو آزاد تصور کر کے کہ اب میرا پہلا نکاح فسخ ہوگیا ہے۔ نکاح ثانی کر لیتی ہے۔ جبکہ شرعاً پہلے خاوند سے طلاق حاصل نہیں کی گئی۔ اور نہ خاوند نے خود طلاق دی۔ صرف کورٹ میں حلفیہ بیان دیئے اور نکاح ثانی کر لیا ہے کیا حلفیہ بیان دینے سے پہلا نکاح فسخ ہو جاتا ہے یا نہیں؟ کیا نکاح ثانی جائز ہے یا نہیں؟

۲۔ اگر شرعاً نکاح ثانی ناجائز قرار پائے۔ تو اس صورت میں نکاح ثانی کی تقریب میں شامل حضرات کے نکاح برقرار رہتے ہیں یا کوئی نقص پیدا ہوا ہے۔ تحریر فرمائیں۔

۳۔ مندرجہ بالا صورت میں ہی ان حضرات سے جو نکاح ثانی میں شامل تھے۔ ہمیں ان سے میل جول رکھنا یا ان کے ساتھ کھانا پینا جائز ہے یا نہیں؟

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بصد احترام عرض ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں مندرجہ بالا سوالات کے جوابات تحریر کر کے ہم مسلمانوں کو آگاہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا کرے۔ آمین ثم آمین۔ فقط والسلام، محمد حنیف ولد علیم الدین

۷۸۵ الجواب: ا۔ نابالغ لڑکی اور نابالغ لڑکے کا نکاح جبکہ ان کے اولیاء نے کر دیا۔ مثلاً دونوں میں سے ایک کے باپ نے ایجاب اور دوسرے کے باپ نے قبول کیا اور یہ ایجاب وقبول گواہوں کی موجودگی میں انجام پایا بے شک وہ نکاح نافذ ہوگیا بلکہ لازم ہوگیا کہ لڑکی کو بالغ ہونے کے بعد، اس نکاح کے توڑنے کا اختیار نہیں۔ (درمختار وغیرہ) لہٰذا صورت مسئولہ میں خورشید بیگم بنت محمد رمضان کا نکاح، ریاض ولد محمد حنیف کے ساتھ باقی ہے۔ اور جبتک ان میں سے کسی کی موت، یا پھر شوہر کی جانب سے طلاق متحقق نہ ہو، مسمات خورشید بدستور اس کے نکاح میں باقی ہے۔ اور کسی مسلمان کو ہرگز بہ حالت موجودہ خورشید بیگم سے نکاح حلال نہیں۔ اگر کر بھی لیا تو اس نکاح بے معنی کے بعد بھی خورشید اس کے لئے حلال نہ ہوگی۔ بلکہ اگر ہم بستری ہوئی تو خالص زنا ہوگا اور یہ دونوں زانی وزانیہ رہیں گے۔ اور یہ جھوٹا نام نکاح کا کچھ مفید نہ ہوگا۔ قال اللہ تعالی وَّ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ (النساء:24) پس چارہ کار یہ نہیں کہ جھوٹا بیان دیکر، کورٹ سے نکاح ثانی کی اجازت لیکر، نکاح ثانی کر لیا جائے۔ بلکہ چارہ کار یہ ہے کہ اگر خورشید اپنے شوہر ریاض کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی تو اسے اختیار ہے کہ ریاض کو طلاق کے بدلے مال دیکر، خواہ بغیر مال دیئے اس سے طلاق حاصل کرے اور پھر عدت گزار کر کسی اور سے نکاح کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ شوہر سے طلاق حاصل کئے بغیر عورت سے نکاح ثانی، میں اسے حلال جان کر جتنے لوگ شریک ہوئے یا اس پر راضی رہے ہیں خود ان کے اپنے نکاحوں بلکہ اسلام کی خیر نہیں۔ ان پر فرض ہے کہ فوراً توبہ کریں اور اگر حرام جانا، حرام جان کر نکاح ثانی میں شرکت کی تو سخت گناہگار ہوئے۔ توبہ اب بھی فرض ہے۔ اس گناہ کا سب سے زیادہ وبال، خورشید کے باپ پر ہے کہ موجود رہا اور زبان نہ ہلائی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ

برادری کو نکاح ثانی میں زبردستی کا اختیار نہیں

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب السلام علیکم

جناب عالی عرض ہے کہ: فدوی عبدالکریم ولد پریل خان، میری لڑکی نام امیرزادی، عمر ۱۴ سال، شادی اس کی محمد اسحاق کے ساتھ میری برادری والے کرنا چاہتے ہیں لڑکے کی عمر ۲۵ سال ہے۔ برادری والوں کو کہتا ہوں کہ میں اس کے ساتھ شادی نہیں کرنا چاہتا ہوں کیوں کہ وہ میری لڑکی کا ہم عمر نہیں ہے۔ اس لئے میں اپنی لڑکی کی شادی اس سے نہیں کروں گا مگر برادری والے کہتے ہیں کہ ہم لڑکی کی شادی اس کے ساتھ ہی کروائیں گے میں کہتا ہوں کہ اگر شریعت میں جائز ہوگا تو میں کروں گا ورنہ نہیں؟ عبدالکریم ولد پریل، ائرپورٹ

۷۸۶ الجواب: لڑکی اگر بالغ ہے تو برادری والے، تو برادری والے، اس کے باپ دادا وغیرہ اس کے ولی بھی، زبردستی،

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خود اس لڑکی کی اجازت کے بغیر اس کا ہرگز کہیں نکاح نہیں کر سکتے خواہ کنواری ہو یا بیاہی۔ کہ مثلاً شوہر کا انتقال ہو گیا یا اسے طلاق دے دی اور اگر وہ نابالغ ہے تو اس کے باپ کے ہوتے ہوئے کوئی بھی اس کا نکاح نہیں کر سکتا۔ آدمی کو اپنی عقل کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر نہیں چلنا چاہئے۔ بصیرت و فراست سے بھی کام لینا چاہئے۔ المختصر برادری والوں کو اس باب میں ہرگز ہرگز کسی زبردستی کا اختیار نہیں اور نہ ان کی زبردستی سے یہ نکاح ہو (درمختار عالمگیری وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ

بالغ ایجاب وقبول خود کرے گا/مغرب کے وقت عشاء کی نماز

سوال: مکرمی ومحترمی جناب مفتی صاحب، دار العلوم احسن البرکات، حیدرآباد، السلام علیکم

جناب عالی گذارش یہ ہے کہ

۱۔ نکاح کے اندر ایجاب وقبول باپ سے نہیں کیا جاتا کہ آپ لڑکی فلاں شخص کو بخش دیں گے یا نہیں؟ لڑکے سے پوچھا جاتا ہے کہ فلانے نام کی لڑکی فلانے کی بیٹی فلانے کی پوتی قبول ہے اور مہر کے بارے میں کچھ نہیں پوچھا جاتا کہ کتنا مہر دیتے ہیں آپ شریعت محمدی کے مطابق اس مسئلہ کا جواب دیں کہ یہ نکاح ہو جاتا ہے یا نہیں؟

۲۔ ایک نمازی عشاء کی نماز بغیر وقت کے مغرب کی نماز کے ساتھ پڑھ رہا ہے یہ نماز بھی ہو سکتی ہے یا نہیں۔ ہم حنفی اعتقاد والے ہیں۔ الحاج محمد صابر، خادم مسجد محمدی کڈھن بدین

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: ۱۔ اگر لڑکا عاقل بالغ ہے تو وہی ایجاب وقبول کرے گا ایسی حالت میں باپ کا ایجاب وقبول ناکافی ہوگا اور نہ ہی باپ سے ایجاب وقبول کرانے کی ضرورت۔ یہ حق شریعت نے عاقل بالغ کو دیا ہے۔ لہٰذا نکاح صحیح ہوگا، یوں ہی اگر نکاح میں مہر کا، ذکر نہ ہو تو بھی نکاح میں کوئی خرابی نہیں ہوگی۔ نکاح صحیح ودرست ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ سفر یا کسی بھی عذر یا بلا عذر کی وجہ سے دو نمازوں کو ایک وقت میں جمع کرنا حرام ہے۔ لہٰذا اگر عشاء کی نماز مغرب کے وقت پڑھ لی تو نماز ہوگی ہی نہیں اور فرض ذمہ پر باقی ہے گا۔ (عالمگیری۔ بہار شریعت) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۳۰/ ۳/ ۱۹۸۲ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

حاملہ سے کب تک صحبت جائز ہے؟/ چار شادیوں کی اجازت کیوں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ جو عورت حمل سے ہو اس کے پاس خاوند کو جانے کی اجازت کب تک ہے؟

۲۔ اور مرد کو چار شادیوں کی اجازت کیوں دی گئی ہے؟

فقط والسلام حاجی عبدالمجید، پنجرہ پول حیدرآباد سندھ، ۳ فروری ۱۹۸۲ء

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب:** اپنی حاملہ عورت سے ہم بستری، ہمہ اوقات جائز ہے۔ شرعاً اس پر کوئی پابندی، نہ کسی کتاب میں نظر فقیر سے گزری، نہ علمائے کرام سے اس بارے میں کوئی ممانعت سنی۔ البتہ احتیاط کا تقاضہ یہ ہے کہ ساتویں مہینہ سے احتراز کیا جائے۔ اطبا بھی یہی کہتے ہیں۔ پھر بھی اگر وطی کرے گا گناہگار نہ ہوگا کہ آخر وہ اس کی منکوحہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ (النساء:24) یعنی جو عورتیں تمہیں پسند ہوں ان سے نکاح کرلو۔ دو دو سے۔ خواہ تین تین سے۔ خواہ چار چار سے۔ (یعنی تم پر نکاح کے باب میں کوئی پابندی نہیں۔ ایک سے لے کر چار تک کی گنجائش ہے۔ یہ ہے حکم قرآنی، جس پر ہمارا ایمان ہے۔ رہی یہ بات کہ مرد کو چار عورتوں کے ساتھ نکاح کی اجازت کیوں دی گئی۔ تو اس کی حکمت اللہ رسول ہی خوب جانتے ہیں۔ ہم اس کی عقلی تاویل یہی کر سکتے ہیں کہ مرد کے قویٰ اور اس کی جسمانی ساخت و ترکیب ہی اس نوعیت کی ہے کہ عموماً بکثرت عورتوں میں ایک بیوی، اس کی طبعی خواہش کی تشفی کے لئے کافی نہیں ہوتی۔ مرد عورت کی ہم بستری کا جہاں تک تعلق ہے مرد کا عمل چند منٹ میں ختم ہو جاتا ہے جب کہ عورت کے لئے قیام حمل کی صورت میں، مدت رضاعت کو ملا کر یہ سلسلہ دو دو ڈھائی ڈھائی سال تک پھیل جاتا ہے۔ پھر ہر مہینے ہفتہ عشرہ تک جوان عورت کا حیض میں مبتلا رہنا اس پر مستزاد، شریعت نے مرد کی اس فطرت کا محافظ بنا کر چار عورتوں سے نکاح کی اجازت دی۔ اور مناسب حد بندیاں بھی کر دیں۔ ضرورت پیش آنے پر اگر مرد کو دو تین یا چار تک کی اجازت نہ ہو تو لڑکیاں جن کی پیدائش میں اضافہ ہی ہوتا جا رہا ہے کہاں جائیں گی؟ یا پھر وہی اندھیر برپا ہوگا جو آج کل یورپ و امریکہ میں کھلے بندوں ہو رہا ہے۔ یہ اسلام ہی ہے جس نے قیام قیامت تک کے لئے عورتوں کی صحیح کفالت کا بندوبست کر دیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

زنا کے حمل کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے کے بارے میں کہ: زید نے ایک غیر محرم کے ساتھ بدکاری کی اور اس کے حمل ٹھہر گیا۔ اب زید اس سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ آیا زید کا نکاح ہو جائے گا یا نہیں؟ نیز اپنی عزت کو محفوظ رکھنے کے لئے وہ عورت جس نے زید سے بدکاری کی اور اسے حمل ٹھہر گیا وہ اپنا حمل گرانا چاہتی ہے اور زید بھی اسے اس بات پر مجبور کر رہا ہے کہ وہ حمل گرا دے آیا شریعت کا کیا حکم ہے؟ اگر وہ عورت اپنا حمل گرا لے تو زید کے نکاح میں تو کوئی فرق نہیں آئے گا؟ شرعی مسئلے سے آگاہ کریں نوازش ہوگی۔ فقط والسلام، محمد صدیق ولد محمد بشیر، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: زنا کا حمل (جس میں بچہ شرعاً مجہول النسب ٹھہرتا ہے) ہو تو عورت زانی اور غیر زانی جس سے چاہے بے وضع حمل نکاح کر سکتی ہے کہ زنا کے پانی میں شرعاً حرمت و عزت بالکل نہیں، مگر فرق اتنا ہے کہ اگر خود زانی ہی سے نکاح کر لیا، جس کا حمل رہا تھا تو اسے صحبت کرنی بھی جائز ہو جائے گی اور اگر غیر سے نکاح ہوا تو جب تک وضع حمل نہ ہو لے وہ ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ درمختار میں ہے صح نکاح حبلی من زنا ...... ولو نکحھا الزانی حل له وطؤھا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(ملخصا) لہٰذا صورت مسئولہ عنہا میں زید اس عورت سے نکاح کر سکتا ہے نکاح صحیح ہوگا اور صحبت بھی جائز ہوگی، لیکن بدنامی سے بچنے کے لئے بہانہ بنا کر نہ تو اس عورت کو حمل گروانا جائز، اور نہ مرد اسے مجبور کر سکتا ہے، اگر ایسا کیا گیا تو سخت ترین گناہ اور قتلِ انسان کے برابر ہوگا، قال اللہ تعالی وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا (بنی اسرائیل:31) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۵/۴/ ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

اگر زوجین ایک ساتھ اسلام لائے تو سابقہ نکاح کافی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زوجین ایک ساتھ اسلام لائے ہیں اب اسلام میں داخل ہونے کے بعد ان کو دوبارہ نکاح کی ضرورت ہے یا نہیں؟ السائل نذیر احمد، لطیف آباد نمبر ۹، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** حضور اقدس ﷺ کے زمانے میں کچھ عورتیں اسلام لائیں اور ان کے شوہر کافر تھے۔ پھر جب شوہر بھی مسلمان ہو گئے تو اسی پہلے نکاح کے ساتھ یہ عورتیں ان کو واپس کر دیں گئیں۔ یعنی جدید نکاح نہ کیا گیا۔ (زہری مرسلا) علمائے کرام فرماتے ہیں کہ جس قسم کا نکاح مسلمانوں میں جائز ہے اگر اس طرح کا نکاح کافر کریں تو ان کا نکاح بھی صحیح ہے مگر شرط یہ ہے کہ کفار ایسے نکاح کے جائز ہونے کے معتقد ہوں۔ پھر ایسے نکاح کے بعد اگر دونوں مسلمان ہو گئے تو اسی نکاح سابق پر باقی رکھے جائیں گے۔ جدید نکاح کی حاجت نہیں (درمختار وغیرہ) لیکن ازاں جا کہ لوگ اپنی ناواقفی کے باعث، طعن وتشنیع کریں گے، ایجاب وقبول کرالیا جائے تو ایسے ناواقفوں سے نجات مل جائے گی۔ مگر ضروری اب بھی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ ربیع الاول ۱۴۰۱ھ

نابالغ کا نکاح اور قاضی کا لڑکی کو دیکھے بغیر نکاح پڑھا دینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ۱۲ سال کی لڑکی کا نکاح بیس یا بائیس سالہ لڑکے سے ہو جاتا ہے یا نہیں۔ لڑکی کے وکیل اور ولی کے کہنے پر یقین کرتے ہوئے قاضی نکاح خواں کے، بغیر لڑکی دیکھے اور بغیر لڑکی کے پوچھے نکاح کر دیا۔ نکاح کے بعد معلوم ہوا کہ لڑکی نابالغہ ہے اور بارہ سال کی ہے جب کہ ولی اور وکیل نے اس کو بڑی عمر کا بتایا یعنی اگر لڑکی نابالغہ اور لڑکا بالغ اور مندرجہ بالا عمر کا ہو تو نکاح ہو جاتا ہے یا نہیں؟ لڑکی کے وکیل اور ولی کا کہنا ہے کہ لڑکا ہمارا بھانجہ ہے [illegible] کے لئے نکاح کر رہے ہیں اور لڑکا، لڑکی بھی راضی ہیں۔

فقط والسلام سائل پیر بخش، شیدی پاڑہ ٹنڈو الہیار، ۳۰/۵/ ۱۹۸۱ء

۷۸۶ **الجواب:** ضروری نہیں کہ ۱۲ سال عمر کی لڑکی نابالغ ہو۔ وہ بالغ بھی ہو سکتی ہے اور اس کا بالغ ہونا صرف اسی سے معلوم ہو سکتا ہے۔ حیض کا جاری ہونا یہ علامات بلوغت سے ہے۔ لہٰذا اگر وہ بالغ ہے اور اس نکاح پر راضی تب تو نکاح کے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انعقاد میں کوئی شبہ نہیں اور اگر لڑکی واقعتاً نابالغہ ہے اور اس کا نکاح، اس کے ولی نے کہ اس وقت شرعاً وہی ولی ہو مثلاً باپ، یا اس کی غیر موجودگی میں دادا۔ اور ان میں کوئی نہ ہو تو بھائی چچا وغیرہ نے پڑھایا یعنی ان کے حکم سے پڑھایا گیا اور ولی نے نابالغ لڑکی کی طرف سے ایجاب وقبول کیا۔ جب بھی نکاح منعقد ہو گیا۔ اگر چہ لڑکی نہایت کم عمر ہو اور لڑکا بڑی عمر کا۔ اور نکاح خواں کو کہ عموماً غیر ہوتا ہے لڑکی کو دیکھنے یا اس سے پوچھنے کی نوبت آتی ہی کہاں ہے اور آئے بھی تو یہ دیکھ کر کیا کرلے گا اگر لڑکی نابالغہ ہو تو پھر اس کا نکاح ولی کی اجازت پر موقوف ہے۔ غرض یہ کہ نابالغہ کا ایجاب وقبول، اس کا والد کرے تو نکاح یقیناً منعقد ہو جاتا ہے۔ (عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ شوال ۱۴۰۱ھ

بالغ ہونے پر خیار فسخ کا استعمال

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: میں حسن بانو بنت عبدالستار قوم رنگریز، ساکن حال سرے گھاٹ، موچی پاڑہ حیدرآباد عمر ۲۱ سال، حلفیہ بیان دیتی ہوں کہ جب میں آٹھ سال کی تھی تو میرے تایا حاجی شفیع محمد نے میرا نکاح تیرہ سال قبل اکتوبر میں حسن محمد ولد پیر محمد قوم رنگریز کے ساتھ کر دیا تھا۔ اس وقت میں نابالغ بچی تھی اور کسی طرح کا ہوش وحواس مجھے نہ تھا اور نہ ہی مجھے اس کا علم تھا۔ نکاح پڑھاتے وقت نہ تو میرے والد سے معلوم کیا تھا اور نہ میری والدہ سے معلوم کیا۔ تین چار سال پہلے جب کہ وہ لوگ رخصتی کے لئے آئے تو میرے باپ نے کہا کیسی رخصتی؟ نکاح ہوگا تو رخصتی بھی ہو جائے گی ابھی اس کا نکاح ہی کہاں ہوا ہے؟ اور جب مجھے معلوم ہوا تو میں نے اسی وقت یہ کہہ دیا کہ میرا نکاح کسی سے نہیں ہوا اور نہ یہ نکاح مجھے منظور ہے۔ اس وقت سے برابر جھگڑے چل رہے ہیں۔ اس وقت میں ۲۱ سال کی عمر میں ہوں اور اپنے نفع نقصان، اچھے برے کو خوب سمجھتی ہوں اور مجھے میرے نفس کا پورا اختیار ہے۔ اس لئے میں حسن محمد ولد پیر محمد سے قطع تعلق کرتی ہوں۔ یہ نکاح نہ مجھے پہلے منظور تھا نہ اب منظور ہے۔ میں آج تک نہ حسن کے گھر گئی ہوں اور نہ جانا چاہتی ہوں۔ اس سلسلہ میں مجھ پر نہ میرے والدین کا کوئی دباؤ ہے اور نہ کسی دوسرے کا۔ یہ فیصلہ میں نے پہلے بھی خود کیا تھا اور اب بھی کیا ہے۔ ان حالات کے پیش نظر شرعی فیصلہ سے آگاہ کیا جائے۔ حسن بانو بنت عبدالستار، موچی پاڑہ سرے گھاٹ، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں مسمات حسن بانو کے تایا حاجی شفیع محمد نے جو حلفیہ بیان دیا ہے وہ مسمات مذکورہ کے نکاح کے ثبوت کے لئے کافی نہیں اور بالفرض تسلیم بھی کر لیا جائے کہ وہ نکاح منعقد ہو چکا تھا تب بھی مفید مطلب نہیں۔ حاجی شفیع محمد، دور کے ولی ہیں اور عبدالستار، ولی اقرب کہ مسمات کے باپ ہیں اور باپ کے ہوتے ہوئے چچا تایا کوئی چیز نہیں تاہم تایا شفیع محمد نے یہ نکاح کر ہی دیا تھا تو مسمات مذکورہ کے نابالغی کے دوران، یہ نکاح اس کے باپ عبدالستار کی اجازت پر موقوف تھا۔ وہ جائز منظور کر لیتے تو جائز ہو جاتا۔ رد کر دیتے تو رد ہو جاتا۔ لیکن یہ معاملہ کبھی زیر بحث نہیں آیا اور نہ لڑکی اور نہ اس کے باپ کو یہ بات معلوم ہوئی کہ اس کا نکاح کر دیا گیا ہے تا آنکہ وہ بالغ ہو گئی۔ اب وہ اختیار جو بحالت نابالغی، اس کے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

باپ کو حاصل تھا خود لڑکی کی طرف منتقل ہو گیا اور نکاح و وداع کی خبر سن کر جب اس نے نکاح کو نامنظور اور رد کیا تو وہ رد ہو گیا اور وہ نکاح اگر کر بھی لیا گیا تھا تو معدوم ہو گیا۔ اب ہرگز نافذ نہ ہوگا۔ درمختار میں ہے لو زوج الا بعد حال قیام الا قرب تو قف علی اجازته اور حدیث شریف میں ہے کہ ایک جوان لڑکی رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی کہ اس کے باپ نے نکاح کر دیا اور وہ اس نکاح کو ناپسند کرتی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے اسے اختیار دیا یعنی چاہے تو اس نکاح کو جائز کر دے یا رد کر دے (ابوداؤد) تو جوان لڑکی اپنے باپ کے کیے ہوئے نکاح کو جو اس کی اجازت کے بغیر کیا گیا رد کر سکتی ہے تو چچا یا تایا وغیرہ کیا چیز ہیں۔ بہر حال لڑکی آزاد و خود مختار اپنے کفو میں جہاں چاہے اپنی مرضی سے نکاح کر سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ

ٹیلی فون پر نکاح

سوال: قبلہ مفتی صاحب، دارالعلوم احسن البرکات، حیدر آباد، السلام علیکم

بعد گزارش یہ ہے کہ: فتویٰ درکار ہے میرے چھوٹے بھائی آج کل دبئی میں رہ رہے ہیں ان کا ایک لڑکا ہے جس کا نکاح انہوں نے فون پر دبئی سے لاہور میں پڑھوایا مگر ابھی وداعگی نہیں ہوئی ہے تو کیا ٹیلی فون پر نکاح ہو جاتا ہے اور دین اسلام کی رو سے جائز ہے؟ برائے مہربانی فتویٰ عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ جہاں تک میرا خیال ہے نکاح نہیں ہوتا۔ پھر بھی یہ دینی مسئلہ ہے اس لئے فتویٰ ضروری ہے۔ عین نوازش

شیخ مولانا انیس، منظور مارکیٹ 7/D لطیف آباد حیدر آباد، ۲۸/۷/ ۸۰/ ۱۹ء

۷۸۶ الجواب: نکاح مسلم کے لئے منجملہ شرائط کے ایک شرط یہ ہے کہ ایجاب وقبول کے وقت دو مرد یا ایک مرد، دو عورتیں آزاد عاقل بالغ مسلمان موجود ہوں اور سب نے ایک ساتھ نکاح کے الفاظ سنے ہوں اور یہ سمجھے ہوں کہ یہ نکاح ہو رہا ہے۔ درمختار میں ہے ینعقد بایجاب و قبول و شرط حضور شاهدین حرین او حرو حرتین مکلفین سامعین قولهما معا علی الاصح فاهمین انه نکاح۔ اور ظاہر ہے کہ ٹیلیفون سے نکاح میں یہ شرط نہیں پائی جاتی تو نکاح کس طرح منعقد ہوگا۔ ہاں اگر ناکح ٹیلیفون پر کسی کو اپنا وکیل نامزد کر دے اور وہ اس کی جانب سے ایجاب وقبول کرے اور گواہ بھی موجود ہوں اور وہ یہ کلام سن کر یہ سمجھیں کہ یہ نکاح ہو رہا ہے تو بیشک نکاح ہو جائے گا کہ اس صورت میں ٹیلیفون کو ایجاب وقبول میں کوئی تعلق نہ رہا۔ بلکہ تمام دارومدار وکیل پر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۵ رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ، ۳۰/۷/ ۸۰/ ۱۹ء

نکاح فارم پر دستخط کر دینا بھی اذن ہے

سوال: بشرف ملاحظہ حضرت مولانا محترم مفتی خلیل خان صاحب قادری برکاتی دامت برکاتہم العالیہ، السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: میں نے اپنی ایک عزیزہ کی شادی میں شرکت کی۔ بارات آ گئی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مجلس نکاح منعقد ہوئی۔ مولانا صاحب کو نکاح پڑھانے کے لئے بلایا گیا چنانچہ مولوی صاحب تشریف لے آئے۔ مولوی صاحب نے نکاح فارم پُر کیا اور پھر ایک شخص کو جو کہ لڑکی کا قریبی عزیز تھا فارم دے کر اسے ہدایت کے ساتھ اندر بھیجا کہ اس پر لڑکی کا انگوٹھا لگوا کر لے آئے چنانچہ فارم پر لڑکی کا انگوٹھا لگوا کر مولوی صاحب کے حوالے کیا گیا مولوی صاحب نے لڑکی کے والد صاحب کی اجازت سے ان کی موجوگی میں نکاح پڑھایا اور لڑکے سے ایجاب وقبول کرا لیا مہر 50 / 32 , 12 مقرر تھا۔ اس کے فوری بعد لوگوں نے اعتراض کیا کہ دو گواہوں اور ایک وکیل کو اندر لڑکی کے پاس جانا چاہئے تھا اور اس سے زبانی مروجہ طریقہ پر اذن لینا چاہئے لیکن مولوی صاحب نے بتایا کہ نکاح کے فارم پر لڑکی کے دستخط اذن ہیں اور لڑکی کے والد صاحب کی اجازت سے نکاح پڑھایا گیا ہے لہٰذا شرعاً نکاح ہو گیا لیکن لوگ اصرار کر رہے تھے کہ گواہان اور وکیل اندر جائیں اور لڑکی سے ایجاب وقبول کرائیں۔ لوگوں کے اصرار پر دو گواہ اور وکیل اندر گئے اور لڑکی سے ایجاب وقبول کرایا۔ لڑکی نے قبول کیا اور اذن دیا۔ اطلاعاً عرض ہے کہ لڑکی بالغہ ہے۔ لڑکی کی شادی اس کے اپنے قبیلہ میں ہوئی ہے اور لڑکی کو تاریخ منگنی سے یہ علم ہے کہ اس کی شادی فلاں بن فلاں سے ہوگی اور لڑکی کنواری تھی۔ براہ کرم ارشاد فرمائیں کہ شرعاً نکاح ہو گیا یا نہیں؟

آپ کا خادم محمد انور بیگ، مکان نمبر ۹ ۴ وارڈ، محلہ سرفراز کالونی، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** عورت بالغہ عاقلہ کا نکاح بغیر اس کی اجازت کے کوئی نہیں کر سکتا نہ اس کا باپ نہ بادشاہ اسلام۔ (عالمگیری، درمختار) اور عرف عام میں وکیل اس شخص کو کہا جاتا ہے جو عورت سے اذن لینے جاتا ہے اور عموماً اجنبی یا ولی بعید ہوتا ہے۔ اور ولی بعید یا اجنبی نے نکاح کا اذن طلب کیا تو عورت کی خاموشی اذن نہیں بلکہ ضروری ہے کہ صراحۃً اذن کے الفاظ کہے یا کوئی ایسا فعل کرے جو قول کے حکم میں ہو۔ (درمختار) لہٰذا نکاح کا فارم عورت نے پڑھا اس کے مندرجات پر مطلع ہوئی یا اسے پڑھ کر سنایا گیا اور اس کے مضمون سے واقف ہو کر اس نے دستخط کئے تو یہ بیشک اجازت ہو گئی۔ لیکن ان دونوں صورتوں میں سے کوئی صورت دیکھنے میں نہیں آتی۔ لہٰذا ضروری ہے کہ عورت صراحۃً اجازت نکاح دے۔ البتہ اس اجازت کے وقت گواہوں کا ہونا شرط نہیں۔ گواہوں کی ضرورت بوقت انکار زن، وکالت ثابت کرنے کے لئے ہوتی ہے۔ مسلمانوں میں جو طریقہ مروّج ہے اور شرعاً معتبر، اس میں خواہ مخواہ اختلاف رونما کرنا، ہیجان کا باعث ہے۔ اس سے بچنا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ

مرد اور اس کے بیٹے سے عورت اور اس کی بیٹی کا نکاح

سوال: بخدمت جناب مفتی خلیل خان صاحب، دار العلوم احسن البرکات، حیدر آباد، السلام علیکم

گزارش عرض یہ ہے کہ: ایک شخص کی بیوی دیگر بچوں کے ساتھ ایک جوان لڑکی چھوڑ کر انتقال کر گئی اس شخص کو اس لڑکی کے لئے اور خود اپنے لئے بھی رشتے کی تلاش ہے۔ دوسری طرف ایک عورت کے ہاں ایک لڑکا اور ایک لڑکی بالغ ہے۔ اسے ان بچوں کے رشتوں کی تلاش ہے۔ ایسی صورت میں اگر یہ عورت اپنی لڑکی کا نکاح اس شخص سے کر دے اور اس شخص کی لڑکی سے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اپنے لڑکے کا نکاح کرا دے تو یہ رشتے جائز ہیں یا نہیں؟

عبداللطیف، مکان نمبر 241/3، رتی گھاٹ، حیدر آباد، ۲۶ / ۱۱ / ۱۹۸۰ء

۷۸۶ الجواب: یہ دونوں نکاح حلال ہیں۔ جبکہ اور کوئی مانع موجود نہ ہوں۔ قال اللہ تعالی وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ (النساء: 24) حرام عورتوں کو شمار فرما کر ارشاد ہوا۔ ان کے سوا سب عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں۔ اور حرام عورتوں میں مذکورہ بالا عورتوں کو نہ شمار فرمایا نہ شرع میں اس کی تحریم آئی تو ضرور وہ عورتیں حلال ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ محرم الحرام ۱۴۰۱ھ

اگر منگنی کے بعد بغیر نکاح کے صحبت کر لی تو کیا سزا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: زید و ہندہ کی آپس میں منگنی ہوگئی تھی۔ اس کے بعد زید نے ہندہ سے وطی کی جس سے ہندہ حاملہ ہوگئی ہے۔ سوال یہ ہے کہ ہندہ کے لئے شرعاً کیا سزا ہے؟ اور یہ کہ وہ دونوں، اب بھی عقد شرعی کر سکتے ہیں یا نہیں؟ بینوا، توجروا فقط سائل حافظ رفیق احمد، فتح چوک بہاری کیمپ، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: محض لڑکی اور لڑکے کے مابین منگنی ہو جانا، انہیں ایک دوسرے کے لئے حلال نہیں کر سکتا۔ دونوں ایک دوسرے پر حرام ہیں حرام ہی رہیں گے تاوقتیکہ نکاح عمل میں نہ آ جائے اور دونوں رشتہ زوجیت میں منسلک نہ ہو جائیں۔ شرعی سزا ملک میں جب نافذ ہوگی، اس وقت دریافت کر لینا البتہ عافیت اس میں ہے کہ ان دونوں کا باہمی نکاح کر دیا جائے اور یہ نکاح جائز ہوگا اور جس سے نکاح ہو رہا ہے چونکہ اسی کا حمل ہے تو وطی بھی جائز ہے۔ (درمختار) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ ربیع الآخر ۱۳۹۹ھ

صرف کورٹ کے فیصلے سے طلاق نہیں ہوتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے کے بارے میں کہ: ایک عورت نے اپنے خاوند کے ظلم سے تنگ آ کر اپنی طلاق حاصل کرنے کے لئے کورٹ سے رجوع کیا۔ کورٹ نے حریف کو بار بار تقریباً 5 مرتبہ نوٹس کے ذریعے اور اخبارات کے ذریعے طلب کیا کہ بیوی کے الزامات کا جواب دے لیکن وہ نوٹس وصول کرنے کے باوجود تقریباً چھ مہینے تک حاضر نہیں ہوا۔ سول کورٹ نے یکطرفہ فیصلہ کرتے ہوئے مذکورہ عورت کو دوسری جگہ نکاح کرنے کا حق دے دیا۔ اور اس فیصلے سے (مرد) کو آگاہ کر دیا اور اس فیصلے کو تقریباً دو سال ہو گئے ہیں۔ لیکن وہ شخص ابھی تک حاضر نہیں ہوا۔ لہٰذا اس عورت کو دوسری جگہ نکاح کرنے کا شرعی حق حاصل ہے یا نہیں؟ جبکہ اس کا کوئی وارث بھی نہیں ان کو کس طرح سے زندگی بسر کرنی ہے؟

فقط عرض دار معین الدین، ۲۷ مارچ ۱۹۷۹ء

۷۸۶ الجواب: عورت ایسی حالت میں ہرگز نکاح ثانی نہیں کر سکتی کہ وہ المحصنت یعنی شوہر والی عورتوں میں داخل ہے اور شوہر والی عورت مرد پر حرام۔ چارۂ کار یہی ہے کہ عورت اس مرد سے طلاق حاصل کرے جیسے بھی ممکن ہو اور جب تک نہ ہو

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جائز محنت مثلاً کسی شریف گھرانے میں ملازمت حاصل کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ ربیع الآخر ۱۳۹۹ھ

نابالغ پر ولی کو ولایت اجبار حاصل ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک لڑکی کی شادی نابالغی کے زمانے میں جس وقت تقریباً لڑکی مذکورہ کی عمر ۵ سال کی تھی اس کے والد نے بحیثیت ولی وسرپرست اس طرح کردی کہ محض نکاح اپنے بھتیجے سے کردیا۔ جس بھتیجے سے یہ نکاح ہوا وہ بھی بوقت نکاح نابالغ تھا۔ اور اس کے والد نے دولہا کے سرپرست اور ولی کی حیثیت سے ایجاب وقبول کی تکمیل میں حصہ لیا۔ اس لڑکی کی رخصتی اب تک نہیں ہوئی اور اب وہ بالغ ہے اس وقت لڑکی کی عمر ۲۴ سال ہے۔ اور لڑکا بھی بالغ ہے اور ۲۵ سال اس کی بھی عمر ہوگی۔ لڑکی نے سن بلوغت پر پہنچتے ہی کافی مدت سے اس نکاح کو تسلیم کرنے سے صاف انکار کیا ہے اور اب بھی انکار کرتی ہے۔ لڑکا تپ دق کا مریض ہے۔ اور بیکار ہے۔ بوجہ بیماری کمانے کے لائق بھی نہیں ہے۔ ایسی صورت میں کیا یہ نکاح، نکاح سمجھا جائے گا۔ یا لڑکی کے بروقت سن بلوغت پر انکار ہونے سے فسخ ہوجائے گا؟

دوسرے نمبر پر دریافت طلب امر یہ ہے کہ اگر نکاح قائم رہا تو طلاق کے لئے رجوع عدالتی طور پر کرنا مناسب ہوگا یا نہیں؟ جواب باصواب عطا فرمائیں۔ خداوند کریم اس کی جزا عطا فرمائے

فقط والسلام سائل، مشتاق احمد ولد حاجی محمد یوسف، مورخہ ۲۰ مارچ ۱۹۷۹ء

۷۸۶ الجواب: نابالغ لڑکے اور لڑکی کے نکاح پر ولی کو ولایت اجبار حاصل ہے یعنی اگرچہ یہ لوگ نہ چاہیں ولی نے جب نکاح کردیا، ہوگیا۔ پھر اگر باپ دادا نے یہ نکاح کردیا تو یہ نکاح لازم ہوجائے گا کہ ان کو بالغ ہونے کے بعد اس نکاح کے توڑنے کا اختیار نہیں۔ (درمختار وغیرہ) چارۂ کار صرف یہ ہے کہ لڑکی اپنے شوہر سے جیسے بن پڑے طلاق حاصل کرے اور پھر جس مسلمان سے چاہے نکاح کرے۔ عدت کی یہاں حاجت نہیں کہ رخصتی عمل میں نہیں آئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ

نابالغ جب ایجاب وقبول کرنے پر قادر نہ ہو

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک لڑکی جو کہ نابالغ ہے یعنی بہت کم عمر ہے اس کا نکاح ایک نابالغ لڑکے کے ساتھ ہوگیا ہے۔ کیا دونوں کا نکاح از روئے شریعت کے جائز ہے یا کہ ناجائز؟ جب کہ لڑکا اور لڑکی خود ایجاب وقبول کے الفاظ ادا نہ کرسکتے ہوں تو نکاح کی کیا صورت ہوگی؟ برائے مہربانی فرما کر اس مسئلہ کا جواب عنایت فرمائیں۔

فقط والسلام السائل: حافظ احمد نواز، ۸/۱۵/ ۱۹۸۱ء

۷۸۶ الجواب: نابالغ لڑکی یا لڑکا، جب ایجاب وقبول کے الفاظ ادا کرنے پر قادر نہیں تو ان کے ولی ان کی جانب سے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایجاب وقبول کریں مثلاً لڑکی کا ولی، کہے کہ میں نے اپنی فلاں لڑکی تمہارے بیٹے فلاں کے نکاح میں دی، اور لڑکے کا باپ کہے میں نے تمہاری فلاں لڑکی اپنے فلاں لڑکے کے نکاح میں قبول کی۔ جب یہ نکاح نابالغ کا ولی کردے گا نکاح ہو جائے گا۔ (عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ شوال ۱۴۰۱ھ

حقیقی چچی اگر بیوہ ہو تو اس سے نکاح جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے درمیان میں کہ: زید اپنی حقیقی چچی سے جو کہ بیوہ ہیں نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟ بیوہ چچی کی اولاد بھی موجود ہے۔ جواب عنایت فرمائیں۔

فقط والسلام۔ سائل محمد شفیع، اسٹیشن روڈ حبیب ہوٹل حیدر آباد، ۱۶ اپریل ۱۹۷۹ء

۷۸۶ الجواب: چچی اگرچہ حقیقی ہو اس سے نکاح کرنا ممنوع نہیں جبکہ رضاعت وغیرہ کوئی اور مانع شرعی نہ ہو۔ قال اللہ تعالی وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ (النساء:24) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ

اگر باپ وغیرہ کا نام لینے میں غلطی ہوئی ہو تو نکاح کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ

۱۔ ایک شخص نے نکاح پڑھایا اور وکیل جب دلہن سے اجازت لے کر واپس آیا تو نکاح خواں نے لڑکے کو ایجاب وقبول کراتے وقت لڑکی کا نام تو صحیح لیا مگر باپ کی جگہ چچا کا نام لے لیا یعنی ولدیت تبدیل ہو گئی اس صورت میں نکاح ہوا یا نہیں؟

۲۔ لڑکے کو ایجاب وقبول کراتے وقت گواہوں کے سامنے یہ وکیل کو کہنا ضروری ہے کہ تم نے فلاں بنت فلاں کا نکاح فلاں بن فلاں سے کرنے کی اجازت دی اور گواہوں سے پوچھا کہ تم نے وکیل کے کلمات سنے، اس پوچھنے کے بغیر اگر نکاح خواں نے عقد کرایا تو نکاح ہو گیا یا نہیں؟ کیا یہ بار بار پوچھنا واجب مستحبات میں سے تو نہیں ہے؟ برائے کرم اس دینی جھگڑے کو ختم کرانے کے لئے از روئے شرع جواب دیں شکریہ

نوٹ۔ بعض دیہاتوں میں رواج ہے کہ نکاح کے بعد بھی گواہوں سے پوچھا جاتا ہے کہ تم نے نکاح ہوتے ہوئے سنا اور دیکھا؟

فقط والسلام السائل نور محمد، ٹنڈو الہیار، ۱۲ اپریل ۱۹۷۷ء

۷۸۶ الجواب: ایجاب وقبول میں یہ امر ضروری ہے کہ منکوحہ گواہوں کو معلوم ہو جائے یعنی یہ کہ فلاں عورت سے نکاح ہو رہا ہے۔ اب اگر وہ مجلس عقد میں موجود ہے اور اس کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ میں نے اس کو تیرے نکاح میں دیا اور اب باپ دادا کے نام میں غلطی ہو گئی تو کچھ حرج نہیں۔ نکاح صحیح ہو گیا اور لڑکی اگر وہاں موجود نہیں اور صرف اس کے نام لینے سے گواہوں کو اور شوہر کو معلوم ہو جائے کہ فلانی عورت سے نکاح ہو رہا ہے تو باپ دادا کے نام لینے کی ضرورت نہیں۔ پھر بھی احتیاط اس میں ہے کہ ان کے نام بھی لیے جائیں اور اس کی بالکل حاجت نہیں کہ اسے پہچانتے ہوں بلکہ یہ جاننا کافی ہے کہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فلاں بن فلاں کی بیٹی یا فلاں کی پوتی ہے۔ اور اس صورت میں اگر اس کے یا اس کے باپ دادا کے نام میں غلطی ہوئی تو نکاح نہ ہوا۔ درمختار میں ہے غلط وکیلها بالنکاح فی اسم ابیها بغیر حضور ها لم یصح۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ یہ محض دیہاتوں کی رسم ہے حکم شرعی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ ربیع الآخر ۱۳۹۷ھ

ایجاب وقبول اگر گواہان نے سن لئے تو نکاح ہوگیا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع متین اس مسئلہ ذیل میں کہ: زید نے اپنی لڑکی کا نکاح بکر کے ساتھ کردیا سات ہزار مہر کے ساتھ جبکہ زید کی لڑکی بالغ ہوگئی تو دوسرے شوہر کے ساتھ نکاح کرانا چاہتا ہے۔ کیا یہ جائز ہے؟ جبکہ نکاح اول کے گواہ موجود ہیں اور نکاح خواں بھی موجود ہے اور اس کا بیان بھی موجود ہے جو کہ سائل کے پاس ہے۔ برائے مہربانی فرما کر جواب قرآن وحدیث سے ثابت فرمائیں۔ بینوا، توجروا نبی بخش، شاہ بخاری سوئی گیس کمپنی حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: نکاح کے لئے فقط مرد وعورت کا ایجاب وقبول چاہئے۔ بلاواسطہ خواہ بالواسطہ۔ اور دو مرد یا ایک مرد، دو عورتوں کا اس جلسہ میں ان کا ایجاب وقبول کو سننا اور سمجھنا کہ یہ نکاح ہو رہا ہے بس اسی قدر درکار ہے۔ (درمختار وغیرہ) تو صورت مسئولہ میں جب کہ گواہ بھی موجود ہیں بلکہ نکاح خواں اور اس کا تحریری بیان بھی موجود ہے تو نکاح ان دونوں کے مابین یقیناً ثابت ہوگیا اور زید کی لڑکی یقیناً بکر کی منکوحہ ہے اور جب تک شوہر کی جانب سے طلاق متحقق نہ ہو وہ اس کی منکوحہ رہے گی۔ اور اس عورت کا نکاح اس کی طلاق یا شوہر کی موت کے بغیر ہرگز ہرگز کسی سے جائز نہ ہوگا۔ اگر کر بھی لیا تو اس نکاح بے معنی کے بعد بھی وہ ایک دوسرے پر حرام رہیں گے اور یہ جھوٹا نام نکاح کا، اس حرام کو حلال، اور ناجائز کو جائز نہ کردے گا۔ قال اللہ تعالی وَّالۡمُحۡصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اس حکم قرآنی کے بعد جتنے لوگ اس میں شریک ہوں گے یا دیدہ دانستہ اس میں معاون و مددگار یا کم ازکم اس پر راضی ہوں گے سب گناہگار ہوں گے اور عذاب شدید میں گرفتار۔ بلکہ حلال جان کر یہ فعل قبیح کریں گے تو خود ان کے اپنے نکاحوں کی خیر نہیں۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس نکاح سے لڑکی کے والدین کو روکیں اور اسے اس کے شوہر کے حوالے کریں جس کی یہ پہلے سے منکوحہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ

گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے کہ جیسے اس کا کوئی گناہ ہی نہیں

سوال: جناب عالی مفتی صاحب السلام علیکم

بعد سلام عرض گذارش یہ ہے کہ: ایک عورت طلاق شدہ گناہ سے توبہ کرکے نکاح کرنا چاہتی ہے کسی شریف آدمی سے اس کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟ امام علی ولد ظہور احمد، بکرا منڈی حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: مولائے کریم غفور ورحیم ہے اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ جب بندۂ گناہگار مرد خواہ عورت اپنے

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گناہ سے شرعی طور پر توبہ کرے اور ایسے آثار پائے جائیں کہ وہ اب اس گناہ میں ملوث نہیں تو عند الشرع، اب اس پر کوئی الزام نہیں۔ کہ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ۔ یہاں تک کہ طوائف اگرچہ سچے دل سے توبہ کر لے تو اس کے ساتھ مسلمان کو نکاح کرنا جائز و حلال ہے۔ بلکہ زن فاحشہ اگرچہ تائب نہ ہوئی ہو اس سے نکاح میں کوئی ممانعت نہیں۔ ہاں اگر اپنے افعال خبیثہ پر قائم رہے اور یہ اپنے امکان بھر روک تھام نہ کرے تو دیوث ہے اور سخت گناہ کبیرہ کا مرتکب۔ مگر یہ حکم اس کی بے غیرتی پر ہے نفس نکاح پر اس سے اثر نہیں پڑتا۔ اللہ تعالیٰ نے حرام عورتوں کو گنا کر فرمایا وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ (النساء:24) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب المھر

مہر۔ جہیز۔ عدت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین اس مسئلے میں کہ: زید نے اپنی بیوی کو تحریری طلاق دی اور زر مہر عدت و جہیز دینے کے لئے، طلاق کی تحریر میں دوسرے شخص سے ناجائز تعلقات قائم کرنے، اور عدم موجودگی میں گھر چھوڑ کر چلے جانے کا الزام لگا کر عدت اور مہر دینے سے انکاری ہو گیا اس لئے عرض ہے کہ مطلقہ ہونے یا نہ ہونے کی صورت میں مہر جہیز اور عدت کی مستحق ہے یا نہیں؟ کیا شوہر کو از روئے شرع محمدی یہ حق پہنچتا ہے کہ طلاق تو دے دی لیکن مہر و جہیز نہ دے؟ اور مندرجہ بالا حقوق اپنی جانب سے ساقط کر دے؟ براہ کرم کتاب وسنت کی روشنی میں حکم شرع محمدی، مفصل اور مدلل اس عرضداشت پر مہر تصدیق فتویٰ کی شکل میں جواب بالصواب سے مطلع فرمائیں۔

فتویٰ کا طالب وخادم، نصر الدین، کوارٹر ۴۷، یونٹ نمبر ۲ لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: عورت اگرچہ فاسقہ ہو اس کے فسق کے باعث نہ نکاح ٹوٹتا ہے نہ مہر ساقط ہوتا ہے۔ خلوت صحیحہ کے بعد پورے مہر کا ادا کرنا شوہر پر لازم ہے اور عورت کو اپنے حق مہر کا مطالبہ کرنے کا حق حاصل ہے۔ ردالمحتار میں ہے کل احد یعلم ان الجھاز للمرأۃ تاخذہ کلہ اذا طلقھا واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ   ۴ صفر ۱۳۸۹ھ

مہر کا مطلب اور اس کے احکام

سوال: جناب مولانا مفتی صاحب، دار العلوم احسن البرکات نزد ہوم اسٹیڈ ہال، حیدر آباد، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ قرآن وحدیث کی روشنی میں کیا فرماتے ہیں علماء کرام ان مسائل کے بارے میں کہ

۱۔ نکاح میں مہر کی کیا اہمیت ہے؟

۲۔ مہر عند الطلب اور مہر معجل و موجل کسے کہتے ہیں؟

۳۔ دولہا مہر نکاح سے پہلے ادا کرے یا نکاح کے بعد؟ اگر بعد میں ادا کرنے کا حق رکھتا ہے تو کیا دلہن سے ہم بستری سے پہلے یا بعد میں مہر ادا کرے؟

۴۔ اگر شریعت کے قانون کے مطابق مہر وقت پر ادا نہ کیا تو ادائیگی میں تاخیر کرنے والا گناہگار ہوگا؟

۵۔ کیا بیوی ہمیشہ کے لئے مہر معاف کرنے کا حق رکھتی ہے۔ جبکہ شوہر مہر دینے کے قابل ہو؟

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

برائے کرم ان مسائل کا حل مرحمت فرما کر مشکور ہوں عین نوازش ہوگی۔

عزت افزائی کا متمنی، فہیم الدین صدیقی، الیاس آباد، حیدرآباد

۷۸٦ **الجواب** ھوالموفق للصواب: ا۔ وہ رقم معین جس کا ادا کرنا، از روئے شریعت، شوہر پر واجب ہو، اصطلاح شرع میں اسے مہر کہتے ہیں، نکاح میں اگر مہر کا ذکر مطلقاً نہ ہو تو بھی کم از کم دس درھم مہر لازم آئے گا جس کی مقدار وزن کے اعتبار سے دو تولہ ساڑھے سات ماشہ ۴ رتی چاندی ہے۔ (سنی بہشتی زیور، فتاوی رضویہ)

۲۔ مہر عند الطلب اور مہر معجّل کا مفہوم ایک ہی ہے، اس میں عورت کو اختیار ہوتا ہے کہ جب تک وصول نہ کرے رخصت نہ ہو اور اگر رخصت ہوگئی ہے تو اب بھی اختیار ہے کہ جب چاہے مطالبہ کرے اور اپنے کو شوہر سے روک سکتی ہے، یہ حق اسے مہر وصول کرنے تک ہمیشہ حاصل رہے گا، مؤجل، جس کی میعاد قرار پائی ہو کہ دس برس یا بیس برس یا پانچ دن کے بعد ادا کیا جائے گا تو جب تک وہ میعاد نہ گزرے عورت کو مطالبہ کا اختیار نہیں اور میعاد گزرنے کے بعد ہر وقت مطالبہ کر سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ مہر نکاح سے لازم ہوتا ہے لہٰذا بعد میں جب چاہے یا معاہدہ کے تحت وقت مقرر پر یا مطالبۂ زوجہ پر ادا کرے۔ واللہ اعلم

۴۔ مہر، خالص عورت کا حق ہے جب وقت آئے یا معجّل کی صورت میں عورت مطالبہ کرے تو فوراً دینا چاہیے بلا وجہ تاخیر سے گناہ لازم آئے گا کہ حقوق کو روکنا پایا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۵۔ عورت نے مہر تنہائی میں معاف کیا تو عنداللہ معاف ہو گیا لیکن قضاءً عورت کے اقرار یا گواہوں کے ذریعہ ثبوت ضروری ہے۔ (فتاوی رضویہ) تاہم معاف کرنے یا ہبہ کرنے کے بعد بھی زیادتی ہو جائے تو وہ لینے کا اختیار رکھتی ہے۔ (درمختار)

واللہ تعالیٰ اعلم احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۸۵/ ۱۹۸۴ء

۷۸٦ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

http://t.me/Tehqiqat

شرعی مہر اور حق پرورش

سوال: مکرمی جناب مفتی صاحب، السلام علیکم

جناب عالی! آپ سے میں تین سوال کرنا چاہتا ہوں کہ آپ ان کا جواب اسلام کی رو سے دیں۔

ا۔ شادی کا مہر جو ساڑھے بتیس روپے چلا آ رہا ہے تو یہ مہر اس وقت کا ہے کہ جب لوگوں کی آمدنی بھی چھ سات روپے ماہانہ تھی اور چاندی کا سکہ چلتا تھا اب اس کے برعکس ہے ہمارے ہاں ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے اور مبلغ پچیس روپے کا چیک دے کر چلا آیا کیا یہ صحیح ہے؟ کیا اس کو مہر کی رقم پرانے سکے کے حساب سے دینی چاہیے؟ جو کہ اس وقت کے چاندی کے بھاؤ سے ساڑھے تین تولہ چاندی ہوتی ہے یا نہیں؟

۲۔ جس لڑکی کو طلاق دی گئی ہے اس کے چار بچے ہیں جن کی عمریں چھ سال کے اندر اندر ہیں وہ بچے ماں کے پاس رہنا چاہئیں یا باپ کے پاس اور اگر ماں کے پاس رہیں تو ان کا خرچ کون برداشت کرے گا؟

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۳۔اور عدت کے کتنے دن ہوتے ہیں اس کا خرچ بھی لڑکا دے گا یا نہیں؟ اور جو سامان لڑکی کے والدین نے دیا ہے وہ واپس کرنے کا حق ہے یا نہیں؟

جناب عالی! بعد میں معلوم ہوا کہ طلاق دینے کے نوے (۹۰) دن کے اندر اندر کوئی ایسی شرط ہے کہ میاں و بیوی میں مصالحت ہو سکتی ہے؟ السائل۔ ماسٹر لعل بخش، امریکن کوارٹر حیدر آباد سندھ

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں جب کہ مہر ساڑھے بتیس روپیہ مقرر کیا گیا تو مہر شرع محمدی لازم آیا۔ اور مہر شرع مطہر کی کی جانب کم از کم دس درھم ہیں یعنی دو تولہ سات ماشہ ۴، رتی چاندی ہے۔ جس کی قیمت گھٹتی بڑھتی رہتی ہے مہر دیتے وقت جو قیمت ہو اسی کے حساب سے مہر دیا جائے گا۔ (فتاوی رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ بچہ کی پرورش کا حق ماں کے لئے ہے خواہ وہ نکاح میں ہو یا نکاح سے باہر ہو گئی ہو ہاں اگر بچہ کی ماں نے بچہ کے نسب میں غیر محرم سے نکاح کر لیا تو اسے پرورش کا حق نہ رہا (ردالمحتار۔ عالمگیری وغیرہ) جس عورت کو حق پرورش حاصل ہے اس کے پاس لڑکے کو اس وقت تک رہنے دیں کہ اب اسے اس کی حاجت نہ رہے یعنی آپ کھاتا، پیتا اور استنجاء کر لیتا ہو اس کی مقدار سات برس کی عمر ہے اور لڑکی اس وقت تک عورت کی پرورش میں رہے گی کہ حد شہوت تک پہنچ جائے اس کی مقدار نو برس کی عمر ہے (خانیہ، بحرالرائق) نابالغ اولاد کا نفقہ باپ پر واجب ہے۔ (عالمگیری) واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔عورت شوہر کے یہاں بیمار ہوئی اور اپنے میکے چلی گئی تو اگر اتنی بیمار ہے کہ سواری ڈولی وغیرہ پر بھی نہیں آ سکتی تو نفقہ کی مستحق ہے اور اگر آ سکتی ہے مگر نہیں آتی تو ان دنوں کے نفقہ کی مستحق نہیں، پھر ایسی حالت میں طلاق ہوئی تو عدت کا نفقہ بھی نہیں پائے گی۔ (درمختار)۔ عدت کے دن اگر عورت حاملہ ہے تو وضع حمل تک ہیں یعنی عورت نے ہاں بچہ پیدا ہو لے اور اگر حاملہ نہیں تو عورت کو تین حیض کامل آ جائیں تو اس کی عدت ختم ہو جائے گی۔ لڑکی کو جو سامان اس کے والدین کے ہاں سے ملا، وہ اس کی ملکیت ہے۔ طلاق کی صورت میں اپنا تمام سامان واپس لے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۱۱/ ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

اگر مہر بعد میں بڑھا دیا تو کتنا دینا ہوگا؟

سوال: محترمی مکرمی جناب مفتی صاحب دام اقبالکم السلام علیکم

ایک شخص دوسری شادی کرتا ہے اور پہلی بیوی کا مہر مبلغ سات ہزار روپیہ سے بڑھا کر چالیس ہزار روپیہ دو معتبر گواہوں کے سامنے مقرر کرتا ہے۔ پھر ۴ سال بعد پہلی بیوی کو طلاق دے دیتا ہے۔ اب طلاق دینے کے بعد اس کو کتنی رقم حق مہر، میں دینی چاہئے؟ قرآن وسنت کی رو سے کیا حکم ہے۔ فتویٰ عنایت فرمائیں۔

فقط والسلام عبدالواحد، لجپت روڈ حیدر آباد، رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ/ ۲۳ مئی ۱۹۸۵ء

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: صورت مسئولہ میں جبکہ پہلی بیوی کی مہر کی رقم مبلغ سات ہزار روپیہ مقرر تھی اور پھر بعد میں فریقین کی باہمی رضامندی سے اسٹامپ پر کہ اس پر گواہان کے دستخط بھی موجود ہیں شوہر نے پہلی بیوی کی رقم مہر کی بڑھا کر مبلغ چالیس ہزار روپیہ کردی تو اب مہر کی رقم مبلغ چالیس ہزار روپیہ پہلی بیوی کی ہوگئی اور بعد طلاق پہلی بیوی اپنے مہر کی رقم مبلغ چالیس ہزار روپیہ وصول کرنے کی شرعاً حقدار ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وَّاٰتَیْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا (النساء:20)۔

واللہ بالصواب احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید، ۱۸ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ/ ۸ جون ۱۹۸۰ء

شرعی مہر کی مقدار

سوال: ا۔ شرعی مہر کی رقم کتنی ہے؟ اعجاز احمد ولد عبدالشکور، لطیف آباد یونٹ نمبر ۹، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: مہر کی کم سے کم رقم دس درہم چاندی ہے زیادہ کی کوئی حد شرعاً مقرر نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۳ ذی قعد ۱۴۰۴ھ

شرعی مہر میں آج کی رقم لی جائے

سوال: ۲۔ پندرہ سال پہلے شرعی محمدی مہر کی رقم جو کہ نکاح نامہ میں درج ہے وہ ہی لی جائے یا آج کل جو ہو وہ لی جائے؟

اعجاز احمد ولد عبدالشکور، لطیف آباد نمبر ۹، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: مہر شرعی کی کوئی حد تعداد مقرر نہیں صرف کمی کی طرف حد معین ہے کہ دس درہم چاندی جس کا وزن دو تولے ساڑھے سات ماشے چاندی ہے لہٰذا آج کل چاندی کی قیمت، دو تولہ ساڑھے سات ماشہ کی جو بنتی ہے وہ مہر میں دینا ہوگی اگرچہ پندرہ سال قبل دس درہم جسے شرعی مہر کہا جاتا ہے باندھا ہو۔ (فتاوی رضویہ جلد پنجم)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید، ۳ ذی قعد ۱۴۰۴ھ، یکم اگست ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۳ ذی قعد ۱۴۰۴ھ

مہر خالص عورت کا حق ہے بعد انتقال، حق وارثان، کی طرف منتقل ہو جائے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: شوہر نے اپنے بیوی کو طلاق دے دی بیوی نے اپنے مہر کا مقدمہ پاکستانی عدالت میں انصاف کے لئے دائر کردیا مقدمہ چلتا رہا۔ اس درمیان شوہر و بیوی دونوں کا انتقال ہوگیا۔ شوہر کا باپ زندہ ہے اور بیوی کے ورثاء بھی زندہ ہیں۔ عدالت عالیہ نے فیصلہ بیوی کے ورثاء کے حق میں کردیا ہے۔ مہر کی رقم ۵۰۰۰=/ مانی گئی ہے۔ عدالت عالیہ نے ۵۰۰۰=/ روپیہ کے بجائے ۵۶۰۰ کی رقم کردی ہے۔ لہٰذا شرعاً حکم بتایا جائے کہ مرحوم پر بیوی کے مہر کا قرض، دونوں میاں بیوی کے مرنے کے بعد ختم ہوگیا یا کہ ابھی باقی ہے عاقبت میں چھٹکارے کے لئے ادائیگی کرنا ضروری ہے۔ یا مرنے کے بعد ختم اور بیوی کے ورثاء وصول کرنے کے مجاز ہیں یا نہیں؟ اگر ادائیگی شوہر کے ورثاء نے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کردی تو مرحوم قرض سے ادا ہو جائے گا یا نہیں؟ فقط عبد الرؤف، گلشاہ روڈ، نئی بستی، چوڑی گلی حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: قرآن کریم نے مہر کو، خاص حق عورت کا قرار دیا ہے۔ وہ جب تک خود معاف نہ کرے۔ اپنی زندگی میں اس کی مستحق ہے۔ اور انتقال کر جائے تو یہ حق اس کے ورثاء کی طرف منتقل ہو جائے گا۔ البتہ وارثانِ زن میں عاقل بالغ معاف کر دے گا اس کا حصہ معاف ہو جائے گا اور سب عاقل بالغ ہوں اور سب معاف کر دیں تو سب معاف ہو جائے گا (فتاوی رضویہ) تو میاں بیوی کے مرجانے سے حق مہر ساقط نہیں بلکہ اور مؤکد ہو جاتا ہے۔ جس کی ادائیگی ورثاء شوہر پر لازم ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۳ھ

مہر عورت کا حق ہے اگر اسے معاف کر دیا تو معاف ہو گیا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ زید فوت ہو گیا اور زید کی بیوی نے میت اٹھانے سے قبل جو مہر زید پر واجب الادا تھا کثیر مستورات کے روبرو تین مرتبہ مہر معاف کر دیا ایسی صورت میں بیوی یا اس کے رشتہ دار مہر لینے کا حق رکھتے ہیں یا نہیں؟

۲۔ دیگر بیوی اپنے شوہر زید کے گھر میں عدت پوری کرے یا اپنے والدین کے گھر جا کے عدت پوری کر سکتی ہے؟

۳۔ زید کی بیوی اپنے والدین کے یہاں سے زیورات پارچہ جات و دیگر سامان جہیز کی صورت میں لائی زید نے نکاح کے وقت اپنی بیوی کو جو طلائی زیورات اور پارچہ جات دیئے تھے آیا وہ بیوی کو لینے کا حق ہے؟ یا مرحوم کے لواحقین مذکورہ سامان کے مستحق ہیں یا مشترک ملکیت۔ اگر تقسیم کی جائے تو کس صورت میں ہو گا؟

۴۔ زید فوت ہو گیا زید کی بیوہ کو تقریباً تین ماہ کا حمل ہے اور بیوہ مرحوم کے گھر کے بجائے اپنے والدین کے ہاں عدت گزار لے تو اس صورت میں اس کے اخراجات بیوہ کے والدین برداشت کریں گے یا مرحوم کے والدین۔

السائل محمد احمد، احمد سوئٹ مارٹ، اسٹیشن روڈ، میر پور خاص

۷۸۶ الجواب: ۱۔ مہر عورت کا حق ہے اگر اس نے بخوشی، اپنا حق معاف کر دیا معاف ہو گیا اس کے باوجود وہ اس کا مطالبہ کرتی ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اس نے بخوشی معاف نہیں کیا تھا لہٰذا اب دوبارہ مطالبہ کا حق اس کا محفوظ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ شوہر کی موت کے وقت جس مکان میں عورت کی سکونت تھی اسی مکان میں عدت پوری کرے، ہاں کوئی ضرورت ایسی آپڑے کہ گھر سے نکلنا ناگزیر ہو تو وہ ضرورت بیان کر کے حکم شرعی حاصل کرنا لازم ہے۔ بلا وجہ شرعی اس گھر سے نکلی تو گناہ گار ہو گی۔ (عالمگیری) واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ جہیز جو عورت کے والدین سے ملا وہ تو تمام و کمال عورت کا ہے وہ واپس لے جا سکتی ہے اور شوہر نے نکاح کے وقت جو زیورات وغیرہ عورت کو دیئے اس کے قبضہ میں رہے یہاں تک کے شوہر کا انتقال ہو گیا تو وہ بھی عورت کے ہیں، شوہر کے ورثاء کو اختیار نہیں ہاں اگر صراحۃً کہہ دیا تھا کہ یہ صرف پہننے کے لئے دیا ہے زیور شوہر کی ملکیت رہے گا تو اہلیہ اس کی مالک۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہیں۔اس میں وراثت جاری ہوگی عورت بھی اپنا حصہ پا سکتی ہے۔(درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔عدتِ موت کا نفقہ نہیں جس کا مطالبہ کیا جا سکے عورت جہاں رہتی ہے وہاں سے کرے۔(عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ شعبان ۱۴۰۰ھ

اگر رخصتی سے قبل طلاق ہوگئی تو نصف مہر دینا ہوگا

سوال: محترمی جناب حضرت مفتی محمد خلیل خان صاحب قادری برکاتی، دار العلوم احسن البرکات حیدر آباد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علماء مندرجہ ذیل مسئلے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ: مسمی بابو دین ولد عبد الغنی کی دختر رخسانہ کا نکاح مورخہ ۱۹۷۲ء۔۱۱۔۶ کو مسمی اسماعیل ولد عبد اللہ کے ہمراہ ہوا تھا جس میں مہر غیر معجل مبلغ دس ہزار روپیہ سکہ رائج الوقت مقرر ہوا تھا بعض وجوہات کی وجہ سے رخصتی نہ ہو سکی اب مسمی اسماعیل ولد عبد اللہ، رخسانہ بنت بابو دین کو نا معلوم بنا کی وجہ سے طلاق دینے پر آمادہ ہو گیا ایسی صورت میں کہ لڑکی ایک دفعہ بھی ان کے گھر نہیں گئی طلاق واقع ہوئی ہے تو مہر مسمی اسماعیل ولد عبد اللہ کو کتنا ادا کرنا پڑے گا عدت واقع ہوگی یا نہیں؟ اگر ہوگی تو مسمی اسماعیل ولد عبد اللہ کو نان نفقہ ادا کرنے پڑے گا یا نہیں۔ برائے کرم اس مسئلے کا جواب قرآن وسنت کی روشنی میں عنایت فرمائیں۔ العارض بابو دین، مکان نمبر ۱۴۵۷ عقب فقیر نالہ میر کا پلاٹ، میر پور خاص

۷۸۶ **الجواب:** اگر واقعی رخصتی عمل میں نہ آئی یعنی وطی یا خلوت صحیحہ نہیں پائی گئی اور شوہر نے طلاق دے دی تو جتنا مہر مقرر تھا اس کا نصف شوہر پر واجب ہوگا۔قرآن کریم کا ارشاد ہے فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ (بقرہ:237)

۲۔طلاق کی عدت غیر مدخولہ پر نہیں یعنی اب تک شوہر سے خلوت نہ ہوئی تھی تو اصلاً عدت نہیں۔قال اللہ تعالیٰ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ (احزاب:49)

۳۔خلوت صحیحہ کے بغیر طلاق دی جائے تو جس طرح عورت پر عدت نہیں شوہر پر عدت کا نفقہ نہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ

بیویوں کا انتقال ہو گیا تو حق مہر وارثان کی طرف منتقل ہو گیا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک شخص نے دو شادیاں کیں دونوں بیویوں کا انتقال ہو چکا ہے اور اس نے دونوں کا مہر ادا نہیں کیا اب وہ مہر کا کیا کرے؟ سائل حبیب خان، ضلع نواب شاہ

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: شخص مذکورہ پر مہر کی رقم ادا کرنا لازم ہے اور یہ رقم مرحوم بیویوں کے ورثاء کے لئے ہوگی جن میں یہ خود بھی شامل ہے۔(عامۂ کتب)۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۸ شعبان ۱۴۰۵ھ۔ ۱۹ مئی ۱۹۸۵ء

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ الجواب صحیح ۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۲۸ شعبان ۱۴۰۵ھ

رخصتی سے قبل طلاق ہوگئی تو نصف مہر دینا ہوگا

سوال: جناب مفتی محمد خلیل خان صاحب برکاتی، السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ

۱۔ زید کا ہندہ کے ساتھ نکاح مبلغ ۱۲۵=/ روپے (حق مہر) پر ہوا خلوت صحیحہ کی نوبت نہیں آئی تھی کہ زید نے طلاق دے دی۔ اب زید کے ذمے مہر کی ادائیگی کتنی ہے؟

۲۔ ایک دیوبندی مولوی نے آکر فریقین کو یہ کہا کہ اب زید کو ایک ہزار روپے ادا کرنے ہوں گے کیوں کہ جب نکاح ہوا تھا اس وقت سکہ کی قیمت زیادہ تھی اب کم ہے۔ دوسرے فریق نے ایک ہزار کی رقم ادا کردی۔ اب مخالف فریق نے عدالت میں تین ہزار روپے مہر کا دعویٰ کردیا۔ آپ سے گزارش ہے کہ مذکورہ صورت میں شرعی حق مہر کی ادائیگی کے بارے میں فتویٰ عنایت فرمائیں کہ کتنی ادائیگی ہوگی؟ اس دیوبندی مولوی کا کہاں تک کہنا درست ہے؟ آیا امامت میں اس کی اقتداء جائز ہے؟ اور ہندہ کے بھائیوں نے جو ناجائز طور پر ایک ہزار روپیہ وصول کرکے مزید ظلم کیا ہے شرعاً ان کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہیے؟ قاری محمد تبسم، مرید کے تحصیل فروز والا، شیخوپورہ

۷۸۶ الجواب: عقد نکاح کے وقت مبلغ ۱۲۵ روپیہ کی قیمت دس درہم چاندی سے یقیناً کم نہ تھی بلکہ اب بھی کم نہیں کہ دس درہم وزن تقریباً تین تولہ ہوتا ہے اور سکہ رائج الوقت کے اعتبار سے اب بھی اس کی قیمت ۶۰ روپے ہوئی اور فرض کرلو وقت عقد لتو یہ رقم دس درہم چاندی کی قیمت سے زائد یا برابر تھی اور اب کم ہوگئی تب بھی عورت وہی پائے گی اسے رد کرنے اور اس سے زائد کا مطالبہ کرنے کا اسے کوئی حق نہیں۔ اور جبکہ یہ طلاق خلوت صحیحہ سے قبل واقع ہوئی اس سے مہر مقرر کا صرف نصف حصہ یعنی ۶۲/۵ عورت کا حق ہے۔ اس سے زائد وصول کرنا شوہر پر ظلم ہے۔ دیوبندی مولوی نے ۱۲۵ روپے کو ۱۲۵ تولہ بنادیا اور وہ حکم جڑ دیا جبکہ مبلغ کا لفظ سکہ رائج الوقت بتاتا ہے نہ کہ وزن۔ نکاح نامہ کام میں لائیں یا پھر گواہوں کی طرف رجوع ہوں اور حکام سے فیصلہ لیں کہ ظالموں کا مداوا فتاویٰ سے نہیں ہوتا۔ (درمختار، ردالمحتار) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ رجب المرجب ۱۳۹۹ھ

عورت مہر کا مطالبہ کرسکتی ہے یا نہیں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: اگر کوئی زوجہ اپنے زوج سے مہر کا مطالبہ کرے تو کرسکتی ہے یا نہیں۔ جبکہ مہر عند الطلب ہے۔ نیز زوج اگر حیلہ بہانے کرے اور تشدد کرے اور مہر نہ دینا چاہتا ہو تو قانوناً وشرعاً اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ رفیق محمد صدیقی، تاریخ ۱۳ اگست ۱۹۸۱ء

۷۸۶ الجواب: مہر جبکہ عند الطلب ہے کہ عورت جب طلب کرے، شوہر پر لازم ہے کہ اسے ادا کرے۔ اور جبکہ وہ ہے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بھی معجل، تو بیشک اس کے لئے عورت کو اختیار ہے کہ جب تک وصول نہ کرے رخصت نہ ہو اور اگر رخصت ہوگئی تو اب بھی اسے اختیار ہے کہ جب چاہے مطالبہ کرے اور اس کے وصول تک اپنے آپ کو شوہر سے روک لے۔ اگرچہ رخصت کو بیس برس گزر جائیں اور شوہر کو حلال نہیں کہ عورت کو مجبور کرے اگرچہ اس سے بیشتر، عورت کی رضامندی سے وطی وخلوت ہو چکی یعنی یہ حق عورت کو ہمیشہ حاصل ہے جبتک وصول نہ کرے اور شوہر کو حیلہ بہانا کرنا جائز نہیں۔ مہر بہر حال اسے دینا ہے۔ زندگی میں نہ دیا تو بعد موت، اس کے مال سے عورت وصول کرے گی۔ اور عورت کا انتقال پہلے ہو جائے تو اس کے ورثہ اس سے وصول کریں گے۔ مہر بہر حال عورت کا حق ہے اسے کوئی ختم نہیں کرسکتا۔ (درمختار، ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ

جب حق زوجیت عمل میں آ گیا تو مہر مؤکد ہو گیا

سوال: جناب مفتی خلیل صاحب السلام علیکم

جس رات میں اپنی بیوی کو بیاہ کر لایا تو اس کو بہت تیز بخار چڑھا ہوا تھا۔ تیسرے روز سے اس کو ڈاکٹر کو دکھلایا۔ دو سال تک اس کا مسلسل علاج کرایا اور اچھے سے اچھے ڈاکٹر کو دکھایا لیکن اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہوئی لڑکی اور لڑکی کی ماں کو معلوم تھا کہ لڑکی میں اندرونی خرابیاں تھیں۔ شادی سے پہلے ان لوگوں نے لڑکی میں اندرونی خرابیوں کے مطابق کچھ نہیں بتایا شادی ہونے کے بعد میں لڑکی کی وجہ سے اتنا پریشان رہا کہ اپنا کام دھندا بھی ختم کر چکا اور لڑکی اتنے عرصہ میں حق زوجیت ادا نہیں کرسکی اور میں حق زوجیت سے کماحقہ محروم رہا۔

اب میں اس کو رکھنا نہیں چاہتا اب مجھے شرعاً طلاق کا فتویٰ دیجئے؟

جناب والا چودہ ہزار روپے میں نے اپنی شادی میں خرچ کئے اور سات ہزار روپے میں نے اپنی بیوی کے علاج پر اٹھائے اب یہ کہاں تک مجھ سے اپنے مہر اور جہیز کی شرعاً حقدار ہے؟ آپ مہربانی کر کے فتویٰ دیں۔

مظہر حسین ولد نذر حسین۔ ممتاز بیگم زوجہ مظہر حسین، پختہ قلعہ مکان ۷۷، پلاٹ ۳

۷۸۶ **الجواب:** نکاح شرعی کے بعد جب کہ میاں بیوی کے مابین حق زوجیت عمل میں آ چکا ہے اور شوہر اس سے ہم بستر ہو چکا تو مہر موکد ہو گیا کہ پورا مہر جب تک عورت معاف نہ کرے، کل خواہ اس کا کوئی حصہ، معاف نہ ہوگا۔ بلکہ شوہر پر قرض ہے۔ طلاق خواہ موت کے بعد ادائیگی لازم ہوگی (عامۂ کتب) اور جہیز تو تمام وکمال عورت ہی کا ہے، عورت ہی اس کی حقدار ہے۔ طلاق کی صورت میں پورا جہیز واپس لیگی اور موت کی صورت میں اس کے ورثہ پر تقسیم ہوگا (درمختار وغیرہ) اب کہ ان دونوں میں نباہ نظر نہیں آتا، شوہر کو اختیار ہے کہ اسے طلاق دے دے اور مہر ادا کرنے کی سکت رکھتا ہے تو پورا پورا ادا کر دے یا اس سے معاف کرائے۔ جہیز میں اس کا کوئی حق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عورت بغیر گواہوں کے اپنا مہر معاف کرے تو معاف ہوگا یا نہیں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں کہ

۱۔ اگر عورت نے اپنے شوہر کو بغیر شاہدین کے مہر معاف کر دیا تو آیا اس صورت میں مہر معاف ہوا یا نہیں۔ اور بعد میں شاہدین کے سامنے مہر دینا ضروری ہے یا نہیں؟

۲۔ اگر عورت اپنے شوہر کو مہر معاف کر دے بغیر شاہدین کے آیا اس صورت میں شوہر بیوی کے پاس جا سکتا ہے یا نہیں؟

۳۔ اگر شوہر نے اپنی بیوی کو حق مہر نہ دیا ہو اور بیوی نے معاف نہ کیا ہو تو آیا اس صورت میں شوہر اپنی بیوی سے جماع کر سکتا ہے یا نہیں؟ جواب دے کر مشکور ہوں فقط والسلام عبد الرشید طارق، ۱۱۵/ ۱۰/ ۱۹۸۰ء

۷۸۶ الجواب: جاہلوں میں مشہور ہے کہ، مہر ادا کئے بغیر، یا بلا معاف کرائے، عورت کو ہاتھ لگانا حرام ہے، یہ محض لغو و غلط اور بے اصل بات ہے۔ ہاں مہر خالص عورت کا حق ہے۔ اور مہر معجّل ہو تو اسے وصول کرنے کے لئے عورت اپنے کو شوہر سے روک سکتی ہے اور شوہر کو حلال نہیں کہ عورت کو مجبور کرے۔ اگرچہ اس سے بیشتر عورت کی رضامندی سے وطی ہو چکی ہو۔ یعنی یہ حق عورت کو ہمیشہ حاصل ہے جب تک وصول نہ کرلے۔ (عالمگیری، درمختار وغیرہ) پھر جب کہ مہر، عورت کا حق ہے تو وہ اپنا حق معاف کر سکتی ہے اگرچہ گواہ موجود نہ ہوں۔ یا کسی کو گواہ نہ کیا ہو۔ البتہ اختلاف کی صورت میں بغیر گواہوں کے، شوہر کا یہ دعویٰ قبول نہ ہوگا کہ عورت مہر معاف کر چکی ہے جبکہ عورت منکر ہو۔ یونہی مرد یہ دعویٰ کرے کہ میں مہر ادا کر چکا ہوں تو گواہوں کے بغیر یہ دعویٰ مسموع نہ ہوگا جبکہ عورت کو انکار ہو۔ لہذا گواہوں کے سامنے دینا ضروری نہیں، اختلاف کی صورت میں گواہوں کی ضرورت ہوگی۔ ورنہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ

مہر کی کم سے کم مقدار

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص کا نکاح مبلغ بتیس روپیہ پچیس پیسے معجّل پر ہوا ہے جو کہ ادا کر دیا گیا بعد اس کے دوسرے دن لڑکی کے والد صاحب نے بجائے مہر مذکورہ کے مبلغ دس ہزار مہر کا مطالبہ کر دیا۔ ازراہ کرم ارشاد مبارکہ شرع شریف سے مطلع فرمائیں آیا موصوف کا مطالبہ جائز ہے یا نہیں؟ بعد شادی و نکاح کے مہر میں تبدیلی کم و بیش از روئے شرع جائز ہے یا نہیں۔ جواب سے آگاہ فرمائیں۔

حسن عالم خان، کوارٹر نمبر 81، سندھ یونیورسٹی، ۱۴ جمادی الاولی ۱۳۹۹ھ / ۱۲ اپریل ۱۹۷۹ء

۷۸۶ الجواب: مہر کم سے کم دس درم ہے اس سے کم نہیں ہو سکتا۔ جس کی مقدار تقریباً پونے تین تولہ چاندی ہے یا اس کی قیمت کا سکہ رائج الوقت۔ اس سے کم مہر باندھا گیا تو دس درم واجب ہوا۔ عورت صرف اسی کا مطالبہ کر سکتی ہے۔ زیادہ کا نہیں۔ ہاں شوہر، مقررہ مہر پر کچھ مقدار بڑھا دے تو یہ مقدار بھی، شوہر پر واجب ہوگئی۔ (درمختار، ردالمحتار) لڑکی کے والد کو

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مقررہ مہر پر اپنی مرضی سے بڑھانے کی اجازت نہیں تاہم اگر وہ بڑھا دے گا تو شوہر پر اس کی ادائیگی لازم نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ جمادی الاولی ۱۳۹۹ھ

اگر بعد میں مہر بڑھا دیا تو تجدید نکاح کی ضرورت نہیں

سوال: محب الفقراء معین الشرفاء عزت مآب عالی جناب مفتی صاحب، السلام علیکم

بعد سلام مسنون گزارش ہے کہ برائے کرم فتویٰ تحریر فرمائیے کہ: جب دولہا یہ اقرار کر لیتا ہے کہ میں نے فلاں بنت فلاں اتنے مہر کے بدلے قبول کی ہے۔ دولہا کہتا ہے کہ میں نے قبول کی کیا یہ اقرار کرنے کے بعد اس مہر میں جو مقرر ہو کر قاضی صاحب نے کہلایا اب کسی قسم کا مزید اقرار یا ردوبدل ہو سکتا ہے۔ شرع محمدی کے مطابق فتویٰ تحریر فرما دیجئے۔

فقط احقر جان عالم خان، کوارٹر D/81 سندھ یونیورسٹی جامشورو، ۱۸/۷/۱۹۷۹ء

۷۸۲ الجواب: شوہر کو ہر وقت زوجہ کے مہر میں زیادت کا اختیار ہے اور اب مہر یہی قرار پائے گا جو بعد اس زیادت کے مقرر ہوا۔ اس کے لئے تجدید نکاح کی حاجت نہیں۔ بلا تجدید بھی زیادت کر سکتا ہے۔ نہ اس میں گواہوں کی ضرورت ہے۔ تنہائی میں باہم اضافہ کر لینا صحیح ہو جائے گا۔ ہاں اگر شوہر انکار کر دے تو ثبوت کے لئے گواہ درکار ہوں گے۔ نہ زیادت، جنس مہر سے ہونی لازم۔ خلاف جنس بھی صحیح ہے مثلاً روپے مہر تھے اب کوئی جائیداد اضافہ کر دی۔ وہ روپے اور یہ جائیداد سب کا مجموعہ مہر ہو جائے گا۔ نہ اس زیادت کے لئے اگلے مہر کا باقی ہونا شرط ہے۔ اگر ادا کر دیا یا معاف ہو چکا ہے تو اس کے بعد بھی زیادت روا ہے۔ البتہ یہ بات ضروری ہے کہ اس زیادتی کی مقدار مقدم و معین ہو دوسرے یہ کہ اسی مجلس میں عورت نے یا وہ نابالغہ ہے تو اس کے ولی نے اسے قبول کر لیا ہو۔ (درمختار، ردالمحتار، فتاویٰ رضویہ) یو ہیں عورت کل مہر یا جہیز معاف کر دے تو معاف ہو جائے گا بشرطیکہ شوہر نے انکار نہ کر دیا ہو۔ (درمختار) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ شعبان اعظم ۱۳۹۹ھ/ ۱۹ جولائی ۱۹۷۹ء

قرآن کریم ہاتھ سے نیچے آ رہے/ نذر کس طرح پوری کرے/ مہر کس وقت ادا کرے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسائل میں شریعت کا کیا فیصلہ ہے۔

۱۔ اگر قرآن مجید ہاتھ سے گر جائے تو اس کا کیا کوئی صدقہ ہے؟ یا غلطی سے قرآن مجید جل جائے تو اس کا کیا صدقہ ہے؟

۲۔ اگر کوئی نذر مانے یا اللہ یہ کام ہو جائے تو میں اتنی رکعت پڑھوں گا یا روزے رکھوں گا یا جانور ذبح کروں گا اور پہلے یہ کام کر دے تو ادا ہو جائیں گے یا نہیں؟ یا بعد میں کرے یہ دونوں طرح جائز ہے یا نہیں؟

۳۔ مہر کب ادا کرے جماع کرنے سے پہلے یا بعد میں؟ اور کس مدت میں ادا کر دے ورنہ کیا شریعت میں سزا ہے؟ اور کیا اولاد حرام ہو گی یا حلال ہو گی؟ فقط السائل عبد القدیر، ٹنڈو الہیار سندھ، مورخہ ۱۴ دسمبر ۱۹۷۴ء

۷۸۶ الجواب: ۱۔ ایسی حالت میں توبہ و استغفار کرے اور طمانیت قلبی کے لئے جو کچھ بھی خیر خیرات، صدقات کر سکتا ہے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس میں دریغ نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ جب وہ کام پورا ہو جائے تب اس پر نذر کا پورا کرنا لازم ہے۔ اس سے پہلے روزہ رکھے گا یا نماز پڑھے گا جس کی اس نے اس کام کے پورا ہو جانے پر منت مانی تھی یا جانور ذبح کر دے گا تو یہ علیحدہ نوافل میں شمار ہوں گے۔ کام پورا ہونے کے بعد اسے دوبارہ کرنا لازم ہوگا۔ (ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ مہر معجّل ہے تو عورت جب چاہے اس کا مطالبہ کر سکتی ہے اسے ادا کرنا ضروری ہے اور مؤجل ہے تو تاوقتیکہ طلاق یا موت واقع نہ ہو عورت فوری طور پر اسے وصول کرنے کا حق نہیں رکھتی۔ ہاں اگر خاندان میں مہر کے لین دین کے مطابق کوئی رواج چلا آ رہا ہے تو اس صورت میں اس رواج کے مطابق عمل کیا جائے۔ یوہیں اگر مہر نہ معجّل ہے نہ مؤجل بلکہ مطلق ہے تو اس کے خاندان میں جتنا بیشتر ادا کرنے کا رواج ہے اس کا حکم مہر معجّل کا ہے یعنی اس کے وصول کرنے کے لئے عورت اپنے آپ کو شوہر سے روک سکتی ہے۔ شوہر عورت کو مجبور نہیں کر سکتا اور بہر صورت جماع حلال ہے جبکہ عورت کی مرضی سے ہو۔ اور اولاد بہر حال ثابت النسب ہوگی کہ نکاح صحیح سے متولد ہوئی۔ (ردالمحتار، عالمگیری وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ ذی قعدہ ۱۳۹۴ھ

مہر اور نان نفقہ کے مسائل

http://t.me/Tehqiqat

سوال: جناب مفتی محمد خلیل خان صاحب برکاتی مدظلہ العالی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل کے بارے میں کہ: ا۔ خاوند جس وقت اپنی بیوی کی طلاق دے تو مہر کی ادائیگی ضروری ہے یا نہیں؟ ۲۔ عورت کا خرچہ کس کے ذمہ ہے؟ ۳۔ اگر بچی ہے تو اس کی پرورش کا کس کو حق ہے کتنے عرصہ تک اور بچی کا خرچہ کس کے ذمے ہے؟ ۴۔ اور جہیز کا سامان خاوند یا بیوی میں کس کی ملکیت ہوگا۔ جواب دے کر مشکور فرمائیں۔

السائل عبد الغفار، سرفراز کالونی

۷۸۶ **الجواب:** وطی یا خلوت صحیحہ یا دونوں میں سے کسی کی موت ہو تو ان سب صورتوں میں مہر مؤکد ہو جاتا ہے کہ وقت نکاح جو مقرر کیا تھا اب اس میں کمی نہیں ہو سکتی۔ ہاں مہر چونکہ خالص عورت کا حق ہے اس لئے اگر عورت اپنے حق مہر کا کل یا باقی حصہ معاف کر دے تو معاف ہو جائے گا لیکن اب بھی اسے پورا حق، وصول کرنے کا اختیار ہے۔ (درمختار۔ ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ جس عورت کو طلاق دی گئی ہے بہر حال عدت کے اندر نفقہ پائے گی طلاق رجعی ہو یا بائن یا تین طلاقیں۔ حمل ہو یا نہیں۔ (خانیہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ بچے کی پرورش کا حق ماں کے لئے ہے خواہ وہ نکاح میں ہو یا نکاح سے باہر ہو گئی ہو۔ اور طلاق کی عدت گزر جائے تو بچہ کی پرورش کا حق بھی لے سکتی ہے اور دودھ پلانے کی اجرت بھی اور بچہ کا نفقہ یعنی کھانا کپڑہ وغیرہ بھی۔ اور یہ سب اخراجات، اگر

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بچہ کا مال ہو تو اس سے دے جائیں ورنہ اس کا باپ یا جس پر بچہ کا نفقہ ہے اس کے ذمہ یہ سب بھی ہیں۔ (درمختار) واللہ اعلم
اور لڑکی اس وقت تک عورت کی پرورش میں رہے گی کہ حد شہوت کو پہنچ جائے اور اس کی مقدار نو برس کی عمر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
۴۔ جہیز یا مال زیور، جو عورت اپنے باپ کے ہاں سے لائی تھی وہ سب عورت کا حق ہے اس میں کسی کا حق نہیں۔ زیور کپڑا برتن سب عورت ہی کی ملکیت ہے اس کی مالک خالص عورت ہی ہے۔ طلاق ہوئی تو کل لے لے گی اور مرگئی تو اس کے ورثہ پر تقسیم ہوگا۔ ہاں شوہر کا جوڑا یا گھڑی وغیرہ کہ لڑکی والوں کی طرف سے شوہر ہی کو دے دیا جاتا ہے وہ شوہر کا ہی ہو چکا۔ اس کی کیا واپسی۔ (ردالمحتار، فتاوی رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ

مہر شرعی کتنا ہوتا ہے؟

سوال: کیا فرماتے علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ۱۔ مہر کی مقدار شریعت محمدیہ میں کیا ہے؟
۲۔ اور شرعی باندھا گیا تو شوہر پر کتنا مہر لازم آئے گا؟ بینوا، توجروا

عزیز بھائی حاجی عثمان۔ سلیمان برادرس، سرے گھاٹ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: ۱۔ مہر شرعی کی کوئی مقدار مقرر نہیں۔ صرف کمی کی طرف حد متعین ہے کہ دس درم ہو۔ یعنی کم سے کم مہر، دس درم ہے اس سے کم نہیں ہو سکتا جس کی مقدار آجکل کے حساب سے دو تولہ ساڑھے سات ماشہ چاندی ہے۔ مہر خود اس قدر چاندی ہو، یا چاندی کے سوا، اور کوئی شے اتنی ہی چاندی کی قیمت کی۔ تو چاندی کے علاوہ اور کوئی شے مہر میں قرار پائی مثلاً روپیہ پیسہ، جیسا کہ آج کل رواج ہے تو یہ ضروری ولازم ہے کہ اس کی قیمت عقد کے وقت دس درم چاندی یعنی ۲ تولہ ساڑھے سات ماشہ چاندی سے کم نہ ہو۔ چاندی کے علاوہ اور دوسری چیزیں اسی دس درم کی قیمت کی معتبر ہوں گی۔ اور بالفرض اگر دس درم سے کم مہر باندھا گیا تو واجب وہی دس درم چاندی یا اس کی قیمت ہوگی۔ البتہ زیادہ کی طرف، مہر کی کوئی حد نہیں اگرچہ شوہر کی حیثیت سے کہیں زائد ہو مگر یہ مناسب نہیں۔ (عالمگیری ردالمحتار، فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم
۲۔ مہر شرعی جو لوگ یہ سمجھ کے باندھتے ہیں کہ سب سے کم درجہ کا مہر شریعت میں مقرر ہے تو اس صورت میں مہر وہی دو تولے سات ماشے چار رتی چاندی دینی آئے گی یا اس مقدار کی قیمت۔ اور جو یہ سمجھ کر باندھتے ہوں کہ جو مہر حضرت خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تھا تو ڈیڑھ سو تولے چاندی آئے گی کہ آپ کا مہر اقدس چار سو مثقال چاندی تھا کہ سابقہ چاندی کے روپے سے ایک سو ساٹھ روپیہ بھر ہے اور جس کی سمجھ میں کچھ معنی نہیں خالی ایک لفظ بول دیتے ہیں تو وہاں مہر مثل لازم آتا ہے۔ (فتاوی رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ محرم الحرام ۱۴۰۰ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مہر کی زیادتی کے دعویٰ میں گواہ ہونے چاہئیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: بکر کی وفات کے ڈیڑھ سال بعد ہندہ (بکر کی بیوی) کے بھائی نے اچانک اعلان کر دیا کہ مرحوم نے وفات سے آٹھ نو ماہ قبل مہر کے عوض ایک مکان بیوی کے نام کر دیا تھا (نوٹ) مہر کی رقم ساڑھے بتیس روپے تھی اور ہندہ کے بھائی نے اس سلسلہ میں ایک فرضی تحریر کا بھی حوالہ دیا حالانکہ پوزیشن یہ ہے کہ مرحوم کی قوتِ گویائی ۱۶-۱۵ سال سے ضائع تھی اور ایک فالج کی وجہ سے قوتِ سماعت بھی مرنے سے دو سال قبل سے غیر مؤثر ہو چکی تھی نیم مدہوش کیفیت تھی مدعی نے جس تحریر کا حوالہ دیا ہے اس میں گواہان بھی اس کے اپنے ہیں نیز اس سلسلہ میں اس حقیقت کو حلفیہ بیان کیا جاتا ہے کہ مرحوم نے جب ہندہ سے شادی کی تھی اس وقت مرحوم نے اپنی پہلی بیوی (خالدہ) کو یقین دلایا تھا کہ ہندہ کا مہر بھی ساڑھے بتیس روپے ہی ہے اب فقہ حنفیہ کی روشنی میں وضاحت فرمائیں کہ کیا ہندہ مہر کے عوض مکان کی مالک ہو جائے گی یا نہیں؟ بینوا، توجروا السائل محمد اشتیاق خان

۷۸۶ الجواب: مہر مقررہ پر اضافہ شوہر کی جانب سے ہو یا نابالغ شوہر کے ولی نے اس میں کچھ مقدار بڑھا دی تو یہ مقدار بیشک مہر میں داخل ہو گئی اور شوہر پر واجب۔ بشرطیکہ اسی مجلس میں عورت نے، یا نابالغہ ہو تو اس کے ولی نے قبول کر لی ہو اور زیادتی کی مقدار بھی معلوم ہو اور متعین بھی ہو (درمختار، ردالمحتار وغیرہ) اب کہ اس شوہر کے انتقال کے بعد، بیوہ کا بھائی اس بات کا مدعی ہے کہ مرحوم نے ایک مکان مہر کے عوض، بیوی کے نام کر دیا تھا تو اگر شوہر کے ایک سے زیادہ مکان تھے تو بتانا ہوگا کہ کونسا مکان، مہر میں دیا تھا۔ پھر محض دعویٰ کافی نہیں بلکہ اس کے ثبوت میں، عاقل بالغ، دیندار، متقی، پرہیزگار، دو مرد یا ایک مرد، دو عورتوں کی شرعی گواہی درکار ہوگی۔ اور یہ بھی شرط ہے کہ وہ گواہ، مقدمہ کا فریق نہ ہو اور گواہی دینے میں گواہ کا نفع یا نقصان کا دفع، مقصود نہ ہو (عالمگیری وغیرہ) اگر عورت ایسے گواہ رکھتی ہے یا تحریر پر ایسے گواہوں کی گواہی ثابت ہے تو دعویٰ مقبول ورنہ مردود۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ ربیع الآخر ۱۴۰۰ ھ

مہر ادا کر دیا تو واپس لینے کا حق نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مولوی محمد صالح کی شادی مسمات آمنت دختر محمد مراد کے ساتھ ہوئی تھی۔ اور مولوی محمد صالح صاحب نے بالعوض زر مہر چار ایکڑ آراضی زمین بلاک ۱۶۔ ۹۔ ۸۔ ۱/۸ تعلقہ جیمس آباد دیھ ۳۳۴ ذریعہ معزز اہل برادر کو دے دی تھی۔ مسمات آمنت نے شوہر سے خود اپنی زر مہر کی آراضی زمین ذریعہ دستاویز قبولیت نامہ پر ۱۹۳۵ء میں لکھوا کر اپنے والد محمد مراد ولد کہبڑ خان کو منتقل کر دی۔ اور اہل برادران معزز کے دستخط قبولیت پر موجود ہیں۔ اس چار ایکڑ آراضی زمین کے علاوہ اور آراضی زمین خود مراد کی موجود تھی۔ جب مراد کا انتقال ہوا۔ محمد مراد کی تمام زمین آراضی اس کے ورثاء میں تقسیم ہو گئی۔ اور اس میں سے جو زمین حصے میں آئی وہ اور چار ایکڑ زمین مسمات آمنت والی مسمات خدیجہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دختر محمد مراد کو ملی۔ کیوں کہ اس وقت وہ برابر اس زمین پر قابض رہی۔ ۱۹۷۱ء میں مسمات خدیجہ نے اس چار ایکڑ زمین اور حصے والی زمین کو مسمی محمد اسحاق کو فروخت کر دی جس پر محمد اسحاق قابض ہے۔

اب مولوی محمد صالح صاحب اس چار ایکڑ آراضی زمین کے مسمات آمنت کو مہر کے عوض دی تھی۔ واپس طلب کرتا ہے۔ کیا مولوی محمد صالح صاحب اس زمین کو لینے کا حقدار ہے یا نہیں؟ اس معاملہ میں قانون شرع کیا کہتا ہے؟

السائل محمد اسحاق ولد احمد خان، جیمس آباد ۱۳۹۸ھ

۷۸۶ الجواب: مہر خالصتاً عورت کا حق ہے جس میں کسی اور کا کوئی حق نہیں یہاں تک کہ باپ اپنی نابالغہ کا مہر معاف نہیں کر سکتا۔ تو جب شوہر نے حق مہر میں چار ایکڑ زمین دے دی اور عورت یعنی مسمات آمنت نے اس پر قبضہ بھی کر لیا تو اب محمد صالح کو اس زمین کے واپس لینے کا کوئی حق نہیں۔ قرآن کریم کا ارشاد گرامی ہے وَّاٰتَیْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَیْــٴًـا (النساء:20) پھر رشتہ زوجیت یوں بھی مانع رجوع ہے تو اگر حق مہر میں وہ زمین نہ بھی دی ہوتی بلکہ اس کے علاوہ بطور بخشش ہبہ کر دی ہوتی تب بھی اسے واپس لینے کا حق نہ تھا تو اس صورت میں کیسے ہوگا کہ وہ حق مہر میں دی گئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ ربیع الاول ۱۳۹۸ھ

مہر معجل کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنی بیوی کو بعوض دس ہزار روپیہ مہر جس کا نصف موجل اور نصف معجل ہے قبول کیا۔ اب زید مہر معجل ادا کئے بغیر اپنی منکوحہ سے ازدواجی تعلقات رکھ سکتا ہے یا نہیں؟ جبکہ اس کی منکوحہ معجل مہر نہ تو معاف کرتی ہے اور نہ ہی طلب کرتی ہے۔ بروئے شرع مطہرہ تفصیل سے جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ فقط خادم عبدالماجد

۷۸۶ الجواب: مہر معجل وہ مہر ہے جس کا رخصتی سے پہلے دینا قرار پا چکا ہو۔ اس کے لئے عورت کو اختیار ہے کہ جب تک وصول نہ کر لے رخصت نہ ہو اور شوہر کو بھی ہاتھ نہ لگانے دے۔ اور اگر رخصت ہوگئی اور شوہر نے اس کے ساتھ وطی بھی کر لی تو اسے اب اختیار ہے کہ جو چاہے مطالبہ کرے اور اس کے وصول تک اپنے نفس کو شوہر سے روک لے۔ اگرچہ رخصت کو بیس برس گزر گئے۔ یہ مطلب نہیں کہ عورت اپنا نفس شوہر کو سونپ دے۔ تب بھی شوہر کو ہاتھ لگانے کی اجازت نہیں۔ بلکہ عورت مختار ہے کہ اس کے لئے اپنے آپ کو روک لے۔ درمختار میں ہے لها منعة من الوطی و دوا عیه ولو بعد وطئی و خلوة۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ رجب ۱۳۸۹ھ

عورت اگر مہر معاف کرے تو بعد میں بھی طلب کر سکتی ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک عورت زینب اپنا حق مہر مبلغ ۵۰۰۰=/ پانچ ہزار سکہ رائج الوقت۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اپنی مرضی سے بغیر کسی دھمکی، زبردستی یا دباؤ کے، برضا و رغبت اپنے شوہر زید کے حق میں معاف کر دیتی ہے، بخش دیتی ہے، دست بردار ہو جاتی ہے۔ اور اپنے اس فیصلہ کا اظہار وہ اپنے ان خطوط میں بھی جو کہ وہ اپنے شوہر کے نام اپنے میکے میں رہ کر لکھتی ہے مسلسل کرتی رہتی ہے اور میکے سے سسرال آ کر اپنے شوہر کے متعلقین کے سامنے بھی اس بات کا مسلسل اظہار کرتی رہتی ہے کہ وہ اپنا حق مہر اپنے شوہر زید کو معاف کر چکی ہے۔ پھر وہ اپنے شوہر کی خوشنودی اور آجکل کے عائلی قوانین کی رو سے ایک سادے نمبر کے سرکاری کاغذ پر بھی لکھ کر دیتی ہے جب اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس طرح سے سادے نمبر سرکاری کاغذ پر لکھ کر دینے سے کوئی فائدہ نہیں تو وہ ایک سادہ اسٹامپ پر بھی دستخط کر کے دیتی ہے اور ساتھ ساتھ ایک رسید بھی بنا کر دے دیتی ہے بیوی عاقل و بالغ پڑھی لکھی ہے میٹرک پاس ہے۔ لیکن بعد میں کسی کے ایماء پر زید کی بیوی زینب وہ سارے کاغذات اپنی سادے کاغذ پر تحریر رسید کا غذ اسٹامپ وغیرہ لے کر اپنے میکے چلے گئی تھی اب زید کے پاس سوائے ان خطوط کے جو کہ زینب نے میکے سے زید کو لکھے تھے اور جن میں زید کو حق مہر معاف کر چکی ہے اور ان اشخاص کے کہ جن کے سامنے زینب مہر معاف کر دینے کا اظہار کرتی رہی ہے یہ تمام لوگ شرع و قانون کی نظر میں ذمہ دار اور عاقل و بالغ ہیں جن کی شہادت صحیح تصور کی جاتی ہے اور کوئی مزید شہادت موجود نہیں اب مسئلہ یہ ہے کہ آیا زینب اپنے اس حق مہر کی جو کہ وہ برضا و رغبت اپنی خوشی سے اپنے شوہر زید کو معاف کر چکی ہے کیا وہ اپنی معاف کردہ رقم حق مہر کے لئے کسی عدالت مجاز میں دعویدار ہو سکتی ہے؟ کیا شرعی و قانونی نکتہ نگاہ سے اس کا یہ دعویٰ باطل نہیں ہے؟ شرعی لحاظ سے احادیث محمدیہ میں ایسے مسئلہ کا کیا جواب ہے۔ فقط العارض حمید الدین

۷۸۶ الجواب: مہر خالص عورت کا حق ہے اور صاحب حق اپنی خوشی سے معاف کرتی ہے خواہ کل یا اس کا کوئی حصہ تو وہ معاف ہو جاتا ہے۔ لہٰذا جبکہ عورت نے اپنا مہر معاف کر دیا اور وہ مطالبہ مہر کے حق سے دستبردار ہو گئی۔ تحریراً بھی تقریراً بھی اور جس کے گواہ بھی موجود ہیں تو اب اس کا وہ حق ساقط ہو گیا۔ مہر خواہ معجل ہو یا موجل دونوں کا یہی حکم ہے اور اگر وہ مہر موجل ہے کہ موت یا طلاق پر وصول کرنے کا حق ہے تو جب تک طلاق یا موت واقع نہ ہوا سے مطالبہ کا حق نہیں۔ (عالمگیری، درمختار) حدیث شریف میں ارشاد ہوا کہ اس کی مثال (یعنی کسی کو چیز دے کر واپس لینا ایسی ہے جس طرح کتا قے کر کے چاٹ جاتا ہے) مگر چونکہ ہبہ ایسا تصرف ہے کہ ہبہ کرنے والے پر لازم نہیں اگر ہبہ کر کے واپس ہی لینا ہے تو قاضی اسے واپس نہ لینے پر مجبور نہیں کر سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

عورت اگر شوہر کے ہاں سے ناحق چلی گئی تو نان و نفقہ کی حقدار نہیں، جبکہ مہر اس کا حق ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس بارے میں کہ: ایک عورت اپنے خاوند کے ہر حکم کی نافرمانی کرتی ہو۔ اور فرمانبردار نہ ہو۔ پردے کے معاملے میں بھی پیچھے ہو جبکہ اس کا خاوند اس کو پردہ کے لئے بھی ہدایت کرتا ہو۔ ضرورت سے زیادہ بدزبانی اور فحش کلامی سے پیش آتی ہو اور آخر کار یہاں تک الفاظ اپنی زبان سے ادا کرے کہ اگر تجھے عورت کی ضرورت ہے تو چکلے میں چلا جا۔ حقوق زوجیت بھی تین مہینے سے ادا کرنے سے قاصر ہو اور اب تین چار ماہ سے اپنے ماموں کے مکان پر اپنی والدہ کے بہکانے پر رہ رہی ہو اپنے خاوند کے مکان پر آنے کے لئے قطعی تیار نہ ہو حالانکہ بذریعہ نوٹس تین مرتبہ اس کو بلایا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گیا۔ایسی صورت میں آپ شرعی احکام سے آگاہ فرمائیں کہ

۱۔کیااس عورت کا خاوند اس کو طلاق دے سکتا ہے یا نہیں؟ ۲۔کیا وہ عورت اپنے خاوند سے نفقہ لے سکتی ہے یا نہیں؟

۳۔کیا وہ عورت اپنا زر مہر لے سکتی ہے یا نہیں؟ جواب کا طالب صادق عرف جمیل

۷۸۶ **الجواب:** ا۔ایسی نافرمانبردار و بدزبان کو خاوند طلاق دے سکتا ہے۔(درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ عورت شوہر کے ہاں سے ناحق چلی گئی تو نان نفقہ نہیں پائے گی جب تک کہ واپس نہ آئے۔(درالمختار۔ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ اگر شوہر اس عورت سے ہم بستری کر چکا ہے تو عورت کا حق مہر لازم ہو گیا۔شوہر کو زر مہر ادا کرنا ہو گا جبکہ عورت کی جانب سے مطالبہ پایا جائے ہاں اگر وہ معاف کر دے تو معاف ہو جائے گا۔(درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۴ھ

نکاح میں اگر مہر کا ذکر نہ ہو؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں کہ: اگر نکاح میں مہر کا ذکر نہ کیا گیا ہو تو وہ نکاح منعقد ہوتا ہے یا نہیں ہوتا ہے؟ مرزا عبدالرشید بیگ، پختہ قلعہ

۷۸۶ **الجواب:** یہاں دو چیزیں ہیں۔ایک نفس مہر۔دوسرا تعین مہر۔نکاح کے لئے مہر لازم ہے یعنی مہر کا ذکر نکاح میں ہو یا نہ ہو بلکہ مہر کی نفی شرط کر دی ہو جب بھی مہر دینا لازم آئے گا اور نکاح درست ہو گا۔اور تعین مہر نکاح کے لئے کچھ ضروری نہیں اگر تعین مہر نہ ہوگی تو مہر مثلی دینا ہو گا۔(درالمختار، عالمگیری) بہر صورت نکاح کے انعقاد میں کوئی شبہ نہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۸ھ

ناشزہ عورت خرچ کی حقدار نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ناکح کی منکوحہ نے اپنا کل مہر پانچ سو روپے وصول کر لیا ہے اور پھر وہ اپنے شوہر کے گھر آنے سے انکار کرتی ہے تو کیا اس کا عذر شرع کے مطابق جائز ہے یا نا جائز؟

فقط ایک سائل

۷۸۶ **الجواب:** سائل یہ بتائے کہ کل کتنا مہر مقرر کیا گیا تھا اس میں کتنا مؤجل اور کتنا معجل تھا تاکہ جواب دیا جائے؟

(جواب، کل مہر پانچ سو روپیہ ہی تھا)

۷۸۶ **الجواب:** جبکہ کل مہر پانچ سو روپے تھا اور عورت اس کو وصول کر چکی تو اب اسے شوہر کے گھر آنے سے انکار کا کوئی حق نہیں۔اگر شوہر کے گھر نہ آئے گی۔ناشزہ نافرمان قرار دی جائے گی اور نان نفقہ کی بھی حقدار نہ ہوگی۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مہر ادا کر کے واپس لینا ظلم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنا عقد مسمات ہندہ سے اس طرح کیا کہ بالعوض مبلغ ۲۵۰۰=/ڈھائی ہزار روپے مہر معجّل اور ۲۵۰۰=/ڈھائی ہزار روپے مہر مؤجل کے، اور زید نے مہر معجّل کی رقم ۲۵۰۰ روپے عقد کے فوراً بعد ہی ادا کر دی اور مہر مؤجل باقی ہے لیکن زید بضد ہے کہ جو مہر معجّل ادا کیا ہے وہ واپس کیا جائے اور مسمات مذکورہ مہر معجّل واپس کرنے کو تیار نہیں ہے۔ ایسی صورت میں اگر جبریہ طور پر مہر کی واپسی ہوگئی تو نکاح کے متعلق احکام خداوندی کیا ہیں؟ کیا نکاح باقی رہے گا یا منسوخ ہو جائے گا؟ فتویٰ شرعی سے مطلع فرمائیں۔

عبداللطیف اور خلیل الرحمٰن، ساکن ٹنڈو الہ یار اسٹیشن روڈ

۷۸۶ الجواب: مہر خالص عورت کا حق ہے جو شوہر پر دین (قرض) ہے اور جسے خوشی سے ادا کرنے کا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً (النساء:4) عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے ادا کرو۔ لہٰذا مہر معجّل جو ادا کیا گیا وہ ایک حق تھا جو صاحب حق کو دیا گیا اب اسے دینے کے بعد واپس لینے کے متعلق بھی حکم قرآنی سن لیجئے وَّاٰتَیْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَیْــٴًـا ؕ اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِیْنًا (النساء:20) تم عورتوں کو ڈھیروں مال دے چکے ہو تو اس میں کچھ واپس نہ لو کیا اسے واپس لو گے جھوٹ باندھ کر اور کھلا گناہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ زبردستی مہر کا کوئی حصہ واپس لینا ظلم اور کھلا گناہ ہے لیکن اس ظلم کے باوجود نکاح باقی رہے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ صفر ۱۳۸۸ھ

مہر کی اقسام

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: عورت کا ہم بستری سے پہلے کے وقت جو مہر ادا کیا جاتا ہے اس کا کیا نام ہے۔ اور طلاق کے وقت جو مہر ادا کیا جاتا ہے اس کا نام کیا ہے؟ فقط ایک سائل

۷۸۶ الجواب: شریعت مطہرہ میں مہر کی تین قسمیں ہیں۔

پہلا معجّل کہ رخصتی یا خلوت سے پہلے دینا قرار پایا ہو۔ اس کے لئے عورت کو اختیار ہے کہ جب تک وصول نہ کرے رخصت نہ ہو اور اگر رخصت ہوگئی تو اسے اب بھی اختیار ہے کہ جب چاہے مطالبہ کرلے اور اس کے وصول تک شوہر کو اپنے نفس سے روک لے اگرچہ رخصت کو بیس برس گزر جائیں۔

دوسرا مؤجل جس کی میعاد قرار پائی ہو کہ دس برس یا بیس برس یا پانچ دن کے بعد ادا کیا جائے گا جب تک وہ میعاد نہ گزر لے عورت کو مطالبہ کا حق نہیں۔

تیسرا مؤخر نہ پیشگی کی شرط ٹھہری نہ کوئی میعاد مقرر کی گئی اس میں تاوقتیکہ موت یا طلاق واقع نہ ہولے عورت کو مطالبہ کا اختیار نہیں ہاں اگر کسی قوم یا شہر کا رواج عام ہو کہ اگرچہ صراحۃً ذکر نہ کریں مگر کچھ نہ کچھ پیشگی دینا ہوتا ہے تو اتنا ہی مہر معجّل قرار پائے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گا باقی بدستور موجل یا موخر۔ (فتاوی رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ ربیع الاول شریف ۱۳۸۸ھ

زمانہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مہر کی مقدار

سوال: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت میں مہر نکاح میں کیا مقرر کیا جاتا تھا؟

سائل: سید مخدوم حسین ولد سید جعفر حسین شاہ، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** مہر کی شرعی کوئی مقدار مقرر نہیں صرف کمی کی طرف حد معین ہے کہ دس درہم یعنی تقریباً دو روپے تیرہ آنے بھر کی چاندی کی قیمت سے کم نہ ہو اور یہ بھی نہایت فقیر شخص کے لئے ہے اور زیادہ کی کوئی حد نہیں۔ جس طرح باندھا جائے گا لازم آئے گا ازواج مطہرات کے مہر بھی یکساں نہ تھے کسی کا کم کسی کا زیادہ تھا۔ پانچ سو درہم کی چاندی کا وزن تقریباً ایک سو اکتالیس تولہ چاندی ہوئی، اس کی قیمت مقرر کریں۔ تو یہ کم سے کم مہر مصطفوی ہوا۔ البتہ پانچ سو درہم سے کم کسی کا مہر نہ تھا۔ اور حضرت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مہر چار سو مثقال چاندی تھا یعنی ایک سو ساٹھ روپے بھر چاندی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱/ محرم الحرام ۱۳۸۸ھ

(نوٹ: ۲۰۰۶ء میں ایک سو اکتالیس تولہ چاندی کی قیمت، ایک سو ساٹھ فی تولہ کے حساب سے Rs.225,60/= ہوتی ہے۔ اور مہر فاطمی کی قیمت Rs.25,600/= ہوتی ہے۔ (احمد میاں برکاتی، مرتب)

http://t.me/tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب الجہیز

شوہر کی جانب سے جو دیا گیا وہ رواج کے تابع ہوگا

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب، السلام علیکم، بعد سلام عرض یہ ہے کہ: ایک بیوہ عورت نکاح کرتی ہے۔ شوہر نکاح کے وقت زیور کپڑا چڑھاتا ہے۔ نکاح کے ایک ماہ بعد میاں بیوی میں فتنہ فساد طول پکڑ جاتا ہے کہ عدالت کچہری کی نوبت پہنچ جاتی ہے جہاں سات سال کے بعد لڑکی کے حق میں عدالت سے فیصلہ ہوتا ہے نان نفقہ عدالت خرچ وغیرہ وغیرہ، شوہر بارہ تیرہ برس سے نہ نان نفقہ دیتا ہے نہ کوئی پیسہ دیتا ہے اور پیسے دینے کی وجہ سے لڑکی کے باپ پر دو تین جھوٹے مقدمے کر رکھے ہیں مقدمہ چلتے چلتے بارہ تیرہ برس گزر گئے۔ اب راضی نامے کے لئے لوگوں اور وکیل وغیرہ سے کہلواتا ہے بات چلتی ہے تو زیور یا اس کی رقم مانگتا ہے زیور یا اس کی رقم دلوا دو تو میں سارے مقدمے ختم کر دوں گا۔ چڑھایا ہوا زیور لڑکے کا ہوا یا لڑکی کا ہوا؟ اس کے لئے فیصلہ صادر فرمائیں۔ السائل سید باسط علی، پریت آباد

۷۸۶ **الجواب:** شوہر کے ہاں سے جو کچھ چڑھایا گیا تھا، اس میں رواج کو دیکھا جائے گا۔ اگر رواج یہ ہو کہ عورت ہی اس کی مالک سمجھی جاتی ہے تو وہ عورت کی ملکیت ہوگیا۔ اور اگر عورت مالک نہیں سمجھی جاتی تو وہ جس نے چڑھایا اسی کی ملکیت ہے۔ جبکہ جو کچھ کپڑا زیور برتن وغیرہ عورت کے جہیز میں ملا تھا اس کی مالک خاص عورت ہے۔ اس میں کسی کا حق نہیں۔ (ردالمحتار، فتاوی رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ شوال المکرم ۱۴۰۰ھ

جہیز کا مالک کون ہوتا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین اس مسئلہ میں کہ: محترمہ نسیم منکوحہ علی محمد دوران زچگی انتقال کرگئی اور اس کی کوئی اولاد نہیں ہے علی محمد صاحب نے دوسرا نکاح کرلیا ہے جبکہ شوہر نے اس کا مہر اس کی زندگی ہی میں ادا کر دیا تھا۔ موجودہ وقت میں نسیم کے والدین اس جہیز کا مطالبہ کر رہے ہیں جو نکاح کے وقت نسیم کے والدین نے دیا تھا شریعت کے موافق بتایا جائے کہ کیا اس کے والدین جہیز طلب کرنے کے حق دار ہیں؟ کیا والدین کو جہیز واپس کر دیا جائے یا نہیں؟

السائل عبدالغفور، فورمین یونٹ نمبر ۱۱ لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** جہیز ہمارے اطراف میں عرف عام کے تحت خاص ملک زوجہ ہوتا ہے جس میں شوہر کا کوئی حق نہیں۔ طلاق ہوئی تو کل لے لے گی اور مرگئی تو اس کے ورثاء پر تقسیم ہوگا اور بحیثیت وارث شوہر بھی اپنا حصہ پائے گا۔ صورت مسئولہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں جبکہ متوفی نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی تو اس کے جہیز کا نصف حصہ شوہر کا ہے اور باقی اس کے دوسرے ورثہ کا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ شوال ۱۴۰۰ھ

جہیز ونفقہ کے چند مسائل

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: احمد و ذیشان کی شادی خالصتاً دینی بنیاد پر ہوئی اگرچہ ان کے والدین دو مختلف صوبوں دو مختلف شعبوں (ذاتوں) دو مختلف رسم ورواج رکھنے والے خاندانوں سے ہیں۔ دونوں کے والدین حنفی العقیدہ، صوم وصلوٰۃ کے پابند، نفاذ اسلام کے داعی ہیں۔ ایک برگزیدہ ہستی کی سفارش پر رشتہ طے ہوا۔ شرائط اتباع قرآن وسنت۔ تمام خاندانی رسومات طور طریقہ کے ترک کا اقرار رہا۔

شادی ۲۳ ستمبر ۱۹۷۷ء کو ہوئی نکاح بھی انہی برگزیدہ بزرگ نے پڑھایا۔ مہر، ان ہی کے ایما پر =/10,125 روپیہ عند الطلب مقرر رہا۔

احمد نے اوائل ستمبر ۱۹۷۸ء میں اپنی والدہ کی طرف سے ذیشان کے علاج معالجہ تیمارداری میں عدم توجہ کی بنا پر، بہتر تیمارداری و آرام کی غرض سے اس کے میکے پہنچا دیا۔ بے حد کمزور، سخت علیل اور استقامت کے خطرات سے دوچار، غالباً اس کی زیست سے زیادہ پرامید نہ تھے۔

احمد نے اپنی والدہ اور والد کی موجودگی میں اپنے گھر میں بیٹھ کر ذیشان کو ۱۹۷۸.۱۲.۱۰ء کو تین بار طلاق دے دی۔ جبکہ ذیشان اوائل ستمبر سے ہی میکے میں تھی۔ جس کا تحقیق وتصدیق پر بعد میں تحریری اقرار واعتراف جرم بھی۔ مذکورہ بالا بزرگ سے نان نفقہ، مہر، ڈلیوری اخراجات دینے کے متعدد حتمی وعدے مگر ادائیگی سے قاصر۔ صرف زبانی آمادگی پر اکتفا۔ تا حال یہی پوزیشن ہے۔ اوائل ستمبر ۷۸ء تمام اخراجات کا بار ذیشان کے والدین پر ڈالا گیا جن کو دو قیمتی جانوں کو بچانے کے لئے برداشت کرنا پڑا۔ احمد کی اپنی تنخواہ ایک ہزار روپیہ ماہوار ہے اور اس کے والد اچھی معقول زیست رکھتے ہیں۔ میکہ پہنچانے سے قبل ہی بیشتر قیمتی وطلائی زیورات اور تمام ملبوسات جو شادی پر چڑھائے گئے تھے لے کر رکھ لئے تھے۔ موت وزیست کی کشمکش میں مبتلا مریض کو کیا اعتراض ہوتا غمزدہ۔ مسلسل علیل وکمزور مطلقہ کی ڈلیوری بھی بڑے آپریشن کے ذریعے کرائی گئی۔ بچی تولد ہوئی۔ اب احمد کے والدان چار معمولی طلائی زیورات کی جن کا وزن بہ مشکل دو تولہ ہوگا۔ واپسی کا مطالبہ کرتے ہیں جو وقت روانگی اس کے بدن پر تھے اور پہنے چلی آئی تھی۔ وہ اس وقت اتار نہ سکے تھے۔ ان کا استدلال ہے کہ ان کے خاندان میں گھر کا بڑا ہی چیز کا مالک ہوتا ہے۔ لڑکی کی ملک کچھ نہیں ہوتا۔ وہ واپس لینے کا حق رکھتے ہیں۔ شادی غیر خاندان میں ہوئی۔ خالصتاً دینی بنیاد نہ کہ ان کے اپنے خاندان میں خاندانی بنیاد پر اتباع قرآن وسنت، خاندانی طور طریقہ ترک رسومات کی شرط پر۔ فرائض قرآنی (مہر وغیرہ) کی ادائیگی سے مجتنب اپنے خاندانی طریق منوانے پر مصر۔ شریعت مطہرہ۔ کیا فتویٰ صادر فرماتی ہے۔ قرآن وسنت کی روشنی میں اور مذکورہ بالا حالات میں مطلقہ اور احمد کے والد کے حقوق، شریعت کس طرح متعین کرتی ہے؟ رہنمائی فرمائیں۔ مسعود علی ریٹائرڈ پوسٹ ماسٹر، معرفت صدیقی الیکٹرک انجینئرنگ ورکس، چاندنی چوک، ٹنڈو محمد خان

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ الجواب: حالات مذکورہ بالا میں شرعاً تصفیہ کی صورت یہ ہے کہ

۱۔ جو مہر باہمی رضامندی سے قرار پایا تھا وہ خالصتاً عورت کا ہے اور تمام مہر کا ادا کرنا شوہر پر لازم ہے۔ درمختار میں ہے قال فی البدائع و اذا تاکد المھر بما ذکر لا یسقط بعد ذلک۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ جو کچھ زیور کپڑا برتن وغیرہ عورت کو جہیز میں ملا تھا، اس کی مالک خاص عورت ہے۔ جس میں شوہر کا کچھ حق نہیں۔ طلاق ہوئی ہے تو کل لے لے گی۔ ردالمحتار میں ہے کل احد یعلم ان الجھاز للمراۃ اذا طلقھا تاخذہ کلہ۔ واللہ اعلم

۳۔ شوہر کے یہاں سے جو کچھ زیور گہنا جوڑا وغیرہ جو چڑھاوے میں عورت کو دیا جاتا ہے، اس میں حکم شرعی کا مدار عرف عام اور ان بلاد کے رواج پر ہے۔ اگر رواج یہ ہو کہ عورت ہی اس کی مالک سمجھی جاتی ہے تو وہ بھی عورت کی ملک ہو گیا اور اگر عورت مالک نہیں سمجھی جاتی ہے تو وہ جس نے چڑھایا تھا اسی کی ملک ہے۔ خواہ شوہر ہو یا اس کے ماں باپ۔ البتہ ہمارے یہاں شرفاء کا عرف رواج ظاہر یہی ہے کہ دلہن کا گہنا زیور جوڑا جو بری میں دیا جاتا ہے اس میں تملیک یعنی عورت کی ملکیت مقصود ہوتی ہے لہٰذا بعد رخصت واپس لینا معیوب، اور لعن طعن کا موجب جانتے ہیں اور اگر لے لیں تو طعنہ زن یہ ہی کہتے ہیں کہ دے کر پھر لے لیا صرف دکھانے کو دیا تھا، جب دلہن گھر آ گئی چھین لیا یعنی ان کے رسم و رواج کے خلاف ہے۔ (فتاوی رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ جو زیور شوہر نے بعد نکاح عورت کو بنوایا اگر عورت کو تملیک کر دی تھی یعنی یہ کہہ دیا تھا کہ میں نے یہ زیور تجھے دے ڈالا تجھے اس کا مالک کر دیا اور قبضہ عورت کا ہو گیا تو یہ زیور بھی ملک زن ہو گیا۔ اور اگر کہا کہ تجھے پہننے کو دیا تو شوہر کی ملک رہا اور اگر کچھ نہ کہا تو اس کے خاندان کا غالب اور عام رواج دیکھیں گے (۔فتاوی رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۵۔ عورت شوہر کے یہاں بیمار ہوئی اور شوہر نے اس کے والدین کے گھر پہنچا دیا تو وہ نفقہ کی مستحق ہے۔ طلاق سے پہلی والی مدت کا بھی اور ایام عدت کا بھی اور اس نفقہ میں بھی اگر مرد و عورت دونوں مالدار ہوں تو نفقہ مالدار کا سا ہو گا ورنہ متوسط درجہ کا (خانیہ، درمختار و غیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۶۔ یوں ہی ظاہر یہ ہے کہ بچہ کی پیدائش کے مصارف بھی شوہر کے ذمہ ہیں (بحر الرائق و غیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۷۔ ماں کی پرورش میں بچہ ہو تو وہ اس کا بھی حق لے سکتی ہے اور دودھ پلانے کی اجرت اور بچہ کا نفقہ بھی (درمختار) واللہ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۱۴ ذی قعدہ ۱۴۰۰ھ

بیوہ کی عدت

سوال: عزیزی محمد حنیف ولد نور محمد نابالغہ کا عقد عزیزہ سلمہ نابالغہ بنت شبراتی کے ساتھ ہوا تھا۔ اور اس کے بعد رخصتی نہیں ہوئی۔ اور اسی اثناء میں حادثہ درپیش آیا۔ جس میں عزیزی محمد حنیف کا انتقال ہو گیا۔ اب عزیزہ سلمہ کے اوپر عدت کے دن گزارنا واجب ہیں یا نہیں؟　شبراتی کوارٹر C/I342 لطیف آباد یونٹ نمبر ۱۱، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: وفات شوہر کی عدت، جبکہ عورت حاملہ نہ ہو، مطلقاً چار مہینے دس دن ہے۔ خواہ صغیرہ ہو یا کبیرہ۔ مدخولہ ہو

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یا غیر مدخولہ۔ درمختار میں ہے والعدة للموت اربعة اشهر و عشرا مطلقا وطئت اولا ولو صغيرة۔ واللہ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ رجب ۱۳۹۹ھ

جہیز سب عورت کا ہے

سوال: عزیزہ سلمہ کو جو بھی جہیز ان کے والدین کی جانب سے دیا گیا۔ اس جہیز کی واپسی کی عزیزہ سلمہ حقدار ہے یا نہیں؟ اور جو زیور کپڑا وغیرہ لڑکے کے والدین کی جانب سے عزیزہ سلمہ کو بطور چڑھاوا دیا گیا، اس کی واپسی عزیزہ سلمہ پر واجب ہے یا نہیں؟ یا کہ وہ اس کی حقدار اب بھی ہے یا نہیں؟ فقط ایک سائل شبراتی

۷۸۶ الجواب: جہیز تو سب عورت کا ہے۔ اس میں کسی کا حق نہیں۔ ردالمحتار میں ہے كل احد يعلم ان الجهاز ملك المرأة لا حق لاحد فيه۔ اور چڑھاوے کا اگر عورت کو مالک کر دیا تھا خواہ صراحۃً کہہ دیا تھا کہ ہم نے تجھے اس کا مالک کیا۔ یا وہاں کے رسم ورواج سے ثابت ہو کہ تملیک ہی کے طور پر دیتے ہیں (اور جو دیتے ہیں اس کا عورت کو مالک کر دیتے ہیں) جب تو وہ بھی عورت ہی کی ملک ہے ورنہ جس نے چڑھایا اس کی ملک ہے۔ (فتاوی رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ رجب المرجب ۱۳۹۹ھ

جہیز کے مالک لڑکی والے ہیں یا سسرال والے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: آیا جہیز کے مالک لڑکی والے ہیں یا سسرال والے؟

السائل حامد، مورخہ ۱۴ صفر المظفر ۱۳۷۹ھ

۷۸۷ الجواب: جو کچھ زیور کپڑا برتن وغیرہ عورت کو جہیز میں ملا تھا اس کی مالک خاص عورت ہے۔ اس میں کسی کا کوئی حق نہیں۔ ردالمحتار میں ہے كل احد يعلم ان الجهاز ملك المرءة لا حق لاحد فيه۔ اسی لئے اگر طلاق ہوئی تو کل لے لے گی اور اگر مر گئی تو اسی کے ورثہ پر تقسیم ہوگا۔ اسی میں ہے اذا طلقها تاخذه كله واذا ماتت يورث عنها۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ صفر المظفر ۱۳۷۹ھ

جو کچھ عورت کے قبضہ میں دیدیا وہ اسی کا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ زید کی شادی ہندہ کے ساتھ عرصہ ہوا ہوئی تھی۔ اس دوران میں کچھ معاملات درپیش ہو گئے، جو طے ہوتے رہے اور آمد جاری رہی۔ پھر کچھ عرصہ بعد نزاع درپیش ہو گیا اور مسماۃ مذکورہ اپنے میکہ میں کافی عرصے سکونت پذیر رہی اور اب ایک ماہ کچھ دن کا عرصہ ہوا زید کا انتقال ہو گیا مسماۃ مذکورہ اپنے میکے میں عدت کے دن گزار رہی ہے لیکن اب اور نہ پہلے کوئی کفالت مسماۃ مذکورہ کی نہیں کی۔

۲۔ مسماۃ مذکورہ یعنی ہندہ کا زر مہر مبلغ ایک ہزار روپیہ عندالطلب ہے کہ جو معاف نہیں کیا گیا اور مبلغ بیس روپیہ ماہوار نان نفقہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تحریر ہے کہ جس کا اسٹامپ مع شرائط کے ہمراہ تحریر ہوا۔ اور جو زیور نقرئی وطلائی مسماۃ ہندہ کو زید نے ، جس خدمت میں چڑھایا تھا اسٹامپ میں مسماۃ مذکورہ کو مالک تصور کیا گیا۔ زید کے نطفہ اور مسماۃ ہندہ کی جنس سے ایک لڑکا بعمر چار سال بفضلہٖ حیات ہے کہ جس کی کفالت مسماۃ مذکورہ کے میکے والے اب تک کر رہے ہیں۔

۳۔ یہ کہ بعد نزاع کے زید نے بشمول اپنے حقیقی والد کے ایک اسٹامپ مزید تحریر کیا کہ جس میں تحریر ہے کہ زرِ مہر زید کے والد کی سروس سے دینی مہر میں مسماۃ مذکورہ کو ادا کیا جائے گا یعنی زید کے باپ کے فنڈ سے۔ لہٰذا التجا یہ ہے کہ حسب شرع شریعت جو حکم ہو فتوی تحریر فرمایا جائے؟ مسماۃ رفیقن والدہ سلمہ

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں جو کچھ چڑھاوا شوہر کے یہاں سے گیا تھا اور زید نے بذریعہ تحریر اسٹامپ پر ہندہ کو اس کا مالک تسلیم کر لیا تھا تو یہ زیور ہندہ کی ملک ہو گیا جبکہ ہندہ نے اس پر قبضہ بھی کر لیا تھا۔ اب اس زیور وغیرہ میں جو عورت کی ملک قرار دیا جا چکا تھا وراثت جاری نہ ہوگی۔ ہندہ کا مہر ذمہ شوہر ہے اور یہ کہ اس مہر کی ضمانت زید کے والد نے کر لی تھی تو اب جب بھی فنڈ کا روپیہ وصول ہوگا وہ اپنا قرض اس فنڈ سے پائے گی جیسا کہ اسٹامپ میں مذکور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ ربیع الاول ۱۳۸۴ھ

تحائف میں سے کونسی چیز دلہن کی ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ: شادی بیاہ کے موقع پر لڑکی کو جو تحفہ تحائف دیئے جاتے ہیں مثلاً زیور بری کا جوڑا، اور نتھ وغیرہ لڑکے کی جانب سے شوہر کے انتقال کے بعد شرعاً وہ مال کس کی ملکیت قرار دیا جائے گا؟

سید لطیف علی، مورخہ یکم جولائی ۱۹۶۴ء

۷۸۶ الجواب: دلہن کا گہنا جوڑا وغیرہ تحائف جو بری وغیرہ میں دیا جاتا ہے اگر عرف میں اس میں تملیک مقصود ہوتی ہو تو وہ زیور بہ قبضۂ منکوحہ، ملک منکوحہ ہوگا۔ ہمارے یہاں شرفاء کا عرف ظاہر یہی ہے جیسے شکر میوہ عطر تیل پھل وغیرہ میں یہی رواج ہے۔ لہٰذا بعد رخصت اس کے واپسی لینے کو سخت معیوب و موجب طعن جانتے ہیں۔ ہاں جہاں یہ رواج نہ ہو تملیک مقصود نہیں ہوتا ہے بلکہ صرف پہنانے برتنے کے لئے بھیجا جاتا ہے اور پہنانے والوں کی ہی ملک سمجھا جاتا ہے وہاں دلہن کی ملک نہیں۔ ایک عاریت ہے اور بدستور ملک والدین زوج پر ہے۔ منکوحہ کا اس میں کچھ حق نہیں۔ (فتاوی رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ محرم الحرام ۱۳۸۴ھ

لڑکے والوں کی طرف سے دیا گیا زیور وغیرہ رواج کے تابع ہوگا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید کی شادی عرصہ ہوا ہندہ سے ہوئی اس عرصہ میں دو یا تین مہینے فریقین خوش وخرم رہے بعد ازاں زید نے ہندہ کو مار پیٹ کر گھر سے نکال دیا اور ایک مہینے بعد زید نے بنام ہندہ طلاق نامہ بذریعہ رجسٹری بھیج دیا چنانچہ عرصہ پانچ ماہ سے ہندہ اپنے والدین کے مکان پر سکونت پذیر ہے۔ دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بوقت نکاح جو زیورات ہندہ کو بطور چڑھاوے کے پہنائے گئے تھے اور ذرائع پر پانچ سو روپیہ بوقت تعین ہوتا ہے اور جہیز پارچہ جات ظروف وغیرہ اور میکے والے زیورات اور خرچ ایام عدت اور نان نفقہ کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

السائل عبداللطیف

۷۸۶ **الجواب:** جہیز کا زیور اور پارچہ جات اور وہ جہیز جو بیٹی کے ماں باپ اسے دیتے ہیں وہ پورا کا پورا لڑکی کی ملکیت ہے دوسرے کا اس میں کچھ حق نہیں، اسی طرح مہر خاص عورت کا حق ہے اور شوہر پر دین اور قرض ہے۔ بحالت جدائی وطلاق وہ پوری رقم مہر کی حقدار ہے اور دلہن کا گہنا جوڑا جو بری میں جاتا ہے اگر وہ لڑکی کو دیا جاتا ہے تو قبضہ کے بعد یہ بھی عورت کی ملکیت ہو گیا ہاں جہاں یہ دستور ہو کہ گہنا جوڑا صرف پہنانے کے لئے بھیجا جاتا اور پہنانے والوں کی ملک سمجھا جاتا ہو وہاں دلہن کی ملک نہیں ایک روایت ہے کہ موجود ہو تو اس کا لوٹانا، جائز وحلال ہے اور وہ زیور کہ زوج کے والدین اپنی بہو کے پہننے برتنے کو بنا دیتے ہیں اور کسی طرح عورت کو مالک بنا دینا مقصود نہیں ہوتا وہ بدستور والدین زن کی ملک پر ہے۔ بہو کا اس میں کچھ حق نہیں ہے (ھکذا فی ردالمحتار، فتاوی رضویہ) اور جس عورت کو طلاق دے دی گئی وہ بہر حال عدت میں نفقہ پائے گی اور یہ شوہر پر لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ ربیع الآخر ۱۳۸۸ھ

حق پرورش، جہیز اور بری کے زیور وغیرہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میری بچی کی شادی عرصہ ۵ سال پہلے مختیار ولد ھودو خان گاؤں کھپر و میں ہوئی تھی۔ میرے داماد کا نام مختیار ولد ھودو خان ہے جو کہ کھپر و میں رہتا ہے اور میری بچی کو بہت پریشان کیا ہوا ہے۔ ابھی میری بچی کو مار پیٹ کر گھر سے نکال دیا میری بچی کے دو بچے ہیں ایک بچے کی عمر ا سال ہے اور دوسرے بچے کی عمر ۳ سال ہے جو کہ ان کا والد چھین کر لے گیا ہے۔ اب بچی گھر سے نکال دی ہے اور سب جہیز زیورات رکھ لئے ہیں۔ مہربانی فرما کر فتویٰ دیں کہ نابالغ بچوں، زیور اور جہیز پر کس کا حق ہے۔ قمر دین خان ولد یوسف خان، ضلع سانگھڑ، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** بچہ کی پرورش کا حق ماں کے لئے ہے خواہ وہ نکاح میں ہو یا نکاح سے باہر ہو گئی ہو۔ ہاں اگر ماں کا چال چلن واقعی قابل اطمینان نہ ہو وہ بچہ کی پرورش پر توجہ نہ دیتی ہو یا وہ بچہ کے غیر محرم سے نکاح کر لے تو اس کا حق پرورش جاتا رہتا ہے۔ پھر یہ حق پرورش بھی اسے اس وقت تک حاصل ہے کہ بچہ اس کا محتاج ہو۔ جب اسے حاجت نہ رہے یعنی اپنے آپ کھانے، پینے، پہننے اور استنجاء کرنے لگے اور اس کی مقدار لڑکے کے لئے سات برس کی عمر ہے۔ یا لڑکی ہو تو حد شہوت تک پہنچ جائے اور اس کی مقدار نو برس کی عمر ہے۔ اس عمر کے بعد اس کے لئے حق پرورش نہیں رہتا اور پہلی صورت میں کہ مثلاً عورت پوری توجہ سے پرورش نہ کر پائے۔ بچہ ناسمجھی کی حد تک پہنچنے سے قبل ماں کے پاس رہے گا۔ جب کچھ سمجھنے لگے تو ماں سے جدا کر لیا جائے گا۔ بچہ ماں کو دیکھ وہی عادتیں اختیار کرتا ہے جو اس کی ماں کی ہیں۔ (عالمگیری درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ جہیز کا جو سامان عورت کو اپنے ماں باپ سے ملا وہ خاص اسی کی ملکیت ہے۔ کسی اور کا اس پر کوئی حق نہیں۔ طلاق ہو گی تو وہ اپنا کل سامان واپس لے گی۔ فوت ہو گی تو جہیز کا سارا سامان اس کے ورثہ میں تقسیم ہو گا۔ ہاں جہیز کا جو سامان بنام دوسروں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے آتا ہے جیسے ہمارے علاقوں میں پہناونی کے جوڑے یا دولہا کا جوڑا۔ وہ عورت واپس نہیں لے سکتی کہ جس کا تھا اسے دے دیا گیا۔ مہر بھی اس صورت میں پورا پائے گی۔ شوہر کو ادا کرنے پڑے گا اور جو زیور وغیرہ لڑکے والوں کی طرف سے عورت کو دیا گیا اس میں رواج دیکھا جائے گا۔ اگر وہ لڑکے والوں کی ملک سمجھا جاتا ہے تو اسے وہ روک سکتے ہیں ورنہ نہیں۔ (درمختار، فتاوی رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۳ھ

جہیز، بہو کو دیا جانے والا مال

سوال: بخدمت جناب حضرت قبلہ مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

جناب عالی گزارش یہ ہے کہ مطلقہ عورت کے لئے ان حقوق کے متعلق جو کہ اسلام اور شریعت محمدی کے موجب حاصل ہوں مہربانی فرما کر فتویٰ صادر فرما دیجئے کہ کیا وہ عورت طلاق لینے کے بعد اپنے اس طلاق دینے والے خاوند سے حق مہر کے علاوہ اور کچھ حاصل کر سکتی ہے؟

۱۔ کیا اس عورت کو حق حاصل ہے کہ وہ تمام طلائی زیورات جو اس کے خاوند نے شادی کی رات سے لے کر یا بعد میں اس کو بنوا کر پہنائے ہوں اور یہ کہا ہو کہ ان تمام تر زیورات کی مالکہ تم ہو۔ وہ اسے اس طلاق دینے والے خاوند سے لے سکتی ہے۔ ساتھ ہی وہ تمام پہننے کے کپڑے سلے یا بغیر سلے اور دوسرے تمام سامان؟

۲۔ وہ تمام تحائف جو اسے شادی کی رات یا بعد میں اپنے عزیز داروں سے یا اپنے سسرال والوں سے ملے ہوں، کیا وہ سب واپس لینے کا حق رکھتی ہے؟

۳۔ کیا وہ تمام جہیز جو اسے اپنے میکے والوں سے ملا ہو وہ بھی واپس مل سکتا ہے۔ کیا وہ مانگ سکتی ہے؟

۴۔ جس وقت عدت میں ہوگی وہ نان ونفقہ مانگ سکتی ہے یا نہیں؟

۵۔ حق مہر یا مذکورہ سامان لینے کے لئے کوئی مدت مقرر تو نہیں۔ یا وقت کی کوئی قید تو نہیں؟

زیادہ عرض یہ ہے کہ خصوصاً سندھ میں یہ اصول رہا ہے بلکہ رسم رواج میں شامل ہے کہ اپنی ہونے والی بیوی کو شادی کی رات سے لے کر جو عرصہ بھی وہ ان کے یہاں رہی ہو اس دوران جو بھی طلائی زیورات بیوی کو پہنایا ہو وہ اس کی اصل مالکہ کہلواتی ہے اور شریف آدمی اس سے قطعی واپس نہیں مانگتا۔

جناب عالی عرض یہ ہے کہ میری بچی کو طلاق ہوئی ہے۔ چھوڑتے وقت اس کے میاں نے صرف دو جوڑے کپڑوں کے۔ ایک تن پر تھا اور ایک عدد تھیلے میں تھا۔ خود آ کر میرے گھر کی سیڑھیوں کے نیچے سے ہی چھوڑ کر چلا گیا اور تین روز بعد کسی وکیل کی معرفت بذریعہ رجسٹری میری بچی کے نام طلاق نامہ بھجوا دیا ہے۔ فقط غلام قادر شیخ

۷۸۶ الجواب: ۱۔ جہیز ہمارے ان علاقوں اور شہروں میں، تمام عوام وخواص کے نزدیک ملک زوجہ ہوتا ہے، جس میں شوہر کا کوئی حق نہیں۔ طلاق ہوئی تو مال تمام وکمال از قسم زیورات واسباب خانہ داری وپارچہ جات، کل لے گی اور مر گئی تو اسی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے ورثہ پر تقسیم ہوگا۔ ردالمحتار میں ہے کل احد یعلم ان الجھاز للمرأۃ اذا طلقھا تاخذہ کلہ و اذاماتت یورث عنھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ دولہن کا گہنا جوڑا جو بری میں جاتا ہے اگر صراحۃً یا بطور رسم ورواج اس میں بھی تملیک زوجہ یعنی زوجہ کو مالک کردینا ہی مقصود ہوتا ہے جیسے عطر پھلیل سرخی پاوڈر وغیرہ سامان آرائش عروسہ۔ تو وہ بھی قبضہ منکوحہ کے بعد، منکوحہ ہی کی ملک ہوگا۔ ہمارے شرفاء میں یہی معمول ہے لہٰذا بعد رخصت اس کے واپس لینے کو سخت معیوب اور لعن طعن کا موجب جانتے ہیں اور اگر لڑکے والے، رخصتی کے بعد لے لیں تو طعنہ زن یہی کہتے ہیں کہ دے کر پھیر لیا یا صرف دکھانے کو دیا تھا جب دولہن آ گئی تو چھین لیا یعنی یہ ان کی رسم اور معمول کے خلاف ہے تو اس کے لئے بعینہ وہی حکم ہے کہ اب وہ واپس نہیں لے سکتے کہ وہ ہدیہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ زیور وغیرہ کہ شوہر کے والدین اپنی بہو کو پہننے برتنے کو دیتے ہیں اور صراحۃً یا رواجاً یا عرفاً کسی طرح مالک کردینا مقصود نہیں ہوتا وہ بدستور والدین کی ملک ہے۔ دلہن کا اس میں کوئی حق نہیں اور اگر رواج میں یہ ہو کہ جو کچھ چڑھاوا شوہر کے یہاں سے جائے عورت ہی اس کی مالک سمجھی جاتی ہے تو وہ بھی عورت کی ملک ہوگیا خواہ شوہر دینے والا ہو یا اس کے والد یا والدہ۔ یو ہیں جو زیور شوہر نے بعد نکاح بنوایا اگر عورت کو تملیک کردی تھی یعنی یہ کہہ دیا تھا کہ میں نے یہ زیور تجھے دے ڈالا تجھے اس کا مالک کردیا اور قبضہ بھی عورت کا ہوگیا تو یہ زیور بھی عورت کی ملک ہوگیا اور اگر صراحۃً کہہ دیا تھا کہ تجھے پہننے کو دیا تو شوہر کی ملک رہا اور اگر کچھ نہ کہا تو رواج دیکھا جائے گا۔ اگر اس طرح زیور بنا دینے کو عورت کی تملیک سمجھتے ہیں جیسا کہ سائل کا بیان ہے تو قبضہ کے بعد عورت مالک ہوگی ورنہ نہیں۔ تحفے تحائف جو دلہن کو دیے گئے اور اس نے ان پر قبضہ کرلیا وہ بھی اس کی ملک ہیں۔ کوئی اور ان پر حق نہیں رکھتا۔ یہاں شریعت کا یہ قانون یاد رکھیں کہ المعروف کالمشروط۔ (فتاوی رضویہ وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ جس عورت کو طلاق دی گئی ہے بہر حال عدت کے اندر نفقہ پائے گی۔ (خانیہ)۔ البتہ عدت کے اندر نفقہ کا نہ دعویٰ کیا اور نہ حاکم اسلام نے مقرر کیا تو عدت گزرنے کے بعد نفقہ ساقط ہوگیا۔ (خانیہ وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ صفر المظفر ۱۴۰۰ھ

جہیز اور بری کی ملکیت کا حکم/ترکہ تقسیم کا طریقہ

سوال: کیا کہتے ہیں علماء دین اس مسئلہ پر کہ

۱۔ میرا ایک لڑکا اور دو لڑکیاں ہیں۔ جن کی شادیاں میں نے کردی ہیں۔ لڑکیاں اپنے گھر بار کی ہیں۔ لڑکے کی شادی تقریباً دو ڈھائی سال ہوئے کی تھی۔ قضاء عنداللہ کہ اس کا انتقال مؤرخہ ۳ راگست ۱۹۸۱ء بروز پیر کو ہوگیا۔ مرحوم کی بیوی موجود ہے اور میں باپ اور اس کی دو بہنیں حیات ہیں۔ لہٰذا غیر منقول۔ ایک پلاٹ میں نے آج سے تیس سال قبل خود اپنے نام سے خریدا تھا۔ میرے لڑکے عارف مرحوم کی عمر جب چار سال تھی میں نے اس پلاٹ کو آج سے تقریباً دس سال بیشتر محمد عارف کے نام کردیا۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک ہزار روپے میں اس پلاٹ کی تعمیر اب سے چار سال قبل میں نے کی۔ جس میں بیشتر حصہ کمائی کا میرا ہے۔ محمد عارف مرحوم نے میرا ہاتھ اس وقت سے بٹانا شروع کیا جب اس کی عمر سولہ سال ہوگئی۔ ہم دونوں باپ بیٹے مرحوم کے انتقال تک ساتھ رہے ہیں۔ ہم دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوئے لہٰذا اس کی بیوہ کا شرعی حق قرآن وسنت کی روشنی میں مفصل تحریر کیا جائے؟

۲۔ میں نے اپنے لڑکے کی شادی دوڈھائی سال قبل کی تھی۔ لڑکے کی دلہن کو کچھ زیور پہنایا تھا جبکہ زیور وغیرہ میرا ذاتی خرید کیا ہوا تھا۔ اس زیور میں مرحوم کی بیوہ کا شرعی حق بنتا ہے یا نہیں؟

۳۔ میرے لڑکے کے ذمہ کچھ قرض ہے اس کا شرعی فیصلہ کیا ہے۔ کہ اس کی ادائیگی میں کس کس کو حصہ لینا چاہئے؟

غلام احمد، حاجی عبدالرؤف، لیاقت کالونی، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں جو پلاٹ، مبلغ ایک ہزار روپیہ کے عوض، محمد عارف کے نام کیا گیا اگرچہ اس کی قیمت وصول نہ کی، گویا معاف کردی تو وہ پلاٹ محمد عارف مرحوم کی ملک ہے۔ اس میں وراثت جاری ہوگی اور شرعا اس کے ورثہ میں تقسیم ہوگا اور تقسیم کی صورت یہ ہے کہ محمد عارف متوفّٰی کا تمام مال متروکہ، خواہ جائیداد منقولہ ہو یا غیر منقولہ، نقدی یا زیوراتی اور کچھ، اس میں سب سے پہلے تجہیز وتکفین عمل میں آئے گی۔ پھر اس نے اپنے اوپر قرض چھوڑا ہے تو اس مال سے قرض ادا کیا جائے گا۔ پھر اس نے کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی مال میں وصیت جاری ہوگی۔ ان سب کے بعد محمد عارف کے ورثہ میں اس کا مال تقسیم ہوگا اس طرح

زوجہ	باپ	بہن	بہن
۳	۹	محروم	محروم

یعنی کل مال کے ۱۲ حصے کریں۔ ان میں ۳ حصے بیوی کو دیں اور بہنیں محروم اور باقی ۹ باپ کو۔

۲۔ شادی میں جو جہیز عورت کو باپ کے یہاں سے ملتا ہے وہ تمام عورت ہی کی ملکیت ہے۔ اس کے کسی حصہ میں کسی اور کا حق نہیں۔ تمام وکمال اسے واپس کیا جائے۔ (درمختار وغیرہ)۔

۳۔ چڑھاوے کا زیور، بری کے جوڑے وغیرہ میں حکم شرعی یہ ہے کہ اگر اس زیور کا عورت کو مالک کر دیا گیا تھا۔ خواہ صراحۃً کہدیا تھا کہ میں نے اس کا تجھے مالک کیا، یا وہاں کے رسم ورواج سے ثابت ہو کہ وہ زیور وغیرہ تملیک ہی کے طور پر دیتے ہیں جیسا کہ ہمارے اطراف میں شرفاء کا دستور ہے کہ دے کر پھر نہیں پھیرتے۔ تو وہ بھی عورت ہی کی ملک ہے۔ ورنہ جس نے چڑھایا اس کی ملک ہے خواہ وہ شوہر کا باپ ہو، یا ماں ہو، یا خود شوہر اور جو زیور شوہر نے بنوا کر عورت کو دے دیا یعنی اس کے قبضہ میں دے کر اسے مالک بنا دیا اور عورت کا قبضہ بھی ہوگیا تو یہ زیور بھی عورت کی ملک ہے۔ غرض چڑھاوے وغیرہ میں دارومدار، وہاں کے رسم و رواج پر ہے۔ اگر عورت کی تملیک سمجھتے ہیں تو عورت مالک ہے ورنہ چڑھانے بنوانے والا۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ شوال ۱۴۰۱ ھج

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جہیز عورت کی ملکیت ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسمی سیّد ذوالفقار علی نے اپنی بیوی مسماۃ زبیدہ بی بی کو تین طلاق دے کر فارغ کر دیا ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ زبیدہ بی بی کو جو زیورات سسرال سے ملے تھے آیا وہ واپس کرے گی یا نہیں؟ یا اس کی ملکیت قرار پائیں گے؟ ذوالفقار علی کی ایک لڑکی کی عمر تقریباً ایک سال جو اپنی والدہ کے ہی پاس ہے، وہ کب تک اپنی ماں کے ہی پاس رہے گی؟ آیا اس کا باپ اپنی کفالت میں لے سکتا ہے یا نہیں؟ اگر وہ اپنی کفالت میں نہ لے تو لڑکی کا خرچ کس کے ذمہ ہوگا۔ اور کب تک؟ سیّد غلام محمد، مراد آباد شریف

(جواب از انوار العلوم ملتان) بر تقدیر صحت اگر مسمی ذوالفقار علی نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی تو وہ زیورات جو اسے سسرال نے مالکانہ حقوق کے ساتھ دیئے تھے ان کی حقدار وہ لڑکی زبیدہ ہی ہوگی۔ چھوٹی بچی اپنی والدہ کے پاس رہے گی۔ ہدایہ میں ہے واذا وقعت الفرقة بين الزوجين فالام احق بالولد اور بچی کا خرچہ والد کے ذمہ ہوگا۔ ہدایہ میں ہے النفقة على الاب والدہ کا یہ حق ضمانت، لڑکی کے بلوغ تک ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم مفتی مدرسہ انوار العلوم، ملتان

۷۸۲ الجواب: عورت کو سسرال کی جانب سے جو کچھ چڑھاوے میں دیا جاتا ہے اگر اس سے مقصود دلہن کو مالک کر دینا ہوتا ہو اور نصاً یا عرفاً اس کی تملیک مقصود ہوتی ہو جیسے شکر، میوہ، عطر، تیل، پھلیل اور دوسری زینت و آرائش کے سامان میں مطلقاً یہ ہی تملیک ہوتی ہے تو منکوحہ کے قبضہ کر لینے کے بعد وہ عورت کی ملک ہو گیا۔ اب اس کے سسرال والوں کو اس کے واپس لینے کا حق نہیں۔ حضرت مجیب کا جواب اس بنیاد پر جواب بالصواب ہے لیکن اگر تملیک نہ پائی گئی یعنی صراحۃً کہہ دیا کہ یہ برتنے کے لئے ہے یا وہاں کا رواج ہی یہ ہو کہ تملیک مقصود نہیں ہوتی تو جس نے چڑھایا اسی کی ملک رہے گی۔ عورت اس کی ملک تصور نہیں کی جائے گی، اس کی واپسی ضروری ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ فرقت کے بعد جس عورت کو حق پرورش حاصل ہے اس کی پرورش میں لڑکی اس وقت تک رہے گی جب تک حد شہوت کو پہنچ جائے۔ اس کی مقدار نو برس کی عمر ہے۔ ہاں اگر لڑکی خواہ لڑکا ماں کی پرورش میں ہو اور بچہ کی ماں بچہ کے غیر محرم سے نکاح کر لے تو اسے پرورش کا حق نہ رہے گا۔ (درمختار وغیرہ) اور بچہ ماں کی پرورش میں ہو تو وہ حق پرورش بھی لے سکتی ہے اور دودھ پلانے کی اجرت اور بچہ کا نفقہ وغیرہ بھی اور یہ سب اخراجات اگر بچہ کا مال ہو تو اس سے دیئے جائیں گے ورنہ جس پر بچہ کا نفقہ ہے اسی کے ذمہ یہ سب مصارف بھی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ جمادی الاآخریٰ ۱۴۰۳ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب حقوق زوجین

حیض ونفاس میں مباشرت فاحشہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے کے متعلق کہ: ایک آدمی اپنی منکوحہ کے ساتھ حالت حیض یا نفاس میں اس کے عضو خاص کے علاوہ کسی اور عضو کے ساتھ اپنے آلہ کو لگا کر شہوت نکالتا ہے تو کیا یہ فعل جائز ہے؟ کتب فتاویٰ سے درج فرمائیں۔ فقط السائل گلاب حسین، ہالا، ۲۷-۱-۱۹۹۰ء

۷۸۶ الجواب: حالت حیض ونفاس میں ناف سے گھٹنے تک عورت کے بدن سے مرد کا اپنے کسی عضو مخصوص سے چھونا جائز نہیں جبکہ کپڑا وغیرہ حائل نہ ہو شہوت سے ہو یا بلا شہوت اور ایسا کپڑا حائل ہو کہ بدن کی گرمی محسوس ہی نہ ہوگی تو حرج نہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ ذی قعد ۱۳۸۰ھ

اگر یکے بعد دیگرے چند شوہر ہوئے تو جنت میں بیوی کس شوہر کے ساتھ ہوگی

سوال: بخدمت جناب المعظم مولانا مفتی محمد خلیل خان برکاتی مدظلہ العالی، السلام علیکم

عرض یہ ہے کہ: آپ کے رفیق کو اس مسئلہ میں آپ سے معلومات حاصل کرنی ہیں میں امید رکھتا ہوں کہ میری اس بات کو خلوص دل وقلب سلیم کے ساتھ سنیں گے اور جواب تحریر فرمائیں گے۔

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

۱۔ زید نے زینب کے ساتھ شادی کی۔ زید اپنی عمر گزار کر چلا گیا اور پھر زینب نے بکر سے شادی کی وہ بھی چلا گیا۔ پھر اس کے بعد زینب نے تیسرے کے ساتھ اور وہ بھی چلا گیا حتی کہ یہ عورت چار شوہروں کے ساتھ زندگی بسر کر کے چلی گئی۔ اب وہ عورت جنت میں کس خاوند کے ساتھ جائے گی اور دوسرے جو ہیں انہیں کونسی عورت کا شرف حاصل ہوگا۔

۲۔ جنت میں انسان کو صحبت کا عورت کے ساتھ اجازت ملے گا یا نہیں؟ آیا حوروں کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوگا؟

۳۔ جنت میں بچے کی خواہش انسان کو ہوگی یا نہیں اگر ہوگی تو اس کے لئے کوئی مدت درکار ہے یا نہیں؟ اگر چہ وہ بچہ بچہ رہے گا یا نوجوان یا بوڑھا تو پھر زندگی کیسی ہوگی؟

آپ حضور اس کا جواب ذرا تفصیل سے قرآن وحدیث وکتب فقہ کی روشنی میں صادر فرمائیں۔ السائل غلام عباس ولد نور دین

۷۸۶ الجواب: ۱۔ سوالات ایسے کریں کہ جن کے جوابات سے آپ اپنے دین وایمان وعمل میں ترقی کر سکیں۔ حیات اخروی سے متعلق سوالات آپ جیسے لوگوں کو زیب نہیں دیتے۔ بہر حال جواباً عرض ہے کہ عورت کے چند شوہروں میں جو شوہر

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اسے اخلاق و عادات و اعمال کے لحاظ سے زیادہ پسند و محبوب ہوگا وہ اس کی زوجیت میں رہے گی۔ (طبرانی وخطیب وغیرہما)
واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ ایمان سلامت ہے تو انشاءاللہ تعالیٰ دونوں سے قربت ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ اگر کسی جنتی کو اولاد کی خواہش ہوگی تو اس کا حمل اور وضع اور پوری عمر یعنی تیس سال خواہش کرتے ہی ایک ساعت میں ہو جائے گی۔ (کتب عقائد) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ شعبان ۱۳۹۷ھ

حقوق شوہر

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو کہا تم میری اجازت کے بغیر کہیں نہیں جاسکتی اس پر ہندہ نے اپنے شوہر زید کو کہا کہ میری مرضی ہے میں جہاں چاہوں جاسکتی ہوں تم کون ہو مجھے منع کرنے والے۔ زید کے بیٹوں نے بھی والدہ کا ساتھ دیا اور اپنے والد کو کہا کہ ہماری والدہ جہاں چاہیں جاسکتی ہیں تم کون ہو منع کرنے والے اگر تم زیادہ شور کرتے ہو اپنے گھر سے نکل جاؤ۔ لہٰذا براۓ کرم شریعت محمدیہ کے مطابق فیصلہ فرمائیں کہ حق پر کون ہے؟ السائل محمد رمضان، کوٹری

۷۸۶ **الجواب:** رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ شوہر کا حق عورت پر یہ ہے کہ اپنے نفس کو اس سے نہ روکے اور سوائے فرض کے کسی دن بغیر اجازت اس کے روزہ نہ رکھے اگر ایسا کیا تو گناہگار ہوئی اور بغیر اجازت کوئی عمل مقبول نہیں اگر عورت نے کرلیا تو شوہر کو ثواب ملے گا اور عورت پر گناہ اور بغیر اجازت اس کے گھر سے نہ جائے اگر ایسا کیا تو جب تک توبہ نہ کرے تو اللہ اور فرشتے اس پر لعنت کرتے رہیں گے۔ عرض کی گئی اگرچہ شوہر ظالم ہو فرمایا اگرچہ ظالم ہو۔ (ابو داؤد ابن عساکر) ایک حدیث شریف میں ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ عورت پر شوہر کا حق یہ ہے کہ اس کے بچھونے کو نہ چھوڑے اور اس کی قسم کو پورا کرے اور بغیر اس کی اجازت کے باہر نہ جائے اور ایسے شخص کو مکان میں نہ آنے دے جس کا آنا شوہر کو پسند نہ ہو (طبرانی) ان احادیث سے معلوم ہوا کہ شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر جانے والی عورت سخت گناہگار اور مستحق لعنت الٰہی رکھی گئی ہے اب اس گناہ پر جو اس کی مدد کریں گے وہ بھی گناہ گار ہوں گے صورت مسئولہ میں شوہر حق پر ہے اور عورت اور اس کی اولاد ناحق پر۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ ربیع الآخر ۱۳۸۵ھ

پیر و مریدہ کے درمیان پردہ اور مریدہ کا پیر کے ہاتھ پیر دبانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے
عرصہ چار سال قبل بکر کی شادی ماموں زاد مسمات کے ساتھ ہوئی تھی مہر کی رقم اندازاً بارہ ہزار روپے مقرر ہوئی جو کہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بروقت نکاح، بہ شکل، نقرئی زیورات مسمات زلیخا کوادا کر دی گئی تھی اور کوئی شرط نکاح نامہ میں نہیں ہے۔ بعد رخصتی مسمات زلیخا بکر کے یہاں پر ۷ سال تک رہی۔ ایک پیر بھی میری سسرال میں ہی رہائش پذیر تھا کیونکہ میری منکوحہ مسمات زلیخا کے والدین و بھائی ورشتہ دار بھی ان سے بیعت ہیں میری منکوحہ مسمات زلیخا بھی ان سے بیعت ہے۔ جب میرا آنا جانا سسرال میں ہوا تو میں نے جو حالات اس پیر کے اس گھر میں دیکھے تو میرا دل ان سے نفرت کرنے لگا۔ میں ان کی پوری تفصیل تو لکھنے سے قاصر ہوں مختصر طور پر عرض ہے ان پیر صاحب کی غیر شرعی حرکات دیکھی ہیں۔ اول تو حضرت نو جوان عورتوں سے اپنے پیر دسر و ہاتھ وغیرہ دبواتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ خود بھی جوان العمر ہیں نو جوان عورتوں سے پردہ بھی نہیں کراتے ہیں بلکہ یہ کہتے ہیں کہ یہ سب ہماری مرید ہیں اس لئے پردہ کرنا ہم سے لازم نہیں ہے۔ نیز مجلس قوالی میں بھی نو جوان عورتوں کو مدعو کیا جاتا ہے اور بعد میں اپنے کمرے (آستانہ) میں پیر ہاتھ دبواتے ہیں نیز جہاں کہیں بھی اور کسی شہر میں بھی اگر محفل ہو تو ان عورتوں کو اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔ حتی کہ اپنے وطن آزاد کشمیر تک لے جاتے ہیں۔ جناب بکر ایک سنی صحیح العقیدہ نمازی پرہیز گار ہے اور بریلوی مسلک رکھتا ہے۔ انہوں نے غیر شرعی حرکات دیکھتے ہوئے اپنی منکوحہ مسمات زلیخا کو منع کیا اور کہا کہ وہ اب آئندہ اس پیر سے پردہ کرے دیگر حرکات سے بھی سختی سے منع کیا تو پیر میرا دشمن بن گیا یہ حضرت کچھ نقلی علم و جادو ٹونہ جانتے ہیں مجھ کو رام کرنے کے لئے ہر حیلہ حربہ آزمایا اور دباؤ ڈالا کہ میں خود بیعت ہو جاؤں اور غیر شرعی حرکات پر منکوحہ کو منع نہ کروں کیوں کہ منکوحہ کے والدین پر کافی اثر رسوخ ہے یہ حضرت ان کی مالی مدد بھی کرتے رہتے ہیں اور ان کے پاس منکوحہ واس کی والدہ و دیگر عورتوں کے باقاعدہ فوٹوز ہیں جو کہ انہوں نے خود کیمرہ سے کھینچے ہیں۔ اس کے علاوہ وی. سی. آر پر مستورات کی فلم وغیرہ بھی دیکھتے رہتے ہیں جب میں قابو نہ آیا تو میرے ساتھ سازش کی اور میرے مکان پر منکوحہ کی والدہ اور اس کے بھائی کو بھجوادیا اور کہا کہ ایک تقریب ہے اس میں جانا ہے اس لئے آپ مسمات زلیخا کو ایک ہفتے کے لئے بھجوادیں۔ میں نے وہی شرائط رکھی کہ پیر سے پردہ کرانا اور کسی بھی محفل میں نہ بھجوانہ اور نہ ہی اس کے ملک آزاد کشمیر بھجوانا وعدہ کر کے لے گئے مسمات زلیخا تمام زیورات و پارچہ جات لے کر گئی لیکن وہ تو لے جانے کا بہانہ تھا واپسی نہیں بھجوائی حالانکہ میں بارہا مرتبہ لینے کو گیا اسی دوران منکوحہ کولڑکا پیدا ہوا۔ اس چار سال کے عرصہ کے دوران بارہا مرتبہ برادری کے معزز حضرات نے بھرپور کوشش کی کہ وہ بھجوادیں اس نام نہاد پیر سے بھی ملاقاتیں کیں تو اس نے شرائط پیش کر دیں، جب مسمات زلیخا کے والدین کو زور و دباؤ برادری نے دیا تو وہ لوگ یہی کہتے ہیں کہ ہمارا تو سب کچھ پیر ہے اس کی شرائط مان لو تو لیجاؤ ورنہ ہم کچھ نہیں کر سکتے ہیں پیر کی شرائط حسب ذیل ہیں۔

۱۔ مسمات زلیخا منکوحہ پردہ نہیں کرے گی میرا سر اور پیر و ہاتھ دباتی رہے گی۔

۲۔ میرا حکم مانے گی خاوند کے حکم پر عمل نہیں کرے گی میرے حکم کو مقدم سمجھے گی اس پر خاوند کو اعتراض نہ ہوگا۔

۳۔ نیز جب بھی ہم حیدر آباد آئیں گے منکوحہ کو سسرال سے ہمارے پاس بھجوانا پڑے گا اور جہاں پر جس بھی شہر میں یا میرے ملک آزاد کشمیر میں کوئی محفل و عرس ہوگا میرے ساتھ بھجوانا پڑے گا۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۴۔ یہ تمام شرائط اسٹامپ پر لکھ کر مجسٹریٹ کے پاس تصدیق کرا کر بکرا اقرار وقبول کرے تو بھجوائیں گے ورنہ نہیں۔ مجبور ہو کر میں نے عدالت سے رجوع کیا اور حق زوجیت کا دعویٰ دائر کیا ہوا ہے عرصہ ۳ سال ہو گیا ہے یہ دیوانی کیس ہے نہ معلوم کب تک چلے اس لئے میں نے ایک درخواست حلقہ کونسلر کے یہاں پر برائے سرٹیفکیٹ دوسری شادی کی ہے۔ کیس زیر سماعت ہے اب اپنے جواب میں بھی تحریری طور پر وہی شرائط پیر والی رکھی ہیں ان حالات کے تحت ان شرائط کو قبول کروں تو بھجواتے ہیں ورنہ نہیں ایسی صورت میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

۱۔ مندرجہ بالا چاروں شرائط جو پیر نے دی ہیں کیا حکم ہے؟

۲۔ ایسے پیر کے متعلق کیا حکم ہے کیا واقعی وہ پیر ہے؟

۳۔ منکوحہ مسمات زلیخا کے لئے کیا حکم ہے؟

۴۔ منکوحہ کے والدین و بھائیوں کے اور ان کے عزیز جوان سے بیعت ہیں ان کے ہم نوا ہیں کیا حکم ہے۔ برائے کرم تفصیل سے واضح طور پر جواب عنایت فرمائیں۔ بینوا، توجروا فقط والسلام ایک سائل

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: بیویاں اگر ناشائستہ، ناشزہ، نافرمان اور حقوق شوہر سے لاپرواہ ہوں تو ایسی صورت میں اصلاح احوال کے لئے قرآن کریم نے مردوں کو تین تدبیریں بتائیں۔ **فَعِظُوهُنَّ** (النساء: 34) انہیں سمجھاؤ اور بتاؤ کہ شوہر کی نافرمانی اور اس کی اطاعت نہ کرنے میں دنیا و آخرت دونوں میں خسران و وبال کے سوا کچھ نہیں۔ اب بھی اگر اصلاح نہ ہو تو دوسری منزل سزا کی یہ ہے کہ **وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ** (النساء: 34) انہیں خواب گاہوں میں تنہا چھوڑ دیں۔ یہ تدبیر بھی کارگر نہ ہو تو تیسرا علاج یہ ہے کہ **وَاضْرِبُوهُنَّ** تادیب کے طور پر ہلکی سی مار ماری جائے۔ پیر صاحب نے جو شرائط رکھی ہیں وہ کلیہ طور پر خلاف شریعت ہیں کوئی بھی سچا مسلمان انہیں قبول نہیں کر سکتا۔ آزاد عورت کو حرام ہے کہ کسی نامحرم مرد کے بدن کو ہاتھ لگائے اگر چہ ہاتھ پاؤں کو۔ اور مرد پر حرام ہے کہ اسے اس کی اجازت دے۔ ہاتھ پیر دبوانا تو کجا، پیر کو یہ بھی حرام ہے کہ اجنبی عورت کا ہاتھ پکڑ کر بیعت کرے۔ (فتاویٰ رضویہ، سنی بہشتی زیور) اس قسم کے نام نہاد پیروں وصوفیوں سے اللہ تعالیٰ اپنی عافیت میں رکھے۔ منکوحہ مسمات بدستور اپنے شوہر کے نکاح میں ہے۔ شوہر کو چاہئے کہ کسی بھی طریقہ سے اسے گھر میں لا کر رکھے۔ یوہیں عورت پر بھی لازم ہے کہ وہ ایسے پیر سے دور رہے اور ہرگز ہرگز اس معاملہ میں حقیقی بہن بھائی بلکہ ماں باپ کی بھی رعایت و مروت نہ رکھے کہ شوہر کی نافرمانی خدا کو پسند نہیں ہے اور جس چیز سے خدا راضی ہو اس سے بچنا بہت ضروری ہے۔ واللہ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲/۱۹/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

عورت اگر بغیر اجازت گھر سے چلی جائے تو نکاح نہیں ٹوٹتا

سوال: جناب مفتی محمد خلیل خان صاحب، السلام علیکم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں یہ بیان حلفیہ دیتا ہوں کہ: میرے گھر میں میری بیوی سے لڑائی ہوئی اور جب وہ گھر سے گئی تو میں نے کہا کہ تم جا رہی ہو میری اجازت کے بغیر یہ شرع کے خلاف ہے۔ میں نے کہا کہ ممکن ہے کہ تم نکاح سے باہر ہو جاؤ جب یہ نکل گئی اپنے چھوٹے لڑکے کے یہاں، اس کے بعد یہ گئی اپنے سمدھی کے یہاں، اور اس کے بعد اپنے بڑے لڑکے کے پاس، اس کے گھر میں تقریباً ایک ماہ رہیں اس کے بعد وہ اپنے مکان پر آ گئیں اب میں چاہتا ہوں کہ اپنا فیصلہ شرع اور اسلام کے مطابق فتویٰ جاری کریں۔ علی حسین، لطیف آباد ۸

الجواب: عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر، گھر سے نکل جائے تو اس سے نکاح نہیں جاتا۔ وہ دونوں بدستور میاں بیوی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ

عمل لواطت سے (معاذ اللہ) طلاق نہیں ہوتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید نے اپنی منکوحہ بیوی سے بمقام دبر (پاخانہ کی جگہ) جماع کیا ہے۔ اس صورت میں طلاق ہو جائے گی یا کہ نہیں؟ برائے کرم شرع کے مطابق جواب دیکر شکریہ کا موقع دیں۔ خادم الاحناف حاجی اللہ دتہ قادری، خطیب جامع مدینہ مسجد لیاقت کالونی حیدرآباد

الجواب: زوجہ سے یہ فعل، اگرچہ بدفعلی اور باعث اذیت ہے مگر اس سے طلاق ہرگز واقع نہیں ہوتی۔ آخر وقوع طلاق کی کوئی وجہ تو ہو۔ گناہ وہ اپنی جگہ گناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ شوال المکرم ۱۴۰۳ھ

اگر شوہر نامرد ہو تو اس سے طلاق لی جاسکتی ہے؟

سوال: قبلہ مفتی محمد خلیل خان صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کیا فرماتے ہیں مفتیان دین اس مسئلہ میں کہ

اگر کوئی مسلمان شخص پیدائشی طور پر نامرد ہو اور دھوکہ وفریب سے کسی مسلمان عورت سے نکاح کرلے۔ نکاح کے بعد پہلی رات کو اپنی نامردی کا اقرار بھی کرتا ہے اور اپنی کمزوری کو چھپانے کے لئے اپنی بیوی کو مجبور کرتا ہے اور کہتا ہے میرے فلاں دوست سے تعلقات پیدا کرلو اگر ناجائز اولاد پیدا ہو جائے تو اس کا باپ بننے کو تیار ہوں۔ لڑکی طلاق مانگتی ہے اور خدا اور رسول کا واسطہ دیتی ہے مگر اس شوہر پر ذرا اثر نہیں ہوتا۔ جناب والا کیا ایسے مرد کے ساتھ کسی لڑکی کا نکاح جائز ہے؟ کیا یہ نکاح از روئے شریعت فسخ نہیں ہو جاتا؟ سیّد مبارک علی قادری ولد سیّد وزیر علی، سٹلائٹ ٹاؤن، میرپور خاص

الجواب: اگر واقعی شوہر اپنی بیوی سے جماع نہیں کرسکتا تو شوہر اس عورت کے حق میں عنین (نامرد) ہے اگر طلاق نہیں دیتا تو حکومت سے درخواست کرنی چاہئے تاکہ اس مقدمے کی کارروائی کسی مسلمان جج کے سپرد کی جائے۔ جب اس میں کامیابی ہو جائے تو مسلمان حاکم اس شوہر کو علاج کے لئے ایک سال کی مہلت دے اس کے بعد بھی مرد کامیاب نہ ہو سکے اور

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طلاق بھی نہ دے اور عورت طلاق کی خواستگار ہو تو حاکم شوہر سے بیوی کو طلاق دینے کے لئے کہے اگر طلاق دے دے تو فبہا اگر طلاق نہ دے تو حاکم وقت حکماً اس سے طلاق دلائے۔ اب طلاق کے بعد عورت عدت گزارے اور جس مرد سے چاہے نکاح ثانی کر لے۔ مہلت کے اس ایک سال کی مدت میں عورت ہرگز نکاح نہیں کر سکتی۔ (درمختار۔ فتاویٰ مظہریہ وغیرہ)

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ ذی الحجہ ۱۳۹۷ھ

ولیمہ مسنونہ کا طریقہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید کے مرحوم والدین نے چھ (۶) سال کی عمر میں زید کو رشتہ ازدواج میں منسلک کیا تقریباً اکیس سال بعد دلہن کی رخصتی ہوئی۔ واضح ہو کہ بچپن کی اس شادی میں باقاعدہ نکاح و ولیمہ وغیرہ کی انجام دہی ہو چکی ہے دلہن کے گھر پر آنے کے بعد دوست احباب کا اصرار ہے کہ ولیمہ کیا جانا چاہیے مختصر ہو۔ فی الوقت زید کی مالی پوزیشن اس کی متحمل نہیں کہ وہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق ولیمہ کر سکے تاہم مالی حالت بہتر ہوتے ہی زید کا پروگرام یہ ہے کہ ایک محفل نعت یا کسی عالم کی تقریر کا اہتمام کیا جائے جس میں جملہ احباب شرکت کر سکیں بعد ازاں مختصر خورد ونوش ہو۔ کیا یہ دعوت ولیمہ کے متبادل ہو سکتی ہے۔ تفصیلی جواب مرحمت فرما کر مشکور فرمائیں۔ سائل۔ سید منیر احمد، خواجہ چوک حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** ولیمہ یہ ہے کہ شب زفاف کی صبح کو اپنے دوست احباب وعزیز اقارب اور محلے کے لوگوں کی حسب استطاعت ضیافت کرے۔ اسی کے لئے حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کہ ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری کے گھر سے۔ یا ایک ہی بکری سے۔ یہی ضیافت، دعوت مسنونہ ہے جتنا بآسانی بن پڑے کر گزرے۔ ہاں اس میں دنیاوی واہ واہ مقصود نہ ہو، ورنہ ادائے سنت کا ثواب نہیں ملے گا۔ اور اب کہ وہ وقت گزر گیا ادائے سنت کی نیت سے جب بھی اس ضیافت کا اہتمام کرے گا، امید رکھنی چاہئے کہ اس پر ولیمہ کا ہی ثواب مرتب ہوگا۔ خلوص شرط ہے اور امید قبولیت، ایمان کی علامت۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب النفقہ

شوہر پر کتنا خرچہ واجب ہے؟

سوال: جناب مولوی صاحب آداب ایک مسئلہ ہے اس کا شرعی احکامات کی روشنی میں جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: میری شادی ۱۹۷۸ء میں ایک بزرگ نے کروائی۔ میں اپنے والدین کی اکلوتی بیٹی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا ہے اور میں کالج میں معلمہ ہوں۔ میرے شوہر کے ماشاء اللہ ۹ بھائی اور ایک بہن ہے۔ ہم ان کے مقابلے میں غریب ہیں اور وہ لوگ کھاتے پیتے ہیں کیونکہ میرے خسر سعودی عرب میں برسر روزگار ہیں بہت عرصہ سے۔ ماشاء اللہ دو دو مکان، پیسہ، سونا سب کچھ اللہ نے دیا ہے۔ خیر شادی کے وقت ان بزرگ نے ہمیں عندیہ دیا تھا کہ لڑکا حیدرآباد میں یعنی میرے والدین کے پاس رہے گا۔ اور جہیز وغیرہ کراچی میں جائے گا کیونکہ لڑکی کو کراچی میں رہنا ہے۔ اور میرے شوہر کے والدین نے بھی یہی کہا تھا بہت سے لوگوں کے سامنے۔ لیکن صرف زبانی بات ہوئی تھی کوئی اسٹامپ وغیرہ نہیں لکھوایا تھا۔ کیونکہ شریفوں کی تو زبان کا ہی اعتبار ہوتا ہے اور شادی کے وقت میرے شوہر اسلام آباد میں عارضی ملازم بھی تھے۔ مگر شادی کے بعد وہ دیر سے اسلام آباد پہنچے اور کوئی چھٹی عرضی بھی نہیں دی تھی اس لئے وہ ملازمت ختم ہوگئی یعنی شادی کے بعد میں نے اپنے شوہر کو بیروزگار ہی دیکھا۔ دوسری بات یہ کہ شادی کے بعد وہ لوگ اپنی زبان سے بھی پھر گئے اور میرے شوہر نے حیدرآباد میں رہنے سے انکار کر دیا کہ میں نے وعدہ نہیں کیا تھا بلکہ میرے والدین نے کیا تھا۔ خیر میرے والدین چونکہ گھر بگاڑنا نہیں چاہتے تھے اس لئے انھوں نے کہہ دیا کہ جب تم برسر روزگار ہو جاؤ تو اپنی بیوی کو لے جانا اور میرے کراچی نہ جانے کی خاص وجہ یہ تھی کہ میرے شوہر بیروزگار اور میں روزگار سے لگی ہوئی تھی تو گزارا تو کرنا تھا کیوں کہ شادی کے بعد ہر سال اللہ تعالیٰ ہمیں اولاد سے نواز رہا ہے۔ تین بچے ہو چکے ہیں اور چوتھے کی ولادت ہونے والی ہے۔ شادی کو پانچواں سال چل رہا ہے۔ اور ہماری خوش دامن نے بہو کو روزگار سے لگا دیکھ کر اپنے بیٹے یعنی میرے شوہر کے خرچے سے ہاتھ کھینچ لیا۔ اب میں جب سے میری شادی ہوئی ہے اپنا اپنے بچوں کا اور اپنے شوہر کا خرچہ برداشت کرتی آرہی ہوں بچوں کی ولادت کا خرچہ بھی میں ہی برداشت کرتی ہوں۔ شوہر اپنے والدین کے پاس کراچی میں رہتے ہیں۔ صرف میرے پاس وہ ۱۵ دن ایک مہینے میں ۲ دن کے لئے چکر لگاتے ہیں ان کے وہاں رہتے ہوئے میں ان کا تمام خرچ مثلاً کپڑے جوتے بستر مطلب چھوٹی چھوٹی سی چیز اور بڑی سی بڑی چیز کا خرچ میں برداشت کرتی اور ان کے کراچی حیدرآباد آنے جانے کا کرایہ بھی میں برداشت کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ شادی کے شروع کے دنوں میں انہوں نے ۱۰۰

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

روپے مہینہ باندھا ہوا تھا۔ وہ دیتی تھی بعد میں انہوں نے ڈیڑھ سو=/150 روپیہ کر دیا وہ برابر دیتی ہوں کبھی کبھی کسی مہینے میں نہیں لیتے تھے ورنہ پابندی سے دیتی ہوں۔ یہ سب کچھ ان کے کراچی رہتے ہوئے کرتی تھی۔ بس وہ اپنے والدین کے پاس کھانا جو کھاتے تھے وہ کھا لیتے تھے۔ اور اب شادی کے بعد میں ایک مرد کی طرح ذمہ داری میں پھنس گئی ہوں کوئی خواہش کوئی آرزو میرے شوہر نے پوری نہیں کی۔ چلیں وہ تو صحیح تھا کہ بے روزگار ہیں مگر اب پانچویں سال میں میرے شوہر کراچی میں روزگار سے لگ گئے ہیں۔ اور میں ابھی حیدرآباد میں ہی رہتی ہوں کیوں کہ میرے یہاں بچے کی ولادت ہونے والی ہے، دوسرے ٹرانسفر بھی نہیں ہوا اور میں شوہر کی ناراضگی سے نہیں بلکہ ان کی رضامندی سے حیدرآباد میں ہوں۔ کوئی لڑائی جھگڑا نہیں ہے مگر ان کا کہنا ہے کہ میں پورے سال بھر یا اس سے زیادہ پوری تنخواہ میں اپنی ماں کو دوں گا اور اس کے بعد ۵۰۰ سو روپیہ مہینہ اور بھی کچھ ہوسکا تو وہ زندگی بھر ماں کو دوں گا۔ انہوں نے پہلی تنخواہ پوری پوری ماں کو دی ان کی سروس کے بعد پہلا تہوار تو عید کا تھا یعنی بقر عید کے تہوار سے ایک ہفتے پہلے ان کی تنخواہ ملی اور ایک ہفتے بعد تہوار آیا مگر میں اور بچے ان کی تنخواہ کی ایک پائی سے بھی محروم رہے۔ عیدی کے طور پر بچوں کے ہاتھ پر انہوں نے ایک روپیہ بھی نہیں رکھا۔ اور اپنی بیوی کو عیدی کے نام پر چوڑیوں کے لئے پانچ روپے تک نہیں دئے بلکہ الٹے پچاس روپے بھی لے گئے اور اب موٹر سائیکل دلانے کی فرمائش ہے کہ تم اتنے سال سے کما رہی ہو جبکہ میں اپنی تنخواہ ماں کو دے رہا ہوں۔ ٹھیک ہے ماں باپ کا حق ماں باپ کو دیں حالانکہ وہ ماشاء اللہ بہت صاحب حیثیت لوگ ہیں۔ مگر کیا میرے شوہر پر برسر روزگار ہونے کے بعد، بیوی بچوں کا نان نفقہ کا خرچ، اٹھانے کا فرض عائد نہیں ہوتا۔ اور وہ اپنی پوری تنخواہ ماں کو دینے میں حق بجانب ہیں بیوی بچوں کو ایک پائی بھی نہیں جبکہ ماں باپ صاحب حیثیت ہیں مجبور نہیں۔ کیا میں اپنے شوہر کے روزگار سے لگ جانے کے بعد بھی پہلے کی طرح تنگی سے اپنا اپنے بچوں کا خرچ اٹھاتی رہوں۔ جبکہ اب بچوں کو اسکول میں داخل کروانا ہے۔ جواب براہ کرم بند لفافے میں ہی دیجئے گا۔

۷۸۶ **الجواب:** ہر چند کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر فضیلت دی اور صاف فرمایا اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ (النساء:34) (یعنی مرد عورتوں پر حاکم، ان کے امور کا انتظام کرنے والے اور ان پر احکام نافذ کرنے والے ہیں اور دنیا کے انتظامی معاملات اور خانگی نظام میں عورت مرد کے ماتحت ہے)۔ مگر قرآن کریم یہ بھی ارشاد فرماتا ہے کہ ولھن مثل الذی علیھن (یعنی جس طرح مردوں کا حق عورتوں پر ہے اسی طرح عورتوں کا حق مردوں پر ہے)۔ تو عورتیں جانور یا جائیداد نہیں کہ مال موروثہ کی طرح ان پر مردوں کو تصرف کا حق حاصل ہو۔ صاف صاف ارشاد فرمایا وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (النساء:19) عورتوں کے ساتھ خوش اسلوبی سے پیش آؤ اور گزر بسر کرو۔ اور وہ خوش اسلوبی کیا ہے۔ خود قرآن عظیم ارشاد فرماتا ہے هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ (البقرہ:187) وہ تمہاری پوشاک ہیں اور اے مردو تم ان کی پوشاک۔ جس کا صریح مفاد یہ ہے کہ مرد اور عورت دونوں ایک دوسرے کے لئے مخلص اور وفادار ہوں۔ ایک دوسرے کے پردہ پوش، ایک دوسرے کے لئے باعث زینت اور ایک دوسرے کی تکمیل کا ذریعہ ہوں اور ایک دوسرے کی معاشرتی اور معاشی کمی میں، کمال کا وسیلہ بن کر رہیں۔ صاف ارشاد فرمایا: اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عَلَیْهِنَّ (طلاق:6) (یعنی عورتوں کو وہاں رکھو جہاں خود رہو اپنی طاقت بھر۔ اور انھیں ضرر نہ دو کہ ان پر تنگی کرو)۔ اسی آیت کریمہ کے تحت علماء کرام تصریح فرماتے ہیں کہ جس عورت سے نکاح صحیح ہوا اس کا نفقہ شوہر پر واجب ہے۔ اور نفقہ سے مراد ہے۔ کھانا کپڑا اور رہنے کا مکان۔ اور تینوں چیزیں، مرد اور عورت کی مالی حیثیت کے مطابق، شوہر پر مہیا کرنا واجب ہے۔ سال میں کم از کم دو جوڑے کپڑے دینا بھی، شوہر کی ذمہ داری ہے، جاڑوں میں جاڑے کے مناسب اور گرمیوں میں گرمیوں کے مناسب۔ یو ہیں عورت اگر شوہر کے متعلقین کے ساتھ بسر نہ کر سکے تو حسب حیثیت اسے مکان فراہم کرنا بھی شوہر کی ذمہ داری ہے۔ حیرت ہے کہ شوہر اپنی ذمہ داریوں سے بالکل غافل، عورتوں کے حقوق سے قطعی جاہل بنا ہوا، عورت کو ناحق ایذا پر ایذا دے کر، آخرت کا وبال خرید رہا ہے اور اس میں اعانت کرنے والی ہیں شوہر سے متعلق عورتیں۔ ماں اور بہنیں۔ پھر اولاد کی ذمہ داری، ان کے مصارف، ان کی کفالت سے جی چرانا، کریلا اور نیم چڑھا کے مصداق ہے۔ اولاد کی جانب سے یہ لاپرواہی، وبال دنیا بھی ہے اور عذاب آخرت کا موجب بھی۔ مولائے کریم ہدایت بخشے آمین۔ ایسی مثالیں، بہت کم دیکھنے میں آتی ہیں کہ شوہر پورا بے غیرت و بے حمیت بن کر، عورت کی کمائی کو اپنی کمائی سمجھ کر اڑائے اور اسے ناحق ایذا دے اور اپنی کمائی کو مستحقین سے روکے رکھے۔ ماں باپ کا حق سر آنکھوں پر مگر، اہل و عیال کے حقوق کو پامال کرنا کونسی دینداری یا عقل و شعور کی سند ہے۔ عذاب آخرت اور پرسش اعمال سے یوں بھی آنکھیں بند نہیں کرنا چاہئیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳۰ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ

جب بیوی تمام حقوق پورے کر رہی ہے تو نفقہ کی حقدار ہے

سوال: محترم قبلہ مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ نہایت مؤدبانہ التماس ہے کہ از راہ کرم مندرجہ ذیل مسئلہ کے متعلق شریعت محمدی کی روشنی میں علماء کرام کی رائے سے آگاہ فرمائیں۔ مشکور ہوں گا۔

مسئلہ یہ ہے کہ: زید نے بکر کی بیوہ کی لڑکی سے تقریباً ایک سال سے زائد ہوا شادی کی تھی۔ اور یہ تحریری معاہدہ ہوا تھا کہ منکوحہ کا ایک ہزار روپیہ مہر عند الطلب ہوگا اور بصورت نا اتفاقی ۳۵ روپیہ ماہانہ نان نفقہ دینا ہوگا۔ اب زید کا یہ رویہ ہے کہ وہ اپنی منکوحہ سے ٹھیک برتاؤ نہیں کرتا۔ اور گھر بٹھا دیتا ہے۔ ایسا کئی بار ہو چکا ہے۔ پچھلی بار بھی تقریباً ۷ ماہ رکھ کر بکر نے اپنی لڑکی کو بغیر کوئی نان نفقہ طلب کئے زید کے گھر بھیج دیا لیکن اس پر بھی اس کا رویہ درست نہیں ہوا لہٰذا اب مجبوراً بکر نے نان نفقہ کا مطالبہ کیا لیکن زید صاف انکار کر رہا ہے۔ ایسی صورت میں کیا منکوحہ کی طرف سے مہر و نان نفقہ کا مطالبہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور کیا زید کی طرف سے اس کی ادائیگی سے انکار درست ہے یا نہیں؟ السائل ایک خادم

۷۸۶ الجواب: جس عورت سے نکاح صحیح ہوا اس کا نفقہ شوہر پر واجب ہے۔ عورت خواہ محتاج ہو یا مالدار بلکہ جب عورت کا مہر معجل عند الطلب ہے اور اس مہر کا مطالبہ کرتی ہے کہ دیدو تو تمہارے گھر چلوں تب بھی نفقہ کی حقدار ہے بلکہ اگر وہ یہ کہتی ہے کہ جب تک مہر معجل نہ دو گے نہیں جاؤں گی تب بھی نفقہ پائے گی کہ اس کا انکار ناحق نہیں (عالمگیری۔ درمختار) اور جب کہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بیوی جانے کو تیار ہے اور شوہر کو اس پر انکار ہے تو عورت کا کوئی قصور نہیں بلکہ سراسر شوہر کا قصور بلکہ ظلم ہے۔ بہر حال عورت اپنے نان نفقہ کی مستحق ہے اور جب چاہے اپنے مہر اور نان نفقہ کا مطالبہ کر سکتی ہے اور زید پر اس کا ادا کرنا لازم وضروری ہے۔

واللہ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ ربیع الاول شریف ۱۳۸۹ھ

نافرمان عورت نفقہ کی حقدار نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں کہ

۱۔ بیوی کا خود ہی گھر چھوڑ کر میکے چلے جانا اور حق زوجیت ادا کرنے سے انکار کرنا اور شوہر کے گھر رہنے سے انکار کرنا جس کو دو برس ۸ ماہ گزر گئے اس صورت میں صلح صفائی کرنے کے باوجود، عورت کا اپنی ضد پر قائم رہنا اس صورت میں اسے بیٹا بھی تولد ہو گیا ہے مذکورہ عورت کو شرعاً نان نفقہ مانگنے کی اجازت ہے یا نہیں؟

۲۔ بیوی اپنے شوہر کی بے عزتی کرے اور اپنے رشتے داروں سے بھی اس خاوند کی توہین کرائے اور قاتلانہ حملہ کرائے۔ کیا ایسی عورت مجرم ہے یا نہیں؟ اسے شرعی اعتبار سے کیا سزا دی جائے؟

عرض گزار سہراب علی ولد محمد امین بھٹی قادری، ساکن بھٹی محلہ پھلیلی پار، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: عورت اگر شوہر کے یہاں سے ناحق چلی گئی تو نفقہ نہیں پائے گی۔ جب تک واپس نہ آئے۔ درمختار میں ہے (لانفقه) لخارجة من بيته بغير حق وهي الناشزة حتى تعود۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ ایسی عورت سخت گناہ گار اور مستحق غضب جبار ہے۔ ایسی کے لئے وہی سزا ہے کہ اولاً اس کو چھوڑ دیا جائے یعنی ترک صحبت۔ پھر اس سے باز نہ آئے تو جسمانی سزا، کہ اس کے مناسب ہو اور پھر مجبوراً طلاق۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ

حق پرورش عورت کو ہے

سوال: اعلیٰ حضرت قبلہ مفتی محمد خلیل خاں صاحب، ناظم اعلیٰ دار العلوم احسن البرکات، حیدر آباد، السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میری زوجہ مسمات وفات بانو بنت سیّد ظہور علی جو کہ صرف گھریلو ضد اور آپس کی معمولی ناچاقی کی بنا پر تقریباً ڈھائی سال سے اپنے تمام ملبوسات قیمتی زیورات کے ساتھ بغیر میری اجازت کے گھر سے چلی گئی اور قطعی غیر محرم کے ساتھ اپنی زندگی گزار رہی ہے جو کہ شرعاً اور حدود وقانون کے خلاف ہے۔ یہاں تک کہ اس کی ۱۰ اولاد بھی ہیں جس میں چھ لڑکیاں اور چار لڑکے ہیں۔ مگر مسمات نے اپنی کم سن اولاد کا بھی قطعی کوئی خیال اور محبت نہیں کی۔ اس حالت میں کیا اس عورت کو بطور زوجہ کے قبول کیا جا سکتا ہے۔ اس نے مجھ پر الزام لگایا ہے کہ میں نے اس کو طلاق دے دی ہے حالانکہ میں نے اب تک طلاق نہیں دی۔ اگر اب اسے طلاق دی جائے تو کیا وہ اپنا مہر لینے کا حق رکھتی ہے یا نہیں؟ کیا وہ میرے نکاح سے خارج ہو گئی ہے یا نہیں؟ کیا اتنے عرصہ تک کا وہ اپنے نان نفقہ لینے کا حق رکھتی ہے یا نہیں؟ کیا وہ اپنی کسی بھی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اولاد کو لینے کا حق رکھتی ہے یا نہیں؟ جبکہ سب سے چھوٹی لڑکی کی عمر آٹھ سال ہے اور یہ تمام بچے اپنی ماں کی محبت سے اتنے عرصے سے محروم ہیں۔ اور قطعی نامانوس ہو گئے ہیں جبکہ ان بچوں کے نانا اور نانی کا بھی انتقال ہو گیا ہے۔ غیر شخص جس کے ساتھ یہ اب تک رہ رہی ہے وہ بھی اس قابل نہیں کہ ان بچوں کا کفیل ہو سکے۔ اس کا نام عبدالرشید ولد منا ہے۔ یہ شخص نہ ہی خاندان سے ہے اور نہ ہی کسی قسم کی رشتے داری ہے۔ اس کے بارے میں آپ ہمیں فتویٰ دیں۔ عین نوازش ہوگی۔

سید سرفراز علی ولد ممتاز علی، ساکن پلاٹ حلقہ ۱۰۔ میر پور خاص، مورخہ ۱۱ اپریل ۱۹۸۴ء

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں نکاح ومہر بدستور قائم ہے۔ ہاں بے اجازتِ شوہر، چلے جانے کے باعث نفقہ ساقط ہو گیا اب اگر وہ شوہر کے بلانے پر بھی نہ آئے تو نان نفقہ کی اصلاً مستحق نہیں جب تک شوہر کے گھر میں نہ آئے۔ درمختار میں ہے لانفقة لخارجة من بيته بغير حق وهي الناشزة حتى تعود به۔ گھر سے نکل جانے سے نکاح ختم نہیں ہوتا اور مہر تو صحبت کے ساتھ ہی شوہر پر لازم ہو جاتا ہے۔ اس وقت عورت چونکہ نکاح میں ہے اس لئے حق پرورش بھی اسے حاصل ہے۔ ہاں اگر شوہر طلاق دے دے اور وہ بچے کے غیر محرم سے نکاح کرلے تو عورت کو حق پرورش نہ رہے گا اور اگر محرم سے نکاح کرلے تو حق پرورش باطل نہ ہوگا (درمختار وغیرہ۔) جہاں تک ممکن ہو عورت کے ساتھ نباہ کی کوشش کرے کہ حدیث شریف میں فرمایا عورت ٹیڑھی پسلی سے بنائی گئی ہے تو اسے اسی طرح استعمال کر، اگر سیدھی کرنا چاہے گا تو اسے توڑ دے گا اور اسے توڑنا طلاق دینا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۵۲۴/ ۱۹۸۴/ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ساتویں ماہ میں پیدا ہونے والا بچہ شوہر کا ہے/نفقہ اور بچہ کا خرچہ

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وعلماء کرام مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ: عرصہ چار سال قبل زید کا عقد مسمات کے ساتھ ہوا۔ دونوں بالغ اور جوان تھے۔ مسمات کو حمل قرار پا گیا تھا۔ رخصتی کر دی گئی تھی۔ چار یوم بعد واپس مسمات میکے آ گئی اور پھر سسرال چلی گئی اور شادی کی رخصتی کی تاریخ سے عرصہ سات ماہ کے اندر اندر مسمات کے سسرال میں بچی پیدا ہوئی جو کہ بالکل کمزور اور لاغر تھی ایک ہفتہ تک اس کو روئی میں رکھا گیا اور اللہ تعالیٰ نے زندگی دیدی۔ زید نے مسمات پر بہتان لگایا کہ یہ بچی ساتویں ماہ میں ہوئی ہے اس لئے یہ میری نہیں ہے۔ مسمات کو اس کے والدین گھر لے آئے اور زید واس کے والد عزیز اقارب سے کہا گیا تو انہوں نے زید کو سمجھایا کہ کیا بچے ساتویں ماہ میں نہیں ہوتے ہیں اور اس لئے تم غلط فہمی دور کرو اور بلاوجہ بہتان نہ لگاؤ بہت بڑا گناہ ہے۔ اس پر کلمہ پڑھ کر زید نے یقین دلایا کہ میری صفائی ہو گئی اب میں بہتان نہیں لگاؤں گا اور اس یقین دہانی پر مسمات کے والدین نے مسمات کو زید کے یہاں پر بھجوا دیا ایک دو بار میکے آئی اور سسرال جاتی رہی لیکن وہ بدبخت پھر بہتان لگاتا رہا اور طعنہ دیتا رہا جب مسمات کے والدین کو پتا چلا کہ مسمات سخت اذیت میں ہے اور کئی ماہ سے اس کو طعنہ بازی دی جارہی ہے تو اس کی والدہ اس کو یعنی مسمات کو دو یوم کے لئے میکے لے آئیں پھر زید لینے کو نہیں آیا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بلکہ دھمکی دیتا رہا کہ میں طلاق دے دوں گا۔ مسمات کئی ماہ سے سسرال میں تھی جب اس کی والدہ لے کر آئی تو عرصہ قریب چھ ماہ بعد مسمات کو اس کے میکے میں لڑکا پیدا ہوا اطلاع دی زید نہیں آیا کئی مرتبہ بات کی کہ تم اپنے بچوں کو لے جاؤ عرصہ دو سال سے اوپر ہو گیا ہے مسمات اپنے میکے میں ہی ہے۔ دو بچے ہیں ایک لڑکی چار سال کی اور لڑکا قریباً ڈیڑھ سال کا ہو گیا ہے۔ مسمات کو جو جہیز دیا تھا اور والدین نے جو زیور دیا تھا اور جو نکاح کے وقت زید نے زیور دیا تھا وہ بھی سب زید کے پاس ہے نہیں دیتا ہے۔ براہ کرم مندرجہ ذیل امور پر آگاہ فرمائیں۔

۱۔ زید نے جو مسمات پر بہتان لگایا ہے کہ ساتویں مہینے میں بچی پیدا ہوئی ہے وہ میری نہیں ہے۔ از روئے شریعت کیا حکم ہے؟ سنا ہے کہ ایسے ہی کیس کا فیصلہ جناب حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی فرمایا تھا؟

۲۔ مسمات عرصہ دو سال سے اوپر اپنے میکے میں ہی ہے اس کے ساتھ اس کی ساڑھے تین سال کی بچی اور ڈیڑھ سال کا بچہ بھی ہے۔ لڑکے کی زچگی بھی میکے میں ہوئی ہے۔ کیا عدالت عالیہ سے اپنے نان نفقہ اور زیور جو کہ اس کے والدین نے دیا تھا اور بوقت نکاح جو زیور زید نے دیا تھا اور جہیز کے سامان وغیرہ لینے اور ماہانہ خرچہ کے لئے رجوع کر سکتی ہے؟

۳۔ مسمات یہ کہتی ہے کہ جو زیور بوقت نکاح میرے سسرال والوں نے دیا تھا وہ بھی میری ملک ہے کیا یہ صحیح ہے؟

۴۔ جیسا کہ زید طلاق کی دھمکی دے رہا ہے اور لے جانے کو تیار ہی نہیں ہے تو ایسی صورت میں مسمات کیا از روئے شریعت دو سال کا جو کہ گزر چکے ہیں اس کا خرچہ لینے میں حق بجانب ہے؟

۵۔ اگر خدانخواستہ طلاق مغلظہ دے دی تو لڑکی ولڑکے کو کتنے سال تک اپنے پاس رکھ سکتی ہے اور کیا خرچہ ماہانہ لے سکتی ہے؟

بینوا، توجروا

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: حمل کی مدت کم سے کم چھ مہینے اور زیادہ سے زیادہ دو برس ہے لہٰذا ساتویں ماہ میں پیدا ہونے والا بچہ یقیناً اس شوہر کا ہے۔ (درمختار، عامۂ کتب وغیرہ)

۲۔ جس عورت سے نکاح صحیح ہو اس کا نفقہ شوہر پر واجب ہے (عالمگیری۔ درمختار) نفقہ سے مراد کھانا کپڑا رہنے کا مکان ہے (جوہرہ۔ درمختار) شوہر کے ہاں سے ناحق چلی گئی تو نفقہ نہیں پائے گی جب تک واپس نہ آئے (درمختار۔ ردالمحتار) اگر مسمات مذکورہ ناراض ہو کر اپنے میکے چلی گئی اور بلانے سے نہ آئے تو اس کا نان ونفقہ شوہر پر سے ساقط ہے جب تک وہ شوہر کے ہاں واپس نہ آ جائے۔ ہاں اگر لڑکی نے جانے سے انکار نہ کیا بلکہ باپ کے یہاں آئی تھی پھر شوہر کے بلانے کی منتظر رہی اور اس نے نہ بلایا تو اس صورت میں نفقہ کی حقدار ہوگی۔

۳۔ بوقت نکاح اگر سسرال والوں نے اس زیور کا مالک لڑکی کو بنا دیا تھا تو زیور کی مالک ہے ورنہ نہیں۔

۴۔ اس کا جواب نمبر (دو) میں موجود ہے۔

۵۔ خدانخواستہ طلاق ہو جائے پھر معلوم کریں۔ (یا سنی بہشتی زیور مؤلفہ مفتی محمد خلیل خان برکاتی کا مطالعہ کریں)

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۶/۴/۱۹۸۵ء

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ساتویں ماہ ولادت ہو تو نسب درست ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: میں مسمّی صلاح الدین ولد محبوب شاہ حلفیہ کہتا ہوں جو کہ میں اس تحریر میں لکھوا رہا ہوں وہ بالکل حلفیہ لکھوا رہا ہوں۔

میرا نکاح ۲۳/ستمبر ۱۹۸۴ کو ہاجرہ ولد مانو شاہ سے ہوا میرے نکاح کے سات ماہ بعد ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کی تاریخ پیدائش ۱۴-۷-۸۵ ہے۔ جس کی رسید (پیدائشی سرٹیفکیٹ) مجھے ۱۴-۷-۸۵ کو ملا۔ میری برادری والوں نے اس لڑکی کے پیدا ہونے پر شک وشبہات پیدا کئے ہیں۔ لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ بچہ سات ماہ میں بھی پیدا ہو سکتا ہے۔ آٹھ ماہ یا نو ماہ بعد بھی پیدا ہو سکتا ہے۔ اس لئے میں علماء دین سے فتویٰ لینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کیا سات ماہ بعد کوئی بچہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ کہ میں یہ حلفیہ کہتا ہوں تین آدمیوں کے سامنے میری بیوی ہاجرہ سے نکاح سے پہلے میرے کوئی ناجائز تعلقات نہیں تھے۔ علماء دین سے گزارش ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں فتویٰ دیں اگر ہم پر کوئی کفارہ لگتا ہے وہ ہم دینے کے لئے تیار ہیں۔

گواہوں کے نام ۱۔ شبیر احمد، ۲۔ حاجی رحمت علی، ۳۔ غلام رسول

صلاح الدین، مکان نمبر ۴۵۹، نزد بغدادی مسجد پریٹ آباد، حیدر آباد

میں مسمات ہاجرہ ولد مانو شاہ حلفیہ کہتی ہوں جو کہ میں اس تحریر میں لکھوا رہی ہوں وہ بالکل حلفیہ رکھوا رہی ہوں۔

میرا نکاح ۲۳، ستمبر ۱۹۸۴ کو صلاح الدین ولد محبوب شاہ سے ہوا۔ نکاح کے سات ماہ بعد ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا پیدائشی سرٹیفکیٹ ۱۴-۷-۸۵ کو بنا ہے۔ میری برادری والوں نے اس لڑکی کے پیدا ہونے پر شک وشبہات پیدا کئے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ بچہ سات یا آٹھ یا نو ماہ میں بھی پیدا ہو سکتا ہے۔ اس مسئلہ پر علماء دین سے فتوی لینا ضروری سمجھتی ہوں۔ کیا سات ماہ بعد کوئی بچہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ میں یہ حلفیہ کہتی ہوں تین آدمیوں کے سامنے کہ میرے شوہر صلاح الدین یا کسی اور سے نکاح سے پہلے کوئی ناجائز تعلقات نہیں تھے۔

علمائے دین سے گزارش ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں فتوی دیں یا اگر ہم پر کوئی کفارہ لگتا یہ تو ہم دینے کو تیار ہیں۔

گواہوں کے نام: ۱۔ شبیر احمد ۲۔ حاجی رحمت علی ۳۔ غلام رسول

ہاجرہ زوجہ صلاح الدین

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: حمل کی مدت کم سے کم چھ مہینے اور زیادہ سے زیادہ دو سال ہے۔ لہٰذا وقت نکاح سے چھ ماہ یا زیادہ پر بچہ پیدا ہوا تو نسب ثابت ہوا۔ اور اب جب کہ صورت مسئولہ میں یہ مدّت سات ماہ یا اس سے زیادہ بنتی ہے تو اس صورت میں اس لڑکی کا نسب مسمّی صلاح الدین سے ثابت ہوگا اور شرعاً یہ لڑکی اس کی جائز لڑکی کہلائے گی۔ (درمختار۔ عالمگیری وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید، ۲۳ ربیع الاوّل ۱۴۰۵ھ، ۷ دسمبر ۱۹۸۴ء

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دو سال کے اندر اندر صحبت نہ ہو اور بچہ پیدا ہو تو نسب ثابت ہے

سوال: جناب قبلہ محترم مولانا صاحب، السلام علیکم

ایک فتوی درکار ہے اس مسئلہ میں علماء دین کیا فرماتے ہیں

زید کی بیوی خاوند کی کشیدگی کی وجہ سے تقریباً دو ڈھائی سال تک اپنے میکے میں رہ گئی زید نے کئی مرتبہ کوشش کی کہ بیوی گھر آ جائے مگر تمام کوشش بیکار گئی۔ مندرجہ بالا بیان کے بعد ایک روز زید کی بیوی کے والدین نے لڑکی کو بھیج دیا پندرہ دن کے بعد معلوم ہوا کہ لڑکی حاملہ ہے پہلے دائی سے اور پھر ڈاکٹر سے معلوم کیا گیا تو دونوں نے یہ کہا کہ لڑکی کم از کم چھ ماہ کی حاملہ ہے۔ لڑکی کے والدین سے کہا گیا اپنی برادری کے چند لوگ لڑکی کے پاس گئے اور اس سے ماجرا معلوم کیا پہلے تو لڑکی نے صاف انکار کیا اور یہ کہا کہ اگر میرے اس گھر میں آنے سے بچہ نو ماہ پہلے پیدا ہو گا تو وہ ناجائز تصور کیا جائے گا اور پھر آٹھ ماہ دس دن میں لڑکی پیدا ہو گئی۔ بعد میں مندرجہ بالا افراد کے سامنے یہ اقرار کیا کہ میرے ایک لڑکے بکر سے جو کہ میرے والد کے مکان کی چھت پہ رہتا ہے تعلقات ہیں اور یہ لڑکی بھی بکر کی ہے لڑکی زید کی ہو گی یا بکر کی یا حرام تصور ہو گی یا حلال۔

۷۸۶ الجواب: حمل کی مدت کم از کم چھ ماہ ہے اور زیادہ سے زیادہ دو سال (عامۂ کتب) لہٰذا اگر زوجین میں کشیدگی کے باعث زوجہ اپنے والدین کے گھر بیٹھی رہی اور ولادت سے دو سال قبل تک زوجین میں خلوت صحیحہ نہ پائی گئی یعنی دو سال تک شوہر اور بیوی ایک دوسرے سے بے تعلق رہے اور شوہر شب باش نہ ہوا تو بعد ولادت یہ بچہ شوہر کا قرار نہ پائے گا اور نہ نسب ثابت ہو گا۔ اور اگر ولادت سے قبل دو سال کی مدت میں کسی وقت بھی شب باشی و خلوت صحیحہ پائی گئی تو بچہ زید کا قرار پائے گا اور عورت کے اقرار زنا سے نسب میں کوئی فرق نہ پڑے گا اور نہ اس اقرار سے عورت نکاح سے خارج ہو گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان البرکاتی القادری النوری عفی عنہ ۱۱ صفر المظفر ۱۳۸۵ھ

نان ونفقہ وحق پرورش سے متعلق فتوی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میری بیوی زہرہ خاتون نے شادی کے بعد مجھے بتایا کہ اس کو دل کا مرض ہے اور ایک کان سے سنائی بھی نہیں دیتا۔ اس کے والدین نے شادی سے قبل ایسی کوئی بات نہیں بتائی تھی۔ بہر حال اس کے والدین سے پرسش احوال کی گئی تو انہوں نے بہ تکلف تسلیم کیا کہ حقیقتاً ایسا ہی ہے۔ سابقہ معالج کی تجویز دوا پرہیز و احتیاط کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ دل کا مرض بہت معمولی نوعیت کا تھا لہٰذا نہ کسی دوا وغیرہ کی ضرورت ہے، نہ پرہیز و احتیاط کی احتیاج ہے۔ لیکن جلد ہی ظاہر ہو گیا کہ حقیقت اس کے برعکس ہے کیوں کہ میری بیوی بتدریج کمزور ہوتی چلی گئی۔ حیدرآباد اور کراچی میں ڈاکٹروں کو دکھایا گیا۔ انہوں نے کمزوری کا سبب دل اور پھیپھڑے کا پرانا مرض بتایا۔ میری بیوی جب تک میرے پاس حیدرآباد میں رہی دوائیں بے دریغ مہیا کی گئیں غذا حسب طلب اور جتنی کسب حلال نے اجازت دی۔ بہم پہنچائی گئیں۔ آرام اس قدر کہ (ڈاکٹر کی اجازت سے) کھانا پکاتی تھی۔ گھر کے جملہ امور میں خود

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سرانجام دیتا تھا۔ اس سلسلے میں بیوی کے والدین نے بھی کوئی تعاون نہیں کیا۔ البتہ علاج کے دوران میرے سسر اور سالی حیدرآباد اچانک اسے لینے آ پہنچے۔ میں نے اس شرط پر جانے کی اجازت دی کہ سرجن جتوئی سے مرض کی تشخیص تو ضرور کرائیں لیکن علاج ہومیو پیتھی کا کرائیں۔ یہ شرط میں نے اس لئے رکھی تھی کہ میں آپریشن کے حق میں نہیں تھا۔ میرے علم و یقین کے مطابق دو چار دن ہومیو پیتھک کی ادویات کسی غیر معروف ڈاکٹروں کی استعمال کی گئیں لیکن پھر مستقل طور پر سرجن جتوئی کا ہی علاج شروع کر دیا گیا۔ اس ڈاکٹر جتوئی کے زیر علاج آنے کے بعد میری بیوی کی حالت اور خراب ہوگئی تو میں نے اس کو حیدرآباد لانا چاہا لیکن اس کے والدین نے حیلے بہانوں اور دھمکیوں سے کام لے کر اسے حیدرآباد نہ آنے دیا اور بالا ہی بالا اس کے آپریشن کا فیصلہ کر لیا۔ سرجن جتوئی کی مہارت کی ایسی ہوا باندھی کہ مریضہ بھی اس موت کے کھیل پر تیار ہوگئی۔ مجھے اس فیصلہ کا علم ہوا تو میں نے اس کی مخالفت کی لیکن لڑکی چونکہ اپنے والدین کے گھر تھی اور اس سلسلے میں بڑی حد تک اس کو زیر اثر لیا جا چکا تھا۔ خود والدین کے دماغوں میں تو ہوا ہی اور سمائی تھی۔ لہٰذا میری مُخالفت بے نتیجہ ثابت ہوئی۔ میں نے بیوی کو والدین کی مرضی کے آگے بے بس پا کر خاموشی اختیار کر لی۔

دل کے آپریشن پر زر کثیر خرچ ہونا تھا اور میں اس کا متحمل نہیں ہو سکتا تھا لہٰذا میں نے اپنے محکمے سے رجوع کیا اور تین ماہ کی جان توڑ کوشش کے بعد بالآخر آپریشن کے لئے پچاس ہزار روپے منظور کرانے میں کامیاب ہو گیا لیکن میرے سسر وغیرہ نے اس سہولت سے فائدہ اٹھانے کے بجائے میری بیوی کے واحد ملکیتی رہائشی پلاٹ کو فروخت کر کے آپریشن کے مصارف پورے کرنے کو ترجیح دی۔ میری بیوی آپریشن کے بعد جانبر نہ ہو سکی۔ خداوند کریم اس کی مغفرت فرمائے۔ (آمین) اور سرجن جتوئی (معاذ اللہ) کو خدا سمجھنے والوں کو نیک توفیق دے۔

https://t.me/Tehqiqat

میری بیوی مرحومہ کی یادگار ایک فرزند بعمر چار سال (تقریباً) بنام محمد ذیشان خان میرے پاس ہے اور میرے ساتھ مقیم میری چھوٹی بہن کے بچوں میں گھل مل کر ہنسی خوشی رہ رہا ہے۔ براہ کرم ارشاد فرمائیں کہ

ا۔ (الف)۔ والد کے ہوتے ہوئے کوئی اور رشتہ دار بچے کی پرورش کا حق رکھتا ہے؟ خصوصاً جبکہ والد ہر طرح بچے کا خیال رکھتا ہو اور بچہ بھی باپ سے خوش ہو اور سگی پھوپی اور اس کے بچوں میں گھل مل گیا ہے۔

ب۔ کیا بچے کو پرورش کے لئے ایسے رشتہ دار کے پاس چھوڑا جا سکتا ہے۔ جہاں یقین کی حد تک یہ گمان ہو کہ ان کے یہاں ناجائز آمدنی بھی آتی ہے؟ اس یقین و گمان کی بنیاد گھر والوں کا معیار زندگی اور ان کے قریبی رشتہ داروں کی رائے ہے۔

ج۔ اگر بچے کا والد اور قریبی دودھیالی رشتہ داروں کے ہوتے ہوئے بھی بچے کے ننھیال رشتہ داروں کو حق پرورش ہے تو کتنی مدت تک ہے۔ نیز بچے کی کفالت کس کے ذمے ہوگی؟ اور خرچ کی شرح والد کی حیثیت و منشا کے بموجب ہوگی یا دعویداروں کے مطالبے کے مطابق؟

۲۔ مرحومہ کا مہر مبلغ گیارہ ہزار روپے تھا جو اس نے شادی کے کچھ عرصہ بعد مشروط طور پر معاف کر دیا تھا۔ شرط اس لحاظ سے لغو اور بے معنی تھی کہ اس کی بنیاد ایک حد تک شکوک اور بڑی حد تک مذاق پر تھی لہٰذا اسے پورا نہیں کیا گیا نہ مرحومہ نے اپنی باقی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

زندگی میں اس شرط کو پورا کرنے کا ذکر کیا نہ مطالبہ کیا۔ مہر کے دعویدار لڑکی کے والدین کے لئے کسی خاص مالی حیثیت کی شرط ہے یا ہر حیثیت کے لوگ یہ مطالبہ کر سکتے ہیں؟

۳۔ مرحومہ کا جہیز والدین کی زرخرید اشیاء اور تحائف پر مشتمل تھا۔ کچھ تحائف اس کے والدین نے از خود اپنے گھر رکھ لئے تھے۔ اس قسم کی قطع و برید نیز ان زرخرید اشیاء اور تحائف کے لئے کیا حکم ہے؟ ہمارے خاندان میں بیوی کے انتقال کے بعد جہیز وغیرہ کی واپسی کا رواج نہیں ہے۔ شادی کے وقت ایسا کوئی معاہدہ بھی زبانی یا تحریری لڑکی کے والدین سے نہیں ہوا تھا۔ نیز میری بیوی کی دو سگی خالائیں وفات پا گئیں تو ان کا بھی جہیز وغیرہ واپس نہیں ہوا تھا۔

۴۔ (الف)۔ مرحومہ کا ملکیتی پلاٹ (عطیہ والد) مبلغ ساٹھ ہزار روپے میں فروخت ہوا تھا۔ آپریشن پر =/۳۲۸۸۶ روپے خرچ ہوئے تھے۔ باقی ماندہ رقم =/۲۶۱۱۴ روپے کے لئے کیا حکم ہے۔ یہ رقم اس کے والدین کے قبضے میں ہے۔

(ب)۔ کیا کوئی شخص جس کی تحویل میں باقیماندہ رقم =/۲۶۱۱۴ روپے آ گئی ہو۔ اپنی مرضی سے بے جا خرچ کر سکتا ہے؟

۵۔ مرحومہ کی شادی کے وقت دیے گئے ہماری طرف کے زیورات میں چار عدد طلائی چوڑیاں اور دو عدد انگوٹھیاں نیز اس کے والدین کی طرف سے ملے ہوئے زیور ایک عدد طلائی ہار، کانوں کے دو عدد طلائی آویزے اور ایک عدد انگوٹھی اس کے والدین کے قبضے میں ہے؟ اس زیور کے سلسلے میں حکم شرعی سے آگاہ فرمادیں۔ احقر نصیر محمد، تھل مل کالونی، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: ماں نہ ہو تو حق پرورش نانی کے لئے ہے۔ یہ بھی نہ ہو تو نانی کی ماں۔ یہ بھی نہ ہو تو اب یہ حق پرورش دادی پردادی، وغیرہما دوھیال والوں کے لئے ہے اور جس عورت کے لئے حق پرورش ہے اس کے پاس لڑکے کو سات برس کی عمر تک اور لڑکی کو نو برس کی عمر تک رہنے دیا جائے گا۔ (درمختار ردالمحتار)

۲۔ نابالغ بچہ کا نفقہ اور ضروریات زندگی مہیا کرنا باپ کے ذمہ واجب ہے۔ جبکہ خود اولاد کی ملک میں مال نہ ہو۔ اور اگر نابالغ کی ملک میں مال ہے تو باپ پر نفقہ نہیں (جوہرہ وغیرہ) اور ظاہر ہے کہ نابالغ اولاد کے نفقہ وغیرہ میں باپ کی حیثیت کا لحاظ رکھا جائے گا نہ کہ پرورش کرنے والوں کے اندھادھند مطالبہ کا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ مہر عورت کا خالص حق ہے اور مال متروکہ، اگر شوہر نے ادا نہ کیا تو اس میں وراثت جاری ہوگی اور دوسرے مال متروکہ کی طرح اس میں بھی ماں باپ کا حق ہے یعنی ہر ایک کا چھٹا حصہ۔ بشرطیکہ وہ اس کی موت کے وقت زندہ ہوں اور چونکہ مہر مال متروکہ ہے لہٰذا اولاد یعنی لڑکے کی موجودگی میں شوہر کا کل مال سے ۱/۴۔ اور باقی مرحومہ کے بیٹے کا۔ اگرچہ وہ نابالغ ہے۔ جہیز میں سے حصہ مقررہ کا مطالبہ والدین کر سکتے ہیں۔ اپنی مرضی سے یا کسی کی حیثیت کے مطابق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ جہیز کا تمام سامان عورت کی ملک ہے یعنی جو اسے دیا گیا خاص اس کے لئے اور جب وہ مال عورت کی ملکیت ہے تو اس میں بھی وراثت جاری ہوگی اور ہر وارث کا جو حصہ شرعاً بنتا ہے وہ پائے گا۔ جہیز میں رسم کا اعتبار نہیں۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ شرفاء میں اس کی واپسی کا دستور نہیں۔ (درمختار)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۵۔ اوپر مذکور ہوا کہ میت کا تمام مال متروکہ اس کے وارثوں کا حق ہے اور ہر وارث اپنے حق کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ خواہ وہ مال

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

متروکہ جائیداد منقولہ کی صورت میں ہو یا زیورات وقیمتی پارچہ جات واسباب خانہ داری اور نقد کی صورت میں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۶۔ شوہر کے یہاں سے جو کچھ چڑھاوا گیا تھا اس میں رواج دیکھا جائے گا۔ اگر رواج یہ ہو کہ عورت ہی اس کی مالک سمجھی جاتی ہے تو وہ سب ہی عورت کی ملک ہو گیا اور اگر عورت مالک نہیں سمجھی جاتی تو وہ جس نے چڑھایا تھا اسی کی ملک ہے۔ خواہ شوہر کا والد ہو یا والدہ یا خود شوہر۔ یہ اس صورت میں شوہر یا اس کے والدین کو واپس کیا جائے گا۔ اس میں وراثت جاری نہ ہوگی۔ برخلاف اس زیور کے جو والدین نے اپنی بیٹی کو جہیز میں دیا کہ وہ عورت ہی کی ملک ہے۔ عورت ہی اس کی مالک ہے اور اس کی موت کے بعد اس میں وراثت جاری ہوگی اور بقدر حصہ شرعی، ہر وارث اپنا حق پائے گا۔ (فتاویٰ رضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲؍ رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب النسب

نکاح نامہ میں اصل ولدیت لکھی جائے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ: مسماۃ زمرد سلطانہ بنت محمد صدیق کی شادی ہوئی جبکہ مسماۃ زمرد سلطانہ کی عمر تین سال کی تھی۔ مسمی شفیق احمد نے جو کہ محمد صدیق کے حقیقی ماموں ہیں، اب تک زمرد سلطانہ کی پرورش کی ہے اور شفیق احمد نے والد کی حیثیت سے اپنی طرف سے زمرد سلطانہ کی شادی کی تاریخ مقرر کردی ہے لہٰذا نکاح میں لڑکی کے والد محمد صدیق کی ولدیت لازمی ہے یا کہ شفیق احمد کی جنہوں نے بچی کی پرورش کی ہے اور نہ ہی زمرد سلطانہ کے علاوہ ان کی کوئی اولاد ہے یعنی شفیق احمد کی ولدیت تحریر کردی جائے بروئے شرع شریف جواب عطا فرمائیں۔

خادم۔ بشیر احمد، حیدرآباد سندھ

۷۸۶ **الجواب:** زمرد سلطانہ بنت محمد صدیق، کی پرورش اگرچہ محمد شفیق نے کی اور فرض کر لیجئے کہ از اوّل تا آخر وہی اس کے تمام مصارف برداشت کرتا رہا اور برداشت کرے گا اس کے باوجود زمرد سلطانہ اپنے باپ محمد صدیق ہی کی بیٹی ہے۔ نکاح میں ایجاب وقبول کے وقت زمرد سلطانہ بنت محمد صدیق ہی کہی جائے گی اور یہی لکھی جائے گی۔ محمد شفیق کو ہرگز ہرگز یہ اختیار نہیں کہ وہ زمرد سلطانہ کو اپنی طرف نسبت کرے۔ خاندان کے بااثر حضرات اس حرکت سے بالجبر انہیں روکیں۔ واللہ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ ربیع الآخر ۱۳۹۸ھ

http://t.me/tehqiqat

شادی کے بغیر اگر اولاد ہوئی تو وہ صرف ماں کی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: مسماۃ صابرہ بالغہ وناکتخدا کے جب کچھ آثار حمل نظر آنے لگے تو اس کے اہل خانہ وعزیزوں نے اس سے پوچھ گچھ کی کہ یہ کیا اور کیسے ہوا تو اس نے سب کے استفسار پر کہا کہ مجھ کو میرے منگیتر اقبال نے جبراً کیا اس کا یہ نتیجہ ہے۔ چنانچہ جب اقبال سے دریافت کیا تو اس نے قطعاً انکار کیا اور کہا کہ یہ مجھ پر بہتان ہے اور میں ہر قسم کی قسم کھانے کو تیار ہوں کہ یہ میرا فعل نہیں ہے۔ مسماۃ صابرہ اب اسی حمل سے بچہ بھی جن چکی ہے۔ لہٰذا از روئے شریعت مطہرہ اقبال اور صابرہ کی قسموں کا اعتبار کس طرح کیا جائے دونوں فریق اپنے صدق پر قسم کھانے کو تیار ہیں اور اس اولاد کو کس سے منسوب کیا جائے؟ بینوا، توجروا

فقط السائل، محمد صابر علی عفی عنہ، رکشہ چوک، ضلع ٹھٹھہ

۷۸۶ **الجواب:** صاف ظاہر ہے کہ اس صورت میں قصور مسماۃ صابرہ کا ہے کہ اگر وہ اپنی بات میں سچی ہے تو وہ اپنے منگیتر سے اس طرح کیوں ملی کہ نوبت یہاں تک پہنچی اور ماں باپ کی اجازت سے ملی تو وہ بھی بری الذمہ نہیں۔ بہرحال بچہ صرف

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ماں کا ہے۔ اقبال سے اس کا نسب نہ مانا جائے گا اگر چہ وہ اسی کے نطفہ سے ہو کہ الولد للفراش و للعاھر الحجر ہاں اگر نکاح ہو چکا ہے اور رخصتی عمل میں نہ آئی تو شرعاً نہ یہ جرم ہے نہ بچہ ولد الزنا بلکہ ثابت النسب ہے اور اقبال اب بھی انکار کرے تو لعان واجب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۸ھ

اصل باپ کے علاوہ کسی اور کو باپ کہلانا گناہ ہے

سوال: جناب کیا بالغ لڑکے کے نکاح کے وقت اگر اس کے والد کا نام نہ لکھا جائے اور دوسرے یعنی سوتیلے والد کا نام لکھا جائے تو ایسی صورت میں نکاح جائز ہے اگر جائز ہے تو گناہ تو نہیں اور اس میں شریک ہونے والے حضرات تو گناہ گار نہیں۔ تفصیل سے جواب دے کر مہربانی فرمائیں۔ نکاح میں شریک ہونے والوں کو اگر علم ہو تو کیا وہ گناہ گار ہوں گے؟ جواب عنایت فرمائیں۔ یوسف علی، سرفراز کالونی، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: اپنے باپ یعنی جس کی صلب سے پیدا ہوا، اس کے علاوہ کسی اور کو اپنا باپ بتانا، کہلانا، لکھوانا، سب گناہ و حرام ہیں۔ حدیث شریف میں ایسے کو ملعون فرمایا۔ اور بوقت نکاح جبکہ صرف زوج کا نام لینے ہی سے گواہوں کو معلوم ہو جائے کہ فلاں بن فلاں ہے اور سوتیلے باپ کی طرف اس کی نسبت کر کے ایجاب وقبول عمل میں آیا تو نکاح ہو جائے گا اور شرکائے محفل نکاح پر بھی کوئی گناہ نہ ہوگا کہ نکاح یوں بھی صحیح ہے۔ یونہی عورت کے نام سے اسے جانا جائے کہ کون ہے۔ تب بھی نکاح میں کوئی خرابی لازم نہ آئے گی اور عموماً یہ بات سب کو معلوم ہی ہوتی ہے یہ فلاں بن فلاں ہے۔ جو اپنے سوتیلے باپ کے ساتھ ہے۔ تو گناہ کی کوئی بات بظاہر معلوم نہیں ہوتی۔ مگر قصداً منسوب کرنا، اور دھوکہ دینا گناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ ربیع الآخر ۱۴۰۳ھ

کسی مسلمان کی برہمن عورت سے اولاد ہوئی تو وہ مسلمان کہلائے گی

سوال: مکرمی و محترمی جناب مفتی محمد خلیل خان صاحب، دار العلوم احسن البرکات، حیدرآباد، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کیا فرماتے ہیں علماء دین بیچ اس مسئلے کے کہ: ایک مسلمان شخص کی داشتہ برہمن عورت تھی بعد میں مسلمان ہو گئی۔ اور اس سے چار لڑکے پیدا ہوئے تھے۔ ان چار لڑکوں نے شادی کی تو ان کی اولاد سے بیٹا یا بیٹی سے شادی کرنا جائز ہے یا نہیں؟

فقط آپ کا مخلص خادم، الحاج عبد الرحمٰن خان ولد حاجی جان محمد خان، حیدرآباد، سندھ، ۱۹۸۰ء/۱۱/۷

۷۸۶ الجواب: برہمن عورت کی اولاد، جو مسلمان سے ہوئی اگر چہ قبل از نکاح، وہ یقیناً مسلمان ہے اور ان کا نکاح جن مسلمان عورتوں سے ہوا وہ بھی یقیناً شرعاً صحیح اور ان صحیح نکاحوں سے ان کے یہاں جو اولاد ہوئی وہ یقیناً ثابت النسب اور شرعاً انہیں کی اولاد ہے۔ ان میں سے لڑکے خواہ لڑکی کسی کا بھی نکاح دوسرے مسلمان مرد وعورت سے یقیناً جائز ہے۔ حیث لا منع۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کسی اور کا بچہ پالا تب بھی اس کی ولدیت کے خانہ میں اصل باپ کا نام لکھا جائے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین اس مسئلہ میں اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین کہ: ایک شخص جو بدقسمتی سے شروع سے بے اولاد ہے اس نے اپنے ایک عزیز یا بھائی کی بچی کو گود لیکر پرورش کیا اور بچی اب جوان اور بالغ ہوگئی تو اس نے اس کی شادی مقرر کر دی اور دعوت نامے میں لڑکی کو اپنی ولدیت سے منسوب کیا۔ کیا یہ بات از روئے شریعت جائز ہے کہ نکاح کے دن وہ شخص اپنی ولدیت لکھوائے یا اس کو اصل باپ کی طرف منسوب کر کے ولدیت ظاہر کرے۔ فقط ایک سائل

۷۸۶ **الجواب:** قرآن کریم کا ارشاد گرامی ہے اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىِٕهِمْ (احزاب:5) (لوگوں کو ان کے باپوں کے نام سے پکارو) اس سے صاف صاف ظاہر واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ اولاد اسی کی مانی جائے گی جس کے نطفہ سے وہ پیدا ہے۔ لہٰذا ولدیت کے خانہ میں اس کے باپ ہی کا نام لکھا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ

نسب باپ سے چلتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید وبکر دونوں سگے بھائی ہیں۔ زید قضاء الٰہی سے فوت ہوجاتا ہے۔ اس کی بیوی اور ایک شیر خوار بچہ ہے۔ خاندان کے بزرگ چاہتے ہیں کہ بیوہ اور بچہ کسی دوسرے خاندان میں نہ جائیں لہٰذا بیوہ کا عقد (نکاح) بکر سے کر دیتے ہیں، اب بچے کی ولدیت کس کے نام سے چلے گی نئے یا پرانے اصل والد، اور بچہ کس خاندان میں شمار کیا جائے گا۔ ایس۔ اے۔ منور، تلک چاڑی حیدر آباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** قرآن کریم کا ارشاد گرامی ہے اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىِٕهِمْ (احزاب:5) (لوگوں کو ان کے باپ کے نام سے پکارو)۔ اور ظاہر ہے کہ نسب باپ سے چلتا ہے۔ تو بچہ جس کے نطفے سے پیدا ہوا اسی کا کہلائے گا۔ جس کی پرورش میں ہے وہ اس کا سوتیلا باپ ہے۔ ولدیت میں اس کا کوئی دخل نہیں۔ پھر زید وبکر حقیقی بھائی ہیں تو خاندان دونوں کا ایک ہوا۔ بچہ کا خاندان اس کے باپ دادا کا خاندان مانا جاتا ہے۔ کہ نسب میں شرعاً شجرہ پدری معتبر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ

غیر سیّد کا خود کو سیّد کہلوانا کیسا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسمّی زید جس کے حسب ونسب نکاح کا کسی کو علم نہیں ہے۔ اپنے چار یا پانچ سالہ بیٹے مسمّی پیر بخش کو ایک سیّد صاحب بزرگ کی خدمت میں بطور نذر پیش کرتا ہے سیّد صاحب موصوف یہ نذرانہ قبول کر کے پیر بخش کو گود لے لیتے ہیں۔ سیّد صاحب موصوف کی اپنی کوئی اولاد نہیں تھی۔ سیّد صاحب کے انتقال کو تقریباً ساٹھ ستر سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے۔ پیر بخش کے پوتا پوتی اس وقت موجود ہیں۔ سوال طلب امر یہ ہے کہ پیر بخش کے پوتا پوتی کو یہ حق از روئے شریعت حاصل ہے کہ وہ اپنے آپ کو اولاد سیّد صاحب موصوف بتاتے ہوئے اپنے نسب نامے کو ان سیّد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صاحب کے واسطہ سے امام موسیٰ کاظم تک پہنچادے اور اپنے آپ کو سیّد کہیں اور لوگوں سے سیّد کہلوائیں۔تو کیا انہیں سیّد کہنا ٹھیک ہے؟ آیات قرآنیہ اور احادیث واقوال ائمہ سے جواب عنایت فرمائیں۔

سیّد شہاب الدین ولد سیّد مظہر الدین، فقیر کا پڑ حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** زمانہ جاہلیت میں معمول تھا کہ اگر کوئی شخص بیوی کو ماں کہہ دیتا تو ساری عمر کے لئے وہ اس سے جدا ہوجاتی گویا کہ لفظ سے وہ حقیقی ماں بن گئی۔یوں ہی کسی کو منہ بولا بیٹا بنالیتا تو وہ سچ مچ بیٹا سمجھا جاتا اور سب احکام اس پر بیٹے کے جاری ہوتے تھے قرآن کریم نے اس لفظی مصنوعی تعلق کو حقیقی اور قدرتی تعلق سے جدا کرنے کے لئے، ان رسوم و مفروضات کی بڑی شدومد سے تردید فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـِٔیْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ اَدْعِیَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ؕ (احزاب:4) ''یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہاری ان عورتوں کو جنہیں تم ماں کے برابر کہہ دو تمہاری ماں نہ بنایا اور نہ تمہارے پالکوں کو تمہارا بیٹا بنایا'' پھر اتنا ہی نہیں صاف صریح حکم دیا کہ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىِٕهِمْ انہیں ان کے باپ ہی کا کہہ کر پکارو جن سے وہ پیدا ہوئے۔مفسرین کرام آیہ کریمہ کی تفسیر میں شان نزول بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت زید بن حارثہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے زرخرید تھے۔حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انہیں حضور سرور عالم کی خدمت میں دیا اور حضور نے انہیں آزاد کردیا۔تب بھی وہ اپنے باپ کے پاس نہ گئے حضور ہی کی خدمت میں رہے حضور ان پر شفقت و کرم فرماتے تھے اس لئے لوگ انھیں دستور کے موافق حضور کا فرزند کہنے لگے۔اس پر آیہ کریمہ نازل ہوئی اور حکم دیا گیا کہ ٹھیک بات یہ ہے کہ ہر شخص کی نسبت اس کے حقیقی باپ کی طرف کی جائے کسی نے لے پالک بنالیا تو وہ واقعی باپ نہیں بن گیا۔غرض یہ ہے کہ نسبی تعلقات اور ان کے احکام میں اشتباہ والتباس واقع نہ ہونے پائے اللہ نبی کریم ﷺ کا وجود مسعود ہماری ہستی سے بھی زیادہ ہم سے قریب ہے اور اگر اس روحانی تعلق کی بناء پر کہلوایا جائے کہ مومنین کے حق میں نبی بمنزلہ باپ کے بلکہ اس سے بھی ہزار ہا مراتب بڑی ہے تو بالکل بجا ہوگا لیکن جب حضرت زید بن حارثہ کو زید بن احمد کہنا ناجائز و حرام ٹھہرایا گیا حالانکہ وہ حضور کے پروردہ اور لے پالک بھی تھے تو جو شخص اپنے کو سیّد کہہ کر حضور کی اولاد کہے حالانکہ وہ سیّد نہ ہو تو وہ آیت کریمہ کی رو سے کتنا بڑا جرم ہوگا اس کا اندازہ ان احادیث کریمہ سے کیجئے کہ من ادعیٰ الی غیر ابیہ وھو یعلم انہ غیر ابیہ فالجنۃ علیہ حرام یعنی دیدہ و دانستہ اپنے باپ کے علاوہ اور کسی کی طرف نسب کرے تو جنت اس پر حرام ہے۔(مسلم شریف) بلکہ ایک اور حدیث شریف کا ارشاد ہے کہ ملعون من ادعیٰ الی غیر ابیہ یعنی ملعون ہے وہ شخص جو اپنے خاندان کے علاوہ کسی اور سے منسوب کرے بالجملہ جو شخص سیّد نہ ہو اور سیّد بنے وہ نبی کریم ﷺ کی لعنت کا مستحق ہے اور جنت اس پر حرام ہے نیز وہ درپردہ اپنی ماں کو گالی دیتا ہے کہ اس کا نکاح غیر سیّد سے ہوا اور وہ سیّد کو اپنی ماں کا خاوند بتاتا ہے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ شعبان المعظم ۱۳۸۴ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب الحضانۃ (پرورش کا بیان)

پرورش میں والدین کی ذمہ داری

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک عورت مطلقہ بائنہ کی عدت ختم ہو چکی ہے اور سابق شوہر سے ایک شیر خوار بچہ ہے۔ اس بچہ کو دودھ پلانے کے لئے عورت مذکورہ اجرت مانگتی ہے اور بچہ کو حقیقی پھوپیاں وغیرہ مفت دودھ پلانے کے لئے تیار ہیں۔ صورت مذکورہ میں کون مستحق ہے؟ حکم شرعی بحوالہ کتاب تحریر فرمائیں۔ عبدالحئی خان

۷۸۶ **الجواب:** بچہ کی پرورش کا حق، ماں کے لئے ہے خواہ وہ نکاح میں ہو یا نکاح سے باہر ہوگئی ہو۔ ہاں اگر بچہ کی ماں نے بچہ کے غیر محرم سے نکاح کر لیا تو اس کو پرورش کا حق نہ رہا اور اس کے محرم سے نکاح کیا تو حق پرورش باطل نہ ہوا۔ اور ماں اگر مفت پرورش کرنا نہیں چاہتی اور باپ اجرت دے سکتا ہے تو اجرت دے اور اگر تنگدست ہے، اور ماں کے بعد جن کو حق پرورش ہے اگر ان میں کوئی پرورش مفت کرے تو اس کی پرورش میں دیا جائے شرط یہ کہ وہ عورت بچہ کے غیر محرم کے نکاح میں نہ ہو (عالمگیری ردالمحتار، درمختار) اور ماں کے بعد حق پرورش نانی کو، دادی کو، بہن کو، پھر خالہ کو، ہے پھر پھوپی کو۔ (درمختار۔ ردالمحتار) واللہ تعالیٰ اعلم　　العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۲۰ ذی قعد ۱۳۸۶ھ

ناک سے دودھ ٹپکانا رضاعت ثابت کرے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید کی والدہ نے اپنا دودھ عمرو کی ناک میں ڈالا ہے کیا اس سے رضاعت ثابت ہوگئی یا نہیں؟ کیا زید اس عورت سے نکاح کر سکتا ہے جس کی ناک میں اسی کی ماں نے دودھ ڈالا ہے؟ بینوا بالبرھان، توجروا عند الرحمن

۷۸۶ **الجواب:** دودھ پینے سے مراد یہی معروف طریقہ نہیں بلکہ اگر حلق یا ناک میں ٹپکایا گیا جب بھی یہی حکم ہے یعنی رضاعت ثابت ہو جائے گی (ہدایہ جواہر وغیرہ) اور جب رضاعت ثابت ہوگئی تو یہاں نکاح جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۲۳ ربیع الآخر ۱۴۰۰ھ

صلہ رحمی مستحسن امر ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص مسمی مداری خان ولد نور خان اپنی بیوہ سالی مسمات بندو بی بی بیوہ نواب الدین (اور اس کے دو یتیم بچوں جن کی عمر ۱۴ سال، ۱۱ سال کی ہوگی) کی پرورش اور دیکھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بھال کرتا ہے۔اور اپنی طرف سے ان کی پوری پوری کفالت کر رہا ہے۔مگر برادری کے کچھ لوگ مسمی مداری خان کی اس کفالت اور دیکھ بھال کو مشکوک نگاہوں سے دیکھتے ہیں اور اس پر ناجائز تعلقات کا الزام لگا کر اس کو برادری سے خارج کر کے اس سے کھانا پینا لین دین قطعی بند کر دیا ہے۔کیا شرع شریف کی نظر میں مداری خان مجرم ہے۔اور اس کا برادری سے اخراج جائز ہے یا نہیں؟بینوا توجروا عند اللہ المستفتی عبدالوحید خان احقر سلمانی،حیدر آباد،سندھ

۷۸۶ الجواب: بندو بی بی اگر کسی علیحدہ مکان میں مقیم ہے۔اور مداری خان دوسرے مکان میں اقامت گزین ہے۔اور یہ دونوں ایک دوسرے سے تنہائی میں نہیں ملتے۔اور اب مداری خان بندو بی بی کی پرورش محض لوجہ الکریم کرتا ہے۔اور صلہ رحمی کے ماتحت اس کی نگرانی اور کفالت کرتا ہے۔تو شرعاً یہ کوئی معیوب نہیں۔بلکہ مستحسن ومطلوب ہے۔جس کا اجر انشاء اللہ تعالیٰ آخرت میں مداری خان کو ملے گا اور اگر دونوں ایک ہی مکان میں رہتے ہیں۔تو یہ بلاشبہ ناجائز وحرام ہے کہ ایک کی نگاہیں دوسرے پر پڑیں گی اور مرد کا اجنبیہ عورت کو دیکھنا جبکہ کوئی ضرورت شرعیہ نہیں۔جائز نہیں۔اور عورت کا مرد اجنبی کی طرف نظر کرنے کا بھی حکم یہی ہے کہ بلاضرورت شرعیہ جائز نہیں۔تو یہ خلوت یعنی اجنبیہ عورت کے ساتھ مرد کا ایک مکان میں تنہا ہونا حرام ہے۔صحیح حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب مرد عورت ایک ساتھ تنہائی میں ہوتے ہیں تو تیسرا شیطان ہوتا ہے۔(ترمذی) لیکن بایں ہمہ بلاشہادت شرعیہ ان دونوں پر ناجائز تعلقات کا الزام لگانا حرام اور اشد حرام ہے۔اور بلاشہادت شرعیہ دو مسلموں پر اس قسم کا الزام لگانے والے ان دونوں سے بڑھ کر مجرم اور مستحق تعزیر ہیں کہ گناہ کبیرہ کے مرتکب ہیں۔اللہ عزوجل فرماتا ہے وَ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِیْنًا (احزاب:58) یعنی جو لوگ مسلمان مرد اور عورت کو نا کردہ باتوں پر ایذا دیتے ہیں۔انہوں نے بہتان اور کھلا ہوا گناہ اٹھایا حدیث شریف میں فرمایا کہ بدگمانی سے بچو۔قرآن کریم نے حکم دیا کہ مسلمانوں کے بارے میں نیک گمان رکھو۔بالجملہ جو لوگ ان دونوں پر ناجائز تعلقات کا الزام لگاتے ہیں۔ان پر لازم ہے کہ اس حرکت سے باز آئیں۔توبہ کریں۔اور ان دونوں سے معافی کے خواستگار ہوں۔اور ان دونوں پر ضروری ہے کہ لوگوں کو بدگمانی کا موقع نہ دیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ ربیع الآخر ۱۳۸۳ھ

حق پرورش کی تفصیل

سوال: محترمی مکرمی جناب مولانا صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام شریعت محمدی کے مطابق اس مسئلہ میں کہ: جلال بن احمد گاؤں میں فوت ہو گیا جس نے پیچھے یہ ورثہ چھوڑے ایک زوجہ مسمات عنایت اور دو لڑکیاں۔جس میں ایک لڑکی شادی شدہ اور دوسری لڑکی جس کی عمر ساڑھے چھ سال ہے اور تین لڑکے ہیں ایک احمد، دوسرا اصدیق اور تیسرا جانی۔مسمات عنایت جلال خاوند کے فوت ہونے کے بعد اس کے گھر میں تین سال بیٹھی تھی بعد آپ کے بھائیوں کے پاس بیٹھی تھی جلال کے فوت ہونے کے بعد اس نے دوسرا نکاح کر لیا چار سال کے بعد پھر انہوں نے ورثاء پر زور ڈالا کہ لڑکی ابھی ہم کو دے دو تو اس مسمات عنایت اور اس کے بھائیوں نے بولا جب بالغ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہو جائے گی تو اس وقت دے دیں گے پھر ان کو انہوں نے مجبور کیا۔ مجبور ہو کر برادری کا فیصلہ کیا کہ تین سال کے بعد، جس میں دو سال گزر چکے ہیں باقی ایک سال اور ہے۔ تو ابھی پھر مجبور کر رہے ہیں تو آپ علماء کرام کو التماس ہے کہ شریعت محمدی اس حق میں کیا فیصلہ دیتی ہے لڑکی ان کو ابھی دی جائے گی یا بالغ ہونے کے بعد۔ اور اس لڑکی کے نکاح کے وارث کون ہو سکتے ہیں۔

اور ایک اور عالم بولتا ہے کہ جب بچہ روٹی کھانے کا سمجھ رکھے تو ماں سے چھین لیا جائے، دوسرا کہ بچہ جب ماں کا دودھ پینا بند کر دے تو اس کو ماں (والدہ) سے چھین لینا چاہئے۔ اور اس جگہ پر تو لڑکی یتیم ہے اور دوسرا یہ کہ کیا اس عمر کی لڑکی کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اگر ہو سکتا ہے تو لڑکی بالغ ہونے کے بعد کہتی ہے کہ مجھے یہ نکاح قبول نہیں ہے۔ ان مسائل کا جواب شریعت محمدی سے دے کر ہماری مشکل آسان فرمائیں۔ سائل۔ صوفی نثار احمد، یونٹ نمبر ۱۱، ایوب کالونی لطیف آباد

۷۸۶ الجواب: ۱۔ بچہ کی پرورش کا حق ماں کے لئے ہے۔ خواہ وہ نکاح میں ہو یا نکاح سے باہر ہو گئی ہو۔ لیکن لڑکی کی پرورش کا حق، ماں کو اس وقت تک ہے جب تک کہ وہ حد شہوت تک نہ پہنچے۔ جب وہ حد شہوت تک پہنچ جائے تو اس کے باپ دادا وغیرہم کو حق پرورش حاصل ہو جاتا ہے اور مقدار اس کی نو برس ہے۔ بالغ ہو جانا ضروری نہیں۔ لڑکی اس عمر کی ہو جائے تو ماں سے واپس لے جاسکتی ہے۔ (خانیہ وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ نابالغ لڑکی، خواہ لڑکے کی جانب سے اس کے ولی نے نکاح کر دیا یعنی ایجاب وقبول کیا تو یہ نکاح صحیح ونافذ ہے۔ اگرچہ یہ نہ چاہیں مگر ولی نے نکاح کر دیا ہو گیا۔ پھر اگر باپ دادا نے اس لڑکی کی جانب سے ایجاب وقبول کیا ہے تو یہ نکاح لازم ہو جائے گا کہ اسے بالغ ہونے کے بعد اس نکاح کے توڑنے کا اختیار نہیں۔ اور اگر باپ دادا کے علاوہ کسی اور ولی نے، اس کی جانب سے ایجاب وقبول کیا اور نکاح اپنے کفو میں مہر مثل کے ساتھ کیا ہو تو بالغ ہوتے ہی اس پر واجب ہے کہ گواہوں کے روبرو، نکاح فسخ کر دے۔ اگر کچھ بھی وقفہ ہوا تو فسخ کا اختیار جاتا رہا۔ اس لئے اس کے حق میں بہتر یہ ہے کہ اگر یہ نکاح منظور نہیں تو جیسے بھی بن پڑے شوہر سے طلاق حاصل کرے۔ تاکہ ان الجھنوں میں نہ پھنسے جو اس صورت میں پیش آتی ہیں۔ (درمختار، خانیہ، جوہرہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ ربیع الآخر ۱۴۰۰ھ

حق پرورش سب سے پہلے ماں کو ہے

سوال: بخدمت مکرمی جناب حضرت مولانا مفتی صاحب مدظلہم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
جناب عالی! دین مبین وشرع متین کا مسائل ذیل کے بارے میں کیا حکم ہے کہ

۱۔ زید کا لڑکا بکر فوت ہو گیا، بکر کی بیوی عدت گزارنے کے بعد اپنے والدین کے پاس گئی اور سسرال وقوم کو اطلاع دیئے بغیر دوسرا نکاح کر لیا، یہ نکاح صحیح ہے؟

۲۔ بکر کے دو بچے بیوہ اپنے ساتھ لے گئی اور دینے سے انکار کر رہی ہے، ایک بچے کی عمر ۴ سال ہے اور دوسرے بچے کی عمر ۷ سال ہے، شرعاً کیا حکم ہے؟

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۳۔ بکر نے بیوہ کو جو زیور پہنایا تھا وہ زید کی ملکیت ہے اور زید نے بکر (بیٹے) کو عاریۃً دیا تھا، اگرچہ صراحۃً عاریت کا نام نہیں لیا گیا تھا، لیکن اس قوم کا عرف یہی ہے، دریافت طلب امر یہ ہے وہ زیور بیوہ کے پاس ہے اور وہ دینے سے انکار کر رہی ہے، شرعاً کیا حکم ہے؟

۴۔ شوہر کے مال متروکہ میں بیوی کا شرعاً حصہ ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو اس کی تفصیل بیان کریں۔ بینوا توجروا

المستفتی جمال الدین، ۱۴ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ

۷۸۶ الجواب: ۱۔ عدت گزارنے کے بعد عورت کو اختیار ہے، کہ جہاں چاہے نکاح کرے وہ جائز ہوگا، سسرال یا قوم کو اطلاع دینا ضروری نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ بچہ کی پرورش کا حق ماں کے لئے ہے خواہ وہ نکاح میں ہو یا نکاح سے باہر (عالمگیری) حق پرورش میں لڑکے کو اس وقت تک ماں کے پاس رہنے دیں کہ اب اسے اس کی حاجت نہ رہے اس کی مقدار سات برس کی عمر ہے، اور لڑکی اس وقت تک عورت کی پرورش میں رہے گی کہ حد شہوت کو پہنچ جائے اس کی مقدار نو برس کی عمر ہے (خانیہ، بحر) اور اگر بچے کی ماں نے غیر محرم سے نکاح کر لیا تو اسے حق پرورش نہ رہا، اور اگر اس کے محرم سے نکاح کر لیا تو حق پرورش باطل نہ ہوا۔ (درمختار) واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ شادی کے قبل جس کو چڑھاوا کہتے ہیں یعنی دولہن کو کچھ زیورات کپڑا وغیرہ پہنایا جاتا ہے، اگر اس سے مقصود دولہن کو مالک کر دینا ہوتا ہو تو قبضہ کے بعد دولہن مالک ہو جائے گی اور مقصود مالک کرنا نہ ہو تو جس نے چڑھایا اس کی ملک رہے گی اور دولہن سے واپس لیا جائے گا۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ تجہیز و تکفین و بعد ادائے قرض و اجرائے وصیت در ثلث، اگر مرنے والے کی اولاد موجود ہے تو بیوہ کو مال کا آٹھواں حصہ دیا جائے گا۔ قال اللہ تعالیٰ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ (النساء:12)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲۱۵/ ۱۹۸۸ء

حق پرورش پہلے ماں کو ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ: ایک شادی ہوئی ہے۔ اس کو عرصہ ایک سال ہو چکا ہے، اس ایک سال میں دو چار مرتبہ میاں بیوی میں کچھ نااتفاقی ہو چکی ہے۔ ایک لڑکی پیدا ہو گئی ظاہراً کوئی تکلیف نہیں ہے لڑکا جواری یا شرابی نہیں ہے اور بدکار بھی نہیں ہے اور دنیا کے کسی فعل میں نہیں ہے۔ اب کہ وہ لڑکی ماں کے ہاں بیٹھ گئی ہے اس لڑکی کے بھائی ایک آدھ مرتبہ طلاق کا لفظ زبان پر لا چکے ہیں یہ معلوم نہیں کہ وہ لوگ لڑکی کے کہنے پر طلاق مانگ رہے ہیں یا وہ لوگ اپنی مرضی سے ہی طلاق مانگتے ہیں اور اگر طلاق دینی ہی پڑی تو وہ لڑکی مہر لے سکتی ہے یا نہیں اور وہ بچی جو کہ پیدا ہوئی ہے وہ بچی کس کی ہے۔ اس کو بیان کیا جائے وہ لڑکا اپنی اولاد کو مانگتا ہے اور فی الحال ہی، مانگتا ہے اور بچی دو مہینے کی ہے اگر وقت آ جائے اور طلاق دینی ہی پڑی تو اس عورت کو عدت پوری کرنی پڑے گی یا نہیں؟ اور عدت میں شوہر پر کچھ خرچہ واجب ہے یا نہیں؟ روٹی و کپڑے کی کوئی شکایت نہیں ہے، بدکلامی یا مار پیٹ اس کی بھی کوئی شکایت نہیں ہے۔ بھیجنے کی کوئی شکایت نہیں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے۔ اب تک شوہر نے لڑکی کو اپنے والدین کے گھر جانے سے نہیں روکا اپنی اولاد کو اسی وقت مانگتا ہے۔ لڑکے کے والدین نے سمجھایا کہ بچی ابھی چھوٹی ہے تم نہیں پال سکتے تو لڑکا کہتا ہے کہ میں اس کے لئے دایا رکھ لوں گا لڑکا اس قابل بھی ہے کہ دایا رکھ سکتا ہے۔ برائے مہربانی اس کا جواب عنایت فرمائیں۔ فقط ایک سائل

۷۸۶ الجواب: عورت جب شوہر کے یہاں سے ناحق چلی گئی تو نفقہ نہیں پائے گی جب تک واپس نہ آ جائے البتہ یہ عورت اپنا مہر پورا پائے گی عدت اس پر واجب ہوگی۔ اگر شوہر طلاق دیدے تو بچی کی پرورش کا حق ماں کے لئے ہے۔ خواہ نکاح میں ہو یا نکاح سے باہر ہوگئی ہو البتہ بعض صورتوں میں حق پرورش ختم ہو جاتا ہے۔ (عالمگیری درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ شوال سن ۱۴۰۰ ھ

پرورش کا حق مردوں اور عورتوں میں کس کو زیادہ ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص محمد اسحاق ولد محمد خان کا انتقال مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۶۵ء کو ہوا اور محمد اسحاق مرحوم نے اپنی ذریت میں صرف ایک دختر مسماۃ نسیمہ بانو نابالغہ عمر ۸ سال چھوڑے اور ایک والدہ اور چار بھائی حقیقی چھوڑے لیکن والدہ اور بھائیوں پر بے اعتمادی اور لاپرواہی کا اظہار کرتے ہوئے وصیت نامہ مورخہ ۲۷ اپریل ۱۹۶۵ء کو لکھا کہ "مسماۃ نسیم بانو کی پرورش کا حق اپنے محسن وقریبی دوست سیّد خیر الدین ولد فخر الدین کو دیا"۔

اب ازروئے شرع شریف مسماۃ نسیمہ بانو کا حق پرورش محمد اسحاق مرحوم کے لواحقین کو پہنچتا ہے۔ یا سیّد خیر الدین کو پہنچتا ہے۔ جواب بالصواب فرمایا جائے۔ خواستگار سیّد خیر الدین ولد فخر الدین، ۱۰ جون ۱۹۶۵ء

۷۸۶ الجواب: بچہ کی پرورش کا حق سب سے پہلے ماں کے لئے ہے، اگر ماں نہ ہو تو حق پرورش نانی کے لئے ہے، یہ بھی نہ ہو تو نانی کی ماں، ان کے بعد دادی، پردادی وعلی ہذا اور اگر کوئی عورت پرورش کرنے والی نہ ہو یا ہو مگر اس کا حق ساقط ہو تو پہلے باپ، پھر دادا، پھر حقیقی بھائی، کو حق پرورش حاصل ہے اور دادا کے ہوتے ہوئے اوروں کو یہ حق نہیں پہنچتا اور وصیت جو اس بارے میں کی گئی ہے وہ نافذ نہیں ہوگی کہ خلاف شرع ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ صفر المظفر ۱۳۸۹ ھ

سب سے پہلے پرورش کا حق ماں کو ہے، مردوں میں پرورش کے حق والے کی تفصیل

سوال: غرض یہ ہے کہ: سوتیلی ماں بنام مسماۃ مریم نے بنام اللہ ڈنہ شیخ سے شادی کی اس سے دولڑکے اور دولڑکیاں پیدا ہوئیں۔ دولڑکیاں جو تھیں وہ فوت ہوگئیں۔ اب اس سے دولڑکے بنام محمد صدیق اور [illegible] ہیں۔ جب اللہ ڈنہ شیخ وفات پا گیا تو مسماۃ مریم نے میرے باپ بنام محمد اسحاق ولد صالح محمد سے نکاح کیا اس سے تین لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ جو ابھی تک حیات ہیں۔ جب میرے والد محمد اسحاق وفات پا گئے تب مسماۃ مریم نے تیسرے آدمی مصری سے نکاح پڑھا لیا ہے۔ میرے والد سے تین لڑکیاں پیدا [illegible] تھیں ان کو میں اپنے گھر بلانا چاہتا ہوں اور ان کو اپنی بہنوں کی طرح رکھنا چاہتا ہوں مگر پہلے اللہ ڈنہ

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے دولڑکے بنام محمد صدیق اور محمد مع ان کی والدہ مریم یہ کہتے ہیں کہ ان لڑکیوں پر آپ کا کچھ حق نہیں پہنچتا، یہ ہمارے قبضہ میں رہیں گی اور میں یہ کہتا ہوں کہ میرا حق ان پر ہے کیوں کہ یہ میرے باپ سے پیدا ہوئی ہیں۔ لہٰذا ہمارا حدیث کے مطابق فیصلہ کیا جاوے کہ آیا! ان پر میرا حق پڑتا ہے یا نہیں؟ ان کو اپنے گھر بلا سکتا ہوں یا نہیں؟

آپ کا خادم اللہ ودایا ولد محمد اسحاق، نصرداد ضلع حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: بچہ کی پرورش کا حق ماں کے لئے ہے۔ خواہ وہ نکاح میں ہو یا نکاح سے باہر ہوگئی ہو۔ ہاں اگر بچہ کی ماں نے بچہ کے غیر محرم سے نکاح کرلیا تو ماں کو حق پرورش نہ رہا۔ (عالمگیری۔ درمختار وغیرہ) اور جب ماں نے کسی اجنبی سے نکاح کرلیا تو اب حق پرورش نانی کے لئے ہے، پھر حقیقی بہن، پھر ماں شریک بہن، پھر باپ شریک بہن، وغیرہ اور اگر کوئی عورت پرورش کرنے والی تو ہو مگر اس کا حق باقی نہ رہا ہو تو اب پرورش کا حق باپ، دادا کو، پھر حقیقی بھائی، پھر سوتیلے بھائی، اور چچا، وغیرہ کو ہے اور یہ بھی نہ ہوں تو اب حق پرورش اخیافی بھائیوں یعنی ماں شریک بھائیوں کو ہوتا ہے۔ (درمختار وغیرہ)۔ اب صورت مسئولہ میں چونکہ مسماۃ مریم نے مسمی محمد اسحاق سے پیدا ہونے والے کے غیر محرم یعنی مصری سے نکاح کرلیا ہے تو ماں کا حق پرورش جاتا رہا اور عورتوں میں کوئی پرورش کرنے والا نہیں ہے، تو حق پرورش کے مدعی اللہ دینوں کے دونوں بیٹے اور محمد اسحاق کا بیٹا ہے لیکن اللہ دینو کے بیٹے چونکہ صرف اخیافی بھائی ہوئے ہیں یعنی ماں شریک بھائی اور مسمی محمد اسحاق کا بیٹا ان لڑکیوں کا علاتی یعنی باپ شریک بھائی اور عصبہ ہے تو حق پرورش بھی محمد اسحاق کے بیٹے کو حاصل ہے۔ محمد صدیق وغیرہ کو نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ   ۲۵ ربیع الاول شریف ۱۳۸۹ھ

لے پالک بیٹا حقیقی کی طرح نہیں ہے، اس سے پردہ لازم ہے

سوال: متبنی کے بارے میں قرآن شریف میں سورۃ احزاب میں فرمایا گیا مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ۚ وَ مَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـِٔيْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَ هُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ ۝ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ۔ (احزاب:5-4) خطبہ حجۃ الوداع میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا الولد للفراش وللعاهر الحجر، وقال من ادعی الی غیر ابیه او تولی غیر موالیه فعلیه لعنة الله و الملائكة و الناس اجمعين والسلام عليكم۔

ہدایات تو واضح ہیں مگر فقہی مسائل کا حل اور قرآن و حدیث کی عبارات کو علماء کرام ہی سمجھ سکتے ہیں۔ درج ذیل امور کی وضاحت کی طالب ہوں۔

۱۔ کسی یتیم بچہ کو بیٹا یا اس کے نسبی رشتے کو اپنی طرف منسوب کرنا آیا! گناہ ہے صغیرہ یا کبیرہ؟

۲۔ ایک خاتون جس نے متبنی بیٹے سے اپنے رشتہ کو (ماں) اور اپنی لڑکی کے رشتہ کو (بہن) کی حیثیت سے استوار کیا۔ کیا وہ خاتون اور اس کی لڑکی متبنی بیٹے کے لئے محرم بن جائیں گی یا نامحرم رہیں گی؟

۳۔ جس یتیم بچہ کو بیٹا بنا کر خاتون نے پالا، ماں کی محبت و شفقت پیش کی، وہ بچہ اب اس ماحول میں بالغ اور جوان ہو

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے۔ خاتون شریعت مطہرہ کی روشنی میں وہ کیا رویہ اختیار کرے جس سے اسے اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل ہو۔

۴۔ زیر بحث خاتون کے لئے از روئے شریعت محمدی کیا یہ درست ہے کہ وہ اپنی لڑکی کو اپنے متبنیٰ بیٹے سے بھائی کے رشتہ کو استوار کرنے کی طالب ہو؟

۵۔ یتیم بچہ، کس عمر تک یتیم کہلانے کا مستحق ہے؟

۶۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ارحم الراحمین نے متبنیٰ بنانے کے طریقہ کو کیوں ختم فرمایا، یتیم بچہ کو دوسرے لوگوں کی پدری و مادری محبت وشفقت سے محروم رکھنے میں کیا حکمت ہے۔ بے سہارا بچے کو منہ بولا بیٹا بنالینا تو بظاہر رحمت وشفقت کا معاملہ ہے۔ آخر رحمۃ للعالمین ﷺ نے ایسے شخص پر خدا، ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت کیوں بھیجی؟ السائلہ زاہدہ اقبال

۷۸۶ الجواب: کسی لڑکے یا لڑکی کو متبنیٰ بنانے کا مطلب یہ ہے کہ اسے غیر کی اولاد تسلیم کرتے ہوئے اپنی اولاد کے قائم مقام بنالینا اور اپنی اولاد کی طرح اس کی تربیت و پرورش کرنا۔ یہ امر اگرچہ بجائے خود ایک کار ثواب ہے لیکن وہ بچہ شرعاً اس کی اولاد قرار نہ پائے گا اور نہ اس بچے کو وہ حقوق حاصل ہوں گے جو حقیقی اولاد کو ہوتے ہیں۔ اسی لئے یہ بات باعث لعنت قرار دی گئی کہ آدمی دوسرے کے بچے کو اپنی طرف منسوب کرے اور اسے اپنے نسب میں داخل کر لے یا کوئی شخص خود اپنے آپ کسی دوسرے کی طرف منسوب کرے۔ تو وہ بچہ اس خاتون کے لئے بھی اجنبی ہے اور اس کی لڑکی کے لئے بھی اور دوسرے اہل خاندان کے لئے بھی۔ وہ تمام احکام جو کسی اجنبی کے لئے ہیں وہ اس بچہ پر بھی عائد ہوں گے۔ خاتون کی بیٹی اسے اپنے بھائی کی طرح سمجھے جیسے اور اجنبیوں کو سمجھتی ہے لیکن وہ اس کا حقیقی بھائی نہیں، یہ اس کی حقیقی بہن نہیں لہٰذا تنہائی میں ایک گھر میں نہیں رہ سکتے بلکہ خاتون خواہ دوسرے اعزاء کی موجودگی میں بھی اس پر شرعی پردہ لازم ہے اور بہ حالات موجودہ اس خاتون کو چاہئے کہ وہ اس بچے کو جو کہ اب جوان ہو چکا ہے اپنے سے جدا کر دے۔ خواہ اپنی زندگی میں کچھ دے دلا کر یا مقدرت نہیں تو خالی ہاتھ۔ اہل قرابت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ان خاتون کو اس پر آمادہ کریں کہ وہ اسے علیحدہ کر دے تاکہ خاندان میں مناقشہ پیدا نہ ہو بالخصوص اگر وہ اپنا کفو نہ ہو۔ قرآن کریم کے مختصر الفاظ ان تمام وضاحتوں کو متضمن ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۰ھ

ماں اگر غیر محرم سے نکاح کرلے، تو پرورش کا حق نہ رہے گا

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب گزارش عرض ہے کہ: اگر کسی مسلمان عورت کو طلاق ہو چکی ہو اور اس سے ایک ڈیڑھ سال کا بچہ ہے۔ تو وہ عورت اس بچے کو کن حالات میں رکھ سکتی ہے اور کن حالات میں نہیں رکھ سکتی؟ اور بچے کی شیر خواری کی مدت کیا ہے؟ لہٰذا آپ مہربانی فرما کر شریعت کی رو سے اس کا فتویٰ مرحمت فرمائیں۔

آپ کی دعا کا طالب۔ سرفراز علی خان ولد چھمی خان، لطیف آباد نمبر ۱۰، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: بچہ کی پرورش کا حق ماں کے لئے ہے خواہ وہ نکاح میں ہو یا نکاح سے باہر ہو گئی ہو۔ ہاں اگر وہ کسی فسق میں مبتلا ہے جس کی وجہ سے بچہ کی تربیت میں فرق آئے مثلاً بدچلن یا چور ہے تو اس کی پرورش میں نہ دیا جائے کہ بچہ ماں کو دیکھ کر

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وہی عادات اختیار کرے گا جو اس کی ہیں۔ یوہیں ماں کی پرورش میں اس وقت بھی نہ دیا جائے جب کہ بکثرت بچہ کو چھوڑ کر ادھر ادھر چلی جاتی ہو۔ یوہیں اگر بچہ کی ماں نے بچہ کے غیر محرم سے نکاح کر لیا تو اسے پرورش کا حق نہ رہا۔ بچہ کو دو برس تک دودھ پلانے کی اجازت ہے اس سے زیادہ کی نہیں۔ (عالمگیری۔ درمختار۔ ردالمحتار وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ شوال المکرم ۱۳۹۹ھ

پرورش کا حق کس عمر تک ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میاں بیوی کی آپس میں نا اتفاقی ہو گئی ہے۔ اس بنا پر لڑکا اپنی عورت کو طلاق دینا چاہتا ہے اور سب نے مل کر دونوں پارٹیوں کو سمجھایا مگر لڑکا نہیں مانتا ہے اور وہ طلاق دینا چاہتا ہے۔ اس کے متعلق کچھ معلومات چاہتے ہیں کہ

۱۔ لڑکی کے دو بچے ہیں ایک پانچ سال کی لڑکی ہے اور ایک لڑکا ہے قریباً ڈھائی سال کا۔ سو اس کی کفالت کون کرے گا اور یہ بچے ماں کے پاس رہیں گے۔ یا باپ کے پاس۔ اگر ماں کے پاس رہیں گے تو کب تک؟

۲۔ لڑکی کو اس وقت دو یا تین ماہ کا حمل ہے اس کی کفالت کون کرے گا؟

۳۔ حمل ہونے کی حالت میں طلاق ہو سکتی ہے یا نہیں۔ اور جو کچھ بھی حدیث کا معاملہ ہے۔ آپ ہمیں اس کی تفصیل لکھ کر دیں تا کہ حدیث کے تحت اس کو انجام دیا جائے؟ فقط عبد الغنی

۷۸۶ الجواب: بچے کی پرورش کا حق ماں کے لئے ہے خواہ وہ نکاح میں ہو یا نکاح سے باہر ہو گئی ہو۔ ہاں اگر وہ کسی فسق میں مبتلا ہے جس کی وجہ سے بچہ کی تربیت میں فرق آئے گا مثلاً زانیہ یا چور ہے تو اس کی پرورش میں نہ دیا جائے گا یعنی جب وہ کچھ سمجھنے لگے تو علیحدہ کر لیں۔ (عالمگیری وغیرہ) یوہیں اگر بچہ کی ماں نے بچہ کے غیر محرم سے نکاح کر لیا تو اسے پرورش کا حق نہ رہا۔ پرورش کی مقدار لڑکے کے حق میں سات برس کی عمر ہے اور لڑکی کے حق میں نو برس۔ یعنی اس عمر کے بعد باپ دادا کو حق ہے کہ وہ اولاد کو اپنی پرورش میں لے لیں۔ (خانیہ بحرائق وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ عورت کا حاملہ ہونا وقوع طلاق کے لئے رکاوٹ نہیں۔ البتہ اس کی عدت وضع حمل ہے کہ ادھر بچہ کی پیدائش ہوئی ادھر عدت ختم۔ (درمختار وغیرہ)

۳۔ جس عورت کو طلاق دی گئی ہے بہر حال عدت کے اندر نفقہ پائے گی۔ (خانیہ) اور اولاد نابالغ ہو تو اس کا نفقہ بھی باپ پر ہے۔ جب تک یہ اپنی ماں کی پرورش میں رہیں گے عورت کو ان کا اور اس کا نفقۂ عدت، دیا جائے گا۔ (جوہرہ نیرہ وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۹ھ

ماں اگر فاسق ہو تو پرورش کا حق ساقط ہے

سوال: گذارش یہ ہے کہ: میری بیوی پانچ سال سے اپنے والدین کے گھر چلی گئی ہے۔ محض اس بنیاد پر کہ مجھ سے چند

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

غیر شرعی شرائط منوانے اور مجبور کرنے کے لئے یہ اقدام اختیار کیا ہے۔ جبکہ اس پر کسی قسم کا کوئی تشدد نہیں کیا گیا، نہ اس کو گھر سے نکالا گیا ہے۔ گھر کا سب سامان مع زیور کے لے گئی ہے۔ پانچ سال سے بچوں کو بھی نہیں ملنے دیتی۔ یہاں تک کہ کورٹ میں طلاق حاصل کرنے کے لئے کیس داخل کرایا ہے۔ اب جب کہ اس نے پردہ اتار دیا ہے اور آزادانہ غیر محرموں سے بات چیت کرتی ہے۔ ان حالات میں اس کو شرعاً یہ اختیار ہے کہ بچوں کو اپنے پاس رکھے۔ اور بچوں کو باپ سے نہ ملنے دے اور بچوں سے محروم کرنا چاہتی ہے؟ براہ کرم شرعی فیصلہ فرمائیں۔ شکریہ السائل نثار احمد، کاشانہ شان، خواجہ چوک، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: بچہ کی پرورش کا حق ماں کیلئے ہے خواہ وہ نکاح میں ہو یا نکاح سے باہر۔ (عالمگیری)۔ جس عورت کے لئے پرورش کا حق ہے، اس کے پاس لڑکے کو اس وقت تک رہنے دیں کہ اب اسے اس کی حاجت نہ رہے یعنی اپنے آپ کھاتا، پیتا، استنجاء کر لیتا ہو، اس کی مقدار سات برس کی عمر ہے اور لڑکی اس وقت تک عورت کی پرورش میں رہے گی کہ حد شہوت کو پہنچ جائے اس کی مقدار نو برس ہے۔ (خانیہ۔ بحر وغیرہ) ہاں اگر عورت کسی فسق میں مبتلا ہے جس کی وجہ سے بچہ کی تربیت میں فرق آئے مثلاً بے پردہ رہتی ہے، آزادانہ غیر محرموں سے ملتی اور بات چیت کرتی ہے تو اس کی پرورش میں نہ دیا جائے کہ بچہ ماں کو دیکھ کر وہی عادات اختیار کرے گا جو اس کی ہیں۔ (عالمگیری۔ درمختار۔ ردالمحتار وغیرہ) اور عورت کو یہ حق تو کبھی بھی حاصل نہیں کہ شوہر کو بچوں سے ملنے سے روکے کہ والدین اگر اولاد کو دیکھنا چاہیں تو انہیں کسی وقت منع نہیں کیا جاسکتا۔ (درمختار۔ عالمگیری۔) واللہ تعالیٰ اعلم احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید، ۲۸.۹.۱۹۸۱ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۲۸ ذی القعدہ ۱۴۰۱ھ

لڑکی کے لئے حق پرورش نو سال کی عمر ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں اور اس کو عرصہ تین ماہ سے زائد ہو چکا ہے۔ طلاق کی توثیق علماء دین کے فتوؤں سے ہو چکی ہے اور اب لڑکی (بیوی) کے حقوق کا معاملہ برادری میں طے ہو رہا ہے۔ نکاح کے وقت طے شدہ مہر اور جہیز وغیرہ میں دینے کو تیار ہوں لیکن میری ایک لڑکی عمر دو سال کے بارے میں تنازعہ ہے کہ اس لڑکی پر کس کا شرعی حق ہے؟ لہٰذا قرآن وسنت کی روشنی میں مسئلہ حل فرمائیں۔ شکریہ

فقط عبدالمجید، پھلیلی پریٹ آباد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** بچہ کی پرورش کا حق ماں کے لئے ہے خواہ وہ نکاح میں ہو یا نکاح سے باہر ہو گئی ہو۔ البتہ لڑکی صرف اس وقت تک عورت کی پرورش میں رہے گی کہ حد شہوت کو پہنچ جائے۔ اس کی مقدار نو برس کی عمر ہے۔ ہاں اگر عورت بچے کے غیر محرم سے نکاح کر لے گی تو اب اسے حق پرورش نہ رہے گا۔ باپ جب بھی چاہے اپنی پرورش میں لے سکتا ہے۔ (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لڑکی کے لئے حد شہوت ۹ برس ہے

سوال: گزارش عرض یہ ہے کہ: میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے۔ ۴ فروری ۱۹۸۲ء کو طلاق دینے کے بعد میں نے ان کا تمام سامان مہر وغیرہ بھی دے دیا اور میری دو بچیاں بھی ہیں۔ جن میں ایک کی عمر ۲ سال ہے جبکہ دوسری کی عمر ۹ ہونے کے قریب ہے۔ ان لوگوں نے مجھ پر مارشل لاء کا فورس ڈلوا کر دونوں بچیاں مجھ سے لے لیں جبکہ میں چاہتا تھا کہ جو بڑی بچی ہے وہ میرے پاس رہے اور دوسری دودھ پیتی بچی ہے وہ میں خود ماں کو دینے کے لئے تیار تھا۔ مگر قانونی طور پر جیسا کہ سب لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ بچے جب تک چھوٹے ہیں ماں کے پاس رہیں گے۔ تو میں آپ سے اس ضمن میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ شرعی طور پر بچے کس کے پاس رہنا چاہئیں۔ جبکہ میری ایک بڑی بچی یہاں پر ہم سب سے بہت مانوس ہے۔ اس سلسلے میں آپ ہماری رہنمائی فرمائیں اور شرعی فتویٰ عنایت فرمائیں۔ آپ کی عین نوازش ہوگی۔

فقط نثار محمد ولد سردار خان، جام شورو کالونی

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: بچہ کی پرورش کا حق ماں کے لئے ہے خواہ وہ نکاح میں ہو یا نکاح سے باہر ہو گئی ہو۔ ہاں اگر وہ مرتد ہو گئی ہو (معاذ اللہ) تو پرورش نہیں کر سکتی۔ یا کسی فسق میں مبتلا ہے جس کی وجہ سے بچہ کی تربیت میں فرق آئے تو اس کی پرورش میں نہ دیا جائے (عالمگیری) اگر بچہ کی ماں نے بچے کے غیر محرم سے نکاح کر لیا تو اسے حق پرورش نہ رہا (درمختار وغیرہ) جس عورت کے لئے حق پرورش ہے اس کے پاس، دونوں لڑکیوں کو اس وقت تک عورت کی پرورش میں رہنے دیں کہ دونوں لڑکیاں حد شہوت تک پہنچ جائیں اور اس کی مقدار نو برس کی عمر ہے۔ (خانیہ بحر وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۹۸۲.۲.۱۳ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۶ محرم الحرام ۱۴۰۳ ھج

حق پرورش کا وقت نکل جائے تو باپ دادا نگہداشت کریں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک عورت اپنا سات روز کا نومولود بچہ اپنے شوہر کے یہاں چھوڑ کر والدین کے گھر چلی گئی۔ شوہر کے بلانے پر عورت واپس نہ آئی۔ آخر شوہر نے طلاق دے دی اور بچہ کی پرورش والد کرتا رہا اور اس وقت بچہ کی عمر ۹ سال ہے۔ از روئے شریعت یہ بچہ کس کے پاس رہے گا؟

فقط والسلام محمد جمیل، محلہ اسلام آباد، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** جس عورت کو حق پرورش ہے اس کی میعاد لڑکے کے حق میں سات سال ہے اور لڑکی کے حق میں نو سال۔ یہ عمر گزر جائے تو اب اس کی ماں یا نانی خالہ وغیرہ کا کوئی حق نہیں۔ اب یہ بچہ صرف باپ دادا کی پرورش ونگہداشت میں رہے گا۔ (عالمگیری۔ درمختار وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی عفی عنہ ۱۶ محرم الحرام ۱۴۰۳ ھج

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب فسخ نکاح

فسخ نکاح/خلع

مکرمی و معظمی قبلہ جناب مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال: حضور والا سے عرض ہے کہ چند مسائل ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں ان کی آپ اصلاح کر دیں عین نوازش ہوگی۔

۱۔ اگر بیوی شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے چلی جائے۔

۲۔ اگر وہ خود شوہر سے طلاق مانگے۔

۳۔ اور مہر کے عوض میں بچے مانگے جس کی عمر ۵ یا ۶ ماہ کی ہے۔

ان سوالوں کے واسطے شرعاً کیا حکم ہے؟ الراقم ریاض حسین

۷۸۶ **الجواب:** عورت بلا اجازت شوہر اگر گھر سے باہر آ جائے تو اس سے نکاح نہیں ٹوٹتا شوہر کو بدستور اختیار ہے کہ چاہے اسے رکھے، چاہے اسے طلاق دے کر جدا کر دے، اور جب عورت خود طلاق کا مطالبہ کرتی ہے تو جب بھی شوہر خود مختار ہے اور اگر عورت مہر کی رقم معاف کرنے اور طلاق لینے پر آمادہ ہے تو اسے شریعت میں خلع کہتے ہیں۔ زوجین میں نااتفاقی رہتی ہو اور پھر اندیشہ ہو کہ احکام شرعیہ کے پابند نہ رہ سکیں تو خلع میں مضائقہ نہیں۔ اور جو مال یہاں باہم ٹھہرا ہے۔ عورت پر اس کا دینا لازم ہے عورت کا جو مہر شوہر پر ہے۔ اس کے بدلے میں بھی خلع ہو سکتا ہے اور اگر یہ ٹھہرا ہے کہ عورت بچے کو اپنے پاس رکھے گی۔ تو لڑکی کو اس وقت تک اپنے پاس رکھ سکتی ہے۔ جب تک وہ بالغ نہ ہو لڑکے میں یہ بھی نہیں بلکہ جب لڑکا سات برس کا ہو جائے کہ اپنے آپ کھانے پینے لگے تو اب عورت کا حق پرورش باقی نہ رہے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ شوال المکرم ۱۳۸۸ھ

فسخ نکاح کا اختیار کب ہوتا ہے؟

سوال: مکرمی جناب مفتی صاحب، دار العلوم احسن البرکات حیدرآباد، السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

جناب والا! ہماری جماعت میں ایک کیس مندرجہ ذیل قسم کا آیا ہے۔ مہربانی فرما کر ذرا شرعی طور پر ہماری رہنمائی فرمائیں۔

مسمات سعیدہ کی شادی، آٹھ ماہ کی عمر میں اس کے دادا جان نے عبدالحفیظ سے کر دی تھی بوقت نکاح باپ کے ہوتے ہوئے دادا جان نے اقرار کیا تھا۔ مسمات سعیدہ جب بالغ ہوئی تو اس کے علم میں آیا کہ لڑکے کے چال چلن اچھے نہیں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہیں تو اس کے والدین کے ساتھ ساتھ اس نے بھی سسرال جانے سے انکار کر دیا۔ اور اس کے والد نے جماعت میں ایک درخواست دی جس پر جماعت نے تحقیقات کی اور کہا کہ اگر کوئی شرعی رکاوٹ نہ ہو تو وہ اپنی لڑکی کی دوسری شادی کر سکتا ہے۔

یہ فیصلہ مؤرخہ گیارہ اکتوبر ۱۹۷۹ء میں دیا گیا اس کے بعد لڑکی شادی کرنا چاہتی ہے تو لڑکا عبد الحفیظ رخنہ اندازی کر رہا ہے۔

اس وقت سعیدہ کی عمر ۲۲ سال ہے لہذا یہ بتائیں کہ

کیا لڑکی کو حق ہے کہ وہ نکاح فسخ کر دے؟

کیا لڑکے سے طلاق لینا ضروری ہے؟

کیا طلاق کے بعد عدّت پوری کرنا ضروری ہے؟ عبد الرحمٰن قریشی، نائب صدر اجمیر جمعیت القریش

۷۸۶ **الجواب:** مذکورہ بالا صورت میں لڑکی کو نکاح فسخ کرنے کا کوئی اختیار نہیں۔ باپ دادا کا کیا ہوا نکاح لازم ہو جاتا ہے۔ یعنی نابالغ کو بالغ ہونے کے بعد اس نکاح کے توڑنے کا اختیار نہیں۔ اس کے شوہر سے طلاق لینا ضروری ہے۔ اگرچہ کچھ مال کے عوض۔ اس کے بغیر، لڑکی کا دوسرا نکاح اگر کر بھی دیا گیا تو وہ نکاح نہ ہوگا بلکہ زناء و حرام کاری کا ایک حیلہ ہوگا۔ جس کا وبال، لڑکی پر، ماں باپ پر، اس نکاح کے حامیوں اور شریک کاروں پر پڑے گا۔ شوہر کو چاہئے کہ وہ طلاق دے اور ناحق عورت کو ایذا دے کر، آخرت کا وبال نہ خریدے۔ اور جب طلاق ہو جائے تو کسی عدّت کی حاجت نہیں۔ (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ ذی الحجہ ۱۴۰۳ھ

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب الطلاق

نکاح ہوتے ہوئے دوسری جگہ نکاح کرنا حرام ہے

سوال: جناب عالی!

دو میاں بیوی آپس میں بہت پیار و محبت سے اپنی زندگی گزار رہے تھے۔ اتفاق سے بیوی اپنے ماں باپ کے گھر آتی ہے اور چند دنوں رہتی ہے۔ بیوی کے باپ نے اس کے شوہر کو نوٹس دیا اس نوٹس کی روشنی میں اس نے کہا کہ میں اپنی بیوی کو ہر حالت میں اپنے پاس رکھوں گا میں جس جگہ ملازم ہوں وہ ملازمت بھی چھوڑ دوں گا اگر آپ یہ کہیں کہ ہمارے پاس رہو یا کسی اور جگہ رہو یہ بھی کرنے کو تیار ہوں لیکن اپنی بیوی کو نہیں چھوڑ سکتا۔ اس پر ماں باپ نے عدالت میں میری بیوی کی طرف سے مجھ پر کیس کر دیا جب عدالت میں پیشی پر حاضر ہوا میں نے بیان دیا کہ میں طلاق نہیں دینا چاہتا ہوں لڑکی سے وجہ پوچھی گئی کہ تم کیوں طلاق چاہتی ہو تو اس نے الزام لگایا کہ یہ شخص یعنی میرا شوہر شراب و جوئے کا عادی ہے اس الزام کے جواب میں لڑکے نے کہا کہ یہ الزام اگر کوئی شخص بھی ثابت کر دے کہ میں ہر دو افعال میں سے کسی ایک فعل میں رہتا تھا یا رہتا ہوں تو عدالت کو اختیار ہے جو سزا میرے لئے تجویز ہوگی میں قبول کروں گا۔ بہر حال عدالت سے طلاق ہوگئی لیکن لڑکے نے نہ تو اپنی زبان سے اور نہ تحریر سے طلاق دی ہے۔ ان حقائق کی روشنی میں معلوم یہ کرنا ہے کہ لڑکی کا جب نکاح ثانی کا وقت آیا اور جو لوگ اس نکاح ثانی میں شریک ہوئے کیا ان کا نکاح ٹوٹ گیا یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ جناب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین محمد یونس

۷۸۶ **الجواب:** اگر شوہر نے واقعی طلاق نہ دی تھی۔ تو اس عورت کو جو اس کے نکاح میں ہے، دوسری جگہ نکاح کرنا قطعی حرام ہے اگر کیا تو زنا ہوگا۔ قال اللہ تعالیٰ وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ (النساء:24) (الآیۃ) ایسے نکاح میں محض شرکت سے کسی کا نکاح نہیں ٹوٹتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۳/۱۰/۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب والمجیب نجیح ومثاب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

شوہر نے طلاق دی اور مکر گیا اور کوئی گواہ نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنی بیوی کو بلا اجازت، پڑوس میں قرآن خوانی میں اپنی جیٹھانی سے اجازت لے کر چلے جانے پر ایک ہی جلسے میں، ایک سانس میں، تین طلاقیں دے دیں۔ یہ بات لڑکی نے اپنے میکے میں آنے کے بعد اپنے گھر والوں کو بتائی۔ سسرال والوں کی طرف سے دو معتبر آدمی بلائے گئے اور تین آدمی میکے والوں کی طرف سے بلائے گئے ان پانچوں آدمیوں کے سامنے اسی لڑکی نے قرآن کی قسم کھا کر بتلائی کہ مجھ کو

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میرے شوہر نے تین طلاقیں دے دی ہیں۔ جب اس سے گواہ کے لئے پوچھا گیا تو لڑکی نے کہا کہ پڑوس کی صرف ایک عورت تھی۔ باقی سب گھر والے تھے مگر لڑکی کا شوہر یہیں قرآن کی قسم کھانے کو تیار ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی۔ ایسی صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں۔ لڑکے کا باپ، بھائی اور بہن یہ کہتے ہیں کہ لڑکے نے ہمارے سامنے کالی موری کی مسجد میں قرآن اٹھا کر قسم کھائی ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی۔ اب لڑکی کو لڑکے کے ساتھ بھیجا جا سکتا ہے یا نہیں؟

نیاز مند محمد رفیق، حاجی نواب احمد قریشی، خانپور ضلع رحیم یار خان

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: عورت کا قسم کھانا محض نامعتبر ہے کہ وہ مدعیہ ہے اور مدعی کا حلف نہیں سنا جاتا اس سے گواہ مانگے جاتے ہیں اور عورت کے پاس گواہوں میں صرف ایک عورت ہے لہٰذا اس کا دعویٰ غلط ہے چنانچہ صورت مسئول عنہا میں طلاق کا حکم نہیں دیا جائے گا۔ لیکن اگر عورت یقین سے جانتی ہے کہ شوہر نے مجھے تین طلاقیں دی ہیں تو اس پر فرض ہوگا کہ جس طرح جانے اس سے دور رہے یا علانیہ طلاق حاصل کرے اگرچہ اپنے مہر کے بدلے یا مال دے کر۔ (فتاویٰ رضویہ)

واللہ تعالیٰ اعلم احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۹۸۴-۱-۱۰ء

۷۸۶ الجواب صحیح و مُصاب والمجیب نجیح و مثاب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

شوہر نے طلاق دی پھر مکر گیا

سوال: مجھ میں اور میری بیوی میں بچوں کی بات پر جھگڑا ہو گیا اور میں نے اپنی بیوی کو مارا پیٹا میری بیوی نے مجھ سے کہا کہ میرا فیصلہ کر دو میں نے اس کے بھائیوں کو بلانے کی کوشش کی، مگر میری بیوی کے بھائی نہیں آئے، تو میں نے عزیز نامی شخص کو کہا کہ میری بیوی کے بھائیوں کو جا کر کہیں کہ اپنی بہن کو لے جائیں، کیوں کہ میں نے اسے طلاق دے دی ہے لیکن اس کے بھائی نہیں آئے نہ ہی میری بیوی میرے گھر سے گئی، شام کو کچھ لوگ جمع ہوئے انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم نے یہ کیا کیا۔ میں نے کہا کہ جو ہونا تھا وہ ہو گیا میری بیوی نے کہا کہ میری طلاق نہیں ہوئی ہے نہ ہی میں یہاں سے جانا چاہتی ہوں۔ اسی طریقے سے یہ سلسلہ دو روز تک چلتا رہا تین دن کے بعد ایک اسٹامپ لکھا گیا، گواہوں کے سامنے، اسٹامپ پر گواہوں کے بھی دستخط ہیں اور میرے بھی دستخط ہیں لیکن میں نے لفظ طلاق اپنی زبان سے نہ کہا ہے نہ ہی گواہوں نے مجھ سے اسٹامپ لکھتے وقت پوچھا کہ تو نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے یا نہیں؟ جو کچھ میں لکھ رہا ہوں اللہ کو حاضر ناظر جان کر لکھ رہا ہوں۔ علمائے دین حدیث مبارک سے فتویٰ دیں کہ آیا یہ طلاق ہوئی یا نہیں؟ فقط ایک سائل

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں شوہر کا بیان ہے کہ ''میں نے عزیز نامی شخص کو کہا کہ میری بیوی کے بھائیوں کو جا کر کہو کہ میرے گھر سے اپنی بہن کو لے جائیں کیوں کہ'' میں نے اس کو طلاق دے دی ہے''۔ شوہر کے بیان ھذا سے طلاق کا ثبوت ملتا ہے پھر بعد میں شوہر کا کہنا ہے کہ'' میں نے زبان سے لفظ طلاق نہیں کہا'' غلط ہے۔ پھر سائل نے فقیر کے استفسار پر، زبانی بتایا کہ جب شوہر نے طلاق نامہ پر دستخط کئے تو اسے بتایا گیا تھا کہ اس میں طلاق کا تذکرہ ہے پھر

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس نے دستخط کئے۔ لہٰذا صورت مسئولہ عنہا میں عورت پر تین طلاق مغلظہ واقع ہوگئیں اب یہ عورت بغیر حلالہ کے اپنے سابق شوہر کے لئے حرام اور اجنبیہ ہے۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ (بقرہ:230) (القرآن)

اگر کسی کے کہنے سننے میں آ کر دوبارہ بغیر حلالہ، جھوٹا نکاح کر بھی لیا تو عمر بھر حرام کاری کے مرتکب ہوں گے اور اولاد ولد الحرام ہوگی۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۳۔۱۰۔۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح ومصاب والمجیب نجیح ومثاب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

رقم کے عوض خلع کیا تو خلع درست ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک آدمی نے اپنی لڑکی کی ایک جگہ پر شادی کردی۔ بعد شادی کے لڑکی کے والدین اور لڑکے کے والدین کے درمیان کچھ ناچاقی ہوگئی جس کی بناء پر لڑکی والوں نے اپنی لڑکی کو خلع دے کر آزاد کرالیا اب لڑکی کی دوسری جگہ پر شادی کرانا چاہتے ہیں۔ وہ خلع جو پہلے دے کر آزاد کرائی گئی تھی وہ رقم وصول کر سکتے ہیں یا نہیں ازروئے شرع کیا حکم ہے۔ جب کہ لڑکی بھی شادی کرنے کے لئے رضامند نہیں ہے۔ لڑکی کا والد زبردستی دینا چاہتا ہے آیا اس طرح اور اس صورت میں لڑکی کا نکاح ہوجائے گا یا نہیں۔ اگر خلع وصول کرلیا ہے تو اب واپس کرنا چاہئے کہ نہیں۔ شریعت کے اندر خلع لینے والے کے لئے کیا سزا اور کیا حد مقرر ہے جو لڑکی کے عوض میں رقم یا مال حاصل کرتے ہیں ان کے لئے قرآن وحدیث اور فقہ کی کتابوں کے جوابات درج فرما کر ہمیں روشناس فرمائیں۔

السائل محمد حکیم قریشی، چائنز ہوٹل گاڑی کھاتہ، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: عورت نے روپے دے کر طلاق لی یا اس کی طرف سے کسی اور نے دی تو یہ صورت خلع ہے، اب اگر یہ رقم دینے والا اپنی رقم واپس لینا چاہتا ہے تو اس کو ممانعت نہیں لیکن پھر مانگنا برا ہے۔ خلع جائز ہے خلع کے بعد اگر لڑکی کہیں اور نکاح کرنا چاہتی ہے اور بالغہ عاقلہ ہے تو اس کا نکاح بغیر اس کی اجازت کے کوئی نہیں کرسکتا۔

(عالمگیری درمختار، فتاویٰ رضویہ)

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۱/۳/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

طلاق دے دی اور گواہ بھی موجود ہیں تو طلاق ہوگئی

سوال: مکرمی جناب مفتی صاحب، کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید نے تین گواہوں کے روبرو اپنی زوجہ کو تین طلاقیں دے دیں اور مبلغ پندرہ روپے کے اسٹامپ پر طلاق نامہ تحریر کر کے گواہوں کے دستخط اور خود اس نے بھی دستخط کر دیئے ہیں۔ آیا طلاق ہوئی ہے کہ نہیں؟ مشتاق ولد محمد اصغر، گجراتی پاڑہ، ٹنڈو یوسف روڈ، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: تحریری طلاق کی صورت میں یا تو خود شوہر لکھوانے، یا لکھنے کا، اقرار کرے یا شرعی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گواہوں سے تحریر کا ثبوت ہو تو طلاق واقع ہونا مانی جاتی ہے۔ صورت مسئولہ میں منسلکہ طلاق نامہ سے عورت پر تین طلاق مغلظہ واقع ہوگئیں اب یہ عورت شوہر مذکور کے لئے بغیر حلالہ کے حرام ہے۔ قال اللّٰہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ (بقرہ:230)(القرآن) واللہ تعالیٰ اعلم احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۰۳/ ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

اگر صحبت نہ ہوئی تو پہلی طلاق سے عورت بائنہ ہوگئی اور بقیہ طلاق لغو ہوئیں

سوال: قبلہ مفتی صاحب السلام علیکم، گذارش عرض یہ ہے کہ: ایک لڑکے نے اپنی بیوی کو واضح طور پر تین یا چار دفعہ الگ الگ لکھ کر طلاق دے دی۔ لڑکی کی ابھی تک ودائی (رخصتی) نہیں ہوئی تھی لیکن ان کے درمیان ملاقاتیں ہوئیں تھیں۔ انہوں نے کل چھ ملاقاتیں کیں۔ جن میں مکمل طور پر تنہائی میسر تھی اور وہ چاہتے تو مباشرت بھی کر سکتے تھے لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ چھ ملاقاتوں میں سے ایک ملاقات کے دوران لڑکی کو حیض تھا اور ممکن کہ لڑکی کو ان ملاقاتوں کے دوران اپنے گھر والوں کا خوف بھی ہو کیوں کہ یہ ملاقاتیں گھر والوں سے چھپ کر ہوتی تھیں لیکن آخری اور چھٹی ملاقات بغیر کسی خوف وخطرے کے ہوئی تھی کیوں کہ اس میں گھر والوں کی رضا شامل تھی لیکن لڑکے نے کچھ دیر کے بعد بغیر کسی مباشرت کے لڑکی کو واپس کر دیا۔

قبلہ مفتی صاحب!

لڑکا میڈیکل کا اسٹوڈنٹ ہے۔ اس نے یہ ملاقاتیں صرف ایک دوسرے کو سمجھنے کے نقطۂ نظر سے کیں اور لڑکا قرآن پاک پر ہاتھ رکھ کر اس بات کی شہادت دے سکتا ہے کہ میں نے اپنی بیوی سے مباشرت نہیں کی ہاں البتہ معمولی بوس وکنار کئے ہیں۔ تو برائے مہربانی اس صورت حال میں موجودہ سوالات کا جواب دیں۔

۱۔ کیا لڑکا اور لڑکی کی تنہائی یا ملاقاتیں معتبر ہیں؟

۲۔ کیا لڑکا اور لڑکی میں دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے اور کس صورت میں ہو سکتا ہے۔ حلالہ کے بعد یا بغیر حلالہ کے؟

امجد ولد فخر الدین معرفت خورشید احمد، لیاقت کالونی، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** اولاً یہ بات ذہن نشین رکھیں کہ شوہر و بیوی کے مابین تنہائی کے باوجود، جماع وہم بستری کی نوبت نہ آئی جیسا کہ زن وشوہر دونوں اس امر پر متفق ہیں اور مسئلہ شرعیہ یہ ہے کہ غیر مدخولہ کا (یعنی وہ عورت جس سے وطی عمل میں نہ آئی اس کا) شوہر اگر اس سے کہے کہ تجھے تین طلاقیں تو تین ہوں گی اور اگر شوہر نے کہا تجھے طلاق، تجھے طلاق، تجھے طلاق، غرض الگ الگ الفاظ طلاق ادا کرے تو چند لفظوں میں طلاق دینے سے، غیر مدخولہ پہلی ہی طلاق سے مطلقہ ہو جائے گی۔ باقی الفاظ طلاق کے لئے وہ محل نہ رہے گی اور یہ طلاق، طلاق بائن ہوگی۔ (درمختار وغیرہ) اور طلاق بائن میں عدت کے اندر اور عدت گزرنے کے بعد بھی شوہر اس سے نکاح ثانی کر سکتا ہے جبکہ عورت بھی راضی ہو۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں شوہر کو اختیار ہے کہ وہ اس عورت سے نکاح کرنا چاہے اور عورت بھی اس پر راضی ہو تو کسی حلالہ کے بغیر دونوں باہم نکاح کر سکتے ہیں۔ اور یہاں تو

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عدت بھی نہیں تو دونوں جب باہمی رضامندی سے نکاح کریں گے نکاح صحیح ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ ذی قعدہ ۱۴۰۳ھ

عدت میں پیغام نکاح دینا حرام ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید کی بیوی اس کے گھر سے فرار ہوگئی جو چار روز کے بعد آئی لیکن زید اس عرصے میں اپنی زوجہ کو طلاق دے چکا تھا اس کے بعد عدت مکمل کر کے زید کے بہنوئی کے ساتھ میعادی نکاح بطور حلالہ کیا گیا لیکن حلالے کے بعد بھی کئی روز زید کے گھر پر رہی پھر اپنے والدین کے گھر پر عدت گزارنے کے لئے چلی گئی لیکن حلالے کو ابھی تک دو ماہ کا عرصہ گزرا تھا کہ پھر زید کے ساتھ نکاح کر لیا نکاح خواں ایک مسجد کے امام ہیں جنہوں نے دونوں مرتبہ نکاح پڑھایا نیز نکاح خواں وکیل اور شاہدین کے علم میں یہ بات تھی کہ ہندہ کی عدت مکمل نہیں ہوئی تو ایسی صورت میں زید اور اس کی بیوی نیز دیگر مذکورہ افراد کے لئے از شرع شریف کیا حکم ہوگا؟ السائل حافظ نور محمد، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** عدت میں نکاح حرام قطعی ہے بلکہ نکاح تو بڑی چیز ہے، قرآن عظیم نے عدت میں نکاح کے صریح پیام کو بھی حرام فرمایا۔ صرف اس کی اجازت دی ہے کہ عورت عدت وفات میں ہو تو ایسی پہلو دار بات کہہ دی جائے، جس سے عدت گزرنے پر نکاح کا اشارہ نہ ہوتا ہو اور عورت عدت طلاق میں ہے تو باجماع امت یہ بھی جائز نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ **وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ** (بقرہ:235) یعنی جب تک عدت پوری نہ ہو نکاح کا قصد بھی نہ کرو۔ شوہر ثانی کے طلاق کے بعد عورت پر عدت میں بیٹھنا لازم تھا مگر ان دونوں نے باہمی نکاح کر لیا تو دونوں زنا و بدکاری کے مرتکب ہوئے۔ اور دونوں نے اپنا منہ کالا کیا۔ ان دونوں پر تو وبال تھا ہی مگر اس امام نافرجام کی کیا مت ماری گئی تھی کہ وہ اس کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوا اور زنا کی دلالی میں ہاتھ کالے کئے۔ زانی وزانیہ کا دلال بنا اور ان دونوں کے ساتھ اپنی عاقبت تباہ کی مگر یہ بھی اس وقت ہے کہ اس نکاح کو حرام جان کر پڑھایا اور اگر اسے جائز وحلال مان کر پڑھایا تو اس کا اپنا نکاح بھی گیا اور ایمان بھی ہاتھ سے چھوٹا۔ ان سب پر فرض ہے کہ فوراً توبہ کریں۔ عورت پھر عدت میں بیٹھے اور امام نے حلال جان کر نکاح پڑھایا تو وہ از سر نو اسلام لائے اور اگر نکاح والا ہے تو دوبارہ اپنے نکاح پڑھائے فی الحال وہ امامت کا ہرگز اہل نہیں بلکہ جتنی نمازیں اس واقعہ کے بعد اس کی اقتداء میں پڑھی گئیں ان کا دوبارہ پڑھنا فرض ورنہ کم از کم واجب ضرور ہے۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ شعبان المعظم ۱۴۰۴ھ

مسئلہ مذکورہ میں عورت کا دعویٰ ہے کہ اسے دو ماہ میں تین حیض آچکے تھے

سوال: عورت یہ کہتی ہے کہ مجھے دو ماہ میں تین حیض آچکے تھے۔ یہی بات عورت قسمیہ کہنے کو تیار ہے آیا اس صورت میں جواب کی نوعیت بدل جائے گی یا یہی رہے گی؟

۷۸۶ **الجواب:** شوہر نے عورت کو تین طلاقیں دیں۔ اب وہ آکر شوہر اول سے کہتی ہے کہ عدت پوری ہونے کے بعد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں نے نکاح ثانی کیا اور اس دوسرے شوہر نے مجھ سے ہم بستری بھی کی اور پھر طلاق دے دی اور یہ عدت بھی پوری ہو چکی۔ تو اگر اتنا زمانہ گزر چکا ہے کہ یہ سب باتیں ہو سکتی ہیں تو اب سارا دارو مدار شوہر اوّل پر ہے۔ اگر وہ سمجھتا ہے کہ عورت اپنے بیان میں سچی ہے اور واقعی دو ماہ کے عرصے میں تین حیض گزر چکے ہیں تو اس سے نکاح کر سکتا ہے۔ اور اس صورت میں مذکورہ بالا احکام یک لخت بدل جائیں گے۔ اب شوہر اوّل سے نکاح، عدت میں نہ ہوا بلکہ وطی و عدت کے بعد ہوا۔ اور یہ جائز ہے۔ (ہدایہ، بہار شریعت) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۱۰ شعبان المعظم ۱۴۰۰ھ

عورت اگر شوہر کے گھر نہ جائے تو اس سے طلاق نہیں ہوتی

سوال: محترم جناب حضرت مفتی محمد خلیل خان صاحب السلام علیکم، حضرت مندرجہ ذیل حقائق آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں اور اسلامی قوانین وحدیث نبوی کے تحت اس کا جواب چاہتے ہیں۔

دو افراد میں آج سے تقریباً پندرہ سال قبل شادی ہوئی۔ اس جوڑے میں آپس میں محبت نہیں تھی لڑکی شوہر کو ناپسند کرتی تھی۔ کلام پاک پڑھی ہوئی تھی اسی لئے شوہر کو نبھانے کا فیصلہ بھی کر لیا اور کہا کہ جیسا بھی ہے اب نبھانا تو ہے۔ ان کے شرعی ملاپ سے تین بچے ہوئے ۱۴ سالہ بچی مر گئی۔ ۱۳ سالہ ایک لڑکا ہے جبکہ ۱۱ سالہ ایک بچی بھی ہے۔ شوہر غلط کاریوں میں مصروف ہوا تو آج سے دس سال پہلے بیوی اپنے والدین کے گھر آ گئی۔ شوہر شراب نوشی، عورت بازی اور دیگر مجرمانہ کاروائیوں میں مصروف رہا اور اپنی عورت کے سامنے دوسری عورتوں کو لانا۔ غیر مردوں کو لا کر گھر میں جوا کھلاتا تھا۔ عورت کو گھر بیٹھے ہوئے دس سال سے زائد ہو گئے ہیں مگر ان کے درمیان کوئی تصفیہ نہ ہو سکا۔ مختلف عدالتوں میں مقدمات رہے مگر نہ بن سکے۔ اب دیکھا جائے تو عورت کی زندگی خراب ہو رہی ہے اور عورت یہ چاہتی ہے کہ وہ کسی قیمت پر اس کے گھر نہ جائے اور دوسری جگہ نکاح کرے۔ اس سلسلے میں اسلامی احکامات کیا ہیں۔ صادر فرمائیں۔　　محمود علی قائم خانی

۷۸۶ **الجواب:** عورت کے گھر بیٹھ جانے سے نہ تو نکاح ختم ہوتا ہے اور نہ طلاق پڑتی ہے، نکاح و مہر بدستور قائم ہے اور جب نکاح باقی ہے تو اس صورت میں عورت کہیں اور نکاح نہیں کر سکتی، اگر تصفیہ نہیں ہو رہا اور عورت علیحدگی چاہتی ہے تو جس طرح پر بن پڑے، مار پیٹ، دھمکی، جبر و دباؤ سے شوہر سے طلاق لے، اگر اس طرح طلاق نہ دے تو مال کے بدلے طلاق لے۔ بغیر طلاق دیے یہ عورت اسی شوہر کی منکوحہ ہے۔ قال اللہ تعالیٰ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ (بقرہ: 237) نکاح کی گرہ مرد کے ہاتھوں میں ہے۔ اگر بغیر طلاق لئے عورت نے کہیں اور نکاح کر لیا تو بے معنی ہوگا اور دونوں مبتلائے زنا رہیں گے۔ لہٰذا جب شوہر طلاق دے دے تو اب تین حیض کامل گزرنے کے بعد عورت کو حلال ہوگا کہ جس سے چاہے نکاح کرے۔ قال اللّٰہ تعالیٰ وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ (بقرہ: 228) (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید　　۵/۵/۱۹۸۴ء

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

عورت گھر سے بغیر اجازت چلی جائے تو اس سے طلاق نہیں ہوتی

سوال: محترمی و مکرمی جناب مولانا صاحب السلام علیکم

ایک شخص کی شادی شدہ بیوی جس کی شادی کو پانچ سال ہو چکے تھے اور ایک بچی کی ولادت بھی ہوئی تھی، اپنے خاوند کو چھوڑ کر چلی گئی تھی اور تقریباً دس سال تک غائب رہی۔ لڑکا اپنے باپ کے پاس رہا۔ شوہر نے بیوی کو تلاش کیا مگر کوئی پتہ نہیں چلا۔ اور دس سال بعد بیوی واپس آ گئی ہے۔ خاوند نے اس عرصے میں کسی قسم کے کوئی کلمات فسخ نکاح وغیرہ ادا نہیں کئے۔ اب خاوند نے بیوی کو اپنے پاس رکھ لیا ہے۔ کیا مذکورہ بیوی اب بھی اس شوہر کی بیوی ہے اور کیا دونوں شوہر اور بیوی کی حیثیت سے رہ سکتے ہیں؟ احمد علی، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ عورت، شوہر کی اجازت کے بغیر، گھر سے نکل جائے تو نکاح سے نکل جاتی ہے، محض غلط ہے۔ شریعت مطہرہ نے نکاح کی گرہ مرد کے ہاتھ میں رکھی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ اسی لئے عیاذاً باللہ عورت کی بدچلنی سے بھی نکاح نہیں جاتا۔ جب تک شوہر طلاق نہ دے۔ اور شوہر نے تو طلاق بھی نہیں دی تو وہ عورت بدستور اس کے نکاح میں باقی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ جمادی الاولیٰ سن ۱۴۰۰ھ

جب تک شوہر طلاق نہ دے طلاق نہیں ہوتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع اس مسئلہ کے بارے میں کہ: مسمی صادق علی ولد محمد سلیمان قوم جوگی ساکن ٹنڈو آدم کی شادی مسماۃ شوقینہ عرف شوقیہ سے ۹۸- سال قبل ہوئی تھی مسمی صادق علی کا ایکسیڈینٹ ہو گیا کافی چوٹیں آئیں جس کی وجہ سے وہ ہسپتال میں رہا پھر فارغ ہو کر گھر آ گیا چلنے پھرنے سے معذور تھا اس دوران اس کی بیوی مسماۃ شوقینہ گھر سے بھاگ گئی۔ جب اس کا کوئی پتہ نہ چلا تو پولیس میں رپورٹ درج کرا دی بعد میں معلوم ہوا کہ اس نے دوسرے شخص سے نکاح کر لیا ہے۔ جب کہ میں نے کوئی طلاق وغیرہ نہیں دی اب مسئلہ جواب طلب یہ ہے کہ آیا یہ نکاح ہوا یا کہ نہیں؟ السائل صادق علی معرفت حافظ محمد مشتاق احمد

۷۸۶ **الجواب** هو الموفق للصواب: قرآن کریم نے نکاح کی گرہ شوہر کے ہاتھ میں رکھی ہے قال اللہ تعالیٰ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ (البقرہ:237) تو جب تک شوہر طلاق نہ دے بیوی کسی دوسرے کے لئے حرام ہے، صورت مسئول عنہا میں عورت بدستور اپنے شوہر کی بیوی ہے، کسی دوسرے کے ساتھ یہ جھوٹا نام نکاح بیکار ہے، دونوں مبتلائے زنا ہیں۔ اور ان دونوں میں فوری تفریق لازمی ہے، واللہ تعالیٰ اعلم فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۷ نومبر ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خلع کی رقم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک لڑکی کی والدین نے ایک جگہ پر شادی کرادی۔ شادی ہونے کے بعد لڑکی کے والدین اور لڑکے کے والدین میں کچھ ناچاقی ہوگئی اس ناچاقی کی بناپر لڑکی والوں نے خلع دے کر لڑکی کو آزاد کرایا اس کے بعد اس مطلقہ لڑکی کو اس کے والدین دوسری جگہ پر شادی دینا چاہتے ہیں۔ جو خلع دے کر مذکورہ کو آزاد کرایا وہ خلع دوسری جگہ سے جہاں لڑکی اب دینا چاہتے ہیں ان سے وہ خلع حاصل کر سکتے ہیں یا کہ نہیں؟ لڑکی والے وہ رقم وصول کریں تو گناہگار ہوں گے یا نہیں۔ شریعت کے مطابق ان کے لئے کیا حد مقرر ہے اس کا جواب عنایت فرمائیں کہ از روئے شرع کیا حکم ہے۔ لڑکی کے وارث اگر رقم وصول کر چکے ہیں تو اب ان کو واپس کرنے چاہئیں یا نہیں؟ جب کہ لڑکی بھی دوسری جگہ پر شادی کرنے پر راضی نہیں اور اس کے والدین زبردستی اس کا نکاح کرادیں تو کیا وہ نکاح ہوگا یا نہیں؟ برائے مہربانی اس کا جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں عنایت فرمائیں۔ السائل محمد کلیم قریشی

۷۸۶ الجواب ھو الموفق للصواب: خلع شرع میں اسے کہتے ہیں کہ شوہر برضائے خود مہر وغیرہ مال کے عوض عورت کو نکاح سے جدا کردے یہ طلاق اس معافی مہر کے عوض دی گئی تو طلاق بائن ہوئی۔ جو رقم شوہر کو خلع کے عوض دی تھی اس رقم کو دوسری جگہ سے نکاح کے عوض نہیں لے سکتے اگر لے لی تو واپس کرنا ضروری ہے کہ یہ رشوت ہے اور رشوت لینا شرعاً حرام۔ (فتاویٰ رضویہ) جب کہ عورت بالغہ ہو اور اس سے اذن لئے بغیر نکاح کردیا تو وہ نکاح موقوف رہے گا اگر عورت نکاح کی خبر سن کر جائز رکھے تو جائز ہوگا اور اگر رد کردے تو رد ہو جائے گا کہ بے اذن نکاح، نکاح فضولی ہے اجازت زن پر موقوف ہے۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۴ جمادی الاولیٰ ۲۶ جنوری ۱۹۸۰ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ

شوہر کے سوا دوسرے کا طلاق دینا معتبر نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے کے بارے میں کہ: زید کی شادی ہندہ سے ہوئی، عرصہ ڈیڑھ سال بعد کسی وجہ سے زید کا دماغ خراب ہوگیا اس کی یہ حالت اڑھائی سال تک رہی اور گھر سے نکل کر علاقہ بدین میں رہتا رہا اس عرصے میں ہندہ کے ورثا نے فسخ نکاح کا مقدمہ دائر کر کے جج سے طلاق حاصل کی اور جج نے یہ فیصلہ دے دیا کہ ہندہ دوسرے مقام پر نکاح کر سکتی ہے۔ آیا ایسی صورت میں کیا ہندہ دوسرے مقام پر نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟ اب جبکہ اس کا شوہر بالکل تندرست اور صحیح حالت میں ہے۔ فقط۔ ایک سائل

۷۸۶ الجواب: اللہ تعالیٰ نے نکاح کی گرہ مرد کے ہاتھ میں رکھی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ یعنی الزوج فی قول علی و سعید ابن المسیب و سعید ابن جبیر و غیرھم رضی اللہ تعالیٰ عنھم۔ یہی وجہ ہے کہ عورت کے فسق فجور سے بھی نکاح نہیں جاتا اور اگر ایسا ہو کہ نکاح کی گرہ زنان ناقصات العقل والدین کے ہاتھ میں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پڑ جائے تو جو عورت چاہے بے ارادہ شوہر مکمل طور پر قید نکاح سے آزادی حاصل کرے۔ اور ازدواجی نظام درہم برہم ہو جائے۔ جیسے کہ مشاہدہ ہے پھر بھی طلاق کے لئے شرط یہ ہے کہ شوہر عاقل بالغ ہو۔ نابالغ یا مجنوں نہ خود طلاق دے سکتا ہے نہ اس کی طرف سے کوئی ولی۔ (درمختار، عالمگیری) اور جب صورت مسئولہ میں شوہر مجنون ہو گیا تو خود بھی اگر حالت جنون میں طلاق دیتا تو شرعاً طلاق واقع نہ ہوتی یوں ہی اس کی طرف سے اس کے ولی کو یہ حق حاصل نہ تھا کہ مجنون کی منکوحہ کو طلاق دے سکے ہر حال یہ طلاق واقع نہ ہوئی اور مسماۃ مذکورہ بدستور اس کے نکاح میں ہے اور مسماۃ شرعاً کسی دوسرے سے نکاح کی مجاز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ محرم الحرام ۱۴۰۰ھ

بغیر طلاق لئے دوسرے سے نکاح

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے میں کہ: زید نے شادی کی۔ پانچ سال تک میاں بیوی ایک دوسرے سے راضی اور خوش رہے۔ اس کے بعد ان میں کچھ بات ہوگئی جس کی بناء پر لڑکی اپنے والدین کے پاس چلی گئی۔ پھر لڑکی کی والدہ نے مقدمہ درج کرایا کہ یا تو نکاح فسخ کرایا جائے یا اس کو خرچہ دے تو جج نے لڑکی کے حق میں فیصلہ دیا لیکن جج نے نہ تو کسی چیز کا تقرر کیا اور نہ لڑکے سے طلاق لی۔ دو سال کے بعد لڑکی کی والدہ نے لڑکی کا نکاح ایک شیعہ لڑکے سے کرا دیا اور اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ کیا یہ نکاح درست ہے یا کہ نہیں؟ اور جو بچہ پیدا ہوا ہے یہ حلال ہے یا حرام ہے؟ کمترین احمد یار

۷۸۶ **الجواب:** اللہ تعالیٰ نے نکاح کی گرہ مرد کے ہاتھ میں رکھی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ پس جبکہ زید نے ہنوز طلاق نہ دی مسماۃ بدستور اس کے نکاح میں باقی ہے۔ کسی کو ہرگز اس سے نکاح حلال نہیں اگر کر بھی لیا تو اس نکاح بے معنی کے بعد وہ دونوں زانی وزانیہ رہیں گے۔ اور یہ جھوٹا نام نکاح کا کچھ مفید نہ ہوگا۔ قال اللہ تعالیٰ وَّ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ (النساء:24) چارہ کار یہاں یہ ہے کہ اگر مسماۃ اپنے حقیقی شوہر زید کے پاس رہنا نہیں چاہتی تو زید کو طلاق کے بدلے مال، دے کر خواہ بغیر مال دیئے، طلاق حاصل کرے۔ قال اللہ تعالیٰ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ (بقرہ:229) جب زید طلاق دے دے تو اب تین حیض کامل گزرنے کے بعد مسماۃ مذکورہ کو حلال ہوگا کہ جس سے چاہے نکاح کرلے اور آج کل کے نام شیعہ رافضی منکرین ضروریات دین، اور باجماع امت، کفار مرتدین ہیں۔ شاید شاذ و نادر ان میں کوئی مسلمان نکل سکے۔ جیسے کووں میں سفید رنگ کا کوا۔ جو شخص اپنی دختر ایسے کے نکاح میں دے تو یقیناً دیوث ہے۔ وہ اپنی بہن بیٹی صریح زنا کے لئے دینے والا ہے۔ حدیث ارشاد فرماتی ہے کہ اس پر جنت حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر روز محشر نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔ (طبرانی شریف، فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ ذی قعد ۱۳۸۴ھ

تین طلاق کے بعد حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص مسمی نعیم بیگ نے متعدد گواہوں کے روبرو اپنی بیوی مسماۃ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جنت کو تین چار مرتبہ بلند آواز سے طلاق دے دی۔ اس بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ عبدالکریم

۷۸۶ **الجواب:** صورت مذکورہ میں تین طلاقیں ہو گئیں۔ عورت اب بے حلالہ اس کے نکاح میں نہیں آ سکتی یعنی اس کی عدت گزرے پھر دوسرے شخص سے نکاح کرے اور اس سے ہم بستری بھی ہو۔ پھر وہ اسے طلاق دے دے یا مر جائے اور عدت گزر جائے اس کے بعد اس عورت سے اس شخص کا نکاح جائز ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۢ بَعْدُ (بقرہ:230) الآیۃ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ صفر المظفر ۱۳۹۹ھ

شوہر کے علاوہ کسی دوسرے کا، فسخ نکاح کرنا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک عورت مسماۃ صابرہ بیگم بنت نور احمد نے وجوہات ذیل کی بناء پر عدالت میں دعویٰ دائر کر دیا کہ مجھے میرے شوہر بنام عبدالرشید ولد عبدالحکیم سے طلاق دلوائی جائے یا عدالت تفریق کر دے۔ مدعیٰ علیہ کو عدالت نے کئی بار اس کے حاضری کے نوٹس دیئے اور اخبار میں بھی اس کی اشاعت کی لیکن وہ حاضر عدالت نہیں ہوا۔ پھر عدالت نے اپنے مخصوص اختیارات کی وجہ سے فیصلہ کر دیا کہ مسماۃ صابرہ بیگم کی عبدالرشید سے تفریق کر دی ہے اور طلاق دے دی ہے۔ جس کو آج ۴ ماہ پچیس روز گزر چکے ہیں۔ اب صورت مسئولہ میں یہ عورت نکاح ثانی کر سکتی ہے یا نہیں۔ اور عدالت کی یہ طلاق یا تفریق شرعاً نافذ سمجھ لی جائے یا نہیں؟ فقط ایک سائل

۷۸۶ **الجواب:** نکاح کی گرہ اللہ تعالیٰ نے مرد کے ہاتھ میں رکھی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ (بقرہ:237) پس جبکہ عبدالرشید نے مسماۃ کو ہنوز طلاق نہیں دی تو صابرہ بدستور اس کے نکاح میں باقی ہے اور کسی مرد مسلمان کو اس سے نکاح حلال نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ وَّ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ (النساء:24) تم پر حرام کی گئیں شوہر والی بی بیاں۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۶ ربیع الآخر ۱۳۸۸ھ

مطلقہ کا نکاح بغیر عدت گزارے دوسری جگہ کیا تو حرام ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ پر جو کہ درپیش ہے کہ: ایک شادی شدہ لڑکی کی بغیر طلاق دیئے ہوئے دوسری جگہ شادی کر دی گئی اور نکاح کے وقت قاضی صاحب کو غلط بیان دیا کہ لڑکی کنواری ہے۔ اس مسئلہ میں شریعت کا حکم فرمایئے کہ اس کا حکم کیا ہے۔ اور اس لڑکی کے والدین اور دوسری جگہ نکاح کروانے والوں اور اس نکاح میں شریک ہونے والوں کے لئے شرعی حکم صادر فرمائیں عین نوازش ہو گی۔ فقط ایک سائل

۷۸۶ **الجواب:** اگر یہ واقعہ ہے کہ لڑکی کی طلاق لئے اور عدت گزارے بغیر اس کا نکاح کر دیا گیا تو نکاح ثانی محض باطل ہو گا اور زوجِ ثانی سے وطی نری زنا ہو گی، اور جتنے لوگ اس سخت کبیرہ گناہ میں اس بات سے آگاہ ہو کر شریک ہونگے سب سخت گناہگار اور جہنم کے مستحق ہوں گے اور زنا کے دلال قرار پائیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ ربیع الآخر ۱۳۸۸ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شوہر کے باپ کا اپنی طرف سے نکاح توڑ دینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: عبدالرحمٰن ولد مانگیا کی لڑکی رشیدن کا نکاح محمد عمر ولد عبدالرحمٰن سے نابالغی میں ہوا۔ دوسری بات یہ کہ رشیدن کے نکاح کی اجازت رشیدن کے چچا نے دی تھی۔ والد نے نہیں دی تھی اب عبدالرحمٰن ولد مانگیا کہتے ہیں کہ یہ نکاح میری مرضی کے بغیر ہوا لہٰذا یہ نکاح میں نے رد کیا دو گواہوں کے سامنے لڑکی نابالغ ہے۔ گواہ رمضانی، گواہ نثار احمد، لہٰذا یہ نکاح ٹوٹ گیا یا نہیں؟

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں جب تک مسمّٰی محمد عمر اپنی منکوحہ رشیدن کو طلاق نہ دے دے رشیدن کو نکاح ثانی کا اختیار نہیں۔ اور وقت نکاح باپ کے خاموشی رضامندی کی دلیل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ایک طلاق کا حکم اور رجوع کے الفاظ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: گلزار احمد نے اپنی بیوی کو اوروں کی زبردستی پر طلاق دے دی ہے۔ جس میں صرف یہ کہا ہے کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دے دیتا ہوں صرف ایک مرتبہ طلاق کہا ہے نہ کہ تین مرتبہ۔ جس کو کہے ہوئے صرف بارہ روز ہوئے ہیں۔ کیا یہ طلاق ہوگی یا بائن یا بالکل مغلظہ۔ اس میں اور یہ بات بھی ہے کہ گلزار کو گلزار کے سسر نے اپنی لڑکی کو آزاد کرانے کے لئے ۳۰۰۰=/ تین ہزار روپے کہے ہیں جن میں سے ۲۵۰۰ یعنی ڈھائی ہزار گلزار کو معجّل زبردستی کے طور پر دے کر پھر یہ طلاق نامہ لکھوایا جس پر گلزار نے دستخط بھی کئے ہیں۔

براہ کرم اس مسئلہ کو قرآن وسنت کی روشنی میں بیان فرما کر ہمیں شکریہ کا موقع دیں۔ سائل مسئلہ گلزار احمد

۷۸۶ الجواب: سائل کا بیان ہے کہ طلاق نامے میں صرف یہی الفاظ لکھے گئے ہیں کہ جو اوپر مذکور ہیں یعنی یہ کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہوں۔ اور یہ الفاظ بھی صرف ایک مرتبہ ادا کئے گئے یہ طلاق، طلاق رجعی ہوئی۔ نہ بائن نہ مغلظہ۔ اور طلاق رجعی کا حکم یہ ہے کہ شوہر، عدت کے اندر اس سے رجعت کرسکتا ہے اور عدت گزر جائے تو نکاح کرسکتا ہے۔ حلالہ کی یہاں حاجت نہیں۔ اور رجعت میں صرف اتنا کہہ لینا بھی کافی ہے کہ میں اسے واپس اپنے نکاح میں لیتا ہوں۔ قال اللّٰہ تعالیٰ

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ؕ (بقرہ:229) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ

تحریر سے طلاق

سوال: بخدمت جناب علامہ مفتی محمد خلیل خان برکاتی صاحب السلام علیکم، جناب عالی! گذارش یہ ہے کہ میری بیٹی بلقیس بانو کو میرے داماد نے چاندرات کو طلاق دے دی تھی۔ جس کی رو سے میری بیٹی عدت کے دن بھی پورے کرچکی ہے مگر طلاق دینے کے بعد میرے داماد صاحب نے کراچی میں میری بیٹی بلقیس بانو پر حق زوجیت کا دعویٰ دائر کر

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دیا ہے جبکہ طلاق نہیں دینے کی صورت میں پہلے حیدر آباد میں طلاق کا دعویٰ دائر کر دیا تھا مگر اس کے بعد میرا داماد حیدر آباد آیا اور چاند رات کو میری بیٹی بلقیس کو طلاق لکھ کر دے گیا جس پر دو گواہوں کے دستخط بھی موجود ہیں۔ مگر اس کے بعد اس نے کراچی میں حق زوجیت کا کیس داخل کیا ہے۔ مہربانی فرما کر آپ اپنے فتوے کی روشنی میں آگاہ کیجئے کہ کیا میری بیٹی کو طلاق ہو گئی ہے؟ اور میں طلاق کے پرچہ کی فوٹو کاپی اپنی بیٹی کے کیس میں جمع کرا کر کیس واپس لے لوں کیوں کہ طلاق ہو گئی ہے؟ اب کیس بے کار ہے اور یہی کاپی، جو کیس میرے داماد نے کراچی میں کیا ہے وہاں بھی دے دوں کہ طلاق ہونے کے بعد حق زوجیت کا کیس کیا تعلق رکھتا ہے۔ مہربانی فرما کر فتویٰ صادر فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ فقط ایک سائل عبدالقیوم

۷۸۶ **الجواب:** اگر شوہر اس تحریر کو اپنی تحریر بتاتا اور بیوی کو طلاق دینے کا اقرار کرتا ہے، یا دو مرد یا ایک مرد، دو عورتیں جن کی گواہی شرع میں مقبول ہو، اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ ہمارے سامنے فلاں نے اپنی بیوی کو طلاق دی تو بیشک طلاق پڑ جائے گی اور اتنی ہی طلاقیں پڑیں گی جتنی طلاقوں کا وہ اقرار کرے گا یا گواہ گواہی دیں گے۔ پھر طلاقیں اگر تین تک پہنچ جائیں تو عورت بلا حلالہ، مرد کے لئے حلال نہیں ہو سکتی۔ اور تین سے کم ہوں اور عدت گزر جائے تو مرد اسے نکاح پر مجبور نہیں کر سکتا۔ (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ ربیع الاول ۱۳۸۴ھ

کسی بھی فرد کا خلاف شرع فیصلہ، نافذ نہیں ہو سکتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلے کے بیچ میں کہ: زید نے اپنی لڑکی کا نکاح عمرو کے لڑکے سے کیا جبکہ دونوں بچے شیر خوار تھے اور دونوں بچوں کی پیدائش پاکستان میں ہوئی ہے اب زید کا مطالبہ ہے کہ چونکہ عمرو کا لڑکا بہت ہلکا ہے۔ لہٰذا اسے طلاق دی جائے جبکہ لڑکا ابھی تک نابالغ ہے اور لڑکی بالغ ہو گئی ہے۔ لہٰذا اس سے طلاق لے کر عمرو کے دوسرے کسی بڑے لڑکے سے نکاح پڑھا دیا جائے لڑکی کی عمر تقریباً چودہ سال کی ہو گئی ہے۔ جبکہ لڑکا لڑکی سے ایک سال بڑا ہے۔

۱۔ مندرجہ بالا صورت میں نابالغ لڑکے کی طلاق معتبر ہوگی یا لڑکے کا والد عمرو طلاق دے سکتا ہے؟

۲۔ کیا زید کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ اس طرح جبراً طلاق لے کر دوسری جگہ لڑکی کا نکاح کر دے؟

۳۔ قانوناً سولہ سال کی جب تک عمر نہ ہو جائے دوسرا نکاح نہیں ہو سکتا تو کیا زید ایک یا دو سال تک مزید انتظار نہیں کر سکتا تا کہ لڑکا بالغ ہو جائے؟

۴۔ کیا قوم کے سربرآوردہ یعنی چوہدری صاحبان کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ شریعت کا لحاظ کئے بغیر دوسری جگہ نکاح پڑھا دیں جبکہ شریعت کے واضح احکام انہیں معلوم ہو جائیں؟

۵۔ کیا ایسی صورت میں جبکہ شریعت کے احکام معلوم ہو جائیں اور اس کے خلاف عمل پر مصر ہوں ایسے لوگوں کے لئے شریعت میں کیا حکم ہے؟

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مندرجہ بالا مسئلہ ایک نزاعی مرحلہ ہے امید ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے احکام کے مطابق واضح طور پر مطلع فرمائیں گے تاکہ اس تصفیہ کا حل نکل آئے؟ السائل حکیم الدین ولعل محمد

۷۸۶ الجواب: ۱۔ نابالغ لڑکے اور لڑکی کے باپ نے جبکہ ان دونوں کی طرف سے ایجاب وقبول کیا تو یہ نکاح شرعاً منعقد ہو گیا۔ (ردالمحتار) اور جبکہ یہ نکاح شرعاً جائز و منعقد ہو گیا تو نابالغ لڑکے کا باپ یا خود یہ نابالغ شوہر اب ذریعہ طلاق اسے ختم بھی نہیں کر سکتا کہ نابالغ نہ خود اسے طلاق دے سکتا ہے اور نہ اس کی طرف سے کوئی ولی۔ (درمختار، عالمگیری) لہٰذا نکاح ثانی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ لڑکا اور لڑکی شرعاً پندرہ سال کامل کی عمر میں بالغ قرار پاتے ہیں تو اگر لڑکا پندرہ سال کا ہو چکا تو شرعاً وہ بالغ ہے اور اپنے امور کا مختار وہ چاہے تو طلاق دے چاہے تو اپنے نکاح میں رکھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ قوم کے کسی فرد یا جماعت یا چوہدریوں کو خلاف شرع کوئی فیصلہ کرنے کا اختیار نہیں۔ اگر وہ ایسا کریں تو ان کا فیصلہ نافذ نہیں۔ دوسرے لوگوں پر فرض ہے کہ ایسے لوگوں سے قطع تعلق کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ ربیع الآخر شریف ۱۳۸۳ھ

غیر شوہر کی جانب سے نکاح منسوخ کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلے کے بارے میں کہ: فیض محمد کا عقد مسماۃ خاتون سے بعمر ۱۸ سال ہوا۔ اور باہمی نفاق یعنی مار پیٹ کی وجہ سے نوبت عدالت تک ہوئی اور عدالت نے بہ سبب غیر موجودگی شوہر مذکور کے نکاح کینسل کر دیا اور طلاق کا فیصلہ دیا اب مسماۃ خاتون نے اپنا عقد ثانی ہمراہ محمد رمضان کے پندرہ دسمبر کو کر لیا ہے شرعاً یہ فتویٰ دیا جائے کہ یہ نکاح جائز ہے یا ناجائز ہے؟ فدوی شمس الدین ولد عبدالکریم، ساکن پھلیلی پریٹ آباد، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: اللہ عزوجل نے نکاح کی گرہ مرد کے ہاتھ میں رکھی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ (البقرہ: 237) تو جب تک شوہر طلاق نہ دے یا شوہر کی موت، واقع نہ ہو مسماۃ خاتون بدستور فیض محمد کے نکاح میں رہے گی۔ اور جبکہ خاتون فیض محمد کی زوجیت ہی میں ہے تو خاتون کا نکاح محمد رمضان کے ساتھ منعقد ہی نہ ہوا۔ قال عزوجل وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ (النساء: 24) اور نام کا یہ نکاح اس صریح حرام کو حلال نہیں کر دے گا۔ بلکہ زنائے خالص ہوگا۔ یہی فتویٰ ہے اہلسنّت کا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ شعبان المعظم ۱۳۸۳ھ

عورت کا دعویٰ کہ شوہر نامرد ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ کے بارے میں کہ: پیر بھورے خان سکنہ نواب شاہ کی شادی مسماۃ تسکین دختر رمضان سے ۶ سال ہوئے جب ہوئی تھی اور اب وہ اپنے میکے میں رک گئی ہے اور کہتی ہے کہ میں اس مرد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے پاس رہنا نہیں چاہتی ہوں کیوں کہ یہ نامرد ہے اس لئے اس کے شوہر نے سرجن ڈاکٹر سے اپنی مردی کا معائنہ کرا کر ڈاکٹری سرٹیفکیٹ حاصل کر لیا ہے کہ وہ مرد ہے اور عورت پاگل ہے۔ اس کے ساتھ ہی ایک فتویٰ بھی عدالت ہذا میں اس بابت پیش کیا ہے۔ اس لئے ازروئے شریعت فتویٰ صادر فرمایا جائے کہ آیا اس کی طلاق ہوگی یا نہیں؟ اور کیا عورت دوسری شادی کر سکتی ہے یا نہیں؟ برائے مہربانی فتویٰ صادر فرمائیں۔ فقط ایک سائل

۷۸۶ الجواب: شادی کے چھ سال گزرنے کے بعد عورت یہ دعویٰ کرتی ہے کہ شوہر نامرد ہے قابل قبول نہیں اور عورت اگر کنواری نہیں تو شوہر سے قسم لی جائے گی۔ اس نے اس عورت سے وطی کی ہے اگر شوہر قسم کھالے تو عورت کا حق جاتا رہے گا۔ (عالمگیری وغیرہ) بلکہ جب مرد سرجن کا سرٹیفکیٹ پیش کرتا ہے اور عموماً سرجن کے سرٹیفکیٹ پر اعتبار کیا جاتا ہے تو بھی عورت کا حق ساقط ہو گیا بہر حال مسماۃ تسکین اسی کی منکوحہ ہے اور اس کی بیوی۔ جب تک شوہر مذکور، طلاق نہ دے اس کے جیتے جی عورت اپنا نکاح فسخ نہیں کر سکتی اگر کر بھی لیا تو یہ نام نکاح اس مرد اور عورت کو زنا سے بچا نہیں سکے گا، بلکہ زنا کے معاون قرار پائیں گے وہ جو حالات جاننے کے باوجود بھی اس عورت سے نکاح کی کوشش کریں گے یا نکاح میں شریک ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ شعبان المعظم ۱۴۰۴ھ

جب تک شوہر طلاق نہ دے عورت نکاح میں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: محمد علی نے اپنی زوجہ مسماۃ بانو بیگم دختر نصیر خان کو تاریخ امروز تک کوئی طلاق زبانی یا تحریری نہیں دی ہے اور مابین کشیدگی کی وجہ سے گزشتہ شب کو ایک محدود جگہ پر پوشیدہ طور سے سنا گیا ہے کہ فرضی طور سے بانو کا نکاح کہیں اور عمل میں لایا گیا ہے۔

۱۔ کیا کسی کے زبانی کہہ دینے پر مسماۃ مطلقہ ہو گئی جبکہ شوہر کو اس کا کوئی علم نہ ہوا اور نہ ہے؟

۲۔ وکیل نکاح اور شاہدین نکاح کے کہہ دینے سے مسماۃ بانو بیگم مطلقہ قرار دی جا سکتی ہے؟

۳۔ اس جلسہ میں شرکا قاضی صاحب شاہدین نکاح صاحبان و دیگر حاضرین جلسہ والے کے لئے حکم شرعی کیا اجازت دیتا ہے؟

فقط ایک سائل

۷۸۶ الجواب: جبکہ مسمی محمد علی نے آج تک تحریری یا زبانی اپنی منکوحہ کو طلاق نہیں دی تو مسماۃ بانو بیگم اس کے نکاح میں باقی ہے اور جبکہ بانو بیگم مسمی محمد علی کے نکاح میں ہے تو یہ نام کا نکاح اس حرام کو حلال نہیں کرے گا۔ یہ نکاح نہ ہوا بلکہ زنا ہوا۔ قال اللہ تعالیٰ وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ (النساء: 24) اور تم پر حرام کی گئیں شوہر والی عورتیں۔ عورت اب جس کے پاس ہے اس پر فرض قطعی ہے کہ عورت کو اپنے پاس سے جدا کرے اور نکال دے اور عورت پر فرض قطعی ہے کہ اس سے جدا ہو جائے اور اپنے خاوند محمد علی کے پاس آ جائے۔ جو لوگ یہ جانتے ہوئے کہ عورت کو طلاق نہیں ہوئی اس کے معاون ہیں سب زنا کے دلال قرار پائیں گے اور جو شخص ان میں سے باز نہ آئے مسلمان اس سے الگ ہو جائیں اور اس کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ترک

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کردیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ ذی قعدہ ۱۳۸۷ھ

نکاح کی گرہ شوہر کے ہاتھ میں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک عورت مسماۃ صابرہ بیگم بنت نور محمد نے وجوہات ذیل کی بناء پر دعویٰ دائر کردیا ہے کہ مجھے میرے شوہر بنام عبدالرشید ولد عبدالحکیم سے طلاق دلائی جائے یا عدالت تفریق کردے۔ مدعا علیہ کو عدالت میں کئی بار اس کی حاضری کے نوٹس دیئے اور اخبار میں بھی اس کی اشاعت کی لیکن وہ حاضر عدالت نہ ہوا تو عدالت عالیہ نے تفریق کردی ہے اور طلاق دے دی جس کو آج چھ ماہ اور پچیس روز گزر چکے ہیں۔ اب صورت مسئلہ میں عورت نکاح ثانی کرسکتی ہے یا نہیں؟ اور عدالت کی یہ طلاق تفریق شرعاً نافذ سمجھی جائے گی یا نہیں؟ وجوہات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ مدعی کی شادی مدعا علیہ سے ۱۹ مئی ۱۹۶۲ء کو ٹنڈو جام میں ہوئی۔

۲۔ دو ہزار مہر مقرر ہوا۔

۳۔ شادی کے کچھ عرصے کے بعد شوہر نے لڑائی جھگڑا شروع کردیا معمولی معمولی باتوں پر لڑنا شروع کردیا۔

۴۔ مدعی نے اس امید سے صبر کیا کہ شاید اس کے حالات ٹھیک ہوجائیں یہاں تک کہ تقریباً ساڑھے چار سال کے بعد ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ لڑکی زندہ ہے۔

۵۔ مدعی مدعا علیہ کے پاس نہیں رہتی تھی کیوں کہ وہ چرس وغیرہ پیتا تھا۔

۶۔ لڑکی کے پیدا ہونے کے بعد مدعی اپنے والد کے پاس رہی اور خوراک کپڑے مدعی کو والدین نے دیئے اور تمام قرضہ کیا۔

۷۔ مدعی کے والد خود اور ہمراہ معززین کے گھر گئے اور کوشش کی کہ شوہر اپنی بری عادتوں سے باز آجائے مگر یہ بے سود رہا۔

۸۔ مدعا علیہ نہ کہیں ملازم ہے اور نہ ہی آمدنی کا اور کوئی ذریعہ معاش ہے کہ وہ اپنا اور اپنے بچوں کا گزارا کرسکے۔

۹۔ مدعا علیہ نے قیمتی زیورات بھی کھیل جوئے میں فروخت کردیئے۔

۱۰۔ اسی دوران میں ڈھائی سال کے بعد دوسری لڑکی پیدا ہوئی اور ایک لڑکا نجم پیدا ہوا جس کے بعد مدعا علیہ نے بالکل نظر انداز کردیا اور مدعی کو اور دونوں لڑکیوں کو کچھ نہیں سمجھتا تھا مدعی اور اس کے والدین کی طرف سے ہر ممکن کوشش کی گئی کہ وہ کمائے اپنی بری عادتیں چھوڑ دے مگر وہ اپنی حرکتوں سے باز نہ آیا۔ اس لئے کیا شریعت کی رو سے یہ طلاق ہوگئی یا نہیں اور مسماۃ دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے یا نہیں؟ فقط ایک سائل

۷۸۶ **الجواب:** نکاح کی گرہ اللہ عزوجل نے شوہر کے ہاتھ میں رکھی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ پس جبکہ عبدالرشید نے مسماۃ صابرہ کو طلاق نہ دی صابرہ بدستور اس کے نکاح میں باقی ہے اور کسی مرد مسلمان کو اس سے نکاح حلال نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ تم پر حرام کی گئی شوہر والی بیویاں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ ربیع الآخر ۱۳۸۸ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حلالہ کے بعد، بغیر نکاح پہلے شوہر کے پاس رہنا حرام ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ کے بیچ میں کہ: ایک مرد مسلمان نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں۔ طلاق ہونے کے بعد لڑکی اپنے والد کے گھر چلی گئی قریب ڈیڑھ سال بعد دوسرے مرد سے نکاح کر لیا کچھ عرصے کے بعد اس دوسرے مرد سے طلاق حاصل کر کے لڑکی پھر اپنے والدین کے گھر چلی گئی۔ اس کے بعد پھر اپنے پہلے خاوند کے پاس چلی آئی اب بغیر نکاح کے اپنے پہلے خاوند کے پاس رہتی ہے جبکہ بچے بھی برابر ہو رہے ہیں تو عرض یہ ہے کہ ہم سب محلے والوں پر کیا فرض عائد ہوتا ہے اور کیا ان دونوں کے ساتھ برتاؤ کیا جاوے ہمیں شرعی مسئلے سے بمعہ تفصیل آگاہ کریں۔ عین نوازش ہوگی۔ منجانب اہل محلّہ

۷۸۶ الجواب: پہلے شوہر کی تین طلاقوں کے بعد، عدت گزار کر دوسرے شوہر سے نکاح درست ہے اور دوسرے شوہر کی طلاق کے بعد عدت گزر جانے پر، عورت کو حق تھا کہ کسی بھی مسلمان سے نکاح شرعی کر کے اپنی گزر بسر کرے اگرچہ وہ اس کا پہلا شوہر ہو کہ عورت اب پہلے شوہر کے لئے اجنبیہ ہے اور بلا نکاح ان دونوں کا زن وشوہر کی طرح ہرگز جائز نہ تھا اور نہ اب جائز ہے۔ چارۂ کار یہی ہے کہ دونوں ایک دوسرے سے فوراً فوراً جدا ہو جائیں اور حکم شریعت کے مطابق نکاح شرعی کریں۔ اس کے لئے مزید کسی عدّت کی ضرورت نہیں اگر مرد وعورت اس حکم پر عمل کریں فبہا ورنہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ فوراً ان دونوں سے یکلخت قطع تعلق کر لیں اور تاوقتیکہ وہ توبہ کر کے دوبارہ نکاح نہ کریں ان سے دور ونفور رہیں ورنہ عذاب الٰہی سے نہ بچ سکیں گے۔

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ ذی قعد ۱۳۹۷ھ

''وہ میرے نکاح سے خارج ہوگئی'' کے کلمات کا حکم

سوال: محترمی جناب مفتی صاحب السلام علیکم جناب عالی گذارش یہ ہے کہ:

میرے گھر میں میری بیوی سے تلخ کلامی ہوئی اور وہ اپنے ایک رشتے دار کے ہاں چلی گئی اور وہاں پر کچھ برادری کو اکٹھا کیا اور ان لوگوں نے مجھے یعنی میری بیوی کو لے جانے کے لئے کہا تو میں نے جواب دیا کہ وہ میری اجازت کے بغیر آئی ہے۔ وہ میرے نکاح سے خارج ہوگئی ہے اور اب وہ میرے پاس ہے۔ جس کی بناء پر برادری نے ہمیں برادری سے علیحدہ کر دیا ہے۔ فقط ایک سائل

۷۸۶ الجواب: عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ عورت، اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے نکل جائے تو نکاح سے نکل جاتی ہے، بالکل غلط ہے۔ غالباً اس غلط بنیاد پر شوہر نے وہ لفظ ادا کئے کہ (وہ میرے نکاح سے خارج ہوگئی ہے) تو یہ ایک غلط بنیاد پر اقرار طلاق ہوا اور وہ محض لغو ہے۔ اگر ایسا ہی ہے تو نکاح دونوں کے مابین باقی ہے ایسی حالت میں بر بنائے غلط شوہر، ان دونوں کو برادری سے خارج کرنا سراسر ظلم ہے۔ برادری کو چاہئے کہ انہیں برادری میں قبول کرے اور دونوں کو میاں بیوی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کی طرح رہنے دیں۔ اور اگر واقعہ کچھ اور ہے تو بیان کریں تا کہ فتویٰ دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ ذی قعد ۱۳۹۹ھ

طلاق رجعی

سوال: میں مسمی غفنفر علی ولد معصوم علی باہوش وحواس اپنی زوجہ منکوحہ عابدہ خاتون بنت مقصود علی کو طلاق دیتا ہوں۔ میں یہ فیصلہ کسی کے دباؤ یا مجبور کرنے پر نہیں کر رہا ہوں۔ یہ قطعی اور آخری فیصلہ ہے۔ فقط، غفنفر علی ولد معصوم علی

۷۸۶ **الجواب:** بظاہر یہ طلاق رجعی ہے جو عورت پر پڑ گئی البتہ شوہر کو حق رجعت اور بعد عدت نکاح دوبارہ کرنے کا اختیار ہے اور طلاق کی صورت میں عورت پورے مہر کی حقدار ہے۔ جہیز اسی کی ملک ہے جو واپس کرنا ہوگا اور شوہر نے جو زیور وغیرہ اس کی ملکیت میں دے دیا وہ عورت کی ملک ہے اور اس کا حق جس کا وہ مطالبہ کر سکتی ہے۔ قرآن کریم کا فیصلہ ہے

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ الآیۃ۔ (بقرہ:229) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵/ ذی قعد ۱۳۹۹ھ

منکوحہ کا نکاح ثانی کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک آدمی مسمی رشید الدین جو انڈیا کا رہنے والا ہے اور مکمل سکونت انڈیا کی رکھتا ہے، مسمی رشید الدین نے پاکستان میں واقع ایک عورت سے شادی کر رکھی تھی جو عورت کچھ عرصے تک مسمی مذکور کے عقد نکاح میں رہی یا اس کے بعد جب مسمی مذکور واپس انڈیا جانے لگا تو لڑکی کے والدین و دیگر رشتہ داروں نے لڑکی جو کہ مسمی مذکور کی بیوی ہے کے ساتھ روانہ کر دی مگر راستے میں سے لڑکی بھاگ کر واپس اپنے والدین کے پاس آ گئی جب لڑکی واپس آ گئی تو مسمی مذکور بھی ساتھ ساتھ واپس آ گیا اور لڑکی کے والدین سے رابطہ قائم کیا جب مسمی مذکور نے لڑکی کے بارے میں حالات لڑکی کے والدین کو بتائے تو لڑکی کے والدین نے مسمی مذکور پر الزام لگایا کہ تو ہماری لڑکی کو فروخت کر رہا تھا اس لئے وہ بھاگ کر واپس آ گئی ہے لہٰذا لڑکی مسمی مذکور کے ساتھ بھیجنے سے انکار کر دیا بلکہ الٹی دھمکیاں دینے لگے کہ ہم تجھے پولیس کے حوالے کر دیں گے یا جان سے مار ڈالیں گے چنانچہ اسی اثناء میں لڑکی کے والدین نے اس لڑکی کو بغیر طلاق، لئے لڑکی کی شادی دوسری جگہ کر دی۔ تحقیق امر مسئلہ یہ ہے کہ اس لڑکی کا نکاح دوسری جگہ ہونا جائز ہے یا ناجائز ہے،؟ چونکہ مسمی مذکور نے نہ ہی زبانی اور نہ ہی تحریری طور پر لڑکی کو طلاق دی ہے۔ نوٹ: آیا محلے والے یا دوسرے مسلمان ایسے آدمی سے میل جول رکھ سکتے ہیں یا کہ نہیں؟ اور جو لوگ نکاح ثانی میں شامل تھے ان کے لئے از روئے شرع کیا حد ہے؟

علیم الدین، مدینہ کالونی ٹنڈو الہیار

۷۸۶ **الجواب:** جبکہ شوہر نے ہنوز طلاق نہ دی، عورت بدستور اس کے نکاح میں باقی ہے اور کسی مرد کو ہرگز ہرگز اس سے نکاح حلال نہیں۔ اگر کر بھی لیا تو اس نکاح بے معنی کے بعد بھی وہ زانی وزانیہ رہیں گے اور یہ جھوٹا نام، نکاح کا کچھ مفید نہ ہوگا۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قال اللہ تعالیٰ وَّالۡمُحۡصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ تم پر حرام کی گئیں شوہر دار عورتیں۔ عورت اب جس مرد کے پاس ہے اس پر فرض قطعی ہے کہ عورت کو اپنے پاس سے جدا کر دے اور گھر سے نکال دے۔ اور عورت پر فرض قطعی ہے کہ وہ اپنے خاوند کے پاس جائے اور اس کے پاس نہ رہنا چاہے تو اسے اختیار ہے کہ شوہر کو طلاق کے بدلے مال دے کر، خواہ بغیر مال دئے طلاق حاصل کرلے۔ جب وہ طلاق دے دے تو اس کی عدت گزرنے کے بعد جس سے چاہے نکاح کرلے۔ جو شخص ان احکام کی تعمیل نہ کرے مسلمان اسے اپنی صحبت سے نکال دیں اور اس کے پاس اٹھنا بیٹھنا ترک کر دیں۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَقۡعُدۡ بَعۡدَ الذِّكۡرٰى مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ (البقرہ:68)۔ یاد آنے پر ظالموں کے پاس مت بیٹھو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ

رخصتی سے پہلے طلاق کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان شرع اس مسئلے کے بیچ میں کہ: لعل محمد عرف محمد قاسم ولد شرف الدین نے عصمت بنت عبدالرزاق کو چھ اشخاص کے روبرو تین بلکہ چار مرتبہ بڑے زوردار الفاظ میں کہا کہ بنت عبدالرزاق کو میری طرف سے طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق ہے۔ اس کے الفاظ یہ تھے کہ (عبدالرزاق کی لڑکی کو طلاق دیتا ہوں۔) اس نے یہی الفاظ چار یا پانچ بار دھرائے جس کے دو گواہ یہاں موجود ہیں اور ایک نواب شاہ میں۔

۲۔ نکاح کے وقت لڑکی کی عمر ایک سال تھی۔ طلاق رخصتی سے پہلے دی گئی کیا رخصتی سے پہلے طلاق ہو جاتی ہے۔ کیوں کہ ابھی تک رخصتی نہیں ہوئی تھی؟ السائل محمد ظفر

۷۸۶ **الجواب:** اگر واقعتہً رخصتی عمل میں نہیں آئی اور شوہر نے زبانی یا تحریری طور پر اس کے بارے میں یہ کہا کہ عصمت بنت عبدالرزاق کو میری طرف سے طلاق ہے یا اسے طلاق دیتا ہوں تو دونوں صورتوں میں عورت پر ایک طلاق بائن پڑ گئی یعنی پہلے ہی لفظ سے، اور باقی کے لئے وہ محل نہ رہی۔ عورت پہلے ہی لفظ سے نکاح سے باہر ہو گئی اور اسے اختیار ہے کہ عدت گزارے بغیر جس سے چاہے نکاح کرلے بلکہ اس کا شوہر بھی بے حلالہ اس سے نکاح کر سکتا ہے اور عدت اس پر نہیں ہے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ) و اللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۰ھ

فسق و فجور سے نکاح نہیں جاتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید کی شادی کو عرصہ دو سال کا ہوا۔ شادی کے ایک سال کے بعد زید کی طبیعت سخت ناساز ہو گئی جو کہ اٹھنے بیٹھنے کے قابل نہ رہا اور اس کی بیوی اس کے علاج معالجہ کے لئے کسی امیر کے پاس کام کاج کرتی تھی۔ اور اس دوران زید کی بیوی سے زنا کا فعل سرزد ہوا اور اس امر کا علم خود زید کو ہوا۔ اب زید کہتا ہے کہ اس کا نکاح ٹوٹ گیا ہے، آیا اس عورت کا نکاح باقی ہے یا ٹوٹ گیا ہے اس برے فعل کی وجہ سے۔ احادیث اور فقہی مسائل کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔ فقط ایک سائل مقبول حسن

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: اللہ تعالیٰ نے نکاح کی گرہ شوہر کے ہاتھ میں رکھی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ (بقرہ:237) اور چونکہ زید نے اپنی بیوی کو طلاق نہیں دی ہے لہٰذا عورت اب بھی زید کے نکاح میں باقی ہے، عیاذاً باللہ عورت کے فسق وفجور سے نکاح نہیں جاتا۔ قال اللہ تعالیٰ وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ (النساء:5) سماهن مع ذلك نساء هم، ہاں عورت کو چاہئے کہ وہ اللہ عزوجل کے غضب سے ڈر کر اپنے ان کبیرہ گناہوں سے توبہ کرے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۸؍جنوری ۱۹۸۱ء

الجواب صحیح ومصاب والمجیب نجیح ومثاب۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

مطلقہ عدت گزار کر جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس طلاق کے مسئلے کے بیچ میں کہ: مسمی محمد شریف ولد اصغر خان نے اپنی زوجہ منکوحہ زیب النساء بانو دختر نثار کو مورخہ ۸/۱۱/۱۹۸۰ء کو بذریعہ اسٹامپ مبلغ ۱۵ روپیہ پر طلاق تحریر میں دے کر آزاد کر دیا ہے اور یہی جملہ کاروائی روبرو فریقین عمل میں لائی گئی ہے۔ جس کی مصدقہ نقل ہمراہ ارسال خدمت ہے، مزید براں بموجب شریعت محمدی ایام عدت ختم ہو چکے ہیں جس کی رُو سے مسماۃ اپنا عقد ثانی کر لینے کی مجاز ہے۔ اس کے بارے میں کوئی قانون، شرع کوئی حوالہ کتب ہو تو اس سے مطلع فرمائیں۔ لڑکی کے والدین کے مالی حالات نہایت ہی خراب اور کمزور ہیں اور مسماۃ کی تحویل میں ایک بچی بھی رہتی ہے جو کہ شیر خوار ہے۔ مسماۃ زیب النساء بانو

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں جبکہ شوہر نے اپنی زوجہ کو تین طلاق مغلظ دے دی ہیں اور عورت عدّت بھی پوری کر چکی ہے، تو اب اس عورت کا نکاح محمد شریف کے سوا کہیں بھی کیا جا سکتا ہے۔ (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۳ فروری ۱۹۸۱ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

تین طلاق کے بعد عدت اور نکاح

سوال: عرض یہ ہے کہ میں آپ کی خدمت میں اپنی سرگزشت تحریر کر کے پیش کر رہی ہوں اور چاہتی ہوں کہ آپ شریعت کی روشنی (سنی فقہ) کے مطابق فتویٰ جاری کریں تاکہ میں اپنی زندگی صحیح اور جائز طور سے گزار سکوں۔

حقیقت حال یہ ہے کہ میری شادی دسمبر ۱۹۷۶ء میں اللہ بخش ولد رحیم بخش سے بخیر وخوبی انجام پائی تھی جبکہ میرے شوہر اللہ بخش کی بہن کی شادی میرے والد محمد بچل سے ہوئی تھی جو کچھ عرصہ بعد کسی ناچاقی کی بناء پر طلاق پر ختم ہو گئی۔ چونکہ میرے والد کی شادی میرے شوہر کی بہن سے ہوئی تھی لہٰذا یہ طلاق والی بات میرے شوہر کو ناگوار گزری اور بعد میں میرے شوہر اللہ بخش نے انتقاماً مجھے طلاق دے دی جو چار روپے کے اسٹامپ پر تحریر ہے۔ یہ طلاق ۱۳۔۹۔۱۹۷۷ء کو ہوئی۔ اس طرح میں اپنے باپ کے یہاں آ گئی اور میرے شوہر کی بہن یعنی میرے باپ کی بیوی واپس اپنے بھائی کے پاس چلی گئی۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تقریباً ۹_۸ ماہ بعد میرے والد میرے سابق شوہر کی بہن کو لے آئے اور اپنے گھر میں رکھ لیا اور مجھے میری مرضی اور رضامندی کے خلاف اپنے سابقہ شوہر کے حوالے کر دیا اور اس نے دوبارہ میرے ساتھ ازدواجی زندگی گزارنا شروع کر دی اور اس طرح کچھ عرصہ بعد میں نے ایک بچے کو جنم دیا۔ مجھے معلوم تھا کہ طلاق کے بعد میں اپنے شوہر کے لئے حرام ہوں اس لئے میں موقع پا کر اپنے باپ کے واپس چلی آئی اور اس کے بعد میرے والد وقتاً فوقتاً مجھے مجبور کرتے ہیں کہ میں اپنے سابقہ شوہر کے پاس واپس چلی جاؤں لہٰذا میں اسی بات پر ان سے علیحدہ ہو گئی اور اب علیحدہ رہ رہی ہوں کیوں کہ اگر میں اب اپنے باپ کے پاس واپس چلی گئی تو وہ پھر مجھے سابق اپنے شوہر کے پاس واپس جانے پر مجبور کریں گے۔ بہرحال اب میں چاہتی ہوں کہ شریعت کے مطابق نکاح ثانی کر کے اپنی زندگی جائز طور پر بسر کر سکوں۔ مہربانی فرما کر (سنی فقہ) کے مطابق فتویٰ جاری کیا جائے کہ کیا میں نکاح ثانی کر سکتی ہوں یا مجھے دوبارہ اس شوہر سے طلاق لینی ضروری ہے۔ جبکہ وہ پہلے ہی مجھے تین طلاقیں دے چکا ہے۔ اب میں اپنے باپ کے پاس بھی جانا نہیں جاتی اس لئے جلد از جلد شرعی فتویٰ دیا جائے۔ عین نوازش ہوگی۔

حسینہ ولد محمد بچل، وحدت کالونی، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** جب طلاقیں تین تک پہنچ جائیں پھر وہ عورت اس مرد کے لئے، بے حلالہ کسی طرح حلال نہیں ہو سکتی۔ قال اللہ تعالیٰ **فَاِنۡ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۡۢ بَعۡدُ حَتّٰى تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهٗ** (البقرہ: 230) بلکہ یہ عورت تو اس مرد پر ایسی حرام ہے کہ اب بے حلالہ ہرگز اس کے نکاح میں نہیں آ سکتی۔ اگر یونہی رجوع کر لیا یا بلا حلالہ، باہمی رضامندی سے یا دوسرے کے دباؤ میں آ کر نکاح جدید بھی کر لیا تب بھی یہ دونوں مبتلائے حرام کاری ہوں گے اور عمر بھر حرام کاری کریں گے۔ بلا نکاح تو مطلقہ بائن بھی حلال نہیں ہو سکتی ہے اور یہ تو نکاح سے بھی حرام محض رہے گی جب تک حلالہ نہ ہو۔ پھر جبکہ عدت گزر گئی تو عورت اپنی مرضی کی مختار ہے۔ اپنے ارادہ واختیار سے اپنے کفو میں جس مرد سے چاہے نکاح ثانی کرے۔ اس پر اب کوئی پابندی نہیں۔ پابندی صرف عدت کی تھی اور جب وہ عدت گزر گئی تو اب وہ عورت آزاد ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے **وَلَا تَعۡزِمُوۡا عُقۡدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبۡلُغَ الۡكِتٰبُ اَجَلَهٗ** (بقرہ: 235) یعنی جب تک عدت نہ گزر جائے نکاح کو عمل میں نہ لاؤ۔ تو جب عدت گزر چکی وہ پابندی خود بخود اٹھ گئی۔ خلاصہ کلام یہ کہ تین طلاقوں کی عدت گزر گئی تو اب وہ عورت بااختیار ہے۔ نکاح ثانی کر سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی عفی عنہ ۵ ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ

عورت کی ماں کا اپنے داماد سے ظہار کے الفاظ کہنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک عورت کا نکاح ایک شخص سے ہوا تین بچے اس خاوند سے ہوئے عورت کی والدہ اپنی بیٹی کے گھر گئی گھریلو باتوں کی وجہ سے خاوند نے اپنی بیوی کو مارا۔ والدہ لڑکی کے گھر پر ہی تھی جب لڑکی کی والدہ نے دیکھا کہ میری بیٹی کو اس کے خاوند نے مارا ہے تو اس نے اپنے داماد کو بلا کر بولا کہ اگر میں اب اپنی لڑکی کو تیرے نکاح میں رہنے دوں تو میں خود تیرے گھر میں بسوں۔ اس کے بعد لڑکی کو دوسی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طریقے سے گھر لے آئی داماد کے اوپر مقدمہ دائر کر دیا۔ وہ دور رہتا ہے اس لئے وہ تاریخوں پر حاضر نہ ہو سکا۔ عدالت عالیہ نے فیصلہ لڑکی کے حق میں دے یا کہ جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ جناب سے گزارش ہے کہ جب تک خاوند اپنی بیوی کو طلاق نہ دے اس فیصلے کے اوپر طلاق ہو سکتی ہے؟ 		فقط عبد الرحمٰن ہاشمی

۷۸۶ الجواب: رب عزوجل نے نکاح کی گرہ مرد کے ہاتھ میں رکھی ہے۔ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ (بقرہ: 237) تو جب تک وہ خود اس گرہ کو نہ کھولے، یعنی عورت کو طلاق نہ دے وہ بدستور اس کی منکوحہ اور اس کے نکاح میں ہے۔ کسی مسلمان کو اس سے نکاح جائز نہیں۔ قرآن کریم کا فرمان ہے وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ (النساء: 24) م پر حرام کی گئیں شوہر والی عورتیں۔ و اللہ تعالیٰ اعلم 		العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ 		۱۶ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ

مفتی محمد حسین صاحب قادری (سکھر) کے فتویٰ کی تصدیق دربارۂ طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے کے بارے میں کہ: ایک شخص رمضان نے میری چھوٹی بہن عابدہ کو ورغلا کر بغیر ماں اور بھائیوں کی مرضی کے نکاح کر لیا۔ دو روز بعد اس نے بتایا کہ میں نے عابدہ سے نکاح کر لیا ہے کیوں کہ وہ غیر زبان تھا لہٰذا ہم نے اس کو برا بھلا کہا اور اس بات پر مجبور کیا کہ وہ عابدہ کو طلاق دے لہٰذا اس نے میرے، میرے ماموں، والدہ اور خود عابدہ کی موجودگی میں کہا کہ میں نے عابدہ کو طلاق دی، وقفہ۔ میں نے عابدہ کو طلاق دی، وقفہ۔ میں نے عابدہ کو طلاق دی۔ یعنی تین دفعہ وقفے کے ساتھ طلاق دی۔ اب رمضان کہتا ہے کہ میں نے لڑائی جھگڑے کے خوف سے طلاق دی تھی۔ جو کہ نہیں ہوئی لہٰذا آپ سے درخواست ہے اس کا فتویٰ دیں کہ آیا طلاق ہو گئی یا نہیں؟ 		عبد القیوم ولد عبد الستار

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں تینوں طلاقیں واقع ہو چکیں اور عابدہ اپنے شوہر محمد رمضان پر حرام ہو چکی ہے چونکہ یہ طلاق مغلظہ ہے اس لئے محمد رمضان کو رجوع کرنے کا حق نہیں ہے اور بغیر حلالہ کے دوبارہ اس کے نکاح میں نہیں آسکتی اور حلالہ کی صورت یہ ہے کہ عدت گزارنے کے بعد وہ عورت کسی دوسری جگہ شریعت کے مطابق نکاح کرے اور دوسرا شوہر اس سے ہمبستر ہو کر اگر طلاق دے دے پھر عدت بھی گزر جائے پھر عورت چاہے تو شوہر اوّل سے نکاح کر سکتی ہے اس کے بغیر شوہر اوّل کے لئے حلال نہیں جیسا کہ احادیث طیبہ میں اس کی تصریح موجود ہے۔

فقیر ابو الخیر محمد حسین قادری رضوی مصطفوی غفرلہ، خادم دار العلوم غوثیہ رضویہ، سکھر

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح انشاء اللہ تعالیٰ 		البتہ اتنی بات اور ذہن نشین رہے کہ تین طلاقوں کے بعد، بغیر حلالہ، خواہ دونوں کی مرضی سے، خواہ کسی کے دباؤ دھونس یا مجبوری سے نکاح کر بھی لیا تو یہ نام نکاح اس حرام کو حلال اور ناجائز کو جائز نہیں کر دے گا۔ یہی قرآنی فیصلہ ہے اور یہی فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اب جو اسے نہ مانے یا احکام شرع میں چوں و چرا کرے وہ خدا اور رسول سے لڑائی لے کہ اس نے کیوں ایسی شریعت اتاری۔ مولائے کریم قبول حق کی توفیق دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ 		۵ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۱ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عائلی قوانین کے تحت تنسیخ نکاح کا فیصلہ، مفتی غلام نبی صاحب کے فتویٰ کی تصدیق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: ایک مسلمان مرد محمد عنایت نے ایک مسلمان عورت زبیدہ بی سے کوئی چودہ برس قبل شادی کی تھی۔ گاؤں کی مسجد کے امام مولوی عبدالعزیز صاحب نے نکاح پڑھایا تھا۔ مولوی عبدالعزیز آج بھی اسی گاؤں کی مسجد میں امام ہیں۔ کچھ آپس کی ناچاقی کی وجہ سے زبیدہ بی والدین کے گھر کوئی آٹھ سال سے غیر آباد بیٹھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی کوئی اولاد نہیں ہے۔ اب محمد عنایت نے دوسری شادی کر لی ہے۔ تو زبیدہ کے والد نے چند معزز آدمیوں کو محمد عنایت کے پاس بھیجا اور مطالبہ کیا کہ آپ نے دوسری شادی کر لی ہے تو مہربانی کر کے میری لڑکی زبیدہ بی کو تم طلاق دے دو۔ لیکن محمد عنایت نے طلاق دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ پہلی بیوی کو بھی پورے حقوق دے کر رکھوں گا۔ اور دوسری کو بھی رکھوں گا۔ مگر یہ بات زبیدہ اور اس کے والدین کو ناگوار گزری تو انہوں نے فیملی کورٹ جہلم میں تنسیخ نکاح کا کیس کر دیا۔ کوئی ایک سال کم وبیش یہ کیس عدالت عالیہ میں زیر غور رہا۔ آخر عدالت نے عائلی قوانین ۱۹۶۱ء کے مطابق یصلہ سناتے وقت محمد عنایت پر یہ جرم ثابت کئے۔

۱۔ محمد عنایت نے دوسری شادی کے لئے پہلی بیوی سے اجازت طلب نہیں کی۔

۲۔ محمد عنایت نے دوسری شادی کر کے یونین کونسل میں نکاح رجسٹرڈ نہیں کرایا۔ جو کہ فیملی لاء ۱۹۶۱ء کی خلاف ورزی ہے۔ جس کو مدنظر رکھ کر عدالت تنسیخ نکاح کا فیصلہ دیتی ہے۔ اس فیصلے کے بعد زبیدہ نے عدت گزرنے کے بعد اسی گاؤں میں جہاں اس کا پہلا شوہر رہتا ہے۔ دوسرے ایک آدمی محمد اقبال سے نکاح کر لیا ہے۔ اور زبیدہ بی کا یہ دوسرا نکاح بھی اسی پیش امام مولوی عبدالعزیز نے پڑھایا ہے۔ جناب علماء کرام سے گزارش ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی کے حوالے کے ساتھ مفصل طور پر فتویٰ تحریر فرمائیں۔

۱۔ کیا مذکورہ بالا عدالت کے فیصلے پر عورت کو طلاق ہوئی کہ نہیں؟ جبکہ عورت کے سابقہ شوہر نے اسے طلاق نہیں دی۔

۲۔ دوسرا نکاح محمد اقبال کے ساتھ جائز ہوا یا ناجائز؟

۳۔ اگر ناجائز ہوا تو اس برائی کا وبال تمام علاقے پر پڑے گا۔ تو ایسا ناجائز نکاح پڑھنے والے مولوی عبدالعزیز کے لئے کیا حکم ہے۔ مسلمانوں کو ایسے مولوی کے ساتھ کیسا سلوک کرنا چاہئے؟

۴۔ ایسے مولوی کی امامت ناجائز ہوئی کہ نہیں۔ اور مولوی عبدالعزیز نماز فرض جنازہ وغیرہ امام یا مقتدی کی حیثیت سے مسلمانوں کے ساتھ مل کر پڑھ سکتا ہے یا کہ نہیں؟

۵۔ اگر مذکورہ نکاح درست ہے تو پھر محمد عنایت حلال کو حرام کہہ کر لوگوں میں انتشار پھیلا کر مجرم ہوا کہ نہیں؟ اس کے واسطے شرعی حکم کیا ہے۔ معاشرے کو ناپاکی اور گناہوں سے بچانے کے لئے آپ اپنا یہ قلمی جہاد جاری رکھیں تا کہ آپ کی بھی اور عوام کی بھی بھلائی ہو۔

فقط السائل محمد اویس آگرہ تاج کالونی، کراچی ۲

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ الجواب: مذکورہ عائلی قوانین سے نکاح فاسد نہیں ہوتا لہٰذا محمد عنایت کا نکاح باقی رہا اور دوسرے شوہر کا نکاح قطعاً نہیں ہوا۔ مولوی عبدالعزیز نے اگر جان بوجھ کر غلطی کی ہے یعنی یہ سمجھ کر کہ عائلی قوانین سے نکاح فاسد ہوتا ہے پھر نکاح ثانی کر دیا تو وہ کافر ہوا کیوں یہ حکم شرعی کا انکار ہے اور اگر کم علمی کی وجہ سے دوسرے شوہر کے ساتھ نکاح کیا تو سخت گناہگار ہوا اس کو اپنی خطا کا اقرار کر کے توبہ کرنی چاہئے اگر توبہ نہیں کرتا تو ترک معاملات کا حکم دیا جائے گا اور مسلمانوں کو اسے کسی تقریب دینی اور شادی کی تقریب میں شریک نہیں کرنا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر ابوالمعالی غلام نبی، خادم دارالعلوم حامدیہ رضویہ کراچی

۷۸۶ الجواب: اللہ عزوجل نے نکاح کی گرہ، مرد کے ہاتھ میں رکھی ہے۔ قال الله تعالیٰ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ یعنی الزوج فی قول علی و سعید بن المسیب و سعید بن جبیر و غیرهم رضی الله عنهم۔ پس جب تک محمد عنایت طلاق نہ دے یا اس کی موت واقع نہ ہو، زبیدہ بی بدستور اس کے نکاح میں ہے اور کسی مرد کو اس سے نکاح حلال نہیں۔ اگر کر بھی لیا تو اس نکاح بے معنی کے بعد وہ زانی و زانیہ رہیں گے اور یہ جھوٹا نام نکاح کا، اس حرام کو حلال، ناجائز کو جائز نہ کر دے گا۔ قال الله تعالیٰ وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ تم پر حرام کی گئیں شوہر والی بی بیاں۔ پس چارۂ کار یہ ہی ہے کہ محمد اقبال اور زبیدہ فوراً جدا ہو جائیں۔ اور اللہ عزوجل کے غضب سے ڈر کر، اپنے ان کبیرہ گناہوں سے توبہ کریں۔ اب زبیدہ بی، محمد عنایت کے پاس نہ رہنا چاہے تو اسے اختیار ہے کہ محمد عنایت کو طلاق کے بدلے، مال دے کر، خواہ بغیر مال دئے، طلاق حاصل کرے۔ جب وہ طلاق دے دے تو اب تین حیض کامل گزرنے کے بعد زبیدہ بی کو حلال ہوگا کہ جس سے چاہے نکاح کرلے۔ قال الله تعالیٰ وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ (بقرہ:228) اور نکاح خوان نے اگر یہ نکاح جائز و حلال سمجھ کر پڑھایا تو اس کا معاملہ بہت سخت ہو گیا۔ اسے امام بنانا حرام۔ اور اس سے تعلقات باقی رکھنا شرعاً جرم قبیح۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ جب تک وہ اس فعل سے توبہ نہ کرے۔ اس کے پاس نہ بیٹھیں۔ اس سے میل جول نہ کریں۔ ورنہ خوف کریں کہ اس کی آگ انہیں بھی نہ جھونک دے۔ قال الله تعالیٰ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۸﴾ (انعام) (فتاویٰ رضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ

عورت شوہر سے دور رہے تو بھی نکاح قائم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بیچ میں کہ: زید اپنی زوجہ کے بغیر چار مہینے سے بھی زائد عرصہ گزار چکا ہے وہ اپنے گھر نان و نفقہ اسی طریقے سے دیتا ہے جیسے پہلے گھر میں موجود تھا اب اسے پریشانی لاحق ہوگئی ہے کہ کہیں مجھ پہ عذاب تو نہیں نازل ہوگا اور مجھے یہ بھی خدشہ ہے کہ نکاح تو نہیں ٹوٹا۔ برائے مہربانی کر کے اس مسئلہ کو قرآن و حدیث اور کتب فقہ سے نقل کر کے میری راہنمائی فرمائیں۔ عابد علی ولد ظفر علی

۷۸۶ الجواب: اگر عورت سے کنارہ کش کہنے کی قسم نہیں کھائی تھی اور کسی مجبوری و ضرورت کے ماتحت یا بلاضرورت عورت

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے دور رہا تو محض اس دوری سے نکاح نہیں ٹوٹتا۔ البتہ بلا ضرورت شرعیہ عورت کو یوں چھوڑے رکھنا کہ وہ نہ بیاہیوں میں ہو نہ کنواریوں میں، سخت گناہ کی بات ہے۔ قرآن کریم کا یہی ارشاد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ١٩ شعبان المعظم ١٣٩٨ھ

طلاق کب دی جائے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بیچ میں کہ: زید اپنی بیوی کو نہایت مجبوری کی حالت میں طلاق دینا چاہتا ہے۔ زید کی بیوی حاملہ ہے۔ برائے مہربانی اہل سنت والجماعت کے شرعی طریقہ سے مفصل فتویٰ عنایت فرمایا جائے؟

فقط ایک سائل اللہ دین ولد کرم الٰہی

٧٨٦ **الجواب:** طلاق تو حالت حمل میں بھی واقع ہو جاتی ہے لیکن مسنون طریقہ یہ ہے کہ تین طہروں میں تین متفرق طلاقیں دی جائیں جبکہ ان طہروں میں وطی نہ کی ہو۔ (عامہ کتب)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ١٨ شعبان المعظم ١٣٩٨ھ

حق پرورش

سوال: میں نے اپنی لڑکی مریم کی (جو بالغ ہے) شادی محمد جمن (جو نابالغ ہے) ولد محمد چھٹل کے ساتھ کر دی اور اپنے لڑکے محمد اسماعیل ولد حبیب اللہ کے لئے محمد چھٹل کی لڑکی مسماۃ بچل کا رشتہ لیا، ابھی محمد چھٹل کی بناوٹ ہمارے ساتھ نہیں ہو رہی ہے۔ جس کی خاطر میں نے اپنی لڑکی مریم کو اپنے گھر روک رکھا ہے اور محمد چھٹل نے اپنی لڑکی مسماۃ بچل کو اپنے گھر روک رکھا ہے اور بچل کو تین بچے ہیں دو لڑکے اور ایک لڑکی ہے۔ محمد چھٹل کہتا ہے کہ اسماعیل ولد حبیب اللہ ہمیشہ تک کے لئے میرے پاس رہے گا۔ جس شرط کو میں حبیب اللہ قبول کرتا ہوں (جب کہ میرا لڑکا اسماعیل اس کے پاس رہنا نہیں چاہتا) اس تمام مخالفت کے بعد نتیجہ یہ نکلا ہے کہ دونوں فریق میں تفریق ہو جائے یعنی طلاق دلائی جائے اور اب یہ جو تین بچے محمد اسماعیل کے مسماۃ بچل سے ہیں وقوع طلاق کے بعد کس کے پاس رہیں گے ماں کے پاس یا باپ کے پاس اور کتنی مدت رہیں گے؟ بچوں کی عمریں مندرجہ ذیل ہیں

١۔ غلام نبی عمر ٥ سال، ٢۔ غلام مصطفیٰ عمر ٣ سال، ٣۔ لڑکی جس کی عمر ٥ ماہ ہے

سائل حبیب اللہ ولد خان محمد

٧٨٦ **الجواب** ھو الموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں جب عورت کو طلاق دے دی جائے تو بھی بچوں کی پرورش کا حق ماں کو حاصل رہے گا۔ لڑکے کو اس وقت تک ماں کے پاس رہنے دیں کہ جب تک اسے ماں کی حاجت نہ رہے یعنی آپ کھاتا، پیتا، استنجا کر لیتا ہو۔ اس کی مقدار سات برس کی عمر ہے اور لڑکی اس وقت تک عورت کی پرورش میں رہے گی کہ حد شہوت کو پہنچ جائے اس کی مقدار نو برس ہے۔ ہاں اگر بچہ کی ماں نے بچوں کے غیر محرم سے نکاح کر لیا تو اب اسے پرورش کا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حق نہ رہے گا اور ماں کی پرورش میں جب تک بچے رہیں گے، حق پرورش بھی لے سکتی ہے اور دودھ پلانے کی اجرت اور بچہ کا نفقہ بھی۔ (درمختار، ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۵.۶.۱۹۸۰ء

۷۸۶ الجواب صحیح ومُصاب والمجیب ونجیح مثاب۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

مطلقہ کو بغیر حلالہ کے رکھا تو حرام کاری ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک لڑکی مسماۃ شبیرا بنت نظام الدین کو اس کا خاوند محمد رمضان ولد کوڑے شاہ، سکنہ رسول پور، عرصہ تین سال پہلے طلاق دے چکا ہے، اور جن گواہان کے روبرو محمد رمضان، جب کہ لڑکی کا خاوند تھا طلاق دے چکا ہے، تین بار ہم گواہ حلفیہ، برادری کے سامنے بیان دے رہے ہیں کہ ہمارے روبرو طلاق دے دی ہے اور طلاق دینے کے بعد لڑکی خاوند کے پاس نہیں رہی ہے نہ تو بوس وکنار ہوا ہے اور نہ ہی ہم بستر ہوئے ہیں؟ السائل فتح محمد

۷۸۶ **الجواب:** جب طلاقیں تین تک پہنچ جائیں پھر وہ عورت اس کے لئے، بے حلالہ، کسی طرح حلال نہیں ہوسکتی۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنۢ بَعۡدُ حَتّٰى تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهٗ (بقرہ:230) اور حلالہ کے معنی یہ ہیں کہ اس طلاق کی عدت گزر جائے۔ پھر عورت دوسرے سے نکاح کرے اور اس سے ہم بستری بھی ہو پھر وہ طلاق دے یا مر جائے اور بہر حال اس کی بھی عدت گزر جائے اس کے بعد پہلے سے نکاح ہوسکتا ہے ورنہ ہرگز نہیں۔ تاہم اگر بغیر نکاح ثانی وحلالہ کے گھر رکھ لیا اگرچہ کسی کے جبر واکراہ یا زبردستی سے تب بھی صحبت جائز نہ ہوگی بلکہ زنا ہوگا۔ غرض لڑکی کو ہرگز بے حلالہ اس کے ساتھ نہ جانے دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

http://t.me/Tehqiqat

تین طلاقوں کے بعد حلالہ کے سوا کوئی راستہ نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے کر مغلظہ کر دیا تو یہ عورت حلالہ کے بغیر شوہر کے لئے حرام ہے۔ کیا اس کے سوا اور بھی صورت ہے جس میں حلالہ کی ضرورت نہ ہو؟

۷۸۶ **الجواب:** طلاق جب تین تک پہنچ جائے تو حلالہ کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنۢ بَعۡدُ حَتّٰى تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهٗ، وقال النبی ﷺ لا حتی تذوقی عسیلتہ ویذوق من عسیلتک الحدیث۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ

''طلاق دے دوں گا'' سے طلاق نہیں ہوتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین اس مسئلہ میں کہ: میں اپنی بیوی کو سسرال لینے گیا۔ میرے سسرال والوں نے میری بیوی کو بھیجنے سے انکار کر دیا۔ جس پر ان سے میری بڑی تلخ کلامی ہوئی میں نے اپنی بیوی کو غصہ میں یہ کہا کہ تم چلتی ہو

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تو چلو ورنہ میں تمہیں طلاق دے دوں گا۔ یہی الفاظ میں نے تین مرتبہ ادا کئے۔ کیا یہ الفاظ ادا کرنے سے طلاق ہو گئی؟

فقط السائل اعجاز الحق ولد انوار الحق

۷۸۶ الجواب: دل کا حال اللہ جانتا ہے اگر یہ بات واقعی ہے کہ شوہر نے صرف یہ ہی الفاظ ادا کئے کہ (میں تمہیں طلاق دے دوں گا) تو یہ ارادہ طلاق ہے اور ارادۂ طلاق، طلاق نہیں۔ وہ دونوں شرعاً میاں بیوی ہیں۔ اور اگر حقیقۃً شوہر نے تین طلاقیں دے دی ہیں اور اب بات بنا تا ہے تو اس کا وبال اسی پر ہے۔ (درمختار فتاوٰی رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

عورت کسی بھی حال میں ہو طلاق ہو جائے گی

سوال: عرض یہ ہے کہ میں نے طیش میں آ کر اپنی زوجہ محترمہ کو طلاق دے دی۔ اس سلسلے میں آپ کو بتا کر یہ مسئلہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اس کو طلاق ہوئی یا نہیں؟ جبکہ وہ تین ماہ پیٹ سے ہے اور ایک بچی کی ماں ہے۔ میری بیوی بڑی خوشی سے اپنی ماں کے گھر گئی کچھ عرصہ بعد میں نے اپنے چھوٹے بھائی کے ذریعے اس کو بلوایا مگر اس نے اپنی مجبوری بتا کر کچھ دن بعد آنے کو کہا۔ اس طرح میں نے تین مرتبہ اپنے بھائی کو روانہ کیا لیکن اس نے یہ ہی کہا کہ کچھ عرصے بعد آ ؤں گی۔ آخر میں نے اس سے فون پر بات کی لیکن اس نے میری کسی بات کا جواب نہیں دیا۔ آخر میں نے غصہ میں آ کر فون پر یہ الفاظ کہے کہ (میں نے تجھے طلاق دی۔ طلاق دی۔ طلاق دی) لیکن اس کا کہنا ہے کہ میں نے جس وقت فون پر پہلی مرتبہ طلاق کا لفظ سنا تو فون نیچے کر دیا لیکن پھر جب دوبارہ فون کان سے لگایا تو ایک مرتبہ پھر یہ الفاظ سنا۔ پھر اس نے فون رکھ دیا۔ کیا اس واقعہ سے اس کو طلاق ہوئی یا نہیں؟

فقط ایک سائل، عمر دراز

۷۸۶ الجواب: طلاق واقع ہونے کے لئے عورت کی جانب سے کوئی شرط نہیں۔ حاملہ ہو خواہ نہ ہو، بالغہ ہو یا نابالغہ، طلاق قبول کرے یا رد کر دے۔ بہر صورت جب اسے طلاق دی جائے گی طلاق پڑ جائے گی۔ پھر تین طلاقیں دی جائیں گی تو عورت اس پر بحرمت مغلظہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے گی تاوقتیکہ حلالہ نہ ہو وہ دونوں باہمی رضامندی، بلکہ دوسروں کے دباؤ سے بھی باہمی نکاح نہیں کر سکتے۔ قال اللہ تعالیٰ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ لہٰذا صورت مسئولہ میں حلالہ کے سوا کوئی چارہ کار نہیں۔ عورت کہ حاملہ ہے وضع حمل تک عدت گزارے۔ پھر کسی اور سے نکاح کرے اور وہ اس کے ساتھ ہمبستر بھی ہو اور اب طلاق دے دے تو اس طلاق کی عدت گزرنے پر عورت کو اختیار ہے کہ پہلے شوہر خواہ کسی اور سے اپنا نکاح ثانی کرے۔ قال النبی ﷺ لا حتی تذوقی عسیلته الحدیث۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

اقرارِ طلاق، سے طلاق ہو جاتی ہے

سوال: بخدمت جناب قبلہ مفتی صاحب، السلام علیکم، اس مسئلہ کے بارے میں حکم شرعی کیا ہے

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں نے ۱۹۷۶ء کو کورٹ میں نکاح کیا تھا جس لڑکی سے نکاح ہوا وہ نکاح کے فوراً بعد اپنے گھر چلی گئی کیوں کہ اس کا کہنا تھا کہ میں نے اپنے گھر والوں کو کچھ نہیں بتایا اور جیسے ہی وقت آئے گا بتادوں گی۔ تقریباً ایک ہفتہ بعد میں نے اس سے کہا کہ آ جاؤ مگر وہ ٹال گئی اور اسی طرح ایک سال گزر گیا مگر ملاقات کبھی راستے میں ہو جاتی غرض کہ ایک سال بعد میں نے اس کو کہا کہ اگر آنا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ میں دوسری شادی کر رہا ہوں جو کہ گھر والوں کی مرضی سے ہوگی اس نے کہا کہ وقت کا انتظار کرو۔ آخر میں نے اس سے جلدی کا کہا تو وہ نہ مانی میں نے اس کو طلاق دے دی (لوگ تو تین دفعہ کہتے ہیں میں نے اس کو کئی دفعہ کہا) اب سلسلہ یہ ہے کہ گھر والے کراچی میں اپنی پسند سے میری شادی کر رہے ہیں جس کے لئے میں بھی تیار ہوں مگر کراچی میں کوئی قاضی صاحب ہیں جو کہتے ہیں کہ مفتی صاحب سے فتویٰ لے کر آئیں تو میں نکاح پڑھاتا ہوں۔ ایسی صورت میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ فقط فتویٰ کا طالب، مرزا سلیم انور ولد مرزا انور بیگ

۷۸۶ **الجواب:** اپنی منکوحہ کو جب شوہر نے تین بار بلکہ اس سے زیادہ بار طلاقیں دے دیں اور اس کا اسے خود اقرار ہے تو بیشک وہ تینوں طلاقیں پڑ گئیں اور عورت نکاح سے نکل گئی۔ اب حلالہ کے بغیر، یہ دونوں آپس میں نکاح بھی نہیں کر سکتے۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ — ۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ

طلاق کے لفظ، نیت کے بغیر کام کرتے ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: نسرین اور حسینہ کی شادی ادلے بدلے میں ہوئی۔ گھر کی ناچاقی کی وجہ سے نسرین کو اس کے شوہر نے کورٹ میں تین دفعہ الفاظ دہرا کر طلاق! طلاق! طلاق! کہہ دیا۔ اس کے بعد حسینہ کے والدین بھی مجبور کرتے ہیں کہ حسینہ کو بھی طلاق دی جائے جبکہ حسینہ کا شوہر پاکستان سے باہر ہے۔ جبکہ حسینہ کے بارے میں مجبور کیا جا رہا ہے۔ یہ بات سن کر نسرین کے شوہر نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ میں نے زوجہ نسرین کو طلاق نہیں دی جبکہ دو گواہوں کے سامنے طلاق دی ہے؟ محمد یاسین مستری

۷۸۶ **الجواب:** طلاق جبکہ دی جائے گی واقع ہو جائے گی اور صریح لفظ، محتاج نیت نہیں ہوتے ان سے نیت کرے یا نہ کرے طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ اب اگر شوہر اقرار طلاق نہیں کرتا مگر اسٹامپ پر اس کی جانب سے طلاق اور طلاق نامہ کو سن کر اس کی تصدیق اور گواہوں کے دستخط وغیرہ سب کچھ موجود ہے تو اب اس کا انکار، ہرگز قابل قبول نہیں۔ تین طلاقیں عورت پر پڑ گئیں اب بغیر حلالہ، یہ اس عورت سے، باہمی رضا یا کسی کے دباؤ میں آ کر بھی نکاح نہیں کر سکتا۔ تاہم کر بھی لیا تو یہ نام نکاح اس حرام کو حلال، ناجائز کو جائز نہیں کر سکتا۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ — یکم جمادی الاخریٰ ۱۴۰۰ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عورت سے ”طلاق دے دوں گا“ کہا تو طلاق نہیں ہوئی

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید نے اپنی بیوی سے دو مرتبہ کہا کہ میں تجھے طلاق دے دوں گا۔ جب زید نے اپنی زوجہ سے یہ کہا تو اس وقت سوائے اس کی زوجہ کے دوسرا کوئی شخص موجود نہ تھا تو از روئے شرع شریف طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔ اگر طلاق واقعی ہو گئی ہے تو زید کو کیا صورت اختیار کرنی چاہئے کہ زوجہ اس کی اس کے پاس رہے۔

۷۸۶ الجواب: اگر واقعتہً شوہر نے اپنی بیوی سے یہ الفاظ کہے کہ (میں تجھے طلاق دے دوں گا) تو ارادہ ءطلاق ہے۔ اور ارادہ ءطلاق، طلاق نہیں۔ (درمختار وغیرہ) وہ عورت خواہ کتنے ہی عرصے شوہر سے جدا رہی ہنوز اس کے نکاح میں ہے۔ اور جب نکاح باقی ہے تو شوہر اسے واپس لانے اور اپنے ساتھ رکھنے کا شرعاً پورا اختیار رکھتا ہے۔

قال اللہ تعالیٰ اَسْکِنُوْهُنَّ مِنْ حَیْثُ سَکَنْتُمْ (طلاق:6)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ رجب المرجب ۱۴۰۰ ھ

رخصتی سے قبل طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: مسماۃ بلقیس بیگم بنت سیّد محمود علی کا نکاح جناب جمیل احمد عرف بندو ولد اکبر علی سے نابالغی کی عمر میں آج سے چھ سال قبل ہوا تھا۔ ایک دن کے لئے رسمی رخصتی ہوگئی تھی خلوت صحیحہ نابالغی کی وجہ سے نہیں ہوئی عرصہ چھ سال مسماۃ بلقیس بیگم اپنے والدین کے ہاں رہیں اس دوران ان کے شوہر کی جانب سے کسی قسم کا خرچہ وغیرہ بھی نہیں ملا اور اب ۲۷ اپریل کو جمیل احمد نے باہمی رضامندی سے مسماۃ بلقیس بیگم کو تین طلاقیں دے دی ہیں۔ کیا مسماۃ بلقیس بیگم کو عدت کرنا ہوگی یا نہیں؟ منجانب! فقط ایک سائل، سیّد انوار علی برادر مسماۃ بلقیس بیگم

۷۸۶ الجواب: اگر واقعتہً خلوت صحیحہ عمل میں نہیں آئی اور زن وشوہر کسی طور پر تنہائی میں یکجا نہ ہوئے تو شوہر کی جانب سے طلاق کی اس صورت میں، عورت پر کوئی عدت نہیں۔ وہ جب چاہے نکاح ثانی کر سکتی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ فَمَا لَکُمْ عَلَیْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ (احزاب:49) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۰ ھ

تحریر سے طلاق کا حکم/حق پرورش کس کو ہے؟

سوال: بخدمت شریف جناب مفتی صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

۱۔ فدوی نے اپنی زوجہ کو ناگزیر حالات کی بناء پر سادہ کاغذ پر طلاق نامہ تحریر کیا جس میں طلاق دینے کی تفصیلی وجوہات بیان کیں اور تین مرتبہ (طلاق دیتا ہوں) کا لفظ تحریر کیا اور اس پر دو گواہوں کے دستخط کروا کر وہ طلاق نامہ بذریعہ ڈاک رجسٹرڈ اے۔ ڈی روانہ کر دی جس کی رسید وصولیابی، جس پر میری بیوی کے دستخط موجود ہیں، چند روز میں بذریعہ ڈاک مجھے موصول

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوئی۔ یہ طلاق نامہ میں نے بہت سوچ بچار کے بعد اور اپنے پورے ہوش وحواس میں تحریر کیا تھا۔ نہ تو کسی نے مجھے اس بارے میں مجبور کیا تھا اور نہ ہی میں نے غصے کی حالت میں ایسا کیا۔ اس واقعہ کو ایک سال اور آٹھ ماہ کا عرصہ گزر چکا ہے اور اس عرصے میں میرا اور میری بیوی کا کوئی رابطہ نہیں رہا۔ لہٰذا شریعت کی رو سے آگاہ فرمائیں کہ طلاق ہو چکی یا نہیں؟

۲۔ میری بیوی سے میرا ایک بچہ ہے جو طلاق دینے کے وقت تقریباً ۲۰ دن کا تھا۔ وہ بچہ میری بیوی کے پاس ہی ہے۔ لہٰذا اگر شریعت کی رو سے طلاق ہو چکی ہے تو میں بچے (لڑکے) کو کتنی مدت میں لے سکتا ہوں اور اس کی کیا صورت ہوگی؟ برائے مہربانی ان مسائل کے بارے میں شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رو سے آگاہ فرمائیں۔

فقط آپ کا خادم، فضل الرحمٰن ولد فیروز خان

۷۸۶ الجواب: طلاق پڑ جانے میں کیا شک وشبہہ رہا۔ اس کی عدت بھی گزر چکی۔ البتہ بچے کی پرورش کا حق اس کی ماں کو ہے اگرچہ نکاح سے باہر ہوگئی ہو۔ لڑکے کو اس کے پاس اس وقت تک رہنے دیں کہ اب اس کی حاجت نہ رہے یعنی آپ کھاتا، پیتا، پہنتا، استنجاء کر لیتا ہو۔ اس کی مقدار سات برس کی عمر ہے۔ ہاں اگر بچہ کی ماں نے بچہ کے غیر محرم سے نکاح کر لیا تو اب اسے پرورش کا حق نہ رہا۔ اور ماں کی پرورش میں جب تک بچہ رہے گا وہ حق پرورش بھی لے سکتی ہے اور دودھ پلانے کی اجرت اور نفقہ بھی۔ (درمختار ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

غصہ میں طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: حاجی خان ولد امجد خان نے اپنی منکوحہ کو غصہ میں آ کر ایک سانس میں الفاظ صریحہ کے ساتھ طلاق! طلاق! طلاق! اپنی بیوی اور گھر کے چند افراد کے سامنے بول دیا لیکن گھر کے بعض افراد کہتے ہیں کہ غصہ کی حالت میں طلاق نہیں ہوتی۔ اب معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا واقعی غصہ کی حالت میں طلاق ہوئی یا نہیں ہوئی؟

السائل حاجی خان ولد امجد خان

۷۸۶ الجواب: غصہ وقوع طلاق سے مانع نہیں بلکہ اکثر وہی طلاق پر آمادہ کرتا اور ترغیب دیتا ہے۔ تو یہ کہنا کہ غصہ کی حالت میں طلاق نہیں ہوئی حکم طلاق کو سرے سے باطل کرنا ہے لہٰذا جبکہ شوہر نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں تو وہ تینوں طلاقیں پڑ گئیں۔ اب بے حلالہ ان دونوں کے مابین نکاح بھی نہیں ہو سکتا۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ (بقرہ:230) وقال النبی ﷺ لا حتی تذوقی عسیلته الحدیث۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ ذی قعدہ ۱۴۰۰ھ

پاگل کیسے طلاق دے سکتا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: ایک آدمی کا دماغی توازن خراب ہو گیا اور اس نے اپنے سر میں خود

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کلہاڑیاں لگائیں اس کے بعد اس کو کہا گیا کہ بیوی کو طلاق دے اس نے کہا کہ میں نے طلاق دی۔ کیا ابھی طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟ فقط محمد حسن قلندرانی، حیدر آباد

۷۸٦ **الجواب:** یہ بات نا قابل فہم ہے کہ جب اس کا دماغی توازن بگڑ گیا جس کے بظاہر معنی یہ ہیں کہ وہ پاگل و دیوانہ ہوگیا اس کے ہوش و حواس گم ہو گئے، تو اس نے یہ بات کیسے سمجھ لی کہ اس سے بیوی کو طلاق دینے کا مطالبہ کیا جارہا ہے اور اس نے جواب میں یہ بات کیسے کہہ دی کہ (میں نے طلاق دی) بات صاف اور صحیح لکھیں تا کہ جواب دینے میں آسانی ہو۔

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ شوال المکرم ۱۴۰۰ھ

تحریر سے طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنے سسر کے پاس خط لکھا۔ اس میں اس نے اپنی بیوی کو طلاق دینے کے متعلق لکھا۔ اس خط میں شوہر نے اپنا نام نہیں لکھا۔ طلاق دینے والے، کا سسر کہتا ہے کہ میں نے اس سے معلوم کیا تو وہ کہتا ہے کہ میں نے پرچہ لکھا ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ اس خط کا علم لڑکی کو بھی ہو چکا ہے۔ صورت مذکورہ میں طلاق ہوئی یا نہیں؟ اور ہوئی تو کونسی ہوئی؟ فقط ایک سائل

۷۸٦ **الجواب:** تحریر سے طلاق کے ثبوت میں یہ ضروری ہے کہ شوہر اس کا اقرار کرے کہ میں نے یہ تحریر لکھی یا لکھوائی (خانیہ وغیرہ) تحریر پر دستخط نہ ہونا، وقوع طلاق سے مانع نہیں۔ جبکہ شوہر کو اقرار ہے، مذکورہ بالا صورت میں عورت پر تین طلاقیں پڑ گئیں۔ اب عورت اس پر بغیر حلالہ، کسی طرح حلال نہیں ہوگی۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ، وقال النبی ﷺ لا حتی تذوقی عسیلتہ الحدیث۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۰ھ

کسی کے ورغلانے پر طلاق دینا

سوال: جناب قبلہ مفتی صاحب، السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: شوہر نے بیوی کے چچا اور چچی کے ورغلانے کے بعد شک وشبہ پر تین طلاق لکھ کر طلاق نامہ کی فوٹو کاپی کر کے بیوی کے چچا اور دوسرے آدمی کے ہاتھ اس طلاق نامہ کی فوٹو کاپی دے دی گئی۔ لیکن بعد میں شوہر نے تصدیق کی تو معلوم ہوا کہ شک وشبہہ والی و ورغلانے والی ساری باتیں غلط ہیں۔ اب جبکہ بیوی اپنے شوہر کے گھر اپنے بچوں کے ساتھ رہ رہی ہے۔ ایسی صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں۔ اور اگر طلاق ہوگئی ہے تو اب دوبارہ اس شوہر کے پاس بیوی بن کے کیسے رہ سکتی ہے۔ شوہر اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ اس نے تین طلاقیں دی ہیں؟ سائل۔ محمد عثمان

۷۸٦ **الجواب:** شوہر نے جبکہ اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں اگرچہ کسی کے ورغلانے یا دھمکانے کی وجہ سے یا کسی غلط فہمی کے باعث، بہرحال عورت پر تینوں طلاقیں پڑ گئیں۔ عورت اس مرد پر بحرمت مغلظہ حرام ہوگئی۔ بغیر حلالہ اس مرد کے لئے حلال

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہیں۔ دونوں میاں بیوی کی طرح ہرگز نہیں رہ سکتے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ اور حدیث میں فرمایا لا حتی تذوقی عسیلتہ الحدیث واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ شوال المکرم ۱۴۰۰ھ

اقرار طلاق کے بعد گواہ ضروری نہیں

سوال: بخدمت جناب مفتی خلیل خان صاحب، السلام علیکم، جناب عالی! گذارش یہ ہے کہ: میں نے اپنی بیوی فیروزہ کو تین طلاقیں دے دی ہیں۔ اس وقت میری بیوی کے علاوہ میری والدہ اور نثار احمد موجود تھے۔ اس صورت میں کیا طلاق ہوگئی؟ فقط ایک سائل، احرار احمد خان

۷۸۶ الجواب: جب شوہر کو اقرار ہے تو کسی گواہ کی بھی ضرورت نہیں۔ طلاق پڑ گئی بلکہ عورت بحرمت مغلظہ اس پر حرام ہوگئی۔ اب حلالہ کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں۔ قرآن کریم نے فرمایا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ محرم الحرام ۱۴۰۰ھ

دو طلاقوں کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: میں (نذر محمد ولد فضل الٰہی) نے اپنی بیوی کو دو طلاقیں دیں۔ پانچ روز پہلے آیا اسی طلاق سے نکاح ٹوٹا یا نہیں۔ اور رجوع کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ فقط نذر محمد ولد فضل الٰہی

۷۸۶ الجواب: اگر مذکورہ بالا بیان واقعی ہے اور شوہر نے واقعتہً صرف دو ہی بار اپنی عورت کو طلاق دی ہے تو یہ دونوں طلاقیں رجعی ہیں۔ نکاح باقی ہے اور شوہر کو رجعت یعنی اپنے نکاح میں باقی رکھنے اور اس کے ساتھ بحیثیت شوہر رہنے کا حق حاصل ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ (بقرہ:229) (الآیہ) بہتر یہ ہے کہ چند دوسرے مسلمانوں کے روبرو یہ اعلان کردے کہ (میں نے اپنی زوجہ کو اپنے نکاح میں باقی رکھنے کا فیصلہ کیا ہے اور میں اس سے رجعت کرتا ہوں)۔ ہاں اس کے بعد اگر ایک بار بھی وہ طلاق دے دے گا تو اب عورت حرام ہو جائے گی اور حلالہ ضروری وفرض ہوگا اپنے نکاح میں پھر لانے کیلئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ شوال المکرم ۱۴۰۰ھ

”اگر نہیں آئی تو دو دن میں ہو جائے گی“ لکھنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: نام عبدالشکور نے اپنی بیوی کو یہ تحریر جو کہ سوال کے ساتھ فوٹو کاپی کی حالت میں منسلک ہے، لکھی اور دو دن کے اندر اندر اپنے گھر بلانے پر طلاق کو معلق کیا اور وہ نہیں آئی آیا یہ طلاق واقع ہوگئی؟ عبدالغفور، پنجرہ پول

(نوٹ) تحریر صاف نہ ہونے کی وجہ سے پڑھنے میں نہ آسکی اس لئے منسلک فتویٰ نہیں کی گئی۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶الجواب: مسلک تحریر سے نہ یہ پتہ چلتا ہے کہ تحریر کس کی ہے۔ نہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ کس کے نام لکھی گئی ہے اور نہ یہ بات کھلتی ہے کہ طلاق کس کے آنے پر معلق کی جارہی ہے۔ جب تک یہ باتیں صاف صاف نہ لکھی جائیں گی جواب کیسے دیا جاسکتا ہے۔

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

۷۸۶الجواب: پورا خط پڑھ کر معلوم ہوا کہ شوہر نے اپنی ساس کو خط میں اپنی بیوی کے متعلق وہ کلمات لکھے کہ اگر نہیں آئی تو دو دن میں ہو جائے گی۔) اور ظاہران کلمات سے تعلیق طلاق ہے یعنی دو دن میں نہیں آئی تو طلاق پڑ جائے گی اور اسی تحریر کی بنیاد پر اور ظاہراً واحتیاطاً یہ ایک طلاق رجعی ہے۔ عدت کے دوران شوہر کو رجعت کا حق حاصل تھا لیکن اب کہ عدت گزر چکی نکاح ٹوٹ گیا۔ اب شوہر کو دوبارہ نکاح کا اختیار ہے۔ بغیر حلالہ، نکاح ہوسکتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ الآیہ۔

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوی عفی عنہ ۱۸ شعبان المعظم ۱۴۰۰ھ

طلاق ثلاثہ کا حکم

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب، السلام علیکم

بعد سلام گذارش یہ ہے کہ مندرجہ ذیل مسئلہ کا فتویٰ حدیث وقرآن کی رو سے صادر فرمایا جائے۔

زید نے اپنی بیوی کو تین مرتبہ طلاق کہا وہ حاملہ تھی۔ کیا طلاق ہوگئی۔ بعد میں گھر والوں نے مصالحت کروا کر دوبارہ زید کا اپنی بیوی سے رابطہ پیدا کر دیا اس کے بعد چار بچوں کی ولادت ہوئی۔ کیا یہ بچے زید کی جائز اولاد ہیں۔ اور اب بھی زید اپنی بیوی کے ساتھ زندگی گزار رہا ہے۔ کیا یہ زندگی جائز اور حلال ہے؟ برائے مہربانی اس مسئلہ کا حل پیش کیا جائے۔ نوازش ہوگی۔

(نوٹ) یہ بھی وضاحت فرمائیں کہ اگر یہ لوگ باز نہیں آئیں تو ان لوگوں کے ساتھ مسلمانوں کے روابط کیسے ہونے چاہئیں؟

فقط نیاز مند حمید خان ولد حسین خان

http://t.me/fahqiqat

۷۸۶الجواب: جب طلاقیں تین تک پہنچ جائیں پھر وہ عورت اس کے لئے بے حلالہ، کسی طرح حلال نہیں ہوسکتی اگرچہ وقت طلاق وہ حاملہ ہو۔ اور تین طلاقوں کے بعد وہ ایسی حرام ہے کہ باہمی رضامندی یا کسی کے جبر واکراہ سے ان دونوں نے نکاح کر بھی لیا تو یہ نام نکاح کچھ مفید نہ ہوگا اور یہ جھوٹا نام نکاح کا، اس حرام کو حلال، ناجائز کو جائز نہ کردے گا۔ وہ صحبت زنا ہوگی اور اگر اسے مسئلہ معلوم ہے تو یہ زانی اور شرعاً سزائے زنا کے مستحق ہیں۔ اور جو اولاد اس صحبت سے ہوگی وہ ولد الزنا اور ترکہ پدری سے محروم ہوگی (درمختار وغیرہ) پس چارہ کار یہی ہے کہ یہ دونوں فوراً ایک دوسرے سے جدا ہوجائیں اور اللہ عزوجل کے غضب سے ڈر کر اپنے ان کبیرہ گناہوں سے توبہ کریں۔ اگر یہ دونوں اس حکم شرعی پر عمل کریں فبہا۔ اور اگر نہ مانیں اور اسی حالت پر رہیں یا بے حلالہ، آپس میں یہ نکاح کرلیں تو ایمان والے مرد، ایمان والی بی بیاں، انہیں یک لخت چھوڑ دیں۔ نہ اپنے پاس بیٹھنے دیں نہ خود ان کے پاس بیٹھیں۔ قال اللہ عزوجل فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۞ (انعام:68)، (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ شعبان المعظم ۱۴۰۰ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بغیر نکاح، طلاق کے بعد دوبارہ رکھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: میرا سسر ایک شخص کا بھائی بنا ہوا تھا اور میری ساس مر چکی تھی۔ میرے سسر نے بنے ہوئے بھائی کی بیوی کو گھر میں ناجائز طور پر رکھا ہوا ہے۔ جبکہ شوہر نے اس کو طلاق نہیں دی اور نہ ہی کورٹ سے کوئی طلاق ہوئی۔ اس عورت کا شوہر غریب بھی بہت ہے کیس لڑ نہیں سکتا۔ شوہر کہتا ہے کہ یہ جو اولاد ہے میری نہیں ہے۔ اور بیوی کہتی ہے کہ میرے شوہر سے ہی اولاد ہو رہی ہے۔ جبکہ عورت اپنے شوہر سے ملتی بھی نہیں ہے۔ اب جواب طلب مسئلہ یہ ہے کہ

۱۔ اس عورت کے شوہر کو یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ جو اولاد ہو رہی ہے حرام ہے طلاق کا دینا ضروری ہے یا نہیں؟

۲۔ میرا سسر جو کہتا ہے کہ میں جو کر رہا ہوں وہ ٹھیک ہے۔ اس کے لئے کیا حکم ہے؟

۳۔ اس وقت جو اولاد ہو رہی ہے اس کے لئے کیا حکم ہے؟

۴۔ میرا میری بیوی بچوں کا اپنے سسر کے گھر جانا یا کھانا پینا رہنا سلام کلام جائز ہے یا نہیں؟ اس لئے کہ حرام ہو رہا ہے؟

۵۔ اس عورت کا شوہر کو، جو پیسے سے، طاقت سے، ہر چیز سے کمزور ہے۔ طلاق دینا ضروری ہے یا کوئی اور قدم اٹھائے۔ اس کے کچھ نہ کرنے سے حرام ہوتا رہے گا؟ مہربانی فرما کر اس اہم مسئلہ کو جلد از جلد حل فرما کر ہم لوگوں کو اس گناہ عظیم سے نجات دلائیں۔ فقط والسلام عبدالعزیز

۷۸۶ الجواب: عورت اگر واقعۃً ان افعال خبیثہ پر قائم ہے اور اس کا حقیقی شوہر باوجود قدرت اس کی روک تھام نہیں کرتا تو یہ خود دیوث ہے اور سخت کبیرہ گناہ کا مرتکب۔ مگر یہ حکم اس کی بے غیرتی پر ہے۔ نفس نکاح پر اس سے کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اور جب تک یہ اس عورت کو طلاق نہیں دیتا، وہ عورت بدستور اس کے نکاح میں باقی ہے اور اسے خواہ کسی شخص کو اس سے نکاح بھی حلال نہیں۔ اگر کر بھی لیا تو جیسے اب تک وہ دونوں زنا میں مبتلا رہے، یونہی اس نکاح بے معنی کے بعد بھی زانی وزانیہ رہیں گے۔ اور یہ جھوٹا نام نکاح کا کچھ مفید نہ ہوگا۔ مرد کو چاہئے کہ وہ اس آوارگی کا سد باب نہیں کر سکتا تو عورت کو طلاق دے دے۔ اور اس مرد اور عورت دونوں پر فرض ہے کہ فوراً فوراً جدا ہو جائیں اور اللہ عزوجل کے غضب سے ڈر کر اپنے ان کبیرہ گناہوں سے توبہ کریں اور عورت اپنے شوہر کے ساتھ نہ رہنا چاہے تو اسے اختیار ہے کہ اپنے شوہر سے طلاق حاصل کرے جب وہ طلاق دے دے تو اب تین کامل حیض گزار کر جس سے چاہے نکاح کرے۔ اگر دونوں اس حکم الٰہی پر گردن رکھیں اور عمل میں لائیں فبہا۔ اگر نہ مانیں اور اسی حالت پر رہیں یا بے طلاق حاصل کئے، آپس میں نکاح کر لیں تو ایمان والے مرد اور ایمان والی بی بیاں انہیں یک لخت چھوڑ دیں۔ نہ اپنے پاس بیٹھنے دیں نہ خود ان کے پاس بیٹھیں۔ قال اللہ عزوجل وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۶۸﴾ (انعام) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ ذی قعدہ ۱۴۰۰ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تین طلاق کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص مسمی محمد صادق ولد حاجی محمد نے اپنی بیوی مسمات مہرالنساء بنت بہرام کو تین مرتبہ طلاق دی اور ایک اسٹامپ بھی لکھ دیا جس پر اس کے گواہوں کے دستخط موجود ہیں۔ اب محمد صادق دوبارہ مہرالنساء کو اپنے ساتھ رکھنا چاہتا ہے شرعاً ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

فقط السائل خاتون مصری شاہ، حیدرآباد، سندھ

۷۸۲ **الجواب:** طلاق نامہ میں صاف طور پر لکھا ہے کہ آءُ محمد صديق پنهنجي رضا خوشي سان مسمات مهرالنساء دهي بهرام کي...... طلاق ڏني طلاق ڏني طلاق ڏني الخ اور جب طلاقیں تین تک پہنچ جائیں تو وہ عورت اس شوہر کے لئے بے حلالہ کسی طرح حلال نہیں ہوسکتی۔ قال الله تعالیٰ **فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ** (بقرہ:230) تاہم اگر کسی کے کہنے سننے سے یا مجبور کرنے سے عورت کو گھر میں رکھ بھی لیا تو اس سے صحبت زنا ہوگی۔ اور اس کے گناہ میں سب لوگ جو اس پر راضی ہوں گے سب شرعاً شریک اور اس کے عذاب کے مستحق ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ ذی قعدہ ۱۴۰۰ھ ھج

دماغی توازن درست نہ ہونے پر طلاق لینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: میرا حقیقی بھائی احمد شاہ کا دماغی توازن درست نہیں ہے پہلے ٹھیک تھا۔ اس کی بیوی رمضانو اپنا نکاح کسی دوسرے سے کرنا چاہتی ہے۔ کیا دماغی توازن خراب ہونے کی صورت میں بغیر طلاق لئے نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں۔ اگر اس صورت میں نکاح ہوسکتا ہے تو اس کے بعد میرے بھائی کے بچوں پر میرا حق ہے یا اس کی ماں کا حق ہے۔ آپ ہمیں قرآن اور حدیث پاک کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

منجانب! کالو شاہ بخاری ولد فجر علی شاہ بخاری

۷۸۳ **الجواب:** دماغی توازن درست نہیں ہے، یہ ایک مبہم اور گول مول بات ہے۔ بہر حال اگر شوہر واقعی مجنون یا پاگل ہے تو نہ خود وہ طلاق دے سکتا ہے نہ اس کی طرف سے اس کا ولی۔ اور جب طلاق نہیں تو نکاح باقی ہے۔ اور جب نکاح باقی اور عورت اس کی زوجیت میں ہے تو ظاہر ہے کہ اس عورت کا نکاح کسی اور مرد سے نہیں ہوسکتا۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے **وَّ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ** (تم پر حرام ہیں شوہر والی بی بیاں۔) تاہم اگر عورت نے نکاح کر بھی لیا تو یہ نام نکاح اس حرام کو حلال، اور ناجائز کو جائز نہیں کرسکتا۔ وہ بدستور شوہر کی زوجہ ہے اور رہے گی۔ درمختار میں ہے لا يتخيرا حد الزوجين بعيب الآخر ولو فاحشاً كجنون و جذام۔ (ص ۸۲۲، ج ۲ طبع قدیم وص ۷۵۶ طبع جدید، دمشق، سوریا) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ صفر المظفر ۱۴۰۱ھ ھج

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تین طلاقوں کے بعد حلالہ لازم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: مسمی خلیل احمد نے اپنی بیوی نسیم بنت محمد اقبال کو اسٹامپ پر طلاق نامہ لکھ کر دیا ہے۔ اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ سائل محمد اقبال، پھلیلی پریٹ آباد، حیدر آباد

الجواب ۷۸۶ ھوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں مسماۃ نسیم بنت اقبال پر تین طلاق مغلظہ واقع ہوگئیں اور اب یہ عورت اپنے سابق شوہر خلیل احمد کے لئے بے حلالہ کسی طرح حلال نہیں ہو سکتی۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۢ بَعۡدُ حَتّٰى تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهٗ (بقرہ:230) اور حلالہ کے معنی یہ ہیں کہ اس طلاق کی عدت گزر جائے پھر وہ عورت دوسرے سے نکاح کرے اور اس سے ہم بستر بھی ہو پھر وہ طلاق دے یا مر جائے اور بہر حال اس کی بھی عدت گزر جائے اس کے بعد پہلے سے نکاح ہو سکتا ہے ورنہ نہیں، اگر بغیر نکاح ثانی وحلالہ کے گھر میں رکھ لیا اگرچہ کسی کے جبر واکراہ یا زبردستی سے تب بھی صحبت جائز نہ ہوگی بلکہ زنا ہوگا، غرض یہ کہ بے حلالہ اس کے ساتھ نہ جانے دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۹۸۰.۱۲.۱۰ء

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، یکم شعبان المعظم ۱۴۰۰ھ

حلالہ کے مسئلہ سے ناواقف ہونا عذر نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید اور اس کی زوجہ ہندہ کے آپس میں اختلاف کی وجہ سے زید نے ہندہ کو غصہ کی حالت میں دھمکانے کے انداز میں کہا "میں تمہیں طلاق دیتا ہوں"۔ زید کہتا ہے کہ اب مجھے اتنا یاد نہیں کہ میں نے لفظ طلاق کتنی مرتبہ دہرایا ہے البتہ اتنا شک ضرور پڑتا ہے کہ میں نے اسے تین یا چار مرتبہ دہرایا مگر اس فقرے کی اہمیت کا مجھے علم نہ تھا اور نہ ہی میری بیوی کو۔ اس واقعہ کو تقریباً تین سال گزر چکے ہیں جبکہ تین سال کے عرصے میں میری زوجہ ہندہ سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئی ہے۔ کہ اچانک ایک مولانا سے لفظ طلاق کی اہمیت کا علم ہوا تو میں خوف خدا سے کانپ اٹھا میں نے یہ مسئلہ یہاں کے کئی عالموں سے پوچھا لیکن مجھے کوئی مطمئن نہ کر سکا۔

۱۔ مجھے یہ خیال ہر وقت ستاتا ہے کہ کہیں میری بیوی کو طلاق تو نہیں ہوگئی؟

۲۔ اگر طلاق ہوگئی ہے تو اس صورت میں غیر دانستہ طور پر جو اس عرصہ میں اپنی بیوی کے ساتھ گزار چکا ہوں اس کا کیا حکم ہے؟

۳۔ اگر خدانخواستہ طلاق ہوگئی ہے تو دوبارہ میرا نکاح ہندہ سے کس صورت میں ہوگا؟

۴۔ اگر خدانخواستہ طلاق ہوگئی ہے تو اس دوران پیدا ہونے والی اولاد کے سلسلے میں از روئے شرع کیا حکم ہے؟

قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ فقط والسلام، السائل غلام سرور ٹیلر ماسٹر

الجواب ۷۸۶: جب آپ نے صاف صریح الفاظ میں اپنی بیوی سے کہا کہ (میں تمہیں طلاق دیتا ہوں) اگرچہ غصہ کی حالت میں، اور یقیناً تین چار مرتبہ کہا تو طلاقیں اسی وقت پڑ گئیں اور دونوں کے مابین نکاح ٹوٹ گیا۔ اب حلالہ کے بغیر عورت

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شوہر کو حلال نہ رہی اگرچہ اسے اس کا علم نہ ہوا گرچہ وہ اس فقرے کی اہمیت سے واقف نہ ہو۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ اور حدیث میں تصریح لا حتی تذوقی عسیلته (الحدیث)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ مولائے کریم معاف فرمائے۔ تین طلاقوں کے بعد وہ صحبت زنا ہوگی اور اگر مسئلہ معلوم ہے کہ عورت حلال نہیں رہی جبکہ تین طلاقیں دے دی جائیں۔ پھر بھی زن وشوہر کے تعلقات رکھے تو شوہر زانی، اور شرعاً سزائے زنا کا مستحق اور اولا د ولد الزناء لیکن سائل اس سے ناواقف ہونا بیان کرتا ہے تو چارہ، کار فوراً علیحدگی اور سچی توبہ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ جب تک حلالہ نہ ہو، نکاح حلال نہیں۔ حلالہ یہ کہ عدّت گزار کر، عورت دوسرے سے نکاح کرے اور وہ اس سے ہم بستر بھی ہو۔ پھر وہ طلاق دے یا مر جائے اور بہر حال اس کی عدّت گزر جائے اس کے بعد پہلے سے نکاح ہوسکتا ہے ورنہ نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ — یکم رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ

خلوت صحیحہ نہ ہوئی تو عدّت نہیں ہے

سوال: بخدمت جناب مفتی خلیل خان صاحب، السلام علیکم، جناب عالی!

ایک لڑکی جس کی نابالغی میں شادی ہوئی، عمر تقریباً گیارہ سال میں یہ شادی ہوئی جبکہ نکاح ہوا اور نکاح کے بعد سے لڑکی اپنے والدین کے پاس ہی رہی اور کچھ عرصے کے بعد دونوں فریقین کی جانب سے اور لڑکے کی رضامندی سے طلاق ہوگئی۔ اب جناب سے گزارش عرض یہ ہے کہ جبکہ لڑکی اپنے شوہر کے پاس نہیں گئی اور کسی قسم کا لڑکی کا اپنے شوہر سے کوئی تعلق نہ ہوا تو اب اس صورت میں ہمیں یہ فتویٰ عنایت فرمائیں کہ لڑکی پر عدّت واجب ہوتی ہے یا کہ نہیں۔ برائے کرم مہربانی فرما کر ہمیں صحیح فتویٰ عنایت کر دیا جائے تا کہ ہم لڑکی کا دوسری جگہ نکاح کر سکیں؟ فقط والسلام السائل عاشق علی

۷۸۶ الجواب: جس وقت لڑکی کو طلاق دی گئی اس وقت اس کا شوہر اگر عاقل بالغ تھا تو طلاق پڑ گئی۔ پھر جبکہ خلوت صحیحہ کی نوبت نہ آئی اور تنہائی میں دونوں کبھی یکجا نہ ہوئے کہ طلاق دے دی گئی تو عدت بھی نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ (احزاب:49) لڑکی اگر اب بالغ ہے تو وہ، ورنہ اس کے اولیاء اس کے نکاح ثانی کا اختیار رکھتے ہیں جب چاہیں دوسرے سے نکاح کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ — ۱۲ شعبان المعظم ۱۴۰۰ھ

طلاق رجعی کی صورت

سوال: میں اپنی خوشی اور ہوش وحواس قائم رکھتے ہوئے اپنی عورت کو طلاق دے رہا ہوں کیوں کہ اس سے میں بہت پریشان ہو چکا ہوں۔ یہ عورت بہت ہی بدزبان عورت ہے نہ میرا کہنا مانتی ہے، اور کہتی ہے کہ تم کون ہوتے ہو مجھ کو روکنے والے، میں اپنی مرضی کی مالک ہوں، لہٰذا میرا آج سے اس عورت سے کوئی واسطہ نہیں ہے اور اس سے پہلے بھی میرے سے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کراچی میں جب میں عید پر گیا تب بھی وہ مجھ سے وہاں نہیں ملی جب میں نے اپنی ساس سے پوچھا کہ وہ کہاں گئی ہے اتو اس نے بھی کہا کہ، وہ اپنی مرضی کی مالک ہے۔تم کون ہو۔تو میں اپنے چاروں بچوں کو لے آیا۔لیکن انہوں نے اپنی لڑکی کو نہیں بھیجا۔اس کے بعد اس کی والدہ آتی ہیں اپنی لڑکی کو لے کر اور مُجھ سے کہتی ہے کہ مجھے طلاق دے دو میں یہاں نہیں رہتی۔اپنے چاروں بچے سنبھالو لہٰذا اب اس کا بچوں سے کوئی واسطہ نہیں ہے کیوں کہ اس کو میں طلاق دیتا ہوں۔ فقط والسلام سائل فتح محمد

۷۸۶ الجواب: یہ صورت طلاق مغلظہ کی نہیں۔نہ اس خط سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ شوہر نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں۔زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ دو طلاقیں رجعی پڑیں اور طلاق رجعی میں عدت کے اندر رجعت اور عدت کے گزرنے پر نکاح ثانی کا اختیار ہے۔شوہر اگر چاہے تو حلالہ کے بغیر اسے اپنے نکاح میں لاسکتا ہے۔**قال اللہ تعالیٰ**

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ (البقرہ:229)۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۱۸ محرم الحرام ۱۴۰۱ھ

مہر۔طلاق۔پرورش

سوال: محترم جناب علامہ مفتی محمد خلیل خان برکاتی صاحب، السلام علیکم، جناب عالی!

مؤدبانہ گذارش از طرف محرم علی ولد ولی محمد ذات شیخ، ساکن ضلع خیر پور میرس، طلاق مطلقہ کے لئے، مندرجہ حقائق کے متعلق فتویٰ کے لئے درخواست عرض ہے۔

۱۔حق مہر فوراً ادا نہیں کیا گیا ہے اور نہ ہی ملا ہے۔

۲۔مسٹر شہاب الدین جو کہ میرا داماد ہے اس نے خود رضا وخوشی سے ایک ماہ کے لئے اجازت دی تھی مگر وہ خود آج دن تک ہمارے پاس نہیں آیا ہے نہ ہی ہم نے خرچ وغیرہ لیا ہے۔

۳۔گواہ بھائی نہیں ہوسکتے ہیں۔

۴۔مسٹر شہاب الدین کا میں سسر ہوں لیکن اس نے طلاق نامہ میرے لڑکے فیض محمد کو روانہ کیا تھا۔

۵۔ہم کو طلاق نامہ کا سچا نقل نہیں ملا ہے لیکن فوٹو اسٹیٹ کاپی ملی ہے۔

۶۔اس لئے میری لڑکی طلاق لینا نہیں چاہتی ہے کیوں کہ وہ بے قصور ہے۔

۷۔اسلام کی رو سے میری لڑکی کفارہ دینا چاہتی ہے اور طلاق لینا نہیں چاہتی۔

۸۔طلاق نامہ کی فوٹو کاپی منسلک سوال ہے۔

مندرجہ ذیل بالا حقائق کے پیش نظر اس شہاب الدین کو دو لڑکیاں ہیں خدا کے واسطے جو صحیح فتویٰ ہے وہ دینا فرمائیں گے تو عین نوازش ہوگی۔　　محرم علی ولد ولی محمد شیخ

۷۸۶ الجواب: مہر، خالص عورت کا حق ہے۔صورت مذکورہ بالا میں پورا مہر ادا کرنا شوہر پر واجب ہے اگر چہ عورت معاذ

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اللہ فسق و فجور میں مبتلا ہو۔ درمختار میں ہے یتاکد عند وطی او خلوة صحت او بموت احد هما۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ شوہر کو جب طلاق نامہ کا اقرار ہے تو یہاں نہ تو گواہوں کی حاجت نہ اس کی ضرورت کہ وہ طلاق نامہ کس نے وصول کیا۔ طلاقیں پڑگئیں اور نکاح ٹوٹ گیا۔ اب بغیر حلالہ، عورت اپنے شوہر کے لئے حلال نہ رہی۔ قال الله تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ عورت کے چاہنے نہ چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ شوہر نے طلاق دے دی، عورت لاکھ رد کرے۔ طلاق واقع ہو جائے گی کہ طلاق ایک پتھر اور نکاح ایک شیشہ۔ پتھر شیشے پر پڑے گا تو اسے ٹوٹنا ہی ہے۔ خصوصاً جبکہ طلاقیں تین تک پہنچ جائیں۔ کفارہ اس کا کچھ نہیں۔ چارہ کار حلالہ ہے۔ کہ عورت، عدّت گزار کر، کسی اور سے نکاح کرے اور وہ اس سے ہم بستری کرے۔ پھر چاہے تو اسے طلاق دے۔ اب اس طلاق کی عدّت گزرنے پر، شوہر اوّل کے لئے حلال ہوگی۔ حدیث شریف میں ہے لا حتی تذوقی عسیلته انت۔ (الحدیث) اور یہی قرآنی فیصلہ ہے حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ (بقرہ:230) واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ بچہ کی پرورش کا حق، ماں کے لئے ہے خواہ وہ نکاح میں ہو یا نکاح سے باہر ہوگئی ہو۔ اور بچہ ماں کی پرورش میں ہو تو ماں پرورش کا معاوضہ بھی لے سکتی ہے اور دودھ پلانے کی اجرت اور بچہ کا نفقہ بھی۔ اور لڑکی اس وقت تک عورت کی پرورش میں رہے گی کہ حد شہوت کو پہنچ جائے اور اس کی مقدار نو برس کی عمر ہے۔ ہاں اگر بچہ کی ماں نے غیر محرم سے نکاح کر لیا تو اسے پرورش کا حق نہ رہا۔ (عالمگیری۔ درمختار وغیرہ۔) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ شعبان المعظم ۱۴۰۰ھ

جبری طلاق کا حکم

سوال: بخدمت جناب عالی مرتبت مفتی دارالعلوم احسن البرکات، السلام علیکم

گذارش یہ ہے کہ: میرا نکاح تقریباً ایک سال سے زیادہ ہو گیا مسماۃ بھوری بنت علی بخش سے ہوا تھا قاضی صاحب جو گاڑی کھاتہ میں ہیں میرا نکاح پڑھایا تھا جبکہ مسماۃ بھوری پہلے بھی طلاق شدہ تھی اور اسی دوران اس نے خود مختاری کا سرٹیفکیٹ کورٹ سے فرسٹ کلاس مجسٹریٹ سے لیا تھا۔ لیکن اسی رات تقریباً ۱۲ بجے مسماۃ بھوری کے گھر والوں نے میرے گھر آ کر جھگڑا کیا اور میری بیوی کو اسی رات اپنے ساتھ لے کر میرپور خاص چلے گئے۔ چند روز یہ جھگڑا پولیس اور عدالت میں چلتا رہا اور میں ہر جگہ جیتتا رہا جبکہ اس کے رشتے داروں کی کچھ نہیں چلی اور میرا نکاح غلط ثابت کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ اب جبکہ ان کی کوئی کاروائی نہ چلی تو مجھ سے طلاق معرفت میونسپل کونسلر غلام رسول شاہ کے مانگنے لگے۔ میں نے اس پر انکار کیا اور میں نے کہا کہ اس نے حق زوجیت بھی ادا نہیں کیا ہے۔ اس پر وہ مجھے دھمکانے لگے اور ہر طرح دہشت زدہ کرنے لگے اور اس پر بھی میں نے طلاق نہیں دی تو غلام رسول شاہ میونسپل کونسلر نے مورخہ ۲۱.۴.۱۹۸۰ء کو مجھے بلا کر سادے کاغذ پر دستخط لئے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں نے نہ تو زبان سے طلاق دی ہے اور نہ ہی کسی قسم کا ذکر کیا ہے، طلاق کا۔ مہربانی فرما کر مجھے اس شرعی حکم کا سرٹیفکیٹ عنایت فرمایا جائے کہ اس طرح طلاق ہوگئی ہے یا نہیں؟ فقط ایک سائل مقصود علی ولد عبدالوحید

۷۸۶ **الجواب:** سائل کا بیان اگر صحیح اور واقعی ہے تو سادہ کاغذ درکنار، اگر طلاق نامہ پر بھی کسی کے جبر و اکراہ سے دستخط کر دیئے مگر زبان سے الفاظِ طلاق ادا نہ کئے تو طلاق نہ پڑے گی۔ تنویر الابصار میں ہے **فلو اکرہ علی ان یکتب طلاق امراتہ فکتب لا تطلق الخ** مگر یہ اس صورت میں ہے کہ وہ اکراہ شرعی ہو کہ اس سے ضرر رسانی کا اندیشہ ہو اور وہ ایذاء پر قادر ہو۔ صرف اس قدر کہ اس نے اپنے سخت اصرار سے مجبور کر دیا اور اس کے لحاظ پاس سے اسے لکھتے بنی، اکراہ کے لئے کافی نہیں۔ یوں لکھے گا یا طلاق نامہ پر دستخط کر دے گا تو طلاق ہو جائے گی۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ) اور سادہ کاغذ پر دستخط کر دینا یا کرالینا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ جمادی الآخریٰ ۱۴۰۰ھ

شرائط کی خلاف ورزی پر طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: زید نے ایک اقرار نامہ یا مضمون، اسٹامپ پر اپنے خسر کو دیا کہ میری بیوی کو اختیار ہوگا کہ وہ چار آدمیوں میں جو میں نے اس اقرار نامہ میں لکھ کر دیا ہے اس کی رو سے جو بھی مذکورہ شرائط پوری نہ کر سکا تو میری بیوی کو اختیار ہوگا کہ بغیر کسی چون چرا کے مجھ سے طلاق لے لے۔ (چنانچہ ایک شرط کی پابندی بھی نہ کرنے کی صورت میں طلاق تصور کی جائے گی۔) لیکن زید نے اس اقرار نامہ میں درج ایک بھی شرط پوری نہ کی۔ آیا اس صورت میں اس پر طلاق پڑی یا نہیں؟ فقط والسلام، عبداللطیف

۷۸۶ **الجواب:** اگر واقعۃً زید نے اقرار نامہ میں مذکور شرائط یا ان میں سے کوئی ایک بھی شرط پوری نہ کی مثلاً اسے نان و نفقہ نہ دیا یا اسے الگ مکان مہیا نہ کیا یا کسی اور جائز شرط کی خلاف ورزی کی، تو اقرار نامہ کی رو سے، اس کی زوجہ پر ایک طلاق رجعی پڑ گئی۔ عدت کے اندر اسے رجوع کا اختیار ہے بشرطیکہ پہلے کبھی دو طلاقیں نہ دے چکا ہو۔ ورنہ تین طلاقیں ہو گئیں اور بے حلالہ ان کے مابین نکاح نہ ہو سکے گا اور عدت گزر جائے تو اب رجعت نہیں کر سکتا۔ دوبارہ نکاح ضروری ہے بشرطیکہ طلاق تین تک نہ پہنچیں۔ ہاں جو شرطیں خلاف شرع ہیں وہ سب باطل و مردود ہیں مثلاً یہ کہ میں اپنے والدین سے آئندہ کوئی واسطہ نہیں رکھوں گا اور نہ ان سے ملوں گا۔ (فتاویٰ رضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ ذی تعدہ ۱۴۰۰ھ

طلاق واپس نہیں ہوتی

سوال: بخدمت جناب مفتی اعظم سندھ، مہتمم و سرپرست دارالعلوم احسن البرکات، السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: میری شادی تقریباً گیارہ سال پہلے یعنی ۱۹۶۹ء میں میرے خالہ زاد سے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوئی۔ شومئی قسمت کہ ۹ سال سے زائد عرصہ گزرنے کے بعد بھی میرے ہاں اولاد نہیں ہوئی اور اس بناء پر وہ شخص (میرا شوہر) اکثر مجھے سخت وست کہا کرتا تھا اور دوسری شادی کا مطالبہ کرتا تھا۔ جب اس بات پر میں نے رنج کا اظہار کیا تو اس نے بارہا مجھے چھوڑنے کی دھمکی دی اور میں اکثر خاموش اور خوفزدہ ہو جاتی۔ آخر کیم اپریل ۱۹۷۹ء کو اس نے مجھے بغرض علاج گھر سے باہر نکالا اور چند دن ہسپتال میں رہی وہاں سے بہلا پھسلا کر میری والدہ کے پاس لطیف آباد چھوڑ دیا۔ پھر جلد ہی معمولی سی بات پر جھگڑا کر کے مجھے کہا کہ (اب تم تمام عمر یہیں رہوگی) میں حیران رہ گئی۔ یہ مجھے چھوڑ کر چلا گیا۔ میں نے جب بھی گھر لے جانے کے لئے اس کو پیغام بھیجا تو اس نے انکار کر دیا کہ (اب تم زندگی بھر میرے گھر میں داخل نہیں ہوسکتی ہو۔) کئی معزز لوگوں نے اس کو سمجھایا مگر وہ باز نہ آیا اور سب سے یہ کہا کہ (میں اس عورت کو چھوڑ چکا ہوں) تقریباً چار مرتبہ میں خود بزرگوں اور اپنے سرپرستوں کے ہمراہ اس کے گھر گئی تو بے عزت کر کے نکال دیا میں نے پیروں میں گر کر اپنے نادیدہ و نادانستہ غلطی کی معافی مانگی تو مجھے کہہ دیا کہ خبردار میرے جسم کو ہاتھ نہ لگانا (اب میرے تمہارے رشتے ختم ہو چکے ہیں۔) اور اس طرح چار پانچ مرتبہ ذلیل کر کے میں اپنی والدہ کے پاس روانہ کر دی گئی اور مورخہ ۱۹۸۰/۱/۸ کو اس نے مجھے اچانک طلاق دے دی اور طلاق نامہ بذریعہ عدالت گھر بھیج دیا۔ اس انتہائی اقدام سے میں سٹپٹا گئی۔ میں نے طلاق نامہ وصول کیا اور سنا اور اس کے گزشتہ رویہ کی روشنی میں حقیقت سمجھ کر قبول کر لیا۔ آخر ۹۰ دن تک کوئی مصالحت نہ ہوسکی نہ ہی اس عرصہ میں ہماری گفت و شنید ہوئی۔ اس نے طلاق کو مشتہر بھی کر دیا۔ اور لوگوں نے سنا تو مجھ سے اظہار ہمدردی کی۔ میں نے ذہنی اور قلبی طور پر اس کی دی ہوئی طلاق قبول کر لی اور صبر کیا۔ اب اس شخص نے خدا جانے کیوں اور کس لئے عدالت سے اجازت لے کر دوسری شادی بھی کر لی ہے اور اپنا طلاق نامہ ۱۹۸۰/۸/۴ء کو واپس لے لیا ہے اور مجھے عدالت کا فیصلہ بھجوا دیا ہے کہ تم میری زوجیت میں رہوگی۔ لیکن اس وقت سے اپنے آپ کو مطلقہ تصور کرتی ہوں اور آپ سے معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ قرآن وسنت کی روشنی میں شرعی مسئلہ کیا ہے۔ جلد تحریر فرمائیں

فقط والسلام سائلہ، ضیاء خانم، دختر حکیم اعجاز الدین قریشی مرحوم

۷۸۶ **الجواب:** سائل کی تحریر بتاتی ہے کہ شوہر نے متعدد مجلسوں میں کہا کہ میں اس عورت کو چھوڑ چکا ہوں۔ بیوی سے کہا کہ میرے تمہارے رشتے ختم ہو چکے ہیں۔ (اور پھر سب سے آخر میں طلاق نامہ بھیج دیا)۔ تو تین طلاقوں کے وقوع میں اب کونسا شبہ رہ گیا۔ صورت مذکورہ میں تین طلاقیں ہوگئیں۔ عورت بے حلالہ اس کے نکاح میں نہیں آسکتی۔ اگرچہ کوئی فرد یا جماعت بظاہر ان میں صلح کرا دے۔ یا شوہر اپنا طلاق نامہ واپس لے لے کہ یہ ایک مہمل فعل ہے۔ نکاح شیشہ ہے اور طلاق سنگ، شیشہ پر پتھر پڑے گا تو شیشہ ٹوٹ جائے گا۔ پھر یہ فیصلہ، قرآنی فیصلہ ہے۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ اور یہ فیصلہ، بارگاہ رسالت کا فیصلہ ہے۔ قال رسول اللہ ﷺ لا حتی تذوقی عسیلته ویذوق عسیلتك۔ بہر حال اب رجعت کی کوئی گنجائش نہیں اور حلالہ کے بغیر عورت اس شوہر پر حلال نہیں۔ اگر دوبارہ یہ دونوں زن وشوہر کی طرح رہیں گے تو اللہ کے گناہگار اور حرامکاری کے مرتکب ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ شوال ۱۴۰۰ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تحریری طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: میں نے اپنی بیوی زبیدہ کو تحریری طور پر طلاق دی جبکہ یہ طلاق لکھتے وقت، دیتے وقت، میری مراد تین طلاق کی تھی اور بیوی کو مکمل چھوڑنے کا ارادہ تھا۔ آیا یہ میرے نکاح سے نکل چکی ہے یا اب بھی کچھ گنجائش باقی ہے؟ نظام الدین

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں عورت پر تینوں طلاقیں پڑگئیں دونوں ایک دوسرے پر حرام ہو گئے۔ اب بغیر حلالہ، نکاح بھی حلال نہیں۔ چارہ کار صرف حلالہ ہے۔ قال اللہ تعالٰی فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۢ بَعۡدُ حَتّٰى تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهٗ۔ واللہ تعالٰی اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ شوال المکرم ۱۴۰۰ھ

تحریری طلاق کا حکم

سوال: محترم جناب مفتی محمد خلیل خان صاحب، السلام علیکم، جناب عالی گزارش احوال یہ ہے کہ مسمّٰی بنام عبدالسلیم ولد عبدالرحیم سکونت امیر شاہ لین شاہی بازار، حیدرآباد نے میری بہن مسماۃ سلطانہ ناز بنت بشیر خان صاحب سے مورخہ ۱۸ ستمبر ۱۹۷۹ کو نکاح کیا۔ جو نکاح خواں مولانا عبدالحفیظ قادری صاحب نے پڑھایا اور نکاح کے بعد سے تا حال، رخصتی عمل میں نہیں آئی ہے۔

جناب عالی!

نکاح کے بعد لڑکی کے علم میں اور ہمارے علم، میں جب یہ بات آئی کہ یہ شخص پہلے سے شادی شدہ ہے۔ اور نہ صرف شادی شدہ ہے بلکہ ۲ عدد بچیوں کا باپ بھی ہے۔ تو ہم نے اُس سے طلاق کا مطالبہ کیا کیوں کہ اس نے ہم سے فراڈ کیا۔ اپنی پہلی بیوی سے اجازت لئے بغیر، اور ہمیں اس خبر سے آگاہ کئے بغیر اس نے یہ دوسرا نکاح کیا۔ اس کے بعد ہم نے شخص مذکور سے رابطہ قائم کیا اور طلاق کا مطالبہ کیا کافی تردد کے بعد اس نے ہمارا مطالبہ بالآخر مان لیا اور ایک اسٹامپ پر طلاق لکھ کر دی۔

قبلہ محترم!

طلاق اس نے اپنی تحریر میں لکھی ہے لیکن طلاق نامہ لکھنے کے بعد اس نے ہمارے سامنے یہ شرط رکھی کہ لڑکی سے میری ملاقات کراؤ تب میں اس پر دستخط کریں گا۔ یہ کہہ کر اس نے طلاق نامہ ہمارے حوالے کر دیا۔ جس وقت اس شخص نے طلاق لکھی تھی اس وقت چار آدمی موجود تھے۔ جن میں سے ایک نے اسی وقت بطور گواہ دستخط کر دئے تھے۔ اور جب دوسرے نے دستخط کرنا چاہا تو اس شخص نے منع کر دیا کہ دوسرا آدمی جب دستخط کرے گا جب میں دستخط کروں گا۔

محترم جناب!

ساری باتیں آپ کے سامنے موجود ہیں ازراہ کرم آپ اس کا بغور مطالعہ فرمائیں اور اس پر اپنا فتویٰ صادر فرمائیں۔ طلاق ہو چکی ہے یا نہیں؟ اس کے علاوہ یہ بات بھی نوٹ کرلیں کہ لڑکی کا حلفیہ بیان ہے، جس میں اس نے اس

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بات کی تصدیق کی ہے کہ نکاح کے بعد اب تک میری رخصتی نہیں ہوئی ہے اور ایک لمحہ کے لئے بھی عبدالسلیم ولد عبدالرحیم سے میرا کوئی تعلق یا ربط نہیں رہا؟ عرض دار فرید خان

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں جبکہ شوہر نے خود طلاق نامہ لکھا اور اسے اس تحریر سے انکار بھی نہیں بلکہ جب یہ طلاق نامہ تحریر میں آیا تو چار گواہ موجود تھے تو اس صورت میں عورت پر یقیناً طلاق واقع ہوگئی اگر چہ طلاق نامہ پر اس کے دستخط نہیں۔ اگر چہ وہ طلاق نامہ نہیں لکھتا صرف زبان سے کہتا کہ میں نے سلطانہ ناز کو طلاق دی۔ پھر چونکہ سلطانہ ناز کی رخصتی عمل میں نہیں آئی اور وہ دونوں کسی وقت بھی یکجا نہیں ہوئے جیسا کہ سوال میں مذکور ہے اور چند لفظوں میں شوہر نے طلاق دی تو صرف پہلے لفظ سے طلاق واقع ہوئی اور یہ طلاق، طلاق بائن ہے کہ باقی کے لئے وہ محل نہ رہی۔ اور طلاق بائن کا حکم یہ ہے کہ دونوں کے مابین، نکاح ٹوٹ جاتا ہے البتہ حلالہ کی ضرورت نہیں ہوتی، بغیر حلالہ، دونوں کی رضا مندی سے دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے اور عورت چونکہ غیر مدخولہ ہے لہٰذا اس پر عدت بھی نہیں۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ عبدالسلیم اور سلطانہ ناز کے درمیان، عبدالسلیم کی اس تحریر کی روشنی میں علاقہ زوجیت ختم ہوگیا۔ عورت عدت گزارے بغیر جب چاہے جس سے چاہے نکاح ثانی کرسکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ

پاگل پن کیسا ہوتا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: زید اپنے بالغ بچے کو غصے میں مار رہا تھا بچے نے جواب میں اپنے باپ کی ٹانگ کھینچی اور پھکنی سے مارنا چاہا زید کی بیوی نے بھی بچہ کو نہ سمجھایا زید اپنی ٹانگ چھڑا کر باہر گلی میں بھاگا اور وہاں جا کر دیوانوں کی طرح چلاتا رہا اور اپنے ہوش وحواس کھو بیٹھا اس کی حالت دیکھ کر لوگ اکھٹے ہوگئے اسے سمجھانے اور غصہ کم کرنے کی کوشش کی مگر یہ دیوانگی کے عالم میں یہ کہتا ہوا چلا گیا کہ میں نے بیوی کو طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی۔ جب ہوش وحواس درست ہوئے گھر واپس آنے لگا تھا تو محلے والوں نے منع کیا کہ اب تم نہ اس گھر میں جاؤ اور نہ تمہارا بیوی سے کوئی رشتہ باقی ہے۔

زید اس وقت سے مسلسل رو رہا ہے۔ بیوی بچوں کو یاد کرتا ہے بیوی سے معلومات کی گئی جو ٹی۔بی کی مریضہ ہے اور حالت بھی نازک ہے۔ اس نے کہا کہ میرے شوہر نے میرے سامنے تو طلاق نہیں دی مجھ سے تو محلے والوں نے آ کر کہا کہ تمہارا شوہر طلاق دے کر کہیں چلا گیا ہے۔ صورت حال یہ ہے کہ آٹھ لڑکیاں اور چار لڑکے جس میں کچھ جوان ہیں اور بیوی کا کوئی سرپرست بھی نہیں۔ خطرہ ہے کہ وہ صدمے سے جان بحق نہ ہوجائے اور شوہر بھی تقریباً ہوش وحواس کھو بیٹھا ہے پاگل نہ ہوجائے۔ ایسی صورت میں کیا شرعی طور پر وہ بیوی سے بغیر حلالہ رجوع کرسکتا ہے یا نہیں۔ اور یہ طلاق شرعی طور پر مکمل ہوگئی یا نہیں؟ شرعی فیصلہ سے مطلع کریں۔ حلقہ نمبر ۱۵، یونین کمیٹی، اراکین لطیف آباد ۱۱، حیدر آباد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ الجواب: سوال میں شوہر کی جو حالت بیان کی گئی ہے اسے گھبراہٹ، جھنجلاہٹ، اور دماغ کی گرمی کا نام تو دیا جاسکتا ہے۔ جنون یا پاگل پن یا دیوانگی نہیں کہا جاسکتا۔ اور اس حالت میں ہوش وحواس ختم نہیں بلکہ مغلوب ہوجاتے ہیں اور غصہ ان پر غالب آجاتا ہے جس کے باعث آدمی صحیح فیصلہ پر قادر نہیں رہتا۔ اور اس حالت میں جو طلاق دی جائے وہ واقع ہوجاتی ہے اگر تین بار، الفاظ طلاق کہے تو تین بار طلاقیں واقع ہوگئیں اور اب حلالہ کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں۔ **قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ** (بقرہ:230)۔ ہاں اگر شدت غیظ وجوش غضب، اس حد کو پہنچ جائے کہ اس کی عقل زائل ہوجائے۔ خبر نہ رہے کہ کیا کہتا ہوں زبان سے کیا نکلتا ہے تو بیشک ایسی حالت کی طلاق ہرگز واقع نہ ہوگی لیکن اس کے ثبوت کے لئے گواہان عادل درکار ہیں وہ گواہی دیں کہ واقعی اس کی حالت ایسی ہی تھی کہ اس کی عقل جاتی رہی لیکن یہ گواہی اس وقت معتبر ہوگی جب شوہر دعویٰ کرے کہ میرا غصہ ایسی ہی حالت کو پہنچا ہوا تھا کہ میری عقل بالکل زائل ہوگئی تھی اور مجھے معلوم نہ تھا (میں کیا کہتا ہوں اور میرے منہ سے کیا نکلتا ہے۔) اب اس دعویٰ کی توثیق شرعی گواہوں کی شرعی گواہی سے ہوگی اور طلاق کا حکم نہ دیا جائے گا۔ یا اگر معلوم ومعروف ہے کہ اس سے پہلے بھی کبھی اس کی ایسی حالت ہوئی تھی تو گواہوں کی کچھ حاجت نہیں صرف قسم کھا کر بیان کرے اور اس کی قسم پر فیصلہ دیا جائے۔ (فتاویٰ رضویہ) اور اگر جھوٹی قسم کھا جائے تو اس کا وبال اس پر ہے۔ یوہیں اگر معلوم ہے کہ وہ جھوٹی قسمیں کھا جایا کرتا ہے تب بھی اس کی قسم معتبر نہیں۔ یہ معاملہ عمر بھر کے حلال وحرام اور اولاد کے حرامی حلالی ہونے کا ہے۔ فیصلہ خوب سوچ سمجھ کر کیا جائے۔ واللہ الموفق وھو اعلم بالصواب

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ شوال المکرم ۱۴۰۰ھ

غصے اور پاگل پن میں طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: ننّے خان کا کہنا ہے کہ میں نے اپنی بیوی کو مندرجہ ذیل الفاظ کہے وہ الفاظ یہ ہیں کہ "میں طلاق دیتا ہوں سنو بستی والوں! میں طلاق دیتا ہوں" جب میں نے یہ الفاظ کہے تو اس وقت میرے پاس کوئی بھی نہیں تھا۔ ایک عورت گواہی دینے کو تیار ہے وہ کہتی ہے کہ میں اس وقت طلاق دینے والے کے گھر میں تھی اور گھر سے باہر میں نے ننّے خاں کو یہ کہتے ہوئے ایک مرتبہ سنا کہ اے محلے والو! "میں طلاق دیتا ہوں"۔ طلاق والے کی ماں کہتی ہے کہ میں نے اپنے گھر سے سنا کہ میرے بیٹے نے دو مرتبہ کہا کہ محلے والو! "میں طلاق دے رہا ہوں"، محلے والو! "میں طلاق دے رہا ہوں"۔ عبدالعزیز کہتا ہے کہ میرے سامنے ننّے خاں نے کہا کہ اے بستی والوں سنو! میں اس کو طلاق دے رہا ہوں۔ اس کے بعد ننّے خاں نے کہا کہ "میں نے طلاق دی، میں نے طلاق دی، میں نے طلاق دی"۔ بشیر الدین نے کہا کہ میرے سامنے ننّے خاں نے کہا کہ اے محلے والوں سنو! میں طلاق دے رہا ہوں۔ میں نے اس کو طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی۔ شفیق حسن کہتا ہے کہ میں نے ننّے خاں کو کہتے سنا کہ اے محلّے والو! میں نے اس کو طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی۔ نورے کہتا ہے کہ میرے سامنے ننّے خاں نے کہا کہ اے محلّے والو سنو! میں اس کو طلاق دے رہا ہوں۔ میں نے طلاق دی، طلاق دی،

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طلاق دی۔ مندرجہ بالا صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اگر ہوئی ہے تو کونسی؟

فقط والسلام حکیم نصیر الدین

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں جو گواہ تین طلاقوں کی گواہی دے رہے ہیں اگر انہوں نے شوہر کو اس حالت میں اپنی آنکھ سے دیکھا اور اس کے قول مذکور کو اپنے کانوں سے سنا تو بے شک عورت پر تین طلاقیں پڑ گئیں۔ عورت بے حلالہ نکاح میں نہیں آسکتی۔ قال اللہ تعالیٰ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗ۔ اور اگر لوگ اپنے اپنے گھروں میں تھے کہ انہوں نے شوہر کو اس حالت میں نہ دیکھا محض آواز پہچانی تو شناخت آواز پر شہادت نہیں۔ اور طلاق مغلظہ ثابت نہ ہوگی بلکہ شوہر سے قسم لی جائے گی۔ اگر اس نے قسم کھانے سے انکار کر دیا جب بھی تین طلاقیں ثابت ہو جائیں گی اور اگر قسم کھالے گا کہ میں نے صرف ایک یا دو ہی طلاقیں دی ہیں تیسری طلاق نہیں دی تو اتنی ہی ثابت ہوں گی۔ البتہ اگر جھوٹی قسم کھالی تو اس کا وبال اس پر ہوگا عورت پر نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ شعبان المعظم ۱۴۰۰ھ

غصے اور پاگل پن میں طلاق کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنے بالغ بیٹے کو فہمائش کی۔ لڑکے نے جواب میں باپ کی ٹانگ کھینچی اور قینچی سے مارنا چاہا۔ بہنوں نے بیچ بچاؤ کرا دیا۔ زید غصے میں اوپر جا کر بیٹھ گیا جب غصہ تھوڑا کم ہوا تو نیچے آیا اور دوبارہ بیٹے سے جھگڑنے لگا اور دروازے کے باہر جا کر چلانے لگا کہ بستی والو سن لو! میں نے بیوی کو طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی۔ یہ واقع بستی کے لوگوں نے علاقہ کے ایک شخص عمرو کو سنایا جو بستی کا معزز ہے اس نے زید کو بلا کر معلومات کیں۔ زید نے حلفیہ بیان کیا کہ غصہ میں ہمیشہ ذہنی توازن بگڑ جاتا ہے یہاں تک کہ وہ غصے میں اپنے بدن کو کاٹ لیتا ہے اور وہ نشانات بھی دکھائے طلاق کے واقع کا معلوم کیا تو اس نے کہا کہ لڑکے نے چونکہ مجھ پر ہاتھ اٹھایا اور اس کی ماں سے اس کا کوئی تعلق بھی نہ تھا اور نہ میں نے بیوی سے کوئی جھگڑا کیا لیکن غیر ارادی طور پر میں نے جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے میں نے لفظ طلاق تین مرتبہ استعمال نہیں کیا ٹھہر ٹھہر کر تین مرتبہ استعمال کیا ہے۔ لڑکے کی ماں اور محلے کی چند بزرگ خواتین جو صوم صلوٰۃ کی پابند ہیں انھوں نے بھی اس کی تائید کی کہ ہم نے دو مرتبہ سنا اور حقیقتاً غصہ میں اس کی جنونی کیفیت ہو جاتی ہے یہ اپنا بدن بھی کاٹتا ہے اور کپڑے بھی پھاڑ دیتا ہے۔ محلّے کے چند باشرع لوگوں سے عمرو نے معلومات کیں تو انہوں نے بتایا کہ ان کے سامنے یہ واقع نہیں ہوا البتہ ہمیں جب محلے کے کچھ لوگوں نے بتایا کہ زید بیوی کو طلاق دے کر اور دس ہزار کی رقم لے کر باغیچے میں چلا گیا ہے ہم نے اسے وہاں سے بلایا اور دریافت کیا کہ تو نے یہ کیا کیا تو اس نے اقرار کیا کہ اس نے طلاق دی ہے اور دس ہزار کی رقم بھی اس کے پاس ہے محلّے کے باشرع لوگوں نے اس بات کی تشریح نہیں کی کہ اس نے کتنی مرتبہ طلاق دی زید چونکہ اس وقت بھی غصے کی حالت میں تھا اس لئے باشرع لوگوں نے یہ خیال کیا کہ غصہ ٹھنڈا ہو جائے تب مزید بات ہو البتہ اس سے دس ہزار

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

روپے اس خیال سے کہ اس کے ہوش وحواس صحیح نہیں کوئی چھین لے یا نقصان نہ پہنچادے اور اس سے پوچھا کہ یہ کس لئے ہیں زید نے بتایا کہ بچیاں ہوشیار ہیں ان کی شادی پر خرچ کرنی ہے ان لوگوں نے وہ رقم لے کر زید کی بیوی کو پہنچادی زید کے ہوش وحواس جب صحیح ہوئے تو وہ گھر جانے لگا بستی کے لوگوں نے منع کیا کہ اب تیرا بیوی سے کیا واسطہ تو اسے طلاق دے چکا ہے اس کے بعد سے زید بہکی بہکی باتیں کررہا ہے کبھی چلاتا ہے بیوی ٹی۔بی کی مریضہ ہے۔اس کا حال بھی خراب ہے بستی کے لوگ جس میں عینی شاہد بھی بے شرع ہیں وہ کہتے ہیں کہ زید نے تین مرتبہ طلاق دی جب کہ زید کی والدہ اور دوسری پڑوس کی بزرگ مستورات دو مرتبہ سننے کا بتاتی ہیں اور زید بھی حلفیہ کہتا ہے کہ اسے اوّل تو اس وقت قطعی ہوش نہ تھا کہ وہ غصّے میں کیا کہہ رہا ہے شاید ایک مرتبہ دروازہ پر میں نے کہا کہ بستی والو سن لو! میں طلاق دے رہا ہوں اور ایک مرتبہ جب بستی سے جانے لگا تب کہا ہے یہ بھی مجھے اچھی طرح یا نہیں؟

مہربانی فرما کر شرع شریف کے مطابق حالات وواقعات کی روشنی میں فتویٰ صادر فرمائیں تاکہ میاں بیوی کے درمیان قطعی فیصلہ ہو سکے۔ حکیم سیّد نصیر احمد اشرفی، کونسلر حلقہ ۱۵ یونین کمیٹی، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** حلقہ ۱۵ یونین کمیٹی ۱۱ کی جانب سے یہی مسئلہ ۱۹۸۰ء ۱۲.۸. ءکو یہاں لایا گیا۔جس کا جواب ۱۴ اگست ۱۹۸۰ء کو دیا گیا۔ پھر یہی مسئلہ حکیم سیّد نصیر الدین صاحب کے نام سے ۲۸ اگست ۱۹۸۰ء کو لایا گیا جس کا جواب ۳ ستمبر کو دیا گیا لیکن اس کے باوجود شوہر کی جنونی کیفیت کا کوئی بیان نہ تھا۔فتویٰ ہنوز مدرسہ میں محفوظ ہے۔یہی سوال لے کر خود شوہر اور اس کے ہمراہ چند اور باشرع اشخاص آئے لیکن گواہوں سے یہ ثابت نہ ہو سکا کہ واقعی وہ غصّے میں آپے سے باہر تھا اور یہ کہ اس کی غصہ میں یہی حالت ہو جاتی ہے۔اور اب یہ مسئلہ تفصیلاً پھر لایا گیا ہے۔ سچ اور جھوٹ کا حال اللہ تعالیٰ جانتا ہے یہ حلال و حرام اور قبر وحشر کا معاملہ ہے۔ بناوٹ سے حرام، حلال نہ ہو جائے گا۔ نہ اللہ تعالیٰ کے یہاں بناوٹ کام دے گی جو دلوں کی چھپی بات خوب جانتا ہے۔ اگر واقعی شدت غیظ وجوش غضب اس حد کو پہنچ جائے کہ اس سے عقل زائل ہو جائے خبر نہ رہے کیا کہتا ہوں زبان سے کیا نکلتا ہے تو بیشک ایسی حالت کی طلاق ہرگز واقع نہ ہوگی۔ پس صورت مذکورہ میں اگر زید ایسی حالت کو نہ پہنچا تھا تو صرف غصہ ہونا اسے مفید نہیں۔ اور نہ گھبراہٹ یا دماغ پر گرمی کا نام جنون ہے۔ لہٰذا اگر تین بار وہ الفاظ اس نے ادا کئے تو تین طلاقیں پڑ گئیں اور اب حلالہ کے سوا عورت کسی طور سے اسے حلال نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ **فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ**۔ اور اگر شوہر دعویٰ کرے کہ یہ الفاظ ادا کرتے وقت میرا غصہ ایسی ہی حالت کو پہنچا ہوا تھا کہ میری عقل بالکل زائل ہوگئی تھی، مجھے معلوم نہ تھا کہ میں کیا کہتا ہوں اور کیا میرے منہ سے نکلتا ہے تو ضرور ہوا کہ زید اپنے دعویٰ پر گواہ پیش کرے کہ واقعی وہ اس وقت حالت جنون میں تھا۔ یا یہ بات معلوم ومشہور ہو کہ اسے جب غصہ آتا ہے عقل سے باہر ہو جاتا ہے اور حرکات مجنونہ اس سے صادر ہوتی ہیں اس حالت میں اگر وہ قسم کھا کر کہہ دے گا کہ اس وقت میرا یہی حال تھا اور میں عقل سے بالکل خالی تھا تو قبول کر لیں گے اور حکم طلاق نہ دیں گے۔ اگر جھوٹا حلف کرے گا وبال اس پر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ ذی قعد ۱۴۰۰ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طلاق کا حکم کب دیا جائے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

ا۔ مسمی عبدالصغیر ولد عبدالشریف کے بیان کے مطابق کہ اس نے ایک عدد طلاق نامہ جو کہ جوڈیشنل اسٹامپ پر تھا۔ ایک کاتب منشی روشن علی ولد مختار علی سے تحریر کرایا کہ میری زوجہ کو اس کے والدین نے ایک عرصے سے روکا ہوا ہے۔ کئی بار میں نے لانا چاہا مگر ہر بار ان لوگوں نے مزاحمت کی۔ اس عرصہ میں ہم لوگوں کے درمیان کافی ناچاقی اور کشیدگی پیدا ہوگئی ہے۔ لہٰذا اب میں چاہتا ہوں کہ اپنی زوجہ کو طلاق نامہ بھجوادوں۔ اس پر منشی صاحب نے رفع ملال کرتے ہوئے۔ عبدالصغیر کو سمجھایا کہ بجائے طلاق کے نوٹس لکھوالو لیکن مسمی مذکورہ نے باصرار کہا کہ اسٹامپ پر طلاق نامہ لکھدو۔ منشی مذکور نے طلاق نامہ لکھ دیا لیکن اس پر نہ گواہ اور نہ ہی عبدالصغیر کے کوئی دستخط تھے۔ اسی طلاق نامے کو مسمی مذکور نے ایک اور شخص عبدالقدوس خان ولد عبدالظہور خان کو بھی بتایا۔ گواہ عبدالقدوس نے دریافت کیا تو اسے بتایا کہ یہ طلاق نامہ لکھوایا ہے۔ عبدالقدوس نے طلاق نامہ صرف دیکھا نہ تو کاغذ کھول کر پڑھا اور نہ ہی سنا۔

۲۔ میرے داماد عبدالصغیر نے میری لڑکی کو بمعہ تین بچوں کے میرے گھر پر سخت بیماری کے عالم میں لاکر چھوڑا کیوں کہ وہ معاشی حیثیت سے کبھی مضبوط نہ تھا۔ اس دوران علاج کراتے ہوئے۔ کئی بار لے جانا چاہا اور بضد ہوا۔ ایک بار اس نے سخت مشتعل ہوکر دشنام طرازی کرتے ہوئے۔ میرے لڑکے کے سامنے میری موجودگی میں دو طلاقیں دیں۔ تیسری پر لڑکے نے اس کا منہ بند کردیا۔ چند یوم کے بعد پھر آیا۔ اور دونوں زن وشوہر تین یوم تک ساتھ رہے اور مسمی مذکور واپس چلا گیا۔ پھر کچھ عرصہ بعد آکر اپنا مطالبہ رکھا۔ حالانکہ اس وقت بھی لڑکی کا علاج جاری تھا۔ اسی دوران مجھے منشی روشن علی سے معلوم ہوا کہ تمہارا داماد مجھ سے طلاق نامہ لکھوا کرلے گیا تھا۔ جس پر نہ تو گواہ کے دستخط تھے۔ اور نہ عبدالصغیر کے۔ بعد ازاں عبدالقدوس سے ملنے پر پتہ چلا کہ مجھے بھی تمہارے داماد نے ایک طلاق نامہ بتایا تھا۔ جسے اس نے نہ تو پڑھا اور نہ ہی سنا۔ جب مجھے تمام معاملات کا پتہ چلا تو میں نے عبدالصغیر سے کہا کہ تم ایک طرف تو اپنی زوجہ کو لینے آتے ہو۔ تو دوسری طرف اس کو طلاق دیتے ہو۔ ایسی حالت میں۔ میں اپنی لڑکی کو کیسے تمہارے ہمراہ کردوں کیوں اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق تم اپنا حق کھو چکے ہو لہٰذا تم جب تک کہ شرعی فیصلہ نہ ہوجائے۔ لڑکی کو نہیں لے جاسکتے۔ یہ سب سن کر پہلے تو اس نے انکار کیا۔ پھر بعد میں کہنے لگا کہ میں نے صرف سادہ کاغذ پر طلاق کی وارننگ لکھوائی تھی۔ جب میں نے دونوں گواہ منشی روشن علی اور عبدالقدوس کو ایک اور شخص بدر علی ولد آفتاب علی کی موجودگی میں پیش کیا۔ تو پھر تمام باتوں کا اقرار کیا اور کہا کہ میں نے طلاق دی ہے۔ ان تمام حالات کی روشنی میں آپ سے التماس ہے کہ ہمیں شرعی طور پر آگاہ فرمائیں کہ مسمی عبدالصغیر اپنی زوجہ کو شرعی حیثیت کے مطابق اپنی زوجہ بنا سکتا ہے یا نہیں۔ آیا میری لڑکی اب شریعت کی روشنی میں زوجہ رہی یا نہیں۔ طلاق مغلظہ واقع ہوئی یا نہیں؟

استفسار کنندہ، نبی بیگ ولد قادر بیگ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب:** جبکہ شوہر اقراری ہے کہ "میں نے طلاق دی ہے" تو اتنا اور معلوم کریں کہ کتنی بار طلاق دی ہے۔ یا کم از کم وہ طلاق نامہ کا مضمون پیش کرے اس کی روشنی میں جواب دیا جائے۔ اتنی بات البتہ واضح ہے کہ جب عدت گزر چکی تو دونوں کے مابین نکاح نہ رہا۔ مغلظہ وغیرہ کا تفصیلی حکم، طلاق نامہ دیکھنے، یا اس کے حلفیہ بیان کی روشنی میں دیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ

طلاق در جنوں بار دینے کا حکم

سوال: ویسے تو صبح سوتے ہوئے جگانے پر جھڑکنا، برا، بھلا کہنا روزانہ کا معمول تھا جگانے پر گھڑی دیکھ کر واپس سو جانا یا سستی میں پڑے رہنا وغیرہ۔ تھوڑی دیر بعد پھر جگانا پڑتا کیوں کہ ڈیوٹی پر جانے کے وقت کا بھی خیال ہے۔ بیت الخلاء جانا المختصر ناشتے سے فارغ ہو جانے کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ میرا سوٹ آج ڈھل جانا چاہئے۔ جواب۔ بہت اچھا۔ پھر دوبارہ ہاتھ مروڑ کر ارشاد ہوتا ہے کہ سن لیا! آج سوٹ ڈھل جانا چاہئے۔ جواب۔ کہہ تو دیا! اچھا۔ پھر ہاتھ مروڑنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس زور سے ہاتھ مروڑا کہ چیخ نکل گئی۔ گھر کے دیگر لوگ بھی جاگ گئے حکم ہوتا ہے کہ آواز مت نکالو ورنہ جان سے مار دونگا مگر ہاتھ مروڑنے سے جو چیخ نکلی اس نے سب کو اٹھا دیا۔ پھر کیا تھا لات، گھونسے، بکواس عروج پر ہو گئی اور نوبت طلاق تک پہنچی۔ بڑے فخر سے واضح طور پر کئی بار طلاق کا لفظ استعمال کرنا اور کہنا کہ دفع ہو جاؤ میرے سامنے سے میں تمہیں دیکھنا نہیں چاہتا، چلی جاؤ، غرق ہو جاؤ، جلدی کرو وغیرہ۔ تم ہا گئی تو ٹانگیں توڑ دوں گا وغیرہ۔ تذبذب میں تھی کہ کیا کرے اپنے جیٹھ سے کہا کہ مجھے خالہ کے گھر چھوڑ آئیں۔ تو جیٹھ صاحب کا ارشاد ہوتا ہے کہ میں تیرے باپ کا نوکر نہیں ہوں۔ پھر دیور سے کہا کہ آپ چھوڑ آئیں چونکہ ادھر سے نادر شاہی حکم ہو رہا تھا کہ جلدی کرو اس صورت حال پر لڑکی کا دیور اپنی خالہ اور لڑکی کی پھوپی جو کہ ان کے گھر سے قریب رہتی ہیں۔ بلا کر لایا۔ وہ آئیں معاملے کو سمجھا اور افسوس کر کے رہ گئیں۔ ان سے کہا کہ اس کو اس کی خالہ کے گھر چھوڑ آئیں۔ اس پر انھوں نے ایسا کرنے سے انکار یہ کہکر کیا کہ میں کس منہ سے لے کر جاؤں وہ کیا یہ نہیں کہیں گے کہ بھتیجی کو طلاق دلا کر چھوڑنے آئی ہو۔ وہ اسے اپنے گھر لے گئیں۔ دوسرے روز صبح دس "۱۰" بجے کے قریب خالہ کے گھر پہنچتا ہے اور کہتا ہے اس کو یہاں کیوں رکھا ہے۔ اب تک وہاں کیوں نہیں پہنچایا۔ اس پر خالہ نے کہا کہ اب تو یہاں کس لئے آیا اور اب تم کو اس معاملے میں کہنے کا کچھ حق نہیں۔ چلا جا یہاں سے۔ کہنے لگا کہ ایسے تھوڑی جاؤں گا میں اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا۔ دھمکیوں پر دھمکیاں دیتا رہا۔ شام کو قریب چار پانچ بجے لڑکی کا خالو پتہ لگنے پر وہاں بھیجا اور حالات معلوم کئے بڑا افسوس کیا بکواس جاری تھی۔ خالو نے ان کے گھر والوں کو بلایا۔ اس کے دونوں بھائی آئے ان سے پوچھا انہوں نے یہی کہا کہ بکواس سنکر ہم لوگ آئے تھے تو مار پیٹ اور طلاق طلاق! کے الفاظ سنے تھے اور وجہ وغیرہ معلوم نہیں۔

دیور نے کہا کہ مجھے مر کر جواب دینا ہے اس لئے میرے سامنے تین بار طلاق دی ہے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جیٹھ نے کہا کہ یہ تو یہ الفاظ درجنوں بار کہہ چکا ہے۔

خالو نے جب دیکھا کہ معاملہ ختم ہے تب کہا اچھا میں لڑکی کو لے جاتا ہوں۔

تو لڑکا کہتا ہے میں دیکھتا ہوں کہ کون لے جاتا ہے ٹکڑے ٹکڑے کردوں گا۔

وہ اپنے ہمراہ چند لڑکے لایا تھا ان کے بل پر دھمکیاں دے رہا تھا خالو چونکہ تنہا آئے تھے مگر پھر بھی انہوں نے اس کا چیلنج قبول کیا اور للکار کر کہا کہ ہوش میں ہے۔ اب تم کو کوئی حق نہیں ایک بھی لفظ کہنے کا اور لیکر جاتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ کون کیا کرے گا؟

انھوں نے لڑکی سے کہا کہ برقعہ پہنو اور چلو۔

گھر سے بس اسٹاپ کا فاصلہ کافی تھا مگر کوئی حادثہ پیش نہ آیا اور وہ لڑکی کو لے کر بحفاظت گھر پہنچے اور انہوں نے لڑکی کو اس کی والدہ اور نانا ماموں کے پاس پہنچا دیا۔ یہ ہے موقع واردات کی مکمل تفصیل۔ ہم اہل السنت والجماعت حنفی بریلوی المذہب ہیں۔ اب اس مسئلہ کے بارے میں مفتیان دین وشرع متین کیا فرماتے ہیں۔ سائل محمد شفیع

۷۸۶ الجواب: سائل تحریر کرتا ہے اور موقع پر موجود لوگوں کی گواہی سے لکھتا ہے کہ شوہر نے تین بار بلکہ ''درجنوں بار'' اپنی منکوحہ کو طلاق دی اگر ایسا ہے تو عورت اس کے نکاح سے نکل گئی۔ اب تاوقتیکہ حلالہ نہ ہو یہ دونوں اپنی باہمی رضامندی، یا کسی کے دباؤ میں آکر، دوبارہ نکاح بھی نہیں کرسکتے۔ حلالہ کے بعد ہی ایسا ہوسکتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ اور حدیث شریف میں ہے لاحتی تذوقی عسیلته (الحدیث)۔ واللہ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۱۰ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۰ھ

''جا میں نے تجھے چھوڑا'' طلاق صریح کے الفاظ ہیں

سوال: جناب مولانا صاحب، السلام علیکم، عرض خدمت شریف میں یہ ہے کہ:

ہم دونوں میاں بیوی میں تکرار ہوگئی اور اس کے بعد میں نے اپنی بیوی سے تین مرتبہ یہ کہا کہ ''جا میں نے تجھے چھوڑا'' اور اس نے بھی منظور کیا۔ پھر بعد میں محلہ والے جمع ہوئے تو مجھے یہ کہنے لگے کہ یہ صاف صاف بیان کرو کہ یہ کہا۔ میں نے ان سب کے کہنے پر صرف ایک بار یہ کہا کہ ''میں نے تجھے طلاق دے دی'' اور ہمارا دونوں میاں بیوی کا اس وقت دل ایک ہے۔ پھر بیوی سے آدمیوں نے پوچھا کہ تمھارا دل کیا چاہتا ہے۔ تو اس نے خود سب کے روبرو کہا کہ ہم دونوں میاں بیوی ایک جگہ رہنا چاہتے ہیں اور مجھ سے بھی پوچھا تو میں نے بھی یہی کہا کہ ہم دونوں ایک جگہ رہنا چاہتے ہیں اور اس پر محلّے والے لوگوں نے کہا کہ اب تو مولانا صاحب جو کہیں گے وہ ہی ہوگا اور ہم سب اس مسئلہ میں مولانا صاحب کی بات کو مانیں گے اور یہ پرچہ خود مجھ سے لکھوایا گیا ہے اور میں نے سب کے سامنے لکھا ہے اور جو بیان سب کے سامنے میں نے دیئے تھے وہ ہی اس پرچہ میں حسب ذیل ہیں اور ان بیانوں کو محلے والوں نے بھی سنا ہے۔　　فقط والسلام السائل بقلم خود محمد منیر

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں مذکور شوہر کی، مذکورہ بیوی پر تین طلاقیں واقع ہوگئیں اور یہ تین طلاقیں اس کے حق میں مغلظہ ہی شمار ہوں گی لہٰذا اس شوہر کو کسی صورت میں رجوع کرنے کا حق نہیں اور نہ بغیر حلالہ کے اس کے ساتھ نکاح کرسکتا ہے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ یعنی وہ طلاقیں کہ جس کے بعد رجوع ہو سکے دو ہیں اور اس کے بعد ارشاد فرمایا فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰی تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ یعنی دو طلاقوں کے بعد تیسری طلاق بھی دے دی تو وہ اس کے لئے حلال نہیں جب تک دوسرا شوہر نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید، نقل بقلم فقیر محمد حسین قلندرانی

الجواب صحیح بالصواب وعندہ ام الکتاب واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

شوہر والی عورتوں کے نکاح میں شرکت

سوال: محترم ومکرمی مولانا صاحب، السلام علیکم، بعد سلام دست بستہ عرض ہے کہ: کسی ایسی لڑکی کی شادی میں شریک ہونے سے نکاح میں شریک ہونے والوں کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے جس کی پہلے سے شادی ہو چکی ہو اور طلاق نہیں ہوئی ہو۔ مذکورہ دونوں صورتوں میں معلوم نہیں کہ شریک ہونے والوں کو طلاق ہونے نہ ہونے کا علم تھا یا نہ تھا اور وہ شریک ہوئے ہیں۔ جس شادی میں ہم شریک ہوئے ہیں اس لڑکی کو طلاق نہیں ہوئی تھی مگر شوہر دوسرے ملک میں کافی عرصہ سے رہتا ہے اور لڑکی اس تک نہ پہنچے تو کیا شرعی طور سے طلاق ہوگئی یا نہیں۔ شوہر کے کتنے عرصہ گم رہنے سے طلاق ہو جاتی ہے۔ اگر واقعی شریک ہونے والوں کے نکاح ٹوٹ گئے تو وہ کیا کریں؟ فقط ایک سائل

۷۸۶ الجواب: ا۔ شوہر والی عورت کا نکاح کسی سے جائز نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ۔ دیدہ و دانستہ ایسے نام نہاد نکاح میں شرکت کرنے والا سخت فاسق وگناہگار ہے جبکہ اسے حرام جان کر شریک ہوا اور جو نہ جانتا تھا کہ یہ نکاحی عورت کا نکاح ہو رہا ہے اس پر کچھ الزام نہیں۔ ہاں وہ شخص جو جانتا ہے کہ یہ عورت کسی کے نکاح میں ہے اور ہنوز اس نے طلاق نہیں دی ہے اور پھر اس نکاح کو حلال جان کر شرکت کر رہا ہے تو خود اس کا بھی نکاح گیا اور اسلام بھی گیا۔ اس پر فرض و لازم ہے کہ از سر نو اسلام لائے اور تجدید نکاح کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ شوہر کا عورت سے دور کسی اور ملک میں مقیم ہونا، طلاق کا موجب نہیں۔ تاوقتیکہ وہ طلاق نہ دے یا اس کی موت واقع نہ ہولے عورت اس کی منکوحہ ہے۔ ہرگز کسی اور سے نکاح نہیں کر سکتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ کتنی ہی مدت کیوں نہ گزر جائے عورت مطلقہ قرار نہ پائے گی۔ ہاں اگر مرد کی عمر سے ستر برس گزر جائیں یعنی اگر اب تک زندہ ہو تو ستر برس کا ہو مثلاً تیس برس کی عمر میں گم ہو تو چالیس سال گزر جائیں تو اس مدت کے گزرنے پر قاضی اسلام اس کی موت کا حکم کرے گا اور بعد حکم، عورت چار مہینے دس دن عدت میں بیٹھے۔ پھر عدت گزرنے پر جس سے چاہے نکاح کرے۔

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ شوال المکرم ۱۳۸۳ھ

غصہ میں طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید اپنی دکان سے اپنے گھر آتا ہے اور اپنے بچے سے کہتا ہے کہ تم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دکان پر کیوں نہیں آئے اور اس کو مارنے لگتا ہے۔ ماں نے بچے کو چھڑوانا چاہا اس پر زید کو غصہ آجاتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے تم کو طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی! یہ کہہ کر گھر سے باہر چلا جاتا ہے۔ ایسی صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اگر ہوئی تو کونسی؟ اب زید اس عورت کو اپنے گھر میں رکھنا چاہتا ہے تو اس کا طریقہ کیا ہوگا؟

فقط والسلام راقم قاری محمد ایوب ٹونکی، المستفتی محمد ایوب

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ بالا میں زید کی منکوحہ پر تین طلاقیں پڑ گئیں اور عورت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے زید پر حرام ہوگئی۔ تاوقتیکہ حلالہ نہ ہولے زید دوبارہ اسے اپنے نکاح میں نہیں لاسکتا۔ قال اللہ تعالیٰ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ شعبان المعظم ۱۳۸۳ھ

تین سے زیادہ طلاقیں دینا

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب، السلام علیکم، گزارش عرض یہ ہے کہ: نیاز مند چھوٹو خان نے عرصہ پانچ یا چھ سال ہوئے، جب میں مزدوری سے اپنے گھر آیا۔ تو میری بیوی مسمات بسم اللہ نے مجھ کو برا بھلا کہا اس پر میں نے اپنی بیوی کو بیٹھے بیٹھے اور کھڑے ہو کر کہا کہ "جا میں نے تجھے طلاق دی!" تقریباً پانچ یا چھ دفعہ کہا۔ اس وقت مسمّی اللہ دین خان ولد جمال خان میرا پڑوسی بھی میرے گھر میں موجود تھا۔ جب مجھ سے محلے کے لوگوں نے پوچھا کہ تم نے ایسا کیوں کیا تو میں نے جواب دیا کہ میری مرضی۔ لہٰذا اب میں اپنی بیوی کو رکھنا چاہتا ہے۔ علماء دین کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ میں اپنی بیوی سے دوبارہ نکاح کرسکتا ہوں یا نہیں؟ چھوٹو خان ولد شیر داد خان، محلہ ملت آباد، حیدر آباد

http://t.me/Tehqiqat

۷۸۶ الجواب: قال اللہ تعالیٰ

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ (البقرہ: 230)۔ ترجمہ! پھر اگر شوہر نے بیوی کو تیسری طلاق دے دی۔ تو اس کے بعد وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی۔ جب تک دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے۔ صورت مسئولہ بالا میں جبکہ چھوٹو خان نے اپنی منکوحہ مسمات بسم اللہ کو تین سے زائد طلاقیں دیں اور تین سے زیادہ طلاقیں ہیں نہیں تو قطعاً تین طلاقیں واقع ہوگئیں اور عورت اس کے نکاح سے نکل کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس پر حرام ہوگئی۔ جب تک حلالہ واقع نہ ہولے چھوٹو خان کے لئے مسمات بسم اللہ حلال نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ ربیع الآخر ۱۳۸۳ھ

کنایہ طلاق کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید اور ہندہ کا نکاح پندرہ سال بیشتر منعقد ہوا تھا۔ اب تقریباً تین سال سے دونوں میں اَن بَن اور جدائی سے رہتی ہے یعنی شوہر کراچی میں مقیم ہے اور عورت حیدر آباد میں۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شوہر اس کے نان ونفقہ کے مطالبے کو بھی اس عرصے میں پورا نہیں کرتا بلکہ جب بھی عورت نے مطالبہ کیا نان ونفقہ بلکہ طلاق بھی تو اس نے یہ ہی جواب دیا تیرا میرا کوئی واسطہ نہیں۔ ''جو طبیعت چاہے سو کر چاہے شوہر کر یا کچھ اور'' برائے کرم مطلع فرمائیں کہ اس صورت میں عورت شرعی نکاح ثانی کرنے کی مجاز ہے یا نہیں؟ المستفتی احمد حسین، لطیف آباد نمبر ۱۱، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** عورت اور اس کے شوہر کے درمیان سالوں سے اس نزاع کا جاری رہنا، شوہر کا کراچی میں قیام کرنا اور عورت کا حیدر آباد میں مقیم رہ کر تنگدستی سے گزر بسر کرنا اور شوہر کا نان ونفقہ سے لاپرواہ رہنا اور عورت کے مطالبہ طلاق پر شوہر کا ہر بار اسے جواب دینا کہ ''تیرا میرا کوئی واسطہ نہیں۔ جو چاہے سو کر۔ شوہر کر یا کچھ اور'' صاف طور پر بتلا رہا ہے کہ شوہر اس عورت کو اپنی زوجیت سے خارج کر چکا اور یہ الفاظ چوں کہ کنایات سے ہیں لہٰذا پہلی ہی مرتبہ جب کہ شوہر نے عورت کو جواب مذکور، دیا عورت پر طلاق بائنہ پڑ گئی۔ عدت گزار کر عورت کو شرعاً نکاح ثانی کا اختیار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ   ۱۹ شعبان المعظم ۱۳۸۳ھ

حاملہ کو تین طلاق دیں تو کیا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص عبد الرحیم نے اپنی زوجہ کو جو کہ حاملہ تھی۔ بحالت غصہ تین بار طلاق دی۔ ایسی صورت میں طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں۔ اگر طلاق واقع ہوئی تو دوبارہ رجعت کی کیا صورت ہوگی؟ جو شرعی صورت ہے اس سے مطلع فرمادیں۔ عین نوازش ہوگی۔   فقط الراقم، سیّد عباس علی، ۳۱ جولائی ۱۹۶۳ء

۷۸۶ **الجواب:** طلاق میں عورت کی جانب سے کوئی شرط نہیں۔ حاملہ ہو یا غیر حاملہ۔ بہر حال طلاق واقع ہو جائے گی۔ (درمختار۔ عالمگیری وغیرہ۔) صورت مسئولہ میں جبکہ عبد الرحیم نے اپنی زوجہ کو تین طلاقیں دے دیں اگر چہ عورت حاملہ تھی۔ تو یہ تینوں طلاقیں واقع ہوگئیں اور عورت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے عبد الرحیم پر حرام ہوگئی۔ جب تک کہ حلالہ نہ ہولے۔ رجعت کی یہاں کوئی صورت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ   ۱۵ ربیع الاول شریف ۱۳۸۳ھ

خلوت صحیحہ کے بغیر طلاق میں عدت نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسمات ملکہ کا عقد علی محمد کے ساتھ ہوا۔ جس کو عرصہ تقریباً پانچ سال کا ہوا۔ اور اس دوران میں میاں اور بیوی کے درمیان کوئی خلوت وغیرہ نہیں ہوئی۔ وقت نکاح لڑکی کی عمر گیارہ سال کی تھی۔ اور لڑکے کی عمر سترہ سال تھی۔ عورت نابالغی کے باعث خلوت سے محفوظ رہی۔ ابھی تک ہے۔ بتاریخ ۲۴ ستمبر کو علی محمد نے اپنی عورت کو طلاق دے دی۔ تحریر میں مسمات نے مہر معاف کر دیا۔ ایسی صورت میں عورت کے ذمے عدت واجب ہے یا نہیں؟ اس کے علاوہ دوسری جگہ قریب وقت، میں عقد کر سکتی ہے یا نہیں؟ یا اس کو عدت پوری کرنا لازمی ہے؟ بعد نکاح مسمات اپنے شوہر کے گھر پر نہیں رہی۔ دونوں میں نااتفاقی کے باعث تین سال تک لڑکی اپنے والدین کے پاس

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رہی۔ نابالغی میں نکاح ہوا اور نا اتفاقی بھی، اب مسمات کی عمر ۱۶ سال ہے۔ فقط ایک السائل، بتاریخ ۲۶ ستمبر ۱۹۶۳ء

۷۸۶ **الجواب:** نکاح زائل ہونے کے بعد عدت اس وقت ہے جب کہ خلوت صحیحہ ہو (عامۂ کتب) اور خلوت صحیحہ یہ ہے کہ زوج اور زوجہ ایک مکان میں جمع ہوں۔ اور کوئی چیز مانع جماع نہ ہو (عالمگیری۔ درمختار) صورت مذکورہ بالا میں چونکہ ملکہ کی نابالغی کے باعث اس کا شوہر علی محمد اس کے پاس نہ گیا۔ تو خلوت صحیحہ نہ پائی گئی۔ اور جبکہ زوج اور زوجہ کے درمیان خلوت صحیحہ نہ پائی گئی۔ اور علی محمد نے ۲۴ ستمبر ۱۹۶۳ء کو ملکہ کو طلاق دے دی۔ تو اس تاریخ کے بعد ہی اسے نکاح ثانی کا اختیار حاصل ہو گیا۔ یہاں کوئی عدت نہیں۔ جس کے گزرنے کا انتظار کیا جائے۔ مسماۃ مذکورہ کے والدین سرپرست جب چاہیں اس کا نکاح کر سکتے ہیں۔ شرعاً کوئی ممانعت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۳ھ

مدرسہ مفتاح العلوم حیدرآباد کے فتویٰ کی غلطی اور اس کا رد

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زبیدہ جب سات سال کی تھی تو اس کا نکاح فقیر محمد ولد نبی بخش کے ساتھ جس کی عمر تقریباً دس سال تھی اس کے چچا عبدالشکور نے جودھپور میں ۱۹۴۵ء میں کرا دیا تھا۔ اس کے بعد ہندوستان، پاکستان بن گیا تو لڑکی اپنے چچا عبدالشکور کے ہمراہ پاکستان آ گئی اور لڑکا ہندوستان میں ہی رہا۔ لڑکی کے چچا جو کہ حیدرآباد پاکستان میں مقیم تھے لڑکے کے والد سے خط و کتابت کرتے رہتے تھے مگر لڑکی لے جانے کے بارے میں کوئی تحریر نہیں آئی تھی۔ اس دوران میں لڑکی بالغ ہو گئی۔ لڑکی اور اس کی والدہ جو کہ بیوہ تھی۔ یہ دونوں عبدالشکور کے پاس حیدرآباد میں رہتے تھے۔ لڑکی کی والدہ نے کراچی جا کر ایک شخص مسمّٰی چھوٹو جی سے نکاح کر لیا۔ لڑکی اپنے چچا کے پاس ہی رہی۔ چھوٹو جی کا ایک لڑکا جو کہ پہلی بیوی سے تھا جس کا نام چاند علی تھا۔ کچھ عرصے کے بعد لڑکی کو اس کی والدہ اس کے چچا کے پاس سے کراچی لے گئی۔ اور وہاں عدالت میں لڑکی کے بیانات اور حالات بتا کر طلاق نامہ ۳۰ دسمبر ۱۹۵۳ء کو حاصل کر لیا۔ ہندوستان سے لڑکے کے والد کے یہاں سے ایک ہندی میں تحریر کردہ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۵۹ء کو آیا۔ جس میں تحریر تھا کہ ہم نے اپنے لڑکے فقیر محمد کی شادی کر دی ہے تم کو اختیار ہے کہ تم بھی اپنی لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کر سکتے ہو۔ اس خط کے آنے سے پہلے اور عدالت سے طلاق نامہ حاصل کرنے کے بعد ۱۹۵۳ء میں لڑکی کی والدہ نے اپنے خاوند کی پہلی بیوی کے لڑکے چاند علی سے زبیدہ کا نکاح کر دیا۔ لڑکا لیاقت علی صاحب کی بیوی کے یہاں نوکر تھا اور ہمیشہ باہر ہی رہتا تھا اس دوران وہ ایک یا دو مرتبہ ہی پاکستان آیا۔ خط و کتابت سے لڑکی زبیدہ، سے چاند علی کے حالات کچھ ناخوشگوار ہو گئے۔ جو کہ چاند علی کو پسند نہ آئے۔ اس نے خوشی سے اپنی بیوی زبیدہ کو ۲۶ جون ۱۹۶۱ء کو طلاق نامہ تحریر کیا اور اس کے ہمراہ اس کا مہر بھی پونڈ اور شلنگ میں روانہ کر دیا۔ جو کہ طلاق نامہ میں درج ہے۔ میں نے تم کو خوشی سے طلاق دی ہے اور اب تم آزاد ہو جہاں چاہو شادی کر سکتی ہو۔ عرصہ چھ ماہ کے بعد لڑکی کے چچا نے زبیدہ کا نکاح محمد حسین ولد فخر الدین سے مورخہ ۷ دسمبر ۱۹۶۱ء کو کر دیا۔ اب محمد حسین

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے ایک لڑکی بھی ہے۔ برادری والوں کا یہ کہنا ہے کہ لڑکی کے پہلے خاوند فقیر محمد ولد نبی بخش کا کوئی تحریری طلاق نامہ نہیں ہے اس وجہ سے نہ تو پہلا نکاح جائز تھا اور نہ ہی دوسرا نکاح جائز ہے۔ اس دوران لڑکے محمد حسین کے والد انڈیا گئے اور زبیدہ کے پہلے خاوند فقیر محمد ولد نبی بخش سے تحریری طلاق نامہ حاصل کر لائے۔ جس میں قوم کے چار آدمیوں کے دستخط ہیں۔ اس کے بعد قوم کے پاس دو خط ایک ہی مضمون کے آئے جو ہم استفتاء کے ساتھ منسلک کر رہے ہیں۔ اب معلوم یہ کرنا ہے کہ آیا یہ جو نکاح ہوئے درست تھے یا نہیں؟ فقط، ایک سائل و برادری

۷۸۶ الجواب: زبیدہ کے پہلے خاوند کے تحریری طلاق نامہ سے صراحۃً یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے ۱۹۵۶ء میں زبیدہ کو طلاق دے دی ہے اگر یہ بات اس کی واقعی میں صحیح ہے تو یہ اس کی طرف سے طلاق کی خبر ہوگی جو کہ شریعت میں معتبر ہے۔ اس عبارت سے زبیدہ کے پہلے خاوند کی ۱۹۵۶ء والی طلاق معتبر سمجھی جائے گی۔ شامی ۲ صفحہ ۴۶۹ میں ہے ففی واحدۃ قبل واحدۃ اوقع الاولی قبل الثانیۃ فبانت بھا فلا تقع الثانیۃ۔ شامی کی اس عبارت کا بھی مفہوم یہی ہے کہ اس کی پہلی طلاق ہی معتبر ہے لہٰذا زبیدہ کا نکاح ثانی چاند علی سے شرعاً جائز اس میں شرعی کوئی قباحت ثابت نہیں ہوئی۔ پھر چاند علی کے طلاق دینے کے بعد عدت گزار کر زبیدہ نے جو نکاح ثالث محمد حسین ولد فخر الدین سے ۱۹۶۱ء میں کیا وہ بھی درست ہے اور جو اولاد اس سے پیدا ہوئی ہے وہ شرعاً حلال کی اولاد ہے شرعاً زبیدہ اور اس کے موجودہ خاوند اور اولاد پر کسی قسم کا کوئی عار نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

محمد عبد الرؤف، مدرس مدرسہ عربیہ مفتاح العلوم، گھاس مارکیٹ، حیدرآباد،

ھذا الجواب مصیب، شمس الدین مدرس مدرسہ عربیہ مفتاح العلوم

۷۸۶ الجواب: اللہ عزوجل نے نکاح کی گرہ مرد کے ہاتھ میں رکھی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ (بقرہ:237) تو جب تک فقیر محمد نے اپنی منکوحہ زبیدہ کو طلاق نہ دی۔ زبیدہ بدستور فقیر محمد کے نکاح میں رہی اور چاند علی خواہ کسی کو اس سے نکاح حلال نہ ہوا۔ اس نکاح بے معنی کے بعد بھی وہ دونوں زانی وزانیہ رہے اور جھوٹا نام نکاح کا کچھ مفید نہ ہوا۔ قال اللہ تعالیٰ وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ۔ تم پر حرام ہیں شوہر والی بی بیاں۔ ہاں جب کہ فقیر محمد نے اپنی شادی کے وقت ۱۹۵۶ء میں زبانی اور پھر ۱۰ اپریل ۱۹۵۹ء کو تحریری طلاق دے دی تو اب زبیدہ کا نکاح جو کہ محمد حسین کے ساتھ ۷ دسمبر ۱۹۶۱ء کو قرار پایا وہ اس زبانی طلاق کے باعث جس کا اقرار خود فقیر محمد نے اپنی تحریر میں کیا ہے جائز و صحیح ہوا اور وہ اولاد بھی محمد حسین کی قرار پائی جو اس نکاح کے بعد تولد ہوئی۔ پھر جبکہ طلاق کے لئے تحریر شرط نہیں تو برادری والوں کا یہ دعویٰ غلط ہے کہ دوسرا نکاح صحیح نہ ہوا۔ مفتی مدرسہ مفتاح العلوم کا فتویٰ جو اس نے نکاح اوّل کے جواز پر دیا اور پھر اس پر طلاق کو صحیح قرار دیا اور اپنی تائید میں جو عبارت شامی کی نقل کی یہ سب امور اس کی جہالت کے آئینہ دار ہیں۔ ایسے مفتیوں سے فتویٰ لینا بھی حرام ہے جنہیں کتاب سمجھنے کی لیاقت نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ ربیع الآخر ۱۳۸۳ھ

http://t.me/tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عورت کے نفقہ اور جہیز کا بیان

سوال: جناب مفتی صاحب، السلام علیکم، طلاق دیتے وقت لڑکے والوں پر جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں ان سے آگاہ کیا جائے۔ اس کے علاوہ مندرجہ ذیل چیزوں کے لئے بھی شرعی احکامات سے آگاہ کریں۔ ا۔ لڑکی کو جہیز واپس کیا جائے یا نہیں؟ (وہ جو لڑکی والوں نے لڑکی کو دیا ہے)؟

۲۔ زیور، برتن، اور پہننے کے کپڑے واپس کیے جائیں یا نہیں۔ وہ کپڑے جو کہ لڑکی نے استعمال کر لئے ہیں۔ ان کپڑوں کو دوبارہ بنوا کر دینا چاہئے یا نہیں۔ اس کے علاوہ بستر، تکیہ، اور پلنگ جو کہ اب ضائع ہونے کے لائق ہیں لڑکی کو دوبارہ نئے بنوا کر دیئے جائیں یا نہیں؟

امید ہے کہ جناب والا شرعی احکامات سے روشناس کریں گے تا کہ ان چیزوں کا صحیح اسلامی تصفیہ ہو سکے۔ عین نوازش ہوگی۔

نیاز مند، عبدالستار غوری

۷۸۶ الجواب: ا۔ جس عورت کو طلاق دی گئی ہے اس کے نان ونفقہ کا حسب حیثیت بندوبست کرنا، رہنے کے لئے مکان دینا تا کہ وہ ایام عدت گزار سکے۔ شوہر پر واجب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ زیور وغیرہ جہیز جو بیٹی والوں نے اپنی بیٹی کو دیا اس کی مالک عورت ہی ہے۔ شوہر کا اس میں کچھ حق نہیں۔ اب کہ طلاق دی گئی ہے اس عورت کو اپنا وہ مال واپس لینے کا پورا پورا اختیار ہے جیسے کہ اس کے استعمال کا پورا اختیار تھا۔ اور جب کہ عورت اپنی چیزیں اپنے اختیار سے استعمال کرتی رہی یا اس عورت کی رضا سے وہ سامان بحالت ہم آہنگی مرد یا اس کے اعزاء استعمال کرتے رہے اور وہ چیزیں پرانی یا نا قابل استعمال ہوگئیں تو شوہر یا شوہر کے والدین پر کوئی ذمہ داری نہیں کہ وہ یہ سامان نیا خرید کر یا بنوا کر دیں نہ یہ آج تک سننے میں آیا اور نہ کسی ذی ہوش نے لڑکے والوں سے ایسا لغو و نا قابل سماع مطالبہ کیا۔ بہر حال سامان جہیز میں جو سامان جس حالت میں موجود ہے اس کی مالک لڑکی ہے اور اس مال پر اس کا حق ثابت ہے۔ نئے اسباب کا نہ وہ مطالبہ کرسکتی ہے نہ اس کا حق ہے نہ اس مطالبہ کو پورا کرنا لڑکے والوں پر لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ   یکم ربیع الاوّل شریف ۱۳۸۳ھ

نکاح صحیح کے بعد خلوت اور تین طلاق کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے میں کہ: عبدالغفور ولد مداری نے اپنی زوجہ مسمات بسوان بنت عبدالرحمٰن کو تین طلاقیں دیں اور زوجہ سے صحبت بھی نہیں کی۔ طلاق ہونے کے بعد مسمات مذکورہ کو عدت گزارنا واجب ہے یا نہیں؟ اور نان و نفقہ کے بارے میں کیا حکم ہے؟   فقط والسلام السائل، عظیم اللہ

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ بالا میں چونکہ نکاح صحیح کے بعد زوج زوجہ ایک مکان میں جمع ہو چکے تو یہ خلوت، خلوتِ صحیحہ ہے اور اگر خلوت صحیحہ کے بعد شوہر نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی تو عورت پر عدت واجب ہے بلکہ عدت میں نان ونفقہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور رہنے کو مکان دینا بھی واجب ہے۔ (جوہرہ۔ عالمگیری۔ درمختار وغیرہ۔) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ صفر المظفر ۱۳۸۳ھ

زبانی اور تحریری طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید کو اپنی بیوی کے طرز عمل سے دیرینہ شکایات تھیں۔ جس کی وجہ سے ان کے باہمی تعلقات دو درجہ ہو چکے تھے۔ زید اپنی منکوحہ کو مسلسل فہمائش و تنبیہ کرتا رہا۔ لیکن مذکورہ بیوی نے اپنا طرز عمل نہیں بدلا۔ بالآخر مجبور ہو کر زید نے اپنی منکوحہ کو طلاق دے دی۔ وہ اس طرح کہ اس نے اپنی منکوحہ کو مخاطب کرتے ہوئے آواز بلند کرتے ہوئے اپنے ہوش و حواس میں تین دفعہ کہا۔ میں تجھے طلاق دیتا ہوں۔ اس کے بعد زید نے اپنے اس اقدام سے یونین کمیٹی کے چیرمین کو بھی تحریری طور پر مطلع کر دیا۔ اس اطلاع نامہ کی ایک کاپی بذریعہ ڈاک اپنی منکوحہ کے پتہ پر ارسال کر دی۔ برائے کرم از روئے حوالہ جات مطلع فرمائیں کہ طلاق مذکورہ بالا ہوئی یا نہیں؟ نیز یہ کہ حالات بالا کی موجودگی میں رشتہ مناکحت پھر سے ہو سکتا ہے یا نہیں؟ محمد سلیمان، ریشم گلی، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مذکورہ بالا میں جب کہ زید نے اپنی منکوحہ و موطوءہ کو تین طلاقیں دیں تو یہ تینوں طلاقیں واقع ہو گئیں اور وہ عورت زید پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئی۔ تاوقتیکہ حلالہ نہ ہو لے۔ اس سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ اب زید کا اس عورت سے نکاح کرنا حرام ہے! حرام ہے! حرام ہے! اور اس کی حرمت ایسی نہیں کہ کسی امام نے اپنے اجتہاد سے نکالی ہو۔ نہ اس کی حرمت کسی حدیث احاد سے ثابت ہے کہ جسے وہ حدیث نہ پہنچے یا اس کی صحت اسے ثابت نہ ہوئی وہ انکار کر سکے بلکہ اس کی حرمت قرآن عظیم نے خاص اپنی نص واضح صریح سے ارشاد فرمائی ہے کہ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ پھر اگر تیسری طلاق دے دی، تو اس کے بعد وہ عورت اسے حلال نہ ہو گی، جب تک دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے (اور صحبت نہ ہو جائے)۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ محرم الحرام ۱۳۸۳ھ

بغیر اجازت گھر سے نکلنے پر طلاق کی تعلیق کا حکم

سوال: مکرمی جناب مفتی صاحب، السلام علیکم، کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید کی زوجہ نہایت درجہ بدزبان اور انتہائی نافرمان ہے اور ہمیشہ اپنی بدزبانی اور بدگوئی کی وجہ سے اپنے شوہر کو پریشان کرتی ہے اور اگر شرعی احکام کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے تو اور زیادہ بدگوئی کرتی اور شوہر کے منع کرنے کے باوجود شوہر کے گھر سے بلا اجازت چلی جاتی ہے جبکہ شوہر یعنی زید نے اس طرح بھی منع کیا کہ اگر گھر سے باہر بغیر میری مرضی اور اطلاع کے گئیں تو شرعی طور پر تم پر طلاق عائد ہو جائے گی اس کے باوجود بیوی یہ کہکر چلی جاتی ہے کہ پرواہ نہیں۔ لہٰذا مجھے امید ہے کہ اس مسئلہ پر شرعی اصول سے روشنی ڈال کر شرعی حکم صادر فرمائیں گے؟ فقط ایک سائل

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶الجواب: زید اپنی منکوحہ سے یہ کہتا ہے کہ اگر تم گھر سے باہر بغیر میری مرضی واطلاع کے چلی گئیں۔ تو شرعی اصول سے تم پر طلاق عائد ہو جائے گی۔ تعلیق طلاق ہے یعنی وقوع طلاق کو گھر سے نکلنے پر موقوف کرنا ہے۔ اب اس تعلیق کے بعد اگر عورت اپنے گھر سے باہر چلی گئی۔ تو عورت پر اس وقت ایک طلاق رجعی پڑ گئی۔ اب اگر شوہر نے زمانہ عدّت میں قولاً یا عملاً اس سے رجعت کر لی فبہا۔ ورنہ بعد انقضائے عدّت اس سے دوبارہ نکاح کرنا شوہر کے اختیار میں ہے۔ اس پر جبر نہیں کیا جاسکتا۔ پھر جو عورت بے اجازت شوہر کے گھر سے چلی جایا کرتی ہے اور اس بناء پر اس کو طلاق دے دی گئی۔ تو وہ عدّت کا نفقہ نہیں پائے گی۔ اور عورت کے لئے یہ بڑی بدبختی کی بات ہے کہ اس سے اس کا شوہر ناراض ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ''عورت بغیر اجازت، شوہر کے گھر سے نہ جائے اور ایسا کیا تو جب تک نہ لوٹے۔ اللہ اور اس کے فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔'' عرض کی گئی'' اگر چہ شوہر ظالم ہو۔ فرمایا اگر چہ شوہر ظالم ہو۔'' واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ محرم الحرام ۱۳۸۳ھ

''میں طلاق دے چکا'' بھی طلاق ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ مسمات منّی ولد منیر جس کی شادی نابالغی میں معین (سنی) ولد محمد جی سے کر دی گئی اور ایجاب وقبول اس کے والد نے کیا۔

۲۔ جب کہ منّی بالغ ہوئی اور اپنے سسرال گئی ان کے خاوند معین کو ناپسند ہوئی اور اس کو بدشکل اور بدصورت تصوّر کر کے مارا پیٹا اور اس کو کھانے پینے کو نہ دیا اور اس کو جسمانی نقصان پہنچایا اور ہر طرح کی تکلیف دے کر اس کو گھر سے نکال دیا۔ چار مرتبہ یہ کہہ کر، کہ منّی کو میری طرف سے طلاق ہے۔ ایسے حالات میں منّی کے چچا نے اہل پنچائیت سے کہا اور چند آدمی اس کے پاس گئے کہ وجوہات دریافت کریں تو اس کے خاوند نے کہا کہ میں اس کو طلاق دے چکا ہوں اور یہ میرے کسی کام کی نہیں میں اب بھی تمہارے سامنے طلاق دیتا ہوں طلاق! طلاق! طلاق! تین طلاقیں دے دیں ایسی حالت میں منّی اپنے مہر اور نفقۂ عدّت اور جو اس کے باپ نے بوقت نکاح جہیز دیا تھا وہ لینے کی حقدار ہے یا نہیں؟ فقط ایک سائل

۷۸۶الجواب: اگر یہ واقعات درست ہیں تو منّی مطلقہ ہوگئی اور خلوت صحیحہ واقع ہو چکی ہے تو جتنا مہر مقرر ہوا تھا عورت اس کی حقدار ہوگئی۔ شوہر پر لازم ہے کہ اسے مہر کی رقم ادا کرے۔ یوہیں عورت عدت کے اندر نفقہ پائے گی اور وقت رخصت جو کچھ کپڑا، زیور، برتن، وغیرہ عورت کو جہیز میں ملا تھا ان کی مالک خاص عورت ہے۔ طلاق کے بعد وہ اپنی ان اشیاء کا مطالبہ کرے تو شوہر پر لازم ہے کہ کپڑا، زیور، برتن، وغیرہ جو خاص عورت کے جہیز میں ہیں وہ واپس کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ محرم الحرام ۱۳۸۳ھ

طلاق ثلاثہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: مستری لال محمد ولد خدا بخش میں اپنے ہوش وحواس کے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ساتھ اپنی زوجہ خاتون ولد سونی خان کو بخوشی طلاق لکھ رہا ہوں جو کہ تین آدمیوں کے سامنے تحریر کیا گیا۔ ان گواہان کے سامنے تین بار اقرار کرتا ہوں کہ میں نے طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی! خاتون کے کہنے سے طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی! فقط لال محمد مستری

۷۸۶ الجواب: جبکہ مستری لال محمد ولد خدا بخش نے اپنی بیوی کے کہنے پر تین طلاقیں دیں تو تو عورت اس کے نکاح سے باہر ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ (بقرہ:229)۔ یعنی طلاق جس کے بعد رجعت ہو سکے وہ دو بار ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا نیکی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے پھر فرمایا فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ پھر اگر تیسری طلاق دی تو اس کے بعد عورت اس کے لئے حلال نہ ہوگی۔ جب تک دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے۔ آیت بالا سے معلوم ہوا کہ تین طلاقیں دینے کے بعد عورت شوہر پر حرام ہو جاتی ہے، ساتھ حرمت مغلظہ کے، حکم یہ ہے کہ عدت کے اندر رجوع نہیں کر سکتا اور بعد از عدت اس سے نکاح نہیں کر سکتا جب تک کہ دوسرے شوہر سے شادی نہ کر لے اور صحبت نہ ہو جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ سید محمد واصل شاہ عفی عنہ

الجواب صحیح وصواب والمجیب مثاب واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

شادی شدہ عورت کا نکاح

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: شمس الدین ولد اسحاق شاہ کا نکاح مسمات خاتون جنت بنت ناتھو شاہ سے کراچی میں ہوا تھا۔ اور میری دختر آمنہ بنت اسحاق شاہ کا نکاح عبدالغفور ولد ناتھو شاہ سے ہوا تھا جو کہ اپنے خاوند کے ساتھ ہے۔ لیکن نکاح کے بعد عبدالغفور ولد ناتھو شاہ نے مل کر میرے لڑکے شمس الدین اور اس کی بیوی خاتون بنت ناتھو شاہ کو اغوا کر کے ہندوستان لے گئے اور وہاں پہنچ کر پندرہ دن بعد شمس الدین کو گھر سے نکال دیا اور اس کی بیوی کو بھیجنے سے انکار کر دیا۔ لیکن جب شمس الدین گھر سے نکلنے لگا۔ تب اس کی بیوی خاتون بنت ناتھو شاہ نے کہا کہ تم مجھے کب لینے آؤ گے۔ اس پر شمس الدین نے کہا کہ بہت جلد لینے آؤں گا۔ شمس الدین اپنی بیوی کی اس خواہش پر ایک سال تک ہندوستان میں رکا اور بار بار سسرال جا کر کوشش کرتا رہا کہ میری بیوی کو بھیج دیں لیکن انکار کرتے رہے۔ آخر کار ناتھو شاہ نے مجھے یعنی اسحاق شاہ کو لکھا کہ تم آ کر اپنے لڑکے کی بیوی کو لے جاؤ۔ اس پر میں پاسپورٹ اور ایمرجنسی فارم لیکر ہندوستان گیا۔ لیکن مجھے بھی انکار کر دیا۔ میں بھی کوشش کرتا رہا۔ آخر پاسپورٹ کی مدت ختم ہونے پر واپس پاکستان آ گیا۔ یہاں پر بھی آ کر کوشش جاری رکھی۔ یہاں تک کہ دوبارہ پھر گیا لیکن انہوں نے نہیں بھیجا۔ آخر عبدالغفور شاہ کے تحریری مشورہ پر ناتھو شاہ نے اپنی لڑکی مسمات خاتون کو بغیر طلاق لئے دوسرے کے ساتھ نکاح کر کے بھیج دیا۔ جہاں اس کے بطن سے بچے بھی ہو گئے ہیں۔ اب علماء دین عبدالغفور شاہ اور ناتھو شاہ کے متعلق کیا حکم فرماتے ہیں۔ جنہوں نے بغیر طلاق خاتون بنت ناتھو شاہ کو دوسرے کے ساتھ نکاح کر دیا؟ فقط ایک سائل

http://t.me/tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ الجواب: اگر مذکورہ بالا واقعات صحیح ہیں تو مسمات خاتون کا نکاح اس دوسرے شخص سے منعقد نہ ہوا۔ اللہ عزوجل نے نکاح کی گرہ مرد کے ہاتھ میں رکھی ہے۔ قال اللہ عزوجل بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ (بقرہ:237)۔ پس جبکہ شمس الدین نے ہنوز طلاق نہ دی خاتون بدستور اس کے نکاح میں باقی ہے۔ اور کسی کو ہرگز اس سے نکاح حلال نہیں۔ اگر کر بھی لیا یہ جھوٹا نام نکاح کا کچھ مفید نہ ہوگا۔ قال اللہ تعالیٰ وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ یعنی تم پر حرام کی گئیں شوہر والی بی بیاں۔ عورت اب جس کے پاس ہے اس پر فرض قطعی ہے کہ عورت کو اپنے پاس سے جدا کرے اور نکال دے اور عورت پر فرض قطعی ہے کہ اس سے جدا ہو جائے اور اپنے خاوند شمس الدین کے پاس آئے ناتھو شاہ اور عبدالغفور شاہ اور وہ عورت اور وہ شخص جس کے ساتھ یہ عورت بنام نکاح دی گئی ان میں سے جو شخص ان احکام کی تعمیل نہ کرے۔ مسلمان اسے اپنی صحبت سے نکال دیں اور اس کے پاس اٹھنا بیٹھنا ترک کر دیں۔ ایمان والے مرد اور ایمان والی بی بیاں انہیں یک لخت چھوڑ دیں۔ نہ اپنے پاس بیٹھنے دیں اور نہ خود ان کے پاس بیٹھیں۔ قال اللہ تعالیٰ وَ اِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۸﴾ (انعام)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ — یکم محرم الحرام ۱۳۸۳ھ

اعتراف طلاق سے طلاق ہو جاتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ع کی بہن سے م کی شادی تقریباً تیس سال پہلے ہوئی اور اس شادی کے چند دن بعد نا اتفاقی ہوئی۔ قریباً نو سال تک ع نے اپنی بہن کو م کے پاس نہیں بھیجا اور شرع کے مطابق فتوے وغیرہ بھی منگوائے لیکن شریعت نے اس کو اجازت نہیں دی جس سے کہ وہ اپنی بہن کی شادی دوسرے جگہ کرتا اور ع کی بہن جب بالغ ہوئی تو وہ اپنے شوہر کے پاس آ گئی اور ع نے بھی اس کو اس کے شوہر کے حوالے کر دیا اور اب زندگی گزارتے ہوئے تقریباً بیس سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ پہلے والی نا اتفاقی پر شروع میں خط و کتابت سے جھگڑا شروع ہوا۔ دونوں طرف سے یعنی ع اور م کی اس سے زیادہ بگڑ گئی اور خطوں میں اس قدر نازیبا الفاظ استعمال ہوئے کہ م نے ع کو لکھ دیا کہ میں نے تیری بہن کو رنڈی سمجھ کر رکھ ہوا ہے۔ ''میں نے پہلے ہی طلاق دے دی تھی''۔ لیکن یہ بالکل غلط تھا صرف جھوٹ تھا کوئی طلاق نہیں دی تھی۔ م نے صلح کا ہاتھ بڑھایا مگر ع نے کہا تم گناہ کی زندگی بسر کر رہے ہو تم اس قسم کا خط لکھ چکے ہو۔ تو م کو یاد نہیں کہ لکھا ہے یا نہیں کہ اس وقت گالی وغیرہ خوب لکھی جا رہی تھی۔ م نے اپنی بیوی سے کہا کہ شریعت نہ تمہاری نہ ہماری اس کا فیصلہ علماء دین فرمائیں گے مگر م کی بیوی کہتی ہے کہ اگر تم نے ایسے الفاظ لکھے تو میرے بھائی کو لکھے ہیں طلاق اگر دینی ہے تو مجھے دو بھائی کو نہیں اگر بھائی کو طلاق کے متعلق لکھا ہے تو تم نے تو جھوٹ لکھا ہے اگر مجھ کو طلاق دے کر لکھتے تو صحیح تھا کہ اب اس مسئلہ میں آگاہی بخش کر اس گناہ عظیم سے نجات دلائیں کہ طلاق ہوئی یا نہیں؟ فقط والسلام سائل۔ م عین

۷۸۷ الجواب: شوہر کا یہ لکھنا کہ میں نے پہلے طلاق دے دی تھی یہ ایقاع طلاق کا اعتراف ہے اور اس اعتراف کے باعث عورت پر ایک طلاق رجعی واقع ہو گئی اگرچہ یہ بات شوہر نے لکھی ہو اور جب کہ عورت شوہر ہی کے یہاں موجود رہی تو

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایام عدت میں ہم بستری پائے جانے پر رجوع واقع ہو گیا اور عورت بدستور حلال ہو گئی یہ حکم تا زیست باقی رہے گا جب تک شوہر اسے اور طلاق نہ دے اور آئندہ عورت پر دو طلاقیں پڑنے سے نکاح زائل ہوگا کہ بغیر حلالہ عورت حلال نہ ہوگی بہر حال فی الحال یہ دونوں زن و شوہر کی طرح رہیں اور ہنسی خوشی زندگی بسر کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ محرم الحرام ۱۳۸۳ھ

طلاق بائن کی صورت

سوال: برادرم محمد سلطان! میری یہ آخری کوشش تھی کہ اگر بشیرہ پاگل ہوتی تو میں بھگت لیتا مگر اب میرے اندر برداشت کا مادہ نہیں ہے۔ اس لئے میں نے اس کو طلاق دے دیا اب میری طرف سے رشتہ ختم ہو گیا اگر تم اس کو رکھتے ہو تو تمہاری خالہ زاد ہمشیرہ ہے میرے کو کوئی اعتراض نہیں اگر نہیں رکھتے تو میرے کو کوئی شکایت نہیں ہوگی ذاکرہ جلیل اگر لیجاتے ہیں تو لیجانے دینا اگر میرے خدا نے میرا ساتھ دیا تو میں بچوں کو حاصل کر لوں گا۔ نہیں تو صبر کے سوا میں کچھ نہیں کر سکتا۔

قبلہ مفتی صاحب! اس تحریر کو لکھنے والے نے آج سے تین سال پہلے اپنی بیوی کو طلاق دیا تھا۔ طلاق دینے کے ایک ہفتے بعد انکاری ہو گیا کہ میں نے طلاق نہیں دیا اور تین سال کے عرصے میں خرچ لینے کی کوشش بھی کی مگر لڑکے والوں نے کوئی خرچ نہیں دیا۔ اب دونوں دوبارہ میاں بیوی کی حیثیت سے رہ سکتے ہیں یا نہیں؟ شوہر یہ تحریر گھر میں ڈال کر چلا گیا یہ تحریر اس کے ہاتھ کی بھی نہ تھی اور دوسروں کے ہاتھ کی تھی۔ فقط والسلام عبداللہ، لطیف آباد یونٹ نمبر ۱۱، کوارٹر ۱۶۷، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** مذکورہ بالا تحریر جبکہ شوہر خود گھر میں دے کر گیا اور وہ ہے بھی تعلیم یافتہ۔ تو اس تحریر کے بعد اس کا انکار طلاق محض بے معنی ہے البتہ اس تحریر سے زیادہ سے زیادہ جو چیز ثابت کی جا سکتی ہے وہ طلاق بائنہ ''میری طرف سے رشتہ ختم ہو گیا ہے۔'' جبکہ اس جملے سے طلاق دینا مقصود ہو۔ بہر حال احتیاط اس میں ہے کہ زوجین چند شاہدوں کے رو برو دوبارہ ایجاب و قبول کر لیں اور حسب سابق میاں بیوی کی طرح رہیں۔ قال اللہ تعالیٰ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا (بقرہ:228)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ شوال ۱۳۸۳ھ

ظہار کے الفاظ استعمال کئے اور عورت نے اس کو طلاق سمجھ کر، طلاق کا اعلان کر دیا شوہر نے پھر بھی اس معنی کی مخالفت نہ کی تو اس عمل سے طلاق بائن ہو گئی۔ کورٹ کے کہنے سے نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین حنفی المذہب اس مسئلہ میں کہ: زید اپنی عورت کی ہر وقت مار پیٹ کرتا رہتا تھا اور نان و نفقہ بھی جو کہ اس کے ذمہ تھا وہ بھی برابر لا کر نہیں دیتا تھا بلکہ عورت خود دستکاری کر کے اپنا پیٹ پالتی اور زید کا بھی گزارا کرتی اور قریباً دس سال عورت نے شوہر کے ظلم برداشت کئے پھر بھی زید اپنی عورت سے خوش نہیں تھا دونوں میاں بیوی میں موافقت نہیں ہوئی۔ آخر ایک روز مورخہ ۱۹۵۸ء۔۲۱۔۱۲ کو زید نے اپنی بیوی سے کچھ خرچ طلب کیا اور بیوی کے پاس کچھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

موجود نہ تھا۔ اس پر اپنی بیوی کو بہت بری طرح سے لکڑی سے جسمانی سزا دی جو کہ قابل برداشت نہ تھی اور زید کو مظلوم و بے بس بیوی پر رحم نہ آیا اور مار پیٹ کر گھر سے نکال دیا اور کہا کہ تم واپس میرے گھر نہ آنا آخر وہ اپنے والدین کے مکان پر پولیس کے ذریعہ چلی گئی اور وہاں جا کر شوہر کے نان ونفقہ اور خبر گیری کا انتظار کیا اور دو سال تک شوہر نے بیوی کی کوئی خبر گیری نہ کی اور آخر مجبور ہو کر بیوی نے شوہر کے خلاف دعویٰ تنسیخ نکاح کر دیا تھا اور حلفیہ بیان دیئے۔ حلف نامہ بھی داخل کیا جو کہ شوہر، زید نے ظلم کئے تھے۔ عدالت نے سب حقیقت پر غور فرما کر بیوی کا یہ دعویٰ، شوہر پر صحیح تسلیم کیا کیوں کہ زید نے بیوی کے بیان وحلف نامے کی کوئی بھی مخالفت نہ کی اور نہ گواہ پیش کئے اور نہ نان ونفقہ دیا نہ طلاق دی نہ کسی قسم کی ضمانت دی جب سب سول کورٹ کے مسلمان سب جج جناب سیّد محمود علی شاہ بخاری صاحب نے مورخہ ۵ جولائی ۱۹۶۱ء کو عورت کا نکاح شوہر سے منسوخ کر دیا آرڈر فیصلہ کا حکم صادر فرما دیا تھا اور زید نے اپنی بیوی کے خلاف ڈھائی سال تک آرڈر فیصلہ نکاح کے منسوخ ہونے پر اپیل نہ کی اور عورت کی طلاق عدالت سے مسلمان حاکم نے دی دے تھی اس عورت نے منسوخی نکاح کے فیصلے کے ڈھائی سال بعد دوسرے شخص سے مورخہ ۳۱ دسمبر ۱۹۶۳ء ۲۶ رجب المرجب ۱۳۸۲ھ کو نکاح کر لیا۔ عدالت سے منسوخ نکاح یعنی طلاق ہو گیا۔ کیا یہ شرعاً جائز ہے یا ناجائز؟ اور اس عورت کا دوسرے شخص سے نکاح جائز ہے یا یا ناجائز؟ اور اس نکاح میں شریک ہونے والے کی شرکت جائز ہے یا ناجائز؟ قرآن وحدیث شریف وفقہاء حنفیہ کے اقوال سے جواب عنایت فرمائیں۔

بقلم خود عبدالکریم ولد عبدالعزیز، شیخ پھلیلی پار، حیدرآباد، مورخہ ۲ فروری ۱۹۶۴ء

۷۸۶۔ الجواب: کورٹ کی جملہ کارروائی کے کاغذات کے مطالعہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ مدعیہ کے "شوہر زید" نے مدعیہ کو بری طرح مارا اور زخمی کر کے نکال دیا یہ کہتے ہوئے کہ "تم میری ماں اور بہن کے برابر ہو" مزید یہ کہ وہ واپس اس مدعا علیہ کے گواہ کے گھر نہ آئے ورنہ وہ جان سے مار ڈالے گا۔ (پیراگراف نمبر ۲)

مدعیہ کے دعویٰ کے خلاف مدعا علیہ نے کوئی ثبوت پیش نہ کیا اور نہ مدعیہ کے حلفیہ بیان کی کوئی مخالفت کی۔ (پیراگراف نمبر ۱)

ان وجوہ کی بنا پر فاضل مجسٹریٹ نے لکھا وہ تمام الزامات جو "مدعیہ عورت نے" "مدعا علیہ" "شوہر" پر لگائے ہیں قائم رہے ہیں۔ (پیراگراف نمبر ۱۰)

فقیر حقیر بھی ان ہی حقائق کی بناء پر بعونہ تعالیٰ یہ فتویٰ دیتا ہے کہ اگر شوہر نے واقعتہً وہی الفاظ استعمال کئے کہ "تم میری ماں بہن کے برابر ہو" اور گھر سے نکال دیا اور پھر عورت مذکورہ نے کورٹ سے تنسیخ نکاح کی اجازت بھی حاصل کر لی اور پھر ڈھائی سال کے بعد کسی اور سے نکاح کر لیا تو یہ نکاح ثانی شرعاً صحیح ودرست ہے کہ اب یہ عورت زید کی منکوحہ نہ رہی بلکہ ظہار کے ان کلمات کو بجائے طلاق کے سمجھنے سے، اس کے نکاح سے نکل گئی اور آزاد عاقل بالغ اپنے فعل کی مختار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ شوال المکرم ۱۳۸۳ھ

زنا سے حاملہ عورت سے نکاح درست ہے

سوال: ایک شخص نے ایک بیوہ عورت سے نکاح کیا۔ جس کے شوہر کے انتقال کو کئی سال گزر گئے تھے۔ بعد نکاح معلوم ہوا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہ اس عورت کو حمل ہے تو قوم والوں نے اس پر اعتراض کیا تو اس پر دونوں میں نا اتفاقی پیدا ہوگئی تو اس عورت کے خاوند نے اس عورت کو اپنے میکے پہنچا دیا تو کچھ دن بعد اس کو لڑکا پیدا ہوا تو اس کے بعد خاوند عورت کے گھر گیا اور نا اتفاقی زیادہ بڑھ گئی تو اس مضمون کے زیر تحت شوہر نے اس عورت کو کہا کہ تو میرے نکاح سے باہر ہے۔ تو اس عورت نے کہا کہ مجھے طلاق دے دو تو اس نے اسے طلاق دے دی۔ کچھ دنوں بعد دونوں میاں بیوی میں محبت اور اخلاق پیدا ہو گیا تو وہ دونوں نکاح پر رضامند گئے تو اب کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع اس مسئلہ کے بارے میں کہ ان دونوں میں نکاح اب ہو سکتا ہے یا نہیں؟

فقط ایک سائل

۷۸۶ الجواب: جو عورت زنا سے حاملہ ہو۔ اس کا نکاح درست ہے اور نکاح درست ہو تو پھر اس پر طلاق بھی واقع ہوگی۔ اب اگر شوہر نے اپنی منکوحہ کو ایک طلاق یا دو طلاقیں اگرچہ بائن دیں تو دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے باہمی رضامندی سے اور اگر شوہر نے تین طلاقیں دے دیں تو دوبارہ نکاح بغیر حلالہ کے نہیں ہو سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ ذی قعد ۱۳۸۳ھ

مطلقہ کے ساتھ رہنا حرام ہے

سوال: محمد بخش کی عمر تقریباً ستر "۷۰" سال ہے۔ محمد بخش کی بیوی فاطمہ بھی زندہ ہے اور ان کی دو لڑکیاں ہیں جو شادی شدہ ہیں۔ محمد بخش نے اپنی بیوی فاطمہ بی کی سگی ہمشیرہ کی لڑکی سے شادی کر لی۔ شادی کے دوسرے تیسرے دن محمد بخش کے گاؤں کے مشہور قاضی کو اس شادی کی اطلاع ملی۔ تو قاضی صاحب نے محمد بخش کو کہا کہ تم نے یہ شادی شرع کے خلاف کی ہے۔ یہ تمہاری منکوحہ بیوی کی سگی بھانجی ہے۔ شرع میں جس طرح بہن کے اوپر بہن نکاح میں نہیں آسکتی اسی طرح خالہ پر بھانجی خلاف شرع ہے۔ اس لڑکی کو ہم یہاں نہیں رہنے دیں گے۔ اس پر محمد بخش کے گھر و رشتہ کے تمام افراد نے قاضی صاحب سے اپیل کی کہ اب یہ شادی ہو چکی ہے۔ ہماری بے عزتی ہوگی۔ کسی طرح اس کو جائز ہونے کا طریقہ فرمائیں۔ قاضی صاحب کی تجویز پر محمد بخش نے اپنی منکوحہ فاطمہ بی کو طلاق دے دی۔ اس بات کو تقریباً نو سال کا عرصہ گزر چکا ہے کہ فاطمہ کی طلاق کی میعاد کے بعد پھر دوبارہ لڑکی سے نکاح ہوا۔ لیکن اتنے عرصے سے محمد بخش کے ساتھ دونوں بیویاں اور سب اکٹھے ایک ہی مکان (کمرہ) میں رہتے ہیں۔ اور گھر کے تمام اختیارات طلاق شدہ سابقہ بیوی کو ہیں۔ روٹی، کپڑا، سیاہ، سفید، کرنا بلکہ گھر کے سب افراد کی زندگی و موت فاطمہ کے قبضے میں ہے۔ فاطمہ نے گھر کے تمام ترکہ سے نصف حصہ اپنے قبضے میں لے لیا ہے اور محمد بخش باہر ملازمت کرتا ہے اس کی دوسری نکاح شدہ بیوی اپنے پاس ہو تب بھی فاطمہ محمد بخش سے تنخواہ کا نصف حصہ منگوا لیتی ہے۔ تمام گھر پر اتنا رعب اور اتنی حاوی ہے کہ کئی بار محمد بخش گھر پر چھٹی لے کر آیا اور فاطمہ نے لڑائی جھگڑا اور ڈنڈا جوتا چلا کر محمد بخش کو گھر سے نکال دیا اور محمد بخش مسجد میں چھٹی کاٹ کر پھر ملازمت کے لئے روانہ ہو گیا حالانکہ رہائشی مکان محمد بخش کا خود کا ہے۔ ا۔ کیا طلاق شدہ عورت اپنے سابقہ شوہر کے ساتھ رہ سکتی ہے اور مندرجہ بالا طریقہ پر اس کے اختیارات اور حقوق جائز ہیں یا نہیں؟

۲۔ کیا ایسے شخص کے ساتھ برادری یا دیگر سب مسلمان اسلامی تعلقات قائم رکھ سکتے ہیں؟

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۳۔ کیا ایسے حالات میں دوسری بیوی پر شرعاً کوئی اثر پڑتا ہے۔ اور ایسے شخص پر شرعاً کیا تعزیرات اور فتویٰ عائد کئے جا سکتے ہیں؟ اللہ دتہ خان، ہیڈ کانسٹیبل .C.I.D، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: جس عورت کو طلاق دی گئی ہے وہ صرف ایام عدت کے نفقہ کی مستحق ہے۔ انقضائے ایام عدت پر شوہر کے ذمہ کوئی نفقہ واجب نہیں۔ اور سکنہ یعنی رہنے کا مکان جو کہ نفقہ کا تیسرا جزء ہے۔ یہ بھی شوہر سے قطعاً ساقط ہے۔ مسمی محمد بخش نے جبکہ فاطمہ بی کو طلاق دے دی تو ایام عدت گزرنے پر وہ تمام حقوق ساقط ہو گئے جو بر بنائے نکاح محمد بخش پر شرعاً لازم تھے اور فاطمہ بی اب محمد بخش کے لئے محض اجنبیہ ہوگئی اور محمد بخش اور فاطمہ بی کا ایک مکان میں دوسرے متعلقین کے ساتھ رہنا درکنار۔ وہ ایک دوسرے کی طرف نظر بھی نہیں کر سکتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ صورت مذکورہ بالا میں جبکہ بالا دستی محمد بخش کی مطلقہ فاطمہ بی کو حاصل ہے تو ضرور محمد بخش کی منکوحہ، اور دیگر متعلقین کی حق تلفی ہوتی ہے تو وہ یقیناً مظلوم ٹھہرے اور فاطمہ بی کہ ان کے حقوق پر اثر انداز ہے۔ شرعاً اور قانوناً ظالم قرار پائی۔ ایسی حالت میں بااثر حضرات کو اپنے اثر ورسوخ کو کام میں لا کر فاطمہ بی کو ان مظالم سے باز رکھنا چاہئے۔ اور محمد بخش تو بیچارہ خود ہی مظلوم ہے۔ ہاں اگر محمد بخش خود ہی فاطمہ بی کو اپنے سے جدا نہیں کرتا تو بلاشبہ مسلمان اسے مجبور کر سکتے ہیں اور جب تک وہ حق کی طرف نہ آئے یہاں اس کے سوا اور کیا چارہ کار ہے کہ سلام کلام وغیرہ ترک کر دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ محمد بخش کی دوسری بیوی اپنے حقوق کے لئے شرعاً ہر جائز کاروائی کر سکتی ہے اور محمد بخش اگر اس کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کرتا ہے تو وہ اپنے حقوق اس سے بھی منوا سکتی ہے۔ فاطمہ بی کے رہنے کے باعث اگر مکان میں تنگی ہے تو وہ فاطمہ بی سے بھی مکان خالی کرا سکتی ہے لیکن اس کا مطالبہ وہ صرف محمد بخش سے کر سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ ذی قعد ۱۳۸۳ھ

طلاق بائن کے الفاظ

سوال: بخدمت جناب خلیل العلماء مفتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ، السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنی زوجہ کو یہ کہہ کر نکال دیا کہ ”جا میں نے تجھے طلاق دی چلی جا میرے گھر سے“ جس پر وہ چلی گئی۔ اب چار ماہ کے بعد دونوں کی صلح ہوگئی اب فریقین دوبارہ نکاح کرنا چاہتے ہیں کیا نکاح درست ہے؟

نوٹ:۔ زید سے حلفیہ بیان لیا گیا۔ اس نے حلفیہ بیان دیتے ہوئے محلے والوں کو یقین دلایا ہے کہ اس نے ایک مرتبہ طلاق دی۔ سائل عبد الشکور

۷۸۶ الجواب: اگر یہ واقعہ ہے کہ شوہر نے صرف یہ کہہ کر گھر سے نکال دیا کہ ”میں نے تجھے طلاق دی جا میرے گھر سے“ اور عورت گھر سے نکل بھی گئی۔ تو اگر چہ اب عدت گذر چکی ہے۔ جانبین باہم نکاح کر سکتے ہیں۔ فقہا کرام تصریح فرماتے ہیں کہ جس عورت کو تین سے کم طلاق بائن دی ہے۔ اس سے عدت میں بھی نکاح کر سکتا ہے اور بعد عدت بھی۔ (عامہ کتب)

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ ذی قعد ۱۳۸۳ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مضمون طلاق پر دستخط کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: شرف الدین ولد عبدالرزاق نے حسب ذیل مضمون پر مشتمل دو روپیہ کے فارم پر نشان انگوٹھا ثبت کیا۔ شرف الدین ولد عبدالرزاق رئیسہ خاتون یعنی میری بیوی کو میں طلاق دیتا ہوں اور میں خوشی سے طلاق دے رہا ہوں اور رئیسہ خاتون خود بھی چاہ رہی ہے۔

گواہ۔ نواب الدین　　　گواہ۔ بشیر الدین

دستخط۔ شرف الدین

دریافت طلب امر یہ ہے کہ اب جانبین شرعاً نکاح کر سکتے ہیں یا نہیں؟

حافظ عبداللطیف قریشی اشرفی، مورخہ ۲۲ مارچ ۱۹۶۴ء

۷۸۶ **الجواب:** شرف الدین ولد عبدالرزاق کا مذکورہ بالا تحریر پر دستخط کر دینا اقرار طلاق ہے۔ اور شوہر کا اپنی منکوحہ سے یہ کہنا کہ میں تجھے طلاق دیتا ہوں۔ ان الفاظ کا حکم یہ ہے کہ ایک طلاق رجعی واقع ہوگی۔ اگرچہ کچھ نیت نہ کی ہو یا بائن کی نیت کی ہو یا ایک سے زیادہ کی نیت کی ہو۔ (درمختار وغیر) اور عورت کو اگر تین سے کم طلاق بائن دی ہیں۔ یا طلاق رجعی دی اور عدت گزر چکی۔ اب دوبارہ اس سے نکاح کر سکتا ہے۔ یہاں حلالے کی بھی حاجت نہیں۔ (عامہ کتب)

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۷ ذی قعد ۱۳۸۳ھ

حاملہ کو بھی طلاق ہو جاتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنی بیوی کو بحالت غصہ طلاق دے دی اور طلاق دیتے وقت اس کو یہ معلوم نہیں تھا کہ اس کی بیوی حاملہ تھی۔ مگر چند روز بعد جب کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے چکا تھا۔ اس وقت اس کو معلوم ہوا کہ اس کی بیوی حاملہ ہے۔ لہٰذا بروئے شریعت یہ بتایا جائے کہ آیا بیوی حاملہ ہونے کی صورت میں اس کو طلاق ہو سکتی ہے یا نہیں؟

حکیم سید محمد محفوظ علی، جنرل سیکریٹری اہل سنت و جماعت، حیدرآباد سندھ، ۲۱ مارچ ۱۹۶۴ء

۷۸۶ **الجواب:** طلاق میں عورت کی جانب کوئی شرط نہیں۔ حاملہ ہو خواہ نہ ہو۔ بہر حال طلاق واقع ہوگی۔ البتہ عورت حاملہ ہے تو اس کی عدت وضع حمل ہے۔ (درمختار۔ عالمگیری وغیرہ)

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۷ ذی قعد ۱۳۸۳ھ

طلاق کے بعد انکار معتبر نہیں ہے

سوال: بخدمت شریف جناب مفتی صاحب، دارالعلوم احسن البرکات، حیدرآباد

کیا فرماتے ہیں علماء دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنی منکوحہ کو تین طلاقیں اپنے ہوش و حواس میں بہت سے مردوں کے سامنے یہ کہتے ہوئے دیں کہ "لوگ گواہ رہنا میں اس لڑکی کو طلاق دیتا ہوں" منکوحہ کے وارثین کی طرف سے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قانونی چارہ جوئی کرنے کی وجہ سے زید اب انکار کرتا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دیا۔ لہٰذا علماء ملت فتویٰ صادر فرمائیں؟

فقط طالب فتویٰ، محمود علی، لطیف آباد یونٹ نمبر ۲، حیدرآباد

۷۸۷ **الجواب:** زید نے جبکہ اپنی منکوحہ کو باقائمی ہوش وحواس دوسرے لوگوں کو جن میں مرد بھی عورتیں بھی، گواہ بناتے ہوئے تین طلاقیں دے دیں تو وہ طلاقیں ضرور واقع ہوگئیں۔ اور عورت فی الفور اس کے نکاح سے نکل کر ہمیشہ کے لئے اس پر حرام ہوگئی اب زید اس عورت سے نکاح بھی نہیں کرسکتا جب تک کہ حلالہ نہ ہو جائے۔ قال الله تعالیٰ فَاِنۡ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۡۢ بَعۡدُ حَتّٰى تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهٗ (بقرہ:230) زید کا انکار گواہوں کے ہوتے ہوئے محض بے معنی ہے اور ناقابل قبول۔ گواہوں کے ہوتے ہوئے وہ کاذب قرار دیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ ربیع الاول شریف ۱۳۸۴ھ

غیر مدخولہ پر عدّت نہیں ہے

سوال: منکہ مسمی عبدالجبار ولد محمد شفیع ساکن حیدرآباد جامشورو کالونی قوم پٹھان میں باہوش وحواس درست، بلاکسی جبر وتشدد کے مسمات نجمہ ولد عبدالرشید، ساکن سرفراز کالونی حیدرآباد کو طلاق دیتا ہوں! طلاق دیتا ہوں! طلاق دیتا ہوں! مسمات میرے نکاح میں آٹھ نو سال قبل جب کہ وہ نابالغ تھی دی گئی تھی۔ اب جبکہ بالغ ہے اور مجھے قطعی طور پر پسند نہیں کرتی اور کسی قیمت پر میرے ساتھ رہنے کو تیار نہیں ہے میں اس کو بڑی خوشی سے طلاق دیتا ہوں۔ میرا لڑکی یا اس کے متعلقین شفیق الحسن الدین وغیرہ سے کوئی جھگڑا نہیں ہے۔ نہ میرا ان کے ذمہ واجب الادا رقم و روپیہ وغیرہ ہے۔ غرض یہ ہے کہ کسی چیز یا زیور کا اور کپڑے وغیرہ کا کوئی دعویٰ نہیں کرتا ہوں اور نہ رکھتا ہوں اس وقت میرے فیصلے میں، حاجی مشیت اللہ، چاند خان، شفیق الحسن، للّو، نجمہ گوہر جہاں وغیرہ موجود ہیں جن کے سامنے میں نے یہ مذکورہ طلاق دی اور تحریر لکھ دی تاکہ سند رہے اور وقت ضرورت کام آسکے۔

راقم: شفیق الحسن جنرل سیکریٹری محلّہ کمیٹی سرفراز کالونی، حیدرآباد

۷۸۸ **الجواب:** صورت مسئولہ میں جبکہ شوہر یعنی عبدالجبار نے اپنی منکوحہ مسمات نجمہ کو تین طلاقیں دے دیں تو عورت اس کے نکاح سے نکل گئی اور جبکہ سائل کا بیان ہے کہ عورت کی رخصتی عمل میں نہ آئی اور عورت کبھی شوہر کے یہاں بھی نہیں گئی اور نہ دونوں کبھی یکجا ہوئے تو اس صورت میں عدّت بھی نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ ربیع الاول شریف ۱۳۸۴ھ

غصہ میں تین طلاقیں دیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک شخص محمد صدیق نے اپنی زوجہ جمیلہ کو گھریلو بات پر غصہ کی حالت میں کہہ دیا کہ میں نے تجھے طلاق دی اور تین بار کہہ دیا مگر غصہ کی حالت میں؟ تو اب کیا مسئلہ ہے؟ فقط ایک سائل

۷۸۹ **الجواب:** صورت مسئولہ میں اس عورت پر تین طلاقیں واقع ہوگئیں۔ عورت فوراً نکاح سے نکل کر مرد کے لئے ہمیشہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی۔ اب اس عورت کو اس وقت تک یہ شوہر اپنے نکاح میں نہیں لاسکتا جب تک حلالہ نہ ہولے۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ ذی قعدہ ۱۳۸۴ھ

سالی کے ساتھ زنا سے منکوحہ حرام نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید نے اپنی حقیقی سالی سے باہمی رضامندی سے زنا کیا۔ اور حمل قائم ہوا اور جب یہ حمل واضح طور پر ظاہر ہوگیا باوجود کوشش کے ضائع نہ ہوسکا تو سالی کو زید کے ساتھ بھیج دیا گیا۔ جب کہ وہ سالی پہلے سے ایک شخص کی منکوحہ تھی۔ اسی دوران میں زید کی اپنی منکوحہ بھی حاملہ ہوئی۔ اور معمولی فرق کے ساتھ دونوں کا وضع حمل ہوا۔ ایسی صورت میں منکوحہ اور زانیہ و زانی ہر سہ فریق کے لئے علماء دین کیا فرماتے ہیں۔

المعروض امام الدین ولد حسن

۷۸۶ **الجواب:** زنا تو ہر حال میں حرام ہے، مگر سالی سے زنا اگرچہ بارہا ہو عورت کو اصلاً حرام نہیں کرتا۔ اور سالی سے زنا کرنے سے زوجہ مطلقہ نہیں ہوتی۔ لہٰذا زید کی منکوحہ سے جو اولاد ہوگی وہ ثابت النسب ہوگی زید کی اولاد قرار پائے گی۔ اور اب کہ اسلامی حکومت نہیں احکام شرع رائج نہیں زانی و زانیہ پر توبہ واستغفار فرض ہے۔ اہل خاندان پر لازم کہ ان سے مقاطعہ کرلیں ہاں بعد توبہ صحیح شرعیہ، پھر اپنے معاملات میں شریک کرلیں۔ درمختار میں ہے فی الخلاصة وطی اخت امراته لاتحرم علیه امراته۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ ربیع الآخر ۱۳۸۴ھ

زانیہ کا نکاح جائز ہے

سوال: بخدمت جناب مولانا مفتی محمد خلیل خان صاحب، السلام علیکم، بعد آداب گذارش ہے کہ: حسب ذیل واقعات پر مسئلہ دریافت طلب ہے کہ

۱۔ ایک شادی شدہ شخص کا تعلق ایک غیر شادی شدہ لڑکی سے ہوجاتا ہے اور حمل قرار پاتا ہے۔ بات ظاہر ہونے پر لڑکی کے والدین بخوشی ورضامندی بحالت حمل اسی شخص سے نکاح کردیتے ہیں اور لڑکی اس کے ساتھ رہنے لگتی ہے۔ کچھ عرصے بعد مردہ لڑکی پیدا ہوتی ہے۔

۲۔ نکاح لڑکی اس کے والدین اور دو اشخاص غیر کے سامنے قاضی نے پڑھایا۔ مسئلہ ارشاد فرمائیں کہ نکاح جائز ہے یا ناجائز؟ اور کیا نکاح کی دوبارہ ضرورت ہے؟ فقط ایک سائل

۷۸۶ **الجواب:** جو عورت معاذ اللہ زنا سے حاملہ ہو اس کا نکاح صحیح ہے۔ خواہ اس زانی سے ہو یا اس کے غیر سے۔ فرق اتنا ہے کہ زانی جس کا حمل ہے وہ اس سے قربت بھی کرسکتا ہے اور غیر زانی اگر نکاح کرے تو تا وضع حمل قربت نہیں کرسکتا لئلا یسقی مائه زرع غیرہ۔ (درمختار) وصح نکاح حبلی من زنا (تنویر الابصار) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۸۴ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بار بار طلاق دی، گنتی تین تک ہوگی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میں مسمی عبدالحمید نے اپنی منکوحہ زرینہ خانم کو لڑائی جھگڑے کے دوران متعدد مرتبہ یہ لفظ کہے کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی۔ میں اپنی بیوی کو طلاق دے چکا۔ یہ الفاظ گواہوں کے روبرو کہے اور پھر تحریر بھی دے دی جو ہمراہ ھٰذا منسلک ہے۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ کیا مسمات زرینہ پر طلاق واقع ہوگئی؟

سعید الدین، سرے گھاٹ، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** اگر بیان مذکور درست ہے تو مسمات زرینہ بیگم پر تین طلاقیں واقع ہوگئیں اور مسمات مذکورہ مسمی عبدالحمید پر ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی۔ مسمی عبدالحمید اب دوبارہ اسے اپنے نکاح میں بھی نہیں لاسکتا تاوقتیکہ حلالہ نہ ہولے۔ قال اللہ تعالیٰ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ — یکم ذی الحجہ ۱۳۸۴ھ

مطلقہ کا نان نفقہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک عورت کو اس کا خاوند اپنی اصلی حالت میں تین دفعہ طلاق دیتا ہے اور ہر وقت اسی طرح طلاق دیتا رہتا ہے۔ لہٰذا ایسی حالت میں طلاق ہوگئی یا نہیں؟ ایسی صورت میں عورت عدت اور مہر کا حق رکھتی ہے یا نہیں۔ وہ عورت اپنے بچوں کی پرورش کے لئے نان ونفقہ کا حق رکھتی ہے یا نہیں؟ تاوقت وہ بچے بالغ نہ ہوں وہ عورت اپنے میکے میں آجاتی ہے اس کو اپنے بچوں کے نان ونفقہ کا حق ہے یا نہیں؟ فقط ایک سائل

۷۸۶ **الجواب:** اگر یہ صورت واقعی ہے کہ شوہر نے اپنی منکوحہ کو تین بار طلاق دے دی تو وہ تینوں طلاقیں عورت پر واقع ہوگئیں اور عورت اسی وقت سے اس کے نکاح سے نکل گئی اور تاوقتیکہ حلالہ نہ ہو وہ عورت کے ساتھ دوبارہ نکاح نہیں کرسکتا۔ قال اللہ تعالیٰ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ اور جس عورت کو طلاق دے دی گئی ہے وہ عدت کے اندر نفقہ پائے گی بشرطیکہ ناشزہ اور نافرمان نہ ہو لہٰذا وہ عورت جو بے اجازت شوہر کے گھر سے چلی جایا کرتی ہے اس بنا پر اسے طلاق دے دی تو عدت کا نفقہ نہیں پائے گی۔ (عالمگیری، خانیہ وغیرہ) اور مہر تو اس کا خالص حق ہے اور اسے اس کے مطالبہ کا حق ہمہ اوقات حاصل ہے۔ (عامۂ کتب) اور بچے کی پرورش کا حق ماں کے لئے ہے خواہ وہ نکاح میں ہو یا نکاح سے باہر ہوگئی ہو۔ (عالمگیری، درمختار وغیرہ) بچے کی پرورش کے اخراجات باپ کے ذمہ ہیں۔ (درمختار) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ — ۱۳ ذی قعدہ ۱۳۸۴ھ

مُطلقہ ثلاثہ

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب، السلام علیکم، کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسمات رشید بیگم ولد عالمگیر خان کے شوہر محمد رفیق ولد نذیر محمد نے شرع کے مطابق زبانی اپنی زبان سے محلہ کی چند عورتوں اور مردوں کے روبرو تین مرتبہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طلاق دے دی ہے مسماۃ کا ایک لڑکا ۵ سال کا ہے۔ محمد رفیق نے لڑکے کو چھین کر دروازہ پر پہنچ کر دوبارہ یہی کلام دہرادیا میں نے اس عورت کو طلاق دے دی ہے اور لوگوں سے کہا کہ تم لوگ گواہ رہنا کہ میں نے طلاق دے دی ہے۔ میں تحریر بھی روانہ کردوں گا۔ اس عورت کو میرے گھر لانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ تم آنا اور اپنا سامان لے کر چلی جانا۔

فقط: عالمگیر خان ولد جہانگیر خان، پختہ قلعہ، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** مسمی محمد رفیق نے جبکہ اپنی بیوی مسمات رشید بیگم کو تین مرتبہ طلاق دے دی جیسا کہ گواہ بیان کرتے ہیں۔ تو مسمات رشید بیگم مسمی محمد رفیق کے نکاح سے فوراً نکل گئی اور اس پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی۔ اب مسمی محمد رفیق دوبارہ اسے اپنے نکاح میں نہیں لاسکتا تاوقتیکہ حلالہ نہ ہولے۔ قال اللہ تعالیٰ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ محرم الحرام ۱۳۸۴ھ

مطلقہ عدّت کے بعد دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے

سوال: مکرمی جناب مفتی محمد خلیل خان صاحب، السلام علیکم

میری لڑکی نذیراں بیگم کی شادی عرصہ ۱۰ سال پہلے مختار احمد ولد نعمت علی سے ہوئی، مگر اس دن سے لیکر آج تک وہ اپنے گھر میں مکمل آباد نہیں ہوئی، کیوں کہ مسمی مذکور میں کئی ایک بدچلنی کی عادتیں پائی جاتی تھیں، جس سے تمام کنبہ کی آبرو خاک میں مل گئی اس بناء پر میرا لڑکا نیاز محمد شیخ غلام قادر کو ساتھ لیکر اس کو اپنی حرکتوں سے باز آنے کے لئے ہدایت کرنے گیا، مگر اس گمراہ نے نصیحت تو کیا مانی تھی سخت اور بلند آواز سے میری لڑکی کو تین دفعہ طلاق اپنی زبان سے دے دی اور میرے لڑکے کو کہہ دیا کہ اب میرا تم سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اب آپ براہ کرم فیصلہ بموجب شریعت لکھ دیں کہ میں لڑکی کا نکاح کرسکتا ہوں یا نہیں؟ اور اس وقت غلام قادر، مہر دین، نیاز محمد تین شخص بطور گواہ موجود تھے۔

فقط حسن محمد ولد قطب الدّین، کھائی روڈ، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں مسمات نذیراں پر تین طلاقیں واقع ہوگئیں اب کسی دوسرے سے شرعاً اس کا نکاح کرنا بعد عدت کے جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ شوال المکرم ۱۳۸۴ھ

غیر مدخولہ پر عدّت نہیں ہے

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب، السلام علیکم، عرض خدمت میں یہ ہے کہ: مسمات انوری بیگم دختر جبین شاہ، جس کا عقد ہمراہ بابو کے ہندوستان میں ہوا تھا۔ بروقت عقد مسمات کی عمر قریباً ایک سال تھی اور پاکستان میں اب مسمات انوری سن بلوغ کو پہنچی ہے اور کسی وجوہات کے تحت عرصہ دو ماہ ہوئے مسمی بابو نے طلاق دے دی۔ ایسی صورت میں علماء دین ایام

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عدت کے بارے میں اپنا کیا فیصلہ دیتے ہیں۔ مسمات انوری بیگم اپنے شوہر کے گھر کبھی نہیں گئی اپنے والدین کے یہاں رہی شرعی مسئلہ وفتویٰ مرحمت فرمائیں کہ ایام عدت واجب ہوتے ہیں یا نہیں؟ فقط ایک سائل

۷۸۶ الجواب: طلاق میں عورت کی جانب سے کوئی شرط نہیں۔ بالغہ ہو یا نابالغہ، طلاق بہر صورت واقع ہو جائے گی۔ (درمختار، عالمگیری وغیرہ) اور جبکہ یہ طلاق ہم بستری وخلوت صحیحہ سے پہلے دی گئی اس لئے مسمات انوری بیگم پر عدت واجب نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ **یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْھُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْھُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ** (احزاب: 49) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ رجب المرجب ۱۳۸۴ھ

سسرال والوں کے اصرار پر تین طلاقیں

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خان صاحب، السلام علیکم، گذارش یہ ہے کہ: میں اپنے سسرال اپنی بیوی کو لینے گیا۔ بعد سلام کے میں نے اپنی ساس سے کہا کہ وہ اپنی لڑکی کو بھیج دیں تو انہوں نے جواب دیا، کہ تم اسے لینے جلدی آئے ہو۔ جب کہ میں نو دن بعد گیا تھا میں نے انہیں سمجھایا کہ تمہاری لڑکی جب یہاں آ جاتی ہے تو مجھے ہوٹلوں میں کھانا کھانا پڑتا ہے، تو انہوں نے جواب دیا کہ تمہاری یہ تکلیف ساری عمر کی ہے دنیا کی بہنیں بیٹیاں، مہینوں میکے رہ کر جاتی ہیں، میں نے جواب دیا کہ اگر تمہاری لڑکی کی غیر موجودگی میں کوئی پریشانی نہیں ہوتی تو میں بھی ایسا کر سکتا تھا لیکن انہوں نے اسے پھر وہیں رکھنے کو کہا تو میں نے جواب دیا کہ آپ مجھے پریشانیوں میں مبتلا رکھ کر اپنی لڑکی کو یہاں رکھنا چاہتی ہیں تو شوق سے رکھیں اب تک میں لینے آیا لیکن اب نہ آیا کروں گا تو میری ساس نے کہا کہ بیٹا تم میں لعل نہیں لگے ہیں پھر میرے چھوٹے سالے صابر نے کہا کہ تم جو میری بہن کو یہیں رکھنے کا طعنہ دیتے ہو تو ہم اسے ایک سال تک رکھیں گے ہمارے بازوؤں میں اتنی قوت ہے کہ ہم تمہارے لواحقین کو بھی روٹی کھلا سکتے ہیں میرے سسر نے مداخلت کرتے ہوئے کہا کہ میرا '' کا ٹھیک کہتا ہے، اگر تم سرکاری کاروائی کے ذریعہ بھی اسے لے جانا چاہو تو بھی نہیں لے جا سکتے ہو پھر میرے سامنے صابر نے کہا کہ اب آپ مکان سے نیچے فوراً اتر جائیں ان الفاظ پر میں اس سے لڑنے کھڑا ہو گیا میرے سسر نے ہم دونوں کو الگ الگ کرتے ہوئے مجھ سے کہا کہ اگر تم اپنے باپ سے پیدا ہوئے ہو تو ابھی فیصلہ دے دو، یا تمہیں تمہارے باپ کا جب سمجھوں گا کہ تم ابھی فیصلہ دے دو گے۔ جب میرے سسر نے تیسری بار یہ الفاظ دہرائے تو میری قوت برداشت بھی جواب دے چکی تھی اور میری زبان سے بیساختہ یہ الفاظ نکلے کہ میں نے اسے طلاق دی! میں نے اسے طلاق دی! میں نے اسے طلاق دی! میری بیوی جو میرے سامنے بیٹھی تھی اٹھکر چلی گئی۔ کچھ دیر کے لئے تمام لوگ خاموش ہو گئے پھر پڑوسیوں نے مجھ سے کہا کہ اپنی بیوی کو لے جاؤ چاہے اب کبھی نہ بھیجنا اب سسرال والے بھی یہی چاہتے ہیں لیکن میں اس مسئلے کے بارے میں علماء دین کی رائے جاننا ضروری سمجھتے ہوئے نہیں لایا گزارش عرض ہے کہ مذکورہ بالا مسئلہ کو مدنظر رکھتے ہوئے شریعت کے مطابق فیصلہ صادر فرمائیں کہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طلاق ہوئی یا نہیں ہوئی؟ عبداللطیف

۷۸۶ الجواب:

قال اللہ تعالیٰ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ یعنی پھر اگر تیسری طلاق شوہر نے دے دی تو اس کے بعد وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک وہ عورت دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرلے۔ یہ آیت کریمہ صاف ارشاد فرما رہی ہے کہ جس عورت کو شوہر نے تین طلاقیں دے دیں وہ عورت اسے حلال نہ رہی اور بغیر حلالہ اس سے نکاح نہیں کرسکتا۔ حلالہ کی صورت یہاں یہ ہے کہ طلاق کی عدت پوری ہونے کے بعد عورت کسی اور سے نکاح صحیح کرلے، یہ شوہر ثانی اس سے وطی بھی کرے اس شوہر ثانی کے طلاق دینے یا موت کے بعد، عدت پوری ہونے پر شوہر اوّل سے نکاح کرنا چاہے تو ہوسکتا ہے۔ (درمختار وغیرہ)

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ شعبان المعظم ۱۳۸۴ھ

زبانی یا تحریری طلاق میں کوئی فرق ہے یا نہیں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ کے بارے میں کہ: میں نے اپنی زوجہ مسمات خاتون بیگم دختر مبین خاں جو کہ میرے عقد میں تھی بتاریخ ۱۹۶۴ء ۱۲۔۷۔ کو طلاق بائن "تین بار" بہ صورت تحریر دے کر طلاق نامہ ہذا کی تحریر، چیئرمین اور خاتون بیگم اور چیئرمین برائے اطلاع ہر دو چیئرمین لطیف آباد اور لالوکھیت کراچی کو ارسال کردیں۔ پھر پنچوں نے مجبور کیا اور چند افراد نے کہا کہ طلاق نہیں ہوئی لڑکی کو واپس رکھ لو تب موجودگی پنچان (تقریباً ۲۵۔۳۰ افراد) پھر بھی تین بار طلاق زبانی دے دی تب بھی چند افراد قانونی طلاق کے متعلق شک میں مبتلا ہیں کہ قانونی طلاق نہیں ہوئی بوقت تحریر استفتاء ہذا بھی تین بار طلاق دیتے ہوئے بموجودگی دو گواہوں کے استفتاء تحریر کرایا ہے لہٰذا حکم شریعت سے مطلع فرمائیں طلاق ہوئی یا نہیں؟

جواب کا طالب، محمد اسحاق ولد دین محمد، لطیف آباد نمبر ۱۰، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں مسمات خاتون بیگم پر تین طلاقیں واقع ہوگئیں مسمات مذکورہ، مسمی محمد اسحاق کے نکاح سے نکل کر، اس پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی۔ اب تاوقتیکہ حلالہ نہ ہولے اسے اپنے نکاح میں بھی نہیں لاسکتا چہ جائیکہ لوگوں کے اغوا سے اپنے یہاں دوبارہ رکھنا۔ قال اللہ تعالیٰ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ یعنی اگر تیسری طلاق دے دی تو اس کے بعد وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرلے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ صفر المظفر ۱۳۸۴ھ

بیوی کی نافرمانی پر تین طلاق

سوال: منکہ محمد مصطفیٰ خان ولد نظیر خان ساکن حیدرآباد جیسا کہ میرا عقد تمہارے ساتھ سرگودھا میں عرصہ ڈیڑھ سال گزرا ہوا تھا۔ عقد کے بعد تم کچھ عرصے شریعت کی پابند رہیں اور میری اطاعت فرمانبرداری بھی کرتی رہیں لیکن عرصہ تقریباً چھ، سات ماہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے تم نے اپنا رویہ قطعی تبدیل کر دیا جس میں مندرجہ ذیل باتیں خصوصاً قابل ذکر ہیں۔

۱۔ میرے ہر جائز حکم کی نافرمانی۔

۲۔ میری اجازت کے بغیر بازار وغیرہ جانا اور دوسری سیر وتفریح کی جگہ پر جانا۔

۳۔ فرائض زوجیت سے انکار کرنا اور بات بات پر لڑائی جھگڑا کرنا اور میرے والدین کی شان میں گستاخی کرنا اور بدزبانی کرنا۔

۴۔ اپنی مرضی کے مطابق اپنے والدین کے پاس کراچی جانا، اس عرصہ میں میرا تبادلہ سعودی عرب بحیثیت ڈاکٹر کے ہوا تو پھر میری خواہش تھی کہ میری غیر موجودگی میں تم میرے والدین کے پاس رہو کیوں کہ پہلے چند دن تمہارے خاندان میں تمہیں چھوڑنے کے سبب تمہارے تایا نے تم پر الزام لگا دیا تھا میں نے دوبارہ سمجھایا تھا کہ میری غیر موجودگی میں یہ ہی مناسب ہے کہ تم میرے والدین کے یہاں رہو جو تمہارے خرچے اور نان ونفقہ کے ہر صورت سے ذمہ دار ہوں گے میں نے تم سے شادی تمہاری خواہش پوری کرنے کو کی تھی، اور خود چاہتا تھا کہ ہر صورت تم سے نباہ رہے مگر ہر بات تمہاری مجھے یہ احساس دلاتی تھی، کہ تم میرے پاس رہنا نہیں چاہتی ہو، تم نے اس پر نہ صرف یہ کہا کہ میں اپنی والدہ کے یہاں رہوں گی بلکہ کہا کہ میرا اس گھر سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میرے انکار پر تم نے غصہ میں علیحدگی کا مطالبہ کیا اس پورے ڈیڑھ سال کے عرصے میں وعدہ کے مطابق تم مجھ کو کوئی سکون نہیں پہنچا سکیں۔ طلاق میں خود نہیں دینا چاہتا تھا لیکن تم نے چونکہ مطالبہ کیا اور ساتھ ہی ساتھ اپنا مہر معاف کیا لہٰذا گواہوں کی موجودگی میں اپنے ہوش وحواس قائم رکھتے ہوئے ہر معاملے کو سمجھ کر میں نے بغیر کسی کے دباؤ کے تم کو تین دفعہ طلاق دی لہٰذا آج کی تاریخ ۲۱۔۲۔۱۹۶۵ء سے تم میرے نکاح سے خارج ہو گئیں۔ مفتی صاحب فتویٰ دیں کہ اس وقت کیا مسئلہ ہے۔ فقط ایک سائل

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں جبکہ مسمی مصطفےٰ خان ولد نظیر خان صاحب نے اپنی منکوحہ کو تین بار طلاق دی تو وہ تینوں طلاقیں مسمات مذکورہ پر واقع ہو گئیں اور مسمات مذکورہ مصطفےٰ خان کے نکاح سے خارج ہو کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس پر حرام ہو گئی۔ اب تاوقتیکہ حلالہ نہ ہولے مسمات مذکورہ، مصطفےٰ خان کے لئے حلال نہ ہو گی۔ قال اللہ تعالیٰ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ شوال المکرم ۱۳۸۴ھ

طلاق بغیر گواہ کے ہو جاتی ہے

سوال: زید نے خانگی تنازعات سے متاثر ہو کر طیش کی حالت میں اپنی زوجہ کو زبانی تین مرتبہ ''میں نے تجھے طلاق دی!'' کہہ دیا۔ مردوں میں صرف زید کا بھائی گواہ ہے۔ کیا شرعاً طلاق واقع ہو گئی یا نہیں؟ فقط ایک سائل

۷۸۶ **الجواب:** زید نے جب اپنی منکوحہ کو تین طلاقیں دے دیں تو تینوں واقع ہو گئیں اور عورت ہمیشہ کیلئے اس پر حرام ہو گئی۔ اب بغیر حلالہ اس سے نکاح نہیں کر سکتا۔ طلاق غصہ میں بھی واقع ہو جاتی ہے۔ (درمختار وغیرہ) گواہ کی ضرورت وہاں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوتی ہے جہاں انکار پایا جائے، اگر شوہر کو اقرار ہے تو طلاق ثابت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ محرم الحرام ۱۳۸۴ھ

زبانی اور تحریری طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک شخص رحیم داد خان نے اپنی بیوی مسمات رئیس بیگم کو زبانی اور تحریری طور پر تین طلاقیں دے دیں ہیں۔ (نقول ہمراہ ہیں) شرعاً مسمات رئیس بیگم اب دوبارہ رحیم داد خاں کے نکاح میں جا سکتی ہے یا نہیں؟ فقط عبدالحکیم، ۲۱ اکتوبر ۱۹۶۴ء

۷۸۶ **الجواب:** جبکہ رحیم داد خان نے اپنی منکوحہ مسمات رئیس بیگم کو تین طلاقیں دے دی ہیں تو عورت قطعی طور پر اس کے نکاح سے نکل گئی اور وہ ہمیشہ کے لئے رحیم داد خان پر حرام ہو گئی۔ اب تاوقتیکہ حلالہ نہ ہو لے رحیم داد خان اسے اپنے نکاح میں نہیں لا سکتا۔ قال اللہ تعالیٰ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ۔ یعنی اگر شوہر نے تیسری طلاق دے دی تو اس کے بعد وہ عورت اس کے لئے حلال نہ ہو گی جب تک دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے اور ہم بستری ہو۔

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ رجب المرجب ۱۳۸۴ھ

غصہ میں طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید نے یہ الفاظ اپنی زوجہ کیلئے کہے کہ میں اپنے روح ایمان سے کہتا ہوں کہ میں نے اپنی بیوی کو غصہ کی حالت میں کہا کہ میں تجھ کو طلاق دیتا ہوں! طلاق دیتا ہوں! طلاق دیتا ہوں! اب ایسی حالت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟ السائل امام علی، پریٹ آباد، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں عورت پر تین طلاقیں واقع ہو گئیں اور وہ شوہر کے نکاح سے خارج ہو گئی۔ اب بغیر حلالہ اس کے لئے حلال نہیں ہو گی۔ (ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ صفر المظفر ۱۳۸۴ھ

تین مرتبہ لفظ طلاق ادا کیا تو طلاق ہو گئی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک شخص نے اپنی منکوحہ زوجہ کو طلاق تحریری دی جس کی نقل لفظ بلفظ مندرجہ ذیل ہے۔ یہ طلاق ہوئی یا نہیں؟

بنام شریفہ بیگم دختر نظام الدین ولد فیض محمد تم کو مندرجہ ذیل وجوہات کی بناء پر جو کہ یہ ہیں۔

۱۔ تم نے سلامت اللہ کے سامنے یہ کہا کہ میں تمہارے لئے اپنے رشتے داروں کو نہیں چھوڑ سکتی چاہے کچھ ہو میں تم کو چھوڑ سکتی ہوں۔

۲۔ خانگی امور میں تم کو دو سال سے ہر طریقہ کی تنبیہ کے باوجود تم نے اپنے رویہ میں تبدیلی نہیں کی اور اس سلسلے میں کئی مرتبہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تمہارے والدین نے تختی تمہارے ساتھ کی اور میں نے بہت بار سمجھایا تم کو دھمکی دی لیکن تم نے ہمیشہ لا پرواہی برتی اور کئی مرتبہ میں نے تمہارے اس برتاؤ کے خلاف اپنے آپ کو مارا پیٹا مگر تم نے اس کا کوئی اثر نہ لیا لہٰذا مجھے ڈر ہو گیا کہ کہیں غصہ کی حالت میں تم کوئی جانی نقصان نہ اٹھا جاؤ۔ اس لئے میں نے بہت سوچنے سمجھنے کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے کہ تم سے علیحدگی اختیار کرلوں لہٰذا میں تم کو اپنے ہوش وحواس میں طلاق! طلاق! طلاق! دیتا ہوں۔ نیز یہ کہ اگر طلاق واقع ہو گئی ہے تو جہیز کا سامان جو کہ لڑکی کو میکے کی طرف سے ملا تھا وہ، اور جو شوہر کی طرف سے زیورات وکپڑے ودیگر سامان وغیرہ، لڑکے کو ملے گا یا لڑکی کو؟

فقط زبیر احمد ولد خان محمد، نظام الدّین

۷۸۶ الجواب: مذکورہ بالا صورت میں عورت مطلقہ ہوگئی اور نکاح سے باہر ہوگئی اور اب بغیر حلالہ شوہر کو حلال نہ ہوگی (ردالمحتار وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ زیور وغیرہ جہیز جو شریفہ بیگم کو اس کی والدین کی طرف سے ملا۔ ہمارے بلاد کے عرف عام شائع سے خاص شریفہ بیگم کی ملک ہے ان سب کی ملکیت خالص شریفہ کی ہے جس میں شوہر کا کچھ حق نہیں۔ اور طلاق کے بعد وہ سامان اور تمام مال واپس لے لے گی۔ ردالمحتار میں ہے کل احد یعلم ان الجهاز للمرأة اذا طلقها تاخذه كله۔ اور شریفہ بیگم کا گہنا جوڑا جو بری میں والدین زوج نے شریفہ کو دیا، اگر نصاً یا عرفاً اس میں بھی تملیک مقصود ہوتی ہو جیسے شکر، میوہ، عطر، تیل، پھلیل، وغیرہ میں ہوتی ہے وہ بھی بعد قبضہ منکوحہ کی ملک ہوگا یہاں شرفاء کا عرف ظاہر یہی ہے، لہٰذا بعد رخصت اس کے واپس لینے کو سخت معیوب وموجب طعن جانتے ہیں اگر لے لیں تو طعنہ زن یہی کہتے ہیں کہ دے کر پھیر لیا یا صرف دکھانے کو دیا تھا جب دلہن آ گئی چھین لیا یعنی ان کی رسم کے خلاف ہے تو زوجہ کی ملک قرار پایا ہاں جہاں یہ رسم ورواج نہ ہو بلکہ صرف پہنانے کے لئے بھیجا جاتا ہو اور بنانے والوں کی ہی ملک سمجھا جاتا ہے وہ دلہن کی ملک نہیں۔ ایک عاریت ہے کہ بحالت بقا اس سے ہر وقت رجوع جائز وحلال ہے اور بدستور ملک والدین زوج پر ہے۔ بہو کا اس میں کچھ حق نہیں۔ کما فی الفتاوی الرضویہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ محرم الحرام ۱۳۸۴ھ

تحریری وزبانی طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: منکہ سیّد نظر علی ولد سیّد جعفر علی قوم سیّد مقیم حال نیو حاجی کیمپ نمبر ۷ نزد حیدرآباد کالونی، کراچی۔ بابت جو کہ میں نے مورخہ ۲۲ اگست ۱۹۶۴ء بروز جمعرات کو بوقت چار بجے دن کو آپس میں میاں بیوی کے باہمی جھگڑے میں بحالت غصہ میں، میں نے گھر سے نکل جانے کا ارادہ ظاہر کیا اس پر میری زوجہ مسمات رئیسہ بیگم بنت عبدالعزیز خان ٹونکی نے کہا کہ تم جاتے ہو تو جاؤ مجھے فیصلہ دے کر جاؤ میں نے کاغذ لے کر طلاق لکھوانے کی بہت کوشش کی مگر لکھنے والا نہیں ملا تو میری بیوی نے کہا کہ مجھے تحریر کی ضرورت نہیں اللہ تو دیکھ رہا ہے زبانی طلاق دے دو تحریر لے کر مجھے نکاح ثانی نہیں کرنا ہے میرے پوتے پوتی نواسہ نواسی موجود ہیں۔ اس بات پر اور غصہ کھا کر میں نے اس کو سامنے بیٹھ کر منہ پہ تین

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بار یہ الفاظ ادا کئے کہ میں نے طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی! اور گواہ اس وقت میرا ایک جوان لڑکا احمد علی ولد نظیر علی موجود تھا بلکہ ایک میرا بھائی محمد عمر موجود تھا اور ایک عورت پڑوسن صدیقہ موجود تھی، بلکہ میرے بھائی نے مجھے سمجھایا کہ شریعت کا معاملہ ہے دیکھ بھال کر قدم اٹھانا ہے مگر میں نے حالت غصہ میں کہا کہ میں باہوش وحواس ہوں اور اسی غصہ کی حالت میں تمام اہل محلہ مرد اور عورت بھی جمع تھے گھر سے نکل کر کہہ دیا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ آج تیس سال کا رشتہ ختم کر دیا ہے بلکہ حالت غصہ میں بہت سی عورتوں نے جو کہ جمع تھیں مجھ سے کہا کہ میاں کیا غصہ میں طلاق ہوتی ہے؟ میں نے کہہ دیا کہ میں خود سمجھتا ہوں آدھے مولوی سے کم نہیں ہوں طلاق ہوگئی اب جبکہ مجھے خیال ہوا میں اپنی غلطی محسوس کر کے پشیماں ہوں اور معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ یہ طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟ اگر طلاق واقع ہوگئی تو کونسی شکل ایسی نکل سکے گی کہ میں اپنی زوجہ سے صلح کرلوں؟ فقط، نظیر علی

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں جبکہ شوہر نے اپنی منکوحہ کو تین طلاق دے دیں تو وہ قطعاً واقع ہوگئیں اور رئیسہ بیگم قطعی اس کے نکاح سے نکل کر اس پر حرام ہوگئی اب بغیر حلالہ نکاح نہیں کرسکتا۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۡۢ بَعۡدُ حَتّٰى تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهٗ۔ یعنی اگر شوہر نے تیسری طلاق دے دی تو اس کے بعد وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک وہ عورت دوسرے شوہر سے نکاح وہمبستری نہ کرلے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۴ھ

گھر سے نکال دیا تو طلاق نہ ہوئی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید نے اپنی بیوی ہندہ کو اس کی چال چلن پر کچھ شبہات کی بناء پر اسے اس کے والدین کے گھر پہنچا دیا اور یہ کہا کہ اگر تم چاہو تو تحریری طلاق لکھ دوں کہو تو زبانی دے دوں اور میں تو اب پاکستان جا رہا ہوں۔ چنانچہ زید پاکستان آگیا۔ اب زید کے والدین اور ہندہ کے والدین مختلف ذریعوں سے مجبور کر رہے ہیں کہ وہ اپنی بیوی ہندہ کو اپنے ساتھ رکھے۔ کیا زید ایسی صورت میں ہندہ کو اپنے ساتھ رکھ سکتا ہے یا نہیں؟ واضح ہو کہ زید نے نہ صراحتہً کوئی طلاق ہندہ کو دی اور نہ اس کی نیت طلاق دینے کی تھی۔ براہ کرم شریعت کے فیصلے سے حکم صادر فرمائیں۔ المستفتی: ظہیر احمد خان مارہروی، علیگڑھ، وارد حال، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں اگر زید نے اپنی بیوی کو طلاق نہیں دی اور نہ اس نے کبھی اس نیت سے کوئی الفاظ کہے تو شرعاً وہ اس کی بیوی ہی ہے۔ ماں باپ کے گھر کسی ناراضگی کے باعث پہنچا دینے سے عورت پر طلاق نہیں پڑتی اور نہ اُن الفاظ سے طلاق واقع ہوئی جو اس نے اپنی زوجہ کے والدین سے کہے پھر بھی احتیاط اس میں ہے کہ دونوں میاں بیوی کم از کم دو گواہوں کے روبرو دوبارہ ایجاب وقبول کرلیں۔ یہاں نہ کسی قاضی کی ضرورت ہے اور نہ دنیاوی رسم ورواج کی حاجت۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ ربیع الآخر ۱۳۸۴ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ارادۂ طلاق، طلاق نہیں

سوال: بخدمت جناب مفتی اعظم صاحب، السلام علیکم

قریب ایک ہفتہ ہوا جب میں بیمار تھا۔ میری دماغی حالت اچھی نہیں تھی۔ میری بیوی سے میری بات چیت سخت سست ہو رہی تھی۔ اس وقت میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ خاموش ہو جاؤ ورنہ میں طلاق دے دوں گا۔ اس طرح قریب چار یا پانچ مرتبہ میں نے اس سے کہا تھا لیکن اس وقت میری ساس وہاں موجود تھیں۔ انہوں نے کہا کہ تم نے میری لڑکی کو ''طلاق دے دوں گا'' کہا ہے سو طلاق ہوگئی ہے اور ایسا کہکر اپنی لڑکی کو اپنے ساتھ لے گئیں لہٰذا استدعا ہے کہ میرے مندرجہ بالا الفاظ سے میری بیوی کو طلاق ہوگئی ہے یا نہیں؟ فتویٰ صادر فرمائیں۔ فقط ایک سائل، حبیب الرحمٰن ولد فضل الرحمٰن

۷۸۶ **الجواب:** اگر مذکورہ بالا بیان صحیح ہے اور مرد نے واقعی اپنی عورت سے یہی کہا تھا کہ میں تم کو طلاق دے دوں گا تو ابھی عورت پر طلاق واقع نہیں ہوئی۔ وہ بدستور اس کی بیوی ہے کہ یہ الفاظ صرف اظہار و ارادۂ طلاق کے لئے ادا کیے جاتے ہیں۔ اور ارادۂ طلاق، طلاق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ شعبان المعظم ۱۳۸۴ھ

تحریری تین طلاقیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بیچ میں کہ: ایک شخص مسمی اقبال حسین نے ایک تحریر کے ذریعے اپنی بیوی مسمات زرینہ بیگم کو طلاق دی ہے۔ (اس کی نقل منسلک ہے) آیا اس تحریر کی بناء پر شرعاً طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

فقط ایک سائل

۷۸۶ **الجواب:** صورت مذکورہ میں جب کہ طلاق نامہ میں صراحۃً تحریر ہے کہ ''میں تمہیں تین طلاقیں دیتا ہوں'' اور یہ کہ اب نہ تم میری بیوی ہو اور نہ میں تمہارا شوہر، تو عورت پر تین طلاقیں واقع ہوگئیں۔ عورت اس کے نکاح سے فوراً نکل گئی۔ اب تاوقتیکہ حلالہ نہ ہولے مسمی اقبال حسین مسمات زرینہ بیگم کو دوبارہ اپنے نکاح میں بھی نہیں لا سکتا۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ صفر المظفر ۱۳۸۵ھ

بازار میں طلاق دی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ہندہ زید کے ہمراہ بازار آ رہی تھی اور وہ تھک کر ایک جگہ بیٹھ گئی۔ جب زید نے اس سے چلنے کو کہا تو اس نے کہا کہ میں تھک گئیں ہوں، ذرا سانس لے لوں، پھر چلتی ہوں۔ زید کو غصہ آیا اور اس نے کہا کہ میں تجھ کو طلاق دیتا ہوں! طلاق دیتا ہوں! طلاق دیتا ہوں! اس وقت وہاں پر پانچ چھ آدمی بھی موجود تھے۔ جنہوں نے یہ الفاظ سنے تو کیا ہندہ کو طلاق ہوگئی؟ مہربانی فرما کر جواب بالصواب عنایت فرمائیں۔

السائل، اظہر علی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۸۶؍۷ **الجواب:** شوہر کا اپنی منکوحہ سے یہ کہنا کہ ''میں تجھے طلاق دیتا ہوں''، طلاق ہے اور چونکہ یہ الفاظ تین بار کہے گئے اس عورت پر تین طلاقیں واقع ہوگئیں۔ مسمات مذکورہ شخص مذکور کے نکاح سے نکل گئی۔ اب بغیر حلالہ یہ اس عورت سے نکاح نہیں کرسکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ ذوالحجہ ۱۳۸۵ھ

تحریری طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: امتیاز حسین ولد شیخ بو علی نے اپنی بیوی نور جہاں بنت شمس الضحیٰ کو تحریری طلاق دی ہے آیا یہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ ملک محمد افضال چشتی

۸۶؍۷ **الجواب:** امتیاز حسین نے جبکہ اپنی منکوحہ کو تین طلاقیں دے دیں تو یہ تینوں طلاقیں واقع ہوگئیں اور عورت اس پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی تاوقتیکہ حلالہ نہ ہولے اس سے دوبارہ نکاح بھی نہیں کرسکتا۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗ البتہ تحریر سے طلاق کے ثبوت میں یہ ضروری ہے کہ شوہر اقرار کرے کہ میں نے لکھی ہے یا لکھوائی ہے۔ یا عورت اس پر گواہ پیش کرے ہاں عورت کو اگر اطمینان اور غالب گمان ہے کہ یہ تحریر اسی کی ہے تو اس پر عورت کو عمل کرنے کی اجازت ہے مگر شوہر انکار کرے تو بغیر شہادت چارہ نہیں۔ (خانیہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ ذی قعدہ ۱۳۸۵ھ

ایک طلاق رجعی کا حکم

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، عرض خدمت یہ ہے کہ: میرے بھائی مسمی سیّد ظہیر سعیدی ولد سیّد محمود نے اپنی منکوحہ بیوی مسمات سائرہ بیگم کو بتاریخ ۵ دسمبر ۱۹۶۶ء بروز اتوار کو مندرجہ ذیل مضمون لکھ کر طلاق دے دی۔ منکوحہ سیّد ظہیر سعیدی ولد محمود ساکن کواٹر ۷، نمبر ۱۰، لطیف آباد آج تاریخ ۵ دسمبر بروز اتوار کو اپنے مکمل ہوش وحواس کے عالم میں اپنی منکوحہ بیوی مسمات سائرہ بیگم کو طلاق دیتا ہوں۔ فقط، سیّد انور علی

۸۶؍۷ **الجواب:** شوہر کا اپنی منکوحہ کے متعلق کہنا کہ میں مسمات سائرہ بیگم کو طلاق دیتا ہوں۔ صریح لفظ سے طلاق ہے اور صریح لفظ سے طلاق ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ طلاق رجعی واقع ہوگی یعنی شوہر کو حق رجعت حاصل ہے یعنی شوہر عدت کے اندر عورت کو اسی نکاح پر باقی رکھ سکتا ہے۔ جبکہ اس سے وطی واقع ہوچکی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قال اللہ تعالیٰ وَ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ (البقرہ: 231) یعنی جب عورتوں کو طلاق (رجعی) دو اور ان کی عدت پوری ہونے کے قریب پہنچ جائے تو ان کو خوبی کے ساتھ روک سکتے ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ شعبان المعظم ۱۳۸۵ھ

ایک شخص کا دعویٰ ہے کہ فلاں نے طلاق دی تو اس کے ذمہ گواہ پیش کرنا ضروری ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص محمد ابراہیم نے اپنی زوجہ کو طلاق

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دے دی، مطلقہ مسمات مریم نے بعد طلاق، محمد ابراہیم کے دوست شکور کے یہاں بصورت ہمدردی برادرانہ جذبہ بہن بھائی کے اصول سے قیام کیا۔ محمد ابراہیم مقروض ہے جو کہ شکور کے دوستوں میں ہے۔ دستاویز بھی لکھی ہوئی ہے۔ محمد ابراہیم نے یہ الزام لگایا ہے کہ یہ طلاق کا جھگڑا شکور اور اس کے دوستوں کی وجہ سے واقع ہوا۔ اس پر شکور اور اس کے دوستوں نے انکار کیا کہ ہمارا اس طلاق کے جھگڑے سے کوئی تعلق نہیں۔ نہ ہی ہم کو یہ معلوم ہے کہ طلاق کیوں ہوئی، کب ہوئی، کیسے ہوئی اور اپنی بریت لاعلمی کے متعلق حلف اٹھا کر یقین دلایا کہ ہم اس معاملے میں قطعی لاعلم ہیں۔ معاملہ رفع دفع ہو گیا۔ لیکن ہماری برادری اور جماعت کے صدر جو محمد ابراہیم کے رشتے دار ہیں۔ انہوں نے از سر نو فتنہ کھڑا کیا کہ یقیناً یہ کاروائی طلاق وغیرہ شکور اور اس کے دوستوں نے کی ہے۔ اس طرح معاملہ پھر دو پارٹیوں پر تقسیم ہو گیا۔ لہٰذا براہ کرم حکم خدا اور رسول ﷺ حدیث و فقہ و تفسیر سے آگاہ فرمادیں کہ حلف اٹھا کر یقین دلانے کے بعد از سر نو انتشار، حلف سے منحرف ہونا اور برادری میں انتشار پھیلانا کیسا ہے؟ اس کے متعلق آگاہی عطا فرما کر ممنون و مشکور فرمادیں۔ فتویٰ کا طالب عمر دراز، یثرب کالونی، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** اس کا فیصلہ وہ ہے جو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو محض ان کے دعوے پر چیز دلا دی جائے یعنی اگر ہر شخص کا دعویٰ بلا دلیل مان لیا جائے تو بہت سے لوگ خون اور مال کے دعوے کر ڈالیں گے لیکن مدعی کے ذمہ بینہ (گواہ) ہے اور منکر پر قسم۔ (بیہقی) لہٰذا محمد ابراہیم پر لازم ہے کہ وہ اپنے دعوے پر گواہ پیش کرے اگر گواہ پیش نہیں کر سکتا تو عبد الشکور اور اس کے ساتھیوں کی بات قسم کے ساتھ قبول کی جائے گی۔ اب جو اس حکم کو نہ مانے وہ معاذ اللہ شریعت سے جھگڑتا ہے۔ اور مسلمانوں میں ناحق انتشار پھیلا کر عذاب آخرت خریدتا ہے مولا تعالیٰ مسلمانوں کو حق کی توفیق بخشے آمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۸۵ھ

طلاق کی تعداد میں شک ہو تو کیا حکم ہے؟

سوال: میرا والدہ سے جھگڑا ہوا اور اسی اثناء میں میرے والد بھی آگئے میری والدہ اور والد میں اور مجھ میں بہت جھگڑا ہوا اس وقت میرے دماغ کا توازن خراب ہو گیا اور میرے والد نے کہا کہ تم نے ہم کو پریشان کر دیا ہے تو میں نے کہا کہ یہ بُری ہے تو میں اس کو علیحدہ کر دوں تو لو میں اس کو طلاق دیتا ہوں اور تم لوگ گواہ رہنا کہ میں نے اس کو طلاق دی یہ کہکر باہر چلا گیا۔ اب اس صورت میں مجھے ہوش نہیں کہ میں نے ایک مرتبہ کہا یا دو مرتبہ یا سننے والوں نے کتنی مرتبہ سنا مجھے کچھ یاد نہیں۔

گواہ اوّل۔ محمود خان۔ میں نے جب طلاق کا لفظ سنا تو گھبرا گیا اور اس کو پکڑا کہ یہ کیا کرتا ہے اس کے بعد وہ باہر چلا گیا مجھے صحیح یاد نہیں کہ ایک مرتبہ کہا یا دو مرتبہ یا کتنی مرتبہ کہا۔ دستخط۔ محمود خان

گواہ دوم۔ امام الدین۔ میں نے جھگڑے کے شور میں کوئی لفظ نہیں سنا لیکن جب ہم لوگوں کو مخاطب کیا تو پھر میں نے دو مرتبہ طلاق کا لفظ سنا۔ دستخط۔ امام الدین

فتوے کا طالب، محمد رفیق

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب:** صورت مذکورہ بالا میں محمد رفیق اپنے طلاق دینے کا تو اعتراف کرتا ہے لیکن تعداد طلاق میں اسے تردد ہے کہ ایک دی یا دو بار۔ گواہان کی گواہی سے بھی جو بات زیادہ سے زیادہ ثابت ہوتی ہے وہ یہی کہ مسمی محمد رفیق نے دو بار اپنی بیوی کو طلاق دی۔ اگر یہ بیان وشہادت واقعی ہے تو مسمی محمد رفیق کی منکوحہ پر دو طلاقیں پڑیں اور یہ دونوں طلاقیں رجعی قرار پائیں گی اس لئے مسمی محمد رفیق کو اختیار ہے کہ اپنی منکوحہ سے رجعت کرلے اور لوگوں کو رجعت پر گواہ بنالے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

حاملہ کو بھی طلاق ہو جاتی ہے

سوال: جناب محترم مولانا صاحب حیدرآباد، السلام علیکم، جناب عالی عرض ہے کہ: رشیدہ بیگم زوجہ محمد رفیق ولد نظیر محمد، عرض گزار ہے کہ مجھ کو اپنے والدین کے یہاں تقریباً تین ماہ کا عرصہ گزر چکا ہے بیٹھے ہوئے، اس شکل میں میرے شوہر نے مجھ کو مار پیٹ کر کے اور علاوہ شرع کے، مطابق دس بارہ مرتبہ زبانی طلاق اپنی زبان سے دے گیا ہے اب اس وقت مجھ کو چار ماہ کا حمل ہے اس شکل میں مجھ کو طلاق ہوئی یا نہیں۔ اس صورت میں طلاق ہوگئی ہے تو میری ڈیلوری کے اخراجات کا ذمہ دار کون ہے؟ اس کے بعد پرورش بچہ کا سوال پیدا ہوتا ہے تو کب تک کس عمر تک حاصل ہوسکتا ہے؟ میں فارغ ہونے کے کتنے عرصے کے بعد نکاح کرسکتی ہوں؟ ان گواہوں کے سامنے طلاق دی گئی۔

۱۔ نصیر خان،	۲۔ ابراہیم،	۳۔ کریم الدین،
۴۔ عبدالرزاق،	۵۔ خواجہ،	اور چند عورتیں بھی گواہ ہیں

فقط، رشیدہ بیگم

۷۸۶ **الجواب:** طلاق میں عورت کی جانب سے کوئی شرط نہیں۔ عورت حاملہ ہو تب بھی طلاق ہو جائے گی اور حاملہ عورت کی عدت وضع حمل ہے یعنی جس وقت بچہ پیدا ہو عدت ختم ہو جائے گی۔ عدت کا نان نفقہ اور مصارف زچگی اور بچہ کا حق پرورش سب شوہر کے ذمے ہے۔ (ردالمحتار عالمگیری وغیرہ۔) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ محرم الحرام ۱۳۸۵ ھ

دو افراد نے ایک دوسرے کی بہنوں کو طلاق بائن دے دی اور عدت گزر گئی تو نکاح دوبارہ کرسکتے ہیں

سوال: باعث تحریر آنکہ مقر (محمد صدیق) کی شادی ہمراہی مسمات ثریا بی دختر علی محمد سے ہوئی تھی اور میری بہن کی شادی میرے سالے کے ہمراہ ہوئی تھی یہ شادی آپس کی اور تبادلہ کی ایک دوسرے کو راس نہ آئی اور باہمی خاندانی رنجش نے خطرناک صورت اختیار کرلی لہٰذا ہر دو فریق کی باہمی رضامندی پر بعد معاف کرنے مہر پر اپنی زوجہ مسمات ثریا مذکورہ کو طلاق بائن (عرصہ ہوا پہلے دی تھی تحریر آج) دیتا ہوں تاریخ امروز سے میرا اور ثریا کا کوئی تعلق زوجہ نہ ہوگا۔ آج تاریخ سے دونوں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فریق آئندہ اقدام میں آزادوخودمختار ہوں گے۔ اب ہمارا کوئی لین دین کسی قسم کا جھگڑا باقی نہیں ہے لہٰذا طلاق نامہ ہذا بدرستی ہوش وحواس برضاورغبت وبخوشی تحریر کردیا تاکہ سندر ہے اور بروقت کام آوے۔

العبد مقر تحریر ھذا محمد صدیق ولد غلام محمد، ۷ دسمبر ۱۹۶۳ء

محمد رمضان کے مسئلہ کی صورت یہ ہے کہ منکہ محمد رمضان ولد علی محمد آرائیں جوکہ مقر کی شادی مسمات سکینہ دختر غلام محمد سکنہ لائل پور سے عرصہ ایک سال ہوگیا ہوئی تھی لیکن باہمی نااتفاقی اور خاندانی رنجش کی وجہ سے طلاق بائن دے چکا تھا لیکن تحریری ثبوت نہ تھا لہٰذا آج کی تاریخ میں تحریری طور پر مزید طلاق نامہ ہذا تحریر کر کے طلاق بائن دیتا ہوں اب میرا مسمات سے میرا کوئی تعلق نہ ہوگا چونکہ آپس میں میری بہن سالے کو دی ہوئی تھی اور سالے کی بہن میری زوجہ تھی ہے لہٰذا باہمی رضامندی پر مہر وغیرہ معاف کردیا دونوں تاریخ امروز سے آزاد اور خودمختار ہیں اور آئندہ اقدام میں دونوں آزاد ہوں گے لہٰذا یہ طلاق نامہ برضاوبخوشی تحریر کردیا کہ سندر ہے اور وقت ضرورت کام آوے۔

العبد مقر تحریر ہذا محمد صادق ولد غلام محمد، ۷ دسمبر ۱۹۶۳ء

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں چونکہ محمد صدیق ولد غلام محمد نے اپنی منکوحہ ثریا بی بنت علی محمد اور مسمی محمد رمضان ولد علی محمد نے اپنی منکوحہ مسمات سکینہ بنت غلام محمد کو صرف تحریری طور پر طلاق بائن دے دی اس سے مسمات ثریا بی اور مسمات سکینہ پر طلاق بائن واقع ہوگئی اور نکاح جاتا رہا اب محمد صدیق ولد غلام محمد اپنی سابقہ منکوحہ ثریا بی سے اور محمد رمضان اپنی سابقہ منکوحہ مسمات سکینہ سے نکاح ثانی کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں چونکہ عدت ختم ہو چکی ہے بلکہ یہ دونوں چاہتے تو دوران عدت میں بھی نکاح کر سکتے تھے۔ (عامۂ کتب وبہار شریعت) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ ربیع الآخر ۱۳۸۵ھ

حاملہ کو طلاق ہو جاتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: کیا حاملہ عورت کو طلاق ہو سکتی ہے۔ جبکہ ہر دو فریق ناچاقی کے باعث طلاق پر راضی ہوں؟ فقط محمد سعید

۷۸۶ **الجواب:** طلاق ضرور ہو جائے گی اور اس کی عدت وضع حمل ہوگی۔

فقط فقیر ابوالاسرار قادری نعیمی، مورخہ ۳ ربیع الثانی ۱۳۸۵ھ

۷۸۶ **الجواب:** طلاق میں عورت کی جانب سے کوئی شرط نہیں۔ حاملہ ہو یا غیر حاملہ بہر حال طلاق واقع ہوگی۔ البتہ اس طلاق کی عدت وضع حمل ہے اور اس عدت کے پوری ہونے کے لئے کوئی خاص وقت مقرر نہیں ہے۔ طلاق کے بعد جس وقت بچہ پیدا ہو عدت پوری ہو جائے گی اگرچہ ایک منٹ کے بعد۔ (جوہرنیرہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ ربیع الآخر ۱۳۸۵ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

''تو مجھ پر حرام ہے'' سے طلاق بائن ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو بوجہ مجبوری بمطالبہ اولاد ہندہ کے طلاق دی ہے۔ اس طور پر کہ تو مجھ پر حرام ہے۔ ایک دفعہ یہ الفاظ کہے ہیں۔ یہ الفاظ روبرو گواہان کے کہے ہیں جس وقت یہ لفظ زید کہہ رہا تھا عورت زار وقطار رو رہی تھی۔ اب اس صورت مذکورہ میں علماء فقہ کیا فتویٰ صادر فرماتے ہیں۔ کیا طلاق رجعی ہے یا بائن یا مغلظہ؟ العبد غازی محمد لم خود

۷۸۶ **الجواب:** صورت مذکورہ بالا میں عورت پر ایک طلاق بائن پڑ گئی اور نکاح ٹوٹ گیا۔ البتہ زید کو اختیار ہے کہ ہندہ کو دوبارہ اپنے نکاح میں لانا چاہے تو لاسکتا ہے۔ عدت کے اندر بھی اور عدت کے بعد بھی۔ (بحوالہ بہار شریعت عامۂ کتب)

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ شوال المکرم ۱۳۸۵ھ

طلاق نامہ کے بعد عدت گزر گئی تو عورت عقد ثانی کرسکتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: رضیہ بیگم بنت خان محمد صاحب کی لڑکی کا نکاح مقبول احمد بن مولوی احمد صدیقی سے ہوا ہے جسے تقریباً آٹھ برس ہو چکے ہیں شادی کے ایک ماہ کے بعد سے گھر میں فساد ہو رہا ہے میں نے کئی مرتبہ عورت سے کہا کہ تم گھومنا پھرنا چھوڑ دو مگر اس بدمعاش عورت نے میرا کہنا نہ مانا بلکہ اپنے خاندان کے کہنے پر آج تک چلتی رہی ہے اور یہ عورت بالکل آوارہ ہوگئی ہے اور میرے کنٹرول سے باہر ہوگئی ہے اس لئے رضیہ بیگم کو میں اپنی طرف سے طلاق نامہ دے رہا ہوں اور میرا کسی قسم کا اس عورت سے واسطہ نہیں۔ (مقبول احمد بن مولوی احمد صدیقی) تقریباً دو سال ہوئے اس طلاق نامے کو دیئے ہوئے اس درمیان میں دس پندرہ یوم کے لئے شخص مذکور (شوہر، عورت کے) گھر میں آیا تھا اور گھر میں رہ کر چلا گیا اس کے تین بچے بھی ہیں جن کا خرچ تیس روپے ماہوار دیتا ہے۔ اب تک طلاق کی تصدیق نہیں ہوئی کیا اس کاغذ سے طلاق ہوگئی ہے اور اس عورت کو عدت اب پوری کرنی ہوگی یا بغیر عدت نکاح ہو جائے گا۔ ایک شخص جو کہ اس کے مکان میں رہتا ہے اس عورت کا خیال ہے کہ اس سے عقد ثانی کرے کیا عدت کے ایام میں وہ مذکور شخص اس مکان میں رہ سکتا ہے یا نہیں؟ فقط ایک سائل

۷۸۶ **الجواب:** اگر شوہر اس امر کا اقرار کرتا ہے کہ یہ تحریر میں نے لکھی یا لکھوائی یا عورت اس پر گواہ پیش کرے کہ یہ تحریر اس کے شوہر ہی کی ہے تو یہ طلاق عورت پر پڑ گئی اور یہ طلاق لکھتے وقت ہی سے پڑ گئی اور اسی وقت سے عدت شمار ہوگی۔ (درمختار۔ عالمگیری وغیرہ) لہٰذا اگر تحریر کو اتنی مدت گزر چکی کہ عدت پوری ہوسکتی ہے یعنی کم از کم ساٹھ دن یا تین حیض کامل گزرنے کے دن، تو اب کسی اور عدت کی ضرورت نہیں۔ عورت کو اجازت ہے کہ وہ جس مسلمان سے چاہے اپنا عقد ثانی کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ محرم الحرام ۱۳۸۵ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

زبانی طلاق بھی موثر ہے اور غیر مدخولہ کی عدّت نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک لڑکی بنام آعوذ باللہ بنت مریم بخش، ضلع میرپور خاص کی ہے۔ جس کی شادی نابالغی میں ۵ سال کی عمر میں ہندوستان میں ہوئی تھی۔ تقسیم ہند کی وجہ سے وہ لڑکی اپنے والدین کے ساتھ پاکستان میں آ گئی ہے۔ جس کو عرصہ ۱۸ سال ہوگیا ہے۔ اب وہ لڑکی جوان بالغ ہوکر اپنے خاوند سے کئی مرتبہ نان ونفقہ طلب کر چکی ہے اس کے خاوند نے کوئی جواب نہیں دیا کیوں کہ وہ ہندوستان میں ہے اور دوسری شادی بھی کر چکا ہے اس کی اولاد بھی ہوگئی ہے۔ نہ تو وہ اس کو لے کر جاتا ہے اور نہ ہی نان ونفقہ دیتا ہے اور نہ ادھر آتا ہے اور نہ طلاق دیتا ہے۔ زبانی طلاق کئی شخصوں کے سامنے دے چکا ہے اس وجہ سے وہ لڑکی پریشان حال ہے کہ آج تک وہ لڑکی اپنے شوہر کے گھر بھی نہیں گئی ہے۔ آخر دس جون ۱۹۶۰ء کو لڑکی نے اپنا مسئلہ سب جج حیدرآباد پاکستان کے سامنے پیش کیا اور سب جج حیدرآباد پاکستان نے روبرو گواہان کے اس کا نکاح ایک دم خلع کر دیا ہے اور اس نے حکم نکاح ثانی دے دیا ہے۔ کیا واقعی جج کے کہنے پر طلاق ہوگئی ہے یا کہ نہیں؟ فقط والسلام السائل

۷۸۶ الجواب: شوہر نے اگر واقعی اس عورت کو طلاق دے دی ہے تو عورت مطلقہ ہوگئی اگرچہ یہ طلاق زبانی ہی دی کہ طلاق میں تحریر شرط نہیں اور عورت چونکہ غیر مدخولہ بھی ہے لہٰذا اس پر عدّت بھی نہیں۔ وہ جب اور جس مسلمان سے چاہے نکاح کی مجاز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ صفر المظفر ۱۳۸۵ھ

خلع کی تکمیل شوہر کی طلاق سے ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید اپنے لڑکی کی شادی کمسنی یعنی ۶ چھ ماہ کی عمر میں بکر کے لڑکے سے کر دیتا ہے جبکہ لڑکی عمر بلوغت تک پہنچتی ہے تو لڑکا بھی جوان بالغ ہو جاتا ہے اور لڑکا نہایت بدچلن جواری شرابی اور دوسرے عیوب کا عادی ہو جاتا ہے۔ لڑکی اس کے ان حالات کو دیکھ کر اس لڑکے سے سخت نفرت کرتی ہے اور اس کے ساتھ ازدواجی زندگی گزارنے سے انکار کر دیتی ہے کیا شرع کی رو سے لڑکی خلع کی حقدار ہے یا نہیں؟ اور یہ نکاح جو دونوں کی کمسنی میں ہوا تھا فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اور طلاق اگر زبردستی لیجائے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟ الداعی محمد شفیع

۷۸۶ الجواب: نابالغ لڑکے یا لڑکی کا نکاح جب کہ باپ نے اپنی ولایت میں کیا تو یہ نکاح لازم ہوگیا کہ ان کو بالغ ہونے کے بعد توڑنے کا اختیار نہیں۔ (درمختار وغیرہ) خلع کا اختیار تو عورت کو بالغ ہونے کے بعد ہمیشہ حاصل ہے مگر یاد رہے کہ خلع شوہر کی جانب سے مال کے بدلے میں طلاق دینا ہے لہٰذا اگر شوہر یہ شرط قبول کر کے طلاق نہ دے تو خلع نہیں ہو سکتا۔ شوہر کو اگر طلاق کہنے پر مجبور کیا گیا اور اس نے طلاق لکھ دی اور زبان سے بھی طلاق کا لفظ کہدیا تو طلاق واقع ہوگئی۔ (ردالمحتار)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ محرم الحرام ۱۳۸۵ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طلاق نامہ نہیں بھیجا مگر طلاق کا اقرار کیا تو طلاق ہوگئی

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خان صاحب، السلام علیکم

جناب عالی! ایک مسئلہ میں فتویٰ آپ سے لینا ہے۔ جس کے حالات ذیل میں درج کیے جاتے ہیں کہ لڑکی حیدرآباد میں رہتی ہے اور اس کا شوہر کراچی میں رہتا ہے۔ اس لڑکی کا بھائی کراچی گیا تھا وہ اپنی بہن کے سسرال پہنچا تو اس کی بہن کے شوہر نے یہ کہا کہ میں نے آپ کی بہن کو تین طلاقیں لکھ کر رجسٹری روانہ کردی ہے۔ وہ آپ کو ملی یا نہیں۔ اس لڑکے نے جواب دیا کہ نہیں۔ لڑکے کا کہنا ہے کہ میں ایک رشتہ دار کو لے کر واپس بہنوئی کے پاس پہنچا۔ اس کے سامنے بھی اس نے کہا کہ میں نے رجسٹری میں تین طلاقیں لکھ کر روانہ کردیا ہے تو لڑکی کو قرآن وحدیث کی روشنی میں فتویٰ دیں کہ طلاق ہوئی ہے یا کہ نہیں؟ حافظ عبدالسلام، کھوکھر محلہ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: شوہر جب اقرار کرتا ہے کہ میں نے تمہاری بہن کو جو اس مخاطب کی بہن ہے تین مرتبہ طلاق دے کر رجسٹری روانہ کردی ہے۔ تو یہ تین طلاقیں ہوئیں اب تک اگرچہ اس کی تحریر وصول نہ ہوئی ہو یا اگرچہ اس نے کوئی تحریر سرے سے روانہ ہی نہ کی ہو۔ (بہار شریعت بحوالہ فتاویٰ خیریہ)۔ عورت کو طلاق نہیں دی ہے مگر لوگوں سے کہتا ہے کہ میں طلاق دے آیا۔ تو قضاءً طلاق ہو جائے گی اور اگر ایک دی ہے۔ لوگوں سے کہتا ہے تین طلاقیں دی ہیں تو قضاءً تین طلاقیں ہونگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ ذی قعدہ ۱۳۸۵ھ

ایک طلاق رجعی اور ایک بائن کے بعد صرف نکاح کافی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: میں نے مسمات علیمن عمر تقریباً ۶۵ سال سے دوسری شادی کی جس سے میرے کوئی اولاد پیدا نہ ہوئی۔ دو ہفتے پیشتر میرے اور میری بیوی میں جھگڑا ہوا اور میں نے غصے میں آکر اس کے مطالبے پر پہلے "استعفیٰ" کا لفظ استعمال کیا اور اس کو استعفا دیا۔ اس کے بعد اس نے طلاق کا مطالبہ کیا کہ طلاق دے دو، میں نے منہ سے طلاق کا لفظ نکالا" جا تجھے طلاق دی" میں نے اس کے بعد آج تک اپنی بیوی سے قربت نہیں کی اور وہ میرے گھر میں رہ رہی ہے۔ شریعت کیا کہتی ہے کہ طلاق ہو چکی ہے یا وہ میری بیوی ہے۔ میں نے دونوں الفاظ یعنی استعفیٰ اور طلاق ایک ہی وقت اور ایک دن ادا کیے تھے۔ غلام رسول ولد زمردی قانی، ساکن شہداد پور ضلع سانگھڑ

۷۸۶ الجواب: عوام الناس میں "استعفیٰ" کا لفظ بطور طلاق مستعمل ہے لہٰذا عورت کے مطالبۂ طلاق پر شوہر کا اس سے یہ کہنا کہ "جا تجھے استعفیٰ دیا" کے معنیٰ" طلاق" ہے۔ اور اس لفظ سے طلاق بائن واقع ہوگئی۔ اس کے بعد صریح لفظوں میں جو طلاق دی وہ بھی اسے لاحق ہوگئی شوہر جداگانہ طلاق بائن کے بعد بھی صریح لفظ سے دوسری طلاق واقع کر سکتا ہے۔ اس بناء پر مسمات علیمن پر ایک طلاق بائن اور ایک طلاق رجعی واقع ہوئی (ردالمحتار) اور اب اگر غلام رسول مسمات مذکورہ کو اپنے نکاح

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں رکھنا چاہتا ہے، تو اس سے دوبارہ نکاح کر کے اپنے ساتھ رکھ سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ ذی قعدہ ۱۳۸۵ھ

بیوی کے مطالبے پر ایک ساتھ تین طلاقیں دیں تو تین ہی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ

۱۔ مسمی شفیق یار خان کی بیوی نے طلاق مانگی اور کچھ سخت الفاظ استعمال کئے لہٰذا شفیق یار خان نے مشتعل ہو کر اپنی بیوی کو تین مرتبہ طلاقیں دے دیں اور وہ اپنی والدہ کے ہمراہ اپنے والدین کے مکان پر چلی گئی کیا طلاق ہو گئی یا نہیں؟

۲۔ اس واقعہ کے ایک ماہ بعد شفیق یار خان کراچی سے کوئی فتویٰ لائے کہ ایک مجلس میں تین مرتبہ طلاقیں دینے سے طلاق نہیں ہوتی اور اپنی بیوی کے ساتھ اس کے والدین کے یہاں رہنا شروع کر دیا۔ کیا یہ درست ہے؟

۳۔ اگر طلاق ہو گئی تو مطلقہ بیوی کو اپنے ساتھ رکھنے پر، اس سے سلام وکلام، ملنا، جلنا اور اس کے ساتھ کھانا، پینا درست ہے یا اس سے ان تعلقات پر کوئی گناہ تو نہیں؟

۴۔ اگر ان سے سلام وکلام درست نہیں اور چند عزیز ان سے ملتے ہیں تو کیا ان سے ملنا اور سلام وکلام درست ہے یا نہیں؟ براہ کرم ان کے جوابات قرآن واحادیث کا حوالہ دیتے ہوئے تحریر فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

السائل فضل الرحمٰن خان، پختہ قلعہ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: شوہر نے اپنی منکوحہ موطوءۃ کو ایک ہی مجلس میں اگر تین طلاقیں دے دیں خواہ تین بار الفاظ کہے ہوں یا یوں کہدیا کہ تجھے تین طلاقیں تو تین ہی طلاقیں واقع ہوں گی اور عورت فوری طور پر اس کے نکاح سے خارج وحرام ہو جائے گی اور بغیر حلالہ شوہر اوّل کے لئے حلال نہ ہوگی۔ مسئلہ مذکورہ فقہ حنفی کی معتبر ومستند کتب فتاویٰ مثلاً درمختار و عالمگیری وغیرہ میں صراحتہً مذکور ہے کوئی حنفی مفتی اس حرام کو حلال، فاسد کو صحیح، اور ناجائز کو جائز قرار نہیں دے سکتا۔ شفیق یار خان اور اس کی بیوی پر لازم ہے کہ فوراً ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں اور اللہ عزوجل کے غضب سے ڈر کر، اپنے اس گناہ کبیرہ سے توبہ کریں اگر یہ دونوں اس حکم الٰہی پر گردن رکھیں فبہا، اور اگر نہ مانیں اور اس حالت پر رہیں تو ایمان والے مرد اور ایمان والی بیبیاں انہیں یک لخت چھوڑ دیں نہ اپنے پاس بیٹھنے دیں اور نہ خود ان کے پاس بیٹھیں۔

قال اللہ تعالیٰ وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۶۸﴾ (انعام) اگر تم شیطان کے بھلانے میں آجاؤ تو یاد آنے پر ظالموں کے ساتھ مت بیٹھو۔ اور احادیث کریمہ میں وارد ہے کہ من رأی منکم منکرا فلیغیرہ بیدہٖ (الحدیث) تم سے جو شخص بھی کوئی برائی ہوتی دیکھے تو اسے چاہئے کہ اپنے ہاتھ سے اسے مٹادے اور اس کی قوت نہ ہو تو اپنی زبان سے اس کی برائی ظاہر کر دے اور یہ بھی نہ کر سکے تو دل سے اسے براجانے اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ ذی قعد ۱۳۸۵ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عورت عدّت کیسے گزارے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ عورت کو طلاق مغلظہ دے دینے کے بعد کتنے دن عدت لازم ہے؟

۲۔ مدت عدت میں کیا کیا باتیں ممنوعات سے ہیں؟

۳۔ کیا محلہ میں رات میں یا دن میں جاسکتی ہے یا نہیں؟

۴۔ کچھ مدت گزارنے کے بعد اور اگر کوئی مجبوری درپیش آجائے تو دوسری جگہ تبدیلی کرسکتی ہے یا نہیں۔ اس تبدیلی میں عدت دوبارہ تو شروع نہیں ہوجائے گی؟ کمال الدین، نعل بندگلی، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** طلاق بائنہ ہو یا مغلظہ یا رجعی اور عورت کو حیض آتا ہے تو عدّت پورے تین حیض ہے۔ **قال اللہ تعالیٰ** وَالْمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ (بقرہ:228)۔

۲۔ زینت کا ترک کرنا یعنی عورت ہر قسم کے زیور اور ہر قسم اور ہر رنگ کے ریشم کے کپڑے نہ پہنے اور خوشبو استعمال نہ کرے اور نہ تیل کا استعمال کرے اگرچہ خوشبودار نہ ہو اور کنگھا کرنا سرمہ لگانا مہندی لگانا اور زعفرانی یا کسمی، یا گیروی رنگا ہوا یونہی اور طرح کے رنگ کا استعمال منع ہے اور ان سب کا ترک واجب۔ (بہار شریعت بحوالہ درمختار و عالمگیری)

۳۔ یونہی ان عورتوں کو گھر سے نکلنے کی اجازت نہیں نہ دن میں نہ رات میں۔ (بہار شریعت بحوالہ عالمگیری وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ پہلے وہ مجبوری بیان کی جائے تو حکم شرعی دیا جائے۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ رجب المرجب ۱۳۸۶ھ

اگر نفقہ نہ مانگا تو عدّت کے بعد نفقہ ساقط ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ مسمی دلیر نے طلاق زبانی تین چار آدمیوں کے روبرو دی۔ جب عورت اپنے باپ کے گھر تھی مسمات اختری کو طلاق دی یہ طلاق ہوئی یا نہیں؟

۲۔ طلاق کے بعد نہ عورت کو بلایا اور نہ کوئی نفقہ دیا اور نہ ہم بستری ہوئی ہے؟

۳۔ اب اس وقت چھ ماہ طلاق دئے ہوئے ہوچکے ہیں عدت کی مدت ہوچکی ہے یا نہیں؟

۴۔ اب مسمات عقد ثانی شرعاً کرسکتی ہے یا نہیں؟

۵۔ طلاق دینے والا شوہر اب اس عورت پر کوئی حق شرعی رکھتا ہے یا نہیں؟

۶۔ عورت مہر لینے کی حقدار ہے یا نہیں؟ گواہوں کے نام یہ ہیں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۱۔ حافظ محمد اسحاق، امام مسجد رضا، ۲۔ محمد یٰسین، ۳۔ محمد حنیف

فقط مسکین شاہ، ساکن لطیف آباد نمبر ۵، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: طلاق میں تحریر شرط نہیں لہٰذا جبکہ شوہر نے زبانی طلاق دی تو ضرور واقع ہوگی جب کہ عورت اس کی محل اور شوہر طلاق کا اہل ہے۔ عورت خواہ شوہر کے یہاں ہو یا اپنے والدین کے مکان پر۔ طلاق دی جائے گی تو واقع ہو جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ اگر عورت کو حمل نہ ہو اور حیض آتا ہے تو عدت پورے تین حیض ہے اور حیض نہیں آتا تو عدت تین مہینے ہے اور حاملہ عورت کی عدت وضع حمل ہے۔ بہر حال اگر عدت کے نفقہ کا نہ دعویٰ کیا اور نہ قاضی نے مقرر کیا تو عدت گزارنے کے بعد نفقہ ساقط ہو گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ عدت گزرنے کے بعد عورت شرعاً نکاح ثانی کر سکتی ہے سابق شوہر کو اس پر کوئی حق نہیں اور مہر کی رقم شوہر پر قرض و لازم ہے جس کا ادا کرنا اس پر لازم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ محرم الحرام ۱۳۸۶ھ

نقل کنندہ (حافظ احمد میاں قادری برکاتی)

http://t.me/tehqiqat

مجمع کہے کہ ساس کو طلاق دی اور ایک کہے کہ بیوی کو دی تو کونسا قول معتبر ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک شخص اپنی ساس کا مقروض تھا ساس نے دوکان پر ادائیگی رقم کا تقاضہ کیا اور آپے سے باہر ہوگئی اور بد کلامی، فحش، زبان درازی، بے بنیاد الزامات سے داماد کو نوازا۔ اسی دوران ایک جم غفیر ہجوم ہو جاتا ہے اور داماد ساس کی بد کلامی، فحش، زبان درازی، بے بنیاد الزامات دوکانداری مارکٹنگ کا چوراہا جم غفیر ہجوم سے وہ شخص سخت متاثر ہوتا ہے اور اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھتا ہے اور بے ساختہ غیر ارادی طور پر اپنی ساس سے کہتا ہے کہ تنّے طلاق! طلاق! طلاق! طلاق! طلاق! منہ سے نکلتا رہتا ہے برادری والے کہتے ہیں کہ اس نے بیوی کو طلاق دی ہے کیسی طلاق؟ کونسی طلاق؟ جبکہ بیوی موقع پر موجود نہیں تھی اور نہ ہی سائل مذکور کی ایسی کوئی نیت تھی اور نہ ہی گھر میں ایسا کوئی مشورہ تھا اور نہ ہی کسی قسم کا کوئی اختلاف تھا جبکہ بیوی حاملہ ہے۔ (لفظ تنّے) ایک بار استعمال کیا ہے اور سائل مذکور کو ہوش نہیں کہ یہ لفظ کس کے لئے استعمال کیا ہے کیوں کہ بیوی وہاں موجود نہ تھی اور سائل نے بدن کے کسی بھی عضو سے کسی قسم کا کوئی اشارہ تک نہیں کیا نہ ہی گھر کی طرف۔ علماء دین فتویٰ دیں نیز دوسری صورت میں راستہ بتلائیں کہ صرف ایک شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ شوہر نے تنّے بیٹی کو طلاق! طلاق! طلاق! طلاق! طلاق! طلاق! کہا اور باقی لوگ جو وہاں رش میں موجود تھے وہ کہتے ہیں کہ تجھ کو طلاق! طلاق! طلاق! طلاق! طلاق! کہا۔ السائل، نظام الدین، ٹنڈو آدم

۷۸۶ الجواب: یہاں جبکہ موقع پر ایک کثیر مجمع تھا وہ سب یہ ہی الفاظ شوہر کے بیان کرتے ہیں کہ شوہر نے اپنی خوشدامن

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے یہ کہا کہ تجھے طلاق الخ تو یہ طلاق منکوحہ پر واقع نہ ہوئی اور تنہا ایک شخص کا یہ کہنا کہ شوہر نے اسے طلاق کہا شرعاً مقبول نہیں کہ اکثریت اس کے خلاف گواہی دیتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ محرم الحرام ۱۳۸۶ھ

طلاق طلاق کہا نام نہیں لیا تو؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص ساس کا مقروض تھا۔ ساس نے دوکان پر آکر ادائیگی رقم کا تقاضہ کیا اور آپے سے باہر ہوگئی بدکلامی فحش، زبان درازی، بے بنیاد الزامات، سے پیش آئی اور کہا کہ ابھی ابھی میری رقم ادا کر دو ورنہ دوسری صورت میں میری لڑکی کو روانہ کر دو۔ اس دوران ایک جم غفیر ہو جاتا ہے اور داماد ساس کی بدکلامی، فحش، زبان درازی، بے بنیاد الزامات، دوکانداری مارکٹنگ کا چوراہا، جم غفیر ہجوم کو دیکھ کر شخص سخت متاثر ہوتا ہے اور اپنے ہوش وحواس کھو بیٹھتا ہے اور بے ساختہ غیر ارادری طور پر اپنی ساس پر لفظ نکالتا ہے۔ تتنے طلاق! طلاق! طلاق! طلاق! طلاق! منہ سے نکلتا ہے کس کو طلاق۔ کیسی طلاق۔ مگر برادری والے کہتے ہیں کہ اس نے بیوی کو طلاق دی ہے جب کہ بیوی موقع پر موجود نہیں تھی اور نہ ہی ایسی کوئی نیت تھی نہ ہی ایسا کوئی گھر میں مشورہ تھا اور اب نہ ہی اس کو بیوی تسلیم کرتی ہے اور نہ ہی اس کے والدین تسلیم کرتے ہیں اور میاں بیوی دونوں ساتھ رہنا چاہتے ہیں اور کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ علماء دین فتویٰ دیں نیز دوسری صورت میں راستہ بتلائیں؟ فقط السائل، محمد ابراہیم، پان فروش ٹنڈو آدم

الجواب: ۷۸۶ طلاق میں اضافت ضروری ہے بغیر اضافت طلاق واقع نہ ہوگی خواہ حاضر کے صیغہ سے بیان کریں مثلاً منکوحہ سے کہے کہ تجھے طلاق ہے یا اشارہ کے ساتھ اسے یا نام لے کر کہے کہ فلانی کو طلاق ہے۔ (درمختار) صورت مسئولہ میں بتقدیر صدق سائل جبکہ شوہر نے یہ الفاظ کہ تجھے طلاق الخ اپنی منکوحہ کے، جو وہاں موجود بھی نہیں، متعلق لفظ صراحۃً درکنار اشارۃً بھی نہ کہا تو ظاہر ہے کہ وہ طلاق واقع نہ ہوئی وہ دونوں ہنوز رشتہ نکاح میں منسلک ہیں۔ بیوی یا بیوی کے والدین کا طلاق تسلیم نہ کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ بہر حال وہ دونوں میاں بیوی ہیں اور ان کا نکاح قائم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ محرم الحرام ۱۳۸۶ھ

طلاق وقت تحریر سے شمار ہوگی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ طلاق نامہ بذریعہ رجسٹری پہنچایا گیا تو عدت رجسٹری وصول ہونے سے سمجھی جائے۔ یا جس تاریخ کو طلاق نامہ لکھا گیا اس روز سے حساب کیا جائے گا؟

۲۔ عدت تین مہینے ہوتی ہے یا تین مہینے اور دس دن ہوتے ہیں؟ فقط والسلام احقر کمال الدین، نعل بند گلی، حیدر آباد

الجواب: ۷۸۶ طلاق نامہ جبکہ بذریعہ رجسٹری پہنچایا گیا تو یہ طلاق اسی تاریخ کو پڑے گی جس تاریخ کو طلاق نامہ لکھا گیا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اوراسی تاریخ سے عدّت شمار ہوگی۔ (بہار شریعت بحوالہ عالمگیری) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ عورت سے اگر خلوت صحیحہ ہو چکی ہے اور وہ عورت حاملہ بھی نہیں تو عدّت پورے تین حیض ہے تیسرا حیض ختم ہوتے ہی عدّت بھی ختم ہو جائے گی (بہار شریعت بحوالہ درمختار وغیرہ) اسمیں مہینوں یا دنوں کا اعتبار نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ شوال المکرم ۱۳۸۶ھ

رجوع کب تک ہوسکتا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید نے جھگڑے میں اپنی بیوی سے کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی! میں نے تجھے طلاق دی! دوبارہ نکاح کی ضرورت ہے یا کہ نہیں۔ اور پھر اگر خدانخواستہ کسی وقت بھی ایک طلاق دے دے تو پھر طلاق کا کیا حکم ہوگا؟ فقط السائل، شیخ محمد عالم، خواجہ چوک، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: اگر واقعہ یہی ہے کہ زید نے اپنی منکوحہ سے صرف دو بار مذکورہ بالا الفاظ کہے تو یہ دونوں طلاقیں رجعی ہوئیں اور طلاق رجعی میں نکاح جدید کی ضرورت نہیں صرف رجعت کافی ہے۔ رجعت الفاظ کے ساتھ ہو اور رجعت پر دو عادل شخصوں کو گواہ کرلیں کہ یہ مسنون طریقہ ہے آئندہ اگر زید نے ایک طلاق بھی دی تو عورت فوراً نکاح سے نکل جائے گی اور پھر بغیر حلالہ کے حلال نہ ہوگی۔ قال اللہ تعالیٰ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِیْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا (بقرہ:228) مطلقات رجعیہ کے شوہروں کو عدّت میں واپس کرلینے کا حق ہے اگر اصلاح مقصود ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ شعبان المعظم ۱۳۸۶ھ

سنّی عورت ہرگز اپنے مذہب کے خلاف کسی اور کے فتوے پر عمل نہیں کرسکتی

سوال: میں نے اپنی بیوی کو دو بالغ گواہوں کے سامنے غصہ کی حالت میں تین بار طلاق دی۔ گھریلو جھگڑوں کی وجہ سے میری بیوی نے غصّے کی حالت میں مجھ سے طلاق مانگی تھی۔ میں شیعہ فرقہ سے تعلق رکھتا ہوں اور میری بیوی سنّی ہے۔ شیعہ علماء اس طلاق کو جائز نہیں کہتے ہیں کیا مجھ کو شیعہ فتوے کے مطابق عمل کرنا چاہئے یا کہ نہیں؟ اور کیا میری بیوی بھی اس پر عمل کرسکتی ہے؟ فقط السائل

۷۸۶ الجواب: جبکہ تین طلاقیں دی گئی ہیں تو تین ہی طلاقیں شمار ہوں گی۔ قرآن کریم کا صاف صریح الفاظ میں فرمان ہے فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗ یعنی اگر دو طلاقوں کے بعد تیسری طلاق دے دی (خواہ ایک کے بعد دوسری پھر تیسری ہو یا تینوں ساتھ ہوں) تو اس کے بعد وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے۔ سنّی عورت ہرگز اپنے مذہب کے خلاف کسی فتوے پر عمل نہیں کرسکتی اگر یہ نکاح ہوا تو شوہر و بیوی دونوں زانی و زانیہ شمار کئے جائیں گے اور اسے جائز سمجھ کر نکاح میں شرکت کرنے والے زنا کے دلال قرار پائیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ شعبان المعظم ۱۳۸۶ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تین طلاق کے بعد بغیر حلالہ روکنا، گناہ کبیرہ اور صحبت زنا ہے

سوال: علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ کے متعلق کیا فرماتے ہیں کہ: زید اور اس کی بیوی کے درمیان بوجۂ جھگڑا، اس کی بیوی نے طلاق مانگی ہے تو زید نے بیوی کو کہا کہ اگر تو اس وقت نکل جاتی ہے تو تجھ کو تین طلاق ہے یہ کہہ کر زید گھر سے فوراً نکل گیا باقی بیوی کی حالت زید کو معلوم نہیں تھی اس کے تقریباً ایک گھنٹے کے بعد بیوی گھر سے نکل گئی ہے ایک آدمی نے پکڑ کر عورت کو گھر کے اندر کر دیا اور جس وقت عورت گھر سے نکلی تھی اس وقت عورت کے ہاتھ میں کپڑا وغیرہ بھی تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت جانے کے لئے نکلی تھی اور دوسرے آدمی نے پکڑ کر گھر کے اندر کر دیا اور تیسرا آدمی کہتا ہے کہ زید نے اپنی بیوی کو کہا کہ اگر تو اس وقت گھر سے جاتی ہے تو تجھے تین طلاق ہے اور باقی تیسرے آدمی کو کچھ معلوم نہیں اور عورت حاملہ بھی ہے اور رات کو یہ معاملہ ہوا ہے صبح زید نے ایک آدمی کو کہا ہے کہ میں نے اپنی بیوی کو آزاد کر دیا۔ اس کے بعد مغرب کے وقت زید نے اس چوتھے آدمی کو پھر کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیا ہے اس بات پر شریعت کا کیا حکم ہے؟ برائے مہربانی کتاب کا حوالہ دے کر تسلی فرمائیں؟ السائل۔ نور محمد، بنگالی کالونی لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: اگر بیان مذکور صحیح ہے تو صورت مذکورہ میں عورت پر تین طلاقیں پڑ گئیں اور عورت اس مرد پر حرام ہو گئی اب تاوقتیکہ حلالہ نہ ہو جائے شخص مذکور اس سے نکاح بھی نہیں کر سکتا اگر اس نے عورت کو روک لیا یا عورت اس کے کہنے پر رک گئی تو دونوں گناہگار ہوئے اور اگر صحبت واقع ہوگی تو یہ محض زنا ہوگا اور مرد و عورت دونوں زانی وزانیہ شمار کئے جائیں گے۔ قال اللہ تعالیٰ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ یعنی اگر شوہر نے تیسری طلاق دے دی تو اب عورت اس کے لئے حلال نہیں جب تک وہ عورت کسی اور سے نکاح نہ کرے۔ فتاویٰ خیریہ میں ہے کہ اگر عورت کو طلاق نہیں دی ہے مگر لوگوں سے کہتا ہے کہ میں طلاق دے آیا تو قضاءً ہو جائے گی۔ (بہار شریعت) یہاں یہی صورت ہے۔ اور اگر بیان مذکور غلط ہے تو چونکہ شرط نہ پائی گئی لہٰذا طلاق واقع نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ شعبان المعظم ۱۳۸۶ھ

منکوحہ غیر کا دوسرے کے ساتھ رہنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک عورت جس کا نام افسری ہے وہ بغیر طلاق کے ایک غیر مرد کے ساتھ جس کا نام عبدالکریم ہے۔ افسری کے والدین کے گھر پر، عبدالکریم وافسری شوہر اور بیوی کی حیثیت سے رہتے ہیں جبکہ افسری نے اپنے شوہر سے طلاق نہیں لی ہے اور نہ ہی عبدالکریم سے نکاح کیا۔ کچھ لوگوں نے افسری اور اس کے والدین کو سمجھایا کہ افسری کا اس طریقے سے رہنا شریعت میں حرام ہے لیکن افسری اور اس کے والدین اس معاملہ میں لاپرواہی برتتے ہیں۔ اب اسلامی شریعت میں دوسرے رشتہ داروں پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ آیا افسری اور اس کے والدین کو برادری سے علیحدہ کریں؟ فقط ایک سائل

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب:** اگر یہ واقعی صحیح ہے کہ مسمات افسری کے شوہر نے اسے طلاق نہیں دی تو بغیر طلاق لئے اس کا عبدالکریم کے ساتھ شوہر و بیوی کی حیثیت سے، افسری کے والدین کے ساتھ رہنا، حرام حرام سخت حرام ہے۔ افسری اور عبدالکریم پر فرض ہے کہ فوراً ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جائیں اور افسری کے والدین پر فرض ہے کہ فوراً عبدالکریم کو اپنے گھر سے باہر نکال دیں اور اللہ تعالیٰ کے غضب سے ڈر کر اپنے ان کبیرہ گناہوں سے توبہ کریں اگر یہ لوگ اس حکم پر عمل کریں تو خیر اور اگر نہ مانیں اور اسی حالت پر رہیں یا بغیر طلاق لئے آپس میں نکاح کرلیں تو برادری والے انہیں یک لخت چھوڑ دیں نہ اپنے پاس بیٹھنے دیں اور نہ ان کے پاس بیٹھیں ورنہ یہ لوگ بھی گناہگار ہوں گے۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۸﴾ (انعام)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ ذی الحجہ ۱۳۸۶ھ

مجمع عام میں دی گئی طلاق سے انکار، شرعی حیثیت نہیں رکھتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: سید محمد علی نے اپنی اہلیہ کو جلسہ عام میں کہ جس میں قریباً ۲۵ تا ۳۰ افراد اہل محلہ و نیز والد اور برادران مسمات مذکورہ اہلیہ سید محمد علی موجود تھے تحریری تین طلاقیں دی، چونکہ اب قوانین عائلی کے تحت نقل طلاق نامہ سے اہلیہ کو مطلع کرنا ضروری ہے بدیں وجہ شوہر طلاق و تحریر سے انکار کرتا ہے، تاریخ طلاق مورخہ ۱۵ مارچ ۱۹۶۷ء صورت متذکرہ بالا میں کیا طلاق ہوئی؟ اگر حوالۂ کتب سے ہو تو زیادہ بہتر ہے۔

فقط السائل، منشی ولد گلاب، ساکن لیاقت اشرف کالونی

نزد برما شیل پیٹرول ڈپو پمپ حیدرآباد، ذریعہ سید میاں، ۷ ۱۲ ۱۹۶۷ء

http://t.me/tehqiqat

۷۸۶ **الجواب:** سید محمد علی نے جبکہ اپنی منکوحہ کو مجمع عام میں تین طلاقیں دے دیں تو وہ تینوں طلاقیں اس پر واقع ہو گئیں اور یہ عورت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس پر حرام ہو گئی اب تاوقتیکہ حلالہ نہ ہو جائے اس سے نکاح بھی نہیں کر سکتا اور جبکہ یہ طلاقیں مجمع عام میں دی ہیں تو اس کا انکار بھی کوئی شرعی حیثیت نہیں رکھتا خواہ وہ تحریر دے یا نہ دے عورت اس کے نکاح سے خارج ہو چکی قال اللہ تعالیٰ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ (الآیہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۸۷ھ

وعدۂ طلاق، طلاق نہیں

سوال: کیا فرماتے علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ

زید اور اس کی بیوی کے درمیان کچھ تنازع ہو گیا، اس بات پر کہ زید کا لڑکا خالد، اپنے ماموں اور چچا کے گھوڑوں کو پانی پلاتا تھا مگر ایک دفعہ چچا نے خالد کو مارا تو بیوی نے زید کو کہا کہ خالد کو اس کے چچا نے بلاوجہ مارا ہے حالانکہ وہ اس کی خدمت کرتا ہے اور گھوڑوں کو پانی پلاتا ہے تو زید نے کہا کہ کوئی بات نہیں بڑا ہے کسی وجہ سے مارا ہوگا، بیوی نے کہا کہ بلاوجہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کو مارا ہے اس پر زید نے کہا کہ اگر آئندہ کبھی خالد نے اپنا ماموں کے گھوڑے کو پانی پلایا تو تجھے میں طلاق دوں گا، از روئے شریعت بیان فرمائیں کہ زید کی بیوی کو اس صورت میں طلاق ہوگئی یا نہیں۔ اگر طلاق ہوگئی تو کونسی طلاق رجعی۔ طلاق بائن۔ یا طلاق مغلظہ؟ فقط السائل، عرض دار۔ فقیر محمد پٹھان، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب شوہر کا کہنا ہے کہ میں تجھے طلاق دے دوں گا تو یہ طلاق نہیں بلکہ وعدۂ طلاق ہے لہٰذا زید کی عورت ہنوز اس کے نکاح میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ شعبان المعظم ۱۳۸۷ھ

طلاق صریح، رجعی، یا بائن کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنی بیوی سے ایک دفعہ یہ کلمات کہے ہیں کہ تجھے طلاق ہے طلاق طلاق پچھلے دو طلاقوں سے، زید کہتا ہے پچھلے سے طلاق کی تاکید مراد ہے تو اس صورت میں کیا زید اپنی بیوی سے رجوع کرسکتا ہے یا نہیں؟

العبد عبدالرحمٰن ولد عبداللہ، یونٹ نمبر ۲ لطیف آباد، حیدرآباد، بتاریخ ۳ مارچ ۱۹۶۸ء

الجواب: زید نے اپنی منکوحہ مدخولہ کو طلاق دیتے وقت جو الفاظ استعمال کئے ہیں وہ طلاق میں صریح ہے اور عدد میں بھی صریح لہٰذا زید کی نیت معتبر نہ ہوگی عورت پر تین طلاقیں پڑگئیں، درمختار میں ہے کرر لفظ الطلاق وقع الکل وان نوی التاکید دُیِّنَ ای وَوَقع الکل قضاء (شامی صفحہ ۲۹۶۔۲۹۷ ج ۹ طبع جدید دار الثقافۃ والتراث دمشق۔ سوریہ وصفحہ ۶۳۲ ج ۲ طبع قدیم) یعنی مدخولہ کو کہے کہ تجھے طلاق تجھے طلاق تو دو طلاقوں کا حکم دیا جائے گا اگرچہ کہتا ہو کہ دوسرے لفظ سے تاکید کی نیت تھی طلاق دینا مقصود نہ تھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ ذی القعدہ ۱۳۸۷ھ

طلاق میں نسبت یا اضافت ضروری ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید کو اپنی زوجہ کو طلاق دیتے وقت اس کا نام لینا، یا مخاطب کرنا، یا زوجہ کا سامنے ہونا ضروری ہے یا نہیں؟ مندرجہ بالا صورتیں ہوں تو طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ فقط ایک سائل

۷۸۶ **الجواب:** طلاق میں اضافت یعنی نسبت ہونا ضروری ہے بغیر اضافت طلاق واقع نہیں ہوگی خواہ حاضر کے صیغے سے بیان کرے مثلاً تجھے طلاق ہے یا اشارہ سے، مثلاً اُسے یا اِسے یا نام لے کر کہے کہ فلانی کو طلاق ہے۔ (درمختار) لہٰذا جب طلاق دینے والے نے طلاق دیتے وقت نہ بیوی کا نام لیا نہ اسے مخاطب کیا اور نہ اس کی طرف اشارہ کیا تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۷ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رجعت کا صحیح طریقہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنی زوجہ کو ایک طلاق رجعی دی کتنے عرصے کے اندر زید اپنی زوجہ سے رجوع کرسکتا ہے۔ اور شرعی عرصہ گزر جانے کے بعد زید کو اپنی زوجہ سے رجوع کرنے کی شرعی صورت کیا ہے؟

فقط ایک سائل

۷۸۶ الجواب: جس عورت کو طلاق رجعی دی گئی ہے جب تک وہ اس طلاق کی عدت میں ہے شوہر کو رجعت کا حق حاصل ہے اور عدت کی مدت گزر جائے تو اس عورت سے نکاح جدید کرسکتا ہے یہاں حلالہ کی ضرورت نہیں۔ (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ رجعت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کسی لفظ سے رجعت کرے مثلاً یہ کہے کہ میں نے تجھ سے رجعت کی یا تجھ کو واپس لیا اور رجعت پر دو عادل شخصوں کو گواہ کرلے اور عورت وہاں موجود نہ ہو تو عورت کو اس کی خبر بھی کردے اور ایام عدت گزرنے کے بعد نکاح کرلینا بھی رجعت ہے۔ (درمختار) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۷ھ

طلاق نامہ دوسرے سے لکھوایا

سوال: علماء راشدین اس مسئلہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ

۱۔ مسمی محمد علی اور مسمات بانو بیگم جو کہ محمد علی کی منکوحہ بیوی ہے، باہمی تعلقات میں انتہائی عرصے سے انتہائی کشیدگی چلی آرہی تھی اور مقدمہ بازی ہورہی تھی، چند معزز اشخاص نے پس پشت مصالحت کرانے کی پیشکش کی اور اقرارنامہ کی غرض سے اسٹامپ منگائی گئی اور تحریر لی گئی، جس وقت تحریر پڑھ کر ہر دو فریق کو سنائی گئی اور جب لفظ طلاق سنا تو ہر فریق انتہائی زیادہ روئے، روتے روتے ہر دو فریق کو سکتے کا عالم ہوگیا اور کسی فریق کو ہوش مطلق نہ رہا، اس موقع سے بانو کی بھاوج نے فائدہ اٹھاتے ہوئے مسمات کا انگوٹھا الٹے ہاتھ کا جبراً لگوادیا اور محمد علی ہوش میں آنے پر قطعی فرار ہوگیا اور کاغذ نامکمل رہ گئے، آج تک محمد علی کسی قیمت پر بھی اپنا گھر تباہ کرنے پر رضامند نہیں ہے، کیا مبالغہ آمیز دستاویز پر بغیر دستخط کئے اور بغیر زبان سے اظہار کئے ہوئے طلاق متصور ہوگی یا کہ نہیں؟

۲۔ یہ جن جن اشخاص نے حمایت طلاق کی اور فرضی انگوٹھا لگوایا گیا، کیا ان کے واسطے بھی احکام محمدی سے کوئی کفارہ عائد ہوتا ہے اور سامعین جو کہ اس میں شریک ہیں۔ ان کے واسطے شرع شریف کیا اجازت دیتی ہے؟

خداداد خان، مورخہ ۱۵ مئی ۱۹۶۷ء

۷۸۶ الجواب: شوہر نے اسٹامپ اگر خود منگوایا یا اس کے حکم یا رضا سے اسٹامپ لایا گیا اور اس کی رضامندی سے طلاق نامہ لکھا گیا یعنی شوہر کے کسی قول یا فعل سے ثابت ہو کہ وہ اپنی منکوحہ کو طلاق دینا چاہتا ہے اور اس کی رضا یا حکم سے طلاق نامہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لکھا گیا تو طلاق نامہ پر جتنی طلاقیں لکھی گئیں وہ عورت پر واقع ہوگئیں، اب اس تحریر پر اس کے دستخط ہونا کچھ ضروری نہیں اور اگر لوگوں نے یہ طلاق نامہ اپنی مرضی سے لکھا اور شوہر کے علم میں یہ بات نہیں ہے کہ اسٹامپ میں کیا لکھا جا رہا ہے اور تحریر ین کروہ بدحواس ہوگیا اور دستخط نہ کئے تو طلاق واقع نہ ہوگی، بہر دوصورت عورت کے انگوٹھا لگانے یا نہ لگانے سے اس پر کوئی اثر نہ پڑے گا، واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو کسی عورت کو اس کے شوہر سے بگاڑ دے وہ ہمارے گروہ سے نہیں (ابوداؤد وغیرہ) جب کسی کی عورت کو شوہر سے بگاڑ دینے پر یہ حکم ہے تو معاذ اللہ عورت کو شوہر سے توڑ دینا کیسا اشد یا اخبث ظلم ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ صفر المظفر ۱۳۸۷ھ

بغیر حلالہ کے ساتھ رکھنا یا ساتھ رہنے دینے کا حکم

سوال: جناب مفتی صاحب، السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دے دیں تو کیا طلاق ہوگئی؟

۲۔ طلاق دینے کے بعد کچھ روز دونوں شوہر و بیوی علیحدہ بھی رہے بعد میں انہوں نے کسی اہلحدیث سے فتویٰ لیا کہ طلاق جب تک علیحدہ علیحدہ وقت میں تین مرتبہ نہ دی جائے نہیں ہوں گی لہٰذا طلاق نہیں ہوئی۔

۳۔ اس شخص کو بہت سمجھایا کہ طلاق ہوگئی ہے تم دونوں علیحدہ علیحدہ ہو جاؤ لیکن وہ اس سے باز نہیں آئے لہٰذا ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟

۴۔ کیا طلاق دینے والے سے تعلقات رکھنے پر جبکہ دوسرے لوگوں کو یہ بھی معلوم ہو کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے تو کیا دوسرے لوگوں کے نکاح پر اثر پڑتا ہے؟

۵۔ دوسرے یہ کہ طلاق دینے والے سے جو لوگ تعلقات رکھتے ہیں اور ان لوگوں سے جو لوگ تعلقات رکھتے ہیں ان کے نکاح پر بھی کوئی اثر پڑتا ہے۔ کیا نکاح فاسد ہو جاتا ہے؟

۶۔ طلاق دہندہ یہ خواہش کرتا ہے کہ میں اپنے چھوٹے بھائی کے ساتھ شراکت میں کاروبار کروں تب تک متعلقہ بیوی اس کے پاس موجود ہے اور کاروبار چھوٹا بھائی کرے گا اور شرائط کے مطابق اس کو نفع دیدیا کرے گا۔ کیا ایسا کاروبار جائز ہے اور کیا کاروبار کیا جا سکتا ہے؟ ان سوالات کا جواب بحوالہ قرآن و حدیث سے تحریر فرمائیں۔ رشید خان، پختہ قلعہ، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** (۱ تا ۳) شوہر نے جب تین طلاقیں دے دیں تو وہ تین طلاقیں شمار کی جائیں گی عورت نکاح سے فوراً نکل گئی اور تاوقتیکہ حلالہ نہ ہو جائے شوہر کو اس سے دوبارہ نکاح کی اجازت بھی نہیں بلا نکاح گھر میں ڈالنا تو اور بھی شدید بلکہ اعلانیہ بدکاری و زنا ہے، مرد پر فرض ہے کہ عورت کو اپنے پاس سے جدا کرے اور گھر سے نکال دے اور عورت پر فرض ہے کہ اس

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے جدا ہو جائے اور عدت گزر چکی ہے تو اس کے گھر سے نکل جائے اگر یہ دونوں اس حکم پر عمل نہ کریں مسلمان انہیں اپنی صحبت سے نکال دیں اور ان کے پاس اٹھنا بیٹھنا ترک کر دیں، قال اللہ تعالیٰ وَ اِمَّا یُنۡسِیَنَّکَ الشَّیۡطٰنُ فَلَا تَقۡعُدۡ بَعۡدَ الذِّکۡرٰی مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۶۸﴾ (انعام) یعنی اگر شیطان بھلا دے تو یاد آنے پر ہرگز ظالموں کے ساتھ مت بیٹھو یعنی ان سے قطع تعلق کر لو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے وَلَا تَرۡکَنُوۡۤا اِلَی الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا فَتَمَسَّکُمُ النَّارُ (ہود: 113) ظالموں کی طرف میل نہ کرو کہ تمہیں آگ چھوئے گی۔ ظاہر ہے کہ ایسے ظالموں سے تعلقات رکھنے والے سخت ظالم اور شدید مجرم ہیں جبکہ ان کے شوہر کے اس فعل کو حرام جانتے ہوئے ان سے میل ملاپ رکھتے اور اگر ان دونوں کے اس فعل کو شرعاً برا نہیں جانتے ہیں بلکہ حق وصواب سمجھتے ہیں تو نکاح تو نکاح، ان کے ایمان کی بھی خیر نہیں اور یہ سلسلہ جتنا پھیلتا جائے گا اسی تفصیل سے ان پر حکم شرعی عائد ہوتا رہے گا یعنی ان پر از سر نو نکاح کرنا اور کلمہ پڑھنا لازم ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

جب ایسے بیباکوں اور ناخدا ترسوں سے ترک تعلق کا حکم ہے تو ان سے کاروباری شراکت بھی ناجائز ہے اور پر قرآن کریم کا حکم گزر چکا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

زبردستی طلاق کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید کی بیوی نے زید کے خلاف فسخ نکاح کا دعویٰ عدالت میں اس بنیاد پر دائر کیا کہ زید کا دماغی توازن درست نہیں تھا زید اپنی بیوی کو زدوکوب کرتا ہے، اس دعویٰ کے جواب میں زید نے جوابی دعویٰ پیش کیا جس میں عائد کردہ الزاموں اور باتوں سے انکار کیا اور اپنی بیوی کو خوش و خرم رکھنے کا دعویٰ کیا۔ چونکہ فریقین کے یہاں اس ازدواجی زندگی میں ایک نوزائیدہ بچی بھی ہے جس کی عمر ۱۰ ماہ ہے، اس لئے عدالت نے گواہان رشتے داروں کو یہ معاملہ سونپ دیا، چنانچہ رشتے داروں نے یہ فیصلہ دیا کہ زید اپنی بیوی کو طلاق دے دے مگر زید طلاق دینے پر تیار نہ تھا مگر زید کو طلاق نامہ پر دستخط کرنے پر مجبور کیا گیا اور کہا گیا کہ اگر تم دستخط نہیں کرو گے تو تمہارے سسرال والے تمہارا پیچھا نہیں چھوڑیں گے اور تمہاری جان لے لیں گے، زید نے دستخط کر دیئے مگر نہ دل میں ارادہ تھا اور نہ زبان سے طلاق کہا، دستخط کو عدالت نے تسلیم کیا اور تنسیخ نکاح کا فیصلہ دے دیا، زید کی بیوی اپنے والدین کے گھر چلی گئی اس عرصہ میں زید نے عقد ثانی نہیں کیا اور نہ اس کی بیوی نے عقد ثانی کیا ہے، اب تقریباً ۲ سال کے بعد زید کی بیوی، اپنی مرضی سے زید کے گھر ایک ہفتہ سے چلی آئی ہے اور حقوق زوجیت ادا کرنے کو تیار ہے اور زید بھی حقوق شوہریت ادا کرنے کو تیار ہے۔

آیا زید ان حالات میں اپنی بیوی کو اپنے گھر میں رکھ کر حقوق شوہریت ادا کر سکتا ہے یا نہیں۔ پھر زید کی بیوی زید کے گھر میں رہے اور حقوق زوجیت ادا کر سکتی ہے یا کہ نہیں؟ فقط ایک سائل، عثمان علی

۷۸۲ الجواب: صورت مسئولہ میں جبکہ زید کو دستخط کرنے پر مجبور کیا گیا اور اس نے دستخط کر دیئے، مگر نہ دل میں طلاق کا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ارادہ ہے اور نہ زبان سے طلاق کے الفاظ کہے تو طلاق نہ ہوگی مجبوری سے مراد یہاں شرعی مجبوری ہے محض کسی کے اصرار پر لکھ دینا یا یہ سمجھ کر لکھ دینا یا دستخط کر دینا کہ یہ بڑا ہے اس کی بات کیسے ٹالی جائے یہ مجبوری نہیں ہے۔ (درمختار وغیرہ) اور جیسا کہ یہ سوال میں یہ تحریر ہے کہ اور خود زید نے زبانی بھی یہ بیان فقیر کے روبرو دیا کہ مجھ سے یہ کہا گیا کہ اگر تم اس پر دستخط نہیں کرو گے تو یہ لوگ تمہارا پیچھا نہیں چھوڑیں گے اور تمہاری جان لے لیں گے تو یہ مجبوری شرعی ہوگئی کہ آج کل کسی کی جان لے لینا بھی معمولی بات نہ کہ کسی کے پیچھے پڑ جانا، اس لئے فقیر بعونہ تعالیٰ یہ فتویٰ دیتا ہے کہ وہ طلاق واقع نہ ہوئی اور زید کی منکوحہ اب بھی اس کے عقد نکاح میں باقی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ رجب المرجب ۱۳۸۷ھ

طلاق لکھ کر پھاڑ دی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: مسمی محمد یامین نے اپنی منکوحہ مسمات عائشہ بیگم کو تحریراً طلاق چیئرمین کے دفتر میں داخل کی جس کو چیئرمین نے غصے میں محمد یامین کو ڈانٹتے ہوئے پھاڑ دیا، اب مسمی محمد یامین طلاق دینے سے انکار کرتا ہے جبکہ خود اس نے اور چیئرمین نے متعدد دوسرے لوگوں سے مسمات عائشہ کو طلاق دینا بیان کیا اور قصبے کے بہت سے لوگوں کو یہ بات معلوم ہوگئی کہ محمد یامین نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس صورت میں مسمات عائشہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اور وہ نکاح ثانی کر سکتی ہے یا نہیں؟ فقط المستفتی سعدی خان

۸۶ ۷ **الجواب:** اگر یہ بیان واقع ہے اور محمد یامین نے واقعی مسمات عائشہ کو تحریری طلاق دی اور بعض لوگوں کو وہ تحریر بھی دکھائی اور خود چیئرمین نے بھی دوسروں سے محمد یامین کی اس تحریری طلاق کا ذکر کیا اور اب چونکہ وہ تحریر موجود نہیں، اور باہمی رنجش ہے اس لئے وہ طلاق سے انکار کرتا ہے، تو اس کا یہ انکار شرعاً معتبر نہیں مسمات عائشہ پر طلاق واقع ہو چکی۔ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ اگر ایک شخص نے لکھنے والے سے کہا کہ میری عورت کو طلاق لکھ دے تو یہ اقرار طلاق ہے یعنی طلاق ہو جائے گی اگرچہ وہ نہ لکھے۔ (ردالمحتار) بلکہ اگر عورت کو طلاق نہیں دی ہے اور لوگوں سے کہتا ہے کہ میں طلاق دے آیا تب بھی قضاءً ہو جائے گی (فتاویٰ خیریہ) بہر حال صورت مسئولہ میں مسمات عائشہ عدت کے بعد جس مسلمان سے چاہے نکاح کر سکتی ہے یہ نکاح شرعاً نافذ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ رجب المرجب ۱۳۸۷ھ

عورت کی بد چلنی سے نکاح نہیں جاتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک شخص کو اپنی عورت کے چال چلن پر شک تھا اس شخص نے اپنی عورت سے اس بات کو معلوم کیا تو اس عورت کی منہ زبانی پتہ چلا اور اسی عورت نے اقرار کیا کہ ہاں اس کے ساتھ ایک شخص نے برا فعل کیا ہے لہٰذا وہ شخص اپنی عورت کو رکھنا نہیں چاہتا اور اس کو طلاق دینا چاہتا ہے ایسی صورت میں عورت کو مہر دینا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس شخص پر واجب ہے یا نہیں؟ اور اس عورت نے یہ کہا کہ میرے ساتھ برا فعل زبردستی کیا گیا ہے، اور اب وہ شخص کسی حالت میں بھی اس عورت کو اپنے ساتھ رکھنا نہیں چاہتا، اس عورت کی گود میں ایک آٹھ ماہ کا بچہ ہے اور اس عورت کو طلاق دینا چاہتا ہے تو طلاق ہوسکتی ہے یا نہیں؟ فقط ایک سائل

۷۸۲ الجواب: عیاذاباللہ عورت کی بدچلنی سے نکاح نہیں جاتا، شوہر کو اختیار ہے کہ اسے اپنے ساتھ رکھے یا چھوڑ دے البتہ اگر چھوڑے گا یعنی طلاق دے گا تو عورت پورے مہر کی حقدار ہوگی مہر تو عقد نکاح سے ہی واجب ہوجاتا ہے اور وطی یا خلوت صحیحہ یا کسی ایک کی موت سے موکد، بہرحال عورت پر طلاق پڑ جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ شعبان المعظم ۱۳۸۷ھ

کوئی صاحب حق اپنا حق معاف کرنا چاہے تو جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: منکہ نورزمان ولد سعید احمد ساکن سٹلائٹ ٹاؤن میرپور خاص ضلع تھر پارکر جوکہ مورخہ ۱۴ جولائی ۱۹۶۳ء بمطابق صفر المظفر ۱۳۸۴ھ بالعوض مبلغ ایک ہزار روپے سکہ رائج الوقت مسمات گیتی آرا بیگم بنت وزیرالدین سے میرا عقد نکاح ہوا تھا لیکن اس تھوڑے عرصے میں ہمارے حالات حد سے زیادہ ناخوش گوار ہوچکے ایسی صورت میں بحالت رضامندی اور بمطالبہ گیتی آرا بیگم کو طلاق دینے پر تیار ہوں، باہمی مصالحت اس طرح طے پایا ہے کہ میرا لڑکا جو کہ گیتی آرا بیگم کے شکم سے پیدا ہوا ہے جس کی عمر تقریباً تین ماہ ہے۔ میں بچے سے دستبردار ہوتا ہوں اور مہر ایک ہزار روپیہ گیتی آرا بیگم معاف کرتی ہے اس میں تاحیات میں یا میرے عزیز واقارب اس بچے سے دستبردار رہیں گے اور کسی قسم کے مطالبات پرائیویٹ یا عدالتی کاروائی سے قاصر رہیں گے اس طرح گیتی آرا بیگم مہر، مندرجہ بالا پرائیویٹ طور پر بذریعہ عدالت وصول کرنے کی حقدار نہیں رہے گی، میں یہ چند کلمات بہ ہوش وحواس تحریر کرکے اپنی منکوحہ بیوی گیتی آرا بیگم کو طلاق دیتا ہوں اور اس بچے سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دستبردار ہوتا ہوں اور یہ چند کلمات بطور تین طلاق نامہ کے تحریر کرتا ہوں تاکہ سند رہے اور وقت ضرورت کام آوے۔ فقط ایک سائل انگشت گیتی آرا بیگم، مورخہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۶۷ء

۷۸۶ الجواب: قاعدہ کلیہ ہے کہ جن امور میں شرع نے اپنے حق کے لئے کوئی حکم نہ فرمایا بلکہ جو ممانعت ہے وہ بندے کے حق کے سبب ہے ان میں اگر صاحب حق راضی ہوجائے تو ممانعت نہ رہے گی، صورت مسئولہ میں باہمی رضامندی سے جو معاملہ طے ہوا وہ جائز ہے لڑکی جب کہ بالغ ہے اور کسی دباؤ کے بغیر اپنا حق مہر، بخوشی اس نے معاف کردیا معاف ہوگیا، اور اگر کوئی شخص جبر کرکے معاف کراتا ہے معاف نہیں ہوگا یوہیں بچہ ۷ سال کی عمر تک اپنی ماں کے پاس رہتا ہے سال کے بعد باپ کی پرورش میں آتا یہ اس کا حق تھا شوہر اپنا حق معاف کرتا ہے یہ بھی جائز ہے لیکن یہ بچہ بدستور اپنے باپ کا ہے یعنی باپ کے انتقال کرنے کے بعد، اپنے باپ کے مال میں حصہ پائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ ربیع الآخر ۱۳۸۷ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مطلقہ کی عدت فوری شروع

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: مسمی انور خان ولد ننے خان نے اپنی بیوی مسمات منّی بیگم بنت محمد شیخ کو عرصہ تقریباً دو سال کا ہو، اروبرو گواہان شرعی، طلاق زبانی دے دی تھی جس کی تشہیر خود اس نے لوگوں میں کر دی، اور آج بتاریخ ۲۳ دسمبر ۱۹۶۷ء مطابق ۱۸ جمادی الثانی ۱۳۸۷ھ بروز ہفتہ اقرار نامہ تحریر کیا ہے اور اس میں زبانی طلاق شرعی جو تین مرتبہ روبرو گواہان شرعی دی تھی اس کی تصدیق کر دی ہے، لیکن مسمی انور خان ولد ننے خان دوبارہ مسمات منّی بیگم بنت محمد شیخ سے زن وشوہر کے تعلقات کرنا چاہتا ہے، ایسی صورت میں شرعی حکم کیا ہے کیا بعد حلالہ کے نکاح کر سکتا ہے۔ یا بغیر حلالے کے ہی شوہر پر حلال ہے؟ منّی بیگم بنت محمد شیخ، سکنہ کوارٹر ۹۲، یونٹ ۷، لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مذکورہ میں مسمات منّی بیگم پر تین طلاقیں اسی وقت پڑ گئیں جب مسمی انور خان نے دی تھیں اور جبکہ اس واقعہ کو تقریباً دو سال کا عرصہ گزر چکا ہے تو ان طلاقوں کی عدت بھی گزر چکی، مسمات مذکورہ کو اختیار ہے کہ جس مسلمان کے ساتھ نکاح کرے البتہ مسمی انور خان اسے اس وقت تک اپنے نکاح میں نہیں لا سکتا جب تک حلالہ نہ ہو جائے، قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۷ھ

طلاق بائن کی ایک صورت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک شخص کی شادی ایک لڑکی سے ہوئی اور اس کے بعد وہ فرار ہو کر گھر سے چلا گیا اور چھ سال غائب رہنے کے بعد جب تلاش کثیر کے بعد مل گیا تو اس نے دو گواہوں کے سامنے یہ کلمات اپنے منہ سے کہے کہ میری یہ منکوحہ میری ماں بہن کی طرح ہے اور جب تک یہ میرے گھر میں موجود ہے میں ہرگز اپنے گھر نہیں جاؤں گا اور ان کلمات کے استعمال کے بعد پھر غائب ہو گیا اور تخمین پانچ سال غائب رہنے کے بعد سے مجبور ہو کر ۱۱ سال انتظار کے بعد عدالت سول جج بہادر حیدرآباد سے رجوع کیا گیا چنانچہ عدالت نے لڑکی کو خود مختار قرار دے کر عقد ثانی کی اجازت مرحمت فرما کر فیصلہ صادر فرمایا اور والی صاحب سوات، نے اس عدالتی فیصلے کی توثیق کر دی، اب ازروئے شرع سے لڑکی کو نکاح ثانی کی اجازت ہے یا نہیں؟ فقط ایک سائل

۷۸۶ **الجواب:** عورت کے متعلق یہ کہنا کہ یہ ''منکوحہ میری ماں بہن کی طرح ہے'' اس پر کسی حکم شرعی کا دارومدار نیت پر ہے، اگر اعزاز کے لئے کہا تو کچھ نہیں اور اگر طلاق کی نیت پر ہے تو طلاق واقع ہو گئی اور ظہار کی نیت ہے تو ظہار ہے اور کچھ نیت نہ ہو تو کچھ نہیں۔ (جوہرہ نیرہ، بہار شریعت) لیکن شوہر یہ الفاظ کہہ کر غائب ہو گیا اور پھر دوبارہ آیا پھر یہی الفاظ بلکہ اس کے ساتھ یہ بھی کہ ''جب تک یہ میرے گھر میں ہے میں ہرگز اپنے گھر نہیں جاؤں گا'' اس کی نیت طلاق کا اظہار کرتے ہیں اس لئے فقیر بکرمہ تعالیٰ یہ فتویٰ دیتا ہے کہ عورت پر طلاق بائن پڑ چکی اور اس کی عدت بھی ختم ہو چکی اب عورت خود مختار ہے کہ جہاں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چاہے نکاح ثانی کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ جمادی الاُخریٰ ۱۳۸۷ھ

میاں بیوی میں تفرقہ ڈالنے والا

سوال: عالی جناب مولانا مفتی صاحب، دار العلوم احسن البرکات، حیدر آباد، السلام علیکم، گزارش عرض یہ ہے کہ

کمترین قادریہ سلسلہ کا ایک فرد ہے مذہب سے واقف ہے اور گورنمنٹ کا ایک ملازم ہے۔ ۱۹۶۴ء میں میرا ایک واقعہ رجعی طلاق کے سلسلے میں ہو گیا تھا لیکن میں نے دوران عدت ہی میں رجوع کر لیا تھا تو یہ واقعہ رجعی چند اشخاص حنیف تار مینجر وغیرہ کی سازش سے رونما ہو گیا تھا۔ واقعہ کی تفصیل کا نوشتہ جس کا مفہوم صرف ایک رجعی طلاق تھا حنیف ہی کے قبضہ میں رہا اور اس نے کسی سازش کے تحت دو سال تک اس کو پوشیدہ رکھا، اس کے بعد اس نوشتہ کے تحت مجھ پر ناجائز دباؤ ڈال کر کچھ اینٹھنا چاہا لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکا اس کے بعد اس نے وہ نوشتہ معزز لوگوں اور علماء وغیرہ کو دکھا کر میری تذلیل کرنے کی کوشش کی لیکن اس میں بھی وہ کامیاب نہ ہو سکا کیونکہ اس نے اصل واقعہ میں کوئی ترمیم نہیں کی۔ پر وہ سازش سوچتا رہا۔ جو عورت میرے نکاح میں ہے اس کے پہلے خاوند کا لڑکا بدرالدین عرف بدو نابالغ عبد الشکور سائیکل والے کے پاس میرے نکاح سے قبل سے کام کرتا تھا اور جب وہ نابالغ تھا، عبد الشکور نے اپنی فطرت اور عیب بازی سے اس لڑکے کے علاوہ سارے گھر کے لوگوں پر اقتدار حاصل کر رکھا تھا۔ میں نے نکاح کے بعد جب یہ لڑکے، بچے، نابالغ ہی تھے اپنے گھر کے اس ناجائز ماحول پر قابو کرنے کی کوشش کی لیکن عبد الشکور کی عیاری اور مکاری سے میں کامیاب نہ ہو سکا اور عبد الشکور میرا دشمن بن گیا۔ حنیف نے اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ نوشتہ عبد الشکور کے ہاتھ فروخت کر دیا اب عبد الشکور کے ہاتھ یہ سنہری موقع آ گیا اور اس نے نوشتہ میں تین کا حرف اضافہ کیا یہ فرضی کاروائی کی اور میری طرف سے ایک فرضی درخواست میرے نام سے لکھی اور جعلی دستخط کر کے آپ سے فتویٰ حاصل کر لیا اور اس کے ذریعے میرے لڑکے (سوتیلے) مذکور کو ورغلا کر اور اشتعال دلا کر گھر میں کہرام مچوایا ہے کہ یہ حرام کاری ہو رہی ہے اور اس طرح ہم لوگوں کی تذلیل کی جا رہی ہے اور آپس میں تفرقہ ڈلوا دیئے ہیں۔ مذکورہ کاروائی کا صحیح نوشتہ جو حنیف نے معزز آدمیوں کو دکھایا تھا ان کی تصدیق ہمراہ درخواست ہے۔ عبد الشکور کو مذکورہ لڑکے سے کیا لالچ ہے جس کے تحت اس نے اپنے اغراض کیلئے خدا سے بے خوف ہو کر یہ کاروائی کی۔ برائے مہربانی ایسی تحریر مرحمت فرما دیں کہ عبد الشکور کو عبرت حاصل ہو اور اس کی مکاری اور عیاری سے میرے گھر والے واقف ہو کر مجھ سے مطمئن ہوں۔

فقط کمترین، سید نور زمان شاہ

۷۸۶ الجواب: اگر بیان مذکورہ صحیح ہے اور واقعی شوہر نے بیوی کو صرف ایک ہی طلاق دی تھی جیسا کہ ان فتاویٰ سے ظاہر ہے جو انہیں ایام میں حاصل کیے گئے تو شوہر کا اپنی بیوی کو اپنے ساتھ رکھنا اس وقت بھی جائز تھا اور اب بھی جائز ہے اب جو لوگ اس میں رخنہ اندازی ڈال کر فتنہ فساد پھیلانا چاہتے ہیں اس لئے بھی قابل قبول نہیں کہ اب تک وہ کیوں خاموش رہے،

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حنیف اس تحریر کو کیوں چھپائے رہا اور کس غرض کے ماتحت اس نے وہ تحریر عبدالشکور کے ہاتھ فروخت کی ظاہر ہے کہ اس کا منشا شوہر مذکور سے کچھ رقم ناجائز طور پر اینٹھنا تھا اور جب وہ اس میں کامیاب نہ ہوا تو اس نے یہ تحریر شوہر مذکور کے ایک مخالف کو فروخت کر دی اور یہ مخالف اپنی مخالفت میں اندھا ہو کر میاں بیوی میں تفرقہ ڈال رہا ہے، حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ لیس منا من خبب امرأۃ علٰی زوجھا یعنی "جو کسی عورت کو اس کے شوہر سے بگاڑ دے وہ ہمارے گروہ سے نہیں" کیا کوئی مسلمان کسی ایسے کام کی جرأت کر سکتا ہے جس کے باعث وہ حضور اکرم ﷺ کے گروہ سے نکل جائے دوسرے مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اس معاملہ میں مظلوم شوہر کا ساتھ دیں اور ظالم کو ایسی ناشائستہ حرکات سے بزور بازو باز رکھیں قال اللہ تعالیٰ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى (مائدہ:2)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۷ھ

دو طلاق رجعی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید کے منہ سے انتہائی اشتعال کی حالت میں دو مرتبہ یہ الفاظ نکل گئے کہ "مایا جا میں نے تجھے طلاق دی!" بیوی پاس ہی بیٹھی ہوئی تھی۔ غصہ فرو ہو جانے کے بعد بہت پچھتایا اور اب رجوع کرنا چاہتا ہے مہربانی فرما کر فتویٰ دیجئے کہ آیا رجوع کر سکتا ہے۔ نیز طریقہ کار سے بھی آگاہ فرمایئے کہ کس طرح اور کیا کہہ کر رجوع کرے؟ مہربانی فرما کر اپنے مدرسہ کی مہر بھی ثابت فرما دیں۔ فقط ایک سائل

۷۸۶ **الجواب:** سائل کا بیان ہے کہ مذکورہ بالا الفاظ شوہر نے صرف دو مرتبہ کہے اگر واقعہ بھی یہی ہے کہ زید نے صرف دو ہی مرتبہ اپنی بیوی سے کہا کہ "جا میں نے تجھے طلاق دی" تو اس صورت میں عورت پر دو طلاقیں رجعی واقع ہو گئیں لیکن شوہر کو اختیار ہے کہ عدت کے اندر اس سے دوبارہ تعلقات قائم کرے نکاح جدید کی بھی ضرورت نہیں اور عدت گزر جائے تو اس سے دوبارہ نکاح کرے حلالہ کی ضرورت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ رجب المرجب ۱۳۸۸ھ

ارادۂ طلاق، طلاق نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: میں عبدالغفار ولد عبدالرزاق حیدر آباد میں اپنی بیوی، بچے اور والدہ کے ساتھ رہتا ہوں۔ ایک دن میری بیوی اور والدہ صاحبہ لڑ رہی تھیں اس وقت میرے ہاتھ میں قرآن پاک تھا۔ میں نے ڈرانے کے واسطے اپنی بیوی سے یہ کہہ دیا کہ میں تم کو طلاق دے دوں گا! طلاق دے دوں گا! طلاق دے دوں گا! بیوی جو کہ حاملہ تھی اس کے کچھ دن بعد وہ چلی گئی اور اب فراغت ہوئے دو ماہ ہو چکے ہیں اور اس نے یہ افواہ اڑا رکھی ہے کہ طلاق ہو گئی ہے حقیقت سے آگاہ فرمائیں کہ کیا واقعی طلاق ہو گئی۔ یا کوئی کفارہ یا صدقہ وغیرہ ادا کرنا ہوگا۔ ہم میاں بیوی ساتھ رہ سکتے ہیں یا نہیں؟ عبدالغفار ولد عبدالرزاق، یونٹ نمبر ۸، سی بلاک، لطیف آباد، حیدر آباد

http://t.me/tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب:** اگر بیان مذکورہ واقعہ کے مطابق ہے اور شوہر نے واقعی وہی الفاظ کہے جو سوال میں مذکور ہیں تو ان الفاظ سے عورت پر کوئی طلاق نہیں پڑی۔ وہ دونوں حسب سابق شوہر و بیوی ہیں۔ الفاظ مذکورہ بالا میں صرف ارادہ و قصد طلاق ہے اور ارادۂ طلاق، طلاق نہیں اور اس صورت میں کوئی کفارہ وغیرہ بھی نہیں ہاں اس شکریہ میں کہ اللہ نے گھر کو بگڑنے سے بچالیا جو چاہیں بطور خیرات غرباء کو دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ رجب المرجب ۱۳۸۸ھ

اسٹامپ پر ایک طلاق لکھ کر دستخط کر دیئے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید نے گھریلو تنازع کے تحت اپنے اور اپنے بیوی اور رشتہ داروں کے دباؤ میں آکر ایک اسٹامپ پر جس میں ایک مرتبہ ''طلاق دی'' کے الفاظ ہیں، اسٹامپ کے الفاظ ہیں ''میں نے مسمات مذکورہ کو بخوشی طلاق دی'' اس اسٹامپ پر زید نے دستخط ضرور کیئے ہیں مگر زبان سے کچھ نہیں بولا' رطلاق کے لئے کوئی بندہ بھی راضی نہیں ایسی صورت میں رجوع کرنے کے لئے حکم شرعی کیا ہے اور کیا صورت کی جائے۔ تفصیل سے جواب مرحمت فرمادیں۔ فقط ایک سائل

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں عورت پر بظاہر ایک طلاق رجعی پڑی اور شوہر مذکور کو اختیار ہے کہ عدت کے ایام میں اس سے رجوع کر لے جسے رجعت کہتے ہیں اور اس کی صورت یہ ہے کہ شوہر عورت سے کہے کہ میں نے تجھ سے رجعت کی یا میں نے تجھے روک لیا اور اس پر دو آدمی پرہیز گار نیک گواہ کر لے۔ (جوہرہ نیرہ وغیرہ)

لیکن زید کے اسٹامپ میں لکھے ہوئے بعض الفاظ سے پتا چلتا ہے کہ عورت مذکورہ پر طلاق بائن پڑی ہے لہٰذا مسمی مذکور رجوع کی بجائے اس عورت سے نکاح ثانی کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ محرم الحرام ۱۳۸۸ھ

باپ نے نابالغ لڑکوں کی طرف سے طلاق دی تو نہ ہوئی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ

ممتاز احمد ولد منیر احمد عمر ۱۳ سال، گلزار احمد ولد منیر احمد عمر ۱۰ سال کا نکاح علی الترتیب زینب بانو بنت عمر عالم، کنیز بنت محمد عالم کے ساتھ ہوا لڑکیوں کی طرف سے ان کے والد نے ایجاب و قبول کیا اور لڑکوں نے خود، مجمع میں اور لوگ بھی موجود تھے اس کے بعد ہی لڑکے اور لڑکیوں کے والدین میں باہمی جھگڑے شروع ہوئے جس کی بناء پر لڑکیوں کے دوسرے رشتے داروں نے لڑکوں کے والد سے طلاق کا مطالبہ کیا اور انہیں مجبور کیا کہ وہ لڑکیوں کو طلاق دے دیں چنانچہ انہوں نے لڑکوں کی طرف سے دونوں لڑکیوں کو طلاق دے دی۔ اب ان میں مصالحت ہوگئی ہے اور لڑکی والے لڑکیوں کو لڑکوں کے یہاں بھیجنے کو تیار ہیں۔ براہ کرم حکم شرعی بیان کیا جائے کہ وہ طلاقیں ہوئیں یا نہیں۔ اور اب لڑکیاں شوہروں کے پاس جاسکتی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہیں یا نہیں؟ محمد صدیق، کھائی روڈ شہداد پوری پاڑہ، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** اللہ عزوجل نے نکاح کی گرہ شوہر کے ہاتھ میں رکھی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ (بقرہ:237) اور طلاق دینے کے لئے شرط یہ ہے کہ شوہر عاقل بالغ ہو، نابالغ یا مجنون نہ خود طلاق دے سکتا اور نہ اس کی طرف سے اس کا ولی۔ (درمختار، عالمگیری وغیرہ) لہٰذا نہ ان لڑکیوں پر وہ طلاقیں پڑیں نہ وہ نکاح سے باہر ہوئیں وہ بدستور ان لڑکوں کے نکاح میں ہیں اور بے دھڑک اپنے شوہروں کے پاس آ سکتی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۸ھ

غصہ کی حالت میں بھی طلاق ہو جاتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک شخص ناپاکی کی حالت میں اپنی بیوی منکوحہ کو یہ لکھ کر دیتا ہے کہ میں نے دو گواہ کے روبرو شرعی محمدیہ بموجب، تجھے طلاق دی اور جہاں تک مجھے خیال ہے میں نے لفظ طلاق تین بار استعمال کیا ہے مگر میں غصے کی حالت میں تھا اور میرا گواہ کہتا ہے کہ تم نے تین دفعہ لفظ طلاق کہا تھا اور پھر تحریر بھی لکھ دی تھی۔ اس تحریر ودستخط کو عرصہ دس ماہ گزر گیا ہے۔ اب دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ مطلقہ بیوی کو اب پھر واپس گھر لانا چاہتا ہے۔ کیا رجوع ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اور کیا بغیر حلالہ نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟ اور حلالہ کی کیا صورت ہوگی؟

فقط ایک سائل۔ مبارک حسین، میرپور خاص، بتاریخ ۲۵ جولائی ۱۹۶۸ء

۷۸۶ **الجواب:** شوہر جبکہ خود اقراری ہے کہ اس نے تین بار اپنی منکوحہ کو طلاق دی اور گواہ بھی یہی کہتا ہے تو مسمات پر تین ہی طلاقیں واقع ہوئیں اب تاوقتیکہ حلالہ نہ ہولے شوہر مذکور کو اس عورت سے نکاح کرنا جائز نہیں اگر شوہر مذکور نے لوگوں کے کہنے سننے میں آ کر دوبارہ اس عورت کو اپنے پاس رکھ لیا اگرچہ نام نکاح کے بعد رکھا تب بھی یہ دونوں زانی وزانیہ میں شمار کئے جائیں گے۔ یہ حکم شرعی ہے اور قرآن کا فیصلہ قطعی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۸ھ

معاذ اللہ سالی کے ساتھ دانستہ زنا کیا تو نکاح پر اثر نہ پڑا / اگر شبہ سے جماع کیا تو عدت تک منکوحہ حرام ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: دو بھائیوں کے گھر میں دو سگی بہنیں ہیں۔ چھوٹا بھائی نامرد ہے۔ بڑے بھائی نے چھوٹے بھائی کی بیوی جو کہ اس کی سالی ہے اس سے زنا کیا جس سے اس کی بیوی کی سگی بہن کو حمل ہو گیا ہے۔ اب دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ کیا جس شخص نے اپنی بیوی کی بہن کے ساتھ زنا کیا ہے اس کے اپنے نکاح پر کوئی اثر پڑا ہے یا نہیں؟ اور یہ کہ اس کی اصلی بیوی یعنی مزنیہ کی بہن اس پر حرام ہو گی یا نہیں؟ بعد میں ان کے لئے کیا حکم ہے کیا زانی کی بیوی بغیر طلاق دیئے مطلقہ ہو جائے گی یا کفارہ وغیرہ ادا کر کے یہ آپس میں میاں بیوی کی حیثیت سے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رہ سکتے ہیں یا نہیں؟ اور چھوٹے بھائی کی بیوی کو حمل ہو گیا ہے اس بچے کا نسب کس سے ہو گا؟ منیر خان، ۲۵ جولائی ۱۹۶۸ء

۷۸۶ الجواب: زنا تو ہر حال میں حرام ہی ہے مگر سالی سے زنا کرنے سے زوجہ کے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا نہ سالی سے زنا کے سبب زوجہ سے صحبت حرام ہو۔ درمختار میں ہے فی الخلاصة وطی اخت امراته لا تحرم علیه امراته، اگر دیدہ دانستہ زنا کیا، اور اگر دھوکے اور شبہ سے جماع واقع ہوا تو اب زوجہ سے جماع حرام ہے جب تک کہ اس جماع شبہ کے سبب سالی پر جو عدت لازم آئی ہے ختم نہ ہو جائے اور یہاں اس کی مدت وضع حمل ہے۔ (کمافی ردالمحتار ھکذا فی الفتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

حدیث شریف میں ہے کہ بچہ اس کے لئے جس کا فراش ہے یعنی عورت جس کی منکوحہ ہے اور زانی کے لئے پتھر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۸ھ

شوہر نے تین طلاقیں دیں اور پنچ کہیں کہ یہ تین نہیں ہیں تو پنچ کا حکم نہ مانا جائے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: مجھ مسمات رشیدہ بیگم کو میرا شوہر مسمی عنایت احمد ۴ جون ۱۹۶۸ء سے قبل زبانی تین طلاقیں، یکے بعد دیگرے، بنگلہ کرنل صاحب، روبرو محمد ہاشم اور دیگر اصحاب کے دے کر چلا گیا اور بچہ کی عمر ۵ سال ہے جو کہ میرے پاس چھوڑ گیا۔ بس قریب قریب دوپہر کے بنگلہ جناب ایس پی صاحب، چوہدری صاحب روبرو دو افراد اور تین مستورات مکرر تین طلاقیں وقفہ کے ساتھ دیں اور کہا کہ زبانی تین طلاقیں دو مرتبہ دے کر آزاد کرتا ہوں اگر تحریری طلاق مطلوب ہوگی تو تحریر بھی دے دوں گا اور اگر چیئرمین صاحب تحریری طلاق چاہیں گے تو مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا تحریری بھی دے دوں گا۔ قریب قریب ایک ماہ بعد مورخہ ۴ جون ۱۹۶۸ء کو اہل برادران و پنچ صاحبان اور سرپنچ محمد ابراہیم کو تحریری تین طلاقیں قطعی دے کر مجھے آزاد کامل کر دیا گیا۔ اور تحریر طلاق بطور امانت سرپنچ محمد ابراہیم کی تحویل میں رہی ہے۔ اس دوران ۵ ماہ کوئی خبر چیئرمین صاحب سے موصول نہیں ہوئی۔ تو میرے گھر والوں نے اہل برادر اور سرپنچ سے باز پرس کی تو انہوں نے محض قانون کی زد سے بچنے کی غرض سے طلاق تحریری تین مرتبہ والے کو ناجائز قرار دے دیا کہ یہ طلاق، طلاق نہیں ہے۔ کیا مجھے شریعت کی رو سے طلاق ہو گئی۔ سرپنچ اور پنچان نے جو خلاف قانون اور خلاف شریعت میرے ایام عدت کو برباد کرایا ہے کیا ان پر کوئی کفارہ عائد ہوتا ہے یا کہ نہیں؟ فقط السلام، رشیدہ بیگم

۷۸۶ الجواب: اگر یہ واقعی ہے کہ مسمی عنایت احمد نے اپنی منکوحہ مسمات رشیدہ بیگم کو تین طلاقیں زبانی یا تحریری دی ہیں جیسا کہ گواہوں کا بیان ہے تو رشیدہ پر تین طلاقیں پڑ گئیں اور مسمات عنایت احمد کے نکاح سے نکل کر مسمی عنایت احمد پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئی اب تاوقتیکہ حلالہ نہ ہو جائے مسمی عنایت احمد کا اسے اپنے پاس رکھنا تو درکنار وہ اس سے نکاح بھی نہیں کر سکتا۔ اگر اس نے نکاح کر بھی لیا تو یہ نام نکاح اس حرام کو حلال نہ کرے گا بلکہ دونوں ہی حرام کاری کے مرتکب اور زانی و

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

زانیہ قرار پائیں گے۔ اللہ عزوجل مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ احکام شرعیہ پر عمل کریں اور خدا اور رسول کے فرمانبردار بنیں۔ آمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ شعبان المعظم ۱۳۸۸ھ

شوہر طلاق کا انکار کرے اور باپ کہے کہ طلاق دی ہے تو دعویٰ قابل قبول نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ہم زن وشوہر کے والدین کے درمیان تکرار پیدا ہوگئی۔ میرے والدین نے مجھے شوہر کے پاس جانے سے روک لیا۔ اس مسئلہ میں کچھ پنچائتیں وغیرہ بھی کی گئیں۔ مجھ کو میرے والدین نے بتایا کہ تمہارے شوہر نے طلاق دے دی ہے لیکن شوہر سے جب تحقیق کی گئی تو نہ اس نے تحریری وزبانی طلاق دی ہے اور نہ ہم زن شوہر طلاق لینا دینا پسند کرتے ہیں۔ کیا اپنے والد جو کہ فوت ہو چکے ہیں ان کی بات کو صحیح جان کر طلاق تسلیم کرلوں۔ کیا اس طرح غائبانہ طلاق واقع ہوجاتی ہے؟ شرع کتاب وسنت کی روشنی میں مفصل جواب عنایت فرمایا جائے۔

فقط، مسمات رضیہ بیگم دختر امین الدین، شباب خان ولد بابو خان

۷۸۶ **الجواب:** جبکہ شوہر نے تحریری یا زبانی کسی طرح بھی طلاق نہیں دی تو عورت بدستور اس کے نکاح میں باقی ہے۔ اور جدید نکاح کی بھی ضرورت نہیں اور جس طرح پہلے زن وشوہر کی طرح زندگی گزارتے تھے اب بھی اسی طرح زندگی گزاریں۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ صفر المظفر ۱۳۸۸ھ

شادی شدہ لڑکے پر یہ شرط لگانا بیجا ہے کہ وہ والدین کے ساتھ نہ رہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید اور اس کی بیوی میں کچھ عرصے سے ناچاقی چلی آرہی ہے اسی بناء پر لڑکی اپنے والدین کے گھر پر رہی اور شوہر کے گھر نہیں آتی جاتی۔ لڑکی کے والدین لڑکی کے بھیجنے پر راضی ہیں لیکن ان کی ایک شرط ہے کہ لڑکا اپنی والدہ سے علیحدہ رہے جبکہ لڑکے کی والدہ بیمار اور بیوہ ہے تو کیا اس ضرورت کی بناء پر لڑکا اپنی والدہ سے علیحدہ ہوسکتا ہے یا کہ نہیں؟ فقط عرض دار۔ عبدالستار، حیدرآباد، مورخہ ۶ مارچ ۱۹۶۸ء

۷۸۶ **الجواب:** قرآن کریم واحادیث کریمہ میں مسلمانوں کو جابجا حکم دیا گیا ہے کہ نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔ یہاں تک کہ دو مسلمانوں میں صلح کرانے کے لئے اگر کوئی بات خلاف واقع کہی جائے تو شرعاً اسے جھوٹ قرار نہیں دیا گیا۔ (بخاری ومسلم) لیکن اس کے ساتھ یہ بھی لازم ہے کہ ایک سے صلح کرانے میں دوسرا مسلمان نہ چھوٹنے پائے اور والدین کا حق تو اولاد پر اتنا کہ رب عزوجل نے والدین کا حق اپنے حقوق عظیم کے ساتھ گنا ہے۔ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ (لقمان: 14)۔ حق مان میرا اور اپنے والدین کا۔ بلکہ احادیث کریمہ میں وارد ہے ماں کا حق والد سے تین درجہ زائد ہے بلکہ ماں کا حق باپ کے حق پر مقدم ہے۔ ترمذی وابن ماجہ سے روایت ہے کہ ایک شخص ابودرداء رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ میری ماں مجھے یہ حکم دیتی ہے کہ میں اپنی عورت کو طلاق دے دوں۔ مجھے کیا کرنا چاہئے؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ والدہ جنت کے دروازوں میں سے بیچ کا دروازہ ہے اب یہ تیری خوشی ہے کہ تو دروازے کی حفاظت کرے یا ضائع کردے۔ علماء کرام فرماتے ہیں کہ اگر ماں باپ حق پر ہوں تو عورت کو طلاق دینا واجب ہے اور اگر بیوی حق پر ہو تو جب بھی والدین کی رضامندی کے لئے طلاق دینا جائز ہے۔ معلوم ہوا کہ ماں کی خاطر عورت کو چھوڑا جا سکتا ہے لیکن عورت کی خاطر ماں کو چھوڑنا ہرگز ہرگز درست نہیں اور یہ بھی نہ ہونا چاہئے کہ اپنی بات منوانے کے لئے شوہر اور اس کی بیوی میں جدائی کردی جائے۔ رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ جو کسی عورت کو اس کے شوہر سے بگاڑ دے وہ ہمارے گروہ سے نہیں۔ اس لئے مصالحت اس طور پر کی جائے کہ گھر بھی نہ بگڑے اور بیوہ ماں بھی نہ چھوٹے۔ اسی میں بھلائی ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ ذی الحجہ ۱۳۸۸ھ

متعدد طلاقیں دے کر شوہر منکر ہو گیا اور عورت کو اپنے ساتھ رکھا ہے کیا حکم ہے؟

سوال: معظم محترم جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، مندرجہ ذیل مسئلہ میں فتویٰ صادر فرما کر مشکور فرمائیں۔

ایک شخص نظام الدین ولد قمر الدین نے اپنی زوجہ مسمات حمیدہ کو اپنی خوش دامن کے قرض کی ادائیگی کے مطالبہ پر برہم ہو کر اپنی زوجہ حمیدہ سے جو کہ موقع پر موجود تھی کہا کہ جا میں نے تجھے طلاق دی اور یہی الفاظ متعدد بار دہرائے جس کے کئی گواہ موجود ہیں جو کہ بے غرض مذہبی گواہی دے دیتے ہیں نیز نظام الدین نے بھی اقرار کیا ہے میں نے خوش دامن سے کہا تھا کہ جا تجھے طلاق وہ روئے سخن اپنی زوجہ کی طرف کر کے طلاق! طلاق! طلاق! کہتا ہی رہا لیکن کچھ عرصے بعد اس سے رجوع ہو گیا اور اپنے اقرار سے پھر گیا۔ مندرجہ بالا واقعات کی روشنی میں مندرجہ ذیل نکات شریعت محمدی سے عنایت فرمائیں۔

۱۔ مسمات حمیدہ پر تین طلاقیں واقع ہو کر طلاق مغلظہ ہو گئی۔ کیا نظام الدین اپنی مطلقہ بیوی سے بغیر حلالہ رجوع کر سکتا ہے؟

۲۔ کیا مسمی نظام الدین کا اپنے اقرار سے پھر کر مسمات حمیدہ سے رجوع کرنا زنا کا ارتکاب ہے یا نہیں؟

فقط محمد ابراہیم ولد عبدالرزاق، ٹنڈو آدم

۷۸۶ الجواب: قال اللہ تعالیٰ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ (بقرہ:230) ''پھر اگر تیسری طلاق دے دی اس تیسری طلاق کے بعد وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک وہ عورت دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے اور ہم بستری نہ ہو۔'' آیت کریمہ کا صریح ارشاد ہے تین طلاقیں عورت کو دی گئیں تو وہ فوراً اس کے نکاح سے نکل گئی۔ اب وہ شخص اس وقت تک اس عورت سے نکاح نہیں کر سکتا جب تک حلالہ نہ ہو جائے۔ فرض کر لیجئے کہ اس نے عورت کو طلاق نہیں دی مگر لوگوں سے کہتا ہے کہ میں طلاق دے آیا تو بھی طلاق پڑ جائے گی بعد میں اگر ایک طلاق دے دی اور لوگوں سے کہتا ہے کہ میں نے تین طلاق دی ہیں تو تین طلاقیں مانی جائیں گی اگرچہ کہے کہ میں نے جھوٹ کہا تھا۔ (فتاویٰ خیریہ) لہٰذا نظام الدین ولد قمر الدین نے جب کہ اپنی بیوی کو متعدد طلاقیں دیں اور اس کے عینی گواہ بھی موجود ہیں تو مسمات حمیدہ پر تینوں طلاقیں فوراً پڑ گئیں اور نکاح جاتا رہا اور عورت اس پر حرام ہو گئی اب جب تک حلالہ نہ ہو جائے یہ حمیدہ سے نکاح

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہیں کرسکتا اگر یہ دونوں اب بھی زن و شوہر کے تعلقات پر قائم ہیں تو دونوں زنا کے مرتکب ہیں اگر یہ دونوں اپنی حرکت سے باز نہ آئیں اور حکم شرعی پر گردن نہ جھکائیں تو ایمان والے مردوں اور ایمان والی بی بیوں پر فرض ہے کہ انہیں اپنی صحبت سے نکال دیں۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۸﴾ (انعام) یاد آنے پر ظالموں کے پاس مت بیٹھ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ محرم الحرام ۱۳۸۸ھ

قسم کے ساتھ طلاق بائن دینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک شخص نے اپنے خط میں جس کے اوپر طلاق نامہ تحریر ہے یہ الفاظ تحریر کئے اب میری طرف سے آخری فیصلہ ہے کہ "اب نہ میں اس کا شوہر اور نہ وہ میری بیوی" اور اب میں حلف کی رو سے اس کو طلاق دے چکا، قسم قرآن کی کہ اب میں نے اس کو طلاق دی، یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔ کیا طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟ شریعت کے مطابق فیصلہ صادر فرمائیں۔ فقط، خدا بخش، چوڑی گلی، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: سوال میں جو الفاظ مذکور ہیں ان کی رو سے شرعاً عورت پر طلاق بائن پڑگئی اور عورت بغیر نکاح مسمّی مذکور کے لئے حلال نہ رہی البتہ نکاح دوبارہ کرکے اپنے ساتھ رکھنا جائز ہے۔ یہاں حلالہ کی ضرورت نہیں۔ درمختار، ردالمحتار وغیرہ عامۂ کتب میں ہے وینکح مبانته بمادون الثلاث فی العدة وبعدها یعنی جس عورت کو تین سے کم طلاق بائن دی ہے اس سے عدت میں بھی نکاح کرسکتا ہے اور بعد عدت کے بھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۸ھ

حاملہ کی عدت بچہ کی ولادت پر ختم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: محمد صدیق کا انتقال یکم ستمبر ۱۹۶۸ء کو ہوگیا اور انتقال کے بعد متوفی کی زوجہ کے حمل وضع ہوا۔ یعنی لڑکا پیدا ہوا ہے۔ کیا ایسی صورت میں بیوہ پر عدت شرعی واجب ہے؟ عنداللہ شرعی جواب سے مستفید فرما کر ماجور ہوں۔ خادم۔ سید روشن علی، ریشم گلی، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: عورت حاملہ ہے تو عدت وضع حمل ہے اور اس کے لئے کوئی خاص وقت مقرر نہیں۔ عدت طلاق کی ہو یا موت کی۔ موت یا طلاق کے بعد جس وقت بچہ پیدا ہو عدت ختم ہو جائے گی اگرچہ ایک منٹ بعد۔ (درمختار، عالمگیری، جوہرہ نیرہ وغیرہ) اور یہی قرآنی فیصلہ ہے ارشاد فرمایا گیا وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ (طلاق:4) (الآیۃ) یعنی حمل والیوں کی عدت یہ ہے کہ یہ اپنا حمل جن لیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۸ھ

شوہر معذور یا محتاج ہو جائے تو کیا عورت کو نکاح ثانی کا اختیار ہے؟

سوال: علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ: مسمات جمیلہ بیگم دختر عبدالرحمٰن کا عقد ہمر

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۱۵؍سال بتاریخ ۱۶ مئی ۱۹۵۶ء ہمراہ نصیر الدین ولد نظام الدین بالعوض مہر ایک ہزار روپیہ ہوا۔شادی کے سات سال بعد نصیر الدین دماغ کے عارضہ میں مبتلا ہوگیا۔بسلسلہ علاج شوہر جناح ہسپتال کراچی میں داخل ہوا۔مئی ۱۹۶۵ء میں جناح ہسپتال کراچی میں شوہر کے دماغ کا آپریشن ہوا۔دماغ میں سے ٹیومر جیسی شکل برآمد ہوئی۔آپریشن کے چند سال بعد ہسپتال ہی میں دوران علاج جب شوہر ہوش میں آئے تو قوت شناخت جاتی رہی۔ڈاکٹروں نے قوت شناخت واپس لانے کا علاج کیا کچھ ماہ بعد قوت شناخت واپس لانے میں کامیاب ہوگئے اور قوت شناخت قائم ہوگئی تو ہاتھ پیر سارا جسم اپاہج ہوگیا۔باوجود کوشش کے اپاہج شوہر کے جسم میں اب تک ہے۔باوجود علاج معالجوں کے مئی ۱۹۶۵ء سے ۱۲ جون ۱۹۶۸ء تک جسمانی کیفیت یہ ہے کہ میرا خاوند بہ شکل انسان ایک گوشت انسانی بن کر رہ گئے ہیں۔میں اپنے اپاہج خاوند کی صحت یابی کی امید پر ہمہ اقسام کے دکھ سکھ برداشت کرتے ہوئے زندگی کے ایام گزارتی رہی۔تین سال میں میرے خاوند کی صحت یابی میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔اب میں مجبور ہوگئی ہوں اپنے خاوند کی طرف سے ذریعہ معاش بھی ختم ہو چکا ہے۔یہ وقت مہنگائی کا ہے علاوہ ازیں خاوند کی ملکیت میں نہ کوئی جائیداد ہے اور نہ زیورات اور نہ کوئی نقد روپیہ۔اور اس وقت میرے اور خاوند کے کھانے کے لئے ایک روٹی بھی نہیں ہے۔میری عمر تقریباً ۲۵ سال ہے اور اس اپاہج زندہ خاوند سے تین بچے ہیں۔ایک لڑکی ۵ سال کی ہے دوسری لڑکی ۶ سال کی ہے اور تیسرا لڑکا ۳ سال ہے۔نیز اپنے خاوند کے ساتھ یہ میری پہلی شادی ہے میرے خاوند کے والدین ضعیف العمر ہیں اور میرے خاوند کے تین بھائی شادی شدہ ہیں اور ایک بہن بچوں والی یہ سب موجود ہیں۔خاوند کی ذات خاص کی طرف سے ذریعہ معاش تو مئی ۱۹۶۵ء ہی سے ختم ہو چکا تھا۔مئی ۱۹۶۵ء تا ۱۵ مئی ۱۹۶۸ء تک میرے اور میرے بچوں کے اخراجات میرے والدین باوجود غریب ہونے کے برداشت کرتے رہے ہیں۔اس صورت میں کہ سال میں چار پانچ مہینے اپنے والدین کے گھر رہتی پھر وہاں سے خاوند کے گھر چلی جاتی۔اس طریقہ پر تین سال مسلسل گزارا کرتی رہی خاوند کے جملہ اخراجات علاج وغیرہ خاوند کے والدین اور بھائی ہی کرتے رہے اور آج بھی کر رہے ہیں تین سال سے خاوند کے یہاں سے جو میرے اخراجات پیدا ہوتے ہیں یہ خاوند کے والدین اور تینوں بھائی کی امداد کے ذریعے ہوئے اب ان لوگوں کے رویّے میں فرق آگیا ہے۔مجھے ان کے رویّے سے روحانی تکلیف ہوتی ہے اور خاوند کی طرف سے اپنے بچوں کی پرورش کے لئے ذریعہ معاش نہیں رہا۔بامر مجبوری اپنی عمر کو دیکھتے ہوئے اور بچوں کے مستقبل کا خیال کرتے ہوئے اپنے اپاہج خاوند سے طلاق حاصل کرلوں۔سوال درپیش ہے کہ جبکہ خاوند کا دماغی توازن، جسمانی توازن بیکار ہے اور اٹھتے بیٹھنے تک کی قوت نہیں رہی یہاں تک کہ آب دست خود نہیں لے سکتے، کھانا خود نہیں کھا سکتے جبتک دوسرا آدمی کھانا نہیں کھلائے۔ایسی صورت میں طلاق نامے پر کس کے دستخط لوں؟ آیا خاوند کے والد یا والدہ کے یا خاوند کے بھائیوں میں کسی بھائی یا خاوند کی بہن کے۔بڑی الجھن میں مبتلا ہوں اور خداوند کریم سے ڈرتی ہوں کہ میرا کوئی قدم طلاق کے سلسلہ میں ایسا نہ اٹھ جائے جو شریعت محمدی کے خلاف ہو۔اب آپ برائے کرم اس سلسلے میں میری مدد فرمائیں میں کسی نافرمانی کی شکار نہ ہو جاؤں اور میری آخرت خراب نہ ہو جائے۔کیا عدالت سے کہ جس میں مسلمان جج ہو تنسیخ نکاح کرا سکتی ہوں۔خاوند کی تندرستی کے زمانے میں میرا خاوند سے کوئی جھگڑا وغیرہ نہیں ہوا اور

http://t.me/tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بڑی محبت اور خلق کے تحت وقت گزرا تھا۔ میرا ضمیر اب بھی یہی کہتا ہے کہ بقیہ زندگی ایسے ہی اس خاوند کیلئے اسی حالت میں گزار دوں۔ مگر مجبور ہوں کہ خاوند کی ملک میں نہ تو کوئی جائیداد ہے اور نہ کوئی زیور وغیرہ جس سے میں اپنے بچوں کی پرورش کر سکوں طلاق ہو جانے کے بعد مجھے سب سے بڑی الجھن اور پریشانی یہ ہے کہ میرے بچے جو کمسن ہیں ان کا حق کس کو پہنچتا ہے؟ بچوں کے باپ کی کیفیت تو مندرجہ بالا ہے۔ بچوں کے چچاؤں کا حق ہوتا ہے۔ یا دادا دادی کے لئے۔ یا بچوں کی ماں کو۔ بچوں کو پالتی ہوں تو بچوں کے اخراجات برداشت کرنے کے لئے عقد ثانی کی ضرورت لازمی ہے چار سال یا کچھ سال گزر جانے کے بعد یا پہلے بچوں کے چچاؤں کو بچوں کا حق پہنچتا ہے تو اگر میں مر جاؤں گی اس لئے معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ پہلے اللہ کا حکم معلوم کرلوں کیا ہے پھر میں یہ قدم اٹھاؤں؟ اب میں اپنے خاوند اور ان کے بھائیوں کے یہاں سے اور ان کے رویہ سے بیزار و مجبور ہو کر اپنے تینوں بچوں کو لے کر ٹنڈو آدم اپنے والدین کے یہاں آ گئی ہوں۔ میرے والدین خود بہت غریب ہیں اور بال بچے دار بھی ہیں۔ پھر بھی میرے والدین میری مصیبت کو دیکھتے ہوئے میرے لئے اور میرے بچوں کے لئے روپیہ خرچ کر رہے ہیں۔ خاوند سے ہر معاملے کی بات کرتے ہیں تو خاوند کی زبان سے یہ جواب نکلتا ہے کہ اللہ مالک ہے سب ٹھیک کر دے گا۔ سونے کا کام کرلوں گا۔ اس کے سوا کچھ جواب نہیں ملتے؟ فقط ایک سائلہ، حمیدہ بیگم دختر عبدالرحمٰن

۷۸۶ **الجواب:** اللہ عزوجل قبول حق کی توفیق دے اور اپنی رضا کے طلب میں دنیا سے اٹھائے اور آخرت میں منہ اجالا کرے بے شک حق وہی ہے۔ جو آپ کے ضمیر کی آواز ہے کہ بقیہ زندگی شوہر کی خدمت میں گزاری جائے تا آنکہ شریعت مطہرہ کوئی راہ بتائے اور یہاں راہ وہی ہے کہ تاوقتیکہ شوہر طلاق نہ دے یا اس کی موت واقع نہ ہو جائے عورت کو نکاح ثانی کا کوئی حق نہیں اگر علیحدگی کے سوا کوئی چارہ نہیں تو آپ کو چاہئے کہ شوہر سے کسی طرح بھی طلاق حاصل کرلیں۔ شرعاً طلاق کے لئے تحریر کی ضرورت نہیں کم از کم دو گواہ درکار ہیں حالانکہ قانوناً اس کی ضرورت پیش ہوتی ہے طلاق نامہ پر دستخط صرف شوہر کے چاہئیں۔ گواہ خواہ کوئی بھی ہو۔ اولاد کے بارے میں آپ کے خدشے صحیح ہیں بچوں کے خرچ کا سارا ذمہ ان کے دادا پر ہے۔ (ردالمحتار وغیرہ)۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۸ھ

طلاق کا حق شوہر کو ہے

سوال: جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، عرض یہ ہے کہ میری شادی مسمات امام زادی بنت فتح محمد لغاری سے ۱۹ دسمبر ۱۹۶۸ء کو ہوئی اور ۱۱ فروری ۱۹۶۹ء میرے بھائی غلام سرور ولد رئیس رسول بخش خان لغاری نے مجھ سے شرارت کر کے ایک طلاق نامہ لکھ کر میرے نام سے میری بیوی کو بھجوا دیا۔ جس پر میرے ہاتھ سے کوئی دستخط وغیرہ نہیں تھے اس نے جعلی دستخط کر کے وہ طلاق نامہ بنایا حالانکہ نہ میں نے وہ طلاق نامہ لکھوایا ہے اور نہ لکھا ہے نہ میں نے اپنی بیوی کو غصے میں آ کر طلاق دی ہے اور نہ میں نے اپنی زبان سے طلاق کا لفظ کہا ہے۔ نہ میری بیوی سے میرا کوئی جھگڑا ہے۔ میں اپنی بیوی کے ساتھ میاں اور بیوی کی حیثیت سے رہنا چاہتا ہوں۔ اس

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لئے مہربانی فرما کر قرآن وسنت کی روشنی میں بتائیں کہ یہ طلاق ہوئی یا نہیں۔ میں اپنی بیوی کے ساتھ اپنی ازدواجی زندگی گزار سکتا ہوں یا کہ نہیں؟

نوٹ:۔ (یہ سوال سندھی میں لکھا ہوا تھا جس کا ترجمہ مدرس مدرسہ ہذا، نے کیا)

فقط السائل، عبدالمجید ولد رسول بخش لغاری، گوٹھ میر خان لغاری تعلقہ سکرنڈ، ضلع نواب شاہ، بتاریخ ۱۴ فروری ۱۹۶۹ء

۷۸۱ **الجواب:** اللہ عزوجل نے نکاح کی گرہ مرد کے ہاتھ میں رکھی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ (بقرہ:237) اس لئے جب تک یہ گرہ شوہر خود نہ کھول دے نکاح قائم رہتا ہے۔ اگر ایسا ہو کہ دوسرا شخص کسی اور کی جانب سے کسی بھی بناء پر کسی دوسرے کی بیوی کو طلاق دے اور وہ طلاق عند اللہ وعند القاضی معتبر بھی ہو جائے تو یہ سارا نظام درہم برہم ہو جائے اور مفاسد کثیرہ کا دروازہ کھل جائے اس لئے عبدالمجید ولد رسول بخش لغاری نے جبکہ تحریراً یا تقریراً کوئی طلاق اپنی منکوحہ امام زادی کو نہیں دی، نہ اس کاغذ پر شوہر نے دستخط کئے، نہ وہ طلاق دینا چاہتا ہے، نہ اس کے معاملات اسکی منکوحہ سے خراب ہیں تو اپنی جانب سے دوسرے شخص کی یہ تحریر ہرگز ہرگز مقبول نہیں۔ مسمات امام زادی بدستور عبدالمجید کے نکاح میں ہے اور جو لوگ ایسی شرارت کرتے اور مسلمانوں کے گھروں کو بگاڑنا چاہتے ہیں وہ سخت سزا کے مستحق ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ جمادی الاُخریٰ ۱۳۸۸ھ

طلاق میں عورت کا قبول کرنا شرط نہیں ہے

سوال: علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ

زید نے اپنی بیوی کو میکے روانہ کر کے مذکورہ نوٹس بھیج دیا جس میں لکھا کہ

۱۔ مسمات مریم بنت اسلم نے اپنی نافرمانی اور غیر ہمدردانہ طریقہ سے مجھے دھوکہ دیا ہے اور غیر معتبر ثابت کیا ہے اور اب میرے لئے اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں کہ میں اس کو علیحدہ کر دوں اور اس لئے میں نے تین مرتبہ طلاق دہرایا اور اس کا اعلان گواہان کی موجودگی میں کیا۔ گواہان میں افضل، اکرم، رشید و دیگر افراد شامل ہیں۔ طلاق کے اعلان کے وقت تاریخ ۱۸ جون ۱۹۶۸ء کو مسمات مریم بنت اسلم بابا جگت رائے لین سرے گھاٹ، حیدرآباد شوہر کے گھر رہ رہی تھی۔ قابل توجہ نوٹ۔ لفظ تین طلاق دہرایا کا جملہ صرف ایک مرتبہ اور ایک ہی جگہ پر استعمال کیا گیا ہے اور مسمات مریم بنت اسلم تاریخ ۱۸ جون ۱۹۶۸ء کے طلاق کے وقت اپنے شوہر کے گھر پر موجود نہیں تھی کیوں کہ تاریخ ۱۸ جون ۱۹۶۸ء سے قبل زید نے مسمات مریم کو اس کے بھائی و والدہ کے گھر پہنچا دیا تھا۔ مسمات مریم کے علم میں طلاق کی کوئی بات نہیں ہے اور مندرجہ گواہان بھی وقت طلاق موجود نہیں تھے۔ جیسا کہ معلوم ہوا ہے کہ زید نے جس وقت مسمات مریم کو اس کے بھائی و والدہ کے پہنچا دیا تھا اس وقت مسمات مریم پانچ یا چھ ماہ کی حاملہ تھی۔ اور یہ بات زید کے علم میں تھی۔

۲۔ زید نے یہ تحریر کیا ہے کہ مہر کی رقم بعد از شادی ادا کر دی ہے مختلف طریقہ سے جبکہ مسمات مریم یہ کہتی ہے کہ مجھے مہر کی رقم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک پائی وروپیہ وغیرہ دیگر کسی شکل میں ادا نہیں کیا ہے۔ اس طرح سے مسمات مریم کے بھائی، والدہ، چچا، ونانا وغیرہ دیگر عزیز واقارب سب ہی کہتے ہیں کہ زید نے مہر کی رقم ادا نہیں کی اور نہ ہی کسی کو دی ہے۔

۳۔ زید نے کسی وقت اپنے چند رشتے داروں کے سامنے یہ جملہ ادا کیا تھا کہ میں نے مسمات مریم کو طلاق دے دی ہے۔

۴۔ زید نے پانچ آدمیوں کی موجودگی میں یہ جملے ادا کئے ہیں کہ اس نے عائلی قانون کے تحت نوٹس دیا ہے طلاق نہیں دیا ہے۔

۵۔ مسمات مریم کے بھائی بکر ولد اسلم کے علم یہ بات میں تاریخ ۲۷ دسمبر ۱۹۶۸ء کو آئی کہ زید نے عائلی قانون کے تحت نوٹس دیا ہے۔ نوٹس پر تاریخ ۳۰ جولائی ۱۹۶۸ء درج ہے۔ فقط ایک سائل

۷۸۶ **الجواب:** طلاق میں عورت کی جانب سے کوئی شرط نہیں۔ حاملہ ہو یا غیر حاملہ، موجود ہو یا غیر موجود، اسے معلوم ہو یا نہ معلوم ہو بہرحال طلاق واقع ہو جائے گی اور جب کہ شوہر نے اپنی منکوحہ کیلئے لفظ تین مرتبہ دہرایا لہٰذا اس پر تین طلاق اسی وقت اور اسی روز ہو گئیں جس وقت اور جس روز دی گئیں بلکہ اگر اس نے واقعی طلاق نہ دی تھی مگر لوگوں سے کہتا ہے کہ میں طلاق دے آیا تو طلاق مانی جائے گی بلکہ اگر ایک طلاق دی ہے اور لوگوں سے کہتا ہے کہ تین طلاقیں دی ہیں تو تین ہی مانی جائیں گی۔ (فتاوی خیریہ، عالمگیری وغیرہ) شوہر کا لوگوں سے یہ کہنے کے بعد کہ ''میں نے طلاق دے دی ہے'' یہ کہنا کہ ''میں نے نوٹس دیا ہے طلاق نہیں دی ہے'' معتبر نہ ہوگا نہ یہاں اس کی نیت پوچھی جائے گی کہ طلاق صریح لفظوں میں دی ہے نیت کے کیا معنی۔ مہر اگر واقعی ادا نہیں کیا ہے تو شوہر پر دین ہے اور عورت کو حق ہے کہ وہ جس طرح چاہے وصول کر سکتی ہے اور معاف کرنا چاہے تو معاف کر سکتی ہے مگر اس کے لئے جبر نہیں کیا جا سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ شعبان المعظم ۱۳۸۸ھ

عورت کے زنا سے، نکاح نہیں ٹوٹتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میں فضل الرحمٰن بن خلیل الرحمٰن عرصہ ڈیڑھ سال بغرض ملازمت باہر گیا ہوا تھا کہ اس درمیان میری بیوی حاملہ ہو گئی۔ معلوم کرنے پر معلوم ہوا کہ اس نے غیر آدمی سے تعلقات قائم کر لئے اور حاملہ ہوئی اور اس دوران میں خرچہ برابر روانہ کرتا رہا اور میری بیوی سے پہلے چار بچے موجود ہیں جو کہ میرے نطفے سے ہیں۔ مہربانی فرما کر قرآن و حدیث کی روشنی میں فتوی عنایت فرمائیں کہ مجھے کیا کرنا چاہئے؟ فضل الرحمٰن ولد خلیل الرحمٰن

۷۸۶ **الجواب:** فضل الرحمٰن کی زوجہ بدستور اس کے نکاح میں ہے۔ زنا اگر ثابت ہے خواہ عورت کے اقرار سے تب بھی زنا کے سبب اس کے نکاح میں خلل نہیں آیا۔ العیاذ باللہ عورت کے فسق و فجور سے نکاح نہیں جاتا۔ قال اللہ تعالیٰ یٰاْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآىٕكُمْ (النساء:15) (الآیۃ) مفسرین اس آیت میں فاحشہ سے مراد زنا لیتے ہیں مطلب یہ ہے کہ تمہاری بیویاں جو بدکار ہوں یعنی زنا کا ان سے وقوع ہو۔ تو زنا سرزد ہو جانے کے بعد (بھی اللہ تعالیٰ نے) ان عورتوں کو بیویاں فرمایا بہرحال نکاح باقی ہے اگر شوہر طلاق دینا چاہے تو طلاق دے سکتا ہے اور رکھنا چاہے تو رکھ سکتا ہے۔ (خواہ مہر معاف کرا کر یا کچھ لے کر یا بغیر لئے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دیئے)۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۸ شعبان ۱۳۸۸ھ

شادی شدہ عورت سے زبردستی نکاح

سوال: کیا فرماتے علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ ایک شخص بنام گلشن ولد حاجی محمد کا نکاح شرع محمدی بموجب مسمات حیات خاتون دختر محمد سلطان کے ساتھ ہوا۔ اندازاً چھ سال گلشن ولد حاجی محمد کو اسی عورت سے دو بچے ہوئے ایک لڑکا اور ایک لڑکی۔ مذکورہ مسمات حیات خاتون کو تقریباً ایک سال سے شمس الدین اغوا کر کے دونوں بچوں سمیت لے گیا ہے۔ عورت مالیت دو ہزار کے قریب اپنے ساتھ چھپا کر لے گئی ہے اس کے بعد اس نے کورٹ میں غلط بیان دے کر دوسرا نکاح شمس الدین کے ساتھ کیا ہے اور کورٹ میں اس نے بیان دیا ہے کہ پہلے خاوند نے مجھے طلاق دی ہے روبرو گواہان کے۔ جبکہ گواہان کا بیان ہے جو کہ مسمات حیات خاتون کے حقیقی چچا ہیں۔

۱۔ سلیمان ولد شاہ علی، ۲۔ عمران ولد حاجی۔ ان گواہوں کا حلفیہ بیان ہے کہ ہم نے کبھی بھی نہیں کہا کہ ہماری بھتیجی مسمات حیات خاتون کو ان کے خاوند گلشن ولد حاجی محمد نے طلاق دی ہے ہماری بھتیجی نے جھوٹ بول کر کورٹ سے اجازت لے کر نکاح فسخ کیا ہے اور اجازت حاصل کرنے کے بعد اپنا دوسرا نکاح شمس الدین کے ساتھ کیا ہے۔ اب علماء کرام تحریری فتویٰ دیں کہ پہلا نکاح شرع میں فسخ ہوا کہ نہیں؟ اور دوسرا نکاح جو کہ کورٹ کی اجازت سے ہوا ہے وہ صحیح ہے کہ نہیں؟ فقط ایک سائل

۷۸۲ الجواب: جب کہ صورت واقعی یہ ہے کہ مسمی گلشن ولد حاجی محمد نے اپنی زوجہ مسمات حیات خاتون کو طلاق نہیں دی اور دوسرا اسے اغوا کر کے لے گیا ہے اور وہاں جا کر جعلی طلاق نامہ کورٹ میں داخل کر کے مسمات سے نکاح کر لیا ہے تو ہرگز ہرگز یہ نکاح جائز نہیں اگر کر بھی لیا تو دونوں ہی مبتلائے زنا ہوں گے یو ہیں اس بے معنی نکاح کے بعد بھی زانی و زانیہ رہیں گے اور یہ جھوٹا نام نکاح کچھ مفید نہ ہوگا۔ قال اللہ تعالیٰ وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ۔ عورت اب جس کے پاس ہے اس پر فرض ہے کہ عورت کو اپنے پاس سے جدا کر دے اور نکال دے اور عورت پر فرض قطعی ہے کہ اس سے جدا ہو جائے اور اپنے خاوند گلشن ولد حاجی محمد کے پاس جائے۔ دونوں اللہ تعالیٰ کے غضب و عذاب سے ڈر کر اپنے ان کبیرہ گناہوں سے توبہ کریں۔ اور اگر ایسا نہ کریں تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ انہیں یک لخت چھوڑ دیں نہ ان کے پاس بیٹھیں اور نہ انہیں اپنے پاس بیٹھنے دیں۔ اور یہ ہی حکم قرآنی ہے وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ (انعام:68) الخ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ شعبان ۱۳۸۸ھ

حیض میں بھی طلاق ہو جاتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میں نے بعض واقعات کے ماتحت اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں ہیں۔ برائے کرم ان واقعات کی روشنی میں فتوی عنایت فرمائیں۔ تمام واقعات صحیح تحریر کئے گئے ہیں؟

نوٹ:۔ حلف نامہ تحریر نہیں کیا گیا۔ فقط السائل بقلم خود عبد الغفار ہاشم، حیدر آباد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب:** سائل کی تحریر سے واضح ہے کہ اس نے اپنی منکوحہ کو یکے بعد دیگرے تین طلاقیں شدید غصّے کے عالم میں دے دی ہیں اور جبکہ یہ واقعی ہے تو عورت پر تین طلاقیں پڑ گئیں اور وہ عبدالغفار ہاشم کے نکاح سے نکل گئی اور اس پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی اور جب تک حلالہ نہ ہو جائے شوہر مذکور اس سے دوبارہ نکاح بھی نہیں کرسکتا۔ قال اللہ تعالیٰ **فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۡۢ بَعۡدُ حَتّٰى تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهٗ** (بقرہ:230) اور یہ عذر کہ عورت حالت حیض میں تھی طلاق کو نہیں روک سکتا۔ طلاق تو پڑ ہی جاتی ہے مگر اس پر گناہ زائد ہوتا ہے اور چونکہ تین طلاقیں دی ہیں لہٰذا رجعت کا بھی کوئی محل نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ صفر المظفر ۱۳۸۹ھ

تحریر سے طلاق میں شوہر کا اقرار ضروری ہے

سوال: مکرمی جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

ایک مسئلہ آپ کی خدمت میں ارسال کر رہا ہوں جواب مع دستخط و مہر عنایت فرمائیں۔

ولی محمد ولد فتح محمد نے ہندوستان سے ایک طلاق نامہ اپنی بیوی زبیدہ کے پاس پاکستان بھیجا۔ جس میں اس نے اپنی بیوی زبیدہ کو طلاق دے دی تھی۔ جب ہم نے اس طلاق نامہ کو فوٹو اسٹیٹ کرا کے ولی محمد کو بھیجی اور لکھا کہ آپ نے زبیدہ کو طلاق کیوں دی تو اس نے ایک تحریر معہ ۲ گواہوں کی تصدیق کے ساتھ روانہ کیا۔ وہ لکھتا ہے کہ یہ طلاق نامہ غلط ہے یہ طلاق نامہ میں نے تحریر نہیں کیا۔ ہم نے ماہرین تحریر سے رجوع کیا تو وہ بھی کہتے ہیں کہ سابقہ طلاق نامہ موجودہ تحریر سے نہیں ملتا لہٰذا یہ طلاق نامہ ولی محمد کا لکھا ہوا نہیں ہے۔ لہٰذا جناب عالی کی خدمت میں طلاق نامہ اور تحریر جو کہ بعد میں موصول ہوئی ہے پیش کی جارہی ہے۔ آپ اس طلاق پر فتویٰ عنایت صادر فرمائیں کیا اس طرح طلاق ہو جاتی ہے یا کہ نہیں؟

منجانب: احقر محمد سلیمان و محمد داؤد

۷۸۶ **الجواب:** تحریر سے طلاق کے ثبوت میں یہ ضروری ہے کہ شوہر اقرار کرے کہ میں نے لکھوائی یا لکھی یا عورت اس پر گواہ پیش کرے۔ محض اس کے خط سے مشابہ ہونا کافی نہیں۔ اور صورت مسئولہ میں جب کہ ولی محمد اس تحریر سے انکار کرتا ہے اور عورت کے پاس کوئی گواہ نہیں تو ولی محمد کا قول معتبر ہے لہٰذا مسمات زبیدہ ولی محمد کے نکاح میں ہے تاوقتیکہ طلاق کا ثبوت نہ ہو جائے وہ کسی اور سے نکاح بھی نہیں کرسکتی۔ (خانیہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ صفر المظفر ۱۳۸۹ھ

بغیر اجازت بیوی شوہر کے گھر سے گئی تو نفقہ نہ پائے گی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: زید کی بیوی بغیر اجازت شوہر کے گھر سے جب چاہتی ہے چلی جاتی ہے اور شوہر کے منع کرنے پر اس سے لڑتی جھگڑتی ہے آخر ایک روز بمع اپنے ساز و سامان اپنے والدین کے یہاں جا بیٹھی۔ زید جب لینے گیا تو لڑکی کے والدین نے بھیجنے سے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ اپنے بچوں کو لے جاؤ اور ہماری

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لڑکی کو طلاق دے دو۔ چنانچہ زید نے تین مرتبہ یہ کہا کہ "میری طرف سے اسے طلاق ہے" اور اپنے لڑکے کو لے کر چلا آیا۔ اس کے بعد زید کئی مرتبہ یہ الفاظ دہرا چکا ہے کہ میں نے اس کو تین بار طلاق دے دی۔ آیا یہ طلاقیں واقع ہوئیں یا نہیں؟ اور عورت ایام عدت کے نان ونفقہ اور مہر کی مستحق ہے یا نہیں؟

عبدالمجید خاں، لطیف آباد یونٹ نمبر ۷۔ ڈی، حیدرآباد سندھ

۷۸۶ **الجواب:** زید نے اپنی منکوحہ کو جو صاحب اولاد بھی ہے جبکہ تین طلاقیں دے دیں تو اس پر یہ تین طلاقیں واقع ہوگئیں اور عورت نکاح سے فوراً خارج ہوگئی اور اب بغیر حلالہ زید اس سے نکاح بھی نہیں کرسکتا۔ قال اللہ تعالیٰ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ یعنی اگر شوہر نے تیسری طلاق دے دی تو اس کے بعد وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک کہ دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرلے اور عورت جبکہ شوہر کے یہاں سے ناحق چلی گئی تو نفقہ بھی نہیں پائے گی۔ عالمگیری میں ہے کہ "جو عورت بے اجازت شوہر کے گھر سے چلی جایا کرتی ہے اس بناء پر اسے طلاق دے دی تو عورت عدت کا نفقہ نہیں پائے گی۔" رہا مسئلہ حق مہر کا، تو شوہر پر دین ہے اور عورت کو اس کے مطالبہ کا حق ہمیشہ حاصل ہے۔ (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ ربیع الاول شریف ۱۳۸۹ھ

نقل کنندہ: احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید

مجسٹریٹ کی دی ہوئی طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: کسی عورت کی طلاق شوہر کے دیئے بغیر بذریعہ عدالت مجسٹریٹ کے حکم سے ہوئی ہو تو اس صورت میں شریعت محمدی ﷺ کی رو سے عورت کتنے دن کی عدت پوری کرنے پر نکاح کرسکتی ہے؟ فقط ایک سائل

۷۸۶ **الجواب:** اللہ عزوجل نے نکاح کی گرہ مرد کے ہاتھ میں رکھی ہے تو جب تک شوہر یا اس کا وکیل طلاق نہ دے نکاح باقی رہتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ اور جب تک نکاح باقی ہے عدت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۹ھ

عدتِ طلاق

سوال: شوہر اپنی مرضی سے اپنی بیوی کے والدین کے ہاں، اپنی بیوی کو طلاق دے آئے تو اس صورت میں عورت کتنے دن کی عدت پوری کرنے کے بعد نکاح کرسکتی ہے؟ فقط ایک سائل

۷۸۶ **الجواب:** حیض والی عورت کی عدت تین حیض ہے اور حاملہ کی عدت وضع حمل ہے کہ جب تین حیض گزر جائیں یا حاملہ کے بچہ ہو جائے تو عدت پوری ہوگی۔ (عامۂ کتب)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۹ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عدّتِ وفات

سوال: عورت کا شوہر فوت ہو جائے تو اس صورت میں عورت کتنے دن کی عدّت گزارے گی؟ فقط ایک سائل

۷۸۶ الجواب: اگر عورت حاملہ نہیں تو وفات کی عدّت چار ماہ دس دن ہیں اگر چاند کی پہلی یا آخری کو انتقال ہوا تو چار ماہ اور دس دن شمار کریں گے اور درمیان ماہ میں انتقال ہوا تو ایک سو تیس ۱۳۰ دن شمار کریں گے اور عورت حاملہ ہے تو اس کی عدّت وضع حمل ہے۔(عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم.

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ جمادی الاُخریٰ ۱۳۸۹ھ

حلالہ کے معنی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص زمان حسین نے اپنی بیوی نسیمہ کو تحریری طلاق کے طور پر تین طلاقیں لکھ کر روانہ کر دیں یہ طلاق ہوئیں یا نہیں؟ اور اس میں شوہر پھر رجوع کر سکتا ہے یا کہ نہیں؟ فقط ایک سائل

۷۸۶ الجواب: جب کہ شوہر نے یہ طلاق نامہ لکھوایا یا خود لکھا اور شوہر کو اس کا اقرار بھی ہے تو جس وقت یہ تحریر لکھی گئی عورت پر اسی وقت تین طلاقیں پڑ گئیں اور نکاح ٹوٹ گیا۔ اب جب تک حلالہ نہ ہولے شوہر کو اس عورت سے رجعت کرنا در کنار نکاح بھی حرام ہے۔ ہاں حلالہ ہو جائے اور یہ دوبارہ نکاح کرنا چاہے تو ہو سکتا ہے اور یہ حکم قرآن کریم کا حکم ہے فرمایا کہ **فَاِنۡ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۡۢ بَعۡدُ حَتّٰى تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهٗ** یعنی اگر تیسری طلاق شوہر نے دے دی تو اب وہ عورت اس کے لئے حلال نہیں جب تک کہ وہ عورت کسی اور مرد سے نکاح نہ کرے اور ہم بستری نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ ربیع الآخر ۱۳۸۹ھ

حاملہ کو بھی طلاق ہو جاتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک شخص عبدالغفار ولد عبدالستار نے اپنی بیوی مسمات فیروزہ بیگم کو تین طلاقیں دے دیں اور اس کی بیوی حاملہ بھی ہے۔ کیا ایسی صورت میں طلاق واقع ہو گی یا کہ نہیں؟

فقط ایک سائل عبدالستار، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: طلاق واقع ہونے میں عورت کی جانب سے کوئی شرط نہیں لہٰذا عورت اگر حاملہ ہے اور اسے طلاق دی گئی تو وہ طلاق عورت پر پڑ جائے گی۔ صورت مسئولہ میں چونکہ مسمات فیروزہ بیگم کو اس کے شوہر عبدالغفار نے تین طلاقیں دی ہیں اس لئے یہ تینوں طلاقیں اس پر پڑ گئیں اور نکاح ٹوٹ گیا۔ اب تاوقتیکہ حلالہ نہ ہو جائے عبدالغفار مسمات مذکورہ سے نکاح بھی نہیں کر سکتا۔ (درمختار، ردالمحتار، عامۂ کتب)

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ ذی قعدہ ۱۳۸۹ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شوہر کے ساتھ گزارانہ ہوتو

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید اور اس کی بیوی اسلام بی بی میں ناچاقی رہتی ہے۔ اسلام بی بی کے والدین اور وہ خود طلاق لینا چاہتے ہیں تو مہر کے بارے میں کیا حکم ہے۔ اسلام بی بی سے ایک بچہ بھی ہے جو اس کے والدین کے گھر پیدا ہوا اور زید کے بہت کچھ بلانے کے باوجود اسلام بی بی زید کے گھر نہ آئی اور والدین کے یہاں رہی تو یہ مصارف کس پر واجب ہوتے ہیں؟ قرآن حکیم کے مطابق جواب دیں۔ فقط ایک سائل

۷۸۶ الجواب: جب کہ صورت حال یہ ہے کہ زوج و زوجہ میں موافقت کی کوئی صورت نظر نہیں آتی تو چارۂ کار یہی ہے کہ مسمات اسلام بی بی اپنے شوہر سے طلاق حاصل کرے خواہ اس طلاق کے عوض اسے اپنے مہر کا کل حصہ یا بعض حصہ معاف کرنا پڑے یا کسی اور چیز پر مصالحت ہو جائے اور جب زید طلاق دے دے تو اسلام بی بی تین حیض کامل گزارنے کے بعد جس مرد سے چاہے نکاح کر لے۔ قال اللہ تعالیٰ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَا فِیْمَا افْتَدَتْ بِهٖ (بقرہ:229) و قال اللہ تعالیٰ وَالْمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۹ھ

غیر مدخولہ کو ایک ساتھ تین طلاقیں دیں تو حلالہ شرط ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید نے اپنی بیوی کو ایک ساتھ ایک ہی لفظ سے تین طلاق دیں جبکہ زوجہ اپنے والد کے گھر میں ہی ہے اور لڑکی نابالغہ ہے اور غیر مدخولہ ہے۔ باقی طلاق گھریلو معاملات کے باعث ہوئی ہے کہ والدین لڑکی کو رخصتی بھی نہیں دیتے۔ اب کیا دوبارہ رجوع کر سکتا ہے؟

الداعی حافظ عبد اللطیف قریشی اشرفی، یونٹ نمبر ۱۱، حیدر آباد

۷۸۷ الجواب: صورت مسئولہ میں عورت اگرچہ غیر مدخولہ ہے لیکن جب اسے تین طلاقیں یک دم دی گئیں تو تینوں پڑ گئیں اور اب بغیر حلالہ اس سے نکاح بھی حرام ہے اور ناجائز بھی۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰی تَنْكِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗ۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ

شوہر کی جانب سے بیوی کو طلاق کا اختیار

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: "میں نے غصے کی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق نامہ لکھ کر اس کے باپ کے پاس روانہ کر دیا جس میں یہ الفاظ تحریر کئے تھے کہ "اگر میری بیوی کی خواہش ہو تو اس کو میری طرف سے یہ طلاق نامہ دے دیں۔" یہ خط ۱۲ جون ۱۹۶۹ء کو روانہ کیا گیا۔ اس کے بعد ۲۲ جون کو مجھے ٹنڈو الہیار بلایا گیا اور وہاں مجھے ایک دستاویز دی گئی اور کہا گیا کہ اس پر دستخط کر دو۔ اس میں وہ تمام الفاظ تھے جو میں نے پہلے اپنے سسر کو لکھے تھے صرف یہ بات نہ تھی کہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

''اگر بیوی کی خواہش ہے تو اس کے مطابق طلاق دیتا ہوں'' بہر حال مجھے بہت غصہ آیا اور میں نے اسی حالت میں اس پر دستخط کر دیئے۔ اب شرعی نقطۂ نظر سے ہمیں بتائیں کہ عورت پر طلاق پڑی یا کہ نہیں؟ فقط ایک سائل

۷۸۶ **الجواب:** سائل نے جو طلاق نامہ اپنے خسر کو بھیجا اس میں خسر کو یہ الفاظ کہے کہ اگر میری بیوی کی خواہش ہو تو اس کو میری طرف سے یہ طلاق نامہ دے دیں۔ یہ الفاظ بتا رہے ہیں کہ شوہر اپنی بیوی کو طلاق کا اختیار دے رہا ہے لہٰذا اس طلاق نامہ سے طلاق کا واقع ہونا عورت کی مرضی پر موقوف تھا اور جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ عورت طلاق چاہتی ہے اس طلاق نامہ پر کوئی حکم وقوع طلاق کا نہیں دیا جا سکتا لیکن اس کے کچھ روز بعد ہی سائل نے ایک دستاویز پر دستخط کر دیئے جس میں طلاق دینا تحریر تھا۔ اب اس دستاویز پر دستخط کرنے کے بعد وہ تحریر سائل کی قرار پائے گی خصوصاً جبکہ اس نے اسے پڑھا اور پڑھ کر دستخط کیے۔ اب اگر اس دستاویز میں تین طلاقیں دیا جانا تحریر ہے۔ تو عورت پر تین طلاقیں پڑ گئیں اور عورت شوہر پر حرام ہو گئی اب تاوقتیکہ حلالہ نہ ہو جائے اس سے نکاح بھی جائز نہیں اور اگر اس دستاویز پر صرف یہ تحریر ہے کہ ''میں نے اپنی منکوحہ کو طلاق دی اور میرا اس سے کوئی واسطہ نہیں۔'' جیسا کہ سائل کا زبانی بیان ہے۔ تو اس صورت میں عورت پر صرف ایک طلاق پڑی اور یہ طلاق بائن مانی جائے گی اور طلاق بائن میں شوہر کو یہ حق حاصل ہے کہ اس عورت سے دوبارہ نکاح کر کے اپنی زوجیت میں رکھے۔ خواہ عدت میں یا عدت کے بعد۔ (درمختار وغیرہ۔) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ ربیع الآخر ۱۳۸۹ھ

تین طلاق، حقِ پرورش

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید اور اس کی بیوی میں خانگی امور کے باعث شدید اختلافات رونما ہوئے۔ شوہر نے اس سے اپنا قطع تعلق کر لیا اور اس بناء پر لڑکی اپنے ماں باپ کے پاس چلی گئی جس کو عرصہ تقریباً سوا سال ہو چکا۔ اس سے پہلے شوہر متعدد بار یہ کہہ چکا کہ میں اس سے قطع تعلق کر چکا میں دوسری شادی کروں گا مجھے یہ عورت نہیں چاہئے یہاں تک کہ ایک موقع پر غصے میں آ کر کچھ لوگوں کے روبرو یہ الفاظ کہے کہ میں نے میری بیوی کو طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی! وہ میری ماں ہے! ماں ہے! ماں ہے! وہ میری بہن ہے! میری بہن ہے! میری بہن ہے! اب سوال یہ ہے کہ ۱۔ مسمات مذکورہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ ۲۔ کیا وہ نان ونفقہ پائے گی یا نہیں؟ ۳۔ ایک بچی جس کی عمر تقریباً پانچ سال کی ہے اس کی پرورش کا حق کس کے ذمے ہے۔ یہ بچی اگر اپنی ماں کے پاس رہے تو کفالت کا مطالبہ شوہر سے کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ بقلم خود قاضی غلام مصطفےٰ عفی عنہ، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** یہاں مسمات مذکورہ پر تین طلاقیں پڑ گئیں اور وہ عورت اس شخص کے نکاح سے نکل گئی اور حرام ہو گئی اور اب بغیر حلالہ اس کے لئے حلال بھی نہ رہی۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ عورت شوہر کے ہاں سے ناحق چلی گئی تو نفقہ نہیں پائے گی جب تک واپس نہ آ جائے اور چونکہ عورت حسب بیان شوہر

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کی نافرمانی پر تلی رہتی ہے اور اس کی اطاعت نہیں کرتی تو ایام عدت کا نفقہ بھی نہیں پائے گی۔ (شامی، عالمگیری وغیرہ)
واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ بچے کی پرورش کا حق ماں کو ہے اور لڑکی اس وقت تک اس کی پرورش میں رہے گی کہ حد شہوت کو پہنچ جائے اور اس کی مقدار نو برس کی عمر ہے۔ (عالمگیری، خانیہ، بحرالرائق، وغیرہ) ہاں اگر بچہ کی ماں نے بچے کے غیر محرم سے نکاح کر لیا تو اب اسے پرورش کا حق نہیں رہا۔ (عالمگیری، درمختار وغیرہ) یونہی اگر ماں کسی ایسی عادت قبیح میں مبتلا ہے جس کی وجہ سے بچہ کی تربیت میں فرق آئے تو بچہ سمجھدار ہوتے ہی ماں سے علیحدہ کر لیا جائے گا تاکہ بچہ ماں کی خراب عادتیں اختیار نہ کرنے پائے۔ (عالمگیری وغیرہ)

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ ربیع الآخر ۱۳۸۹ھ

تین طلاق (طلاق، دی، دی، دی کہا)

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: مسمی عبدالوہاب ولد پیر حسین بخش، مسلمان عمر ۲۹ سال بالغ نے، مسمات شہزادی دختر دلاور مسلمان عمر ۲۶ سال کو تقریباً تین ماہ پہلے رشتہ داران زن وشوہر کی ناچاقی اور بدمزگی کے باعث طلاق دے دی جس میں لفظ طلاق صرف ایک مرتبہ اور تین مرتبہ ''دی دی'' کہا اور اس وقت ایک عورت دو مرد موجود تھے اس کے دو تین روز کے بعد مہر کی رقم بتیس روپے اس نے ادا کر دی۔ ابھی تک ایام عدت پورے ہونے میں دن باقی ہیں۔ اور اب وہ دونوں پھر زن وشوہر کی طرح رہنا چاہتے ہیں۔ کیا شرع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اس کی اجازت عطا فرماتی ہے۔ عبدالوہاب ولد پیر حسین بخش، ۱۱ اگست ۱۹۶۹ء، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: صورت مذکورہ بالا میں مسمات شہزادی پر تین طلاقیں واقع ہو گئیں اور وہ مسمات عبدالوہاب پر حرام ہو گئی۔ اب تاوقتیکہ حلالہ نہ ہو لے مسمات شہزادی اس کے نکاح میں نہیں آسکتی مسمات عبدالوہاب نے رقم مہر جو طلاق کے بعد ادا کر دی، یہ خود بتاتا ہے کہ اس نے مسمات شہزادی سے اپنا رشتہ بالکل منقطع کر لیا شریعت اسی ظاہر پر حکم دے گی اور کسی کی کوئی ہیر پھیر نہ سنی جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ ربیع الآخر ۱۳۸۹ھ

دل میں طلاق دینے کا حکم۔ زبان سے کتنی آواز معتبر ہے؟

سوال: اس مسئلہ میں علماء دین ومفتیان شرع متین کیا فرماتے ہیں کہ: زید نے اپنی زوجہ کو طلاق دی اور تین بار کہا لیکن وہاں پر کوئی سننے والا نہیں تھا اور نہ ہی بیوی نے سنا تو طلاق ہوئی یا نہیں؟ کتاب وسنت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ اکیلے میں طلاق دی گواہوں کے سامنے طلاق نہیں دی فقط کہنے والا ہی سننے اور بولنے والا تھا۔

فقط والسلام محمد سلیم الدین، نواب شاہ، سندھ

۷۸۶ الجواب: طلاق کے لئے زوجہ، خواہ کسی دوسرے کا سننا ضروری نہیں۔ جبکہ شوہر نے اپنی زبان سے الفاظ طلاق ایسی آواز سے کہے جو اس کے کان میں پہنچے، یا نہ پہنچے مگر پہنچنے کے قابل تھے اور کسی شور وغل کے سبب نہ پہنچے تو عنداللہ طلاق

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوگئی۔ عورت کو خبر ہو تو وہ بھی اپنے آپ کو مطلقہ جانے۔ ہاں اگر صرف دل میں طلاق دی تو بالاجماع نہ ہوگی۔ یا زبان سے لفظ تو کہے مگر ایسے کہ صرف زبان کو جنبش ہوئی، آواز اپنے کان تک آنے کے قابل نہ تھی تو مذہب اصح میں یوں بھی نہ ہوگی۔ (فتاوی رضویہ، درمختار)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم ذی قعد ۱۴۰۱ھ

''طلاق دے دوں گا'' طلاق نہیں ہے

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب، علماء دین وشرع متین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ: زید نے اپنی بیوی کو دو مرتبہ یہ کہا کہ (میں تجھے طلاق دے دوں گا، اچھا میں طلاق دے دوں گا۔) اب اس کے لئے شرع کے مطابق ہدایت دیں تاکہ اس پر عمل کیا جائے۔ چونکہ ایک لڑکی جوان ہے اور تین بچے چھوٹے ہیں اور چار بچے بڑے ہیں اور اس وقت تین ماہ کا حمل بھی ہے لہٰذا شریعت کے مطابق جو ہدایت ہو اس کا جواب دیا جائے تاکہ اس پر عمل کیا جائے اور یہ حلفیہ بیان زید کا ہے۔

فقط والسلام السائل، مہران کالونی لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** (طلاق دے دوں گا، اچھا میں طلاق دے دوں گا) یہ الفاظ طلاق نہیں۔ ارادۂ طلاق ہے اور ارادۂ طلاق، طلاق نہیں۔ (عامۂ کتب) لہٰذا صورت مسئولہ میں ان دونوں میں میاں بیوی کا رشتہ قائم ہے۔ کسی نکاح کی ضرورت بھی نہیں۔ جیسے پہلے وہ میاں و بیوی تھے اب بھی میاں بیوی ہیں اور جھوٹ سچ کا حال اللہ جانتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ ذی قعد ۱۴۰۱ھ

حاملہ کو طلاق۔ مہر معاف کرنا۔ جہیز کس کی ملکیت ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص کی بیوی ایک سال دو ماہ تک اپنے میکے میں شوہر سے دور رہی اور شوہر بھی اس کے قریب نہ گیا لیکن ۱۴ ماہ بعد جب وہ اپنے شوہر کے پاس آئی تو وہ حاملہ ہے، اب شوہر اسے طلاق دینا چاہتا ہے، کیا اس حالت میں طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ دوران حمل طلاق نہیں ہوتی۔

فقط السائل شیخ محمد عثمان، مجاہد کالونی لطیف آباد، حیدرآباد، ۱۵ اگست ۱۹۸۰ء

۷۸۶ **الجواب:** یہ غلط ہے کہ دوران حمل طلاق نہیں ہوگی۔ طلاق واقع ہونے کے لئے عورت کی طرف سے کوئی شرط نہیں۔ بالغہ ہو یا نابالغہ ہو۔ حاملہ ہو یا حاملہ نہ ہو۔ جب اسے طلاق دی جائے گی طلاق پڑ جائے گی۔ البتہ اس کی عدت وضع حمل ہے یعنی بچہ پیدا ہوتے ہی اس کی عدت ختم ہو جائے گی۔ (عامۂ کتب) سائل ایک تحریر پیش کرتا ہے کہ عورت خود ہی طلاق کا مطالبہ کر رہی ہے اور اپنا مہر بھی معاف کرتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو بے شک مہر عورت کا حق ہے وہ اپنا مہر معاف کر سکتی ہے۔ اب شوہر سے اس کا مطالبہ نہ ہوگا۔ اور سائل زبانی سوال کرتا ہے کہ اس کے جہیز کے لئے شرعاً کیا حکم ہے تو فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے کہ جہیز خاص ملک زوجہ ہوتا ہے جس میں شوہر کا کوئی حق نہیں۔ طلاق ہوئی تو کل لے گی اور مرگئی تو اس کے ورثہ پر

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تقسیم ہوگا۔(ردالمحتار روغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ

ایک طلاق دے کر عورت کو ماں بہن کہنے کا حکم

سوال: میں گل رحمان ولد فیروز خان باہوش وحواس قائم اپنی بیوی شمیم ولد خان محمد کو درج ذیل گواہوں کے روبرو طلاق دیتا ہوں اور یہ طلاق بغیر کسی شرط کے لینے دینے کے ہے۔ میں آج سے شمیم کو اپنی بہن یا ماں تصور کرتا ہوں۔

گواہ ۱۔اکمل خان ولد حاول خان، ۲۔طاؤس خان ولد فیروز خان، ۳۔ممتاز خان ولد احمد نبی، ۴۔حافظ قادر بخش

فقط السائل محمد داؤد، جام شورو

۷۸۶ الجواب: شوہر کا کہنا کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہوں یا ان الفاظ کو بیوی کے نام کی طرف نسبت کرنا، جیسا کہ سوال میں ہے کہ (میں اپنی بیوی شمیم بنت خان محمد کو طلاق دیتا ہوں) تو ان الفاظ سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی۔ مگر عدت میں رجعت، اور عدت کے بعد نکاح ثانی کا، بغیر حلالہ اسے اختیار ہے۔ لیکن اس نے یہ الفاظ بھی کہے کہ (میں شمیم کو اپنی ماں یا بہن تصور کرتا ہوں) ظاہراً ان الفاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسے طلاق بائن دے کر، اس سے قطعی علیحدگی کا خواہاں ہے۔ تو حکم اس پر دیا جائے گا کہ وہ عورت اس پر حرام ہوگئی اور چونکہ عدت گزر چکی ہے جیسا کہ سائل زبانی بیان کرتا ہے تو بات صاف ہے کہ اب وہ عورت اس کے نکاح میں نہ رہی اور پہلی ہی طلاق کے بعد جب کہ اس نے رجوع نہ کیا تا آنکہ عدت گزر گئی تو وہ اس کے لئے بلا نکاح ثانی حلال نہ رہی۔ قال اللہ تعالیٰ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ (بقرہ:229)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ

طلاق کی نیت کے بغیر طلاق دی کہنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے غصہ کی حالت میں اپنی بیوی کو یہ الفاظ کہے کہ میں نے طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی! اور نیت بھی طلاق کی نہیں ہے۔ کیا اس سے مغلظہ طلاق ہوئی۔ یا اور کوئی طلاق۔ یا طلاق واقع نہیں ہوئی؟ برائے کرم اس مسئلہ کو فقہ کے مطابق حل فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔

فقط والسلام السائل عبد المجید، لطیف آباد نمبر ۱۲، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: طلاق عموماً غصے کی حالت میں ہی دی جاتی ہے اور عموماً غصہ ہی طلاق کا باعث ہوتا ہے تو غصہ وقوع طلاق کو مانع نہیں اور طلاق ایسی حالت میں بھی پڑ جاتی ہے۔ یوں سمجھنا چاہئے کہ نکاح شیشہ ہے اور طلاق پتھر۔ شیشہ پر پتھر خواہ کسی طرح پڑے شیشہ ہر طرح ٹوٹ جائے گا۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں جبکہ شوہر نے اپنی بیوی کے لئے یہ الفاظ کہے کہ میں نے طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی! تو یہ تین طلاقیں ہوئیں اور تینوں عورت پر پڑ گئیں۔ دونوں کے مابین نکاح ٹوٹ گیا۔ اب بغیر حلالہ، یہ دونوں باہمی رضامندی یا کسی کے اکراہ وجبر سے نکاح بھی نہیں کر سکتے۔ چارۂ کار حلالہ ہے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قال اللہ تعالیٰ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ اور حدیث شریف میں ہے لا حتی تذوقی عسیلتہ الحدیث۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ

طلاق دینے کا مسنون طریقہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ہندہ کی شادی زید کے ساتھ ہوئی۔ دونوں میاں بیوی بہت خوش ہیں لیکن ہندہ کے والد اور زید کے والد میں کسی بات پر نا اتفاقی ہوگئی۔ اب ہندہ کے والد نے اس کو خاوند کے گھر جانے سے روک دیا اور اس بات پر ضد کر رہا ہے کہ طلاق دو۔ کسی کے بھی سمجھانے پر نہیں مانتا اب معلوم یہ کرنا ہے کہ اس طرح دی گئی طلاق ہو جاتی ہے یا نہیں؟ محمد نعیم، پوسٹ آفس، حیدر آباد، سندھ، ۳ شعبان ۱۴۰۱ھ

۷۸۶ **الجواب:** ضد، خواہ کسی کے دباؤ میں آ کر، شوہر طلاق دے گا تو عورت پر طلاق پڑ جائے گی کہ نکاح شیشہ ہے اور طلاق پتھر۔ شیشہ پر پتھر خواہ کسی طرح پڑے اس میں کم از کم بال پڑ جانا یا پھر ٹوٹ جانا ظاہر ہے۔ لڑکی خواہ لڑکے کے ماں باپ، جوان دونوں میں جدائی ڈالنا چاہتے ہیں یہ سمجھ لیں کہ یہ شیطانی فعل ہے اور حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص شوہر اور اس کی بیوی میں جدائی ڈالے وہ ہم میں سے نہیں۔ بنانا ہر کام کا مشکل ہوتا ہے بگاڑنا نہایت آسان۔ جب وہ دونوں آپس میں خوش ہیں تو اپنی ناک کی خاطر، دوسرے کے گھر کو برباد کرنا، اپنی بربادی ہے۔ جو آج نہیں کل سامنے آئے گی اور حالات ایسے ہی ہو جائیں گے تو شوہر ہوش سے کام لے۔ صرف ایک طلاق دے، عدت کے دوران ان کے غصے ٹھنڈے پڑ جائیں گے اور عقل آئے گی تو معاملہ آسانی سے سلجھ جائے گا۔ صرف رجعت درکار ہوگی۔ اس سے بھی کام نہ چلے تو پہلی عدت کے بعد، جب عدت گزرنے پر آئے تو ایک اور دے دے۔ اب بھی رجعت سے کام چل جائے گا۔ البتہ تیسری طلاق کے بعد حلالہ ضروری ہوگا اور بغیر حلالہ یہ دونوں آپس میں نکاح نہیں کر سکیں گے۔

http://t.me/tehqiqat

قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ اور طلاق تو ایسی حالت میں بھی ہو جاتی ہے جو سوال میں مذکور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ شعبان المعظم ۱۴۰۱ھ

طلاق کے بعد انکار کا حکم

سوال: بخدمت جناب قبلہ مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسمات یاسمین کی شادی عمر دین ولد حکیم الدین کے ہمراہ ہوئی۔ اب تقریباً عرصہ ایک سال کا ہوا ہے کہ اس نے اپنی بیوی یاسمین کو طلاق دے کر اپنے گھر سے باہر نکال دیا جس کے دو گواہ بھی موجود ہیں۔ اب وہ یہ کہتا پھرتا ہے کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق نہیں دی ہے کیا از روئے شریعت طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ بینوا، توجروا۔ مسمات علیما بی بی، لطیف آباد، حیدر آباد، ۵ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ الجواب: جھوٹ سچ کا حال تو اللہ تعالیٰ پر روشن ہے وہی خوب جانتا ہے کہ عمر دین نے اپنی بیوی کو طلاق دی یا نہیں۔ شوہر کو انکار ہے تو اب طلاق کا ثبوت شرعی گواہوں سے ہوگا یعنی دو معتمد یا، ایک مرد، دو عورتیں ثقہ، متقی، دیندار کہ جھوٹ نہ بولتے ہوں اور لوگوں کو ان کی بات پر اعتبار ہو، گواہی دیں کہ ہمارے سامنے فلاں شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور ہم نے اپنے کانوں سے اس کی آواز سنی۔ لیکن یہ گواہ بھی موجود نہیں کہ گواہی کا نصاب پورا ہو اور ایک مرد اور ایک عورت جو گواہی دیتے ہیں وہ یہ نہیں بتاتے کہ شوہر نے کتنی مرتبہ طلاق دی ہے۔ تو جبتک گواہ پورے نہ ہوں اور صاف صاف گواہی نہ دیں حکم شرعی کس طرح بیان کیا جاسکے۔ بہرحال بحالت موجودہ طلاق ثابت نہیں بلکہ ایک یا دو بار طلاق دی بھی ہے تب بھی شوہر کو عدّت میں رجعت کا حق حاصل ہے اور عدت گزرنے پر نکاح کرسکتا ہے۔ حلالہ کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر تین بار طلاق واقع میں دے چکا اور جھوٹ بول کر انکار کرتا ہے تو اس کا وبال اور سخت عذاب اس شوہر پر ہے۔ یہ حلال و حرام اور قبر و حشر اور اولاد حرامی حلالی ہونے کا معاملہ ہے۔ بناوٹ سے حرام، حلال نہ ہو جائے گا اور نہ اللہ کے یہاں بناوٹ کام دے گی جو دلوں کی چھپی باتیں خوب جانتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ

بیماری میں عقل زائل ہوگئی پھر طلاق دی تو کیا حکم ہے؟

سوال: زید عرصے تین سال سے بلڈ پریشر کا مرض تھا۔ اس کے بعد اچانک اسے بلڈ یوریا کا مرض لاحق ہوگیا۔ جس کا علاج ابھی چل رہا تھا۔ بلڈ یوریا میں کئی ایک دفعہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے دماغ ماؤف ہوگیا ہو یعنی کئی ایک دفعہ بجائے صحیح سمجھنے کے غلط تصور ہونے لگتا تھا۔ اسی طرح زید کا اس بیماری میں دماغ ماؤف ہوگیا اور اس نے صحیح بات کو غلط تصور کیا اور بیوی کو طلاق (ایک وقت میں) تین بار لکھ دی۔ اس کے بعد تقریباً دو ماہ سے پہلے اس نے اپنے سسرال والوں کو اس کیفیت سے آگاہ کیا۔ جس پر انھوں (سسرال نے) زید کی بیوی کو بھیجنے پر رضامندی ظاہر کی لیکن کیوں کہ زید کے پاس کوئی صحیح دینی معلومات نہ تھیں۔ اس لئے وہ فتویٰ کی تلاش میں ہے۔ جو قرآن و سنت کی روشنی میں صادر فرمایا جائے۔ طلاق کے عرصے کو تقریباً گیارہ ماہ ہونے کو ہیں۔ طلاق کے دو ماہ بعد لڑکا ہوا ہے۔ طلاق کے ایک ماہ پہلے سے ڈاکٹر علی محمد کا علاج جاری تھا اور علاج تقریباً ایک ماہ جاری رہا اور پرہیز دو تین ماہ رہا۔ مرض اب قابو میں ہے۔ گزشتہ رمضان کے ماہ میں مرض لاحق ہوا۔ خدشہ تھا کہ اس رمضان میں بھی بیماری حملہ آور ہو لیکن اللہ جل شانہ نے بڑا فضل کیا اور زید نے تمام روزے مکمل رکھے۔ اب افاقہ ہے۔ مندرجہ بالا بیان خدا کو حاضر و ناظر جان کر لکھا گیا ہے اور کسی قسم کی مبالغہ آرائی سے کام نہیں لیا گیا۔

منجانب پیر نذیر احمد، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: اللہ تعالیٰ عالم الغیب و الشھادۃ ہے وہ ہر ایک کے دل کی بات جانتا ہے۔ اگر فی الواقع ایسا ہی ہے کہ وہ بیماری اس شدت پر تھی کہ عقل بالکل زائل ہوگئی تھی اور اسے معلوم نہ تھا کہ وہ کیا کہتا ہے اور کیا مونہہ سے نکلتا ہے اور وہ اپنے اس دعویٰ پر گواہ پیش کرتا ہے یا دوسروں میں اس کی اس حالت کا عام چرچا اور اس کی یہ حالت معہود و معروف ہے لوگ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کی اس حالت سے واقف ہیں۔غرض یہ ثابت ہو جائے کہ جس وقت اس نے طلاق کی وہ تحریر لکھ کر دی تھی اس وقت وہ اپنے ہوش وحواس میں نہ تھا، عقل جاتی رہی تھی تو بے شک طلاق واقع نہ ہوئی اگر چہ وہ لاکھ بار لکھ کر دیتا۔جیسا کہ سرسام، بر سام وغیرہ بیماریوں میں طلاق کا حکم ہے کہ وہ واقع نہیں ہوتی۔(درمختار، ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ ذی قعد ۱۴۰۱ھ

گواہوں سے طلاق کا ثبوت نہ ہو اور عورت سچی ہو تو کیا کرے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک عورت ہے۔اس کے شوہر نے کسی بات پر رات کے دو بجے تین مرتبہ اسے طلاق دی۔پھر پڑوسیوں نے کہا کہ اس طرح طلاق نہیں ہوئی ہے۔لہٰذا تم کچھ دن کی مہلت دو پھر بات کرنا پھر اس نے دوسرے دن بھی یہی الفاظ کلمہ پڑھ کر دہرا دیئے کہ میں نے اس کو طلاق دی، اب بالکل رکھنا نہیں چاہتا، اس وقت وہاں پر چار افراد موجود تھے ان کے نام یہ ہیں۔اختر علی، امانت علی، صغیر حسین، دادا بھائی۔یہ چار افراد گواہ ہیں جن کے سامنے یہ الفاظ کہے۔اس کے بعد پڑوسیوں نے یہ بات کہی کہ تم آٹھ روز تک انتظار کرو اس کے بعد اگر تم دونوں میں نہیں بنی تو ہم طلاق دلوائیں گے۔اس کے بعد آٹھ دن گزرے کہ اس نے انکار کر دیا کہ میں نے طلاق نہیں دی ہے۔براہ کرم اس کا جواب عنایت فرمائیں کہ طلاق ہوئی یا نہیں؟ افروز جہاں، جھگی پکی مارکیٹ مجاہد کالونی لطیف آباد نمبر ۱۰، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** جو لوگ اپنے سامنے تین طلاقیں دینے کی شہادت دیتے ہیں اگر قابل اعتماد، اور خدا ترس ہیں اور قابل قبول شرع ہیں تو شوہر کے انکار کا کوئی اعتبار نہیں۔اب گواہ کہتے ہیں کہ اس نے تین بار طلاقیں ہمارے روبرو دی ہیں تو بے شک تین طلاقیں پڑ گئیں۔ان دونوں کے مابین نکاح ٹوٹ گیا اور حلالہ کے بغیر کوئی چارۂ کار نہیں۔اور فرض کر لیا جائے کہ ان لوگوں میں دو گواہ بھی قابل قبول شرع نہیں تو اب شوہر سے قسم لی جائے اگر وہ قسم کھا لے تو قسم معتبر ہو گی۔پھر بھی اگر ہندہ اپنے ذاتی یقینی علم سے جانتی ہے کہ اس کے شوہر نے اسے تین طلاقیں دی ہیں تو اسے جائز نہ ہو گا کہ وہ زید کے ساتھ رہے۔ناچار اپنا مہر یا مال دے کر جس طرح ممکن ہو طلاق بائن لے اور یہ بھی ممکن نہ ہو تو زید سے دور بھاگے اور حتی الامکان اسے اپنے پر قابو نہ دے اور ہرگز اس کے ساتھ گزر بسر پر راضی نہ ہو۔(فتاوی رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ شعبان المعظم ۱۴۰۱ھ

طلاق پر صرف عورت کا دعوی معتبر نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین بیچ مندرجہ ذیل مسائل میں کہ

۱۔ زید نے جو کہ شادی شدہ ہے اور بال بچے دار ہے خود کو کنوارا ظاہر کر کے ایک ایسی عورت سے شادی (نکاح) کر لی جو خود بھی شادی شدہ ہے اور بچے بھی ہیں۔خود کو کنوارا بتا کر نکاح کر لیا۔جبکہ ایک دوسرے کی حقیقت بھی جانتے ہیں کہ کنوارے نہیں ہیں اور مرد کی بیوی اور عورت کا شوہر موجود ہیں۔

http://t.me/tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۲۔ متذکرہ عورت کا شوہر بھی ہے۔ جس کے لئے وہ کہتی ہے کہ میرے شوہر نے مجھے طلاق دے دی ہے جبکہ شوہر کہتا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی اور شوہر بیوی کے گھر آتا جاتا بھی ہے اور اخراجات بھی برداشت کرتا ہے اور ملتا بھی ہے۔ بقول عورت کہ طلاق اس کی موجودگی میں دی ہے جبکہ ایک شخص (جس سے اس نے اب نکاح کرلیا ہے) موجود تھا۔

ان ہر دو متذکرہ صورتوں میں نکاح ہوا یا نہیں؟ اور طلاق ہوئی یا نہیں؟ اور مذکورہ نکاح اگر باطل قرار دیا جاتا ہے تو اگر مذکورہ رشتہ ختم کرنا مقصود ہو تو کیا طلاق زبانی یا تحریری دینے کی ضرورت ہے یا نہیں؟

از راہ کرم شرعی حیثیت اور شرع شریف کی روشنی میں تسلی بخش جواب عنایت فرمائیں۔

فقط والسلام السائل، حکیم قاضی شاہد علی خان وارثی، نکاح رجسٹرار و نکاح خواں، لطیف آباد نمبر ۷، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں عورت کا قول شرعاً قابل اعتبار نہیں۔ وہ مدعی طلاق ہے اس پر لازم کہ کم از کم دو مرد یا ایک مرد، دو عورتیں کہ شرعاً ان کی گواہی قبول ہو، بطور گواہ پیش کرے اور اسے میسر نہیں۔ اور اس کی بات بالفرض مان بھی لی جائے تو بھی ان الفاظ سے کہ (میرے شوہر نے مجھے طلاق دے دی ہے) شرعاً ایک طلاق رجعی کا حکم دیا جائے گا۔ جس میں شوہر کو حق رجعت حاصل ہے اگرچہ عورت راضی نہ ہو۔ اگرچہ وہ کسی فعل کے ذریعہ وقوع میں آئے مثلاً شوہر نے عورت کا بوسہ لیا یا اس سے ہم بستر ہوا اور عورت خود اس کی معترف ہے کہ شوہر اس کے گھر آتا۔ اس کے اخراجات برداشت کرتا اور اس سے ملتا بھی ہے۔ تو طلاق بالفرض ہوئی بھی، تو رجعت کے بعد، ان میں علاقہ زوجیت پھر قائم ہو گیا۔ اب تاوقتیکہ یہ اسے طلاق بائن دے کر الگ نہ ہو جائے یہ عورت بدستور اس کی زوجہ ہے اور وہ اس کا شوہر ہے اور شوہر والی عورت دوسرے مرد پر حرام۔ اگرچہ نکاح کے پردے میں ہو کہ جھوٹا نام نکاح کا، اس حرام کو حلال اور ناجائز کو جائز نہیں کرسکتا۔ قال اللہ تعالیٰ وَّ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　یکم رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ

نکاح سے انکار کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسمی ظہیر الدین کی شادی ۹ سال کی عمر میں بولایت والدین مسمات فاطمہ بیگم بنت محمد سے ہوئی۔ جوان ہونے پر ظہیر الدین کے سسر نے اپنی دختر کی رخصتی پر اصرار کیا تو ظہیر الدین نے کہا کہ میرا نکاح ہی نہیں ہوا۔ اس کے یہ کہنے سے کیا فاطمہ بیگم کو طلاق ہو گئی یا نہیں؟　　فقط السائل شیخ نظام الدین

۷۸۶ الجواب: حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے یہ الفاظ بطور اخبار کہے۔ نہ اس کی نیت طلاق کا واقع کرنا ہے اور نہ وہ طلاق دینا چاہتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس نے آنکھوں دیکھی مکھی نگلی اور نکاح کہ جس کا ہونا سب پر روشن ہے اس کا انکار کر دیا تو یہ صریح جھوٹ ہوا۔ بہر حال نکاح باقی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۱۴ ربیع الآخر ۱۴۰۱ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وقفہ وقفہ سے تین طلاق دینا۔ کفارہ طلاق کچھ نہیں ہے

سوال: ایک شخص نے اپنی بیوی کو جھگڑا کرنے کے بعد تین مرتبہ طلاق دے دی، جس کی شہادت کے لئے اس شخص مذکور کی جوان لڑکی بھی اس وقت موجود تھی اور جب پڑوس کی عورتیں جمع ہوگئیں تب بھی شخص مذکور نے یہ الفاظ دہرائے کہ اب تو قصہ ختم ہوگیا میں اسے طلاق دے چکا ہوں۔ اس طرح اور عورتیں یا عورت بھی شاہد ہوگئی۔ نیز یہ شخص پہلے بھی لڑ بھڑ کر کئی مرتبہ دو دو طلاقیں دے کر خاموش ہو جاتا تھا اور پھر بغیر کوئی کفارہ ادا کئے رجوع بھی کر چکا ہے۔ متذکرہ حالات کے تحت کیا طلاق واقع ہوگئی۔ یا ابھی کوئی گنجائش ہے جس کے بعد کفارہ ادا کر کے مذکورہ شخص اپنا گھر آباد کر سکے؟ السائل محمد دلاور خان

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں اگر واقعی مرد نے اپنی زوجہ کو تین طلاقیں دے دیں، خواہ ایک وقت خواہ متفرق اوقات میں، کہ ایک دی پھر خاموش ہوگیا، پھر دی اور سکوت اختیار کیا یہاں تک کہ تین طلاقیں، اس نے دے دیں تو دونوں صورتوں میں، عورت بحرمت مغلظہ اس پر حرام ہوگئی۔ دونوں کے مابین نکاح ٹوٹ گیا۔ اب حلالہ کے علاوہ کوئی اور چارہ کار نہیں۔ نہ تین طلاقوں کا کوئی کفارہ ہے۔ بلکہ کفارہ تو طلاق میں ہے ہی نہیں۔ بایں معنی کہ طلاق دے کر وہ کفارہ ادا کر دے اور طلاق شرعاً معتبر نہ رہے۔ اور شوہر کا یہ کہنا کہ اس نے یہ الفاظ بطور مذاق کہے تھے محض بناوٹ ہے اور شرعاً ناقابل اعتبار۔ قرآن کریم کا صریح ارشاد ہے فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ اور حدیث شریف میں فرمایا لا حتی تذوقی عسیلته (الحدیث) لہٰذا حلالہ کے بغیر اگر یہ دونوں باہم نکاح بھی کر لیں تب بھی یہ نام نکاح، اس حرام کو حلال اور ناجائز کو جائز نہ کر دے گا بلکہ صحبت حرام ہوگی اور صحبت سے اولاد، ولد الزنا اور یہ دونوں خود زانی وزانیہ اور ان کے ان احوال پر مطلع ہونے کے باوجود، اس پر راضی یا کم از کم خاموش رہنے والے بھی سخت گنہگار۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ شعبان المعظم ۱۴۰۱ھ

ایک ساتھ پچاس ۵۰ طلاق دینے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسمات طاہرہ دختر عظیم اللہ اور اس کے شوہر مسمی محمد افضل کے درمیان ایک طویل عرصہ سے نااتفاقی ہے۔ اس نااتفاقی کو ختم کرانے کے لئے مسمات طاہرہ کے شوہر مسمی محمد افضل کے مکان پر مسمی محمد حسین و طفیل محمد اور محمد عاشق و دیگر اشخاص گئے تھے۔ وہاں ان حضرات نے محمد افضل سے تنازع ختم کر کے مسمات طاہرہ کو اپنے گھر لے جانے کے لئے کہا لیکن طاہرہ کے شوہر مسمی محمد افضل نے کہا کہ میں نے طاہرہ کو طلاق دے دی ہے، میں اس کو اپنے گھر نہیں لاؤں گا لیکن محمد حسین صاحب نے کہا بیٹا طلاق کا نام بہت برا ہے اس کو زبان پر نہ ڈال، تو اس پر محمد افضل نے کہا کہ میں کہہ چکا ہوں کہ میں نے طلاق دی طلاق دی پچاس بار کہتا ہوں کہ طلاق دی۔ اب میرا پیچھا چھوڑ دیں۔ لہٰذا علماء کرام سے عرض ہے کہ اس صورت میں جو مندرجہ بالا تحریر کی گئی ہے کیا مسمات طاہرہ کو طلاق ہوگئی یا نہیں۔ اگر ہوگئی ہے تو کونسی طلاق شمار ہوگی۔ تفصیل سے شرعی حکم سے آگاہ فرمائیں۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گواہ جن کے روبرو تحریر ہذا کے الفاظ لکھے گئے ہیں

۱۔ محمد حسین ولد پیر بخش ۲۔ محمد طفیل ولد جان محمد ۳۔ محمد عاشق ولد محمد یامین

فقط والسلام السائل محمد طفیل ولد جان محمد

۷۸۶ **الجواب:** امام مالک موطاء میں روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو سو (۱۰۰) طلاقیں دے دی ہیں۔ آپ کیا حکم دیتے ہیں۔ فرمایا کہ ''تیری عورت تین طلاق سے بائن ہوگئی اور ستانوے (۹۷) طلاق کے ساتھ تو نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے ٹھٹھا کیا۔'' تو طلاقیں تو یہاں بھی تین پڑ گئیں۔ باقی کا وبال اس نے اپنے سر لیا۔ اب حلالہ کے سوا کوئی اور چارۂ کار نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۱ھ

مضمون پڑھے بغیر طلاق نامہ پر دستخط کا حکم

سوال: جناب محترم مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، بعد سلام عرض ہے کہ آپ کی خدمت میں ایک مسئلہ پیش کر رہے ہیں جس کا آپ فتویٰ دیں، مہربانی ہوگی۔ مسئلہ یہ ہے کہ: میں نے کچھ عرصے پہلے شادی کی تھی۔ جس کی مخالفت میری برادری والوں نے کی تھی اور کہا تھا کہ تم اس کو طلاق دے دو لیکن میں نے طلاق دینے سے سختی سے منع کر دیا تو ان لوگوں نے دھوکہ سے مجھ سے ایک کاغذ پر دستخط کرائے اور کافی دن کے بعد بتایا کہ ہم نے تم سے طلاق نامہ پر دستخط کروائے ہیں اور اب تم اس سے نہیں ملو لیکن ہم دونوں برابر میاں بیوی کی طرح سے رہ رہے ہیں تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم تم کو پولیس سے پکڑوا دیں گے۔ جب کہ میں نے طلاق نہیں دی ہے اور نہ ہی زبان سے لفظ طلاق کہا ہے لہٰذا آپ سے درخواست ہے کہ آپ اس مسئلہ کا جواب شرع کے مطابق دے دیں۔ فقط عبدالعزیز، کھاتہ چوک

۷۸۶ **الجواب:** اگر واقعتاً شوہر نے طلاق نامہ کے مضمون پر آگاہ ہوئے بغیر دستخط کر دئے اور زبان سے بھی الفاظ طلاق ادا نہ کئے تو طلاق واقع نہ ہوئی اور وہ عورت بدستور اس کے نکاح میں ہے۔ (کمافی ردالمحتار، فتاوی رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ

دو طلاق کا مسئلہ

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

گزارش یہ ہے کہ: فدوی نے اپنی بیوی کو گھریلو جھگڑے کی بناء پر دو مرتبہ طلاق دی جس پر وہ اپنے والدین کے یہاں چلی گئی۔ اب فدوی اور لڑکی کے والدین رضامند ہیں لہٰذا شرعی رو سے مطلع فرمائیں کہ طلاق ہوئی یا نہیں؟ اور لڑکی حاملہ بھی ہے اور اگر طلاق ہوگئی تو اب ہم کس طریقہ سے رکھ سکتے ہیں؟ فقط عبدالمجید ولد وزیر علی، لطیف آباد، حیدر آباد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ الجواب: اگر واقعتاً شوہر نے اپنی بیوی کو دو بار صریح لفظوں میں "میں تمہیں طلاق دیتا ہوں" سے دو طلاقیں دیں اور صراحۃً یا اشارۃً تیسری طلاق کا نام نہ لیا، تو یہ دونوں طلاقیں عورت پر پڑ گئیں لیکن نکاح قائم ہے اور اسے اختیار ہے کہ عدت کے اندر، اس سے رجعت کرلے یا عدت کے بعد اس سے دوبارہ نکاح کرے۔ حلالہ کی ضرورت نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ ذی قعدہ ۱۴۰۱ھ

بیوی نے بغیر طلاق لئے دوسرے سے نکاح کرلیا تو پہلا نکاح باقی ہے

سوال: مندرجہ ذیل مسئلہ میں علمائے اہل سنت والجماعت کیا فرماتے ہیں کہ: ۱۹۶۵ء میں بتول بیگم اپنے شوہر محمد حنیف کی بلا اجازت، اسکی عدم موجودگی میں انڈیا چلی گئی۔ نہ بتول بیگم نے طلاق طلب کی، نہ محمد حنیف نے طلاق دی۔ بتول بیگم نے انڈیا پہنچ کر مسمی رشید سے یہ کہہ کر نکاح کرلیا کہ میرے پاکستانی شوہر محمد حنیف نے مجھے طلاق دے دی ہے۔ ایک سال ہوا کہ محمد حنیف انڈیا جاکر رشید سے بتول بیگم کو طلاق دلوا کر اپنے ہمراہ پاکستان لے آیا۔ ایک سال سے برابر میاں بیوی کی طرح رہتے ہیں۔ ۱۵۔۱۶ سال تخمیناً بتول بیگم رشید کے نکاح میں انڈیا میں رہی۔ ان دونوں میں فعل مباشرت صحیح ہے یا زنا اور بدکاری کیوں کہ بتول بیگم مطلقہ نہ تھی اس نے رشید سے فریب کیا بتول بیگم کے ساتھ فعل مباشرت زنا تھا تو ایسی صورت میں بتول بیگم اور محمد حنیف پاکستانی پہلے شوہر کا نکاح فسخ ہوگیا یا باقی رہا۔ اگر نکاح ٹوٹ گیا تو محمد حنیف دوبارہ نکاح کرے یا بلا نکاح بیوی بنا کر رکھ سکتا ہے؟ فقط محمد حنیف ولد ظفر الدین، نائن کا پڑ، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں جبکہ مسمی محمد حنیف نے اپنی منکوحہ بتول بیگم کو طلاق نہ دی، بتول بیگم بدستور اس کے نکاح میں ہے۔ کسی بھی شخص کو اس سے نکاح حلال نہیں اور وہ جو مسمات نے ہندوستان جاکر، دوسرے سے نکاح کرلیا تب بھی اس کے پہلے نکاح پر کوئی اثر نہ پڑا۔ بدستور میاں بیوی ہیں۔ اس جھوٹے نکاح نے حرام کو حلال اور ناجائز کو جائز نہ کیا۔ دونوں اتنے عرصہ تک، بتلائے حرام وزنا رہے۔ دونوں پر توبہ فرض ہے۔ عیاذاً باللہ عورت کے فسق و فجور اور بدچلنی سے نکاح نہیں جاتا۔ اگرچہ بطور فریب نام نکاح کی آڑ بنالی جائے۔ قال اللہ تعالیٰ وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ (تم پر حرام کی گئیں شوہر والی عورتیں)۔ المختصر وہ پہلا نکاح اس عورت کا کہ محمد حنیف کے ساتھ ہوا تھا باقی ہے اور وہ دونوں زن و شوہر ہیں۔ کسی نئے نکاح کی حاجت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ

طلاق رجعی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید شادی شدہ اور ایک بچے کا باپ ہے اور دوسرا بچہ ہفتہ عشرے میں متوقع ہے۔ زید جس گھر میں رہتا ہے وہیں اس کی والدہ اور دو بہنیں رہتی ہیں۔ زید کی ایک بہن طلاق شدہ ہے جبکہ دوسری بیوہ ہے اور ان کی کفالت زید اور اس کا بڑا بھائی کرتا ہے مع زید کے۔ دونوں بہنیں نامعلوم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وجوہات کی بناء پر زید کی بیوی سے کشیدہ رہتی ہیں۔ زید اپنے بیوی بچوں کے ساتھ اپنی زندگی اچھے ماحول میں گزارتا رہا ہے۔ عیدالاضحیٰ کے دوسرے دن زید نے اپنی بیوی سے کہا کہ تم تیار ہو جاؤ تمہارے میکے چلنا ہے اور زید اپنی والدہ کے پاس اپنے سسرال جانے کی اجازت طلب کرنے لگا۔ زید کی والدہ نے زید کو جواب دیا تم جاؤ تمہارا کام جانے۔ اس وقت زید کی دونوں بہنیں موجود تھیں زید کی بیوہ بہن نے مخالفت کی اور کہا کہ تم سسرال نہیں جاؤ گے۔ اس کشمکش میں چاروں بہن بھائی والدہ میں تلخ کلامی ہوئی۔ آخر میں زید نے جذبات غصہ کی حالت میں اپنی ماں اور بہن سے کہا کہ اگر تم نہیں چاہتیں تو میں اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہوں اور زید اپنے کمرے میں جہاں اس کی بیوی تھی آیا اور کہا کہ میں تمہیں طلاق دیتا ہوں۔ یہ جملہ زید نے صرف ایک مرتبہ کہا۔ زید کا جب غصہ ٹھنڈا ہوا تو زید نے اپنی غلطی تسلیم کی اور اپنے بڑے بھائی اور بھاوج وغیرہ بمعہ اس کی بیوی کے سب سے معافی مانگی اور چوبیس گھنٹے کے اندر اندر زید نے اپنی بیوی سے خوشگوار تعلقات کر لئے لیکن زید کی بیوہ بہن زید کو مجبور کر رہی تھی کہ طلاق ہو گئی ہے تم اپنی بیوی کو علیحدہ کر دو۔ لہٰذا آپ سے التماس ہے کہ آپ شریعت کی روشنی میں واضح فرمائیں کہ طلاق ہوئی یا نہیں؟ تاکہ شرعی فتوے پر عمل کیا جائے۔

السائل محمد نقی قادری رضوی، غوثیہ جنرل اسٹور بیراج کالونی، جام شورو

۷۸۶ **الجواب:** اگر واقعتاً شوہر نے اپنی بیوی سے صرف ایک ہی مرتبہ یہ الفاظ کہے کہ "میں تمہیں طلاق دیتا ہوں" تو طلاق تو ان الفاظ سے بھی پڑ گئی لیکن شرعاً یہ طلاق رجعی کہلاتی ہے اور طلاق رجعی میں نکاح نہیں ٹوٹتا بلکہ شوہر کو حق رجعت حاصل ہوتا ہے یعنی یہ کہ وہ اسے دوبارہ اپنے ساتھ رکھے اور اس کے لئے نہ نکاح ثانی کی ضرورت ہے نہ حلالہ وغیرہ کی۔ قرآن عظیم کا ارشاد ہے اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ۔ البتہ اگر اس طلاق کی عدت گزر جائے اور شوہر نے رجعت نہ کی ہو تو اب دوبارہ نکاح کی ضرورت ہوگی حلالہ اب بھی درکار نہ ہوگا۔ زید کی بہن وغیرہ جو زید کو مجبور کر رہی ہے کہ "طلاق ہو گئی! تم اپنی بیوی کو علیحدہ کر دو" یہ ان کی سراسر زیادتی اور بھائی بھاوج پر صریح ظلم ہے۔ انہیں خدا سے اور روز قیامت سے ڈرنا چاہئے۔ حدیث شریف میں ہے "جو شوہر اور اس کی بیوی میں جدائی ڈالے وہ ہم میں سے نہیں"۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ

غیر عالم کو فیصلہ کا حق دینا، جرمانہ کا فیصلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء اس بارے میں کہ: جیسا کہ حسینہ نے دو فتوے لئے ہیں۔ جس میں حسینہ کا بیان اور دو گواہوں کا بیان اور حسینہ کے والد عبدالحکیم کا بیان تحریر ہے۔ دونوں کی فوٹو کاپیاں بھی حاضر خدمت ہیں۔ اس سلسلہ میں سات مرتبہ خاندان کے لوگ جمع ہوئے اور پنچائتیں ہوئیں لیکن فتویٰ کے جواب کے مطابق اور گواہوں کے حلفیہ بیان کے مطابق سب لوگوں نے انکار کر دیا کہ طلاق ہو چکی ہے اور جو فتوے کا فیصلہ ہے وہی فیصلہ ہے۔ گیارہ ماہ بعد پھر ایک پنچائیت ہوئی اور سب لوگ جمع ہوئے اس پنچائیت میں حاجی لال محمد صاحب نے سب لوگوں سے اجازت چاہی کہ یہ فیصلہ کرنے کی مجھے اجازت دیجئے۔ سب نے حاجی لال محمد صاحب کو اجازت دے دی۔ تب حاجی لال محمد صاحب نے یہ فیصلہ کیا کہ حسینہ کے والد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عبدالرحیم سے گیارہ روپے جرمانہ لے کر حسینہ کو بشیر کے گھر بھیج دیا جائے۔ سب نے یہ فیصلہ منظور کیا اور گیارہ روپے جرمانہ لے کر حسینہ کو بشیر کے گھر بھیج دیا گیا۔ حسینہ گیارہ ماہ اپنے والدین کے گھر رہی اور بچے اپنے والدین کے پاس رہے۔ گیارہ ماہ بعد یہ فیصلہ کیا گیا۔ کیا یہ فیصلہ احکام شریعت کے مطابق صحیح ہے۔ اگر صحیح نہیں تو حسینہ اور اس کے والد عبدالرحیم اور بشیر اور حاجی لال محمد صاحب اور جن لوگوں نے یہ فیصلہ تسلیم کیا ان پر احکام شریعت کیا ہیں۔ مہربانی فرما کر جواب تحریر فرما کر مشکور فرمائیں؟

فقط والسلام السائل محمد ولد عظیم بخش

۷۸۶ الجواب: شوہر اگر تین طلاق دینے کا اقرار کرتا ہے تو اب کسی گواہ کی گواہی کی ضرورت نہیں۔ وہ تینوں طلاقیں پڑ گئیں اور دونوں کے مابین نکاح ٹوٹ گیا۔ اب حلالہ کے بغیر وہ ایک دوسرے کے لئے حلال نہیں۔ بغیر حلالہ اسے رکھنا زنائے خالص ہے فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ اور اگر شوہر طلاق دینے کا اقرار نہیں کرتا بلکہ منکر ہے تو اب دو گواہ ثقہ عادل متقی، دیندار، اپنے سامنے تین طلاقیں دینے کی شہادت دیتے ہوں جب بھی تین طلاقیں ہو گئیں اور اگر دونوں سے کوئی بات نہیں یعنی ۱۔ نہ شوہر تین طلاق کا اقرار کرتا ہو، ۲۔ نہ دو ثقہ عادل گواہ موجود ہوں تو شرعاً طلاق کا ثبوت نہ ہوگا۔ حاجی لال محمد صاحب کو شرعی فیصلہ کا حق دینا ہی مہمل بات ہے۔ ہاں اگر وہ فتاوی کی روشنی میں فیصلہ کرتے تو درست ہوگا۔ پھر بھی جرمانہ کی رقم کا فیصلہ کسی طور صحیح نہیں۔ پھر اگر شرعاً تین طلاقوں کا ثبوت ہو جائے تو حسینہ اور بشیر کا میاں بیوی کی طرح مل بیٹھنا بغیر حلالہ کب حلال ہوگا۔ شریعت کیا حاجی لال محمد کے فیصلہ کا نام ہے۔ اس صورت میں اس فیصلہ میں شریک ہونے والے، بلکہ اس پر راضی رہنے والے بھی گنہگار ہوئے۔ سب پر توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ

جب طلاق کی اضافت نہ ہو تو طلاق کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنی بیوی کو لڑائی جھگڑے کے دوران بھائی کے کہنے پر یہ الفاظ کہے کہ تو اگر کہتا ہے تو جا طلاق طلاق طلاق کئی بار کہا جو کہ مجھے یاد نہیں۔ آیا یہ طلاق واقع ہو گئی یا کچھ گنجائش باقی ہے؟ جواب سے نوازیں مہربانی ہوگی۔ فقط عبدالعزیز، بکرا منڈی، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: جب کہ شوہر کے کلام میں عورت کی طرف، طلاق کی نسبت اصلاً نہ تھی کہ تجھ کو یا فلاں کو یا اپنی زوجہ کو فلاں کی بیٹی کو طلاق اور نہ طلاق دینے ہی کا کوئی ذکر زبان پر آیا کہ میں نے ایک، دو، تین طلاق دیں اور نہ ہی عورت کی جانب سے کوئی ایسی بات تھی جس کے جواب میں شوہر کے یہ الفاظ طلاق سمجھے جائیں مثلاً وہ کہتی، کہ میں طلاق چاہتی ہوں اور یہ جواب میں وہ الفاظ کہتا۔ غرض صورت مسئولہ میں نہ صراحۃً طلاق کی نسبت عورت کی جانب ہے اور نہ ایسے قرائن پائے جاتے ہیں جن سے طلاق دینا سمجھا جائے۔ تو اب سارا دارومدار شوہر کی قسم پر رہا اور شوہر قسم کھا کر بیان کرتا ہے کہ اس کی نیت ہرگز طلاق کی نہ تھی تو اب طلاق کا حکم نہیں ہو سکتا۔ عورت بدستور اپنے شوہر کے نکاح میں ہے۔ ہاں اگر واقعی اس نے نیت کی اور ظاہر نہ کی تو اس کا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وبال اور اپنے اور عورت دونوں کے زنا کا عذاب، شوہر پر ہوگا۔ عورت پر الزام نہیں۔ ہندیہ میں محیط سے ہے لا یقع فی جنس الاضافة اذالم ینو لعدم الاضافة الیھا۔ (فتاوی رضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ رجب المرجب ۱۴۰۱ھ

اکراہ شرعی کے معنی

سوال: فقہ کے چاروں اماموں کے مسلک کے مطابق مندرجہ ذیل مسئلہ کا جواب تحریر فرمائیں۔

۱۔ شرعاً جبر کی تعریف کیا ہے؟

۲۔ کیا جبراً یعنی مار پیٹ قتل کرنے کی دھمکی دے کر یا جانی و مالی نقصان پہنچانے کی دھمکی دے کر، طلاق کا خلع حاصل کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

۳۔ اگر شرعاً طلاق یا خلع حاصل کرنا جائز ہو تو چند مستند حوالے بھی تحریر فرمائیں؟

۴۔ طلاق رجعی کتنی مرتبہ طلاق دینے کو کہتے ہیں؟

۵۔ جن صحابی رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طلاق رجعی کے بعد عدت کے اندر اپنی بیوی سے حق زوجیت ادا کیا ہے ان کے چند حوالے بمع کتب تحریر فرمائیں؟ ڈاکٹر حسنین، ریاض منزل، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: اکراہ، جسے لوگ جبر کرنا بھی بولتے ہیں اس کے شرعی معنی یہ ہیں کہ کسی کے ساتھ ناحق ایسا فعل کرنا کہ وہ شخص ایسا کام کرے جس کو وہ کرنا نہیں چاہتا۔ مار ڈالنے، عضو کاٹنے یا ضرب شدید، دھمکی، یا ناقابل برداشت جانی و مالی نقصان پہنچانے کی دھمکی، یہ سب اکراہ کی صورتیں ہیں۔ (عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ نکاح و طلاق پر اکراہ ہو، یعنی دھمکی دے کر ایجاب قبول کرا لیا یا طلاق کے الفاظ زبان سے کہلوائے تو نکاح بھی صحیح ہے اور طلاق بھی۔ ہاں زبان سے الفاظ طلاق نہ کہے صرف تحریر پر دستخط کر دئے تو طلاق معتبر نہیں۔ (درمختار) واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ تنویر الابصار میں ہے ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل ولو مکرھا۔ اور درمختار میں بحر الرائق سے منقول کہ ان المراد الاکراہ علی تلفظ بالطلاق۔ فلو اکرہ علی ان یکتب طلاق امراته فکتب لا تطلق۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ یعنی طلاق رجعی صرف دو بار تک ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۵۔ اس سلسلہ میں کسی اور عالم دین سے مراجعت فرمائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ صفر المظفر ۱۴۰۱ھ

ایک طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسمی عبدالرشید ولد محمد صدیق نے گھریلو جھگڑے میں غصہ میں آکر اپنی بیوی مسمات سلمہ کو ایک طلاق دے دی۔ ان الفاظ کو اس طرح ادا کیا" گھر میں کٹ کٹ ہوتی ہے میں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے طلاق دے دی۔" چند افراد گھر کے وہاں موجود تھے۔ جن سے شہادت لی گئی ان کے نام یہ ہیں۔ بسم اللہ، مسکین، عبدالواحد، عبدالکریم اور مسمی عبدالرشید سے بھی حلفیہ بیان لیا گیا تو اس نے مذکورہ الفاظ کو ہی بیان کیا۔ اب مسئلہ درپیش ہے کہ طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟ کیا دوبارہ میاں بیوی میں رجوع ہوسکتا ہے یا نہیں؟ بینوا، توجروا

سائل عبدالوحید، جلیا پاڑہ اقبال آباد، پھلیلی پار

۷۸۶ الجواب: مسمی عبدالرشید نے اگر واقعی یہی الفاظ کہے ہیں اور لفظ طلاق ایک ہی بار اپنی بیوی کے حق میں ادا کیا تو اس سے ایک ہی طلاق صریح رجعی واقع ہوئی، شوہر کو رجعت کا حق حاصل ہے۔ قال اللہ تعالیٰ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ ربیع الاول شریف ۱۴۰۱ھ

اکراہ شرعی کی حیثیت

سوال: محترمی مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

میں نے مجھے اور میری بیوی کو جان سے مار دینے کی دھمکی کے خوف اور ڈر کی بناء پر ایک اسٹامپ پر دستخط کر دیئے۔ جس کی تحریر سندھی میں لکھی گئی تھی جو میں پڑھ نہ سکا۔ معلوم ہوا کہ طلاق کی تھی پھر مجھے کہا کہ میرے ساتھ گھر چل کر اپنی بیوی کو تین سکے الگ الگ کہہ کر دو۔ میں نے گھر چلنے سے انکار کر دیا۔ ان تینوں سکوں کو ایک مرتبہ طلاق دے کر ٹیبل پر رکھ دیا۔ اس طرح ان لوگوں نے (میرے رشتے داروں) میرے گھر جا کر میری بیوی سے بھی دستخط کروا کر تینوں سکے اس کو دیئے اور کہا کہ طلاق ہوگئی۔ میری بیوی حمل سے بھی ہے۔ فتوی دیں کہ آیا طلاق اس طرح ہو جاتی ہے یا نہیں؟ ہم دونوں میاں بیوی ایک دوسرے کو بے پناہ چاہتے ہیں۔ صالح محمد بلوچ، جی. او. آر کالونی، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: اگر واقعۃً صورت یہی ہے تو یہ اکراہ شرعی ہے جس کے نفاذ پر یہ، ان لوگوں کو قادر بھی جانتا ہے اور اکراہ شرعی کی صورت میں اگر طلاق نامہ پر دستخط کر دیئے اور الفاظ طلاق ادا نہ کیے تو طلاق نہ پڑے گی اور زبان سے الفاظ طلاق بیوی کے لئے ادا کر دئے تو بے شک طلاق ہوگئی اگرچہ کیسے ہی جبر و اکراہ سے ہو۔ (تنویر الابصار) عورت کا حاملہ ہونا طلاق کو نہیں روک سکتا اور سکوں والی بات فقیر کی سمجھ میں نہ آئی کہ کیا راز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ

غیر مدخولہ آدھا مہر پائے گی

سوال: میرا نکاح مسمات نسرین اختر بنت وزیر محمد سے ۲۰ اپریل ۱۹۷۶ء کو ہوا تھا۔ نکاح کے بعد آج تک میری منکوحہ مسمات نسرین اختر بنت وزیر محمد کی رخصتی ان کے والدین نے نہیں کی اور کئی طرح کے الزامات مجھ پر لگائے اور خود ہی طلاق کا مطالبہ کیا۔ میں اور میرے والدین اور دیگر اقرباء میری منکوحہ نسرین اختر کو لینے کے لئے گئے لیکن انھوں نے بھیجنے سے صاف

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انکار کر دیا اور کہا کہ طلاق دے دو۔ میری منکوحہ کے والد وزیر محمد نے کونسلر صاحب حلقہ ۴۴ کو ایک درخواست دی کہ میں اپنی لڑکی نسرین اختر کی طلاق لینا چاہتا ہوں۔ لہٰذا ان کے کہنے اور معاملات کے سنگین ہونے کی وجہ سے میں نسرین اختر بنت وزیر محمد کو بخوشی ہوش و حواس خمسہ طلاق دیتا ہوں۔ آج سے میرا اور نسرین کا کوئی واسطہ نہیں رہا۔ از مہر وزیور جو کہ دو عدد پازیب چاندی کے اور مسمات نسرین اختر کی سونے کی دو عدد کان کی بالی، ایک عدد انگوٹھی یہ زیور وزیر محمد سے مجھ کو دلوایا جائے۔ نسرین اختر نکاح کے بعد آج تک سسرال نہیں آئی ہے۔ مہر کس صورت میں ادا کیا جائے۔ براہ مہربانی فرمائیں کہ علماء دین قرآن و حدیث سے کیا فرماتے ہیں۔ عین نوازش ہوگی۔ فقط السائل، مورخہ ۲۷ اپریل ۱۹۸۱ء

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں نسرین پر طلاق پڑ گئی دونوں کے مابین نکاح ٹوٹ گیا اور چونکہ خلوت صحیحہ یعنی رخصتی اور یکجائی عمل میں نہ آئی اس سے نسرین صرف آدھے مہر کی مستحق ہے جس کی ادائیگی شوہر پر لازم ہے۔ قال اللہ تعالیٰ فنصف مافرضتم۔ واللہ تعالیٰ علم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۱ھ

گھبراہٹ یا دماغ کی گرمی کا نام جنون نہیں

سوال: ایک شخص عبدالجبار نے اپنی بیوی حاملہ جو کہ دو ماہ کے بعد بچے کی ماں بننے والی تھی صرف معمولی سی بات پر طلاق لکھ کر دی۔ قصور بیوی کا صرف اتنا تھا کہ وہ بچے کو جو کہ تین سال کا تھا مارے جا رہی تھی۔ عبدالجبار بیمار تھا بلڈ یوریا کا مریض اور بعد میں بلڈ پریشر بھی ہو گیا تھا۔ طلاق تین بار لکھی اور ہوش و حواس کے الفاظ بھی لکھے تھے لیکن یہ سب کچھ بلڈ پریشر کی وجہ سے غصہ میں ہوا۔ عبدالجبار نے اس کی تشریح طلاق کے بہت تھوڑے عرصے بعد کر دی تھی، ایک ماہ سے بھی پہلے۔ اب وہ دوسرے بچے کی ماں بن چکی ہے۔ بچہ تقریباً چار ماہ کا ہے۔ طلاق کو تقریباً چھ ماہ ہو گئے ہیں۔ عبدالجبار نے ایک ماہ سے پہلے ہی اس کے روکنے کے لئے کوشش شروع کر دی۔ اب فتویٰ کا انتظار ہے۔ عبدالجبار کے کلمات یہ ہیں کہ میں نے ذکیہ کو طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی! اور میں ہوش و حواس میں ہوں۔ فقط السائل

۷۸۶ الجواب: فقط گھبراہٹ یا دماغ کی گرمی کا نام جنون نہیں اور نہ غصہ، طلاق پڑنے سے مانع اور نہ عورت کا حاملہ ہونا، طلاق کو روک سکتا ہے۔ عورت حاملہ ہو یا نہ ہو، طلاق غصہ میں دی جائے یا پیار میں ہر حال میں پڑ جاتی ہے اور از انجا کہ شوہر نے تین بار الفاظ طلاق لکھے تو یقیناً وہ تینوں طلاقیں پڑ گئیں۔ ان دونوں کے مابین نکاح ٹوٹ گیا بلکہ بچہ کی پیدائش کے بعد اس کی عدت بھی گزر چکی۔ اب تاوقتیکہ حلالہ نہ ہو یہ دونوں آپس میں ہرگز، خود، یا خواہ کسی کے دباؤ میں آ کر نکاح نہیں کر سکتے۔

یہ حکم قرآن کریم کا ہے۔ یہ فرمان رسول ﷺ کا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ (بقرہ: 230) و قال النبی ﷺ لا حتی تذوقی عسیلته (الحدیث)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حاملہ کی طلاق، عدت حاملہ، جہیز کی ملکیت کس کے لئے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ

۱۔ اگر عورت حاملہ ہو اور شوہر اس کو تین طلاقیں دے دے تو کیا تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں یا نہیں؟

۲۔ حاملہ کی عدت کتنی ہے۔ کیا عدت کے دوران شوہر نان ونفقہ دینے کا پابند ہے یا نہیں؟

۳۔ وضع حمل کے بعد جو بچی، بچہ ہوگا اگر دودھ پلانے کی مدت تک ماں کے پاس رہے تو عورت کچھ لینے کی حقدار ہے یا کہ نہیں؟

۴۔ اگر کسی لڑکی کی شادی آج سے دس (۱۰) سال پہلے ہوئی ہو اور اس کا حق مہر کل ۳۶۰۰ سو روپے مقرر ہوا ہو جس میں سے مبلغ گیارہ سو روپیہ بصورت زیورات جو پانچ تولہ سونا اور بیس تولہ چاندی کی مقدار ہے۔ اس وقت اس کے بھاؤ کے مطابق مبلغ ۱۱۰۰ سو روپے بنا کر یہ لکھ کر دے دیا ہو کہ یہ ادا کر دئے گئے ہیں۔ اب صرف ۲۵۰۰ سو روپے بقایا رہے ہیں۔ اب شوہر نے طلاق دیتے وقت لڑکی کو صرف ۲۵۰۰ روپے کا ہی چیک دیا ہے۔ باقی جو سامان لڑکی کو والدین کی طرف سے بصورت جہیز یا زیورات دیئے گئے تھے، وہ اور نکاح کے وقت جو پانچ تولہ سونا اور بیس تولہ چاندی جس کی رقم ۱۱۰۰ روپے بنا کر مہر کی شکل میں ادا کردی گئی تھی۔ یہ سب کے سب زیورات ضبط کر لئے گئے ہیں۔ جب لڑکے سے زیورات کا مطالبہ کیا گیا تو اس نے یہ کہا کہ میں صرف ۱۱۰۰ روپے ہی دوں گا اور کچھ نہیں دوں گا۔ لڑکی نے کہا کہ پانچ تولہ سونا اور بیس تولہ چاندی یہ مہر کی شکل میں ہے یہ میرا ہی حق ہے میں ضرور لوں گی۔ دوسرا والدین نے جو مجھے جہیز اور زیورات دیئے تھے وہ بھی میرا ہی حق ہے۔ اب جبکہ سونا اور چاندی کا بھاؤ بہت تیز ہے اس لئے لڑکا زیورات دینے سے کتراتا ہے۔ آپ سے عرض ہے کہ ازروئے شریعت اس مسئلہ کے بارے میں جواب دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔ **بینوا، توجروا** سائل محمد یوسف ولد علی محمد، ٹنڈو آدم

۷۸۶ الجواب: وقوع طلاق میں عورت کی جانب سے کوئی شرط نہیں۔ حاملہ ہو یا نہ ہو۔ جب طلاق دی جائے گی پڑ جائے گی اور جب تین دی جائیں گے تین واقع ہوں گی۔ (درمختار) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ عورت حاملہ ہو تو اس کی عدت وضع حمل ہے۔ قال اللہ تعالیٰ **وَ اُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ** (طلاق:4)۔ موت خواہ طلاق کے بعد، جس وقت بچہ پیدا ہوگا عدت ختم ہو جائے گی اگرچہ ایک منٹ بعد۔ (جوہرہ نیرہ) اور جس عورت کو طلاق دی گئی ہے بہر حال عدت کے اندر نفقہ پائے گی۔ (خانیہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ ماں کی پرورش میں بچہ ہو اور شرعاً اسے حق پرورش بھی حاصل ہو تو حق پرورش پائے گی اور دودھ پلانے کی اجرت اور عورت کا نفقہ بھی۔ (درمختار وغیرہ۔) واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ جہیز کہ لڑکی کے والدین اسے دیتے ہیں اور زیورات بھی اس میں شامل ہیں وہ خاص زوجہ کی ملک ہوتا ہے۔ جس میں شوہر کا کوئی حق نہیں۔ طلاق ہوئی تو وہ کل لے گی اور مرگئی تو اس کے ورثہ میں تقسیم ہوگا۔ (درمختار، ردالمحتار) یونہی مہر خاص عورت کا حق ہے۔ خواہ نقد کی شکل میں مقرر کیا گیا ہو یا زیورات کی شکل میں ادا کیا لہٰذا اگر پانچ تولہ سونا اور بیس تولہ چاندی مہر

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کی رقم میں ادا کردیئے گئے تھے تو وہ عورت کی ملک ہیں۔شوہر کا اس میں کوئی حق نہیں۔اگر وہ روکے گا تو ظالم قرار پائے گا اور خدا اور رسول کا مجرم۔عورت اپنا یہ حق بذریعہ کچہری حاصل کرسکتی ہے۔(درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ

طلاق کے جھوٹے اقرار سے بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے

سوال: ایک شخص اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے اور پانچ چھ سال بعد یہ عیاں ہوجاتی ہے۔جب اس نے طلاق دی تھی۔تو وہ دونوں میاں بیوی تھے۔اس وقت کوئی گواہ نہ تھا۔پھر یہ راز کھلا۔تو اس کے تقریباً بیس گواہ ہو گئے اور وہ شخص کہنے لگا کہ میں نے طلاق دی ہے اور عورت بھی کہنے لگی ہاں انہوں نے طلاق دی ہے اور وہ کہتا تھا کہ وہ حاملہ تھی۔تو وہ کہتی ہے کہ حاملہ تھی اس لئے طلاق نہیں ہوئی۔پھر بیس آدمی جمع کر کے اس نے کہا کہ اچھا میں طلاق دیتا ہوں اور وہ عورت اپنے کسی عزیز کے گھر میں عدت گزارنے لگی۔پھر ڈیڑھ ماہ عدت کرنے کے بعد پھر وہ عورت اپنے شوہر کے گھر چلی گئی اور اس نے رکھ لیا۔اب وہ یہ کہتا ہے کہ جس طرح نکاح قبول کیا جاتا ہے کہ فلانی کو تم نے عقد میں قبول کیا۔اسی طرح میں نے اس کا نام لے کر یہ طلاق نہیں دی تھی اس لئے طلاق نہیں ہوئی۔لہٰذا اب آپ اس کا فتویٰ دیں کہ طلاق ہوگئی یا نہیں؟

تاج محمد، لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** فرض کرلیں کہ اس نے طلاق نہیں دی تب بھی دس بیس لوگوں کے سامنے اس کا جھوٹا اقرار کہ میں نے طلاق دی ہے۔خود طلاق ہے۔لہٰذا اس وقت اگر طلاق نہ پڑی تھی اور اب لوگوں سے جھوٹ کہتا ہے کہ میں نے طلاق دی تو اب طلاق کا حکم دیا جائے گا۔(درمختار وغیرہ) پھر جب اس نے طلاق نہیں دی تھی تو عورت کس چیز کی عدت گزار رہی تھی۔عدت تو طلاق کی ہوتی ہے یا موت کی۔بہرحال یہ ثابت ہوجائے کہ اس نے ایک یا دو طلاقیں دی تھیں تو اسے عدت کے اندر، رجعت کا اور عدت گزرنے پر نکاح ثانی کا اختیار تھا اور ہے۔اگر اس نے ایسا کیا تو اس پر کوئی الزام نہیں اور اگر عدت گزر گئی پھر بغیر نکاح رکھ لیا تو وہ گناہ ہوا۔اب دوبارہ نکاح پڑھا دیں۔ہاں اگر گواہوں سے تین طلاقوں کا ثبوت ہوجائے تو اب حلالہ کے بغیر وہ عورت اس کے لئے حلال نہ ہوگی۔قرآن وحدیث کا یہی حکم ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ ذی قعد ۱۴۰۱ھ

شوہر کی طرف سے جو زیورات آئے اس کا مالک کون ہے! لڑکا یا لڑکی؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک لڑکی کی شادی کے موقع پر اس کے سسرال والوں نے لڑکی کو کچھ زیورات رواج کے مطابق پہنائے تھے نیز یہ زیورات نہ تو حق مہر میں ہیں، نہ ہی بخشے گئے اور نہ ہی مالکانہ حقوق کے تحت پہنائے گئے تھے۔اب اختلاف کی وجہ سے مذکورہ لڑکی کو اس کے خاوند نے طلاق دے دی ہے۔اب مذکورہ زیورات لڑکی کو ملنے چاہئیں۔یا ان کے سسرال والوں کو ملنے چاہئیں؟

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نوٹ: لڑکی کا قصور نہیں بلا قصور طلاق دی ہے۔ لڑکی اور سسرال والے اور والدین تینوں فریق رضامند نہیں تھے۔

بقلم خود سیّد غلام محمد قیص شاہ، مراد آباد شریف، ملتان

۷۸۶ الجواب: جو زیور محض شادی کے موقع پر دلہن کو پہنایا جاتا ہے وہ شادی کے بعد سسرالی اپنے قبضے میں لے لیتے ہیں اور دلہن سے واپس لے لیتے ہیں چونکہ متنازعہ فیہ زیورات مسلسل پانچ سال تک دلہن کے پاس رہے جو اس عرصے میں واپس نہیں کیے گئے۔ جو اس بات کا قرینہ ہیں کہ وہ زیورات لڑکی کی ملک میں دیئے گئے تھے جب تک اس کا واضح ثبوت نہ ہو کہ محض رواجاً غیر مالکانہ حقوق کے ساتھ وہ زیورات دیے گئے تھے وہ لڑکی ہی کی ملک قرار پائیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مفتی غلام مصطفیٰ رضوی، ملتان

۷۸۶ الجواب: عورت کو جو کچھ کپڑا شوہر کے یہاں سے گیا تھا اس میں رواج دیکھا جائے گا اگر رواج یہ ہو کہ عورت ہی اس کی مالک سمجھی جاتی ہے تو وہ عورت کا ملک ہوگیا، جیسے وہ زیور کپڑا برتن وغیرہ جو عورت کو جہیز میں ملا تھا اس کی ملک خاص عورت ہے اور اگر مالک نہیں سمجھی جاتی ہے تو وہ جس نے چڑھایا تھا وہ اس کا مالک ہے۔ خواہ شوہر کا والد، خود شوہر اور سوال سے بھی یہی صورت ظاہر ہے لہٰذا سائل کے اس بیان رواج کے مطابق عورت اس زیور کی مالک نہیں اس کی واپسی ضروری ہے۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ

نکاح ختم کرنے کا اختیار صرف شوہر کو ہے

سوال: بخدمت جناب محترم حضرت قبلہ، مولانا مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

ایک عورت جو کہ پانچ وقت کی نماز پڑھتی ہے اور قرآن مجید کی تلاوت کرتی ہے اور سنی بہشتی زیور اپنے مطالعہ میں رکھتی ہے اور اس کے مسائل کے مطابق اپنی زندگی گزارنا چاہتی ہے۔ مذکورہ عورت کا والد صحیح العقیدہ سنی ہے اور امامت کرتا ہے اور ضروریات مسائل سے واقف ہے وہ بھی یہی چاہتا ہے کہ میری بیٹی شریعت کے مطابق زندگی بسر کرے مگر بدقسمتی سے عورت مذکورہ کا نکاح ایک ایسے شخص سے کر دیا ہے کہ جو بالکل جاہل ہے کہ کلمہ طیبہ بھی صحیح طرح سے نہیں پڑھ سکتا اور نماز وغیرہ باقی ضروریات کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اپنی جہالت کی وجہ سے بہت سی باتیں ایسی کرتا ہے جو کفری کلمات پر مشتمل ہوتی ہیں۔ نہایت ہی ظالم ہے عورت کی بلاوجہ ہی مار پیٹ کرتا ہے۔ سگریٹ اتنے استعمال کرتا ہے کہ ہر وقت اس کے مونھ سے بدبو نکلتی رہتی ہے۔ ان باتوں سے نفرت کی بناء پر عورت ایک سال سے اپنے والدین کے گھر پر رہتی ہے اور اپنے خاوند کے پاس بالکل جانے کو تیار نہیں ہے اور نہ ہی اس کے والدین چاہتے ہیں کہ ہم ایسے شخص کے ساتھ اپنی بیٹی کو آباد کریں اور عورت کا خاوند کسی قیمت پر طلاق دینے کو تیار نہیں اور نہ ہی اس کے والدین اس پر رضامند ہوتے ہیں۔ یہ مختصر باتیں بیان کی گئی ہیں ان کے علاوہ بہت سی باتیں قابل نفرت ہیں مثلاً خاوند کے گھر کے تمام افراد ہی خلاف شرع معاشرے پر عمل کرتے ہیں۔ اب

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دریافت کرنے کی باتیں یہ ہیں۔

ا۔ عورت کے والدین عورت مذکورہ کو اپنے پاس رکھنے کی وجہ سے گناہ گار تو نہیں ہو رہے؟

۲۔ ایسے خاوند کے ساتھ آباد نہ ہونا عورت کے لئے باعث گناہ ہے یا نہیں؟

۳۔ ایسی حالت میں جو خاوند مذکورہ بالا کی بیان ہوئی ہے عورت کا نکاح باقی ہے یا نہیں؟

۴۔ ایسے خاوند سے طلاق کا مطالبہ کرنا شرعاً جرم ہے یا نہیں؟

۵۔ اگر خاوند طلاق نہ دے تو اس سے زبردستی طلاق لی جائے یہ طلاق ہوگی یا نہیں؟

۶۔ طلاق نہ دینے کی صورت میں عورت عدالت میں تنسیخ نکاح کا مقدمہ کر کے نکاح تڑوالے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟ عدالت کا توڑا ہوا نکاح شریعت میں بھی ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

۷۔ بالفرض محال عورت کے والدین یا عورت ایسے خاوند کے ساتھ زندگی گزارنے پر رضامند ہو جاتے ہیں اور عورت خاوند کے پاس چلی جاتی ہے تو عورت اور اس کے والدین پر گناہ ہوگا یا نہیں؟

براہ مہربانی شریعت مطہرہ کے مطابق جو صحیح حکم ہو وہ تحریر فرمادیں تاکہ آپ کے فتویٰ کے مطابق عمل کیا جائے۔

چونکہ عورت کے والدین کو برادری کے لوگ مجبور کرتے ہیں کہ تم اپنی بیٹی کو آباد کرو تم کو گناہ ملتا ہے اور عورت کے والدین کہتے ہیں کہ ہم شریعت کے فیصلے کو قبول کریں گے۔ برادری کی خلاف شریعت باتوں پر ہم عمل نہیں کرتے۔

السائل محمد اسحٰق نعیمی نقشبندی گجراتی، امام مسجد ضلع وہاڑی

۷۸۶ الجواب: قرآن کریم کا فیصلہ ہے کہ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ یعنی نکاح کی گرہ شوہر کے ہاتھ میں ہے۔ تو جب تک وہ طلاق نہ دے یا اس کی موت واقع نہ ہو، عورت ہنوز اس کے نکاح میں ہے۔ ہاں عورت اگر سمجھتی ہے کہ شوہر کے ساتھ بحالات موجودہ نباہ نہیں ہو سکتا تو اپنا مہر معاف کر کے یا اپنے پاس سے کچھ مال دے کر اس سے طلاق حاصل کرے۔ اور کسی طرح وہ طلاق نہ دے تو جبراً اس سے طلاق حاصل کی جائے۔ یوں کہ وہ اپنی زبان سے الفاظ طلاق ادا کرے اور کم از کم دو چار مسلمان ان الفاظ کو اپنے کانوں سے سن لیں۔ ساتھ ہی طلاق نامہ پر دستخط کرالیں تاکہ فتنہ کی جڑ کٹ جائے یا پھر کسی دیندار حاکم وقت کی طرف رجوع ہوں کہ وہ حاکم، شوہر پر جبر کرے کہ عورت کو طلاق دے۔ بہر حال جبتک وہ طلاق نہ دے۔ عورت اس کے نکاح میں ہے اور کسی اور کے لئے اس سے نکاح حلال نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ ذی قعد ۱۴۰۱ھ

مطلقہ دوسرا نکاح کب کر سکتی ہے؟

سوال: میری بیوی مسمات رانی نے دوسرا نکاح بنام اصغر علی ولد غلام احمد قوم قریشی عمر اندازاً ۴۵ سال سے کیا۔ اب میرا مسمات رانی دختر جلال سے کسی بھی قسم کا کوئی واسطہ نہیں۔ اب میں پھر شریعت محمدی کے مطابق مسمات رانی دختر جلال کو طلاق!

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طلاق! طلاق! دیتا ہوں۔ اب مسمات رانی آزاد ہے۔ میں آج کے بعد مسمات رانی اور اصغر علی ولد غلام احمد کے ساتھ کسی بھی قسم کا کوئی جھگڑا فساد نہیں کروں گا اور نہ وہ مجھ سے کریں گے۔ اگر ہم دونوں فریقین میں سے کسی بھی فریق نے جھگڑا فساد کیا تو رد ہوگا اور رد سمجھا جائے گا۔ تینوں بچوں کے ساتھ ان کی ماں رانی اور اصغر علی کا کوئی بھی واسطہ نہیں اور نہ ہوگا باقی مسمات رانی اور اصغر علی شہر پاٹویوں میں آکر بچوں سے ملاقات کریں گے جس کے لئے میں کوئی رکاوٹ نہیں کروں گا۔ مسمات رانی میرے گھر سے تین کپڑوں کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں لے کر گئی۔ یہ بچوں والا فیصلہ شہر پاٹویوں کے کونسلر رئیس علی نواز خاں مری اور خیام عبدالستار ولد حسن دین دکاندار ٹویوں نے کیا ہے جو ہم دونوں پارٹیوں کو منظور ہے جو کچھ اور لکھا گیا ہے ہم دونوں پارٹیوں کو منظور ہے۔

فقط السائل، اللہ بخش ولد فیض محمد، پاٹویوں

۷۸۶ الجواب: شوہر نے جس تاریخ کو طلاق دی ہے اس تاریخ کے بعد جب عورت پر تین حیض گزر جائیں تو اب اس کے لئے جائز ہے کہ کسی بھی مومن مرد مسلمان سے نکاح کر لے۔ لانه لا مانع حينئذ من النكاح۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۱ھ

طلاق غصے میں ہی ہوتی ہے

سوال: جناب مفتی صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید اور اس کی بیوی کے درمیان بچوں کے معاملے میں کچھ شکر رنجی ہوئی اور زید نے جذبات سے بے قابو ہو کر اپنی زبان سے یہ الفاظ ادا کیے کہ میں نے تجھے طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی! یعنی جو الفاظ اوپر ذکر کیے گئے ہیں یہی اصل الفاظ ہیں لہٰذا مذکورہ الفاظ کی روشنی میں ازروئے شرع شریف صحیح فیصلے سے آگاہ فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ موقع واردات پر زید کا بہنوئی اور زید کا بیٹا موجود تھا۔

السائل محمد سراج الدین واحدی، ۲۲ جمادی الاولیٰ شریف ۱۴۰۱ھ

۷۸۶ الجواب: طلاق کا باعث عام طور پر یہی غصہ میں جذبات سے مغلوب ہو جانا ہی ہوتا ہے اور غصہ کی طلاق معتبر اور نافذ ہے۔ نکاح شیشہ ہے اور طلاق پتھر۔ شیشے پر پتھر جان بوجھ کے مارا جائے یا بلاقصد اس پر پڑ جائے، شیشے کا ٹوٹ جانا یقینی ہے۔ یہی حکم طلاق کا ہے کہ راضی خوشی دی جائے تو طلاق اور غصہ وغضب میں دی جائے تو طلاق۔ لہٰذا صورت مذکورہ میں عورت پر تینوں طلاقیں پڑ گئیں اور طلاقیں جب تین تک پہنچ جائیں تو حلالہ کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں۔ عورت اس طلاق کی عدت گزارے۔ عدت گزرنے پر پھر کسی اور مرد بالغ سے نکاح کرے اور وہ اس سے ہم بستر بھی ہو۔ پھر وہ طلاق دے یا مر جائے تو اس کی عدت گزار کر، اب پہلے شوہر سے نکاح کر سکتی ہے ورنہ ہرگز نہیں۔ یہی حکم قرآنی ہے کہ **فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ** یہی حکم حدیث نبوی ﷺ ہے کہ **لا حتى تذوقي عسيلته (الحديث)**۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شوہر طلاق کی تحریر کا اقرار کرتا ہے تو طلاق واقع ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

مسمات نور جہاں بنت حسن ساکن لیاقت اشرف کالونی، حیدرآباد

۱۔ یہ کہ تمہاری شادی میرے ساتھ ۱۹.۵.۱۹۷۳ء کو ہوئی اور بعد شادی میں نے تمہیں اچھی طرح رکھا اور کسی شکایت کا موقع اپنی طرف سے نہ دیا۔

۲۔ یہ کہ تم اور تمہارے والدین عادتاً تمہیں اپنے گھر رکھتے رہے اور یہ چاہا کہ میں گھر داماد بن کر رہوں جیسا کہ میرے والد سراج الدین ولد کریم بخش سے کہا جو کہ تمہارے والدین کے ساتھ رہتے ہیں۔

۳۔ یہ کہ گزشتہ عید پر میں عید کی نماز پڑھنے گیا تو تم میرے تین بچوں کے ساتھ اپنے والدین کے گھر چلی گئیں اور میرے بھائی چاند خان کے ساتھ واپس نہیں آئیں۔

۴۔ یہ کہ تمہارے والدین نے تمہیں استعمال کیا خلاف شرع اور دور تر مقصد کے لئے۔

۵۔ یہ کہ یہ پہلی بار ایسا نہیں ہوا بلکہ کئی بار تم ایسا کر چکی اور بڑی مشکلات رہیں تمہیں واپس لانے کے لئے۔

۶۔ یہ کہ جون ۱۹۷۶ء میں بھی تمہارے والدین نے کوشش کی کہ تمہیں میری مرضی کے خلاف اپنے گھر لے جائیں۔ جیسا کہ تم نے اپنے والدین کے گھر سے ۱۵.۶.۱۹۷۶ء دستاویز بھیجی جو کہ پانچویں ایکسٹرا جوائنٹ سول جج اور پی. سی. ایم حیدرآباد سے مصدقہ ہوئی ۱۶.۶.۱۹۷۶ء۔

۷۔ یہ کہ کپڑے دیگر سامان اور ۵۰۰ روپیہ کی رقم تمہارے والدین کی طرف ہے جیسا کہ ۱۵.۶.۱۹۷۶ء کی تحریر میں درج ہے۔

۸۔ یہ کہ میرے تین بچے جو کہ آپ لے گئیں اب تک آپ کے پاس ہیں اور باوجود میری کئی مرتبہ درخواست کے ان بچوں کو واپس نہیں کیا گیا۔

۹۔ یہ کہ تم اپنے والدین کے ہاتھوں میں کھلونا بنی ہوئی ہو وہ جیسا چاہتے ہیں تم ویسا ہی کرتی ہو میری مرضی کے خلاف اور میرے بچوں کی زندگی تباہ کر رہی ہو۔

۱۰۔ یہ کہ میں واضح کرتا ہوں کہ تمہارے (ڈیکلریشن) وضاحت کا ذکر ہے، جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے اور جو مصدقہ ہے پانچویں ایکسٹرا جوائنٹ سول جج حیدرآباد سے، تم میرے بچوں کی زندگی سے کھیل رہی ہو۔ لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ تمہیں طلاق دینے کے علاوہ دوسرا کوئی راستہ موجود نہیں موجودہ صورت حال کے تحت اس لئے میں یہاں تمہیں تین بار طلاق کا اعلان کرتا ہوں اور کہتا ہوں میرے تین بچوں کو جو تمہاری سپردگی میں ہیں واپس کر دو۔ جملہ اسباب کپڑے۔ اس اطلاع کی وصولیابی کے تین دن کے اندر اندر۔

تمہارا وفادار، محمد قاسم

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب:** شوہر نے جو کچھ لکھا اس سے اسے انکار نہیں بلکہ اقرار ہے کہ ہاں وہ میری تحریر ہے بلکہ دوسروں لوگوں اور اپنی نئی سسرال والوں سے اس نے کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق نامہ دے دیا ہے اور یہ خود بھی اپنی جگہ طلاق دینے کا اقرار کرتا ہے۔ بلکہ اگر وہ طلاق نہ دیتا اور لوگوں سے جھوٹ موٹ کہتا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے تب بھی وہ طلاق شرعاً واقع ہو جاتی ہے۔ (فتاوی رضویہ) لہٰذا صورت مسئولہ میں جبکہ شوہر اپنی بیوی کو تین طلاق دینے کا اعلان کر رہا ہے تو عورت پر تین طلاقیں پڑ گئیں اور عورت بحرمت مغلظہ اپنے شوہر پر حرام ہو گئی۔ ایسی کہ بغیر حلالہ محض نکاح سے بھی، اس کی زوجیت میں نہیں آ سکتی۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۢ بَعۡدُ حَتّٰى تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهٗ (بقرہ:230) و قال النبی ﷺ لاحتی تذوقی عسیلتہ (الحدیث)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ / رجب المرجب ۱۴۰۱ھ

”طلاق دے رہا ہوں“ سے تو طلاق ہو جائے گی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنی بیوی کو جن الفاظ میں تحریراً طلاق دی ہے۔ یہ تحریراً طلاق نامہ داتا دربار لاہور کے جامع مسجد کے خطیب و امام صاحب کو دکھایا گیا۔ جس پر آپ نے زبانی ارشاد فرمایا کہ جب تک تم اپنی بیوی کے سامنے تین بار طلاق زبان سے نہ دو گے اس وقت تک طلاق نہیں ہوتی۔ یاد رہے کہ زید نے یہ طلاق نامہ اپنی بیوی کی غیر موجودگی میں دیا یعنی یہ ایک گھر میں تھے اور بیوی دوسرے گھر میں تھی۔ لے جانے والے نے طلاق نامہ زید کی بیوی کو دیا زید کی بیوی برابر والے گھر میں موجود تھی وہاں سے فوراً ہی تحریراً جواب دیا زید نے جواب پڑھے بغیر ہی واپس حیدر آباد آنے کا پروگرام بنا لیا اور آتے وقت داتا دربار میں حاضری کے غرض سے گئے اور وہاں کے امام و خطیب مسجد سے یہ مسئلہ حل کرنے کی درخواست کی مگر آپ نے زبانی فتویٰ دیا کہ طلاق اس طرح نہیں ہوتی۔ وجہ معلوم کی گئی تو فرمایا کہ زید نے تحریر کیا ہے کہ ”طلاق دے رہا ہوں“ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ طلاق ہو گئی اور کچھ کہتے ہیں کہ نہیں ہوئی۔

مہربانی فرما کر اس مسئلہ کو حل فرما کر ہمیں صحیح راستے پر چلنے کی ہدایت فرمائیں امید ہے کہ اس مسئلہ کو قرآن و حدیث سے حل فرمائیں گے۔ فقط آپ کا خدمت گزار، عبدالوہاب بریلوی اہلسنت والجماعت، امریکن کوارٹر، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** شوہر نے خود فقیر کے روبرو یہ اقرار کیا ہے کہ یہ تحریر میری ہی ہے اور میرا منشاء بیوی کو طلاق دینا ہی تھا اس لئے کہ میں غصے کی حالت میں تھا۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں وہ لفظ کہ میں ”طلاق دے رہا ہوں“ بمعنی ”طلاق دیتا ہوں“ ہے اور ان الفاظ سے ایک طلاق رجعی پڑ جاتی ہے۔ عدت کے دوران، شوہر کو رجعت کا حق حاصل ہے اور عدت گزر جانے پر نکاح ثانی کا۔ بشرطیکہ اس نے کوئی اور لفظ طلاق کا مونہہ سے نہ نکالا ہو۔ قال اللہ تعالیٰ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ شعبان المعظم ۱۴۰۱ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک طلاق کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسمی عبدالغنی ولد مولا بخش نے اپنی دختر مسمات حلیمہ کا نکاح نابالغ عمری میں مسمی عبدالحکیم ولد محمد یامین کے ساتھ کر دیا تھا۔لڑکی کے بالغ ہونے تک دونوں فریقین میں اختلافات پیدا ہو گئے اور نوبت طلاق تک پہنچی۔ دونوں فریقین نے (لڑکے اور لڑکی کے والدین) گواہوں کی موجودگی میں فیصلہ کر کے لکھ لیا جس کی نقل منسلک ہے۔فیصلہ کے وقت لڑکا عبدالحکیم موجود نہیں تھا وہ اس وقت اپنی دوکان پر تھا۔لڑکے کے بڑے بھائی نے دوکان پر جا کر عبدالحکیم سے طلاق نامہ لکھوا کر لا کر دے دیا۔اس وقت موجود لوگوں میں سے کسی نے بھی اس بات پر غور نہیں کیا کہ لڑکے نے کیا لکھا ہے تمام حاضرین اس خوش فہمی میں مبتلا رہے کہ طلاق نامہ لکھا گیا ہے اور طلاق ہوگئی۔ بعد میں لڑکی کے والد نے چند رشتہ داروں کو طلاق نامہ دکھایا تو ان کا کہنا ہے کہ طلاق تین نہیں ہوئی کیوں کہ طلاق نامہ میں ایک طلاق دینے کا ذکر کا ہے تین دفعہ نہیں۔ بعد ازیں لڑکے کے والدین سے رجوع کیا گیا تو ان کا کہنا ہے کہ ہمیں جو کچھ لکھ کر دینا تھا وہ ہم نے دے دیا۔مزید کچھ لکھ کر دینے کے لئے تیار نہیں۔علاوہ ازیں طلاق نامہ پر لفظ طلاق کو تین مرتبہ لکھ کر دینے کے لئے لڑکے کا والد چند شرائط رکھتا ہے جو لڑکی قبول نہیں کرتی۔ براہ کرم طلاق نامہ اور فیصلہ پر غور فرما کر صحیح صورت اور حکم شرعی سے آگاہ فرمائیں۔

فقط بقلم خود عبدالغنی ولد مولا بخش

۷۸۶ الجواب: ایک طلاق بھی طلاق ہے بلکہ عند الشرع یہی مطلوب وسنت کے مطابق ہے۔البتہ اس میں حلالہ کی ضرورت نہیں۔عدت کے اندر رجعت اور بعد عدت نکاح کے بعد دونوں زن وشوہر کی مانند رہ سکتے ہیں۔صورت مذکورہ میں عدت گزرنے پر دونوں نکاح کر سکتے ہیں اور عدت کے اندر رجعت۔قال اللہ تعالیٰ فَاِمۡسَاكٌۢ بِمَعۡرُوۡفٍ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ

http://t.me/fehqiqat

تحریری طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسمی نور محمد نے اپنی زوجہ کے باپ کو خط میں یہ لکھا ہے کہ میری طرف سے آپ کی لڑکی شکیلہ بی بی کو طلاق ہے۔کیا اس تحریر کی رو سے مسمی نور محمد کی زوجہ شکیلہ بی بی کو طلاق ہوگئی یا نہیں؟

سائل نور محمد، پولیس لائن، حیدر آباد، سندھ

۷۸۷ الجواب: سوال کے ساتھ شوہر کا جو خط منسلک ہے اس میں صاف صاف تحریر ہے کہ "میری طرف سے آپ کی لڑکی شکیلہ بی بی کو طلاق"۔ یہ الفاظ تین بار لکھے گئے ہیں اور شک نہیں کہ جب طلاق تین تک پہنچ جائے تو عورت اپنے شوہر پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی ہے جب تک حلالہ نہ ہو اور حلالہ کے بعد اس سے دوبارہ نکاح جائز ہے۔قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۢ بَعۡدُ حَتّٰى تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهٗ، و قال النبی ﷺ لا حتیٰ تذوقی عسیلتہ (الحدیث)۔حلالہ کی صورت یہ ہے کہ عورت اس طلاق کی عدت گزرنے پر کسی اور سے نکاح کرے اور وہ دوسرا مرد اس سے ہم بستر ہو۔پھر وہ طلاق دے یا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مرجائے پھر بہرحال اس کی عدّت گزارے۔ اب عدّت گزر جانے پر، یہ عورت پہلے شوہر سے نکاح کر سکتی ہے ورنہ ہرگز نہیں، خواہ ہنسی خوشی اور باہمی رضامندی سے، یا کسی کے جبر اکراہ اور دباؤ دھونس سے بہر صورت دوبارہ نکاح، حلالہ کے بغیر حلال نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ

تحریری طلاق کب موثر ہوتی ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: جبکہ شوہر نے طلاق نہیں دی بلکہ چند آدمیوں نے زوجہ کی طرف سے طلاق کا بیان لکھ کر، اپنے دستخط ثبت کئے اور مشہور کر دیا کہ فلاں نے فلاں کو طلاق دے دی۔ علاوہ زوجہ کے شوہر کے نہ تو دستخط ہیں اور نہ انگشت نشان، امید ہے کہ شریعت مطہرہ کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں گے۔

فقط لال شاہ ولد ولی شاہ، مہاجر کالونی

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں دو باتوں میں سے ایک کا پایا جانا ضروری ہے، یا تو شوہر اس بات کا اقرار کرے کہ یہ تحریر میں نے لکھی ہے یا لکھوائی اور اسے سن کر اس پر دستخط کیے یا نشانِ انگوٹھا ثبت کیا۔ غرضیکہ وہ اقرار طلاق کرے۔ یا پھر شوہر انکار کرتا ہے تو شرعی گواہ پیش کیے جائیں اور وہ گواہی دیں۔ اگر ان گواہوں میں دو مرد، یا ایک مرد، دو عورتیں ثقہ، عادل، دیندار، نماز روزہ کے پابند اور سچے ہوں اور وہ یہ گواہی دیں کہ شوہر نے ہمارے سامنے اپنی بیوی کو طلاق دی اور ہم نے اپنے کانوں سے الفاظ طلاق سنے تو طلاق کا حکم دیا جائے گا اور شوہر کا انکار معتبر نہ ہوگا۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ

طلاق بائن کے بعد تجدید نکاح کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص بنام غلام حیدر نے اپنی بیوی رخسانہ کو کچھ باہمی تنازعہ کی بناء پر اپنے گھر سے یہ کہہ کر نکال دیا تھا کہ اب میرا تمہارے سے کوئی واسطہ نہیں۔ نیز غلام حیدر نے اپنے کچھ دوستوں کو جو کہ اس کو سمجھانے گئے تھے ان کے سامنے بھی یہی الفاظ ادا کیے تھے مگر اس نے دونوں دفعہ لفظ طلاق استعمال نہیں کیا تھا۔ لہٰذا اب ہمیں از روئے شریعت بتایا جائے کہ ایسی صورت میں عورت مذکورہ کو طلاق واقع ہوئی ہے یا نہیں؟

فقط عبدالکریم ولد محمود خان، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: اس صورت میں طلاق بائن ہوتی ہے۔ حلالہ کی ضرورت نہیں۔ دوبارہ ساتھ رہنا چاہیں تو تجدید نکاح ہوگا اور مہر دوبارہ مقرر ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ

وقوعِ طلاق میں عورت کی جانب کوئی شرط نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنی بیوی کے مطالبہ سے تنگ آ کر

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اسے تین طلاقیں دے دیں۔ طلاق کے بعد معلوم ہوا کہ عورت حاملہ تھی۔ آیا حمل کی صورت میں طلاق پڑتی ہے یا نہیں؟ اب بیوی دوبارہ اپنے شوہر کے پاس آنا چاہتی ہے وہ آسکتی ہے یا نہیں؟ بینوا، توجروا　　خدا بخش، لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: جب طلاقیں تین تک پہنچ جائیں تو عورت سابق شوہر کے لئے، بے حلالہ کسی طرح حلال نہیں ہوسکتی۔ حکم قرآنی ہے فَاِنۡ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۡۢ بَعۡدُ حَتّٰى تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهٗ اور وقوع طلاق میں، عورت کی جانب سے کوئی شرط نہیں۔ بالغہ ہو یا نابالغہ، حاملہ ہو یا غیر حاملہ، جب اسے طلاق دی جائے گی واقع ہوجائے گی اور صورت مذکورہ میں چونکہ شوہر نے تین طلاقیں دی ہیں اس لئے رجعت کا یا دونوں کا میاں بیوی کی طرح رہنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ خواہ لڑکی اصرار کرے یا برادری والے دباؤ ڈالیں۔ وہ تو حرام ہوچکی، اب حلالہ کے بغیر اس کے لئے حلال نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۲۲ صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

نشہ میں طلاق ہوجاتی ہے/عورت کو تین طلاق کا یقین ہو اور شوہر منکر ہو تو عورت کیا کرے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنی زوجہ کو نشہ کی حالت میں تین طلاقیں دیں جبکہ زید کی تمام رات نشہ کی حالت میں گزری اور صبح نشہ ختم ہوگیا اور ہوش میں آیا تو زید نے اپنی بیوی کو خرچ کے لئے پیسے دینا چاہے تو بیوی نے انکار کردیا اور کہا کہ رات کو آپ نے مجھے تین مرتبہ طلاق دے دی۔ میں نے اس بات کو سن کر یہ کہا کہ میں نے طلاق نہیں دی مگر اس نے پھر کہا کہ تم نشہ میں تھے اور نشہ کی حالت میں تین طلاقیں دی ہیں۔ میں نے قسم کھا کر کہا کہ میں نے تمہیں طلاق نہیں دی تو پھر اس نے مجھ سے خرچ کے پیسے لے لئے۔ آیا! اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

سائل محمد عاشق، حسین آباد، گدو، حیدرآباد

۷۸۷ الجواب: اس میں کوئی شک نہیں کہ نشہ والے نے، حالت نشہ میں طلاق دی تو طلاق واقع ہوجائے گی کہ یہ عاقل کے حکم میں ہے۔ اب یہ نشہ خواہ شراب کا ہو یا بھنگ، افیون، چرس، کسی نشہ آور شے کا (درمختار، عالمگیری) لیکن یہ حکم اس وقت ہے جبکہ شوہر خود اس کا اقرار کرے یا کم از کم دو شرعی گواہوں سے یہ بات ثابت ہوجائے کہ شوہر نے طلاق دی ہے۔ تنہا عورت کا قول یہاں معتبر نہیں۔ گواہ درکار ہیں اور وہ یہاں موجود نہیں تو طلاق کا حکم بھی نہیں دیا جائے گا۔ البتہ عورت کو اگر یقین ہے کہ اس نے مجھے طلاقیں دی ہیں تو اس پر فرض ہے کہ جس طرح بن پڑے اس سے بھاگے۔ اپنے پر اسے قابو نہ دے۔ یا پھر اعلانیہ طلاق حاصل کرے۔ اگرچہ اپنا مہر یا کچھ اور مال اپنے پاس سے دے کر۔ طلاق لئے بغیر اسے کہیں اور نکاح کا حق نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم کہ وہی حقیقت حال سے واقف ہے۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۶ شعبان المعظم ۱۴۰۲ھ

حاملہ عورت کو طلاق ہوجاتی ہے

سوال: جناب مولانا مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جناب عالی گذارش عرض یہ ہے کہ: لڑکا اپنی بیوی کو مار کر یہ کہتا ہوا چلا گیا کہ جا طلاق دی! طلاق دی! یہ الفاظ کہتا ہوا چلا گیا۔اب علماء سے یہ التماس ہے کہ اس مسئلے کو سامنے رکھتے ہوئے غور کیا جائے اور لڑکے کی بیوی تقریباً تین چار ماہ کی حاملہ ہے اور میں یہ بیان حلفیہ دے رہا ہوں اور ایک گواہ موجود تھا وہ یہ کہتا ہے کہ دو دفعہ طلاق کا نام لے کر چلا گیا۔

عمر دین ولد لال محمد، نواب شاہ

۷۸۶ الجواب: نہ شوہر کو تین طلاقوں کا اقرار ہے، نہ کسی گواہ کی گواہی سے تین طلاقوں کا ثبوت ملتا ہے اور جو بات ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ شوہر نے دو مرتبہ طلاق کے الفاظ ادا کیے۔تو حکم شرعی انہیں الفاظ پر دیا جائے گا کہ دو طلاقیں رجعی عورت پر پڑ گئیں۔لہٰذا شوہر کو عدت میں رجعت کا اور عدت کے بعد نکاح ثانی کا اختیار ہے۔حلالہ کی یہاں حاجت نہیں اور عورت کا حاملہ ہونا وقوع طلاق سے نہیں روکتا۔طلاق بہر حال واقع ہو جاتی ہے۔قال اللہ تعالیٰ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ شعبان المعظم ۱۴۰۲ھ

غیر مدخولہ مطلقہ دوسری شادی فوراً کر سکتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید کی شادی تو ہو گئی لیکن رخصتی نہیں ہوئی اور جب رخصتی نہیں ہوئی تو ہم بستری کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔زید کی عمر تقریباً سترہ اٹھارہ سال ہے زید نے اپنی سسرال خط لکھا، جس کا مضمون مندرجہ ذیل ہے کہ

"خالہ السلام علیکم

آپ بدچلن ہیں تو یقیناً آپ کی بیٹی بھی بدچلن ہو گی اس لئے مجھے یہ رشتہ نامنظور ہے میں اسے طلاق دیتا ہوں، تین دفعہ طلاق دیتا ہوں برائے مہربانی آپ بھی طلاق دے دیں اگر آپ نے طلاق نہیں دی تو میں بہت برا پیش آؤں گا میں آگے بھی جیلوں کا مونہہ دیکھ چکا ہوں اگر آپ نے تھوڑا بھی قدم اٹھایا تو دیوار بن کے کھڑا ہو جاؤں گا۔میں تمہیں دس دن دے رہا ہوں دس دن کے اندر اندر میری بہن کو طلاق دے دی جائے اور دس دن کے اندر اندر مجھے مل جانا چاہئے ورنہ تم اپنے بیٹے کا آسرا چھوڑ دو، دس دن کے بعد میں لاڑکانہ آؤں گا پھر مجھ سے جو ہو گا وہ کروں گا۔"

یہ زید کے خط کا مضمون ہے۔لڑکے کے وارث یعنی بھائی اور باپ نے سنا تو زید کو ڈانٹا اور دھمکایا اور منت کی تو زید نے کہا اگر میرے خط سے قرآن وحدیث کی روشنی میں طلاق نہیں ہوئی تو رخصتی کر کے لے آؤں گا اور اپنے گھر میں رکھوں گا اس بات کو مدنظر رکھا جائے کہ زید نے وطی نہیں کی ہے لہٰذا آپ سے گزارش ہے کہ قرآن وحدیث وفقہ کی رو سے بتائیں کہ زید کی بیوی کو اس طرح سے طلاق ہو گئی یا نہیں؟ بقلم خود محمد یوسف

۷۸۶ الجواب: زید جبکہ اپنی منکوحہ کو کسی ہیر پھیر کے بغیر تین طلاقیں دے چکا تو تینوں طلاقیں عورت پر پڑ گئیں۔ان دونوں کے مابین زوجیت کے تعلقات ختم ہو گئے۔اب حلالہ کے بغیر کوئی چارۂ کار نہیں اور چونکہ رخصتی نہیں ہوئی اور خلوت صحیحہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وقوع میں نہیں آئی لہٰذا ان طلاقوں کی عدت عورت پر نہیں وہ جب چاہے دوسرے سے نکاح کرسکتی ہے۔قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ، و قال اللہ تعالیٰ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ (احزاب:49)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ ربیع الاول شریف ۱۴۰۲ھ

طلاق نامہ پر دستخط کردیے طلاق ہوگئی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنی بیوی کو مجبوری کے تحت کاغذ پر لکھ کر بھیجا کہ میری طلاق تجھے ہو! میری طلاق تجھے ہو! میری طلاق تجھے ہو! گواہوں کے سامنے مگر جس وقت تحریر شدہ طلاق نامہ عورت کے پاس پہنچا عورت نے قبول کرنے سے انکار کردیا۔کیا اس عورت کو طلاق واقع ہوگئی یا نہیں۔اس خاوند کے پاس رہ سکتی ہے یا نہیں؟ بینوا، توجروا السائل۔یار محمد، مدار چند گوٹھ تالاب نمبر ۳، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** طلاق نامہ لکھ لیا گیا۔شوہر نے خود لکھا اور لکھ کر اس پر دستخط کیے۔پھر گواہوں نے اپنے دستخط ثبت کر دیے تو اب عورت کے رد کرنے سے کیا ہوتا ہے۔وہ لاکھ رد کرے طلاقیں پڑ گئیں اور چونکہ تین طلاقیں دی گئی ہیں اس لئے حلالہ کے بغیر، یہ عورت اب اس شوہر کے لئے حلال نہ ہوگی۔اگرچہ کسی کے دباؤ میں آ کر، یا باہمی رضامندی سے یہ دوسرا نکاح بھی آپس میں کرلیں۔قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ ربیع الاول شریف ۱۴۰۲ھ

مضمون طلاق پر واقف ہوا اور دستخط کردیے، طلاق ہوگئی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسمی محمد یونس نے اپنی بیوی کو بذریعہ ڈاک طلاق بھیجی ہے۔طلاق میں ایک ہی وقت میں تین مرتبہ طلاق کا لفظ دہرایا ہے اور بیچ میں کوئی وقفہ نہیں چھوڑا۔کیا طلاق مکمل ہوگئی۔یا ابھی بھی کوئی گنجائش باقی ہے۔تین طلاقوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟ غلام نبی، شاہ لطیف آباد نمبر ۹، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** اگر طلاق نامہ مسمی محمد یونس نے لکھوایا، اور پھر خود اس لکھے ہوئے کو سن کر یا پڑھ کر، غرض اس کے مضمون سے واقف ہو کر دستخط کردیے یا خود لکھا اور اس پر دستخط کیے اور اسے اس کا اقرار بھی ہے تو بے شک تینوں طلاقیں پڑ گئیں اور اب بغیر حلالہ وہ عورت اس کے لئے حلال نہ رہی۔قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ ربیع الاول شریف ۱۴۰۲ھ

حلالہ کی تکمیل کے بعد شوہر اول سے نکاح جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک بالغ عورت جو کہ چار بچوں کی ماں بھی ہے۔اس نے اپنے والدین کے کہنے میں آ کر اپنے شوہر سے طلاق طلب کی، جس پر اس کے شوہر نے اسے تین بار لفظ طلاق! استعمال کرتے ہوئے طلاق دے دی مگر کچھ عرصہ گزرنے کے بعد اس عورت کو اپنی غلطی کا احساس ہوا تو اس عورت نے اپنے سابقہ شوہر سے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دوبارہ شادی کے لئے، دوسرے شخص سے شادی بغرض حلالہ کرلی اور اس دوسرے شخص نے حلالہ کی حد مکمل کرنے کے بعد اسے طلاق دے دی اور وہ عورت اپنے سابقہ شوہر سے شادی کرنا چاہتی ہے۔ اس لئے جناب والا سے عرض ہے کہ ازروئے شریعت ہمیں یہ تحریری طور پر بتایا جائے کہ اس عورت کا یہ فعل کیا ازروئے شریعت جائز ہے یا نہیں؟

محمد حسنین، رشی گھاٹ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: شوہر اول کے طلاق دینے کے بعد عورت نے عدت گزار کر، دوسرے مرد سے نکاح کیا اور اس مرد نے اس سے ہم بستری بھی کی پھر اس نے طلاق دے دی اور اس طلاق کی بھی عدت گزر گئی تو بے شک عورت اب پہلے شوہر سے دوبارہ نکاح کرسکتی ہے کہ تین طلاقوں کے بعد، حلالہ ضروری تھا وہ عمل میں آچکا تو نکاح کرنا بھی حلال ہوگیا۔ (عامۂ کتب)

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

طلاق دیتا ہوں! صریح طلاق ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

بیان مسمی عبدالحق ولد عبدالقادر

عرصہ چھ سال ہوا۔ میرا نکاح مسماۃ آمنہ بنت بشیر احمد سے ہوا تھا۔ اس چھ سال کے عرصہ میں مسماۃ آمنہ کا رویہ قطعی درست نہ رہا اور اس طرح ہمارے تعلقات ابھی تک کشیدہ ہیں۔ ہماری کوئی اولاد بھی نہیں۔ مسماۃ آمنہ اپنی مرضی سے اپنے گھر چلی جاتی ہے۔ تقریباً اڑھائی سال قبل وہ بغیر میری اور میری ماں کی اجازت کے چلی گئی اور پھر نہ آئی اور نہ ہی میں اسے بلانا چاہتا ہوں چونکہ مسماۃ آمنہ کے والد مسمی بشیر احمد اپنی بیٹی کو طلاق دلوانا چاہتے ہیں تو میں بھی مسماۃ آمنہ کو طلاق دیتا ہوں۔ مندرجہ بالا بیان مجھے پڑھ کر سنایا گیا، سمجھایا گیا اور ان بیانات کی تصدیق کرتے ہوئے بلا جبر و تشدد نشان انگوٹھا لگاتا ہوں اور دستخط عبدالحق۔

گواہ:۔ ا۔ مسماۃ زبیدہ بیوہ عبدالقادر ۲۔ محمد جمیل شیخ ۳۔ محمد اقبال ۴۔ نظام الدین

۷۸۶ الجواب: مذکورہ بالا الفاظ کہ ''میں بھی مسماۃ آمنہ کو طلاق دیتا ہوں'' صریح طلاق کے الفاظ ہیں اور چونکہ اس کے ساتھ کوئی عدد مذکور نہیں لہٰذا اس سے ایک طلاق رجعی پڑگئی۔ عدت کے دوران، شوہر کو رجعت یعنی اسے اپنے نکاح میں باقی رکھنے کا اختیار ہے اور طلاق کی عدت یعنی تین حیض گزر جائیں تو دوبارہ نکاح کرنا ہوگا۔ حلالہ کی ضرورت نہیں۔ قرآن عظیم میں ہے اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ (الآیۃ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ ربیع الاول شریف ۱۴۰۲ھ

نان ونفقہ کا اسٹامپ سمجھ کر طلاق نامہ پر دستخط کردئے تو کیا حکم ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید کی شادی مسماۃ زاہدہ سے عرصہ سات ماہ قبل ہوئی۔ مسماۃ زاہدہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اپنے شوہر کے ہمراہ تین چار یوم بعد رخصتی رہی اور کچھ عرصہ بعد تین چار یوم دوبارہ رہی بعدہ، اس کے والدین نے مسماۃ کو اپنے پاس روک لیا اور اس کے شوہر کے بار بار اصرار کرنے کے باوجود بھی نہیں بھیجا۔ زید جاہل ہے اور لکھنا پڑھنا قطعی نہیں جانتا۔ مسماۃ کے والدین نے زید سے کہا کہ نان ونفقہ کا کاغذ لکھ کر دو تب ہم لڑکی کو تمہارے ساتھ بھیج دیں گے اور زید نے نان ونفقہ کے کاغذ پر جو اسٹامپ پر تھا دستخط کر دیئے۔ اب لڑکی کے والدین کہتے ہیں کہ لڑکی کو طلاق ہو گئی ہے جبکہ زید نے اس کو طلاق نہیں دی۔ محمد سعید ولد محمد منیر مرحوم، گجراتی پاڑہ، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** سچ اور جھوٹ کا حال اللہ خوب جانتا ہے۔ یہ حلال وحرام اور قبر وحشر کا معاملہ ہے بناوٹ سے نہ حلال حرام ہوگا نہ حرام حلال ہو جائے گا۔ نہ اللہ کے یہاں بناوٹ کام دے گی۔ جو دلوں کی چھپی باتیں جانتا ہے۔ اگر واقع میں زید نے کوئی طلاق نہیں دی۔ نہ زبان سے الفاظ طلاق ادا کئے اور نہ اسے یہ بات معلوم ہوئی کہ اس کاغذ میں کیا لکھا ہوا ہے اور نان نفقہ کا کاغذ سمجھ کر دستخط کر دیئے تو طلاق واقع نہ ہوئی۔ وہ بدستور اس کے نکاح میں ہے۔ کسی اور کو اس سے نکاح حلال نہ ہوگا۔

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ ربیع الاول شریف ۱۴۰۲ھ

مہر معاف کرنے کا مسئلہ

سوال: میں مسمی خورشید عالم ولد عبد اللطیف اپنی بیوی رخسانہ بیگم ولد علاؤ الدین کو آپس میں نا اتفاقی کی وجہ اور گھریلو حالات کی بناء پر آج مورخہ ۱۹۸۱ ۱۲ کو طلاق دیتا ہوں! طلاق دیتا ہوں! طلاق دیتا ہوں! اور طلاق کے بعد رخسانہ بیگم میری کسی چیز کی حقدار نہ ہوگی اور نہ ہی وہ کسی قسم کا کوئی دعویٰ کرے گی، یہ کاروائی ہم دونوں آپس میں طے کر چکے ہیں کہ مہر کی رقم کے بدلے اپنے دو بچے رخسانہ بیگم کے حوالے کرتا ہوں لیکن یہ طے پا چکا ہے کہ اگر رخسانہ بیگم دوسری شادی کرے گی تو اس صورت میں یہ دونوں بچے مجھے واپس کر دے گی۔ بچے کی واپسی کی صورت میں نہ تو کسی قسم کی رقم طلب کی جائے گی اور نہ ہی کسی قسم کا کوئی ڈیمانڈ قابل قبول ہوگا اور نہ ہی مہر کی رقم طلب کر سکتی ہے اور میں خورشید عالم اپنے ہوش وحواس کی برقراری میں اس کاغذ پر دستخط کر رہا ہوں۔ خورشید عالم

۷۸۶ **الجواب:** طلاق دینے میں شوہر مختار ہے اور وہ اپنے اختیار کو کام میں لا کر، اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے چکا تو عورت اس پر بحرمت مغلظہ حرام ہو چکی۔ اب بغیر حلالہ اس کے لئے حلال نہ ہوگی۔ یہی حکم ہے قرآن وحدیث کا کہ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ اور لا حتی تذوقی عسیلته۔ اور مہر خالص عورت کا حق تھا جسے وہ معاف کر چکی تو شوہر اس سے بری الذمہ ہوا اور عورت، بچے کے غیر محرم سے نکاح کرے تو حق پرورش یوں بھی ختم ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

خلع کی تعریف، عدّت میں نکاح حرام

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۱۔ کیا جبراً خلع لینا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

۲۔ کیا بکر کی بیوی کا یہ دوسرا نکاح شرعاً جائز تصور کیا جائے گا۔ جبکہ بکر نے عدت کے اندر اندر جبراً خلع کو کینسل کرانے کا کیس عدالت عالیہ میں داخل کر دیا ہو اور عدالت عالیہ نے بکر کے جبراً خلع کے کیس کا فیصلہ بھی نہ کیا ہو اور بکر کی بیوی نے اپنا دوسرا نکاح کر لیا ہو؟

۳۔ کیا بکر کی بیوی شرعاً زنا کی مرتکب ہوتی ہے یا نہیں ہوتی ہے؟ جبکہ بکر کی بیوی کا دوسرا نکاح شرعاً ناجائز تصور کیا جائے؟

ڈاکٹر نجم الدین، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** مرد کا اپنی منکوحہ سے کچھ مال لے کر، اس مال کے عوض نکاح زائل کرنے یا طلاق دے دینے کا نام خلع ہے۔ اگر ایسا ہی وقوع میں آیا کہ شوہر نے مال کے بدلے میں عورت کو طلاق دے دی تو بے شک طلاق واقع ہوگئی اگرچہ الفاظ طلاق، کی زبان سے ادائیگی پر اس مرد کو مجبور کیا گیا ہو۔ (درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ عدت میں نکاح حرام قطعی ہے بلکہ نکاح تو بڑی چیز ہے، قرآن عظیم نے عدت میں نکاح کے صریح پیام کو بھی حرام فرمایا۔ بلکہ عدت گزرنے پر نکاح کر لینے کے وعدہ کو بھی حرام فرمایا۔ صاف ارشاد فرمایا وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ (بقرہ:235)۔ یعنی (جب تک عدت پوری نہ ہو نکاح کا قصد بھی نہ کرو) علماء کرام فرماتے ہیں کہ اگر نکاح کرنے والے کو وقت نکاح معلوم تھا کہ عورت ہنوز عدت میں ہے۔ یہ جان بھی کر اس سے نکاح کر لیا وہ زنائے محض ہے۔ مولیٰ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے۔ (فتاوی رضویہ) یہ دونوں فوراً ایک دوسرے سے، عذاب آخرت سے ڈر کر جدا ہو جائیں اور خود جدا نہ ہوں تو بااثر دیندار مسلمان انہیں ایک دوسرے سے علیحدگی پر مجبور کریں اور ان سے قطع تعلق کر لیں۔ ورنہ اسی پر راضی رہنا، عذاب الٰہی کو دعوت دینا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ

جہیز۔ مہر۔ نفقہ۔ پرورش

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

میری لڑکی کو عرصہ تین ماہ طلاق دئے ہوئے ہو گئے مگر اب تک اس کا حق مہر، اور جہیز اور دو تولہ سونا ۵۰۰۰ روپیہ حق مہر، تین ماہ جو عدت میں گزرا، اس کا خرچہ اور ڈیڑھ سال کی لڑکی جو اس کے پاس ہے اس کے خرچہ کا قرآن اور سنت کی روشنی میں یہ فیصلہ کر کے بتایا جائے کہ لڑکی کن کن چیزوں کی حقدار ہے۔ جو کہ خدائی فیصلہ ہے اور آپ برائے نوازش خداوند قدوس کی طرف سے ان حالات و دنیاوی ضرورتوں کی رہنمائی اور سچ و حق و باطل کا فیصلہ کرنے پر مقرر ہیں جو جوابداری خداوند کریم کی طرف سے آپ کو سونپی گئی ہے تو مہربانی فرما کر اپنا فیصلہ دیں گے تو ہم بہت شکر گزار ہوں گے۔

فقط السائل: محمد عمر قادری ولد محمد منیر، معرفت مولانا سید محمد علی رضوی، نور مسجد پنجرہ پول، حیدر آباد

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ الجواب: وہ زیور واسباب اور سامان جہیز جو کہ عورت اپنے جہیز میں لائی، خاص عورت کی ملکیت ہے۔ جس میں شوہر یا اس کے سسرال والوں کا کچھ حق نہیں۔ طلاق ہوئی کُل لے گی اور مرگئی تو اس کے ورثہ پر تقسیم ہوگا۔ ردالمحتار میں ہے

کل احد یعلم ان الجھاز للمرءۃ اذا طلقھا تاخذہ کلہ واذاماتت یورث عنھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ جتنا مہر ذمہ شوہر ثابت ہے، طلاق کی صورت میں (جبکہ رخصتی عمل میں آچکی اور زن وشوہر باہم یکجا ہو چکے،) عورت اپنا پورا پورا مہر پائے گی۔ خواہ وہ نقد رقم کی صورت میں ہو یا چاندی سونے کی شکل میں اور سونا چاندی مہر میں دینا قرار پایا تھا اور شوہر اس کی قیمت دینا چاہے تو اسی روز کا بازاری نرخ معتبر ہوگا جس دن ادا کرے۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ جس عورت کو طلاق دی گئی ہے بہر حال عدت کے اندر نفقہ پائے گی لیکن جو عورت بے اجازت شوہر، گھر سے چلی جایا کرتی ہے اس بناء پر اسے طلاق دی تو عدت کا نفقہ نہیں پائے گی۔ ہاں اگر بعد طلاق شوہر کے گھر میں رہی اور باہر جانا چھوڑ دیا تو پائے گی (عالمگیری)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ بچہ ماں کی پرورش میں ہے لیکن عورت نہ اس کے باپ کے نکاح میں ہے، نہ عدت میں، تو حق پرورش بھی لے سکتی ہے اور دودھ پلانے کی اجرت اور بچہ کا نان ونفقہ بھی۔ اگر بچہ کا مال نہ ہو تو اس کے باپ دادا وغیرہ یہ سب اخراجات برداشت کریں گے۔ (ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

صریح الفاظ طلاق میں نیت کا اعتبار نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میں مسمی عبدالصمد ولد الحاج عبدالواحد شیخ، مندرجہ بالا حقائق حلفیہ بیان کرتا ہوں۔ برائے مہربانی قرآن وحدیث کی روشنی میں فتویٰ صادر فرمائیں۔

میری والدہ اور میری بیوی اکثر وبیشتر ایک دوسرے کی شکایت کرتی رہتی ہیں جبکہ میں اپنی ڈیوٹی سے تھکا ہوا آتا تھا۔ اس لئے میں نے دونوں سے کئی بار کہا کہ اپنے مسائل خود ہی حل کرو اور مجھ سے ایک دوسرے کی شکایت نہ کیا کرو لیکن یہ نہیں مانتی تھیں۔ اسی طرح ایک دن میری والدہ نے مجھ سے میری بیوی کی شکایت کی جو کہ حاملہ تھی اور میکے گئی ہوئی تھی۔ اس وجہ سے میں والدہ پر کافی ناراض ہوا میں نے سوچا والدہ کو ایسی بات کہوں کہ جس سے وہ نصیحت لیں اور اس خوف سے آئندہ میری بیوی کی شکایت نہ کریں کہ کہیں میں کوئی سخت قدم نہ اٹھاؤں۔ میں نے غصے میں کہا کہ میں قصہ ہی پاک کئے دیتا ہوں میں نے افشاں کو طلاق دی! میں نے اسے طلاق دی! میں نے طلاق دی! میرا بیوی سے کوئی اختلاف نہیں تھا۔ ہم دونوں ایک دوسرے سے مطمئن تھے۔ میں اس کے بعد بھی اس سے تنہائی میں ملتا رہا گو ازدواجی تعلقات اس خوف سے قائم نہ کئے کہ کہیں وہ میرے نکاح سے نکل نہ گئی ہو۔ اور مجھے علم نہیں تھا کہ اس بات کے نتائج میری بیوی کے لئے خطرناک نکل سکتے ہیں یا اس طرح ہم ایک دوسرے سے الگ بھی ہو سکتے ہیں۔ اور میں بیوی سے ناراض نہیں تھا، نہ ہی اسے طلاق دینے کا ارادہ تھا اور

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہ ہی خیال تھا کہ اس طرح تین طلاقیں پڑ سکتی ہیں۔ مقصد والدہ کو تنبیہ کرنا تھا کہ وہ آئندہ اس کی شکایت نہ کریں۔ اور بیوی حاملہ تھی اور میکے میں تھی سامنے موجود نہ تھی اس واقعہ کے چار ماہ بعد بچی تولد ہوئی۔ اور میں شدید غصہ کی حالت میں تھا اور ان الفاظ کی ادائیگی کے وقت بیٹھے سے کھڑا ہو گیا تھا۔ اور مخاطب میری والدہ تھیں اور کمرہ میں کوئی دوسرا موجود نہیں تھا لیکن بعد میں وہ بتانے سے قاصر رہیں کہ میں نے طلاق کے الفاظ کتنی بار استعمال کئے۔ براہ مہربانی قرآن وحدیث کی روشنی میں جلد از جلد فتویٰ صادر فرمائیں کہ طلاق ہو گئی یا نہیں؟ فقط عبدالصمد ولد عبدالواحد، شاہی بازار کوٹری، ضلع دادو، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: صورت مذکورہ میں تین طلاقیں ہو گئیں کہ صریح الفاظ میں نیت معتبر نہیں۔ اب عورت بے حلالہ اس کے نکاح میں نہیں آ سکتی۔ قال اللہ تعالیٰ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ۔ اور غصہ مانع طلاق نہیں بلکہ اکثر وہی طلاق پر آمادہ کرتا ہے۔ یوں ہی عورت کا حاملہ ہونا وقوع طلاق کو مانع نہیں اور نہ ہی یہ ضروری ہے کہ عورت وہاں موجود ہو۔ بلکہ اگر تنہائی میں طلاق دی اور شوہر کو اس کا اقرار ہے تب بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ (عالمگیری، درمختار، فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ — یکم صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

طلاق کے لئے عورت کا سامنے ہونا ضروری نہیں ہے

سوال: ایک شخص نے بحالت غصہ بوقت جھگڑا اپنی منکوحہ سے درج ذیل الفاظ کہے (بغیر نام لئے اپنی بیوی کا) کہ طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی! اب دی میں نے تجھے طلاق! لہٰذا براہ کرم فتویٰ صادر فرمائیں کہ طلاق ہوئی یا نہیں؟

اصغر افضل حسین، عقب پولیس اسٹیشن پھلیلی، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: طلاق کے لئے نہ عورت کا وہاں موجود ہونا ضروری، نہ عورت کا نام لے کر طلاق دینا لازم۔ نہ زبان سے یہ کہنا ضروری کہ میں نے اپنی زوجہ کو یا دختر فلاں کو طلاق دی۔ بلکہ قرائن وحالات بتاتے ہوں کہ اس کا مقصد اپنی بیوی کو طلاق دینا تھا تو اگرچہ نسبت واضافت نہ ہو، عورت پر طلاق پڑ جائے گی۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں عورت پر تین طلاقیں پڑ گئیں اور عورت اپنے شوہر پر حرام ہو گئی۔ اب بغیر حلالہ، نہ یہ دونوں، میاں بیوی کی طرح رہ سکتے ہیں اور نہ نکاح جدید کے بعد شوہر اس کو اپنے ساتھ رکھ سکتا ہے۔ حلالہ شرط ہے اور صاف صاف قرآن کا حکم۔ قال اللہ تعالیٰ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ، وقال النبی ﷺ لا حتی تذوقی عسیلته (الحدیث) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ — ۷ شوال المکرم ۱۴۰۲ھ

نکاح ثانی کب درست ہے؟

سوال: زید نے اپنی بیوی کو گواہوں کے روبرو ۱۹۸۲ء۔۷۔۱ کو طلاق دے دی۔ زید کی بیوی کے ماں باپ نے بکر کے ساتھ نکاح کی تاریخ ۱۹۸۲ء۔۷۔۲۸ طے کر دی مگر عین وقت پر مقامی قاضی نے نکاح پڑھانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ طلاق کی عدت پوری نہیں ہوئی اور یہ نکاح نہیں ہو سکتا مگر زید کی بیوی کے ماں باپ نے بکر کو اور دوسرے لوگوں کو دوسرے شہر لے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جا کر ۲۸.۶.۸۲ء ہی کی رات کو بکر سے نکاح کروا دیا۔ آیا! یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ اور کیا فرماتے ہیں علماء دین بکر اور اس کے نکاح کے شرکاء کے بارے میں؟ فقط السائل، عبدالکریم

۷۸۶ **الجواب:** طلاق و نکاح ثانی کی درمیانی مدت میں اگر عورت کو تین حیض آ گئے تو نکاح ثانی جائز و درست ہوا اور اگر وہ حاملہ تھی یا اسے تین حیض نہ آئے تھے تو یہ نکاح حرام ہوا۔ ان دونوں پر لازم ہے کہ فوراً ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں اور آخرت کے عذاب سے ڈریں۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ یعنی (طلاق والی عورتیں اپنے آپ کو تین حیض تک روکے رہیں) یعنی اس دوران میں نکاح کر لینا انھیں حلال نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۹ رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ

طلاق رجعی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص عبدالقیوم ولد بہادر نے اپنی زوجہ مسماۃ زرینہ حاملہ کو ایک شخص حافظ عبدالرحمٰن ولد عبدالرحیم کی موجودگی میں یہ کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی اور اس کے روبرو لکھ کر بھی طلاق دی جس میں ایک لفظ طلاق کا موجود ہے اور اس معاملہ میں دوسرا بھی ایک شاہد عبدالرحمٰن بن محمد ہے، جس کا بھی یہی بیان ہے۔ براہ کرم اس مسئلہ میں یہ بتائیں کہ یہ عورت اس کے نکاح میں آ سکتی ہے یا نہیں؟ اگر آتی ہے تو کس صورت میں؟ فقط السائل، عبدالقیوم

۷۸۶ **الجواب:** اگر واقعۃً تیسری طلاق دینے کی نوبت نہیں آئی بلکہ شوہر نے ایک بلکہ دو مرتبہ صاف صریح الفاظ میں اپنی بیوی کو طلاق دے دی تو یہ طلاق، طلاق رجعی ہے۔ جس میں شوہر کو رجعت کا حق حاصل ہے۔ قال اللہ تعالیٰ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ (بقرہ:229)۔ دونوں کے مابین نکاح باقی ہے بشرطیکہ عدت نہ گزری ہو اور عدت گزر چکی ہو تو اب دوبارہ نکاح ضروری ہے۔ حلالہ کی البتہ حاجت نہیں۔ (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

تجھے طلاق دے دوں گا! سے طلاق نہیں ہوتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنی بیوی کو یہ کہہ کر کہ اگر تو میری اجازت کے بغیر اپنے والدین کے یہاں گئی تو تجھے طلاق دوں گا! اور تجھے طلاق دوں گا! صرف طلاق کا لفظ اس نے دو مرتبہ کہا ہے۔ اس کے بعد اس کی بیوی اس کی اجازت کے بغیر اپنے والدین کے یہاں چلی گئی تو اس کے کہنے سے کونسی طلاق واقع ہوئی۔ اس واقعہ کو سترہ سال گزر چکے ہیں اور لڑکی حاملہ تھی۔ براہ کرم اس مسئلہ کو حل فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔

منجانب: عبدالقادر، لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** ''تجھے طلاق دوں گا'' یہ ارادۂ طلاق ہے۔ طلاق نہیں۔ خواہ دس مرتبہ کہے یا دو تین مرتبہ۔ ہاں اگر اس کے بعد ایسا لفظ کہا جس سے کہ فی الفور طلاق واقع ہو جاتی ہے تو ان الفاظ پر حکم شرعی دیا جائے گا۔ بہر حال ابھی عورت اس کے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نکاح میں باقی ہے۔ اسے گھر لا کر، میاں بیوی کی طرح پیار و محبت سے رہیں اور عورت کی اچھی عادتوں پر نظر رکھیں۔ صرف برائیاں نہ دیکھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

کسی کے اصرار پر طلاق، اکراہ شرعی نہیں

سوال: بخدمت جناب محترم مولانا مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، جناب عالی گذارش عرض یہ ہے کہ ایک عدد سرکاری اسٹامپ پر جس میں طلاق نامہ تحریر کروایا گیا تھا میں نے خوف و ڈر کی وجہ سے اس پر اپنے دستخط کر دیئے۔ آپ سے التجا کرتا ہوں کہ براہ کرم اس پر روشنی ڈالیں کہ آیا! اس طرح طلاق ہو سکتی ہے یا نہیں؟ میں بہت سخت پریشان ہوں۔ خدارا مجھے اس پریشانی سے نجات دلائیں مجھے اپنی بیوی سے، بہت محبت ہے۔ امید ہے کہ آپ مجھے اس پریشانی سے نجات دلائیں گے۔ فقط السائل، عبدالرحمٰن ملک

۷۸۶ **الجواب:** محض کسی کے اصرار یا دباؤ کو مجبوری نہیں کہا جاتا۔ ہاں اگر جبر و اکراہ شرعی ہو مثلاً طلاق نامہ پر دستخط لینے والے نے اسے قتل کرنے یا کسی عضو کے کاٹ دینے یا ہاتھ پاؤں وغیرہ توڑ ڈالنے کی دھمکی دی اور یہ شخص جانتا ہے کہ اگر میں نے اس کی بات نہ مانی تو وہ جو کہہ رہا ہے کر بیٹھے گا اور اس کی زندگی دوبھر کر دے گا تو یہ ضرور شرعی جبر و اکراہ کی صورت ہے اور ایسی صورت میں طلاق کے الفاظ اگر زبان سے کہدیئے تو کیسا ہی جبر و اکراہ ہو، جب زبان سے طلاق دے دی طلاق پڑ جائے گی۔ اور اگر ایسے جبر و اکراہ کی صورت نہ تھی اور طلاق نامہ کے مضمون پر واقف ہو کر، محض معمولی دھمکی یا دباؤ میں آ کر دستخط کر دیئے تب بھی طلاق پڑ گئی۔ بالجملہ اکراہ شرعی کی صورت میں اگر زبان سے طلاق نہ دی صرف طلاق نامہ پر دستخط کر دیئے تو طلاق نہ پڑی ورنہ پڑ گئی۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ

لکھی ہوئی طلاق پر دستخط کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ تم میری بیوی کو طلاق نامہ لکھدو چنانچہ اس نے اس کے کہنے کے بموجب طلاق نامہ لکھ دیا۔ اس طلاق نامہ کو پڑھ کر شوہر نے اس پر دستخط کر دیئے۔ اب دوسرے لوگوں نے اس شوہر کو سمجھایا کہ تم اپنی زبان سے ابھی کوئی لفظ طلاق کا ادا نہ کرو۔ طلاق نامہ اگر وہ لوگ لے لیں تو دونوں کے گواہوں کے سامنے طلاق کا لفظ ادا کر دینا۔ ورنہ دوسری صورت دیکھی جائے گی۔ اب اس طلاق نامہ کو لے کر دونوں گواہ اس شخص کی بیوی کے پاس گئے اور اس کو طلاق نامہ دیا اور کہا کہ تمہیں شوہر نے طلاق دے دی ہے لیکن بیوی نے کہا کہ طلاق اس صورت میں نہیں ہوتی اور طلاق نامہ لینے سے انکار کر دیا۔ دریافت یہ ہے کہ عورت کو طلاق ہوئی یا نہیں؟

فقط طارق محمود، لطیف آباد، حیدر آباد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب:** طلاق خود تحریر کرنا یا دوسرے کے لکھے ہوئے کو پڑھ کر یا سن کر اپنے دستخط کر دینا ایک ہے۔ اصل چیز مضمون پر مطلع ہونا ہے بلکہ جب شوہر نے کاتب سے کہا کہ دستبرداری کی تحریر لکھ دو اور اس نے تین طلاقیں لکھدیں اور شوہر نے اسے پڑھ کر عورت کے پاس بھیج دیا۔ اپنی زبان سے الفاظ طلاق ادا نہ کیے، تب بھی تین طلاقیں پڑ گئیں اور عورت کا طلاق نامہ قبول نہ کرنا، طلاق کو واقع ہونے سے نہیں روک سکتا۔ وہ لاکھ انکار کرے، طلاقیں تو پڑ گئیں۔ (فتاوی رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

رجوع کا طریقہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مجھے راستے میں چند دوستوں نے شراب پلائی اس کے بعد میں گھر پہنچا تو دیکھا کہ میری بیوی کا ہمسایوں سے بچوں کے بارے میں جھگڑا ہو رہا ہے تو اس پر میں نے اپنی بیوی کو ڈانٹا اور کہا کہ مت بولو، اس نے مجھ سے کہا کہ تم خاموش رہو اور بچوں کے بارے میں کچھ نہ بولو، بچوں پر میرا حق ہے میں بولوں گی۔ اس بات پر مجھے غصہ آیا اور میں نے دو مرتبہ اپنی بیوی سے یہ الفاظ کہے تجھے طلاق! طلاق! اور یہ الفاظ کہتے وقت میں کچھ ہوش میں نہ تھا اور محلہ کی عورتیں بھی اس پر گواہ ہیں کہ میں نے یہ الفاظ دو مرتبہ ہی ادا کیے ہیں۔ آیا ان الفاظ سے طلاق ہوگئی ہے یا نہیں؟ اور اگر ہوگئی تو مجھے کیا کرنا چاہیے؟ شرعی فیصلہ سے آگاہ فرمائیں۔ السائل مظہر علی، پرانا پاور ہاؤس، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** سچ اور جھوٹ کا حال اللہ جانتا ہے۔ یہ حلال وحرام وقبر وحشر کا معاملہ ہے۔ بناوٹ سے حرام حلال نہ ہو جائے گا۔ نہ اللہ تعالیٰ کے یہاں بناوٹ کام دے گی جو دلوں کی چھپی باتیں جانتا ہے۔ اگر واقع میں اس نے تین طلاقیں نہیں دیں اور نہ شوہر کو تین طلاقوں کا اقرار ہے اور نہ کوئی اور گواہ تیسری طلاق دینے کا بیان کرتا ہے تو یہ شوہر اس عورت سے رجعت کرسکتا ہے یعنی لوگوں کے روبرو اتنا کہدے کہ میں نے تجھے اپنے نکاح میں واپس لیا۔ اب وہ بدستور اس کی زوجہ رہے گی اگر پہلے کبھی ایک طلاق نہ دے چکا ہو۔ ورنہ ایک وہ اور دو یہ مل کر تین ہوگئیں۔ عورت نکاح سے نکل گئی۔ حلالہ کی ضرورت ہوگی۔ یوں ہی اگر پہلے طلاق نہ دی تھی یہ دو دی ہیں تو آئندہ جب کبھی ایک طلاق دے گا، عورت حلالہ کے بغیر اس کے نکاح میں نہ آسکے گی۔ (عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ

کیا صرف آواز پر گواہی معتبر ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین درمیان اس مسئلہ کہ: میاں کہتا ہے اپنے سر پہ قرآن اٹھا کر کہ میں نے اپنی بی بی کو طلاق نہیں دی۔ بی بی کہتی ہے کہ مجھے طلاق دی ہے۔ ایسی صورت میں برادری کے لوگوں نے چار ثالث مقرر کیے اور میاں بیوی جہاں پر مقیم تھے وہاں جائے واردات پر ثالث گئے اور وہاں کے لوگوں سے تحقیقات کی اور معلومات کی ان کے ہمسایوں سے جو کہ چٹائیوں کی جھونپڑی میں مقیم ہیں۔ ان کے ایک پڑوسی صاحب نے کہا کہ ہم نے اپنی جھگی جو کہ چٹائی سے بنی ہوئی ہے

http://t.me/tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وہاں سے لڑکے کی آواز سنی اور یہ الفاظ سنے کہ طلاق دی! تین دفعہ اندر سے آواز سنی طلاق دے دی! دو دفعہ باہر سے آواز سنی طلاق دے دی! اسی قسم کا بیان مذکورہ شخص کی بیوی کا ہے۔یہ صرف دو گواہ ہیں ایک مرد اور ایک عورت ہے۔جھگڑے کے بعد پندرہ دنوں تک دونوں میاں بیوی اپنی جھگی میں ساتھ رہے۔قرآن وحدیث کی روشنی میں فتویٰ دے کر شکریہ کا موقع دیں۔ فقط السائل امام الدین

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں جن لوگوں کو بطور گواہ پیش کیا جا رہا ہے شرعاً ان کی گواہی معتبر نہیں۔اولاً کہ نصاب شہادت کامل نہیں یعنی دو ثقہ قابل اعتبار، پابند شرع، مرد گواہی نہیں دے سکے۔پھر ان کی گواہی محض شناخت آواز پر ہے۔شوہر اپنے گھر میں اور یہ اپنے گھر میں اور محض شناخت آواز پر شہادت نہیں۔(فتاویٰ رضویہ وغیرہ) اب نہ رہی مگر شوہر اور بیوی کی قسم۔تو ایسے حالات میں مرد کی قسم معتبر ہے۔عورت کی قسم فضول ہے۔لہٰذا جب گواہ موجود نہیں کہ ان کی گواہی شرعاً مقبول ہوتی ہے اور مرد کو اقرار نہیں، تو طلاق ہرگز ثابت نہ ہوگی۔ہاں اگر واقعی میں طلاق دے دی ہے اور جھوٹ بول کر انکار کرتا ہے تو اس کا وبال اور سخت عذاب اس پر ہے اور عورت اگر خوب جانتی ہے کہ اس نے طلاق دے دی تھی تو اگر وہ ایک یا دو دفعہ صاف و صریح الفاظ میں دی تھی تو وہ طلاق رجعی ہے اور شوہر کو رجعت کا حق حاصل ہے اور اگر بائن دی تھی یعنی ایسے الفاظ جو طلاق کے لئے مخصوص نہیں لیکن اس نے بہ نیت طلاق کہے تو عورت کو اس سے کہنا چاہئے کہ اگر تو نے طلاق نہیں دی، تو نہ سہی۔از سر نو نکاح میں کیا حرج ہے اور مرد کو چاہئے کہ دوبارہ نکاح کرے اور اگر عورت کو یقین ہے کہ وہ تین طلاقیں دے چکا ہے تو جس طرح ممکن ہو اس سے نجات حاصل کرے۔اپنا مہر وغیرہ چھوڑنے کے بدلے اس سے طلاق مل سکے تو یوں لے اور یہ بات ممکن نہ ہو تو عذاب اس پر رہے گا۔جبتک یہ خود اس کے پاس جانے کی رغبت نہ کرے گی۔(فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

طلاق کے متنازعہ الفاظ پر حکم

سوال: جناب محترم مفتی صاحب عرض یہ ہے کہ

۱۔ میں نے غصے میں ایک مرتبہ رات کو اور دو مرتبہ دن میں اپنی بیوی کو کہا تھا کہ میں تمہیں طلاق دے دوں گا۔برعکس اس کے میری بیوی کہتی ہے کہ ایک مرتبہ رات اور دو مرتبہ دن میں کہا تھا کہ میں تمہیں طلاق دیتا ہوں جبکہ مجھے کامل یقین ہے اور اس میں کسی شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں کہ میں نے اس کو کہا تھا کہ میں تمہیں طلاق دے دوں گا۔لہٰذا برائے مہربانی فتویٰ جاری کیا جائے کہ آیا! طلاق ہوئی یا نہیں؟

۲۔ جب میں تیسرے دن اپنی بیوی سے ملنے گیا تو وہاں میرے سسر صاحب نے مجھے اپنی بیوی سے ملنے نہیں دیا اور کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تم نے میری بیٹی کو طلاقیں دے دی ہیں۔کیوں کہ اس وقت میں شک میں تھا آیا! طلاق ہوئی یا نہیں۔اس لئے میں نے کہا کہ '' آپ نے جو کچھ سنا صحیح سنا'' اب میری ساس صاحبہ فرماتی ہیں کہ اگر تم نے اس وقت طلاق نہیں دی تھی، تو پھر

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس وقت طلاق ہوگئی تھی جب تم نے کہا تھا کہ آپ نے جو کچھ سنا صحیح سنا۔ لہٰذا آپ سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ اس سلسلے میں فتویٰ جاری کیا جائے۔ عین نوازش ہوگی۔ شکریہ محمد صلاح الدین انصاری

۷۸۶ الجواب: ''میں طلاق دے دوں گا'' یہ الفاظ، طلاق پر نہیں، ارادۂ طلاق پر دلالت صریحہ کرتے ہیں اور ارادۂ طلاق، طلاق نہیں اور تنہا عورت کا قول معتبر نہیں۔ تو دونوں کے مابین نکاح باقی ہے۔ البتہ شوہر کا بعد میں اپنے خسر سے یہ کہنا کہ ''آپ نے جو کچھ سنا صحیح سنا'' قابل غور ہے کہ اس سے طلاق پڑی یا نہیں۔ لیکن غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ قول، اقرار طلاق نہیں جبکہ شوہر کو یقین ہے کہ اس نے طلاق نہیں دی۔ صرف یہ کہا تھا کہ ''طلاق دے دوں گا'' ہاں اگر ان الفاظ کی ادائیگی کے وقت اس نے طلاق کی نیت کر لی تو اب وقوع طلاق میں کوئی شبہہ نہیں اور عورت کو اگر یقین ہے کہ شوہر نے اسے تین طلاقیں دے دی ہیں تو جس طرح بن پڑے اسے اپنے اوپر قابو نہ دے۔ اپنا مہر وغیرہ چھوڑنے کے بدلے اس سے طلاق مل سکے تو یوں طلاق لے لے اور یہ ممکن نہ ہو تو عذاب اس شوہر پر رہے گا جبتک یہ خود اس کے پاس جانے کی رغبت نہ کرے گی۔

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

طلاق حالت حیض میں، گناہ ہے مگر ہو جاتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسمی سید ضامن علی حسنی نے اپنی زوجہ کی ایذا رسانی سے تنگ آکر تین طلاق تحریری خود اپنے دستخط طلاق نامہ پر ثبت کر کے اور گواہان کی گواہی کر کے ایک گواہ کو وکیل بنا کر اپنی زوجہ تک پہنچا دی۔ اس وقت زوجہ اپنے والد کے مکان پر گئی ہوئی تھی۔ زبانی طلاق دینے کے الفاظ ادا نہیں کئے اور تحریری پرچہ بھیجتے وقت یہ الفاظ بھی ادا کئے کہ یہ طلاق مشروط ہے، اس امر پر کہ یہ طلاق نامہ جب بیوی تک پہنچے گا اور وکیل عورت کے جذبات کا ردعمل میرے سامنے ظاہر کرے گا، اس وقت زبان سے لفظ طلاق ادا کروں گا۔ اس صورت حال پر اس سے بیشتر علمائے کرام سے فتویٰ لیا گیا کہ کیا ایسی صورت میں طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟ علمائے کرام کا بالاتفاق یہ فیصلہ ملا کہ طلاق واقع ہو چکی ہے۔ اس پر طلاق دہندہ آمنا وصدقنا کہنے پر دل سے تیار ہے مگر زوجہ کے خاندان نے اس امر کا انکشاف کیا کہ یہ طلاق حیض کے ایام میں دی گئی ہے اور قابل رجعت ہے۔ اب امر دریافت یہ ہے کہ

۱۔ طلاق قابل رجعت کس کو کہتے ہیں؟ اس کی وضاحت فرمادیں۔

۲۔ قابل رجعت طلاق میں رجوع کس طرح کیا جائے گا؟ کیا نکاح کی مکرر ضرورت ہوگی؟

۳۔ حیض کے ایام میں طلاق دینے کا شوہر کو بھی اعتراف ہے کیا طلاق ہو جاتی ہے؟ تفصیلی فتویٰ عطا فرما کر مشکور فرمائیں۔

نیازمند سید ساجد علی حسن، ہیرآباد، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: ۱۔ طلاق رجعی یعنی صریح الفاظ میں ایک یا دو بار طلاق، قابل رجعت ہے۔ شوہر کو نکاح جدید کئے بغیر، اپنی زوجیت میں لانے کا حق ہے۔ (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۲۔ اپنے قول سے کہ میں نے اپنی بیوی کو اپنے نکاح میں واپس لیا، یا فعل سے مثلاً اس سے صحبت وغیرہ، قول سے رجعت مسنون ہے۔ البتہ اس پر گواہ بنالینا چاہئے۔ ورنہ رجعت مکروہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ حالت حیض میں طلاق دینا حرام ہے کہ کلام الٰہی فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ (طلاق:1) کی نافرمانی ہے۔ مگر دے گا تو ضرور ہو جائے گی اور یہ گنہگار رہے گا۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

طلاق رجعی

سوال: منیر خاں ولد محبوب خان نے اپنے ہوش وحواس میں اپنی بیوی مسمات شمشاد بیگم کو طلاق دے دی اور گواہ محمد فاروق، توصیف خان، اور محمد مناف کے سامنے طلاق کا اقرار کیا ہے۔ فقط السائل، منیر خاں

۷۸۶ الجواب: شوہر کو اگر اس تحریر کا اقرار ہے تو تحریر کی رو سے عورت پر صریح ایک طلاق رجعی پڑی۔ شوہر کو عدت کے دوران رجعت کا، اور عدت کے بعد دوبارہ نکاح کرنے کا اختیار ہے۔ قال اللہ تعالیٰ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ شعبان المعظم ۱۴۰۲ھ

طلاق کا شرعی طریقہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ:

۱۔ حکم کی نافرمان بیوی، ۲۔ حکم کی نافرمان اولاد، ۳۔ لڑکے اور لڑکیاں۔

میری شادی عرصہ انیس سال ہوا ہوئی تھی مگر میری بیوی ہمیشہ میرے حکم کی نافرمانی اور ضد کی بناء پر کسی عزیز رشتہ دار سے ملنا پسند نہیں کرتی اور ہمیشہ لڑائی اور جھگڑے کو ترجیح دیتی ہے اور اسی بناء پر میری دختر صاحبان نہیں ملنا چاہتی ہیں۔ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق تحریر فرمائیں کہ مجھ کو کیا کرنا چاہئے؟ فقط والسلام السائل عبدالرشید انصاری، کوٹری

۷۸۶ الجواب: جہاں تک بن پڑے عورت کے ساتھ نیک برتاؤ کرو۔ اور اس کی دلجوئی اور اسے خوش کر کے اپنی اطاعت وفرمانبرداری پر لانا اور اس کی کم خلقی اور بری عادتوں پر صبر کرنا چاہئے اور اصلاح ناممکن ہو تو عورت کو طلاق دے سکتا ہے مگر ایک طلاق رجعی سے زیادہ دینا گناہ ہے۔ فقط ایک بار اس سے کہے کہ میں نے تجھے طلاق دی۔ اس میں دونوں کا بھلا ہے۔ اب بھی عورت راہ راست پر نہ آئے تو پھر عدت کے دوران ایک طلاق دے پھر بھی بات نہ بنے تو اب تیسری کا دروازہ کھلا ہے اور امید کہ پہلی، دوسری بار طلاق میں عورت راہ راست پر آجائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ

طلاق رجعی، گھر میں تصویر کا حکم

سوال: ۱۔ کوئی شوہر بیوی کو ایک مرتبہ طلاق دے اور اس کے دل میں یہ ہو کہ طلاق تین دفعہ دینے سے ہوتی ہے اور وہ ایک

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مرتبہ طلاق دے کر بعد میں یہ سوچے کہ طلاق نہیں ہوئی ہے۔ اس کے لئے کیا حکم شرعی ہے؟

۲۔ تصویر گھر پر لگانا ٹھیک ہے یا نہیں؟ ہاں گھر میں رکھنا بھی ٹھیک ہے یا نہیں اس کے لئے کیا حکم ہے؟ فقط السائل

۷۸۶ **الجواب:** اگر شوہر نے ایک طلاق دی ہے تو یہ رجعی ہوئی اس کا یہ حکم ہے کہ جب چاہے اپنی بیوی سے رجوع کر سکتا ہے نکاح جدید یا حلالہ کی یہاں ضرورت نہیں۔ (عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

اور تصویر کا گھر میں رکھنا اگر ضرورتاً ہو تو رکھ سکتا ہے اگر محض شوقیہ ہو تو اس میں ضروری ہے کہ تکریم سے نہ رکھے کہ یہ تصویر کا اعزاز ہوگا ہاں کہیں گھر میں پڑی ہیں حرج نہیں۔ رہا تصویر بنانا و بنوانا وہ بہر حال حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ

مضمون طلاق پر دستخط

سوال: طلاق نامہ کے اسٹامپ پر دستخط کرنے سے طلاق ہوئی یا نہیں؟ صرف طلاق کہہ دینے سے طلاق بغیر نام لئے ہوتی ہے یا کہ نہیں؟ غیر موجودگی میں بھی ہوتی ہے؟ سائل صالح محمد بلوچ

۷۸۶ **الجواب:** اسٹامپ پڑھ کر یا سن کر یا اس کے مضمون پر واقف ہو کر دستخط کر دئے یا انگوٹھا لگا دیا تو وہ ایسا ہی ہے جیسا خود لکھا چنانچہ طلاق نامہ کے مضمون پر واقف ہو کر دستخط کر دیئے تو یہ شرعاً معتبر ہیں اور طلاق عورت پر واقع، اس کے مضمون کے مطابق خواہ ایک یا زیادہ۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

اگر کسی طور پر یہ نہ سمجھا جا سکے کہ طلاق کسے دی جا رہی ہے تو بے شک عورت پر طلاق نہ پڑے گی اور اگر نام لئے بغیر اس کی طرف اشارہ کر کے طلاق دی یا قرائن و حالات بتاتے ہیں کہ عورت یعنی زوجہ ہی مراد ہے تو بے شک طلاق پڑ جائے گی۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ رجب المرجب ۱۴۰۲ھ

طلاق کے بارے میں تحقیق ضروری ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک لڑکی جس کو طلاق دئے ہوئے تقریباً چار سال چھ مہینے کا عرصہ ہوا۔ طلاق لڑکے نے تحریری طور پر نہیں دی تھی بلکہ زبانی طور پر دی تھی جس کے گواہ موجود ہیں۔ لڑکی کا والد نہایت غریب ہے اور لڑکے کے خاص رشتہ دار ہیں۔ لڑکی کا والد عرصہ چار سال سے اسی مذکورہ لڑکے پر زور دیتا رہا ہے کہ لڑکی کو لے جاؤ یا ہمیں تحریر لکھ دو لیکن لڑکے والوں نے کچھ توجہ نہیں دی لڑکی کے والد نے اب کونسلر پنچائیت کو درخواست دی کہ میری لڑکی کا کوئی فیصلہ کیا جائے۔ قصہ مختصر یہ ہے کہ کونسلر نے صلح وصفائی کے نام پر لڑکے پر زور دیا کہ لڑکی کو واپس لے جاؤ۔ لڑکا طوعاً و کرہاً لڑکی کو واپس اپنے گھر لے آیا ایک رات اپنے پاس رکھا اور صبح کو وہ لڑکی کو کراچی لے جانا چاہتا تھا کہ لڑکی نے صاف انکار کر دیا کراچی جانے سے۔ اس لئے کہ پنچائیت اور کونسلر اور لڑکی کے والد نے شرط لازم کی تھی کہ لڑکی میر پور خاص میں رہے گی۔ لڑکا

https://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جہاں چاہے رکھے لیکن کراچی نہیں لے جائے گا۔ جب لڑکا دوسرے دن لڑکی کو زبردستی کراچی لے جانے لگا تو لڑکی کو شبہ ہوا کہ یہ اغوا کر کے بیچنا چاہتا ہے۔ اس لئے لڑکی نے جانے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد لڑکے نے تحریری طور پر طلاق لکھ دی۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ لڑکی مذکورہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟ یا عدت گزارنا ضروری ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ عرض گزار: حاجی محمد اویس سلیمانی، میرپور خاص

۷۸۶ الجواب: جو لوگ شوہر کا لڑکی کو زبانی طلاق دینا بیان کرتے ہیں وہ بتائیں کہ شوہر نے کن الفاظ میں عورت کو طلاق دی۔ اور الفاظ کتنی بار ادا کئے۔ شوہر زبانی طلاق کا اقرار کرتا ہے۔ یا اس سے منکر ہے۔ گواہان طلاق معتبر اور قابل اعتماد ہیں یا لاپرواہ اور احکام شرع سے غافل؟ ان باتوں کا جواب آئے تو شرعی فتویٰ دیا جا سکے گا۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ ذی قعدہ ۱۴۰۲ھ

نابالغ لڑکے اور نابالغہ لڑکی کا نکاح

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنی نابالغ لڑکی کا نکاح نابالغ لڑکے کے ساتھ کر دیا تھا۔ لڑکے کا باپ اور لڑکی کا باپ دونوں راضی تھے۔ اب دونوں میں اختلاف ہو گیا ہے لڑکی بالغ ہونے سے پہلے ہوش والی ہوئی تو انکار کرنے لگی، بالغ ہوئی تو انکار کرتی ہے۔ لڑکی نے کہا میرے باپ نے جو نکاح کیا تھا وہ غلط ہے۔ میں خودکشی کروں گی لیکن میں اس گھر میں جانا نہیں چاہتی۔ لڑکا طلاق نہیں دیتا کیا وہ نکاح تصور کیا جائے گا؟ یا دوسرا نکاح کر سکتی ہے؟ جواب عنایت ہو۔ حافظ عبدالرشید، ٹنڈوالہ یار

۷۸۶ الجواب: نابالغ لڑکے اور لڑکی کے نکاح پر ولی کو ولایت اجبار حاصل ہے یعنی یہ اگر نہ بھی چاہیں تو ولی نے جب نکاح کر دیا ہو گیا۔ پھر جب یہ نکاح باپ یا دادا نے کیا تو اب یہ لازم ہو گیا اور ان کو بالغ ہونے کے بعد اس نکاح کے توڑنے کا اختیار نہیں۔ (درمختار وغیرہ) لہٰذا اس صورت میں چارۂ کار یہی ہے کہ عورت جس طرح چاہے شوہر سے طلاق حاصل کر لے جب تک شوہر طلاق نہ دے گا اس وقت تک نکاح ثانی جائز و حلال نہیں۔ قرآن کریم فرماتا ہے وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ۔

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ ذی قعدہ ۱۴۰۲ھ

عدت میں نکاح حرام ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک لڑکی کو طلاق ہوئی۔ عدت کے بعد لڑکی نے دوسرے شخص سے نکاح کر لیا۔ اس نے بھی طلاق دوسرے دن ہی دے دی۔ طلاق کے بعد عدت گزار رہی ہے۔ عدت کے دوران اس کا پہلا شوہر اس کے گھر آتا جاتا رہا۔ اس کے تعلقات بھی تھے۔ عدت ختم ہونے کے بعد لڑکی کے رشتہ داروں نے لڑکی کا نکاح پہلے شوہر سے جس نے پہلی دفعہ طلاق دی تھی کر دیا۔ نکاح کے وقت لڑکی اور لڑکے کے خاص رشتہ دار وکیل گواہ وغیرہ سب موجود تھے اور برادری کے آدمی بھی جمع تھے۔ نکاح ہونے کے دو تین دن بعد یہ بات سامنے آئی کہ لڑکی حاملہ تھی۔ دو تین مہینے کا حمل

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تھا۔ حمل بھی اس لڑکے کا ہے جس کے ساتھ دوبارہ نکاح ہوا، نکاح خواں کو نکاح سے پہلے حمل کے بارے میں قطعی کوئی علم نہ تھا، اس لئے نکاح خواں نے نکاح پڑھا دیا۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ آیا! اب راز کھلنے کے بعد کیا نکاح خواں پر بھی کوئی حد لازم ہوتی ہے۔ اور اس کا بھی تو نکاح خطرے میں نہیں۔ اس کا جواب قرآن وسنت کی روشنی میں دیا جائے عین نوازش ہوگی۔ نکاح خواں بہت پریشان ہے۔

عرض دار محمد اویس، میر پور خاص

۷۸۶ الجواب: سوال سے ظاہر ہے کہ عورت نکاح ثانی کے وقت، جو اول شوہر سے عمل میں آیا حاملہ تھی اور سوال ہی میں مذکور ہے کہ عورت نے عدت ختم کرنے کے بعد شوہر اول سے نکاح کیا۔ یہ بات واضح نہیں ہوتی کہ اگر وہ لڑکی شوہر ثانی سے حاملہ تھی، اور اسی حالت میں شوہر ثانی نے طلاق دے دی، اور یہ حمل بھی اسی کا تھا تو عدت کیسے گزرنا مان لیا گیا کہ حاملہ کی عدت تو وضع حمل ہے۔ حمل کی حالت میں حیض نہیں آتا تو عدت کے ایام کس طرح شمار میں لائے گئے۔ یہ ہیرا پھیری کی بات ہے اور مسئلہ عمر بھر کے حلال وحرام کا۔ بہر حال اگر نکاح خواں یا دوسرے شرکاء مجلس نکاح کو وقت نکاح، عورت کا عدت میں ہونا معلوم نہ تھا اور نکاح پڑھا دیا تو شرعاً ان پر الزام نہیں اگرچہ وہ نکاح نہ ہوا کہ عورت ہنوز عدت طلاق میں ہے اور حاملہ ہے۔ جس کی عدت وضع حمل کے بعد ختم ہوگی تو ان دونوں پر لازم ہے کہ وہ فوراً ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں اور توبہ کریں اس کے بعد عورت عدت پوری کرے عدت کے بعد جس سے چاہے نکاح کرے۔ (فتاوی رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ ذی قعدہ ۱۴۰۲ھ

طلاق میں افواہ معتبر نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: میں نے اپنی بیوی کو کہا کہ اگر تو میری اجازت کے بغیر اپنے والدین کے یہاں جائے گی تو میں تجھے طلاق دے دوں گا۔ اس کے بعد میری بیوی میری اجازت کے بغیر چلی گئی اور پھر اس کے بعد میں نے کچھ بھی نہیں کہا ہے یعنی طلاق نہیں دی ہے۔ آیا! اس صورت میری بیوی مطلقہ ہوئی یا نہیں؟ جبکہ اور لوگوں نے یہ مشہور کر دیا ہے کہ میں نے طلاق دے دی ہے۔ برائے کرم اس مسئلہ کو حل فرما کر میری مدد فرمائیں۔

سائل ولی محمد ولد نذر محمد، لطیف آباد نمبر ۴، حیدر آباد

۷۸۷ الجواب: دل کا حال اللہ خوب جانتا ہے۔ اگر واقعی شوہر نے وہی الفاظ استعمال کئے تھے کہ میں تجھے ''طلاق دے دوں گا'' تو ان الفاظ سے طلاق نہیں پڑے گی کہ ''دے دوں گا'' ارادۂ طلاق ہے اور ارادۂ طلاق، طلاق نہیں۔ اور جب طلاق نہیں تو عورت بدستور اس کے نکاح میں باقی ہے۔ ہاں اگر شوہر نے طلاق نہیں دی مگر لوگوں سے کہتا ہے کہ میں نے طلاق دے دی، تو یہ اقرار طلاق ہے اور اقرار طلاق، طلاق ہے۔ اگر ایسا ہوا ہے تو لوگوں میں شہرت بلا وجہ نہیں۔ اور خواہ مخواہ شہرت ہے۔ گواہ اس کا کوئی نہیں تو بازاری افواہ معتبر نہیں۔ (فتاوی رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ شعبان المعظم ۱۴۰۲ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عدت میں پیام نکاح دینا، حرام ہے

سوال: کیافرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: محمد رفیق سے ایک فراڈ شدہ اسٹامپ پر بالجبر چند غنڈوں کے ذریعے سے دستخط حاصل کرلئے گئے۔ جس کے خلاف محمد رفیق نے عدالت عالیہ میں مقدمہ داخل کر رکھا ہے جو فراڈ شدہ دستاویز کی منسوخی سے متعلق ہے۔ ابھی تک عدالت عالیہ نے اس مقدمہ کا کوئی فیصلہ نہیں کیا تھا کہ مسماۃ صالحہ خاتون زوجہ محمد رفیق نے نکاح ثانی کرلیا۔ صالحہ خاتون کا یہ نکاح ثانی شرعاً جائز تصور کیا جائے یا ناجائز تصور کیا جائے؟ سید اسلام علی

۷۸۶ **الجواب:** سچ اور جھوٹ کا حال اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ یہ حلال وحرام اور قبر وحشر کا معاملہ ہے۔ بناوٹ سے حلال حرام نہ ہوجائے گا نہ اللہ کے یہاں بناوٹ کام دے گی جو دلوں کے حال جانتا ہے۔ اگر واقعی مسمی محمد رفیق نے غنڈوں کے خوف سے طلاق نامہ پر دستخط کردئے اور زبان سے کوئی لفظ طلاق دینے سے متعلق نہ کہا تو طلاق واقع نہ ہوئی۔ اس کی بیوی ہنوز اس کے نکاح میں ہے اور کسی کو اس سے نکاح جائز نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ وَّ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ تم پر حرام کی گئیں شوہر والی عورتیں۔ البتہ اگر طلاق زبان سے دے دی تو کیسے ہی جبر واکراہ سے دی ہو، واقع ہوجائے گی اور عدت گزرنے پر عورت کو نکاح ثانی حلال ہوگا اور عدت میں نکاح تو نکاح، نکاح کا پیغام دینا بھی جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ

طلاق رجعی میں عدت کے اندر، رجوع کا حق ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنی بیوی کو مندرجہ ذیل کلمات لکھ کر دئے کہ: اصغر خاں عرف منا ہوش حواس میں اپنی بیوی شمشاد بیگم کو میں نے طلاق دے دی۔ گواہ توصیف خان، محمد فاروق، محمد مناف کے سامنے اقرار کیا ہے۔ (دستخط مشکور خان) گواہوں میں سے تین کے دستخط موجود ہیں۔ کیا اس صورت میں طلاق واقع ہوگئی یا نہیں۔ اور ہوئی تو کونسی؟ سائل محبوب شاہ خاں

۷۸۶ **الجواب:** یہاں الفاظ طلاق میں کسی عدد کا ذکر نہیں اور طلاق بھی صریح الفاظ میں دی ہے۔ تو ایک طلاق رجعی مانی جائے گی۔ شوہر کو عدت کے دوران رجعت کا حق حاصل ہے یعنی وہ دو چار مسلمانوں کے روبرو یہ کہدے کہ میں نے اپنی بیوی شمشاد بیگم کو اپنے نکاح میں واپس لیا، پھر اپنے ساتھ رکھے۔ البتہ اس کے بعد اگر دو طلاقیں کبھی دے دیں تو ایک یہ اور دو وہ مکمل ہوکر تین طلاقیں ہوجائیں گی اور پھر حلالہ کے بغیر چارہ کار نہ ہوگا۔ قرآن کریم فرماتا ہے اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ (الآیۃ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ر شعبان المعظم ۱۴۰۲ھ

عورت سے اچھا برتاؤ کرے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید کی بیوی اور اولاد زید کی سخت نافرمان ہے۔ زید اپنی بیوی اور اولاد سے کہتا ہے کہ نماز پڑھو اور روزہ رکھو تو زید کی بیوی اور بچے جو کہ بالغ ہیں کہتے ہیں کہ تم ہماری قبر میں نہیں آؤ گے اور بار بار زید

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے کہنے پر اور سختی کرنے پر یہ لوگ زید کو دست درازی کرتے ہیں۔ زبان درازی کرتے ہیں اور مغلظات لکھتے ہیں اور زید کو زید کے ذاتی گھر جس کا زید بلا شرکت غیرے مالک ہے نکال دیتے ہیں۔ مزید یہ واقعہ زید کے ساتھ عموماً ہوتا رہتا ہے۔ زید کی اولاد میں ایک لڑکا نہایت نافرمان اور گستاخ ہے جو باوجود اہل محلہ کے منع کرنے کے متعدد بار زید کو گھر سے نکال چکا ہے اور دست درازی کا مرتکب ہوا ہے زید کے کئی بار منع کرنے کے باوجود زید کی بیوی بے پردہ رہتی ہے۔ منع کرنے کی صورت میں زبان درازی اور دست درازی تک آجاتی ہے۔ لہٰذا ایسی صورت میں زید از روئے شریعت کونسا قدم اٹھائے؟ لہٰذا مفتیان شرع متین سے ملتمس ہوں کہ مضمون مذکورہ بالا جو صحیح ہے اس کی رو سے از روئے شریعت فتویٰ صادر فرمایا جائے۔ تو موجب احسن ہوگا۔ فقط السائل، زید بن بکر، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: حدیث شریف میں ارشاد ہوا کہ "عورت ٹیڑھی پسلی سے بنائی گئی ہے۔ ٹیڑھی ہی چلے گی اور اگر تو اس سے فائدہ لینا چاہے تو اسی حال میں اس سے نفع اٹھا اور سیدھی کرنا چاہے تو ٹوٹ جائے گی اور اس کا توڑنا اسے طلاق دینا ہے" دوسری حدیث میں ارشاد ہوا کہ "مسلمان عورت سے اچھا برتاؤ رکھو کہ اگر تمہیں اس کی ایک عادت ناپسند ہوگی تو دوسری پسند ہوگی" اور اللہ عزوجل فرماتا ہے فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْــٴًـا وَّ یَجْعَلَ اللّٰهُ فِیْهِ خَیْرًا كَثِیْرًا ﴿۱۹﴾ (النساء)۔ (قریب ہے کہ تم ایک بات کو مکروہ جانو گے اور اللہ عزوجل اس میں بہت بھلائی دے گا) اور اگر عورت کو طلاق دے کر پھر کبھی نکاح نہ چاہے تو خیر۔ ورنہ کیا معلوم کہ دوسری اس سے بھی بری ملے۔ اس لئے حتی الامکان عورت کے ساتھ نیک برتاؤ کرو، اور اس کی دلجوئی اور اسے خوش کر کے اپنی اطاعت پر لانا اور اس کی کم خلقی پر صبر کرنا چاہئے اور اصلاح ناممکن ہو تو طلاق دے سکتا ہے مگر بیک وقت ایک طلاق رجعی سے زیادہ دینا گناہ ہے اور اس میں زن وشوہر دونوں کا فائدہ ہے اور عورت اگر شریف ہے اپنی اصلاح کر لے گی اور شوہر کے دل میں اس کو رکھنے کی آئی تو رجعت کر سکتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ) رہا اولاد کا معاملہ تو آدمی کو اختیار ہے کہ جو چاہے وہ کرے اور چاہے تو اپنی جائیداد اور اموال کو مستحق و فرمانبردار وارثوں میں تقسیم کر دے۔ مگر کسی مستحق کو محروم نہ کرے کہ گناہ ہے (درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ

طلاق رجعی میں رجوع

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنی بیوی کو دو طلاقیں دی ہیں (طلاق یکمشت دے چکا ہے) طلاق کے بعد تقریباً دس ماہ گزر چکے ہیں۔ اب اس کے لئے کیا حکم ہے۔ براہ کرم اس مسئلہ کو حل فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔ فقط غلام نبی، لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: دلوں کا حال اللہ خوب جانتا ہے۔ اس سے کچھ پوشیدہ نہیں۔ لہٰذا اگر واقعی اس شخص نے اپنی بیوی کو صرف دو ہی طلاقیں دیں اور اشارۃً کنایۃً کوئی ایسی بات زبان سے نہ نکالی اور کوئی ایسی حرکت نہ کی جس سے کہ تین طلاقوں کا ہونا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سمجھا جائے تو عورت اس پر بلا حلالہ، نکاح ثانی کے بعد حلال ہے۔ظاہر ہے کہ ان دس ماہ میں اس کی عدت گزر چکی اور عدت گزر جائے تو طلاق رجعی کی صورت میں یعنی جبکہ صریح الفاظ میں ایک یا دو طلاقیں دیں، شوہر کو نکاح ثانی کا اختیار ہے اور دونوں باہمی رضامندی سے نکاح کر کے زندگی نبھا سکتے ہیں تو بے شک وہ آپس میں دوبارہ نکاح کر لیں۔حلالہ کی یہاں ضرورت نہیں۔قال اللہ تعالیٰ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ شوال المکرم ۱۴۰۲ھ

تین طلاق کی گنتی کتنے ہی سالوں میں پوری ہو، عورت حرام ہو جائے گی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنی بیوی ہندہ کو ایک طلاق دی تھی اور اس کے فوراً بعد رجوع کر لیا اس کے تقریباً ڈیڑھ ماہ بعد دونوں میں جھگڑے کے دوران زید نے غصہ میں آ کر ہندہ کو کہا کہ تجھے طلاق ہے! طلاق! تو کیا یہ طلاق ہوگئی یا نہیں؟ فقط عبدالغفار ولد عبدالغنی

۷۸۶ **الجواب:** شریعت کا حکم یہ ہے کہ جس شخص نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دی ہوں ایک دفعہ ہوں، خواہ برسوں میں، مثلاً کبھی ایک دی اور رجعت کر لی۔پھر دوسری دی اور رجعت کر لی، اب تیسری دے دی، تو دونوں صورتوں میں عورت اس پر بغیر حلالہ حرام ہے۔(فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

گواہوں سے نکاح ثابت ہو تو عورت و مرد کا انکار معتبر نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک عورت نے کسی مرد سے شادی کی۔اس سے اولاد بھی ہے لیکن دو گواہ معتبر قرآن پاک پر گواہی دیتے ہیں کہ اس عورت کا پہلے ایک خاوند سے نکاح تھا نکاح فسخ کرائے بغیر نکاح علی النکاح کیا ہے۔مذکورہ عورت اور مذکورہ پہلا خاوند نکاح سے انکار کرتا ہے کسی لالچ وغیرہ کی بناء پر۔اب شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کیا حکم صادر فرماتی ہے؟ سائل نثار احمد، ٹنڈو محمد خان

۷۸۶ **الجواب:** جبکہ دو شرعی گواہ کہ عادل و راستباز اور قابل اعتبار ہیں اور نماز روزہ وغیرہ احکام شریعت پر عامل، اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اس عورت کا نکاح فلاں مرد سے ہوا تھا اور وہ دونوں اس سے انکار کرتے ہیں تو ان کا یہ اعتبار معتبر نہ ہوگا کہ اس کے ضمن میں عورت اپنے موجودہ نام نہاد شوہر کی زوجیت میں رہنا چاہتی ہے اور مرد کوئی اور دنیاوی فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہے۔غرض اس عورت کا نکاح اس مرد سے ثابت ہو جائے تو یہ عورت بدستور اس کے نکاح میں باقی ہے اور کسی کو ہرگز اس سے نکاح حلال نہیں۔قال اللہ تعالیٰ وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ ان دونوں پر فرض ہے کہ فوراً ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں اور اللہ عزوجل کے غضب سے ڈر کر اپنے ان کبیرہ گناہوں سے صدق دل سے توبہ کریں۔پھر عورت اپنے شوہر کے ساتھ رہنا نہ چاہے یا وہ مرد رکھنا نہ چاہے تو مرد، عورت کو طلاق دے دے یا عورت اس سے طلاق حاصل کر لے خواہ کسی قدر مال کے عوض۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جب وہ شوہر اس عورت کو طلاق دے دے تو اب عدّت گزار کر اس عورت کے لئے حلال ہوگا کہ اس دوسرے مرد سے جسے وہ اپنے شوہر بنائے ہوئے ہے، خواہ کسی اور مرد سے نکاح ثانی کرلے۔ قال اللہ تعالیٰ وَالْمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصْنَ (بقرہ:228) (الآیۃ)۔ بستی کے عام اور صاحب ثروت مسلمان ان دونوں کو جدائی پر مجبور کریں۔ اگر یہ دونوں ایک دوسرے سے بحکم شرع علیحدہ ہوجائیں فبہا اور اگر نہ مانیں اور اپنی بات پر اڑے رہیں تو ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں انہیں یک لخت چھوڑ دیں۔ نہ اپنے پاس بیٹھنے دیں نہ خود ان کے پاس بیٹھیں۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۶۸﴾ (انعام)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ رجب المرجب ۱۴۰۲ھ

پاگل کی طلاق واقع نہ ہوگی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید کی شادی ہندہ کے ساتھ تقریباً آٹھ سال قبل ہوئی تھی۔ بعدہٗ زید دماغی طور پر پاگل ہوگیا کچھ روز پرائیوٹ ڈاکٹروں کا علاج ہوتا رہا۔ اسی دوران میونسپل کونسلر نے جو کہ پنچائیت کمیٹی کے چیئرمین بھی ہیں زید کو اپنے دفتر میں بلا کر ڈرادھمکا کر زید سے ہندہ کو طلاق دلوادی اس کے بعد ہندہ کے والد نے یہ بات عام کردی کہ زید نے میری بیٹی ہندہ کو طلاق دے دی۔ زید کی جب حالت زیادہ خراب ہوگئی تو اس کو حسین آباد (گدو) کے پاگل خانے میں داخل کردیا۔ کچھ دن کے بعد زید کے لواحقین اس سے پاگل خانے ملنے کیلئے گئے تو زید نے اپنے گھر والوں سے معلوم کیا کہ میری بیوی منیرہ کیوں نہیں آئی تو گھر والوں نے کہا کہ تونے اپنی بیوی منیرہ کو طلاق دے دی ہے، اس لئے وہ نہیں آئی۔ اس پر زید نے کہا کہ میں نے اس کو طلاق نہیں دی۔ ایسی صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟ جواب دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔ فقط عبدالقادر، محمد ابراہیم

۷۸۶ **الجواب:** شوہر اگر پاگل ہوگیا تو وہ لاکھ دفعہ بھی طلاق دے۔ ہرگز طلاق نہ ہوگی کہ مجنون کی طلاق باطل ہے بلکہ اس کی طرف سے اس کا ولی بھی طلاق نہیں دے سکتا۔ (درمختار وغیرہ) تو اس پر جبر کرکے اس کی عورت کو طلاق دلوانا شرعاً معتبر نہیں۔ لہٰذا عورت کو دوسرے مرد سے نکاح کرنا جائز نہیں کہ وہ شوہر والی ہے اور شوہر والی عورت، دوسرے مرد پر حرام ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ یہ معاملہ حرام حلال اور اولاد کی حلالی وحرامی ہونے کا ہے۔ عورت اور اس کے ماں باپ کو آخرت کے عذاب سے ڈرنا چاہئے کہ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ﴿۳۸﴾ (النجم)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ

نشہ میں طلاق ہوجاتی ہے

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، گزارش یہ ہے کہ

میری بیٹی اور اس کے خاوند کے درمیان ان کے لڑکے کے بارے میں جھگڑا ہوگیا اور آپس میں بہت تلخ کلامی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوئی۔اس کا خاوند اس وقت شراب کے نشے میں بدمست تھا۔اس نے نشے کے عالم میں اپنی بیوی کو تین دفعہ یہ الفاظ بولے ہیں کہ آج سے میں تجھے طلاق دیتا ہوں! وہ نشے کا بہت زیادہ عادی ہے اس بات کے وقت ان میاں بیوی کے علاوہ کوئی تیسرا فریق موجود نہ تھا۔یہ بات دوسرے دن اس کی بیوی نے سب کو بتائی کہ اس نے نشے کی حالت میں مجھے طلاق دے دی ہے اب میں کیا کروں۔میں بچوں کی ماں ہوں۔جب ہم نے لڑکی کے خاوند سے پوچھا کہ تم نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے۔ تو وہ کہنے لگا مجھے معلوم نہیں میں نشے میں تھا۔لہٰذا مہربانی فرما کر اس پر فتویٰ دیں کہ طلاق ہوئی گی یا نہیں؟ فضل محمد

۷۸۶ الجواب: سائل بات کو چبا کر بیان کر رہا ہے۔جب وہ نشے میں بدمست تھا تو بیوی سے تلخ کلامی کیسے کرتا رہا۔ دیوانے تو دیواروں سے سر پھوڑتے ہیں یا بدمستی میں خاموش پڑے رہتے ہیں۔بہر حال جب یہ بات ثابت ہو جائے کہ اس نے نشہ میں طلاق دی ہے تو بھی بے شک طلاق پڑ جاتی ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ شعبان المعظم ۱۴۰۲ھ

شوہر عورت سے خوش خلقی سے پیش آئے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میری شادی مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۷۸ء کو ہوئی تھی۔شادی کے بعد معلوم ہوا کہ میری اور میری بیوی کی عمر میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔میں نے اس عرصے کے دوران اپنے دل کو اپنی بیوی کے ساتھ لگانے کی کافی کوشش کی۔مگر بے سود ثابت ہوا اور نہ ہی کوئی اولاد ہوئی۔آخر کار میں نے یہ فیصلہ کیا کہ دوسری شادی کر لی جائے مگر بیوی بضد ہے کہ جہاں میری نوکری ہے وہاں ساتھ رکھا جائے۔اگر میں نے ساتھ رکھا تو ہوسکتا ہے کہ غصہ میں آ کر طلاق دے دوں کیوں کہ مجھے بیوی بالکل پسند نہیں۔وہ بے گناہ ہے اس لئے میں طلاق دینا نہیں چاہتا۔دوسرا میرے خاندان میں طلاق کو بہت برا سمجھا جاتا ہے۔کبھی کبھی میری بیوی اس بات کو خود بھی محسوس کرتی ہے کہ عمر میں کافی فرق ہے مگر صبر کرو۔پھر بولتی ہے کہ دوسری شادی کر لو۔مگر تحریری اجازت نامہ دینے سے انکار کرتی ہے۔دوسری بات یہ کہ شادی سے پہلے میرے سسرال والوں نے میرے گھر والوں کو میری بیوی کی عمر کم بتائی تھی اور میری بیوی کا نام دوسرا بتایا گیا کیوں کہ ان کی بڑی لڑکی کا نام حنیفاں تھا اور انہوں نے کہا کہ حنیفاں مرگئی ہے اور اس کا نام شمشاد تھا۔جب نکاح ہوا تو حنیفاں کہا گیا تو میں نے کہا کہ یہ کیا ہے تو انھوں نے کہا کہ حنیفاں عرف شمشاد تھا۔حالانکہ یہ سب میرے سسرال والوں نے فراڈ کیا اگر وہ صاف بات بتا دیتے تو میں شادی نہیں کرتا مگر انھوں نے دھوکے میں رکھا۔میں نے اس عرصہ کے دوران بیوی سے دل لگانے کی بہت کوشش کی مگر الٹی نفرت بڑھی۔لہٰذا جناب سے استدعا ہے کہ اس مسئلہ کا فیصلہ کریں کہ میں طلاق دوں یا نہیں؟ دوسری شادی کر لوں یا نہیں؟ اس کے متعلق آپ کے فیصلہ کی ضرورت ہے؟ دوسری شادی کے لئے تحریری اجازت نامہ ملنا مشکل ہے۔میری عمر اور میری بیوی کی عمر میں اندازاً ۱۲ سے ۱۵ سال کا فرق ہے۔ السائل چوہدری شاہ محمد، سب انسپکٹر پولیس ہیڈ کوارٹر، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: صحیح شریف میں ارشاد ہوا کہ (عورت ٹیڑھی پسلی سے بنائی گئی ہے ٹیڑھی ہی چلے گی) اور اگر فائدہ لینا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چاہے تو اسی حالت میں اس سے نفع اٹھا اور سیدھی کرنا چاہے تو ٹوٹ جائے گی اور اس کا توڑنا اسے طلاق دینا ہے۔ دوسری حدیث میں ارشاد ہوا کہ (مسلمان عورت سے اچھا برتاؤ رکھو کہ اگر تمہیں اس کی ایک عادت ناپسند ہوئی تو دوسری عادت پسند ہوگی اور اللہ عزوجل فرماتا ہے فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْــٴًـا وَّ یَجْعَلَ اللّٰهُ فِیْهِ خَیْرًا كَثِیْرًا ۝ (النساء) (قریب ہے کہ تم ایک بات کو مکروہ جانو گے اور اللہ عزوجل اس میں بہت بھلائی رکھے گا) اور اگر عورت کو طلاق دے کر پھر کبھی نکاح نہ کرنا چاہے تو خیر۔ ورنہ کیا معلوم کہ دوسرے اس سے بھی بری ملے۔ اس لئے حتی الامکان عورت کے ساتھ نیک برتاؤ کر و اس کی دل جوئی اور اسے خوش کر کے اپنی اطاعت پر لانا اور اس کی کج خلقی پر صبر کرنا چاہئے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ نیک برتاؤ کے باعث تحریری طور پر دوسرے نکاح کی اجازت دے دے اور سائل کا مقصود حاصل ہو جائے۔ ہاں اگر نبھاؤ ممکن ہی نہ ہو تو طلاق دے سکتا ہے مگر ایک طلاق رجعی دے اور کہہ دے کہ میں نے تجھے طلاق دی! اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ عدت کے اندر اس کے رکھنے کا خیال آیا تو زبان سے کہہ دے کہ میں نے تجھے اپنے نکاح میں پھیر لیا اور اس پر گواہ بنالے کہ لوگ خواہ مخواہ باتیں نہ بنائیں۔ وہ بدستور اس کے نکاح میں رہے گی۔ ورنہ اس سے الگ رہے عدت گزرنے پر وہ اس کے نکاح سے نکل جائے گی اور عورت کا شوہر سے عمر میں بڑا ہونا خواہ مخواہی، طلاق کا موجب نہیں۔ بالخصوص سندھ میں ایسی ہزارہا مثالیں موجود ہیں کہ عورت عمر میں بڑی ہے اور دونوں ہنسی خوشی زندگی گزار رہے ہیں اور شرعاً نکاح ثانی، پہلی بیوی کی اجازت پر موقوف بھی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ رجب المرجب ۱۴۰۲ھ

مہر عورت کا حق ہے، کسی دوسرے کو اسے معاف کرنے کا اختیار نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: میری زوجہ نے اپنی زندگی میں نہ میرا حق مہر بخشا اور نہ نقد لئے۔ اب اس کا انتقال ہو گیا ہے۔ آپ شریعت کے مطابق حکم فرمائیں کہ مجھے اب کیا کرنا چاہئے مہر کے معاملہ میں؟ فقط السائل عبدالمجید خان، ساکن لطیف آباد ۸، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: مہر عورت کا خالص حق ہے یہاں تک کہ باپ کو بھی اپنی بیٹی کا مہر معاف کرنے کا اختیار نہیں۔ نہ ہرگز اس کے معاف کئے معاف ہوسکے۔ لہٰذا عورت مر جائے تو دوسرے اموال متروکہ کے ساتھ اس کے ورثہ، مہر کی رقم کے بھی حقدار ہو جاتے ہیں اور ان ورثہ میں خود یہ شوہر بھی ہے۔ اس کی اولاد کی موجودگی میں ایک چوتھائی مہر کا، اور اولاد موجود نہ ہو تو نصف مہر کا، خود شوہر مالک ہے۔ اسے وضع کر کے باقی رقم اس کے دوسرے ورثہ کو دیدے اور ورثہ بھی جو بالغ ہوں وہ اپنا حق معاف کر دیں تو یہ بھی معاف۔ ہاں نابالغوں کے معاف کرنے سے معافی نہ ہوگی۔ بلکہ حق علی حالہ باقی رہے گا۔ (عامہء کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ ربیع الاول شریف ۱۴۰۳ھ

طلاق ایک بھی ہو تو پڑ جاتی ہے

سوال: جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید نے غصے میں آ کر اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ آیا! طلاق ایک مرتبہ دینے سے ہو جائے گی؟ طلاق دینے والا کہتا ہے کہ ہم نے ایک مرتبہ دی۔ گواہ کہتے ہیں کہ ایک سے زائد دی۔ اب زید کے والدین زید کو اس بات پر مجبور کرتے ہیں کہ تو بیوی سے علیحدہ نہیں ہو سکتا۔ کیا اس صورت میں والدین کا حکم مانا جائے گا؟ یا طلاق یافتہ کو چھوڑ دے۔ اگر اس سے صحبت کرے تو طلاق دینے کے بعد بیوی اگر اپنے پاس رکھے تو اس کا عذاب یا گناہ پڑوسیوں پر ہو گا یا وہ خود ذمہ دار ہو گا؟ مہربانی فرما کر شرعی مسئلے سے آگاہ کیجیے۔ فقط والسلام عنایت علی

۷۸۶ **الجواب:** طلاق اگرچہ ایک بار دی جائے عورت پر ضرور پڑ جاتی ہے لیکن صریح لفظوں میں ایک یا دو بار ہو کہ "میں نے......کو طلاق دی" تو شوہر کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اس سے رجعت کرے۔ البتہ طلاقیں جب تین تک پہنچ جائیں تو عورت بحرمت مغلظہ شوہر پر حرام ہو جاتی ہے۔ یعنی ایسی حرام کہ بغیر حلالہ کسی طرح شوہر پر حلال نہیں۔ اگر یہ دوبارہ اس سے نکاح کر لے تو بھی یہ نکاح ثانی بے معنی ہے۔ جب تک حلالہ نہ ہو اس کے نکاح میں نہیں آ سکتی۔ پھر طلاق کے مختلف الفاظ ہیں اور ان کے جداگانہ احکام ہیں اور سوال میں الفاظ طلاق مذکور نہیں نہ گواہوں کا شافی جواب مذکور ہے، نہ عورت کا کوئی بیان اور جب تک تمام باتیں صاف صاف نہ ہوں حکم شرعی بھی واضح طور پر بیان نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا شوہر الفاظ طلاق لکھے۔ گواہوں کی گواہی قلم بند کرے عورت اگر وہاں موجود تھی تو اس کا بیان تحریر کرے پھر جواب دیا جائے گا۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ ذی قعد ۱۴۰۳ھ

غیر مدخولہ کی عدت نہیں

سوال: بخدمت شریف جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، بعد آداب گزارش یہ ہے کہ میری دختر شمیم فاطمہ سلمہ کا عقد عرصہ ۵ سال ہوئے ہوا تھا مگر ابھی تک رخصتی نہیں ہوئی ہے۔ رخصتی کے سلسلہ میں کچھ اختلافات کی وجہ سے مجبور ہو کر لڑکے نے ایک طلاق نامہ لکھ کر جس میں تین آدمیوں کے دستخط ہیں دے دیا۔ اب ازروئے شریعت حکم صادر فرمائیں کہ اب اس لڑکی کے لئے عدت ہے کہ نہیں اگر ہے تو کتنے ایام، تا کہ عمل کیا جائے؟

فقط آپ کی دعا کا طالب، وصی احمد خان، لطیف آباد نمبر ۱۲، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** شوہر نے جبکہ طلاق دے دی تو عورت پر طلاق پڑ گئی جس کے سبب وہ زید کے نکاح سے نکل گئی اور از انجا کہ ہنوز خلوت نہ ہوئی تھی تو عدت کی بھی حاجت نہیں۔ فی **مجمع الانھر طلق غیر المدخول بھا بانت لاالی عدۃ**۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ ربیع الاول شریف ۱۴۰۳ھ

طلاق غصے میں ہو جاتی ہے

سوال: حضرت قبلہ مفتی اعظم کی خدمت میں عرض، السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: نور محمد ولد کریم اللہ خان نے اپنی بیوی شمیم اختر کو کہا اگر تم نے ایسا کیا تو میں تمہیں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طلاق دے دوں گا۔ پھر کہا اگر تم نہیں مانتی تو تمہیں طلاق دے دوں گا۔ میں نے دو مرتبہ کہا۔ پھر کہا اگر تم نہیں مانتی تو تمہیں طلاق ہے تم چلی جاؤ۔ اب اس صورت میں یہ شخص نور محمد اس عورت کو چاہتا ہے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے اور یہ شخص اس وقت بحالت غصہ تھا؟ نور محمد ولد کریم اللہ خان، چھاؤنی، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: ''میں تمہیں طلاق دے دوں گا'' ارادۂ طلاق ہے طلاق نہیں۔ لیکن شوہر کا یہ کہنا کہ ''تمہیں طلاق ہے'' یہ ضرور طلاق ہے اور اس سے ایک طلاق رجعی پڑتی لیکن اس سے معاً متصل شوہر نے کہا کہ ''چلی جاؤ'' یہ الفاظ کنایات سے ہے اور اس سے ایک طلاق بائن پڑ گئی۔ تو دونوں کے مابین نکاح ٹوٹ گیا۔ البتہ شوہر کو اختیار ہے کہ وہ دوران عدت، یا عدت گزر جانے پر اس سے نکاح ثانی کرے۔ حلالہ کی یہاں حاجت نہیں اور یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ غصہ میں طلاق نہیں پڑتی یہ غلط ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ ربیع الاوّل شریف ۱۴۰۳ھ

زور، اور دھونس سے طلاق نامہ پر دستخط کرا لئے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: زید کی اپنی سالی سے کسی بات پر تکرار ہوگئی۔ جس پر زید کی سالی نے اپنی بہن کو بہلا پھسلا کر زید کے خلاف کر دیا اور زن وشوہر کے درمیان کشیدگی پیدا کر دی اور ایک سوچی سمجھی اسکیم کے تحت زن وشوہر کے علم میں لائے بغیر طلاق نامہ وقبولیت نامہ تیار کرا کے بزور، دھونس ڈپٹ سے طلاق نامہ پر زید سے دستخط کرائے جب کہ وہ طلاق دینے پر قطعی راضی نہ تھا اور نہ ہی اس نے الفاظ طلاق زبان سے ادا کئے۔ اسی طرح زید کی سالی نے اپنی بہن کو اس طلاق کو قبول کرانے کی خاطر اس کے دامن میں قرآن پاک ڈال کر دستخط کرانے پر مجبور کر کے دستخط کرائے جبکہ یہ زن وشوہر طلاق دینے اور لینے پر قطعی راضی نہ تھے اور یہ سب کچھ ہونے کے چوبیس گھنٹے کے بعد سے زن وشوہر آج تک ایک ساتھ ہی رہ رہے ہیں۔ طلاق نامہ وقبولیت نامہ کے گواہان بھی اس بات کے حلفاً اقراری ہیں کہ یہ زن وشوہر نہ تو طلاق دینے اور قبول کرنے پر راضی تھے، نہ ہی زبان سے طلاق دی گئی اور قبول کی گئی ہے بلکہ جبراً مجبور کر کے زن وشوہر سے دستخط لئے گئے ہیں لہٰذا مذکورہ بالا حالات کی روشنی میں بروئے شرع آگاہ فرمائیں کہ یہ طلاق کیا طلاق مغلظہ ہوگئی۔ اور زن وشوہر کا ایک ساتھ رہنا کیسا ہے۔ جبکہ زید کی بیوی حاملہ بھی ہے۔ جناب والا کی عین نوازش ہوگی؟

خادم الفقراء، غلام حسین مصطفائی، ٹنڈو میر محمود، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: سوال میں دو جگہ الگ الگ جملے ہیں۔

۱۔ بزور دھونس ڈپٹ سے طلاق نامہ پر دستخط کرا لئے۔

۲۔ مجبور کر کے زن وشوہر سے دستخط کرائے گئے۔

سائل ان دونوں جملوں کی وضاحت کرے تو جواب دیا جائے گا۔ بظاہر دونوں میں بڑا فرق ہے۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ ربیع الآخر ۱۴۰۳ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جبر واکراہ میں زبان سے طلاق ہو جاتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید کی اپنی سالی سے کسی بات پر تکرار ہوگئی تھی۔ جس پر زید کی سالی نے اپنی بہن کو ورغلا کر زید کے خلاف کر دیا اور زن وشوہر کے درمیان کشیدگی پیدا کرادی اور اپنی بہن کو اس بات پر مجبور کیا کہ وہ طلاق لے لے کیوں کہ تیری شادی بدلے میں ہوئی تھی اور زید کی بہن بیوہ ہونے کی وجہ سے ہمارے گھر سے آزاد ہو چکی ہے۔ انکار کی صورت میں زید کی سالی نے اس بات کو اپنی انا کا مسئلہ بنا کر جھگڑے فساد کا سلسلہ شروع کر دیا۔ جس پر تقریباً نصف شب کے قریب زید کے ساتھ مار پیٹ کی اور گھر سے نکال کر باہر کر دیا اور طلاق نہ دینے کی صورت میں مزید جانی ومالی نقصان سے دوچار ہونے کی دھمکی دی گئی اور اپنی بہن کو یہ کہہ کر مجبور کیا گیا کہ تو نے زید سے طلاق نہ لی تو میں اپنی جان دے دوں گی مگر یہ زن وشوہر طلاق دینے اور لینے پر قطعی تیار نہ ہوئے تو زید کی سالی نے چند لوگوں کی مدد سے زن وشوہر کو طلاق نامہ وقبولیت نامہ پر دستخط کرنے پر مجبور کیا جس پر زن وشوہر نے انکار کر دیا تو نوبت ہاتھا پائی تک پہنچ گئی۔ جس پر گواہان ودیگر حاضرین نے بہتر یہی سمجھا کہ طلاق نامہ اور قبولیت نامہ پر دستخط کرا کے ہی اس تنازعہ کو ختم کر دیا جائے۔ جس پر زید کی بیوی نے دستخط کرنے سے انکار کر دیا تو زید کی سالی نے اپنی بہن کی گود میں قرآن پاک رکھ دیا اور کہا کہ تجھے ہر حال میں زید سے طلاق لینی ہے ورنہ میں زہر کھا لوں گی۔ ادھر زید کو دھمکی دی گئی کہ اگر تم نے طلاق نہ دی تو تمہیں اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑیگا جس پر زن وشوہر نے دستخط کر کے اپنی جان چھڑائی اور ۲۴ گھنٹے بعد سے ہی ایک ساتھ رہ رہے ہیں گواہان طلاق نامہ وقبولیت نامہ بھی حلفاً یہی اقرار کرتے ہیں کہ یہ طلاق نامہ مار پیٹ دھونس ڈانٹ ڈپٹ کے ساتھ مجبور کر کے لکھایا گیا ہے جبکہ یہ زن وشوہر طلاق دینے اور لینے پر قطعی رضامند نہ تھے لہٰذا حکم شرع سے آگاہ فرمائیں کہ یہ طلاق کیسی ہے۔ اور ان کا ایک ساتھ رہنا شرع کے مطابق کیسا ہے۔ بصورت دیگر انہیں کفارہ ادا کرنا ہے یا کہ حلالہ؟ حکم شرعی سے آگاہ فرمائیں عین نوازش ہوگی۔

فقط خادم الفقراء، غلام حسین مصطفائی، ٹنڈو میر محمود، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں عورت کے قبول کرنے یا نہ کرنے پر، طلاق کے وقوع کا دار ومدار نہیں۔ عورت انکار کرے یا اقرار، شوہر جب طلاق دے گا، طلاق پڑ جائے گی۔ البتہ اگر یہ بات صحیح ہے کہ زید کو جانی ومالی نقصان، مثلاً اسے جان سے مار ڈالنے یا ہاتھ پیر توڑ دینے کی دھمکی دی گئی اور زید جانتا ہے کہ اگر میں نے ان کے کہنے پر عمل نہ کیا تو جو کچھ یہ کہتے ہیں، کر گزریں گے اور اسے واقعی ناقابل برداشت نقصان اٹھانا پڑے گا اور یہ سوچ کر اس طلاق نامہ پر دستخط کر دیئے اور زبان سے الفاظ طلاق نہ کہے تو طلاق نہ پڑے گی اور طلاق اگر زبان سے دے دی تو کیسے ہی جبر واکراہ سے ہو، ہو جائے گی۔

(درمختار، ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ ربیع الاول شریف ۱۴۰۳ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حالات سے اندازہ ہو کہ طلاق بیوی کو دی ہے تو طلاق مانی جائے گی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: میرے سسرال والے مجھ سے بار بار اپنی لڑکی کی طلاق مانگتے تھے۔ جس پر میں نے دوسری جگہ جا کر کہا کہ جب دیکھو تھوڑی تھوڑی سی بات پر طلاق مانگتے ہیں۔ ایک دفعہ سو دفعہ جب دیکھو طلاق ہی مانگتے ہیں کیا وجہ ہے۔ ان جملوں کو میرے سسرال والے کہتے ہیں کہ طلاق ہوگئی؟ جو کچھ میں نے اوپر تحریر کیا ہے خدا کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ سچ ہے۔ سائل محمد رمضان ولد اکرام الدین

۷۸۶ الجواب: دلوں کا حال اللہ عزوجل خوب جانتا ہے کوئی اس سے پوشیدہ نہیں۔ طلاق کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ جسے طلاق دیتا ہے یا اس کا نام لے کر، یا وہ سامنے موجود ہو تو اس کی طرف اشارہ کر کے کہے کہ ''میں نے اسے طلاق دی''۔ یا حالات بتاتے ہوں کہ وہ طلاق دے رہا ہے اور اپنی بیوی کو دے رہا ہے۔ اس کے علاوہ محض زبان سے یہ کہتے رہنا کہ طلاق طلاق۔ شرعاً کوئی حکم نہیں رکھتا اور صورت مسئولہ میں تو ان میں سے کوئی بھی صورت نہیں۔ شوہر صرف کہتا ہے کہ ''میرے سسرال والے بار بار طلاق مانگتے ہیں آخر معلوم تو ہو کہ کیا وجہ ہے'' اور ان الفاظ سے ہرگز ہرگز عورت پر کوئی طلاق نہیں پڑتی۔ وہ بدستور اپنے شوہر کے نکاح وزوجیت میں ہے۔ ان جملوں کو بنیاد بنا کر، اگر عورت کے ماں باپ اس کا نکاح کہیں اور کریں گے تو وہ نکاح نہ ہوگا محض حرام کاری ہوگی۔ وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اس پر دلیل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ ربیع الآخر ۱۴۰۳ھ

وقوع طلاق کے لئے عورت کو علم ہونا ضروری نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک عورت کہتی ہے کہ مجھ کو میرے شوہر نے کہا دے دی طلاق تجھ کو، دے دی طلاق۔ دو مرتبہ طلاق دی میں قسمیہ کہتی ہوں کہ میرے شوہر نے مجھ کو دو مرتبہ طلاق دی ہے۔ جس کا مجھ کو یقین ہے۔ اس کے بعد اس کے شوہر سے معلوم کیا تو اس نے کہ میں قسمیہ کہتا ہوں کہ فی الحال میں نے دو طلاق نہیں دیں۔ میرے ہاتھ پر قرآن شریف رکھ دو۔ ہاں البتہ جب میں فقیر کے پڑ میں رہتا تھا اس وقت میں نے ایک مرتبہ طلاق دی تھی اور اس طلاق کے لئے گواہان کے نام بھی بتائے۔ جب ان گواہان سے معلوم کیا تو انہوں نے کہا کہ ہم کو اس کا علم نہیں۔ لہٰذا عرض ہے کہ دو طلاقوں کے لئے تو عورت اور اس کا شوہر دونوں قسمیہ کہتے ہیں۔ عورت کہتی ہے کہ طلاقیں دے دیں اور شوہر کہتا ہے کہ دو طلاقیں نہیں دیں۔ پہلی طلاق کا علم بعد میں ہوا ہے۔ عرض ہے کہ اب آپ ازروئے شرع شریف فرمائیے کہ طلاق ہوئی یا نہیں؟ اور اس عورت کو اب اپنے شوہر کے ساتھ کیسا رویہ اختیار کرنا چاہئے؟

خادم حافظ محمد حنیف نقشبندی الوری، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: شوہر کو ایک طلاق کا اقرار ہے تو یہ یقیناً عورت پر واقع۔ عورت کو اس کا علم ہونا ضروری نہیں اور جبکہ یہ طلاق صریح الفاظ میں دی گئی تو رجعی ہوئی۔ پھر شوہر نے اس عورت سے ازدواجی تعلقات برقرار رکھے تو یہ رجعت ہوگئی۔ اب

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عورت دو طلاقوں کا دینا بیان کرتی ہے لیکن گواہ اس کے پاس کوئی نہیں۔ تو سارا دارومدار اس کے شوہر کی قسم پر رہا۔ عورت اپنے دعویٰ پر قسم بھی کھائے تو وہ محض نامعتبر ہے کہ وہ مدعیہ ہے۔ مدعی کا حلف نہیں سنا جاتا۔ اور شوہر اگر ان دونوں طلاقوں کا جھوٹ انکار کرتا ہے تو اس کا وبال و عذاب اس پر سخت تر ہے۔ مختصر یہ کہ عورت کا بیان قابل قبول نہیں اور شوہر نے پہلی طلاق کے بعد رجعت کر لی تھی تو ان میں رشتہ زوجیت ہنوز قائم ہے۔ ہاں عورت اس کے پاس رہنا ہی نہ چاہے تو جس طرح بھی بن پڑے طلاق حاصل کرے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ ربیع الآخر ۱۴۰۳ھ

مضمون طلاق پر دستخط سے طلاق ہو جائے گی

سوال: میں دستخط کنندہ ذیل محمد بخش ولد محمد یاسین جس کی کہ تم بیوی ہو بذریعہ نوٹس ہذا مطلع کرتا ہوں کہ تمہاری شادی مجھ سے تقریباً ۹ سال قبل ہوئی تھی۔ ہم دونوں نے اپنا وقت اچھی طرح گزارا۔ تمہارا رویہ اور چلن شریفانہ رہا لیکن بعض معاملوں کی وجہ سے ضروری ہو گیا تھا کہ ہم خدا اور رسول کے بتائے ہوئے راستہ کو اختیار کرتے ہوئے اس رشتہ کو ختم کر دیں جس پر تمہاری رضامندی بھی تھی لہٰذا میں تمہیں طلاق دیتا ہوں! طلاق دیتا ہوں! طلاق دیتا ہوں! اب میرا تمہارا کوئی رشتہ نہیں رہا تمہیں حق ہے شریعت کے مطابق جو بھی راستہ اختیار کرو؟ فقط محمد بخش ولد محمد یاسین، بخدمت مفتی صاحب براہ کرم رقعہ کے متعلق فتویٰ جاری فرمائیں۔ منجانب محمد بخش ولد محمد یاسین، معرفت چیئرمین پنچایت، حلقہ لیاقت روڈ، ٹنڈو آدم

۷۸۶ الجواب: شوہر نے اگر طلاق کے مضمون پر واقف ہو کر اس پر دستخط کیے یا مہر لگا دی یا اس کا اقرار کیا تو عورت پر بے شک تین طلاقیں پڑ گئیں اور وہ عورت بحرمت مغلظہ اس پر حرام ہو گئی اور ایسی حرام ہوئی کہ بغیر حلالہ اس کے لئے حلال نہ ہوگی۔ **اگرچہ** بجبر و اکراہ سے ان دونوں کو مصالحت پر آمادہ کر لیا جائے۔ یا وہ دونوں خود باہمی رضامندی سے، ساتھ رہنے پر آمادہ ہو جائیں۔ بہر حال اب حلالہ کے بغیر کوئی چارۂ کار نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ ربیع الاول شریف ۱۴۰۳ھ

غصہ کی حد جنون تک ہو تو طلاق نہیں ہو گی

سوال: غصہ میں طلاق ہوئی یا نہیں ہوئی۔ جبکہ وہ جنون کو پہنچا ہوا ہو؟ سائل، محمد عمر خان، ایم اے جناح روڈ، کراچی

۷۸۶ الجواب: غصہ اگر واقعی اس درجہ شدت پر ہو کہ حد جنون تک پہنچا دے تو طلاق نہ ہو گی اور یہ بات کہ واقعی غضب اس شدت پر تھا، یا تو گواہان عادل سے ثابت ہو گی، اور ایسے گواہ وقت پر موجود نہ ہوں تو ضروری ہے کہ شوہر اس کا دعویٰ کرے کہ میرا غصہ اسی حالت کو پہنچا ہوا تھا اور اس کی یہ عادت جانی پہچانی، مشہور و معروف ہو، تو قسم کے ساتھ اس کی بات مان لیں گے اور حکم طلاق نہ دیں گے، اگر جھوٹا حلف کرے گا، وبال اس پر ہو گا۔ (فتاویٰ رضویہ، بحوالہ خیریہ و ردالمحتار) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ شعبان المعظم ۱۴۰۳ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کئی بار طلاق دی، تو کیا حکم ہے؟

سوال: جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

مفتی صاحب عرض یہ ہے کہ: مجھ کو کچھ کھلا پلا دیا گیا تھا یعنی جادو وغیرہ۔ مجھ کو اپنی بیوی سے ضد ہو گئی تھی تو میں نے طیش میں آکر یہ الفاظ کہہ دیئے تھے کہ میں تم کو طلاق دیتا ہوں! میرا تم سے کوئی واسطہ نہیں اور جب کبھی بھی ضد ہو جایا کرتی تھی تو میں یہ الفاظ کہا کرتا تھا کہ میں تو تم کو طلاق دے چکا ہوں میرا تم سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ یہ الفاظ میں نے چار پانچ دفعہ سے زیادہ کہے ہیں۔ میں نے مولوی مقبول صاحب سے دریافت کیا تو انھوں نے کہا تھا کہ اسلام میں طلاق ہو چکی ہے اور تم مفتی خلیل خاں صاحب سے دریافت کرلو۔ مفتی صاحب میں آپ کے سامنے اس لئے نہیں آیا کہ مجھ کو آپ کے سامنے آتے ہوئے شرم آتی ہے۔ آپ فتویٰ تحریر کر دیجئے گا میں آپ کا بہت بہت شکر گزار رہوں گا اور مفتی صاحب جب سے میں نے یہ الفاظ نکلے ہیں میں نے اس دن سے صحبت نہیں کی ہے؟ محمد سلیم، لطیف آباد نمبر ۱۰، حیدرآباد

۷۸ **الجواب:** حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا کہ میں نے اپنی عورت کو سو (۱۰۰) طلاقیں دی ہیں، آپ کیا حکم دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تیری عورت تین (۳) طلاقوں سے بائن ہو گئی اور باقی ستانوے (۹۷) کے ساتھ تو نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے مذاق کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ شوہر نے جب پہلی مرتبہ ایک یا دو طلاقیں دیں اور کچھ عرصہ بعد پھر دو ایک طلاقیں دی تو تین طلاقوں کے بعد عورت تو نکاح سے نکل ہی گئی، اس پر اس بیہودہ حرکت کا وبال الگ رہا کہ طلاق پر طلاق دیتا رہا اور پھر اس سے تعلق زوجیت بھی باقی رہا، ایک اور گناہ زنا کا، مرد و عورت دونوں پر ہوا۔ دونوں پر توبہ فرض ہے اور طلاقیں جب تین تک پہنچ جائیں خواہ بیک وقت ہوں یا وقفہ وقفہ سے، عورت شوہر پر ایسی حرام ہو جاتی ہے کہ بغیر حلالہ اس کے لئے حلال نہیں ہوتی۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ اور حدیث میں ہے کہ لاحتی تذوقی عسلیته (الحدیث)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

طلاق وقت تحریر سے پڑ جاتی ہے

سوال: محترم جناب حضرت علامہ مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، بعد سلام ایک مسئلہ درپیش ہے کہ

ایک شخص نے کسی آدمی کو طلاق لکھ کر دی کہ جاؤ میری بیوی کو دے آؤ مگر وہ طلاق اس تک نہ پہنچی دوبارہ اسی آدمی کو مل گئی، جس نے لکھی تھی۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد اس نے طلاق پھاڑ دی۔ اب تقریباً پانچ ماہ ہو گئے ہیں اس کو طلاق پھاڑے ہوئے اس وقت اس کو یاد نہیں آیا کہ میں نے ایک طلاق لکھی تھی یا تین۔ معمولی سا خیال ایک کی طرف جاتا ہے لیکن یقین نہیں کہ ایک لکھی تھی یا تین۔ مہربانی فرما کر جواب تحریر فرمائیں کہ اس کا دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ آپ کی مہربانی ہوگی۔

محمد ایوب، مدرسہ جامعہ صدیقیہ رضویہ انوار القرآن، محلہ طارق آباد، گجرات

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ الجواب: اپنی عورت کے متعلق اس نے یہ الفاظ لکھے یا زبان سے کہے اسی وقت عورت پر ایک طلاق پڑ گئی اور اسی وقت سے عدت کا شمار ہوگا کہ الفاظ طلاق میں کوئی شرط نہ تھی لہٰذا عورت کو یہ تحریر اگر چہ نہ پہنچی مگر اس کا لکھنا ہی موجب ہوگیا مگر ازانجا کہ اسے طلاق میں شک ہے کہ کتنی دی تھیں تو ایک ہی سمجھی جائے گی ۔ درمختار وغیرہ میں ہے **شک طلاق واحدۃ او الا کثر یبنی علی الاقل** اور جبکہ عدت گزر گئی تو برضائے عورت ازسرنو نکاح کر سکتا ہے، حلالہ کی حاجت نہیں ۔ (خانیہ)

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳۰ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

حلالہ شرعیہ کا بیان

سوال: بخدمت جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، گذارش عرض یہ ہے کہ

پہلی مرتبہ عمر دین عرف بندو سے مسماۃ رئیسہ کا نکاح ہوا تھا اور رنجش کی وجہ سے عمر دین نے اپنی بیوی رئیسہ کو تحریری طلاق دے دی۔ رئیسہ نے بعد مدت عدت محمود علی سے نکاح پڑھ لیا اور محمود علی نے بھی مسماۃ رئیسہ کو مورخہ ۳۱ مارچ کو تین طلاقیں دے دیں اور ایام عدت کا میعاد تجاوز کر دیا۔ علماء دین کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ اگر رئیسہ اپنے سابق شوہر عمر دین عرف بندو سے نکاح کرنا چاہتی ہے تو نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ بموجب شریعت قانونی دلیل سے فتویٰ دیا جائے۔

عبدالمجید ولد محمد اسماعیل، نواب شاہ

۷۸۶ الجواب: مسماۃ رئیسہ نے پہلی تین طلاقوں کی عدت گزار کر، مسمّی عمر دین سے نکاح کر لیا تو یہ نکاح صحیح و نافذ ہے۔ اور اس شوہر ثانی نے اس عورت سے ہم بستری کے بعد، طلاق دے دی اور اس طلاق کی عدت بھی گزر گئی تو اب مسماۃ رئیسہ اپنے پہلے شوہر کے لئے حلال ہوگئی اور اگر شوہر ثانی نے نکاح کے بعد اس سے صحبت نہیں کی تو یہ نکاح ثانی عمر دین سے صحیح نہ ہوگا کہ اس سے نکاح ثانی کے لئے حلالہ شرط ہے اور حلالہ میں صحبت شرط ہے۔ کما فی الحدیث۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ شوال المکرم ۱۴۰۳ھ

بیوی کو جواب میں ایسا لفظ کہا، جس سے طلاق پائی جائے، تو طلاق ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص اپنی بیوی کو مذاق میں پانچ دفعہ اس طرح طلاق! طلاق! طلاق! طلاق! طلاق! کہتا ہے اور یہ بات اس کی بیوی بھی جانتی ہے کہ مذاق کیا گیا ہے اور ان الفاظ کی ادائیگی کے وقت کوئی تیسرا شخص موجود نہیں تھا اور شوہر خود قبول کرتا ہے کہ میں نے یہ الفاظ مذاق میں ادا کئے تھے لیکن بیوی کی زبان سے یہی الفاظ نکلے کہ مجھے اب طلاق ہوگئی ہے۔ یہ جو طلاق کے الفاظ ادا کئے گئے ہیں وہ یوں ہیں کہ شوہر پلنگ پر لیٹا ہوا تھا۔ بیوی ساتھ بیٹھی ہوئی تھی کہ آپ مجھے چھالیہ کے لئے پیسے نہیں دیتے ہو، شوہر یہ کہتا ہے کہ میں تمہاری چھالیہ سے تنگ آ گیا ہوں اور میں تمہارا فیصلہ کرتا ہوں اور بیوی نے کہا کر دو اور اسی وقت اس کے شوہر نے پانچ دفعہ یہ الفاظ ادا کئے اور بیوی کا کہنا ہے کہ مجھے طلاق ہوگئی ہے۔ شوہر کہتا ہے کہ میں نے یہ بات، مذاق میں کہی تھی آیا طلاق کے بعد شوہر اپنی بیوی کو جو کہ عدت

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گزار رہی ہے، اس کو خرچہ وغیرہ دے سکتا ہے یا نہیں۔ شوہر کہتا ہے کہ میں چھالیہ سے اس لئے منع کرتا تھا کہ یہ پوری ثابت چھالیہ چبا جاتی تھی، اس لئے اس کی صحت پر برا اثر پڑتا تھا۔

نوٹ:۔ بیوی اس وقت حمل سے ہے کسی قسم کی رعایت شرع میں موجود ہو تو مطلع فرمائیں؟

فقط: محمد اویس ولد جیون خان، سبحانی مسجد، سٹلائیٹ ٹاؤن، میر پور خاص

۷۸۶ الجواب: بیوی نے اپنی ضرورت کیلئے پیسے طلب کئے۔ جواب میں شوہر نے کہا کہ (میں تمہاری چھالیہ سے تنگ آ گیا ہوں اور میں تمہارا فیصلہ کرتا ہوں) بیوی نے کہا کہ (کردو) اس کے جواب میں شوہر نے پانچ مرتبہ طلاق کے الفاظ ادا کردئے، تو یہ کونسے مذاق کی تک ہے کہ اسے مذاق کرنا کہا جائے۔ اور چلئے اسے مذاق ہی مان لیا جائے تو طلاق تو وہ پتھر ہے جو شیشہ نکاح کو توڑ ہی دیتا ہے۔ یہ پتھر مذاق میں پھینکا جائے یا کسی اور طرح۔ حدیث شریف میں طلاق کے بارے میں فرمایا گیا کہ حقیقۃً دی جائے تب بھی طلاق اور مذاق میں دی جائے تب بھی طلاق۔ اب آدمی سر پیٹے۔ عورت پر تین طلاقیں ہوگئیں اور اپنے شوہر پر ایسی حرام ہوگئی کہ بغیر حلالہ اس پر حلال نہ ہوگی۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ شوال المکرم ۱۴۰۳ھ

رجعی طلاق میں عدت کے اندر رجوع کرے

سوال: میں حلفیہ بیان کر رہا ہوں کہ: جھگڑے میں، میں نے دو دفعہ اپنی بیوی کو طلاق کہا، جس کو میری ساس نے بھی سنا۔ اب میں اپنی بیوی کو رکھنا چاہتا ہوں۔ آئندہ انشاء اللہ غلطی نہیں ہوگی؟ سہیل اختر ولد اختر حسین

http://t.me/Tehqiqat

۷۸۶ الجواب: حقیقت حال کا علم اللہ عزوجل کو ہے کہ وہی دل کی چھپی جانتا ہے۔ اگر واقعۃً شوہر نے بیوی کو صرف دو ہی مرتبہ طلاق دی ہے تو یہ دونوں طلاقیں رجعی ہیں اور طلاق رجعی کا حکم یہ ہے کہ شوہر عدت کے دوران، بلا نکاح کے، اور عدت گزر جانے پر بعد نکاح کے، اپنے نکاح میں لا سکتا ہے۔ حلالہ کی اس میں کوئی ضرورت نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ (الآیۃ)۔ ہاں اس کے بعد اگر کبھی ایک بھی طلاق دے دی تو عورت ہمیشہ کے لئے اس پر حرام ہو جائے گی بلا حلالہ حلال نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ صفر المظفر ۱۴۰۳ھ

غیر عورت کو طلاق دینا لغو بات ہے

سوال: بخدمت جناب مولانا محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، جناب عالی گذارش عرض یہ ہے کہ محمد گلزار خان سے کچھ گھریلو بات پر غلطی ہوئی ہے۔ جس میں جناب سے فتویٰ چاہتا ہوں۔ حالات و واقعات یہ ہیں کہ میں مکان میں اوپر چھت پر رہتا ہوں اور نیچے مالک مکان رہتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ چھت پر کپڑے پھیلانے پر میری منکوحہ سے معمولی سے منہ ماری ہوئی۔ جس بناء پر میری منکوحہ مکان میں نیچے چلی گئی اور اس وقت میری منکوحہ کے بھائی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میرے پاس موجود تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد مالک مکان اور اس کے ساتھ اس کی رشتہ میں بہنیں لگتی ہیں وہ اوپر میرے پاس آئیں اور الٹے سیدھے سوال کیے، جس پر میں برہم ہوا۔ وہ کہنے لگیں کہ تم لڑائی لڑتے ہو تو فیصلہ دے دو، جس پر میں نے ان سے کہا کہ میری منکوحہ سے تو میری کوئی لڑائی نہیں اگر تمہیں ضرورت ہے تو تمہیں طلاق دیتا ہوں طلاق دیتا ہوں اور یہ کئی بار کہا۔ اس پر میری بیوی کے بھائی نے کہا کہ کیا کر رہے ہو اگر اپنی بیوی کو دے رہے ہو تو اسے بلاؤ، جس پر میں نے کہا کہ اس سے تو کوئی واسطہ نہیں، یہ تو ان لوگوں سے بات ہو رہی ہے۔ لہٰذا وہاں پر موجود کچھ غیر لوگ ہیں کہتے ہیں کہ طلاق ہو گئی۔ لہٰذا جناب سے فتویٰ چاہتا ہوں۔ جو کچھ میں نے اس میں لکھا ہے اور لکھوایا ہے حلفیہ اقرار کرتا ہوں کہ ایک ایک لفظ بالکل درست ہے۔ السائل۔ محمد گلزار خان، گواہ محمد علی

۷۸۶ **الجواب:** کسی غیر عورت کو طلاق دینا، ایسا ہی ہے جیسے در و دیوار کو طلاق دینا۔ یعنی ایک مہمل اور لغو بات۔ اس پر شرعاً کوئی حکم نہیں۔ ہاں دلوں کا چھپا حال اللہ خوب جانتا ہے۔ اس سے کوئی بات پوشیدہ نہیں اور قیامت قریب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ صفر المظفر ۱۴۰۳ھ

”طلاق دے دوں گا“ اور ”طلاق دی“ کا الگ الگ حکم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنی بیوی کے سامنے علیحدہ کمرے میں یہ الفاظ کہہ دیے کہ میں طلاق دے دوں گا! میں نے طلاق دی! یہ الفاظ تین چار مرتبہ کہلائے ہیں۔ کیا اس صورت میں زید کی بیوی اس کے نکاح میں رہی یا طلاق ہو گئی؟ عبدالحسین صدیقی، یونٹ نمبر ۷، لطیف آباد

۷۸۶ **الجواب:** ”میں طلاق دے دوں گا“ ارادۂ طلاق ہے اور ارادۂ طلاق، طلاق نہیں۔ اگر قائل صرف اتنے ہی الفاظ کہتا اگرچہ متعدد، تب بھی طلاق واقع نہ ہوتی۔ لیکن اس نے معاً بعد اپنے ارادہ کی تکمیل میں تین چار مرتبہ یہ کہا کہ میں نے طلاق دی اور سامنے ہی اس کی منکوحہ موجود ہے جسے وہ طلاق دینا چاہتا ہے تو اب وقوع طلاق میں کہاں شبہ رہا۔ تین طلاقیں پڑ گئیں اور جب طلاقیں تین تک پہنچ جائیں تو عورت اپنے شوہر پر اس طرح حرام ہو جاتی ہے کہ بغیر حلالہ، اس کے لئے حلال نہیں رہتی۔ اگرچہ دوبارہ نکاح پڑھ لیں۔ حلالہ ضروری ہے۔ قال اللہ تعالیٰ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ، و قال النبی ﷺ لا حتی تذوقی عسلیتہ (الحدیث)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ

مہر عورت کا حق ہے، مال دے کر یا مہر معاف کر کے طلاق لے سکتی ہے

سوال: بخدمت جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، گذارش عرض یہ ہے کہ

میرا آدمی ہے وہ میرے مطلب کا نہیں ہے۔ میں اس سے طلاق لے رہی ہوں۔ اب وہ طلاق دینے کو تیار ہے۔ اب علماء دین فرمائیں اور فتویٰ دیں کہ میں اس سے اپنا مہر عند الطلب مبلغ ۵۰۰۰ روپیہ لے سکتی ہوں یا نہیں؟ آپ اس

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بارے میں فتویٰ دیں۔عین نوازش ہوگی۔ فیروزہ بی بی، پختہ قلعہ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: عورت شوہر سے کچھ مال دیئے بغیر، طلاق حاصل کرسکتی ہے تو حاصل کرلے۔اس صورت میں مہر اس کا حق ہے جسے وہ وصول کرسکتی ہے۔لیکن شوہر کچھ مال لئے بغیر، یا کم ازکم کل یا بعض مہر معاف کرائے بغیر طلاق نہ دینا چاہے تو آپ ہی مہر معاف کرنا ہوگا۔عورت مہر معاف کرے، شوہر طلاق دے دے۔اب یہ عورت عدت گزار کر کسی اور سے نکاح ثانی کرسکتی ہے۔قال اللہ تعالیٰ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ صفر المظفر ۱۴۰۳ھ

بغیر وجہ شرعی خلع لینا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: کوئی عورت اپنے شوہر سے کن وجوہات سے خلع لے سکتی ہے؟ صورت کیا ہے۔اگر بغیر عذر شرعی چاہے تو کس شرط پر شوہر اسے آزاد کرسکتا ہے؟ ایک سال بھی نہ گزرا ہو اور عورت کہے کہ مجھے شوہر ناپسند ہے اور میں اب نہیں جاؤں گی اور اگر اس قسم کا کوئی مطالبہ ہو تو اس کے بارے میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے اور کیا شرائط ہیں؟ جواب باصواب مدلل ومفصل دے کر عند اللہ ماجور ہوں۔ فقط السائل رشید احمد خان

۷۸۷ الجواب: حدیث شریف میں ہے کہ جو عورت بغیر کسی حرج کے شوہر سے طلاق کا سوال کرے اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے اور قرآن کریم کا ارشاد فرماتا ہے کہ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَا فِیْمَا افْتَدَتْ بِهٖ (اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ دونوں میاں بیوی اللہ کی حدیں قائم نہ رکھ سکیں گے تو ان پر کچھ گناہ نہیں، اس میں کہ، عورت چھٹی (طلاق) لے کچھ بدلہ دے کر) اسی طریقہ کو یعنی مال کے بدلے میں نکاح زائل کرنے کو خلع کہتے ہیں۔علماء کرام فرماتے ہیں کہ زوج زوجہ میں نااتفاقی رہتی ہو اور یہ اندیشہ ہو کہ وہ احکام شرعیہ کی پابندی اور ایک دوسرے کے ساتھ نباہ نہ کرسکیں گے تو خلع میں مضائقہ نہیں۔عورت خواہ اپنا مہر، کل یا بعض معاف کرے یا اپنے پاس سے کچھ اور مال دے اور شوہر اس کے بدلے، طلاق دے دے تو جائز وروا ہے اور باہم جو شرطیں، جائز طے پائیں ان کی پابندی لازم ہوگی۔البتہ شرط عورت کی جانب سے یہ ہے کہ وہ مال دینا قبول کرے اور مرد کی جانب سے یہ ہے کہ وہ عاقل وبالغ ہو۔(درمختار عالمگیری وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ شوال المکرم ۱۴۰۳ھ

طلاق کی گواہی عورت دے، تو کب مانی جائے گی؟

سوال: بخدمت جناب مولانا محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، جناب عالی مودبانہ گذارش یہ ہے کہ میں آپ سے عرض کرنا چاہتی ہوں کہ: میں نے آج سے تقریباً دس سال پہلے محمد وصیل سے شادی کی تھی۔شادی سے پہلے اس نے کہا تھا کہ میں کنوارہ ہوں لیکن وہ شادی شدہ تھا۔ہم دو تین سال انڈیا میں رہے۔اسی دوران ایک دن کاغذ پر طلاق نامہ لکھا اور مجھے کہا کہ اس پر دستخط کردو۔میں نے کاغذ لے کر پوچھا کہ بتاؤ اس میں میری کیا خطا ہے کہ تم ایسا کر رہے ہو؟ اس نے کہا کہ میں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مذاق کر رہا تھا پھر کاغذ مجھ سے چھین کر پھاڑ دیا اس کے بعد ہم لوگ افغانستان آ گئے۔ وہاں مجھے معلوم ہوا کہ محمد وصیل پہلے سے شادی شدہ ہے۔ مجھے بہت برا لگا اور ہمارا جھگڑا ہونے لگا۔ میرے پاس میری بھانجی جسے میری بہن نے گود دے دیا تھا ساتھ رہتی تھی جواب بھی میرے پاس ہی ہے۔ ہمارا جھگڑا تو ہوتا ہی رہتا تھا۔ ایک دن ہمارا جھگڑا ہوا اس نے مجھے بہت برا بھلا کہا اور قرآن پاک اٹھا کر میرے اوپر پھینکا اور کہا کہ تم میرے گھر سے نکل جاؤ۔ میں تم کو رکھنا نہیں چاہتا تم میرے قابل نہیں ہو۔ میں تم کو چھوڑ سکتا ہوں لیکن اپنی بیوی کو نہیں چھوڑ سکتا۔ تب میں نے روز روز کے جھگڑوں سے تنگ آ کر ایک روز شوہر سے کہا کہ اس سے تو تم مجھے طلاق ہی دے دو۔ اس نے کہا کہ ٹھیک ہے میں تمہیں نہیں رکھنا چاہتا تم صبح ہونے سے پہلے چلی جاؤ۔ میں پٹھان ہوں رات کے اندھیرے میں جب چاہو میرا گھر چھوڑ دینا اور جو تیری بھانجی ہے۔ اسے چھوڑ جانا کیوں کہ وہ بھانجی کو بیچ کر روپے کمانا چاہتا تھا۔ میں اس ڈر سے، دوسرا وہ مجھے پہلے کہہ چکا تھا۔ ہم افغانستان سے مہاجر بن کر پاکستان آئے۔ افغانستان میں میرا کوئی نہیں تھا۔ جس کے پاس میں چلی جاتی مجبور تھی۔ یہاں مجھے موقع ملا اور میں نکل کر سیدھی لاہور آئی۔ وہاں ایک خدا کی بندی سے جو داتا دربار میں انچارج ہے ملاقات ہوئی۔ اس نے مجھے پاسپورٹ بنا کر دیا اور شناختی کارڈ بنایا اور میں پاکستانی ہوگئی۔ پاکستان سے ماں باپ کو ملنے انڈیا گئی وہاں رہنے کی بہت کوشش کی لیکن میں پاکستانی ہو چکی تھی۔ اس لئے مجھے واپس پاکستان آنا پڑا۔ اب میں ماموں زاد بھائیوں کے پاس یہیں حیدرآباد میں رہتی ہوں۔ بہت پریشان ہوں، مجبور ہوں، کیا کروں۔ آگے کوئی قدم بھی نہیں اٹھا سکتی۔ آپ کی خدمت میں درخواست ہے کہ اس پر غور فرما کر اپنے خیالات سے مستفید فرمائیں اور فتویٰ جاری فرما کر مجھے آگے قدم اٹھانے کا موقع عنایت فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ شکریہ

فقط السائلہ شکیلہ عرف نجمہ

۷۸۶ **الجواب:** اس میں کوئی شک نہیں کہ مذکورہ بالا صورتوں میں عورت اپنے دعویٰ و بیان کے ثبوت میں کم از کم دو عادل، متقی، پرہیزگار، قابل اعتماد اور معتبر گواہوں کو پیش کر سکے تو شرعاً کسی تردد و تامل کے بغیر، حکم طلاق دے دیا جائے اور ایام عدت گزر جانے پر، عورت کو نکاح ثانی کا اختیار بھی مل جائے لیکن از انجا کہ عورت کامل وثوق سے خدا اور رسول کو گواہ بنا کر یہ واقعات بیان کرتی ہے اور شوہر کا پتہ نہیں کہ اس کے اقرار کا پتہ چل سکے تو ایسی صورت میں حکم شرعی یہ ہے کہ جو شخص اس عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے اسے بلا کم وکاست، ان واقعات سے آگاہ کیا جائے اور وہ شخص ان حالات کی روشنی میں اپنے دل میں غور کرے۔ اگر اس کے دل پر عورت کا بیان جمتا ہو وہ سچی اور اس کا بیان قابل قبول ہے اور اس میں کوئی بات فریب کی نہیں، تو اسے اختیار ہے کہ اس عورت سے نکاح کرے، ورنہ باز رہے۔ فی الھندیۃ عن الذخیرۃ لو ان امرأۃ قالت لرجل زوجی طلقنی ثلثا وانقضت عدتی فان کانت عادلۃ و صادقۃ یتز وجھا وان کانت فاسقۃ تحری و عمل با وقع تحریۃ علیہ۔ اس کی ضرورت اس لئے کہ آج کل عادل شخص کا ملنا دشوار ہے۔ ورنہ عادلہ کا صرف اتنا بیان ہی کہ مجھے طلاق ہوگئی ہے، جواز نکاح کے لئے کافی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مطلقہ مغلظہ کو بغیر حلالہ رکھنا، حرام کاری ہے

سوال: ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک ہی وقت میں اپنی والدہ اور نانی کی موجودگی میں تین سے زائد مرتبہ طلاق دی اور جب ہمارے علم میں لایا گیا تو ہم لڑکی کو لینے گئے۔ وہاں بھی متعلقہ شخص نے کہا کہ آپ اسے لے جاؤ میں نے اسے طلاق دے دی ہے۔ برائے مہربانی قرآن وسنت کی روشنی میں ہماری راہ نمائی فرمائیں؟ السائل محمد سعید، الیاس آباد، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: ایک بار، خواہ متفرق اوقات میں، جس شخص نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دی ہوں، دونوں صورتوں میں عورت پر تین طلاقیں پڑ گئیں اور عورت اس کے نکاح سے ایسی خارج ہوگئی کہ اب بے حلالہ، ہرگز اس کے نکاح میں نہیں آسکتی۔ اگر یوں ہی رجعت کرلی اور گھر میں رکھ کر ازدواجی تعلقات قائم کر لئے، یا بلا حلالہ، نکاح جدید باہم کرلیا تو دونوں مبتلائے حرام کاری ہوں گے اور عمر بھر حرام کاری کریں گے۔ ایسی صورت میں عورت بھی ہاتھ سے گئی اور گناہ بے لذت بھی نامہ اعمال میں لکھا گیا اور شوہر گناہ گار بھی ہوا کہ ایک ساتھ تین طلاقیں دینا گناہ ہے۔ اگرچہ طلاقیں تینوں پڑ جائیں گی۔ وہابیہ غیر مقلدین کہ اب اس مسئلہ میں خلاف اٹھا رہے ہیں گمراہ بددین ہیں۔ دوسروں کو بھی گمراہ کر رہے ہیں۔ سنی مسلمانوں کو ان کی تقلید حلال نہیں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ اب وہ عورت اس شوہر کے لئے حلالہ کے بعد حلال ہوگی۔ بغیر حلالہ حلال نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ شوال المکرم ۱۴۰۳ھ

''تو گھر میں رہنے کے قابل نہیں'' سے طلاق نہیں ہوتی

http://t.me/Tehqiqat

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: کچھ وقت سے میری والدہ اور میری بیوی کے درمیان نااتفاقی چلی آرہی تھی۔ باوجود کافی کوشش کے ان میں اتفاق نہ ہوسکا۔ بالآخر تنگ آکر میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تو میرے ساتھ رہنا چاہتی ہے تو تجھے بھی صبر سے کام لینا ہوگا اور میری والدہ سے تلخ کلامی سے کنارہ کشی کرنا ہوگی ورنہ میرے نزدیک اس معاملے کا حل یہ ہے کہ تجھ سے علیحدگی اختیار کرلوں یعنی میں تجھے طلاق دے دوں گا۔ مگر کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلا۔ کچھ دن ہوئے میرے سامنے دونوں میں کسی بات پر تلخ کلامی شروع ہوگئی۔ میں نے اپنی بیوی کو خاموش رہنے کی تلقین کی لیکن باوجود میرے بار بار کہنے کے وہ خاموش نہ ہوئی تو مجھے غصہ آگیا اور میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ اگر تو خاموش نہیں ہوتی تو پھر چل میں تجھے تیرے والدین کے گھر چھوڑ آتا ہوں اب تو اس گھر میں رہنے کے قابل نہیں۔ میری والدہ نے میرے ہاتھ سے اس کا ہاتھ چھڑاتے ہوئے کہا نہیں یہ اسی گھر میں رہے گی اور اسے نکالنا نہیں ہے۔ میں نے انتہائی غصے کی حالت میں کہا کہ اب میں اسے گھر میں بٹھاؤں تو اس کا بیٹا لگوں۔ پھر بھی میری ماں نے اسے زبردستی گھر میں بٹھا ہی لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد میری بیوی میرے پاس آئی اور کہا کہ اس بار میری غلطی معاف کردو آئندہ ایسی غلطی نہیں کروں گی۔ میں اب بھی غصہ کی حالت میں تھا اور میں نے اسے کہا کہ خدا کی قسم میں نے تو تجھے طلاق دینے کا فیصلہ کرلیا ہے۔ میری زبان سے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایسے سخت الفاظ سنتے ہی میری بیوی نے جا کر وضو کیا اور گھر میں رکھا ہوا قرآن مجید اٹھایا اور کہنے لگی کہ اس پاک کلام کے واسطے مجھے کر دو۔ میں نے اسے تو معاف کر دیا لیکن میرے لئے یہ پریشان کن مسئلہ بن گیا کہ میں نے غصے میں طلاق دینے کی قسمیں کھالی ہیں۔ اب مجھے کیا قسم اٹھانا چاہئے۔ برائے مہربانی مندرجہ بالا بیان کی روشنی میں آپ ہماری راہ نمائی فرمائیں؟

السائل داؤد خان، ٹنڈوالیہار

۷۸۶ **الجواب:** شوہر کے اس بیان میں کہیں ایسے الفاظ نہیں پائے جاتے جن کی بنیاد پر عورت کو طلاق کا حکم دیا جاسکے۔ پہلا جملہ کہ ''اب تو میرے گھر میں رہنے کے قابل نہیں''، یونہی تیسرا جملہ کہ میں نے'' تجھے طلاق دینے کا فیصلہ کرلیا ہے'' شوہر کی انتہائی خفگی کا پتہ دیتے ہیں، ایقاع طلاق کے قائم مقام نہیں۔ علیٰ ہذا اس کا یہ کہنا کہ'' اگر میں اسے گھر میں بٹھاؤں تو اس کا بیٹا لگوں'' ایقاع طلاق میں محض نامعتبر ہے۔ فی الھندیۃ لو قال ان وطئتك وطئت امی فلاشی علیہ۔ لہٰذا نکاح قائم ہے البتہ شوہر پر لازم ہے کہ ایسے الفاظ کے استعمال سے پرہیز کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ ذی قعد ۱۴۰۳ھ

جبر واکراہ کے ساتھ طلاق زبان سے دی تو ہو جائے گی

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب، السلام علیکم، جناب عالی مودبانہ گذارش عرض ہے کہ

میں دو لڑکوں بنام کاشف عمر ۳ سال اور آصف ۱ سال کا والد ہوں اور میری بیوی کا نام نورین عرف قمر النساء ہے۔ جبکہ چند دشمن اور شورہ پشت لوگوں اور محمد شورو ساکن شہاب سینما حیدر آباد نے چند یوم قبل میرے اور میرے بڑے لڑکے کاشف کے اوپر چاقو رکھ کر اور جان سے مارنے کی دھمکی دے کر مجھ سے کاغذات پر زبردستی دستخط لے لئے ہیں اور اب معلوم ہوا ہے کہ وہ طلاق نامہ تھا جس پر دستخط کیے ہیں۔ جبکہ میں نے اپنی بیوی مسمات نورین عرف قمر النساء کو طلاق نہیں دی ہے اور نہ ہی زبانی دی ہے اور مجھ سے دھوکا ہوا ہے اور میں غریب آدمی ہوں۔ لہٰذا جناب والا سے مودبانہ گزارش ہے کہ جناب والا مہربانی فرما کر مجھے سرٹیفکیٹ اس امر کا مرحمت فرمائیں کہ آیا اس طرح سنت رسول اور قرآن کی رو سے طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟

فقط والسلام، محمد اقبال ولد حاجی محمد وزیر، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** طلاق اگر زبان سے دے تو کیسے ہی جبر واکراہ سے ہو، ہو جائے گی اور عند الشرع معتبر ہوگی اور اگر کسی تحریر پر، مضمون پر واقف ہوئے بغیر، یا جبر واکراہ شرعی کی صورت میں، دستخط کر دیئے مگر زبان سے کوئی لفظ طلاق کا ادا نہ کیا، تو ایسی صورت میں طلاق کا حکم نہ دیا جائے گا۔ (کذا فی الفتاوی الشامیہ) اور جب شرعاً، ایسی صورت میں حکم طلاق نہ کیا جائے گا تو ظاہر ہے کہ ان دونوں میں رشتہ زوجیت برقرار ہے۔ شوہر، دیندار باا ثر مسلمانوں یا پھر حکام وقت کی طرف رجوع کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ شوال المکرم ۱۴۰۳ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

غصہ میں طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے میں کہ: میں غلام علی شاہ ولد نواز علی شاہ پرائمری ٹیچر سٹلائیٹ ٹاؤن، میر پور خاص آج سے تقریباً چار ماہ قبل جب میں اپنی ڈیوٹی سے گھر پر آیا تو میری بڑی بیوی جمیلہ بیگم اور میری چھوٹی بیوی فاخرہ بیگم دونوں میں کسی بات پر جھگڑا ہوا تھا۔ اس لئے دونوں علیحدہ علیحدہ کمروں میں بحالت غصہ پڑی ہوئی تھیں۔ جھگڑا میری عدم موجودگی میں ہوا تھا۔ لہٰذا میں نے اپنی بڑی بیوی جمیلہ بیگم سے پوچھا کیا بات ہے۔ تو میری بڑی بیوی نے جواب دیا کہ اپنی چھوٹی بیوی سے پوچھو۔ پھر میں نے اپنی چھوٹی بیوی فاخرہ بیگم سے پوچھا کہ کیا بات ہے۔ کیا جھگڑا ہے۔ تو میری چھوٹی بیوی نے بھی یہی جواب دیا کہ اپنی بڑی بیوی جمیلہ بیگم سے پوچھو۔ جب میری دونوں بیویوں نے بار بار یہی جواب دیا تو میں نے جھنجھلاہٹ میں اپنی چھوٹی بیگم کو ڈانٹا کہ مجھے بتاؤ کہ کیا بات ہے؟ تو میری چھوٹی بیوی نے برجستہ یہ جواب دیا کہ تم مجھے طلاق دو اور بار بار یہی کہتی رہی تو مجھے اس بات پر غصہ آیا اور میں نے اپنی چھوٹی بیوی سے کہا کہ اگر تم نے طلاق لینے کا فیصلہ کر لیا ہے تو اپنے ماں باپ کو یہاں میر پور خاص بلوالو۔ اگر تمہارے ماں باپ اور تم نے مشترکہ مطالبہ طلاق کیا ہے تو پھر میں اپنے رشتے داروں سے مشورہ کر کے طلاق دے دوں گا۔ پھر اس واقعہ کے تقریباً ایک ماہ بعد فاخرہ بیگم کے والد شمشاد علی، ماں فاطمہ بیگم اور فاخرہ بیگم کی بھابی بعد مغرب ۱۱ مئی ۱۹۸۳ء کو میرے گھر آئے اور مجھ سے کہا کہ لڑکی یعنی فاخرہ بیگم کو کچھ دنوں کے لئے ہم گھر لے جا رہے ہیں، بعد میں لڑکی کو واپس میر پور خاص بھیج دیں گے۔ میں نے کہا بیشک لے جایئے، چونکہ گفتگو دوستانہ ماحول میں ہوئی تھی اس لئے میں نے اجازت دے دی چنانچہ میرے سسر شمشاد علی اپنی بیٹی فاخرہ بیگم کو ۱۲ مئی ۱۹۸۳ء کو اپنے ساتھ اپنے گھر حیدر آباد لے گئے۔ تقریباً تین ماہ بعد میرے پاس دو فتوی کی نقل ۷ اگست ۱۹۸۳ء کو ملیں۔ جس میں میرے سسر شمشاد علی نے یہ بیان کیا ہے کہ تم نے میری لڑکی فاخرہ بیگم کو تین مرتبہ طلاق دی ہے، اس لئے طلاق ہو گئی اور اب لڑکی تمہارے گھر ان دونوں فتوں کی رو سے نہیں جا سکتی۔ جب کہ میں غلام علی شاہ نے اپنی بیوی فاخرہ بیگم کو طلاق نہیں دیا ہے۔ لہٰذا ازروئے قرآن وسنت اور شریعت کی رو سے جواب عنایت کیا جائے کہ آیا یہ طلاق ہوئی یا نہیں؟

فقط السائل غلام علی شاہ ولد نواز علی شاہ، سٹلائیٹ ٹاؤن، میر پور خاص

۷۸۶ الجواب: یہ سوال کچھ عرصہ قبل بھی یہاں آیا تھا۔ اس میں صاف تحریر تھا کہ ''شوہر کو تین طلاقوں کا اقرار ہے مگر وہ کہتا ہے کہ غصہ میں طلاق نہیں پڑتی'' اسی اقرار کی بنیاد پر فتوی دیا گیا تھا کہ طلاق ہو گئی اور یہ خیال غلط ہے کہ ''غصہ میں طلاق نہیں ہوتی'' اب یہ سوال خود شوہر کی جانب سے ہے اور اس میں تصریح ہے کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق نہیں دی البتہ بیوی کے مطالبہ طلاق پر، یہ کہا تھا کہ ''تم نے اور تمہارے والدین نے مشترکہ طور پر اور طلاق کا مطالبہ کیا تو مشورہ کر کے طلاق دے دوں گا'' اگر واقعہ یہی ہے کہ شوہر نے کوئی طلاق نہیں دی اور نہ کسی کے سامنے اقرار طلاق کیا'' جبکہ طلاق کا جھوٹا اقرار بھی طلاق شمار ہوتا ہے'' تو اب وقوع طلاق کا حکم، کس بنیاد پر کیا جا سکتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہاں عورت اس کا دعوی کر سکتی ہے۔ تو

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عورت اگر اپنے دعویٰ پر قابل اعتماد گواہ پیش کر دے۔ ایسے کہ ان کی گواہی شرعاً قبول کی جاسکے، تو بیشک اس کا دعویٰ قبول کیا جائے گا اور اس شہادت کی بنیاد پر حکم طلاق دیا جائے گا اور ان گواہوں کی موجودگی میں، شوہر کے انکار کو رد کیا جائے گا اور اگر عورت کے پاس گواہ نہیں تو تنہا عورت کا قول یہاں قبول نہیں۔ خلاصہ یہ کہ شوہر کے اس بیان کی روشنی میں، ہنوز ان دونوں میں رشتہ زوجیت قائم ہے۔ ہاں عورت اس کے ساتھ نباہ نہ کر سکے تو اسے اختیار ہے کہ شوہر سے مال کے عوض طلاق حاصل کرے اور عدت گزارے۔ عدت گزر جائے تو اسے نکاح ثانی کا اختیار ہوگا۔ شوہر طلاق نہ دے تو وہ اس کی زوجہ رہے گی۔

(فتاویٰ رضویہ۔ درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ شوال المکرم ۱۴۰۳ھ

چاروں ائمہ کے نزدیک تین طلاق ایک ساتھ ہوں، تب بھی تین ہی ہیں، غیر مقلدین کا رد

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس کے بارے میں بمطابق فقہ حنفیہ کہ: زید اپنی بیوی سے ملنے اس کے میکے کراچی گیا۔ جہاں اس نے اپنی بیوی سے کسی معاملے میں استفسار کیا جس کے جواب میں مسئولہ معاملے سے متعلق اس کی بیوی نے کذب بیانی سے کام لیا۔ زید نے اس معاملے سے متعلق اپنی معلومات کی صحت پر اصرار کیا جبکہ اس کی بیوی اس تردید پر بضد رہی اور بات بحث و تکرار کی صورت اختیار کر گئی جس کے نتیجے میں زید مشتعل ہو گیا اور اس نے غصے کی حالت میں اپنی منکوحہ بیوی سے مخاطب ہو کر تین بار علیحدہ علیحدہ طلاق دے دی اور گھر سے نکل آیا۔ اس موقع پر تقریباً دو افراد بھی موجود تھے جنہوں نے طلاق دہی کے جملوں کو سنا۔ شوہر نے طلاق کے الفاظ اس طرح ادا کئے کہ طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی!

۱۔ کیا مذکورہ صورت حال میں فقہ حنفی کے مطابق طلاق ہو گئی؟

بعد ازاں زید اور اس کی بیوی دونوں اپنے کئے پر پشیمان و نادم ہیں نیز ان کے متعلقین نئی صورت حال سے پریشان ہیں اور جویاں ہیں کہ ہر دو فریقین کے زن و شوہر کی حیثیت سے زندگی گزارنے کے لئے کوئی گنجائش فقہ حنفی کے مطابق موجود ہے یا نہیں؟ اس جستجو میں اہلحدیث (غیر مقلد) کے ایک سند یافتہ عالم سے سابقہ پڑا ہے جس کا کہنا ہے کہ مذکورہ صورتحال میں طلاق واقع نہیں ہوئی کیوں کہ طلاق ایک ہی وقت ایک ہی موقع پر تین بار دی گئی ہے جو قرآن حکیم و احادیث مبارکہ کی روشنی میں اس کے نزدیک غلط طریقہ ہے جبکہ طلاق تین ماہ میں مہینے کے وقفے سے دی جانی چاہئے۔ عالم مذکورہ کا کہنا ہے کہ ہر دو فریقین اپنی ازدواجی زندگی حسب سابق گزار سکتے ہیں کہ وہ بدستور رشتہ ازدواج میں منسلک ہیں۔ اس ضمن میں کسی بھی قسم کا عذاب وہ عالم اپنے ذمہ لینے کو تیار ہے لہٰذا ارشاد فرمائیں کہ

۲۔ آیا مذکورہ عالم کے قول کے مطابق کہ شافعی مسلک کے اعتبار سے طلاق واقع نہیں ہوئی۔ درست ہے؟

۳۔ آیا شافعی مسلک کے اعتبار سے طلاق مؤثر نہیں ہوئی تو زید اس معاملے میں مذکورہ مسلک کو اختیار کر سکتا ہے؟

۴۔ کیا اس مخصوص معاملے میں شافعی مسلک اختیار کرنے سے زید دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا یا نہیں؟

السائل ثاقب علی خان، حیدرآباد، سندھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ الجواب: ایک بار تین طلاقیں دینے سے، نہ صرف حنفیہ بلکہ چاروں مذاہب اہلسنّت کے ائمہ ملت کے اجماع سے تین مغلظہ ہو جاتی ہے۔ امام شافعی، امام مالک، امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم ائمہ مجتہدین و مُتبعین میں سے کوئی امام، اس باب میں اصلاً مخالف نہیں۔ صورت مستفسرہ میں اس کی عورت پر تین طلاقیں ہوگئیں۔ ایک ساتھ تین طلاقیں دینا گناہ ہے۔ زید گنہ گار ہوا۔ مگر عورت اس کے نکاح سے ایسے خارج ہوگئی کہ اب بے حلالہ ہرگز اس کے نکاح میں نہیں آ سکتی۔ اگر یوں ہی رجعت کر لی، یا بلا حلالہ، نکاح جدید باہم کر لیا، خود اپنی رضا مندی سے، یا کسی کے دباؤ میں آ کر، یا کسی نام نہاد مفتی کے جال میں پھنس کر، تو دونوں مبتلائے حرام کاری ہوں گے اور عمر بھر حرام کاری کریں گے۔ یہاں تک کہ ائمہ دین نے فرمایا کہ اگر قاضی شرع، حاکم اسلام ایسے مسئلہ میں ایک طلاق پڑنے کا حکم دے تو وہ حکم باطل و مردود ہے۔ وہابیہ غیر مقلدین کہ اب اس مسئلہ میں خلاف اٹھا رہے ہیں مگر بد دین ہیں۔ ان کی تقلید، اور ان کے فتویٰ پر عمل، بلا تصدیق حلال نہیں۔ وہ بدنصیب، تمام مسلمانوں سے کٹ کر، اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنانے کی پاداش میں کل مبتلائے عذاب ہوگا۔ خود اپنے آپ کو نہ بچا سکے گا، دوسرے کا بوجھ کیا اٹھائے گا۔ بہر حال اس کا یہ کہنا کہ وہ بدستور رشتہ ازدواج میں منسلک ہیں، غلط صریح اور باطل اور قطعاً خدا اور رسول کریم ﷺ کے احکام کے خلاف ہے۔ اس قول پر تو اس نے ایک بھی طلاق نہ مانی اور شوہر کے اس قول کو بالکل مہمل ٹھہرادیا۔ فتح القدیر میں ہے ذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين الى انه يقع ثلث الخ اور اسی سے ثابت ہوا کہ جب وہ امام شافعی کا مذہب ہی نہیں تو مسئلہ خاص کی خاطر، اپنے مذہب کو چھوڑنا کہ یوں ہی ناجائز و گناہ ہے، کیسے جائز و صحیح ہوگا۔ یہ تو صرف اور صرف اپنی خواہش نفس کا اتباع ہوا اور شرعاً حرام و ناجائز ہے۔ الحاصل وہ عورت، اس مرد پر بلا حلالہ حلال نہیں۔ قال الله تعالىٰ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ (بقرہ:230) و قال النبی ﷺ لا حتى تذوقي عسيلته (الحديث)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ ذی قعد ۱۴۰۳ھ

گھبراہٹ اور جھنجھلاہٹ کا نام جنون نہیں ہے، ایسی حالت میں طلاق ہو جاتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مورخہ ۱۸ جولائی ۱۹۸۳ء بروز پیر میں علی الصبح روزگار کی تلاش میں اپنے گھر سے نکلا کیوں کہ میرے پاس اتنے پیسے بھی نہیں تھے کہ میں دور دراز جانے کے لئے بس وغیرہ میں سفر کر سکوں۔ اس لئے پیدل چلتا رہا اور جامشورو تک جا نکلا لیکن روزگار نہ ملا اور مایوسی کی حالت میں بھوک و پیاس کی صعوبتیں برداشت کرتا ہوا پیدل رات ۱۱ بجے گھر پہنچا تو بجائے اس کے کہ مجھ سے گھر سے دیر تک باہر رہنے کی وجہ معلوم کی جاتی۔ میری بیوی نے مجھ سے تکرار شروع کر دی ہتک آمیز لہجہ استعمال کیا۔ جس نے میرے دل و دماغ پر گہرا اثر کیا اور میں بے قابو ہو گیا اور اسی غصہ و دیوانگی کی حالت میں اپنے ہوش و حواس قائم نہ رکھ سکا اور اپنی بیوی کو جانے کتنی بار طلاق دینے کے الفاظ کہہ گیا۔ دوسرے دن صبح مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۸۳ء بروز منگل کو سو کر اٹھا تو اہل خانہ نے مجھے بتایا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے۔ جس کا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مجھے کافی احساس ہوا اور از حد پریشان ہوں کہ یہ مجھ سے کیا ہو گیا۔ جبکہ میری بیوی اس وقت حاملہ بھی ہے اور بچے بھی ہیں اور مجھے علم نہیں کہ میں نے ایسا کہا۔ اس لئے آپ سے گزارش ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ کے احکام کی روشنی میں بتایا جائے کہ مذکورہ بالا حالات و واقعات کی روشنی میں آیا میری بیوی کو طلاق ہو گئی یا نہیں؟

خیر طلب، محمد صدیق ولد عبداللہ خان عباسی، ٹنڈو میر محمود، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: گھبراہٹ جھنجھلاہٹ اور پریشان حالی اور دماغ پر گرمی ایسی چیز نہیں جسے شرعاً پاگل پن یا جنون کا نام دیا جاسکے اور جب یہ جنون نہیں تو ایسی حالت میں جو طلاق دی گئی وہ واقع ہو گئی اور چونکہ شوہر کو تین بار سے زیادہ طلاقیں دینے کا اقرار بھی ہے تو عورت پر تین طلاقیں پڑ گئیں اور عورت اپنے شوہر پر ایسی حرام ہو گئی کہ بغیر حلالہ، اس پر حلال نہ ہو گی۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ اور عورت کا حاملہ ہونا، وقوع طلاق سے مانع نہیں۔ طلاق حاملہ پر بھی پڑ جاتی ہے۔ غرض چارۂ کار حلالہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ شوال المکرم ۱۴۰۳ھ

عورت طلاق قبول نہ کرے جب بھی طلاق ہو جاتی ہے

سوال: مکرمی جناب مفتی صاحب، السلام علیکم، کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: میں، میری بیوی اور بچے چند دنوں پیشتر انڈیا گئے۔ میری بیوی کو مجھ پر شک تھا کہ میں کسی اور عورت سے محبت کرتا ہوں۔ میں نے ہندوستان میں اپنی بیوی سے قسم کھا کر کہا کہ میرا کسی عورت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ تکرار برابر اس بنیاد پر ہوتی رہی حتیٰ کہ ہم لوگ ہندوستان سے پاکستان آ گئے۔ میں نے اپنی عورت مسمات اقبال النساء بنت محمد یوسف سے کہا کہ جو بھی تکرار یا لڑائی جھگڑا انڈیا میں ہوا وہ یہیں ختم کردو اور ہندوستان میں رہنے والے عزیزوں سے خط لکھ کر معافی مانگ لو۔ اس پر عورت نے کہا کہ بڑوں سے معافی مانگ لوں گی، چھوٹوں سے نہیں۔ نتیجتاً جھگڑا بڑھتا چلا گیا دونوں میاں بیوی انتہائی غصہ کی حالت میں ایک دوسرے سے لڑتے رہے۔ انتہا یہاں تک کہ میں نے پانچ یا چھ بار عورت کو طلاق کہکر جملہ استعمال کئے۔ اس پر عورت نے کہا کہ مجھے طلاق نہیں دے سکتے اور نہ ہی طلاق مجھے ہو سکتی ہے اس لئے کہ میں حاملہ ہوں اور نہ ہی مجھے طلاق لینا ہے اور مجھے طلاق منظور نہیں۔ میرے بڑے بھائی گھر پر موجود تھے۔ دوسرے دن میرے بیوی کو اپنے گھر لے گئے۔ اب اس مندرجہ بالا واقعات کی روشنی میں طلاق ہوئی یا نہیں۔ اپنے فیصلے سے تحریری طور پر آگاہ فرمائیں تاکہ شرعی طور پر وہ عمل کریں جو کہ اللہ اور رسول کریم ﷺ کے حکم کے مطابق ہو۔ میرے بچوں کی تعداد چار ہے اور ان کی عمریں ۸ سال، ۶ سال، ۴ سال، ۲ سال اور موجودہ وقت میں عورت حاملہ ہے؟ فقط محمد رفیق ولد محمد ابراہیم، حیدر آباد، سندھ

۷۸۶ الجواب: شوہر کو اقرار ہے کہ اس نے اپنی بیوی کے لئے پانچ چھ مرتبہ طلاق کے الفاظ استعمال کئے۔ جبکہ عورت کہتی ہے کہ "مجھے طلاق منظور نہیں اور نہ مجھے طلاق ہو سکتی ہے اس لئے کہ میں حاملہ ہوں" حالانکہ طلاق کا واقع ہونا، یا واقع نہ ہونا،

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عورت کے قبول کرنے یا نہ کرنے پر موقوف نہیں۔ عورت لاکھ کہے کہ میں طلاق نہیں چاہتی یا مجھے طلاق منظور نہیں، لیکن جب شوہر اسے طلاق دے گا، طلاق پڑ جائے گی۔ یوہیں عورت کا حاملہ ہونا بھی وقوع طلاق سے مانع نہیں۔ عورت خواہ بالغ ہو یا نابالغ۔ حاملہ ہو غیر حاملہ، ہر حال میں اس پر طلاق پڑ جاتی ہے۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں عورت اپنے شوہر پر بحرمت مغلظہ حرام ہوگئی اور ایسی حرام ہوئی کہ تاوقتیکہ حلالہ نہ ہو، یہ نکاح ثانی سے بھی اس کے لئے حلال نہیں ہوسکتی۔ یہ فیصلہ قرآن وحدیث کا فیصلہ ہے۔ جسے ماننا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ (بقرہ:230)

وقال النبی ﷺ لاحتی تذوقی عسیلته ویذوق من عسیلتك (الحدیث)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۳ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ

طلاق نامہ پر دستخط

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ

۱۔ نام شوہر۔ طاہر الدین ولد وزیر الدّین۔ مسلم۔ بالغ۔ نزد اکبری مسجد۔ پکا قلعہ، حیدر آباد

۲۔ نام زوجہ۔ نور جہاں بنت محمد مجید پہلوان۔ مسلم۔ بالغ۔ لطیف آباد، حیدر آباد

۱۔ میری شادی بمطابق اسلامی شریعت فقہ حنفیہ مسمات خاتون نور جہاں سے ہوئی ہے۔ میں نے ہمیشہ اس کو راضی وخوش رکھا اور دلجوئی کی لیکن اس کے والدین نے میری خودداری اور حسن سلوک کو ٹھکرایا۔ ہاں گھریلو معاملات میں تو کبھی شکر رنجی ہوتی جو جلد دفع ہوتی تھی۔

۲۔ اس معاملہ میں خدا کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے کبھی اپنی منکوحہ کو طلاق دینے کا خیال تک نہیں کیا اور نہ اس نے فسخ نکاح کا ذکر کیا۔

۳۔ اس ہفتے میں چند افراد میرے مکان پر آئے جبکہ میں تھکا ہوا تھا اور کچھ دیر نیند کا غلبہ ہوگیا تھا۔ مجھے اٹھا کر کہا کہ اگر تمہارا راضی نامہ ہوجائے تو اچھا ہے۔ تحریر شدہ کاغذ کے زیریں حصے پر میرا نشان انگوٹھا لیا اور یہ کہا کہ اپنی منکوحہ کو ہمیشہ خوش رکھا کرو۔

۴۔ دو دن بعد مجھے تحریر کی نقل بھجوادی۔ وہ پندرہ روپیہ والے اسٹامپ پر طلاق نامہ تھا۔ میری جانب سے تحریر کیا گیا تھا۔ یہ کاروائی ایک سوچے سمجھے منصوبہ کے تحت کی گئی۔ اس کا مجھے افسوس ہے۔

۵۔ طلاق کے الفاظ نہ تو میں نے زبان سے کہے۔ نہ مجھ کو خبر کی گئی کہ یہ طلاق نامہ ہے۔

۶۔ اسٹامپ کے کاغذ کی تحریر میری رضامندی کی نہیں ہے۔ کیوں کہ میں طلاق کیوں دے دوں۔

۷۔ اسٹامپ کے کاغذ پر حاشیئے کے گواہ معتبر نہیں ہیں۔

۸۔ اسٹامپ پر گواہوں کے دستخط میرے سامنے نہیں ہوئے وہ میری منکوحہ کے طرفدار ہوکر یہ کاروائی کر گئے۔

۹۔ یہ دھوکا اور فریب سے کاروائی کی گئی اور طلاق نامہ تحریر ہوا ہے۔ اوتھ کمشنر نے میرے نشان انگوٹھا کی تصدیق غلط کی جبکہ میں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

توان صاحب کے سامنے ہی نہیں گیا نہ میں نے امر طلاق کا اقرار کیا۔ میں طاہر الدین بیان دیتا ہوں کہ جو کچھ استفسار مسئلہ طلاق میں تحریر کیا گیا ہے وہ صحیح و درست ہے۔ براہ کرم استفسار مسئلہ طلاق میں ازروئے شریعت فتویٰ دے کر مشکور فرمائیں۔

منجانب طاہر الدین ولد وزیر الدین

۷۸۶ **الجواب:** سچ اور حقیقت حال کا علم اللہ عزوجل کو ہے کہ وہ کھلی چھپی دل کی تمام باتیں جانتا ہے۔ اگر یہ واقعہ ہے کہ طاہر الدین ولد وزیر الدین نے کسی طور نہ اپنی منکوحہ کو طلاق دی، ۲۔ نہ اس کے حکم وایماء اور مرضی پر طلاق نامہ لکھا گیا، ۳۔ اور نہ اسے کسی طور اس طلاق نامہ کے مضمون پر واقفیت ہوئی۔ بلکہ اسے ''راضی نامہ'' بتا کر اس سے نشان انگوٹھا لیا گیا، تو ایسی صورت میں وہ عورت بدستور طاہر الدین کی زوجیت میں ہے اور کسی مرد کو اس سے نکاح کرنا جائز نہیں۔ نکاح کی گرہ، قرآن عظیم نے شوہر کے ہاتھ میں رکھی بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ (بقرہ:237) تو جب تک شوہر براہ راست یا کسی قابل قبول ذریعہ سے طلاق نہ دے وہ بدستور سابق اس کی زوجہ رہے گی۔ ہاں اگر شوہر طلاق دے کر منکر ہو جائے تو اب طلاق کا ثبوت کم از کم دو گواہان شرعی سے ہوگا ایسے کہ ان کا ظاہر حال شرع کے مطابق ہو۔ ان پر کبھی جھوٹ کا تجربہ نہ ہوا ہو، خدا ترس ہوں کہ دو دمڑی کے لئے اپنی گواہیاں نہ فروخت کرتے پھریں اور عذاب الٰہی سے ڈرتے ہوں جب ایسے دو گواہ یہ گواہی دیں کہ ہمارے روبرو، فلاں شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور الفاظ طلاق کو ہم نے اپنے کانوں سے سنا اور طلاق دیتے اسے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ یا یہ کہ طلاق نامہ کے مضمون پر واقف ہو کر شوہر نے اس پر دستخط کیے، یا نشان انگوٹھا ثبت کیا اور ہمارے سامنے اس طلاق نامہ کو تسلیم کیا اور ہم اس کے گواہ ہیں، تو البتہ شوہر کا انکار قابل قبول نہ ہوگا اور طلاق پڑ جائے گی۔ لیکن جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے کہ یہ سب فراڈ ہے اور یہ ساری کارروائی جھوٹ وفریب ہے اور گواہ معتبر نہیں تو اس کارروائی کا سارا وبال انہیں نام نہاد گواہوں پر ہے جو مسلمانوں کو فریب دے کر میاں بیوی میں جدائی ڈال رہے ہیں۔ حدیث شریف میں فرمایا کہ ''وہ شخص ہم مسلمانوں میں سے نہیں جو کسی کی بیوی کو اس کے شوہر سے توڑ دے'' اور یہاں تو شوہر نے اس رشتہ کو توڑا بھی نہیں تو وبال وگناہ، اور شدید تر ہوا۔ دوسری حدیث میں ہے کہ ''جھوٹے گواہ، اپنی گواہی دے کر، ہٹ بھی نہیں پاتے کہ ان کا نام جہنمیوں میں لکھ دیا جاتا ہے'' والعیاذ باللہ۔ بہر حال صورت مسئولہ میں عورت پر طلاق نہیں پڑی وہ بدستور اپنے شوہر کی زوجیت میں ہے اور کسی کو اس سے نکاح حلال نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ

شوہر سے پوچھے بغیر بیوی، چلی جائے، تو طلاق نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص کی بیوی اپنے شوہر کی غیر موجودگی میں اس سے بغیر پوچھے اپنے والدین کے گھر چلی گئی اور اپنے شوہر کے نام ایک پرچہ جس کا مضمون یہ ہے کہ میں آپ کی اجازت سے اپنی والدین کے گھر جا رہی ہوں۔ میں سمجھتی ہوں کہ میں کوئی غلطی نہیں کر رہی، میرے والدین کے دروازے آپ کے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لئے کھلے ہیں اللہ مجھے معاف فرمائے۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین وصوفیاء کرام قرآن وحدیث کی روشنی میں کہ طلاق بائن ہوگئی؟ یا بیوی نکاح میں ہے؟ فقط السائل

۷۸۶ الجواب: صرف اتنی بات سے کہ عورت، شوہر سے پوچھے بغیر اپنے والدین کے یہاں چلی گئی اور ایک پرچہ (جس کا مضمون سوال میں مذکورہ ہے) لکھ کر بھیج دیا، یہ تو کوئی وجہ طلاق نہیں۔ وہ دونوں ہنوز میاں بیوی ہیں اور اگر کوئی اور بات ہے تو بیان کیا جائے تا کہ حکم شرعی دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ شوال المکرم ۱۴۰۳ھ

عورت طلاق مانے یا نہ مانے طلاق ہوگئی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسمی محمد جمیل ولد فیض محمد کا عقد شرعی ہمراہ مسمات جمیلہ بیگم دختر سلیمان سے عرصہ تقریباً آٹھ سال پیشتر ہوا تھا۔ تقریباً چار سال زن وشوہر یکجا رہے اور کوئی تنازعہ نہیں تھا۔ بعدہ مسمی محمد جمیل بغرض تلاش معاش سعودی عرب چلا گیا اور چار سال تک وہاں مقیم رہا عرصہ تقریباً ایک سال پیشتر مسمی جمیل نے غلط فہمی اور لوگوں کی جھوٹی شکایتوں سے مشتعل ہوکر اپنی زوجہ کو اس کی عدم موجودگی میں تین طلاق لکھ کر بھیج دی بعدہ مسمی جمیل جب سعودی عرب سے واپس آیا تو اس کو معلوم ہوا کہ شرپسندوں نے ناجائز اور غلط اطلاعات اور شرانگیزی کر کے طلاق دلوادی ہے۔ مسمی جمیل طلاق دینا نہیں چاہتا اور نہ ہی مسمات جمیلہ طلاق لینے پر آمادہ ہے اور لڑکے کو طلاق نامہ کا اقرار بھی ہے۔

فقط جمیل ولد فیض محمد، ڈگری ضلع، میر پور خاص

۷۸۶ الجواب: عورت لاکھ طلاق لینے پر آمادہ نہ ہو اور شوہر خود بھی طلاق دینا نہ چاہے لیکن جب طلاق دے دی اور طلاق کا اقرار بھی ہے تو ضرور طلاق پڑگئی اور صورت مسئولہ میں مسمات جمیلہ تو اپنے اس شوہر پر ایسی حرام ہوگئی کہ بغیر حلالہ، اس کے لئے حلال نہ ہوگی اور نہ بغیر حلالہ ان کے مابین نکاح ثانی شرعاً معتبر ہوگا۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۡۢ بَعۡدُ حَتّٰى تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهٗ۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ شوال المکرم ۱۴۰۳ھ

وقفہ سے طلاق دی، تین سے زیادہ ہوگئیں، پھر بھی طلاق تین ہوچکیں

سوال: ازروئے شریعت کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص عبدالغفار ولد عبداللہ اجمیری عاقل بالغ ساکن میر پور خاص نے جس کی شادی خورشید بنت عبدالغفور پکا قلعہ سے ہوئی۔ جس سے ایک لڑکا بھی پیدا ہوا ہے اور اس کی بہن کی شادی بھی عبدالغفور پکا قلعہ کے لڑکے منیر احمد سے ہوئی تھی اور ابھی قائم ہے اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ قائم رکھے۔ الغرض عبدالغفار ولد عبداللہ میر پور خاص سے جب حیدرآباد آتا تو بغیر کسی وجہ کے اپنی بہن کا جہیز طلب کرتا اور لڑتا جھگڑتا اور کہا کرتا کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دے دوں گا اور یہ بھی کہتا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی، یہ الفاظ کئی مرتبہ ادا کیے گئے اور آخری مرتبہ جب ۸ مئی ۱۹۸۳ء کو آیا تو حسب سابق وہی لڑائی جھگڑا اور پھر وہی الفاظ ادا کیے کہ میں نے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طلاق دے دی ہے تم کس طرح مانو گے کہو تو کورٹ میں چل کر اسٹامپ پر لکھدوں اس آخری مرتبہ میں اور پہلے دو مرتبہ میں جو لوگ موجود تھے ان کے حلفیہ بیان اس پرچہ کے ساتھ منسلک ہیں اور مذکورہ شخص کی بیوی کا بیان بھی منسلک ہے جس نے یہ الفاظ اپنے کانوں سے سنے ہیں۔ دیگر یہ کہ مذکورہ شخص عبدالغفار ولد عبداللہ، ۱۵ اگست ۱۹۸۳ء کو سید شوکت علی ولد حبیب علی سے کہتا ہے کہ میں نے صرف دو مرتبہ طلاق دی ہے اور اگر آپ چاہیں تو مجھے کسی مفتی کے پاس لے چلو میں مفتی صاحب کے سامنے قرآن ہاتھ میں لے کر کہہ سکتا ہوں کہ میں طلاق صرف دو مرتبہ دی ہے۔ اس پرچہ کے ساتھ مندرجہ ذیل حضرات کے بیانات منسلک ہیں۔

۱۔ خورشید بنت عبدالغفور، ۲۔ مسمات چھوٹی زوجہ عبدالغفور، ۳۔ عبدالغفور ولد جان محمد، ۴۔ فقیر جان محمد، ۵۔ ظہور احمد ولد عبدالغفور، ۶۔ مسمات سائرہ زوجہ عیدو، ۷۔ عبدالغفار، پرچون والے، ۸۔ محمد بخش ولد غفور بخش، ۹۔ پیر محمد ولد تھو خان، ۱۰۔ نثار احمد ولد منیر احمد

۱۔ خورشید بنت عبدالغفور کا بیان

میں اپنا بیان حلفیہ اللہ اور رسول ﷺ کو حاضر ناظر جان کر دیتی ہوں کہ ۱۱ مئی ۱۹۸۳ء کو میرا شوہر عبدالغفار ولد عبداللہ میر پور خاص سے پکے قلعہ میرے والد کے پاس آیا اور میں برابر کے کمرے میں بیٹھی ہوئی تھی۔ میرا شوہر اس تاریخ سے پہلے دو مرتبہ آیا اور دو تین دفعہ میرے حق میں طلاق کے الفاظ اپنی زبان سے کہے اور خود میں نے سنا ہے اور اپنی بہن کا جہیز مانگنے لگا اور جھگڑا فساد کرنے لگا۔ اس وقت فقیر محمد اور محمد بخش اور میرے والد عبدالغفور موجود تھے۔ پھر تیسری مرتبہ ۸ مئی ۱۹۸۳ء کو میرا شوہر میرے والد کے مکان پر پھر آیا اور محمد بخش نثار احمد اور میرے والد صاحب کی موجودگی میں دو تین مرتبہ طلاق کے الفاظ کہے۔ عبدالغفار ولد عبداللہ نے کہا کہ اس طلاق کو آپ نہیں مانتے ہو تو کورٹ میں چلکر لکھ دوں۔

فقط۔ مسمات خورشید بنت عبدالغفور، مورخہ ۲۸ اگست ۱۹۸۳ء

۲۔ چھوٹی زوجہ عبدالغفور کا بیان

میں اپنا بیان حلفیہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو حاظر ناظر جان کر دیتی ہوں کہ ۸ مئی ۱۹۸۳ء کو میرا داماد غفار ولد عبداللہ میر پور خاص سے آیا۔ اس تاریخ سے پہلے دو مرتبہ آیا اور دو تین مرتبہ طلاق کے الفاظ ادا کرکے اور جھگڑا فساد کر کے اور جھگڑا فساد کر کے چلا گیا۔ پھر تیسری مرتبہ ۸ مئی ۱۹۸۳ء کو آیا اس وقت میرا شوہر اور محمد بخش نثار احمد، ظہور احمد ان کی موجودگی میں دو تین مرتبہ طلاق دے دی پھر یہ دونوں اشخاص میرے داماد کو لے کر چلے گئے۔ ۱۵ اگست ۱۹۸۳ء کو چوتھی مرتبہ پھر آیا پکے قلعہ پر میرے شوہر سے بات کی میرے شوہر کی زبانی مجھے معلوم ہوا کہ عبدالغفار کو لے کر احمد بخش کے مکان پر گئے۔

فقط۔ مسمات چھوٹی زوجہ ولد جان محمد، مورخہ ۲۸ اگست ۱۹۸۳ء

۳۔ عبدالغفور ولد جان محمد کا بیان

میں اپنا حلفیہ بیان اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو حاظر ناظر جان کر دیتا ہوں کہ ۸ مئی ۱۹۸۳ء سے پہلے دو مرتبہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک ماہ اور دو ماہ کے وقفے سے غفار ولد عبداللہ میرپور خاص سے میرے مکان پر آیا۔ اور اپنی زوجہ کی موجودگی اور اہل خانہ کی موجودگی میں اپنی زوجہ کے حق میں دو تین مرتبہ اپنی زبان سے لفظ طلاق ادا کیے کہ میں نے طلاق دے دی ہے اگر تم نہیں مانتے ہو تو میں کورٹ میں چل کر اسٹامپ پر لکھ دوں اس وقت محمد بخش اور میرا بھائی فقیر محمد موجود تھے۔ ۱۸ مئی ۱۹۸۳ء کو تیسری مرتبہ عبدالغفار ولد عبداللہ میرے مکان پکا قلعہ پر آیا اس وقت میں خود تھا اور نثار احمد اور محمد بخش ظہور احمد میرا لڑکا غفار پر چون والا موجود تھے۔ ان سب کی موجودگی میں غفار ولد عبداللہ نے لفظ طلاق دو تین مرتبہ اپنی زبان سے کہے کہ میں نے طلاق دے دی ہے۔ فقط۔ عبدالغفور ولد جان محمد، مورخہ ۲۸ اگست ۱۹۸۳ء

۴۔ فقیر محمد ولد جان محمد

میں اپنا بیان حلفیہ اللہ و رسول ﷺ کو حاضر و ناظر جان کر تحریر کر رہا ہوں ۸ مئی ۱۹۸۳ء سے پہلے دو مرتبہ ایک ماہ اور ماہ کے وقفے سے عبدالغفار حیدر آباد آیا۔ غفار جھگڑے پر آمادہ ہوا کہ میری بہن کا جہیز دے دو، اپنی زوجہ اور اہل خانہ کی موجودگی میں اپنی زوجہ کے حق میں دو تین مرتبہ لفظ طلاق اپنی زبان سے کہے کہ اگر نہیں مانتے ہو تو کورٹ میں چل کر اسٹامپ پر لکھ دوں اس وقت میں خود موجود تھا۔ ۸ مئی ۱۹۸۳ء کو میرے بھائی عبدالغفور کے مکان پر تیسری مرتبہ آیا اس وقت میں لاہور گیا ہوا تھا۔ لاہور سے آنے پر مجھے معلوم ہوا کہ پہلے کی طرح تیسری مرتبہ عبدالغفار ولد عبداللہ آیا لفظ طلاق کے کہے، قلعہ پر اس وقت نثار احمد، محمد بخش، ظہور احمد اور میرا بھائی اور دو محلے کے آدمی موجود تھے۔ محمد بخش نثار احمد کو لے کر دال میل پر گئے لیاقت کالونی۔ وہاں پر سات آدمیوں کی موجودگی میں وہی لفظ طلاق کے اپنی زبان سے کہے۔ چوتھی مرتبہ ۱۵ اگست ۱۹۸۳ء کو عبدالغفار پھر آیا۔ میرا بھائی، عبدالغفار کو لے کر احمد بخش ولد مولا بخش کے مکان پر گئے۔

بقلم خود۔ فقیر محمد ولد جان محمد، ۲۹ اگست ۱۹۸۳ء

۵۔ ظہور احمد ولد عبدالغفور

میں اپنا بیان حلفیہ اللہ اور رسول ﷺ کو حاضر و ناظر جان کر تحریر کرتا ہوں کہ ۸ مئی ۱۹۸۳ء عبدالغفار ولد عبداللہ میرپور خاص سے ہمارے مکان پکے قلعہ پر آیا میرے بہنوئی نے، میری بہن خورشید کے حق میں دو تین مرتبہ طلاق اپنی زبان سے کہے کہ میں نے طلاق دے دی ہے اور لڑائی جھگڑے پر آمادہ ہو گیا تو نثار احمد اور محمد بخش نے بیچ بچاؤ کروایا۔ غفار ولد عبداللہ کو نثار احمد اور محمد بخش گھر سے لے گئے۔ فقط۔ ظہور احمد ولد عبدالغفور، ۲۹ اگست ۱۹۸۳ء

۶۔ مسمات سائرہ زوجہ عیدو

میں اپنا حلفیہ بیان اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو حاضر و ناظر جان کر بیان کرتی ہوں کہ ۸ مئی ۱۹۸۳ء سے پہلے دو مرتبہ میری نند خورشید کا شوہر عبدالغفار ولد عبداللہ میرپور خاص سے گھر پر آیا۔ پکے قلعہ پر میرے شوہر اور میرا چچا سسر اور محمد بخش کی موجودگی میں میری نند کے شوہر نے دو تین مرتبہ طلاق کے لفظ کہے اور طلاق دے دی ہے۔ عبدالغفار ولد عبداللہ نے کہا کہ اگر تم نہیں مانتے ہو تو اسٹامپ پر طلاق لکھ دوں۔ ۸ مئی ۱۹۸۳ء کو تیسری مرتبہ پھر آیا عبدالغفار میری نند کا شوہر۔ اس وقت

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میرے سسر نثار احمد، محمد بخش، پرچون والا غفار بھی موجود تھا۔ اس وقت بھی دو تین مرتبہ ان کی موجودگی میں عبدالغفار ولد عبداللہ نے دو تین مرتبہ طلاق کے الفاظ کہے کہ میں نے طلاق دے دی ہے۔

فقط۔ مسمات سائرہ زوجہ عیدو، مورخہ ۲۸ اگست ۱۹۸۳ء

۷۔ عبدالغفار پرچون والے

میں اپنا حلفیہ بیان اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو حاضر و ناظر جان کر دیتا ہوں کہ ۸ مئی ۱۹۸۳ء کو عبدالغفور بھائی کا داماد میرپور خاص سے پکے قلعہ حیدرآباد آیا۔ میری موجودگی میں دو تین مرتبہ طلاق کے لفظ کہے اور جہیز بھی مانگا اپنی بہن کا اور لڑنے کو آمادہ بھی ہوگیا میں نے اس کو کافی سمجھایا۔ میری موجودگی میں ان کی برادری کے دو آدمی آئے وہ اس کو سمجھا کر اپنے ساتھ لے گئے۔ عبدالغفار بھائی پرچون کی دوکان والے

۸۔ محمد بخش ولد غفور بخش

میں اپنا بیان حلفیہ اللہ اور رسول ﷺ کو حاضر و ناظر جان کر تحریر کر رہا ہوں کہ ۸ مئی ۱۹۸۳ء سے پہلے دو تین مرتبہ ایک ماہ اور دو ماہ کے وقفہ سے عبدالغفار ولد عبداللہ میرپور خاص سے برمکان اپنے سسر عبدالغفور کے پاس آیا اور اپنی زوجہ کی موجودگی اور اہل خانہ کی موجودگی میں اپنی زوجہ کے حق میں دو تین مرتبہ لفظ طلاق اپنی زبان سے ادا کئے اگر نہیں مانتے ہو تو کورٹ میں چل کر اسٹامپ پر لکھ دوں۔ ۸ مئی ۱۹۸۳ء کو تیسری مرتبہ عبدالغفار آیا اس وقت یہ لوگ موجود تھے۔ عبدالغفور، نثار احمد، محمد بخش، ظہور احمد، اور محلہ کے دو آدمی ان سب کی موجودگی میں عبدالغفار نے لفظ طلاق تین مرتبہ اپنی زبان سے ادا کئے کہ میں نے طلاق دے دی ہے اور اسی تاریخ ۸ مئی ۱۹۸۳ء کو دال میل واقع لیاقت کالونی حیدرآباد میں عبدالغفار ولد عبداللہ نے لفظ طلاق دو تین مرتبہ ادا کئے۔ پیر محمد، نثار احمد، محمد بخش، محمد عثمان، محمد فاروق، حاجی ریاض الدین، قمر الدین سات شخص کی موجودگی میں طلاق دی۔ فقط۔ محمد بخش ولد غفور بخش، مورخہ ۲۸ اگست ۱۹۸۳ء

۹۔ پیر محمد ولد نتھو خان

میں اپنا حلفیہ بیان اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو حاضر و ناظر جان کر دیتا ہوں کہ میں مارکیٹ واپس آرہا تھا تو چھوٹکی گٹی پر جناب محمد دادا صاحب نے مجھے چلتے ہوئے ہوئے پکڑا اور ان کے ساتھ نثار احمد اور عبدالغفار میرپور خاص والے بھی ساتھ موجود تھے۔ مجھے اپنے ساتھ چلنے کے لئے کہا میں ان کے ساتھ چل دیا اور وہ عبدالغفار کو لے کر مرحوم حاجی عبدالغنی صاحب کی مل پر گئے۔ چھوٹکی گٹی سے لے کر لیاقت کالونی مل تک عبدالغفار نے راستے میں چھ سات مرتبہ لفظ "میں نے طلاق دی" دہرائے اور مل پر بھی عبدالغفار ولد عبداللہ نے یہی الفاظ "میں نے طلاق دی" دو تین مرتبہ دہرائے۔

یہ حضرات بھی اس وقت موجود تھے جناب محمد دادا صاحب، جناب نثار احمد صاحب، جناب محمد عثمان صاحب، جناب حاجی ریاض صاحب اور جناب قمر الدین صاحب بقلم خود۔ پیر محمد ولد نتھو خان، ۲۸ اگست ۱۹۸۳ء

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۱۰۔نثار احمد ولد منیر احمد

میں اپنا حلفیہ بیان اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو حاضر و ناظر جان کر تحریر کر رہا ہوں کہ جناب محمد بخش صاحب آئے اور کہنے لگے کہ میر پور سے عبدالغفار آیا ہے اور وہ جھگڑا کر رہا ہے اس کو چل کر سمجھاؤ جب میں وہاں پہنچا تو وہاں پر گھر میں غفور بھائی ان کی بیوی اور عیدو کی بیوی اور ظہور کی بیوی اور خیرن کی لڑکی بی بی اور خود عبدالغفار کی بیوی دیوار کے پیچھے موجود تھے۔اس وقت عبدالغفار نے کہا کہ طلاق دی! میں نے طلاق دی! میں نے طلاق دی! اس طرح تین سے زیادہ مرتبہ کہتا چلا گیا اس کے بعد واپسی آتے ہوئے راستہ میں پھر کہا کہ طلاق دی اس طرح کئی مرتبہ جملہ ادا کئے اور یہ بھی کہا کہ تم کہو تو کورٹ چلوں اور اسٹامپ پر لکھ دوں۔ بقلم خود۔ نثار احمد ولد منیر احمد

اب آپ سے التماس ہے کہ مندرجہ بالا بیانات کی روشنی میں یہ مسئلہ حل فرمائیں۔آپ کی عین نوازش ہوگی

فقط فقیر محمد ولد جان محمد، لطیف آباد یونٹ نمبر ۱۱، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں میں، عورت کے دعویٰ اور گواہوں کے بیانات سے یہ بات روشن ہے کہ عبدالغفار نے ۸ مئی ۱۹۸۳ء سے پہلے بھی اپنی بیوی کو دو تین مرتبہ طلاق دی اور پھر ۸ مئی کو بھی دو تین مرتبہ اپنی منکوحہ کے لئے طلاق کے الفاظ استعمال کئے۔جس سے نتیجہ یہ نکلا کہ شوہر اپنی منکوحہ کو طلاق دیتا رہا اور ان کی تعداد تین سے بھی زیادہ تجاوز کر گئی اور طلاقیں جب تین تک پہنچ جائیں تو عورت بطلاق مغلظہ اپنے شوہر پر ایسی حرام ہو جاتی ہے کہ بے حلالہ، حلال نہیں ہوتی۔ اگرچہ حلالہ کے بغیر رجعت کر لی یا باہمی رضامندی سے یا کسی کے دباؤ میں آ کر دوبارہ نکاح کر لیا، تاہم عورت اس کے لئے حلال نہ ہوگی۔قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ اور اتنے گواہوں کے حلفیہ بیانات کی موجودگی میں، شوہر کے انکار اور صرف دو طلاقوں کے اقرار کا کوئی اعتبار نہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ شوال المکرم ۱۴۰۳ھ

طلاق تین ہو جائیں، تو حلالہ شرط ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق مغلظہ دی اور پھر اس نے بغیر حلالہ کے اپنی سابقہ بیوی سے نکاح کر لیا اس کے بعد پھر اس نے طلاق دی اور پھر بغیر نکاح کے اس کو رکھ لیا ہے۔ اب اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اس کو تحریر فرما کر ثواب دارین حاصل کریں فقط السائل شہاب الدین، اسلام آباد، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: سائل بتائے کہ طلاق مغلظہ سے اس کا مطلب کیا ہے تاکہ جواب دیا جا سکے۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

۷۸۶ الجواب: سائل نے زبانی بتایا ہے، کہ اس نے پہلے تین طلاقیں دی تھیں، پھر حلالہ کے بغیر نکاح کیا اور پھر تین طلاقیں دیں۔اب پھر اسے اپنے گھر میں رکھنا چاہتا ہے۔طلاقیں ایک ساتھ ہوں یا متفرق، جب تین تک پہنچ جائیں تو وہ عورت، اس مرد کے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لئے حلال نہیں رہتی۔ تین طلاقوں سے عورت اس پر ایسی حرام ہوگئی کہ بغیر حلالہ اس کے لئے حلال نہیں ہو سکتی یہاں تک کہ باہمی رضامندی سے، خواہ کسی طور پر، دوبارہ نکاح، بے حلالہ کرلیں اور دونوں ہم بستر ہوں تو صحبت زنا ہوگی اور اگر اسے وہ مسئلہ معلوم ہے تو یہ زانی اور شرعاً سزائے زنا کا مستحق ہے۔ اس صحبت سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ ولد الزنا اور ترکہ پدری سے محروم ہوگی۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ان دونوں پر فرض ہے کہ فوراً ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جائیں۔ پھر عورت دوسرے مرد سے نکاح کرے اور وہ مرد اس سے ہم بستر ہو کر اسے طلاق دے دے یا وفات پا جائے تو اب اس عورت کیساتھ پہلے شوہر کو نکاح حلال ہوگا۔ ورنہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ ذی القعدہ ۱۴۰۳ھ

گواہوں کی موجودگی میں شوہر کا انکار، نا قابل قبول ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین حسب ذیل مسئلہ میں کہ: ہندہ کا نکاح زید سے جب وہ بھارت گیا تھا ہوا تھا۔ لیکن کچھ عرصے کے بعد زید نے ہندہ کو وہیں بھارت میں پاکستان آنے سے قبل تین طلاقیں چند معزز لوگوں کی موجودگی میں دی اور ہندہ نے شرعی طور پر ایام عدت گزارے۔ بعد ازاں عمرو کچھ عرصے بعد پاکستان سے گیا اور اس مطلقہ ہندہ سے عقد کرلیا کہ جس کا نکاح نامہ بدستور موجود ہے اور اب ہندہ پاکستان بذریعہ بھارتی پاسپورٹ آئی ہوئی ہے اور موجود شوہر عمرو کے پاس رہ رہی ہے۔ اب زید کا دعویٰ ہے کہ ہندہ میری زوجہ ہے۔ ہندہ اور عمرو کو قانونی طور پر پریشان کیا جارہا ہے۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ زید نے جیسا کہ معزز گواہان کی موجودگی میں ہندہ کو طلاق دی اور بوقت نکاح ہمراہ کوئی دعویٰ اپنے شوہر ہونے کا نہ کیا تو کیا ایسی صورت میں طلاق واقع ہوگئی۔ امید ہے کہ جو بھی حکم شرع شریف ہو، سے آگاہ فرمائیے گا اگر حوالہ کتب سے ہو تو زیادہ بہتر ہے۔ المستفتی انوار حسین ولد انور حسین، ۳۰ جولائی ۱۹۸۳ء

۷۸۶ **الجواب:** زید نے معزز مسلمانوں کے روبرو اپنی زوجہ ہندہ کو تین مرتبہ طلاق دے دی اور اس واقعہ کی وہ معزز و قابل اعتماد ولائق اعتبار، مسلمان شہادت دیتے ہیں کہ ہمارے سامنے زید نے اپنی منکوحہ ہندہ کو تین طلاقیں دی ہیں تو اب نہ تو زید کا، انکار، قابل قبول شرع ہے، اور نہ اس کا دعویٰ زوجیت شرعاً مسموع ومعتبر وقابل قبول شرع ہے، اور نہ قابل التفات، اور جبکہ شرعاً زید کے طلاق دینے اور عدت گزر جانے پر ہندہ نے عمرو سے نکاح کرلیا تو اب ہندہ عمرو کی زوجہ ہے اور تاوقتیکہ ان میں شرعاً جدائی نہ ہو جائے، ہندہ بدستور عمرو کے رشتہ زوجیت میں رہے گی اور جب تک ہندہ وعمرو میں زوجیت کا رشتہ قائم ہے کسی بھی مسلمان کو اس سے نکاح کرلینا جائز نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ تم پر حرام کی گئیں شوہر والی عورتیں۔ اس صاف صریح روشن حکم قرآنی کے بعد بھی کوئی اپنی ضد پر اڑا رہے یا ناحق مسلمانوں کو پریشان کرے، انہیں اذیت میں ڈالے، وہ سخت گناہگار ہے۔ اگر راہ راست پر نہ آئے تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس سے ترک تعلق کریں۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (انعام)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ شوال المکرم ۱۴۰۳ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جب حلالہ لازم ہو جائے تو صلح کی کوشش بغیر حلالہ کے حرام ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: اس طلاق نامہ کی رو سے کہ جس کی پشت پر سائل نے اپنا سوال درج کیا ہے اور جس کی فوٹو اسٹیٹ نقل سرکاری متعلقہ اداروں کو ارسال کی جا چکی ہے اور ایک نقل بیوی کو بھی بذریعہ رجسٹری ارسال کی گئی ہو مگر بیوی نے رجسٹری وصول کرنے سے انکار کرتے ہوئے واپس کر دی ہو جو شوہر کو وصول ہو گئی مگر بیوی کے علم میں دوسرے لوگوں کی زبانی یہ بات آ گئی ہو کہ مجھے کسی بھی وقت طلاق ہو سکتی ہے اور رجسٹری واپس کرنے کے بعد اس نے اقرار بھی کیا ہو کہ لوگ کہتے ہیں کہ طلاق ہو چکی ہے! طلاق دے دی گئی ہے۔

۱۔ مندرجہ بالا سطور کے تحت کیا طلاق مطلق عمل میں آ چکی ہے؟

۲۔ کیا بیوی کا رجسٹری وصول کرنا ضروری تھا؟

۳۔ کیا شرعی طور پر عورت طلاق کو چیلنج کر سکتی ہے؟ سائل محمد حسن ولد محمد عمر جمالی، میر گارڈن، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ الجواب: جب طلاقیں تین تک پہنچ جائیں پھر وہ عورت اس مرد کے لئے کسی طرح حلال نہیں ہو سکتی اور ایک جلسہ میں تین طلاقیں ہو جانے پر جمہور صحابہ و تابعین و ائمہ اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجماع ہے اور عورت ہرگز ہرگز، بے حلالہ اس کے نکاح میں نہیں آ سکتی۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ اور عورت کو طلاق دیئے جانے کی خبر مل جانا، شرط طلاق نہیں۔ یونہی عورت کے رجسٹری واپس کر دینے سے طلاق واپس نہ ہو گی کہ بلا شرط تھی۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں رحمت بانو، اپنے شوہر پر حرام ہو گئی اور ایسی حرام ہوئی کہ نہ کسی کی دھمکی اور دباؤ کارگر ہے نہ مصالحت کرانے والوں کی کوششیں بارآور ہیں اور نہ خود ان دونوں کی باہمی رضامندی اس حرام کو حلال کر سکتی ہے۔ چارۂ کار وہی حلالہ ہے۔ یعنی اس طلاق کی عدت گزرے۔ پھر عورت دوسرے سے نکاح کرے اور اس سے ہم بستر بھی ہو۔ پھر وہ اسے طلاق دے دے یا مرجائے اور عدت گزر جائے اس کے بعد اس عورت کو اس سے نکاح جائز۔ ورنہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ ربیع الآخر ۱۴۰۳ھ

اگر بالغ شوہر طلاق کا اقرار کرے تو گواہ کی ضرورت نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنی لڑکی کا نکاح بکر کے لڑکے سے نابالغی کی حالت میں کیا۔ لڑکی کی عمر نکاح کے وقت چار سال تھی۔ نکاح کے تقریباً چار سال کے بعد ہمارا تنازعہ لڑکے والے کے رشتہ داروں سے ہوا اس لڑکے نے اپنے رشتہ داروں کی وجہ سے ہماری لڑکی کو طلاق دے دی ہے۔ یہ طلاق لڑکی والوں کو لکھ کر نہیں دی۔ اس نے تین آدمیوں کے سامنے اقرار کیا کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے۔ ان آدمیوں نے لڑکے سے کہا کہ آپ نے طلاق کس وجہ سے دی ہے۔ تو لڑکے نے کہا کہ میری پھوپی کو میرے سسرال والوں نے طلاق دی تھی۔ اس لئے میں نے بھی ان کی لڑکی کو طلاق دے دی ہے۔ لہٰذا قوم ابھی تک یہ فیصلہ نہیں کر سکی ہے۔ اس سلسلے میں چار آدمی طلاق کا پرچہ ساتھ لے کر

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آئے تھے۔ان چار آدمیوں نے حلفیہ بیان قوم کے سامنے دیئے ہیں کہ وہ پرچہ ہم نے پڑھا ہے۔جس میں طلاق لکھی تھی۔وہ طلاق لڑکا خود لے کر ان کے پاس پہنچا تھا۔اس کے بعد لڑکے نے وہ پرچہ غائب کر دیا۔براہ کرم قرآن وحدیث کے مطابق جواب عنایت فرمایا جائے کہ زبانی کہنے سے طلاق ہوئی یا نہیں؟ فقیر محمد ولد عیدو، پریٹ آباد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** طلاق کے لئے تحریر ہونا ضروری نہیں اور نہ اس کے لئے گواہوں کا موجود ہونا شرط ہے۔اگر شوہر بالغ ہے (کم از کم پندرہ سال کامل ہو چکا) اور وہ طلاق دینے کا اقرار کرتا ہے تو اقرارِ طلاق بھی طلاق ہے۔ہاں اگر وہ انکار کرتا ہے اور طلاق پر معتبر و قابل اعتماد گواہ موجود ہیں تو اس کے انکار کا کوئی اعتبار نہیں۔کم از کم دو شرعی گواہ ہوں یا ایک مرد، دو عورتیں، تو بھی ان کی گواہی پر حکم طلاق دیا جائے گا اور عورت پر طلاق پڑ جائے گی۔(عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ

عورت طلاق کی مدعیہ ہے اور شوہر منکر

سوال: مکرمی جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، جناب گزارش یہ ہے کہ پنچایت ہذا میں ایک لڑکی نے سرٹیفکیٹ برائے توثیق طلاق کی درخواست دی ہے۔طلاق کی کوئی تحریر نہیں ہے۔لڑکی نے طلاق کی تاریخ مورخہ ۱۲.۲.۱۹۸۲ تحریر کی ہے۔مگر لڑکا اس بات سے انکاری ہے اور کہتا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی۔لڑکی نے اپنی درخواست میں جن دو گواہوں کا نام تحریر کیا ہے اس میں ایک اس کا چھوٹا بھائی ہے اور دوسرا غیر مرد ہے۔جو اس کیس میں مشکوک ہے۔لڑکی نے ایک حلف نامہ بھی پیش کیا ہے۔جس میں صرف طلاق کے لئے تحریر ہے اور طلاق کی مذکورہ تاریخ درج ہے۔جناب سے گزارش ہے کہ اس کی روشنی میں شرعی نقطۂ نظر سے فتوی دیں۔عین نوازش ہوگی۔

حاجی عبدالرحمٰن، میونسپل کونسلر جسٹس آف پیس، لطیف آباد نمبر ۱۱، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** عورت طلاق کی مدعی ہے اور شوہر اس سے انکاری۔تو عورت پر لازم ہے کہ وہ اپنے دعویٰ پر گواہ پیش کرے اور جن لوگوں کو وہ بطور گواہ پیش کر رہی ہے اگر ان میں دو مرد، یا ایک مرد، دو عورتیں نمازی پرہیزگار، قابل اعتماد، لائق اعتبار، کہ قابل قبول شرع ہوں اور شرعی گواہی دیں کہ ہمارے روبرو، فلاں نے اپنی زوجہ کو، طلاق دی اور ہم دونوں نے بیک وقت اس کے منہ سے الفاظ طلاق سنے تو بیشک وقوع طلاق کا حکم دیا جائے گا اور شوہر کا انکار قابل قبول نہیں ہوگا اور اگر یہ گواہ قابل اعتبار نہ ہوں اور شرعاً ان کی گواہی معتبر نہ ہو تو اس عورت کا دعوی نہ سنا جائے گا اور وہ بدستور اس کی زوجیت میں رہے گی۔ہاں اگر عورت بالیقین جانتی ہے کہ شوہر تین طلاقیں دے چکا ہے تو جس طرح ممکن ہو اس سے بھاگے۔نجات حاصل کرے۔اپنا مہر وغیرہ چھوڑنے کے بدلے اس سے طلاق مل سکے تو یوں لے اور یہ ممکن نہ ہو تو عذاب اس پر رہے گا جب تک یہ خود اس کے پاس جانے کی رغبت نہ کرے گی۔(فتاوی رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طلاق نامہ پر شوہر کا انگوٹھا بھی ہے اور معزز مسلمان گواہ بھی ہیں تو اب شوہر کا انکار کام نہ آئے گا

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب، السلام علیکم، جناب عالی گزارش یہ ہے کہ

میری لڑکی نور جہاں کا نکاح مسمی طاہر الدین ولد وزیر الدین کے ساتھ ۱۳ ستمبر ۱۹۸۲ء کو بالعوض مہر مبلغ (۱۰،۰۰۰) دس ہزار روپیہ ہوا تھا، لیکن چند ناگریز وجوہات کی بنا پر بوجہ کوشش مصالحت کے بھی معاملہ ٹھیک نہیں ہوسکا اور معززین نے قرآن وسنت کی روشنی میں یہ فیصلہ کیا کہ لڑکی مہر معاف کردے تو لڑکا طلاق دے دے گا لہٰذا ۱۵ اکتوبر کو معززین کے روبرو طاہر الدین نے لڑکی کو طلاق دے دی اور اپنا تمام طلائی، نقری و پارچہ جات واپس لے لیا اور ہماری جانب سے جو جہیز دیا گیا تھا وہ واپس کردیا، اس ساری کاروائی کو ۱۵ روپیہ کے اسٹامپ پیپر پر لکھا گیا اور اس طلاق نامہ کی نقل ہم نے حلقہ کے کونسلر صاحب کو سرٹیفکیٹ کے طور پر دے دی ہے لیکن اب ہم نے سنا ہے کہ لڑکے والے اب کوئی نیا فساد کھڑا کرنا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ طلاق نہیں دی گئی۔ موجودہ طلاق نامہ کی تحریر معہ گواہان کے پیش خدمت ہے۔ قانوناً تو طلاق ہوچکی ہے۔ اب آپ سے التماس ہے کہ شرعاً فتوی فرمادیں کہ طلاق ہوگئی یا نہیں؟ فقط مسمات زیتون بیگم زوجہ مجید پہلوان، لطیف آباد نمبر ۲، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: شوہر نے جبکہ شہر کے معزز مسلمانوں کے روبرو طلاق دی ہے اور جو طلاق نامہ لکھا گیا اس پر اس کا نشان انگوٹھا بھی ثبت ہے تو اب شوہر لاکھ انکار کرے اس کا انکار معتبر نہ ہوگا۔ نکاح ٹوٹ چکا اور دونوں کے مابین رشتہ زوجیت ختم ہوچکا۔ قرآن وحدیث کا یہی فیصلہ ہے کہ جب طلاقیں تین تک پہنچ جائیں تو رشتہ زوجیت ختم ہوجاتا ہے اور عورت اس پر بحرمت مغلظہ حرام ہوجاتی ہے۔ اب حلالہ کے بغیر یہ عورت اس کے لئے حلال نہ ہوگی۔ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ

ایک طلاق کے اقرار پر، حکم طلاق

سوال: جناب محترم مفتی صاحب، السلام علیکم

جناب عالی میرا ایک مسئلہ حل طلب ہے جس کے لئے آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ برائے مہربانی حدیث وسنت کی روشنی میں فیصلہ فرمائیں۔

میرا مسئلہ یوں ہے کہ: میری زوجہ پروین بیگم نے مجھ سے اپنی امی کے ہاں جانے کے لئے کہا۔ اس وقت میری طبیعت خراب تھی۔ میں نے اسے منع کردیا کہ ابھی مت جاؤ جناب عالی! ہم دونوں ایک دوسرے سے بے حد پیار و محبت کرتے ہیں لیکن اس نے ضد پکڑلی اس پر مجھے غصہ آگیا اور اس وقت میں نے سخت غصہ کی حالت میں جو الفاظ کہے وہ یہ ہیں کہ میں تجھے طلاق دے دوں گا! طلاق دے دوں گا! طلاق دے دوں گا! اور اس وقت کمرے میں ہم دونوں کے علاوہ کوئی اور نہ تھا جبکہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کو چھ ماہ کا حمل بھی ہے اور پھر اس کے بعد میں نے اپنی ساس کو بلوایا اور ان سے کہا کہ وہ اپنی بیٹی کو یہاں سے لے جائیں۔ میں نے اسے طلاق دے دی ہے! جناب مفتی صاحب آپ سے التماس ہے کہ آپ برائے مہربانی اپنے صحیح فیصلے سے آگاہ کریں کہ آیا طلاق ہوگئی یا نہیں۔ میں آپ کا بیحد ممنون و مشکور ہوں گا۔ شکریہ فقط السائل شفیق احمد خاں ولد شبیر احمد خان

۷۸۶ **الجواب:** جھوٹ سچ کا حال خدا جانے۔ وہی دلوں کی چھپی جانتا ہے۔ یہ معاملہ قبر و حشر، حلال و حرام اور اولاد کے حلالی، حرامی ہونے کا ہے۔ جھوٹ بول کر آدمی اپنی عاقبت خراب کرے گا۔ بہرحال شوہر کے اس کہنے سے کہ "میں طلاق دے دوں گا" طلاق نہیں پڑتی۔ لیکن شوہر نے اپنی ساس سے کہا اپنی بیٹی کو لے جاؤ۔ میں نے اسے طلاق دے دی ہے۔ یہ الفاظ ضرور اقرار طلاق کے ہیں۔ اور ان الفاظ سے ایک طلاق رجعی پڑگئی اور طلاق رجعی میں نہ نکاح ثانی کی ضرورت ہے۔ نہ حلالہ کی حاجت۔ شوہر چند لوگوں کے سامنے صرف اتنا کہہ دے کہ "میں نے اسے اپنے نکاح میں واپس لیا" پھر دونوں میاں بیوی کی طرح رہ سکتے ہیں۔ یہ حکم سوال کے مطابق ہے، جس میں صرف ایک طلاق کے اقرار کا ذکر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ

نشہ کی طلاق واقع ہوگئی

سوال: جناب مولانا مفتی خلیل صاحب، السلام علیکم

جناب والا! مندرجہ ذیل حالات کی روشنی میں ہمارے مسئلہ کے لئے فتویٰ درکار ہے کہ: میں نشہ کی حالت میں گھر پر روٹی کھانے کے لئے داخل ہوا اور میں نے اپنی بیوی سے پکوڑے لانے کے لئے پیسے لئے اور پکوڑے لاکر روٹی کھانے کے لئے بیٹھا۔ میری بہن نے پنکھا اپنی طرف کرلیا۔ جس پر میری اور میری بہن کی ضد بحث ہوئی تو میں نے اپنی بہن کو مارا۔ جس پر میری والدہ نے بھی مجھے گالیاں وغیرہ دیں تو پھر میں نے اپنی والدہ کو گالیاں برابر سے دیں۔ اتفاقاً میرا چھوٹا بھائی باہر سے آیا تو اس نے کہا کہ تو والدہ کو گالیاں کیوں بک رہا ہے، اس پر میں نے اس کو بھی گالیاں دیں، تو اس نے کہا تو روز یہ لڑائی جھگڑا کرتا ہے اور نہ ہی اپنی بیوی کو سمجھاتا ہے کہ یہ بھی گھر میں لڑائی جھگڑا کرتی رہتی ہے۔ نہ ہی بہن کم ہے اور نہ ہی تیری بیوی کم ہے۔ تو میں نے والدہ سے کہا کہ پھر میں اس کو طلاق دے دوں، جب اس کو نہیں رکھ سکتی ہو۔ اس طرح میں نے والدہ کی طرف موں٘ھ کرکے نشہ کی حالت میں کہہ دیا کہ میں نے طلاق دی! میں نے طلاق دی! میں نے طلاق دی! تو اس پر والدہ نے کہا کہ تو اس کو ایسا کیوں کہہ رہا ہے تو میں اپنی بیوی کو اٹھا کر اس کے گھر چھوڑ آیا۔ یہ حالات تھے جناب جو میں نے پیش کئے ہیں ان حالات میں جو فیصلہ ہوسکتا ہے یا جو فتویٰ ہو صادر فرمادیں۔ بہت نوازش ہوگی۔ میں نے سسرال میں بھی کہہ دیا ہے کہ میں نے اس کو طلاق دے دی ہے؟ فقط السائل امان الحق ولد اکرام الحق، لطیف آباد نمبر ۲، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** نشہ کرنے والے کو آخرت میں جو سزا ملے گی وہ تو الگ رہی، دنیا میں اس کی سزا یہ ہے کہ نشہ کی حالت میں اگر بیوی کو طلاق دی تو واقع ہو جائے گی کہ یہ عاقل کے حکم میں ہے۔ اب یہ نشہ خواہ شراب پینے سے ہو یا بھنگ وغیرہ کسی اور چیز

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے بلکہ افیون کی پینک میں طلاق دے دی جب بھی ہو جائے گی۔ (درمختار۔ عالمگیری وغیرہ) اور ماں کو گالیاں دینا، اپنے ہاتھوں اپنی دنیا اور آخرت کو خراب کرنا ہے۔ بیوی الگ چھوٹی بلکہ ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی کہ شوہر نے الفاظ طلاق تین مرتبہ ادا کیے ہیں۔ تو بغیر حلالہ، یہ اس مرد کے لئے حلال نہ ہوگی۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ مولیٰ عزوجل مسلمانوں کی آنکھیں کھولے۔ شخص مذکور کو چاہئے کہ اپنی والدہ سے معافی مانگے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرے تا کہ اس وبال سے نجات ملے۔ بیوی تو اب بغیر حلالہ، حلال نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ شوال المکرم ۱۴۰۳ھ

شوہر تحریر کا منکر ہے تو اس پر حکم شرعی نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: کسی نے لڑکی والوں کے گھر ایک پرچہ دیا کہ فلاں نے اپنی بیوی کو طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی! جبکہ اس پرچہ پر کسی کے دستخط نہیں ہیں اور جب لڑکے سے پوچھا گیا تو اس نے حلفیہ بیان دیا کہ اس پرچے سے میرا کوئی تعلق نہیں، نہ میں پڑھا ہوا ہوں جو کچھ لکھتا۔ ایسی صورت میں کیا طلاق ہوگئی یا نہیں؟ فتویٰ عنایت فرما کر مدد فرمائیں۔ السائل۔ فقیر محمد ایوب شاہ

۷۸۶ الجواب: شوہر نے جبکہ یہ تحریر خود نہیں لکھی۔ نہ کسی سے لکھوائی۔ محض کسی فتنہ پرور نے فتنہ انگیزی کے لئے یہ جہالت کی۔ تو اس پر کوئی حکم شرعی نہیں عورت پر کوئی طلاق نہیں پڑی۔ وہ بدستور اس کی زوجیت میں ہے۔ البتہ جس نے یہ حرکت کی وہ ضرور شرعاً مجرم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "جو کسی عورت کو اس کے شوہر سے توڑے، وہ ہم میں سے نہیں" ہاں اگر واقعۃً شوہر نے یہ تحریر کسی سے لکھوائی اور اب کسی بناء پر اس سے انکار کرتا ہے تو اللہ عزوجل دلوں کے احوال سے واقف ہے۔ اس سے کچھ پوشیدہ نہیں۔ یہ حرام وحلال اور اولاد کے حرام اور حلالی ہونے کا معاملہ ہے۔ آدمی کو سخت احتیاط کی ضرورت ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم شعبان المعظم ۱۴۰۳ھ

تین طلاق کے بعد حلالہ ضروری ہے

سوال: بخدمت جناب مفتی خلیل صاحب، دارالعلوم احسن البرکات، ٹرسٹ حیدرآباد، السلام علیکم

جناب عالی کے حضور مندرجہ ذیل مسئلے پر گزارش عرض ہے کہ اس کا جواب عنایت فرمائیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے سالے لال شاہ ولد محمد نے عرصہ تیرہ سال پہلے اپنی بیوی مسمات بسم اللہ کو طلاق دے دی تھی جبکہ دونوں کے چھ بچے تھے۔ طلاق دینے کے کچھ عرصے بعد دوسری عورت سے نکاح کر لیا اور جس عورت سے نکاح کیا وہ بارہ سال تک اپنے شوہر لال شاہ کے ساتھ رہی جس سے چار بچے ہوئے۔ لیکن دوسری عورت اپنے چاروں بچوں کو چھوڑ کر بھاگ گئی۔ جب دوسری عورت بھاگ گئی تو میرے سالے لال شاہ نے اپنی پہلی بیوی سے پھر تعلقات قائم کر لئے۔ جبکہ اس کی پہلی بیوی نے طلاق ملنے کے بعد کسی دوسرے شخص سے نکاح بھی نہیں کیا تھا پھر بھی میرا سالا اسے اپنے پاس رکھے ہوئے ہے۔ اب میرے سالے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کواس بات کا احساس ہو رہا ہے کہ شریعت کے مطابق نکاح کیا جائے۔لہٰذا جناب شریعت کی روشنی میں ہدایت فرمائیں کہ میرے سالے کی بیوی اور سالے لال شاہ کو کیا کرنا چاہئے۔اور کن لوگوں سے یا قریبی عزیزوں سے نکاح کرے۔لہٰذا جناب شریعت کے مطابق فتویٰ دیں۔ فقط عبدالرزاق، کامیری باغ، کوٹری سندھ

۷۸۶ **الجواب:** مسمّی لال شاہ نے اگر اپنی منکوحہ کو تین طلاقیں دی تھیں تو اب دوبارہ نکاح کے لئے حلالہ ضروری ہے۔بغیر حلالہ کے وہ مطلقہ عورت، لال شاہ پر حلال نہیں۔یہی قرآن کا فیصلہ ہے کہ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰی تَنْكِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗ اور یہی فرمان رسول ﷺ ہے کہ لا حتی تذوقی عسیلته۔اس لئے حلالہ کے بغیر زوجیت کے تعلقات قائم کر لینا گناہ گناہ اور ہم بستری زنا زنا اور اس سے جو اولاد ہوگی وہ ولد الزنا ولد الزنا ولد الزنا۔اگر اسے یہ مسئلہ معلوم ہے اور اگر سابق میں ایک دو طلاقیں دی تھیں تو اب دوبارہ نکاح کرنا ضروری ہے۔حلالہ کی البتہ حاجت نہیں۔

قال اللہ تعالیٰ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ (الآیۃ) جو صورت ہو اس پر عمل کرے۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ شعبان المعظم ۱۴۰۳ھ

شدت غضب میں عقل زائل ہو جائے تو طلاق نہ ہوگی

سوال: سلیم نے اپنی بیوی سلمہ کو بہت ہی شدید غصہ کی حالت میں جبکہ اس کو اپنے اردگرد کا بھی احساس نہیں تھا۔ غصہ کی انتہائی جنونی کیفیت کا اس وقت یہ عالم تھا کہ جو بھی سامنے آئے ہتکرار کرے، یا سامنا کرے، اس کو قتل کر دے، یا آگ لگا کر سب کو بھسم کر دے اور خود بھی ختم ہو جائے۔سلیم نے اپنی بیوی سلمہ کو طلاق دے دی اور تین بار طلاق کا لفظ استعمال کیا۔کیا ایسی جنونی صورت میں طلاق واقع ہو جائے گی؟ برائے مہربانی فتویٰ صادر فرمائیں۔

فقط السائل، حافظ محمد عمر خان، مختار ملک ملز، کراچی

۷۸۶ **الجواب:** فقط گھبراہٹ یا دماغ پر گرمی کا نام جنون نہیں۔ہاں اگر شدت غیظ و جوش و غضب اس حد تک پہنچ جائے کہ اس سے عقل زائل ہو جائے، خبر نہ رہے کہ کیا کہتا ہوں، زبان سے کیا نکلتا ہے تو بیشک ایسی حالت کی طلاق ہرگز واقع نہ ہوگی۔ رہا اس کا ثبوت کہ غضب اس شدت پر تھا یا نہیں۔تو یہ بات یا تو گواہان عادل سے ثابت ہوگی کہ واقعی اس وقت اس کی یہی کیفیت تھی۔یا وہ خود اقرار کرے اور اس کی یہ عادت معروف و معہود ہو تو قسم کے ساتھ اس کا قول مان لیں گے ورنہ مجرد دعویٰ معتبر نہیں۔یوں تو ہر شخص اس کا ادّعا کرے گا اور غصہ کی طلاق واقع ہی نہ ہوگی حالانکہ طلاق نہیں دی جاتی مگر بحالت غضب۔ (فتاویٰ رضویہ بحوالہ ردالمحتار) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ شعبان المعظم ۱۴۰۳ھ

اگر مدعیہ شرعی گواہ نہ لا سکی، تو شوہر پر قسم ہے

سوال: زاہد کی تیس ۳۰ سال قبل زاہدہ سے شادی ہوئی۔زاہدہ کی ماں بہنیں سوتیلی تھیں۔ماں اور بہن شروع ہی سے اس

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شادی کے خلاف تھیں اور نہیں چاہتی تھیں کہ یہ شادی ہو۔مگر زاہدہ کے والد نے یہ رشتہ کر دیا۔شادی ہو جانے کے بعد زاہدہ کی سوتیلی ماں بہنیں زاہد کو بیوی کے خلاف اور زاہدہ کو شوہر کے خلاف مختلف طور طریقوں سے بھڑ کاتیں، اکساتیں اور بہکاتیں رہتیں، غرض دونوں میاں بیوی کے درمیان رنجشیں پیدا کراتی رہتیں۔جب اس پر بھی ان کی چالیں کامیاب نہ ہوسکیں تو زاہد کی ماں بہنوں نے خاندان میں پروپیگنڈا شروع کر دیا کہ زاہد نے اپنی بیوی زاہدہ کو طلاق دے دی ہے۔جبکہ دونوں میاں بیوی طلاق کا انکار کر رہے ہیں اور تعجب کر رہے ہیں۔پروپیگنڈا کرنے والے چونکہ خاندان میں با اثر اور صاحب حیثیت ہیں، لہٰذا خاندان میں چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔زاہدہ کے والد جنھوں نے یہ رشتہ اور شادی کی تھی۔بہت با اثر صاحب حیثیت اور خاندان میں بڑے تھے۔ان کا انتقال ہو چکا ہے۔زاہد اور زاہدہ نے اپنی سوتیلی ماں بہنوں سے کہا کہ آپ لوگ قرآن کی قسم کھا کر کہہ دیں کہ طلاق دی گئی ہے۔تو سوتیلی ماں بہنیں قرآن پاک کی قسم بھی نہیں کھاتیں اور یقین دہانی بھی خاندان میں کراتی ہیں۔تو کیا ان حالات، واقعات اور اس انداز میں طلاق واقع ہوگئی؟ اہل خاندان اور اولاد جو کہ تمام کی تمام بالغ ہے۔شش و پنج اور پریشانی میں مبتلا ہیں۔افراد خاندان، میاں، بیوی اور اولاد کے درمیان بہت بے چینی اور پریشانی ہے۔اس قسم کے حالات پیدا کرا کر اولاد کو ماں باپ کے خلاف بھڑ کا کر اپنے اپنے انتقام زاہد اور زاہدہ ہی سے نہیں بلکہ اولاد سے بھی لے رہی ہیں۔بعض خواتین کی یہ عادت ہوتی ہے۔

لہٰذا جناب سے مودبانہ گزارش ہے کہ اس سلسلہ میں روشنی ڈال کر ممنون فرمائیں کہ آیا طلاق ہوئی یا نہیں؟

فقط السائل حافظ محمد عمر خان قادری برکاتی، مختار ملک ملز، کراچی

۷۸۶ **الجواب:** جو لوگ مدعی طلاق ہیں وہ اپنے دعوی پر گواہ پیش کریں۔اگر دو مرد یا ایک مرد، دو عورتیں، نمازی، پرہیزگار، ثقہ عادل، شرعاً گواہی کے قابل، شرعی گواہی دیں گے تو بیشک طلاق کا ثبوت دیا جائے گا اور شوہر کا انکار نہ سنا جائے گا اور اگر ایسے گواہ پیش نہ کر سکیں تو شرعی فیصلہ کا دارومدار شوہر کی قسم پر ہوگا۔اگر اس نے قسم کھانے سے انکار کر دیا جب بھی طلاق کا ثبوت ہو جائے گا۔(عامۂ کتب) اور یہاں کہ شوہر کو بھی طلاق کا انکار ہے، عورت بھی اس سے منکر ہے اور گواہ کوئی موجود نہیں تو محض لڑکی کی سوتیلی ماں اور بہنوں کے کہنے سے ہرگز ہرگز طلاق کا ثبوت نہ ہوگا اور ان دونوں میں زوجیت کا علاقہ بدستور قائم رہے گا۔بلکہ مخالفین اگر کوئی تحریر بھی پیش کریں اور دعوی طلاق کریں اور گواہ پیش نہ کریں۔تب بھی وہ تحریر قابل اعتبار نہ ہوگی جبتک شوہر اس کا اقرار نہ کرے۔رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ "وہ شخص ہم میں سے نہیں جو کسی عورت کو اس کے شوہر سے جدا کر دے" قرآن عظیم نے اسے شیطانی فعل فرمایا ہے۔اس لئے ان افواہ پھیلانے والوں پر فرض ہے کہ وہ اپنی اس حرکت سے باز آئیں، اور عذاب آخرت کا خوف دل میں لائیں، اور دوسرے مسلمانوں پر لازم ہے کہ بلا ثبوت شرعی ایسے فتنہ انگیزوں کی بات نہ سنیں۔ان کی بات پر کان نہ دھریں۔ورنہ جتنے لوگ اس افواہ میں خواہ مخواہ ان کا ساتھ دیں گے، وہ بھی ان کے ساتھ اسی عذاب کی رسی میں باندھے جائیں گے۔(فتاوی رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ شعبان المعظم ۱۴۰۳ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کنایہ کے الفاظ میں شوہر سے قسم لی جائے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ

۱۔ زید شادی شدہ اور کئی بچوں کا باپ ہے۔ زوجین میں بھی باہمی محبت اور اتفاق ہے لیکن زید کے سسرال والوں کا کہنا ہے کہ زید ہماری لڑکی سے اچھا سلوک نہیں کرتا۔ اس پر زید نے سسرال والوں کو ایسی باتوں سے باز رکھنے کے لئے کہا کہ ''آپ لڑکی واپس لے جاؤ اور کسی اچھی جگہ پر اس کو دے دو'' یہ کہنے سے زید کی نیت قطعی طور پر طلاق کی نہ تھی اور نہ ہی زوجین ایسا چاہتے ہیں۔ جناب ارشاد فرمائیں کہ زید کے ایسا کہنے یا لکھنے سے اس کی بیوی کو طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟

۲۔ کیا یہ الفاظ بوقت ضرورت سسرال والوں کو اپنے غلط رویہ سے باز رکھنے کے لئے ادا کئے جاسکتے ہیں؟

جوابات سے نوازیں عین نوازش ہوگی۔ شکریہ حافظ محمد فاضل اظہر، بغدادی مسجد، حیدرآباد، ۲۹.۵.۱۹۸۳ء

۷۸۶ الجواب: شوہر اگر بہ قسم کہے کہ میری نیت ان الفاظ سے طلاق کی نہ تھی تو اس کا قول قبول کریں گے اور وقوع طلاق کا حکم نہ دیں گے۔ عالمگیری میں عنایہ سے نقل کیا کہ لو قال تزوجی ونوی الطلاق او الثلاث صح وان لم ینوشیئاً لم یقع۔ لہٰذا وہ دونوں بدستور رشتہ زوجیت میں منسلک ہیں اور اس قسم کے الفاظ کی ادائیگی میں بڑی احتیاط چاہئے کہ ذرا سے فرق سے حکم بدل جاتا ہے۔ (فتاوی رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ شعبان المعظم ۱۴۰۳ھ

جنون شوہر کے باعث تفریق نہ کرائی جائے گی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسمات مقبولاً زوجہ ظہور کا عرصہ تقریباً ۱۶ سال بیشتر ظہور سے عقد ہوا تھا۔ شخص مذکور سے مسمات کی دو دختر ہیں جن کی عمر ۶، ۷ سال ہے۔ عرصہ تقریباً سات سال سے مسمّی ظہور پاگل ہوگیا اور ہوش حواس سے بیگانہ ہے۔ بیوی بچوں کی کفالت سے معذور ہے۔ حقوق زوجیت ادا کرنے کے قابل نہیں ہے کوئی دیگر شخص کفالت کے لئے موجود نہیں ہے۔ مسمات مقبولاً عورت ہے اور نفس ہر ذی روح کے ساتھ ہے۔ بچوں کی کفالت اور نفس کی تسکین کے لئے مرد کی ضرورت ہے۔ ایسی صورت میں کیا مسمات عقد ثانی کرسکتی ہے۔ مذکور شوہر کے پاگل پن کی گواہان سے تصدیق کی جاسکتی ہے؟ فقط ایک سائلہ، مسمات مقبولاً دختر پنگال خان، متصل اکبری مسجد، حیدرآباد، ۳۰.۵.۱۹۸۳ء

۷۸۶ الجواب: نکاح وطلاق ہم مسلمانوں کے دینی و مذہبی معاملات ہیں۔ جن میں ہماری شریعت کے تمام احکام کی رعایت کے بغیر چارہ نہیں۔ زن شوہر دار کو، جب تک شوہر طلاق نہ دے یا بروجہ شرعی تفریق واقع نہ ہو، ہرگز جائز نہیں کہ وہ اپنی جوانی وضرورت کو بہانہ بنا کر، کسی اور سے نکاح کرلے۔ وہ ہنوز اپنے شوہر ہی کی زوجیت میں ہے۔ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ، جن کے ہم مقلد ہیں، ان کے نزدیک، جنون شوہر کے باعث، عورت کو ہرگز تفریق کرانے کا اختیار نہیں۔ اسی کو علماء وفقہا نے اپنی کتابوں میں اختیار کیا۔ اسی پر فتویٰ دیا اور اسی کو مقدم رکھا۔ وفا شعار بی بیاں، ایسی حالتوں میں اپنی عزتوں کو اپنی جان

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے برابر رکھتی اور اپنے معاش کا جائز انتظام کر کے اپنی زندگی، شوہر پر نثار کر دیتی ہیں۔ پھر مذکورہ بالا تحریر سے مرد کا مجنون ہونا ظاہر بھی نہیں ہوتا۔ اگر وہ پاگل و مجنون ہوتا تو اس کا مقام، پاگل خانہ ہوتا نہ کہ بااہل خانہ۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ شعبان المعظم ۱۴۰۳ھ

جنون کی صورت میں تفریق کا طریقہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: مسمات مقولاً زوجہ ظہور کا عقد شرعی عرصہ تقریباً ۱۶ سال بیشتر ہوا تھا شخص مذکور سے مسمات کی دو دختران بقید حیات ہیں۔ عرصہ تقریباً سات سال گزرے مسمات مذکور کا شوہر پاگل ہو گیا اور مسمات کی کفالت سے قاصر ہے ہنوز پاگل ہے اور کسی طور پر زوجہ خود و دختران کی کفالت نہیں کر سکتا مسمات مذکورہ علیحدہ ہو کر نکاح ثانی کرنا چاہتی ہے کیوں کہ پاگل شوہر حقوقِ شوہری ادا نہیں کر سکتا اور مسمات و دختران کو اپنی جان کا خطرہ ہے۔ فقط بذریعہ امام الدین پھوپھا خود

۷۸۶ الجواب: مذہب حنفی میں جنون کی وجہ سے ہرگز تفریق نہیں ہو سکتی اور نہ شرعاً حاکم کو یہ اختیار ہے کہ وہ عورت جو جنون شوہر کی مدعی ہو یا واقعۃً وہ مجنون ہو گیا تو عورت کی درخواست پر فوراً اسے نکاح ثانی کی اجازت دے دے۔ بلکہ جب جنون حادث ونو پید ہو یعنی شوہر پیش از نکاح مجنون نہ تھا، بعد کو پیدا ہوا، تو لازم ہے کہ عورت جس روز اپنا مقدمہ کورٹ میں پیش کرے، اس روز سے مرد کو سال بھر کامل کی مہلت دے۔ اگر اس مدت میں وہ اچھا ہو گیا تو اب ہرگز ان دونوں میں تفریق جائز نہیں اور اگر اچھا نہ ہوا اور سال پورا ہونے پر عورت نے پھر دعویٰ نہ کیا تب بھی بدستور اس کی زوجہ ہے اور اگر عورت دوبارہ حاکم کی طرف رجوع ہوئی اور حاکم کو ثابت ہوا کہ شوہر ہنوز مجنون ہے تو اب وہ عورت کو اختیار دے گا کہ چاہے اپنے شوہر کو اختیار کرے یا اپنے نفس کو۔ اگر مجلس بدلنے سے پہلے عورت نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا تو اب حاکم تفریق کر دے گا۔ اس روز سے عورت طلاق کی عدت بیٹھے۔ بعدہ جس سے چاہے نکاح کرے۔ ہاں اگر حاکم کو ثابت ہو جائے کہ واقعی مدتہائے دراز گزر گئیں کہ یہ شخص مجنون ہے اور آرام نہیں ہوتا اور یہ جنون اس کا پیچھا نہیں چھوڑتا تو اب سال کی مہلت نہ دے گا بلکہ فی الفور عورت کو اختیار دے گا کہ چاہے تو شوہر کو اختیار کرے یا اپنے نفس کو۔ بہر حال یہ تفریق اور دونوں میں علیحدگی حاکم شرعی کے حکم کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ چارۂ کار یہی ہے کہ عورت حاکم اسلام کی طرف رجوع ہو۔ موجودہ کوئی کورٹ کچہری اس زمرے میں، حاکم اسلام کی طرح نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

طلاق غصہ ہی میں دی جاتی ہے

سوال: گزارش یہ ہے کہ: عبدالنعیم نے بحالت غصہ یہ کہہ کر اپنی بیوی کو طلاق دے دی کہ میں نے اس کو تین مرتبہ طلاق دی اور کہا۔ اس کو اس کے والدین کے یہاں چھوڑ آؤ۔ اس سے میرا کوئی واسطہ نہیں۔ کیا ایسی حالت میں طلاق ہو گئی؟ اس

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

معاملہ میں علماء دین کیا فرماتے ہیں۔ واضح فرمادیں۔ محمد اسماعیل ولد امام الدین، تاریخ ۱۹۸۳ء ۵-۵

۷۸۶ **الجواب:** طلاق پر باعث تو عموماً غصہ ہی ہوتا ہے لہٰذا یہ سمجھنا کہ غصہ میں طلاق نہیں ہوتی غلط اور ناواقفیت پر مبنی ہے اور طلاقیں جب تین تک پہنچ جائیں تو عورت اپنے شوہر پر ایسی حرام ہو جاتی ہے کہ بغیر حلالہ، اس کے لئے حلال نہیں ہوتی۔ یہاں تک کہ حلالہ کے بغیر، کسی کے دباؤ یا مروت میں آکر، یا باہمی رضامندی سے دوبارہ نکاح کرلیں تب بھی عورت حرام ہی رہے گی۔ حلالہ شرط ہے۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

رجعی طلاق میں حلالہ کی ضرورت نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: سائل نے اپنی بیوی کو اس کے مطالبے پر تقریباً دو سال قبل ایک طلاق دی تھی اور دو سال سے وہ اپنے والدین کے پاس بیٹھی ہے۔ ایک بچہ بھی ہے جو کہ میرے پاس ہے۔ اب میری بیوی نے واپس میرے پاس آنے کی پیش کش کی ہے لہٰذا فدوی کو فتویٰ عنایت کیا جائے کہ آیا بغیر حلالہ کے میں اسے رکھ سکتا ہوں یا نہیں؟ اور نکاح دوبارہ ہو سکتا ہے یا نہیں؟ السائل عبدالقیوم معرفت حاکم علی خان، محلہ جانی پورہ، شہداد پور

۷۸۶ **الجواب:** ایسی صورت میں کہ شوہر نے اپنی زوجہ کو تین طلاقیں نہیں دیں بلکہ ایک یا دو۔ رجعی یا بائن طلاقیں دیں تو حلالہ کی حاجت نہیں۔ البتہ عدت گزر جانے پر نکاح ثانی ضروری ہے۔ قال اللہ تعالیٰ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ (الآیۃ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

ایک بار تین طلاق، چاروں ائمہ کے نزدیک تین طلاق ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے غصہ کی حالت میں بیوی کی نافرمانی کی بنا پر تین طلاقیں دے دیں۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ غصہ اور ناراضگی میں آکر اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کو تین طلاقیں ایک ہی وقت میں دے دے تو کیا طلاق ہوگئی یا نہیں؟ اور رجوع کر سکتا ہے یا نہیں؟ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ایک طلاق ہوگی اگر تین ایک ساتھ دیں کیا یہ صحیح ہے یا غلط؟ السائل حافظ محمد اقبال، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** ایک بار تین طلاقیں دینے سے نہ صرف حنفیہ، بلکہ چاروں ائمہ، مجتہدین کے اجماع سے تین طلاقیں مغلظہ ہو جاتی ہیں۔ خواہ یہ طلاقیں غصہ میں دی ہوں یا امن و سکون کی حالت میں۔ کوئی امام اس باب میں اصلاً مخالف نہیں۔ صورت مستفسرہ میں تین طلاقیں ہوگئیں اور عورت اس کے نکاح سے ایسی خارج ہوئی کہ اب حلالہ کے بغیر ہرگز اس کے نکاح میں نہیں آسکتی۔ اگر یوں ہی رجعت کرلی یا کسی کی باتوں میں آکر بلا حلالہ، نکاح جدید کرلیا تو دونوں مبتلائے حرام کاری ہوں گے۔ وہابیہ غیر مقلدین کہ اب اس مسئلہ میں خلاف اٹھا رہے ہیں گمراہ بد دین ہیں ان کی تقلید حلال نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ بحوالہ فتح

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

القدیر) واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

شوہر نے طلاق نامہ پر دستخط کر دئے اور گواہ نے اس کو پھاڑ دیا، طلاق ہو جائے گی

سوال: میں صابر حسین ولد نور محمد، ذات شیخ صدیقی، عمر ۳۱ سال ساکن نواب شاہ۔ حلفیہ بیان دیتا ہوں کہ میں نے ایک عدد اسٹامپ پیپر پر طلاق نامہ اپنی زوجہ گلشن آرا کے نام ٹائپ کروایا اور اس پر دستخط کر دیئے اور ایک گواہ کے دستخط کرائے۔ گواہ نے بغیر پڑھے کاغذ پر دستخط کر دیئے۔ میرے ایک عزیز نے اس کاغذ کو پڑھا اور پھاڑ دیا اور کہا کہ اس طرح طلاق نہیں ہوتی۔ میں نے صرف ایک عدد طلاق دی تھی۔ میں نے اوپر جو کچھ لکھا ہے وہ اپنے ہوش وحواس میں لکھوایا ہے اور اپنے دستخط کر دیئے ہیں؟ فقط صابر حسین ولد نور محمد، منوآباد، نواب شاہ

۷۸۶ الجواب: طلاق نامہ دوسرے شخص سے ٹائپ کرایا اور پھر شوہر نے اس کے مضمون سے واقف ہوتے ہوئے دستخط کر دیئے۔ تو یقیناً شوہر نے اس طلاق نامہ پر دستخط کئے جو اس نے دوسرے سے لکھوایا اور طلاق نامہ میں معمول و مروّج تین طلاقیں ہیں۔ اس لئے یہی سمجھا جائے گا اور یہی معتبر ہوگا کہ شوہر نے عورت کو تین طلاقیں لکھوائیں اور پھر اس کے مضمون پر واقف ہوتے ہوئے دستخط کر دئے تو شرعاً تین طلاقوں کا دینا ہی سمجھا جائے گا۔ ورنہ وہ ثبوت پیش کرے کہ اس کے کہنے پر کہ ایک طلاق یا دو لکھ دو، کاتب نے ایک یا دو طلاقیں ہی لکھیں اور اس تمام مذاق کا سارا وبال ان صاحب پر ہے جنھوں نے وہ تحریر پھاڑ دی۔ وہ بتائیں اور حلفیہ بتائیں کہ اس میں کیا لکھا تھا۔ حیلے بہانے سے یہ حکم شرعی کو کھیل نہ بنائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ جمادی الاُخریٰ ۱۴۰۳ھ

اسٹامپ کے مضمون سے واقف ہوئے بغیر دستخط کیے تو حکم طلاق نہ ہوگا

سوال: میں مسمّی محمد رمضان ولد تاج محمد۔ میں ڈرائیور ہوں اور صبح گھر سے نکلتا ہوں اور رات کو گھر آتا ہوں۔ (ان پڑھ ہوں) تقریباً دو ماہ ہوئے میری بیوی جو کہ ایک بچی کی ماں ہے میکے گئی ہوئی تھی۔ میں جب رات آٹھ بجے اپنے کام سے واپس آیا تو میرے والد تاج محمد نے ایک اسٹامپ کاغذ پر دستخط کرا دئے چوں کہ میں ان پڑھ ہونے کی وجہ سے پڑھ نہیں سکتا تھا۔ جب میں نے اصرار کیا کہ یہ کیسا کاغذ ہے تو والد صاحب نے فرمایا ''میں تمہارا باپ ہوں تمہارے فائدے کا کاغذ ہے میں نے اس کاغذ پر دستخط کر دئے اور غیر جانب دار دو شخصوں سے بھی دستخط کرائے'' تقریباً بیس دن ہوئے جب میں اپنی بیوی کو لینے اس کے میکے گیا تو میرے سسر صاحب نے وہ اسٹامپ دکھایا جس پر، میرے والد صاحب نے مجھ سے دستخط کروائے تھے جو کہ میری بیوی کا طلاق نامہ تھا۔ جب میں نے اپنے والد صاحب سے شکایت کی کہ آپ نے یہ کیا کیا۔ تو انھوں نے جواب دیا کہ ہم نے جو کچھ کیا اچھا کیا۔ جبکہ میں، میری بیوی اور میری خوش دامن کا خیال ہے کہ یہ طلاق نہیں ہوئی اور میرے والد اور میرے سسر کا خیال ہے کہ طلاق ہوگئی۔ لہٰذا آپ یہ بتائیں کہ شرعی نقطہ سے وہ میری بیوی ہے یا کہ نہیں؟ نیاز مند محمد رمضان ولد تاج محمد

۷۸۶ الجواب: ایسی صورت میں کہ شوہر نے اس اسٹامپ کے مضمون پر واقف ہوئے بغیر اور بغیر یہ جانے کہ اس میں کیا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لکھا ہے، اس پر دستخط کردیئے تو اس سے طلاق نہ پڑی۔ دونوں میں رشتہ زوجیت ہنوز برقرار ہے۔ کسی کے خیال سے تو کچھ نہیں ہوتا البتہ حاکم، حکم شرعی ہے اور وہ اس صورت میں یہ ہے کہ طلاق واقع نہ ہوئی۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ر رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

غصہ، دماغی گرمی، یا گھبراہٹ طلاق کو نہ روکے گا

سوال: بخدمت جناب مفتی خلیل خاں صاحب، دارالعلوم احسن البرکات، حیدرآباد، السلام علیکم

میں مسمّی شفیق خان ولد شبیر خان حلفیہ بیان خدا اور رسول کو حاضر ناظر جان کر دیتا ہوں کہ: میں ٹھٹھے کی بھٹی پر کام کر رہا تھا کہ اچانک میرے سینہ میں شدید درد ہوا تو اس پر میرے والد صاحب نے دریافت کیا کہ کیا بات ہے۔ اس پر میں نے والد صاحب کو بتایا کہ میرے سینہ میں شدید درد ہو رہا ہے، جو نا قابل برداشت ہے۔ اس پر میرے والد صاحب نے کہا کہ تم اوپر جا کر آرام کرو اور میری اہلیہ نے اصرار کیا کہ مجھ کو اپنی نانی صاحبہ کے یہاں چھوڑ آؤ۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ نانی صاحبہ کو انتقال ہو گیا تھا اور یہ دونوں کی نانی تھیں۔ اس پر میں نے کہا کہ دیکھو اس وقت میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے اور میرے شدید درد ہے۔ میں اس وقت اس قابل نہیں کہ تم کو ابھی اور اس وقت تمہاری نانی صاحبہ کے گھر چھوڑ کر آؤں اور میں شدید درد کی وجہ سے اور بھی پریشان تھا اور ایسی صورت میں میری منکوحہ بیوی میرے پیچھے لگنے لگی۔ جس پر میں نے غصہ میں یہ کہدیا کہ دیکھو میں تمہیں چھوڑ دوں گا۔ جس پر وہ بھی شدت میں آ گئی اور کسی طرح بھی بات ماننے کو تیار نہیں تھی۔ آخر مجبور ہو کر غصہ میں تکلیف کی وجہ سے اس کو میں نے تین بار طلاق کہا اور میری اہلیہ کو پانچ کا حمل بھی ہے اور ایک لڑکی سال کی بھی ہے۔ یہ تمام واقعہ نانی صاحبہ کے انتقال کی وجہ سے ہوا، اس لئے کہ یہ دونوں کی نانی تھیں اور انتقال کی وجہ سے مسمات مذکورہ اس قدر شدت سے جانے کے لئے بچین تھی لیکن میں اس وقت بہت مجبور تھا کہ میری طبیعت بالکل ٹھیک نہیں تھی۔ پھر بھی میں نے اپنی بیوی سے کہا تھا کہ جیسے ہی تکلیف کم ہوگی میں تم کو پہنچا دوں گا لیکن وہ کسی بات پر بھی راضی نہیں تھی جس کی وجہ سے مجبوراً اتنا سخت قدم اٹھانا پڑا۔ اب آخر میں جناب والا سے میری یہ درخواست ہے کہ مجھ کو اپنی غلطی کا احساس ہے اور آپ مہربانی فرما کر شریعت کے مطابق جو بھی فتویٰ ہو صادر فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی؟ فقط فدوی شفیق خان ولد شبیر خان

۷۸۶ **الجواب:** ایسا غصہ اور دماغی گرمی یا گھبراہٹ، طلاق کو نہیں روک سکتی اور نہ عورت کا حاملہ ہونا، طلاق کو روک سکتا ہے۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں عورت پر تین طلاقیں ہو گئیں۔ اب یہ عورت بلا حلالہ، اپنے شوہر کے لئے حلال نہیں ہو سکتی۔ یہی قرآن و حدیث کا حکم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ر رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ

طلاق دینے کے تمام طریقے پورے کئے گئے، انگوٹھا بھی لگا دیا، اب انکار قابل قبول نہیں ہے

سوال: علماء دین کیا کہتے ہیں اس مسئلہ میں کہ: شوہر نے اپنی بیوی کو طلاق دی۔ اس بناء پر کہ چھ سال کے عرصے میں اس

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کی اولاد نہیں ہوئی۔لڑکی والوں نے شوہر کو بہت سمجھایا کہ طلاق نہیں دو۔ہم تمہیں دوسری شادی کی اجازت دے دیں گے۔ لڑکی والوں نے کہا کہ لڑکی عمر بھر ہمارے گھر میں رہے گی اور ہم خرچہ طلب نہیں کریں گے۔اس پر بھی لڑکا رضامند نہیں ہوا۔ لہٰذا لڑکی اور لڑکے کے عزیز واقارب اسٹامپ لکھوانے گئے اور اسٹامپ لکھ لیا گیا۔لہٰذا اسٹامپ لکھنے والے نے کہا کہ کہو تین مرتبہ کہ میں نے طلاق دی! اس پر لڑکے نے کہا کہ مجھے سب کے سامنے شرم محسوس ہو رہی ہے لہٰذا لڑکے نے ایک گواہ کے سامنے لفظ طلاق دی تین مرتبہ کہا پھر دو گواہوں کے سامنے لڑکی نے اپنا مہر معاف کر دیا اور لڑکی کا سارا جہیز اور زیور واپس کر دیا گیا اور اب لڑکی عدت میں بیٹھی ہوئی ہے۔لہٰذا اب لڑکا دو ماہ کا عرصہ گزرنے کے بعد کہہ رہا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی ہے۔اب علماء دین اس مسئلہ پر کیا کہتے ہیں؟ فقط حسین رضا، فردوس کالونی، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: سوال سے ظاہر ہے کہ لڑکا اپنی بیوی کو طلاق پر آمادہ ہوتا ہے۔لڑکی کے اعزاء واقارب اسے ہر طرح سمجھاتے اور اسے اس فعل سے باز رہنے کی حتی الامکان کوشش کرتے ہیں لیکن شوہر اپنی ضد پر اڑا رہا اور کسی طور پر لڑکی کو اپنے ساتھ رکھنے پر آمادہ نہ ہوا۔حتیٰ کہ دوسروں کے ہمراہ، اسٹامپ لکھوانے گیا، بلکہ اسٹامپ لکھ لیا گیا اور اس پر اپنا نشان انگوٹھا بھی ثبت کر دیا۔حتیٰ کہ لڑکی کا سارا جہیز اور زیور واپس کر دیا۔حتیٰ کہ لڑکی سے مہر بھی معاف کرا لیا۔تو ان حقائق کے ہوتے ہوئے اس کا انکار شرعاً ہرگز قابلِ قبول نہیں۔لڑکی پر تین طلاقیں پڑ چکیں۔وہ عدت گزار کر، اس بات کی مختار ہے کہ جس سے چاہے اپنا نکاح کرے۔مرد کو اس پر کوئی اختیار نہیں۔البتہ لڑکی اگر اسی شوہر سے نکاح کرنا چاہے تو اس کے لئے حلالہ شرط ہے۔بغیر حلالہ اس کے لئے حلال نہ ہوگی۔قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗ۔طلاق تو وہ چیز ہے کہ مذاق میں دی جائے تب بھی واقع ہو جاتی ہے۔یہ گڑیوں کا گھر نہیں کہ جب چاہو توڑ دو اور جب چاہو بنا لو۔الغرض لڑکے کی بات ہرگز ہرگز نہیں سنی جائے گی اور نہ اس پر توجہ دی جائے گی۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

تیسری طلاق سے قبل منہ بند کر دیا تو کونسی طلاق ہوگی؟

سوال: میں مسمی محمد شفیع ولد محمد سعید خان نے اپنی بیوی مسماۃ رحیمہ بیگم بنت ظہور احمد کو مورخہ ۲۹.۳.۱۹۸۳ء کو آپس میں تکرار کی بناء پر دو طلاقیں دیں اور تیسری سے پہلے میرے لڑکے محمد اقبال نے میرے منہ پر ہاتھ رکھ دیا تھا اور میں تیسری طلاق نہیں دے سکا۔آپ سے گزارش ہے کہ کیا میں اپنی بیوی سے رجوع کر سکتا ہوں؟ فقط محمد شفیع ولد محمد سعید خان، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: اللہ تعالیٰ عالم الغیب والشہادۃ ہے وہ ہر ایک کے دل کی بات جانتا ہے اور سوال سے ظاہر ہے کہ شوہر نے تیسری طلاق نہ دی اور جو گواہ ہے اس کی گواہی شرعاً مقبول نہیں لاجرم فیصلہ شوہر ہی کے حلف پر ہوگا اور شوہر حلفیہ بیان کرتا ہے کہ تیسری طلاق سے پہلے اس کے بیٹے نے اس کے مونہ پر ہاتھ رکھ دیا۔یعنی تیسری طلاق کی نوبت نہ آئی۔تو واقع میں صرف دو طلاقوں کا دینا ثابت ہوا اور چونکہ یہ دونوں طلاقیں صریح الفاظ میں دی گئیں۔اس لئے عورت جب تک عدت میں ہے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شوہر، اس سے رجعت کر سکتا ہے یعنی اتنا کہدے کہ میں نے تجھے اپنے نکاح میں لیا۔ وہ بدستور اس کی زوجہ رہے گی۔ بہتر ہے کہ اس رجعت پر دو چار آدمیوں کو گواہ کر لے۔ حلالہ کی یہاں ضرورت نہیں۔ (عالمگیری وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

غصہ میں تین طلاق لکھ دیں، پھر بغیر حلالہ رکھا تو حرام ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میں ابوظہبی میں نوکری کرتا ہوں اور میری بیوی پاکستان میں رہتی ہے۔ پاکستان سے کسی نے دشمنی کی بناء پر ایک گمنام خط میرے نام لکھا۔ جس میں لکھا ہوا تھا کہ تمہاری بیوی غلط لائن کی ہے۔ یہ خط میں نے پوری طرح پڑھا بھی نہیں تھا کہ اسے پھاڑ دیا اور اسی وقت میں نے ایک خط گھر لکھا۔ جس میں میں نے غصہ میں آکر تین طلاقیں لکھ دیں۔ بعد میں جب میں نے سوچا کہ میں نے غلطی کی ہے۔ پھر میں نے دوسرا خط اسی وقت لکھا کہ جو خط میں نے لکھا ہے اس پر کوئی عمل نہ کرنا۔ گھر میں وہ طلاق والا خط پہلے ملا اور دوسرا خط بعد میں۔ اب سسرال والے فتویٰ مانگتے ہیں۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں فتویٰ دیں کہ وہ طلاق ہوگئی یا نہیں۔ میری عورت کو بچہ ہونے والا ہے وہ خط جو میں نے لکھا تھا اور میں نے کہا تھا کہ وہ خط ظاہر نہ کرنا اور وہ خط انہوں نے ظاہر نہ کیا اور میں اپنی غلطی کا اعتراف بھی کر چکا ہوں۔ آپ مہربانی کر کے قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ عبدالغفار خان، واحد کالونی، نارتھ ناظم آباد، کراچی

۷۸۶ **الجواب:** غصہ میں آنے اور اسی حالت میں گھر والی کو تین طلاقیں لکھ دینے کا باعث، خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو، غلطی خود اسی شوہر کی ہے وہ پتھر تو شیشہ پر پڑ گیا یعنی عورت پر طلاقیں تو واقع ہو گئیں۔ مرد پر لازم تھا کہ وہ ہوش وحواس کو قائم رکھتا اور اصل معاملہ کی تحقیق کرتا کہ وہ خبر صحیح ہے یا نہیں؟ جب اس نے ضبط کا دامن چھوڑ دیا تو طلاق دینے پر طلاقیں پڑنا ہی ہیں۔ اب وہ عورت اس پر بحرمت مغلظہ حرام ہوگئی کہ بغیر حلالہ حلال نہ ہوگی۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۢ بَعۡدُ حَتّٰى تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهٗ۔ قرآن وحدیث کے اس صاف صریح حکم کے بعد بھی، اگر کسی حیلے بہانے سے ان دونوں کو یک جا کرنے کی کوشش کی گئی تو یہ محض حرام کاری کے لئے کوشش ہوگی اور کوئی کوشش اس حرام کو حلال نہ کر سکے گی۔ حلالہ شرط ہے اس کے بغیر عورت حلال نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ ربیع الاول شریف ۱۴۰۳ھ

عورت کی بدکلامی پر تین طلاق

سوال: میں خدا اور خدا کے رسول ﷺ کو حاظر وناظر جان کر حلفیہ بیان دیتا ہوں کہ: میں صبح ناشتہ کر رہا تھا۔ تو میری بیوی مجھ سے بدکلامی سے پیش آئی۔ میں غصہ میں یہ کہتا ہوا نکلا کہ میں نے طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی! شباب الدین جو کہ میرے بڑے بھائی ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ میں نے اس کو طلاق دے دی ہے۔ اس کو اس کے باپ کے گھر چھوڑ آئیں۔ فقط دماغ کمزور، بھولو ولد چھیان

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ الجواب: عورت خواہ کچھ کہے اور کچھ کرے اور گواہ بھی موجود ہوں یا موجود نہ ہوں، جب کہ شوہر کو تین طلاقوں کا اقرار ہے تو یقیناً اس کے اقرار کے بموجب، اس کی عورت پر تین طلاقیں پڑ گئیں اور عورت اپنے شوہر پر ایسی حرام ہوگئی کہ بغیر حلالہ حلال نہ ہوگی۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ اس شوہر کے بارے میں لوگ، پہلے بھی فتویٰ حاصل کر چکے ہیں لیکن اس سوال میں جو صورت مذکور تھی وہ اس صورت حال کے قطعاً برخلاف ہے جو اس اقرار میں مذکور ہے۔ بہر حال دونوں کا حال خدا جانتا ہے اور جو لوگ واقعات کو توڑ مروڑ کر اپنی مرضی کے مطابق حکم شرعی حاصل کر لیتے ہیں وہ اپنی عاقبت خراب کرتے ہیں۔ انہیں اس فعل سے توبہ کرنا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

عورت طلاق کی مدعی ہے اور گواہ عورت کے اہل خانہ ہیں

سوال: محترم جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

۱۔ واقعہ یہ ہے کہ میرا نکاح شرعی طور پر ایک شخص کے ساتھ مورخہ ۲۵.۱.۱۹۸۰ء کو ہوا تھا۔

۲۔ اس شخص نے مورخہ ۱۲.۲.۱۹۸۲ء کو مجھے مخاطب کر کے تین بار یہ الفاظ میرے سامنے دہرائے کہ میں تمہیں طلاق دیتا ہوں! میں تمہیں طلاق دیتا ہوں! میں تمہیں طلاق دیتا ہوں! اور آج سے تم میری زوجیت سے شرعی طور پر آزاد ہو۔

۳۔ اس شخص نے یہ الفاظ میرے روبرو، میرے اہل خانہ اور ایک دوسرے شخص کی موجودگی میں ادا کئے اور جن کو میں نے باقائم ہوش وحواس اپنے کانوں سے سنا۔

۴۔ تقریباً تیرہ ماہ کا عرصہ گزر جانے کے بعد وہ شخص مجھے طلاق دینے کے عمل سے انکاری ہے۔

ازراہ کرم اس مسئلہ کا شرعی فتویٰ عنایت فرمائیں کہ کیا مجھے طلاق ہو چکی ہے یا نہیں؟ میں نے عدت کی شرعی مدت بھی پوری کر لی ہے اور طلاق کی تاریخ مورخہ ۱۲.۲.۱۹۸۲ء سے آج تک میرا اس شخص سے قطعی کوئی واسطہ نہ رہا۔

فقط السائلہ ناہید انور بنت عبد القادر

۷۸۶ الجواب: عورت دعویٰ کرتی ہے کہ اس کے شوہر نے اسے تین بار طلاق دی اور گواہی میں اپنے اہل خانہ اور ایک اور شخص کو پیش کرتی ہے۔ اہل خانہ سے مراد اگر ماں باپ ہیں تو ماں باپ کی گواہی اولاد کے حق میں معتبر نہیں اور اگر اس سے مراد بھائی ہیں تو بیشک یہ گواہی معتبر ہوگی اور اس پر شرعی فیصلہ کیا جائے گا بشرطیکہ وہ گواہ، شرعی گواہ ہوں یعنی کم از کم نماز روزے کے پابند، قابل اعتماد، لائق اعتبار، دو مرد یا ایک مرد، دو عورتیں اور اگر وہ ایسے نہ ہوں تو ان کی گواہی معتبر نہیں۔ ایسی حالت میں اگر عورت کو یقین ہے کہ اس کے شوہر نے تین طلاقیں دی ہیں اور اب وہ جھوٹ بول رہا ہے تو جس طرح بن پڑے اس سے پیچھا چھڑائے۔ اپنے اوپر اسے قابو نہ دے۔ عورت کے لئے یہ جائز نہیں کہ اس کے ساتھ رہے۔ ناچار اپنا مہر دے کر یا کسی اور مال کے بدلے میں، یا جیسے اس سے ممکن ہو اس سے طلاق لے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو اس سے دور بھاگے اور یہ بھی ممکن نہ ہو تو وبال

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شوہر پر ہے جب تک یہ خود راضی نہ ہو۔ (درمختار فتاویٰ رضویہ۔) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

طلاق نامہ کے بارے میں شوہر کا حلف معتبر ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: ایک عورت مسمات نجمہ کو تین طلاقوں پر مشتمل ایک طلاق نامہ ملا جو اس کے شوہر عبدالرزاق ولد محمد اقبال کی طرف سے تھا لیکن عبدالرزاق کا بیان یہ ہے کہ اسے اس طلاق نامہ کا کوئی علم نہیں۔ نہ اس نے اسے پڑھا اور نہ کسی سے سنا اور نہ اس پر دستخط کئے اور نجمہ کی ابھی رخصتی بھی نہیں ہوئی۔ اس صورت میں شریعت کا حکم کیا ہے؟ فقط والسلام مقبول احمد انصاری، رشی گھاٹ انصار کالونی، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** شوہر حلفیہ بیان دیتا ہے کہ اسے اس طلاق نامہ کے بارے میں کوئی علم نہیں۔ نہ اسنے لکھا نہ کسی سے لکھایا اور نہ کسی سے اس کے بارے میں کچھ کہا سنا۔ نہ اس پر دستخط کئے۔ تو ظاہر ہے کہ اس صورت میں شرعاً کسی طلاق کا کوئی حکم نہیں دیا جا سکتا۔ مسمات نجمہ بنت عبدالرزاق بدستور اس کے نکاح میں ہے اور جب تک وہ طلاق نہ دے وہ یقیناً اس کی زوجہ ہے اور مسمات نجمہ کو اس حالت میں کسی اور سے نکاح کر لینا ہرگز ہرگز جائز نہیں۔ نجمہ کے ورثاء کو چاہئے کہ وہ اسے رخصت کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ ربیع الآخر ۱۴۰۳ھ

عورت کتنی بری کیوں نہ ہو، مہر ساقط نہ ہوگا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: شوہر بیوی کے میکے والوں کو پسند نہیں کرتا جس کی وجہ سے وہ اپنی سسرال آتا جاتا نہیں۔ دیگر بیوی کے میکے والوں کے لئے اس کے گھر میں آنے جانے اور بیوی سے ملنے جلنے پر کوئی پابندی نہیں اور نہ بیوی پر اس کے میکے آنے جانے پر پابندی ہے۔ دیگر یہ ہے کہ بیوی خود اپنے میکے والوں کے ساتھ اپنے میکے جائے اور خود ہی واپس آ جائے۔ شوہر خود اسے لینے نہیں آئے گا چنانچہ یہ سلسلہ اسی طرح جاری تھا کہ ایک بار بیوی اپنے حقیقی بھائی کے ساتھ شوہر کی رضامندی سے صرف اور صرف ایک دن کے لئے از خود واپس آنے کا کہہ کر گئی۔ جس کی تائید اس کے بھائی نے بھی کی۔ مگر وہ واپس نہ آئی اور کہلا بھیجا کہ میری واپسی کی شرط یہ ہے کہ مجھے لینے میرا شوہر اور میرے شوہر کا باپ خود آئیں۔ بیوی کے اس رویّے پر شوہر نے اپنی ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ جس کے جواب میں بیوی اور بیوی کے گھر والوں نے اپنی شرط منوانے اور شوہر کو نیچا دکھانے کے لئے شوہر کے اہل خانہ کی ناموس پر کیچڑ اچھالنے، بہتان اور بے بنیاد الزامات لگانے، برادری میں بدنام کرنے کی دھمکی دے کر بلیک میل کرنے کی کوشش شروع کر دی جس کی وجہ سے شوہر اپنی بیوی سے متنفر ہو کر آمادۂ طلاق ہو گیا۔ مگر شوہر کے والد نے رشتہ داروں کے ذریعہ بیٹے کی بیوی کو از خود واپس آنے کی تلقین کی اور آگاہ بھی کیا کہ آ جاؤ، ورنہ اس کا شوہر اسے طلاق دے دے گا اور متعدد بار دنوں کا تعین بھی کیا کہ فلاں وقت تک یا فلاں دن تک واپس آ جاؤ ورنہ ممکن ہے اس کا شوہر اسے طلاق دے دے۔ رشتے داروں نے اس کے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بھائیوں کو اور اسے سمجھانے کی کوشش کی مگر بیوی اور اس کے گھر والے اپنی ضد پر قائم رہے اور اس خوش فہمی کا برملا اظہار بھی کرتے رہے کہ شوہر طلاق دے ہی نہیں سکتا۔ اتمام حجت کے لئے شوہر کے باپ نے شوہر کے دو بھائیوں کو بھی بھیجا کہ جنہوں نے اپنے بھائی کی بیوی سے براہ راست روبرو اس کے میکے میں جا کر اسے متنبہ کیا کہ وہ ایک دن کی اجازت لے کر خود واپس آنے کی پابند ہوگئی تھی چنانچہ وہ اب بھی واپس آجائے ورنہ اس کا شوہر اسے طلاق دے دے گا اور یہ بھی کہا کہ یہ آخری موقع ہے۔ مگر بیوی بدستور اپنی بیجا ضد اور ہٹ دھرمی پر قائم رہی اور بڑے تلخ لہجے کے ساتھ اپنی شرائط پر اصرار کیا۔ بالآخر شوہر نے ایک جلسہ میں اپنی بیوی کو تین طلاق دے دیں اور فتویٰ کی رو سے طلاق مطلق وقوع پذیر ہو چکیں۔ اب آپ براہ کرم وضاحت فرمائیں کہ ان حالات میں جبکہ شوہر نے اپنی بیوی کو بلا اجازت شوہر اپنے گھر سے باہر رہنے، حکم عدولی اور نافرمانی، بلیک میلنگ کی پاداش میں طلاق دی تو کیا ایسی صورت میں بھی شوہر پر نان ونفقہ اور حق مہر واجب ہے؟

السائل محمد حسن ولد محمد عمر جمالی، میر گارڈن، حیدر آباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** عورت کیسی ہی بُری کیوں نہ ہو، اس کی برائیوں کی وجہ سے اس کا مہر ساقط نہ ہوگا۔ خلوت صحیحہ ہو جائے تو پورا مہر، اور قبل از رخصتی طلاق دی جائے تو نصف مہر واجب ہوگا اور وہ خود ہی اپنے میکے چلی جائے اور بلانے کے باوجود واپس نہ آئے اور شوہر طلاق دے دے تو نان نفقہ، شوہر پر واجب نہیں۔ لانہا ناشزۃ ولا نفقۃ للناشزۃ البتہ وہ مال تمام وکمال کہ لڑکی اپنے ساتھ اپنے جہیز میں لائی اور اس کے میکے سے اسے جہیز میں ملا، خاص ملک عورت ہے۔ اگر وہ واپسی کا مطالبہ کرے تو واپس کرنا پڑے گا۔ ردالمحتار وغیرہ میں ہے کل احد یعلم ان الجھاز ملك المراۃ وانہ اذا طلقھا تاخذہ کلہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ

شوہر نے بغیر اضافت "میں نے طلاق دی" کہا تو اگر حلفیہ کہہ دے کہ بیوی مراد نہیں حلف معتبر ہے

سوال: بخدمت جناب قبلہ ومحترم مفتی محمد خلیل خاں صاحب، مہتمم دارالعلوم احسن البرکات، السلام علیکم

جناب عالی آداب کے بعد خدمت فیض اقدس وبابرکت میں بعد ادب عرض ہے کہ

مسمی نظام عرف بھولو جس کا دماغی توازن درست نہیں ہے اور اس کی حالت دیوانوں جیسی ہے۔ وہ منہ سے دیوانوں کی طرح غلط سلط الفاظ بکتا رہتا ہے اور کوئی چیز کھاتا پیتا ہوتا ہے تو دیوانگی میں وہ بھی پھینک دیتا ہے اور مارنے بھی دوڑتا ہے اور دیوانگی میں بڑبڑایا بھی کرتا ہے۔ اسی دیوانگی کی حالت میں اس نے اپنے مکان کے صحن میں اپنی زبان سے یہ الفاظ ادا کئے کہ میں طلاق دیتا ہوں! اس نے نہ الفاظ بیوی کہہ کر، اور نہ بیوی کو کسی کنایہ اشارہ سے مخاطب کر کے، لفظ طلاق زبان سے ادا کئے اور نہ سلیما نام لے کر زبان سے لفظ طلاق ادا کیا۔ اس کے ان الفاظ سے یہ پتا نہیں چل سکا کہ وہ کس شے کے متعلق طلاق کے الفاظ استعمال کر رہا ہے کیوں کہ اس وقت اس کے پاس اس کی بیوی مسمات سلیما بھی موجود نہیں تھی۔ وہ اس وقت کمرے میں تھی اس کی بیوی نے یہ الفاظ بھی نہیں سنے۔ مسمات سلیما کہتی ہے کہ مجھے میرے شوہر نے طلاق نہیں دی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے کیوں کہ ہمیشہ سے ہمارے تعلقات خوش گوار چلے آرہے ہیں جبکہ عورت کے بطن سے بچے بھی موجود ہیں اور ہنوز تین ماہ کی حاملہ بھی ہے۔ مسمی نظام عرف بھولو کہتا ہے کہ میں نے اپنی بیوی سلیما کو طلاق نہیں دی ہے اور نہ بیوی کا نام لے کر طلاق دی ہے۔ جس وقت نظام عرف بھولو نے طلاق کا لفظ ادا کیا اس وقت وہ مکان کے صحن میں تھا اور مسمی بشیر احمد اپنے مکان کے باورچی خانے میں چائے پی رہا تھا اور ایک محلہ کی عورت مسمات سیدأ بھی موجود تھی اور مسمی شہاب الدین بیت الخلاء میں تھا۔ پہلا شخص مسمی بشیر کہتا ہے کہ میں نے تین مرتبہ صرف یہی الفاظ سنے ہیں کہ طلاق دیتا ہوں! یہ نہیں معلوم کہ وہ یہ الفاظ کس کے لئے یا کس کو مخاطب کر کے کہہ رہا تھا جب کہ اس کے سامنے اس کی عورت بھی موجود نہ تھی۔ دیگر شخص مسمی شہاب الدین جو کہ بیت الخلاء میں تھا۔ وہ یہ کہتا ہے کہ میں نے بیت الخلاء میں صرف دو مرتبہ یہ الفاظ سنے ہیں کہ طلاق دیتا ہوں! میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ الفاظ کس کے لئے ادا کئے گئے تھے۔ تیسری عورت مسمات سیدأ یہ کہتی ہے کہ میں نے بھی صرف تین مرتبہ یہی سنا ہے کہ طلاق دیتا ہوں! لیکن یہ نہیں معلوم کہ نظام عرف بھولو نے یہ الفاظ کس کے لئے ادا کئے ہیں یا اس کا اشارہ کس کی طرف ہے۔ کیا ایسی صورت میں طلاق ہو جانا سمجھا جائے؟

ائمہ دین شرع مبین اس مسئلہ میں کیا فتویٰ صادر فرماتے ہیں مہربانی فرما کر مطلع فرمائیں۔

فقط السائل بابو چائے والا، پنجرہ پول، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: سائل اپنے سوال میں یہ ظاہر کرتا ہے کہ شوہر نے ان الفاظ کو کہ "میں طلاق دیتا ہوں" اپنی زبان سے ادا کیا اور کوئی لفظ، عورت کی طرف نسبت کر کے نہ کہا۔ نہ نام، نہ نسب، نہ وصف، نہ لقب، نہ اشارہ، نہ کنایہ مثلاً فلاں عورت یا فلاں کی بیٹی، یا اپنی زوجہ کو، نہ اس کو، وغیرہ۔ کوئی لفظ اس قسم کا نہ تھا۔ نہ کلام کسی سوال کے جواب میں تھا جس سے اضافت و نسبت پیدا ہو۔ بلکہ ابتداءً یہی الفاظ، اس نے دو بار یا بقول بشیر احمد تین بار کہے (حالانکہ بشیر اپنے گھر کے باورچی خانہ میں تھا اور شوہر کی صرف آواز کو سنا تھا۔ اسے کہتے اس نے نہ دیکھا) تو اس صورت میں شوہر سے قسم لی جائے۔ اگر وہ حلف کرے کہ ان الفاظ سے اپنی زوجہ مراد نہ تھی تو حکم طلاق نہ دیا جائے گا۔ عورت بدستور اس کے نکاح میں ہے اور اسی کی زوجیت سمجھی جائے گی اور اگر واقع میں اس نے نیت کی اور اس نے ظاہر نہ کی تو اس کا وبال اور اپنے اور عورت، دونوں کے زنا کا عذاب شوہر پر ہوگا اگر تین مرتبہ کہنا مانا جائے۔ عورت پر وبال نہیں کہ دونوں کا مالک اللہ ہے اور بہتر یہ ہے کہ جبکہ صورت مذکورہ بالا میں تین طلاقوں کا ثبوت شرعی نہیں صرف دو طلاقوں کا ذکر ملتا ہے اور وہ بھی شرعا ثبوت نہیں۔ تو صرف لوگوں کی زبان بندی کے لئے شوہر رجعت کر لے یعنی یہ کہہ دے کہ (میں نے مسمات فلاں کو اپنے نکاح میں واپس لیا۔) پھر دونوں بطور زن و شوہر کے رہیں اور اگر عدت گزر چکی ہے تو دوبارہ نکاح کرالیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وقوع طلاق کے لئے عورت کی جانب سے کوئی شرط نہیں۔ جہیز، مہر، پرورش

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ ایک شخص نے اپنی منکوحہ بیوی کو بذریعہ خط مندرجہ ذیل الفاظ میں طلاق تحریر کر کے بھیجی۔ طلاق کے الفاظ کہ میں تم کو طلاق دیتا ہوں! میں تم کو طلاق دیتا ہوں! میں تم کو طلاق دیتا ہوں! لیکن جس کو بذریعہ خط طلاق دی گئی تھی وہ حاملہ ہے تقریباً تین، چار ماہ کی حاملہ ہے اور اس کی گود میں تقریباً ۱۱ ماہ کی پہلی بچی پرورش کے لئے موجود ہے اور طلاق دیتے وقت مہر بھی نہیں دیا۔

۲۔ منکوحہ کو نکاح کے وقت والدین نے یا دولھا نے جو سامان دیا اور بصورت جہیز یا زیور کپڑا وغیرہ دیا گیا ہے، وہ طلاق دینے والے کے گھر پر ہے دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ حمل کی حالت میں جو طلاق دی گئی وہ واقع ہوئی یا نہیں۔ اگر طلاق ہوگئی تو عدت کتنی ہے۔ اور طلاق شدہ عورت کی گود میں ۱۱ ماہ کی پرورش کے لئے جو بچی ہے اس کی پرورش کا نان ونفقہ کس کے ذمہ ہے؟ اور کب تک ہے؟

۳۔ طلاق دینے والے شخص کے پاس لڑکی کا جہیز اور دیگر دیا ہوا جو سامان ہے وہ کس کی ملکیت ہے جو شادی کے موقع پر دولہا نے زیور یا دیگر سامان دیا اس کا مالک کون ہے۔ عورت وہ سامان لے سکتی ہے یا نہیں؟ نوٹ۔ عائلی قانون کے تحت حکام کو طلاق کی اطلاع بھی نہیں دی گئی؟

فقط السائل۔ نواب عبدالحمید ولد حشمت دار خاں، محلہ پریم نگر، ٹنڈو الہ یار، ضلع حیدر آباد، سندھ، ۱۹۸۳.۳.۲۶ء

۷۸۶ الجواب: وقوع طلاق کے لئے عورت کی جانب سے کوئی شرط نہیں۔ حاملہ ہو خواہ غیر حاملہ، بالغہ ہو یا نابالغہ جب اسے طلاق دی جائے گی طلاق واقع ہو جائے گی۔ البتہ حاملہ کی عدت وضع حمل ہے یعنی بچہ پیدا ہوتے ہی اس کی عدت ختم ہو جائے گی۔ قال اللہ تعالٰی وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ (طلاق:4)۔ واللہ تعالٰی اعلم

۲۔ مہر عورت کا خالص حق ہے اور اس صورت میں وہ پورے مہر کی حقدار ہے۔ شوہر کو دینا ہوگا۔ (عامہ کتب)۔ واللہ تعالٰی اعلم

۳۔ جہیز یعنی جو کچھ زیور کپڑا برتن وغیرہ عورت کو ماں باپ کے یہاں سے ملا تھا اس کی مالک خاص عورت ہے۔ جس میں شوہر کا کچھ حق نہیں۔ طلاق ہوئی تو کل لے گی اور مرگئی تو اس کے ورثاء میں تقسیم ہوگا اور جو کچھ چڑھاوا شوہر کے یہاں سے گیا تھا اس میں رواج دیکھا جائے گا۔ اگر رواج یہ ہو کہ عورت ہی اس کی مالک سمجھی جاتی ہے تو وہ بھی عورت کی ملک ہو گیا اور اگر عورت مالک نہیں سمجھی جاتی بلکہ اسے صرف استعمال کا حق دیا جاتا ہے تو وہ جس نے چڑھایا اسی کی ملک ہے۔ (درمختار۔ فتاوی رضویہ) واللہ تعالٰی اعلم

۴۔ جب تک بچہ ماں کی پرورش میں رہے گا۔ وقوع طلاق کے بعد، بچہ کا نان ونفقہ اس کے باپ وغیرہ پر ہے۔ بلکہ ماں حق پرورش بھی لے سکتی ہے اور اگر ماں نے بچہ کے غیر محرم سے نکاح کر لیا تو اب حق پرورش نہ رہا۔ یوہیں اگر ماں پوری توجہ اس کی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پرورش پر نہ دے یا بداخلاق و بدقماش ہو تو جیسے ہی بچہ سمجھدار ہوگا ماں کا حق پرورش جاتا رہے گا۔ (عالمگیر۔ درمختار وغیرہ)۔

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۳ھ

عقائد خراب ہوں تو نکاح ہی نہ ہوا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک لڑکی شمع افروز کی شادی محمد شریف سے ۱۱ جنوری ۱۹۸۲ء کو ہوئی تھی۔ وداع ہو کر جب لڑکی سسرال گئی تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کا شوہر خبطی قسم کا آدمی ہے اور انتہائی جھوٹ بولتا ہے اور کہتا ہے کہ میری ملاقات اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتی ہے ایک دن کہا کہ ابھی ابھی میری ملاقات اللہ تعالیٰ اور رسول کریم سے ہوئی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم تمہاری بیوی کا گھر جنت میں بنانا چاہتے ہیں اس لئے تم اپنی بیوی سے مہر معاف کرا کے لاؤ اور یہ کہہ کر میرے ہاتھ میں ایک اسٹامپ دے دیا۔ تب اس نے انکار کر دیا۔ ایک مرتبہ میرے دیور نے مجھ سے دست درازی کرنے کی کوشش کی۔ میں نے تمام گھر والوں سے شکایت کی تو میرے شوہر نے کہا کہ میں نے ابھی ابھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ہے۔ تو انہوں نے کہا ہے کہ اس میں اعتراض کی کوئی بات نہیں تم چاہو تو وقتی طور پر متعہ کر سکتی ہو۔ اسلام میں جائز ہے۔ ویسے بھی دیور آدھا شوہر ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ متعدد بار غیر مردوں کے سامنے بے پردہ کرنے کی کوشش کی۔ میرے انکار پر مجھے زدوکوب کیا گیا۔ جس کے سب گواہ ہیں۔ تنگ آ کر لڑکی اپنے والدین کے گھر آ گئی تو اسی قسم کے خطوط شوہر نے لکھنا شروع کر دئے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تم سے سخت ناراض ہیں اور تم مجھے جواب لکھو تا کہ میں ان کو دکھا سکوں۔ اس کے علاوہ دیور اقبال نے بھی تہذیب سے گرے ہوئے خطوط لکھنا شروع کر دئے۔ لڑکی نے مجبوراً حصول طلاق کا دعویٰ (مقدمہ) دائر کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد دونوں فریق نے مجھے اختیار دیا کہ میں باہمی فیصلہ کرا دوں۔ دونوں فریق نے اپنا اپنا نمائندہ دیا۔ جنہوں نے مجھے اپنی اپنی رائے اور واقعات بتائے اور یہ تمام کاروائی تحریری ہوئی۔ تو میں نے دونوں فریق کو بلایا۔ تب لڑکے محمد شریف نے قریب ۱۵-۱۶ افراد کی موجودگی میں اعتراف کیا کہ میری ملاقات اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتی ہے اور یہ کہ دیور آدھا شوہر ہوتا ہے نیز عورت کو پردے میں رکھنے کے معنٰی یہ ہیں کہ اس کو چار دیواری میں قید کر دیا جو کہ اسلام میں جائز نہیں۔ مورخہ ۱۸ مئی ۱۹۸۳ء کو لڑکا اور لڑکی کے والدین، رشتہ دار اور دو مقامی کونسلرز کے سامنے لڑکی نے کہا کہ اگر میرا شوہر یہ دعویٰ کرے کہ وہ جھوٹ نہیں بولے گا تو میں اپنے فیصلے پر نظر ثانی کر سکتی ہوں اور یہ کہ میں دو سوال پوچھتی ہوں۔ اگر جواب جھوٹ نہ ہوا تو میں سمجھ لوں گی کہ میرا شوہر جھوٹ چھوڑ سکتا ہے۔ سوالوں کی حقیقت سے سب لوگ واقف ہیں۔ لڑکی کے سوالوں کا جواب جھوٹ ملا تو لڑکی نے یہ کہا کہ میں اپنے شوہر پر لعنت بھیجتی ہوں اور اپنے شوہر کے منہ پر تھوک دیا اور یہ کہہ کر وہاں سے چلی گئی کہ مجھے اب اس شخص سے نفرت ہے۔ اس پر فریقین میں تلخی ہو گئی۔ اس بات چیت کا ٹیپ بھی موجود ہے۔ لڑکا اور اس کے والدین یہ کہہ کر چلے گئے کہ لڑکی نہ ہمارے گھر جائے گی اور نہ ہم اسے لے جا سکتے ہیں۔ دوسرے دن یعنی ۱۹ مئی ۱۹۸۳ء کو لڑکا اور اس کے والدین اپنے ساتھ اپنے دو گواہ جن میں ایک ان کا میزبان مشتاق صاحب اور دوسرا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اسی علاقے کا کونسلر جناب ملک اللہ دین پہلوان آئے اور مجھے ایک اسٹامپ پر لکھا ہوا طلاق نامہ دیا۔ جس میں لڑکے محمد شریف کی طرف سے تین بار طلاق لکھی ہوئی تھی اور اس کے اور مذکورہ بالا دونوں گواہان کے دستخط تھے۔ میرے معلوم کرنے پر لڑکے نے پھر سے تین مرتبہ طلاق دے دی۔ اس وقت میرے پاس تقریباً ۱۰۹ افراد موجود تھے۔ محمد شریف کی خواہش پر میں نے لڑکی کے والد کو بلایا۔ اس کے بعد فریقین میں سامان کی واپسی پر بات چیت ہوئی۔ دونوں نے اپنی اپنی فہرست تیار کی، جس پر فریقین نے دستخط کئے اور طے ہوا کہ شرعی فتویٰ لیا جائے گا اس کے تحت جو بھی مہر بنتا یا بناوہ ادا کیا جائے گا۔ اس کے بعد لڑکا معہ اپنے والدین کے کراچی چلا گیا لیکن اس کے تین یوم کے بعد کراچی سے لڑکے کا ٹیلیگرام آیا کہ میں نے اپنی جان کے خوف سے طلاق دی ہے۔ جس پر اس کے میزبان مشتاق احمد جو کہ طلاق کے گواہ ہیں۔ انہوں نے لڑکے کے والد کو خط لکھا کہ طلاق تو میرے گھر پر تحریری اور زبانی دی ہے جہاں لڑکی سے متعلق کوئی فرد نہیں تھا؟

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: مذکورہ بالا وجوہات کی بناء پر اور مندرجہ بالا طریقہ سے طلاق ہوگئی اور یہ کہ حق مہر کیا بنتا ہے؟ فقط شیخ سراج الدین، میر پور خاص، سندھ

۷۸۶ الجواب: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شوہر کے متعلق جو باتیں ذکر کی گئیں یہ تو اس کے گمراہ بددین بلکہ بے دین اور خارج از اسلام ہونے کا پتہ دیتی ہیں۔ اگر بوقت نکاح بھی، اس کے یہی اقوال، یہی اعمال، یہی دعوے تھے تو اس کا نکاح ہی منعقد نہ ہوا اور ہم بستری گناہ وزنا۔ مولائے کریم اپنی پناہ میں رکھے۔ لڑکی پر فرض ہے کہ وہ ہرگز اس کے پاس نہ جائے اگرچہ اس پر جبر کیا جائے اور لڑکی کے والدین پر فرض ہے کہ اسے ہرگز اس کے شوہر سے نہ ملنے دیں۔ اسے شیطان کچے دھاگے کی لگام ڈالے، گمراہی وضلالت کی اندھیریوں میں کھینچ رہا ہے۔ اسے دین وایمان سے صرف برائے نام علاقہ ہے۔ ورنہ وہ اللہ کی رسی کو توڑ کر، شیطان سے رشتہ جوڑ چکا۔ غرض یہ نکاح شرعاً نکاح نہ ہوا۔ طلاق کی حاجت ہی نہ رہی کہ طلاق کا محل ہی نہیں۔ طلاق تو جب ہو کہ نکاح درست وصحیح ہوا ہو۔ نکاح ہی سرے سے نہ ہوا تو نہ طلاق کی حاجت۔ نہ عدّت کی ضرورت کہ زنا کے لئے عدّت نہیں۔ بلا طلاق وبلا عدّت جس مسلمان سے چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ لڑکی کو جو سامان جہیز ماں باپ کے یہاں سے ملا۔ وہ لڑکی ہی کی ملکیت ہے۔ تمام وکمال واپس لیا جائے۔ کسی دوسرے کا اس میں کوئی حق نہیں اور مہر کے نام پر اگر کوئی رقم شوہر دیتا ہے تو عورت لے سکتی ہے۔ (درمختار وغیرہ۔) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ رمضان المبارک شریف ۱۴۰۳ھ

طلاق نامہ جان کر دستخط کر دے، تو انکار کا اعتبار نہ ہوگا

سوال:

To,

The Mufti Khalil Khan Shaib

Darul Uloom Ahsan-ul-Barakaat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Near Home Staed Hall

Hydrabad, Sindh.

Subject:- **REQUEST FOR ISSUE OF CERTIFICATE FOR SECOND MARRIAGE OF MRS YASMINE ALI d/o MOHAMMAD USMAN MEMON**

Respctect Sir,

It is respectfully submitted that my husband namely Ali Muhammad S/o. Muhammad Ramzan by caste Khas Khaeli R/o. House No. 108/A-109, Baban Shah Colony, near G.O.R. Colony, Hyderabad has awarded khulla to me on 7th March 1983, such khulla Nama is appended herewith for your Honour's perusal.

That there is no any dispute between the parties and the said khulla has been mutually agreed between the parties.

That my said husband has given me three Talaqas.

It is, therefore, requested that you may very kindly be pleased to accept this khulla and to kindly issue me such certificate so as to enable to enjoy second marriage in the interest of isutiee.

Yours obediently, (Mst. Yasmeen Ali) d/o Muhammad Usman Memon, R/o. House No. 450, Baban Shah Bukhari Colony Hyderabad, Sindh. Dated:

24-03-1983

۷۸۶ الجواب: شوہر نے جو تحریر طلاق دوسرے سے لکھوائی اس پر اس کے دستخط بھی موجود ہیں اور جن گواہوں کے روبرو طلاق دی یا طلاق نامہ پر دستخط کئے، ان کے دستخط بھی اس اسٹامپ پر موجود ہیں اور اس طلاق نامہ میں صاف تحریر ہے کہ (فریق اوّل نے فریق دوم یاسمین دختر محمد عثمان کو تین بار طلاق دی) اور مسئلہ شرعیہ یہ ہے کہ خود لکھنا یا دوسرے کے لکھے ہوئے کو سن کر، یا اس کے مضمون پر واقف ہو کر، اس پر دستخط کر دینا یکساں ہے۔ اب وہ کوئی عذر کرے تو مقبول نہ ہوگا اور طلاقیں جب تین تک پہنچ جائیں پھر وہ عورت، اس مرد کے لئے کسی طرح حلال نہیں ہو سکتی جب تک حلالہ نہ ہو۔ حلالہ کے بغیر، دونوں باہمی رضامندی سے، یا کسی کے جبر و اکراہ سے، یا کسی اور طرح کسی دباؤ کے تحت، نکاح ثانی بھی کر لیں تو یہ جھوٹا نام نکاح کا، اس حرام کو حلال، ناجائز کو جائز نہ کر دے گا۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ اور حدیث میں فرمایا لا حتی تذوقی عسیلته (الحدیث) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۱۷ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۳ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طلاق میں اضافت اور نسبت ضروری ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: کوئی آدمی اپنی بیوی کو مذاقاً پانچ مرتبہ طلاق! طلاق! طلاق! طلاق! طلاق! کہتا ہے اور یہ بات اس کی بیوی بھی جانتی ہے کہ اس کا شوہر مذاق کر رہا ہے۔ جب کہ بیوی سات ماہ کی حاملہ ہے۔ طلاق کے یہ الفاظ قصداً ادا نہیں کیے اور نہ ہی شوہر نے بیوی کا نام لیا، نہ ہی اس کی طرف کوئی اشارہ کیا۔ جب کہ اس مذاق کا آغاز اس طرح ہوا کہ بیوی نے شوہر سے چھالیہ منگوائی اور شوہر چھالیہ لایا بھی تھا لیکن شوہر نے مذاق میں بیوی سے کہا کہ میں چھالیہ نہیں لایا۔ اس وقت بیوی شوہر کے پینے کے لئے پانی لینے کمرے سے باہر نکل رہی تھی اور اس طرح بیوی کا منہ شوہر کے منہ کے مخالف سمت تھا کہ شوہر نے مذاق میں یہ الفاظ ادا کئے آیا کہ طلاق ہوئی یا نہیں۔ اور اگر طلاق ہوئی ہے تو اس کا کیا کفارہ ہے۔ فقط ایم اقبال عادل، سیٹلائٹ ٹاؤن، میرپور خاص

۷۸۶ **الجواب:** حقیقت حال اللہ عزوجل کو معلوم ہے وہ ہر ایک کے دل کی بات جانتا ہے۔ اگر واقعتہً اس نے الفاظ طلاق! طلاق! طلاق! طلاق! طلاق! یوں ہی ادا کئے کہ عورت کی طرف طلاق کی نسبت نہ کی۔ نہ نام لے کر، نہ اشارہ وغیرہ سے اور نہ اس کی نیت طلاق دینے کی تھی اور نہ کوئی اور قرینہ طلاق دینے پر پایا جاتا ہے تو قطعاً طلاق واقع نہ ہوئی وہ ہنوز اس عورت کا شوہر اور عورت اس کی منکوحہ ہے مگر جان! اور طلاق بچوں کا کھیل نہیں ہے اس میں سخت احتیاط کی ضرورت ہے ورنہ گھر اُجڑ جائے گا اور چڑیا اڑ جائے گی۔ (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ صفر المظفر ۱۴۰۰ھ

اقرارِ طلاق سے طلاق واقع ہوگئی

سوال: بخدمت عالی جناب مفتی محمد خلیل خاں برکاتی صاحب، السلام علیکم، جناب عالی گزارش یہ ہے کہ میری بیٹی جس کی شادی آٹھ سال قبل الطاف صاحب سے ہوئی تھی اور آٹھ سال کے دوران جناب الطاف صاحب اور ان کے گھر والوں کی زیادتیوں کی وجہ سے تین دفعہ جھگڑے ہو چکے ہیں۔ مگر رشتہ داروں اور محلّہ داروں کے درمیان میں آ جانے سے ہر دفعہ معاملہ رفع دفع ہو گیا مگر اس دفعہ معاملہ ایسا درپیش ہے کہ آپ سے فتویٰ لینا بہت ضروری ہو گیا ہے۔

عالی جناب! میری بیٹی کو ماں باپ سے ملنے سے روک دیا گیا تھا اور یہ پابندی ایک سال سے لاگو کر رکھی تھی مگر ۹ محرم کو صبح اچانک میری بیٹی میرے گھر پر آ گئی تھی میں گھر پر ہی موجود تھا۔ اس وقت حالات کا علم مجھ کو میری بیٹی کی زبانی ہوا کہ میرے داماد صاحب نے میری بیٹی کو آج سے ۹۸- ماہ پہلے طلاق دے دی تھی مگر میری بیٹی کے سسر نے میری بیٹی کو زبردستی رکوالیا تھا اور خود ہی بات گھر میں درگزر کرا دی تھی۔ بقول میری بیٹی کے کہ الطاف نے مجھ کو پہلے مارا، پیٹا، برا، بھلا کہا اور اس کے بعد دوکان پر چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد آئے اور ایک پرچہ میرے منہ پر دے مارا اور کہا کہ یہ تمہارا طلاق نامہ ہے، میں نے تمہیں طلاق دے دی ہے۔ میری لڑکی پڑھی لکھی نہیں ہے۔ پھر بقول میری بیٹی کے کہ وہ پرچہ لے کر روتی ہوئی کرائے دار کی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طرف گئی اس وقت کرائے دار جناب منظور صاحب گھر پر موجود تھے۔ ان سے کہا خالو ذرا دیکھنا یہ کیا ہے۔ اور وہ ایسا ایسا کہہ کر گئے ہیں۔ میری بیٹی نے بتایا کہ خالو جناب منظور احمد صاحب نے پرچہ میں لکھی طلاق پڑھ کر سنائی۔ جس میں لکھا تھا کہ میں نے تمہیں طلاق دی! میں نے تمہیں طلاق دی! میں نے تمہیں طلاق دی! مجھ کو یہ تحریر سنانے کے بعد خالو الطاف صاحب کے والد کے پاس گئے۔ جو اپنے کمرے میں سو رہے تھے ان کو وہ پرچہ سنایا گیا اس پر وہ بہت برہم ہوئے اور پرچہ کرائے دار خالو سے لے کر پھاڑ دیا اور مجھ کو زبردستی روک لیا مگر ۹ محرم کی صبح الطاف نے مجھ کو پھر مارا اور کہا کہ جب میں طلاق دے چکا ہوں تو پھر کیوں رہ رہی ہے۔ نکل جا میرے گھر سے اس وقت میں اپنے ماں باپ کے پاس آ گئی۔

جناب عالی یہ تھے وہ تمام حالات۔ اس کے بعد میں نے اپنی بیٹی کے مسئلہ کو محلّہ کمیٹی کے صدر عطاء الرحمٰن صاحب، محلّہ کمیٹی کے نائب صدر جناب جمیل احمد صاحب، محلّہ کمیٹی کے جنرل سیکرٹری جناب شمشاد احمد صاحب اور محلّہ کمیٹی کے ممبر جناب رفیق آرائیں صاحب کے سامنے رکھا ان لوگوں نے جناب الطاف صاحب کو ان کے والد بزرگوار کو اور جناب منظور احمد صاحب کو بلایا اور تصدیق چاہی قرآن پاک کی رو سے جناب منظور احمد صاحب سے کہ کیا واقعی اس پرچہ میں تین دفعہ طلاق دی گئی تھی۔ جس کی جناب منظور احمد صاحب نے قرآن کی رو سے تصدیق کر دی کہ ہاں پرچہ میں نے پڑھ کر سنایا تھا۔ دونوں لڑکی کو بھی اور لڑکے کے باپ کو بھی کہ اس پر تین دفعہ طلاق لکھی ہوئی تھی۔

جناب عالی! اب آپ فتویٰ دیجئے کہ میری بیٹی کو طلاق ہو گئی یا نہیں۔ امید کرتا ہوں کہ جناب اپنے فتویٰ سے میری پریشانی کو ضرور بہ ضرور دور فرمائیں گے؟ فقط عبدالسبحان ولد عبدالقادر، لطیف آباد یونٹ نمبر ۸، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** شوہر اگر اقرار کرتا ہے کہ اس نے عورت کو تین طلاقیں تحریر میں دیں یا یہ کہہ کر گھر سے نکال دیا کہ "جب میں طلاق دے چکا ہوں تو گھر میں کیوں رہ رہی ہے۔" تو اس اقرار کے بعد عورت پر ضرور تین طلاقیں پڑ گئیں اور دونوں کے مابین نکاح ٹوٹ گیا اور عورت اپنے شوہر پر ایسی حرام ہو گئی کہ اب وہ بلا حلالہ، اس کے لئے حلال نہ ہو گی۔ قال اللّٰہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ اور اگر شوہر اس کا اقرار نہیں کرتا تو پھر عورت ایسے دو مردوں یا ایک مرد، دو عورتوں کو بطور گواہ پیش کرے، جن کی گواہی شرعاً مقبول ہو اور وہ اس بات کی گواہی دیں کہ ہمارے سامنے شوہر نے طلاق دینے کا اقرار کیا۔ اس گواہی کے بعد طلاق کا حکم دیا جائے گا اور اگر یہ بھی میسر نہ آئے تو تنہا ایک عورت کی بات پر حکم شرعی وقوع طلاق کا نہیں دیا جا سکتا۔ واللّٰہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ ربیع الاول شریف ۱۴۰۲ھ

شوہر انکار کرے تو، گواہان سے طلاق کا ثبوت ضروری ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنی منکوحہ ہندہ کو معتبر حضرات کی موجودگی میں طلاق دے دی اور لفظ طلاق اپنی زبان سے تین مرتبہ ادا کیا۔ یہ طلاق تحریری اور زبانی دونوں طریقوں سے دی گئی۔ تحریر پر

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دو ۲ معتبر اشخاص کے دستخط موجود ہیں۔ اب زید یہ کہتا ہے کہ میں نے طلاق صرف تنبیہ کے لئے دی ہے۔ لہٰذا آپ شرعی حیثیت سے آگاہ فرمائیں کہ آیا! طلاق ہوگئی یا نہیں؟ جبکہ مطلقہ نے اپنی عدت کے دن گزار لئے ہیں۔ ایسی حالت میں وہ عقد ثانی کر سکتی ہے یا نہیں؟ جبکہ مطلقہ کا کوئی ایسا سرپرست نہیں ہے کہ جو اس کو ایک وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلا سکے۔

السائل محمد رفیق، مکھی باغ، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: شوہر اگر طلاق دینے کا انکار بھی کرے مگر قابل اعتماد گواہوں سے طلاق دینا ثابت ہو تب بھی اس کا انکار نہیں سنا جائے گا اور گواہوں کی گواہی سے عورت کو مطلقہ ٹھہرایا جاتا ہے۔ یوہیں جب شوہر طلاق کا اقرار کرے مگر یہ کہے کہ دھمکی مقصود تھی یا میں نے تنبیہ کے لئے دی تھی، جیسا کہ صورت مسئولہ میں ہے، تب بھی طلاق واقع ہو جائے گی کہ صریح الفاظ طلاق کے خصوصاً جب تحریر میں آجائیں اور شوہر تحریر کا اقرار کرے تو یہ الفاظ نیت کے محتاج نہیں ہوتے۔ ان سے طلاق کی نیت کرے یا نہ کرے طلاق ہو جاتی ہے۔ لہٰذا مذکورہ بالا صورت میں عورت پر طلاقیں پڑ گئیں۔ شوہر کا اب اس سے کوئی تعلق نہ رہا۔ عدت گزر جانے کے بعد عورت کو اختیار ہے کہ جس مرد سے چاہے نکاح کر لے۔ طلاق گڑیوں کا کھیل نہیں جدھر چاہے موڑ لے۔ یہ حکم شریعت ہے اور قرآن وحدیث اس کی سند۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ ربیع الاوّل شریف ۱۴۰۴ھ

طلاق کے لئے شوہر کا بالغ ہونا شرط ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: زید کو ایک شخص نے مجبور کیا قسم کھاؤ کہ میری ہونے والی بیوی کو طلاق ہے۔ زید نے قسم کھائی کہ میری ہونے والی بیوی کو طلاق ہے! طلاق ہے! طلاق ہے! زید غیر شادی شدہ، نوجوان، چودہ سال عمر، بوقت حلف تھا۔ لہٰذا اس کے لئے حکم شرعی کیا ہے؟ فقط سیّد محمد اعجاز علی، لطیف آباد نمبر ۱۱، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: طلاق کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ شوہر بالغ ہو۔ نابالغ نہ خود طلاق دے سکتا ہے نہ اس کی طرف سے اس کا کوئی ولی۔ اور شرعاً بالغ وہ ہے جسے سوتے یا جاگتے میں انزال ہو۔ یا پھر وہ پندرہ برس کامل کا ہو جائے اگرچہ بلوغ کے دوسرے آثار ظاہر نہ ہوں۔ لہٰذا اگر اسے انزال نہ ہوا تو ہنوز وہ نابالغ ہے اور نابالغ کی طلاق، طلاق نہیں۔ (درمختار وغیرہ)۔

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ صفر المظفر ۱۴۰۴ھ

غلط بات کہہ کر فتویٰ لینا بے سود ہے

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، دار العلوم احسن البرکات، السلام علیکم

جناب عالی گزارش یہ ہے کہ: میری اپنی بیوی سے کسی بات پر ناراضگی کی وجہ سے، اسے میں نے یہ کہہ دیا تھا کہ اگر تم نے میری یہ بات نہ مانی تو میں تمہیں طلاق دے دوں گا۔ اس لئے وہ اپنے والدین کے گھر چلی گئی ہے اب مجھ کو یہ بتایا جائے کہ طلاق ہوگئی یا نہیں؟ جبکہ میں نے طلاق نہیں دی؟ السائل عبد الجبار ولد محمد سلمان، لطیف آباد نمبر ۲، حیدر آباد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب:** شوہر نے واقعی اگر اپنی بیوی سے وہی الفاظ کہے کہ ''میں تمہیں طلاق دے دوں گا'' اور ہنوز طلاق دینے کی نوبت نہیں آئی، تو طلاق نہیں پڑے گی۔ دونوں میں نکاح بدستور باقی ہے اور غلط بات کہہ کر فتویٰ حاصل کرنا، بے سود ہے۔ خدا سب کچھ جانتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

مطلقہ، شوہر کی وارث نہیں ہوسکتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مرحوم خمیسو خان ولد احمد خان نے اپنی حیات میں اپنی زوجہ مسمات پھاپو کو زبانی اور دستاویزی طلاق نامہ اسٹامپ نمبر ۸۸۷ مورخہ ۱۸ اپریل ۱۹۷۷ء مصدقہ نوٹری پبلک علی نواز ایڈوکیٹ حیدر آباد مورخہ ۵ ستمبر ۱۹۷۷ء گواہان انگشت شدہ۔ جس کا عکس موجود ہے۔ تین طلاقیں دی تھیں اور دستاویز طلاق نامہ گاؤں پیر من جاگیر میری موجودگی میں بدست اپنی چھوٹی بھاوج مسمات پھاپو زوجہ علی کے ذریعہ اپنی مطلقہ مسمات پھاپو کو دے دیا تھا۔ لیکن اب مسمّی علی جائیداد اور زمین وغیرہ کے بٹوارے کے سلسلے میں کہتا ہے کہ خمیسو خان نے مسمات پھاپو کو طلاق نہیں دی۔ لہٰذا مسمّی علی نے مرحوم خمیسو خان کی زمین کی تبدیلی، کھاتہ، رجسٹر داخل وخارج میں مطلقہ مسمات پھاپو کا نام بھی تحریر کرادیا ہے لہٰذا اس علی کے بارے میں براہ کرم فرمائیں کہ

۱۔ مسمات پھاپو کو طلاق ہوگئی ہے یا نہیں بمطابق قانون اسلام؟

۲۔ مسمات پھاپو کا کوئی حصہ مرحوم خمیسو خان کی ملکیت میں ہے یا نہیں؟

فقط ناہید بیوہ خمیسو خان مرحوم، لطیف آباد نمبر ۴، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** طلاق نامہ میں مسمات پھاپو کو تین بار طلاق دینے کا صاف اقرار موجود ہے۔ طلاق دہندہ یعنی خمیسو خاں کے دستخط بھی اس پر ثبت ہیں۔ تین گواہوں کا نشان انگوٹھا بھی نقش ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اسٹامپ تصدیق شدہ ہے۔ ایسے حالات میں اگر خود خمیسو خاں بھی طلاق دینے سے انکار کرتا تو اس کا انکار قابل قبول نہ ہوتا کہ گواہوں کی موجودگی میں شوہر کا انکار معتبر نہیں۔ (ردالمحتار وغیرہ) پھر خمیسو خان کے انتقال کے بعد کسی اور شخص کا اس طلاق سے انکار کرنا ہرگز ہرگز نہ سنا جائے گا۔ بلکہ مسمات پھاپو کو مطلقہ ہی قرار دیا جائے گا اور ایسی مطلقہ عورت، جس کے شوہر کا اتنے طویل عرصے بعد انتقال ہوا ہو، شوہر کی وارث نہیں ہوسکتی۔ (عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ ربیع الاول شریف ۱۴۰۲ھ

رجوع کا طریقہ

سوال: بخدمت جناب مفتی خلیل خان صاحب، السلام علیکم، جناب عالی عرض ہے کہ: میری اہلیہ عرصہ دراز سے میری کسی قسم کی خدمت نہیں کرتی ہے۔ انتہائی غیر ذمہ دار، ضدی، زبان دراز ہے اور عرصۂ دراز سے پریشانی کی زندگی گزار رہا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوں۔ میں عقد ثانی کرنا چاہتا ہوں۔ جناب سے گزارش ہے کہ فتویٰ تحریر فرمایا جائے؟

عرض دار۔ عبد العلیم ولد حسیب احمد خان مرحوم، مورخہ ۱۶۔ ۴۔ ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب: حتی الامکان عورت کے ساتھ نیک برتاؤ اور اس کی دل جوئی اور اسے خوش کر کے اپنی اطاعت پر لانا اور اس کی بدخلقی پر صبر کرنا چاہئے اور اصلاح ناممکن ہو تو طلاق دے سکتا ہے مگر ایک طلاق رجعی سے زیادہ دینا گناہ ہے۔ فقط ایک باراس سے کہدے کہ "میں نے تجھے طلاق دی" پھر عدت کے اندر دل میں اسے رکھنے کی آئے تو زبان سے کہدے کہ میں نے تجھے اپنے نکاح میں واپس لیا۔ وہ بدستور اس کے نکاح میں رہے گی۔ (فتاویٰ رضویہ) اور قانون شرع میں نکاح ثانی کے لئے پہلی بیوی سے اجازت لینا ضروری نہیں مگر حقوق دونوں کے ادا کرنا ہوں گے اور جدائی وطلاق کا آدمی کو ہمہ وقت اختیار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم　العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۱۳ رجب المرجب ۱۴۰۴ھ

اقرارِ طلاق

سوال: میں مسمّی محمد بخش ولد حاجی صاحب کی شادی مسمات غلام فاطمہ دختر محمد حسین کے ساتھ ہوئی ہے۔ میں بیماری کی وجہ سے اپنا علاج کروانے جارہا ہوں۔ ذوالحج کے مہینے میں نہ آنے کی صورت میں شریعت محمدی کے مطابق میں اپنی بیوی مسمات غلام فاطمہ کو مندرجہ ذیل شرائط کے تحت مندرجہ ذیل گواہوں کی موجودگی میں ربیع الاوّل شریف کی پہلی تاریخ اور انگریزی مہینہ کے مطابق مورخہ ۱۔۱۔ ۱۹۸۳ء تک واپس نہ آنے کی صورت میں شریعت محمدی کے مطابق میری طرف سے مسمات غلام فاطمہ کو طلاق ہے! طلاق ہے! طلاق ہے!۔

گواہوں کے نام یہ ہیں۔ ۱۔ عبد الجبار ولد علی بخش بروہی ۲۔ عبد الغفور ولد حاجی دین محمد ۳۔ علی خان ولد جمعہ خان

محمد بخش ولد حاجی صاحب، ضلع نواب شاہ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: شوہر یہ اقرار کرتا ہے کہ ہاں یہ تحریر اس نے لکھی۔ گواہ بھی اس پر موجود ہیں اور اس میں صاف مذکور ہے کہ "اگر میں ۱۔۱۔ ۱۹۸۳ء تک واپس نہ آؤں تو تو میری طرف سے مسمات غلام فاطمہ کو طلاق ہے! طلاق ہے! طلاق ہے!" اور وہ اپنے مقرر کردہ وقت پر واپس نہ آیا تو تحریر کی رو، سے غلام فاطمہ پر تین طلاقیں پڑ گئیں اور وہ اپنے شوہر پر ایسی حرام ہوگئی کہ حلالہ کے بغیر اس کے لئے حلال نہ ہوگی۔

قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗ لہٰذا اب وہ عورت کو واپس اپنے ساتھ رکھنا بھی چاہے تو بھی نہیں رکھ سکتا کہ اب وہ اس کے لئے نہ صرف اجنبیہ بلکہ بغیر حلالہ، اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی۔ اس پر مہر کی ادائیگی لازم ہے اور عورت جو کچھ جہیز میں لائی اس کو واپس کرنا بھی ضروری ہے۔ (کمافی درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۱۷ شعبان المعظم ۱۴۰۴ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شوہر کو طلاق کا اختیار ہے، دوسرے کو نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ہندہ کا نکاح جھوٹا یا سچا بڑے بھائی کے ساتھ ہو گیا تھا جس کا فتویٰ پیشتر حاصل کر لیا گیا تھا۔ جو ہم رشتہ ہے۔ اس نکاح میں میرے چچازاد بھائی وکالت میں تھے ان سے کسی نے کہہ دیا کہ تمہارا نکاح ٹوٹ گیا ہے۔ انہوں نے لڑکی کے والد کو آ کر کہا کہ ایسا کیوں کیا۔ میں نے جواب دیا کہ میں حلفیہ کہتا ہوں کہ میں نے جان کر نہیں کیا جسکی میں خدا کے واسطے معافی چاہتا ہوں۔ قاضی صاحب نہ آ سکے تو مجھ سے غلطی ہوگئی اور ہم آپ کو بتا نہ سکے۔ انسان خطا کا پتلا ہے جب شیطان ورغلاتا ہے تو غلطی ہو ہی جاتی ہے۔ نکاح ٹوٹنے یا نہ ٹوٹنے کا میرے فتویٰ میں پورا حال درج ہے؟

فقط امام الدین ولد دھومی، نصرت کالونی کالی روڈ، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: نکاح کی گرہ، اللہ عزوجل نے شوہر کے ہاتھ میں رکھی ہے۔ جب تک وہ اس گرہ کو نہ کھولے، کسی اور کے کھولے نہ کھلے گی یعنی جب تک شوہر طلاق نہ دے اور وہ اسے اپنے سے جدا نہ کرے اور اس کے کسی قول و فعل سے طلاق دینا نہ سمجھا جائے، طلاق کا حکم لگانا، بالکل مہمل اور خلاف حکم شرع ہے، نکاح باقی ہے کسی کے کہنے سے نہ ٹوٹا اور درمیان میں جو کچھ واقعات رونما ہوئے ان سے نکاح اوّل پر کوئی اثر نہ پڑا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ شعبان المعظم ۱۴۰۴ھ

http://t.me/Tahqiqat

"اپنے آپ کو لاتعلق سمجھنا"، سے طلاق نہ ہوگی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسمّی سیّد منور علی ولد سیّد شوکت علی مرحوم نے اپنی منکوحہ مسمات کوثر پروین کو ایک لیٹر بذریعہ رجسٹری روانہ کیا، ان کے والد کے گھر پر۔ جس کے مضمون کا آخری حصہ مندرجہ ذیل ہے کہ کوثر بیگم اس سے قبل میں تمہیں دو خط روانہ کر چکا ہوں۔ یہ میرا تیسرا اور آخری خط ہے اس کے بعد میں مزید کوئی خط لکھنے کی کوئی ضرورت محسوس نہیں کروں گا۔ لہٰذا تمہیں ہدایت کرتا ہوں کہ اپنے روّیے میں تبدیلی کرتے ہوئے میری سابقہ شرائط کے ساتھ ۳۰ اپریل ۱۹۸۴ء شب آٹھ بجے تک واپس آ جاؤ ورنہ اپنے آپ کو مجھ سے لاتعلق تصوّر کرنا۔ بقلم خود سیّد منوّر علی ولد حافظ شوکت علی مرحوم، مسمات کوثر پروین وقت مقررہ پر اپنے شوہر کے گھر نہیں گئی۔

۱۔ کیا طلاق ہوگئی؟ ۲۔ اگر طلاق ہوگئی تو کونسی؟ فقط، بیگم کوثر پروین، کمہار پاڑہ، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: استفتاء میں جن خطوط کا حوالہ دیا گیا ہے ان کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ ان میں کہیں طلاق کا ذکر نہیں۔ نہ صراحۃً اور نہ کنایۃً اور تیسرے خط میں جسے شوہر اپنا آخری خط بتاتا ہے اس میں یہ تحریر کیا گیا ہے کہ "میری سابقہ شرائط کے ساتھ ۔۔۔۔۔ واپس آ جاؤ ورنہ اپنے آپ کو مجھ سے لاتعلق سمجھنا" مگر یہ الفاظ بھی طلاق کے موجب نہیں۔ یہ الفاظ صرف شوہر کی لاپرواہی کا اظہار کرتے ہیں، اس کے علاوہ کچھ نہیں۔ فتاویٰ خانیہ میں صراحۃً فرمایا کہ قال لها احسبی انك طالق لا یقع وان نوٰی" یعنی اگر شوہر نے اپنی عورت سے یہ کہا کہ تو یہ سمجھ لے کہ میں تجھے طلاق دے چکا، تب بھی طلاق نہ ہوگی"

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تو شرعاً غیر معتبر طریقہ پر، صریح الفاظِ طلاق سے عورت پر طلاق نہیں پڑتی تو شوہر کے مذکورہ بالا الفاظ سے کیسے طلاق کا حکم دیا جا سکتا ہے۔ لہٰذا دونوں میں علاقہ زوجیت باقی ہے۔ دونوں کو چاہئے کہ ایک دوسرے کے حقوق ادا کریں اور ایک دوسرے سے نبھائیں۔ اِنْ یُّرِیْدَاۤ اِصْلَاحًا یُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَیْنَهُمَا (النساء:35) یہ دونوں میل ملاپ چاہیں گے تو اللہ ان میں موافقت پیدا فرمادے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ شعبان المعظم ۱۴۰۰ھ

اقرارِ طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور ایک کاغذ پر یہ الفاظ لکھے کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور پھر اس پر دستخط اور تاریخ لکھ دی۔ اس صورت میں حکم شرعی سے مطلع فرمائیں؟

السائل عبد الحمید، چھوٹکی گٹی، شاہی بازار، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** شوہر اگر اس تحریر کا اقرار کرتا ہے تو مذکورہ بالا صورت میں، عورت پر ایک طلاق رجعی پڑ گئی اور طلاق رجعی ہو تو عورت نکاح سے نہیں نکلتی۔ عدت کے اندر اگر شوہر رجعت کر لے وہ بدستور اس وقت اس کی زوجہ رہے گی۔ ہاں عدت گزر جائے مثلاً وہ حاملہ ہے تو بچہ پیدا ہو جائے، تو وہ نکاح سے نکل جائے گی پھر باہمی رضامندی سے دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں۔ حلالہ کی البتہ یہاں ضرورت نہیں اور عورت اس سے نکاح پر دوبارہ راضی نہ ہو تو اس پر جبر نہیں۔ اپنا تمام جہیز اور حق مہر کا مطالبہ کر سکتی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحٌۢ بِاِحْسَانٍ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ

عورت کتنی ہی مدت شوہر سے دور رہے جب طلاق ہوگئی، تو عدت لازم ہے

سوال: محترم جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، جناب عالی گزارش یہ ہے کہ اسٹامپ پر ایک عورت کو طلاق ہوگئی ہے۔ بتاریخ ۲۷-۱۲-۱۹۸۳ کو۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا! یہ عورت بانجھ ہے۔ اور دو سال کے عرصے سے اپنے میکے میں بیٹھی ہوئی ہے اور یہ عورت عدت میں بالکل نہیں بیٹھی ہے۔ آیا! طلاق کے بعد کب تک دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔ اس مسئلہ میں علماء کرام کیا فرماتے ہیں۔ فقط السائل

۷۸۶ **الجواب:** عورت کا دو برس، خواہ دس برس، شوہر سے جدا، اپنے میکے خواہ کہیں اور، رہنا عدت ساقط نہیں کرتا لہٰذا جس تاریخ کو شوہر نے طلاق دی، اسی وقت سے وہ تین حیض کامل، عدت میں بیٹھے گی۔ جب یہ مدت گزر جائے تو اسے اختیار ہے کہ جس سے چاہے نکاح کرے۔ لا طلاق قولہ تعالیٰ وَالْمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ ربیع الآخر ۱۴۰۴ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حیض سے حیض تک کتنے دن کے فاصلے ہوتے ہیں؟

سوال: اگر کسی عورت کو ایک ہی وقت میں تین طلاقیں ہو جانے کے بعد دوسرے دن پہلا حیض شروع ہو جائے اور پیٹ کی کسی قسم کی بیماری کی وجہ سے پندرہ دن کے بعد دوسرا حیض ہو جائے تو اس کی عدت کب ختم ہو گی۔ برائے کرم فتویٰ لکھ دیجئے؟

فقط، نظیر احمد، پرانا مچھی ہٹ، حیدر آباد

الجواب: ۷۸۶ دو حیضوں کے درمیان کم از کم پندرہ دن کا فاصلہ ضروری ہے۔ تو اگر ایک حیض کو پورے پندرہ دن گزر گئے تھے کہ اور حیض آ گیا تو یہ دوسرا حیض شمار ہو گا اور اس حیض کے بعد ایک حیض اور آ جائے تو عدت ختم ہو جائے گی۔ اس لئے کہ غیر حاملہ جبکہ اس سے ہم بستری ہو چکی ہے اس کی عدت طلاق صرف تین حیض ہے۔ ایام کا اس میں دخل نہیں۔ (عامۂ کتب) البتہ عدت وفات شوہر میں ایام معتبر ہیں۔ حیض کا اعتبار نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

وعدۂ طلاق، طلاق نہیں ہے

سوال: محترم جناب مفتی محمد خلیل خان برکاتی صاحب، السلام علیکم

گزارش یہ ہے کہ مندرجہ ذیل مسئلہ پر آپ کا فتویٰ درکار ہے مسئلہ یہ ہے کہ: تقریباً دو روز قبل میرے لڑکے نے اپنی بیوی کو عام گھریلو جھگڑے کے بعد یہ الفاظ کہے کہ میں تجھے طلاق دے دوں گا! یہ الفاظ لگاتار تین بار کہے گئے ہیں۔ آیا یہ لکھے ہوئے الفاظ کہنے سے طلاق ہو گئی یا نہیں؟ فقط، غلام نبی، بابو ہوٹل، نزد زینت الاسلام اسکول، پھلیلی روڈ حیدر آباد

الجواب: ۷۸۶ جھوٹ سچ کا حال اللہ عزوجل خوب جانتا ہے کہ وہ دلوں کی چھپی ہوئی باتوں سے بھی واقف ہے۔ اگر شوہر نے واقعی وہی الفاظ کہے کہ ''میں تجھے طلاق دے دوں گا!'' اور اس کے بعد صراحۃً یا اشارتاً کوئی ایسی بات نہ پائی گئی جس سے طلاق ہونا سمجھا جائے تو بیشک عورت پر طلاق نہ پڑی کہ یہ وعدۂ طلاق ہے اور وعدۂ طلاق، طلاق نہیں۔ (کما فی درمختار و ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد مفتی محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۰ھ

طلاق کے ثبوت کے بغیر، عورت دوسرا نکاح نہیں کر سکتی

سوال: بخدمت جناب مفتی خلیل خاں صاحب، دار العلوم احسن البرکات، حیدر آباد، السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید کی بیوی نے ایک جعلی طلاق دستاویز پر جعلی طلاق نامہ بنا کر یہ اعلان کر دیا کہ میرے شوہر نے مجھے طلاق دے دی ہے اور جن گواہان نے اس جعلی طلاق نامہ پر دستخط کیے ہیں ان کا کوئی اتہ پتہ نہیں اور وہ پہلے سے زید کے مخالف اشخاص ہیں، جن کا زوجین کی رشتہ داری یا برادری سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی زید کو اس

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طلاق نامہ کا کوئی علم ہے جبکہ زید کہتا ہے کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق نہیں دی ہے اور وہ یہ بات حلفاً کہتا ہے۔ کیا اس صورت میں طلاق ہوگئی یا نہیں۔ از روئے شریعت آگاہ فرمائیں۔ نوازش ہوگی۔ فقط، سلمان ولد بشیر، لطیف آباد نمبر ۱۱، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: تحریری طلاق، بذریعہ رجسٹری ہی کیوں نہ ہو، اس کا ثبوت شوہر کے اقرار، یا دیندار، خدا پرست، خدا ترس گواہوں کی گواہی پر موقوف ہے۔ یعنی شوہر اگر انکار کر دے تو ثبوت کے لئے شرعی گواہوں کی ضرورت ہوگی۔ عورت اگر ایسے گواہ رکھتی ہے جیسے کہ شرعاً درکار ہیں تو پیش کرے اور جب تک اس شوہر کے اقرار، یا عادل گواہوں سے طلاق کا ثبوت نہ ہو جائے، عورت کو ہرگز حلال نہیں کہ اپنے آپ کو مطلقہ سمجھ کر، بعد عدت نکاح ثانی کر لے۔ قال اللہ تعالیٰ وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ۔ واللہ تعالیٰ اعلم　العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۱۳ ربیع الآخر ۱۴۰۴ھ

دو طلاق میں حلالہ نہیں

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

جناب عالی گزارش پیش خدمت ہے اور میں خدا کو حاضر ناظر جان کر بیان دیتا ہوں جو میں نے الفاظ کہے ہیں۔ میری والدہ سے میرا کسی بات پر جھگڑا ہو رہا تھا۔ اوپر کی منزل میں میری بیوی بیٹھی ہوئی تھی۔ جب میں اوپر گیا تو اس کو دیکھ کر مجھ کو غصہ آ گیا اور میں نے دو مرتبہ اپنی عورت سے کہا کہ میں تم کو طلاق دیتا ہوں! تیسری مرتبہ میں کہنے لگا لیکن میری بہن نے میرے منہ پر ہاتھ رکھ دیا، طلاق نہیں کہنے دی۔ اب مجھ کو یہ بتایا جائے کہ طلاق ہوئی یا نہیں۔ میری بیوی حاملہ بھی تھی اور اب بچہ پیدا ہو گیا ہے اور اس کا انتقال بھی ہو گیا۔ فقط: فدوی لیاقت ولد محبوب علی، پھلیلی ٹانگا اسٹینڈ، حیدر آباد، مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۸۴ء

۷۸۷ الجواب: حقیقت کا حال خدا بہتر جانتا ہے۔ شوہر نے اگر واقعی دو ہی مرتبہ طلاق دی تھی، تیسری مرتبہ کہنے کی نوبت نہ آئی تو عورت پر دو طلاق پڑیں اور چونکہ وہ حاملہ تھی اور اس کے بچہ ہوا تو وہ عدت بھی گزر گئی جو عورت پر لازم تھی۔ البتہ شرع نے مرد کو یہ اختیار دیا ہے کہ اب وہ دوبارہ اس عورت سے، بلا حلالہ، نکاح ثانی کر سکتا ہے۔ حلالہ کی یہاں ضرورت نہیں۔

قال اللہ تعالیٰ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۴ رجب المرجب ۱۴۰۴ھ

مختلف عدت کی تفصیل

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مطلقہ عورت کی عدت کتنے ماہ اور دن ہوتی ہے۔ اس عدت کو پورا کرنے کے بعد عورت نکاح ثانی کر سکتی ہے یا نہیں؟ سائل محمد فہیم الدین، فوجداری روڈ، حیدر آباد

۷۸۸ الجواب: طلاق کی صورت میں اگر عورت حاملہ نہ ہو اور وہ حیض والی ہو، تو اس کی عدت پورے تین حیض ہے اور اگر عورت کو حیض نہیں آتا کہ ابھی ایسے سن کو نہیں پہنچی یا سن ایاس کو پہنچ چکی ہے کہ اب حیض آنے کی کوئی توقع نہیں تو عدت تین ماہ ہے یعنی جبکہ دخول ہو چکا ہو، یا خلوت ہوئی ہو اور عورت اگر حاملہ ہے تو عدت وضع حمل ہے۔ اس کے لئے کوئی خاص وقت مقرر

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہیں۔ پھر اگر طلاق پہلی تاریخ کو ہو، تو چاند کے حساب سے تین مہینے۔ ورنہ ہر مہینہ تیس دن کا قرار دیا جائے گا یعنی عورت کے کل دن تقریباً (۹۰) نوے ہوں گے۔ البتہ حیض کی حالت میں طلاق دی تو یہ حیض عدت میں شمار نہ ہوگا۔ (درمختار وغیرہ، عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ

بلا اجازت نکلنے پر طلاق کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میاں بیوی کے درمیان لانے لے جانے پر عرصہ دس سال سے تنازعہ چل رہا تھا۔ بیوی میاں کے بغیر اجازت گھر سے چلی جاتی تھی۔ پھر کسی قسم کی خوشی وغمی میں میاں کے گھر واپس نہیں آتی تھی۔ یہاں تک کہ بھائی کی شادی اور میاں کی والدہ کی فوتگی پر بھی نہیں آئی۔ واپس لانے اور بلانے پر بھائی اور والدین کا بار بار کہنا کہ سپریم پاور آپ رکھتے ہو یعنی (میاں کو) چھوڑ دو یا طلاق دے دو مرضی ہو وہ کرو۔ میاں نے صبر سے کام لیتے ہوئے طلاق نہیں دی۔ کئی مرتبہ معزز اشخاص کے بھجوانے پر میاں بیوی کو گھر لاتا رہا۔ بیوی کو سمجھاتا رہا کہ طلاق بری چیز ہے کسی کے کہنے پر طلاق نہیں دوں گا۔ بیوی ہر دفعہ آنے کے بعد نہ جانے کا وعدہ کرتی مگر یہ سلسلہ جاری رہا۔ آخر دس سال کے بعد شوہر نے تنگ آ کر اپنی بیوی کو کہا اگر گھر والوں کا ساتھ دیتے ہوئے نہیں رہنا چاہتی ہو تو تیری مرضی۔ میں مجبور ہوں ورنہ میرے بلانے پر آ جاؤ اور میرے بغیر پوچھے نہ جاؤ اگر نہیں جاؤ گی تو تمہارے حق میں اچھا ہے۔ آج کے بعد گھر سے میرے بغیر پوچھے گئی تو اسی دن سے میری طرف سے تجھ پر (تین طلاق) ہوگی۔ ایک دن رات کے ۱۲ بجے کے قریب میاں سے بغیر پوچھے گھر سے چلی گئی۔ فوراً معلوم ہونے پر میاں اس کو پکڑ لایا۔ بیوی کے والد اور بھائی کو بلوایا۔ انہوں نے اپنی لڑکی کو برا بھلا کہا اور بھائی یہ کہہ کر آپ نے روکا تو اچھا کیا، اب جائے تو مت روکنا اور والد یہ کہہ کر کہ یہ نہیں رہے گی، جھگڑا کرا دے گی، خیر رہے تو ٹھیک ہے ورنہ میں صبح اس کو لے جاؤں گا اور کبھی نہیں بھیجوں گا اور وہ دونوں چلے گئے۔ صبح اس کا والد آ کر بمع زیور اور کپڑوں کے یہ کہہ کر کہ شام کو میں اور میرا لڑکا آئیں گے اور آپ کو لکھ کر دے جائیں گے اور لڑکی لے گیا اور وہ کافی عرصے سے اپنے والدین کے پاس رہ رہی ہے۔

۱۔ کیا اس کی بیوی کو تین طلاق ہوئیں یا نہیں؟ ۲۔ طلاق لڑکی نے خود لی یا لڑکے نے دی قصور کس کا ہے؟

فقط لیاقت علی ولد مقارب علی خان، میرواہ روڈ، ٹنڈوالہ یار، ضلع حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں شوہر نے، بلا اجازت گھر سے عورت کے نکلنے پر، تین طلاقیں معلق کیں اور بقضائے الٰہی، شامت کی ماری، وہ عورت اس کے گھر سے بلا اجازت نکل بھی گئی تو اب اس امر میں کیا شبہ رہا کہ وہ عورت، اس مرد کے حبالۂ نکاح سے نکل گئی اور اس پر ایسی حرام ہوگئی کہ تجدید نکاح سے کہ دونوں باہمی رضامندی سے، یا کسی مصالحت کنندہ کی کوشش سے، باہم کرلیں، عورت اس پر حلال نہ ہوگی اور یہ نام نکاح اس حرام کو حلال، ناجائز کو جائز نہ کردے گا۔ تحلیل لازم ہے یعنی حلالہ کہ عورت عدت گزار کر کسی اور مرد سے نکاح کرے، وہ مرد اس سے ہم بستر ہو۔ پھر اسے طلاق دے دے۔ اب

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس طلاق کی عدت گزر جائے تو یہ دونوں دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں۔ اس کے بغیر نہیں۔ قال الله تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ قصور خواہ کسی کا بھی ہو طلاق ہوگئی۔ شوہر پر مہر ادا کرنا لازم ہوگیا یا پھر عورت معاف کر دے اور جہیز کا تمام سامان عورت کا ہے وہ واپس لے سکتی ہے۔ (درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ ربیع الآخر ۱۴۰۵ھ

مرد و عورت میں طلاق کی تعداد پر اختلاف ہو، تو حکم

سوال: جناب مفتی محمد خلیل خاں برکاتی صاحب، السلام علیکم

جناب عالی ایک سلسلہ میں آپ کا فتویٰ درکار ہے مسئلہ یہ ہے کہ: ایک شخص بشیر احمد نے اپنی بیوی کو دس مہینے پہلے طلاق دی تھی۔ ''طلاق دی'' دو دفعہ کہا اور تیسری بار کہنے والا تھا کہ ایک اور شخص اسلم نے اس کو روکا اور بات رفع دفع ہوگئی۔ پھر اس کے بعد بشیر عرف بھورا نے مورخہ ۲۷۔۳۔ ۱۹۸۴ء کو بھی دو مرتبہ طلاق! طلاق! کہا اور دو مرتبہ کا اقرار کرتا ہے اور پہلے دس مہینے والے دو مرتبہ کا اقرار نہیں کر رہا ہے مگر گواہ اسلم کہتا ہے کہ اس نے دو دفعہ دس مہینے پہلے طلاق! طلاق! کہا تھا۔ اور لڑکی رخسار بنت احمد کا حلفیہ بیان یہ ہے کہ میں نے اپنے سابق شوہر بشیر عرف بھورا سے کہا کہ پڑوس میں وی۔ سی۔ آر پر فلم چل رہی ہے۔ آپ مجھے وہاں لے چلیں۔ اس بات پر بشیر مشتعل ہوگیا اور اس نے مجھے خوب مارا پیٹا۔ اس پر میں نے کہا کہ آپ مجھے پندرہ دن کے بعد فلم دکھانے لے جاتے ہیں۔ اس بات پر مجھے اس نے مزید مارا پیٹا۔ نیچے کمرے میں میرے سسر موجود تھے اور انہوں نے کوئی مداخلت نہیں کی تقریباً ایک بجے رات کو میرا چھوٹا دیور آیا مگر اس نے بھی کوئی مداخلت نہیں کی۔ اس طرح ساری رات کشمکش میں نکل گئی اور صبح بشیر نے میری ساس آمنہ اور پھوپی بھوری کے سامنے تین دفعہ طلاق! طلاق! طلاق! دی کہا۔ طلاق کے فوراً بعد میری پھوپی بھوری مجھے اپنے ساتھ گھر لے گئیں اور اس سے دس مہینے پہلے بھی وہ مجھے دو دفعہ طلاق دی! طلاق دی! کہا تھا۔ مگر اسلم نے مداخلت کر کے بات ختم کرادی تھی لہٰذا میں حلفیہ طور پر بیان دے رہی ہوں۔ جن لوگوں کے سامنے رخسانہ بنت احمد نے حلفیہ بیان دیا ان کے نام مندرجہ ذیل ہیں، محمد حنیف، سعید، نصیر احمد، نظام الدین، غلام حسین کے لڑکے، بشیر احمد عرف بھورا کے والد نے بھوری سے جا کر کہا کہ میں نے رخسانہ کو طلاق دلا دی ہے اور میں اپنے لڑکے کی چھ ۶ شادی کروں گا اور آپ لوگوں سے جو ہوتا ہے وہ کریں۔ اس کے بعد قوم کی کمیٹی کے سامنے بھی، بشیر عرف بھورا کے والد نے کہا کہ کورٹ میں مہر دیں گے۔

جناب قبلہ مفتی صاحب آپ ان سب تفصیل کو پڑھنے کے بعد قرآن وسنت کی روشنی میں فتویٰ دیں۔ مہربانی ہوگی کیوں کہ کورٹ میں جا کر، بشیر طلاق کا انکار کرتا ہے۔ امید ہے کہ آپ تفصیل سے قرآن وسنت کی روشنی میں فتویٰ دیں گے کہ آیا طلاق ہوگئی یا نہیں؟ فقط ممبران کمیٹی پنچائت جمعیت القریش، سی۔ پی۔ یو۔ پی، ساگر کالونی پھلیلی روڈ، حیدر آباد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الجواب: ۷۸۶ اختلاف کی صورت میں کہ عورت تین طلاقوں کا دعویٰ کرتی ہے اور شوہر صرف دو مرتبہ طلاق دینے کا اقرار کرتا ہے، حکم شرعی یہ ہے کہ اگر دو مرد یا ایک مرد، دو عورتیں نمازی پرہیزگار، قابل اعتبار، جن کی گواہی شرع میں مقبول ہے، شرعی گواہی دیں گے کہ ہمارے سامنے فلاں نے اپنی بیوی کو تین بار طلاق دی ہے یا اس نے ہمارے سامنے تین طلاقوں کا اقرار کیا، تو تین طلاقیں ثابت ہو جائیں گی اور شوہر کا انکار نہ سنا جائے گا اور اگر ایسے گواہ نہیں جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے تو شوہر سے قسم لی جائے گی۔ اگر اس نے قسم کھانے سے انکار کر دیا جب بھی تین طلاقیں ثابت ہو جائیں گی اور اگر قسم کھالے گا کہ میں نے صرف دو ہی طلاقیں دی ہیں تیسری نہ دی، نہ اب، نہ اس سے پہلے، تو دو ہی طلاقیں ثابت ہوں گی۔ پھر اگر جھوٹی قسم کھالی تو اس کا وبال شوہر پر ہوگا۔ عورت پر الزام نہیں اور اگر عورت کو یقین ہے کہ شوہر تین طلاقیں دے چکا ہے تو جس طرح ممکن ہو اس سے بھاگے، نجات حاصل کرے۔ اپنا مہر وغیرہ چھوڑنے کے بدلے میں اس سے تیسری طلاق حاصل کرے اور ایسا نہ کر سکے تو عذاب شوہر پر ہوگا جب تک یہ خود اس کے پاس جانے کی رغبت نہ کرے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ رجب المرجب ۱۴۰۴ھ

صحبت کے بعد مہر لازم ہے

سوال: جناب مسئلہ یہ ہے کہ: مورخہ ۲۳-۳-۱۹۸۴ء کو لڑکی کی جانب سے یعنی رخسانہ بنت احمد اس کے بھائی ریاض نے ایک درخواست جنرل کمیٹی پنچایت کو دی کہ میری بہن رخسانہ کو بشیر اعرف بھورا ولد بنا نے طلاق دے دی ہے۔ اس پر بھورا اور اس کے والد کو پنچایت نے طلب کیا اور ان سے حلفیہ بیان لیا۔ جس پر اس نے اقرار کیا کہ میں نے یعنی بھورا نے رخسانہ کو طلاق دے دی ہے۔ جس پر ممبران پنچایت نے کہا کہ لڑکی کا مہر (۱۰۰۰۰) روپے ادا کریں اور اس کا جہیز بھی واپس کریں۔ مدت عدت کا خرچہ بھی ادا کریں، اس پر بھورا نے جواب دیا کہ میرے پاس تو کھانے کے پیسے بھی نہیں ہیں، میں کہاں سے دوں۔ اس پر اس کے باپ بنا سے کہا کہ آپ اس کا انتظام کرو۔ اس نے جواب دیا کہ یہ رقم میں کورٹ میں ادا کروں گا اور کمیٹی کو دھمکی آمیز جملے ادا کیے اور کمیٹی سے اٹھ کر چلے گئے۔ پنچایت نے پھر ان کو سات یوم کا تحریری وقت دیا اور نوٹس بھی دیا کہ آپ سات یوم کے اندر کمیٹی کے سامنے دوبارہ پیش ہوں اور اس رقم مہر کا انتظام کریں۔ وقت کے مطابق سات یوم میں کمیٹی کا اجلاس ہوا تو اس کو طلب کیا لیکن اس نے حاضر ہونے سے انکار کر دیا۔ اس دوران اپنے چھوٹے بھائی رمضان سے جھوٹی رپورٹ پولیس میں درج کرادی۔ لڑکی والوں کو پولیس سے پریشان کرنے کی کوشش کی جبکہ یہ برادری کا معاملہ تھا۔ اس پنچایت کی کمیٹی کی بھی توہین کی اس پر کمیٹی نے اپنے فیصلہ میں ان کو برادری سے علیحدہ کر دیا۔ تا مدت لڑکی کا مہر ادا نہ کر دے۔ یہ عہد پنچ نامہ ہم حلفیہ طور سے تمام ممبران تحریر کرتے ہیں کہ لڑکی اور اس کا بھائی بے قصور ہیں اور ہم لوگوں نے تحقیق کی کہ لڑکا اور اس کے والد جھوٹ بولنے کے عادی ہیں۔ کمیٹی حلفیہ طور پر شرعی عدالت سے درخواست کرتی ہے کہ لڑکی کا حق مہر دلایا جائے۔ لڑکے نے جو کورٹ میں قسم کھائی ہے وہ سراسر جھوٹ بول رہا ہے۔ لہٰذا شرعی عدالت سے یہ کمیٹی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

درخواست کرتی ہے کہ لڑکی کا حق مہر جو کہ شرعی رو سے لڑکے پر ادا کرنا فرض ہے اس کو دلایا جائے؟

فقط ممبران کمیٹی پنچایت جمعیت القریش، سی پی۔ یو پی ساگر کالونی، پھلیلی روڈ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: شوہر طلاق ایک بار دے، خواہ دو بار، خواہ تین بار۔ جب عورت اس کے نکاح میں آ چکی اور وہ اس سے ہم بستری بھی کر چکا تو عورت کا مہر جتنا بھی طے ہوا تھا اس کا ادا کرنا اس پر لازم ہو گیا۔ بے ادا کئے ہوئے شوہر بری الذمہ نہ ہو گا۔ یا پھر عورت معاف کر دے۔ صورت مسئولہ سے متعلق ایک سوال پہلے بھی آ چکا ہے مگر اس میں شوہر صرف دو طلاق کا اقرار کرتا ہے جبکہ پنچائت میں صاف طور پر تین طلاق دینے کا مقر ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جھوٹا بھی ہے۔ بہر حال عورت کا مہر اس پر لازم ہے، جسے وصول کرنا چاہے تو عورت ہر طریقہ استعمال کر سکتی ہے۔ پنچائت کے ذریعے بھی اور کورٹ کے ذریعہ سے بھی اور اگر شوہر کا ولی مثلاً باپ، عورت کے مہر کا ضامن بن چکا ہے تو عورت کو اختیار ہے جس سے چاہے مطالبہ کرے۔ شوہر سے یا اس کے ضامن سے۔ (عالمگیری، درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ رجب المرجب ۱۴۰۴ھ

بلا وجہ طلاق ماننا اور زوجین میں تفریق کرنا، گناہ کبیرہ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ہم میاں بیوی میں جھگڑا ہوا۔ جھگڑے کے دو چار دن کے بعد میری بیوی کو اس کے میکے بھجوا دیا گیا یعنی والدہ نے چھوٹے بھائی کے ساتھ اس کو اس کے گھر بھجوا دیا۔ چار دن کے بعد میں بھی سسرال گیا، اور دو ماہ وہاں رہا، اس دوران کرائے کے مکان میں بھی رہا۔ دو ماہ بعد میرا بڑا بھائی آیا اور کہا تو نے طلاق دی ہے اور تمہاری بیوی کو طلاق ہو چکی ہے، میں نے کہا کہ کیسے؟ تو بتایا کہ ہم بڑوں نے طلاق کا فیصلہ کر لیا ہے جبکہ میں نے نہ تو طلاق دی اور نہ طلاق لکھوائی۔ کیا اس طرح طلاق واقع ہو گئی؟ السائل رفیق الزماں، لطیف آباد، حیدرآباد، ۱۳ اپریل ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب: قرآن کریم نے نکاح کی گرہ شوہر کے ہاتھ میں رکھی ہے بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ تو جب تک وہ خود اس گرہ کو نہ کھولے، کسی اور کو اس کے کھولنے کا اختیار نہیں اور نکاح کی گرہ کھولنا، بیوی کو طلاق دینا ہے۔ تو جب تک شوہر طلاق نہ دے، کسی اور کے فیصلۂ طلاق سے عورت پر طلاق نہیں پڑتی۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں جبکہ شوہر نے نہ عورت کو صریح الفاظ میں طلاق دی اور نہ کوئی ایسا قول و فعل اس سے سرزد ہوا جس سے عورت کو طلاق دینا سمجھا جائے تو محض اوروں کے کہنے سے کہ ہم نے طلاق کا فیصلہ کر لیا ہے، عورت پر طلاق نہ پڑی۔ وہ ہنوز اس کی بیوی ہے اور اس کے نکاح میں ہے۔ ان دونوں میں بلا وجہ شرعی رخنہ ڈالنا، اور ایک کو دوسرے سے جدا کر دینا شیطانی کام ہے اور گناہ کبیرہ جو ایسا کرنا چاہتے ہیں وہ دل میں خوف خدا لائیں اور عذاب جہنم کا وبال اپنے ہاتھوں نہ کمائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳۰ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۴ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تحریر سے طلاق کا ثبوت

سوال: بخدمت جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، دیگر احوال یہ ہے کہ: لڑکی کے والد کو یہ خط ملا ہے

میں سردار بھائی صاحب کے گھر ایک عدد تحریری لفافہ دے کر آیا تھا۔ اس میں ارادۂ طلاق ظاہر کیا تھا لیکن آپ اس تحریری لفافہ کو سمجھ نہ سکے اور اس کے بعد ہی آپ میر پور خاص آدمیوں کو بھیجتے رہے بہر حال میں آپ کو واضح طور پر طلاق نامہ بھیج رہا ہوں اپنی چہیتی بیٹی کو سنا دینا۔ میں نے کشور جہاں کو طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی! فقط، غلام محمد

اب کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ یہ طلاق نامہ لڑکی والوں کو بذریعہ ڈاک موصول ہوا۔ جبکہ لڑکے کو اس طلاق نامہ کا کسی قسم کا علم نہیں اور وہ اس تحریر سے انکار کرتا ہے کہ نہ تو یہ میری تحریر ہے، اور نہ ہی میں نے کسی سے لکھوائی ہے، اگر ضرورت پڑی تو میں پنچائت کے سامنے حلف اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔ فقط کمال الدین

۷۸۶ **الجواب:** ایسے خطوط سے طلاق کا ثبوت، دو چیزوں پر موقوف ہے یا شوہر اقرار کرے کہ واقعی میں نے یہ خط لکھا یا لکھوایا یا دو مرد، خواہ ایک مرد یا دو عورتیں، متقی پرہیزگار، قابل اعتبار، اس بات کی شرعی گواہی دیں کہ ہمارے سامنے خط لکھا یا لکھوایا، یا اپنی بیوی کو طلاق تحریری بھیجنے کا اقرار کیا اور صورت مسئولہ میں ان میں سے کوئی امر موجود نہیں بلکہ شوہر طلاق سے انکار کرتا ہے تو طلاق کا حکم نہ دیا جائے گا اور نہ یہ خط معتبر ہوگا کہ خط، خط سے مشابہ ہوتا ہے۔ ہاں فی الواقع اگر زید اس انکار میں جھوٹا ہے تو اس کا حساب لینے والا خدا ہے۔ عورت اس وبال سے پاک وجدا ہے۔ شوہر خدا سے ڈرے اور حق ظاہر کرے۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ رجب المرجب ۱۴۰۲ھ

تنہا عورت کا بیان قبول نہیں

سوال: محترمی جناب مفتی خلیل خاں صاحب، دار العلوم احسن البرکات، حیدر آباد، السلام علیکم

جناب عالی میں بہت پریشان ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔

اب کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میری لڑکی کی شادی کو آٹھ سال ہو چکے ہیں۔ وہ سسرال والوں کی زیادتیوں سے تنگ آ چکی ہے۔ اس دوران اس کا شوہر اس کو کئی بار طلاق دے چکا ہے۔ لڑکے کے باپ نے لڑکی سے زبردستی طلاق نامہ لے کر پھاڑ دیا ہے اور لڑکی کو دھمکایا ہے کہ اگر تم نے طلاق والی بات کسی سے کہی تو پیس کر رکھ دیں گے۔ میں لڑکی کو ۹ محرم کو اپنے گھر لے آیا۔ گھر آنے کے بعد لڑکی نے اپنی ماں کو تفصیلی بات بتائی اور کہا کہ ۶-۷ ماہ پہلے شوہر نے مجھ کو طلاق دے دی ہے۔ براہ کرم آپ مہربانی فرما کر اس مسئلہ پر غور کریں اور پھر اپنے فیصلے سے آگاہ کر کے میری پریشانی دور فرمائیں؟

عرض دار محمد عبد السبحان ولد محمد عبد القادر، لطیف آباد یونٹ نمبر ۸، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** شوہر نے کئی بار طلاق دی ہے تو اس کے گواہان معتبر بھی ہوں گے۔ وہ گواہی دیں اور شرعاً ان کی گواہی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قابل قبول ہو، تو بیشک طلاق کا حکم دیا جائے گا۔ ورنہ تنہا عورت کا بیان مقبول نہیں۔ البتہ اگر اسے یقین ہے کہ شوہر نے تین طلاقیں دے دی ہیں تو جس طرح بن پڑے اس سے دور رہے۔ مگر نکاح ثانی نہیں کر سکتی جب تک طلاق کا شرعی ثبوت نہ ہو جائے۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

طلاق کا ثبوت اقرار یا گواہوں سے ہوتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میں اپنی بیوی کو لانے کے لئے حیدر آباد سے نواب شاہ اپنے سسرال گیا۔ میں جب اپنے سسرال پہنچا تو میرے سسر، ساس اور میرے سالے کی بیوی مسمات خیر النساء گھر پر موجود تھے۔ میں نے اپنی بیوی کو بھیجنے کا کہا تو میرے سسر صاحب نے انکار کر دیا۔ پھر میں نے مزید اصرار کیا تو میرے سسر ناراض ہو کر مجھے نازیبا الفاظ کہتے ہوئے گھر سے باہر چلے گئے۔ میں نے اپنی ساس کو کہا کہ میں اپنی بیوی کو ابھی لے کر جاؤں گا۔ اس نے بھی بھیجنے سے انکار کر دیا تو میں نے کہا کہ میری طرف سے طلاق! ہے۔ ہمارے گھر آکر فیصلہ کر لینا۔ یہ الفاظ میں نے ایک دفعہ کہے۔ یہ کہہ کر میں رات وہیں اپنے ماموں کے گھر چلا گیا۔ جب میرے ماموں نے مجھ سے پوچھا تو میں نے ان کو بھی یہ بتلا دیا کہ میں ایک دفعہ طلاق! دے کر آیا ہوں، انہوں نے مزید اصرار کیا تو میں نے ان کو بھی یہ مندرجہ بالا بات بتادی۔ از روئے شریعت صحیح جواب دے کر ثواب دارین حاصل کریں۔

ا۔ حلفیہ بیان محمد یٰسین قریشی

میں اپنے گھر پر سویا ہوا تھا۔ وہ رات کو تقریباً ایک بجے آیا جب میں نے اس سے معلوم کیا کہ آج تم اپنے سسرال والوں سے کوئی تکرار وغیرہ کر کے آئے ہو۔ لڑکے لیاقت نے کہا کہ میں ایک دفعہ تین طلاق دے کر آیا ہوں۔ یہ بات میں نے تین بار اس سے دھرائی لیکن لڑکے نے یہی کہا۔ میں یہ بیان بغیر کسی زبردستی، بغیر کسی نشے کے حلفیہ لکھ کر گواہی دے رہا ہوں۔ جو میں نے لڑکے کی زبانی سنا۔ محمد یٰسین قریشی، مورخہ ۲۹۔۳۔۱۹۸۴ء

نوٹ۔ یہ محمد یٰسین لیاقت علی کی والدہ کا تایازاد بھائی ہے اور اسی ناطے سے لیاقت علی کا رشتے کا ماموں ہے۔ (لیاقت علی کا سسر نہیں)

حلفیہ بیان مسمات حلیمہ۔ یہ مسمات لیاقت علی کی ساس ہیں۔

حلفیہ بیان مسمات خیر النساء۔ یہ مسمات لیاقت علی کے سالے کی بیوی ہے۔

ا۔ میں مسمات خیر النساء زوجہ محمد سلیم قریشی

۲۔ میں مسمات حلیمہ زوجہ محمد یٰسین قریشی

ہم خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حاظر ناظر جان کہتی ہیں کہ ہمارے روبرو لیاقت علی ہمارے گھر پر آیا اور کہنے لگا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہ میری بیوی کو میرے ساتھ حیدرآباد بھیجو۔ میں اسے ابھی لے کر جاؤں گا۔ ہم نے کہا کہ لڑکی بیمار ہے۔ ابھی جانے کے قابل نہیں۔ لہٰذا لڑکے لیاقت علی خان نے کہا کہ اگر تم نہیں بھیجتے ہو تو میری طرف سے تمہاری لڑکی کو ایک دفعہ تین طلاق دیتا ہوں۔ یہ گواہی ہم دونوں حلفیہ بیان کے ساتھ باہوش وحواس دیتے ہیں۔

خیرالنساء زوجہ محمد سلیم قریشی، مزآباد، نواب شاہ، حلیمہ زوجہ محمد یٰسین قریشی، مزآباد، نواب شاہ، فقط السائل

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں شوہر ایک طلاق کا اقرار کرتا ہے، جبکہ دوسرے تین طلاق کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ان میں سے جو بھی تین طلاق کا دعویٰ کرتا ہے اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے دعویٰ پر دو مرد یا ایک مرد، دو عورتیں نمازی، پرہیزگار، ثقہ عادل، قابل قبول شرع، گواہ پیش کرے تو پھر تین طلاق کا حکم دیا جائے گا اور شوہر کا انکار نہ سنا جائے گا اور اگر مدعی اپنے دعویٰ پر گواہ ثقہ عادل، نمازی، پرہیزگار، پیش نہ کرسکے تو طلاق مغلظہ ہرگز ثابت نہ ہوگی لہٰذا عدت کے اندر شوہر بے نکاح اس سے رجوع کرسکتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید بتاریخ ۳۔ ۴۔ ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۳ رمضان المبارک ۱۴۰۴ھ

حلالہ کے بغیر عورت کو ساتھ رکھے تو اس سے قطع تعلق لازمی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء راشدین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنے بچے کو مارا پیٹا وہ زخمی ہو گیا بری طرح سے۔ بچے کی حمایت میں اس کی ماں بولی تو اس شخص نے یہ کہا کہ اے محلے والو! تم سب گواہ رہنا میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی! میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی! میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی! اس کے بعد ہسپتال سے علاج کرا کے بچے کی صحت یابی کے بعد میلاد شریف پڑھوایا اور کچھ فقیروں کو کھانا کھلایا اور محلہ میں ظاہر کردیا کہ میں نے طلاق کا کفارہ ادا کردیا ہے اور اس بیوی کو اپنے پاس پھر واپس رکھ لیا۔ کیا شریعت میں وہ دوبارہ اپنی بیوی کو اپنے ساتھ رکھ سکتا ہے یا کہ نہیں؟

ازطرف انصار خان

۷۸۶ **الجواب:** مذکورہ بالا صورت میں اس کی بیوی پر تین طلاقیں پڑ گئیں دونوں کے مابین نکاح ٹوٹ گیا اور عورت بحرمت مغلظہ اس پر حرام ہوگئی۔ اب تاوقتیکہ حلالہ نہ ہولے یہ دونوں باہمی رضامندی سے نکاح بھی نہیں کرسکتے۔ ان دونوں کا اب میاں بیوی کی طرح رہنا سخت حرام ہے۔ اہل محلہ پر لازم ہے کہ ان دونوں کو علیحدہ کردیں اور یہ نہ مانیں تو ان دونوں سے قطع تعلق کرلیں ورنہ سب گناہ میں شریک مانے جائیں گے۔ قال اللہ تعالیٰ **فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ** (۶۸) (انعام)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۰ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مسئلہ تین طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: آج بتاریخ ۲۹ دسمبر ۱۹۶۹ء کو میری شادی مسمات لیلیٰ بیگم ولد عبدالجلیل خان سے ہوئی تھی۔ تقریباً پونے دوسال ہوئے میری بی بی اور میرے درمیان نا اتفاقی ہے اس سلسلے میں محلے کے لوگوں نے میرے اور میری بیگم کے درمیان راضی نامہ کرایا اس کے باوجود کشیدگی باقی رہی۔ اب مسمات لیلیٰ بیگم میرے ساتھ رہنا نہیں چاہتی ہے اور طلاق لینا چاہتی ہے اور اب جب کہ میری بیوی میرے ساتھ رہنا نہیں چاہتی تو گواہوں کے روبرو میں مسمات لیلیٰ بیگم کو جو میری بی بی ہے اس کو طلاق دے رہا ہوں ایک طلاق! دو طلاق! تین طلاق!

عبدالمناف ولد عزیز الرحمٰن، بنگالی کالونی، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں مسمات لیلیٰ بیگم بنت عبدالجلیل خان پر تین طلاقیں پڑ گئیں۔ مسمات لیلیٰ بیگم کا مسمی عبدالمناف سے رشتۂ زوجیت ختم ہو گیا اور وہ قطعاً اس نکاح سے نکل گئی۔ اب تاوقتیکہ حلالہ نہ ہو جائے عبدالمناف مسمات مذکورہ کو نہ اپنے ساتھ رکھ سکتا ہے اور نہ اس سے نکاح کر سکتا ہے۔ قرآن کریم وحدیث محمدی کا بھی یہی حکم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ محرم الحرام ۱۳۹۰ھ

طلاق دینے والا مبہم باتیں کرے تو تحقیق حال ضروری ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: عبدالحمید ولد دین محمد عمر ۱۹ سال آج سے چار سال قبل 'مجھ پر اثر تھا'' اس دوران میں مجھے یاد نہیں کہ میرے منہ سے کوئی طلاق کے الفاظ ادا ہوئے ہیں یا نہیں لوگ کہتے ہیں کہ تم نے اپنی عورت کو طلاق دے دی ہے۔ میں نہیں جانتا کہ میں نے اس قسم کے الفاظ ادا کئے یا نہیں۔ اس بات سے میرے سسر اور میرے والد کے درمیان اختلافات پیدا ہوئے لوگوں کے کہنے سے، میرا ارادہ طلاق دینے کا نہیں ہے اب شرع کیا کہتی ہے؟ اس مسئلہ کو واضح طور پر بیان فرمائیں اور عنداللہ ماجور ہوں؟

گواہان: ہم تصدیق کرتے ہیں کہ ''لڑکے کا دماغی توازن ٹھیک نہیں تھا''۔ گواہان دستخط، منشی علی، نور علی

فقط السائل، عبدالحمید ولد دین محمد

۷۸۶ **الجواب:** سوال میں مذکور ہے کہ شوہر کہتا ہے کہ ''مجھ پر اثر تھا'' اور گواہوں کا بیان ہے کہ ''لڑکے کا دماغی توازن ٹھیک نہیں تھا'' اور یہ دونوں باتیں مبہم غیر واضح ہیں۔ سائل صاف صاف بیان کرے کہ اصل واقعہ کیا ہے تا کہ جواب صاف صاف دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ محرم الحرام ۱۳۹۰ھ

منکوحہ غیر کا نکاح باطل ہے اگرچہ گواہان موجود ہوں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بیچ میں کہ

۱۔ مسمی ابراہیم ولد نامعلوم سکنہ ہارون آباد، پاکستان

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۲۔ مسمی نے اپنی لڑکی شمیم اختر کے مصنوعی کاغذات طلاق پیش کئے۔

۳۔ یہ کہ دیگر ایک شخص مسمی شاہ ولد علی محمد نے ان مصنوعی کاغذات کی تصدیق کے لئے ایک مصنوعی دستاویز پیش کی اور دیگر دو اشخاص نے کاغذات طلاق کے لئے قسم کھائی کہ لڑکی مسمات شمیم اختر کو طلاق ہوگئی جن کے نام یہ ہیں۔

مسمی نواب علی شاہ ولد دینا شاہ، ۲۔ مسمی شمس الدین ولد نامعلوم

ان کاغذات اور دو اشخاص کی تصدیق پر نکاح خواں نے روبرو وکیل مسمی نور شاہ و گواہ محمد صدیق و گواہ عبدالغفور ولد نامعلوم کے روبرو لڑکی سے حلف لے کر سابقہ خاوند مسمی تاج محمد نے مجھے تین طلاقیں دی ہیں۔ اس پر نکاح خواں نے نکاح پڑھا دیا مگر بعد میں معلومات کرنے پر پتا چلا کہ مسمی ابراہیم نے جو حلف اٹھایا ہے وہ غلط ہے لڑکی کی طلاق نہیں ہوئی ہے اس حالت میں نکاح خواں پر کیا کفارہ عائد ہوتا ہے؟ عرض کنندہ، نکاح خواں محمد صادق ولد برکت علی

۷۸۶ الجواب: جبکہ صورت واقع یہ ہے کہ ایک شوہر والی لڑکی کا نکاح دوسرے جھوٹے کاغذات اور جھوٹے گواہوں کی جھوٹی گواہی سے کر دیا گیا تو یہ نکاح ثانی محض باطل ہوگا اور زوجہ ثانی سے وطی زنا ہوگی جتنے لوگ اس سخت کبیرہ عظیمہ میں اس حال سے آگاہ ہو کر شریک ہوں گے تو سب سخت گناہگار و مستحق عذاب ہوئے اور ان میں سے عذاب دوزخ کا استحقاق جھوٹے گواہوں کو ہوگا جن کی جھوٹی گواہی سے ایسی ناپاک فاحشہ بات کی تکمیل ہوئی۔ رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ لیس منا من خبب امراۃ علی زوجھا او عبدا علی سیدہٖ جو کسی عورت کو اس کے شوہر سے بگاڑ دے وہ ہمارے گروہ سے نہیں ہے (احمد، حاکم، ابوداؤد ص ۲۹۶ ج ۱) جب کسی کی عورت کو شوہر سے بگاڑنے پر یہ حکم ہے تو معاذ اللہ عورت کو شوہر سے توڑ کر دوسرے کے نکاح میں کر دینا کیسا سخت ظلم ہے۔ نیز حدیث شریف میں ہے کہ ہرگز جھوٹے گواہ کے پاؤں جگہ سے ہٹنے نہ پائیں گے اللہ تعالیٰ ان کے لئے جہنم واجب کر دے گا (ابن ماجہ) جبکہ مطلقاً جھوٹی شہادت کا یہ وبال ہے تو جس نے پیسے دو پیسے مال پر جھوٹی گواہی دی تو جھوٹی گواہی سے کسی کی عزت و ناموس کو برباد کرنا کس قدر موجب غضب الٰہی ہوگا۔ اب اگر نکاح خواں کو وقت نکاح معلوم نہ تھا کہ یہ ایک فریب ہے تو شرعاً اس پر کوئی گرفت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۰ھ

مسئلہ تین طلاق

سوال: جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

زید اور ہندہ دونوں میاں بیوی ہیں۔ ہندہ تین ماہ کے حمل سے ہے۔ زید اپنے گھر پر ہے اور ہندہ اپنے میکے میں ہے۔ زید کو کچھ باتیں چند افراد نے ہندہ کے خلاف کہیں جس پر زید نے ایک لیٹر پوسٹ ہندہ کو بھیجا جس میں چند الفاظ اپنے افسوس کے ساتھ ظاہر کئے ہیں اور آخری الفاظ میں طلاق لکھ دی ہے۔ خط کی پہلی عبارت یہ ہے کہ

مجھے یہ بات افسوس کے ساتھ کہنی پڑ رہی ہے کہ میں تمہیں چھوڑ رہا ہوں۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آخری عبارت یہ ہے کہ

زید بن فلاں۔ ہندہ بنت فلاں کو طلاق دیتا ہوں

زید بن فلاں۔ ہندہ بنت فلاں کو طلاق دیتا ہوں

زید بن فلاں۔ ہندہ بنت فلاں کو طلاق دیتا ہوں

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس تحریر میں کہ طلاق کا لفظ غیروں کے کہنے پر افسوس کے ساتھ ہے کیا اس لیٹر سے ہندہ کو طلاق ہوگئی یا کہ نہیں؟ جواب قرآن وحدیث سے تحریر فرمائیں۔ ماسٹر محمد اسمٰعیل، پریٹ آباد پھلیلی، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ الجواب: اس صورت میں عورت پر طلاق مغلظہ واقع ہوچکی۔ پس بغیر حلالہ اب یہ عورت اپنے شوہر پر حلال نہیں۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ یعنی اگر شوہر نے تیسری طلاق دے دی تو اب وہ عورت اس کے لئے حلال نہ رہی جب تک کسی اور سے نکاح نہ کرلے اور ہم بستری ہو کر طلاق یا موت نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ محرم الحرام ۱۳۹۰ھ

''طلاق دے دوں گا'' ارادۂ طلاق کا اظہار ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنی منکوحہ کو دو مرتبہ یہ الفاظ کہے کہ میں تجھے طلاق دوں گا اور زید حلفیہ بیان دیتا ہے کہ میرے اور میری بیوی کے مابین جھگڑا ہو رہا تھا اور وہاں دو گواہ عدنان خان اور عبدالجلیل صاحبان موجود تھے اور ان کا بیان بھی وہی ہے جو زید نے دیا ہے۔ بندہ خان جس نے زید کی منکوحہ سے بیان لیا تو اس نے بھی یہی کہا کہ زید نے دو مرتبہ یہی الفاظ کہے کہ میں تجھے طلاق دوں گا؟

دستخط عدنان خان، دستخط بندہ خان، دستخط زوجہ فقط السائل

۷۸۶ الجواب: اگر امر واقع یہی ہے کہ زید نے اپنی بیوی سے صرف ۲ مرتبہ یہ الفاظ کہے کہ ''میں تجھے طلاق دے دوں گا'' تو یہ ارادۂ طلاق کا اظہار ہے۔ طلاق دینا نہیں اور ارادۂ طلاق، طلاق نہیں اگرچہ وہ ۳ مرتبہ یا اس سے زیادہ یہی الفاظ دہراتا۔ فتاوٰی حامدیہ میں ہے صيغة المضارع لا يقع به الطلاق الا اذا غلب في الحال۔ لیکن یہ حکم اس وقت ہے کہ ان الفاظ کی ادائیگی کے بعد اس سے کوئی قول یا فعل ایسا سرزد نہیں ہوا جس سے فی الحال طلاق دینا سمجھا جاتا ہو۔ ورنہ طلاق پڑ جائے گی یہاں تک کہ اگر اس نے لوگوں سے یہ کہا کہ ''میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے'' حالانکہ اس نے طلاق نہیں دی تب بھی طلاق پڑ جائے گی۔ (درمختار وغیرہ)۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ ابھی ان دونوں میں نکاح باقی ہے کسی جدید نکاح کی ضرورت نہیں جبکہ صرف ۲ بار الفاظ کہے کہ ''میں تجھے طلاق دے دوں گا'' واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ کیم ذی قعد ۱۳۹۶ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طلاق کے لئے تنہا عورت کا قول معتبر نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بیچ میں کہ: ایک شخص نے اپنی عورت کو غصہ میں آ کر پہلے تو مار پیٹ کی پھر چند عورتوں کے سامنے طلاق تین بار یہ کہہ کر دے دی ہے کہ جا میں تجھے طلاق دیتا ہوں اور وہ عورتیں جو وقت پر موجود ہیں وہ حلفیہ بیان دیتی ہیں ایسی حالت میں طلاق ہو گی یا نہیں؟، ۲۔ پھر وہ عدت کے دن پورے کر کے دوسری جگہ عقد ثانی کر سکتی ہے یا نہیں؟ ۳۔ کتنی عورتوں کی شہادت قابل قبول ہوتی ہے؟　　فقط السائل

۷۸۶ **الجواب:** جبکہ شوہر نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں تو وہ عورت اس مرد پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئی دونوں کے مابین نکاح ٹوٹ گیا اب دونوں زن وشوہر کی طرح نہیں رہ سکتے یہ قرآنی فیصلہ ہے عدت کے بعد عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے اور ایسے معاملات میں تنہا عورتوں کا قول معتبر نہیں۔ (عالمگیری وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۱۵ شوال المکرم ۱۳۹۶ھ

نشے میں طلاق کا بیان، جہیز، مہر، حصہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: الف نے شادی کے وقت سے لے کر اب تک اپنی بیوی کو، کوئی سکون دینا تو کجا نان ونفقہ بھی ادا نہ کیا جبکہ بیوی خود محنت مزدوری کر کے اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالتی رہی شوہر سرکاری ملازم ہے اور تقریباً سات سو روپے ماہانہ آمدنی ہے مگر چونکہ دفتر سے اکثر غیر حاضر رہتا ہے اس لئے شاید ہی کسی مہینے تنخواہ پوری ملتی ہو۔ الف نے بیوی کو ہر طرح سے تنگ کیا اور ہر وقت مار پیٹ کرتا رہتا ہے۔ یہ صاحب ایک جنونی طبیعت کے آدمی ہیں اور اکثر جنون میں الٹی سیدھی حرکتیں کرتے رہتے ہیں اس دوران بچوں کو مارنا، بیوی کو مارنا بھی ہوتا ہے۔ شادی کے کچھ عرصے بعد انہوں نے بیوی کو طلاق دے دی مگر علماء کے فتوے کے مطابق طلاق شرعاً نہیں ہوئی اس لئے میاں بیوی کی طرح دوبارہ رہنے لگے۔

۱۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ الف نے کسی معمولی بات پر مشتعل ہو کر بیوی کو دوسرے کے گھر میں جا کر یہ کہا ہے کہ میں نے اس کو طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی! اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ جبکہ اس وقت موجود تین آدمیوں نے اس کو روکنے اور سمجھانے کی بہت کوشش کی مگر تین بار کہہ کر دم لیا۔ اب جبکہ لڑکی کے رشتے دار پہنچے تو کہتا ہے کہ میں نے نشہ آور گولی کھا رکھی تھی اس لئے جو کچھ بھی ہوا وہ میں نے دانستہ نہیں کیا۔ طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

۲۔ اگر طلاق واقع ہو گئی تو دوسری صورت میں عدت کے اخراجات مہر کی ادائیگی اور جو جہیز لڑکی کو ملا تھا تو اس کا شوہر ذمے دار ہے یا نہیں کہ یہ سب ادا کرے؟

۳۔ آٹھ بچے، جن کی عمریں بڑا لڑکا ۱۵ سال، لڑکی ۱۳ سال، بالترتیب تین لڑکے ۱۱، ۹، ۷، ۵، ۲ سال ہیں ان کی پرورش کا اور اخراجات کا ذمہ دار کون ہو گا؟ اور بچے کس کے پاس رہنا چاہئیں؟

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۴۔ جس مکان میں یہ لوگ رہتے ہیں وہ لڑکی کے بھائی نے اپنے پیسوں سے لے کر دیا تھا مگر شوہر نے اس کا الاٹ منٹ اپنے نام سے کرایا اب کہتا ہے کہ اس کا گھر تو میں ہرگز نہیں چھوڑوں گا کیوں کہ یہ میری زندگی بھر کی کمائی ہے شرعی طور پر اس مکان کا جائز وارث کون ہوگا؟

امید ہے کہ شریعت کی روشنی میں مندرجہ بالا مسائل کا جو کسی کی زندگی کے لئے ایک بہت بڑا المیہ ہے بالکل صحیح صحیح جواب عنایت فرما کر مشکور فرمائیں گے۔ سائل۔ تراب علی

۷۸۶ **الجواب:** طلاق کے لئے شرط یہ ہے کہ شوہر عاقل بالغ ہو اور نشہ والا، عاقل کے حکم میں ہے لہٰذا اس کی طلاق بھی ہو جائے گی اور نشہ خواہ شراب پینے سے ہو یا بھنگ وغیرہ کسی اور چیز سے اور چونکہ صورت مسئولہ میں شوہر نے تین طلاقیں دی ہیں اس لئے عورت پر تین طلاقیں پڑ گئیں اور عورت بحرمت مغلظہ اپنے شوہر پر حرام ہوگئی۔ اب تاوقتیکہ حلالہ نہ ہولے یہ دونوں آپس میں نکاح بھی نہیں کر سکتے۔ میاں بیوی کی طرح رہنا تو درکنار۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ جہیز جو عورت کو ماں باپ کے یہاں سے ملتا ہے خالص عورت کی ملکیت ہے کسی کا اس میں کوئی حق نہیں اور عورت طلاق کے بعد جب چاہے اپنا حق مہر حاصل کر سکتی ہے کہ نکاح ہی باقی نہ رہا تو مہر کی ادائیگی شوہر پر لازم ہوگئی۔ ہاں اگر عورت معاف کر دے تو معاف ہو جائے گا۔ ردالمحتار میں ہے کل احد یعلم ان الجهاز ملك المرأة فلا حق لاحد فيه۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ جس عورت کو طلاق دی گئی ہے بہرحال عدت کے اندر نفقہ پائے گی اور عدت گزر جانے کے بعد نفقہ ساقط ہو جاتا ہے جبکہ اس کا دعویٰ نہ کیا ہو۔ (خانیہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ مکان جب لڑکی کے بھائی نے خرید کر، اس لڑکی کے شوہر کو کر دیا اور اس نے اس پر قبضہ کر لیا یہاں تک کہ اس کا الاٹمنٹ بھی اپنے نام کرا لیا تو وہ اس کا ہو گیا اور اگر بہن کے لئے دیا تو بہن اس کی مالک ہے۔ بہن واپس لے سکتی ہے۔ اس کی تعمیر کے مصارف شوہر نے کئے ہیں تو یہ رقم واپس کرنا ہوگی ورنہ رقم نہیں لے سکتا۔ (عالمگیری وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ صفر المظفر ۱۳۹۶ھ

اقرارِ شوہر کے بعد طلاق کے لئے گواہ کی ضرورت نہیں ہے

سوال: بخدمت جناب مفتی مولانا محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

عرض ہے کہ طلاق کے متعلق میرے پاس ایک فیصلہ طلب معاملہ آیا ہوا ہے۔ میں خود ان دونوں فریق کا رشتہ دار ہوتا ہوں ان دونوں فریق نے فیصلہ مانگا ہے کہ جو حق کا فیصلہ ہو وہ دیں۔ میں نے زرینہ کے شوہر یعنی خاوند کا بیان حلفیہ لیا ہے اور نو دس افراد کے سامنے بیان لیا ناصر نے حلفیہ کہا کہ میں نے غصہ کی حالت میں اپنی بیوی زرینہ کو دو مرتبہ طلاق دی! اس طرح جملہ کہے وہ جملے یہ ہیں طلاق دی! طلاق دی! مجھے جب یہ خبر ملی کہ طلاق دے دی ہے تو پانچ چھ یوم کے بعد لڑکے ناصر

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے مکان پر جا کر معلومات کیں اور بیان لیا۔ اس کے بعد دوسرے دن لڑکی زرینہ کا بیان لیا اس کے والدین کے گھر پر جا کر لیا زرینہ جو کہ ناصر کی بیوی تھی اس نے اپنے بیان میں کہا کہ میرے شوہر ناصر نے مجھے غصے کی حالت میں تین بار طلاق دی۔ الفاظ یہ تھے طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی! جناب مفتی صاحب یہ دونوں بیان علیحدہ علیحدہ ہیں اب آپ ہی فتوی دیں کیوں کہ شریعت کا مجھے علم نہیں ہے۔ میرے لئے بڑی پریشانی ہے کہ میں کیا فیصلہ دوں لہٰذا آپ کو یہ معاملہ ظاہر کرنا تھا آپ عالم ہیں اور اس کے متعلق جو بھی شریعت کا قانون ہو فتوی صادر فرمادیں۔ عین نوازش ہوگی۔ زرینہ حاملہ بھی ہے اور ناصر کا بیان یہ ہے کہ دو بار طلاق! طلاق! کے جملے ادا کئے اور غصہ کی حالت میں کہے اور لڑکی زرینہ تین بار کے لئے کہتی ہے کہ یہ جملے ادا کئے طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی! خادم محمد بشیر خان، پختہ قلعہ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: ناصر یا اس کی بیوی جو بھی اپنے قول کی تائید میں گواہ رکھتے ہیں وہ پیش کریں تاکہ جواب دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ شوال المکرم ۱۳۹۶ھ

وضاحت: بخدمت جناب قبلہ مفتی خلیل صاحب، السلام علیکم، عرض یہ ہے کہ:

مورخہ ۲۵ ستمبر ۱۹۷۶ء کو میری غیر موجودگی میں میرے داماد یعنی ناصر حسین ولد حامد حسین نے میری لڑکی کو تین مرتبہ طلاق دی کا لفظ استعمال کیا جس کی گواہ برابر والے مکان کی ایک عورت ہے اور دوسری گواہ لڑکی کی والدہ ہے۔ لڑکے نے خود اقرار کیا ہے کہ میں نے غصے کی حالت میں دو مرتبہ گھر میں اور ایک مرتبہ باہر نکلتے وقت طلاق دی کا لفظ ادا کیا۔ تین (۳) یوم کے بعد ناصر حسین کے دو بھائی میرے پاس آئے اور مجھ سے خود کہا ہے کہ ناصر حسین قرآن نہیں اٹھائے گا اس نے تین مرتبہ طلاق دی ہے۔ قبلہ اگر ناصر حسین قرآن پاک اٹھا کر طلاق کے بارے میں وضاحت کرے تو جیسا بھی آپ کا فیصلہ ہوگا وہ مجھ کو منظور ہوگا ۱۰ آدمیوں کے بیچ میں بھی اس نے خود دو مرتبہ بھی کہا اور تین مرتبہ بھی کہا۔ برائے مہربانی شریعت کے مطابق فیصلہ سے آگاہ فرمائیے گا۔ اس بارے میں لڑکی بھی حلف اٹھانے کے لئے تیار ہے؟ نیاز الدین، امریکن کوارٹر، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ الجواب: جبکہ ناصر حسین کو اس کا اقرار ہے کہ اس نے پہلے دو مرتبہ اور پھر آخر میں ایک مرتبہ اور طلاق دی تو کل کر تین طلاقیں ہوگئیں۔ شوہر کے اقرار کے بعد نہ کسی حلف کی ضرورت نہ گواہ کی حاجت۔ ناصر اور اس کی بیوی میں اس کے بعد نکاح ٹوٹ گیا۔ دونوں ایک دوسرے پر حرام ہوگئے۔ قرآنی فیصلہ ہے کہ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗ۔ تیسری طلاق کے بعد عورت اس مرد کے لئے حلال نہیں رہی جب تک کسی اور سے نکاح وصحبت نہ کرے۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ شوال ۱۳۹۶ھ

ارادۂ طلاق، طلاق نہیں ہے

سوال: بخدمت جناب محترم مفتی محمد خلیل خاں صاحب، منتظم دار العلوم احسن البرکات، حیدرآباد، السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنے والد کے مارنے پر کہا کہ اگر تم مجھے مارتے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رہے تو میں اپنی بیوی کو طلاق دے دوں گا اور وہ اپنے والد کے مارنے پر یہ الفاظ بار بار دہراتا رہا کہ اگر تم مجھے مارو گے تو میں اپنی بیوی کو طلاق دے دوں گا۔ مندرجہ بالا سوال کے متعلق عرض ہے کہ اس طرح کے الفاظ بار بار دہرانے والے شخص کی بیوی کو طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟　السائل احمد بخش ولد نظام الدین، عبد القادر پارک، نواب شاہ

۷۸۶ الجواب: ''میں اپنی بیوی کو طلاق دے دوں گا'' ایقاع طلاق نہیں۔ ارادۂ طلاق ہے اور ارادۂ طلاق، طلاق نہیں لہٰذا صورت مسئولہ میں اس شخص کی بیوی پر طلاق واقع نہ ہوئی۔ وہ دونوں بدستور زن و شوہر ہیں۔ فتاوٰی حامدیہ میں ہے صیغة المضارع لایقع به طلاق الا اذاغلب فی الحال کما صرح به الکمال بن الهمام۔ یہی مضمون فتاوٰی شامی میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۱۱ رجب المرجب ۱۳۹۶ھ

طلاق رجعی، خبر طلاق اور رجعت کا طریقہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ ایک شخص نے کچھ لوگوں کے سامنے اپنے والد صاحب کے کہنے سے اپنی بیوی کو غصّے میں ایک مرتبہ طلاق دے دی۔

۲۔ اس کے بعد وہ کچھ کہنا چاہتا تھا کہ دوسرے آدمی نے اپنے ہاتھ سے اس کا منہ بند کر دیا۔ ہمیں معلوم نہیں اس نے منہ بند کیے ہوئے اپنی بیوی کو دوسری یا تیسری طلاق دی یا نہیں۔ اس کو وہ جانے یا خدا جانے۔ بہر حال دوسرے لوگ کچھ نہ سن سکے۔

۳۔ اسی شخص نے اس طلاق کا ذکر اپنے ملنے والوں سے بھی کیا ہے۔

۴۔ اس شخص نے میعاد عدت میں اپنی بیوی کو رجوع کرنے کی اطلاع نہیں دی۔

۵۔ کیا لڑکی کے والدین کو مندرجہ بالا سوالات کے بارے میں اس لڑکے سے وضاحت یا معلومات حاصل کرنے کا حق ہے کہ اوّلاً اس نے اپنی بیوی کو منہ بند کیے ہوئے دوسری طلاق تو نہیں دی۔ ثانیاً یہ کہ اس نے طلاق کا ذکر جو اپنے ملنے والوں سے کیا ہے تو اس سے اس کا مقصد اسی واقعہ کو دہرانا تھا یا مزید طلاق دینا تھا۔ ثالثاً یہ کہ کیا اس نے اپنی بیوی سے روبرو گواہان رجوع کیا ہے؟

براہ کرم شرعی فتویٰ صادر فرما کر شکریہ کا موقع مرحمت فرمائیں۔　خادم حافظ محمد حنیف نقشبندی، حیدر آباد، سندھ

۷۸۶ الجواب: شوہر نے ایک بار طلاق دے دی تو یہ طلاق رجعی ہوئی شوہر کو اس میں رجعت کا حق ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ طلاق (جس کے بعد رجعت ہو سکے) دو بار تک ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا نکوئی کے ساتھ چھوڑ دینا۔ بالفرض شوہر اگر دوسری طلاق بھی صریح لفظوں میں دے دیتا تو اسے قرآنی حکم کی رو سے رجوع و صحبت کا حق ہے اور طلاق دے کر اس کا ذکر کسی سے کیا جائے تو یہ اسی پہلی طلاق کی خبر ہوگی نہ کہ مزید طلاق دینا۔ پھر رجعت کے لئے یہی ضروری نہیں کہ شوہر خود الفاظ رجعت اپنی زبان سے ادا کرے بلکہ کسی اور نے رجعت کے الفاظ کہے اور شوہر نے جائز کر دیا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رجعت ہوگئی (ردالمحتار) رجعت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کسی لفظ سے رجعت کرے اور رجعت پر دو عادل شخصوں کو گواہ کرے اور عورت کو بھی اس کی خبر کر دے لیکن اگر قول سے رجعت کی مگر کسی کو گواہ نہ بنایا یا گواہ بھی کیے مگر عورت کو خبر نہ کی تو مکروہ وخلاف سنت ہے مگر رجعت ہو جائے گی (جوہرہ نیرہ وغیرہ) ان احکام کے بعد سوالات مذکورہ بالا کے جوابات واضح ہو گئے اور معلوم ہوا کہ اگر

۱۔ شوہر اس عورت سے رجوع کرنا چاہتا ہے تو دوسروں کو آڑے نہیں آنا چاہیے۔

۲۔ نہ اس بات کی کنکاش کرنا چاہیے کہ شوہر نے منہ بند ہونے کی حالت میں کچھ کہا بھی ہوگا تو وہ خود اس نے سنا ہوگا نہ کسی اور نے تو شرعاً اس پر کیا حکم دیا جا سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳۰ محرم الحرام ۱۳۹۸ھ

طلاق ثلاثہ

سوال: میں محمد شفیع ولد محمد شریف۔ باقائم ہوش وحواس آج مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۷۷ء کو اپنی زوجہ مسمات نوشاد بیگم ولد محمد عمر خان کو درج ذیل گواہان کی موجودگی میں طلاق دے کر اپنے نکاح سے آزاد کرتا ہوں اور اعادہ کرتا ہوں کہ میں نے مسمات نوشاد بیگم کو طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی! میرا آج کے بعد مسمات نوشاد بیگم سے کوئی رشتہ باقی نہیں رہتا ہے۔

گواہ۔ ۱۔ سیّد فرید حسن ولد حافظ وزیر حسن ۲۔ اسلام الدین قریشی ولد امیر الدین قریشی

اس تحریر کو مسلم فیملی لا (Muslim family law) کے تحت میں مسمات نوشاد بیگم کو اس کے والد کے گھر پر اطلاع کے لئے روانہ کر رہا ہوں اور اس کی اطلاع جناب چیئر مین/ایڈمنسٹریٹر یونین کمیٹی نمبر ۵۔ وارڈ بی حیدرآباد سندھ کو بھی ارسال کرتا ہوں تاکہ قانون کے مطابق طلاق کی توثیق کی جائے؟ فقط السائل محمد شفیع ولد محمد شریف

۷۸۶ الجواب ہوالموفق للصواب صورت مسئول عنہا میں مسمات نوشاد بیگم پر تین طلاقیں مغلظہ واقع ہو گئیں اب بغیر حلالہ کے یہ اپنے سابق شوہر محمد شفیع کے لئے حرام ہے۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ

واللہ تعالیٰ اعلم احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۔۳۔۱۹۷۸ء

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب واللہ تعالیٰ اعلم وعندہ ام الکتاب۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۷ ربیع الآخر ۱۳۹۸ھ

وعدہ طلاق کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید ایک پرچہ اس طرح لکھ کر جو ذیل میں درج ہے اپنے سسرال دے آیا۔ میں باہوش وحواس غوثیہ بیگم کو طلاق دے دوں گا! طلاق دے دوں گا! طلاق دے دوں گا اور یہ برائے مہربانی اپنا سامان اٹھا کر لے جائیں۔ کیا طلاق واقع ہوگئی۔ خادم عنایت حسین، امریکن کوارٹر، حیدرآباد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب:** شوہر کا کہنا کہ "میں طلاق دے دوں گا" وعدہ طلاق ہے اور وعدہ طلاق، طلاق نہیں۔ ہاں ان الفاظ کے علاوہ شوہر نے کچھ اور الفاظ اس قسم کے ادا کئے جن سے طلاق دینا سمجھا جاتا ہے تو بیان کئے جائیں تاکہ حکم شرعی بیان کیا جائے۔ (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ ربیع الاول شریف ۱۳۹۸ھ

عوت شوہر سے دور بھاگ جائے تو نکاح نہیں ٹوٹتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص مسمی محمد خلیل نے میری زوجہ مسمات بسم اللہ کو ورغلا کر تقریباً ایک سال کے لئے اپنے قبضہ میں کر لیا۔ بعد میں مسمات مذکورہ کو اس کے پیدا کردہ سحری اثرات سے نجات حاصل ہو گئی ہے۔ مسمات اپنے گھر میں بہ قائمی ہوش وحواس اور رضا ورغبت کے واپس رہنا چاہتی ہے۔ اس کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟ فقط آپ کا خادم شمس الدین، پختہ قلعہ نزد مدینہ مسجد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** عورت کسی کے ورغلانے یا معاذ اللہ، خود اپنی خواہشات کی باندی ہو کر بدچلن ہو جائے تب بھی شوہر جب تک طلاق نہ دے اس کا نکاح باقی رہتا ہے۔ عورت اپنی اصلاح کر کے، تائب ہو کر اپنے شوہر کے پاس واپس آنا چاہے تو آسکتی ہے اور اپنے شوہر کے ساتھ بحیثیت بیوی رہ سکتی ہے۔ یہاں کسی نکاح کی بھی ضرورت نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ وَ الّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآىٕكُمْ (النساء:15) سماھن مع ذلک نساء ھم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ ربیع الاوّل شریف ۱۳۹۸ھ

طلاق رجعی کا حکم، عدّت کے بعد تجدید کا طریقہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ۲۳ جنوری ۱۹۷۴ء کو مسمی لیاقت علی ولد محمد شریف نے اپنی بیوی کو اپنے سسر کے کہنے پر مسمات کلثوم بنت مولانا نور محمد کو تین گواہ کے سامنے دو دفعہ طلاق دے دی کیا مسمات کلثوم کو طلاق ہو گئی اس طلاق کو دیے ہوئے تقریباً دس ماہ کا عرصہ ہو گیا ہے۔

گواہ۔ ا۔ عبد الغنی ولد پیرو شاہ ۲۔ محمد اسماعیل ولد دین شاہ ۳۔ عبد الرزاق ولد رفیق شاہ

لیاقت علی نے ان گواہوں کے سامنے دو مرتبہ طلاق دی ہے۔

فقط السائل حکیم سیّد عبد المجید قادری، دواخانہ فیض عام پھلیلی روڈ، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئول عنہا میں مسمات کلثوم کو دو طلاقیں رجعی واقع ہو گئیں، عدت میں رجوع کر سکتا ہے اور بعد عدت تجدید نکاح کافی ہے، حلالہ کی ضرورت نہیں ہے، قال اللہ تعالیٰ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحٌۢ بِاِحْسَانٍ طلاق (جس کے بعد رجعت ہے) دو بار تک ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا نکوئی کے ساتھ چھوڑ دینا۔

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ محرم الحرام ۱۳۹۸ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

غیر مدخولہ ایک طلاق سے نکاح سے باہر

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: آج سے تقریباً آٹھ سال پہلے شادی ہوئی تھی اس وقت لڑکے کی عمر نو سال تھی اور لڑکی کی عمر چھ سال تھی۔ اب لڑکی کی عمر چودہ سال ہے اور لڑکے کی عمر سترہ سال ہے۔ لڑکی سسرال نہیں گئی۔ خاوند سے ہم بستر نہیں ہوئی ہے لیکن خاوند نے آج سے نو مہینے پہلے لفظ طلاق اپنی بیوی کو کہہ دیا ہے اور تحریری لکھ کر بھی ظاہر کر دیا ہے مگر اب دوبارہ اپنی عورت کو لانے پر رضامند ہو گیا ہے۔ کیا اس صورت میں طلاق ہو گئی؟ اور اگر نہیں ہوئی تو کیا دوبارہ نکاح پڑھایا جائے۔ جواب سے آگاہ فرمائیں۔ منجانب اللہ نور ولد الٰہی بخش شیخ، پریٹ آباد، حیدرآباد سندھ

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئول عنہا میں جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے شوہر نے اپنی بیوی کو لفظ طلاق کہا اور عورت غیر مدخولہ ہے، لہٰذا ایک طلاق واقع ہو گئی ایک طلاق دینے سے عورت نکاح سے باہر ہو جاتی ہے، دوبارہ نکاح کر سکتا ہے۔ (فتاوی رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۹۷۸.۱۰.۲۰ء

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

طلاق کے بعد پانچ ماہ کا بچہ کس کے پاس رہے گا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: مسمی سرفراز ولد چھمی خان نے اپنی بیوی مسمات ثریا بانو بنت قاضی شبیر حسین مرحوم کو تین طلاقیں تحریراً لکھ دی ہیں۔ حکم شرعی سے مطلع فرمائیں۔ نیز مسمات مذکورہ کا چھوٹا لڑکا عمر پانچ ماہ ہے وہ کس کے پاس رہے گا۔ مطلع فرما کر ممنون و مشکور فرمائیں۔ فقط ثریا بانو، ریشم گلی، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئول عنہا میں ثریا بانو کو تین طلاقیں مغلظہ واقع ہو گئیں اور اب یہ عورت اپنے سابقہ شوہر کے لئے حرام قطعی ہو گئی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ عورت کو چاہئے کہ وہ گھر میں بیٹھ کر اپنی عدت پوری کرے اور پانچ ماہ کا بچہ سمجھدار ہونے تک ماں کے پاس رہے گا اور اس دوران کا نان نفقہ بچے کے لئے، شوہر یعنی بچے کا باپ برداشت کرے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۹۷۸.۷.۲۹ء

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

طلاق معلق کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: فیض احمد نے اپنی زوجہ کو ۲۹.۹.۱۹۷۷ء کو خط لکھا۔ نومبر کے مہینے تک گھر آ جائیں ورنہ نکاح سے باہر۔ زوجہ فیض احمد کی ابھی تک شوہر فیض احمد کے گھر نہیں گئی اور اب عدت کا زمانہ بھی گزر گیا۔ اب دریافت طلب یہ مسئلہ ہے کہ اس خط سے طلاق ہو گئی یا نہیں۔ اور طلاق رجعی ہوئی یا طلاق بائن۔ اور اب عورت بغیر نکاح کے فیض احمد کے گھر جا سکتی ہے یا نہیں؟ اور شوہر اس کو جبراً گھر لے جا سکتا ہے یا نہیں؟ براہ کرم شرعی حکم سے مطلع فرمائیں۔

فقط، محمد الیاس

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب:** خط میں مسمی فیض احمد نے طلاق کو، اس مضمون پر معلق کیا کہ "تم نومبر تک میرے گھر آ جاؤ ورنہ میرے نکاح سے باہر" اور نومبر ۱۹۷۷ء گزر جانے سے پہلے اس کی بیوی اس کے گھر نہ آئی تو عورت بے شک اس کے نکاح سے باہر ہوگئی۔ اب اگرچہ عدت گزر چکی جیسا کہ سوال میں مذکور ہے تب بھی چونکہ یہ صورت، طلاق بائن کی ہوگئی اس لئے ان دونوں کے لئے حلالہ کے بغیر باہمی رضامندی سے نکاح تجدید کرنا جائز ہے۔ حلالہ کا یہ محل نہیں اور چونکہ فیض احمد اس کا شوہر نہ رہا اس لئے وہ عورت بھی اس کے لئے اجنبیہ ہوگئی۔ اسے جبراً گھر لے جانا ایسا ہی ہے جیسے کسی شریف عورت کو اغواء کرنا۔ اس میں جتنے لوگ شریک ہوں گے سب گناہگار ہوں گے۔ کتب فقہ میں جابجا یہ بات مذکور ہے کہ طلاق جس شرط پر معلق ہو وہ شرط پائی جائے تو طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ ربیع الآخر ۱۳۹۸ھ

شوہر کو بتائے بغیر طلاق لکھوا کر بھجوانے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسمی عبدالعزیز کے والد جہانگیر نے ایک شخص کو بلا کر عبدالعزیز کے مشورہ کے بغیر عبدالعزیز کی طرف سے عبدالعزیز کی بیوی مسمات شکوری کو طلاق نامہ لکھوایا اور عبدالعزیز کو اپنے سے تین چار گز کے فاصلے پر رکھا۔ وہ اس فاصلے سے سن نہیں سکا کہ یہ کیا کاغذ لکھوایا جا رہا ہے۔ پورا کاغذ لکھنے کے بعد جہانگیر نے اپنے بیٹے عبدالعزیز کو اپنے پاس بلا کر کہا کہ اس کاغذ پر انگوٹھا لگا دے۔ عبدالعزیز نے اپنے باپ کے کہنے سے اس کاغذ پر انگوٹھا لگا دیا۔ اسے نہیں معلوم کہ اس کاغذ میں کیا لکھا گیا ہے۔ اس کے بعد عبدالعزیز کے والد جہانگیر نے اپنے بیٹے عبدالعزیز کے سسر کو بلا کر کہا کہ تیری بیٹی شکوری کو طلاق ہوگئی ہے۔ اسے لے جاؤ۔ لڑکی کا والد اپنی بیٹی کو اپنے گھر لے آیا۔ جب عبدالعزیز کو طلاق کا معلوم ہوا تو وہ رونے لگا اور اس نے کہا کہ میں نے طلاق نہیں دی ہے۔ شکوری اب بھی میری شرعی اور قانونی بیوی ہے لہٰذا حکم شرعی سے فتویٰ عنایت فرمائیں کہ ایسے حالات میں طلاق ہوئی یا نہیں؟ المستفتی سید گوہر علی شاہ

۷۸۶ **الجواب:** اگر واقعتہً ایسا ہی ہوا ہے کہ اس تحریر کے متعلق عبدالعزیز کو پتہ نہ چلا کہ یہ کیا لکھوایا جا رہا ہے اور نہ کاغذ پر انگوٹھا لگاتے وقت اسے طلاق نامہ کا علم ہوا اور محض اپنے والد کے کہنے پر اس تحریر پر انگوٹھا لگا دیا تو بلاشبہ اس تحریر سے عبدالعزیز کی بیوی پر کوئی طلاق نہ پڑی کہ نہ قصد طلاق پایا گیا نہ، تصدیق طلاق، و اقرار طلاق۔ ہاں اگر دو دیندار مسلمان یہ گواہی دیں کہ عبدالعزیز نے ہی اپنی بیوی کو طلاق دی اور اب یہ مکر رہا ہے تو اب اس کا واویلا، وقوع طلاق سے نہیں روک سکتا۔ پھر نیت اور دل کی مخفی باتوں کا علم اس علیم وخبیر کو ضرور ہے۔ مختصر یہ کہ سائل کی تحریر کی روشنی میں عبدالعزیز اور اس کی بیوی میں طلاق نہیں ہوئی۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ صفر المظفر ۱۳۹۸ھ

حاملہ کی عدت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میری لڑکی مسمات مسرت بیگم جس کا عقد مسمی ارشاد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علی سے ہوا جس کو تقریباً عرصہ ڈیڑھ سال کا ہو گیا ہے ابتدا ہی سے ان دونوں کے درمیان ازدواجی زندگی ناخوشگوار رہی فریقین نے مصالحت کی بہت کوشش کی مگر ناکام رہی جس پر فریقین کے درمیان یہ طے پایا کہ لڑکی کو طلاق دے دی جائے۔ لہٰذا ۷ ستمبر ۱۹۷۸ء بروز جمعہ شریف دو گواہوں کے روبرو برضا ورغبت تین مرتبہ طلاق دے دی گئی جو کہ بذریعہ اسٹامپ تحریری موجود ہے لیکن اس وقت لڑکی حاملہ تھی۔ سوال یہ ہے کہ ایسی صورت میں کیا لڑکی کو طلاق ہو گئی۔ ازراہ کرم ازروئے شرع، جواب سے مطلع فرما کر مشکور فرمائیں۔ عبدالحکیم، سرفراز کالونی، نزد جامع مسجد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئول عنہا میں عورت پر تین طلاق مغلظہ واقع ہو گئیں اور اب یہ عورت اپنے شوہر کے لئے حرام ہو گئی تاوقتیکہ حلالہ نہ ہو جائے۔ قرآن کریم میں ہے حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ عورت کے حاملہ ہونے سے طلاق پر کوئی اثر نہیں پڑے گا اور حاملہ کی عدت وضع حمل ہے۔ قرآن کریم میں ہے وَ اُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ (درمختار، عالمگیری وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۸.۱۱.۱۹۸۷ء

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

عدت کا وقت

سوال: مسمات افروز جہاں کو اس کے شوہر مدد علی نے باہمی تصفیہ کے بعد تین بار طلاق لکھ کر دے دی ہے۔ مسمات مذکورہ نے بھی اپنے حقوق سے دستبرداری کر لی ہے۔ طلاق مذکورہ ۱۵.۵.۱۹۷۸ء کو دی ہے۔ لہٰذا مسمات مذکورہ فی الحال نکاح کرنا چاہتی ہے حکم شرعی سے مطلع فرمائیں۔ فقط السائل، احمد حسین

۷۸۶ **الجواب:** عورت کو طلاق دی گئی اور اس وقت حمل نہ ہوا اور عورت کو حیض آتا ہو تو عدت پورے تین حیض ہے، صورت مسئول عنہا میں مسمات افروز جہاں نے اگر اپنی عدت بموجب حکم مذکورہ پوری کر لی ہے تو سوائے سابق شوہر کے، اب جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۰.۹.۱۹۷۸ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۷ شوال المکرم ۱۳۹۸ھ

خلع کا طریقہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید کی بیوی نے کورٹ میں طلاق کے سلسلہ میں کیس درج کیا اس کے بعد کورٹ نے زید اور اس کی بیوی کے بیانات سننے کے بعد خلع دیدیا ہے۔ اس کو تین سال کا عرصہ ہو گیا ہے۔ اب زید اپنی بیوی کو دوبارہ رکھنا چاہتا ہے اور بیوی اس کے پاس جانا نہیں چاہتی۔ اس کی شرعی حیثیت کیا ہے۔ اور کورٹ نے جو خلع کرایا اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ فقط السائل محمد اسلم

۷۸۶ **الجواب:** مال کے بدلے میں نکاح زائل کرنے کو خلع کہتے ہیں اگر زوج وزوجہ میں نااتفاقی رہتی ہو اور یہ اندیشہ ہو کہ احکام شرعیہ کی پابندی نہ کر سکیں گے تو خلع میں مضائقہ نہیں اور جب خلع کر لیں تو طلاق بائن واقع ہو جائے گی اور جو مال

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ٹھہرا ہے عورت پر اس کا دینا لازم ہے۔ (ہدایہ وغیرہ) اب کہ شوہر نے مال کے بدلے خواہ مہر و جہیز کے بدلے خلع قبول کر لیا تو یقیناً طلاق بائن واقع ہوگئی اور دونوں کے مابین نکاح ٹوٹ گیا اور دونوں ایک دوسرے کے لئے اجنبی ہو گئے ظاہر ہے کہ اب شوہر سابق کو اس عورت پر کوئی حق نہ رہا۔ عورت مختار اور اپنی مرضی کی مالک ہے۔ جس مرد مسلمان سے چاہے اپنی خوشی و رضا سے نکاح کر لے اور زندگی بسر کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ

تین طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق دی لڑکی چھ ماہ یا ایک سال اپنے والدین کے گھر پر رہنے کے بعد پھر اسی اپنے شوہر کے گھر چلی گئی۔ اپنے والدین کی مرضی سے یا نہ مرضی سے تو اب علماء دین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں۔ اور والدین کے لئے کیا حکم ہے؟ جواب سے مشکور فرمائیں۔ فقط السائل

۷۸۶ الجواب: تین طلاقوں کے بعد عورت اپنے شوہر پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی ہے اور تاوقتیکہ حلالہ نہ ہو یہ دونوں آپس میں کسی طرح بھی نکاح نہیں کر سکتے۔ حلالہ کے بغیر عورت کا اپنے اس سابق شوہر کے پاس آ جانا خود اپنی خوشی سے یا کسی بھی طور پر حرام حرام ہے، اور زنائے خالص ہے۔ جو لوگ جان بوجھ کا اس کا ساتھ دیں گے خواہ ماں باپ خواہ کوئی اور، وہ سب زنا کے دلال قرار پائیں گے۔ اللہ اپنی پناہ میں رکھے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ جب تک وہ شرعی طور پر حلالہ کے بعد نکاح نہ کر لیں اس وقت تک ان سے قطع تعلق رکھیں بلکہ جو لوگ ان دونوں کا ساتھ دیں ان سے بھی تعلقات ختم کر دیں۔ یہی قرآن کریم کا ارشاد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ شعبان المعظم ۱۳۹۸ھ

طلاق کا حق بالغ شوہر کو ہے۔ بلوغت کی نشانی کیا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: ظہور احمد ولد نور احمد، مسمات عشرت بنت اللہ دین۔ ۱۹۷۱ء میں ظہور احمد، مسمات عشرت مذکورہ کا عقد مسنونہ ہوا تھا۔ بوقت عقد ظہور احمد کی عمر ۹ سال اور مسمات عشرت کی عمر ۶ سال تھی۔ ۱۹۷۶ء میں مسمی ظہور احمد نے طلاق دے دی۔ جملہ عزیزان کے سامنے اور سب کے سامنے کہہ دیا کہ اب اگر آپ لوگوں یعنی (ساس سسر) اگر میرے ماں باپ کے ساتھ میرے گھر بھیج دیا تو وہ میری بہن ہوگی اور اسی طرح رکھوں گا۔ یہ تمام کاروائی زبانی ہوئی تھی۔ بوقت عقد اور بوقت طلاق زن و شوہر نابالغ تھے کیا ایسی صورت میں طلاق جائز ہوگئی یا طلاق نہیں ہوئی؟

منجانب ظہور احمد ولد نور احمد، حالی روڈ نزد اکبری مسجد، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: طلاق کے لئے شرط یہ ہے کہ شوہر عاقل بالغ ہو۔ نابالغ نہ خود طلاق دے سکتا ہے نہ اس کی طرف سے اس کا ولی۔ (فتاویٰ رضویہ) تو ۱۹۷۶ء میں اگر ظہور احمد پورے ۱۵ سال کا ہو چکا جیسا کہ ظاہر ہے یا اسے احتلام و انزال ہوا تو وہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بالغ ہے، اور اس کی طلاق معتبر و نافذ، اور اسلامی احکام میں اسلامی سال و ماہ معتبر ہوتے ہیں نہ کہ عیسوی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القاری البرکاتی النوری عفی عنہ شعبان المعظم ۱۳۹۸ھ

تین طلاق کے بعد حلالہ لازمی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: حامد رشید نے اپنی زوجہ مسمات شمیم دختر فرزند علی کو با قائم ہوش وحواس تین بار طلاق دے دی ہے۔ لہٰذا از روئے شریعت فتویٰ صادر فرمایا جائے۔ عین نوازش ہوگی؟

محمد طفیل ولد محمد چانڈیو، کچہ قلعہ مکی شاہ، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئول عنہا میں جبکہ شوہر نے اپنی منکوحہ کو تین بار طلاق دے دی تو یہ تینوں طلاقیں اس کی بیوی پر واقع ہوگئیں۔ دونوں ایک دوسرے پر حرام ہو گئے۔ اب یہ دونوں باہمی رضامندی یا کسی کے مجبور کرنے یا نام نہاد مصالحت کے ماتحت آپس میں نکاح بھی نہیں کر سکتے چارۂ کار حلالہ ہے اور صرف حلالہ۔ قرآن کریم کا صاف وصریح ارشاد ہے کہ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ

طلاق کے وقوع کے لئے عورت کا سننا ضروری نہیں ہے

سوال: مفتیان شرع متین وعلماء کرام کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ: زید نے ہندہ کو جبکہ وہ دوپہر کی گرمی کی شدت اور گھبراہٹ میں اپنے گھر پر آیا اور طعام تیار نہ تھا، اس وجہ سے زید نے ہندہ کو یہ الفاظ کہے کہ "اسی حالت میں" میں تم کو تین طلاق دوں گا، یہ الفاظ سن کر اس کی بیوی بے ہوش ہوگئی اور وہ حاملہ بھی ہے۔ اس کے بعد اس کے شوہر نے بطور تنبیہ پھر کہا کہ میں تمہیں طلاق دوں گا اس وقت اس کی بیوی بے ہوشی کی حالت میں تھی اور الفاظ نہیں سن سکتی تھی۔ اسی طرح بطور تنبیہ تیسری مرتبہ یہی کہا کہ میں تم کو طلاق دوں گا۔ جس کا بیوی کو کوئی علم نہیں تھا اور ہندہ کو ایک لڑکا اور ایک لڑکی موجود ہے اور حاملہ بھی ہے۔ ایسی صورت میں علماء دین کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ کیا غصہ اور گھبراہٹ میں زید کے صرف اس جملے پر کہ میں تم کو طلاق دوں گا طلاق ہوگئی یا نہیں۔ برائے مہربانی شرعی فتویٰ صادر فرمائیں۔ فقط السائل، اسلام الدین

۷۸۶ **الجواب:** وقوع طلاق کے لئے، الفاظ طلاق کو عورت کا سن لینا، بلکہ وہاں عورت کا موجود ہونا، ضروری نہیں۔ عورت الفاظ طلاق سنے خواہ نہ سنے اور طلاق جھنجھلاہٹ میں دی جائے یا اطمینان وسکون کی حالت میں بہر حال طلاق پڑ جائے گی۔ ہاں اگر واقعتہً طلاق نہیں دی صرف یہ کہا کہ "طلاق دے دوں گا" جیسا کہ سوال میں مذکور ہے تو یہ ارادۂ طلاق کا اظہار ہے اور ارادۂ طلاق، طلاق نہیں۔ لہٰذا برتقدیر صدق سائل، عورت کا نکاح ہنوز موجود ہے۔ نکاح سے باہر نہ ہوئی۔ (عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ رجب المرجب ۱۳۹۸ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طلاق مذاق نہیں، جھوٹ بول کر غلط فتویٰ لینا، نقصان آخرت کا موجب ہے

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، بعد سلام عرض ہے کہ: میں سرفراز خاں نے اپنی زوجہ ثریا بانو دختر شبیر قاضی کو ایک طلاق جھوٹی لکھ کر دی۔ جس میں گواہ کے دستخط بھی میں نے خود کئے تھے، صرف اس لئے کہ وہ خوف کھا کر گھر چلی آئے۔ یہ طلاق میں نے ۲۲.۶.۱۹۷۸ کو نقلی بنائی تھی اور پھر میں نے بیوی سے لے کر پھاڑ دی۔ لہٰذا مجھے اس کا فتویٰ مرحمت فرمایا جائے کہ یہ طلاق جھوٹی تھی اور میں از روئے قرآن یہ بیان دیتا ہوں کہ گواہ بھی جھوٹے تھے مجھ سے غلطی ہوگئی۔ جس کی معافی میں نے اپنی زوجہ ثریا بانو سے مانگ لی ہے۔ عین نوازش ہوگی گھر کو تباہ ہونے سے بچایئے؟

بقلم خود سرفراز علی خان ولد چھمی خان، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: طلاق گڑیا گڈے کا کھیل نہیں کہ بنایا اور بگاڑ دیا۔ الفاظ طلاق غلط طور پر بگاڑ کر ادا کئے جائیں یا ہنسی مذاق دل لگی میں کہے جائیں یا بغیر کسی نیت طلاق کے بولے جائیں یا لکھے جائیں کہ حروف ممتاز ہوں تو بہر حال طلاق واقع ہو جائے گی اور قاضی اسلام کوئی عذر قبول نہ کرے گا۔ (درمختار، ردالمحتار، فتاوی عالمگیری) لہٰذا کاغذ پر جتنی طلاقیں لکھ کر بیوی کو دیں یا نہ دیں صرف لکھ کر رکھ لیا تو اتنی بار بیوی کو طلاقیں پڑ گئیں۔ اب کچھ مداوا ممکن نہیں۔ اس سلسلہ میں آپ ایک فتویٰ اس سے پہلے بھی حاصل کر چکے ہیں۔ اس قدر غلط بیانی سے فتویٰ لینا، دین و دنیا میں خسران کا موجب ہے اور وہ بھی اس اقرار کے ساتھ کہ گواہوں کے دستخط بھی جھوٹے کر لئے۔ اللہ اپنی پناہ میں رکھے۔ مختصر یہ کہ صورت مسئولہ میں بھی بیوی پر طلاق پڑ گئی اگر چہ وہ نہ چاہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ رجب المرجب ۱۳۹۸ھ

http://t.me/tehqiqat

بالجبر طلاق کی صورت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میرے فرزند رفیق الدین ولد نظام الدین شیخ کو اس کے سسرال والوں نے سسرال میں ایک کمرے میں ایک رات اور ایک دن تک بند رکھا اور پھر اس کے سسر اور دیگر سسرال والوں نے میرے لڑکے سے کہا کہ تمہیں اپنی بیوی سعیدہ پروین بنت عبدالعزیز کو طلاق دینا ہوگی۔ ورنہ یاد رکھو! تم یہاں سے زندہ نہ نکلو گے اور کہا کہ یہ طلاق نامہ ہے اس پر دستخط کرو، میرے لڑکے نے طلاق دینے سے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ میں طلاق ہرگز نہ دوں گا اور مجھ کو میری بیوی سے صرف دومنٹ کے لئے ملنے کی اجازت دے دو۔ اس کے سسر نے اس کو بیوی سے ملنے کی اجازت تو نہ دی بلکہ اس کو خوب مارا پیٹا، اور کہا کہ اگر تم نے اپنی بیوی کو طلاق نہ دی تو ہم مارشل لاء میں دے دیں گے اور تم کو چودہ سال کی سزا کروا دیں گے۔ میرے لڑکے رفیق الدین کا رشتہ دار اس وقت کوئی نہ تھا۔ جب میرے لڑکے رفیق الدین پر خوف و ہراس اور دہشت طاری ہوگئی اور اس کو اپنی زندگی خطرے میں نظر آئی تو اس نے طلاق دے دی اور اس طلاق نامہ پر دستخط کر دیئے حالانکہ وہ طلاق نامہ نہیں تھا بلکہ ایک کورا کاغذ تھا اس کے علاوہ اس کے سسر نے مزید کہا کہ تم اس پر انگوٹھا نشان

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دو، اس پر بھی میرے لڑکے نے خوف و دہشت اور دباؤ کے تحت انگوٹھے کی نشانی دی۔ پھر میرے لڑکے کو گھر سے نکال دیا اور کہا کہ اگر یہاں قدم رکھا تو زندہ نہ بچو گے۔ اس جگہ پر میرے لڑکے کا کوئی رشتہ دار نہ تھا بس صرف جبر اً دباؤ، خوف و دہشت اور زندگی کو خطرے میں دیکھ کر کورے کاغذ پر دستخط اور انگوٹھے کی نشانی دی ہے۔ کیا اس صورت میں میرے لڑکے رفیق الدین ولد نظام الدین کی بیوی کو طلاق ہوگئی یا نہیں؟ رفیق الدین ولد نظام الدین، بالوشاہی پاڑہ گرونگر، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** یہ صورت بالجبر طلاق کی ہے اور سوال میں مذکور ہے کہ شوہر نے دہشت میں آکر طلاق دے دی اور دستخط کردئے اور حکم شرعی یہ ہے کہ اگر طلاق پر اکراہ ہوا یعنی دھمکی دے کر طلاق کے الفاظ زبان سے کہلوائے تو طلاق واقع ہوجائے گی۔ (درمختار) لہٰذا صورت مسئولہ میں عورت پر طلاق واقع ہوگئی اور تین مرتبہ الفاظ طلاق کہے تو حلالہ کے بغیر یہ عورت اب شوہر کے لئے حلال بھی نہ ہوگی۔ اور اگر شوہر نے زبان سے کچھ نہ کہا، صرف جان کے خوف سے تحریر پر دستخط کردئے تو طلاق نہ ہوئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ شوال المکرم ۱۳۹۸ھ

لڑکی نہ چاہے تو بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میں (محمود علی ولد حاجی محمد شفیع) ایک شادی شدہ آدمی ہوں۔ میری بیوی کی صحت اکثر خراب رہتی ہے اور جنسی طور پر میں اس سے مطمئن نہیں ہوتا تھا۔ میں اپنی شیطانی ہوس کو پورا کرنے کے لئے اکثر گناہ کا کام کرتا تھا۔ پھر فیصلہ کیا کہ گناہ سے توبہ کرکے کیوں نہ جائز طریقے سے کسی شریف لڑکی سے دوسری شادی کرلوں۔ بہر حال میں نے اپنے گھر والوں اور بیوی سے پوچھے بغیر نکاح شریعت کے مطابق گواہان کی موجودگی میں کرلیا۔ جب یہ اطلاع میرے گھر والوں اور بیوی کو ملی تو ان کو نہایت دکھ وصدمہ ہوا۔ بعد میں بیوی نے اپنی رضامندی ظاہر کردی۔ لیکن والدہ اور بڑے بھائی نے نہایت شدید قسم کا دباؤ ڈالا مثلاً والدہ نے دوروز تک کھانا نہیں کھایا اور مجھے کہا کہ میں تمہارا دودھ نہیں بخشوں گی اور قیامت کے دن دامن گیر ہوں گی۔ میں اس گھر میں نہیں رہوں گی اور تم مجھے ختم کردو۔ میرے حلق اور پیٹ میں چاقو اتار دو اگر ایسا نہیں کر سکتے تو دوسری بیوی کو فوراً طلاق دے دو۔ بڑے بھائی نے مجھے تمام کاروبار سے ہاتھ دھونے کی دھمکی دی۔ مجھ سے رقم وغیرہ بھی لے لی اور مارنے مرنے کی دھمکی دی۔ بہر حال میں نے گھر کی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے پانچ گواہان کے سامنے تین بار لڑکی کا نام اور والدہ کا نام لے کر طلاق دے دی۔ میں نے اور گواہان نے طلاق سے قبل کلمہ طیبہ پڑھا اور آپ سب گواہ ہیں کہ میں طلاق دے چکا ہوں اور گواہان کی موجودگی ہی میں لڑکی کو عدت وغیرہ کا پورا خرچہ گواہان کے ذریعہ بھیج دیا۔ لڑکی اور اس کے وارث کہتے ہیں کہ یہ طلاق نہیں ہوئی اور میں آج بھی آپ کی بیوی ہوں اور آپ کے ساتھ زندگی گزارنا چاہتی ہوں۔ لہٰذا جناب سے التماس ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں صحیح فتویٰ دے کر مجھے مطمئن کریں کہ لڑکی میرے لئے حرام ہے یا جائز۔ یعنی وہ میری بیوی ہے یا نہیں؟ فتویٰ دے کر شکریہ کا موقع دیں؟

بقلم خود محمود علی انصاری

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب:** لڑکی کے چاہنے یا نہ چاہنے یا اس کے والدین کے رد کرنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ جب شوہر نے تین بار طلاق دے دی جس کا اب تک اقرار ہے اور اس پر گواہ بھی موجود ہیں تو یقیناً وہ تینوں طلاقیں عورت پر پڑ گئیں اور عورت بحرمت مغلظہ اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی اب تاوقتیکہ حلالہ نہ ہو یہ دونوں باہمی رضامندی سے نکاح جدید کرنے کے باوجود میاں بیوی کی طرح نہیں رہ سکتے۔ اب ان دونوں میں باہمی مصالحت کرانا اور ان دونوں کو زن و شوہر کی طرح رہنے پر آمادہ بلکہ مجبور کرنا، زنا کا دروازہ کھولنا اور دنیا و آخرت دونوں میں اپنی رسوائی کا سامان تیار کرنا ہے۔ قرآن کریم کا صریح حکم ہے فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ "تیسری طلاق کے بعد عورت اپنے شوہر کے لئے حلال نہیں رہی جب تک عدت گزار کر، کسی شوہر سے نکاح (وطی) واقع نہ ہو جائے۔" اس حکم کے بعد بھی جو کہے کہ یہ طلاق واقع نہیں ہوئی نئی شریعت گڑھتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ ربیع الآخر ۱۳۹۸ھ

ظہار کا کفارہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: غلام عباس نے اپنی بیوی سے کہا کہ تو چلی جا تو میرے اوپر ایسے ہے جیسے تو میری ماں بہن ہے۔ عورت اپنے خاوند کے گھر سے چلی گئی۔ کافی عرصہ ہو گیا تقریباً گیارہ سال ہو گئے ہیں۔ غلام عباس صاحب نے اب تک اپنی بیوی کو نہیں بلایا ہے کیا عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ یا کہ پہلے خاوند کے نکاح میں ہے۔ برائے مہربانی اس مسئلہ کا جواب عنایت فرمائیں؟ فقط والسلام عبدالرزاق، مکی شاہ روڈ ریلوے لائن، حیدرآباد

http://t.me/Tehqiqat

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئول عنہا میں اگر غلام عباس نے اپنی بیوی سے مذکورہ الفاظ بہ نیت طلاق کہے تو ایک طلاق بائن ہوگئی اور عورت نکاح سے نکل گئی اور بہ نیت ظہار یا تحریم کہا یعنی یہ مراد ہے کہ مثل ماں بہن کے مجھ پر حرام ہے تو ظہار ہو گیا اب جب تک کفارہ نہ دے عورت سے جماع کرنا وغیرہ سب حرام ہو گیا، اس کا کفارہ یہ ہے کہ جماع سے پہلے لگاتار دو ماہ کے روزے رکھے، اس کی قوت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو صدقہ فطر کی طرح اناج یا کھانا دے اور اگر ان میں سے کوئی نیت نہ تھی تو یہ لفظ بھی لغو و مہمل ہے۔ جس سے طلاق یا کفارہ وغیرہ کچھ لازم نہ آئے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۲.۱۰.۱۹۷۸ء

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

حاملہ کی عدت وضع حمل ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسمی محمد اسمٰعیل ولد عمر نے اپنی بیوی مسمات زینب دختر اسمٰعیل کو طلاق نامہ ارسال کیا ہے۔ جس میں تمام باتیں طلاق وغیرہ کا ذکر ہے۔ مسمات زینب مذکورہ اس وقت جب طلاق دی حاملہ تھی۔ احکام عدت بھی مختصر تحریر فرمائیں۔ لہٰذا شرعاً علماء کرام فیصلہ فرمائیں کہ طلاق ہوگئی یا نہیں؟ بینوا، توجروا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فقط، اسمٰعیل ولد قاسم، سہوانی گلی، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** شوہر نے طلاق نامہ میں صاف صریح الفاظ میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں لکھ کر دی ہیں تو اب قرآن کریم کے احکام کی روشنی میں تینوں طلاقیں عورت پر پڑ گئیں۔ دونوں کے مابین رشتۂ زوجیت قطعاً ختم ہو چکا۔ اب حلالہ کے بغیر یہ دونوں آپس میں نکاح بھی نہیں کر سکتے۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ اور عورت کا حاملہ ہونا، وقوع طلاق کو نہیں روک سکتا۔ البتہ اس کی عدت وضع حمل ہے۔ وضع حمل کے بعد ہی اس کی عدت ختم ہوگی خواہ اس میں ایک دو گھنٹہ گزریں یا مہینوں گزر جائیں۔ قال اللہ تعالیٰ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ (طلاق:4) اور عدت میں عورت کو بناؤ سنگھار بھی حرام اور گھر سے باہر نکلنا بھی ناجائز۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۸ صفر المظفر ۱۳۹۸ھ

طلاق ثلاثہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسمی عبدالرشید خان ولد عبدالشکور نے اپنی زوجہ کو بذریعہ رجسٹری، طلاق نامہ اسٹامپ مصدقہ اوتھ کمشنر کراچی ارسال کیا تھا جس میں تحریر تھا کہ میں مسمی عبدالرشید ولد عبدالشکور خان اپنی زوجہ مسمات زیب النساء دختر جمیل خان کو خاندانی ناچاقی کی وجہ سے طلاق دیتا ہوں۔ تین بار طلاق! طلاق! طلاق! آج مورخہ ۱۹۷۸۔۱۰۔۱۰ء سے میرا اور اس کا کوئی تعلق نہیں۔ یہ تحریر لکھی ہے کہ تاکہ سند رہے اور وقت ضرورت کام آئے۔ کیا ایسی صورت میں الفاظ مندرجہ بالا کی رو سے طلاق ہوگئی؟

امید ہے کہ حکم شرع شریف محمدی ﷺ سے آگاہ فرمائیں گے اگر حوالۂ کتب سے ہو تو زیادہ بہتر ہے۔

فقط المستفتی، سید محمد حیات علی چشتی، عرائض نویس سی، کورٹ کمپاؤنڈ، حیدرآباد

http://t.me/Tehqiqat

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں مسمی عبدالرشید خاں نے صراحۃً تین بار طلاق دی، لہٰذا عورت پر تین طلاقیں مغلظہ واقع ہوگئیں۔ اب یہ عورت بغیر حلالہ کے عبدالرشید کے لئے حرام ہے۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ (بہار شریعت بحوالہ عالمگیری) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۹۷۸۔۱۰۔۲۲ء

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

قاضی شرع کو بھی اختیار نہیں کہ وہ تین طلاق کے بعد بغیر حلالہ نکاح کرادے

سوال: میں مسمی محمد اقبال ولد محمد یامین نے اپنی بیوی رضیہ بنت حاجی اللہ دتا کو مورخہ ۱۹۷۰۔۲۔۹ء کو حاجی اللہ دتا کے گھر جا کر تین طلاقیں دے دیں۔ اس کا حق مہر اور تمام سامان بمعہ کپڑے زیورات بھی اس کو دے دیئے۔ طلاق دیتے وقت میری بیوی کے والد حاجی اللہ دتا اور بھائی عبدالرشید، پھوپھی جن رحیمن، ان کی بہو انیسہ ان موجود تھے، میں تین مرتبہ طلاق

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طلاق! طلاق! دے دی اور مہر بھی دیگر سامان کے ساتھ انہیں دے دیا۔ اس کے بعد مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۷۸ء کو ہمارے سسرال والوں نے سلطانی پنچایت کرائی۔ جس میں اس طلاق کی توثیق کردی اور تمام پنچوں نے ایک اسٹیمپ پر تمام معاملات طے کر کے طلاق کی توثیق کردی۔ نان ونفقہ میں ادا کرنا چاہتا تھا اور پنچوں نے بھی کہا تھا کہ نان ونفقہ ادا کرو اور ایک بچی کی پرورش کے اخراجات وغیرہ بھی، مگر میرے سالے عبدالرشید اور سسر حاجی اللہ دتا نے بیک زبان ہو کر تمام پنچایت سے عرض کیا کہ ہمیں باخوشی نان ونفقہ نہیں چاہیے ہم معاف کرتے ہیں اور نہ ہی بچی کی پرورش کے اخراجات کے لئے کچھ چاہئے ہم معاف کرتے ہیں اور بچی سے لاتعلقی لکھ کر دے دو۔ اس بچی پر اس کے باپ کا آئندہ کوئی حق نہیں ہوگا۔ ہمیں اس کی تحریر اسٹیمپ پر لکھ کر دے دیں۔ جو میں نے لکھ کر دے دی۔ لیکن اس کے بعد میرے سسر اور سالے پولیس کے ذریعے اور دوسرے لوگوں کے ذریعے مجھ پر زور ڈال رہے ہیں کہ یہ طلاق نہیں ہوئی اور تم اس لڑکی کو بیوی بنا کر رکھو۔ میں انتہائی ادب کے ساتھ یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ کہ قرآن اور سنت کی روشنی میں یہ طلاق ہوگئی یا نہیں۔ میرے سسر اور تمام برادری والوں کا حنفی مسلک ہے۔ برائے مہربانی مجھے قرآن وسنت کی روشنی میں حکم فرمایا جائے کہ طلاق ہوئی یا نہیں۔ عین نوازش ہوگی؟

فقط والسلام، محمد اقبال ولد محمد یامین، میرپور خاص، سندھ

۷۸۶ الجواب: شریعت مطہرہ کا حکم یہ ہے کہ جس شخص نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دی ہوں، عورت بغیر حلالہ اس پر حرام ہو جاتی ہے۔ اگر یہ دونوں باہمی رضامندی سے یا پنچایت وغیرہ کے دباؤ میں آکر بلا حلالہ، نکاح جدید بھی کرلیں تب بھی دونوں میں قربت جائز نہ ہوگی۔ یہ نام نکاح، اس حرام کو حلال اور ناجائز کو جائز نہ کردے گا۔ دونوں مبتلائے حرام ہوں گے اور عمر بھر حرام کاری کے گناہ میں ملوث رہیں گے۔ یہاں تک کہ ائمہ دین نے فرمایا کہ اگر قاضی شرع، حاکم اسلام ایسے مسئلہ میں ایک طلاق پڑنے کا حکم دے تو وہ حکم وفیصلہ باطل ومردود ہے کمافی فتح القدیر۔ حیرت ہے کہ قرآن کریم کے اس حکم صریح کے بعد کہ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ مسلمان مردوں اور عورتوں کو یہ کہنے کی جرأت کیسے ہو جاتی ہے؟ کہ (یہ طلاق نہیں ہوئی) الغرض اب مسمی محمد اقبال اور مسمات رضیہ ہرگز ہرگز میاں بیوی کی طرح نہیں رہ سکتے۔ یونہی ان کے مابین بغیر حلالہ ہرگز ہرگز نکاح نہیں ہو سکتا۔ جو لوگ اس میں کوشاں ہوں گے وہ ایک حرام فعل اور عمر بھر کی حرام کاری کے لئے کوشاں ہوں گے۔ مولائے کریم اپنی پناہ میں رکھے اور مسلمانوں کو قبول حق کی توفیق عطا فرمائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ — یکم ربیع الآخر ۱۳۹۸ھ

طلاق ثلاثہ، مہر فاطمی کیا ہے؟

سوال: جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، گزارش یہ ہے کہ

میری بھتیجی مسمات فاطمہ بیگم دختر لعل محمد (مرحوم) کا عقد بنام انوار حسین ولد بندو شیخ سے ہوا تھا جس کا مہر بتیس روپیہ آٹھ آنے تھا۔ یہ عقد مورخہ ۶ دسمبر ۱۹۷۷ء کو ہوا تھا۔ شادی کے تقریباً چھ ماہ گزرنے کے بعد بھتیجی کی طبیعت

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ناساز ہوگئی جس پر راجپوتانہ ہسپتال میں اس کا علاج ہوا۔ علاج کے ہونے کے بعد ہسپتال سے رخصتی کے ساتھ اس کی سوتیلی ساس اور سوتیلے ماموں نے بھتیجی پر جھوٹے الزامات عائد کئے اور خوف ودھمکی دی گئی کیوں کہ یہ خاندانی چپقلش تھی جس کے نتیجے میں میری بھتیجی پر انتقام کی صورت میں حملہ کیا گیا۔ اس پر میری بھتیجی خوف وہراس میں ہسپتال سے پولیس والے کی مدد سے میرے گھر چلی آئی کیوں کہ میرے علاوہ اس کا یہاں دنیا میں سگا کوئی نہیں البتہ بھائی ہیں مگر وہ بھی سوتیلے ہیں۔ میں نے اس بچی کو واپس اس کے سسرال بھیجنے کی تین مرتبہ کوشش کی میں خود گیا اس کے بعد میرے پڑوسی جناب شفیع محمد صاحب کو پہنچایا کہ آکر صلح صفائی کر کے لے جائیں مگر سوائے دلاسہ کے ہم آئیں گے، ہم آئیں گے وغیرہ۔ اس طرح سے کچھ ماہ گزر گئے اتفاق سے ایک دن بھتیجی کے سسرال والوں کی طرف سے ایک رجسٹری موصول ہوئی جس میں طلاق نامہ تھا اور ایک منی آرڈر جو کہ بتیس روپے آٹھ آنے پر مشتمل تھا ملا۔ لہٰذا آپ جناب سے استدعا ہے کہ مندرجہ ذیل سوال کو قرآن وسنت شرعی طریقے سے حل کر کے ہمیں آگاہ فرمائیں تا کہ بچی کے مستقبل کو جو سسرالیوں کی جانب سے تاریک کرنے کی کوشش ہے بچایا جائے۔ میری یہ قطعی مرضی نہیں کہ اس کو طلاق دی جائے۔ میرے علاوہ اس بچی کا کون ہے۔ جیسا کہ عام حالات میں گھروں میں لڑائی جھگڑے ہوتے ہیں مگر صلح صفائی سے وہ درست بھی کئے جاتے ہیں۔ اس طرح یہ مسئلہ بھی حل ہوسکتا تھا یکدم یک طرفہ فیصلہ کر کے ہم ظلم کیوں ڈھائیں۔

۱۔ جبکہ قرآن وسنت کی رو سے طلاق میں تین مرتبہ زبانی یا لکھ کر وقفہ وقفہ سے دینے پر طلاق ہوجاتی ہے لیکن اس طلاق نامہ پر صرف دو مرتبہ طلاق! طلاق! لکھا ہوا ہے کیا یہ صحیح ہے؟

۲۔ جیسا کہ انہوں نے طلاق نامہ میں گزارہ ایام عدت کے لئے جو کچھ لکھا ہے کہ جو زیورات طلائی پارچہ جات گھڑی بالیاں وغیرہ، کیا شرعی اعتبار سے یہ درست ہے کہ اس سے لڑکی گزارہ کر سکے گی؟

۳۔ جبکہ لڑکی طلاق لینے پر راضی نہیں ہے۔ اس فیصلہ طلاق کو قطعی نہیں مانتی لیکن اگر طلاق بھی دی جائے تب دونوں فریقین کا اس طلاق کے بارے میں رائے لینا ضروری ہے یا یک طرفہ طلاق کو قابل قبول تصور کیا جائے؟

آپ جناب سے استدعا ہے کہ میری راہ نمائی کر کے دینی روشنی میں مجھے آگاہ کریں کہ کیا جائے؟

فقط نذیر احمد ولد کریم بخش، نزد بلال مسجد لطیف آباد نمبر ۱۱، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب ھو الموفق للصواب: سائل نے استفتاء کے ساتھ جو طلاق نامہ منسلک کیا ہے، اس میں صراحۃً طلاق کا ذکر تین مرتبہ ہے کہ میں ''تم کو شرعی طور پر تین طلاق! طلاق! طلاق! دے کر قطع تعلق کرتا ہوں'' لہٰذا صورت مسئول عنہا میں عورت پر تین طلاقیں مغلظہ واقع ہوگئیں اور اب یہ عورت انور حسین کے لئے حرام ہوگئی تاوقتیکہ حلالہ شرعی نہ ہوجائے۔ قرآن کریم میں ہے فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ

۲۔ آج کل یہ بات عام ہوگئی ہے کہ ''مہر فاطمی'' کے نام سے اس قدر رقم مہر رکھتے ہیں کہ جو نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے۔ دراصل ''مہر فاطمی'' خاص رقم نہیں ہے بلکہ عورت کا ایام عدت کا خرچہ ہے جو مہر بنا کر احتیاطاً مقرر کرلیا جاتا ہے اور اس وقت

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جو مہر مقرر ہوا تھا وہ یقیناً اس وقت کے لئے کافی تھا لیکن مہنگائی کے اس دور میں ''مہر فاطمی'' کا تعین اس دور سے کیا جائے گا لیکن چونکہ صورت مسئول عنہا میں مہر مقرر تھا لہٰذا عورت اسی مہر مقرر کی حقدار ہوگی، اس سے زائد کا مطالبہ نہیں کرسکتی۔

۳۔ لڑکی کے طلاق قبول نہ کرنے سے طلاق پر کوئی اثر نہ پڑے گا۔ طلاق کا حق شوہر کو ہے اور شرع نے نکاح کی گرہ شوہر کے ہاتھوں میں دی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۳۱.۱۰.۱۹۷۸ء

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

نفقہ کتنا لازم ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسمی محمد حنیف ولد محمد یوسف نے اپنی بیوی مسمات ثمینہ بیگم بنت لعل محمد کو تین طلاقیں دیں اور اس کا فتویٰ دار العلوم ہذا سے حاصل کیا۔ اب عرض یہ ہے کہ مطلقہ مذکورہ کو مدت عدت کا خرچ کتنا ادا کیا جائے گا۔ ہم غریب آدمی ہیں مناسب خرچ جو ہم برداشت کرسکیں اور جو شرعاً بنتا ہے بتادیا جائے؟ نوازش ہوگی۔

فقط محمد یونس

۷۸۶ **الجواب:** قرآن کریم کا فرمان ہے کہ لِيُنفِقْ ذُو سَعَةٍ مِّن سَعَتِهِ (طلاق:7) یعنی'' مالدار شخص اپنی وسعت کے لائق خرچ کرے اور جس کی روزی تنگ ہے وہ اس میں سے خرچ کرے جو اسے خدا نے دیا ہے اور اللہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر اتنی ہی جتنی اسے طاقت دی ہے۔'' لہٰذا صورت مسئولہ میں جبکہ دونوں محتاج وغریب ہیں غریبوں کا سا نفقہ دیا جائے گا۔

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۸ھ

عورت بے اجازت گھر سے نکل جائے تو نکاح قائم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک لڑکی مسمات منت بنت اللہ دین اپنے شوہر سے تنگ آکر چلی گئی کیوں کہ اس کا شوہر اس کا نان ونفقہ نہیں دیتا تھا بلکہ وہ کما کر اپنے شوہر کو کھلاتی تھی اب اس کے ماں باپ نے لڑکی کو تلاش کرلیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ لڑکی کا شوہر اگر اس کو لے جانا چاہتا ہے تو وہ اس کو اپنے گھر کی چاردیواری میں رکھے گا اور اس کو کھلائے گا اور اگر ایسا نہیں کرسکتا تو اسے طلاق دے دے۔ آیا! یہ مطالبہ صحیح ہے یا کہ نہیں؟ اور لڑکی کے جانے سے نکاح قائم رہا یا ختم ہوگیا؟ فقط السائل اللہ دین، اسلام آباد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں، عورت بدستور اپنے شوہر کے نکاح میں ہے اور یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ عورت بے اجازت شوہر کے گھر سے چلی جائے تو نکاح سے نکل جاتی ہے محض غلط ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وَالّٰتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ (النساء:34) ''اور جن عورتوں کا بلا اجازت باہر نکلنا تم جانتے ہو تو انہیں سمجھاؤ'' اللہ عزوجل نے نکاح کی گرہ مرد کے ہاتھ میں رکھی ہے بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ (نکاح کی گرہ شوہر کے ہاتھ میں ہے) تو جب تک شوہر نے اپنی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بیوی مسمات منت کو طلاق نہ دی، بدستور اس کے نکاح میں ہے، تاہم شوہر پر اپنی بیوی کا نان ونفقہ واجب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۹.۴.۱۹۷۸ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۸ھ

حاملہ کو بھی طلاق ہو جاتی ہے

سوال: جناب مفتی صاحب، السلام علیکم، عرض یہ ہے کہ

میں نے اپنی بیوی کو گواہوں کے سامنے تین طلاق دی تھیں اور وہ امید سے تھی۔ مجھے معلوم نہیں تھا اور نہ ہی اسے معلوم تھا۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ طلاق نہیں ہوئی تو میں اسے اپنے گھر لے آیا اور اب وہ لوگ کہتے ہیں کہ طلاق ہوگئی ہے۔ ہم بہت پریشان ہیں۔ اس واقعہ کو ایک سال ہوگیا ہے۔ آپ برائے مہربانی فتویٰ صادر فرمائیں؟ فقط عبدالغفار

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں مسمات پر تین طلاقیں مغلظہ واقع ہوگئیں، بیوی کے حاملہ ہونے سے طلاق پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اب وضع حمل کے بعد جب تک عورت مذکورہ شخص کے علاوہ دوسرے سے نکاح نہ کرے اور صحبت نہ ہو اور وہ طلاق نہ دے، اس وقت تک خدیجہ اس شخص مسمی عبدالغفار کے لئے قطعی حرام ہے، اگر اپنے پاس رکھا تو وہ بھی حرام ہوا۔ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۳.۷.۱۹۷۸ء

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

طلاق نامہ نہ پہنچے تو بھی وقت تحریر سے طلاق واقع ہے

سوال: میں مسمی محمد عظیم ولد محمد صدیق تمہیں (رضیہ بنت محمد یعقوب) کو تمہاری اپنی ایما پر چھوڑ رہا ہوں کیوں کہ تم کسی بھی طریقے سے میرے ساتھ نہیں رہنا چاہتیں جس کا اظہار تم نے میرے سامنے کئی بار کیا ہے اور اس کا اظہار تم نے اپنے والدین کے علاوہ دوسرے لوگوں کے سامنے بھی کیا اور جبکہ تم میرے ساتھ رہنا نہیں چاہتیں تو میں تمہارے مطالبے پر تمہیں طلاق دے رہا ہوں۔ اب تم کسی قسم کا دعویٰ نہیں کر سکتیں۔

میں مسمی محمد عظیم ولد محمد صدیق اپنی زوجہ رضیہ بنت محمد یعقوب کو باقائمی ہوش وحواس طلاق دیتا ہوں۔

میں مسمی محمد عظیم ولد محمد صدیق اپنی زوجہ رضیہ بنت محمد یعقوب کو باقائمی ہوش وحواس طلاق دیتا ہوں۔

میں مسمی محمد عظیم ولد محمد صدیق اپنی زوجہ رضیہ بنت محمد یعقوب کو باقائمی ہوش وحواس طلاق دیتا ہوں۔

گواہ۔ عبدالکریم، عبدالکریم ولد محمد ایوب، محمد اسحاق ولد محمد ایوب

نوٹ۔ یہ طلاق نامہ یا اس کی نقل یا اس کی اطلاع لڑکی کو ابھی تک نہیں پہنچی ہے۔ فقط محمد عظیم ولد محمد صدیق

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں مسمی محمد عظیم کی زوجہ رضیہ بیگم پر تین طلاقیں مغلظہ واقع

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوگئیں۔ اب یہ عورت محمد عظیم کے لئے اجنبیہ اور حرام ہوگئی۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ
سائل کا کہنا کہ "اب تک لڑکی کو یہ طلاق نامہ نہیں پہنچا" طلاق واقع ہونے میں مانع نہ ہوگا۔ درمختار میں ہے" الفاظ طلاق کاغذ وغیرہ پر طلاق کی نیت سے لکھے تو ہوجائے گی" اگر نہ بھی بھیجے ہوں تو بھی ہوجائے گی اور یہ طلاق لکھتے وقت پڑے گی اور اسی وقت سے عدت شمار ہوگی۔ (بہار شریعت بحوالہ درمختار، عالمگیری وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۹۷۸ء ۱۰-۲۵

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

گواہان شرع کی موجودگی میں شوہر کا انکار معتبر نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: آج سے تقریباً پانچ ماہ پہلے لڑکے والوں اور لڑکی والوں میں کچھ نااتفاقی ہوگئی تھی۔ اسی دوران لڑکے کا والد لڑکی کو لینے گیا تو لڑکی والوں نے منع کر دیا کہ ہم نہیں بھیجتے اسی بات پر بعد میں معاملہ طول پکڑ گیا تو لڑکے نے کہا کہ یا تو اماں جی آپ لڑکی کو بھیج دو ورنہ میں طلاق دے دوں گا۔ لڑکی کی ماں نے جواب دیا کہ میں لڑکی کو اس طرح نہیں بھیجوں گی۔ پھر لڑکے نے لڑکی سے کہا کہ تو چلتی ہے یا نہیں۔ لڑکی اس بات پر آمادہ ہوگئی کہ میں تیار ہوں۔ اس پر ماں باپ نے لڑکی کو پھر ڈانٹ دیا تو نہیں جاسکتی اس وقت موقع پر غلام رسول موجود تھا، لڑکی والوں نے غلام رسول سے کہا کہ آپ اپنی ذمہ داری پر بھیج دو تو غلام رسول نے کہا کہ میں اتنی بڑی ذمہ داری نہیں لے سکتا۔ پھر لڑکی والوں نے کہا کہ تم اپنے محلے کے پانچ آدمی لے آؤ اور میں اپنے محلے کے پانچ آدمی لے آتا ہوں تو اس کا جواب لڑکے والے نے یہ دیا کہ جس وقت شادی ہوئی تھی اس وقت بھی درمیان میں نہیں لایا تھا اب بھی نہیں چاہتا اس جواب پر لڑکی والوں نے جواب دیا کہ اس طرح ہم لڑکی نہیں بھیج سکتے۔ پھر لڑکے نے لڑکی سے کہا کہ تو چلتی ہے یا نہیں؟ تو لڑکی چھت سے نیچے آگئی اور کہنے لگی کہ میں چلنے کے لئے تیار ہوں پھر لڑکی والے نے کہا کہ میں نہیں بھیج سکتا۔ اس کے بعد دونوں فریقوں میں گالم گلوچ شروع ہوگئی اس کے بعد لڑکا، لڑکی کو تین طلاق کہتے ہوئے چلا گیا کہ یعنی طلاق! طلاق! طلاق! کہتے ہوئے چلا گیا۔ اس پر لڑکے کا باپ لڑکے کو مارتا پیٹتا باہر لے گیا۔ اس وقت موجود گواہ محمد حسین، غلام رسول گھر میں موجود تھے، حمید گھر کے باہر دروازے کے پاس موجود تھا اس کا بھی یہی بیان ہے۔ ان کے علاوہ عبدالحمید ولد مولا بخش کا بھی یہ بیان ہے کہ اس مکان کے دروازے کے پاس یعنی باہر کے دروازے کے پاس موجود تھا اور میرے کانوں میں طلاق! طلاق! طلاق! کے الفاظ آئے اور یہ الفاظ اس لڑکے نے ادا کئے۔ تیسرے گواہ محمد حسین کا بھی یہی بیان ہے کہ میں اس وقت موجود تھا اور میں نے بھی طلاق! طلاق! طلاق! کے الفاظ اپنے کانوں سے سنے تھے۔ فقط السائل

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئول عنہا میں تین گواہوں کے بیانات اس امر پر ہی متفق ہیں کہ لڑکے نے طلاق! طلاق! طلاق! کے الفاظ کہے، اور ان گواہوں میں شہادت کی شرائط تحمل وشرائط ادا پائی جارہی ہیں، لہٰذا ان تین گواہوں کی شہادت کا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اعتبار کیا جائے گا اور لڑکے کے انکار کا اعتبار نہ ہوگا۔ لہٰذا صورت مسئول عنہا میں لڑکی پر تین طلاق مغلظہ واقع ہوگئیں۔ (عالمگیری در مختار وغیرہ)۔ اور اب یہ لڑکی لڑکے (سابق شوہر) کے لئے حرام اور اجنبیہ ہوگئی، جب تک حلالہ نہ ہو جائے یہ اس لڑکے کے لئے حرام رہے گی۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید، ۲۸.۱۰.۱۹۷۸ء

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

حاملہ کو طلاق ہو جاتی ہے، رجوع کا طریقہ

سوال: میں سرفراز علی خاں نے اپنی زوجہ ثریا بانو دختر قاضی شبیر حسین کو ایک طلاق رجعی مورخہ ۲۸.۸.۱۹۷۷ء کو رجوع کرنے کے لئے دی تھی جبکہ میری زوجہ تین ماہ کی حاملہ بھی تھی اور اس کے بعد تقریباً ایک ماہ گزرا ہوگا۔ تو ہم میاں بیوی کی حیثیت سے چار مرتبہ آپس میں ملے اور صحبت کی۔ لہٰذا مجھے اس کا فتویٰ مرحمت فرمائیں کہ ایک طلاق ہوئی یا ایک بھی نہیں ہوئی؟ سرفراز علی خاں ولد چھمی خاں

۷۸۶ **الجواب:** بیوی کے حاملہ ہونے کا کوئی اثر وقوع طلاق پر نہیں پڑتا حاملہ کو جو طلاق دی جائے گی طلاق پڑ جائیگی البتہ سوال میں مذکور ہے اور خود سائل کا زبانی بیان بھی ہے کہ اس نے اپنی بیوی کو ایک طلاق رجعی دی تھی اور رجعت کی نیت سے دی تھی تو اس صورت میں مسمات ثریا بانو پر ایک طلاق رجعی پڑی اور قرآن کریم کا فیصلہ ہے وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ یعنی ''مطلقات رجعیہ کے شوہروں کو عدت میں واپس لینے کا حق ہے۔'' شریعت کی زبان میں اسی واپس لینے اور پہلے نکاح پر باقی رکھنے کا نام ''رجعت'' ہے اور رجعت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کسی لفظ سے رجعت کرے اور رجعت پر دو عادل گواہوں کو گواہ کر دے اور اگر فعل سے رجعت کی مثلاً اس سے وطی کی جیسا کہ صورت مسئولہ میں واقع ہوا یا شہوت سے بوسہ لیا تو بھی رجعت ہوگئی مگر وہ مکروہ ہے۔ اس لئے مسمی سرفراز علی خان کو چاہئے کہ پھر گواہوں کے سامنے رجعت کے الفاظ کہے۔ (جوہرہ، نیرہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ ربیع الآخر ۱۳۹۸ھ

نشہ میں طلاق ہو جاتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید اپنی بیوی سے لڑائی کر کے باہر چلا گیا جہاں پر اس کا ایک دوست نشے والی سگریٹ پی رہا تھا اور زید نے بھی یہ سگریٹ اپنے دوست سے لے کر پی لی اور پھر گھر آ گیا اور اس کو چکر آنے لگے اور بے ہوش ہو گیا دریں اثناء زید کی بیوی اپنے والدین کے گھر چلی گئی جبکہ دوسرے دن زید کو ہوش آیا تو زید نے اپنی بیوی کو گھر میں نہ پایا اور معلومات کے بعد اس کے ماں باپ کے ہاں گیا اور اپنی بیوی سے کہا کہ گھر چلو تو اس نے کہا کہ تم مجھے تین طلاق دے چکے ہو اب میں کیسے چل سکتی ہوں اور زید حلفیہ طور پر بولتا ہے کہ میں نے کوئی طلاق وغیرہ نہیں دی بیوی نے بولا کہ تم اس وقت نشے میں تھے۔ بیان فرمائیں کہ آیا! یہ دونوں میاں بیوی رہے یا طلاق واقع ہوگئی؟ بینوا توجروا سائل بشیر بیگ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ الجواب: جو شخص نشہ میں ہو اور اسی حالت میں بیوی کو طلاق دے بیٹھے تو بیوی پر طلاق واقع ہو جائے گی کہ یہ شخص ایسا ہی ہے جیسے کوئی عقل و ہوش والا اور نشہ خواہ شراب پینے سے ہو یا بھنگ چرس وغیرہ کسی اور چیز سے بلکہ افیون کھائی اور اسی کی پینک میں بیوی کو طلاق دے دی جب بھی واقع ہو جائے گی۔ (درمختار، ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ — یکم جمادی الاٰخریٰ ۱۳۹۸ھ

تین طلاق

سوال: فدوی نے اپنی زوجہ مسمات وکیلہ بیگم کو از روئے شرع شریف طلاق دی ہے۔ اخبار میں بھی اس کا ذکر آچکا ہے۔ فدوی نے اپنی زوجیت سے علیحدہ کرتے ہوئے تین مرتبہ اپنی زبان سے طلاق دی ہے لہٰذا شرعاً حکم سے مطلع فرمائیں کہ آیا موجودہ صورت میں فدوی اپنی بیوی کو اپنے ساتھ رکھ سکتا ہے یا نہیں؟ فقط چراغ الدین ولد اسلام الدین

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں مسمات وکیلہ بیگم پر تین طلاقیں پڑ گئیں اور مسمات مذکورہ اپنے شوہر مسمی چراغ دین پر بحرمت مغلظہ حرام ہو گئی۔ اب میاں بیوی کے بطور رہنا در کنار، یہ دونوں باہمی رضامندی سے حلالہ کے بغیر نکاح بھی نہیں کر سکتے۔ چارۂ کار حلالہ ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ یعنی شوہر نے تیسری طلاق دے دی تو اب وہ عورت اس مرد کے لئے حلال نہ رہی تاوقتیکہ حلالہ نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ — ۲۳ جمادی الاٰخریٰ ۱۳۹۸ھ

حاملہ کو بھی طلاق ہو جاتی ہے

سوال: میں نے اپنی بیوی کو جو کہ حاملہ ہے ہوش و حواس میں رہتے ہوئے صرف اس بات پر طلاق دی کہ میرے والدین نے مجھ سے ناراض ہو کے میری بیوی کے لئے یہ کہا تھا کہ اس پر تیرا کوئی حق نہیں۔ اس معاملہ میں یہ واضح کر دوں کہ ہم دونوں میاں بیوی میں جب سے شادی ہوئی ہے، کبھی کسی بات پر مفاہمت نہیں ہوئی ہے اور نہ ہم دونوں کے خیالات آپس میں ملتے ہیں۔ ہمیشہ کسی نہ کسی بات پر لڑائی جھگڑا ہوتا رہتا ہے۔ اس روزمرہ کے جھگڑے سے تنگ آکر میں بہت پہلے فیصلہ کر چکا تھا کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دے دوں گا۔ آج جب بات زیادہ بڑھی اور میرے والدین نے بھی مجھ سے کہا کہ تیرا اس پر (یعنی میری بیوی پر) کوئی حق نہیں ہے تو میں نے باقائم ہوش و حواس اپنے بھائی، اپنی بھابی اور والدین کے سامنے تین مرتبہ طلاق دے دی۔ میری بیوی حاملہ ہے۔ برائے مہربانی مجھے اس کے متعلق بتائیں کہ آیا میری بیوی کو طلاق ہوئی یا نہیں؟ فقط رب نواز

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں یقیناً عورت پر تین طلاقیں پڑ گئیں اور عورت اپنے شوہر پر بحرمت مغلظہ حرام ہو گئی۔ اب تاوقتیکہ حلالہ نہ ہو یہ دونوں باہمی رضامندی سے نکاح ثانی کے بعد بھی نہیں رہ سکتے۔ قرآن کا فیصلہ ہے کہ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ یعنی تیسری طلاق کے بعد عورت اپنے شوہر کے لئے حلال نہیں رہی جب تک دوسرا نکاح (حلالہ) نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ — ۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۸ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طلاق ہونے کے لئے گواہ شرط نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنی بیوی کو تنہائی میں تین مرتبہ طلاق دے کر حق مہر کی رقم ادا کر کے رات کی تنہائی میں گھر سے باہر نکال دیا۔ مطلقہ گھر کے باہر آدھی رات کے قریب اپنے مستقبل کے بارے میں سوچ رہی تھی کہ اس کے شوہر کے چچیرے بھائی نے اپنی بھابی کو گھر سے باہر کھڑے دیکھ کر معلوم کیا تو مطلقہ نے اسے بتایا کہ تمہارے بھائی نے مجھے طلاق دے دی ہے اور مہر بھی ادا کر دیا ہے۔ مطلقہ کا دیور اسے اپنے بھائی کے پاس لے گیا اور اپنے گھر میں رکھنے کو کہا مگر اس نے اپنے گھر میں رکھنے سے انکار کر دیا کہ میں اسے طلاق دے چکا ہوں میں اسے گھر میں نہیں رکھ سکتا اس کے بعد مطلقہ کے چچا سسر و پھوپھا سسر کے جانے سے بوقت میعاد عدت تک گھر میں رکھ لیا اور بعد گزرنے عدت کے مطلقہ کو اس کے والدین کے سپرد کر دیا۔ اب وہ یہ کہتا ہے کہ جس طلاق کا کوئی عینی شاہد گواہ نہ ہو وہ طلاق، طلاق مغلظہ نہیں ہو سکتی جبکہ مطلقہ نے جب اپنی طلاق کا اعلان کیا تو اس کے شوہر نے اس امر کا کئی افراد کے سامنے اقرار کیا کہ واقعی وہ اپنی بیوی کو طلاق مغلظہ دے چکا ہے لہٰذا مہربانی فرما کر شرع کی رو سے مطلع فرمایا جائے۔ عین نوازش ہوگی؟

فقط خادم الفقراء غلام حسین مصطفائی

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئول عنہا میں جبکہ شوہر نے اپنی بیوی کو تین بار طلاق دے دی اور اسے اس کا اقرار بھی ہے تو بلاشبہ عورت پر تین طلاقیں پڑ گئیں ان دونوں کے مابین نکاح فی الفور ٹوٹ گیا اور وہ عورت اپنے شوہر پر بحرمت مغلظہ حرام ہوگئی۔ اب ان دونوں کا کسی کے ورغلانے سے یا کسی کے مجبور کرنے یا خود باہمی رضامندی سے بطور میاں بیوی رہنا در کنار، یہ دونوں باہمی رضامندی سے حلالہ کے بغیر آپس میں نکاح ثانی کر کے بھی بطور زن و شوہر نہیں رہ سکتے۔ قرآن کریم کا صریح فیصلہ ہے کہ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ یعنی تیسری طلاق کے بعد عورت اپنے شوہر پر بغیر حلالہ، حلال نہیں اور یہ زعم کہ عینی شاہدوں کے بغیر طلاق نہیں ہوئی محض بے اصل بلکہ خلاف شرع ہے۔ پھر جن دوسروں کے سامنے اس نے طلاق کا اقرار کیا تھا وہ جب نہیں تو اب گواہ ہو گئے۔ غرض حلالہ کے بغیر یہاں کوئی اور چارہ کار نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۸ھ

تحریری طلاق، مہر موجل

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: فدوی کا لڑکا محمد سلطان جو کہ مع بچوں کے کوئٹہ میں سسر کے پاس رہائش پذیر تھا۔ مورخہ ۵.۳.۱۹۷۸ کو ان کے خط کے مطابق کوئٹہ سے لاپتہ ہو گیا۔ پھر مورخہ ۱۹۷۸.۴.۴ء کو ان کا دوسرا خط میری طرف آیا۔ جس میں انہوں نے طلاق نامہ لکھا ہوا تھا۔ میں خط کے ملنے کے بعد فوراً کوئٹہ گیا۔ خط کو دیکھا طلاق نامہ دیکھا۔ خط و طلاق نامہ محمد سلطان کے خط کے مشابہ ہے۔ پھر ہم وہاں ایک وہابی مدرسے میں گئے۔ اس نے اس خط پر فتویٰ دے دیا اور کہہ دیا کہ لڑکی کا مہر اور اس کے جہیز کا سامان لڑکی کے حوالے کر دو۔ میں نے واپس آ کر بہار شریعت میں طلاق نامہ کے مسئلہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کو دیکھا۔ تو وہاں تحریر ایسی ہے کہ اگر خط مشابہ بھی ہو یا دستخط بھی اس کی طرح ہوں یا مہر بھی اس کی طرح ہو مگر جب تک مدعی طلاق دینے والا خود اقرار نہ کرے یہ تحریر نہیں مانی جائے گی اور یہ آدمی آپ کے مدرسے میں طالب علم رہ چکا ہے۔ مندرجہ ذیل سے ہمیں یہ فتویٰ دے دیں مہربانی ہوگی۔ محمد سلطان لاپتہ ہے خط میں یا طلاق نامہ میں کسی جگہ کا پتہ نہیں ہے۔

۔ جب تک محمد سلطان خود آ کر اقرار نہ کرے اس وقت تک یہ طلاق واقع ہو سکتی ہے یا نہیں؟

۲۔ محمد سلطان کے لاپتہ ہونے پر لڑکی والے مجھ سے یعنی محمد سلطان کے والد سے مہر یا جہیز کسی چیز کا مطالبہ کر سکتے ہیں یا نہیں؟

سیّد سجاد حسین، خواجہ چوک، حیدر آباد

۷۸**الجواب:** خط کے ذریعے جو طلاق دی گئی ہے وہ شرعاً اس وقت طلاق سمجھی جائے گی جبکہ شوہر اس کا اقرار کرے کہ ہاں میں نے یہ تحریر لکھی یا لکھوائی۔ یا وہ انکار کر دے تو گواہان عادل شرعی گواہی دیں کہ اس نے ہمارے سامنے یہ کاروائی کی۔ بغیر اس کے صرف اتنی بات کہ خط اس کے ہاتھ کا لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے کارآمد نہیں۔ ہدایہ وغیرہ میں ہے الخط یشبہ الخط فلا یعتبر۔ ہاں اگر عورت کو اطمینان اور غالب گمان ہے کہ یہ تحریر اسی کی ہے تو اس پر عمل کرنے کی عورت کو اجازت ہے (خانیہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ جہیز جو عورت کو ماں باپ کے ہاں سے دیا جاتا ہے اس کی مالک تو عورت ہی ہے وہ جب چاہے اپنے قبضہ وتصرف میں لے سکتی ہے (درمختار وغیرہ) رہا مہر تو اس کا مطالبہ شوہر سے ہو سکتا ہے اور وہ لاپتہ ہے تو اس کے والد پر کوئی ذمہ داری ادائیگی مہر کی نہیں اور پھر مہر موجل ہے تو اس کے مطالبہ کا حق بھی عورت یا اس کے ورثہ کو نہیں کہ مہر موجل کی ادائیگی تفریق یا موت کے بعد عمل میں لائی جاتی ہے اور وہ یہاں کہاں (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۸ھ

http://t.me/Tehqiqat

تین طلاق

سوال: لڑکی بنام زیتون بنت چاؤ خان کو ان کے شوہر بنام قمر الدین ولد نوریا نے پورے گاؤں کے سامنے یہ الفاظ کہے ہیں کہ تم میرے مکان سے جا سکتی ہو میں نے تجھ کو طلاق دیا! طلاق دیا! طلاق دیا! تم مجھ پر حرام ہو اور تم پر میرے گھر کا کھانا پینا حرام ہوا ہے، تم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے میرے مکان سے چلی جاؤ اور لڑکی زیتون روزے سے تھی اور اس کو مار پیٹ کر گھر سے نکال دیا تو لڑکی پھر ہمارے مکان میں آ گئی۔ کچھ دیر بعد چاؤ خان یعنی لڑکی کا والد آیا تو ان کو بھی قمر الدین نے سب کے سامنے یہ کہا کہ تم اپنی لڑکی زیتون کو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اپنے گھر لے جاؤ، یہ میری طرف سے فارغ ہے، میں نے تمہاری لڑکی کو طلاق دے دیا یہ الفاظ قمر الدین نے تقریباً پچیس دفعہ دہرائے یہ واقعہ ۲۸ رمضان المبارک کا ہے۔ چاؤ خان نے مسجد میں کچھ لوگوں کو کہا کہ بھائیو! آپ اس لڑکے کو سمجھاؤ لڑکی کو مار سکتا ہے مگر طلاق کا نام نہ لے۔ جواب ملا کہ ہم اس کو نہیں سمجھا سکتے ہم اس کو سمجھانے سے مجبور ہیں تم جاؤ اس کو بکنے دو۔ میں لڑکی کو روتا چھوڑ کر اپنے مکان پر آ گیا۔ لڑکی کو پھر

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مار پیٹ کر گھر سے نکال دیا گیا۔ لڑکی میرے گھر پر آ گئی تو میں نے اور زیتون کے پھوپھا جمعہ خان نے لڑکی کو سمجھا کر پھر جمعہ خان کے گھر واپس بھیج دیا مگر پھر قمر الدین نے میری لڑکی کو عید الفطر کے روز مار کر گھر سے نکال دیا اور کہا کہ جب میں نے تجھے طلاق دے دیا پھر کیا تو میرے ہاتھوں سے مرنے کو آئی ہے۔ اب یہ تفصیل ہے تحریر کریں کہ طلاق ہو گئی یا نہیں۔ اور لڑکی پانچ ماہ سے اپنے والد کے گھر پر ہے؟

گواہ۔ ۱۔ قادر بخش ۲۔ منیر خان

حلفیہ بیان منیر خان

میں بنام منیر خان حلفیہ تصدیق کرتا ہوں کہ میں نے جلال والا میں لوگوں سے دریافت کیا ان لوگوں نے حلفیہ مجھ سے کہا کہ یہ الفاظ درست ہیں جو اوپر تحریر ہیں اور میں نے لڑکی سے بھی معلوم کیا تو لڑکی نے کہا کہ بھائی جان مجھ کو میرے شوہر نے اپنے اوپر اور اپنا کھانا پینا اور اپنا گھر مجھ پر حرام کہا ہے اگر قرآن و رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ نہیں دیتا تو کوئی بات نہیں تھی مگر اب میں اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھاؤں گی۔ میں کیا کروں اور کہاں جاؤں تم جواب دو۔

یہ سب کیفیت مفتی صاحب کی خدمت میں عرض ہے فتویٰ دیں طلاق ہوئی یا نہیں؟ السائل

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں مسمات زیتون بنت چاؤ خان پر تین طلاقیں واقع ہو گئیں۔ وہ اپنے شوہر پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئی۔ اب یہ باہمی رضامندی سے بغیر حلالہ کے نکاح بھی نہیں کر سکتے اگر لوگوں نے ان میں مصالحت کرا بھی دی تو یہ مصالحت زنا ہو گی۔ تمام لوگ سخت گناہ گار ہوں گے۔ وقوع طلاق کے لئے رضا و خوشی شرط نہیں۔ طلاق غصہ میں بھی ہو جاتی ہے بلکہ عموماً غصے کی حالت میں ہی دی جاتی ہے۔ بہر حال نکاح ثانی کے لئے حلالہ ضروری ہے اس کے بغیر عورت شوہر پر حلال نہ ہو گی۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۡۢ بَعۡدُ حَتّٰى تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهٗ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۲۱ صفر المظفر ۱۳۹۸ھ

اگر ۱۰۰ طلاق دی تو تین سے حرام باقی گناہ ہے، حلالہ کے لئے نابالغ سے نکاح جائز ہے مگر وہ بالغ ہونے پر طلاق دے سکتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص اپنے سسرال آیا اور ایک معمولی فساد کی بناء پر تین طلاق کے بجائے کئی طلاق دے کر گھر چلا گیا۔

۱۔ وہ شخص غصے میں طلاق دے کر گیا تھا کیا طلاق ہو گئی؟

۲۔ اس کے ماں باپ کے داب دھونس میں آ کر یا کسی کے کہنے پر یا کسی کی قسم کے لالچ میں آ کر طلاق دے کر گیا ہو تو اس طرح بھی طلاق ہو سکتی ہے یا نہیں؟

۳۔ اگر یہ واقعی طلاق ہو گئی تو کسی نابالغ لڑکے سے نکاح پڑھا کر، دو یا چند روز بعد اس بچے سے طلاق دلا کر واپس سابق شوہر

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے نکاح کر دیا جائے تو کیا اس طرح نکاح ہو جائے گا؟

۴۔ شریعت کی رو سے طلاق ہوگئی ہو اور بہانہ بازی کر کے دونوں فریقوں نے آپس میں مل کر ایسا فیصلہ کرلیا ہو یا کرنا چاہتے ہوں کہ بغیر حلالہ کے سابق شوہر کے بھیج دیں تو اس صورت میں دونوں فریقوں کے گھر کا کھانا، پینا شرع کی رو سے جائز ہے یا نہیں؟

طلاق کے وقت جھگڑے کو سن کر کچھ لوگ جمع ہو گئے تھے لہٰذا پی. ای. ایل محلہ والوں کی اپیل ہے کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں ہم کو اس مسئلہ کا حل بتایا جائے تا کہ ہم اس گناہ سے بچ سکیں؟

فتویٰ لینے والے، عبدالحمید، نظام الدین، سلیمان، امام بخش، ملت آباد، اسلام آباد، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا کہ میں نے اپنی عورت کو (۱۰۰) سو طلاقیں دے دیں آپ کا کیا حکم ہے۔ فرمایا کہ "تیری عورت تین طلاق سے بائن ہوگئی اور باقی ستانوے "۹۷" طلاق کے ساتھ تو نے اللہ کی آیتوں سے ٹھٹھا کیا" تو تین سے زیادہ جتنی بار آدمی اپنی زوجہ کو طلاق دے گا گویا کہ وہ اتنی بار اپنے رب کی آیتوں سے مذاق کرتا ہے۔ رہا غصہ تو وہ وقوع طلاق سے نہیں روک سکتا ہے بلکہ اکثر و بیشتر غصہ ہی طلاق کا باعث ہوتا ہے۔ اگر غصہ کی طلاق سرے سے شرعاً معتبر نہ ہو تو گویا طلاق کے وقوع کا وجود ہی ختم ہو جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ طلاق باخوشی دی جائے یا ماں باپ بھائی چچا وغیرہ کے دباؤ دھونس یا جبر میں آ کر، یا لالچ میں، جب دی جائے گی واقع ہو جائے گی۔ نکاح شیشہ ہے اور طلاق پتھر۔ شیشہ پر پتھر خوشی سے پھینکے یا جبر سے، یا خود ہاتھ سے چھوٹ پڑے، شیشہ ہر طرح ٹوٹ جائے گا۔ یوہیں طلاق بخوشی یا خواہ بجبر واقع ہو جائے گی۔ (درمختار، ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ حلالہ کی نیت سے عورت کا دوسرا نکاح اگر نابالغ سے کر دیا یعنی عدت گزر جانے پر، تو نکاح صحیح و نافذ ہوگا مگر طلاق بلوغ کے بعد ہونی چاہئے کہ نابالغ کی طلاق نہ ہوگی بلکہ نابالغ نہ خود طلاق دے سکتا ہے نہ دوسرے کو اس کا وکیل کر سکتا ہے نہ اس کا باپ دادا وغیرہ نہ اس کا ولی اس کی طرف سے طلاق دے سکتا ہے۔ (درمختار، فتاویٰ رضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ صورت مسئولہ میں جب کہ تین طلاقیں ہوگئیں تو عورت بے حلالہ اس کے نکاح میں نہیں آ سکتی یعنی اس کی عدت گزرے پھر عورت دوسرے شخص سے نکاح کرے اور اس سے ہم بستر بھی ہو پھر وہ اسے طلاق دے دے یا مر جائے اور عدت گزر جائے اس کے بعد اس مرد کو عورت سے نکاح جائز ہوگا۔ یہی حکم قرآن عظیم کا ہے، یہی فرمان احادیث کا ہے، یہی ارشاد علمائے ربانیین کا ہے۔ جو اس کے خلاف کرے گا خدا اور رسول کے حکم سے، صریح حرام کاری کا مرتکب ہوگا۔ جتنے لوگ اس حالت میں اس دوسرے نکاح پر راضی ہوں گے سب زنا کی دلالی میں مبتلا ہوں گے اور شوہر بیوی کے ساتھ، دنیا و آخرت میں ان کا منہ بھی کالا ہوگا۔ مولائے کریم قبول حق کی توفیق دے۔ آمین۔ (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۸ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حاملہ سے نکاح اور طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنی بیوی کو طلاق دی۔ عدت گزارنے کے بعد معلوم ہوا کہ عورت حاملہ ہے۔ پھر اس حاملہ سے بکر نے شادی کر لی یعنی خلوت صحیحہ کی۔ پھر بکر نے اس عورت کو طلاق دے دی۔ پھر تین ماہ بعد پہلے شوہر سے اس کی شادی ہوئی۔ بکر کا نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟ اور زید کی دوسری شادی درست ہے یا نہیں؟ براہ کرم قرآن وحدیث سے مسئلہ کو واضح فرمائیں۔ حافظ غلام محمد سالانی، لطیف آباد نمبر ۴، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** بظاہر سوال سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ عورت کو جب اس کے شوہر اوّل نے طلاق دی تھی وہ حاملہ تھی اور شوہر والی حاملہ عورت کی عدت طلاق وضع حمل ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ (طلاق:4) تو بکر سے اس عورت کا نکاح جائز نہ ہوا کہ عدت میں نکاح حرام قطعی ہے تو بکر کا اس عورت سے صحبت کرنا حلالہ کے لئے ہرگز کافی نہیں کہ حلالہ کے لئے نکاح صحیح نافذ ہونے کی شرط ہے اور جب حلالہ نہ ہوا تو یہ عورت اپنے پہلے شوہر کے لئے بھی حلال نہ ہوئی بشرطیکہ شوہر نے اسے تین طلاقیں دی ہوں۔ ورنہ دو طلاق یا طلاق بائن کی صورت میں صرف تجدید نکاح کافی ہے۔ حلالہ کی ضرورت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۲ محرام الحرام ۱۳۹۸ھ

میری طرف سے آزاد ہے، طلاق بائن ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: محمد جلیل نے اپنی بیوی شاہدہ کو اخبار کے ذریعے لکھ دیا کہ آئندہ شاہدہ میری طرف سے آزاد ہے اور یہ بات طلاق کے ارادے سے لکھی اور پھر عرصہ چار سال گزر چکا اتنے عرصے میں شاہدہ اپنے ماں باپ کے ہاں رہی قرآن وحدیث کی روشنی سے بیان فرمائیں کہ یہ طلاق تینوں میں کونسی کہلائے گی۔ اور اگر جلیل دوبارہ مذکورہ مسمات سے نکاح کرے تو جائز ہے یا نہیں؟ سائل محمود بخش، پھلیلی روڈ، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** اردو میں یہ الفاظ کہ "تو میری طرف سے آزاد ہے" کہنا یہ طلاق میں شمار ہوتے ہیں تو جبکہ محمد جلیل نے اپنی بیوی کو یہ لکھ کر بھیج دیا کہ "تو میری طرف سے آزاد ہے" اور نیت طلاق تھی تو اس کی بیوی مسمات شاہدہ پر طلاق بائن پڑ گئی دونوں کے مابین نکاح ٹوٹ گیا۔ البتہ یہ دونوں باہمی رضامندی سے نکاح کر سکتے ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِیْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ ربیع الاول شریف ۱۳۹۸ھ

طلاق معلق بہ شرط

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: مسمی نذر الٰہی ولد شیر بہادر نے ایک دستاویز کے ذریعہ ۲۵۔۱۰۔۱۹۷۷ء کو روبرو گواہان اقرار کیا کہ میں اپنی بیوی مسمات گل نرگس دختر محمد اشرف کو ہر ماہ مبلغ ایک سو روپیہ دیتا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رہوں گا اور اگر ایک ماہ بھی رقم مذکور ادا نہ کروں تو میری بیوی کو تین طلاقیں ہوں گی۔ شرعاً اس بارے میں کیا حکم ہے مطلع فرما کر مشکور فرمائیں۔

فقط محمد ایوب خان برائے محمد اشرف

۷۸۶ الجواب: اگر تحریر میں یہ تھا کہ اس قدر رقم ماہ بماہ اپنی زوجہ کو ادا کرتا رہوں گا اور ایک ماہ گزر گیا اور اس نے بیوی کو کچھ نہ دیا تو حسب تحریر مذکورہ بالا، عورت پر تین طلاقیں پڑ گئیں اب یہ عورت بلا حلالہ اس مرد کے لئے حلال نہ رہی۔ قرآن و حدیث کا یہی فیصلہ ہے کما ھو فی الفتاوی وغیرھا من الشروح والمتون۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ

لفظ طلاق سننا

سوال: بخدمت جناب مولانا مفتی خلیل خان صاحب، دارالعلوم احسن البرکات، حیدرآباد، السلام علیکم

عرض یہ ہے کہ: آپ برائے مہربانی فرما کر حدیث نبوی ﷺ سے دیکھ کر یہ ہمیں بتائیں کہ گواہوں کے بغیر طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں؟ آپ کی عین نوازش ہوگی اور آپ کے اس فتوی سے بہت سے لوگوں کا بھلا ہوگا۔ یہ بھی خدمت خلق ہے۔

سرفراز علی خاں بقلم خود

۷۸۶ الجواب: طلاق کے لئے زوجہ، خواہ کسی دوسرے کا سننا ضروری نہیں جبکہ شوہر نے اپنی زبان سے الفاظ طلاق ایسی آواز سے کہے جو اس کے کانوں تک پہنچنے کے قابل تھے اگر چہ شور و غل یا بہرے پن کی وجہ سے یہ نہ سن سکا تو عنداللہ طلاق ہوگئی۔ طلاق میں گواہوں کی ضرورت اس وقت پیش آتی ہے جب کہ شوہر طلاق کا منکر ہو تو ان گواہوں سے طلاق کا ثبوت ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ

http://t.me/tehqiqat

مطلقہ مغلظہ کے ساتھ رہنا

سوال: بخدمت جناب مفتی خلیل خان صاحب، السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک آدمی نے اپنے ہوش و حواس قائم ہونے کی صورت میں غصے کی حالت میں اپنی بیوی کو گواہوں کے سامنے تین طلاقیں دے دیں۔ اور اسے بتایا گیا کہ آپ کی بیوی آپ پر حرام ہوگئی لیکن وہ اس کے باوجود اس کے ساتھ وہی سابقہ تعلقات قائم کئے ہوئے ہے اور کہنے سمجھانے سے بھی باز نہیں آتا۔ ایسے آدمی کے ساتھ مسلمانوں کو اور خاص طور پر اہل محلہ کو کیسا سلوک کرنا چاہئے؟ منجانب اہل محلہ گجراتی پاڑہ

۷۸۶ الجواب: جب طلاقیں تین تک پہنچ جائیں پھر وہ عورت اس مرد کے لئے بے حلالہ کسی طرح حلال نہیں ہو سکتی۔ قال اللہ تعالیٰ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ اس کے بعد بھی اگر وہ عورت اس مرد کے پاس رہی اور اس نے اس سے صحبت کی اور اسے مسئلہ بتا بھی دیا گیا تو وہ صحبت زنا ہوگی اور اسے اگر مسئلہ معلوم ہے تو یہ زانی اور شرعاً سزائے زنا کا مستحق ہے۔ اس صحبت سے جو اولاد ہوگی وہ ولد الزنا اور ترکہ پدری سے محروم رہے گی۔ اور اس میں کوئی فرق نہیں کہ تین طلاقیں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک ساتھ ہوں یا متفرق (کمافی الدرالمختار وشرحہ ردالمختار) اور اہل محلہ کو زنا کی شرعی حد جاری کرنے کا تو کوئی اختیار نہیں البتہ ان پر ترک تعلق لازم ہے۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ ایسے بیباک سے تنکا توڑ علیحدہ ہو جائیں۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۶۸﴾ (انعام)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ ربیع الآخر ۱۳۹۹ھ

تین طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ: صغیر خان نے اپنی بیوی کو کہا جب کہ اس کی بیوی نے کہا کہ گھر میں دوائی موجود نہیں میری صحت بہت خراب ہے۔ اس پر صغیر خان نے کہا کہ میں نے طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی! معلوم یہ کرنا ہے کہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ فقط والسلام السائل، صغیر خان بہاری

۷۸۶ **الجواب:** صورت مذکورہ بالا میں صغیر خان نے جبکہ اپنی بیوی منکوحہ کو تین بار طلاق دی تو تینوں طلاقیں اس پر پڑ گئیں اور دونوں کے مابین نکاح ٹوٹ گیا اور دونوں ایک دوسرے پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئے۔ اب تاوقتیکہ حلالہ نہ ہو یہ دونوں آپس میں باہمی رضامندی یا کسی کے جبر اور دباؤ میں آ کر بھی نکاح نہیں کر سکتے۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ

تین طلاق کے بعد اسی عورت سے نکاح

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: عبداللہ نے اپنی زوجہ کو تین طلاقیں دیں اور اب وہ دوبارہ اسی عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے اس کی کیا صورت ہو گی؟ فقط السائل، عبداللہ اوڈھ

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں جب عبداللہ نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں تو اب یہ عورت عبداللہ کے لئے حرام اور اجنبیہ ہو گئی اور اب یہ عورت عبداللہ کے لئے بے حلالہ کسی طرح حلال نہیں ہو سکتی۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗ اگر بغیر حلالہ عبداللہ نے اس عورت سے نکاح کر لیا تو وہ زنا ہو گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۹/۳/۱۹۷۹ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

حاملہ کو طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میں نے اپنی بیوی کو اس کی بدچلنی اور نافرمانی کی وجہ سے اس کو دو چار آدمیوں کے روبرو طلاق دے دی ہے اور وہ چھ سات ماہ کے حمل سے بھی ہے اور اس کو میں نے خرچہ بھی دے دیا ہے آپ اس

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بارے میں یہ بتلائیں کہ اس کو طلاق ہوئی یا نہیں؟ اور میں نے اس کو تین طلاقیں دی ہیں۔

فقط والسلام بابو دین، لطیف آباد حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: عورت کا حاملہ ہونا، وقوع طلاق سے مانع نہیں (عامۂ کتب) لہٰذا مسمات مذکورہ پر تینوں طلاقیں پڑ گئیں اور بغیر حلالہ اب یہ اپنے شوہر کے لئے حرام ہوگئی اور چونکہ یہ حاملہ ہے اس لئے اس کی عدت وضع حمل ہے۔ قال اللّٰہ تعالیٰ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ (طلاق:4)۔ واللّٰہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ ربیع الاول شریف ۱۳۹۹ھ

تحریر سے طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مقصود احمد نے اپنی بیوی کو پہلے غصہ میں آکر دو تھپڑ مار دیئے اس کی خالہ یعنی (ساس) مقصود احمد سے جھگڑنے لگی کہ میرے گھر میں آکر تم میری لڑکی کو کیوں مارتے ہو۔ اس غصہ میں آکر وہ آپس میں لڑنے جھگڑنے لگے (مقصود اور اس کی ساس) مقصود احمد نے غصہ میں آکر ایک کاغذ پر مندرجہ ذیل الفاظ لکھ دیئے (میری طرف سے پاک وصاف ہیں میری طرف سے آپ کو طلاق! طلاق! طلاق!) دستخط مقصود احمد۔ اور لکھا ہوا کاغذ نہ اس نے اپنی بیوی کو دیا نہ اس کے بھائی کو نہ اس کی ماں کو بلکہ نیچے گرا دیا۔ اس کے چھوٹے بھائی یعنی لڑکے کے بھائی نے وہ کاغذ اٹھا کر اپنی امی کو دے دیا۔ محمد یونس، ۲۹ رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ

۷۸۶ الجواب: تحریر سے طلاق اس وقت پڑتی ہے کہ شوہر کو اقرار ہو کہ یہ تحریر میری ہے یا گواہان عادل سے اس کا ثبوت ہو جائے لہٰذا شوہر سے اس کی بابت دریافت کیا جائے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللّٰہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ شوال المکرم ۱۳۹۹ھ

عدت میں نکاح ہوا تو صحیح نہیں

سوال: جناب قبلہ مولانا مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، گزارش عرض یہ ہے کہ: میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دیا تھا اور اس نے اپنی عدت پوری کر کے دوسرے سے نکاح کیا لیکن یہ حمل سے تھی تو نکاح پڑھنے والے کو معلوم ہوا تو اس نے اس کو چھوڑ دیا پنچایت کو بتایا کہ یہ حمل سے ہے اس سے میرا نکاح نہیں ہوا ہے لہٰذا ابھی آپ سے عرض ہے کہ آپ اس کا صحیح مسئلہ بتائیں کہ دوبارہ میرا نکاح کس طرح ہوگا۔ کیوں کہ میرے اس کے پاس تین بچے ہیں۔ اس لئے اس کے ساتھ میرے نکاح کرنے کا مسئلہ بتائیں۔ آپ کی عین نوازش ہوگی۔ فقط کلو ولد بشیر

۷۸۶ الجواب: بیوی کو جب شوہر نے طلاق دی اور وہ حاملہ تھی تو اس کی عدت تین مہینے نہیں، بلکہ وضع حمل ہے یعنی جب بچہ پیدا ہوتا عدت بھی ختم ہو جاتی لہٰذا دوسرا نکاح صحیح نہیں ہوا۔ اب کہ عورت کے یہاں بچہ پیدا ہو چکا تو اس پہلی طلاق کی عدت گزر چکی۔ اب اسے اختیار ہے کہ جس مرد سے چاہے نکاح ثانی کرے اگرچہ اس سے، جس سے پہلے کیا تھا، اور وہ صحیح نہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوا تھا۔ (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ   ۲۹ ذی قعد ۱۳۹۹ھ

لفظ ''چھوڑ دوں گا'' طلاق نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: غصے کی حالت میں شوہر نے بیوی کو کہا کہ اگر تم فلاں گھر گئیں تو میں تمہیں چھوڑ دوں گا اور طلاق دے دوں گا، لہٰذا قانوناً شرعاً طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

محمد الیاس ولد فیاض، پھلیلی، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** یہ الفاظ کہ ''میں تجھے چھوڑ دوں گا'' ایقاع طلاق نہیں بلکہ اپنے قصد وارادہ کا اقرار ہے اور ارادۂ طلاق، طلاق نہیں۔ (بہار شریعت بحوالۂ درمختار وغیرہ) لہٰذا صورت مسئولہ میں عورت پر طلاق نہ پڑی وہ بدستور اپنے شوہر کے نکاح میں ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم   العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ   ۲۷ شعبان ۱۳۹۹ھ

چودہ سال بعد بیوی کا خیال

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنی بیوی کو تحریری طلاق دی۔ براہ کرم یہ تحریر فرمائیں کہ تحریری طلاق ہوئی یا نہیں؟   چوھدری رحمت علی، لطیف آباد، حیدرآباد

http://t.me/Tehqiqat

۷۸۶ **الجواب:** تحریر سے صاف ظاہر ہے کہ مسمی عبدالرزاق نے اپنی بیوی کو طلاق دی بلکہ تین طلاقیں۔ لہٰذا اس صورت میں عورت چودہ سال قبل ہی مطلقہ ہو چکی اور اس کی عدت بھی گزر چکی اب اسے اختیار ہے کہ جس مسلمان سے چاہے عقد ثانی کرے البتہ شوہر اوّل کے لئے بغیر حلالہ، یہ حلال نہ ہوگی۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔

واللہ تعالیٰ اعلم   العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ   ۲۰ شعبان المعظم ۱۳۹۹ھ

اگر بیوی شوہر کی خدمت کے قابل نہیں تو کیا کرے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسمات سکینہ بنت منشی خان کا نکاح تین سال قبل مسمی شوکت علی ولد وزیر علی سے قرار پایا اور رخصتی بھی عمل میں آئی جب کہ لڑکی نابالغ تھی اور لڑکا بالغ تھا۔ اب لڑکی کی عمر تقریباً ۱۵ سال ہو چکی ہے اس کی صحت نہایت خراب ہے اور قد بھی بہت کم ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ امور خانہ داری بھی انجام نہ دے سکے گی ایسی حالت میں شوہر اسے طلاق دینا چاہتا ہے شرعاً اس کی کیا صورت ہوگی؟

فقط السائل شوکت علی ولد وزیر علی، یونٹ نمبر ۱۱، لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** اگر صورت واقعی یہی ہے کہ عورت صحت مند اور شوہر کی خدمت کے قابل نہیں اور ان دونوں میں صحیح نباہ ممکن نہیں تو شوہر اسے طلاق دے سکتا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ وہ ایک طلاق اسے دے دے۔ اگر خلوت صحیحہ نہیں ہوئی تو

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابھی، ورنہ عدت گزر جانے پر نکاح ٹوٹ جائے گا۔ (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ شوال المکرم ۱۳۹۹ھ

طلاق بائن کے الفاظ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید اپنی منکوحہ بیوی کو بذریعہ ڈاک طلاق نامہ بھیج دیتا ہے اور باقاعدہ تحریر کے نیچے اس کے انگوٹھے کا نشان موجود ہے۔ طلاق نامہ کا مضمون مندرجہ ذیل ہے کہ میں اقرار کرتا ہوں کہ زلیخا ولد جان محمد کو اپنے تہہ دل اور ہوش وحواس میں اس کی بدچلنی کی وجہ سے اپنے تن سے حرام! حرام! حرام! کرتا ہوں۔ العبد محمد اقبال ولد غلام رسول

آیا اس مضمون سے طلاق واقع ہوجاتی ہے یا کہ نہیں؟ مہربانی فرماکر شریعت کے مسئلہ سے آگاہ فرمائیں۔

السائل حافظ محمد حنیف خضری قادری، غوثیہ کالونی، ٹنڈو آدم ضلع سانگھڑ، دارالعلوم حنفیہ غوثیہ، ۲۶ ستمبر ۱۹۷۹ء

۷۸۶ **الجواب:** مذکورہ بالا الفاظ یا ان الفاظ سے ملتے جلتے الفاظ جن سے عرف عام میں طلاق دینا سمجھا جاتا اور مانا جاتا ہے، ان سے بے نیت طلاق بھی، طلاق بائن واقع ہوتی ہے۔ (کمافی ردالمحتار وغیرہ) لہٰذا عورت نکاح سے نکل گئی، عدت گزرنے کے بعد اسے اختیار ہے کہ جس سے چاہے نکاح کرے اور اس شوہر سے نکاح چاہے تو عدت میں بھی ہوسکتا ہے بعد عدت بھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ ذی قعد ۱۳۹۹ھ

مہر کب مؤکد ہوتا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسمی محمد اسمٰعیل ولد عبداللہ کا عقد ثانی ہمراہ مسمات رخسانہ بنت بابو سے ۲۱ جون ۱۹۷۲ کو ہوا۔ اس وقت دولہا دلہن دونوں نابالغ تھے اور مہر کی رقم مبلغ دس ہزار روپیہ طے ہوئی تھی۔ صرف نکاح ہوا تھا رخصتی نہیں ہوئی۔ دلہن اپنے سسرال نکاح کے بعد آج تک بالکل نہیں آئی ہے۔ نکاح کے وقت سے ہی تعلقات کشیدہ رہے اور اب جبکہ لڑکا بالغ ہوچکا ہے اور اب وہ اگر طلاق دے تو شرعاً اس پر کتنا مہر ادا کرنا لازم ہوگا؟

فقط السائل عبداللہ ولد نتھا، حیدرآباد، ۱۳۔۱۰۔۱۹۷۹ء

۷۸۶ **الجواب:** وطی یا خلوت صحیحہ یا دونوں میں سے کسی کی موت واقع ہوجانے تو مہر جو مقرر ہوا تھا مؤکد ہوجاتا ہے کہ جو مہر ہے اب اس میں کمی نہیں ہوسکتی۔ تو اگر مہر وطی یا خلوت صحیحہ سے مؤکد نہ ہوا تھا طلاق دے دی تو نصف مہر ادا کرنا ہوگا۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ وَ اِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ یعنی اگر تم نے عورتوں کو ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دے دی اور ان کے لئے مہر مقرر ہوچکے تھے تو جتنا مقرر کیا اس کا نصف واجب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ ذی قعد ۱۳۹۹ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سابقہ بیوی کو حلالہ کے بغیر زبردستی لانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: زید نے تقریباً چھ بالغ مردوں کے سامنے کہا کہ "میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی! میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی! میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی!" اور یہ بات پوری برادری میں مشہور ہے کہ زید نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے۔ پانچ سال کی مدّت گزر جانے کے بعد زید نے اپنی سابقہ بیوی کو زبردستی اٹھالیا۔ آیا یہ طلاق ہوئی یا نہیں؟ زید اس کو رکھ سکتا ہے یا نہیں؟ شاہدین میں سے تین کے دستخط دیئے گئے ہیں۔

۱۔ نظام الدین، ۲۔ قمر الدین، ۳۔ اللہ دین نظام الدین، پھلیلی، نزد غوثیہ مسجد پریٹ آباد، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: شریعت کا حکم یہ ہے کہ جس شخص نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دی ہوں، ایک دفعہ میں خواہ برسوں میں، دونوں صورتوں میں عورت اس پر بغیر حلالہ حرام ہے۔ حلالہ کے معنی یہ ہیں کہ عورت اگر حیض والی ہے تو اسے تین حیض شروع ہو کر ختم ہو جائیں، اس وقت وہ اس طلاق کی عدّت سے نکلے گی۔ اب عورت دوسرے سے نکاح کرے اور وہ اس سے ہم بستر ہو پھر وہ طلاق دے یا مر جائے اور بہر حال اس کی عدّت گزر جائے اس کے بعد اس پہلے سے نکاح ہو سکتا ہے۔ حلالہ کے بغیر وہ عورت اسے کسی طرح حلال نہیں ہو سکتی خواہ یہ باہمی رضامندی، یا برادری کے دباؤ میں آ کر نکاح ہی کیوں نہ کرلیں یہ نکاح نہ ہوگا اور عورت حرام ہی رہے گی اور صحبت زنا اور اس صحبت سے پیدا ہونے والی اولاد، ولد الزنا۔ اگرچہ شوہر طلاق کا انکار کرے کہ گواہان معتبر کی موجودگی میں، شوہر کا انکار مقبول نہیں۔ اللہ تعالیٰ عالم الغیب والشہادۃ ہے وہ ہر ایک کے دل کی جانتا ہے۔ اللہ سے ڈرے اور محض اپنی آن کے لئے عذاب آخرت نہ خریدے اور جہنم کے عذاب کو ہلکا نہ جانے۔ پھر جبکہ یہ بات برادری میں مشہور ہے تو اس کا انکار اور بھی زیادہ مہمل ہے اور ہرگز ہرگز شریعت میں مقبول نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ ذی قعد ۱۳۹۹ھ

طلاق کب دے؟

سوال: بخدمت عالی قبلہ، رہبر شریعت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

فدوی کی زوجہ عرصہ دراز سے برابر عاصی پر دباؤ ڈال رہی ہے کہ آپ مجھے طلاق دے دیں یہاں تک کہ کئی بار تحریراً اس بات کا اعادہ بھی کر چکی ہے کہ میں اپنے مہر سے دستبردار ہوتی ہوں لہٰذا طلاق بائن دے دیں۔ قبلہ مفتی صاحب مجھے اپنی بیوی کے چال چلن پر بھی شبہ ہے ایسی صورت میں ناجائز وابستگی بصورت تحریر میرے علم میں بھی آ چکی ہے۔ آپ سے واسطے اللہ کے شریعت مطہرہ کی روشنی میں فتوے کا طالب ہوں۔

فقط عرض دار نوید الحق ولد عبد الحق، لطیف آباد، حیدر آباد، سندھ

۷۸۶ الجواب: عورت کے جو خطوط شوہر نے پیش کئے ہیں ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ اب ان دونوں میں نبھاؤ مشکل ہے بالخصوص عورت اسے نہ نباہ سکے گی لہٰذا چارۂ کار طلاق ہے۔ ایک طلاق ایسے طہر میں کہ وطی نہ کی گئی ہو دے دی جائے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عدت گزر جائے گی تو نکاح ٹوٹ جائے گا اور حکم شرع کے مطابق علیحدگی ہو جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ

خط سے طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: کتابت یعنی خط کے ذریعے سے جو کہ بطرف زوجہ یا باپ زوجہ کے ہو، طلاق رجعی یا، بائن یا، ثلاثہ واقع ہوتی ہے یا کہ نہیں؟ جبکہ طلاق دینے والا تحریر سے انکار کرتا ہو۔ السائل عبدالقیوم

۷۸۶ الجواب: خط کے ذریعے سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ کما قال شامی وکذا کل کتاب لم یکتبه بخطه ولم یمله بنفسه لا یقع الطلاق مالم یقرانه، کتابه۔ وایضاً قال فی الدرر والغرر من غنیة۔ الخط یشبه الخط فلا یعمل فیه الا ان یوجه فیه مایزول به الشبه وهو ان یکون الکتاب من الکاتب المشهور کالقاضی و المفتی او العالم الذی کان مشهور فی مراجعة الخلق الیه ویکون ذالك الخط موزوناً مختوماً وبدون هٰذه الشروط لا یعمل به وهو المعمول فی العرف۔ کتابت مستبیہ کے ساتھ طلاق واقع ہو سکتی ہے اگر چہ تلفظ بالطلاق نہ ہو مگر صورت مسئولہ میں یہ شخص منکر ہے اور گواہ بھی موجود نہیں اور الخط یشبه الخط کی وجہ سے طلاق کے واقع ہو جانے کا حکم صحیح نہیں۔ فقیر عبدالحق عفی عنہ

http://t.me/Tehqiqat

۷۸۶ الجواب: خطوط سے ثبوتِ طلاق، دو امر پر موقوف ہے یا تو شوہر اقرار کرے کہ واقعی میں نے یہ خط لکھا تھا۔ یا دو مرد، خواہ ایک مرد دو عورتیں ثقہ، عادل، شہادت شرعیہ دیں کہ ہمارے سامنے شوہر نے خط مذکور لکھا، یا ہم سے ذکر کیا کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق لکھ کر بھیج دی ہے۔ اور صورت مسئولہ میں نہ شوہر کا اقرار ہے، نہ شہادت شرعیہ موجود۔ تو اصلاً ثبوت طلاق نہیں اگر چہ خطوط موجود اور ان کی تحریر، اس کی تحریر سے مشابہ ہو لما صرحوا به فی عامة الکتب ان الخط یشبه الخط فلا یعتبر۔ مگر فی الواقع اگر زید اس انکار میں جھوٹا ہے تو اس کا حساب لینے والا خدا ہے۔ اور عورت اس وبال سے پاک وجدا ہے۔ مرد خدا سے ڈرے اور حق ظاہر کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ رجب المرجب ۱۳۹۹ھ

غیر مدخولہ کو تین بار طلاق دے تو کیا حکم ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص کے گھر والوں نے زبردستی اس کی بیوی کو طلاق دلوائی ہے جب کہ میاں بیوی میں کوئی لڑائی جھگڑا نہیں ہے اور تین مرتبہ کہلوایا ہے لہٰذا اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ نکاح کے بعد تقریباً سات آٹھ مہینے تک ہم نے نہ کوئی واسطہ رکھا اور نہ قربت وغیرہ کی لہٰذا اس صورت میں حلالہ کے بغیر نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ جواب سے نوازیں۔ فقط السائل حسنین علی، لیاقت کالونی حیدر آباد، سندھ، ۱۳ راگست ۱۹۷۹ء

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب:** سائل صاف صاف لکھے کہ زبردستی طلاق لیتے وقت اس سے کیا الفاظ کہلائے گئے اور شوہر نے کیا الفاظ استعمال کئے؟

۲۔ لڑکی کی رخصتی ہنوز تاایندم عمل میں آئی یا نہیں؟

۳۔ پوشیدہ طور پر ان دونوں کی تنہائی میں ملاقات تو نہیں ہوئی؟

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

۷۸۶ **الجواب:** سائل یعنی حسنین علی نے زبانی بیان دیا کہ یہ واقعہ خود اسی کا ہے اور یہ کہ اس کے گھر والوں نے تین مرتبہ اس سے طلاق کے الفاظ کہلائے ایک مرتبہ تین طلاقیں نہیں کہلائیں اور یہ کہ ان میں اعلانیہ یا پوشیدہ کبھی یکجائی نہیں ہوئی۔ اگر صورت حال واقعی یہی ہے تو اس صورت میں عورت پر ایک طلاق پڑ گئی اور چونکہ وہ غیر مدخولہ ہے اس لئے یہ طلاق بائن قرار پائے گی۔ ایک طلاق کے بعد دوسری بار کے الفاظ کا عورت محل ہی نہ رہی لہٰذا وہ لغو ہوئیں اور طلاق بائن کی صورت میں بغیر حلالہ دوبارہ نکاح درست ہے۔ یہاں عدت کی بھی حاجت نہیں۔ (درمختار وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ

بے ہوشی میں طلاق

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: زید سخت بیمار تھا اور ٹائی فائیڈ تھا اور اس بے ہوشی کی حالت اور غفلت میں اپنی بیوی کو طلاق دے دی زید کو جب ہوش آیا اور اس سے کہا گیا کہ تم نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی تو زید نے کہا کہ میں نے دانستہ کوئی طلاق نہیں دی ہے اگر بے ہوشی میں کہا، تو مجھے کوئی علم نہیں ہے اور دونوں یعنی میاں بیوی نہایت خلوص و محبت سے رہتے ہیں اور ان میں کوئی لڑائی جھگڑا نہیں ہوتا تو آپ اس مسئلہ میں فتویٰ عنایت فرمائیں کہ کیا طلاق ہوگئی یا کہ نہیں؟

محمد عظیم ولد پتو شیخ، اسلام آباد، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** زید اگر واقعۃً ایسا ہی بیمار تھا کہ اس پر غفلت و بے ہوشی طاری تھی اور اسی حالت غفلت و بے ہوشی میں اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی تو یہ طلاق واقع نہ ہوگی اور اللہ تعالیٰ نیتوں اور ظاہر و پوشیدہ سے خوب واقف ہے۔ (ردالمحتار، درالمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ شوال المکرم ۱۳۹۹ھ

شوہر منکر ہو اور بیوی مدعی طلاق تو کیا حکم ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ ایک شخص نے غصہ میں اپنی بیوی کو تین چار مرتبہ طلاق دے دی، طلاق لڑکی کے گھر پر دی بوقت طلاق کوئی گواہ موجود نہیں تھا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بوقت طلاق لڑکی کو تقریباً دو ڈھائی ماہ حمل تھا۔

۲۔ اب شوہر از روئے شریعت، قسم قرآن مجید کہتا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی۔ بیوی از روئے شریعت قسم قرآن مجید کہتی ہے کہ شوہر نے اس کو تین چار مرتبہ طلاق دی ہے۔ حکم شرعی کیا ہے۔ کیوں کہ اب شوہر بیوی کو واپس اپنے پاس رکھنے پر بضد ہے جبکہ تقریباً پانچ ماہ سے لڑکی اپنے والدین کے ہمراہ رہ رہی ہے؟ محمد ابراہیم خان، قصائی پاڑہ حیدر آباد، سندھ

۷۸۲ الجواب: شوہر منکر ہے کہ اس نے طلاق نہیں دی اور عورت کا بیان ہے کہ اس نے طلاق دے دی تھی جبکہ گواہ کوئی نہیں۔ تو بے گواہان شرعی عورت کا دعویٰ قطعاً قبول نہیں اور نہ اس کی اس معاملہ میں قسم معتبر۔ پھر اگر واقع میں شوہر نے طلاق دے دی تھی اور جھوٹ انکار کیا، تو عورت پر فرض ہے کہ جس طرح جانے اس سے چھٹکارا حاصل کرے اور اس سے دور بھاگے ہرگز اسے اپنے پر قابو نہ دے۔ خواہ مہر وغیرہ دے کر اس سے طلاق حاصل کرے۔ (درمختار وغیرہ) اور یہ محض غلط ہے کہ عورت حاملہ ہو تو اس پر طلاق نہیں پڑتی۔ خود قرآن کا فیصلہ ہے کہ حاملہ عورتوں کی عدت یہ ہے کہ ان کے یہاں بچہ ہو جائے۔ تو اگر طلاق نہیں تو وضع حمل پر عدت کیسی؟ قال الله تعالیٰ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ (طلاق:4)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۲۳ رجب المرجب ۱۳۹۹ھ، ۱۹ جون ۱۹۷۹ء

حلالہ میں وطی لازم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے بیوی سے تنگ آ کر غصہ کی حالت میں تین بار الفاظ صریح کے ساتھ کہا کہ میں تجھے طلاق دیتا ہوں! طلاق دیتا ہوں! طلاق دیتا ہوں! اور یہ الفاظ اس نے ایک ہی سانس میں کہے ہیں۔ کیا اب یہ بیوی اس خاوند کے نکاح میں بغیر حلالہ کے آ سکتی ہے یا کہ نہیں؟

السائل تنویر احمد، مکی شاہ روڈ ریلوے کالونی، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: تین طلاقوں کے بعد عورت اپنے شوہر پر بحرمت مغلظہ حرام ہو جاتی ہے اب تاوقتیکہ حلالہ نہ ہو یہ ایک دوسرے پر حرام ہیں بلکہ اپنی باہمی رضامندی یا پنچ وغیرہ کے دباؤ میں آ کر نکاح بھی نہیں کر سکتے۔ اگر کر بھی لیا تو یہ نام نکاح اس حرام کو حلال، اس ناجائز کو جائز نہ کر دے گا۔ چارۂ کار وہی حلالہ ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ یعنی تیسری طلاق کے بعد اب وہ عورت اپنے شوہر کے لئے حلال نہ ہو گی۔ جب تک وہ کسی اور سے نکاح نہ کرے اور حدیث شریف نے بتایا کہ اس نکاح میں وطی ضروری ہے۔ اس کے بغیر حلالہ نہ ہو گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم رجب المرجب ۱۳۹۹ھ

مہر عورت کا حق ہے

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: فدوی کی ہمشیرہ مسمات شمیم بیگم کی شادی مسمی جمال ولد

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قمرالدین کے ہمراہ ۲۳ مارچ ۱۹۷۹ء کو ہوئی اور رخصتی بھی ان ہی دنوں میں کر دی گئی۔ لڑکی کی ساس اگر چہ اس کی سگی خالہ ہے۔ نامعلوم لڑکے نے لڑکی کو کیا چیز کھلائی کہ لڑکی کی جان بمشکل بچائی جاسکی۔ اب لڑکی اپنے بھائی اور والدہ کے پاس ہے، چنانچہ لڑکے والوں کو خبر دی جا چکی ہے کہ وہ لڑکی کو لے جائیں۔ ابھی چند روز ہوئے لڑکا خود اپنے والدین کے ہمراہ آیا، وہ خود تو کہیں رک گیا اور اپنے والد کو بھیجا انہوں نے فرمایا کہ لڑکا لڑکی کو رکھنا نہیں چاہتا ہم فیصلہ کریں گے طلاق دیں گے۔ میری بہن یتیم ہے اور میری والدہ بیوہ ہیں۔ براہ مہربانی فتویٰ عنایت فرمادیں کہ سند رہے اور وقت ضرورت کام آوے۔

فدوی عبدالعزیز ولد عبدالشکور، لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** حالات بتاتے ہیں کہ اب ان دونوں میں نباہ مشکل ہے اور لڑکا جب طلاق دینے پر آمادہ ہے تو لڑکی کے لئے بھی چارۂ کار یہ ہے کہ صبر کرے اور عدّت گزار کر نکاح ثانی کرے۔ چونکہ یکجائی ہو چکی ہے اس لئے عورت پورے مہر کی حقدار ہے۔ طلاق کی صورت میں وہ پورا مہر پائے گی یا پھر جس پر مصالحت ہو جائے اور مولائے کریم کارساز حقیقی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۹ھ

وقوع طلاق کے لئے گواہ لازم نہیں ہیں

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

ایک صاحب نے غصّے میں آکر اپنی بیوی کو تحریری طور پر تین طلاقیں دیں جو کہ کسی دوسرے کو معلوم نہ ہوا صرف میاں بیوی تک محدود رہی تو طلاق لینے کے چند روز کے بعد ہی اس کی بیوی اپنے والدین کے پاس چلی گئی۔ اس معاملہ میں سنگین امر یہ پیش آیا کہ چند روز کے بعد ہی وہ اپنی بیوی پھر لے آیا اور اس کے بعد ایک بچہ بھی پیدا ہوا پھر تقریباً چودہ ماہ کے بعد میاں بیوی میں تنازعہ ہو گیا تو تنازعہ کی بناء پر اس کی بیوی نے بتادیا کہ انہوں نے مجھے طلاق دی تھی اور باقاعدہ تحریر بھی دکھائی۔ اس کے بعد اس مسئلہ کو ایک مجمع میں کھولا گیا تو اس مجمع عام میں انہوں نے اقرار کیا کہ واقعی میں نے طلاق دی تھی۔

تو اب اس مسئلہ کے بارے میں شریعت کیا کہتی ہے کہ طلاق ہوئی یا کہ نہیں؟ براہ کرم جواب سے مطلع فرمائیں۔

فقط بندہ ناچیز عبدالعزیز، ٹنڈو آدم

۷۸۶ **الجواب:** شوہر نے تحریراً تین طلاقیں دیں اگر چہ اس وقت کوئی موجود نہ تھا عورت پر تین طلاقیں پڑ گئیں کہ وقوع طلاق کے لئے گواہوں بلکہ خود عورت کی موجودگی شرط نہیں اور جب طلاقیں تین تک پہنچ جائیں تو وہ عورت اس کے لئے بے حلالہ کسی طرح حلال نہیں ہوسکتی۔ قال اللہ تعالیٰ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ شوہر زانی اور شرعاً سزائے زنا کا مستحق ہے اور اولاد ولدالزنا اور ترکۂ پدری سے محروم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۲۵ رجب المرجب ۱۳۹۹ھ، ۲۱ جولائی ۱۹۷۹ء

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تین طلاق کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مورخہ ۹-۷-۱۹۷۹ء کو میں منشی علی اپنی دوکان پر کام کر رہا تھا۔ میرے والد صاحب جناب محمد ابراہیم نے مجھے دوکان سے بلوا کر یہ بتلایا کہ تیری بیوی مسمات خورشید بیگم کو میں نے دیکھا کہ وہ ڈاکٹر سے دوا لینے کے بہانے گھر سے گئی تھی اور اس راستہ سے واپس آ رہی تھی جس راستہ سے اس کو منع کیا تھا اور محلے میں کھیلنے والے دو بچوں سے شہادت کروا دی۔ میں نے اپنے والد کے اس الزام کو صحیح تسلیم کیا اور میں مشتعل ہو گیا اور میں نے اس وقت دو گواہوں یامیں، اور روشن، کی موجودگی میں اپنی منکوحہ خورشید بیگم کو ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دے دیں اور اس کی والدہ کے ہمراہ بھیج دیا اور وہ اپنے میکے چلی گئی جبکہ مسمات خورشید بیگم دو ماہ کی حاملہ ہے۔ بعد اس کے جب ڈاکٹر سے تحقیقات کی گئی تو ڈاکٹر نے بتلایا کہ خورشید بیگم دوا لے کر بھی گئی تھی اور اس کو انجکشن بھی لگایا گیا تھا۔ اس پر میں منشی علی بے حد نادم ہوا اور مجھے اپنی غلطی کا بے حد احساس ہوا۔ اب میں منشی علی اور میری منکوحہ خورشید بیگم اس بات پر رضامند ہیں کہ واپس اپنا گھر آباد کریں۔

۱۔ کیا مذکورہ بالا بیان سے میری بیوی خورشید بیگم کو طلاق ہو گئی یا نہیں؟

۲۔ اگر طلاق قطعی نہیں ہوئی تو اس کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟ برائے مہربانی قرآن وسنت سے فتویٰ عنایت فرمایا جائے۔ عین نوازش ہو گی۔ فقط طالب فتویٰ، منشی علی ولد محمد ابراہیم

۷۸۶ الجواب: طلاقیں تینوں اس کی بیوی پر پڑ گئیں۔ وہ نکاح سے باہر ہو گئی اب تاوقتیکہ حلالہ نہ ہو یہ اپنی رضامندی یا دوسروں کے جبر وکراہ سے بھی باہم نکاح نہیں کر سکتے۔ یہی قرآنی حکم ہے کہ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ اور یہی حدیث کا فرمان ہے کہ لاحتی تذوقی (الحدیث) اب حلالہ کے سوا کوئی راستہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ

لوگوں سے کہے کہ طلاق دے دی تو ہو گئی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میری لڑکی کی شادی جس کا نام حسن اختر ہے لاہور میں ۲۳ مارچ ۱۹۷۹ء کو حیدرآباد، لطیف آباد کے نعیم عاقل ولد عزیز اللہ خان کے ساتھ ہوئی۔ اس کی پہلی شادی شدہ عورت انڈیا فیروزآباد میں تھی اس نے ہم کو بتایا کہ میں نے انڈیا والی بیوی مسمات کوثر جہاں کو کئی بار لانے کی کوشش کی مگر نہ آئی اس لئے میں اس کو چار آدمیوں کی موجودگی میں طلاق دے آیا ہوں۔ ہم نے اس پر یقین واعتبار کرتے ہوئے اپنی لڑکی کا نکاح نعیم عاقل کے ساتھ کر دیا۔ تاہم ہم نے اس کو کہا کہ تحریری طلاق نامہ روانہ کر کے ہم کو نقل روانہ کر دو۔ اس لئے وہ خود لاہور پہنچا اور بذریعہ عدالت طلاق نامہ مسمات کوثر جہاں کو بذریعہ رجسٹرڈ انڈیا فیروزآباد روانہ کر دیا اس کے بعد وکیل نے دو اور طلاق نامے بذریعہ رجسٹری روانہ کر دیں۔ جس کے اکنالجمنٹ (وصولی کے جوابات) اب تک نہ آئے لیکن رجسٹریاں بھی واپس نہ آئیں۔ اس لئے ہم نے ۲۳ مارچ ۱۹۷۹ء

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وداع کردی اب ۱۶ مئی ۱۹۷۹ء کو انڈیا والی بیوی مسمات کوثر جہاں حیدر آباد پہنچ گئی اور نعیم عاقل اس کو اپنے ہمراہ باوجود طلاق دینے کے رکھ رہا ہے اور میری لڑکی مسمات حسن اختر کو طلاق لینے کے لئے کہتا ہے اس وقت میری لڑکی ایک ڈیڑھ ماہ کی حاملہ ہے اس لئے فتویٰ بحوالۂ حدیث صادر فرمائیں کہ آیا اس حالت میں کن شرائط کے تحت طلاق ہوسکتی ہے؟ چونکہ میری لڑکی پہلی بیوی کی موجودگی میں نہیں رہنا چاہتی اور وہ دونوں کو رکھنا چاہتا ہے۔ سید ناصر حسین والد حسن اختر، ۶.۳.۱۹۷۹ء

۷۸۶ الجواب: طلاق کے بارے میں یہ اصول ہمیشہ ذہن نشین رکھیں کہ

۱۔ اگر شوہر نے عورت کو طلاق نہیں دی مگر لوگوں سے کہتا ہے کہ میں طلاق دے آیا تو شرعاً فیصلہ یہی کیا جائے گا کہ طلاق واقع ہوگئی اگر چہ کہے کہ میں نے جھوٹ کہا تھا۔ (فتاویٰ خیریہ وغیرہ)

۲۔ وکیل یا کاتب سے کہا کہ میری عورت کو طلاق نامہ لکھ دے۔ اس کے کہتے ہی عورت پر طلاق واقع ہوگئی اور عورت مطلقہ ہوگئی (عالمگیری وغیرہ) لہٰذا اس کی پہلی بیوی اس کے اقرار سے مطلقہ ہو چکی ہے۔ اور طلاق میں عورت کی جانب سے کوئی شرط نہیں۔ نابالغ ہو یا بالغ۔ مجنون ہو یا عقل والی، حاملہ ہو یا غیر حاملہ۔ بہر حال جب اسے طلاق دی جائے گی طلاق پڑ جائے گی۔ (درمختار، عالمگیری وغیرہ) لہٰذا صورت ہذا میں اگر چہ عورت کو حمل ہے اگر اس کا شوہر اسے طلاق دے گا طلاق معتبر ہوگی البتہ اس کی عدت وضع حمل ہے یعنی ادھر بچہ ہوا ادھر عدت ختم۔ قال اللہ تعالیٰ وَ اُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ (طلاق:4)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ جس عورت کو طلاق دی جائے۔ بہر حال عدت کے اندر نفقہ پائے گی۔ (خانیہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ رجب المرجب ۱۳۹۹ھ

طلاق کے بعد عدت پوری ہونے پر عورت خود مختار ہے

سوال: بخدمت جناب عالم دین شرع متین مفتی صاحب مدظلہ، السلام علیکم

کیا فرماتے دین علماء دین اس مسئلہ میں کہ: عبدالغفور ولد محمد عثمان نے اپنی منکوحہ (زوجہ) رضیہ بیگم بنت شریف سے آج سے تقریباً ایک سال قبل دو گواہوں کے روبرو مندرجہ ذیل الفاظ میں لفظ طلاق استعمال کیا تھا۔ ''چونکہ میرا اور میری بیوی کا ساتھ نہیں ہوسکتا اس لئے اس کو میں نے طلاق دے دی ہے۔'' اس واقعہ کو ایک سال ہوگیا اور اس کے بعد عبدالغفور ولد محمد عثمان نہ ہی رضیہ بیگم کو لینے آیا اور نہ ہی اس نے کسی قسم کی رجعت کی۔ یہ دونوں گواہان جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ حلفیہ بیان دیتے ہیں کہ ہم مسلمان عاقل بالغ ہوشمندی میں بلا کسی جبر اور لالچ کے یہ بیان دیتے ہیں۔ اب شریعت مبارکہ اس مسئلہ کے بارے میں کیا حکم صادر فرماتی ہے۔ براہ کرم جواب سے نوازیں۔

گواہان: ۱۔ نظام الدین ولد ولی محمد، ۲۔ بسم اللہ خان ولد جلال خان مورخہ یکم ربیع الاول شریف ۱۳۹۹ھ

۷۸۶ الجواب: جبکہ شوہر نے اپنی منکوحہ کو طلاق دے دی اور اس طلاق پر گواہ بھی موجود ہیں اور ایک سال تک شوہر کا اس

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے بے تعلق رہنا بھی ان گواہوں کے بیان کی تائید کرتا ہے تو عدت گزر جانے پر عورت کو اختیار ہے کہ جس مرد مسلمان سے چاہے نکاح کرلے (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ ربیع الاوّل شریف ۱۳۹۹ھ

عدت کب شروع ہو جاتی ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنی منکوحہ بیوی کو آج سے دو سال قبل گواہوں کے سامنے تین بار طلاقیں دیں تحریراً طلاق نامہ نہیں لکھا اس نے کہا تجھے طلاق ہے! تجھے طلاق ہے! تجھے طلاق ہے! طلاق نامہ تحریراً نہ لکھنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ اس عورت کا، عدت کے بعد اس عورت کے دیور سے نکاح کرنا چاہتے تھے۔ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد جب اس عورت کے دیور کا نکاح کسی دوسری جگہ ہو گیا تو عورت نے کہا کہ اب مجھے چھوڑو، تاکہ میں اپنے والدین کے پاس جاؤں اس پر تیسرے آدمی سے نکاح کرنے کی پیش کش کی مگر عورت نے انکار کر دیا آخر اسی اثناء میں عورت کی طرف سے کورٹ میں کیس کیا گیا کیوں کہ دو سال تک زوج نے نان ونفقہ نہیں دیا تھا یہ کیس اپریل ۱۹۷۸ء میں ہوا مگر طلاق دو سال قبل ہو گئی تھی آخر کورٹ نے ۱۹۷۹ء۳۱۔۱۔ کو عورت کے حق میں فیصلہ کر دیا نان ونفقہ مرد کو ادا کرنے کا حکم دیا اور عورت کو دوسرا نکاح کرنے کی اجازت دے دی اب پوچھنا یہ ہے کہ گواہوں کے کہنے پر طلاق دو سال قبل کی قبول کی جائے گی یا جس تاریخ کو کورٹ نے عورت کو آزاد کر دیا اس تاریخ سے عورت کی عدت کے بارے میں وضاحت سے بیان کریں تاکہ دوسرا نکاح کرنے کی کوشش کی جائے۔ فقط۔ وسیم، اللہ دین شاہ، ٹنڈو الہ یار، ۱۹۷۹ء۳۱۔۲۔

۷۸۲ **الجواب:** طلاق کی عدت، وقت طلاق سے ہے اگرچہ عورت کو اس کی اطلاع نہ ہو کہ شوہر نے اسے طلاق دے دی ہے اور مثلاً تین حیض آنے کے بعد معلوم ہوا، تو عدت گزر چکی۔ درمختار وغیرہ میں ہے **ومبدء العدۃ بعد الطلاق والموت و تنقضی العدۃ و ان جھلت بھما** لہٰذا صورت مسئولہ میں عورت کی عدت گزر چکی اور اسے نکاح ثانی کا اختیار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ ربیع الاوّل ۱۳۹۹ھ

اردو میں لفظ ''میں نے تجھے چھوڑا'' طلاق صریح ہے

سوال: ڇاڻا فرمائين علماء دين هن مسئلو لاء جنهن ۾ مون سائل ناليِ پنهنجي مذكوره بيوي كي حڙجي عالم ۾ ٻه دفعا سنڌس مائٽن اڳيان چيو ته مون ڇڏي ـ مون ڇڏي ـ طلاق جو لفظ زبان تي نه آندو ـ هاڻي مذكوره عورت كي مان حق زوجيت ۾ استعمال ڪري سگهان ٿو يا نه ـ شرعي حڪم موجب ان مسئلي تي روشني وجهندا ـ

شڪر گزار رهندس

(ترجمہ) کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک مرد نے برادری والوں کے سامنے اپنی بیوی کا نام لئے بغیر کہا کہ میں نے چھوڑا! میں نے چھوڑا! طلاق کا لفظ زبان پہ نہیں لایا کیا یہ مرد اپنی بیوی کو حق زوجیت میں استعمال کرسکتا ہے یا نہیں؟

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شرعی حکم کی رو سے اس مسئلے پر روشنی ڈال کر تحریری جواب دیں۔

نوٹ۔ اس وقت برادری کے سامنے بیوی کا ذکر چل رہا تھا۔ فقط السائل مراد

۷۸٦ الجواب: اردو میں یہ لفظ "میں نے تجھے چھوڑا" یوہیں عورت کو چھوڑنا عرفاً طلاق میں صریح ہے کہ چھوڑ دینا، لفظ طلاق کی تشریح و تفسیر ہے۔ لہٰذا سندھی زبان میں بھی یہ لفظ کہ مون چڏي، طلاق ہی کے معنی میں جانا بولا اور سمجھا جاتا ہے تو بے شک یہ لفظ طلاق میں صریح ہوا۔ اب اگر شوہر نے تین بار کہا تین طلاقیں ہوگئیں اب بے حلالہ اس سے مرد نکاح نہیں کر سکتا اور تین بار سے کم کہا اور عدت گزر گئی تو نکاح آپس میں دوبارہ کر سکتے ہیں اور عدت نہ گزری تو مرد کا اتنا کہنا کافی ہے کہ میں نے تجھے اپنے نکاح میں پھیر لیا۔ ہاں مرد کو چاہئے کہ اس رجعت پر دو عادل شخصوں کو گواہ کرے کہ یہی رجعت کا مسنون طریقہ ہے۔ پھر چونکہ برادری کے روبرو، اس شخص کی بیوی کا ذکر چل رہا تھا اور قرائن بتاتے ہیں کہ بیوی کو طلاق دینے نہ دینے کا ہی ذکر تھا تو اب بیوی کی جانب صریح اضافت و نیت کی حاجت نہیں کہ قرائن خود اس کی صراحت کرتے ہیں پھر بھی شوہر اگر ۔۔۔ ے تو اس کا قول بقسم معتبر ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

(ترجمو) ٧٨٦ الجواب اردو ۾ هي لفظ مون توکي ڇڏي اهڙي طرح عورت کي ڇڏي ڏيڻ عرف عام ۾ طلاق صريح آهي. يعني ڇڏي ڏيڻ اها لفظ طلاق جي تشريح ۽ تفسير آهي لهذا سنڌي زبان ۾ به هي لفظ مون ڇڏي طلاق جي معني ۾ جاتو سڃاتو وڃي ٿو.

بيشڪ هي لفظ به طلاق ۾ (صريح) آهي يعني ظاهر آهي جيڪڏهن مڙس ٽي دفعا چيو ته ٽي طلاقون اچي وينديون هاڻي حلالي کان سواءِ ان ساڳئين مرد تي اها عورت حرام آهي ۽ نڪاح نٿو ڪري سگهي.

۽ ٽن کان گهٽ چيائين ۽ ان دوران عدت به گذري ويئي ته هاڻي حلالي کان سواءِ نڪاح ڪري رکي سگهي ٿو ۽ جيڪڏهن عدت نه گذري هئي عدت جي دوران مڙس جو ايترو چوڻ ڪافي آهي ته مون توکي پنهنجي نڪاح ۾ ورتي. انهي مڙس کي کپي ته اهي لفظ چوڻ وقت به ماڻهو شاهدي طور جيڪي عادل هجن سامهون ويهاري ڇو ته اهوئي واپسي يعني رجعت جو سنت طريقو آهي.

مٿيون ذڪر ڪيل سوال اهو آهي ته برادري وارن جي سامهون ان عورت جو ذڪر هلي رهيو هو ۽ قرائن ٻڌائن ٿا ته عورت کي طلاق ڏيڻ ۽ نه ڏيڻ جو ذڪر هلي رهيو هو هاڻي عورت جي طرف رجعت صريح يعني ظاهري اضافت نسبت جي ضرورت نه آهي قرائن پاڻ ان جي وضاحت ڪري رهيا آهن. پوءِ جيڪڏهن مڙس انڪار ٿو ڪري ته ان جو قول قسم کڻڻ سان مڃيو ويندو. والله تعالي اعلم

العبد محمد خليل خان القادري البرڪاتي النوري عفي عنه ٢٠ ربيع الاول شريف ١٣٩٩ هج

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حلالہ قرآن کریم سے ثابت ہے اور حکم الٰہی ہے

سوال: محترم جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، عرض یہ ہے کہ
میں نے غصے میں نادانستہ طور پر اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں۔ بعد کو اپنی غلطی پر نادم ہوا۔ بیوی کو علم ہوا تو وہ بہت روئی۔ اس لئے ہم نے عہد کیا کہ زندگی میں ایک دوسرے کے علاوہ کسی اور کے ساتھ زندگی نہ گزاریں گے بلکہ حلالہ کر کے پھر ایک ہو جائیں گے۔ اسی طرح میرے غیر ارادی فعل کا ازالہ بھی ہو سکتا ہے۔ طلاق کے وقت بیوی حاملہ تھی اور اس کو اللہ نے بچی سے نوازا۔ اب بچی کا مستقبل بھی پیش نظر ہے جو کہ ہمارے باہم ملنے سے درخشاں ہو سکتا ہے۔ ہم لوگ اپنے وعدہ پر اب بھی قائم ہیں لیکن میرے سسر کو اس پر اعتراض ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی حدیث ہے کہ "حلالہ کرنے والے پر آپ ﷺ کی لعنت ہے" اور یہ قرآن کے ساتھ مذاق ہے۔ براہ مہربانی قرآن و حدیث کی روشنی میں حلالہ کی حیثیت واضح کریں کیوں کہ ہم لوگ نہیں چاہتے کہ چند دن کی دنیا کے لئے اپنی آخرت خراب کریں۔

فقط السائل آصف ولد عبد الواحد

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: حلالہ شرعاً ثابت و جائز ہے اور قرآن کریم کی اس آیت سے ثابت ہے فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ پھر اگر تیسری طلاق دی تو اس کے بعد وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے، تفسیر بیضاوی، تفسیر مدارک میں صراحۃً لکھا ہے کہ اس آیت میں تنکح سے مراد حلالہ (ہمبستری) ہے، حدیث میں جس حلالہ پر لعنت فرمائی گئی وہ یہ ہے کہ عقد نکاح یعنی ایجاب و قبول میں حلالہ کی شرط لگائی جائے اور یہ نکاح مکروہ تحریمی ہے اور اگر عقد میں شرط نہ ہو اگرچہ نیت میں ہو تو بالکل کراہت نہیں بلکہ اگر نیت خیر ہو تو مستحق اجر ہے (بہار شریعت، فتاویٰ رضویہ) درمختار میں ہے وکان الرجل ماجوراً لقصد الاصلاح اصلاح کی نیت ہو تو آدمی ثواب کا مستحق ہوگا۔ (درمختار وغیرہ) وقال رسول اللہ ﷺ لا حتی تذوقی عسیلته ویذوق من عسیلتك۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۰ اراگست ۱۹۷۹ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۲ رمضان المبارک ۱۳۹۹ ھج

مسلمانوں کی ذمہ داری کہ مطلقہ کو بغیر حلالہ، مرد سے نہ ملنے دیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص مسمی محمد علی ولد قمر نے اپنی بیوی مسمات مہر النساء کو تحریری تین طلاقیں دیں جن کی نقل بصورت فوٹو اسٹیٹ حاضر ہے۔ براہ کرم اس تحریر کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں کہ زوجہ مذکورہ کو طلاق ہوئی یا نہیں۔ اگر ہوئی تو کتنی طلاق واقع ہوئیں اور اب رجوع کی کیا صورت ہے۔

السائل۔ علی حسن، اقبال کالونی پہاڑی، لطیف آباد ۱۲، ۱۵ ستمبر ۱۹۷۹ء

۷۸۶ **الجواب:** صورت مذکورہ میں مسمات مہر النساء کو تین طلاقیں ہو گئیں۔ ان دونوں کے مابین میاں بیوی کا رشتہ ٹوٹ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چکا۔عورت اب بے حلالہ اس کے نکاح میں نہیں آ سکتی یعنی اس کی عدت گزرے پھر عورت دوسرے شخص سے نکاح کرے اور اس سے ہم بستری بھی ہو پھر وہ اسے طلاق دے یا مر جائے اور عدت گزر جائے اس کے بعد اس شخص یعنی مسمی محمد علی کا نکاح اس سے جائز ہے۔قرآن حکیم کا ارشاد ہے فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔حلالہ کے بغیر اگر ان دونوں نے باہمی رضامندی،خواہ کسی کے دباؤ میں آ کر نکاح کر لیا تو یہ نام نہاد نکاح اس حرام کو حلال اور ناجائز کو جائز نہیں کر دے گا۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ بے حلالہ ان دونوں کو یکجا نہ ہونے دیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ شوال المکرم ۱۳۹۹ھ

طلاق میں عورت کی جانب سے کوئی شرط نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: اگر کوئی شوہر اپنی بیوی کو بحالت حمل طلاق دے دے تو کیا طلاق واقع ہو جاتی ہے یا نہیں؟ مطابق شرع مطہرہ کے کیا حکم ہے؟ فقط ایک سائل

۷۸۶ الجواب: طلاق میں عورت کی جانب سے کوئی شرط نہیں۔بالغ ہو یا نابالغ حاملہ ہو یا حاملہ نہ ہو بہر حال طلاق واقع ہو گی۔(درمختار،عالمگیری وغیرہ) خود قرآن کریم نے حاملہ عورتوں کی عدت بیان فرمائی ہے کہ اس کی عدت وضع حمل ہے۔علماء کرام نے فرمایا کہ حاملہ عورت کی عدّت طلاق کی ہو یا وفات کی دونوں صورتوں میں عدّت وضع حمل ہی پر ختم ہو گی۔(درمختار، عالمگیری وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ شوال المکرم ۱۳۹۹ھ

مدخولہ تین طلاق کے بعد بغیر حلالہ حرام ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنی بیوی کو یہ کہا کہ میں نے خدا کو حاضر ناظر سوچ کر طلاق! طلاق! طلاق دی۔ شرعاً اس کا کیا حکم ہے اگر یہ شخص اپنی بیوی کو دوبارہ رکھنا چاہے تو اس کی کیا صورت ہے؟ شرعی حکم تحریر فرمائیں۔ فقط شمس الدین، حالی روڈ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: جس عورت سے صحبت کی جا چکی ہے اس سے شوہر کا یہ کہنا کہ" میں نے طلاق! طلاق! طلاق! دی" یا یہ کہنا کہ تجھے طلاق! تجھے طلاق! تجھے طلاق! ایک ہی بات ہے۔ان الفاظ سے یقیناً تین طلاق عورت پر پڑ گئیں۔اس پر فرض ہے کہ اسے چھوڑ دے اور بے حلالہ ہاتھ نہ لگائے اگر اس کے خلاف کرے گا زنا کا مرتکب ہو گا اور عذاب شدید کا مستحق۔عورت اب حلالہ کے بغیر ہرگز اس کے نکاح میں نہیں آ سکتی خواہ دونوں رضامند ہوں یا دوسرے کے دباؤ میں آ کر نکاح پر آمادہ ہوں۔بلا حلالہ اگر نکاح کر بھی لیا تو دونوں مبتلائے حرام کاری ہوں گے اور عمر بھر حرام کاری کریں گے۔ردالمحتار میں ہے لو وطی معتدته من الثلاث عالماً بحرمتها فانه زنا يحدبه۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طلاق جس طرح بھی دے، ہو جاتی ہے

سوال: جناب مہتمم اعلیٰ دار العلوم احسن البرکات، حیدر آباد سندھ، السلام علیکم

میں مسمی محمد حنیف ولد رحمت اللہ کا نکاح مسمات عقیلہ بیگم سے عرصہ تیرہ سال قبل ہوا تھا جس سے دو لڑکے، دو لڑکیاں پیدا ہوئیں اور اس وقت میری بیوی حاملہ ہے۔ میرے سسرالیوں کے درمیان کافی عرصہ سے نااتفاقی اور گھریلو مسئلوں پر لڑائی جھگڑے ہوتے رہتے تھے۔ ان لڑائی جھگڑوں سے ایک دن دو ماہ قبل میری بیوی تین ماہ کے حمل میں تھی۔ میں نے اپنی بیوی کو اس کے والد یعنی میرے سسر کے اصرار پر جو کہ بار بار مجھے طلاق دینے پر آمادہ کر رہے تھے۔ میں نے غصے اور جنونی کیفیت میں اپنی بیوی کو بیک وقت یہ کہہ کر طلاق دے دی کہ میں نے طلاق دی! میں نے طلاق دی! ہاں طلاق دی! اور یہ کہہ کر میں اپنے سسرال سے باہر آ گیا۔ گھریلو حالات اور تمام باتوں کا تو آپ کو علم ہوگا کہ جب لڑائی جھگڑا ہوتا ہے تو کس قسم کی باتیں نکلتی ہیں۔ بس اس قسم کی باتیں میرے ساتھ ہوئی ہیں جو کہ میرے برداشت سے باہر ہو گیا تھا۔ مگر اب دونوں فریقین اس واقعہ سے بہت نادم اور پشیمان ہیں، کیوں کہ چھوٹے چھوٹے بچوں کا ساتھ ہے۔ حالات کا مقابلہ کرنا سخت مشکل ہے۔ لہٰذا آپ سے درخواست ہے کہ قرآن وسنت کی روشنی میں فقہ حنفی کے مسائل سے آگاہ فرمائیں کیوں کہ ہم دونوں میاں بیوی علیحدہ ہونا نہیں چاہتے۔ میں نے لوگوں کی زبانی بہت کچھ سنا ہے اور معلوم ہوا مگر مجھے ان کی باتوں سے اتفاق نہیں، کوئی کچھ کہتا ہے تو کوئی کچھ۔ لہٰذا جناب مفتی صاحب سے درخواست ہے کہ مندرجہ ذیل حقائق کی روشنی میں جو بھی احکام شریعت ہیں ان سے مجھے آگاہ کیا جائے۔

۱۔ میری بیوی اس وقت تین ماہ کے حمل سے تھی جب کہ یہ طلاق دینے کا واقع پیش آیا۔ (آج سے دو ماہ قبل)

۲۔ جو طلاق میں نے دی بیک وقت، ایک ہی وقت میں تین مرتبہ ''میں نے طلاق دی'' کے الفاظ دہرائے جبکہ بیچ میں کوئی وقفہ نہیں تھا۔

۳۔ یہ کہ طلاق کا اصرار اس کے یعنی بیوی کے والد کی طرف سے تھا لڑکی نے اس وقت کہا تھا جب کہ میرے سسر کئی مرتبہ طلاق لینے کے لئے اصرار کر رہے تھے تو میری بیوی نے یہ کہا کہ کیوں نہیں دیتے طلاق اس پر میں نے اس کو طلاق دی۔ میں بہت خائف ہوں کہ مجھ سے کوئی غلط کام نہ ہو جائے لہٰذا اس کے لئے راہ نمائی کی جائے۔

یہ واقعہ جن لوگوں کے سامنے پیش آیا ہے ان گواہان کے دستخط بھی موجود ہیں۔

گواہان۔ ۱۔ رفیق احمد، ۲۔ عبدالبشیر انصاری

طلب گار ناچیز، محمد حنیف ولد رحمت اللہ، بلال کالونی لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: طلاق بخوشی دی جائے، خواہ کسی کے مجبور کرنے پر، یا کسی کے اصرار پر، طلاق واقع ہو جائے گی۔ نکاح شیشہ ہے اور طلاق پتھر۔ شیشے پر پتھر خوشی سے پھینکا جائے یا، خود ہاتھ سے چھٹ پڑے، شیشہ ٹوٹ جائے گا۔ لہٰذا صورت

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مذکورہ میں تین طلاقیں ہوگئیں۔ عورت بے حلالہ اس کے نکاح میں نہیں آسکتی۔ یعنی اس کی عدت گزرے پھر عورت دوسرے شخص سے نکاح کرے اور اس سے ہم بستری بھی ہو پھر وہ اسے طلاق دے یا مر جائے اور عدت گزر جائے اس کے بعد اس شخص کو اس سے نکاح جائز ہوگا۔ یہی قرآن کا فیصلہ ہے اور یہی حدیث کا فرمان۔ اور عورت کا حاملہ ہونا طلاق پڑنے سے اسے نہیں روک سکتا۔ البتہ حاملہ عورت کی عدت وضع حمل ہے یعنی جب بچہ ہو جائے عدت گزر جائے گی۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ

طلاق پر گواہ بھی ہیں تو اب انکار نہ سنا جائے گا

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب، السلام علیکم، جناب عالی مودبانہ گزارش یہ ہے کہ

میری شادی نور محمد سے عرصہ سولہ سال کا ہوا ہوئی تھی اس شادی سے میرے پانچ بچے ہیں اور میرے شوہر نے شریعت محمدی کی رو سے مجھے تین طلاقیں دے دیں ہیں۔ کیا میں شریعت میں اس کے نکاح سے خارج ہوگئی ہوں یا نہیں؟ لہٰذا حضور والا سے درخواست ہے کہ مجھے مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں فتویٰ صادر فرمادیں کہ مجھے طلاق نور محمد ولد عبدالوحید سے ہوئی ہے یا نہیں؟ اور مجھے شریعت محمدی کے مطابق کیا کرنا چاہیے؟ عین نوازش ہوگی۔

سعیدہ بیگم دختر محمد شریف، امانی شاہ کالونی، لطیف آباد، حیدرآباد، مورخہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۷۹ء

۷۸۶ **الجواب:** سائلہ کا زبانی بیان ہے کہ مسمی نور محمد نے اپنی بیوی کو امام مسجد و مؤذن کے روبرو تین طلاقیں دے دیں ہیں اور یہ کہ شوہر کو اس کا اقرار بھی ہے ایسی صورت میں عورت پر تین طلاقیں پڑ گئیں اور وہ اپنے شوہر پر بحرمت مغلظہ حرام ہوگئی، اب تاوقتیکہ حلالہ نہ ہو یہ دونوں باہمی رضامندی، خواہ دوسروں کی دھمکی اور دباؤ میں آکر بھی نکاح نہیں کرسکتے۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ ذی قعد ۱۳۹۹ھ

طلاق کے گواہ ہیں تو وقوع طلاق میں شبہ نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک شخص الیاس نے اپنی بیوی سمو کو طلاق دی اور طلاق کا لفظ تین مرتبہ کہا اور تحریر بھی لکھدی اور وہ طلاق نامہ اپنی زوجہ کو دے دیا۔ اس واقعہ پر دو عورتیں حلفیہ بیان دیتی ہیں کہ الیاس نے ہمارے سامنے اپنی زوجہ کو طلاق دی اور ایک مرد بھی گواہ ہے جس کو خود الیاس نے کہا کہ میں نے اپنی زوجہ کو طلاق دے دی ہے لیکن اب الیاس انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے اپنی زوجہ کو طلاق نہیں دی۔ برائے مہربانی آپ از روئے شرع جواب عنایت فرمائیں کہ طلاق ہوئی یا نہیں۔ بینوا، توجروا فقط ایک سائل

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں جب کہ طلاق دینے پر عینی گواہ اور موقع پر موجود گواہان کی گواہی موجود ہے مسمات مذکورہ پر تین طلاقیں پڑ گئیں۔ ان دونوں کے مابین نکاح ٹوٹ گیا اور عورت اپنے اس شوہر پر بحرمت مغلظہ حرام ہوگئی۔ اب

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تاوقتیکہ حلالہ نہ ہولے یہ دونوں باہمی رضامندی یا کسی کے جبر خواہ دباؤ میں آ کر باہم نکاح نہیں کر سکتے۔قرآن کریم کا حکم ہے فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ اور حدیث میں فرمایا لا حتی تذوقی عسیلته (الحدیث) قرآن و حدیث کے احکام کا خلاصہ یہی ہے کہ اب وہ عورت عدت گزار کر کسی اور مسلمان مرد سے نکاح کر لے۔ پھر اگر یہ شوہر اسے طلاق دے دے تو اس طلاق کی بھی عدت گزرنے پر وہ پہلے شوہر کے نکاح میں آ سکتی ہے اس کے بغیر نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ مطابق ۷ اگست ۱۹۷۹ء

رجسٹری کے ذریعہ طلاق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میرے داماد مسمی سلیم نے اپنی بیوی کو بذریعہ رجسٹری طلاق نامہ ارسال کیا ہے جس میں خط انگریزی میں تین مرتبہ طلاق تحریر کی ہے۔ برائے مہربانی فرما کر فتویٰ صادر فرمائیں کونسی طلاق واقع ہوئی اور شرعی حکم کیا ہے؟ منے ولد رمضان، لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: صورت مذکورہ میں عورت پر تین طلاقیں واقع ہوگئیں۔ عورت اب بے حلالہ اس کے نکاح میں نہیں آ سکتی، یعنی اس کی عدت گزرے پھر عورت دوسرے شخص سے نکاح کرے اور پھر وہ اس سے ہم بستر ہو پھر وہ اسے طلاق دے یا مر جائے اور عدت گزر جائے اس کے بعد مسمی سلیم کو اس عورت سے دوبارہ نکاح جائز ہوگا۔ قرآن حکیم کا ارشاد ہے فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۲. ۹. ۱۹۷۹ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

طلاق معلق بہ شرط

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میاں بیوی کے درمیان خانگی جھگڑا ہوا تو دوسرے دن بیوی نے تمام زیورات گھر سے غائب کر دیئے۔ جب شوہر نے اپنے کاروبار کے لئے زیورات مانگے تو بیوی نے شوہر پر الزام لگایا کہ زیورات تم لے گئے ہو جھگڑا کافی بڑھ گیا اس غصہ کی حالت میں شوہر نے کہا کہ اگر کل تک زیورات نہ ملے تو میری طرف سے تمہیں تین طلاقیں ہیں۔ بیوی نے اس پر تحریری طلاق مانگی اس پر شوہر نے کہا کہ شام تک کچھ آدمی جمع کر لوں تو تحریری بھی دوں گا لیکن شام کو آدمی جمع ہوئے تو بیوی نے زیورات کا اقرار کیا کہ تمام زیورات میرے پاس موجود ہیں شوہر نہیں لے گیا۔ اس موقع پر کئی آدمی موجود تھے جس میں جماعت کے چودھری محمد ابراہیم اور چودھری محمد اسمٰعیل کی موجودگی میں زیورات بیوی کے پاس ہی سے نکلے۔ تو فرمائیں اس حالت میں طلاق واقع ہو جاتی ہے یا نہیں؟ چونکہ زیورات غائب ہوگئے تھے جس کا الزام شوہر پر تھا۔ سب اسی شام کو ظاہر ہوگئے جو بیوی کے پاس موجود تھے اور شوہر اپنی جگہ صاف ہے ایسی صورت میں کیا طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟ مندرجہ بالا بیان حلفاً اور خدا کو حاضر و ناظر جان کر تحریر کئے گئے ہیں۔ فقط السائل

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب:** اگر مذکورہ بالا بیان درست ہے اور واقعی شوہر نے اپنی بیوی سے صرف یہی کہا تھا کہ اگر کل تک زیورات نہ ملے تو میری طرف سے تجھے تین طلاق اور زیورات اسی روز شام کو بیوی کے پاس سے مل گئے تو اس صورت میں طلاق واقع نہ ہوئی۔ ہاں اگر عورت گواہ رکھتی ہے تو وہ گواہ پیش کرے ورنہ وہ عورت ابھی اسی شخص کی بیوی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ

تین طلاق کے بعد عورت سے حقوق زوجیت کا مطالبہ حرام

سوال: بخدمت جناب حضرت مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

مندرجہ ذیل حالات کی روشنی میں حنفی فقہ کے مطابق فتویٰ درکار ہے کہ

۱۔ میرے شوہر محمد حنیف ولد عبداللطیف نے مورخہ ۲۸ مارچ ۱۹۷۸ء کو مجھے زبانی وتحریری روبرو گواہان تین طلاق دے دی ہے اور گواہان کے روبرو اقرار کر کے طلاق نامہ پر دستخط بھی کر دیے اور میں نے طلاق قبول کرتے ہوئے اس کے عوض مسمی محمد حنیف پر اپنا حق مہر معاف کر دیا اور اس کے علاوہ اپنا جہیز وسامان اور زیورات بحق محمد حنیف چھوڑ دیے ہیں اور مزید پانچ عدد زیورات طلائی میرے پاس تھے واپس کر دیے ہیں اور یہ سب طلاق نامہ پر تحریری طور پر آ چکا ہے۔ اب عرصہ نو ماہ گزر جانے کے بعد طلاق نامہ سرٹیفکیٹ عائلی قانون کے مطابق حاصل کرنے پر مسمی محمد حنیف فیملی جج کے سامنے اقرار کرتا ہے کہ میں نے طلاق دے دی ہے اور میں اب طلاق واپس لینا چاہتا ہوں جبکہ مذکورہ حالات کے تحت طلاق کی شرطیں اور ایام عدت گزر چکے ہیں اور میرے اور محمد حنیف کے درمیان کوئی تعلق باقی نہیں ہے اور دونوں کے درمیان نامحرم کا مسئلہ عائد ہوتا ہے۔ ان حالات میں کیا محمد حنیف کا طلاق واپس لینے کا سوال شرع محمدی حنفی کے مطابق جائز ہے یا ناجائز؟

۲۔ مزید یہ کہ محمد حنیف نے میرے خلاف ایک مقدمہ فیملی کورٹ کراچی میں کچھ عرصے سے حقوق زوجیت کا دائر کر دیا ہے جو کہ زیر سماعت ہے موجودہ حالات کی روشنی میں میرا کورٹ میں حاضر ہونا جائز ہے یا ناجائز؟

فقط عذرا خاتون دختر عثمان علی، لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** طلاق نامہ میں صاف الفاظ میں موجود ہے کہ مسمی محمد حنیف نے اپنی منکوحہ مسمات عذرا خاتون کو تین بار طلاق دی اور اس سے قطعی، قطع تعلق کر لیا اور قرآنی فیصلہ یہ ہے کہ تین طلاقوں کے بعد عورت اپنے شوہر پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی ہے اور تاوقتیکہ حلالہ نہ ہو دونوں باہمی رضامندی یا کسی کے دباؤ میں آ کر نکاح بھی نہیں کر سکتے۔ اور دونوں میں رشتہ زوجیت، حلالہ کے بعد ہی قائم ہو سکتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ اور جبکہ ان دونوں میں زوجیت کا رشتہ ہی ختم ہو گیا تو حقوق زوجیت کا مطالبہ ایسا ہے کہ جیسا کسی اجنبی عورت سے حقوق زوجیت کا مطالبہ۔ شرعاً ہرگز ہرگز قابل التفات نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ محرم الحرام ۱۳۹۹ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چار بچوں کی ماں ہو تو بھی طلاق ہو جائے گی

سوال: جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم
عرض یہ ہے کہ ہمیں قرآن و حدیث کی رو سے فیصلہ چاہئے۔ قرآن پاک میں سپارہ نمبر ۲۸ اور سپارہ نمبر ۲ میں طلاق کا ذکر موجود ہے۔ ہمیں اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ دیں کہ میاں بیوی دونوں رجوع کر سکتے ہیں یا نہیں؟
واقعہ یہ ہے کہ: میاں بیوی دونوں میں جھگڑا ہوا اور دونوں کی تکرار میں لڑکی کے والد بھی آگئے اور بات زیادہ بڑھ گئی۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ لڑکی کے والد نے اپنے داماد سے کہا کہ فیصلہ کر کے جا۔ سسر اور داماد کا مکان بالکل برابر ہے اور دونوں مکانوں کے بیچ میں ایک دروازہ بھی ہے جو اندر ہی اندر ایک دوسرے کو ملاتا ہے اور دونوں فریقوں کے رشتے دار بھی ایک دوسرے کے برابر ہی رہتے ہیں اور محلہ بھی ایک ہی ہے لہٰذا وہ غصّے کی حالت میں اسی وقت اپنے چند رشتے داروں کو بلا لایا اور ایک ہی سانس میں بغیر نام لئے یعنی میں نے طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی! کہا۔ ان باتوں کو تقریباً ایک مہینہ ہونے والا ہے اور لڑکی چار بچّوں کی ماں ہے اور وہ اپنے شوہر کے ہاں جانا چاہتی ہے اور لڑکی اس وقت اور اس کا شوہر اپنے کئے پر نادم ہے۔ اور کہتا ہے کہ اگر قرآن کی رو سے ہمارا میل ہو سکتا ہے تو میں لڑکی کو دوبارہ رکھنے کے لئے راضی ہوں۔ اگر کوئی تاوان وغیرہ ہے تو وہ ادا کیا جا سکتا ہے؟ فقط السائل مختار احمد، سرفراز کالونی، حیدرآباد، ۲۷ ستمبر ۱۹۷۹ء

۷۸۲ **الجواب:** صورت مذکورہ میں تین طلاقیں ہو گئیں۔ عورت بے حلالہ اس کے نکاح میں نہیں آ سکتی یعنی اس کی عدّت گزرے پھر عورت دوسرے شخص سے نکاح کرے اور اس سے ہم بستر بھی ہو پھر وہ اسے طلاق دے یا مر جائے اور عدّت گزر جائے، اس کے بعد اس شخص کو عورت سے نکاح حلال ہوگا۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ قال رسول اللہ ﷺ لا حتیٰ تذوقی عسیلته ویذوق من عسیلتک۔ اور عورت کا چار بچّوں کی ماں ہونا یا حاملہ ہونا، وقوع طلاق سے مانع نہیں۔ اور الفاظ طلاق میں اگرچہ اضافت نہیں مگر قرائن بتاتے ہیں کہ طلاق اسی عورت کو دی جا رہی ہے جس کے متعلق جھگڑا ہو رہا ہے اور شوہر کچھ اور کہتا ہے تو بیان کیا جائے۔ (عامۂ کتب و فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم
العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ ذی قعد ۱۳۹۹ھ

شوہر تین طلاق کے بعد منکر ہو گیا تو کیا حکم ہے؟

سوال: مکرمی جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، جناب میری بہن راحت جہاں دختر ابوالحسن ساکن جامشورو جو کہ میری پھوپھی زاد بہن ہے اور میری اہلیہ کی والدہ ہیں۔ ان کو ان کے شوہر محمد حسین نے جو کچھ کہا ہے گواہوں کی موجودگی میں ان الفاظ کی روشنی میں جو کہ میں حلفیہ تحریروں کے ساتھ دے رہا ہوں۔ فتویٰ عنایت فرمائیں کہ آیا طلاق ہوئی یا نہیں؟
حلفیہ بیان شوہر: جناب عالی گزارش ہے کہ میں خدا کو حاضر ناظر جان کر یہ حلفیہ بیان دے رہا ہوں کہ
میں نے اپنی بیوی کو طلاق نہیں دی۔ گھر میں جھگڑا ہو گیا جس پر میری بیوی نے مجھ سے کہا کہ تم مجھ کو طلاق کیوں نہیں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دیتے۔ جس پر میں نے جواب دیا کہ طلاق دینے میں کوئی دیر نہیں لگے گی اگر میں اپنی زبان سے تین بار یہ کہہ دوں کہ میں نے تم کو طلاق دی تو طلاق ہو جائے گی، میرے ان الفاظ کا مطلب میری بیوی نے یہ لیا کہ میں نے طلاق دے دی ہے اس پر میری بیوی نے کہا کہ تم اس گھر سے جاؤ، جس پر میں نے جواب دیا کہ یہ گھر سرکاری ہے نہ میرا ہے نہ تمہارا اگر تم نہیں رہنا چاہتی ہو تو اپنے گھر جا سکتی ہو میرا گھر تو یہی ہے۔

جناب سے ایک گزارش ہے کہ اگر آپ کا فیصلہ میرے حق میں ہے تو اللہ کا شکر ہے اگر آپ کا فیصلہ میرے خلاف ہے تو اپنا فیصلہ قلم بند کرنے سے پہلے مجھ کو ایک بار ملاقات کا موقع ضرور دیں کیوں کہ ایک راز میرے سینے میں ایسا ہے جو آپ کے علاوہ میں کسی اور سے نہیں کہہ سکتا اور میری دلی تمنا ہے کہ میں اپنے گھر خراب کرنا نہیں چاہتا اور میں اپنی کوتاہی کی اللہ سے معافی چاہتا ہوں۔ فقط۔ محمد حسین ولد احمد خان

حلفیہ بیان بیوی: میں راحت جہاں دختر ابوالحسن خان (مرحوم) خدا کو حاضر ناظر جان کر حلفیہ بیان کرتی ہوں کہ

میری شادی آج سے ۲۲ سال قبل محمد حسین صاحب سے ہوئی لیکن شادی کے بعد سے اب تک مجھے اپنے شوہر کے گھر میں کوئی آرام نہیں ملا۔ میرا شوہر ہمیشہ جوا کھیلتا ہے اور گھر کی اکثر چیزیں بھی اس عادت کی نذر کر چکے ہیں بلکہ اپنی بیٹی کی بھی کئی چیزیں اس میں رہن رکھوا دیں اور تین دفعہ مجھے نکال چکے ہیں بغیر کسی وجہ کے۔ اس کے باوجود میں نے کبھی کوئی شکایت نہ کی اور نہ حکم کی نافرمانی کی۔ ایک گھر میں ایک جگہ رہتے ہوئے اکثر مجھ سے کوئی تعلق نہ رکھا۔ آج سے تقریباً ایک ماہ قبل میرے داماد کے سامنے کہا کہ میں تجھے کلام پاک اٹھا کر اور قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے تجھے تین دفعہ طلاق دی اور اب میرا کوئی واسطہ نہیں۔ میں نے عدالتی کاروائی پوری کر لی ہے۔ میں نے کہا کہ میرا تم سے پردہ لازم ہے کیونکہ تم مجھ کو طلاق دے چکے ہو لیکن اب کہتے ہیں کہ میں نے طلاق نہیں دی۔ اس بارے میں شریعت کیا کہتی ہے اور خدا کا کیا حکم ہے مجھے طلاق ہوئی یا نہیں؟ اور اب میں کیا کروں؟ فقط دستخط۔ راحت جہاں

https://t.me/tehqiqat

حلفیہ بیان داماد: میں مسمی بابر علی خان ولد لیاقت علی خان باہوش وحواس خدا کو حاضر وناظر جان کر یہ حلفیہ بیان دے رہا ہوں کہ

میں اپنی بہن راحت جہاں دختر ابوالحسن (مرحوم) کے بارے میں جو الفاظ اپنے کانوں سے سنے ہیں وہ تحریر کر رہا ہوں جو کہ محمد حسین صاحب جو کہ میرے سسر بھی ہیں انہوں نے ادا کیے وہ یہ ہیں کہ میں کلام پاک اٹھا کر کہتا ہوں کہ میں نے تجھے تین دفعہ طلاق دی اب میرا تم سے کوئی واسطہ نہیں اور کلام پاک کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ (یعنی ناہید جہاں جو کہ میری بیوی ہے) میری بیٹی نہیں ہے۔ فقط دستخط۔ بابر علی خان

حلفیہ بیان: میں خدا کو حاضر ناظر جان کر حلفیہ بیان لکھ رہی ہوں کہ

جو کچھ لکھا ہے وہ میں نے اپنے کانوں سے سنا ہے اور میرے سامنے یہ الفاظ محمد حسین نے کہے کہ جب محمد حسین میرے گھر آئے تو کچھ کاغذ ہاتھ میں لئے ہوئے تھے۔ اس میں کیا لکھا تھا یہ مجھے معلوم نہیں تھا۔ میں نے پوچھا یہ کاغذ کیسے ہیں تو انہوں نے کہا کہ یہ طلاق نامہ ہے (نام نہیں لیا تھا) اور دیگر گھر والوں کی موجودگی میں کہا کہ یہ تمہاری ماں کا طلاق نامہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے۔درج ذیل باتیں ہمارے سامنے کیں اور ہم نے حلفیہ درج کر دی ہیں۔

دستخط گواہان: ا۔ کمال الدین ۲۔ سردار اختر ۳۔ تنویر خان ۴۔ا حمد جان

تمام حلفیہ بیان آپ کے سامنے ہیں اس لئے جناب قبلہ مفتی محمد خلیل خاں صاحب آپ سے گزارش ہے کہ آپ شریعت کے مطابق فتویٰ دیں کہ یہ طلاق ہوئی یا کہ نہیں؟ فقط السائل بابر علی خان، جامشورو کالونی

۷۸۶ الجواب: تمام بیانات کے مطالعے اور گواہوں کی گواہی سے یہ بات صاف سمجھ میں آتی ہے کہ شوہر نے اپنی بیوی کو تین بار طلاق دی لیکن اب اسے انکار ہے۔ایسی حالت میں مسئلہ شرعی یہ ہے کہ اگر دو مرد یا ایک مرد دو عورتیں قابل قبول شرع، شرعی گواہی دیں گے تو تین طلاقیں ثابت ہو جائیں گی اور شوہر کا انکار نہ سنا جائے گا۔(درمختار وغیرہ) اور فرض کر لیجئے کہ اس نے واقعۃً تین طلاقیں نہیں دیں مگر لوگوں سے کہتا ہے کہ میں نے تین طلاقیں دے دی ہیں اور یہ میری بیوی کا طلاق نامہ ہے تو ایسی صورت میں بھی طلاق کا حکم دیا جائے گا اور عورت فوراً اس پر بحرمت مغلظہ حرام ہو جائے گی اور اب بغیر حلالہ کوئی چارۂ کار نہیں اور فرض کر لیں کہ اگر گواہ شرعاً قابل قبول نہیں اور ان کی گواہی شرع میں معتبر و مقبول نہیں مگر بیوی کو یقین ہے کہ اس کے شوہر نے اسے تین طلاقیں دی ہیں تو اس عورت کو جائز نہ ہوگا کہ اس شوہر کے ساتھ رہے۔ناچار اپنا مہر یا اپنا مال دے کر یا جس طرح ممکن ہو اس سے طلاق بائن لے اور عدت گزار کر کہیں اور نکاح کرنا چاہے تو کر لے اور یہ بھی ممکن نہ ہو تو زید سے دور بھاگے ہرگز ہرگز اسے اپنے اوپر قابو نہ دے۔(درمختار، عالمگیری وغیرہ) اور یہ سب کچھ اس حالت میں ہے کہ اس کا اسلام و ایمان باقی ہو۔ورنہ جیسا کہ بعض گواہوں کا بیان ہے کہ اس مردئے شان ایزدی میں گستاخانہ کلمے کہے تو وہ اسی وقت اسلام سے نکل گیا اور اس کا نکاح ٹوٹ گیا۔عورت یوں بھی آزاد ہے۔خلاصۂ کلام یہ ہے کہ جس شخص کے ایسے حال و احوال ہوں مسلمان عورت کو ہرگز اس کے پاس نہ جانے دیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ ذی قعد ۱۳۹۹ھ

چرس کے نشہ میں طلاق دی تو طلاق واقع ہو گئی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میں ایک دن بیمار تھا اور زکام کی وجہ سے چرس کے نشہ میں بھی تھا۔بیوی اور والدہ سے جھگڑے پر بیوی نے کہا کہ ''اگر ایسا ہی کرنا ہے تو مجھے طلاق دے دیں'' میں نے بے اختیار طلاق ثلاثہ دے دی۔حالانکہ جھگڑے میں یا قبل اس کے میرا کوئی ارادہ نہیں تھا اور جھگڑے میں غصہ بوجہ نشہ کے اتنے حد تک بڑھ گیا تھا کہ مجھے کچھ علم نہیں ہوا کہ میں نے کیا کہا۔غصہ اور نشہ اترنے کے بعد بیوی نے مجھے پکڑا کہ یہ تم نے کیا کر دیا۔اس کے بعد مجھے ہوش آیا میں یہ الفاظ کئی مرتبہ کہہ چکا تھا۔اب برائے مہربانی اس مسئلہ کا بحوالۂ جات جواب دے دیں کہ آیا میری بیوی پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اور اگر واقع ہوئی تو کونسی واقع ہوئی؟ اور اب اس کے لئے کیا علاج ہو سکتا ہے؟ عبدالقیوم، حیدر آباد، سندھ

۷۸۶ الجواب: صورت مذکورہ میں تین طلاقیں واقع ہو گئیں۔ان دونوں کے مابین رشتۂ زوجیت ختم ہو گیا۔اب عورت

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بے حلالہ اس کے نکاح میں نہیں آسکتی یعنی اس کی عدت گزرے پھر عورت دوسرے شخص سے نکاح کرے اور اس سے ہم بستر بھی ہو پھر وہ اسے طلاق دے یا مر جائے اور عدت گزارنے کے بعد اس شخص کو اس عورت سے نکاح جائز ہے۔ قال الله تعالیٰ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ، وقال رسول الله ﷺ لا حتی تذوقی عسیلته و یذوق من عسیلتك اور یہ سمجھنا کہ شوہر نشہ میں تھا اس لئے طلاق واقع نہ ہوگی قابل التفات نہیں کہ نشہ والے نے طلاق دی تو واقع ہو جائے گی کہ یہ عاقل کے حکم میں ہے اور نشہ خواہ شراب پینے سے ہو یا بھنگ و چرس وغیرہ کسی اور چیز سے (درمختار، عالمگیری) یو ہیں غصہ کا مجرد دعویٰ معتبر نہیں یوں تو ہر شخص اس کا ادعا کرے اور غصہ کی طلاق واقع نہ ہو حالانکہ طلاق نہیں دی جاتی مگر بحالت غضب (کما فی ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ صفر المظفر ۱۳۹۹ھ

بیوی نے طلاق کی رجسٹری وصول نہیں کی تو بھی طلاق ہو جائے گی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: اگر بکر بذریعہ رجسٹرڈ لیٹر زید کو اطلاع دے کہ میں تمہاری لڑکی کو طلاق دے چکا ہوں لیکن زید رجسٹری وصول نہ کرے اور یہ رجسٹری واپس بکر کو مل جائے۔ ایسی صورت میں بکر اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کی موجودگی میں یہ کہے کہ میں نے زید کی لڑکی کو طلاق دے دی ہے۔ اب اس کا اور میرا کوئی تعلق نہ رہا'' جبکہ تین مرتبہ طلاق کہا ہو''

۱۔ آپ فتویٰ دیجئے کہ رجسٹرڈ لیٹر کے ذریعہ بکر نے جو زید کی لڑکی کو طلاق دی ہے اس طرح زید کی لڑکی کو شرعاً طلاق ہوئی یا نہیں؟

۲۔ آپ فتویٰ دیجئے کہ بکر نے جو رشتہ داروں اور دوستوں کی موجودگی میں زید کی لڑکی کو طلاق دینے کا اظہار کیا ہے اس طرح زید کی لڑکی کو طلاق ہوئی یا نہیں؟

۳۔ طلاق دیتے وقت کتنے رشتے داروں، دوستوں اور اہل محلہ کا ہونا ضروری ہے؟

۴۔ بکر تنہا طلاق دینے کا مجاز ہے یا نہیں؟ تنہا سے مراد طلاق دیتے وقت کوئی دوسرا موجود نہ ہو۔

۵۔ جب بکر زید کی لڑکی کو طلاق دینے کے کلمات ادا کر رہا ہو۔ اس وقت رشتہ دار دوست احباب موجود ہوں لیکن جب وہ (غیر موجود) دوسرے لوگوں سے ملیں تو بکر کے ان کلمات سے ان کو آگاہ نہ کریں۔ کیا ان لوگوں کا یہ طریقہ شرعاً درست ہے یا نہیں؟ جناب مفتی صاحب دار العلوم احسن البرکات، حیدرآباد مذکورہ مسئلہ کا جواب عنایت فرمادیجئے۔ عین نوازش ہوگی۔

نیاز مند، محمد رفیق، معرفت پوسٹ ماسٹر سیّد سعید صاحب، انڈس گلاس ورکس، حیدرآباد

۷۸۲ **الجواب:** شوہر کا اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کی موجودگی میں یہ کہنا کہ ''میں نے زید کی لڑکی (اپنی بیوی) کو طلاق دے دی ہے اور اب میرا اس کا کوئی تعلق نہ رہا'' اقرار طلاق ہے اور اقرار طلاق، طلاق ہے اور چونکہ یہ اقرار تین طلاقوں کا

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے لہٰذا عورت پر تین طلاقیں پڑ گئیں۔ اب حلالہ کے بغیر یہ عورت اس مرد کے لئے حلال نہ رہی، رجسٹری خواہ اسے ملی ہو یا نہ ملی بلکہ اس نے واپس کر دی ہو بلکہ عورت کو طلاق نہیں دی، مگر لوگوں سے کہتا ہے کہ میں طلاق دے آیا ہوں تو قاضی یہی فیصلہ دے گا کہ طلاق ہو گئی۔ (فتاویٰ خیریہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ طلاق دیتے وقت گواہوں کی موجودگی ضروری نہیں۔ طلاق بالکل تنہائی میں دے تب بھی ہو جاتی ہے بلکہ طلاق کے لئے زوجہ خواہ کسی دوسرے کا سننا بھی ضروری نہیں۔ عند اللہ طلاق ہو گئی اور یہ لوگوں پر ظاہر کر دے تو قضاءً بھی طلاق مان لی جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ جب تک ان گواہوں سے مطالبہ نہ کیا جائے یا شرعی ضرورت نہ ہو ان پر بیان کرنا ضروری نہیں نہ یہ گنہگار ہوں گے۔ ہاں ضرورت شرعیہ در پیش ہو مثلاً یہ تین طلاقوں کے بعد بھی عورت کو نہیں چھوڑتا تو ان پر گواہی دینا لازم ہے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ ربیع الآخر ۱۳۹۹ھ

تین طلاق کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک آدمی اپنی بیوی کا نام لیکر ان الفاظ کے ساتھ طلاق دیتا ہے کہ میں نے طلاق دی رفیقہ کو! میں نے طلاق دی رفیقہ کو! میں نے طلاق دی رفیقہ کو! آیا ان الفاظ کے ساتھ طلاق ہوئی یا نہیں؟

محمد الطاف، گجراتی پاڑہ، ٹنڈو یوسف

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں رفیقہ پر تین طلاقیں مغلظہ واقع ہو گئیں اور اب وہ اپنے شوہر کے لئے اجنبی ہو گئی تاوقتیکہ حلالہ نہ ہو جائے۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۢ بَعۡدُ حَتّٰى تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهٗ (القرآن)

واللہ تعالیٰ اعلم احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۵ فروری ۱۹۸۰ء

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب والمجیب انشاء اللہ تعالیٰ مصیب ومثاب۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعندہ علم الکتاب۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

لوگوں سے کہا، "طلاق دے آیا ہوں" تو طلاق ہو گئی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید خالد کی بیٹی ہندہ سے، جو کہ پہلے اپنے والدین کے گھر آئی ہوئی تھی ملنے کی غرض سے چند یوم کے بعد اپنے سسرال آیا۔ اپنے سسرالیوں سے کہتا ہے کہ میں آپ کی بیٹی کو طلاق دینے کے لئے آیا ہوں، یہ کہہ کر واپس چلا گیا تو اپنے عزیز سے کہا کہ میں طلاق دے کر آیا ہوں حالانکہ یہاں اس نے یہ نہیں کہا کہ میری بیوی کو طلاق ہے بلکہ صرف یہ کہا کہ طلاق دینے کے لئے آیا ہوں کیا یہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

خادم، نتّے خاں مستری، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں شخص مذکور نے جب لوگوں سے یہ کہا کہ طلاق دے آیا ہوں تو

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طلاق واقع ہوگئی۔(فتاویٰ خیریہ، بہار شریعت) واللہ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۷ فروری ۱۹۸۰ء

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب والمجیب انشاء اللہ تعالیٰ مصیب ومثاب۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعندہ علم الکتاب۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

تحریری طلاق مؤکد میں کیا شبہ رہے گا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: نور محمد ولد توفیق شاہ نے اپنی زوجہ زرینہ بیگم دختر منیر احمد شاہ کو رو برو گواہ اور نوٹری پبلک تصدیق کرا کر طلاق دے دی۔ طلاق نامہ بذریعہ ڈاک بھیج دیا۔ اب نور محمد ولد توفیق شاہ انکار کرتا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی لہٰذا شرعی فیصلہ کیا ہے؟ آیا طلاق ہوئی یا نہیں؟

فقط قاسم شاہ ولد بہادر شاہ، پریٹ آباد، حیدر آباد، ۳ فروری ۱۹۸۰ء

۷۸۶ الجواب: بکہ تحریری طلاق نامہ، شوہر کے دستخط کے ساتھ اور مصدقہ نوٹری پبلک موجود ہے تو شوہر کا انکار ہرگز مقبول ومعتبر نہیں۔ عورت اس کے لئے اجنبی اور وہ اس کے لئے اجنبی۔ اب حلالہ کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ، و قال رسول الله ﷺ لاحتی تذوقی عسیلته (الحدیث) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ ربیع الآخر ۱۴۰۰ھ

طلاق تعلیق کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید نے روزمرہ کے نزاع سے، جو کہ زوجہ سے ہوتا ہے، تنگ آ کر گھر کے بستر وغیرہ جلائے اور اپنی زوجہ کو درج ذیل الفاظ کہے کہ اگر تو اس دروازے سے باہر نکلی تو تجھے طلاق۔ از راہ کرم فقہ حنفی کی روشنی میں وضاحت فرمائیں کہ مذکورہ بالا الفاظ کی ادائیگی سے طلاق ہوئی یا نہیں؟ اگر طلاق ہوگئی ہے تو کونسی طلاق ہوئی ہے؟

بینوا بالبرہان توجروا عند الرحمٰن۔ فقط السائل عبد المنان، امریکن کوارٹرز، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: اگر عورت دروازے سے نکل گئی تو اس پر ایک رجعی طلاق پڑ گئی کہ لفظ صریح میں نیت معتبر نہیں۔ شوہر رجعت کر سکتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی، النوری عفی عنہ ۱۰ ربیع الآخر ۱۴۰۰ھ

تیسری مرتبہ لفظ طلاق کی جگہ چھوڑ دی تو کیا حکم ہے؟

سوال: کیا فتویٰ ہے علماء دین کا اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص جس کا نام مسعود جہانگیر ولد منور خاں ہے نے اپنی بیوی کو کورٹ اسٹیمپ پر طلاق دی جس کا مضمون درج ذیل ہے" میں بخوشی باہوش وحواس نسیم بیگم کو طلاق دیتا ہوں ! میں نسیم بیگم کو

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طلاق دیتا ہوں! میں نسیم بیگم کو ...... دیتا ہوں! براہ کرم اس کا جواب دیا جائے کہ قرآن وحدیث اور سنت کے مطابق طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟　العارض، محمد عمر، لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں طلاق مغلظہ واقع ہوگئی۔ تیسری طلاق میں اس نے اگرچہ (طلاق) کا لفظ ترک کیا ہے لیکن آگے ''دیتا ہوں'' کا جو لفظ اس نے لکھا ہے اس سے تیسری طلاق واقع ہو جائے گی، کیوں کہ پچھلی عبارت اس بات پر قرینہ ہے کہ ''دیتا ہوں'' سے طلاق ہی دے رہا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید　۳ فروری ۱۹۸۰ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۹ ربیع الاوّل شریف ۱۴۰۰ھ

تین طلاق کے بعد بغیر حلالہ حلال نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص مسمی نبی بخش نے اسٹامپ پر اپنی زوجہ شریفن بنت رحمت اللہ کو ان الفاظ میں طلاق دی کہ نبی بخش ... با قائمی ہوش وحواس روبرو گواہان اپنی منکوحہ شریفن دختر رحمت اللہ کو تین مرتبہ طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی! آج کے بعد میرا مطلقہ سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اس میں کونسی طلاق واقع ہوئی۔ آیا اب کوئی صورت ہے یا نہیں؟　فقط السائل شبراتی ولد حاجی اللہ دتہ، لطیف آباد، حیدرآباد، ۱۱ مارچ ۱۹۸۰ء

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں جب تین طلاقیں دیں تو تینوں واقع ہوگئیں اور وہ عورت اس کے لئے بے حلالہ کسی طرح حلال نہیں ہوسکتی اس عورت پر تین طلاقیں مغلظہ واقع ہوگئیں، قال اللہ تعالیٰ **فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗ** حلالہ کی صورت یہ ہے کہ اس طلاق کی عدت گزرے، پھر عورت دوسرے سے نکاح کرے، اور اس سے ہم بستر بھی ہو، وہ طلاق دے یا مرجائے بہرحال اس کی عدت گزر جائے، اس کے بعد اس پہلے سے نکاح ہوسکتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم　احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید　۱۱ مارچ ۱۹۸۰ء

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب والمجیب انشاء اللہ تعالیٰ مصیب ومثاب۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعندہ علم الکتاب

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۲۳ ربیع الآخر ۱۴۰۰ھ

طلاق جبری کی ایک صورت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنے بھائی سے ناراض ہوکر قسم کھا کر کہا کہ اگر میں تمہارے گھر آؤں تو میری بیوی پر طلاق ہے۔ صورت مذکورہ کے بعد وہ شخص جس نے قسم کھائی تھی اس کے گھر چلا گیا۔ اب مسئلہ درکار یہ ہے کہ یہ طلاق کونسی ہوگی؟ اور قسم کا کفارہ کیا ہے؟

نوٹ۔ قسم کھانے والے کو زبردستی وہاں لے جایا گیا وہ خود اپنی مرضی سے نہیں گیا۔ بینوا، توجروا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فقط السائل، سرفراز، امریکن کوارٹرز ہزارہ کالونی، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں اگر شخص مذکورہ کو جبراً لے جایا گیا اور جانے میں اس کی مرضی قطعاً شامل نہ تھی تو طلاق نہ ہوئی، لیکن اگر محض کسی کا کہنا مان کر اور مجبور کرنے پر اپنی مرضی سے چلا گیا تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی، عدت سے قبل بغیر نکاح کے رجوع ہوسکتا ہے اور بعد عدت نکاح دوبارہ کرنا پڑے گا اور اب چونکہ قسم کا محل واقع ہوگیا، لہٰذا دوبارہ اس کے گھر جانے میں طلاق دوبارہ نہ ہوگی۔ قسم کا کفارہ بھی ادا کرے یا تین روزے رکھے، دس مساکین کو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۳ جنوری ۱۹۸۰ء

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب والمجیب انشاءاللہ تعالیٰ مصیب ومثاب۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعندہ علم الکتاب

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

تین طلاق کے بعد رجوع نہیں

سوال: علماء راشدین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ: شوہر نے بیوی کو تین طلاق دیں نیز شوہر ہنوز زوجیت میں رکھنا بھی چاہتا ہے، کیا شوہر حق بجانب ہے۔ شوہر توثیق طلاق کررہا ہے مزید برآں جملہ توثیق طلاق عمل میں آچکی ہے؟

فقط السائل العبد عابد علی ولد قاضی سید مقصود علی، جامشورو

۷۸۶ **الجواب:** شوہر نے جب تین طلاقیں دے دی ہیں تو میاں بیوی کے درمیان رشتۂ زوجیت ختم ہوچکا اور دونوں ایک دوسرے کے لئے حرام ہوچکے۔ اب حلالہ کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں۔ یعنی عورت عدت گزار کر کسی اور سے نکاح کرے اور وہ ہم بستری کے بعد اسے طلاق دے دے اور عورت اس دوسری طلاق کی عدت گزار لے تو اسے اختیار ہوگا کہ جس سے چاہے نکاح کرلے۔ اس کے بغیر عورت شوہر کے لئے حلال نہیں اگرچہ دونوں باہمی رضامندی یا کسی کے دباؤ میں آکر نکاح کرلیں۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ اور حدیث شریف میں فرمایا لا حتی تذوقی عسیلتہ (الحدیث) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ صفر المظفر ۱۴۰۰ھ

تین طلاق کے بعد رجوع ممکن نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میں نے اپنی ماں سے جھگڑا کیا اور دو تین جھگڑے کے بعد، اپنی بیوی کی ماں کے سامنے یہ الفاظ کہے کہ میں نے تمہاری لڑکی کو طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی! کیا اس صورت میں طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟ اور اب رجوع کی صورت کیا ہوگی؟ یامین، ۲۰ جنوری ۱۹۸۰ء

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں عورت پر تین طلاقیں مغلظہ واقع ہوگئیں، اور اب یہ عورت شوہر کے لئے حرام اور اجنبی ہوگئی، قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ اب سوائے حلالہ کے اور

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کوئی صورت نہیں ہے یعنی عورت اپنی عدّت تین حیض یا وضع حمل (اگر حمل ہے)، تک پوری کرے، اور پھر کسی دوسرے شخص سے اس کا نکاح ہو اور وہ اس سے ہم بستری کرے، پھر وہ شوہر اپنی مرضی سے اسے طلاق دے یا مرجائے اور پھر وہ عورت دوبارہ عدّت پوری کرے، تب یہ شوہر اس سے دوبارہ نکاح کرسکتا ہے۔ قال رسول اللہ ﷺ لا حتی تذوقی عسیلته ویذوق من عسیلتك اگر بغیر حلالہ نکاح کیا تو یہ حرام ہے اور خالص زنا ہوگا اور شوہر مذکور زانی اور شرعاً سزائے زنا کا مستحق ہوگا اور اولاد ولد الزنا کہلائے گی۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۰ جنوری ۱۹۸۰ء

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب والمجیب انشاء اللہ تعالیٰ مصیب ومثاب۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعندہ علم الکتاب

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

طلاق رجعی اور رجوع کی صورت

سوال: بخدمت جناب محترم ناظم اعلیٰ، دار العلوم احسن البرکات، حیدرآباد سندھ، السلام علیکم، گزارش یہ ہے کہ مسمی فتح محمد ولد امام الدین قوم ہمراند مسلم بالغ رہائش لیاقت کالونی حیدرآباد، سندھ نے اپنی زوجہ زبیدہ خاتون دختر نور محمد کو بحالت مجبوری دو مرتبہ مسمات کے کہنے کے مطابق لفظ طلاق استعمال کیا لہٰذا عرض یہ ہے کہ شریعت کے مطابق فتویٰ صادر کیا جائے کہ کیا طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

العبد فتح محمد ولد امام الدین، لیاقت کالونی، حیدرآباد، ۱۳ فروری ۱۹۸۰ء

۷۸۶ **الجواب:** اگر واقعۃً شوہر نے صاف صریح لفظوں میں عورت کو صرف دو مرتبہ طلاق دی جیسا کہ شوہر کا زبانی بیان ہے تو بے شک دو طلاقیں عورت پر پڑ گئیں لیکن یہ دونوں طلاقیں رجعی ہیں۔ شوہر کو رجعت کا حق حاصل ہے یعنی اسے جائز ہے کہ عورت کو پہلے نکاح میں باقی رکھے۔ اس کا شرعی طریقہ یہ ہے کہ وہ دو قابل اعتماد نمازی و پرہیزگار مسلمانوں کو گواہ بنا کر یہ کہہ دے کہ میں نے اپنی بیوی سے رجعت کی۔ پھر اس کے ساتھ زن و شوہر کی طرح رہ سکتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ ربیع الاوّل شریف ۱۴۰۰ھ

تین طلاق کے بعد ساتھ رہنا زنائے خالص ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنی منکوحہ کو درج ذیل تحریر بھیجی ہے، آیا اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔ اور اب دوبارہ ساتھ رہنے کی کوئی صورت ہے یا کہ نہیں؟ ''میں عبد الستار ولد ننے خان قوم بلوچ پٹھان آج بتاریخ ۱۱ ستمبر ۱۹۷۴ء کو اپنی بیوی اکبری بیگم کو طلاق دیتا ہوں، طلاق دیتا ہوں، طلاق دیتا ہوں۔ کیوں کہ اس نے باوجود منع کرنے کے میرے خلاف عمل کیا اس وجہ سے میں حق زوجیت سے محروم کرتا ہوں۔ میرا آج سے اس کے ساتھ کوئی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

واسطہ نہیں۔ مہر پہلے ہی ادا کر دیا ہے، میری طرف کوئی پیسہ باقی نہیں لہٰذا آج سے وہ اپنے عمل کی خود مختار ہے۔"

فقط بقلم خود عبد الستار خان ولد تنے خان

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں مسمات اکبری بیگم کو تین طلاقیں مغلظہ واقع ہوگئیں اب یہ عورت اپنے سابقہ شوہر عبد الستار کے لئے حلال نہیں تاوقتیکہ حلالہ نہ ہو جائے۔ شوہر کسی بھی طریقے یا دباؤ سے اگر بغیر حلالہ رجوع یا نکاح کرے گا، وہ زنا خالص ہوگا۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ حلالہ کی صورت یہ ہے کہ اکبری بیگم کا نکاح کسی اور سے ہو، پھر شوہر سے صحبت ہو، وہ طلاق دے یا مر جائے اور پھر عدت گزارے تو عبد الستار سے نکاح جائز ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۷ جنوری ۱۹۸۰ء

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب والمجیب انشاء اللہ تعالیٰ مصیب ومثاب۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعندہ علم الکتاب

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

تین طلاق کے بعد بغیر حلالہ نکاح اسی عورت سے کیا، تو شرکاء کے نکاح کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: جمیل احمد ولد عمر دین پٹواری حلفیہ بیان دیتا ہے کہ میری زوجہ مسمات نسیم نے میرے والد پر الزام لگایا تو میرے منہ سے غصہ کی حالت میں تین دفعہ "تیرے کو طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی! تو میری ماں بہن ہے" نکل گئے۔ اس واقعہ کے تیسرے روز میں نے رجوع کیا اور وہ دو ماہ پانچ دن کے بعد واپس آگئی۔ اس لئے آپ مہربانی فرما کر قرآن وسنت کی رو سے فتویٰ صادر فرمائیں۔ فقط السائل، جمیل احمد

۷۸۶ **الجواب:** جب طلاقیں تین تک پہنچ جائیں تو پھر عورت اس مرد کے لئے بے حلالہ، کسی طرح حلال نہیں ہو سکتی یہاں تک کہ اگر باہمی رضامندی یا کسی کے دباؤ میں آکر دوبارہ نکاح بھی کر لیا تب بھی یہ عورت حرام محض رہے گی جب تک حلالہ نہ ہو کہ، اس طلاق کی عدت گزرے، پھر عورت دوسرے شخص سے نکاح کرے اور اس سے ہم بستر بھی ہو پھر وہ دوسرا طلاق دے یا مر جائے اور بہر حال اس کی عدت گزر جائے اس کے بعد اس پہلے سے نکاح ہو سکتا ہے ورنہ ہرگز نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ اس بے معنی رجعت کے بعد اگر عورت آگئی تو اس سے صحبت زنا ہوگی اور اگر اسے مسئلہ معلوم ہے تو یہ زانی، شرعاً سزائے زنا کا مستحق ہوگا اور اس صحبت سے ہونے والی اولاد، ولد الزنا ہوگی۔ پھر اس میں جتنے بھی لوگ شریک ہوں گے یا اس پر راضی ہوں گے سب سخت گناہ گار اور جان بوجھ کر ایسا کرنے والے زنا کے پیروکار ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ محرم الحرام ۱۴۰۰ھ

تین طلاق ایک ساتھ دینا

سوال: مندرجہ ذیل عبارتوں کا کیا فتویٰ ہے علماء دین کا کہ: ایک آدمی نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے۔ اس طریقہ پر کہ میاں بیوی میں گھریلو معاملات پر تنازع ہوا۔ اس بناء پر دو ایک عورتوں کے سامنے کہا کہ "جا میں نے تمہارے کو چھوڑ دیا۔"

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کے بعد گھر سے باہر جا کر ایک معزز آدمی کو بلا کے لایا، گھر میں اس آدمی کو لاکر اس کے سامنے اور دو تین عورتوں کے سامنے پھر کہا کہ "میں نے اپنی بیوی کو دو طلاق دے دی۔" یہ کہہ کر میاں بیوی الگ ہو گئے۔ بیوی ایک طرف کھانا خود پکا کر کھا رہی ہے اور رہ رہی ہے اور میاں خود پکا کر کھا رہا ہے اور رہ رہا ہے۔ برائے مہربانی قرآن وحدیث کے مطابق اس مسئلہ کا جواب دیجئے کہ اس آدمی کے لئے بیوی جائز ہے یا نہیں؟ فقط والسلام السائل، ابوبکر، بنگالی کالونی، ۲۷ دسمبر ۱۹۷۹ء

۷۸۶ **الجواب:** یہ لفظ کہ "میں نے تجھے چھوڑ دیا" طلاق میں صریح ہے اس سے ایک رجعی طلاق پڑ گئی۔ شوہر نے کچھ نیت کی ہو یا نہ کی ہو۔ اس کے بعد شوہر نے دوبارہ یہ الفاظ کہے کہ "میں نے اپنی بیوی کو دو طلاق دے دی" تو یہ اس کی پہلی کے علاوہ دو طلاقیں ہوئیں اور اس طرح عورت پر تین طلاقیں پڑ گئیں۔ دونوں کے مابین نکاح باقی نہ رہا۔ اب حلالہ کے سوا کوئی چارۂ کار باقی نہیں یعنی یہ عورت عدت گزار کر کسی اور سے نکاح کرے اور وہ دوسرا اس سے ہم بستری کے بعد طلاق دے دے پھر عورت اس دوسری طلاق کی عدت بھی گزارے۔ عدت گزارنے پر اب پہلے سے نکاح جائز ہوگا۔ بغیر حلالہ یہ دونوں اپنی خوشی خواہ کسی کے جبر سے بھی نکاح نہیں کر سکتے۔ حلالہ کے بغیر صحبت ہوئی تو وہ زنا ہوگی۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ، وقال رسول اللہ ﷺ لا حتی تذوقی عسیلتہ (الحدیث) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ صفر المظفر ۱۴۰۰ھ

ایک ساتھ تین طلاق کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: عبدالغفار ولد عبدالرحمٰن خان کا نکاح ہمراہ مہر النساء دختر محمد ابراہیم ہوا اور عبدالغفور ولد محمد ابراہیم بالغ کا نکاح حسن بانو دختر عبدالرحمٰن سے برادری کی موجودگی میں ہوا اور دو سال تک دونوں فریقین حقوق زوجیت وغیرہ انجام دیتے رہے۔ دو سال کے بعد دونوں فریقین کے درمیان رنجش پیدا ہوئی۔ اس دوران عبدالغفار کے تایا نے غصہ کی حالت میں اور دوسرے رشتے داروں نے محمد ابراہیم کے مکان میں آکر کہا کہ تمہاری لڑکی تمہارے پاس ہماری لڑکی ہمارے پاس۔ سن کر محمد ابراہیم بھی غصہ میں ہوا۔ دو یوم گزر جانے کے بعد دونوں فریقین کی طرف سے اسٹامپ پر علیحدہ علیحدہ تحریری طلاق نامہ ہوا۔ طلاق تحریری کے وقت برادری کے دو افراد موجود تھے تین طلاق دے دی گئی اور لکھدی گئی۔ عبدالغفور کی منکوحہ کے بطن سے اس وقت چھ ماہ کی لڑکی موجود تھی۔ وہ لڑکی عبدالغفور اور اس کے والد محمد ابراہیم کے سپرد کر دی گئی۔ وہ لڑکی اس وقت حیات ہے۔ طلاق تحریری کے وقت عبدالغفار اور عبدالغفور اپنے والدین کے موافق تھے۔ پانچ سال کے بعد عبدالغفور ولد محمد ابراہیم نے دوسرا نکاح کیا ہمراہ نصیبا دختر احمد علی سے برادری کی موجودگی میں۔ ایک سال کے بعد نصیبا کو تحریری اسٹامپ پر تین طلاقیں دے دیں اور لکھدیں۔ تحریر کے وقت برادری کے دو اشخاص موجود تھے۔ طلاق دینے کی وجہ یہ ہے کہ نصیبا دختر احمد علی نکاح ہونے کے بعد صرف دو دن اپنے شوہر کے گھر رہی۔ عبدالغفور کا والد کئی مرتبہ نصیبا کو لینے کے لئے گیا۔ ہر طرح کوشش کے باوجود نصیبا کو نہیں بھیجا نصیبا کے والدین نے محمد ابراہیم کی بہت بے عزتی کی اور گھر سے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نکال دیا نکاح کے ایک سال بعد طلاق نامہ تحریر ہوا۔ عبدالغفار اور عبدالغفور کے نکاح کے دس سال گزر جانے کے بعد حسن بانو کے والد کا انتقال ہو جاتا ہے۔ رشتہ داروں نے حسن بانو سے معلوم کیا تو اس نے کہا کہ میرا اوّل نکاح ہوا ہے اور میں اس کے گھر جانا چاہتی ہوں دوسرا نکاح نہیں کرتی، حسن بانو کو جو طلاق دی تھی وہ طلاق ہوئی یا نہیں؟ اب عبدالغفور اور حسن بانو دونوں نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ دونوں فریقین نکاح کر سکتے ہیں یا نہیں؟ برائے مہربانی علماء دین قرآن وحدیث سے فتویٰ دیں۔ عین نوازش ہوگی۔ فقط بقلم خود محمد بخش اجمیری، عبدالغفار اجمیری، فقیر محمد، لطیف آباد. حیدرآباد

الجواب ۷۸۶ ہوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں اب حسن بانو بغیر حلالہ کے عبدالغفور کے لئے حرام ہے۔ اگرچہ طلاق کو دس بیس سال گزر جائیں۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ لہٰذا جب تک حسن بانو کی شادی کہیں اور نہ ہو اور وہ اپنے نئے شوہر کے ساتھ ہم بستری کے ساتھ رات گزار لے اور پھر اس کا نیا شوہر اسے طلاق دے اور وہ عدت پوری کرے تب تک یہ عبدالغفور کے لئے حرام رہے گی۔ قال رسول اللہ ﷺ لا حتی تذوقی عسیلتہ ویذوق من عسیلتك اگر بغیر حلالہ نکاح کرایا گیا تو یہ حرام کاری پر مدد ہوگی اور شخص مذکورہ زانی اور شرعاً سزائے زنا کا مستحق ہوگا اور اولاد ولد الزناء کہلائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲ جنوری ۱۹۸۰ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۷ صفر المظفر ۱۴۰۰ھ

طلاق کے ثبوت کے لئے اقرارِ شوہر یا گواہان ضروری ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء راشدین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: بیان (عجائب النساء) زوجہ بشیر الدین حقیقت یہ ہے کہ ایک رات میرا شوہر مجھ سے اچھی طرح بات کر رہا تھا کہ لڑکی پر ناراض ہوا جھگڑا شروع ہو گیا اور یہ گھر سے اپنی والدہ کے گھر جا کر اپنے بھائی کو لینے چلا گیا۔ سب کو اپنے گھر سے نکال دیا کہ جاؤ ہم ایسی عورت سے بات کرنا گوارا نہیں کرتے۔ ان کو تو نکال دیا مگر یہ آنے بھی نہ پائے تھے کہ ان کا بھائی اور بھائی کی بیوی آ گئے۔ اب میرا دیور سے جھگڑا ہو رہا تھا کہ میرا شوہر بھی آ گیا اور کچھ سے کچھ بکنے لگا۔ میں نے کہا کہ تمہارے بھائی نے مجھے گالی دی ہے تو جواب دیا کہ جو کرتی ہو وہ تم کرتی ہو۔ میں تم کو جانتا ہوں، آگے بڑھا اور یک لخت تین طلاق بول دیں اور پھر چارپائی پر سو گیا اور میری والدہ جیسی ایک عورت تھی اس کو ہم نے بلوایا جب اس سے معلوم کیا کہ آپ نے یہ کیا کیا تو بگڑ کر بولے کہ قرآن اٹھا کر کہوں تو وہ خاموش ہو گئیں۔ صبح سو کر اٹھے اور باہر گئے اور گھر میں آئے پھر چلے گئے۔ پندرہ دن بعد آئے کہنے لگے مجھے بتاؤ جو کچھ میں نے کہا، میں مولوی صاحب سے معلوم کروں گا کیوں کہ مجھے معلوم نہیں میں نشے میں تھا، کچھ خبر نہیں کیا کہہ دیا۔ خیر نشے کا ان کو پتہ ہوگا مجھے نہیں کیوں کہ میں غصے میں پہچان نہ سکی یہ جانے یا خدا جانے۔ پہلے گواہی دیتی ہوں کہ یہ نشہ کر کے گھر میں آئے اور بگڑنے لگے تو پوری رات یہ بکواس کرتے رہے صبح جب نشہ ختم ہوا تو میں نے معلوم کیا کہ تم پوری رات کیا کہتے رہے ہو؟ یہ کہنے لگے مجھے نشہ کرا دیا تھا اس لئے مجھے نہیں معلوم۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں نے کہا یہ سچ ہے اور ایسا ہوا ہے۔ مجھے مر کر منہ دکھانا ہے مگر اس بار میں پہچان نہ سکی اس لئے یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتی خدا جانے یہ نشے میں تھے یا نہیں؟ حالت وحشیانہ تھی۔ فقط زوجہ بشیر الدین، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: طلاق کے ثبوت کے لئے اقرار شوہر درکار ہے یا پھر دو مرد، یا ایک مرد، دو عورتیں، نمازی، پرہیزگار جن کی گواہی شرع میں مقبول ہو وہ گواہی دیں تو ان کی گواہی معتبر ہوگی اور حکم طلاق دیا جائے گا۔ صورت مسئولہ میں عورت پر لازم ہے کہ وہ اس پر گواہ پیش کرے۔ تنہا عورت کا بیان ہرگز کافی نہیں۔ اس لئے دونوں کے مابین نکاح قائم ہے۔ ہاں اگر عورت جانتی ہو کہ وہ تین طلاقیں دے چکا ہے تو جس طرح ممکن ہو اس سے چھٹکارا حاصل کرے یا اپنا مہر وغیرہ معاف کر کے یا اپنے پاس سے کچھ مال دے کر اس سے طلاق حاصل کرے۔ اس کے بغیر وہ شرعاً دوسرا نکاح نہیں کر سکتی۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ ربیع الاول شریف ۱۴۰۰ھ

طلاق کے متفرق مسائل

سوال: قبلہ محترم مولانا مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

دیگر یہ کہ میں آپ سے ایک نہایت اہم مسئلے پر قرآن وسنت کی روشنی میں فتویٰ چاہتا ہوں

میرے علم میں یہ بات تھی کہ حاملہ عورت کو طلاق نہیں ہوتی اور جب تک تین مرتبہ طلاق نہ بولو نہ لکھو تو طلاق نہیں ہوتی ہے لہٰذا میں نے اپنی بیوی کو ڈرانے کی نیت سے رعب دینے کے لئے تاکہ گھریلو جھگڑے ختم ہو جائیں بیوی معافی مانگ لے گی بازار سے ایک اسٹامپ لے کر آیا اور اس پر میں نے بیوی کو ڈرانے کی نیت سے علیحدگی کے بارے میں تحریر اور دو جگہ لفظ طلاق لکھا اور بیوی کو بتلایا کہ دیکھو ابھی میں نے دو جگہ لفظ طلاق لکھا ہے۔ اب تم دستخط کر دو اور آئندہ شکایت کا موقع نہ دینا۔ بیوی نے دستخط کر دیئے اور دستخط کرتے ہی ہم دونوں ایک دوسرے سے رجوع ہو گئے۔ اسٹامپ کی تحریر یہ ہے کہ میں باہوش وحواس اپنی بیوی سے علیحدگی چاہتا ہوں کیوں کہ یہ مجھ سے خوش نہیں، میں نے بہت خوش رکھنا چاہا مگر وہ علیحدگی چاہتی ہے۔ شوہر کا کہنا نہیں مانتی۔ مجھ سے وفاداری کی قسم بھی نہیں کھاتی۔ اپنے گھر بیٹھنا چاہتی ہے بقول اس کے وہ شادی سے قبل بہت خوش تھی۔ وہ خود مختار ہے جو مرضی آئے گھر بیٹھ کر کرے۔ مجھے اعتماد نہیں دلا سکتی ہے۔ مجھے تنگ کر رکھا ہے وغیرہ وغیرہ اور پھر آگے لکھا کہ لہٰذا ان حالات میں ہم دونوں سکھ کا سانس نہیں لے سکتے ہیں بلکہ ساتھ رکھ کر میں سمجھتا ہوں کہ نسیم بیگم پر ظلم ہے آزادی چاہتی ہے۔ میں اسے آزاد کرنے پر مجبور ہو گیا ہوں اور بہ خوشی باہوش وحواس نسیم بیگم کو........ دیتا ہوں! میں نسیم بیگم کو........ دیتا ہوں! میں نسیم بیگم کو........ دیتا ہوں! مجھے نسیم بیگم کا جو واجب الاداحق مہر دینا ہے وہ میرے پاس جب ہوگا میں ادا کر دوں گا۔ جب تک میں مہر کی رقم ادا نہیں کروں گا اس وقت تک میں نسیم بیگم ولد مشرف بیگ کو ایک سو پچاس روپے ماہوار اس کے گھر ادا کرتا رہوں گا۔ فقط مسعود جاوید جہانگیر

یہ تحریر لکھنے کے بعد جب میں نے نسیم بیگم کو دکھلائی اور جب اس نے دیکھا کہ میں نے لفظ طلاق نہیں لکھا ہے تو اس

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے وہ حرکات نہیں کیں جس کا میں تصور کیے ہوئے تھا یعنی بیوی معافی مانگے گی مجھے منائے گی تھوڑا بہت روئے گی مگر جب اس نے ایسا نہیں کیا تو میں نے اسے مزید ڈرانے کے لیے ان تین خلاؤں میں سے شروع کی دو جگہوں میں لفظ طلاق لکھ دیا یعنی جملہ یوں مکمل ہوا کہ میں نسیم بیگم کو طلاق دیتا ہوں! میں نسیم بیگم کو طلاق دیتا ہوں! میں نسیم بیگم کو........ دیتا ہوں! تیسری جگہ میں نے طلاق سے بچنے کی نیت سے لفظ طلاق نہیں لکھا اور نہ منہ سے بولا اس کے بعد میں نے بیوی سے کہا کہ دیکھو دو جگہ لفظ طلاق لکھ دیا ہے اب تم مجھے آئندہ شکایت کا موقع نہ دینا۔ اب تم دستخط کردو، بیوی نے فوراً دستخط کر دیئے اور دستخط کرتے ہی ہم دونوں ایک دوسرے سے رجوع ہو گئے۔ تیسرے روز یہ تحریر گھر کے تیسرے فرد کے ہاتھ لگی اور وہ کہتے ہیں کہ طلاق ہو گئی .... میں حلفیہ کہتا ہوں کہ میری نیت طلاق دینے کی نہ تھی۔ اب آپ قرآن و سنت کی روشنی میں صحیح فتوے سے نواز دیں۔ شکریہ

فقط السائل، مسعود جاوید جہانگیر معرفت منور، عالم برادرس، اسٹیشن روڈ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: اصل جواب سے پہلے چند امور ذہن نشین کر لیں

۱۔ عورت حاملہ ہو یا نہ ہو جب اسے طلاق دی جائے گی یقیناً واقع ہو جائے گی، ۲۔ طلاق خواہ ایک بار دی جائے یا دو بار یا تین بار، بہر حال واقع ہو گی اگرچہ احکام جداگانہ ہوں گے، ۳۔ الفاظ طلاق صحیح طور پر ادا کیے جائیں یا غلط طور پر، بہر حال ان سے طلاق واقع ہو جاتی ہے اور اس میں عالم جاہل سب برابر ہیں، ۴۔ مسائل شرع بیان کرنے والے موجود ہیں اور تمام احکام کتابوں میں موجود۔ جو نہیں جانتا وہ دریافت کرے۔ یہ عذر کہ میں نہیں جانتا تھا ہرگز مقبول نہیں یو ہیں یہ کہنا ہے کہ میں سمجھتا تھا کہ حکم یہ ہے، یہ بھی معتبر نہیں، ۵۔ طلاق جبکہ دی جائے واقع ہو جائے گی خواہ دھمکی مقصود ہو یا کچھ اور، ۶۔ صریح الفاظ نیت کے محتاج نہیں ہوتے۔ ۷۔ شوہر نے اگر بیوی سے کہا "میں نے تجھے طلاق دی! دی! دی! تو اس صورت میں تین طلاق کا حکم دیا جائے گا۔ ان امور کی روشنی میں یہ وضاحت ہو جاتی ہے کہ یہ طلاقیں تین ہی پڑیں گی اور کوئی نیت مقبول نہ ہو گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ   ۱۴ ربیع الآخر ۱۴۰۰ھ

بیوی طلاق نہ مانے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میرے لڑکے نبی بخش نے اپنی منکوحہ مسمات شریفن دختر تو لا عرف رحمت اللہ یا اللہ بخش کو اس کے مشکوک چال چلن۔ شوہر کا حکم نہ ماننے، اس کی بغیر اجازت ماں باپ کے گھر جا کر بیٹھ جانے، اور شوہر کے ساتھ بدتمیزی کرنے پر گواہان کی موجودگی میں طلاق دے دی۔ اور تین مرتبہ لفظ طلاق زبان سے کہہ دیا کہ طلاق دی! طلاق دی! طلاق دی! اور تحریری طور پر طلاق نامہ اسٹامپ پر تحریر کر دیا جس پر دستخط کر دیئے اور گواہان نے بھی دستخط کر دیئے اور طلاق نامہ بذریعہ رجسٹری پوسٹ مسمات کو روانہ کر دیا۔ مسمات شریفن اور اس کے ورثا اس طلاق کو تسلیم نہیں کرتے ہیں جبکہ لڑکا بدستور اپنے فیصلے پر قائم ہے لہٰذا جناب شرعی سے فیصلہ آگاہ فرمائیں۔

خادم جمعہ خان ولد حاجی اللہ الدین، لطیف آباد، حیدرآباد، ۱۱ مارچ ۱۹۸۰ء

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب:** وجہ خواہ کچھ ہو، لڑکا قصوروار، یا لڑکی قصوروار، جب طلاقیں تین تک پہنچ جائیں، پھر وہ عورت اس شوہر کے لئے بے حلالہ کسی طرح حلال نہیں ہو سکتی۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ بلکہ یہ عورت دوبارہ نکاح سے بھی حرام محض رہے گی جب تک حلالہ نہ ہو کہ اس طلاق کی عدت گزرے۔ پھر عورت دوسرے سے نکاح کرے اور اس سے ہم بستر بھی ہو پھر وہ دوسرا اسے طلاق دے یا مر جائے اور بہر حال اس کی عدت گزر جائے اس کے بعد اس پہلے سے نکاح ہو سکتا ہے ورنہ ہرگز نہیں۔ اور کسی کے دباؤ میں آکر دوبارہ، بلا حلالہ کے نکاح کر بھی لیا تب بھی یہ نام نکاح کچھ مفید نہ ہوگا۔ عورت سے صحبت حرام اور زنا ہوگی اور مسئلہ معلوم ہونے کے باوجود ایسا کیا تو یہ زانی اور اس کی اس صحبت سے پیدا ہونے والی اولاد، ولد الزنا ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ ربیع الآخر ۱۴۰۰ھ

دھوکہ سے طلاق نامہ پر دستخط کرانا

سوال: بخدمت جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید نے ہندہ (جو کہ بیوہ تھی) سے چند سال قبل نکاح کیا ہندہ کے پہلے مرحوم شوہر سے دو لڑکیاں تھیں۔ جس میں کہ ایک کا بلوغ پر پہنچنے کے بعد نکاح کر دیا گیا۔ ہندہ کا رشتہ کا ماموں جو کہ الگ رہتا ہے اپنی بھانجی یعنی ہندہ کے نکاح سے خوش نہیں تھا۔ نکاح سے قبل ہندہ کا بھائی مختلف طریقوں سے لڑکی کی اس شادی کو روکنے میں کوشاں رہا۔ جب ناکامی ہوئی تو اپنی بہن یعنی ہندہ اور اس کے شوہر یعنی زید کے درمیان علیحدگی کی ترکیب نکالی وہ اس طرح کہ زید کو مدعو کیا گیا لہٰذا وہ اپنے برادر نسبتی پر حسن ظن رکھتے ہوئے چلا گیا اور مکان میں جس میں کہ پہلے سے چند لوگ رہتے تھے وہاں تمام لوگوں سے زید واقف تھا اور انہوں نے ایک کاغذ دیا اور زید سے فرمائش کی کہ اس پر دستخط کر دے تو زید کے ساتھ دو تین آدمیوں نے بھی اس پر دستخط کر دیئے زید حلفیہ اقرار کرتا ہے کہ بوقت دستخط میرا دماغی توازن صحیح نہیں تھا ورنہ میں ضرور دریافت کرتا۔ بعد دستخط کے مجھے کہا گیا تم نے اپنی بیوی ہندہ کو طلاق دے دی حالانکہ میرے وہم وگمان میں بھی یہ باتیں نہ تھیں اس لئے کہ عقد ثانی کے بعد سے اب تک میرے اور ہندہ کے درمیان کسی قسم کا کوئی اختلاف بھی نہ تھا بلا وجہ میں اپنا گھر کیسے برباد کرتا لیکن وہ کاغذ جس میں کہ پہلے سے طلاق کا مضمون لکھا گیا تھا بغیر میرے علم، کے بس میرے دستخط لے کر میری گھریلو زندگی تباہ کر دی۔ میری بیوی کو اس وقت معلوم ہوا جب اس کے بھائی نے اس کو طلاق نامہ دکھلایا تو نیم پاگل ہو کر میرے پاس چلی آئی۔ میں مزید حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ میری اس تحریر میں قطعی مبالغہ نہیں ہے۔ تمام مولویوں سے رجوع کیا تو انہوں نے کہا کہ تم نے اپنی زبان سے تین طلاقیں دی تو طلاق ہوگئی اور اگر زبان سے لفظ طلاق نہ نکالا اور وہ بھی اس صورت میں کہ عورت قریب ہو تو طلاق نہیں ہوئی۔ براہ کرم شریعت مطہرہ کی روشنی میں فتویٰ صادر فرمائیں کہ طلاق ہوئی یا کہ نہیں؟ شکریہ

فقط عبد اللہ خان، کوٹری

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: طلاق خوشی سے دی جائے یا جبراً، واقع ہو جائے گی، نکاح شیشہ ہے اور طلاق

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سنگ۔ شیشے پر پتھر خوشی سے پھینکے یا خود ہاتھ سے چھٹ پڑے، شیشہ ہر طرح سے ٹوٹ جائے گا، مگر یہ زبان سے الفاظ طلاق کہنے میں ہے، اگر کسی کے جبر واکراہ سے عورت کا طلاق نامہ لکھ دیا اور زبان سے الفاظ طلاق نہ کہے تو طلاق نہ پڑے گی۔ تنویر الابصار میں ہے کہ فلو اکرہ علی ان یکتب طلاق امراتہ کتب لا تطلق جبر واکراہ ایسا ہو کہ اس میں ضرر، رسانی کا اندیشہ ہو اور مجبور کرنے والا ایذا اسانی پر قادر ہو اگر محض اقرار سے کسی کے لحاظ کا پاس رکھتے ہوئے لکھے گا تو طلاق ہو جائے گی۔ لاعلم رکھتے ہوئے طلاق کی تحریر پر شوہر کے دستخط لیے اور شوہر کو معلوم نہیں کہ یہ طلاق نامہ ہے اور اس نے دستخط کر دیئے تو اس طرح طلاق نہیں ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۶ جنوری ۱۹۸۰ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۷ صفر المظفر ۱۴۰۰ھ

حلالہ کے لئے کوئی بھی مرد مناسب ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ۱۔ لڑکی کے گھر جا کر غصہ کی حالت میں اسے زینہ پر بلا کر تین دفعہ طلاق دی۔ ۲۔ اس کے دو سال بعد دوسری شادی کی جس میں ہماری بنی نہیں اور اسے چھوڑ دیا، کورٹ کے ذریعے طلاق دے دی۔ ۳۔ پہلی بیوی سے ایک بچی (۶) چھ سال کی ہے اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ واپس سمجھوتا ہو جائے جو بات آپ بتائیں گے اس پر ہم عمل کریں گے۔ ۴۔ پہلی بیوی چچا کی لڑکی ہے اس وجہ سے چچانے کہا ہے کہ اس کے بارے میں معلومات کریں اور اس کا فتویٰ صادر کریں۔ سائل۔ عبدالعزیز، شاہی بازار، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں لڑکی پر تین طلاقیں مغلظہ واقع ہو گئیں، اب سوائے حلالہ کے کوئی صورت نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ حلالہ کی صورت یہ ہے کہ اس لڑکی کی شادی کسی اور شخص سے بغیر کسی شرط کے کی جائے اور وہ اس کے ساتھ ہم بستری کرے پھر وہ اپنی مرضی سے اسے طلاق دے اور لڑکی عدت گزارے، تب شوہر اوّل اس سے دوبارہ نکاح کر سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

نوٹ۔ حلالہ کے لئے شوہر کا بھائی یا کوئی بھی فرد ہو، اس سے نکاح جائز ہے اور فریقین ایک دوسرے کی شادی میں شرکت کر سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۶ جنوری ۱۹۸۰ء

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب والمجیب انشاء اللہ تعالیٰ مصیب ومثاب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

رجوع کا طریقہ

سوال: بخدمت جناب شفیق بزرگوار مولانا مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میں محمد یعقوب ولد نئے خان حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ میری منکوحہ بشیرن دختر نذیر احمد ہے جس کی مجھ سے دو لڑکیاں ہیں اور اب وہ حاملہ ہے۔ میرے ساتھ رہتی ہے۔ گھریلو باتوں میں آ کر میں نے غصے کی حالت میں اپنی منکوحہ بشیرن کو طلاق دی۔ لفظ طلاق کا منہ سے نکلنا تھا کہ مجھے خوف خدا ہوا اور پھر میں نے دو دفعہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طلاق کا لفظ استعمال نہیں کیا اور چپ ہوگیا۔اب آپ سے گزارش ہے کہ آپ شرع محمدی ﷺ کے موافق فتویٰ صادر فرمائیں کہ عورت کو غصے کی حالت میں ایک دفعہ طلاق دینے سے طلاق ہوجاتی ہے یا نہیں؟ کیوں کہ میں نے فقط ایک دفعہ لفظ طلاق کہا ہے۔اب اگر میں اپنی منکوحہ عورت کو اپنی نکاح میں رکھنا چاہوں تو رکھ سکتا ہوں یا نہیں؟ برائے کرم فتویٰ شرع محمدی ﷺ کے مطابق صادر فرمائیں تاکہ اس پر عمل کرسکوں۔ درخواست دہندہ عرض دار، ولی محمد، امریکن کوارٹرز، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب ھوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں عورت پر ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی، شوہر اس صورت میں رجوع کرسکتا ہے، رجوع کے لئے صرف یہ کہہ دینا ہی کافی ہے کہ میں نے اپنی بیوی سے رجوع کیا یا اس سے جماع (صحبت) کرلے تو زبان سے یہ کہنے کی ضرورت نہیں۔صورت مسئولہ عنہا میں نہ تو عورت نکاح سے خارج ہوئی اور نہ ہی حلالہ کی ضرورت۔(عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۸ فروری ۱۹۸۰ء

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب والمجیب انشاء اللہ تعالیٰ مصیب ومثاب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

والدین نے نابالغوں کا نکاح کیا تو نافذ ہے

سوال: بخدمت اقدس مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

التماس ہے کہ ایک فتوے میں آپ کی راہنمائی چاہئے۔مسئلہ یہ ہے کہ: میں نے اپنی بیٹی کا نابالغی کی عمر یعنی تقریباً ۸ برس میں ایک لڑکے سے نکاح کردیا۔ایجاب وقبول میں نے یعنی لڑکی کے باپ اور میرے سمدھی یعنی لڑکے کے باپ نے کئے۔یہ بات تقریباً ۹ سال پہلے کی ہے۔سن بلوغت کے بعد میری بیٹی نے اس نکاح کو تسلیم کرنے سے انکار کردیا اور صاف کہہ دیا چونکہ یہ نکاح میں نے خود نہیں پڑھا لہٰذا میں اس نکاح کو تسلیم نہیں کرتی اور مجھے اپنے حالیہ سسرال میں جانا قطعی ناپسند ہے۔میری بیٹی کی طرف سے انکار سن کر اس کے سسرال والوں نے بھی اس قسم کی باتیں شروع کردیں۔جب یہ بات برادری والوں میں سنی تو انہوں نے مصالحت کرانے کی غرض سے دونوں فریقین کو اکٹھا کیا۔جہاں پر لڑکے کے والد نے چند لوگوں کی موجودگی میں صاف طور پر کہہ دیا کہ لڑکی ہمارے گھر کے قابل نہیں ہے لہٰذا ہماری طرف سے طلاق ہے۔میں نے اسی وقت کہا مجھے منظور ہے پھر فریقین کی جانب سے دو افراد قانونی خانہ پُری کرنے کے لئے اسٹامپ پر طلاق نامہ لکھوا کر لائے جبکہ لڑکے کی جانب سے والد کو پورا اختیار تھا۔اس روز چونکہ لڑکا اپنے کام پر گیا ہوا تھا لہٰذا طلاق نامہ پر دستخط کرنے کا کام دوسرے دن پر ٹال دیا گیا۔دوسرے روز میں ثالثوں کے ہمراہ لڑکے والوں کے گھر گیا وہاں لڑکا موجود تھا جس کو طلاق نامے پر دستخط کرنے کے لئے کام پر جانے سے روک لیا گیا تھا۔پھر چند مخالفین کے بہکاوے میں آکر لڑکے والوں نے اس معاملہ کو کھٹائی میں ڈال دیا۔یہ تین سال پہلے کی بات ہے اور ابھی تک معاملہ جوں کا توں ہے کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔میری بیٹی کی عمر اس وقت ۱۷ استرہ سال ہے اور وہ اب بھی نکاح کو تسلیم کرنے سے انکار کرتی ہے۔لہٰذا مندرجہ بالا مسائل کو شریعت کی روشنی میں حل فرمائیں۔عین نوازش ہوگی؟ فقط عرض دار خوشی محمد ولد شاہ محمد، پریٹ آباد پھلیلی حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: نابالغ لڑکے اور لڑکی کے نکاح پر ولی کو ولایت اجبار حاصل ہے یعنی اگر یہ لوگ نہ چاہیں۔ولی نے جب

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نکاح کردیا، ہوگیا۔ پھر اگر یہ نکاح باپ نے کیا ہے تو لازم ہو جائے گا کہ ان کو بالغ ہونے کے بعد، نکاح توڑنے کا اختیار نہیں (درمختار وغیرہ) اب دوسری صورت کہ برادری والوں نے مصالحت کے لئے فریقین کو جمع کیا اور چند لوگوں کی موجودگی میں لڑکے کے والد نے صاف طور پر کہہ دیا کہ ہماری طرف سے طلاق ہے تو اس کی دو صورتیں ہیں اگر لڑکی کے شوہر نے اپنے باپ کو اپنی زوجہ کو طلاق دینے کے لئے وکیل بنایا اور اسے طلاق کا اختیار دے دیا اور اسی بناء پر اس کے باپ نے اپنے بیٹے کی جانب سے اس کی بیوی کو طلاق دے دی تو جتنی طلاقیں دیں واقع ہو گئیں اور سوال کے مطابق صرف اس لفظ سے کہ ہماری طرف سے طلاق ہے۔ ایک طلاق پڑ گئی بشرطیکہ ایک سے زیادہ طلاق کا ذکر نہ آیا ہو لیکن اس ایک طلاق کے بعد جبکہ عدت گزر گئی تو نکاح ٹوٹ گیا اور عورت آزاد ہو گئی اور سوال سے ظاہر یہی ہے کہ باپ نے اپنے بیٹے کی اجازت پر اسے طلاق دی تو طلاق پڑ گئی اور شوہر کو اب انکار طلاق کی گنجائش نہ رہی۔ دوسری صورت یہ ہے کہ شوہر نے باپ کو طلاق کی اجازت نہ دی باپ نے اپنی مرضی سے طلاق دے دی تو یہ شوہر کی اجازت پر موقوف تھا اگر اس نے خبر سن کر اس طلاق کو جائز قرار دے دیا تو طلاق ہوگئی اب انکار سے کچھ حاصل نہیں اور عموماً یہی ہوتا بھی ہے ورنہ طلاق نہ پڑے گی۔ دوبارہ طلاق حاصل کریں۔ طلاق کے بعد لڑکی عدت گزارے بشرطیکہ خلوت صحیحہ ہوئی ہو ورنہ اس پر عدت نہیں، جب چاہے نکاح کرسکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ صفر المظفر ۱۴۰۰ھ

طلاق کا ذکر جھگڑے میں آنے سے طلاق بائن پڑ جاتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص جو جرائم پیشہ ہے۔ اپنی منکوحہ بیوی کو فروخت کرنے پر تیار ہوا جس وقت بیوی کو یہ معلوم ہوا کہ میرا خاوند یہ حرکت کرنے والا ہے وہ بھاگ کر اپنے والدین کے پاس آ گئی۔ چند دن بعد اس کا خاوند بھی آ گیا اور کہا آئندہ کسی قسم کی حرکت نہیں کروں گا۔ اب میری بیوی کو میرے ساتھ بھیج دو۔ لڑکی کے والدین نے لڑکی کو اس کے ساتھ بھیج دیا۔ چند دن گزرنے کے بعد لڑکی کی ماں وہاں گئی اور اپنے داماد سے کہا کہ میری بیٹی تمہاری بیوی کچھ بیمار ہے اس کو میرے ساتھ بھیج دو۔ اس جرائم پیشہ شخص نے اپنی بیوی کی گود سے چھوٹی بچی جو سوا سال کے قریب ہے چھین لی حق مہر کی رقم ادا کر کے کہا کہ نکل جا، دفع ہو جا آیا ان الفاظ سے طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اگر ہوئی تو کونسی؟ برائے کرم شرعی مسئلہ سے آگاہ فرمائیں۔ بینوا توجروا سائل۔ منشی رحیم اللہ خاں، ٹنڈو آدم

۷۸۶ **الجواب:** حالات وقرائن خود ہی بتا رہے ہیں کہ اسے اپنی بیوی کو اپنے نکاح سے نکالنا مقصود تھا اس لئے اس نے حق مہر ادا کر کے کہ میرے گھر سے نکل جا دفع ہو جا غرض اگر طلاق کا ذکر جھگڑے کے دوران آ گیا تو اس سے طلاق بائن پڑ گئی، یوں ہی غصے میں الفاظ ادا کئے تب بھی بغیر نیت، طلاق بائن پڑ گئی اور طلاق بائن کا حکم یہ ہے کہ شوہر عدت میں یا عدت بعد دوبارہ نکاح کرسکتا ہے، حلالہ کی ضرورت نہیں۔ (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ارادۂ طلاق، طلاق نہیں ہے

سوال: مکرمی جناب مفتی صاحب، السلام علیکم
عرض یہ ہے کہ: جذبات میں مغلوب ہو کر غصہ کی حالت میں اپنی بیوی کو یہ الفاظ کہے تھے کہ "میں تم کو طلاق دے دوں گا" اور یہ الفاظ تین مرتبہ کہے گئے تھے لہٰذا شرع متین اور حدیث رسول اکرم ﷺ کی روشنی میں فتویٰ صادر فرمائیں کہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟　　فقط والسلام السائل عبدالعزیز ولد خوشی محمد، لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: اگر بیان مذکور درست ہے اور شوہر نے ان الفاظ کے علاوہ کہ "میں تم کو طلاق دے دوں گا" اور الفاظ اشارۃً یا کنایۃً یا صراحۃً نہیں کہے تو ابھی عورت پر طلاق نہیں پڑی کہ یہ ارادۂ طلاق ہے اور ارادۂ طلاق، طلاق نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۴ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۰ھ، ۲۰ اپریل ۱۹۸۰ء

مشروط طلاق

سوال: مرد نے اپنی بیوی کو دو نہایت ضروری جائز کام کرنے کے لئے لکھا عورت نے کوئی اثر نہ لیا۔ مرد نے دو تین بار ہر خط میں دہرایا عورت نے پھر بھی یہ دونوں کام نہ کئے، آخر مرد نے غصے میں آ کر یہ تحریر لکھی کہ تم فلاں فلاں کام کر دو یا میری طرف سے طلاق تسلیم کر لو۔ یہ تحریر ایک ہی کاغذ پر تین بار مرد نے لکھ کر روانہ کر دی۔ عورت نے یہ تحریر ملتے ہی دونوں کام کر کے مرد کو مطلع کر دیا۔ کیا ایسی تحریر سے طلاق واقع ہو جائے گی یا نہیں؟　　فقط السائل

http://t.me/Tehqiqat

۷۸۶ الجواب: جب عورت نے مرد کے دو کام کر دئے جن پر اس نے طلاق کو مشروط کیا تھا تو اب ایک طلاق بھی واقع نہ ہوئی اور عورت بدستور اس کے نکاح میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۷ محرم الحرام ۱۴۰۰ھ

عقل کھو دینے سے طلاق نہیں پڑتی

سوال: مرد، جس کی عقل سوجھ بوجھ اچھی بھلی تھی، کسی خارجی طاقت، جادو، ٹونا، تعویذ، گنڈے سے ضائع کر دے یا کم کر دے مرد ایک دم مختلف ہو جائے، تنہائی میں کبھی بغیر کسی وجہ کے خودکشی کرنے کی کوشش کرے اور بلیڈ یا چاقو سے اپنا خون نکالنا شروع کر دے۔ غرض کہ تعویذ گنڈوں سے مرد اپنی عقل کھو بیٹھے۔ اسی حالت میں اگر وہ طلاق لکھ کر دے جب کہ تعویذ گنڈے، جادو ٹونا کرنے والے نے اسی غرض کے تحت یہ سب کچھ کیا ہو کہ مرد کسی بھی طرح طلاق لکھ دے کیا طلاق واقع ہو جائے گی؟ جب کہ بعد میں یہ ثابت بھی ہو جائے کہ مرد کی عقل پر کسی خارجی طاقت کا قبضہ تھا اور تعویذ گنڈے جادو ٹونا کرنے والے بھی اقرار کر لیں۔　　فقط السائل

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب:** اگر اس حالت میں آدمی اپنی عقل کھو بیٹھے اور جنون کی کیفیت ہو کہ ہوش میں آنے کے بعد اسے پتہ نہ چلے کہ میں نے اس دوران کیا کیا ہے ایسی صورت میں دی گئی طلاق واقع نہیں ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ محرم الحرام ۱۴۰۰ھ

فضولی شخص کا اپنی جانب سے دوسرے کی بیوی کو طلاق دینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید کی عمر ۵۵ سال اپنی منکوحہ زوجہ رحمت بی بی عمر ۶۰ سال کو اپنے منہ اور زبان سے طلاق نہیں دی بلکہ ایک دوسرے شخص نے زید مذکور کی طرف سے ایک کاغذ پر طلاق لکھ دی اور زید سے اس کاغذ پر دستخط بھی لے لیا۔ سوال یہ ہے کہ کیا شرع کے مطابق طلاق ہوگئی یا نہیں؟ براہ کرم جواب بالصواب حوالہ جات کے ساتھ عنایت فرمائیں عنایت ہوگی۔ فقط السائل حافظ محمد یعقوب پیش امام بادشاہی مسجد، گوٹھ سنتاب سنگھ، لائن پار نواب شاہ، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** فضولی شخص جسے شوہر کی طرف سے حکم یا اجازت تحریری نہیں وہ اگر عورت کو طلاق لکھ لائے تو اس کا نفاذ اجازت شوہر پر موقوف رہتا ہے۔ اگر وہ اس کے مضمون پر مطلع ہو کر اس تحریر کو نافذ کردے، مثلاً صراحۃً کہہ دے کہ میں نے اسے جائز کیا یا اجازت دی یا اسے نافذ کیا یا کوئی ایسا فعل کرے جو نافذ کرنے پر دلیل ہو مثلاً اس پر اپنے دستخط کرے یا مہر اپنی طرف سے عورت کی طرف روانہ کردے یا بھیجنے کو کہے تو وہ تحریر نافذ ہو جاتی ہے اور گویا خود شوہر کی تحریر قرار پاتی ہے ورنہ نہیں۔

فی البزازیة کتب غیر الزوج کتاب الطلاق وقرا، علی الزوج فاخذه و ختم علیه اوقال الرجل ابحث هذا الکتاب الیها فهذا بمنزلة کتابة بنفسه اور یہ بات ظاہر ہے کہ نافذ ہونے کے لئے صرف مضمون پر مطلع ہونا درکار ہے حرف باحرف پڑھنا یا پڑھوا کر سننا ضروری نہیں۔ دوسرا اس کا خلاصۂ مضمون بتادے اور یہ سن کر دستخط کردے یا مہر لگادے یا اسے نافذ کردے ہر طرح سے درست ہے پس اگر ایسا ہوا کہ شوہر کے حکم سے وہ طلاق لکھ کر لایا یا بغیر اجازت وحکم لکھ لایا اور اس نے مضمون پر مطلع ہو کر دستخط کردئے تو طلاق پڑ گئی عمر کی اس میں کوئی قید نہیں شوہر کا بالغ ہونا شرط ہے (الدرالمختار وغیرہ، فتاویٰ رضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب العدۃ

نابالغہ، غیر مدخولہ بیوہ، کی عدت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زینب کا نکاح تقریباً آٹھ نوسال کی عمر میں ہوا تھا۔اور بغیر ودائی اس کا شوہر انتقال کر گیا۔آج بچی کی عمر تیرہ سال ہے تو کیا ایسی صورت میں عدت ہوگی یا نہیں؟

۷۸۶ الجواب: موت کی عدت چار مہینے دس دن ہے یعنی دسویں رات بھی گزرے بشرطیکہ نکاح صحیح ہو، دخول ہوا ہو یا نہیں۔دونوں کا ایک ہی حکم ہے اگر چہ شوہر نابالغ ہو یا زوجہ نابالغہ ہو (جوہرہ وغیرہ)۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ رجب المرجب ۱۳۸۴ھ

خلوت کے بغیر طلاق میں عدت نہیں/غیر مدخولہ کا مہر

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید اور ہندہ کا نکاح ایام نابالغی میں ان کے والدین کی رضامندی سے ہوا اب زید اور ہندہ دونوں بالغ ہیں مگر ان دونوں کی خلوت نہیں ہوئی اور اب زید ہندہ کو طلاق دینا چاہتا ہے۔اس صورت میں ہندہ پر عدت ہوگی یا نہیں۔ہوگی تو کتنے دن کی ہوگی۔اور نکاح کے وقت مہر باندھا گیا تھا اور اس صورت میں کہ زید اور ہندہ کی خلوت نہ ہوئی زید پر مہر کے بارے میں کیا حکم ہے۔آیا پورا ادا کیا جائے گا یا آدھا یا بالکل نہیں؟

عبداللہ، ساکن حالی روڈ حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ عنہا میں اگر زید ہندہ کو طلاق دے گا۔طلاق صحیح اور واقع ہوگی۔اور چونکہ خلوت واقع نہ ہوئی اس لئے ہندہ پر کوئی عدت نہیں ہوگی۔في مجمع الانهر طلق غير المدخول بها بانت لا الى عدة اور اس ست نصف مہر ہندہ کا زید پر واجب الادا ہے۔جس کا مطالبہ وہ کرسکتی ہے۔قال اللہ تعالیٰ فنصف ما فرضتم۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ شوال المکرم ۱۳۸۸ھ

موت زوج کے وقت بیوہ جس مکان میں ہو اسی میں عدت پوری کرے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: زید ڈگری میں ملازم تھا اور اس کے اہل وعیال وہاں ڈگری میں سرکاری مکان میں رہتے تھے۔زید بیمار ہوگیا اس کے علاج کے لئے حیدرآباد کے سول ہسپتال میں داخل کیا گیا اور اس کی بیوی مسمات عائشہ اپنی بہن فاطمہ کے ہاں حیدرآباد شہر میں رہنے لگی۔زید کا ہسپتال میں انتقال ہوگیا۔یہ مکان کہ جس

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں زید کی بیوی اپنے شوہر کے انتقال کے وقت موجود تھی یہ اس کی بہن فاطمہ کا ہے۔ یہ مکان بہت تنگ ہے۔ عائشہ کا اور کوئی اپنا مکان نہیں ہے۔ اب وہ اپنی رہائش کے لئے لطیف آباد میں ایک مکان لینا چاہتی ہے لہٰذا بیان فرمائیں کہ زید متوفی کی بیوی عائشہ کس جگہ عدت گزارے۔ کیا اس نئے مکان میں ازروئے شریعت عدت گزار سکتی ہے؟

۷۸۶ **الجواب:** عائشہ موت کے وقت جس مکان میں سکونت پذیر تھی اسی مکان میں عدّت پوری کرے۔ اس گھر کو چھوڑ کر دوسرے گھر میں نہیں رہ سکتی۔ اور مکان کا تنگ ہونا کوئی ایسی ضرورت نہیں جس کے باعث مکان تبدیل کرنے کی اجازت ہو۔ (عالمگیری وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ ربیع الاوّل شریف ۱۳۹۰ھ

عدّت میں نکاح ہونا

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب، السلام علیکم، گزارش یہ ہے کہ

ایک لڑکی کو طلاق لئے ہوئے تقریباً ڈھائی ماہ کا عرصہ ہوا۔ اس کا نکاح کر دیا گیا مگر بعد میں معلوم ہوا کہ تین ماہ بعد نکاح ہونا چاہئے تھا لہٰذا اس کا سدباب کیا ہے؟ لڑکی کو طلاق دوسری دفعہ دینی ہوگی یا نکاح ہوا ہی نہیں۔ ویسے ہی علیحدہ رکھنا چاہئے اور کیا دوسری دفعہ عدت ہوگی اور کتنے دن کی ہوگی اور کیا دوسرا نکاح اس کے ساتھ عدت پوری ہونے پر ہوسکتا ہے اور کیا اس لڑکی پر کفارہ عائد ہوتا ہے اور اگر کفارہ ہوتا ہے تو اس کی تشریح کی جائے کیا کفارہ ہے۔ لہٰذا آپ ان تمام باتوں کا شریعت کے قانون کے مطابق جواب دیں تاکہ اس کو پورا کیا جائے؟ فقط والسلام، عبدالحمید خان، شاہ لطیف آباد یونٹ نمبر ۱۲

۷۸۶ **الجواب:** عدت میں نکاح حرام قطعی ہے بلکہ نکاح بڑی چیز ہے قرآن حکیم نے، عدت میں نکاح کے صریح پیام کو بھی حرام فرمایا اگر اس دوسرے شخص کو وقت نکاح معلوم تھا کہ عورت ہنوز عدت میں ہے یہ جان کر اس سے نکاح کرلیا جب تو وہ زنائے محض تھا عدت کی کچھ حاجت نہیں نہ اس دوسرے سے طلاق کی ضرورت بلکہ ابھی جس سے چاہے نکاح کرلے جبکہ شوہر اوّل کی عدت گزر چکی ہو اور اگر اسے عورت کا عدت میں ہونا معلوم نہ تھا تو طلاق کی اب حاجت نہیں مگر متارکہ ضروری ہے یعنی شوہر کا عورت سے کہنا کہ میں نے تجھے چھوڑ دیا یا عورت کا اس سے کہہ دینا کہ میں تجھ سے جدا ہوگئی۔ اس کے بعد عدت بیٹھے۔ عدّت کے بعد جس سے چاہے نکاح کرے۔ درمختار میں ہے لا عدۃ لو تزوج امرأۃ الغیر عالماً بذلك و دخل بھا وبه یفتی۔ (ھکذا فی الفتاوی الرضویہ) اس عورت اور اس مرد پر توبہ صحیحہ فرض ہے اس کے علاوہ یہاں اور کیا سزا دی جاسکتی ہے۔ راہ خدا جتنا دے سکیں دے دیں کہ گناہ کا وبال ہلکا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۸ھ

بچے کی ولادت کے بعد شوہر کا انتقال ہو تو عدت ہوگی، لازم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: مسمات خانم بیگم کو بچہ پیدا ہوا اور اتفاق سے بچہ پیدا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہونے کے صرف ۵ گھنٹے بعد مسمات خانم کے خاوند کا اچانک انتقال ہوگیا۔ خانم کو بچہ ہسپتال ہی میں پیدا ہوا ہے۔ اب اس حالت میں خانم کو عدت کرنی چاہیے یا کہ نہیں۔ مطلع فرمائیں۔ المرسل محمد رفیق لطفی، شاہی بازار، شہداد پور

۷۸۲ **الجواب:** عورت ضرور عدت گزارے گی اور اس حالت میں اس کی عدت چار ماہ دس دن ہے۔ قال اللہ تعالیٰ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا (بقرہ: 234) یعنی جن عورتوں کے شوہر وفات پا جائیں تو ان کی بیبیاں چار ماہ دس دن اپنے آپ کو روکیں۔ واللہ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ شوال المکرم ۱۳۸۸ ھ

بیوہ کی عدت کا مقصد صرف عورت کا حاملہ یا غیر حاملہ ہونے کا علم ہی نہیں بلکہ شوہر کی موت کا سوگ بھی ہے

سوال: ایک عورت کا شوہر ۷۰ سال کی عمر میں وفات پا جاتا ہے اور وفات پانے کے وقت سے ۱۲ سال قبل کوئی اولاد پیدا نہیں ہوئی۔ کیا اس عورت کا عدت کاٹنا ضروری ہے یا اس کو حدیث کی رو سے کوئی مراعات حاصل ہیں۔ جواب قرآن و حدیث کی روشنی میں عنایت فرمائیں؟ دعا گو عبد الحمید ولد فقیر محمد

۷۸۶ **الجواب:** عدت کا مقصد صرف اتنا ہی نہیں کہ عورت کا حاملہ یا غیر حاملہ ہونا معلوم ہو جائے بلکہ شوہر کی موت کا سوگ بھی ہے اور اس میں خلوت ہونے یا نہ ہونے، شوہر کے پاس رہنے نہ رہنے کا کوئی دخل نہیں۔ اس لئے کتنا ہی عرصہ جدائی کو کیوں نہ گزر جائے شوہر کے انتقال پر، عورت پر چار مہینے دس دن کی عدت فرض ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا۔ (درمختار فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ رجب المرجب ۱۴۰۲ ھ

بیوہ حاملہ ہو تو نکاح جائز نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ ایک عورت کے شوہر کا انتقال ہوا اور اس عورت نے چار مہینے دس دن عدت پوری کرنے کے بعد دوسرا نکاح کیا۔ اس کے دوسرے شوہر نے ایک یا سوا مہینے کے بعد اپنی عورت کا دائی سے معائنہ کرایا۔ دائی نے کہا کہ اس کے پیٹ میں تین مہینے کا حمل ہے اس صورت میں یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں۔ اور یہ بچہ صحیح النسب ہے یا نہیں؟

۲۔ شوہر نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں۔ عدت گزارنے کے بعد نکاح ثانی کیا۔ دوسرے زوج نے ایک دو رات رکھنے کے بعد طلاق دے دی۔ عورت نے عدت گزاری بعد عدت عورت نے زوج اوّل سے نکاح کیا تقریباً چھ مہینے نکاح کے بعد یہ بات ظاہر ہوئی کہ زوج ثانی نے بغیر جماع کے طلاق دی تھی۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ زوج اوّل کا نکاح صحیح ہوا کہ نہیں؟

السائل مولوی بن یامین، اسلام آباد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ عنہا میں جس شخص سے اس کا نکاح ہوا ہے اس پر لازم ہے کہ عورت کو اپنے سے جدا دوسرے مکان میں رکھے اور بچہ پیدا ہونے کا انتظار کرے، اگر شوہر کی وفات سے پورے دو برس کے اندر بچہ پیدا ہو جائے تو یہ نکاح باطل محض ہوا اور جو لوگ واقف حال شریک نکاح تھے۔ سب سخت گناہگار ہوئے۔ بعد بچہ پیدا ہونے کے پھر یہ شخص اس سے نکاح کر سکتا ہے اور اگر وفات شوہر کو دو برس کامل گزر جائیں اس کے بعد بچہ پیدا ہو تو یہ نکاح صحیح ہو گیا دوبارہ نکاح کی حاجت نہیں۔ بچہ پیدا ہونے کے بعد عورت کو ہاتھ لگانا بھی جائز ہو جائے گا۔ (فتاویٰ رضویہ)

۲۔ زوج اوّل سے دوبارہ نکاح کے لئے عدت اوّل گزرنا، پھر دوسرے سے نکاح ہونا اور ہم بستر ہونا، پھر طلاق یا موت کی صورت میں عدت گزرنا شرط ہے، اگر ان میں سے ایک بات بھی کم ہو گی تو وہ نکاح نہ ہو گا زنا ہو گا۔ (فتاویٰ رضویہ) لہٰذا یہ نکاح منعقد نہ ہوا اور اب وہی صورت ہے کہ کسی کے ساتھ نکاح کرے پھر ہم بستری ہو اور طلاق یا موت کی عدت پوری کرے تب شوہر اوّل سے نکاح جائز ہو گا۔ احمد میاں برکاتی ۲/۱۱/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

دوسرے نکاح کے لئے شرعاً پہلی بیوی سے اجازت لازم نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: شیر محمد ولد امام الدین نے اپنی بیوی کی اجازت کے بغیر ایک بیوہ جس کے شوہر کو انتقال ہوئے تین ماہ سے زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا۔ یار دوستوں میں دور جا کر نکاح کر لیا تھا جس کی خبر کسی کو نہیں ہوئی۔ ایسی صورت میں جبکہ نہ تو پہلی بیوی سے اجازت لی نہ ہی بیوہ کی عدت پوری ہوئی نکاح درست ہوا یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔ فقط ایک سائل عمر دراز

۷۸۶ **الجواب:** نکاح ثانی کے لئے پہلی بیوی کی اجازت کی شرع میں تو ضرورت نہیں، ہاں جس بیوہ سے اس نے نکاح کیا ہے، اگر شیر محمد نے یہ جان بوجھ کر کہ ابھی عورت عدت میں ہے اس سے نکاح کر لیا تھا جب تو وہ نکاح نکاح ہی نہ ہوا وہ تو زنا ہوا اور اگر لاعلمی میں کیا تو نکاح فاسد ہے اور اگر شیر محمد نے اس سے صحبت کر لی تو دونوں پر فرض ہے کہ جدا ہو جائیں اور عورت تین حیض کا انتظار کرے اگر تین حیض اسی چار مہینے دس دن کے اندر گزر جائیں تو چار مہینے دس دن کے بعد نکاح کر لے اور ابھی تین حیض اس جدائی کے بعد نہ گزریں تو اتنا انتظار اس جدائی کے بعد اور کرے کہ تین حیض پورے ہو جائیں اس وقت دوسرے سے نکاح کرے۔ درمختار میں ہے اذا وطئت المعتدۃ بشبھۃ وجبت عدۃ اخری (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۲/۱۱/۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

بیوہ کی عدت کا مقصد، بیوہ عدت میں بلا وجہ شرعی ہرگز نہ نکلے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۱۔ کیا شوہر کی وفات کے بعد اس کی بیوہ عدت کے دوران گھر سے باہر جا سکتی ہے؟ ۲۔ کیا چہلم کی رسم اپنے آبائی گھر میں جا کر ادا کرے پھر واپس اسی گھر میں جہاں شوہر کی وفات ہوئی ہے واپس آ سکتی ہے۔ اور اس طرح کرنے سے عدت میں کوئی فرق تو نہیں آئے گا؟ ۳۔ رسم چہلم کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ ۴۔ عدت کے متعلق قرآن و حدیث کا کیا حکم ہے؟

کشور عباس زوجہ ظفر عباس مرحوم، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: عدت وفات کا مقصود صرف یہی نہیں کہ اس کا حاملہ وغیر حاملہ ہونا معلوم ہو جائے بلکہ شوہر کی موت کا سوگ بھی اس کا مقصود ہے۔ لہٰذا عورت پر لازم ہے کہ اگر وہ وقت وفات، موجود نہ تھی تو اپنے شوہر کی خبر مرگ سنتے ہی فوراً اس کے گھر چلی جائے اور وہیں عدت پوری کرے اور جب تک اجازت شرعی نہ ہو گھر سے باہر قدم نہ نکالے۔ کسی عزیز کے چہلم کی فاتحہ میں شرکت بضرورت شرعی نہیں یہ تو محض دعائے مغفرت کے لیے مسلمانوں کا ایک اجتماع ہے۔ تو اس امر مباح کے لئے اس امر لازمی کو کس طرح چھوڑ سکتی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

بیوہ کو عدت میں گھر سے نکلنا کب جائز ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: شوہر کے انتقال کے بعد عدت کس مقام پر ہونی چاہئے جبکہ لڑکی اور لڑکے کے گھر والوں میں تاریخ امروزہ سے بیشتر اختلاف چل رہے ہیں۔ ایسی صورت میں حالات کو کشیدہ ہونے سے بچانے کے لئے عدت کس مقام پر مناسب رہے گی؟ غلام احمد، لیاقت کالونی

۷۸۶ الجواب: موت کے وقت جس مکان میں عورت کی سکونت تھی اسی مکان میں عدت پوری کرے۔ اس گھر کو چھوڑ کر، دوسرے مکان میں بھی سکونت نہیں کر سکتی۔ ہاں اگر میت کے ورثاء اسے اس مکان میں رہنے نہیں دیتے اس کے حصہ میں جتنا مکان پہنچتا ہے وہ قابل سکونت نہیں یا چوروں کا خوف ہو یا مال تلف ہو جانے کا اندیشہ ہو۔ یا کوئی ایسی ہی مجبوری ہو کہ اس کا تدارک، اس کے بس میں نہیں مثلاً تنہا رہتے خوف کرتی ہے اور کوئی دوسرا ساتھ دینے والا میسر نہیں تو یہ واقعی مجبوری ہے۔ اور تعلقات میں کشیدگی کوئی ایسی چیز نہیں جسے شرعاً مجبوری کہا جائے۔ (عالمگیری وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ

مطلقہ، شوہر اوّل کے گھر میں، حلالہ کے بعد، پردہ کی پابندی کے ساتھ رہ سکتی ہے

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب، السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: مسمی محمد رمضان نے گزشتہ رمضان المبارک کی ۴ تاریخ کو اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی تھیں بعد گزرنے ایام عدت، مطلقہ نے گزشتہ جمعہ کو اپنے دیور سے برائے حلالہ نکاح کر لیا بروز ہفتہ کو بعد ادائیگی حلالہ طلاق دے دی گئی کیا اب مطلقہ اپنی دوسری عدت اپنے پہلے شوہر مسمی محمد رمضان کے گھر میں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پوری کر سکتی ہے۔ کیوں کہ مطلقہ کا دوسری جگہ ایام عدّت گزارنے کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔ برائے مہربانی بروئے شرع مسئلہ سے آگاہ فرمائیں؟ نور محمد ولد منور علی شاہ

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: اگر واقعی عورت کے رہنے کیلئے کوئی دوسرا ٹھکانہ نہیں تو یہ عورت شوہر اول کے گھر میں عدّت پوری کر سکتی ہے لیکن ضروری ہے کہ شوہر و عورت میں پردہ ہو یعنی کسی چیز سے آڑ کر دی جائے کہ ایک طرف شوہر رہے دوسری طرف عورت۔ اس لئے کہ یہ عورت ابھی شوہر اول کیلئے اجنبیہ ہے اور اجنبیہ سے خلوت جائز نہیں اور اگر مکان میں تنگی ہو اتنا نہ ہو کہ دونوں الگ الگ رہ سکیں تو شوہر اتنے دنوں تک مکان چھوڑ دے۔ (درمختار)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۰ راکتوبر ۱۹۷۸ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

سوگ صرف بیوہ پر ہے، دوسری عورتوں پر نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ کچھ لوگ یہ روایت کرتے ہیں کہ اگر کسی شخص کا انتقال ہو جائے تو چالیس دن تک صرف ایک ہی عورت دو روٹیاں پکا کر اور گھی وشکر لگا کر اس کے نام پر خیرات کرے۔ اس کے علاوہ دوسری کوئی عورت روٹی نہیں پکائے۔

۲۔ کسی شخص کے مرنے کے بعد چالیس دن تک اس کے لواحقین میں کوئی عورت مہندی نہیں لگا سکتی ہے نئی چوڑیاں اور نئے کپڑے نہیں پہن سکتی ہے؟ ان مسائل کی شرعی حیثیت کیا ہے، فتویٰ صادر فرمائیں۔ فقط ایک سائل۔ علیم الدین

۷۸۶ **الجواب:** یہ سب واہی تباہی باتیں اور زمانہ جاہلیت کی رسمیں ہیں۔ سوگ صرف اس عورت کے لئے ہے جس کا شوہر جاتا رہا۔ دوسروں پر کوئی ایسی پابندی نہیں۔ مولائے کریم ایسی بیہودہ باتوں سے بچائے اور اپنی پناہ میں رکھے۔ آمین۔ واللہ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۰ھ

نکاح ثانی کے ۹ ماہ بعد بچہ کی ولادت

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: مسمات حمیدن کا نکاح حلالے کا ہوا تھا دوسرے روز صبح صادق اس کو طلاق ہو گئی تھی اور اسی دن سے انہوں نے عدّت کے دن گزارنے شروع کئے اور عدّت ہو گئی معلوم ہوا کہ حمیدن کے پیٹ میں حمل ہے لہٰذا اب بچہ بھی پیدا ہو گیا ہے تقریباً ۴۰ روز کا ہے لہٰذا اب وہ پرانے شوہر کے پاس جانا چاہتی ہے۔ آپ حکم خدا اور قرآن کے مطابق ہمیں بتائیں کہ وہ کس طرح سے دوبارہ اپنے پرانے شوہر کے پاس جا سکتی ہے؟

نوٹ:۔ پہلے شوہر کی طلاق کے بعد عورت کو کوئی حمل نہیں تھا۔ اور نکاح ثانی کے نو ماہ بعد بچہ پیدا ہوا۔ سائل محمد سعید

۷۸۶ **الجواب:** جبکہ حمیدن کا نکاح ثانی ہو چکا اور شوہر ثانی نے اسے طلاق بھی دے دی اور اس طلاق کی عدّت، جو وضع حمل سے تھی وہ بھی پوری ہو چکی یعنی بچہ پیدا ہو لیا تو اب حمیدن اپنے پہلے شوہر کے لئے اسی طرح حلال ہو گئی جیسے وہ بعد نکاح اول، اور

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قبل طلاق اس کے لئے حلال تھی۔ قال اللہ تعالیٰ حَتّٰی تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ

بیوہ کی عدت کے دن

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے میں کہ: مسمات حمیدہ کی شادی نابالغی یعنی بچپن میں ہوئی تھی جب کہ وہ عمر بلوغت کو نہ پہنچی تھی۔ اب لڑکی بالغ ہو چکی ہے اس کے میکے والے کچھ عرصے کے بعد اس کی وداعی یعنی رخصتی کرنا چاہتے تھے۔ اس درمیان میں وہ لڑکی اپنی سسرال رسمی طریقہ سے کبھی عید الفطر کو گھنٹہ دو گھنٹہ کیلئے آئی اور پھر واپس اپنے میکے چلی گئی۔ دن ہی میں اب اتفاق سے مسمات حمیدہ کے شوہر کا ایکسیڈینٹ ہو گیا اور وہ موقع پر ہی جان بحق ہو گیا۔ اب لڑکی اپنے والدین کے پاس ہے۔ شوہر سے کبھی اس کا واسطہ نہ ہوا تھا نہ کوئی تعلق رہا۔ کیا ایسی حالت میں لڑکی کو عدت کرنی چاہئے یا کہ نہیں جبکہ ان دونوں نے ابتک ایک دوسرے کو نہیں دیکھا۔ اب اگر لڑکی پر عدت ہوتی ہے تو وہ عدت اپنے باپ کے گھر گزارے یا سسرال آ کر کرے؟

فقط ایک سائل، محمد رفیق، شاہی بازار، شہداد پور

۷۸۶ الجواب: موت کی عدت چار مہینے دس دن ہے یعنی دس ... عدت بھی گزرے۔ دخول ہوا ہو یا نہیں دونوں کا ایک ہی حکم ہے اگرچہ شوہر نابالغ ہو یا زوجہ نابالغہ ہو۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ یعنی تم میں جو مر جائیں اور بی بیاں چھوڑیں وہ چار مہینے دس دن اپنے آپ کو روکے رہیں۔ البتہ عورت اگر حاملہ ہو تو اس کی عدت وضع حمل ہے جیسا کہ خود ارشاد قرآنی ہے۔ اور چونکہ وفات کی عدت میں نفقہ واجب نہیں اور لڑکی اپنے والدین کے یہاں رہ رہی ہے تو عدت کے ایام یہیں پورے کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ محرم الحرام ۱۴۰۰ھ

حاملہ کی عدت۔ نافرمان بیوی کا نفقہ۔ حق پرورش۔ بری کا زیور، جہیز وغیرہ

سوال: جناب مفتی محمد خلیل خان صاحب، السلام علیکم، مندرجہ ذیل حالات کے بارے میں فتویٰ شریعت محمدی کی روشنی میں ارشاد فرمائیں۔

ہماری بہن محفوظہ دختر عبد الغفار جس کی شادی تقریباً آٹھ ماہ قبل عبد الرزاق کے صاحبزادے محمد اعظم سے ہوئی تھی۔ شادی کے تقریباً چھ ماہ بعد محمد اعظم نے ہماری بہن کو جو کہ ہمارے گھر میں آئی ہوئی تھی طلاق نامہ بھیج دیا۔ طلاق نامہ مورخہ ۲۳-۷-۱۹۷۶ء کو موصول ہوا اس وقت ہماری بہن تقریباً ساڑھے چار ماہ کے حمل سے تھی۔ آج طلاق کو تقریباً پونے دو ماہ گزر چکے ہیں اور ہماری جماعت میں کیس چل رہا ہے۔ برائے کرم آپ فتویٰ دیں کہ: ۱۔ عدت کی مدت کتنی ہے؟ ۲۔ اور لڑکے کے ذمے کتنے ماہ کا خرچ ہوتا ہے؟ ۳۔ اور زچگی ہونے کے بعد کتنے مہینے وہ اپنے بچے کو دودھ کے پیسے دیتا رہے گا؟ ۴۔ اور زچگی کا خرچ کس کے ذمے ہوتا ہے؟ ۵۔ بچہ کتنے سال ماں کے پاس رہے گا اور اس کا خرچ کس کے ذمہ

http://t.me/tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوگا؟ ۶۔ اور ہمارے دئے ہوئے جہیز کے سامان کے علاوہ لڑکے والوں کی طرف سے سونا اور کپڑے اور دیگر سامان پر کس کا حق ہے؟ ہماری بہن کو چھ ماہ کی مختصر مدت میں بے قصور انھوں نے تین کپڑوں کے ساتھ چھوڑ دیا اس کے لئے لڑکے کو کیا جرمانہ عائد ہے؟ مخلص۔ ظہور احمد جمن

۷۸۶ الجواب: ۱۔ حاملہ عورت کی عدت وضع حمل ہے یعنی بچہ پیدا ہوتے ہی اس کی عدت ختم ہوجائے گی۔ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ (طلاق:4)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ جس عورت کو طلاق دی گئی ہے وہ بہر حال عدت کے اندر نفقہ پائے گی۔ طلاق رجعی ہو یا بائن یا تین طلاقیں عورت کو حمل ہو یا نہیں (خانیہ) ہاں جو عورت بے اجازت شوہر گھر سے چلی جایا کرتی ہے اس بناء پر اسے طلاق دے دی تو عدت کا نفقہ نہیں پائے گی۔ (عالمگیری) واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ بچہ پیدا ہوتے ہی عدت ختم ہوجاتی ہے اور عدت گزرنے پر عورت حق پرورش کا معاوضہ بھی پائے گی اور دودھ پلانے کی اجرت اور بچہ کا نفقہ بھی۔ اور بچے کو دودھ پلانے کی مدت دو سال تک ہے۔ (درمختار وغیر) ماں خواہ کوئی عورت جس کیلئے حق پرورش حاصل ہے اس کے پاس لڑکا سات برس کی عمر تک اور لڑکی نو برس کی عمر تک رہ سکتی ہے۔ اس کے بعد باپ، دادا وغیرہ کو حق پرورش حاصل ہے (عالمگیری وغیرہ) زچگی کا خرچ بظاہر شوہر کے ذمہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۶۔ لڑکے والوں کی طرف سے جو سونا وغیرہ چڑھاوے میں دیا جاتا ہے اس کا دارومدار، ان اطراف کے رسم ورواج پر ہے۔ اگر وہ لڑکی کی ملک میں دے دیا جاتا ہے لڑکی اس کی مالک اور عاریۃً دینے کا رواج ہے تو لڑکے والے اس کے مالک ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ شوال المکرم ۱۳۹۶ھ

حاملہ کی عدت

سوال: مسمات جمیل خاتون دختر سعید عالم کو اس کے شوہر مسمّی صادق ولد رفیع اللہ نے مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۷۸ء کو عرصہ ۱۴ ماہ قبل ایک تحریری طلاق دے کر مفارقت کر دی تھی مگر اس وقت مسمات جمیلہ کو ایک ماہ کا حمل تھا۔ اس حمل سے مسمات کو لڑکی پیدا ہو چکی ہے۔ کیا حاملہ ہونے کی صورت میں طلاق واقع ہونے پر کوئی شرعی عذر ہے جو طلاق کے وقوع پر اثر انداز ہوتی ہو یا طلاق قطعی واقع ہو چکی ہے۔ محمد صادق کہتا ہے کہ طلاق نہیں ہوئی کیوں کہ مسمات حاملہ تھی۔ حالانکہ طلاق نامہ توثیق شدہ ہے؟ فقط محمد قدیر ولد سعید عالم

۷۸۶ الجواب: وقوع طلاق کے لئے عورت کی جانب سے کوئی شرط نہیں۔ عورت حاملہ ہو جب بھی طلاق ہوجائے گی اور اس کی عدت وضع حمل ہے۔ لڑکی پیدا ہوتے ہی عدت ختم ہو چکی اور عورت اب آزاد ہے۔ جس سے چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ ہاں پہلے شوہر کے لئے وہ بلا حلالہ جائز نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰی تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ ربیع الآخر ۱۳۹۹ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عورت عدت میں کن حالات میں گھر سے نکل سکتی ہے؟

سوال: بعد سلام عرض ہے کہ میرے بہنوئی ۱۹۸۳ء/۲/۳ کو انتقال کر گئے۔ سوگواران میں ایک بیوی، دولڑکے اور ایک لڑکی ہے۔ عرض ہے کہ ان بچّوں کو ان کا حق دلوانے، جو کہ پروایڈینٹ فنڈ، گریجویٹی، انشورنس اور پینشن وغیرہ ہیں۔ میری بہن کو محکمے کے دفتر میں حاضر ہونا پڑ گا کیوں کہ ہر گورنمنٹ ملازم یا فیکٹری میں کام کرنے والا ملازم اپنے بیوی بچّوں کے نام Nominate فارم بھر کر دفتر میں فائل کر دیتا ہے۔ میرے بہنوئی اپنے بیوی بچّوں کا نام نومینیٹ فارم میں لکھوانا بھول گئے۔ جس کی وجہ سے بہت زیادہ بھاگ دوڑ کرنی پڑے گی اور بہن کو روبرو دفتر میں پیش ہونا پڑے گا۔ تو کیا بہن اپنے اور بچّوں کے حق لینے کے لئے دوران عدت دفتر میں جاسکتی ہے یا نہیں۔ برائے مہربانی قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں کہ آیا وہ جاسکتی ہے یا نہیں؟ عرض گزار محمد عتیق ولد عبداللطیف، ریلوے کالونی، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: ایسی صورت میں اس کے شوہر کا مال محفوظ رہے گا اور کوئی بھی اس پر ناجائز قبضہ کر کے اپنی ملک نہیں لے سکتا۔ عورت کے لئے حکومت میں ایک درخواست گزار دینا ہی کافی ہے کہ ”میں عدت میں ہوں۔ برائے کرم جبتک عدت نہ گزرے میرے معاملہ کو مؤخر کر دیا جائے“ تو کوئی وجہ نہیں کہ حکومت اسے گھر سے نکلنے پر مجبور کرے اور اگر واقعۃً عورت مجبور ہو جائے کہ اگر گھر سے نہ نکلی تو اسے نقصان اٹھانا پڑے گا اور کوئی ایسا بھی نہیں جسے اس کام پر مقرر کر سکے تو بقدر ضرورت باہر جاسکتی ہے مگر رات کو اسی گھر میں رہنا ہوگا۔ (درمختار۔ ردالمحتار) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ

عدت کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک عورت کو طلاق ہوگئی اس کی شرعی میعاد کیا ہے۔ اور کتنے دن اس کو عدت میں رہنا ہوگا۔ شرعی طور پر وہ کس کس رشتے دار سے مل سکتی ہے۔ جبکہ عورت کم از کم ڈیڑھ سال سے اپنے والدین کے گھر پر ہے اس دوران شوہر یا سسرال والوں سے واسطہ نہیں رہا۔

فقط والسلام حاجی غلام مصطفٰے خان نقشبندی، مدرسۃ البنات، نجی پیر روڈ

۷۸۶ الجواب: جس عورت کو طلاق دی ہے، بائن، خواہ رجعی، اور شوہر اس سے دخول کر چکا یا تنہائی میں ایک دوسرے کے ساتھ رہ چکے اور اس وقت حمل نہ ہو اور عورت کو حیض آتا ہے تو عدّت پورے تین حیض ہے اور اگر وہ عورت حاملہ ہے تو عدّت وضع حمل ہے۔ جب بھی بچہ پیدا ہو جائے گا عدّت ختم ہو جائے گی اور جن مردوں سے پہلے ملنا اس کے لئے شرعاً جائز تھا اب بھی جائز ہے اور عدت واجب ہونے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ عورت شوہر کے گھر پر رہتی ہو۔ (درمختار، عالمگیری وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ ربیع الاول شریف ۱۴۰۲ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عدت گھر پر فرض ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اہل سنت و جماعت اس مسئلہ میں کہ: میری والدہ ماجدہ عمر (۶۵) پینسٹھ سال تقریباً ایک ماہ قبل بیوہ ہوگئی تھیں اور آج کل عدت میں ہیں۔ انہیں رحم کی کوئی خطرناک بیماری لاحق ہوگئی ہے، جس کی وجہ سے پیشاب پاخانہ میں بھی سخت تکلیف پیش آ رہی ہے اور اگر کوئی علاج نہیں کرایا گیا تو خدشہ ہے کہ ان کی صحت کو نا قابل تلافی نقصان پہنچے گا، اور زندگی کے لئے بھی شدید خطرات لاحق ہیں۔ لیڈی ڈاکٹر کا خیال ہے کہ انہیں ہسپتال میں داخل کرنا پڑے گا اور وہیں ان کا علاج ہوسکتا ہے۔ گھر پر علاج ممکن نہیں۔ مندرجہ بالا بیماری کی روشنی میں کیا مریضہ کو ہسپتال میں داخل کرایا جاسکتا ہے۔ پھر عدت کے احکامات کیا ہوں گے۔ نیز کیا احتیاطی تدابیر اختیار کی جائیں؟ براہ کرم قرآن وسنت اور فقہ کی روشنی میں صحیح جواب عنایت فرمایا جائے۔ جواب کا طالب، عبدالغفار شیخ، ایگزیکٹو انجینئر واپڈا، کوٹری

۷۸۶ الجواب: حکم شرعی یہ ہے کہ موت یا فرقت کے وقت، جس مکان میں عورت کی سکونت تھی اسی مکان میں عدت پوری کرے۔ اس مکان کو چھوڑ کر دوسرے مکان میں بھی سکونت نہیں کرسکتی مگر بوقت ضرورت بقدر ضرورت۔ آج کل معمولی باتوں کو جس کی کوئی حاجت و اہمیت نہ ہو، محض طبیعت کی خواہش کو ضرورت کہہ دیا کرتے ہیں وہ یہاں مراد نہیں۔ بلکہ شرعاً ضرورت وہ ہے اس کے بغیر کوئی چارۂ کار نہ ہو اور ضرورۃً بھی جہاں گھر سے نکلنے کی اجازت دی وہاں صراحت کی کہ رات اپنے گھر پر ہی گزارے۔ (ہدایہ وغیرہ) لہٰذا علاج کو مؤخر کرنا ہی کفایت کرتا ہو یا گھر پر رہتے ہوئے علاج ممکن ہے مثلاً یونانی علاج تو ہسپتال میں داخلہ کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ حکم شریعت کا احترام کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب الظہار

بیوی کا یہ کہنا کہ شوہر کو باپ، بھائی سمجھتی ہوں

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب، السلام علیکم، کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت اس مسئلہ میں کہ ہمارے پاس ایک کیس بابت مابین زن وشوہر چل رہا ہے۔ جب ہم لوگ لڑکی کے بیانات لینے گئے تو لڑکی نے حلفیہ ہم لوگوں کے سامنے یہ بیان دیا۔ جس میں اس نے کہا کہ میں خدا کو حاظر ناظر جان کر حلفیہ کہتی ہوں کہ بشیر احمد میرا شوہر نہیں ہے میں اسے اپنا باپ اور بھائی سمجھتی ہوں لہذا ان الفاظ کی روشنی میں آپ سے اس مسئلہ میں فتویٰ درکار ہے۔ برائے مہربانی آپ شریعت کی رو سے ہماری رہنمائی فرمائیں؟ منجانب: پنچائیت فیصلہ کمیٹی، شاہ فیصل کالونی حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں، ان دونوں کے مابین نکاح میں کوئی فرق نہ آیا البتہ عورت گناہگار ہوئی۔

قال اللہ تعالیٰ وَ اِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا (مجادلہ:2) عورت اگر شوہر کو یا اس کے اجزاء کو اپنے محارم مثلاً بھائی باپ بیٹے سے تشبیہ دے تو شوہر اس پر حرام نہیں ہوتا۔ کمافی الدر المختار وظھا رھا منہ لغو فلا حرمۃ۔ عورتیں یوں ہی ناقص العقل ہیں۔ ان کی ایسی باتوں پر حرمت کا حکم دے دیا جائے تو عورت کو، شوہر سے چھٹکارا حاصل کرنے کا بڑا سستا نسخہ ہاتھ آ جائے اور سارا نظام ومعاشرہ تباہ وبرباد ہو جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ ذی قعدہ ۱۴۰۱ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب الیمین (قسم کا بیان)

وعدہ سے انحراف نفاق ہے، جھوٹی قسم کھانا

سوال: مکرمی ومحترمی قبلہ جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسمی قمرالدین ولد عبدالستار کی بھتیجی کا عقد مسمی محمد سلطان ولد نور الٰہی سے ہوا۔ شادی کے تقریباً چھ ماہ بعد لڑکی کے ساتھ تشدد و مار پیٹ کا سلسلہ شروع ہو گیا جب یہ تنازعہ طول اختیار کر گیا تو مسمی قمرالدین نے برادری کے چند افراد کو بلا کر ان کے روبرو تمام واقعات گوش گزار کئے۔ ہر دو فریقین کی جملہ گفتگو سن کر آخر برادری کے افراد نے ان دونوں فریقین کا اس تنبیہ کے بعد میل ملاپ کرا دیا کہ آئندہ لڑکی پر کوئی تشدد یا مار پیٹ نہیں ہو گی اور آپس میں میل محبت کے ساتھ رہیں گے۔ اس تصفیہ پر مسمی محمد سلطان تقریباً چھ ماہ تک عمل کرتے رہے لیکن پھر وہی سلسلہ مار پیٹ شروع ہو گیا۔ آخر کار شادی کے تقریباً چھ سال کے بعد لڑکی کا انتقال ہو گیا۔ جس سے تین بچے ہیں۔ لڑکی کے انتقال کے تقریباً ایک ہفتہ کے بعد مسمی قمرالدین نے برادری کے چند افراد بلائے اور ان کے روبرو مسمی محمد سلطان کو بلایا اور کہا کہ مرحومہ کے تین بچے ہیں اور سابقہ تلخ واقعات کے تحت بچوں کے مستقبل کو خدشہ ہے لہٰذا آپ کو جو بچی کے ساتھ جہیز دیا گیا تھا اسے فروخت کر دیا جائے اور اس کی حاصل شدہ رقم بچوں کے نام بینک میں فکسڈ ڈپازٹ کر دیئے جائیں تاکہ بچوں کے سن بلوغت پہنچنے پر بچوں کے کام آ سکیں۔ مسمی محمد سلطان نے مسمی قمرالدین کے کہنے پر لبیک کہا اور اقرار کیا کہ جب چاہیں جہیز کو فروخت کر کے رقم بچوں کے نام بینک میں جمع کرا دیں۔ برادری کے افراد نے اس فیصلہ میں کوئی حصہ نہیں لیا یہ دونوں افراد کا آپس میں خود کردہ فیصلہ تھا۔ برادری کے افراد صرف گواہ کی حیثیت رکھتے تھے۔ بعدازاں طے شدہ فیصلہ کو ایک تحریری شکل دی گئی اور دونوں فریقین نے ایک اقرار نامہ تحریر کیا اور اس اقرار نامہ کو برادری کے ایک فرد کے پاس بطور امانت محفوظ کرا دیا گیا۔ تاکہ سندر ہے اور وقت ضرورت کام آ سکے۔ چند یوم کے بعد مذکورہ اقرار نامہ مسمی محمد سلطان نے اس فرد سے دھوکہ دے کر یہ کہہ کر حاصل کر لیا کہ میں ابھی پانچ منٹ میں فوٹو کاپی کرا کر دے جاتا ہوں۔ انہوں نے اس پر اعتماد کر کے وہ اقرار نامہ دے دیا کہ ابھی واپس آ جائے گا لیکن بعد میں وہ اقرار نامہ واپس کرنے میں ٹال مٹول سے کام لیتا رہا۔ آخر کار برادری کی جنرل میٹنگ میں محمد سلطان کو بلایا گیا اور مذکورہ اقرار نامہ واپس کرنے پر زور دیا گیا تو اس وقت محمد سلطان نے برادری کے تقریباً پچاس افراد کے سامنے کلمہ پڑھ کر حلفیہ کہا کہ میں کاغذ اقرار نامہ لے کر گیا لیکن وہ مجھ سے گم ہو گیا۔ بعدازاں محمد سلطان اور ان کے لواحقین مسمی محمد رمضان اور مسمی بندو نے یہ پروپیگنڈا شروع کیا کہ محمد سلطان نے مذکورہ جہیز برادری کے چھ افراد کو دے دیا ہے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جس کی مالیت بیس ہزار روپیہ ہے اور چھ افراد اسے بانٹ کر کھا گئے ہیں اور ہم ان کو بند کروائیں گے۔ اس پر برادری کے چھ افراد نے ڈپٹی کمشنر ایس پی اور تھانہ انچارج کو اپنے تحفظ کی درخواست دی اور تمام حالات بیان کئے۔ اس پر انکوائری ہوئی اور محمد سلطان کو تھانے میں بلایا گیا اور چھ افراد کو بھی بلایا گیا۔ تھانہ انچارج نے محمد سلطان سے اقرار نامہ کے متعلق دریافت کیا لیکن مسمی محمد سلطان تھانے میں اقرار نامہ لانے سے ہی منحرف ہو گیا اور تمام افراد و تھانہ کے عملہ کے سامنے تین مرتبہ کلمہ پڑھ کر حلفیہ کہا کہ میں نے کوئی اقرار نامہ نہیں لکھا اور نہ ہی میں لے کر آیا ہوں اور نہ میرے پاس ہے اور اسی قسم کا حلف نامہ بھی تحریری پولیس کو لکھ کر دیا اور پھر مسجد میں جا کر قرآن پاک بھی اٹھایا حالانکہ یہ دیدہ دانستہ جھوٹا حلف اٹھایا گیا تھا جسے مسمی محمد رمضان اور مسمی بندو نے شہہ دے کر اٹھوایا حالانکہ دونوں افراد بخوبی جانتے تھے کہ محمد سلطان حلف نامہ کا کاغذ لے کر آیا ہے اور یہ جھوٹا حلف اٹھا رہا ہے۔ بجائے اس کے کہ وہ مسمی محمد سلطان کو غلط حلف اٹھانے سے باز رکھتے بلکہ اس کی حوصلہ افزائی کرتے رہے اور مکمل تعاون کیا اور جو کچھ بھی ہوا ان کے مشورہ سے ہوا۔ براہ کرم جملہ واقعات و حالات کی روشنی میں قرآن پاک اور حدیث شریف کے مطابق فتویٰ صادر فرمائیں کہ برادری اب ان تین افراد کے ساتھ کیا رویہ اختیار کرے؟

فقط السائل محمد غیاث الدین ولد محمد عمر

الجواب ۷۸۶ محمد سلطان نے جو کچھ کہا اس کا حاصل تین چیزیں ہیں۔

۱۔ وعدہ سے انحراف جس کا پورا کرنا اس پر لازم تھا اور ہے یعنی مرحومہ کے جہیز کو اس کی اولاد کی ملکیت قرار دینا لیکن اس نے اس کے خلاف کیا اور حدیث شریف میں بلاوجہ شرعی اپنے وعدے سے پھر جانے کو نفاق فرمایا۔ لہٰذا محمد سلطان پر توبہ لازم ہے۔

۲۔ محمد سلطان نے دھوکہ اور فریب سے وہ کاغذ جس پر وہ معاہدہ تھا حاصل کیا اور پھر اسے بظاہر ضائع کر دیا اور مسلمانوں کو دھوکہ اور فریب دینا سخت حرام۔ حدیث شریف میں ہے جس نے دوسروں کو دھوکہ دیا وہ ہم مسلمانوں میں سے نہیں یعنی بروز قیامت وہ غیر مسلموں کے ساتھ اٹھایا جائے گا اور جھوٹا حلف نامہ، جھوٹی قسم جو جان بوجھ کر کھائی جائے اس کے سبب آدمی سخت گناہ گار ہوتا ہے اور اس پر استغفار و توبہ فرض ہوتا ہے۔ بہر حال محمد سلطان اور اس کے حامیوں پر فرض ہے کہ وہ علی الاعلان توبہ کریں۔ اگر وہ ایسا کر لیں فبہا۔ ورنہ برادری پر لازم ہے کہ اس وقت تک ان لوگوں سے قطع تعلق کر لیں جب تک وہ توبہ نہیں کرتے۔ اس سے شادی بیاہ سلام کلام وغیرہ سے پرہیز کریں کیا عجب کہ اس مار سے وہ راہ راست پر آ جائیں اور اپنے مظالم سے توبہ کر لیں۔ قرآن کریم میں ان جیسوں کے بارے میں فرمایا گیا فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۸﴾ (انعام) یاد آنے پر ظالموں کے پاس مت بیٹھو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ ذی قعد ۱۳۹۵ھ

ظلم اور توبہ

سوال: مکرمی و محترمی قبلہ جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، جناب عالی گزارش یہ ہے کہ:

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مورخہ ۱۱ نومبر ۱۹۷۵ء کو آپ سے ایک فتویٰ لیا گیا تھا۔ اس کے مطابق مورخہ ۱۳ نومبر ۱۹۷۵ء کو برادری کی ایک پنچائیت بلائی گئی جس کی کاروائی تقریباً رات ساڑھے دس بجے سے صبح چار بجے تک جاری رہی اور کافی غور وفکر کیا گیا۔ مسمی محمد سلطان اور ان کے ایک حامی مسمی بندو نے پنچائیت میں آنے سے ہی انکار کر دیا جنہیں فتوے کے مطابق سزاوار قرار دے دیا گیا ہے لیکن محمد سلطان کا دوسرا حامی مسمی محمد رمضان پنچائیت میں حاضر ہوا اور اپنی غلطیوں کا اعتراف کیا اور برادری میں علی الاعلان زبانی وتحریری توبہ قبول کر لی ہے اور مزید تیار ہے۔ نیز مسمی محمد رمضان نے آئندہ کے لئے بھی وعدہ کیا ہے اور ان کے لڑکوں نے بھی ان کی ذمہ داری لی ہے ہمارے والد آئندہ اس قسم کا کوئی کام نہیں کریں گے جس سے کسی کو ایذا پہنچے یا کسی کے حق کی تلفی ہو۔ لیکن برادری اس تذبذب میں مبتلا ہے کہ

۱۔ کیا مسمی محمد رمضان جو کہ اس بات کے بانی تھے کہ یہ معاملہ طوالت اختیار کرے اور حق تلفی ہو وہ قابل معافی ہیں؟

۲۔ کیا معنی نکالے جائیں فتوے میں نفاق، حق تلفی اور ایذا کے اس کی وضاحت فرمادیں؟

۳۔ کیا مسمی محمد رمضان اس امر کے پابند ہیں کہ وہ مسمی محمد سلطان سے وعدہ پورا کرنے کے بعد توبہ کریں؟ یا بغیر وعدہ پورا کرائے ہی توبہ کے مستحق ہیں؟

۴۔ کیا طریقہ کار ہے توبہ استغفار کرانے کا تاکہ وہ اختیار کیا جائے؟

براہ کرم مندرجہ بالا چند نکات کی قرآن پاک اور حدیث شریف کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی

فقط والسلام، حافظ وحید الدین، محمد سلطان، محمد شفیع، قطب الدین

۷۸۶ الجواب: فقیر نے اپنے سابقہ فتوے میں لکھا تھا کہ ''محمد سلطان اور اس کے ساتھیوں پر فرض ہے کہ وہ علی الاعلان توبہ کریں اور ان چیزوں سے باز آئیں جن سے دوسروں کو ایذا اور ان کی حق تلفی ہوتی ہے'' یہ تحریر اگرچہ اپنی جگہ واضح ہے لیکن مزید توضیح کے لئے یہ فقیر عرض گزار ہے کہ حق العبد وہ مطالبہ مالی ہے کہ شرعاً اس کے ذمے، کسی کے لئے کوئی ثبوت ہو اور ہر وہ نقصان و آزار، جو بے اجازت شرعیہ کسی قول وفعل وترک سے، کسی کے دین وآبرو، وجان، جسم، مال یا صرف قلب کو پہنچایا جائے اور اسی کو ظلم کہا جاتا ہے اور حق کسی قسم کا ہو جب تک صاحب حق معاف نہ کرے معاف نہیں ہوتا۔ بے اس کے معاف کئے، معافی کی کوئی صورت نہیں اور مطالبہ مالی ہو تو اس کا ادا کرنا اور صاحب حق کو اس کا مال پہنچانا بھی لازم۔ مثلاً زید نے بکر کی رقم چھین لی یا مار لی یا رشوت وچوری سے یا جھپٹ کر حاصل کر لی تو اس کی توبہ صرف یہ نہیں کہ آدمی اپنی غلطی کا اعتراف کرے اور علی الاعلان کہدے کہ میں نے توبہ کر لی ہے بلکہ اس پر لازم ہے کہ اس کا مال واپس کرے۔ پھر اس سے معافی چاہے پھر توبہ کرے، اس کے بغیر توبہ کہاں۔ وہ حالات جو سوال میں مذکور ہوئے ان کی روشنی میں محمد سلطان اور اس کے ساتھیوں پر یہ فرض ہے کہ وہ مال، صاحب حق کو پہنچائیں پھر معافی مانگیں۔ اس تمام جھگڑے میں ان کا ایک ساتھی ہے محمد رمضان جس نے اب توبہ کر لی ہے لیکن توبہ کی قبولیت کے لئے یہ ضروری ہے کہ جس طرح اس نے محمد سلطان کو غلط راہ پر ڈالنے کا کردار ادا کیا، یوں ہی وہ اسے راہ راست پر لانے اور حق، صاحب حق کو پہنچانے میں اپنے اثر ورسوخ، اپنی قوت وطاقت اور اپنی تمام کوششوں کو عمل میں لائے، جن میں یہ امر بھی شامل ہے

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہ جس طرح وہ محمد سلطان کے ساتھ تھانے گیا اب تھانے میں جا کر اپنی برأت کا اظہار کرے اصل واقعہ بتائے اور پولیس کو اس پر آمادہ کرے کہ ان بچوں کا حق، محمد سلطان سے بچوں کو واپس دلائے۔ ان تمام کوششوں کے بغیر اس کی توبہ عند اللہ مقبول نہیں۔ ہاں اگر برادری پر اس کا عاجز ہونا ثابت ہو جائے تو وہ اب مجرم نہیں۔ اس کا فیصلہ قیامت پر چھوڑیں اور اپنے ساتھ ملالیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ ذی قعد ۱۳۹۵ھ

جھوٹی قسم سے توبہ لازم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید سے گناہ سرزد ہوا۔ کسی طریقے سے لوگوں کو اس کا علم ہو گیا۔ جب لوگوں نے زید سے دریافت کیا تو انکار ہو گیا کہ میں نے کوئی گناہ نہیں کیا ہے۔ لوگوں نے پھر کہا قرآن مجید اٹھا کر قسم کھاؤ ورنہ جان سے ماریں گے۔ اس نے قرآن مجید سر پر اٹھا کے قسم کھالی کہ میں نے کوئی گناہ نہیں کیا ہے تھوڑی دیر کے بعد چند آدمیوں کے سامنے کہتا ہے کہ میں نے صرف جان بچانے کے لئے قرآن پاک اٹھا کر قسم کھائی ہے ورنہ میں نے گناہ کیا ہے۔ اب اس صورت میں زید کے بارے میں کیا حکم ہے؟ السائل عبد اللہ شاہ، سادات کالونی، ٹنڈو الہ یار

۷۸۲ **الجواب:** صورت مذکورہ میں زید پر لازم ہے کہ وہ توبہ صحیحہ شرعیہ کرے۔ جو گناہ اس سے سرزد ہوا ہے اس سے بھی اور جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائی اس سے بھی۔ اگر زید توبہ کر لے تو اب اس پر کوئی مواخذہ اور گناہ نہیں۔ نہ دوسرے مسلمانوں کو جائز کہ اب بھی خواہ مخواہ اس سے الجھیں کہ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ۔ اور اگر وہ توبہ شرعیہ نہ کرے تو مسلمان اس سے قطع تعلق کریں تاکہ ایسی بیباکی و جرأت کی، کسی اور کو جرأت نہ ہو۔ اب کہ نظام اسلام نافذ نہیں اتنی ہی سزا دی جا سکتی ہے۔ مولائے کریم اپنی پناہ میں رکھے۔ آمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ ذی قعد ۱۳۹۸ھ

قسم کا انکار

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص منشی صاحب نے سب آدمیوں کے سامنے قرآن مجید کی قسم کھائی کہ میں فلاں شخص کے گھر نہ کھانا کھاؤں گا نہ گھر جاؤں گا لیکن منشی صاحب اس کے گھر گئے اور کھانا کھایا۔ اب آپ سے عرض ہے کہ جو کچھ اس کے اوپر شریعت کی سزا ہے قسم توڑنے کی یا کفارہ؟ برائے کرم جواب عنایت فرمائیں۔ فقط والسلام السائل محمد لقمان، پھلیلی پریٹ آباد، حیدر آباد، ۲۱ جون ۱۹۷۸ء

۷۸۲ **الجواب:** آئندہ کے لئے کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے پر قسم کھانا اور پھر اس کا خلاف کرنا یعنی قسم توڑنا کفارہ لازم کرتا ہے۔ اور ایسی قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا ان کو کپڑے پہنانا ہے۔ اسے اختیار ہے کہ ان میں سے جو چاہے اختیار کرے اور جو شخص اس پر قادر نہ ہو تو پے درپے تین روزے رکھنا ہے (عامۂ کتب)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ رجب المرجب ۱۳۹۸ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قسم کا طریقہ اور توڑنے پر کفارہ

سوال: قرآن پاک کو ہاتھوں میں لے کر سچی قسم کھانا جائز ہے یا ناجائز۔ اور اس کا فدیہ کفارہ کیا دیا جائے۔ علماء کرام اور حدیث شریف صوفیائے کرام کیا فرماتے ہیں؟ فقط السائل، حمزہ علی قادری ۲۹ راکتوبر ۱۹۷۹ء

۷۸۶ الجواب: قرآن کریم ہاتھوں میں لیا اور یہ کہا قرآن کی قسم۔ میں یہ کروں گا یا نہیں کروں گا یا کہا کہ میں قسم کھاتا ہوں یا حلف سے کہتا ہوں اور قرآن کریم ہاتھ میں ہے تو یہ بھی قسم ہے اور ایسی قسم جب توڑے گا کفارہ لازم آئے گا اگرچہ اس کا توڑنا شرع نے ضروری قرار دیا ہو اور قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا ان کو کپڑے پہنانا ہے۔ جو چاہے کرے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کھلانے کے عوض ہر مسکین کو بقدر صدقہ ،فطر، گیہوں وغیرہ اجناس، یا ان کی قیمت دے دے اور جو اس پر بھی قادر نہ ہو اسے حکم ہے کہ پے در پے تین روزے رکھے۔ (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ

کونسی قسم کا توڑنا اور کفارہ دینا شرعاً لازم ہے

سوال: بخدمت جناب محترم مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، عرض یہ ہے کہ ہم باشندگان حلقہ نمبر ۳۶ یونین کمیٹی نمبر ۲۴ کی عوام یہ معلوم کرنا چاہتی ہے اور فتویٰ بھی لینا چاہتی ہے کہ کیا یہ فیصلہ جو ذیل میں دیا گیا ہے کیا یہ صحیح ہے۔ اور اگر غلط ہے تو جن لوگوں نے حلف اٹھایا وہ اس حلف کا کس طرح کفارہ ادا کر کے اس سے نجات حاصل کریں۔ فیصلہ کرنے کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ اس حلقہ سے تقریباً ۱۹ امیدواروں نے فارم بھرے ہیں ان میں سے ۷ امیدواروں نے مل کر یہ رائے قائم کی کہ ہم آپس میں بیٹھ کر ایک فیصلہ کریں جبکہ ۱۲ امیدواروں نے بائیکاٹ کیا۔ سات امیدواروں میں یہ طے ہوا کہ ایک جگہ بیٹھ کر فیصلہ کریں گے اور اتفاق رائے سے ایک امیدوار چنیں گے مگر وہ اتفاق رائے سے ایک امیدوار نہ چن سکے آخر اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے یہ طے پایا کہ کل ہر امیدوار اپنے پانچ نمائندے دے گا اور ساتوں امیدواروں کے پینتیس نمائندے بیٹھ کر مسجد میں جو بھی فیصلہ کریں گے وہ ہمیں منظور ہوگا۔

اب یہ پینتیس نمائندے جمع ہو کر مسجد میں بیٹھے اور باقاعدہ قرآن سامنے رکھا اور قسم اٹھائی کہ ہم لوگ ایک فیصلے پر متفق ہو کر ایک امیدوار کو چنیں گے جبکہ ان لوگوں نے قرعہ اندازی اور رائے شماری کے دو طریقے اختیار کئے۔ ان پینتیس افراد میں سے تیئس ووٹ رائے شماری کے حق میں آئے اور بارہ ووٹ قرعہ اندازی کے حق میں آئے اور یہ بارہ آدمی اس ہٹ دھرمی پر اڑے رہے کہ فیصلہ قرعہ اندازی کے ذریعے ہی ہوگا۔ یہ فیصلہ نہ ہو سکا تو اس کے بعد اس کے حل کے لئے انہوں نے ان پینتیس افراد میں سے سات آدمیوں کو چنا کہ یہ سات آدمی جو بھی فیصلہ کریں گے وہ سب پینتیس افراد کو منظور ہوگا۔ جب سات آدمیوں سے رائے مانگی گئی تو پانچ افراد نے رائے شماری کے حق میں رائے دی اور دو آدمیوں نے قرعہ اندازی کے حق میں ووٹ دیا اور یہ آدمی قرعہ اندازی کے لئے ضد کرتے رہے اور یہ فیصلہ رک گیا۔ پھر ان دو آدمیوں نے کہا کہ اگر تم ہماری بات نہیں مانتے ہو تو ہم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بائیکاٹ کریں گے اور جو لوگ باہر فیصلے کے منتظر ہیں وہ آپ پر پتھر برسائیں گے۔ان دو آدمیوں کی وجہ سے باقی پانچ آدمی ان باتوں سے مرعوب ہوئے اور قرعہ اندازی پر راضی ہوگئے۔ پھر یہ طے پایا کہ پہلے سات امیدواروں میں قرعہ اندازی کروالی جائے پھر اس میں جس کا بھی نام آئے اس کی ایک پرچی بنالی جائے۔ اس کے بعد رائے شماری کرائی جائے۔ اس میں جس کا بھی نام آئے اسے امیدوار قرار دیا جائے۔ اس طرح قرعہ اندازی میں ایک نااہل امیدوار کا نام آیا جبکہ رائے شماری میں ایک اہل متقی پرہیزگار، دیندار امیدوار کامیاب ہوا۔ اسے سات نمائندوں میں سے چار ووٹ ملے باقی تین امیدواروں کو ایک ایک ووٹ ملا اور جس امیدوار کا قرعہ اندازی میں نام آیا تھا اسے رائے شماری میں ایک بھی ووٹ نہ ملا تھا

ایک پرچی اس امیدوار کی بنائی گئی جو رائے شماری میں کامیاب ہوا اور دوسری پرچی اس امیدوار کی بنائی گئی جس کا نام قرعہ اندازی میں نکلا تھا۔ پھر دونوں کی پرچیوں کی قرعہ اندازی کی گئی تو اس امیدوار کا نام نکلا جو کہ پہلے بھی قرعہ اندازی میں نکلا تھا۔ ان اٹھائیس آدمیوں کو بلا کر اس فیصلے سے آگاہ کیا گیا تو انہوں نے اس فیصلے سے اتفاق کرتے ہوئے حلف اٹھایا کہ ہم اس فیصلے پر قائم رہیں گے لیکن جب یہ فیصلہ عوام کو سنایا گیا تو انہوں نے اس فیصلہ کو مسترد کردیا۔ پھر ان پینتس افراد نے ان ساتوں امیدواروں کو بلا کر فیصلہ سنایا اور ان سے فیصلہ پر پابند رہنے کا حلف لیا۔ انہوں نے حلف اٹھایا۔ اور اب ان پینتیس افراد میں سے اکثریت یہ کہہ رہی ہے کہ ہم سے غلط فیصلہ ہوگیا لیکن ہم کچھ نہیں کرسکتے کیوں کہ ہم حلف کی وجہ سے مجبور ہیں۔

اس حلقہ کے چار ہزار ووٹر اس شخص کو ووٹ دینے کے لئے قطعی تیار نہیں ہیں، جب کہ دوسرے چھ امیدوار حلف اٹھانے کی وجہ سے عوام کے سامنے نہیں آرہے۔ لہٰذا آپ ان امیدواروں اور فیصلہ کرنے والوں کے حلف کے بارے میں فتویٰ دیں کہ وہ کس طرح کفارہ ادا کرکے حلف سے نجات حاصل کریں اور عوام کو صحیح نمائندہ دیں۔ یونین کمیٹی

۷۸۶ الجواب: اس بارے میں قول فیصل اور بہترین رہنما، وہ حدیث شریف ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ''خدا کی قسم انشاء اللہ تعالیٰ میں کوئی قسم کھاؤں، اور اس کے غیر میں بھلائی دیکھوں تو وہ کام کروں گا جو بہتر ہے اور قسم کا کفارہ دے دوں گا۔ (امام بخاری و مسلم وغیرہ)'' بلکہ یہی حکم حضور ﷺ نے اپنی امت کو دیا ہے ارشاد فرمایا'' جو شخص قسم کھائے اور دوسری چیز اس سے بہتر پائے تو قسم کا کفارہ دے دے اور بہتر کام کرے۔ (مسلم، احمد، ترمذی)'' اسی لئے علماء کرام فرماتے ہیں کہ ''قسم کی تیسری قسم وہ ہے کہ اس کا توڑنا مستحب ہے مثلاً ایک امر کی قسم کھائی لیکن بہتری اس کے علاوہ دوسرے میں ہے تو ایسی قسم کو توڑ کر وہ کرے جو بہتر ہے۔ (مبسوط وغیرہ)'' اور قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا (دونوں وقت) یا ان کو کپڑے پہنانا ہے اور جو اس پر قادر نہ ہو وہ پے در پے تین روزے رکھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ شوال المکرم ۱۳۹۹ھ

کن الفاظ سے قسم ہوجاتی ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے میں کہ: ایک شخص اس طرح ان الفاظ کے ساتھ قسم کھاتا ہے کہ'' مجھے قسم ہے پیدا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرنے والے کی کہ میں یہ کام ضرور کروں گا۔ اگر وہ آدمی ان الفاظ کے ساتھ قسم کھاتا ہے اور اپنی قسم پوری نہیں کرتا تو آیا اس صورت میں قسم توڑنے کا کفارہ کیا ہے؟ غلام محمد آرائیں، ٹنڈو الہ یار، ۱۴/۱۰ اکتوبر ۱۹۸۰ء

۷۸۶ الجواب: پیدا کرنا، اللہ عزوجل کی صفت ہے اور اللہ عزوجل کی قسم خواہ اس کے ناموں میں سے کسی نام سے کھائی جائے، وہ قسم ہے۔ بلکہ خود یہ کہنا بھی کہ قسم کھاتا ہوں۔ حلف کرتا ہوں۔ خدا گواہ ہے، الفاظ قسم میں شامل ہے۔ (ردالمحتار وغیرہ) اور جب یہ قسم ہے تو اس کے توڑنے پر کفارہ لازم ہوگا یعنی دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا کھلانے کے عوض ہر مسکین کو نصف صاع (تقریباً سوا دو سیر) گندم کی قیمت کا مالک کر دینا یا ان کو کپڑے پہنانا ہے۔ ان دو میں سے جو چاہے اختیار کرے اور جو ان میں سے کسی پر قادر نہ ہو وہ پے در پے تین روزے رکھے۔ (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ

قسم کس پر لازم ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے میں کہ: ایک شخص ایک مکان خریدتا ہے اور مالک مکان، لینے والے شخص کو ایک اسٹامپ پر یہ تحریر لکھ کر دیتا ہے کہ چاروں دیواریں بنیاد سمیت آپ کی ہیں مالک کو جب پیسے دیئے جاتے ہیں تو ایک شخص جو کہ اس کا ہمسایہ ہوتا ہے ایک دیوار کے لئے یہ دعویٰ کرتا ہے کہ یہ میری ہے اور قرآن کی قسم کھا جاتا ہے اس پر خریدار ہمسایہ کے حق میں اس دیوار سے دستبردار ہو جاتا ہے۔ آیا اس صورت میں اگر کوئی شخص کسی شے کے بارے میں دعویٰ کرے اور قسم کھائے قرآن مجید کی تو کیا وہ چیز اس شخص کی ہو جاتی ہے اور قسم معتبر ہوتی ہے یا نہیں؟ فقط السائل محمد اقبال شیخ، ٹنڈو الہیار، ۴.۶.۱۹۸۰ء

۷۸۶ الجواب: شریعت کا عام قانون یہ ہے کہ البینتہ علی المدعی والیمین علی من انکر یعنی جو شخص کسی بات پر مدعی ہے وہ گواہ پیش کرے (اور گواہ پیش نہ کر سکے تو) مدعا علیہ سے قسم لی جائے اور اسی قسم پر فیصلہ کا دارومدار ہے۔ مدعی کی قسم کوئی چیز نہیں نہ شرعی فیصلہ میں اس کا کوئی اعتبار۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ

جھوٹی قسم کھانا سخت برا فعل ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: کسی شخص نے گناہ کیا اور دوسرے شخص نے اس کے گناہ کو دیکھ لیا اور دوسرے لوگوں پر اس گناہ کو ظاہر کر دیا۔ اب اس صورت میں لوگ اس شخص سے یہ کہتے ہیں کہ اگر آپ سچے ہیں تو اس بات کی تصدیق کے لئے آپ قسم کھائیں یا قرآن اٹھائیں۔ اس صورت میں اس شخص کو اپنی سچائی کے لئے قسم کھانی چاہئے یا قرآن کریم اٹھانا چاہئے یا کہ نہیں؟ فقط۔ نوری شاہ، ٹنڈو الہیار، سندھ

۷۸۶ الجواب: سبحان اللہ عجیب اسلام دوستی ہے کہ جھوٹی قسم کھانے اور جھوٹا حلف اٹھانے کے لئے شرعی فتویٰ لیا جاتا ہے تاکہ ثواب عذاب سب مفتی کے سر رہے اور یہ بیچارہ ناکردہ گناہ، پاک دامن، پاک باطن بنا رہے۔ جواب وہی ہے کہ جان

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بوجھ کر جھوٹی قسم کھانا سخت گناہ اور اس کا مرتکب سخت گناہ گار ہے اور اس پر توبہ و استغفار فرض ہے مگر کفارہ لازم نہیں یہ اتنا سخت گناہ ہے کہ کفارہ سے بھی اس کی تلافی ممکن نہیں سچے دل سے توبہ و استغفار درکار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۳ھ

جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانا اشد گناہ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید نے جج کے سامنے قرآن مجید اٹھا کر اور کلمہ پڑھ کر واقعہ کے خلاف بیان دیئے۔ بعد بیان کے اس جھوٹ پر زید از حد پریشان ہے۔ لہٰذا از روئے شریعت زید کے لئے حکم صادر فرمایا جائے۔

حافظ محمد سعید احمد قادری، خادم اہل سنّت، مدرسہ غوثیہ رضویہ سعیدیہ، بکرا منڈی، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانا اور خلاف واقع بیان دینا اشد گناہ اور معاذ اللہ تعالیٰ، غضب الٰہی کا مستحق بننا ہے۔ حدیث شریف میں وارد کہ ایسی قسم مال کو زائل اور آبادی کو ویرانہ کر دیتی ہے (بحوالہ دیلمی) پھر کلمہ پڑھ کر دیدہ دانستہ ایسی جرأت کرنا عذاب الٰہی کو دعوت دینا ہے۔ پھر جھوٹی شہادت کے لئے حدیث شریف میں فرمایا کہ جھوٹے گواہ کے قدم ہٹنے بھی نہیں پائیں گے کہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے جرم واجب کر دے گا۔ (ابن ماجہ) اور خود قرآن کریم کا ارشاد ہے فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۝ (الحج) بتوں کی ناپاکی سے بچو اور جھوٹی بات سے بچو۔ یہاں جھوٹی گواہی شرک کے برابر کر دی گئی ہے۔ بہرحال زید سخت گناہگار ہے اس پر استغفار اور توبہ فرض ہے اور یہ بھی لازم ہے کہ اس کی جھوٹی شہادت سے جس شخص کو جانی و مالی نقصان ہوا۔ اس کی تلافی کرے اور اس سے بھی معافی مانگے کفارہ اگرچہ لازم نہیں مگر خدا اور رسول کی رضا جوئی کے لئے جتنا اور جب بھی صدقہ اور خیرات کر سکتا ہے۔ اس میں دریغ نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

غیر شرعی کاموں کی وجہ سے تنظیم سے الگ ہونا اور قسم کا کفارہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتی صاحبان اہل سنّت و جماعت کہ: میں میرپورخاص کی ایک کلرک یونین جس کا نام پاکستان ہائڈرو الیکٹرک لیبر یونین تھا میں شامل تھا اچانک ایک اور یونین سندھ واپڈا یونین کے نام سے حیدرآباد میں بنی ہم سب نے ہائیڈرو یونین سے استعفیٰ دے دیا اور سندھ واپڈا یونین حیدرآباد میں شامل ہو گئے اور شمولیت کے فارم بھر دیئے اچانک اتھارٹی نے سندھ یونین حیدرآباد کے عہدداروں پر ایکشن لیا اور تقریباً چھ کلرکوں کو سسپینڈ اور کچھ کو ٹرانسفر کر دیا۔ جب ہم کو یہ علم ہوا تو ہم سب نے باوضو ہو کر کلام مجید اٹھا کر درج ذیل حلف نامہ دے کر پڑھ کر ہڑتال کر دی۔ اب تقریباً اس بات کو تین ماہ گزر چکے ہیں اس عرصے میں سندھ یونین حیدرآباد کے کچھ عہدے داروں کو ملازمت سے برطرف کر دیا ہے اور کچھ عہدے داروں نے ٹریبونل اسلام آباد میں رٹ داخل کر دی اور کیس چل رہا ہے اور کچھ ٹرانسفر ہو چکے ہیں۔ ایسی صورت میں پاکستان ہائیڈرو الیکٹرک لیبر یونین کے عہدے دار میرپورخاص کے کلرکوں کو واپس ہائیڈرو یونین میں شامل ہونے کی دعوت دے رہے ہیں اور

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حیدرآباد سندھ کے کچھ لوگ واپس ہائیڈرو یونین میں شامل ہو چکے ہیں لہٰذا ہم میرپور خاص کے کلرکوں کو ایسی صورت میں واپس ہائیڈرو یونین میں شامل ہونا چاہئے یا نہیں؟ واپس جانا جائز ہے یا ناجائز؟ لہٰذا میں آپ سے درخواست کرتا ہوں آپ اپنی رائے سے نوازدیں۔ عین نوازش ہوگی۔ فقط۔ عبدالکریم، سیٹلائٹ ٹاؤن، میرپورخاص، سندھ

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں جبکہ کچھ لوگوں نے اپنا حلف یعنی قسم توڑ دی تو تمام قسم توڑنے والوں پر کفارہ لازم آئے گا اور ایسی قسموں کا کفارہ، دس مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر ایسا کھانا کھلانا ہے جو اپنے گھر والوں کو کھلاتا ہو اس کے اوسط میں سے یا، دس مسکینوں کو کپڑا دینا یا ایک غلام آزاد کرنا اور جو ان باتوں میں سے کسی بات پر قدرت نہ رکھتا ہو وہ تین روزے مسلسل رکھے کفارہ ہو جائے گا۔ قال اللہ تعالیٰ فَكَفَّارَتُهٗۤ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ (المائدہ:89) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص قسم کھائے اور دوسری چیز اس سے بہتر پائے تو قسم کا کفارہ دے دے اور وہ کام کرے (مسلم، ترمذی) لہٰذا اگر ملک وملت اور دین میں بہتری اس میں نظر آتی ہے کہ سندھ یونین سے علیحدگی اختیار کی جائے تو اسے علیحدہ ہونا جائز ہے، اور علیحدہ ہونے میں قسم توڑنی پڑے گی لہٰذا کفارہ دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد مفتی محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

قسم اور کفارہ قسم، شہر کا مفاد، گروپ کا مفاد

https://t.me/Tehqiqat

سوال: نہایت ادب سے التماس خدمت ہے کہ: کیا فرماتے ہیں۔ حضرات علماء عظام ومفتیان کرام اس مسئلے میں کہ

۱۔ اسلام میں قسموں کی کتنی قسمیں ہیں؟ اور یہ کہ وہ کونسی قسم ہے جس کے توڑنے سے کفارہ عائد ہوتا ہے؟ اور یہ کہ کفارہ کیا ہے؟ اور کس نوعیت کا ہوتا ہے؟ اور یہ کہ کس طرح ادا کیا جاتا ہے؟ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

۲۔ کیا غیر اللہ کی قسم کھائی جاسکتی ہے یا نہیں؟

۳۔ اس شخص کے بارے میں کیا حکم ہے جو غیر سرکاری طور پر یہ حلف اٹھائے کہ میں کسی گروپ کے مفاد میں کام کروں گا بعد ازاں وہ شخص سرکاری حلف اٹھائے کہ میں شہر کے مفاد میں کام کروں گا۔ بیک وقت یہ دو کام کیا جائز ہیں۔ جبکہ یہ ایک دوسرے کے متضاد ہیں؟ ریاض الدین، زاہد علی، عبید صدیق، ریلوے کالونی

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: حلف اور قسم کے ساتھ کوئی معاہدہ کرنا یقیناً قسم ہے اور اس کے توڑنے، اس کے خلاف کرنے پر کفارہ لازم، اور یہ قسم توڑنا خواہ اپنے ارادۂ اختیار سے ہو یا دوسرے کے مجبور کردینے سے، قصداً ہو یا بھول چوک سے، ہر صورت میں کفارہ ہے، یعنی جو اس قسم کو توڑے گا وہ قسم کا کفارہ دے گا، اور قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلانا، یا ان کو کپڑے پہنانا ہے، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کھلانے کے عوض ہر مسکین کو ۲ (دو) کلو گندم یا گندم کا آٹا یا اس کی قیمت دے دے اور جو اس پر قادر نہ ہو وہ پے در پے تین روزے رکھے۔ (عامۂ کتب)

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۲۔ اللہ عزوجل کے جتنے نام ہیں یا جتنی اس کی صفات ہیں ان میں سے جس صفت کی قسم کھائی جاتی ہو ان میں سے جس نام یا صفت کے ساتھ قسم کھائی، قسم ہو جائے گی، کلام اللہ یا قرآن کی قسم بھی، قسم ہے، اس کے علاوہ غیر خدا کی قسم، قسم نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ) ہاں اگر مصحف شریف ہاتھ میں لے کر یا اس پر ہاتھ رکھ کر کوئی بات کہی اگر لفظاً حلف وقسم کے ساتھ نہ ہو حلف شرعی نہ ہوگا، مثلاً کہے کہ میں قرآن مجید پر ہاتھ رکھ کر کہتا ہوں کہ ایسا کروں گا اور پھر نہ کیا، تو کفارہ لازم نہ آئے گا۔ (فتاویٰ رضویہ)

۳۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص قسم کھائے اور دوسری چیز اس سے بہتر پائے تو قسم کا کفارہ دے دے اور وہ کام کرے یعنی جس میں بہتری ہے۔ (مسلم، ترمذی) بلا وجہ شرعی قسم توڑنا حرام ہے، قال اللہ تعالیٰ وَاحْفَظُوْٓا اَیْمَانَکُمْ، لہٰذا اگر شرعاً اس کام میں بہتری اور خیر ہے تو پہلی قسم کو توڑ کر کفارہ دے اور کام کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید　۱۸ر اکتوبر ۱۹۸۳ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد مفتی محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

قسم کا کفارہ

سوال: بخدمت جناب عالی مفتی محمد خلیل برکاتی صاحب، السلام علیکم، گزارش یہ ہے کہ

جملہ ممبران مسمی مذکور نذر محمد ولد غلام محمد، عبد الحق، نظام الدین اور میرے درمیان میونسپل الیکشن کے سلسلے میں ایک حلف نامہ طے پایا تھا جس کے تحت میں نے بھرپور الیکشن میں لے کر نذر محمد کو کامیاب بنا دیا تھا۔ اب حلف نامہ کے تحت موجودہ الیکشن میں مجھے کامیاب کرانا تھا لیکن یہ حضرات اس حلف نامہ سے منحرف ہو گئے ہیں اور نذر محمد کو الیکشن لڑا رہے ہیں۔ ایسی صورت میں اس حلف نامہ کے متعلق شرعی فتویٰ عنایت فرمائیں تاکہ حلقہ کے ووٹر حضرات کو معلوم ہو جائے کہ ایک مسلمان کی حیثیت سے حلف کے خلاف جو کام کرتا ہے وہ کون ہے؟　فقط السائل عبد الستار اجمیری ولد عظیم خاں، جمن شاہ کا پڑ

۷۸۶ الجواب: حلف وقسم کے ساتھ کوئی معاہدہ کرنا یقیناً قسم ہے اور اس کے توڑنے، اس کے خلاف کرنے پر کفارہ لازم اور یہ قسم توڑنا خواہ اپنے ارادہ واختیار سے ہو، یا دوسرے کے مجبور کرنے سے۔ قصداً ہو یا بھول چوک سے۔ ہر صورت میں کفارہ ہے یعنی جو اس قسم کو توڑے گا، وہ قسم کا کفارہ دے گا اور قسم کا کفارہ، دس مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کے کھانا کھلانا، یا ان کو کپڑے پہنانا ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کھلانے کے عوض ہر مسکین کو ۲ کلو گندم کا آٹا یا اس کی قیمت دے دے اور جو اس پر قادر نہ ہو وہ پے در پے تین روزے رکھے۔ (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۵ ذی الحجہ ۱۴۰۳ھ

ہر بات پر قسم کھانا نہ چاہیے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: پچھلے الیکشن ۱۹۷۹ء میں عبد الستار اجمیری اور نذر محمد شیخ کے درمیان جو حلفیہ معاہدہ ہوا تھا۔ اس کے تحت موجودہ کونسلر نذر محمد شیخ کو میونسپل کونسلر بنا کر کامیاب کرایا تھا۔ اس مرتبہ ۱۹۸۳ء میں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عبدالستار کو میونسپل کونسلر کا الیکشن لڑا کر کامیاب کرانا تھا لیکن نذر محمد شیخ اس حلفیہ معاہدے سے منحرف ہو گئے ہیں۔ اس معاہدے کی نقل پیش خدمت ہے

حلف نامہ

ہم نذر محمد ولد غلام محمد، عبدالستار ولد عظیم خان ساکن جمن شاہ کا پڑ حیدرآباد بشمول عبدالحق، نظام الدین جمن شاہ کا پڑ حیدرآباد حلفاً بیان کرتے ہیں کہ موجودہ میونسپل الیکشن، چاروں فریق اس معاہدہ کی رو سے عہد کرتے ہیں کہ ہم چاروں افراد باتفاق رائے، باہمی تعاون کے ساتھ محلّہ کے تمام کاموں میں ساتھ دیں گے اور ایک دوسرے کی مخالفت نہیں کریں گے بلکہ ووٹروں کو ان کے لئے ہموار کریں گے اور نذر محمد کے ساتھ عبدالستار معاہدہ کرتا ہے کہ موجودہ الیکشن میں نہایت خلوص ومحبت کے ساتھ تعاون کر کے کامیاب بنائے گا اور جو آئندہ الیکشن ہوگا اس میں نذر محمد تعاون کر کے عبدالستار کو جان ومال سے کوشش کر کے کامیاب کرانے میں ساتھ دیں گے۔ اور ہم جملہ ممبران خلوص ومحبت کے ساتھ تعاون کریں گے اور کوئی فرد کسی کام میں مخالفت نہیں کریں گے اور ہمیشہ باہمی تعاون کے ساتھ کام انجام دیتے رہیں گے اور پابند رہیں گے۔ ہم تصدیق کرتے ہیں کہ مذکورہ حلف نامہ صحیح و درست ہے۔ عبدالحق، نذر محمد، عبدالستار، نظام الدین

۷۸۶ **الجواب:** حلف وقسم کے ساتھ کوئی معاہدہ کرنا، اپنے قول وقرار کے ساتھ، خدا اور رسول جل وعلا وصلی اللہ علیہ وسلم کے پاک ناموں کو شامل کرنا، اور ان کے پاک ناموں کو، اپنے معاہدہ پر گواہ بنانا ہے۔ اس لئے شریعت مطہرہ کا حکم ہے کہ بات بات پر قسم نہ کھائی جائے تاکہ خدا اور رسول جل وعلا وصلی اللہ علیہ وسلم کے ناموں کی بے حرمتی نہ ہو۔ خود قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے **وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ** (بقرہ: 224) اللہ کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ بناؤ۔ بہر حال یہ معاہدہ وقول واقرار اور باہمی عہد وپیاں، ایسی چیز نہیں کہ خواہی نخواہی، آدمی اس سے دست بردار ہو جائے۔ اور صاف دامن بچا کر، اپنے مفادات کے حصول میں کھو جائے۔ نہ خدا کے نام کا لحاظ رہے نہ رسول خدا کا پاس۔ ایسے لوگوں پر اعتماد کرنا، اور ان کے بہلائے پھسلائے میں آکر پھر انہیں کو منتخب کرنا، ان کی حمایت کا دم بھرنا، خود فریبی اور خود پسندی کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں۔ غرض جن لوگوں نے وہ حلفیہ معاہدہ وعہد وپیان کیا، ان پر لازم کہ حدود شرع میں رہتے ہوئے اس قول وقرار کو پورا کریں اور اس بات سے ڈریں کہ کہیں ان کا شمار منافقوں میں نہ ہو کہ حدیث شریف میں وعدہ خلافی کو منافقوں کی علامت فرمایا گیا ہے۔ اور قرآن کریم فرماتا ہے **اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا** (بنی اسرائیل) تو ایفائے وعدہ، شرعاً محبوب بھی ہے اور مطلوب بھی، اور وعدہ خلافی، ناپسندیدہ بھی ہے اور قابل مواخذہ بھی۔ پھر کفارہ بہر طور لازم۔ خواہ یہ قسم اپنے ارادہ واختیار سے توڑ دیں یا دوسرے کے مجبور کرنے سے۔ قصداً ایسا کریں یا بھول کر۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۲۲ ذی الحجہ ۱۴۰۳ھ

کسی کو گناہ میں دیکھے تو نظر پھیر لے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: سچی قسم کھانی چاہئے یا نہیں؟ اور اس بات کی تفصیل یہ ہے کہ ایک آدمی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے کوئی گناہ کیا اور دوسرے آدمی نے اس گناہ کرنے والے کو دیکھ لیا اور دوسرے لوگوں کو اس کا گناہ بتا دیا۔ اب لوگ گناہ کے ظاہر کرنے والے کو کہتے ہیں کہ اگر آپ سچے ہیں تو آپ قسم کھائیں یا قرآن شریف اٹھائیں کہ فلاں آدمی نے گناہ کیا ہے؟

فقط۔ نور محمد، ٹنڈو الہیار

۷۸۶ الجواب: ایک شخص نے اپنی آنکھوں سے کسی کو گناہ میں مبتلا دیکھا۔ اس پر لازم تھا کہ صرف نظر کرتا۔ نگاہیں پھیر کر منہ موڑ کر اپنی راہ لیتا اس حالت میں اس پر کوئی جرم نہ تھا بلکہ شرعاً یہی مطلوب ہے کہ آدمی دوسرے مسلمان بھائی کی عیب پوشی کرے تو اللہ عزوجل قیامت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا لیکن اس شخص نے اس کے برخلاف کیا تو اس پر لازم ہے کہ اس الزام پر گواہ پیش کرے اور جب گواہ نہیں پیش کرسکتا تو عنداللہ وہ جھوٹا ہے۔ مسلمان اسے جھوٹا سمجھنے میں حق بجانب ہیں قسم لینے کی یہاں ضرورت ہی نہیں کہ قسم مدعا علیہ سے لی جاتی ہے اور یہ ہے مدعی، اور لوگ اگر اس پر اصرار کریں اور وہ جانتا ہے کہ میرے قسم کھانے سے بات آئی گئی ہوجائے گی اور انتشار ختم ہوجائے گا تو اُن کی تسکین کی خاطر قسم کھالے۔ اس میں اپنی برأت ہے اور ان کی تسلی۔ واللہ تعالیٰ اعلم اور ہونا یہ چاہئے کہ قسم اس سے لی جائے جس پر اس گناہ کا الزام لگایا گیا ہے اور اس کی قسم پر ثبوت کا دار و مدار ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

طلاق پر ایک منفرد مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید اپنی بیوی سے یہ الفاظ کہتا ہے کہ میرے نکاح میں ہوتے ہوئے تم لاہور نہیں جاسکتیں، میرے نکاح سے نکل کر ہی جاسکتی ہو ان الفاظ کی ادائیگی کے بعد اگر زید کی بیوی لاہور چلی جاتی ہے تو اس صورت میں طلاق ہوتی ہے یا نہیں؟ اگر ہوجاتی ہے تو رجعی ہوئی یا بائنہ اگر نہیں ہوئی تو کفارہ ہوگا یا نہیں؟ اگر ہوگا تو کتنا؟ تفصیل سے جواب صادر فرمائیں۔ المستفتی کیپٹن زوار حسین عباسی، کوئٹہ کینٹ

۷۸۶ الجواب: باوجود تلاش کوئی جزئیہ ایسا فقیر کو دستیاب نہ ہوا جس پر صورت مسئولہ منطبق ہو زیادہ سے زیادہ جو بات اس مسئلہ میں فقیر کہہ سکتا ہے وہ یہ ہے کہ الفاظ کے معنی کا دار و مدار عرف عام پر ہے اور اس قسم کے الفاظ جب بولے جاتے ہیں تو ان سے مراد عورت کو تخویف یعنی ڈرانا دھمکانا ہوتا ہے اس بنیاد پر مذکورہ بالا الفاظ کا ماحصل قسم ہوا کہ اگر تم لاہور گئیں تو میں طلاق دے دوں گا اب اگر یہ عورت لاہور گئی تو اس پر اپنی قسم کی بموجب طلاق دینا تھا لیکن حدیث شریف میں فرمایا کہ ''اگر میں کوئی قسم کھاؤں اور اس کے غیر میں بھلائی دیکھوں تو وہ کام کروں گا جو بہتر ہے اور قسم کا کفارہ دے دوں گا'' (بخاری ومسلم) لہٰذا شوہر قسم کا کفارہ ادا کردے اور حقوق زوجیت ادا کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ ذی القعدہ ۱۴۰۳ھ

نوٹ:۔ اس فتویٰ کے خلاف کوئی فتویٰ کسی معتبر عالم ومفتی کا آئے تو اس فقیر کو آگاہ کریں تاکہ غلطی کی اصلاح ہوجائے۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یمین منعقدہ کی تعریف (قسم)

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ہم کتاب وسنت کی روشنی میں آپ سے یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص قرآن پاک پر ہاتھ رکھ کر کسی بھی کام کے لئے خواہ وہ دینی ہو یا دنیاوی جس میں اس کے ذاتی فائدے کے علاوہ عام لوگوں کا بھی فائدہ ہو اس بات کا عہد اور یقین دلائے کہ میں ضرور بہ ضرور کروں گا۔ اس عہد کے بعد اگر وہ اپنے اس عہد سے جو اس نے قرآن پاک پر ہاتھ رکھ کر دیا ہے پھر جائے یعنی حلف سے پھر جائے ایسے شخص کے لئے ہمارے اسلام میں کیا احکامات ہیں؟ رشید احمد خان، میر پور خاص، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** کسی بات کا عہد کرنا اور حلف کھا کر یہ یقین دلانا کہ میں فلاں کام کروں گا، اصطلاح شرع میں یمین منعقدہ کہلاتا ہے۔ اس قسم کا جب بھی خلاف کیا جائے گا یعنی اس قسم کو توڑا جائے گا تو کفارہ لازم آئے گا اگرچہ وہ قسم کسی بھی بات پر کھائی جائے اگرچہ اس کا توڑنا شرع نے ضروری قرار دیا ہو اور خواہ یہ قسم توڑنا اپنے اختیار سے ہو یا دوسرے کے مجبور کرنے سے یا بھول چوک سے۔ ہر صورت میں کفارہ لازم آئے گا اور آج کے دور میں اس قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا ان کو کپڑے پہنانا ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کھانے کے عوض ہر مسکین کو دو کلو گیہوں یا ان کی قیمت کا مالک کر دے اور جو اس پر قادر نہ ہو وہ پے در پے تین روزے رکھے۔ (عامۂ کتب) کفارہ قسم کی ادائیگی حکم شرعی ہے، جو اس پر عمل نہ کرے وہ شرعاً مجرم ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ ذی قعد ۱۴۰۳ھ

کفارہ قسم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید نے قسم کھائی کلام پاک اٹھا کر کہ میں یہ کام نہیں کروں گا اب وہ کسی وجہ سے مجبور ہے کہ وہ اس کی پابندی نہیں کر سکتا شرعی حکم کیا ہے؟ وہ اپنی اس قسم کو توڑنے کا کیا کفارہ ادا کرے۔ ظہیر احمد خان، ڈرگ روڈ کالونی نمبر ۵، کراچی

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: صورت مسئولہ میں زید نے کلام پاک اٹھا کر قسم کھائی تو قسم ہو گئی۔ قسم توڑنے میں بہتری ہو کہ ایسے امر کی قسم کھائی کہ اس کے غیر میں بہتری ہے تو ایسی قسم توڑ کر وہ کرے جو بہتر ہے۔ بہر حال اس قسم کو توڑنے پر کفارہ دینا ہوگا اور قسم کا کفارہ غلام آزاد کرنا یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا ان کو کپڑے پہنانا ہے ان تین باتوں میں سے جو چاہے کرے، اور اگر ان باتوں پر قادر نہ ہو تو پے در پے تین روزے رکھے۔ (عالمگیری، درمختار، عامۂ کتب) واللہ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۶.۱۱.۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۱ صفر المظفر ۱۴۰۵ھ

یمین غموس (جس پر کفارہ لازم نہیں)

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید کو ایک آدمی نے ایک غلط کام کرتے ہوئے دیکھا لیکن زید نے اپنی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جان بچانے اور ناحق صفائی کی خاطر قرآن پاک اٹھایا۔ اب زید اس جھوٹے قرآن اٹھانے کا کفارہ کیا دے؟

فقط السائل محمد ابراہیم

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائی تو ایسی قسم کو غموس کہتے ہیں اور غموس میں سخت گناہ گار ہوا استغفار و توبہ فرض ہے مگر کفارہ لازم نہیں (درمختار، عالمگیری وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۹ مئی ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

قرآن کریم کی قسم بھی، قسم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک وارڈ سے چار اشخاص الیکشن ممبری کے لئے کھڑے ہوئے۔ اہل محلہ نے مع چار ممبران ایک کمیٹی میں جمع ہو کر یہ فیصلہ کیا کہ قرعہ اندازی کرلی جائے۔ جس کا نام قرعہ اندازی میں نکل آئے وہ ممبری کے لئے کھڑا رہے باقی تین افراد اس کا ساتھ دیں۔ اس پر بذریعہ قرآن پاک حلف اٹھایا گیا اور تین ممبران حلف نامہ کے بعد بیٹھ گئے۔ صرف قرعہ اندازی میں کامیاب ممبر الیکشن میں کھڑا رہا۔ یہ حلف اس لئے اٹھایا گیا تھا کہ ووٹ فاطمہ جناح کو دیا جائے گا۔ یہ فیصلہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۶۴ء کو بوقت شب ہوا تھا۔ کچھ افراد محلّہ والوں نے کامیاب امیدوار کے خلاف چہ میگوئیاں اور اعتراضات شروع کردیئے، اس پر کامیاب ممبر دل برداشتہ ہوگیا اور اس نے آج پھر مورخہ ۱۲۹ اکتوبر ۱۹۶۴ء کو میٹنگ میں اہل محلّہ کے سامنے یہ کہا کہ میں اپنے حلفیہ وعدہ کا اس لئے پابند نہیں رہا ہوں کہ مجھ پر اعتراضات ابھی سے شروع کردیئے گئے ہیں آئندہ کیا حشر ہوگا۔ لہٰذا اب میں جو سابق میں حلف اٹھا چکا ہوں اس کا پابند نہیں ہوں اس حلفیہ وعدہ خلافی کا ممبر پر حکم شریعت کیا ہے۔ تین ممبران جنہوں نے حلف اس بات کا اٹھایا تھا کہ ہم سب مل کر قرعہ اندازی کے حلف الیکشن میں نہیں ہوں گے وہ اب تک پابند ہیں آج سے جس کو کامیاب ممبر نے الیکشن میں کھڑے ہو کر اپنی کامیابی کی جدوجہد کرنے کی اجازت دے دی ہے کیا وہ الیکشن میں کھڑے ہو سکتے ہیں؟ اور ان کے حلف کے بارے میں کیا حکم ہے؟ محمد عمر

۷۸۶ **الجواب:** قرآن کریم کی قسم شرعاً قسم ہے اور جبکہ یہ قسم آئندہ کے لئے کھائی گئی ہے تو اس کو توڑنے پر کفارہ لازم آئے گا اور قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا ان کو کپڑے پہنانا ہے اور اس پر قادر نہ ہو تو پے در پے تین روزے رکھنا ہے۔ مساکین کو کھانا کھلانے میں یہ لحاظ ضروری ہے کہ جن مساکین کو صبح کھانا کھلایا انہیں کو شام کو بھی کھلائے ورنہ کفارہ ادا نہ ہوگا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کھانے کے عوض ہر مسکین کو بقدر صدقہ فطر نصف صاع (سوا دو سیر) گیہوں یا اس کی قیمت کا مسکین کو مالک کردے۔ (عامۂ کتب) لیکن کفارہ اسی وقت لازم آئے گا جبکہ قسم کھانے والے اپنی قسم کے برخلاف الیکشن میں کھڑے ہوں یا قسم کے خلاف کسی اور کو ووٹ دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ جمادی الآخریٰ ۱۳۸۴ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شراب نہ پینے کی قسم کھائی پھر پی لی، تو توبہ اور کفارہ دونوں لازم ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص شراب پیتا تھا اور نشہ کرتا تھا اور اس کے والدین نے اس کو منع کر دیا اور اس نے قسم اٹھایا اور وعدہ کر کے کہا کہ آج کے بعد میں شراب نہیں پیئوں گا اور نشہ وغیرہ نہیں کروں گا۔ تو اس کے بعد پھر وہ شخص شراب پی لے تو اس کو ابھی کیا کرنا ہوگا؟ عرض دار۔ مشتاق احمد، سپر ہائی وے روڈ کراچی۔ ۱۰. ۲۳. ۱۹۸۴ء

الجواب ۷۸۶ ہوالموفق للصواب: شراب نہ پینے کی قسم کھائی تو بہت اچھا کیا اس پر قائم رہنا چاہئے تھا کہ یہ اُمّ الخبائث بدترین حرام چیز ہے، صورت مسئول عنہا میں جبکہ شخص مذکور نے شراب پی کر قسم توڑ دی تو اس پر کفارہ بھی لازم ہے اور توبہ بھی، قسم کا کفارہ قرآن کریم نے ارشاد فرمایا اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰکِیْنَ (المائدہ:89) یعنی دس مسکینوں کو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلانا اگر اس کی طاقت نہ ہو تو پھر تین روزے رکھ لے کفارہ ہو جائے گا، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک ہی مسکین کو بیس وقت کے کھانے کے پیسے دے دیں جو کھانا درمیانی آپ کھاتے ہوں اور یہ کم از کم ایک کھانا ایک فطرہ کے برابر ہوگا۔ (عامۂ کتب) واللہ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۳. ۱۰. ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

حلف اٹھایا اور کہا کہ "اور اس حلف سے پھرے تو (معاذ اللہ) خدا اور رسول سے پھرے" سخت کلمات ہیں

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب، السلام علیکم، کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید اور بکر، یہ دونوں ممبری کے لئے کھڑے ہو رہے تھے۔ پانچ اشخاص نے ایک ممبر کو بٹھانے کے لئے یہ تجویز پیش کی کہ دونوں ممبر اپنے دو دو آدمی دیں لہٰذا دونوں ممبروں نے اپنے دو دو نمائندے دیئے کل نو آدمی ہو گئے لہٰذا نو آدمیوں میں ایک آدمی کو سرپنچ بنا دیا گیا۔ اس کے بعد یہ تجویز پیش کی گئی کہ دو ڈبے لائے جائیں۔ ایک ڈبے پر زید کا نام لکھدیں اور دوسرے ڈبے پر بکر کا نام لکھ دیں لہٰذا ایسا ہی کیا گیا۔ اس کے بعد یہ تجویز پیش کی گئی کہ آٹھ اشخاص جس کے حق میں چاہیں فرداً فرداً جا کر ووٹ ڈال دیں اور زید اور بکر تا فیصلہ باہر بیٹھے رہیں گے لہٰذا اس تجویز پر عمل ہوا اور ووٹ ڈالے گئے۔ اس کے بعد آٹھوں اشخاص اور نویں سرپنچ کے سامنے دونوں ڈبے کھولے گئے۔ زید کے ڈبے میں کوئی ووٹ نہیں نکلا اور بکر کے کے ڈبہ میں آٹھوں ووٹ نکلے اس کے بعد زید اور بکر کو باہر بلایا گیا اور آٹھوں اشخاص نے یہ تجویز پیش کی ہے قرآن شریف لایا جائے اور ان دونوں سے حلف لیا جائے اور ان دونوں سے حلف لے کر وعدہ لیا جائے لہٰذا حلف لیا گیا کہ نو آدمی جو ہیں فیصلہ جس کے حق میں بھی دیں گے وہ ہمیں منظور ہوگا۔ ہم اس وعدہ اور حلف سے پھر جاویں گے تو خدا اور رسول سے پھر جاویں گے لہٰذا فرداً فرداً دونوں سے حلف اٹھوا کر وعدہ لیا گیا اور سرپنچ نے بھی قرآن شریف ہاتھ میں لے کر حلف دیا کہ ہم جو فیصلہ دیں گے وہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس قرآن شریف اور ایمان کی رو سے دیں گے اور اس کے بعد دونوں زید اور بکر کو فیصلہ سنا دیا گیا۔ فیصلہ یہ کہ زید کا ڈبہ خالی نکلا ہے اور بکر کے ڈبے میں آٹھوں ووٹ نکلے ہیں اس لئے اب زید کو بکر کے حق میں دست بردار ہو جانا چاہئے لہٰذا زید نے فیصلہ منظور کر لیا اس کے بعد زید اپنے حلف و وعدہ سے منکر ہو گیا ہے اور کہتا ہے کہ میں کفارہ دوں گا، لہٰذا سوال ہے ممبری میں نہ کھڑے ہونے کا وعدہ کر کے جو، حلف زید نے اٹھایا تھا اور اب وہ اپنے حلف سے منکر ہو گیا ہے اور زید یہ کہتا ہے کہ کفارہ ادا کروں گا اور ممبری میں کھڑا ہوں گا لہٰذا شرع کی رو سے علماء کرام فیصلہ دیں کہ زید کے بارے میں کیا حکم ہے؟

آٹھوں آدمیوں میں نواں آدمی سرپنچ کیا گیا اور سرپنچ کے فیصلہ سنا دینے کے بعد یہ فرمایا کہ ہم سب اس بات کو اس مقام کے بعد ووٹ اور حلف کا تذکرہ نہیں دیں گے مگر ان میں سے ایک آدمی نے باہر نکلنے کے بعد فوراً ہی دوسرے لوگوں سے تذکرہ کر دیا لہٰذا اس کے لئے علماء کرام کیا فرماتے ہیں؟ فقط السائل

۷۸۶ **الجواب:** حلف میں یہ الفاظ کہ ''اگر ہم اس حلف سے پھر جائیں گے تو خدا اور رسول سے پھر جائیں گے'' بہت سخت ہے کہ اگر قسم توڑ دی تو توڑنے والا حلف کے بموجب خدا اور رسول سے پھر جائے گا اور یہ کفر ہے۔ ان الفاظ کو دہرانے والے ہر شخص پر توبہ فرض ہے اور قسم بہر حال ہو گئی۔ قسم کھانے والا اگر اس کے خلاف کرے گا تو اس پر کفارہ لازم آئے گا اور ان بلاد میں قسم توڑنے کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا ان کو کپڑے پہنانا ہے۔ مساکین کو کھانا دونوں وقت پیٹ بھر کر کھلانا ہو گا اور جنھیں صبح کے وقت کھلایا ہے انہیں کو شام کے وقت کھلانا ضروری ہے یا کھلانے کے عوض ہر مسکین کو نصف صاع یعنی (سوا دو سیر) گیہوں یا ان کی قیمت کا مالک کر دے۔ ہاں جو شخص اس پر قادر نہ ہو وہ پے در پے تین روزے رکھے اور حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص قسم کھائے اور دوسری چیز اس سے بہتر پائے تو قسم کا کفارہ دے اور وہ کام کرے (مسلم شریف) یعنی پہلے وہ کام کرے اور بعد میں کفارہ دے۔ سوال مندرجہ بالا کا جواب بھی معلوم ہو گیا کہ اس پر کفارہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ ربیع الاول شریف ۱۳۸۴ھ

ایک کام کی قسم کھائے اور بہتری اس کے غیر میں ہو تو قسم توڑ دے اور کفارہ دے

سوال: جناب مفتی صاحب! السلام علیکم، عرض یہ ہے کہ

اگر کوئی شخص قرآن پر ہاتھ رکھ کر حلف اٹھاتا ہے کہ میں فلاں بات یا شخص کا پابند رہوں گا۔ اور یہ حلف دباؤ کے تحت اٹھایا جاتا ہے، اب اگر وہ شخص ایسا نہیں چاہتا ہے اور اپنے اٹھائے ہوئے حلف پر قائم رہنا مشکل ہے تو اس کے لئے شرع میں کیا حکم ہے؟ فقط ابرار احمد ولد حاجی عبد السلام، جیل روڈ ہیرا آباد، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: کسی ایسے امر کی قسم کھائی کہ اس کے غیر میں بہتری ہے تو ایسی قسم کو توڑ کر وہ کرے جو بہتر ہے۔ قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلانا ہے یا ان کو کپڑا پہنانا ہے اور جو اس کی قدرت نہ رکھتا ہو تو تین دن کے روزے مسلسل رکھے۔ قال اللہ تعالیٰ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کسوتھم او تحریر رقبۃ فمن لم یجد فصیام ثلثۃ ایام (المائدہ:89) واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۰.۰۱.۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

مدعی اور مدعا علیہ میں سے قسم کس پر ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک عورت کا کہنا ہے کہ اس نے اپنے قریبی رشتہ دار کو امانت کے طور پر دو تولہ زنجیر سونے کی، اور چھ ہزار روپیہ نقد دیا تھا۔ اب لڑکے نے جواب دے کر حلف اٹھایا اور کہا کہ ایک تولہ سونا تھا اور دو ہزار روپے مجبوری کے تحت اس نے خرچ کر دیئے۔ اب لڑکا یہ مال دینا چاہتا ہے لیکن عورت کہتی ہے کہ ہمارا چھ ہزار روپیہ اور دو تولہ سونا تھا عورت بھی حلف اٹھانے کے لئے تیار ہے لہٰذا برائے کرم اس الجھن کو دور کرنے کے لئے قرآن کی روشنی سے آگاہ کریں۔ عرض دار، عین الحق، ہوسڑی

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں شریعت مطہرہ کا حکم یہ ہے کہ مدعی گواہ پیش کرے اور مدعی علیہ قسم کھائے البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر (مسلم) امانت کا دعویٰ ہو تو یہ بیان کرنا بھی ضروری ہے کہ یہ چیز فلاں جگہ اس کے پاس امانت رکھی گئی تھی (درمختار، بیہقی) اگر عورت گواہ نہ پیش کر سکے تو حلف، امین، یعنی مدعی علیہ کے ذمہ ہوگا اور حلف سے جب بات کہہ دیگا تو بات اسی کی معتبر ہوگی۔ (ھدایہ، بہار شریعت) واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۱.۲. ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

قسم مدعیٰ علیہ پر ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: حق شفعہ کے ایک مقدمے میں مدعی نے اسلامی قانون کے تحت اپنے گواہ پیش کر دیئے۔ مدعا علیہ بھی گواہ پیش کرتا ہے، مگر زید کا کہنا ہے کہ مدعا علیہ پر قسم ہے مگر وہ قسم کی بجائے گواہ پیش کرتا ہے کیا اس کے گواہ شرعاً مانے جائیں گے یا اس پر قسم ہی ہے؟

سائل عبدالرشید ٹھیکے دار و دیگر، تلک چاڑی، حیدر آباد، ۱۹ فروری ۱۹۸۵ء

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: بیہقی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو محض ان کے دعوے پر چیز دلا دی جائے تو بہت سے لوگ خون اور مال کے دعوے کر ڈالیں لیکن مدعی کے ذمہ بینہ (گواہ) ہے اور منکر (مدعیٰ علیہ) پر قسم ہے (بیہقی) صحیح مسلم میں ہے لیکن مدعیٰ علیہ پر حلف ہے (مسلم) لہٰذا ان احادیث کی روشنی میں معلوم ہوا کہ مدعی کے ذمہ گواہ پیش کرنا ہے اور مدعیٰ علیہ پر حلف ہے۔ اس بناء پر مدعیٰ علیہ کا گواہ پیش کرنا شرعاً جائز نہ ہوگا اور حکم شرعی کی تغییر ہوگی۔ (عامۂ کتب) صورت مسئولہ میں جبکہ مدعی نے گواہ پیش کر دیئے تو اب مدعیٰ علیہ کو گواہ پیش کرنے کی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ضرورت نہیں ہاں اگر مدعی گواہ نہ پیش کر سکتا تو مدعیٰ علیہ پر قسم تھی اور اس صورت میں تو مدعیٰ علیہ پر قسم بھی نہیں کہ مدعی گواہ پیش کر چکا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۰.۲.۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

جس کو شک ہو، پہلے دعویٰ کرے، گواہ لائے، بغیر دعویٰ کے قسم لینا خلاف شرع ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ہمارے آفس میں اکثر چوری کے واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ ہمیں شک ہے کہ اس میں ہمارے آفس کا کوئی آدمی ملوث ہے اب ہمارے آفیسرز تمام اسٹاف سے قرآن پاک اٹھوانا چاہتے ہیں یہ کام شریعت کے مطابق ہے یا نہیں؟ جواب دے کر رہنمائی فرمائیں۔ محمد اکبر، محمد اقبال، ظریف بیگ، حافظ محمد اسحاق، شفیق احمد

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: قسم کھانا یا قرآن کریم کا حلف اٹھانا کوئی معمولی بات نہیں ہے کہ محض شک کی بناء پر تمام عملہ کو اس مشقت میں ڈال دیا جائے۔ قرآن کریم میں ہے وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ (البقرہ:224) اللہ کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ بناؤ۔ قسم کھانا جائز ہے مگر جہاں تک کمی ہو بہتر ہے بات بات پر یا محض شک پر قسم کھانا نہ چاہئے۔ (بہار شریعت) مسلم شریف میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "اگر لوگوں کو محض دعویٰ کی وجہ سے دے دیا جایا کرے تو کتنے لوگ خون اور مال کا دعویٰ کر ڈالیں گے لیکن مدعیٰ علیہ پر حلف ہے اور مدعی کے ذمے گواہ۔" صورت مسئول عنہا میں جب تک یقین نہ ہو تو کسی پر چوری کا دعویٰ بھی نہیں کیا جا سکتا، ہاں اگر شک یقین کی حد تک ہو تو چاہئے کہ پہلے آفیسرز دعویٰ کریں پھر گواہ پیش کریں اگر گواہ یعنی ثبوت پیش نہ کر سکیں تو اب مدعیٰ علیہ سے قسم لی جائے گی اگر مدعیٰ علیہ منکر ہو۔ حدیث شریف میں البینة علی المدعی والیمین علی من انکر (بیہقی شریف) پھر جس جس پر دعویٰ کیا جائے اگر وہ انکار کرے تو اس سے قسم لی جائے۔ بغیر دعویٰ کے قسم لینا خلاف شرع ہے اور مسلمانوں کو تکلیف میں ڈالنے کے برابر۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۵ فروری ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

بعض قسم توڑنا مستحب ہے

سوال: حضرت علامہ مفتی محمد خلیل خاں القادری صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی طبیعت کی ناسازی کا علم ہوا خداوند کریم آپ کو صحت یابی اور درازیٔ عمر عطا فرمائے تاکہ وہ بھی خدمت اسلام میں کام آئے۔ اب سوال پیش خدمت ہے امید ہے کہ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب سے نوازیں گے۔

سوال: ایک شخص نے نماز پڑھنے کے بعد قرآن شریف پر ہاتھ رکھ کر قسم کھائی اور منہ سے اس طرح الفاظ کہے کہ "اے خداوند کریم میں وعدہ کرتا ہوں (یا قسم کھاتا ہوں) کہ میں آج کے بعد فلاں علاقے کا رخ بھی نہیں کروں گا (یا دوسری اس طرح کی قسم) اگر میں نے ایسا کیا تو اے خدا تو مجھے مرنے کے بعد کافروں کی طرح اٹھانا (یا یہ کہ میری موت کافروں جیسی ہو)

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مگر وہ شخص اپنی قسم (یا عہد) پر پچھتا رہا ہے کیوں کہ (فرض کریں) اس کا اس علاقے میں جانا ضروری ہے ورنہ زندگی بھر ایک طویل عرصے تک پریشان رہے گا۔ اس کا بڑا مالی، وقتی اور ذہنی نقصان ہوگا۔ صورت حال یہ ہے کہ اس کو فقط ایک بار اس علاقے میں جانا ہے۔ کیا وہ اس طرح کی قسم (یا وعدہ) کا کفارہ ادا کر کے خداوند کریم سے ایک مرتبہ کی مہلت مانگ سکتا ہے۔ خداوند کریم بڑا کرم نواز غفور و رحیم ہے سوائے شرک کے ہر گناہ کی معافی قبول ہے۔ اس قسم کی قسم کے لئے کیا کسی کفارہ کی گنجائش ہے؟ کفارہ دیا جاسکتا ہے تو قسم توڑنے سے پہلے یا قسم توڑنے کے بعد؟ اور کس طرح کفارہ ادا کیا جاسکتا ہے؟ برائے کرم زحمت فرما کر تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں میں زندگی بھر دعا گو اور ممنون رہوں گا۔

فقط السائل عزیز مغل، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: بعض قسمیں ایسی ہوتی ہیں کہ جن کا توڑنا مستحب ہے مثلاً ایسے امر کی قسم کھائی کہ اس کے غیر میں بہتری ہو تو ایسی قسم کو توڑ کر وہ کرے جو بہتر ہے (مبسوط) صورت مسئول عنہا میں بھی ایسی قسم کا تذکرہ ہے لہٰذا اسے توڑ کر کفارہ دیا جائے، پھر زندگی میں جب اور جتنی بار چاہے جاسکتا ہے۔ قسم کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے جو اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہیں یا انہیں کپڑا دیا جائے اور اگر ان میں سے کسی بات کی قدرت نہ ہو تو وہ تین دن کے روزے مسلسل رکھے، قرآن کریم میں ہے إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَٰكِينَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ ۖ فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَٰثَةِ أَيَّامٍ (المائدہ:89) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۳.۴.۱۹۸۵ء

جھوٹے آدمی کی قسم نامعتبر ہے

سوال: آپ سے یہ معلوم کرنا ہے کہ: اگر ایسا دھوکہ باز شخص جس نے اسٹامپ دکھا کر کہا کہ "یہ تو ایسے ہی لکھوایا تھا" اور اس غلط اسٹامپ کی مدد سے محکموں کو دھوکہ دے کر کام نکلواتا رہا۔ بجلی کا کنکشن، غلط کاغذات کی وجہ سے محکمہ بجلی کو دھوکہ دے کر حاصل کیا۔ سٹی سروے میں میرے مرحوم والد کے نام سے مکان کے کاغذات حاصل کئے، اور جعلی طریقے سے اپنا نام لکھوا کر محکمہ پانی H.D.A کو دھوکہ دہی سے غلط کاغذات کی مدد سے پانی کا کنکشن حاصل کیا۔ اگر قرآن اٹھا کر کوئی بات کہے تو شرعی نقطۂ نگاہ سے اس کی بات کا یقین کریں یا کہ نہیں؟ فقط السائل محمد حنیف ولد امام الدین، شاہی بازار حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: صورت مسئولہ میں جبکہ محمد یوسف صاحب کے بارے میں حقائق و دلائل سے یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ انہوں نے بارہا جھوٹی درخواستوں کا سہارا لیا اور ہمیشہ غلط درخواستوں سے اپنا مفاد حاصل کیا تو ایسے شخص کی کسی بات کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں نہ اس کی قسم کا اعتبار ہوگا۔ اس صورت حال میں حکم شرع یہ ہے کہ چونکہ محمد یوسف مدعی اور محمد حنیف مدعیٰ علیہ ہے۔ قال النبی ﷺ البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر مدعی کے ذمے گواہ لانا ہے اور مدعیٰ علیہ پر قسم ہے لہٰذا محمد یوسف اپنے دعویٰ پر دو شرعی نیک صالح نمازی گواہ پیش کرے ورنہ محمد حنیف سے قسم لی جائے گی۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

واللہ تعالیٰ اعلم احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۳ مئی ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

مرنے کے روزوں اور نمازوں کا کفارہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میری والدہ عرصہ ایک سال سے سخت علیل ہیں۔ جب تک ان کے ہوش وحواس درست رہے پابندی سے صوم وصلوٰۃ کی پابند تھیں۔ اپنی زندگی میں ایک حج کی سعادت بھی حاصل کی۔

آج کل وہ سخت علیل ہیں۔ فالج کا اٹیک ہوا تھا۔ قریب ایک سال سے پابندی نماز نہیں ہوسکی لیکن میں قریب ایک سال سے ان کی نماز کا کفارہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ اس سلسلہ میں شریعت کا کیا حکم ہے۔ کس صورت میں اور کس طرح سے کفارہ کی ادائیگی ہوگی؟

اگر رقم کی صورت میں کفارہ دینا ہے تو یہ رقم کس کس جگہ استعمال ہوسکتی ہے؟

کیا یہ رقم کسی صورت سے کسی مسجد کی تعمیر میں استعمال ہوسکتی ہے؟

کیا یہ کفارہ کسی کے انتقال کے بعد بھی ادا ہوسکتا ہے؟ جواب عنایت فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

فقط السائل حاجی سیّد غلام مخدوم قادری اشرفی، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: کفارہ صوم وصلوٰۃ فی عبادت وہی ہے جو ایک فطرہ ہوتا ہے یعنی دوکلو آٹے کی قیمت ایک نماز کی دی جائے گی۔ کفارہ انتقال کے بعد بھی دیا جاسکتا ہے بلکہ اگر وصیت ہے تو دینا لازمی ہے (عامۂ کتب) کفارہ کے مصارف وہی ہیں جو زکوٰۃ کے ہیں۔ مسجد میں دینا جائز نہیں ہے۔ (فتاویٰ رضویہ) اگر دینے کی سکت ہو تو کل رقم حساب لگا کر مسکین کو دیں یا کئی مساکین کو دیں اگر طاقت نہ ہو تو حیلۂ اسقاط کے ذریعہ دیں اس طرح کفارہ دینا، فدیہ کہلاتا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم، احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۹ مئی ۱۹۸۵ء

قسم مدعا علیہ پر ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: اگر چہ مدعی اور مدعا علیہ دونوں قسم کھانے پر تیار ہوں تو شرعی فیصلہ صادر فرمائیں کہ آیا قسم مدعی سے لی جائے یا مدعا علیہ سے؟ فقط السائل

۷۸۶ **الجواب:** حدیث شریف کا ارشاد ہے البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر یعنی مدعی پر بینہ اور اپنے دعوے پر ثبوت مہیا کرنا ہے اور وہ ثبوت پیش نہ کر سکے تو اب مدعا علیہ سے قسم لی جائے گی اور اسی پر شرعی فیصلہ ہوگا۔ مدعی سے قسم نہیں لی جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ محرم الحرام ۱۴۰۷ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جب تک جھوٹا ہونا ثابت نہ ہو، قسم کا اعتبار کریں

سوال: اگر قسم کھانے پر بھی کوئی اعتبار نہ کرے یا شک کرے تو اس کے لئے شرعی فیصلہ صادر فرمائیں؟ فقط السائل

۷۸۶ **الجواب:** جب تک قسم کھانے سے جھوٹ کا تجربہ نہ ہو یعنی اس کا جھوٹا ہونا اور جھوٹی قسم کھانے والا ہونا ظاہر نہ ہو۔ مسلمانوں پر اس کی قسم کا اعتبار کرنا لازم ہے۔ ورنہ بلا دلیل شرعی ایک مسلمان پر جھوٹ تہمت رکھنے والوں میں شمار ہوں گے اور شرعاً ان پر مواخذہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ محرم الحرام ۱۳۸۷ھ

قرآن ہاتھ میں لے کر قسم کھانا

سوال: علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ: جبکہ ایک شخص ایک پارٹی کو مطمئن کرنے کے لئے قرآن پاک ہاتھوں میں اٹھا کر یقین دلاتا ہے کہ میں ہمیشہ تمہارے ساتھ رہوں گا اور تمہارا ساتھ دوں گا مگر بعد میں دوسری پارٹی سے بھی قرآن پاک اٹھا کر اس پارٹی کو بھی یقین دلاتا ہے۔ پھر اب تیسری مرتبہ بھی قرآن پاک اٹھانے کو تیار ہے۔ شریعت کی رو سے علماء دین کیا فرماتے ہیں اٹھانے والے اور اٹھوانے والے کے لئے؟ فقط السائل، نصیب خان، پختہ قلعہ، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** قرآن پاک کی جھوٹی قسم اٹھانے والے یعنی قرآن پاک ہاتھ میں لے کر وعدہ دینے اور پھر اس وعدہ سے پھر جانے والے سخت گناہ گار ہیں ان پر توبہ و استغفار فرض ہے اور قسم کھا کر توڑ دینے پر کفارہ بھی لازم آتا ہے اور اس کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے یا ان کو کپڑے پہنانا ہے اور آدمی اگر اس قابل نہیں تو اسے حکم ہے کہ پے در پے (متصل) تین روزے رکھے۔ جو لوگ اس شخص کی عادت سے واقف ہوتے ہوئے اس سے قسم لیں گے یہ بھی گناہ گار قرار پائیں گے کہ گناہ پر مدد کرتے ہیں۔ پھر ایسے شخص کا اعتبار بھی کیا تو قسم لینا یوں بھی فضول ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ ربیع الآخر ۱۳۸۷ھ

راز نہ بتانے کا عہد اور اس پر قسم

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

ہماری قوم راجپوت میں دو فرقے ہو گئے ہیں۔ صرف دنیاوی امور کے لحاظ سے اور دونوں فریق نے اپنی اپنی قومی تنظیم برائے فلاح و بہبود بنالی ہے ایک پنچائیت کے موقع پر سب سے کلمہ پڑھوا کر یہ عہد بھی لیا گیا کہ کوئی شخص اپنی تنظیم کا کسی قسم کا راز دوسری تنظیم کے کسی فرد کو نہ بتائے گا۔ خاکسار نے سب سے آخر میں بلند آواز سے کلمہ شہادت پڑھ کر اور خدا کو حاضر و ناظر جان کر یہ الفاظ دہرائے کہ میں زندگی میں کبھی بھی دوسرے فریق والوں سے نہیں ملوں گا اور نہ ہی اس کی کسی خوشی یا پنچائیت میں شمولیت اختیار کروں گا۔ یہ الفاظ کہہ کر حاضرین سے میں نے یہ کہا آپ بھی دوبارہ کلمہ پڑھیے سب نے دوبارہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میرے الفاظ کو سن کر کلمہ پڑھا۔ اب بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے صرف راز افشانہ کرنے کے لئے کلمہ پڑھا تھا، زندگی بھر کے لئے پابند نہیں ہیں۔ لہٰذا عرض خدمت یہ ہے کہ حلف کا پابند صرف میں ہی ہوں یا حاضرین محفل بھی۔ اس سلسلے میں مجھے فتویٰ درکار ہے؟ خاکسار محمد بشیر وارثی، معرفت ڈپٹی سٹلمنٹ کمشنر، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: اس صورت میں جن لوگوں نے عہد کیا تھا کہ کوئی شخص اپنی تنظیم کا راز دوسرے کسی شخص کو نہ بتائے گا ان پر کفارہ صرف اس صورت میں ہوگا جبکہ وہ یہ راز کسی دوسرے شخص کو بتادیں البتہ جس شخص نے یہ قسم کھائی کہ میں زندگی میں دوسرے تنظیم والوں سے نہ ملوں گا وغیرہ وغیرہ اس پر لازم ہے کہ دوسرے تنظیم والوں سے ملے اپنی قسم توڑے اور اس کا کفارہ دے۔ خدا اور رسول کا یہی حکم ہے اور قسم توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو کھانا کھلائے یا ان کو کپڑے بنادے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کھلانے کے بدلے میں ہر مسکین کو بقدر صدقہ فطرہ گیہوں (سوا دو سیر) یا ان کی قیمت دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ رجب المرجب ۱۳۸۹ھ

جھوٹی قسم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ساس اور بہو کے درمیان جھگڑا ہوا جس پر بہو نے ساس کو گندی گالیاں دیں۔ جب پڑوس کی عورتیں آئیں اور جمع ہوگئیں تو بہو نے انکار کیا کہ میں نے گالیاں ساس کو نہیں دیں ہیں۔ اس کے لئے اس نے قرآن پاک اٹھا کر قسم کھائی کہ میں نے گالیاں نہیں دیں اور پھر اقرار کرتی ہے کہ میں نے گالیاں دی ہیں۔ اب اس عورت کو قسم کے لئے کچھ کفارہ دینا ہوگا یا نہیں؟ سائل ایک عورت

۷۸۶ الجواب: جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانا سخت گناہ ہے اس کا مرتکب سخت گناہ گار ہوتا ہے۔ اس پر فرض ہے کہ سچے دل سے توبہ واستغفار کرے مگر کفارہ لازم نہیں۔ جو بن پڑے صدقہ وخیرات کرے اور آئندہ ہرگز ایسی حرکت نہ کرے۔ واللہ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ محرم الحرام ۱۳۸۷ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب الزنا والحدود

زنا کا ثبوت کیسے ہو؟

سوال: بخدمت جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ہماری برادری میں ایک عورت نے مجھ پر الزام لگایا ہے کہ ہمارا شوہر شکار پر گیا۔ اس کے بعد دن کے بارہ بجے نثار مقدمے کی تاریخ سے واپس آئے اور نثار نے مجھے کہا کہ ہم نے مبینہ کی چھاتیاں ملیں جو نورحسن کی بیوی ہے اور واجد کی ماں سے زنا کیا ہے۔ اس عورت کا کہنا ہے کہ اس عورت کا نام ظہورن ہے اور اس کے شوہر کا نام حکمت اللہ ہے اور اس عورت نے یہ بھی کہا ہے کہ واجد کی اماں کے ساتھ جب ہم زنا کرتے ہیں تو وہ پچاس روپے ہمیں دیتی ہیں اور اس عورت نے یہ بھی مجھے کہا کہ نثار نے ہم سے کہا کہ حیدر نے اکبری کے کے ساتھ زنا کیا اور اس عورت نے یہ بھی مجھے کہا کہ نثار نے مجھے کہا کہ دودھ والے نے ایک لومی عورت کے ساتھ برائی کی اور اس عورت نے یہ بھی کہا ہے کہ نثار نے مجھے کہا کہ حمید نے کلو کی اماں کے ساتھ زنا کیا اور اس عورت کا یہ بھی کہنا ہے کہ نثار نے ہم سے کہا کہ بشیر کی عورت اور بشیر کی لڑکی سے ہم نے زنا کیا اور اس عورت کا یہ بھی کہنا ہے کہ نثار نے مجھے کہا کہ ہم عورتوں کی شلوار اتار کر عورتوں کی سی بھی دیکھتے ہیں اور سی دیکھ کر ان کے ساتھ زنا بھی کرتے ہیں۔ اس عورت کے شوہر نے تمام برادری سے یہ شکایت کی کہ نثار نے ہماری عورت سے اس قسم کی باتیں کی جو ہم اوپر لکھ آئے ہیں برادری والوں نے کہا کہ تم اپنے گھر پر تمام برادری والوں کو اکٹھا کر کے پنچایت کرو اور اس عورت کے شوہر نے اپنے داماد منشی سے تمام برادری کو بلوالیا۔ عید کے باسی دن پنچایت ہوئی تو تمام برادری کے سامنے اس عورت نے یہی سب بیان کیا جو ہم اوپر لکھ چکے ہیں تمام برادری والوں نے اس عورت سے پوچھا کہ تم نے یہ بیان حلفیہ دیئے ہیں تو اس عورت نے جواب دیا کہ اللہ اور رسول کو حاضر و ناظر سمجھ کر ہم نے یہ حلفیہ بیان دیۓ ہیں تمام برادری والوں نے نثار سے پوچھا، بڑی بی جس نے تمہارے پر یہ الزام لگائے ہیں یہ صحیح ہیں یا غلط ہیں۔ نثار نے جواب دیا کہ بڑی بی کے یہ سب بیان غلط ہیں اور ہم اللہ اور رسول کو حاضر و ناظر جان کر حلفیہ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اس قسم کی باتیں بڑی بی سے نہیں کی ہیں اور ہم سے چاہے جیسی بھی قسم اٹھوالی جائے اس بات پر ایک شخص نے کہا کہ تم کو الزام کی حیثیت سے پنچایت میں بلایا گیا ہے اور اگر ملزم کی قسم مانی جائے تو پاکستان کی تمام جیلیں خالی ہو جائیں اس لئے تمہاری قسم نہیں مانی جائے گی۔

[illegible] عورت نے نثار کے خلاف یہ الزامات لگائے ہیں اس کا نام ظہورن ہے اور اس کے شوہر کا نام حکمت اللہ ہے اور ایک [illegible] نے یہ شہادت دی کہ ہم سے بھی نثار نے کہا کہ ہم تمہیں تعویذ کر کے دیں تو ایک عورت کو پان میں رکھ کے کھلا دینا اس

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عورت کا نام مبینہ ہے۔ اس مبینہ نے اس لئے شہادت جھوٹی دی کہ ظہورن نے یہ بھی کہا تھا کہ نثار نے ہم سے کہا تھا کہ مبینہ کی ہم نے چھاتیاں ملیں اس وجہ سے اس نے جھوٹی شہادت دی اور اس ایک عورت کے الزام لگانے پر جس کا نام ظہورن ہے برادری نے نثار کو برادری سے الگ کر دیا۔ اس کا ہمیں قرآن وحدیث کی رو سے فتویٰ دیا جائے کہ برادری والوں نے یہ فیصلہ صحیح کیا ہے یا غلط کیا ہے۔ تمام برادری نے اس عورت سے کہا کہ تم دس فقیر کو کھلاؤ اور تمام پنچایتوں سے معافی مانگو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے بے حیائی سے بیان دیا۔ ازطرف، نثار احمد، عیدگاہ میدان، لطیف آباد، مورخہ ۲۴.۱۰.۱۹۷۸ء

الجواب ۷۸۶ ھوالموفق للصواب: زنا اس وقت ثابت ہوگا جب چار مرد ایک مجلس میں لفظ زنا کے ساتھ شہادت ادا کریں، اگر لفظ زنا استعمال نہ کیا تو زنا ثابت نہ ہوگا۔ (درمختار) اگر قاضی کے سوا کسی اور کے سامنے زنا کا اقرار کیا تو حد نہیں ہوگی (درمختار، عالمگیری) صورت مسئول عنہا میں سائل کے بقول عورت کا یہ دعویٰ ہے کہ سائل نے اس کے سامنے زنا کا اقرار کیا اور سائل اس سے انکار کرتا ہے تو زنا ثابت نہ ہوگا۔ کسی کو زنا کی تہمت لگانے کو قذف کہتے ہیں اور یہ گناہ کبیرہ ہے۔ اسلامی حکومت میں زنا کی تہمت لگانے والے پر حد ہے جس کی مقدار اسی کوڑے ہے (درمختار) قذف کا ثبوت دو مردوں کی گواہی سے ہوگا یا اس تہمت لگانے والے کے اقرار سے اور اس جگہ عورتوں کی گواہی کافی نہیں ہے (ردالمحتار) صورت مسئول عنہا میں چونکہ زنا کا ثبوت نہیں ہے لہٰذا محض عورت کے اتہام سے زنا ثابت نہ ہوگا اور تمام لوگ سائل سے میل جول باقی رکھیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۵ اکتوبر ۱۹۷۸ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

زنا سے پیدا شدہ لڑکی کا نکاح جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک لڑکی بغیر نکاح کے ناجائز پیدا ہوئی اور بالغ ہو جانے کے بعد اس کا نکاح اہل قوم کے کسی شخص سے ہوا۔ بعد ازاں اس عورت سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جواب موجود ہے۔ یہ لڑکی جائز اولاد ہے یا ناجائز شمار کی جائے گی؟ اس کا جواب باصواب مرحمت فرمائیں۔ مہربانی ہوگی۔

طالب استفتاء ولی محمد، سرے گھاٹ، حیدرآباد، ۱۸ محرم الحرام ۱۳۸۰ھ

الجواب ۷۸۶: ناجائز طور پر پیدا ہونے والی لڑکی جب بالغ ہوگئی اور اس کا نکاح کر دیا گیا تو اب اس کے نکاح کے بعد اس کے شوہر سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ یقیناً جائز اولاد قرار پائے گی اور اس اولاد کا نسب اس لڑکی کے شوہر سے ثابت مانا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ محرم الحرام ۱۳۸۵ھ

زنا کا ثبوت

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، میرے داماد مسمی رحمٰن شاہ نے بدرستی ہوش وحواس اپنی زوجہ مسماۃ خاتون پر ایک دوسرے مرد کے ساتھ نازیبا حرکت میں مشغول رہنے کا قرآن پاک اٹھا کر الزام لگایا مگر لڑکی خاتون اور

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دوسرے شخص نے کہ جس پر الزام لگایا گیا تھا قرآن اٹھا کر قسم کھائی جبکہ محلہ والے وعزیزان مساۃ خاتون اور اس شخص کو جس پر الزام لگایا گیا تھا رحمٰن شاہ سے بہتر اور قابل اعتماد اور ایماندار سمجھتے ہیں کیوں کہ رحمٰن شاہ جواری اور نشہ کرنے والا ہے اور زیادہ اوقات میں نشہ میں رہتا ہے اس لئے جناب مفتی صاحب فتویٰ صادر فرمائیں؟ السائل محمد عبدالرحمٰن، ساکن کچہ قلعہ

۷۸۶ **الجواب:** زنا کا ثبوت سخت دشوار ہے اور جسے لوگ ثبوت کہتے اور سمجھتے ہیں وہ اوہام ہوتے ہیں۔ شرعاً زنا کا ثبوت اسی وقت ثابت ہوگا جبکہ چار عاقل مسلمان جن پر وہاں کے رہنے والے اعتبار کرتے ہوں یہ کہیں کہ ہم نے فلاں بن فلاں کو فلانہ بنت فلانہ سے وطی کرتے اس طرح دیکھا جیسے سرمہ دانی میں سلائی ہوتی ہے۔ اس کے بعد ان گواہوں سے جرح کی جائے گی جب اس میں وہ اپنی بات پر جمے رہیں گے تب کہیں جا کر زنا ثابت ہوگا۔ پھر زانی وزانیہ اقرار کریں۔ اس کے بعد محض کسی کے الزام لگانے سے زنا ثابت نہ ہوگا۔ ایسے افراد کو خدا اور رسول کے غضب سے ڈرنا چاہئے اور یاد رکھنا چاہئے کہ موت برحق ہے اور حساب لینے والا وہ احکم الحکمین۔ مولیٰ عزوجل ہمیں آخرت کی رسوائی سے اپنی پناہ میں رکھے۔ (آمین)

اور شوہر جب اپنی منکوحہ پر الزام لگاتا ہے زنا کا تو اس کا طریقہ کار لعان ہے جو قرآن کریم میں مذکور ہے کہ پہلے شوہر حاکم، یا قاضی اسلام، یا کسی حاکم، وقت کے سامنے کہے کہ "میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے جو اس عورت کو زنا کی تہمت لگائی ہے اس میں خدا کی قسم میں سچا ہوں" پھر پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ اس (الزام لگانے والے) پر خدا کی لعنت ہو اگر اس امر میں کہ اس کو زنا کی تہمت لگائی جھوٹ بولنے والوں سے ہوں اور ہر بار لفظ (اس) سے عورت کی طرف اشارہ کرے پھر اسی طرح عورت کہے گی۔ اگر شوہر انکار کرے تو قید کیا جائے گا اور جھوٹ کا اقرار کرے تو حد قذف جاری ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ شوال المکرم ۱۳۸۶ھ

غیر کی منکوحہ سے نکاح کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید بکر کی زوجہ کو اپنی ہمشیرہ بنا کر اپنے گھر لایا دو چار دن بعد محلہ میں ظاہر کیا کہ میں اس عورت سے نکاح کرلوں گا۔ اس پر محلے والوں نے اعتراض کیا اور کہا کہ پہلے سابقہ شوہر سے طلاق لے اور عدت کے دن گزارنے کے بعد عقد کر سکتے ہو۔ مگر زید نے کوئی بات نہ مانی اس محلہ کے لوگوں نے اسے محلہ سے نکال دیا۔ کچھ دن بعد زید کے عزیز زید کو دوبارہ محلہ میں لے آئے تو پوچھا گیا کہ یہ دوبارہ محلہ میں کیوں آیا ہے تو ظاہر کیا کہ نکاح کرلیا ہے۔ اس پر محلے والوں نے طلاق نامہ دریافت کیا تو کوئی جواب نہیں ملا اس پر محلے کے لوگ وبرادری کے لوگوں نے زید سے تعلق منقطع کرلیا مگر زید کے جو عزیز ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ تم سب لوگ زید کے ساتھ کھانا پینا برقرار رکھو اس پر اس نے اختلاف پیدا کیا۔ اس لئے جناب سے التماس ہے کہ اس شکل میں زید کا مساۃ کے ساتھ عقد ہونے کے بارے میں کیا حکم ہے۔ دوسرے جو لوگ زید کے ساتھ کھانا پینا رکھتے ہیں ان کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

فقط السائل، عبداللطیف اشرفی، حیدرآباد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئول عنہا میں عورت جس کے پاس ہے اس پر فرض قطعی ہے کہ عورت کو اپنے پاس سے جدا کرے اور نکال دے اور عورت پر فرض قطعی ہے کہ اس سے جدا ہو جائے اگر یہ دونوں اس حکم کی تعمیل نہ کریں مسلمان اسے اپنی صحبت سے نکال دیں اور اس کے پاس اٹھنا بیٹھنا ترک کردیں اور جب تک وہ شرعی طریقہ پر نکاح وطلاق کا ثبوت نہ دیں ترک تعلقات پر قائم رہیں۔ قال اللہ تعالیٰ وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۶۸﴾ (انعام) بلکہ بغیر طلاق اگر آپس میں یہ نکاح بھی کرلیں تو اس کے نکاح بے معنی کے بعد بھی، وہ زانی وزانیہ رہیں گے اور یہ جھوٹا نام نکاح، کا کچھ مفید نہ ہوگا۔ ایمان والے مرد اور ایمان والی بی بیوں پر لازم ہے کہ انہیں یک لخت چھوڑ دیں، نہ اپنے پاس بیٹھنے دیں اور نہ خود ان کے پاس بیٹھیں اور جو لوگ تعلقات پر زور دے رہے ہیں وہ غلطی پر ہیں ان پر ترک تعلق لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۷ھ

زنا کا ثبوت اور اس سے توبہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید پر لوگوں نے زنا کا الزام لگایا ہے کہ زید نے اپنے لڑکے کی عورت سے زنا کیا ہے مگر کسی نے دیکھا نہیں ہے۔ اب لڑکے نے طلاق دے دی ہے اور زید کو قوم سے خارج کردیا ہے مگر ثبوت اس مسئلہ کا کچھ نہیں ہے۔ اور زید کہتا ہے کہ میں نے نہیں کیا اگر کیا تب بھی میں معافی مانگتا ہوں۔ اس مسئلہ کا حل از روئے شریعت عنایت فرمائیں؟ السائل عبد الحفیظ، گولیمار، کراچی

۷۸۶ **الجواب** زنا کا ثبوت سخت دشوار ہے اور جسے عوام ثبوت سمجھتے ہیں وہ اوہام ہوتے ہیں پھر جبکہ وہ کہتا ہے کہ اگر میں نے کیا بھی تو معافی مانگتا ہوں یہ بمنزلہ توبہ کے ہے اور اللہ عزوجل اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور گناہ بخشتا ہے۔

وَ هُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَ یَعْفُوْا عَنِ السَّیِّاٰتِ (الشوریٰ:25) اس کے بعد جو لوگ اس توبہ کو نہ مانیں گے وہ گنہگار ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ اربیع الاول شریف ۱۳۸۸ھ

زانی لوطی وغیرہ کی بخشش کا بیان

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: کتاب المنبہات تالیف حضرت علامہ حافظ ابن حجر میں ایک حدیث آئی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ سات آدمی ایسے بدبخت ہیں جن کی طرف قیامت میں اللہ تعالیٰ نگاہ اٹھا کر دیکھے گا تک نہیں اور نہ انہیں گناہوں سے ہی پاک کرے گا بلکہ وہ دوزخ میں جھونک دیے جائیں گے۔

۱۔ ایک تو لواطت کرنے والا اور کرانے والا۔

۲۔ جو مشت زنی کرے۔

۳۔ جو کسی جانور سے بدفعلی کرے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۴۔ جو عورت کے غیر فطری مقام پر وطی کرے۔

۵۔ جو کسی عورت اور اس کی لڑکی دونوں سے شادی کرے۔

۶۔ جو اپنے پڑوسی کی بیوی سے بدکاری کرے۔

۷۔ جو اپنے ہمسایہ کو اتنی زیادہ تکلیف دے کہ وہ تنگ آ کر برا بھلا کہنے پر مجبور ہو جائے۔

جن لوگوں کا اس حدیث میں ذکر ہوا کیا ان لوگوں کی قیامت کے دن بالکل بخشش نہیں ہوگی؟ یا ان کو سزا ملنے کے بعد بخشش ہوگی؟ فقط السائل نور محمد، ٹنڈو الہیار، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** جرم و خطا کا مرتکب جب تک مسلمان ہے اور اسلام ہی پر مرتے دم تک قائم رہا، اس کی بخشش اللہ تعالیٰ کی مرضی پر موقوف ہے کہ چاہے سزا دے کر بخش دے یا بلا سزا محض اپنے فضل و کرم سے اس کی بخشش فرما دے لیکن بعض جرم و گناہ ایسے ہیں کہ ان کا مرتکب اگرچہ مسلمان ہو بلا سزا اسے چھوڑا نہ جائے گا وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ (الجمعہ) اس قسم کی احادیث جن میں یہ مضمون وارد ہے کہ اس کی بخشش نہ ہوگی یا تو کافر و مشرک کے لئے وارد ہے یا اس کا مطلب یہ ہے کہ بلا سزا بخشش نہ ہوگی اور چونکہ وہ مسلمان ہے اس لئے آخر کار اسے بخش دیا جائے گا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جنت میں پہنچا دیا جائے گا۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ صفر المظفر ۱۳۹۵ھ

بدچلنی کا الزام۔ ''اس قرآن کو نہیں مانتے'' کہنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: نتے کی بیوی نے سعد اللہ سے کہا کہ بشیر احمد نے مجھ سے کہا ہے کہ سعد اللہ کی عورت کو امام بخش مرغی انڈے کھلاتا ہے۔ سعد اللہ بشیر احمد کے گھر پر آئے اور بشیر احمد سے معلوم کیا کہ تم نے نتے کی عورت سے یہ کہا ہے کہ امام بخش سعد اللہ کی عورت کو مرغی انڈے کھلاتا ہے۔ بشیر احمد نے انکار کیا کہ میں نے نہیں کہا اور بشیر احمد نے قرآن شریف ہاتھ میں لے کر کہا کہ یہ بات میں نے نہیں کہی۔

جس پر سعد اللہ نے کہا کہ ہم اس قرآن کو نہیں مانتے۔ تم ہمارے گھر پر چلو اور نتے کی عورت کے سامنے قرآن اٹھاؤ جب ہم مانیں گے۔ بشیر احمد سعد اللہ کے ساتھ سعد اللہ کے گھر پر گئے وہاں نتے کی بیوی موجود تھی اس کے سامنے سعد اللہ نے بشیر احمد کو قرآن شریف لا کر دیا اور کہا کہ اگر تم نے نہیں کہا تو تم قرآن شریف اٹھاؤ۔ بشیر احمد نے قرآن شریف ہاتھ میں لے کر کہا کہ میں نے یہ بات نہیں کہی کہ امام بخش سعد اللہ کی بیوی کو انڈے مرغی کھلاتا ہے۔ پھر سعد اللہ نے کہا کہ ہم اس قرآن کو نہیں مانتے۔ اور نتے کی عورت کو کہا کہ یہ بات مجھے بشیر احمد نے کہی ہے۔ سعد اللہ نے کہا کہ تم سچی ہو۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں احکام شریعت کیا ہے۔ اس میں قرآن شریف اٹھانا بشیر احمد کا صحیح ہے یا نتے کی بیوی کا؟ اور احکام شریعت کے مطابق کسی پر گناہ گاری ثابت ہوگئی یا نہیں؟ فقط والسلام سائل، عبد السلام قریشی، عیدگاہ کالونی لطیف آباد

۷۸۷ **الجواب:** صورت مسئولہ میں نتے کی بیوی، ایک مسلمان مرد بلکہ ایک عورت پر بھی الزام بدچلنی لگاتی ہے اور ظاہراً

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کا منشا سعد اللہ اور اس کی بیوی میں جھگڑا پیدا کرنا ہے اور ایک کو دوسرے سے بدظن کرنا ہے۔ اس پر لازم ہے کہ وہ اپنی اس بات پر جو وہ بشیر کی طرف منسوب کرتی ہے گواہ پیش کرے اگر گواہ پیش نہ کر سکے تو بشیر احمد سے حلف لیا جائے گا اور اسی حلف کا اعتبار ہوگا اور عورت کا حلف نامعتبر ہوگا اور سعد اللہ جس نے یہ بات کہی کہ ہم اس قرآن کو نہیں مانتے اس پر توبہ لازم ہے اور یہ بھی کہ وہ اپنا نکاح دوبارہ پڑھائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ شعبان المعظم ۱۳۹۹ھ

زنا سے پیدا شدہ کا حکم دربارہ حلت وحرمت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک عورت مسماۃ عالم خاتون جو عبد اللہ کی منکوحہ ہے، کے ناجائز تعلقات ایک شخص مسمی عبد القیوم سے قائم ہوئے۔ جس کے نتیجے میں ایک لڑکی میراں پیدا ہوئی۔ پھر میراں کی شادی کے بعد میراں سے ایک لڑکی اپنے شوہر سے مسماۃ افروز پیدا ہوئی، عبد القیوم کی بیوی مسماۃ نور خاتون سے ایک لڑکا نجم الدین ہوا، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ مسماۃ افروز اور مسمّی نجم الدین کا باہم نکاح جائز ہے یا نہیں؟ نجم الدین، کنڈیارو، نواب شاہ

۷۸۶ الجواب: اگر یہ بات تسلیم کر لی جائے کہ مسماۃ عالم خاتون اور مسمّی عبد القیوم کے مابین ناجائز تعلقات تھے اور بچی تولد ہوئی تب بھی بحکم حدیث شریف الولد للفراش وللعاھر الحجر مسماۃ میراں، مسمّی عبد اللہ ہی کی لڑکی قرار پائے گی۔ عبد القیوم سے اس کا کوئی علاقہ نہیں ہوگا۔ اب عبد القیوم کے لڑکے نجم الدین اور میراں کی لڑکی مسماۃ افروز کے درمیان، اگر کوئی اور وجہ حرمت کی موجود نہیں تو دونوں میں نکاح بے شک جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ شعبان المعظم ۱۳۹۹ھ

جانور سے صحبت کی تو کیا حکم ہے؟

سوال: حضرت مولانا مفتی صاحب، السلام علیکم، بعد سلام عرض ہے کہ: ہماری مل کے اندر کالونی میں ایک آدمی بکری کے ساتھ برا کام کرتا ہوا پکڑا گیا۔ جسے آنکھوں سے دیکھا گیا ہے۔ بکری بچے دینے والی تھی اور اس کو دن پورے ہونے میں دس یا بارہ دنوں کی دیر تھی۔ اب آپ کی خدمت میں یہ مسئلہ پیش کیا جا رہا ہے کہ آپ ہمیں یہ بتائیں کہ شریعت اس آدمی، بکری اور اس کے ہونے والے بچوں کے بارے میں کیا فرماتی ہے؟ فقط السائل

۷۸۶ الجواب: مرد نے بکری وغیرہ کسی چوپایہ سے وطی کی تو اسے مناسب سزا دیں گے اور اس جانور کو ذبح کر کے جلا دیں۔ اس سے نفع اٹھانا مکروہ ہے (درمختار، ردالمحتار) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ ذی قعد ۱۳۹۹ھ

جانور سے وطی کا مسئلہ۔ اسلامی احکام نافذ نہ ہوں تو سزا کیسے دی جائے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۱۔ ایک نابالغ لڑکا جس کی عمر تیرہ (۱۳) سال ہے۔ ۱۹۶۷۔۶۔۵ء کو بھینس سے زنا کرتے ہوئے پکڑا گیا دو گواہوں کے سامنے۔ اب اس بھینس اور اس لڑکے کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

۲۔ کوئی شخص ہندہ سے زنا کرتا ہے۔ اس کے لئے علماء کرام کیا فرماتے ہیں کہ وہ غسل کرنے سے پاک ہوگا یا نہیں؟

۳۔ ایک شخص شراب پئے تو دوسرے مسلمان اس کے ساتھ کیا سلوک کریں۔ اس کے ساتھ شادی اور غم میں ساتھ رہنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟ فقط السائل عبد الرحمٰن

۷۸۶ **الجواب:** مرد نے چوپایہ سے وطی کی تو اس پر حد تو نہیں۔ البتہ جبکہ وہ بالغ ہے تو اسے مناسب سزا دی جائے جسے اس مقام کے دیندار معزز مسلمان تجویز کریں۔ رہا وہ جانور تو حکم ہے کہ اسے ذبح کر کے جلا دیں اس سے نفع اٹھانا مکروہ ہے (درمختار، ردالمختار) یعنی جبکہ وہ جانور اسی شخص کی ملک ہو اور اگر اس نے کسی دوسرے کے چوپائے سے یہ قبیح حرکت کی تو اس کا مالک اس سے اس جانور کی قیمت وصول کرنے کا حق رکھتا ہے۔ جانور بہرحال ذبح کر دیا جائے گا اور پھر اسے جلا کر دفن کر دیں (تبیین الحقائق) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ قربت وہمبستری خواہ کسی طور پر ہو اور کسی بھی عورت سے ہو، غسل واجب کر دیتی ہے۔ ہاں ایسی چھوٹی لڑکی سے جس کی مثل سے صحبت نہ کی جا سکتی ہو وطی کی تو جب تک انزال نہ ہو، غسل واجب نہیں (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ اب کہ اسلامی حدود نافذ نہیں اور لوگ بلا دھڑک شراب پیتے، جوا کھیلتے، چوریاں کرتے اور ایسے ہی دوسرے گناہوں کے علی الاعلان مرتکب ہوتے ہیں اور ذرا لحاظ پاس نہیں کرتے، مسلمان دیندار جو سزا دینے پر قدرت رکھتے ہوں ایسی سزائیں دیں جو اوروں کے لئے باعث عبرت ہوں اور وہ سزا مجرم کو نہ دے سکیں تو پھر حکومت سے رجوع کریں۔ اس کے علاوہ اور کیا علاج ہو سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ ذی قعد ۱۴۰۰ھ

بغیر نکاح عورت گھر میں رکھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ میرا خسر ایک شخص کا بھائی بنا ہوا تھا اور خسر کی بیوی مر چکی ہے۔ میرے خسر نے جو ایک شخص کا بھائی بنا ہوا تھا اس کی بیوی سے ناجائز تعلقات پیدا کر کے اس کو گھر میں رکھ لیا۔ جب معلوم ہوا تو اس کو کہا گیا کہ نکاح کر لو اور طلاق لے کر گھر میں رکھو۔ وہ کہتا ہے کہ سب ٹھیک ہے۔ میں نے اس سے اپنے تعلقات منقطع کر لئے ہیں۔

۲۔ اور اس سے ناجائز اولاد ہو رہی ہے کیا وہ اولاد جائز ہے۔ میں نے اس کے گھر آنا جانا بند کر رکھا ہے وہ درست ہے یا نہیں؟

۳۔ میں نے اس کی بیٹی کو بھی روک رکھا ہے۔ آنا جانا بھی قطعی بند کیا ہوا ہے۔ مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں اپنا فتویٰ صادر فرما کر ممنون فرمائیں؟ سائل عزیز خاں، امریکن کوارٹر، حیدر آباد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ الجواب: یقیناً اگر ایسا ہی ہے تو وہ مبتلائے حرام اور سخت گناہ کے مرتکب ہیں۔ ان پر فرض ہے کہ فوراً فوراً ایک دوسرے سے قطع تعلق کریں اور اللہ عزوجل کے غضب سے ڈر کر اپنے ان کبیرہ گناہوں سے توبہ کریں اگر وہ ایسا کرلیں اور اس حکم شرع پر گردن رکھیں فبہا اور اگر نہ مانیں اور اپنی ان بیہودہ حرکتوں اور حرام کاریوں سے باز نہ آئیں تو ایمان والے مرد اور ایمان والی بیبیاں انہیں یک لخت چھوڑ دیں نہ اپنے پاس بیٹھنے دیں، نہ خود ان کے پاس نہ بیٹھیں۔ قال عزوجل وَ اِمَّا یُنۡسِیَنَّکَ الشَّیۡطٰنُ فَلَا تَقۡعُدۡ بَعۡدَ الذِّکۡرٰی مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۶۸﴾ (انعام) یہ قرآنی فیصلہ ہے۔ آپ نے جو کچھ کیا وہ اس کے عین مطابق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ شوال المکرم ۱۴۰۰ھ

زنا کا ثبوت شرعی کیسے ہو؟ بہو سے صحبت کی تو کیا حکم ہے؟

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، بعد آداب عرض ہے کہ بندہ کو احکام خداوندی کے تحت درج ذیل گناہ کبیرہ کے بارے میں آپ سے فتویٰ چاہئے جو کہ آپ کے دستخط اور مہر سے جاری ہونا چاہئے۔

۱۔ ایک شخص صبح صبح اٹھ کر روزانہ نماز پڑھتا ہے اور تلاوت قرآن پاک کرتا ہے۔ پانچوں وقت کا نمازی ہے۔

۲۔ اپنے بیوی بچوں کو بھی نماز روزے کی کی ہدایت دیتا ہے۔

ایک شخص جو نیکی، بدی، برائی، اچھائی، گناہ، ثواب خوب سمجھتا ہے اور پھر بھی اس شخص نے اپنے اڑوس، پڑوس، میں بدفعلی کی۔ ان کے گھروں کی عزت لوٹی۔ یہاں تک کہ کفر کی حد سے گزر گیا اور اس نے اپنی سگی بیٹی پہ اپنی ہوس کا حملہ کیا۔ اس کے بعد اس نے اپنے لڑکے کی شادی کر دی جو کہ اس کی مرضی کے خلاف تھی۔ لڑکا سادہ خیال کا تھا۔ شادی کے بعد اس شخص نے اپنی بہو یعنی بیٹے کی بیوی کو برابر تین چار مہینے اپنی بیوی بنائے رکھا اور راز کھلنے پر اس نے اپنی بیوی، بچوں اور لڑکے سے معافی مانگی۔ توبہ کی، قرآن سر پر اٹھایا اور تمام افراد کو قرآن کا واسطہ دیا کہ میری غیرت کا سوال ہے اور ایک گناہ تو خدا بھی بخشتا ہے۔ اپنے بیٹے کے پاؤں پڑا اور اسے راضی کیا۔

تو آپ تحریر فرمائیں کہ ایسے شخص کی توبہ قابل قبول ہو سکتی ہے یا نہیں؟ وہ لڑکی اس کے بیٹے کی بیوی رہ سکتی ہے یا نہیں۔ یہ تمام حالات اس کی بیوی کو معلوم ہیں شروع سے آخر تک۔ مگر انہوں نے راز نہیں کھولا تو کیا وہ عورت بھی اس کی اپنی بیوی ہو سکتی ہے یا نہیں۔ اس شخص کے دوسرے رشتہ داروں پر کیا فرائض ہیں۔ اس کے ساتھ کس سلوک سے پیش آئیں اس کے ساتھ کھانا، پینا، لین، دین جائز ہے یا نہیں؟ فقط والسلام، محمد جان، کالی موری کالج روڈ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: لوگ اپنی طرف سے خیالات باطلہ باندھ لیتے ہیں یا فقط دو ایک شخصوں یا صرف عورت کے کہنے پر اتہام زنا لگا دیتے ہیں اس کا کچھ اعتبار نہیں بلکہ شہادت شرعیہ درکار ہے، یعنی چار شاہد ہونے چاہئیں، بغیر اس کے اس کا باپ اگر اقرار بھی کرے مگر اس کے بیٹے کو اس پر یقین نہ آئے، تو اس کا اقرار بھی کافی نہ ہوگا۔ ہاں اگر شہادت شرعیہ سے زنا ثابت

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہو جائے یا اس کا بیٹا اس کی تصدیق کرے، تو وہ عورت جس سے زنا کیا گیا اس کے بیٹے پر ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی۔ زید پر فرض ہے کہ فوراً اسے چھوڑ دے۔ اس کے بعد عورت عدت گزارے۔ بعد عدت اس شوہر کے علاوہ جس سے چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ اس شخص کے نکاح میں کسی حیلہ سے نہیں آ سکتی کہ اب وہ عورت اس کے باپ کی مدخولہ ہوگئی اور باپ کی مدخولہ، یعنی جس سے باپ نے صحبت کی، بیٹے پر ابدی حرام ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ (النساء:22) اور باپ پر تو حرام تھی ہی کہ اس کے بیٹے کی بیوی تھی۔ لہٰذا اب بھی اگر دونوں باپ بیٹے اس عورت کو گھر میں رکھیں اگر چہ ہزار بار معافی تلافی کرلیں تو مسلمان ایسوں سے میل جول چھوڑ دیں۔ عورت کا مہر البتہ اس کے شوہر پر بہر حال لازم ہے اور باپ معافی مانگ لے تب بھی اس کی توبہ، اس وقت قبول سمجھی جائے گی جب کہ آثار و حالات بتائیں کہ واقعی وہ اپنی تمام حرکتوں سے باز آ چکا ہے اور جب وہ باز آ جائے تو مسلمان اسے اپنا بھائی جانیں اور اس کے ان گناہوں پر لعن طعن نہ کریں کہ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ جب المرجب ۱۴۰۱ھ

گناہ سے توبہ کرنے والے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک بچہ جس کی عمر تقریباً بارہ سال ہے۔ دعویٰ کرتا ہے کہ مولوی صاحب، جو کہ مسجد کے پیش امام اور بچے کے استاد ہیں اور غیر شادی شدہ ہیں اور عمر تقریباً پچیس (۲۵) سال ہے نے، مجھے تنہا دیکھ کر مسجد کا اور حجرے کا دروازہ بند کیا اور میرا پیار لیا اور مجھے اپنے اوپر لٹایا اور خود بھی لیٹ گئے لیکن نہ تو اپنے کپڑے اتارے اور نہ ہی میری شلوار وغیرہ اتاری، لیٹنے کی صورت حال یہ ہے کہ پہلے مولوی صاحب سیدھے لیٹ گئے اور پھر بچے کو اپنے اوپر الٹا نہیں بلکہ چہرے کی طرف سے لٹایا۔ گویا دونوں کے چہرے ایک دوسرے کے آمنے سامنے تھے، مولوی صاحب کے مطابق، بچہ کہتا ہے کہ مولوی صاحب نے بدفعلی نہیں کی اور مولوی صاحب بھی کہتے ہیں کہ میں نے کسی قسم کی بدفعلی نہیں کی بلکہ جس وقت میں نے اپنے اوپر بچے کو لٹایا اس وقت مجھ پر شیطان غالب آ گیا تھا لیکن میں خدا کے ڈر سے بچے کو فوراً اپنے اوپر سے ہٹا دیا اور بچے کو حجرے سے باہر جانے کو کہا کہ گھر جاؤ۔ بچہ بھی کہتا ہے کہ مجھے مولوی صاحب نے یہ ہی کہا تھا کہ بچے گھر جاؤ۔ مولوی صاحب نے ان تمام باتوں کا اقرار خوف خدا سے کرلیا ہے اور رجوع الی اللہ تعالیٰ ہوئے اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی اور کہا کہ مجھ سے یہ غلطی سرزد ہوگئی لہٰذا اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائے اور آئندہ مجھے کسی بھی قسم کے گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ مذکورہ بیان کے مطابق مولوی صاحب امامت کے فرائض انجام دے سکتے ہیں یا کہ نہیں؟ شرعی مسئلہ سے آگاہ فرمائیں۔ السائل شیخ مہر الٰہی، گلزار مکی دو قبر، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** اللہ عزوجل توبہ قبول فرماتا ہے۔ هُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ (الشوریٰ:25) اور سچی توبہ کے بعد گناہ بالکل باقی نہیں رہتے۔ حدیث میں ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "گناہ سے توبہ کرنے والا، بے گناہ کے مثل

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے "تو توبہ کے بعد اس کی امامت میں اصلاً کوئی جرح نہیں اور بعد توبہ، اس پر اس گناہ کا اعتراض جائز نہیں۔ حدیث میں ہے کہ جو کسی اپنے بھائی کو ایسے گناہ سے عیب لگائے جس سے وہ توبہ کر چکا ہے تو یہ عیب لگانے والا نہ مرے گا جب تک خود اس گناہ میں مبتلا نہ ہو جائے (ترمذی۔ فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ شعبان المعظم ۱۴۰۲ھ

عورت کے فسق کے سبب نکاح نہیں جاتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میرے بیٹے کی دلہن اپنے والدین کے گھر ملنے گئی اور مسلسل آٹھ ماہ وہیں پر رہی۔ آٹھ ماہ بعد جب ہم لینے گئے۔ تو میرے بیٹے کی دلہن نے صاف انکار کر دیا کہ میں اس شوہر کے پاس نہیں رہوں گی۔ میرے ساتھ پانچ آدمی تھے۔ یہ فقرہ ہم سب نے سنا اور اس کے والدین نے بھی سنا اس کے بعد اس لڑکی کے دادا نے وعدہ کیا کہ پندرہ یوم کے بعد آپ آئیں پندرہ یوم بعد جب ہم لینے گئے تو جیسے تیسے انہوں نے بھیج دیا۔ صرف ایک دن وہ ہمارے گھر پر رہی اور شام کو ہی شور مچا دیا کہ میرے پیٹ میں درد ہے۔ پھر ہم نے دائی کو بلوایا تو اس نے کہا کہ چار ماہ کا حمل ہے ہمیں کچھ یقین نہ ہوا۔ ہم اس لڑکی کو نرس کے پاس لے گئے۔ اس نے بھی یہی کہا کہ چار ماہ کا حمل ہے۔ اس کو بہلا پھسلا کر معلوم کیا تو لڑکی نے بتایا کہ فلاں شخص کا حمل ہے۔ جس کی ہم نے کیسٹ بھی بھر لی ہے اور اس کے گھر والے بھی تسلیم کرتے ہیں۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ کیا ایسی لڑکی رہنے کے قابل ہے؟ شرعاً وہ لڑکی میرے لڑکے کی بیوی ہے یا نہیں؟ براہ کرم اس مسئلہ پر قرآن و حدیث کی روشنی میں فیصلہ دیں کہ ہمیں اس لڑکی کو رکھ لینا چاہئے یا نہیں؟ اگر رکھ لی گئی تو وہ لڑکی میرے بیٹے کی بیوی ہے یا نہیں ہے؟ السائل۔ محمد یامین، یونٹ نمبر ۱۲، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں جب کہ لڑکی اپنے جرم کا اعتراف کرتی ہے تو بلاشبہ وہ مجرم ہے اور سزا کی مستحق لیکن اس کے باوجود، عورت کے فسق و فجور سے نکاح نہیں جاتا۔ قال اللہ تعالیٰ وَالّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآىٕكُمْ (النساء: 15) سماهن مع ذلك نساء هم۔ پس جبکہ شوہر نے ہنوز طلاق نہ دی وہ عورت بدستور اس کے نکاح میں ہے اور اس سے زوجیت کا تعلق رکھنا قطعاً درست و روا ہے۔ رکھنے نہ رکھنے کا شوہر کو اختیار ہے۔ ہاں یہ سمجھتا ہے کہ نبھاؤ نہ ہو سکے گا تو چارہ کار وہی طلاق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ

لواطت کا حکم اور لوطی کی سزا

سوال: بخدمت عالی جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد سلام گزارش ہے کہ: اسلام میں عورت کے ساتھ زنا کرنے والے (شادی شدہ مرد کو) سنگسار کی سزا ہے اور غیر شادی شدہ کو کوڑوں کی سزا ہے لیکن اگر کوئی غیر شادی شدہ مرد کسی لڑکے کے ساتھ بری حرکت کرے تو اسلام میں اس کی سزا کیا ہے؟ اور وہ خود اس بات کی توجہ صدر کی طرف دلوائے اور کہے کہ مجھے اسلامی سزا دلوائیں تو صدر کو کیا کرنا چاہئے جبکہ وہ صدر اور حکومت

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اسلامی ہوں؟ جواب کا طلب گار، حبیب الحسن

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: اغلام یعنی پیچھے کے مقام میں وطی کی تو اس کی سزا یہ ہے کہ اس کے اوپر دیوار گرادیں یا اونچی جگہ سے اسے اوندھا کر کے گرائیں اور اس پر پتھر برسائیں یا اسے قید میں رکھیں یہاں تک کہ مرجائے یا توبہ کرے یا چند بار ایسا کیا ہو تو بادشاہ اسلام اسے قتل کر ڈالے الغرض یہ فعل نہایت خبیث ہے بلکہ زنا سے بھی بدتر ہے اسی وجہ سے اس میں حد نہیں کہ بعضوں کے نزدیک حد قائم کرنے سے اس گناہ سے پاک ہوجاتا ہے اور یہ اتنا برا ہے کہ جب تک توبہ خالص نہ ہو اس میں پاکی نہ ہوگی اور اغلام کو حلال جاننے والا کافر ہے یہی مذہب جمہور ہے۔ (درمختار، بحر وغیرہما) واللہ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۸۔۳۔۱۹۸۲ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

مرد کا جانور سے صحبت کرنا۔ زانی کی امامت کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین ان مسئلوں کے بارے میں کہ

۱۔ ایک شخص ایک جانور (گدھی) کے ساتھ زنا کرتا ہے۔ اس بارے میں علماء کرام کیا فرماتے ہیں اور اس جانور (جو کہ حرام) کے بارے میں کہ اس کا کیا کرنا چاہئے اور اگر جانور حلال ہو تو کیا کرنا چاہئے؟

الف۔ آیا کہ ایسے جانور کا دودھ پینا جائز ہے؟

ب۔ اس کو ذبح کر کے کھانا جائز ہے؟

ج۔ جیسا کہ ایک عام انسان کو معلوم نہیں ہے کہ اس کے ساتھ ایسا فعل ہوچکا ہے کیا وہ دودھ خرید اور پی سکتا ہے۔ یا وہ بھی اس کے گناہ میں شامل ہوگا؟

۲۔ ایک شخص مسجد کا خطیب ہے اور عالم ہے اگر کسی کے ساتھ بدفعلی یعنی زنا کرتا ہوا پکڑا گیا ہو اور اس واقعہ کے چشم دید گواہ بھی ہوں لیکن چند آدمیوں نے امام کی حمایت میں اس بات کو دبا دیا۔ کیا یہ بھی اس گناہ میں ملوث ہوئے۔ لیکن کچھ لوگوں کو اس واقعہ کا علم نہیں ان کی نماز ہوجائے گی؟

۳۔ اگر ایک مسجد کا امام ایک لڑکی کے ساتھ زنا کرتا ہے اس کے بعد توبہ واستغفار کرتا ہے کہ آئندہ اس فعل کے نزدیک تک نہ جاؤں گا اور اپنے دل میں پورا عہد کرتا ہے۔ آیا کہ یہ نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

فتوے کا طالب حافظ محمد اویس قادری، سبحانی مسجد سٹلائٹ ٹاؤن، میرپور خاص

۷۸۶ **الجواب:** مرد نے چوپائے سے وطی کی تو اسے سزا دیں اور اس جانور کو ذبح کر کے جلادیں۔ اس سے نفع اٹھانا مکروہ ہے پھر اگر یہ جانور اس کا نہیں کہ جس نے وطی کی تو مالک کو اختیار ہے کہ جانور اسے دے کر اس قیمت اس واطی سے وصول کرے اور پھر وہ اس جانور کو ذبح کر کے جلادے تاکہ اس کا چرچا ہی ختم ہوجائے اور جیسا کہ اوپر بیان ہوا کہ اس سے نفع اٹھانا

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مکروہ ہے تو اس کا صحیح طریقہ ہے کہ نہ اس کا گوشت کھایا جائے اور نہ اس کا دودھ پیا جائے جب کہ اس کا دودھ پینا جائز ہو اور اگر گوشت کھالیا اور دودھ پی لیا گیا تو کھانے پینے والے پر کوئی گناہ نہیں اگر چہ اس کے علم میں ہو۔ (درمختار، ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ اگر امام کی یہ بیہودہ حرکت صحیح شرعی طور پر ثابت ہو یا وہ خود اقرار کرتا ہو تو وہ فاسق معلن ہے اور اسے امام بنانا گناہ ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ پڑھنا گناہ، اور پھیرنا، واجب اور اگر ثبوت شرعی اور اقرار نہیں مگر لوگوں میں اس کا چرچا ہے جس کے سبب اس امام سے نفرت اور اس کی امامت سے جماعت میں قلت ہو تو اس کی امامت مکروہ تنزیہی ہے۔ جن لوگوں نے اس کاروائی کو دبا دیا تو یہ برائی نہیں البتہ اس کو امامت پر برقرار رکھنا یہ نمازیوں کے ساتھ ظلم ہے اور ان کی نمازوں کو خواہ مخواہ داغدار بنانا ہے انہیں چاہئے کہ اسے خوش اسلوبی سے علیحدہ کرنے میں انتظامیہ کی مدد کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ زنا کا ثبوت تو بہت دشوار ہے البتہ اگر امام اقرار کرے اور توبہ و استغفار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرمانے والا ہے لیکن یہ تو ضروری نہیں کہ اسے اس مسجد کی امامت پر برقرار رکھا جائے۔ وہ متہم ہے یا اقرار گناہ کرتا ہے تو خوش اسلوبی سے اسے امامت سے معزول کریں۔ یہ الزام لگائے بغیر ورنہ ایسوں کو شہ ملتی ہے اور معاشرہ خراب ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ

جس جانور سے آدمی نے وطی کی اس کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص گدھی (جو کہ حرام جانور ہے) کے ساتھ زنا کرتا ہے۔ اس شخص کے بارے میں اور اس گدھی کے بارے میں جو کہ حرام جانور ہے۔ اس جانور کا کیا کرنا چاہئے۔ آیا زندہ رکھا جائے یا ختم کیا جائے۔ گزارش یہ ہے کہ آپ نے مسئلہ اس پہلے جواب میں حلال جانور کے بارے میں تو بتایا ہے اس میں حرام جانور کے بارے میں ہی آپ سے معلوم کیا گیا لیکن وضاحت نہیں ہوئی ہے۔ آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ حلال جانور سے وطی کی جائے تو اس جانور کو ذبح کر کے جلا دیں آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ گوشت نہ کھایا جائے دودھ نہ پیا جائے پھر آپ فرماتے ہیں کہ گوشت کھالیا جائے اور دودھ پی لیا جائے تو کوئی حرج نہیں جبکہ معلوم بھی ہو؟ اس مسئلہ کی وضاحت عنایت فرمائیں نوازش ہوگی۔ فتوے کا طالب حافظ محمد اویس قادری، سبحانی مسجد سٹلائٹ ٹاؤن، میرپور خاص

۷۸۶ الجواب: پہلا جواب ایک بار پھر پڑھ لیجئے۔ صاف لکھا ہے کہ (اس جانور کو ذبح کر کے جلا دیں) یہ حلال و حرام دونوں قسم کے جانوروں کا حکم ہے اور یہی اصل حکم ہے تا کہ فعل قبیح کا چرچا ہی سرے سے ختم ہو جائے ورنہ جب لوگ وہ جانور دیکھیں گے اس واقعہ کا تذکرہ کریں گے اور جب وہ باقی نہ ہی رہے گا تو وہ چرچا بھی ختم ہو جائے گا۔ پھر اسی پہلے فتوے میں تحریر تھا کہ نہ اس کا گوشت کھایا جائے جب کہ وہ حلال ہو اور نہ اس کا دودھ پیا جائے جبکہ اس کا دودھ پینا جائز ہو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس جانور کو اگر چہ جلانے کا حکم ہے لیکن اسے جلانا فرض و واجب و لازم نہیں کہ اس کے نہ کرنے سے گناہ و معصیت اور

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حکم شریعت کی قابل گرفت خلاف ورزی لازم آئے اسی لئے وہاں لکھا تھا کہ اگر گوشت کھالیا اور دودھ پی لیا تو کھانے پینے والوں پر گناہ نہیں اگر چہ ان کے علم یہ بات بھی ہو۔ غرض اصل حکم وہی ہے کہ جلا دیا جائے اور حکم رخصت یہ ہے کہ اسے کھایا جاسکتا ہے جبکہ وہ حلال جانور ہو۔ (درمختار، ردالمحتار) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ

جرم ثابت نہ ہوا اور ملزم نے ارادہ ء جرم کیا تو سزا؟

سوال: علماء دین اس مسئلے میں کیا فرماتے ہیں کہ: ایک شخص جو کہ بھینس سے زنا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے لیکن بھینس چلتی پھرتی ہے اور لڑکے کی شلوار بھی کھلی ہوئی نہیں ہے۔ لڑکا کہتا ہے کہ میرا ارادہ تھا لیکن چلتی پھرتی تھی اس لئے میری کوشش ناکام رہی۔ ایک شخص کی شاہدی ہے کہ میں نے لڑکے کو دیکھا اور اس کو بلایا لیکن لڑکا میری آواز سن کر بھاگ گیا لیکن شلوار کھلی ہوئی نہیں تھی، اور بھینس چل پھر رہی تھی۔ اس کے بعد میں نے اس آدمی کو پکڑ کر زمیندار کے حوالے کر دیا۔ جس شاہد نے دیکھا تھا اس سے زمیندار نے پوچھا کہ کیا بات ہے اس شاہد نے کہا کہ میں نے اس شخص کو بھینس کے پاس دیکھا اور آواز دی لیکن وہ لڑکا میری آواز سن کر بھاگ گیا۔ میں جب بھینس کے پاس گیا تو وہاں کوئی نشانی نہیں دیکھی۔ جس لڑکے نے گناہ کیا تھا اس سے جب پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ میرا ارادہ تھا لیکن کام نہیں بنا اور ناکام رہا۔ اب علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ زنا ثابت ہوا یا نہیں؟ یا اس شخص کو کیا سزا دی جائے؟ بدست خود حافظ عبد اللطیف، ضلع بدین

۷۸۶ **الجواب:** جرم ثابت نہیں اور مجرم صرف اپنے وعدہ کا اقرار کرتا ہے تو اسے جانور کے ساتھ بدکاری کی سزا تو نہیں دی جاسکتی محض آئندہ روک تھام اور دوسروں کو عبرت کے لئے کوئی کاروائی کافی ہے۔ مثلاً اس کا منہ کالا کر کے، گاؤں میں پھرا دیں یا اور ایسی ہی سزا جو مناسب جانیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

جن لوگوں کی شہرت خراب ہو ان کو الیکشن میں دوبارہ چننا کیسا ہے؟

سوال: بخدمت جناب علامہ مفتی محمد خلیل خان صاحب، السلام علیکم، کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص جس کو علاقے کے لوگوں نے علاقے کے نمائندے (کونسلر) کی حیثیت میں منتخب کیا اگر وہ ہی منتخب نمائندہ علاقے کی لڑکی اغوا کر کے لے گیا ہو، اور اس سے بیشتر کافی عرصے تک اسی لڑکی کے ساتھ زنا کرتا رہا ہو اور لڑکی کو اس کے برہنہ فوٹو دکھا کر بلیک میل کرتا رہا ہو۔ لڑکی نے بوجہ مجبوری حاملہ ہونے پر اس شخص کو شادی پر مجبور کر کے شادی کر لی ہو۔ جب کہ وہ مذکور شخص پہلے ہی شادی شدہ ہو اور وہ شخص اپنی پہلی بیوی سے بغیر اجازت دوسری شادی کرے تو کیا یہ نکاح جائز ہے؟ کیا معلوم ہوتے ہوئے کہ ایسے شخص کی یہ حرکات ہیں تو ایسے نمائندے کو دوبارہ چنا جاسکتا ہے؟ مندرجہ بالا کوائف کی روشنی میں شرعی حیثیت کیا بنتی ہے۔ اور حدود شرعیہ کیا تصور کئے جائیں گے۔ اور ان کے لئے کیا شرعی فیصلہ ہے؟ اور عوام یا علاقے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے لوگوں کی شرعی ذمہ داریاں کیا بنتی ہیں؟ ایسے منتخب نمائندے کا کیا فرض بنتا ہے؟ برائے کرم از روئے شرع شریف، شرع کے مطابق جو بھی ایسے حضرات کے لئے احکامات ہوں مطلع فرمایا جائے۔ نوازش ہوگی۔

نثار احمد، مظہر حسین، شاہد علی، سرفراز کالونی دادن شاہ تلک چاڑی، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** سبحان اللہ! علاقے کے لوگوں نے کونسلر پر ایک لڑکی کے اغوا، اس کی آبروریزی، اس کے ساتھ زنا کاری اور پھر اسے مسلسل اس کے برہنہ فوٹو دکھا کر، بلیک میل کرنے کا الزام بھی لگایا اور پھر یہ بھی دریافت کرتے ہیں کہ کیا ایسے کو دوبارہ چنا جا سکتا ہے؟ خدایا! لوگوں کی آنکھیں کیوں نہیں کھلتیں اور انہیں ہوش کیوں نہیں آیا؟ آخر ان کی عقلیں کہاں ماری گئیں؟ یاد رکھئے کہ کسی نمائندے کا انتخاب آپ کی دنیاوی اور دینی ذمہ داری ہے۔ کل بروز قیامت بھی اس پر باز پرس ہوگی کہ تم نے اپنا ووٹ، اپنی رائے، اپنا مشورہ کس کے حق میں دیا؟ اور کسے منتخب کیا؟ سوال کل ہوگا جواب ابھی سے سوچ رکھئے کہ اس احکم الحاکمین کی بارگاہ میں کیا ہوگا؟ بہر حال اس نے اس لڑکی سے جو نکاح، اپنی زوجہ کی اجازت کے بغیر کیا شرعاً وہ درست ہے۔ قانوناً جرم، اور اس سے نکاح کے بعد اگرچہ ہم بستری گناہ وزنا نہیں، لیکن اس نکاح نے اس کے سابقہ جرائم کو تو نہیں دھو دیا۔ وہ تو اپنی جگہ قائم ہیں اور مسلمانوں کو حق ہے کہ اس سے بطور سزا قطع تعلق کر لیں اور کسی دیندار خدا ترس با اثر کو اپنا نمائندہ منتخب کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ ذی القعد ۱۴۰۳ھ

عضو تناسل زوجہ کے منہ میں دینا فعل شنیع ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء اہلسنت اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنی زوجہ کو مجبور کیا کہ میرا اعضاء تناسل اپنے منہ میں لے اور اگر اس نے ایسا کیا تو مذہب اسلام میں اس کی کیا سزا بنتی ہے؟ اور ایسے شخص کے ساتھ گھر والوں کا کیا سلوک ہونا چاہئے؟ اور اسلام میں ایسے شخص کی کیا سزا ہے؟ اس کی وضاحت فرمائیں۔ (ممکن ہے کہ ایسی عادت پہلے بھی ہو) جواب کے ساتھ اپنی مہر بھی لگا دیجئے گا۔ حبیب اللہ ولد صوفی امیر اللہ، الیاس آباد، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: صورت مسئولہ میں یہ کام انتہائی بے حیائی اور بے ادبی کا ہے اور ایسا شخص نہایت احمق اور بے وقوف ہے اور اسے اللہ سے ڈرنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے اور سچے دل سے اس کی بارگاہ میں توبہ کرے اور اپنے اس فعل شنیع پر سخت شرمندہ ہو اور آئندہ اس بے غیرتی کے فعل کے قریب بھی نہ جائے۔ قال النبی اکرم ﷺ الحیاء شعبة من الایمان۔ حیاء اور شرم ایمان کا اعلیٰ درجہ ہے۔ وعن ابن مسعود قال قال رسول اللہ ﷺ اذالم تستحی فاصنع ماشئت (البخاری) رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تجھ میں شرم نہیں تو جو چاہے کر۔ لہٰذا ایسے کمینے شخص کو قوم و برادری والے جو مناسب سزا دینا چاہیں دیں کہ ایسی بے حیائی سے دوسرے لوگ بھی اجتناب کریں اور انہیں خوف پیدا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۰ ذی قعد ۱۴۰۴ھ مطابق ۲۸ جولائی ۱۹۸۴ء

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۲۰ ذی قعد ۱۴۰۱ھ

معاذ اللہ! سالی کے ساتھ زنا سے بیوی حرام نہ ہوگی

سوال: جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، جناب عالی مودبانہ گزارش یہ ہے کہ: میں نے اپنی سگی سالی کے ساتھ ناجائز تعلق پیدا کرلیا تھا جس کی بنا پر میری سگی سالی کو حمل ٹھہر گیا تھا لیکن بعد میں بچہ ضائع ہوگیا۔ بچہ ضائع ہونے کے بعد میں نے اپنی سگی سالی کی شادی کسی دوسرے شخص سے کرادی۔ جناب عالی میں جاننا چاہتا ہوں کہ جو میری بیوی ہے کیا اس کے ساتھ میرا نکاح ٹوٹ گیا؟ یا نکاح برقرار ہے؟ جس کی میں تفصیل جاننا چاہتا ہوں۔ جناب سے گزارش ہے کہ کتاب وسنت کی روشنی میں میرے اس مسئلے کو حل فرمائیں۔ السائل محمد شمیم، بچل سرمست کالونی ہوسڑی، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: صورت مسئولہ میں سالی سے زنا کرنے سے بیوی سے نکاح قائم ہے۔ نکاح نہ ٹوٹا اگرچہ سالی سے زنا کرنا سخت جرم ہے شرعاً حرام ہے اور ایسے شخص کو سچے دل سے توبہ کرنی چاہئے بہرحال اس کا اپنی بیوی سے نکاح قائم ہے (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۰ شعبان المعظم ۱۴۰۵ھ، ۱۱ مئی ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۲۰ شعبان المعظم ۱۴۰۵ھ

جانور سے وطی کے بعد جانور کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے کے متعلق کہ: ایک شخص نے بکری جس کے دو بچے ہیں دودھ پیتے تھے بدفعلی کی۔ آیا اس کا گوشت اور دودھ بکری کے بچوں کے لئے حرام ہوگیا یا بچے دودھ پی سکتے ہیں۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس بکری کا گوشت اور دودھ حرام ہوگیا ہے، نہ ہی انسان استعمال کرسکتا ہے اور نہ ہی اس کے بچے دودھ پی سکتے ہیں۔ ایسے جانور کا جس کے ساتھ انسانیت نے ظلم کیا ہو اس جانور کا کیا کیا جائے قرآن اور حدیث کی روشنی میں جواب سے عنایت فرمائیں۔

منجانب شاہ عالم خان، کوٹری سندھ، مورخہ ۱۸ فروری ۱۹۸۵ء

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق بالصواب: مرد نے چوپائے سے وطی کی تو اسے سزا دیں اور اس جانور کو ذبح کرکے جلادیں، اس سے نفع اٹھانا مکروہ ہے۔ یعنی نہ اس کا گوشت کھایا جائے اور نہ اس کا دودھ پیا جائے (درمختار۔ ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۳ فروری ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

بغیر طلاق دوسرا نکاح کیا تو اولاد کیسی؟

سوال: جناب محترم حضرت علامہ احمد میاں برکاتی صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عرض یہ ہے کہ مجھے چند مسائل کے بارے میں شریعت سے مشورہ چاہئے۔ مسئلہ یہ ہے کہ

۱۔ میرے رشتے کی خالہ ہیں جن کا نکاح ہندوستان میں ۱۰ یا ۱۲ سال کی عمر میں ہو گیا تھا اس کے بعد قیام پاکستان کے وقت ۱۹۴۷ء میں میری خالہ اور ان کے والدین بھائی وغیرہ یہاں پاکستان آ گئے اور میری خالہ کے سسرال والے یعنی ان کا شوہر وغیرہ ہندوستان میں ہی رہ گئے اس کے بعد خالہ صاحبہ کے والدین اور بھائیوں نے ڈھائی سال یا تین سال کا عرصہ گزرنے کے بعد میری خالہ صاحبہ کا نکاح دوسری جگہ کر دیا اب یہ نکاح جائز ہے یا ناجائز؟

۲۔ ان کی جو اولاد موجود ہے۔ میری خالہ صاحبہ کی شادی کا مسئلہ جب آیا تو چند رشتے دار یہ کہتے ہیں کہ ان کی اولاد ناجائز ہے اور اس لئے یہ وہاں رشتہ نہیں کریں گے۔ اس لئے میری خالہ اور ان کی اولاد کے لئے یہ بڑا مسئلہ بن گیا ہے اور میں یہ فتویٰ پنچائیت میں پیش کرنا چاہتا ہوں لہٰذا آپ مہربانی فرما کر قرآن پاک اور حدیث پاک ﷺ کی روشنی میں فتویٰ دیں کہ ان کی اولاد جائز ہے یا ناجائز؟ آپ کی بہت بہت مہربانی ہوگی۔ ہمیں امید ہے کہ آپ اس مسئلہ پر فتویٰ لکھ کر ہماری پریشانی کا ازالہ کریں گے۔ فقط السائل۔ بندو، یثرب کالونی، اسلام آباد حیدر آباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: مذکورہ عورت پر لازم تھا کہ وہ پہلے شوہر سے طلاق حاصل کر کے نکاح کرتی یا اس کا انتظار کرتی لیکن ایسا نہ ہوا بلکہ عورت کے والدین اور بھائیوں نے بغیر طلاق لئے اس کا نکاح دوسری جگہ کرادیا، تو یہ نکاح، نکاح نہ ہوا بلکہ زنائے خالص ہوا اور مذکورہ عورت اب بھی اپنے پہلے شوہر کی بیوی اور منکوحہ ہے، اسے چاہئے کہ وہ اگر زندہ ہو تو اس سے طلاق حاصل کرے یا اگر مر چکا ہے تو وقت موت سے بہر صورت عدت پوری کرے اگر ایام عدت بھی گزر گئے ہیں تو اب جس سے چاہے نکاح جدید کرے۔ اب تک جو ہوا وہ زنا ہوا اور زنا کا عذاب صرف زانی و زانیہ پر ہے، اولاد پر اس کا وبال نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۝ (النجم) حدیث میں ہے لیس علی ولد الزنا من وزر ابیه ولد الزنا پر اپنے ماں باپ کے گناہ سے کچھ نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ان کے گناہ کا عذاب اولاد پر ہو یا بغیر گناہ کئے یہ وعید کا مستحق ہو، ایسا نہیں۔ ہاں نکاح میں شریعت مطہرہ نے دوسری حلالی اولاد کی طرح ان میں بھی کفائت کا اعتبار کیا ہے یعنی حسب نسب میں وہاں کے عرف میں، ایسی جگہ نکاح باعث بدنامی ہو تو نکاح نہ جائے۔ (فتاویٰ رضویہ) اور اگر باعث عار و انگشت نمائی نہ ہو تو نکاح میں حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید مورخہ ۱۲ ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

زنا کا الزام لگانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ مندرجہ ذیل میں کہ: زید شادی شدہ عمر تقریباً ۶۵ سال جس سے چھ اولادیں اور اپنے بیوی بچوں کے ساتھ رہتا ہے۔ ہندہ شادی شدہ عمر تقریباً ۴۰ سال جس سے ایک لڑکا عمر تقریباً ۷ سال اور ایک لڑکی جس کی عمر تقریباً ۵ سال ہے جو کہ اپنے شوہر کے ساتھ خوش اسلوبی سے رہتی ہے۔ زید ہندہ کو ہمیشہ اپنی سگی بیٹی کی طرح سمجھتا رہا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے اور زید ہندہ کی معاشی غربت کی حالت میں مالی طور پر مدد بھی کرتا رہا۔ اب زید کی معاشی حالت بہتر نہ ہونے کی وجہ سے زید مجبور ہے کہ اس کی مالی مدد کر سکے جس پر زید اور ہندہ میں نہایت کشیدگی ہو گئی۔

ہندہ زید پر الزام لگاتی ہے کہ یہ لڑکی میری زید سے ہے۔ زید مجھے اس کا خرچہ دے اور مجھے بھی خرچہ دے۔ جبکہ زید کہتا ہے کہ یہ مجھ پر بہتان ہے میں نے اس کو ہمیشہ بیٹی سمجھا۔ اس مسئلہ پر شریعت کیا احکام صادر فرماتی ہے؟

کمال الدین، ہوم اسٹیڈ ھال، حیدر آباد

الجواب ۷۸۶ ہوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں ہندہ نے زید پر زنا کا جو الزام لگایا ہے، اس کو قذف کہتے ہیں اور یہ گناہ کبیرہ ہے۔ قذف کا ثبوت دو مردوں کی گواہی سے ہو گا یا اس تہمت لگانے والے کے اقرار سے۔ اگر قذف ثابت نہ ہو سکے تو جس نے قذف لگایا ہے اس پر چار گواہوں کا پیش کرنا ضروری ہے اگر پیش نہ کر سکے تو اسلامی حکومت میں ایسے شخص کو اسی کوڑے مارے جائیں گے۔ قال اللہ تعالیٰ فاجلدو ھم ثمانین جلدۃ۔ ہندہ نے جس لڑکی کی نسبت زید پر الزام لگایا، وہ لڑکی ہندہ کے شوہر کی ہی مانی جائے گی۔ اسے اس کا انکار جائز نہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا الولد للفراش وللعاھر الحجر۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۹۸۵.۶.۶ء

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب اللقطة (پڑی ہوئی چیز کا حکم)

ایک شخص امانت رکھ کر غائب ہو گیا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص عرصہ پانچ سال سے گھر چھٹی پر گیا ہے اور اپنا سامان ایک آدمی کے پاس امانت رکھوا گیا ہے۔ اب تک اس کا کوئی علم نہیں کہ آیا وہ زندہ ہے یا نہیں؟ نہ ہی اس کا پتہ معلوم ہے لہٰذا از روئے شرع اب اس سامان کا کیا کیا جائے؟ حاجی ہارون عبدالستار، میمن سوسائٹی

۷۸۲ الجواب: اس چیز کی حفاظت کرنا چاہیے اور تلاش جاری رکھی جائے تا آنکہ یہ غالب گمان ہو جائے کہ وہ مر گیا۔ اب اس کے ورثہ کو تلاش کریں اگر کسی طرح ورثہ کا پتہ نہ چلے تو مساکین پر صدقہ کر سکتے ہیں لیکن اگر وہ آ گیا تو مطالبہ کر سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۸ھ

لقطہ کی رقم مسجد میں صرف نہ کریں

سوال: جناب عالی عرض یہ ہے کہ: دو سال قبل ایک بکری کا بچہ ہماری دوکان پر آ گیا تھا۔ ہم نے مالک کو بہت تلاش کیا دریافت بھی کیا آواز بھی لگائی مگر کوئی اس کو لینے نہ آیا۔ ہم نے فیصلہ کیا کہ اس کی قیمت مسجد میں دے دی جائے لہٰذا مبلغ پچاس روپے مسجد میں دے دیئے اور مسلسل دو سال تک ہم اس کی پرورش کرتے رہے اب اس امر کا فتویٰ درکار ہے کہ ایسے جانور کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟ خادم بشیر وارثی

۷۸۲ الجواب: ایسے مال کو شریعت میں لقطہ کہتے ہیں اور لقطہ اٹھالانے والے کے ہاتھ میں امانت ہے۔ لہٰذا اس کا فروخت کرنا جائز نہیں بلکہ اس پر تشہیر لازم ہے یعنی بازاروں اور شارع عام اور مساجد میں اتنے زمانہ تک اعلان کرے کہ ظن غالب ہو جائے کہ مالک اب تلاش نہ کرتا ہوگا۔ یہ مدت پوری ہونے کے بعد اسے اختیار ہے کہ لقطہ کی حفاظت کرے یا کسی مسکین پر تصدق کر دے یا اگر خود نادار فقیر ہے یعنی صاحب نصاب نہیں تو مدت مذکور تک اعلان کے بعد خود اپنے صرف میں بھی لا سکتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ اس کی قیمت جو مسجد میں دی گئی یہ بھی جائز نہیں اور اس کی قربانی بھی جائز نہیں۔ اس پر جو بھی خرچ ہوا وہ حاکم وقت کی اجازت سے ہوتا تو اور بات تھی (درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امام و موذن کو مسجد میں کچھ رقم ملی تو اس کا مالک کون ہے؟

سوال: محترم جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، گزارش یہ ہے کہ ایک مسئلہ ہمارے زیر غور ہے وہ مسئلہ یہ ہے کہ: موذن کو کسی کی گمشدہ رقم مسجد میں ملی اور موذن نے وہ رقم امام صاحب کو دیدی اور امام صاحب نے اس رقم کو گنا تو دو ہزار روپے تھی۔ پھر وہ رقم امام صاحب نے گن کر اسی موذن کو واپس دیدی اور یہ کہا کہ اس رقم کے بارے میں کسی کو نہ بتلانا تو موذن نے اس رقم کے بارے میں کسی کو بھی نہ بتلایا۔ تین چار مہینے کے بعد امام صاحب کے بہنوئی آتے ہیں۔ ان کو کچھ رقم کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ موذن سے کہتے ہیں کہ پانچ ہزار روپے کی ضرورت ہے۔ بھائی صاحب کراچی سے آئے ہیں انہیں دینے ہیں کل بینک کھلے گا تو دے دوں گا۔ موذن اپنے دوستوں سے دو یا ڈھائی ہزار روپے لا کر دیتا ہے پھر امانتاً دو ہزار روپے کی رقم جو موذن کے پاس رکھی ہوئی تھی وہ اس میں شامل کر دی اور بہنوئی کو دے دی۔ اس کے بعد چار یا پانچ دن کے اندر اندر وہ رقم تمام کی تمام انہوں نے موذن کو واپس کر دی۔ پھر وہ رکھی رہی۔ اس کے بعد اس رقم میں سے انہوں نے موذن کے کمرے میں پونے دو سو روپے خرچ کیے اور سوئی گیس لگوا دیا۔ ان ہی کے کہنے سے اسی رقم میں سے پچیس روپے کی چینی منگوائی۔ اس کے بعد جب بھی جس چیز کی ضرورت ہوتی تو امام صاحب موذن سے کہتے کہ منگوالو اور موذن اسی رقم میں سے منگواتا رہا۔ اس کے بعد امام صاحب نے اپنے استاد کی تقریر مسجد میں کروائی اور اسی رقم میں سے جو امانتاً ملی تھی، پیسے خرچ کیے گئے۔ اس کے بعد یہ سلسلہ چلتا رہا۔ پھر موذن کسی وجہ سے مسجد سے بغیر کہے سنے چلا گیا اور کسی سے بھی اس کا ذکر نہیں کیا۔

امام صاحب نے مسجد میں یہ کہنا شروع کر دیا کہ موذن مسجد کے پیسے لے کر بھاگ گیا ہے۔ اس موذن کی مسجد کی کمیٹی سے خط و کتابت رہتی تھی، مسجد کی کمیٹی نے موذن کو خط لکھا کہ امام صاحب کہتے ہیں کہ موذن مسجد کا روپیہ لے کر بھاگ گیا ہے۔ تم آ کر بتاؤ کہ کیا چکر ہے اور کیا معاملہ ہے، کس کا روپیہ ہے تاکہ معاملہ ختم ہو اور جلد ہی واپس آ جاؤ۔ اس کے بعد موذن چلا آیا۔ موذن نے کمیٹی کے سامنے لفظ بہ لفظ یہی باتیں پیش کیں جو اوپر لکھی ہوئی ہیں تو امام صاحب نے ان چیزوں کو قبول نہیں کیا۔ کمیٹی نے فیصلہ کیا کہ قرآن اٹھایا جائے اور موذن نے قرآن اٹھا کر یہی الفاظ پیش کیے۔ موذن نے یہ قسم بھی کھائی کہ قرآن میرے ہاتھوں میں ہے میں وہی کہہ رہا ہوں جو صحیح ہے اگر یہ غلط ہے تو اللہ تعالیٰ مجھے قرآن کی مار دے۔ مگر امام صاحب نے نہ مانا اور یہ کہا کہ موذن جھوٹ کہتا ہے۔ جو افراد وہاں موجود تھے انہوں نے امام صاحب سے کہا کہ اس نے قرآن اٹھا لیا ہے اب آپ یہ نہ کہیں کہ یہ جھوٹ کہتا ہے بلکہ اب معاملہ خدا پر چھوڑ دیں لیکن معاملہ اس طرح حل نہ ہوا تو کمیٹی نے فیصلہ کیا کہ دو ہزار کی رقم امام اور موذن میں آدھی آدھی ڈال دی جائے کہ یہ ادا کریں اور کمیٹی نے دونوں کو مجرم قرار دیا۔ واضح رہے کہ جب رقم ملی تو اس میں ایک کاغذ پر گھر کا پتہ بھی لکھا ہوا تھا اور امام صاحب نے جواب میں کہا کہ پتہ پورا نہ تھا اور یہ رقم آٹھ یا نو مہینے کے بعد امام نے ظاہر کی جب موذن چلا گیا تھا ورنہ اس سے پہلے یہ رقم استعمال ہوتی رہی اور کسی پر بھی امام صاحب نے ظاہر نہ کی۔ امام صاحب اب یہ کہتے ہیں کہ میں نے پانچ جمعہ تک اس رقم کا اعلان بھی کیا تھا لیکن موذن نے قسم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کھائی کہ انہوں نے اس طرح کا کوئی اعلان نہیں کیا تھا۔ جب ان کی یہ بات ظاہر ہوگئی تو امام صاحب کہنے لگے کہ میں نے مؤذن کو رقم ظاہر کرنے سے منع نہیں کیا تھا بلکہ اس کی تعداد ظاہر کرنے سے منع کیا تھا۔ یہ بات بھی انہوں نے اب کہی اس سے پہلے نہیں کی تھی۔

۲۔ پچھلے سال رمضان کے مہینے میں امام صاحب نے ایک مؤذن قرآن سننے کے لئے رکھا تھا تو اس نے ایک لڑکے کو کمرہ میں بند کیا اور کمیٹی والوں نے اس لڑکے کو کمرہ سے نکالا اور اس موذن کو امام کے سامنے لائے اور لا کر امام صاحب سے کہا کہ اس نے لڑکے کو کمرہ میں بند کر رکھا تھا تو اس سے معلوم کیا جائے کہ کیا بات ہے۔ اس سے امام صاحب نے پوچھا تو اس نے جواب دیا مجھ سے غلطی ہوگئی آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔ امام صاحب نے سفارش کی کہ اسے چھوڑ دیا جائے کیوں کہ اس نے معافی مانگ لی ہے۔ کمیٹی والوں نے امام صاحب کے کہنے پر اسے چھوڑ دیا۔ اس کے ۱۰ یا ۱۲ دن بعد وہ پھر ایک لڑکے کے ساتھ ساتھ سوتا ہوا ٹانگ پر ٹانگ رکھے پکڑا گیا۔ دوبارہ بھی کمیٹی والوں نے پکڑا۔ پھر امام صاحب کے پاس لے گئے۔ امام صاحب نے دوبارہ اس کی سفارش اور کہا کہ رمضان کا مہینہ ہے اور یہ غریب آدمی ہے۔ رمضان کے بعد اسے نکال دیں گے۔ کمیٹی والوں نے امام صاحب کے کہنے پر عمل کیا اور قرآن ختم ہونے کے بعد اس کو نکال دیا۔ اب آپ سے اپیل ہے کہ یہ جو دو معاملے پیش کئے گئے ہیں کہ ایک امام "امانت میں خیانت کرے" اور دوسرے یہ کہ "غلط اور بدکردار لوگوں کی سفارش کرے" تو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کہاں تک درست اور جائز ہے؟ اس پر آپ کا فتویٰ درکار ہے تاکہ ہم صحیح نتیجہ پر پہنچ سکیں۔

ممبر مسجد کمیٹی، حافظ عبدالواحد، عبدالغفار

http://t.me/Tehqiqat

۷۸۶ الجواب: سوال کا خلاصہ بظاہر یہ ہے کہ وہ رقم موذن کو ملی۔ موذن نے امام کو اس کی اطلاع دی۔ امام نے اسے رازدار بنایا اور پھر یہ رقم وقتاً فوقتاً امام کی خواہش وحکم پر خرچ ہوتی رہی اور موذن کے جانے کے بعد امام نے اس پر خیانت کا الزام لگایا۔ پھر موذن کو بلا کر اس سے حقیقت دریافت کی گئی تو اس نے سارا راز ظاہر کر دیا۔ امام نے اسے جھٹلایا تو موذن نے قسم کھا کر وہ بیان دیا جو سوال میں مذکور ہے لیکن امام نے اسے پھر بھی جھوٹا ہی کہا۔

اگر یہ واقعات صحیح ہیں تو قصور سے بری الذمہ موذن بھی نہیں۔ اس پر لازم ہے کہ اس رقم کا خود اعلان کرتا اور اسے بطور امانت اپنے پاس رکھتا اور امام خواہ کسی اور کے کہنے پر اسے صرف نہ کرتا۔ پھر مدت معینہ تک مالک نہ ملنے پر لقطہ کے احکام کے مطابق عمل کرتا لیکن امام نے تو غصب کر دیا۔ اس رقم کو "مال مفت دل بے رحم" کے تحت خوب اڑایا اور کسی پر ظاہر بھی نہ ہونے دیا اور اس کا یہ کہنا کہ میں نے مسجد میں پانچ جمعہ تک اس رقم کا اعلان کیا اگر صحیح بھی مان لیا جائے تو اس پر لازم ہے کہ نمازیوں کو بطور گواہ پیش کرے۔ بھرے مجمع یا مسجد میں سینکڑوں نہیں تو بیسیوں نمازی ایسے ہونا چاہئیں جنھوں نے یہ اعلان سنا۔ پھر ان سب واقعات سے صرف نظر کر بھی لیا جائے تو دوسرے سوال میں مندرج باتیں اگر صحیح ہیں تو یہی اس کی امامت سے نااہلی کے لئے کافی ہیں اور ایسا امام ہرگز قابل امامت نہیں اور ان پر اگر خیانت کا جرم بھی شمار کر لیا جائے تو گناہ اور شدید اور فسق، بد سے بدتر ہو جاتا ہے اور ایسے کو امام بنانا گناہ۔ کتب فتاویٰ میں ہے لو قدموا فاسقاً یاثمون لان فی تقدیمہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تعظیمہ وقد وجب علینا اھانتہ شرعاً۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ ذی قعد ۱۴۰۰ھ

راہ ملی ہوئی چیزوں کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک گائے ۷ ذی الحجہ کو بھاگ کر آگئی۔ تقریباً آٹھ روز ہو چکے ہیں۔ مختلف مساجد میں لاؤڈ اسپیکر پر کئی روز تک اعلان بھی کرایا گیا مگر آج تک کوئی مالک نہیں آیا۔ حالانکہ آٹھ روز میں اس پر دو ڈھائی سو روپے خرچ کئے جا چکے ہوں گے۔ اب اس کے متعلق شرعی حکم کیا ہے۔ ایک شخص نے گائے کی دیکھ بھال کی اور کھلایا۔ وہ غریب آدمی ہے۔ اس لئے اس کا خرچہ کہاں سے دیا جائے؟ اور گائے کا کیا کیا جائے؟ شرعی حکم سے مطلع فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ فقط السائلین۔ غلام نبی شیخ، عبدالغنی، سید محمد علی

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: مُلْتَقِط پر تشہیر لازمی ہے یعنی بازاروں اور شارع عام اور مساجد میں اتنے زمانے تک اعلان کرے کہ ظن غالب ہو جائے کہ مالک اب تلاش نہ کرتا ہوگا۔ یہ مدت پوری ہونے کے بعد اسے اختیار ہے کہ لقطہ "گمشدہ" کی حفاظت کرے یا کسی مسکین پر تصدق کر دے۔ مسکین کو دینے کے بعد اگر مالک آ گیا تو اسے اختیار ہے کہ صدقہ کو جائز کر دے یا نہ کرے اگر جائز کر دیا تو ثواب پائے گا اور جائز نہ کیا تو اگر وہ چیز موجود ہے تو اپنی چیز لے لے اور ہلاک ہوگئی تو تاوان لے گا۔ یہ اختیار ہے کہ وہ مُلْتَقِط (پانے والے) سے تاوان لے یا مسکین سے، جس سے بھی لے گا وہ دوسرے سے رجوع نہیں کر سکتا۔ (عالمگیری) اور اگر ایسی چیز لقطہ ہو جس سے آمدنی نہ ہو اور سر دست مالک کا پتہ نہیں چلتا اور اس پر خرچ کرنے میں مالک کا نقصان ہے کہ کچھ دنوں میں اپنی قیمت کی قدر کھا جائے گی تو یہ شخص معتبر مسلمانوں کی موجودگی میں اس کو بیچ کر اس کی قیمت محفوظ رکھے کہ اسی میں مالک کا نفع ہے اور جب مالک آئے اسے وہ قیمت سونپ دی جائے۔ اور اگر مالک کا پتہ نہ چلے تو یہ رقم صرف غرباء اور مساکین پر صرف کی جائے کہیں اور نہیں (بحر، درمختار)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۷ ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ

۷۸۶ الجواب صحیح وھو تعالیٰ اعلم بالصواب العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۷ ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب المفقود

گمشدہ شوہر کے احکام میں ایک رسالہ

''ملتقطات من افادات الرضویہ''

مؤیدات من الشاہ اولا درسول حضرت مفتی سیّد محمد میاں قادری علیہ الرحمتہ والرضوان

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ زوجہ زید کئی برس سے مفقود ہے کچھ پتہ نہیں کہ زندہ ہے یا مرگئی؟ زید اپنی بی بی کی حقیقی بہن سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو یہ جائز ہے یا ناجائز؟

۲۔ ہندہ کا شوہر کئی برس سے مفقود ہے کچھ پتہ نہیں کہ زندہ ہے یا مرگیا اب ہندہ اپنا نکاح دوسرے شخص سے کرنا چاہتی ہے جائز یا ناجائز؟

۳۔ ہندہ کا شوہر زید ہندوستان میں ہے اور ہندہ یہاں پاکستان میں، یا زید پاکستان میں ہے اور ہندہ ہندوستان میں۔ زید ہندہ کو پاس نہیں بلاتا نہ اسے نان ونفقہ دیتا ہے نہ ہی طلاق دیتا ہے۔ ہندہ سخت پریشان ہے اندیشہ ہے کہ کسی معصیت میں نہ پڑجائے۔ اس لئے وہ چاہتی ہے کہ کسی اور مرد سے نکاح کرے۔ تو یہ ہندہ ایسی مجبوری کے باعث حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتوے کے مطابق غیر مرد سے نکاح کرسکتی ہے نہیں؟ بینوا توجروا

المستفتی محمد صدر الدین فہیم جیپوری، دوقبر قلعہ حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ الجواب: والی اللہ المرجع والمآب۔ جب ایک بہن نکاح میں ہو تو دوسری سے نکاح حرام قطعی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ (النساء:23) زید اگر چاہتا ہے تو زوجہ کو طلاق دے یا موت زوجہ متحقق ہوجائے اور تاانقضائے عدت انتظار کرے اس کے بعد اس کی بہن سے نکاح کرسکتا ہے۔ اور اگر قبل انقضائے عدت زوجہ اُولیٰ کی بہن سے نکاح کرلیا تو پہلی زوجہ کو اس نکاح فاسد کے بعد پیش از خلوت یا بعد خلوت طلاق دے دینا اس حرام کو حلال، اس فاسد کو صحیح، اور اس ناجائز کو جائز نہیں کرسکتا۔ علماء تصریح فرماتے ہیں کہ اگر اولاً زوجہ کو طلاق دے اور ہنوز اس کی عدت نہ گزری ہو کہ اس کی بہن سے نکاح کرلے یہ نکاح حرام ہوگا۔ درمختار میں ہے حرم الجمع بین المحارم نکاحا وعدۃ لہٰذا زید پر لازم کہ اولاً زوجہ کو طلاق دے یا اس کی موت متحقق ہوجائے اور اتنا انتظار کرے کہ اس کی پہلی زوجہ کی عدت گزر جائے اس

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے بعد اس دوسری سے نکاح صحیح بروجہ شرعی کرے اور انقضائے عدت یہاں ظن غالب لیا جائے گا فانه متحقق فی الفقهیات بالیقین۔ (کذا افیدفی الفتاوی الرضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ ہندہ ہرگز یوں نکاح نہیں کرسکتی۔ قال الله تعالیٰ وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ تم پر حرام ہیں وہ عورتیں جو دوسرے کے نکاح میں ہیں۔ عورت پر لازم ہے کہ صبرو انتظار کرے یہاں تک کہ اس کے شوہر کی ولادت کو ستر برس گزر جائیں یعنی اب تک زندہ ہوتو ستر برس کا ہو۔ مثلاً تیس (۳۰) سال کی عمر میں مفقود ہوا تو عورت چالیس (۴۰) برس تک اس کا انتظار کرے اور پچاس (۵۰) کی عمر میں مفقود ہوا تو بیس (۲۰) برس۔ وعلیٰ ھذا القیاس۔ اس مدت کے گزرنے کے بعد قاضی اس کی موت کا حکم کرے بعد حکم، عورت چار مہینے دس دن عدت بیٹھے۔ عدت گزار کر جس سے چاہے نکاح کرے۔

اس مسئلہ کی تائید و توثیق و کمال توضیح و تنقیح اور قابل اطمینان و تسلی بخش تحقیق و تصریح کے لئے ہم رسالہ مبارک ''ایضاح سنت'' مؤلفہ حامی السنن ماحی الفتن مولانا مولوی محمود جان صاحب مرحوم و مغفور سے اعلیٰ حضرت عظیم البرکات مجدد مائتہ حاضرہ صاحب حجتہ قاہرہ مولانا الشاہ محمد احمد رضا خاں صاحب قادری برکاتی آل رسولی قدس سرہ العزیز کا فتوائے مبارکہ نقل کرتے ہیں۔ وھی ھذہ

''زوجہ مفقود کے لئے چار برس کی مہلت کہ حضرت سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب ہے جمہور ائمہ کرام اس کے خلاف پر ہیں۔ ادھر قرآن عظیم صاف صاف ارشاد فرماتا ہے کہ وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ تم پر حرام ہیں وہ عورتیں جو دوسرے کے نکاح میں ہیں۔ اس عورت کا نکاح مفقود میں ہونا تو یقیناً معلوم اور چار برس کے بعد اس کی موت مشکوک و موہوم۔ کیا آدمی اتنی مدت میں خواہ مخواہ مرہی جاتا ہے یا اس کے مرگ پر ظن غلبہ آتا ہے۔ یہاں تک کہ خود علمائے مالکیہ رحمھم اللہ تعالیٰ اقرار فرماتے ہیں کہ اس چار سال کی تقدیر پر سوا تقلید امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں نہ ہرگز نظر فقہی اس کی مساعد۔ کما نقل العلامة الزرقانی فی شرح الموطا عن الکافی انها مسئلة قلد نافیها عمر و لیست مسئلة النظر۔ (جیسا کہ علامہ زرقانی نے، کافی سے شرح مؤطا میں نقل فرمایا کہ یہ ایسا مسئلہ ہے جس میں ہم نے حضرت عمر کی پیروی کی ہے، یہ مسئلہ نظری نہیں ہے)

اور تمام ائمہ کا اجماع ہے کہ شک سے یقین زائل نہیں ہوتا ولہٰذا خود ائمہ مالکیہ در بارۂ مال اس تقدیر چار سال کے قائل نہ ہوئے، حالانکہ یہ نہایت مستبعد ہے کہ آدمی، مہلت چار سالہ کے بعد حق زوجہ میں مردہ ٹھہر کر، مال ورثہ پر تقسیم نہ ہو۔ فاضل ابراہیم، شرح انوار اردبیلی میں لکھتے ہیں نقض حکمه لمخالفة القیاس الجلی اذلا یجوز ان یکون حیافی ماله و میتافی حق زوجته۔ (ظاہر قیاس کی مخالفت کی وجہ سے اس کا حکم ٹوٹ گیا، کیونکہ یہ بات جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے مال کے حق میں زندہ ہو اور اپنی بیوی کے حق میں مردہ ہو) تو نص قطعی و قضیہ یقین کے خلاف ایک موہوم بات پر، کہ حق مال میں بالاتفاق مقبول نہیں کیوں کر زنِ زید، نکاحِ عمرو میں آسکتی ہے؟ ادھر احادیث حضور سید المرسلین ﷺ میں اس مذہب کا کہیں پتہ نہیں بلکہ حدیث آئی ہے تو ہمارے ہی موافق آئی ہے۔ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ امراة المفقود امرئته حتی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یاتیھا البیان۔ مفقود کی عورت اسی کی عورت ہے یہاں تک کہ اس کی موت کا حال ظاہر ہو۔ رواہ الدار قطنی فی سننہ عن المغیرۃ بن شعبۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر المومنین مولی المسلمین حضرت سیّدنا علی مرتضیٰ، وکنیف العلم سیّد الفقہاء سند الائمہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہماری ہی طرف ہیں رواہ عنھما عبدالرزاق فی مصنفہ اور قوت برقوت یہ کہ امیر المومنین امام العادلین سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے قائل چار سال تھے بلکہ وہی پہلے قائل، چار سال تھے بعدہ قول حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنیٰ کی طرف رجوع فرمایا۔ کما ذکرہ فقیہ الکوفہ ابن ابی لیلی رحمہُ اللہ تعالیٰ نقلہ المحقق فی الفتح۔ تو وہ دلیل کہ مالکیہ کو اس قول پر حاصل تھی یعنی تقلید فاروقی وہ بھی نہ رہی۔

اسی طرح حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ ارشد تلامذہ امام مالک ہیں پہلے قول امام مالک کے قائل تھے پھر ہمارے ہی قول کی طرف رجوع لائے اور وہی ان کے مذہب میں راجح قرار پایا کما فی "میزان الشریعۃ الکبری" و "رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمۃ" وھذ الفظھا اختلفوا فی زوجۃ المفقود فقال ابوحنیفۃ و الشافعی فی الجدید الراجح و احمد فی احدی روایتہ لا تحل للازواج حتی تمضی مدۃ لا یعیش فی مثلھا غالبا (گمشدہ شوہر کی بیوی کے بارے میں اختلاف ہے، امام ابوحنیفہ اور امام شافعی جدید راجح قول میں، اور امام احمد ایک روایت میں قائل ہیں کہ جب تک اتنی مدّت نہ گزر جائے کہ اس کے زندہ رہنے کا امکان نہ رہے، اس وقت تک حلال نہیں کہ وہ شادی کرے) بلکہ جمہور ائمہ شافعیہ رحمہم اللہ تعالیٰ تو یہاں تک اس سے اختلاف رکھتے ہیں کہ اگر قاضی مہلت چار سالہ کے بعد تفریق کر دے تو اس کی قضا توڑ دی جائے کہ اس نے دلیل صریح کے خلاف حکم کیا۔ امام نور الدین یوسف بن ابراہیم اردبیلی شافعی "کتاب الانوار لعمل الابرار" میں فرماتے ہیں۔ لو حکم حاکم بانھا تتربص اربع سنین فتعتد عدۃ الوفاۃ ثم تنکح و تربصت وحکم ثانیا بالفرقۃ واعتدت و نکحت نقض حکمہ الا اذا بان انہ کان میتا وقت الحکم (اگر حاکم نے فیصلہ دے دیا کہ عورت چار سال انتظار کر کے عدت وفات پوری کرے، پھر نکاح کر لے اور اسی پر ٹھہرے، پھر حاکم دوسرے فیصلہ میں علیحدگی کرے اور عورت عدت پوری کرے اور پھر نکاح کرے تو حکم ختم ہو جائے گا ہاں اگر وقت حکم، شوہر مردہ تھا تو نافذ رہے گا) اسی میں ہے لو قضی قاض بصحۃ نکاح زوجۃ المفقود بعد اربع سنین و مدۃ نقض حکمہ اھ ملخصا۔ (اگر قاضی نے مفقود کی بیوی کے نکاح کا، چار سال بعد فیصلہ کر دیا اور موت کا بھی فیصلہ کر دیا۔ تب بھی اس کا حکم ختم ہو جائے گا) شرح انوار میں ہے قولہ نقض حکمہ لمخالفۃ القیاس الجلی فی جعل المفقود میتا فی النکاح دون المال و ماجزم بہ المصنف ھو الذی علیہ الاکثرون کما یعلم من کلام الرافعی ھنا الخ (حکم ختم ہونا اس لئے فرمایا کہ وہ قیاس جلی کے مخالف ہے، کہ گمشدہ شخص نکاح کے معاملے میں مردہ ہے اور مال میں مردہ نہیں، اور جس پر مصنف کو یقین ہے، اکثر فقہا اسی پر ہیں جیسا کہ یہاں کلام رافعی سے الی آخرہ معلوم ہوتا ہے) تو جو اس قول کے قائل تھے ان پر بھی اس کا ضعف ظاہر ہوا جب تو اس سے رجوع فرماتے آئے اور قول ضعیف پر حکم وفتوی دینا جہل ومخالفت اجماع ہے۔ فی الدر المختار حاصل ماذکرہ الشیخ قاسم فی تصحیحہ انہ لا فرق بین المفتی و القاضی الا ان المفتی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مخبر عن الحکم و القاضی ملزم به وان الحکم والفتیا بالقول المرجوح جهل وخرق للاجماع۔(درمختار میں، شیخ قاسم کی تصحیح کا خلاصہ یہ ہے کہ مفتی اور قاضی میں کوئی فرق نہیں موائے اسکے کہ مفتی حکم بتاتا ہے اور قاضی اس کو لازم کرتا ہے اور حکم اور فتویٰ اگر قول مرجوح کے ساتھ ہو تو جہل اور خلاف اجماع ہے) پھر معاملہ بھی کونسا؟ معاملۂ فروج جس میں شرع مطہرہ کو سخت احتیاط ملحوظ۔ یہاں تک کہ باآنکہ اصل اشیا میں اباحت وحلت ہے۔ فروج میں اصل حرمت ٹھہری تو ایسے امر میں ایسے قول کی طرف اپنا ایسا قوی ومدلل مذہب چھوڑ کر جانا کیسی کھلی بے احتیاطی ہے۔

رہا دعویٰ ضرورت اس کا حال یوں کھلتا ہے کہ ہندوستان کی نوجوان عورتیں جو بیوہ ہو جاتی ہیں باآنکہ شرعاً نکاح ثانی کی اجازت ہے اپنی ایک جھوٹی رسم کی پیروی سے عمر بھر بیٹھی رہتی ہیں اس وقت نہ انہیں ضرورت سوجھتی ہے نہ یہ خیال آتا ہے کہ جوانی کیوں کر کٹے گی نہ یہ کہ نان ونفقہ کہاں سے ملے گا مگر خاوند مفقود ہو کر یہ سب دعوی ہجوم کرتے ہیں اگر ضرورت کا دعویٰ سچا ہے تو وہاں صبر کیوں کر ہوتا ہے؟ اور جب وہاں کیا جاتا ہے حالانکہ قطعاً بے شوہر اور ازواج کے لئے حلال ہیں تو یہاں کیوں نہیں کیا جاتا کہ یقیناً شوہر دار تھیں اور موت شوہر ثابت نہ ہوئی، مگر ہے یہ کہ جہاں کے نزدیک رسم کا اتباع، حکم کے اتباع سے زیادہ ہے، یہاں حیلے تلاش کئے جاتے ہیں کہ کسی مذہب میں کوئی راستہ نکلے، اگرچہ اپنے مذہب میں نرا حرام ہو۔ وہاں رسم نہیں چھوڑی جاتی اگرچہ چاروں مذہب میں کھلی حلت ہے۔ اللہ عزوجل مسلمانوں کو ہدایت فرمائے۔

بات یہ ہے کہ نفس کی باگ جب نرم کر دیجئے دبا لیتا ہے اس وقت ضرورت حاجت معذوری مجبوری سوجھتی ہے اور جب باگ کڑی کر لیجئے دب جاتا ہے اس وقت ظاہر ہوتا ہے کہ وہ جوش نرا دعویٰ ہی دعویٰ تھا۔ صحیح حدیث میں حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں من استغنی بالله اغناه الله ومن استعفی اعفاه الله جو اللہ عزوجل کے بھروسے پر خلق سے بے پرواہی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے غنی کرے گا اور جو سچے دل سے پارسا بننا چاہے گا اللہ تعالیٰ اسے پارسا بنا دے گا۔ رواہ الامام احمد و النسائی والضیاء المقدسی عن ابی سعید الخدری رضی الله تعالیٰ عنه۔ جنہیں نکاح پر قدرت نہ ہو ان کا علاج صحیح حدیث میں روزے رکھنا ارشاد ہوا ہے، کہ من لم یستطع فعلیه بالصوم رواه الاحمد والستة عن ابی مسعود رضی الله تعالیٰ عنه عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وسوق الحدیث وان کان فی الرجل فالنساء شقائقهم بعضکم من بعض (اگرچہ حدیث مردوں کے لئے ہے مگر عورتیں بھی تو ان ہی جیسی ہیں)۔ بلکہ احتیاج نفقہ کے عذر کو غور کیجئے تو وہ بھی اسی عذر جوانی کے ساتھ ہے جس کا علاج حدیث میں ارشاد ہو گیا۔ سن رسیدہ عورتیں جن کے شوہر مرتے یا مفقود ہو جاتے ہیں انہیں تلاش نفقہ کے لئے فکر نکاح نہیں ہوتی وہ کیوں کر بسر کرتی ہیں اور یہ حالت بیوگی، تو ہند کی نوجوان عورتیں بھی اس حال میں شریک ہیں وہاں خدا جانے شان رزاقی، خاوند میں کیوں نہیں منحصر ہو جاتی، لطف یہ ہے کہ یہاں تقلید امام مالک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا دامن پکڑا جاتا ہے جاہل لوگ ان کا مذہب یہ سمجھتے ہیں مرد کو گئے چار برس گزرے اور عورت کو یوں ہی عدت بیٹھ کر نکاح حلال ہو گیا۔ حاشا یہ ان کا مذہب نہیں بلکہ وہ یہ فرماتے ہیں کہ عورت قاضی شرع کے حضور دعویٰ پیش کرے، قاضی بعد ثبوت مفقودی، کہ اس کی خبر ملنے سے بالکل ناامیدی ہوگئی ہو اب سے چار برس کی مدت اپنے حکم سے مقرر

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرے اس مدت میں بھی پتہ نہ چلے تو پھر قاضی تفریق کردے۔اس کے بعد عورت چار مہینے دس دن عدت بیٹھے اور شوہروں کے لئے حلال ہو جائے۔حضور قاضی رجوع سے پہلے اگر بیس برس گزر گئے ہوں تو ان کا اصلا اعتبار نہیں۔علامہ زرقانی مالکی شرح موطا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں فرماتے ہیں قول مالك لو اقامت عشرين سنة ثم رفعت يستانف لها الاجل (امام مالک کا فرمان یہ ہے کہ اگر عورت پہلے بیس سال ٹھہری رہی پھر معاملہ اٹھایا تو اب مدت مقرر کی جائے گی) اسی میں ہے قول مالك ايضاً تستانف الاربع من بعد اليلس وانهامن يوم الرفع (مالک کے قول میں بھی چار سال، بعد میں شروع ہوں گے جب، مایوسی پائی جائے اور یہ سال اسی وقت سے شروع ہوں گے جس دن معاملہ اٹھایا گیا) اب کہئے اگر قول امام مالک ہی پر عمل کیجئے تو اول تو یہاں قاضی مالکی کہاں، اور قاضی حنفی اپنے خلاف مذہب کیوں حکم دینے لگا، اور دے بھی تو اس کے نفاذ میں دقتیں ہیں اور نافذ بھی ہو جائے تو ابھی ساڑھے چار برس پڑے ہیں یہ کیوں کر کٹیں گے ایسی بے صبری و ادعائے بے رزقی کا علاج تو یوں بھی نہ بنا۔غرض خلاصۂ مقصد یہ ہے کہ اللہ سے ڈرے، اللہ سے ڈرے۔امر فروج کو سہل نہ جانے۔فقدان شوہر کو، مرگ شوہر کے پلے میں رکھے اور اتباع حکم کو اتباع رسم، سے اہم تر سمجھے اور تصور کرے کہ ہند کی نو جوانیں بیوہ ہو کر کیوں کر بسر کرتی ہیں۔بلکہ یہ بھی درکنار اس دار الفتن ہند پر محن میں بہت شریف زادیاں ایسی نکلیں گے جن کے خدا نا ترس شوہروں نے انہیں جیتے جی معلقہ کر رکھا ہے نہ تعلق رکھیں نہ قطع کریں۔وہ بے چاریاں نہ شوہر والی نہ بے شوہروں میں، پھر وہ کیا کرتی ہیں اور اپنی عزت، اپنے باپ دادا کی عزت، شرع کی اطاعت، کیوں کر نگاہ رکھتی ہیں۔قطع خواہش کو روزوں کی کثرت کرے۔خیالات دل کو یاد موت وقبر سے لگائے کہ موت کی یاد ہر خواہش ولذت کو بھلا دیتی ہے اگر ماں باپ بھائی کے ذریعہ سے گزر کی صورت نہیں سینے پرونے وغیرہ کے کام سے وقت کاٹے کہ اللہ عزوجل کے یہاں صابروں میں لکھی جائے اور بہ حکم قرآن بے حساب ثواب پائے۔اقارب محارم اگر خبر گیری کر سکتے ہیں تو اللہ کا ثواب عظیم ہے۔اپنی بہن، بیٹی، بے ثبوت بیوگی، نکاح غیر کی بلا میں نہ پڑنے دیں۔عوام ہند ذرا ذرا سے فضول و بے جا دینوی جھگڑوں پر دختروں خواہروں کو بٹھا رکھتے اور ان کا کلی خرچ اپنے پاس سے کرتے ہیں یہ دینی حکم ہے اور اپنی ناموس کے خاص حرام وحلال کا معاملہ۔اس میں بھی ذرا غیرت وحمیت کو کام میں لائیں اور سمجھ بوجھ کر انجان نہ بن جائیں وباللہ التوفيق وهو الهادي الى سواء الطريق انتهى۔

یہ فقیر قادری (مفتی محمد خلیل خاں قادری برکاتی) عرض کرتا ہے کہ یہ رسالہ مبارکہ جو اس مبارک فتوے پر بھی مشتمل ہے ۱۳۳۰ھ میں خود اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز اور ان کے اخلاف وخلفاء عظام کی تصادیق سے موثق ہو کر شائع ہوا۔نیز تصدیق فرمانے والے علماء اعلام، وفضلائے کرام میں حسب ذیل حضرات کی بھی تصادیق موجود ہیں۔

۱۔ حضرت مولانا الشاہ وصی احمد صاحب محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

۲۔ حضرت مولانا عبد المقتدر صاحب بدایونی رحمۃ اللہ علیہ۔

۳۔ حضرت مولانا الشاہ احمد حسن صاحب کانپوری رحمۃ اللہ علیہ۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۴۔ حضرت مولانا کرامت اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

۵۔ حضرت مولانا الشاہ ہدایت رسول صاحب قادری برکاتی نوری رحمۃ اللہ علیہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ اس کا جواب (۲) سے واضح و آشکار ہے کہ مفقود کی موت کو موہوم اور بنا بر ظن غالب اس کی زیست کو معلوم تصور کر کے زوجۂ مفقود کو بحکم حدیث شریف مفقود ہی کی زوجہ تسلیم کیا گیا اور جمہور ائمہ وعلماء اہلسنّت نے غیر مرد سے اس کا نکاح حرام ٹھہرایا تو یہاں جبکہ شوہر کا بالیقین موجود ہونا معلوم ہے کیوں کر اس کی زوجہ کو غیر کی زوجیت کے قابل سمجھا جا سکتا ہے، اور ایسی عورت، شوہر والی ہوتے ہوئے کیوں کر دوسرے مرد کے لئے حلال و جائز قرار دی جا سکتی ہے رہے وہ حیلے حوالے اور حجتیں اور دلیلیں جو اس شوہر والی، عفیفہ عورت کو دوسرے مرد کے نکاح میں دیے جانے کے جواز میں پیش کی جاتی ہیں تو ان کے جوابات بھی وہی ہیں جو اوپر مذکور ہوئے کہ ادعائے ضرورت، وعذر جوانی، حرام کو حلال نہیں کر سکتا۔ بہت کم سن لڑکیاں کہ بیوہ ہو جاتی ہیں باتباع رسم ہنود عمر بھر نکاح کا نام نہیں لیتیں اس وقت ضرورت و جوانی کدھر چلی جاتی ہے۔ ہزاروں وہ ہیں جن کے شوہر زندہ موجود ہیں مگر ان کی طرف سے قطعاً برگشتہ و روگرداں وہ اپنی عمر کیوں کر کاٹتی ہیں پھر اس ضرورت نفقہ اور خواہش نفس کو جھوٹی آڑ بنا کر امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مذہب مرجوح کا نام لینا تو نری دھاندلی ہے وہ تو صراحۃً و یقیناً در بارۂ مفقود ہے اور یہاں خود اقرار ہے کہ شوہر پاکستان یا ہندوستان میں موجود و مشہود ہے علاوہ بریں ان کا مذہب یہ ہے کہ عورت حاکم شرع کے حضور مستغیثہ ہو، وہ بعد ثبوت مفقود، روز مرافعہ سے چار سال کی مہلت دے۔ اس کے گزرنے پر قاضی اسلام تفریق کر دے۔ اب عورت عدّت گزار کر نکاح کر سکتی ہے پیش از حکم قاضی شرع اگر بیس برس گزر گئے ہوں تو وہ معتبر نہیں۔ تو روز مرافعہ کے بعد تقریباً ساڑھے چار سال کیوں کر کٹیں گے۔ نان نفقہ کہاں سے آئے گا؟ عذر جوانی کدھر جائیگا؟ تو اللہ ورسول کے بھروسے جو وہاں کر سکتی ہیں یہاں بھی عمل میں لائیں اور خدا ورسول سے شرمائیں۔ خواہشات نفس کو یوں بدلگام نہ چھوڑیں کہ وہ جدھر چاہیں موڑیں اور نہ یہ ان کی پیروی میں خدا ورسول سے رشتہ توڑیں ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ الغرض ایسی عورت کو سوا اس کے کچھ چارۂ کار نہیں کہ وہ جس طرح چاہے اپنے شوہر سے طلاق حاصل کرے کہ طلاق میں یہ شرط نہیں کہ خوشی سے دیجائے بلکہ اکراہ شرعی کی صورت میں بھی طلاق واقع ہو جائے گی۔ (بہار شریعت بحوالہٗ جوہرہ نیرہ) اور طلاق حاصل کئے بغیر، کسی دوسرے کے ساتھ مناکحت کے ذریعے جو، نام اس عورت کو ملنے والے ہیں ان میں بعض نام یہ ہیں۔ زانیہ، فاجرہ، قحبہ، فاحشہ، بدکار، وغیرہ اور اس عقد باطل پر راضی ہو کر اپنی ایسی بہن بیٹی کو دوسرے کے نکاح میں دینے والے دیوث ہیں۔ اعاذ اللہ تعالیٰ منھا ھذا ماعندی والعلم عند العلی الا علی و علمہ جل مجدہ أعز و أولی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۷ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تصدیق جلیل قطب الوقت تاج العلماء (مرشدِ گرامی خلیل العلماء)

فقیر اولادِ رسول محمد میاں قادری برکاتی مارہروی غفرہ اللہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی و نسلم علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ۔ فقیر نے یہ فتویٰ، دافع بلوی، قامع، طغوی نافع تقوی، دیکھا۔ حق صریح و مذہب رجیح پر مشتمل پایا۔ مسلمانوں کو اس کے مطابق عمل لازم۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

فقیر اولادِ رسول محمد میاں قادری برکاتی مارہروی غفر اللہ تعالیٰ لہٗ ۱۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۷۰ھ

تصدیق جلیل احسن العلماء، سید مصطفےٰ حیدر حسن المعروف حسن میاں قادری برکاتی قاسمی مارہروی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

جانشین تاج العلماء، تلمیذ خلیل العلماء،

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی الہ واصحابہ ذوی الفضل العمیم وعلینا معھم ولھم وفیھم الی یوم الدین۔ مقالہ المجیب العلام فھو حق و صحیح و صواب مطابق بالسنتہ والکتاب لا شک فیہ ولا ارتیاب۔ مخالفہ فضیح و قبیح و خراب واللہ تعالیٰ ثم رسولہ الاعلی جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعلم بالصواب وانا الفقیر الحقیر الحافظ السید مصطفےٰ حیدر المعروف بحسن میاں القادری البرکاتی القاسمی المارھروی عفا عنہ ربہ تعالیٰ ذنبہ الجلی الخفی۔

بستم جمادی الاخریٰ ۱۳۷۰ھ

http://t.me/Tehqiqaat

تقسیم ہند کے وقت مسلمان عورتوں کا کافروں کے قبضہ میں جانا اور ان کے ہاں اولاد ہونا وغیرہ کے احکام

سوال: قبلہ جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، مہتمم دار العلوم احسن البرکات، حیدرآباد، آداب وسلام

بعد ادائے آداب کے خدمت فیض اقدس و بابرکت میں بصد آداب عرض ہے کہ: ۱۹۴۷ء میں ہندوستان اور پاکستان کے پارٹیشن کے وقت ہندو و کافر درندے زبردستی مسلمانوں کی نوجوان لڑکیوں عورتوں کو اپنے ساتھ لے گئے۔ ان کے ساتھ کافی ظلم وستم ہوا، ان کی عصمت دری اور بے حرمتی کی گئی، بہت سی عورتوں کی عصمت دری کر کے انہیں قتل کر دیا گیا، بہت سی عورتوں کو اپنے قبضہ میں رکھا اور بہت سی عورتیں موقعہ پا کر ان کے قبضہ سے نکل آئیں، بہت سی عورتوں کے لواحقین نے کافروں کو معاوضہ ادا کر کے انکے قبضہ سے چھڑایا اور ان کو پاکستان لے آئے۔ کافروں کے نطفے سے ان عورتوں اور

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لڑکیوں کے شکم میں حمل رہ گئے تھے وہ بچہ اور بچی پیدا ہوئے۔ جناب والا ان عورتوں کے متعلق شرع کی رو سے فتویٰ صادر فرمائیں کہ کوئی گناہ تو عائد نہیں ہوتا؟

۲۔ کافروں کے نطفے سے جو مسلمان عورتوں کے لڑکے و لڑکیاں پیدا ہوئے ہیں ان کے ساتھ کیا عمل کیا جائے۔ ان کو کافروں کے سپرد کر دیا جائے۔ یا مسلمانوں کے رسم و رواج کی طرح ان کی بھی شادی اسی طرح کی جائے جس طرح اپنے لڑکے اور لڑکیوں کی جاتی ہے۔ اور ان کو اپنا ہی فرزند اور دختر من وعن ایسا ہی تصور کیا جائے جس طرح اس کی خود کی اولاد ہے۔ اور کیا اس لڑکے لڑکی کے حق وحقوق بھی اپنے دیگر اولاد کے مساوی ہوگی؟

۳۔ متذکرہ بالا لڑکیوں کی شادی کا مسئلہ بہت دشوار بنا ہوا ہے، خاص کر قریشی برادری ایسی لڑکی کو اپنے لڑکے کے عقد میں لینے اور اپنی لڑکی کو ایسے لڑکے کے عقد میں دینے سے پرہیز کر رہے ہیں۔ کیا ایسا عمل کرنے سے ناک اونچی اور قریشی برادری کے لوگ اس قسم کی شادی کی طرف مائل ہونے کے بجائے اپنی بڑی ناک اور اونچی ناک رکھنے کی بات کرتے ہیں اور اس قسم کی شادی سے احتراز کرتے ہیں کیا ایسا عمل کرنے سے ناک اونچی نیچی ہوسکتی ہے۔ شادی کے مسئلہ میں یہ ناک بڑی رکاوٹ بنی ہوئی ہے خاص کر قریشی برادری کے بیداریٔ مغز کے واسطے اس مسئلہ کا دلائل اور تمثیل کے ساتھ حل (فتویٰ) مرحمت فرمائیں کیوں کہ اس قسم کی نوجوان بالغ لڑکیاں بہت غیر شادی شدہ بیٹھی ہوئی ہیں۔ ان کو کوئی نہیں بیاہ رہا۔ ان کے ماں وباپ ان کو زندہ درگور بھی نہیں کر سکتے اور ان کو کافروں کے حوالے بھی نہیں کر سکتے۔ ان کے ماں باپ بہت پریشان ہیں۔ ایسے خیالات رکھنے والی قریشی برادری میں اس مسئلہ کا کیسے ممکن حل ہوسکتا ہے؟ ایسے حالات میں ان کے ماں وباپ کیا کریں۔ اگر کوئی حل نکل آیا تو ایسی لڑکیوں کی قسمت کا ستارہ چمک اٹھے گا۔ یہ ایک کار ثواب بھی ہے لوگوں کی پریشانیاں دفع ہو جائیں گی اور مسلمان معاشرہ میں اس قسم کی لڑکیاں اور لڑکے اپنا برادری کا مقام حاصل کر لیں گے اور حقوق کا تحفظ ہو سکے گا جیسا کہ اولاد کو اپنے باپ کی جائیداد میں ہوتا ہے۔ ہو سکے تو اس مسئلہ کے متعلق فتویٰ اخبارات میں بھی شائع فرمادیں۔ اللہ اجر عظیم سے نوازے گا۔

فقط والسلام چاند محمد قریشی معرفت غلام عباس، پھیلی پار، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** مولائے کریم ہر مسلمان مرد وعورت کو اپنی پناہ اور اپنی حفاظت میں رکھے۔ وہ ہلاکت خیز دور، جن کی نگاہوں سے اوجھل رہا نہیں ان حالات کا اندازہ نہیں ہوسکتا اور خدا کسی کو نہ دکھائے بہر حال جہاں درندوں نے مردوں اور بچوں کے ساتھ کوئی رعایت نہ کی وہ بھلا جوان عورتوں کو کب معاف کر سکتے تھے وہ مجبور تھیں اور یقیناً مجبور وبیکس و بے بس تو ان پر جو بیتی اس میں ان کا کوئی جرم نہیں اور ان پر کوئی گناہ عائد نہیں ہوتا۔ تو اس ظلم وستم اور ان کی بے کسی، بے بسی کو بنیاد بنا کر ان پر بدکاری وزنا کا الزام تھوپنا خود اپنی جگہ ظلم ہے اور نہ کسی خدا ترس کا کام ہوسکتا ہے۔ وہ مظلوم ہیں اور ان کی اعانت مسلمانوں پر فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ یہ بچے جو مسلمان عورتوں کے بطن سے پیدا ہوئے مسلمان ہی ہیں اور مسلمان ہی قرار پائیں گے اور قطعاً ان کے ساتھ وہی سلوک کیا جائے گا جس کے مستحق اور دوسرے مسلمان بچے ہیں۔ شریعت مطہرہ کا قاعدہ کلیہ یہ ہے بچہ اپنے ماں وباپ میں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کا تابع ہوگا جس کا دین بہتر ہو اس کا صاف مفاد یہ ہی ہے کہ وہ بچے بھی جو کافروں کے نطفے سے مسلمان عورتوں سے پیدا ہوئے وہ مسلمان ہیں اور اسلام کے فرزند ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ ایسی بے سہارا خواتین اسلام سے نکاح کرنا نہ صرف یہ کہ جائز و درست ہے بلکہ ایک کارِ خیر اور ثواب کا کام ہے۔ ان پر طعن و تشنیع بے جا تشدد کرنے والے پھر ان کی اس بے بسی کی بنیاد پر ان سے نکاح کرنے کو ننگ و عار ٹھہرانا۔ ایک مباح شرعی پر اعتراض ہے بلکہ بعض صورتوں میں ایک فعل واجب سے روگردانی واعراض ہے اور یہ سمت جہالت اور نہایت خوفناک حالت ہے ظاہر ہے کہ جب نکاح کی حاجت وضرورت ہو اور جوان عمر کو کوئی نکاح سے روک دے اور وہ شیطان کے بہکانے میں آکر کسی گناہ میں مبتلا ہو جائیں تو اس کا گناہ کس پر ہوگا؟ ان ہی لوگوں پر ہوگا جو انہیں اس امر شرعی سے روکتے ہیں اور اپنی ناک کی خاطر ایسے گناہوں میں گرنے پر در پردہ اکساتے بھی رہتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے۔ جس کی بیٹی بارہ برس کی عمر کو پہنچے (یعنی بالغ و نکاح کے قابل ہو جائے اور پیام آنے کے باوجود) وہ اس کا نکاح نہ کرے اور یہ دختر گناہ میں مبتلا ہو جائے تو اس کا گناہ اسی شخص پر ہے (بیہقی فی شعب الایمان) تو جس طرح یہ اس شخص کی بیٹی ہے اسی طرح یہ لڑکیاں لڑکے، اور بے بس و ناچار لڑکیاں لڑکے، مظلوم وستم رسیدہ لڑکیاں لڑکے، پوری قوم و برادری کی لڑکیاں لڑکے ہیں۔ اب جو، ان کے نکاح میں رکاوٹ ڈالے، اپنی لڑکی کو ان کے عقد میں دینے اور انہیں اپنوں کے عقد میں لینے سے پرہیز و اجتناب کرے وہ یہاں نہیں تو خدا کے سامنے بروز قیامت ضرور جواب دہ ہوگا۔ ایسے ہی موقعوں کے لئے کہا گیا ہے کہ اوروں کی برائیوں کو نہ دیکھو اپنے گناہوں کو اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیکھو۔ وہ بے اختیار تھیں، اور تم اپنے اختیار سے صبح سے شام تک کیا کرتے پھرتے ہو؟ دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ ربیع الآخر ۱۴۰۳ھ

مفقود الخبر شوہر کی بیوی، انتظار کرے گی

سوال: اعلیٰ حضرت مفتی صاحب، السلام علیکم

مسماۃ زاہدہ سلطانہ کا شوہر ۱۹۸۰ء/۹/۲۸ سے ایکسڈینٹ کیس میں لاپتہ ہے۔ اور مسماۃ زاہدہ سلطانہ کو اتنے عرصے سے نہ کوئی اطلاع ملی نہ کوئی خط وغیرہ موصول ہوا۔ اب وہ آزاد ہو کر دوسرا نکاح کرنے کی شرعی طور پر اجازت چاہتی ہے۔ اس سلسلے میں اسے مزید کتنے عرصے اور انتظار درکار ہوگا۔ مہربانی فرما کر شرعی فتویٰ عنایت فرمائیں اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر عطا فرمائے۔ آمین عبدالرشید ولد عبدالمجید، لطیف آباد یونٹ ۱۰، پکی مارکیٹ، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** مذکورہ بالا صورت میں عورت کو نکاح ثانی کا اختیار، کسی امام کے نزدیک نہیں۔ قرآن کریم میں صاف ارشاد ہے وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ حرام کی گئیں تم پر شوہر دار بیاں۔ اور شک نہیں کہ ابھی وہ شوہر والی ہے۔ جب تک کہ اس کی موت کی تصدیق نہ ہو جائے یا اس کے شوہر کی ولادت کو ستر برس گزر جائیں۔ اس کے بعد اس کی موت کا حکم کیا جائے

http://t.me/Fendigar

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گا۔ رہا دعوائے ضرورت یا عذر جوانی، تو حرام کو حلال نہیں کر سکتا۔ اور جنہیں اپنی اور اپنے خاندان کی عزت عزیز ہوتی ہے وہ غلط قدم نہیں اٹھاتیں۔ اور جو بے عزتی کو اپنا لباس بنا لیتی ہیں وہ شوہر کی آنکھوں میں خاک جھونکتی ہیں۔ بہر حال اس پر فرض ہے کہ صبر اختیار کرے اور خدا رسول پر بھروسہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ شعبان المعظم ۱۴۰۰ھ

لاپتہ شوہر کی بیوی کے لئے حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص عرصہ سات سال سے لاپتہ ہے۔ بڑی کوشش کے باوجود مذکورہ شخص کا کوئی پتہ نہیں چل سکا۔ کیا از روئے شریعت مذکورہ شخص کی بیوی دوسرے آدمی سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟ جواب بالصواب عنایت فرمائیں۔ قاری محمد محمود الحسن چشتی، سرفراز کالونی، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: ہرگز یوں نکاح نہیں کر سکتی۔ قال اللہ تعالیٰ وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ۔ اس پر لازم ہے کہ صبر و انتظار کرے یہاں تک کہ اس کے شوہر کی ولادت کو ستر برس گزر جائیں۔ اس مدت کے گزرنے پر قاضی اس کی موت کا حکم کرے اور بعد حکم، عورت چار مہینے دس دن عدت بیٹھے۔ عدت گزار کر جس سے چاہے نکاح کرے۔ اور ادعائے ضرورت و عذر جوانی حرام کو حلال نہیں کر سکتا۔ آخر ہزاروں وہ ہیں جن کے شوہر زندہ ہیں موجود ہیں۔ مگر ان کی طرف سے قطعاً برگشتہ و روگرداں۔ وہ اپنی عمر کیونکر کاٹتی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ

گذشتہ آٹھ سال سے گمشدہ شوہر کی بیوی کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ: شوہر گزشتہ ۸ سال سے مفقود الخبر ہے اور تلاش کے باوجود اس کا سراغ نہیں مل رہا۔ نیز جغرافیائی دوری بھی واقع ہوگئی ہے۔ بیوی اب پاکستان میں ہے اور اس کا شوہر بنگلہ دیش کے ہنگاموں میں لاپتہ ہو گیا ہے۔ کیا ایک بیوی کو جس کا شوہر گزشتہ ۸ سال سے لاپتہ ہے نکاح ثانی کی اجازت ہے؟ براہ کرم عقلی و نقلی دلائل کے ساتھ فتویٰ جاری فرمائیں۔ محمد حکیم اللہ محمد کلیم اللہ ولد حاجی عبد الحکیم، بہار کالونی کوٹری

۷۸۶ الجواب: عورت ہرگز یوں نکاح نہیں کر سکتی کہ وہ ابھی شوہر والی ہے اور شوہر والی عورت، دوسرے پر حرام۔ قال اللہ تعالیٰ وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ۔ اس پر لازم کہ وہ صبر و انتظار کرے۔ یہاں تک کہ اس کی شوہر کی ولادت کو ستر برس گزر جائیں یعنی اب تک زندہ ہو تو ستر برس کا ہو۔ مثلاً تیس سال کی عمر میں مفقود ہوا تو عورت چالیس برس انتظار کرے اور پچاس سال کی عمر میں لاپتہ ہوا تو بیس برس وعلیٰ ہذا القیاس۔ اس مدت کے گزرنے پر اس کی موت کا حکم کیا جائے گا۔ اور عورت کے لئے حلال ہوگا کہ وہ اس حکم کے بعد، عدت گزارے۔ عدت گزر جائے تو جس سے چاہے نکاح کرے۔ تنویر الابصار میں ہے بعدہ یحکم بموتہ فتعتد عدۃ الموت۔ رد المحتار میں ہے ای عدۃ الوفاۃ اور دعویٰ ضرورت و عذر جوانی حرام کو حلال کو

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہیں کرسکتا۔ بہت کم سن لڑکیاں کہ بیوہ ہوجاتی ہیں اور عمر بھر، ہزار ہا فتنوں کے باوجود نکاح کا نام نہیں لیتیں اس وقت ضرورت وجوانی کدھر چلی جاتی ہے۔ ہزاروں وہ ہیں جن کے شوہر زندہ، موجود ہیں مگران کی خبر نہیں لیتے۔ وہ اپنی عمر کیونکر کاٹتی ہیں اور بگڑنے پر آئیں تو شوہر والیاں بھی یار بناتی پھرتی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ شعبان ۱۴۰۲ھ

بارہ یا چودہ سال سے لاپتہ شوہر

سوال: جناب مولانا مفتی خلیل خان صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلے میں کہ: زید کا ایک خاتون سے عقد ہوا لیکن زید مردانہ صلاحیت سے محروم ہے۔ اس پر صبر کر کے خاتون زید کے پاس رہی لیکن اس نے اپنے پاس رکھنا گوارا نہ کیا اور خاتون کو اس کے میکے میں چھوڑ دیا اب تقریباً بارہ یا چودہ سال سے خاتون اپنی والدہ کے ہاں رہ رہی ہے۔ نیز گزشتہ کئی برسوں سے زید مفقود الخبر ہے اور خاتون عقد ثانی کرنا چاہتی ہے تو ایسی صورت میں از روئے شرع شریف کیا حکم ہے؟

فقط خادم اہلسنت کمترین حافظ سراج الدین واحدی، مورخہ ۲۲ ربیع الآخر ۱۴۰۱ھ

۷۸۲ الجواب: جس عورت کا شوہر مفقود الخبر ہو وہ ہرگز کہیں اور نکاح نہیں کرسکتی۔ قال اللہ تعالیٰ وَّالۡمُحۡصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اس پر لازم ہے کہ وہ صبر کرے اور انتظار کرے حتی کہ اس کے شوہر کی ولادت کو ستر برس گزر جائیں، اس کے بعد اس کی موت کا حکم دیا جائے یا اس دوران اس کا شوہر کسی بھی ذریعہ سے طلاق دے دے۔ ضرورت اور جوانی کا عذر حرام کو حلال نہیں کرسکتا۔ بہت کم سن لڑکیاں کہ بیوہ ہوجاتی ہیں باتباع رسم ہنود عمر بھر نکاح کا نام نہیں لیتیں۔ ہزاروں وہ ہیں جن کے شوہر زندہ ہیں ساتھ بھی رہتے ہیں مگر عورت کی طرف سے قطعاً پھرے ہوئے۔ وہ اپنی عمر کیونکر کاٹتی ہیں لہٰذا صورت مسئولہ میں عورت کو نکاح ثانی کا اختیار نہیں ہے۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ ربیع الآخر ۱۴۰۱ھ

شوہر، ۹ نو سال سے لاپتہ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک عورت کا خاوند ۹ سال سے لاپتہ ہے اور اس کو ڈھونڈنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی ہے لیکن آج تک نہیں ملا۔ کیا ایسی عورت کو دوسرا نکاح کرنے کی اجازت شریعت کے اندر ہے یا نہیں؟

فقط نبی بھن، پھلیلی پار، پریٹ آباد، حیدرآباد، سندھ، ۱۹۸۱ء ۹/۱۲

۷۸۶ الجواب: عورت ہرگز یوں نکاح نہیں کرسکتی۔ قال اللہ تعالیٰ وَّالۡمُحۡصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اس پر لازم ہے کہ صبر و انتظار کرے یہاں تک کہ اس کے شوہر کی ولادت کو ستر برس گزر جائیں یعنی اگر وہ اب تک زندہ ہو تو ستر برس کا ہو۔ اس مدت کے گزرنے پر حاکم اسلام کہ دیندار مسلمان ہو اس کی موت کا حکم کرے گا۔ اس کے بعد عورت، عدت وفات گزار کر

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جس سے چاہے نکاح کر سکے گی۔ فتاویٰ رضویہ میں بحوالہ جواہر الاخلاطی فرمایا یحکم بموته بعد سبعین سنة و علیه الفتویٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ ذی قعد ۱۴۰۱ھ

جس کا شوہر دس برس سے لاپتہ ہو

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع درمیان اس مسئلہ میں کہ: مسماۃ سلطانہ کی شادی زید نامی ایک شخص سے ہوئی تھی۔ زید سے سلطانہ کو ایک لڑکی پیدا ہوئی جو کہ اب بھی موجود ہے اور اس کی عمر گیارہ سال ہے اب زید پورے دس سال سے گم ہے لاپتہ ہے آج تک زید کا کوئی پتہ نہیں چلا کیا کریں؟ کچھ سمجھ میں نہیں آتا سخت پریشانی میں جگہ جگہ تلاش کیا مگر کوئی پتہ نہ چل سکا آخر تلاش کرتے کرتے تھک کر بیٹھ گئے گمان غالب ہے کہ لڑکا زید مر چکا ہے کوئی جگہ نہ چھوڑی جہاں تلاش نہ کیا ہو۔ مسماۃ سلطانہ اور اس کی لڑکی گیارہ سال سے دونوں باپ کے گھر میکے میں ہیں دس سال مکمل رہنے کے بعد سلطانہ کی ماں کا انتقال ہو گیا۔ باپ ضعیف العمر ہے اپنی بیٹی سلطانہ اور نواسی کے خرچ اخراجات کا کفیل نہیں ہو سکتا کہ روٹی کپڑے کی ذمہ داری قبول کرے۔ مسماۃ سلطانہ کا بھائی اور اس کی بیوی سلطانہ سے نبھا نہیں کر سکتے ہم کب تک رکھیں مسماۃ سلطانہ کی عمر تقریباً ۲۶ سال ہے لڑکی کی عمر گیارہ سال ہے اب مسماۃ سلطانہ اپنے خاوند کا کب تک انتظار کرے جبکہ اس کی کفالت کا کوئی ذریعہ نہیں اور نہ ہی کوئی سہارا ہے۔ باپ ضعیف العمر ہے بیٹی کو کب تک نبھائے کیا ایسی صورت میں مسماۃ سلطانہ عقد ثانی کر سکتی ہے تاکہ بقایا عمر کا حصہ کسی کے سہارے سے گزار سکے؟

فقط السائل مسماۃ سلطانہ معرفت محمد رفیق لطیفی، شاہی بازار شہداد پور، سندھ، مؤرخہ ۷ جنوری ۱۹۷۹ء

۷۸۶ **الجواب:** مسماۃ سلطانہ ہرگز یوں نکاح نہیں کر سکتی۔ قال اللہ تعالیٰ وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ۔ اس پر لازم ہے کہ صبر و انتظار کرے یہاں تک کہ اس کے شوہر کی ولادت کو ستر برس گزر جائیں اس کے بعد اس کی موت کا حکم کیا جائے فی الجواهر الاخلاطی یحکم بموته بعد سبعین سنة و علیه الفتویٰ دعویٰ ضرورت وعذر جوانی حرام کو حلال نہیں کر سکتا۔ بہت کم سن لڑکیاں کہ بیوہ ہو جاتی ہیں اور رسم ہنود کے اتباع میں عمر بھر نکاح کا نام نہیں لیتیں اس وقت ضرورت و جوانی کدھر چلی جاتی ہے ہزاروں وہ ہیں کہ جن کے شوہر زندہ ہیں اور موجود ہیں مگر ان کی طرف سے قطعاً برگشتہ و روگرداں وہ اپنی عمر کیونکر کاٹتی ہیں جنھیں اپنی عصمت اور اپنے ماں باپ کی عزت اور خاندان کا وقار عزیز ہوتا ہے ان کی طرف کوئی انگلی اٹھانے کی گنجائش بھی نہیں پاتا اور جن کو یہ سب پیارا نہیں ہوتا وہ شوہر دار ہوتے ہوئے بھی غلط راہیں اختیار کر لیتی ہیں تو اصل چیز خدا اور رسول کا خوف اور اپنی عزت اور عصمت کا پاس لحاظ ہے زندگی، سی، پرو کر، اور ملازمت سے بھی گزاری جا سکتی ہے ابھی دنیا خدا ترسوں سے خالی نہیں بہرحال سلطانہ کو اس حالت میں ہرگز ہرگز نکاح کی اجازت نہیں ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ صفر المظفر ۱۳۹۹ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گمشدہ شوہر کی بیوی کا نکاح کب جائز ہے؟

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب السلام علیکم، کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: مسماۃ زینب دختر فہیم احمد ساکن یونٹ نمبر ۱۲ لطیف آباد کا شوہر عرصہ آٹھ سال سے لاپتہ ہے۔ جس کے فوت یا زندہ ہونے کا کوئی پتہ نہیں ہے۔ میرا کوئی ذریعہ معاش نہیں۔ میری عمر تقریباً ۳۰ سال ہے۔ براہ کرم چونکہ میں نکاح کرنا چاہتی ہوں لہٰذا بتایئے کہ مجھے شریعت میں نکاح کرنے کی اجازت ہے یا نہیں؟ مسماۃ زینب دختر فہیم احمد

۷۸۶ الجواب: شوہر کی گمشدگی، نکاح کو فسخ نہیں کردیتی وہ بدستور اس کی بیوی اور اس کے نکاح میں ہے اور تاوقتیکہ اس کی موت کی تصدیق نہ ہو جائے یا وہ طلاق نہ دے یا اس کی عمر کے ستر ۷۰ سال پورے نہ ہو جائیں یہ ہرگز نکاح نہیں کرسکتی قرآن کریم کا ارشاد ہے وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ رمضان المبارک ۱۳۹۸ ھج

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب الوقف

وقف کی تعریف اور اس کے احکام

سوال: محترم جناب عالی مفتی صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں مسمّی محمد انور ولد نواب علی قریشی سکنہ ڈگری ضلع تھرپارکر سندھ بحیثیت سائل مندرجہ سوال کے ساتھ حاضر ہوں۔ جناب محترم ہمارے محلے (میر جان محمد کالونی ڈگری) میں ایک مسجد پر محلے میں اختلاف ہو گیا ہے۔ اختلاف کی بناء کچھ اس طرح ہے جس پلاٹ پر ہماری مسجد تعمیر ہوئی ہے وہ پلاٹ ایک آدمی محمد یاسین پان والے کا ہے۔ جس وقت مسجد کی بنیاد رکھی گئی اس وقت محمد یاسین نے یہ کہا کہ میں نے یہ پلاٹ مسجد کے لئے وقف کیا ہے۔ تمام اہل محلہ نے مل کر چندہ جمع کیا اور مسجد بنادی گئی۔ واپڈا کا میٹر لگانے کے لئے اس امر کی طلب ہوئی کہ جس آدمی کا پلاٹ ہے، اس سے این. او. سی حاصل کر کے واپڈا کو دیا جائے یا وقف کرنے کا ایگریمنٹ پیش کیا جائے۔ اس ضمن میں محمد یاسین سے کہا گیا تو پہلے تو وہ تیار ہو گیا لیکن پھر چند ایک آدمیوں کے ورغلانے سے انکار کر گیا اور اس نے صاف جواب دے دیا کہ میں جگہ تحریری طور پر لکھ کر نہیں دوں گا۔ باقی میں نے وقف کر رکھی ہے اگر اہل محلہ ہمارے ساتھ ملیں تو ٹھیک ورنہ ہم مسجد میں خود میٹر لگوا دیں گے اور امام بھی رکھیں گے اور نظام بھی چلائیں گے۔ یہ بیان محمد یاسین پان والے کے ہیں۔ جو ابھی تک اپنی بات پر قائم ہے۔

ورغلانے والوں میں محمد شریف اور اس کے دیگر برادران پٹھان برادری ہے ان کے ورغلانے کی وجہ جو ہمارے نقطہ نظر میں آئی ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ تمام پٹھان برادری کا یہ خیال ہے کہ سب اسی محلے میں اکٹھے ہو جائیں اور دوران الیکشن کم از کم ایک ممبر ٹاؤن میں موجود ہو۔ یہ ان کا سیاسی نقطہ ہے۔

۲۔ تمام پٹھان برادری کا یہ خیال ہے کہ اگر محمد یٰسین پان والا پلاٹ مسجد کو وقف کر دے تو مسجد کی انتظامیہ سارے محلہ کے افراد سے منتخب افراد پر ہی مشتمل ہوگی۔ اس طرح سارے پٹھان برادری کے علاوہ دیگر اہل محلہ کا بھی مسجد کا نظم وضبط چلانے میں دخل ہوگا اور لکھ کر نہ دینے سے مسجد کا نظام صرف پٹھان برادری کے ہی ہاتھ میں رہے گا اور اس طرح وہ اپنے ہی کسی آدمی کو بحیثیت امام رکھیں گے اور ان کے ایک فرد یا زیادہ آدمیوں کا ذریعہ معاش سیدھا ہو جائے گا۔ دوسری صورت میں انہیں متفقہ فیصلہ ماننا پڑے گا۔

۳۔ جب اس مسئلہ میں اختلاف ہونے لگے اور بات بڑھنے لگی تو مولوی اصغر علی شاہ سے معلوم کیا گیا۔ تو انہوں نے کہا کہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایسی مسجد جس کی تعمیر کسی کی جائیدادِ زمین پر کی گئی ہے جب تک مالک جگہ اسے دلی اور واضح طور پر وقف نہ کرے یا جگہ کی قیمت لے کر جگہ کو مسجد کے لئے فروخت نہ کرے اس وقت تک مسجد میں باجماعت نماز ادا نہیں ہوسکتی۔ جس کے بعد اہل محلہ جگہ مسجد کے لئے تحریری طور پر لکھوانے کے لئے بضد ہوگئے اور انہوں نے مسجد کا چندہ وغیرہ دینا اس وقت تک بند کردیا جب تک محمد یٰسین پان والا مسجد کو پلاٹ رجسٹری نہیں کرواتا لیکن محمد یٰسین بھی اس بات پر بضد ہوگیا کہ پلاٹ لکھ کر تو وہ نہیں دے گا باقی مسجد کے لئے نہ صرف اس نے جگہ دی ہے بلکہ مزید جو کام بھی اس کے لائق ہوگا وہ مسجد کے لئے ضرور کرے گا اور کرتا رہے گا۔ واضح ہو کہ محمد یٰسین کی رہائش اس محلّہ میں نہیں ہے اور وہ شہر کے دوسرے محلے میں تقریباً میر محمد کالونی سے چار پانچ فرلانگ کے فاصلے پر آباد ہے، کالونی میر جان محمد تک پہنچنے کے لئے تقریباً دو مسجدیں اور بھی اس کے راستے میں آتی ہیں۔

۴۔ محلّے والے جناب مولوی اصغر علی شاہ خطیب مدینہ مسجد نزد پولیس اسٹیشن ڈگری کے بتانے کے مطابق، اب مسجد میں نماز بھی پڑھنے نہیں آتے۔

۵۔ محمد یٰسین پٹھانوں کے ورغلانے کی وجہ سے لکھ کر نہیں دیتا اور ہم سب کے لئے یہ مسئلہ بڑی اذیت دہ بنا ہوا ہے۔

۶۔ پٹھان بھائیوں کے، مسلمانوں کے اتحاد اور اتفاق سے زیادہ بالاتر مقاصد دنیاوی سیاسی و معاشی ہیں۔

مندرجہ بالا تمام نقاط کی روشنی میں برائے مہربانی میرے مندرجہ ذیل سوالوں کا جواب دیا جائے۔

۱۔ کیا واقعی ایسی مسجدوں میں فرداً فرداً نماز ہو جاتی ہے۔ یا باجماعت ہو جاتی ہے یا نہیں؟

۲۔ مسجد کے لئے صرف زبانی ہی جگہ وقف کردینا ضروری ہے یا لکھ کر دینا ضروری ہے؟ جبکہ دینے والا یعنی جگہ وقف کرنے والا اب بھی مسجد کے لئے جگہ پر کوئی اعتراض نہیں کر رہا ہے لیکن لکھ کر نہیں دیتا۔

۳۔ ہمارا نظریہ تمام اہل محلّہ کا اتفاق اور مسجد کی مل جل کر خدمت کرنے اور انتظامات مسجد و مسئلہ تنخواہ امام صاحب و درس و تدریس کا نظم و ضبط بحال کرنا ہے۔ جس سے تمام اہل محلّہ ثواب حاصل کرسکیں اور بچوں کو دینی تعلیم دلائی جاسکے۔ جس سے تمام اہل محلّہ ثواب حاصل کرسکیں اور بچوں کو دینی تعلیم دلائی جاسکے اور مسجد کا ماحول ہر اختلاف سے پاک، صرف عبادت خداوندی کے لئے عین موزوں ہو اور تمام بھائی خوش خوش مسجد میں آئیں اور اپنے رب تعالیٰ کی خوشنودی پائیں۔

جبکہ مخالفانہ نظریہ رکھنے والوں کا نظریہ اگرچہ ظاہری طور پر مسجد کے لئے بڑا مخلصانہ نظر آتا ہے لیکن صرف جگہ کا لکھ کر نہ دینا اختلاف کا سبب بن گیا ہے اور مسلمانوں کے ایک محلّہ کا اتحاد اور اتفاق ٹوٹ جانے کا سبب بن گیا ہے۔ اب اس کے لئے ضروری ہے کہ یا تو مالک جگہ کو مسجد کی جگہ لکھ دے یا پھر اگر شرعی اجازت ہو تو فتویٰ کی روشنی میں ان اہل محلّہ کو یکجا کیا جائے کہ ان کو دین کی روشنی میں یہ باتیں سمجھا کر سب کو متفق کرلیا جائے؟

برائے مہربانی مندرجہ بالا مسئلہ کو بصورت فتویٰ عنایت فرمایا جائے۔ عین نوازش ہوگی۔

دعاؤں کا طالب، محمد انور قریشی ولد نواب علی قریشی، ضلع تھرپارکر، سندھ

۷۸۶ الجواب ھو الموفق للصواب: وقف کے معنی یہ ہیں کہ کسی چیز کو اپنی ملکیت سے خارج کر کے خالص اللہ عزوجل کی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ملک کر دینا اس طرح کہ اس کا فیض بندگان خدا میں سے جس کو چاہے ملتا رہے۔ وقف میں اگر نیت اچھی ہو اور وہ وقف کنندہ اہل سنت، یعنی صحیح العقیدہ مسلمان ہو تو مستحق ثواب ہے (درمختار) اگر مسجد نہ ہو اور اس کی ضرورت ہو تو مسجد بنوانا بہت ثواب کا کام ہے۔ وقف کر دینے کے لئے تحریری دستاویز دینا ضروری نہیں ہے، بلکہ زبانی وقف کرنے سے بھی وقف ہو جائے گا اور جب وقف کر دیا تو وقف کو نہ باطل کر سکتا ہے نہ اس کی بیع ہو سکتی ہے نہ ہبہ ہو سکتا ہے (عالمگیری وغیرہ) واقف کو اگر چہ یہ اختیار ہے جس قسم کی چاہے وقف میں شرط لگائے اور جو شرط لگائے گا اعتبار ہوگا لیکن ایسی شرط لگائے جو کہ خلاف شرع ہو یہ شرط باطل ہے اور اس کا اعتبار نہیں (ردالمحتار) لہٰذا صورت مسئولہ عنہا میں محمد یٰسین نے مسجد کے لئے جو پلاٹ زبانی وقف کر دیا وہ نافذ ہوگا اور چونکہ واقف کی لگائی گئی شرط سے مسلمانوں کے دو گروہوں میں اختلاف پیدا ہو رہا ہے اس لئے وہ شرط خلاف شرع اور باطل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۸۔۶۔۱۹۸۵ء

۸۶/۷ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

متولی وقف اگر خائن ہو تو معزول کرنا واجب ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: بخاری مسجد نزد قلعہ حیدرآباد کی قدیم مسجد ہے۔ جس کے متولی یار محمد صاحب ہیں۔ شریعت کے مطابق نمازی ہیں اور پڑوسی ان پر اعتراض کرتے ہیں۔

۱۔ مسجد شریف کی چھت جو کہ متولی کے گھر سے ملی ہوئی ہے اسے ان صاحب نے اپنے گھر کا صحن بنا رکھا ہے۔

۲۔ آئے دن قرآن مجید مسجد میں آتے رہتے ہیں ان میں سے عمدہ قسم کے، متولی اپنے گھر لے جاتا ہے اس لئے نمازی ان کے مطالعے سے محروم رہ جاتے ہیں اور قرآن پاک متولی کے گھر جمع ہوتے رہتے ہیں۔

۳۔ اس مسجد سے چار معزز مولویوں کو ذلیل کر کے نکالا گیا ہے اس لئے کہ مسجد کا سارا چندہ متولی خود ہضم کر جاتا ہے اور انہیں پوری تنخواہ نہیں دیتا مگر جب وہ پوری تنخواہ کا مطالبہ کرتے ہیں تو انہیں مسجد شریف میں کھڑے ہو کر گالیاں دے کر مسجد سے باہر نکال دیتا ہے۔ جن ائمہ کو نکالیا گیا ان کے نام یہ ہیں۔

(الف) مولوی عبدالواحد (ب) مولوی محمد دائم (ج) حافظ محمد نواز (د) حافظ محمد وارث

۴۔ مسجد شریف کی ٹنکی میں سے ایک نل متولی نے اپنے گھر میں لگا رکھا ہے۔ جس کا وہ حقدار نہیں ہے۔

۵۔ مسجد شریف کے صحن میں ایک بی بی صاحبہ کا مزار ہے اس کی آمدنی کا کوئی پتہ نہیں چلتا۔

۶۔ مسجد کے حجرے کا پنکھا اور مسجد کی گھڑی بھی متولی نے اپنے گھر میں فٹ کرالی ہے۔

۷۔ ڈولی اور مردے کو نہلانے کا تختہ دونوں کو زنجیر میں جکڑ کر متولی نے تالا لگا کر رکھا ہے اس سے میت والے سخت پریشان ہوتے ہیں کیوں کہ چابی متولی کے پاس رہتی ہے اور وہ وقت پر ہاتھ نہیں آتے۔

۸۔ متولی نے مسجد شریف کو کمائی کا ذریعہ بنا رکھا ہے اور وہ نمازیوں سے ایسے پیش آتے ہیں جیسے مسجد شریف ان کی ذاتی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ملکیت ہو۔ حالانکہ مسجد خدا کا گھر ہے یہ کسی کے باپ کی میراث نہیں۔ کیا ایسی حالت میں شریعت کی روشنی میں ایسے شخص کو مسجد کا متولی بنانا جائز ہے یا نہیں؟

عرض دار محمد ہاشم، حاجی عبدالواحد قریشی

۷۸۶ الجواب: کسی وقف کا منتظم یا متولی وہی شخص ہوسکتا ہے جو مال وقف کو اس کے مصارف میں صحیح طور پر خرچ کر سکے۔ خیانت کا یا غیر مصرف میں خرچ کرنے کا اندیشہ نہ ہو۔ فقہائے کرام تو یہاں تک تصریح فرماتے ہیں کہ ایک شخص اگرچہ ہر طرح کی قابلیت رکھتا ہو لیکن اگر وہ خود متولی ہونے کی درخواست کرتا ہے تب بھی اس کو متولی نہ کیا جائے (فتح القدیر درمختار وغیرہ) تو جو شخص مسجد یا اس کے کسی حصے کو بطور مکان استعمال کرتا ہے اور مسجد کی آمدنی اور دیگر اشیاء میں خرد برد کرتا رہتا ہے ظاہر ہے کہ وہ خائن ہے، اور متولی یا منتظم مسجد و وقف خائن ہو تو اسے معزول کرنا واجب ہے۔ پھر نمازیوں کو تکلیف و ایذاء دینا ان سب پر زائد ہے۔ غرض شریعت کو زید و عمر سے واسطہ نہیں کسے باشد خائن ہو تو وہ متولی نہیں رہ سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ رمضان المبارک ۱۳۹۲ھ

مسجد کی تعمیر میں اپنا نام لکھوانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ہماری برادری کی ایک انجمن تھی جس نے برادری کی فلاح و بہبود کے لئے فیملی فنڈ رکھا ہوا تھا۔ عرصہ پانچ ماہ ہوئے، انجمن کی مجلس عاملہ میں یہ فیصلہ ہوا کہ جمع شدہ فنڈ میں سے پانچ سو روپیہ نکال کر قبرستان کی ٹنکی کے پائپ وغیرہ پر خرچ کیا جائے کیوں کہ وہاں پر وضو کے لئے پانی کا انتظام نہیں ہے لہٰذا اس کام کو سرانجام دینے کے لئے دو افراد منتخب کئے گئے۔ ان دو افراد میں ایک صدر انجمن تھے اور دوسرے اسی مجلس عاملہ کے ممبر۔ مگر اس کام کو عملی جامہ پہنچنے سے بیشتر ہی نئے سال کے الیکشن ہونے کی تاریخ آ گئی اور برادری میں افتراق اور نفاق پیدا ہوگیا اور آپس میں دو فریق بن گئے دو انجمنیں علیحدہ علیحدہ ایک ہی نام کی قائم ہوگئیں۔ اور انجمن کے فنڈ کا روپیہ جو تقریباً سات ہزار روپے تھا وہ صرف ایک ہی فرد یعنی صدر انجمن کے پاس بطور برادری کی امانت کے رکھا جاتا تھا۔ دو انجمنیں قائم ہونے کے بعد جو روپیہ ایک فرد کے پاس تھا وہ روپیہ ایک انجمن کے قبضے میں ہوگیا۔ دوسری انجمن والوں کے مطالبہ کرنے پر سابق صدر انجمن نے وعدہ کیا کہ میں آپ کو آپ کے حصے کی رقم دے دوں گا جتنے بھی افراد آپ کے ساتھ ہوں گے۔ مگر بعد میں یعنی اب انہوں نے اسے دینے سے انکار کر دیا۔ ابھی تک ایک فریق سے دوسرے فریق کا مطالبہ جاری ہی تھا۔ روپیہ کے قابض فریق نے دوسرے فریق کی رضامندی حاصل کئے بغیر اس جمع شدہ فنڈ کی رقم سے قبرستان میں پانی کی ٹنکی میں پائپ لگانا شروع کر دیا اور اس ٹنکی کے ساتھ باہر کے حصے میں ایک پتھر سنگ مرمر کا لگوایا ہے جس پر انجمن کا نام اور زیر نگرانی صدر انجمن کا نام جو رقم کا قابض ہے کھدوایا گیا ہے۔ جو دو افراد مشترکہ انجمن کے نام پر ٹنکی میں پائپ وغیرہ لگوانے کے لئے منتخب ہوئے تھے۔ ان میں ایک فرد ایک انجمن کے ساتھ ہے۔ اس سے بھی دوسرے فریق نے ٹنکی میں پائپ لگوانے کا مشورہ نہیں لیا ہے۔ ان کے اس ناجائز طرز عمل پر مذمت کی گئی تو انہوں نے فرمایا کہ یہ اسکیم پاس شدہ ہے اس کے لئے مجھے شرعی طور پر بھی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حق پہنچتا ہے کہ میں اس کو عملی جامہ پہناؤں بلکہ میں تمام روپے کو جو فنڈ میرے پاس جمع ہے فلاحی کاموں میں خرچ کرنے کا مجاز ہوں۔

اب آپ از روئے شریعت محمدی ﷺ یہ بتائیں کہ مندرجہ بالا تفصیل کی روشنی میں شرعی نوعیت کیا ہے؟

۱۔ کیا ٹنکی اور پائپ وغیرہ لگوا کر اپنا نام کھدوانے والا فعل جائز ہے؟ جبکہ وہ انجمن نہ رہی اور نہ ہی دوسرے حصہ دار افراد سے رضامندی حاصل کی گئی؟

۲۔ ایسے قابض فرد پر شرعی حکم کیا ہے؟ اور اس کو کیا کرنا چاہئے۔ برائے مہربانی تفصیل سے اس مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر فرمائیں تا کہ ہماری رہبری ہو سکے؟ آپ کا تابعدار محمد زبیر، جمن شاہ کا پڑ، حیدر آباد، ۹۲۲/ ۱۹۶۶ء

۷۸۶ الجواب: امدادی انجمن اور فلاحی واصلاحی ادارے قائم کرنا اور عوام وخواص اہل اسلام کی امداد واعانت و دستگیری کرنا قرآن وحدیث کی تعلیمات کے عین مطابق ہے اور اس پر اجر وثواب ہے۔ اور ان شاء اللہ تعالیٰ اس کار خیر میں حصہ لینے والے رضائے الٰہی کے مستحق ہیں بشرطیکہ یہ تمام امور خلوص قلب سے انجام دیئے جائیں اور کسی شخص کو اپنا ذاتی مفاد، برتری مقصود نہ ہو ورنہ تمام کیا دھرا اکارت جاتا ہے اور بندہ محروم رہ جاتا ہے۔ صورت مسئولہ میں جبکہ انجمن دو حصوں پر منقسم ہو گئی تو وہ رقم پہلے جس طرح امانت تھی قوم کی اب بھی امانت ہی ہے کوئی بھی شخص اپنی ذاتی رائے سے اس رقم کا ایک پیسہ بھی خرچ نہیں کرسکتا۔ پانی کی ٹنکی میں جو رقم خرچ کی جا چکی ہے اگرچہ بعد اختلاف، انجمن کے صدر کو اس کا اختیار نہیں تھا، لیکن بہرحال خرچ ہو چکی اب واپس تو ہونے سے رہی۔ اس لئے قول فیصل یہ ہے کہ ٹنکی پر جو پتھر نصب کیا گیا ہے اس پر صرف انجمن کا نام ہو، صدر انجمن کو اپنے نام کے ساتھ پتھر نصب کرنے کا اختیار نہ پہلے تھا اور نہ اب ہے اور نہ کسی وقت ہونا چاہئے۔ پھر دوسرے یہ کہ پتھر کے کندہ کرانے پر جو رقم صرف ہوئی وہ صدر انجمن اپنی جیب سے دے دیں۔ سابقہ فنڈ کا ایک پیسہ بھی اس میں صرف نہ کیا جائے، بقیہ رقم ممبران کی رائے سے دو حصوں میں تقسیم ہو گی اور اس سے بہتر یہ ہے کہ انجمن کے تمام ارکان پھر متحد ہوں، قوم وبرادری میں انتشار نہ پھیلنے دیں۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو ورنہ تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

وقف کا طریقہ اور وقف کے احکام

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: نواب شاہ سانگھڑ روڈ پر ایک دینی مدرسے کے لئے آدھا ایکڑ زمین سیّد افضال حسین شاہ ولد سیّد نادر حسین شاہ نے فی سبیل اللہ دی۔ جس پر خالص دینی مذہبی مدرسہ بنایا جائے۔ چنانچہ مدرسہ کی انتظامیہ نے مدرسے کی تعمیر کے لئے عام مسلمانوں سے فنڈ حاصل کیا۔ اس پر ایک مسجد بنوائی اور باقی حصے پر مدرسے کے کمرے بنوائے۔ جس میں باقاعدہ دینی تعلیم کے لئے اساتذہ مقرر کیے گئے اور عرصہ سات سال سے اسی مدرسہ کی مسجد میں پانچ وقت کی نماز وعیدین وجمعہ پابندی سے ہوتے رہے۔ ۵/ اکتوبر ۱۹۷۹ء کو جمعہ کے دن عین دوران خطبہ سید

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

افضال شاہ حسین نے جس نے مدرسے کے لئے زمین وقف کی تھی غنڈوں وہاریوں کی مدد سے اپنے ہاتھوں سے خطیب کو بے عزت کر کے اوراس کا ہاتھ پکڑ کر ممبر سے نیچے کھینچ لیا۔حتی کہ نماز جمعہ نہیں پڑھانے دی اور پچیس طلباء اور ایک مدرس کو گالی دے کر مدرسہ سے بھگادیا اور مسجد و مدرسے پر قبضہ کرلیا اور مدرسہ کا بورڈ جو کہ دیوار میں چسپاں تھا جس پر قرآنی آیات و احادیث نبوی ﷺ لکھی ہوئی تھیں اور مدرسہ کا نام دار العلوم حسینیہ رضویہ اور یا اللہ عزوجل اور یا رسول اللہ ﷺ لکھا ہوا تھا۔ ان پختہ اینٹوں کو اکھاڑ کر اور توڑ پھوڑ کر پھینک دیا اور کہا کہ میں اس زمین پر دینی مدرسہ نہیں چلنے دوں گا اور یہ زمین میری ملکیت ہے میں نے واپس لے لی جبکہ اس سے قبل اس نے اپنی خوشی سے یہ زمین خالص دینی مدرسہ کے لئے دی تھی۔جس پر چھ دوکانیں عام مسلمانوں کے فنڈ سے بنائی گئیں تھیں۔جس کا کرایہ وصول کر کے کمیٹی مدرسہ ہذا پر خرچ کرتی رہی اور یہ دوکانیں مدرسہ ہی کی زمین پر بنی ہوئی ہیں اور اب سید افضال حسین شاہ نے دوکانوں کو بھی اپنے قبضے میں کرلیا اور کرایہ بھی خود ہی وصول کرتا ہے اور اپنے ذاتی استعمال میں لاتا ہے۔ازروئے شریعت اس کا کیا حکم ہے؟ قرآن واحادیث کے حوالہ سے حکم صادر فرمائیں کہ وقف شدہ زمین کو وقف کرنے والا دوبارہ اپنی ملکیت میں واپس لے سکتا ہے یا نہیں؟ جبکہ پچیس روپے کے اسٹامپ پر تحریری ثبوت اوراس کے دستخط اور گواہوں کے دستخط اور اوتھ کمشنر کے دستخط ومہر بھی موجود ہیں۔بینوا، توجروا

السائل، محمد ایوب گولڑوی، جنرل سیکریٹری انجمن دار العلوم حسینیہ رضویہ رجسٹرڈ، سانگھڑ روڈ نواب شاہ، سندھ

۷۸۲ الجواب: جائیداد غیر منقولہ مثلاً زمین، مکان، دوکان وغیرہ کسی دینی ادارہ کو یہ کہہ کر سونپ دینا کہ یہ ''فی سبیل اللہ میں نے دینی مدرسے کو دی''، شرعاً وقف ہے اور جو چیز وقف کردی گئی وہ واقف کی ملک سے خارج ہوجاتی ہے اور جس پر وقف کیا ہے اس کی ملک میں داخل نہیں ہوتی بلکہ خالص اللہ تعالیٰ کی ملک قرار پاتی ہے۔البتہ نیت اچھی ہو تو وقف کرنے والا ہمیشہ اس کا ثواب پاتا رہے گا۔(درمختار، ردالمحتار، عالمگیری وغیرہ) اور جب شئے موقوف، واقف کی ملک ہی نہ رہی تو اسے واپسی کا بھی کوئی اختیار نہ رہا۔اب اس زمین اوراس پر تعمیر شدہ عمارت پر قبضہ کرنا سراسر ظلم وزیادتی ہے۔مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس وقف کی حفاظت کریں اور ہرگز اس ظالم کے ہاتھوں میں نہ جانے دیں۔پھر یہاں تو واقف نے مدرسہ کی انتظامیہ کو اس زمین کا قبضہ بھی دے دیا اگر وہ قبضہ بھی نہ دیتا اور اپنے ہی قبضہ میں رکھتا تب بھی اسے یہ اختیار نہ تھا کہ اس وقف کو باطل کردے یا کسی اور کو ہبہ کردے کہ اب اسے اس قسم کے تصرفات کا کوئی حق ہی نہ رہا۔(عالمگیری وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید

الجواب صحیح وصواب والمجیب مصیب ومثاب۔واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم بالصواب

الفقیر ابوالخیر محمد حسین القادری الرضوی غفرلہٗ، خادم الجامعۃ الغوثیہ الرضویہ، ببلدۃ سکھر سندھ، نزیل ببلدۃ حیدرآباد

الجواب صحیح والمجیب مثاب۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۳ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مسجد میں وقف شدہ بجلی بیچ کر، مسجد میں رقم لگانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: حکومت نے مسجد کے لئے بجلی وقف کی اور اجازت دی گئی کہ جتنی بھی مسجد میں استعمال ہو اس کے اخراجات نہیں لئے جائیں گے۔ اب اگر یہ بجلی ایسی دوکانوں میں خرچ کی جائے جو مسجد سے متعلق نہیں ہیں اور اس بجلی کا کرایہ مسجد وصول کرے تو یہ مسجد کے لئے جائز ہے یا کہ ناجائز؟ اگر ایسا پیسہ اسی مسجد میں جمع ہو تو اس کا مصرف کیا ہوگا؟ فقط السائل عبدالحمید، امام مدینہ مسجد بنگالی کالونی، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب ھوالموفق للصواب: جو بجلی مسجد کے لئے وقف کی گئی، اس کو بیچ کر اس کی آمدنی کو مسجد یا اس کی عمارت پر صرف کرنا، ناجائز ہے۔ لہٰذا صورت مسئولہ عنہا میں جو بجلی دوکانوں میں دی جارہی ہے اسے فوراً بند کیا جانا چاہئے۔ اس آمدنی سے مؤذن امام کو تنخواہ دینا بھی جائز نہیں (بہار شریعت) جو رقم اس طرح وصول کی گئی ہے اسے مستحق غریبوں میں تقسیم کردیا جائے یا کسی دینی کام میں دے دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۱.۳.۱۹۸۱ء

الجواب صحیح والمجیب مثاب۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

مسجد کے نیچے کرائے کی دوکان ہونا

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک مسجد کی تعمیر کا کام شروع ہونے والا ہے۔ مسجد کمیٹی کی رائے ہے کہ مسجد کی نیچے کی منزل میں مارکیٹ تعمیر کی جائے اور اوپر یعنی دوسری منزل سے مسجد کی تعمیر شروع کی جائے۔ آیا یہ مسئلہ صحیح ہے یا نہیں؟ تحریری جواب عنایت فرمائیں۔ زید کہتا ہے کہ مسجد کا نیچے کا حصہ تحت الثریٰ تک اور اوپر کا حصہ عرش عظیم تک ہے اور اس مسجد کی تعمیر کا کام نیچے کی منزل سے شروع کیا جائے اور مسجد کے چاروں طرف دوکانیں بنادی جائیں۔ کمیٹی والے کہتے ہیں کہ ہماری مرضی یہ ہے کہ یہ مارکیٹ جو قائم کی جائے گی صرف اس لئے قائم کی جائے گی کہ مسجد کے تمام اخراجات خود مارکیٹ سے پورے ہوتے رہیں۔ قاری محمد رمضان، گاڑی کھاتہ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: مسجد کے نیچے کرایہ کی دوکانیں جن کی آمدنی مسجد میں صرف ہوگی تو اس میں حرج نہیں (عالمگیری) مگر یہ اس وقت ہے کہ قبل اتمام مسجد دوکانیں بنائیں مگر مسجد ہوجانے کے بعد اس کے نیچے دوکانیں نہیں بنائی جاسکتی ہیں (درمختار) یعنی مثلاً ایک مسجد کو منہدم کرکے پھر سے اس کی تعمیر کرانا چاہیں اور پہلے اس کے نیچے دوکانیں نہ تھیں اور اب اس جدید تعمیر میں دوکانیں بنوانا چاہیں تو نہیں بنوا سکتے کہ یہ تو پہلے ہی سے مسجد ہے اور دوکان بنانے کے یہ معنی ہوں گے کہ مسجد کو دوکان بنایا جائے۔ (بہار شریعت) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ ربیع الاول شریف ۱۳۸۴ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

واقف نے وقف کا مکان کرائے پر دیا اور مر گیا تو اجارہ جاری رہے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنا مکان مسجد کے نام وقف کیا جو کہ مسجد کے نام رجسٹرڈ بھی ہوگیا اور سٹی سروے میں بھی مسجد کے نام پر درج ہوگیا۔ رجسٹریشن کے چار سال بعد واقف کا انتقال ہوگیا۔ مذکورہ بالا مکان میں ایک کرایہ دار تقریباً تین سال سے رہائش پذیر ہے اب مکان کی شکستہ حالت کی وجہ سے مسجد کی انتظامیہ مکان کو از سر نو تعمیر کرانا چاہتی ہے۔ کرایہ دار مکان خالی کرنے کے عوض مبلغ دس ہزار روپے طلب کر رہا ہے اور کہتا ہے کہ میں ایک طویل عرصے سے اس میں رہ رہا ہوں اس لئے قبضے کی بنیاد پر میرا حق بنتا ہے، کیا مسجد کی انتظامیہ اس شخص کو یہ رقم دے سکتی ہے یا کہ نہیں؟ اور اس شخص کے لئے یہ رقم جائز یا نہیں؟ بینوا، توجروا

حاجی محمد قریشی، صدر مسجد انتظامیہ کمیٹی، حیدرآباد، ۱۶ اپریل ۱۹۸۵ء

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: واقف نے مکان کرایہ پر دیا پھر انتقال ہوگیا تو اجارہ بدستور باقی رہے گا (عالمگیری) اوقاف کے اجارہ کی مدت طویل نہیں ہونی چاہئے۔ تین سال سے زیادہ کے لئے کرایہ پر دینا جائز نہیں (فتح القدیر) اگر اوقاف نے کرایہ کی کوئی مدت بیان کردی ہے تو اس کی پابندی کی جائے اور نہ بیان کی ہو تو مکان کو ایک سال تک کرایہ پر دیا جائے، لیکن ضرورت ہو تو پہلے بھی خالی کرا سکتے ہیں (درمختار۔ بہارشریعت) بہرصورت کرایہ دار کو چاہئے کہ فوراً مکان خالی کردے اور اس کا کوئی بھی معاوضہ اس کے لئے جائز نہیں ہے۔ نہ انتظامیہ مسجد کو یہ اختیار کہ وہ اسے رقم دے اور نہ اسے رقم لینا حلال۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۷، ۴، ۱۹۸۵ء

الجواب صحیح والمجیب مثاب۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

وقف زمین کا حکم

سوال: جناب مفتی محمد خلیل خاں برکاتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب عالی کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک پلاٹ، مالک نے، کالونی میں مسجد اور مدرسہ کے لئے وقف کیا تھا۔ اس پلاٹ کے بڑے حصے کو مالک کی اجازت سے مسجد کے لئے ناپ لینے کے بعد مسجد شریف کی بنیاد رکھی گئی۔ جو بنیاد زمین پر موجود ہے۔ مسجد شریف صرف بنیاد بھرنے کی حد تک چھوڑ دی گئی تھی اور وہاں نماز اور اذان نہیں ہوئی۔ کیا یہ حصہ زمین کا جس پر مسجد شریف کی بنیاد رکھی گئی ہے اس کو ختم کرکے مدرسہ کی عمارت تعمیر کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ مالک کا مسجد مدرسہ کے لئے وقف شدہ پلاٹ پر مالکانہ دخل ہے؟ شریعت محمدی ﷺ کے تحت فتویٰ درکار ہے۔

عرض دار اہلیان کالونی سٹلائٹ ٹاؤن، میرپورخاص، ۷ اپریل ۱۹۸۵ء

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں جبکہ سائل کے مطابق مالک نے کوئی زمین مدرسہ اور مسجد کے نام وقف کردی اور پھر اس میں مسجد کی جگہ متعین بھی کردی تو یہ وقف صحیح ہے۔ وقف کا حکم یہ ہے کہ شئے موقوف، واقف کی ملک

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے خارج ہو جاتی ہے (عالمگیری) پھر مسجد کے لئے عمارت ضرور نہیں یعنی خالی زمین اگر کوئی شخص مسجد کر دے تو مسجد ہے (عالمگیری) پھر یہاں تو مسجد ہی کی نیت سے وقف شدہ زمین پر بنیاد بھی رکھ دی گئی۔ تو یہ بدرجہ تحقیق مسجد ہوئی لہٰذا اب اس کو مدرسے میں تبدیل کرنا منع ہے اور واقف کے مالکانہ دخل سے کچھ فرق نہ پڑا کہ یہاں تو وہ حصہ مسجد کے لئے وقف کر چکا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم　　احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید　　۲۵.۴ ۱۹۸۵ء

الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ختم قرآن کے چندے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: رمضان شریف میں ختم قرآن کے نام پر ختم کے لئے لوگوں سے جو چندہ لیا جاتا ہے۔ آیا اس چندہ میں سے کچھ رقم بچا کر مسجد شریف کی تعمیر میں لگایا جا سکتا ہے یا نہیں؟ اور اس بچائی ہوئی رقم سے مسجد شریف کے امام ومؤذن کو تنخواہ دی جا سکتی ہے یا نہیں؟ بینوا بالبرهان توجروا عندالرحمٰن

عرض دار ایک سائل

۷۸۶ **الجواب:** اگر چندہ دینے والے یہ بات جانتے ہیں کہ باقی ماندہ رقم مسجد کی تعمیر یا امام ومؤذن کی تنخواہ یا دیگر ضروریات میں صرف کر دی جاتی ہے اور یہ جان کر انہوں نے چندہ دیا تب تو ظاہر ہے کہ رقم امام یا موذن کو تنخواہ میں دی جا سکتی ہے۔ اور اگر چندہ دینے والوں سے ختم کے لئے چندہ کیا گیا اور انہوں نے یہ چندہ صرف ختم کے لئے دیا اور رقم باقی رہی تو ان میں سے ہر ایک سے اجازت لینا ضروری ہے اس کے بغیر یہ رقم تنخواہ میں نہیں دی جا سکتی اور اگر دینے والوں کا پتہ نہ ہو تو یہ رقم امانت رکھی جائے آئندہ موقع پر صرف ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۸ ذی قعد ۱۳۸۸ھ

http://t.me/Tehqiqat

وقف میں میراث ہے نہ ہبہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید اپنا مکان مسجد میں دیتا ہے اور اس کی ہیئت جوں کی توں موجود ہے۔ پھر بعض وجوہات کی بنا پر اس کو ضرورت لاحق ہوتی ہے۔ کیا وہ اپنا مکان واپس لے سکتا ہے یا نہیں؟ بہ دلائل جواب عنایت فرمائیں تو باعث نوازش ہوگی۔　　حسنین احمد قریشی، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** اپنی جائیداد مکان ودوکان وغیرہ مسجد میں دینے کے معنی ہیں مسجد کے لئے وقف کر دینا اور جو چیز وقف کر دی اسے واقف نہ باطل کر سکتا ہے، نہ اس میں میراث جاری ہوتی ہے، نہ اس کی بیع ہو سکتی ہے، نہ ہبہ ہو سکتا ہے (عالمگیری، درمختار وغیرہ) لہٰذا اب اس مکان کو جسے مسجد کے نام وقف کر چکا ہے واپس نہیں لے سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۱۹ شعبان المعظم ۱۳۹۸ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وقف کا مال کسی ادارے کو دینا جائز نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: اگر ایک جماعت نے چندہ کر کے رفاہ عام کے لئے کچھ سامان مثلاً برتن، دیگ ودیگر ظروف خرید کر جماعت کے نام وقف کر دیا۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ شادی وغمی میں ہر ایک اس سامان سے فائدہ اٹھائے اب کچھ افراد اس پر کہہ رہے ہیں کہ اس کو کسی یتیم خانے یا مدرسہ میں دے دیا جائے اور اکثریت اس کے خلاف ہے۔ اکثریت یہ کہتی ہے کہ ایسے لوگ اپنا چندہ واپس لے لیں یا ان کا چندہ ان کو دیں۔ اب ایسی صورت میں آیا اس کا فروخت کرنا یا کسی مسجد میں یا مدرسے میں دینا جائز ہے یا نہیں؟ جب کہ سامان وقف برائے جماعت ہے۔

فقط السائل بشیر احمد، ممبر جماعت

۷۸۶ الجواب: دیگ، دری، قالین، شامیانہ وغیرہ، ایسا سامان جس کو لوگ شادی یا غمی کے موقعوں کے لئے وقف کر دیتے ہیں کہ اہل حاجت ضرورت کے وقت ان چیزوں کو کام میں لائیں یہ وقف جائز ہے اور یہ چیزیں جب وقف ہوں گی تو نہ تو فروخت کی جاسکتی ہیں اور نہ کسی ادارے کو دی جاسکتی ہیں ہاں اس کے منتظمین باتفاق رائے کسی مسجد ومدرسہ کو ضرورۃً وقف کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔ فروخت اب بھی نہیں کر سکتے۔ جن لوگوں نے اس میں کوئی رقم دی اور ان کی مرضی سے سامان وقف کر دیا گیا تو اب انہیں شرعاً اس پر کوئی حق نہ رہا۔ یہاں تک کہ اس میں دی ہوئی رقم کی واپسی کا مطالبہ بھی جائز نہیں کہ وہ تو وقف ہو چکی اور وقف کا حکم یہ ہے کہ نہ خود وقف کرنے والا اس کا مالک، نہ دوسرے کو اس کا مالک بنا سکتا ہے، اور نہ اس کو بیچ سکتا ہے۔ (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

http://t.me/Tehqiqat

صرف نماز پڑھنے سے جگہ مسجد نہیں بن جاتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک پلاٹ ہندہ نے وقف کیا تھا۔ جس میں ایک مسجد، ایک مدرسہ اور اسکول وڈسپنسری وغیرہ قائم کرنا باقی ہے۔ مسجد بن گئی۔ اس میں جمعہ وغیرہ بھی شروع ہو گیا ہے۔ باقی پلاٹ خالی پڑا ہے جس میں عید کی نماز وغیرہ ہوئی۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ جب تک قیمت ادا نہ کرو گے اس وقت تک نماز جائز نہیں ہے۔ پلاٹ کا ایک حصہ جس جگہ مسجد بنائی گئی ہے اس جگہ کی قیمت ادا کر دی گئی ہے ۴۰۰۰ روپے۔ باقی حصہ خالی پڑا ہے اس کی حد بنانے کے لئے مسجد کی اینٹیں لے کر حد قائم کرنا جائز ہے یا نہیں؟ ایک عید کی نماز ہو گئی ہے اور اب پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ مدرسہ کی دیوار پر مسجد کے خرچے سے مینار وغیرہ مسجد کے لئے بنا سکتے ہیں یا نہیں؟

فقط السائل محمد ہاشم، مدینہ کالونی مسجد: ٹنڈوالہیار

۷۸۶ الجواب: اگر اس خالی پلاٹ کو مسجد کی تحویل وملکیت میں دے دیا جائے تا کہ مسجد کی ضروریات مثلاً نماز جمعہ وعیدین کے کام میں بھی لایا جا سکے اور اس میں دینی مدرسہ بھی قائم رہے تو مذکورہ بالا صورتیں جائز ہیں۔ ایک بار بلکہ بار بار نماز پڑھنے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے وہ جگہ مسجد نہیں بن گئی ضرورت پر نماز بھی پڑھ سکتے ہیں اگر چہ وہاں مسجد کے لئے تہ خانہ یا دو کانیں تعمیر کریں۔ (درمختار، عالمگیری، وغیرہ) ہاں جب وہ پلاٹ وقف ہے تو قیمت ادا کرنے کے کیا معنی؟ کسے ادا کی گئی اور کیوں؟ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ ذی قعدہ ۱۴۰۰ھ

مسجد کی آمدنی مسجد کی ضروریات پر خرچ کریں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: مسجد کے کھاتے کے پیسوں سے جو کہ اس کی املاک سے ہو، یا عطیات سے، ختم قرآن شریف ودیگر مذہبی جلسوں مثلاً محرم الحرام وعید میلاد النبی ﷺ میں شیرینی کی تقسیم ودیگر اخراجات مثلاً نذرانہ، ہار، پھول، عطر وغیرہ جائز ہیں یا نہیں؟ کیا یہ بہتر اور جائز ہے کہ مندرجہ بالا مد میں علیحدہ کھاتہ رکھا جائے؟

احقر خلیل احمد، جنرل سیکٹری جامع مسجد کمیٹی، جام شورو

۷۸۶ **الجواب:** مسجد کو جو آمدنی اس کی املاک مثلاً دوکان، مکان وغیرہ سے ہو اس کا مصرف، وقف یعنی مسجد کی عمارت ہے پھر مسجد کی معنوی عمارت وتعمیر مثلاً امام موذن کا ماہانہ وظیفہ، یا چراغ بتی فرش وغیرہ، دوسری ضروریات۔ ہاں اگر بوقت تعمیر، مسجد کی اس وقت کی انتظامیہ نے یہ طے کرلیا تھا کہ اس کی آمدنی میلاد شریف وغیرہ میں بھی صرف کی جائے گی تو ان ضروریات کے بعد، ان مصارف میں بھی صرف کرنا جائز ہے اور عطیات وچندہ جات سے جو آمدنی ہوتی ہے وہ دینے والوں سے معلوم کرکے، مثلاً مسجد میں اعلان کر دیں کہ فلاں موقع پر اتنا چندہ ہوا تھا اس میں سے اتنی رقم باقی ہے ہم وہ رقم فلاں مد میں خرچ کرنا چاہتے ہیں۔ لوگ اجازت دے دیں اب جس مصرف خیر میں صرف کی ضرورت ہو، خرچ کریں۔ (عالمگیری، ردالمختار وغیرہ) علیحدہ کھاتے رکھیں تو بہتر ہے بلکہ یہی کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ

وقف کی آمد وقف پر خرچ کی جائے

سوال: بخدمت بابرکت حضرت مولانا بالفضل والکمال اولٰینا ومخدوم مکرم ومعظم، مفتی محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، ایک سوال حاضر خدمت اقدس ہے جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں۔

جو روپے مسجد کے لئے وقف ہوں۔ وہ روپے مسجد پر وقف شدہ مکان کی مرمت وتعمیر پر خرچ ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ اور ایسے وقف شدہ مکان میں امام مسجد کو رہائش رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ خیال رہے کہ مکان کے علاوہ مسجد کی دوسری ضروریات پر بھی خرچ کرنے کی ضرورت موجود ہے مثلاً وضو گاہ پر سایہ وغیرہ کے لئے، برآمدہ بنانے کی ضرورت، تو پہلے کونسی ضرورت مقدم سمجھی جائے گی؟

فقط والسلام السائل، محمد اسحاق نعیمی امام مسجد تحصیل وضلع وہاڑی

۷۸۶ **الجواب:** وقف کی آمدنی کا سب سے بڑا مصرف یہ ہے کہ وہ وقف کی عمارت پر صرف کی جائے یعنی اسے خراب نہ ہونے دیں مثلاً مکان وقف ہے یا مسجد پر کوئی جائیداد وقف ہے تو اولاً آمدنی کو خود مکان یا جائیداد پر صرف کریں گے تاکہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اصل وقف برباد نہ ہو۔عمارت کے بعد آمدنی اس چیز پر صرف ہو جو عمارت سے قریب تر اور باعتبار مصالح مفید تر ہو، کہ یہ معنوی عمارت ہے مثلاً مسجد کے لئے امام، اور مدرسے کے لئے مدرس۔ پھر مسجد کی روشنی، فرش مصلے، چٹائیاں، وغیرہ دیگر ضروریات میں صرف کریں جو اہم ہو اسے مقدم رکھیں بشرطیکہ وقف کی آمدنی کسی خاص مصرف کے لئے معین نہ ہو اور اگر معین ہے تو عمارت کے بعد اسی مد میں صرف کریں جس کے لئے معین ہے (بہار شریعت، بحوالہ عالمگیری، ردالمحتار) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۱ھ

عیدگاہ میں سیلاب آ گیا تو بھی اس کی حفاظت فرض ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: شہر سے متصل ایک قدیم عیدگاہ ہے جہاں ہمیشہ عید کی نماز پڑھی جاتی ہے لیکن حال میں سیلاب کی وجہ سے اس میں کافی پانی بھر گیا ہے اب نماز پڑھنے کے لائق نہ رہی ہے اور یہ پانی ہمیشہ بھرا رہتا ہے۔ کیا اب اس کے سامان (یعنی اینٹیں وغیرہ سے) دوسری عیدگاہ تعمیر کر سکتے ہیں۔ اور سابقہ عیدگاہ کے پلاٹ کو فروخت کر کے اس رقم سے دوسری عیدگاہ خرید سکتے ہیں۔ بینوا، توجروا السائل قاری احمد

۷۸۶ **الجواب:** سیلاب آ جانے اور اس پلاٹ پر پانی بھر جانے سے وہ زمین اگرچہ فی الحال قابل انتفاع نہ سہی لیکن پانی خشک ہو جانے پر وہ یقیناً قابل انتفاع ہو جائے گی۔ لہٰذا اسے نہ منہدم کیا جائے نہ فروخت بلکہ اگر وہ پلاٹ عیدگاہ کے لئے وقف تھا تو اس کی بیع اصلاً جائز نہیں الا فیما استثنی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ صفر المظفر ۱۴۰۱ھ

وقف زمین کے احکام

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: کفش دوزاں برادری کا جماعت خانہ جو کہ قانونی و اخلاقی ہر طور سے وقف جائیداد ہے، اور اس میں برادری کی شادی بیاہ و فاتحہ وغیرہ کی تقریبات ادا ہونے کے ساتھ ساتھ برادری کی نگرانی میں جو مدرسہ عارضی طور سے بخاری مسجد کی کھائی روڈ میں قائم ہے اس جماعت خانہ میں منتقل ہونا تھا لیکن ہمارے سابق صدر صاحب نے اپنی خود غرضی کی بناء پر اس میں ناجائز کاروائی کر کے اس کو اپنے نام منتقل کر دیا جس پر برادری کے لوگوں نے متفقہ طور پر صدر صاحب کو برادری سے خارج کر کے ان پر عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا اور الحمدللہ مقدمہ کا فیصلہ بھی برادری کے حق میں ہو گیا اب صرف صدر صاحب کے پاس ناجائز قبضہ ہے۔ کچھ لوگ نجی طور پر یہ فیصلہ کرنا چاہتے ہیں کہ یہ عمارت جو کہ وقف ہے، صدر صاحب کو فروخت کر کے دوسری جگہ لے لی جائے لیکن بعض لوگوں کو اس پر اعتراض ہے کہ الوقف لا یملك کے تحت اس کو فروخت بھی نہیں کر سکتے اور اس وقف جائیداد کا کوئی مالک بھی نہیں ہو سکتا لہٰذا برائے مہربانی شرع شریف کے مطابق اس کا جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہو گی؟

فقط صدر مدرسہ انوار محمدی و انجمن کفش دوزاں، سرے گھاٹ، حیدر آباد

http://t.me/tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ الجواب: وقف ایک صدقۂ جاریہ ہے کہ واقف ہمیشہ اس سے ثواب پاتا رہے گا اور وقف کا حکم یہ ہے کہ نہ خود وقف کرنے والا اس کا مالک ہے نہ دوسرے کو اس کا مالک بنا سکتا ہے۔ نہ اس کو بیع کر سکتا ہے نہ عاریتاً دے سکتا ہے اور نہ اس کو رہن رکھ سکتا ہے (درمختار وغیرہ) تو جب خود وقف کرنے والا، اس کو فروخت نہیں کر سکتا، دوسرے کو اس کا کیا حق ہے؟ ایسا کرنے والا، یا ناجائز کارروائی کر کے اسے اپنے نام منتقل کرانے والا یقیناً خائن اور شرعاً مجرم ہے۔ مسلمان بزور اس سے واپس لے لیں اور آئندہ ایسے خائن کو ہرگز کوئی انتظامی عہدہ سپرد نہ کریں۔ وہ مکان وقف ہے وقف ہی رہے گا اور اسی کام کے لئے وقف رہے گا جس کے لئے وقف کیا گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب احکام المسجد و آداب المسجد (مسجد کے آداب واحکام)

مسجد میں چندہ اس شرط کے ساتھ دینا، کہ اسے نمازی ووٹ دیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ

۱۔ ہمارے محلے الیاس آباد، حیدرآباد میں ایک خالی نشست کا انتخاب ہو رہا ہے۔ جس میں زید، بکر، عمر، احقر چار امیدوار ہیں اس محلہ میں کم وبیش ہر امیدوار کو حمایت حاصل ہے۔ ہمارے محلّے میں ایک مسجد زیر تعمیر ہے۔ ان امیدواروں میں سے بکر کہتا ہے کہ میں مسجد کو ایک ہزار روپیہ دیتا ہوں اہل محلہ میری حمایت کریں اور دوسرے امیدوار دستبردار ہو جائیں۔ کیا مسجد کے لئے شرط کے ساتھ روپیہ لینا جائز ہے؟

۲۔ بکر نے گزشتہ عید پر جب کہ مسجد کے لئے چرم قربانی حاصل کی گئی تھی۔ اپنی قربانی کی کھال مسجد میں نہیں دی تھی بلکہ دوسروں کو بھی کھال دینے سے روکا تھا اور مسجد کی تعمیر میں چرم قربانی استعمال کرنا، ناجائز بتلایا تھا۔ کیا کسی دنیاوی مفاد کے لئے شرطیہ طور پر مسجد کو چندہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ اور ایسا آدمی اللہ تعالیٰ کے نزدیک کسی اجر وثواب کا مستحق ہوگا؟

سائل حافظ احمد صدیقی، ناظم انجمن اسلامیہ، الیاس آباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں بکر اگر کوئی رقم مسجد میں دیتا ہے تو منتظمین کو وہ رقم مسجد کے مصارف کے لئے جائز ہے ان پر کوئی مواخذہ نہیں اور نہ مسجد کے نمازی اس کے پابند ہیں کہ وہ ووٹ بکر ہی کو دیں البتہ اگر اس نیت سے یہ رقم مسجد کو مہیا کر رہا ہے کہ مسجد کے نمازی اسے ووٹ دیں یا دوسرے امیدوار دستبردار ہو جائیں تو بکر کو اس پر کوئی ثواب ملنے کی توقع نہیں رکھنی چاہئے کہ انما الاعمال بالنیات۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳۰ ربیع الآخر ۱۳۸۲ھ

مسجد کے چند آداب

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ

۱۔ کیا مسجد کے اوپر امام صاحب حجرے کے اندر اپنے بچے رکھ سکتے ہیں؟ ۲۔ بچہ معصوم ہے، بچہ پیشاب کردے حجرے کے اندر، تو پیشاب کا کپڑا گودی وغیرہ مسجد کے اندر رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟ ۳۔ حجرے کے اندر ہم بستر ہو کر مسجد میں نیچے حمام ہے اس میں غسل کر سکتے ہیں یا حجرے کے اندر غسل کر سکتے ہیں یا نہیں؟ ۴۔ مسجد کے اوپر جوتے سے چڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۵۔ مسجد کے اندر سونا یا بچوں کو سلانا اور ریاح خارج کرنا کیسا ہے؟' ۶۔ مسجد کی چیز چوری کرنا کیسا ہے؟' ۷۔ مسجد کی امانت اپنے گھر کے صرف میں لینا کیسا ہے؟' ۸۔ بالغ لڑکی کا مسجد کے اندر آ کر کپڑے دھونا، مسجد میں گھومنا، پھرنا، سونا جائز ہے یا نہیں؟ حاجی صدیق احمد، خزانچی بغدادی مسجد، حیدر آباد

۷۸۲ الجواب: العظمۃ للہ۔ شکایت عوام سے نہیں کہ العوام کالانعام۔ رونا تو اُن پڑھے لکھے کم فہموں کا ہے جو جان بوجھ کر احترام مسجد کو بالائے طاق رکھ دیتے ہیں اور اپنے دنیاوی مفاد کی خاطر احکام شرع کی دانستہ خلاف ورزی کرتے ہیں اور اپنی ہر لغو حرکت کو بزور امانت منوانا چاہتے ہیں اور حیرت بالائے حیرت ان منتظمین پر جو یہ سب کچھ شیر مادر کی طرح گوارا کرتے ہیں۔ بہر حال سوالات مندرجہ بالا کا جواب یہ ہے۔

۱۔ امام مسجد کو اپنے اہل و عیال کے ہمراہ مسجد کے بالائے حجرے میں رہنے کی اجازت نہیں کہ وطی وغیرہ لازما ہوں گے اور مسجد کی چھت پر وطی بھی حرام ہے اور جنب و حائض وغیرہ کو اس پر جانا حرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ مسجد کو پیشاب خانے اور ہر ایسی چیز سے بچانا لازم ہے جس سے مسجد کے نجس یا آلودہ ہونے کا گمان ہو اگر چہ وہ نجس کپڑے ہی کیوں نہ ہو کہ ان کے قطرے بلکہ ان کی تری مسجد کے فرش اور دیواروں کو آلودہ کریں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ غسل کا پانی یا اس کے چھینٹے مسجد میں نہ پڑیں تو وہاں غسل کیا جاسکتا ہے لیکن حمام آ کر غسل کرنا بہتر ہے البتہ مسجد سے گزرنا پڑے تو تیمم ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ مسجد کے اوپر زینہ پر جوتوں سمیت چڑھنا بے ادبی میں داخل ہے اور لوگوں کے لئے غیبت کا دروازہ کھولنا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۵۔ مسجد میں سونا۔ معتکف اور پردیسی کے سوا کسی کو جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ یوں ہی ریاح خارج کرنا سخت بے ادبی و محرومی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۶۔ چوری گناہ کبیرہ ہے اگر چہ مسجد میں ہو یا مسجد کی چیز سے متعلق۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۷۔ امانت میں خیانت کرنا بھی گناہ کبیرہ ہے اور مسجد کے مال میں خیانت اور زیادہ شنیع و مذموم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۸۔ پاک و ناپاک کپڑوں کا مسجد میں دھونا اور بالغ لڑکی کا وہاں آنا، جانا، سونا، گھومنا، پھرنا، سب لغو بیہودہ اور شرعاً ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ ربیع الآخر ۱۳۸۳ھ

مسجد کا ملبہ کہاں ڈالا جائے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسجد گرا کر دوسری تعمیر کرنی ہے۔ مسجد کی حالت شکستہ ہوگئی ہے۔ اس مسجد کا ملبہ ہے اس کا کیا کرنا چاہئے اسے پھنکوا دیں یا احترام کی جگہ ڈلوانا چاہئے؟ شریعت میں مسجد کے ملبے کا کوئی احترام ہے؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں۔ کالے خاں، سنار گلی، حیدر آباد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ الجواب: علماء کرام ارشاد فرماتے ہیں کہ مسجد کا کوڑا جھاڑ کر ایسی جگہ نہ ڈالیں جہاں بے ادبی ہو (درمختار وغیرہ) جب کوڑے کے متعلق یہ حکم ہے تو مسجد کا ملبہ پھر مسجد کا ملبہ ہے اگر یہ ملبہ کسی مسجد کے کام نہ آ سکے تو اس کا لحاظ رکھیں کہ یہ ملبہ ایسی جگہ نہ ڈالا جائے جہاں اس کی بے ادبی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ صفر المظفر ۱۳۸۶ھ

مسجد کا غیر ضروری سامان فروخت کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: کسی مسجد کا ایسا عماراتی متعلقہ سامان، جو تعمیر مسجد پختہ ہو جانے کی وجہ سے مسجد میں دوبارہ استعمال نہیں ہو سکتا ہے اور وہ کچھ عرصہ بے کار پڑا رہنے سے نقصان کا سبب بن سکتا ہے۔ اس سامان کو مسجد کے مفاد کے لئے فروخت کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ جواب بالصواب سے آگاہ فرمائیں۔

فقط منیر احمد صدیقی، صدر اسلامیہ کمیٹی اللہ والی مسجد

۷۸۶ الجواب: ایسا سامان عماراتی جو حاجت مسجد سے زائد بچے کہ عمارت مسجد کے کام میں نہ آئے اور دوسرے وقت حاجت عمارت کے لئے اٹھا رکھنے میں ضائع ہونے کا خوف ہو تو ان دو شرطوں سے ان کی فروخت میں مضائقہ نہیں۔ مگر اس کی قیمت جو کچھ ہو وہ محفوظ رکھی جائے جو عمارت ہی کے کام میں آئے اور یہ دیندار معتمد علیہ اور امانت گزار مسلمان اپنے ذمے لے اور اللہ حساب لینے والا ہے اور مصلح اور مفسد کو خوب جانتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۶ھ

مسجد کا حصہ، دوکان بنانا حرام ہے

سوال: جناب عالی گزارش یہ ہے کہ: شاہ لطیف آباد یونٹ نمبر ۱۲ ناکہ چنگی میں ایک مسجد تعمیر ہوئی اور زمین کا کچھ حصہ دوکانوں کے لئے چھوڑ دیا گیا جو کہ مسجد کو بنانے کے بعد تعمیر ہوئیں۔ مسجد کے کچھ حصہ پر بغرض سایہ، کچی چھت ڈالی گئی، اور کچھ حصہ کھلا رہا، مگر نمازیں دونوں جگہ باجماعت پڑھی گئیں۔ اب مسجد کو شہید کر کے دوبارہ تعمیر کیا جا رہا ہے اور جو حصہ کھلا ہوا تھا اور جہاں نمازیں باجماعت ادا کی گئی ہیں۔ علیحدہ کر کے کرائے پر دیا جا رہا ہے۔ کیا اس جگہ کو جو پہلے مسجد میں شامل تھی اب علیحدہ کرنا اور کرائے پر دینا درست ہے؟ احکام شریعت اہل سنت و جماعت حنفیہ سے ممنون فرمائیں تاکہ جو اختلافات آپس میں ہیں وہ دور ہو جائیں۔ فقط والسلام منشی فصیح الدین، نزد ناکہ چنگی شاہ لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: زمین کا جو حصہ مسجد قرار دیا جا چکا ہے وہ مسجد ہو چکا ہے۔ اب اس جگہ دوکان، کوئی حجرہ اگرچہ امام مسجد کے لئے ہو اگرچہ مسجد کی آمدنی کی نیت سے ہو تعمیر نہیں کیا جا سکتا۔ اب دوکان وغیرہ بنانے کے معنی یہ ہوں گے کہ مسجد کو دوکان بنایا جائے اور یہ حرام حرام ہے۔ جو لوگ ایسا کریں یا اس میں مشورہ دیں اور مسجد کی جگہ دوکان تعمیر کرنا جائز رکھیں سب اس آیت کریمہ کے تحت ہیں وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ یُّذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِیْ خَرَابِهَا (بقرہ:114) ''ان سے بڑھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرظالم کون جو اللہ کی مسجدوں کو ان میں اللہ کا نام لے جانے سے روکیں اور ان کی ویرانی میں کوشاں ہوں۔" ان کے لئے دنیا میں رسوائی اور آخرت میں بڑا عذاب ہے لہٰذا اگر مسجد کی جگہ دو کانیں کر لی گئی ہوں تو فرض قطعی ہے کہ فوراً ان دو کانوں کو منہدم کر کے بدستور مسجد کا اعادہ کریں ورنہ عذاب عظیم کے مستحق ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ محرم الحرام ۱۳۸۶ھ

مسجد کا غیر ضروری سامان فروخت کر کے مسجد میں لگانا

سوال: بخدمت جناب مفتی صاحب، السلام علیکم، مستری محمد قاسم محلہ کھوکر پاڑہ نزد زنانہ ہسپتال مسجد لاکھا کے ذریعہ آپ سے فتوے کے واسطے یہ درخواست عرض کرتا ہے کہ

۱۔ ایک تو مسجد جو پہلے بہت چھوٹی تھی اس کے اندر نمازیوں کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے اس کے برابر زمین اندر لی ہے اور مسجد بڑی کر لی ہے۔ یہ جگہ اس سے قبل بہت عرصے سے ایک چوک کی شکل میں تھی جہاں کچھ لوگ محرم میں گھوڑے اور علم وغیرہ برسوں سے لگاتے تھے۔ یہ جگہ سرکاری تھی اس کو ہم نے مسجد بنالیا ہے اور مقامی لوگ بھی راضی ہیں۔ اس مسجد کا ممبر آگے بڑھایا ہے اس کو بڑھانا درست ہے یا نہیں؟

۲۔ اس مسجد میں لوہے کے چار گارڈر ہیں ان کو فروخت کر کے اس کا سامان لا کر اسی مسجد میں لگانا یہ مسئلہ درست ہے یا نہیں؟ ان دو مسئلوں کے جواب، شرع کے مطابق عطا فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ فقط السائل محمد قاسم، لاکھا مسجد کھوکھر محلہ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: مسجد کی از سرنو تجدید عمارت کرنے میں جو اینٹوں، کڑیوں، تختوں کے ٹکڑے یا کوئی اور سامان جو حاجت مسجد سے زائد ہو کہ عمارت مسجد کے کام نہ آئے اور دوسرے وقت حاجت عمارت کے لئے اٹھا رکھنے میں ضائع و برباد ہونے ہو جانے کا خوف، ہو تو ان دو شرطوں سے ان کی بیع میں مضائقہ نہیں اور اس سامان کی جو کچھ قیمت ہو وہ عمارت ہی کے کام میں لائی جائے۔ اور اللہ حساب لینے والا ہے اور وہ مصلح و مفسد کو خوب جانتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفہ عنہ ۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۴ھ

ایک مسجد کا سامان، دوسری مسجد میں لگانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان عظام درج ذیل مسئلہ میں کہ: کسی مقام پر ایک مسجد شہید کی گئی اور اب وہ مسجد دوبارہ نئے سرے سے زیر تعمیر ہے۔ اس کا پرانا سامان کسی دوسری مسجد میں استعمال کے لئے دے دیا گیا۔ تو کیا یہ جائز ہے کہ ایک مسجد کا سامان کسی دوسری مسجد میں استعمال کیا جائے؟ برائے کرم قرآن و حدیث سے اس کا جواب دیں۔

فقط، غلام محمد، پریٹ آباد، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ عنہا میں جب کہ مسجد کی از سرنو تجدید عمارت ہو رہی ہو تو وہ سامان جو مسجد کے کام نہ آئے اور دوسرے وقت حاجت عمارت کے لئے اٹھا کر رکھنے میں ضائع ہونے کا خوف ہو تو ان دو شرطوں سے یہ سامان دوسری مسجد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں صرف کرنا جائز ہے۔ یعنی دوسری مسجد کے منتظمین اس مال کو مناسب قیمت پر خرید یں اور سامان اس مسجد کے کام میں لائیں اور اس مسجد کے منتظمین اس سامان کی قیمت جو کچھ بھی ہو وہ محفوظ کر رکھیں تا کہ عمارت کے کام میں آئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ محرم الحرام ۱۳۸۸ھ

راستہ کا حصہ، مسجد میں شامل کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: گورنمنٹ نے ایک کالونی بنائی اور اس کے پلاٹ کے خاکے بھی دیئے، نقشہ کے مطابق کالونی کی مسجد کے ساتھ ایک تیس فٹ چوڑی سڑک دی گئی ہے، اہلیان کالونی کا خیال ہے کہ سڑک کا بیس فٹ حصہ مسجد میں شامل کر لیا جائے اور سڑک دس فٹ رہنے دی جائے۔ کیا ایسا کرنا شرعاً جائز ہے؟ جبکہ اس فعل میں راستہ تنگ ہونے کا بھی امکان ہے؟ سائل، محمد اسلم، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ عنہا میں اگر مسجد کو وسیع کرنے سے راستے سے گزرنے والوں کو تکلیف نہیں ہوتی، تو جس قدر مقدار بغیر لوگوں کو تکلیف دیئے حاصل کی جا سکتی ہو راستے کی اس مقدار کو مسجد میں شامل کرنا جائز ہے۔

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۳ / اپریل ۱۹۷۹ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

http://t.me/Ahlesunnat_HindiBooks

مسجد میں دوکان بنانا، زکوۃ وفطرہ وغیرہ کی رقم کا مسجد میں صرف کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ پلاٹ مکہ مسجد یونٹ نمبر ۱۰ لطیف آباد مسجد کے نام سے الاٹ ہوا ہے۔ کیا اراضی مسجد میں مذہبی اسکول برائے تعلیم قرآن مجید بنایا جا سکتا ہے یا نہیں؟

۲۔ اگر مکہ مسجد کی اراضی میں کچھ اراضی ایسی ہو۔ جس میں آئندہ مسجد بڑھنے کی امید نہ ہو تو کیا خالی اراضی مسجد میں اسکول مذہبی تعلیم القرآن بنایا جا سکتا ہے؟

۳۔ دوکانوں پر، مسجد کے اوپر مدرسہ، رقم فطرہ وزکوۃ سے بنایا جا سکتا ہے یا نہیں؟

۴۔ فطرہ وزکوۃ کی رقم سے پلاٹ اسکول مذہبی تعلیم القرآن خریدا جا سکتا ہے؟ اور فطرہ وزکوۃ کی رقم سے تعمیر اسکول مذہبی تعلیم القرآن ہو سکتی ہے یا نہیں؟

۵۔ مذہبی تعلیم القرآن میں فطرہ وزکوۃ وغیرہ کی رقم سے سپارہ قرآن مجید خریدے جا سکتے ہیں؟ اور معلم کو دیئے جا سکتے ہیں؟

۶۔ چرم قربانی اور عقیقہ کی رقم مسجد اور مدرسے کی تعمیر میں خرچ کی جا سکتی ہے؟ یا مدرسے کے سپارے، کلام مجید، ہدیۃ پیش امام و معلم کو دے سکتے ہیں یا نہیں؟ ازطرف محمد اسمٰعیل، مسجد کمیٹی مکہ مسجد، لطیف آباد نمبر ۱۰، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** عموماً مساجد کی تعمیر کے لئے جو قطعات اراضی حاصل کئے جاتے ہیں ان میں یہی نیت ہوتی ہے کہ مسجد کے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ساتھ ایک مکتب بھی تعمیر کیا جائے گا اس لئے مسجد کی تعمیر نو کے ساتھ یا اس کی تعمیر کے بعد بقیہ پلاٹ پر مدرسہ تعمیر کیا جاسکتا ہے۔ ہاں مسجد قائم کو توڑ کر از سر نو دوبارہ تعمیر کیا جائے تو مسجد قدیم کے کسی حصے پر مدرسہ دودکان وغیرہ تعمیر کرنا حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ مدرسہ، مسجد کی دوکانوں پر بھی تعمیر کیا جاسکتا ہے اور علیحدہ قطعہ زمین پر بھی لیکن کسی بھی صورت میں زکوٰۃ وفطرہ کی رقم اس پر صرف نہیں کی جاسکتی اگرچہ وہاں قرآن کریم کی تعلیم دی جائے۔ نہ ہی زکوٰۃ وفطرہ کی رقم اساتذہ کی تنخواہ میں صرف کرنا جائز ہے۔ اس رقم کا مصرف غرباء ومساکین ہیں۔ اس رقم سے کوئی منافع حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ تملیک یعنی کسی مستحق کو اس کا مالک کردینا بھی لازم وضروری ہے۔ اسی لئے سڑک سرائے وغیرہ کی تعمیر یا تجہیز وتکفین میں بھی یہ رقم صرف نہیں کی جاسکتی نہ ہی اس رقم کے قرآن کریم یا سپارے خرید کر معلم کو دیئے جاسکتے ہیں۔ ہاں وہ مستحق زکوۃ ہو تو اس کا مالک بنادیں وہ جو چاہے کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ چرم قربانی وعقیقہ کی رقم مسجد اور مدرسہ دونوں کی تعمیر میں بھی صرف کی جاسکتی ہے اور مدرسین وائمہ پر بھی۔ جیسا کہ علماء کرام کا متفقہ فتویٰ ہے جو بیسیوں سال پہلے شائع ہو چکا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ شوال المکرم ۱۳۹۴ھ

چندہ کرنے کے دوران مسجد کا نام تبدیل کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسلم آباد ٹاؤن شپ کی زیر تعمیر مسجد کا نام کالونی کی متفقہ رائے اور اجلاس میں تجویز کیا گیا اور پرزور حمایت اور تائید کے بعد اس نام کو منظور کیا گیا اور رسیدیں بنوائیں اور شہر، بازار، کالونی سے یہ چندہ اسی نام پر جمع کیا گیا۔ مورخہ ۲۴ دسمبر جمعتہ المبارک کو اچانک مسجد کی دیوار پر لکھا ہوا دیکھا گیا کہ ”زیر تعمیر سیف الاسلام مسجد“ یعنی نام میں تبدیلی کی گئی۔ علماء دین اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ فیصل مسجد کے نام سے چندہ کیا گیا اس کے لئے کیا حکم ہے؟ اور مسجد کا اصل صحیح نام یہی ہے (یعنی فیصل مسجد) تو کسی رسید وغیرہ پر اگر سیف الاسلام فیصل مسجد کے نام سے چندہ کیا جائے تو کہاں تک درست ہے؟ فقط جنرل سیکرٹری مسلم آباد ایسوسی ایشن، پھلیلی پار، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** باتفاق رائے اور ایک نام تجویز کر کے، مطبوعہ رسیدات جاری کریں۔ ابھی سے یہ اختلاف، فال حسن نہیں۔ مسجدوں کے اتنے بڑے بڑے نام رکھنے سے کیا حاصل؟ جبکہ یہ اختلاف بڑھتا ہی رہے۔ چلئے سیف الاسلام فیصل مسجد کے نام سے چندہ کرلیں۔ اختلاف تو ختم ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ شوال المکرم ۱۳۹۶ھ

ایک مسجد کا سامان دوسری مسجد میں لگانا کیسا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک مسجد کی چیز دوسری مسجد میں دی جاسکتی ہے یا نہیں؟ مثلاً ایک آدمی نے پرانے پنکھوں کی جگہ نئے پنکھے لگوادیے۔ اب جو پرانے پنکھے اس مسجد سے اتارے گئے ہیں کی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دوسری مسجد یا مدرسے میں دیئے جاسکتے ہیں یا نہیں؟ نیز ایک مسجد کا روپیہ بطور قرض دوسری مسجد میں خرچ کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ جواب بالصواب عنایت فرمائیں۔ قاری محمد نور الحسن گولڑوی، خطیب مسجد فروٹ مارکیٹ، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: پرانے پنکھے جواب اس مسجد کے لئے کار آمد نہ رہے تو جس نے وہ پنکھے دیئے تھے اس کی اجازت سے دوسری مسجد میں یا دینی مدرسے میں انہیں منتقل کیا جاسکتا ہے۔ اور اگر وہ پنکھے عام چندے سے خریدے گئے ہیں تو مصلیان مسجد سے اجازت لی جائے کہ عموماً وہی ایسی چیزوں کے لئے چندہ فراہم کرتے ہیں اور جب ایسی چیزیں مسجد کے لئے کار آمد نہ رہیں تو دوسری مسجد میں صرف کرنے یا منتقل کرنے کا بھی ان ہی کو اختیار ہے۔ (درمختار، ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ اگر گمان غالب یہ ہو کہ فی الحال یا مستقبل قریب میں مسجد کو اس رقم کی ضرورت نہیں جو اس کے نام سے جمع ہے اور دوسری مسجد کو اس وقت روپیہ کی فراہمی کی کوئی سبیل نہیں تو بطور قرض مسجد سے رقم لی جاسکتی ہے۔ (عالمگیری) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　　یکم رجب المرجب ۱۳۹۸ ھج

مسجد میں مکان یا دوکان یا حوض بنانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زمین دوز حوض مسجد کے صحن میں تعمیر کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ جبکہ نمازیں بدستور ہوتی رہیں گی؟ خادم سید محمد علی، تلک چاڑی، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: کسی بھی مکان یا زمین یا دوکان وغیرہ پر تعمیر مسجد کے بعد، اس کے کسی حصے کو منہدم کر کے دوکان مکان وغیرہ بنانا کہ اس کی آمدنی مسجد پر صرف ہوگی یہ ناجائز وحرام ہے کہ اب دوکان یا مکان وغیرہ بنانے کے معنی یہ ہوں گے کہ مسجد کو ان کا کوئی حصہ بنایا جائے۔ (عالمگیری درمختار وغیرہ) بعینہٖ اسی طرح صحن مسجد میں حوض اگرچہ وہ زمین دوز ہو تعمیر کرنے کے معنی یہ ہیں کہ مسجد کا ایک حصہ حوض بنا دیا گیا کہ مسجد تحت الثری سے عرش تک مسجد ہی ہے۔ لہٰذا کسی بھی ضرورت کے تحت صحن مسجد میں حوض تعمیر کرنے کی اجازت نہیں۔ پھر اس میں مسجد کو نقصان پہنچنے کا بھی قوی اندیشہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　　۳۰ رجب المرجب ۱۳۹۹ ھج

مسجد کو منہدم کر کے غیر مسجد کی تعمیر حرام ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: جامع مسجد پھلیلی بازار کی قدیم مسجد کا اگلا حصہ جس میں محراب ومنبر تھا وہ شہید کرا دیا گیا ہے۔ اگلا حصہ قدیم مسجد کا جہاں کہ محراب ومنبر تھا۔ اب انتظامیہ کمیٹی محراب ومنبر کی جگہ پر قدیم مسجد کی قدیم باؤنڈری، یعنی محراب ومنبر کی جگہ پر اب دوکانیں بنوائی جارہی ہیں اور قدیم مسجد کے آگے حصہ کی زمین میں مکانات کی بنیادیں بھر کر پلنتھ تک دیواریں بنوادی گئی ہیں حالانکہ مسجد کے نمازی حضرات نے اعتراض کیا اور دین متین کی سمجھ بوجھ رکھنے والے حضرات نے منع کیا کہ یہ مسجد ہے یہاں پر محراب ومنبر رہا ہے اور نمازیں پڑھی ہیں اس لئے یہاں پر مکانات و دوکانیں تعمیر کرنا جائز نہیں۔ اس میں گناہ بھی ہوگا اور بیکار مسجد کا پیسہ ضائع ہو جائے گا اس لئے یہ خرچہ نہ کرو۔ لیکن وہ لوگ ضد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پر قائم رہ کر مکانات بنوا رہے ہیں۔ لہٰذا عرض یہ ہے کہ اس مسئلہ میں شریعت کے مطابق فتویٰ صادر فرمائیں۔

۱۔ کیا قدیم مسجد کی باؤنڈری کے اندر جہاں محراب و منبر قائم تھا۔ اب وہاں دو کانیں بنوا کر کرایہ پر چلانا جائز ہے یا ناجائز؟

۲۔ ان دو کانوں کو کرایہ پر لینا جائز ہوگا اور ان دو کانوں کو کرایہ پر لینے والا گنہگار ہوگا یا نہیں؟

۳۔ مسجد کے نمازی حضرات کے منع کرنے کے باوجود جو خرچہ شہید کرنے پر اور دو کانوں کی بنیاد وغیرہ پر مسجد کے چندہ فنڈ میں سے خرچ کیا گیا ہے وہ جائز ہے یا ناجائز؟ اور اب تک جو صرف ہوا ہے اس کی ذمہ داری انتظامیہ پر ہے؟ یہ خرچہ اب کیا انتظامیہ کمیٹی خود برداشت کرے یا اس کے ذمہ دار عہدیداران برداشت کریں؟ ایسی انتظامیہ کمیٹی کے ممبران عہدیداران کے لئے شرع متین میں کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

منجانب مصلیان مسجد، جامع مسجد پھلیلی بازار، حیدرآباد، مورخہ ۱۵ ستمبر ۱۹۷۹ء

۷۸۶ **الجواب:** محراب و منبر تو محراب و منبر ہیں مسجد کے کسی بھی حصہ کو منہدم کر کے، دنیاوی تعمیر ہی نہیں، دینی تعمیر میں مثلاً وہاں دینی مدرسہ و مکتب قائم کرنے کے لئے، مسجد کے اس منہدم حصہ کو شامل کر دینا حرام حرام سخت حرام ہے۔ مسجد کے اس حصہ پر دو کانیں تعمیر کرنے والے اور جو اس میں مشیر ہوں اور جو اسے جائز رکھیں سب اس آیت کریمہ کے تحت ہیں وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ (بقرہ:114) یعنی ''اس سے بڑھ کر ظالم کون، جو اللہ کی مسجدوں میں اللہ کا نام لئے جانے سے روکیں اور اس کی ویرانی میں کوشاں ہوں۔ ان کے لئے دنیا میں رسوائی اور ان کے لئے دنیا میں بڑا عذاب ہے۔'' اور اتنی بات تو ہر جاہل سے جاہل جانتا ہے کہ مسجد کے کسی حصے کو منہدم کر کے، وہاں دو کانیں بنانے کے معنی یہی ہوں گے کہ مسجد کو دوکان بنا لیا یعنی مسجد کو کرایہ پر اٹھا دیا اور یہ سخت حرام حرام حرام ہے۔ لہٰذا فرض فرض قطعی فرض ہے کہ مسجد اوّل کو مسجد رکھیں اور جو حصہ مسجد کا خارج کر دیا گیا ہے اس پر بدستور مسجد کا اعادہ کریں (درمختار ردالمحتار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ مسجد کے اس حصہ میں دو کانیں بن بھی جائیں تب بھی کرایہ پر لینا دینا درکنار، مسلمانوں پر فرض ہے کہ انہیں منہدم کر کے مسجد میں شامل کریں اور مسجد کا کوئی حصہ، بلکہ ایک انچ جگہ بھی مسجد کے علاوہ کسی اور تعمیر میں نہ لانے دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ مسجد کو بدستور، مسجد بنانے کے لئے جتنا صرفہ ہو وہ انتظامیہ کی ذمہ داری ہے۔ اس سے یہ تمام صرفہ وصول کریں اور ایسی انتظامیہ کو جو مسجد کی ویرانی کے درپے ہے تمام مسلمانان محلہ مل کر فوراً فوراً معطل کریں اور آئندہ ایسے لوگوں کو مسجد کا انتظام نہ سونپیں جو تعمیر کی بجائے اس کی تخریب و ویرانی میں کوشاں ہوں۔ آیت مذکورہ بالا سے ثابت ہے کہ وہ ظالم ہیں اور ظالموں سے دور و نفور رہنا لازم۔ قال اللہ تعالیٰ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۸﴾ (انعام)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ شوال المکرم ۱۳۹۹ھ، ۱۶ ستمبر ۱۹۷۹ء

مسجد میں راستہ بنانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک عورت نے اپنا مکان مسجد بنانے کیلئے دے دیا۔ اس کے مرنے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے بعد مسجد کمیٹی نے اس پر مسجد بنانا شروع کردی لیکن ایک شخص نے جس کی مسجد کی جانب ایک کھڑکی تھی ادھر سے مسجد کی جانب ایک راستہ بنالیا ہے اور بجائے اپنے مستقل دروازے کے جس میں اس نے دوکان لگالی مسجد میں ہوکر آجارہا ہے اور اس مسجد میں سے تین فٹ جگہ مانگتا ہے۔ کیا اب اس شخص کو اس مسجد سے یہ جگہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ فقط السائل عبدالرحمٰن

۷۸۶ **الجواب:** مسجد کے لئے عمارت ضروری نہیں یعنی خالی زمین اگر کوئی شخص مسجد کردے تو مسجد ہے بالخصوص جبکہ وہاں نماز باجماعت اعلانیہ ہونے لگے اگرچہ جماعت میں دو ہی شخص ہوں۔ (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار) اور جب وہ مسجد ہوگئی تو تحت الثریٰ سے لے کر عرش معلیٰ تک مسجد ہی ہے۔ اسے آباد رکھنا اور اس کی حفاظت کرنا، مسلمانوں پر فرض ہے مسجد کمیٹی کو چاہئے کہ وہ اس مسئلہ میں انتظامیہ سے مدد لے کر اس شخص کے جبری قبضہ کو ختم کرائے۔ مسجد کی تین فٹ تو تین فٹ ایک انچ زمین بھی کسی کو نہیں دی جائے گی بلکہ مسجد ہی کے لئے بھی دوکان وغیرہ کی تعمیر میں استعمال نہیں کی جاسکتی۔ (عامۂ کتب)

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ جمادی الآخریٰ ۱۳۹۹ھ

مسجد کی آمدنی سے دوکان مکان خریدنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ: ایک مسجد المہاجر محلّہ شریف کالونی اسلام آباد، حیدرآباد میں واقع ہے۔ جس کی دوکانوں کی آمد مبلغ دوسوبیس (۲۲۰) روپے ہے اور ایک چھوٹا سا مکان جس کو ایک صاحب نے مسجد ہذا میں وقف کردیا تھا اس کا کرایہ مبلغ پچاس (۵۰) روپے ماہانہ ہے۔ کل آمدنی مبلغ دوسوستر (۲۷۰) روپے ہے جبکہ مسجد کا مالی خرچہ مبلغ ایک ہزار (۱۰۰۰) یا کم وبیش ہے۔ اب ہماری برادری اور اہل محلّہ شادیوں وغیرہ میں مسجد میں خوشی کے موقع پر رقم دیتے ہیں وہ روپے بڑھتے بڑھتے مبلغ بائیس (۲۲۰۰۰) ہزار کے قریب جمع ہوگئے ہیں۔ اب شادیوں میں پیسہ کسی ماہ میں نہیں آتا اس لئے مسجد کے اخراجات پورے کرنے کے لئے اس جمع شدہ رقم سے ایک پلاٹ پورے محلّے کی رقم سے خرید کر مسجد کا خرچہ پورا کرنا چاہتے ہیں۔ مسجد کی افادیت کے لئے اس میں دینی مدرسہ اوپر کے حصّے میں بنوایا جائے گا اور نیچے دو تین دوکانیں نکال دی جائیں گی تاکہ اس کے کرایہ سے مسجد کا خرچہ پورا ہوتا رہے۔ شرع متین کی روشنی میں کیا ایسا ہوسکتا ہے؟ کیوں کہ مسجد مکمل بن چکی ہے؟ فقط والسلام صدر، حمید پہلوان مسجد کمیٹی، سیکریٹری خادم امین الدین

۷۸۶ **الجواب:** برادری کے افراد اس محلّہ کے باشندے جبکہ یہ چندہ مسجد کے لئے شادی بیاہ وغیرہ تقریبات کے موقع پر دیتے ہیں اور اب ان ہی کی مرضی یہ ہے کہ اس جمع شدہ رقم سے کوئی زمین خرید کر، اس پر نیچے دوکانیں اور اوپر دینی مدرسہ قائم کریں تو اس میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں۔ عالمگیری میں ہے کہ مسجد کی آمدنی سے دوکان یا مکان خریدنا کہ اس کی آمدنی مسجد میں صرف ہوگی یہ جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مکان کی دیوار کا مسجد سے متصل ہونا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک مسجد جو کہ شہید کرنے کے بعد اب دوبارہ تین منزلہ تعمیر کرائی ہے مگر برابر کے رہنے والے یہ کہتے ہیں کہ میری دیوار سے ملا کر مسجد کی دیوار نہ بنائیں اور اوپر دو منزل پر مکان کی دو کھڑکیاں ہیں مسجد کی جانب کھلتی ہیں اور مکان والا کہتا ہے کہ مسجد کی دیوار دو منزل پر میری کھڑکیاں بند نہ ہونے پائیں۔ جب دیوار دیوار سے ملا کر بنائی جائے گی تو مکان کی کھڑکیاں بند ہو جائیں گی اگر بند نہ کریں تو مسجد میں گانوں کی آواز اور شور وغیرہ کی آواز آتی ہے اور نمازیوں کی نماز میں دخل اندازی ہوتی ہے۔ اس سلسلہ میں کیا فرماتے ہیں علماء کرام؟ محمد یوسف، ۱۵ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

۷۸۶ **الجواب:** مسجد کی انتظامیہ کہ محلہ کے اہلِ حلّ وعقد افراد پر مشتمل ہوتی ہے اس قضیہ کو حل کرے۔ غالباً موجودہ قانون میں بھی اس کی کوئی ممانعت نہیں کہ ایک مکان کی دیوار، دوسرے کی دیوار سے متصل نہ ہو۔ یا کہ اس کی کھڑکیاں، جو دوسرے مکان کی جانب ہیں وہ بند نہ ہونے پائیں اور اگر کھڑکیاں بند نہ بھی ہوں تو مسجد میں آنے والے شور وغل کی آوازیں، مکان والے مسلمان ہیں تو خود ہی بند کر دیں گے ورنہ مسلمان اجتماعی طور پر (وہ شور وغل) بند کرا سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

مسجد کی ضرورت کے پیش نظر زمین خریدنا، اور مسجد میں داخل کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک مسجد ہے۔ اس کے سائیڈ میں ایک دوکان ہے۔ اس پر کرایہ دار اپنا کاروبار کرتا تھا۔ مگر مالک دوکان نے کرایہ دار کو دوکان فروخت کر دی ہے۔ جبکہ یہ مسجد کا حق بنتا تھا۔ اور اس سلسلے میں مالک دوکان نے وعدہ کیا تھا کہ جب بھی دوکان فروخت کروں گا تو مسجد کو فروخت کروں گا۔ مگر اس نے کرایہ دار کو فروخت کر دی ہے، اور یہ دوکان مسجد کے صدر گیٹ کے نکالنے کے لئے اشد ضروری ہے کیوں کہ نمازیوں کو گلی سے گزرنے میں تکلیف ہوتی ہے۔ کیا مسجد کی انتظامیہ موجودہ قوانین کی رو سے حق شفعہ کا دعویٰ کر سکتی ہے یا نہیں؟ اور کر سکتی ہے تو کیا شریعت کے خلاف تو نہ ہوگا؟ اور قانونی کاروائی کرنے پر جو خرچہ ہوگا وہ شریعت کی رو سے جائز ہے یا نہیں؟

نقطار رفیع الدین شیخ، جنرل سیکریٹری جامع مسجد، پھلیلی بازار، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** مسجد کے حقوق عظیم ہیں اور مسجد ہر حال میں قابل احترام۔ یہاں تک کہ علماء کرام فرماتے ہیں کہ اگر نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے مسجد تنگ ہوگئی اور مسجد کے پہلو میں کسی شخص کی زمین ہے تو اسے خرید کر مسجد میں اضافہ کریں اور اگر وہ نہ دیتا ہو تو واجبی قیمت دے کر اس سے جبراً لے سکتے ہیں۔ (عالمگیری، درالمختار وغیرہ) مالک دوکان اور کرایہ دار کو مسلمان شرم دلائیں، اور حکم شرعی سنائیں ان شاء اللہ تعالیٰ وہ مان جائیں گے۔ اور اگر نہ مانیں تو چارۂ کار کورٹ میں دعویٰ دائر کرنا ہے۔ مقدمہ بازی کی نوبت آئے تو مسلمان آپس میں چندہ کریں۔ مسجد کی رقم اس میں خرچ نہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ ربیع الآخر ۱۳۹۹ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مسجد کو عیدگاہ بنانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

ا۔ ایک آدمی خطیب ہے اور امام بھی ہے اور اس کے ساتھ وہ ڈاکٹر بھی ہے۔ اس غرض سے وہ ہر ایک کے مکان پر جاتا اور آتا ہے۔ ایک آدمی نے اس پر الزام لگایا کہ یہ مولوی فلاں عورت سے برا کام کرتا ہے۔ جب مولوی کو یہ بات معلوم ہوئی تو اسی الزام لگانے والے کو جمعہ کی نماز میں جماعت کے سامنے اس سے پوچھا کہ تم نے یہ الزام مجھ پر لگایا ہے جواب میں اس نے کہا کہ ہاں یہ الفاظ میں نے بولے ہیں۔ مولوی صاحب نے اس سے ثبوت مانگا تو اس نے کہا کہ میں نے شام کو شراب پی تھی تو ایک آدمی میرے پاس آیا تو اس آدمی نے مجھ کو کہا کہ مولوی صاحب زید کے گھر گئے ہیں، زید گھر میں نہیں ہے اور اس کی بیوی گھر میں موجود ہے اور اکیلی ہے تو میں نے اس مرد کو کہا کہ میں نے ابھی شراب پی ہے میں نہیں چلوں گا۔ اب مولوی صاحب نے اپنی عزت بچانے کے لئے کہا کہ خدا، واحد، شاہد ہے کہ آپ لوگوں کا امام پاک وصاف ہے اور ابھی تک کسی کی شرم گاہ نہیں دیکھی۔ اور میں زید کے گھر علاج کی خاطر جاتا ہوں۔ ابھی آپ بتائیں کہ جس مرد نے یہ الزام لگایا ہے تو وہ کونسی سزا کا مستحق ہے؟ بینوا بالبرھان اجر کم عند الرحمن

۲۔ ایک مسجد غیر آباد ہے۔ اس مسجد کو کوئی آباد کرنے والا نہیں ہے تو اب اس کو عیدگاہ یا نماز جنازہ پڑھنے کی جگہ بنا سکتے ہیں یا نہیں؟

۳۔ مسلمان اور کافر میں کونسا فرق ہے؟ یعنی مسلمان، کافر سے کیا برتاؤ کر سکتا ہے؟ مثال کے طور پر مسلمان کے برتن میں، کافر کے کھانے کے بعد، اس برتن کے لئے کیا حکم ہے؟ اور یہ برتن مسلمان استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟ کافر گھی تیل یا دیسی گھی میں ہاتھ ڈالتا ہے اور مسلمان کو دیتا ہے تب وہ گھی وغیرہ مسلمان استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟

فقط السائل والسلام

۷۸۶ الجواب: کسی مسلمان خواہ مرد، عورت کی طرف بدکاری کی نسبت، بے ثبوت شرعی ہرگز جائز نہیں۔ شرع نے جس قدر احتیاط اس بارے میں فرمائی ہے دوسرے معاملے میں یہ نہ آئی۔ بلکہ مسلمان پر واجب کیا کہ دوسرے مسلمان پر نیک گمان رکھیں اور جو کسی کی طرف بدکاری کی بے ثبوت شرعی نسبت کرے تو اسے جھوٹا جانیں۔ قرآنی حکم ہے کہ اگر کوئی کسی عاقل، بالغ، آزاد، پاک دامن مسلمان کی نسبت زنا کی طرف کرے اور چار گواہ سے ثابت نہ کر دے تو جس پر تہمت لگائی گئی اسکے مطالبہ پر اسی (۸۰) کوڑے مارے جاتے ہیں اور اس کی گواہی بھی قبول نہیں ہوتی۔ لیکن یہ سزا یہاں کہاں! مسلمان بطور خود اسے مناسب سزا دیں تاکہ دوسروں کے لئے باعث عبرت ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

۲۔ مسجد کو آباد کرنا اور آباد رکھنا مسلمان پر فرض ہے اسے عیدگاہ یا جنازہ گاہ میں تبدیل نہیں کر سکتے ورنہ سب گناہ گار ہوں گے اور مستحق عذاب ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

۳۔ کافر کے جھوٹے برتن میں کھانا پینا شرعاً سخت مکروہ ہے اور باعث نفرت ہے۔ ہاں ان سے سامان خریدنا جائز ہے اور

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

استعمال میں بھی لانا جائز۔ برتن دھولیا جائے تو کوئی مضائقہ استعمال میں نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ

مسجد میں گمشدہ چیز کا اعلان۔ مسجد کو راستہ بنانا۔ مسجد کا پانی فروخت کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام درج ذیل مسائل کے بارے میں کہ: شہر کی ایک مسجد کے اندرون فرش کے نیچے ایک قدیم کنویں کے تین حصے آئے ہوئے ہیں اور ایک حصہ یعنی چوتھائی تقریباً باہر ہے اس فرش پر باقاعدہ نماز پنجگانہ ہوتی ہے۔ باہر والے حصہ (ایک چوتھائی میں) سے ماشکی حضرات پانی چرخی سے نکال کر شہریوں میں فروخت کرتے ہیں۔

۱۔ یہ کنواں تقسیم ہندو پاک سے بہت پہلے ایک ہندو نے رفاہ عام کے لئے لگوایا تھا اور اس کنویں سے ہندو مسلم دونوں مستفید ہوتے تھے۔

۲۔ اس کنویں کے قریب ایک چھوٹی سے مسجد بھی تھی۔ تقسیم کے بعد اس کو بڑھا دیا گیا اور اس توسیع کے وقت اس کنویں کی صورت مذکورہ بالا رہ گئی یعنی تین حصے مسجد کے اندرونی فرش کے نیچے اور ایک حصہ باہر۔ تقسیم کے بعد اس کنویں سے سقے یعنی ماشکی حضرات پانی نکال کر شہر کے لوگوں کو قیمتاً فراہم کرتے چلے آرہے ہیں اور آہستہ آہستہ باقی لوگوں نے استفادہ ترک کر دیا صرف ماشکی حضرات ہی پانی لیتے رہے۔

۳۔ مسجد کا صدر دروازہ جو کہ شروع ہی سے بنانے کا پروگرام تھا مگر طویل عرصے تک التواء میں رہا۔ اب یہ صدر دروازہ جملہ سات دروازوں پر مشتمل بن گیا ہے۔

۴۔ اس مسجد اور دروازہ کے درمیان میں یہ کنواں بھی آتا ہے اور درمیان میں ایک پلاٹ تھا جس کے کچھ حصہ پر مسجد کا وضو خانہ بنا ہوا تھا جو اب دوسری جگہ منتقل کر دیا گیا ہے اور کچھ حصہ خالی تھا جس میں سے یہ ماشکی حضرات گزرتے تھا اور یہ سارا پلاٹ مسجد ہی کے قبضے میں رہا ہے۔

۵۔ تعمیر دروازہ کے بعد اس پلاٹ پر اوپر سے چھت ڈال کر اور نیچے سے سیمنٹ کا فرش لگوا کر مسجد بنا دی گئی ہے اور نماز عیدین وجمعہ باقاعدہ ہو رہا ہے۔ نیز نمازی حضرات بھی وقتاً فوقتاً نمازیں انفرادی طور پر ادا کرتے ہیں۔ مزید یہ کہ مسجد کے اندرونی حصہ میں لگی ہوئی چپس کے نمونے پر اور صحن مسجد میں لگی ہوئی ٹائلز کے نمونے پر اس نئے حصہ مسجد میں چپس لگانے کا کام شروع ہے اور ٹائلز لگ چکی ہے۔ جس کا واضح مطلب مسجد کا حصہ بنانا ہے۔ نیز اس سارے تعمیراتی کام کے لئے جو چندہ جمع کیا گیا ہے وہ اکثر وبیشتر جمعہ کے دن ہی نمازیوں سے جمع کیا گیا ہے اور یہ چندہ علی الاعلان تعمیر مسجد ودروازہ کے نام سے ہی جمع کیا گیا ہے تاحال چندہ جاری ہے۔ اس صورت حال کے پیش نظر مندرجہ ذیل سوالات کے ازروئے شرع شریف جوابات مطلوب ہیں۔

۱۔ اس نئے حصہ مسجد کے بیچ میں سے گزر کر ماشکی حضرات کا اس کنویں سے پانی نکالنے کے لئے آمد ورفت جاری رکھنا جائز

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے یا نہیں؟ جب کہ پاؤں ننگے آمدورفت رہتی ہے اور اس گزرگاہ میں کیچڑ اور ناپاکی رہتی ہے۔

۲۔ اس کنویں کا پانی مسجد کی ٹنکی میں ٹیوب ویل کے ذریعے بھرا جاتا ہے۔ کیا مسجد کی ٹنکی سے ان حضرات کو مسجد سے باہر پانی دیا جاسکتا ہے تاکہ وہ شہریوں کو فروخت کریں؟ واضح ہو کہ میٹھے پانی کی وجہ سے شہریوں کو اس میں رغبت بھی ہے اگرچہ پانی کا متبادل انتظام میونسپلٹی کی طرف سے شہر میں ہے۔

۳۔ کیا اس نئے حصے کے بیچ میں سے کنویں کی سیدھ پر تین فٹ کا راستہ ان حضرات کے لئے چھوڑ کر اور تھوڑے نشانات بطور حدود راستہ لگا کر قائم کیا جاسکتا ہے۔ تاکہ یہ حضرات حسب سابق پانی بھرتے رہیں باقی اس راستے کے آگے پیچھے مسجد برقرار رہے گی۔ واضح ہو کہ یہ تعمیری کام باقاعدہ طور پر میونسپلٹی کے انجینئر کی نگرانی میں ہوا ہے اور منظوری کے بعد ہوا ہے۔

۴۔ یا زیر زمین اس نئے حصہ مسجد کے خرچ پر یا الگ سے فنڈ اسی کام کے لئے جمع کر کے راستہ دیا جاسکتا ہے؟

فقط السائل برکت اللہ، انفاق حسین، ٹنڈو آدم، سندھ

۷۸۶ الجواب: یہاں چند امور واجب الحفظ ہیں کہ بہت مواقع پر رہنمائی کریں گے۔

۱۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دربارۂ مسجد ایک ضابطۂ کلیہ ہمیں عنایت فرمایا ہے جس سے بہت سی جزئیات کا حکم معلوم ہو جاتا ہے۔ فرماتے ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کسی شخص کو سنے کہ مسجد میں گمشدہ چیز دریافت کرتا ہے تو اس پر واجب ہے کہ اس سے کہے کہ اللہ تیری گمشدہ چیز تجھے نہ ملائے مسجدیں اس لئے نہیں بنیں۔ ایک اور حدیث میں ہے جب تم کسی کو مسجد میں خرید و فروخت کرتے دیکھو تو کہو کہ اللہ تیرے سودے میں فائدہ نہ کرے۔ وجہ وہی کہ مسجدیں اس لئے نہیں بنیں۔

۲۔ مسجد کو گھر سے مشابہہ بھی کرنا نہ چاہئے۔

۳۔ مسجد کو گزرگاہ بھی بنانا نہ چاہئے وجہ وہی کہ (مسجدیں اس لئے نہیں بنیں)

۴۔ جو جگہ مسجد بنادی گئی وہ تحت الثریٰ سے لے کر عرش معلیٰ تک مسجد ہی ہے۔ اس لئے یہ جائز نہیں کہ نئی تعمیر کے وقت قدیم مسجد کی جگہ تہ خانہ دوکان گودام وغیرہ بنائیں۔ یہ امور واضح ہو گئے تو دریافت طلب امور کا جواب خود ہی حاصل کہ

۱۔ ماشکی تو ماشکی کہ اس کے آنے جانے سے فرش مسجد ملوث ہوگا عام مسلمان کو بھی جائز نہیں کہ مسجد کو گزرگاہ بنائے۔

۲۔ جو پانی مسجد کی ٹنکی میں آ گیا وہ مسجد کا ہو گیا اور کسی کے لئے اس کی فروخت جائز نہیں۔ کوئی اور متبادل بندوبست کیا جاسکتا ہے مثلاً مسجد سے باہر پائپ میں ایک نئی ٹونٹی لگا کر یا هینڈ پمپ مہیا کر کے۔

۳۔ اس کا جواب ایک میں گزرا ہے۔

۴۔ یہ بھی نہیں ہوسکتا کہ یہ وہی مسجد کو گزرگاہ بنانا ہوا۔ پھر مسجد کا زیر زمین حصہ بھی مسجد ہے اور اسے راستہ بنانا ناجائز۔ واللہ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ محرم الحرام ۱۴۰۰ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حلال وحرام کی مخلوط آمدنی سے مسجد تعمیر کی تو کیا حکم ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: کوئی شخص اپنی حلال وحرام مخلوط ملکیت سے مسجد شریف کی چھت یا اس کا کوئی حصہ تعمیر کرواسکتا ہے یا نہیں؟ قرآن پاک وحدیث مبارک اور فقہ حنفی کی روشنی میں بیان فرمائیں۔ اللہ پاک اجر عظیم فرمائے گا۔ اس شخص کے پاس بے اندازہ روپیہ جمع ہے۔ سائل نثار احمد بخاری، ٹنڈو محمد خان

۷۸۶ الجواب: حرام وحلال کی مخلوط آمدنی سے، مسجد شریف کا کوئی حصہ تعمیر کرنے سے بھی وہ مسجد، مسجد ہی رہے گی۔ اس میں نماز پڑھنا، حلال وجائز ہی نہیں، بلکہ مسلمانوں پر اسے آباد رکھنا فرض ہوگا۔ امام محمد فرماتے ہیں کہ بہ ناخذ مالم نعرف شیئاً حراماً لعینہ۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ محرم الحرام ۱۴۰۱ھ

شارع عام سے متصل خالی جگہ پر مسجد بنانا کیسا ہے؟

سوال: مکرمی جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

ٹنڈو آدم ورکشاپ، اسٹاپ پر سڑک کے متصل ایک چھوٹی سی مسجد ہے۔ جس کی چار دیواری زمین سے تین فٹ اوپر کھڑی ہے اور قریباً 10×8 فٹ کی ہے۔ یہ مسجد گورنمنٹ جو سڑک کے متصل ستر فٹ جگہ چھوڑتی ہے اس کی حدود میں ہے۔ سڑک سے تقریباً پانچ آٹھ فٹ کے فاصلے پر ہوگی۔ مسجد کے لوگ چاہتے ہیں یہ مسجد بجائے سڑک کے تھوڑا اندر کر کے آبادی میں ایک پلاٹ خرید کر تعمیر کی جائے۔ اس صورت میں کہ اگر شریعت اجازت دے کیا یہ ممکن ہے؟

فقط والسلام اہل محلہ ٹنڈو آدم، شاہ محمد، ڈاکٹر محمد سلیم، خواجہ محمد، روغن شاہ

۷۸۶ الجواب: جبکہ وہ مسجد، بالکل شارع عام سے متصل ہے اور حکومت سے اجازت حاصل کئے بغیر بنائی گئی ہے اور وہ قطعۂ اراضی ایسا بھی نہیں کہ حکومت کے لئے کار آمد نہ ہو۔ تو وہاں مسجد بنانا ہی جائز نہ تھا۔ نہ وہ مسجد، مسجد ہے۔ اس لئے اجازت یافتہ زمین پر مسجد تعمیر کریں تو عین مناسب ہے۔ اس مسجد کو تو حکومت جب چاہے منہدم کرسکتی ہے کہ شارع عام سے بالکل ملی ہوئی ہے اور یہ علاقہ، ممنوعہ علاقہ ہے۔ اگرچہ مسجدیں بنانا، حاکم اسلام کی ذمہ داری ہے تو حکومت سے اس کے بدلے جگہ لی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ

جو جگہ مسجد میں شامل نہ ہو وہاں حجرۂ امام بنانا جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ہماری مسجد کے مین گیٹ کے سامنے، باہر مسجد تعمیر ہونے کے کافی عرصے بعد، چبوترا بنایا گیا تھا اس نیت سے کہ بچے پڑھا کریں گے یا اگر کوئی مسافر رات کے وقت آئے، مسجد بند ہوجانے کے بعد، یا جمعہ والے دن نمازی زائد ہوجاتے ہیں تو اس پر صفیں بچھادی جاتی ہیں۔ یہ چبوترہ مین گیٹ کے باہر ہے۔ اب اس

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چبوترے کے آدھے حصے پر امام صاحب کا حجرہ تعمیر کیا جا رہا ہے کیا یہ جائز ہے یا نہیں؟ فقط والسلام صوفی نثار احمد قاسمی

۷۸۶ الجواب: اگر یہ جگہ کبھی مسجد میں شامل نہ تھی اور یہی سوال سے ظاہر بھی ہے تو امام کا حجرہ وغیرہ بنانا جائز ہے۔ صرف نماز پڑھ لینے سے وہ جگہ مسجد نہیں ہوئی جب تک کہ وہ جگہ نماز ہی کے لئے مخصوص نہ کر دی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ محرم الحرام ۱۴۰۱ھ

مسجد میں مدرسے کی تعمیر

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: اگر غسل خانہ مسجد کے اندر یعنی وضو کی جگہ بنایا جائے جب کہ مسجد کے مین گیٹ اور برآمدے سے گزر کر غسل خانہ تک پہنچا جائے، غسل خانہ میں پاکی وغیرہ بھی کی جائے، اور وہ غلاظت وضو کی جگہ سے جائے، یا کسی شخص پر غسل فرض ہو وہ ایسی حالت میں مسجد کے برآمدے سے گزر کر غسل خانے تک جائے اور آبادی کے تمام لوگ مقامی ہوں غسل خانہ بنانا جائز ہے یا نہیں؟ فقط والسلام صوفی نثار احمد قاسمی ولد علی محمد، حالی روڈ، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ الجواب: غسل خانہ ہرگز ایسی جگہ تعمیر نہ کریں کہ جنبی کو غسل کے لئے اس تک پہنچنا، مدرسہ کے صحن یا برآمدے وغیرہ سے گزرے بغیر ممکن نہ ہو کہ جب کو مسجد شریف میں جانا اور مسجد کو گزرگاہ بنانا بھی ناجائز۔ پھر لوگ غسل کے لئے آئیں گے۔ مسجد کو راستہ بنائیں گے اور مسجد ملوث ہوگی۔ پھر بعض جاہل اجہل غسل خانوں میں پیشاب پاخانہ بھی کر دیتے ہیں، اس کا راستہ وضو خانہ سے ہوگا تو نمازیوں کے لئے باعث ایذا بھی اور نجاست کے پھیلنے بڑھنے کا ذریعہ بھی ہوگا، ان مسائل میں مقامی و غیر مقامی کا کوئی فرق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ محرم الحرام ۱۴۰۱ھ

مسجد کی دکان میں حمام بنانا، جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: مسجد کے ساتھ ایک مدرسہ ہے۔ جس میں قرآن شریف کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اس مدرسہ کے نیچے دو دکانیں ہیں جن میں سے ایک دوکان حجام کی ہے اور وہ صاحب اس میں حمام بنانا چاہتے ہیں۔ مسجد والوں نے منع کر رکھا ہے کہ یہاں تم حمام نہیں بنا سکتے۔ یہ مسجد لیاقت کالونی میں ہے۔ جس کا نام ہلالی مسجد ہے۔ ایسی مسجد ہیرآباد میں ہے جس کا نام اکبری مسجد ہے جس میں حمام بنا ہوا ہے۔ دوسری مسجد ہے سلاوٹ پاڑے میں اس میں بھی حمام بنا ہوا ہے۔ لہٰذا فتویٰ تحریر فرمائیں۔ سائل محمد نذیر، لیاقت کالونی، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: اگر یہ حمام، مسجد کی جگہ میں نہیں نہ اس سے باہر آنے والے پانی سے نمازیوں کو ایذا کا اندیشہ ہے تو خواہ مخواہ منع کرنے سے کیا فائدہ اور کوئی وجہ معقول ہے تو بیان کریں تاکہ غور کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم صفر المظفر ۱۴۰۱ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سرکاری پانی جب مسجد میں آ گیا تو اب مسجد کا ہے۔ اسے گھر میں لے جانا ناجائز ہے

سوال: کیا مسجد کی حدود کے اندر سے اہل محلہ کو اپنے گھریلو استعمال کے لئے پانی لینا جائز ہے یا نہیں؟ شرعی طور پر جواب مرحمت فرمائیں۔ بحوالہ، حدیث، السائل: حاجی شفیع اللہ، پھلیلی پریٹ آباد، حیدر شاہ کالونی، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: مسجد کی کسی چھوٹی چیز کو بھی بے محل اور بے موقع استعمال کرنا، ناجائز ہے۔ مثلاً مسجد کے سقایہ کی آگ گھر لے جانا۔ یا لوٹا، چٹائی وغیرہ یا کسی دوسری غرض میں استعمال کرنا۔ یوہیں سقایہ کا پانی گھر لے جانا، یا مسجد کے لوٹے میں پانی بھر کے اپنے گھر میں استعمال کرنا یا مسجد کے ڈول رسی سے اپنے گھر کے لئے پانی بھرنا (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری وغیرہ) اسی حکم میں مسجد کی ٹنکی کا پانی جو نمازیوں کے وضو، غسل کے لئے ہوتا ہے اپنے گھریلو استعمال میں لانا، کہ ناجائز ہے۔ تو سرکاری نل سے آنے والا پانی اگر مسجد کی ٹنکی میں آ چکا تو مسجد کی ملک ہو گیا اسے اب گھریلو استعمال میں لانا جائز نہیں۔ ہاں مسجد کی ملک میں نہ آیا اور نہ گھریلو ضرورت میں پانی کے استعمال سے مسجد پر کوئی بار پڑتا ہے۔ نہ میونسپل کو اس پر اعتراض ہے اور نہ پانی بھرنے سے مسجد ملوث ہوتی ہے تو اس میں گنجائش ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ صفر المظفر ۱۴۰۱ھ

سرکاری زمین پر ضرورتاً مسجد بنالی تو وہ جائز ہے

سوال: معظمی مکرمی جناب مولانا مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، گزارش یہ ہے کہ حسب ذیل مسئلہ پر شرعی فتویٰ صادر فرما کر مشکور فرمائیں۔

مسئلہ یہ ہے کہ: لطیف آباد یونٹ نمبر ۱۰ کے دو خالی پلاٹس پر ایک مسجد کی بنیاد (جیلانی مسجد) کے نام سے "جیلانی مسجد کمیٹی رجسٹرڈ" پر اہل محلہ کی مدد سے ڈالی گئی۔ جس پر قریب دو ماہ تک پانچوں وقت کی نماز باجماعت ادا کی گئی۔ تا گر یہ حالات کی بناء پر مسجد تعمیر نہ ہو سکی۔ لہٰذا لوگ مسجد کی اینٹیں وغیرہ تک لے گئے اور بنیاد مٹا دی۔ اب پھر اس پلاٹ کو حاصل کرنے کی جدوجہد کی گئی مگر عیسائیوں نے اس پر چرچ تعمیر کرنے کے لئے اور کچھ حضرات نے مدرسہ تعمیر کرنے کے لئے اور پن چکی لگانے کے لئے درخواستیں میونسپل بورڈ میں دی ہیں۔ کیا ایسے پلاٹ پر مسجد کے علاوہ کوئی دوسری عمارت تعمیر کی جا سکتی ہے؟

احقر مفتاح الحق رحمانی

۷۸۶ الجواب: جب کہ وہ پلاٹ کسی کی ملک نہ تھے اور مسلمانوں کو مسجد کی ضرورت ہے اور ان پلاٹوں پر جو حکومت کی ملکیت میں تھے مسلمانوں نے ضرورۃً مسجد بنالی تو وہ یقیناً مسجد ہو گئی اور اس کی آبادی و حفاظت مسلمانوں پر فرض ہے اور جن لوگوں نے اسے ویران کیا وہ سب اس آیۂ کریمہ کے تحت ہیں وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ (بقرہ:114) "ان سے بڑھ کر ظالم کون، جو اللہ کی مسجدوں کو ان میں اللہ کا نام لئے جانے سے روکیں"۔

لہٰذا مسلمانوں پر فرض ہے کہ اسے دوبارہ آباد کریں اور اس کی حفاظت کریں۔ ورنہ عذاب عظیم کے مستحق ہوں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گے۔اس پلاٹ پر اب مسجد کے علاوہ کوئی دینی مدرسہ بھی قائم نہیں ہوسکتا چہ جائیکہ کچھ اور۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ

سرکاری زمین پر مسجد کی تعمیر کب صحیح ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ہم باشندگان میواڑ کالونی ٹنڈو آدم میں عرصہ پندرہ سال سے رہائش پذیر ہیں۔ جس کی آبادی تقریباً پانچ سو افراد پر مشتمل ہے۔ ہم نے شروع ہی سے مسجد کے لئے ایک جگہ منتخب کرلی تھی اور مسجد کا نام تجویز کر کے بورڈ نصب کردیا تھا۔ اس وقت یہ علاقہ میونسپل حدود سے باہر تھا۔ اب یہ علاقہ میونسپل میں آگیا ہے۔ اب ہم مسجد کی تعمیر شروع کرنا چاہتے ہیں اور گورنمنٹ کو اس پلاٹ کی قیمت ادا کرنے کو تیار ہیں لیکن میونسپل کمیٹی والے یہ کہہ کر رکاوٹ ڈال رہے ہیں کہ گورنمنٹ کے پلاٹ پر مسجد تعمیر کرنا جائز نہیں ہے اگر جائز ہے تو فتویٰ لے آؤ لہٰذا آپ سے عرض ہے کہ از روئے شریعت اس کا فتویٰ دے کر مشکور فرمائیں۔ بینوا توجروا

سائل باشندگان میواڑ کالونی ٹنڈو آدم ضلع سانگھڑ

۷۸۶ الجواب: زمین خواہ کسی کی ملک ہو جب مسجد کے لئے، قیمت یا ہبہ کے ذریعہ مسجد کے نام پر حاصل کرلی جائے اور مالک اسے فروخت کردے یا مسجد کو بلا قیمت دے دے تو وہ بیشک مسجد کی ملکیت ہو جائے گی اور اس قطعۂ اراضی پر مسجد تعمیر کرنا اور اس پر نماز ادا کرنا قطعاً جائز ہے۔ پاکستان میں ہزارہا ایسی مسجدیں ہیں جو گورنمنٹ ہی کی زمین پر تعمیر کی گئیں اور ان میں باقاعدہ سالہا سال سے نمازیں ہورہی ہیں۔ اب ایسی کون سی نئی صورت پیدا ہوگئی کہ گورنمنٹ کی زمین پر مسجد تعمیر کرنا ناجائز ہوگیا؟ ہاں اگر یہ زمین خود حکومت وقت نے کسی اہم ضرورت ملکی وملی کے لئے مخصوص کردی ہے تو اور بات ہے۔ لیکن عذر یہ نہیں بیان کیا جارہا بلکہ کہا یہ جارہا ہے کہ گورنمنٹ کے پلاٹ پر مسجد تعمیر کرنا، ناجائز ہے اور یہ محض غلط ہے۔ مسلمان اس مسجد کو حاصل کر کے بلا روک ٹوک مسجد تعمیر کرسکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳۰ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ

مسجد سے ملحق مدرسہ کی چھت پر رہائشی مکان بنانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک مدرسہ مسجد سے ملحق ہے۔ جس میں بچوں کو کلام پاک پڑھایا جاتا ہے ایسے مدرس، کے اوپر مدرسہ یا امام کے لئے مکان بنانا جائز ہے یا نہیں؟ ایسے مکان میں فیملی کو بھی رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟

السائل محمد شاہد، جھونکی گٹی، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: بالائی تعمیر سے مسجد کا کوئی تعلق نہ رہے اور مسجد کی چھت وغیرہ پر، مدرسہ میں رہنے والے کو کوئی تصرف حاصل نہ ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔ مسجد اور اس مدرسہ کی بالائی منزل کے درمیان ایک دیوار قائم کردی جائے تاکہ امام وغیرہ کا آنا جانا مسجد کی چھت پر نہ ہوسکے تو اہل وعیال کے ساتھ رہنا بھی جائز ہے۔ لانہ لامانع حینئذ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مساجد کا انتظام حکومت کی ذمہ داری ہے

سوال: معظمی ومکرمی جناب مولانا مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

گزارش یہ ہے کہ مندرجہ ذیل مسئلہ پر شرعی فتوی عنایت فرما کر مشکور فرمائیں

کالی روڈ بس اسٹاپ پر ایک مسجد عرصہ دس سال سے مسجد النبی ﷺ کے نام سے کچی مسجد آباد ہے اور تقریباً تین ماہ سے باقاعدہ پانچوں وقت کی باجماعت نماز ادا کی جارہی ہے اور تعمیری کام کا آغاز ہو چکا ہے۔ تعمیری کام کے لئے تقریباً پینتیس (۳۵) ہزار اینٹیں، تین سو سات (۳۰۷) بوری سیمنٹ اور بجری، روڑی کا کافی انتظام ہو چکا ہے اور چندے کے نام پر کافی رقم جمع ہے۔ جبکہ مذکورہ پلاٹ کسی کی ذاتی ملکیت نہیں ہے اور مسلمانوں کے لئے مسجد کی اشد ضرورت ہے اور پلاٹ مذکور سرکاری ہے۔ اب افسران بالا تعمیری کام میں رکاوٹ کھڑی کر رہے ہیں۔ کیا مذکورہ بالا پلاٹ پر مسجد تعمیر ہو سکتی ہے؟ اور مسجد کی جگہ ہوٹل یا دوکانیں جائز ہیں یا نہیں؟ اور مسجد مذکور کی اینٹیں اور سیمنٹ وغیرہ دوسری مسجد کی تعمیر میں صرف کر سکتے ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا۔ فقط الراقم نثار محمد قادری، سیکرٹری جنرل مسجد النبی ﷺ

۷۸۶ **الجواب:** افسران بالا جبکہ اس قطعۂ اراضی پر مزاحمت نہ کرتے تو یہاں صرف مسجد ہی تعمیر کی جانی تھی۔ اب اگر افسران بالا کسی معقول سرکاری منصوبہ بندی کے تحت، یہاں تعمیر مسجد سے مانع ہیں اور مزاحمت کرتے ہیں تو مسلمان ان سے درخواست کریں کہ وہ سرکاری منصوبہ بندی میں کوئی ردوبدل کر کے یہاں مسجد کی جگہ باقی رکھیں ورنہ قریب ہی کوئی پلاٹ حاصل کریں اور وہاں مسجد بنائیں۔ تصادم کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر یہ پلاٹ غلط طور پر کسی کی ذاتی ملکیت میں دیئے جائیں اور وہاں پر وہ دوکان وغیرہ بنائیں تو مسجد کا حق سب پر مقدم ہے اور اس حق کے لئے اصرار کرنا چاہئے۔ ہنگامہ آرائی کی اجازت اب بھی نہیں۔ مسلمانوں کی واقعی ضرورت کے تحت مساجد کا انتظام بھی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ جمادی الاولی ۱۴۰۲ھ

مسجد کے فنڈ سے کسی کو قرض دینا کیسا ہے؟

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، ناظم اعلیٰ دار العلوم احسن البرکات، حیدر آباد، السلام علیکم

جناب عالی گزارش یہ ہے کہ: ہماری مسجد پیر ہند سری میں جو مسجد کا فنڈ ہے۔ کیا اس سے پیش امام صاحب یا مؤذن صاحب یا انتظامیہ کے کسی ممبر کو قرض دے سکتے ہیں یا نہیں؟ اس کی وضاحت فرمائیں۔ آپ کی عین نوازش ہوگی۔

فقط انجمن اتحاد مسجد ومحلہ کمیٹی، شہید ملت لائن فقیر کا پڑ، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** مسجد وغیرہ اوقاف کی آمدنی، صرف انہیں مصارف میں صرف کی جاسکتی ہے جن کے لئے وہ وقف ہے، یا اس رقم کو حاصل کیا گیا۔ اس رقم سے کسی کو قرض نہیں دیا جاسکتا۔ امام کی خدمت کرنی ہی ہے تو لوگ باہمی چندہ کر کے اسے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قرض دے دیں مگر حالات بتاتے ہیں کہ اس پر وہ امام مسجد راضی نہ ہوگا نہ وہ ممبر۔ (عالمگیری وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ

نئی مسجد کی تعمیر کے بعد بھی پرانی مسجد کو آباد رکھنا فرض ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک قدیم مسجد جس کے ساتھ ایک دینی درسگاہ ایک ادارے نے قائم کی تھی اس نے اپنی جانب سے زید کو اس مسجد اور درسگاہ کا منتظم اعلیٰ مقرر کر دیا۔ قدیم مسجد جہاں پانچوں وقت اذان، نمازیں باجماعت، اور نماز جمعہ بھی پابندی سے ادا کیا جاتا ہے۔ زید نے کچھ عرصے بعد قدیم مسجد کو شہید کر کے اس جگہ نئے کمرے تعمیر کر کے اپنی رہائشی جگہ میں شامل کر کے رہائش شروع کر دی ہے۔ مسجد دوسری جگہ بنالی۔ بعض کہتے ہیں کہ ایسے شخص کو سرعام کوڑے لگائے جائیں، کسی کا کہنا ہے کہ زید کو اس ادارے سے برطرف کر دیا جائے۔

۱۔ شرع شریف زید کے قدیم مسجد کو شہید کر کے اپنا گھر بنانے اور ذاتی استعمال کرنے پر کیا حکم صادر فرماتی ہے؟ اور کیا سزا تجویز کرتی ہے؟

۲۔ نیز اگر زید شرع شریف کے حکم کو تسلیم نہ کرے اور عمل نہ کرے تو قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کے لئے کیا حکم ہے؟

فقط حکیم سید نصیر احمد اشرفی، شاہی بازار، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب ھو الموفق للصواب: جبکہ اس مسجد جدید کو بھی مسلمانوں نے مسجد کر لیا یہ بھی مسجد ہوگئی، اور اب مسجد اوّل اور اس جدید مسجد، دونوں کی حفاظت اور آبادی فرض ہے۔ مسجد اوّل کو منہدم کر کے تعمیر دنیاوی ہی نہیں، تعمیر دینی میں بھی شامل کر دینا حرام حرام سخت حرام ہے۔ جنہوں نے ایسا کیا ہو اور جو اس میں مشیر ہوں اور جو اسے جائز رکھیں سب اس آیہ کریمہ کے تحت ہیں وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ أَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا ۭ أُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ أَنْ يَّدْخُلُوْهَآ إِلَّا خَآئِفِيْنَ ۥ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾ (بقرہ) (ان سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں کو اللہ کا نام ان میں لئے جانے سے روکیں اور ان کی ویرانی کی کوشش کریں، انہیں تو مسجدوں میں قدم رکھنا روا نہ تھا مگر ڈرتے ہوئے، ان کے لئے دنیا میں رسوائی اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب ہے) فرض فرض قطعی فرض ہے کہ مسجد اوّل کو بھی مسجد رکھیں اور اس کے اگر کمرے بنالئے گئے ہیں تو فوراً ان کمروں کو منہدم کر کے بدستور مسجد کا اعادہ کریں ورنہ عذاب عظیم کے مستحق ہوں گے، جو نہ مانیں اور قرآن عظیم کی مخالفت پر اڑے رہیں تو مسلمانوں کو ان سے اجتناب لازم ہے، ان کے پاس بیٹھنا منع ہے، وہ لوگ اگر مخالفت خدا سے باز نہ آئیں تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ کوشش کر کے مسجد منہدم کو پھر مسجد کر لیں۔ (فتاوی رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۱-۲-۱۹۸۳ء

۷۸۶ الجواب: قرآن کریم نے ایسوں کو ظالموں میں شمار فرمایا اور عام مسلمانوں کو حکم دیا کہ وَإِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۸﴾ (انعام)۔ اگر کبھی شیطان بھلادے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھو۔ اور اس

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے بڑھ کر ظالم کون، جو مسجد ویران کر کے اس کی دو کانیں کر لے۔ مجیب سلمہ کا جواب صحیح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ جمادی الاولی ۱۴۰۰ھ

مسجد میں حجرہ کہاں بنایا جائے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک مسجد کی آر. سی. کی چھت جس کی بالائی منزل سے ملحق کمرہ ہے جو کہ ایک سال سے حجرہ کے طور پر استعمال ہوتا ہے اور اس میں جمعہ اور عید کی نماز بوقت ضرورت جگہ کی کمی کو پورا کرنے کے لئے ادا کی گئی ہے۔ یہ حجرہ نچلی منزل کے وضوخانہ اور اس اسٹور و مسجد کی دو کانوں پر بنا ہوا ہے۔ کیا اس میں پیش امام صاحب اپنے بچوں کے ساتھ رہائش اختیار کر سکتے ہیں جبکہ اس کا دروازہ گلی کی طرف علیحدہ ہے۔ شریعت مطہرہ کی رو سے فتویٰ جاری فرما کر مشکور فرمائیں۔ محمد الیاس میمن، صدر کمیٹی مسجد بچل شاہ، مکی شاہ اسلامی چوک، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: جبکہ یہ حجرہ مسجد کی چھت پر تعمیر نہیں کیا گیا اور نہ اس حجرہ میں آنے جانے کے لئے مسجد کی چھت کو راستہ بنانا پڑتا ہے تو اس میں امام و مؤذن کا بمعہ اہل و عیال رہنا جائز ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ مسجد کی چھت کو بطور صحن کے بھی استعمال کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔ مسجد کے وضوخانے اور اس کی دو کانوں وغیرہ پر حجرہ تعمیر کرنا، مسجد پر حجرہ تعمیر کرنا نہیں کہلائے گا کہ دو کانیں تو کسی اعتبار سے مسجد نہیں اور وضوخانہ بھی ہر اعتبار سے مسجد میں شامل نہیں تو اس پر تعمیر، مسجد پر تعمیر نہیں کہلائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ جمادی الاولی ۱۴۰۰ھ

غیر مسلم سے مسجد میں چندہ نہ لیا جائے

سوال: بخدمت جناب عالی مفتی محمد خلیل خاں صاحب، منتظم دار العلوم احسن البرکات، حیدر آباد، السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ ایک مسجد مسلمان کی زمین میں مسلمانوں کی بنائی ہوئی ہے۔ اس مسجد کی مرمت ایک ہندو نے کرائی ہے۔ اس مسجد یا اس میں نماز کے متعلق کیا حکم ہے؟

۲۔ ہندو قوم جو خیرات کرتی ہے وہ مسلمان کو کھانا جائز ہے یا نہیں؟

فقط محمد الدین، مؤذن جامع مسجد مصری شاہ تین نمبر تالاب

۷۸۶ الجواب: مسجد کی تعمیر و مرمت میں غیر مسلم سے امداد نہ لی جائے۔ بہر حال جبکہ غیر مسلم کا روپیہ اس میں لگ چکا ہے تو وہ مسجد، مسجد ہی ہے۔ اس میں نماز فقط ہو سکنا ہی نہیں، بلکہ اس کے قرب و جوار والوں اور اہل محلہ پر اس کا آباد رکھنا فرض ہے اور اس میں اذان و اقامت و جماعت و امامت کرنا ضرور۔ اگر ایسا نہ کریں گنا ہگار ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ اگر وہ خیرات، بتوں کے نام پر نہ ہو اور نہ ہولی دیوالی وغیرہ ہندوانہ تہواروں کی رونق کا اس میں کوئی سامان ہو، نہ لینے والوں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پر ان کا کوئی احسان، تو کھانا جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ ربیع الاول شریف ۱۴۰۳ھ

سرکاری زمین فروخت کر کے رقم مسجد میں لگانا، ناجائز ہے

سوال: بخدمت جناب عالی مفتی محمد خلیل خاں صاحب، مفتی اعظم سندھ و بلوچستان، السلام علیکم
جناب عالی عرض یہ ہے کہ: ہمارے محلہ میں ایک شخص رہتا تھا۔ وہ ایک جھگی میں رہتا تھا اور ساتھ عرض یہ کہ کنٹونمنٹ بورڈ کی سرکاری جگہ ہے اس جگہ پر اس کا قبضہ صرف قبضہ تھا اور وہ مر گیا ہے جس کا ابھی تک کوئی وارث نہیں ہے۔ اہل محلہ کی رائے ہے کہ اس جگہ یعنی اس کے قبضے میں جو جھگی تھی اس کو فروخت کر دیا جائے۔ وہ حاصل شدہ رقم مسجد میں لگادی جائے جو کہ اس محلہ کی مسجد ہے اور زیر تعمیر ہے۔ شرع ہمیں کیا اجازت دیتی ہے کہ اس متوفی کی جگہ کی حاصل شدہ رقم مسجد میں استعمال کر سکتے ہیں؟ یا اس کے بجائے کسی اور مصرف میں لگائیں؟ جو آپ حکم صادر فرمائیں گے اس پر عمل کیا جائے گا۔

منجانب اہل محلہ، جامع مسجد باب الاسلام مکی شاہ روڈ، حیدر آباد

۷۸۲ الجواب: جبکہ وہ زمین سرکاری زمین ہے تو اسے بلا اجازت سرکار، فروخت کر دینا، نہ شرعاً جائز ہے۔ نہ قانون وقت اس کی اجازت دیتا ہے۔ تو اسے فروخت کر کے اس کی رقم کا مسجد میں لگانا، ہرگز جائز نہیں کہ مسجد میں مال طیب خرچ کیا جاتا ہے اور یہ مال خبیث ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ صفر المظفر ۱۴۰۳ھ

دوسرے کی زمین پر بغیر اجازت مسجد بنانا اور نماز پڑھنا

سوال: واجب التعظیم مولانا مفتی محمد خلیل خان صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
ایک مسئلہ درپیش ہے کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ: کسی زمین پر اس کے مالک کی اجازت کے بغیر مسجد بنانا اور ایسی مسجد میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا، توجروا طالب دعا احقر العباد محمد اقبال، جمن شاہ کا پڑ، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: کسی زمین پہ مسجد کی تعمیر کیلئے، مالک زمین سے اجازت حاصل کرنا ضروری ہے۔ عالمگیری میں ہے کہ غصب کی ہوئی زمین پر نماز پڑھنا اگرچہ بایں معنی جائز ہے کہ اس کے شرائط وارکان پائے گئے لیکن چونکہ اس نمازی نے ظلماً یہ زمین حاصل کی ہے لہٰذا نمازی بربنائے ظلم گناہگار اور مستحق سزائے شرعی ہے اور اس پر اس نماز کا اعادہ یعنی دوبارہ صحیح طور پر پڑھنا واجب ہے اسی میں ہے کہ اگر کسی ایسے قطعہ زمین پر جو شہر کی حد سے متصل ہے بلا اجازت امام، اسلام، مسجد تعمیر کر لی گئی تو اس میں نماز نہ پڑھی جائے، تو وہ قطعہ زمین جو شخص واحد و متعین کی ملک ہے اس میں نماز ادا کرنا کیونکر صحیح ہوگا اُسی میں ہے کہ اگر مالک زمین نے نماز پڑھنے کی اجازت بھی دی مگر نہ وہ الفاظ کہے جس سے معلوم ہوتا کہ یہ زمین اس نے مسجد کیلئے دی اور نہ مالک نے اس کی نیت کی کہ میں نے ا[illegible] زمین کو مسجد کر دیا تو وہ زمین مسجد نہیں بلکہ ا[illegible]س کی ملک ہے اس کے مرنے کے بعد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ورثہ کی ملک ہے تو بلا الفاظ صریح و بغیر نیت مالک جبکہ زمین مسجد نہیں ہو جاتی ہے بلکہ بدستور اس کی ملک رہتی ہے اور اس میں وراثت بھی جاری ہوتی ہے تو مالک کی اجازت کے بغیر کسی زمین پر نماز پڑھنا شروع کر دی جائے بلکہ وہاں بنام مسجد کوئی عمارت بھی تعمیر کر لی جائے تو وہ مسجد کس طرح ہو سکتی ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ بغیر اجازت مالک کسی زمین پر بالجبر نماز پڑھنا صحیح نہیں۔ اگر نماز پڑھی گئی تو وہ مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی اور جو لوگ جان بوجھ کر اس جگہ نماز ادا کریں گے وہ ظالم غاصب قرار پائیں گے اور گناہگار ٹھہریں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ محرم الحرام ۱۳۸۳ھ

بے نمازی یا نشہ باز کا مسجد میں سونا۔ امام یا سید کا احترام۔ زکوۃ مسجد میں لگانا منع ہے

سوال: بخدمت جناب عالی مفتی محمد خلیل خان صاحب قادری برکاتی مارہروی، السلام علیکم آداب قدم بوسی طرف سے سنی جماعت سجاول کی، یہ واضح ہو ہم سب ملکر کچھ معلومات چاہتے ہیں مہربانی فرما کر آپ ہم کو صحیح راستے پر چلنے کی بابت ارشاد عطا فرمائیں۔ یہاں پر دو فرقے ہیں ایک وہابی اور دوسرا فرقہ یہاں کے سندھی مہاجرین کہ جو سنی کہلاتے ہیں، ان کو بہت تنگ کرتے ہیں ہمارے اس سوال کا جواب روانہ فرمائیں بڑی مہربانی ہوگی۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین درج ذیل مسائل کے بارے میں کہ

(۱) مسجد میں سونا اور کھانا یہ جائز ہے یا نہیں اور کن لوگوں کیلئے جائز ہے؟

(۲) بے نمازی نشہ کرتے ہوئے اور بھیک مانگ کر کھاتے ہوئے اور نام اپنا سید بتائے ہوئے ان کو ایسے لوگوں کو مسجد میں سونا جائز ہے یا نہیں؟

(۳) مسافر یا اسی جگہ کے آدمی کو رات مسجد میں سونا جائز ہے یا نہیں؟

(۴) مسجد کا احترام کس طرح لازم ہے اور مسجد کے پیش امام کی کیا عزت کرنی چاہیے۔ اور امام کا حکم کیسے ماننا چاہیے۔ سید کی عزت افضل ہے امام سے، یا امام کی سید سے جو بے نمازی ہے یا نمازی؟

(۵) اگر ہم اپنے زکوۃ یا فطرہ کا چندہ جمع کر کے کسی نیک کام میں لا سکتے ہیں یا نہیں۔ مثلاً کسی مسجد کی تعمیر میں، یا کسی لاوارث کی میت میں، یا کسی غریب بندے کے نکاح میں الغرض کسی بھی نیک کام میں لا سکتے ہیں یا نہیں؟ اور تفصیل کے ساتھ بتادیں اور کیا عرض کروں۔ فقط اراکین جماعت سنی سجاول

۷۸۶ **الجواب:** محترم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مولی عزوجل قبول حق کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ کے سوالات کے جوابات حاضر ہیں۔

(۱) ہمیں رسول اللہ ﷺ نے یہاں ایک ضابطہ کلیہ عطا فرمایا ہے جس میں ان تمام جزئیات کا حکم معلوم ہو جاتا ہے۔ فرماتے ہیں حضور ﷺ جو کسی شخص کو سنے کہ مسجد میں اپنی گم شدہ چیز دریافت کرتا ہے تو اس پر واجب ہے کہ اس سے کہے اللہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تیری گی چیز تجھے نہ دلائے۔ مسجدیں اس لئے نہیں بنیں۔'' (مسلم شریف) اسی حدیث کی دوسری روایت میں ہے کہ جب تم کسی کو مسجد میں خرید وفروخت کرتے دیکھو تو کہو اللہ تیرے سودے میں فائدہ نہ دے۔ (ترمذی شریف) اور ظاہر ہے کہ مسجدیں سونے کھانے پینے کو نہ بنیں۔ اور بلاشبہ اگر ان افعال کا دروازہ کھولا جائے تو زمانہ فاسد ہے اور قلوب ادب وہیبت سے خالی۔ مسجدیں چوپال ہو جائیں گی اور ان کی بے حرمتی ہوگی۔ ہاں جو آدمی بخیال تہجد، یا جماعت فجر، مسجد میں سونا چاہے تو اسے کیا مشکل ہے کہ اعتکاف کی نیت کر لے۔ کچھ حرج نہیں کوئی تکلیف نہیں۔ ایک عبادت بڑھتی ہے اور سونا بالاتفاق جائز ہوا جاتا ہے۔ اور مسجد میں ایسا کھانا پینا جس میں مسجد ملوث ہو مطلقاً ناجائز ہے اگر چہ نیت اعتکاف کر لے۔ اور مسافر بھی اگر مسجد میں کھانا پینا سونا چاہتا ہے تو نیت اعتکاف کر لے۔ مسجد کو گھر بنانا کسی کیلئے جائز نہیں۔ بے نمازی یا نشہ باز سے کب توقع ہے کہ وہ احترام مسجد کا خیال رکھے گا۔ اس لئے یہ حکم کراہت اور شدید ہو جائے گا۔ سید کا احترام اپنی جگہ پر ہے کہ ہم اس کی بداعمالیوں کا محاسبہ نہ کریں اور شریعت کا احترام سب پر مقدم ہے کہ کسی حکم کی خلاف ورزی نہ ہو۔ سید صاحب کو حکم شرع بتا دیا جائے مانیں فبہا نہ مانیں تو یہ زمانہ زبردستی کا کہاں کہ انہیں بالجبر مسجد سے روک سکیں۔ اور ایک فتنہ لوگوں میں پیدا کریں۔ ہاں اگر فتنہ کا اندیشہ ہو تو ایسے شخص کو مسجد میں نہ آنے دیں۔ آئے تو باہر کر دیں۔ آپ پر ہم پر صرف تبلیغ احکام ہے بزور انہیں سب سے منوالینا ہم پر لازم نہیں۔ واللہ اعلم

(۲) امام مسجد کا احترام واجب ہے تاکہ عبادات کا احترام باقی رہے۔ امام مقرر ہی وہ کیا جاتا ہے جو محترم ہو۔ اس میں کسی سے مقابلہ کیسا۔ امام کا احترام نہ کیا جائے گا تو نمازیں کیسے محفوظ رہیں گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) زکوٰۃ ادا کرنے میں یہ ضروری ہے کہ جسے دیں مالک بنا دیں۔ اباحت کافی نہیں۔ لہٰذا مال زکوٰۃ وفطرہ مسجد میں صرف کرنا یا اس سے میت کو کفن دینا یا کسی غریب کا نکاح کر دینا کافی نہیں کہ تملیک نہیں پائی گئی۔ ہاں ان امور میں صرف کرنا چاہیں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ فقیر کو مالک کر دیں اور وہ صرف کرے اور ثواب دونوں کو ہوگا (ردالمحتار، شامی، عالمگیری وغیرہ) واللہ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ صفر المصفر ۱۳۸۳ھ

محراب عین وسط مسجد میں ہو

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک پرانی مسجد کی توسیع کی جارہی ہے لہٰذا دریافت طلب یہ امر ہے کہ پرانی محراب اور منبر کو اپنی جگہ سے بڑھایا جائے یا نہیں۔ ایک محراب ومنبر بیچ میں بنائی جارہی ہے۔

بینوا توجروا — عبدالغفور، حیدرآباد، ۱۹ اگست ۱۹۶۴ء

۸۶۷ **الجواب:** امام کیلئے سنت متوارثہ، کہ زمانہ اقدس رسالت سے ابتک مفید ہے، یہ ہے کہ وسط مسجد میں قیام ہو کہ ... پوری ہو تو امام وسط صف رہے اور ایسی محراب حقیقی ہے۔ لہٰذا اگر منبر دائیں یا بائیں بڑھائی جائے گی تو ظاہر ہے کہ وسط ... یعنی محراب ضرور تبدیل ہو جائے گی۔ اس سے ظاہر ہوا کہ مسجد کی توسیع کے وقت محراب ومنبر کو اپنی قدیم جگہ سے ہٹایا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جاسکتا ہے البتہ وسط مسجد میں امام کا ہونا ضروری کہ دائیں بائیں فاصلہ ایک رہے۔ (کذا فی الفتاوی الرضویہ وغیرھا) واللہ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ ربیع الآخر ۱۳۸۴ھ

مسجد میں حجامت بنوانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ: ایک امام مسجد حجرہ ہوتے ہوئے مسجد میں جبکہ لوگ نماز میں اور تلاوت قرآن میں مشغول ہوں اس وقت پیش امام مسجد میں حجامت ایک حجام سے بنوا سکتے ہیں یا نہیں؟ سائل نے قبلہ امام صاحب سے جب دریافت کیا کہ مسجد میں پیش امام صاحب کو حجامت بنوانا جائز ہے کہ نہیں۔ تو پیش امام صاحب نے فرمایا کہ مسجد میں حجرہ ہونے کے باوجود مسجد میں، یا یہ جہاں لوگ نماز اور قرآن پاک پڑھتے ہیں حجامت بنوانا جائز ہے۔ کیا ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔ برائے مہربانی مذکورہ بالا سوال کا جواب بمطابق شرع عنایت فرمائیں۔

۷۸۶ **الجواب:** ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں ایک قاعدہ کلیہ عطا فرمایا ہے جس سے اس قسم کے جزئیات کا حکم صادر ہو جاتا ہے۔ فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم جو کسی شخص کو سنے کہ مسجد میں اپنی گمشدہ چیز دریافت کرتا ہے۔ تو اس پر واجب ہے کہ اس سے کہے کہ تیری گی چیز تجھے نہ ملے۔ مسجد اس لئے نہیں بنی (مسلم شریف) اور ظاہر ہے کہ مسجد حجامت بنوانے کیلئے نہیں بنی تو ان میں ایسے فعل کی اجازت نہیں بلا شبہ اگر ایسے اقوال کا دروازہ کھولا جائے تو زمانہ فاسد ہے اور قلوب ادب وہیبت سے مسجدیں چوپال ہو جائیں گی اور ان کی بے حرمتی ہوگی۔ (کذا فی الفتاوی رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ شوال المکرم ۱۳۸۴ھ

مسجد میں پلنگ پر سونا

سوال: بخدمت جناب مولانا صاحب، دار العلوم احسن البرکات، حیدرآباد

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین درج ذیل مسائل کے بارے میں کہ

(۱) مسجد میں سونا اور پلنگ بچھا کر سونا رات کو اور دن کو سونا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) موذن اذان بالکل غلط پڑھتا ہے ابتدا سے اور اخیر تک غلط پڑھتا ہے۔ جائز ہے یا نہیں؟

(۳) مسجد کے اندر لکڑی جلا کر چائے بناتا ہے۔ اور لوگوں کو پلاتا ہے؟

(۴) اگر اذان غلط پڑھنا جائز ہے تو اگر نا جائز ہو تو پیش امام صاحب اذان کو صحیح کر سکتا ہے یا نہیں؟

(۵) پیش امام صاحب اگر زیر زبر غلط پڑھ رہا ہو تو لقمہ دینا جائز ہے یا نہیں؟

(۶) اگر امام صاحب تو اپنے خیال میں صحیح پڑھتا ہے لیکن غلط ہو اور زیر کی جگہ زبر پڑھا تو لقمہ دینا جائز ہے یا نہیں؟

(۷) اگر مقتدی لقمہ نہ دے تو جائز ہے؟

(۸) اگر مسجد میں سونے والے کو احتلام ہو جائے تو؟ ضیاء الدین، نظام الدین، ٹی۔ کوارٹر نمبر ۸۲ لطیف آباد نمبر ۹، حیدرآباد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ الجواب: (۱) ظاہر ہے کہ مسجدیں سونے کھانے پینے کو نہ بنیں تو جب تک اعتکاف نہ ہو ان میں ان افعال کی اجازت نہیں۔ اور بلاشبہ اگر ان افعال کا دروازہ کھولا جائے تو زمانہ فاسد ہے۔ اور دل ادب سے خالی۔ مسجدیں چوپال ہو جائیں گی اور ان کی بے حرمتی ہو گی۔ بالخصوص پلنگ بچھا کر سونا اور بھی زیادہ بے حرمتی کا باعث ہے۔ لوگوں کو ایسے افعال سے روکنا چاہیے۔ واللہ اعلم

(۲) غلط اذان پڑھنے والے کو ہرگز موذن مقرر نہ کیا جائے وہ اذان کہنے کا اہل ہی نہیں۔ واللہ اعلم

(۳) اس کا حکم اوپر گزرا۔ واللہ اعلم

(۴) پیش امام کیا ہر جاننے والے پر لازم ہے کہ اذان صحیح طور پر ادا کرے اور موذن اصلاح قبول نہ کرے تو اس کو علیحدہ کیا جائے۔ واللہ اعلم

(۵) اعرابی غلطیاں ایسی ہوں جس سے معنی بگڑ گئے نماز فاسد ہو گئی، ورنہ نہیں۔ اور اگر اتنا تغیر ہو کہ اس کا اعتقاد اور قصداً پڑھنا کفر ہو تو احتیاط اس میں ہے کہ نماز دوبارہ پڑھے اور اگر ایسی غلطیوں کا عادی ہے اور اپنی اصلاح بھی نہیں کرتا تو بعض صورتوں میں کہ معنی فاسد ہو جائیں خود اس کی نماز فاسد ہو گی۔ دوسروں کی تو اس کے پیچھے کیا ہو گی۔ اور اسے پتہ بھی نہ ہو گا۔ تو مسلمانوں کی نمازیں ضائع ہو جائیں گی اور اس کا وبال اس کے سر پر ہو گا۔ اور مقتدیوں پر بھی کہ کیوں ایسے کو امام مقرر کیا جو اس کا اہل نہیں۔ اور صحیح قرأت پر قادر نہیں۔ لہٰذا ایسے عادی امام کو امامت کا منصب ہی سپرد نہ کیا جائے مگر آہ کہ اسے اب کون دیکھتا ہے؟ واللہ اعلم۔

(۶) جبکہ امام غلطی کرتا ہے اور وہ غلطی ایسی ہے کہ جس سے معنی فاسد ہو جاتے ہیں۔ تو مقتدی کو فوراً لقمہ دینا واجب ہے۔ کہ اگر مقتدی نہ بتائیں گے تو سب کی نماز جائے گی۔ ہاں لقمہ دینے میں تھوڑا توقف کرنا چاہیے۔ کہ شاید امام خود نکال لے مگر جب اس کی عادت معلوم ہے کہ وہ ایسی غلطیاں چھوڑ جاتا ہے اور اصلاح بھی نہیں کرتا تو پھر بتانا چاہیے ورنہ ایسے کو امامت سے علیحدہ کر دینا چاہیے۔ واللہ اعلم

(۷) مسجد میں بہ نیت اعتکاف سویا اور احتلام ہو گیا۔ تو فوراً اٹھے اور اسی جگہ تیمم کرے فوراً مسجد سے باہر آ جائے کہ اس حالت میں مسجد میں جانا بھی حرام ہے نہ کہ وہاں پڑے رہنا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ شوال المکرم ۱۳۸۵ھ

مسجد کے مکان جو مسجد سے متصل ہوں، کرایہ پر کب دینا جائز ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: مکانات توسیع مسجد کے واسطے خریدے گئے کیا ان مکانات کو کرایہ پر چلا سکتے ہیں تا کہ رقم جمع ہو اور تعمیر مسجد میں کام آئے؟ فقط حافظ عقیل الدین، لیاقت کالونی، حیدر آباد، ۶ جون ۱۹۶۵ء

۷۸۷ الجواب: اگر مسجد نمازیوں کیلئے تنگ تھی اور اہل محلہ نے توسیع کے خیال سے چند مکانات خریدے تو اگر مسجد اب بھی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تنگ ہے اور نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہے تو یہ مکانات کرایہ پر نہ دیئے جائیں بشرطیکہ تعمیر مسجد کیلئے تھوڑی بہت رقم موجود ہو کہ کچھ نہ کچھ حصہ تعمیر ہوسکتا ہو اور اگر اتنی رقم موجود نہیں اور نہ آمدنی کی بظاہر کوئی توقع ہے تو یہ مکانات کرایہ پر دیئے جاسکتے ہیں کہ اگر کرایہ پر نہ دیئے گئے تو مسجد کی آمدنی کا ایک ذریعہ ضرور ختم ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ صفر المظفر ۱۳۸۵ھ

مسجد کا صحن بھی مسجد ہی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام وفقہائے عظام اس مسئلہ میں کہ: ہمارے محلہ کی مسجد ہے اس کے قریب کچھ مکان ہیں۔ اور آدمیوں کے آنے جانے کے راستے، علاوہ راستہ مسجد والے کے (جو کہ صحن مسجد میں ہے) دو اور بھی راستے ہیں۔ اور وہ آدمی نشہ وغیرہ پیتے ہوئے وہاں مسجد کے راستے سے گزرتے ہیں حتیٰ کہ وضو کی جگہ کے اوپر بھی جوتوں کے ساتھ گزر جاتے ہیں۔ اب ان لوگوں کو جب منع کیا جاتا ہے کہ یہاں سے مت آیا کرو اور دوسرے دروازوں سے آیا کرو تو وہ نہیں مانتے۔ اب ہماری مسجد کی جماعت کا مطالبہ ہے کہ اس مسجد کے اس دروازہ کو بند کیا جائے کیونکہ اس آنے جانے سے مسجد کی بے حرمتی ہوتی ہے۔ براہ کرم اس میں جو شرعی حکم ہو بیان فرمائیں۔ نہایت شکریہ

جماعت بھٹی مسجد، محلہ باغ حاجی بھٹی، پھلیلی، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** صحن مسجد کا وہی حکم ہے جو مسجد کا ہے (فتاوی رضویہ) اور مسجد کو راستہ بنانا، یعنی اس میں سے گزرنا جائز نہیں۔ ناجائز وگناہ ہے، اگر اس کی عادت کرلے تو فاسق ہے (درمختار وغیرہ) بالخصوص جبکہ گزرنے والے احترام مسجد کا خیال بھی نہ کریں اور مسجد کو ملوث کریں تو مسجد کے منتظمین کا حق ہے کہ انہیں روک دیں، منع کرنے سے باز نہ آئیں اور فتنہ کا اندیشہ ہو تو اس دروازہ کو بند کردیا جائے۔ یہاں اس کا خیال رکھا جائے کہ نمازیوں کو تکلیف نہ ہو اور ان کے لیے مسجد میں آنا گراں نہ ہو۔ بہتر یہ ہے کہ وہاں ایک دروازہ لگادیا جائے جس میں تالا پڑا رہے اور اوقات نماز میں اسے کھول دیا جائے۔ اس سے نمازیوں کو بھی تکلیف نہ ہوگی اور فتنہ بھی برپا نہ ہوگا۔ نہ مسجد کی بے حرمتی ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ ربیع الآخر ۱۳۸۶ھ

مسجد میں داخل ہوتے وقت سلام کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ مسجد میں داخل ہوتے ہوئے یا اس کی حدود میں داخلہ پر سلام کرنا جائز ہے یا نہیں۔ تفصیلاً حوالہ سے جواب ارشاد فرمائیں نوازش۔ فقط سائل، 12-09-1968

۷۸۶ **الجواب:** حاضرین مسجد تلاوت قرآن کریم وتسبیح ودرود وغیرہ ذکر میں مشغول ہوں یا اذان واقامت یا خطبہ ونماز مسجد میں ہورہی ہو تو مسجد میں آنے والا سلام نہ کرے ہاں اگر لوگ بیٹھے ہوئے ہیں اور کسی ذکر وغیرہ میں مشغول نہیں یا کچھ مشغول ہیں اور کچھ فارغ تو آنے والا ان لوگوں کی نیت سے سلام کرے جو فارغ ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہ جب کوئی کسی مجلس میں پہنچے تو سلام کرے پھر جب وہاں سے اٹھے تو سلام کرے (ترمذی، ابوداؤد) حدیث میں یہ حکم ہر مجلس کیلئے ہے جہاں لوگ جمع ہوں مسجد بھی اس میں داخل ہے۔ پھر سلام کو بہ کثرت پھیلانے کا حکم بھی یہی بتاتا ہے کہ مسجد میں آنے والا بھی حاضرین مسجد کو سلام کرے بشرطیکہ وہ مشغول نہ ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ جمادی الاخری ۱۳۸۸ھ

مسجد کیلئے زبردستی مکان خریدنا

سوال: علماء دین شرع متین کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ: کسی کو اپنی جائیداد مسجد میں دینے پر مجبور کیا جاتا ہو اور انکار کرنے پر طرح طرح کی دھمکیاں دی جاتی ہیں اور کہا جاتا ہے کہ ہم زبردستی قبضہ کرلیں گے اور بائیکاٹ کریں گے کہ تم زمین سے دستبردار ہونے پر مجبور ہو جاؤ اس صورت میں مالک زمین کیا صورت اختیار کرے۔ اگر مالک زمین کو مجبوراً اس کیلئے تیار ہونا پڑا تو کیا اس پر بنوائی مسجد میں نماز ہو جائے گی۔ بموجب حدیث شریف اس کی وضاحت فرمائیں۔

۷۸۶ الجواب: نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے مسجد تنگ ہوگئی اور مسجد کے پہلو میں کسی شخص کی زمین ہے تو اس کو خرید کر مسجد میں اضافہ کریں اور اگر وہ نہ دیتا ہو تو واجبی قیمت دیکر اس سے ملکیت لیں (عالمگیری، ردالمختار)

اس سے معلوم ہوا کہ پہلو کا مکان مسجد کی تعمیر بڑھانے کیلئے جبراً نہیں لیا جاسکتا اور مسجد کی تنگی کی وجہ سے جبراً لیا جائے گا۔ تو قیمت بھی واجبی ادا کرنی پڑے گی۔ ورنہ وہ زمین غصب والی ہوگی اور غصب کی ہوئی زمین پر نماز مکروہ ہے۔ واللہ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳۸۵ھ

http://t.me/Tehqiqat

مسجد میں سونا

سوال: مکرمی جناب مفتی صاحب، السلام علیکم

بعد از سلام واضح ہو کہ علمائے دین کیا فرماتے ہیں درج ذیل مسائل کے بارے میں کہ

(۱) مسجد میں سوسکتا ہے یا نہیں؟

(۲) جو کہ شریعت کی مکروہ چیز میں، اس میں کسی مکروہیت کو جانتے ہوئے اگر اس فعل کو کرتا ہے تو شریعت اس کے لیے کیا کہتی ہے؟

(۳) مسجد میں آکر جو سائل، سوالات کرتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں۔ دینے والے کو دینا جائز ہے یا نہیں؟ جناب مولوی صاحب معلوم ہو کہ مندرجہ بالا چند سوالات کے جواب دیں جناب کے فتوی کے ساتھ مہر کے ساتھ جواب تحریر کردیں۔ مہربانی ہوگی۔ دین محمد، گاڑی کھاتہ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: ظاہر ہے کہ مسجدیں سونے کھانے پینے کو نہیں بنیں تو معتکف کے علاوہ کسی اور کو ان میں ان افعال کی اجازت نہیں اور بلاشبہ اگر ان افعال کا دروازہ کھولا جائے تو مسجدیں چوپال ہو جائیں گی اور ان کی بے حرمتی ہوگی۔ متولی اور

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دوسرے نمازیان مسجد ان افعال سے دوسرے کو روکیں، اور وہ باز نہ آئے اور خوف خدا دل میں نہ لائے تو اس دنیا میں اس کا کیا علاج کل بروز حشر جب باز پرس ہوگی اس وقت سمجھ جائے گا۔ واللہ اعلم

(۲) مسجد میں اپنے لئے سوال کرنا حرام ہے اور ایسے سائل کو دینا بھی منع بلکہ ائمہ دین نے فرمایا کہ جو مسجد کے سائل کو ایک پیسہ دے تو ستر پیسے راہ خدا میں اور دے کہ اس پیسے کے گناہ کا کفارہ ہو ہاں دوسرے محتاج کیلئے امداد کو کہنا یا کسی دینی کام کیلئے چندہ کرنا جس میں نہ شور و غل ہو نہ گردن پھلانگنا پڑے نہ کسی نمازی کی نماز میں خلل یہ بلاشبہ جائز بلکہ سنت سے ثابت ہے اور بے سوال کسی محتاج کو دیں، بہت خوب اور مولی علی کرم اللہ وجہہ سے ثابت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ جمادی الاخری ۱۳۸۷ھ

ایک مسجد کے ہوتے ہوئے دوسری مسجد بنانا کب جائز ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین وفقہاء شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک دینی مدرسہ کے قریب ایک مسجد ہے جس کا فاصلہ تقریباً "۲۰" یا "۲۵" قدم ہے اور اس مسجد میں ایک امام ہے جس کے عقیدے اہلسنت والجماعت کے خلاف ہیں ان کے پیچھے اہلسنت و جماعت نماز پڑھتے نہیں ہیں اور اس امام کا تبدیل کرنا ان لوگوں کے اختیار سے باہر ہے اور ان دشواریوں کے باعث مسلمانان اہلسنت، جن کی اس علاقہ میں کثیر آبادی ہے اس مدرسہ میں ایک مسجد بنانا چاہتے ہیں تو آیا ایسی حالت و ضرورت میں مسجد کے قریب دوسری مسجد بنانا جائز ہے یا نہیں؟ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جو مسجد اس کے قریب والی ہوگی وہ مسجد ضرار قرار پا جائے گی۔ بینوا توجروا سائل۔ عبدالحکیم از خضدار بلوچستان

۷۸۶ **الجواب** اللھم ھدایۃ الحق والصواب: اگر یہ دوسری مسجد مسلمانان اہلسنت و جماعت بغرض نماز خالص اللہ تعالیٰ عزوجل ہی کے لئے بنا رہے ہیں اگر اس پر باعث باہمی رنجش ہو کہ بسبب رنج ایک جگہ جمع ہونا مناسب نہیں سمجھتے اور نماز بے مسجد ادا کرنا نہیں پسند کرتے تو یہ مسجد بہ نسبت بجا آوری نماز، مسجد ہی ہوگی اور اس کے مسجد ہونے اور اس میں نماز کا ثواب ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ اور جبکہ نیت یہ ہے تو یہ لوگ جماعت میں پھوٹ ڈالنے والے بھی نہیں ٹھہر سکتے کہ ان کا مقصد اپنی نماز باجماعت ادا کرنا ہے نہ کہ دوسروں کی نماز میں تفرقہ ڈالنا۔ یہاں تک کہ علماء تصریح فرماتے ہیں کہ اہل محلہ کو جائز ہے کہ بغرض نماز ایک مسجد کی دو مسجدیں کر لیں درمختار میں ہے کہ لاھل المحلۃ جعل المسجدین واحداً وعکسہ لصلوۃ لا للدرس اور ذکر اشتباہ میں ہے لاھل المحلۃ جعل المسجد الواحد مسجدین۔ اور جبکہ یہ مسجد شرعاً مسجد ہوئی تو اس مسجد کو مسجد ضرار کہنا باطل و ناجائز ہے کہ اس میں مسلمانوں کی طرف سے بدگمانی ہے۔ اور مسلمان پر بدگمانی حرام اور کبیرہ گناہ۔ ہرگز مسلمان سے توقع نہیں کہ وہ کسی فاسد و ملعون نیت سے مسجد بنائے تو بے شرعی ثبوت ہرگز اس بری نیت کا گمان جائز نہیں۔ بہر حال یہ مسجد مسجد ہوگی اس میں نماز جائز و ثواب اور اس کی آبادی کو بھی ضروری سمجھا جائے گا۔ کذا فی الفتاوی الرضویہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ ذوالقعد ۱۳۸۸ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مسجد کی تیسری منزل میں دنیا کی باتیں کرنا

سوال: قبلہ مکرمی ومحترمی علماء دین مدظلہ العالی، جناب والا کی خدمت عالی میں عرض ہے کہ

ایک مسجد ہے اس مسجد کے اوپر ویسی ہی مسجد بنی ہوئی ہے اوپر اس لئے بنائی گئی ہے کہ نمازی زیادہ سے زیادہ آسکیں اوپر کے حصے میں سونا یا فضول باتیں کرنا یا مسجد میں سوال کرنا، اس کے متعلق علماء دین کیا فرماتے ہیں۔

۷۸۶ **الجواب:** مسجد اس قطعہ آراضی کا نام ہے جو نماز پنجگانہ کی غرض سے وقف کیا گیا اب یہ قطعہ صرف ایک چبوترہ ہو تب بھی مسجد ہے اور دو یا تین منزلہ عمارت ہو تب بھی مسجد ہے اور مسجد میں کھانا پینا سونا معتکف کے سوا کسی کو جائز نہیں۔ اور دنیا کی باتوں کیلئے مسجد میں جا کر بیٹھنا حرام ہے۔ الاشباہ والنظائر میں فتح القدیر سے نقل فرمایا کہ مسجد میں دنیا کی باتیں نیکیوں کو اس طرح کھالیتی ہیں جیسے آگ لکڑی کو۔ یہ مباح باتوں کا حکم ہے۔ پھر اگر باتیں خود بری ہوں تو اس کا کیا ذکر ہے دونوں سخت حرام اور حرام اور موجب عذاب شدید ہیں۔ (فتاوی رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ رجب المرجب ۱۳۸۹ھ

غصب کی زمین پر نماز مکروہ ہے

سوال: جناب مفتی محمد خلیل خان صاحب، دار العلوم احسن البرکات، حیدرآباد

زید نے بکر سے کہا کہ جس آفس میں (زید) ملازم ہے وہ آفس کرائے پر لیا ہوا ہے زید نے کسی سے یہ بھی سنا ہے کہ جن صاحب کا یہ آفس ہے انہوں نے اس پر ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے اور بعد میں اس آفس کو کرائے پر دیدیا ہے اس آفس میں زید اور اس کے ساتھی جو اس دفتر میں ملازم ہیں اگر نماز ظہر، عصر اور دیگر اوقات کی نمازیں پڑھیں تو شرعاً ان لوگوں کا نماز پڑھنا درست ہوگا یا نہیں اس پر بکر نے جواب دیا کہ چونکہ آفس کا مالک جس نے ناجائز قبضہ کیا ہے وہ اس فعل کا شرعاً مجرم ہے لیکن زید اس دفتر میں ملازم ہے اور دفتر کا کرایہ مالک دفتر کو ملتا ہے ایسی صورت میں زید اور اس کے ساتھی جو اس دفتر میں ملازم ہیں ان کا اس دفتر میں نماز پڑھنا وقرآن خوانی کرنا اور دیگر دینی کام انجام دینا جائز ہوگا۔ آپ فتویٰ دیں کہ اگر کوئی شخص ناجائز قبضہ کر کے اپنی جگہ کو کرائے پر دیدے تو اس جگہ پر کرایہ دار اور اس کے خاندان کے لوگوں کا نماز پڑھنا شرعاً جائز ہوگا یا نہیں؟

سائل۔ عبد الحامد، سول لائن حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ وہ زمین غصب کی ہوئی ہے تو بے شک ایسی زمین پر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے لیکن بلا ثبوت واقعی، آدمی ایسی بات کیوں منہ سے نکالے جس سے فتنوں کے دروازے کھلیں اور بندگان الٰہی مشقت میں پڑیں۔ لہٰذا سلامتی کی راہ یہی ہے کہ اس امر کی تحقیق وتفتیش میں نہ پڑیں۔ نمازیں پڑھیں اور اپنی دنیاوی خدمات انجام دیں ورنہ یہ بھی خطرہ میں پڑ جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قصداً نماز باجماعت ترک کرنا وبال لاتا ہے

سوال: جناب مفتی اعظم سندھ، السلام علیکم

عرض یہ ہے کہ ایک شخص کا کہنا ہے کہ اگر اذان ہوگئی اور جماعت کا وقت آگیا اگر کوئی شخص اپنے کام کیلئے آگیا تو میں اس وقت اپنی نماز باجماعت چھوڑ کر اس شخص کا کام کردوں گا نماز تو بعد میں بھی پڑھ لی جائے گی جبکہ اس شخص کو ڈیوٹی ٹائم میں گورنمنٹ نے آدھ گھنٹے کا وقت نماز پڑھنے کیلئے دیا۔ برائے کرم آپ از روئے شریعت بتائیے کہ پہلے نماز باجماعت ادا کرے اور یا اس شخص کا کام سرانجام دے اور نماز بعد میں پڑھے؟ فقط والسلام عبدالحامد خان، لطیف آباد نمبر ۹

۷۸۶ الجواب: ہر مسلمان عاقل و بالغ پر کہ مسجد میں جانے پر قادر ہو نماز باجماعت واجب ہے بلا عذر شرعی ایک بھی نماز چھوڑنے والا گناہگار اور مستحق سزا ہے اور کئی بار ترک کرے تو وہ فاسق مردود الشھادۃ ہے اسے سخت سزا دی جائے گی اگر پڑوسیوں نے سکوت کیا تو وہ بھی گناہگار ہوئے۔ (درمختار وردالمختار وغیرہ۔) پھر باجماعت نماز کا ثواب جو ہے اس سے محرومی اس کے علاوہ، حدیث شریف میں ہے نماز باجماعت تنہا پڑھنے سے ستائیس درجہ بڑھ کر ہے (بخاری)، ابوداؤد شریف میں ہے کہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ لوگ صف اول سے پیچھے ہوتے رہیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت سے موخر کر کے نار میں ڈال دے گا یہ وبال صف اول کو عمداً چھوڑنے پر ہے ترک جماعت پر جو وبال آئے گا اسے اللہ و رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ جو صاحب مذکورہ بالا خیالات کا اظہار کر رہے ہیں انہیں سخت مغالطہ دیا گیا ہے اور وہ بھی شیطان کی طرف سے۔ واللہ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ

قدیم مسجد کو بچانا فرض ہے

سوال: ایک قدیم مسجد جس میں باجماعت نماز ہوتی رہی ہے، کو کچھ لوگ منہدم کر کے، وہاں عمارت بنانا چاہتے ہیں، کیا حکم ہے؟ السائل۔ حکیم عبدالحق قریشی اعظم دواخانہ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: مسجد میں نماز باجماعت ہوتی رہی اگرچہ جماعت میں دو ہی شخص شریک رہے وہ قیامت تک مسجد ہے اگرچہ معاذ اللہ وہ ویران ہو جائے اور کوئی فرد واحد بھی وہاں اذان و اقامت کہنے والا باقی نہ رہے۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ اسے منہدم نہ ہونے دیں اس کی حفاظت کریں اور جو شخص اس مسجد کی ویرانی کے درپے ہے اس سے پوری پوری مزاحمت کریں۔ حکومت کو توجہ دلائیں اور حکام کو ایمانی غیرت کا واسطہ دیں۔ کسی مسجد کو منہدم و شہید کر کے تعمیر دنیوی نہیں، تعمیر دینی ہی میں شامل کر دینا حرام حرام سخت حرام ہے۔ جنہوں نے ایسا کیا اور جو اس میں مشیر ہوں مشورہ دیں اور جو اسے جائز رکھیں روا جانیں سب اس آیہ کریمہ کے تحت میں ہیں وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ یُّذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِیْ خَرَابِهَا (البقرہ: 114) اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں کو ان میں اللہ کا نام لیے جانے سے روکیں اور ان کی ویرانی میں کوشاں ہوں...... ان کیلئے دنیا میں رسوائی اور آخرت میں ان کیلئے بڑا عذاب ہے (ترجمہ) فرض فرض فرض قطعی ہے کہ اس جگہ کو بدستور مسجد رکھیں اور وہاں ہرگز

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کوئی اور تعمیر علاوہ مسجد کے نہ ہونے دیں ورنہ عذاب عظیم کے مستحق ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ شوال المکرم ۱۳۹۹ھ

محراب کے حقیقی معنی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک مسجد اس شکل کی ہے کہ سامنے والا حصہ ابتدا میں چھوٹا ہے اور تقریباً تین صفوں کے بعد وسیع ہو جاتا ہے دریافت طلب امر یہ ہے کہ محراب اگلے حصہ کے وسط میں ہوگی یا پچھلے حصے کے وسط میں بنے گی۔ یا کوئی اور صورت ہوگی۔ بینوا، توجروا سائل۔ بشیر احمد صابری، سکنہ پختہ قلعہ، حیدر آباد

۷۸۲ **الجواب:** محراب نام ہے وسط مسجد کا کہ اگر صف پوری ہو تو امام وسط صف میں رہے۔ اسی جگہ کا نام محراب ہے خواہ وہاں کوئی طاق وغیرہ ہو یا نہ ہو۔ دیوار قبلہ نما میں ایک خلا، اسی محراب کی علامت ہے۔ بالفرض یہ علامت اگر غلطی سے وسط مسجد میں نہ ہو، ادھر ادھر کچھ ہٹ کر ہو تو اس کا اتباع نہ ہوگا بلکہ امام اسی جگہ کھڑا ہوگا جسے وسط مسجد کہا جاتا ہے۔ صورت مسئولہ میں صرف یہ کہا جا سکتا ہے کہ پنج وقتہ نمازوں میں امام پچھلے حصے کے وسط میں کھڑا ہوتا کہ سنت پر عمل رہے اور جمعہ کی نماز میں اگلے حصے کے وسط میں کھڑا ہو کہ مجمع کی زیادتی کے باعث اس کے جواز کی صورت، درجہ مجبوری میں لائی جا سکتی ہے۔ محراب خواہ کہیں بنے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ ذی القعد ۱۳۹۹ھ

مسجد میں آرام کیلئے پڑے رہنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اور مفتیان شرع متین بیچ اس مسئلہ کے کہ: مسجد میں سارا دن سونا اور دنیاوی باتیں کرنا جائز ہے یا نہیں؟ ہمارے محلے کی مسجد میں محلے کے کچھ لوگ مسجد کے پنکھے چلا کر سو جاتے ہیں اور منع کرنے پر لڑنے جھگڑنے کیلئے تیار ہو جاتے ہیں ان کا یہ فعل کیسا ہے۔ جائز ہے یا ناجائز؟ اور اس پر کوئی وعید شرع شریف میں ہے یا نہیں؟

محمد صابر، مؤذن موتی مسجد، لطیف آباد نمبر ۱۱، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** مسجد میں معتکف کو سونا تو بالاتفاق بلا کراہت جائز ہے۔ اور اعتکاف نفل کیلئے نہ روزہ شرط ہے نہ طویل مدت درکار۔ صرف نیت ہی کافی ہے جتنی دیر بھی ٹھہرے۔ نیت میں کچھ تکلیف نہیں، ایک عبادت بڑھتی ہے۔ لیکن یہ جو لوگوں نے مسجدوں میں آ پڑنے کا وطیرہ بنا رکھا ہے کہ مسجد میں پڑے ہیں ادھر ادھر کی ہانک رہے ہیں بحث و مباحثے جاری ہیں اور پڑے کروٹیں بدل رہے ہیں نہ مسجد کا احترام، نہ خانہ خدا ہونے کا پاس و لحاظ، یہ ضرور گناہ ہے۔ اگر ان افعال کا دروازہ کھولا جائے تو زمانہ فاسد ہے اور دل خوف الٰہی سے خالی۔ مسجدیں چوپال ہو جائیں گی اور ان کی بے حرمتی ہوگی۔ مسجد کی انتظامیہ ایسے لوگوں کو مسجدوں سے روکے ورنہ خود ہی گنہگار۔ پھر مسجد میں دنیا کی باتیں، عبادت و نیکی کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو۔ عالمگیری میں ہے یکرہ القیام والا کل فیہ لغیر المعتکف۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شریر شخص کو مسجد سے روکنا اور نکالنا جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص مسجد میں آ کر نمازیوں کو تنگ کرتا ہے گالیاں دیتا ہے اور پڑھنے والے طلباء کو بھی تنگ کرتا ہے منع کرنے کے باوجود بھی نہیں رکتا ایسے شخص کیلئے شرعاً کیا سزا ہے؟

العارض۔ حافظ ظہور الحسن، اللہ والی مسجد، گاڑی کھاتہ، حیدر آباد

۷۸۲ الجواب: جو شخص موذی ہو کہ نمازیوں کو تکلیف دیتا، انہیں تنگ کرتا اور گالیاں دیتا ہے۔ یا شریر ہے اور اس سے اندیشہ رہتا ہے تو ایسے شخص کو مسجد سے روک دینا جائز ہے بلکہ وہ سخت گناہگار اور شرعاً مستحق تعزیر و سزا ہے۔ مگر یہاں تعزیر کون دے سکتا ہے۔ اتنا کریں کہ اسے مسجد میں نہ آنے دیں یا تنبیہ کر دیں کہ اگر ایسی بات ہوئی تو مسجد سے نکال دیا جائے گا۔ (فتاوی رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ

مسجد کی تعمیر میں ہندو مستری سے مدد لینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسجد کی تعمیر میں ہندو مستری سے مدد لینا یعنی اس سے مسجد تعمیر کرانا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا، توجروا ندر محمد، ٹنڈو جان محمد

۷۸۲ الجواب: مسجد خدا کا گھر ہے اور اس کا احترام ہر حال میں ہر مسلمان پر لازم و ضرور۔ ظاہر ہے کہ ہندو کا غسل جنابت بھی نہیں اترتا تو وہ مسجد میں آئے گا جائے گا، اسی حالت جنابت میں، جبکہ خود کافر کا مسجد میں آنا جانا بھی ممنوع ہے۔ اسے اس سے روکا جائے گا۔ پھر اس فعل سے کافر، اپنی برتری کا بھی اظہار کرے گا اور یہ گویا ایک قسم کا احسان ہوگا سارے مسلمانوں پر، لہٰذا جہاں تک ممکن و مقدرت میں ہو، ہرگز ہرگز مسجد کی تعمیر میں کافر مستری کو نہ لگایا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ شعبان المعظم ۱۴۰۱ھ

مسجد سے متصل دوکان خرید کر، مسجد میں شامل کرنا جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین بیچ اس مسئلہ کے کہ: زید کی دوکان کی جگہ پر چند افراد نے ناجائز قبضہ کر کے مسجد بنالی ہے۔ آیا اس مسجد میں نماز پڑھنا درست ہے جبکہ مذکورہ زمین کے تمام کاغذات ہمارے پاس موجود ہیں۔

محمد صدیق ولد نصیر احمد، کھاتہ چوک، حیدر آباد

۷۸۲ الجواب: نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے مسجد تنگ ہوگئی اور صرف اسی بنیاد پر مسجد کی انتظامیہ نے اس دوکان پر جبراً قبضہ کر کے اسے مسجد میں شامل کر لیا تو یہ جائز ہے مگر ان پر لازم ہے کہ اس دوکان کی واجبی قیمت کہ اس جیسی جائیداد کی مل سکتی ہے، دوکان کے مالک کو دیں اور اسے خرید کر مسجد میں اضافہ کریں۔ اور اگر وہاں کوئی مسجد سرے سے تھی ہی نہیں کہ اس

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں اضافہ کیا جاتا، بلکہ اسی دوکان کو مسجد میں تبدیل کر لینے کیلئے اس پر لوگوں نے قبضہ کیا ہے تو یہ قبضہ نا جائز ہے۔ اور مسجد بنالی تو یہ قبضہ مغصوبہ ہوگا اور اس پر نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔ دوکان کے مالک کو راضی کرنا، مسجد بنانے کیلئے ضروری ہے ورنہ مسجد بنانا جائز نہ ہوگا۔ (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ

امام محراب میں ہو تو پیر محراب سے باہر ہوں

سوال: مکرمی ومحترمی واجب الاحترام فقیہ العصر، جناب شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد خلیل خان برکاتی قادری مدظلہ العالی،

السلام علیکم

بعد التماس ہے کہ بندہ حقیر ہر دو فریقین کی خیریت کا بارگاہ ایزدی سے نیک خواہ ہے

کیا فرماتے ہیں علماء دین قرآن پاک اور حدیث شریف کی روشنی میں اس مسئلہ کے متعلق کہ

ہمارے گاؤں کی مسجد ایک کمرہ برآمدہ اور صحن پر مشتمل ہے۔ بارش یا تیز دھوپ ہو تو ہجوم کی وجہ سے امام صاحب کمرہ اور برآمدہ کی درمیانی دیوار کے دروازہ میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مقتدی برآمدہ میں صفیں باندھتے ہیں۔ کمرہ اور برآمدہ کا فرش برابر ہے کمرہ کے دروازے کے نیچے چار انچ چوڑی اور چار انچ اونچی ایک پٹی نصب ہے۔ آیا امام صاحب اور مقتدی کی نماز درست ہوئی یا نہیں۔ ہمارے گاؤں کی مسجد میں تبلیغی جماعت والے آئے تو امام صاحب نے کمرہ کے دروازے میں کھڑے ہو کر نماز ادا کرائی۔ جس پر تبلیغی جماعت والوں نے کہا کہ یہ نماز نہ تو امام کی ہوئی اور نہ ہی مقتدیوں کی۔ لیکن امام صاحب نے فرمایا کہ نماز درست پڑھائی گئی ہے اور مقتدیوں کی اقتداء جائز ہے جناب امام صاحب نے بہار شریعت سے دو مسئلے بتائے۔ جن کی وجہ سے امام صاحب نے نماز کو درست قرار دیا۔

مسئلہ: امام اور مقتدی کے درمیان منبر شریف حائل ہونا مانع نماز نہیں۔ دوسرا مسئلہ مجھے یاد نہیں تھوڑا جو یاد ہے فقط اشارہ کر دیتا ہوں

مسئلہ: امام صاحب کھڑے ہوں درمیان میں جالی ہو۔ اور مقتدی مشتبہ امام کی آواز یا تکبیر کی آواز سن پائے اور آواز پر مقتدی امام کے پاس جانا چاہے تو جاسکے۔ یہی کچھ یاد ہے۔

لیکن تبلیغی جماعت والوں نے کہا کہ کمرہ اور برآمدہ دو علیحدہ مقام ہیں۔ کیونکہ کمرہ اور برآمدہ میں دیوار ہے۔ جبکہ کمرہ اور برآمدہ کی درمیانی دیوار میں تقریباً دو فٹ چوڑی اور چار فٹ لمبی کھڑکی اور ایک دروازہ ہے۔ دروازہ ساڑھے چار فٹ چوڑا اور چھ فٹ اونچا ہے۔ اور کل مسجد کی لمبائی ۳۵ فٹ اور چوڑائی ۲۵ فٹ تقریباً ہوگی۔ امام صاحب کمرہ کے دروازہ میں اور مقتدی برآمدہ میں ہو تو غیر مقام ہے۔ مقام غیر ہو تو نماز درست نہیں ہوتی۔

آیا مسجد کا کمرہ اور برآمدہ اور صحن تینوں علیحدہ علیحدہ مقام تصور کئے جائیں گے یا یہ ایک مقام تصور کیا جائے گا۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مفصل جواب عطا فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔ والسلام محمد خلیل، حال مقیم، کراچی

۷۸۶ الجواب: بہار شریعت حصہ سوم میں شرائط اقتداء کے تحت جہاں آپ کا بتایا ہوا مسئلہ مذکور ہے اس سے متصل یہ بھی مذکور ہے کہ جو مسجد بہت بڑی نہ ہو، اس میں امام اگرچہ محراب میں ہو، مقتدی منتہائے مسجد میں اس کی اقتداء کر سکتا ہے۔ (عالمگیری) تو جس نے کمرۂ مسجد کو دالان اور صحن مسجد سے علیحدہ قرار دیا بایں معنی کہ اقتداء درست نہ ہوئی اس نے غلط کہا۔ ہاں امام کو محراب میں تنہا کھڑے ہونے کی اجازت نہیں یعنی محراب میں امام کا بے ضرورت بحالت امامت کھڑا ہونا کہ پاؤں محراب کے اندر ہوں یہ مکروہ ہے۔ ہاں پاؤں باہر اور سجدہ محراب و در میں ہو تو کراہت نہیں۔ اور اگر کسی مجبوری کے تحت امام محراب میں اور مقتدی دروں (دروازوں) میں کھڑے ہو کر نماز ادا کریں تو اب کوئی کراہت بھی نہیں کہ یہ ضرورت ہے اور الضرورات تبیح المحذورات شریعت کا قاعدۂ کلیہ ہے۔ آئندہ کوئی ایسا موقع آئے کہ امام کو اندر کے حصہ میں کھڑا ہونا پڑے تو اپنے ساتھ کم از کم ایک صف اندر بھی قائم کر لی جائے تا کہ کسی کو اغواء (بہکانے) کا موقع نہ ملے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ محرام الحرام ۱۴۰۲ھ

مسجد میں تعلیم دینے کی شرائط

سوال: عالی جناب قبلہ مفتی محمد خلیل خان برکاتی صاحب، مسجد کے اندر تعلیم دینے کی شرائط بیان فرمائیں۔

ممبران کمیٹی، عبدالکریم، عبدالغنی، مکہ مسجد، لالوانی گلی، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: مسجد میں تعلیم بشرائط جائز ہے۔ (۱) تعلیم دینی ہو۔ (۲) معلم سنی صحیح العقیدہ ہو نہ وہابی وغیرہ بد دین کہ وہ تعلیم کفر وضلال دے گا۔ (۳) معلم بلا اجرت تعلیم کردے کہ اجرت سے، کار دنیا ہو جائے گا۔ (۴) نا سمجھ بچے نہ ہوں کہ مسجد کی بے ادبی کریں۔ (۵) جماعت پر جگہ تنگ نہ ہو کہ اصل مقصد مسجد، جماعت ہے۔ (۶) غل وشور سے نمازی کو ایذا نہ پہنچے۔ (۷) معلم خواہ طالب علم کسی کے بیٹھنے سے قطع صف نہ ہو (فتاویٰ رضویہ) لہٰذا یہ مدرسہ جو مسجد میں قائم ہے اگر ان شرائط کے مطابق ہے تو اس کا قائم رکھنا جائز وصحیح اور کار ثواب ہے۔ بلکہ اور جگہ میسر نہ ہو تو یہیں رکھیں تا کہ تعلیم قرآن کا سلسلہ بند نہ ہو۔ بچے مکلف نہیں۔ اگر وہ بلا وضو قرآن کریم کو ہاتھ لگائیں تو ان پر گناہ نہیں۔ یوں ہی مسجد میں ہوا خارج کریں تو ان پر مواخذہ نہیں۔ ہاں انہیں ادب سکھائیں گے۔ آداب مسجد و قرآن بتائیں گے۔ البتہ ایسے چھوٹے بچے جو پیشاب پاخانہ کو نہیں سمجھتے انہیں مسجد میں نہ آنے دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

مسجد میں سیاسی جھنڈا لگانا، مسجد کے حجرے میں سیاسی قائد کا فوٹو لگانا، محراب میں اشتہار لگانا، امام کا چادر میں منہ چھپالینا

سوال: عالی جناب مفتی اعظم صاحب، حیدرآباد، سندھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مندرجہ ذیل سوالات کا مفصل جواب قرآن پاک، وسنت کی روشنی میں دیا جائے۔

(۱) کسی سیاسی مذہبی جماعت کا جھنڈا مسجد پر ہمیشہ کیلئے لگانا، کیا جائز ہے؟

(۲) مسجد کے حجرہ میں جمیعت کے لیڈروں اور دیگر علماء دین کے فوٹو لگانا اوران پر پھول چڑھانا کیا یہ بت پرستی نہیں ہے؟

(۳) امام مسجد کا سورۃ فاتحہ شریف کی قرات کرتے ہوئے صراط المستقیم کی بجائے صراط المستیاقیم پڑھنا، یعنی اصل الفاظ کو بدل کر پڑھنے سے قرات میں فرق آتا ہے کیا ایسا پڑھنا جائز ہے؟

(۴) مسجد کے اندر محراب میں اور ادھر ادھر مذہبی، سیاسی جلسے جلوسوں کے اشتہارات لگانا کہاں تک جائز ہے؟

(۵) امام مسجد چادر اس طرح اوڑھتا ہے اور سارا منوھ چھپ جاتا ہے۔ ماتھے پر چادر حائل ہوتی ہے تو کیا سجدہ ہو جاتا ہے؟ پھر یہ چادر کے دونوں سرے چھوڑ کر رکوع، سجدہ کرتا ہے کیا یہ جائز ہے؟

المستفتی۔ فقیر اجمل حسین صدیقی القادری، صدر جماعت اہل سنت حنفیہ غوثیہ، لیاقت کالونی

۷۸۶ **الجواب:** اگر وہ جھنڈا واقعی کسی سیاسی جماعت کا ہے تو مسجد سے اسے دور ہی رکھا جائے۔ ورنہ خود سنی مسلمانوں میں جو اس جماعت سے منسلک نہیں انتشار وافتراق پھیلنے کا اندیشہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) جمیعت کے لیڈر تو کیا، کسی بڑے سے بڑے معظم دینی کی تصویر بھی اس طرح آویزاں کرنا، جسے اس کی تعظیم پر محمول کیا جائے۔ شرعاً خود حرام و ناجائز اور رحمت کے فرشتوں کے دخول سے مانع ہے۔ نہ کہ اس پر ہار ڈالنا۔ کہ بد سے بدتر کی طرف اقدام ہے۔ امام صاحب پر لازم ہے کہ ان فوٹوؤں کو فوراً اتار لیں اور ناواقف مسلمانوں کیلئے فتنہ وفساد اور گمراہی و کجروی کا دروازہ نہ کھولیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) امام اگر صحیح طور پر الفاظ کی ادائیگی پر قادر نہیں تو اسے امام بنانا ہی نہیں چاہیے۔ لفظ ''مستقیم'' کا یہ تلفظ تو کسی جاہل محض سے بھی سننے میں نہ آیا۔ نہ کہ کسی امام مسجد سے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) خالص مذہبی مجلسوں کے اشتہارات اگر ایسی جگہ چسپاں یا آویزاں کردیے جائیں جہاں دوران نماز، نمازیوں کی نگاہ نہ پڑے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں البتہ مسجد کو دور حاضر کی سیاست سے جہاں تک امکان میں ہو دور ہی رکھیں۔ یہ مسلمانوں پر احسان ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) چادر پیشانی پر آجائے تو اس سے سجدہ میں تو کوئی فرق نہیں آتا بشرطیکہ پیشانی زمین پر خوب جم جائے لیکن اس طرح اوڑھنا کہ اس کے دونوں کنارے لٹکتے رہیں یہ ضرور مکروہ تحریمی ہے اور اس نماز کا اعادہ واجب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

مسجد کو ویران کرنا، عذاب کا مستحق ہونا ہے

سوال: مسلمانوں کا ایک چھوٹا گوٹھ ہے اس میں ایک مسجد شریف پہلے سے ہے لیکن وہ زیادہ مناسب جگہ پر نہیں ہے اس

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جگہ ہوا کم آتی ہے اور مچھر زیادہ ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں گوٹھ کی گلیوں کے قریب ہے اس وجہ سے باہر کے مسافر نمازیوں کو بہت دقت ہوتی ہے۔

کیا شریعت محمدی ﷺ کے بموجب، اس مسجد کو چھوڑ کر دوسری مسجد زیادہ موزوں اور سہولت کی جگہ تعمیر کرنا جائز ہے یا نہیں؟ گوٹھ میں مقیم لوگوں کے دو خیال ہیں بعض مسجد قدیم کے حق میں اور بعض مسجد جدید کی تعمیر میں راضی ہیں۔

السائل نثار احمد لغاری، ساکن ٹنڈو محمد خان

۷۸۶ **الجواب:** مسجد جب تعمیر ہوگئی تو اس کی حفاظت و آبادی، وہاں کے رہنے والے مسلمانوں پر فرض ہے۔ لہٰذا دوسری مسجد کی تعمیر سے اگر یہ اندیشہ ہو کہ پہلی مسجد ویران ہو جائے گی اور وہاں پنج وقتہ نماز نہ ہو سکے گی تو یہ خود اپنی جگہ ایک وبال عظیم ہے اور ویرانیء مسجد کی سعی، اور سعی فی خرابھا میں داخل ہے۔ اور مسجد کی ویرانی کے جو لوگ باعث و ذمہ دار ہوں یا ان کے کسی فعل سے مسجد ویران ہو جائے تو قرآن کریم کے الفاظ میں وہ ظالموں میں شامل ہیں اور ان کیلئے دنیا و آخرت میں عذاب عظیم کی وعید۔

قال الله تعالیٰ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ یُّذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِیْ خَرَابِهَا (البقرہ:114)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ شوال المکرم ۱۴۰۲ھ

مسافر کو قصر صرف فرض میں ہے، سنت میں نہیں/ قدیم مسجد کا بچا ہوا سامان کہاں فروخت کریں؟

سوال: عرضداشت برائے مسئلہ شرعی، کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: سفر کے دوران جو چار رکعت میں دو کی تخفیف کی گئی ہے اس میں سنتیں، مستحب، یا موکدہ، اور نوافل کے ادا کرنے کی ممانعت ہے یا وہ پڑھنی ضروری ہیں۔ عرض ہے کہ جواب فقہ حنفی کے مطابق کسی فقہ کی کتاب کی عبارت کے ساتھ ہو تو نوازش۔

(۲) ایک مسلمان ایک مسجد شریف، نئی مسجد پرانی مسجد کی جگہ بنا رہا ہے تو اس پرانی عمارت سے جو سامان مثلاً دروازے، کھڑکیاں، اور شہتیر وغیرہ یا اینٹیں پکی یا کچی اس سامان کا مصرف کہاں کیا جائے۔ آیا وہ فروخت کر کے نئی مسجد کی تعمیر میں لایا جا سکتا ہے یا نہیں یا کسی اور بننے والی مسجد میں استعمال کیلئے قیمتاً یا خیرات کے بطور دینا جائز ہوگا۔ بینوا، توجروا عنداللہ۔ جواب فقہ حنفی کی کتاب کے حوالے ساتھ۔

الملتمس سید عطا محمد شاہ، ساکن ضلع جیکب آباد

۷۸۶ **الجواب:** سنتوں میں قصر نہیں بلکہ پوری پڑھی جائیں گی۔ البتہ خوف اور روا روی کی حالت میں معاف ہیں اور امن کی حالت میں پڑھی جائیں۔ عالمگیری میں ہے ولا قصر فی السنن، وبعضهم جوزوا للمسافر ترك السنن، والمختار انه لا یاتی بها فی حالة الخوف ویاتی بها فی حال القرار والامن۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) اگر معاذ اللہ مسجد کی کچھ بنا منہدم ہو جائے یا اس میں ضعف آنے کے سبب خود منہدم کر کے از سر نو تجدید عمارت کریں اور نئے سرے سے تعمیر کریں تو اب جو اینٹوں کڑیوں تختوں کے ٹکڑے، مسجد کی حاجت سے زائد بچیں کہ (۱) عمارت مسجد کے کام میں اب یا آئندہ نہ آ سکیں اور (۲) دوسرے وقت حاجت کیلئے اٹھا رکھنے میں ان کے ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہو تو ان دو شرطوں سے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(جو ابھی مذکور ہوئیں) ان کی بیع میں مضائقہ نہیں۔ عام مسلمانوں کی موجودگی میں ان چیزوں کو بیع کردیں اور اس کی قیمت محفوظ رکھیں کہ عمارت و تعمیر ہی کے کام آئے۔ کسی اور کام میں نہیں۔ (فتاوی رضویہ بحوالہ ہندیہ و تاتارخانیہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ

خطبہ کس طرح بیٹھ کر سنے؟ جمعہ کے فرض کے بعد کی سنتیں چھوڑنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین درج ذیل مسائل کے بارے میں کہ

(۱) نماز جمعہ کھڑی ہونے سے پہلے خطبہ جو امام صاحب پڑھتے ہیں اس میں بہت سے لوگ تو بیٹھ کر بڑے خضوع و خشوع میں دونوں ہاتھ زانو پر رکھ کر بیٹھے رہتے ہیں جیسے نماز پڑھ رہے ہوں اور بہت سے ایسا نہیں کرتے اس کے متعلق تحریر فرمائیں۔ کونسا طریقہ احسن ہے۔

(۲) بہت سے لوگ سنتیں پڑھنے کے بعد صرف جمعہ کے دو فرض پڑھ کر چلے جاتے ہیں اس کے متعلق بھی تحریر فرمائیر۔

(۳) اگر مندرجہ بالا اور اس جیسی مزید معلومات پر مشتمل کوئی کتب آپ کے ہاں ہیں تو ان کے بارے میں بھی تحریر فرمائیں کتابوں کے نام بھی لکھیں۔ شکریہ

۷۸۶ الجواب: مسجد میں یوں بھی باادب بیٹھنا چاہیے اور حالت خطبہ، جمعہ میں، اس کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ بزرگوں میں جو طریقہ معمول رہا ہے وہ یہی دوزانو بیٹھنا ہے۔ جو ایسا نہیں کرتے برا کرتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) جمعہ کی سنت بعدیہ نہ پڑھنا، اور بلاعذر اس کے چھوڑنے کی عادت بنالینا، یقیناً گناہ ہے اور اس کا ارتکاب کرنے والے گنہگار۔ مگر جو فرض نہیں پڑھتے ان سے اس کی کیا شکایت۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) کتاب دیدی گئی۔ (ہماری نماز، سنی بہشتی زیور)

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ

امام تنہا مقتدیوں سے دوفٹ اونچا کھڑا ہو تو مکروہ تحریمی ہے

سوال: مکرمی محترمی جناب مفتی صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج عالی!

امید والا جناب خوش وخرم ہوں گے خدا آپ کو ہمیشہ خوش رکھے آمین۔ رقعہ حامل ہذا کو آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں کچھ مسائل دینی پر آپ روشنی ڈال کر تحریری طور پر مطمئن فرمائیں۔ بندہ شکر گزار ہوگا۔ دوسری عرض ہے کہ ایک مسئلہ میرا بھی ہے وہ بھی برائے کرم حل فرمادیں۔

جامع مسجد ربانی کا صحن تقریباً دوفٹ اوپر والی سطح سے نیچا ہے یعنی مسجد شریف دوفٹ اوپر ہے اور صحن تقریباً دوفٹ نیچا ہے شریعت کے اطوار سے یہ صحیح ہے یا نہیں۔ نماز ہوسکتی ہے یا نہیں؟

(۲) مسجد شریف کے تعمیری کام یا دوسرے انتظامی امور میں مداخلت کرنا اور ایسا شر پیدا کرنا جس سے چلتا ہوا کام رک

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جانے کا خطرہ ہو اگر کوئی شخص آئے دن ایسی حرکتیں کرتا ہو اس کے لئے شریعت میں کیا حکم ہے۔ تحریر فرمادیں۔

نیازمند، دعا گو حاجی محمد قیوم تمیمی قادری، لطیف آباد نمبر ۱۱

۷۸۶ الجواب: اتنی سطح بلند پر اگر تنہا امام کھڑا ہو تو البتہ نماز مکروہ تحریمی ہے اور اگر اس کے ساتھ کچھ مقتدی بھی ہوں مثلاً ایک صف امام کے ساتھ بلند حصے پر ہے اور باقی صفیں، نچلی سطح پر، صحن مسجد میں ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں، نماز بلا کراہت درست ہے۔ (درمختار وغیرہ) واللہ اعلم

(۲) تعمیر مسجد میں رخنہ اندازی کرنا، بلا ضرورت انتظامی امور میں مداخلت کرنا، فتنہ انگیزی اور مسلمانوں میں انتشار پھیلانا ہے۔ ہر مسلمان کو اس سے دور بھاگنا چاہیے۔ خصوصاً جبکہ معاملہ مسجد کا ہو کہ کہیں وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰہِ (بقرہ:114) کے زمرے میں اس کا شمار نہ ہو جائے اور مسجد کو ویران کرنے والوں میں نہ گردانا جائے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ کوشش کریں کہ وہ نرمی سے راہ راست پر آجائے۔ اور اگر اس کی شکایت جائز ہے تو اس کا ازالہ کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ — ۲۲ شوال المکرم ۱۴۰۳ھ

مسجد کے لئے خریدا گیا پلاٹ مسجد کی ملک ہے

http://t.me/tehqiqat

سوال: عرض خدمت ہے کہ مسجد نورانی کے برابر ایک پلاٹ تھا جو کہ کمیٹی نے اس مسجد کے پیسوں سے خریدا ہے۔ مسجد وسیع کرنے کے لئے یہ پلاٹ خریدا تھا۔ اس پلاٹ کی بنیادیں بھر چکی ہیں پلاٹ کے سامنے ایک مزار ہے ہم نے اس مزار کا راستہ ۸ فٹ چھوڑا ہوا ہے مزار والے کہتے ہیں کہ مسجد کا جو بنیاد بھرا ہوا پلاٹ ہے اس میں سے کچھ حصہ ہمیں دے دو اور اس کے پیسے وغیرہ ہم سے لے لو۔ آیا! ہم ان سے پیسے لے سکتے ہیں یا کہ نہیں۔ حالانکہ ہم اس مسجد کے پلاٹ کی بنیاد بھر چکے ہیں اور پلاٹ کو مسجد کے ساتھ ملانا چاہتے ہیں۔ ایسی حالت میں ہم پیسے لے لیں یا کہ نہیں؟ مسجد کے لئے وہ پلاٹ ہم نے ایک آدمی سے خریدا ہے۔ جو اس پلاٹ کا مالک تھا۔ شریعت محمدی ﷺ کے جو احکامات ہوں برائے مہربانی تحریر فرمائیں۔

فقط خطیب مسجد نورانی، پریٹ آباد، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: جبکہ وہ پلاٹ مسجد کے پیسوں سے، مسجد ہی کے لئے خرید کر، مسجد ہی کے لئے وقف کردیا گیا اور فی الجملہ تعمیر کا کام شروع ہوگیا تو اب اس پلاٹ کو کیسے بیچا جاسکتا ہے۔ وہ تو مسجد ہی کے لئے رہے گا۔ مسجد کی ہی ملک قرار پائے گا۔ مسجد کا ایک حصہ ہے۔ کسی کو اس کے فروخت کرنے کا اختیار نہیں (عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ — ۳ محرم الحرام ۱۴۰۴ھ

ذکر رسول ﷺ ذکر الٰہی ہے، مسجد میں جائز ہے، مسجد کی صفیں دریاں کرایہ پر دینا ناجائز ہے،

میلاد شریف میں رکاوٹ ڈالنا وہابیہ کا کام ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسجد شریف میں ذکر میلاد شریف ﷺ کرانا اور

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مسجد شریف کی کسی چیز کا کرایہ طلب کرنا اور ذکر میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں رکاوٹ ڈالنا جائز ہے نہیں؟

حاجی یٰسین خان، لطیف آباد نمبر ۶، حیدر آباد، سندھ

۷۸۶ الجواب: مجلس میلاد مبارک کہ روایات صحیحہ سے ہو اور مثلاً ''کتاب الشفاء'' سے ابواب پڑھے جائیں، مطابق شرع مطہرہ ہوں تو مسجد میں بھی جائز ہے کہ مساجد ذکر الٰہی کے لئے بنیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر بھی ذکر الٰہی ہے۔ حدیث میں ہے کہ جعلتك ذکرا من ذکری فمن ذکرك فقد ذکرنی۔ میں نے تمہیں اپنے ذکر میں سے ایک ذکر بنایا تو جس نے تمہارا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ عوام المسلمین جبکہ مسجد کی چیزیں مسجد میں رہتے ہوئے اپنے استعمال میں لائیں اور یہ چیزیں ہیں بھی عوام کے لئے تو ان کا کرایہ طلب کرنے کا کسی کو حق نہیں۔ مثلاً لاؤڈ اسپیکر، جاء نمازیں، چٹائیاں وغیرہ کہ یہ سب چیزیں عوام کے لئے ہی لی جاتی ہیں جن سے وہ مسجد میں فائدہ اٹھاتے ہیں اس پر کرایہ طلب کرنا کیا معنٰی، ہاں جو چیزیں اس لئے مسجد میں مہیا کی جائیں کہ وہ کرایہ پر اٹھائی جائیں اور ان کی آمدنی مسجد میں صرف ہو تو بلا شبہ ان کا کرایہ وصول کرنا جائز اور حق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ ان علاقوں میں میلاد شریف کی محافل میں رکاوٹ ڈالنا، اور ان کی طرف سے کراہت لانا، عموماً اصول وہابیت کے ماتحت پایا جاتا ہے اور وہابیت خود بڑی گمراہی ہے اور مسلمانوں کو اس مجلس مبارک سے روکنے کا ایسوں کو کوئی حق نہیں۔ مسلمان انہیں منہ نہ لگائیں اور کسی فتنہ انگیزی کے بغیر بذوق وشوق ان مجالس کو برپا رکھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۳ھ

ٹوپی سے نماز، قیامت میں نسب، سیاہ خضاب

http://t.me/Tehqiqat

سوال: عالی جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، عرض یہ ہے کہ

۱۔ پیش امام صاحب ٹوپی سے نماز پڑھا سکتے ہیں یا نہیں؟ ۲۔ مرنے کے بعد قبر سے لے کر حشر تک ماں کے نام سے پکارا جائے گا یا کہ باپ کے نام سے؟ ۳۔ غسل اور وضو کے پانی کی مقدار کتنی ہونی چاہئے؟ ۴۔ پیش امام صاحب سفید داڑھی کو کالی کر کے نماز پڑھاتے ہیں یہ جائز ہے یا کہ ناجائز ہے؟ ۵۔ مسجد کے صحن میں چارپائی ڈال کر سونا لیا جائز ہے یا ناجائز؟ آپ ہمیں ان مسائل سے آگاہ کریں اور شکریہ کا موقعہ دیں۔ السائل، حسن خان، امریکن کوارٹر حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: ۱۔ صرف ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا بھی درست ہے اور پڑھانا بھی۔ البتہ بہتر عمامہ باندھ کر پڑھانا ہے کہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ (فتاوٰی رضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ بعض مقامات پر ماں کی طرف نسبت کر کے اور بعض مقامات پر باپ کی طرف نسبت کر کے۔ روایتیں دونوں قسم کی ہیں اور ان میں باہمی مطابقت کی بھی صورت ذہن میں آتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ اسراف وضو خواہ غسل میں اگرچہ آدمی نہر کے کنارے پر ہو حرام وگناہ ہے۔ اور کوئی خاص مقدار شرعاً مقرر نہیں کہ ایک دبلا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پتلا دوسرا لحیم شحیم۔ ایک کے بدن پر بال دوسرے کا بدن صاف۔ تو ایک ہی مقدار سب کے لئے کیوں کر ممکن۔ (فتاوی رضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ سیاہ خضاب' مرد کے لئے حرام ہے اور اس کا ارتکاب شرعاً ناجائز اور جو کسی امر ناجائز و حرام کا مرتکب وہ وہ فاسق معلن ہے اور فاسق معلن کو امام بنانا گناہ۔ اس کے پیچھے نماز پڑھنا' اگرچہ تراویح ہو' مکروہ تحریمی کہ اس کا دوبارہ پڑھنا واجب۔ (کبیری، فتاوی رضویہ وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۵۔ کوئی وجہ شرعی نہ ہو تو مسجد میں سونا ہی کہاں جائز ہے نہ کہ پلنگ بچھا کر کہ اس میں مسجد کی حرمت لوگوں کی نگاہوں میں سے ختم ہو جاتی ہے۔ پھر لوگ مسجد کو چوپال بنائیں گے۔ لہٰذا اس سے دور بھاگنا ہی سلامتی کی راہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم رمضان المبارک ۱۳۸۰ھ

مسجد میں سلام کرنا جبکہ لوگ نماز میں مشغول ہوں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: اگر کوئی شخص مسجد میں داخل ہو اور سلام با آواز بلند کہے جبکہ کچھ لوگ سنتیں پڑھ رہے ہوں اور کوئی تسبیح وغیرہ میں مشغول ہو تو اس طرح سلام با آواز بلند کہنا جائز ہے یا نہیں؟

السائل عبدالجبار خان، ٹنڈو آدم

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: سلام اس لئے ہوتا ہے کہ ملاقات کرنے کو جو شخص آئے وہ سلام کرے کہ زائر اور ملاقات کرنے والے کی یہ تحیت ہے لہٰذا جو شخص مسجد میں آیا اور حاضرین مسجد' تلاوت' قرآن' تسبیح و درود میں مشغول ہیں یا انتظار نماز میں بیٹھے ہیں تو سلام نہ کرے کہ یہ سلام کا وقت نہیں۔ اسی لئے فقہا فرماتے ہیں کہ لوگوں کو اختیار ہے کہ جواب دیں یا نہ دیں۔ ہاں اگر کوئی شخص مسجد میں اس لئے بیٹھا ہے کہ لوگ اس کے پاس ملاقات کو آئیں تو آنے والے سلام کریں۔

(عالمگیری)۔ واللہ تعالیٰ اعلم فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۹۸۵/۲/۲۴ء

مسجد میں انگریزی پڑھنا

سوال: جناب عالی گزارش یہ ہے کہ: مسجد میں بیٹھ کر انگلش پڑھنا جائز ہے یا ناجائز؟ آپ اس بات پر روشنی ڈال کر مجھ کو مشکور فرمائیں۔ شکریہ السائل محمد عاقل، پختہ قلعہ' حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** ہمیں رسول اکرم ﷺ نے یہاں ایک قاعدۂ کلیہ عطا فرمایا ہے۔ جس سے اس قسم کے تمام سوالات کا حکم صاف ہو جاتا ہے۔ فرماتے ہیں حضور اکرم ﷺ جو کسی شخص کو سنے کہ مسجد میں اپنی گمشدہ چیز دریافت کرتا ہے تو اس پر واجب ہے کہ اس سے کہے کہ اللہ تیری گمشدہ چیز تجھے نہ ملائے مسجدیں اس لئے نہیں بنیں۔ خط کشیدہ الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر ان احتمالات کا دروازہ' کھولا جائے تو زمانے فاسد ہے اور دل میں خوف خدا کی کمی، مسجدیں چوپال ہو جائیں گی اور ان کی بے حرمتی ہوگی اور جبکہ دنیاوی علم کی کتابیں پڑھنے سے مسجد کی روشنی اور پنکھے بھی کام میں لائے جائیں تو یہ مسجد کے مال کا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ضائع کرنا بھی ہوگا اور شناعت زیادہ ہوگی۔ مسجد کی انتظامیہ کو حق ہے کہ وہ ایسے امور سے مسجد کو پاک رکھے اور اس قسم کے لوگوں کو مسجد میں انگریزی کتابیں نہ دیکھنے دیں۔ مدرسہ و مسجد میں خداعزوجل اور رسول ﷺ کا ذکر ہوتا ہے نہ کہ خالص دنیاوی علوم جو لوگوں کو دین سے دور کر رہے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ / ربیع الآخر ۱۳۸۷ھ

مسجد شہید ہوجائے اور آئندہ اس کے آباد ہونے کا امکان نہ ہو

سوال: محترم جناب حضرت علامہ مفتی اعظم مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، آپ سے ایک مسئلہ کے بارے میں پوچھنا ہے کہ: کوئی مسجد شہید ہوجائے اور آئندہ اس کے آباد ہونے کا کوئی امکان یا توقع نہ ہو تو اس میں کوئی دوسرا کام کرنا یا مقبرہ بنانا جائز ہے یا نہیں؟ یعنی مسجد کی وہ جگہ کسی دوسرے مصرف میں لائی جاسکتی ہے؟ السائل سلطان روم ہزارہ سوات

۷۸۶ الجواب: مسجد معاذ اللہ ویران مطلق ہوجائے اور اس کی آبادی کی کوئی شکل نہ رہے تو ایک روایت میں باذن اللہ قاضی اسلام و حاکم وشرع، اس کا سامان وغیرہ بیچ کر دوسری مسجد میں صرف کر سکتے ہیں اور جہاں ایسی ضرورت آپڑے اس روایت پر عمل کرنا جائز ہے۔ خصوصاً اس زمانہ میں کہ اگر اس کا سامان وغیرہ دوسری مسجد میں صرف نہ کیا گیا تو چور اچکے اسے اپنے کام میں لائیں گے۔ درمختار میں ہے لو خرب ماحوله واستغنی عنه یبقی مسجد عندالامام ابدًا وبه یفتی وعن ...... ینقل الی مسجد آخر باذن القاضی اور یہی عبارت یہ بتارہی ہے کہ اگرچہ اس کا سامان وغیرہ دوسری مسجد میں صرف کرنا جائز ہے لیکن اس سے اس کی مسجدیت یعنی اس کا مسجد ہونا ختم نہیں ہوا ہے اس کی وقفیت یعنی زمین کا موقوف ہونا ختم نہیں ہوا اس لئے معنوی اعتبار سے وہ اب بھی مسجد و وقف ہے۔ واقف کی ملک کی طرف واپسی نہ ہوگی اور نہ اسے یہ اختیار ہوگا کہ وہ خود اپنے لئے اس قطعہ زمین کو فروخت کردے اور اس کی قیمت اپنے کام میں لائے۔ یوہیں کسی اور کے لئے یہ جائز نہیں کہ اسے توڑ پھوڑ کر زمین ہموار کردے' اینٹ' پتھر' مقبرہ' وغیرہ بنانا بھی درست نہیں کہ وہ قیامت تک مسجد ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ اسے آباد کریں اور یہ کہ اس کے آباد ہونے کی کوئی توقع نہیں بے محل بات ہے۔ کم از کم آنے جانے والے تو نماز پڑھ ہی لیں گے۔ درمختار میں ہے فلا یعود میراثًا ولا یجوز نقله و نقل ماله علی مسجد آخر وهو الفتوی۔ اسی میں فرمایا ولو خرب المسجد و ماحوله وتفقر الناس عنه لایعود الی ملك الواقف الخ۔ فقیر نے تو ان عبارات سے یہی ثابت کیا کہ وہاں کوئی اور عمارت تعمیر نہیں کی جاسکتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اگر کوئی معتبر مفتی اسلام اس کے خلاف فتویٰ دے تو اس فقیر کو مطلع فرمائیں۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ / صفر المظفر ۱۴۰۰ھ

مقابلے میں دوسری مسجد بنانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک پیش امام کو کسی وجہ سے مسجد کے اصلی معماروں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے ہٹا دیا اور جب سے مسجد کے پیش امام اور اس کی خود ساختہ کمیٹی سے حساب طلب کیا گیا ہے حساب دیئے بغیر پیش امام اور اس کی خود ساختہ کمیٹی اسی محلہ میں دوسری مسجد تعمیر کرنے پر تیار ہو گئے ہیں۔ دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ ایک مسلک کی مسجد موجود ہے، اسی مسلک کے لوگ اس کے مقابلہ میں دوسری مسجد تعمیر کرنے پر تیار ہو گئے۔ کیا ان لوگوں کو اور پیش امام کو ایسا کرنا جائز ہے؟ کیا ایک مسجد کو نقصان پہنچانے کی خاطر دوسری مسجد بنائی جاسکتی ہے یا نہیں؟ کیا ایک مسجد کا چندہ دوسری نئی مسجد پر لگ سکتا ہے یا نہیں؟　　فقط السائل داؤد خان، ٹنڈو الہیار، ۱۹؍۷؍۱۹۸۳ء

۷۸۶ الجواب: ذرا ذرا سی بات پر مشتعل ہو کر اپنی مسجد اپنے ہی بھائیوں سے بگاڑ کر بنا لینا مسلمانوں کو زیب نہیں دیتا۔ آپس میں اتفاق و اتحاد سے رہیں اور اپنی بات، اپنی مونچھ، اپنی شان کے لئے یہ افتراق و انتشار نہ پھیلائیں اور اگر مقصود افتراق و انتشار نہیں بلکہ دوسری جماعت یہ سمجھتی ہے کہ باہمی رنجش کے سبب، ایک جگہ جمع ہونا مناسب نہیں اور نماز بے مسجد ادا کرنا نہیں چاہئے لہٰذا دوسری مسجد بہ نیت بجا آوری نماز ہی بنانا چاہتے ہیں تو اس دوسری عمارت کے مسجد کے ہونے اور اس میں نماز جائز و موجب ثواب ہونے میں کوئی شک نہیں۔ اور نیت یہی ہو تو اس نیت کی حالت میں یہ لوگ جماعت میں پھوٹ ڈالنے والے بھی نہیں ٹھہر سکتے کہ ان کا مقصود اپنی نماز باجماعت ادا کرنا ہے نہ کہ دوسری جماعت میں تفرقہ کرنا۔ بہر حال نیت کا حال اللہ عزوجل خوب جانتا ہے۔ پھر بھی حتی الامکان اس تفرقہ کو مٹانے اور باہم شیر و شکر رہنے کی پوری کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ توفیق خیر بخشنے والا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)۔ البتہ ایک مسجد کا چندہ دوسری مسجد میں نہیں لگ سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۹ رشوال المکرم ۱۴۰۳ھ

مسجد کے لئے زمین وقف کی تو واپس لینے کا اختیار نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید کی زمین ہے۔ جس میں محلّے کے لوگوں نے بغیر اجازت نماز پڑھنی شروع کی، پھر زید سے اجازت طلب کی کہ اگر آپ اجازت دیں تو ہم اس میں صرف مسجد بنالیں۔ زید نے صرف مسجد بنانے کی اجازت دی۔ لوگوں نے مسجد کی تعمیر کی اور بقیہ زمین پر بغیر اجازت کے مکانات تعمیر کئے مسجد کی آمدنی کے لئے۔ اب زید کہتا ہے کہ میں نے صرف مسجد کی اجازت دی تھی۔ باقی ماندہ چیز میری ہے، اس میں میں کچھ تعمیر کروں وہ میری ہے، اگر تم میری جگہ کو نہیں چھوڑتے ہو تو میں مسجد کی تعمیر کی اجازت بھی نہیں دیتا ہوں۔ تمہاری نماز اس میں نہیں ہوتی ہے اس لئے کہ تم نے مجھے میری زمین سے محروم کرنے کے لئے مسجد تعمیر کی ہے۔ تو یہ مسجد فراڈ ہے اور اس میں نماز جائز نہیں۔ یہ شرط تھی کہ مسجد کا متولی میں رہوں گا یا میرا لڑکا ہوگا۔ اس بات کا پورا محلہ گواہ ہے کہ مسجد میری ہے اور یہ جائیداد میری ہے۔　　فقط السائل

۷۸۶ الجواب: زید نے جب اپنی مملوکہ زمین پر مسجد بنانے کی اجازت دے دی اور اس کی اجازت سے وہاں مسجد تعمیر کر لی گئی تو جتنی اراضی پر مسجد کی تعمیر ہوئی۔ اس پر زید کا کوئی حق باقی نہ رہا۔ عالمگیری وغیرہ میں ہے کہ مسجد کے لئے عمارت ضرور نہیں یعنی خالی زمین، اگر کوئی شخص مسجد کر دے تو مسجد ہے مثلاً مالک زمین نے لوگوں سے کہہ دیا کہ اس میں نماز پڑھا کرو تو

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وہ مسجد ہوگئی اور جو وہ مسجد ہوگئی تو اس کی ملک سے نکل گئی کہ اب نہ زید اسے باطل کر سکتا ہے۔ نہ اس میں میراث جاری ہوگی اور نہ بیع ہو سکتی ہے۔ نہ کسی اور کار خیر کی نیت سے اس کا ہبہ ہو سکتا ہے۔ اب اسے مسجد ضرار کہنا' مسلمانوں کو اذیت دینا اور بڑی بے جا جسارت ہے۔ البتہ لوگوں نے زید کی جو زمین' بلا اجازت اپنے قبضہ و تصرف میں لے کر وہاں تعمیر کر ڈالی یہ ان کا ظلم ہے اور اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ (البقرہ:189) ایک دوسرے کا مال ناحق طور پر نہ کھاؤ نہ اڑاؤ اور رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ جس نے ایک بالشت زمین' ظلم کے طور پر لے لی۔ قیامت کے دن ساتوں زمینوں سے اتنا حصہ طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا۔ (بخاری و مسلم)۔ مناسب صورت میں زید کو صرف اتنا حصہ واپس لینے کا اختیار ہے اور بہتر یہ ہے کہ اتنے قطعہء اراضی کی مناسب قیمت لے کر' مسجد کو فروخت کر دے اور یہ حصہ بھی مسجد کے لئے وقف کر دے تو نور علیٰ نور۔ مسلمانوں کی خواہش بھی پوری ہو جائے گی اور اسے بھی ثواب عظیم ملتا رہے گا۔ بہر حال یہ اس کی مرضی پر موقوف ہے۔ جبراً کوئی اس سے نہیں لے سکتا اور جس شرط پر قطعہء اراضی پر مسجد تعمیر ہوئی ہے تو اس شرط کا لحاظ و اعتبار لازم ہے جو زید نے اسے مسجد بناتے وقت لگائی تھی یعنی میں خود یا میرا لڑکا مسجد کا متولی رہے گا۔ پھر جب یہ اور اس کا لڑکا مسجد کا متولی ہو جائے تو اس پر ان احکام کی پابندی لازم ہوگی جو متولی وقف کے لئے ضرور ہیں۔ (درمختار وغیرہ) مثلاً یہ کہ وہ امانت دار ہو اور وقف کے کام کرنے پر قادر۔ نیز عاقل بالغ ہو اور ہوشیار و نیکوکار۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ رجمادی الاخری ۱۴۰۳ھ

مسجد میں اگر عورت پڑھائے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: کیا عورت مسجد میں بچوں کو قرآن مجید کا درس دے سکتی ہے یا نہیں؟

فقط: سید مخدوم حسین

http://t.me/Tehqiqat

۷۸۲ **الجواب:** اس میں کوئی شک نہیں کہ مسجد میں آنے سے عورتوں کو روکنے سے صحیح احادیث میں ممانعت آئی اور فرمایا رسول اکرم ﷺ نے کہ اللہ کی باندیوں کو اللہ کی مسجدوں سے نہ روکو۔ بایں ہمہ ائمہ دین نے کہ مصالح شرع سے خوب واقف' اور اطبائے قلوب ہیں' عورتوں کو جماعت و جمعہ و عید، در کنار' وعظ کی حاضری سے بھی مطلقاً منع فرمایا اگرچہ بڑھیا ہو۔ اگرچہ رات ہو۔ صحیح و بخاری و مسلم وغیرہ میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ارشاد پاک اپنے زمانہ میں تھا کہ اگر نبی ﷺ ملاحظہ فرماتے' جو باتیں عورتوں نے اب پیدا کی ہیں تو ضرور انہیں مسجد سے منع فرما دیتے، جیسے بنی اسرائیل کی عورتوں منع کی گئیں۔ پھر تابعین ہی کے زمانہ سے ائمہ نے ممانعت شروع فرما دی۔ پہلے جوان عورتوں کو' پھر بوڑھیوں کو' پہلے دن میں' پھر رات کو بھی' یہاں تک کہ حکم ممانعت عام ہوگیا۔ للہ انصاف! کیا اس زمانے کی عورتیں فاحشہ تھیں یا اب صالحہ ہیں؟ یا جب فاحشات زائد تھیں اب، صالحات زائد ہیں؟ حاشا! بلکہ معاملہ بالکل برعکس ہے۔ تو جب ان خیر کے زمانوں میں عورتیں منع کر دی گئیں اور کہاں سے' گھر سے بالکل برابر' مسجد میں جا کر نماز با جماعت ادا کرنے سے۔ تو کیا اس زمانہ پر فتن میں عورتوں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کو اس کی اجازت دے دی جائے گی کہ وہ مسجد میں جا کر پاکی وناپاکی کی حالت میں بچوں اور بچیوں کو قرآن پڑھائیں؟ ہرگز نہیں۔ مسجد کمیٹی پر لازم ہے کہ وہ اس فتنہ کا سد باب کرے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ر رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ

مسجد کو شہید کر کے اوپر اور نیچے دوکان بنانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسجد کو شہید کر کے نئے سرے سے اوپری منزل پر لے جانا چاہتے ہیں، مسجد کے نیچے دوکان اور گودام بنانا چاہتے ہیں۔ واضح رہے اس وقت مسجد نیچے یعنی زمین پر واقع ہے۔ فقط سائل

۷۸۶ **الجواب:** مسجد ہو جانے کے بعد نہ اس کے نیچے دوکان بنائی جاسکتی ہے نہ اوپر مکان۔ (درمختار) مثلاً مسجد منہدم کر کے پھر سے تعمیر کرنا چاہتے ہیں اور پہلے اس کے نیچے دوکانیں نہ تھیں تو اب اس جدید مسجد میں جو کہ پہلے تھی اس میں دوکانیں نہیں بنوا سکتے کہ یہ تو پہلے ہی سے مسجد ہے۔ اب دوکان بنانے کے معنی یہ ہیں کہ مسجد کو دوکان بنایا جائے اور یہ منع و ناجائز ہے۔ (بہار شریعت)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ر ذی قعدہ ۱۴۰۳ھ

غیر مسلم کے مال سے مسجد کی تعمیر

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسجد شریف کی تعمیر میں بوہری حضرات کا پیسہ لگ سکتا ہے یا نہیں؟ براہ کرم قرآن وسنت کی روشنی میں اس کا جواب عنایت فرمائیں۔

فقط والسلام عبدالرزاق قادری، ۱۱ر ۳ر ۱۹۸۴ء

۷۸۶ **الجواب:** اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ (الجن: 18)۔ مسجد اللہ کا گھر ہے اور مسلمانوں کی عبادت گاہ ہے لہٰذا مسجد کو مسلمانوں کے حلال وپاک مال سے تعمیر کیا جائے غیر مسلم اگر کچھ رقم تعمیر مسجد میں دے تو اس سے مسجد کے بیت الخلاء وغسل خانہ وغیرہ معمولی چیزیں جس پر عبادت نہ کی جاتی ہو بنانا جائز ہے۔ (عامۂ کتب)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید، خادم دارالعلوم احسن البرکات حیدرآباد، ۳۱ر ۳ر ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح، قال تعالیٰ اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ (توبہ: 18)

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۲۷ر جمادی الاخریٰ ۱۴۰۴ھ

ذاتی اختلاف کی وجہ سے دوسری مسجد بنانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: چند ہزار نفوس پر مشتمل ایک رہائشی کالونی میں جبکہ بنیادی طور پر ایک جامع مسجد مکمل طور پر تعمیر شدہ ہے اور آبادی کی اکثریت اس میں باقاعدہ نماز پڑھتی ہے اور جہاں پنج وقتہ باجماعت نماز پہلے ہی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے ادا ہوتی ہے۔ اسی کالونی میں چند افراد جو خود پہلے اسی مسجد میں نماز باجماعت ادا کرتے رہے ہیں، وہ اپنی ذاتی خواہش اور فرقہ وارانہ اختلافات کو بنیاد بنا کر اپنا مسلک مختلف ظاہر کر کے اسی کالونی کی موجودہ جامع مسجد کے بالکل ہی قریب ایک نئی مسجد کی تعمیر کر رہے ہیں۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں اس بارے میں اپنی وضاحت فرما کر مشکور فرمائیں کہ از روئے شریعت ان کا یہ اقدام جائز ہے یا ناجائز؟

فقط السائل۔ محمد ممتاز حسین ولد حاجی محمد حسین (مرحوم)، مورخہ ۲۵ رستمبر ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب: بلاضرورتِ شرعیہ اتنے قریب دوسری مسجد بنانا مناسب نہیں بالخصوص اگر اس مسجد کے بنانے سے، پہلی مسجد کی جماعت کم کرنا مقصود ہو تو اور بھی زیادہ گناہ ہے کیوں کہ یہ مسجد ضرار کے مشابہ ہو جائے گی۔ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ماتحت حکام کے نام ایک حکم جاری فرمایا کہ ہر محلہ میں مسجدیں بناؤ مگر ایسی مسجدیں نہ بناؤ جن سے پہلی مسجدوں کی جماعت توڑنا مقصود ہو تفصیلہ فی آداب المساجد عن الکشاف۔ البتہ اگر مسجد کے نمازیوں میں کسی وجہ سے اختلاف ہو تو بہتر تو اس وقت بھی یہی ہے کہ آپس میں صلح کی کوشش کی جائے اور ایک ہی مسجد میں سب نماز پڑھیں اور اگر واقعی اس مسجد کے بنانے سے محض یہی مقصود ہے کہ پہلی مسجد ویران ہو جائے اور اس کو ضرر پہنچ جائے تو حکماً مسجد ضرار ہے اور مسجد ضرار مسجد نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا یَعۡمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ (توبہ:18) ترجمہ: مسجدیں تو وہ بناتے ہیں جو اللہ پر ایمان لائے اور قیامت کے دن پر ایمان لائے۔ (فتاویٰ امجدیہ) لہٰذا مسجد اللہ کے لئے بنانی چاہئے اور جب بنانے والے کی نیت کا حال معلوم ہو جائے تو وہ حکماً مسجد ضرار کہلائے گی ورنہ مسجد ضرار کا حکم نہ دیں گے۔ (فتاویٰ امجدیہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۵ رمحرم الحرام ۱۴۰۴ھ

مسجد میں کسی کی گمشدگی کا اعلان کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ مسجد میں کسی بھی جانور یا رقم کے گم ہونے کا اعلان کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اس غرض سے کہ اس آواز کو سن کر وہ شخص رقم یا جانور کو واپس لوٹا دے گا جس کو یہ ملی ہوگی۔

۲۔ اور مسجد میں دنیاوی باتیں کرنا یا کسی بھی شخص کو چندہ کرنے کی اجازت ہے یا کہ نہیں؟ جبکہ چندہ مسجد کے مفاد یا دینی مقصد کے لئے نہ ہو محض سائل کا اپنا مقصد ہو۔

فقط السائل سبحان خان، جامع مسجد محمدیہ، چمبڑ ناکہ ٹنڈو الہیار، ۲۵ را ر ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب: ۱۔ لاؤڈ اسپیکر، مسجد سے باہر لا کر اعلان کیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجدوں میں آوازیں بلند کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (ابن ماجہ وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ مسجد میں اپنے لئے سوال کرنا حرام ہے اور اس سائل کو دینا بھی منع۔ ہاں کسی دوسرے مسلمان محتاج بھائی یا کسی دینی کام کے لئے، مسلمانوں کو اعانت پر آمادہ کرنا، یا چندہ کرنا جائز، بلکہ سنت سے ثابت ہے اور نیت بخیر ہو تو انشاء اللہ تعالیٰ باعث اجرو

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ثواب بھی۔ (درمختار، فتاویٰ رضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۲۴ ربیع الآخر ۱۴۰۴ھ

مسجد کا حصہ سڑک میں لینا

سوال: حضرت علامہ مولانا جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، سلام مسنون۔

براہ کرم اس مسئلے پر اسلام کی روشنی میں فتویٰ دیں کہ: ممتاز کالونی ایک کچی آبادی ہے جو کہ بغیر کسی نقشے اور پلاننگ کے قائم ہوئی ہے۔ اب اس میں ایک پکا روڈ نکالا جا رہا ہے۔ ایک کنارے پر مسجد ہے۔ دوسرے کنارے پر گھر ہیں (واضح رہے کہ گھر کے مکین موجودہ حالت میں انتہائی تنگی اور قلت سے گزر بسر کرتے ہیں) نقشہ کچھ اس طرح سے ہے کہ مسجد کافی اندر ہے اور بڑی جگہ باہر ہے ان کے ساتھ مسجد کی دو کانیں بنائی گئی ہیں اور کالونی کا مین راستہ بھی یہی ہے اگر دونوں سائڈ سے جگہ لی جاتی ہے تو اس سے مسجد قطعی متاثر نہیں ہوتی صرف مسجد کی دو کانیں تین تین چار چار فٹ اندر کی طرف چلی جاتی ہیں۔ جبکہ دو کانیں بارہ فٹ لمبی ہیں۔ اگر دونوں طرف سے روڈ کے بنانے کے لئے جگہ لی جائے مسجد کی دو کانوں سے کچھ جگہ لے لی جائے تو اس بارے میں علماء دین کیا فرماتے ہیں یہ اسلام میں جائز ہے یا نہیں؟ اس میں اسلامی نقطۂ نظر سے فتویٰ دیجئے کہ آیا گھروں کے ساتھ مسجد کی دو کانوں کی کٹنگ بھی ہو تو اسلام میں اس کے لئے کیا حکم ہے؟

فقط السائل۔ عزیز الرحمٰن ولد حبیب الرحمٰن، ۲۵ مارچ ۱۹۸۴ء

http://t.me/Tehqiqat

۷۸۲ **الجواب:** اللھم ھدایۃ الحق و الصواب اس میں شک نہیں کہ جو مسجد ناجائز طور پر بن گئی وہ بھی مسجد ہو گئی خواہ وہ زمین کی شکل میں ہو یا کچی پکی عمارت کی صورت میں ہو۔ اب کہ مسجد مکمل ہو چکی اور حکومت اپنے منصوبہ کے مطابق وہاں کشادہ سڑک نکالنا چاہتی ہے تو اس کی زد میں مسجد نہیں، بلکہ وہ جگہ آتی ہے جو مسجد کے لئے دو کانیں بنانے کے لئے مختص کی گئی تھی اور رفاہِ عامہ و مفاد عامہ کی خاطر، حکومت کو ایسی زمین واپس لینے کا اختیار ہے۔ ہاں مسجد کو توڑنے اور منہدم و ویران کرنے کا اسے بھی اختیار نہیں۔ قاعدہ شرعیہ یہ ہے کہ وہ جگہ جو مسجد میں اضافہ کرنے کے لئے خریدی گئی جب تک اسے مسجد نہ کریں وہ مسجد نہیں ہے۔ اور جب مسجد نہیں تو اسے دوسرے کام میں لا سکتے ہیں خصوصاً عوام کے مفاد کے لئے۔ (فتاویٰ امجدیہ وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۲۵ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۴ھ

مسجد میں نعت خوانی، شور وغل، ویڈیو فلم، داد دینا، مقابلہ کرانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میں بریلوی عقائد سے تعلق رکھتا ہوں۔ صلاۃ وسلام اور نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پڑھنا، سننا ثواب، اور قابل احترام ہے، اس کے حق میں ہوں عقیدت اور احترام کرتا ہوں۔ آج کل جس جوش وجذبہ کے تحت نعت خوانی کے پروگرام کا سلسلہ مساجد میں جاری ہے نعت خوانی کرانے والے حضرات مساجد کے اندر اور باہر بڑے بڑے لاؤڈ اسپیکر، مائکروفون لگاتے ہیں نعت شریف کا پروگرام شروع کرنے سے پہلے منتظمین انجمن بار بار اپنا، اپنی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انجمن اور مہمانان کا تعارف کراتے ہیں۔ نعت شریف پڑھنے سے پہلے نعت خواں حضرات کا سامعین سے تعارف کرایا جاتا ہے۔ ان کی دل کھولکر بڑھا چڑھا کر خوب تعریف کی جاتی ہے۔ جب نعت خواں حضرات نعت شریف پڑھنا شروع کرتے ہیں تو ان کے ہر ہر لفظ' شعر' اور آواز پر ان کو سامعین بلند آواز سے داد دیتے ہیں' نذرانہ پیش کرتے ہیں۔ مشہور معروف نعت خواں حضرات نے اس کو آمدنی کا ذریعہ بنالیا ہے۔ اس میں ریڈیو ٹی وی کے نعت خوانوں کے علاوہ دیگر مقامی نعت خواں حضرات اوران کے ساتھی بھی ہوتے ہیں۔

نعت خوانی کے سلسلے میں ابھی کچھ عرصہ ہوا کراچی کے ایک نعت خواں صدر، پاکستان نعت اکیڈمی کو مہمان خصوصی کی حیثیت سے مدعو کیا گیا۔ مسجد میں ان کی تاج پوشی کی گئی۔ نعت خوانی کا سلسلہ بعد نماز عشاء شروع ہوا جو تقریباً ڈھائی تین بجے تک جاری رہا۔ جب بھی نعت خوانی کے پروگرام ہوتے ہیں رات ڈھائی تین بجے تک جاری رہتے ہیں۔ مسجد میں واضح طور پر بورڈ آویزاں ہے کہ "ضروری اطلاع۔ مسجد میں کسی قسم کا فوٹو یا فلم نہ اتاریں"۔ اس کے برعکس جب تک نعت خوانی کا پروگرام چلتا رہا، تاج پوشی اور نعت خوانی کی مسجد میں وڈیو فلم بنائی گئی۔ لاؤڈ اسپیکر کی آواز اتنی بلند اور شدید ہوتی ہے کہ محلہ اور پڑوس میں رہنے والے بہت سے گھروں میں بیمار اور چھوٹے چھوٹے بچے بھی اٹھ جاتے ہیں' روتے ہیں اور سو نہیں پاتے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسجد نہیں کوئی بڑا محفل خانہ ہے۔ مسجد میں نعت خوانی کے مقابلے کرائے جاتے ہیں۔ مسجد کی بجلی' لاؤڈ اسپیکر کا بیجا اسراف ہوتا ہے۔

مندرجہ بالا طریقوں سے نعت خوانی' نعت خوانی کے مقابلے' تاجپوشی کرانا' وڈیو فلم بنانا' کہاں تک جائز ہے؟ اللہ اور رسول اکرم ﷺ کے احکام اور شریعت کی روشنی میں فتویٰ صادر فرمائیں۔

سید شوکت علی، حالی روڈ، حیدرآباد، ۲۴ شوال المکرم ۱۴۰۷ھ

۷۸۶ الجواب: مسجد میں شعر پڑھنا، ناجائز ہے البتہ اگر وہ شعر حمد' نعت' منقبت' وعظ' حکمت' کا ہو تو جائز ہے (درمختار) مباح باتیں کرنا بھی مسجد میں جائز نہیں اور نہ بلند آواز کرنا جائز ہے (درمختار و صغیری) افسوس اس زمانہ میں مسجدوں کو لوگوں نے چوپال بنا رکھا ہے' یہاں تک کہ بعضوں کو تو مسجدوں میں گالیاں بکتے دیکھا جاتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ (بہار شریعت) مسجد کے چراغ سے دینی کتب بینی اور درس وتدریس تہائی رات تک مطلقاً کر سکتا ہے اگر چہ جماعت ہو چکی ہو اور اس کے بعد کی اجازت نہیں مگر جہاں اس کے بعد تک جلنے کی عادت ہوتی ہو (عالمگیری) مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا مکروہ ہیں' مسجد میں کلام کرنا نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ یہ جائز کلام کے متعلق ہے ناجائز کلام کے گناہ کا کیا پوچھنا (درمختار۔ ردالمحتار) مسجد میں عقد نکاح کرنا مستحب ہے (عالمگیری) مگر یہ ضروری ہے کہ بوقت نکاح شور وغل اور ایسی باتیں جو احترام مسجد کے خلاف ہیں نہ ہونے پائیں لہٰذا اگر معلوم ہو کہ مسجد کے آداب کا لحاظ نہ رہے گا تو مسجد میں نکاح نہ پڑھوائیں۔ ان مندرجہ بالا احکام مساجد کی روشنی میں ہر مسلمان کو مسجد کا ادب واحترام لازم ہے لہٰذا مسجد میں فوٹو کھینچنا یا فلم بنانا منع ہے۔ نعت خوانی مسجد میں جائز ہے مگر مسجد کا ادب واحترام کا لحاظ رکھا جائے' لاؤڈ اسپیکر پر نعت خوانی سے بیماروں یا بچوں یا سونے والوں کو تکلیف ہوتی ہو تو آواز کو صرف مسجد کے اندر محدود کریں کہ قرآن پاک اتنی بلند آواز سے پڑھنا کہ بیماروں یا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سونے والوں کو تکلیف ہو منع ہے۔ مسجد کا لاؤڈ اسپیکر یا بجلی مسجد کی منتظمہ اور اس کی کفالت کرنے والوں کی اجازت سے استعمال ہونا چاہئے۔ بہرصورت نعت خوانی ایک مستحسن کام ہے اس کے لئے آداب مسجد اور اہل محلّہ کی تکلیف کا لحاظ رکھنا ہر مسلمان پر لازم ہے، اس طرح خواہ مخواہ نعت خوانی کی مخالفت کر کے اسے بند نہ کیا جائے ہاں حکم شرع کی پابندی کی جائے۔

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ رشوال المکرم ۱۴۰۰ھ

مسجد میں سوال

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسجد میں سوال کرنا حرام ہے اور سائل کو مسجد میں کچھ دینا بھی ناجائز ہے لیکن اکثر دیکھا جاتا ہے کہ لوگ مسجد میں سوال کرتے ہیں اور مخیّر حضرات سائل کو دیتے بھی ہیں تو آیا! سوال کرنا یا سائل کو مسجد کے اندر کچھ دینا کیسا ہے؟ نیز ایک اجنبی مسافر جبکہ وہ حاجتمند ہو اپنی حاجت کہاں اور کس کے سامنے بیان کرے جب کہ جماعت میں مسلمان اجتماعی صورت میں موجود ہوتے ہیں جبکہ انفرادی صورت میں سائل کی حاجت پورا ہونا تقریباً ناممکن ہے۔ تو مسجد میں سوال کرنے یا سائل کو دینے کے معاملے میں جو شرعی احکام ہوں ان سے واضح طور پر آگاہ فرما کر عنداللہ ماجور اور عندالناس مشکور ہوں۔

فقط والسلام السائل قاری سراج الدین واحدی، امام مسجد عثمانیہ نائن کا پڑ، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** مسجد میں ایسے سوال کرنا' بڑی بے حرمتی' بے غیرتی اور ناجائز وحرام ہے۔ دنیا' یادِ الٰہی میں مصروف' یا نماز و ذکر سے فراغت کے بعد بارگاہ الٰہی میں ہاتھ اٹھائے اپنی حاجت' اس قاضی الحاجات سے مانگنے میں مشغول ہے اور یہ بدنصیب' خدا کے حضور ہاتھ پھیلانے کی بجائے بندوں کے سامنے ہاتھ پھیلائے گڑگڑاتا ہے۔ دوسرے مسلمانوں کی توجہ بھی بٹتی ہے۔ مسجد میں بآواز بلند صدا بھی لگتی ہے لیکن اس سائل کو احساس نہیں ہوتا۔ بہرحال مسجد میں اپنے لئے سوال کرنا بھی ناجائز وحرام ہے اور ایسے سائل کو دینا بھی حرام وناجائز ہے۔ کہ گناہ پر اعانت ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ جو مسجد کے سائل کو ایک پیسہ دے وہ اس کے کفارے میں ستر پیسے اور دے۔ اب یہ مانگنے والا مقامی ہو یا مسافر واجنبی۔ حکم شرع سب پر حاکم ہے۔ سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسے موقع پر سائل کو جھڑک دیا اور فرمایا ''ایسی جگہ اور بندوں سے سوال''؟ ہاں کوئی مسلمان' اپنے دوسرے محتاج بھائی کو اعانت کی طرف توجہ دلائے یا مسلمان اسے محتاج و مستحق جان کر' بلا سوال اسے دے دیں۔ یا دوسرے کار خیر کے لئے چندہ کریں تو یہ جائز ہے کہ انما الاعمال بالنیات۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ ربیع الآخر ۱۴۰۰ھ

مسجد میں راستہ نکالنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ میں کہ: عرصہ کئی سال سے ایک مسجد جو کہ اہل محلّہ نے پختہ تعمیر کی لیکن اس کی زمین کی قیمت ادا نہیں کی گئی ہے کیوں کہ یہ زمین متنازعہ ہے۔ اس میں کچھ زمین میونسپلٹی کی بھی ہے اس لئے یہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بلا اجازت تعمیر کی گئی ہے۔ یہ مسجد مین روڈ سے ملحق ہے۔ کچھ زمین روڈ کی بھی لے لی گئی ہے۔ اب صورت حال یہ پیدا ہوئی ہے کہ چار پانچ لاکھ کی آبادی کے لئے ایک ہی مین روڈ ہے اور قریب میں نہر ہے جس پر پل بنا ہوا ہے۔ اب آبادی کے لحاظ سے یہ پل ناکافی ہے۔ اس لئے حکومت نے اس پل کو بڑا بنا دیا ہے دو طرف توسیع کی گئی ہے دس دس فٹ۔ اب ایک سائڈ میں مذکورہ مسجد کی دوکان اور مسجد کی دیوار اور ایک سائڈ کا ایک مینار جو کہ روڈ کی میونسپلٹی کی جگہ پر بلا اجازت اور بلا قیمت ادا کئے بنایا گیا ہے یہ حصہ کٹنگ میں آرہا ہے۔ روڈ کو چوڑا کرنا ضروری ہے' نہیں تو پل کی توسیع پر جو لاکھوں روپیہ خرچ ہوا ہے بے کار ہو جاتا ہے اور عوام کی تکلیف بدستور قائم رہتی ہے۔ حالانکہ یہ پوری مسجد ہی بلا اجازت' بلا کسی منظوری اور زمین کی قیمت ادا کئے بغیر ہی بنالی گئی ہے۔ اب مین روڈ سے تو صرف مسجد کی دوکان اور ایک سائڈ کی دیوار اور ایک طرف کا مینار ہی جاتا ہے۔ اعلیٰ حکام کہہ رہے ہیں کہ یہ مسجد کا حصہ نہیں ہیں باقی مسجد، بدستور قائم ہے' ہم اس کے سلسلے میں مسجد کو جو کہ سنگل اسٹوری ہے ڈبل اسٹوری بنوا دیں گے۔ براہ کرم مسجد کی دوکان' دیوار' و مینار شہید کرنے دیں۔ واقعات پڑھنے کے بعد مندرجہ ذیل سوالات کا شریعت مطہرہ کے مطابق جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی۔

۱۔ کیا مسجد کے روڈ والے حصہ کی دوکان و مسجد کی دیوار و مینار جو خارج مسجد ہے؟ کیا اس کو شہید کیا جا سکتا ہے؟ جبکہ مسجد اپنی جگہ قائم رہتی ہے۔

۲۔ مذکورہ مسجد جو کہ زمین کی قیمت ادا کئے بغیر اور بلا کسی اجازت کے بنالی ہے' اس میں نماز پنج وقتہ ہوتی ہے کیا اس میں نماز کا ثواب مسجد کا ہی ملے گا یا نہیں ملے گا؟

۳۔ جبکہ صاحب اقتدار حضرات کی پیشکش ہے کہ مسجد کو ڈبل اسٹوری بنا دیں گے۔ یہ پیشکش قبول کی جا سکتی ہے؟

المرقوم منشی محمد سلطان قادری، پھلیلی پاڑ پریٹ آباد

۷۸۶ **الجواب** اللھم ھدایۃ الحق و الصواب: ۱۔ اس میں شک نہیں کہ جو مسجد جائز طور پر بن گئی وہ مسجد ہو گئی' خواہ زمین کی شکل میں ہو یا کچی پکی عمارت کی صورت میں۔ اب کہ مسجد مکمل ہو چکی اور حکومت اپنے منصوبہ کے مطابق وہاں کشادہ سڑک نکالنا چاہتی ہے تو اس کی زد میں اگر مسجد نہیں بلکہ وہ جگہ آتی ہے جو مسجد کے لئے دوکانیں بنانے کے لئے مختص کی گئی تھی اور رفاہ عامہ و مفاد عامہ کی خاطر حکومت کو ایسی زمین واپس لینے کا اختیار ہے۔ ہاں مسجد کو توڑنے اور منہدم و ویران کرنے کا اسے بھی اختیار نہیں۔ مسئلہ شرعیہ یہ ہے کہ وہ جگہ جو مسجد میں اضافہ کے لئے خریدی گئی ہے جب تک اسے مسجد نہ کر دیں وہ مسجد نہیں تو اسے دوسرے کام میں لا سکتے ہیں۔ خصوصاً عوام کے مفاد کے لئے (فتاویٰ امجدیہ وغیرہ) لہٰذا صرف دوکانوں کی جگہ کو کہ وہ خریدی بھی نہیں گئی ہے مفاد عامہ میں لے سکتے ہیں۔

۲۔ ایسی مسجد میں نماز جائز ہے نماز کا ثواب ملے گا کہ مالک نے جب سے مسجد قائم کی ہے اسے مسجد ہی تسلیم کیا ہے۔

۳۔ یہ پیشکش صرف دوکانوں کے عوض ہو سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ   ۱۲ محرم الحرام ۱۴۰۰ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مسجد میں چندہ دینے والا اس کا متولی نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ہمارے محلّہ لطیف آباد نمبر ۴' میں ایک مسجد جس کا نام اللہ والی مسجد ہے۔ تمام اہل محلّہ کے چندے سے تعمیر ہوئی ہے۔ اس میں مسجد کمیٹی بھی موجود ہے۔ مسجد کی تعمیر میں محلّہ کے دوسرے لوگوں کی بہ نسبت محلّہ کے ایک بزرگ نے اپنا زیادہ وقت دیا اور اسے تعمیر کرایا۔ اس کے علاوہ مسجد کی دیکھ بھال بھی کرتے رہے۔ اگر وہ بزرگ یا ان کا کوئی عزیز رشتہ دار صرف اس بناء پر کہ ان کے بزرگ نے مسجد کی تعمیر میں زیادہ وقت دیا اور اسے تعمیر کرایا یہ دعویٰ کرے کہ اس مسجد میں جو ہم چاہیں گے وہی ہوگا' ہم کسی اور کو مداخلت نہیں کرنے دیں گے۔ ایسی حالت میں اس مسجد کمیٹی کے ممبران اور اہل محلّہ کی نماز ہوسکتی ہے یا نہیں؟ فقط مسجد کمیٹی ممبران

۷۸۲ **الجواب:** مسجد جبکہ اہل محلّہ کے چندے سے تعمیر ہوئی ہے اگرچہ کسی نے کم دیا' کسی نے زیادہ' کسی نے کم توجہ دی' تو کسی نے بیشتر۔ تو جس نے تعمیر میں زیادہ حصہ لیا اس نے زیادہ ثواب کمایا۔ جس نے کم حصہ لیا' اس نے کم صلہ واجر پایا۔ مگر تعمیر میں زیادہ حصہ لینے والا اس کا بانی نہیں۔ اس کا متولی ومنتظم نہیں۔ مسجد کی منتظمہ مسجد کی کمیٹی ہے۔ تو مسجد کمیٹی کو اختیار ہے کہ جسے امامت واذان کا اہل پائیں اسے امام ومؤذن مقرر کریں۔ یا مسجد کی آبادی وبہتری کے لئے جو مناسب قدم باہمی مشورے سے اٹھانا چاہیں اٹھائیں اور مسجد ونمازیان مسجد کا احترام ومفاد نظروں میں رکھیں اور مقدم جانیں۔ مسجد میں سپید وسیاہ کا مالک ومختار بننے کا دعویٰ تو خود بانی مسجد بھی نہیں کرسکتا نہ کہ اس کی اولاد میں کوئی فرد۔ خصوصاً جبکہ وہ ناتجربا کار ہو۔ یا خود رائے اور خود پسند ہو۔ ہاں امام ومؤذن مقرر کرنے میں بانی مسجد یا اس کی اولاد کا حق' بہ نسبت اہل محلّہ کے زیادہ ہے مگر اہل محلّہ نے جسے مقرر کیا' وہ بانی مسجد کے مقرر کردہ سے اولیٰ ہے تو اہل محلّہ ہی کا مقرر کردہ امام ہوگا۔ (درمختار) مگر یہاں نہ ہی کوئی بانی مسجد ہے نہ اس کا متولی تو یہ شخص کس بنیاد پر ایسے ناجائز دعوے کرتا ہے۔ مسجد خدا کی ہے اور سب مسلمانوں کو اس میں نماز پڑھنے کا حق ہے۔ اس سے روکنا سخت گناہ اور محرومی کا باعث ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ (البقرہ:114)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱رشعبان المعظم ۱۴۰۰ھ

شادی کے موقع پر مسجد میں پیسے دینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: شادی بیاہ اور دوسری خوشی کی تقریبات کے موقع پر اکثر برادریوں کے رواج کے مطابق مسجد کے لئے روپے دیئے جاتے ہیں اور اس پیسے کو خیرات کا نام دیا جاتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا یہ روپے مسجد میں لگ سکتے ہیں یا نہیں؟ براہِ کرم اس کا جواب شرع کے مطابق قرآن وحدیث کی روشنی میں مرحمت فرمائیں تا کہ ہماری اصلاح ہوسکے۔ فقط عبدالرحمٰن شیخ ولد شمس الدین، صرافہ بازار' حیدرآباد' سندھ

۷۸۲ **الجواب:** لفظ خیرات خیرۃ کی جمع ہے اور خیرۃ کے معنی ہیں نیک کام۔ لہٰذا خیرات سے مراد کارِ خیر ہے اور مسجد میں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

روپے دینا کارِ خیر ہے۔ لہٰذا شرعاً شادی بیاہ یا دوسرے خوشی کے موقع پر جو رقم بنام خیرات مسجد میں دی جاتی ہے جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا یَعۡمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰهِ (توبہ:18) مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ر شعبان ۱۴۰۴ھ

محراب کے آگے دو کانوں کی تعمیر

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ۱۔ کیا مسجد شریف کی محراب کے آگے جگہ کو خالی رکھنا ہے؟ اگر مسجد شریف کی محراب کے آگے دو دکان تعمیر کر دی جائے جو کہ مسجد شریف کے مفاد میں ہو تو کیا یہ جائز ہے؟ اس سلسلے میں شرعی فیصلہ کیا ہے؟ فقط محمد منصور شیخ، لطیف آباد حیدرآباد، ۲۱/۵/۱۹۸۴ء

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: محراب کے آگے دو کانوں کی تعمیر سے اگر نمازیوں کو مسجد میں آنے جانے سے کسی قسم کی کوئی دشواری یا پریشانی ہونے کا امکان ہو تو یہ تعمیر جائز نہ ہوگی ورنہ جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۳۰/۵/۱۹۸۴ء

مسجد میں گملے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مساجد میں پھولوں کے گملے رکھے جا سکتے ہیں یا نہیں؟ جبکہ "بہار شریعت میں احکام مساجد میں درخت لگانا جائز نہیں" لکھا ہے۔ چونکہ بعض افراد کہتے ہیں کہ جائز ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ناجائز؟ براہِ مہربانی ازروئے شرع اس کا کیا حکم ہے؟ بیان فرمائیں السائل محمد پرویز خان، حیدرآباد سندھ

https://t.me/Tehqiqat

۷۸۶ **الجواب:** مسجد میں پھولوں کے گملے رکھ سکتے ہیں جبکہ نماز میں ان سے خلل نہ ہو اور نمازی کے سامنے نہ ہو کہ خلل نماز کا سبب بنے۔ بہار شریعت احکام مساجد میں درخت لگانے کی ممانعت لکھی ہے نہ کہ گملے رکھنے کی۔ (عامۂ کتب)۔ واللہ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ر شعبان المعظم ۱۴۰۴ھ

اذان کے بعد مسجد سے جانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: کوئی شخص فجر کی اذان سننے کے بعد جماعت سے پہلے ہی اپنی نماز پڑھ کر مسجد سے چلا جائے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟ اسلام احمد خان، نیو کلاتھ مارکیٹ، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** اذان کے بعد مسجد سے نکلنے کی اجازت نہیں۔ حدیث شریف میں ارشاد فرمایا کہ "اذان کے بعد مسجد سے نہیں نکلتا مگر منافق۔ لیکن وہ شخص کہ کسی کام کے لئے گیا اور واپسی کا ارادہ رکھتا ہے یعنی قبل قیام جماعت۔ یوہیں جو شخص دوسری مسجد کا منتظم ہو تو اسے چلا جانا چاہئے۔ (عامۂ کتب)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ر شعبان المعظم ۱۴۰۴ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

راستے کے لئے مسجد کی دو کانوں کی جگہ لینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسجد اقصیٰ ممتاز کالونی قاضی قیوم روڈ حیدرآباد جو کہ کنٹونمنٹ بورڈ ہے۔ حیدرآباد کی کچی آبادی میں شمار ہوتی ہے۔ اب کنٹونمنٹ بورڈ یہاں پر ترقیاتی کام پر لاکھوں روپیہ خرچ کر رہا ہے جس میں روڈ کا کام بھی شامل ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روڈ کٹنگ میں کئی مکانات کاٹے جا رہے ہیں ایک سائڈ میں مسجد شریف ہے۔ دوسری سائڈ (مسجد شریف کے سامنے) پر مکانات تعمیر ہیں۔ مسجد شریف کی تعمیر مکمل ہے اور مسجد شریف کے باہر مسجد شریف کی جگہ پر دو کانیں تعمیر ہیں اس لئے کہ مسجد کے اخراجات کو برداشت کیا جا سکے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سامنے والے لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہمارا مکان کاٹا جا رہا ہے تو مسجد شریف کی دو کانیں بھی کاٹی جائیں تا کہ ہمارے مکان کی کٹنگ کم ہو جبکہ مکان والوں کو ابھی تک الاٹمنٹ آرڈر بھی جاری نہیں کیا گیا ہے۔ اس لئے آپ سے یہ مسئلہ حل کرنے کے لئے عرض کی جا رہی ہے کہ مسجد شریف کی جگہ کو شہید کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ اس لئے کہ دو کانیں مسجد شریف کی ملکیت ہیں۔ کنٹونمنٹ بورڈ نے مسجد شریف کی جگہ کو وقف کر دیا ہے۔ جس کے کاغذات درخواست کے ساتھ ہیں اور مکان والوں کا صرف زمین پر قبضہ ہے۔ مہربانی فرما کر اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے فتویٰ جاری فرمائیں۔

طالب فتویٰ انتظامیہ کمیٹی و اراکین

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: اس میں شک نہیں کہ جو مسجد جائز طور پر بن گئی وہ مسجد ہو گئی۔ خواہ وہ زمین کی شکل میں ہو یا کچی پکی عمارت کی صورت میں۔ اب کہ مسجد ہو چکی اور حکومت اپنے منصوبہ کے مطابق وہاں کشادہ سڑک نکالنا چاہتی ہے تو اس کی زد میں مسجد نہیں بلکہ وہ جگہ آئیگی ہے، جو مسجد کے لئے دو کانیں بنانے کے لئے مختص کی گئی تھی اور رفاہ عامہ و مفاد عامہ کی خاطر حکومت کو ایسی زمین واپس لینے کا اختیار ہے۔ ہاں مسجد کو توڑنے اور منہدم و ویران کرنے کا اسے بھی اختیار نہیں۔ مسئلہ شرعیہ یہ ہے کہ جو جگہ مسجد میں اضافہ کے لئے خریدی گئی جب تک اسے مسجد نہ کر دیں وہ مسجد نہیں ہے اور جب وہ مسجد نہیں تو اسے دوسرے کام میں لا سکتے ہیں خصوصاً عوام کے مفاد کے لئے۔ (فتاویٰ امجدیہ وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۸ر شعبان المعظم ۱۴۰۰ھ

۷۸۶ **الجواب:** حیرت ہے کہ کلمہ پڑھنے والے 'مسلمان کہلانے والے' اپنے مکانات کے بچاؤ کی خاطر 'مسجد کی زمین کو آڑ بناتے ہیں اور اپنی اڑی پر اڑے ہوئے ہیں۔ اہل محلہ انہیں راستی و نرمی سے سمجھائیں 'مسلمان ہیں مان جائیں گے اور کسی کی نہ مانیں' کسی کی نہ سنیں تو ان سے لڑنے جھگڑنے کی بجائے معاملہ حکومت کو پہنچا دیا جائے۔ حکومت کے کارندے خود ہی ان سے نبٹ لیں گے اور کوئی فتنہ و فساد نہ ہوگا۔ حضرت مجیب کا جواب صحیح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ر شعبان المعظم ۱۴۰۰ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مسجد میں عرس میں جھنڈیاں لگانا' محفل کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ کسی بزرگ عالم دین کا عرس چہلم، مزار تعمیر نہ ہونے یا بارشوں کی وجہ سے یا اس کی عزیز ترین مسجد میں کیا جائے اور عرس کی رونق دوبالا کرنے کے لئے جھنڈے جھنڈیاں' بینرز' لائٹ لگا کر مسجد کو سجایا جائے' اور مسجد سے ملحق مدرسہ میں مہمانوں کو لنگر کھلایا جائے۔ مسجد میں علماء اہلسنت کی تقاریر' محفل نعت' ذکر دعا' درودخوانی' قرآن خوانی' صلاۃ وسلام ہو یہ تمام چیزیں مسجد میں عرس یا چہلم کی تقریب میں کرنا جائز ہے یا نہیں؟

۲۔ جو لوگ اس روحانی محفل کی مخالفت کریں اور جھنڈے' جھنڈیاں' بینرز جو مسجد میں لگائے جاتے ہیں۔ اس سجی ہوئی مسجد کو کچھ لوگ امام باڑہ کہیں تو ایسے لوگوں کے لئے شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

۳۔ مسجد میں کسی تقریب کی تصویر اتارنا جائز ہے یا نہیں؟

۴۔ قبر کو اندر سے پکی اینٹ سے سیمنٹ بجری کے ساتھ بنانا جائز ہے یا نہیں؟ جواب عطا فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

محمد احسان قادری رحمانی، امریکن کواٹر' حیدرآباد سندھ

http://t.me/tehqiqat

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: ۱۔ صورت مذکورہ درسوال جائز ہے کہ یہاں غرض یہ ہے کہ زائرین ومستفیدین راحت پائیں اور نیت محمود ہے اور جہاں نیت محمود اور نفع موجود ہو وہاں منع نہیں ہوتا۔ (فتاویٰ رضویہ) مسجد یوں بھی ذکر الٰہی کی جگہ ہے لہٰذا مسجد میں دینی و مذہبی تقاریر' نعت' ذکر' دعا' درود وسلام سب بجا جائز ہے' جو اسے منع کرتا ہے وہ اس آیت کے زمرے میں ہے وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ (البقرہ:114)'' اس سے بڑھ کر ظالم کون جو مسجد میں ذکر الٰہی سے روکے''۔ (القرآن)۔

۲۔ مزین مسجد کو غیر مسجد سے تشبیہ دینا محض لاعلمی اور نادانی ہے۔

۳۔ تصویر کشی مسجد میں خواہ مسجد سے باہر، بہرصورت حرام ہے' کسی کے عمل سے حرام' حلال نہ ہو جائے گا' ہر شخص اپنے فعل کا خدا کے سامنے خود جوابدہ ہے۔

۴۔ اگر پختہ اینٹ میت کے متصل یعنی اس کے آس پاس کسی چیز میں نہیں ہے بلکہ کڑا کچا اور بالائے قبر پختہ ہے تو مطلقاً ممانعت نہیں۔ امام اجل فقیہ مجتہد اسماعیل زاہد نے خاص لحد میں پکی اینٹ پر نص فرمایا جبکہ نیچے کچے جو کے کی تہہ ہو اور اپنی قبر مبارک میں یوں ہی کرنے کی وصیت فرمائی۔ طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے وقد نص اسماعیل الزاھد بالآجر خلف اللبن علی اللحد واوصی بہ۔ (فتاویٰ رضویہ) متصل میت ممنوع ومکروہ ہے مگر جبکہ بضرورت نرمی وتری زمین ہو تو اس میں حرج نہیں۔ درمختار میں ہے کہ وجاز ذلک حولہ بارض رخوۃ کالتابوت۔ (درمختار)۔ واللہ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۸/۱۲/۱۹۹۴ء

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مسجد کے لئے متعین جگہ مسجد ہے

سوال: بخدمت جناب عالی! ابوحماد مفتی احمد میاں برکاتی صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد آداب عرض ہے کہ ایک مسئلہ میں آپ کی رہنمائی درکار ہے۔ برائے مہربانی قرآن وسنت کی روشنی میں اس مسئلہ کو حل فرمایئے عین نوازش ہوگی۔ مسئلہ یہ ہے کہ

کھتری کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لمیٹڈ حیدرآباد نے ایک قطعہ اراضی، رہائشی منصوبہ کے لئے خرید کیا اور رہائشی پلان ٹاؤن پلاننگ سے منظور کرا کر تعمیراتی کام شروع کیا۔ اس پلان میں ایک جگہ مسجد کے لئے بھی مخصوص کی گئی ہے۔

سوسائٹی کی انتظامیہ اور دیگر کمیٹی ممبران چاہتے ہیں کہ نیچے دوکان تعمیر کروا کر اوپر مسجد تعمیر کرائی جائے تاکہ مسجد کے اخراجات دوکانوں کے کرائے سے پورے ہوتے رہیں مگر کئی لوگ کہتے ہیں کہ نیچے دوکانیں اور اوپر مسجد یہ جائز نہیں ہے اور کئی مساجد کی مثال بھی دیتے ہیں (جیسا کہ کراچی کی نیومیمن مسجد) کہ اسی لئے مسجد نیچے بنائی ہے اور اوپر نہیں بنائی جبکہ دوسرے گروہ عالمگیر کی بنائی ہوئی دہلی جامع مسجد اور دوسری مساجد کی دلیل دیتے ہیں کہ نیچے مارکیٹ اور اوپر مسجد ہے۔

آپ سے عرض ہے کہ آپ قرآن وسنت کی روشنی میں بتائیں کہ نیچے دوکانیں اور اوپر مسجد بنانا جائز ہے یا نہیں؟

فقط، جواب کا منتظر آپ کا ادنی خادم، ولی محمد کھتری، نیوکلاتھ مارکیٹ حیدرآباد سندھ

۷۸۶ **الجواب** وھوالموفق للصواب: اگر مذکورہ جگہ مسجد کے لئے متعین کر کے مسجد قرار دے چکے تھے تو اب اس جگہ پر دوکانیں بنانا، ناجائز ہے ورنہ جائز۔ درمختار میں ہے اما لو تم المسجدیة تم ارادالبناء منع۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۹/۷/۱۹۸۴ء

مسجد کی اضافی دیواروں کو گرانا

سوال: محترم جناب حضرت علامہ مولانا مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، جناب عالی گزارش یہ ہے کہ

میرے حلقہ ۲۴ حسن آفندی روڈ چوک میں واقع چھوٹی سی مسجد مین روڈ کے کنارے واقع ہے۔ یہاں لوگ اندر نماز بھی پڑھتے ہیں۔ مسجد کے باہر مین روڈ پر چار دیواری بنادی گئی ہے۔ جہاں نماز بھی نہیں ہوتی یہ محض روڈ کو گھیرنے کے مترادف ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس مسجد کی جگہ کی قیمت بھی ادا نہیں کی گئی ہے اور لوگوں نے اس مسجد کی باہر والی چار دیواری کے ساتھ ساتھ ناجائز جگہ آگے بڑھالی ہے۔ علماء دین اس بارے میں کیا فرماتے ہیں آیا مسجد کے ساتھ باہر مین روڈ کی چار دیواری کو توڑا جاسکتا ہے یا نہیں؟ جہاں کہ نماز بھی نہیں ہوتی۔ حنیف چوہان، میونسپل کونسلر حلقہ نمبر ۲۴، حیدرآباد سندھ

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: جو جگہ ایک مرتبہ مسجد بنادی گئی اور اس میں لوگوں کے لئے اذان دے کر جماعت کرادی گئی تو وہ مسجد ہوگئی اور جو جگہ ایک مرتبہ مسجد بن جائے وہ قیامت تک مسجد ہے۔ ذخیرہ میں ہے اذا بنی مسجدا و اذن للناس بالصلوۃ فیہ للجماعۃ فانہ یصیر مسجدا (ردالمحتار) پھر اگر مسجد تنگ ہو جائے اور مسجد کی اطراف

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کشادہ ہوں تو اسے مسجد میں شامل کر سکتے ہیں۔ بشرطیکہ راستے سے گزرنے والوں کو تکلیف نہ ہو تا تارخانیہ میں ہے عن محمد فی مسجد ضاق باهله لا بأس بأن یلحق به من طریق العامة اذا کان واسعا (ردالمحتار) لہٰذا صورت مسئولہ عنہا میں جبکہ روڈ کشادہ ہے اور گزرنے والوں کو کوئی تکلیف نہیں ہے خواہ مخواہ اپنی ذاتی رائے سے مسجد کی اضافی دیواروں کو گرانا ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۱/۴/۱۹۸۵ء

مسجد کے لئے دوکانیں بنانا

سوال: محترم جناب حضرت علامہ مولانا مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، جناب عالی گزارش یہ ہے کہ

۱۔ مسجدوں میں دوکانیں تعمیر کرنا اور تجارتی مقاصد میں استعمال اور اس آمدنی سے فیض یاب ہونا یہ کہاں تک جائز ہے شرع کی رو سے؟ اور کیا مدینہ اور مکہ میں بھی اسی طرح مذہبی مقامات پر تجارتی طور پر فیض پایا جاتا ہے؟ اور اگر یہ جائز نہیں تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

۲۔ سڑک کو بلاک کر کے یا راستوں کو تنگ کر کے مسجد بنائی جائے اور جس کے مالکانہ حقوق کی اجازت بھی مالک جگہ سے نہ لی جائے۔ آیا! ایسی جگہ پر جہاں مالک زمین کی اجازت و رضامندی حاصل نہ کی گئی ہو نماز پڑھی جا سکتی ہے؟ حدیث وفقہ میں اجازت ہے؟

۳۔ کسی بھی ملکیت پر جس کا مالک چاہے سرکاری ہو یا غیر سرکاری یا نجی اس کی بغیر اجازت و رضامندی کے مسجد تعمیر کی جا سکتی ہے یا نہیں؟ ایسی جگہ نماز پڑھی جا سکتی ہے یا نہیں؟

۴۔ غیر مسلم کے عبادت خانوں کو توڑ کر زبردستی ناجائز طور پر مسجد بنائی جا سکتی ہے؟ جبکہ غیر مسلم میں نفرت و بغاوت کا احتمال ہو

۵۔ آیا! ایسی مسجد جس کو خوبصورتی سے سجایا گیا لیکن وہ مسجد صرف نماز کے وقت کھلتی ہے باقی سارا دن اس میں تالا لگا رہتا ہے اس سلسلے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟

حنیف چوہان، میونسپل کونسلر حلقہ نمبر ۲۴، حیدرآباد سندھ

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: ۱۔ سائل نے اس سے پہلے بھی اس مسجد کی تعمیر کے بارے میں فتویٰ حاصل کیا ہے فقیر نے مسجد کا معائنہ کیا ہے اور اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ اب سوال کو گھما پھرا کر لکھا گیا ہے۔ اصل صورت وہی ہے جو سابقہ فتویٰ میں دکھائی گئی، فقیر کا فتویٰ سابقہ اپنی جگہ درست ہے اور اس مسجد کا کسی طرح بھی گرانا جائز نہیں ہے۔

۲۔ دوکانوں کی تعمیر کا مقصد مسجد کی ضروریات پورا کرنا ہے اس لئے یہ جائز ہے۔

۳۔ صورت واقعی کے مطابق مسجد سے نہ تو راستہ تنگ ہے، اور نہ سڑک بلاک ہے پھر مسجد تنگ ہو تو کرھا بھی لینا جائز ہے جیسے کہ مسجد حرام اور مسجد نبوی کی توسیع کے لئے صحابہ کرام نے قریبی زمین کرھالی۔ (درمختار)۔

۴۔ اس شق کا مسجد سے کوئی تعلق نہیں۔ مسجد قدیم چلی آ رہی ہے اس لئے یہ سوال بے جا ہے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۵۔ چوری یا مال کے ضیاع کا خطرہ ہو تو مسجد میں اوقات نماز کے علاوہ تالا لگا دینا چاہیے۔ (فتاویٰ رضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۳/۴/۱۹۸۵ء

مسجد کے لئے وقف جگہ، مسجد ہے

سوال: جناب علماء دین ومفتیان شرع، صاحبان مندرجہ ذیل مسئلہ پر فتویٰ صادر فرمائیں۔

ایک مسجد حیدرآباد ائیر پورٹ کالونی پر آٹھ سال قبل رہائشی کوارٹرز کے قریب ڈائیریکٹر جنرل سول ایوی ایشن جناب وزیرزادہ صاحب جو کہ پاکستان کے تمام ائیر پورٹ کے حاکم ومختار تھے' نے سڑک سے ایک سو پچاس فٹ دور ایک جگہ مسجد کے لئے متعین فرمائی اور یہ جگہ مسجد کے لئے باقاعدہ وقف کی گئی تھی اور بنیادی اینٹ بھی رکھی تھی۔ اپنی جیب خاص سے ۲۰۰۰/= روپے برائے تعمیر مسجد مرحمت فرمائے کیوں کہ اس وقت تین میل کے اندر کوئی مسجد نہیں تھی۔ یہ مسجد ابھی تک بلا چھت ہے۔ اس مسجد میں بجلی اور پانی کی ٹنکی بمع نل وغسل وخانہ وپیشاب خانہ ہے۔ اس مسجد میں کسی سرکاری ادارہ کا روپیہ نہیں لگا ہے۔ اس مسجد میں پانچوں وقت کی نماز باجماعت اور رمضان میں تراویح ہوتی ہے۔ کالونی کے بچوں کو تعلیم بھی اس مسجد میں دی جاتی ہے۔

اب ایک دوسری مسجد پرانی مسجد سے ایک میل دور سول ایوی ایشن ٹریننگ انسٹیٹیوٹ نے ایک سال گزرا بنوائی ہے جو کہ بہت خوبصورت ہے۔ ٹریننگ انسٹیٹیوٹ کے ڈائیریکٹر صاحب جو کہ صرف حیدرآباد ٹریننگ انسٹیٹیوٹ کے حاکم ہیں' انہوں نے پرانی مسجد کو شہید کرنے کا حکم صادر فرمادیا ہے ڈائرکٹر انسٹیٹیوٹ فرماتے ہیں کہ نماز کے لئے دوسری جگہ دے دوں گا صرف کمرہ ہوگا۔ محراب ومنبر نہیں ہوگا۔ وہ بھی پکا وعدہ نہیں کرتے۔ تمام صاحبان حنفی مسلمان ہیں۔

کیا یہ مسجد شہید کرانا درست ہے؟ اگر نہیں تو مسجد شہید کرانے کا حکم دینے والے ودیگر شہید کرنے والوں پر کیا تادیب شرعی اور حد شرع قائم ہوتی ہے؟ فقط، اہل محلہ ائیر پورٹ کالونی' حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں جب کہ باقاعدہ جگہ وقف کی گئی اور بنیادی اینٹ بھی رکھی گئی اور پھر باقاعدہ پنج وقتہ نماز ہوتی رہی تو یہ مسجد ہوگئی، اگرچہ اس کی چھت نہ ہو کہ مسجد کے لئے عمارت شرط نہیں کہ خالی زمین اگر کوئی مسجد کردے تو مسجد ہے اور مسجد ہوگئی تو اب اسے مسجدیت سے ابطال کا حق کسی کو نہیں کہ جو جگہ مسجد بنادی گئی قیامت تک مسجد ہوگئی۔ (درمختار وغیرہ) اسے شہید کرنا سخت جرم ہے قرآن پاک میں مسجد میں ذکر سے منع کرنے والے کو بڑا ظالم کہا گیا ہے تو جو مسجد شہید کرائے وہ تو بہت بڑا ظالم ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ (الجن: 18) بیشک مسجدیں اللہ کی ملک ہیں بعد ارشاد فرمایا وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا (البقرہ: 114)۔ ترجمہ ''اس سے بڑھ کر ظالم کون جو مسجدوں میں اللہ کے ذکر سے منع کرے اور اس کے ویران کرنے میں کوشش کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۶ر شعبان المعظم ۱۴۰۵ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مسجد کی اشیاء صرف مسجد کیلئے استعمال ہوسکتی ہیں، اذان سے پہلے سلام، عورت کو دیکھنے میں وضو نہیں ٹوٹتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ مسجد کا پانی اور بجلی یا کوئی اور چیز عام استعمال کرنا جائز ہے کہ نہیں؟ جب کہ مسجد کی ٹنکی میں اور دوسرے نلوں میں لوگ پائپ لگا کر پانی گھروں میں عام استعمال کے لئے لے جاتے ہیں اور بعض اوقات وضو کے لئے پانی نہیں ہوتا' پانی استعمال کرنے والے نمازی اور بے نمازی بھی ہیں۔ اکثر پانی بھرنے والے عورتیں اور بچے ہوتے ہیں۔

۲۔ باجماعت نماز ادا کرنے کے بعد جب امام سلام پھیرتے ہیں تو بعض مقتدی سلام پھیرنے کے بعد صف توڑ کر پیچھے ہوکر بیٹھ جاتے ہیں' امام کی دعا سے پہلے صف توڑنا جائز ہے کہ نہیں؟

۳۔ بعض اوقات محلّے کی مسجد میں سر سے ننگی عورتیں مسجد کے دروازے سے گزرتی ہیں اور نمازیوں کی نظر ان پر پڑ جائے تو ان کا وضو مکروہ ہو جاتا ہے یا نہیں؟

۴۔ اذان سے پہلے بلند آواز سے صلاۃ وسلام پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ جب کہ بہت سے لوگ اذان سے پہلے صلاۃ وسلام بلند آواز سے پڑھتے ہیں؟ فقط السائل

۷۸۶ الجواب: ۱۔ مسجد کی اشیاء صرف مسجد میں استعمال ہوسکتی ہیں مسجد کے علاوہ کسی دوسری غرض میں استعمال نہیں کرسکتے۔ پانی مسجد کی ٹنکی میں موجود ہے اسے گھر لے جانا منع ہے۔ اپنے گھر کے لئے پائپ لگا کر پانی لینا کہ نمازی وضو سے رہ جائیں سخت جرم ہے اور ہرگز جائز نہیں ہے۔ (عامۂ کتب، بہار شریعت)۔

۲۔ بعد نماز سلام پھیرنے کے بعد صف سے پیچھے ہٹنا جائز ہے جبکہ پیچھے نمازی نماز نہ پڑھ رہا ہو ورنہ پیچھے نہیں ہٹ سکتا ہے۔ (عامۂ کتب)

۳۔ عورت کو دیکھنے سے وضو مکروہ نہیں ہوتا اگرچہ ننگے سر ہو۔ ہاں عورت کو قصداً دیکھنے کا گناہ ہوگا۔

۴۔ صلاۃ کے معنی درود کے ہیں۔ درود ہمیشہ سے جب سے آیت یٰٓاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡهِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا ﴿۵۶﴾ (احزاب) نازل ہوئی مسلمانوں میں جاری ہے۔ قرآن وحدیث نے اس کے لئے کوئی وقت معین نہیں کیا مثلاً نماز کے وقت اذان سے پہلے نہ پڑھا جائے یہ بحث بے کار ہے۔ نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھنا موجب ثواب و برکات اور درود کے ثواب جو احادیث میں وارد ہیں اس بات کے مستحق ہیں کہ اسے خوب پھیلایا جائے اور قرآن پاک نے عام حکم دیا ہے لہٰذا کسی وقت کی قید لگانا صحیح نہیں ہر وقت جائز ہے قبل اذان درود پڑھنا جائز ہے اور جو منع کرتا ہے وہ منع کی دلیل کسی حدیث یا کسی دلیل شرعی سے پیش کرے۔ حدیث پاک میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ما راٰہ المسلمون حسنًا فھو عند اللہ حسن یعنی جس نیک کام کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے لہٰذا قبل اذان درود شریف جائز د

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مستحسن ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ رشعبان المعظم ۱۴۰۵ھ

مسجد میں قرآن کریم بلند آواز سے پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسجد میں بعد نماز فرضوں کے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی ضربیں لگانا کہ اس میں نمازی نماز پڑھتے ہیں۔ نماز میں خلل پڑتا ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کا جواب عنایت فرمائیں۔ فقط والسلام۔ فرید احمد، حالی روڈ حیدرآباد سندھ

۷۸۶ **الجواب:** بلاشبہ مسجد میں تلاوت قرآن مجید اور درود شریف یا کلمۂ طیبہ پڑھنا جائز ومستحسن۔ احادیث سے اس کا جواز ملتا ہے۔ ہاں اگر لوگ نماز میں مشغول ہوں تو اتنی بلند آواز سے نہ پڑھے۔ کہ نمازیوں کو انتشار خاطر ہو۔ (فتاویٰ امجدیہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ رشعبان المعظم ۱۴۰۵ھ

مسجد کی اشیاء کا استعمال

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسجد رحمانیہ کے پاس رہنے والوں نے چندہ جمع کر کے خاص خاص مواقع پر مسجد کی آرائش کے لئے بتیوں کا انتظام کیا ہے۔ جو مسجد رحمانیہ کی ملکیت ہے۔ کیا مسجد کی انتظامیہ عام لوگوں کی شادی بیاہ یا کسی اور عوامی تقریب میں بتیوں کو کرایہ پر دے سکتے ہیں یا نہیں؟ کرائے کی آمدنی پوری کی پوری مسجد کے مصرف میں لائی جاتی ہے۔ فقط تاج محمد انصاری، پریٹ آباد حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** مسجد کی اشیاء جو مسجد کو وقف ہیں مسجد کے استعمال میں لائی جائیں گی کسی دوسری غرض میں استعمال نہیں کر سکتے ہیں۔ (بہار شریعت)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ رشوال المکرم ۱۴۰۰ھ

مسجد کی حد

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: محمدی مسجد جو کہ بہت پرانی بنی ہوئی تھی اور اس کی محراب عام مسجدوں کی طرح آگے کو نکلی ہوئی تھی۔ محراب کی دیوار کے سامنے ایک شخص کا پلاٹ تھا۔ اس شخص نے اپنے مکان کی تعمیر کے وقت محراب کے دونوں طرف دیواروں کے ساتھ ملا کر اپنی دیوار بنائی اور محراب کے ساتھ باہر اپنی دیوار بنائی لیکن مسجد کی دوسری اور تیسری منزل کی محراب کا باہر نکلا ہوا حصہ اپنے مکان میں شامل کر لیا۔ کیا اس کا یہ فعل شرعاً جائز ہے؟

فقط۔ غلام نبی میمن، ممبر منتظمہ کمیٹی محمدی مسجد، آفندی محلّہ کھائی روڈ حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: مسجد ان ظاہری دیواروں کا نام نہیں بلکہ اتنی جگہ کے محاذی ساتوں آسمانوں تک مسجد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے۔ درمختار میں ہے انه مسجد الی عنان السماء اسی طرح نیچے تحت الثریٰ تک مسجد ہے ردالمحتار میں ہے و کذا الی تحت الثریٰ کما فی الکبیری عن الاسبیجابی لہٰذا دوسری تیسری منزل پر محراب کے اوپر جو جگہ خالی ہے وہ خالی نہیں بلکہ محراب ہے اور مسجد کے ہی حکم میں ہے۔ یہ تو محراب ہے۔ فقہاء نے فرمایا حد مسجد اور فنائے مسجد بھی مسجد ہوتی ہے۔ عالمگیری میں ہے والفناء تبع المسجد فیکون حکمه حکم المسجد کذافی محیط السرخسی (رضویہ) لہٰذا شخص مذکورہ کا فعل قطعاً درست نہیں، لوگ اسے ظلم سے روکیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۸/۷/۱۹۸۹ء

مسجد کی لائبریری

سوال: محترم جناب قبلہ الحاج حضرت علامہ مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک لائبریری قائم کی گئی مسجد میں۔ جس کا تمام لین دین لائبریری کے نام سے کیا گیا۔ جب لائبریری قائم ہوئی تو اس کا لیٹر پیڈ و رسیدیں لائبریری کے نام سے چھاپی گئیں اور رقم لے کر لائبریری میں دینی مذہبی کتب رکھی گئیں۔ جو بعد میں کسی مشکل کی وجہ سے مثلاً وقت نہیں ملتا یا کوئی کھولنے کا خیال نہیں کرتا یا لائبریری کو چلانے کا خیال نہیں تو اب ایسی صورت میں کیا لائبریری کی کتب فروخت کر کے مسجد کے فنڈ میں یا مسجد کی تعمیر میں کیا اس رقم کو استعمال کر سکتے ہیں؟ اگر کر سکتے ہیں تو کیا شرائط ہیں؟ اور اس کا سد باب کیا ہو سکتا ہے؟ جب کہ اندیشہ ہے کتب خراب ہونے کا۔ براہِ کرم شرع شریف کا جو حکم ہو ہے اس کے مطابق فتویٰ صادر فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔ فقط عبدالعزیز نقشبندی، خطیب بلال مسجد صرافہ بازار، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں جن لوگوں کے چندے یا کسی ایک شخص نے دیئے ہوں یا ان لوگوں سے جنہوں نے یہ کتب دی ہیں اجازت لے کر ان کتب کو فروخت کر کے مسجد کی تعمیر یا فنڈ میں لگا سکتے ہیں۔ (عامۂ کتب)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ رصفر المظفر ۱۴۰۵ھ

مسجد میں عید میلاد النبی ﷺ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ہم اہلیان محلہ اپنی مسجد کے اندر بعد نماز عشاء جلسۂ عید میلاد النبی ﷺ منعقد کرنا چاہتے ہیں۔ کیا مسجد کے اندر جلسہ عید میلاد النبی ﷺ منایا جا سکتا ہے؟

باشندگان اہل محلہ ملحقہ اکبری مسجد، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: میلاد پاک سید عالم ﷺ مسجد میں کرنا جائز ہے کہ اللہ کا ذکر ہے اور مسجد اللہ کے ذکر کے لئے بنائی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا (لبقرہ:114) اس سے بڑھ کر ظالم کون جو مسجد میں ذکر کرنے سے روکے اور اس کی ویرانی کی کوشش کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ ربیع الاول ۱۴۰۵ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مسجد کی نیچے والی منزل میں کچھ تعمیر کرانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: پہلے ایک چھوٹی مسجد تھی۔ پھر متصل ایک مکان خرید ااب جگہ وسیع ہو گئی ہے تو منتظمین کا خیال ہے کہ پہلے والی چھوٹی مسجد کی نیچے والی منزل جہاں پر امام نماز پڑھاتا تھا اس جگہ وضوخانہ یا امام و مؤذن کے لئے حجرہ بنادیا جائے۔ تو کیا ایسا کرنا درست ہے یا نہیں؟ براہ کرم مدلل جواب سے آگاہ فرمائیں۔

السائل مولوی محمد اقبال، حیدر آباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں جبکہ نیچے والی منزل میں پہلے نماز پڑھتے تھے تو وہ مسجد ہو گئی اور جو مسجد بن گئی اس جگہ کو سوائے نماز وذکر الٰہی کسی کام کے لئے مثلاً وضوخانہ یا امام و مؤذن کا حجرہ بنانا شرعاً منع ہے جو جگہ مسجد بن گئی وہ قیامت تک مسجد ہی رہے گی۔ (عامۂ کتب، بہار شریعت)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ ربیع الاول ۱۴۰۵ھ

جس مقصد کے لئے چندہ جمع کیا اسی میں صرف کرے

سوال: ایک مسجد زیر تعمیر ہے اور وہ تقریباً مکمل ہو چکی ہے اور اس کی کچھ رقم جمع ہے۔ تو کیا وہ رقم دوسری زیر تعمیر مسجد میں صرف ہو سکتی ہے یا نہیں؟ برائے کرم فقہ حنفی کے مطابق فیصلہ صادر فرمائیں۔

فقط۔ حافظ عبد القیوم، جامع مسجد بغدادی، چھوٹکی گٹی، حیدر آباد

http://t.me/Tehqiqat

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: وہ رقم جو کسی کارِ خیر میں خرچ کرنے کے لئے چندے سے جمع کی گئی وہ اسی کام کے لئے جائز ہے جس کے نام سے جمع ہوئی۔ ایسے چندوں سے جو روپیہ (زائد) فاضل بچے وہ چندہ دھندگان کا ہے انہیں لوٹا دینا چاہئے۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو اسی میں صرف کریں۔ ورنہ فقراء پر صدقہ کر دیں۔ درمختار میں ہے فان فضل شئ ردالمتصدق ان علم والا تصدق بہ۔ اگر چندہ دھندگان خود چاہیں یا اجازت دے دیں تو پھر دوسرے مصرف میں خرچ کر سکتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ) پھر یہاں تو تعمیر مسجد کے لئے ہونے والا چندہ وقف مسجد ہے۔ لہٰذا یہاں اگر واقعتہً اس کی ضرورت پوری ہو چکی اور چندہ دھندگان کا پتہ نہیں ہے تو یہ رقم صرف کسی دوسری مسجد کی تعمیر میں خرچ کر سکتے ہیں، دوسرے مصرف میں نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۲/۲/۱۹۸۵ء

مسجد کو منقش کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: مسجد میں نبی پاک ﷺ، صحابہ رسول، امام احمد رضا خان بریلوی، خواجہ نظام الدین اور اولیاء کرام کے طغرے لگانا جائز ہے یا نہیں؟ پیش امام مسجد عثمانیہ نائین کا پڑ کسی حافظ قاری سراج

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الدین دیگر نمازیوں کے کہنے پر مذکورہ طغرے لگانے سے سب گریز کرتے ہیں۔ شرع کی رو سے مسئلہ سے آگاہ فرمائیں۔
فقط قاضی اسلام الدین ولد قاضی سراج الدین، شاہی بازار، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: مسجد کو چونے اور گچ سے منقش کرنا جائز ہے، سونے چاندی کے پانی سے نقش ونگار کرنا بھی جائز ہے، جبکہ کوئی شخص اپنے مال سے کرے۔ مال وقف سے ایسا نہیں کرسکتے۔ کسی بھی جگہ ذی روح کی تصویر لگانا جائز نہیں، غیر ذی روح کی تصویر سے مکان آراستہ کرنا جائز ہے جیسے کہ طغرے اور کتبوں سے مکان سجانے کا رواج ہے (عالمگیری) مسجد میں جیسا کہ اوپر مذکور ہوا غیر ذی روح کے طغرے لگانا جائز ہے جبکہ ان طغروں میں کسی جاندار کی تصویر نہ ہو، جیسے صرف مقامات مقدسہ کا طغریٰ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ ربیع الاول ۱۴۰۵ھ

جو چیز مسجد کے لئے وقف کی گئی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک مسجد میں قرآن شریف اور سپارے مقدار سے زیادہ ہیں۔ یعنی اس مسجد کی ضرورت سے زیادہ ہیں۔ تو کیا اس مسجد سے قرآن شریف یا سپارے دوسری جگہ منتقل کیے جاسکتے ہیں یا نہیں؟ جہاں ان کی ضرورت ہے۔ میرا مطلب ایسے دینی اداروں و مدرسوں سے ہے جہاں دینی تعلیم پڑھائی جاتی ہے؟ آپ براہ مہربانی اس ضمن میں مذہبی احکامات سے آگاہ فرمائیں۔ شکریہ منجانب انتظامیہ کمیٹی مسجد، لطیف آباد نمبر ۶، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: جو چیز جس غرض کے لئے وقف کی گئی ہو دوسری غرض کی طرف اسے پھیرنا ناجائز ہے جب ایک مسجد کا سامان دوسری مسجد میں نہیں دیا جاسکتا تو مسجد کے علاوہ دوسری جگہوں پر دینا بدرجہ اولیٰ منع ہے۔ مسجد کے قرآن پاک یا سپارے اسی مسجد میں استعمال کریں، وہیں پڑھے جائیں کہ مسجد کو دینے والے کی غرض اور مقصد بھی یہی ہے کہ اس مسجد میں پڑھے جائیں لہٰذا دوسری جگہ دینا منع ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ صفر المظفر ۱۴۰۵ھ

جائے نماز میں حجرہ بنانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے متعلق کہ: ایک مسجد ہے۔ جس کے مشرق میں پانی کی ٹنکی اور وضوخانہ ہے۔ مسجد شریف اور وضوخانہ کے درمیان میں مسجد کا صحن ہے۔ اس وضوخانہ کے اوپر جائے نماز بنی ہوئی ہے۔ جس میں جمعہ کے دن یا کبھی عید الفطر کے موقع پر جب نمازیوں کی کثرت ہوتی ہے تو اس جائے نماز میں بھی نماز پڑھی جاتی ہے۔ ورنہ ایسے خالی پڑی رہتی ہے۔ اب انتظامیہ کا خیال ہے کہ اس جائے نماز کے اوپر امام صاحب کے رہنے کے لئے مکان بنادیا جائے۔ تو اس مسئلہ کے متعلق مطلع فرمائیں کہ کیا یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟
السائل محمد علی صدیقی، مسجد عمر الاسلام، متصل ایس. پی آفس، حیدرآباد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں جبکہ وضو خانہ خارج مسجد ہے اور اوپر والے حصے میں جمعہ یا عید کے موقع پر نمازیوں کی کثرت ہو تو یہاں پر نماز پڑھی جاتی ہے تو اگر اس اوپر والے حصے کو مسجد میں شامل کر لیا گیا ہے یعنی یہ کہا گیا کہ میں نے اس کو مسجد کر دیا تو اس کہنے سے مسجد ہو جائے گی اور جب اس طرح یہ مسجد ہو گئی تو اس میں مکان بنانا منع ہو گا اور اگر اس اوپر والے حصہ کو مسجد میں شامل نہیں کیا یعنی یہ نہیں کہا کہ میں نے اس کو مسجد کر دیا تو اب مکان بنا سکتے ہیں۔ (تنویر الابصار' درمختار)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ ربیع الاوّل ۱۴۰۵ھ

مسجد کا احترام سب پر واجب ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: اکبری مسجد پختہ قلعہ کا صدر دروازہ شمالاً جنوباً واقع ہے۔ وہ اس طرح کہ بے غسل و بے وضو آدمی، مسجد کا صحن عبور کر کے وضو خانہ یا غسل خانہ میں جاتے ہیں جس سے مسجد کی بے حرمتی ہوتی ہے۔ مزید یہ کہ یہ دروازہ تنگ ہے جمعہ و عیدین میں نمازیوں کو آنے جانے میں بڑی دقت پیش آتی ہے اور یہ دروازہ جگہ جگہ سے ٹوٹ گیا ہے چنانچہ مسجد کمیٹی یہ تجویز کرتی ہے کہ درواز اس جگہ لگایا جائے کہ دروازہ سے آدمی سیدھا وضو خانہ و غسل خانہ بغیر مسجد کا صحن عبور کئے جا سکے۔ مزید دروازہ چوڑا و خوبصورت بنایا جا سکے لیکن مسجد کمیٹی جس جگہ دروازہ بنانا چاہتی ہے وہاں ایک کرایہ کی دوکان ہے۔ ایک شخص مسجد کی دوکان کا کرایہ دار ہے اور مسجد کمیٹی اس جگہ پر دروازہ بنا کر کرایہ دار کو دوسرے دوکانداروں کے مساوی دوکانیں دینے کو تیار ہے لیکن یہ دوکاندار دوکان کی جگہ دینے کو تیار نہیں ہے۔

فقط عبدالسلام صدر جامع مسجد اکبری' پختہ قلعہ' حیدرآباد سندھ، ۲۷/۴/۱۹۸۳ء

۷۸۶ **الجواب:** جہاں اب ضرورتِ شرعیہ کے تحت مسجد کا صدر دروازہ بنایا جا رہا ہے اور جہاں مسجد کی دوکان ہے جو کہ کرایہ پر اٹھی ہوئی ہے' اگر وہ مسجد کی دوکان نہ بھی ہوتی اور وہ کرایہ دار ہی اس کا مالک ہوتا تو مسجد کے احترام و ضرورتِ واقعیہ کے لئے' واجبی قیمت پر اس سے زبردستی دوکان واپس لی جا سکتی تھی۔ اور جب کہ وہ دوکان ہی مسجد کی ہے تو شرعاً بھی واپس لے سکتے ہیں اور قانوناً بھی۔ اسے انسانیت سے سمجھایا جائے کوئی وجہ نہیں کہ نہ سمجھے۔ لوگ خواہ مخواہ بھی ایسے مواقع پر بات بڑھا لیا کرتے ہیں۔ اس سے پرہیز کریں۔ (عالمگیری' ردالمحتار وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ شعبان المعظم ۱۴۰۳ھ

مسجد میں درخت یا پھول لگانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ: مسجد میں درخت یا پھول لگانا جائز ہے یا نہیں؟

سائل: سید محمد حسین ولد سید جعفر حسین شاہ، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** مسجد میں پیڑ لگانے کی اجازت نہیں نہ مسجد کو اس کی حاجت ہے ہاں اگر زمین میں تری ہے ستون قائم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہیں رہتے تو اس تری کو جذب کرنے کیلئے پیڑ لگا سکتے ہیں (عالمگیری وغیرہ)

العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ محرم الحرام ۱۳۸۸ھ

قربانی کی کھالوں سے تعمیر مسجد، اور دیگر مصارف مسجد

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ قربانی کی کھالیں تعمیر مسجد اور دیگر مصارف مساجد میں صرف ہو سکتی ہیں یا نہیں؟ بینوا بالکتاب و توجروا۔

المستفتی: محمد صدر الدین فہیم بیراٹھی جے پوری، دوقبر، حیدرآباد، سندھ،

متعلم دار العلوم احسن البرکات، حیدرآباد

الجواب وباللہ توفیق الصواب: حامد الله الخالق الاكبر، الذى اوجب علينا الاضحيه وامر، فصل لربك وانحر، مصليا ومسلما على سيدنا ومولينا محمد سيد الخلائق والبشر، الذى ذبح بيده الشريف فى يوم الاضحى ونحر، وقال كلو او تزو دوا وادخروا يسرلنا ولا عسر، وعلى اله وصحبه وازواجه وذريته و علماء ملته واولياء امته الى يوم الفزع الاكبر امين .... بلا شبہ پوست اضحیہ کا صرف تعمیر مساجد، دیگر امور خیر میں جائز و درست ہے اور اس پر متعدد دلائل قائم جس سے اس کا جواب ثابت لازم باللہ التوفیق و بہ نستعین۔

دلیل اول

شرع مطہرہ سے اس کے عدم جواز پر دلیل نہ ہونا خود دلیل جواز ہے کہ سکوت شارع موجب اباحت ہے نہ کہ موجب حرمت مولیٰ عزوجل ارشاد فرماتا ہے يايها الذين امنو الا تسئلو عن اشياء ان تبدلكم تسئوكم وان تسئلو عنها حين ينزل القرآن تبدلكم عفا الله عنها والله غفور حليم اے ایمان والو بہت سی چیزوں کا سوال نہ کرو اگر ان کا حکم تم پر کھول دیا جائے تو تمہیں ناگوار ہوگا اور اگر نزول فرقان حمید کے وقت ان کا سوال کرو گے تو حکم ظاہر کر دیا جائے گا۔ اللہ نے تو تم سے یہ معاف فرما دیا اور اللہ غفور وحلیم ہے (پارہ ۷ سورۃ مائدہ آیت ۱۰۱)

تفسیر خازن شریف میں آیہ کریمہ کے تحت حدیث نقل فرمائی عن سلمان قال سئل رسول صلى الله تعالىٰ عليه وسلم عن اشياء فقال الحلال مااحل الله فى كتابه والحرام ماحرم الله فى كتابه و ماسكت عنه فهو عما عفا عنه فلا تتكلفوا حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے کچھ چیزوں کا سوال کیا گیا فرمایا حلال وہ ہے جو خداوند قدوس نے اپنی کتاب میں حلال فرما دیا اور حرام وہ ہے جو رب نے اپنی کتاب قدیم میں حرام کر دیا اور جس سے سکوت فرما دیا وہ ان میں سے ہے جو اللہ نے معاف فرمایا تو تکلف سے سوال نہ کرو (تفسیر لباب التاویل فی معانی التنزیل مصری ص ۵۳/ جلد ایک)

دارقطنی میں ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں ان الله فرض

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرائض فلا تضیعوھا و حرم حرمات فلا تنتھکو ھاو حد حدودا فلاتنتھکوھا وسکت عن اشیاء من غیر نسیان فلا تبحثوا عنھا اللہ تعالیٰ نے کچھ چیزیں فرض فرمائیں انہیں ضائع نہ کرو اور کچھ چیزیں حرام فرمائیں ان کے نزدیک نہ جاؤ اور کچھ حدیں مقرر کیں ان سے تجاوز نہ کرو اور کچھ چیزوں سے بغیر نسیان سکوت فرمایا ان میں بحث نہ کرو۔

(مشکوۃ شریف مطبع نظامی باب الاعتصام ص ۲۱)

سید المفسرین حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور کے چچازاد بھائی ارشاد فرماتے ہیں فبعث اللہ نبیہ وانزل کتابہ وحل حلالہ و حرم حرامہ فما احل فھو حلال وماحرم فھو حرام وماسکت عنہ فھو عفو اللہ نے اپنے نبی کو مبعوث فرمایا اور قدیم کتاب قرآن حکیم نازل فرمایا اور حلال کو حلال اور حرام کو حرام کیا تو جو چیز حلال کی گئی وہ حلال ہوگئی اور جو حرام فرمائی گئی وہ حرام ہوگئی اور جس سے سکوت فرمایا وہ معاف ہے۔

(مشکوۃ شریف باب ما یحل اکلہ ص ۳۰۷)

بناء علیہ فقہا کرام نے تصریح فرمائی اصل اشیاء میں اباحت ہے فقہ حنفی کی مشہور و مستند کتاب درمختار میں ہے ان الفقھاء کثیر اما یلھجون بان الاصل الا باحۃ اکثر فقہائے کرام کی نوک زبان پر ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔

(درمختار مصری کتاب الطہارۃ ج ۱ ص ۹۸)

حضرت امام علامہ شامی قدس سرہ السامی اس کے تحت فرماتے ہیں وصرح فی التحریر بان المختار ان الاصل الا باحۃ عند الجمھور من الحنفیہ و الشافعیہ تحریر میں صراحتاً فرمایا کہ جمہور حنفیہ وشافعیہ کے نزدیک اصل اشیاء میں اباحت مختار ہے (شامی مطبوعہ مصرج ۱ ص ۹۸)

یہی علامہ ممدوح فرماتے ہیں فھو داخل تحت قاعدۃ الاصل فی الاشیاء الاباحۃ (حقہ) اس قاعدہ کے تحت داخل ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔ (شامی مصری کتاب الاشربہ ج ۵ ص ۴۰۶)

نیز ارشاد فرماتے ہیں ولیس الاحتیاط فی الافتراء علی اللہ تعالیٰ باثبات الحرمۃ اوالکراھۃ الذین لا بدلھما من دلیل بل فی القول الاباحۃ حرمت وکراہت کے ثبوت سے اللہ تبارک وتعالیٰ پر افترا کرنے میں احتیاط نہیں کہ اس کے لئے دلیل ضروری ہے بلکہ اباحت کہنے میں ہے کہ وہی اصل ہے۔ (شامی مصری جلد پنجم ص ۴۰۶)

جب یہ ثابت ہوگیا کہ پوست اضحیہ مسجد میں دیئے جانے پر شریعت مطہرہ نے ممانعت نہ فرمائی تو کم از کم یہ مباح ہوا اور فعل مباح میں فاعل مختار ہے لہذا مانعین کا حق ممانعت باطل اسی میں ہے المباح غیر مطلوب الفعل و ھو مخیر فیھا مباح وہ فعل ہے جس کے کرنے کی شریعت نے طلب نہ کی ہو اور بلا شبہ فاعل اس میں مختار ہے (شامی مصری جلد اول ص ۹۸)

دلیل ثانی

قربانی سے مراد ہی اراقۃ الدم ہے جوہرہ نیرہ میں ہے کان المراد منھا اراقۃ قربانی سے مراد خون بہادینا ہے۔

(حاشیہ قدوری مطبوعہ مجتبائی کتاب الاضحیہ ص ۳۴۰)

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علامہ شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں لان القربة الا راقة قربت عبادت خون بہادینے میں ہے۔
(شامی مصری جلد پنجم ص ۲۸۶)

چونکہ اراقۃ الدم ہی کا نام قربانی لہٰذا صدقہ واجبہ بھی یہی ہے تنویر الابصار و درمختار میں ہے فتجب التضحيته اى اراقة الدم قربانی واجب ہے یعنی خون بہانا واجب ہے (ردالمحتار مصری جلد پنجم ص ۲۷۳)

حضرت امام علامہ شامی علیہ الرحمۃ اس کے تحت فرماتے ہیں والدليل على انها الا راقة لو تصدق بعين الحيوان لم يجز اراقة الدم کے وجوب پر یہ دلیل ہے کہ اگر زندہ جانور صدقہ کرے جائز نہیں۔
(شامی مصری جلد پنجم ص ۲۷۳)

جب قربانی اراقۃ الدم ہی ہے اور اراقۃ الدم ہی واجب ہے تو قربانی کے بعد وجوب ساقط ہو گیا اب بقیہ چیزوں کا صدقہ واجب نہیں کہ واجب ادا ہو گیا لہٰذا گوشت خود کھائے دوسروں کو کھلائے پوست مسجد میں دے دے یا اور کسی مصرف خیر میں صرف کرے خواہ بعینہ اپنے کام میں لائے یا اس کے عوض ایسی چیز لے جو باقی رہنے والی ہو۔

دلیل ثالث

قربانی کے بعد گوشت و پوست کا قربانی کرنے والا مالک ہے خواہ صدقہ کرے یا نہ کرے جوہرہ میں ہے وان لم يتصدق بشئى منها اجزاه قربانی میں اسے اگر کچھ بھی صدقہ نہ کرے جائز ہے (حاشیہ قدوری ص ۲۳۰)
شامی میں ہے لو حبس الكل لنفسه جلزا گر سارا ہی گوشت اپنے لئے رکھ لئے جائز ہے (شامی جلد پنجم ص ۲۹۲)

دلیل رابع

گوشت کا اپنے اہل وعیال پر صرف کرنا بلکہ اگر صاحب عیال ہو اور تنگ دست ہو تو سب ہی گوشت اپنے عیال پر صرف کر دینا جائز ہے شرح وقایہ میں ہے وترکه لذى عيال توسعه عليهم عیال دار اپنے عیال پر کشادگی کے لئے صدقہ ترک کردے (شرح وقایہ محشی بحاشیہ چلپی مطبوعہ کریمیہ جلد دوم ص ۱۴۹)

طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے ان لم يكن صاحب عيال والا فصرفه الى عياله اولى من صرفه الى الصدقه الهديه صدقہ اور ہدیہ کرنا اس وقت ہے جب کہ صاحب عیال نہ ہو ورنہ اس کا اپنے عیال پر صرف صدقہ اور ہدیہ سے اولی ہے (طحطاوی مطبوعہ مصر ص ۳۲۳)

درمختار میں ہے وندب تركه لذى عيال توسعه عليهم مستحب ہے کہ عیال دار اپنے اور اپنے عیال پر کشائش کی خاطر صدقہ ترک کردے (ردالمحتار جلد پنجم ص ۲۸۶)

علامہ شامی علیہ الرحمۃ نے اس کے تحت فرمایا غير موسع الحال یہ حکم صاحب عیال تنگ دست کے لئے ہے۔
(شامی مصری جلد پنجم ص ۶۷۶)

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دلیل خامس

قربانی کے گوشت میں اغنیاء کو بھی کھلانا اور دے دینے جائز ہے وقایہ میں ہے ویوکل ویھب من شاء کھلایا جائے اور جس کو چاہے ہبہ کردے (شرح وقایہ جلد دوم ص ۱۴۹)

قدوری میں ہے ویطعم الاغنیاء والفقراء اغنیاء اور فقراء کو کھلایا جائے (قدوری ص ۲۳۰)

فتاوی ہندیہ میں ہے ویطعم الغنی والفقیر جمیعا کذا فی البدائع ویھب منھا ماشاء للغنی والفقیر والمسلم والذمی کذا فی الغیاثیہ اور قربانی میں سے جو کچھ چاہے غنی فقیر مسلم کو ذمی کو ہبہ کردے جیسا کہ غیاثیہ میں ہے (عالمگیری کتاب الاضحیہ باب خامس مطبوعہ مصر ص ۳۰۰)

درمختار میں ہے ویوکل غنیا اضحیہ میں سے غنی کو بھی کھلایا جائے (ردالمحتار جلد پنجم ص ۲۸۶)

دلیل سادس

اضحیہ میں ہے خود کھانا مستحب ہے مولیٰ عزوجل ارشاد فرماتا ہے فکلوا منھا واطعموا البائس الفقیر قربانی میں سے خود کھاؤ اور مصیبت زدہ فقیر کو کھلاؤ۔

اور فرماتا ہے تبارک وتعالیٰ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ خود کھاؤ اور قناعت کرنے والے بھیک مانگنے والے کو کھلاؤ۔ (حج:36)

حضور اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کلوا واطعموا وادخروا رواہ الشیخان و احمد کھاؤ اور کھلاؤ اور جمع رکھو یہ حدیث بخاری ومسلم وامام احمد نے روایت کی (ردالمحتار جلد پنجم ص ۲۸۶)

فتاوی عالم گیریہ میں ہے ویستحب ان یاکل من لحم الاضحیہ ویطعم منھا غیرہ مستحب ہے کہ اپنے اضحیہ میں سے خود کھائے اور غیروں کو کھلائے (فتاوی ہندیہ مصری جلد پنجم ۳۰۰)

درمختار میں ہے ویاکل من لحم الاضحیۃ اضحیہ کے گوشت میں سے کھائے (ردالمحتار مصری جلد پنجم ص ۲۸۵)

شامی میں ہے ویستحب ان یاکل منھا اور مستحب ہے کہ قربانی کے گوشت میں سے خود بھی کھائے۔
(شامی مصری جلد پنجم ص ۲۸۶)

ظاہر ہے کہ اگر اس کا تصدق واجب ہوتا تو نہ جمع کرنے کا حق ہوتا نہ عیال پر صرف کی اجازت نہ اغنیاء کو کھلانا جائز ہوتا نہ ذمی کو ہبہ کرنا اور نہ خود تناول کرنے کا استحباب کہ صدقہ واجبہ کا یہی حکم ہے درمختار میں ہے ولا الی من بینھما ولاد زکوٰۃ ان لوگوں پر نہ صرف کرے جن کے اور زکوٰۃ دینے والے کے درمیان اصول وفروع کا رشتہ ہو۔
(ردالمحتار مصری کتاب الزکوٰۃ باب المعروف جلد دوم ص ۸۶)

علامہ شامی قدس سرہ السامی اس کے تحت فرماتے ہیں وکذا کل صدقۃ واجبۃ کالفطر والنذر

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

والكفارات اما التطوع فيجوزبل هو اولى ایسے ہی صدقہ واجبہ جیسے صدقہ فطر اور نذر اور کفارات اصول وفروع پر خرچ نہ ہوں گے لیکن صدقات نافلہ کا ان پر صرف جائز بلکہ اولیٰ ہے (شامی مصری جلد دوم ص ۸۶)

نیز فرماتے ہیں وان وجبت به فلا ياكل منها شيئا ولا يطعم غنيا سواء كان الناذر غنيا او فقير الان سبيلها التصدق وليس المتصدق ذالك اگر قربانی اپنے پر خود واجب کر لی نذر مان کر تو اس میں سے کچھ نہ کھائے نہ غنی کو کھلائے خواہ نذر ماننے والا غنی ہو یا فقیر اس لئے کہ اس کی راہ صرف صدقہ ہے اور صدقہ کرنے والے کو اس کا حق نہیں۔

(شامی مصری کتاب الاضحیہ جلد پنجم ص ۲۸۶)

دلیل سابع

طرفہ تر یہ کہ جن اشیاء کا استعمال قبل ذبح مضحی کے لئے ناجائز تھا بعد ذبح ان کا استعمال بھی جائز ہے تنویر الابصار و درمختار میں ہے وكره جزصوفها قبل الذبح لينفع به فان جزه تصدق به ولا يركبها و لا يحمل عليها شيا ولا يو جرها فان فعل تصدق بالاجرة (حاوی للفتاوی) لانه التزم اقامة القربة بجميع اجزائها بخلاف ما بعده لحصول المقصود (مجتبی) ويكره الانتفاع بلبنها قبله كمافی الصوف قربانی سے قبل قربانی کے جانور کے بال بغرض انتفاع کاٹنا مکروہ ہے تو اگر کاٹ لئے صدقہ کر دے اور نہ اس پر سوار ہو نہ اس پر کوئی بوجھ لادے نہ اسے کرایہ پر دے اگر ایسا کر لیا تو اجرت صدقہ کرے یہ حاوی للفتاوی میں ہے اس لئے کہ اس نے اس کے تمام اجزاء کے ساتھ اقامت قربت التزام کیا ہے بخلاف ما بعد کہ مقصود حاصل ہو چکا یہ مجتبیٰ میں ہے اور اس جانور کے دودھ سے بھی نفع حاصل کرنا قبل ذبح مکروہ ہے جس طرح اون اور بالوں سے انتفاع مکروہ ہے۔ (ردالمحتار مصری جلد پنجم ص ۲۸۷)

دلیل ثامن

اور تو اور خود کھال کو مضحی اپنے استعمال میں لا سکتا ہے اگر اس کا صدقہ واجبہ ہوتا تو اس کی کھال صدقہ کرنا واجب ہوتا شرح وقایہ میں ہے ويتصدق بجلدها اويعمل آلته كجراب او خف اوفرو او يبدله بما ينتفع به باقيا لا بما ينتفع به مستهلكا جلد کو صدقہ کر دے یا اس کا کوئی آلہ مثل جراب یا موزہ یا پوستین بنا لے یا کسی ایسی چیز سے بدل لے جسے باقی رکھتے ہوئے نفع حاصل کیا جائے ایسی چیز سے نہ بدلے کہ جسے ہلاک کر کے نفع اٹھایا جائے۔ (شرح وقایہ جلد دوم ص ۱۴۹)

فتاوی ہندیہ میں ہے ويتصدق بجلدها اويعمل منه غربال وجراب ولا بائس بان يشتری به ماينتفع بعينه مع بقائه استحسانات ذالك مثل ما بينا ولا يشتری به مالا ينتفع الا بعد الاستهلاك اس کی جلد کو صدقہ کرے یا اس کی چھلنی اور جراب بنالی جائے اور اس میں حرج نہیں کہ اس کے بدلے میں ایسی چیز خرید لی جائے جسے بعینہ باقی رکھتے ہوئے نفع حاصل کیا جائے استحسانا یہ اس کے مثل ہے جو ہم نے بیان کیا ہے اور اس کے بدلے میں ایسی چیز نہ خریدے جسے ہلاک کرنے کے بعد نفع حاصل کیا جائے۔ (فتاوی عالم گیری جلد پنجم مطبوعہ مصر ص ۳۰۱)

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دلیل تاسع

احکام گوشت پوست آپس میں ایک دوسرے پر قیاس کئے جاتے ہیں فقہائے کرام نے احادیث میں جلد کا حکم دیکھ کر گوشت کو اس پر قیاس فرمایا۔ درمختار میں ہے ولا یعطی اجر الجزار منها لانه کبیع واستفیدت من قوله علیه الصلوٰة والسلام من باع جلد اضحیة فلا اضحیة له قربانی میں سے قصاب کو اجرت نہ دی جائے کیوں کہ یہ بیع کی طرح ہے اور حضور اکرم ﷺ کے فرمانِ مقدس سے مستفاد کہ جس نے اپنی قربانی کی کھال فروخت کی اس کی قربانی نہیں ہوتی ہے۔ (ردالمحتار مصری جلد ۵ ص ۲۸۷)

شامی میں اس کے تحت فرمایا ان کلا منها معاوضة اس لئے کہ گوشت و پوست میں سے اجرت دیا جانا معاوضہ ہے۔

یونہی شرح وقایہ میں ہے فاذا کان الحکم فی الجلد هذا قاسوا علیه اللحم (شرح وقایہ جلد ثانی ص ۱۴۸) جب جلد کے متعلق یہ حکم ہے کہ (غیر مستہلک چیز سے بدلی جائے مستہلک سے نہیں) اسی پر گوشت کو قیاس کیا۔

دلیل عاشر

فقہائے کرام کی ان تصریحات کے پیش نظر ہر سلیم الطبع یہ کہنے پر مجبور ہوگا کہ وجوب صرف اراقۃ الدم کا ہے گوشت پوست کا تصدق واجب نہیں بناء علیہ زمانہ قریب کے ایک مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی کہ حضرات مانعین جنہیں مانتے ہیں اپنے فتاوی میں صراحۃ پوست کا صدقہ نافلہ ہونا بیان کرتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں " ظاہر کہ تصدق بجرم اضحیہ از قبیل تطوعات است وصدقہ تطوع محکوم علیہ بحرمت صرف آں بر بنی ہاشم نیست ایں چنیں احکام از خصائص زکوٰۃ بستند (مجموعہ فتاوی مولوی عبدالحی مطبوعہ یوسفی فرنگی محل لکھنؤ جلد ۲ ص ۳۰۶) ظاہر ہے کہ پوست اضحیہ کا صدقہ از قبیل مستحبات ہے اور صدقہ مستحبہ کا صرف بنی ہاشم وغیرہ پر محکوم بحرمت نہیں اس قسم کے احکام خصوصیات زکوٰۃ سے ہیں۔

اسی میں چند سطور کے بعد صدقہ تطوع بر بنی ہاشم صرف کردن جائز است وہمیں است مذہب جمہور وتصدق بجرم اضحیہ نیز تطوع است لاجرم بر ایشاں صرف آں جائز خواہد شد صدقہ نافلہ بنی ہاشم پر صرف کرنا جائز ہے اور یہی مذہب جمہور ہے اور پوست اضحیہ کا صدقہ بھی صدقہ نافلہ ہے لامحالہ اس کا صرف ان پر جائز ہوگا۔

اسی فتوے کے آخر میں ہے چوں تصدق بجرم اضحیہ از قبیل تطوعات است لاجرم نقل آں مکروہ نخواہد شد جب پوست اضحیہ کا صدقہ صدقات نافلہ کے قبیل سے ہے لاجرم اس کا ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانا مکروہ نہ ہوگا۔

تلک عشرة کاملہ

جب یہ ثابت ہوگیا کہ پوست اضحیہ کا صدقہ صدقہ واجب نہیں بلکہ صدقہ نادار ہے تو مسجد میں اس کے عدم صرف کی کوئی وجہ وجیہ نہیں بلکہ مساجد کے لئے یہ جس قدر چندہ وغیرہ ہو رہا ہے یہ سب صدقہ نافلہ ہی میں تو داخل ہیں اگر صدقہ نافلہ کا عدم جواز تسلیم کرلیا جائے تو پھر تعمیر مساجد کی سبیل ہی نہ رہے اصولاً تو اسی قدر کافی تھا لیکن مزید اطمینان کے لئے ہم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرات مانعین کے شبہات کا ازالہ بھی مناسب سمجھتے ہیں خداوند کریم حق بولنے حق سمجھنے اور حق سننے کی توفیق عطا فرمائے آمین بحرمۃ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

شبہ اول

غنی اور مسجد کا ایک حکم ہے اور چونکہ غنی کو کھال نہیں دیجاتی لہٰذا مسجد کو بھی نہیں دیجا سکتی۔

ازالہ

غنی کو کھانا نہ دینا اور ہے اور نہ دیا جا سکنا اور، شریعت مطہرہ نے کہیں اس کی ممانعت نہ فرمائی بلکہ دلیل خامس میں عالمگیری کی عبارت گزری ویھب منھا ماشاء للغنی والفقیر قربانی میں جو کچھ چاہے غنی اور فقیر دونوں کو دے۔ عموم میں کھال بھی داخل اور یہ اس باب میں نص صریح ہے۔

شبہ دوم

اگر غنی کو کھال دے بھی دیجائے تو اسے فروخت کا حق نہ ہوگا جیسے خود مضحی کو فروخت کرنے کا حق نہیں ہے یونہیں مسجد میں کھال دیجا سکے گی لیکن مسجد اسے فروخت نہیں کر سکتی۔

ازالہ

اولاً اس پر دلیل درکار، ثانیاً یہ کس نے کہا کہ قربانی کرنے والے کو بہر صورت کھال بیچنا ممنوع ہے ممانعت صرف اس صورت میں ہے جبکہ اپنی ذات یا اپنے عیال پر صرف کرنے کے لئے بیچے۔

فتاوی ہندیہ میں ہے ولا یبیعہ بالدراھم لینفق الدراھم علی نفسہ وعیالہ اپنے نفس اور عیال پر خرچ کرنے کے لئے چرم قربانی کو دراہم کے بدلے نہ بیچے (عالم گیری کتاب الاضحیہ باب سادس جلد پنجم مطبوعہ مصر ص ۳۰۱)

ہاں اگر کسی کار خیر میں صرف کے لئے درہموں کے بدلے کھال فروخت کی بلاشبہ جائز، اسی میں ہے ولو باعھا بالدراھم لیتصدق بہ جاز لانہ قربۃ کالتصدق کذا فی التبیین اگر کھال کو درہموں سے بیچا کہ تصدق کرے تو جائز ہے اس لئے کہ جیسے کھال صدقہ کرنا قربت ہے یونہی کھال کے درہموں کا صدقہ کرنا بھی قربت ہے ایسا ہی تبیین میں ہے (عالم گیری مصری جلد پنجم ص ۳۰۱)

ثالثاً بالفرض آپ ہی کی بات مان لی جائے کہ خود مضحی کسی صورت میں بھی کھال فروخت نہیں کر سکتا پھر بھی غنی پر اس کا کیا اثر، مضحی کے احکام اور، غنی کے اور، اعتراض سے قبل شامی ہی کو ملاحظہ فرما لیا ہوتا تحریر فرماتے ہیں واذا دفع اللحم الی الفقیر بنیۃ الزکوٰۃ لا یحسب عنھا فی ظاھر الروایۃ لکن اذا دفع للغنی ثم دفع الیہ بنیتھا یحسب اگر فقیر کو گوشت قربانی بہ نیت زکوٰۃ دیا ظاہر روایت میں کافی نہیں لیکن اگر غنی کو دے دیا گیا پھر اس نے فقیر کو بہ نیت زکوٰۃ دے دیا کافی ہے۔ (شامی مصری جلد خامس کتاب الاضحیہ ص ۲۸۷)

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شبہ سوم

غنی کو کھال دی جا سکتی ہے لیکن اسے بیچ کر اس کی قیمت اسے پیش کرنا اس کی کسرِ شان ہے اسی طرح مسجد میں کھال دی جا سکتی ہے لیکن اسے فروخت کر کے مسجد میں لگانا، نا جائز ہے۔

ازالہ

اولاً شرع مطہرہ سے اس پر دلیل کیا؟ ثانیاً، عموماً مسجد میں کھال ہی دی جاتی ہے ثالثاً ابھی عالمگیری سے نقل ہوا کہ اس نیت سے خود مضحی کو فروخت کرنا جائز ہے رابعاً مسجد والے اگر فروخت کریں تو اوپر والی شامی کی عبارت اس کی دلیل ہے خامساً غنی کے لئے چندہ کرنا بھی اس کی کسرِ شان ہے لیکن مسجدیں عموماً چندہ ہی سے بن رہی ہیں اگر یہ وجہ ممانعت ہے تو پھر مسجد کے لئے چندہ کی ممانعت کا بھی اعلان فرمائیں اگر آپ یوں کہیں کہ مسجد خود چندہ نہیں کرتی بلکہ ہم اس کے لئے چندہ کرتے ہیں اس لئے جائز ہے اس بنا پر اگر مسجد کا چندہ جائز ہے تو یہ کلیہ کھالوں میں بھی جاری کہ نہ کھالیں مسجدیں خود جمع کرتی ہیں نہ فروخت کرتی ہیں بلکہ ہم لوگ یہ امور انجام دیتے ہیں لہٰذا یہ جائز ہے۔

شبہ چہارم

جب یہ صدقہ مستحبہ ہے تو اپنے استعمال میں کیوں نہیں لا سکتا۔

ازالہ: سبحان اللہ ابھی دلیل ثامن میں گذرا کہ کھال کو استعمال کر سکتا ہے ڈول مشک وغیرہ بنا سکتا ہے اور "شبہ ہشتم" میں اور عبارات اسی قسم کی آتی ہیں ہاں کھال کو فرخت کر کے اس کی قیمت کے پیسے اپنے اور اپنے عیال پر صرف نہیں کر سکتا کہ اس نے اضحیہ کے تمام اجزاء سے تقرب کا قصد کیا ہے اور اب اسے فروخت کرنا منافی تقرب وخلوص ہے گویا کہ اپنے جانور کی قیمت پھر سے وصول کر رہے ہیں تو وہ عبادت وخلوص کہاں رہا اور شرعاً مطالبہ عبادت وخلوص کا ہے مولیٰ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے لَنْ یَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ یَّنَالُهُ التَّقْوٰی مِنْكُمْ اللہ کو نہ قربانی کا گوشت پہنچتا ہے نہ خون لیکن اسے تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔ (حج: 37)

تفسیر مدارک شریف میں اس کے تحت فرمایا لن یرضی المضحون والمقربون ربھم الا براعاۃ النیتہ والاخلاص ورعایۃ شروط التقوی قربانی کرنے والے تقرب رب چاہنے والے خلوص نیت وشرط تقویٰ کی رعایت کے بغیر اپنے رب کو ہرگز راضی نہیں کر سکتے۔ (مدارک شریف مصری علی ہامش الخازن جلد سوم ص ۳۱۰)

حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ تقویٰ وخلوص کی تعلیم دینے والے اور نفوس کا تزکیہ فرمانے والے حضور نبی کریم علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں من باع جلد اضحیۃ فلا اضحیۃ لہ جس نے اپنی قربانی کی کھال بیچی اس کی قربانی قبول نہیں۔ (کتاب الترغیب والترہیب علی ہامش مشکوٰۃ کتاب العیدین والاضحیہ ص ۱۸۸)

شرح وقایہ میں ہے لکن التبدیل بالدراھم تمول کھال کو درہموں سے تبدیل کرنا تمول ہے (تمول اس

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وقت ہے جب کہ اپنے نفس وعیال پر خرچ کرنے کے لئے بیچے جیسا کہ فتاوی ہندیہ میں گزرا) شرح وقایہ جلد دوم ص ۱۴۸)

یہ وہ پہلی مصلحت تھی کہ جس کے باعث کھال فروخت کر کے اس کے پیسے اپنے صرف میں لانے کی ممانعت فرمائی گئی اگر اس کا جواز رکھا جاتا تو مضحی گوشت و پوست بیچ کر جانور کی قیمت وصول کر لیتا جو روح عبادت کے خلاف تھا دوسری مصلحت اس میں یہ تھی کہ صلہ رحمی وغرباء پروری کا سلسلہ بالکل ختم ہو جاتا جب اس نے گوشت و پوست سب بیچ دیا تو غرباء کو کیا دیتا اس لئے ابتداء اسلام میں حکم دیا گیا تھا کہ تین دن کا گوشت اپنے پاس رکھ کر باقی سب صدقہ کر دو پھر بعد میں حضور ﷺ نے یہ حکم منسوخ فرمایا۔

موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ میں ہے ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نهى عن اكل لحوم الضحايا بعد ثلاثه قال بعد ذلك كلو او تزو دوا وادخروا بے شک رسول اللہ ﷺ نے قربانی کا گوشت تین دن کے بعد کھانے سے منع فرمایا پھر اس کے بعد یہ فرمایا کھاؤ اور توشہ بناؤ اور جمع رکھو۔

(مصفی ومسوی شرحین موطا امام مالک علیہ الرحمۃ مطبوعہ فاروقی دہلی ص ۱۸۲)

مسجد میں کھال دینا منافی خلوص وتقویٰ نہیں بلکہ عین خلوص وتقوی ہے مولیٰ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ۝ جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرتا ہے تو یہ اس کے دل کے تقویٰ سے ہے (حج)

بخاری ومسلم نے بروایت حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ثالث حدیث بیان کی کہ فرماتے ہیں انی سمعت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يقول من بنى مسجداً يبتغى به و جه الله بنى الله له بيتافى الجنة میں نے حضور اقدس ﷺ کو فرماتے سنا جس نے رضائے الٰہی کا طالب ہو کر مسجد بنائی اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔ (کتاب الترغیب والترہیب علی ہامش المشکوٰۃ ص ۵۰)

صلہ رحمی وغرباء پروری پر بھی اس کا کچھ اثر نہیں کہ گوشت کے تین حصے مقرر فرمادئے گئے ایک خود کے لئے دوسرا اقرباء واحباب کے لئے تیسرا حصہ غرباء وفقراء کے لئے، شامی میں ہے الافضل ان يتصدق بالثلث و يتخذ الثلث ضيافه لا قربائه و يدخر الثلث افضل یہ ہے کہ تیسرا حصہ صدقہ کرے اور تہائی حصہ سے عزیز واحباء کی ضیافت کرے اور تہائی حصہ جمع رکھے۔ (شامی مصری جلد پنجم ص ۲۷۶)

جب یہ حصے مقرر ہو چکے تو اب کھال کے متعلق یہ مختار رہا خواہ بعینہ اپنے استعمال میں لائے خواہ غرباء کو دے دے خواہ کسی اور مصرف خیر میں صرف کرے۔

شبہ پنجم

مسجد کے لئے کھال متولی کو دینا گویا اسے اپنا وکیل بنانا ہوا کہ متولی اسے فروخت کر کے مسجد میں لگائے اور جب یہ خود فروخت نہیں کر سکتا تو وکیل کیونکر کر سکے گا۔

ازالہ: اولاً نہ وکیل بنایا جاتا ہے نہ یہ قصد ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات مضحی کو پتہ بھی نہیں ہوتا کہ متولی کون ہے نہ خبر ہوتی ہے کہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

متولی حامل شرائط وکالت ہے بھی یا نہیں نہ اس کا یہ مقصود کہ اسے خاص متولی ہی فروخت کرے بلکہ بعض دفعہ متولی صاحب موجود بھی نہیں ہوتے مضحی کھال لاکر حدود مسجد کے کسی گوشہ میں ڈال جاتا ہے اسے اس سے کوئی مطلب نہیں ہوتا کہ اسے متولی فروخت کرے یا امام مسجد یا اہل محلہ بلکہ اس کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ بعد فروخت مسجد میں لگ جائے ثانیاً فرض کرو کہ مضحی ہی کا وکیل سہی پھر جب مضحی خود کار خیر میں صرف کے لئے بیچ سکتا ہے جیسا کہ عالم گیری سے گزرا تو خود تمہارے قول سے بھی وکیل کا تصرف جائز ہوگا کہ خود مضحی کی بیع کا عدم جواز وکیل کے تصرف کا عدم جواز، تم نے ثابت کیا جب کار خیر کے لئے اس کی بیع جائز تو وکیل کا تصرف بھی نافذ ثالثاً بزعم باطل یونہی سہی کہ کار خیر میں صرف کے لئے بھی مضحی فروخت نہ کر سکے پھر تمہیں کیا نافع اور ہمیں کیا مضر کہ وکیل وہ تصرفات کر سکتا ہے جو کسی ممانعت کے باعث موکل نہ کر سکے در مختار میں ہے وصح توکیل محرم حلالہ یبیع صیداً وان امتنع عنہ الموکل لعارض النھی اور صحیح ہے وکیل کرنا محرم کا غیر محرم کو شکار بیچنے کے لئے اگرچہ موکل عارضہ نہی کے باعث ممنوع ہے۔ (ردالمحتار مصری کتاب الوکالہ جلد چہارم ص ۵۵۵)

شبہ ششم

جب کھال مسجد میں دے دی گئی تو اب مسجد کی ملک ہوگئی اور ملک مسجد فروخت نہیں ہوسکتی۔

ازالہ

اولاً مضحی کا منشاء ہی اسے فروخت کر کے مصالح مسجد میں لگانے کا ہوتا ہے نہ کہ کھالوں کا مسجد میں انبار کرنا ثانیاً مسجد کے متولی کو اس قسم کے تصرفات کا حق ہوتا ہے اور اس کا تقرر انہیں اغراض کے تحت ہوتا ہے تا تارخانیہ میں ہے ان اھل المسجد لو اتفقو اعلی نصب رجل متولیا لمصالح المسجد فعند المتقدمین یصح ولکن الافضل کو نہ باذن القاضی ثم اتفق المتاخرون ان الافضل ان لا یعلمو القاضی فی زمننا لماعرف من طمع القضاۃ فی اموال الاوقاف بے شک اگر اہل مسجد نے اتفاق کیا ایک شخص کو مصالح مسجد کے لئے متولی بنانے پر تو متقدمین کے نزدیک صحیح ہے لیکن افضل یہ ہے کہ باذن قاضی ہو پھر متاخرین نے اتفاق فرمایا کہ قاضی سے معلوم نہ کریں ہمارے اس زمانہ میں جبکہ اموال اوقاف میں قضاۃ کی طمع پہچان لی گئی۔ (شامی مصری کتاب الوقف جلد سوم ص ۵۶۶)

بحر ونہر میں ہے اذا جتمعوا علی رجل جعلوہ متولیا بغیر امر القاضی یکون متولیا اہل محلہ جب ایک آدمی پر متفق ہوگئے اور اسے بغیر امر قاضی متولی بنالیا وہ متولی ہوگیا۔ (شامی مصری باب احکام مسجد جلد اوّل ص ۶۱۴)

ثالثاً پوست اضحیہ ایسی ہی چیز ہے کہ جسے بیچ کر ہی مسجد میں لگایا جاتا ہے مسجد کا ڈول یا اس کی دریوں کی گوٹ تین چار یا دس پندرہ کھالوں میں اتمام پذیر ہوں گی نہ کہ اس قدر کثیر اس کی نظیر مسجد کے پھل ہیں کہ انہیں بھی فروخت ہی کر کے انتفاع حاصل کیا جاتا ہے در مختار میں ہے غرس فی المسجد اشجار تثمر، ان غرس للسبیل فلکل مسلم الاکل والانتفاع والاتباع لمصالح المسجد مسجد میں درخت بوئے گئے جو پھل دیتے ہیں اگر نمازیوں کے کھانے کے لئے بوئے گئے تو ہر مسلمان کو ان کا کھانا روا ہے ورنہ انہیں مصارف مسجد کے لئے بیچا جائے گا۔ (ردالمحتار مصری کتاب الوقف جلد سوم ص ۵۷۵)

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت امام شافعی قدس سرہ اس کے تحت فرماتے ہیں اذالم یعرف الشرط ان یاخذہ المتولی لبیعها و یصر فهافی مصالح الوقف (جب شرط نہ پہچانی گئی تو پھل متولی حاصل کرے انہیں فروخت کرنے کے لئے اور مصالح وقف میں صرف کرے (شامی مصری کتاب الوقف جلد سوم ص ۵۷۵)

مصالح وقف مسجد کی تفصیل جلیل حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رسالہ مبارکہ التحریر الجید فی حکم المسجد میں ہے من شاء فلیر جع الیہ۔

شبہ ھفتم

جب گوشت کا صدقہ مستحبہ ہونے پر قیاس کر کے پوست کو صدقہ مستحبہ قرار دیا گیا تو پوست کو مسجد میں دیتے ہوئے دیکھ کر گوشت کو بھی اس پر قیاس کیا جائے اور گوشت بھی مسجد میں دیا جائے تا کہ اسے بیچ کر اس کی قیمت مسجد میں لگادی جائے۔

ازالہ

اولاً یہ قیاس مع الفارق ہے کیونکہ گوشت کھانے کی چیز ہے پوست کو کوئی مسلمان نہیں کھاتا ثانیاً ہدیہ وضیافت احباب کا سلسلہ اس سے منقطع ہوتا ہے ثالثاً عیدالاضحٰی کے مبارک دن ضیافت الٰہیہ کے دن ہیں اس ضیافت کی قدریوں بھی ہے کہ قربانی کے گوشت کو خرید وفروخت کئے بغیر استعمال کیا جاتا ہے رابعاً امراء کے دسترخوانوں پر ان دنوں میں گوشت پلاؤ اور کباب سیخ ہوتے اور غریبوں کی روٹی پر چٹنی، اسلام نے مساوات کا سبق پڑھایا خامساً بیع گوشت کا مسئلہ خود علماء میں مختلف فیہ ہے لہٰذا احتیاط اجتناب میں پائی گئی حضرت امام علامہ شامی قدس سرہٗ السامی فرماتے ہیں لیس لہ ان یبیعها بمستهلك وان لہ بیع الجلد بما تبقی عینہ و سکت عن بیع اللحم للخلاف فیہ ففی الخلاصۃ وغیرها لوارادبیع اللحم لیتصدق بثمنہ لیس لہ ذلك ولیس لہ فیہ الاان یطعم ویاکل مضحی کو یہ حق نہیں کہ کھال اور گوشت مستہلک چیز کے عوض بیچے اور یہ حق حاصل ہے کہ جلد کو ایسی چیز کے عوض بیچ دے جو بعینہ باقی رہے صاحب درمختار نے گوشت کی بیع سے اس لئے سکوت فرمایا کہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے خلاصہ وغیرہ میں ہے اگر گوشت کے بیچنے کا ارادہ کیا تا کہ اس کی قیمت صدقہ کردے تو اس کو یہ حق نہیں اور اس معاملہ میں اس کے لئے یہی حکم ہے کہ کھلائے یا کھائے (شامی مصری جلد پنجم ص ۲۸۷)

حتیٰ کہ وہ علماء جو بیع لحم کے قائل ہیں خود ان میں بھی اختلاف ہے بعض نے فرمایا کہ گوشت کی بیع مستہلک چیز سے جائز ہے اور غیر مستہلک سے جائز نہیں اگرچہ مذہب صحیح یہی ہے کہ گوشت کی بیع بھی مستہلک سے جائز نہیں اور غیر مستہلک سے جائز ہے فتاویٰ ہندیہ میں ہے لو اشتری بلحم الاضحیۃ جرابالا یجوز ولو اشتری بلحمها حبوبا جاز ولو اشتری بلحمها لحما جاز قالوا، والاصح فی هذا انہ یجوز بیع الماکول بالماکول وغیر الماکول بغیر الماکول ولا یجوزبیع غیر الماکول بالماکول ولابیع الماکول بغیر الماکول هکذا فی الظهیریہ وفتاوی قاضی خان اگر اضحیہ کے گوشت سے جراب خریدی جائز نہیں اور اگر اس کے گوشت سے غلہ خریدا جائز ہے اور اگر اس کے گوشت سے گوشت خریدا جائز ہے علماء نے فرمایا اس طور پر اس مسئلہ میں صحیح یہ ہے کہ ماکول کی بیع ماکول کے ساتھ جائز ہے اور

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

غیر ماکول کی غیر ماکول کے ساتھ جائز اور غیر ماکول کی بیع ماکول کے ساتھ جائز نہیں اور نہ ماکول کی غیر ماکول سے فتاویٰ ظہیریہ اور فتاویٰ قاضی خان میں ایسا ہی ہے۔ (عالم گیری کتاب الاضحیہ سادس جلد پنجم ص ۳۰۱)

حالانکہ خود اسی عالمگیری میں مذہب صحیح یہ بیان فرمایا گیا واللحم بمنزلة الجلدفی الصحیح حتی لا یبیعه بمالا ینتفع به الا بعد الاستهلاك اور گوشت کا حکم کھال کی طرح ہے مذہب صحیح میں یہاں تک کہ اس کو اس چیز سے نہ بیچے کہ جسے ہلاک کر کے نفع حاصل کیا جائے (عالم گیری کتاب الاضحیہ جلد پنجم ص ۳۰۱)

علامہ شامی قدس سرہٗ السامی ردالمحتار میں فرماتے ہیں والصحیح کمافی الهدایه وشروحها انهما سواء فی جواز بیعهما بما ینتفع بعینه دون مایستهلك وایده فی الكفایه بماروی ابن سماعه عن محمد لو اشتری باللحم ثوبا فلا بأس بلبسه صحیح وہ ہے جو ہدایہ اور اس کی شرحوں میں ہے کہ گوشت و پوست جواز بیع میں یکساں ہیں اس چیز سے جسے بعینہ باقی رکھ کر نفع حاصل کیا جائے بخلاف اس چیز کے کہ جسے ہلاک کر کے نفع اٹھایا جائے اور کفایہ میں اس کی اس دلیل سے تائید کی جو کہ ابن سماعہ نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ اگر گوشت کے عوض کپڑا خریدا گیا تو اس کے پہننے میں حرج نہیں۔ (شامی مصری جلد پنجم ص ۲۸۷)

اس اختلاف کے پیش نظر گوشت کا مسجد میں نہ دیا جانا ہی احتیاط ہے بخلاف پوست کے، اس کے لئے صریح جزئیہ فتاوی عالمگیری سے شبہ دوم میں گزرالو باعها بالدراهم لیتصدق به جاز (انتهی)

شبه هشتم

درمختار میں ہے ویتصدق بجلدها قربانی کی کھال صدقہ کی جائے کیوں کہ یہاں صدقہ کرنا بتایا گیا ہے لہٰذا صدقہ ہی کرنا ہوگا مسجد میں نہیں لگائی جاسکتی اور نہ کسی اور مصرف میں صرف کی جاسکتی ہے اس لئے صدقہ سے مراد صدقہ واجبہ ہے۔

ازاله

یہ مانعین کا وہ چوٹی کا اعتراض ہے جو پاکستان سے لے کر ہندوستان تک اچھالا جا رہا ہے لہٰذا ہم بھی اس پر قدرے تفصیل سے کلام کریں اقول وباللہ التوفیق عبارت درمختار پیش کرنے میں حضرات مانعین نے تدبیر سے کام نہ لیا ورنہ اس باب میں اسے پیش کرنے کی جرأت ہرگز نہ کرتے اولاً صاحب درمختار اور اس کے ماتن صاحب تنویر الابصار یہاں بیان مستحبات فرما رہے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں (ویاکل من لحم الاضحیة ویوکل غنیا ویدخر ونلب ان لا ینقص التصدق عن الثلث) ونلب ترکه لذی عیال تو سعه علیهم وان یذبح بیده ان علم ذلك وان لا (یعلمه شهدها بنفسه ویامر بالذبح کی لا یجعلها) میتة و کره ذبح الکتابی امالمجوسی فیحرم لانه لیس من اهله) درر، و یتصدق بجلدها اور قربانی کے گوشت میں سے خود کھائے اغنیاء کو کھلائے اور جمع کر رکھے اور مستحب ہے کہ صدقہ تہائی سے کم نہ کرے اور مستحب ہے کہ تنگدست عیالدار اپنے عیال پر وسعت کی غرض سے صدقہ کو ترک کر دے اور اپنے ہاتھ سے ذبح کرے جبکہ ذبح کرنا جانتا ہو اور اگر نہ جانتا ہو تو خود موجود رہے اور دوسرے کو ذبح کرنے کا حکم دے تاکہ ناواقف قربانی کو

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مردوار نہ بنادے کتابی کا ذبیحہ مکروہ ہے لیکن مجوسی کا ذبیحہ حرام ہو جائے گا کہ وہ اس کا اہل ہی نہیں یہ درر میں ہے اور قربانی کی جلد کو صدقہ کرے (ردالمحتار کتاب الاضحیہ جلد پنجم ص ۲۸۵ تا ۲۸۷)

ظاہر ہے کہ گوشت قربانی کا تناول کرنا اغنیاء کو کھلانا ذخیرہ کر رکھنا صدقہ تہائی سے کم نہ ہونا تنگ دست عیال دار کا اپنے اہل کے لئے روک رکھنا اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا خود موجود رہنا ان میں سے ایک چیز بھی واجب نہیں تو کھال کا صدقہ کیوں کر واجب ہو گیا حالانکہ اسی ضمن میں اس کا بیان ہے ثانیاً اسی میں ویتصدق بجلدھا کے بعد فرمایا اویعمل منه نحو غربال و جراب و قربة و سفرة و دلواو یبدله بما ینتفع به باقیا کما مرلا بمستهلك یا اس کھال سے جراب مشک دسترخوان یا ڈول بنالیا جائے یا اس کو ایسی چیز سے بدل لے جس کو باقی رکھتے ہوئے اس سے فائدہ حاصل کیا جاسکے جیسا کہ گزرا مستہلک چیز سے نہ بدلے (ردالمحتار مصری جلد پنجم ص ۲۸۷)

اس جزیہ کے باوجود یہ کہنا کہ کھال کسی اور کام میں نہیں آسکتی کس قدر دلیری ہے اور جب خود وہ اپنے استعمال میں لاسکتا ہے تو مسجد میں دینا کار خیر میں دینا ہے یہ کیونکر ناجائز ہوگا اگر اس کا تصدق صدقہ واجبہ ہوتا تو اپنے استعمال کی کہاں راہ تھی ثالثاً اسی ویتصدق بجلدھا کے تحت علامہ شامی فرماتے ہیں ویتصدق بجلدھا وکذا بجلالها وقلائدها فانه یستحب اذا اوجب بقرة ان یجللها و یقلدها و اذا ذبحها تصدق بذالك کما فی التاتار خانیه اور جلد کو صدقہ کرے ایسے ہی اس کے جھول اور ہار وگلو بند کو صدقہ کرے کہ بے شک یہ مستحب ہے کہ جب اس نے گائے واجب کی تو اسے جھول ہار گلوبند پہنائے اور جب اسے ذبح کی تو ان کو صدقہ کردے جیسا کہ تاتارخانیہ میں ہے (شامی مصری جلد پنجم ص ۲۸۷)

لفظ کذا نے بتایا کہ جو حکم کھال اور جھول کے تصدق کرنے کا ہے وہی جلد کے تصدق کا اور یستحب سے ظاہر ہے کہ یہ چیزیں اسے پہنانا بھی مستحب اور بعد ذبح تصدق بھی مستحب اس تصریح صریح کے بعد اسے صدقہ واجبہ ٹھہرانا خواہ مخواہ مطلب کو بگاڑنا نہیں تو اور کیا ہے؟ خود حضرات مانعین نے آج تک ہار اور جھول کے وجوب تصدق کا فتویٰ صادر نہ فرمایا اگر آج سے پہلے کوئی اس کے وجوب پر فتوی دیا ہو تو بتائیں لیکن اس کا ثبوت ضروری ہوگا کہ ان کا وہ فتویٰ اس تحریر کے مطالعہ سے قبل کا ہے رابعاً صدقہ کے متعدد معنی ہیں کمالا یخفی من طالع کتب اللغات ان میں سے صرف ایک معنی خاص میں خلاف تصریحات فقہائے کرام اسے محصور کر دینا یقیناً انصاف سے بعید ہے خاص لفظ صدقہ کا اطلاق صدقات مستحبہ پر خود قرآن عظیم واحادیث کریمہ وکلمات مفسرین کرام ومحدثین عظام وفقہائے انام میں شائع وذائع ہے قرآن حکیم میں ارشاد ہوا اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِیَ ۚ وَ اِنْ تُخْفُوْهَا وَ تُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ اگر صدقات ظاہر کر کے دو تو اچھا ہی اور اگر چھپا کر فقراء کو دو تو تمہارے لئے سب سے اچھا ہے (بقرہ: 271)

سید المفسرین حضرت سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اِنْ تُخْفُوْهَا کے تحت فرماتے ہیں تسروھا یعنی التطوع، تخفوھا کے معنی یہ ہیں کہ اس کو چھپا کے دو یعنی صدقہ نافلہ کو (تنویر المقیاس من تفسیر ابن عباس مصری ص ۳۲)

حضرت امام علامہ علاؤ الدین علی ابن محمد بن محمد ابراہیم بغدادی علیہ الرحمۃ تحت آیۃ کریمہ ان تبدوا الخ اظہار صدقہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے متعلق فرماتے ہیں ای تظهر و الصدقات والصدقة مایخرج الانسان من ماله علی وجه التقرب فیدخل فیه الزکواة الواجبة و صدقة التطوع یعنی مراد آیت سے یہ ہے کہ صدقات ظاہر کرو اور صدقہ ظاہر کرو اور صدقہ یہ ہے کہ انسان اپنے مال میں سے بغرض عبادت کچھ حصہ نکالے تو اس آیت میں زکوٰۃ واجبہ اور صدقہ نافلہ دونوں داخل ہیں۔
(تفسیر خازن شریف مصری جلد اول ص ۲۱۳)

یہی علامہ ممدوح فهو خیر لکم کے تحت اخفائے صدقہ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں یعنی اخفاء الصدقة افضل من العلانیة و کل مقبول اذا کانت النّیة صادقة واختلفوا فی المراد بالصدقة النافلة المذکورة فی الایة فقال الاکثرون المرادبها صدقة تطوع واتفق العلماء علی ان کتمان صدقة التطوع افضل و اخفاء ها خیر من اظهارها اخفائے صدقہ اظہار صدقہ افضل ہے اور سب مقبول ہیں جب کہ نیت صالحہ ہو اور علمائے کرام نے صدقہ مذکورہ آیۂ کریمہ میں اختلاف فرمایا تو اکثر نے یہ فرمایا کہ اس سے مراد صدقات قافلہ ہیں اور علماء نے اس پر اتفاق فرمایا کہ صدقات نافلہ کا اخفاء ان کے اظہار سے افضل ہے۔ (تفسیر خازن شریف مصری جلد اول ص ۲۱۲)

حضرت امام علامہ ابوالبرکات سیدی عبداللہ ابن احمد ابن محمود نسفی حنفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں قالو المراد صدقات التطوع علمائے کرام فرماتے ہیں اس سے مراد صدقات نافلہ ہیں (تفسیر مدارک التنزیل علی ہامش الخازن جلد اول ص ۲۱۲)

حضرت امام علامہ مفتی ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ استاذ سلطان اورنگ زیب عالم گیر رحمۃ اللہ علیہ زیر آیۂ کریمہ خذمن اموالهم صدقة رقم طراز ہیں الصدقة یحتمل صدقة نافلة والزکوٰة آیت میں لفظ صدقہ صدقہ نافلہ اور زکوٰۃ پر محتمل ہے۔ (تفسیرات احمدیہ مطبوعہ جید پریس دہلی ص ۲۷۰)

احادیث کریمہ اس باب میں کثیر و وافر ہیں تبرکا چند احادیث کریمہ ذکر کرتے ہیں، ابوداؤد وطبرانی وبیہقی نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ایک جماعت صحابہ سے مرفوعا روایت کی کہ دافع البلاء ﷺ ارشاد فرماتے ہیں حصنوا اموالکم بالزکواة و داووا مرضاکم بالصدقة واستقبلوا امواج البلاء بالدعاء والتضرع زکواۃ دیکر اپنے مالوں کی حفاظت کرو، صدقہ دے کر بیماروں کی دوا کرو، بلاؤں کی موجوں کا دعا وتضرع سے استقبال کرو۔
(کتاب الترغیب والترہیب علی ہامش المشکواۃ ص ۱۳۰)

یہاں لفظ صدقہ کو زکوٰۃ کے بالمقابل ارشاد فرما کر اشارہ فرمادیا کہ صدقہ علاوہ زکوٰۃ بھی ہوا کرتا ہے اور سنئے صدقہ اور افضل صدقہ کونسا صدقہ تطوع ہے ابوداؤد ونسائی نے حضرت سعد ابن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے دربار رحمت للعالمین میں عرض کی یارسول اللہ ان ام سعد ماتت فای الصدقة افضل قال الماء فحفر بیرا و قال هذا لام سعد یارسول اللہ ﷺ سعد کی ماں انتقال فرماگئیں تو کون سا صدقہ افضل ہے فرمایا پانی تو انہوں نے کنواں کھودا اور فرمایا کہ یہ سعد کی ماں کے لئے ہے۔ (مشکوٰۃ شریف مطبع نظامی دہلی ص ۱۴۰)

نہ ہوئے حضرات مانعین اس زمانہ میں ورنہ اس کنوئیں پر ایک بورڈ لگادیتے کہ اس کا پانی فقیر پئے غنی نہ پئے اس

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لئے کہ یہ صدقہ ہے اور صدقہ سے مراد صدقہ واجبہ ہی ہوتا ہے میں حضرات مانعین سے گزارش کرتا ہوں کہ اگر خیر سے حج کو تشریف لے جانا ہو گیا اور وہ مبارک کنواں نجدی کے دست برد سے محفوظ ملا تو آپ تو غالباً اس کا پانی نوش نہ فرمائیں گے لیکن ہم تو انشاء اللہ الکریم خوب سیر ہو کر پئیں گے صدقہ نافلہ کے انکار نے آپ کو کیسے خسارہ میں رکھا طبرانی نے باسناد حسن وامام بیہقی نے حضرت عبداللہ ابن مسعود حبر الامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جواد وکریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کل قرض صدقة ہر قرض صدقہ ہے۔ (کتاب الترغیب والترہیب علی ہامش المشکوٰۃ ص ۱۵۵)

ہر صدقہ کو اگر صدقہ واجبہ ہی مانا جائے تو پھر لازم آئے گا کہ نہ کسی سے قرض لیجئے نہ کسی صاحب نصاب کو قرض دیجئے اور اگر کسی مفلس کو قرض دیں تو واپسی کا قصد نہ کیجئے کہ صدقہ دے کر پھر اسے خریدنے کی بھی ممانعت ہے چہ جائیکہ اس کی واپسی مؤطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ میں ہے ان عمر ان الخطاب حمل علی فرس فی سبیل اللہ فاراد ان یبتاعه فسئل عن ذالك رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فقال لا تبتعه ولا تعدفی صدقتك حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو راہ خدا میں گھوڑے پر سوار کیا پھر وہی گھوڑا خریدنے کا قصد فرمایا حضور کریم ﷺ سے اس باب میں سوال کیا فرمایا نہ اسے خرید نہ اپنا صدقہ واپس لے۔

(مسوی مصفی شرحین مؤطا مطبوعہ فاروقی دہلی جلد اول ص ۲۱۷)

امام ترمذی بروایت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ صاحب خلق عظیم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں تبسمك فی وجه اخیك صدقة وامرك بالمعروف صدقة ونهيك عن المنكر صدقة و ارشادك الرجل فی ارض الضلال صدقة و نصرك الرجل الردی البصر لك صدقة واماطتك الحجر والشوك والعظم عن الطريق لك صدقة وافراغك من دلوك الیٰ دلو اخیك لك صدقة اپنے مسلمان بھائی کے سامنے تیرا مسکرانا صدقہ ہے نیکی کا حکم کرنا صدقہ ہے برائی سے روکنا صدقہ ہے بھولے کو راستہ بتانا صدقہ ہے کمزور نگاہ والے کی مدد کرنا صدقہ ہے راستہ سے پتھر کانٹا ہڈی دور کر دینا صدقہ ہے اپنے ڈول میں سے اپنے بھائی کے ڈول میں پانی ڈالنا صدقہ ہے۔ (مشکوٰۃ شریف نظامی۔ ۱۴۰)

ہر صدقہ کو صدقہ واجبہ بتانے والے حضرات غالباً ان امور میں سے کسی امر پر عمل نہ کریں گے نہ کسی غنی کے ساتھ نہ اپنے اصول وفروع کے ساتھ یہ چار احادیث محض بطور نمونہ گزارش کی گئیں ورنہ تفصیل کے لئے دفتر طویل کی ضرورت ہے مفسرین کرام کے اقوال آیات کے تحت گزرے محدثین عظام نے ان احادیث کے ابواب کا نام افضل الصدقہ رکھا اسی قدر کافی تھا لیکن مناسب ہے کہ آخر میں خاتم المحدثین حضرت علامہ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عبارت پیش کی جائے فرماتے ہیں ایں بیان صدقہ واجبہ بودا ما صدقہ تطوع اگرچہ امر ایجابی بداں نہ کردے و بر ترک و عید نفر مودے لما اور ابغایت دوست داشتے و بداں چنداں شاد شدے کہ بخلا بستیدن آں شاد شوند و ہر مقدار کہ وہ راہ حق صرف کردے آں را بسیار نہ شمر دے و ہیچ کس چیزے ازوے نخواستے الاجابت کردے وبدادے وفرزدق شاعر در نعت دے صلی اللہ علیہ وسلم گفتہ است شعر۔

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تشہدہ ما قال لا قط الا فی نعم لو لا التشھد کانت لائہ

یہ صدقہ واجبہ کا بیان تھا لیکن صدقہ نافلہ اگر چہ اس کا حکم بطور وجوب نہ فرمایا نہ اس کے ترک پر وعید فرمائی لیکن اسے بغایت محبوب رکھتے تھے اور اس قدر اظہار سرور فرماتے تھے کہ بخلاء لیکر خوش ہوتے اور جس مقدار میں راہ خدا میں صرف فرماتے اسے زیادہ نہ شمار فرماتے اور کوئی شخص کوئی چیز آپ سے طلب نہ کرتا مگر آپ قبول فرماتے اور دے دیتے فرزدق شاعر نے آپ کی نعت میں شعر عرض کیا ہے......

تشہد کے علاوہ آپ کے لب پر نہ لا آیا تشہد گر نہ ہوتا آپ کا لا بھی نعم ہوتا

(مولف نیر الحامدی)

فقہائے کرام کے یہاں بھی صدقہ کا اطلاق صدقہ نافلہ پر موجود ہے جس کی عبارت اس رسالہ میں متعدد مقامات پر گزریں یہاں صرف دو عبارتیں خاص متعلقہ گوشت قربانی نقل ہیں یستحب ان لا ینقص الصدقة من الثلث مستحب یہ ہے کہ صدقہ تہائی سے کم نہ کرے (قدوری ص ۲۳۰)

شامی میں ہے والصدقة باللحم تطوع گوشت کا صدقہ صدقہ نافلہ ہے (شامی جلد پنجم ص ۲۸۶)

اس مختصر وضاحت کے بعد میں اپنے مسلک کی تصدیق وحصول برکات وقبولیت کی امید رکھتے ہوئے حضور پرنور اعلیٰ حضرت عظیم البرکات مجدد دین وملت امام اہل سنت بریلوی قدس سرہٗ العزیز کا ایک فتوی مبارکہ پیش کرتا ہوں جنہیں علمائے عرب وعجم نے سراہا دعائیں دیں مجدد ہذا القرآن کے عظیم خطاب سے یاد فرمایا عرفان شریعت حصہ دوم میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس سے متعلق دو فتوے شائع ہوئے۔

http://t.me/Tehqiqat

مسئلہ

مفتیان کرام وفقہائے ذوی الاحترام کا اس بارے میں کیا ارشاد ہے زید کہتا ہے کہ جلد قربانی وعقیقہ مسجد ومدرسہ کے صرف میں آسکتی ہے؟ بکر کا قول ہے کہ کسی فقیر کو دی جائے کیونکہ یہ صدقہ ہے اور صدقات کی تفصیل کلام الٰہی نے فرمادی انما الصدقات للفقراء (سورۃ توبہ) اور حکم باری تعالیٰ ہے فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ آیت ۵۹ سورۃ النساء۔ لہٰذا کلام ربانی کی طرف رجوع کی گئی نیز بکر کا بیان ہے کہ بر تقدیر صحت قول زید اس کا ماخذ کہاں ہے امید ہے کہ مسئلہ کی توضیح مع نقل عبارات فرمائی جائے بینوا توجروا۔

الجواب

بے شک ہر منازعت میں اللہ اور رسول ہی کی طرف رجوع لازم ہے مگر ہر ایک کو بلا واسطہ رجوع کی لیاقت کہاں ....؟ یہیں دیکھئے آیہ کریمہ میں صدقات سے زکوۃ مراد کہ اس میں ارشاد ہوتا ہے العاملین علیها اور بکر نے اس میں قربانی وعقیقہ کو شامل کردیا یہ بھی نہ دیکھا کہ اس کے تو گوشت کی نسبت خود قرآن کریم میں ارشاد ہے فکلوا منها اس میں سے خود بھی کھاؤ اب کہاں رہی صدقات کی وہ تفصیل جو اس آیہ کریمہ میں بالحصر ارشاد ہوئی تھی انما الصدقات للفقراء یہ بھی نہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سمجھا کہ عوام تک اسے قربانی کہتے ہیں نہ کہ صدقہ تو ہر کار تقرب اس میں روا لہٰذا امام علامہ زیلعی نے شرح کنز الدقائق میں فرمایا لانہ قربۃ کالتصدق ہاں ہم نے خاص مسئلہ قربانی میں اللہ عزوجل کی طرف رجوع کی تو اس کا ارشاد ہوا فکلوا منھا واطعموا البائس الفقیر خود اس میں سے کھاؤ اور ضرورت مند فقیر کو کھلاؤ اطعام کے لفظ نے بتایا کہ تصدق ہی لازم نہیں اباحت بھی کافی ہے جو محض ایک قربت ہے رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع کی، تو حضور کا ارشاد پایا فکلوا وادخروا واتجروا خود کھاؤ اور اٹھا رکھو اور ثواب کا کام کرو (رواہ ابوداؤد وغیرہ) مسجد و مدرسہ دینیہ اہل سنت میں دینا بھی ثواب کا کام مثل اطعام اور اسی واتجروا کے حکم میں داخل ہاں اگر کوئی شخص اس کی جلد، اپنے صرف میں لانے کی نیت سے روپے پیسوں کے بدلے بیچے تو بے شک قیمت اس کے حق میں خبیث ہوگی لانہ خرج من التمول کما نصوا علیہ و فی حدیث المستدرك من باع جلد اضحیتہ فلا اضحیۃ لہ وہ قیمت نہ مسجد میں دے نہ مدرسہ میں فان اللہ طیب لا یقبل الا الطیب بلکہ فقراء پر تصدق کرے کما ھو حکم المال الخبیث اور اگر نہ اپنے لئے بلکہ مسجد و مدرسہ یا کسی فقیر ہی کو دینے کے لئے یہ خود بیچے خواہ متولی مسجد و مدرسہ و وکیل فقیر بہر صورت جائز ہے اور وہ دام مدرسہ و مسجد میں صرف ہو سکتے ہیں کہ ممنوع تمول ہے نہ کہ تقرب وقدمر عن التبیین انہ قربۃ کالتصدق و تمام تحقیقہ فی رسالتنا الصافیۃ الموجبۃ فی حکم جلود الاضحیۃ واللہ تعالی اعلم۔ فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

الحمد للہ کلام اپنے اتمام کو پہنچا یہ سب میرے آقا و مولا سیدی و سندی و مرشدی حضور پر نور حجۃ الاسلام مرجع الانام مولانا الحاج الشاہ محمد حامد رضا خان قبلہ علامہ بریلوی قدس سرہ القوی کے فیوضات باطنی کا پرتو ہے کہ جواب کی چند سطور نے صورت رسالہ اختیار کی لہٰذا اس کا نام الفیوضات الحامدیہ فی تعمیر المساجد بجلود الاضحیہ تجویز کرتا ہوں اور دست بدعا ہوں کہ مولا تعالی میرے آقا کے فیوض و برکات سے مجھ تہی دامن کو مالا مال فرمائے آمین

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین و صلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ و نور عرشہ و قاسم رزقہ سیدنا مولانا محمد والہ واصحابہ اجمعین امین یارب العالمین۔ ھذا مافھمت فی الباب واللہ و رسولہ اعلم بالصواب جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم و علمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

کتبہ فقیر سید محمد ریاض الحسن جیلانی رضوی حامدی

جودھپوری غفرلہ القوی

السادات، D/۷۵ امریکن کوارٹر، حیدرآباد

مورخہ ۱۹ر صفر المظفر سنہ ۱۳۷۴ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تصدیقات

علمائے حیدر آباد، سندھ

عالم نبیل فاضل جلیل خلیل العلماء حضرت مولانا مفتی محمد خلیل خاں صاحب قادری برکاتی مارہروی

صدر المدرسین مدرسہ احسن البرکات، حیدر آباد سندھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی تتغنی بشکر الائہ الخلائق و تتجلی بنور کبر یائہ المغارب والمشارق والصلاۃ والسلام علی حبیبہ و خلیلہ المبعوث الی کافۃ الامم من العرب والعجم وعلی الہ واصحابہ اجمعین برحمتك یا ارحم الراحمین۔ اما بعد فانی قد طالعت الرسالۃ الرشیقۃ والقبالۃ الکریمۃ المسماۃ بالفیوضات الحامدیۃ فوجدتھا بحمد اللہ تعالیٰ انھا تنور النواظر وترھف البصائر مملوئۃ بالبینات الوافرہ ومشحونۃ بالدلائل المتکاثرہ۔ وللہ در المصنف حیث سعی فی قمع اوھام المتفقھین وقلع شبھات المترددین واتی ماینا سبہ المقام من القرآن واحادیث خیر الانام و اوردفیھا اقوال العلماء وزینھا بمقالات الفقھاء فاختار ماھو المختار واثر ماعلیہ الابرار فھو بالمتابعۃ احق لان الحق بالا تباع حق۔ کیف لا وقد صنفھا الفاضل الاجل والعالم الا کمل ذو الطبع الفھیم وصاحب فھم المستقیم اخی فی اللہ ذوالمجد والجلاء حامی السنن ماحی الفتن مولانا المولوی السید الشاہ محمد ریاض الحسن القادری البرکاتی الرضوی فاللہ یجزیہ جزاالحسن۔ فطوبی ثم طوبی لمن اھدی واولی ثم الولی لمن اتبع الھوی الھم انی اعوذبك من احداق الفتن الینا والیہ وتطاول اھل الجراۃ علینا وعلیہ ربنا الیك انبنا وعلیك توکلنا والیك المصیر وصلی اللہ تعالیٰ علی البشیر النذیر وعلی الہ واصحابہ الی یوم لا ینفع فیہ جدو لا مل ولا بنون ونحن انشاء اللہ تعالی بکرمہ عز اسمہ تحت ذیل حبیبہ مستبشرون فرحون۔

کتبہ: بقلمہ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری المارھروی عفی عنہ

۲۶/ من ربیع الاخر سنہ ۱۳۸۴ من الھجرۃ القدسیہ

مہر خلیل ملت　　　　مہر دار الافتاء احسن البرکات

فقیہ امجد محدث ارشد مولانا مولوی ابو المحامد سید محمد صاحب محدث اشرفی جیلانی کچھوچھوی مدظلہ

حضرت مجیب خلیفہ حجۃ الاسلام کی تحریر سے ایسے لوگوں کے وجود کا پتہ چلا جو جلد اضحیہ کے بارے میں اس تحقیق انیق کے خلاف ہیں ورنہ کسی واقف دین پر نہ یہ پوشیدہ ہے کہ جلود اضحیہ کا تصدق صدقہ نافلہ ہے اور نہ یہی پوشیدہ ہے کہ صدقات

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نافلہ سے مسجد کی خدمت بلاشبہ جائز ہے اور اس کے بعد پھر مسئلہ کا انکار جہل اور محض مسائل سے بے خبری کی دلیل ہے ھذا ما عندی والعلم عند اللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم واحکم

فقیر ابوالحامد سید محمد اشرفی جیلانی غفرلہ ولوالدیہ وعن لاحق علیہ، نزیل حیدرآباد سندھ

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

سراج طریقت عارف اسرار حقیقت حضرت مولانا مولوی حافظ سید واحد علی شاہ صاحب مرادآبادی الوری نفع اللہ المسلمین بفیضانہ الصوری والمعنوی

رسالہ ہذا کو مختلف مقامات سے دیکھا مولانا موصوف نے بڑی عرق ریزی سے کام لیا اور مسئلہ ہذا میں بڑی تحقیق فرمائی بلاشک جلد اضحیہ مسجد میں اور مسجد کے مصارف میں صرف کرنا جائز ہے اور جبکہ ایک ذمی کافر کو دینا جائز بناء علیہ مسجد و دیگر کار خیر میں بھی دینا جائز جیسا کہ علماء کی تصریحات سے ثابت۔ سید واحد علی، نزیل حیدرآباد

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

فاضل حزب الاحناف مفتی سکھر حضرت مولانا مولوی شمس الضحیٰ صاحب

جلود اضحیہ سے تعمیر مسجد جائز ہے اگر چہ قربانی کرنے والے نے خود ہی مسجد کے لئے فروخت کیا ہو اور اگر قربانی کرنے والے نے درھم و دینار وغیرہما کے عوض اپنی ذات کے لئے قربانی کی کھال بیع کی تو اب اسے مسجد میں صرف نہیں کرسکتا اس کا مصرف صدقات واجبہ کا مصرف ہے۔ شمس الضحیٰ غفرلہ، نزیل حیدرآباد

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

مجاہد ملت حضرت علامہ عبدالحامد صاحب قادری صدر جمعیت علمائے پاکستان کراچی

صورت مسئولہ میں جو جوابات حضرات علمائے اکابر نے تحریر فرمائے اس سے کلیتاً اتفاق ہے۔

عبدالحامد القادری، ۱۷/ رجب سن ۱۳۷۴ھ

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

فاضل اجل حضرت شاہ احمد نورانی صدیقی صاحب خلف الرشید مبلغ اسلام علامہ شاہ عبدالعلیم صاحب میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ وناظم جمعیت علمائے پاکستان کراچی نزیل حیدرآباد

مبسملا و حامدا و محمدا جل و علا و مصلیا و مسلما محمد صلی اللہ علیہ وسلم دلائل قاہرہ سے بحمد اللہ صورت مسئلہ واضح تر ہے اس کے بعد بھی کچھ کہا جائے تو علیل عدم تفقہ ہے۔ حضرت الاخ الفاضل الجلیل نے اس اہم دینی خدمت کا تکملہ فرما کر اشد دینی ضرورت کو پورا فرمایا جزاہ اللہ عنا و عن سائر اھل السنۃ خیر الجزاء۔ العبد الشاہ احمد نورانی غفرلہ، نزیل حیدرآباد

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حامی دین متین مولانا مولوی حافظ قاری محمد مصلح الدین صاحب قادری رضوی

خطیب مسجد جامع آخوند کراچی (نزیل حیدرآباد)

فاضل مجیب حضرت مولانا مفتی سید ریاض الحسن جیلانی حامدی رضوی نے جزم قربانی کے مساجد ومصارف خیر میں استعمال کے جواز حلت پر آیات قرآنیہ واحادیث بنویہ وتصریحات فقہاء وائمہ وتحقیقات انیقہ پر مشتمل جو رسالہ ترتیب فرمایا ہے فقیر نے اسے من اولہ الی آخرہ دیکھا ہر صاحب عقل وانصاف کے لئے یہ رسالہ مبارکہ عجالہ حق کی وضاحت کے لئے کافی وافی ان کی تحقیق قابل تحسین وآفرین ہے مولیٰ تعالیٰ فاضل مجیب کو جزائے خیر عطا فرمائے اوران کے فیوض وبرکات کو عام فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فقیر حافظ مصلح الدین صدیقی قادری رضوی، نزیل حیدرآباد

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

حضرت مولانا سید محمد علی صاحب حامدی رضوی قادری الوری

خطیب جامع مسجد نور پنجرہ پول حیدرآباد سندھ

۹۲/۷/۸۶

الحمدللہ وحدہ والصلوۃ السلام علی من لانبی بعدہ وعلی الہ الاکرام وصحبہ العظام اما بعد فما کتبہ المحقق والفاضل المدقق جامع المعقول والمنقول حامی السنن ماحی الفتن مفتی الزمن الحری اللقن والذکی القمن حضرۃ مولانا المولوی السید محمد ریاض الحسن الجیلانی الرضوی الحامدی الجود فوری نفع اللہ المسلمین بفیضانہ المعنوی والصوری فی ھذہ الرسالۃ المبارکۃ المنیفۃ الکریمۃ فقہ وجد تھا بالحجج القویہ من الکتاب والسنن السنیہ وبالدلائل الفقہیہ الکثیرۃ الصحیحۃ فاثابہ اللہ تعالیٰ ثوابا کثیرہ واجر ایو ماولیلا مادامت الارض والسماء قالہ بفمہ ورقمہ بقلمہ عبدہ العاصی السید محمد علی القادری الرضوی عفاعنہ ربہ العلی القوی، مہر مولانا موصوف

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

حضرت مولانا حافظ سید محمد واصل صاحب، خطیب مسجد پولیس ہیڈکوارٹرز حیدرآباد سندھ

مبسملا وحامدا ومصلیا۔ امام بعد ماقالہ العلامہ وافادہ الفھامہ حق صریح ومسلک صحیح لنیق بالا عتناد و حقیق بالا ستناد و انا العبد الآمل کرم ربہ الکامل الشاہ محمد واصل غفرلہ ربہ بفضلہ العاجل۔

خطیب المسجد الشریف، پولیس ہیڈکوارٹر حیدرآباد سندھ

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شیخ المشائخ عارف باللہ مولانا مولوی سید صبغۃ اللہ المعروف پیر ایرانی صاحب مدظلہ

۱۔ ہر عمل یا مالے کہ در کار خیر بامید ثواب خالصہ لوجہ اللہ صرف شو و صدقہ است۔

۲۔ صدقہ یا از قسم واجب است مثل نذر، کفارہ، فطرہ، زکوٰۃ، وغیرہ یا از قسم نافلہ (تطوع) است کہ قربۃً الی اللہ بامید اجر نیک اجر میگردد۔

۳۔ صدقات واجبہ مقدر و طریق خرج آں معین و مستحقین آں مشخص است و در صدقہ تطوع اختیارات صدقہ دہندہ وسیع تر و تا حدی مصالح وقت بنا بر تشخیص وے است۔

۴۔ بر کسی کہ قربانی واجب شدہ باشد (بشرطیکہ نذر نہ باشد) وقتیکہ خون حیواں در ذبح بدست صاحب آں یا بدست نائب آں جاری شد وجوب بعمل آمد۔ واما تقسیم گوشت و بکار آوردن پوست و دیگر اجزئے درونی ذبیحہ بایں وجہ از صدقات نافلہ (تطوع) است کہ صاحب آں گوشت را در صرف اطعام خود و اہل بیت خود (بشمول والدین) واحباب (بشمول اغنیاء و سادات) وفقراء و قانع یا سائل وغیرہ میتو اند در آرد، اما پوست و دیگر ضروریات خود یا اصدقات یا جامعہ می تواند در آرد نیز مختار است کہ قیمت آنرا یا عین آں را بایک یا چند مساکین و مستحقین بسیار و یا در کار ہائی خیر یہ صرف کند ما جور گردد۔

۵۔ چونکہ موضوع سوال ''تعمیر المساجد بجلو دالاضحیہ'' است گفتہ می شود کہ چاہ آب در آوردن مریض خانہ، یتیم خانہ، مساجد وغیرہ ساختن یا تعمیر کردن از شمار صدقات نافلہ است لہٰذا پوست اجزائے درونی ذبیحہ قربانی را عین او قیمتاً بہ مصارف مذکورہ (یا جہت آبادکاری مہاجرین بتقاضائے وقت اکنونی) رسانیدن مانع اجر و ثواب نیست۔

۶۔ اگر صاحب صدقہ مذکورات را بالفروشد بہ نیت تملیک خود گویا قربانی نہ کردہ است بلکہ تجارت کردہ است۔

۷۔ بنا بر مذکورات فوق چونکہ موقعیت خرچ و طریق مصروف صدقات نافلہ در کمال، و نقص اجر و ثواب صاحب صدقہ یقیناً اثر اندازی تواند بشود لہٰذا بنا بر مصالح وقت باید موانع حصول حسنات را مرتفع سازند و صدقات را بہ افضل ترین محل خرچ نمایند و از تعصب وریا بخل پرہیزند تا عبادت و اخلاص صاحب صدقہ از ہر شائبہ مصئون و بہ کمال مقبولیت مقرون گردد۔

صبغت اللہ، گنج بخش شاہ پڑ حیدر آباد (سندھ)، مورخہ ۳/ ذیقعدالحرام سنہ ۱۳۷۴ھ

☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆

رئیس سندھ شیخ الاعظم ٹمیاری شریف حضرت مولنا مولوی پیر غلام مجدد صاحب سرہندی

تحقیق کہ جناب مولانا سید ریاض الحسن صاحب مدظلہ فرمودہ حقا کہ از دیگراں مستغنی نمود اصل معاملہ در معاملہ تملیک چونکہ مقرر است کہ پوستہائی اضحیہ در حکم صدقہ اند و مولانا موصوف در تحقیق خویش آنرا صدقہ نافلہ قرار دادہ اند پس لامحالہ جائز خواہد بود ھذا ما ظہر لی فی الباب عبد غلام مجدد عفی عنہ و عن اسلافہ آمین

☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت مولانا مولوی سید محمد علی صاحب ارم جے پوری مدظلہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ میں نے اس رسالہ فیض مقالہ کا بالاستیعاب مطالعہ کیا اور ہر طرح قابل اعتماد پایا اس میں اس مسئلہ کے متعلق کسی پہلو کو محتاج جواب نہ چھوڑا۔ تمام شبہات لاحقہ اور اعتراضات متعلقہ کا کتب معتبرہ نیز احادیث صحیحہ سے بدلائل واضحہ و براہین قاطعہ اس خوبی سے ازالہ فرمایا گیا ہے کہ کسی حق پسند طبیعت کو گنجائش انکار ہی نہ رہی۔ مجھے خود بھی اس کے بعض جزئیات میں کچھ اختلاف تھا اور حضرت مصنف سے ان کے متعلق تبادلہ خیالات بھی ہوا مگر اس عجالۂ نافلہ سے اختلاف خود بخود ہی رفع ہو گیا۔ مولیٰ تعالیٰ مصنف کی سعی مشکور فرمائے اور اس رسالہ کو مقبول عام اور مطبوع طبائع اہل اسلام بنائے ایں دعا از من جملہ جہاں آمین باد۔ حررہ السید مولوی محمد علی ارم جے پوری

مولانا مولوی مفتی محمد محمود الوری مجددی نقشبندی حیدرآباد سندھ

خلف الرشید مولانا مولوی شاہ محمد رکن الدین صاحب الوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

الجواب صحیح محمد محمود غفرلہ، مہر شریف

http://t.me/Tehqiqat

تصدیقات

علمائے کراچی

رہبر شریعت مرشد طریقت گل گلزار رضویت حضرت بابرکت مولانا مولوی شاہ محمد ابراھیم رضا خان صاحب جیلانی

میاں

بریلوی مدظلہ نبیرہ سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فقیر نے اس رسالہ کو سرسری نظر سے دیکھا سبحان اللہ ماشاء اللہ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کو علم و عمل و خدمت دین اور زیادہ عطا فرمائے۔ آمین واللہ الموفق للصواب۔ فقیر ابراھیم رضا عفی عنہ

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

حضرت مولانا ابوالاسرار محمد عبداللہ صاحب قادری نعیمی

فاضل مرادآباد و سابق مفتی اٹاوہ و چتوڑ

الجواب موافق بالکتاب والمجیب مثاب

فقیر ابوالاسرار قادری نعیمی (حیدرآباد سندھ)

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فاضل حزب الاحناف لاہور حضرت مولانا سید کاظم علی شاہ صاحب حسینی

خطیب جامع مسجد صدر حیدر آباد سندھ

الجواب حق والحق احق ان یتبع سید کاظم شاہ حسینی

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

عمدۃ الفقہاء زبدۃ الفضلاء حضرت مولانا مفتی محمد صاحب داد صاحب

ھو الملھم للسداد

محترم مجیب کی تحقیق مدلل واضح ہے کہ تعمیر مسجد و مدارس دینیہ میں قربانی کی کھالیں دینا بلاشبہ جائز و مستحسن ہے اس کی فروخت شدہ قیمت بھی مسجد و مدارس میں دینا جائز ہے اسے زکوٰۃ کے صدقہ واجبہ کے مصرف پر قیاس کرنا فقہی تدبر سے بعید ہے۔

واللہ سبحانہ وتعالیٰ بالصواب،

محمد صاحب داد عفی عنہ، از مرکزی دار الافتاء جمعیت علمائے پاکستان کراچی

شنبہ ۲/ ربیع الاول شریف ۷۴ ۱۳ھ مطابق ۳۰/ اکتوبر ۱۹۵۴ء

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

فاضل اجل عالم اکمل حضرت مولانا مفتی ظفر علی نعمانی صاحب

تلمیذ رشید حضرت صدر الشریعہ مصنف ''بہار شریعت'' رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

قربانی کی کھالیں مسجد و مدرسہ کے استعمال میں آ سکتی ہیں۔

ظفر علی دار العلوم امجدیہ فیروز شاہ اسٹریٹ آرام باغ کراچی

http://t.me/Tehqiqat

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

استاذ العلماء، حافظ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد عمر صاحب نعیمی

تلمیذ رشید حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

الجواب صواب والمجیب مثاب

کتبہ: المعتصم بذیل النبی الامی، عمر نعیمی

رئیس الفقہاء استاذ العلماء علامہ ابو البرکات سید احمد صاحب

ناظم و مفتی اعظم حزب الاحناف لاہور پاکستان

حامداً و مسلماً و مبسملاً

بلاشبہ پوست اضحیہ بعد اراقۃ الدم خود بھی بجنسہ استعمال کر سکتا ہے اور بطور ہدیہ اور تحفہ دوست احباب ...

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اقارب فقیر وغنی حتیٰ کہ سادات کرام اور جملہ بنی ہاشم کو بھی دے سکتا ہے اور بہ نیت تصدق کر کے اس کے دام مدارس ومساجد ومقابر و جملہ مصارف خیر میں اصالتا'' یا وکالتا'' خرچ کر سکتا ہے جس کی کما حقہ تفصیل علامہ زماں محقق دوراں حضرت ملک العلماء مولوی ظفر الدین صاحب مدظلہ العالی نے فتاوی مبارکہ میں فرمادی ہے اس کے بعد کسی توضیح اور تفصیل کی حاجت نہیں سمجھتا ہاں چرم قربانی اگر بہ نیت تمول وتملک کہ خود ان پیسوں کا استعمال کروں گا فروخت کرنے کے بعد ان پیسوں کا تصدق علی الفقراء واجب ہو جاتا ہے وہ پیسے کسی مدرسہ ومسجد میں بغیر حیلہ شرعی صرف کرنا جائز نہیں فقیر نے مجیب لبیب کی تحقیق انیق بھی ملاحظہ کی بفضلہٖ مسلک علمائے اہلسنت ومذہب حنفی کے مطابق پائی۔ فالحمد للہ علی ذلک

فقیر قادری ابوالبرکات سید احمد غفرلہ

ناظم ومفتی دارالعلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف، لاہور پاکستان، مہر شریف دارالافتاء

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

حضرت مولانا مولوی سید محمود احمد صاحب رضوی

خلف الرشید علامہ ابوالبرکات سید احمد صاحب، ناظم ومفتی دارالعلوم حزب الاحناف پاکستان لاہور

الجواب صحیح

سید محمود احمد رضوی، مدیر رسالہ'' رضوان'' لاہور

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

حضرت مولانا مولوی سید محمد خلیل احمد صاحب

خلف الرشید علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد صاحب، صدر مرکزی جمیعۃ علمائے پاکستان لاہور

الجواب صحیح

سید محمد خلیل احمد قادری، نائب ناظم مرکزی جمیعت علمائے پاکستان لاہور

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

حضرت مولانا مولوی مخدوم غلام معین الدین صاحب نعیمی مراد آباد

اصاب من اجاب

مخدوم غلام معین الدین نعیمی مراد آباد

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

فقیہ العصر فرید الدہر حضرت مولانا مفتی اعظم علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب

شیخ الحدیث جامعہ رضویہ مظہر الاسلام لائل پور (فیصل آباد)

بسم اللہ الرحمن الرحیم والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الروف الرحیم ونبیہ الکریم الحلیم وعلی الہ و

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اصحابه وحزبه اجمعین اما بعد فقیر نے رسالہ الفیوضات الحامدیہ دیکھا مسلک صحیح وصواب پر مشتمل پایا رسالہ مبارکہ کے مولف عزیزم محترم فاضل نوجوان واعظ خوش بیان مولانا مولوی ریاض الحسن صاحب حامدی رضوی خطیب جامع مسجد امریکن کوارٹر حیدرآباد سندھ سلمہ نے خوب تحقیق فرمائی ہے اور دلائل کثیرہ سے قول محقق کی توضیح وتبویب فرمائی ہے مولیٰ عزوجل تبارک تعالیٰ عزیز موصوف سلمہ کو مزید خدمت دین متین کی توفیق خیر رفیق عطا فرمائے اور اہل سنت وجماعت کے لئے سرچشمہ فیض بنائے دیوبندیوں، وہابیوں کے امام ثانی نام کے مولوی رشید احمد گنگوہی نے یہ فتویٰ دیا کہ قربانی کی کھال صدقہ واجبہ ہے لہٰذا فقراء پر اس کا تصدق واجب ہے مسجد میں نہیں لگا سکتے دیوبندی مولوی جو کہتے ہیں کہ مسجد میں قربانی کی کھال کا لگانا ناجائز ہے ان کا ماخذ دیوبندی امام کا یہ فتویٰ ہے ہمارے نزدیک دیوبندی گنگوہی کا یہ فتویٰ صحیح نہیں غلط ہے اور دیوبندی مولوی رشید احمد گنگوہی کے فتوے کثرت سے غلط ہیں اس کو خلاف تحقیق فتویٰ دینے کی عادت تھی۔

اس مسئلہ کی تحقیق میں امام اہل سنت اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ مجدد دین وملت بریلوی قدس سرہٗ العزیز نے ایک رسالہ جلیلہ تحریر فرمایا جو طبع ہو چکا ہے اور فتاویٰ رضویہ کی جلد ہشتم میں مرقوم ومحفوظ ہے اور بھی علمائے کرام اہل سنت وجماعت نے اس مسئلہ کے متعلق قلم اٹھایا اور تحقیق فرمائی جس سے دیوبندی کی ضد اور ہٹ مرغے کی ایک ٹانگ کی رٹ مشہور ہے غلطی سے رجوع نہ کرنا اور حق کو قبول نہ کرنا ان کی دیرینہ ہے مگر ہمارا کام تو سمجھانے سے ہے سمجھائے جائیں گے یہ رسالہ مبارکہ الفیوضات الحامدیہ بھی اس مسئلہ کی تحقیق کے لئے کافی ووافی ہے مولیٰ عزوجل حق پر قائم رہنے حق کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ واللہ تعالیٰ ھو الموفق وھو تعالیٰ اعلم

فقیر ابوالفضل محمد سردار احمد غفرلہٗ، قادری چشتی رضوی خادم اہلسنت وجماعت، ۱۲ رجب المرجب ۱۳۷۴ھ

☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆

فاضل اجل حضرت مولانا مولوی ابوشاہ محمد عبدالقادر صاحب

مہتمم جامعہ شریفہ

الجواب صحیح و المجیب نجیح

الفقیر ابوالشاہ محمد عبدالقادر غفرلہ، خادم جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائل پور

تم المجلد الثانی من الفتاویٰ الخلیلیة ویلیه المجلد الثالث انشاء اللہ تعالیٰ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خوشخبری

معروف محدث ومفسر حضرت علامہ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کا عظیم شاہکار

تفسیر مظہری 10 جلد

جس کا جدید، عام فہم، سلیس اور مکمل اردو ترجمہ "ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف"

نے اپنے نامور فضلاء جناب الاستاذ مولانا ملک محمد بوستان صاحب

جناب الاستاذ سید محمد اقبال شاہ صاحب اور جناب الاستاذ محمد انور مگھالوی صاحب

سے اپنی نگرانی میں کروایا ہے۔ چھپ کر منظر عام پر آچکی ہے۔ آج ہی طلب فرمائیں

ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، کراچی۔ پاکستان

فون:۔ 7220479 -042-7221953 فیکس:۔ 042-7238010

042-7247350-7225085

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صاحبانِ ذوق و محبت اور اربابِ فکر و نظر

مژدۂ جانفزا

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر

حضرت ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ کے

بہار آفریں قلم سے نکلا ہوا لازوال شاہکار

درد و سوز اور تحقیق و آگہی سے معمور تصنیف

ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مکمل سیٹ ساتھ جلدیں

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور، کراچی۔ پاکستان

https://t.me/tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کتابِ رشد و ہدایت کی ہمہ گیر آفاقی تعلیمات کو عام کرنے کے لئے

نور و سرور اور جذبہ حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر مبنی آیات احکام کی مفصل وضاحت

اردو زبان میں پہلی مرتبہ

تفسیر احکام القرآن

مفسر قرآن، علامہ مفتی محمد جلال الدین قادری

آیات احکام کا مفصل لغوی و تفسیری حل امہات کتب تفسیر کی روشنی میں

مفسرین کی تصریحات کے مطابق پیش کیا گیا۔

اس لئے یہ کتاب طلباء، علماء، وکلاء، ججز

اور عوام وخواص کے لئے قیمتی سرمایہ

آج ہی طلب فرمائیں

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور۔ کراچی۔ پاکستان

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ضیاء القرآن پبلی کیشنز کے تفاسیری کارنامے

تفسیر ضیاء القرآن ۵ جلد
فہم قرآن کا بہترین ذریعہ
اہل دل کیلیے ایک نایاب تحفہ

ترجمۃ القرآن جمال القرآن

تفسیرات احمدیہ
ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر ابن کثیر

تفسیر سورۃ النساء
پروفیسر حبیب الرحمٰن

تفسیر خزائن العرفان

تفسیر احکام القرآن
مولانا جلال الدین قادری

الحسنات

تفسیر دُرِّ منثور
علامہ جلال الدین سیوطی

تفسیر مظہری ۱۰ جلد
عارف باللہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی

تفسیر نور العرفان
حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی

یاایھا الذین امنوا
مفتی سعادت علی قادری

تفسیر بینات القرآن

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
گنج بخش روڈ لاہور 7221953-7220479
فیکس 7238010
دالکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور 7225085-7247350
۱۴ انفال سنٹر اردو بازار کراچی 2210212-2212011 2630411

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

احسن الفتاوی
المعروف

فتاوی خلیلیہ

http://t.me/Tehqiqat

جلد سوم

تصنیف
محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری مارہروی علیہ الرحمہ

ترتیب وتبییض
ابن خلیل مجاہد العلماء مفتی احمد میاں برکاتی مدظلہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور - کراچی ٥ پاکستان

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

خوشخبری

علماء اہلسنت کی کتب PDF میں
حاصل کرنے کیلئے
تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن
کریں
https://t.me/tehqiqat
گوگل سے ڈاؤن لوڈ کرنے لئے
https://archive.org/details/
@zohaibhasanattari

طالب دعا زوہیب حسن عطاری

htt

https://ataunnabi.blogspot.com/

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	احسن الفتاویٰ المعروف فتاویٰ خلیلیہ (3 جلد)
مصنف	محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری رحمۃ اللہ علیہ
ترتیب تبییض	ابن خلیل محامد العلماء مفتی احمد میاں برکاتی مدظلہ
ناشر	ضیاء القرآن پبلی کیشنز
تعداد	ایک ہزار
تاریخ اشاعت	ستمبر 2011ء
کمپیوٹر کوڈ	FQ 18
قیمت	-/1750 روپے کامل سیٹ

https://t.me/Tehqiqat

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ فون: 37221953 فیکس:۔ 042-37238010

9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ فون: 37247350 فیکس: 37225085

14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون: 021-32212011-32630411۔ فیکس:۔ 021-32210212

e-mail:- info@zia-ul-quran.com

Visit our website:- www.zia-ul-quran.com

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فہرست مضامین

انتساب 21
حمد رب تعالیٰ جل جلالہ وصلوٰۃ وسلام بر نبی خیر الانام 22
نعت رسول کریم ﷺ 23
منقبت 24
قطعہ 25
خلیل ملت، خلیل العلماء 26
عرض مرتب 41

کتاب البیع

باب، خرید و فروخت کے مسائل

کپاس، گندم وغیرہ کی قیمت، پیشگی مقرر کرنا جائز ہے 43
بیع کے نام سے رہن کی صورت میں سود لینا 43
پھل درخت پر نمایاں ہوئے بغیر فروخت کرنا منع ہے 43
نامعلوم چیز کی بیع جائز نہیں 44
قرض پر مہنگا مال بیچنا جائز ہے 45
مکان فروخت کیا، رقم نہ ملنے تک کرایہ میں حصہ دار بننا 45
جو چیز ملک میں نہ ہو، فروخت ناجائز، کرایہ میں حصہ 46
بیع سلم میں سود کے شبہہ کی صورت 46
بیع سلم کب جائز ہے؟ 47
فصل پر غلہ خرید کر رکھ لینا احتکار (ذخیرہ اندوزی) نہیں 47
لاٹری جوئے کی ایک قسم ہے 48
درخت پر پھل لگے ہوں تو کب بیچنا جائز ہے؟ 49
قیمت اور وقت مؤثر ہو جائے تو بیع جائز ہے 49
مکان کے کاغذ نام ہونے سے ملکیت کا ثبوت 50
نیشنل سیونگ سرٹیفکیٹ میں سود ہے 50
نفع نقصان میں شرکت کا طریقہ 51
انعامی بانڈ کب جائز ہے؟ بنک کی ملازمت 52
حضرت پیر ابراہیم جان کے فیصلے کی توثیق، بیع کی تعریف، ہزل ومذاق سے بیع نہیں ہوتی 52
زبردستی خریدنا، بیع نہیں 54
غیر مسلم سے بیع جائز ہے 55
سود کا شبہ 55
پی ایل ایس اسکیم میں شبہ 56
لاٹری میں قرعہ اندازی، جوا ہے 56
مدعی گواہوں سے اپنا مدعا ثابت کرے 57
بیع کرنے کے بعد، بلا رضامندی توڑنا 58
کارخانہ دار، اجرت کے علاوہ رقم دے تو جائز 58
گھریلو بچت اسکیم میں فرد واحد کو فائدہ ہو تو کیا حکم ہے؟ 59

https://t.me/Tehqiqat
Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جائز کمائی کے لئے کوشش کرنا فرض 61
اقرار سے شی لازم ہے 63
انعامی بانڈ کے انعام سے تعمیر مسجد جائز 64
مدعا علیہ سے قسم کب لی جائے؟ 34
حکام کو ہدیہ، رشوت ہے 65
مروجہ پگڑی، ظلم ہے 65
نیلام میں ملنے والی رقم 66
کسی کا بھی غیر شرعی فیصلہ قابل مؤاخذہ ہے 67
جلد کام کروانے کے لئے چائے پلانا رشوت ہے 67
سود کا کاروبار ہر طرح سے باعث لعنت ہے 68
مال حرام سے تعمیر مسجد، حرام ہے 38

باب الکفالۃ

مہر کا مطالبہ ضامن اور شوہر دونوں سے جائز 70
امانت کی کب تک حفاظت کرے، یا صدقہ کرے 71
بیمہ کرانا شرعاً کیا ہے؟ 71
کرایہ دار، دوسرے کو کرایہ پر دے تو کیا حکم؟ 72

باب الشھادۃ

جھوٹی گواہی گناہ کبیرہ ہے 73
تنہا عورتوں کی گواہی 73
جھوٹی گواہی شرک کے برابر 74
ماں باپ کی گواہی اولاد کے حق میں قبول نہیں 75
ایک عورت کی گواہی کہاں مقبول ہے؟ 76
کن لوگوں کی گواہی مقبول یا نامقبول 77
جھوٹ کی مذمت، جھوٹے کو قاضی سزا دے 77
گواہ متقی، پابندی صوم وصلوٰۃ ہو 78

باب المضاربۃ

نفع نقصان میں شراکت کا حکومتی اعلان 80
باپ بیٹے کا مشترکہ کاروبار، نفع نقصان کا کھاتہ 80
نفع نقصان کھاتے میں اندیشہ 81
نفع نقصان کھاتے میں وعدہ خلافی 82
مضاربت کی تعریف اور طریقہ 83
سوسائیٹیوں کا بنک سے سود پر قرض 84
تجارت میں منافع معین کرنا 85

باب الودیعۃ

کسی کا مال ناحق کھانا 86
امام کو پیشگی تنخواہ دینا 87
امانت ضائع ہو جائے تو تاوان نہیں 87
جو چندہ جس کام کیلئے کیا جائے اسی میں صرف ہو 88
امانت ضائع ہو جائے تو ضمان نہیں 89
امانت رکھتے وقت شرط لگانا 89
مقروض، قرض چکانے کی بجائے حج کو جائے تو 90
امانت پہنچ کر ضائع ہوئی تو تاوان نہیں 90
وارث کا علم نہ ہو تو ترکہ امانت ہے 91

باب العاریۃ

عاریت کی ایک صورت 92

باب الھبۃ

کوئی چیز دیکر واپس لینا 93
بیٹی کو بیچ کر رقم کام میں لینا حرام 93
چندہ کی رقم سے کاروبار، اور منافع بلا شرط دینا 94
مسجد کی ضروریات کے چندہ سے رنگ وروغن 95

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مسجد کے چندے سے حافظ کو نذرانہ 95

چندے کا مشترکہ پیسہ حلال یا حرام 95

چندہ جس غرض کے لئے کیا اس میں صرف کرے 96

سودی رقم بلانیت ثواب، مجبوروں کو دے دے 96

زمین ہبہ کردی تو واپس لینے کا حق نہ رہا 97

"میں قرآن کو نہیں مانتا" پر وراثت کے احکام 97

رکن بننے کے لئے چندہ کی شرط لگانا 99

صاحب مزار کے بیٹے کا چندہ کرنا اور اپنے تصرف میں لانا 99

مسجد کے پلاٹ کی قیمت مقرر کر کے بہ اصرار دینا جبر ہے 99

سواری چندہ سے مہیا کی، رقم بچ جائے تو کیا کرے 100

جس کے نام زمین ہبہ ہوئی اس پر خالص اسی کا حق 101

ہبہ مکمل ہونے کے بعد رجوع نہیں 101

زندگی میں ہبہ کی تکمیل کے بعد وہ ترکہ نہیں ہے 102

دوسرے کا مال مسجد کو دینا جائز نہیں 102

دوسرے کے مال پر قبضہ سے ملکیت ثابت نہیں 103

قبضہ حکومت تسلیم کرے تو قبضہ صحیح ہے 104

پگڑی پر قبضہ، معتبر نہیں ہے۔ 104

زندگی میں اولاد کو دے تو برابر برابر دے 105

جہیز کے مال پر شوہر کا بھی حق نہیں 106

چندہ کا مصرف 107

انعامی بانڈز جائز ہیں، سوائے ایک صورت کے 107

شوہر نے جو مال بیوی کے نام کر دیا وہ بیوی کا ہے 108

جو مال عورت کو بھائی نے دیا وہ عورت کا ہے 108

باپ کے ساتھ اولاد نے کام بڑھایا تو سب باپ کا ہے 109

دادا نے جو پوتے کو دیا وہ پوتے کا ہے 109

چندہ سے مسجد کی آمدنی کا مصرف 110

جس قرض میں منفعت ملے وہ سود ہے 110

حقیقی وارث کو بھی ہبہ فسخ کرنے کا حق نہیں 111

اجنبی نے جو چیز جس کو ہبہ کر دی وہ اس کی ہے 112

ہبہ واپس لینے سے ساتھ چیزیں مانع ہیں 112

ہبہ کی تکمیل قبضہ سے ہوتی ہے 113

ہبہ کے بعد قبضہ میں نہ دیا تو ہبہ باطل ہے 114

قبضہ کے بعد ہبہ مکمل ہو جاتا ہے 115

کچھ قرض معاف کرنا ہبہ ہے، باقی واپس لینا جائز ہے 115

صرف نام کرنے سے ہبہ مکمل نہیں ہوتا 116

اپنی زندگی میں جو دے دیا، وہ واپس نہیں لے سکتا 116

کسی کو حق سے محروم کرنا، زندگی میں ہبہ کرنا 117

ہبہ کر کے قبضہ دے دیا، تو وہ ترکہ میں شمار نہیں 118

اپنا مال اگر زندگی میں تقسیم کرے تو، برابر برابر تقسیم کرے 119

باب الاجارۃ

اجیر جب اپنا وقت دے گا تو اجرت پائے گا 120

حجام کو ختنہ کی اجرت دینا جائز ہے 121

کافر کو مسجد میں مزدوری پر لگانا 121

جو تعطیلات رائج ہیں، مدرس ان کی تنخواہ پائے گا 121

امام نے مسجد کا مکان عاریۃً لیا تو خالی کرایا جائے گا 122

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرایہ کی دوکان دوسرے کو کرایہ پر دینا 123
کرایہ دار دوسرے کو کرایہ پر کس طرح رکھ سکتا ہے،
پگڑی کا حکم 123
جب مالک کرایہ کی جگہ واپس لینا چاہے تو کرایہ دار
پر خالی کرنا لازم ہے 124
اجارہ کی شرائط 125

باب الغضب

کسی کا مال ناجائز طور پر کھانا ظلم ہے 126
ثواب کے نام پر دوسروں کی حق تلفی ثواب نہیں 126
غاصب شرعی تعزیر کا مستحق ہے، مال ضائع کیا تو
ضمان دے 127
دوسروں کی جائیداد پر ظلم سے قبضہ کرنیوالے کا حکم 128

باب الشفعة

ناجائز قبضہ والی زمین پر حق شفعہ 129
حق شفعہ کب تک ہے؟ 129

باب الذبح

عقیقہ میں گائے ذبح کرنا 130
عقیقہ کے احکام 130
ٹانگوں سے جانور ذبح کرنا 131
حرام وحلال، گھوڑا حلال رہا ہے؟ 131
بندوق کا شکار حلال نہیں 131
عقیقہ میں لڑکا لڑکی کے حصے 132
ذبح کا صحیح طریقہ 132
عقیقہ کا گوشت دادی دادا نانی نانا کھا سکتے ہیں 133
دعوت ولیمہ میں عقیقہ کرنا 133
بچوں کے مہندی لگانا 134

باب الاضاحی

محرم میں شادی، حاملہ گائے کو ذبح کرنا 135
اوجڑی کپورے کھانا 135
قربانی کے لئے دو جانور خریدے، ایک قربان کیا،
دوسرے کا کیا کرے 136
گائے میں عقیقہ کا حصہ 136
کپورے حرام 137
گائے کے حصے تقسیم کرنے کا طریقہ 137
دوسرے کی طرف سے قربانی، منت کی قربانی 138
حلال جانور کے ۲۲ اجزاء مکروہ تحریمی یا حرام ہیں 138
حلال جانور کے حرام اجزاء اور گردے 138
قربانی ہر ایک کی الگ الگ ہے 139
قربانی کے دنبے کا اون کاٹنا 139
قربانی کا جانور عیب سے خالی ہونا چاہئے 140
بکرے کی قربانی کی عمر 140
قربانی میں اگر کسی کا حصہ نہ ہو 140
دوسرے کو قربانی کے لئے کہہ دینا 141
قربانی کا گوشت کیسے تقسیم کیا جائے 141
قربانی کس پر واجب ہے؟ 142
قربانی شہر سے باہر لے جا کر کرنا 142
قربانی کا جانور مر گیا تو دوسرا خریدے 142
حرام اجزاء، جھوٹی قسم، کفارہ 143
حصے تقسیم کرنے کا طریقہ 144
دوا کے لئے جانوروں کی چربی کا استعمال 144

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چندہ کر کے قربانی کرنا جائز ہے	145	ختنہ میں صدقہ کی منت ماننا	156
دل کلیجی وغیرہ حصے میں شامل نہ کرنا	145	غیر مقلد سے تعلق رکھنا	157
ہر صاحب نصاب کی قربانی الگ الگ ہے	146	زبردستی چندہ مسلط کرنا غیر شرعی فعل ہے	157
چرم قربانی سے مسجد کی دو کانوں کی تعمیر	146	ایصال ثواب میں خلاف شرع کام گناہ ہے	158
چرم قربانی سے مدرسہ کی تعمیر	147	شادی بیاہ کی رسوم	159
چرم قربانی کا مسجد میں استعمال	147	کافر کے بنائے ہوئے کھانے کا مسئلہ	160
چرم قربانی کی رقم اپنے اوپر خرچ کرنا	147	مرشد کے احکام اور غلط رسوم کی تردید	160
چرم قربانی مسجد میں خرچ کرنا	148	غیر مرد سے تعلیم حاصل کرنا، گناہ چھپانا	161
امام و مؤذن کی تنخواہ چرم قربانی سے دینا کیسا؟	149	چاروں خلفاء کی شان احادیث میں	161
ہندو کا مسجد میں کھانا دینا، چرم قربانی اور مسجد	149	شادی کی غلط رسوم	162
چرم قربانی کے بدلے قرض وغیرہ	149	ڈرامہ بنانا لہو ولعب میں شامل ہے	162
چرم قربانی کے مصارف	150	قیامت دس محرم کو آئے گی، زمین و آسمان ساکن ہیں	163
چرم قربانی مسجد میں لگانا	151		
کون سے مدارس میں چرم قربانی کا استعمال جائز	151	عورتوں کا قبرستان جانا، رشتہ داروں کے ہاں جانا، فلم کا حکم	163
صدقات کی اقسام	152		
مسجد کے چرم قربانی جمع کرنا	152	امانت میں خیانت کرنا	164
مسجد میں چرم کا استعمال	153	اتحاد و محبت کے لئے قرآن پاک پر ہاتھ رکھ کر حلف لینا	165
چرم قربانی سے مدرس کی تنخواہ اور مدرسہ کی تعمیر	153		
چرم قربانی کی رقوم سے تعمیر مسجد	154	درس قرآن، وحدیث کے دوران تسبیح پڑھنا	165
چرم قربانی کی رقوم مدرسہ میں دینا	154	نطفہ حرام ہے، انڈا و دیگر جانور نطفہ سے بنے، حرام ہیں یا حلال؟	166
چرم قربانی کے مصارف	154		
کھال کی ٹوپی	155	اجنبی عورت کا غیر مرد کو دیکھنا	166
چرم قربانی کی رقم دار المطالعہ میں لگانا	155	کالے خضاب کا حکم مرد اور عورت کے لئے الگ الگ ہے	168
باب الآداب و المعاشرة			
چین والی گھڑی کا حکم	156	توبہ کرنے والے کے پیچھے نماز کا حکم	168

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عورتوں کے بال کاٹنا، مردوں کی داڑھی مونڈنا،		ولیمہ اور عقیقہ ساتھ ہو سکتے ہیں یا نہیں؟	183
رکشہ کی اجرت طے کرنا	168	اسماء الٰہیہ کی بے حرمتی	184
بلوغت کی عمر	169	جن سے نکاح کرنا ہو، کیا اس کو دیکھنا جائز	184
نامحرم اور اجنبی عورتوں سے میل جول	169	گناہ کو چھپانا چاہئے	185
عورت کا شوہر کے علاوہ دوسروں کیلئے بناؤ سنگھار	170	ایصال ثواب کی حقیقت، طلاق کب دے؟	186
عورت کے لئے، شرعی پردہ کی تفصیل	170	چین کی گھڑی کا استعمال	186
نامحرموں سے ملنا	171	مسجد میں سلام کرنا	187
عورت کا ناجائز طریقے سے گھومنا	171	تصویر، قوالی، ڈاڑھی کی مقدار، ذات پات	187
ناراضگی، اور میاں بیوی کے حقوق	172	مسجد پر اہلسنّت لکھنا، اذان سے قبل صلوٰۃ وسلام،	
خالہ کا مقام	173	اپنے امام کی برائی کرنا	188
قیامت کے دن کس کے نام سے پکارا جائے گا؟	173	کھڑے ہو کر کھانا اور بیٹھ کر کھانا	189
بے ریش لڑکوں کے ہمراہ تفریح	174	ایصال ثواب پر، پھل تقسیم کرنا	190
انبیاء علیہم السلام کے نام پر نام رکھنا	175	کتاب کھینچ کر مارنا	190
قرآن ہاتھ میں لے کر عہد کرنا	175	بڑے کی ختنہ کرنا	191
حاملہ عورت بچہ کو دودھ پلا سکتی ہے	176	استاد کا مرتبہ	191
مردوں کا مہندی لگانا	177	میونسپلٹی کی زمین پر آبادی ختم کر کے مسجد بنانا	192
بہن یا بیٹی کا عرصہ تک نکاح نہ کرنا	177	کسی سے جرمانہ لینا	192
سگریٹ کی شرعی حیثیت	178	بیٹے کی وجہ سے رقم ضائع ہونا، والدین کے حقوق	193
بے پردہ پھرنے والیوں کے سربراہ دیوث ہیں؟	178	عورت کی آواز بھی عورت	195
مونچھوں کی مقدار	180	فاسقین کی دعوت	195
مصافحہ کی فضیلت	180	عاق کی کوئی شرعی حیثیت نہیں	195
حشرات الارض سے دوا بنانا	181	مساجد میں اذان کا مقابلہ	196
جمعہ کا وقت مقرر کرنا	181	**باب الحظر و الاباحة**	
چین کی گھڑی	182	سودا لیتے وقت کاغذ نیچے رکھنا، والدین حضور اکرم	
معانقہ کا ثبوت	183	ﷺ، اشرف علی تھانوی کی غلطیاں	198

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تعلیم کیسی ہونی چاہیے؟ 200
کالے خضاب کا استعمال 200
شادی بیاہ میں گانے گانا اور اس میں جانا 201
قوالی کرنے اور سننے والوں کا حکم 202
"احکام شریعت" اور مروجہ قوالی کا حکم 202
چین والی گھڑی کا حکم 203
بوسیدہ قرآن کا حکم 204
کالا خضاب لگانا 204
مخصوص انعامی بانڈ کا حکم 205
کھاتے وقت سلام کرنا 205

باب المتفرقات

رقم مقرر کر کے دلالی لینا جائز ہے 206
قبر پر سورۃ البقرہ کی آیات 206
سلام پھیر کر "ربنا ظلمنا انفسنا" پڑھنا 206
کبوتر پالنا اور کھانا 208
لڑکی بیچ کر زمین خریدنا 208
عمداً یا بھول کر قتل کا حکم 209
ڈاک خانہ سے زائد رقم ملی وہ سود ہے 209
محراب میں شیشہ کا کام اور ائمہ کے نام 210
قطع رحمی گناہ ہے 210
زوجین کا ایک دوسرے کا پیشاب پینا اور شرمگاہ منہ میں لینا 211
جن جانوروں سے بدفعلی کی گئی ان کو جلایا جائے 211
قرآن کریم بوسیدہ ہو تو حکم؟ 212
مسجد کے دروازے طاق تعداد میں کیوں 212
خلفائے راشدین کے نام پر روڈ 212
خاص مقصد کے تحت چندہ کیا تو اسی میں صرف ہوگا 213
قتل کا معاوضہ (دیت) 214
افلاس کے خوف سے منصوبہ بندی 214
افلاس سے منصوبہ بندی پر عمل 215
شرعی عذر کی وجہ سے منصوبہ بندی پر عمل 215
اذان سے قبل سلام پڑھنا 215
پستانوں کو دبا کر ختم کر دینا 216
ملک چین والی حدیث سے متعلق وضاحت 217
اگر وطن اصلی دو بن جائیں 218
جنازہ کی غیر شرعی رسوم، مسجد میں سوالی کو دینا 218
قبر پر اذان 220
شریر شخص کو مسجد میں آنے سے روکا جائے 221
قبر پر اذان، پر منکرین کے فتویٰ کا رد 221
منت ماننا، بزرگوں کی حیثیت، نابالغ بچوں کے رشتے، میت پر رونا 223
نیکی کا حکم اور برائی سے روکنا 224
فال کا شرعی حکم 225
گمشدہ اشیاء کا استخارہ 225
دوسروں کے عیوب بتانا 226
فاطمید ریفل ٹکٹ کی شرعی حیثیت 226
کوپن کے ذریعہ انعام تقسیم کرنا 227
عورتوں کے لئے زیارتِ قبور 227
آتش بازی کرنا 228
برادری کا غلط فیصلہ ناقابل عمل ہے 229

https://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عاق کرنے کی شرعی کوئی حیثیت نہیں 230

زندگی میں جسے جتنا چاہے دے سکتا ہے 230

عاق کرنے سے وارث محروم نہیں ہوگا 230

شطرنج وتاش کھیلنا، ناجائز ہے 231

جمعہ، سفر، ڈاڑھی منڈانا 232

یزید اور ابو طالب نام رکھنا کیسا ہے؟ بدعقیدہ کے پیچھے نماز 234

سرخی، ناخن پالش لگانا کیسا؟ فلم، ٹی وی بے، نمازی کا کھانا کیسا؟ 235

سہرا باندھنا، مسجد کے اندر اذان 236

غیر شرعی قسم پر کفارہ نہیں، غیر سے موئے زیر ناف صاف کرانا حرام، انعامی بانڈز کب جائز ہیں؟ 237

کتاب المیراث

باب الوراثة

جہیز کی ملکیت، مال وراثت میں بیوہ کا حق 239

بیوہ، والدہ، بیٹے کا حصہ، بہن محروم، حق پرورش 241

بیوہ اور پوتی کا حصہ 241

ورثاء میں چار بیوی، تین بیٹی، بھائی، بہن کا حصہ 241

وارثین میں بہن بیٹی اور بھانجے 242

ورثاء میں بیٹا بیٹی اور پوتے پوتیاں ہیں 243

دادا کے مال کی تقسیم مناسخہ 244

ورثاء میں بیوی اور چار بیٹے 245

بیوی، تین بیٹے اور پوتوں کا حصہ 246

عورت کا شوہر کی جائیداد میں حصہ 246

ورثاء میں بیوی، تین بیٹی اور بھائی 247

ایک شخص کے وارثین تین چچازاد بھائی 248

نابالغ کا حصہ کوئی استعمال نہ کرے 248

عورت کے ترکہ میں شوہر اور اس کے بچوں کا بھی حق ہے 248

مال ہبہ کر کے سپرد کردیا تو ٹھیک، ورنہ ترکہ ہے 249

ورثاء میں باپ، بہن بھائی ہیں 249

ورثاء میں چھ بیٹے، دو بیٹی اور بیوہ ہے، ترکہ دیگر بھائیوں میں مشترک ہے 250

وارثین میں بیوی، بھتیجا اور بھتیجی ہیں 251

بیٹے کی موجودگی میں پوتوں کا حق نہیں، زندگی میں جو چاہے دے دے 252

ورثاء میں دو لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں 252

ورثاء میں بیوہ، تین لڑکیاں، اور ایک بھائی 253

وارثین میں بیوی، ماں اور ایک بھائی ہے 254

ورثاء میں بیوی، پانچ بیٹے اور ایک بیٹی 254

ورثاء میں تین بیٹے، دو بیٹی، ایک بہو 255

وارثین میں بیوہ، تین بیٹی، تین بھتیجے، تین بھتیجی 256

ورثاء میں بیوہ، پانچ لڑکے، تین لڑکیاں 257

باپ کے ترکہ میں بیٹوں کا حق ہے پوتوں کا نہیں 257

ورثاء میں بیوی، لڑکی اور بھائی 258

وارثین میں بیوہ، سات بیٹے، تین بیٹی ہیں 258

ورثاء بیوی، بیٹی، بھتیجا، بھتیجی، بھانجہ اور چچازاد بھائی 259

وارثین میں بیوی، بیٹا، تین بیٹی اور بہن ہیں 260

بیٹے کا انتقال باپ کے سامنے ہوا تو ترکہ میں حصہ نہیں 260

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دادا کی جائیداد کی تقسیم اس کی اولاد اور اولاد در اولاد 261
بھتیجے کا حصہ چچا کی جائیداد میں کب ہے؟ 261
ورثاء میں دو بیٹی، تین پوتے، نواسے، بہو ہیں 262
وارثین میں بیوی اور تین بیٹے 263
ورثاء میں بیوی بیٹی چچازاد بہن 263
وارثین میں بیٹا بیٹی ہیں 264
ورثاء بیوی، دو بیٹی، چار بھتیجے ہیں 264
ورثاء دو بیویاں، بہن اور بھتیجی 265
دو بیویاں، دو بیٹی، بھائی بہن کا حصہ 266
ورثاء میں بیوی، دو بیٹی اور چچازاد بھائی 266
بہن کے ساتھ دو چچازاد بھائی 267
میراث سے متعلق متفرق سوالات کے حل 268
چار بیٹیاں، ایک پوتا، ایک بہن، بیٹے کی بیوہ میں تقسیم ترکہ 272
ورثاء میں والدین، بیوی، تین لڑکیاں اور بھائی بہن ہیں 272
قرض دی ہوئی رقم بھی میت کی ہے، اس کا صدقہ نہیں ہوگا 273
ورثاء دو بیویاں ایک لڑکی ایک بھتیجا 273
وارثین تایا، چچازاد بھائی، بھانجا اور بھانجی 274
دو بیویاں، پانچ بیٹے اور تین بیٹی میں تقسیم ترکہ 274
تین لڑکے، دو لڑکیاں، بیوی اور والدین میں تقسیم ترکہ 275
وارثین میں بیٹی، بھتیجے اور بھانجے ہیں 275
ورثاء، بہن، بھاوج، پوتے، پوتیاں ہیں 276
بیوی، والد، دو بیٹی، سوتیلی ماں اور سوتیلے بھائی میں تقسیم ترکہ 277
ورثاء بیوی، بیٹیاں اور بھتیجے 277
حرام مال وارث کو ترکہ میں ملا تو حلال ہے 278
ماں نے مکان تین بیٹوں کو دیا، چوتھے کو کچھ نہ دیا 278
عورت نے اپنا مکان تین لڑکوں کو دیا، چوتھے کو نہ دیا 279
وارثین، بیوی، دو بیٹی، پانچ بھائی ایک بہن 279
زندگی میں کوئی شخص کسی کا وارث نہیں ہوتا 280
حقیقی بھائی کے سامنے، علاتی بھائی کا حصہ نہیں 281
ورثاء میں، شوہر، لڑکا، لڑکی اور والدین ہیں 281
وارثین میں تین چچازاد بھائی، پانچ بہن اور ایک ماں شریک بہن ہے 282
ورثاء پانچ بیٹے، بیوی، اور دو بیٹی ہیں 282
زندگی میں جس کو چاہے دے، نہ چاہے نہ دے مگر انصاف نہ کرنا گناہ ہے 283
میت کے کسی فعل کے جائز ناجائز کے بارے میں سوال بے جا ہے، وہ جانے اور اس کا رب 285
دوسرے شادی ترکہ سے محروم نہ کرے گی 285
باپ کی میراث میں بیٹی کا حصہ ہے نہ دیا جائے تو وصول کیا جائے گا 286
دو نے ملکر مکان خریدا، دونوں کا ترکہ الگ الگ تقسیم ہوگا 287
ورثاء میں بہن نواسے نواسیاں ہیں 288
ورثاء میں شوہر، بھائی، علاتی بھائی، والدہ 288
ورثاء وہ ہیں جو موت کے وقت زندہ ہوں 289
ایک شخص کے ورثاء میں دو بیٹی اور ایک بیٹا ہے 289

https://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مرد کے ورثاء میں بھائی اور بیوی، عورت کے بھتیجا ہے 290

ورثاء میں دو بھائی اور بیٹی ہیں 290

وارثین میں پانچ لڑکیاں نواسے پوتے 291

ورثاء میں بیٹی اور نواسے ہیں 292

ترکہ میں بالغ، نابالغ شادی شدہ کنوارے سب کو برابر ملے گا 292

دو بیویاں، سوتیلی ماں، سوتیلا بھائی، دو حقیقی بہن، ۵ بیٹی، ممانی، پھوپھی بھتیجہ 293

ایک شخص کے ورثاء میں بیٹا اور بیٹی ہے 293

عورت کے ورثاء میں بھائی باپ شوہر، نانا، ساس سسر ہیں 294

ورثاء میں باپ، شوہر، بیٹا، بیٹی، بھائی، بہن 295

عورت کے ورثاء میں، شوہر، باپ بیٹا، بیٹی ہیں 295

ورثاء میں تین بیٹے اور تین بیٹی ہیں 296

بیوی، چار بھائی تین بہن، والدہ بھانجی بھتیجیاں 296

مہر ادا کرنا لازم ہے، بیوی کے انتقال کی صورت میں مہر بھی ترکہ میں شمار ہے 297

ورثاء میں بیوی، بہن، بھائی اور بیٹی ہیں 298

وارثین چار بیٹے، تین بیٹی ہیں 298

ورثاء بیوی چار بیٹے اور تین بیٹی ہیں 299

بہو، سسر کی جائیداد سے حصہ نہیں پاتی 300

کوئی بھی شرعی وارث نہ ہو اور متوفی کی وصیت پورا مال مسجد میں دینے کی ہو تو صحیح ہے 300

بہن بیٹی کے ساتھ عصبہ بن جاتی ہے 301

باپ کے مرنے کے بعد اولاد کی پرورش کون کرے 302

اولاد کی پرورش کا حق کس کو ہے؟ 303

بیوہ حاملہ ہو تو ترکہ کی تقسیم مؤخر کرنا بہتر ہے 305

عورت کے ورثاء میں بھائی کی بیوہ، اس کی اولاد اور دو بھائی ایک بہن ہے 306

عورت کے ورثاء میں بھائی اور شوہر 306

ورثاء میں تین بیٹے اور دو بیٹیاں 307

وارثین، بیٹیاں، بہن، چچازاد بھائی 307

وارث کے حق میں اور اسکے خلاف وصیت معتبر نہیں 308

مورث کے انتقال کے وقت جو ورثا زندہ ہیں وہ ہی حقدار ہیں 308

متوفی کے موت کے وقت زندہ، ورثاء ترکہ سے لیں گے 309

ایک شخص کے ورثاء میں بھتیجے بھتیجیاں چار بھائی دو بہن ہیں 310

ورثاء میں دو بیویاں ایک بیٹا چار بیٹیاں ہیں 311

ورثاء، بیوی، دو بیٹے، ایک بیٹی 313

وارثین میں بیوی بھتیجے، بھتیجی، بہن اور متبنّی 313

جائیداد غیر منقولہ میں قبضہ کے معنی 314

ورثاء میں بیوی چار لڑکے، تین لڑکیاں ہیں 314

ورثاء میں جب ذوی الفروض اور عصبہ نہ ہوں تو کیا کریں 315

وارثین میں دو بیوی ایک بیٹا اور دو بیٹی ہیں 315

بیوہ دوسرا نکاح کرے تب بھی شوہر اوّل کے ترکہ میں شریک ہے 316

زندگی میں جو مال ہبہ کر دیا، بعد موت، وارث

http://t.me/tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

واپس نہیں لے سکتا 317

ورثاء میں چار لڑکے اور چار لڑکیاں ہیں 317

وارثین، بیوی، دو بیٹی، دو بھتیجے ہیں 318

تین بیٹے دو بیٹیاں ورثاء میں، ایک بیٹے کا انتقال ہوگیا 319

اولاد اگر بدچلن نہ ہو تو زندگی میں سب کو برابر برابر دے 320

پوتوں کا حصہ مقرر نہیں ہے، دادا زندگی میں جو دینا چاہے دے دے 321

زندگی میں جس کو چاہے مال دیدے، کسی کو اعتراض کا حق نہیں 321

متوفی کی موت کے وقت زندہ لوگ، وارث ہیں 322

ورثاء میں پانچ بیٹے، دو بیٹی ہیں 323

وارثان میں پہلی بیوی سے لڑکا، دوسری سے تین لڑکے اور سات لڑکیاں 323

وارثوں میں چار بیٹے، ایک بیٹی ایک بیوی تھے، دو بیٹوں کا انتقال ہوا، ان کی اولاد ہے 324

ورثاء میں بیٹی، بھتیجے، بھتیجیاں، داماد، نواسے، نواسیاں ہیں، بیٹی کا انتقال ہوگیا 325

شوہر، دو بیٹی ایک بہن، کا ترکہ میں حصہ 326

دو بیوی، دو بیٹی، دو بہن، ایک بھائی کا حصہ جبکہ نواسے کے لئے وصیت ہے 326

ایک بیوی، بھائی، بھتیجا اور بھتیجی ورثاء ہیں 327

بیٹے کے سامنے بھتیجے وارث نہ ہوں گے 327

عورت کے ورثاء میں بھتیجا بھانجا اور بھانجی ہے 329

ورثاء میں بیوی، دو بیٹی، بیٹا اور بہن ہے 329

ایک شخص فوت ہوا اس کا کوئی وارث نہیں ہے 330

ورثاء میں بیوی، بیٹا اور بیٹی 330

بیوی، چھ بیٹے، ایک بیٹی کا حصہ 331

پوتے پوتی کا دادا کی میراث میں حصہ نہیں 332

وارث کو زندگی میں جو دے دیا کیا وہ ترکہ میں شامل ہے؟ 333

ورثاء میں شوہر، والدہ، پانچ بیٹی ہیں 333

زندگی میں تقسیم کرے تو برابر برابر دے 334

وصیت صرف ایک تہائی میں جاری ہوگی 334

ورثاء میں دو بیوی تین بھائی ایک بہن ہیں 335

وارث کو حق نہیں کہ وہ دوسرے کا حصہ ہبہ کردے 336

وارثوں میں بیوی والدہ بھائی بہن ہیں 337

ورثاء میں بیوی باپ دو بہنیں ہیں 338

وارثین میں بیوی پانچ بیٹے ایک بیٹی ہے 340

ورثاء میں بھائی بھانجہ اور بھتیجے ہیں 340

بیوی بیٹی اور بہن کا حصہ 341

اصل جائیداد میت کے باپ کی ہے تو بہو کو دعویٰ کا حق نہیں 342

اگر جائیداد مشترکہ ہو تو حصہ برابر کا ملے گا کم زیادہ نہیں 342

پوتا ہی صرف وارث ہو تو سب ترکہ پوتے کو ملے گا 342

عاق کرنے کے باوجود وارث اپنا حصہ پائے گا 343

ورثاء بیوی، پانچ بیٹے اور ایک بیٹی ہے 343

میت کے بیٹے پوتے ہوں تو بھائی وارث نہیں ہے 344

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بیوی کو ترکہ میں صرف آٹھواں ہے، اگر اولاد ہو تو 345
ورثاء میں چار بھتیجے اور بھتیجی ہے 346
وصیت صرف تہائی مال میں نافذ ہوگی 346
صرف شبہ کی وجہ سے وارث کو محروم نہیں کیا جا سکتا 347
وراثت کا حکم مرنے کے بعد ہوتا ہے 347
ایک شخص کے ورثاء میں بیوی دو بیٹے ایک بیٹی ہے 348
ورثاء میں بیٹی اور بھتیجی ہے 349
کئی بیویوں کی اولاد ہو تو بھی سب اولاد کو برابر ملے گا 349
ملکیت کے ثبوت کے لئے گواہ ضروری ہیں 349
ورثاء میں تین بیویاں آٹھ بیٹے اور چار بیٹی ہیں 350
وارثوں میں بیوی اور پانچ بیٹے ہیں 351
بیرونِ ملک رہائشی ورثاء بھی ترکہ میں حصہ پائیں گے 352
سوتیلا بیٹا وارث نہیں ہوتا 352
نکاح ثانی ترکہ سے محروم نہیں کرتا 353
زندہ کا مال ترکہ نہیں ہوتا 353
بیٹے کی موجودگی میں بھتیجا وارث نہیں 354
بھائی کی موجودگی میں بھتیجی کا حق نہیں 354
وارثوں میں دو بیوی، دو بیٹے اور چھ بیٹی ہیں 355
ورثاء میں بیوی تین بیٹے اور چھ بیٹی ہیں 355
وصیت صرف تہائی میں نافذ ہوگی، وقف جائداد کسی کی ملکیت نہیں 357
گواہی کے بغیر کوئی چیز ثابت نہیں ہوتی 357
بیٹے کے علاوہ کوئی اور وارث نہ ہو تو سارا مال بیٹے کا ہے 358
ورثا میں دو بیٹے اور تین بیٹیاں 359
ورثاء میں چار بیٹے ایک بیٹی ہے 359
بھائی کے سامنے ننھیالی رشتہ دار وارث نہیں ہوتے 360
قصاص میں صلح اور معاف کرنے کا اختیار صرف وارث کو ہے 361
ورثاء میں بیوی چار بیٹے اور سات بیٹی ہیں 361
زندگی میں اپنا مال دینے کی اجازت ہے 362
ورثاء میں بیوی پوتی اور بھتیجی ہے 362
وارثوں میں بیوی چار بیٹے اور سات بیٹی ہیں 363
ورثاء میں بیوی بھتیجا اور بھتیجی ہے 364
عورت کے وارثوں میں شوہر، ماں، چار بیٹے اور ایک بیٹی ہے 364
تقسیم میں بالغ، شادی شدہ کی کوئی تخصیص نہیں 365
ورثاء میں دو بیویاں، بہن، سوتیلی بیٹی اور بھتیجیاں ہیں 365
ورثاء میں بیوی بیٹیاں اور چچا ہیں 366
غاصبانہ مال کو جس طرح چاہے وصول کرے 367
والدین کے ہوتے، بھائیوں کو ترکہ سے نہ ملے گا 367
بہنوں کو ترکہ سے کب ملتا ہے؟ 367
ورثاء میں والدہ اور چار بہنیں ہیں 368
بیٹی اور بھتیجے وارث ہیں 369
ایک شخص کے وارث بیوی اور بھائی، دوسرے شخص کے بیوی اور بیٹا وارث ہیں 370
ورثاء میں چار بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں 370
ورثاء میں بیوی اور بھتیجے ہیں 371
ورثاء میں بیوی، بیٹی اور تین بیٹے ہیں 371

http://t.me/tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک شخص کے ورثاء میں صرف لڑکیاں ہیں 372
ہندوستانی بھی، پاکستانی کے ترکہ سے حصہ پائیں گے 372
جائیداد سے، حصہ سے زیادہ نہیں لے سکتا 373
کوئی وارث دوسرے کا حق روکے تو گناہگار ہے 374
میراث کے متفرق مسائل 375
زندہ کا ترکہ تقسیم نہیں ہوتا 376
ورثاء میں بیوی چار بیٹے، چار بیٹی ہیں 376
سوتیلی اولاد کا ترکہ میں حصہ نہیں ہے 377
نکاح ثانی سے بیوہ کا حق ترکہ میں ختم نہیں ہوتا 377
ورثاء بیوی، چھ بیٹے اور ایک بیٹی ہیں 378
وارث نہ ہونے کی صورت میں علاتی بہن حقیقی کی طرح ہے 378
متوفی کے کسی وارث کا پتہ نہ چلے تو حکم 379
پہلے شوہر کی اولاد کو، دوسرے شوہر سے حصہ نہیں ملے گا 379
وارث بیوی، تین بیٹے اور دو بیٹی ہیں 380
اولاد کی موجودگی میں شوہر چوتھائی کا حقدار ہے 381
ورثاء میں دو بیٹے ایک بیٹی ہے 381
قاتل کو مورث کے مال سے کچھ نہ ملے گا 382
میت نے زمین مسجد میں دینے کی وصیت کی، ورثاء بالکل راضی نہیں ہیں 383
کسی نے میت کے ترکہ سے چوری کر لی تو مال واپس کرے 383
بیوہ نے دوسرا نکاح کر لیا تو پہلے شوہر کے مال میں کتنا حق ہے؟ 384
زندگی میں اپنا مال برابر تقسیم کرے 385
سوتیلے بیٹے کا جائداد میں کوئی حق نہیں 385
میت کے ورثاء میں بیوی اور بیٹی کے علاوہ ذوی الفروض وعصبات سے کوئی نہ ہو تو حکم 386
میت کے ورثاء صرف عصبات سے ہیں 387
ورثاء میں دو بیٹے اور ایک بیٹی ہو تو 388
وارثین کو تہی دست چھوڑنا گناہ ہے 388
وارثین بیوی، سات بیٹے، چار بیٹیاں ہیں 389
بھائی اور بیٹے کی موجودگی میں بھتیجی محروم ہے 390
زندگی میں مال تقسیم کر کے واپس لے سکتا ہے یا نہیں؟ 390
بیوی، دو بیٹے اور ایک بیٹی وارث ہو تو 391
زندگی میں سب کو برابر تقسیم کرے 392
ورثاء میں بیوی چار بیٹے اور ایک بیٹی اور باپ ہے 392
بہن، بھتیجے کے علاوہ کوئی اور وارث نہ ہو تو نصف نصف ملے گا 394
ورثاء میں بیوی، چار بیٹے اور چھ بیٹیاں ہیں 394
ورثاء میں بیوی، ماں باپ بھائی بہن ہیں 395
بیوی، والد، سوتیلی اولاد، بھائی بہن کا حصہ 395
ورثاء میں ایک لڑکا اور دو لڑکیاں ہیں 395
ورثاء میں بیوی، چار بیٹے، دو بیٹیاں ہیں 395
شرکاء میں اگر کوئی دستبردار ہو گیا تو حق ختم ہو گیا، پگڑی کی شرعا کوئی حیثیت نہیں 396
استعمال کو دی ہوئی چیز، ملکیت نہیں بن جاتی 397

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مال متروکہ میں شادی شدہ اور غیر، دونوں شریک ہیں 398
بیوی نے اگر خود طلاق لی، تو میراث کی مستحق نہیں 399
ورثاء میں بیٹی اور بہن ہو تو نصف نصف کی حقدار ہیں 399
باپ کے ترکے میں بیٹے کام کرتے رہے تو منافع میں سب حقدار ہیں 400
مورث کی موت کے وقت جو حیات ہیں وہی وارث ہیں 401
غیر کی زمین پر مکان بنانا تو وہ کس کی ملکیت ہے 402
قریبی عصبہ کی وجہ سے دور والا عصبہ محروم ہے 403
بیوی، بیٹا اور بیٹی کا حصہ 403
کوئی وارث اپنا حصہ نہ لے تو پھر بھی حق باقی رہتا ہے 404
قریبی ذوی الارحام کی وجہ سے دور والا محروم ہے 405
پوتے کو زندگی میں دینا بھی جائز، وصیت بھی جائز 405
ذوی الفروض نہ ہوں تو عصبہ کو ترکہ ملے گا 406
جو مورث کی موت کے وقت حیات ہو وہی ترکہ پائے گا 407
ورثاء اگر قرض ادا نہ کریں تو قرض خواہ زبردستی لے لے 407
ورثاء میں بیوی تین بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں 408
میت کا کوئی وارث نہ ہو تو مال مساکین کا ہے 408
علاتی بھائی بہن، حقیقی بھائی بہن کے سامنے محروم ہیں 409
پہلی اور دوسری بیوی کی اولاد ترکہ میں برابر کی شریک 410
وارث شوہر، بیٹا بیٹی ہیں 410
ورثاء بیوی تین بیٹے، دو بیٹی ہیں 411
دو بیوں کی اولاد ترکہ میں برابر کی شریک ہے 411
جو اپنا حق معاف کر دے اس کا مال دوسروں کو ملے گا 412
وارث تین بیٹے، تین بیٹی ہیں 413
بیوی اور بیٹی کا حصہ اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمایا ہے 414
وقت انتقال جو ورثا حیات ہوں وہی حصہ پائیں گے 415
منہ بولا بیٹا ترکہ میں سے نہ پائے گا 416
باپ کے ترکہ میں بڑے بیٹے نے کام کیا، اضافہ میں سب شریک ہیں 417
ورثاء میں بیوی، چار بیٹے، اور دو بیٹیاں ہیں 418
وارثین میں والدہ، تین بھائی اور پانچ بہن ہیں 418
بیوی، تین بیٹے، تین بیٹی کا حصہ 419
ترکہ وہی ہے جو خاص متوفی کی ملکیت ہے 420
تقسیم ترکہ سے قبل، قرض ادا کیا جائے گا 421
زندگی میں مال جیسے چاہے تقسیم کرے، اصل وارث کو محروم نہ کرے 421
بیوی کا انتقال شوہر سے پہلے ہوا تو ترکہ میں حصہ نہیں 422
عصبات کی ترتیب و تفصیل 422
ایک بیوی کا دوسری بیوی کے ترکہ سے کچھ تعلق نہیں 423
وارثوں میں بیوی کے ساتھ تین بیٹے دو بیٹی ہیں 424
ورثاء میں بیوی دو بیٹے اور پانچ بیٹی کا حصہ 425
بیٹے کے بعد باپ فوت ہوا، تقسیم کی تفصیل 425
ورثاء بیوی، ماں، ایک بیٹا، ایک بیٹی ہیں 426
بیوی، ایک بیٹا، چار بیٹی میں تقسیم ترکہ 427
زمین بیوی کے قبضہ میں دے دی تو وہ مالک بن گئی 427
وارث نے ترکہ کی رقم سے غرباء کو دے دیا تو ضامن ہے 428

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

2A

عصبات ذوی الارحام پر مقدم ہوتے ہیں 429

رقم مسجد کے لئے مخصوص کی، مگر مسجد کو دے نہ سکا تو ترکہ میں شمار ہے 430

ایک وارث، دوسرے کا حق دبالے تو وہ حق دلایا جائے گا 431

ورثاء ماں، باپ، شوہر اور بیٹا ہے 433

وارث تین بیٹیاں چار بھائی اور دو بہن ہیں 433

کسی وارث کو جائز نہیں کہ ترکہ کا کچھ مال چھپا کر ذاتی مصرف میں لائے 434

ورثاء میں شوہر، حقیقی بہن اور علاتی بھائی ہے 435

سوتیلے ماں باپ اور سوتیلی اولاد کا ترکہ میں کچھ نہیں 436

متوفی کی پہلی اور دوسری، دونوں بیویوں کی اولاد ترکہ سے حصہ پائے گی، مورث کی وصیت 438

نرینہ اولاد کی موجودگی میں، بھائی محروم ہوتا ہے 439

وصیت صرف تہائی مال میں، باقی مال ترکہ میں تقسیم ہوگا 440

زندگی میں جس طرح چاہے مال تقسیم کرے مگر ورثاء کو تنگ دست نہ چھوڑے 441

میت کی دونوں بیویاں ترکہ پائیں گی 441

ورثاء صرف ایک بیٹا، دو بیٹیاں ہیں 443

وارث اگر صرف ماں اور بھتیجا ہوں تو حصہ 443

جو مال تقسیم ہو چکا، حصہ دار اپنے حصہ لے چکے، اس کی واپسی نہیں ہے 444

جو جائیداد متوفی کو کہیں اور سے ملی وہ بھی ترکہ ہے 445

غیر وارث کو ترکہ کی کوئی چیز صدقہ کرنے کا اختیار نہیں 445

ورثاء والدین، چار بیٹے، ایک بیٹی اور بیوہ ہے 446

ورثاء میں بہنیں، دو بیٹی ایک بھتیجا 447

امانت دار کو ترکہ میں تصرف کا اختیار نہیں ہے 447

ورثاء میں دو بیٹی، تین پوتے اور بہن بھائی ہیں 448

باپ کی موجودگی میں بھائی بہن محروم ہیں 449

ترکہ کی تقسیم سے قبل بیوی کا مہر نکالا جائے 449

وارث اگر دو بیٹی اور پانچ بھتیجے ہوں تو حصہ 450

ورثاء میں تین بیٹے، دو بیٹیاں ہیں 450

ورثاء میں بیوی تین بیٹیاں دو بھائی ہیں 451

وارثین اگر بیوہ، بھائی، بھائی کی اولاد اور سالی کی اولاد ہو تو تقسیم ترکہ 452

ورثاء میں بیوی اور بھانجا ہے 453

ورثاء میں بیوی، تین بھتیجے اور دو پھوپھیاں ہیں 453

شادی کا خرچ ترکہ سے الگ نہیں نکالا جائے گا 454

وصیت تہائی مال سے کم ہے تو پوری نافذ ہوگی 455

جائیداد کی دو مرتبہ تقسیم کا مسئلہ 456

باپ کے کلیم سے جو جائداد ملی وہ ترکہ میں شمار ہے 457

فروخت کے وقت موجودہ قیمت کا اعتبار ہوگا 457

ورثاء بیوی، والدہ، دو بیٹی، دو بہن اور بھائی ہیں 458

ورثاء بیوی، پانچ بہنیں اور تین بھائی ہیں 459

مسجد کے لئے کل مال کی وصیت ہو تو بھی تہائی مال دیا جائے گا 460

ترکہ میں ان کا حصہ ہے جو وقت وفات مورث زندہ ہیں 460

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صرف وکیل بنانے سے ملکیت ثابت نہ ہوگی 461
بیٹے کی موجودگی میں پوتا اور پڑپوتا محروم ہیں 462
وصیت کو اگر ورثاء نافذ رکھیں تو وصیت نافذ ہوگی 463
ورثاء، بیٹا، دو بہنیں اور بھتیجے 463
ایک وارث دوسرے وارث کا حصّہ دیئے بغیر فوت ہوگیا تو اس کے مال سے، پہلے دوسرے وارث کا حصّہ نکالا جائے گا 464
ذوی الفروض کے ہوتے، ذوی الارحام وارث نہیں 464
ورثاء میں بیوی، چار بیٹے، بیٹی اور دو بہن ہیں 465
ورثاء میں بیوہ، دو بیٹے اور چھ بیٹیاں 465
ورثاء میں بیوہ، بیٹی دو بھتیجے دو بھتیجیاں ہوتو 466
وارثین میں بیوی، تین بیٹیاں اور تین بھائی 466
ورثاء میں بیوی، ایک حقیقی بہن، ایک حقیقی بھائی اور علاتی بھائی بہن ہیں 467
وارثین ایک بھائی، چار بہنیں ہیں 468
ورثاء میں ایک بیٹا، دو بیٹیاں، اور بھائی کی اولاد ہے 469
وارث کو اپنا حصّہ فروخت کرنے کا اختیار ہے، اس پر شفعہ نہیں ہے 470
ورثاء میں دو بیٹے اور ایک بیٹی ہے 470
وارثین ایک بیٹا، چار بیٹی ہیں 471
سوتیلی اولاد کا ترکہ میں کوئی حصّہ نہیں 471
ورثاء میں چار پوتے، نو پوتیاں ہیں 472
ورثاء شوہر، اور چچازاد بھائی بہن ہیں 473
وارثین، دو بیویاں تین بیٹے ہیں 473
درجہ سوم کے عصبہ ہوں تو درجہ چہارم کے عصبہ محروم ہیں 474
بیوہ کا نکاح ثانی، شوہر کے ترکہ سے محروم نہ کرے گا 474
ورثاء میں شوہر، اور بھائی تھے، پھر شوہر فوت ہوگیا 475
کوئی بھی وارث اپنا حصّہ کار خیر میں لگا سکتا ہے 476
ورثاء میں بیٹا، بھائی اور تین بہن ہیں 476
زندگی میں جس مال پر دوسرے کو قبضہ دے دیا تو وہ ترکہ میں نہیں 477
ایک وارث کا دوسرے کے حصّے چھپانا 478
وارث صرف بیوی تھی اس کا بھی انتقال ہوگیا 479
ورثاء میں بیوی دو بیٹیاں اور دو بھائی ہیں 480
عصبہ کے ہوتے ذوی الارحام محروم ہیں 480
وارث کی شادی میں ترکہ سے، بہ اجازت خرچ کیا تو ٹھیک ورنہ خرچ کرنے والا دے گا 481
خدا ہی جانتا ہے کہ پہلے کون انتقال کرے گا؟ 484
متوفی نے کسی وارث سے قرض لیا ہو تو پہلے وہ واپس کیا جائے گا 485
ورثاء میں بیٹی اور بھائی ہوں تو ترکہ میں حصّہ 486
زندگی میں برابر برابر تقسیم کرے 486
ذوی الارحام درجہ اول کے ہوتے ہوئے، درجہ سوم کے ذوی الارحام محروم ہوتے ہیں 487
لڑکا فاسق ہو تو ملکیت سے محروم کرنا گناہ نہیں ہے 487
یکے بعد دیگرے چند انتقال کرنے والوں کا ترکہ 488
زندگی میں جس کو جتنا چاہے دے 489
سوتیلی اولاد کا ترکہ میں کوئی حصّہ نہیں 490
ترکہ زندہ وارثوں کو ملتا ہے 490

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ورثاء میں چار بیٹے، دو بیٹیاں ہیں، ان میں سے دو بیٹے انتقال کر گئے	491
وارث اپنے حصہ جس کو دینا چاہے دے سکتا ہے	493
وارث کے لئے وصیت باطل ہے	494
ورثاء میں، دو بھائی، دو بہن ہیں	494
جو دوسرے کا مال ناحق لے گا وہ گناہگار ہوگا	495
ترکہ میں ہر بیوی کی اولاد کو برابر کا حصہ ملے گا	496
عصبہ کی موجودگی میں ذوی الارحام محروم ہیں	497
ورثاء میں بیوی، چار بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں	497
وارثین بیوی، دو بیٹے اور پانچ بیٹی ہیں، بعد میں دو بیٹے انتقال کر گئے	498
ورثاء بیوی اور پانچ بیٹے ہیں	499
متوفی سے پہلے اولاد کا انتقال ہوا، تو بعض صورتوں میں اولاد کی اولاد ترکہ سے پائے گی	499
قریبی عصبہ دور والے عصبہ کو محروم کر دیں گے	500
وصیت تہائی مال میں جاری ہوگی، وصیت کو روکا تو گناہ ہے	500
سوتیلی اولاد کا ترکہ میں حصہ نہیں ہے	501
جو وارث اپنا حصہ نہ لے، اس کو دوسرے لیں گے	502
جائداد کی اضافی تعمیر میں جس نے رقم خرچ کی، کیا وہ ترکہ کی تقسیم سے قبل الگ کی جائے گی؟	503
ورثاء میں بیوی، ایک بھتیجا، دو بھتیجیاں ہیں	503
ورثاء میں تین بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں	504
عورت کی جائیداد میں نندوں کا حصہ نہیں ہے	505
کسی کا وارث معلوم نہ ہو تو اس کا حصہ نیک کام میں لگادی	505
نگراں کا جائداد میں کوئی حق نہیں ہے	506
زندگی میں سب کو برابر تقسیم کرے	507
بیٹی کو آدھا ترکہ اور بقیہ میں سب دیگر شریک ہیں	507
عصبہ کے سامنے ذوی الارحام محروم ہیں	508
وارثین دوسری بیوی، بیٹی اور نابالغ لڑکا ہے	509
زید کی بیوی کے ورثاء اور ورثاء در ورثاء میں ترکہ کی تقسیم	509
ورثاء میں بیوی، بھائی، ماں شریک بھائی اور لے پالک بیٹ	510
ورثاء میں، بیوی، پانچ بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں	511
دوسری بیوی اور پہلی بیوی کا لڑکا وارث ہیں	512
دو بیٹے اور دو بیٹیاں وارث ہیں	513
حقیقی بھائی اور بیٹی وارث ہوئے	513
عورت کا جہیز اسکے مال وراثت میں شمار ہے	514
بہن بھائی کے ساتھ مل کر عصبہ ہو جائے گی	514
زندگی میں سب کو برابر دے، مگر حیثیت کی وجہ سے کمی بیشی کر سکتا ہے	515
ورثاء، بیوی بیٹی اور بہن بھائی ہیں	515
ورثاء میں شوہر چار بہنیں اور بھانجے بھانجیاں ہیں	516
ترکہ میں زمین کی تقسیم	517
زندگی میں دیکر، واپس لینا منع ہے	517
ورثاء میں بیوی، بہن، تین بھتیجے اور تین بھتیجیاں ہیں	518
بیوی، چار بیٹے، تین بیٹیاں وارث ہیں	519
شوہر کے انتقال کے بعد بیوی اپنا سارا جہیز واپس	

https://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لے جاسکتی ہے 520

شرعاً ہبہ اس وقت ہے کہ قابض بنا دیا ہو ورنہ ترکہ ہے 521

بیوی کے ساتھ دو بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں 521

وارث بیوی، بیٹی اور بھائی ہیں 522

ورثاء بیوی، ایک بیٹا اور بیٹی ہیں 523

وارث ماں، بیوی، چار بیٹیاں، دو بہنیں اور چچا ہیں 524

ورثاء میں بیوی، تین بیٹیاں اور سوتیلی اولاد ہے 525

وارثین، بیوی چار بیٹے اور سات بیٹیاں ہیں 525

ورثاء در ورثاء میں مال کی تقسیم 526

جب حصے کم ہوں اور ورثاء زیادہ تو عول کی صورت 527

دو بیویاں، پانچ بیٹیاں، تین بیٹے اور بہن کا حصہ 530

بقیہ مسائل

زکوٰۃ کی رقم کا غیر شرعی استعمال 533

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس کے لئے لکھنا چاہیے؟ 534

انگریزی میں صلی اللہ علیہ وسلم کا صحیح ترجمہ 534

مفتی اعظم کے پیر و مرشد کی محبت و شفقت 536

تاج العلماء کا مکتوب بنام خلیل ملت 537

خلیل ملت کے حضور 538

عندلیب جنت (منقبت) 839

قطعہ تاریخ وصال 540

قطعہ تاریخ 541

قطعہ تاریخ 541

کلمات تہنیت 542

"مفتی شہر رفت" 543

مارہرہ شریف سے ایک مکتوب 544

خلیل ملت کی ایک مریدہ کا خط 545

فہرست مراجع و مآخذ 546

تصانیف خلیل ملت 552

----

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انتساب

ابن رسول الکریم الامین المکین محی الاسلام والسنۃ والشرع والدین، سید الاسیاد، نافع العباد،
غوث الثقلین، غیث الکونین، سیدنا و مولانا ابو محمد عبد القادر الحسنی الحسینی الجیلانی
المعروف سیدنا غوث اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان

اور

سادات و مشائخ و اکابر، خانقاہ برکاتیہ، مارہرہ، مطہرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین
کے نام

جن کی تصدیق و تائید مولائے کائنات اسد اللہ الغالب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ و کرم اللہ وجہہ الاسنیٰ نے
عالم ظاہری میں خانقاہ میں تشریف لا کر فرمائی، جو باب علم ہیں،

http://t.me/Tehqiqat

وہ کہ جن کی نگاہ ولایت سے ایک عظیم و جلیل فقیہ
کے فتاویٰ منظر عام پر آ سکے
ان اکابر کے صدقوں کا محشر میں طالب!

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید و اولادہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد جل جلالہ

الحمدللہ رب العالمین ○ حمد الشاکرین ○ وافضل الصلوٰۃ واکمل السلام علی سید المرسلین ○ خاتم النبیین ○ واکرم الاولین ○ قائد الغر المحجلین ○ نبی الحرمین ○ امام القبلتین ○ سید الکونین ○ وسیلتنا فی الدارین ○ صاحب قاب قوسین ○ المزین بکل زین ○ المنزہ من کل شین ○ جد الحسن والحسین ○ نبی الانبیاء ○ عظیم الرجاء ○ وعمیم العطاء ○ ماحی الذنوب والخطاء ○ شفیعنا یوم الجزاء ○ سر اللہ المخزون ○ دراللہ المکنون ○ عالم ماکان ومایکون ○ نور الافئدۃ والعیون ○ سرور القلب المحزون ○ سیدنا و مولانا وحبیبنا ونبینا وشفیعنا و وکیلنا وکفیلنا و عوننا و معیننا و غوثنا و مغیثنا و غیثنا و غیاثنا محمدن النبی المبعوث رحمۃ للعلمین ○ وعلیٰ الہ الطیبین و الطاھرین ○ وازواجہ الطاھرات امہات المومنین ○ واصحابہ المکرمین المعظمین ○

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نعت شریف ﷺ

از: حضرت علامہ مفتی اعظم، مفتی محمد خلیل خاں قادری رحمۃ اللہ علیہ

تعالی اللہ بڑا اعزاز ہے حضرت سے نسبت کا
غلامی شاہ والا کی، شرف ہے آدمیت کا

عیاں ہے جسم اطہر سے، دو طرفہ حسن فطرت کا
صباحت سے ملاحت کا ملاحت سے صباحت کا

خیال آیا تھا کچھ، خلد بریں کی طیب و نزہت کا
کہ نقشہ پھر گیا آنکھوں میں طیبہ کی نضارت کا

شفاعت ڈھونڈ لائی، خود سیاہ کاران امت کو
سہارا ڈوبتوں کو ملا گیا اشک ندامت کا

بڑھو بادہ کشو! ساقی نے اذن عام بخشا ہے
"گناہگارو چلو مولیٰ نے در کھولا ہے رحمت کا"

بساط دہر میں انگڑائیاں لیتی، یہ رعنائی
سمٹ جائے تو نقطہ ہے نبی کے حسن طلعت کا

وہ تیری بے نیازی، اور مری بخشش کا پروانہ
کہ چہرہ فق ہوا جاتا ہے خورشید قیامت کا

کرم کے ایک چھینٹے نے بدل ڈالی مری دنیا
ستارہ ڈوب کر ابھرا مری برگشتہ قسمت کا

خلیلؔ زار کا مدفن بنا آغوش طیبہ میں
بالآخر سامنے آیا نوشتہ کلکِ قدرت کا

(ماخوذ از: جمال خلیل)

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نذرِ حقیر بارگاہ حضرت خلیل ملت

مفتی اعظم علامہ مفتی محمد خلیل خاں القادری البرکاتی رحمۃ اللہ علیہ

از: حضرت پیر حبیب احمد حبیب نقشبندی محسنی رحمۃ اللہ علیہ، حیدرآباد

سندھ کے مفتیٔ اعظم حضرت علامہ خلیل
جن کے ہیں حد بیاں سے باہر اوصاف جمیل

"احسن البرکات" جن کی زندہ ہے اک یادگار
جس سے دینِ مصطفیٰ کی ہے اعانت بے عدیل

آج یوم عرس ان کا ہے بحمد اللہ یہاں
آج ہم سب کو ملے گا ان کا فیضانِ جلیل

حق پہ مرمٹتے ہیں جو مرتے نہیں وہ مردِ حق
باقی باللہ ہوتے ہیں وہ مردانِ جلیل

یا الٰہی مفتیٔ اعظم کے برکات و فیوض
دہر میں دائم رہیں جاری یونہی بے قال و قیل

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قطعہ

اتنا تو مرے سرور تقریب کا ساماں ہو
جب موت کا وقت آئے اور روح خراماں ہو
دنیائے تصور میں دربار ترا دیکھوں
سر ہو ترے قدموں پر سر پر ترا داماں ہو

از: حضرت علامہ مفتی محمد خلیل خاں القادری نور اللہ مرقدہٗ

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خلیلِ العلماء و خلیلِ ملّت

جن کی یاد سے فضائیں معمور ہیں

تحریر: مفتی حماد رضا نوری
نائب مہتمم دار العلوم احسن البرکات، حیدر آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

وادیٔ مہران (سندھ) کو باب الاسلام ہونے کا شرف حاصل ہے۔ یہاں کی خوش بختی ہے کہ ہر دور میں یہاں اکابر کی تشریف آوری رہی۔ انہیں عظیم الشان اکابر میں سے ایک شخصیت مفتی اعظم سندھ، خلیل ملّت خلیل العلماء حضرت علامہ مفتی محمد خلیل خاں قادری برکاتی مارہروی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ جن کا تعلق انڈیا کے مشہور علاقہ مارہرہ شریف سے ہے۔ آپ کے انوار وادیٔ مہران میں چمکے اور یہیں آخری آرام گاہ بنی۔

نام ونسب

محمد خلیل خاں بن عبد الجلیل خاں بن اسماعیل خاں بن سردار خاں بن فیض اللہ خاں، لودھی مارہروی قادری برکاتی حنفی۔ آپ نسلاً پٹھان ہیں اور لودھی قبیلہ سے آپ کا تعلق ہے۔ چونکہ مارہرہ شریف میں رہائش اختیار کی اس لئے مارہروی کہلاتے ہیں۔ سلسلہ قادریہ برکاتیہ میں بیعت اور بہت سے سلاسل میں خلافت رکھتے ہیں اور مذہباً حنفی محمدی ہیں۔

القاب

یوں تو خلیل ملّت کے بہت سے القاب ہیں۔ مگر "خلیل العلماء" و "خلیل ملّت" آپ کے مشہور اور مخصوص القاب ہیں۔

پیدائش وابتدائی احوال

خلیل ملّت، ضلع علی گڑھ (انڈیا) کی ایک ریاست دادوں میں ملحقہ موضع کھریری میں جولائی ۱۹۲۰ء میں پیدا ہوئے۔ چھ دن کے تھے کہ والد ماجد کا انتقال ہو گیا۔ کچھ عرصہ بعد آپ کی والدہ ماجدہ آپ کو لیکر مارہرہ شریف آ گئیں جو کہ آپ کا ننھیال بھی ہے اور ابھی آپ سن شعور تک بھی نہ پہنچے تھے کہ والدہ ماجدہ کا بھی انتقال ہو گیا۔ چنانچہ آپ کے چچا محمد یعقوب خان نے آپ کی اور آپ کے بھائی عبد القدیر خاں (مرحوم) کی پرورش کی۔ مارہرہ شریف میں آپ کی حویلی محلہ کمبوہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں افغان روڈ پر تھی۔

مارہرہ شریف انڈیا کے صوبہ یوپی ضلع میں واقع ایک قصبہ ہے۔ سید محمد صغریٰ واسطی علیہ الرحمتہ نے سلطان التمش کے دور میں اس کو فتح کیا اور اس کو آباد کیا، بعد ازاں صاحب البرکات سید شاہ برکت اللہ مارہروی علیہ الرحمتہ نے یہاں خانقاہ برکاتیہ کی بنیاد رکھی اور علم وفضل کے دریا بہائے۔ اس کی پوری تفصیل مآثر الکرام (علامہ غلام علی آزاد بلگرامی) اور اصح التواریخ (تاج العلماء سید محمد میاں قادری) میں موجود ہے۔

آباؤاجداد میں اہل علم

آپ کے نانا، کرم خاں کے برادر محترم علامہ عبدالرحمٰن عرف الف خاں صاحب، استاذ العلماء مولانا لطف اللہ علی گڑھی کے شاگرد رشید اور زبدۃ الواصلین وارث الاکابر حضرت علامہ سید شاہ ابو الحسین احمد نوری میاں صاحب مارہروی برکاتی کے خلیفہ ارشد تھے۔ گویا علم دین سے شناسائی ورغبت خلیل ملت کو اپنے گھر سے ملی۔ خلیل ملت کو علامہ الف خاں سے استفادہ کا موقع نہ ملا۔

ابتدائی تعلیم

مروجہ دستور کے مطابق ابتداء میں آپ نے اسکول کی تعلیم مارہرہ شریف میں ہی حاصل کی اور ۱۹۳۴ء تک مڈل پاس کرلیا۔ اس کے بعد وسائل کی کمی کے باعث اعلیٰ تعلیم کے لئے قصبہ سے باہر نہ جا سکے، لہٰذا دین علم کا آغاز ہوا۔ اور ریاست مینڈو کے مدرسہ یوسفیہ میں چھ ماہ تک گلستان بوستان تک تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد دادوں ضلع علی گڑھ چلے گئے۔

مدرسہ حافظیہ سعیدیہ میں داخلہ

دادوں میں نواب ابوبکر خاں شروانی کا مدرسہ حافظیہ سعیدیہ بہت مشہور تھا۔ جب خلیل ملت یہاں آئے تو ذوالحجہ ۱۳۵۳ھ کا وقت تھا۔ دینی مدارس میں عموماً داخلے شوال میں ہوتے ہیں۔ داخلہ کی تاریخ تو نکل گئی تھی۔ خلیل ملت اپنے ایک، بزرگ مولانا عبدالحفیظ صاحب کو ساتھ لیکر نواب صاحب کے پاس گئے، نواب صاحب نے داخلہ دینے سے انکار کردیا۔ مولانا عبدالحفیظ نے بتایا کہ یہ اسماعیل خاں ذیلدار کے پوتے ہیں۔ نواب صاحب کے اسماعیل خاں صاحب سے اچھے تعلقات رہے تھے۔ نواب صاحب انہیں چچا کہتے تھے۔ کہنے لگے کہ وہ تو میرے چچا تھے، اور یہ بچہ میرا بھتیجا ہوا، لہٰذا اس کو داخلہ ضرور ملے گا۔ چنانچہ داخلہ مل گیا، نواب صاحب کا اسی سال انتقال ہوگیا۔ جبکہ خلیل ملت نے اسی مدرسہ میں دورۂ حدیث تک تعلیم مکمل کی۔

اساتذہ

خلیل ملت نے اس مدرسہ میں جن اساتذہ سے تعلیم حاصل کی ان میں مولانا محمد شریف خاں صاحب، مولانا امین الدین چھتروی اور مولانا نور محمد کے اسماء گرامی معلوم ہو سکے۔ اس کے علاوہ صدر الشریعہ سے تو خوب ہی فیض حاصل کیا۔

نواب ابوبکر خاں کے انتقال کے بعد، نواب حاجی غلام محمد عرف حاجی میاں جنہیں دوسرے علاقے والے راجہ

http://t.me/tahqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صاحب کہتے تھے، مدرسہ کے متولی بنے، مدرسہ کی کارکردگی بڑھانے کے لئے خصوصی طور پر اہلسنت کے مشہور و معروف عالم دین صدر الشریعہ، بدر الطریقہ، علامہ محمد امجد علی اعظمی کو منظر الاسلام بریلی شریف سے بلایا گیا اور آپ یہاں کے صدر مدرس کی حیثیت سے تشریف لائے۔ صدر الشریعہ کی آمد سے مدرسہ میں علوم و فنون کی نئی بہار آ گئی اور علم و فیض کے دریا بہنے لگے۔ یہ دور، مدرسہ کا شاندار دور تھا۔ خلیل ملت نے صدر الشریعہ کی سرپرستی میں ابتداء تا انتہاء اپنی تعلیم مکمل کی۔ ۱۳۵۹ھ میں عالم کا امتحان دیا اور ۱۳۶۳ھ میں یہیں صدر الشریعۃ سے دورۂ حدیث کیا۔ آپ کا شمار مدرسہ کے بہترین طلباء میں ہوتا تھا۔ خلیل العلماء کے رفقاء درس کے نام خود صدر الشریعۃ نے بہار شریعت کے آخر میں عرض حال میں بیان کیئے ہیں۔

دستار بندی

خلیل ملت ۱۳۶۲ھ کے آخر میں سال ہفتم کی تعلیم مکمل کر چکے تو صدر الشریعہ نے دورۂ حدیث میں شریک ہونے کا حکم فرمادیا۔ عرض کیا کہ میری کتب باقی ہیں۔ مگر صدر الشریعہ نے نگاہ فراست سے مستقبل کو دیکھ لیا تھا لہٰذا عرض قبول نہ کی اور دورہ میں شریک ہونے کا حکم فرمادیا اور صدر الشریعہ کے اس فیصلہ کی حکمت بعد میں خود ظاہر ہوگئی۔

ہوا یہ کہ نواب حاجی میاں کا بھی ۱۳۶۲ھ میں انتقال ہوگیا اور نواب حاجی محمد جان مدرسہ کے متولی قرار پائے۔ انہیں مدرسہ سے خاص دلچسپی نہ تھی۔ لہٰذا صدر الشریعہ سے کہا گیا کہ ہم پہلے جیسی آپ کی خدمت نہیں کر سکتے اور پہلے جتنا مشاہرہ آپ کو نہیں دے سکتے۔ صدر الشریعہ نے توکلا علی اللہ اور بہ فرمان مصطفیٰ ﷺ کہ دین کا بہترین فقیہ وہ ہے کہ اس کی اگر ضرورت ہو تو فائدہ دے۔ اور اگر اس سے بے پرواہی برتی جائے تو خود کو بے نیاز رکھے (مشکوٰۃ کتاب العلم، بحوالہ مسند رزین) فرمایا اب یہ فقیر بھی اپنے اندر کسی مدرسہ میں تعلیم دینے کی قوت نہیں پاتا اور دورہ کے بعد مدرسہ سے الگ ہو گئے اور واقعی مدرسہ حافظیہ سے الگ ہونے کے بعد آپ نے کسی بھی مدرسہ میں باقاعدہ تدریس نہیں فرمائی۔

جلسہ دستار بندی منعقد ہونے لگا تو صدر الشریعہ کی آمد اس میں متوقع نہیں تھی بلکہ کسی کانگریس نواز شخص مولوی وجیہہ الدین کی آمد سننے میں آنے لگی۔ ان دو وجوہات کی بناء پر طلباء نے فیصلہ کیا کہ جب ہمارے استاذ ہماری دستار بندی نہیں کریں گے تو ہم کسی اور سے دستار بندی نہیں کروائیں گے بلکہ جبہ و دستار ہاتھوں میں لیں گے، نواب محمد جان تک یہ بات پہنچادی گئی۔ نواب صاحب پریشان ہو گئے، طلباء کو بلایا گیا۔ خلیل ملت طلباء کے نمائندہ بنکر نواب صاحب کے پاس چلے گئے اور پوچھنے پر کہدیا کہ ہمارے غیرت اس بات کو گوارا نہیں کرتی کہ ہمارے استاد موجود نہ ہوں اور دیگر حضرات ہماری دستار بندی کریں، کافی بحث و مباحثہ کے بعد نواب صاحب نے یہ تجویز منظور کر لی اور دستار بندی کے بغیر ہی خلیل ملت و دیگر طلباء کی دستار بندی ہوگئی۔

مسند علوم شرعیہ وغیرہا

خلیل ملت کو علم حدیث و دیگر علوم نقلیہ و عقلیہ کی اسانید کئی طرق سے حاصل ہوئیں۔ ا۔ صدر الشریعہ بدر الطریقہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علامہ محمد امجد علی قادری حنفی سے، جو کہ امیر المؤمنین فی الحدیث علامہ وصی احمد محدث سورتی، خاتم الحکماء علامہ ہدایت اللہ خاں جونپوری محشی، ''الشمس البازغۃ'' اور امام العلوم والفنون اعلیٰ حضرت امام اہلسنت علامہ احمد رضا خاں محدث بریلوی کے شاگرد ارشد ہیں۔

۲۔ شیخ الاسلام مفتی اعظم ہند حضرت علامہ محمد مصطفےٰ رضا خاں نوری برکاتی سے، جو کہ اعلیٰ حضرت کے خلف اصغر ہیں اور اعلیٰ حضرت اور سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب وودیگر سے تمام علوم وفنون وسلاسل طریقت میں مُجاز ہیں۔

۳۔ سید شاہ ابوالحسین سید میاں مارہروی قادری سے جو کہ تاج العلماء اولادِ رسول سید محمد میاں مارہروی قادری، سید شاہ ارتضیٰ حسین مارہروی عرف پیر میاں قادری، سید شاہ محمد مہدی حسن مارہروی قادری وودیگر سے مُجاز ہیں۔

بیعت وخلافت

دوران طالب علمی میں ہی آپ تاج العلماء اولاد رسول حضرت علامہ سید محمد میاں قادری برکاتی سے سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ میں بیعت ہوئے اور مختلف اوقات میں مرشد گرامی سے اوراد ووظائف واذکار کی اجازت خاصہ بھی حاصل کی، جن کا ذکر آپ کی قلمی یادداشتوں میں ملتا ہے۔ مگر مرشد گرامی سے خلافت ملنے کی نوبت نہ آئی تھی کہ آپ پاکستان آ گئے۔[1] بعد ازاں تاج العلماء کے سجادہ نشین احسن العلماء سید شاہ مصطفےٰ حیدر حسن میاں تاجدار برکاتیت سے کئی سلاسل میں باقاعدہ تحریری خلافت ملی جو کہ خلیل ملت کے شاگرد بھی ہیں۔ یہ خلافت حضرت تاج العلماء کے فاتحہ جہلم پر دی گئی۔ یہ ۱۳۷۵ھ/۱۹۵۵ء کی بات ہے۔ اس کے علاوہ حضرت سید میاں قادری نے النور والبھاء کے نسخہ پر خلافت نامہ لکھ کر دیا۔ اور شیخ الاسلام مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ نے بھی ۱۳۸۲ھ/ ۱۹۶۲ء میں اجازت عامہ وخلافت سے نوازا۔

دوران طالب علمی سیاسی سرگرمیاں

آپ نے دیگر علماء ومشائخ کے ہمراہ تحریک پاکستان میں بھی حصہ لیا اور مسلم لیگ کے جلسوں میں جھنڈا لئے آگے آگے چلتے تھے۔ مگر مرشد گرامی نے فرمایا کہ پہلے تحصیل علم کو مکمل کرو جو دین کا فریضہ ہے۔ لہٰذا عملاً سیاست میں حصہ لینا چھوڑ دیا مگر اپنی تقاریر میں ہمیشہ کانگریس اور کانگریس نواز لوگوں پر سخت تنقید فرماتے تھے۔

مناظرے

دوران طالب علمی بعض بدمذہبوں اور غیر مسلموں سے اسلام کی سربلندی کی خاطر مناظرے بھی کئے۔ اس زمانہ میں ایک گمراہ تحریک ''خاکسار'' کا رد کیا اور ''چوبیس نکات'' اس فرقہ کے رد میں ''خنجر آبدار'' کے نام سے لکھے۔ آپ وہ نکات ایک مرتبہ صدر الشریعۃ کو سنا رہے تھے کہ خاکسار تحریک کا ایک نمائندہ انگریزی لباس میں ملبوس مدرسہ میں مناظرہ کے لئے آیا، صدر الشریعۃ نے فرمایا کہ مجھ سے بعد میں بات کرنا، پہلے میرے شاگرد سے بات کرو۔ خلیلِ ملت نے اس سے گفتگو کی اور وہ

1۔ ''علامہ سید محمد علی رضوی قادری حسنی چشتی زید مجدہ نے، ایک مرتبہ ارشاد فرمایا: کہ جب خلیل العلماء پاکستان تشریف لانے لگے تو حضرت تاج العلماء نے خلیل العلماء کو زبانی اجازت وخلافت مرحمت فرمادی تھی۔ (احمد میاں برکاتی)

http://t.me/tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"چوبیس نکات" اس کے سامنے رکھے وہ مبہوت ہو گیا اور لاجواب ہو کر چلا گیا۔

علم سے محبت

خلیلِ ملّت کے زمانہ تعلم میں بجلی اور بلب نہیں تھے بلکہ رات کو لالٹین جلائی جاتی تھی۔ خلیل ملّت اسی لالٹین کی روشنی میں اپنے رفقاء کے ہمراہ، رات گئے تک مطالعہ کرتے تھے۔ حتیٰ کہ صدر الشریعہ سے شکایت کی گئی کہ طلباء بہت دیر تک مطالعہ کرتے رہتے ہیں جس کی وجہ سے تیل کے اخراجات بڑھ رہے ہیں۔ خلیل ملّت اپنے الفاظ میں یہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ متولی مدرسہ حاجی میاں کا حکم تھا کہ رات بارہ بجے تک طلباء لالٹین بجھا کر سو جائیں۔ ایک مرتبہ ہم دو افراد یعنی میں اور مولوی حافظ مبین الدین صاحب مطالعہ میں مصروف تھے وقت زیادہ ہو گیا۔ سردیوں کی راتیں تھیں۔ نواب صاحب تہجد کیلئے اٹھے تو کمروں سے روشنی نظر آئی۔ خادم کو تفتیش کیلئے بھیجا، خادم نے آ کر دیکھا اور جا کر سارا واقعہ بیان کر دیا۔ حاجی میاں اگرچہ فقیر پر بڑے مہربان تھے مگر صبح کو صدر الشریعہ کے پاس شکایت آئی کہ آپ نے شاگرد مجھے زندہ نہیں رہنے دیں گے۔ صدر الشریعہ کو بڑی تشویش ہوئی۔ تفصیل پوچھی تو خادم نے رات والا واقعہ بیان کر دیا۔ صدر الشریعہ نے تبسم کے ساتھ خادم سے کہا کہ طلباء کو سمجھا دیا جائے گا۔ خادم کے جانے کے بعد طلباء کو سمجھایا اور کہا نواب صاحب کو کیا معلوم کہ علم دین کیسے حاصل ہوتا ہے؟

کھیل کود

خلیل ملّت، فرصت کے اوقات میں کبھی فٹبال بھی جسمانی ورزش کی غرض سے کھیل لیتے تھے اور بعض دفعہ دوسرے مدارس کی ٹیموں سے مقابلہ بھی ہوتا تھا۔

http://t.me/Tehqiqat

خانقاہ برکاتیہ میں

دورانِ طالب علمی، مرشد گرامی کی خدمت میں بھی حاضری رہتی تھی چونکہ آپ کا رسم الخط بہت اچھا تھا لہٰذا خانقاہ کی لائبریری کیلئے نایاب کتب کی نقل کر کے نسخے تیار کرتے۔ تاج العلماء کے بعض مکتوب میں تذکرہ ملتا ہے کہ "حیات اعلیٰ حضرت" کی بھی آپ نے نقل کر کے خانقاہ کی لائبریری کے لئے نسخہ تیار کیا۔ تاج العلماء کا یہ مکتوب "جہانِ رضا" کے کسی شمارہ میں چھپا تھا۔ افسوس کہ وہ شمارہ ادھر اُدھر ہو گیا۔ اتنا یاد ہے کہ جس سال "حیات اعلیٰ حضرت" پاکستان میں طبع ہوئی اسی سال کے کسی شمارہ میں وہ مکتوب چھپا تھا۔

علماء کرام سے روابط

دورانِ طالب علمی آپ کے جید علماء کرام سے روابط رہے جن میں مذکورہ بالا بزرگوں کے علاوہ شیر بیشۂ اہلسنّت مولانا حشمت علی خاں قادری علیہ الرحمۃ، صدر العلماء امام النحو مولانا سید غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمۃ وغیرہم شامل ہیں۔

تبلیغی خدمات

تحصیل علم سے فراغت کے بعد کچھ عرصہ مختلف علاقوں میں دین اسلام کی تبلیغ کی۔ یہ وہ دور تھا جبکہ عیسائی، مشنری،

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مسلمانوں کو عیسائی بنانے کی کوشش کر رہی تھی، دوسری طرف ہندوؤں کی ''شدھی'' تحریک مسلمانوں کو ہندو بنانے کے چکر میں لگی ہوئی تھی اور تیسری طرف سب سے زیادہ تکلیف دہ بات یہ تھی کہ کچھ اندرونی غدار دین اسلام کو اندر سے کھوکھلا کرنے میں مصروف تھے۔ دیگر علماء کی طرح خلیل ملت نے بھی ہر محاذ پر کام کیا۔ اور تبلیغ کی غرض سے کانپور، فتح پور، ہسوہ، بنارس وغیرھا شہروں کے دورے کئے۔ بنارس میں صدر الشریعۃ سے آپ کی آخری ملاقات ہوئی۔

تدریسی خدمات

آپ کے علم و تبلیغ کا غلغلہ بلند ہوا تو مختلف مدارس سے تدریس کی پیشکش ہوئی۔ اس وقت آپ کی توجہ تبلیغ کی طرف زیادہ تھی لہٰذا تدریس قبول نہ کی۔ جب مارہرہ شریف واپس آئے تو یہاں مدرسہ قاسم البرکات سرکار کلاں میں مدرس ہوئے اور تقریباً ڈیڑھ سال یہاں پڑھایا۔ ساتھ ہی ساتھ معاش کے لئے تجارت بھی کی۔ ۱۳۶۶ھ میں میرٹھ چھاؤنی میں اسکول ماسٹر مقرر ہوئے۔ چھ ماہ بعد صدر العلماء علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمۃ کے کہنے پر استعفاء دے دیا اور مدرسہ قمر الاسلام میرٹھ میں صدر مدرس کی حیثیت سے مقرر ہوئے۔ اسی اثنا میں تاج العلماء نے طلب فرمایا تو ۱۳۶۷ھ میں مارہرہ شریف واپس آ گئے اور مدرسہ میں ۱۳۶۷ھ تا ۱۳۷۰ھ بحیثیت صدر مدرس اور جامع مسجد شیشگراں میں بحیثیت خطیب و امام خدمات سرانجام دیں۔

پاکستان آمد

یہ وہ دور تھا جب تحریک پاکستان عروج پر تھی اور ہندوستان میں حالات بگڑتے جا رہے تھے اور اسی اثناء پاکستان بن گیا اور ۱۶ فروری ۱۹۴۸ء کو خلیل ملت کی شادی بھی ہوگئی۔ خلیل ملت کے سسرال والے کچھ عرصہ بعد پاکستان ہجرت کر گئے۔ اسی دوران خلیل ملت کے ہاں ایک بچی کی ولادت بھی ہوئی۔ حالات سازگار نہ ہوئے تو خلیل ملت بھی ۱۳۷۰ھ/۱۹۵۰ء میں اپنے اہل خانہ کے ہمراہ پاکستان آ گئے۔ کچھ عرصہ میرپور خاص (ضلع تھرپارکر) میں، پھر کراچی میں قیام کیا۔[1] بالآخر حیدرآباد سندھ میں مستقل طور پر آباد ہو گئے۔

دینی ادارہ کا قیام

جس وقت خلیل ملت حیدرآباد تشریف لائے اس وقت لوگوں کو دینی مسائل سکھانے والے یہاں بہت کم تھے اور لوگوں کا رجحان دین کی طرف بہت کم تھا۔ چنانچہ آپ نے تقریر و تصنیف کے ذریعہ لوگوں میں تبلیغ کی، اور تدریس کے ذریعہ دینی علوم پھیلائے اور اس وقت کے مشہور علمائے حیدرآباد کے ساتھ ملکر لوگوں کو دین کی طرف راغب کیا۔ ان علماء میں ۱۔ مفتی زمن حضرت علامہ سید ریاض الحسن قادری جیلانی جو کہ حجۃ الاسلام محمد حامد رضا خاں بریلوی کے تلمیذ و خلیفہ تھے، ۲۔ یادگار سلف حضرت علامہ سید محمد علی رضوی مدظلہ، تلمیذ مفتی اعظم پاکستان سید ابو البرکات محمد احمد قادری رضوی لاہوری صاحب (مرحوم)،

1۔ الحاج عبدالرحیم اسماعیل گیگا برکاتی پردیسی بیان کرتے ہیں کہ حضرت خلیل ملت علیہ الرحمہ کی حیدرآباد آمد میں ان کے جگری دوست اور پیر بھائی حاجی محمد عمر برکاتی علیہ الرحمہ کا بہت مشورہ اور اصرار تھا۔ (احمد میاں برکاتی)

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نمایاں تھے۔ خلیل ملت، مفتی زمن اور یادگار سلف چونکہ ایک سلسلۂ تلمذ سے وابستہ تھے لہٰذا ان علماء میں نہایت گہرے تعلقات بھی تھے، ۴۔ علاوہ ازیں مفتی محمد محمود الوری صاحب رکن الاسلام مجددیہ سے بھی ملاقات رہتی تھی۔

حیدرآباد میں تبلیغ دین کے لئے مدرسہ کے قیام کی کوشش ہوئی تو حیدرآباد کی مشہور سماجی شخصیت سید جعفر حسین شاہ صاحب (مرحوم) نے مدرسہ کے لئے جگہ فراہم کی اور یوں ۱۹۵۲ء میں دار العلوم احسن البرکات کے نام سے حیدرآباد میں پہلا مدرسہ قائم ہوا۔ جہاں سے خلیل ملت نے علم وفضل کے دریا بہائے۔ اس کے ساتھ ساتھ حیدرآباد کی مختلف مساجد میں امامت و خطابت کا بھی سلسلہ جاری رکھا۔ جس میں مسجد خضراء جو کہ دار العلوم سے قریب ہے، گول مسجد لطیف آباد نمبر ۶، اور مسجد اقصیٰ لطیف آباد نمبر ۶ شامل ہیں۔ اور اس کے ساتھ تبلیغ کے لئے حیدرآباد کے علاوہ دوسرے کئی شہروں میں بھی تشریف لے جاتے رہے۔

خطابت

آپ کا خطاب نہایت زوراثر، مدلل اور پرمغز ہوتا تھا۔ آپ کے بیانات سے بہت سے مسلمان گمراہی سے محفوظ ہوئے اور ۶۶ چھیاسٹھ سے زائد غیر مسلم آپ کے دست حق پر مسلمان ہوئے۔ مساجد میں خطابت کے علاوہ ریڈیو پاکستان حیدرآباد سے تفسیر قرآن کا درس جاری رکھا۔ علاوہ ازیں تقریباً سترہ پاروں کی تفسیر مکمل فرمائی۔ ان میں سات پارے، عرصہ ہوا کنز الایمان کے حاشیہ پر مکتبہ قاسمیہ حیدرآباد سے ''خلاصۃ التفاسیر'' کے نام سے طبع ہوئے اور اب نایاب ہیں۔

تدریس

خلیل ملت کو ہر فن پر عبور حاصل تھا، ابتدائی وفوقانی تمام کتب کا مہارت کے ساتھ درس دیتے اور اس طرح پڑھاتے تھے کہ کتاب کے مضامین ذہن نشین ہوتے چلے جاتے۔ کتاب میں موجود نکات بھی بیان فرماتے بلکہ اگر صاحب کتاب کسی بات میں منفرد ہیں تو وہ بھی بیان فرما دیتے۔ اگر کہیں کوئی اعتراض یا جواب اعتراض ہوتا تو اس کی بھی مکمل تشریح فرماتے غرضیکہ جو خوبیاں ایک مدرس میں ہونی چاہئیں وہ تمام خوبیاں آپ میں بدرجۂ اتم موجود تھیں۔

تصنیفی خدمات

خلیل ملت نے مختلف موضوعات پر کتب بھی تحریر فرمائیں، آپ کا شمار اس دور کے مصنفین میں ہوتا ہے جب اہلسنت میں مصنفین کا قحط الرجال تھا۔ خلیل ملت نے اس دور میں بہترین کتب تصنیف فرمائیں۔ جن کی آج بھی اہمیت ہے اور بہت سے لوگوں نے انہیں کتب کی بدولت معاشی ترقی حاصل کی بلکہ یوں کہا جائے کہ بعض کتب خانوں کی ترقی کا راز خلیل ملت کی کتب کی اشاعت ہے، تو بیجا نہ ہوگا۔ آپ کی کتب میں سے ''سنی بہشتی زیور'' اور ''ہمارا اسلام'' کو بین الاقوامی مقبولیت حاصل ہوئی اور ملکی وغیر ملکی زبانوں میں ان کے تراجم ہوئے۔ یہ کتب پہلے پہل مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ حیدرآباد اور بزم قاسمیہ برکاتی کراچی نے شائع کیں، پھر محسن اہلسنت علامہ عبدالحکیم شرف قادری لاہوری کی تحریک پر لاہور کے ایک ناشر سید اعجاز حسین صاحب نے شائع کیں جو ایک مخلص ناشر تھے اور اب تک ان کتب کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں ہر ایڈیشن ہزاروں کی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تعداد میں چھپا اور پاکستان و بیرونِ پاکستان دینی مدارس اور اسکولوں کے نصاب میں شامل ہیں۔

اس کے علاوہ دیگر کتب میں نماز کے موضوع پر مختصر رسالہ ۱۔ معراج المومنین۔ اور دو بڑی کتب ۲۔ ہماری نماز اور ۳۔ الصلوٰۃ۔ حکایات اور نصیحت کے حوالے سے ۴۔ اسلامی گفتگو اور ۵۔ حکایات رضویہ۔ قرآن و حدیث میں آنے والی دعاؤں کا مجموعہ۔ ۶۔ ''دعائیں''۔ شاہ ولی اللہ کے عربی رسالے ''العقیدۃ الحسنہ'' کا اردو ترجمہ و شرح ۷۔ عقائد الاسلام، حاجی امداد اللہ کے رسالہ ۸۔ ''فیصلہ ہفت مسئلہ'' کی اردو شرح۔ خیال رہے کہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس رسالہ میں معمولات اہلسنت درود و سلام، قیام، فاتحہ خوانی وغیرھا کو درست قرار دیا ہے۔ اور حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، دیوبندیوں کے معتمد علیہ بزرگ تھے۔

۹۔ امام غزالی کی کتب المنقذ من الضلال کا اردو ترجمہ روشنی کی طرف۔ ۱۰۔ ''نور علیٰ نور'' ترجمہ سراج العوارف از وارث الاکابر سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب۔ ۱۱۔ سبع سنابل کا ترجمہ جو کہ فخر المحققین میر سید عبدالواحد بلگرامی کی تصوف پر جامع کتاب ہے اور بارگاہ رسالت ﷺ میں مقبول بھی ہے، ۱۲۔ موت کا سفر، ابن حجر کی کتاب المنبہات کا اردو ترجمہ، [1] اس کے علاوہ خنجر آبدار بر فرقۂ خاکسار۔ حقوق الاولاد، آئینہ حق نما، درود و سلام، تحفہ عید قربان، تحفہ رمضان، تحفۂ محرم، تحفۂ عید الفطر، چہل احادیث وغیرھا مختصر رسالے۔ گزشتہ سال آپ کے بعض مختصر رسائل ''مقالات خلیل'' کے نام سے ''ضیاء القرآن پبلی کیشنز'' لاہور نے طبع کرائے ہیں۔

اس کے علاوہ اعلیٰ حضرت کی کئی کتب آپ نے چھپوا کر اس وقت حیدر آباد میں پھیلائیں جب لوگ یہاں اعلیٰ حضرت کے نام سے ناواقف تھے۔

تنظیمی خدمات

خلیل ملت نے پاکستان میں مختلف تنظیمی خدمات بھی سرانجام دیں اور دیگر علماء کے ساتھ ملکر تنظیم المدارس، جماعت اہلسنت پاکستان اور دعوت اسلامی و دیگر مذہبی و علمی اداروں و تنظیموں کے قیام میں بھی عملی طور پر حصہ لیا۔

خصوصیات

خلیل ملت نہ صرف یہ کہ وہ عالم تھے بلکہ عالم گر تھے، بہترین مصنف، ممتاز فقیہہ، بے مثال محدث، باکمال مفسر بھی تھے اور ان سب سے بڑھ کر صوفی زاہد، عالم باعمل، عارف باللہ تھے، صدر الشریعۃ کے ان شاگردوں میں سے تھے جن کا ذکر صدر الشریعۃ نے ''بہار شریعت'' کے آخر میں فرمایا۔ آپ بہترین شاعر بھی تھے آپ کا نعتیہ دیوان آپ کے وصال کے بعد ''جمال خلیل'' کے نام سے چھپ گیا ہے اور ان سب خوبیوں کے باوجود آپ سادہ طبیعت کے مالک تھے۔

1۔ کتاب کا نام ''موت کا سفر'' حضرت خلیل ملت علیہ الرحمہ نے خود تجویز فرمایا تھا، جو آپ کی کرامت ہے۔ (احمد میاں برکاتی)

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

باقیات صالحات

خلیل ملت کے دو صاحبزادے ہیں، جو مختلف اعتبار سے دینی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ۱۔ مفتی اہلسنت علامہ مفتی احمد میاں برکاتی، آپ نے بھی اب تک بارہ کتب تصنیف فرمائی ہیں، ۲۔ مولانا ابوالنور محمد میاں نوری۔ اوّل الذکر، اب دار العلوم احسن البرکات کے مہتمم ہیں۔ خلیل ملت کی چھ صاحبزادیاں ہیں۔

تلامذہ

خلیل ملت سے ایک زمانہ نے فیض حاصل کیا اور ہزاروں کی تعداد میں آپ کے شاگرد ہوئے اور آپ کی بدولت علم دین ان علاقوں میں پہنچا جہاں لوگ مسلمان ہونے کے باوجود دین کے احکام سے ناواقف تھے۔ آپ کے تلامذہ کی ایک طویل فہرست ہے۔ جن میں چند مشہور تلامذہ کے نام درج ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت علامہ مفتی محمد عبدالحفیظ قادری برکاتی رحمۃ اللہ علیہ سابق مفتی دار العلوم احسن البرکات (متوفی ۸ ربیع الاوّل ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶ء مدفون درگاہ سیدنا مکی شاہ بابا، کچا قلعہ، حیدرآباد)، ۲۔ حضرت علامہ حافظ محمد سعید قادری رحمۃ اللہ علیہ بانی دار العلوم غوثیہ رضویہ، غوثیہ مسجد بکرا منڈی حیدرآباد، ۳۔ علامہ عبدالغفور مشوروی علیہ الرحمۃ، ۴۔ علامہ عبدالمنعم ہزاروی علیہ الرحمۃ، ۵۔ مولانا سید افسر علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ، ۶۔ حافظ محمد رمضان برکاتی، کراچی، ۷۔ مولانا حکیم عبدالسلام برکاتی، کراچی، بہت سے تلامذہ کی فہرست فتاویٰ خلیلیہ جلد اوّل میں برادرم محمد حسان رضا کے مضمون "حیات مصنف" میں موجود ہے۔

سعادت حج وعمرہ

حضرت خلیل ملت نے وسائل محدود ہونے کی وجہ سے زندگی میں ایک مرتبہ زیارت روضہ رسول ﷺ اور حج وعمرہ کی سعادت حاصل کی۔

وصال

خلیل ملت عمر کے آخری ایام میں شدید علیل رہے۔ مونہہ میں چھالے وغیرہ ہو جانے کی وجہ سے، بولنے میں بھی شدید تکلیف ہوتی تھی مگر اس حالت میں بھی نماز نہ چھوڑی۔ آخری دنوں میں جب کمزوری بہت بڑھ گئی تھی تو چند نمازیں بیٹھ کر اور لیٹ کر پڑھیں۔ بالآخر علم وفضل کا یہ چمکتا ہوا آفتاب ۲۸ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ/ ۱۸ جون ۱۹۸۵ء کو افطار سے چند منٹ بیشتر غروب ہو گیا۔ آپ کے انتقال کی خبر بڑی تیزی سے پھیلی اور علماء وعوام کی بڑی تعداد نے آپ کے جنازہ میں شرکت کی۔ درگاہ حضرت سیدنا شیخ عبدالوہاب شاہ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ میں آپ کو دفن کیا گیا۔ جہاں سے روحانی فیض جاری ہے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دارالافتاء

خلیل ملّت نے تصنیف، تقریر، تدریس کے ساتھ ساتھ فتاویٰ نویسی کی طرف بھی توجہ دی اور لاتعداد فتاویٰ تحریر فرمائے، چونکہ آپ کے ابتدائی دور میں فوٹو اسٹیٹ کا رواج نہ تھا لہٰذا اکثر فتاویٰ کی نقول محفوظ نہ رہ سکیں، بعض تلامذہ نے آپ کے فتاویٰ الگ سے بعض رجسٹرز میں درج کیے نیز بعد میں جب فوٹو اسٹیٹ مشینوں کا رواج ہوا تو کچھ فتاویٰ محفوظ ہوتے گئے۔

خلیل ملّت سائل کے ذہن کے مطابق جامع جواب دیتے ہیں اور ساتھ ہی سوال میں کوئی علمی یا اخلاقی غلطی ہوتی ہے تو اس پر تنبیہ بھی فرماتے ہیں۔ حسب ضرورت جواب مختصر یا طویل ہوتا ہے مگر سائل کے مدعا کے مطابق ہوتا ہے۔ دلائل کی ضرورت ہوتی ہے تو علمائے احناف کا طریقہ اپناتے ہوئے حسب ضرورت عقلی و نقلی دلائل بھی پیش کر دیتے ہیں اور حتی الامکان جواب میں اسلاف کی پیروی کرتے ہیں۔ آجکل جیسے نااہل و نام نہاد، طریقے پر پڑھ کر مفتی کہلانے والوں کو اجتہاد کی سوجھی ہے، یہ نہ خلیل ملت کا طریقہ ہے نہ آپ کا مزاج ہے۔ خلیل ملّت کے دور میں نت نئی ایجادات کے بارے میں زیادہ تحقیقی معلومات عام نہ تھیں لہٰذا خلیل ملت نے ان نئے نئے مسائل میں حتی الامکان اسلاف کی ہی پیروی کی ہے۔ نیز خلیل ملّت کو معلوم ہے کہ مفتی کا منصب اسلام میں ایک اہم منصب ہے لہٰذا وہ سکون و وقار اور احتیاط کے ساتھ اس منصب کے تقاضے پورے کرتے ہیں اور افتاء کی وادی میں قدم جما جما کر چلتے ہیں۔ یہ نہیں ہوتا کہ کبھی اِدھر ہو گئے اور کبھی اُدھر۔

http://t.me/Tehqiqat

پاکستان میں علماء سے روابط

خلیل ملّت نے پاکستان میں دین کا کام اسی نہج پر کیا جس طرز پر ہند میں کرتے رہے، تدریسی، مذہبی، علمی سرگرمیاں جاری رہیں اور اس کے ساتھ ساتھ علماء کرام سے روابط بھی رہے۔ جن علماء سے وقتاً فوقتاً خط و کتابت یا ملاقات رہی ان میں مذکورہ بالا بزرگوں کے علاوہ درج ذیل علماء کرام شامل ہیں۔

شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری علیہ الرحمۃ، حضرت علامہ مفتی وقار الدین قادری علیہ الرحمۃ، حضرت علامہ مفتی محمد ظفر علی نعمانی علیہ الرحمۃ، خطیب پاکستان علامہ محمد شفیع اوکاڑوی، حضرت علامہ محمد حسن حقانی، فخر ایشیاء علامہ شاہ احمد نورانی، محدث اعظم حضرت علامہ سردار احمد چشتی رضوی علیہ الرحمۃ، شرف ملّت حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری، حضرت علامہ سید محمد ہاشم فاضل شمسی، حضرت علامہ سید مرغوب احمد اختر الحامدی علیہ الرحمۃ، مفتی اعظم سکھر حضرت علامہ محمد حسین قادری علیہ الرحمۃ، حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ، مصنف اہلسنّت حضرت علامہ فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ وغیرھم۔

خلیل ملت کی علمی اسانید

کسی عالم کا بڑا علمی سرمایہ اس کی علمی اسانید ہیں، کیونکہ علمی اسانید سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عالم علمی اعتبار سے کس مقام و مرتبہ کا حامل ہے۔ مسلم شریف میں مروی ہے کہ "یہ علم دین ہے لہٰذا دیکھو اپنا علم کس سے حاصل کر رہے ہو" اس مقام و مرتبہ کو واضح کرنے کے لئے خلیل ملّت کی بعض علمی و روحانی اسانید درج کی جاتی ہیں:

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اوپر گزرا کہ خلیل ملت کو مختلف علوم وفنون کی سند، تین طرق سے حاصل ہوئیں اور مذکورہ بالا بزرگان دین کا علمی تعلق اکثر ایک ہی سلسلہ کے مشائخ سے قائم ہے مگر بہت سے سلاسل ہیں۔ ذیل میں قرآن کریم، حدیث شریف، اور فقہ کی اسانید مختلف طرق سے پیش کی جارہی ہیں۔

سند قرآن کریم

خلیل ملت نے قرآن کریم کس سے پڑھا؟ یہ معلوم نہیں مگر دیگر علوم کی سند کے ساتھ، صدر الشریعۃ سے، سند قرآن بھی حاصل کی۔ صدر الشریعہ کی سند قرآن کریم مختلف طرق سے ہے ان میں سے ایک سند یہ ہے،

صدر الشریعہ، از علامہ وصی احمد محدث سورتی، از شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی، از شاہ عبدالعزیز دہلوی، از شاہ ولی اللہ دہلوی، از ابوطاہر کردی، از ابراہیم کورانی از نورالدین علی بن محمد زبیدی، از شمس الدین محمد خاص، از سید صدیق خاص، از سید طاہر اہدل، از عبدالرحمٰن دبیع شیبانی زبیدی، از سخاوی، از ابونعیم رضوان مستملی، از اسحاق تنوخی، از بدرالدین ابن جماعہ، از ابوالفضل عبداللہ انصاری، از امام شاطبی اوران کی سند امام عاصم تک مشہور ہے اور مختلف کتب میں لکھی ہوئی ہے۔

خلیل ملت نے حضرت شیخ سید العلماء سید آل مصطفےٰ عرف سید میاں مارہروی علیہ الرحمتہ سے بھی سند حاصل کی ان کی سند مختلف طرق سے ہے، ایک سند یوں ہے۔ سید آل مصطفےٰ سید میاں مارہروی، از سید تاج العلماء، از سید نوری میاں صاحب، از خاتم الاکابر، از شاہ عبدالعزیز، از شاہ ولی اللہ، از محمد فاضل سندھی، از عبدالخالق دہلوی، از شیخ بقری، از عبدالرحمٰن یمنی، از سجادہ یمنی، از طبلاوی، از زین الدین زکریا انصاری، از برہان الدین قلقیلی وابونعیم عقبی، از شمس الدین محمد جزری اور انکی سند ان کی کتاب النشر فی القراآت العشر وغیرہ میں مذکور ہے۔

خلیل ملت کی تیسری سند قرآن کریم، حضور سیدی وسندی مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ کے واسطہ سے یوں ہے۔ حضور مفتی اعظم ہند، از اعلیٰ حضرت، از سراج مکی، از جمال مکی، از محمد عابد سندھی مدنی، از محمد حسین سندھی، از محمد مراد سندھی، از مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی، از عبدالقادر صدیقی مکی، از حسن عجیمی، از ابوالوفاء احمد عجل یمنی، از یحییٰ طبری، از محی الدین محمد طبری، از شمس الدین محمد جزری۔

سند حدیث

خلیل ملت کو سند حدیث تین طرق سے حاصل ہوئی اور اسانید بے پناہ کثرت سے ہیں۔ یہاں ہر طریق سے ایک ایک سند تحریر کی جاتی ہے۔

خلیل ملت کو پہلی سند صدر الشریعۃ کے واسطے سے حاصل ہوئی۔ صدر الشریعۃ کو سند حدیث، دو طریق سے حاصل ہے۔ ۱۔ اعلیٰ حضرت اور ۲۔ محدث سورتی، اعلیٰ حضرت کی سند آگے آرہی ہے۔ محدث سورتی کی سند حدیث بھی کئی طرق سے ہے انہیں سے ایک سلسلہ وہ بھی ہے جو پیچھے گزرا۔ ایک اور سلسلہ یوں ہے محدث سورتی، از احمد علی سہارنپوری، از شاہ

http://t.me/tahqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اسحاق دہلوی، از عمر بن عبدالکریم مکی، از بدرالدین خوج مکی حنفی، از شمس الدین طبری، از عبدالواحد حصاری، از شمس الدین غمری و شمس الدین سخاوی و شرف الدین سنباطی، از ابن حجر عسقلانی۔

خلیل ملت کی دوسری سند حضرت سید میاں سے ہے۔ یہ سند حضرت سید نوری میاں صاحب تک اسی طرح جو پیچھے گزری، اس کے بعد یوں ہے۔ حضرت سید نوری میاں صاحب، از حضرت سید شاہ امیر عالم غلام محی الدین، از مفتی ولی اللہ حسینی فرخ آبادی، از مفتی عبدالملک قلعی مکی، از عبدالمنعم قلعی، از تاج الدین قلعی، از حسن عجمی، از عیسی مغربی، از شہاب الدین خفاجی، از بدرالدین کرخی، از جلال الدین سیوطی اور انکی سند مختلف کتب میں مذکور ہے۔

خلیل ملت کی تیسری سند حضور سیدی وسندی مفتی اعظم کے واسطہ سے ہے اور ان کی ایک سند درج ذیل ہے۔ مفتی اعظم ہند، از اعلیٰ حضرت، از سید حسین جمال اللیل، از شیخ عابد مدنی، از شیخ صالح فلانی، از محمد ابن سنہ فلانی، از احمد عجل از قطب الدین ہزوالی مکی، از علاؤالدین زوالی، از ابوالفتوح طاؤسی، از بابا یوسف ہروی، از محمد بن شاذ بخت فرغانی، از ابولقمان ختلانی، از فربری، از بخاری نیز ختلانی، از ابواسحاق ابراھیم ہاشمی، از ابومصعب، از امام مالک۔

نیز طاؤسی، از حکیمہ بنت قاری، از عبدالقادر حکیم ابرقوہی، از فاطمہ بنت جوزدانیہ، از ابوبکر بن زبدہ اصفہانی، از شعیب صریفنی، از مصعب خثمی کوفی، از داؤد طائی، از امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ اسانید بہت عالی ہیں اور ان اسانید میں ائمہ دین تک واسطے بہت کم ہیں۔ جیسا کہ ظاہر ہے۔ ان مختصر صفحات میں فقط انہیں تین ائمہ تک سند کو بیان کیا جاتا ہے۔

http://t.me/Tehqiqat

سند فقہ

سند فقہ بھی خلیل ملت کو انہیں تین شیوخ سے مختلف طرق سے حاصل ہے۔ ہر شیخ کے واسطہ سے ایک ایک سند فقہ بھی درج کی جاتی ہے۔

صدر الشریعہ، از محدث سورتی، از خاتمۃ المحققین محمد حسن سنبھلی، از تاج الفحول عبدالقادر بدایونی، از شاہ فضل رسول بدایونی، از عین الحق عبدالمجید بدایونی، از عبدالحمید بدایونی، از محمد عطیف بدایونی، از محمد شریف بدایونی، از محمد شفیع بدایونی، از شیخ مصطفیٰ، از مولانا عبدالغفور، از علامہ عزیز اللہ بدایونی، از مفتی کریم الدین، از قاضی محمد بدایونی، از شیخ معروف، از شیخ مودود سہروردی، از عبدالشکور راجی، از شیخ محمد راجی، از قاضی سعد الدین، از قاضی رکن الدین، از قاضی دانیال قطری، از ابوالقاسم تنوخی، از حمیدالدین ضریر، از شمس الائمہ کردری، از شیخ الاسلام برہان الدین علی مرغینانی صاحب ہدایہ اور ان کی سند الفوائد البھیہ وغیرہ میں مذکور ہے۔

حضرت سید میاں، از سید تاج العلماء وغیرہ، از سید نوری میاں صاحب، از خاتم الاکابر، از اچھے میاں، از سید شاہ حمزہ، از سید طفیل محمد اترولوی، از سید مبارک فخر الدین بلگرامی، از نور الحق دہلوی، از شیخ عبدالحق دہلوی، از علی بن جار اللہ بن ظہیرہ قرشی، از جار اللہ بن ظہیرہ، از علامہ محقق علی الاطلاق بن الھمام حنفی اور ان کی سند الفوائد البھیہ اور فتح

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

القدیر وغیرہما میں مذکور ہے۔

حضور سیدی وسندی مفتی اعظم ہند، از اعلیٰ حضرت، از رئیس المتکلمین نقی علی خاں، از رضا علی خاں، از خلیل الرحمٰن محمد آبادی، از محمد اعلم سندیلوی، از بحر العلوم عبد العلی محمد لکھنوی، از استاذ الکل ملا نظام الدین لکھنوی، از امام الہند قطب الدین شہید سیالوی، از ملا عبد الحلیم، از عبد السلام دیوہی ومحب اللہ الہ آبادی، از ملا عبد السلام اعظمی لاہوری، از قاضی صدر الدین جالندھری، از عبد اللہ سلطان پوری، از عبد القادر سھرندی، از ملا حسن چلپی، از فخر الدین عجم، از میر سید شریف علی جرجانی، از اکمل الدین بابرتی، از قوام الدین کاکی، از عبد العزیز بخاری، از فخر الدین مائمرغی، از شمس الائمہ کردری، از امام زادہ مؤلف شرعۃ الاسلام اور انکی سند الفوائد البھیہ اور شاہ ولی اللہ کے مسلسلات وغیرہما میں لکھی ہوئی ہے۔

سلاسلِ طریقت

خلیل ملت کو مذکورہ بالا شیوخ سے کئی سلاسل طریقت میں اجازت حاصل تھی۔ صرف سلسلۂ قادریہ کی اسانید، مختلف طرق سے درج کی جاتی ہیں۔

سلسلۂ قادریہ برکاتیہ

(جس میں خلیل ملت بیعت تھے۔) خلیل ملت اس سلسلہ میں تاج العلماء سے بیعت تھے اور خلافت احسن العلماء اور سید العلماء المعروف سید میاں سے حاصل تھی۔ اور یہ دونوں خلیفہ ہیں اپنے ماموں جان حضور تاج العلماء کے۔ وہ خلیفہ ہیں، نوری میاں صاحب وغیرہ کے، وہ مرید وخلیفہ خاتم الاکابر کے وہ مرید وخلیفہ اچھے میاں کے اور ان کی سندیوں ہے۔ اچھے میاں از سید شاہ حمزہ، از سید شاہ آل محمد، از سید شاہ برکت اللہ بانی سلسلہ برکاتیہ، از سید فضل اللہ کالپی، از سید احمد کالپی، از سید محمد کالپی، از جمال الاولیاء کوڑوی، از قاضی جیانیوتنوی، از شیخ محمد بھکاری، از سید ابراہیم ایرجی محدث، از بہاؤ الدین شطاری، از سید احمد جیلانی، از سید حسن، از سید موسیٰ، از سید علی، از سید محی الدین ابونصر جیلانی، از سید ابوصالح جیلانی، از تاج العارفین سید عبد الرزاق جیلانی، از قطب الاقطاب غوث الاغواث غوث اعظم بغدادی جیلانی اور سرکار غوث اعظم کی سند مختلف طرق سے بہت سی کتب میں درج ہے۔

قادریہ منوریہ معمریہ

خلیل ملت کو اس سلسلہ کی اجازت حاصل ہے سید العلماء اور احسن العلماء علیہما سے اور ان کی سند نوری میاں صاحب تک وہی ہے جو گذری۔ اس کے بعد سند اسطرح ہے سید نوری میاں صاحب، از علامہ علی حسین مراد آبادی، از شاہ محمود، از شاہ غلام حسین، از ملا دریا خاں، از ملا عبد الکریم عرف اخوند فقیر، از شاہ منور علی الہ آبادی، از شاہ دولہ، از سرکار غوث اعظم۔ اس سند میں سرکار بغداد تک واسطے بہت کم ہیں جیسا کہ ظاہر ہے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قادریہ اہدلیہ

خلیل ملت کو اس سلسلہ کی اجازت مفتیٔ اعظم ہند سے ہے۔ اور انکی سند یوں ہے۔ حضور مفتی اعظم ہند، از اعلیٰ حضرت، از حسین جمال اللیل، از محمد عابد مدنی، از وجیہہ الدین عبدالرحمٰن اہدل، از صفی الدین احمد مقبول اہدل، از عمادالاسلام سید یحییٰ اہدل، از حسن عجیمی، از احمد قشاشی، از احمد شناوی، از علی شناوی، از ابن حجر مکی ہیتمی، از سید عبداللہ عیدروس، از قطب اکبر ابوبکر بن عبداللہ عیدروس، از محمد بن احمد بافضل، از جمال الدین محمد انصاری، از محمد کبّن طبری، از ابوالعباس احمد رداد، از اسماعیل جبرتی، از مسند کبیر ابوبکر بن قاسم اہدل حسینی، از قاسم بن عمر اہدل، از ابوبکر علی اہدل، از نورالدین علی بن عمر اہدل کبیر حسینی، از علی الاحوری، از سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہم۔

نوٹ: اس کے علاوہ بھی خلیل ملت کی ہر فن میں کثیر اسانید ہیں۔ جنہیں کاتب سطور نے ایک کتابی صورت میں جمع کر لیا ہے، مسوّدہ تیار ہے۔ مزید اضافہ جات کے ساتھ اس کی تبییض کی جارہی ہے۔ واللہ الموفق للخیرات

اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلیل ملت کے فیوض و برکات سے مستفید و مستنیر فرمائے۔ آمین

کاتب سطور

حماد رضا نوری بن مفتی احمد میاں برکاتی بن خلیل ملت علیہ الرحمۃ والرضاء

۱۸ / جمادی الاولیٰ ۱۴۲۸ھ ۴ / جون ۲۰۰۷ء

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حوالہ جات

.... سید ابوالحسین احمد النوری "میاں صاحب"، النور والبھاء لأسانید الحدیث وسلاسل الاولیاء

.... علامہ امجد علی اعظمی، بہار شریعت، حصہ ۱۷

.... احمد میاں برکاتی، "مفتی اعظم سندھ" (مطبوعہ) ۱۹۸۵ء، صفحہ ۳

.... ماہنامہ عقیدت حیدر آباد (سندھ)، شمارہ جون ۱۹۸۸ء، صفحہ ۱۴

.... محمد خلیل خاں برکاتی، سنی بہشتی زیور، مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۰ء، صفحہ ۲۲

.... یادداشت مفتی محمد خلیل خاں برکاتی (قلمی)

.... ماہنامہ ترجمان اہلسنت، کراچی، شمارہ فروری ۱۹۷۷ء

.... اقبال احمد اختر القادری، خلیل العلماء، مارچ ۱۹۹۴ء، حیدر آباد

.... محمد میاں قادری، سید، خاندان برکات، مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۵۵

.... احمد میاں برکاتی، مفتی، سوانح محمد میاں قادری، بشمول اصح التواریخ مطبوعہ ۱۹۸۸ء، صفحہ ۱۳

.... اقبال احمد اختر القادری، تجلیات نوری، مطبوعہ کراچی

.... محمد خلیل خاں برکاتی، مفتی، سنی بہشتی زیور، مطبوعہ لاہور، صفحہ ۲۳

.... احمد میاں برکاتی، مفتی، ارشادات خلیل، جون ۱۹۸۸ء

.... ماہنامہ عقیدت، حیدر آباد (سندھ) شمارہ جون ۱۹۸۸ء صفحہ ۲۷

.... مکتوب مفتی احمد میاں برکاتی، بنام اقبال احمد اختر القادری، محررہ حیدر آباد (سندھ)

.... ماہنامہ عقیدت، حیدر آباد (سندھ) شمارہ جولائی ۱۹۸۵ء، صفحہ ۹

.... مکتوب مفتی احمد میاں برکاتی، بنام اقبال احمد اختر القادری، محررہ ۲۲ ستمبر ۱۹۹۲ء، حیدر آباد (سندھ)

.... سالانہ مجلہ خلیل علم، شمارہ ۲۰۰۱ء، حیدر آباد

.... سید آل رسول حسنین میاں نظمی مدظلہ، مصطفیٰ سے مصطفیٰ حیدر حسن تک

.... تجلیات مارہرہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عرض مرتب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا خیر خلق اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سراج افق اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا عمیم الجود و العطاء

الصلوٰۃ والسلام علیک یا ماحی الذنوب والخطاء

الصلوٰۃ والسلام علیک یا صاحب قاب قوسین

الصلوٰۃ والسلام علیک یا جد الحسن والحسین

صلوۃ تبقی وتدوم بدوام الملک الحی القیوم

محترم قارئین کرام

احسن الفتاویٰ المعروف "فتاویٰ خلیلیہ" کی جلد دوم میں آپ نے آٹھ سو سینتیس ۸۳۷ فتاویٰ ملاحظہ فرمائے۔ جو کتاب النکاح حصہ دوم سے احکام مساجد کے، مسائل پر مشتمل تھے۔ اب حاضر ہے جلد سوم، اس جلد میں خرید و فروخت سے مسائل کا آغاز ہوا ہے اور اختتام باب الوراثۃ پر ہے۔ کچھ متفرق فتاویٰ جو کہ، اپنے موضوع میں اندراج سے رہ گئے تھے، وہ بھی آخر میں شامل کردئے گئے ہیں۔ اس طرح جلد سوم سات سو دس ۷۱۰ فتاویٰ پر مشتمل ہے۔ جس میں پانچ سو سینتالیس ۵۴۷ حضرت خلیل ملت کے تحریر فرمودہ ہیں اور پینتیس ۳۵ فقیر راقم الحروف کے تحریر کردہ اور حضرت خلیل ملت علیہ الرحمتہ کے تصدیق شدہ ہیں۔ فتاویٰ خلیلیہ کی تینوں جلدوں میں، شامل کل فتاویٰ کی تعداد دو ہزار دو سو بانوے ہے، اس کو اگر اس طرح پڑھیں کہ بانوے الگ، اور بائیس الگ کیا جائے، اور بائیس سو بانوے پڑھا جائے تو اس میں ایک لطیف نکتہ سامنے آتا ہے، وہ یہ کہ "۹۲" اعداد اسم "محمد" کے ہیں اور "۲۲" سے خلیل کا عدد مفرد "۴" بنتا ہے، "خلیل" کے عدد ۶۷۰ ہیں، ان کو جمع کریں تو ۷+۶=۱۳ پھر ۳+۱=۴ عدد مفرد اور ۲۲ کو جوڑیں تو ۲+۲=۴ ہوا، اس طرح اس تعداد سے "محمد خلیل" بنتا ہے۔

اور حضرت کی مہر میں بھی یوں ہے "اللہ، منتخب کرد، محمد خلیل"، یہ جملہ دو معنی دے رہا ہے۔

جلد سوم میں باب المتفرقات میں ایک فتویٰ ممتاز المحدثین استاذی المحترم شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری علیہ الرحمتہ، شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ کا لکھا ہوا ہے۔ جس پر خلیل ملت علیہ الرحمتہ نے ترصیع و تائید فرمائی ہے۔

علامہ ازہری صاحب علیہ الرحمتہ کو، حضرت خلیل ملت علیہ الرحمتہ ہر سال دارالعلوم احسن البرکات کے طلبہ کے سہ ماہی، ششماہی اور سالانہ امتحانات کے سلسلے میں تشریف لانے کی زحمت دیتے تھے کیونکہ ممتاز المحدثین، حضرت صدر الشریعۃ علیہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الرحمتہ کے صاحبزادے ہیں اور حضرت خلیل ملت کے استاذ زادہ ہیں۔ اس نسبت سے، آپ حضرت کو بلاتے تھے، ممکن ہے کہ جن دنوں حضرت امتحانات کے لئے تشریف لائے ہوں، ان دنوں یہ سوال آیا ہو اور حضرت خلیل ملت نے تعظیم و تکریم کے طور پر حضرت کی خدمت میں سوال رکھ دیا ہو۔ امکان یہ ہے کہ یہ موقعہ سہ ماہی امتحان کا تھا، کہ یہ فتوٰی ۲۹ رذی الحجہ کو جاری کیا گیا ہے۔ جس طرح خلیل ملت علیہ الرحمتہ اپنے استاذ زادہ حضرت علامہ ازہری علیہ الرحمتہ کو امتحان کے لئے بلاتے تھے، اسی طرح حضرت علامہ ازہری صاحب علیہ الرحمتہ والرضوان بھی خلیل ملت کو امتحان کے لئے دار العلوم امجدیہ کراچی بلاتے تھے، دار العلوم امجدیہ کے منتظمین نے یہ روایت جاری رکھی اور حضرت خلیل ملت کے وصال کے بعد، فقیر قادری راقم الحروف کو کئی سال تک دار العلوم امجدیہ کراچی سالانہ امتحان کے لئے بلایا جاتا رہا، پھر جب تنظیم المدارس کے تحت تمام امتحانات شروع ہوئے، تب یہ سلسلہ موقوف ہو گیا۔

دار العلوم کے ایک مدرس حضرت مولانا عبد الحفیظ قادری علیہ الرحمتہ کے پانچ فتوے مصدقہ حضرت خلیل ملت اور ایک اور مدرس حضرت مولانا محمود احمد صدیقی زید مجدہٗ، کے دو فتوے بھی حضرت کی تصدیق کے ساتھ فتاوٰی خلیلیہ میں شامل ہیں۔ ان حضرات نے اور بھی فتاوٰی تحریر فرمائے ہوں گے لیکن جو دستیاب ہوئے وہ شامل اشاعت کر لئے گئے۔

جلد سوم کی، فہرست کی تیاری کے دوران، شہر اور بیرونِ شہر سے بہت سے معززین اور علماء تشریف لاتے رہے اور بتایا کہ ہم نے حضرت سے فلاں سن میں فلاں موضوع پر فتوٰی لیا، میں نے عرض کیا کہ آپ کا نام تو فتاوٰی خلیلیہ میں نہیں ہے، تو فرماتے کہ ہم نے نقل جمع نہیں کرائی تھی، بلکہ جن لوگوں کے لئے فتوے لئے تھے وہ ان کے حوالے کر دئے تھے۔ اس سے فقیر کا یہ خیال صحیح ثابت ہوا کہ حضرت کے ہزاروں اہم فتاوٰی جمع ہونے سے رہ گئے۔ اس جلد میں میراث کے کثیر فتاوٰی ہیں، اور اس سے زیادہ ہم نے چھوڑ دیئے، کوشش کی ہے کہ وہ فتاوٰی انتخاب میں آئیں جن کے حصہ داران، الگ الگ ہوں، تا کہ قاری اور طالب کو اپنا مقصد اور مدعا ڈھونڈنے میں زیادہ دقت پیش نہ آئے۔

بہرصورت فتاوٰی خلیلیہ، کی اشاعت، فقیر کا اہم مشن تھا۔ جو بحمد اللہ تعالیٰ پورا ہو گیا اور فقیر راقم الحروف مطمئن ہے کہ میں نے اپنے والد گرامی حضرت استاذی علامہ مفتی محمد خلیل خاں قادری برکاتی نوری علیہ الرحمتہ والرضوان کو مایوس نہیں کیا اور ان کی عظیم محنت کو عوام و خواص تک کما حقہ پہنچایا۔

حضرت تو ۱۸ ر رمضان المبارک ۱۴۲۸ھ کو واصل باللہ ہوئے اور آپ کا سالانہ تین روزہ عرس ہر سال ۲۶-۲۷-۲۸ شوال کو ہوتا ہے۔ جس میں احسن البرکات کے فضلاء کی دستار بندی بھی ہوتی ہے۔ تاہم حضرت نے جو علمی قلمی جواہر بکھیرے ہیں ان کی تابانیاں دنیا کے متفرق گوشوں کو خوب منور کر رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ کاوش مقبول فرمائے۔

فقط، راقم الحروف مرتب فتاوٰی خلیلیہ

العبد القادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید

۱۳ ر جمادی الاولیٰ ۱۴۲۸ھ / ۳۰ رمئی ۲۰۰۷ء

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب البیع والشراء (خرید وفروخت کے مسائل)

کپاس، گندم وغیرہ کی قیمت پیشگی مقرر کر کے دینا بیع سلم ہے جو جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: آج کل لوگوں میں یہ رواج نکل چکا ہے کہ کسانوں سے داموں میں کپاس اور گندم خرید لی جاتی ہے اور بازار میں اس سے زیادہ بھاؤ میں بیچتے ہیں۔ کبھی کبھی کسان بھی اپنی مجبوری کی بناء پر کسی بھی دولت مند آدمی سے پیسے لے کر اپنی کپاس اور گندم داموں پر دے دیتے ہیں۔ تو جناب! از روئے شریعت اس مسئلہ سے آگاہ کریں کہ ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ السائل

۷۸۶ **الجواب:** کپاس یا گندم وغیرہ کی قیمت پیشگی مقرر کر کے، وقت مقررہ پر گندم وغیرہ کا دینا، یہ بیع سلم ہے اور جائز ہے جب کہ اس کی شرائط پائی جائیں مثلاً قیمت کا تعین، قیمت پر اسی مجلس میں قبضہ، جو چیز خریدی جائے اس کی میعاد مقرر ہونا یعنی کم از کم ایک ماہ، جگہ کا تقرر ہونا کہ وہ چیز یہاں ادا کی جائے گی وغیرہ (درمختار وغیرہ، کتب متون وفتاوی وشروح) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ ربیع الآخر ۱۳۹۸ھ

بیع کے نام سے رہن، کی صورت میں سود وصول کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک عدد گودام میری ملکیت ہے۔ جو کہ اس شرط پر فروخت کرتا ہوں کہ مدت دو سال میں واپس لے لوں گا اور خریدار کرایہ سے فائدہ اٹھاتا رہے گا اگر مدت مذکورہ میں واپس نہ لے سکا تو خریدار، مکمل مالک ہوگا اور کرایہ بھی اس کا حق ہوگا جو کہ اس مدت میں وصول کر چکا ہوگا۔

تابعدار، حاجی پیر محمد، گاڑی کھاتہ چوک، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مذکورہ بالا میں بیع کا انعقاد ہی نہ ہوا بلکہ یہ صورت رہن کی ہوگی اور پھر یہ شرط کہ، رہن جس کے پاس ہو، وہ کرایہ وصول کرتا رہے، یہ خالص سود کی صورت ہے۔ چارہ کار یہ ہے کہ یہ شخص گودام کو بلا شرط فروخت کر دے۔ پھر مشتری اگر چاہے تو دو تین سال کے بعد دوبارہ بیچ کر کے اسے پہلی قیمت یا جو باہم اس وقت قرار پائے واپس کر دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ ربیع الاول شریف ۱۳۹۸ھ

پھل درخت پر نمایاں ہوئے بغیر فروخت کرنا جائز نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: اندرون سندھ میں باغات کا ٹھیکہ دیا اور لیا جاتا ہے لیکن یہ ٹھیکہ درختوں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں پھل لگنے سے پہلے ہی لیا جاتا ہے۔ جس کو علماء کرام ناجائز کہتے ہیں۔ اس کے جواز کے لئے کوئی صورت ہے یا نہیں؟ اور حیلہ کر کے مدت معین تک، پھل لگنے سے قبل تین ماہ، اس باغ والی زمین کا ٹھیکہ لیتے ہیں، اور بعض پورے سال کا زمین کا ٹھیکہ ہی لے لیتے ہیں۔ ان دونوں صورتوں میں مقصد صرف باغات سے کمانا ہوتا ہے۔ ان صورتوں میں ٹھیکہ جائز ہے یا نہیں؟

احقر العباد، مولوی محمد سعید، اکبر میڈیکل اسٹور، ضلع دادو

۷۸۶ **الجواب:** پھل اس وقت بیچ ڈالے کہ نمایاں بھی نہیں ہوئے ہیں۔ یہ بیع باطل ہے اور اگر ظاہر ہو چکے ہیں مگر قابل انتفاع نہیں ہوئے تو یہ بیع صحیح ہے مگر مشتری پر فوراً توڑ لینا ضروری ہے اور اگر یہ شرط کر لی ہے کہ جب تک تیار نہیں ہوں گے درخت پر رہیں گے تو بیع فاسد ہے اور اگر بلا شرط خریدے ہیں مگر بائع نے بعد میں اجازت دے دی کہ تیار ہونے تک درخت پر رہنے دو تو اب کوئی حرج نہیں۔ (عالمگیری) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۲۔۷۔۱۹۷۸ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

نامعلوم چیز کی بیع جائز نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: فقیر کے پڑ کی سبزی مارکیٹ میں بلدیہ نے ۶۵ دوکانیں بنائی ہیں۔ زید سبزی مارکیٹ سوسائٹی کا ممبر ہے۔ زید کی ایک دوکان ہے۔ زید نے قرآن شریف کی قسم کھا کر پہلی دوکان پر اپنا حق منوالیا اور ساتھ والی دوسری دوکان پر بھی کہتا ہے کہ میرا حق ہے اس پر بھی قسم کھا گیا جب کہ زید نے بکر سے یہ دوکان خریدی ہے جب کہ بکر نے دوکان کے فروخت کے وقت زید سے کہہ دیا تھا کہ ابھی دوکان کا تعین نہیں ہوا۔ جس وقت دوکان تقسیم ہوگی جو بھی میرے حصہ میں یا نمبر پر دوکان آئے گی، آپ کو لینا پڑے گی۔ زید نے بھی بکر کی بات کا اقرار کیا۔ اس صورت میں زید نے دوسری دوکان پر قسم کھائی وہ کہاں تک از روئے شریعت جائز ہے یا ناجائز ہے؟ اس طرح زید دوسری دوکان کا حقدار قرار پائے گا؟

فقط والسلام سنو ولد نور محمد، سبزی مارکیٹ فقیر کا پڑ، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں بکر نے جو دوکان زید کے ہاتھ بیچی وہ چونکہ اب تک اس کو معلوم نہیں ہے لہٰذا بیع مجہول ہوگئی اور مجہول شے کی بیع جائز نہیں ہے۔ حدیث شریف میں ہے "جو چیز تیرے پاس نہ ہو اس کا بیچنا حلال نہیں۔" (ترمذی۔ ابوداؤد وغیرہ) صورت مسئول عنہا میں چونکہ بیچنے والے اور خریدنے والے دونوں میں کسی کو معلوم نہیں کہ ان دوکانوں میں سے کونسی دوکان بکر کے حصہ کی ہے لہٰذا یہ بیع ناجائز ہوئی اور زید کا دعویٰ غلط ہوگیا۔ زید کو چاہئے کہ وہ بکر سے خریدی ہوئی دوکان واپس کرے اور جب دوکان کا تعین ہو جائے تو وہ تعین شدہ بکر سے لے لے۔

(عالمگیری) واللہ تعالیٰ اعلم احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۔۱۱۔۱۹۷۸ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قرض پر مہنگا مال بیچنا، جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: بکر ایک چیز نقد میں مبلغ ایک سو روپیہ فروخت کرتا ہے اور وہ ہی چیز ادھار میں ایک سو دو روپیہ کی فروخت کرتا ہے یعنی نقد کے مقابلہ میں ادھار میں دو روپیہ فاضل حاصل کرتا ہے اور ساتھ میں نقد اور ادھار کی یہی وضاحت کر کے گاہک کو آگاہ بھی کرتا ہے اور کہتا ہے کہ نقد کا یہ ریٹ ہے اور ادھار کا یہ ریٹ ہے۔ اب معلوم کرنا امر یہ ہے کہ بکر کا ایسا کرنا شرعاً جائز ہے یا ناجائز ہے؟ فقط کاٹھیاواڑ واچ شاپ، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ الجواب: کوئی بھی چیز نقد کم قیمت پر اور ادھار زائد قیمت پر فروخت کرنا جائز ہے جب کہ مقرر ہو جائے اور مشتری بھی اس پر راضی ہو۔ یوسف چلپی کے حواشی شرح وقایہ میں ہے یجوز ان یقدر الثمن فی المبیع بالمؤجل اکثر مما فی المعجل یعنی یہ جائز ہے کہ قیمت تاخیر (ادھار) کی صورت میں زائد رکھی جائے۔ بہ نسبت جلدی یعنی نقد کی صورت کے، اور شاہ عبدالعزیز صاحب اپنے فتویٰ میں تحریر فرماتے ہیں البیع الی اجل مع الزیادۃ فی الثمن بلاشبهة جائز است و مقابلہ زیادۃ الثمن با اجل دریں جا مضر نیست زیراکہ تفاضل و اجل در دو صورت حرام، است .... چنین باہم مقابل شوند کا ھو فی الجنس یعنی اس طور پر بیچنا کہ ادھار میں دام زائد ہوں جائز ہے اور اس صورت میں مدت کی وجہ سے قیمت کا زائد ہونا کچھ نقصان دہ نہیں کیوں کہ یہ زیادتی اس وقت حرام ہے جب کہ خرید و فروخت میں دونوں چیزیں ایک جیسی ہوں۔ ایسا ہی فتویٰ عبدالحیٔ میں موجود ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ محرم الحرام ۱۳۹۸ھ

مکان فروخت کر دیا، جب تک رقم نہ ملی، مالک مکان سے کرایہ میں حصہ مانگنا، ناجائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: دو چچا زاد بھائی ہیں، ایک مکان میں حصہ دار، چھوٹا بھائی بڑے بھائی سے کہتا ہے کہ اس مکان کی آدھی رقم مجھے دے دو یعنی ساڑھے چار ہزار آئندہ کے لئے اس مکان میں میرا کوئی دخل نہیں ہوگا۔ بڑا بھائی ساڑھے چار ہزار روپے دینے کے لئے راضی ہو گیا۔ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد مکان کو فروخت کر دیا جاتا ہے۔ اس مکان کی کل رقم تیرہ ہزار ہوتی ہے۔ جس میں وہ مکان فروخت کر دیا گیا۔ اب اس وقت چھوٹا بھائی کہتا ہے کہ مجھے ساڑھے چار ہزار روپے نہیں چاہئیں بلکہ مکان کی آدھی رقم لوں گا۔ بڑا بھائی کہتا ہے کہ جو ابتدائی وقت میں زبان ہوئی تھی یعنی ساڑھے چار ہزار روپے میں صرف وہی دے سکتا ہوں۔ تو چھوٹا بھائی کہتا ہے کہ اوّل تو میں ساڑھے چار ہزار روپے نہیں لیتا اگر تو خواہ مخواہ ساڑھے چار ہزار روپے دیتا ہے تو اتنا عرصہ جو تو نے رقم سے کمایا، کھایا تو اس کی چوتھائی رقم مجھے دے دے۔ آیا! یہ سود بنتا ہے یا نہیں؟ فقط محمد اسماعیل

۷۸۶ الجواب: اصل رقم کی چوتھائی کا مطالبہ تو ناحق ہے البتہ چھوٹا بھائی مکان کی نصف قیمت کا ضرور مستحق ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جائے گا کہ اس نے معاہدہ کی خلاف ورزی کی جو ایک بڑا گناہ ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ (المائدہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

:1) جو عہد و پیمان کئے ہیں اسے پورا کرو پھر بھی شرعاً ایفائے وعدہ پر جبر نہیں۔ قاضی یا حاکم اسلام مجبور نہیں کر سکتا۔ (حاشیہ فتاوی رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ ربیع الاول شریف ۱۳۹۸ھ

فروخت کرنے والے کی ملک میں جو چیز نہ ہو اس کا بیچنا ناجائز ہے، کرایہ میں حصہ مانگنا ناجائز ہے

سوال: بخدمت جناب حضرت مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

خالد نے بکر کو ایک ایسا مال فروخت کیا۔ جو اسے زید سے لینا تھا مگر مال موصول نہیں ہوا تھا (یعنی آمدن مال کا سودا کیا) بعد میں زید سے خالد کو وصول شدہ سودا ملا ہی نہیں۔ جس پر وہ بکر کو کہتا ہے کہ جس سودے کے بل پر میں نے آپ سے سودا کیا تھا وہ مجھے ملا ہی نہیں لہٰذا سودا ختم اور کینسل ہے۔ مگر بکر کا کہنا ہے کہ مجھے میرے سودے کے مطابق مال دو یا فرق دو تمہیں ملے یا نہ ملے اس سے مجھے کوئی غرض نہیں۔ شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟

فقط عبدالغنی، پاک نیشنل اسٹور، چھوٹکی گٹی، شاہی بازار، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: جو چیز، فروخت کرنے والے کی ملک میں نہ ہو اس کی بیع ناجائز و باطل ہے یعنی فروخت کنندہ کوئی چیز اس امید پر فروخت کر دے کہ میں اسے خرید لوں گا، یا ہبہ یا میراث کے ذریعے یا کسی اور طریق سے مجھے مل جائے گی اس کی ابھی سے بیع کر دے جیسا کہ آجکل اکثر تاجر کیا کرتے ہیں یہ جائز نہیں بلکہ اگر اس طرح بیع کی اور پھر خرید کر مشتری کو دے دی جب بھی یہ بیع ناجائز و باطل ہی رہے گی کہ معدوم کی بیع ہے۔ لہٰذا بیع (فروخت شدہ مال) پر بیع باطل کی صورت میں اگر مشتری (خریدار) کا قبضہ بھی ہو جائے جب بھی مشتری اس کا مالک نہ ہوگا بلکہ وہ قبضہ قبضۂ امانت قرار پائے گا۔ (درمختار ردالمحتار)

ایسی حالت میں بکر کا اصرار خلاف شرع ہے۔ وہ صرف اپنی رقم کا حقدار ہے اگر پیشگی دے چکا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ ربیع الآخر ۱۳۹۹ھ

بیع سلم میں سود کے شبہ کی ایک صورت

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے دوسرے شخص سے گندم یا کپاس خریدی کہ میں دو یا چار مہینے بعد تجھ سے گندم یا کپاس فی من اس حساب سے لوں گا اور دونوں جنس یعنی گندم یا کپاس بالکل اچھی صاف جو خراب نہ ہو وہ لوں گا۔ دیکھ کر دوسرے نے کہا ٹھیک ہے مجھے منظور ہے میں اچھی گندم یعنی موٹی اور اچھی کپاس یعنی بالکل صاف دوں گا اور ساتھ میں یہ بھی طے پایا ہے کہ گندم اور کپاس دونوں آنے والی نئی فصل کی نئی لوں گا اور جس دن یہ بیع نامہ لکھا جا رہا ہے اس دن ان دونوں چیزوں کا یعنی گندم کا بھاؤ فی من (۶۰) ساٹھ روپے ہے اور کپاس کا بھاؤ فی من (۲۰۰) دو سو روپے حاضر مال کا ہے اور خریدنے والا گندم (۳۰) تیس روپے من اور کپاس (۱۰۰) سو روپے من کے حساب سے خرید رہے ہیں۔ بیع نامہ میں یہ بھی لکھ دیا ہے کہ نہ گندم پرانی لوں گا، نہ ہی کپاس پرانی لوں گا، دونوں چیزیں نئی ہوں گی۔ اب بتائیے کہ یہ بیع درست ہے۔ یا ایسی ہے کہ گیہوں یا کپاس خریدنے والا ایسا ہے جیسے اس نے ستر دفعہ اپنی ماں سے زنا کیا ہو۔ اس کا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جواب آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں مرحمت فرمائیں۔　السائل نیک محمد، اوڈیرو لال، نواب شاہ

الجواب: ۷۸۶ جب کہ خرید و فروخت کے الفاظ درمیان میں ان دونوں شخصوں کے آگئے تو یہ صورت بیع سلم کی ہے اگر اسکے سب شرائط پائے جائیں تو بلاشبہ جائز ہے اور کسی طرح سود نہیں اگر چہ کوئی بھی نرخ باہم طے پایا ہو۔ ہاں اگر کوئی شرط رہ گئی مثلاً اسی مجلس میں روپیہ تمام وکمال یعنی پورا کا پورا ادا نہ کیا اور بیچنے والے نے اسی مجلس میں راس المال یعنی قیمت پر قبضہ نہ کیا تو ضرور حرام وسود ہے۔ نیز یہ بھی شرط ہے کہ وہ جگہ بھی تعین کر دی جائے جہاں مثلاً یہ گندم یا کپاس ادا کی جائے گی تا کہ مزدوری اور بار برداری کے مصارف میں کوئی نزاع نہ ہو۔ یونہی اگر نئے گیہوں یا کپاس میں سلم کیا اور یہ چیز ابھی پیدا بھی نہیں ہوئی ہے تو بھی بیع سلم جائز نہیں۔ (عالمگیری۔ بہار شریعت۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

تنبیہ۔ بیع سلم کی تمام شرائط پائی گئیں اگر چہ نرخ کوئی بھی طے ہو تو شرعاً یہ بیع جائز ونافذ ہے۔ سائل کے انداز تحریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس بیع کے حق میں نہیں اسی لئے اس نے نازیبا الفاظ استعمال کئے۔ اسے ایسی باتوں سے پرہیز لازم ہے۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۵ شعبان المعظم ۱۴۰۰ھ

بیع سلم کی تمام شرائط، جنس، نوع، صفت، وزن کا تعین اور میعاد معلوم ہو تو جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص گندم بونے سے پہلے بولتا ہے کہ آپ میرے سے (۳۰) تیس روپے فی من گندم لے لیں اور مجھے اس وقت دس من کے پیسے دے دیں۔ گندم اس وقت ملے گی جب فصل تیار ہو جائے گی تو آیا! ایسی صورت میں تجارت کرنا جائز ہے یا نہیں؟　فقط والسلام السائل مشتاق احمد، ٹنڈو الہیار

الجواب: ۷۸۶ یہ صورت بیع سلم کی ہے اگر اس کی سب شرائط پائی جائیں تو بلاشبہ جائز ہے اور کسی طرح سود نہیں اور اگر بیع رضامندی سے ہوئی مگر کوئی شرط رہ گئی مثلاً غلہ کی جنس یا نوع یا صفت یا وزن کی تعیین نہ ہوئی یا میعاد مجہول رکھی یا اسی جلسہ میں اس تمام غلہ کی قیمت خریدار نے پوری ادا نہ کی، تو ضرور حرام وسود ہے۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۴ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

فصل پر غلہ خرید کر رکھ چھوڑنا احتکار نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: بعض تاجر جس وقت گندم کی فصل تیار ہو رہی ہوتی ہے۔ اس وقت گندم کو لے کر ذخیرہ کر لیتے ہیں اور بعد میں جب بھاؤ بڑھ جاتا ہے تو اسے فروخت کرتے ہیں تو آیا اس صورت میں یہ تجارت کرنا جائز ہے یا نہیں؟　فقط والسلام السائل، عبدالرشید طارق، ٹنڈو الہیار

الجواب: ۷۸۶ فصل میں غلہ خریدنا اور اسے رکھ چھوڑنا کہ کچھ عرصے جب غلہ گراں ہو جائے گا تو بیچ دوں گا، یہ نہ احتکار یعنی غلہ روکنا ہے اور نہ اس کی ممانعت۔ (بہار شریعت وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۴ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لاٹری جوئے کی ایک قسم ہے

سوال: بخدمت جناب محترم قبلہ مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
جناب عالی عرض یہ ہے کہ ایک مسئلہ درپیش ہے۔ جس کو آپ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے ہیں۔ برائے کرم اس مسئلہ کا شرعی رو سے فتویٰ عنایت فرمائیں کہ ہمیں یہ کرنا چاہئے یا نہیں؟ یا اس میں شرکت جائز ہے یا نہیں؟ مسئلہ یہ ہے کہ
لاٹری بذریعہ نیلام، کاروباری حضرات کے لئے خوشخبری
شرائط وقواعد
۱۔ لاٹری مورخہ ۱۵ فروری سے شروع ہوگی۔ جس کی ماہانہ قسط ایک) ۱۰۰۰ (ہزار روپیہ اور کل رقم) ۵۰۰۰۰ (پچاس ہزار روپیہ ہوگی۔
۲۔ ماہانہ قسط ہر ماہ کی ۱۵ تاریخ کو شام ۵ بجے تک پہنچانا لازمی ہے۔ ورنہ جرمانہ) ۵۰ (پچاس روپیہ یومیہ ہوگا۔
۳۔ نیلامی ہر ماہ کی ۱۵ تاریخ کو شام ۷ بجے بلال اسٹریٹ محمد نوشاد کی دوکان پر ہوگی۔
۴۔ لاٹری کی قرعہ اندازی نہیں ہوگی۔ ہر ممبر اپنی ضروریات کے مطابق بولی دے کر لاٹری لے سکتا ہے۔ بولی کی رقم لاٹری کی رقم میں سے کاٹی جائے گی۔
۵۔ لاٹری کی رقم اسٹامپ پر دو ممبران کی ضمانت پر دی جائے گی۔ بولی کی رقم تمام ممبران میں ۱۶ تاریخ کو تقسیم کردی جائے گی۔ لاٹری ہر ماہ کی ۱۸ تاریخ کو دی جائے گی۔
۶۔ کسی ممبر کے اتفاقیہ حادثے کی صورت میں تمام ممبران خزانچی سے تعاون کریں گے۔
جناب عالی! اس لاٹری میں خاص طور پر اصول نمبر ۴ توجہ طلب ہے کہ یہ طریقہ کار شرعی طور کیا حیثیت رکھتا ہے۔
خزانچی رفیق احمد عباسی، بلال اسٹریٹ، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** شیطان، انسان کا بالخصوص مسلمان کا کھلا دشمن ہے۔ وہ جب کھل کر کسی گناہ میں مبتلا کرنے سے مایوس ہوجاتا ہے تو نیکی وخیر خواہی اور غم گساری کے پردہ میں، گناہوں کی دلدل میں دھکیل دیتا ہے۔ یہ لاٹری بھی، جوئے کی ایک قسم ہے جسے ایک خوبصورت نام (باہمی تعاون) کا دیا گیا ہے۔ صورت مسئولہ ہی میں دیکھ لیں۔ (یہ لاٹری کی نیلامی) کس چڑیا کا نام ہے۔ کونسا مال، روبرو ہے جس کا نیلام ہوگا۔ پھر یہ نیلام کی رقم جو ممبران میں تقسیم ہوگی، یہ کس منافع میں ہے۔ اور کس کھاتہ میں۔ سود کی ایک خوبصورت شکل کا نام۔ غرض مسلمان ہرگز (کاروباری خوشخبری) میں شریک نہ ہوں۔ قرآن کریم فرماتا ہے وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (المائدہ:2)۔ گناہ کے کاموں پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔ واللہ تعالیٰ اعلم
العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ رجب المرجب ۱۴۰۱ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

درختوں پر پھل لگے ہوں تو کب بیچنا جائز ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: زمیندار لوگ اکثر باغات، پھل لگنے سے پہلے ۴۔۵ سال تک کیلئے بیچ دیتے ہیں۔ اس کو مقاطع پر بیچنا کہتے ہیں۔ ان باغوں کا میوہ بازاروں میں بکتا ہے۔ عام مسلمان بھی یہ میوہ کھاتے ہیں۔ اس میوے کے کھانے کی کوئی جائز صورت ہے یا نہیں؟ برائے مہربانی کتاب وصفحہ وغیرہ کا حوالہ دے کر مطمئن فرمائیں۔

السائل، عبداللہ کالانی

۷۸۲ **الجواب:** درختوں کے پھل، اس وقت بیچ ڈالے کہ ابھی نمایاں بھی نہیں ہوئے بیع باطل ہے اور اگر ظاہر ہو چکے ہیں مگر قابل انتفاع نہیں ہوئے تو بیع صحیح ہے۔ مگر مشتری پر فوراً توڑ لینا ضروری ہے اور اگر یہ شرط کر لی کہ جب تک تیار نہیں ہوں گے درخت پر رہیں گے تو بیع فاسد ہے اور بلا شرط خریدے مگر بائع نے بعد بیع اجازت دے دی ہے کہ تیار ہونے تک درخت پر رہنے دو۔ تو اب کوئی حرج نہیں (عالمگیری) واقف کار مسلمان کا اسی پر عمل ہے اور اسی پر ایسی تمام بیعوں کو محمول کرنا چاہئے کہ یسروا ولا تعسروا پر عمل ہو جائے۔ عالمگیری کی عبارت یوں ہے بیع الثمار قبل الظهور لا یصح اتفاقاً۔ فان باعها بعد ان تصیر منتفعاً بها یصح ....وعلی المشتری قطعها فی الحال هذا اذا باع مطلقاً او بشرط القطع فان باع بشرط الترك فسد البیع .... ولو اشتراها مطلقًا وتركها باذن البائع طاب له الفضل۔ (عالمگیریته الجزء الثالث والفصل الثانی، ج ۳ صفحہ ۱۴۸ مطبوعہ حلبی مصر) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ رجب المرجب ۱۴۰۱ھ

قیمت اور وقت موثر ہو جائے تو بیع جائز ہے

سوال: محترم جناب مولانا مفتی محمد خلیل صاحب، السلام علیکم

جناب عالی! عرض یہ ہے کہ خادم کو ایک کاروباری مسئلہ پر فتویٰ درکار ہے۔ جناب عالی! قرآن وسنت کی روشنی میں فتویٰ عنایت فرمائیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ: زید ایک اپنا ایک رکشہ ایک مقررہ قیمت پر بکر کو فروخت کرتا ہے اور زر قیمت آج باہمی رضامندی سے طے کرتا ہے۔ باہمی رضامندی سے بکر کی سہولت کے پیش نظر طے شدہ قیمت، ایک مقررہ مدت میں قسطوں میں وصول کرتا ہے تو قرآن وسنت کی روشنی میں اپنی رائے دیں کہ کیا میرا یہ عمل درست ہے۔ اس میں خلاف شرع تو کوئی فعل نہیں ہے؟

السائل مستقیم احمد خان ولد نور احمد خان

۷۸۶ **الجواب:** قیمت جب کہ مقرر ہو جائے اور اس قیمت کی وصولیابی کی میعاد بھی طے ہو جائے کہ آئندہ کسی جھگڑے کا احتمال نہ ہو تو بازاری نرخ پر آدمی اپنی مملوکہ ہر چیز فروخت کر سکتا ہے رکشہ ہی پر موقوف نہیں اور نیت کا حال اللہ خوب جانتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس زمانہ میں صرف مکان کے کاغذ نام ہونے سے ملکیت کا ثبوت نہیں ہوتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک بیوہ خاتون نجم النساء نے ایک شخص حبیب خان سے عقد کیا اور ایک لڑکا عمر تین سال کا ساتھ لے کر آئی۔ اس وقت اس لڑکے کی عمر بائیس سال ہے۔ حبیب خان سے تین لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں، جن میں دو لڑکیاں اور ایک لڑکا بالغ اور دو لڑکے نابالغ ہیں۔ شوہر عقد کے بعد سے اب تک کمانے سے قاصر رہا۔ خاتون مذکورہ مسلسل محنت مزدوری کر کے، اپنے علاوہ، شوہر اور بچّوں کی کفالت کرتی رہی۔ اسی دوران اس نے ایک چھوٹا سے مکان بھی بنوایا اور تھوڑی سی جائیداد منقولہ بھی فراہم کی، لیکن ملکیت کے کاغذات، دستورِ زمانہ کے مطابق شوہر ہی کے نام سے بنواتی رہی۔ اب صورت یہ ہے کہ حبیب خان نے نجم النساء کو طلاق دے دی ہے اور مکان فروخت کرنا چاہتا ہے۔ بیٹا جو سابقہ شوہر سے ہے اپنا حصہ طلب کر رہا ہے اور نجم النساء، مکان فروخت کرنا نہیں چاہتی۔ چنانچہ سوال یہ ہے کہ اگر بیان بالا، اہل محلّہ اور دیگر اقرباء کی شہادتوں سے ثابت کر دیا جائے تو اس خاندان کے کس کس فرد کا کیا کیا حق بنتا ہے۔ اور اگر یہ ثابت نہ ہو سکے اور ملکیت حبیبؐ خان ہی کی سمجھی جائے تو حقوق کی صورت کیا ہوگی۔ نیز یہ کہ اولاد بالغ و نابالغ پر والدین میں سے کس کا حق ہے؟ شریعت اسلامی کے مطابق فتویٰ تحریر فرمائیں۔ شکریہ المستفتی انور بریلوی، لطیف آباد، حیدر آباد، ۲۲ اکتوبر ۱۹۸۳ء

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں اگر عورت علیحدہ کام کرتی ہے اور کرتی رہی ہے، تو اس کی جو کچھ آمدنی ہے اس کی مالک عورت ہے (عالمگیری) اسی طرح وہ مکان جب عورت کی ملکیت ظاہر کیا گیا ہے، اگر گواہان عادل شرعی سے ثابت ہو جائے کہ مکان بھی عورت کی آمدنی سے بنا ہے اور عورت نے شوہر کو اس کا مالک نہ بنایا بلکہ مالک بھی خود ہی رہی، تو صرف ملکیت کے کاغذات شوہر کے نام ہونے سے شوہر اس کا مالک نہ بنے گا، اگر عورت گواہان شرعی سے اپنی آمدنی سے مکان کی تعمیر ثابت کر دے تو یہ مکان عورت کی ملکیت سمجھا جائے گا اور وہ بالجبر اسے واپس لے سکتی ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ **الصریح یفوق الدلالة** (فتاویٰ رضویہ) زندگی میں عورت اپنے مال کی مختار ہے، کسی کا حق نہیں، وہ جس کو چاہے دے جس کو نہ چاہے نہ دے۔ بچّہ کی پرورش کا حق ماں کے لئے ہے خواہ وہ نکاح میں ہو، یا نکاح سے باہر ہو گئی ہو۔ یہ حق پرورش بھی اسے اس وقت تک حاصل ہے کہ بچّہ محتاج ہو، اس کی مقدار لڑکے کے لئے سات برس کی عمر ہے اور لڑکی کے لئے حد شہوت یعنی نو برس کی عمر ہے، ہاں اگر ماں نے بچّہ کے غیر محرم سے نکاح کر لیا تو اب حق پرورش نہ رہا۔ (عالمگیری، درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۵.۱۱.۱۹۸۳ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۲۱ ربیع الآخر ۱۴۰۴ھ

نیشنل سیونگ سرٹیفکیٹ کا منافع، سود ہے، جو حرام ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: حکومت کی ایک اسکیم ہے۔ نیشنل سیونگ سرٹیفکیٹ، ڈیفنس (سرٹیفکیٹ) کہ اگر ایک روپیہ والے، ایک ہزار روپیہ کے سرٹیفکیٹ کو خریدا تو دس سال کے بعد، اس کے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تقریباً دو ہزار سات سو پچاس روپیہ حکومت واپس کرے گی تو کیا یہ رقم سود میں شمار ہوگی یا نہیں؟ برائے کرم از روئے شریعت مطلع فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین   السائل حاجی محمد ایوب اینڈ برادرس، شاہی بازار، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: جس عقد معاوضہ میں صرف نفع پر شرکت ہو شرعاً ناجائز ہے اور وہ نفع سود شمار ہوگا اور سود کی تعریف شرعاً یہ ہے کہ عقد معاوضہ میں جب دونوں طرف مال ہو اور ایک طرف زیادتی ہو کہ اس کے مقابل میں دوسری طرف کچھ نہ ہو یہ سود ہے۔ قال اللہ تعالیٰ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰۤوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً (آل عمران:130) الخ۔ (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب   احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید   ۱۸ مارچ ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب مثاب نیشنل سیونگ سرٹیفیکیٹ میں چونکہ صرف نفع میں شرکت ہے اس لئے اس کا منافع سود ہے، جو حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ   ۷ شوال المکرم ۱۴۰۴ھ

نفع نقصان میں شرکت کا طریقہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید اپنے ایسے کاروبار میں کہ جس میں ماہانہ آمدنی (۱۱۰۰=/) گیارہ سو روپے کی قطعی ہے۔ بکر سے بطور حصہ کچھ رقم لیتا ہے اور بکر کو اس کے اطمینان دلانے کے لئے اپنا ایک مکان ضمانۃً روپیہ ادا نہ کردینے کے وقت تک کے لئے، قبضہ میں دے دیتا ہے۔ بکر کاروبار مذکورہ بالا میں برابر کا شریک ٹھہرتا ہے لیکن کاروبار مذکورہ میں سوجھ بوجھ نہ رکھنے کے سبب نفع مذکورہ بالا سے مطمئن نہیں ہوتا اور محض مکان مقبوضہ کے کرائے پر، اکتفاء بطور منافع کرتا ہے۔ کاروبار کے باقی تمام منافع سے زید کے حصہ میں دست بردار ہوجاتا ہے اور کاروبار ختم ہونے تک زید کا مکان دوبارہ اس کے حوالے کردیتا ہے تو آیا! زمانہ کاروبار میں مکان مذکورہ کا کرایہ جو اپنے حصہ کے منافع کی شکل میں وصول کیا ہے۔ بکر کے لئے سود قرار دیا جائے گا۔ یا منافع۔ جب کہ بکر نے اپنے حصہ کے منافع کے طور پر وصول کیا ہو؟

السائل۔ محمد عبداللہ، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** ایک جانب سے مال ہوا اور ایک جانب سے کام۔ یہ کاروبار میں ایک قسم کی شرکت ہے۔ جسے عرف شرع میں مضاربت کہا جاتا ہے اور شرائط مضاربت میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ نفع دونوں کے درمیان شائع ہو اور ہر ایک کا حصہ معلوم مثلاً دونوں کا نصف نصف یا ایک کا دو تہائی یا ایک کا تین چوتھائی، دوسرے کا ایک چوتھائی ولہٰذا نفع میں اس طرح حصہ معین نہ کیا جائے جس میں شرکت قطع ہونے کا احتمال ہو مثلاً یہ کہہ دیا کہ شرکت میں) ۱۰۰ (=/ ہیں، یا اس سے بھی کم، تو دوسرے کی نفع میں شرکت کیوں کر ہوگی۔ (بہار شریعت بحوالۂ بحر الرائق ودرر) اب صورت مسئولہ میں جب کہ بکر نے مکان کا کرایہ منافع میں وصول کیا تو شرائط مذکورہ نہ پائی گئیں تو شرکت نہ رہی لہٰذا منافع میں مکان کا کرایہ لینا جائز نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ   ۷ شوال المکرم ۱۴۰۴ھ

https://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انعامی بونڈ اپنی اصل رقم میں ہے تو جائز اور اس کا انعام بھی جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ

۱۔ انعامی بونڈ (PRIZE BOND) پر نکلنے والے انعام کی رقم جائز ہے یا نہیں؟

۲۔ بینک میں ملازمت کرنا کیسا ہے؟

۳۔ بینک کے ان کاؤنٹر پر جہاں بجلی، گیس اور ٹیلیفون کے بل وصول کئے جاتے ہیں کام کرنا کیسا ہے؟

محمد جہانگیر، کراچی، سندھ

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں اگر وہ انعامی بانڈ گیارہ روپیہ کے علاوہ ہے اور اصل رقم کے مطابق خریدا گیا ہے تو اس پر ملنے والی رقم انعام ہے اور جائز ہے اور یہ انعامی رقم وہ جہاں چاہے استعمال کرسکتا ہے۔ گیارہ روپیہ والے بانڈ میں کچھ رقم گرہ سے فوری کٹ جاتی ہے اس لئے وہ جائز نہیں۔ یونہی جہاں اصل رقم سب یا اس کا کچھ حصہ ضائع ہو جائے، وہ ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ اگر آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس وبال سے دور رکھا ہے، تو جب تک بینکاری مکمل طور پر غیر سودی نہ ہو جائے تو اس سے دور ہی رہئے اور خدا کا شکر ادا کیجئے۔ دوسری ملازمتوں کے دروازے کھلے ہیں، خدا کا نام لے کر آگے بڑھئے، دوسرے کیا کرتے ہیں ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیجئے، ان کے بارے میں آپ سے سوال نہ ہوگا۔ صحیح حدیث شریف کو اپنا رہبر بنایئے، اور قرآن کریم کے ارشاد گرامی کو اپنا لائحہ عمل ... وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (المائدہ:2) (الآیتہ) گناہ اور زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو اور اگر آپ اس مصیبت میں گرفتار ہیں تو اس سے نکلنے کی کوشش کیجئے، حدیث شریف میں ارشاد ہے لا یبقی منھم احد الا اکل الربوا، فمن لم یا کلہ اصابہ من غبارہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ کوئی بھی ایسا نہ ہوگا جس نے سود نہ کھایا ہو اور اگر نہ کھایا ہوگا تو کم از کم اس کا غبار تو اس کو پہنچے گا۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ، حاکم، راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

۳۔ لہٰذا بجلی، گیس اور فون کے بلوں کے کاؤنٹر غبار سود تو ضرور ہیں، ان سے بچنا ضروری ہے پھر یقین تو نہیں کہ ان ہی کاؤنٹر پر فرائض ذمہ کئے جائیں گے۔ کسی وقت خالص سود میں بھی ہاتھ لگانا پڑے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۹.۷.۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

پیر ابراہیم جان سرہندی کے فیصلے کی تائید و توثیق۔ بیع کی تعریف۔ ہزل و مذاق سے بیع نہیں ہوتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص حاجی محمد عمر ولد محمد خاں قوم احمدانی انتقال کر گئے۔ جس نے مرتے وقت ایک زوجہ، پانچ بیٹیاں، تین نواسیاں، ایک نواسا، دو سگے بھتیجے ۱۔ مولوی محمد، ۲۔ حسن، چھوڑے۔ مذکورہ حاجی محمد کا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کوئی بیٹا نہیں تھا۔ حاجی عمر کو اس کی بیٹیوں نے بار بار مجبور کیا اور کہتی رہتی تھیں کہ تو اپنی زمین ہمیں اپنی زندگی میں لکھ دے تاکہ تیرے مرنے کے بعد تیرے بھتیجے زمین یا دوسری ملکیت سے حصہ نہ لے سکیں۔ بالآخر حاجی عمر نے کچھ زمین اپنی زوجہ اور بیٹیوں وغیرہ کو بطور بخشش مختار کار کے پاس لکھ دی اور قبضہ اپنے پاس رکھا۔ پھر اس بخشش کو بعض وجوہ کی بناء پر منسوخ کرا کر اسی زمین کے دوبارہ بیع کے دستاویز لکھ دیئے۔ ان دستاویز میں حسب ذیل شرائط لکھے ہوئے ہیں۔ (قبضہ اس فروختہ زمین کا مشتریاں کے حوالہ نہیں کیا ہوا ہے۔ اگر کوئی بیٹا پیدا ہوا تو زمین بلا معاوضہ واپس ہوگی) ان دستاویز کو رجسٹرڈ کرانے کے بعد پھر اسی زمین کے دوسری مرتبہ بیع کے دستاویز انہی خریداروں کو لکھ کر رجسٹر کرائے۔ ان دوبارہ لکھے ہوئے دستاویز میں کوئی شرط نہیں ہے۔ حاجی عمر کی جو باقی ماندہ زمین ہے اس کے بھی دستاویز مذکورہ بالا صرف بیٹیوں، نواسیوں، نواسے اور زوجہ کے نام لکھ دیئے اور یہ دستاویز صرف ایک مرتبہ لکھ دیئے ہیں۔ جن میں حسب ذیل شرائط لکھے ہوئے ہیں۔ (قبضہ اس فروختہ زمین کا اگر مجھ اقرار کرنے والے کو کوئی بیٹا تولد ہوا تو دینے میں نہ آئے گا اور اگر دوران (عرصہ) سے پہلے اس فانی دنیا سے میں انتقال کر گیا تو اس کے دینے میں نہ آئے گا۔ اس وقت تک قبضہ میں اقراری کے پاس جیسا کہ اس وقت ہے ویسا ہی رہے گا) آخری مرتبہ حضرت قبلہ پیر محمد ابراہیم جان صاحب مدظلہ العالی کے پاس حاجی عمر اور اس کا نواسا اور اس کا داماد جو حاجی عمر کے نواسے کا باپ ہے۔ تقریباً ایک لاکھ روپیہ لے کر گئے اور حاجی عمر کو حضرت قبلہ پیر محمد ابراہیم جان کے روبرو دیئے اور حاجی عمر نے کہا کہ حضرت میں نے زمین ان کو بیچ دی ہے۔ یہ اس کے پیسے لے رہا ہوں۔

نوٹ۔ دستاویز میں بھی اس کے پیسے لکھے ہوئے ہیں اور یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ میں نے لکھی ہوئی رقم وصول کر لی ہے جو کہ میں قبول کرتا ہوں۔

محمد حسن جو کہ حاجی عمر کا بھتیجا اور داماد بھی ہے۔ دعویٰ کرتا ہے کہ حقیقت میں بیع نہیں ہے بلکہ یہ دستاویز پر لکھ دینا اور حضرت قبلہ پیر محمد ابراہیم صاحب کے پاس پیسے ظاہر کرنا یہ سب کچھ ظاہری دکھاوا اور فریب ہے یہ ہم بھتیجوں کے حق وراثت کی محرومی کے لئے سازش۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ میری زوجہ جو کہ حاجی عمر کی بیٹی ہے اس کے پاس کچھ بھی ملکیت نہ تھی۔ حاجی عمر کی زوجہ اور دوسری بیٹیوں اور نواسیوں اور نواسے کا بھی سہارا یہی مکان تھا اور محمد حسن جو کہ حاجی عمر کا داماد بھی اپنی زوجہ کے متعلق یہی بات کہتا ہے کہ اس کے پاس کوئی ملکیت نہیں تھی کہ باپ سے زمین خرید کر سکے۔

علاوہ ازیں حاجی عمر اپنی پوری زندگی میں اپنی زمین پر مالکانہ قابض اور متصرف تھا اور اس زمین کی پیداوار خود لیتا تھا۔ مذکورہ حقائق کے بموجب مذکورہ دستاویز اور مذکورہ جعلی فرضی بیع نامہ اور حضرت قبلہ پیر محمد ابراہیم جان صاحب مدظلہ اللہ العالی کے سامنے پیسے ظاہر کرنے کے متعلق شرع شریف کا حکم صادر فرمائیں کہ ہم بھتیجوں کا حق لگتا ہے یا نہیں؟

السائل محمد حسن، ۱۳ اکتوبر ۱۹۸۳ء

۷۸۶ الجواب: پہلے سے طے شدہ اسکیم کے تحت جو خرید و فروخت حاجی عمر اور اس کے داماد کے مابین ظاہر کی جارہی ہے وہ شرعاً بیع ہی نہیں بلکہ ہزل و مذاق ہے۔ اگرچہ صراحۃً ہزل کا کوئی لفظ بوقت بیع موجود نہیں لیکن ان لوگوں نے یہ پہلے ہی ٹھہرا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لیا تھا کہ لوگوں کے سامنے مذاق کے طور پر، دکھاوے کے لئے خرید و فروخت کریں گے اور یہ بھی ہزل کی صورت ہے اور ہزل کے ساتھ، حقیقۃً بیع نہیں۔ نہ شرعاً اس کا کوئی اعتبار، خصوصاً جب کہ وہی حاجی عمر اس زمین پر قابض و متصرف اور مالکانہ حقوق کے ساتھ متصرف رہا۔ بالخصوص جب کہ وہ خود معتبر گواہوں کے روبرو اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ میں نے رقم لی ہے۔ نہ کوئی بیع کی ہے، یہ تو محض دکھاوا تھا، وغیرہ، دراصل بیع نام ہی باہمی رضامندی سے کسی چیز کے شرعی طور پر خرید و فروخت کا ہے، اور اس میں ایجاب وقبول کا باہمی رضا و خوشی سے ہونا لازم ہے، نہ کہ مذاق و ہزل کا۔ درمختار میں ہے فالا یجاب ھو مایذکر اولاً من کلام احد المتعاقدین، والقبول مایذکر ثانیا من الآخر .... الدال علی التراضی الخ۔ اس کے ضمن میں ردالمحتار میں فرمایا قولہ ولم ینعقد مع الھزل .... و شرط ان یکون صریحاً باللسان .... الی ان قال فان .... علی الھزل باصل البیع ای تو افقا انھما یتکلمان بلفظ البیع عندالناس ولا یریدانہ۔ غرض وہ بیع منعقد نہیں ہوئی اور حاجی عمر کے انتقال کے بعد وہ زمین اس کے ورثہ میں تقسیم ہوگی کہ ذوی الفرض کو دینے کے بعد باقی ماندہ تمام جائیداد کے وارث اس کے بھتیجے ہوں گے۔ جیسا کہ حضرت علامہ نے اپنے فتاویٰ میں تحقیق سے فرمایا۔ فقیر اس کی تصدیق کرتا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ

زبردستی کوئی چیز خریدنا بیع نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میں مسمّٰی محمد ابراہیم صدیقی نے اپنی دختر شفیقہ بانو کی شادی مسمّٰی محمد عارف ولد ظہور احمد کے ہمراہ دو شرائط کے ساتھ کی تھی۔ ظہور احمد صاحب نے تحریراً ان شرائط کو قبول کیا تھا۔ پہلی شرط یہ تھی کہ ”میں مسمّٰی ظہور احمد ایک عدد مکان جس کا میں تنہا مالک ہوں مذکورہ مکان کا تیسرا حصّہ اپنے لڑکے محمد عارف کی بیوی کے حق میں دیتا ہوں جس پر میرا یا میری اولاد کا حق نہیں ہوگا۔“

اب مسمّٰی ظہور احمد مکان مذکورہ کا تیسرا حصّہ دینے کے بجائے، اس کے بدلے میں مبلغ بیالیس ہزار روپیہ ادا کرنے کو تیار ہیں مگر مسماۃ شفیقہ بانو رقم لینے پر تیار نہیں ہے اور مکان کا تیسرا حصّہ چاہتی ہے۔ کیا ازروئے شریعت شفیقہ کو رقم لینے پر مجبور کیا جا سکتا ہے؟ نیز مسماۃ شفیقہ بانو اپنے حق مہر میں مکان کا حصّہ عدالتی کاروائی کے ذریعہ حاصل کرنے کا حق رکھتی ہے یا نہیں؟

فقط السائل محمد ابراہیم صدیقی، الیاس آباد، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** مسمّٰی محمد عارف کا باپ مسمّٰی ظہور احمد جب کہ وہ مکان اپنے بیٹے کی طرف سے اپنی بہو مسماۃ شفیقہ بانو بنت محمد ابراہیم کو مہر میں دے چکا تھا کہ اس کے تمام حقوق ملکیت سے دست بردار ہو کر، اس مکان کو مسماۃ شفیقہ کی ملکیت قرار دے چکا ہے تو وہ مکان یعنی اس کا تیسرا حصّہ مسماۃ شفیقہ کی ملکیت ہے اسے اپنے پاس رکھنے اور دوسرے تصرفات کا اختیار ہے۔ اب اس مکان کی بجائے اس کی قیمت دینا، ایسا ہی ہے جیسے کسی کی کوئی چیز زبردستی خرید لینا اور ظاہر ہے کہ اس طرح بیع نہیں ہوتی۔ (عامۂ کتب) وہ شفیقہ بانو کی مرضی پر ہے۔ کوئی اس پر جبر نہیں کر سکتا اور جبر کرے گا تو اس پر ظلم ہوگا۔ ہاں بہتر یہی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے کہ مکان کی واجبی قیمت لے کر اپنے خسر کو سونپ دے اور ان کی دعائیں لے کہ بجائے باپ ہیں اور مسمی ظہور احمد کو چاہئے کہ وہ اس کو اس کے حق سے ناحق نہ کریں۔ ہوسکتا ہے کہ یہ جو رقم دے رہے ہیں وہ بازاری نرخ سے بہت کم ہو۔ تو مناسب قیمت اسے ادا کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ رجب المرجب ۱۴۰۴ھ

غیر مسلم سے بیع کرنا جائز ہے

سوال: مکرمی جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

جناب عالی عرض یہ ہے کہ: انشورنس کا پیشہ شرعی طور پر جائز ہے یا نہیں۔ میرا حلقہ احباب بڑا وسیع ہے انشورنس کا برنس کسی کو بھی دینے کے لئے میری حالت نہایت سازگار نہیں ہے کیوں کہ میری ایسی حالت ہوگئی ہے کہ کسی بھی ادارے میں ملازمت نہیں مل سکتی لہٰذا مجھے جو کمیشن اس کے عوض ملے گا وہ میرے لئے حلال ہے یا حرام؟

فقط آپ کی دعاؤں کا طالب، محمد حنیف شیخ، جھونگی گٹ، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: انشورنس کا جو طریقہ کار ہے وہ سود کے زمرے میں آتا ہے لہٰذا اس کی آمدنی بھی ناجائز ہے۔ ہاں اگر غیر مسلم کمپنی انشورنس کی رقم دے تو وہ سود نہیں ہے بلکہ منافع اور جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۹۸۵/۱۲/۱ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

سود کا شبہ

سوال: جناب عالی ہمیں ایک مسئلہ درپیش آیا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ: ہمارا ایک دوست جو کہ ٹائروں کا کاروبار کرتا ہے۔ وہ اس طرح کاروبار کرتا ہے لوگوں کو اُدھار ٹائر دے دیتا ہے اور اس طرح دے دیتا ہے کہ مارکیٹ میں دو ٹائروں کی قیمت ۵۳۰۰ روپے ہے تو وہ لوگوں سے ۶۰۰ زائد بطور کمیشن وصول کرتا ہے اور رقم کی وصولی ۱۰۰ روپے روزانہ وصول کرتے ہیں۔ یہ ۶۰۰ روپے جو کہ کمیشن سے وصول کرتا ہے وہ سود ہے یا نہیں؟ فقط محمد ظفر، ٹنڈوالہیار

۷۸۶ **الجواب** وھو الموفق للصواب: اگر مارکیٹ میں عام بھاؤ سے زیادہ یہ رقم اس لئے وصول کرتے ہیں کہ ادھار دے رہے ہیں تو یقیناً سود ہے اور اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام قرار دیا ہے۔ حَرَّمَ الرِّبٰوا (البقرہ:282)۔ اور اگر اس لئے رقم زیادہ لی کہ قسطوں پر دے رہا ہے، تو قسط والی بیع کا معاہدہ کرے، تب جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۹۸۵/۱/۱۲ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۱ صفر المظفر ۱۴۰۵ھ

http://t.me/Tehqiqat
Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

PLS اسکیم میں شک وشبہ ہے اس لئے وہ سود ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک اسکیم ہے نیشنل سیونگ سرٹیفکیٹ اگر یہ خرید لئے جائیں تو دس سال میں حکومت یہ رقم چار ہزار دو سو ساٹھ روپیہ سکہ رائج کی صورت میں واپس کرے گی۔ اس سال بجٹ تقریر میں وزیر خزانہ حکومت پاکستان نے مئی ۱۹۸۵ء میں اعلان کیا تھا کہ میں علماء کے مشورے سے یہ بات کر رہا ہوں آپ فرمائیں کہ یہ رقم ازروئے شرع جائز ہے یا نہیں؟ حاجی محمد ایوب برادرز، شاہی بازار، حیدرآباد

الجواب ۷۸۶ ھوالموفق للصواب: حکومت نے گزشتہ دنوں بلاسودی نظام PLS نفع نقصان میں جو اعلان کیا تھا اگر یہ اسکیم بھی اس میں شامل کردی گئی ہے تب ہوسکتا ہے کہ منافع ہو۔ مگر علماء کرام فرماتے ہیں کہ ایسا نہیں ہے بلکہ اسی پرانے طریقہ پر جاری ہے تو اس کے سود ہونے میں کوئی شک نہیں ہے صرف وزیر خزانہ کا کہنا کوئی دلیل نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۹۸۵ ۱۲۔۱ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

لاٹری میں قرعہ اندازی جوا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میں ٹنڈوآدم میں ایک فلاحی اسکیم برائے امداد غریب کے نام سے چلانا چاہتا ہوں۔ تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

فی ممبر ایک روپیہ ماہانہ کے طور پر ۵۰۰۰ روپے کے ٹوکن شہر میں بیچے جائیں گے جس کی قرعہ اندازی ہر ماہ کی مقررہ تاریخ پر کی جائے گی۔ قرعہ اندازی میں ہر ماہ ۳۰۰۰ روپے کے انعام کا سامان دیا جائے بعد ازاں ۵۰۰ روپے اخراجات برائے ملازمین واسٹیشنری بقایا ۱۵۰۰ روپے ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس سے کسی غریب یتیم یا بیوہ کی اس طور پر مدد کی جائے کہ وہ آئندہ اپنا گزر بسر باعزت طور پر کرسکے۔

اس سلسلے میں ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ ہمیں فتویٰ جاری کیا جائے کہ آیا! یہ کام اسلام کی رو سے جائز ہے یا ناجائز؟ فقط محمد فقیر ولد محمد چندریگر، شاہ فیصل اسٹریٹ، ٹنڈوآدم

الجواب ۷۸۶: صورت مسئولہ میں ہر ممبر سے ایک روپیہ ماہانہ لے کر قرعہ اندازی میں ایک مقرر، رقم جس کے نام نکلے اسے دی جائے گی اور دوسرے ممبران کی رقم مبلغ ایک روپیہ ضائع ہو جائے گا یہ جوئے کی شکل ہے شرعاً حرام ہے ناجائز ہے آج کل کی عام لاٹریاں بھی اسی قسم کی ہیں اور یہ سب ناجائز ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مدعی گواہوں سے اپنا مدعا ثابت کرے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: تقریباً ۱۹۷۷ء میں میرا دماغی توازن خراب ہوگیا تھا۔ اس کا علم خود میرے گھر والوں کو اور بھائی کو اور قریبی رشتہ داروں کو تھا۔ اسی دوران میرے بھائی عبدالرحیم اور بھتیجہ اسلم میرے گھر آئے تھے۔ اس وقت مجھ سے یہ تحریر لکھنے میں آئی۔ اس سے پہلے یا اس کے بعد یا اس وقت ہمارا دکان کا کوئی تصفیہ نہیں ہوا اور مجھے اس تحریر کی رقم بھی نہیں ملی اور اس تحریر میں کسی بھی گواہ کے دستخط بھی نہیں ہیں جب کہ گواہ کے لئے لکھا ہوا ہے۔ ابھی تصفیے کی بات چیت کے دوران مجھے اس کی فوٹو اسٹیٹ کاپی ابراہیم بھائی سے ملی۔ جواب میں اس وقت میں نے بھائی کو فون بھی کیا تھا۔ میں نے کہا کہ اس تحریر کی مجھے رقم نہیں ملی اور دکان کا کوئی تصفیہ نہیں ہوا۔ اگر بڑے بھائی یا ان کا لڑکا اسلم دونوں میں سے کوئی بھی قرآن اٹھا کر کہہ دے کہ ہم نے اس تحریر کے مطابق رقم ادا کردی ہے، تو میں دوکان کے حق سے دستبردار ہو جاؤں گا۔ اس پر وہ خاموش ہو گئے۔ اس تحریر کا تصفیہ کے دوران تین مرتبہ ذکر آچکا ہے۔ میرے اس جواب پر وہ خاموش ہو جاتے ہیں۔ مندرجہ بالا باتوں کو دیکھتے ہوئے اس تحریر کو قبول کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

رسید۔ میں مسمی محمد رفیق ولد پیر محمد ساکن لطیف آباد، حیدرآباد ایک دوکان واقع اسٹیشن روڈ، حیدرآباد جس کا نمبر 2477/D ہے میرے قبضے میں ہے اور میں مزید تین ماہ کا کرایہ ادا کر رہا ہوں۔ اب میں یہ دکان خالی بمعہ فرنیچر کے محمد اسلم ولد عبدالرحیم کو مبلغ ۳۰۰۰=/ روپے میں دے رہا ہوں اور دوکان کا ڈپازٹ ۱۵۰۰=/ ہے۔ میں مزید ماہ تین کا کرایہ نامہ محمد اسلم کے نام کرا کردوں گا اور یہ رسید لکھ رہا ہوں تا کہ وقت ضرورت کام آوے۔ دستخط، محمد رفیق

اس مسئلہ کا جواب دے کر مشکور فرمائیں۔ شکریہ السائل محمد رفیق، لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں محمد رفیق صاحب اور ان کے بھائی عبدالرحیم صاحب کے مابین ایک دوکان کے سلسلہ میں تنازع اور اختلاف ہے۔ عبدالرحیم صاحب مدعی کہ منسلکہ تحریر محمد رفیق کی ہے اور یہ کہ ہم نے اس تحریر کی لکھی ہوئی رقم محمد رفیق کو ادا کردی ہے جب کہ محمد رفیق صاحب اس بات کو مانتے ہیں کہ یہ تحریر ان کی ہے مگر انھوں نے رقم وصول نہیں کی اور نہ تحریر میں لکھی ہوئی رقم انھیں ملی ہے اور نہ ہی دوکان کا کوئی تصفیہ ہوا ہے تو اس طرح محمد رفیق مدعی علیہ ہوئے اور حکم شرعی یہ ہے کہ عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان النبی ﷺ قال البینتہ علی المدعی والیمین علی المدعی علیہ (رواہ الترمذی) سیدنا عمرو بن شعیب سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ گواہ لانا مدعی کے ذمہ ہے اور قسم کھانا مدعی علیہ پر ہے۔ اس کو ترمذی شریف میں روایت کیا گیا ہے لہٰذا اس حدیث پاک سے یہ بات معلوم ہوئی کہ عبدالرحیم جو کہ مدعی ہیں ان پر گواہ پیش کرنا لازم ہے کہ وہ دو گواہ عادل ثقہ نیک پنجوقتہ نمازی پیش کردیں کہ جو ان کے دعویٰ پر گواہی دیں تو ان کی بات مان لی جائے گی ورنہ محمد رفیق صاحب اگر اللہ کی قسم کھا کر حلفیہ بیان دیں تو ان کی بات قبول کی جائے گی۔ ہر شخص کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے۔ وہاں سچ اور جھوٹ ظاہر ہو جائے گا اور ہر مسلمان کو ڈرنا چاہئے کہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اگر اس نے کسی کا حق یہاں دھوکہ دے کر ہضم کرلیا تو اللہ تعالیٰ عالم الغیب والشہادۃ کے حضور وہ رسوا ہوگا اور جہنم کے عذاب کا مستحق ہوگا۔ دنیا اور یہاں کا مال ختم ہونے والی چیز۔ آخرت باقی اور ہمیشہ کا گھر ہر مسلمان کو آخرت کے سنوارنے کی کوشش کرنا چاہئے یاد رکھئے یہ حقوق العباد کا مسئلہ ہے اور بندہ کا حق اللہ تعالیٰ بھی معاف نہ کرے گا جب تک کہ وہ بندہ خود معاف نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۙ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ؕ (النازعات) اور جو ڈرا اپنے رب کی بارگاہ میں کھڑے ہونے سے اور اپنے نفس کی خواہش سے خود کو بچایا تو جنت یقیناً اس کا ٹھکانہ ہے اور بڑا بھائی تو ویسے بھی بمنزلہ باپ، کے چھوٹے بھائی پر شفیق و مہربان ہوتا ہے لہٰذا چھوٹے بھائی کو بڑے کا ادب کرنا اور بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر رحم کرنا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ صفر المظفر ۱۴۰۵ھ

بیع کرنے کے بعد بلا رضامندی توڑنا منع ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص سیّد عبداللہ شاہ نے محمد بخش سے ساڑھے گیارہ ہزار روپیہ میں ایک رائفل خریدا اور کچھ رقم عبداللہ شاہ نے محمد بخش کو ایڈوانس دی۔ اس کے بعد رائفل عبداللہ شاہ کے نام سے ٹرانسفر ہوا۔ جب رائفل عبداللہ شاہ کے نام ہوگئی تو محمد بخش نے رائفل دینے سے انکار کردیا۔ پھر معزز آدمیوں نے فیصلہ کرتے ہوئے رائفل عبداللہ شاہ کو دے دیا مقرر شدہ رقم کے عوض۔ اس کے بعد محمد بخش دعویٰ کرتا ہے کہ رائفل مجھ کو واپس دو اور عبداللہ شاہ کہتا ہے کہ میں نے مقرر شدہ رقم محمد بخش کو دے کر رائفل خریدا ہے اور اب میں واپس نہیں کرنا چاہتا۔ برائے کرم شرعی وضاحت فرمائیں کہ عبداللہ شاہ کو رائفل واپس کرنا چاہئے یا نہیں؟ فقط السائل سیّد عبداللہ شاہ، ٹنڈو آدم، سندھ

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں جب کہ محمد بخش نے اپنی رائفل عبداللہ شاہ کے ہاتھ بیچنے پر رضامندی ظاہر کی اور کچھ رقم پیشگی بھی لے کر پھر معزز آدمیوں کے سامنے بغیر کسی شرط کے رائفل عبداللہ کے حوالے کرکے بقیہ قیمت بھی وصول کرلی تو اب عبداللہ شاہ کا رائفل کا مالک ہے اور محمد بخش ثمن (رقم) کا۔ (عالمگیری) لہٰذا اب فریقین میں کوئی بالجبر اس بیع کو توڑنے کا اختیار نہیں رکھتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۶۔۱۔۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

کارخانہ دار، اجرت کے علاوہ رقم دے تو جائز ہے

سوال: عرض یہ ہے کہ علماء دین حدیث کی روشنی میں ذیل کے مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ: میں ایک پرائیوٹ فرم میں ملازم ہوں۔ اس فرم میں روزانہ شام کو کارخانہ سے مال تیار ہوکر آتا ہے۔ میرا کام اس مال کو چیک یعنی اچھا برا دیکھنا ہے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ میں ان کارخانے والوں سے عیدالفطر و عیدالاضحیٰ پر عید کی خرچی لیتا ہوں جو کہ وہ خوشی سے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دیتے ہیں۔ دوسرے اکثر کارخانے دار ہفتہ وار مجھے چائے وغیرہ کے لئے بھی دیتے ہیں۔ کارخانے والوں سے میں یہ کہتا ہوں کہ آپ لوگوں پر میرا کوئی قرض نہیں ہے اور نہ آپ لوگ مجھے کسی لالچ کے تحت دیں۔ میں ان لوگوں کے ساتھ کوئی رعائت نہیں کرتا ہوں۔ مال صحیح ہے تو رکھ لیتا ہوں اگر مال خراب ہو تو واپس کر دیتا ہوں۔ مال میں کوئی دانہ خراب ہو تو وہ دانہ نکال دیتا ہوں۔ اگر مال میں کوئی دانہ اس قابل ہے کہ وہ چل سکتا ہے تو اس کا دام کر کے رکھ لیتا ہوں اور مالک فرم کو بتا دیتا ہوں۔ اس پر بھی کارخانے دار کہتے ہیں کہ ہم کسی لالچ کے تحت آپ کو نہیں دیتے۔ یہ آپ کا حق آپ کو دیتے ہیں۔ اب جناب سے گزارش ہے تفصیل سے بتائیں کہ یہ پیسہ لینا مجھے جائز ہے یا نہیں؟ اس پیسہ کو میں کار خیر میں بھی خرچ کر سکتا ہوں یا نہیں؟ فقط والسلام طالب دعا، محمد پچل، ٹنڈو میر غلام حسین، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: جب سائل کو خود ہی اقرار ہے کہ کارخانہ دار رقم بطور انعام دیتے ہیں اور سائل اس کے عوض کوئی رعائت نہیں کرتا تو یہ جائز ہے اور اسے کار خیر میں بھی خرچ کر سکتا ہے۔ مگر یہ بات پیش نظر رہے کہ اس قسم کے لوگ کبھی کبھی اپنے مفاد کے لئے ناجائز مطالبہ کر دیتے ہیں اور پھر انسان شیطان کے بہکائے میں آ کر بعض معاملوں سے چشم پوشی کر جاتا ہے اگر ایسا خطرہ موجود ہے تو اس رقم کو نہ لینا بہتر ہے اور تقوی کے مطابق بھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۹۸۵-۱-۲۶ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

جس گھریلو پتی اسکیم میں فرد واحد کو فائدہ پہنچے اور دوسروں کے حقوق پامال ہوں اس کی حیثیت، غیر شرعی ہے

سوال: محترم و مکرم حضرت قبلہ مفتی خلیل صاحب، دار العلوم احسن البرکات، حیدر آباد، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

احقر نے اپنے اعزاء اور اہل محلے کے ایماء پر اپنی مدد آپ کے تحت ایک گھریلو پتی اسکیم شروع کی ہے۔ جس کا نگران اعلیٰ اور رقم کا ضامن فدوی خود ہے۔ اس اسکیم کے پمفلٹ ملاحظہ فرما کر جناب نے ایک شخص کے استفسار پر فتویٰ بھی صادر فرمایا ہے۔

محترم المقام! جناب کی شخصیت اور علمیت اظہر من الشمس ہے اور ہمارے لئے باعث عزت و احترام ہے۔ مجھے جناب کے فتویٰ پر اعتراض نہیں اور نہ ہی میں اس کی جرأت کر سکتا ہوں کیوں کہ میں ذاتی طور پر آپ جناب سے واقف ہوں۔ البتہ اتنی ضرور گزارش کروں گا کہ آپ نے صرف پمفلٹ دیکھ کر فتویٰ عنایت فرمایا ہے۔ جب کہ پمفلٹ میں بعض باتوں کی وضاحت نہیں ہے۔ لہٰذا میں جناب کی خدمت میں گھریلو پتی اسکیم سے متعلق مندرجہ ذیل چند وضاحتیں پیش کر رہا ہوں۔

۱۔ یہ محض ایک امدادی اسکیم ہے۔ اس کے ذریعے کسی بھی قسم کا کوئی ناجائز دولت کا لین دین نہیں ہے۔

۲۔ اس میں رقم کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ اس کی ادائیگی کی ضمانت نگران اعلیٰ کے ذمہ ہے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۳۔ جس ممبر کو ہر ماہ قرعہ اندازی کے ذریعہ رقم دی جاتی ہے۔ وہ ممبران ہی کی جمع شدہ رقم میں سے بطور امداد، ادا کی جاتی ہے۔

۴۔ ممبران کی جمع شدہ رقم سے ہر ماہ جو رقم ممبر کو ادا کرنے کے بعد بچ جاتی ہے۔ اس سے کاروبار کیا جاتا ہے۔ جس کے نفع یا نقصان کا حق نگران اعلیٰ کو ہے۔ کیوں کہ ہر ماہ جو ممبر قرعہ اندازی کے ذریعہ رقم حاصل کرتا ہے۔ اس کی بقیہ اقساط کی ادائیگی گھریلو پتی اسکیم کی مقررہ مدت پوری ہونے تک نگران اعلیٰ ہی کے ذمہ ہے۔

۵۔ نگران اعلیٰ اس رقم سے نہ تو بنک یا فکس ڈپازٹ میں رکھ کر کوئی سود حاصل کرتا ہے اور نہ ہی کسی دیگر سود کے کاروبار میں یہ رقم لگاتا ہے بلکہ اس رقم سے جائز کاروبار کرتا ہے۔

۶۔ مزید ممبران احقر کی ذاتی شخصیت کے متعلق دو استفسار کنندگان نے جو کچھ تحریر کیا ہے۔ وہ بھی ہمرشتہ ھذا منسلک ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ امید ہے کہ جناب والا مذکورہ وضاحتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے فتوے پر نظر ثانی فرمائیں گے۔

فقط احقر ڈاکٹر قاضی معین الدین، نگران اعلیٰ گھریلو پتی اسکیم، لطیف آباد نمبر ۵، حیدر آباد

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص تقریباً بیس سال سے حیدر آباد کے ایک علاقے میں رہائش پذیر ہے۔ نہایت شریف اور بااخلاق آدمی ہیں لوگوں میں انھیں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ دینی مسائل سے بخوبی واقف ہیں۔ تعلیم یافتہ ہیں۔ حسب ونسب میں اچھے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ لباس اور شکل وصورت میں باشرع ہیں۔ روزے نماز کے پابند ہیں۔ اپنے محلّے کی جامع مسجد میں اکثر وبیشتر دینی جلسوں سے بھی خطاب کرتے ہیں اور کبھی کبھی امام صاحب کی عدم موجودگی میں پنج وقتہ نماز جمعہ کے دن تقریر اور امامت کے فرائض بھی انجام دیتے ہیں۔ بعض مرتبہ دوسرے محلے اور علاقہ کی جامع مسجدوں میں بھی ان کے اماموں کی عدم موجودگی میں نماز جمعہ پڑھانے اور تقاریر کرنے کے لئے بھی انہیں مدعو کیا جاتا ہے۔

انھوں نے اپنی مدد آپ کے جذبہ کے تحت گھریلو پتی اسکیم جاری کی ہے۔ جس کے وہ خود نگران اعلیٰ اور رقم کے ضامن ہیں۔ اس اسکیم میں ڈھائی سو ممبران ہیں۔ یہ اسکیم ۱۰۰ روپے اور ۲۰۰ روپے ماہوار کی ہے اور اس کی مدت پچاس ماہ ہے ۱۰۰ روپے ماہوار والے ممبر کو ۵۰۰۰ روپے اور ۲۰۰ روپے ماہوار والے ممبر کو ۱۰۰۰۰ روپے ہر ماہ قرعہ اندازی کے ذریعے دیے جاتے ہیں۔ پچاس ماہ کی مدت کے بعد قرعہ اندازی سے باقی رہنے والے تمام ممبران کو ان جمع شدہ تمام رقم یعنی ۱۰۰ روپے والوں کو ۵۰۰۰ روپے اور ۲۰۰ روپے والوں کو ۱۰۰۰۰ روپے یکمشت ادا کردی جائے گی۔ کیوں کہ پچاس ماہ میں ان کی یہی رقم جمع ہوگی۔ البتہ ہر ماہ قرعہ اندازی کے ذریعہ جو نام نکالا جاتا ہے اس ممبر کو یکمشت ۵۰۰۰ یا ۱۰۰۰۰ روپے کی رقم بطور امداد ادا کردی جاتی ہے اور اس کے ذمہ جو باقی اقساط رہ جاتی ہیں وہ وصول نہیں کی جاتیں۔ اس کی بقایا اقساط کی ادائیگی کی ذمہ داری پتی کے نگران اعلیٰ پر ہوتی ہے۔ کیوں کہ ہر ماہ ممبر کو رقم ادا کرنے کے بعد کچھ رقم بچتی ہے۔ اس کے لئے ممبران نے ان کو یہ حق دیا ہے کہ ان کی اس رقم سے نگران اعلیٰ پچاس ماہ تک جو چاہیں کاروبار کریں لیکن پچاس ماہ کی مدت کے بعد باقی تمام ممبران کو مقررہ وقت پر ان کی تمام جمع شدہ رقم بغیر کسی نفع یا نقصان پر واپس کرنی ہوگی لہٰذا نگران اعلیٰ شرعی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طریقہ پر کاروبار کرتے ہیں اور اس کاروبار کے نفع و نقصان کے ذمہ دار ہیں۔نگران اعلیٰ نہ تو اس جمع شدہ رقم کو بنک میں رکھ کر کوئی سود حاصل کرتے ہیں اور نہ ہی کسی سودی کاروبار میں یہ رقم لگاتے ہیں۔یہ بات انھوں نے خدا اور رسول ﷺ کو حاظر و ناظر جان کر انھیں گواہ بنا کر اسکیم بناتے ہوئے قسم کھا کر ہم سے کہی ہے۔انھوں نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ صرف اپنی مدد آپ کے تحت ایک اسکیم ہے۔اس میں کوئی سودی لین دین نہیں ہے۔(بلکہ اکثر وہ اس رقم سے بعض ضرورت مندوں کو قرض حسنہ بھی دیتے رہتے ہیں)مذکورہ شخص نے یہ گھریلو پتی اسکیم اپنی مدد آپ کا جذبہ پیدا کرنے اور بچت کی عادت ڈالنے کے لئے شروع کی ہے۔اس سے ان کا مقصد کسی قسم کی کوئی ناجائز دولت کا حصول نہیں ہے۔

لہٰذا ایسی صورت میں کیا اس نیک اور دیندار شخص کو امام صاحب کی عدم موجودگی میں پنجوقتہ نماز یا جمعہ کی نماز یا خطبہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ اور ہماری نمازیں اس شخص کے پیچھے ہوں گی یا نہیں؟ براہ مہربانی از روئے شرع اس مسئلہ کا تسلی بخش جواب مرحمت فرمائیں۔

استفسار کنندگان: ا۔ظفر احمد، ۲۔غلام مصطفیٰ، معرفت ڈاکٹر قاضی معین الدین،لطیف آباد نمبر ۵،حیدر آباد سندھ

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب:صورت مسئولہ عنہا میں ہر ماہ قرعہ اندازی میں جس ممبر کا نام نکلنے کے بعد،اس کی ادا شدہ رقم سے زائد رقم جو دی جاتی ہے،اس کی حیثیت متعین نہیں ہے،اگر وہ انعام ہے تو انعام میں دی جانے والی رقم اسی منافع سے حاصل ہو رہی ہے،جس میں ہر ممبر کی رقم شریک ہے،اس صورت میں صرف یہی فرد انعام کا مستحق کیوں ٹھہرا۔اور اگر وہ منافع ہے تو منافع صرف اسی کو کیوں دیا جا رہا ہے جب کہ اس کی رقم بھی کم ہے،دوسرے منافع سے محروم ہیں۔بہر صورت ترجیح بلا مرجح لازم آرہی ہے۔ان دونوں صورتوں میں امدادی اسکیم نہ رہی بلکہ قرض یا مضاربت کی شکل بن سکتی ہے،تو پھر اس کے اصول و قواعد جاری کیے جائیں،بہر حال اس اسکیم سے سب سے زیادہ فائدہ فرد واحد کو پہنچ رہا ہے،اور دوسروں کے حقوق پامال ہو رہے ہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲۳۔۵۔۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

جائز کمائی کے لئے کوشش کرنا فرض ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مصطفویہ ومفتیان شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اس مسئلہ میں کہ: زید جو کہ شادی شدہ ہے اور ایک گھرانے کا کفیل بھی ہے۔عرصہ دس ماہ سے ایک پاکستانی مسلمان کی اشیائے خوردنی کی کمپنی میں مبلغ تین ہزار پانچ سو روپے ماہوار پر بطور (ٹیکس آفیسر) ملازمت کرتا ہے۔مذکورہ کمپنی میں اس کے کام کی تفصیل درج ہے۔

ا۔ متعلقہ کمپنی کے لئے انکم ٹیکس گوشوارے (آمدن ٹیکس گوشوارے) تیار کرنا یعنی کمپنی کی سالانہ آمدن/ نقصان کا باقاعدہ طور پر حکومت کے محکمہ انکم ٹیکس کے منظور شدہ فارم پر اندارج کر کے محکمہ انکم ٹیکس کو پیش کرنا تا کہ محکمہ کمپنی پر سالانہ آمدنی ٹیکس عائد کر سکے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مزید تفصیلات گوش گزار کرنے سے قبل ایک بات کی وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ کل پاکستان میں کوئی ایسی کمپنی/ ادارہ نہیں (تمام بینک، محکمہ ٹیلی فون وٹیلی گراف، واپڈا، ایل۔اے۔ڈی وغیرہ) جو حکومت پاکستان کے نافذ کردہ انکم ٹیکس قوانین کی پابندی کرتا ہو، اکثر ملازمین طبقہ چاہے ان کا تعلق حکومت سے ہو یا پرائیوٹ۔ وہ اس قانونی ضابطگی سے مستثنیٰ ہیں۔

۲۔ متعلقہ کمپنی کے اعلیٰ عہدیداران/ مالکان اپنے ملازمین سے حتی الامکان توقع کرتے ہیں اور حکماً بھی کہتے ہیں کہ جس قدر ہو سکے، کم سے کم ٹیکس کی ادائیگی ہو، اور وہ یہ بھی تقاضہ کرتے ہیں کہ بہر حال ان کا مقصد حاصل ہونا چاہیے، چاہے ٹیکس سے متعلق کسی حکومتی قانون کی پابندی ہو یا نہ ہو۔ اس لئے متعلقہ کمپنی کم از کم ٹیکس لگوانے کے سلسلہ میں زید کی معاونت حاصل کرتی ہیں اور زید کو بھی کرنا پڑتی ہے۔

۳۔ متعلقہ کمپنی کی آمدن یا نقصان کے گوشوارے داخل کرتے وقت آمدنی کو کم ظاہر کرنے، اور نقصان سے بچانے کے لئے جائز و ناجائز طریقے سے بتانا (زید کے ذمہ ہے)

۴۔ حکومت کی طرف سے جب انکم ٹیکس آفیسر بلائے یا تاریخ دے تو زید کو اپنے داخل کردہ گوشواروں کو درست ثابت کرنے کے لئے ہر جائز و ناجائز طریقے سے کوشش کرنا۔

۵۔ اپنے مالکان کے فائدہ کے لئے اگر رشوت دینا پڑے اور مالکان اس لین دین پر راضی ہوں تو کبھی کبھار رشوت دینا۔

۶۔ دوران ملازمت مندرجہ بالا تمام کام زید بہ امر مجبوری کرتا ہے کیوں کہ ٹیکس والوں کو اگر سچ سچ بتا دیا جائے تو پھر وہ اپنی مرضی سے مطابق ٹیکس عائد کرتے ہیں اور سچ بولنے کی ذرہ بھر بھی قدر نہیں کرتے مثال کے طور اگر زید ۲۰،۰۰۰ روپے سالانہ کماتا ہے اور ٹیکس والوں کو کہتا ہے کہ میں نے مبلغ ۲۰،۰۰۰ روپے سالانہ کمائے ہیں تو اکثر بیشتر ایسا ہوتا ہے کہ وہ (ٹیکس والے) زید کے بیان پر اعتماد نہیں کرتے بے شک وہ سچ ہی بول رہا ہو۔ بالآخر وہ اپنی مرضی کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں اور افسوس صد افسوس بعض اوقات تو کمپنی کی حقیقی آمدنی سے پانچ چھ گنا زائد ٹیکس لگاتے ہیں۔ بعض اوقات ٹیکس تھوڑا کروانے پر رشوت مانگتے ہیں اور تھوڑا بھی کر دیتے ہیں اور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ رشوت بھی لیتے ہیں اور کام بھی نہیں کرتے مگر ایسے واقعات بہت کم پیش آتے ہیں۔

۷۔ جناب عالی! ایک ضروری بات یہ ہے کہ اگر ٹیکس والے رشوت لے کر کام کرتے ہیں تو وہ بھی انکم ٹیکس قانون کے مطابق کرتے ہیں۔ مثلاً زید کے مالکان کی طرف سے بعض اوقات قانون کی خلاف ورزیاں لاعلمی، سستی یا مصروفیت کی وجہ سے تاخیر ہو جاتی ہے۔ اس سلسلہ میں ٹیکس والے رشوت لے کر یا تو قانونی خلاف ورزیوں پر پردہ ڈال کر ٹیکس کم کر دیتے ہیں یا جرمانہ نہیں لگاتے۔ کمپنی کے مفادات میں یہ رشوت کو طے کرنے اور ادا کرنے کے دھندے بھی اکثر اوقات بہ امر مجبوری زید کو ہی سرانجام دینا پڑتے ہیں۔

اے اہل علم! ان تمام صورتوں کی موجودگی میں اگر زید اس کمپنی کو چھوڑ کر کہیں اور جگہ نوکری کرتا ہے تو اسے ۹۰ فی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صد، یقین ہے کہ اسے دوسری جگہ پر اس سے کہیں زیادہ برے کاموں میں ملوث ہونا پڑے گا یعنی اب جو جائز و ناجائز کاموں میں مشورہ لیا جاتا ہے پھر وہ کام خود کرنا پڑے گا اور اس کے بعد بلاواسطہ رشوت وغیرہ دینے میں بھی ملوث ہونا پڑے گا۔

اے اہل علم! زید کے متعلق ایک انتہائی ضروری بات عرض خدمت ہے کہ زید نے انکم ٹیکس قانون کی تعلیم عرصہ پانچ سال میں حاصل کی ہے لیکن دوران تعلیم موجودہ مشکلات ضمن میں ہرگز نہ تھیں اور ایک بات حقیقت پر مبنی یہ بھی ہے کہ اس وقت دینی احکام کی سوجھ بوجھ اس قدر نہ تھی۔

اے اہل علم وفضل! زید کی مذکورہ ملازمتی صورت حال کے پیش نظر عاجزانہ وعرض ہے کہ شریعت مطہرہ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی رو سے جلد از جلد مفصلاً ومطمئنانہ مخلصانہ، ہمدردانہ، اور رحیمانہ حکم فرمائیں کہ آیا! زید مذکورہ صورت حال میں نوکری جاری رکھ سکتا ہے یا نہیں؟ جزاکم اللہ فی الدارین۔ المستفتی محمد طفیل، مصری شاہ، کرم پارک، لاہور

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: صورت مسؤلہ عنہا میں زید پر فرض ہے کہ وہ دوسری جگہ ایسی ملازمت تلاش کرتا رہے جہاں حلال وحرام کا امتیاز رہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا'' حلال کمائی کی تلاش بھی فرائض کے بعد ایک فریضہ ہے۔'' (بیہقی شریف) اتنا کمانا فرض ہے جو اپنے لئے اور اہل وعیال کے لئے اور جن کا نفقہ اس کے ذمہ واجب ہے ان کے نفقہ کے لئے اور ادائے دین کے لئے کفایت کر سکے۔ (عالمگیری) قدر کفایت سے زائد اگر اس لئے کماتا ہے کہ مال ودولت زیادہ ہونے سے میری عزت ووقار میں اضافہ ہوگا اور فخر وتکبر مقصود نہ ہو تو یہ جائز ہے اور اگر محض مال کی کثرت یا تفاخر مقصود ہو تو منع ہے۔ (عالمگیری) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ (البقرہ:172) (اے ایمان والو جو کچھ ہم نے تمہیں دیا ان میں پاک چیزوں سے کھاؤ) حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ آدمی پرواہ بھی نہیں کرے گا کہ اس چیز کو کہاں سے حاصل کیا ہے، حلال ہے یا حرام ہے (بخاری شریف) زید اگر اس ملازمت میں ناجائز امور پر مجبور ہے تو اسے چاہئے کہ جلد از جلد ایسی ملازمت تلاش کرے جہاں جائز کمائی اس کے حصہ میں آسکے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (المائدہ:2) برائی کے کاموں اور گناہ کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون نہ کرو۔ واللہ تعالیٰ اعلم احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۲/۱۰/۱۹۸۰ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

اقرار سے شی لازم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک شخص نے مکان کی فروخت کا تحریری اقرار نامہ کیا۔ بعدہ وہ قرآن پاک اٹھا کر اس اقرار نامہ سے منحرف ہو گیا۔ تحریری اقرار نامہ ہمرشتہ ہے عدالت میں فتویٰ پیش کرنا ہے۔ منحرف کے لئے کیا حکم ہے؟ محمد یعقوب ولد احمد بخش، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: اقرار کرنے والے نے جس شی کا اقرار کیا، وہ اس پر لازم ہو جاتی ہے۔ قرآن و

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حدیث واجماع، سب سے ثابت ہے کہ جس نے اقرار کیا وہ حق مقر کے ذمہ ثابت ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **وَلَا یَبْخَسْ مِنْهُ شَیْئًا** (البقرہ:282) حق میں سے کچھ کم نہ کرے۔ لہٰذا صورت مسئول عنہا میں جب خرید و فروخت کے تمام شرائط پائے جائیں تو یہ بیع نافذ ہے انکار کرنے والا گنہگار رہا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید　۳/۱۰/۱۹۸۰ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

انعامی بانڈز کی رقم جائز ہے اور اس سے تعمیر مسجد بھی جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص کا بونڈ ۵۰۰۰۰ روپے کا کھلا۔ اس نے اس بونڈ والے پیسے میں سے کچھ سیمنٹ خرید کر ایک مسجد شریف جو کہ زیر تعمیر تھی اس کے لئے دی ہے۔ اب دوسرا اس کا پروگرام ہے ان پیسوں میں سے مسجد کے لئے قالین لینے کا۔ کیا اس قالین پر نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟ یا پھر یہ رقم کا کچھ حصہ مسجد پر لگانا جائز ہے یا کہ نہیں؟ برائے مہربانی قرآن وسنت کی روشنی میں اس کا جواب عنایت فرمائیں۔

السائل محمد عبدالشکور، لطیف آباد یونٹ ۱۱، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں بونڈ کی رقم جائز ہے کہ یہ بطور انعام کے ہے اور جب کہ یہ رقم جائز ہے تو اس رقم سے تعمیر مسجد کرنا، جائز ہے اور مسجد کی ضروریات کو اس سے پورا کیا جا سکتا ہے ہمارے علماء اہلسنت کا اسی پر فتویٰ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۹ ربیع الاول شریف ۱۴۰۵ھ

جس مدعی کے پاس گواہ ہوں تو مدعا علیہ سے قسم نہ لی جائے گی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسمّی بدرالدین نے مکان 239 واقع دولت آباد عامل کالونی حیدرآباد کی فروختگی کا از روئے تحریر وحلف اقرار کیا اور کل قیمت پیشگی مبلغ چالیس ہزار روپیہ نقد وصول پالیا اور رجسٹری بیع نامہ کرانے کے لئے بلدیہ حیدرآباد سے مکمل کاغذات حاصل کرنے کے بعد کا وعدہ کیا۔ فروختگی کا یہ سارا معاملہ گواہوں کے سامنے ہوا۔ اب شخص مذکور تقریباً ایک سال آٹھ ماہ بعد رجسٹری بیع نامہ کرانے سے منکر ہو گیا ہے۔ اب رقم مبلغ چالیس ہزار روپیہ شخص مذکورہ کے پاس رہی، اور اس نے، اس رقم سے فائدہ حاصل کیا اب شخص مذکورہ کے بارہ میں شرع فتویٰ کیا ہے۔ جب کہ شخص مذکورہ نے دروغ حلفی بھی کی ہے۔　محمد یعقوب ولد احمد بخش، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب ھوالموفق للصواب:** بصورت مذکورہ در سوال، دراصل دعویٰ ہے کہ بائع ومشتری میں سے، بائع انکار کرتا ہے اور اپنے انکار کو جھوٹی قسم سے ثابت کرنا چاہتا ہے لیکن اس صورت میں اس کی قسم کا اعتبار نہ کیا جائے گا کہ وہ (مدعی علیہ) ہے اور (مدعی علیہ) پر قسم اس وقت ہوتی ہے کہ (مدعی) گواہوں کے ذریعہ دعویٰ ثابت نہ کر سکے، گواہ سے ثابت ہونے کے بعد قسم نہیں دی جاتی۔ (بحرالرائق، بہار شریعت) یہاں (مدعی) مشتری (یعنی خریدنے والے کی ذات) ہے اور مدعی کے پاس

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

5A

اپنے دعوٰی خرید پر گواہ موجود ہیں اور شرعی مسئلہ ہے کہ البینة علی المدعی والیمین علی من انکر۔ (کتب فقہ) لہٰذا یہاں مدعی کے گواہ ہونے کی صورت میں (مدعی) یعنی فروخت کرنے والے کی قسم جھوٹی قرار دی جائے گی۔ (عامۂ کتب) اور فروخت کی ہوئی چیز ارباب انتظام مشتری کو دلائیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید

۷۸۶ الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

حکام کو ہدیہ، رشوت ہے

سوال: میں ایک جگہ ملازم ہوں اور جہاں میں کام کرتا ہوں۔ اس ادارے کی کچھ ایسی جائیداد بھی ہے جو عوام الناس کو کرائے پر دی ہوئی ہے۔ یہ دوکانیں پگڑی پر دی ہوئی ہیں اکثر لوگ وہ دوکانیں زیادہ معاوضہ دے کر (مثلاً کسی کو پانچ ہزار کی پگڑی پر ادارے نے دوکان دے رکھی ہے اور وہ اسے آٹھ دس ہزار لے کر) دوسرے کو دے دیتا ہے۔ پھر وہ لوگ دوکان کے کاغذ پر نام تبدیل کرانے کے لئے ہمارے پاس آتے ہیں۔ اس سلسلے میں تمام قانونی کاروائی کرنا ہماری ذمہ داری ہے مگر جب ہم تمام کاغذات وغیرہ نئی پارٹی کے نام منتقل کرتے ہیں تو وہ اپنی خوشی سے کچھ رقم ہمیں بھی دے دیتے ہیں اور ہمارے انکار پر وہ اصرار کرتے ہیں کہ لے لئے جائیں کیوں کہ وہ لوگ خوشی سے دے رہے ہیں (ہمیں نہیں معلوم کہ وہ پیسہ انھوں نے جائز راستے سے کمایا ہے یا ناجائز راستے سے۔) پوچھنا یہ ہے کہ ہمارے لئے وہ رقم جائز ہے یا ناجائز؟ جب کہ وہ اگر پیسے نہ دیں تب بھی وہ کام ہمیں ہی کرنا ہے۔ امید ہے کہ قرآن اور احادیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں گے۔

فقط: ایک بندۂ خدا

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: صحیح بخاری میں ہے حضرت عمر بن عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کے زمانہ میں ہدیہ، ہدیہ تھا، اس زمانہ میں رشوت ہے یعنی حکام کو جو ہدیہ دیا جاتا ہے وہ رشوت ہے، بظاہر تو یہ رشوت ہے اس سے پرہیز بہت ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۹۸۰-۱۰-۳ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

مروجہ ''پگڑی'' ظلم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بیچ میں کہ: آج کل دوکان و مکان کرایہ پر دیئے جاتے ہیں۔ ان میں بعض پگڑی سسٹم پر بھی دیئے جاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ جو مکان یا دوکان پگڑی پر دیا جاتا ہے۔ اس کا کرایہ معمولی ہوتا ہے۔ نیز کرایہ دار کو یہ سہولت بھی حاصل ہوتی ہے کہ وہ یہ دوکان دوسرے کرایہ دار کو منتقل کر سکتا ہے، جس پر دوکان کے مالک کو کوئی اعتراض نہیں ہوتا۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ نئے کرایہ دار سے تھوڑا کرایہ بڑھا کر لے اور ایسی صورت میں پہلا کرایہ دار دوسرے کرایہ دار سے پگڑی لیتا ہے۔

مثلاً زید نے ایک دوکان کرایہ پر لی جس کے اس نے دوکان کے مالک کو نقد روپے مثلاً دس ہزار روپے بطور پگڑی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

5B

کے دیئے۔ جو کہ نا قابل واپسی ہوتے ہیں۔ اب زید نے کچھ عرصے بعد یہ دوکان بکر کو مبلغ ۲۰۰۰۰ روپے پگڑی پر دے دی۔ اس طرح اب زید کا دخل دوکان پر سے ختم ہوگیا اور بکر اور مالک دوکان کا تعلق ہوگیا۔ اسی طرح بکر بھی چاہے تو یہ دوکان دوسرے کرایہ دار کو پگڑی لے کر منتقل کر سکتا ہے۔

تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ مندرجہ بالا مروجہ پگڑی کا لین دین شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

فقط عبدالعزیز میمن، نزد نیو کلاتھ مارکیٹ، پنجرہ پول، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** مکان یا دوکان وغیرہ کے مالکان نے، اپنی ہوس زر کی تسکین کے لئے اور اپنی آمدنی میں بے تحاشا، اضافہ کی خاطر، یہ پگڑی کی رسم ایجاد کی ہے۔ جہاں تک فقیر کی معلومات کا تعلق ہے اس کی روشنی میں فقیر یہی کہہ سکتا ہے کہ (یہ پگڑی) ضرورت مندوں پر ایک ظلم ہے اور یہ ضرورت، اگر واقعی ضرورت شدیدہ ہو تو اس کا دینا جائز ہو سکتا ہے کہ الضرورات تبیح المحظورات لیکن خود اسے پگڑی وصول کرنا، ایسا ہی ناجائز ہوگا جیسے مالک کو اور جب یہ ظلم ہے تو ظاہر ہے کہ اس کا بلا ضرورت شرعیہ دینا، یا کسی طرح لینا، جائز نہیں بلکہ ایک قسم کی رشوت ہے اور **لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ** (البقرۃ:188) میں داخل۔ مسلمانوں کو حکم ہے کہ وہ ناجائز و باطل طریقوں سے آپس میں ایک دوسرے کا مال نہ کھائیں۔ اس میں رشوت غصب ظلم، غرض ہر وہ صورت داخل ہے جس میں دوسرے کا مال غیر شرعی طریقوں سے حاصل کیا جائے اور یہ (پگڑی) کو بھی شامل۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ شعبان المعظم ۱۴۰۰ھ

نیلام میں ملنے والی رقم کا مسئلہ

سوال: محترم جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: جناب والا عرض ہے کہ درج ذیل سوالات کا از روئے شرع فتویٰ صادر فرما کر ممنون فرمائیں۔

۱۔ ایک مسجد میں چند دوکانوں کی تعمیر کے لئے جگہ خالی ہے۔ دوکانیں حاصل کرنے والے خواہشمند افراد زیادہ ہیں۔ ان دوکانوں کی بولی (جیسے کہ نیلام کرتے ہیں) زیادہ سے زیادہ کرایہ دینے اور دوکانیں اپنے خرچے سے تعمیر کرنے والے کو دی جائے گی یہ عطیہ کی رقم دوکانوں کے ساتھ مشروط اور ناقابل واپسی ہے کیا یہ شرط عطیہ جائز ہے یا ناجائز؟ اگر یہ رقم ناجائز ہے تو کیا یہ رقم مسجد کی تعمیر پر خرچ کی جاسکتی ہے؟ جب کہ یہ بھی معلوم ہے کہ رقم ناجائز ہے اور وہ مسجد کی تعمیر میں خرچ کردی جائے تو ایسی مسجد میں نماز جائز ہے یا نہیں؟

۲۔ اپنے کسی جائز یا ناجائز کام کرانے اور اپنا مخصوص مفاد حاصل کرنے کے لئے رشوت دی جاتی ہے۔ اسی طرح دوکانیں حاصل کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ رقم بولی لگا کر دینا اور اپنا مفاد حاصل کرنا شرع میں کیا حیثیت رکھتا ہے؟ اس رقم کا شمار

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عطیہ، یا پگڑی، یا رشوت کس میں ہوگا؟ براہ کرم از روئے شریعت فتویٰ صادر فرما کر حقائق سے آگاہ فرمائیے۔ شکریہ۔

فقط نیاز احمد، لطیف آباد نمبر ۱۱، ایوب کالونی

۷۸۶ **الجواب:** نیلام میں کامیاب بولی دینے والے سے جو رقم پیشگی وصول کی جارہی ہے۔ اگر وہ اس دوکان کے کرایہ ہیں وضع ہوتی رہے گی تا آنکہ پوری وضع ہوجائے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور یہ رقم مسجد میں یا اس سے متعلق ... میں صرف ہوسکتی ہے اور نا قابل واپسی سے مراد اگر یہ ہے کہ یہ کسی شمار میں نہ آئے گی بلکہ بطور پگڑی وصول کی جائے گی تو یہ البتہ ناجائز ہے اور ناجائز آمدنی مسجد میں صرف نہیں ہوسکتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ نہ یہ پگڑی ہے نہ رشوت بشرطیکہ صورت اولیٰ کے مطابق ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ

کسی بھی انجمن کے سرپرست اعلیٰ کا غیر شرعی فیصلہ قابل مواخذہ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: کسی مذہبی انجمن میں سرپرست اعلیٰ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اور اس کی ذمہ داری کیا ہونا چاہئے؟ کیا یہ قانون صحیح ہے کہ سرپرست اعلیٰ کے فیصلے کو کسی بھی عدالت میں چیلنج نہیں کیا جاسکتا؟ مذہبی انجمن اگر کسی کام کے لئے رشوت لے یا دے تو ایسی انجمن کی شرعی حیثیت کیا ہے اور ایسی انجمن کا کارکن بننا چاہئے یا نہیں؟

فقط والسلام محمد علی قادری، ٹھٹیر اگلی شاہی بازار، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ عنہا میں تمام مسلمان اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کے پابند ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ** (النساء:59) کہ اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول اللہ ﷺ کی۔ لہٰذا کوئی مسلمان خواہ وہ کسی انجمن کا صدر یا سرپرست ہو یا کسی قوم کا سربراہ وہ شرعی احکام سے بالا نہیں ہے۔ صدر یا سرپرست کا وہی حکم صحیح اور درست تسلیم کیا جائے گا جو احکام شرع کے مطابق ہو۔ ناجائز اور غلط فیصلہ کو شرعی احکام کی روشنی میں چیلنج کرنا جائز ہے۔ سیّد عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا **کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ** کہ تم میں سے ہر شخص حاکم ہے اور ہر شخص سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ رشوت کا لینا اور رشوت کا دینا دونوں حرام ہیں۔ ارشاد گرامی ہے سیّد عالم ﷺ کا کہ **الراشی و المرتشی کلا ھما فی النار**۔ ایسی انجمن کی شرعی کوئی حیثیت نہ ہوگی ہاں اگر وہ آئندہ کے لئے توبہ کریں اور نیک بن جائیں تو قابل اعتبار ہوگی اور پھر اس کا ممبر بننا صحیح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ

بوریاں جلد بھجوانے کے لئے چائے پلانا رشوت ہے

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

جناب عالی! میرے دفتر میں ایک ٹرانسپوٹر صاحب اپنی گاڑی کے ذریعے سیمنٹ کی بوریاں جلد بھجوانے کے لئے پرا پرٹی بیس

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پر، عرصہ پندرہ سال سے محکمہ کے عملہ کو صبح کی چائے پلاتے ہیں۔ مزید دفتری اوقات میں ایک چپڑاسی کی طرح خدمات انجام دیتے ہیں۔ شرعاً ان کی چائے پینا اور ان سے کام لینا چاہئے یا نہیں؟ فقط سید منیر حیدر، خواجہ چوک، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: آپ کا خود، بیان ہے کہ وہ صاحب پرائیوٹ بیس پر محکمہ کے عملے کو صبح کی چائے پلاتے ہیں تا کہ سیمنٹ کی بوریاں جلد بھجوائیں ۔اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ اگر وہ محکمہ کو چائے نہ پلائیں تو محکمہ کے کارندے اتنی جلدی اس کا مال نہ بھجوائیں گے جیسا کہ اب بھیج دیا جاتا ہے تو اگر اس میں کسی کی حق تلفی نہیں ہوتی اور کسی کا مال خواہ مخواہ پیچھے نہیں دھکیل دیا جاتا بلکہ فرض کر لیجئے کہ مال کی روانگی کا ۸ بجے وقت مقرر ہے اور وہ صاحب اس وقت مقررہ سے پہلے مال روانہ کرنا چاہتے ہیں اور اس بناء پر چائے پانی سے تواضع کر دیتے ہیں اور اس میں کسی اور کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا ہے اور نہ ان کے کام میں تاخیر ہوتی ہے تو بھی سلامتی کا راستہ یہی ہے کہ وہ چائے وغیرہ نہ پی جائے بلکہ باری باری سے اس کے وقت مقرر پر مال روانہ کیا جائے اور اگر کسی کی حق تلفی ہوتی ہے تو ظاہر ہے کہ رشوت ہے اور دوسروں کے حقوق کو منع کرنا، اس صورت میں یہ چائے اور اس کے پینے پر انہیں مقدم دوسروں کو موخر کرنا جائز نہ ہوگا یہی حال ان کی اس خدمت خلق کا ہے جس کو وہ انجام دیتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ

سود کا کاروبار ہر طرح سے باعث لعنت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء حق اس مسئلے میں کہ: ایک شخص کسی محکمے میں چودہ سو روپے ماہوار تنخواہ پر ملازم ہے اور نہایت عزت سے بسر کر رہا ہے۔ اسے ایک بینک میں سولہ سو روپے ماہوار تنخواہ پر افسری مل رہی ہے۔ تو کیا اس شخص کے لئے یہ بینک کی نوکری جائز ہے یا ناجائز؟ فقط رشید احمد راجپوت

۷۸۶ الجواب ھوالموفق للصواب: صحیح مسلم شریف میں ہے کہ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ''رسول اکرم ﷺ نے سود لینے والے، اور سود دینے والے، اور سود کا کاغذ لکھنے والے اور اس کے گواہوں پر لعنت فرمائی ہے اور یہ فرمایا کہ وہ سب برابر ہیں۔'' تو اگر بینک کی نوکری میں آپ کا واسطہ ان میں سے کسی شعبے سے نہ پڑا تو آپ کو اختیار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۹۸۳.۳.۱ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ

تعمیر مسجد، حرام مال سے کرنا، حرام ہے

سوال: محترم جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

جناب عالی! بعد آداب کے عرض ہے کہ: ایک شخص مسمی حاجی دلاری خواجہ سرایا ہیجڑا جو کافی جائیداد چھوڑ کر ایک ہفتہ ہوا فوت ہو گیا ہے۔ اس نے مرتے وقت ایک بڑا مکان اور دو دکان اسٹامپ پر وصیت کی ہے کہ یہ میری جائیداد مسجد غوثیہ و مدرسہ کے لئے ہے جو کہ محلہ دادن میں ہے غوثیہ مسجد و مدرسہ کے نام کرتا ہوں۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لہٰذا جناب سے عرض ہے کہ اس کے متعلق شرع محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کے بارے میں لکھیں آیا! کہ یہ جائیداد جائز ہے یا ناجائز؟ فقط عبدالمعبود خان، جنرل سیکریٹری مسجد غوثیہ، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** مسجد میں مال حلال خرچ کرنا چاہئے اور تعمیر مسجد مال حلال وطیب سے کرنی چاہیے حرام مال سے تعمیر مسجد کرنا حرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے ولا یقبل اللہ الا الطیب (الحدیث) شامی میں ہے قال تاج الشریعه امالوانفق فی ذلك مالا خبیثاً اومالا سببه الخبیث و الطیب فیکره لان اللہ تعالیٰ لا یقبل لا الطیب فیکوه تلویث بیته بما لا یقبله الخ۔ جو مال یقیناً خالص حرام ہو اس کا لینا کسی کو جائز نہیں اور مسجدوں اور مدارس کے چندوں کا بھی یہی حکم ہے کہ اسے حلال مال سے وصول کریں۔ لہٰذا مذکورہ ہیجڑے کا وہ مکان اور دوکان جو کہ اس نے ناجائز روپیہ سے حاصل کیا تھا مسجد میں دینا جائز نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ محرم الحرام ۱۴۰۰ھ

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب الکفالۃ (کفیل ہونے کا بیان)

مہر کا مطالبہ ضامن اور شوہر دونوں سے کرنا جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میں ظہور احمد ولد اللہ بخش سکنہ پلاٹ ۱۰۸، ۱۰۹ الیاس آباد عثمان آباد حیدر آباد سندھ کا ہوں۔ چونکہ میرے فرزند مسمی محمد عارف کی شادی مسماۃ شفیقہ بانو بنت محمد ابراہیم صدیقی سکنہ پلاٹ ۱۰۸ الیاس آباد عثمان آباد، حیدر آباد کے ساتھ بتاریخ ۲۲ اگست ۱۹۸۰ء بروز جمعۃ المبارک ہو رہی ہے لہٰذا مندرجہ ذیل شرائط پر کاربند رہنے کا اقرار کرتا ہوں۔

۱۔ یہ کہ میرا مکان مذکورہ نمبر ۱۰۹ جس کا میں تاہنوز واحد مالک اور قابض ہوں اور جو ۱۴×۱۹ کا ہے۔ اس مکان کا تیسرا حصہ اپنی ہونے والی بہو مسماۃ شفیقہ بانو مذکورہ کو بیٹے کی طرف سے مہر دے رہا ہوں جس سے میرا یا میری اولاد یا کسی بھی عزیز رشتہ دار کا کسی قسم کا کوئی واسطہ نہ ہوگا۔

۲۔ یہ کہ جو زیورات بوقت نکاح وزیور چڑھاوا مسماۃ شفیقہ بانو مذکور کو دیئے جا رہے ہیں اس کی بھی مسماۃ مذکورہ ہی مالک ہوگی۔

لہٰذا یہ اقرار نامہ میں نے محمد عارف کے والد ہونے کی حیثیت سے برضا ورغبت بغیر جبر واکراہ بموجودگی گواہان حاشیہ بدرستی حواس خمسہ تحریر کرا دیا اور پڑھ کر سن کر اور سمجھ کر ذیل میں دستخط کر دیئے کہ سند رہے اور بوقت ضرورت کام آوے۔

فتویٰ پہلی شرط پر لینا ہے کیوں کہ مسمی ظہور احمد صاحب جو کہ محمد عارف کے والد ہیں، نے ایک اقرار نامہ کے ذریعہ یہ تحریر دی تھی اور اب وہ مسماۃ شفیقہ بانو کے لئے اپنے تحریر کردہ اقرار نامہ سے منحرف ہو رہے ہیں۔

اب آپ بتائیں کہ شرعی حیثیت سے شفیقہ بانو کو مکان کے بارے میں کیا حق ہے۔ فقط محمد نیاز، ۱۹۸۴ء۔ ۲۴-۷

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسؤلہ میں جب کہ شوہر محمد عارف کے والد مسمی ظہور احمد نے مسماۃ شفیقہ کو اس کے مہر میں مذکورہ مکان تحریر اد دینے کا اقرار کیا اور وہ تحریر کے بموجب ضامن ہوا تو اس پر عمل کرنا ولی شوہر، پر لازم ہوا کہ شوہر کا ولی، مہر کا ضامن ہوسکتا ہے ہاں اس میں یہ شرط ہے کہ اس عورت یا اس کے ولی نے اسی مجلس میں قبول کر لیا ہو ورنہ کفالت صحیح نہ ہوگی اور عورت بالغہ ہو تو ضامن یا شوہر جس سے چاہے مطالبہ کرے۔ (عالمگیری۔ درمختار۔) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ شوال المکرم ۱۴۰۴ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امانت رکھوانے کے بعد، لینے نہ آیا، تو امین حفاظت کب تک کرے۔ یا صدقہ کب کرے؟

سوال: جناب مفتی صاحب، السلام علیکم، کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

ایک شخص روڈ پر سے بکرا لے جا رہا تھا کہ میں نے اس شخص سے اس کے بکرے کا سودا مبلغ تین سو روپے میں کر لیا اور اس کو کہا کہ میں آپ کو نہیں جانتا ہوں اس لئے مجھے کسی کی ضمانت دو۔ اس آدمی کو تقریباً ایک ماہ کا عرصہ گزر گیا ہے آج تک وہ واپس لوٹ کر نہیں آیا۔ بکرا میرے پاس موجود ہے میں نے اس سلسلے میں ایس. پی حیدرآباد اور میسر حیدرآباد کو بھی درخواستیں دی ہیں لیکن کوئی جواب نہیں ملا اور نہ ہی وہ شخص واپس لوٹ کر آیا ہے۔ آپ مجھے قرآن وسنت کی روشنی میں فتویٰ دیں کہ مجھے بکرے کا کیا کرنا چاہئے؟ فقط۔ حنیف چوہان، میونسپل کونسلر حلقہ نمبر ۲۴، حیدرآباد میونسپل کارپوریشن

۷۸۶ الجواب ھوالموفق للصواب صورت مسئولہ عنہا میں بائع، جو بکرا گاہک کے پاس رکھوا گیا وہ ودیعت (امانت) کی ایک شکل ہے، جس کا حکم یہ ہے کہ وہ چیز مودع کے پاس امانت ہوتی ہے اس کی حفاظت مودع پر واجب ہے اور مالک کے طلب کرنے پر دینا واجب ہو جاتا ہے۔ ودیعت ہلاک ہو جائے تو اس کا ضامن واجب نہیں۔ (بہار شریعت بحوالۂ بحر لرائق) قال اللہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا (النساء: 58)۔ بہتر ہے کہ اس کی تشہیر کریں بازاروں اور شارع عام اور ایسے مواضع پر جہاں لوگ عموماً گمشدہ چیز کی اطلاع دیتے ہوں اتنے زمانہ تک اعلان کریں کہ ظن غالب ہو جائے کہ اگر چوری کا ہے تو اب مالک تلاش نہیں کرتا ہوگا، یہ مدت پوری ہونے کے بعد اختیار ہے کہ چاہے تو حفاظت کرتا رہے یا کسی مسکین پہ تصدق کر دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم فقیر محمد عبد الحفیظ قادری ۹۸۴/ک/۹ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

https://t.me/tehqiqat

بیمہ کرانا شرعاً کیسا ہے؟

سوال: عزت مآب عالی جناب مولانا مفتی احمد میاں برکاتی صاحب، دار العلوم احسن البرکات، حیدرآباد سندھ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، گزارش یہ ہے کہ زندگی کا بیمہ کرانے کے سلسلہ میں آپ سے درخواست ہے کہ کیا قرآن وسنت کی روشنی میں بیمہ کرانا جائز ہے یا نا جائز ہے۔ مثلاً جب کہ بیمہ ۲۰۰۰۰ روپیہ کا کرایا جائے اور سالانہ ایک ہزار روپیہ کی صرف ایک ہی قسط بیمہ کمپنی کو ادا کی جائے اور اسی دوران بیمہ کرانے والے کی موت واقع ہو جائے تو بیمہ کمپنی اپنی شرائط کے مطابق مرنے والے کے ورثا کو مبلغ ۲۰۰۰۰ روپیہ بیمہ کی پوری رقم ادا کرے گی۔

کیا مرنے والے کے ورثا کو شریعت کی روشنی میں یہ رقم لینا جائز ہے؟ کیا مرنے والے پر اس بیمہ کے سلسلہ میں خدا کے یہاں کوئی پکڑ تو نہیں؟ کیا بیمہ کرانا حدیث شریف کے مطابق جائز ہے؟ اس سلسلہ میں آپ کی خدمت شریف میں مودبانہ گزارش ہے کہ شریعت کی رو سے جواب صادر فرمائیں۔ آپ کی عین نوازش ہوگی۔

فقط والسلام ملک عبد الشکور، یونٹ نمبر ۱۱، حیدرآباد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الجواب ھوالموفق للصواب: جب کہ یہ بیمہ صرف (غیر مسلم) گورنمنٹ کرتی ہو اور اس میں اپنے نقصان کی کوئی صورت نہیں تو اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ اس کے سبب اس کے ذمہ کسی خلاف شرع احتیاط کی پابندی نہ عائد ہوتی ہو جیسے حج کی ممانعت وغیرہ (احکام شریعت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہاں اگر یہ بیمہ کوئی پرائیویٹ کمپنی کرتی ہو جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے تو یہ غالباً صرف نفع میں شریک کرتی ہے، نقصان میں نہیں، لہٰذا اس سے ملنے والی رقم سود ہوگی، جو حرام ہے۔ اسی طرح اگر مسلم گورنمنٹ، بیمہ کرے تو بھی حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۸۶/۷

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۸۔۷۔۱۹۸۴ء

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸۶/۷

کرایہ دار، اگر دوسرا کرایہ دار رکھے تو معاہدہ کے تحت دیکھا جائے۔ جو طے ہوا ہو اس پر عمل کریں

سوال: بخدمت جناب مولانا مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

جناب عالی! خدمت عالی میں گزارش ہے کہ شرعی رو سے اس مسئلہ کا حل معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ: زید نے ایک اسٹور مالک مکان سے کرایہ پر لیا ہوا تھا۔ دوران کرایہ اس نے تقریباً تین سال تک دوسروں کو بھی کرایہ پر دے دیا اور خود بھی اسی اسٹور میں اپنا کاروبار کرتا رہا۔ اب مزید دوسری مرتبہ اس نے پگڑی لے کر دوسرے شخص کو دے دیا اور اسٹور کا قبضہ اصل مالک کو نہیں دیا۔ اس لئے خدمت عالی میں گزارش ہے کہ اسلامی نقطۂ نظر سے اس کا صحیح جواب عنایت فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

فقط السائل محمد اکبر صدیقی، نیو کلاتھ مارکیٹ، حیدرآباد

الجواب ھوالموفق للصواب: دوکان یا مکان کو کرایہ پر لیا اس میں خود بھی رہ سکتا ہے دوسرے کو بھی رکھ سکتا ہے۔ مفت بھی دوسرے کو رکھ سکتا ہے کرایہ پر بھی۔ (درمختار) کرایہ دار نے دوکان کو کرایہ پر دے دیا اگر اتنے ہی کرایہ پر دیا جتنے میں خود لیا تھا یا کم پر جب تو خیر، اور زائد پر دیا ہے تو جو کچھ زیادہ ہے اسے صدقہ کردے۔ (درمختار) مالک اور کرایہ دار میں اختلاف ہوا کہ ان چیزوں کا کرنا اجارہ میں مشروط تھا یا نہیں اس میں مالک کا قول معتبر ہے، لہٰذا صورت مسئولہ عنہا میں اگر یہ شرط نہ تھی تو کرایہ دار کا پگڑی لے کر دوسرے کو دے دینا شرعاً جائز نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۸۶/۷

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۶۔۸۔۱۹۸۴ء

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸۶/۷

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسوله الكريم

باب الشهادة (گواہی کا بیان)

جھوٹی گواہی گناہ کبیرہ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: جو امام مسجد، کسی دو فریق کے معاملہ میں جھوٹی گواہی دے اور وہ جھوٹ ثابت ہو جائے تو اس کو امامت کا حق حاصل ہے یا نہیں؟ اور ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ بینوا، توجروا۔ السائل سعادت خان

۷۸۶ **الجواب:** جھوٹی گواہی دینا گناہ کبیرہ ہے۔ صحیح بخاری ومسلم شریف میں مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کبیرہ گناہ (یہ) ہیں اللہ کے ساتھ شریک کرنا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا، کسی کو ناحق قتل کرنا اور جھوٹی گواہی دینا اور ابوداؤد و ابن ماجہ میں روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز صبح پڑھ کر قیام کیا اور یہ فرمایا کہ جھوٹی گواہی شرک کے برابر چلی گئی۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی کہ فَاجۡتَنِبُوا الرِّجۡسَ مِنَ الۡاَوۡثَانِ وَاجۡتَنِبُوۡا قَوۡلَ الزُّوۡرِ ﴿۳۰﴾ حُنَفَآءَ لِلّٰہِ غَیۡرَ مُشۡرِکِیۡنَ بِہٖ (الحج:30) اور ابن ماجہ کی روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جھوٹے گواہ کے قدم ہٹنے بھی نہ پائیں گے کہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے جہنم واجب کردے گا۔ (العیاذ باللہ) اور پھر ظاہر کہ گناہ کبیرہ کا مرتکب فاسق معلن ہے اور فاسق معلن کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے کہ پڑھ لی تو اس کا لوٹانا واجب بلکہ فاسق کو امام بنانا ہی ناجائز ہے۔ غنیۃ شرح منیہ میں ہے انهم لو قدموا فاسقاً یأثمون بناء علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریمة لعدم اعتنائه بامور دینه اور اسی سے معلوم ہوا کہ ایسے امام کو امامت سے معزول کرنا مسلمانوں پر لازم ہے۔ (ھکذا فی الفتاویٰ الرضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ ربیع الاوّل شریف ۱۳۸۴ھ

تنہا عورتوں کی گواہی (سوائے مخصوص مسائل) کے مقبول نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ: اگر کسی قتل کے مقدمہ کی حقیقی بہن صرف شہادت دے تو یہ بموجب کلام پاک وحدیث قابل قبول ہے یا نہیں؟ قتل کا واقعہ دن میں ہوا اور محلہ کے اندر ہوا ہے۔

السائل محمد دین، سبزی مارکیٹ، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** ولادت، بکارت، اور عورتوں کے وہ عیوب، جن پر مردوں کو اطلاع نہیں ہوتی ان کے علاوہ دیگر معاملات میں تنہا عورت کی گواہی معتبر نہیں۔ بلکہ اگر صرف چار عورتیں یا زائد بھی گواہی دیں جن کے ساتھ کوئی مرد نہیں تو اس گواہی کا کوئی

http://t.me/ahlesunnat_hindi
Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اعتبار نہیں (درمختار) خود قرآن کریم کا ارشاد ہے وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ (آیت ۲۸۲ سورۃ البقرۃ پارہ ۳) یعنی اپنے میں سے دو مردوں کو گواہ بنالو اور اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں۔ صاف ارشاد ہے کہ تنہا عورتوں کی گواہی ایسے معاملات میں قابل قبول نہ ہوگی جبتک اس کے ساتھ مرد نہ ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ شوال المکرم ۱۳۸۷ھ

جھوٹی گواہی شرک کے برابر ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: اس زمانے میں دین اور شرع کی پرواہ نہ کرتے ہوئے لوگ، مقدمات میں شہادت کے جذبے کے تحت خلاف واقعہ بطریقہ اہل اسلام خدا کو حاضر وناظر جان کر جھوٹا قرآن اٹھا کر یا محض زبانی حلف اٹھا کر گواہی دیتے ہیں اور پھر اس پر اصرار بھی کرتے ہیں جس سے لوگوں میں اس قسم کی آئندہ بھی جرأت ہوتی ہے اور نتیجۃً واقعات صریحہ کے خلاف عدالتوں میں فیصلہ ہوتا ہے۔ ایک قوم نے بطریقہ برادری اپنے لوگوں کی سرزنش، تنبیہ، عبرت، کے لئے ایسے جھوٹے شواہد اور خلاف واقعہ دانستہ حلف اٹھانے والے کو اپنی برادری سے خارج کرنے کا فیصلہ یا تجویز کرلیا ہے یعنی اس کو شادی یا غمی یا غیر غمی کی تقاریب میں برادرانہ دعوت نہیں دیتے اور نہ اس کے کسی ایسے کام میں شریک ہوتے ہیں لہٰذا یہ برادری سے خارج کرنا بصورت ھذا شرع شریف میں کہاں تک جائز ہے؟ شرع شریف کا ایسے شخص کے لئے شرعی حکم، موافق مذہب امام اعظم کیا ہے؟ مفصل طور پر ارقام فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے گا۔

فقط العبد مولوی محمد شفیع (پیر جی محمد شفیع)، پھلیلی روڈ، حیدر آباد

۷۸۲ الجواب: حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جھوٹی گواہی شرک کے برابر کردے گی۔ حضور اکرم ﷺ نے یہ فرما کر خود ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۙ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ (الحج:31) یعنی بتوں کی ناپاکی سے بچو اور جھوٹی بات سے بچو۔ اللہ کے لئے باطل سے حق کی طرف مائل ہو جاؤ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ ابوداؤد وابن ماجہ نے روایت کی کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جھوٹے گواہ کے قدم ہٹنے بھی نہ پائیں گے کہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے جہنم واجب کرے گا۔ طبرانی میں روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جس نے ایسی گواہی دی جس سے کسی مرد مسلم کا مال ہلاک ہو جائے یا کسی کا خون بہایا جائے یا کسی کی عزت پر حرف آئے، اس نے جہنم واجب کرلیا۔ بیہقی نے روایت کی کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص لوگوں کے ساتھ یہ ظاہر کرتے ہوئے چلا کہ یہ بھی گواہ ہے حالانکہ یہ گواہ نہیں، وہ بھی جھوٹے گواہ کے حکم میں ہے یعنی اس نے بھی اپنے فعل سے اپنے لئے جہنم کا عذاب واجب کرلیا۔ (العیاذ اللہ) پھر جھوٹی گواہی کا منشاء محض دنیا کمانا ہی ہوسکتا ہے اور جھوٹی قسمیں کھا کر دنیا کمانے والوں کے متعلق قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ (آل عمران:77)۔ یعنی" جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے بدلے دام لیتے ہیں۔ ان کا آخرت میں کوئی حصہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہیں اور اللہ نہ ان سے بات کرے گا، نہ اس کی طرف نظر فرمائے قیامت کے دن اور نہ انہیں پاک کرے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔'' بہر حال جھوٹی گواہی دینے والا سخت گناہ گار مستحق عذاب نار ہے۔ اس پر فرض ہے کہ توبہ استغفار کرے اور اس کی جھوٹی گواہی سے جو لوگوں کے جان و مال و آبرو کو نقصان پہنچا ہے اس نقصان کی تلافی کرے یا ان سے معاف کرائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ ایسے بیباک شخص سے واقعتہً مسلمانوں کا اجتناب، حق ہے۔ مسلمان مردوں اور عورتوں کو چاہئے کہ ایسے شخص کو یک لخت چھوڑ دیں۔ نہ اپنے پاس بیٹھنے دیں اور نہ خود اس کے پاس بیٹھیں اور اس کے ساتھ کھانے پینے سے بھی پرہیز کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۸﴾ (الانعام) یاد آ جائے تو ایسے ظالموں کے پاس مت بیٹھو اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب بنی اسرائیل گناہوں میں پڑے ان کے مولوی منع کرتے رہے انھوں نے نہ مانا، اب وہ لوگ بھی ان کے ساتھ بیٹھے، کھانا کھایا، پانی پیا تو اللہ تعالیٰ نے ان میں سے ایک کے دل دوسرے پر مارے اور ان سب کو ملعون کر دیا۔ پھر اس معاملہ میں اس شخص کا ساتھ دینے والے اگر صرف اس گناہ میں اس کے مددگار ہوئے جب بھی ظاہر کہ وہ بھی اس کی طرح بدتر ہیں۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (المائدہ:2) گناہ و زیادتی پر ایک دوسرے کی مدد، مت کرو حدیث شریف میں ہے کوئی کسی ظالم کے ساتھ مدد دینے کو چلے اور وہ جانتے ہوں کہ یہ ظالم کے ساتھ ہیں تو وہ اسلام سے نکل جائیں گے (طبرانی) اور اگر اس قدر ہو کہ اس کے باوصف اس حرکت پر راضی ہیں جب بھی حدیث مذکور کی رو سے شریک گناہ و مستحق تذلیل و توہین ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ گناہ ایک کرتا ہے اور اس کا وبال اوروں پر بھی پڑتا ہے کہ جو اس پر راضی ہو وہ شریک گناہ۔ (مسند الفردوس) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ شوال المکرم ۱۴۰۳ھ

ماں باپ کی گواہی اولاد کے حق میں مقبول نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک مرد نے عورت سے شادی کر لی کچھ سالوں کے بعد میاں بیوی کے درمیان تنازع پیدا ہو گیا اور پھر یہ تنازع طول پکڑنے لگا۔ اس تنازع کے درمیان بیوی کے دیور کا کچھ سامان چوری ہو گیا۔ دیور نے بھائی کی بیوی کو چور تصور کیا۔ پھر شوہر بھی اپنے بھائی کے کہنے پر بیوی کو چور سمجھنے لگا۔ ایک دن شوہر اپنے ماں باپ اور بھائی کے ساتھ گھر کی چاردیواری کے باہر بیٹھے ہوئے تھے اور یہی چوری کا تذکرہ کر رہے تھے کہ اب کس طرح کیا جائے۔ اس درمیان میں بیوی نے قرآن کریم کو دیور کی گود میں پھینک دیا اور کہنے لگی کہ اس قرآن کریم کی قسم میں چور نہیں ہوں۔ شوہر اور اس کے بھائی قرآن کریم کو چھوڑ کر پھر بیوی سے کہنے لگے کہ چور تم ہی ہو تمھیں قسم کون دیتا ہے؟ یہ الفاظ کہہ کر قرآن کریم گھر میں رکھ کر واپس چاردیواری کے باہر اسی جگہ پر جہاں پر بیٹھے ہوئے تھے وہیں بیٹھ گئے اور بیوی واپس گھر کے اندر چلی گئی۔ کچھ دیر کے بعد ساس کو آواز دینے لگی ساس جب اندر گئی دیکھا کہ گھر کے صحن میں اسٹوو جل رہا ہے اور اس پر قرآن کریم رکھا ہوا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جل رہا تھا ساس یہ دیکھ کر چلانے لگی۔ جلدی آؤ قرآن پاک جل رہا ہے یہ سن کر شوہر اور اس کے بھائی اور باپ شوہر کے بہنوئی اندر آ گئے۔ شوہر اور اس کے بھائی آگ بجھا کر قرآن کریم کو گھر کے اندر لے گئے اور بیوی سے کہنے لگے کہ ظالم تم نے یہ کیا کیا ہے تو بیوی نے جواب دیا کہ میں نے اس لئے کیا یہ قرآن تمہیں بتا دے۔ شوہر نے اس کو کچھ نہیں کہا اور پھر اس بات کو ان سب نے چھ ماہ تک پوشیدہ رکھا۔ چھ ماہ کے بعد شوہر نے حکومت کو اطلاع دی کہ میری بیوی نے قرآن پاک جلایا ہے۔ گورنمنٹ کے آدمیوں نے جا کر قرآن پاک کو دیکھا واقعی جلا ہوا ہے۔ انھوں نے قرآن کریم کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ حکومت نے شوہر اور اس کی بیوی اور شوہر کے بھائی تینوں کو حوالات میں بند کر دیا۔ جب حکومت کے بندوں نے ان سے بیان قلمبند کئے تو! شوہر کا بیان یہ تھا جو کہ اوپر مذکور ہے کہ میری بیوی نے قرآن کریم جلایا بمع شوہر کے گواہ اس کے باپ، ماں، بھائی، بیوی اور بیوی بالکل منکر ہے کہتی ہے کہ یہ سب فراڈ ہے اور مجھ پر الزام تراشی کر رہے ہیں۔ نہ میں نے قرآن کریم جلایا اور نہ مجھے پتہ ہے کہ کس نے قرآن کریم جلایا ہے اور یہ سب گھر والے میرے دشمن ہیں، دشمنی کی بناء پر مجھ پر الزام لگاتے ہیں۔ برائے کرم بتائیں کہ از روئے شریعت اس بیان کے مطابق کون مجرم ہے۔ اور کیا شوہر کے لئے ماں، باپ، بھائی، بہنوئی، گواہ بن سکتے ہیں۔ اور از روئے شریعت جو مجرم دین ہے اس کی سزا کیا ہونا چاہئے؟ کیا مجرم پر حد ہے؟ یا واجب القتل ہے؟ اور کیا توبہ کی گنجائش ہے یا نہیں؟ فقط والسلام مولانا محمد بلال قادری، خطیب جامع مسجد غوثیہ، پھلیلی

۷۸۶ **الجواب:** ماں باپ کی گواہی اپنی اولاد کے حق میں نامقبول ہے البتہ بھائی کی گواہی بہن کے لئے مقبول ہے۔ عالمگیری میں ہے لا تجوز شهادة الوالدين لولدهما و تجوز شهادة الاخ تو اب نہ رہے مگر دو گواہ یعنی شوہر کے بھائی اور عورت کا بہنوئی لہٰذا ان دونوں کی گواہی اس کے حق میں مفید و جائز ہے تو عورت کا انکار یہاں قابل قبول نہ ہوگا بلکہ گواہوں کی گواہی قابل قبول ہوگی بلکہ غور کیجئے تو یہ معاملہ حقوق العباد کا نہیں۔ اب معاملہ ہے قرآن کریم کی عظمت و حرمت کا یعنی حقوق اللہ کا تو اس میں مسلمان مدعی بن سکتا ہے اور ہر وہ شخص جو حادثہ کے وقت موجود تھا اس کی گواہی دے سکتا ہے۔ نتیجۃً عورت مجرم قرار پائے گی عورت پر فرض ہے کہ خدا سے ڈرے اس کے عذاب سے خوف کھائے اور جہنم کی آگ اپنے عمل سے نہ بھڑکائے صاف سچے دل سے توبہ کرے اور کلمۂ طیبہ پڑھے تاکہ اس کے گناہ عظیم کا کفارہ ہو جائے اور پھر دوبارہ ایجاب و قبول مابین زن و شوہر کرا کر ان دونوں کو میاں بیوی کے بطور رہنے کا حق دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ — یکم ربیع الآخر ۱۴۰۳ھ

صرف ایک عورت کی گواہی کہاں مقبول ہے؟

سوال: کیا فرماتے علماء دین اس مسئلہ میں کہ: صرف ایک عورت کی گواہی کس کس مقام پر قابل قبول ہوتی ہے اور کس مقام پر ناقابل قبول؟ تفصیل سے وضاحت فرمائیے۔ فقط والسلام محمد صابر علی، لطیف آباد نمبر ۱۱، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: ولادت، بکارت، اور عورتوں کے وہ عیوب، جن پر مردوں کو اطلاع نہیں ہوتی ان میں

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک عورت حرہ مسلمہ کی گواہی کافی ہے اور بچہ زندہ پیدا ہوا اور پیدا ہوتے وقت رویا تھا، اس کی نماز جنازہ پڑھنے کے لئے ایک عورت کی گواہی کافی ہے۔ (درمختار) ہدایہ میں ہے ویقبل فی الولادۃ والبکارۃ والعیوب بالنساء فی موضع لا یطلع علیه الرجال شهادۃ امرأۃ واحدۃ اور حدیث شریف میں ہے شهادۃ النساء جائزۃ فیما لا یستطیع الرجال النظر الیه اور رضاعت کے ثبوت کے لئے فقط عورتوں کی شہادت کافی نہیں مگر بہتر یہ ہے کہ عورتوں کے کہنے سے بھی جدائی کرے (جوہرہ) زنا اور دیگر حدود و قصاص میں عورتوں کی گواہی معتبر نہیں۔ (درمختار) ہدایہ میں ہے لا شهادۃ النساء فی الحدود و القصاص۔ حدود اور قصاص کے علاوہ دیگر حقوق میں دو مردوں یا ایک مرد دو عورتوں کی گواہی قبول کی جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم　احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید　۱۹.۳.۱۹۸۳ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۵ جمادی الاولی ۱۴۰۳ھ

کن لوگوں کی گواہی مقبول ہے۔ اور کن کی نہیں؟

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، عرض یہ ہے کہ: براہ مہربانی آپ یہ تحریر فرمائیں کہ شرعی فیصلے میں گواہ کس قسم کے ہونے چاہئیں؟　عرض دار علی اکبر جمالی، گوٹھ باگو جمالی، تعلقہ ہالا

۷۸۷ الجواب: قرآن کریم فرماتا ہے مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ (البقرۃ:282) یعنی گواہ ایسے ہوں جو مسلمانوں کے پسندیدہ ہوں۔ علماء کرام فرماتے ہیں کہ جو شخص صغیرہ گناہ کا مرتکب ہے مگر اس پر اصرار نہ کرتا ہو یعنی متعدد بار نہ کیا ہو اور کبیرہ گناہ سے اجتناب کرتا ہو، اس کی گواہی تو مقبول ہے مگر جب کبیرہ کا مرتکب ہو، مثلاً بے نمازی، یا شرابی یا جواری یا زانی ہے تو اس کی گواہی ہرگز مقبول نہیں۔ (درمختار وغیرہ) پھر حدود و قصاص کے علاوہ دیگر معاملات میں دو مردوں یا ایک مرد دو عورتوں کی گواہی معتبر ہے اور تنہا عورتیں چار بھی ہوں تو ان کی گواہی معتبر نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۷ ذی الحجہ ۱۴۰۳ھ

جھوٹ کی مذمت۔ جھوٹے کو قاضی اسلام سزا دے

سوال: مفتیان شرع متین کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص شیر خان فوت ہوگیا۔ جو خورشید خاں ولد محمد یوسف کا چچا تھا۔ جب اس کی جائیداد کی وراثت کی گئی تو ایوب جو کہ شیر خان کی بیٹی کا شوہر ہے۔ اس نے ایک شخص شاہنور اور دوسرا تاج محمد سے کہا کہ تم دونوں یہ گواہی دو کہ فوتی شیر خان کا نہ تو کوئی بھائی زندہ ہے، نہ کوئی بہن، نہ کوئی بھتیجہ اور نہ ہی کوئی پوتا زندہ ہے۔ ان کے یہ بیان مختار کار کی کورٹ میں حلف نامہ کے ساتھ لئے گئے تھے۔ انھوں نے کلمہ پڑھ کر پھر بھی جھوٹ بولا اور غلط بیان دیئے اور شیر خان کا کھاتا جعلی اور دھوکے پر مبنی بیانات پر بدل دیا گیا اور جب اس کے خلاف اپیل کی گئی تو ان دونوں گواہوں کے بیانات کو جھوٹا قرار دیا گیا اور جب وہ جھوٹے ہوگئے تو کورٹ نے انھیں نوٹس جاری کیا مگر وہ کورٹ میں حاضر نہیں ہوئے۔ اس لئے ہم آپ سے رجوع کرتے ہیں کہ ایسے جھوٹوں کو اسلام میں کیا سزا دی گئی ہے۔ اور اب پھر بھی ان کی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گواہی قابل قبول ہوگی یا نہیں؟ مزید عرض یہ ہے کہ جب بیان لئے گئے تو ان میں یہ بھی شرط شامل تھی کہ اگر بیان جھوٹا نکلا تو اسلامی قانون کے تحت ہم کو ہر سزا منظور ہوگی جو اسلامی قانون کے تحت قرآن وسنت کو مدنظر رکھتے ہوئے علماء دین فیصلہ دیں گے؟ میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ آپ ہم کو اس اہم مسئلہ سے صحیح طور پر آگاہ کریں میں آپ کا مشکور رہوں گا۔

عرض دار حاجی ظہور احمد عالم خانزادہ، ساکن کھنڈو، تحصیل ہالہ ضلع حیدرآباد

۷۸۲ **الجواب** ھو الموفق للصواب: جھوٹ ایسی بری چیز ہے کہ ہر مذہب والے اس کی برائی کرتے ہیں۔ تمام ادیان میں یہ حرام ہے، اسلام نے اس سے بچنے کی بہت تاکید کی، قرآن مجید میں بہت مواقع پر اس کی مذمت فرمائی اور جھوٹ بولنے والوں پر خدا کی لعنت آئی، احادیث میں اس کی برائی ذکر کی گئی، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا! جھوٹ سے بچو، کیوں کہ جھوٹ فجور کی طرف لے جاتا ہے اور فجور جہنم کا راستہ دکھاتا ہے۔ (بخاری، مسلم) نیز آپ نے ارشاد فرمایا! جب بندہ جھوٹ بولتا ہے، اس کی بدبو سے فرشتہ ایک میل دور جاتا ہے۔ (ترمذی) اور فرمایا! جھوٹ سے بچو، کیوں کہ جھوٹ ایمان کے مخالف ہے۔ (امام احمد) نیز آپ نے فرمایا! جھوٹی گواہی شرک کے ساتھ برابر کردی گئی۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ) جو شخص جھوٹی گواہی دے چکا ہو جھوٹا ہونا ثابت ہو چکا ہے اس کی گواہی مقبول نہیں ہے۔ (درمختار) جھوٹے آدمی کے لئے کسی باقاعدہ سزا کا اعلان نہیں ہے۔ قاضی اسلام تنبیہ کرسکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد عبدالحفیظ قادری ۲۴۔۱۱۔۱۹۸۴ء

۷۸۲ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

گواہ، شرعی متقی، پابند صوم وصلوٰۃ ہونا چاہئے

سوال: محترمی ومکرمی قبلہ جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: محمد شریف پر محمد یوسف اور ان کے گھر والے یہ الزام لگا رہے ہیں کہ محمد شریف کے پاس ہماری لڑکی کی تصویر ہے جب کہ محمد شریف کے پاس ان کی لڑکی کی کوئی تصویر نہیں ہے اور یوسف کے گھر والوں نے کہا کہ اگر محمد شریف حلف اٹھا کر کہہ دے کہ میرے پاس تصویر نہیں ہے تو ہم یقین کرلیں گے اور پھر کچھ نہیں کہیں گے۔ اب بجائے اس کے کہ محمد شریف ان سے کچھ کہتا، اس نے مسجد میں جاکر محمد یوسف، اپنے والد اور مسجد کے امام صاحب کے سامنے حلف اٹھا کر یعنی قرآن پاک ہاتھ میں اٹھا کر یہ کہا کہ میرے پاس کوئی تصویر آپ کی لڑکی کی نہیں ہے۔ اب محمد شریف کے حلف اٹھانے کے بعد بھی محمد یوسف یہ کہتا ہے کہ میں پولیس میں رپورٹ لکھوا کر حوالات میں بند کروادوں گا۔ جب کہ محمد شریف کے حلف اٹھانے سے پہلے مسجد کے امام صاحب نے محمد یوسف سے مسجد میں یہ وعدہ لیا تھا کہ محمد شریف کے حلف اٹھانے کے بعد آپ کسی قسم کا شور یا کاروائی تو نہیں کریں گے، تو محمد یوسف نے امام صاحب سے کہا تھا کہ ہاں میں کوئی کاروائی نہیں کروں گا لیکن اس کے برعکس کہ وہ اپنے وعدہ پر قائم رہتے، انہوں نے محمد شریف کو بدنام کرنے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے لئے محلّہ اور تمام عزیزوں اور تمام ملنے والوں سے یہ کہنا شروع کر دیا کہ محمد شریف نے جھوٹا حلف اٹھایا ہے اور ہماری لڑکی کی تصویر محمد شریف کے پاس ہے اور یہ ہمیں دیتا نہیں ہے جب کہ محمد شریف کے پاس کوئی تصویر نہیں ہے۔ (ان کی لڑکی کی)۔ محمد شریف کہتا ہے کہ اگر آپ کی لڑکی کی تصویر میرے پاس ہوتی تو میں آپ کو واپس کر دیتا، مجھ کو آپ کی لڑکی کی تصویر رکھ کر کیا کرنا ہے۔ کوئی مجھے اس سے شادی تو نہیں کرنی ہے جو میں آپ کی لڑکی کی تصویر لے کر رکھ لوں اور کہوں کہ میں اس سے شادی کروں گا۔ جب کہ محمد شریف ایک غریب اور نہایت شریف لڑکا ہے اور پنج وقتہ نمازی ہے اور محلّہ میں اس کا بہت اچھا مقام ہے لیکن اس طرح سے اس کو بدنام کرنا اس کے لئے ایک بہت اہم مسئلہ بن گیا ہے اس سے پہلے کہ محمد شریف اپنی طرف سے اپنے اوپر کے اس جھوٹے الزام اور بدنامی کے خلاف کوئی کاروائی کرے۔ آپ شرعی طور سے واضح طور پر حکم صادر فرمادیں کہ محمد شریف کو کیا کرنا چاہئے؟ السائل محمد شفیع ساگری، خداداد کالونی، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں محمد یوسف مدعی ہے اس پر لازم ہے کہ وہ عادل، شرعی متقی پابند صوم وصلوٰۃ گواہ اپنے دعویٰ پر پیش کرے اگر وہ ایسا نہ کر سکے تو مدعا علیہ یعنی محمد شریف پر قسم اٹھانا لازم ٹھہرا کہ البینة علی المدعی و الیمین علی من انکر چنانچہ جب محمد شریف نے حلف اٹھالیا، تو اب محمد یوسف کے لئے الزام تراشی کا کوئی جواز نہیں، محمد یوسف کو چاہئے کہ وہ اس فعل سے باز آئے اور اپنے مسلمان بھائی کو ایذا نہ دے۔ حدیث میں ہے المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویدہ مسلمان وہی ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرلہ الحمید ۱۴۔۵۔۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

http://t.me/tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نحمده ونصلي ونسلم على رسوله الكريم

باب المضاربة (نفع نقصان میں شراکت کے ساتھ کاروبار)

نفع نقصان میں شرکت کا حکومتی اعلان جب تک خلاف واقع ثابت نہ ہو جائے، جائز مانا جاسکتا ہے

سوال: محترم جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

گزارش یہ ہے کہ: آج کل حکومت پاکستان نے ایک مالیاتی نظام شروع کیا ہے جس کو نفع نقصان میں شراکت کی بنیاد پر، کاروبار کا نام دیا گیا ہے اور جیسا کہ معلوم ہوا کہ تمام بینک ان کھاتوں میں لگائی ہوئی رقوم پر ایک خاص شرح سے منافع دیتا ہے اور ابھی تک کوئی نقصان نہیں ہوا ہے۔ برائے مہربانی ہمیں قرآن وحدیث اور فقہ اسلامی کی روشنی میں یہ بتائیں کہ کیا ان کھاتوں میں لگائے ہوئے روپیہ پر منافع لینا سود ہے یا نہیں؟

کیا ان رقوم کو خاص مدت کے لئے معین کرنا درست ہے یا نہیں۔ اگر آپ مہربانی فرما کر ہمیں ان سوالات سے مستند اور باحوالہ جوابات تفصیل کے ساتھ دیں تو ہم نہایت مشکور رہیں گے۔ فقط سلطان، روم گاؤں ڈاکخانہ ہزارہ

۷۸۶ **الجواب:** نفع نقصان میں شرکت کی بنیاد پر اگر کسی کاروبار میں روپیہ لگایا جائے اور اس میں منافع ہی منافع ہوا اور نقصان سامنے نہ آیا ہو تو نقصان کا سامنے نہ آنا یہ اس کاروبار کو حرام نہ کر دے گا اور جب کہ کوئی معقول وجہ حکومت کے اعلان کو خلاف واقعہ اور غلط سمجھنے کی موجود نہیں تو حکومتی وعدوں پر اعتبار کر کے اس طریقہ کو اپنایا جاسکتا ہے اور جب تک یہ اعلان خلاف واقعہ ثابت نہ ہو جائے، تو اس طریقہ پر حاصل ہونے والا منافع سود نہیں کہا جاسکتا تو اس کو اپنے مصارف میں لانا بھی جائز ہوگا۔ تفصیل کے لئے دیکھیں کتب فقہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ

نوٹ: بعد کے معاملات سے، یہ اعلان یقین کے ساتھ خلاف واقعہ ثابت ہو چکا ہے۔ لہٰذا، یہ فتویٰ عارضی تھا جواب معدوم ہوا جیسا کہ حضرت نے خود تحریر فرمایا۔

(فقیر قادری احمد میاں برکاتی) ۱۵ رجب المرجب ۱۴۲۷ھ/ ۱۱ اگست ۲۰۰۶ء

باپ بیٹوں کے مشترکہ کاروبار میں مالک باپ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ ہمارے دادا حضور چچا اور والد صاحب جب انڈیا سے آئے اس وقت مقروض تھے اور یہ قرض تینوں کی کمائی سے ۱۲ سال کے عرصے میں ادا ہوا۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۲۔ ہمارے والد صاحب نے میونسپل پلاٹ کرائے پر لے کر اپنی ہمت سے کاروبار شروع کیا اور تینوں اسی دوکان میں کاروبار کرتے رہے۔ جس کی آمدنی سے دو مکان اور آٹھ دوکانیں بنوائی گئیں جن میں ایک مکان اس وقت دادا حضور کے نام ہے اور ایک مکان والد صاحب کے لڑکے کا نام پر ہے اور ایک دوکان چچا صاحب کے نام پر ہے اور سات دوکانوں میں سے آدھی چچا صاحب کے لڑکے کے نام اور آدھی والد صاحب کے لڑکے کے نام پر ہیں اب سوال یہ ہے کہ ان تمام جائیداد اور اس وقت کے مال کی تقسیم دادا حضور، چچا صاحب اور والد صاحب میں مساوی ہونا چاہئے یا دادا حضور اپنی مرضی سے کم وبیش کر سکتے ہیں یا نہیں؟

۳۔ اس کے بعد دادا حضور نے کام کرنا چھوڑ دیا اور والد صاحب و چچا صاحب نے کاروبار کو جاری رکھا اور دونوں کی محنت سے جو جائیداد خریدی گئی ان میں ایک گودام چچا صاحب کے لڑکے کے نام اور دوسرا گودام والد صاحب کے لڑکے کے نام ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ان جائیداد اور گودام میں موجودہ مال کی تقسیم کا حق دادا کو ہے یا نہیں؟ اور اس جائیداد و مال میں سے دادا حضور کا حصہ ہوگا یا نہیں؟　　سائل انور علی ولد کریم بخش، ٹنڈو آدم

۷۸۶ الجواب: بیٹے اپنے باپ کے کام میں مدد دیتے ہیں اور کاروبار میں ان سب کے باہمی اشتراک سے جو اموال پیدا ہوئے ان تمام اموال کا مالک صرف باپ ہے بیٹے فقط مددگار سمجھے جائیں گے۔ کمافی القنیة الاب وابنه یکتسبان فی صنعة واحدةو...... فالکسب کله للاب ان کان الابن فی عیاله لکونه معیناله۔ یو ہیں جب باپ نے کاروبار سے ہاتھ اٹھالیا اور سب بھائی کاروبار شرکت میں کرتے رہے اور مال بڑھا تو وہ سب کا برابر ہے اگرچہ بعض نے کم کام کیا ہو۔ بعض نے زیادہ اور کوئی دانائی و ہوشیاری سے کام کرتا ہے اور کوئی ایسا نہیں۔ فتاویٰ خیریہ میں ہے کہ لو اجتمع اخوة یعملون فی ترکة ابیهم ونما المال فهو بینهم سویة ولو اختلفوا فی العمل والرای۔ لہٰذا پہلی صورت میں تمام اموال کی تقسیم باپ کے مطابق عمل میں لائی جائے گی کہ وہی مالک ہے اور دوسری صورت میں یہ اموال سب بھائیوں میں برابر برابر تقسیم ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۲۳ صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

نفع ونقصان کا کھاتہ جب تک، شرع کے خلاف ثابت نہ ہو، جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ گورنمنٹ نے اعلان کیا تھا کہ بینکس کاروبار کریں گے مشترکہ کھاتے میں جو نفع ونقصان کے ساتھ جو بلا سودی ہوگا؟

۲۔ تاج کمپنی اپنے حصہ داروں کو ہمیشہ ہر سال منافع دیتی ہے کیا یہ دونوں قسم کے کاروبار جائز ہیں؟

فقط، حاجی عبدالرؤف، گل شاہ روڈ مکرانی پاڑہ

۷۸۶ الجواب: حکومت اعلان کرتی ہے نفع نقصان میں شرکت کی بنیاد پر شراکت کا اور کوئی وجہ نہیں کہ حکومت کے اس اعلان کا اعتبار نہ کیا جائے تو اس نیت سے اس مد میں روپیہ جمع کرا دینا جائز اور اس پر منافع بھی درست ہونا چاہئے۔ ہاں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حکومت کی پالیسی میں کچھ خطرات پوشیدہ ہوں اور وہ ظاہر ہونے لگیں تو احتیاط اس میں ہے کہ وہ منافع اپنے اوپر صرف نہ کریں۔ لیکن اسے محض شبہات کی بنیاد پر حرام نہ جانیں۔

۲۔ تاج کمپنی اپنے حصہ داروں کو جو سال کے سال منافع دیتی ہے وہ تو، کھلا ہوا سود ہے پھر اس میں کچھ اور بھی دینی خطرات ہیں۔ مثلاً ہماری رقوم سے ایسی کتابوں کی اشاعت جو ہمارے مذہب کے خلاف مضامین پر مشتمل ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ صفر المظفر ۱۴۰۳ھ

نفع نقصان کھاتوں میں جب اندیشے سامنے آجائیں تو جائز نہ رہے گا

سوال: واجب الاحترام بزرگ علامہ مفتی محمد خلیل خاں صاحب، دار العلوم احسن البرکات، حیدر آباد، السلام علیکم

عرض یہ ہے کہ حکومت کی طرف سے پاکستان بینکنگ کاؤنسل کی طرف سے یہ کتاب بلاسود بنکاری آپ کی خدمت میں ارسال ہے اس کتاب میں بلاسود نفع ونقصان کی شرکت میں رقم بینک میں جمع کرنے پر زور دیا ہے اس کتاب کا آپ بغور مطالعہ فرمائیں اور مسئلہ حل کریں کہ کیا حکومت کے اعلان کے مطابق بینک میں رقم جمع کر کے بینک سے معاملہ کر سکتے ہیں؟ اس مسئلہ پر روشنی ڈالیں۔ حاجی احمد رحمانی، میر پور خاص، ۸.۱۲.۱۹۸۲ء

۷۸۶ **الجواب:** پاکستان بینکنگ کونسل واضح طور پر اعلان کرتی ہے کہ کھاتے داروں کو صرف منافع ہی سے نہیں بلکہ نفع و نقصان شراکتی کھاتے کے سلسلے میں بینک کے نقصان میں بھی شریک ہونا پڑے گا۔ نیز یہ کہ بلاسودی کھاتے بالکل علیحدہ رکھے جائیں گے اور انھیں بلاسودی کاروباری میں لگایا جائے گا اور ان واضح اعلانات پر یقین نہ کرنے کی واضح علامات واسباب موجود نہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ اسے قبول نہ کیا جائے اور ان اعلانات کو خواہی نہ خواہی ردّی کے ٹوکرے میں ڈال دیا جائے۔ ہاں ایسے اندیشے ہوں تو احتیاطاً اس سے پرہیز کریں اور یہ اندیشے کھل کر سامنے آجائیں تو آپ ہی ان سے اجتناب لازمی ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ ربیع الاول ۱۴۰۳ھ

انعامی بونڈ کا جائز ہونا۔ نفع نقصان والا کھاتہ جب خلاف وعدہ نظر آئے تو ناجائز ہو جائے گا

سوال: زید ایک مخصوص رقم کے ۱۰ روپے والے انعامی بونڈ خرید تا ہے زید کو ہر ماہ ان بونڈ پر کچھ نہ کچھ انعام نکلتا ہے۔

مسئلہ یہ ہے کہ

۱۔ آیا! یہ انعامی رقم حلال ہے یا حرام ہے یا یہ بھی سود کی کوئی شکل ہے۔ آیا! زید اس قسم کی رقم کو کسی گھریلو مصرف میں لاسکتا ہے۔ مثلاً فرنیچر یا کراکری کی خریداری وغیرہ میں۔ اگر نہیں تو شرعی حیثیت اس رقم کی کیا ہے؟ اور کہاں استعمال ہو سکتی ہے؟

۲۔ زید نے کچھ رقم، نفع نقصان کے شراکتی کھاتے میں بینک میں رکھی۔ اس رقم میں سال یا چھ ماہ میں جو منافع ملتا ہے آیا! اس کی شرعی حیثیت کیا ہوئی زید اس کو بھی متذکرہ بالا میں استعمال کر سکتا ہے یا نہیں؟ فقط عبد العزیز ولد محمد شفیع

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ الجواب: حکومت جن مواقع پر سود لیتی دیتی ہے وہ انہیں عوام الناس پر واضح وآشکارا کر دیتی ہے، خواہ وہ اس کا نام سود رکھے یا منافع۔ انعامی بانڈ پر کسی بھی شرح سے حکومت کوئی سود نہیں دیتی اور بانڈ خریدنے والے کو اب یا آئندہ کوئی نقصان برداشت نہیں کرنا پڑتا تو اسے کھینچ تان کر سود یا جوئے کے کھاتے میں ڈال دینا اور وہ بھی کسی دلیل شرعی کے بغیر یہ عوام کو زبردستی گناہ میں جھونک دینا ہے اور یہ بات شریعت مطہرہ کو پسند نہیں لہذا مصالح شرعیہ کا تقاضہ یہ ہے کہ اس کی خریداری اور اس پر حکومت جو انعام دیتی ہے اسے جائز وحلال قرار دیا جائے اور یہی فقیر بے توقیر کا فتوی ہے اور برسہا برس سے اسی فتوے پر قائم ہے، ہاں جس کے دل میں شک اور وسوسے ہوں وہ نہ خریدے یا اس پر ملنے والے انعام کو غرباء پر تقسیم کر دے تو اس فعل سے شرع مجبور نہیں کرتی، جب کہ اس کے جواز کو اتنا ہی کافی، کہ اس کی حرمت پر کوئی دلیل شرعی موجود نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ شراکتی کھاتے کے متعلق بھی یہی بات کی جائے گی جو اوپر مذکور ہوئی البتہ اگر کسی موقع پر یہ ثابت ہو جائے کہ حکومت اپنے وعدے کے برخلاف اس اعلان کی خلاف ورزی کر رہی ہے تو اس وقت ان حالات میں فتوی دیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ   ۷ ربیع الآخر ۱۴۰۳ھ

مضاربت کی تعریف اور اس کا طریقہ

سوال: جناب مولانا مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، عرض ہے کہ کاروباری معاملات کے سلسلے میں ایک مسئلہ درپیش ہے جس کے لئے شرعی فتوی کی ضرورت ہے۔ ازراہ کرم اس معاملہ کی شرعی صورت حال سے آگاہ فرمائیں نوازش ہوگی۔

۱۔ مثلاً (الف) اپنی ضرورت کے تحت (ب) سے کوئی چیز لیتا ہے جس کے لئے (ب) مندرجہ ذیل شرائط مقرر کرتا ہے۔

یہ کہ اپنا یہ مال اسی وزن میں واپس لوں گا مگر جبتک تم اس کو استعمال کرو گے یا اس کو خرید و فروخت کے کام میں لو گے اس کے عوض میں ایک مقررہ رقم ہر ہفتہ، یا ہر ماہ، یا ہر تین دن، کے بعد بطور، عوض منافع کے طور پر لوں گا۔ جب کہ اصل مال اس وقت تک قائم رہے گا تاوقتیکہ تم واپس نہ کر دو۔ اس قسم کے منافع کی شرعی طور پر کیا حیثیت ہے؟ اور کیا یہ جائز طور پر منافع کہلائے گا؟ یا کچھ اور؟ اگر الف اس قسم کے منافع دینے کے کاروبار کے نتیجے میں دیوالیہ ہو جائے تو ایسی صورت میں کیا (ب) پھر بھی مال وصول کرنے کا دعویدار ہو سکتا ہے۔ جب کہ وہ اصل قیمت سے کہیں زیادہ مذکورہ صورت میں منافع وصول کر چکا ہو۔ اس سلسلے میں یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ (ب) بازار کے بھاؤ میں کمی یا زیادتی کے سلسلے میں ہونے والے کسی نقصان کا ذمہ دار نہیں ہے۔ صورت مذکورہ بالا میں قسم کسی ایک فرمان پر آئے گی یا دونوں پر؟   عبدالرحیم

۷۸۶ الجواب: (ب) کا (الف) کو اس کی اپنی ضرورت کے ماتحت کوئی چیز اس شرط پر دینا، کہ اسی وزن میں واپس لوں گا، مگر جبتک تم اس کو استعمال کرو گے۔ اس کے مقابل ایک مقررہ رقم، منافع کے طور پر لوں گا، صاف بتاتا ہے کہ مضاربت نہیں۔ یعنی تجارت میں وہ شرکت نہیں جس میں ایک جانب سے مال اور ایک جانب سے کام۔ اس لئے کہ مضاربت کے لئے جو شرائط ضروری ہیں اس میں ایک یہ شرط بھی ہے کہ نفع دونوں کے مابین شائع ہو مثلاً نصف نصف یا دو تہائی ایک کا، اور ایک

http://t.me/ahqaat
Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تہائی دوسرے کا، یا تین چوتھائی ایک کا اور باقی ایک چوتھائی دوسرے کا۔ نفع میں اس طرح حصہ معین نہ کیا جائے، جس میں شرکت قطع ہوجانے کا احتمال ہو، مثلاً یہ کہہ دیا کہ میں سو روپیہ نفع لوں گا۔ اس میں ہوسکتا ہے کل نفع سو (۱۰۰) ہی ہو۔ یا اس سے بھی کم، تو دوسرے کی نفع میں شرکت کیوں کر ہوگی، اور جب شرکت نہیں تو مضاربت فاسد ہوئی بیع بھی اس کو نہیں کہہ سکتے کہ واپس لینا اس میں شرط ہے۔ یہ تو نہ ہوا مگر قرض۔ جس پر ماہانہ یا ہفتہ وار یا سہ روزہ یا یومیہ ایک حصہ مقررہ، کا لینا شرط قرار پایا ہے، اور یہ صورت خالص سود، اور حرام ہے اور سود کے جواز کی کوئی صورت نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا (البقرۃ:275)۔ درمختار اور ردالمحتار وغیرہ میں ہے کل قرض جر نفعاً، حرام یعنی ہر وہ قرض جو نفع لائے وہ حرام ہے اور درمختار ہی میں ہے القرض بالشرط حرام، و الشرط لغو شرط کے ساتھ قرض لینا دینا حرام ہے، اور وہ شرط لغو ہے، اس سے معلوم ہوا کہ قرض لینے والا صرف اتنی ہی چیز کی واپسی کا ذمہ دار ہے جتنی اس نے قرض میں لی اور قرض دینے والا اتنی ہی چیز کا مستحق ہے جتنی اس نے قرض دی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

جو سوسائٹیاں بنک سے سود پر قرض لے کر تقسیم کریں، وہ سب سود میں ملوث ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک گروپ نے مل کر کوآپریٹو سوسائٹی قائم کی ہے۔ اس کوآپریٹو سوسائٹی نے سود پر بینک سے مال لیا ہے، اور وہ مال کوآپریٹو سوسائٹی کے ممبروں میں تقسیم ہوا ہے۔ اب زید بھی اس سوسائٹی میں شریک ہے جس نے سود پر مال لیا ہے، اور بنک کو سود ادا کیا ہے۔ امام مسجد جب کبھی نہیں ہوتا ہے تو زید اس نماز کی امامت کے فرائض انجام دیتا ہے۔ زید کا امام بننا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا بلا کراہت جائز ہے یا نہیں؟ آپ دلائل کے ساتھ اور تفصیل کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

دعاگو: کریم بخش، مقبول احمد، امام الدین، محمد صدیق، حاجی اکبر علی، حاجی نظام الدین، سرے گھاٹ، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** حضور اقدس ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ "لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ سود کھانے سے کوئی نہیں بچے گا اور اگر سود نہ کھائے تو اس کے بخارات پہنچیں گے" یعنی سود دے گا یا اس کی گواہی کرے گا یا دستاویز لکھے گا یا سودی روپیہ کسی کو دلانے کی کوشش کرے گا۔ یا سود خور کے یہاں دعوت کھائے گا، یا اس کا ہدیہ قبول کرے گا۔) (ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ) فقیر حیران ہے کہ اس نام نہاد کوآپریٹو سوسائٹی کو کس زمرہ میں شمار کرے اور کم از کم اتنا تو ضرور ہے کہ اس کے کارکن، خود ان لعنتوں میں گرفتار ہوکر، دوسروں کی تباہی کا سامان کر رہے ہیں۔ ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ "رسول اکرم ﷺ نے سود لینے والے، اور سود دینے والے اور سود کا کاغذ لکھنے والے، اور اس کے گواہوں پر لعنت فرمائی اور یہ فرمایا کہ وہ سب برابر ہیں۔" مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ ہرگز ایسی سوسائٹی سے تعاون نہ کریں بلکہ انہیں مجبور کریں وہ ایسی لعنت والی چیزوں سے باز رہیں اور زید کہ اس نے اس کار شیطان میں شرکت کی ہے ہرگز اس قابل نہیں کہ وہ مسلمانوں کی امامت

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرے۔ اولاً وہ اس حرکت سے توبہ صحیحہ کرے، پھر امامت کا اہل ہو تو بے شک امامت کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم صفر المظفر ۱۴۰۴ھ

مشترکہ کاروبار میں منافع معین کرنے سے مضاربت نہیں رہتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص اپنی رقم دوسرے شخص کو کاروبار کرنے کے لئے دیتا ہے اس کے بعد دوسرا شخص طے شدہ معاہدے کے تحت ہر ماہ محدود رقم پہلے شخص کو دیتا ہے اور ہر ماہ اس رقم میں کبھی اضافہ یا کمی نہیں ہوتی یا دوسرے الفاظ میں نقصان کی گنجائش نہیں ہے۔ واضح رہے کہ یہ دونوں شخص مسلمان ہیں۔ اس معاہدے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ قرآن شریف وحدیث مبارکہ کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

فقط والسلام محمد جمیل نظر شیخ، حیدرآباد سندھ

۷۸۶ **الجواب:** یہ تجارت میں ایک قسم کی شرکت ہے کہ ایک جانب سے مال ہو اور ایک جانب سے کام۔ اس عقد کی مشروعیت میں مصلحت یہ ہے کہ مال دار اور نادار، دونوں کو فائدہ پہنچے۔ مال والے کو روپیہ دے کر اور غریب آدمی کو اس کے روپیہ سے کام کرکے۔ شرع میں اسے مضاربت کہتے ہیں۔ لیکن اس کے لئے اور شرطوں کے علاوہ ایک شرط یہ بھی ہے کہ نفع دونوں کے مابین متعین ہو یعنی ہر ایک کا حصہ معلوم ہو جائے۔ مثلاً نصف نصف۔ یا دو تہائی یا ایک تہائی یا تین تہائی یا چوتھائی ایک کا ایک چوتھائی دوسرے کا۔ نفع میں اس طرح حصہ معین نہ کیا جائے کہ جس میں شرکت قطع ہو جانے کا احتمال ہو۔ مثلاً یہ کہدیا کہ میں سو روپیہ نفع لوں گا یا ماہ بماہ پچاس روپیہ لوں گا۔ غرض کوئی رقم نفع کی متعین ومحدود کردی جیسا کہ سوال میں مذکور ہے۔ یہ جائز نہیں بلکہ سود ہے۔ اس میں ہو سکتا ہے کہ کل نفع اتنا ہی ہو جتنا روپے والے کو دے دیا گیا۔ یا اس سے بھی کم۔ تو دوسرے کی اس نفع میں شرکت کیوں کر ہوگی اور یہ دوسرا شخص کیا پائے گا۔ (عامۂ کتب)۔ یہ طریقہ بھی سود خوری کا ایک حیلہ ہے جسے نام شرکت کا دیا جارہا ہے اور نام بدل دینے سے حقیقت نہیں بدل سکتی۔ شراب کا نام شیرۂ انگور رکھدیا جائے تو وہ حلال نہیں ہو جائے گی۔ ناچ گانے پر اسلامی ثقافت کا لیبل لگا دیا جائے تو اس سے وہ حرام وناجائز، حلال وجائز نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب الودیعۃ (امانت کا بیان)

کسی کا مال ناحق کھانا

سوال: قبلہ محترم جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، میرا حقیقی بھائی امیر الدین ولد امداد علی نہایت ظالم اور حاسد واقع ہوا ہے۔ پچیس سال سے متواتر مقدمہ بازی کر کے پریشان کر رہا ہے۔ وجہ صرف یہ ہے کہ جو کچھ بھی ہے والد کی جائیداد کا وہ اکیلے ہی قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ اس کے لئے اجمیر میں جھگڑتا رہا اور اپنے جائز حق سے زیادہ لیا اور بھائیوں کا حق مارا، اور یہاں پر بھی پہلے کی طرح، موجودہ مکان صرف اکیلے ہضم کرنا چاہتا ہے اور جو خاندان اس مکان میں مقیم ہیں، ان کو پریشانی میں مبتلا کرنا چاہتا ہے۔ کل امیر الدین نے کورٹ میں کلمہ پڑھنے کے بعد یہ بیان دیا ہوا ہے کہ خدا بخش میرا سوتیلا بھائی ہے، کبھی کہتا ہے کہ میری دوسری ماں کے ساتھ آیا ہوا ہے، کبھی کہتا ہے کہ باپ ایک ہے، گھر میں مائیں الگ الگ ہیں۔ حقیقت میں یہ سراسر جھوٹ ہے۔ مرحوم ماں باپ پر الزام دنیاوی دولت کے لئے لگاتا ہے۔ اس شخص کے لئے علماء دین کیا فرماتے ہیں۔ معاشرے میں اس کا کیا مقام ہونا چاہئے۔ اور جب تک وہ توبہ نہ کرے ہمیں اس کے یہاں کھانا پینا درست ہے یا نہیں؟ اور اس کا لڑکا نظام الدین جو کہ اس کے ان کرتوتوں میں برابر کا شریک ہے اس کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟

فقط خدا بخش ولد امداد علی اجمیری، سنار گلی، حیدر آباد، سندھ

http://t.me/Tehqiqat

۷۸۶ الجواب: جو باتیں سوال میں مذکور ہیں اگر مطابق واقع ہیں تو قرآن و حدیث کی رو سے امیر الدین ظالم و جابر اور دوسروں کی حق تلفی کرنے والا قرار پاتا ہے۔ پھر ایسے ظالموں کے لئے کیا سزا ہے۔ یہ قرآن و حدیث سے سن لیجئے۔ قال اللہ تعالیٰ لَا تَاْکُلُوْۤا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ (البقرۃ:188)۔ ایک کا مال دوسرا شخص ناحق طور پر نہ کھائے و قال النبی ﷺ جس نے ایک بالشت زمین ظلم کے طور پر لے لی قیامت کے دن ساتوں زمینوں سے اتنا حصہ طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا۔ (بخاری و مسلم) اور طبرانی میں روایت ہے کہ جو شخص پرایا مال لے لے گا وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے کوڑھی ہو کر ملے گا۔ (والعیاذ باللہ) اور فرمایا ﷺ نے ظلم قیامت کے دن تاریکیاں ہے یعنی ظلم کرنے والا قیامت کے دن سخت مصیبتوں اور تاریکیوں میں گھرا ہوگا۔ (بخاری و مسلم) پھر ایسے ظالموں کی مدد کرنے والے کے متعلق قرآن کریم کا صریح ارشاد ہے وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (المائدہ:2) ظلم و گناہ پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو اور احادیث کریمہ میں بھی اس بارے میں سخت وعیدیں وارد ہیں۔ مولیٰ عزوجل اپنی پناہ میں رکھے اور حقدار کا حق پہنچانے کی توفیق دے۔ آمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ ربیع الاول شریف ۱۳۸۵ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امام کو پیشگی تنخواہ دینا جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ: مسجد کے جمع شدہ مال سے امام مسجد کو بطریقہ تنخواہ پیشگی رقم دی جاسکتی ہے یانہیں؟ فقط، محمود الحسن بخاری

۷۸۶ **الجواب:** امام مسجد کو پیشگی تنخواہ دی جاسکتی ہے۔ درمختار میں ہے ''اوقات کے جو وظائف مقرر ہوتے ہیں یہ ایک اعتبار سے اجرت ہے اور ایک اعتبار سے صلہ و احسان'' اجرت تو یوں ہے کہ امام و مؤذن اگر انتہائے سال میں وفات پا جائے تو جتنے دن کام کیا ہے اس کی تنخواہ ملے گی اور محض صلہ ہوتی تو نہ ملتی۔ اور اگر پیشگی تنخواہ ان کو دی جاچکی ہے بعد میں انتقال ہو گیا یا معزول کر دئے گئے تو جو کچھ پہلے دے چکے وہ واپس نہیں ہوگا اور محض اجرت ہوتی تو واپس ہوتی۔ وادین میں لکھے گئے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ تنخواہ پیشگی دی جاسکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ ربیع الاول شریف ۱۳۸۶ھ

امانت ضائع ہو جائے تو تاوان نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میں مدرسہ ہذا کا ملازم ہوں۔ مجھے مدرسہ کی کتابیں خریدنے کے لئے کراچی بھیجا گیا۔ میں تین روز تک کتابیں تلاش کر کے خریدتا رہا۔ غالباً پانچویں روز میری جیب کٹ گئی اور مبلغ ۳۰۷ روپیہ ضائع ہو گئے۔ میں نے ملازمت کے علاوہ نجی اوقات میں چھ ماہ تک مزدوری کر کے مبلغ ۲۰۰ روپے مذکورہ نقصان کے بطور ضمان ادا کئے باقی کا مجھ پر تقاضہ ہے۔ مجھے حال میں معلوم ہوا ہے کہ'' امانت ہلاک ہو جانے پر ضمان نہیں'' یہ شرعی مسئلہ ہے لہٰذا واضح فرمائیں کہ مذکورہ بالا حالات میں کیا مجھ پر ضمان واجب ہے۔ اگر ضمان واجب نہیں تو بطور ضمان جمع کردہ مبلغ ۲۰۰ روپیہ کی واپسی کا مطالبہ کیا جاسکتا ہے؟ فقط عبدالظفر خان اجمیری، ناظم رکن الاسلام، جامعہ مجددیہ ہیرآباد، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** ۱۔ کتابوں کی خریداری کے لئے جو رقم دی گئی وہ ودیعت تھی اور ودیعت کا حکم یہ ہے کہ وہ چیز مودَع (یعنی جس کی حفاظت میں دی گئی) کے پاس امانت ہوتی ہے اور یہ ودیعت ہلاک ہو جائے تو اس کا ضمان واجب نہیں بلکہ امین پر ضمان کی شرط کر دینا کہ اگر یہ چیز ہلاک ہوگئی تو تاوان لیں گے یہ بھی باطل ہے۔ (بحرالرائق۔ عالمگیری) خود حدیث شریف میں ارشاد فرمایا لیس علی المستعیر غیر المغل ضمان ولا علی المستودع غیر المغل ضمان معلوم ہوا کہ جبتک مودع خائن نہ ہو اس سے ضمان وصول نہیں کیا جاسکتا اور جب کہ تجربے سے یہ بات ثابت ہو کہ مودع خائن نہیں تو اس پر یہ حکم بھی نہیں لگایا جاسکتا کہ اس نے خود ہلاک وتلف کر دیا پھر ایک بات یہ ہے کہ اگر مودع سے ضمان وصول کرنے کا حکم دیا جائے تو لوگوں کے لئے مشکلات کا دروازہ کھل جائے گا اور کوئی شخص کسی کی امانت رکھنے پر تیار نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ مودع نے لاعلمی میں جو رقم بطور ضمان جمع کرائی ہے وہ خود اس کی رقم ہے اور مطالبہ کا حق اس کے لئے محفوظ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۷ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ودیعت رکھنے والا جبتک خائن نہ ہو، مال کے ضائع ہونے پر تاوان نہیں ہے

سوال: ایک آدمی نے کسی کے پاس ودیعتہً کوئی چیز رکھی اور اس نے اس چیز کو توڑ دیا یا کچھ نقصان کر دیا۔ دوسری صورت میں اپنے چھوٹے بچے کو وہ چیز دے دی تو اس نے اس چیز کو توڑ دیا۔ آیا! اس کو وہ ودیعت بھرنی پڑے گی یا نہیں؟

فقط۔ مولوی محمد یعقوب غفاری نقشبندی، درگاہ اللہ آباد، کنڈیارو، ضلع نواب شاہ، سندھ، ۱۰ جون ۱۹۷۸ء

الجواب: ۷۸۶ ودیعت خاص اس چیز کا نام ہے جو حفاظت کے لئے دوسرے کے سپرد کر دی جائے اور وہ دوسرا اسے قبول بھی کر لے اور ودیعت کا حکم یہ ہے کہ وہ چیز اس دوسرے کے پاس امانت ہوتی ہے جس کی حفاظت اس پر واجب ہوتی ہے۔ اب دوسرے نے اگر اس چیز کی ویسی ہی حفاظت کی کہ جیسے اپنے مال کی کرتا ہے اور وہ شے ہلاک ہوگئی تو اس کا ضمان واجب نہیں۔ (بحر الرائق وغیرہ۔) بچہ اگر ایسا ہے کہ وہ تمیز و شعور نہیں رکھتا تو اس کے پاس کوئی کیا کوئی چیز رکھے گا۔ ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ چیز حفاظت سے رکھی ہو اتفاقاً بچے کے ہاتھ لگ گئی اور ٹوٹ گئی تو بھی ضمان نہیں اور صورت کوئی اور ہے تو بیان کی جائے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ودیعت رکھنے والے پر جب کہ وہ خائن نہ ہو ضمان نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ رجب المرجب ۱۳۹۸ھ

جو چندہ جس کام کے لئے لیا جائے اس میں خرچ کریں

سوال: مکرمی جناب قبلہ مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

انجمن سیّد سالار مسعود غازی حیدر آباد جو کہ ہماری برادری کی فلاح و بہبود اور دینی تنظیم ہے اور اس میں جمع شدہ پیسہ بطور امانت جمع ہے کہ پوری برادری کے بچّوں کی دینی تعلیم میں صرف کیا جاتا ہے۔

جناب عالی! ہماری برادری کا ایک آسودہ حالت شخص اپنے ذاتی مفاد کے مقدمہ میں تنظیم کا پیسہ استعمال کرنا چاہتا ہے، جس پر برادری کے لوگوں کو اعتراض ہے لہٰذا جناب سے گزارش کہ مہربانی فرما کر اس مسئلہ میں کچھ مدد فرمائیں اور فتویٰ دیں کہ دینی تعلیم کا پیسہ مقدمہ میں استعمال ہوسکتا ہے یا نہیں؟ تاکہ برادری آپ کے فتویٰ سے مستفیض ہوسکے۔ فقط، عبداللطیف

الجواب: ۷۸۶ جب کہ یہ رقوم برادری کی فلاح و بہبود اور دینی تعلیم کی ترویج کے لئے جمع کی گئی ہیں تو ان کے علاوہ کسی اور مد میں اس رقم کا خرچ کرنا، امانت میں خیانت کے مترادف ہے بالخصوص جب کہ یہ رقم دنیاوی مقدمہ میں صرف کی جائے۔ ہاں اگر مسلمانوں پر کوئی حادثہ آپڑے جس میں روپیہ خرچ کرنے کی ضرورت ہے اور اس وقت روپے کی کوئی سبیل نہیں تو، بے شک ایسی رقوم باہمی مشاورت و رضامندی سے بطور قرض لی جاسکتی ہے (عالمگیری) تو فرد واحد اپنے ذاتی مفاد دنیاوی، کے لئے اس رقم کا خرچ کرنے کا اور وہ بھی بہ جبر و اکراہ، کوئی حق نہیں رکھتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ ربیع الاوّل شریف ۱۳۹۹ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امانت کا مال ضائع ہو جائے تو ضمان نہیں

سوال: مکرمی جناب مولانا صاحب، السلام علیکم، بعد سلام عرض ہے کہ: میرے پاس ایک آدمی نے پیسے رکھے تھے اور وہ چوری ہو گئے۔ پیسے میں نے اس خیال سے رکھے تھے اگر مجھے ضرورت پڑی تو میں لے لوں گا لیکن چوری اس طریقے سے ہوئی کہ ایک کمرے میں، میں سویا تھا اور دوسرے کمرے میں پیسے پڑے ہوئے تھے اور ادھر سے پیسے چوری ہو گئے۔ تو اب آپ سے معلوم یہ کرنا ہے کہ یہ رقم مجھے واپس دینی پڑے گی یا نہیں؟ فقط گل رحمٰن

۷۸۶ الجواب: اگر اس نے روپیہ پیسہ کی ویسی ہی حفاظت کی جیسے وہ خود اپنے مال کی حفاظت کرتا ہے کہ ہر وقت اپنے ساتھ نہیں رکھتا بلکہ اپنے گھر میں، محفوظ طور پر رکھتا ہے یا اپنے اہل وعیال کی حفاظت میں چھوڑتا ہے تب تو اس پر تاوان نہیں اور اگر لاپرواہی سے وہ رقم ڈال دی یا ایسی جگہ رکھی جہاں سے اس کے چوری ہونے کا اندیشہ ہے اور وہ چوری ہو گئی تو بیشک ضمان ہے۔ (عالمگیری وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ ربیع الاوّل ۱۴۰۲ھ

امانت کا مال دیتے وقت شرط لگائی، امین نے شرط کا خیال نہ کیا اور مال ضائع ہوا تو تاوان ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک مرتبہ مسجد سے رقم چوری ہوئی تو، انتظامیہ نے مؤذن صاحب کو یہ ہدایت کی کہ آئندہ ایک سو روپیہ سے زائد رقم مسجد میں رکھی نہ جائے، فوراً وہ رقم خزانچی مسجد کے پاس جمع کرائی جائے، مؤذن صاحب اس فیصلہ پر ہمیشہ عمل کرتے رہے مگر عید کے روز مؤذن مسجد نے تقریباً ایک ہزار روپیہ کی رقم مسجد کی الماری میں صرف ایک روز کے لئے رکھی مگر عید کے روز کسی نامعلوم فرد نے مسجد کی الماری توڑ کر رقم چوری کر لی۔ جب کہ مؤذن مسجد ایک دیانتدار ہیں اور عموماً بینک سے رقم نکلواتے ہیں کوئی بھی ایسی صورت پہلے پیش نہیں آئی ہے کیا یہ رقم مؤذن مسجد، یا انتظامیہ بطور جرمانہ ادا کرے گی یا نہیں؟ برائے کرم اس مسئلہ کا جواب تحریر فرمائیں

فقط السائل حافظ غلام محمد، امام جامع مسجد، لطیف آباد، حیدرآباد، ۲۷.۷.۱۹۸۳ء

۷۸۶ الجواب: قاعدہ کلیہ اس باب میں یہ ہے کہ امانت رکھنے والے نے اگر ایسی شرط لگائی جس کی رعایت ممکن ہو، اور مفید بھی ہو، تو اس کا اعتبار ہے، یعنی اس شرط کی خلاف ورزی کی صورت میں ودیعت ضائع ہو جائے تو اس پر ضمان لازم آئے گا۔ مثلاً امانت رکھنے والوں نے اس سے کہا کہ یہ چیز دوکان میں نہ رکھنا، کیوں کہ اس میں ضائع ہونے کا اندیشہ ہے اور جس کے پاس یہ ودیعت ہے اس کے لئے کوئی دوسری جگہ اس سے زائد محفوظ ہے اور یہ اس پر قادر بھی تھا کہ اٹھا کہ وہاں لے جاتا مگر نہ لے گیا اور دوکان سے وہ چیز رات میں چوری ہو گئی تو ضمان دینا ہوگا۔ ورنہ نہیں۔ (عالمگیری وغیرہ) یہاں یہی صورت ہے کہ جب مسجد کی انتظامیہ نے تاکید کر دی تھی کہ سو روپیہ سے زائد رقم مسجد میں نہ رکھی جائے بلکہ خزانچی کے سپرد کر دی جائے تو اس نے کیوں اس کی خلاف ورزی کر دی اور وہ کون سی مجبوری وضرورت تھی کہ اس نے اتنی بڑی رقم، ضائع ہونے کے اندیشے

http://t.me/tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے باوجود، خزانچی کو نہ پہنچائی۔ حتی کہ وہ رقم ضائع ہوگئی۔ مختصر یہ کہ رقم کا ضیاع، مؤذن کی کوتاہی سے ہوا تو وہ اس کا ضامن ہے۔ الا یہ کہ چندہ دینے والے خود ہی اُسے معاف کردیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ شوال المکرم ۱۴۰۳ھ

اگر قرض خواہ اپنی رقم مانگے، اور مقروض دینے کی بجائے، حج پر چلا جائے تو ایسے مال سے حج جائز نہیں

سوال: محترم جناب مولانا مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، عرض یہ ہے کہ خادم کو قرض کے بارے میں فتویٰ درکار ہے۔ امید ہے کہ جناب قرآن وسنت کی روشنی میں فتویٰ عنایت فرمائیں گے۔

عرض یہ ہے کہ: ایک شخص زید نے بکر سے ۱۰۰۰۰۰/=، لاکھ روپیہ صرف ایک ہفتہ کے لئے قرض پر لیا لیکن اب ایک ہفتہ گزرنے کے بعد بکر نے زید سے اپنا ایک لاکھ روپیہ قرض کا طلب کیا تو زید نے وہ قرض کی رقم دینے سے انکار کردیا۔

اب معلوم ہوا ہے کہ زید اس قرض کی رقم سے حج کرنے جارہا ہے اور بکر کی رقم دینے سے انکار کررہا ہے۔ اس لئے قرآن وسنت کی روشنی میں فتویٰ دیں کہ کیا زید کا یہ عمل درست ہے؟ اور وہ بکر کا قرض ادا کرنے سے پہلے حج کرسکتا ہے؟ اور کیا ایسا حج درست ہوگا؟ فقط مستقیم احمد خاں، ۲۸.۶.۱۹۸۴ء

۷۸۶ **الجواب:** صورت مذکورہ میں زید پر لازم ہے کہ وہ بکر کی رقم جو بصورت قرض اس پر واجب ہے ادا کرے۔ اس قرض کی رقم کو اپنے تصرف میں لانا ناجائز ہے اور پھر قرض لے کر منکر ہونا علیحدہ گناہ ہوا۔ بہر حال یہ رقم چونکہ زید کی ملک نہیں ہے اور حج کی شرائط میں سے ہے کہ وہ سفر خرچ کا مالک ہو لہٰذا اس حرام مال سے حج جائز نہیں اور زید کا یہ عمل شرعاً ناجائز ہے۔ (بہار شریعت۔) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ شوال المکرم ۱۴۰۴ھ

جب امانت مقررہ جگہ پہنچادی، پھر ضائع ہوئی تو امین پر تاوان نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین بیچ اس مسئلہ کے کہ: زید نے بکر کے ہاتھ ایک واشنگ مشین ابوظہبی سے پاکستان روانہ کی۔ واشنگ مشین پاکستان پہنچنے کے بعد، بکر جب واپس ابوظہبی آیا تو زید نے بکر سے واشنگ مشین کے اخراجات دریافت کئے۔ بکر نے کسٹم وکلیرنس کے اخراجات کے لئے کہا کہ میں تم سے لے لوں گا۔ اس دوران بکر پر سامان کی زیادتی کے سبب جرمانہ عائد کیا گیا تو بکر نے کہا کہ وہ جرمانہ کی رقم میں آپ سے نہیں لوں گا بلکہ صرف کلیرنس اور ٹرانسپورٹ کے اخراجات لوں گا۔ زید نے تین مرتبہ یہ بات دہرائی کہ آپ اپنے تمام اخراجات جو مجھ پر بنتے ہیں لے لو۔ کچھ عرصے بعد زید اور بکر میں کسی مسئلے پر تنازعہ ہوگیا لیکن اس سے قبل زید واشنگ مشین کے اخراجات جو کہ بکر نے بتائے تھے وہ ادا کرچکا تھا۔ اس تنازعہ کے سبب زید وبکر میں رنجش ہوگئی اور حتی کہ بات یہاں تک پہنچ گئی دونوں میں بول چال بند ہوگئی۔ اس تنازعہ کے کچھ دن گزرنے پر بکر نے پھر اپنے اس جرمانہ کا تقاضہ کیا لیکن زید جو بکر کے حساب سے تمام رقم ادا کرچکا تھا، لیکن اس تمام اخراجات اور جرمانے کا تحریری ثبوت بکر کے پاس موجود نہیں تھا لیکن بکر کے کہنے پر اسے جو رقم بنتی تھی وہ معہ جرمانہ ادا کردی گئی۔ بکر کے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس تقاضہ پر زید نے قرآن پاک پر فیصلہ کیا کہ وہ تقاضے کی قیمت سے زیادہ رقم قرآن پر رکھ دیتا ہے کہ جتنے اس کے بنتے ہیں وہ قرآن پر سے اپنی رقم اٹھالے لیکن بکر اس بات پر راضی نہ ہوا۔ بکر نے رقم نہ اٹھائی اور تقاضا کرتا رہا۔ یاد رہے کہ بکر پہلے اپنا تمام حساب لے چکا تھا اور جرمانے کا بھی علم بکر ہی کو تھا نہ کہ زید کو۔ اب زید پاکستان آ گیا اور بکر کا معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہے۔ زید نے حجت کے طور پر یہ کہا کہ میں پاکستان جاتا ہوں میں بھی تمہاری واشنگ مشین اس کے بدلے میں لے جاتا ہوں لیکن بکر اس پر بھی راضی نہ ہوا اب جب کہ زید بکر الگ الگ ہیں۔ اس واقعہ کو چار سال گزر چکا ہے کہ آپ قرآن وسنّت کی روشنی میں اس مسئلہ کا حل پیش کریں۔ اگر زید مجرم ہے۔ اور رقم اس کے ذمہ ہے تو زید کس طرح ادا کرے کیوں کہ زید بکر کے بارے میں کچھ نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہے؟ فقط السائل محمد صادق قریشی تحریک غلبہ اسلام، ساکن شہداد پور، سندھ

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں زید پر اب کوئی جرمانہ یا تاوان نہیں ہے۔ جب بکر نے زید کی دی ہوئی امانت اس کی مطلوبہ جگہ پہنچادی اور کرایہ بھی جو طے ہو چکا تھا وصول کرلیا تو اب زید پر کچھ لازم نہیں۔

احمد میاں برکاتی ۸.۴.۱۹۸۵ء

اگر کسی کے وارث کا علم نہ ہو تو مال وارث کے ملنے تک امانتاً رکھا جائے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک ماہ کا عرصہ ہوا زید کا انتقال ہو گیا ہے اور اس کا قریبی کوئی وارث نہیں ہے۔ زید تقریباً ۱۵ سال تک ایک مسجد کا پیش امام رہا ہے۔ مسجد کے علاوہ زید کا اور کوئی ٹھکانہ نہیں تھا اور پندرہ سال سے صرف مسجد میں ہی رہتے تھے۔ دو سال قبل حج کے فارم بھرے تھے اور اس میں لکھا تھا کہ اگر میرا انتقال ہو جائے تو میرا روپیہ مسجد کو واپس دیا جائے یا مسجد کو وارث قرار دیا تھا اور اس کے بعد حج کی منظوری نہیں ہوئی اور حج کا روپیہ ڈاکخانہ میں جمع کر دیا تھا اب چونکہ ان کا انتقال ہو گیا ہے اور روپیہ ڈاکخانہ میں جمع ہے۔ دوسرے ان کا کچھ سامان اور کپڑے وغیرہ بھی حجرے میں موجود ہیں۔ کیا ان کے روپے اور سامان کی مسجد وارث ہے؟ اور وارث نہ ہونے کی صورت میں ان کا روپیہ مسجد کی تعمیر میں لگایا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اور کپڑے اور سامان فروخت کر کے ان کے انتقال کے خرچ پر لگایا جاسکتا ہے؟ اور باقی کپڑے اور سامان اللہ کے نام پر غریبوں کو تقسیم کر کے ان کی روح کو ایصال ثواب کیا جاسکتا ہے؟ مسجد کے وارث ہونے کا ثبوت ان کے حج فارم سے معلوم ہوا ہے۔ جب کہ ان کے فوٹو اور دستخط بھی موجود ہیں۔ ان کے انتقال کی اطلاع بار بار اعلانات اور اخبارات میں بھی شائع کر دی گئی ہے تا کہ کوئی جائز وارث ہو تو مسجد کمیٹی سے رجوع کرے۔ منجانب انجمن مسجد کمیٹی، شاہی بازار، حیدر آباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** وصیت صرف تہائی مال یعنی ۱/۳ میں جاری ہوتی ہے تہائی مال کے علاوہ جتنا مال نقد کپڑے سامان وغیرہ موجود ہے وہ متوفی کے وارث کا حق ہے اگر چہ وہ دور کے رشتہ دار ہوں۔ یہ مال بدامانت رکھا جائے اور جب کسی وارث کا پتہ نہ چلے تو آ گاہ کیا جائے تا کہ جواب دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ ربیع الآخر ۱۳۸۸ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب العاریۃ (بغیر معاوضہ کوئی چیز عارضی دینا)

عاریت کی ایک صورت

سوال: محترمی ومکرمی جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: الف ایک دوکان کا مالک ہے۔ ب اس کا قریبی عزیز ہے۔ ب کو عارضی طور کام جمانے کے لئے دوکان کی ضرورت تھی۔ مارچ ۱۹۸۰ء میں بغیر کسی تحریر کے باہمی اعتماد پر دوکان دی گئی تھی۔ البتہ درج ذیل باتیں متفقہ طور پر طے شدہ اور مسلّم تھیں کہ

۱۔ ب نے اسکوٹر پارٹس کی ایجنسی لی تھی۔ اسے صرف کام جمانے کے لئے عارضی طور پر دوکان کی ضرورت تھی۔ دوکان ہذا مین بازار سے الگ تھلگ ہے۔ اس لئے کہا گیا تھا کہ کام جمنے کے بعد مارکیٹ میں دوکان لے لوں گا اور آپ کی دوکان خالی کردوں گا۔ ۲۔ الف کو جب دوکان کی ضرورت ہوگی، دوکان فوراً خالی کردی جائے گی۔

الف نے دوکان کے سلسلہ میں ایک پیسے کا بھی مطالبہ نہیں کیا بلکہ بجلی بھی مفت میں محض رشتہ داری کے سبب دے رہا ہے۔

الف کو دوکان کی ضرورت ہے۔ اس نے دوکان خالی کرنے کا مطالبہ کیا۔ جس کو دو سال سے زیادہ گزر چکا ہے۔ ب نے طے شدہ باتوں سے انحراف کرتے ہوئے دوکان خالی کرنے سے انکار کردیا ہے۔ یاد دلایا گیا کہ ایفائے عہد فرمائیں اور امانت واپس کردیں لیکن کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔

مندرجہ بالا کوائف کی روشنی میں قرآن وحدیث کی رو سے فتویٰ صادر فرمائیں کہ

۱۔ الف کا مطالبہ جائز ہے یا ناجائز؟ ۲۔ ب نے ایفائے عہد سے گریز کیا ہے، شریعت کا کیا فیصلہ ہے؟

۳۔ ب اس دوکان سے جو روزی حاصل کرتا ہے، وہ جائز ہے یا ناجائز؟ فقط والسلام احقر عبدالواحد

۷۸۶ الجواب: یہ صورت، عاریت کی ہے۔ یعنی مالک دوکان نے اپنی دوکان کسی عوض کے بغیر، دوسرے کو دے دی۔ یہ دوکان اب اس دوسرے کے پاس امانت ہے اور مالک دوکان کو یہ اختیار ہے کہ جب چاہے دوکان واپس لے سکتا ہے۔ (درمختار وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ حدیث شریف میں آیا کہ "تین چیزیں منافق کی علامت ہیں۔"

۱۔ جب بات کرے جھوٹ بولے، ۲۔ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے، ۳۔ اور جب وعدہ کرے تو اس کے خلاف کرے۔ تو وعدہ خلافی سخت گناہ اور شان مسلم کے خلاف ہے اور ذریعہ ناجائز ہو تو آمدنی بھی ناجائز۔ واللہ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ ر ذی قعدہ ۱۴۰۳ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب الھبۃ (کسی کو تحفہ دینا، بخشش کرنا)

کسی نیک کام میں کوئی چیز دے کر واپس لینا بہت برا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک مذہبی انجمن جس کے تحت قرآن کریم حفظ، ناظرہ کے تین مدرسے چلتے ہیں۔ انجمن کے چند افراد نے چند مطالبات جو قانونا غلط ہیں منوانے کی کوشش کی لیکن انجمن کے ارکان کی بھاری اکثریت نے ان کے ان مطالبات کی پرزور مخالفت کی۔ اب وہ چند افراد اس بات پر مصر ہیں کہ ہم نے انجمن میں جو رقم خود دی یا کسی سے زکوٰۃ، خیرات، عطیات، قربانی کی کھالیں وغیرہ دلائی ہیں اس کا حساب کر کے رقم واپس کی جائے۔ کیا رقم ان کو شرعا دی جاسکتی ہے یا نہیں۔ دلائل کی روشنی میں واضح فرمائیں۔

نوٹ۔ ایک مدرسہ ان ممبروں میں سے بعض کے علاقے میں موجود ہے لیکن اس کا سارا انتظام مرکز کے تحت ہے اور انجمن اس کو ہر صورت چلانے کے لئے تیار ہے۔ ان افراد نے فردا فردا خود اپنے پیش کیے ہوئے مطالبات کو غلط اور ناجائز تسلیم کیا ہے؟ عبدالرزاق، نائب ناظم انجمن پھلیلی، پریٹ آباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** ایک عاقل بالغ نے اپنی کوئی چیز، جب کسی فرد، یا انجمن، کو بلا معاوضہ دے ڈالی اور اس دوسرے کو اس چیز کا مالک کر دیا اور اس دوسرے نے اس پر قبضہ کر لیا تو یہ ہبہ ہوا اور ہبہ تمام ہو جائے، تو اسے لینا بہت بری بات ہے۔ حدیث شریف میں صاف ارشاد ہوا۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ جس طرح کتا قے کر کے چاٹ جاتا ہے، اور یہ شخص واپس نہیں لے سکتا، اور اگر دی ہوئی رقم، زکوٰۃ صدقہ، فطرہ، یا کسی اور صدقہ واجبہ کی رقم ہے تو اس سے واپس لینا بھی جائز نہیں۔ اگر چہ صدقہ لینے والا اسے واپس کرے۔ (عالمگیری) اور اس ممبر نے دوسروں سے جو رقم انجمن کے لئے حاصل کی ہے ان کی واپسی کا حکم ظاہر ہو گیا، جب وہ رقوم خود دینے والے وصول نہیں کر سکتے تو اس کی تو حیثیت محض ایک وکیل کی تھی، وہ بھی ختم ہوئی اب اس رقم کو صرف انجمن حسب صوابدید جائز طور پر صرف کر سکتی ہے۔ کسی اور کو اس رقم پر کوئی اختیار نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ ذی القعدہ ۱۳۸۷ھ

اپنی بیٹی کو بیچ دیا، اور رقم اپنے کام میں لی حلال ہے یا حرام؟ اگر ان پیسوں سے زمین خرید لی تو اس کی آمدنی کو کیا کرے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنی لڑکی کو بیچ کر وہ پیسے اپنے پاس رکھ لئے۔ کچھ عرصہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے بعد کسی آدمی نے اپنی زمینیں بیچنی شروع کیں تو اس شخص نے ان پیسوں سے وہ زمین خرید لی۔ چند دنوں کے بعد اس شخص کو کسی عالم نے سمجھایا کہ یہ حرام ہے۔ تو وہ شخص اب شریعت محمدی ﷺ پر عمل کرنا چاہتا ہے، تو اس کی کیا صورت ہے۔ زمین دینے والا زمین واپس نہیں لیتا اور وہ زمین کے پھلوں سے مسافروں کو یا غریبوں کو کھانا یا خیرات دے سکتا ہے یا نہیں۔ اور اگر وہ خود کھائے تو حرام ہے یا حلال؟ یا وہ شخص وہ زمین بیچ کر اپنے لئے یا اپنے لڑکوں کی شادی کے لئے خرچ کرسکتا ہے یا نہیں؟

فقط متعلم حافظ غلام مصطفیٰ (الصف الثالث)، دار العلوم احسن البرکات، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: زمین والا اگر زمین واپس کردے اور اپنی رقم لے لے تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی لغزشوں کو معاف فرمائے گا۔ (ابوداؤد۔ ابن ماجہ) اور اگر وہ زمین واپس نہیں کرتا تو اس پر فرض ہے کہ اس کی پیداوار سے رقم مہیا کرے اور جمع کر کے ایک ساتھ یا قسط وار اس شخص کو وہ رقم ادا کرے جس کے ہاتھ لڑکی کو بیچا تھا یا کسی سے قرض لے کر اس کی رقم چکائے۔ اسی طرح اس لڑکی کے خریدار پر فرض ہے کہ اس لڑکی کو اس کے باپ کے حوالہ کردے وہ لڑکی آزاد ہے۔ اس پر صرف اپنا حق ہے یا اپنے ماں باپ کا۔ حرام کا مرتکب جس طرح اس کا باپ ہے یوں ہی وہ بھی حرام کا مرتکب ہے جس نے اس لڑکی کو خریدا۔ دونوں پر توبہ فرض ہے۔ بہر حال روپیہ دینے والے کا لڑکی پر کوئی حق نہیں اور جو روپیہ اس نے دیا وہ لینے والے پر قرض ہے خواہ یہ معاف کردے اور آخرت کا ثواب لے یا اس سے وصول کرے۔ ہاں رقم وصول کرنے کے لئے لڑکی کو نہیں روک سکتا۔ روکے گا تو یہ اور گناہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ رجب المرجب ۱۳۸۹ ھ

چندہ کی رقم سے، تمام چندہ دہندگان کی مرضی سے کاروبار کرنا، اور اپنی جانب سے منافع بلاشرط دینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ہم محلہ کے چند افراد مل کر ایک انجمن قائم کرتے ہیں۔ جو صرف ایک سال کے لئے ہوتی ہے اور رمضان سے قبل توڑ دی جاتی ہے اور پھر اسی روز نئے ممبر بنائے جاتے ہیں اور اس انجمن کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ تھوڑا تھوڑا بچا کر عید کے موقع پر اپنی ضروریات اور خوشی کو دوبالا کرنے کے لئے ہر ممبر سے دو روپیہ ہر ہفتہ لیا جاتا ہے اس طرح تقریباً ایک سو پچاس ممبروں سے ۳۰۰=/ سو روپے لئے جاتے ہیں چونکہ یہ رقم بیکار پڑی رہتی تھی لہٰذا کمیٹی کے ممبروں کی اکثریت کی رائے سے یہ طے پایا گیا کہ انجمن کا کوئی ایک مرد رقم لے کر بطور ادھار کاروبار کرتا ہے اور مقررہ مدت پر جتنا پیسہ انجمن سے لیتا ہے واپس کر دیتا ہے، تو اگر وہ اپنی خوشی سے انجمن کو بطور عطیہ کے کچھ دینا چاہے تو وہ دے سکتا ہے یا نہیں؟ برائے مہربانی یہ بتائیں کہ اگر ممبر نے جو عطیہ دیا ہے وہ سود ہے یا نہیں؟ اور یہ جائز ہے یا ناجائز؟

فقط چراغ الدین

۷۸۶ الجواب: کسی ضرورت مند مسلمان کو کوئی رقم بطور قرض دینا اور اس پر کوئی منافع نہ لینا باہمی تعاون ہے جس کا حکم قرآن شریف میں موجود ہے اب جب کہ یہ رقم بلاشرط دی گئی بلکہ صراحتاً لینے والے نے کہہ دیا کہ میں کوئی منافع نہ دوں گا اور

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انجمن نے کہہ دیا کوئی نفع نہ لیں گے، پھر اگر شخص مذکورہ کوئی رقم بطور عطیہ دینا چاہتا ہے تو دے سکتا ہے یہ سود نہیں البتہ قرض لینے والا کوئی رقم بطور عطیہ نہ دے تو انجمن کو کوئی ناگواری نہ آنی چاہئے بلکہ انھیں خوشی ہونی چاہئے کہ ایک مسلم کا کام بھی بن گیا اور ہماری رقم بھی واپس مل گئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۵ محرم الحرام ۱۳۹۰ھ

ضروریات مسجد کے لئے چندہ کیا گیا، اس سے رنگ وروغن جائز

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسجد کے بیت المال میں امام صاحب کی تنخواہ، مؤذن کی تنخواہ، بجلی کا بل، اور سوئی گیس کا بل ادا کرنے کے بعد بھی کچھ رقم بچ رہی ہے۔ مسجد کی سفیدی، رنگ وروغن ودیگر ضروریات میں اس رقم کو خرچ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ ازروئے شرع شریف جو حکم ہو صادر فرمائیں۔ فقط السائل

۷۸۶ **الجواب:** جو رقم چندہ سے مسجد کے لئے جمع کی گئی ہے اس سے مسجد کا رنگ وروغن کرنا، چراغاں کا اہتمام کرنا جائز ہے، اس میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ رمضان المبارک ۱۳۹۷ھ

جو چندہ مسجد کی ضروریات کے لئے کیا، اس سے حافظ کو نذرانہ نہ دیا جائے

https://t.me/Tehqiqat

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسجد میں ختم قرآن شریف کی تقریب میں تراویح پڑھانے والے حافظ صاحب کو نذرانہ اور تبرک وشیرنی وغیرہ پر ضروریاتِ مسجد کے بیت المال کی رقم سے خرچ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ ازروئے شرع شریف آگاہ فرمائیں۔ فقط السائل

۷۸۶ **الجواب:** عام چندہ سے، مسجد کے لئے جمع کی جانے والی رقوم صرف مسجد کی ضروریات پر صرف کی جائیں۔ تراویح پڑھانے والے حافظ صاحب کو نذرانہ اس رقم سے نہ دیا جائے، یا پھر ان لوگوں سے اجازت حاصل کرلی جائے جنھوں نے مسجد کو چندہ دیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ رمضان المبارک ۱۳۹۷ھ

چندہ کا مشترکہ پیسہ حرام نہیں ہوسکتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے میں کہ: مسجدیں تعمیر ہو رہی ہے اور ہر مسجد کے دروازے کے سامنے سڑک پر گلّا لگا ہوا ہے۔ اب اس میں چندہ غیر مسلم بھی ڈالتے ہیں کیوں کہ مسجد سے آواز آرہی ہے کہ مسجد کی تعمیر میں جو حصہ لے گا، اسے جنّت میں سونے کا گھر ملے گا۔ آس پاس کے دوکانداروں نے کہا ہے کہ اس میں آوارہ عورتیں بھی چندہ ڈالتی ہیں۔ تو کیا نمازیوں کی نماز صحیح ہوجائے گی؟

گلّے کے پاس کوئی شخص کھڑا ہوا بھی نہیں ہوتا جس کا دل چاہتا ہے پیسے گلّے میں ڈال دیتا ہے۔ یہ گلّا صحیح ہے یا غلط؟ اگر غلط ہے تو اس کے لئے کیا کیا جائے؟ السائل، محمد ادریس، ریشم گلی، حیدرآباد، ۲۸.۹.۱۹۷۸ء

۷۸۶ **الجواب:** غیر مسلم، تعمیر مسجد میں اور وہ بھی یوں کہ اس کا نام نہ ہو جب کہ وہ نام پر مرتے ہیں، چندہ دینے ہی کیوں لگا،

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یوں ہی بلا تحقیق عورتوں کو جو اس میں چندہ ڈالتی ہیں آوارہ کہہ دینا سخت بری بات ہے۔ اس سے احتراز و اجتناب لازم وضروری ہے اور بالفرض مان بھی لیا جائے کہ کسی غیر مسلم نے یا کسی آوارہ مرد خواہ عورت نے اس میں چندہ ڈالا تو اس سے نماز میں کیا خرابی پیدا ہوگی۔ اس پیسہ کو آنکھ بند کر کے حرام پیسہ نہیں کہا جاسکتا جب تک تحقیق نہ ہو۔ اس قسم کے وسوسوں کے پیچھے مت بھاگیں ورنہ جینا دوبھر ہو جائے گا۔ شریعت مطہرہ، ظاہر پر حکم دیتی ہے اور بظاہر وہ روپیہ حرام نہیں، تو حلال ہوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ شوال المکرم ۱۳۹۸ ھ

چندہ جس غرض کے لئے ہے اس میں صرف کرنا جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ مسجد کے بیت المال کی رقم سے مسجد میں پنکھے خرید کر لگائے جاسکتے ہیں؟ جب کہ ۲۵ سال پہلے سے ۳ پنکھے لگے ہوئے ہیں۔

۲۔ بیت المال سے مسجد میں رنگ وروغن کرایا جاسکتا ہے یا نہیں؟

۳۔ بیت المال سے ختم قرآن پاک کی تقریب میں رقم خرچ کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ برائے کرم صحیح ومدلل جواب سے آگاہ فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ فقط والسلام خادم اہلسنت حافظ سراج الدین

۷۸۶ **الجواب:** جب کہ یہ رقم لوگوں سے حاصل کئے ہوئے چندہ سے ان ہی مصارف کے لئے جمع کی گئی ہے تو اس کا مصرف ہر وہ جائز فعل ہے، جس سے مسجد ومصلیان مسجد کا مفاد ہو کہ چندہ کی رقم ایسے ہی مصارف میں صرف کی جاتی ہے لہٰذا اس رقم سے پنکھے خریدنا، رنگ وروغن کرانا، ختم قرآن کریم کا اہتمام کرنا، حافظ وسامع کی خدمت، کرنا، شیرنی تقسیم کرنا وغیرہ جائز ہے اور اگر مسجد سے متعلق کچھ وقف ہے اور اس کی آمدنی مسجد میں جمع ہے تو اس میں تفصیل ہے۔ سائل الگ معلوم کرسکتا ہے؟ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ رمضان المبارک ۱۳۹۸ ھ

سودی رقم بلانیت ثواب مجبوروں کو دے دے

سوال: محترم جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، جناب عالیٰ عرض یہ ہے کہ ایسوسی ایشن ہذا کی کچھ رقم ایک مقامی بینک میں فکسڈ ڈیپازٹ کھاتہ میں جمع ہے۔ بینک اس رقم پر سالانہ ایک مقررہ شرح سے منافع دیتا ہے۔ جس کو عام طور پر سود کہا جاتا ہے۔ ایسی صورت میں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا وہ منافع (سود) کسی ادارہ یا ایسوسی ایشن کو لینا جائز ہے یا حرام۔ اگر وہ رقم لینا ناجائز ہے تو پھر ایسی رقم کا مصرف کیا ہونا چاہئے۔ بینک میں چھوڑ دی جائے۔ یا کسی غریب یا ضرورت مند کو دے دی جائے۔ یا کسی رفاہی ادارے کے حوالہ کردی جائے؟ یا کسی اور کام میں لی جائے؟ جب کہ یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ اس ملک کی اقتصادیات کا پورا انتظام ہی بینک کے منافع پر چل رہا ہے۔ امید ہے کہ تفصیلاً جواب سے مطلع فرمائیں گے۔ فقط۔ شبیر احمد خان، صدر حیدرآباد صرافہ ایسوسی ایشن، صرافہ بازار، حیدرآباد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ الجواب: یہ رقم پہلے بینک سے نکال لی جائے پھر معذور و مجبور لوگوں پر صرف کریں لیکن نہ اس میں نیت ثواب ہو نہ ایسوسی ایشن کا اپنا مفاد مضمر۔ (فتاویٰ مظہریہ۔ فتاویٰ رضویہ وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ رمضان المبارک ۱۳۹۸ ھ

زمین ہبہ کردی تو اب واپس لینے کا حق نہ رہا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: جب محمد صدیق ولد کھڑ خان کا انتقال ہوا۔ اس وقت محمد صدیق ولد کھڑ خان نے اپنے پسماندگان میں، بیوی، چار لڑکیاں، ایک لڑکا، اور کچھ اراضی زمین چھوڑ دی۔ یہ بچے محمد صدیق ولد کھڑ خان کے بھائی مولوی محمد عمر صاحب کی زیر کفالت رہے کچھ عرصے بعد محمد صدیق کی بیوی اور دو لڑکیاں اور لڑکا تو انتقال کر گئے۔ باقی مرحوم کی دو لڑکیاں باقی رہیں ان کے نام یہ ہیں ۱۔ بصران، ۲۔ جمیعت۔ جب یہ لڑکیاں جوان ہوئیں تو مولوی محمد عمر صاحب نے محمد صدیق کی چھوڑی ہوئی ملکیت زمین کو شرع محمدی کے موجب بھائی محمد عمر صاحب اور دونوں لڑکیوں میں زمین تقسیم کی اور ساتھ ہی مسماۃ بصران کا نکاح محمد صالح سے کرادیا اور دوسری لڑکی جمیعت کا نکاح اپنے لڑکے رحمت اللہ سے کرادیا ان دونوں لڑکیوں نے اپنے حصے کی زمین اپنے چچا محمد عمر صاحب کو بخشش کردی اور ۱۹۳۸ء میں بخشش کی ہوئی زمین کا اندراج دو گواہوں کے سامنے مختیار کار صاحب کے آفس میں کرادیا گواہوں کے نام یہ ہیں ۱۔ مولوی محمد صالح ولد ولی محمد، ۲۔ محمد اسحاق ولد احمد خان ۱۹۴۷ء میں مولوی محمد عمر صاحب انتقال کر گئے اور مسماۃ جمیعت کا بھی انتقال ہو گیا اور وہ زمین جو بخشش والی تھی مولوی محمد عمر صاحب کے ورثاء میں تقسیم ہوگئی۔ یہ ورثاء زمین پر آج تک قابض ہیں۔ اس وقت مسماۃ بصران اپنا حصہ بخشش کیا ہوا واپس طلب کر رہی ہے۔ زمین طلب کرنے پر زمین کا ریکارڈ دیکھا گیا۔ لیکن وہ ریکارڈ نہیں مل رہا ہے اور گواہ موجود اور زندہ ہیں۔ کیا ایسی صورت میں مسماۃ بصران اس زمین کو لینے کی حقدار ہے یا نہیں؟ اس معاملہ میں قانون شرعی کیا کہتا ہے؟ فقط رحمت اللہ ولد مولوی محمد عمر

۷۸۶ الجواب: جب کہ مسماۃ بصران نے وہ زمین اپنے چچا محمد عمر کو بخش دی اور بموجب قانون مروجہ وقت بخشش، اس کا داخل خارج بھی محمد عمر کے نام سے ہو گیا اور ادھر محمد عمر مرحوم کا انتقال ہو گیا تو یہ زمین اسی وقت ہبہ سے، محمد عمر کی ملکیت ہوگئی۔ پھر موہوب لہ یعنی جسے زمین ہبہ کی گئی اس کی موت خود مانع رجوع ہو تو اب بصراں کو یوں بھی اختیار نہ رہا۔ مختصراً حکم شرعی یہ ہے کہ اب بصراں اس زمین کی واپسی کا کوئی مطالبہ نہیں کر سکتی۔ اگر کرے گی تو شرعاً مطالبہ قابل قبول نہ ہوگا۔ (عامۂ کتب)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ ربیع الاول شریف ۱۳۹۸ ھ

(میں اس قرآن وحدیث کو نہیں مانتا) (معاذ اللہ) یہ کہنا کلمۂ کفر ہے۔ اس پر وراثت کے احکام

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک قطعہ زمین نصف آباد، اور نصف غیر آباد ہے، اور زید کے دادا نے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہ زمین بکر کو ھبہ کردی اور کچھ دن بعد بکر نے اس زمین کو خالد کے ہاتھوں فروخت کر دیا۔ زید نے دعویٰ کیا کہ بکر کو ہبہ شدہ زمین کو فروخت کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ آیا! از روئے شرع شریف زید اپنے دعویٰ میں سچا ہے یا جھوٹا؟

پھر اسی ہبہ شدہ قطعہ زمین پر زید اور بکر اپنے اپنے حق کو ثابت کرنے کے لئے آگے آگے تھے۔ آخر کار دونوں قاضی وقت کے پاس چلے گئے اور قاضی نے ان میں سے ہر ایک سے گواہ طلب کرایا اور دونوں گواہ لانے سے عاجز آگئے۔ تو پھر قاضی نے باجازت مدعی، مدعا علیہ پر حلف پیش کیا اور مدعا علیہ قسم کھانے سے تین مرتبہ انکار کرنے لگا اور ساتھ اس طرح کہا کہ میں اس قرآن وحدیث کو نہیں مانتا اور یہ کہہ کر چلا گیا قاضی کے دربار سے اور پھر قاضی نے وہ قطعہ زمین بکر کو تحریر کر کے دے دی۔ تو از روئے شرع مدعا علیہ مسلمان رہا یا نہیں۔ اور تجدید کلمہ اور نکاح وغیرہ لازم آیا یا نہیں۔ اور چند دن بعد مدعا علیہ قاضی سے وہ تحریر لے کر کسی اور قاضی کے پاس گئے جس نے بارہ ہزار روپے رشوت لے کر اس تحریر کو غلط قرار دیا۔ قاضی ثانی نے بر بناء رشوت تحریر کو توڑا۔ از روئے شرع اس مذکورہ مسئلہ کو قرآن وحدیث سے وضاحت کر کے ہمارے لیے ہدایت کا راستہ کھولئے۔ فقط والسلام (مولوی) احمد خان زہری، فضل محمد بوبک، بلوچستان، علاقہ خضدار

۷۸۶ الجواب: زید کے دادا نے جو زمین بکر کو ہبہ کر دی اور وہ زمین اسی کی ملک اور اس کے قبضے میں تھی تو بیشک وہ ہبہ صحیح ہوا اور اب اس زمین پر بکر کی ملکیت ثابت ہوگئی یعنی اس زمین پر بکر نے قبضہ کر لیا۔ دستاویز میں داخل خارج کرا لینا بھی اس پر قبضہ کے معنی میں ہے اور زید کے دادا کے انتقال کے بعد، زید یا کسی اور وارث کو حق رجوع بھی نہیں، اور نہ زید کا یہ کہنا معتبر ہے، کہ بکر کو اس زمین کے بیچنے کا کوئی حق نہیں اور کوئی معقول وجہ ہے تو بیان کرے اور حکم شرعی حاصل کرے۔ بلا دلیل شرعی زید کا بکر سے لڑنا اور مقدمہ بازی کرنا، ناحق اور مسلمان کی ایذا رسانی ہوا، لیکن ان تمام امور کے باوجود، کورٹ میں جس شخص نے وہ خبیث الفاظ ادا کئے۔ وہ یقیناً اسلام سے خارج اور کافر و مرتد ہو گیا اور اس ارتداد کے باعث، جو کچھ اس کے املاک اموال تھے سب اس کی ملک سے خارج ہو گئے۔ ہاں اگر وہ پھر سے توبہ کرے اور از سر نو، اسلام لے آئے تو بدستور مالک ہو جائے گا اور اگر وہ کفر ہی پر مر گیا تو زمانہ اسلام کے جو کچھ اموال ہیں ان میں سے زمانہ اسلام کے دیون ادا کرنے کے بعد جو کچھ بچے وہ اس کے مسلمان ورثہ کو ملے گا اور زمانہ ارتداد میں جو کچھ کما رہا ہے اس میں اس کا کوئی وارث نہیں۔ یو ہیں ارتداد سے عورت بھی نکاح سے نکل جاتی ہے۔ پھر اسلام لانے کے بعد، اگر عورت اس سے راضی ہو تو دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے۔ ورنہ جہاں پسند کرے عورت اپنا نکاح کر سکتی ہے، اس کا اس عورت پر اب کوئی حق نہیں اور اگر اسلام لانے کے بعد عورت کو بدستور رکھ لیا دوبارہ نکاح نہ کیا تو قربت زنا ہوگی اور اولاد ولد الزنا۔ قرآن کریم نے ایسوں ہی کے متعلق فرمایا کہ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ (آل عمران: 22) اور احادیث کریمہ میں ایسوں کو قتل کی سزا وارد ہوئی، کہ حاکم اسلام اسے قتل کر دے اگر وہ توبہ نہ کرے۔ یہ تمام مسائل درمختار، ردالمحتار، عالمگیری وغیرہا میں بصراحت مذکور ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۸ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رکن بننے کے لئے چندہ کی شرط لگانا کیسا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک دینی وسیاسی جماعت نے حالیہ میونسپل الیکشن کے سلسلے میں درخواست دھندگان برائے تائید ونمائندگی کے ساتھ یہ شرط، عائد کردی ہے کہ تم ہماری نمائندگی کی درخواست کے ہمراہ ۳۰۰=/ روپیہ ادا کرو، اگر یہ رقم نہ دی تو تمہاری درخواست قبول نہیں کریں گے۔ جناب والا یہ جماعت سیاسی جماعت کے ساتھ، دینی جماعت بھی ہے۔ کسی دینی جماعت کو، شرط کے ساتھ رقم دینی کس اعتبار سے جائز ہے؟ از روئے شرع جواب دے کر مرحمت فرمائیں۔ فقط حکیم سیّد محفوظ علی، بکرا منڈی، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** اس لین دین کی بظاہر کوئی وجہ غیر شرعی نظر نہیں آتی۔ لہٰذا جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ شوال المکرم ۱۳۹۹ھ

مزار کی تعمیر کے لئے صاحب مزار کا بیٹا چندہ کرے، اور کچھ رقم اپنے صرف میں لے تو جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید نے مزار عمرو کے لئے چندہ کیا اور صاحب مزار عمرو کے صاحبزادے بکر (جو کہ کئی ماہ سے بیروزگار تھا) کو اسی چندہ کی رقوم سے (گھریلو حالات کے پیش نظر) بطور نذرانہ یا اخراجات کچھ رقم دے دی۔ اب دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ اس چندہ کی رقم سے صاحب مزار کے بیٹے بکر کو وہ رقم لینی جائز ہے یا نہیں؟ جواب باصواب سے عنداللہ ماجور ہوں۔

فقط سید ضیاء الحسن شکیل ولد (مفتی) سید ریاض الحسن جیلانی، امریکن کوارٹرز، حیدرآباد، ۱۶ شعبان ۱۳۹۹ھ

۷۸۶ **الجواب:** چندہ کی رقم سے صاحب مزار کے بیٹے کو کچھ رقم لینے اور صرف کرنے کے جائز ہونے میں تو کوئی کلام نہیں کہ وہ ایک طور پر تعمیر کی نگرانی کی اجرت بھی کہی جا سکتی ہے۔ آخر لوگ کسی نہ کسی پر اعتماد کر کے نگراں مقرر کرتے اور اسے اجرت دیتے۔ تو اس کام کے لئے صاحب مزار کے بیٹے سے بڑھ کر اور کون معتمد ہو سکتا ہے اور غالباً اسی نیت سے دینے والے نے وہ رقم ادا بھی کی ہوگی۔ پھر بھی بہتر یہ تھا کہ وہ دینے والے دوسرے چندہ دینے والوں سے مشورہ کر لیتے۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہی مریدین عمرو کے اہل خانہ کی ضروریات بھی مہیا کرتے ہیں تو اگر کوئی اعتراض ہے تو چندہ کر کے اس رقم میں ڈال دیں اور خازن کو ہدایت کر دیں کہ وہ آئندہ ایسا نہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ شعبان ۱۳۹۹ھ

مسجد کے پلاٹ کی قیمت خریدار مقرر کرے، اور اس پر اصرار کرے تو یہ جبر ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: حیدرآباد میں میمن سوسائٹی کی ایک کالونی آباد ہو رہی ہے۔ جسکے مکمل ہونے پر تقریباً سات آٹھ ہزار افراد آباد ہوں گے۔ اس کالونی میں ایک مسجد زیر تعمیر ہے۔ جس کی تعمیر پر پانچ لاکھ روپیہ خرچ ہوگا۔ تعمیر کے لئے چندہ جمع کیا جا رہا ہے اس کے علاوہ سوسائٹی کے جو ممبران اپنا پلاٹ بیچ کر جاتے ہیں، ایسے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فروخت ہونے والے پلاٹ پر سوسائٹی کی مینجنگ کمیٹی اور جنرل باڈی کے متفقہ فیصلہ کے مطابق، مسجد کے لئے فی گز پچیس پیسہ چندہ لیا جاتا ہے یہ چندہ خریدار ادا کرتا ہے، بلکہ اس سے زیادہ دلاتا ہے۔اس طرح فی گز پچیس پیسہ لینا جائز ہے یا نہیں۔اور چندہ کی صورت ایسی ہو تو کیا ایسا چندہ مسجد کی تعمیر میں لگایا جاسکتا ہے؟ کمیٹی مسجد مریم میمن ہاؤسنگ سوسائٹی

۷۸۶ **الجواب:** پلاٹ، یا تعمیر شدہ مکان، فروخت کرنے والے پر، ۲۵ پیسہ فی گز کے حساب سے چندہ دینا اگرچہ مسجد کے نام پر ہو اگر اس پر لازم کر دیا گیا ہے تو یہ چندہ کہاں ہوا جبر و اکراہ وصول کرنا ہوا اور حدیث شریف میں ہے کہ "مسلمان کو حلال نہیں کہ مسلمان بھائی کی لکڑی یا عصا بغیر اس کی دلی مرضی کے لے۔" جب بے مرضی لکڑی لینا حرام ہے تو اس کے اور مال کا لینا، کیونکر حرام نہ ہوگا جب کہ قرآنی ارشاد ہے لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ (البقرہ:256) دین کے لئے کوئی جبر و زبردستی نہیں۔ہاں وہ اپنی مرضی سے جو اور جتنا چاہے دے۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم شعبان المعظم ۱۳۹۹ھ

عام سواری چندہ کی رقم سے مہیا کی گئی اگر اس سے کچھ رقم بچ جائے تو اجازت لے کر کارخیر میں صرف کریں

سوال: مکرمی محترمی جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ:

حیدرآباد سے رائیونڈ کے اجتماع کے سلسلے میں سات بسوں کے ذریعہ ایک قافلہ رائیونڈ گیا۔اس میں کل تقریباً ۳۴۰ احباب تھے۔حیدرآباد کے ذمہ دار ساتھی کے ذمہ اس قافلہ کی ذمہ داری سونپی گئی تھی۔ان ساتھی نے جانے والے احباب سے مبلغ ۱۵۰ (ڈیڑھ سو روپے) فی کس کے حساب سے آمد و رفت کرایہ اور درمیانی مدت کا کھانا ناشتہ وغیرہ طے کیا۔چونکہ بعد میں اگر کم یا زیادہ خرچہ ہو جائے تو پھر وصولی ناممکن ہوتی ہے۔اس لئے امیر صاحب کے مشورے سے یہ طے ہوا کہ مبلغ ۱۵۰ روپیہ ساتھیوں سے وصول کیا جائے۔ان ذمہ دار ساتھی نے امیر صاحب کو یہ بھی بتایا کہ اگر اس رقم میں کچھ کمی واقع ہوگئی تو میں اپنے پاس سے ادا کر دوں گا اور اگر کچھ سامان وغیرہ بچے تو اس کو مرکز کے استعمال میں لا دیں گے۔

اس لئے علماء کرام کیا فرماتے ہیں یہ بچا ہوا سامان وغیرہ مرکز کے استعمال میں دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

فقط حافظ محمد یعقوب، شاہی بازار، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** سفر سے واپسی پر جو رقم، یا سامان جو اسی رقم سے حاصل کیا گیا تھا باقی رہا تو یہ کسی فرد واحد کی ملکیت نہیں، نہ اسے، تنہا اپنی رائے سے اس میں تصرف کا کوئی اختیار ہے بلکہ یہ رقم و سامان ان تمام مسلمانوں میں مشترک ہے جنھوں نے کرایہ کے نام پر رقوم ادا کی تھیں۔لہٰذا فرداً فرداً تمام حضرات سے اجازت لے کر کسی بھی کارخیر یا مصرف خیر میں اسے صرف کیا جاسکتا ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جس کے نام زمین ہبہ ہوئی وہ خالص اسی کا حق ہے۔ دوسروں کو اس میں تصرف کا اختیار نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: سکینہ بنت امیر علی کا نکاح نور عالم ولد گلاب سے ہوا۔ شادی کے موقع پر امیر علی نے اپنی لڑکی کے مہر میں گلاب سے رقبہ بیس کنال زمین اپنے قبضہ میں لے لی، کچھ عرصہ کے بعد امیر علی اور گلاب دونوں انتقال کر گئے اور مہر کی تحریر نور عالم کے پاس موجود ہے اور زمین امیر علی کے لڑکے محمد زمان کے پاس ہے جو سکینہ کا حقیقی بھائی ہے۔ محمد زمان نے اپنی ہمشیرہ کو زمین میں سے کچھ نہیں دیا چونکہ وہ اس زمین کو اپنے والد کی وراثت سمجھتا ہے۔ اب مسئلہ درکار یہ ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں اس زمین کی صحیح حقدار سکینہ ہے یا محمد زمان؟ اور اس زمین کی فصل کے جو فائدے اس سے قبل ہوئے وہ کس کا حق تھا۔ بینوا توجروا

فقط السائل نور عالم ولد گلاب، تحصیل باغ، آزاد کشمیر

۷۸۶ الجواب: اگر یہ بات واقعتہً ثابت ہے کہ سکینہ بنت امیر علی کے حق مہر میں، بیس کنال زمین، نور عالم کے باپ، گلاب نے امیر علی کو ہبہ کر کے اس کے قبضہ میں دے دی اور اس کے نام اس زمین کا داخل خارج ہو گیا اور اسی بناء پر وہ زمین امیر علی کے قبضہ میں رہی تو وہ زمین نہ امیر علی کی ملکیت تھی نہ گلاب کی۔ گلاب کی اس لئے نہیں کہ وہ یہ زمین اپنے بیٹے کی طرف سے، اس کی منکوحہ کے حق مہر میں دے چکا اور امیر علی کی، اس لئے نہیں کہ وہ اپنی بیٹی کی طرف سے اس کا نگراں تھا نہ کہ اس کا مالک۔ اسی لئے اس زمین کے فوائد بھی سکینہ اور اس کے والد کا حق تھے اگر اس نے خود کاشت کی۔ یوں ہیں محمد زماں کا اس پر کوئی حق نہیں کہ یہ اس کے باپ امیر علی کی ملکیت ہی نہ تھی تو اس میں وراثت کیونکر جاری ہوگی۔ امیر علی نے اس زمین سے فائدہ اٹھایا تو صرف اس لئے کہ وہ اس کی بیٹی کی ملکیت تھی اور یہ اس پر کاشت وغیرہ کرتا اور منافع کماتا رہا۔ غرض یہ زمین خالص سکینہ کا حق ہے اس میں اس کا بھائی درکنار، اس کے شوہر کا بھی، اس کے جیتے جی کوئی حق نہیں۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ مہر خالص عورت کا حق ہے حتی کہ اسے اختیار ہے کہ جب تک مہر معجل وصول نہ کر لے اپنے آپ کو شوہر سے روک لے جیسا کہ عامہ کتب میں ہے اور حتی کہ اس کے باپ بھائی وغیرہ کو کسی طرح اس کے مہر معاف کر دینے کا اختیار نہیں۔ نہ ہرگز اس کے معاف کرنے سے معاف ہو سکے۔ کمافی کتب الفتاوی للمذھب۔ تو محمد زمان کا اس زمین پر قبضہ کرنا جو اس کی بہن کا حق مہر ہے نرا ظلم ہے۔ عورت کورٹ سے رجوع کر سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ ربیع الآخر ۱۴۰۰ھ

ہبہ مکمل ہونے کے بعد، رجوع نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام وفقہائے عظام کہ: ایک شخص شاہ محمد نے اپنی دوکان محمد اکرام ولد عطا محمد کو اسٹامپ پر بخشش کے طور پر لکھ دی اور محمد اکرام کو دوکان کا قبضہ دے دیا ہے۔ اب مہربانی فرما کر شرع کے مطابق فیصلہ فرمائیں کہ شاہ محمد نے جو بخشش محمد اکرام کو دی صحیح ہے یا نہیں؟

اس وقت شاہ محمد فوت ہو چکا ہے اور اپنی زندگی میں بخشی ہوئی دوکان واپس نہیں لی تھی۔ اس وقت شاہ محمد کی لڑکی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اپنے والد کی دوکان بخشش کی ہوئی واپس کروانا چاہتی ہے۔ مہربانی فرما کر شرع کے مطابق فیصلہ فرمائیں کہ شاہ محمد کی لڑکی اپنے والد کی بخشی ہوئی دوکان واپس لے سکتی ہے یا نہیں؟ فقط السائل

۷۸۶ الجواب: مسمّیٰ شاہ محمد نے جب اپنی دوکان، محمد اکرام ولد عطا محمد کو ہبہ کر دی۔ ہبہ نامہ بھی مکمل کر دیا اور اس دوکان پر محمد اکرام نے قبضہ بھی کر لیا تو اب یہ ہبہ مکمل ہو گیا اور وہ دوکان مسمّیٰ محمد اکرام کی ملک قرار پائی۔ حتّیٰ کہ خود مسمّیٰ شاہ محمد بھی اپنی زندگی میں، محمد اکرام کی رضامندی کے بغیر، واپس لینے کا مجاز نہ تھا۔ (درمختار۔ عالمگیری وغیرہ۔) پھر جب کہ ہبہ کی تکمیل کے بعد شاہ محمد کا انتقال ہو گیا تو شاہ محمد کے ورثہ میں سے کسی کو اس ہبہ کی واپسی کا حق نہیں کہ ہبہ میں رجوع کرنے سے جو سات چیزیں مانع ہیں، ان میں سے ایک، واہب و موہوب لہ، (ہبہ کرنے والا اور ہبہ لینے والا) دونوں میں کسی ایک کا مر جانا ہے۔ تو جب ہبہ کر کے قبضہ دے دیا اور قبضہ کے بعد واہب مر گیا تو اس کا وارث، اس چیز سے کوئی تعلق نہیں رکھتا اور موہوب لہ (جسے ہبہ کیا گیا وہ) مر جائے تو اس کی ملک ورثہ کی طرف منتقل ہو گئی۔ (بحر الرائق۔ درمختار وغیرہ۔) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ

زندگی میں ہبہ مکمل کر دیا تو واپسی کا حق نہ رہا اور نہ وہ ترکہ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: مساۃ کلی مرحومہ زوجہ قمر الدین کا، ایک مکان D/58 -1157 جمن شاہ کے پڑ میں آدھا حصہ تھا۔ مرحومہ نے اپنی حیات میں مسمّی محمد شفیع ولد غلام نبی اور محمد صابر حسین ولد غلام نبی کو اپنے حق آدھے میں سے نصف حصہ محمد شفیع کو اور نصف صابر حسین کو بخشش کیا اور قبضہ بھی اپنی زندگی میں دے دیا تھا۔ مرحومہ کے مکان کا نہ تو کوئی وارث ہے اور نہ کوئی مدعی ہے۔ اس مساۃ مرحومہ کی بخشش کے گواہ بھی موجود ہیں جنکے مندرجہ ذیل نام موجود ہیں۔ ۱۔ محمد شفیع ۲۔ خلیل احمد، لہٰذا شرعاً اس بارے میں کیا حکم ہے؟ مطلع فرما کر مشکور فرمائیں۔

فقط محمد شفیع، جمن شاہ کا پڑ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں جب کہ مساۃ مذکورہ کا نہ کوئی وارث موجود ہے اور نہ کوئی ان کے مال مکان وغیرہ کا دعویدار اور مساۃ مذکور نے گواہوں کی موجودگی میں وہ مکان محمد شفیع اور محمد صابر کو ہبہ کر کے اس پر اپنی زندگی میں ہی قبضہ دے دیا تھا تو بیشک وہ مکان یعنی اس کا آدھا حصہ اب ان دونوں بھائیوں کی ملک ہے کہ ہبہ، قبضہ کے بعد مکمل ہو جاتا ہے۔ (کمافی الدر المختار و رد المحتار وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ صفر المظفر ۱۴۰۱ھ

دوسرے کا مال، مسجد کو دینا کیسے جائز ہو سکتا ہے؟

سوال: حضرت قبلہ مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

میرے چچا گلاب محمد ولد محبوب خان سکنہ سنار گلی نے مکان A/1451 اور مکان D/1453 جو کہ مکان

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

D/1451 میں ضم ہے محکمہ بحالی سٹلمنٹ حیدر آباد سے کلیم کے ذریعہ حاصل کئے تھے اور مکانات مذکورہ بالا کو مسمیان فیض محمد و غلام محمد و امیر محمد پسران دین محمد کو بہ کرایہ مبلغ ۲۰۰ روپے ماہوار عرصہ دو سال سے دیئے تھے۔ کرایہ داران نے میرے چچا صاحب کی شرافت، ایمانداری اور خلوص سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے مکانات مذکورہ کو بدنیتی سے ایک فرضی اور جعلی دستخطوں کے ساتھ ہبہ نامہ بنا کر اپنے نام منتقل کرالئے۔ میرے چچا کو علم ہونے پر مذکورہ کاروائی کو کالعدم قرار دینے کے لئے عدالت مجاز میں مقدمہ زیر سماعت ہے۔ مزید معلوم ہوا ہے کہ کرایہ داران مذکورہ بالا میں سے مکان D/1453 کا ایک کونہ مسجد سنار گلی کو دے دیا ہے اور اس ساری کاروائی کو بذریعہ اخبار مشتہر کرا دیا گیا ہے۔

کیا ایسے حالات میں کوئی جائیداد مسجد میں منتقل کی جا سکتی ہے جو غلط و ناجائز طریقہ پر حاصل کی گئی ہو؟ اور جس کی ملکیت کے بارے میں عدالت میں مقدمہ زیر سماعت ہو۔ کیا متولیان مسجد ایسی متنازع جائیداد کو، مسجد میں شامل کرنے میں شرعی اعتبار سے حق بجانب ہیں؟ المرقوم حسین بخش ولد احمد بخش

۷۸۶ **الجواب:** جب وہ مکان ان کی ملکیت میں نہیں اور واقعی ان لوگوں نے فریب دہی سے اس دوکان و مکان پر قبضہ کرلیا ہے اور اسی حالت وقبضہ میں ایک مکان مسجد کو دے دیا ہے تو یہ نہ ہبہ ہے نہ وقف۔ کہ ہبہ یا وقف کرنے والے کی ملکیت نہ پائی گئی۔ قرآن کریم کا فیصلہ ہے کہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ (النساء: 29) (اے ایمان والو! ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ پیو) تو جب یہ خود اپنی ذات پر صرف نہیں کر سکتے تو دوسروں کا مال، اوروں کو کب دے سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم   العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ   ۱۴ رمضان المبارک ۱۴۰۱ ھ

دوسرے کے مال پر قبضہ کرنے سے، آدمی مالک نہیں بن سکتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص بھائی خان لغاری فوت ہو گیا۔ مرتے وقت وہ مقروض تھا اور قرضہ تقریباً ۱۶۰ روپے تھا۔ قرض خواہ جب اپنا قرض لینے آئے تو مرحوم کے بھائیوں میں سے ایک بھائی مانک خان نے قرضہ میں دو اونٹنیاں اپنی طرف سے قرض خواہ حاجی محمد عثمان میمن کو دے دیں۔ مرحوم کے انتقال کے وقت اس کے بچے کمسن نابالغ تھے اور ان کے پاس ایک اونٹنی تھی اور کچھ وہ زمین تھی جو مرحوم بھائی خان اور دو بھائیوں مانک خان اور لعل بخش کے پاس تھی، لعل بخش کا بیان ہے کہ زمین پر قبضہ تو سب کا اپنا اپنا تھا، لیکن محبت کی وجہ سے زمین سب ایک ہی بھائی مانک خان کے کھاتے پر تھی۔ قرضہ کی ادائیگی کے بعد مرحوم کے بچوں کی کمسنی کی وجہ سے مانک خان نے متروکہ زمین پر قبضہ کرلیا۔ پھر علماء کے فیصلے کے بعد اس نے وہ زمین بچوں کو واپس کردی لیکن پھر دوبارہ قبضہ کرلیا۔ علماء کا پھر فیصلہ ہوا لیکن اس فیصلہ کے نفاذ سے قبل مانک خان کا انتقال ہو گیا۔ اب یہ زمین مانک خان کے لڑکے کے قبضے میں ہے۔ علماء نے اس سے بھی زمین واپس دینے کو کہا تو اس نے انکار کردیا اور کہا کہ مجھے شریعت کا فیصلہ قطعی قبول نہیں، شرع کا منکر ہو کر چلا گیا۔ اب اس زمین کا کیا ہوگا۔ لعل بخش بھی فوت ہو گیا۔   فقط السائل اللہ رکھا ولد بھائی خان لغاری،   گوٹھ نبی بخش لغاری نزد شیخ بھرکیو، تحصیل ماتلی ضلع بدین، سندھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب:** بھائی خان لغاری کے انتقال کے بعد اس کے تمام مال متروک کے وارث اس کے بچے تھے اور ہیں۔ اگرچہ وہ کم سن و نابالغ ہوں۔ تو مانک خاں کا اپنے بھائی کی زمین پر قبضہ کرلینا، صحیح نہ ہوا کہ اس کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ وہ اسی مرحوم کی اولاد کی ملک ہے ان ہی کو واپس دلائی جائے گی۔ خواہ وہ کسی کے قبضہ میں ہو اور جو حکم شریعت سے پھرے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔ رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ ''جس نے ایک بالشت زمین، ظلم کے طور پر لی، قیامت کے دن ساتوں زمینوں سے اتنا حصہ طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا۔'' (بخاری شریف) بلکہ خود قرآن کریم کا فیصلہ ہے کہ لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ (النساء:29) ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ پیو)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ رمضان المبارک ۱۴۰۱ ھ

قبضہ حکومت تسلیم کرے تو قبضہ درست ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: متنازعہ علاقہ آزاد کشمیر میں واقع ایک قطعہ اراضی ہے۔ جس کی سابقہ ملکیت ایک ہندو کی تھی تقسیم کے بعد کشمیر میں بھی آزادی کی تحریک نے زور پکڑا جس کے نتیجے میں آزاد کشمیر بھی وجود میں آیا اب تحقیق طلب مسئلہ یہ ہے کہ مذکورہ علاقہ سے ہندو لوگ اپنی جائیداد چھوڑ کر ہندوستان چلے گئے اور وہاں سے بعض مسلمان ہجرت کر کے آزاد کشمیر آ گئے۔ اس طرح یہ واقعہ ۱۹۴۷ء میں پیش آیا۔ ہندوؤں کی متروکہ، جائیداد آنے والے مسلمانوں میں حکومت آزاد کشمیر نے تقسیم کر دی، اور کچھ زمینیں حکومت نے اپنے قبضے میں رکھ لیں۔ اسی طرح کا واقعہ یہ بھی ہے کہ ایک ہندو جب یہاں سے اپنی جائیداد چھوڑ کر چلا گیا تو اس کی عدم موجودگی میں اس کے پڑوس میں رہنے والے مسلمانوں نے اس کی جائیداد کے کچھ حصہ پر قبضہ کر لیا۔ اس طرح یہ قبضہ ۱۹۴۷ء سے لے کر اب تک مقامی یعنی انصار کا چلا آ رہا ہے۔ جب کہ متروکہ جائیداد کا باقی تمام حصہ ایک مہاجر کے پاس ہے۔ اب تشریح طلب بات یہ ہے کہ متروکہ قطعہ اراضی پر ازروئے شرع یہ قبضہ کس کا ہونا چاہئے۔ السائل، اعظم دین، تحصیل باغ، ضلع پونچھ آزاد کشمیر

۷۸۶ **الجواب:** جس کا قبضہ حکومت تسلیم کر لے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ رجب المرجب ۱۴۰۱ ھ

پگڑی دے کر قبضہ کرنا معتبر نہیں ہے

سوال: جناب حضرت مولانا مفتی محمد خلیل خاں صاحب برکاتی، قادری مدظلہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

براہ کرم مندرجہ ذیل مسئلہ پر فتویٰ صادر فرما دیجئے کہ: آج سے تقریباً اکیس برس پہلے کی بات ہے کہ میرے والد نے مجھے اپنے پاس سے علیحدہ کر دیا اور مجھے ایک کوارٹر بالعوض ۲۷۵ روپے بطور پگڑی ایک شخص کو دے کر، دلوایا۔ کوارٹر میں رہائش پذیر ہوئے کچھ ہی عرصے بعد میں نے اپنے والدین سے رجوع کیا اور کہا کہ اس کوارٹر کے سرکاری واجبات ادا کر دیں۔ تو انھوں نے مجھے صاف انکار کیا اور کہا کہ اب اس سلسلہ میں ہمارے پاس کوئی پیسہ نہیں ہے، نہ ہی ہم سے آئندہ کچھ طلب کرنا۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کے بعد فدوی یعنی امیر الدین ولد بشیر الدین نے اس کے تمام واجبات اپنی جیب سے ماہانہ اقساط کے طور پر جمع کرائے اور بالآخر کوارٹر کی کل قیمت یعنی 2195/15 روپے ادا کر کے الاٹمنٹ کرایا اور مالکانہ حقوق حاصل کیے۔

اب واجبات کے علاوہ میں نے کوارٹر کی تعمیر میں بھی اپنے پیسے لگائے اور یہ تعمیر بجلی، نل، سوئی گیس اور دو کمروں پر مشتمل ہے۔ ان تمام قصوں کے بعد اب میرے والد صاحب یعنی بشیر الدین صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ کوارٹر میری جائیداد کا حصہ ہے۔ میرے والد صاحب کی دو یا تین جائیدادیں اور ہیں جو کہ کلیم سے خرید لی گئی ہیں اور ان جائیدادوں میں سے میرے والد صاحب مجھے کوئی حصہ دینے کو تیار نہیں۔

اس کے علاوہ اگر دیکھا جائے تو پاکستان قوانین کے تحت یہ کوارٹر نہ تو والد صاحب کو مل سکتا ہے، نہ والدہ صاحبہ کو کیوں کہ ایک مکان اور پلاٹ تو والد صاحب کو، اور ۱۹۵۹ء میں ایک مکان، میری والدہ صاحبہ کو کلیم میں ملا تھا۔ لطیف آباد کے مکان صرف ان کو الاٹ ہوئے ہیں جنکے پاس پہلے مکان نہ ہو۔ آپ سے گزارش یہ ہے کہ بذریعہ فتویٰ اس بات سے مطلع کیجئے کہ اس کوارٹر کا اصل حقدار کون ہے؟

قانونی طور پر یہ کس کی ملکیت قرار پائے گا۔ اس بات کو پیش نظر رکھئے گا کہ میرے والد صاحب نے جب مکان لیا تو صرف ۲۷۵ کا تھا اور میں نے اس کی تعمیر و تزئین میں جو خرچہ کیا۔ وہ ۵۶۹۵ روپے ہے۔ نیز یہ ہے کہ اسلام میں پگڑی کی کیا حیثیت ہے۔ میرے والد صاحب اپنے ۲۷۵ روپے کے حقدار ہیں۔ یا اس کوارٹر میں ان کا کچھ حق بنتا ہے؟

فقط امیر الدین ولد بشیر الدین

۷۸۶ **الجواب:** پگڑی دے کر قبضہ لینا شرعاً معتبر نہیں۔ البتہ جب اقساط میں اس کی کل قیمت ادا کرنے کے بعد اس کا الاٹمنٹ اور مالکانہ حقوق حاصل کر لئے تو ظاہر ہے کہ اب یہ کوارٹر شرعاً اور قانوناً، الاٹمنٹ اور مالکانہ حقوق حاصل کرنے والے کی ملک ہوا۔ کسی اور کا اس میں کوئی حق نہیں۔ والد نے جو کچھ اس پر خرچ کیا وہ شرعاً روا ہی کب تھا کہ والد اپنا حق جتائے۔ بہر حال اب اس میں کوئی اور دعویٰ ملکیت نہیں کر سکتا اور کرے بھی تو وہ شرعاً بھی اور قانوناً بھی، ناقابل اعتبار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ

زندگی میں اولاد کو دے تو برابر، برابر دے

سوال: میرے والد صاحب کی کل جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔

ایک مکان، ایک پلاٹ، اور ایک مکان۔ ان سب کی مجموعی قیمت تین لاکھ روپے بنتی ہے۔ اب ہمارے گھرانے کے افراد جو کہ مندرجہ ذیل افراد پر مشتمل ہیں۔ تین بھائی، ایک ہماری والدہ، تین بہنیں۔

اب براہ کرم شرع کی رو سے مطلع فرمائیں کہ میرے والد صاحب مندرجہ بالا جائیداد کو ہم سب مستحقین میں کس حساب سے تقسیم کریں اور یہ بھی از راہ کرم از روئے شرع مطلع فرمائیں کہ کیا والد صاحب اس جائیداد میں کسی کو زیادہ کسی کو کم دے سکتے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہیں؟ یا کسی لڑکے کو جائیداد سے محروم کر سکتے ہیں یا نہیں؟ آپ کی عین نوازش ہوگی۔ نیازمند امیر الدین ولد بشیر الدین

الجواب: ۷۸۶ آدمی اپنی زندگی میں اپنے مال کا مالک ہے۔ حالت صحت میں وہ اپنا مال جسے اور جتنا چاہے دے سکتا ہے کسی کو اس پر اعتراض کا حق نہیں۔ البتہ حقدار کو ناحق کرنا اور خواہ مخواہ مصلحت شرعی کے برخلاف اسے ضرر پہنچانا، گناہ اور خلاف شرع ضرور ہے اور اپنی زندگی میں اولاد کو ہبہ کرنے میں لڑکے اور لڑکیاں برابر کی حقدار ہیں۔ تو سب کو برابر دے کم و بیش نہ کرے۔ (بحر الرائق عالمگیری وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ محرم الحرام ۱۴۰۱ھ

جہیز کے مال پر، شوہر کا بھی حق نہیں ہے، شوہر کے انتقال کے بعد عورت اپنا سارا مال لے لے

سوال: جناب محترم بزرگان دین، جناب مفتی اعظم قبلہ محترم جناب خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

جناب عالیٰ! گزارش یہ ہے کہ

مسماۃ شاہجہاں بیگم بنت عبد القیوم کی شادی خانہ آبادی، آج سے تقریباً تین سال قبل حفیظ ولد عبد الغفور سے ہوئی۔ شادی کے بعد حفیظ نے مسماۃ شاہجہاں بیگم کو کبھی خوش رکھنے کی کوشش نہیں کی اور اذیتیں دیے رہے اور ساتھ ہی شاہجہاں بیگم کے ساس، سسر، جیٹھ اور جٹھانی وغیرہ بھی اذیتیں دیتی رہتی رہیں اور شاہجہاں بیگم پر ظلم کرتے رہے اور مسماۃ شاہجہاں ایک اچھی بیوی ہونے کی حیثیت سے اور مجازی خدا کے تصور کو لیے ہوئے سارے ظلم برداشت کرتی رہی اور اسی ایام میں شاہجہاں بیگم کے یہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ جس کا نام شازیہ ہے۔ آج اس کی عمر تقریباً دو سال ہے اور اسی ایام میں میرے شوہر حفیظ کی طبیعت اچانک خراب ہوگئی اور ان کے گردے کا آپریشن ہوا اور آپریشن کامیاب رہا مگر جٹھانی نے زبردستی بدپرہیزی کرا کے میرے شوہر کو جانبر نہ ہونے دیا اور آخر کار ان کا انتقال مورخہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۸۱ء کو ہوگیا۔ انتقال ہوتے ہی مجھ پر قیامت ٹوٹ پڑی کیوں کہ میرے شوہر کی موجودگی میں مجھے اتنی اذیتیں دی جاتی تھیں تو اب شوہر کی غیر موجودگی میں کیا توقع رکھتی لیکن میں نے پھر بھی صبر سے کام لیتے ہوئے اس گھر کو اپنانے کی خاطر اس گھر میں رہنا چاہا لیکن میرے سسر عبد العزیز نے مجھے مزید رکھنے سے صاف انکار کر دیا اور میرے تمام جہیز کے سامان پر قبضہ کر کے اپنے نئے تالے مسلط کر دیے ہیں اور اس وقت میں ایک بے سہارا ہو کر چھ ماہ کے حمل کو لے کر باہر سے روٹیاں منگوا کر پیٹ کی آگ کو ٹھنڈا کر رہی ہوں۔ یہ درخواست میں آپ کے پاس اس لئے ارسال کر رہی ہوں کہ آپ خدا اور رسول اکرم ﷺ اور شریعت کے مطابق میرے اور میرے بچوں کے جو بھی حقوق بنتے ہوں ان کو آپ میری درخواست پر نظر ثانی کرنے کے بعد شریعت کی رو سے فیصلہ صادر فرمائیں کیوں کہ میں نے کسی ناجائز چیز کا مطالبہ نہیں کیا ہے۔ جو بھی میرے جہیز کا سامان ہے اور جو چیزیں بھی میرے شوہر نے خرید کر مجھے دی ہیں۔ میں اپنے سامان کی لسٹ آپ کو ارسال کر رہی ہوں۔ مجھے ان تمام چیزوں کو لینے کا اختیار ہے یا نہیں؟ کیوں کہ مجھے اپنی تمام زندگی اور اپنے بچوں کا مستقبل بھی دیکھنا ہے۔ فقط السائلہ، شاہ جہاں ساکنہ الیاس آباد، حیدر آباد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب:** لڑکی کو جو کچھ سامان جہیز میں ملتا ہے اس کی وہ تنہا مالک ہے۔ غیر تو غیر، اس لڑکی کے شوہر کو بھی اس پر حق ملکیت نہ تھا۔ نہ اب کسی اور کو ہے۔ (درمختار، ردالمحتار) لہٰذا شوہر کی وفات کے بعد وہ پورا جہیز اپنے سسرال والوں سے شرعاً اور قانوناً وصول کر سکتی ہے۔ یوہیں جو سامان شوہر نے خرید کر اسے دے دیا اور عورت نے اس پر قبضہ لیا تو وہ بھی زوجہ کی ملک ہے۔ کسی کو اسے واپس لینے کا اختیار نہیں۔ ہاں اگر شوہر نے صرف برتنے کو دیا تھا اور خود اس کا مالک رہا۔ تو اب اس کے انتقال کے بعد، جہاں اس کے اور مال متروک میں وراثت جاری ہوگی، اس زیور وغیرہ میں بھی جاری ہوگا اور عورت اور اس کی بچی کہ نصف حصہ کی حقدار ہے، اپنا اپنا حصہ مقررہ پائیں گی۔ عورت کے جہیز یا شوہر نے جو کچھ عورت کو ہبہ کر دیا تھا اور عورت کے قبضہ میں دے دیا تھا (درمختار) اور اس کے مال متروک سے، عورت کو محروم کرنا ظلم و زیادتی ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس ظلم و زیادتی کو روکیں اور عورت کو اس کا حق دلائیں۔

۱۔ یعنی پورا جہیز کہ اس کی تنہا وہی مالک ہے۔ ۲۔ اور وہ سامان جو شوہر نے اس کی ملک میں دے دیا تھا۔ ۳۔ اور مال متروکہ سے اس کا شرعی حصہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ

چندہ کا مصرف

سوال: محترم جناب قبلہ مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، بعد سلام عرض یہ ہے کہ: نماز تراویح میں حافظ صاحب نے بغیر طے کئے ہوئے قرآن پاک کا ختم کیا ہے۔ اب جو چندہ ہوا ہے وہ اس لئے کیا گیا ہے کہ حافظ صاحب کی امداد کریں گے لیکن رقم کا کچھ حصہ مسجد کے فنڈ میں بعض لوگ جمع کر لیتے ہیں یہ جائز ہے یا ناجائز؟ محمدی مسجد فردوس کالونی، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** عام مسلمانوں سے چندہ، جس مد میں اور جس ضرورت کے لئے کیا جائے وہ چندہ اسی میں صرف ہونا چاہئے۔ ہاں باقی بچ رہے یا کسی اور مد میں صرف کرنا ہو تو چندہ دینے والوں سے اجازت حاصل کریں۔ پھر جہاں چاہیں حسب اجازت خرچ کریں یا پھر چندہ کرتے وقت واضح کر دیں کہ رقم فلاں فلاں مد میں صرف ہوگی۔ اب ان مدات میں صرف کر سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ

انعامی بانڈ جائز ہیں سوا ایک صورت کے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: آج کل جو بانڈز خریدے جا رہے ہیں، دس روپے یا پانچ روپے میں کہ اس خرید و فروخت میں خریدار کو دس کے بجائے ایک ہزار یا زائد روپیہ ملتا ہے۔ کیا اس رقم کا لینا اور اس سے حج کرنا جائز ہے؟ براہ کرم اس مسئلہ کو وضاحت سے بیان فرمادیں۔ حضور کی عین نوازش ہوگی۔

العبد احقر عبدالمجید صاحب قلندری، ہاشمانی پاڑہ، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** اگر بازار میں کسی ایسے بانڈ کا وجود ہے جس کے خریدار کو ہزاروں کا فائدہ یقیناً ہو ہی جاتا ہے، تو وہ فقیر کے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علم میں نہیں اور نہ کبھی سننے میں آیا ہے کہ گرہ سے پانچ دس خرچ کیجئے اور بلا تردد، ہزاروں کما لیجئے اور اگر اس سے مراد ۱۰۵۔ کے انعامی بانڈ ہیں تو اس کی یہ کیفیت نہیں جو سائل نے بیان کی۔ وہ تو کسی نقصان کے بغیر، اپنی رقم کی حفاظت کا ایک ذریعہ ہے۔ جس پر خوش نصیبی ساتھ دے تو انعام مل جاتا ہے۔ مگر یقینی نہیں، کہ اسے سود کا نام دیا جائے لہٰذا وہ جائز ہے ہاں اگر انعامی بانڈز کی خریداری میں فی الحال کوئی رقم گرہ سے جاتی ہے جیسا کہ گیارہ روپیہ کے بانڈ میں سننے میں آیا تو وہ بیشک ناجائز ہے کہ قمار اور جوئے کی ایک صورت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ رجب المرجب ۱۴۰۲ھ

شوہر نے جو مال بیوی کے نام کر دیا وہ بیوی کا ہے

سوال: محترمی قبلہ مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، جناب عالی! کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید کی شادی ہوئے کچھ عرصہ ہوا کہ زید کا انتقال ہو گیا ہے۔ مرحوم کا ایک لڑکا ہے اور والدین حیات ہیں۔ جب کہ مرحوم کا ایک بھائی دور کا بھی ہے۔ مرحوم نے ایک مکان اپنے بھائی کی شرکت سے برابر برابر رقم سے خریدا تھا۔ چنانچہ مرحوم نے نکاح کے وقت مکان کا آدھا حصہ نکاح کے فارم پر تحریر کر دیا تھا کہ آدھا مکان میری بیوی کے نام ہے۔ نیز بیوہ نے عدت کے ایام بھی مرحوم کے گھر نہیں گزارے ہیں لہٰذا اب بیوہ کا مطالبہ ہے کہ میرا جہیز بھی واپس دو اور مکان مذکورہ بالا کا حصہ بھی دو۔ برائے کرم قرآن مجید و فرقان حمید اور احادیث نبوی کی روشنی میں تحریر فرمائیں کہ ان کا فیصلہ کس طرح کیا جائے۔ عین نوازش ہوگی۔ نیز اب بیوہ نکاح ثانی کرنا چاہتی ہے۔ زید کا لڑکا بھی بیوہ کے پاس ہے۔ اب جب کہ وہ دوسری شادی کرنا چاہتی ہے یہ بچہ کس کے پاس رہے گا۔ فقط حافظ عبدالصمد، ٹائن کاپڑ، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** وہ زیور اور خانہ داری کے اسباب کہ زوجۂ زید اپنے جہیز میں لائی خاص اس کا حق ہے، ورثہ کا اس میں کوئی حق نہیں (ردالمحتار) اور مکان کا وہ حصہ جو زید نے اپنی بیوی کے نام کر دیا تھا وہ بھی عورت کی ملک ہے اور اسے لینے کا ہر طرح اختیار ہے (عالمگیر) بلکہ وہ اپنا مہر بھی پورا پورا پائے گی۔ بچہ جب تک ناسمجھ ہے ماں کے پاس رہے گا۔ ہاں عورت اس بچہ کے غیر محرم سے نکاح کر لے تو اب اسے حق پرورش نہ رہے گا۔ (درمختار وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ

جو مال عورت کو بھائی نے دیا وہ عورت کا ہے

سوال: عالی جناب! گزارش یہ ہے کہ: میرے شوہر کانڈیرو نے مجھے طلاق دے کر گھر سے نکال دیا اور میرے بھائی نے مجھے ایک گائے کا بچہ دیا جو میں نے پال کر اور اپنی محنت کر کے بھینس، بیل، وغیرہ خرید لیا۔ اب میرے شوہر کانڈیرو نے مجھ سے یہ مال جبراً چھین لیا ہے۔ جس صورت میں کانڈیرو نے مجھے طلاق دی ہے، اس صورت میں اس کا حق میرے املاک میں نہیں لگتا ہے؟ حضور والا! فتویٰ صادر کریں کہ میرے ملکیت میں کانڈیرو کا حق لگتا ہے یا نہیں؟ سائلہ ہریرہ، بنت پیر بخش

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ الجواب ہوالموفق للصواب: جو مال و اسباب جائیداد وغیرہ عورت کو اس کے بھائی نے دیا عورت اس کی مالک ہے۔ دوسرے کا اس میں کوئی حق نہیں، شوہر کو کسی طرح کا استحقاق مالکانہ اس میں نہیں ہے (درمختار فتاوی رضویہ) لہٰذا مسمی کانڈیرو کا عورت مذکورہ کی ملکیت میں کچھ حق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

فقیر محمد عبدالحفیظ قادری ۲.۵.۱۹۸۲ء

باپ کے ساتھ اولاد نے مل کر کاروبار، بڑھایا تو سب باپ کا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنے مقبوضہ کوارٹر میں جو اسے الاٹ ہوا اور جس کی قیمت خود زید نے ادا کی، کچھ نجی کاروبار شروع کیا اور اپنا پیسہ اس میں لگایا۔ زید کی اولاد بھی کاروبار میں ساتھ رہی اور کاروبار ترقی کرتا رہا لیکن زید بوڑھا ہو گیا تو زید کے ایک بیٹے نے اپنے باپ کی ساری ملکیت اور کاروبار پر قبضہ کر لیا اور زید کے ساتھ نہایت نامناسب سلوک کیا بلکہ اسے مارنے پیٹنے کی بھی دھمکی دی، جس کی رپورٹ زید نے تھانے میں درج کرائی۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ان حالات میں زید کا اپنے کوارٹر اور کاروبار میں کتنا حق ہے۔ اور وہ وارثر اور کاروبار میں، جواب زید کے بیٹے کے قبضہ وتصرف میں ہے، تصرف کا کتنا اختیار رکھتا ہے۔ بینوا، توجروا

فقط السائل، غلام محی الدین انصاری، پریٹ آباد

۷۸۶ الجواب: صورت مذکورہ بالا میں جب کہ زید کو کوارٹر الاٹ ہوا۔ زید ہی نے اس کی قیمت ادا کی اور زید ہی نے اپنے پیسے سے اس میں نجی کاروبار شروع کیا۔ تو وہ کوارٹر اور کاروبار اور اس سے حاصل ہونے والی آمدنی، سب کچھ زید کی ملکیت ہے۔ زید ہی اس کا مالک ہے اور زید ہی کو اس میں تصرف کا پورا پورا اختیار ہے۔ اگرچہ زید کے بیٹے اس کے ساتھ کاروبار میں شریک رہے۔ اگرچہ اس کے بیٹوں نے اپنی محنت وقابلیت سے کاربار کو بڑھایا اور پھیلایا۔ چنانچہ فتاوی خیریہ میں بحوالہ قنیہ ہے الاب وابنه يكتسبان في صفة واحدةولم يكن لهاشي فالكسب كله للاب ان كان الابن في عياله لكو نه معينا له اھ (یعنی بیٹا باپ کے کام میں اسے مدد دیتا ہے اور دونوں کے کام سے اموال پیدا ہوئے تو تمام اموال کا مالک صرف باپ ہے۔ بیٹا فقط مددگار سمجھا جائے گا)۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس صورت میں بیٹے، اپنے باپ کے صرف مددگار ہیں۔ مال میں اس کے حصہ دار نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ — یکم ربیع الاول شریف ۱۴۰۲ ھج

دادا نے پوتے کو جو دے دیا وہ پوتے کا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مرحوم شفاعت خان نے اپنی زندگی میں ایک جائیداد بخشش کر دی تھی۔ شفاعت خان بلا اولاد تھے اور انہوں نے مذکورہ کچھ جائیداد اپنے بھائی کے پوتوں کو بخش دی تھی۔ جب کہ مرحوم شفاعت خان کے نزدیکی وارث موجود ہیں۔ لہٰذا علماء دین کی کیا رائے ہے کہ آیا مرحوم شفاعت خان کو کتنا حصہ بخشنے کا اختیار تھا اور بقیہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حصہ نزدیکی ورثہ میں تقسیم ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اور اس کی وصیت کا شرعی مقام کیا ہے؟ فقط۔ مبارک علی لودھی، گرونگر، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** آدمی اپنی زندگی و صحت میں اپنے اموال پر تصرفات کا پوار پورا حق رکھتا ہے جسے چاہے اور جتنا چاہے دے۔ اس کے تصرف کو کوئی نہیں روک سکتا۔ لہٰذا مرحوم نے اپنی زندگی و صحت میں اپنے بھائی کے پوتوں کو جو کچھ ہبہ کردیا اور ان کی ملکیت میں دے دیا وہ ان ہی پوتوں کا ہے جسے جتنا دیا اتنا ہی۔ اور یہ وصیت نہیں بلکہ ہبہ و بخشش ہے وصیت کا حکم اور ہے اور بخشش کا اور۔ دونوں کو خلط ملط کرنا درست نہیں۔ (درمختار وغیرہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ ذی قعد ۱۴۰۲ھ

چندہ سے مسجد کی آمدنی کا مصرف

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسجد میں رقم چندہ، فاضل طور پر پڑی ہوئی ہے۔ اس رقم سے دینی مدرسہ کے لئے زمین خریدی جاسکتی ہے یا نہیں؟ اور خرید کردہ زمین، مسجد کے روپے سے تعمیر کی جاسکتی ہے نہیں؟

نواب ولد الہ دین، اشرف کالونی، اسلام آباد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** مسجد کی جو آمدنی، چندہ وغیرہ سے حاصل ہو، اسے کسی بھی مصرف خیر میں صرف کرسکتے ہیں البتہ چندہ دہندگان سے اجازت حاصل کرنا ضروری ہے۔ نماز جمعہ و عیدین و پنجوقتہ نمازوں کے مجمع میں اس کا اعلان کرتے رہیں اور رسیدات پر چندہ دہندگان کے نام اور پتے درج ہوں تو ان سے خصوصی طور پر مل کر، یہ اجازت حاصل کی جاسکتی ہے اور اجازت کے بعد اسے دینی مدرسہ کی تعمیر و ترقی میں صرف کرنا جائز ہوگا۔ البتہ مسجد سے متعلق اوقاف مثلاً دوکان و مکان ہوں تو ان کی آمدنی کسی اور کام میں صرف نہیں کرسکتے۔ وھذا ھو الحکم فی امثال ھذہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ

جس قرض میں دنیاوی منفعت ملے وہ سود ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ

۱۔ کچھ لوگ امداد باہمی کی بنیاد پر ایک رقم جمع کرتے ہیں۔ جس کو ان کی زبان میں کمیٹی کہا جاتا ہے۔ اس کمیٹی میں شریک افراد اپنے طور پر یہ طے کرتے ہیں کہ کل جمع رقم ایک ماہ بعد شرکاء کمیٹی میں کسی ایک کو دینے کے لئے قرعہ ڈالا جائے گا۔ جس کا نام قرعہ میں آ گیا اس کو یہ کل رقم دے دی جائے گی۔ یہ شخص اس رقم کی واپسی اس کمیٹی کے ذمے دار کو ہر ماہ مقرر کی گئی رقم کی تعداد کے ذریعہ ادا کرنے کا پابند ہوگا؟

۲۔ جس شخص کو قرعہ کے ذریعہ یہ رقم ملے گی وہ شخص اس رقم کو یہ کہہ کر کہ کمیٹی کا دوسرا شخص ضرورت مند ہے اس کو وہ کل رقم دے دیتا ہے اور اس رقم یعنی ایک ہزار روپیہ دے کر، گیارہ صد روپیہ اسی وقت یا بعد میں اس شخص سے واپس لے تو شریعت میں اس لین دین کو کیا کہا جائے گا؟

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۳۔ جب ایسے شخص کو ٹوکا گیا اور یہ کہا گیا کہ یہ تو سود ہے تو شخص مذکور نے کہا کہ میں نے تو اپنے ایک ساتھی کی وقت ضرورت مدد کی ہے۔ سود نہیں لیا ہے۔ تو شریعت کی رو سے ایسا شخص کس برتاؤ کے قابل ہے؟

فقط حکیم جلیل احمد رشیدی، ۱۲ اکتوبر ۱۹۸۲ء

۷۸۶ الجواب: قرض کی تین صورتیں ہیں۔ ۱۔ ایک وہ قرض ہے جس سے مقصود، اللہ کی رضا حاصل کرنا ہے۔ ۲۔ ایک وہ قرض ہے جس سے مقصود کسی بندے کی خوشنودی ہے اور ۳۔ ایک وہ قرض ہے جس میں اپنی ذاتی دنیاوی منفعت حاصل کر لینا مقصود ہے۔ پہلی دونوں صورتیں درست ہیں اور آخری صورت خالص سود ہے۔ اسے اپنے ساتھی کی مدد کا نام دینا، شیطان کا بہکاوا ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ اسے اس حرکت سے باز رکھیں اور باز نہ آئے تو ہرگز ہرگز اسے اپنی اس امدادی کمیٹی کا رکن نہ بنائیں ورنہ وہ خود بھی گناہگار ہوں گے اور اس کے سودی کاروبار میں ترقی کا باعث۔ جو موجب لعنت الٰہی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا" جب ایک شخص دوسرے کو قرض دے تو اس کا ہدیہ قبول نہ کرے، ہاں اگر پہلے سے ان دونوں میں (ہدیہ وغیرہ) جاری تھا تو اب حرج نہیں۔" (ابن ماجہ بیہقی) سبحان اللہ شریعت مطہرہ قرضدار سے، ہدیہ لینا بھی پسند نہیں فرماتی اور یہ شخص رقم مقرر کر کے زائد وصول کر رہا ہے اور پھر سمجھتا ہے کہ سود نہیں۔ جان برادر! یہ سود ہے اور اس کا لینا دینا حرام حرام حرام اور آخرت میں وبال و عذاب، حدیث شریف میں ہے کل قرض جر منفعۃ فھو ربوا (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۱)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ

حقیقی وارث کو بھی ہبہ، فسخ کرنے کا اختیار نہیں ہے

سوال: جناب عالی! گزارش یہ ہے کہ مندرجہ ذیل حقیقت کی بناء پر فتویٰ مرحمت فرمائیں۔

۱۔ مسماۃ آمنہ دختر مرحوم سیّد تقریباً پانچ سال قبل عمر ۷۰ برس غیر شادی شدہ اور لاولد میں فوت ہوگئی۔

۲۔ مذکورہ مسماۃ آمنہ صاحبہ نے بنام نور احمد ولد محمد راحیل کو پیدائش کے دن سے مرنے دم تک اولاد کی طرح پرورش میں رکھا اور اپنی زندگی میں ہی نور احمد کو متحرک خواہ غیر متحرک ملکیت کا مالک بنا دیا تھا۔

۳۔ مذکورہ آمنہ صاحبہ نے فوت ہونے سے تین سال قبل اس قسم کا بیان بھی رجسٹر کرا دیا کہ میرے فوت ہونے کے بعد سرکاری ریکارڈ میں میری پوری جائیداد ملکیت نور احمد کے نام پر کر دی جائے۔

۴۔ مذکورہ آمنہ صاحبہ جب فوت ہوئی تو سرکار نے انٹرپور کے باشندوں سے بیان وغیرہ لے کر ان کی ملکیت (زمین) نور احمد کے نام پر تبدیل کر دی۔ اس وقت سے مسماۃ آمنہ صاحبہ کی زمین وغیرہ نور احمد کے قبضے میں ہے۔

۵۔ بی بی آمنہ کے متعلق ایک شخص بنام حاجی شاہد ولد سیّد سعید علی شاہ زبانی کہتا ہے کہ میں مرحومہ بی بی آمنہ کے ماموں کا بیٹا ہوں، مگر اس کے پاس مذکورہ رشتے کی کوئی معقول سند یا ثبوت نہیں ہے۔ صرف زبانی کہتا ہے، اور یہ بھی کہتا ہے کہ مذکورہ بی بی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آمنہ صاحبہ کی ملکیت میں سے مجھے شرعی حصہ دیا جائے۔

۶۔ مرحومہ بی بی آمنہ سرکار کے ریکارڈ میں اپنا قلم بند بیان کرا گئی تھی کہ میں غیر شادی شدہ ہوں، میرا خون کے رشتے میں کوئی بھی نہیں ہے۔ میں دنیا میں تنہا ہوں اور لاوارث ہوں۔ اگر کوئی میری وارثی وغیرہ کا دعویٰ کرے تو اس کو باطل اور جھوٹا سمجھا جائے۔

۷۔ مذکورہ حقیقت کی بناء پر آپ جناب فتویٰ صادر فرمائیں کہ بنام حاجی شاہد کی بات صحیح ہے یا غلط؟

فقط نور احمد ولد محمد راحیل، تحصیل کوٹری، سندھ

۷۸۶ الجواب: اگر یہ بات صحیح ہے کہ مسماۃ بی بی نے اپنی زندگی ہی میں، نور احمد کو جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کا مالک بنا دیا تھا یعنی سب کچھ اس کے قبضہ میں دے کر، اپنی ملکیت سے دست بردار ہوگئی تھی تو یہ ہبہ ہوا اور شرعاً درست و صحیح اور نور احمد ہی اس تمام مال کا خواہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ، مرحومہ کی زندگی ہی میں مالک قرار پاچکا اور اب اس کے کسی حقیقی وارث کو بھی اس پر کوئی حق نہیں پہنچتا۔ خصوصاً جب کہ مسماۃ بی بی کا انتقال بھی ہو چکا کہ اب تو اس کے حقیقی وارث کو بھی اس کے ہبہ کے فسخ کرنے کا اختیار نہیں۔ نہ کہ بھانجہ۔ نہ کہ ایسا بھانجہ جس کا بھانجہ ہونا ابھی ثابت نہیں۔ (تفصیل کے لئے دیکھیں درمختار، عالمگیری وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ رجب المرجب ۱۴۰۲ھ

اجنبی نے بھی جس کو کوئی چیز ہبہ کر دی، وہ ملکیت ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میرا شوہر فوت ہوگیا۔ بچوں کی اجازت کے بعد میں نے دوسرا نکاح کیا۔ باقی میں سخت مزدوری کر کے انڈیا گئی تھی اور میری بہن نے مجھے بہت کچھ دیا تھا۔ وہ سامان بھی میرے بیٹے نے مجھ سے چھین لیا اور میں ماں باپ کے گھر سے جو سامان لائی تھی وہ بھی اس کے پاس ہے۔ آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں فتویٰ دیں کہ مال کی حقدار میں ہوں یا میرے بیٹے؟ فتویٰ قرآن وحدیث کی روشنی میں عنائت فرمائیں۔

السائل، بیوہ نعمت علی، ٹنڈو آدم ضلع سانگھڑ

۷۸۶ الجواب: تمہاری بہن، خواہ کسی اور عزیز نے یا دور کے رشتہ دار نے یا محض اجنبی نے تمہیں جو کچھ دیا اور جو سامان تمہارے ماں باپ نے تمہیں جہیز میں دیا، وہ سب تمہاری ملکیت ہے۔ کسی اور کا اس میں کوئی حق نہیں۔ تمہاری زندگی میں تمہاری رضا اور خوشی کے بغیر کوئی اس پر قبضہ کر لے تو یہ اس کا ظلم ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۳ھ

ہبہ واپس لینے سے سات چیزیں مانع ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: محمد حسین نامی ایک شخص نے پندرہ سال قبل زمین کا کچھ رقبہ اپنے پیرومرشد کو ہدیۃً دینی مدرسہ و دینی مرکز کے لئے دیا تھا اور اس زمین پر دینی درسگاہ اور طلباء کے لئے مکان وغیرہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تعمیر کر لئے گئے ہیں۔ جس پر کافی خرچہ بھی ہوا ہے اور وہاں باقاعدہ ایک مدرسہ پندرہ سال کے عرصہ سے دینی خدمات انجام دے رہا ہے اور عوام کی اصلاح کے لئے سال میں کافی دینی جلسے بھی منعقد کئے جاتے ہیں۔ جس میں ہزاروں کی تعداد میں لوگ شریک ہو کر مستفیض ہوتے ہیں۔ جس سے کافی عوام میں دینی بیداری آ چکی ہے اور اب وہ شخص محمد حسن وہ زمین کا رقبہ اپنے پیر صاحب کے وصال پا جانے کے بعد ان کے ورثاء سے واپس مانگ رہا ہے اور زمین کی قیمت بھی نہیں لے رہا ہے۔ تو اس صورت میں کیا وہ زمین واپس لے سکتا ہے۔ اور تمام دینی درسگاہ اور دینی مرکز کو ختم کر کے وہ زمین کاشتکاری کے استعمال میں لا سکتا ہے یا نہیں؟ اور اتنا بڑا نقصان کرنے کی ذمہ داری اس پر عائد ہو سکتی ہے یا نہیں؟ بالفرض وہ زمین شریعت اس کو واپس دلوا سکتی ہے تو تعمیرات کا خرچہ اس کے ذمہ واجب ہو گا یا نہیں؟ شرعی دلائل کی روشنی میں تفصیلی جواب دیں سے نوازیں۔

السائل فقیر محمد علی نقشبندی، ٹنڈو الہ یار، سندھ

۷۸۶ الجواب: کسی چیز کو دے کر واپس لینا بہت بری بات ہے۔ تبیین الحقائق میں ہے کہ حدیث شریف میں ارشاد ہوا کہ اس کی مثال ایسی ہے کہ جس طرح کتا قے کر کے پھر چاٹ جاتا ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو اس سے بچنا چاہئے اور اگر دے کر واپس ہی لینا چاہے تب بھی سب واپس نہیں لے سکتا۔ علماء دین نے ہبہ واپس لینے سے سات چیزیں مانع قرار دی ہیں۔ یعنی ان میں سے کوئی ایک مانع پایا جائے تو واہب اس چیز کو واپس نہیں لے سکتا۔ انہیں چیزوں میں ایک چیز ہے واہب یا موہوب (جسے ہبہ کیا گیا) دونوں میں سے کسی ایک کا مر جانا اور دوسری چیز ہے زیادت متصلہ۔ مثلاً زمین ہبہ کی اور موہوب لہ نے اس میں مکان بنایا، یا درخت لگائے تو یہ زیادت متصلہ ہے اور اب داہب واپس نہیں لے سکتا۔ (بحر۔ درمختار۔ عالمگیری) اور صورت مسئولہ میں دونوں ہی مانع موجود ہیں تو اب داہب رجوع نہیں کر سکتا۔ جو دے چکا اسے واپس نہیں لے سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۴ھ

ہبہ کی تکمیل قبضہ سے ہوتی ہے

سوال: محترم قبلہ مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، جناب عالی! کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: جب لوگ کچے قلعہ سے اٹھائے گئے تو لطیف آباد یونٹ نمبر ۱۱ میں چرونجی دوکاندار کے سامنے مجھے ایک کوارٹر ملا۔ میرے چار لڑکے تھے ہم سب اس کوارٹر میں رہنے لگے۔ قضائے عنداللہ سے میری بیوی کا انتقال ہو گیا۔ اس کے انتقال کے بعد میرے لڑکوں نے مجھ سے کہا کہ آپ اس کوارٹر سے دست بردار ہو جائیں۔ علاوہ ازیں مجھے اکثر برا بھلا بھی کہتے رہے چنانچہ ان کے کہنے پر مجبوراً میں نے وہ کوارٹر چھوڑ دیا اور یونٹ نمبر ۱۱، بلاک ای میں ایک پلاٹ خرید کر رہنے لگا۔ اس کے بعد میں نے ایک دوسری عورت سے شادی کر لی اس کے ساتھ ایک بچہ بھی تھا۔ جب وہ بچہ خوب بڑا اور جوان ہو گیا تو میں نے اس لڑکے کی شادی کر دی اور ہم سب اسی کوارٹر میں رہنے لگے اور کوارٹر کچھ بنوا بھی لیا تھا۔ اب جب کہ میری نوکری ختم ہوئے تقریباً ایک سال ہو چکا ہے۔ وہ لڑکا برابر میرا ساتھ دے رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے گزر بسر بھی ہو رہی ہے۔ تو ایسی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حالت میں میری پہلی بیوی سے جو چار لڑکے ہیں حالانکہ وہ چاروں شادی شدہ ہیں اور علیحدہ علیحدہ کوارٹروں میں رہتے بستے ہیں۔ پھر بھی ان چاروں کا کہنا ہے کہ یہ کوارٹر بھی ہم کو ملنا چاہئے اور میں ان چاروں کو ہرگز یہ کوارٹر نہیں دینا چاہتا ہوں بلکہ اس لڑکے کو دینا چاہتا ہوں جو میرا ساتھ دے رہا ہے۔ اس لئے جناب والا سے استدعا ہے کہ متذکرہ حالات کی روشنی میں موافق شرع فیصلہ فرما کر حکم صادر فرمایا جائے کہ میں ایسی صورت میں کونسا طریقہ اختیار کروں؟ تاکہ میری بقیہ زندگی عزت کے ساتھ کٹتی رہے اور میری بیوی اور اس لڑکے کو جو میرے ساتھ رہ رہا ہے کسی قسم کی مشکل کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے۔ شیر محمد ولد غلام محمد، کوارٹر نمبر ۲۲۶ بلاک ای، یونٹ نمبر ۱۱ لطیف آباد، حیدرآباد، سندھ

۷۸۱ **الجواب:** صورت مسئولہ میں شیر محمد ولد غلام محمد اپنی دوسری بیوی کے اس لڑکے کو جو اس کے ساتھ رہ رہا ہے اور اس کی خدمت کر رہا ہے۔ یہ کوارٹر جس میں وہ رہ رہا ہے اسی لڑکے کو ہبہ کر دے اور قبضہ دے کر اس کے نام رجسٹری کرا دے تاکہ بعد میں کوئی فتنہ جھگڑا نہ ہو اور اس کی زندگی پرسکون گزرے رجسٹری و قبضہ کے بعد یہ لڑکا اس کوارٹر کا مالک ہو جائے گا اور پھر کوئی دعویٰ نہ کر سکے گا۔ (عامۂ کتب)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ ربیع الآخر ۱۴۰۴ھ

ہبہ کے بعد قبضہ میں نہ دیا، تو ہبہ باطل ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید کی شادی زاہدہ سے ہوئی اور دونوں باہم رہتے رہے۔ زید ضعیف ہو کر بوجہ بیماری انتقال کر گیا۔ زید لاولد تھا اور اس نے اپنی زندگی میں زاہدہ کے نام پر ایک حلف نامہ تحریر کر کے دیا تھا کہ بعد انتقال زید اس کی کل میراث کی مالک اس کی بیوہ ہو گی۔ زید کا انتقال ہو گیا۔ اس کا ایک برادر حقیقی حیات ہے۔ زید کی جائیداد میں ایک مکان اور ایک دوکان ہے۔ ایک مکان زید کے والد کا تھا۔ اب اس جائیداد میں بیوہ زید کس قدر حصہ جائیداد کی مالک ہے۔

۷۸۲ **الجواب** ھو الموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں زید نے اپنے مرض الموت میں اپنی زوجہ کو اپنی جز یا کل املاک کا ہبہ کر دیا اور یہ ہبہ حقیقتہ ہبہ اور حکماً وصیت ہے۔ اگر شوہر نے اپنی حیات میں موہوب لہ (بیوی) کو قابض نہ کر دیا اور مر گیا جب تو ہبہ محض باطل ہو گیا کہ اجازت ورثہ سے بھی نافذ نہیں ہو سکتا (درمختار) اور اگر بیوی نے واہب یعنی شوہر کی حیات میں باذن واہب قبضہ کر لیا تو اب اس ہبہ کا نفاذ موت واہب کے بعد، باقی ورثہ کی اجازت صحیحہ پر موقوف ہے۔ لہٰذا صورت ہذا میں جب کہ متوفی کے دو ہی وارث ہیں ایک بیوہ اور ایک بھائی تو مکان کی وصیت بھائی کی اجازت پر موقوف ہے اگر وہ جائز رکھے تو صحیح ورنہ کل مال منقولہ وغیر منقولہ کے، بعد تجہیز وتکفین، ادائے قرض اور وصیت کسی اور کے حق میں ہو تو نفاذ در ثلث مال کے بعد ۴ حصے کئے جائیں۔ ان میں سے ایک بیوی کو اور باقی تین بھائی کو دیے جائیں۔ (عالمگیری)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بیوہ	بھائی
۱	۳

احمد میاں برکاتی ۲۷.۷.۱۹۸۴ء

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قبضہ کے بعد ہبہ مکمل ہو جاتا ہے

سوال: جناب عالی! گزارش یہ ہے کہ: ہمارے دادا محمد صفات خان ولد اسرار علی خان نے بتاریخ ۱۱۴ اکتوبر ۱۹۷۱ء بمقام حیدرآباد ایک وصیت نامہ تحریر کیا۔ جس میں دادا مذکور نے درج بالا دو دکان کا وصیت نامہ ہمارے نام کر دیا اور قبضہ بھی دے دیا تھا۔ وصیت نامہ پر دادی ہاجرہ کو بھی کوئی اعتراض نہیں تھا۔ ان کی پوری زندگی، دادا کی وصیت کے مطابق، ہم ان کا خرچہ برداشت کرتے رہے۔ دادا اور دادی کی تجہیز و تکفین و فاتحہ بھی ہم نے کی۔ لہٰذا اس مسئلہ میں شریعت فقہ حنفی کے مطابق کیا حکم صادر کرتی ہے کہ دو دکان جو دادا کی زندگی میں ہی مستقل طور پر قبضہ میں دے دی گئی تھی۔ جو کہ ہماری ملکیت ہے یعنی ہم اس کے مالک ہیں یا نہیں؟

السائل: شبیر احمد خان ولد محمد ریاض خان، لیاقت علی خان ولد محمد ایاز خان، گرونگر، حیدرآباد، سندھ، بتاریخ ۱۹۸۴.۸.۱۳ء

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں جب کہ محمد صفات خان ولد اسرار علی خاں نے اپنی زندگی میں اپنی ملکیت جائیداد منقولہ و غیر منقولہ مسمی شبیر احمد اور لیاقت علی کو جو کہ ان کے حقیقی بھتیجے محمد ایاز کے فرزندان ہیں، ہبہ کر دی اور ان پر قبضہ بھی دے دیا تو ہبہ بعد قبضہ کے تمام ہو جاتا ہے لہٰذا جائیداد منقولہ کے و غیر منقولہ مذکورہ اسٹامپ منسلک کے مسمی شبیر احمد و لیاقت علی مالک ہوں گے۔ (ہدایہ۔ درمختار)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ ذی الحجہ ۱۴۰۴ھ

کچھ قرض معاف کرنا ہبہ ہے، اور باقی واپس لینا جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء حق اہلسنت اس مسئلہ میں کہ: زید بکر کا مقروض ہے۔ بکر نے اپنی رقم ۹۰۰۰ ہزار روپے طلب کئے۔ زید نے ایک ماہ کی رخصت پر تاریخ مقررہ پر ادا کرنے کو کہا۔ مگر بکر نے اپنی ضرورت کا احساس دلایا اور کہا کہ میں ایک ہزار روپے چھوڑتا ہوں (معاف کرتا ہوں) مجھے بقیہ رقم ۸۰۰۰ ہزار روپے دے دو۔ زید نے اپنے بھائی عمرو سے کہا کہ اس کو ۸۰۰۰ ہزار روپے دے دو۔ عمرو زید کے بھائی نے ۸۰۰۰ ہزار روپے دے دیئے۔ کیا ایسا لین دین جائز ہے یا نہیں؟

نیز بکر نے جو رقم ایک ہزار روپے معاف کی تھی۔ اس رقم کو زید کسی حاجت مند کو دینا چاہتا ہے یہ عمل زید کا درست ہے یا نہیں؟ فقط السائل قاری القرآن سید محمد برکات علی ہاشمی، فقیر کا پڑ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئول عنہا میں جب کہ بکر نے اپنے قرض کی رقم مبلغ ایک ہزار روپے معاف کر کے بقایا رقم وصولی کر لی تو یہ صورت جائز ہے۔ اب زید مبلغ ایک ہزار روپیہ کسی حاجتمند کو دینا چاہے تو دے سکتا ہے (عامہ کتب)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ شوال المکرم ۱۴۰۵ھ

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صرف نام کرنے سے ہبہ مکمل نہیں ہوتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید کا ایک لڑکا ہے جس کا نام عمرو ہے۔ زید نے اس کو بچپن سے پالا، اسے تعلیم دلوائی۔ پھر جب وہ شادی کے قابل ہوا تو اس کی شادی کر دی۔ شادی کے بعد اس نے نوکری کر لی اور کسی دوسرے شہر میں رہنے لگا۔ اس (عمرو) نے باپ (زید) سے تقاضہ کیا کہ مجھے! اسی شہر میں پلاٹ دلایا جائے تاکہ میں اس میں گھر بنا کے رہ سکوں۔ زید نے اسے پلاٹ دلوایا۔ مگر کچھ دنوں کے بعد اس کا تبادلہ کسی دوسرے شہر میں ہو گیا۔ وہاں پر بھی زید نے عمرو کو ایک پلاٹ دلایا۔ مگر کچھ دنوں کے بعد وہ لڑکا دوسروں کے ورغلانے پر باپ سے الجھ پڑا اور کہنے لگا کہ یہ مکان میرے نام ہے اسے خالی کرو۔ ماں باپ نے اس سے کہا کہ مکان ہمارا ہے۔ اگر ہم نے صرف پیار کی وجہ سے تیرے نام کیا تو اس پر تیرا کیا حق ہے۔ جب کہ ہم اس سے پہلے اپنے پیسوں سے تمہیں دو شہروں میں پلاٹ دلا چکے ہیں۔ مگر لڑکا نہ مانا اور اس نے ایک عدالت میں مقدمہ کر دیا کہ مکان میرے نام ہے لہٰذا مجھے ملنا چاہئے جب کہ زید کا ایک لڑکا اور ہے اور وہ عرصہ دراز سے دماغی توازن سے محروم ہے۔ زید کا لڑکا عمرو اپنے بھائی کو کوئی حصہ دینے کے لئے تیار نہیں۔ یاد رہے کہ زید کے پاس اس مکان کے سوا کہیں بھی سر چھپانے کی جگہ نہیں۔

اب سوال طلب مسئلہ یہ ہے کہ شرعی لحاظ سے یہ لڑکا باپ کو گھر سے بیدخل کرنے کے لئے دعوٰی دائر کر سکتا ہے کیا یہ مکان جو ماں باپ نے صرف پیار کی وجہ سے اپنے بیٹے کے نام کر دیا تھا، بیٹے کا حق ہے یا کہ باپ کا؟ اور اس کی بھی وضاحت فرمائیں کہ کیا یہ بیٹا ماں، باپ کا نافرمان ہے؟ اور دنیا میں یا آخرت میں اس کے لئے کیا وعیدیں ہیں؟

السائل عالم علی خان قائم خانی، ڈگری

گزارش یہ ہے کہ: جناب مفتی صاحب! مذکورہ شخص ۷۰ سال کا بوڑھا شخص ہے اور اس کے بیٹے نے اس پر عدالت میں مقدمہ دائر کر رکھا ہے۔ یہ شخص چاہتا ہے کہ آئندہ حاضری پر عدالت کے سامنے وہ فتویٰ پیش کر سکے۔

فقط۔ عبدالغفور چانڈیو، خطیب جامع مسجد اہلسنّت و جماعت، ڈگری

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: سائل نے یہ وضاحت نہ کی کہ زید نے عمرو کے نام مکان کب کیا اور ایسا کرنے سے مقصد کیا تھا، بہر حال زندگی میں کسی کو مال دینا ہبہ کہلاتا ہے۔ صرف نام کرنے سے عمرو مکان کا مالک نہ بنا بلکہ ہبہ تمام ہونے کے لئے قبضہ کی بھی ضرورت ہے، بغیر اس کے ہبہ تمام نہیں ہوتا۔ (ہدایہ۔ درمختار) لہٰذا صورت مسئول عنہا میں عمرو کا زید کی زندگی میں مطالبہ ناجائز ہے اور بعد میں بھی مکان مذکورہ سب ورثہ میں تقسیم ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۸.۴.۱۹۸۵ء

اپنی زندگی میں جو دے دیا وہ واپس نہیں لے سکتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص کی دو بیویاں ہیں۔ پہلی بیوی سے ایک لڑکی ہے۔ بیوی کو مرے ہوئے تقریباً ۲۷ سال ہوئے لڑکی کی شادی ۱۹۶۴ء میں کر دی اور اپنے ہی پاس گھر داماد بنا کر رکھا اور مکان لڑکی کو دیا۔ مکان

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں لڑکی نے اپنا پیسہ لگایا۔

دوسری بیوی جو کہ شادی کے وقت حاملہ تھی اور پانچ ماہ کا حمل لے کر آئی اس سے ایک لڑکا ہوا۔ اس کے بعد اس شوہر نے نکاح کیا تو اس سے دو لڑکیاں ہوئیں جو کہ نابالغ ہیں، لڑکے کا پتہ نہیں کہ کس کا ہے؟ لہٰذا شریعت کی رو سے بتایئے کہ ان کا جائیداد میں کتنا حق ہے؟ پہلی بیوی کی لڑکی اور دوسری بیوی کی لڑکیوں کا کتنا حق ہے؟ فقط السائل

۷۸۶ **الجواب:** آدمی اپنی زندگی و صحت میں جو مال نقد خواہ جائیداد مکان وغیرہ کی شکل میں اپنے کسی وارث کو دے چکا اور اس مکان وغیرہ پر اس کے وارث نے قبضہ بھی کر لیا جس پر گواہ موجود ہیں تو مکان کا حصہ اس کا ہو چکا۔ اب اسے واپس لینے کا کوئی حق نہیں۔ وہ آدھا مکان اسی لڑکی کا ہے بالخصوص جب کہ وہ اس میں اپنا روپیہ ملا کر تعمیر بھی کر چکی۔ باقی ماندہ مال میں اپنی زندگی و تندرستی میں اسے اختیار ہے جسے اور جتنا چاہے دے۔ لیکن اس کی موت کے بعد اس کے تمام مال اور باقی مکان وغیرہ میں وراثت جاری ہوگی اور تین لڑکیوں کے علاوہ کوئی اور وارث نہیں ہے تو یہ آدھا مکان وغیرہ ان تینوں میں برابر برابر تقسیم ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم   العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ   ۲۸ر محرم الحرام ۱۴۰۱ھ

کسی کو اس کے حق سے محروم کرنا، زندگی میں کسی کو ہبہ کرنا، وصیت صرف ایک تہائی میں نافذ ہوگی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک مسلمان بالغ مرد جو کہ منقولہ اور غیر منقولہ ملکیت کا مالک ہے۔ اپنی زندگی میں اپنی غیر منقولہ جائیداد کا کچھ حصہ بطور ہبہ اپنے کچھ عزیزوں کو دینا چاہتا ہے۔ وہ عزیز اسلامی شریعت کی رو سے اس آدمی کی غیر منقولہ جائیداد میں اس کے فوت ہونے کے بعد جائز وارث نہیں بن سکتے۔ (مورث کے فوت ہونے کے بعد ترکہ میں حصہ دار نہیں بن سکتے)۔

http://t.me/Tehqiqat

نیز اس آدمی کے اپنے چچا زاد بھائی اس کی غیر منقولہ جائیداد میں اسلامی شریعت کی رو سے جائز وارث ہیں؟ ایک مولوی صاحب کا کہنا ہے کہ مورث اپنی زندگی میں اپنی غیر منقولہ جائیداد کا کچھ، حصہ بطور ہبہ اپنے عزیزوں کو، جو کہ جائز وارث نہیں ہیں، دے سکتا ہے۔

روزنامہ سندھی اخبار ''عبرت،، میں مورخہ ۱۵ مئی اور ۱۷ مئی کو دو احادیث شریف دی گئی تھیں جن کا خلاصہ و مفہوم یہ ہے کہ جو آدمی اپنی غیر منقولہ جائیداد اپنے وارثوں کو چھوڑ کر اوروں کو دیتا ہے وہ آدمی جنت سے محروم رہے گا اور رسول اللہ ﷺ کی شفاعت بھی اس آدمی کو نہیں ہوگی۔ قرآن شریف اور حدیث شریف کی روشنی میں تفصیل سے اور واضح دلائل سے بتلا دیا جائے کہ آیا وہ آدمی اپنی ساری غیر منقولہ یا منقولہ جائیداد یا اس کا کچھ حصہ بطور ہبہ اپنے عزیزوں کو یا اور آدمیوں کو جو کہ اس کی جائیداد میں جائز وارث نہیں ہیں، دے سکتا ہے یا نہیں؟   فقط عطا محمد، وکیل، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** آدمی اپنی زندگی میں اپنے مال کا مالک ہے اور اپنے مال میں ہر تصرف کا اسے اختیار۔ تو حالت صحت میں جس طرح وہ اپنا مال اپنی ضرورت میں خرچ کر سکتا ہے یوں ہی دوسروں کو بھی اس کا مالک و مختار بنا سکتا ہے۔ اپنی ہی اولاد میں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے کسی کو سارا مال دے دے اور دوسروں کو کچھ نہ دے یہ کر سکتا ہے۔ دوسرے کسی قسم کا مطالبہ نہیں کر سکتے۔ (بحرالرائق وغیرہ)۔

ہاں بلا ضرورت شرعی ایسا کرنا گناہ بے لذت سے کم نہیں اور ضرورت شرعی مثلاً یہ بھی ہے کہ وارث، فاسق و آوارہ یا بد چلن ہے اسے گمان ہے کہ اس کے بعد اس کا مال وہ وارث بدکاری و گناہ میں خرچ کر ڈالے گا تو اس کے لئے چھوڑ جانے سے یہ بہتر ہے کہ نیک کاموں میں یہ اموال صرف کر ڈالے۔ اس صورت میں اسے میراث سے محروم کرنے میں گناہ نہیں کہ یہ حقیقتہ میراث سے محروم کرنا نہیں ہے بلکہ اپنے اموال اور اپنی کمائی کو حرام میں خرچ کرنے سے بچانا ہے۔ (عالمگیری)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

انسان کے مرنے کے بعد وصیت صرف ایک ثلث میں جاری ہوگی اگرچہ وصیت نامہ میں وارثوں کو عاق کر دے اور دوسروں کے حق میں سارے مال کی وصیت کر جائے۔ پھر بھی وارث باقی ۲/۳ میں حقدار ہیں۔ (عامۂ کتب)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بہر حال سارا دارو مدار صاحب مال کی نیت پر ہے نیت اچھی ہے تو اجر و ثواب ہے نیت محض وارث کو نقصان پہنچانا ہے تو گناہ ہے اور حدیث شریف میں جو مضمون وارد ہے، اس کا منشا یہی ہے کہ وارث پر ظلم نہ کرے اور فاسق و فاجر کو دینا تو اسے گناہ پر دلیر کرنا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ ربیع الآخر ۱۳۸۶ھ

ہبہ کر کے قبضہ دے دیا تو وہ ترکہ میں شمار نہ ہوگا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص بیمار ہو جاتا ہے اور اس کی بیماری میں اس کا بھائی مسمی بشیر الدین اس کی خدمت کرتا ہے اور وہ بیمار ایک دن خدمت سے خوش ہو کر اپنے بھائی بشیر الدین کو ذاتی مکان جو کہ اس نے کلیم میں حاصل کیا ہے اور وہ اس کا قابض بھی ہے۔ بشیر الدین کو اپنے مکان کا مالک بنا دیتا ہے اور ایک اسٹامپ پر ایک تحریر کے ذریعے بشیر الدین کو خدمت کے عوض مالکانہ حقوق بھی دیتا ہے اور ساتھ یہ بھی تحریر کر دیتا ہے کہ اس مکان میں میرے کسی بھی وارث کا کوئی حق نہیں ہے بلکہ جو عزیز اس میں اس وقت رہتے ہیں ان کو بھی بشیر الدین نکالنا چاہے تو نکال سکتا ہے۔ کسی کو انکار کی مجال نہیں ہوگی اور نہ ہی میرا کوئی وارث بشیر سے حصہ مانگنے کا حق رکھتا ہے بلکہ اس مکان کے کل و جزو کا بشیر الدین مالک ہے۔ مکان کے حصہ کرنے کے کچھ عرصے کے بعد زید مر جاتا ہے تو از روئے شریعت مرنے والے کے وارث بشیر الدین سے مکان سے حصہ لے سکتے ہیں؟ کیا بشیر الدین ان ورثا کو مکان سے کچھ دے گا یا بشیر الدین کل کا مالک ہے؟

فقط بشیر الدین ولد صغیر الدین، حیدر آباد، سندھ

۷۸۶ الجواب: نظام الدین نے جب اپنے بھائی بشیر الدین کو اپنا ذاتی مکان ہبہ کر دیا اور مسمی بشیر الدین نے اسے قبول بھی کر کے نظام الدین کی زندگی میں قبضہ بھی کر لیا تو یہ ہبہ صحیح ہے اور مسمی بشیر الدین ہی اس کا مالک ہے۔ اس مکان پر اس کی ملکیت کے احکام نافذ ہوں گے۔ اب اس مکان میں نظام الدین مرحوم کے کسی وارث کا کوئی حق نہیں۔ درمختار میں فرمایا گیا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے و اشراط صحتها في الواهب العقل والبلوغ و الملك و في الموهوب ان يكون مقبوضاً و حكمها الخ
واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ / شوال المکرم ۱۳۸۷ھ

اپنا مال اگر زندگی میں تقسیم کرے تو' برابر برابر تقسیم کرے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید حیات ہے۔اس کے ورثہ میں ایک زوجہ' تین بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔زید کی خواہش ہے کہ وہ اپنی زندگی میں ہی اپنے تمام مال متروکہ کو جو کہ نقد' زیورات اور دیگر سامان پر مشتمل ہے۔اپنے مذکورہ بالا ورثہ میں شرعی طریقہ پر تقسیم کردے۔آیا زید کی زندگی میں میراث کی تقسیم جائز ہے یا ناجائز؟ اگر ہے تو براہ کرم مذکورہ بالا افراد میں سے ہرایک کا شرعی حصہ مقرر فرمادیں۔زید کے بیٹے شروع ہی سے زید کے ساتھ ہی رہائش پذیر ہیں۔زید کے کاروبار میں بڑے بیٹے کا کچھ ذاتی سرمایہ بھی لگا ہوا ہے۔وضاحت طلب امر یہ ہے کہ آیا؟ تقسیم کے وقت بڑے بیٹے کو یہ حق دیا جاسکتا ہے کہ وہ کاروبار میں سے اپنا ذاتی سرمایہ نکال لے؟ اور بعد میں بقیہ مال میں وہ بطور بیٹے کے شریک ہو؟ السائل محمد عمر اقبال، حالی روڈ' حیدرآباد

۷۸۲ الجواب: اپنی زندگی وصحت میں آدمی اپنے تمام اموال کا مالک ومختار ہے۔جس طرح چاہے تصرف کرے۔جیتے جی ان اموال میں وراثت کے احکام جاری نہیں ہوتے۔جس کو جتنا چاہے دے۔کس کو اس پر حق اعتراض نہیں۔البتہ کسی کو ناحق نہ کرے۔ورنہ آخرت میں جواب دہ ہوگا اور حکم شرعی یہ ہے کہ ایسی حالت میں' زوجہ کو مناسب جان کر جو چاہے، دے، اس کے بعد وہ تمام مال اپنے بیٹے بیٹیوں میں برابر برابر تقسیم کردے۔یہ نہیں کہ بیٹے کو بیٹی سے دونا دے۔یہ حکم صرف میراث کا ہے اور بڑے بیٹے نے جو سرمایہ کاروبار میں لگایا ہے وہ اسے پہلے واپس کردیا جائے۔پھر تقسیم عمل میں لائیں اور اولاد میں کوئی دیندار ہو تو اسے دوسروں پر ترجیح دیں۔یو ہیں جو زیادہ حاجت مند ہو۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ / محرم الحرام ۱۴۰۳ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب الاجارۃ (اجرت پر دینا)

اجیر جب اپنا وقت دے گا تو اجرت پائے گا

سوال: قبلہ محترم جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، جناب مفتی صاحب! ایک مسئلہ میں آپ کا فتویٰ حاصل کرنے کے لئے زحمت دے رہا ہوں کہ: یہ مسئلہ ہم ہزاروں مسلمانوں کی نمازوں اور ایک امام مسجد کی تنخواہ کے جائز و ناجائز ہونے سے متعلق ہے۔ واقعہ یوں ہے کہ مرکزی گورنمنٹ کی ایک صنعتی ورکشاپ ہے۔ گورنمنٹ نے ملازمین کی رہائش کے لئے ایک کالونی بھی بنائی ہوئی ہے۔ کالونی میں ایک جامع مسجد ہے مگر اس جامع مسجد کا گورنمنٹ سے کوئی تعلق نہیں۔ گورنمنٹ کی کسی بھی مد میں مسجد کے تعمیری کام میں روپیہ یا کوئی دوسری چیز استعمال کرنے کی کوئی گنجائش نہیں۔ یہ ہم ملازمین نے حسب توفیق چندہ جمع کر کے اس کی تعمیر کی ہے۔ اسی طرح جو خطیب صاحب مسجد میں ملازم ہیں۔ قانونی طور پر ان کی تنخواہ کے متعلق بھی گورنمنٹ نے کوئی گنجائش نہیں رکھی۔ مگر مسجد کمیٹی نے افسران سے مل کر خطیب کا نام بحیثیت مزدوری ورکشاپ میں لکھوایا ہے۔ اس طرح گورنمنٹ کے تمام کاغذات میں سو فی صد غلط اندراج کر کے امام صاحب کو تنخواہ دلوائی جاتی ہے۔ ورکشاپ کا کچھ سامان مسجد کی تعمیر میں بھی صرف کیا گیا ہے۔ لہٰذا آپ سے استدعا ہے کہ قرآن وسنّت کی روشنی میں اس مسئلہ کا جواب عنایت فرمائیں کہ امام صاحب کی تنخواہ جائز ہے یا ناجائز؟ اور ہماری باجماعت نمازوں کی کیا حالت ہے؟

ازطرف محمد اکرم، یو۔ ڈی۔ سی ٹیلیگراف ورکشاپ، کوٹری

۷۸۶ الجواب: وہ کام کرنے والا جو اپنے کام کی اجرت ماہانہ وصول کرتا ہے شرعاً اجیر خاص کہلاتا ہے۔ وہ اس وقت دوسرے کا کام نہیں کر سکتا اور اس کی تنخواہ اس کام پر موقوف ہے۔ اگر اس نے وقت دیا اور اسے وہ کام نہ ملا جس کے لئے اسے ملازم رکھا گیا تھا اور وہ خالی بیٹھا رہا تو تنخواہ پائے گا۔ ہدایہ میں ہے کہ الاجیر الخاص الذی یستحق الاجرۃ بتسلیم نفسہ فی المدۃ وان لم یعمل کمن استوجر شھر اللخدمۃ۔ اس سے معلوم ہوا کہ امام مذکورہ جس کام کی تنخواہ پاتا ہے اگر اس کام کے دوران ورکشاپ میں حاضر رہا اگرچہ وہاں اس نے کوئی کام نہ کیا تو تنخواہ کا مستحق ہے۔ لیکن جس کام و نام سے تنخواہ وصول کرے اس سے اس کا کوئی تعلق نہ ہو اور دوسرا کام دوسرے لوگوں کا، اگرچہ مسجد کی امامت یا بچوں کی تعلیم ہی کیوں نہ ہو، انجام دے تو تنخواہ اس فرم سے نہیں پا سکتا ہے۔ جس کے ملازمین میں اس کا اندراج ہے بلکہ غور کیجئے تو یہ صریح فریب ہے اور اس میں نہ صرف اس امام کی عزت جانے کا صحیح اندیشہ ہے، بلکہ جو لوگ اس میں ملوث پائے جائیں گے، ان کی بھی عزت بلکہ ملازمت جانے کا صحیح اندیشہ موجود ہے۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں اس امام کو ورکشاپ سے تنخواہ دینا اور اسے لینا

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جائز نہیں جب تک وہ ورکشاپ میں کام کے وقت تک موجود نہ رہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۶ ربیع الاول شریف ۱۳۸۹ ھج

حجام کو ختنہ کی اجرت دینا جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسئلہ کے متعلق کہ: حجام کو ختنہ کی اجرت لینا جائز ہے یا نہیں؟ ختنہ ہو جانے کے بعد زخم کو صحیح کرنے میں حجام کا وقت اور مرہم پٹی کے لئے پیسہ بھی صرف ہوتا ہے۔

فقط والسلام حاجی معین، گرد نگر، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** حجامت بنوانا، ناخن ترشوانا، ختنہ کرنا یہ تمام امور سنت ہیں اور ان کی ادائیگی میں اجرت کا دینا یقیناً جائز اور اس کا لینا بھی حلال و درست۔ خود حضور اکرم ﷺ نے حجامت کی اجرت عنایت فرمائی۔ اب جو اسے ناجائز کہتا ہے اگر بلا دلیل شرعی کہتا ہے تو سخت گناہ اور دلیل رکھتا ہے تو بیان کرے۔ پھر مان بھی لیں تو آخر ختنہ کرنے والا، دوا استعمال کراتا اور کچھ دنوں تک اپنا وقت دیتا ہے اس کی قیمت و اجرت تو دینی ہی ہے۔ غرض یہ کہ ختنہ کرانے کی اجرت لینا دینا دونوں صحیح ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم　العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۳ جمادی الاُخریٰ ۱۳۹۸ ھج

کافر کو مسجد میں مزدوری پر لگانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: کافر کو تعمیر مسجد میں مزدوری پر لگانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

۷۸۶ **الجواب:** کوشش کیجئے کہ تعمیر مسجد کے لئے فراہم کیا ہوا پیسہ، مسلمانوں ہی کے پاس جائے اور اس سے کافر کو کوئی فائدہ نہ پہنچے اور اگر کافر کو مزدوری پر لگا ہی لیا ہے تو اسے مسجد کے اندر نہ جانے دیں اور جتنی جلدی ہو سکے اسے اس کام سے الگ کر دیں اگرچہ اس سے جو کام لیا گیا اسے ناجائز نہیں کہا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۴ ربیع الآخر ۱۳۹۹ ھج

جو تعطیلات رائج ہیں مدرس ان کی تنخواہ پائے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک قرآنی و دینی ادارے میں زید کو، عارضی طور پر قائم مقام کی حیثیت سے، گیارہ روز کے لئے مقرر کیا گیا تھا اور ادارے کے مہتمم نے یہ حکم دیا تھا کہ اگر آپ دلچسپی کے ساتھ، محنت اور توجہ و نیز وقت کی پابندی سے کام کریں گے تو آپ کو مستقل مدرس کی تنخواہ ۱۰۰=/ سو روپے ماہوار کے حساب سے دی جائے گی لیکن زید نے اپنے کار متعلقہ کو نہایت لاپرواہی سے کیا اور نہ وقت کی پابندی کی تو ایسی صورت میں کیا زید مستقل تنخواہ کا مستحق ہے؟ یا اس کو نصف تنخواہ دی جائے؟ بینوا توجروا　فقط السائل

۷۸۶ **الجواب:** مدرسہ میں تعطیل کے جو ایام ہیں مثلاً جمعہ، یا ماہ رمضان اور عید، بقر عید کی تعطیلیں جو عام طور پر مسلمانوں میں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رائج و معمول ہیں ان تعطیلات کی تنخواہ کا تو مدرس مستحق ہے اور ان کے علاوہ اگر مدرسہ میں نہ آیا یا بلاوجہ تعلیم نہ دی تو وہ اس روز کی تنخواہ کا مستحق نہیں۔ (درمختار، ردالمحتار) یہ حکم مستقل مدرس کے لئے ہے تو غیر مستقل مدرس جسے صرف گیارہ یوم کے لئے رکھا گیا وہ ان ایام سے زیادہ کا مستحق کس طرح ہوسکتا ہے۔ جب کہ یہ وہ مسئلہ ہے جسے عام خاص اچھی طرح جانتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ محرم الحرام ۱۴۰۰ھ

امام نے مسجد کا مکان عاریت کے طور پر لیا تو اس کو خالی کرایا جائے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک مسجد کے امام صاحب کو، دوران امامت مسجد کا مکان، رہائش کے لئے دے رکھا تھا۔ جو اسی مقصد کے لئے لیا گیا تھا کہ جو بھی امام مسجد ہوگا، اس مسجد میں رہائش اختیار کرے گا تاکہ اسے رہائش کی تکلیف نہ ہو۔ چنانچہ امام مسجد اڑھائی سال قبل انتقال کر گئے، اور ان کی جگہ ان کے لڑکے کو منتخب کیا گیا مگر دو سال امامت کرنے کے بعد اس نے نہ صرف امامت کو ترک کر دیا بلکہ اپنی ذاتی شرعی حیثیت کو بھی ختم کر کے لائق امامت ہی نہ رکھا۔ اب چھ ماہ سے ان کا تعلق مسجد سے ختم ہوگیا ہے مگر رہائش اسی مسجد کے مکان میں ہے۔ اب چونکہ یہ مکان مسجد کا ہے اور امام کو بلا کرایہ رہائشی سہولت کے طور پر دیا جاتا ہے۔ اس لئے اب امام آئے گا ظاہر ہے کہ اس کے لئے مکان کی ضرورت ہوگی۔ ہم نے سابق امام کے اہل و عیال سے کہا کہ مسجد کا مکان خالی کریں مگر وہ خالی نہیں کرتے۔ پھر ہم نے کہا کہ اگر تم خالی نہیں کرتے تو مسجد کو کرایہ دو تاکہ ضرورت پڑنے پر امام کے لئے کوئی دوسرا انتظام کیا جاسکے اور پھر جب یہ مکان مسجد کا ہے تو کرایہ لینا بھی مسجد کا حق، تاکہ مسجد کو فائدہ ہو۔ مگر وہ نہ تو مکان چھوڑنے پر راضی ہیں اور نہ ہی کرایہ دیتے ہیں اور اس سلسلے میں محلے کے چند افراد کو انھوں نے اپنا حمائتی بنا رکھا ہے۔ لہٰذا آپ از راہ کرم اس سلسلے میں ہماری رہنمائی فرماتے ہوئے شرعی فیصلہ سے آگاہ کریں کہ ۱۔ مسجد کے مکان پر ناجائز طور پر قبضہ کرنا جائز ہے؟ ۲۔ اور اگر رہائش کی تکلیف کی وجہ سے مکان میں رہائش رکھنی ہو تو کرایہ دینا ضروری ہے یا نہیں؟ ۳۔ مسجد کو کرایہ کی طرف سے نقصان پہنچانا یا ناجائز قابض کی چند افراد کی طرف سے حمایت کرانا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا السائل محمد ہاشم، عثمانیہ مسجد، ٹنڈو آدم، سانگھڑ

۷۸۶ **الجواب:** جب کہ مسجد کا مکان، امام مسجد کو عاریۃً، رہائش کے لئے دیا گیا تھا تو مسجد کی انتظامیہ کو یہ حق ہمہ اوقات حاصل ہے کہ جب چاہے، یہ مکان اس سے خالی کرالے اور جب انتظامیہ اس سے یہ مکان واپس مانگے گی عاریت باطل ہوجائے گی کیوں کہ عاریت میں کوئی پابندی، مالک مکان یا اس کے نگراں پر، کہ اس وقت مسجد کی انتظامیہ ہے، لازم نہیں (درمختار) ہاں اگر کچھ ایسی مجبوری ہے کہ مکان خالی نہیں کیا جاسکتا تو جب تک اس امام کے قبضے میں وہ مکان رہے گا، بطور اجارہ رہے گا یعنی اب امام پر اس کا ماہانہ واجبی کرایہ ادا کرنا لازم ہوگا (بحر) اور یہ کہ نہ مکان خالی کرے نہ مکان کا کرایہ دے، ظلم ہے اور اس ظلم میں اس کا ساتھ دینے والے خود بھی ظالم۔ اہل محلہ دباؤ ڈال کر وہ مکان خالی کرائیں یا اس سے واجبی کرایہ وصول کریں اور ان لوگوں کو خاطر میں نہ لائیں نہ ان کا ساتھ دیں جو یہ ظلم کر رہے ہیں۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے تَعَاوَنُوْا عَلَى

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی (المائدہ 2:) الآیۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　　　یکم ذی القعدہ ۱۴۰۱ ھج

کرایہ کی دوکان دوسرے کو کرایہ پر دینا

سوال: ایک شخص نے مالک دوکان سے کرایہ پر، دوکان لے کر دوسرے کو کرایہ پر دی ہے۔ اوّل کرایہ دار مالک کو ۶۰ روپے ماہانہ دیتا ہے اور دوم کرایہ دار اوّل کرایہ دار کو ۱۵۰۰ روپے دیتا ہے، اوّل کرایہ دار دوکان خالی کرنے کو کہہ رہا ہے، اس دلیل کے ساتھ کہ میں نے یہ دوکان کرایہ پر نہیں بلکہ امانت کے طور پر دی تھی۔ جب کہ وہ اس کا کرایہ برابر وصول کرتا رہا ہے۔

کیا واقعی شرعاً یہ امانت ہے یا کرایہ کی جگہ؟　　السائل عبد القادر، نیو کلاتھ مارکیٹ، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: مکان یا دوکان کرایہ پر لیا تو اس میں خود بھی رہ سکتا ہے دوسرے کو بھی رکھ سکتا ہے۔ مفت اور بلا کرایہ بھی اور کرایہ لے کر بھی اپنے ساتھ (درمختار وغیرہ) لیکن علماء کرام فرماتے ہیں کہ جتنے کرایہ پر اس کرایہ دار نے وہ مکان یا دوکان حاصل کیا اس سے زیادہ دوسرے کرایہ دار سے وصول کیا تو ممنوع ہے۔ حکم یہ ہے کہ اس زائد رقم کو فقراء پر صدقہ کر دے۔ درمختار میں فرمایا ولو آجر باکثر، تصدق بالفضل۔ اور جب حکم شرعی یہ ہے تو پہلے کرایہ دار کی وہ منطق خود ہی باطل کہ میں نے امانۃً دوکان دی تھی کرایہ پر نہیں اگر ایسا ہی ہے تو جو رقم اب تک اس کرایہ دار نے وصول کی ہے، وہ دوسرے کرایہ دار کو واپس کرے۔ اس قسم کی صورتیں، مال و دولت کی ہوس رکھنے والوں نے ایجاد کر لی ہیں شریعت میں کہاں؟ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　　　۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ ھج

کرایہ دار دوسرے کو کرایہ پر کس طرح رکھ سکتا ہے؟ پگڑی کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین بیچ اس مسئلہ میں کہ: میں نے ایک دوکان کپڑا مارکیٹ میں ۱۹۶۰ء میں ۵۰ روپے ماہوار کرائے پر لی اور پھر اپنے ایک رشتہ دار محمد عمر کو ۱۲۵ روپے ماہوار کرایہ پر دی۔ جس میں وہ کپڑے کا کاروبار کر رہا ہے۔ یہ دوکان پہلے جس کرایہ دار کے پاس تھی، اس کو میں نے دوکان خالی کرنے کے اور دوکان میرے نام کرایہ پر کروا دینے کے لئے مبلغ ۳۰۰۰ ہزار روپے دئے تھے۔ جسے کاروباری زبان میں مٹھائی یا پگڑی کہتے ہیں۔ درمیان میں وقفے وقفے سے میں نے کرایہ بڑھایا اور آخر میں محمد عمر مجھے ۴۰۰ روپے کرایہ ادا کرتا تھا۔ کچھ عرصے پہلے میں نے محمد عمر سے دوکان خالی کرنے کے لئے کہا کیوں کہ مجھے خود کاروبار کرنا تھا لیکن وہ خالی کرنے پر رضامند نہ ہوا۔ رشتہ داروں کے آپس کے فیصلہ کے مطابق یہ طے ہوا کہ میں دوکان خالی نہ کراؤں بلکہ اس کے نام کرایہ پر کروا دوں اور اس طرح میرا اس دوکان سے تعلق ختم ہو جائے گا جس کے عوض وہ مجھے ۱۱۰۰۰۰، ایک لاکھ دس ہزار روپے دے گا۔ اسے بھی کاروباری زبان میں مٹھائی یا پگڑی کہتے ہیں۔ جس میں اس نے مجھے ۵۰،۰۰۰ پچاس ہزار روپے ادا کر دیئے ہیں۔ جسے ایک تاجر کو میں نے کاروباری شراکت کے لئے دے دیئے ہیں۔ باقی ۶۰،۰۰۰ ہزار روپے قسطوں میں ہر ماہ ۵۰۰۰ روپے کے حساب سے ادا کرے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گا۔ واضح ہو کہ دوکان کا کرایہ جتنا کم ہوگا اور دھندا جتنا اچھا ہوگا اس کی پگڑی اتنی ہی زیادہ ہوگی۔

تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ ''پگڑی'' کا یہ لین دین شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اگر ناجائز ہے تو اس کا حل شریعت کے مطابق تجویز فرمائیے تاکہ میں دنیا و آخرت کے خسارہ سے بچ سکوں۔ آپ کی بڑی عنایت ہوگی اور اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے گا۔ آمین فقط والسلام، عبدالعزیز میمن، کیپٹل مارکیٹ روڈ، حیدرآباد

الجواب ۷۸۶ ھوالموفق للصواب: مکان یا دوکان کرایہ پر لیا تو اس میں وہ خود بھی رہ سکتا ہے دوسرے کو بھی رکھ سکتا ہے، مفت بلا کرایہ بھی اور کرایہ لے کر بھی، اپنے ساتھ (درمختار) لیکن علماء کرام فرماتے ہیں کہ جتنے کرایہ پر اس کرایہ دار نے وہ مکان یا دوکان حاصل کیا، اس سے زیادہ دوسرے کرایہ دار سے وصول کیا تو یہ ممنوع ہے۔ حکم ہے کہ اس زائد رقم کو فقراء پر صدقہ کردے، درمختار میں ہے ولو آجر باکثر تصدق بالفضل۔

۲۔ پگڑی دے کر قبضہ لینا، شرعاً معتبر نہیں، البتہ جب اقساط میں اس کی کل قیمت ادا کرنے کے بعد اس کا، الاٹمنٹ اور مالکانہ حقوق حاصل کر لئے، تو ظاہر ہے کہ اب یہ کوارٹر یا دوکان یا مکان شرعاً اور قانوناً، الاٹمنٹ اور مالکانہ حقوق حاصل کرنے والے کی ملک ہوا، کسی اور کا اس میں کوئی حق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی ۱۹۸۵.۴.۱۵ء

جب مالک کرایہ کی جگہ واپس لینا چاہے تو، کرایہ دار پر خالی کرنا لازم ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسماۃ سکینہ نے اپنا خرید کردہ پلاٹ ایک شخص مسمی عبدالسلام کو کرایہ پر دیا۔ مسمی عبدالسلام کرایہ پلاٹ کا دیتا رہا بعدہ مسماۃ سکینہ نے اپنا پلاٹ خالی کرانا چاہا۔ جس پر مقدمہ عدالت میں چلا۔ بعدہ فریقین اس معاہدہ تحریری پر رضامند ہوگئے کہ مسماۃ کے پسران جس وقت خود کام کرنا چاہیں گے، عبدالسلام پلاٹ خالی کردے گا اور قبضہ پلاٹ سپرد مسماۃ مذکورہ کردے گا۔ مسمی عبدالسلام کے پاس دیگر جگہ برائے کرنے اپنا کام موجود ہے

اب مسماۃ مذکورہ کے بچے جوان ہوگئے۔ مسماۃ خود پلاٹ پر کام کرانا چاہتی ہے اور اپنے بچوں کو روزگار سے لگانا چاہتی ہے، تو مسمی عبدالسلام پلاٹ خالی کرنے سے انکار کرتا ہے۔ فتویٰ درکار ہے۔ کیا عبدالسلام کا قبضہ جائز ہے یا نہیں؟

السائلہ مسماۃ سکینہ بیگم زوجہ شبیر احمد، گڈس ناکہ، حیدرآباد

الجواب ۷۸۶: صورت مسئولہ میں جب کہ مسماۃ سکینہ نے مسمی عبدالسلام کو اپنا پلاٹ کرایہ پر دیا اور وہ کرایہ پر رہتا رہا۔ اب مالکہ اپنا پلاٹ واپس لینا چاہتی ہے تو عبدالسلام پر لازم ہے کہ کرایہ نامہ کی مدت ختم ہونے پر مسماۃ سکینہ کو، پلاٹ مذکور واپس کردے، اور جب کہ چند معزز اشخاص کے سامنے عبدالسلام اور مسماۃ سکینہ کے تنازعہ کا فیصلہ ہوا، اس پر عبدالسلام کو عمل کرنا چاہئے۔ اور یہ ان معزز اشخاص پر بھی لازم ہوگا کہ، وہ اس معاملہ میں عبدالسلام کو مجبور کر کے یہ پلاٹ خالی کرا کے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مسماۃ سکینہ کے حوالے کرائیں، اور پھر اگر عبدالسلام اس پلاٹ پر اب بھی قبضہ رکھے، تو حدیث پاک میں ہے کہ (جس نے ایک بالشت زمین ظلم کے طور پر لے لی قیامت کے دن ساتوں زمینوں سے اتنا حصہ طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا (بخاری و مسلم) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا! خبردار تم لوگ ظلم نہ کرنا سن لو کسی کا مال بغیر اس کی خوشی کے حلال نہیں (بیہقی) فقہا کرام نے فرمایا کہ کسی کی جائیداد، یا زمین غیر منقولہ، قبضہ کرلی اور وہ چیز موجود ہے تو مالک کو واپس دلا دی جائے گی (ہدایہ عالمگیری وغیرہ) لہٰذا عبدالسلام پر لازم ہے کہ اللہ سے ڈرے اور کسی کے پلاٹ پر قبضہ کر کے آخرت کی رسوائی سے بچے اور مالک کو پلاٹ واپس دے دینے میں ہی اس کے لئے دین و دنیا میں سرخروئی ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی نافرمانی پر سوائے ذلت کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۵ ذی القعدہ ۱۴۰۴ھ

اجارہ کی شرائط

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مجھے شادی کے بعد میرے چچا و چچی نے اپنے ہمراہ رہنے کے لئے کہا اور میں نے ہاں کرلی۔ شادی سے قبل میں پھیری پر دودھ فروخت کرتا تھا، جس سے میری آمدنی تقریباً ۸۰ روپے یومیہ تھی۔ جوان کے منع کرنے کے باعث دودھ کی فروخت بند کرنے سے ختم ہوگئی۔ انہوں نے مجھے اپنے کاروبار میں شریک کرلیا۔ اس دوران مجھے کام کرنے کا معاوضہ نہیں دیا جاتا تھا۔ بس رہنے پر اکتفا تھا لیکن شادی کے تقریباً دس ماہ بعد انہوں نے مجھے علیحدہ کردیا اور میں اپنے والدین کے پاس واپس آ گیا اور اب اپنے والدین کی خدمت کر رہا ہوں۔ کیا اس عرصہ میں اپنے چچا و چچی سے معاوضہ لینے کا مستحق ہوں جو میں نے ان کے ایما پر ان کے ساتھ گزارا جس وجہ سے میرا کاروبار نہ صرف مذکورہ، عرصہ بلکہ کچھ عرصہ بعد ختم ہوگیا۔ جناب سے گزارش ہے کہ قرآن وسنت کی روشنی میں فتویٰ صادر فرمائیں؟　فقط السائل

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں فقہائے کرام نے اجارہ کے شرائط بیان فرمائے ہیں کہ اجارہ کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ اجرت کا معلوم ہونا یعنی مزدوری جو کام کے عوض دی جاتی ہے، کام کرنے سے پہلے معلوم ہو، لہٰذا اجرت کو اس طرح بیان کرنا ضروری ہے کہ نزاع کا احتمال نہ رہے ورنہ اجارہ صحیح نہ ہوگا اور یہ اجارہ فاسدہ کہلائے گا اور اس کا حکم یہ ہے کہ اس کام کے کرنے پر اجرتِ مثل لازم ہوگی مثلاً اگر اجرت مقرر ہی نہیں ہوئی تو اس صورت میں جو کچھ اجرت مثل ہو دینی ہوگی۔ (بحر وغیرہ۔ بہار شریعت)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۶ شعبان المعظم ۱۴۰۴ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب الغصب (دوسرے کا مال چھین کر قبضہ کر لینا)

کسی کا مال ناجائز طور پر کھانا ظلم ہے

سوال: قبلہ جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

میرا داماد چار بچے اور اہلیہ چھوڑ کر مرا ہے۔ تجارت دوکان داری، جس کا وہ خود مالک تھا اس میں کوئی عزیز ورشتہ دار شامل نہ تھا۔ اب اس کے بچے اور اہلیہ حقدار ہیں۔ مگر ان کے رشتہ داروں نے مرحوم کے چھوٹے بھائی کو دوکان پر بٹھا کر قبضہ کر لیا ہے اور دوکان کے آدھے حصہ کے حق دار بننا چاہتے ہیں۔ آپ تحریر فرمائیں کہ یتیم کے مال پر خاص عزیز ہو کر کیا قبضہ کر سکتے ہیں، شرع کیا حکم دیتی ہے؟

۷۸۶ **الجواب:** قال اللہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِیۡنَ یَاۡکُلُوۡنَ اَمۡوَالَ الۡیَتٰمٰی ظُلۡمًا اِنَّمَا یَاۡکُلُوۡنَ فِیۡ بُطُوۡنِہِمۡ نَارًا ؕ وَ سَیَصۡلَوۡنَ سَعِیۡرًا ۝ (النساء) یعنی وہ لوگ جو یتیموں کے مال ناحق کھا لیتے ہیں، وہ بس اپنے پیٹ میں آگ ہی بھرتے ہیں اور عنقریب وہ دہکتی ہوئی آگ میں جھونکے جائیں گے۔ آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ یتیم کا مال کسی طریقے سے بھی بیجا صرف میں لانا حرام اور اس حرام خوری کا انجام جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ ہے۔ ایک اور جگہ ارشاد فرمایا وَلَا تَاۡکُلُوۡۤا اَمۡوَالَہُمۡ اِلٰۤی اَمۡوَالِکُمۡ ؕ اِنَّہٗ کَانَ حُوۡبًا کَبِیۡرًا ۝ (النساء) "یعنی یتیم کا مال اپنے مال کے ساتھ ملا کر نہ کھاؤ۔ بے شک یہ بہت بڑا گناہ ہے"۔ اس آیت کریمہ نے یتیموں کے مال کے ساتھ دوسرے کو اپنا مال ملانا بھی حرام و گناہ قرار دیا۔ بلکہ یتیم سیانے اور انتظامی امور میں ہوشیار ہو جائیں تو یتیموں کے اولیاء کو حکم ہے کہ انتظامی ناقابلیت کے باعث جو سرپرستی اب تک یتیموں کے مال پر تمھیں حاصل تھی وہ ختم ہوئی اب ان کے بلوغ کا انتظار کئے بغیر ان کا مال ان کے حوالہ کر دو۔ فَاِنۡ اٰنَسۡتُمۡ مِّنۡہُمۡ رُشۡدًا فَادۡفَعُوۡۤا اِلَیۡہِمۡ اَمۡوَالَہُمۡ (النساء:6)۔ ان صریح و واضح احکام کے ہوتے ہوئے اگر کوئی شخص یتیموں کے مال پر قبضہ جابرانہ کرتا ہے، وہ ظالم ہے اور اس کا ساتھ دینے والے بھی اس ظلم میں اس کے شریک۔ ان بچوں میں اگر کوئی بچہ ہوشیار ہے کہ سلیقہ سے دوکان داری کر سکتا ہے تو کسی کو اجازت نہیں کہ ان کا سرپرست بن بیٹھے اور ان کا مال ہڑپ کرنے کا ارادہ کرے۔ اللہ توفیق بخشے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ جمادی الاخری ۱۳۸۴ھ

ثواب کے نام پر دوسروں کی حق تلفی کرنا، ثواب نہیں ہے

سوال: جناب والا! میری دوکان کھاتہ چوک میں ہے، پاکستان بننے سے پہلے دوکان کے دروازے پر ہندوؤں کے دیوتا کی تصویر لگی ہوئی تھی۔ آج سے آٹھ دس سال قبل عبدالسلام قریشی نامی ایک شخص سے میں نے وہ دوکان خرید لی۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میرے محلے کے لوگوں نے میری دوکان کے دروازے پر ایک پانی کی ٹنکی زبردستی بنالی جس کی وجہ سے میری دوکان ڈھک جاتی ہے اور اس پانی کی ٹنکی میں ان لوگوں نے میونسپلٹی کا چوری سے نل بھی لگا دیا ہے۔ اب اس ٹنکی کی حالت کچھ کچرا ڈپو کی مانند ہوگئی ہے اور نہ ہی اس ٹنکی میں پانی آتا ہے اور محلے کے چند دیندار لوگ میرے گلے پر چھری چلا کر ثواب کا کام کہتے ہیں۔ مہربانی فرما کر آپ سے اس سلسلے میں فتویٰ درکار ہے کہ اس ٹنکی سے پانی پینا جائز ہے یا ناجائز؟

فقط نور محمد ولد چاند محمد

۷۸۶ الجواب: اگر آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کی حق تلفی ہو رہی ہے تو میونسپلٹی سے رابطہ قائم کریں۔ ورنہ اس زمانہ میں خوف خدا اور پرسش روزِ جزا کا کسے خیال ہے؟ محض ثواب کے لئے دوسرے کی حق تلفی کونسا ثواب ہے جس پر لوگوں کو اتنا اصرار ہے۔ مولیٰ عزوجل قبول حق کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ بجاہ النبی الامین آمین، علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ رجب المرجب ۱۳۹۸ ھ

غاصب شرعی تعزیر کا مستحق ہے، اور مال ضائع کرنے پر ضمان ادا کرے

سوال: محترمی جناب قبلہ وکعبہ مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں اور غصب املاک کے فعل کی شرعی تعزیراتی حدود کے بارے میں، از روئے فقہ حنفیہ کہ نوعیت واقعہ یہ ہے کہ

۱۔ من مقر جائیداد نمبر SE -20 - 5 - 28 واقع رام گلی نمبر ۴ لاہور کا مالک ہے۔

۲۔ یہ کہ جائیداد مذکورہ بالا سے ملحقہ ایک حصہ جائیداد نمبر SE - 9 - R51A واقع برانڈ رتھ روڈ مسمیان امین برادر کی ملکیت ہے جب کہ دوسرا حصہ جائیداد نمبر SE - 9 - R - 51 مسمی معراج الدین کی ملکیت ہے اور یہ کہ من مقر کی جائیداد ان ہر دو فریق کے عقب میں واقع ہے۔

۳۔ یہ کہ مسمیان امین برادرز نے اپنی جائیداد سے تجاوز کر کے من مقر کے حصہ پر ناجائز قبضہ کر لیا ہے اور بالائی منزل مسمار کر کے ملبہ وغیرہ فروخت کر دیا ہے جب کہ مسمی معراج الدین نے من مقر کے غصب شدہ حصہ کو فروخت کر دیا ہے۔

۴۔ یہ کہ من مقر کی جائیداد کی در بندی کا مکمل نقشہ موجود ہے جس کی رو سے یہ امر ثابت ہے کہ ہر دو فریق مذکورہ بالا نے اپنے اپنے حصص جائیداد سے تجاوز کر کے من مقر کی املاک غصب کر لی ہے۔

۵۔ یہ کہ ڈپٹی سٹیلمنٹ کمشنر لاہور نے بھی من مقر کے استغاثہ پر فیصلہ صادر کرتے ہوئے وضاحتی حکم جاری کر دیا ہے جس میں من مقر کا حق تسلیم کیا ہے۔ فقط السائل قاضی ظہیر الدین

۷۸۶ الجواب: سوالات ومندرجہ حالات سے ظاہر ہے کہ

۱۔ جائیداد SE 20 - 5 - 28 سائل کی ملکیت ہے۔

۲۔ جائیداد مذکورہ بالا سے ملحق جائیدادیں مسمیان امین برادرز معراج دین کی ملکیت ہیں۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۳۔ مسمیان امین برادرز معراج دین نے مذکورہ بالا نمبر کی جائیداد پر ناجائز قبضہ کرلیا ہے۔ ان حالات میں کورٹ ہی اس فیصلہ کو نافذ کرنے کا اختیار رکھتی ہے جو ڈپٹی سیٹلمنٹ کمشنر لاہور نے صادر فرمایا اور جس کی رو سے جائیداد مذکورہ بالا سائل کی ملکیت ہے۔ موجودہ حالات میں شرعاً تو صرف یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ دونوں غاصب ہیں اور تعزیر شرعی کے مستحق۔

احادیث کریمہ میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ جس نے ایک بالشت زمین ظلم کے طور پر لے لی قیامت کے دن ساتوں زمینوں سے اتنا حصہ طوق بنا کر اس کے گلے ڈال دیا جائے گا اور دوسری حدیث شریف میں ہے کہ جس نے کسی کی زمین میں سے کچھ بھی ناحق لے لیا قیامت کے دن سات زمینوں تک دھنسا دیا جائے گا (بخاری و مسلم شریف) اور اس باب میں حکم شرعی یہ ہے کہ اگر وہ چیز بعینہ موجود ہے تو مالک کو واپس دلائی جائے گی اور اگر غاصب نے ہلاک کردی تو غاصب تاوان دے اور اگر اس میں نقصان پیدا ہوا تو اس نقصان کا تاوان دے (ہدایہ، عالمگیری وغیرہ) اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ حق کو حق جانیں اور اسے قبول کریں عمل میں لائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ ھج

دوسروں کی جائیداد پر ظلم سے، قبضہ کرنے والے کا حکم

http://t.me/Tehqiqat

سوال: اگر کوئی مسلمان قرآن و شریعت کے تحت دیئے گئے فتویٰ کو ماننے سے اس لئے انکار کرتا ہے کہ بددیانتی اور دھوکہ بازی کے طفیل، غصب شدہ منقولہ و غیر منقولہ جائیداد، کے ناجائز و حرام مگر وقتی فوائد سے محروم ہوجائے گا تو ایسے مسلمانوں کے لئے قرآن و شریعت کے تحت کیا حکم ہے؟ فقط السائل

۷۸۲ **الجواب:** ایسے غصب و ظالم کے لئے ایک سزا جو حدیث شریف میں ارشاد فرمائی وہ یہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے کوڑھی ہوکر ملے گا۔ (طبرانی) اور صحیح بخاری و مسلم میں مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ ”جس نے ایک بالشت زمین، ظلم کے طور پر لی، قیامت کے دن ساتوں زمینوں سے اتنا ہی حصہ، طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا“ اور دوسری حدیث میں ہے کہ ”یہ طوق اس وقت تک اس کے گلے میں رہے گا کہ تمام لوگوں کے مابین فیصلہ ہوجائے“۔ اور عزوجل فرماتا ہے وَلَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ (البقرہ:188) ”ایک دوسرے کا مال ناحق طور نہ کھاؤ“۔ اب بھی جو شخص اپنی حرکات سے باز نہ آئے، اسے عذاب دوزخ کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ شوال المکرم ۱۴۰۴ ھج

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب الشفعة (پڑوسی ہونے کا حق)

ناجائز قبضہ والی زمین پر، حق شفعہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: کسی افتادہ زمین سرکاری اراضی پر قبضہ کر کے کسی دوسرے شخص کو کرایہ پر اٹھادی جائے اور اس طرح کرایہ کھاتا رہے۔ کیا یہ شخص جس کو حقوق ملکیت نہیں ملے ہیں اور نہ ہی اس نے کچھ رقم اس کی تعمیرات پر لگائی ہے۔ اس اراضی کا کرایہ کھانے اور مالک متصور ہونے کا شرعاً جواز رکھتا ہے؟

فقط عبدالرحیم ،لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** اگر وہ زمین سرکاری ہے اور قابض نے اسے سرکاری طور پر حاصل نہیں کیا ہے تو نہ قبضہ درست ہے اور نہ یہ اس کا قانوناً و شرعاً مالک۔ البتہ یہ زمین اگر اس کی زمین سے متصل ہے تو اسے حق شفعہ حاصل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۵ ربیع الاوّل شریف ۱۳۹۹ ھج

حق شفعہ کب تک ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: اگر کوئی مکان یا دوکان یا جائیداد منقولہ فروخت کی جائے تو اس میں حق شفعہ کی مدت کب تک ہے یعنی حق شفعہ کب ختم ہو جاتا ہے؟ بینوا توجروا۔ فقط حاجی احمد ولد سلمان، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** طلب شفعہ میں یہ بات ضروری ہے کہ جیسے ہی اس جائیداد منقولہ مکان خواہ دوکان وغیرہ کے فروخت ہونے کا علم ہو فوراً اسی وقت یہ ظاہر کر دے کہ میں شفعہ کا طالب ہوں۔ اگر علم ہونے کے بعد اس نے طلب نہ کیا تو شفعہ کا حق جاتا رہا اور بہتر یہ ہے کہ اپنے اس طلب کرنے پر لوگوں کو گواہ بھی بنا لے تاکہ یہ نہ کہا جا سکے کہ اس نے طلب شفعہ نہیں کیا ہے۔ پھر اس پر یہ بھی لازم ہوگا کہ بائع یا مشتری کو اس سے مطلع کرے اور پھر حاکم کی کچہری میں اپنے حق شفعہ کا مطالبہ کرے۔ بلا عذر شرعی اگر ایک ماہ کی مدت بھی گزر گئی تو حق شفعہ باطل ہو گیا۔ (ہدایہ۔ درمختار وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۷ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۰ ھج

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب الذبح (ذبح کا بیان)

عقیقہ میں گائے ذبح کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: عقیقہ کی گائے میں دو لڑکوں اور تین لڑکیوں کے حصے ڈال سکتے ہیں یا نہیں؟ یا سات حصے ہی ضروری ہیں؟ بینوا توجروا

نورالحسن، لطیف آباد نمبر ۸، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: عقیقہ میں گائے ذبح کی جائے تو لڑکے کے لئے دو حصے اور لڑکی کے لئے ایک حصہ کافی ہے یعنی سات حصوں میں دو حصے لڑکے کے اور ایک حصہ لڑکی کا۔ صورت مسئولہ میں دو لڑکوں کے چار حصے اور تین لڑکیوں کے تین حصے ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ ذی القعد ۱۳۸۴ھ

http://t.me/Tehqiqat

عقیقہ کے احکام۔ عقیقہ پر گائے ذبح کرنا

بخدمت جناب قبلہ محترم مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

سوال: بعد سلام عرض خدمت ہے کہ

۱۔ ایک شخص اپنے پوتے کا عقیقہ کرنا چاہتا ہے لیکن اس نے اپنے لڑکے کا عقیقہ نہیں کیا ہے۔ لڑکا بفضلہٖ تعالیٰ حیات ہے اس کے لئے کیا حکم ہے؟

۲۔ ایک شخص اپنے تین بچوں کا عقیقہ کرنا چاہتا ہے جن کی پیدائش میں فرق ہے۔ عقیقہ میں یہ شخص گائے کرنا چاہتا ہے۔ اس کے لئے کیا حکم ہے؟

۷۸۶ الجواب: اب عقیقہ کے لئے ساتواں دن بہتر ہے اور اگر ساتویں دن نہ کرسکیں تو جب چاہیں کر سکتے ہیں۔ سنت ادا ہو جائے گی۔ بسم اللہ آپ اپنے پوتے اور بیٹے دونوں کا عقیقہ اب کرلیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ماجور ہوں گے اور بچوں کی سلامتی ان کی نشو ونما اور ان میں اچھے اوصاف ہونا جو عقیقہ کے ساتھ وابستہ ہیں انہیں حاصل ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ عقیقہ کے لئے گائے کی قربانی ہوسکتی ہے اور سات حصے تک مقرر کئے جاسکتے ہیں۔ بچوں کی تاریخ پیدائش میں فرق ہے تب بھی کوئی حرج نہیں یکجا کرلیں۔ سنت ادا ہو جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۳ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ٹانگوں سے جانور ذبح کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: قربانی کے جانور کو اس کی اصل جگہ جہاں سے کہ قربان کرنا چاہئے اس جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ یعنی دونوں اگلی ٹانگوں کے پاس سے کاٹ دیا۔ کیا یہ قربانی حلال ہوئی یا نہیں؟ آیا! اس جانور کو کس طریقے سے کاٹا جاتا ہے؟ مدلل جواب سے آگاہ فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

السائل محمد حنیف، کوٹری بیراج، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: گلے میں چند رگیں ہیں ان کے کاٹنے کو ذبح کہتے ہیں اور جو رگیں ذبح میں کاٹی جاتی ہیں وہ چار ہیں ا۔ حلقوم جس سے سانس آتی ہے، ۲۔ مری اس سے کھانا پانی اترتا ہے، ۳، ۴۔ ان دونوں کے اغل بغل دو اور رگیں ہیں جن میں خون کی روانی ہے۔ ذبح کی ان چار رگوں میں سے تین کا کٹ جانا کافی ہے یعنی اس صورت میں بھی جانور حلال ہو جائے گا۔ اس کے بغیر جانور حلال نہیں۔ (درمختار، عالمگیری وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ صفر المظفر ۱۳۹۹ھ

حرام وحلال۔ گھوڑا حلال رہا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: گھوڑا حرام جانور ہے یا حلال؟ کیوں کہ ہمارے گاؤں میں اس بات پر تنازعہ ہوا کہ گھوڑا حرام ہے حلال نہیں ہے۔ ایک جنگ کے موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے، صحابہ کرام نے کھایا تھا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی کھایا تھا۔ ویسے حلال نہیں ہے۔ آیا! اس قسم کی کوئی روایت ہے یا نہیں؟ فقط عبدالقدیر، ٹنڈو الہیار

۷۸۶ الجواب: گھوڑے کے متعلق روایتیں مختلف ہیں۔ یہ آلہ جہاد ہے اس کے کھانے میں تقلیل (تقلیل کے معنی قلت یعنی کمی ہونا) آلہ جہاد ہوتی ہے لہٰذا نہ کھایا جائے۔ (درمختار وغیرہ) اور کھالیا تو حرام وگناہ بھی نہیں کہ صحابہ کرام سے اس کا کھانا ثابت ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تناول فرمانا فقیر کے علم میں نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ شوال المکرم ۱۴۰۰ھ

بندوق کا شکار حلال نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: کسی شکار پر بندوق سے گولی بسم اللہ، اللہ اکبر پڑھکر چلائی۔ جس سے شکار زخمی ہوگیا۔ شکاری فوراً بلا کسی توقف کے، شکار کی تلاش میں روانہ ہوا۔ شکار کے خون کے نشانات پر چلتا رہا۔ دو، چار، چھ گھنٹے کی تلاش کے بعد شکار پر پہنچا تو شکار مر چکا تھا۔ جس کو شکاری نے بسم اللہ، اللہ اکبر پڑھ کر ذبح کرلیا۔ کیا اس کا کھانا حلال ہے یا حرام؟ یہاں پر تمام شکاری لوگ کھاتے ہیں اور حلال جانتے ہیں۔ جواب بالصواب دیا جائے۔ صوفی مشتاق احمد قادری یوسفی، ضلع جعفر آباد (بلوچستان)

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الجواب ۷۸۶: مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی نے اپنے فتاوی میں فرمایا کہ بندوق سے شکار بمقتضائی قواعد فقیہہ، بغیر ذبح حلال نہیں۔ فان الاصل ان الموت اذا حصل بالجرح بیقین، حل وان بالثقل لایحل کذافی التبیین اور ردالمحتار میں ہے ولا یخفی ان الجرح بالرصاص، انما هو بالاحراق والثقل، بواسطة، اندفاعه العنیف اذلیس له حد فلا یحل، وبه افتی ابن نجیم، انتهی (ص ۱۷۱ ج ۵)۔ اس فتوی کا ماحصل یہ ہے کہ جو چیز دھاردار نہ ہو اس سے شکار خواہ کتنا ہی زخمی کیوں نہ ہو جائے وہ بغیر ذبح حلال نہیں۔ لہٰذا بندوق سے شکار کیا مگر اسے ذبح نہیں کیا۔ یا کیا مگر اس میں وقت ذبح، حیات کا ہونا ثابت نہ ہوا تو حرام ہے۔ (ہکذا فی الفتاوی الرضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور اسی سے معلوم ہوا کہ بندوق چلانے والا شکاری خواہ کوئی ہو اگر مسلمان اسے ذبح کرلے اور وقت ذبح اس میں زندگی کے آثار پائے جاتے ہیں تو شکار مسلمان کے لئے حلال ہے ورنہ حرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ جمادی الاخری ۱۴۰۰ھ

عقیقہ میں لڑکا لڑکی کے حصے

سوال: محترم جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، جناب والا! مندرجہ ذیل مسئلے میں شریعت محمدی ﷺ کا کیا حکم ہے کہ

۱۔ عقیقہ میں گائے کا ذبیحہ ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اور اس میں بھی قربانی کی طرح سات حصے (عقیقے) ہوسکتے ہیں یا نہیں؟ جب کہ ذبیحہ صرف ایک جان رکھتا ہے اور قربانی ہر سال ہوتی ہے اور عقیقہ زندگی میں ایک بار ہوتا ہے۔ ۲۔ لڑکی کے لئے ایک بکری اور لڑکے کے لئے دو جان ذبیحہ کا حکم ہے؟ اصل شرعی حکم کیا ہے؟ عقیقہ کرنے والوں کو بتایا جائے ورنہ عام طور سے بلا معلومات گائے پر عقیقہ ہونے لگا ہے۔ السائل، ماسٹر قمر الدین، سرے گھاٹ، حیدرآباد، سندھ

الجواب ۷۸۶: بچہ پیدا ہونے کے شکریہ میں جو جانور ذبح کیا جاتا ہے اس کو عقیقہ کہتے ہیں۔ لڑکے کے عقیقہ میں دو بکرے اور لڑکی میں ایک بکری ذبح کی جائے جب بھی جائز ہے اور گائے ذبح کی تو سات حصوں میں لڑکے کے لئے دو حصے اور لڑکی کے لئے ایک حصہ مقرر ہے اور شرعاً گائے میں عقیقہ کرنا بلکہ قربانی کی گائے میں عقیقہ کا حصہ ڈال دینا بھی جائز ہے۔ حکم شرعی میں اپنے خیالات کی کھچڑی نہ پکائیں۔ حکم شرعی حکم شرعی ہے۔ (عامۂ کتب۔) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ جمادی الاولی ۱۴۰۲ھ

ذبح کا صحیح طریقہ

سوال: قصائی لوگ جانور کو ذبح کرتے وقت چار رگوں سے زائد پانچویں رگ جو حلقوم کے منکے میں اندر ہے، جس سے جانور سانس لیتا ہے کاٹتے ہیں اور حلقوم بھی سر کی طرف نہیں ہوتی بلکہ نیچے رہ جاتی ہے۔ آیا! اس طرح ذبح شدہ، جانور کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ اگر مکروہ ہے تو مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی؟ کتاب، صفحہ، عبارت درج فرماکر مطمئن فرمائیں اور عنداللہ اجر عظیم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حاصل کریں۔ السائل حقیر الفقیر بخش علی غفاری نقشبندی، پیش امام نورانی مسجد گاڑی کھاتہ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: پورا حلقوم ذبح کی جگہ ہے اور ذبح کی چار رگوں میں سے تین کا کٹ جانا کافی ہے یعنی اس صورت میں بھی جانور حلال ہو جائے گا کہ اکثر کے لئے وہی حکم ہے جو کُل کے لئے ہے۔ تنویر الابصار پھر اس کی شرح درمختار میں ہے (وحل المذبوح بقطع ثلاث منها) (صفحہ ۲۵۶/ جلد ۵) البتہ اس طرح ذبح کرنا کہ چھری حرام مغز تک پہنچ جائے یا سر کٹ کر جدا ہو جائے مکروہ ہے مگر ذبیحہ کھایا جائے گا یعنی کراہت اس فعل میں ہے نہ کہ ذبیحہ میں۔ ہدایہ (جلد ۴) میں ہے ومن بلغ بالسکین النخاع او قطع الراس کرہ له ذلك و توكل ذبيحة (کتاب الذبائح صفحہ ۴۳۴) خلاصہ کلام یہ ہے کہ اگر تین یا چاروں رگیں ذبح میں کٹ جائیں تو اس کے بعد بھی چھری آزمانا اور زائد رگیں کاٹنا جانور کو بلا ضرورت ایذا دینا ہے۔ لیکن اس فعل کا کوئی اثر ذبیحہ پر نہیں۔ ذبیحہ حلال کا حلال ہی رہے گا۔ کراہت اس فعل میں ہے تنزیہی ہو یا تحریمی وھی الظاہر۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ رجب المرجب ۱۴۰۲ ھج

عقیقہ کا گوشت دادا، دادی، نانا، نانی، کھا سکتے ہیں یا نہیں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: عقیقہ کا گوشت دادا، دادی، نانا، نانی، وغیرہ کو کھانا جائز ہے یا نہیں؟ اور اسے کچا یا پکا کر تقسیم کرنا کیسا ہے؟ حکم شرعی سے مطلع فرمائیں

فقط السائل ناصر خان، لیاقت کالونی حیدرآباد، ۲۷۔ ۱۲۔ ۱۹۸۲ء

۷۸۶ الجواب: عوام میں جو یہ بات مشہور ہے کہ عقیقہ کا گوشت بچہ کے ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی، وغیرہ نہ کھائیں یہ غلط ہے۔ اس کا کوئی ثبوت نہیں اور عقیقہ کا گوشت فقراء، واعزاء اور دوست واحباب میں کچا تقسیم کر دیا جائے یا پکا کر دیا جائے یا ان کو پکا کر بطور ضیافت و دعوت کھلا دیا جائے۔ یہ سب صورتیں جائز ہیں (بہار شریعت)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ ربیع الاول شریف ۱۴۰۳ ھج

دعوت ولیمہ میں عقیقہ کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید اپنے لڑکے کی دعوت ولیمہ کو عقیقہ کے طور پر کرنا چاہتا ہے، تاکہ اس کا وہ لڑکا جس کی شادی ہوئی ہے اور دوسرے لڑکے اور لڑکی کے عقیقہ کے فرض سے نمٹ جائیں۔ کیا یہ شرعی نقطۂ نظر سے درست ہے نیز جانور کے سلسلہ میں وضاحت فرمادیں کہ اس کی شرعی شرائط کیا ہوں گی۔

السائل حاجی وحید اللہ، لطیف آباد، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ الجواب: تقرب اگر مختلف قسم کے ہوں مثلاً ولیمہ اور عقیقہ تو ان میں شرکت ہو سکتی ہے۔ دونوں ملا کر ہو سکتے ہیں کہ عقیقہ بھی تقرب ہے۔ (درالمختار) عقیقہ کا جانور ان ہی شرائط کے ساتھ ہونا چاہئے جیسا قربانی کے لئے ہوتا ہے۔ اس کا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گوشت فقراء وعزیز واقارب، دوست واحباب کو کچا تقسیم کر دیا جائے یا پکا کر دیا جائے یا ان کو بطور ضیافت ودعوت کھلا دیا جائے، یہ سب صورتیں جائز ہیں۔

عوام میں یہ بہت مشہور ہے کہ عقیقہ کا گوشت بچہ کے ماں، باپ، دادا، دادی، نانا اور نانی نہ کھائیں، یہ غلط ہے۔ اس کا کوئی ثبوت نہیں سب کھا سکتے ہیں۔ (بہار شریعت)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ شوال المکرم ۱۴۰۴ ھ

بچوں کے مہندی لگانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ

۱۔ ایک شخص نے کوئی بھی جانور ذبح کیا مثلاً بسم اللہ، اللہ اکبر پڑھ کر مرغی ذبح کی۔ چھری اتنی تیز تھی کہ گردن علیحدہ ہوگئی، یا پھر بسم اللہ، اللہ اکبر پڑھ کر مرغی ذبح کی مگر گلے کی موٹی ہڈی گردن کی طرف نہ ہوسکی، نیچے جسم کی طرف کٹ گئی، ان دونوں صورتوں میں جانور صحیح ذبح ہوا یا کچھ کراہت پائی جائے گی؟

۲۔ کوئی عورت مجبوراً کسی معزز شخص کو اپنا محرم بنا کر حج پر جاسکتی ہے یا نہیں؟ جب کہ اس کا اپنا کوئی بیٹا بھائی نہ ہو؟

۳۔ مجبوری کی بناء پر مرد کو اپنے ہاتھوں پاؤں میں مہندی لگانا، جائز ہے یا نہیں؟ صرف علاج کی غرض سے۔

السائل فقیر محمد بشیر چشتی، ناظم دار العلوم حنفیہ رضویہ، ٹنڈو الہیار

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: پورا حلقوم ذبح کی جگہ ہے اس کے اعلیٰ، اوسط، اسفل جگہ، میں ذبح کیا جائے جانور حلال ہوگا، ذبح فوق العقدہ ہوا اور تین رگیں کٹ جائیں تو جانور حلال ہے ورنہ نہیں۔ (درمختار) اس طرح ذبح کرنا کہ سر کٹ کر جدا ہو جائے مکروہ ہے مگر وہ ذبیحہ کھایا جائے گا یعنی کراہت فعل میں ہے نہ کہ ذبیحہ میں۔ (ہدایہ) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ محرم بنانے سے کوئی محرم نہیں بن جاتا محرم سے مراد وہ شخص ہے جس سے عورت کا نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہو اگر عورت کا کوئی محرم نہ ہو اور شوہر بھی نہ ہو تو نکاح کرے اور اس نکاح میں نفس پر اختیار دے دے۔ پھر شوہر کے ساتھ حج کو جائے اگر محرم نہیں ہے تو اس پر حج فرض بھی نہیں ہے۔ عورت کے لئے حج کی فرضیت محرم کے ساتھ شرط ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

۳۔ بالغ تو بالغ بچوں کو بھی بلا ضرورت مہندی لگانا، ناجائز ہے۔ عورت لڑکے کو لگائے گی تو گناہ گار ہوگی۔ (درمختار) عالمگیری ردالمحتار میں ہے یکرہ للانسان ان یخضب یدیہ و رجلیہ (۳۱۸/جلد ۵) ہاں اگر ضرورت واقعیہ ہو کہ اس کے بغیر ممکن نہیں تو بقدر حاجت لگانے کی اجازت ہے۔ اسی میں ہے الا بحاجۃ

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۴.۸.۱۹۸۴ء

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۲ شوال المکرم ۱۴۰۴ ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب الاضاحی (قربانی کا بیان)

محرم میں شادی، حاملہ گائے کو ذبح کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ محرم الحرام کے عشرۂ اوّل میں شادی کرنا از روئے شرع جائز ہے یا نہیں؟

۲۔ ایک شخص نے گائے قربان کی اس میں بچہ نکلا۔ اس شخص کو خبر نہ تھی کہ اس گائے کے پیٹ میں بچہ ہے وہ بچہ ابھی تک زندہ ہے۔ اب یہ بچہ قربان کرنا ہے تو کس طرح کرے؟ زندہ صدقہ کرے؟ یا ذبح کر کے پھر صدقہ کرے؟ اور اس میں جیسا کہ قربانی کے جانور کا گوشت تقسیم کیا تھا اس کا بھی اسی طرح کرے یا نہیں؟ فقط السائل عبدالرحمٰن

۷۸۶ الجواب: ۱۔ محرم الحرام کے عشرۂ اوّل میں شرعاً شادی کرنا، جائز ومباح ہے، جیسے اور ایام میں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ بہتر یہ ہے کہ اسے زندہ صدقہ کردے بالخصوص ایام نحر گزرنے کے بعد کہ اب قربانی کے کوئی معنی ہی نہیں۔ ردالمحتار بحوالہ خانیہ فرمایا **والمستحب ان یتصدق بھاحیا**۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ ذی القعدہ ۱۳۸۴ ھج

اوجڑی، کپورے کھانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: اکثر لوگ اوجڑی اور کپورے بڑے شوق سے کھاتے ہیں، اس کے لئے کیا حکم ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب دے کر مشکور ہوں۔

السائل حشمت علی، حیدر آباد، سندھ

۷۸۶ الجواب: کپورے کھانا حرام ہے۔ **کمافی ردالمحتار و البدائع قال فی ردالمختار، مایحرم اکله من اجزاء الحیوان الماکول سبعة الدم المسفوح والذکر والانثیان الخ**۔ اور اوجڑی میں علماء کرام کا اختلاف ہے۔ بعض مکروہ تحریمی بتاتے ہیں اور بعض جائز بلا کراہت، اور احتیاط اس سے اجتناب و پرہیز میں ہے۔ جیسا کہ نظیف طبائع اور نفاست پسند عوام وعلماء کرام کا معمول ہے۔ (اور علماء محققین نے ۲۲، ایسے اجزاء بیان فرمائے ہیں، جن کا کھانا حرام یا مکروہ تحریمی ہے، وہ یہ ہیں ۱۔ خون، ۲۔ پتہ، ۳۔ مثانہ، ۴۔ نر کے پیشاب کی جگہ، ۵۔ مادہ کے پیشاب کی جگہ، ۶۔ دونوں کے پاخانہ کی جگہ، ۷۔ فوتہ (کپورے)، ۸۔ حرام مغز، ۹۔ پیٹ کی غلیظ آنتیں، ۱۰۔ غدود، ۱۱۔ گردن کے دونوں پٹھے، ۱۲۔ خون جگر، ۱۳۔ خون تلی، ۱۴۔ گوشت کا خون، ۱۵۔ خون دل، ۱۶۔ مرہ (پتہ کا زرد پانی)، ۱۷۔ ناک کا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پانی، ۱۸۔علقہ، رحم میں نطفہ سے بنا ہوا خون، ۱۹۔اوجھڑی، ۲۰۔مضغہ، رحم میں نطفہ سے بنا ہوا لوتھڑا، ۲۱۔تام الخلقت بچہ جو مرا نکلے، ۲۲۔نطفہ۔(از: افادات رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ جمادی الاٰخری ۱۳۸۴ھ

اگر قربانی کے لئے دو جانور خریدے، مگر ایک ذبح کیا دوسرے کا کیا کرے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید نے جس کے اوپر قربانی واجب ہے۔ دو جانور قربانی کے لئے اس خیال سے لئے کہ اگر ایک جانور کے گوشت سے کام پورا نہ ہوگا تو دوسرا جانور بھی ذبح کر دیا جائے گا لیکن کچھ حالات ایسے رونما ہوئے کہ ایک ہی جانور ذبح کیا گیا۔ اب زید کا ارادہ ہے کہ اس جانور کو سید الشہداء حضرت امام حسین امام عالی مقام کے نام سے ذبح کر دے۔ لہٰذا علماء ملت مفتی وقت فتویٰ صادر فرما کر شکریہ کا موقع دیں؟

احقر محمد احمد، لطیف آباد یونٹ نمبر ۵، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** زید جب کہ صاحب نصاب ہے اور اپنی جانب سے وہ ایام نحر میں قربانی کر چکا ہے، تو دوسرا جانور جو اس نے بہ نیت قربانی خریدا تھا اس کی قربانی اس پر واجب نہ تھی تو ایام نحر گزر جانے پر وہ جانور اس کی اپنی ملکیت ہے اور اسے اختیار ہے کہ جس طرح چاہے اسے اپنے تصرف میں لائے۔ لہٰذا سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں اس جانور کی قربانی کر کے ثواب پیش کر سکتا ہے هكذا مستفاد من كتب الفقه۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ محرم الحرام ۱۳۸۴ھ

گائے میں عقیقہ کا حصہ

سوال: مکرمی جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، جناب عالی! گزارش یہ ہے کہ علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ: زید کا کہنا ہے کہ گائے کی قربانی میں عقیقے کا حصہ شامل کیا جا سکتا ہے لیکن بکر اس کے برعکس ہے۔ اپنی رائے قائم کرتے ہوئے کہتا ہے کہ گائے کی قربانی میں عقیقہ کا حصہ شامل نہیں کیا جا سکتا لہٰذا مفتی ملت اہلسنت و جماعت سے استدعا ہے کہ قرآن کریم وحدیث شریف اور فقہ کے دلائل سے فتویٰ صادر فرمائیں تاکہ زید مطمئن ہو جائے؟

طالب فتویٰ محمد احمد، لطیف آباد ۱۱، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** قربانی کے جانور میں شرکت کے لئے نیت تقرب ضروری ہے اور یہ ضروری نہیں کہ وہ تقرب ایک ہی قسم کا ہو مثلاً سب قربانی ہی کرنا چاہتے ہیں بلکہ اگر مختلف قسم کے تقرب ہوں خواہ وہ تقرب سب شریکوں پر واجب ہوں یا کسی پر واجب ہو اور کسی پر واجب نہ ہو بصورت قربانی میں جائز ہے۔ اسی لئے قربانی اور عقیقے میں شرکت ہو سکتی ہے کہ عقیقہ بھی تقرب کی ایک صورت ہے۔ (بہار شریعت بحوالہ ردالمحتار) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ ذی قعدہ ۱۳۸۴ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کپورے حرام

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: بکرے کے کپورے کھانا حلال ہیں یا حرام؟ بینوا، توجروا　　فقط سید افسر علی شاہ، خطیب وامام مکہ مسجد، خواجہ چوک حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: جسے جنہیں کپورے بھی کہا جاتا ہے ان کا کھانا حرام ہے۔ (ردالمحتار ۱/۲۶۷ ج ۵) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنی　　۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۶ھ

گائے کے حصے تقسیم کرنے کا طریقہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ زید مشترکہ قربانی کرتا ہے۔ کیا حصے تقسیم کرنے سے پہلے اپنے لئے گوشت علیحدہ نکال سکتا ہے یا نہیں؟ حوالہ قرآن و حدیث

۲۔ تقسیم کا کیا طریقہ ہے۔ ازروئے شرع شریف فرمائیں؟

۳۔ کیا قربانی کے گوشت میں غرباء اور ہمسایوں کا بھی حصہ ہے؟ اگر ہے تو کتنا ہے؟

۴۔ کیا حسب بالا لوگوں کا حصہ نکالنے سے قبل اس قربانی کے گوشت میں سے زید اپنے لئے گوشت یا نلی وغیرہ نکال سکتا ہے یا نہیں؟

۵۔ اگر زید ایسا کرتا ہے تو اس کی قربانی کے لئے شرع کیا کہتی ہے؟ جیسا حسب بالا دفعہ میں تحریر ہے۔ ازروئے شرع فتویٰ صادر فرمائیں۔　　فقط خاکپائے بزرگان دین خاکسار، حافظ محمد بشیر احمد صدیقی، الیاس آباد، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: ۱، ۲، ۴۔ شرکت میں گائے کی قربانی ہوئی تو ضروری ہے کہ گوشت وزن کر کے تقسیم کیا جائے اندازہ سے تقسیم نہ ہو کیوں کہ ہوسکتا ہے کہ کسی کو زیادہ ملے یا کسی کو کم ملے اور یہ ناجائز ہے۔ یہاں یہ خیال نہ کیا جائے کہ کم وبیش ہوگا تو ہر ایک اس کو دوسرے کے لئے جائز کردے گا کہ اگر کسی کو زائد پہنچ گیا تو معاف کیا کہ یہاں اس فعل کا جائز نہ ہونا شرع کا جز ہے اور ان کو اس کے معاف کرنے کا حق نہیں۔ (بہار شریعت بحوالہ درمختار ردالمحتار) تو جب حصے تقسیم کرنا بلا وزن، محض اندازہ سے جائز نہیں تو تقسیم سے پہلے کوئی شخص گوشت، بوٹی، نلی، وغیرہ لے تو یہ کیوں کر جائز ہوسکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ بہتر یہ ہے کہ گوشت کے تین حصے کرلے۔ ایک فقراء کے لئے، ایک دوست احباب وہمسایوں کے لئے، اور ایک حصہ اپنے گھر والوں کے لئے۔ کل کا صدقہ کردینا بھی جائز ہے اور کل گھر میں رکھ لے یہ بھی جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۵۔ قربانی ہوجائے گی لیکن آدمی گنہگار ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۲۰ ذی الحجہ ۱۳۸۶ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دوسرے کی طرف سے قربانی، منّت کی قربانی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید بہت مالدار ہے۔ اس کے مرنے کے بعد ان کے لڑکوں کا مال نصاب، نصاب کو پہنچتا ہے مگر زید اپنی زندگی میں ایک جانور کی قربانی کرتا تھا اور اپنے لڑکوں کی طرف سے نہیں کرتا تھا اور کبھی کبھی یہ کرتا تھا کہ ایک جانور جو کہ قربان کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے بھی ایک مینڈھا ذبح فرمایا۔ پھر فرمایا، اللھم تقبل من محمد و من ال محمد ومن امة محمد تو اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک سب کی طرف ہو سکتا ہے۔ لہٰذا یہ سب کی طرف سے ہو گیا۔

۲۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اگر میرا کام اللہ نے پورا کیا تو تو میں حضور کے لئے قربانی کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا یہ کام پورا کیا تو اب وہ اس قربانی کو کر کے کس طرح گوشت تقسیم کرے۔ گوشت وہ خود تو نہیں کھا سکتا ہے۔ کیا اس کے گھر والے بھی نہیں کھا سکتے۔ بینوا، توجروا فقط السائل

۷۸۶ **الجواب:** اگر زید کی بالغ اولاد صاحب نصاب نہیں تو ان پر قربانی واجب نہیں ورنہ ان پر قربانی واجب ہوگی نہ کریں گے تو گناہ گار ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ یہ صرف حضور اکرم ﷺ کے خصائص سے ہے، کسی اور کو حضور اکرم ﷺ کے فعل پر، اپنے فعل کو، اور حضور اکرم ﷺ کی ذات پر اپنی ذات کو قیاس کرنا، اگر بربنائے وہابیت ہو نہ تو بڑی بے ادبی اور محرومی کی بات ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ منت کی قربانی میں سے کچھ نہ کھائے بلکہ سارا گوشت وغیرہ صدقہ کر دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ ذی الحجہ ۱۳۸۶ھ

https://t.me/Tehqiqat

حلال جانور کے ۲۲ مکروہ تحریمی یا حرام اجزاء

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: کپورے (بکرا یا بیل) کے حلال ہیں یا حرام؟ از روئے شریعت جواب دیں۔ فقط، وارث علی انصاری، انصاری محلہ پریٹ آباد، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** حلال جانور کے سات اجزاء حرام ہیں جن کا بیان فقہا کے ہاں مقصود ہے۔ ۱۔ جاری خون، ۲۔ آلۂ تناسل، ۳۔ خصیے (کپورے)، ۴۔ شرم گاہ، ۵۔ گلٹی، ۶۔ مثانے اور ۷۔ پتہ۔ (کنز الدقائق ردالمحتار وغیرہما)۔ مگر امام احمد رضا علیہ الرحمتہ نے مزید پندرہ اجزاء شمار کرائے ہیں، جو مکروہ تحریمی یا حرام ہیں (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم ذی الحجہ ۱۳۹۷ھ

حلال جانور کے حرام اجزاء اور گردوں کا حکم

سوال: حضرت علامہ مولانا مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: بکرے وغیرہ کے کپورے اور گردے کھانا اور بیچنا جائز ہے یا ناجائز؟ بدلائل مسئلہ کی وضاحت فرمائیں مہربانی ہوگی۔ فقط السائل قاضی فصیح الدین، گاڑی کھاتہ، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: ہر حلال جانور کے بائیس اجزاء، مکروہ یا حرام ہیں، سات اجزاء جو مشہور ہیں، وہ یہ ہیں۔ ا۔ بہتا خون، ۲۔ آلۂ تناسل، ۳۔ خصیے یعنی کپورے، ۴۔ شرم گاہ، ۵۔ گلٹی، ۶۔ مثانہ، اور ۷۔ پتہ۔ (ردالمحتار) اور کھلانے کے لئے ان کا خریدنا اور بیچنا بھی جائز نہیں۔ گردے کھانا بھی جائز ہے اور بیچنا بھی جائز۔ البتہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پاکیزگی طبع اور نفاست فطری کے باعث گردوں کو پسند نہ فرماتے تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ ذی القعدہ ۱۳۹۹ ھ

قربانی ہر ایک کی الگ الگ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: قربانی ہر سال جتنے افراد گھر میں موجود ہیں کیا ہر ایک کی طرف سے واجب ہے۔ یا ایک آدمی کی طرف سے ایک سال اور دوسرے کی طرف سے دوسرے سال واجب ہوتی ہے۔ ا رصاحب نصاب سے کیا مراد ہے؟ فقط حافظ نور محمد، ٹنڈو الہیار

۷۸۶ الجواب: قربانی کے لئے، ایام قربانی میں صاحب نصاب ہونا شرط ہے۔ یہاں مال پر پورا سال گزرنا بھی شرط نہیں۔ تو گھر میں، ان ایام کے دوران جتنے افراد صاحب نصاب ہوں گے ان پر ہر سال قربانی واجب ہوگی بشرطیکہ وہ صاحب نصاب رہیں۔ یہ نہیں کہ ایک سال ایک کی طرف سے اور دوسرے سال دوسرے کی طرف سے کر دی جائے صاحب نصاب وہ مسلمان ہے جو ۵۲ ۱/۲ تولہ چاندی یا ۷ ۱/۲ تولہ سونے یا ان کے ہم قیمت مال تجارت کا مالک ہو جب کہ یہ چیزیں حاجت اصلیہ مثلاً خانہ داری کا سامان، سواری کا جانور وغیرہ، کے علاوہ ہوں۔ (عامۂ کتب۔) واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ ذی الحجہ ۱۳۹۹ ھ

قربانی کے دنبے کا اون کاٹنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: قربانی کا دنبہ پالا جائے تو اس کا اون کاٹ سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر اون نہ کاٹا جائے تو جانور اچھا نہیں پلتا؟ فقط محمد عالم، مکھی باغ، حیدر آباد، ۲۱ محرم الحرام ۱۴۰۰ ھ

۷۸۶ الجواب: قربانی کے جانور کے بال یا اون کا، کاٹنا جائز ہے البتہ اپنے کام میں لانا اور اس سے منافع حاصل کرنا منع ہے۔ پھینکنا بھی جائز نہیں۔ کسی غریب کو صدقہ کر دے۔ (عالمگیری)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ محرم الحرام ۱۴۰۰ ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قربانی کا جانور عیب سے خالی ہونا چاہئے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک گائے بعمر تین سال (یعنی چار دانت) ہیں۔ اس کے دونوں کان جن کی لمبائی گیارہ گیارہ انچ ہے اور دونوں کان کے بیچ میں سے ڈیڑھ ڈیڑھ انچ کٹے ہوئے ہیں۔ ایسی صورت میں قربانی اس گائے کی ہو سکتی ہے یا نہیں؟ بعض لوگوں نے یہ شبہ ڈال دیا ہے کہ حدیث شریف میں یہ بھی ہے کہ جانور کے کان میں اگر چھید ہو یعنی سوراخ ہو تو قربانی اس جانور کی نہیں ہو گی۔ لہٰذا جواب سے مطلع کریں۔ فقط نظام الدین، لطیف آباد نمبر ۷، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** بلاشبہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ ہم اس جانور کی قربانی نہ کریں ۱۔ جس کے کان کا اگلا حصہ کٹا ہو اور ۲۔ نہ اس کی جس کے کان کا پچھلا حصہ کٹا ہو اور ۳۔ نہ اس کی جس کا کان پھٹا ہو یا ۴۔ کان میں سوراخ ہو۔ (ترمذی ابوداؤد وغیرہ)۔ لیکن علماء کرام فرماتے ہیں کہ یہ ممانعت استحباب پر محمول ہے یعنی بہتر یہ ہے کہ ایسا جانور قربانی کے لئے نہ ہونا چاہئے۔ (ردالمحتار وغیرہ) تو قربانی کے جانور کو عیب سے خالی ہونا چاہئے لیکن اگر تھوڑا سا عیب ہو تو قربانی ہو جائے گی مگر مکروہ ہو گی اور زیادہ عیب ہو تو ہو گی ہی نہیں۔ اور اس تھوڑے اور زیادہ عیب میں فاصل حد یہ ہے کہ جس کے کان یا دم یا چکی، تہائی یا اس سے کم کٹی ہو تو یہ عیب قلیل ہے لہٰذا قربانی جائز و درست اگرچہ کراہت تنزیہی، اور اگر کوئی عضو تہائی سے زیادہ کٹا ہو تو اس کی قربانی نہیں۔ (درمختار، ردالمحتار) اب اس تفصیل کی روشنی میں آپ اس کے کان وغیرہ دیکھ لیں۔ عیب قلیل پائیں تو قربانی کرنا جائز ہے ورنہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ

بکرے کی قربانی کی عمر

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص اپنی بچی کا عقیقہ کرنا چاہتا ہے اور عقیقہ کا بکرا ایک سال کا ہے مگر اس بکرے کے دانت ابھی تک نہیں آئے ہیں۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں اس بکرے کی قربانی یا عقیقہ جائز ہو گا یا نہیں؟

السائل۔ محمد صابر، تحصیل ٹنڈو الہیار

۷۸۶ **الجواب:** بکرے یا بکری کی قربانی کے لئے ان کا پورے ایک سال کا ہونا شرط ہے (عامہ کتب۔) دانتوں کا نکل آنا شرط نہیں۔ لہٰذا اگر اس امر کا یقین ہے کہ یہ بکرا سال بھر کا ہو چکا ہے تو عقیقہ و قربانی جائز ہے۔ اصل میں دانت نکلنا اس کے ایک سالہ ہونے کی ایک بڑی علامت جانی جاتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳۰ ربیع الآخر ۱۴۰۰ھ

قربانی میں اگر کسی کا حصہ نہ ہو

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، گزارش یہ ہے کہ: قربانی کے جانور کا گوشت کٹنے سے

https://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قبل دست یاران اٹھا کر رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟ شریعت کی رو سے جواب عنایت فرمائیں۔

فقط حاجی رفیق الدین، کلاتھ مارکیٹ، حیدرآباد

الجواب ۷۸۶: قربانی کے جانور میں اگر کوئی شریک نہیں تو ذبح کے بعد گوشت کے اجزاء اٹھا لینے میں کوئی حرج نہیں ورنہ تقسیم کے بعد اٹھائیں۔ اور تقسیم کے بعد بھی اگر وہ اجزاءعلیٰ حالہ برقرار ہیں تب بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ قربانی کے گوشت کے تین حصے کرنا مستحب ہے۔ فرض و واجب نہیں کہ ایسا نہ کیا تو آدمی گناہگار رہا۔ یہ بات نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ ذی قعد ۱۴۰۲ھ

دوسرے کو قربانی کے لئے کہہ دینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسئلہ کے متعلق کہ: مثلاً زید کراچی کا رہنے والا ہے لیکن فی الوقت نوکری کی وجہ سے حیدرآباد میں رہتا ہے۔ زید حیدرآباد سے کراچی اپنے کسی عزیز کی طرف پیسے بذریعہ منی آرڈر یا کسی شخص کے ذریعے ارسال کرتا ہے اور اس عزیز کو لکھتا ہے کہ ان پیسوں سے میری طرف سے قربانی کر دینا۔ تو زید کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟

السائل رضا محمد، مسجد مصری شاہ ٹنڈو طیب، حیدرآباد، ۲۷ ذی قعد ۱۴۰۲ھ

الجواب ۷۸۶: بظاہر تو اس طرح قربانی میں کوئی وجہ، اس کے ناجائز ہونے کی ذہن میں نہیں آتی۔ سائل کے ذہن میں کوئی خدشہ ہے تو بیان کرے تاکہ حکم واضح کیا جائے؟ یہ طریقہ عامۃ المسلمین میں بلانکیر رائج ہے تو بلاوجہ ناجائز کیسے کہہ دیا جائے؟ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ ذی قعد ۱۴۰۲ھ

قربانی کا گوشت کیسے تقسیم کیا جائے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: قربانی کرنے والا قربانی کے گوشت میں سے دست یاران کو تقسیم سے قبل نکال کر رکھ سکتا ہے یا نہیں؟ یا پھر کس طرح سے دست یاران نکال سکتا ہے؟ بروئے شریعت جواب باثواب مرحمت فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ فقط حاجی رفیع الدین، نیو کلاتھ مارکیٹ، حیدرآباد، ۳۰ اگست ۱۹۸۲ء

الجواب ۷۸۶: بہتر یہ ہے کہ قربانی کے گوشت کے تین حصے کرے۔ ایک حصہ فقراء کے لئے، اور ایک حصہ دوست و احباب کے لئے، اور ایک حصہ اپنے گھر والوں کے لئے۔ ایک تہائی سے کم صدقہ کرے تب بھی جائز، اور کل صدقہ کر دینا بھی جائز ہے اور کل گوشت گھر ہی میں رکھ لے یہ بھی جائز ہے۔ (عالمگیری)

لہٰذا جب کہ قربانی ایک ہی شخص اپنی طرف سے کر رہا ہے تو مندرجہ بالا تشریح کی روشنی میں اپنے لئے دست یاران تقسیم سے قبل بھی لے سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ ذی قعد ۱۴۰۲ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قربانی کس پر واجب؟

سوال: کیا قربانی ہر صاحب حیثیت مسلمان پر اللہ تعالیٰ نے فرض یا واجب کی ہے۔ کیا قربانی صرف مکہ اور مدینہ میں ہی جائز ہے؟ یا اس کے علاوہ بھی ہر جگہ ادا کی جاسکتی ہے؟ جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں عنایت فرمائیں۔

دعا گو۔ عبدالحمید ولد فقیر محمد

۷۸۶ الجواب: ہر وہ مسلمان، مرد خواہ عورت، جو ایام قربانی میں دوسو درھم یعنی ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونے، یا حاجت کے سوا کسی ایسی چیز کا مالک ہو جس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی بنتی ہے تو اس پر قربانی واجب ہے۔ خواہ وہ دنیا کے کسی گوشہ میں آباد ہو اگر چہ مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ سے لاکھوں کوس دور۔ جب وہ صاحب نصاب ہے اور مقیم ہے اس پر قربانی لازم ہے۔ البتہ جو قربانی صرف حدود حرم کعبہ میں واجب ہوتی ہے اس کا وہیں کرنا فرض ہے۔ حرم کے علاوہ اس کی بجائے لاکھ جانور ذبح کرے، اس کا قائم مقام نہیں ہوسکتا۔ (عامۂ کتب وفتاوٰی رضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ رجب المرجب ۱۴۰۲ھ

قربانی شہر سے باہر لے جا کر کرنا

سوال: ہمارے شہر ماتلی کے ایک پیر صاحب نے جو کہ مہتمم مدرسہ اور خطیب بھی ہیں۔ نماز عید الاضحیٰ سے پہلے قربانی کا جانور، شہر کی حدود سے چند قدم باہر لے جا کر ذبح کیا اور بعد میں نماز عید الاضحیٰ پڑھائی؟ شریعت محمدی ﷺ میں ایسا کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ فقط حافظ بدرالدین، کشمیری محلہ ماتلی، ضلع بدین

۷۸۶ الجواب: شہر کی حدود سے چند قدم باہر جا کر قربانی کرنے کی اجازت ہو جائے تو شہر کا ہر فرد حدود شہر سے باہر جا کر قربانی شروع کردے۔ خصوصاً اس زمانہ میں کہ آمد ورفت کے ذرائع قدم قدم پر موجود ہیں۔ شریعت مطہرہ نے اجازت صرف اتنی دی ہے کہ اگر شہری آدمی یہ چاہتا ہے کہ صبح ہی نماز عید سے پہلے قربانی ہو جائے تو وہ جانور دیہات میں بھیج دے (درمختار)۔ اس کے آدمی جو دیہات میں ہوں اس کی طرف سے قربانی کر کے گوشت بھیج دیں گے۔ یہ حکم تو کہیں نہیں کہ حدود شہر سے چند قدم کے فاصلہ پر جا کر خود شہری قربانی کرے۔ بہر حال قربانی دوبارہ کرنی ہوگی۔ یعنی اس جانور کو صدقہ کرنا لازم ہوگا۔ نماز عید الاضحیٰ جائز ہوگی کہ اس کے شرائط پائے گئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم محرم الحرام ۱۴۰۳ھ

قربانی کا جانور مر گیا تو دوسرا جانور خریدے

سوال: جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، عرض یہ ہے کہ میں نے قربانی کے لئے ایک دنبہ خریدا۔ قربانی سے کچھ عرصہ پہلے ایک گاڑی والے نے دنبہ کو ٹکر ماردی تو وہ دنبہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رات کو مر گیا۔ میں نے گاڑی والے سے کہا کہ دنبہ کی آدھی قیمت ۷۵ روپیہ ہوتی ہے۔ آپ اپنے محلہ کے مولوی صاحب سے معلوم کریں۔ آیا جو ۷۵ روپیہ جو دنبہ کی آدھی قیمت بنتی ہے۔ اس مسجد کے چندہ میں شامل ہو سکتا ہے تو آپ دنبہ کی آدھی قیمت ۷۵ روپیہ مسجد میں جمع کرا دیں۔ گاڑی والے نے مولوی صاحب سے معلوم کیا تو مولوی صاحب نے مسجد میں جمع کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ وہ ۷۵ روپیہ چندہ میں جمع کرا دیا۔

کیا شریعت کی رو سے میں یعنی دنبہ والے پر کوئی شرعی فرد جرم تو نہیں ہوا؟ خریدنے والا صاحب نصاب تھا۔ فقط السائل

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: قربانی کا جانور مر گیا تو غنی پر لازم ہے کہ دوسرے جانور کی قربانی کرے۔ اب اگر قربانی کے دن گزر گئے اور اس نے قربانی نہیں کی تو جانور یا اس کی قیمت کو صدقہ کر دے، اگر پوری قیمت صدقہ نہیں کی بلکہ کم صدقہ کیا تو جو کم تھا اب وہ صدقہ کر دے اور جو مسجد میں چندہ دلوایا وہ عطیہ ہے اس کا قربانی سے کوئی تعلق نہیں رہا۔ (عالمگیری درمختار)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی ۱۴.۳.۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

حلال جانور کے حرام اجزاء/جھوٹی قسم کھانا/قسم کا کفارہ

سوال: محترم جناب قبلہ مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، جناب عالی! گزارش یہ ہے کہ

۱۔ حلال جانور کے گوشت میں کتنی چیزیں حرام ہیں۔ اور کتنی چیزیں مکروہ؟ ۲۔ بار بار قرآن کی قسم کھانا، جھوٹی قسم کھانے کا شریعت میں کیا حکم ہے؟ ۳۔ قسم کھائی کہ میں فلاں جگہ کھانا نہیں کھاؤں گا، پھر کھالیا، اس طرح مختلف قسموں کا کفارہ کیا ہے؟

فقط، حافظ محمد نذیر، بغدادی محلہ، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: حلال جانور کے ۲۲ بائیس اجزاء حرام یا مکروہ تحریمی ہیں، سات یہ ہیں۔ ۱۔ جاری خون، ۲۔ آلۂ تناسل، ۳۔ خصیے، ۴۔ شرمگاہ، ۵۔ گلٹی، ۶۔ پیشاب رہنے کی جگہ، اور ۷۔ پتہ۔ (ردالمحتار) بعض چیزیں سرکار دو عالم ﷺ نے پسند نہ فرمائیں مثلاً گردہ لیکن امت کو اس سے منع نہ فرمایا۔ اور اوجڑی کو محققین علماء نے مکروہ تحریمی فرمایا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

۲۔ قسم کھانا جائز ہے مگر جہاں تک ہو کمی بہتر ہے اور بات بات پر قسم نہ کھانی چاہیے، بعض لوگوں نے قسم کھانے کو تکیہ کلام بنا رکھا ہے اور اس کا خیال بھی نہیں رکھتے کہ بات سچی ہے یا جھوٹی یہ سخت معیوب ہے۔ (تبیین وغیرہ) جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائی تو سخت گناہگار ہوا، استغفار و توبہ فرض ہے مگر کفارہ لازم نہیں (درمختار، عالمگیری وغیرہما)۔

۳۔ صورت مستفسرہ میں جس قسم کا ذکر ہے، اس کا توڑنا مستحب ہے اگر وہ شخص جس کے لئے قسم کھائی، صحیح العقیدہ مسلمان ہے، یہ قسم منعقدہ کہلاتی ہے، اس کے توڑنے پر کفارہ لازم آئے گا۔ (مبسوط) قسموں کا کفارہ قرآن کریم نے ارشاد فرمایا فَكَفَّارَتُهُ (المائدہ:89) دس مسکینوں کو (دونوں وقت پیٹ بھر) اوسط کھانا کھلانا جو تم کھاتے ہو، یا انہیں کپڑا دینا، یا ایک غلام

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آزاد کرنا، اگران میں سے کسی بات پر قدرت نہ ہو تو تین دن کے روزے رکھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی ۱۴.۱۱.۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

حصے تقسیم کرنے کا طریقہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک گائے میں سات حصے ہوتے ہیں۔ اگر اس میں سات مختلف افراد حصے دار ہوں تو تول کر تقسیم کیا جائے یا پھر اندازے سے؟ اگر ایک ہی گھر کے افراد ہوں تو کیا تول کر تقسیم ضروری ہے۔ نیز اگر قریبی رشتے دار ہوں مثلاً چار حصے پھوپھی کے گھر کے اور تین حصے بھتیجے کے گھر کے ہوں۔ تو اس صورت میں تقسیم تول کر ضروری ولازم ہے۔ السائل رمضان الدین

۷۸۶ الجواب: قربانی کا جانور اگر مشترک ہو تو حکم ہے کہ گوشت وزن سے تقسیم کیا جائے۔ محض تخمینہ سے تقسیم نہ کریں اور یہ حکم عام ہے۔ خواہ شرکاء آپس میں رشتہ دار ہوں۔ یا غیر۔ ایک ہی گھر کے افراد ہوں یا علیحدہ علیحدہ گھرانے اور حکمت اس میں یہ ہے کہ سب شرکاء کا حق برابر ہے اور یہ حق شریعت کا مقرر کردہ ہے اور ہر ایک کا حق پورا ہے، اور یہ پورا پورا حق، حقدار کو اسی وقت مل سکتا ہے جب کہ وزن کیا جائے۔ تخمینہ میں کمی بیشی ہونا ظاہر ہے۔ جب کہ کسی کو کمی بیشی کا حق نہیں۔ یہ تو حق شریعت ہے لہٰذا یہ بھی صحیح نہیں کہ کمی بیشی کی صورت میں ہر ایک دوسرے کو جائز کر دے اور کہہ دے کہ کسی کو زائد پہنچا ہے تو معاف کیا کہ یہاں جائز نہ ہونا حق شرع ہے۔ ان کو معاف کرنے کا حق نہیں۔ (درمختار، ردالمحتار وغیرہ)۔ اور اگر ایک گھر کے افراد اس طرح ہوں کہ ان کا کھانا، مستقل ایک جگہ پکتا ہے تو تولنا لازم نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد مفتی محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم جمادی الاولیٰ ۱۴۰۴ھ

دوا کے لئے جانوروں کی چربی کا استعمال

سوال: اکثر یونانی مرکبات میں جو مقوی باہ ہوتی ہیں۔ اس میں قضیب گاؤ، سوماہ گردہ ایک جزو کے طور پر ڈالا جاتا ہے مثلاً معجون لبوب کبیر تو کیا اس کا استعمال جائز ہے؟ اور اگر ناجائز ہو تو اس کی کیا وجہ ہے؟

۲۔ اکثر اطلہ جات میں شیر وریچھ کی چربی استعمال کی جاتی ہے تو کیا بیرونی مالش کے بعد نماز پڑھی جاسکتی ہے؟ یا اس کا دھونا ضروری ہے؟ جب کہ اس سے مکمل فائدے، کے لئے سردی سے بچانا ضروری ہے؟ السائل رمضان الدین

۷۸۶ الجواب: جن جانوروں کا گوشت حلال ہے۔ ان کے بعض اعضاء حرام ہیں۔ یعنی ۱۔ جاری خون، ۲۔ آلۂ تناسل، ۳۔ خصیے، ۴۔ شرمگاہ، ۵۔ گلٹی، ۶۔ پیشاب کی جگہ یعنی مثانہ اور ۷۔ پتہ۔ اور مزید پندرہ مکروہ یا حرام، ان میں اوجھڑی شامل ہے۔ اور حرام چیزوں کو دوا کے طور پر بھی استعمال کرنا، ناجائز ہے۔ البتہ جن جانوروں کا گوشت نہیں کھایا جاتا، ذبح شرعی سے ان کا گوشت اور چربی اور چمڑا پاک ہو جاتا ہے۔ مگر خنزیر کہ اس کا ہر جزو بدن نجس ہے۔ لہٰذا ان جانوروں کی چربی وغیرہ اگر

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کھانے کے سوا، خارجی طور پر استعمال کرنا چاہیں تو ذبح کرلیں۔ اس صورت میں اس کے استعمال سے بدن یا کپڑا نجس نہیں ہوگا۔ اور ذبح شرعی کے بغیر اس کا استعمال بدن و کپڑے کو نجس کردے گا لہٰذا بوقت نماز دھونا ضروری ہوگا۔ لہٰذا مناسب اوقات میں استعمال کریں کہ بوقت نماز دھوسکیں۔ (درالمختار و غیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۴ ھج

چندہ کر کے قربانی کرنا ناجائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: اگر کوئی شخص محلّے سے چندہ کر کے یا اپنی طرف سے نبی اکرم ﷺ کے لئے قربانی کرے تو آیا یہ قربانی اور چندہ جائز ہے یا نہیں؟ خاص طور پر ہمیں اس چندہ کے بارے میں خبردار کریں کہ یہ چندہ جائز ہے یا نہیں؟ خادم، خطیب جامع مسجد قادری ملک کالونی، نواب شاہ

۷۸۶ الجواب: احادیث سے ثابت ہے کہ سیّد عالم حضرت محمد ﷺ نے اس امت مرحومہ کی طرف سے قربانی کی، تو جو مسلمان صاحب استطاعت ہو، اگر حضور اقدس ﷺ کے نام کی ایک قربانی کرے تو زہے نصیب۔ ترمذی میں روی ہے راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ دو مینڈھے قربانی کرتے ہیں۔ میں نے کہا یہ کیا ہے؟ انھوں نے فرمایا رسول اکرم ﷺ نے مجھے وصیت فرمائی کہ حضور کی طرف سے قربانی کروں لہٰذا میں حضور کی طرف سے قربانی کرتا ہوں۔ (ترمذی) قربانی، مسلمان، مقیم، مالک نصاب، آزاد، پر واجب ہے لہٰذا جو مالک نصاب ہو اسے خود قربانی کرنا لازم ہے اور جو مالک نصاب نہ ہو اس پر قربانی واجب نہیں۔ اور نہ اسے چندہ کر کے قربانی کرنا جائز ہے۔ (درمختار)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ ذی الحجہ ۱۴۰۴ ھج

دل کلیجی وغیرہ حصہ میں شامل نہ کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ

۱۔ کچھ لوگ قربانی کے جانور کی کلیجی، پھیپھڑے، تلی، دل، گردے اور سری پائے الگ نکال کر باقی گوشت کے تین حصے کردیتے ہیں۔ کیا یہ درست ہے؟

۲۔ کیا قربانی کرنے والا قربانی کے گوشت میں سے ران یا دست جیسا کوئی خاص حصہ اپنے لئے نکال سکتا ہے؟

۳۔ کیا قربانی کا گوشت یتیم خانے یا کسی اور رفاہی ادارے کو دیا جاسکتا ہے؟

۴۔ کیا قربانی کا گوشت کوئی ایسا شخص لے سکتا ہے، جس نے خود بھی قربانی کی ہو؟ کیا قربانی کا گوشت کافر بھیل، یا کافر کولیوں، کو دیا جاسکتا ہے؟ ان مسائل ضرور یہ کا جواب مرحمت فرما کر ممنون و مشکور فرمائیں۔

عزت افزائی کا متمنی فہیم الدین صدیقی، الیاس آباد، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب ھو الموفق للصواب: قربانی کے گوشت میں تقسیم صرف گوشت کی نہیں بلکہ گوشت میں کلیجی، پھیپھڑے، تلی،

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دل، گردے، اور سری پائے بھی شامل ہیں۔ ان کی تقسیم بھی وزن کرنے کے بعد برابر کی جائے۔ یہ صورت ان جانوروں میں ہے جس میں سات حصے شامل کئے جاتے ہیں۔ باقی میں یہ قید نہیں۔ جس طرح چاہے کرے تین حصے کرنا فرض یا واجب نہیں ہے۔ بلکہ مستحب ہے چاہے تو تمام گوشت اہل خانہ کے لئے رکھ سکتا ہے (عالمگیری) ۲۔ اگر قربانی میں حصہ دار نہیں ہیں تو جو حصہ چاہے نکال لے جائز ہے۔ ۳۔ ادارے جہاں ضرورت مند ہوں دینا زیادہ اجر کا باعث ہے، جائز ہے۔ ۴۔ غنی بھی یہ گوشت قبول کرسکتا ہے جائز ہے۔ ۵۔ قربانی کا گوشت کافر کو نہ دے۔ (بہار شریعت)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی ۱۰.۸.۱۹۸۴ء

ہر صاحب نصاب کی قربانی الگ الگ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: ایک گھر میں پانچ یا دس بھائی اور چچا زاد بھائی اکٹھے رہتے ہیں۔ سبھی عاقل بالغ ہیں اور کمانے والے ہیں اور ان سب کے پاس اتنی ملکیت ہے جو تقسیم کی جائے تو سب صاحب نصاب ہوں گے اور یہ سب گھر والے ایک ہی قربانی کرتے ہیں۔ آیا! ایسی قربانی میں سب بری الذمہ ہوں گے۔ یا الگ الگ قربانی کریں؟

فقط خادم جامع قادری مسجد، ملک کالونی، نواب شاہ

۷۸۶ الجواب: ہر وہ مسلمان جو مالک نصاب ہو اس پر قربانی واجب ہے (درمختار) لہٰذا صرف ایک قربانی کئی مالک نصاب لوگوں کی طرف سے نہ ہوگی ہاں اگر وہ ایک گائے کریں تو سات آدمیوں کی طرف سے قربانی ہو جائے گی اور بکری یا دنبہ ذبح کریں تو صرف ایک آدمی کی طرف سے قربانی ہوگی باقی لوگ جو مالک نصاب ہیں وہ قربانی نہ کریں تو گناہگار ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ محرم الحرام ۱۴۰۵ھ

چرم قربانی سے مسجد کی دوکانوں کی تعمیر

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: چرم قربانی کی قیمت، مسجد کی تعمیر، یا مسجد کے اخراجات کو پورا کرنے کے لئے مسجد سے ملحق دوکانیں تعمیر کرنے میں صرف کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ فقط سید منصب علی

۷۸۶ الجواب: چرم قربانی براہ راست بھی مسجد میں صرف کی جاسکتی ہے۔ قال رسول اللہ ﷺ ادّخروا وأتجروا اکار ثواب میں خرچ کرو اور مسجد میں دینے کے لئے داموں پر فروخت کی تو دام براہ راست مسجد میں صرف کئے جاسکتے ہیں۔

تبین الحقائق میں ہے لا نه قربة کالتصدق، ہاں اپنے خرچ میں لانے کے لئے داموں کو بیچی تو اس کا راستہ صدقہ کرنا ہے کہ ملک خبیث ہے براہِ راست مسجد میں نہ دے۔ فان الله طیب لا یقبل الا الطیب (کذا فی الفتاویٰ الرضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ صفر المظفر ۱۳۸۴ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چرم قربانی سے مدرسے کی تعمیر

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: عام لوگوں سے قربانی کی کھالیں جمع کی جائیں۔ پھر ان کی فروخت سے جو رقم حاصل ہو جائے دینی مدرسہ کی عمارت کی تعمیر یا استادوں کی تنخواہ پر خرچ کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

فقط السائل محمد حسین قادری

۷۸۶ **الجواب:** اگر قربانی کی کھالیں جمع کی گئیں اور پھر انہیں فروخت کر دیا اس نیت سے کہ یہ رقم صدقہ کرے گا تو یہ جائز ہے۔ (عالمگیری)۔ جیسے آج کل اکثر لوگ کھالیں دینی مدرسوں میں بھیجتے اور بعض مرتبہ وہاں کھال بھیجنے میں دقت ہوتی ہے تو اسے بیچ کر روپے بھیجتے ہیں یا کئی شخصوں کو دینا ہوتا ہے اسے بیچ کر دام فقراء پر تقسیم کر دیتے ہیں۔ یہ بیع جائز ہے۔ اس میں حرج نہیں اور حدیث میں جو اپنے بیچنے کی ممانعت آئی ہے اس سے مراد اپنے لئے بیچنا ہے۔ (بہار شریعت) اور جب کہ رقم مدرسہ کے لئے حاصل کی گئی تو اسے مدرسہ کی تعمیرات، استادوں کی تنخواہوں میں صرف کرنا بلاشبہ جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ ذی قعدہ ۱۳۸۲ ھج

چرم قربانی کا مسجد میں استعمال

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: قربانی کی کھالیں مسجدوں میں خرچ کی جا سکتی ہیں یا نہیں۔ اگر جائز ہے اور ان کے ثبوت کی کوئی دلیل ہے تو درج فرمایئے۔ مدلل با ثبوت کتابوں کے احوال تحریر فرما کر مشکور فرمائیں کہ بعض لوگ نا جائز کہتے ہیں؟

عرضدار، دین محمد، قاضی عبدالقیوم روڈ، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** قربانی کی کھالیں براہ راست مسجدوں میں صرف کی جا سکتی ہیں۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واتجروا اور اگر مسجدوں میں دینے کے لئے کھال فروخت کی تو اس کی قیمت بھی براہ راست صرف کی جا سکتی ہے۔ تبیین الحقائق میں ہے لانہ قربۃ کالتصدق ہاں اپنے خرچ میں لانے کے لئے داموں پر بیچی تو بے شک وہ قیمت نہ مسجد میں دے نہ مدرسے میں بلکہ فقراء پر تقسیم کر دے۔ (ھکذا فی الفتاویٰ الرضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ محرم الحرام ۱۳۸۶ ھج

چرم قربانی کی رقم اپنے اوپر خرچ کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: اکثر مسجدوں میں اہل محلہ اپنی قربانیوں کی کھالیں جمع کر کے پھر ان کی قیمت سے کسی مولوی صاحب یا اس مسجد کے پیش امام موذن کو تنخواہ دے کر اپنے ہی بچوں کو تعلیم قرآن پاک دلواتے ہیں اور ان بچوں میں کوئی مسافر طالب علم نہیں۔ یہ تو یوں ہوا کہ اپنی قربانیوں کی کھالوں کی قیمت اپنے مصرف میں لائی گئی۔ کیا اس طرح خرچ کرنا شریعت محمدی میں جائز ہے؟

فقط جمال الدین، الیاس آباد، حیدرآباد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب:** آدمی چھوٹی چھوٹی باتوں کی طرف دھیان نہیں دیتا اور یہی باتیں اسے گناہ میں ڈال دیتی ہیں اور آدمی کو احساس بھی نہیں ہوتا۔ یہ ایک عام بلا ہوتی جارہی ہے کہ چرم قربانی تو چرم قربانی اکثر لوگ زکوۃ، فطرہ کی رقم جمع کرتے ہیں اور اپنی ہی قوم کے بچوں کی تعلیم و مدرس کی تنخواہ میں بلا دریغ خرچ کرتے رہتے ہیں حالانکہ یہ زکوۃ سے خود ہی بالواسطہ فائدہ حاصل کرنا ہوا جو حرام ہے۔ اسی طرح اگر چرم قربانی کی قیمت اپنے ہی بچوں یا اپنی ہی قوم کے بچوں پر خرچ ہوئی تو یہ بھی بالواسطہ خرچ اپنے اوپر کرنا ہوا۔ اور چرم قربانی کی قیمت اپنے اوپر یا اپنے بال بچوں پر صرف کرنا حرام ہے۔ (عالمگیری) ظاہر ہے کہ اگر زید نے اپنی قربانی کے چرم کی قیمت استاد کی تنخواہ میں دی اور اسی استاد کے یہاں، جسے چرم قربانی کی قیمت سے مشاہرہ دیا جارہا ہے، اس کے بچے بھی تعلیم پاتے ہیں تو اس قیمت سے اس نے اور اس کے بچوں نے فائدہ اٹھایا۔

بہر حال صورت مسئولہ خدشات سے خالی نہیں، اس لئے یہ رقم ہمیشہ ایسے دینی مدارس میں دی جائے جہاں غریب الوطن طلبا دینی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ دینی مدرسوں کو چھوڑ کر ایسے اداروں پر چرم قربانی کی قیمت خرچ کرنا جہاں محض دنیاوی علوم کی تعلیم دی جاتی ہے۔ دین کی طرف سے غفلت ہے جس کا وبال آج ہم پر پڑ رہا ہے کہ لوگ دین سے روز بروز غافل ہوتے جارہے ہیں۔ مولیٰ عزوجل مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ دین کی ترویج میں بیش بیش حصہ لیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۱۸ ربیع الآخر ۱۳۸۶ھ

چرم قربانی کا مسجد میں خرچ کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ۱۔ قربانی کی کھالیں تعمیر مسجد میں استعمال کی جاسکتی ہیں یا نہیں؟

۲۔ ہمارے محلے کی مسجد زیر تعمیر ہے اور ذرائع آمد بہت ہی محدود ہیں۔ اہل محلہ نے اس سال قربانی کی کھالیں جمع کر کے ان کی رقم تعمیر مسجد میں صرف کردی ہے۔ کیا یہ صحیح ہے؟

۳۔ مسجد کی دو کانوں کی آمدنی کل ۶۰ روپیہ ہے اور اخراجات تقریباً ۱۱۰ روپیہ ہے۔ باقی خرچہ چندہ سے جمع کیا جاتا ہے۔ اس کا علاوہ مسجد کی کوئی آمدنی نہیں ہے۔ ایسی حالت میں کھالوں کی رقم دیگر اخراجات پر خرچ کی جاسکتی ہے یا نہیں؟

فقط السائل حافظ بشیر احمد صدیقی، ناظم انجمن اصلاح معاشرہ، الیاس آباد، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** فقہ کی چھوٹی بڑی مستند کتابوں میں ہے کہ قربانی کے چمڑے کو خود بھی کام میں لاسکتا ہے یعنی اس کو باقی رکھتے ہوئے اپنے کام میں لاسکتا ہے۔ مثلاً اس کی جائے نماز بنائے، چھلنی، تھیلی، مشک، دسترخوان، ڈول وغیرہ بنائے یا کتابوں کی جلد میں لگائے۔ (درمختار وغیرہ) اس سے معلوم ہوا کہ قربانی کی کھال کا صدقہ کرنا واجب نہیں، مستحب ہے ورنہ اپنے کام میں لانا، جائز نہ ہوتا اور جب کہ یہ کھال اپنے کام میں لائی جاسکتی ہے اور ایسا کرنا یقیناً جائز ہے تو مسجد نے کیا قصور کیا ہے کہ حاجت مند ہوتے ہوئے بھی قربانی کی کھالیں اس میں صرف نہ کی جائیں اس لئے علمائے کرام نے ارشاد فرمایا کہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قربانی کا چمڑا اپنے کام میں بھی لا سکتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ کسی نیک کام کے لئے دے دے مثلاً مسجد یا دینی مدرسہ کے لئے دے دے یا کسی فقیر کو دے دے۔ (بہار شریعت) اب جو منع کرتا ہے وہ دکھادے کہ کہاں سے منع کرتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ ربیع الآخر ۱۳۸۸ھ

امام و مؤذن کی تنخواہ چرم قربانی سے دینا کیسا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک مسجد شریف ہے جس کی آمدنی کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ اس مسجد کی انجمن کا خیال ہے کہ قربانی کی کھالیں جمع کر کے ان پیسوں سے موذن کی خدمت کی جائے یا ایسا کریں کہ اہل محلہ اپنی قربانی کی کھالیں اس مسجد کے موذن کو دیں کیا شرع محمد میں جائز ہے یا نہیں؟ السائل محمد خالد، گلزار گلی، دوقبر، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: چرم قربانی امام یا مؤذن کی تنخواہ میں نہ دی جائے بلکہ اعانت و امداد کے طور پر ہو تو کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ

ہندو کا مسجد میں کھانا دینا، چرم قربانی اور مسجد

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک ہندو مسلمان کو پیسے دیتا ہے کہ اس سے سامان خرید کر کھانا پکوا کر جمعہ کے روز بعد نماز جمعہ، مسجد میں جماعت کو کھلائے یا یا وہ ہندو خود ہی سامان دیتا ہے کہ یہ پکوا کر مسجد میں مقتدیوں کو کھلا دیا جائے۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ از روئے شریعت یہ کھانا کھانا جائز ہے یا نہیں؟

۲۔ اور یہ بھی بتائیں کہ قربانی کے جانور کی کھال مسجد میں لگ سکتی ہے یا نہیں؟

فقط والسلام قاری کمال الدین، امام مسجد ملت اسلامیہ، اسلام آباد، حیدر آباد

http://t.me/Tehqiqat

۷۸۶ الجواب: غیر مسلم سے اس مد میں رقم لینا بھی جائز ہے اور خورد و نوش کا سامان لینا بھی اور اس میں رقم یا سامان جو کھانا تیار ہو وہ مسلمان استعمال کر سکتا ہے شرعاً کوئی ممانعت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ چرم قربانی ہر کار خیر میں صرف کی جا سکتی ہے تو مسجد نے کیا قصور کیا ہے کہ اس کی تعمیر میں خرچ نہ ہو سکے۔ چرم قربانی اپنے لئے پیسوں میں فروخت کی تو اب یہ قیمت براہ راست مسجد میں نہیں لگ سکتی۔ اس کا مصرف صرف مسلمان فقیر ہے۔ (تحقیقہ فی الفتاویٰ الرضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ شعبان المعظم ۱۳۹۹ھ

چرم قربانی کے بدلے قرض وغیرہ

سوال: بخدمت اقدس جناب قبلہ الحاج علامہ مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

سلام کے بعد عرض ہے ایک مسئلہ میں ہماری رہنمائی فرمائیں کہ: ایک انجمن ہے۔ وہ قربانی کے موقع پر قربانی کی کھالیں جمع

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرتی ہے لیکن اس انجمن کی جمع شدہ کھالوں کی جو رقم ہے اگر یہ انجمن اپنی برادری میں کسی کو یہ بتا کر اس کی مدد کرنا چاہے کہ قربانی کی کھالوں کی رقم سے مدد کرتے ہیں۔ تو اس صورت میں کوئی قوم کا غریب شخص اس رقم کو لینے کے لئے تیار نہیں ہوتا لہٰذا اب اس انجمن نے ایک دوسرا اصول بنایا ہے یعنی دستور بنایا ہے وہ یہ ہے کہ اپنی قوم کے غریب شخص کو قرض حسنہ جان کر اس غریب شخص کی ایک ۱۰۰۰ روپے یا ۲۰۰۰ روپے کی امداد کر دی جاتی ہے اور قرض حسنہ وصول کرنے والا ہر ایک ماہ میں مبلغ ۵۰ روپے کی قسط اور ساتھ ۱ یا ۲ روپے کاغذات پین منشی وغیرہ کے لئے دیتا ہے بلکہ منشی اور کاغذات پین پینسل وغیرہ کا خرچ جان کر وصول کیا جاتا ہے اور رقم بھی واپس آ جاتی ہے اور اگر کوئی قوم میں ایسا غریب ہو تو یہ انجمن اس کو معاف بھی کر دیتی ہے۔ جناب اس مسئلہ کا فتویٰ دیں۔

۲۔ ہماری رہنمائی فرمائیں کہ آیا! ہم اس دستور کے مطابق کھالوں کی رقم کو استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اس کے متعلق شرعی مسئلہ کیا ہے۔ امید ہے کہ جناب ہم کو اس مسئلہ کا فتویٰ دے کر ہماری دینی مذہبی رہنمائی فرمائیں گے اور ہم کو ممنون فرمائیں گے۔ شکریہ

فقط داؤد سلیمان، فقیر کا پڑ، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: چرم قربانی تو چرم قربانی، اموال زکوٰۃ کے لئے بھی شریعت مطہرہ نے یہ آسانی رکھی کہ اگر کوئی مستحق زکوٰۃ، زکوٰۃ کے نام سے یہ رقم لینا نہ چاہے تو اسے بنام قرض یا عیدی کے انعام یا مٹھائی وغیرہ کے نام پر یہ رقم دے دی جائے اور پھر واپس نہ لی جائے۔ یہاں بھی ایسا کر سکتے ہیں کہ چرم قربانی سے حاصل ہونے والی رقم، اس کے مستحق کو کسی بھی نام سے دے دی جائے اور پھر واپس نہ لیں اور وہ واپس ہی کریں تو ۵۰ روپے کے بجائے ۵۲ روپے کم وبیش لینا خالص سود ہے۔ لینے والے اور دینے والے دونوں گنہگار ہوں گے۔ (عامہ کتب۔) اور راز سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا قوم کے ہمدردوں اور غم گساروں کو قوم کا اتنا ہی درد ہے کہ وہ زکوٰۃ وفطرہ اور چرم قربانی کی رقوم کے علاوہ کسی اور طرح قوم کے غریبوں کی مدد نہیں کر سکتے۔ اس طرح رقوم جمع کرنا، مسلم برادری کے ناداروں پر زیادتی ہے۔ مولائے کریم آنکھیں کھولے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ — ۲۱ محرم الحرام ۱۴۰۰ھ

چرم قربانی کے مصارف

سوال: مکرمی جناب محمد مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، جناب عالی مسئلہ یہ ہے کہ
عید قربان کے موقع پر قربانی کی کھالوں سے حاصل ہونے والی آمدنی کس کس مصرف میں لائی جاسکتی ہے۔ نیز کیا مذکورہ آمدنی مندرجہ ذیل مصرف میں لائی جاسکتی ہے۔

الف۔ غریب اور ضرورتمند افراد کو قرض دینا اور ہر ماہ وصول ہونے والی قرض کی قسطوں کی رقوم میں سے اسی طرح کے دوسرے ضرورتمند افراد کو قرض دینا اور اسی طرح یہ سلسلہ جاری رکھنا کیسا ہے؟ ب۔ غریب طلباء کی کتابوں، اسکولوں کی وردی اور فیس کے لئے مالی مدد کرنا کیسا ہے؟ ج۔ مستحق لڑکیوں کے جہیز کے سلسلے میں مالی مدد کرنا کیسا ہے؟ د۔ غریب و مستحق

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عورتوں کو سلائی کی مشین خرید کر دینا؟ ہ۔ مستحق اور غریب افراد کے نان ونفقہ کے سلسلے میں مالی مدد کرنا؟ فقط اقبال حسین

۷۸۶ الجواب: (الف) کے علاوہ ہر مد میں چرم قربانی صرف کی جا سکتی ہے۔ لانہ تبرعۃ کالتصدق۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ محرم الحرام ۱۴۰۰ھ

چرم قربانی مسجد میں لگانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: قربانی کی کھالیں مسجد میں لگ سکتی ہیں یا نہیں؟ اگر لگ سکتی ہیں تو کسی کتاب کا حوالہ دے دیجئے۔ براہ کرم اس کی وضاحت فرما دیجئے۔ عین نوازش ہوگی۔

السائل مولانا محمد یوسف، خطیب جامع محمدی مسجد، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: اگر کوئی شخص قربانی کی کھال اپنے صرف میں لانے کی نیت سے روپیوں پیسوں میں بیچے تو بیشک قیمت اس کے حق میں خبیث (ناجائز) ہوگی۔ وہ قیمت نہ مسجد میں دے نہ مدرسہ میں بلکہ فقراء پر تصدق کر دے اور اگر نہ اپنے لئے بلکہ مسجد ومدرسہ یا کسی فقیر ہی کو دینے کیلئے روپیوں پیسوں میں بیچے۔ خود یہ، خواہ متولی مسجد ومہتمم مدرسہ ہو، یہ بہ صورت جائز ہے اور وہ قیمت مسجد ومدرسہ میں صرف ہو سکتی ہے کہ ممنوع تمول ہے نہ کہ تقرب۔ ولہٰذا امام علامہ زیلعی نے تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق میں فرمایا لانہ قربۃ کالتصدق تو ہر کار تقرب میں دینا روا۔ تفصیل کے لئے (عرفان شریعت جلد نمبر ۲ دیکھیں)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ جمادی الاخری ۱۴۰۱ھ

کون سے مدارس کے لئے چرم قربانی کا استعمال جائز

سوال: جناب قبلہ محترم جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، جناب عالی عرض یہ ہے کہ: ہماری برادری کی ایک انجمن ہے۔ جو عید الاضحی پر قربانی کی کھالیں جمع کرتی ہے اور کھالوں کی جو آمدنی ہوتی ہے وہ دینی تعلیم کے لئے مدرسہ پر خرچ کرتی ہے یعنی مولوی صاحب کی تنخواہ اور بچوں کے لئے قاعدہ، سپاروں، قرآن مجید پر۔ لہٰذا آپ سے عرض ہے کہ یہ جائز ہے یا نہیں؟ اس لئے ہم کو ضرور آگاہ کریں نوازش ہوگی۔ فقط رحمت کا طلب گار، محمد شوکت، انجمن نوجوانان۔ اہلسنت

۷۸۶ الجواب: اہلسنت کے وہ دینی مدارس جو حدیث فقہ تفسیر وغیرہ دینی علوم میں رات دن کوشاں ہیں اور جہاں بیرونی طلبہ کے قیام وطعام وغیرہ کا سارا دارومدار فطرہ وزکوۃ اور چرم قربانی پر ہو ایسے مدارس کے طلبہ اور ان کے اساتذہ پر چرم قربانی کی رقوم صرف کی جا سکتی ہیں۔ محلہ محلہ ذرا ذرا سے مکتبوں کے لئے چرم قربانی جمع کرنا ان مدارس کی حق تلفی کے برابر ہے اگر چہ ناجائز وحرام نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ اربیع الآخر ۱۴۰۱ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صدقات کی اقسام

سوال: علماء دین سے رہنمائی چاہتا ہوں تا کہ دل کے شکوک وشبہات دور ہوں۔ عرصے سے دیکھ رہا ہوں کہ: جب کوئی مکان یا کارخانہ وغیرہ تعمیر کیا جاتا ہے، تو بکرے کو بطور صدقہ کہہ کر ذبح کیا جاتا ہے اور گوشت غریبوں، مساکین میں تقسیم کر دیا جاتا ہے لیکن خود مالک جس نے صدقہ دیا ہے، اس گوشت کو نہیں کھاتا کیوں کہ یہ صدقہ ہے۔ اگر کوئی چیز آپ کو پسند نہیں تو پھر از روئے، اسلام اسے دوسروں کے لئے پسند نہ کریں۔ تو کیا یہ رسم ہندوانہ نہیں؟ علاوہ ازیں یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ جب کوئی شدید بیمار ہو جاتا ہے تب بھی جانور کو بیمار کے سر سے، چھو کر، قبرستان میں چھوڑ دیا جاتا ہے کیوں کہ بقول لوگوں کے اس قسم کا صدقہ رد بلا ہے۔ براہ کرم بتلائیں کہ اسلام میں صدقہ کا کیا تصور ہے؟ اور شرع اس کے متعلق کیا تفصیلات فراہم کرتی ہے۔ خدارا رہنمائی کریں۔ کار ثواب ہوگا۔ شکریہ

فقط، گلزار محمد، معرفت پاکستان ہیوم پائپ کمپنی، فتح چوک، ڈاک خانہ، سائٹ حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** عربی زبان میں صدقہ، انفاق فی سبیل اللہ یعنی راہ خدا میں خرچ کرنے کا دوسرا نام ہے اور یہ الفاظ، فرض و واجب اور خیر خیرات کی ہر صورت کو شامل ہیں۔ مثلاً زکوۃ، فرض ہے قرآن نے اسے بھی صدقات سے تعبیر کیا۔ نذر شرعی کا پورا کرنا واجب ہے قرآن مجید نے اسے بھی انفاق فی سبیل اللہ فرمایا، اور صدقات کا یہی لفظ ہر کار خیر کے لئے بھی استعمال فرمایا گیا۔ بلکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ''جو کچھ تو اپنی عورت کو کھلائے وہ تیرے لئے صدقہ ہے اور جو کچھ اپنے بچوں کو کھلائے وہ تیرے لئے صدقہ ہے اور جو کچھ تو خادم کو کھلائے وہ تیرے لئے صدقہ ہے اور جو کچھ تو خود کھائے تیرے لئے صدقہ ہے'' یعنی جب کہ نیت محمود اور ثواب مقصود ہو۔ اب اگر کسی نے یہ منت مانی تھی کہ ''جب اپنا مکان یا کارخانہ بناؤں گا تو راہ خدا میں ایک بکرا قربان کروں گا'' تو یہ صدقہ واجبہ ہو گیا اس میں سے وہ خود کچھ بھی نہیں کھا سکتا، فقراء و مساکین پر ہی صرف کرے گا اور اگر نیت نہیں بلکہ بطور شکرانہ ہے تو اس سے پرہیز کے کوئی معنی نہیں اور بہ نیت محمود سب تقسیم کر دیں تو ان پر کوئی الزام بھی نہیں اور اسی سے آپ کا وہ شبہہ بھی دور ہو گیا جسے آپ سند بنا کر اس فعل کو ہندوانہ رسم قرار دے رہے ہیں کہ جب نیت یا نذر ہے تو انہیں اس سے کچھ کھانا جائز نہیں، اور بیمار سے بکرا اتار کر اسے قبرستان میں چھوڑ دینا ایک مہمل ولایعنی حرکت، بلکہ بعض حالات میں اسراف وفضول خرچی اور فعل حرام ہے۔ اسے زندہ خواہ ذبح کے بعد فقراء پر صدقہ کر دیں کہ بھوکوں کا پیٹ بھرے اور اس صدقہ سے بلاؤں کا دور ہو جانا، احادیث سے ثابت ہے۔ نیت حسن ہونا ضرور ہے۔ امید ہے کہ یہ اجمالی تفصیل آپ کے لئے تسلی کا باعث ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ   ۲۶ ذی قعدہ ۱۴۰۲ھ

مسجد کے لئے چرم قربانی جمع کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک مسجد دو منزلہ تعمیر شدہ ہے اور جھاڑ و فانوس سے مزین ہے۔ اس میں دو عدد گھڑیاں لگی ہوئی ہیں۔ ہر جمعہ کو تقریباً ۴۰، ۵۰ روپے مسجد کے اندر وصولی ہو جاتی ہے۔ اس مسجد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں نو عدد دو کانیں وقف ہیں ایسی مسجد میں یہ اعلان کر کے کہ مسجد زیر تعمیر ہے۔ آپ حضرات اس مسجد میں اپنی قربانی کی کھالیں دے کر اس کی تعمیر میں حصہ لیں اور ثواب دارین حاصل کریں۔ کیا یہ درست ہے؟ ایسی مسجد کے لئے قربانی کی کھالیں وصول کی جاسکتی ہیں۔ مسجد مذکورہ میں امام صاحب اور موذن کی کوئی تنخواہ نہیں ہے بلکہ وہ کسی اجرت کے بغیر یہ فرائض انجام دے رہے ہیں۔

نبی اللہ، مسجد رحمانیہ، پریٹ آباد، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: اگر مسجد کو چرم قربانی کی ضرورت نہیں تو خلاف واقعہ اعلان کر کے چرم قربانی وصول کرنا، دوسرے مستحقین کا حق مارنا ہے اور کسی مستحق کو اس کے حق سے محروم کرنا، خود باعث محرومی ہے بلکہ بعض حالات میں گناہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ

مسجد میں چرم قربانی کا استعمال

سوال: قبلہ محترم الحاج مفتی محمد خلیل خاں صاحب دامت برکاتہم العالیہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، بعد آداب و تسلیمات کے علماء اہل سنت بریلوی مسلک شریعت مصطفی ﷺ کے، اس سلسلے میں کیا فرماتے ہیں کہ

کیا چرم قربانی مسجد کی تعمیر کے لئے جمع کر کے، استعمال کر سکتے ہیں۔ یا اختیار و حیلہ سے کوئی شخص مسجد میں چرم قربانی کے پیسے لگا سکتا ہے یا نہیں؟ مہربانی فرما کر اس مسئلہ کا جواب عنایت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

عارض فقیر خالد مغل، الخطیب مدینہ مسجد، گاڑی کھاتہ، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: مسجد میں چرم قربانی کی قیمت لگانا ہمارے علمائے کرام کے نزدیک جائز ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص اس کی جلد، اپنے صرف میں لانے کی نیت سے روپوں پیسوں میں بیچے تو بے شک یہ قیمت اس کے حق میں خبیث ہوگی اور وہ قیمت مسجد میں صرف نہ کرے کہ ناجائز ہے۔ غرباء کو دے دے وہی اب اس کا مصرف ہیں۔ (عرفان شریعت وغیرہ)۔ ہاں خواہی نخواہی مسجد کی ضرورت پیدا کر کے چرم قربانی جمع کرنا اور غریبوں کو ناحق کر دینا، یہ ضرور قابل مواخذہ فعل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ ذی الحجہ ۱۴۰۳ھ

چرم قربانی سے مدرس کی تنخواہ اور مدرسہ کی تعمیر

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین درج ذیل مسئلہ میں کہ: کیا چرم قربانی سے وصول کیا ہوا پیسہ مدرسہ کی تعمیر پر خرچ ہو سکتا ہے؟ نیز کیا اس پیسہ سے مدرس کی تنخواہ ادا کی جاسکتی ہے؟ جب کہ کھالیں بالخصوص مدرسہ ہی کے نام پر وصول کی گئی ہوں اور مدرسہ غیر اقامتی ہو۔ السائل، بشیر احمد خان، مورخہ ۲۵.۱.۱۹۸۳ء

۷۸۶ الجواب: حدیث شریف میں گوشت و چرم قربانی وغیرہ کے باب میں ارشاد فرمایا گیا کہ کلوا وادخروا وانتجروا یعنی "خود کھاؤ اور اٹھا رکھو اور ثواب کا کام کرو۔" چرم قربانی کھائی نہیں جاتی۔ کار خیر ہی میں صرف کی جاسکتی ہے تو مسجد و مدرسئہ دینیہ اہلسنت میں دینا بھی ثواب کا کام اور باعث اجر و ثواب ہے اور جب مدرسہ کے لئے اس کا دینا کار ثواب

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے تو یہ رقم طلبہ پر بھی صرف ہو سکتی ہے، تعمیر میں بھی کام میں لا سکتے ہیں اور مدرسہ کی دوسرے ضروریات مثلاً تنخواہ مدرسین میں بھی صرف کر سکتے ہیں۔ ہاں اس کا خیال سب رکھیں کہ ان چھوٹے چھوٹے مکتبوں میں چرم قربانی صرف کرنے سے اہلسنت و جماعت کے دوسرے بڑے مدارس، جہاں درس نظامی پڑھایا جاتا ہے وہ متاثر نہ ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ ربیع الآخر ۱۴۰۳ھ

چرم قربانی کی رقوم سے مسجد کی تعمیر

سوال: اس مسئلہ کے متعلق علماء کرام شرعی طور پر کیا فرماتے ہیں کہ: مسجد کی تعمیر میں عیدالاضحیٰ پر جو قربانیاں ہوتی ہیں۔ ان جانوروں کی کھالیں مسجد کی تعمیر کے سلسلے میں بیچ کر تعمیر پر خرچ کی جا سکتی ہیں یا نہیں؟ شرعی لحاظ سے اس سلسلے میں وضاحت فرمائیں۔ مہربانی ہوگی۔ شکریہ فقط عبدالرشید خان، امریکن کوارٹرز، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** قربانی کی کھال کسی نیک کام کے لئے دے دے مثلاً مسجد یا دینی مدرسہ کو دے دے یا کسی فقیر کو دے دے تو جائز ہے۔ (بہار شریعت)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ ستمبر ۱۹۸۴ء

چرم قربانی کی رقوم مدرسوں میں دینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: دینی مدرسہ جس میں شہر کے طلبہ دینی تعلیم حاصل کرتے ہوں۔ بعد ازاں گھر چلے جاتے ہوں۔ کیا ازروئے شرع ایسے مدرسے میں قربانی کی کھالیں استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟ فقط السائل

۷۸۶ **الجواب:** قربانی کا چمڑا اور اس کی جھول اور رسی اور اس کے گلے کا ہار ان سب چیزوں کو صدقہ کر دے۔ (ردالمحتار) اور قربانی کا چمڑا کسی نیک کام میں دے سکتا ہے مثلاً دینی مدرسہ جہاں باہر کے طلبہ پڑھتے ہیں وہاں دینا جائز ہے۔ (بہار شریعت)۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ ذی الحجہ ۱۴۰۴ھ

چرم قربانی کے مصارف

سوال: محترم جناب مفتی صاحب، السلام علیکم

قربانی کی کھالیں برادری کی انجمن برادری سے وصول کر کے ان سے حاصل شدہ آمدنی کو کن کن کاموں میں خرچ کر سکتی ہے؟ مہربانی فرما کر قرآن وسنت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ شکریہ عبدالمجید خلجی، پھلیلی پار پریٹ آباد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** قربانی کا چمڑا اور اس کی جھول اور رسی اور اس کے گلے میں ہار ان سب چیزوں کو صدقہ کر دے۔ (درمختار) اسی طرح کسی نیک کام کے لئے دے دے مثلاً مسجد یا دینی مدرسہ کو دے دے یا کسی فقیر کو دے دے۔ (بہار شریعت)۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ ذی الحجہ ۱۴۰۴ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کھال کی ٹوپی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مینڈھے کی کھال کی ٹوپی جو حاملہ بھیڑ کا پیٹ چاک کر کے حاصل کی جاتی ہے۔ پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ نیز کھال حاصل کرنے کا مذکورہ طریقہ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی کیپٹن زوار حسین عباسی، لاہور، پاکستان

۷۸۶ **الجواب:** کل اھاب دبغ فقد طھر۔ ہر کھال دباغت کرنے سے پاک ہو جاتی ہے۔ والمہ ادان الإھاب اذا دبغ فقد جازت الصلوۃ فیه و الشرب منه یعنی جب کھال سکھالی جائے تو اس میں نماز پڑھنا جائز ہے اور اس کی مشک بنا کر اس میں پانی پینا جائز ہے بھیڑ بکریاں پالنے والوں کا بیان ہے کہ بھیڑ کے بچے کی پیدائش کے بعد ذبح کر کے کھال اتار لیتے ہیں اور پھر کھال دباغت کر کے کھال ٹوپی بناتے ہیں اور یہ بات شرعاً جائز ہے ہاں زندہ بھیڑ کا پیٹ چاک کر کے کھال حاصل کرنا منع ہے۔ پھر بھی اگر کسی نے اس طرح کھال حاصل کر کے دباغت کر لی تو وہ پاک ہو گئی۔ اس کی ٹوپی بنا کر پہننا نماز پڑھنا جائز ہے اگرچہ جانور کو ایذا پہنچانے کا گناہ بہر حال اس پر ہو گا۔ اسے شرعی ذبح کے بعد کھال حاصل کرنا چاہئے اور اس غیر شرعی طریقہ سے اجتناب ضروری ہے۔ (عامۂ کتب)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ جمادی الاٰخری ۱۴۰۵ ھجری

چرم قربانی کی رقم کا دار المطالعہ میں استعمال

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے متعلق کہ: کیا قربانی کی کھالوں کی رقم ایک دینی دار المطالعہ کے ماہانہ اخراجات میں شامل کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں تو اسکی رقم دار المطالعہ میں کس طرح خرچ ہو سکتی ہے؟ فقط السائل۔

غلام نبی قائم خانی

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: چرم قربانی کے مصارف وہی ہیں جو زکوٰۃ اور فطرہ کے ہیں کہ فقراء و مساکین کا حق ہے بہتر یہی ہے کہ چرم قربانی کو ان ہی مصارف میں خرچ کیا جائے جو شرعاً محمود ہیں اور دار المطالعہ کے چلانے کے لئے اصحاب ثروت سے امداد لی جائے۔ دار المطالعہ سے ہر کس و ناکس اور غریب اور امیر سب ہی استفادہ کرتے ہیں پھر حق شرعی صحیح طور پر ادا نہ ہو گا۔ اور اگر دیگر وسائل بالکل ناپید ہوں تو، اس کار خیر میں، چرم قربانی کا استعمال جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی ۱.۱۲.۱۹۸۴ء

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب الآداب والمعاشرۃ (زندگی گزارنے کے طریقے)

چین والی گھڑی کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: گھڑی کی چین تانبا' لوہا' اسٹیل' سونا' چاندی وغیرہ کی ہوتو گھڑی مرد کو باندھنا جائز ہے یانہیں؟ اور اگر اس کا باندھنا ناجائز ہے تو ہر گھڑی بھی تو اسی چیز کی بنی ہوتی ہے یعنی تانبا' پیتل' لوہا' سونا' چاندی وغیرہ کی۔ پھر یہ کیوں جائز ہے؟ لہٰذا براہ کرم شریعت مطہرہ کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

فقط السائل حافظ محمد بشیر، سرفراز کالونی' حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں لوہا' پیتل' چاندی' سونا وغیرہ کی چین گھڑی میں ڈال کر کلائی پر باندھنا مرد کیلئے ناجائز ہے۔ اسی طرح سونے اور چاندی کی گھڑی باندھنا بھی مرد کے لئے ناجائز اور حرام ہے۔ (بہار شریعت بحوالہ، درمختار)۔ اکثر علماء کی بھی یہی رائے ہے۔ واللہ تعالیٰ علم

فقط محمد معراج الدین محمود ورنالوی، مدرس دارالعلوم احسن البرکات

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، دارالعلوم احسن البرکات' حیدرآباد،

۱۴ رشعبان المعظم ۱۳۸۴ھ

http://t.me/Tehqiqat

ختنہ میں صدقہ کی منت ماننا

سوال: جناب محترم مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: اگر کوئی آدمی یہ ارادہ کرلے کہ میں بیٹے کی ختنہ میں خیرات کروں گا اور اس خیرات کے لئے جانور بھی لے لے۔ کچھ دن کے بعد اس کی برادری کا دوسرا آدمی یہ کہے کہ خیرات کرنا ہے تو یہ جانور فروخت کرواور اس کی رقم مسجد میں تعمیری کام میں دے دو۔ تو وہ اگر اس طرح کرے تو کیا جائز ہے یانہیں؟ لہٰذا براہ کرم شریعت کی روشنی اور سنت رسول ﷺ اور حکم خدا کے مطابق مسئلہ کو حل فرمائیں؟

فقط تاجدار خان، کراچی

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں اگر ختنہ میں قربانی یا خیرات کرنے کی منت کی تھی تب تو وہ چیز قربان کرے اور اگر منت نہیں مانی تھی بلکہ صرف ارادہ تھا تو جانور بیچ کر قیمت کسی بھی نیک کام میں لگا سکتا ہے۔ (درمختار)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ رشعبان المعظم ۱۳۸۴ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

غیر مقلد سے تعلق رکھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں ایک ہی مجلس میں دے دیں اور ایک ماہ بعد وہی شخص کسی وہابی اہلحدیث سے فتویٰ لے آیا کہ ایک مجلس میں تین طلاقیں دینے سے تین طلاق نہیں ہوئیں۔ لہٰذا اس شخص نے بغیر حلالہ کے اپنی بیوی کو پھر رکھ لیا اس کے ایسا کرنے سے تمام قریبی عزیزوں نے اس کو سمجھایا اور اس فعل سے باز رہنے کو کہا لیکن اس نے اپنا ارادہ بدلنے سے انکار کر دیا اور کہہ دیا کہ میں تو وہابی اہلحدیث ہو گیا لہٰذا قانون شریعت کے مطابق اس سے سلام وکلام جائز نہ رہا اور تمام اہل خاندان نے اس سے تعلقات ترک کر لئے۔ اس کے بعد ان کے والد صاحب نے کسی صاحب سے معلومات فرمائی تو ان صاحب نے فرمایا کہ آپ تبلیغی حیثیت سے مل سکتے ہیں۔ لہٰذا ان کے والد صاحب نے ان سے ملنا شروع کر دیا اور ان کو سمجھایا بھی جس کو قریب ڈیڑھ سال کا عرصہ گزر چکا ہے لیکن وہ شخص اپنے فعل سے باز نہیں آیا اور مطلقہ بیوی کو اپنے پاس رکھے ہوئے ہے۔ کیا ایسی صورت میں اس سے ملتے رہنا جائز ہے؟ یا تبلیغی حیثیت سے ملنے کی کچھ مدت مقرر ہے؟ براہ کرم جواب سے مطلع فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ مرسلہ فضل الرحمٰن خان، پختہ قلعہ حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** شیطان کہ انسان کا عدو مبین ہے وہ بعض اوقات بھلائی کے پردے میں برائی میں جھونک دیتا ہے۔ اب یہیں دیکھئے کہ بحکم قرآن حکیم ایسے بے باک و بے شرم سے جس نے محض ایک عورت کی خاطر اپنا دین بدل ڈیا اور مذہب حنفی کو چھوڑ کر غیر مقلدین وہابیہ کی ٹولی میں جا کھڑا ہوا۔ جس سے ہر مسلمان پر دور رہنا لازم ہے اور ضروری ہے۔ اب تبلیغ کے پردے میں میل ملاپ کراتا ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی بھی کچھ حدود ہیں۔ آخر رسول اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک یہ بھی تو ہے کہ جب تم دیکھو کہ بخل کی اطاعت کی جاتی ہے اور نفسانی خواہش کی پیروی کی جاتی ہے اور دنیا کو دین پر ترجیح دی جاتی ہے تو اپنے نفس کو لازم کرلو۔ (ترمذی) یعنی خود کو بری چیزوں سے بچاؤ اور دوسروں کے معاملات چھوڑ دو۔ یعنی ایسے وقت میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر ضروری نہیں۔ ظاہر ہے کہ یہاں بیٹا صریحاً خواہش کی پیروی کر رہا ہے اور عورت کو دین پر ترجیح دے رہا ہے تو بحکم حدیث اسے چھوڑنا لازم ہے یا اسے تبلیغ کئے جانا؟ تو یہ تبلیغ آخر کسی حد پر ختم ہوگی یا نہیں؟ بالجملہ زید کا باپ غلطی پر ہے اور جس نے اسے یہ سمجھایا وہ بھی غلط۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ رذی قعدہ ۱۳۸۴ھ

زبردستی چندہ مسلط کر دینا غیر شرعی فعل ہے

سوال: کیا فرمائے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: ہماری پنچائت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہر شخص زیر تعمیر مسجد میں چندہ دے خواہ وہ پانچ روپے کمانے والا یا دو پیسے کے لے پکوڑے بیچنے والا' بچہ ہو یا بڑا ضروری ہے کہ وہ پانچ روپے چندہ مسجد میں دے ورنہ وہ شخص پنچائت یا برادری سے ... اور اسلام سے خارج سمجھا جائے گا۔ آپ اس معاملہ میں فتویٰ صادر فرمائیں۔ آپ کی بڑی نوازش ہوگی۔ عبدالرزاق، یثرب کالونی' حیدرآباد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ الجواب: ہر وہ تحریک یا جمعیت یا پنچائت جس کی بنیاد کسی ایسے امر پر رکھی جائے جو شرع شریف کے خلاف ہے، اس کی امداد و اعانت قطعاً جائز نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۖ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (المائدہ: 2) نیکی اور پرہیزی گاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ و نافرمانی پر کسی کی اعانت نہ کرو۔ مسجد تعمیر کرنا بلاشبہ امر مستحسن اور اجر عظیم کا موجب، اور خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کا باعث جب کہ بہ نیت حسن ہو۔ ہر مسلمان پر حتی الوسع اس کی تعمیر میں حصہ لینا محمود و مطلوب۔ لیکن چندہ پر کسی فرد کو مجبور کرنا یا اس پر مالی جرمانہ ڈالنا یہ جائز نہیں۔ نہ اسے برادری سے باہر کرنا جائز۔ جتنے لوگ اس امر سے واقف ہوتے ہوئے اس پنچائت کی حمایت کریں گے سب عند اللہ مجرم و ملزم قرار پائیں گے کہ بلا وجہ شرعی ایک مسلمان کو ایذاء دینا حرام، اور اسے اسلام سے خارج قرار دینا، سخت بیباکی اور خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام سے استہزاء ہے۔ جن لوگوں نے یہ تجویز منظور کر لی ہے کہ چندہ نہ دینے والے کو اسلام سے خارج سمجھا جائے۔ ان پر فرض ہے کہ توبہ صحیح شرعیہ کریں اور فوراً اس پنچائت سے علیحدہ ہو جائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم ورسولہ

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ ذی قعدہ ۱۳۸۴ھ

ایصال ثواب میں خلاف شرع کام گناہ ہیں

سوال: جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، جناب عالی! گزارش یہ ہے کہ

۱۔ جس کسی کے گھر میں میت ہوتی ہے۔ تو میت کو قبرستان میں دفن کرنے کے بعد سوگوار خاندان، قبر خلاصہ ہونے کے مقصد کے لئے اپنے گھر زردہ وغیرہ پکا کر اعزاء، واقارب وحاضرین کو کھلاتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟

۲۔ سوئم کی تاریخ یعنی میت کے انتقال کے تیسرے روز اعزاء واقارب کو سوئم کی فاتحہ کے نام سے من من کھانا پکا کر کھلایا جاتا ہے۔ میت کے ساتویں دن پھر رسم ہوتی ہے کہ میت کے لئے سری پائے پکا کر فاتحہ دلاتے ہیں جو سر سے پاؤں تک کے گناہ دور کرے، ان کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ مندرجہ بالا مسئلہ کا جواب عنایت فرمائیں۔ فقط السائل محمد الیاس خان

۷۸۶ الجواب: ایصال ثواب یعنی قرآن مجید، یا درود شریف، یا کلمہ طیبہ، یا خیرات وصدقات، یا کسی بھی نیک عمل کا ثواب مردوں کو، پہنچانا جائز ہے۔ چنے بتاشے یا شیرینی تقسیم کرنا یا کھانا پکوا کر فقراء ومساکین کو کھلانا، یا ان کے گھروں پر پہنچانا، یہ سب ایصال ثواب کی صورتیں ہیں اور جب نیک نیتی سے کی جائیں تو میت کو بھی اس سے فائدہ پہنچے گا کہ کرم الٰہی سے امید ہے کہ اس کے عذاب میں تخفیف فرمائے اور اس کی قبر کشادہ فرمائے لیکن یہ موقع دعوت کا اور اپنے عزیزوں رشتہ داروں اور قرابت داروں کو کھلانے پلانے کا نہیں ہے۔ علماء کرام جا بجا ارشاد فرماتے ہیں اہل میت کی طرف سے کھانے کی ضیافت کرانا اور اس کے یہاں جمع ہو کر اعزاء، واقارب کا دعوتیں اڑانا بدعت شنیعہ ہے اور ناجائز ہے۔ پھر یہ حکم اس وقت ہے جب کہ ورثاء بالغ ہوں اور سب باہمی رضامندی سے ایسا کریں اور کوئی وارث نابالغ یا غیر موجود ہو تو یہ اور زیادہ حرام ہے اور گناہ شدید ہے، اور مال غیر میں بے اجازت تصرف کرنا خود ناجائز ہے، اور نابالغ کا مال ضائع کرنا، جس کا اختیار نہ خود اسے،

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور نہ اس کے باپ کو، نہ اس کے ولی کو، اور بھی سخت تر آفت ہے۔ خلاصہ مسئلہ یہ ہے کہ اگر محتاجوں اور غریبوں کو دے دیں کھلا دیں یا ان میں تقسیم کرنے کو کھانا پکوائیں تو حرج نہیں بلکہ خوب ہے بشرطیکہ یہ کام کوئی عاقل اور بالغ اپنے مال خاص سے کرے یا ترکہ سے کریں تو سب وارث بالغ موجود ہوں۔ کمافی خانیہ، بزازیہ، تتارخانیہ۔ وغیرہ پھر اس قسم کے مجمع میں عورتیں جمع ہوں اور خلافِ شرع کام مثلاً رونا پیٹنا بناوٹ سے، مونھ وغیرہ ڈھانکنا وغیرہ کرتی ہیں اور یہ سب نوحہ ہے اور نوحہ حرام ہے۔ ایسے مجمع کے لئے میت کے عزیزوں دوستوں کو بھی جائز نہیں کہ کھانا بھیجیں کہ گناہ کی امداد ہوگی بلکہ میت کے گھر والوں کا اہتمام طعام کرنا، سرے سے ہی ناجائز۔ تفصیل کے لئے ہو اعلحضرت قدس سرہ کا فتویٰ مبارک۔ باقی سر سے پاؤں کے متعلق لکھا وہ محض بے اصل بناوٹی بات ہے جاہلانہ خیال ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ر شعبان ۱۳۸۴ھ

شادی بیاہ کی رسوم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ کیا سہرا باندھنا جائز ہے یا ناجائز؟ ۲۔ شادی وغیرہ میں باجے گانے بجائے جاتے ہیں اور خواتین کم از کم ایک ہفتہ قبل ہی مکانوں میں ڈھولک تھاپ پر گانے بجانے کرتی ہیں اور ڈانس بھی کرتی ہیں یہ کام کہاں تک صحیح ہے؟ ۳۔ بھائی بہن وغیرہ کو بھات دیتے ہیں، از روئے شریعت یہ فعل جائز ہے یا ناجائز؟ ۴۔ بکرے کا جو خون ذبح کرنے پر نکلتا ہے یا کوئی بھی جانور ہو حلال اس کا خون بوقت ذبح نکلتا ہے، اس کا بیچنا شرع کے نزدیک کیسا ہے؟ جائز ہے ناجائز؟ براہ مہربانی ان مسائل کا جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں مرحمت فرمائیں۔ عرض دار محمد نصیر احمد قریشی، میرپور خاص

۷۸۶ **الجواب:** ۱۔ خالص پھولوں کا سہرا جائز ہے۔ (بہار شریعت حصہ ہفتم)

۲۔ اکثر جاہلوں میں رواج ہے کہ محلہ یا رشتہ کی عورتیں جمع ہوتی ہیں اور گاتی بجاتی ہیں یہ حرام ہے۔ اولاً ڈھول بجانا حرام، پھر عورتوں کا گانا مزید برآن، عورت کی آواز نامحرم کو پہونچنا، اور وہ بھی گانے کی اور وہ بھی ہجر وعشق ووصال کے اشعار یا گیت یا ڈانس کرنا، حرام ہے۔ (بہار شریعت حصہ ہفتم)

۳۔ بھات دینا جائز ہے۔ شادی وغیرہ تمام تقریبات میں جو چیزیں دی جاتی ہیں ان کی ہر قوم میں جدا جدا رسوم ہیں ان کے متعلق ہدیہ اور ہبہ کا حکم ہے۔ (بہار شریعت)

۴۔ وہ چیزیں جو بیع کے قابل ہی نہ ہوں ان کی بیع باطل ہے جیسے مردار یا خون یا شراب کا بیچنا کہ یہ چیزیں بیچنے کے قابل ہی نہیں لہٰذا خون کا بیچنا جو بوقت ذبح نکلتا ہے منع ہے۔ (درمختار ردالمحتار)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ ربیع الاول ۱۳۸۴ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کافر کے بنائے ہوئے کھانے کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: کافر کا بنایا ہوا کھانا جائز ہے یا ناجائز؟

فقط، حافظ سیراب خان، خطیب جامع مسجد اسلام آباد حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: علماء دین کی عادت یوں ہے کہ حکم طہارت کے لئے ادنی احتمال کافی سمجھتے ہیں اور محض خیالات پر حکم نجاست نہیں لگاتے۔ فتاوی رضویہ شریف میں ہے کہ کتنی ردی حالت ان کھانوں، اور مٹھائیوں کی جو کفار و ہندو بناتے ہیں، کیا ہمیں ان کی سخت بے احتیاطیوں پر یقین نہیں؟ کیا ہم نہیں کہہ سکتے کہ ان کی کوئی چیز گوبر وغیرہ نجاست سے خالی نہیں ہوتی؟ پھر بھی علماء ان چیزوں کا کھانا جائز رکھتے ہیں۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ ربیع الاول شریف ۱۳۸۴ھ

مرشد کے احکام اور غلط رسوم کی تردید

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ جو شخص خواہ کسی بھی سلسلے کا ہو اور وہ اپنے استعمال کے لئے کالا، کتھئی، پیلا، سبز رنگ بغیر اپنے مرشد کی رضامندی کے استعمال کرے تو کیا اس کے بدن میں آگ لگ جاتی ہے؟ یا وہ تباہ وبرباد ہو جاتا ہے؟ یا یہ پہننا حرام ہے؟

۲۔ کیا اس پیر کی بیعت جائز ہے اور قائم رہتی ہے جو اپنے مرید پر فحش الزام عائد کرے جو کہ نازیبا الفاظ میں ہے اور لوگوں کے سامنے عائد کئے جائیں؟

۳۔ اگر کوئی پیر چند لوگوں کے سامنے یہ کہے کہ میں نے فلاں مرید کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر جان کر آزاد کیا اور پھر ایسے منکر ہو جائے کہ میں نے یہ کہا ہی نہیں۔ تو ایسے پیر کی بیعت جائز ہے یا نہیں؟

السائل سرفراز احمد چشتی صابری، اکبرآباد سکنہ حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: کسم یا زعفران کے رنگے ہوئے کپڑوں کے سوا باقی ہر قسم کے رنگ زرد سرخ، دھانی، بسنتی، چمپئی، نارنجی، وغیرہ مردوں کو بھی جائز ہیں اگرچہ بہتر یہ ہے کہ سرخ رنگ یا شوخ رنگ کے کپڑے مرد نہ پہنے خصوصاً جن رنگوں میں زنانہ پن ہو مرد اس کو بالکل نہ پہنے۔ (درمختار) مرید کو اپنے مرشد کے ساتھ یوں رہنا چاہئے جیسے مردہ بدست زندہ، اگر مرشد واقعی مرشد ہے اور وہ اس قسم کے کپڑوں سے منع کرتا ہے تو مرید کو اپنے مرشد کی پیروی وفرمانبرداری لازم۔ اس کے خلاف نہ کرے اس کے علاوہ جو کچھ کہا جاتا ہے کہ اس سے بدن میں آگ لگ جاتی ہے یا وہ شرعاً حرام ہے محض بے اصل باتیں ہیں اور جو کہتا ہے وہ ثبوت پیش کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ مرشد برحق اپنے مرید پر کوئی الزام کیسے لگا سکتا ہے جب کہ اس کی اصلاح وتربیت کا وہ خود ذمہ دار ہے اور بلا ثبوت شرعی تو کسی کے کہنے سے کوئی مجرم شرعی قرار نہیں پا سکتا اگرچہ کسے باشد۔ واللہ تعالیٰ اعلم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۳۔ اگر جھوٹ ثابت ہو جائے اور وہ شخص توبہ نہ کرے تو اس سے بیعت جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ ربیع الآخر ۱۳۸۴ھ

غیر مرد سے تعلیم حاصل کرنا۔ گناہ چھپانے کا مسئلہ

سوال: قبلہ محترم و کعبہ مفتی مولانا محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، جناب عالی گزارش یہ ہے کہ

۱۔ کیا الف کی بالغ لڑکی ب کسی غیر مرد ج کے سامنے تعلیم حاصل کرنے کے لئے بلا پردہ آ جا سکتی ہے؟

۲۔ کیا گناہ کو چھپانے کے لئے الف کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ قرآن و حدیث کا سہارا لے؟ اگر اس نے ایسا کیا تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

۳۔ برادری میں انتشار پھیلانے اور جھوٹی بات کر کے گروہ بندی کرنے والوں کا مقام کیا ہے؟

فقط والسلام مخلص کمال الدین، شکار پور

الجواب: ۱۔ اجنبی عورت کے چہرہ اور ہتھیلی کو دیکھنا اگرچہ جائز ہے جب کہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو مگر یہ زمانہ فتنہ کا ہے اس زمانے میں خدا ترس کہاں؟ لہٰذا اس زمانے میں اس کو دیکھنے کی ممانعت کی جائے گی۔ پھر یہ حکم بھی اس وقت ہے جب کہ خلوت و تنہائی نہ ہو۔ اور خلوت یعنی دونوں کا ایک مکان میں تنہا ہونا تو یہ حرام و ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ گناہ سرزد ہو جائے تو اس کو چھپانا ہی چاہیئے یہی حکم خدا جل وعلا اور رسول ﷺ کا ہے۔ ہاں یہ صورت ہو کہ آدمی خدا جل وعلا اور رسول ﷺ کے احکام کی خلاف ورزی کرے اور اسے بزور زبان جائز ثابت کرنے کی کوشش کرے یہ ضرور حرام و ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ برادری اور رشتہ داروں میں انتشار پھیلانے والا رشتہ کاٹنے والا ہے اور رسول اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ رشتہ کاٹنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔ (بخاری و مسلم) اور ایک حدیث میں ہے کہ جس قوم میں قاطع رحم (رشتہ کاٹنے والا) ہوتا ہے اس پر رحمت الٰہی نہیں اترتی (بیہقی) اور جھوٹ و گروہ بندی کرنا شدید گناہ ہے اور اسکا مرتکب مستحق عذاب الٰہی ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ صفر المظفر ۱۳۸۴ھ

چاروں خلفاء رضی اللہ عنہم کی شان احادیث میں

سوال: صاحب فضل و کمال جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب عالی! درج ذیل مسئلوں کے بارے میں علماء کرام کیا فرماتے ہیں کہ

۱۔ یہ کوئی حدیث ہے یا کہ کسی بزرگ کا قول ہے؟ ۲۔ اگر حدیث ہے تو کیسی ہے قوی یا ضعیف؟ ۳۔ اگر ممکن ہو تو اس کے پورے کلمات رقم فرمائیے انا مدینۃ العلم وعلیٌ بابہا۔ ۴۔ کیا یہ صحیح ہے کہ مسلمان علماء اور شعراء اس کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت کی سند میں پیش کرتے آئے ہیں؟ اور اسی لئے اب اس کے صحیح و قابل تسلیم ہونے میں نہ کوئی شک ہے نہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

غلطی؟ السائل محمد ناصر الدین صدیقی، ۳۰ ربیع الاوّل شریف ۱۳۸۴ھ

۷۸۶ **الجواب:** ۱۔ نزہۃ المجالس میں بحوالہ شرح بخاری لابن حمیرہ مذکور ہے کہ نبی اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انا مدینة السخاء و ابوبکر بابها۔ وانا مدینة الشجاعة و عمر بابها۔ وانا مدینة الحياء و عثمان بابها۔ وانا مدینة العلم و علی بابها۔ نیز بحوالہ حدیث آخر مروی ہے کہ انا مدینة العلم و ابوبکر أساسها و عمر حیطانها وعثمان سقفها و علی بابها اور مسلم شریف میں وارد ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا انا دار الحکم و علی بابها۔ بہرحال یہ مضمون متعدد احادیث کریمہ میں وارد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ ان الفاظ کا بطور حدیث بلانکیر زبان زد عوام و خواص ہونا خود اس کی صحت و مقبولیت کی دلیل ہے؛ جس پر مزید کسی سند کی حاجت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ ربیع الاوّل ۱۳۸۴ھ

شادی کی غلط رسوم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: آج کل شادی بیاہ کے موقع پر عام طور سے ڈھول باجے کا استعمال ہوتا ہے اور مرد اور عورتیں اسی ڈھول کے اردگرد ناچتے ہیں۔ عورتیں گھروں میں گیت گاتی ہیں۔ ڈھولک کا استعمال بھی کیا جاتا ہے۔ یہ سب جائز ہے یا ناجائز؟ اور ایسی جگہ پر ولیمہ کے کھانے میں شرکت کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

بینوا توجروا فقط السائل محمد عمران خان لودھی

۷۸۶ **الجواب:** ڈھول باجا' گانا' ناچنا یہ سب شیطانی فعل ہیں اور ناجائز و حرام ہیں اور ایسی محفل میں جانا وہاں بیٹھنا بھی ناجائز ہے۔ جن گھرانوں میں یہ کرتوت ہوتے ہیں' ان کے مردوں پر فرض ہے کہ اسے روکیں اور طاقت سے روک سکتے ہیں تو طاقت کام میں لائیں۔ اگر معلوم ہے کہ دعوت میں یہ خرافات بھی ہیں تو دعوت میں جانا ہی جائز نہیں اور جانے کے بعد معلوم ہوا کہ یہاں لغویات ہیں اور اگر وہیں ہوں جہاں دعوت کا انتظام ہے تو واپس آئے اور اگر مکان کے دوسرے حصہ میں جس جگہ کھانا کھلایا جاتا ہے وہاں بیٹھ سکتا ہے اور کھا سکتا ہے۔ پھر اگر یہ شخص ان کو روک سکتا ہے تو روک دے ورنہ صبر کرے۔ (بہارِ شریعت بحوالہ ہدایہ' درمختار)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ ذی الحجہ ۱۳۸۶ھ

ڈرامہ وغیرہ بنانا لہو ولعب میں شامل ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید اسکول میں بحیثیت مدرس ہے اور اس میں ڈرامے اور موسیقی کے پروگرام ہوتے ہیں۔ تو کیا زید اس میں شریک ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اگر شریک ہو جائے تو گناہ تو نہ ہوگا؟

السائل۔ محمد ادریس

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ الجواب: سینما، تھیٹر، ڈرامہ، خرافات کا ایک ہی جواب ہے جو قرآن ارشاد فرماتا ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ (سورۂ لقمان:6) ترجمہ۔ یعنی کچھ لوگ جو کھیل کی باتیں خریدتے ہیں، تاکہ اللہ تعالیٰ کی راہ سے بھگا دیں بے سمجھے، اور اسے ہنسی اور مذاق کا ذریعہ بناتے ہیں، ان کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ رشعبان المعظم ۱۳۸۷ھ

قیامت دس محرم الحرام کو آئے گی/ زمین و آسمان ساکن ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ جو یہ مشہور ہے کہ قیامت ۱۰ محرم الحرام کو آئے گی اس کی کوئی سند ہے؟ ۲۔ ایک صاحب نے ایک تفسیر میں لکھا ہے کہ اشارہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ زمین و آسمان حرکت کرتے ہیں۔ دونوں ٹھہرے ہوئے نہیں ہیں یہ قول درست ہے یا نہیں؟ اور زمین و آسمان ساکن ہیں یا نہیں؟

فقط نور محمد، ٹنڈو الہیار حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: شاہ رفیع الدین محدث دہلوی نے اپنی کتاب قیامت نامہ میں بحوالہ مسلم شریف فرمایا" ناگاہ روز جمعہ کہ ہم روز عاشورہ باشد...... نفخ صور باشد" واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ زمین و آسمان دونوں ساکن ہیں چنانچہ اجلہ صحابہ کرام مثلاً حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حذیفہ ابن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابن مالک سے مطلق حرکت کی نفی مانی ہے تفسیر عجائب القرآن اور تفسیر کبیر میں بھی یہ مضمون صاف صریح الفاظ میں وارد ہے۔

تفصیل کے لئے دیکھیں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کا رسالہ مبارک" نزول آیات فرقان بسکون زمین و آسمان"۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ رصفر المظفر ۱۳۸۸ھ

http://t.me/Tehqiqat

عورتوں کا قبرستان جانا/ عورتوں کا رشتہ داروں کے ہاں جانا/ فلم کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ عورتوں کا بزرگوں کے مزاروں پر اور قبرستان جانا کیسا ہے؟ بعض بزرگ کہتے ہیں کہ جانا جائز ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جانا ناجائز ہے۔ اس بارے میں شرعی مسئلہ کیا ہے؟

۲۔ کیا عورت بغیر اپنے خاوند کی مرضی کے اپنے رشتہ داروں میں یا باہر جا سکتی ہے یا نہیں؟

۳۔ فلم" خانۂ خدا" کا کیا حکم ہے؟ اس فلم میں حج ہوتا ہوا دکھایا گیا ہے؟ فقط السائل محمد عمران خان، حیدرآباد سندھ

۷۸۶ الجواب: ۱۔ علماء کرام فرماتے ہیں کہ عورت جب گھر سے قبروں کی طرف چلنے کا ارادہ کرتی ہے تو اللہ اور فرشتوں کی لعنت میں ہوتی ہے، جب گھر سے نکلتی ہے تو سب طرف سے شیاطین اسے گھیر لیتے ہیں جب قبر پر پہنچتی ہے تو میت کی روح اس پر لعنت کرتی ہے۔ جب واپس آتی ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی لعنت میں ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۲۔عورت صرف ماں باپ سے ملاقات کے لئے ہفتے میں ایک بار دن بھر کے لئے جاسکتی ہے اور محارم جیسے بھائی چچا وغیرہ کے ہاں جانا سال بھر میں ایک بار اس کے علاوہ وہ کسی اور رشتہ دار کے یہاں نہیں جاسکتی چہ جائیکہ باہر نکلنا، بازاروں وغیرہ میں جائے گی گناہ گار قرار پائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔سینما' تھیٹر، بائیسکوپ، ڈرامہ، ناچ، رنگ کی محفلیں یہ سب شیطانی جگہیں ہیں اور وہاں جانا حرام اور ناجائز، بلکہ خیر سمجھ کر جائے تو اور زیادہ سزا کا باعث۔ مسلمانوں کی مت ماری گئی ہے کہ صراحتہ مقدس مقامات کی بے حرمتی کی جارہی ہے ان کی وقعت، نگاہوں سے گری جارہی ہے ان کے جذبات سے کھیلا جارہا ہے مگر یہ اسے نیکی سمجھ کر پھولوں کی طرح اس پر گرتے ہیں۔ غور فرمایئے بت خانہ میں نماز پڑھنا جائز نہیں۔ میلوں' ٹھیلوں' بازاروں اور ان تمام گزرگاہوں پر باآواز بلند قرآن کریم کی تلاوت جائز نہیں صرف اس لئے کہ اس میں نماز اور قرآن کی بے حرمتی ہے تو ان شیطانی مقامات پر جب کہ لعنت الٰہی اترتی ہے ایسے متبرک مقامات کے مناظر پیش کرنا کیوں کر ان کی بے حرمتی ہونے کا موجب نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی آنکھیں کھولے اور انھیں صراط مستقیم پر چلائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ صفر المظفر ۱۳۸۸ھ

امانت میں خیانت کرنا

https://t.me/tehqiqat

سوال: بخدمت شریف جناب مفتی اعظم سندھ حضرت مولانا مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ایک شخص بمع اہل وعیال کے حاجی ہے۔ان کے پاس امانت رکھی جاتی ہے۔

۲۔ایک شخص حاجی نہیں ہے مگر مسلمان ضرور ہے۔اس کے پاس امانت رکھی جاتی ہے۔

۳۔ایک شخص (مسلم) نے حج کرنے کے لئے مذکورہ بالا کے پاس نقد روپے برائے خراجات خانہ کعبہ شریف جانے اپنا پیٹ کاٹ کر جمع کئے اور ان کے پاس بطور امانت رکھدیئے۔ حج کے لئے اس نے اپنا روپیہ طلب کیا تو جواب ملا کہ تمہارے روپے کا سودا کردیا جائے گا اور ہمارے پاس روپیہ نہیں ہے۔ جاؤ چلے جاؤ! دعوٰی کرو! ایسی صورت میں امانت نہ دینے والے یا واپس نہ کرنے والے پر شرعی قانون کیا نافذ ہے؟ دنیا وآخرت میں اس کا کیا حشر ہوگا؟

والسلام از خادم، جواد خان ولد رحمٰن خان، حیدرآباد پاکستان

۷۸۶ **الجواب:** اللہ عزوجل فرماتا ہے وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ (البقرہ:188) ایک شخص کا مال دوسرا شخص ناحق طور پر نہ کھائے۔ نیز فرمایا اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا (النساء:58)۔ اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانت کی چیز ان کے مالکوں کو واپس کردو۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص پرایا مال لیجائے وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے کوڑھی ہوکر ملے گا۔ اور متعدد احادیث کریمہ میں امانت میں خیانت کرنے والوں کو منافق فرمایا۔ عقل مند کے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لئے یہی کافی ہے اور جب خوفِ خدا دل سے نکل جائے تو اس پر اللہ عزوجل وحضرت محمد ﷺ کے احکام کا کیا اثر ہو سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ رجمادی الاخری ۱۳۸۸ھ

اتحاد ومحبت کے لئے قرآن پاک پر ہاتھ رکھ کر حلف لینا

سوال: کیافرماتے ہیں علماءِ دین اس مسئلہ میں کہ: گروپ بندی ختم کرنے اور اتحاد ومحبت بڑھانے کے لئے نیز جائز اور حق بات کی خاطر قرآن شریف پر ہاتھ رکھ کر وعدہ کرلیا جائے؟ نبی اللہ انصاری، پریٹ آباد حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: اس زمانہ میں لوگ بے دھڑک بلا خوف، غلط کام کرتے اور ان پر اصرار کرتے ہیں اور کوئی منع کرے تو باز نہیں آتے، اگر مسلمان متفق ہوکر ایسی سزائیں تجویز کریں جن سے عبرت ہو اور بیباکی وجرأت کا یہ سلسلہ بند ہو جائے تو نہایت مناسب ہوگا، بعض قوموں میں بعض معاصی پر ایسی سزائیں دی جاتی ہیں، مثلاً حقہ پانی اس کا بند کردیتے ہیں، نہ اس کے ہاں کھاتے ہیں، اور نہ اپنے یہاں اس کو کھلاتے ہیں جب تک توبہ نہ کرلے اور اس کی وجہ سے ان لوگوں میں ایسی باتیں کم پائی جاتی ہیں جن پر ان کے یہاں سزا ہوا کرتی ہے۔ مگر کاش وہ تمام معاصی کے انسداد میں ایسی ہی کوششیں کرتے اور اپنے پنچائتی قانون کو چھوڑ کر شرع مطہر کے موافق فیصلے دیتے اور احکام سناتے تو بہت بہتر ہوتا، لہٰذا دنیاوی گروپ بندی ختم کرنے اور شرعی اتحاد ومحبت بڑھانے کے لئے اور جائز وحق بات کی خاطر قرآن شریف پر ہاتھ رکھ کر وعدہ کرنا شرعاً درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۱.۱.۱۹۷۸ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح ان شاء اللہ تعالیٰ۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، یکم صفر المظفر ۱۳۹۸ھ

درس قرآن، درس حدیث کے دوران تسبیح پڑھنا

سوال: کیافرماتے ہیں علماءِ دین اس مسئلہ میں کہ: درسِ قرآن مجید یا درس حدیث شریف کے دوران ذکر درود شریف یا دیگر وظائف تسبیح وغیرہ پڑھنا کیسا ہے؟

السائل قاری محمد نورالحسن گولڑوی، مسجد مرکز فروٹ مارکیٹ حیدرآباد، ۱۵ رجنوری ۱۹۷۸ء

۷۸۶ **الجواب:** درس قرآن وحدیث جب کہ مسجد میں معمول ہے یا وہ مجلس تذکیر ووعظ ہے تو حاضرین میں جو اعلم ہے یعنی اس وعظ وتذکیر کرنے والے یا درس دینے والے سے زیادہ علم رکھتا ہے تو آپ ہی اس جگہ سے ہٹ جائے گا ورنہ عوام الناس کو حکم ہے کہ وہ اپنے اوراد وظائف اگر ترک کرنا پسند نہیں کرتے تو تنہائی میں پڑھیں ورنہ درس میں شریک ہوں کہ اس سے دین ودنیا دونوں سنورتی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھم نے فرمایا کہ ایک گھڑی رات میں پڑھنا پڑھانا ساری رات عبادت سے افضل ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد شریف میں تشریف لائے وہاں دو مجلسیں تھیں فرمایا کہ دونوں مجلسیں اچھی ہیں اور ایک دوسری سے اچھی ہے۔ یہ لوگ اللہ سے دعا کرتے ہیں اور اس کی طرف رغبت کرتے ہیں وہ چاہے تو ان کو دے اور چاہے تو منع کردے اور یہ دوسری مجلس والے علم سیکھتے ہیں اور ناواقف کو سکھاتے ہیں یہ افضل ہیں۔ میں

http://t.me/ahqaf

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

معلّم بنا کر بھیجا گیا اور اسی دوسری مجلس (وعظ و درس) میں حضور بیٹھ گئے (دارمی) اب فیصلہ وہ خود کریں کہ انھیں کیا کرنا چاہئے؟

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ رصفر المظفر ۱۳۹۸ھ

نطفہ حرام ہے اور انڈا و دیگر جانور بھی نطفہ سے بنے یہ حرام ہیں یا حلال؟

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: کلام پاک میں حکم خداوندی ہے کہ میں زندہ سے مردہ پیدا کرتا ہوں اور مردہ سے زندہ پیدا کرتا ہوں (انڈے سے بچہ اور مرغی سے انڈا)۔ سوال یہ ہے کہ انڈا نطفہ ہے۔ تو کیا انڈا کھانا حلال ہے؟ کیا انڈا ہم مسلمانوں کے لئے حلال ہے؟

دوسری جانب حکم ہے کہ ہم نے تم پر جن چیزوں کو حلال کر دیا ان کو اپنے اوپر حرام نہ کرو۔ میں دونوں جانب سے رضائے الٰہی تلاش کر رہا ہوں مگر افسوس کہ مجھ کو کوئی راہ نہیں ملتی۔ مہربانی فرما کر مجھ کو راہ دکھائیں کہ کونسی راہ درست ہے؟

فقط والسلام محمد انوار بیگ

۷۸۶ **الجواب:** اس قسم کے مسائل میں عقلی گھوڑے آپ دوڑائیں گے تو ٹھوکر تو کھانی ہی پڑے گی۔ عزیزم یہ اسرار قدرت ہیں ان میں قدم نہ ڈالیں ورنہ الجھ جائیں گے۔ نطفہ تو انڈا ہوا اور پھر انڈے سے مرغی، لیکن جہاں براہ راست نطفہ پرورش پاکر، جانور بنا جیسے حلال چوپائے۔ وہاں کیا کریں گے؟ اتنی بات خوب ذہن میں رکھ لیں کہ حقیقت بدل جائے تو حکم شرعی بھی بدل جاتا ہے۔ شراب حرام ہے لیکن اگر اسے سرکہ بنالیا جائے تو اب وہ سرکہ ہے اور حلال۔ اور یہ تو کہاوت آپ نے سنی ہوگی کہ ہر چہ درکان نمک رفت، نمک شد۔ گدھا نمک کی کان میں گرا اور مر گیا اور کچھ عرصہ بعد نمک ہوگیا تو اب وہ حلال کہ گدھا نہیں بلکہ نمک ہے۔ امید ہے کہ یہی دو مثالیں آپ کی رہنمائی کے لئے کافی ہیں اور حقیقت بھی عیاں ہے کہ رموز مملکت خویش، خسرواں دانند۔ یہ قدرت الٰہی کے اسرار ہیں۔ تو ہمارے ہر وہ چیز حلال ہے جسے اس نے حلال فرمایا۔ غور فرمایئے حلال جانور، بغیر بسم اللہ پڑھے ذبح کیا وہ حرام ہوگیا اور بسم اللہ پڑھ کر ذبح کیا تو حلال رہتا۔ حالانکہ وہی ذابح، وہی مذبوح اور وہی آلہ ذبح۔ مگر حکم شرعی میں زمین وآسمان کا فرق ہوگیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ

اجنبی عورت کا غیر مرد کو دیکھنا

سوال: جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، جناب عالی! گزارش یہ ہے کہ: احقر نے مندرجہ ذیل حدیث پاک پڑھی ہے۔ جس کو تحریر کر رہا ہوں۔

حدیث پاک۔ ایک واقعہ مذکور ہے کہ ایک دفعہ گھر میں ایک نابینا صحابی تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس جگہ سے تشریف نہیں لے گئیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ عائشہ اندر جاؤ اور پردے کے حکم پر عمل کرو حضرت عائشہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ حضور یہ تو نابینا ہیں دیکھتے نہیں ہیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر چہ وہ نہیں دیکھ سکتے لیکن تم تو دیکھتی ہو۔ آپ یہ فتویٰ دیں کہ مندرجہ بالا حدیث پاک کی روشنی میں ٹی وی پر جو مرد نظر آتے ہیں۔ ان سے پردہ عورتوں کو (ٹی وی دیکھنے والی عورتوں کو) کرنا چاہیے یا نہیں؟ فقط السائل محمد اسحاق لودھی

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا واقعہ نہیں ہے بلکہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا واقعہ ہے۔ اس میں حکم شرعی یہ ہے کہ جس طرح غیر مرد کسی غیر عورت کو نہیں دیکھ سکتا ہے کہ اسی طرح کوئی عورت غیر مرد کو نہیں دیکھ سکتی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ (النور: 31) اور مسلمان عورتوں کو حکم دو اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔ اس آیت میں مطلقا غض البصر کا حکم ہے لہٰذا کوئی شبہہ نہ کرے کہ ٹیلی ویژن پر تو مرد نہیں ہوتے صرف ان کی تصاویر ہوتی ہیں کیوں کہ تصاویر دیکھنا بھی موجب فتنہ ہوا۔ خاص کر موجودہ دور جو سراسر فتنہ کا دور ہے کہ عورتیں اور مرد ٹیلی ویژن پر جس فنکار کو دیکھتے ہیں اس کی وضع قطع طور طریقہ اپنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو ظاہر ہے کہ ٹیلی ویژن پر غیر مرد کو دیکھنا باعث فتنہ ہے۔ اگر غور وفکر کیا جائے تو ٹیلی ویژن موجودہ دور میں ہر قسم کی برائی کو جنم دینے میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ چوری اغوا قتل و غارت ایسی برائیاں یہاں سے بھی لوگ سیکھتے ہیں اور جو چیز فتنہ کا باعث ہو شرعاً ناجائز ہے اور ٹیلی ویژن موجودہ دور میں باعث فتنہ وفساد ہے۔ لہٰذا ہر غیرت مند باحیا عورت غیر مرد کو دیکھنا ہرگز گوارا نہیں کرے گی کہ یہی فساد کی جڑ ہے۔ اسی وجہ سے ٹیلی ویژن پر عورتوں کا غیر مردوں کو دیکھنا ان کی حرکات وسکنات کو گھور گھور کر دیکھنا اور ان سے محظوظ ہونا ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقط حررہ، محمود احمد صدیقی، مدرس دار العلوم احسن البرکات حیدر آباد

۷۸۶ مجیب نجیح کا جواب، صواب وصحیح ہے۔

احادیث شریفہ میں عورتوں کو نازک شیشیاں فرمایا گیا اور جسے ان نازک شیشیوں کو صدمے سے بچانا ہو تو راہ یہی ہے کہ ان شیشیوں کو ہر ایسے مقام ومحل سے دور رکھا جائے جہاں ٹھیس کھا جانے اور ان میں بال پڑ جانے کا احتمال ہو۔ مانا کہ وہ پارسا ہیں تو جان برادر کیا پارسائیں معصوم ہوتی ہیں۔ نیک وصالح مرد خود اپنے نفس پر اعتماد نہیں کر سکتا اور کرے تو جھوٹا کہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم نہ کہ عورت جو عقل ودین میں اس سے آدھی، اور رغبت نفسانی میں دوگنی۔ ہر مرد کے ساتھ ایک شیطان اور ہر عورت کے ساتھ دو۔ ایک آگے ایک پیچھے۔ شریعت مطہرہ فقط فتنہ ہی سے منع نہیں فرماتی بلکہ بالکلیہ اس کے در کو بند کرتی اور جھوٹے حیلے بہانوں کے پر کترتی ہے۔ غیروں کے گھر تو غیروں کے گھر، جہاں نہ اپنا قابو نہ اپنا گزر۔ حدیث میں تو اپنے مکانوں کی نسبت آیا کہ عورتوں کو بالاخانوں پر نہ رکھو یہ وہی اڑتی ہوئی نگاہوں کے پر کترنے ہیں۔ کوئلے کی دوکان کے قریب ہی کیوں جائے کہ دامن پر دھبا کھائے۔ لاجرم سبیل یہی ہے کہ بالکل در ہی جلا دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ر جمادی الاولی ۱۴۰۰ھ

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کالے خضاب کا حکم' مرد اور عورت کے لئے الگ الگ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ مرد کے لئے کالے خضاب کا استعمال کیسا ہے؟ ۲۔ عورت کے لئے کالے خضاب کا استعمال کیسا ہے؟ ۳۔ ظہر میں اگر جماعت کھڑی ہو جائے تو فرض سے پہلے والی سنتیں کب ادا کرے؟ السائل سید انوار علی حسنی، پنجرہ پول' حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: ۱۔ عامہ مشائخ کرام و جمہور ائمہ اعلام کے نزدیک سیاہ خضاب' حالت جہاد کے سوا مطلقاً حرام ہے۔ جس کا مرتکب گناہگار و مستحق عذاب ہے و العیاذ باللہ تعالیٰ۔ شیخ محقق مولنا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوۃ شریف میں فرماتے ہیں "پیری نور الٰہی ست و تغییر نور الٰہی بظلمت مکروہ، و وعید در باب خضاب سیاہ شدید آمدہ" یعنی بالوں کی سپیدی' اللہ عزوجل کا نور ہے اور نور الٰہی کو ظلمت و سیاہی سے بدلنا مکروہ ہے اور اس باب میں سخت وعیدیں وارد ہیں۔ اسی میں ہے "خضاب بسواد حرام ست" سیاہ خضاب حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ مرد کی خوشنودی مزاج اور اپنے شوہر کو خوش رکھنے کے لئے عورت کے لئے سر پر سیاہ خضاب جائز ہے۔ جیسا اور دوسرے بناؤ سنگھار۔ ہاں دوسروں کو دھوکا دینے یا اپنی عمر اوروں کی نگاہوں میں کم دکھانے کے لئے' حرام جیسے غیروں کے لئے نمائش و زینت عورت کے لئے حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ نمازی کو اختیار ہے چاہے تو فرض سے متصل دو سنت پڑھ کر یہ چاروں ادا کرے یا پہلے یہ پڑھے بعد کو دو۔ ہاں افضل یہ ہے کہ پچھلی دو سنت پڑھ کر یہ چاروں پڑھے (فتح القدیر) نیت میں قبل جمعہ کے لفظ ملائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۰ھ

توبہ کرنے والے کے پیچھے نماز کا حکم

سوال: بخدمت جناب محترم قبلہ مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مؤذن مسجد، اگر مسجد میں بیٹھ کر جھوٹ بولے تو کیا اس کے پیچھے نماز نہیں ہو سکتی؟ جب کہ اس نے توبہ کر لی ہے۔ السائل حافظ محمد عاشق چشتی، زمان ملز کوٹری' سندھ

۷۸۶ الجواب: حدیث شریف میں ہے التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ۔ (گناہ کر کے اس سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے بے گناہ)۔ تو جب وہ توبہ کر چکا اور امید رکھنی چاہئے کہ اس کی توبہ قبول ہوگی تو اب اس کا کیا قصور رہا جس کے باعث نماز نہ ہو۔ نماز اب اس کے پیچھے درست ہوگی بشرطیکہ اور کوئی وجہ ممانعت نہ پائی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ شعبان المعظم ۱۴۰۱ھ

عورتوں کے بال کاٹنا اور مردوں کی داڑھی مونڈنا۔ رکشہ والے کی اجرت طے کرنا

سوال: محترم مولانا مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کیا فرماتے ہیں علماء کرام مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں کہ: ۱۔عورتوں کے بال کاٹ کر اور مردوں کے انگلش بال کاٹ کر اور داڑھی مونڈھ کر جو روزی حاصل کی جائے وہ حلال ہے یا حرام؟

۲۔رکشہ والا مسافر سے کرایہ لے کر روزی کمائے وہ بھی حلال ہے یا حرام؟

۳۔جن لوگوں کے ذریعہ آمدنی میں شک وشبہ ہو ان کے گھروں کا کھانا پینا اور دعوتوں میں شرکت کے لئے کیا حکم ہے؟

فقط السائل محمد صدیق غوری، عیدگاہ کالونی لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: ۱۔عورتوں کے بال تراشنا اور انھیں آج کل کے فیشن میں لانا کہ لڑکیاں لڑکے لگنے لگیں یہ فعل خود بھی کریں تو ان کے لئے حرام اور باعث لعنت ہے اور ایسے کام میں جو شرعاً ممنوع و ناجائز ہیں مدد کرنا یہ بھی ممنوع و ناجائز ہے اور ذریعہ ناجائز ہو تو آمدنی ناجائز۔ یہ شریعت کا عام قانون ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (مائدہ:2) واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔رکشے اور دوسری سواریوں والے مناسب اجرت طے کرلیں اور کسی مسافر کی مجبوری سے ناجائز فائدہ نہ اٹھائیں یہ جائز ہے اور اس جھک جھک سے بہت بہتر جو میٹر سے ادائیگی میں پیش آتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔اگر اس کی بیشتر کمائی ذریعہ حرام ہے تو دعوت قبول نہ کی جائے۔ ورنہ جائز ہے اور محض شبہ پر کوئی حکم شرعی، عوام کے لئے نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶/جمادی الاخری ۱۴۰۱ھ

بلوغت کی عمر

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: لڑکی کی بلوغت کی عمر شریعت کی رو سے کتنی ہے؟ بینوا توجروا

۷۸۶ الجواب: لڑکی کا بلوغ احتلام سے ہوتا ہے یا حمل سے یا حیض سے۔ ان تینوں میں سے جو بات بھی پائی جائے لڑکی بالغ قرار پائے گی اور ان میں سے کوئی بات بھی نہ پائی جائے تو جبتک پندرہ سال کی عمر نہ ہو جائے بالغ نہیں۔ اور نو سے کم لڑکی کا بلوغ نو سال کی عمر میں ہوگا۔ اس سے کم عمر ہے اور خود کو بالغ کہتی ہے تو معتبر نہیں۔ (درمختار وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲/ذی قعد ۱۴۰۱ھ

نامحرم اور اجنبی عورتوں سے میل جول

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: نامحرم اور اجنبی مردوں کے ساتھ عورت کا بات چیت کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ اور ایسی عورت کو فاسقہ فاجرہ کہا جاسکتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

۷۸۶ الجواب: نامحرم تو پھر نامحرم ہے، شریعت مطہرہ نے عورت کو اپنے محرم مردوں بلکہ عورتوں کے پاس جانے کی اجازت بھی اس شرط پر دی کہ کسی امر غیر شرعی کا ارتکاب لازم نہ آئے۔ مثلاً ۱۔ وہاں کوئی ممنوع شرعی نہ ہو، ۲۔ بے پردگی نہ ہو، ۳۔ فاسقوں فاجروں کا مجمع نہ ہو، ۴۔ ناچ گانے کی محفل نہ ہو، ۵۔ نامحرموں کو دیکھنا دکھانا نہ ہو۔ تو جب محرموں کے یہاں کسی دینی یا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دنیاوی حاجت کے لئے جانا بھی ایسی شرائط سے مشروط ہے تو غیروں کے یہاں آنا جانا' نامحرموں سے ملنا ملانا' اور اجنبی مردوں سے بات چیت کرنا جب کہ ضرورت شرعیہ نہ ہو' ہرگز ہرگز جائز نہیں۔ بلکہ نامحرموں سے ملنا جلنا' اگرچہ شوہر کی اجازت سے ہو تب بھی حرام و ناجائز ہے۔ اگر وہ اذن دے گا خود گنہگار ہوگا۔ تو ایسی عورت یقیناً حرام شرعیہ کی مرتکب اور بالیقین فاسقہ فاجرہ ہے۔ ایسی عورتوں سے شریف زادیوں کو بھی دور بھاگنا چاہئے۔ ہر مرد کے ساتھ ایک شیطان اور ہر عورت کے ساتھ دو۔ ایک آگے اور ایک پیچھے۔ تو آج ہلاکت میں نہ گری۔ کل یقیناً گرے گی۔ عورتوں اور اجنبی مردوں کا ساتھ' آگ اور بارود کا ساتھ ہے۔ خدا جانے کب بھڑک جائے اور عزت و ناموس کو تباہ و برباد اور خاکستر کردے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ر ذی قعد ۱۴۰۱ھ

عورت کا شوہر کے علاوہ کسی اور کے لئے بناؤ سنگھار کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: شوہر کے علاوہ کسی اور مرد کے سامنے سرخی پاؤڈر لگا کر' میک اپ میں آنا جانا اور اپنے حسن و جمال کی نمائش کرنا شرعاً کیسا ہے جائز ہے یا ناجائز؟ **بینوا توجروا**

۷۸۶ **الجواب:** قرآن پاک کا ارشاد ہے کہ وَلَا یُبۡدِیۡنَ زِیۡنَتَہُنَّ اِلَّا لِبُعُوۡلَتِہِنَّ (النور: 31)۔ یعنی عورتیں اپنا بناؤ' سنگھار' خواہ وہ جسم کا ہو یا متعلقات جسم لباس وغیرہ کا' کسی اجنبی پر ظاہر نہ ہونے دیں۔ اس کے تحت ہر وہ چیز آ جاتی ہے جو غیروں کے لئے شوق و رغبت کا باعث ہو مثلاً حسن صورت' خوش خرامی' لباس' خوشبو' پاؤڈر غازہ وغیرہ۔ کیوں کہ اس سے میلان طبع پیدا ہوتا ہے اور لوگ اس کی طرف متوجہ ہوتے' اسے نظر اٹھا کر تکتے ہیں اور یہ شرافت نسوانی کے خلاف ہے۔ اب عورتیں اپنا بناؤ' سنگھار غیروں کے لئے کرتی ہیں یا غیروں کے سامنے ایسی حالت میں آتی ہیں کہ مردوں کی نگاہیں خواہ مخواہ ان کی طرف اٹھیں تو لعنت الٰہی کی مستحق ہیں۔ یہ مضمون احادیث کریمہ میں جابجا ارشاد فرمایا گیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

http://t.me/fiqhiqat

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ر ذی قعد ۱۴۰۱ھ

عورت کے لئے شرعی پردہ کی تفصیل

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: عورت کے لئے شرعاً پردہ کا کیا حکم ہے؟ **بینوا توجروا**

۷۸۶ **الجواب:** قرآن کریم کی آیات کریمہ اور رسول اکرم ﷺ کی احادیث شریفہ کی رو سے 'عورت' عورت ہے یعنی چھپانے کی چیز۔ انھیں حکم ہے کہ اپنے گھروں میں رہیں۔ اجنبی مردوں کے سامنے آنا درکنار' اس کی آواز بھی غیروں کے کانوں میں نہ آنے پائے۔ مسلمان شریف عورتیں' اگر کسی مجبوری یا واقعی ضرورت کے ماتحت گھر سے نکلیں تو ان کا سارا جسم کسی چادر یا برقع سے سر سے پاؤں تک چھپا رہنا چاہئے۔ خدا اور رسول ﷺ کی ایسے فیشن پر لعنت' جو زمانہ جاہلیت کی طرح عورتوں کو نیم برہنہ' بے غیرت و بے حیا بنا دے۔ دنیا جانتی ہے کہ شریعت اسلامیہ نے عورت کو مقام احترام دیا۔ اسے محترم اور قابل احترام شخصیت بنایا اور اسے ہر محل ابتذال سے بچایا اور بدنگاہی و بدنظری سے بچانے کے لئے اسے پردہ شرعی میں بٹھایا۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جوعورت احکام شریعت کا احترام نہیں کرتی اپنا گھر جہنم میں بناتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲رذی قعد ۱۴۰۱ھ

نامحرموں سے ملنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شادی شدہ عورت اپنے والدین کے گھر میں تنہا ہونے کی صورت میں نامحرموں اور غیر محرموں سے ملتی ہے۔ شریعت مطہرہ کے نزدیک ان نامحرموں اور غیر مردوں کا آنا جانا' جائز ہے یا ناجائز؟ بینوا توجروا

۷۸۶ **الجواب:** عورت نازک شیشیاں ہیں اور جسے ان نازک شیشیوں کو صدمہ سے بچانا ہو تو راہ یہی ہے کہ شیشیاں بھی بے حاجت شرعیہ نہ ملنے پائیں کہ آپس میں مل کر بھی ٹھیس کھا جاتی ہیں۔ تو غیروں اور اجنبیوں سے خلط ملط خود حرام اور تنہا مکان میں ان کا اجتماع حرام در حرام ہے اور شرمناک سے شرمناک تر۔ مانا کہ وہ پارسا ہے مگر جان برادر کیا پارسائیں معصوم ہوتی ہیں۔ یا نیک وبد کسی کی پیشانی پر لکھا ہوتا ہے۔ مختصر یہ کہ عورت کا نامحرم اور اجنبی مردوں سے تنہا ملنا اگرچہ وہ خالہ پھوپھی چچا زاد ہو۔ ہرگز ہرگز جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲رذی قعد ۱۴۰۱ھ

عورت کا ناجائز طریقہ سے گھومنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شادی شدہ عورت، اپنے شوہر کے یہاں چھ سال تک پردے میں رہی۔ پھر اچانک ہی ناجائز شرط منوانے کے لئے والدین کے یہاں چلی گئی۔ دو چار روز بعد پردہ بھی اٹھا دیا۔ اب ننگے سر اور کھلے منھ گھومتی پھرتی ہے۔ شریعت مطہرہ کا اس بارے میں کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

حاجی محمد عمر برکاتی

۷۸۷ **الجواب:** اس دور پر فتن میں آزادی نسواں کے پردہ میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ سب پر روشن ہے۔ عورتیں اپنے لئے جائز و ناجائز حقوق کا مطالبہ کرتی ہیں اور جب ناجائز مطالبات پورے نہیں ہوتے تو شرم وحیا کو بالائے طاق رکھ کر' شرعی پابندیاں اٹھا کر پھینک دیتی ہیں۔ نتیجتہً خانگی وازدواجی زندگی تباہ ہو جاتی ہے۔ مسلمان عورت کو تو یہ دیکھنا چاہئے کہ خدا جل وعلا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر کیا ذمہ داریاں عائد کی ہیں۔ بہرحال اپنی ناجائز خواہشات کی تکمیل نہ ہونے پر' شوہر کے گھر سے عورت کا چلا جانا ہی کیا کم جرم ہے کہ پوری بے حیائی لاد کر' بے پردہ' ننگے سر' کھلے منھ' گھومنا پھرنا' یہ یقیناً شوہر کو ایذاء پر ایذاء دینا ہے اور اسے اذیت پر اذیت پہنچانا ہے۔ ایسی عورت ناشزہ ونافرمان بھی ہے اور بحکم حدیث شریف مستحق لعنت بھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ عورت بغیر اجازت شوہر کے گھر سے نہ جائے اگر ایسا کیا تو جبتک توبہ نہ کرے اللہ اور فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔

عرض کی گئی اگرچہ شوہر ظالم ہو؟ فرمایا اگرچہ ظالم ہو۔ (ابوداؤد طیالسی وابن عساکر) تو جب ظالم شوہر کے گھر سے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بااجازت چلے جانے پر وہ لعنت کی مستحق ہے' خیال فرمائیں کہ بلاوجہ شرعی شوہر کو چھوڑ دینا اور شتر بے مہار بن جانا' کس درجہ لعنت کا استحقاق رکھتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲رذی القعد ۱۴۰۱ھ

ناراضگی کا حکم اور میاں بیوی کے حقوق

سوال: بخدمت جناب قبلہ وکعبہ حضرت مولانا مفتی محمد خلیل خاں القادری البرکاتی صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ جناب عالی گزارش ہے کہ چند سوال حاضر خدمت ہیں۔ ان کے جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں۔

۱۔ جو شخص ناراضگی کو لمبا کرے اس کے لئے کیا حکم ہے؟ ۲۔ جو شخص ناراضگی ختم نہ کرے اس کے لیے کیا حکم ہے؟ ۳۔ جو شخص کسی پر جھوٹا بہتان لگائے اس کے لئے کیا حکم ہے؟ ۴۔ جو شخص میاں بیوی کے درمیان منافرت پھیلائے اس کے لئے کیا حکم ہے؟ ۵۔ جو شخص ہمسایوں اور قریبی رشتہ داروں سے اچھا سلوک نہ کرے اس کے لئے کیا حکم ہے؟ ۶۔ جو بیوی اپنے خاوند کے حقوق پورے نہ کرے اس کے لئے کیا حکم ہے؟ ۷۔ جو بیوی اپنے خاوند کو اپنے پاؤں کے جوتے دکھائے اس کے لئے کیا حکم ہے؟ ۸۔ جو بیوی اپنے خاوند پر جھوٹا بہتان لگا کر اسے شرابی اور ظالم ثابت کرے اس کے لئے کیا حکم ہے؟ ۹۔ چور کی مدد کرنے والے کے لئے کیا حکم ہے؟ ۱۰۔ دنیا کے نفع کی خاطر جو شخص اپنی لڑکی کو غیر آباد کرے اس کے لئے کیا حکم ہے؟

السائل محمد اسحٰق نعیمی میلسی وہاڑی، مورخہ ۲۹/۴/۱۹۸۱ء

۷۸۲ **الجواب:** حدیث شریف میں آیا ہے کہ آدمی کے لئے یہ حلال نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے۔ تو جو اس کے خلاف کرے گا تو آپ ہی گنہگار ہوگا۔ ہاں اگر یہ خفگی' حکم شریعت کے مطابق ہے تو جب تک وجہ ناراضگی باقی ہے' خفگی رہے گی۔ اس پر مؤاخذہ نہیں بلکہ اجر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ ۴۔ کسی پر تہمت لگانا، یا میاں بیوی میں ناچاقی بڑھانا' گناہ کبیرہ اور شیطانی فعل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۵۔ صلہ رحمی اور نیک سلوک سے عمر زیادہ ہوتی ہے اور رزق بڑھتا ہے۔ پڑوسیوں کے ساتھ بھی نیک سلوک کا حکم ہے اگرچہ وہ کافر ہوں۔ اور اس کا کم از کم درجہ یہ ہے کہ کسی طرح ان کا دل نہ دکھایا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۶۔ بیوی ہو یا شوہر۔ جو ان میں سے دوسرے کا حق ادا نہ کرے گا۔ خود گنہگار ہوگا ہے اور کل بروز قیامت اس کی بخشش اس وقت تک نہ ہوگی جب تک صاحب حق' اپنا حق معاف نہ کردے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۷۔ ۸۔ شوہر کو ناحق ایذا دینے والی' جہنم میں اپنا گھر بناتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۹۔ چور کا ساتھی چور۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۰۔ لڑکی کو شوہر سے جدا کرنا' ناجائز وحرام ہے اور اس کا مرتکب سخت گنہگار۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵رجب المرجب ۱۴۰۱ھ

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خالہ کا مقام

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میری خالہ نے مجھے گود لے کر پالا ہے۔ گذشتہ دنوں ان کا انتقال ہو گیا۔ میں چاہتا ہوں کہ ان کی قبر پر جو کتبہ نصب کیا جائے اس پر میرا نام بھی شامل ہو جیسے قبر والدہ محمد انور ولد حاجی محمد اکبر۔ پوچھنا یہ ہے کہ کیا میں اس طرح سے کتبہ بنوا کر قبر پر لگا سکتا ہوں؟ جب کہ میری اصل والدہ حیات ہیں اور قرآن پاک میں بھی خدا فرماتا ہے اور تم اپنے لے پالکوں کو ان کے اصل باپوں کے نام سے پکارا کرو۔ کیوں کہ ان کی شناخت اصل باپ کے حوالوں سے ہوگی۔ اس صورت میں کیا میرا مذکورہ قبر پر اپنا نام لکھنا جائز ہوگا؟ گو کہ یہ کوئی خاص مسئلہ نہیں جس پر پریشان ہوا جائے۔ مگر میرے نزدیک یہ بڑا مسئلہ ہے۔ براہِ مہربانی اپنے علم کی روشنی میں ارشاد فرمائیں اور ہاں دعا میں انھیں کس طرح یاد کیا جائے؟ یعنی میں جو آیات کریمہ ان کے لئے پڑھتا ہوں وہ کس طرح ان تک پہنچاؤں؟ کیا اس طرح کہ "اس آیت کریمہ کا ثواب خصوصاً میری والدہ مرحومہ کلثوم کو پہنچے" یا اس طرح کہ "ان آیات کریمہ کا ثواب خصوصاً میری خالہ کلثوم کو پہنچے"۔

السائل محمد انور، چھوٹی گئی حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: خالہ جب کہ سگی ہو تو وہ اپنے ادب واحترام اور تعظیم وتوقیر اور دوسرے احکام میں بالکل حقیقی ماں کی مانند ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے اس کا شمار محرمات یعنی ان عورتوں میں فرمایا جو مرد پر حرام ہیں لیکن اس کے باوجود وہ بہت سے احکام میں 'ماں' سے جدا۔ مثلاً ذوی الفروض وعصبات کے ہوتے یہ ایک دوسرے کے وارث نہیں۔ یا ان میں سے کوئی دوسرے کے حق میں وصیت کر جائے تو وہ ایک تہائی میں نافذ ہوگی حالانکہ وارث کے لئے وصیت معتبر نہیں۔ یوہیں خالہ 'ماں' کی جگہ ہے 'ماں' نہیں۔ اور جیسا کہ قرآن کریم کا ارشاد ہے اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔيْ وَلَدْنَهُمْ (المجادلۃ: 2) ان کی مائیں تو وہی ہیں جن سے یہ پیدا ہیں۔ لہٰذا ان کی طرف 'اس طرح نسبت کو شہرت دینا۔ حکم قرآن کے خلاف ہے۔ جب کہ کتبہ لکھوانا بھی ضروری نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ جس طرح آدمی کی ماں اور خالہ' دونوں ہی اللہ کو پیاری ہو جائیں اور آدمی کرنا چاہے ان کے لئے ایصال ثواب۔ تو دونوں ہی کے ثواب کی نیت کرے گا۔ ماں کے لئے بھی اور خالہ کے لئے بھی اور دوسرے مسلمانوں کے لئے بھی۔ اب ایسا ہی آپ کریں۔ دوسرے مسلمانوں کے ساتھ اپنی خالہ کو بھی ایصال ثواب کریں خالہ کہکر اور خالہ کی نیت سے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ رجب المرجب ۱۴۰۱ھ

اولاد کو قیامت کے دن کس نام سے پکارا جائے گا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: قیامت کے دن اولاد کو ماں کے نام سے پکارا جائے گا؟ یا کہ باپ کے نام سے پکارا جائے گا؟ السائل۔ سید ابرار الدین، ٹریٹ کارپوریشن لمیٹڈ حالی روڈ' حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: امام احمد اور ابوداؤد نے ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قیامت کے دن تم کو تمہارے باپوں کے نام سے بلایا جائے گا لہٰذا اچھے نام رکھو۔ اور اعلیحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ روزِ قیامت' شانِ ستاری جلوہ فرمائے گی اور لوگ اپنی ماؤں کی طرف نسبت کر کے پکارے جائیں گے۔ (احکامِ شریعت ۲)۔ لہٰذا یہ کہا جائے گا بروز قیامت' بعض مقامات پر' اولاد کو باپ کی طرف نسبت کر کے بلایا جائے گا جہاں مقصود' اولاد کے نسب کی شہرت ہو اور بعض مقامات پر ماں کی طرف نسبت کر کے پکارا جائے گا۔ جہاں شانِ ستاری' ماں کے جرم کو' لوگوں سے چھپانا چاہے گی تاکہ وہاں کسی کے روبرو' ماں یا اس کی اولاد کی فضیحت و رسوائی نہ ہو۔ ہو سکتا ہے کہ یہ داخلہء جنت کے بعد ہو اور وہ میدان حشر میں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القاری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ رشعبان ۱۴۰۱ھ

بے ریش لڑکوں کے ہمراہ تفریح کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید ایک تنظیم کا سرپرست اور مسجد کا امام ہے۔ زید نے اپنی تنظیم کے ایک فرد بکر کو اس بناء پر خارج کر دیا ہے کہ وہ چند ساتھیوں کے ساتھ کلری جھیل پر تفریح کی غرض سے گیا تھا۔ ان چند ساتھیوں میں کچھ بے ریش لڑکے بھی تھے۔

زید نے مسجد میں اپنی تنظیم کے تقریباً ۴۰ افراد پر مشتمل ایک اجتماع میں یہ کہا کہ بکر اس کی اجازت کے بغیر بے ریش لڑکوں کو ہمراہ لے کر کلری جھیل گیا تھا۔ لہٰذا تمام افراد اس کا قطعی بائیکاٹ کریں۔ یہاں تک کہ اس سے سلام و کلام بھی ترک کر دیں۔ زید نے تمام حاضرین کو اس بات پر قسم کھلائی اور اللہ کو گواہ کیا اور اس بات کی وضاحت بھی کی کہ کوئی بھی شخص اپنے دل میں یہ بات نہ رکھے کہ وہ بکر سے ترک کلام نہیں کرے گا۔ ورنہ غلط بات پر اللہ کو گواہ کرنے والا شخص ایمان سے خارج ہو جاتا ہے۔ اس واقعہ کے چند روز بعد زید کے علم میں یہ بات آئی کہ ان ۴۰ افراد میں سے ایک شخص نے اپنے دل میں بکر سے ترک کلام نہ کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ زید نے اس شخص سے توبہ کروائی اور تجدید ایمان کے لئے اس سے کلمہ پڑھایا۔ اب دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ

۱۔ زید کا بکر سے ترک کلام کرنا اور تقریباً ۴۰ افراد سے ترک کلام کروانا اور اس بات کو تین روز سے زائد تک جاری رکھنا کیسا ہے؟

۲۔ ایسی بات پر خدا کی گواہی میں قسم کھانا کیسا ہے؟

۳۔ زید کا بکر کے بارے میں یہ مشہور کرنا کہ وہ بے ریش لڑکوں کے ساتھ کلری جھیل گیا تھا اور لوگوں کے ذہن میں بلا دلیل شرعی یہ تاثر دینا کہ جس سے بکر عوام الناس میں ذلیل و رسوا ہو جائے۔ جب کہ بکر اور اس کے ساتھ جانے والے افراد اس الزام کی پرزور تردید کرتے ہوں۔ کیا حکم رکھتا ہے؟

۴۔ زید کا اپنے اس فیصلے کو حضور اقدس ﷺ کے اس واقعہ کی طرف نسبت کرنا کہ جنگ احد میں سرکار نے جب جہاد کا حکم دیا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تو چند صحابہ نے جہاد میں شامل ہونے میں تاخیر کی۔ جس کی بناء پر سرکار نے ان سے قطع تعلق کر لیا تھا اور زید کا اپنے اس فعل کو سنت رسول ﷺ کے عین مطابق کہنا کیا حکم رکھتا ہے؟

۵۔ زید کی امامت سے متعلق کیا حکم ہے؟ کیا نماز اس کے پیچھے ہو جائے گی یا نہیں؟ نیاز مند محمد یوسف قادری

۷۸۶ **الجواب:** مذکورہ بالا امور اگر واقع کے مطابق ہیں تو زید نے اپنی ناشائستہ حرکت سے بڑا گناہ کمایا اور اپنا اجر گنوایا۔ اولاً اس نے دوسرے مسلمان بھائی کی طرف محض اپنے خیال کے بموجب ایک قبیح فعل کی نسبت کی۔ ثانیاً محض بدگمانی اور قیاس آرائی سے کام لیا۔ ثالثاً اس نے ایک مسلمان بھائی کی عزت کو نشانہ بنایا۔ رابعاً اپنے اس فعل قبیح کو سنت نبوی ﷺ پر ڈھالا۔ زید صاحب خدارا مسلمانوں پر رحم کیجیے۔ انھیں منتشر نہ کیجیے۔ انھیں مسلمانوں سے متنفر نہ کیجیے اور ایک کو دوسرے جدا نہ کیجیے اور ان میں باہم بائیکاٹ کو رواج نہ دیجیے۔ ہاں غلطی ہو جائے تو تنبیہ کیجیے۔ بشرطیکہ شرعاً غلطی ہو۔ ہاں تنبیہ پر باز نہ آئیں تو پھر وہ کیجیے جو شریعت مطہرہ کہتی ہے۔ اور یہ تجدید ایمان کی بھی خوب رہی۔ اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے۔ حدیث شریف میں ہے یسروا ولا تعسروا۔ لوگوں کو آسانیاں دو اور مشقتوں میں نہ ڈالو اور زید آسانیوں سے نکال کر مشقتوں میں ڈال رہا ہے۔ زید کو چاہیے کہ محض خدا اور رسول ﷺ کے لیے صدق دل سے توبہ کرے اور آئندہ اس قسم کے اقدام سے پرہیز کرے۔ مولائے کریم ہم سب کو مذہب اہلسنت پر ثابت قدم رکھے۔ (آمین)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ رشوال المکرم ۱۴۰۱ھ

انبیاء کے نام پر نام رکھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: جہاں تک میرے علم میں ہے کوئی شخص اگر اپنا نام صرف محمد، یا علی، غوث، یا دستگیر رکھے تو صحیح اور جائز نہیں۔ اگر کوئی شخص بسوں کا مالک غوث اعظم بس' کالپی شریف بس' چکوال شریف بس' یا اسی طرح کوئی ہوٹل والا اپنے ہوٹل کا نام غوث اعظم ہوٹل' لجپال ہوٹل' بہاؤ الدین زکریا ملتانی ہوٹل' یا گنج بخش بابا فرید ہوٹل یا مدینہ ہوٹل رکھے' تو کیا یہ نام رکھنا جائز ہے؟ یا ازروئے شرع کچھ اس معاملہ میں قباحت ہے؟

السائل محمد محی الدین قادری، بھون شریف' ضلع دادو

۷۸۶ **الجواب:** احادیث کریمہ سے ثابت ہے کہ محبوبان خدا' انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والثنا و رضوان اللہ علیہم کے اسمائے طیبہ پر نام رکھنا مستحب ہے جب کہ ان کے مخصوصات سے نہ ہو۔ مثلاً محمد نبی' احمد نبی' نبی احمد' کہ یہ الفاظ کریمہ حضور ہی پر صادق اور حضور ہی کو زیبا ہیں دوسروں کو یہ نام رکھنا جائز نہیں۔ یونہی یٰسٓ و طٰہٰ نام رکھنا منع ہے۔ کیا عجب کہ ان کے معنی وہ ہوں جو غیر خدا اور رسول ﷺ پر صادق نہ آسکیں تو ان سے احتیاط و احتراز لازم۔ صرف محمد یا احمد نام رکھے جائیں یا اور اکابر ملت کے ناموں پر اولاد وغیرہ کے نام رکھے جائیں تو اس کا جائز ہونا بالکل بدیہی ہے۔ ہاں محبوبان خدا کے ناموں کی طرف لفظ غلام کی اضافت ہو مثلاً غلام محمد' غلام علی' غلام حسین' وغیرہ تو اور بھی اچھا ہے کہ مزید برکت کے حصول کا ذریعہ ہے۔ ہوٹلوں'

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسوں، مکانوں، دوکانوں وغیرہ کے نام بھی بزرگان دین کے ناموں پر حصول برکت کے لئے رکھے جاتے ہیں۔ بظاہر اس میں کوئی حرج نظر نہیں آتا۔ ہاں ان ناموں کو دنیا کمانے کا ذریعہ نہ بنائیں تو بہت بہتر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ ربیع الآخر ۱۴۰۱ھ

قرآن ہاتھ میں لے کر عہد کرنا

سوال: محترم جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، علماء حضرات کی کیا رائے ہے کہ

ایک شخص قرآن پاک کو ہاتھ میں لے کر عہد کرتا ہے اور توبہ کرتا ہے کسی گناہ سے لیکن پھر وہی گناہ کرتا ہے اور پھر اسی طرح توبہ کرتا ہے اور یہ عمل وہ کئی بار دہرا چکا ہے۔ اب وہ شخص سچی توبہ اور کفارہ ادا کرنا چاہے تو وہ کس طرح یہ کفارہ ادا کرے؟ السائل محمد اسماعیل، گول بلڈنگ، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** رحمت خداوندی پر بھروسہ کرے اور پھر توبہ شرعیہ کرے دل میں دھکر پھکر نہ ہو۔ جو کچھ ہو چکا اور کر چکا اس پر سچی ندامت اور آئندہ کے لئے اس فعل بد سے عزم بالجزم کہ قریب بھی نہ پھٹکے گا۔ یہی توبۃ النصوح ہے اور عند اللہ مقبول۔ (ایں درگہ مدرگہ نانومیدی نیست صد بار اگر توبہ شکستی باز آ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ رصفر المظفر ۱۴۰۲ھ

حاملہ عورت بچہ کو دودھ پلا سکتی ہے یا نہیں؟

سوال: بخدمت جناب خلیل العلماء مفتی محمد خلیل خان صاحب، السلام علیکم

بعد سلام عرض یہ ہے کہ آپ کی خدمت میں ایک مسئلہ درپیش ہے۔ براہ مہربانی قرآن وحدیث شریف کی رو سے اس کا جواب عنایت فرمائیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ

زید اور بکر ایک موضوع پر بحث کر رہے تھے۔ بندہ بھی وہاں پر موجود تھا۔ زید کی بیوی حاملہ ہے اور پہلے بھی ایک بچہ جو کہ ایک سال کا ہے ابھی ماں کا دودھ پیتا ہے اور زید کی بیوی کا حمل پانچویں مہینے میں ہے اور پہلا بچہ جو ایک سال کا ہے، ماں کا دودھ پیتا ہے اور دودھ بھی اتر رہا ہے اور بچہ کو بھی موافق ہے۔ بچہ ماں کا دودھ پی سکتا ہے؟ شرع میں اس پر کوئی پابندی تو نہیں؟ جب کہ بکر یہ کہہ رہا تھا کہ پانچویں ماہ کا حمل ہو جائے تو بچے کا دودھ چھڑا دینا چاہئے۔ پانچویں ماہ کے بعد تک اگر عورت اپنے پہلے بچے کو دودھ پلاتی رہتی ہے گنہگار اور پانچویں یا چھٹے مہینے کا حمل ہو جائے تو عورت کے پاس بھی نہیں جانا چاہئے۔ اس مسئلہ کے بارے میں کسی کتاب کا حوالہ بھی دیجئے گا۔ فقط والسلام، محمد ایوب، کھوکی

۷۸۶ **الجواب:** ۱۔ پانچویں ماہ کا حمل ہو جائے تو پہلے بچہ کا دودھ چھڑا دینا چاہئے۔ اور

۲۔ پانچویں یا چھٹے ماہ کا حمل ہو جائے تو عورت کے پاس بھی نہ جانا چاہئے۔ ان دونوں امور کا تعلق احکام شرعیہ سے نہیں یعنی ان کا مرتکب شرعاً کسی امر خلاف شرع کا مرتکب نہیں۔ نہ وہ گنہگار ہے۔ ہاں اطباء اس سے منع کرتے ہیں اور تجربہ بھی اس کی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اجازت نہیں دیتا تو اس سے پرہیز بہتر ہے۔ گناہ کہنا درست نہیں ہے۔ جو گناہ بتائے وہ شرعی دلیل لائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳رذی قعدہ ۱۴۰۲ھ

مردوں کا مہندی لگانا

سوال: بخدمت جناب قبلہ مفتی محمد خلیل خاں صاحب، دارالعلوم احسن البرکات' حیدرآباد، السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: اگر پاؤں میں مہندی لگائی جائے تو کیسا ہے جائز ہے یا ناجائز؟ نماز پڑھانے والے پیش امام صاحب اگر مہندی لگائیں فقط پاؤں پر، تو کیا ان کے پیچھے نماز ہو جائے گی یا نہیں؟ لال رنگ والی مہندی جو پتے پیس کر بنائی جاتی ہے؟ فقط السائل، عبدالغفار، جامع مسجد عمر کوٹ' ضلع تھرپارکر

۷۸۶ الجواب: ہاتھ پاؤں میں مہندی رچانا' عورتوں کے ساتھ خاص ہے اور مرد کا پاؤں میں مہندی لگانا' ان عورتوں سے تشبہ اور ان جیسی عادتوں کو اختیار کرنا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے ان مردوں پر لعنت فرمائی ہے جو مرد ہو کر عورتوں سے مشابہت پیدا کریں۔ لہٰذا عوام الناس کو عموماً اور خواص مسلمین کو خصوصاً ایسی حرکتوں سے بچنا لازم۔ ایک آدھ مرتبہ ایسا کر لیا اور حکم شرعی سن کر اپنی اس حرکت سے امام باز آ گیا تو نماز میں کوئی مضائقہ نہیں اور اس کی عادت ڈالے تو بے شک اسے امامت سے معزول کر دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳رشعبان المعظم ۱۴۰۲ھ

بہن یا بیٹی کا عرصہ تک نکاح نہ کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: اگر کسی شخص کے گھر میں اس کی بیٹی یا بہن جوان ہو۔ تو کہتے ہیں کہ جتنے اس بیٹی یا بہن کو حیض آئیں گے تو اس شخص کے ذمے اتنا بڑا گناہ ہوگا جیسے کسی کو قتل کر دیا ہو۔ یہ بات کہاں تک صحیح ہے؟ اور کہتے ہیں کہ وہ باپ یا بھائی جب تک کہ اس بیٹی یا بہن کا نکاح نہیں کرتے گناہگار ہیں۔ یہ بات کہاں تک صحیح ہے کہ وہ گناہگار ہوتے ہیں؟ فقط، عبدالعزیز آرائیں، ٹنڈوالہیار' سندھ

۷۸۶ الجواب: جب لڑکا یا لڑکی بالغ ہو جائے تو اس کے ماں باپ پر کیا ذمہ داریاں شرعاً لازم ہیں اس بارے میں ایک حدیث میں ہے عن ابی سعید و ابن عباس رضی اللہ تعالی عنھما قال رسول اللہ ﷺ من ولد له ولد فلیحسن اسمه وادبه فاذابلغ فلیزوجه الخ (بیہقی)۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جس شخص کے لڑکا پیدا ہوا اس پر تین فرض ہیں ۱۔ اچھا نام رکھے، ۲۔ علم جو دین و دنیا میں مفید ہو سکھائے، ۳۔ جب بالغ ہو جائے تو اس کا نکاح کرے اور اگر لڑکا بالغ ہو گیا اور اس کا نکاح نہ کیا اور اس لڑکے سے بدکاری ہوگئی تو لڑکے کی بدکاری کا گناہ اس کے باپ پر ہوگا۔

فرمایا رسول اکرم ﷺ نے کہ توریت میں لکھا ہے کہ جس لڑکی کی عمر بارہ سال کی ہو جائے اور اس کے ماں باپ اس کی شادی نہ کریں تو اب اگر اس لڑکی سے کوئی گناہ ہوگا تو اس کے ذمہ دار اس کے ماں باپ ہوں گے۔ (بیہقی) غور کیجئے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

12B

کس قدر ذمہ داری کی چیز ہے مگر ہم ہیں کہ پرواہ ہی نہیں کرتے۔ روزمرہ کے واقعات شاہد کہ لڑکی کی زیادہ عمر کرنی ہر لحاظ سے نقصان دہ ہے۔ جب لڑکی بالغ ہوگئی گھر بٹھانے کی ضرورت نہیں، مناسب رشتہ ملنے پر نکاح کر دینا چاہئے ورنہ بہت سے فتنوں کا ڈر ہے۔ بس دیندار با اخلاق لڑکا تلاش کر کے فوراً اس فرض سے سبکدوش ہو جانا چاہئے۔

باقی باتیں سوال میں لغو ہیں شرعاً ان کی اصل نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ر جمادی الآخری ۱۴۰۲ھ

سگریٹ کی شرعی حیثیت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: تمباکو نوشی کرنا شرعی حیثیت سے کیسا ہے؟ نیز سگریٹ نوشی کرنا کیسا ہے؟ اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ نیز حنفی علماء اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

ذاکر حسین، لطیف آباد حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: تمباکو کا استعمال جیسا کہ عام طور پر سگریٹ بیڑی نوشی کی صورت میں، اور خاص طور پر حقہ نوشی کی صورت یا پان کے ذریعے مروج ہے۔ حق یہ ہے کہ شرعاً جائز ومُباح ہے۔ جس کی ممانعت پر شرع مطہرہ سے کوئی دلیل نہیں۔ تو اسے ممنوع وناجائز کہنا' بے خبری پر' یا بعض خاص افراد واشخاص اور حالات کی نظر پر مبنی ہے اور اسے حرام یا مکروہ تحریمی کہنا' شرع پر جرأت وتہمت ہے۔ زیادہ سے زیادہ اسے مکروہ تنزیہی کہا جا سکتا ہے یعنی جو نہیں پیتے اچھا کرتے ہیں اور جو پیتے ہیں برا نہیں کرتے۔ البتہ اگر اس کی بُو منہ میں ایسی بس جائے کہ دوسروں کو اس سے اذیت پہنچے تو ایسے تمباکو کا استعمال بے شک ناجائز وممنوع ہے اور جب تک منہ میں ایسی اذیت دِہ بدبو باقی رہے گی مسجد جانے کی اسے اجازت نہیں کہ اس کی بو سے نمازیوں اور فرشتوں کو تکلیف ہوگی۔ جیسا کہ کچا لہسن پیاز کھانا کہ بلاشبہہ حلال ہے اور کھا کر جب تک بو زائل نہ ہو مسجد میں جانا ممنوع۔ یوہیں اگر اس کا استعمال ایسی بے احتیاطی ولاپرواہی سے ہو کہ حواس ودماغ میں فتور لائے یا نشہ پیدا کرے تو پھر اس کا استعمال ممنوع وناجائز ہے اور حقہ نوشی کے سلسلہ میں جو ایک آدھ حدیث لوگ بیان کر جاتے ہیں وہ محض ان کی من گڑھت ہے۔ حدیث نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ر ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ

بے پردہ پھرنے والی عورتوں کے سربراہ دیوث ہیں یا نہیں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: جو عورتیں ننگے سر' سینہ کھلا' گلا کھلا، سرعام، اسلامی شعائر کا مذاق اڑا رہی ہیں' برقعہ تو درکنار' دوپٹہ اور چادر بھی ترک کر دی' تو ایسی عورتوں کے خاوند' باپ بیٹے اور بھائیوں کے لئے شرع مطہرہ نے کیا حکم لگایا ہے؟ کیا یہ لوگ دیوث کہلانے کے مستحق نہیں ہیں؟ کہ جو جنت کی خوشبو تک بھی نہ جائے گا' جب کہ جنت کی خوشبو ستر ہزار میل تک محسوس ہوگی۔ اس سوال کا جواب قرآن وسنت کی روشنی میں دقیق اور طویل عطا فرمائیں تاکہ علماء حق سچ بات

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عوام تک پہنچا کر اپنے فرض سے سبکدوش ہوں۔

السائل سگ دربار غوث ورضا، محمد یوسف عازم القادری، نیشنل سیمنٹ فیکٹری۔قطر، عربین گلف، ۱۰ر جولائی ۱۹۸۲ء

۷۸۶ الجواب: مشرق خواہ مغرب، عرب ممالک خواہ عجم ممالک میں، آزادی نسواں کے نام پر جو کچھ ہو رہا ہے فحاشی ہے، عریانی ہے، برہنگی ہے، گناہ ہے اور حرام شدید، کہ اس میں خدا اور رسول کے احکام کی صریح مخالفت بھی ہے اور مردوں کے ساتھ بہت امور میں مشابہت بھی اور مرد کو عورت، عورت کو مرد سے، کسی لباس، وضع قطع اور چال ڈھال میں بھی تشبہ حرام ہے۔ اسی لئے علماء فرماتے ہیں کہ عورت کو موئے سر اور مرد کو داڑھی کا قطع حرام ہے کہ اس میں ایک دوسرے کا تشبہ ہے۔(درمختار ردالمحتار) حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں لعن اللہ المتشبھین من الرجال بالنساء المتشبھات من النساء بالرجال۔ اللہ کی لعنت ان مردوں پر جو عورتوں کی وضع بنائیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی روش اپنائیں۔(بخاری، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ) اور ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ نے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے لعنت فرمائی اس مرد پر کہ عورت کا پہناوا پہنے اور اس عورت پر جو مردوں کا سا لباس پہنے۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کی گئی کہ ایک عورت، مردانہ جوتا پہنتی ہے۔فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ''مردانی عورتوں'' پر لعنت فرمائی اور ظاہر ہے کہ عورتیں یہ جو کچھ کر رہی ہیں۔ یہود ونصاریٰ کی تقلید اور ان کے تشبہ میں کر رہی ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ذلت وخواری رکھی گئی اس پر، جو میرے حکم کے خلاف کرے، اور جو کسی قوم سے تشبہ کرے وہ انہیں میں سے ہے۔(بخاری، احمد، طبرانی) یعنی جو کافروں یہودیوں نصرانیوں سے لباس وغیرہ میں مشابہت کرے وہ انہیں کافروں میں سے ہے۔ قیامت کے روز اس کا حشر، انھیں کے ساتھ ہوگا۔غرض مسلمان عورتوں کا ایسی وضع قطع، راہ وروش اختیار کرنا جو یہودیوں نصرانیوں ملحدوں دہریوں اور مجوسیوں کا شعار ہے، ان سے تشبہ ہے اور یہ حرام۔ پھر حیرت بالائے حیرت ان مردوں پر، جنھیں دن کے اجالے میں بھی یہ نہیں سوجھتا کہ اس ''آزادیٔ نسواں'' کے پردہ میں دن دہاڑے مسلمان عورتوں کی عزت وآبرو اور ناموس پامال ہو رہی ہے۔ معاشرہ تباہ ہو رہا ہے اور اس تباہی میں، قصوروار صرف وہ عورتیں ہی نہیں جوان بلاؤں کا شکار اور ان ناگفتنی وناکردنی حرکات میں گرفتار ہیں کہ وہ تو ہیں ہی ناقصات العقل والدین، قابل ملامت تو ان مردوں کی عقلیں ہیں جن کی آنکھیں اس خیالی روشنی، یا روشن خیالی کی ظاہری چمک دمک سے چوندھیا کر رہ گئی ہیں اور انہیں دن کی روشنی میں بھی کچھ نظر نہیں آتا۔قرآن کریم کا ارشاد ہے اِنَّ الَّذِیۡنَ یُحِبُّوۡنَ اَنۡ تَشِیۡعَ الۡفَاحِشَۃُ فِی الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ۙ فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ (النور: 19)۔ یقیناً جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں مردوں عورتوں میں بے حیائی اور فحش باتوں کا چرچا ہے ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ علماء کرام فرماتے ہیں کہ آیت کے عموم میں وہ سب لوگ بھی آجاتے ہیں جو عورتوں یا مردوں کو اخلاقی پستیوں میں گرتا دیکھیں اور انہیں گرنے سے نہ روکیں۔ روکنا درکنار، آزادی نسواں اور مردوں سے مساوات اور ان کے شانہ بشانہ رہنے اور زندگی کے ہر شعبہ میں مردوں سے برابری کا فسوں پھونک کر انھیں اور زیادہ پستیوں میں دھکیل رہے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کو حدیث میں دیوث کہا گیا ہے اور دیوث کو جہنم کی سزائیں بھگتنے کا مستحق

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بھی ٹھہرایا گیا۔ مولائے کریم اپنی پناہ میں رکھے۔ (آمین)۔ رسول اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں لا یدخل الجنۃ دیوث۔ دیوث جنت میں نہیں جائے گا۔ ایک اور جگہ فرمایا لا یجد ریح الجنۃ دیوث۔ دیوث بہشت کی بو نہیں سونگھے گا۔ قیل یارسول اللہ ﷺ وما الدیوث عرض کی گیا یا رسول اللہ ﷺ دیوث کسے کہتے ہیں؟ قال آپ ﷺ نے فرمایا الذی تزنی امراتہ وھو یعلم بھا وہ جس کی عورت حرام کاری میں بتلا ہو اور اس کو معلوم ہو۔ یعنی علم وواقفیت کے باوجود وہ اس کا تدارک نہ کرے۔ اور یقیناً وہ سب مرد بھی اس میں داخل ہیں جن کی عورتیں، بہنیں، بیٹیاں، بیویاں آزادانہ پھرتی پھراتی، اور بیباکانہ مردوں کے دوش بدوش مخلوط مجلسوں میں، بازاروں میں، میلوں میں، گلیوں میں، آتی جاتی ہیں اور یہ باوجود قدرت اس کی بندش نہیں کرتے۔ اللہ عزوجل توفیق خیر بخشے۔ (آمین)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ

مونچھوں کی مقدار

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مونچھیں کتنی بڑی ہونی چاہئیں؟ اور یہ کہ مونچھ رکھنا کب سے ہے؟ اور اس کی مقدار از روئے شرع شریف کیا ہے؟ کیوں کہ بعض لوگ لمبی لمبی مونچھیں رکھتے ہیں جو کہ کھانے پینے کی اشیاء میں داخل ہوتی ہیں۔ مونچھوں کے بارے میں تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔ تاکہ لوگ غلط فہمی کا شکار نہ ہو سکیں۔ شکریہ۔ فقط والسلام حاجی شبراتی شاہ، اورنگی ٹاؤن، کراچی

۷۸۶ **الجواب:** احادیث صحیحہ میں اس باب میں جو الفاظ وارد ہیں ان میں کہیں یہ ارشاد ہے کہ مونچھیں خوب پست کرو اور داڑھیاں بڑھاؤ۔ کہیں یہ ارشاد فرمایا کہ مونچھیں مٹاؤ، داڑھیاں بڑھاؤ اور کہیں یہ ارشاد مبارک ہے کہ مونچھیں کترو اور داڑھیاں بڑھنے دو۔ آتش پرستوں کا خلاف کرو۔ ان احادیث سے ثابت ہوا کہ مونچھوں کو کم کرنا سنت ہے۔ کتنا کم کرنا سنت ہے؟ اس باب میں فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ کم از کم اتنی کم کرے کہ ابرو کی مثل ہو جائیں۔ یعنی اتنی کم ہوں کہ اوپر والے ہونٹ کے بالائی حصے سے نہ لٹکیں۔ اس سے زیادہ آدمی پست کرے تو بھی کوئی مضائقہ نہیں کہ ایک روایت میں مٹانا یعنی منڈانا آیا ہے۔ (درمختار ردالمحتار وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ

مصافحہ کی فضیلت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسائل میں کہ

۱۔ روزنامہ جنگ جمعہ ایڈیشن میں آپ کے مسائل اور ان کا حل میں مولوی لدھیانوی نے ایک مسئلے کے جواب میں یہ تحریر کیا کہ نماز پنجگانہ کے بعد آج کل جو مساجد میں لوگ ایک دوسرے سے ہاتھ ملاتے ہیں یہ بدعت ہے۔ آپ سے معلوم کرنا ہے کہ آیا یہ ہاتھ ملانا صحیح ہے یا نہیں؟ براہ کرم کسی مستند حوالے سے تحریر فرمائیں۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۲۔ نفل نماز جماعت سے ادا کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ السائل، محمد خلیل احمد، لطیف آباد ۱۲، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: مصافحہ کرنا سنت ہے اور اس کا ثبوت تواتر سے ہے۔ احادیث میں اس کی بڑی فضیلت ہے۔ ایک حدیث میں یہ ہے کہ جس نے اپنے مسلمان بھائی سے مصافحہ کیا اور ہاتھ کو حرکت دی اس کے تمام گناہ گر جائیں گے۔ یعنی صغیرہ گناہ جب کہ کسی کے دل میں دوسرے کے لئے عداوت وکینہ نہ ہو جیسا کہ دوسری احادیث میں ہے اور مطلقاً مصافحہ کا جواب یہ بتایا جاتا ہے کہ نماز عصر وفجر کے بعد' جو اکثر جگہ مصافحہ کرنے کا رواج ہے (بلکہ سنی مسلمانوں کی عادات واطوار میں شمار ہوتا ہے) یہ بھی جائز ہے اور بعض کتابوں میں جو اس کو بدعت کہا گیا اس سے مراد بدعتِ حسنہ ہے۔ (بہار شریعت حصہ ۱۶ بحوالہ درمختار ردالمحتار)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ نفل نماز کے لئے جب کہ باقاعدہ اہتمام کیا جائے تو مکروہ ہے اور اتفاقاً کرلی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ ر رجب المرجب ۱۴۰۲ھ

حشرات الارض سے دوا بنانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ: علاج کے لئے اگر کوئی جانور مثلاً مکوڑا یا چوہا یا چیونٹی وغیرہ مار کر اس سے دوائی بنائی جائے تو ان جانوروں کا مارنا جائز ہے یا نہیں؟ اور ایسی دوائی کا استعمال کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ اگر ایسی دوائی کا کھانا ناجائز ہے تو زخم پر بطور مرہم استعمال کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ فقط والسلام رضا محمد عباسی، مسجد مصری شاہ

۷۸۷ الجواب: حشرات الارض جیسے چوہا' چھپکلی' مچھر' پتو' کھٹمل' مکھی' مینڈک وغیرہ سب حرام ہیں اور حرام چیزوں کو دوا کے طور پر استعمال کرنا' ناجائز وحرام ہے کہ حدیث میں ارشاد فرمایا جو چیزیں حرام ہیں ان میں اللہ تعالیٰ نے شفاء نہیں رکھی ہے۔ تو کھانے کیلئے ان کا استعمال یقیناً حرام۔ اب رہا خارجی استعمال تو ہرگز یقین سے نہیں کہا جاسکتا کہ اس سے مرض زائل ہو ہی جائے گا۔ نیز یہ کہ اس کے علاوہ کوئی اور حلال دوا میسر نہیں۔ تو محض گمان کے پیچھے لگ کر ان کی جان لینا' کس طرح درست قرار دیا جاسکتا ہے۔ یہاں ویسا یقین تو نہیں ہوسکتا جیسے بھوکے کو حرام لقمہ کھانے سے' یا پیاسے کو شراب پینے سے' جان بچ جانے میں ہوتا ہے۔ (درمختار ردالمحتار وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی انوری عفی عنہ ۲۴ ر ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ

جمعہ کا وقت مقرر کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ۱۔ کیا مسجد کمیٹی بنانے کے لئے جمعہ کی نماز مقررہ وقت سے قصداً دیر کرنا جائز ہے یا نہیں؟

۲۔ اگر کہا جائے کہ نماز وقت پر ادا کرلیں اور کمیٹی بعد میں بنالیں۔ اس پر جواب ملے کہ اتنی جلدی ہے تو اکیلے اپنی نماز ادا کرلیں۔ کیا جمعہ کی نماز اکیلے ادا کرسکتے ہیں یا نہیں؟

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۳۔ مسئلہ معلوم کیا کہ جمعہ کی نماز اکیلے ہو سکتی ہے؟ جواب ملتا ہے کہ بکواس بند کرو۔ اتنی جلدی ہے تو کسی اور مسجد میں چلے جاؤ۔ ایسے لوگوں کے لئے جو یہ جواب دیں شریعت میں کیا حکم دیا گیا ہے؟

۴۔ نئی کمیٹی کے صدر سے بعد نماز معلوم کیا گیا کہ مسجد میں ہر مسلمان آ سکتا ہے یا نہیں؟ اس شخص سے جواب طلب کریں کہ ایسے الفاظ کیوں ادا کیئے۔ نئے صدر صاحب جواب دیتے ہیں کہ یہ بھی مسجد ہی کا کام تھا۔ نماز بھی قضا کر سکتے ہیں۔ کیا کمیٹی بنانے کے لئے نماز قضا کر سکتے ہیں یا نہیں؟ فقط، ظفر علی، رشی گھاٹ روڈ' نزد مدینہ مسجد' حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** یہ محض زبانی ہیر پھیر ہے۔ ہر فریق اپنی ہی بات کو اونچا رکھنا چاہتا ہے۔ مسجد کمیٹی بنانے کے لئے اگر چار چھ منٹ کی تاخیر ہو جائے تو نمازی برداشت کرلیں آخر دنیاوی کاروبار میں گھنٹوں انتظار کرتے ہی ہیں اور جب یہ تاخیر نمازیوں پر گراں گزرے تو انتظامیہ کی تشکیل مؤخر کر دی جائے۔ اسی وقت تشکیل دینا لازم وضروری تو نہیں۔ مسلمان کے قلب میں دوسرے مسلمان بھائی کی جانب سے وسعت ہونی چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ — ۱۸ ر صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

چین کی گھڑی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: آج کل جو گھڑیاں ہاتھ کی کلائی پر باندھنے کا عام رواج ہے۔ اس میں زنجیر ہوتی ہے جو زیور سے مشابہ ہوتی ہے اور کوئی گھڑی اور زنجیر تو سنہری ہونے کے باعث بالکل سونے کا زیور معلوم ہوتی ہے۔ کیا ان گھڑیوں کو پہن کر نماز پڑھنا اور پڑھانا جائز ہے؟ براہ مہربانی فقہ حنفی کی روشنی میں مرحمت فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ فقط جمشید علی، سرفراز کالونی' حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** شریعت مطہرہ کا قاعدہ کلیہ اس باب میں یہ ہے کہ زنجیر' زیور کے حکم میں ہے جس کا استعمال مرد کو ناجائز ہے۔ اسی لئے علماء فرماتے ہیں کہ سونے چاندی کے بٹن کرتے یا اچکن میں لگانا' جائز ہے۔ جس طرح ریشم کی گھنڈی جائز ہے۔ (درمختار) یعنی بٹن جب کہ بغیر زنجیر ہوں اور اگر زنجیر والے بٹن ہوں تو ان کا استعمال ناجائز ہے۔ (بہار شریعت) اور سونے چاندی کی زنجیر گھڑی میں لگا کر اس کو گلے میں پہننا یا کاج میں لٹکانا۔ یا کلائی پر باندھنا بھی منع ہے۔ (ردالمحتار) بلکہ دوسری دھات مثلاً تانبا پیتل لوہے وغیرہ کی چینوں کا بھی یہی حکم ہے کیوں کہ ان دھاتوں کا پہننا بھی ناجائز ہے اور اگر ان چیزوں کو لٹکایا نہیں اور نہ کلائی پر باندھا بلکہ جیب میں پڑی رہتی ہیں تو ناجائز نہیں کہ ان کے پہننے کی ممانعت ہے جیب میں رکھنا منع نہیں۔ (بہار شریعت) اور یہ تاویل یہاں نہ سنی جائے گی کہ نماز کے وقت اتار تو لیتے ہیں لہٰذا یہ جائز ہونا چاہئے۔ اس لئے کہ ان دھاتوں کا استعمال نماز میں بھی حرام و ناجائز ہے اور غیر نماز کی حالت میں بھی ممنوع اور جیب میں ڈالے رہنا' استعمال نہیں اور جن علماء نے اس کا استعمال ہر حال میں جائز قرار دیا ہے ان کے دلائل' صدر درجہ ضعیف اور ناقابل قبول ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم — العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ — ۵ ر ربیع الاول ۱۴۰۲ھ

https://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

معانقہ کا ثبوت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: لوگ عیدین یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں آپس میں ایک دوسرے سے گلے ملتے ہیں۔ تو آیا! یہ کوئی شرعی مسئلہ ہے؟ یا محض ایک رسم ہے جو پڑ گئی ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کا آپس میں ایک دوسرے سے عیدین میں گلے ملنا ثابت ہے یا نہیں؟ اور مشکوٰۃ میں ایسی احادیث آئی ہیں جن میں یہ ثابت ہوتا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں سے گلے ملتے ہیں۔ مثال کے طور ایک حدیث نقل کرتا ہوں۔ یہ حدیث مشکوٰۃ میں باب مصافحہ اور معانقہ میں مذکور ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ زید بن حارث مدینے میں آئے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت میرے گھر تشریف فرما تھے۔ انھوں نے دروازہ کھٹکھٹایا' رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف تہبند باندھے برہنہ جسم چادر کو کھینچتے ہوئے باہر تشریف لائے۔ قسم ہے خدا کی میں نے کبھی اس سے پہلے نہ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برہنہ دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جوش محبت سے زید کو گلے لگا لیا اور بوسہ دیا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گلے لگانا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے۔ تو پھر عیدین میں کس طرح ناجائز ہو سکتا ہے؟

فقط السائل، محمد اسلم آرائیں، ٹنڈو الہیار

۷۸۶ **الجواب:** اصل معانقہ کا جواز احادیث سے ثابت ہے تو کسی وقت بھی کیا جائے جائز ہے جبتک شرع مطہر سے ممانعت ثابت نہ ہو اور بعد نماز عیدین مسلمانوں میں معانقہ کا رواج ہے اور یہ بھی اظہار خوشی کا ایک طریقہ ہے تو یہ معانقہ بھی جائز ہے جب کہ محل فتنہ نہ ہو مثلاً امرد' نوجوان لڑکے' جن کی داڑھی نمودار نہیں ہوئی جب کہ وہ خوبرو خوبصورت ہوں' ان سے معانقہ کرنا محل فتنہ ہے لہٰذا مخصوص حالات میں ممنوع رہے گا ورنہ جائز و مستحب ہے اور باعث ثواب۔ دراصل معانقہ بھی مصافحہ کی طرح امور معاشرت سے ایک امر ہے جس سے مقصودِ شرع' باہم مسلمانوں میں الفت وانسیت کا بڑھانا اور ملتے وقت انس ومحبت کا اظہار ہے جو یقیناً مطلوب شرع ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے ''حجۃ اللہ البالغہ'' میں لکھا کہ مصافحہ معانقہ وغیرہ امور' عرف وعادت' قوم پر مبنی ہوتے ہیں۔ جو امر جس طرح جس قوم میں رائج' اور ان کے نزدیک الفت وموانست اور اس کی زیادت پر دلیل ہو وہ عین مقصود شرع ہو گا جبتک بالخصوص ان میں کوئی نہی وارد نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ ربیع الاول ۱۴۰۳ھ

ولیمہ اور عقیقہ ساتھ ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ: ولیمہ کے ساتھ عقیقہ ہو سکتا ہے یا نہیں؟ جواب دے کر مشکور فرمائیں۔ شکریہ

فقط والسلام، محمد ناصر خان، لیاقت کالونی' حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** ولیمہ وعقیقہ میں کوئی منافات نہیں کہ یک جا نہ ہو سکیں۔ دونوں ہی شکرانے کے موقع ہیں۔ لہٰذا ولیمہ کے موقع پر اگر عقیقہ کر دیا جائے کہ عقیقہ کا گوشت' دعوت ولیمہ میں کام آئے تو یہ کوئی گناہ ومواخذہ کی بات نہیں۔ ہاں جو فراخ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دست ہیں وہ کنجوسی کو کام میں نہ لائیں اور بہر حال گناہ ان پر بھی نہیں ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ر جمادی الاخری ۱۴۰۳ھ

اسماء الٰہیہ کی بے حرمتی

سوال: جناب عالی! گزارش یہ ہے کہ۔

فیصل آباد کی ایک ٹافی فیکٹری بنام (عظیم پروڈکٹس فیصل آباد) نے ایک چھالیہ نکالی ہے اور چھالیہ خریدنے والے ہر بچہ کو چھالیہ کے ساتھ ایک اسٹیکر مفت دیا جاتا ہے جس پر کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہے اور بچے تھوڑی دیر اسٹیکر سے کھیل کر اسے یا تو سڑک پر پھینک دیتے ہیں یا پھر کسی کوڑے کے ڈبے میں ڈال دیتے ہیں۔ اس طرح کلمہ طیبہ کی بے حرمتی ہوتی ہے۔ ایک مسلمان ہونے کی وجہ سے مجھے بہت دکھ ہوا کہ اپنے کاروبار کو چمکانے کے لئے لوگ اللہ کے نام کی بے حرمتی ہونے کے عذاب سے بھی نہیں ڈرتے اور آپ عالم دین ہیں ہم سے زیادہ سمجھتے ہیں لہٰذا آپ توجہ فرمائیں۔ اللہ آپ کو اجر عظیم دے گا۔

فقط عثمان علی بن عبدالستار

۷۸۶ **الجواب:** مکرمی وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! اللہ عزوجل ہمیں، آپ کو توفیق خیر عطا فرمائے۔ خدا اور رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے گرامی تو بڑے مقدس، مطہر، منور، مبارک، ہیں۔ شریعت مطہرہ کا تو حکم ہے کہ صرف حروف تہجی کی بھی تعظیم کی جائے تو صرف حروف قرآن و حدیث نہیں الف با تا ثا وغیرہ حروف کی بھی تعظیم لازم ہے خود کتاب میں ہوں یا اخبار و رسائل میں۔ اب آپ دیکھ لیجئے کہ ہم لوگ اردو اخبار و رسائل کا کیا حال کرتے ہیں۔ مال تجارت ان میں باندھیں، پڑیاں ان کی بنا کر سودا سلف ان میں بیچیں، دسترخوان کی جگہ انھیں بچھایا، رومال تولیہ کی طرح استعمال میں انھیں لائیں، ہاتھ پاؤں پونچھ کر نالی میں انھیں بہائیں بلکہ بعض ناخدا ترسوں کو دیکھا کہ اپنے کپڑوں کو غبار سے بچانے کی خاطر انھیں سرین کے نیچے رکھ کر بیٹھنے میں بھی دریغ نہیں کرتے۔ لاکھ کہئے لاکھ سمجھایئے مگر کون سنتا ہے؟ بہر حال پہلا کام یہ کریں کہ خود ٹافی فیکٹری کو اس طرف توجہ دلائیں اور پھر کسی کا نام لئے بغیر اخبارات میں یہ مضمون بھیج کر انھیں اس طرف توجہ دلائیں کہ وہ اس پر عام مضمون لکھیں اور لوگوں کو گناہ سے بچائیں۔ مولائے کریم ہم مسلمانوں کو امن و امان و سلامتی ایمان سے نوازے۔ (آمین)

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ر ذی قعدہ ۱۴۰۳ھ

جس سے نکاح کرنا ہو کیا اس کو دیکھنا جائز ہے؟

سوال: حضرت جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، جناب عالی عرض یہ ہے کہ

میں نے ایک کام کے لئے استخارہ کیا تھا۔ جواب اثبات میں ملا۔ کام یہ ہے کہ مجھے ایک لڑکی سے محبت ہو گئی ہے۔ میں اپنے اور اس کے والدین کے علم میں لا کر اس سے ملنا چاہتا ہوں۔ خیال رہے کہ میرا نفس میرے کنٹرول میں ہے۔ شاید آپ سمجھیں کہ میں نفس کے تحت ایسا کہہ رہا ہوں۔ اس لئے آپ صرف اس بات کا جواب دیں کہ اگر میرا نفس میرے کنٹرول:

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں ہو تو اس سے مل سکتا ہوں یا نہیں؟ اس بات کا ثبوت کہ میرا نفس میرے کنٹرول میں ہے یا نہیں؟ میں اپنے والدین کو دے دوں گا۔ فقط وسیم احمد، میرپورخاص

۷۸۶ **الجواب:** ساری خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے ہیں اور بندوں میں خوبیاں پیدا کرنا ان سے برائیاں ناپید کرنا اسی کے دست قدرت میں ہے بہرحال اگر آپ کا ارادہ اس لڑکی سے شادی کرنے کا ہے تو ضرورت کی بناء پر اسے دیکھنا جائز ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے جس سے نکاح کرنا چاہتے ہو اس کو دیکھ لو کہ یہ بقائے محبت کا ذریعہ ہوگا مگر دیکھنے میں نیت، حدیث پر عمل کرنا ہو۔ (درمختار وغیرہ) اور ملنے سے مراد اگر اس سے بالمشافہ روبرو گفتگو کرنا ہے اور تنہائی میں کچھ عہد و پیمان جیسی باتوں کو درمیان میں لانا ہے تو تنہائی کی اجازت نہیں۔ آدمی کو لاکھ اپنے اوپر قابو مگر حدیث شریف فرمایا گیا کہ "جب مرد عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوتا ہے تو تیسرا شیطان ہوتا ہے"۔ (ترمذی) اور شیاطین کے مکر سے اللہ پناہ میں رکھے۔ کون دعوی پارسائی کرسکتا ہے؟ لہٰذا اور لوگوں کی موجودگی میں اگر ایک آدھ بات کرلی جائے اور وہ لوگ اس کے یا اس کے محارم میں سے ہوں تو نظر میں بہ حال زمانہ کوئی مضائقہ نہ ہونا چاہئے مگر احتیاط! احتیاط! احتیاط! کہ جو بات اس میں ہے وہ اُس میں نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

گناہ کو چھپانا چاہیے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: اگر کسی شخص سے کوئی گناہ ہو جائے اور دوسرا شخص اس گناہ کو دیکھ لے اور اس گناہ کی اطلاع دوسرے اشخاص کو دے دے اور جس شخص نے یہ گناہ کیا ہے وہ اپنی عزت بچانے کے لئے جب کوئی دوسرے حضرات اس شخص سے قسم کھلوائیں اور وہ جھوٹی قسم کھا جائے یا قرآن کریم اٹھالے حالانکہ گناہ کرنے والا یہ جانتا ہے کہ میں نے یہ گناہ کیا ہے اور اس نے اپنی عزت بچانے کے لئے قرآن اٹھایا یا جھوٹی قسم کھائی تو اس صورت میں قسم کا کیا کفارہ لازم آتا ہے؟ جس سے اس کا گناہ اللہ تعالیٰ معاف کردے اور قسم کن الفاظ سے ہوتی ہے؟ اور کن الفاظ سے قسم نہیں ہوتی؟ اس کی وضاحت فرمائیں۔ فقط السائل نور محمد، ٹنڈو الہیار

۷۸۶ **الجواب:** جو گناہ آدمی چھپ کر کررہا ہے اس پر اگر کوئی مطلع ہو بھی جائے تو اس پر لازم کہ ادھر سے اپنی توجہ ہٹالے۔ دل میں اسے باقی ہی نہ رکھے حدیث میں ہے کہ دوسروں کی پردہ پوشی کرو تاکہ تمہارے گناہوں پر بھی کل بروز قیامت پردہ ڈالا جائے۔ غرض اس کے عیب پر مطلع ہوکر اس کا چرچا کرنا ہرگز ہرگز شرع کو پسند نہیں جب کہ وہ چھپ کر کرتا ہے اور بہرحال جب کسی شخص نے جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائی خواہ اس کی وجہ کچھ ہی کیوں نہ ہو تو اس نے برا اور بہت برا کیا۔ سخت گناہ گار ہوا تو اس پر فرض ہے کہ توبہ استغفار کرے۔ اور سچے دل سے اپنے رب کی بارگاہ میں نادم ہوکر آئندہ کے لئے قطعی ارادہ کرلے کہ ہرگز ایسا نہ کرے گا۔ کفارہ اگرچہ اس پر لازم نہیں لیکن اگر دے یا کے لئے خیر خیرات کردے یہی اس کے حق میں بہتر ہے۔ (درمختار

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم   العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ   ۲۷ر جمادی الاولی ۱۴۰۳ھ

ایصال ثواب کی حقیقت۔ طلاق کب دے؟

سوال: حضرت مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، جناب عالی! گزارش یہ ہے کہ

۱۔ میت کو دفنانے کے بعد تیسرے روز سوئم کی فاتحہ کرتے ہیں۔ چنے وغیرہ پڑھتے ہیں اس کے متعلق کتاب وسنت کی روشنی میں جواب ارسال فرمائیں۔

۲۔ چالیس دن کے بعد چالیسویں کی فاتحہ مروج ہے شرعی لحاظ سے اس کا کیا جواز ہے؟

۳۔ طلاق دینے کے سلسلے میں ازروئے شریعت کہاں تک اجازت ہے؟   نیازمند، نصیر احمد ولد تراب علی

۷۸۶ **الجواب:** مذہب اہلسنت و جماعت میں زندوں کے ایصالِ ثواب سے مُردوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ کتب فقہ وعقائد کی روشنی میں اس کی تصریح موجود ہے۔ میت کے انتقال کے بعد ہی سے قرآن مجید کی تلاوت اور خیر وخیرات کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اب رہیں تخصیصات مثلاً تیسرے دن یا دوسرے روز سوئم' چالیس یا کم وبیش دن گزر جانے پر چہلم وغیرہ تو یہ تخصیصات نہ تو شرعی تخصیصات ہیں کہ شرع کی جانب سے متعین ہوں اور نہ ان کو جاہل سے جاہل مسلمان شرعی تخصیصات سمجھتا ہے۔ یہ کوئی بھی نہیں جانتا کہ اسی دن ثواب ملے گا۔ کسی اور دن کیا جائے تو نہیں ملے گا۔ یہ محض رواجی اور عرفی بات ہے۔ جو سہولت کے لئے لوگوں میں مروج ہے البتہ صدقہ وخیر خیرات غرباء ومساکین پر کرنا چاہئے۔ ان ایام میں دعوتوں کا سا اہتمام کرنا اور تمام اعزاء واقارب کو اس موقع پر دعوت کی خبریں پہنچانا یہ سب ناجائز وگناہ ہے کہ دعوت خوشی کے موقع پر ہوتی ہے نہ کہ غمی اور موت کے موقع پر۔ اللہ تعالیٰ ہمیں راہ راست پر چلائے۔ (آمین)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ عورت اگر بدزبان ونافرمان ہو تو شوہر پر یہ واجب نہیں کہ اسے طلاق ہی دے دے۔ جبتک بن پڑے اس کی اذیتوں پر صبر کرے ہاں جب دیکھے کہ نبھاؤ کی کوئی صورت باقی نہیں تو اب مجبوراً طہر (پاکی کے دنوں) میں ایک رجعی طلاق دے دے تاکہ عورت اپنی اصلاح کرے تو اسے رجعت کا حق بھی باقی ہے ورنہ عدت گزرنے پر وہ نکاح سے نکل جائے گی۔ حدیث شریف میں ہے کہ عورت ٹیڑھی پسلی سے بنائی گئی ہے' ٹیڑھی ہی چلے گی اگر تو اس سے فائدہ لینا چاہتا ہے تو اسی حال پر اس سے نفع اٹھا اور سیدھی کرنا چاہے تو ٹوٹ جائے گی اور اس کا توڑنا طلاق دینا ہے البتہ بلاوجہ شرعی طلاق دینا اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند مبغوض اور مکروہ ہے۔ (الحدیث)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ   ۲۴ر جمادی الاولی ۱۴۰۳ھ

چین کی گھڑی کا استعمال

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: حضرت مولانا امجد علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت فاضل بریلوی مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب احکام شریعت حصہ دوئم میں ''جس گھڑی میں چین لگی ہو مرد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کو اسے پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی لکھا ہے' اور اس طرح صدر الشریعۃ حضرت مولانا امجد علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب فتاویٰ امجدیہ جلد اوّل میں چین لگی ہوئی گھڑی کو پہن کر نماز پڑھنا مکروہ لکھا ہے۔ سوال یہ ہے کہ ان بزرگوں نے یہ مسئلہ اس طرح لکھا ہے تو کیا اس طرح دوسری مستند کتابوں میں بھی یہ مسئلہ لکھا ہے یا نہیں؟ جن کو سب حضرات تسلیم کرتے ہیں جیسے فتاویٰ عالمگیری، شامی، درمختار وغیرہ۔ اگر ہے تو اس کا حوالہ دیں تاکہ دوسرے مخالفین کو یہ مسئلہ دکھا سکیں۔ وہ عبارات نقل کر دیں جن سے یہ مسئلہ ثابت ہے۔ السائل محمد عبد القدیر، ٹنڈو الہ یار

۷۸۶ **الجواب:** جو چیزیں بعد میں ایجاد ہو رہی ہیں ان کا نام لے کر تو ظاہر ہے کہ ان کتابوں میں تذکرہ نہیں۔ البتہ ایسے اصول ضرور ان میں مذکور ہیں جن سے ان چیزوں کے احکام معلوم ہو جاتے ہیں۔ مثلاً ''سونے چاندی کے علاوہ کسی اور دھات کا استعمال جائز نہیں۔ زیور کا پہننا مرد کو ممنوع ہے۔'' ان علماء نے جو کچھ لکھا وہ انھیں اصول کی روشنی میں لکھا، ان پر اعتماد کرنا اور ان پر عمل پیرا رہنا، عین حکم شرع کے مطابق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ ر صفر المظفر ۱۴۰۳ھ

مسجد میں سلام کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسجد میں جماعت کے بعد سنت و نفل ادا کر کے امام مسجد دعا مانگتے ہیں۔ دعا کے فوری بعد ایک صاحب مسجد میں با آواز بلند ''السلام علیکم'' کہتے ہیں۔ جب کہ کچھ لوگ اپنی نماز پڑھتے رہتے ہیں۔ کیا ان صاحب کا اس طریقہ سے سلام کہنا جائز ہے؟ السائل سیّد شوکت علی

۷۸۶ **الجواب:** کوئی شخص تلاوت یا نماز میں مشغول ہے یا درس و تدریس یا علمی گفتگو ہو رہی ہے تو اسے سلام نہ کرے۔ (عالمگیری)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ ر شوال المکرم ۱۴۰۴ھ

تصویر، قوالی، داڑھی کی مقدار، ذات پات کی حیثیت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ

۱۔ تصویر کھنچوانا کس طرح جائز ہے؟ اور کس طرح حرام ہے؟ کیوں کہ ایک صاحب نے دوران گفتگو یہ فرمایا کہ آج کل جو تصویریں کیمرے سے کھینچی یا کھنچوائی جاتی ہیں وہ جائز ہیں۔ تصویریں وہ حرام ہیں جو ہاتھ سے مصور بناتے تھے کیوں کہ اس زمانے میں جو تصویریں بنائی جاتی تھیں۔ وہ ہاتھ سے بنائی جاتی تھیں وہ حرام ہیں۔ کیمرے والی نہیں۔

۲۔ قوالی سننا کس طرح جائز ہے؟ اور کس طرح ناجائز ہے؟ ایک صاحب کہتے ہیں کہ چشتی حضرات کے نزدیک قوالی سننا جائز ہے اور قادری حضرات کے نزدیک ناجائز ہے۔ اس کی تفصیل بیان کریں۔

۳۔ داڑھی ایک مٹھی رکھنے کی کیا کیفیت ہے کس طرح رکھی جائے؟

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۴۔ذات کی شرعی کیا حیثیت ہے؟ کیا جس طرح لوگوں نے پیشے اختیار کر لئے اسی طرح یہ ذاتیں بن گئیں مثلاً کسی نے پانی بھرنے کا کام کیا تو اس کو بھشتی کہتے ہیں یا کسی نے کپڑا بنانے کا کام اختیار کر لیا تو اس کو لوگ جولاہا کہتے ہیں۔

فقط والسلام نور محمد تسلیمی۔ گئوشالہ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: ۱۔رسول اکرم ﷺ نے متواتر حدیثوں میں فرمایا کہ رحمت کے فرشتے اس گھر میں نہیں آتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔(عامۂ کتب احادیث) ان احادیث کے پیش نظر علمائے کرام نے فرمایا کہ تصویر دستی ہو یا عکسی، دونوں کا ایک حکم ہے۔ جو اس کے خلاف کہتا ہے وہ شرع مطہرہ کے مقاصد و مصالح سے بالکل بے خبر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔قوالی جس طرح آج کل مروج و معمول ہے وہ کسی بھی سلسلے کے مشائخ کرام کے معمول کے قطعاً خلاف ہے۔ احادیث اس بارے میں تواتر تک پہنچتی ہیں اور کچھ نہ ہو تو بخاری شریف کی حدیث شریف ہی کافی و وافی ہے کہ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں ضرور میری امت میں کچھ لوگ ایسے ہونے والے ہیں کہ حلال ٹھہرائیں گے عورتوں کی شرمگاہ یعنی زنا، ریشمی کپڑوں کو اور شراب اور باجوں کو۔ علماء کرام نے تحقیق فرمائی ہے کہ آج کل کے نام نہاد صوفیوں کا مزامیر کے ساتھ سماع کو حضرات اکابر چشتیہ قدست اسرارھم کی طرف منسوب کرنا محض دروغ بے فروغ ہے۔(فتاوی رضویہ)

۳۔ٹھوڑی چھوڑ کر ایک مشت داڑھی رکھنا ہی سنت ہے۔ بعض ناخدا ترس، نیچے کے لب چھوڑ کر ایک مشت رکھنا داڑھی رکھنا کافی جانتے ہیں یہ فریب ہے اور وسوسۂ شیطانی۔ ٹھوڑی کے بال، اس کے علاوہ ہیں۔ یہی فعل علماء و مشائخ میں معمول و مقبول ہے اور یہی احادیث کا مطلوب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ذات پات کی تفریق صرف دنیاوی امتیاز اور رکھ رکھاؤ کے لئے ہے۔ نجات آخرت کا دارومدار تقوی و پرہیزگاری، حق پرستی، خدا ترسی پر ہے۔ جو دنیاوی اعتبار سے اعلیٰ قومیت میں مانے جاتے ہیں وہ سن رکھیں کہ ان کی یہ اعلیٰ نسبی آخرت میں کام نہ آئے گی۔ حضور اقدس ﷺ کے ساتھ نسبی تعلق کے علاوہ، سارے علاقے ختم ہو جائیں گے۔ یہی قرآن و حدیث کی صریح تعلیم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم　العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۷ ربیع الآخر ۱۴۰۴ھ

مسجد پر اہلسنّت و جماعت لکھ کر لگانا، اذان سے قبل صلاۃ وسلام، اپنے امام کی برائی کرنا

سوال: بخدمت جناب مفتی اعظم، حضرت مولانا مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، کیا فرماتے ہیں مفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ

۱۔مسجد کے دروازہ پر جو تختی نصب کی جاتی ہے۔ اگر اس پر جماعت اہلسنت بریلوی لکھا جائے تو کیا یہ جائز ہے یا ناجائز؟

۲۔اذان سے پہلے صلوٰۃ وسلام پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

۳۔جس امام کے پیچھے نماز پڑھی جائے۔ اس امام کی برائی کرنے والے کی نماز ہوگی یا نہیں؟

انتظامیہ جامع مسجد حنفیہ، یونٹ نمبر ۹ لطیف آباد، حیدرآباد، ۲۳/۶/۱۹۸۴ء

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب:** ا۔صورتِ مسئولہ میں موجودہ حالات کے فتنوں اور جھگڑوں سے حفاظت کی خاطر مسجد اہلسنّت پر ایسی تختی نصب کرنا جس میں ''جماعت اہلسنّت بریلوی'' لکھا ہو لگانا مستحسن امر ہے۔

۲۔قرآن پاک میں ارشاد ہے اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓىٕكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّؕ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ﴿۵۱﴾ (الاحزاب) کہ بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود پڑھتے ہیں نبی اکرم ﷺ پر اے ایمان والو! تم بھی درود و سلام پڑھو ان پر۔ یہاں قرآن پاک میں مطلقاً فرمایا کہ ان پر درود پڑھو سلام پڑھو کسی وقت کی قید نہیں تو کسی کے لئے یہ جائز نہ ہوگا کہ وہ یہ قید لگا دے کہ اذان سے قبل درود بدعت ہے بلکہ حکم عام ہے کہ ہر وقت درود پڑھنا جائز ہے آج کل بعض کم عقل لوگوں کو اور کچھ نہیں تو یہ بات سوجھی کہ درود، قبل اذان ناجائز ہے حالانکہ خود مدعی، سرکار دو عالم ﷺ سے محبت کرنے کے بنتے ہیں اور حالت یہ کہ نہ دعا سے پہلے اور نہ بعد درود شریف پڑھتے ہیں اور جو درود پڑھے اسے بدعتی مشرک اور نہ جانے کیا کیا کہتے ہیں؟ اور اب تو ان لوگوں کو کوئی گناہ نظر نہیں آتا سوائے درود قبل اذان کے، جتنا بڑا گناہ یہ ہے، درود شریف سے دشمنی کا نتیجہ کہ اذان سے پہلے درود شریف سن کر جل بھن جاتے ہیں۔ جیسے شیطان لاحول ولا قوۃ الا باللہ سے جل جاتا ہے۔ ایسے لوگوں سے اللہ مسلمانوں کو محفوظ رکھے اور اپنے حبیب پاک ﷺ پر صلاۃ و سلام کثرت سے پڑھنے کی توفیق فرمائے۔ (آمین)۔

۳۔محض دنیاوی کدورت کے سبب امام کے پیچھے نماز میں حرج نہیں اور اس کے واسطے جماعت ترک کرنا منع ہے اور کسی دینی سبب سے ہے اور قصور امام کا ہو اور وہ قصور گناہ کبیرہ ہے تو اس کے پیچھے نماز منع ہے اور اگر قصور مقتدی کا ہے تو امام بری ہوگا مقتدی خود مجرم ہے اور امام کی خواہ مخواہ برائی یا مخالفت شرعاً سخت ناپسند ہے کسی کی پیٹھ پیچھے برائی غیبت، گناہ کبیرہ ہے۔ ایسے مقتدی کو اللہ سے توبہ کر کے اور امام کی طرف سے دل صاف کر کے نماز پڑھنی چاہئے۔ (فتاوی رضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ ذی الحجہ ۱۴۰۴ھ

کھڑے ہو کر کھانا اور بیٹھ کر کھانے کی کیفیت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: کھڑے ہو کر کھانا کھانا منع ہے یا نہیں؟ لہٰذا محترم ہمیں اس کے بارے میں وضاحت سے آگاہ کریں۔ یہ بات اگر قرآن و حدیث سے اخذ کی جائے تو نہایت ہی بہتر ہوگی۔

السائل خدا بخش بروہی، پختہ قلعہ، نزد محمدی مسجد، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** مسلمانوں کے کھانے کے کا طریقہ یہ ہے کہ فرش وغیرہ پر بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں۔ میز کرسی پر بیٹھ کر کھانا نصاریٰ (عیسائیوں) کا طریقہ ہے اس سے اجتناب چاہئے بلکہ مسلمانوں کو ہر کام سلف صالحین کے طریقہ پر کرنا چاہئے غیروں کے طریقوں کو ہرگز اختیار نہ کرنا چاہئے۔ صحیح بخاری میں سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ''خوان'' پر کھانا تناول نہیں فرمایا، حضرت قتادہ سے پوچھا گیا کہ کس چیز پر وہ لوگ کھانا کھایا کرتے تھے؟ کہا کہ دستر خوان پر۔ خوان تپائی کی طرح اونچی چیز ہوتی ہے جس پر امراء کے ہاں کھانا چنا جاتا ہے جس طرح بعض لوگ اس زمانہ میں میز پر

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کھاتے ہیں۔ تو جب میز یا خوان پر کھانا شریعت مطہرہ کو ناپسند اور برا ہے تو کھڑے ہو کر کھانا اور زیادہ ناپسندیدہ کام ہے۔ (بہار شریعت)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

پھل فروٹ ایصال ثواب پر تقسیم کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ہماری برادری میں جب کوئی انسان چھوٹا ہو یا بڑا مر جاتا ہے تو اس کی سوئم کی فاتحہ خوانی اس کے گھر پر کرواتے ہیں۔ ایصال ثواب کی نیت سے برادری والے اور دوست احباب پھل فروٹ لے آتے ہیں۔ گھر والے چنے اور پھل فروٹ حاضرین مجلس میں رکھ کر فاتحہ خوانی کرواتے ہیں۔ نیز پھل فروٹ کو پلیٹوں میں ڈال کر حاضرین میں تقسیم کرتے ہیں۔ فاتحہ خوانی کے بعد تمام حاضرین فروٹ کو شیرنی کے طور پر یا پھل فروٹ سمجھ کر کھاتے ہیں۔ کیا یہ سب کرنا اور پلیٹوں میں ڈال کر کھانا جائز ہے؟ کیا ایصال ثواب کی نیت سے پھل فروٹ لانا جائز ہے؟ اور اگر کوئی شخص یہ کہے کہ پلیٹوں میں پھل فروٹ نکال کر کھانا نمائش اور دکھاوا ہے تو پھر اسلام میں کس طرح سے درست ہے؟ کسی مولوی صاحب کا کہنا ہے کہ ایصال ثواب کی نیت سے پھل فروٹ لانا اور شیرنی کے طور پر ادب و احترام سے پلیٹوں میں ڈال کر کھانا سب کا سب نفلی عبادت ہے۔ کیا نفلی عبادات سے روکنے والے انسان کو ثواب ملتا ہے؟ کیا ایسے انسان کا کہنا ماننا چاہئے یا نہیں؟ شریعت کی رو سے درست طریقہ جو ہو وہ بتائیں۔ عرض دار، ادریس احمد

https://t.me/Tehqiqat

۷۸۶ **الجواب:** ایصال ثواب جائز و مندوب، احادیث سے ثابت ہے۔ صورت مسئولہ میں جب کہ برادری والے اپنی طرف سے پھل فروٹ لاتے ہیں اور پھر ان پر فاتحہ پڑھی جاتی ہے تو ان پھل فروٹ کو کاٹ کر پلیٹ میں رکھ کر کھانا جائز ہے ان جائز باتوں سے منع کرنے والا بڑا احمق ہے اور کم علم بھی ہے نفل و عبادت سے روکنے والا ظالم ہے۔ فقہ حنفی کی مشہور کتاب ردالمحتار میں ہے "ایصال ثواب جائز ہے اور وھو مذھب اھل السنّة والجماعة یہ اہلسنّت کا مذہب ہے"۔ ہاں ان جائز طریقوں پر اخلاص سے عمل کیا جائے۔ نام و نمود و نمائش نہ آنے پائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ر جمادی الاولی ۱۴۰۰ھ

اگر کتاب کھینچ ماری

سوال: جناب عالی! ایک مسئلہ درپیش ہے کہ: مسجد کے مؤذن سے جھگڑا ہوا تھا۔ اس نے درود و سلام پڑھنے والے کو بدعتی اور مشرک کہا مجھ سے برداشت نہیں ہو سکا۔ میں نے بہت سمجھایا لیکن وہ ان ہی الفاظ کو بار بار دہراتا رہا۔ میں نے تفسیر بھی دکھائی، پھر بھی اس نے اس سے انکار کیا۔ آخر کار میں نے بہت جذبات میں آ کر بجائے اور چیز مارنے کے میرے ہاتھ میں وہ تفسیر تھی وہ میرے ہاتھ سے اس کے منہ پر لگی اور زمین پر گر گئی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بچائے ایسے مردودوں سے۔ مہربانی فرما کر اس کا کفارہ یا کچھ خیرات بتائیں کہ کتنا ادا کیا جائے؟ فقط السائل مولانا افضل خان، لطیف آباد حیدر آباد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں جب کہ یہ فعل بلا قصد ہو تو اس پر اتنا کرنا کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس فعل پر شرمندہ ہو اور استغفار کرے اور کچھ خیرات کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ

بڑے کی ختنہ کرنا

سوال: بخدمت جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، بعد سلام عرض ہے کہ

ہمارے یہاں دس نفر عیسائی مسلمان ہوئے ہیں۔ تو اس بارے میں سوال یہ ہے کہ ان لوگوں کا ختنہ کرنا جو بڑے (بالغ) آدمی ہیں کیسا ہے؟ اور چھوٹی عمر کے دس سال والے بھی ہیں ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اور نکاح کے دوبارہ کرنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟ فقط والسلام، محمد حبیب اللہ

۷۸۶ الجواب ھو الموفق للصواب: بلاضرورت شرعیہ بالغ مرد یا عورت کی شرمگاہ دیکھنا، چھونا حرام ہے، لہٰذا اگر بالغوں میں جس کی بیوی ہو اور وہ ختنہ کرنا جانتی ہو تو ختنہ کرے ورنہ ان کی ختنہ نہ کرائی جائے گی۔ اگر شوہر بیوی دونوں مسلماں ہوئے تو نکاح جدید کی ضرورت نہیں۔ (بہار شریعت)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۹/۱۱/۱۹۸۴ء

استاد کا مرتبہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید نے ایک کتاب میں اس طرح سے لکھا ہے کہ ہمارے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ استاد کا مرتبہ والدین سے بھی زیادہ ہے

اب دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ اس طرح کی کوئی حدیث نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے یا نہیں؟ اور اگر ہے تو باحوالہ کتاب نقل کردی جائے اور جب کہ قرآن کریم نے والدین کے لئے اف اور جھڑک سے منع فرمایا اور یہاں یہ صاحب لکھتے ہیں کہ استاد کا مرتبہ والدین سے بھی زیادہ ہے۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی، تحقیق طلب ہے۔ یہ بتایا جائے کہ یہ بات صحیح ہے یا نہیں؟ السائل محمد سرور علی، ٹنڈو الہیار، ضلع حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ الجواب: استاد کا ادب کرے، اس کے حقوق کی محافظت کرے، اور مال سے اس کی خدمت کرے اور استاد سے کوئی غلطی ہو جائے تو اس میں پیروی نہ کرے۔ استاد کا حق، ماں باپ اور دوسرے لوگوں سے زیادہ جانے اس کے ساتھ تواضع سے پیش آئے۔ جب استاد کے مکان پر جائے تو دروازہ پر دستک نہ دے بلکہ اس کے برآمد ہونے کا انتظار کرے۔ (عالمگیری) استاد کا حق شاگرد پر ایسا ہی ہے جیسا عالم کا حق غیر عالم پر۔ (عالمگیری) سیدنا ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ کے سامنے دو شخصوں کا ذکر ہوا ایک عابد دوسرا عالم، اس پر سید عالم ﷺ نے فرمایا عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ شخص پر۔ پھر فرمایا سید عالم ﷺ نے کہ بیشک اللہ اور اس کے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرشتے اور آسمان و زمین والے یہاں تک کہ چیونٹی اپنے سوراخ میں اور مچھلی بھی دعائے خیر کرتی ہے لوگوں کو اچھی باتیں سکھانے والے پر یعلم الناس الخیر (ترمذی)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ محرم الحرام ۱۴۰۵ھ

میونسپلٹی کی زمین پر آبادی ختم کر کے مسجد تعمیر کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک جگہ پر مسجد تعمیر شدہ ہے۔ جس میں پنج وقتہ نماز ہوتی ہے مسجد کے سامنے گلی ہے اور اس کے بعد ایک پلاٹ میونسپلٹی کی ملکیت ہے۔ جس پر چند لوگوں نے اپنی رہائش کے لئے تعمیر کر رکھی ہے اور مع اپنے اہل و عیال اس میں سکونت پذیر ہیں مسجد کے لئے منتظمین، مدرسہ تعمیر کرانا چاہتے ہیں اور وہ لوگ جو رہائش پذیر ہیں ان کے مکانات گرانا چاہتے ہیں۔ یہ پلاٹ ابھی تک نہ تو مسجد کو ملا ہے نہ مسجد کے پاس اس کا کوئی قانونی حق ہے۔ رہائش پذیر لوگوں میں چند کے پاس اجازت نامہ ہے۔ کیا ان لوگوں کے مکانات گرا کر مدرسہ بنانا جائز ہے؟

محمد علی ولد محمد عثمان، بالوشاہی پاڑہ حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں وہ سرکاری پلاٹ جس پر لوگ سکونت پذیر ہیں اور بلدیہ نے بعض حضرات کو فرد حقیت بھی دے دی ہے تو اس طرح میونسپلٹی ان رہائش پذیر حضرات کا قبضہ تسلیم کر رہی ہے تو منتظمین مسجد کو یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ وہ ان کے مکانات مسمار کر کے وہاں پر مدرسہ تعمیر کریں۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں" جس نے ایک بالشت زمین ظلم کے طور پر لے لی قیامت کے دن ساتوں زمینوں سے اتنا حصہ طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا"۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ محرم الحرام ۱۴۰۵ھ

کسی سے جرمانہ لینا

سوال: جناب محترم مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، جناب عالی! گزارش یہ ہے کہ

ایک شادی شدہ لڑکی اپنے گھر سے بھاگ گئی اور اس نے اپنے شوہر سے طلاق بھی حاصل کر لی اور عدت بھی پوری کر لی۔ اس کے بعد اس نے اپنی برادری چھوڑ کر دوسری برادری کے فرد سے شادی کر لی، وہ بھی مسلمان ہے۔

برادری کے چودھریوں کو اس واقعہ کا جب علم ہوا تو انہوں نے لڑکی کے والدین کو برادری سے علیحدہ کر دیا اور برادری میں ان کا آنا' جانا' کھانا' پینا بند کر دیا اور اس کی بیٹی، بہو کا آنا بھی بند کر دیا۔

قصور تو لڑکی کا تھا مگر اس سزا اس کے باپ کو دی گئی اور وہ شخص تقریباً برادری سے پانچ یا چھ سال علیحدہ رہا ایک دفعہ برادری کا ایک اجتماع ہوا۔ وہ کل برادری کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا اور کہا کہ مجھے اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کے واسطے مجھے معاف کر دو اور برادری میں واپس ملا لو۔ تو برادری کے چودھریوں نے اسے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

برادری میں ملاتو لیا مگر اللہ اور اس کے رسول اور ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کے واسطے نہیں بلکہ اس سے =/۱۰۰۱ روپے جرمانہ لے کر ملایا اور یہ بھی فیصلہ کیا کہ اس جرمانہ کی رقم کو یتیم خانے میں بھیج دیا جائے۔

آپ سے گزارش یہ ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں تحریری فتویٰ عنایت فرمائیں کہ جو اس شخص نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کا واسطہ دیا تو اس پر =/۱۰۰۱ روپے جرمانہ کیا وہ جائز ہے یا ناجائز؟ اور پھر اس رقم کو یتیم خانہ کو بھیج دیا۔ آیا! جرمانے کی رقم یتیم خانہ میں دینا جائز ہے یا ناجائز؟ اور ان لوگوں نے جو غلطی کی ہے اس کی ان کو کیا سزا ملنی چاہئے؟ فقط والسلام، شیر محمد ولد امام الدین، حیدرآباد، سندھ

۷۸۲ **الجواب** ھو الموفق للصواب: اسلام میں برادری کو معیار تقویٰ قرار نہیں دیا گیا بلکہ تقویٰ کو عزت کا معیار قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ (الحجرات: 13) تم میں باعزت وہی ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔ شادی کے لئے برادری نہیں بلکہ کفو شرط ہے' کفو کے معنی ہیں کہ وہ مرد عورت سے نسب وغیرہ میں اتنا کم نہ ہو کہ اس سے نکاح عورت کے اولیاء کے لئے (نہ کہ برادری کے لئے) باعث ننگ و عار ہو۔ (عامہ کتب) لہٰذا شخص مذکور نے اپنی بیٹی کا نکاح دوسری برادری میں کیا تو وہ اس فعل سے نہ تو مجرم ہوا اور نہ گناہگار بلکہ اس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر عمل کیا' آپ نے فرمایا جب بے شوہر والی کا کفو ملے تو تاخیر نہ کرو۔ (ترمذی شریف) جب وہ مجرم نہ ہو تو معافی بھی اس پر لازم نہیں' اور نہ اس سے جرمانہ لینا جائز کہ شریعت میں جرمانہ جائز نہیں ہے۔ لوگوں کو چاہئے کہ اپنے اس بھائی کی رقم کو فوراً واپس کریں اور اس سے تعلقات بحال رکھیں ورنہ ان سے مواخذہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری عبدالحفیظ برکاتی غفرہ ۱۹۸۵/۱/۲۱ء

بیٹے کی وجہ سے رقم ضائع ہونا اور والدین کے حقوق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ میرے بڑے بیٹے کے خلاف تقریباً بارہ سال سے اغوا کا کیس تھا۔ اس نالائق بیٹے کی حرکت کی وجہ سے میرا کافی روپیہ برباد ہوگیا۔ چونکہ یہ لڑکا قصوروار تھا۔

۲۔ اس کے بعد کاروبار کرنے کے بہانہ اس لڑکے نے مجھ سے کافی روپیہ حاصل کیا اور کما کر کچھ نہ دیا۔

۳۔ پھر میری ہندوستان کی زمین کے کلیم کے کاغذات اس لڑکے نے دھوکہ دے کر مجھ سے حاصل کر کے سازش سے ایک شخص کو فروخت کر دیئے۔ چونکہ میں ان پڑھ ہوں' اس طرح اپنے تمام بہن بھائیوں کا حق یہ اکیلا کھا گیا۔ اس کی اس ناجائز حرکت کے سلسلے میں اس کو کہا جائے تو لڑکا ہمارے ساتھ یعنی اپنے ضعیف العمر والدین کے ساتھ بدزبانی سے پیش آتا ہے اور حملہ آور بھی ہوتا ہے۔

۴۔ ابھی حال ہی میں میرے اس لڑکے نے مجھے مار پیٹ کر سر اور پیر میں چوٹیں لگائی ہیں۔ اب دھمکی دیتا ہے کہ اس گھر سے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چلے جاؤ جب کہ یہ مکان خود میں نے اپنے تمام بچوں کے لئے بنوایا ہے۔ اس میں میری کسی اولاد نے کچھ خرچ نہیں کیا ہے۔ اس کی اس حرکت سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ میرا یہ مکان سازش سے فروخت کرنا چاہتا ہے۔

۵۔ اس وقت اس لڑکے نے میری تمام اولاد کو بھی ورغلا کر گھر کا ماحول خراب کر رکھا ہے۔ اب حالات یہ ہیں کہ اس کے ساتھ ساتھ میری دوسری اولاد نے بھی والدین کے ساتھ بدکلامی کے ساتھ پیش آنا شروع کر دیا ہے۔

۶۔ اس کے علاوہ اس لڑکے نے اپنے بہن بہنوئی سے بھی جھوٹ بول کر کافی رقم وصول کی ہوئی ہے۔ اب واپس ادائیگی کا اس کو کوئی خیال نہیں ہے۔ جو اس کو حق بات کہی جائے تو بزرگ والدین سے بے حد بدتمیزی سے پیش آتا ہے۔ اس لڑکے نے مجھے کافی قرضدار کر دیا ہے۔

۷۔ اس وقت میری دو بیٹیاں اور تین بیٹے شادی کرنے کے قابل ہو چکے ہیں۔ میں بے حد پریشان ہوں، مفتی صاحب ان حالات میں اس نافرمان بیٹے کے ساتھ مجھے کیا کرنا چاہیے؟ جب کہ یہ اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتا۔

نیاز مند: شرف الدین ولد شہباز الدین، شاہ فیصل کالونی، کچا قلعہ حیدر آباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** صحیح مسلم شریف میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس کی ناک خاک میں ملے (اس کو تین مرتبہ فرمایا) یعنی ذلیل ہو۔ کسی نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کون یعنی کس کے متعلق یہ ارشاد ہے؟ فرمایا جس نے ماں باپ دونوں یا ایک کو بڑھاپے کے وقت پایا اور جنت میں داخل نہ ہوا یعنی ان کی خدمت نہ کی کہ جنت میں جاتا۔ ترمذی نے روایت کی کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ پروردگار کی خوشنودی باپ کی خوشنودی میں ہے اور پروردگار کی ناخوشی باپ کی ناراضگی میں ہے۔ بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جب اولاد اپنے والدین کی طرف نظر رحمت کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر نظر کے بدلے حج مبرور کرنے کا ثواب لکھتا ہے لوگوں نے عرض کی اگرچہ سو مرتبہ نظر کرے فرمایا ہاں، اللہ بڑا ہے اور اطیب ہے، فرمایا رسول اکرم ﷺ نے کہ، ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا جنت میں نہ جائے گا۔ (نسائی)

والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنا، ان کو ہدیہ دینا، تحفہ دینا، ان کی کسی کام میں مدد کرنا، سلام کرنا، ان کے پاس بیٹھنا، ان سے بات چیت کرنا، ان کے ساتھ لطف و مہربانی سے پیش آنا لازمی ہے۔ (درر، الاحکام) ساری امت کے علماء وصلحاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ صلہ رحمی واجب ہے اور قطع رحمی حرام۔ جن لوگوں سے صلہ رحمی واجب ہے ان میں والدین کا مرتبہ سب سے بڑھ کر ہے۔ (ردالمحتار) والدین کو مارنا، گالی دینا، ان کی بے عزتی کرنا، ان پر ظلم کرنا سخت حرام ہے۔ والدین کے نافرمان کو اللہ تعالیٰ قیامت میں تو سزا دے گا ہی ایسے نافرمانوں کو اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی سزا دیتا ہے۔ والدین کے مال و جائیداد و مکان وغیرہ پر اولاد ان کی اجازت کے بغیر، نہ قبضہ کر سکتی ہے اور نہ اسے فروخت کر سکتی ہے اور نہ اس کی مالک ہو سکتی ہے۔ اولاد والدین کی جائیداد میں ان کی زندگی میں تصرف کا حق نہیں رکھتی بلکہ والدین کی مرضی اور خوشی سے اگر وہ کچھ اولاد کو اپنی خوشی سے دیں تو جائز ہوگا ورنہ نہیں اور والدین کی جائیداد میں تصرف نہ شرعاً جائز، نہ قانوناً۔ نافرمان اولاد کو اللہ کی پکڑ اور

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کے عذاب سے ڈرنا چاہئے کہ اللہ نے اسے ڈھیل دی ہے اس کی پکڑ سخت ہے۔ اپنے والدین کو راضی کرے اور اپنی غلطی کی معافی مانگے کہ اسی میں اللہ تعالیٰ ورسول اکرم ﷺ کی رضا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ر جمادی الاخریٰ ۵۱۴۰۵ھ

عورت کی آواز بھی عورت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: غیر محرم کی آواز سننا کیسا ہے؟ اور غیر محرم کی آواز کب سنی جاسکتی ہے؟ ریڈیو اور ٹی وی پر جو پروگرام اور ڈرامے پیش کئے جاتے ہیں ان کے کرداروں کی آواز سننا کیسا ہے؟ نیز سازینہ سننے کے متعلق کیا حکم ہے؟ اور نابالغ سازینہ سنے تو کیا حکم ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

السائل قریشی برادرز، کھوسکی، ضلع بدین

۷۸۶ **الجواب:** عورت کی آواز بھی عورت ہے یعنی غیر محرم کو بلاضرورت سنانے کی اجازت نہیں تو عورت کی آواز سننا منع ہے۔ جو محض لہو ولعب کی آوازیں ہیں خواہ ریڈیو یا ٹی وی پر ہوں، یا ساز کی آواز سننا، بالغ یا نابالغ سنے، سب منع ہے۔ (عامۂ کتب)۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ر جمادی الاولیٰ ۵۱۴۰۵ھ

فاسقین کی دعوت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: فاسق کے ساتھ کھانا' پینا' میل ملاپ' آمد ورفت اور لین دین کے بارے میں کیا حکم ہے؟ چند اشخاص نے برادری کے بیچ سے کچھ سامان لانے کا وعدہ کیا مگر رقم لے کر فرار ہوگئے۔ جھوٹ بولا' وعدہ شکنی کی اور امانت میں خیانت کے مرتکب ہوئے ایسے اشخاص اگر کھانا کھلائیں' میت کے سوم کے چنے تقسیم کریں تو ان سے یہ لئے جائیں یا نہیں؟ فقط امام الدین، نصرت کالونی حالی روڈ نزد اکبری مسجد' حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: حضور اکرم ﷺ نے فاسقوں کی دعوت قبول کرنے سے منع فرمایا۔ (بیہقی شریف)

جن افراد کا تذکرہ ہے اگر واقعۃً وہ ایسی برائی کے مرتکب ہوں، ان کی دعوت قبول نہ کرنا چاہئے۔ ہاں اگر وہ کسی دوسرے کے گھر کھانا کھلا رہے ہیں یا تقسیم کررہے ہوں تو لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۲/۲/۱۹۸۵ء

عاق کی کوئی شرعی حیثیت نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ: چھ لڑکے' دو لڑکیاں اور بیوی موجود ہے۔ افسوس ہے کہ چھوٹی لڑکی ثمینہ نے میرا حکم نہیں مانا' اپنی مرضی سے کورٹ جاکر نکاح کرلیا ہے۔ مجھے سخت دکھ پہنچا اور اب میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ نافرمان لڑکی اور نافرمان اولاد کو عاق کرنے کا شرعی حکم کیا ہے؟

فقط السائل، ڈاکٹر نظر محمد، خواجہ غریب نواز کالونی' حیدرآباد

http://t.me/tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: اولاد اگر نافرمان ہوگئی تو اس کا جواب اس سے طلب کیا جائے گا۔ اولاد کو عاق کر دینا شرعاً کوئی چیز نہیں۔ نہ اس سے ولایت زائل ہوتی ہے (فتاویٰ رضویہ) زندگی میں انسان اپنے مال و متاع کا مختار ہوتا ہے جسے چاہے دے نہ چاہے نہ دے مگر وصیت میں یہ کہنا کہ فلاں کو عاق کر دیا اور فلاں وارث کو مال نہ دیا جائے، محض لغو و عبث ہے۔ توریث ورثاء بحکم شرع ہے، یہ رشتہ کسی کے باطل کرنے سے باطل نہ ہوگا۔ اولاد کی تربیت میں ماں باپ دونوں کا حصّہ ہوتا ہے۔ یہاں دیکھا جائے کہ اولاد دبگڑنے کا سبب دونوں میں سے کون بنا ہے؟ اور کس نے شرعی راستہ سے مونہہ موڑا ہے اس کی اصلاح کی کوشش کی جائے۔ محض عاق کرنے سے نہ تو مسئلہ حل ہوگا اور نہ شرعاً اس کی حیثیت ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۱/ ۴/ ۱۹۸۵ء

مساجد میں اذان کا مقابلہ

سوال: جناب عالی گزارش یہ ہے کہ: کافی عرصہ سے ہم اہلیان دوکانداران شاہی بازار اس ذہنی پریشانی کو برداشت کر رہے ہیں جو کہ دو مساجد کے لاؤڈ اسپیکروں کی صورت میں ہم پر مسلط کر دی گئی ہے۔

جناب سے گزارش ہے کہ کسی بھی جمعے کو آپ بذات خود شاہی بازار جمن شاہ کا پڑ کے سامنے کھڑے ہو کر اس عذاب کا مشاہدہ کریں۔ خطبۂ جمعۃ المبارک مسلمانوں کے لئے ایک طرح سے تبلیغ اسلام کا کام دیتا ہے مگر یہاں معاملہ برعکس ہے۔ یہاں تبلیغ کے بجائے مقابلہ بازی ہوتی ہے اور اسپیکروں کی آواز کے ٹکراؤ سے کچھ بھی سمجھ میں نہیں آتا کہ دونوں امام صاحبان کیا کہنا چاہتے ہیں۔ محسوس یوں ہوتا ہے کہ شاید کوئی آواز بلند کرنے والی دوا بیچی جا رہی ہو اور موقع محل کے لحاظ سے ان کی آوازوں کا والیم گھٹتا بڑھتا رہتا ہے۔

محترم یہی حال مغرب کی نماز کا ہوتا ہے جب کہ دونوں اسپیکروں کی آواز ٹکراتی ہے تو اذان کے الفاظ بھی سمجھ میں نہیں آتے۔ جناب، دین اسلام میں مقابلہ بازی کے رجحان کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے مگر یہاں تو وہ اشخاص جو کہ نائب رسول ﷺ کہلاتے ہیں اس طرح دین رسول ﷺ کا مذاق اڑاتے ہیں اور کوئی ان کو کہنے سننے والا نہیں ہے' ان امام صاحبان کا کام نماز پڑھانا ہے کہ مقابلہ بازی کرنا؟

جناب اس معروف بازار میں بڑی تعداد میں غیر مسلم بھی کاروباری سلسلہ میں آتے جاتے ہیں۔ وہ جب اس مقابلہ بازی کو دیکھتے ہیں تو قہقہہ لگا کر ہنستے ہیں اور مذاق اڑاتے ہیں کہ یہ ہے اسلام اور یہ ہیں مسلمان۔ تو اس چیز سے تنگ آ کر ہم اہلیان انجمن شاہی بازار دوکانداران نے فیصلہ کیا تھا کہ کسی مفتی صاحب سے اس سلسلہ میں فتویٰ لیں مگر پھر یہ سوچ کر خاموش ہوگئے کہ کہیں غلط فتویٰ نہ لگ جائے۔ لہٰذا آپ کے ذریعہ سے ان منتظمین مساجد سے درخواست ہے کہ ان اسپیکروں کو اتار کر اپنی اپنی مسجد پر لگا لیا جائے اور ہم لوگوں کو اس عذاب سے نجات دلائی جائے۔

فقط اہلیان دوکانداران و اہل محلّہ، شاہی بازار' حیدر آباد

https://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ الجواب ھوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں سائلین نے زبانی بھی بیان میں کہا کہ ان کی درخواست پر مسجد والوں نے اپنا اسپیکر بند کیا مگر دودن کے بعد دوبارہ سابقہ طریقہ پر بحال کر دیا۔ جب کہ دوسری مسجد والوں نے ابھی تک بند ہی کر رکھا ہے۔ مگر اب وہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ فریق اوّل کی جانب سے پابندی نہ ہونے کی صورت میں ہم پابند نہیں رہیں رہے۔ بہرحال یہ ایک دینی مسئلہ ہے' اذان شعائر اللہ میں سے ایک ہے۔ اس میں اس قسم کی بے جا ضد نامناسب ہے۔ فریقین کو چاہئے کہ اپنے اپنے اسپیکرز کے رخ دوسمتوں میں الگ الگ کرلیں اور اسپیکرز بھی دور لگائیں تاکہ آواز کے ٹکراؤ سے سماعت مجروح نہ ہو' بالخصوص فریق اوّل کی جانب سے بظاہر یہ تاثر ملتا ہے کہ وہ اہل محلہ کی اس درخواست کا کوئی اثر قبول نہیں کرنا چاہتے۔ ایسی صورت میں بہتر یہ ہوگا کہ (ضلعی انتظامیہ) سے اس سلسلہ میں مدد لی جائے اور مناسب راہ نکالی جائے۔ ھذا ما عندی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۲/۳/۱۹۸۵ء

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

باب الحظر والاباحۃ (ممنوع اور جائز کام)

سودا تولتے وقت کاغذ نیچے رکھنا، والدین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اشرفعلی تھانوی کی غلطیاں

سوال: بخدمت فیض الامت زبدۃ العلماء الکرام جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ امابعد گزارش یہ ہے کہ مندرجہ ذیل سوالات پر اپنے علم سے روشنی ڈال کر جواب عنایت فرمائیے۔ مسئلہ یہ ہے کہ

ا۔ ایک دوکاندار ایک چیز بیچتا ہے جو کہ دس روپیہ فی سیر ہے جب کہ ردی کا کاغذ تین روپیہ سیر ہے۔ اب سودا دیتے وقت وہ سودے کے نیچے کاغذ کا بڑا ٹکڑا ترازو میں رکھتا ہے۔ جس کا وزن اس شے کے ساتھ ہوتا ہے۔ کیا اس دوکاندار کے ذمہ اس کا حق تفاوت کا رہ جاتا ہے؟ وَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ (الزلزال:8) کو سامنے رکھیں؟

۲۔ میں نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت سے پڑھا ہے کہ وہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کے متعلق کفر کا ظن رکھتے تھے۔ کچھ علماء سے بھی یہی سنا ہے۔ ایک عالم نے (بریلوی خیال والے) اپنے وعظ میں اس بات پر بولتے ہوئے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین مومنین میں سے ہیں۔ میں نے پوچھا اگر مومنین میں سے ہیں تو ان کو فاتحہ وغیرہ (کلام پاک) پڑھ کر بخشا جائے۔ انھوں نے جواب دیا، ہاں، میں اس دن سے روزانہ یہ عمل کرتا رہا۔ ایک دن تفسیر قرآن مفتی احمد یار خان صاحب گجرات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق کچھ پڑھا۔ ایک جگہ پڑھا کہ قیامت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے والد کے لئے سفارش کرنے کی غرض سے رب تعالیٰ سے التماس کریں گے۔ تو ان کے والد ایک بجھو کی صورت بن کر ان کے قدموں میں آگریں گے۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام سفارش ترک کر دیں گے۔ جب سے یہ پڑھا تو میرے دل میں گزرتی ہے کہ آج کل کے علماء کرام سے ہمارے امام اعظم کا درجہ کئی گنا زیادہ ہے۔ انھوں نے جب ہمارے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کے متعلق کفر کا اظہار کیا ہے۔ اب میں سوچتا ہوں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کو قرآن پاک میں سے پڑھ کر ثواب بخشتا رہوں۔ کیا ایسا خدا کے ہاں ناپسندیدہ ہے؟ اب میں آپ کے فیصلہ کو آخری سمجھوں گا۔

۳۔ قرآن پاک میں ہے کہ ابراہیم ابن آزر میں نے کسی تفسیر یا خاص کتاب میں پڑھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام" تارخ" تھا۔ اس حساب سے آزر شاید ان کا چچا ہوگا۔ یہ گمان مجھے اس لئے ہوتا ہے کہ کئی زبانوں میں ایک لفظ کے کئی استعمال ہیں مثلاً بلوچی زبان میں ماموں اور چچا کے لئے ایک ہی لفظ ہے اور انگریزی میں خالہ پھوپھی اور چچا کی بیوی کے لئے ایک ہی لفظ ہے یا بہنوئی اور سالے کے لئے {Brother In Law} "برادران لاء" ایک ہی لفظ ہے۔ ماموں اور چچا کو انگریزی میں {Uncle} "انکل" کہتے ہیں۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۴۔میں بیماری کی حالت میں اپنے بیٹے کو کہتا ہوں کہ میرے دانوں پر تیل ملے مجھے اب معلوم ہوا ہے کہ گھٹنوں سے اوپر مرد کا ستر ہے تو دانوں پر تیل لگانے سے ستر کا دکھانا ہوتا ہے' کیا بیماری کی حالت میں بھی یہ جائز نہیں؟

۵۔اشرفعلی تھانوی نے بہشتی زیور میں لکھا ہے (یہاں سائل کے لکھے ہوئے آداب حذف کردئے گئے) کہ اگر باپ بیٹے کو کہے بیوی چھوڑ دے تو اسکو چھوڑنا ہوگا۔میں نے کسی اور کتاب میں اس کے متعلق یوں بھی پڑھا ہے کہ" حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک بیوی پسند تھی لیکن وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ناپسند تھی' بیٹے کو کہا چھوڑ دو' نہیں چھوڑا تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے رجوع ہونے پر حضور نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے کے مطابق فیصلہ فرمایا"۔اسی کتاب بہشتی زیور میں کفالت کے باب میں بیوی کے حقوق میں لکھا ہے کہ اگر مرد کو اتنی آمدنی ہے کہ صرف ایک کی کفالت کرے یا باپ کی، یا بیوی کی،تو مرد کو چاہئے کہ باپ کو جواب دے دے اور بیوی کی کفالت کرے۔اب سوال یہ ہے کہ اگر بیوی کو خرچ دے اور باپ کو جواب دے اور اس وقت باپ بیٹے کو کہے کہ بیوی کو چھوڑ دے تو یہاں فیصلہ کس طرح ہوگا؟

السائل ماسٹر محمد صادق عباسی، ہائی اسکول خیر پور، ناتھن شاہ، دادو

۷۸۶ الجواب: ۱۔ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ دوکاندار سودا تول کر پھر کاغذ یا تھیلی میں ڈال کر گاہک کو دے لیکن چونکہ اب یہ طریقہ تمام مسلمانوں میں معمول ہے جس سے گاہک بھی واقف ہے تو کوئی مواخذہ بھی نہیں ہاں دوکاندار کی نیت میں کھوٹ ہو تو وہ ضرور قابل گرفت ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء واجداد وامہات آدم علیہ السلام تا حضرت عبداللہ وبی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما' سب موحد و ناجی وصاحب ایمان ہیں۔انھیں کافر کہنا بے ادبی ہے۔تمام اہلسنّت وا کابر علماء وائمہ حتیٰ کہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی یہی مذہب ہے۔اس کے خلاف میں کچھ لکھا ہے تو وہ صحیح نہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔آپ کا خیال درست ہے۔عربی میں بھی چچا کو اَب کہا جاتا ہے اور باپ کو بھی۔آذر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا۔یہی متفقہ فیصلہ علماء محققین کا اور یہ اس لئے بھی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤ اجداد میں کہیں کوئی کافر نہیں۔یہی مضمون احادیث سے ثابت ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔تیل وغیرہ کی مالش آپ خود کریں اور خود قادر نہ ہوں تو اہلیہ کی مدد لیں۔تیل وغیرہ کی مالش تو جائز ہے' آپ اسے جاری رکھیں۔سترعورت فرض ہے۔اس سے غافل نہ رہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

۵۔ترمذی اور ابوداؤد نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی' کہتے ہیں" میں اپنی بی بی سے محبت رکھتا تھا اور حضرت عمر اس عورت سے کراہت فرماتے تھے۔انھوں نے مجھ سے فرمایا کہ اسے طلاق دے دو۔میں نے نہیں دی۔پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ واقعہ بیان کیا۔حضور نے مجھ سے فرمایا کہ اسے طلاق دے دو"۔علماء فرماتے ہیں کہ" اگر والدین حق پر ہوں تو طلاق دینا واجب ہے اور اگر بی بی حق پر ہو تو جب بھی والدین کی رضامندی کے لئے طلاق دینا واجب ہے"۔اسی سے آپ کے خدشے کا جواب بھی مل گیا کہ والدین کی ہر حال میں رضامندی حاصل

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرنا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ر شعبان ۱۳۹۸ھ

ضروری گزارش! آپ نے بہشتی زیور اور اس کے مصنف اشرفعلی تھانوی کا ذکر فرمایا۔ یہ کتاب سینکڑوں نہیں ہزار ہا غلط مسائل پر مشتمل ہے اور پھر مذہب اہلسنت و جماعت کے خلاف، اور اس کے مصنف نے اپنی کتاب "حفظ الایمان" میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کو چوپایوں کے علم جیسا کہا ہے۔ جس پر ان پر کفر کا فتویٰ دیا گیا۔ آپ نہ اس کتاب کو دیکھیں اور نہ اس کے مصنف کو عزت و کرامت کا مقام دیں۔ یہ لوگ اور ان کے حمایتی اسلامی سرحد سے نکل کر کفر کی سرحدوں میں پہنچ چکے ہیں۔

تعلیم کیسی ہونی چاہیے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: بکر اپنی لڑکی کو گھر پر قرآن اور حدیث پڑھاتا ہے تاکہ وہ دین کی خدمت کر سکے۔ زید نے بکر سے پوچھا اپنی لڑکی کو کالج، اسکول اور یونیورسٹی اداروں میں تعلیم کیوں نہیں دلواتا ہے؟ تو بکر نے کہا کہ ایسے اداروں میں جن میں قرآن وحدیث نہ پڑھایا جائے لڑکیوں کو تعلیم حاصل کرنے کے لئے نہ روانہ کیا جائے کیوں کہ دنیاوی تعلیم حاصل کر کے دینی خدمت نہیں کر سکتی ہیں اور آیا! ایسے اداروں میں لڑکیاں جائیں یا نہیں؟

فقط السائل

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں بکر کا قول صحیح اور درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد القادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۳۰ر رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ

کالے خضاب کا استعمال

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: کالا خضاب لگانا جائز ہے یا ناجائز؟ جب کچھ مسلمانوں نے اعتراض کیا تو خضاب لگانے والوں نے جواب دیا کہ ہم مہندی میں کالا رنگ ملا کر استعمال کرتے ہیں۔ آیا! ایسی صورت میں بھی جائز ہے یا ناجائز؟ بینوا توجروا السائل حاجی محمد بخش، کراچی

۷۸۶ **الجواب:** سیاہ خضاب خواہ مازو وغیرہ کا ہو۔ خواہ نیل وحنا مخلوط، خواہ کسی چیز کا سوائے مجاہدین کے سب کو مطلقاً حرام ہے اور صرف مہندی یا سرخ خضاب یا اس میں نیل کی کچھ پتیاں ملا کر جس سے سرخی میں پختگی آ جائے اور رنگ سیاہ نہ ہونے پائے۔ سنت مستحب ہے۔ حضرت شیخ محقق علامہ عبدالحق دہلوی شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں "خضاب بسواد حرام است و صحابہ وغیرہم خضاب سرخ می کردند وگاہے زرد نیز ملخصا"۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ الصفرۃ خضاب المومن والحمرۃ خضاب المسلم والسواد خضاب الکافر "زرد خضاب ایمان والوں کا سرخ خضاب اسلام والوں کا اور سیاہ خضاب کافروں کا"۔ (طبرانی وحاکم) اس کے علاوہ اور احادیث میں سیاہ خضاب پر سخت سخت

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وعیدیں اور مہندی کے سرخ خضاب پر ترغیبیں بکثرت وارد ہیں۔ (حک العیب)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ ررجب المرجب ۱۳۹۸ھ

شادی بیاہ میں گانے گانا اور اس میں جانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ آج کل شادی بیاہ میں گھریلو عورتیں بھی ناچتی ہیں اور گاتی ہیں اور بعض ڈھول بھی استعمال کرتی ہیں۔ کیا شرعاً یہ فعل مناسب ہے؟ اور کیا شریعت اس کو جائز سمجھتی ہے؟ نیز اگر عورتوں کی آواز نامحرم سنیں تو کیا گانا جائز ہوگا؟

۲۔ زید کے سمجھانے پر اگر یہ فعل ترک کردیں اور اللہ تعالیٰ سے عہد بھی کریں کہ آئندہ یہ کام نہیں ہوگا اور پھر وہ عہد توڑ کر یہ کام دوبارہ کرتے ہیں تو ان کے لئے کیا حکم ہے؟

۳۔ دولہا کی بارات کے ساتھ ڈھول لے کر چلنا اور گانے گانا شرعاً کیسا ہے؟ اس موقع پر کچھ لوگ اظہار خوشی کے لئے رقص کی مانند اچھلتے کودتے ہیں اس کا کیا حکم ہے؟

۴۔ عمرو یہ کہتا ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کے موقع پر دف بجانے اور گیت گانے کو جائز قرار دیا ہے۔ کیا مروجہ ڈھول اور گیت کا حکم دف کی طرح ہے؟ بینوا توجروا السائل، حاجی بشیر احمد، آزاد کشمیر

الجواب ۷۸۶: بلاشبہ ناچ اور باجے اور ڈھول تماشے شرعاً حرام حرام اور ناجائز وسخت ممنوع وسخت گناہ ہیں۔ خواہ یہ شیطانی افعال مردوں سے صادر ہوں یا ان کے ساتھ عورتیں بھی شریک ہوں۔ خواہ تنہا عورتیں ہوں بلکہ عورتوں کا گانا بجانا ناچنا اور بھی زیادہ گناہ ہے کہ ان کی آواز بھی عورت ہے اور غیر مردوں کے کانوں میں ان کی آواز کا پہنچنا اور بھی زیادہ فتنوں کا موجب، ان کے دیکھنے سننے اور ان میں شوقیہ یا بنام مجبوری شرکت کرنے والے سب گناہ کے مرتکب اور فاسق وگناہ گار ہیں۔

اور اسے شادی بیاہ کی رونق وزینت بتانا اور بھی قبیح۔ شیطان کے طرق اغواء وگمراہی سے ایک بدتر طریقہ یہ بھی ہے کہ آدمی کو نیکی کے حیلہ سے ہلاک کرتا ہے اور برائی کو ان کی نگاہوں میں کبھی ہلکا اور کبھی اچھا دکھاتا ہے۔ مولائے کریم مسلمانوں کو اپنی پناہ وعافیت میں رکھے۔ ''آمین''۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ گانے سے دل میں نفاق پیدا ہوتا ہے جس طرح پانی سے کھیتی اُگتی ہے۔ والعیاذ باللہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ عہد کرنا قسم ہے اور قسم توڑنے پر کفارہ لازم۔ جو عہد پر قائم نہ رہیں اور اس کا کفارہ بھی ادا نہ کریں، بہت گناہ گار اور خدا ورسول جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کے مرتکب ہیں۔ قرآن کا صریح حکم ہے کہ ''اپنے عہد وپیمان کو پورا کرو'' اور حدیث شریف میں اپنے عہد وپیمان کو پورا نہ کرنا منافق کی علامت ٹھہرایا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ ہاں شادی بیاہ اور عید بقرعید میں دف بجانا جائز ہے جب کہ سادہ دف ہو اس میں جھانجر نہ ہوں اور قواعد موسیقی پر نہ بجائے جائیں یعنی محض ڈھب ڈھب کی بے سری آواز سے خوشی کا اظہار مثلاً نکاح کا اعلان مقصود ہو۔ اب کہاں وہ دف کی بے سری

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آواز اور کہاں یہ ناچ، باجے، کھیل تماشے۔ جب کہ خود حدیث شریف میں ڈھول کو حرام فرمایا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷رذی قعد ۱۳۹۸ھ

قوّالی کرنے اور سننے والوں کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء اہلسنّت و جماعت بیچ اس مسئلہ میں کہ: کیا قوّالی مزامیر کے ساتھ سننا حرام ہے؟ ہمارا تعلق اہلسنّت و جماعت سے ہے اور ہم اکثر قوّالیوں کی محفلوں میں شرکت بھی کرتے ہیں اور خود بھی قوّالیاں کراتے ہیں لیکن جب سے ہم نے اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت امام احمد رضا خاں صاحب کا فتویٰ احکام شریعت میں یہ پڑھا ہے کہ قوّالی بہ مزامیر سننا حرام ہے۔ اس وقت سے طبیعت پریشان ہے۔ تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

بخدمت جناب عالی امام اہل سنت مجدد دین وملت معروض کہ آج میں جس وقت آپ سے رخصت ہو کر اور واسطے نماز مغرب کے مسجد میں گیا۔ بعد نماز مغرب کے میرے ایک دوست نے کہا کہ چلو ایک جگہ عرس ہے، میں وہاں چلا گیا۔ وہاں جا کر کیا دیکھتا ہوں؟ کہ بہت سے لوگ جمع ہیں اور قوّالی اس طریقے سے ہو رہی ہے کہ ایک ڈھول دو سارنگی بج رہے ہیں اور چند قوّال پیران پیر دستگیر کی شان میں اشعار کہہ رہے ہیں اور رسول اکرم ﷺ کی نعت کے اشعار اور اولیاء اللہ کی شان میں اشعار پڑھ رہے ہیں اور ڈھول سارنگیاں بج رہی ہیں۔ یہ باجے شریعت میں قطعی حرام ہیں۔ کیا اس فعل سے رسول اکرم ﷺ اور اولیاء اللہ خوش ہوں گے؟ اور یہ حاضرین جلسہ گناہ گار ہوئے یا نہیں؟ اور ایسی قوّالی جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر جائز ہے تو کس طرح کی؟ فقط السائل، احمد علی چشتی

http://t.me/Tehqiqaat

۷۸۶ الجواب: ایسی قوّالی حرام ہے۔ حاضرین سب گناہ گار ہیں اور ان سب کا گناہ ان عرس کرنے والوں پر اور قوّالوں پر اور قوّالوں کا بھی گناہ ان عرس کرنے والوں پر۔ بغیر اس کے کہ عرس کرنے والے کے ساتھ، قوّالوں کا گناہ گار ہو جانے سے قوّالوں پر سے گناہ کی کچھ کمی آئے یا اس کے اور قوّالوں کے ذمہ حاضرین کا وبال پڑنے سے حاضرین کے گناہ میں کچھ تخفیف ہو نہیں بلکہ حاضرین میں ہر ایک اپنا پورا گناہ اور قوّالوں پر اپنا گناہ الگ اور سب حاضرین کے برابر جدا اور ایسا عرس کرنے والے نے بلایا ان کے لئے اس گناہ کا سامان پھیلایا اور قوّالوں نے انھیں سنایا اگر وہ سامان نہ کرتا یہ ڈھول سارنگی نہ سناتے تو حاضرین اس گناہ میں کیوں پڑتے؟ اس لئے ان سب کا گناہ ان دونوں پر ہوا، پھر قوّالوں کے اس گناہ کا باعث وہ عرس کرنے والا ہوا۔ وہ نہ کرتا نہ بلاتا تو یہ کیوں کر آ کے بجاتے لہٰذا قوّالوں کا بھی گناہ اس بلانے والے پر ہوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲رشعبان المعظم ۱۳۹۸ھ

''احکام شریعت'' اعلیٰ حضرت کی کتاب اور مروجہ قوّالی کا حکم

سوال: محترم آپ یہ فرمائیے کہ: واقعی یہ قول اعلیٰ حضرت ہی کا ہے کہ قوّالی مزامیر کے ساتھ سننا حرام ہے؟ کہیں یہ کسی شرارتی کی شرارت تو نہیں؟ اور اعلیٰ حضرت پر بہتان لگایا ہو۔ اگر یہ قول اعلیٰ حضرت کا ہے تو کیا واقعی مزامیر کے ساتھ قوّالی سننا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حرام ہے اور اس سے گناہ لازم آتا ہے؟ اگر یہ سب کچھ صحیح ہے تو اب تک جو ہم نے قوالیوں میں شرکت کی ہے اور بجائے ثواب کے گناہ کمایا تو کیا توبہ کرنے سے اب یہ گناہ معاف ہو جائیں گے؟ لہٰذا اس کا مفصل جواب قرآن و حدیث وفقہ حنفیہ کی روشنی میں عنایت فرمائیں۔ فقط والسلام خادم اولیاء کرام، ایم ذکی دہلوی، لیاقت آباد کراچی

۷۸۶ الجواب: احکام شریعت بلاشبہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کے مجموعہ فتاوی کا ایک حصہ ہے اور اس میں جو کچھ تحریر فرمایا گیا ہے وہی حق وصواب اور تمام علماء اہل سنت کے نزدیک معتبر و مستند ہے۔ مروجہ قوالی کا بیشک وہی حکم ہے اور ایسی محفلوں میں شرکت کرنے والے لاریب حرام کے مرتکب ہیں۔ ان پر فرض ہے کہ توبہ کریں اور آئندہ ایسی محفلوں سے دور و نفور رہیں اور بے شک توبہ قبول فرمانے والا رب کریم ہے۔ جب کوئی صدق دل سے ادھر رجوع لاتا ہے وہ کریم توجہ فرماتا ہے اور اس کی توبہ اپنے فضل و کرم سے قبول فرماتا ہے۔ حدیث مبارک کا ارشاد ہے کہ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ۔ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے کہ جیسے اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ر شعبان المعظم ۱۳۹۸ھ

چین والی گھڑی کا استعمال

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: آج کل جو گھڑیاں ہاتھ کی کلائی پر باندھنے کا عام رواج ہے۔ اس میں زنجیر ہوتی ہے جو زیور سے مشابہ ہوتی ہے اور کوئی گھڑی اور زنجیر تو سنہری ہونے کے باعث بالکل سونے کا زیور معلوم ہوتی ہے۔ کیا ان گھڑیوں کو پہن کر نماز پڑھنا اور پڑھانا جائز ہے؟ برائے مہربانی فقہ حنفیہ کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ فقط، جمشید علی، سرفراز کالونی، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: شریعت مطہرہ کا قاعدہ کلیہ اس باب میں یہ ہے کہ زنجیر، زیور کے حکم میں ہے جس کا استعمال مرد کو ناجائز ہے۔ اسی لئے علماء فرماتے ہیں کہ سونے چاندی کے بٹن کرتے یا اچکن میں لگانا جائز ہے۔ جس طرح ریشم گھنڈی جائز ہے۔ (درمختار) یعنی بٹن جب کہ بغیر زنجیر ہوں اور اگر زنجیر والے بٹن ہوں تو ان کا استعمال ناجائز ہے۔ (بہار شریعت) اور سونے چاندی کی زنجیر گھڑی میں لگا کر اس کو گلے میں پہننا یا کاج میں لٹکانا۔ یا کلائی پر باندھنا بھی منع ہے۔ (ردالمحتار) بلکہ دوسری دھات مثلاً تانبا پیتل لوہے وغیرہ کی چینوں کا بھی یہی حکم ہے کیوں کہ ان دھاتوں کا پہننا بھی ناجائز ہے اگر ان چیزوں کو لٹکایا نہیں اور نہ کلائی پر باندھا بلکہ جیب میں پڑی رہتی ہیں تو ناجائز نہیں کہ ان کے پہننے کی ممانعت ہے جیب میں رکھنا منع نہیں۔ (بہار شریعت) اور یہ تاویل یہاں نہ سنی جائے گی کہ ''نماز کے وقت اتار تو لیتے ہیں لہٰذا یہ جائز ہونا چاہئے''۔ اس لئے کہ ان دھاتوں کا استعمال نماز میں بھی حرام وناجائز ہے اور غیر نماز کی حالت میں بھی ممنوع اور جیب میں ڈالے رہنا' استعمال نہیں اور جن علماء نے اس کا استعمال ہر حال میں جائز قرار دیا ہے ان کے دلائل حد درجہ ضعیف اور ناقابل قبول ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ر ربیع الاول ۱۴۰۲ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بوسیدہ قرآن کریم کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: اگر قرآن کریم کے منتشر اور بوسیدہ اوراق کو بے ادبی اور بے حرمتی سے بچانے کے لئے آگ میں ڈال کر تلف کر دیا جائے تو کیا یہ طریقہ جائز ہے۔ براہ کرم عمل صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور فقہ حنفیہ کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

محمد ثناء اللہ ولد عبدالرزاق، مسجد درگاہ سرفراز کالونی، حیدرآباد سندھ

۷۸۲ **الجواب:** قرآن کریم اگر پرانا بوسیدہ ہو جائے اور اس قابل نہ رہے کہ اس میں تلاوت کی جائے اور یہ اندیشہ ہے کہ اس کے اوراق منتشر ہو کر ضائع ہوں گے، تو کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر احتیاط کی جگہ دفن کر دیا جائے اور دفن کرنے میں اس کے لئے لحد بنائی جائے تاکہ اس پر مٹی نہ پڑے یا اس پر تختہ لگا کر چھت بنا کر مٹی ڈالیں کہ قرآن کریم پر مٹی نہ آئے۔ البتہ ایسی حالت میں اسے جلایا نہ جائے (عالمگیری) کہ اس کے جلانے سے اس کی بے حرمتی کی بو آتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ رشوال المکرم ۱۴۰۳ھ

کالا خضاب لگانا

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، گزارش یہ ہے کہ داڑھی میں سیاہ خضاب لگانا کیسا ہے؟ کچھ علماء دین سیاہ خضاب لگانا مکروہ سمجھتے ہیں اور کچھ علماء دین مکروہ تحریمی۔ جناب آپ سے گزارش ہے کہ شریعت کی رو سے فتویٰ دیں کہ داڑھی میں سیاہ خضاب لگانے والے پیش امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ آپ کا دعا گو مخلص برکت علی قادری، حیدرآباد سندھ

۷۸۲ **الجواب:** سیاہ خضاب خواہ مازو یا ہلیلہ و نیل کا ہو۔ خواہ تیل و حنا مخلوط خواہ کسی چیز کا سوائے مجاہدین کے سب کو مطلقاً حرام ہے اور صرف مہندی یا سرخ خضاب یا اس میں نیل کی کچھ پتیاں ملا کر جس سے سرخی میں پختگی آ جائے اور رنگ سیاہ نہ ہونے پائے۔ سنت مستحبہ ہے۔ حضرت شیخ محقق علامہ عبدالحق دہلوی شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں (خضاب بسواد حرام است وصحابہ وغیرہم خضاب سرخ می کردند وگاہے زرد نیز ملخصا)۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ الصفرۃ خضاب المومن والحمرۃ خضاب المسلم و السواد خضاب الکافر (زرد خضاب ایمان والوں کا سرخ خضاب اسلام والوں کا اور سیاہ خضاب کافروں کا)۔ (طبرانی وحاکم) اس کے علاوہ اور احادیث میں ''سیاہ خضاب پر سخت سخت وعیدیں اور مہندی کے خضاب کی ترغیبیں بکثرت وارد ہیں''۔ یہ چند سطریں خلاصہ ہیں اعلحضرت امام اہلسنت کے فتوی مبارکہ کا۔ اور ان کے مقابل نہ کسی کا قول مستند۔ نہ کسی کا قول سند۔ خصوصاً واعظوں کا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳۰ رشوال المکرم ۱۴۰۳ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مخصوص انعامی بانڈ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین درمیان اس مسئلہ میں کہ: مسمّی محمد ہارون نے انعامی بانڈ اسکیم کے تحت حکومت پاکستان سے منظور شدہ ایک انعامی بانڈ قیمتاً خریدا اور بذریعہ قرعہ اندازی مذکورہ شخص کا خرید شدہ انعامی بانڈ انعام کا مستحق ٹھہرا۔ ایسی حالت میں علماء دین کا فتویٰ درکار ہے کہ محمد ہارون کے لئے مذکورہ رقم از رُوئے شرع جائز ہے یا نہیں؟

العارض۔ محمد ہارون، معین ٹریڈرز' اسٹیشن روڈ' حیدرآباد، ۱۳ر نومبر ۱۹۸۳ء

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئول عنہا میں اگر وہ انعامی بانڈ گیارہ روپیہ والا نہیں ہے تو اس کی رقم جائز ہے اور یہ انعامی رقم وہ جہاں چاہے استعمال کرسکتا ہے۔ گیارہ روپیہ والے میں کچھ رقم گرہ سے فوراً کٹ جاتی ہے اس لئے وہ جائز نہیں یو ہیں جہاں رقم جیب سے چلی جائے یہی حکم ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۷/۱۱/۱۹۸۳ء

۷۸۶ الجواب صحیح وصواب والمجیب ان شاء اللہ تعالیٰ نجیح ومثاب۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعندہ ام الکتاب۔

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۰ر جمادی الاولی ۱۴۰۴ھ

کھاتے وقت سلام کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ جب کوئی شخص کھانا کھاتا ہو اور دوسرا شخص آجائے تو اس کو السلام علیکم کہے تو کیا اس کو جواب دینا ضروری ہے یا نہیں؟

۲۔ کھانا کھاتے وقت باتیں کرنا کیسا ہے؟ السائل عبد القدیر، ٹنڈوالہیار

۷۸۶ **الجواب:** ۱۔ لوگ کھانا کھا رہے ہوں اس وقت کوئی آیا تو سلام نہ کرے کہ اس کے منھ میں لقمہ ہوگا جواب نہ دے سکے گا۔ ہاں اگر وہ کھانے کے لئے بیٹھا ہی ہے یا کھا چکا ہے تو کرسکتا ہے کہ اب وہ عاجز نہیں۔ جواب دے سکے گا۔ (ردالمحتار) اور اسی سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ منھ میں لقمہ ہونے کی صورت میں اس پر جواب واجب نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ بالکل چپ رہنا مجوسیوں کا طریقہ ہے اور بیہودہ، لایعنی فضول باتیں کرنا' ہر وقت ممنوع ہے لہٰذا اچھی باتیں کرتا جائے۔ (ردالمحتار)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ر جمادی الاولی ۱۳۸۰ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمده ونصلی ونسلم علی رسوله الکریم

باب المتفرقات (مختلف مسائل)

رقم مقرر کر کے دلّالی لینا جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید کی زمین ہے۔ وہ اسے فروخت کرنا چاہتا ہے۔ عمرو نے جو کہ دلال ہے اور دلالی کرتا ہے۔ زید سے کہا کہ مجھے ۵۰۰ سو روپیہ دو تو میں ابھی آپ کی زمین فروخت کراتا ہوں۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کو لینا اور عمرو کو دینا شریعت کی رو سے جائز ہے یا ناجائز؟ فقط الراقم قمرالدین، گلزار گلی حیدرآباد سندھ

۷۸۶ **الجواب** وباللہ التوفیق: اس طرح رقم مقرر کر کے دلالی جائز ہے۔ البتہ فی صد کمیشن کے حساب سے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک جائز نہیں ہے۔ واللہ اعلم الفقیر عبدالمصطفیٰ ازہری، شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ، عالمگیر روڈ، کراچی

۷۸۶۔ ذٰلک کذٰلک والی مصدق کذٰلک

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، دارالعلوم احسن البرکات، حیدرآباد، ۲۹ ر ذی الحجہ ۱۳۷۰ھ

میّت کی قبر پر سورۃ البقرہ کی آیات

سوال: محترم جناب حضرت علامہ مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ میت کے دفنانے کے بعد جو اس کی قبر پر سورۃ البقرہ کا پہلا اور آخری رکوع پڑھا جائے تو اسے جہر سے نہ پڑھے بلکہ آہستہ آہستہ پڑھے کہ دوسرے لوگ نہ سنیں اور ایصال ثواب میت اور دوسرے مسلمانوں کے حق میں کریں جب کہ یہاں پر عام رواج یہ ہے کہ اسے جہر سے پڑھا جاتا ہے۔ سلطان روم گاؤں، ضلع سوات

۷۸۶ **الجواب:** جب بلند آواز سے قرآن پڑھا جائے تو تمام حاضرین پر سننا فرض ہے جب کہ وہ وہاں سننے کو حاضر ہوں۔ (غنیۃ، فتاویٰ رضویہ) چونکہ قبرستان میں لوگوں کا آنا تدفین و ایصال ثواب کے لئے ہوتا ہے نہ کہ تلاوت سننے کے لئے۔ لہٰذا اگر پڑھا جائے تو ایک بھی سننے میں مصروف ہو تو کافی ہے مگر بہتر یہ ہے کہ سرّی طریقہ سے پڑھا جائے تا کہ جو لوگ اس وقت باتوں میں لگ جاتے ہیں وہ خواہ مخواہ گناہگار نہ ہوں، یہی علماء کا معمول ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۴ر۲ر۱۹۸۳ء

بعد سلام کے دعا "رَبَّنَا ظَلَمۡنَاۤ اَنۡفُسَنَا" پڑھنا

سوال: بخدمت جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ا۔ جب لوگ مسجد میں نماز فجر اور جمعہ کے بعد کھڑے ہو کر باآواز بلند سلام پڑھتے ہیں جس میں امام مسجد بھی شامل ہوتے ہیں۔ اس کے ختم ہونے کے فوراً بعد امام صاحب یہ دعا پڑھتے ہیں رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ٚ وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (الاعراف) ۔اے رب ہمارے ظلم کیا ہم نے جانوں اپنی پر اور اگر نہ بخشے گا تو ہم کو اور نہ رحم کرے گا تو البتہ ہو جائیں گے ہم ٹوٹا پانے والوں میں سے۔ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ "سلام کے بعد اس دعا کا فوراً پڑھنا درست نہیں ہے" کہ سلام افضل و بہتر کام ہے بلکہ اللہ کا کام ہے کہ اللہ رسول اکرم ﷺ پر درود و سلام پڑھتا ہے اور جب مسلمان نیک کام یا کوئی بھی کام کرتے ہیں تو ملائکہ ان کو لکھ لیتے ہیں اور جو وہ اللہ کے حضور پیش ہوتے ہیں تو اس میں ہماری یہ دعا بھی جو وہ لکھ کر لے جاتے ہیں پیش کریں گے جب کہ اللہ ان سے دریافت فرمائے گا کہ تم نے بندوں کو کس حال میں پایا؟ ان کے پیش کرنے پر اللہ فرمائے گا کہ اے فرشتو! تم گواہ ہو کہ یہ لوگ میرے کام کو ظلم سمجھتے ہیں۔ ایسا ہی سوال حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کرنے پر ہوگا۔ تو پھر ہمارا ٹھکانا کہاں ہوگا؟ اس صورت میں ہم راندۂ درگاہ اللہ اور رسول ﷺ ہوں گے۔ اس لئے آپ اس کو نہ پڑھا کریں اس کے جواب میں وہ فرماتے ہیں کہ کلام پاک کی آیت ہے اور دعا ہے جو کہ آدم علیہ السلام نے پڑھی تھی۔ اس لئے سلام کے فوراً بعد پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۲۔ الحمد للہ رب العالمین التحیات للہ والصلوت الخ ایک صاحب اس طرح پڑھتے ہیں۔ تو لوگ ان پر اعتراض کرتے ہیں کہ اس طرح پڑھنے سے الفاظ اور معنی تبدیل ہو جاتے ہیں۔ مثلاً الٰہی میرے اللہ کے واسطے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے الٰہی میرے معبود میرے خدا۔ وضاحت فرمائیں اس طرح پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ کیوں کہ پڑھنے والے صاحب اس کو قرأت کہتے ہیں۔ امید کرتا ہوں کہ کتاب و سنت سے جواب مرحمت فرما کر مشکور فرمائیں گے۔

احمد حسین انصاری، لانڈھی، کراچی

۷۸۶ **الجواب:** ا۔ کسی بھی موقع و محل پر آدمی کو اپنی نکمی عقل کے فرضی گھوڑے دوڑا کر مسئلہ شرعیہ کو محض اپنی ذہانت پر اعتماد کرتے ہوئے قیاس نہیں کرنا چاہئے۔ آخر دواوین میں بیان کردہ الفاظ سائل نے یا معترض نے کہاں سے نقل کئے حوالہ دیں محض اپنے قیاس سے اتنی جرات کی تو بیجا جسارت کی اسے توبہ کرنا چاہئے۔ ربنا ظلمنا ایک دعا ہے جو آدم علیہ السلام کو تعلیم فرمائی گئی اور دعا کے اول و آخر درود شریف دعا کی قبولیت کی مُوجب ہے۔ اس مسئلہ میں امام صاحب حق پر ہیں۔ واللہ اعلم

۲۔ عربی تلفظ میں یائے مجہول جیسا کہ اردو خوانوں میں مروج ہے رائج و مروّج نہیں تو للّٰہ کو لِلّٰہِ اور التحیاتُ ہی پڑھنا درست اور قواعد تجوید کے مطابق ہے، اعتراض بیجا ہے، اگر وہ کسرہ و ضمہ کو اس طرح ادا کرتے ہیں کہ کسرہ ی تک اور ضمہ واؤ تک پہنچ جائے تو غلط ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ رجب المرجب ۱۳۸۹ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کبوتر پالنا اوران کو کھانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: کبوتر پالنا جائز ہے یانہیں؟ اوران کا کھانا حلال ہے یانہیں؟ جب کہ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ کبوتر پالنا جائز ہےاور حلال بھی ہے لیکن ان کو ذبح نہ کرنا چاہئے کیوں کہ یہ اماموں کے قاصد رہے ہیں آیا کبوتر اماموں کے قاصد رہے ہیں یانہیں؟ بینواتوجروا

فقط بابوخان، پختہ قلعہ' حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: کبوتر پالنا تو جائز ہے لیکن کبوتر بازی حرام ہے کہ ناحق بے زبان جانور کو تکلیف دینا ہے۔ کبوتروں کا کھانا بھی حلال ہے اور یہ بات کہ کبوتر پیغام رسانی کا کام کرتے ہیں اس حلال کو حرام نہیں کرسکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ رجب المرجب ۱۳۸۹ھ

لڑکی بیچ کرزمین خریدنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنی لڑکی بیچ کروہ پیسے اپنے پاس رکھ لئے۔ چند ماہ کے بعد کسی آدمی نے اپنی زمین بیچنے کا ارادہ کیا تو اس شخص نے جاکران پیسوں سے وہ زمین خریدلی۔ چند دنوں کے بعد اس شخص کو کسی علم والے نے سمجھایا کہ یہ حرام ہے۔ تو وہ شخص اب شریعت محمدی ﷺ پر عمل کرنا چاہتا ہے تو اس کی کیا صورت ہوسکتی ہے۔ جب کہ زمین دینے والا زمین واپس بھی نہیں لیتا اور وہ زمین کے پھل سے مسافروں اور غریبوں کو کھانا یا خیرات دیتا ہے۔ تو وہ قبول ہوگا یانہیں؟ اور وہ خود بھی کھارہے ہیں تو کیا یہ حرام ہے یا حلال؟ یاوہ شخص اس زمین کو بیچ کر اپنے لڑکوں کی شادی کرانا چاہتا ہے یا خود اپنے لئے زمین دے کر عورت شادی کے لئے لے سکتا ہے یانہیں؟ بینواتوجروا

متعلم حافظ غلام مصطفےٰ، دارالعلوم احسن البرکات' حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: زمین والا اگر زمین واپس کردے اور اپنی رقم لے لے تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی لغزشوں کو معاف فرمائے گا (ابوداؤد، ابن ماجہ) اور اگر وہ واپس نہیں کرتا تو اس پر فرض ہے کہ اس کی پیداوار سے رقم جمع کرے اور ایک ساتھ یا قسط وار اس شخص کو وہ رقم ادا کرے جس کے ہاتھ لڑکی کو بیچا تھا۔ یا کسی سے قرض لے کر اس کی رقم چکائے۔ اسی طرح اس لڑکی کے خریدار پر فرض ہے کہ اس لڑکی کو اس کے حوالے کردے۔ وہ لڑکی آزاد ہے۔ اس پر صرف اپنا حق ہے یا پھر اس کے ماں باپ کا۔ حرام کا مرتکب جس طرح اس کا باپ ہے یوں ہی وہ بھی حرام کا مرتکب ہے' جس نے اس لڑکی کو خریدا۔ دونوں پر توبہ فرض ہے۔ بہر حال روپیہ دینے والے کا لڑکی پر کوئی حق نہیں اور جو روپیہ اس نے دیا وہ لینے والے پر قرض ہے' خواہ یہ معاف کردے اور آخرت کا ثواب لے یا اس سے وصول کرے۔ رقم وصول کرنے کے لئے لڑکی کو نہیں روک سکتا۔ روکے گا تو اور گناہگار ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ رجب المرجب ۱۳۸۹ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عمداً یا بھول کر قتل کر دینے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: اگر ایک شخص کسی دوسرے کو دانستہ یا بغیر قصد کے قتل کر دے اور دونوں فریق آپس میں شرعی فیصلہ کے مطابق مصالحت کرنا چاہیں تو اس کی کیا صورت ہوگی؟ بینوا توجروا

لیک بندہ خدا۔ لطیف آباد حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: ایسی صورت میں مقتول کے اولیاء کو حق ہے کہ وہ مقتول کے عوض دس ہزار درہم چاندی کا مطالبہ کریں اور ایک درہم ساڑھے چار آنہ کا ہوتا ہے۔ اگر اس رقم سے کم پر دونوں فریق راضی ہو جائیں اور باہم مصالحت کریں تو پھر وہی رقم دینا لازم ہوگی۔ عالمگیری میں ہے واذا اصطلح القاتل واولیاء القتیل علیٰ مال یجب المال قلیلا کان او کثیرا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ ربیع الاوّل شریف ۱۳۸۹ھ

ڈاکخانہ سے جو رقم زائد ملی وہ سود ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص ایک مسجد کا پیش امام تھا اور اس کا روپیہ ڈاکخانے میں جمع تھا اور اس کا کوئی وارث نہیں تھا۔ جس کی وجہ سے اس نے اپنی زندگی میں مسجد کو اپنے سرمایہ کا وارث بنایا تھا کہ مرنے کے بعد یہ رقم مسجد کو ملے۔ چنانچہ دو سال گزرے اس کا انتقال ہو گیا ہے اور مسجد نے عدالت کے ذریعے فیصلہ حاصل کر کے یہ رقم ڈاکخانے سے وصول کر لی ہے۔ کل رقم دو ہزار ستر روپے پندرہ پیسے ہیں۔ ڈاک خانہ سے معلوم ہوا کہ مرحوم کی اصل رقم ایک ہزار آٹھ سو دو روپے تین پیسے تھی اور باقی رقم دو سو اڑسٹھ روپے بیاسی پیسے یہ اس کا منافع' گویا سود ہے اور یہ رقم ڈاکخانہ سے کل ملی ہے۔ اب اس رقم کا مسجد کی کمیٹی والے کیا کریں؟ ایسا نہ ہو کہ نیکی برباد گناہ لازم والی مثال ہو جائے۔ مسجد کا تعمیری کام بھی شروع ہونے والا ہے اور پیشاب گھر بھی بنوانے ہیں۔ کیا یہ رقم اس مد پر خرچ کر سکتے ہیں؟ ایسا نہ ہو تو پھر مسجد کمیٹی اس رقم کو کیا کرے؟ براہ کرم وضاحت فرمائیں۔ فقط، حاجی منظور احمد، متولی شاہی مسجد، شاہی بازار، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ الجواب: ڈاک خانہ سے جو رقم زائد ملی ہے وہ سود ہے اور حرام! حرام! روپیہ ہے۔ کسی کام میں لگانا جائز نہیں۔ نیک کام ہو یا اور۔ سوا اس کے کہ جس سے لیا اسے واپس کر دے اور ڈاک خانہ یا بنک کو یہ رقم دینا خطرات سے خالی نہیں۔ اس لئے یہ رقم فقیروں پر تقسیم کرے اس کے علاوہ کوئی وسیلہ اس کے پاک کرنے کا نہیں۔ پھر اسے خیرات کر کے جیسا پاک مال سے ثواب ملتا ہے اس کی امید رکھے تو سخت حرام ہے بلکہ فقہاء نے کفر لکھا ہے۔ ہاں جو شرع نے حکم دیا کہ حقدار نہ ملے تو فقیروں کو تصدق کرے اس حکم کو مانا تو اس پر ثواب کی امید کر سکتا ہے اور مسجد کی تعمیر میں بعینہ روپیہ نہیں لگایا جاتا بلکہ اس سے اشیاء خریدتے ہیں، خریداری میں اگر یہ نہ ہوا ہو کہ حرام رکھا کر کہا، کہ اس کے بدلے فلاں چیز دے، اس نے دی اس نے وہی رقم حرام کی قیمت میں دے دی، تو جو چیزیں خریدیں وہ خبیث نہیں ہوتیں۔ انہیں پیشاب خانہ وغیرہ میں صرف کیا جا سکتا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے۔ (الفتاویٰ الرضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ر صفر المظفر ۱۳۸۹ھ

محراب میں شیشہ کا کام اور ائمہ کے نام

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، جناب عالی گزارش خدمت یہ ہے کہ ہمارے شہر کڈھن میں ایک مسجد اہل سنت و جماعت نے بنوائی ہے۔ جس کی محراب کے اندر شیشہ کا کام کیا گیا ہے۔ اتفاق سے یہاں پر علمائے دیو بند کا جلسہ ہوا اور جلسہ میں موجود علماء کرام مسجد میں تشریف لائے۔ انھوں نے مسجد شریف کو دیکھا محراب کو دیکھ کر انھوں نے اپنا فرمان جاری فرمایا کہ جو محراب کے اندر نام لکھے گئے ہیں وہ شریعت کے خلاف ہیں اور ساتھ میں یہ بھی فرمایا کہ محراب کے اندر سامنے قرآن شریف لکھنے کا بھی حکم نہیں ہے یہ جو کچھ محراب کے اندر لکھا ہوا ہے شریعت کے خلاف ہے۔ اب محراب کا مکمل نقشہ آپ کی خدمت میں روانہ کیا جارہا ہے۔ محراب کے اندر گولائی میں جو پنجتن کے نام ہیں وہ سر کے برابر ہیں سجدہ اور رکوع میں سامنے نہیں ہوتے ہیں۔ لہٰذا برائے کرم قانونِ شریعت کے مطابق آپ اپنا فتویٰ عنایت فرمائیں کہ محراب کے اندر یہ سب کام درست ہے یا پھر ان تمام ناموں کو محراب سے نکال دیا جائے؟ عین نوازش ہوگی۔ فقط والسلام عبدالحمید عفی عنہ، کڈھن ضلع بدین

۷۸۶ **الجواب:** مسجدوں میں ظاہری زینت زمانہ سلف صالحین میں فضول و ناپسند تھی۔ مگر علماء حاضرین نے اس کی اجازت فرمائی کہ اس سے عوام الناس کی نظروں میں مسجدوں کی عظمت اور دلوں میں وقعت بڑھتی ہے۔ مگر اب بھی دیوار قبلہ کو عموماً اور محراب کو خصوصاً ایسی چیزوں سے بچانے کا حکم ہے۔ جس سے لوگوں کا نماز میں دھیان بٹے یا ان کی نظروں کو پریشان کرے۔ لہٰذا اسمائے طیبہ اگراتنی اونچائی پر لکھے گئے ہیں کہ نمازی کی نظریں ان پر نہیں پڑتیں کوئی حرج نہیں۔

وہابیہ کا انہیں ناجائز سمجھنا بربنائے کلمہ ''یا محمد'' ہے جو ان کے دھرم میں شرک ہے اور وہابیت مردود ہے۔ مولیٰ عزوجل اپنی پناہ میں رکھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ر ربیع الاول شریف ۱۳۸۹ھ

قطع رحمی گناہ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید کی ایک سوتیلی ماں ہے۔ زید نے کبھی بھی سوتیلی ماں اور سوتیلے بہن بھائیوں کو سوتیلے پن کا احساس نہیں ہونے دیا اور زید اپنی سوتیلی ماں کو ہر ماہ پابندی سے خرچ بھی دیتا رہا لیکن زید کے سوتیلے بھائی اور ماں نے اس کے ساتھ دھوکہ کیا ہے۔ جس سے زید ذہنی طور پر پریشان ہوا۔ اب زید سوتیلی ماں اور بہن بھائیوں سے کسی قسم کا تعلق نہیں رکھنا چاہتا بلکہ ان کو دیکھنا بھی نہیں چاہتا۔ ایسی صورت میں زید جو سوتیلی ماں کو خرچ دیتا تھا اس کی پابندی لازم ہے یا نہیں؟ فقط السائل۔ اظہر فاروق، حیدرآباد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ الجواب: صورت مسئول عنہا میں زید اپنی سوتیلی ماں کے ساتھ جو معاملہ کرنا چاہتا ہے۔ اس کا نام قطع رحمی ہے اور شریعت نے قطع رحمی کو سخت ناپسند فرمایا ہے۔ احادیث کریمہ میں ہے کہ ''اللہ تعالیٰ قطع رحمی کرنے والوں پر رحم نہیں فرماتا'' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خالہ کے بیٹے مسطح نام کے تھے جو نادار، مہاجر، صحابی تھے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کا خرچ اٹھاتے تھے لیکن جب مسطح نے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت لگانے والوں کا ساتھ دیا، تو حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قسم کھائی کہ وہ مسطح کے ساتھ حسن سلوک نہ کریں گے۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے آیت وَلَا یَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ الآیۃ (النور:22) نازل فرمائی اور اسی میں یہ ہے اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَکُمْ ''کیا تم اسے دوست نہیں رکھتے کہ اللہ تمہاری بخشش کرے۔'' جب یہ آیت حضور اکرم ﷺ نے پڑھی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا بے شک میری آرزو ہے کہ اللہ میری مغفرت فرمائے اور میں مسطح کے ساتھ جو سلوک کرتا تھا اس کو بھی موقوف نہ کروں گا چنانچہ آپ نے اس کو جاری فرمادیا''۔ (کنز الایمان وخزائن العرفان) یہ معاملہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنے خالہ زاد بھائی کے ساتھ تھا تو انھوں نے اللہ کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کردیا اور زید اپنی سوتیلی ماں کے ساتھ سلوک موقوف کرنا چاہتا ہے حالانکہ سوتیلی ماں حقیقی ماں کی طرح ہوتی ہے تو جس طرح حقیقی ماں کے حقوق زید پر لازم، اسی طرح سوتیلی ماں کے حقوق زید پر لازم ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ ربیع الاول شریف ۱۳۸۹ھ

زوجین کا ایک دوسرے کا پیشاب پینا اور آلۂ تناسل منہ میں لینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: اگر شوہر اپنی بیوی کا پیشاب جان کر پیئے اور اس کی بیوی اپنے شوہر کا آلۂ تناسل منہ میں لے کر چوسے تو، کیا ان دونوں پر کلمہ پڑھنا لازم ہوگیا یا نہیں؟ ویسے دونوں شوہر وزن اسلام پر قائم ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں اور اسلام کے تمام ارکان پورے کرتے ہیں۔ اگر شوہر اپنی بیوی کا دودھ جان کر پیئے تو نکاح قائم رہا یا نہیں؟
فقط۔ عزیز الرحمٰن، یونٹ نمبر ۱۱، لطیف آباد حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: بیوی، خواہ کسی مرد عورت یا حلال حرام جانور کا پیشاب حرام جان کر پیا تو سخت گناہ اور خباثت قلبی کا نشان ہے۔ اس سے فوراً توبہ فرض اور اگر معاذ اللہ بیوی کے پیشاب کو حلال سمجھا اور پی گیا تو ایمان بھی گیا۔ از سر نو کلمہ پڑھے اسلام لائے اور دوبارہ نکاح پڑھائے۔ یوں ہی عورت کی وہ بیہودہ حرکت اس کی دلی گندگی کا پتہ دیتی ہے۔ سچے دل سے توبہ کرے مگر ایمان ابھی باقی ہے۔ ہاں بیوی کا دودھ پینے سے نکاح نہیں جاتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ رجب المرجب ۱۳۹۸ھ

جن جانوروں سے بدفعلی کی گئی ان کو جلا دیا جائے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک لڑکے نے بھینس کے ساتھ جماع کرلیا ہے اور اس بھینس اور

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لڑکے کے بارے میں جو شرع شریف کا حکم ہو واضح فرمائیں۔ السائل الٰہی بخش، لطیف آباد حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں جس بھینس کے ساتھ صحبت کی گئی ہے اس کو ذبح کر کے جلادیں، اس سے نفع اٹھانا مکروہ ہے۔ (درمختار ردالمحتار) اور جس سے یہ قبیح فعل سرزد ہوا ہے اسے مناسب سزا دی جائے۔

واللہ تعالیٰ اعلم فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۸/۶/۱۹۷۸ء

قرآن کریم بوسیدہ ہو تو؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے قرآن مجید کے بوسیدہ اوراق کو ایک قبر کھود کر اس میں جلا کر دفن کر دیا۔ یہ جو کچھ انہوں نے کیا یہ شرع کے موافق ہوا یا نہیں؟ السائل محمد جمیل احمد وارثی، اسسٹنٹ پروفیسر، ٹنڈو جام

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: قرآن مجید پرانا بوسیدہ ہو جائے تو کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر احتیاط کی جگہ دفن کر دیا جائے اور دفن کرنے میں اس کے لئے لحد بنائی جائے تا کہ اس پر مٹی نہ پڑے یا اس پر تختہ لگا کر چھت بنا کر مٹی ڈالیں کہ قرآن کریم پر مٹی نہ پڑے۔ مصحف شریف بوسیدہ ہو جائے تو اس کو جلایا نہ جائے۔ تاہم اگر کسی نے غلطی سے یا لاعلمی میں ایسا کر لیا تو اس کی راکھ کو اسی طرح دفن کرے جیسا کہ اوراق کا حکم ہے اور آئندہ اس سے اجتناب برتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۷/۳/۱۹۷۸ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۷ ربیع الآخر ۱۳۹۸ھ

مسجد کے دروازے طاق تعداد میں

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، جناب عالی گزارش یہ ہے کہ اکثر مسجدوں میں دیکھا گیا ہے کہ دروازے گنتی میں ۳ ہوتے ہیں یا ۵' یا ۷' یا ۹' یا ۱۱' یا ۱۳۔ آپ کو مثال کے طور پر بتایا ہے ایسے ہوتے ہیں مگر ایسے نہیں ہوتے ہیں جیسے ۲' یا ۴' یا ۶' یا ۸' یا ۱۰۔ یہ مسئلہ ہمیں بتائیں کہ آخر وہ ایسے کیسے ہوتے ہیں؟ فقط السائل

۷۸۶ **الجواب:** حدیث شریف میں فرمایا ان اللہ وتر یحب الوتر۔ اللہ تعالیٰ طاق یعنی واحد و یکتا ہے اور طاق کو پسند فرماتا ہے، اس لئے مسلمانوں کا معمول رہا ہے کہ جہاں تک ممکن ہوتا ہے اس جگہ عدد طاق پسند کرتے ہیں یعنی ایسا عدد جو پورا تقسیم نہ ہو سکے۔ ھذا ما عندی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ رذی القعدہ ۱۳۹۹ھ

خلفائے راشدین کے نام پر روڈ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: سرفراز کالونی حیدر آباد میں چند سڑکوں اور گلیوں کے نام تنظیم اصلاح سرفراز کالونی نے خلفائے راشدین کے اسمائے گرامی سے منسوب کر کے رکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔ تا کہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خلفائے راشدین کا نام نامی اسم گرامی روزانہ ہر زبان پر آئے اور آنکھوں میں سمائے تا کہ ایمان تازہ ہو اور ان کا نام بلند ہو۔ اس مقصد مقدس کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک سڑک کا نام ''صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روڈ'' اور دوسری سڑک کا نام ''فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روڈ'' اور تیسری سڑک کا نام ''عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روڈ'' اور ایک چوک کا نام ''حیدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ چوک'' رکھا گیا ہے۔

آپ سے درخواست ہے کہ آپ اس سلسلہ میں اپنا فتویٰ صادر فرمائیں اور تنظیم کو ممنون و مشکور فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

خدمت میں جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب مدظلہ العالی، دار العلوم احسن البرکات' حیدر آباد، فقط آپ کا فرمانبردار محمد اکرم آرائیں، صدر تنظیم اصلاح، سرفراز کالونی' حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: ''تنظیم اصلاح سرفراز کالونی'' کے ممبران وارکان کا یہ فیصلہ بڑا مستحسن اور قابل قدر و قابل عمل ہے۔ مولائے کریم اس پر عمل کی توفیق بخشے اور اس کے ذریعہ سواد اعظم اہل اسلام کے عقیدہ متعلقہ خلافت پر خصوصاً اور ان حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے طفیل دوسرے عقائد پر استقامت نصیب فرمائے۔ (آمین) فقیر اس سلسلہ میں اتنی ترمیم پیش کرتا ہے کہ ان سڑکوں پر جو پتھر نصب کیے جائیں ان کی عبارت یوں ہو۔

خلیفہ اوّل

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روڈ

خلیفہ دوم

فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روڈ

خلیفہ سوم

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روڈ

خلیفہ چہارم

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چوک

نیز کسی نام پر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جگہ رض ہرگز نہ لکھیں کہ شرعاً ایسا لکھنا ممنوع ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۲ رمحرام الحرام ۱۳۹۹ھ

کسی خاص مقصد کے تحت چندہ کیا تو اسی میں صرف ہوگا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: اکثر مساجد کی انتظامیہ مختلف ایام میں مثلاً گیارہویں شریف' شب قدر' شب معراج' شب برات' ربیع الاوّل اور عرائس وغیرہ کے لئے عوام سے چندہ وصول کرتی ہیں مگر اس پیسے میں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے کچھ رقم ان ایام پر خرچ کرنے کے بعد بچالی جاتی ہے۔ جو بعد میں ائمہ کرام ومؤذن کے وظیفہ اور مساجد کے دیگر اخراجات پر خرچ کردی جاتی ہے جب کہ وہ پیسہ اسی شب پر خرچ کرنے کی گنجائش بھی ہوتی ہے۔ از روئے شرع تحریر فرمائیں کہ کیا ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا السائل محمد عبدالرحیم نقشبندی، متعلم دارالعلوم احسن البرکات' حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: خاص خاص مواقع پر جو چندے کیے جاتے ہیں وہ انہیں مواقع کے لئے ہوتے ہیں انہیں میں خرچ ہونے چاہئیں۔ پھر بھی کوئی رقم باقی ہے تو چندہ دینے والوں سے اجازت حاصل کر کے خواہ مسجد وغیرہ میں اعلان کر کے کہ دینے والوں کو اب کوئی اعتراض نہ رہے دوسرے اخراجات میں خرچ کی جاسکتی ہے ورنہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ر شعبان المعظم ۱۴۰۰ھ

قتل کا معاوضہ (دیت)

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے کسی آدمی کو قتل کر دیا۔ اب وہ یہ چاہتا ہے کہ میں مقتول کے ورثاء کو اس قتل کے بدلے میں کچھ معاوضہ دے دوں مگر یہ کہ قیامت کے دن میرا یہ گناہ ظاہر نہ ہو۔ کیا اللہ تعالیٰ وہاں بھی اس کے بدلے میں قاتل کو سزا دے گا یا معاوضہ کی وجہ سے معاف ہو جائے گا۔ بینوا توجروا

السائل حافظ منظور احمد، ضلع لاڑکانہ

۷۸۶ الجواب: اولیائے مقتول اگر مال لے کر مصالحت پر آمادہ ہیں تو اس کار خیر میں تاخیر کیسی؟ دنیا میں تو اپنی برأت کا انتظام کرلے۔ نیت بخیر منزل آسان۔ اس کریم کو معاف فرماتے کیا دیر لگتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم جمادی الاخریٰ ۱۴۰۰ھ

افلاس کے خوف سے منصوبہ بندی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: کوئی شخص رزق کی تنگی یا سنبھال اور دیکھ بھال کی تنگی سے تنگ آکر اپنی عورت کا بچہ پیدا کرنا بند کرا دیتا ہے۔ آیا! شرعی نقطۂ نظر سے یہ جائز ہے یا ناجائز؟ فقط خادم الفقراء۔ محمد ظفر عباس قادری

۷۸۶ الجواب: افلاس وتنگدستی کے خوف سے اولاد کو زندہ درگور کر دینا یا انہیں قتل کر دینا' کفار ومشرکین کا معمول رہا ہے اور قرآن عظیم نے اس عقیدہ کی سختی سے تردید فرمائی۔ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ اسی میں داخل ہے افلاس وتنگدستی کے خوف سے حمل ساقط کرانا' یا وہ تدابیر اختیار کرنا جو مانع حمل ہیں۔ ہاں اگر عذر ہو مثلاً عورت کے شیر خوار بچہ ہے اور حمل سے دودھ خشک ہو جائے گا اور بچہ کے ہلاک ہونے کا اندیشہ ہے تو اس مجبوری سے حمل ساقط کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ اس کے اعضاء نہ بنے ہوں اور اس کی مدت ایک سو بیس دن ہے۔ (ردالمحتار وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ر جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

افلاس سے منصوبہ بندی پر عمل

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک آدمی اولاد کثیرہ کے باعث مالی پریشانی میں ہے اور یہی وجہ بچوں کی ماں کی تندرستی کے لئے مضر ہے تو وجہ بچوں کے بند کرائے جانے میں شرعی عذر ہے؟ مسئلہ کی وضاحت فرمائیں۔

فقط السائل۔ سیّد یوسف علی، حسین آباد' پھلیلی روڈ' نزد پاکستان چوک' حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: کثرت اولاد کی صورت میں' دو چیزیں ہیں جو انسان کو نسل کشی پر آمادہ کرتی ہیں۔ ''ایک افلاس مفلسی' ناداری اور محدود آمدنی کا فی الحال پایا جانا یعنی والدین واقعتہ فی الحال افلاس مفلسی میں مبتلا ہیں اور دوسری چیز ہے خوف افلاس، مفلسی کے اندیشے یعنی والدین فی الحال تو مفلسی میں مبتلا نہیں ہیں لیکن اندیشہ کررہے ہیں کہ اولاد بڑھتی رہی تو موجودہ آمدنی ہرگز ہرگز کفایت نہ کرے گی۔'' اور قرآن کریم نے ان دونوں ہی نظریات کو باطل قرار دیا ہے اور فرمایا نحن نرزقکم وایاھم ''ہم تمھیں رزق دیتے ہیں انہیں بھی دیں گے۔'' اسی لئے علماء کرام نے ارشاد فرمایا اسقاط حمل کے لئے دوائیں استعمال کرنا' یا دائی خواہ لیڈی ڈاکٹر سے حمل ساقط کرانا منع ہے بچہ کی صورت بنی ہو یا نہ بنی ہو۔ دونوں کا ایک حکم ہے ہاں اگر عذر ہو مثلاً عورت کے شیر خوار بچہ ہے اور باپ کے پاس اتنا بھی نہیں کہ دایا یا دودھ پلائی مقرر کرے یا دایہ میسر نہیں ہوتی اور حمل سے دودھ خشک ہو جائے گا اور بچہ ہلاک ہونے کا صحیح اندیشہ ہے تو اس مجبوری سے حمل ساقط کرایا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ اس کے اعضاء نہ بنے ہوں اور اس کی مدت ایک سوبیس دن ہے۔ (ردالمحتار وغیرہ) مانع حمل دواؤں کا استعمال بھی اسی مجبوری کے ماتحت جائز ہونا چاہئے۔ نہ کہ افلاس و مفلسی کے تحت کہ قرآنی احکام کی صریح خلاف ورزی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ ذی القعدہ ۱۳۹۹ھ

شرعی عذر کی وجہ سے منصوبہ بندی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنی زوجہ کی منصوبہ بندی کرائی ہے کیوں کہ ڈاکٹروں نے کہا ہے کہ اگر اس کی منصوبہ بندی نہ کرائی گئی تو اس کی جان جانے کا خطرہ ہے۔ مذکورہ شخص نے چند سال کے لئے منصوبہ بندی کرائی ہے۔ کیا ایسا کرانا جائز ہے یا نہیں؟ فقط السائل

۷۸۶ الجواب: عورت کی جان جانے کا صحیح اندیشہ ہو تو ایسی حالت میں مقررہ مدت کے لئے منصوبہ بندی میں کوئی گناہ نہیں اور اب تو یہ فعل ہو چکا۔ قال اللہ تعالیٰ اِلَّا خَطَـًٔا (النساء:92)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ محرم الحرام ۱۴۰۱ھ

اذان سے قبل سلام پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ اذان ہونے سے یا اذان کہنے سے پہلے صلوٰۃ وسلام پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۲۔ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی کے جواب میں بلند آواز کرنا کیسا ہے؟

۳۔اقامت کے وقت حیَّ علی الصلوٰۃ کے الفاظ ادا کرتے وقت نماز کے لئے کھڑا ہونا کیسا ہے؟

۴۔انتظامیہ کمیٹی کے ممبرز کن خصوصیات کے حامل ہونے چاہئیں اور نیز ممبرز کی تعداد کتنی ہونی چاہئے؟

۵۔مسجد کا تیل بیچنے سے جو رقم حاصل ہوتی ہو اسے کس مد میں صرف کیا جائے؟

۶۔نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی سنتے وقت دونوں انگوٹھوں کو ملا کر چومنا کیسا ہے؟

فقط والسلام اللہ دین، سیٹلائٹ ٹاؤن، میرپورخاص

۷۸۶ **الجواب:** ۱۔اذان سے قبل صلوٰۃ وسلام پڑھنا جائز ہے۔البتہ اذان کے مقابلہ میں اسے پست آواز سے پڑھا جائے تاکہ صلوٰۃ وکلمات، اذان کے کلمات سے ممتاز ہیں اور وہابیہ کو اعتراض کی گنجائش نہ ملے۔واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔یہ ایک ایسا عمل ہے جو عام مسلمانوں میں معمول ومرقوم ہے، شرعاً نہ اس کا مطالبہ ہے نہ ممانعت اور جب شریعت مطہرہ اس سے منع نہیں کرتی تو ہم اور آپ منع کرنے والے کون۔واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔اقامت شروع کی جائے تو جو لوگ مسجد میں موجود ہیں وہ بیٹھے رہے۔اس وقت اٹھیں جب مکبر حی علی الصلوٰۃ پر پہنچے، یہی حکم امام کے لئے ہے۔اگر کوئی اس کے خلاف کرتا ہو تو گناہ گار نہیں لہٰذا اس مسئلہ میں بحث تکرار نہ کی جائے کہ مسلمانوں میں خوامخواہ انتشار پھیلے گا۔(عالمگیری وغیرہ)۔واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔انتظامیہ کے ممبران خدا ترس، دیندار، سنی اور اپنے فرائض بخوبی انجام دینے والے ہونے چاہئیں تاکہ مسجد آباد رہے نمازی بڑھیں اور نظام میں کوئی خلل واقع نہ ہو۔تعداد کی کوئی قید نہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

۵۔اگر مسجد والوں کا معمول یہ ہو کہ بچا ہوا تیل امام مؤذن کو دیا جاتا ہے تو انھیں کو دیا جائے ورنہ جو معمول رہا اسی کے مطابق عمل کریں۔واللہ تعالیٰ اعلم

۶۔نام اقدس سنکر دونوں انگوٹھوں کو چومنا جائز بلکہ مستحب ہے۔(درمختار وغیرہ)۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴؍ ذی القعدہ ۱۴۰۲ھ

پستانوں کو دبا کر ختم کر دینا

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، جناب عالی گزارش خدمت میں یہ ہے کہ سندھ کے دیہاتوں میں کچھ قبائل کی ایسی عورتیں ہیں جو اپنی لڑکیوں کے بلوغت سے پہلے ہی ان کے ابھرتے ہوئے پستان کو دباتی ہیں۔پھر اپنی لڑکیوں کو بولتی ہیں کہ وہ خود اپنے پستانوں کے اوپر زور سے ایسی چیز گھمائیں کہ جس سے ان کے پستان مرجائیں۔نتیجتاً ان کے پستان واقعی مرجاتے ہیں اور بلوغت سے لے کر آخری دم تک ان لڑکیوں کے پستان اپنا ابھار چھوڑ کر ٹھیک اسی طرح لٹکتے رہتے ہیں جس طرح بھینس، گائے یا بکری کے تھن۔مقصد اس کا یہ بتایا جاتا ہے کہ ان لڑکیوں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں مردوں کے لئے جاذبیت وکشش ختم ہو جائے۔ کیا از روئے شریعت مطہرہ ان عورتوں کا یہ فعل جائز ہے یا قطعی حرام اور گناہ عظیم؟ فتویٰ ارشاد فرمائیں اور ساتھ ہی اجازت بھی عطا ہوتا کہ سوال وفتویٰ اپنی سندھی کتاب ''حقوق اولاد'' میں درج کر کے شائع کر سکوں۔ فقط پروفیسر عبدالکریم لغاری قادری، لطیف آباد' حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: جاہل عورتوں کا جوان وبالغ لڑکیوں کے ساتھ یہ معاملہ کہ وہ ان کے ابھرتے ہوئے پستانوں کو دبا کر انہیں ابھار سے روک دیتی ہیں۔ شرعاً حد درجہ قبیح وحرام اور موجب لعنت الٰہی ہے۔ یہ ان کی ابھرتی ہوئی جوانیوں پر ظلم بھی ہے۔ فطرت انسانی کی تغیر اور خلق الٰہی کی تبدیلی بھی یہ خود اپنی جگہ حرام وناجائز اور ایک شیطانی فعل ہے۔ آخر شیطان رجیم نے اپنے ناپاک ارادوں کا اظہار یوں بھی تو کیا ہے۔ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ (النساء:119) ''میں بے شک ان کو حکم دوں گا کہ اللہ کی بنائی چیزیں بگاڑیں گے۔'' یہی وہ آیت کریمہ ہے جس کی رو سے حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدن گودنے والیوں' اور گدوانے والیوں' اور منہ کے بال نوچنے والیوں اور خوبصورتی کے لئے دانتوں میں کھڑکیاں بنانے والیوں' اللہ کی بنائی ہوئی چیز بگاڑنے والیوں پر لعنت فرمائی۔ (بخاری ومسلم' ابوداؤد' ترمذی وغیرہم) اور اس لعنت کی وجہ وعلت یہی خدا کی بنائی چیز بگاڑنی بتائی بعینہٖ یہی کیفیت بلکہ اس سے بڑھ کر پستانوں کے ابھار کے دبانے میں ہے۔ علماء کرام نے داڑھی منڈانے کو مثلہ یعنی صورت بگاڑنے میں شامل فرما کر' حکم دیا مرد کو داڑھی منڈانا کترنا، مثلہ ہے جیسے عورت کو سر منڈانا اور ابھرتی ہوئی جوانی کو یوں ملیا میٹ کر دینا نہ صرف صورت بگاڑ دینا بلکہ ان کی شخصیت کو فنا کر دینا ہے اور یہ یقیناً حرام۔ غور کریں کہ جب عورتوں کو اپنے بال منڈانا اس بناء پر حرام ہے کہ یہ مثلہ ہے تو پستانوں کے ابھاروں کو اپنی ان حرکات سے دبا دینا کیونکر مثلہ اور خلق اللہ میں تغیر اور حرام وناجائز وظلم نہ ہوگا۔ یقیناً یہ فعل خدا کی بنائی ہوئی چیزوں کو بدلنا تغیر خلق اللہ ہے اور موجب لعنت الٰہی۔ پھر ایک موہوم خطرے سے حفاظت کے لئے اور کم ظرف مردوں کی بدنگاہی سے بچانے کے لئے یہ فعل حرام کہ یقیناً حرام ہے۔ کس طرح جائز قرار دیا جا سکتا ہے۔ غرض ان عورتوں پر لازم ہے کہ وہ اپنی ان شیطانی حرکتوں سے باز آئیں اور مردوں پر لازم ہے کہ وہ اپنی عورتوں کو ان بیہودگیوں سے بزور بازو مانع آئیں۔ انہیں پوری قوت سے ایسے فعل بد سے باز رکھیں۔ عذاب آخرت سے ڈریں اور جہنم کی آگ سے خوف کھائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ ذی القعد ۱۴۰۲ ھج

ملک چین والی ایک حدیث سے متعلق وضاحت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: حدیث شریف میں ہے کہ ''علم حاصل کرو اگر چہ چین میں ہو۔'' کیا یہ حدیث صحیح ہے یا غلط؟ اگر یہ حدیث صحیح ہے تو کونسی حدیث کی کتاب میں ہے؟ تفصیل سے تحریر فرما کر مشکور فرمائیں۔

فقط والسلام محمد دلشاد، ایوب کالونی' لطیف آباد' حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: حدیث مذکورہ درسوال کے الفاظ یہ ہیں۔ اطلبوا العلم ولو بالصين اس حدیث کو علامہ جلال الدین

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الدرر المنتثرۃ فی الاحادیث المشتھرۃ میں بحوالہ کتب نقل فرمایا ہے۔ نیز اس حدیث کو ابن عدی، عقیلی اور بیہقی نے شعب میں اور ابن عبدالبر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فصل العلم میں نقل فرمایا ہے۔ (حاشیہ فتاویٰ حدیثیہ از علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۵/۸/۱۹۸۳ء

اگر وطن اصلی دو بن جائیں

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب عالی گزارش یہ ہے کہ ایک مسئلہ ہے جس میں ہم بہت الجھن میں مبتلا ہیں۔ مہربانی فرما کر آپ اپنی خداداد علمی صلاحیت سے اس مسئلہ کو حل فرما کر مشکور فرمائیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ

ایک آدمی ایک جگہ (جہاں گرمی ہوتی ہے اور طبیعت ناساز رہتی ہے) کو چھوڑ کر دوسرے شہر اپنی جگہ بنا کر رہتا ہے (جہاں موسم ٹھیک رہتا ہے اور طبیعت بھی ٹھیک رہتی ہے)۔ لیکن اس وطن اصلی میں اس کی جائیداد زمین مال وملکیت ہے اور اس کا ایک بیٹا بھی وہاں رہتا ہے۔ خود وہ آدمی بھی دوسرے تیسرے مہینے وہاں جاتا ہے اور چار پانچ دن وہاں رہتا ہے، پھر واپس آتا ہے۔ وطن اصلی سے اس کا بہت تعلق رہتا ہے۔ اب وہ آدمی جس کے یہ دونوں وطن ہوئے وہاں جاتا ہے تو وہ نماز سفری پڑھے گا یا حضوری یعنی وطن اصلی اور وطن جدید میں اس کو کونسی نماز پڑھنی ہوگی؟ بینوا توجروا

فقط والسلام کرم اللہ انصاری، فضل آباد کالونی، ماتلی ضلع بدین

۷۸۶ **الجواب:** درمختار وغیرہ میں صراحۃً مذکور ہے کہ ایک جگہ آدمی کا وطن اصلی ہے۔ اب اس نے دوسری جگہ وطن اصلی بنایا یعنی وہاں سکونت اختیار کر لی تو اگر پہلی جگہ اس کے بال بچے موجود ہوں تو دونوں اصلی ہیں۔ ورنہ پہلا اصلی نہ رہا اور جب دونوں وطن اصلی ہیں تو جب تک سفر میں ہے، مسافر ہے اور جب اپنی آبادی میں پہنچ جائے وہ علیٰ حالہ مقیم ہو گیا اب قصر نہیں کرے گا بلکہ پوری نماز پڑھے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ر ذی القعدہ ۱۴۰۳ھ

جنازہ کی غیر شرعی رسوم۔ مسجد میں سوالی کو دینا

سوال: بخدمت جناب عالی مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب عالی بعد سلام عرض ہے کہ اس سے قبل بھی چند سوال میں نے بھیجے تھے۔ آپ نے ان کا جواب بڑی تفصیل سے دیا تھا، آپ کی بہت بہت مہربانی اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے (آمین)۔ اب میں مزید کچھ سوال بھیج رہا ہوں۔ امید ہے کہ ان کے جواب بھی تفصیل سے عنایت فرمائیں گے۔ مسائل یہ ہیں کہ

۱۔ یہاں روڈہ تھل میں جب کوئی مرجاتا ہے تو لوگ اسپیکر پر اعلانات کرتے ہیں اور جب جنازہ (میت) کو اٹھا کر لے جاتے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہیں تو پیچھے پیچھے ایک ڈھولچی ڈھول بجاتا ہے اور بعض لوگ ایسا نہیں کرتے لیکن اکثر کرتے ہیں اور جواب دیتے ہیں کہ ہمارے آباؤ اجداد اس طرح کرتے تھے۔ اس ڈھول بجانے سے ہمارا مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کو یہ پتا چل جائے کوئی فوت ہوگیا ہے اور جنازہ میں زیادہ سے زیادہ لوگ شریک ہوں اور اس ڈھول کی آواز ناچنے کی آواز کی طرح تو نہیں ہوتی ہے کہ ناچنے کے لئے بجایا جاتا ہے لیکن پٹھانوں کے ناچنے کی طرح بجتا ہے۔ آپ نے ''سنی بہشتی زیور'' میں ڈھول کو حرام لکھا ہے۔ تو کیا اس صورت میں ڈھول بجانا جائز یا کہ نہیں؟

۲۔ کتاب الفقہ جز اوّل عبد الرحمٰن الجزیری مترجم عباسی صاحب میں لکھا ہے کہ حنفیہ کہتے ہیں کہ مسجد میں سوال کرنا حرام ہے اور سوالی کو دینا مکروہ ہے۔ تو آپ مہربانی فرما کر ان سوالات کے جواب تفصیل سے دے کر مشکور فرمائیں۔

فقط والسلام انار شاہ جہاں سوات

۷۸۶ **الجواب:** جن باتوں کو شریعت مطہرہ نے حرام و ناجائز قرار دیا ہے اسے اچھی نیت سے کیا جائے تو بھی حرام ہی رہیں گے۔ آدمی کی نیت اس حرام کو حلال اور ناجائز کو جائز نہیں کردے گی۔ چوری وخیانت حرام ہے اگر کوئی اس نیت سے اس کا مرتکب ہو کہ اس ذریعہ سے حاصل ہونے والی رقم راہ مولیٰ میں صرف کروں گا یا مسجد بنواؤں گا یا ایسے ہی دوسرے کسی کارِ خیر میں خرچ کروں گا تو اس کی اس اچھی نیت کے باعث چوری وخیانت جائز وحلال نہ ہوگی۔ ڈھول باجے شیطانی چیزیں ہیں اور ان کا بے محابا استعمال یقیناً ناجائز وحرام ہے تو اس موقع پر بھی اس کا بجانا حرام ہی رہے گا حالانکہ یہاں تو کوئی نیت حسن بھی نہیں صرف آباؤ اجداد کی اندھی تقلید ہے اور اندھی تقلید مسلمانوں کا شیوہ نہیں۔ بہرحال آپ ان لوگوں کو نرمی وآہستگی سے سمجھا کر اس ناجائز فعل سے روکنے کی اپنی سی کوشش کریں۔ ہاں لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ اعلان میں کوئی مضائقہ نہیں جب کہ نیت یہ ہو کہ لوگ زیادہ آئیں گے تو میت کے لئے جنازہ میں زیادہ لوگوں کی شرکت ہوگی اور یہ لوگ اس کے لئے دعائے خیر کریں گے تو اسے بھی ثواب زیادہ ملے گا اور عذاب میں تخفیف ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ مسجد میں اپنے لئے سوال کرنا بھیک مانگنا منع ہے۔ خصوصاً بلا ضرورت بطور پیشہ کہ خود ہی حرام ہے۔ لہٰذا آئمہ دین نے فرمایا کہ جو مسجد کے سائل کو ایک پیسہ دے وہ ستر پیسے اللہ کی راہ میں اور دے کہ اس پیسے کا کفارہ ہو جائے ہاں دوسرے کے لئے امداد کو کہنا یا کسی دینی کام کے لئے چندہ کرنا جس میں غل وشور نہ ہو اور گردنوں کو پھلانگنا اور نہ کسی نمازی کی نماز میں خلل ہو بلاشبہ جائز ہے اور بے سوال کسی محتاج کو دینا بہت خوب اور مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے ثابت ہے اور وجہ اس کی ظاہر ہے کہ مسجدیں عبادت ودعاء کے لئے ہیں۔ لوگ آتے ہیں تلاوت کرتے ہیں اور اپنے رب سے سوال کرتے ہیں تو مسجدوں میں آکر سوال اللہ سے کرنا چاہئے نہ کہ بندوں سے۔ غنی کے دروازے کو چھوڑنا، محتاجوں سے سوال کرنا، کم عقلی اور غنی بے نیاز سے بے نیازی کا پتہ دیتی ہے۔ تو ایسے کو دینا اس کی اس حماقت وجرات کو بڑھانا ہے اور بری بات میں اس کی مدد کرنا ہے تو گویا اس سے بڑھ کر جرم ہوا جو ایک پیسہ دینے میں تھا۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ   ۹ر جمادی الاولیٰ سنہ ۱۴۰۰ھ

http://t.me/fiqhiat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قبر پر اذان

سوال: جناب عالی مفتی اعظم سندھ محترم جناب مولانا مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بعد تسلیم و تعظیم کے عرض ہے کہ مجھے ان سوالات کے جوابات درکار ہیں کیوں کہ آپ کی لائبریری میں فقہ کی یہ کتب موجود ہیں۔ شامی، درمختار، اور ردالمحتار وغیرہ۔ گزارش کی جاتی ہے کہ ان سوالات کا جوابات ان کتب سے دیجئے۔ سوال یہ ہیں کہ

۱۔ درمختار میں صفحہ ۲۶۹ پر جہاں دوسری اذانوں کا ذکر ہے وہاں قبر پر اذان کا ذکر ہے یا کہیں اور درمختار میں اگر مستحب لکھا ہو تحریر کریں؟

۲۔ کیا شامی صفحہ ۲۶۹ پر احناف کے نزدیک قبر پر اذان دینا بعد دفن میت کے مستحب لکھا ہے یا کہیں شامی میں مستحب لکھا ہو تو تحریر کیجئے؟

۳۔ کیا درمختار میں صفحہ ۳۸۷ پر قبر پر اذان دینا بدعت لکھا ہے؟ گزارش کی جاتی ہے کہ ان سوالات کے جوابات تفصیل سے دیجئے۔ بندہ غریب آپ کا بہت ممنون ہوگا۔ شکریہ فقط صوفی ناصر سلیم

الجواب: درمختار میں قبر پر اذان کا مستحب ہونا فقیر کی نظر سے بھی نہیں گزرا بلکہ باوجود تلاش اس کا سراغ نہ ملا البتہ صفحہ ۸۶ ۷ ۸۳ ۷ پر یہ عبارت موجود ہے لا یسن الاذان عند ادخال المیت فی قبرہ کما ھو المعتاد الآن وقد مزج ابن حجر فی فتاواہ بانہ بدعۃ۔ یہ الفاظ بتاتے ہیں کہ یہ اذان مسنون نہیں عہد مبارک میں اس کا رواج نہ تھا بلکہ بدعت ہے کہ بعد میں مروج ہوئی اور خود اس عبارت میں تصریح ہے کہ منقول عنہ کے زمانے میں اس کا عام رواج کما ھو المعتاد الآن کا صاف مطلب یہی ہے، تو مسلمانوں کے ایسے فعل کو جس میں ان کے عوام و خواص صدیوں سے سب شریک ہیں۔ بدعت قبیحہ پر محمول کرنا اور یہ کہنا کہ یہ مسنون جائز نہیں۔ خود اپنے نفس کو دھوکہ اور عامۃ المسلمین کو فریب دینا ہے۔ مسنون نہ ہونا اور بات ہے اور خلاف سنت ہونا اور بات۔ کسی چیز کو بدعت نہ کہا جائے گا مگر اسی وقت کہ اس سے اس کے مقابل کوئی سنت چھوٹتی ہو اور بحمدہ تعالیٰ یہاں کسی سنت کا ترک، اس فعل سے لازم نہیں آتا تو اسے بدعت سیئہ کہنا، خود نئی شریعت گڑھنا ہے۔ حق وہی ہے کہ قبر پر اذان کا ہونا صحیح ہے۔ ہرگز شرع مطہرہ سے اس کی ممانعت کی کوئی دلیل نہیں اور جس امر سے شریعت منع نہ فرمائے اصلاً ممنوع نہیں ہوسکتا۔ جو جواز کے قائل ہیں ان کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ ہاں جو اس سے ممانعت کرتے ہیں ان پر لازم ہے کہ وہ اس ممانعت کو شرعی دلیل سے ثابت کریں۔ یہ کہنا کافی نہیں کہ یہ بدعت ہے۔ اس لئے کہ ہر بدعت، بدعت قبیحہ نہیں۔ آخر نہ دیکھا کہ عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تراویح کی جماعت کے بارے میں فرمایا کہ ھذہ بدعۃ حسنۃ۔ پھر اس فعل میں زندہ اور مردہ دونوں کے فوائد و برکات ہیں اور دونوں ہی اس کے منافع پاتے ہیں۔ تو یہ کونسی اسلام دوستی ہے کہ مسلمانوں کو ان منافع کے حصول سے روک دیا جائے۔ اس سلسلہ میں امام اہلسنت مولانا الشاہ احمد رضا خان صاحب کا رسالہ ایذان الاجر فی اذان القبر کا مطالعہ فرمائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ / جمادی الاولیٰ سنہ ۱۴۰۳ ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شریر شخص کو مسجد میں آنے سے روکنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے متعلق کہ

۱۔ زید ایک مسجد کمیٹی کا صدر ہے۔ ان پڑھ ہے' ۲۔ نماز نہیں پڑھتا۔ جمعہ کے دن گاہے گاہے نماز پڑھ لیتا ہے' ۳۔ دھوبی کا پیشہ کرتا ہے۔ مردوں نیز عورتوں کے گندے کپڑوں پر نمبر نگ کرتا ہے اور اپنے ہاتھ سے دھوتا ہے۔ گندے کپڑے دھونے کے بعد غسل بھی نہیں کرتا اور مسجد میں چلا آتا ہے' ۴۔ واشنگ فیکٹری میں عموماً جھوٹ بولتا رہتا ہے' ۵۔ لوگوں سے بداخلاقی سے پیش آتا ہے' ۶۔ علمائے دین پیش امام صاحبان کی ہتک کرتا ہے۔ یہاں تک کہ تین پیش اماموں کو مسجد سے نکال چکا ہے۔ ایک پیش امام صاحب کے سر پر ڈنڈا تان کر کھڑا ہو گیا تھا۔ اس فعل سے پیش امام صاحب کی تذلیل مقصود تھی' ۷۔ موجودہ پیش امام صاحب سے بھی برسر پیکار رہتا ہے۔ علاوہ ازیں ان کا نذرانہ روک لیا ہے۔ مندرجہ بالا حقائق کے پیش نظر کیا ایسا آدمی مسجد کمیٹی کی صدارت یا کمیٹی کے کسی اور عہدے کے قابل ہے؟ بینوا توجروا فقط۔ حافظ نثار احمد

۷۸۶ الجواب: دھوبی کا پیشہ اختیار کرنا بلکہ خود پیشہ کے اعتبار سے دھوبی ہونا۔ کپڑوں پر نمبرنگ کرنا تو ایسی چیز نہیں کہ شرعاً وہ کسی سزا کا سزاوار قرار پائے۔ یوہیں کپڑے دھو کر اگر پورا بدن ملوث اور نجاست میں آلودہ نہ ہو تو غسل کرنا بھی فرض نہیں۔ صرف اتنا ہی بدن پاک کرنا لازم ہے جہاں ناپاک چھینٹیں پہونچیں۔ اگر وہ بدن پاک کر کے' پاک بدن' پاک لباس کے ساتھ' مسجد میں آتا ہے تو کوئی اسے مسجد میں آنے سے روک بھی نہیں سکتا۔ ۱۔ ہاں اس کا جھوٹ کو اپنی عادت بنالینا' ۲۔ مسلمانوں سے بداخلاقی سے پیش آنا' ۳۔ امام مسجد کی بلاوجہ شرعی توہین وتنقیص کرنا' ۴۔ انھیں نقصان پہونچانے کے لئے ان پر لکڑی اٹھا کر کھڑا ہو جانا' ۵۔ اور ائمہ مسجد سے برسر پیکار رہنا' ۶۔ انھیں ناحق ایذا پہونچانا' ۷۔ اور بلاوجہ شرعی ان کی یا عام مسلمانوں کی دل شکنی کرتے رہنا' یہ وہ بیہودہ حرکتیں ہیں کہ مسجد کی انتظامیہ کا صدر یا ممبر ہونا درکنار' مسلمان اسے مسجد میں آنے سے بھی روک دیں تو انھیں اس کا حق حاصل ہے۔ علماء تصریح فرماتے ہیں کہ جو شخص نمازیوں کو تکلیف دیتا ہے۔ یا شریر ہے اس سے اندیشہ شرارت رہتا ہے ایسے کو مسجد میں آنے سے روکنا جائز ہے۔ (درمختار وغیرہ) تو ان حالتوں میں جب کہ وہ مسجد میں نماز کے لئے آنے کا حق نہیں رکھتا' مسجد کا صدر یا کوئی اور عہدیدار کس طرح رہ سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ ر جمادی الاخری ۱۴۰۲ھ

قبر پر اذان دینے کے بارے میں منکرین کے فتوے کا رد

سوال: بخدمت جناب عالی مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد آداب وتسلیم کے عرض ہے کہ جناب مفتی صاحب آپ کا جواب موصول ہوا۔ لیکن ایک مولوی صاحب یہ دلیلیں پیش کرتا ہے۔ کیا یہ دلیلیں درست ہیں؟

زید کہتا ہے کہ اذان ذکر ہے۔ اذان منکر نکیر کے وقت نفع دیتا ہے۔ اذان عمل صالح ہے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بکر کے نزدیک، قبر پر اذان دینا خلاف سنت ہے اور بدعت سیئہ ہے۔ جیسا کہ تصریحات فقہا سے ثابت ہے۔ اذان بیشک ذکر ہے لیکن جس ذکر کے لئے جو موقع شارع علیہ السلام نے مقرر فرما دیئے ہیں ان کو وہیں رکھنا لازم ہے۔ ورنہ تعدی من حدود اللہ ہوگا۔ ''من یتعد حدود اللہ فاولئك هم الظلمون۔'' احداث فی الدین یہی ہے کہ دین میں اپنی رائے قیاس سے تخصیصات اور تقییدات مقرر کرنا اور جو موقع کسی ذکر کا نہیں ہے اس کو اس موقعہ میں معمول بہ بنانا۔ عن نافع ان رجلا عطس الی جنب ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنه فقال الحمدلله والسلام علی رسول الله ﷺ قال ابن عمر وانّی قول الحمدلله والسلام علی رسول الله ﷺ ولیس هكذا علمنا رسول الله ﷺ ان نقول الحمدلله علی كل حال۔ صاحب لمعات اس کی شرح میں لکھتے ہیں کہ قوله لیس هكذا ای لكن لیس المسنون فی هذه القول و انما الذی علمنا فیه ان نقول الحمدلله علی كل حال فقط من غیر زیادة السلام فیه الی ان قال فالز یاد ةفی مثله نقصان فی الحقیقة كما لا یزاد فی الاذان بعد التهلیل محمد رسول الله و امثال ذلك كثیرة۔ انتهٰی۔ پس معلوم ہوا کہ اپنی طرف سے اس قسم کے خرافات کرنا درحقیقت تشریح جدید ہے۔ یہ قیاسات زید کے بعینہ ایسے ہیں کہ کوئی شخص مغرب کی نماز میں مثلاً تین رکعت کی جگہ چار رکعت مقرر کرے کہ اس میں قرآن کا پڑھنا اور رکوع، سجود و تسبیح و تحمید وغیرہ ہیں کہ جملہ عبادات و اذکار ہیں۔ الحاصل مبتدعین کا یہی حال ہے کہ ایسے ہی استدلالات اور محدثات فی الدین کو جائز کہا کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے بدعت اور مبتدع کی نہایت مذمت فرمائی ہے۔ قال علیه الصلوٰة و السلام ما احدث قوم بدعة الا رفع مثلها من السنة فتمسك بسنة خیر ومن بدعة فقد اهان علی هدم الاسلام رواه البیهقی فی شعب الایمان مرسلا۔ پس اذان قبر پر کہنا من الوارد اشارة الی انه لایسن الاذان عند ادخال المیت فی قبره كما هوالمختار الان وقد صرح ابن حجرفی فتاواه بانه بدعة وقال من ظن انه سنة قیاسا علی غیرهم بكراهة المصافحة المعتادة عقب الصلوات مع ان المصافحة سنة ومازال الا لكونها لم تو ثرفی خصوص هذا الموضع فالمواظبة علیها فیه تو هم العوام بانها سنة فیه ولذا منعوا عن الاجتماع الصلواة الرغائب التی احدثها بعض المبتدعین لانها لم توثر علی هذه الكیفیة فی تلك اللیالی المخصوصة وان كانت الصلوة خیر موضوع انتهی۔ فقط

۱۔ مشکواة المصابیح باب العطاس و التثاوب صفحه ۴۰۴ /۲

۲۔ حاشیه مشکوة باب العطاس و التثاوب صفحه ۴۰۴ /۲

۳۔ مشکواة باب الاعتصام بالکتاب و السنّة فصل ثالث صفحه ۳۱ /۲

۴۔ ایضاً ۲

۵۔ ردالمحتار باب صلواة الجنائز مطلب دفن المیت صفحه ۸۳۷ /۲

جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب تفصیل کے ساتھ جواب لکھیں۔ امید ہے کہ آپ اس کا جواب دے کر ہماری مدد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرمائیں گے اور شکریہ کا موقع دیں گے۔ فقط والسلام۔ ناصر سلیم، جوہر آباد

۷۸۶ الجواب: آپ جب کہ خود اہل علم وفقہ سے نہیں تو منکرین سے کیوں الجھتے ہیں۔ ان کا منتہائے علم تو اس حد تک ہے کہ تمام نو پید باتیں بدعت سیۂ ہیں حدود الٰہیہ کی تغییر ہے۔ اس کے مرتکب بدعتی اور مستحق عذاب آخرت ہیں۔ وغیر ذلك من الخرافات ان بے چاروں کو وہ حدیث بھی معلوم نہیں اور معلوم ہے تو ادھر سے آنکھیں بند کئے ہوئے ہیں کہ ما راٰہ المسلمون حسنا فھو عند الله حسن۔ جس کام کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ عند اللہ بھی حسن ہے وہ بیچارے یہ بھی نہیں جانتے کہ الحلال ما احل الله فی کتابه و الحرام ماحرم الله فی کتابه ومن ماسکت عنه وھو مما عفا عنه۔ حلال وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حلال کیا اور حرام وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حرام کیا اور جس کا کچھ ذکر نہ فرمایا وہ اللہ کی طرف سے معاف ہے۔ زید نے یہ تو بیان کیا ہے کہ شارع نے جس ذکر کے لئے جو مواقع مقرر فرما دیئے ہیں ان کو وہیں رکھنا لازم ہے، لیکن یہ نہ بتایا کہ شارع نے اذان کو کس کس مقام پر جائز بتایا اور کس کس مقام پر ممنوع ٹھہرایا ہے وہ ممنوع مقامات بھی معلوم ہو جائیں اور پھر اس کے خلاف عمل کیا جائے تو بے شک کہا جائے گا کہ مقرر حدود سے تجاوز کیا اور جب یہ نہیں تو حدود اللہ سے تجاوز کے کیا معنی۔ انھیں وہ حدیث پیش کرنا چاہئے کہ جس میں قبر پر اذان دینے سے حضور اکرم ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ مسلمان یاد رکھیں کہ جسکو ایک بار شرع نے محمود فرمایا تو جہاں اور جس وقت وہ بات واقع ہوگی ہمیشہ محمود رہے گی تاوقتیکہ کسی صورت خاصہ کی ممانعت خاص شرع سے نہ آجائے۔ مثلاً ذکر الٰہی کی خوبی قرآن وحدیث سے ثابت۔ تو جب کبھی کسی طور پر خدا کی یاد کی جائے گی بہتر ہی ہوگی۔ ہر ہر خصوصیت کا ذکر شرع سے ضروری نہیں۔ مگر پاخانہ میں بیٹھ کر زبان سے یاد الٰہی کرنا ممنوع ہوگا کہ اس خاص کی برائی شرع سے ثابت۔ تو کسی اصل شرعی کے ماتحت کوئی اچھی بات ایجاد کرنا نئی شریعت گڑھنا نہیں۔ شریعت گڑھنا یہ ہے کہ جس کام سے شرع سے ممانعت ثابت نہیں اور وہ کام فی نفسہٖ حسن ہے۔ اسے ناجائز و بدعت و گناہ کہدیا جائے جیسا کہ وہابیہ کا شعار ہے۔ ایسے تمام مسائل کا بیان اقامة القیامة اور خاص مسئلہ اذان کا بیان ایذان الاجر میں دیکھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ   یکم جمادی الاخری ۱۴۰۳ھ

منّت ماننا۔ بزرگوں کی حیثیت۔ نابالغ بچّوں کے رشتے۔ میّت پر رونا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ منت مانگنا کس قدر جائز ہے؟ اور کن اقسام کی منت کی شریعت میں اجازت ہے؟

۲۔ بزرگوں کی حیثیت، اور ان کے پاس جانا، ان سے مانگنے کے سلسلے میں اسلامی نظریہ کیا ہے؟

۳۔ معصوم بچوں کے رشتے کئے جا سکتے ہیں یا نہیں؟

۴۔ مرشد کے بارے میں اسلامی اصول اور مرشد کے خواص اور پہچان کیا ہیں؟

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۵۔ میّت پر رونا گانا بجانا اور شاعری کی بابت اسلامی قانون کیا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں ان سوالات کے جوابات تفصیل سے عنایت فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔ السائل۔عبداللہ خان، نزد گورنمنٹ کالج کالی موری، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: کسی کام کو کسی دوسری چیز کے ہونے پر موقوف رکھنا منّت ہے۔اس کے لئے چند شرطیں ہیں۔

ا۔ایسی چیز کی منّت ہو کہ اس کی جنس سے کوئی واجب ہو ۲۔ وہ عبادت خود بالذات مقصود ہو۔ کسی دوسری عبادت کے لئے وسیلہ نہ ہو ۳۔اس چیز کی منّت نہ ہو جو شرع نے خود اس پر واجب کی ہو ۴۔ جس چیز کی منّت مانی ہو وہ خود بذاتہٖ گناہ کی بات نہ ہو ۵۔ایسی چیز کی منّت نہ ہو جس کا ہونا محال ہو۔ (درمختار وغیرہ) تفصیل فقہ وغیرہ کی کتابوں میں ملے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ بزرگانِ دین اللہ کے محبوب بندے اور حضور ﷺ کے لاڈلے امتی ہیں۔ ان کے پاس بیٹھنا، ان کی باتیں سننا، ان کی ہدایات پر عمل کرنا، ان کے سلسلہ میں داخل ہونا، دین ودنیا دونوں میں سرخروئی کا سامان ہیں۔ اپنی حاجات میں انہیں وسیلہ بنا کر اللہ تعالیٰ سے سوال کرنا، یا خود ان سے مدد مانگنا کہ آپ اللہ کے نیک بندے ہیں۔ میرے لئے دعا کریں یا میرا کام کر دیں۔ سب طرح سے جائز ہے۔ مولنا جامی بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کرتے ہیں کہ۔

زنومیدمیری برآمد جان عالم ترحم یا نبی اللہ ترحم

واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ نابالغ، ناسمجھ بچوں کی طرف سے ان کے باپ دادا وغیرہ ایجاب وقبول کریں تو یہ صحیح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ مرشد کے لئے چار شرطیں ہیں۔ عالم ہو، کم از کم اتنا علم رکھتا ہو کہ اپنی ضرورت کے مسائل کتابوں سے نکال سکے ۲۔ سنّی صحیح العقیدہ ہو ۳۔ فاسق مُعلن نہ ہو۔ گناہ وبے غیرتی کے کام علی الاعلان نہ کرتا ہو ۴۔ اس کا سلسلہ حضور ﷺ تک متصل ہو۔ واللہ اعلم

۵۔ میّت پر زور زور سے رونا، چیخنا، چلانا، گریبان پھاڑنا، منھ پیٹنا وغیرہا امور جاہلیت ہیں۔ گانا بجانا اور مہمل شاعری گناہ کے کام ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۹ر رجب المرجب ۱۴۰۲ھ

نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا سب پر لازم

سوال: محترم جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، قرآن وحدیث کی روشنی میں کیا فرماتے ہیں علماء اہلسنّت اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص قرآن کریم ناظرہ پڑھا ہوا ہے اور کئی مرتبہ (خود اپنے طور پر) قرآن کا اردو ترجمہ اور قرآن کے حاشیے میں درج شدہ تفسیر پڑھ چکا ہے اور صرف جمعہ کی نماز پڑھتا ہے اور کبھی کبھی دیگر نماز بھی پڑھ لیتا ہے۔ کیا یہ شخص کسی بے علم مسلمان کو فاسق پا کر نصیحت کرنے کا حقدار ہے یا نہیں؟

اس بات کا بھی خلاصہ فرمائیے کہ کسی فاسق کو نرمی اور سلیقے سے نصیحت کی جائے یا اسے بے عزت وذلیل کرتے ہوئے بھی نصیحت کی جا سکتی ہے؟ اس مسئلہ کو حل فرما کر مشکور فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ شکریہ

عزت افزائی کا متمنی فہیم الدین صدیقی، الیاس آباد، حیدرآباد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب:** ا۔ جس نے کسی کو برا کام' خواہ اس کی برائی کسی درجہ کی ہو' کرتے دیکھا اور خود یہ بھی اس برے کام میں' اس برائی میں مبتلا ہے' تو اسے جائز ہے کہ اسے برے کام سے منع کردے کیوں کہ اس کے ذمے دو چیزیں واجب ہیں۔ برے کام کو چھوڑنا اور دوسرے کو برے کام سے منع کرنا۔ اگر ایک واجب کا تارک ہے تو دوسرے کا تارک کیوں بنے۔ (عالمگیری)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ کسی کو گناہ کرتے دیکھے تو نہایت نرمی کے ساتھ اسے منع کرے اور اسے اچھی طرح سمجھائے۔ اگر اس سے کام نہ چلے تو اب سختی سے پیش آئے، اسے سخت سست کہے مگر گالی نہ دے' نہ فحش زبان سے نکالے۔ اس سے بھی کام نہ چلے اور یہ طاقت کام میں لاسکتا ہے تو بقدر ضرورت کام میں لائے۔ (عالمگیری)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ ربیع الآخر ۱۴۰۳ھ

فال کا شرعی حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: بعض لوگ بعض امور غیبیہ مثلاً قسمت، یا گمشدہ چیز کا پتہ' بعض نجومی لوگوں سے' یا مینا طوطا وغیرہ کے ذریعہ سے معلوم کراتے ہیں۔ اس کا شرعاً کیا حکم ہے؟ کیا یہ معلومات شرعاً صحیح اور قابل وثوق ہیں یا نہیں؟ بینوا بالبرھان اعنی کتب الفقہ و الفتاویٰ الحنفیہ

فقط السائل۔ غلام مصطفےٰ، ساکن ٹنڈو محمد خان

۷۸۶ **الجواب:** نجومی ہوئے' رمال ہوئے' جفار ہوئے کہ اپنے جھوٹے سچے علم نجوم یا رمل و جفر سے فال نکالنا اپنا ذریعہ معاش بنائے بیٹھے ہیں اور لوگوں کو فریب میں مبتلا رکھنا ان کا وطیرہ ہے' ان کے پاس جانا اور ان سے قسمت کا حال غیب کی باتیں معلوم کرنا زمانہء جاہلیت کا دستور اور مشرکین عرب کا معمول رہا ہے۔ قرآن کریم نے وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ (المائدہ:3) فرما کر ان سب طریقوں کو حرام وناجائز وگناہ قرار دیا ہے۔ ان کے پاس جا کر ان کی باتیں سننا بھی گناہ وحرام ہے اور ان کی باتوں پر یقین کر لینا' اپنے ایمان وعقیدہ کو تباہ کرنے کے برابر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ ربیع الاول شریف ۱۴۰۳ھ

گمشدہ اشیاء کا استخارہ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: کسی گمشدہ یا کسی اور چیز کے بارے میں جو معلومات حاضرات اور استخارے سے حاصل کی جاتی ہیں کیا وہ صحیح ہیں؟ اور کیا ان پر اعتماد کر کے کوئی شرعی حکم لگایا جاسکتا ہے یا نہیں؟

فقط السائل۔ غلام مصطفےٰ، ساکن ٹنڈو محمد خان

۷۸۶ **الجواب:** آدمی میں اگر خود ذاتی روحانیت وقابلیت اور اہلیت ہو کہ وہ ان عملیات سے جو بزرگان دین سے منقول اور خاصان خدا کا معمول رہے ہیں استفادہ کر سکے اور "حاضرات" کے اشارے صحیح طور پر سمجھ سکے تو بے شک حاضرات سے

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فائدہ اٹھائے۔ یہی حال استخارہ کا ہے اور بہر حال اس سے جو اشارے سمجھ میں آتے ہیں۔ وہ یقین کا درجہ نہیں پا سکتے۔ ہوتا وہی ہے جو منظور خدا ہوتا ہے اور ان حاضرات میں اگر شیاطین و کفار سے مدد لی جائے جیسا کہ بہت سے ہوس پرستوں نے اسے ذریعہ معاش بنا رکھا ہے تو آپ ہی حرام بلکہ کفر تک پہنچاتا ہے۔ مولائے کریم اپنی پناہ و حفاظت میں رکھے۔ (آمین)۔

واللہ اعلم　　العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۲۹ ربیع الاول شریف ۱۴۰۳ھ

دوسروں کے عیوب بتانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: اگر کسی آدمی میں کوئی عیب ہے اور دوسرا آدمی ان عیبوں کو بتائے تو یہ غیبت ہوگی اور مسلمان کے عیب کو چھپانا بھی ضروری ہے۔ کن صورتوں میں دوسرے کے عیبوں کو ظاہر کرنا جائز ہے؟ اور کن صورتوں میں ظاہر کرنا جائز نہیں ہے؟　　فقط السائل حافظ نور محمد، ٹنڈو الہ یار، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** ایک شخص نماز پڑھتا ہے اور روزے رکھتا ہے مگر اپنی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان کو ضرر پہنچاتا ہے اس کی اس ایذا رسانی کو لوگوں کے سامنے بیان کرنا غیبت نہیں ہے بلکہ اس ذکر کا مقصد یہ ہے کہ لوگ اس کی اس حرکت سے واقف ہو جائیں اور اس سے بچیں۔ اس حدیث میں ارشاد فرمایا کہ تم فاجر کے ذکر سے ڈرتے ہو، خرابی کی بات اسی میں ہے بیان کرو کہ لوگ اس سے پرہیز کریں اور بچیں۔ (درمختار۔ ردالمحتار) یہ حکم فاسق و فاجر کا ہے جس کے شر سے بچانے کے لئے لوگوں پر اس کی برائی کھول دینا جائز ہے غیبت نہیں اور سوال میں جس شخص کا ذکر ہے وہ فاسق و فاجر ہے۔ کسی نے اپنے مسلمان بھائی کی برائی افسوس کے طور کی کہ مجھے نہایت افسوس ہے کہ وہ ایسے کام کرتا ہے یہ غیبت نہیں ہے۔ جو شخص اعلانیہ برا کام کرتا ہے اور اس کو اس کی پرواہ نہیں کہ لوگ اسے کیا کہیں گے۔ اس کی اس بری حرکت کا بیان کرنا غیبت نہیں۔ حدیث شریف میں ہے جس نے حیا کا حجاب اپنے چہرہ سے ہٹا لیا اس کی غیبت نہیں۔ (ردالمحتار)

کسی کے ظلم کی شکایت حاکم کے پاس کرنا بھی غیبت نہیں ہے۔ غیبت جس طرح زبان سے ہوتی ہے فعل سے بھی ہوتی ہے اشاروں سے کہنا یا نقل کرنا بھی غیبت ہے۔ (درمختار)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۱۸ جمادی الاخری ۱۴۰۳ھ

فاطمید ریفل ٹکٹ کی شرعی حیثیت

سوال: محترمی و مکرمی جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے کہ آپ علم کی اشاعت میں مصروف عمل ہوں گے۔

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک اسکیم سے متعلق درج ذیل اخبار کا اشتہار ہے۔ علاوہ ازیں پرائز بانڈ کی انعامی اسکیموں سے متعلق فرمایئے قرآن وسنت کی رو سے ان اسکیموں میں حصہ لینا جائز ہے یا نہیں؟ تفصیلی جواب سے آگاہ فرما کر مشکور فرمائیں۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

روزنامہ جنگ کراچی (۵)۔ ۲۷ر جنوری ۱۹۸۴ء چھ لاکھ روپے کے عظیم الشان ایک سو ایک انعامات حاصل کرنے کا سنہری موقع آپ کی دس روپے کی حقیری رقم کسی کی قیمتی جان بچا سکتی ہے۔ یہی دس روپے آپ کو دو لاکھ روپے کا انعام بھی دلا سکتے ہیں۔ دو روپے کا فاطمید ریفل ٹکٹ خریدیے صرف۔ فقط سید منیر حیدر

۷۸۶ **الجواب:** مختلف عنوانوں سے قوم کو لالچ میں ڈال کر ان کی کمائی کو خاک میں ملانے کیلئے انعامی اسکیموں کے بہت سے ناجائز طریقے اس وقت ملک میں مروج ہیں۔ انعام نکل آیا تو ٹھیک، یوں ہی اگر انعام نہ ملا تو وہ رقم بھی ہاتھ سے گئی۔ یہی تو قمار ہے اور اسی کو قرآن کریم نے مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ (المائدہ:90) فرمایا اور یہ حرام و گناہ ہے۔ ہاں ایسی انعامی اسکیم جس میں حصہ دار کا کوئی نقصان نہ ہوتا ہو وہ ضرور جائز ہے جیسا کہ دس اور پانچ کے انعامی بانڈ کو جب چاہے کام میں لائے رقم محفوظ و چیز موجود ہے نہ کسی فوری نقصان کا خطرہ نہ رقم گنوا دینے کا اندیشہ اسے قمار یا سود میں داخل کر دینا قوم پر زیادتی ہے پرائز بانڈ پر صاف صریح تحریر کہ اس پر کوئی سود نہ دیا جائے گا اور نہ ہی مسموع کہ حکومت نے مثلاً ایک لاکھ کے خریدار کو کسی مدت پر کوئی رقم بطور سود دی، نہ اس کا کوئی وعدہ نہ ایسا کوئی واقع تو انعام ہی ہے سود ہرگز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ر جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ

کوپن کے ذریعے انعام تقسیم کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک مذہبی محفل میں ایک انجمن انعام تقسیم کرنا چاہتی ہے، جس کا طریقہ یہ ہوگا کہ تمام حاضرین میں مفت انعامی کوپن تقسیم کئے جائیں گے۔ جلسہ کے آخر میں کسی بچہ سے چند کوپن نکلوائے جائیں گے جن حضرات کا نمبر نکل آیا انھیں انعام دئے جائیں گے۔ کیا شرعاً ایسا کرنا درست ہے؟

السائل محمد ہارون میمن، میمن انجمن، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** یہ محفل، مذہبی محفل ہے اور اس میں ہر خاص و عام کو شرکت کی اجازت عام ہے اور ایک انجمن بذریعہ کوپن، مذکورہ بالا انعامات تقسیم کرنا چاہتی ہے تو بظاہر اس کے ممنوع ہونے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ مگر بہتر یہ ہے کہ انعامات تقسیم کرنے کے لئے کچھ مستحق افراد منتخب کئے جائیں اور ان میں وہ انعامی کوپن تقسیم کر کے پھر بطریق مذکورہ انعامات تقسیم کئے جائیں۔ مستحق افراد کا انتخاب کرنے کے لئے کوئی معقول راستہ تجویز کرنا کوئی مشکل کام نہیں۔ اس سے فائدہ یہ ہوگا کہ مستحق افراد انعام پا کر مقابلۃً زیادہ مسرور و محظوظ ہوں گے۔ اس کے باوجود، مسئولہ طریقہ میں کوئی حرج نہیں، جائز ہے۔ واللہ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ر ربیع الآخر ۱۴۰۳ھ

عورتوں کے لئے زیارت قبور

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ عورت ایام حیض میں کسی ولی کے مزار اقدس یا قبرستان جا سکتی ہے یا نہیں؟

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۲۔ پلید کپڑوں سے قرآن کریم کی تلاوت کر سکتے ہیں یا نہیں؟

۳۔ پلید کپڑوں سے اسلامی کتب پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

۴۔ عورت ایام حمل میں کسی ولی کے مزار پر جا سکتی ہے یا نہیں؟

۵۔ عورت کو قبرستان جانا جائز ہے یا ناجائز؟ فقط والسلام السائل قاری کمال الدین، ٹنڈو طیب، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** عورتوں کے لئے بعض علماء نے زیارت قبور کو جائز فرمایا ہے۔ درمختار میں یہی قول اختیار کیا۔ لیکن ضروری ہے کہ بے پردگی نہ ہو، ۲۔ وہاں فاسقوں اور ناخدا ترسوں کا مجمع نہ ہو، ۳۔ مردوں سے خلط ملط نہ ہو، ۴۔ بے باک اور بدلحاظ عورتیں وہاں موجود نہ ہوں اور حالات اگر ایسے ہوں جیسا کہ عموماً مشاہدہ میں یہی آیا ہے تو ایسی حالت میں عورتوں کا زیارت قبور کے لئے جانا کیسا؟ علماء فرماتے ہیں کہ جب وہ جانے کا ارادہ کرتی ہے، اللہ اور اس کے فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں اور جب وہ گھر سے نکلتی ہے سب طرف شیطان اسے گھیر لیتے ہیں اور جب قبر پر آتی ہے میت کی روح اس پر لعنت کرتی ہے اور جب پلٹتی ہے اللہ کی لعنت اس کے ساتھ پلٹتی ہے۔ اس لئے عافیت و سلامتی کی راہ یہی ہے کہ عورتوں کو زیارت قبور سے روکا جائے، اگرچہ وہ مذکورہ بالا امور نہ پائے جائیں اور وجہ اسکی یہ کہ عزیزوں کی قبروں پر جائیں گی رونا پیٹنا چاہیں گی اور صالحین کی قبور پر جائیں گی تو تعظیم میں حد سے گزر جائیں گی، یا بے ادبی کریں گی عورتوں میں یہ دونوں باتیں بکثرت پائی جاتی ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ۔ تاتارخانیہ وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم　العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۱۳ ارصفر المظفر ۱۴۰۳ھ

آتش بازی کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: آتش بازی کرنا (خصوصاً شب معراج و شب برات) کو بمطابق شریعت کیسا ہے؟ کیا یہ مسلمانوں کا طریقہ ہے؟ اس میں رقم لگانا اور آتش بازی میں استعمال ہونے والے سامان کی خرید و فروخت بمطابق شریعت کیسا ہے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں مکمل جواب سے مشرف فرمائیں۔

جواب کا طالب محمد اقبال قادری، سیکریٹری ادارہ اہلسنت و جماعت ٹرسٹ، کھارادر، کراچی

۷۸۶ **الجواب:** مروجہ آتش بازی، مطلقاً ممنوع و گناہ ہے ہمیشہ ناجائز و حرام ہے اور مبارک اوقات، مثلاً شب معراج، شب برات میں کہنا چاہئے کہ اس کی حرمت اور بڑھ جاتی ہے۔ گناہ کی کمائی میں اور فزونی آ جاتی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرتا ہے وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا ﴿۲۶﴾ إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ ۖ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا ﴿۲۷﴾ (بنی اسرائیل) ''یعنی اپنا مال فضول نہ اڑا (ناجائز کام میں خرچ نہ کر۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ تبذیر کے معنی ہیں، ناحق طور پر اپنا مال خرچ کرنا) بے شک (ناحق) اڑانے والے شیطان کے بھائی ہیں (کہ اس کی راہ چلتے ہیں) شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے۔'' ان آیات میں فضول خرچ کرنے والوں کو، دو لقب دیئے گئے ہیں۔ ایک یہ کہ وہ شیطان کے بھائی ہیں۔ دوسرے یہ کہ وہ شیطان کی مانند ناشکرے بھی ہیں، اور واقعی یہ بڑی ناشکری ہے کہ مال جو انسانی بقاء اور معاشرہ میں عزت و

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خودداری کا اعلیٰ ذریعہ ہے اسے یوں نذر آتش کردیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تم پہ چند باتیں حرام فرمادی ہیں۔ مثلاً ماں کی نافرمانی' ۲۔ لڑکیوں کو زندہ درگور کردینا' ۳۔ ناحق لین دین اور چند باتوں کو سخت ناپسند فرمایا ہے (۱۔ ناحق قیل وقال' ۲۔ بلا حاجت واقعی لوگوں سے سوال' ۳۔ اور بربادیٔ مال۔ (بخاری و مسلم) جس کے دل میں نورِ ایمان ہے وہ ہرگز اس سخت ومبغوض ومردود فعل کی جرات نہ کرے گا اور ہرگز اسے یہ بات گوارا نہ ہوگی کہ اسے شیطان کا ساتھی' شیطان کا ہمراہی اور ناشکرا کہا جائے۔ اللہ تعالیٰ قبول حق کی توفیق عطا فرمائے (آمین)۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کی کتاب ''سنی بہشتی زیور۔'') واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ رشوال المکرم ۱۴۰۳ھ

برادری کا غلط فیصلہ ناقابل عمل ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: برادری سوداگراں میں سے ایک فرد نے اپنی دختر غیر برادری میں منسوب کردی، جس پر برادری کے تین سو افراد نے اعتراض کیا اور اس اعتراض پر برادری نے سات آدمیوں کا انتخاب کیا اور انتخاب میں برادری نے یہ شرط مقرر کردی تھی کہ یہ سات افراد جو طے کریں گے وہ برادری کو قبول کرنا ہوگا چنانچہ ان سات افراد نے پوری قوم کے تین سو افراد کو کلمہ پڑھوایا اور انھوں نے بھی کلمے پڑھے۔ پڑھنے کے بعد قومی نقطۂ نظر سے فیصلہ کیا کہ برادری کے لوگ اس شخص سے کہ جس نے اپنی لڑکی غیر برادری میں منسوب کردی تھی اس سے نہیں مل سکتے اور نہ اپنے مکان پر بلا سکتے ہیں۔

اس پر فیصلہ سناتے وقت برادری میں سے ایک فرد نے کھڑے ہوکر اور قرآن کی آیات سے اس نے بتایا کہ کہ روز جزا اس کی اور ہماری، خداوند تعالیٰ کے ہاں پکڑ ہوگی کیوں کہ بھائیوں کو آپس میں چھڑا رہے ہیں۔ اس پر ساتوں افراد نے اس فیصلہ کو منسوخ کردیا اور پھر ان ہی ساتوں افراد کو دوبارہ فیصلہ کرنے کے لئے بھیجا گیا اور پھر دوبارہ انھوں نے کلمہ پڑھائے اور انھوں نے خود بھی پڑھے اور انھوں نے قوم سے اپیل کی کہ جو خدا کو حاضر وناظر جانتے ہوئے فیصلہ کرلیا گیا ہے وہ آپ لوگوں کو منظور کرنا ہی پڑے گا چنانچہ وہ حسب ذیل فیصلہ علیحدہ بیٹھ کر تیار کرکے لے کر آگئے اور اپنے فیصلہ کا اعلان کیا کہ آپ سب لوگ کلمہ پڑھ کر بیٹھے ہو اور ہم اپنا فیصلہ سناتے ہیں کہ جو آپ کو منظور کرنا ہوگا (اور یہ فیصلہ سنایا) کہ جن صاحب نے یہ کام غلط کیا ہے ان کو معاف کیا جاتا ہے۔ ادیب بھائی سب کے بھائی ہیں۔ سب نے اس فیصلہ کو تسلیم کرلیا۔ عند اللہ شرعی جواب سے آگاہ فرمائیں۔ خادم احقر العباد شفیق الرحمٰن، چھوٹکی گھٹی، حیدرآباد

۷۸۲ الجواب: پہلا فیصلہ جو برادری کے منتخب شدہ افراد نے کیا بلاشبہ خلاف خدا اور رسول ﷺ تھا اور اعتراض پر ان ساتوں افراد نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا انشاء اللہ تعالیٰ یہ ان کے ایمان کی دلیل ہے۔ پھر دوسرا فیصلہ جو ان افراد نے دیا بلاشبہ درست ہے اور وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ (سورۃ المائدہ:92) کے مطابق۔ یہ فیصلہ ہر مسلمان کے لئے قابل قبول ہونا چاہئے۔ اب جو اس میں اختلاف کرے اور قوم میں انتشار اور تفریق پھیلائے وہ خدا اور رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں مجرم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ رشوال المکرم ۱۳۸۹ھ

عاق کرنے کی شرعی کوئی حیثیت نہیں

سوال: بخدمت اقدس عالی مرتبہ مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید کے تین لڑکے ہیں اور زید نے ان میں سے ایک کو عاق کردیا اور زید نے کسی کے سامنے کہا نہیں کہ میں نے اپنے بیٹے کو عاق کردیا۔ کیا زید کے مرنے کے بعد وہ لڑکا وراثت میں حصہ لے سکتا ہے یا نہیں؟

بینوا بالبرہان توجروا عند الرحمٰن

۷۸۶ **الجواب:** اولاد فرمانبردار ہو تب بھی اولاد ہے اور نافرمان ہو تب بھی اولاد ہی ہے۔ میت کے مال پر جس طرح فرمانبردار اولاد کا حق ہے یوں ہی نافرمان اولاد کا بھی۔ لہٰذا زید نے اگرچہ اپنی زندگی میں اپنے کسی بیٹے کو عاق کردیا تو بھی زید کے انتقال کے بعد اپنے باپ کے مال میں حصہ دار ہے۔ اس کے اس حصہ کو جو شریعت مطہرہ نے مقرر فرمایا ہے کوئی شخص باطل نہیں کرسکتا اور نہ اس کے باطل کرنے سے وہ باطل ہو۔ یہ لڑکا وارث ہے اور وارث رہے گا اور اپنا مقرر حصہ اپنے باپ کے مال سے پائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ محرم الحرام ۱۳۸۷ھ

عاق کی شرعی کوئی حیثیت نہیں، زندگی میں جسے چاہے جتنا چاہے دے سکتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: سائل اپنی لڑکی مسماۃ بانو بالغہ کو چند وجوہ کی بناء پر اپنے ترکے سے عاق کرنا چاہتا ہے تاکہ میرے مرنے کے بعد میرے دیگر ورثہ کو وہ مقدمہ بازی وغیرہ سے پریشان نہ کرے اور میری ملکیت سے کوئی حصہ نہ لے سکے۔ اس کو عاق کرنے کا طریقہ مرحمت فرمائیں؟ السائل احمد خان، لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** میراث وتوریث کوئی امر اختیاری نہیں بلکہ مورث یا وارث نہ چاہے تب بھی یہ حق ثابت ہے بلکہ احادیث سے ثابت ہے کہ اپنے وارث کو میراث سے محروم کرنے والا نعیم جنت سے محروم ہوگا۔ اس لئے عاق نامہ تحریر کرنے کا کوئی شرعی طریقہ نہیں۔ ہاں اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں ہی اپنی وراثت تقسیم کردے اور اپنے قبضہ اور ملکیت سے دستبردار ہوجائے تو ظاہر ہے کہ جب اس نے مرتے وقت کوئی مال چھوڑا ہی نہیں تو وراثت کس میں جاری ہوگی؟ اب وہ جس کے قبضہ میں دے دیا گیا تھا اسی کی ملکیت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ ربیع الآخر ۱۳۸۹ھ

عاق کرنے سے کوئی وارث اپنے حصے سے محروم نہیں ہوگا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میرا ایک لڑکا جس کا نام محمد حسین ولد رحیم بخش ہے۔ شادی شدہ ہے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہایت گستاخ اور آوارہ اور غنڈہ قسم کا آدمی ہے۔ ماں باپ کے ساتھ اس کا رویہ بہت ہی گستاخانہ ہے اور نافرمان ہے۔ ماں باپ کے حکم کی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ اس لئے میں اور اس کی ماں اس سے عاجز و تنگ آ چکے ہیں اور ہم اسے عاق کرنا چاہتے ہیں۔ ہم اپنی ملکیت یا جائیداد سے اس کو عاق کرتے ہیں اس سلسلے میں شریعت کے مطابق فیصلہ دیں؟

فقط۔ رحیم بخش ولد خدا بخش، پنجرہ پول، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** نافرمان یا والدین سے گستاخانہ پیش آنے والا، کوئی بیٹا یا بیٹی وغیرہ وراثت سے محروم نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ ماں باپ نے زبانی یا تحریری طور سے اس کو عاق و محروم کر دیا ہو۔ ایسی صورت میں مناسب یہ ہے کہ جو کچھ کسی کو دینا ہے اپنی زندگی میں ہبہ کر کے اسے اس کے قبضہ میں دے دے کہ نہ مال متروکہ ہوگا، نہ اس میں وراثت کا سوال پیدا ہوگا۔ آدمی اپنے مال کا مالک ہے حالت صحت میں اپنا سارا مال یا اس کا کوئی حصہ جسے اور جتنا چاہے دے، دوسرے کسی قسم کا مطالبہ نہیں کر سکتے مگر بغیر عذر شرعی ایسا کرنے والا گناہ گار ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ہبہ کرنے میں اپنی اولاد کو برابر برابر دے یہ نہیں کہ لڑکی کو کم اور لڑکے کو اس سے دو چند جس طرح میراث میں ہوتا ہے۔ (درمختار وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ ؍ رجب المرجب ۱۳۹۹ھ

شطرنج و تاش کھیلنا ناجائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و شرع متین درج ذیل مسائل کے بارے میں کہ

(۱) شطرنج کھیلنا و تاش کھیلنا و کچی وغیرہ کھیلنا جائز ہے یا نہیں؟ چاہے مابین زر کا لین دین ہو یا نہ ہو؟ مکروہ ہے یا حرام؟ صحیح حکم شرع سے وضاحت فرمائیں۔

(۲) ایک مولانا صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ تاش کھیلنا خنزیر کے خون میں ہاتھ رنگنے کے برابر ہے اور شطرنج، چوسر، کچی وغیرہ کھیلنے کے بارے میں علماء فرماتے ہیں کہ گویا اس نے حرم میں زنا کیا ہے۔ مولانا صاحب کے اس اعلان سے محلہ میں جو کہ گھروں میں عورتیں تاش کھیلتی تھیں بند ہو گیا سوائے چند مفسدوں کے، محلہ کا ممبر جو کھیلنے والوں کا سرگروہ ہے اور کافی عرصہ سے روشنی وغیرہ کے اہتمام کے ساتھ بصد شوق خود بھی کھیلتا ہے اور دوسروں کو بھی اپنا شریک کرتا ہے مولانا کے اعلان سے لوگوں نے شریک ہونا چھوڑ دیا اور ایک حد تک یہ شیطانی محفلیں ختم ہو گئیں۔ ممبر مذکور مولانا صاحب کے خلاف لوگوں کو مشتعل کر رہا ہے کہ مولانا نے بہت سختی سے کام لیا حرم شریف کی توہین کی ہے ہم زر کا لین دین نہیں کرتے ہیں اس لئے مکروہ ہے حرام نہیں۔ اور مولانا صاحب کو توبہ کرنا چاہیے اور ایسی سختی نہیں کرنی چاہیے۔ مولانا صاحب نے بہار شریعت و احکام شریعت وغیرہ کا حوالہ دیا اس پر بھی نہیں مانتے اور حرام ہونے سے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں اس میں کچی اور تاش کا ذکر نہیں ہے۔ اب میں موجودہ مفتیان دین کا فتویٰ مانوں گا۔ اب دریافت طلب بات یہ ہے کہ ممبر مذکور کے کہنے کے مطابق کیا مولانا نے حرم شریف کی توہین کی یا نہیں۔ دوم، بہار شریعت و احکام شریعت کی عبارتوں سے انکار کرنے والے کو شریعت کی جانب سے کیا سزا ہونی چاہیے۔ مہربانی فرما کر شریعت

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

محمدی ﷺ کے حکم سے آگاہ فرمائیں کہ مولانا صاحب کو توبہ کرنی چاہیے یا ممبر مذکور کو توبہ کرنی چاہیے۔**بینوا توجروا**

خادم العلماء اہلسنت و جماعت، حقیر پر تقصیر محمد محسن زیدی، سکرنڈ روڈ نواب شاہ، ۱۴ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ

۷۸۶ **الجواب**: لہو ولعب کی جتنی قسمیں ہیں سب باطل ہیں سوائے تین قسموں کے کہ ان کی حدیث شریف میں اجازت ہے۔(۱) بی بی سے ملاعبت، (۲) گھوڑے کی سواری اور (۳) تیر اندازی۔ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ جتنی چیزوں سے آدمی لہو کرتا ہے سب باطل ہیں۔ مگر کمان سے تیر چلانا، اور گھوڑے کو ادب دینا، اور زوجہ کے ساتھ ملاعبت کہ یہ تینوں حق ہیں۔ (ترمذی ابوداؤد ابن ماجہ) لہٰذا، گنجفہ، چوسر، پچی، شطرنج، تاش یہ سب لہو میں داخل ہیں۔ تو از روئے احادیث کریم سب باطل و ناجائز و حرام ہیں اور مسلمان مرد عورت کو ان سے دور رہنا واجب و لازم۔ واللہ اعلم

جواب امام: فقیر کی نظر سے علماء کرام کا یہ قول اب تک نہیں گزرا کہ چوسر وغیرہ کھیلنا حرم شریف میں زنا کے برابر ہے۔ لیکن بایں ہمہ اس کی حرمت و خلاف شرع ہونے میں کوئی شک نہیں۔ ممکن ہے کہ مبالغۃً علمار نے ایسا کرنے میں جسے امام مذکور نے بتایا، بیان کیا۔

اس مسئلہ کو بنیاد بنا کر امام مذکور کے خلاف مسلمانوں میں اشتعال پھیلانا قرآن و حدیث کی رو سے اشد حرام ہے۔ عجب کہ شدت غضب میں آدمی ایسے گناہ کا مرتکب ہو جو کفر تک پہنچاتا ہے۔ اور اسے اس کا لحاظ نہ آئے کہ میں کیا کر رہا ہوں۔ جو مذکورہ بالا بیان کسی کتاب سے ثابت نہ کرے تو اس کا جرم صرف اس قدر ہے کہ اس نے شدت سے کام لیا اور حرام سے روکنے کیلئے بہت بیان کیا پھر بھی یہ جرم گناہ کبیرہ نہیں۔ امام کیلئے اس سے رجوع ممکن ہے۔ لیکن مسلمانوں میں انتشار پھیلانا اور افتراق بین المسلمین کا مرتکب ہونا تو وہ چیز ہے جسے قتل سے اشد فرمایا گیا۔ کہ الفتنة اشد من القتل۔ (القرآن الکریم)۔ بالجملہ امام ایسی باتوں کے بیان سے پرہیز کرے۔ جن کا اس کے پاس کوئی ثبوت نہ ہو۔ اور امام کے مخالفین پر لازم کہ وہ اس فتنہ انگیزی سے باز آئیں۔ اور اس وعید سے اپنے آپ کو بچائیں جو امت محمدیہ میں افتراق پھیلانے والوں کیلئے وارد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ، اجل واتم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ

جمعہ/سفر/ داڑھی منڈانا

سوال: بحضور قبلہ مفتی محمد خلیل خان صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ

میں بالکل خیریت سے ہوں آپ کی خیریت کا طالب عرض خدمت ہے۔

چند ایک سوال جناب کی خدمت میں تحریر کرتا ہوں ان کا جواب تفصیل سے دیں عین نوازش ہوگی۔

(۱) نماز جمعہ کے متعلق لکھیں کہ جہاں ہم رہتے ہیں اس جگہ پر زیادہ سے زیادہ 120 (ایک سو بیس) آدمی آتے ہیں نماز جمعہ کیلئے تو اتنی مقدار میں جمعہ کی نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟

(۲) سفر کے متعلق ہے، ہماری مرضی کے مطابق سفر نہیں افسران کی مرضی پر ہوتا ہے مثال کے طور پر ایک جگہ سے دوسری

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جگہ جانے پر پتہ نہیں ہوتا کہ ایک دن رہنا ہے یا زیادہ؟ عارضی ڈیوٹی ہوتی ہے اس کے سفر میں یا اپنی میں کونسی نماز ہوگی؟

(۳) جو امام کے متعلق ہے، مثال کے طور پر ایک آدمی صحیح اچھا پڑھا لکھا ہے لیکن داڑھی نہیں یعنی سنت سے کم ہے۔ ایک دوسرا آدمی جس کی سنت پوری ہے لیکن تعلیم کم؟

(۴) داڑھی منڈے کے پیچھے داڑھی والے کی نماز ہو سکتی ہے یا نہیں۔ منڈانے والا آدمی زیادہ پڑھا ہوا ہے اور داڑھی والا کم تو اس کی نماز اس کے پیچھے جائز ہے یا نہیں؟ سب پڑھنے سننے والوں کو سلام، منظور احمد لغاری

۷۸۶ الجواب: مذہب حنفی میں فرضیت جمعہ۔ صحت جمعہ اور جواز جمعہ سب کیلئے شہر یا متعلق شہر مثلاً چھاؤنی وغیرہ کا ہونا ضروری شرط ہے۔ دیہات میں نہ جمعہ فرض ہے نہ وہاں اس کا ادا کرنا جائز صحیح۔ اگر پڑھیں گے ایک نفل نماز ہوگی کہ برخلاف شرع جماعت سے پڑھی۔ ظہر کا فرض سر سے نہ اترے گا۔ پڑھنے والے گناہ کے مرتکب ہونگے کہ ظہر کی جماعت بلا وجہ ترک کی اور نماز نفل با جماعت بالاہتمام پڑھی اور نماز ظہر سرے سے نہ پڑھی تو گناہ شدید۔ (فتاویٰ رضویہ، درمختار) واللہ اعلم

(۲) جو شخص مقیم ہوا اور اپنے مقام اقامت سے دس دس پانچ پانچ بیس بیس کوس کے ارادے سے جائے کبھی مسافر نہ ہوگا۔ نماز پوری پڑھے گا۔ اگرچہ اس طرح پوری دنیا میں سفر کر آئے۔ جب تک ایک نیت سے پورے چھتیس کوس یعنی ساڑھے ستاون میل ٹھہرنے کے ارادے سے نہ چلے یعنی بیچ میں کہیں نہ ٹھہرے، ٹھہرنے کی نیت نہ ہو اور اگر دو سو میل کے ارادے سے چلا مگر ٹکڑے ٹکڑے کر کے یعنی بیس میل جا کر یہ کام کروں گا وہاں سے تیس میل جاؤں گا وعلی ھذا القیاس وہ مسافر نہ ہوگا۔ یک لخت ساڑھے ستاون میل کا ارادہ نہ ہوا۔ ہاں جو مسافر ہے وہ جہاں بھی جائے قصر پڑھے گا۔ وہاں سے ایک میل یا کم جائے خواہ زیادہ دور جائے وہاں بھی قصر نماز کریگا۔ جب تک پورے پندرہ دن کی ٹھہرنے کی نیت کسی محل اقامت میں نہ کرے اور جو شخص اپنے ارادوں میں مستقل نہ ہو، تو اس کی اپنی نیت بیکار ہے جس کا تابع ہے اسکی نیت کا اعتبار ہے اس کی نیت اقامت کی ہے تو تابع بھی مقیم ہے اور اس کی نیت اقامت کی نہیں تو یہ بھی مسافر ہے۔ ہاں تابع کو چاہیے کہ متبوع کہ جس کا یہ ماتحت ہے اس سے معلوم کرلے وہ جو کہے اس کے مطابق عمل کرے اور اس نے کچھ نہ بتایا تو دیکھے کہ وہ مقیم ہے یا مسافر اگر مقیم ہے تو اپنے کو مقیم سمجھے اور مسافر ہے تو مسافر۔ اور اگر یہ بھی نہ معلوم ہو تو تین دن کی راہ طے کرنے کے بعد قصر کرے اس سے پہلے پوری پڑھے (فتاویٰ رضویہ، درمختار وردالمحتار وغیرہا)

(۳) جو شخص وضو وغسل وغیرہ کا علم ٹھیک رکھتا ہو نماز صحیح پڑھتا ہو قرآن مجید غلط نہ پڑھتا ہو جس سے معنی بدلیں اس کے پیچھے نماز ہو جائے گی مگر امام بنانے کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ مذہباً خالص سنی ہو فاسق علی الاعلان نہ ہو یعنی کوئی گناہ کبیرہ اعلان کے ساتھ نہ کرتا ہو صغیرہ بھی عادت واصرار سے کبیرہ ہو جاتا ہے جو شخص ان سب باتوں میں جامع ہو اگرچہ قرأت عظیم حافظ کی مثل نہ پڑھ سکے اسے امام بنانے میں کوئی حرج نہیں۔ اور جو شخص داڑھی حد شرع سے کم رکھتا ہے کترواتا ہے وہ فاسق معلن ہے اور فاسق معلن کو امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز پڑھنی مکروہ تحریمی واجب الاعادہ یعنی اس کا دہرانا لازم اگرچہ وہ عالم کیوں نہ ہو۔ غنیۃ وغیرہ میں ہے لو قدموا فاسقاً یاثمون۔ تبیین الحقائق وغیرہ میں ہے لان فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعاً یعنی اگر لوگوں نے کسی فاسق کو امامت کیلئے آگے بڑھا دیا تو وہ گناہ گار ہونگے اس لئے کہ اس

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے آگے بڑھانے میں اس کی تعظیم ہے حالانکہ اس کے فسق کی وجہ سے اس کی توہین لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۹ھ

یزید اور ابوطالب نام رکھنا کیسا ہے؟ بدعقیدہ کے پیچھے نماز

سوال: جناب استاذ گرامی دام فیضہ، السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، امابعد! واضح ہو کہ بندہ آپ کا پس غائبانہ شاگرد ہے اور آپ کی خدمت میں مندرجہ ذیل سوالات پیش کر رہا ہوں۔ امید ہے کہ جواب جلدی عنایت فرمائیں گے۔

(۱) یزید، ابوطالب یہ نام مسلمان کیلئے رکھنے کے قابل ہیں؟ کئی مرتبہ علماء سے لعنت یزید پر سنی گئی ہے۔ مجھے اُس سے کوئی عقیدت نہیں ہے ظالم تو تھا ہی لیکن لعنت کا تعلق علمی خیال سے کہاں تک درست ہے؟ ہمارے پڑوس میں ایک شاہ صاحب نے اپنے بیٹے کا نام ابوطالب شاہ رکھا ہے۔ بہارِ شریعت میں زیارت حرمین کے باب میں لکھا ہوا پایا حضرت عبدالمطلب کی قبر پر جائیں مگر ابوطالب کی قبر پر نہ جائیں۔ اور جن کی قبروں کی زیارت کیلئے بزرگ نے لکھا ہے ان کی فاتحہ کیلئے لکھا ہے۔

(۲) انشاء اللہ تعالیٰ شوال کے مہینے میں حج سے پہلے بندہ کا حرمین شریفین جانا ہوگا۔ سعودی حکومت نجدی ہے۔ شاید وہ کچھ وہابیوں کے خیالات رکھتے ہیں۔ ان کے پیش امام کے پیچھے نماز پڑھنی پڑے گی۔ کیا وہ نماز ٹھیک رہے گی یا پنجگانہ اعادہ کیا جائے۔

(۳) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ (نمل:90) مذکورہ بالا آیت میں ہے یعنی سورت کا ساتواں اور پارہ بیس کا دوسرا رکوع ہے۔ پوچھنا یہ ہے کہ مَنْ جَآءَ میں ضمیر واحد ہے تو وُجُوْهُهُمْ میں جمع کیوں آئی۔ اگر جَآءَ کی جگہ جاؤا جمع ہوتی تو پھر وُجُوْهُهُمْ میں جمع رہتی جس طرح اردو میں کہیں گے جس نے چوری کی انہوں کے ہاتھ کاٹیں گے اس طرح نعوذ باللہ قرآن پاک غلطی سے پاک ہے۔ میں صرف ایک طالبعلم کے پاؤں کی خاک ہوتے ہوئے پوچھ رہا ہوں۔ جواب سے مستفیض فرمائیں۔

۷۸۶ **الجواب:** یزید فی نفسہ کوئی برا نام نہیں بعض صحابہ کرام بھی اس نام سے موسوم تھے مثلاً یزید بن عامر، یزید بن السعود لیکن کربلائے معلا کے واقعہ کے بعد عوام وخواص مسلمین میں یہ نام قابل نفرت ضرور جانا جاتا ہے اور اس نام کے ساتھ ہی وہ واقعہ ظلم وجفا کا ذہن میں آتا ہے تو جسے اپنی اولاد کو عوام وخواص کی نفرتوں سے بچانا منظور ہوگا وہ ہرگز اپنی اولاد کیلئے یہ نام پسند نہ کریگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

یوہیں ابوطالب کا ایمان چونکہ محققین کے نزدیک ثابت نہیں بلکہ بخاری کی روایت بتاتی ہے کہ وہ آخری وقت تک کلمہ اسلام پڑھنے سے گریز کرتے رہے۔ اس لئے اس کے نام پر بھی نام نہ رکھا جائے ہاں کسی مذہب کی حرص میں ایسا کرتا ہے وہ جانے یہی وجہ ان کی قبر پر جانے اور فاتحہ پڑھنے کی ممانعت کی ہے یزید پر لعنت کے بارے میں باہم علماء کا اختلاف ہے اسلئے اس احتراز چاہئے۔ واللہ اعلم

(۲) امام وہابی ہو تو نہ اس کی نماز، نماز ہے نہ اس کے پیچھے نماز، نماز۔ جماعت میں شریک نہ ہونے سے فتنہ کا اندیشہ ہو تو

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جماعت سے پہلے یا بعد میں اپنی تنہا پڑھ لیں۔ واللہ اعلم

(۳) عربی میں لفظ مَنْ صُوْرۃً واحد ہے اور معنیٰ جمع اس لئے واحد اور جمع دونوں کی ضمیریں اس کیلئے استعمال ہوتی ہیں۔ یہ اصول کی بات ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم   العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ   ۱۳۹۹ھ

سرخی، ناخن پالش لگانا، فلم، ٹی۔وی، بے نمازی کا کھانا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ

(۱) عورتوں کیلئے سرخی اور ناخن پالش لگانا جائز ہے یا نہیں، اگر کسی عورت نے یہ دونوں چیزیں لگانے کے بعد وضو یا غسل کر کے نماز پڑھی تو اس کی نماز، وضو، غسل درست ہوا یا نہیں اور اگر اس نے خاوند کو خوش کرنے کیلئے لگایا تو کیا حکم ہے؟

(۲) مرد کیلئے مہندی پاؤں میں لگانا جائز ہے یا نہیں؟

(۳) دو منزلہ مسجد میں، گرمی کی وجہ سے نیچے کا حصہ خالی چھوڑ کر اوپر کے حصے میں جماعت کرا سکتے ہیں یا نہیں؟

(۴) فلم دیکھنا گناہ کبیرہ ہے یا صغیرہ، روزہ کی حالت میں فلم دیکھنا کیسا ہے؟

(۵) گھر میں ریڈیو، ٹیپ ریکارڈر، ٹی وی رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ اس زمانہ میں تقریباً ہر گھر میں یہ چیزیں موجود ہیں تو کیا رحمت کے فرشتے آتے ہیں یا نہیں؟ اور ان کا رکھنا گناہ کبیرہ یا صغیرہ ہے؟

(۶) نجدی وہابی دیوبندی خارجی امام کے پیچھے سنی کی نماز ہوگی یا نہیں؟ کوئی امام عادی جھوٹا ہے یا کبھی کبھی جھوٹ بولتا ہے تو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

(۷) ایک امام ان پڑھ ہے اور قرآن پاک بھی بہت سادہ بغیر تجوید کے پڑھتا ہے اور الٹے سیدھے مسائل بیان کرتا ہے اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

(۸) اگر کوئی بے نمازی مسلمان رمضان میں افطاری کے وقت مسجد میں کھانا لائے تو اس سے کھانا لینا جائز ہے یا نہیں، غیر مسلم کو مسلمان خیرات دے سکتا ہے یا نہیں اگر دی تو ادا ہوئی یا نہیں؟

حافظ امیر احمد جونیجو، مکان نمبر 184 شاہ محلہ، ٹنڈو الہیار، حیدرآباد، ۱۳/ اگست ۱۹۷۹ء

۷۸۶ الجواب: زیبائش و آرائش کی خواہ کوئی چیز ہو اگر وہ جرم دار ہو کہ اس کے استعمال سے ایک معمول تہ جسم پر جم جاتی ہے تو اس کے چھڑائے بغیر نہ وضو درست نہ غسل روا۔ اور ایسے وضو غسل سے نماز بھی ادا نہ ہوگی اور یہ زیبائش غیروں کو دکھانے کیلئے ہو تو حرام در حرام۔ صرف اور صرف شوہر ہی کی خوشی کیلئے یہ زیبائش کی جائے۔ واللہ اعلم

(۲) مہندی عورتوں کیلئے ہے نہ کہ مردوں کیلئے۔ واللہ اعلم

(۳) علماء کرام نے مسجد کی چھت پر چڑھنا بلا ضرورت ہو تو مکروہ لکھا ہے اور شدید گرمی اس کے لئے عذر ہے۔ (عالمگیری)

(۴) لہو ولعب کھیل تماشہ میں اپنا وقت صرف کرنا حرام ہے اور روزہ کی حالت میں ہو تو اور زیادہ حرام ہے، روزہ ہو جائے گا۔

https://t.me/Tehqiqat
Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(۵) ریڈیو، ٹیپ ریکارڈر، ٹیلیویژن اس عام حکم سے مستثنیٰ نہیں، البتہ ٹیلیویژن میں یہ بات اور زیادہ ہے کہ اس میں تصویریں بھی ہیں اور اس کی لت پڑ جائے تو جائز نا جائز، حرام حلال کو لوگ یکساں سمجھنے لگتے ہیں تو گناہ سے کیسے بچیں گے۔ واللہ اعلم

(۶) فسق فی العمل مثلاً جھوٹ بولنا، فلم دیکھنا تاش وغیرہ کھیلنا، ایسے افعال کا مرتکب فاسق معلن ہے اور اسے امام بنانا گناہ۔ اور اس سے بدتر وہ ہیں جو فسق فی العقیدہ میں مبتلا ہیں کہ پہلے کا ایمان تو سلامت تھا یہاں ایمان یا سرے سے نہیں یا ہے تو ناقابل اعتبار۔ تو ایسوں کو امام بنانا وہی پسند کرے گا جسے اپنی نمازیں عزیز نہ ہوں اور ان کا تباہ کرنا منظور ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۷) اگر وہ نماز کے فرائض و واجبات یا مکروہات و مفسدات سے بھی واقف نہیں تو امامت کا اہل ہی نہیں اور اگر مسائل ضروریہ سے واقف ہے لیکن قرأت میں ایسی غلطیاں کرتا ہے جس سے نماز میں فساد لازم آئے تب بھی اسے امام بنانا جائز نہیں ورنہ جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۸) بے نمازی کافر نہیں، مسلمان ہی ہے اور ایسے ہزار مسلمانوں سے بہتر جو نمازی ہیں مگر بدعقیدہ، بدمذہب مثلاً وہابی خارجی رافضی تو اس سے مسلمان جیسا سلوک کریں اس کی افطاری بھی لیں اور دوسری نیک باتوں میں تعاون کریں۔ اور مسلمان فقراء کی کیا کمی ہے کہ غیر مسلم کو خیر خیرات کی جائے۔ بلکہ زکوۃ و فطرہ یا کوئی اور صدقہ واجب غیر مسلم کو دیا تو ادا ہی نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۰ ر رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ

سہرا باندھنا / مسجد کے اندر اذان

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان عظام مندرجہ ذیل چند مسائل کے بارے میں کہ

(۱) شادی کے موقعہ پر دولھا کے سر پر سہرا باندھنا اور بازو میں گانا یعنی دھاگہ اور کچھ موتی وغیرہ باندھنا شریعت پاک میں جائز ہیں یا نہیں اور شادی کے موقعہ پر ہاتھ پاؤں کو مرد کیلئے مہندی لگانا کیسا ہے۔ زید بہت ہی سخت گرمی محسوس کرتا ہو تو وہ گرمی کی وجہ سے پاؤں میں مہندی لگا کر جماعت کرا سکتا ہے یا نہیں۔

(۲) ایک مسجد دو منزلہ ہے گرمی میں نیچے کا حصہ خالی چھوڑ کر اوپر کی منزل میں جماعت ہو سکتی ہے یا نہیں۔

(۳) نماز تراویح یا نماز جمعۃ المبارک لاؤڈ اسپیکر میں ہو سکتی ہے یا نہیں نیز پانچ وقت اذان مسجد سے باہر ہونی چاہیے یا اندر؟ اکثر و بیشتر مساجد میں لاؤڈ اسپیکر مسجد میں رکھے ہوتے ہیں اور وہیں اذان پڑھی جاتی ہے لہٰذا اس مسئلہ پر بھی روشنی ڈالی جائے۔　فقط والسلام مع الاکرام محمد بشیر چشتی غفرلہ، ٹنڈو الہیار، 31/05/1980

۷۸۶ **الجواب:** خوشبو لگانا سنت ہے اور خوشبو کی چیزیں پھول پتی وغیرہ پسند بارگاہ رسالت ہیں۔ فرماتے ہیں ﷺ حبب الی من دنیا کم النسا و الطیب (الحدیث) یعنی تمہاری دنیا میں سے دو چیزوں کی محبت میرے دل میں ڈال دی گئی۔ نکاح اور خوشبو۔'' اور کتب حدیث میں وارد کہ رسول اللہ ﷺ خوشبو کی چیز رد نہ فرماتے تھے (ابوداؤد) بلکہ مسلمانوں کو حکم دیا کہ'' جس کے سامنے خوشبو نبات پھول پتی وغیرہ پیش کی جائیں تو اسے رد نہ کرے کہ اس کا بوجھ ہلکا اور بو اچھی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے۔'' (مسلم) تو سہرا کہ سر پر باندھیں یا ہار کہ گلے میں پہنیں، ان میں پھولوں سے اسی قدر زائد ہے کہ انہیں ایک ڈورے میں پرولیا ہے اور گلے میں ڈالنا یا سر پر باندھنا، وہی خوشبو سے خود فائدہ لینا اور دوسروں کو فرحت پہنچانا ہے تو اس قدر سے ممانعت یا حرمت یا ناجوازی کس طرف سے آ گئی۔ لہٰذا جائز ہے اور جو اسے ناجائز کہتا ہے شریعت مطہرہ پر افتراء کرتا ہے۔ اگر سچا ہے تو بتائے کہ اللہ و رسول نے اسے کہاں منع کیا ہے۔ جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور جب اللہ و رسول نے منع نہ فرمایا تو دوسرا اپنی طرف سے منع کرنے والا کون ہے۔ شرع کسی کی زبان کا نام نہیں کہ جسے چاہے آدمی بزور زبان، بے دلیل شرعی، حرام کہدے۔ سہرا نہ شرعاً ممنوع ہے نہ شرعاً ضروری و مستحب۔ بلکہ ایک دنیاوی رسم ہے۔ کی تو کیا، نہ کی تو کیا۔ البتہ نلکیوں اور پنی والے سہرے۔ ہار وغیرہ پہننا یا استعمال کرنا ممنوع ہے کہ مشرکین سے مشابہت کا شائبہ پایا جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مہندی استعمال کرنا عورتوں کی زینت ہے لہٰذا ان کیلئے جائز (عالمگیری) اور بلا ضرورت چھوٹے بچوں کے ہاتھ پاؤں میں بھی مہندی لگانا نہ چاہیئے۔ اور مرد کیلئے اس کی ممانعت صریح ہے۔ امام کو خصوصاً اس سے احتراز لازم۔ اور گرمی وغیرہ ضرورت کے باعث استعمال کرتا ہے تو اس میں ایسی چیز شامل کر دے جس سے اس کی رنگت زائل ہو جائے۔ یا کوئی اور شے استعمال کرے۔ اگر کوئی امام مسجد مہندی استعمال کرتا ہے اور منع کرنے پر باز نہیں آتا تو اسے امام نہ کیا جائے کہ لوگ اس پر معترض ہوں گے اور شرعاً بھی جرم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) نیچے کا حصہ خالی چھوڑ کر، اوپری منزل پر نماز با جماعت مکروہ ہے کہ مسجد کی بے ادبی ہے۔ ہاں اگر مسجد تنگ ہو جائے کہ نیچے نمازیوں کیلئے جمع نہ رہے تو باقی ماندہ لوگ چھت پر صف بندی کر لیں۔ یہ بلا کراہت جائز ہے کہ اس میں ضرورت ہے۔ بلکہ اس میں بھی شرط یہ ہے کہ حال امام مشتبہ نہ ہو۔ (عالمگیری۔ فتاویٰ رضویہ)

(۴) علمائے محققین کا فتوی اسی پر ہے کہ نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال جائز نہیں اگرچہ نماز نفل مثلاً تراویح ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) لاؤڈ اسپیکر خواہ مسجد کے کسی حصہ میں ہو۔ اذان مسجد میں مکروہ ہے۔ پنجوقتہ نماز کیلئے بھی اور نماز جمعہ کیلئے بھی۔ فتاویٰ قاضی خاں۔ فتح القدیر۔ بحر الرائق و فتاویٰ ہندیہ وغیرہ کتب میں ہمارے علمائے کرام نے تصریح فرمائی کہ مسجد میں اذان دینی مکروہ ہے۔ اب تن آسانی یا اپنی مرضی سے لوگ جو چاہیں کریں یوم حساب قریب ہے اس سے توڈریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

غیر شرعی قسم پر کفارہ نہیں/ غیر سے موئے زیر ناف صاف کرانا حرام ہے/ انعامی بانڈز کب جائز ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام درج ذیل مسائل کے بارے میں کہ

(۱) ثناء ہر رکعت میں پڑھنی چاہیے یا ایک ہی رکعت میں پڑھنی چاہیے؟

(۲) ماں بیٹے کی محلہ میں ایک گھر میں جانے پر لڑائی ہوئی اور اس لڑائی میں ماں نے قسم کھالی کہ میں اس گھر میں جب تک قرآن شریف کی تلاوت نہیں کروں گی جب تک تو نہ مرے گا؟

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(۳) والد اگر ضعیف ہو جائے کہ وہ اپنی شرم گاہ کے بال نہ اتار سکے تو بیٹا اپنے والد کی وہ خدمت کر سکتا ہے یا نہیں؟

(۴) بانڈز پر جو انعام ملتا ہے وہ انعام کی رقم مسلمانوں پر کہاں تک درست ہے؟

(۵) حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح کو ثواب پہنچاتے ہیں اور شیرینی پر فاتحہ دیتے ہیں تو اس شیرینی کو کہتے ہیں یہیں بیٹھ کر کھاؤ باہر مت لے جاؤ یہ طریقہ ہمارے لئے کہاں تک درست ہے ہمیں ان سے آگاہ کریں؟

۷۸۶ **الجواب:** ثناء صرف پہلی رکعت میں پڑھی جائے۔ (عامۂ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) ماں کی یہ قسم، حلف شرعی نہیں کہ اس کے خلاف کرنے پر کفارہ لازم ہو، ماں کو چاہیے کہ وہ اپنے بیٹے کے گھر جائے اور اس کے حق میں دعائے خیر کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) موئے زیر ناف مونڈنا سنت ہے اور ستر عورت فرض۔ تو سنت کی ادائیگی کیلئے فرض کیسے چھوڑا جائے گا۔ اگر استرا استعمال نہیں کر سکتا تو باپ کو چاہیے، ہڑتال وغیرہ دوسری چیزیں جو عام طور پر بازار میں دستیاب ہیں استعمال کرے۔ ثواب پائے گا۔ واللہ اعلم

(۴) انعامی بانڈ کی خریداری میں اگر گرہ کا کچھ نقصان نہ ہوتا ہو تو خریداری بھی جائز ہے۔ کہ روپیہ بھی محفوظ رہے گا اور اگر اس پر حسن اتفاق سے حکومت کے طریقوں پر کوئی انعام نکل آیا تو وہ بھی جائز ہے۔ اسے سود قرار دینا، مسلمانوں کو حرج میں ڈالنا ہے۔ واللہ اعلم

(۵) فاتحہ خواہ کسی چیز پر ہو جب بہ نیت خیر و ایصال ثواب کی جائے گی، جائز و روا ہوگی۔ اور ان شاء اللہ باعث برکت بھی۔ البتہ یہ پابندیاں جو عام طور پر رائج ہیں بیجا پابندیاں ہیں۔ انہیں ختم کرنا چاہیے۔ پھر بھی ان پابندیوں کے باعث اصل فاتحہ، ناجائز نہ ہوگی۔ کھینچ تان کر اسے بدعت قرار دینا، وہابیہ کا شیوہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۱۳ / رجب المرجب ۱۴۰۲ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کتاب المیراث

نحمده ونصلى ونسلم على رسوله الكريم

باب الوراثۃ

جہیز کی ملکیت / مال وراثت میں بیوہ کا حق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ بوقت نکاح جو زیور لڑکی کو دیا جائے یا دیگر تحائف برتن، کپڑے وغیرہ دلہن کو دئے جائیں۔ ان کا حقیقی مالک کون ہے؟ یا رشتہ داران کوئی تحفہ دلہن کو دیں وہ کس کی ملکیت ہے؟

۲۔ زید مر جائے اور اس کی بیوی بیوہ ہو جائے۔ تو زید کے بعد اس کے کل سامان وملکیت زیور، کپڑے، جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کا حقیقی وارث کون ہوگا۔ جب کہ زید کی بہن، والدہ، وغیرہ بھی حیات ہیں۔ اگر بیوہ کے علاوہ دیگر رشتہ داران حصہ دار ہو سکتے ہیں تو ان کا حصہ کس قدر ہوگا؟

۳۔ زید کے مرنے کے وقت اس کی بیوی حاملہ تھی۔ زید کے انتقال کے دو ماہ کے بعد لڑکا تولد ہوا۔ اس صورت میں لڑکا کس قدر حصہ دار ہے؟ اپنے والد کی املاک میں سے نیز اس لڑکے کا صحیح وارث کون ہے؟

۴۔ نکاح کے وقت مہر مقرر ہوا۔ وہ زید ادا نہیں کر سکا۔ نہ معاف کرایا۔ زید مر گیا۔ کیا اس کی چھوڑی ہوئی املاک میں سے مہر ادا ہو سکتا ہے یا نہیں؟

۵۔ زید کے مرنے کے بعد اس کی بیوہ اور بچہ کا خرچ کس کے ذمہ ہے؟ بیوہ کے والدین اس قابل نہیں۔ بیوہ کے سسرال میں زید کے چچا، والدہ، بہن موجود ہیں اور ان کی مالی حالت اس قابل ہے کہ وہ خرچ برداشت کر سکیں۔

۶۔ لڑکی بوقت شادی سولہ سال کی تھی۔ دو سال بعد بیوہ ہو گئی۔ اب اگر بیوہ عقد ثانی کرنا چاہے تو کیا اس کو پہلے شوہر کی املاک سے محروم رکھا جا سکتا ہے یا نہیں؟

۷۔ زید کی بیماری میں زید کی والدہ نے گھر میں خرچ کے طور پر یا اپنے لڑکے کے علاج معالجہ کے بطور جو رقم صرف کی ہے۔ کیا وہ زید پر قرض ہے؟ کیا زید کی والدہ زید کے مرنے کے بعد از روئے شریعت زید کی جائیداد یا املاک میں سے اپنا قرضہ لے سکتی ہے؟

۸۔ میت پر جیسا کہ عورتیں بہت کچھ معاف کرا لیتی ہیں۔ زید کی بیوی نے مہر معاف کر دیا۔ کیا از روئے شریعت مہر معاف ہو گیا؟ فقط السائل محمد خان جونیجو، سانگھڑ

۷۸۶ **الجواب:** ۱۔ زیور برتن وغیرہ جہیز جو لڑکی کو دیا جاتا ہے وہ تمام وکمال لڑکی کی ملکیت ہے۔ یوہیں جو تحائف رشتہ داروں کی جانب سے لڑکی کو دیئے جاتے ہیں خاص ملک دختر ہیں۔ لڑکی کے شوہر یا کسی اور کو، کسی طرح کا مالکانہ استحقاق اس

http://t.me/tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں نہیں۔ علامہ شامی فرماتے ہیں کل احد یعلم ان الجهاز ملك المرأة، لاحق لاحد فیه۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ زید کے انتقال کے بعد اس کی جائیداد، اس کی بیوہ، اس کے بیٹے اور والدہ پر تقسیم ہو گی۔ ان میں سب سے مقدم میت کا جزء یعنی بیٹا پوتا وغیرہ، پھر میت کا اصل، باپ دادا وغیرہ، پھر باپ کی نسل مثلاً بھائی بھتیجے وغیرہ، ان سب کے بعد دادا کا جزء جیسے چچا کا بیٹا وغیرہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ اس صورت میں ذوالفروض کو دینے کے بعد جو کچھ مال باقی بچتا ہے۔ اس کا وارث یہ بیٹا ہو گا۔ (سوال کا دوسرا جزء واضح نہیں۔) واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ مہر خاص عورت کا حق ہے اور یہ دین مہر بھی ایسا ہی قرض ہے جیسے دوسرے لوگوں کا قرض۔ اس کا ادا کرنا ایسا ہی ہے جیسے دوسروں کا قرض ادا کرنا۔ صورت مسئولہ میں بے شک زوجہ اپنا دین مہر، املاک سے وصول کر سکتی ہے اور زوجہ مطالبہ کرے تو ورثہ پر اس دین کا ادا کرنا لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۵۔ وفات کی عدت میں عورت کا نفقہ شوہر کے ورثہ پر واجب نہیں۔ وہ از خود یہ بار برداشت کریں تو محض احسان ہے اور خدا نے انہیں دیا ہے تو انہیں اس بیوہ پر خرچ کرنا چاہئے خدا اجر دے گا۔ ہاں بعد عدت بیوہ پرورش کا معاوضہ، دودھ پلانے کی اجرت، اور بچہ کا نفقہ وغیرہ طلب کر سکتی ہے اور یہ سب اخراجات اگر بچہ کا مال ہو تو اس سے دیئے جائیں ورنہ بچہ کی دادی، دادا، بھائی چچا وغیرہ عصبات کے ذمہ ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۶۔ شوہر کے انتقال کے بعد۔ جہاں اور دوسرے ورثہ کا حق مال متروکہ پر ثابت ہو جاتا ہے وہیں بیوہ کا حق بھی متعلق ہو جاتا ہے۔ یہ حصہ گویا اس کے درد دل اور حرمان نصیبی کے لئے مداوا ہے۔ کوئی شخص اس سے یہ حق شرعی چھین نہیں سکتا اور عورت نکاح ثانی کرے تو بھی اس کے شوہر کی املاک سے اس کو محروم رکھنا ظلم و ناانصافی ہے۔ مال متروکہ میں حصہ شرعی کا مالک ہونا بھی اس کا حق ہے اور نکاح ثانی کرنا بھی اس کا حق ہے۔ یہ دوسرا حق اسے پہلے حق سے محروم نہیں کرے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۷۔ وہ روپیہ کہ زید کی والدہ نے، زید کے علاج معالجہ میں، اپنے ذاتی مال سے خرچ کیا بحکم عرف شائع و عام، تبرع و احسان قرار پائے گا کہ زید کی والدہ اس کا مطالبہ کسی سے نہیں کر سکتی ہے۔ ہاں اگر زید نے خود استدعا کی کہ آپ خرچ کیجئے۔ میں واپس دے دوں گا یا خود زید کی والدہ ہی نے کہا یہ صرف تیری طرف سے بطور قرضہ کروں گی اور اس نے قبول کر لیا تو ان صورتوں میں جو اٹھایا وہ قرض ہے اور اپنا یہ قرض زید کی املاک سے وصول کر سکتی ہے لیکن ظاہراً یہ معلوم ہوتا ہے کہ والدۂ زید نے یہ سب خرچ بطور خود کیا۔ کبھی قرض نہ جانا اور اب تقسیم جائیداد کا وقت آیا وہ اس خرچ کو قرض کا نام دے کر دوسرے ورثہ کی حق تلفی کرنا چاہتی ہے۔ آخر ماں کو بیٹے کے املاک سے بطور وراثت بھی تو مال حاصل ہو گا اس کو غنیمت جانے اور دوسروں کی حق تلفی سے باز آئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۸۔ دین مہر خالص عورت کا حق ہے اور جب زوجہ نے اپنا حق خود معاف کر دیا تو از روئے شرع بھی معاف ہو گیا۔ واللہ اعلم

العبد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ / جمادی الاولیٰ ۱۳۸۳ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بیوہ، والدہ، بیٹے کا حصہ ہے، بہن محروم/حق پرورش کی تفصیل

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ زید نے اپنے انتقال کے بعد بیوی والدہ، بہن اور لڑکا جو چار ماہ کا ہے چھوڑا ہے۔ شرعاً زید کے ترکے میں ان صاحبان کا کیا کیا حصہ آتا ہے؟

۲۔ والد کے انتقال کے بعد بچے کی پرورش کا حق کس کو حاصل ہے اور کب تک؟ فقط السائل، غلام محمد قادری قاسمی

۷۸۶ الجواب: ۱۔ صورت مذکورہ بالا میں زید کا تمام مال متروکہ ادائے جمیع حقوق، مقدم علی الارث، یعنی تجہیز و تکفین، و ادائے دیون، (قرض) ونفاذ وصیت درثلث کے بعد ۲۴ سہام پر تقسیم ہوگا۔ ان ۲۴ میں سے آٹھواں حصہ یعنی ۳ سہام زید کی بیوی کو، اور چھٹا حصہ یعنی ۴ سہام زید کی والدہ کو ملیں گے اور باقی تمام سہام یعنی ۱۷ سہام زید کا لڑکا پائے گا۔ بہن محروم رہے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ جب کہ ماں موجود ہے اور بچہ کی پرورش کی خواہش مند بھی۔ پھر اس کی اہل بھی ہے تو حق پرورش اس ماں کو حاصل ہے۔ اس کے پاس لڑکے کو اس وقت تک رہنے دیں کہ اب اسے اس کی حاجت نہ رہے یعنی اپنے آپ کھاتا، پیتا، پہنتا، استنجاء کر لیتا ہو اور اس کی مقدار سات برس کی عمر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ رجمادی الاولیٰ ۱۳۸۳ھ

http://t.me/Tehqiqat

ایک شخص کا انتقال ہوا، وارثین میں بیوہ اور پوتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسمّی امام بخش کے انتقال سے پہلے اس کا لڑکا مسمّی غلام حیدر فوت ہو گیا اور بعد فوتی غلام حیدر اس کی بیوی کے ایک دختر پیدا ہوئی۔ بعد امام بخش کا انتقال ہو گیا۔ مندرجہ ذیل ورثہ امام بخش کے موجود ہیں۔ شرعاً کس کو کتنا حصہ ملے گا؟

۱۔ صاحبزادی دختر غلام حیدر ۲۔ بیوہ امام بخش ۳۔ بھانجا صالح محمد

فقط السائل، محمد بخش چانڈیو

۷۸۶ الجواب: صورت مذکورہ بالا میں امام بخش متوفی کا کل مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز و تکفین، وادائے دیون، ونفاذ وصیت درثلث، آٹھ سہام پر تقسیم ہوگا۔ ان میں سے ایک حصہ متوفی کی بیوہ کو اور باقی سہام متوفی کی پوتی کو دیا جائے گا۔ چار سہام بوجہ ارث اور تین سہام بوجہ رد۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ رجمادی الاولیٰ ۱۳۸۳ھ

ایک شخص کے وارثین میں چار بیویاں، تین بیٹیاں اور ایک بھائی، ایک بہن ہے

سوال: جناب مولانا مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، جناب اعلیٰ گزارش یہ ہے کہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک آدمی بنام محمود ولد سادھو عمر ساٹھ سال فوت ہوگیا، قریباً سات سال ہوئے ہیں۔ مرنے کے وقت اس کے ماں، باپ، دادا، دادی فوت ہو چکے تھے۔ اس نے مرنے کے بعد مندرجہ ذیل وارث چھوڑے ہیں۔

چار عورتیں اور تین دختر اور ایک بھائی اور ایک بہن۔

اس نے ایک ایکڑ باغ اور ستاون ایکڑ بتیس گز زمین چھوڑی ہے۔ زیورات، سونا دس پندرہ تولہ، چاندی دو سو تولہ، اور بھینس ایک، گائے دو، بکری پچاس، گھوڑا ایک، برتن، چھ گھروں کا اور بیل چھ اور زمینداری سارا عملہ چھوڑا ہے۔ وہ سارا سامان و مال بھائی کے پاس ہے۔ زمین لیتے وقت ہی پہلے ہی بھائی نے آدھا داخلہ کرایا ہے۔ ساری زمین فوتی کی کمائی سے بنی ہوئی ہے۔ زمینداری کا کام کرتا تھا۔ بھائی مال چراتا تھا اور کھانے پینے میں ایک تھے۔ فوتی نے اپنے دختروں کو زبانی بخشش کیا تھا مگر سب شرعی فیصلہ پر متفق ہوگئے ہیں۔ سات سال سے بھائی ابھی تک فائدہ اٹھا رہا ہے۔ برائے مہربانی وارث کا فیصلہ دو۔ بہت بہت مہربانی ہوگی۔ شکریہ فقط السائل محمد اسماعیل امین، ۲۵ر دسمبر ۱۹۶۳ء

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں میت کا کل مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز و تکفین و ادائے دیون و نفاذ وصیت در ثلث ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

مسئلہ ۲۴/۲۸۸/۷۲

زوجہ ۴ عدد		دختر ۳ عدد	بھائی ۱ عدد	بہن ۱ عدد
۳	۱۶	۵		
۹	۴۸	۱۵		

وقال لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ (النساء:11 پ) وقال فَلَهُنَّ الثُّمُنُ (النساء:12 پ)

زوجہ	زوجہ	زوجہ	زوجہ	دختر	دختر	دختر	بھائی	بہن
۹	۹	۹	۹	۶۴	۶۴	۶۴	۴۰	۲۰

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ر شعبان المعظم ۱۳۸۳ھ

ایک شخص کے وارثین میں بہن، بیٹی، اور بھانجے ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: بروئے شرع محمدی ﷺ (فقہ حنفی) سے جواب صادر فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ عبدالوحید کا ترکہ مساۃ حکیما ہمشیرہ، مساۃ رفیقا دختر، عبدالمقیم، عبدالمستقیم بھانجے اور اللہ دین خان و محمد شریف خان و عبدالستار خان میں کس طرح تقسیم ہوگا۔

فقط والسلام نیاز مند، محمد شریف خان و غوث محمد خان

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

زید

بیٹا　　بیٹا　　بیٹا

اجاگر خان　　ذوالفقار　　شہباز خان

فوت ہوگئے　　عمر خان　　شمشیر خاں　　بندہ باز خان　　میر داد خان　　کالے خان

عبدالوحید خاں　　نیاز محمد خان　　اللہ دین خان　　محمد شریف خان　　عبدالستار خان

مسماۃ حکیما ہمشیرہ　　مسماۃ رفیقا دختر　　سکینہ بیگم ہمشیرہ

عبدالمقیم　　عبدالمستقیم

۷۸۶ **الجواب:** صورت مذکورہ بالا میں عبدالوحید کا تمام مال متروکہ، بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث، مثل تجہیز و تکفین، و ادائے دیون، و نفاذ وصیت در ثلث، دو سہام پر تقسیم ہوگا۔ نصف رفیقا کو دے کر باقی نصف مسماۃ حکیما و سکینہ بیگم میں برابر تقسیم ہوگا اور سکینہ بیگم کا تمام مال متروکہ عبدالقیوم و عبدالمستقیم میں دو حصے ہو کر منقسم ہوگا۔ کسی اور کو اس سے کچھ نہ ملے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۱۵ ربیع الاوّل شریف ۱۳۸۳ھ

ایک شخص کے وارثین میں لڑکا، لڑکی، بیوی اور پوتے پوتیاں ہیں

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

جناب عالی نہایت ادب واحترام کے ساتھ عرض یہ ہے کہ مندرجہ ذیل مسئلہ کے متعلق مجھے ہدایت اور راہ نمائی سے سرفراز کیا جائے۔ عین نوازش ہوگی۔ شکریہ۔ مسئلہ یہ ہے کہ

۱۔ زید کا انتقال آج سے تقریباً ۳۵ سال قبل ہندوستان میں ہوا اور اس کی جائیداد کا کلیم اب پاکستان میں اس کے لڑکے نے حاصل کیا۔

۲۔ زید کے انتقال کے بعد اس کے دو لڑکے، دو لڑکیاں اور ایک بیوی جو اس کی جائیداد کے جائز حصے دار ہوتے ہیں۔ زندہ تھے۔

۳۔ زید کے انتقال کے ۲۵ سال بعد اس کے ایک لڑکے کا انتقال ہوگیا۔ اس کی تین لڑکیاں اور ایک لڑکا زندہ ہے۔

۴۔ زید کے انتقال کے ۳۲ سال بعد اس کی بیوی کا بھی انتقال ہوگیا۔ اس کی بیوی نے اپنی زندگی ہی میں عدالت میں معتبر گواہوں کے سامنے اپنا حصہ اپنے لڑکے کو دے دیا تھا۔

۵۔ کلیم کی کل مالیت ۳۰۰۰ روپیہ ہے اور اس کلیم کو حاصل کرنے میں کل ۲۰۰ سو روپے صرف ہوئے۔ اب زید کی جائیداد کے جائز حصہ دار مندرجہ ذیل افراد ہیں۔

۱۔ زید کا پہلا لڑکا۔　　۲۔ زید کے دوسرے لڑکے کی اولاد یعنی اس کی تین لڑکیاں اور ایک لڑکا۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۳۔ زید کی پہلی لڑکی۔ ۴۔ دوسری لڑکی۔ ۵۔ زید کی بیوی۔

عرض ہے کہ ان حصہ داروں کا حصہ الگ الگ بنا دیا جائے۔ عین نوازش ہوگی۔ **فقط آپ کا اطاعت گزار،** شمشیر خان ولد عبدل خان، پختہ قلعہ، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب صورت مسئولہ میں زید متوفی کا تمام مال متروکہ، بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث، مثل تجہیز و تکفین، و ادائے دیون، و نفاذ وصیت در ثلث، ایک سو چوالیس ۱۴۴ سہام پر حسب ذیل طریقہ سے منقسم ہوگا۔

میت مسئلہ ۸/۸/۴۸/۱۴۴

بیوی	لڑکا	لڑکا	لڑکی	لڑکی
		۷		
۱	۱۴	۱۴	۷	۷

فَلَهُنَّ الثُّمُنُ (النساء:12) لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ (النساء:11)

میت مسئلہ ۶ ۱۴ ۵

ماں	بیٹا	بیٹی	بیٹی	بیٹی
۱	۲	۱	۱	۱

لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ (النساء:11) لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ (النساء)

۱۴۴

بیوی	لڑکا	لڑکی	لڑکی	ماں	بیٹا	بیٹی	بیٹی	بیٹی
۱۸	۴۲	۲۱	۲۱	۷	۱۴	۷	۷	۷

ان سہام سے زید کی بیوی نے بحیثیت بیوی ۱۸ سہام اور بحیثیت ماں ۷ سہام پائے۔ جنکا مجموعہ ۲۵ سہام ہوا۔

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ محرم الحرام ۱۳۸۳ھ

دادا کے مال کی تقسیم بطور مناسخہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: دادا کا انتقال ہوا اور اپنی زمین چھوڑی۔ دادا کے دو بیٹے بھی تھے۔ جن کا نام حمید الدین اور وحید الدین تھا۔ پھر وحید الدین کا انتقال ہو گیا۔ جس نے دو لڑکیاں چھوڑیں انوری اور آمنہ اور ایک لڑکا رشید الدین کو چھوڑا۔ پھر حمید الدین کا انتقال ہوا اس نے ایک لڑکی امتہ النساء اور اپنی بی بی اصغری کو چھوڑا۔ لہٰذا اب دادا کی وراثت بقیہ ورثاء میں کس طرح سے تقسیم ہوگی؟ السائل رشید الدین، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں متوفی کا کل مال متروکہ، بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث، مثل تجہیز و تکفین، و

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ادائے دیون، ونفاذ وصیت درثلث، حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگی۔ یعنی کل ۳۲ سہام میں سے رشید الدین ۱۴، امتہ النساء ۸، انوری ۴، آمنہ ۴، اصغری ۲ سہام پائے گی۔

مسئلہ ۶/۳۲

میت

حمید الدین مسئلہ ۸/۱۶

اصغری زوجہ	امتہ النساء بنت	رشید الدین ابن وحید الدین
۱	۴	۳
۲	۸	۶

وحید الدین مسئلہ ۴/۱۶

رشید الدین	انوری	آمنہ
۲	۱	۱
۸	۴	۴

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳۰/جمادی الاخریٰ ۱۳۸۴ھ

ایک شخص کے وارثین میں بیوی اور چار لڑکے ہیں

سوال: جناب قبلہ محترم جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، مہتمم دار العلوم احسن البرکات، حیدرآباد۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید فوت ہوتا ہے۔ اس نے اپنے ترکہ میں چھ ہزار آٹھ سو روپے چھوڑے ہیں۔ اپنے ورثاء میں ایک بیوی اور چار لڑکے چھوڑے ہیں۔ ان میں ہر ایک کو کتنا کتنا حصہ ملے گا؟ عرض دار محمد صادق

۷۸۶ الجواب:

مسئلہ ۸/۳۲ زید۔ ۶۸۰۰ رقم

بیوی	لڑکا	لڑکا	لڑکا	لڑکا
۴	۷	۷	۷	۷

یعنی بعد از تقدیم ماوجب تقدیمہ من التجھیز والتکفین والدین والوصیۃ جملہ املاک فوتی سے ایک روپیہ میں سے ذیل کی تفصیل کے مطابق رقم دی جائے گی۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اصل مسئلہ سے ملا ہوا حصہ	نام ورثاء	ایک روپیہ سے ملی ہوئی رقم	جملہ رقم سے ملا ہوا حصہ			
۴	رضیہ	۰......۲......۰	۰......۰......۰	۵	۸	۰
۷	ا	۶......۳......۰	۰......۸......۷	۸	۴	۱
۷	ب	۶......۳......۰	۰......۸......۷	۸	۴	۱
۷	ج	۶......۳......۰	۰......۸......۷	۸	۴	۱
۷	د	۶......۳......۰	۰......۸......۷	۸	۴	۱
میزان		۰......۰......ا روپیہ	۰......۰......۰	۰	۸	۶

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳/ربیع الاول ۱۳۸۴ھ

ایک شخص کے وارثین میں بیوی تین لڑکے اور پوتے ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میری ایک بیوی تین لڑکے اور پوتا پوتی ہیں۔ میں اپنی زندگی میں اپنی جائیداد ان میں تقسیم کرنا چاہتا ہوں۔ براہ کرم ان لوگوں کے شرعی حصے بیان فرمادیں اور یہ بھی بتادیں کہ میری موت کے بعد شرعاً وراثت کس طرح جاری ہوگی؟ فقط السائل سجاد خان ولد منور خان، گوٹھ اللہ داد، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** مورث کو شرعاً یہ اختیار ہے کہ اپنی زندگی میں اپنی جائیداد کا جو حصہ جس کے نام چاہے ہبہ کردے لیکن ہبہ معتبر اس وقت ہوگا جب کہ اس پر اس کا قبضہ ہو جائے۔ جسے ہبہ کیا جائے، اس میں وارث اور غیر وارث کی کوئی تخصیص نہیں اور اگر قبضہ نہ دیا صرف وصیت نامہ لکھ دیا یہ وصیت نامہ وارث کے حق میں معتبر نہ ہوگا بلکہ محروم قرار پائے گا اور وارث اپنا شرعی حصہ پائے گا۔ مورث مذکور کے انتقال کے بعد وراثت حسب ذیل طریقہ پر منقسم ہوگی۔

۸/۲۴

زوجہ	ابن	ابن	ابن
۱		۷	
۳	۷	۷	۷

واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱/ربیع الاول ۱۳۸۴ھ

عورت کا شوہر کی جائیداد میں حصہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ ایک عورت جس کا خاوند فوت ہو گیا ہو۔ اس عورت کا اپنے شوہر کی جائیداد میں کتنا حق ہے جب کہ اس کی کوئی اولاد نہ ہو؟

۲۔ ایک بیوہ عورت کا اپنے خاوند کی جائیداد میں کتنا حق ہے جب کہ نہ خاوند کی کوئی بہن یا بھائی زندہ ہو؟

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۳۔ ایک عورت کا خاوند اپنی زندگی میں اپنی جائیداد کا کچھ حصہ اپنے چھوٹے بھائی کے نام منتقل کر دیتا ہے۔ کیا اس میں بیوہ عورت کا حق ہے؟ اگر ہے تو کتنا ہے؟ فقط السائل، عبدالمجید، ملتان شہر

۷۸۶ الجواب: میّت کی کوئی اولاد نہ ہو تو عورت کو کل مال متروکہ سے چوتھائی حصہ ملے گا یعنی تجہیز و تکفین واداے دیون ونفاذ وصیت درثلث کے بعد۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ اپنی جائیداد کا کوئی حصہ بھائی کے نام منتقل کر دیا تو بھائی بھی اس کا مالک نہ قرار نہ پائے گا کہ ہبہ تمام ہونے کے لیے قبضہ کی ضرورت ہے، لہٰذا اگر وہ جائیداد بھائی کے قبضہ وتصرف میں نہ آئی تو ہبہ مکمل نہ ہوا۔ اس میں وراثت جاری ہوگی اور عورت اس میں بھی اپنا حصہ پائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ ربیع الاول ۱۳۸۴ھ

ایک شخص کے وارثین میں بیوی، تین لڑکیاں اور بھائی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: نظام الدین کے انتقال کے بعد ان کی ایک بیوہ، تین لڑکیوں نے ایک مکان کے اوپر کا حصہ جو کہ ایک کمرہ پر مشتمل ہے جو کہ متوفی نے چھوڑا تھا ان کی بیوہ نے مبلغ =/۴۰۰۰ ہزار روپے میں مقصود علی کے ہاتھ فروخت کر دیا جس کی رقم پوری وصول پائی اور تحریر لکھدی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ متوفی کے ایک حقیقی بھائی بشیر الدین بھی ہیں۔ جس کا حق محمدی لا کے تحت حصہ نکلتا ہے اور جس کی بناء پر بشیر الدین نے خریدار کے معاہدہ خریداری میں اپنا حصہ بھی رقم کروالیا ہے اور جس کی اطلاع خریدار کو کافی عرصہ کے بعد ملی۔ کیا ان حالات میں بشیر الدین خریدار سے اپنا حق طلب کرنے میں حق بجانب ہے؟ یا اس کو یہ حق فروخت کنندگان سے طلب کرنا چاہیے؟ فقط سید مقصود علی

۷۸۶ الجواب: نظام الدین کے انتقال کے بعد متوفی کی تمام مال متروکہ بعد اداے جمیع حقوق مقدم علی الارث، مثل تجہیز، وتکفین، وادائے دیون، ونفاذ وصیت درثلث، حسب ذیل طریقہ سے تقسیم ہوگا۔

مسئلہ ۲۴/۷۲

زوجہ	بنت	بنت	بنت	برادر
۳		۱۶		۵
۹	۱۶	۱۶	۱۶	۱۵

یعنی متوفی نظام الدین کا تمام مال متروکہ ۷۲ سہام پر تقسیم ہوگا۔ جن میں ۹ حصے بیوہ اور ہر لڑکی کو ۱۶ حصے اور بقیہ ۱۵ حصے بشیر الدین کو ملیں گے۔ (ایک سہام ایک روپیہ میں سے ۳۸۸-۱ بنیں گے)۔ بشیر الدین اپنا حصہ فروخت کنندگان سے وصول کر سکتا ہے۔ خریدار سے اس کا کیا تعلق۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ ربیع الآخر ۱۳۸۴ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک شخص کے وارثین میں تین چچازاد بھائی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسمّیٰ شیر محمد کا انتقال ہوا۔ اس نے اپنے تین چچازاد بھائی چھوڑے ان کے نام یہ ہیں ا۔ھندال، ۲۔متارو، ۳۔گھواب۔ اب ان تینوں میں متوفی کا مال متروکہ کس طرح تقسیم ہوگا۔ **بینوا توجروا**

فقط السائل۔ محمد مومن رضوی، ڈاکخانہ، تھرپارکر

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں مسمّیٰ شیر محمد متوفی کا کل مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز و تکفین و ادائے دیون و نفاذ وصیت در ثلث، تین برابر حصّوں میں تقسیم ہوکر، متوفی کے تینوں چچازاد بھائیوں پر تقسیم ہوگا۔ بشرطیکہ اور کوئی وارث ذوی الفروض یا عصبات میں موجود نہ ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ر رجب المرجب ۱۳۸۴ھ

نابالغ کا حصّہ کوئی استعمال نہیں کرسکتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک بیوہ کے چار بچّے ہیں دو بالغ اور دو نابالغ اور مذکورہ عورت کے پاس اپنے شوہر متوفی کی کچھ رقم ہے۔ جس سے وہ خود حج کرنا اور اپنے بھائی یا باپ کو شوہر کی طرف سے حج کرانا چاہتی ہے۔ حالانکہ شوہر نے حج کی وصیت بھی نہیں کی تھی۔ لہٰذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس صورت میں مذکورہ عورت اپنے شوہر کی میراث سے حج کرسکتی ہے یا حج بدل عن الزوج کراسکتی ہے یا نہیں؟ **بینوا توجروا**

فقط السائل۔ قاری محمد رمضان، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں متوفّی کی میراث کو تقسیم کیا جائے۔ اگر عورت کے حصّے میں اتنا مال آجائے جس سے وہ خود حج کرسکے اور بھائی باپ کو بھی لے جاسکے تو جائز ہے۔ اس طرح اگر اسے حصّہ میں تھوڑا آئے مگر بالغ اولاد اپنا حصّہ والدہ کو بخش دے تو بھی جائز ہے مگر نابالغ اولاد کا حصّہ قطعاً حج وغیرہ کے لئے استعمال نہیں کرسکتی اگرچہ وہ اجازت بھی دیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ر رجب المرجب ۱۳۸۴ھ

عورت کے ترکہ میں شوہر اور اس کے بچوں کا بھی حق ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک عورت نے اپنے خاوند کو بغیر کسی جبر و تشدد اور دباؤ کے راضی و خوشی بدرستی ہوش و حواس اپنا زرِ مہر اپنی اولاد اور اپنے ماموں کے سامنے معاف کردیا۔ ایسی صورت میں شرعی احکام سے آگاہ فرمائیں کہ

ا۔ مہر معاف ہوگیا یا نہیں؟

۲۔ کیا زرِ مہر میں شوہر اور بچّوں کا بھی کچھ حصّہ ہے؟

۳۔ اگر ہے تو کس قدر ہے؟ جواب کا طالب حافظ محمد جمیل قادری، تلک چاڑی، حیدرآباد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب:** ا۔لڑکی جب کہ عاقلہ بالغہ ہے اور اس نے اپنی خوشی سے کسی دباؤ کے بغیر اپنا حق مہر معاف کر دیا تو معاف ہو گیا یا تو عورت کو اختیار ہے کہ وہ کل مہر یا اس کا کوئی حصہ معاف کر دے۔ (درمختار وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ زر مہر میں عورت کی وفات کے بعد تجہیز و تکفین ادائے دیون اور نفاذ وصیت کے بعد جو بھی ترکہ ہو گا اس میں وراثت شامل ہو گی۔ شوہر اور اولاد بھی اپنا حصہ پائیں گے اور دوسرے ورثاء اپنا حصہ۔ (عامہ کتب)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ جب تک وارثوں کا پتہ نہ ہو اولاد کا حصہ معین نہیں کیا جا سکتا ہے۔ ہاں اس صورت میں شوہر کل مال کا ۱/۴ (چوتھائی) حصہ پائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ ر جمادی الاولیٰ ۱۳۸۴ھ

مرنے والا اپنے مال ہبہ کر کے سپرد کر دے تو ٹھیک ورنہ اس میں بھی وراثت جاری ہو گی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں احکام شرعی کیا ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ: سائل نے اپنا عقد ثانی مسماۃ صغریٰ بیگم سے عرصہ ۲۱-۲۲ سال پہلے کیا تھا اور زر مہر ۳۲ بتیس روپے ساڑھے دس آنے مقرر کیا گیا تھا۔ منکوحہ بعد نکاح سائل کی تمام آمدنی کی مالک و مختار تھی۔ منکوحہ کو کئی مرتبہ کہا گیا کہ وہ اپنے زر مہر کو جس طرح چاہے استعمال کر سکتی ہے یا جس کو چاہے دے سکتی ہے۔ مگر اس نے اس پر کوئی غور نہ کیا۔ حتیٰ کہ اکتوبر میں اچانک اس کو تکلیف ہو گئی اور جب حالت نا قابل برداشت ہو گئی تو اس کو اس کے واسطے کہا گیا تو جواب دیا کہ تم کسی کو بھی دے دو۔ اس وقت اس کی حالت بہت خراب تھی اس وقت اپنے زیور کے لئے کہا کہ میرا زیور میری لڑکی کو دیا جائے۔ اب گزارش یہ ہے کہ اس زر مہر کا کیا جائے اور کس طریقے سے استعمال میں لایا جائے۔ منکوحہ کا چند گھنٹوں کے بعد انتقال ہو گیا۔ ان کے بطن سے ایک لڑکی ہے جو کہ شادی شدہ ہے۔

فقط السائل محمد منور خان

http://t.me/Tehqiqat

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں مسماۃ صغریٰ بیگم کا تمام زر مہر اس کے مال متروکہ میں شمار ہو گا اور پھر اس کے وارثوں میں تقسیم ہو گا۔ لڑکی کا زیور اگر مسماۃ نے اس کے ہاتھ میں سونپ دیا تھا فبہا ورنہ اس کے زیور میں وراثت کے احکام جاری ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ ر جمادی الاولیٰ ۱۳۸۴ھ

ایک شخص کے وارثین میں باپ دو بھائی اور بہن ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید کا غیر شادی شدہ حالت میں انتقال ہوا اور اس نے باپ، دو بھائی، ایک بہن چھوڑے ہیں۔ اس کی جائیداد کس طرح تقسیم کی جائے گی؟ بینوا توجروا فقط السائل حکیم عبد الواحد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں بر تقدیر صدق سائل میت کا کل مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث، مثل تجہیز و تکفین، و ادائے دیون، و نفاذ وصیت در ثلث، میت کے باپ کو دیا جائے۔ باپ کے ہوتے ہوئے بھائی، بہن محروم رہیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ ر ذی القعدہ ۱۳۸۴ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک شخص کے وارثین میں چھ لڑکے اور دو لڑکیاں اور بیوی ہے اور مال دیگر بھائیوں میں مشترک ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک ملک مشترک میں تین بھائی شریک تھے۔ یوسف، احمد، قاسم۔ پھر یوسف کا انتقال ہوگیا اور اس نے ۶ لڑکے اور ۲ لڑکیاں اور بیوی چھوڑی تو اس کی ملکیت ورثاء پر کیسے تقسیم ہوگی؟ بینوا بالبرھان اجرکم عند الرحمٰن

فقط السائل، محمد شریف

۷۸۶ الجواب:

مسئلہ ۳ تصحیح ۴۸   ایک مِلک مشترکہ تین بھائی

یوسف	احمد	قاسم
۱۶/۱	۱۶/۱	۱۶/۱

میت یوسف مسئلہ ۸ تصحیح ۱۶

بیوی	چھ لڑکے						دو لڑکیاں	
بیگم فاطمہ	رمضان	محمد	طالب	طیب	طاہر	طارق	حیات خاتون	مہناز

حصے ۴۸

اصل مسئلہ سے ملا ہوا حصہ	نام ورثاء کا	ایک روپے سے ملی ہوئی قیمت
۱۶	احمد	۴......۵......۰
۱۶	قاسم	۴......۵......۰
۰۲	بیگم فاطمہ	۸......۰......۰
۰۲	رمضان	۸......۰......۰
۰۲	محمد	۸......۰......۰
۰۲	طالب	۸......۰......۰
۰۲	طیب	۸......۰......۰
۰۲	طاہر	۸......۰......۰
۰۲	طارق	۸......۰......۰
۰۱	مہناز	۴......۰......۰
۰۱	حیات خاتون	۴......۰......۰
۴۸		۱ روپیہ......۰......۰

بعد از تقدیم ماوجب تقدیمه من التجهیز والتکفین والدین والوصیته فوتی مسمّی یوسف کی ملکیت

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

متحرک خواہ غیر متحرک ایک روپیہ کر کے اوپر دی ہوئی تفصیل کے مطابق ورثاء پر تقسیم ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ٨ر ذی القعد ۱۳۸۴ھ

ایک شخص کے وارثین میں بیوی، بھتیجا اور بھتیجی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میرے دادا مرحوم شبراتی کے کی اولاد بنام ولی محمد، اللہ دین تھے۔ جس میں سے میرے چچا مرحوم اللہ دین کا انتقال ہوگیا۔ جن کی کوئی اولاد نہیں اور اُن کی پہلی بیوی کا بھی انتقال ہوگیا ہے۔ جن کے بطن سے کوئی اولاد نہیں اور دوسری بیوی (چچی) جو موجود ہیں ان کے بطن سے بھی کوئی اولاد نہیں ہے۔ نیز اب وہ دوسری شادی کر رہی ہیں اور میرے والد مرحوم ولی محمد جو کہ دادا کے حقیقی وارث ہیں ان کے بطن سے سات اولاد ہوئیں۔ جن میں سے، میں اور میری بہن حیات ہیں اور باقی بہن بھائیوں کا انتقال ہوگیا۔ جن کا شجرہ مندرجہ ذیل ہے۔

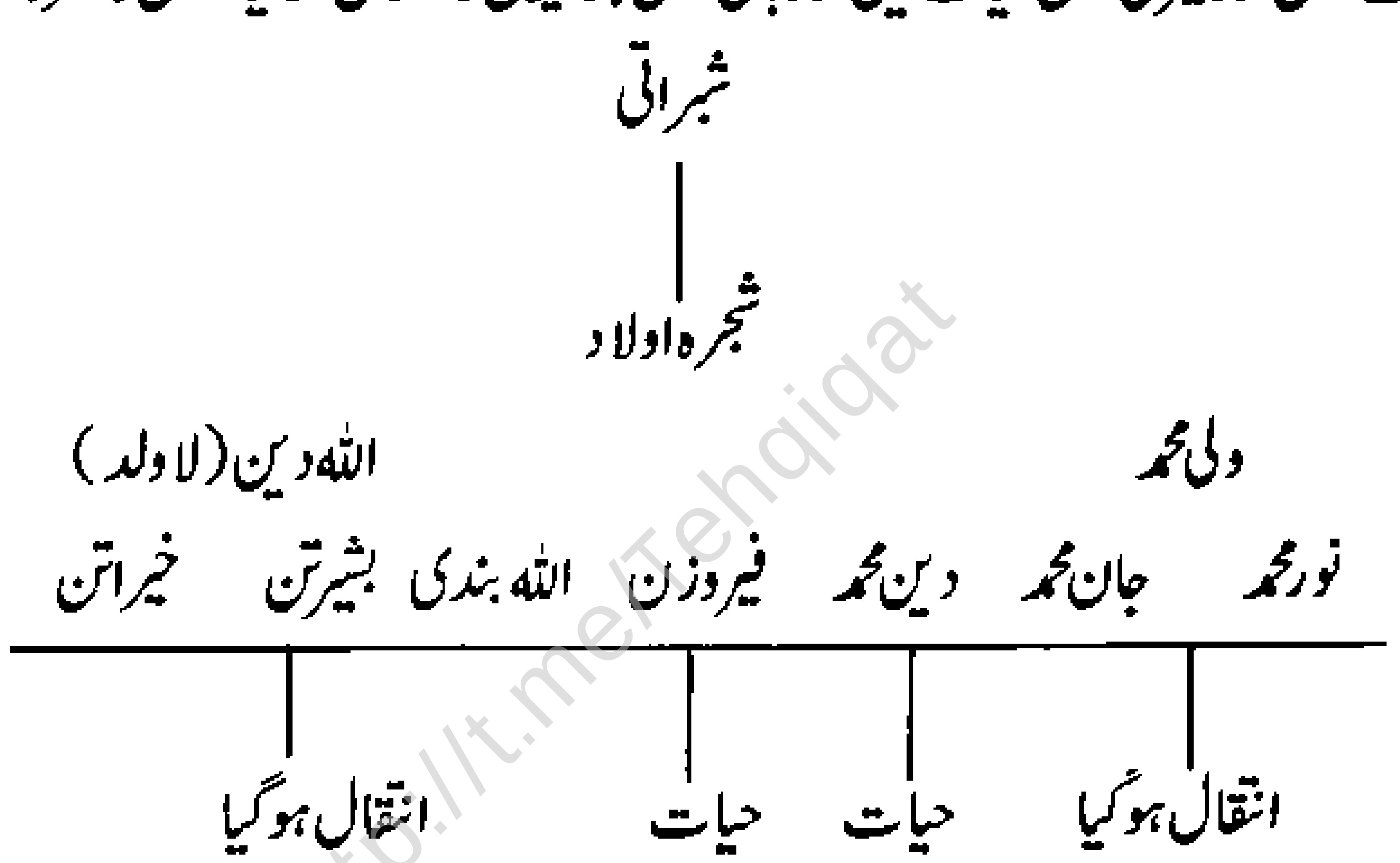

اس لئے برائے کرم بروئے شریعت تحریر کیا جائے کہ میرے چچا مرحوم اللہ دین کی جائیداد میں میری چچی سوتیلی کا حق ہے؟ جب کہ وہ دوسری شادی کر رہی ہیں۔ یا میرا اور میری بہن کا پوری جائیداد میں ق ہے؟ اگر میری سوتیلی چچی کا اس حالت میں اس جائیداد میں حق ہے تو کتنا؟ اور ہمیں اس جائیداد میں کتنا حق حاصل ہے؟ تحریر فرمائیں۔

فقط السائل، دین محمد، رشی گھاٹ، پھلیلی روڈ، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں اللہ دین کا کل مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث، مثل تجہیز وتکفین، و ادائے دیون، ونفاذ وصیت درثلث، چار سہام میں تقسیم ہوگا۔

ایک سہام متوفی کی زوجہ، دو سہام متوفی کا بھتیجا اور ایک سہام اس کی بھتیجی پائے گی۔ جس کی صورت یہ ہے۔ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ (النساء:11)

میت مسئلہ ۴

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

زوجہ | دین محمد (بھتیجا) | فیروزن (بھتیجی)

ا

اللہ دین کی زوجہ اگرچہ دین محمد اور فیروزن کی نگاہوں سے سوتیلی چچی ہے لیکن اللہ دین کی زوجہ ہے لہٰذا بھی وارث قرار پائے گی اگرچہ دوسری شادی کرلے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ر ذی القعد ۱۳۸۴ھ

ترکہ میں لڑکوں کے ہوتے ہوئے پوتوں کا حق نہیں، زندگی میں چاہے تو دے سکتا ہے

سوال: کیا فرماتے علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید کے دو لڑکے ہیں اور مرنے سے پہلے زید اپنی زندگی میں اپنی جائیداد کا حصہ تقسیم کرنا چاہتا ہے۔ لڑکوں کے ہوتے ہوئے کیا پوتوں کا حق بھی ہوتا ہے؟ شریعت کی رو سے جواب سے مطلع فرمائیں۔

فقط۔ حاجی احمد میاں، لطیف آباد ۱۰، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** لڑکوں کے ہوتے ہوئے پوتوں کا وراثت میں کوئی حصہ نہیں ہوتا یعنی زید کے انتقال کے بعد جو وراثت تقسیم ہوگی۔ لڑکوں کے ہوتے ہوئے پوتے شرعی حصہ نہیں پائیں گے۔ لیکن زید اپنی زندگی میں جس کو جتنا چاہے دے سکتا ہے یعنی اپنی زندگی میں میراث کا حصہ اس کے قبضے میں دے دے شرعاً اس میں کوئی مخالفت نہیں، ہاں وارثوں کو جو شرعاً مستحق ہوتے ہیں محروم نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ر محرم الحرام ۱۳۸۶ھ

ایک شخص کے وارثین میں دو لڑکے، تین لڑکیاں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص کے دو لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں اور ہر فرد شادی شدہ ہے۔ جن کی اولاد بھی ہے اور وہ خود فوت ہو گیا ہے۔ بڑے لڑکے کی اولاد میں چار لڑکیاں ہیں۔ چھوٹے کی اولاد میں تین لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں۔ ایک لڑکی کی اولاد چار لڑکے، دو لڑکیاں ہیں۔ دوسری لڑکی کی اولاد چھ لڑکے، تین لڑکیاں ہیں۔ ایک لڑکی فوت ہو چکی ہے جس کا خاوند زندہ ہے اور اس کی اولاد موجود ہے۔ بڑی لڑکی کا خاوند فوت ہو گیا ہے۔ ایک مکان کے کلیم کی رقم تقریباً ساڑھے چھ ہزار روپیہ نقد ہے۔ از روئے قانون شریعت اسلامیہ کیا کیا حصہ اور حقوق بنتے ہیں؟ بذریعہ تقسیم رقم جواب مرحمت فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ شکریہ فقط محمد علی اینڈ سنز، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** سائل پہلے اس کا جواب دیں کہ تین لڑکیوں میں جو لڑکی فوت ہوئی ہے وہ اپنے والد کے بعد فوت ہوئی ہے یا ان کی وفات سے پہلے؟

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ر رجب المرجب ۱۳۸۴ھ

۷۸۶ الجواب سائل نے بتایا کہ مرحومہ اپنے والد کی وفات کے بعد فوت ہوئی ہے۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں متوفی کا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کل مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث، مثل تجہیز و تکفین، و ادائے دیون، و نفاذ وصیت در ثلث، بقاعدہ لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ (النساء) سات سہام پر بطریق ذیل تقسیم ہوگا۔

ہر لڑکا (بیٹا) ایک ہزار آٹھ سوستاون روپے دو آنے ۷/۳۳ پائی پائے گا اور ہر لڑکی (بیٹی) کو نوسو اٹھائیس روپے نو آنے ۷/۱۵ پائی دیے جائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ولد	ولد	بنت	بنت
۲	۲	۱	۱
روپیہ آنہ پائی	روپیہ آنہ پائی	روپیہ آنہ پائی	روپیہ آنہ پائی
۱۸۵۷_۲_۷/۳۳	۱۸۵۷_۲_۷/۳۳	۹۲۸_۹_۷/۱۵	۹۲۸_۹_۷/۱۵

بنت
۱
روپیہ آنہ پائی
۹۲۸_۹_۷/۱۵

جو لڑکی فوت ہو چکی ہے اس کا حصہ اس کے ورثہ میں تقسیم کیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ رجب المرجب ۱۳۸۴ھ

ایک شخص کے وارثین میں بیوہ، ۳ لڑکیاں اور ایک بھائی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: نظام الدین کا انتقال ہوا۔ اس نے ایک بیوی تین لڑکیاں اور ایک حقیقی بھائی چھوڑا۔ ان میں مرحوم کی ملکیت کس طرح تقسیم کی جائے؟ فقط سید یعقوب علی

۷۸۶ **الجواب:** متوفی کا کل مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث، مثل تجہیز و تکفین، و ادائے دیون، و نفاذ وصیت در ثلث، حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

مسئلہ ۲۴/۷۲

میت

زوجہ	بیٹی	بیٹی	بیٹی	حقیقی بھائی
۳		۱۶		۵
۹	۱۶	۱۶	۱۶	۱۵

(یعنی تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض اور وصیت اگر کی ہو) کے بعد تمام مال ۷۲ حصوں میں تقسیم ہوگا اس میں ۹ حصے بیوی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کو، سولہ ۱۶ حصے ہر لڑکی کو، اور بقیہ ۱۵ حصے، میت کے بھائی کو دیئے جائیں گے۔ بیوی نے اگر مہر کی رقم وصول نہیں کی تو وہ تقسیم سے پہلے ادا کرنا ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۲۰ رشوال المکرم ۱۳۸۴ھ

ایک شخص کے وارثین میں بیوی، ماں اور ایک بھائی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص کا اچانک بجلی کے حادثہ سے انتقال ہوگیا۔ اس نے ماں، ایک بھائی اور ایک بیوی چھوڑی ہے۔ ان کے علاوہ اور کوئی اس کا وارث نہیں ہے۔ برائے کرم یہ تحریر کریں کہ اس کی وراثت شرعاً کس طرح جاری ہوگی؟ فقط السائل محمد صفات خان لودھی، گرونگر، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں میت کا کل مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز و تکفین، و ادائے دیون، و نفاذ وصیت در ثلث، میت کے وارثوں میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا یعنی جملہ بارہ سہام پر تقسیم کر کے تین سہام زوجہ کو، چار سہام والدہ کو، اور باقی پانچ سہام میت کے بھائی کو دیئے جائیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۲

بیوہ	والدہ	بھائی
۳	۴	۵

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ ررجب المرجب ۱۳۸۴ھ

ایک شخص کے وارثین میں بیوی، ۵ بیٹے اور ایک بیٹی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: چودھری حاجی نصیر الدین کا انتقال ہوگیا اور ان کے ورثاء میں ان کی بیوی مسماۃ چھمو اور تین بیٹے موجودہ والدہ سے ہیں اور ایک بیٹی شادی شدہ ہے اور پہلی بیوی سے دو لڑکے بالغ موجود ہیں اور ان کی ملکیت میں ایک دوکان اور ایک مکان ہے۔ زندگی میں پہلی بیوی کے لڑکوں نے والد کی کوئی خدمت نہیں کی اور والد نے اپنی زندگی میں ایک وصیت نامہ میں ہم تینوں بھائیوں کو اپنی ذاتی ملکیت کا وارث قرار دیا ہے۔ مرحوم والد نے بڑی بڑی نقد رقمیں ان دونوں بھائیوں کو دے دی تھیں اور وصیت نامہ میں مکان و دوکان ہم لوگوں کو لکھا تھا۔ ایسی صورت میں وہ دو بھائی جھگڑا کرتے ہیں لہذا مناسب حسب شرع جب کہ وصیت نامہ تین بھائیوں کے نام لکھا گیا ہے تو کیا مسئلہ ہے؟ فقط السائل ابنائے نصیر الدین

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئول عنہا میں حاجی نصیر الدین مرحوم کا کل مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز و تکفین و ادائے دیون و نفاذ وصیت در ثلث حسب ذیل طریقہ پر ورثاء میں تقسیم ہوگا اور وصیت جو حاجی نصیر الدین نے اپنی بعض اولاد کے لئے کی وہ معتبر نہیں کہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے لا وصیة لوارث۔ وارث کے لئے وصیت کا اعتبار نہیں۔ کل سہام ۸۸ ہوئے۔ مندرجہ ذیل طریقہ پر تقسیم ہوں گے۔

میت مسئلہ ۸ / ۸۸

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

زوجہ	بنت	ابن	ابن	ابن	ابن	ابن
۱۱	۷	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ رشوال المکرم ۱۳۸۷ھ

ایک شخص کے وارثین میں ۳ بیٹے، ۲ بیٹیاں اور مرحوم بیٹے کی بیوی ہے

سوال: بخدمت اقدس عالی مرتبہ مفتی محمد خلیل خاں صاحب، صدر مدرس دار العلوم احسن البرکات، حیدرآباد، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: حاجی احمد دین کا انتقال ماہ دسمبر ۱۹۶۶ء کو ہوا تھا متوفی مذکور نے کچھ غیر منقولہ جائداد اور کچھ نقد رقم چھوڑی ہے۔ متوفی مذکور کے ورثاء جو حیات ہیں اور جو انتقال کر گئے ہیں، ان سب کی تفصیل درج ذیل ہے۔ آپ برائے مہربانی ان سب ورثاء کے متوفی مذکور کے ترکے میں جو جو حصے از روئے شریعت بنتے ہوں ان کا تعین فرمادیں تاکہ کسی کے ساتھ کوئی ناانصافی نہ ہو۔

نام متوفی احمد دین۔

۱۔ خورشید بیگم (حیات) زوجہ احمد دین مرحوم

۲۔ ممتاز احمد مرحوم پسر (سن وفات ۱۹۴۸ء)۔ نوٹ۔ ممتاز احمد متوفی مذکور کی بیوی حیات ہیں۔ جس کا کوئی بچہ نہیں اور نہ ہی اس نے دوسری شادی کی ہے۔

۳۔ مختار احمد حیات پسر احمد دین مرحوم

۴۔ نثار احمد حیات پسر احمد دین مرحوم

۵۔ مختار بیگم حیات دختر احمد دین

۶۔ سردار بیگم مرحومہ (سن وفات ۱۹۶۷ء) دختر احمد دین مرحوم۔

نوٹ۔ سردار بیگم متوفی مذکورہ کے پانچ بچے حیات ہیں۔

منجانب نثار احمد ولد حاجی احمد دین، بھائی خان چاڑی، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** صورت مذکورہ بالا میں حاجی احمد دین مرحوم کا کل مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث، مثل تجہیز و تکفین وادائے دیون ونفاذ وصیت در ثلث ۴۸ سہام پر تقسیم ہو کر موجودہ ورثہ پر حسب ذیل طریقہ ہوگا۔ ممتاز احمد یا اس کی بیوی یا بیٹے کا اس حالت میں کوئی حصہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۴۸/۸

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خورشید بیگم	ممتاز احمد (فوت)	مختار احمد	نثار احمد	مختار بیگم	سردار بیگم
زوجہ	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت
۱	محروم		۷		
۲		۱۴	۱۴	۷	۷

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ رشوال المکرم ۱۳۸۷ھ

ایک شخص کے وارثین میں بیوی، ۳ بیٹیاں، ۳ بھتیجے اور ۳ بھتیجیاں ہیں۔

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ زید کی اولاد لڑکا کوئی نہیں، تین لڑکیاں ہیں وہ بھی شادی شدہ اور ایک بیوی ہے۔ ان کے علاوہ تین بھتیجے اور تین بھتیجیاں ہیں۔ ایسی صورت میں زید کا ترکہ، ورثاء مندرجہ بالا میں کس طرح تقسیم ہوگا؟

۲۔ نیز صورت مندرجہ بالا کے تحت زید کسی ایک وارث کو از روئے وصیت کل یا جزو ترکہ دے سکتا ہے یا نہیں؟ یا اپنی زندگی میں (ہبہ) بخشش کر سکتا ہے یا نہیں؟

۳۔ وصیت کی شرعی صورت کیا ہے؟ جواب تفصیلی اور حوالہ کے ساتھ مرحمت فرمائیں۔ بینوا بالبرہان توجروا عند الرحمٰن

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ عنہا میں متوفی کا کل مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز و تکفین و ادائے دیون و نفاذ وصیت در ثلث مندرجہ ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔ یعنی کل ترکہ ۷۲ سہام پر تقسیم ہوگا اور نیچے لکھے ہوئے سہام کے مطابق ہر وارث کو ادا کیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۲۴/۷۲

زوجہ	بنت	بنت	بنت	ابن عم	ابن عم	ابن عم (بھتیجے)	بنت عم ۳ (بھتیجی)
۳		۱۶			۵		محروم
۹	۱۶	۱۶	۱۶	۵	۵	۵	

۲۔ وارث کیلئے جو وصیت کی جائے گی وہ نامعتبر ہے۔ اس پر عمل لازم نہیں ہاں اگر باقی وارث راضی ہوں تو درست و نافذ ہے۔ اور اگر اپنی زندگی میں اپنے ورثاء میں سے کسی وارث کو مال ہبہ کر کے اس کے قبضے میں بھی دے دے تو یہ معتبر و نافذ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ ربیع الاول ۱۳۸۷ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک شخص کے وارثین میں بیوی، ۵ بیٹے اور ۳ بیٹیاں ہیں

سوال: بخدمت اقدس عالی مرتبہ مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، ازراہِ کرم وعنایت مندرجہ ذیل اشخاص کو وراثت کے متعلق شریعت محمدی سے آگاہ فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

میرے بہنوئی مرحوم قبول احمد خان کے مندرجہ ذیل وارث ہیں۔

بیوہ، پانچ لڑکے بالغ۔ جس میں دو لڑکے پہلی بیوی سے ہیں پہلی بیوی کا میری بہن کی شادی سے قبل انتقال ہو چکا تھا۔ اور لڑکی ۱ بالغ شادی شدہ، ۲ نابالغ غیر شادی شدہ

فقط: سلیم احمد، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں متوفی کا کل مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثلاً تجہیز وتکفین وادائے دیون ونفاذ وصیت درثلث مندرجہ ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۸ / ۱۰۴

زوجہ	ابن	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت
۱				۷				
۱۳	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷	۷

یعنی جملہ ۱۰۴ سہام ۱۳ سہام زوجہ کو، ہر بیٹے کو ۱۴ سہام، اور ہر بیٹی کو سات سہام دیئے جائیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ / جمادی الاولیٰ ۱۳۸۷ھ

باپ کی چھوڑی زمین میں بیٹوں کا حق ہے، پوتوں کا نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: دو بھائی ہیں۔ جب ان کا والد فوت ہوگیا تو فقط زمین ۴ ۱/۲ ایکڑ تھی اور کوئی ایسی خاص ملکیت تھی نہیں جس سے ان کی ملکیت میں ترقی ہو۔ زمین میں پیداوار نہیں ہوتی تھی۔ محنت وغیرہ کر کے گزارا کرتے تھے۔ بڑے بھائی کے دو بیٹے تھے۔ عنقریب ہی جوان ہوئے اور کاشتکاری محنت سے کرتے رہے۔ اس سے انھوں نے سرکاری قسطوں پر زمین خرید کی قسطیں ادا کرتے رہتے ہیں۔ دونوں بھائی اور بڑے بھائی کے بیٹے اکٹھے رہتے ہیں اور ملکیت بھی اکٹھی رہی۔ اب دونوں بھائی اور ایک بھائی کے بیٹے آپس میں جدا ہونا چاہتے ہیں، ملکیت تقسیم کرنا چاہتے ہیں۔

بڑا بھائی کہتا ہے کہ خرید کی ہوئی زمین کے چار حصے کرلیں کیوں کہ میرے بیٹوں کی بھی محنت ہے۔ ان کا حق ان کو دیا جائے۔ دوسرا چھوٹا بھائی کہتا ہے کہ ہم دونوں آپس میں دو حصے کر کے زمین تقسیم کر لیتے ہیں بیٹوں کا کوئی حق نہیں۔

بیٹے کہتے ہیں جو ملکیت ہمارے دادا کی ہے وہ آپ دونوں آپس میں تقسیم کرو ہمارا کوئی حق نہیں باقی جو زمین ہے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہماری محنت سے خریدی گئی ہے۔اس سے ہمیں حصّہ ملنا چاہیے۔اب شرع شریف کا اس میں کیا حکم ہے کہ بیٹوں کو حصّہ دیا جائے یا نہیں؟ بینوا توجروا

۷۸۶ الجواب: ۴ ۱/۲، ۷ ایکڑ کا وہ قطعۂ زمین جو متوفی کی ملکیت تھا متوفی کے انتقال کے بعد اس کے دونوں بیٹوں میں (جب کہ کوئی اور وارث نہ ہو) برابر برابر تقسیم ہوگا۔اس زمین میں اِن بیٹوں کا کوئی حصّہ نہیں اور بقیہ زمین جو ان دونوں بھائیوں اور بڑے بھائی کے بیٹوں نے حکومت سے خریدی ہے اس میں سب لوگ بقدر ادائیگی قیمت ومحنت شریک ہیں اور اگر یہ متعین نہ ہوسکے کہ کس نے کتنی رقم دی تو باہمی تصفیہ ہی سے کوئی فیصلہ ہوسکتا ہے لیکن یہ بات یقینی ہے کہ اس میں چاروں ہی شریک رہیں گے یہاں کوئی شخص اپنی خوشی سے اپنے حق سے دستبردار ہوجائے تو وہ اور بات ہے۔بہرحال بیٹوں کا اس میں حصّہ ضرور ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ رجمادی الاولیٰ ۱۳۸۷ھ

ایک شخص کے وارثین میں بیوی، لڑکی اور بھائی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص کا انتقال ہوگیا ہے۔اس کی ایک لڑکی، ایک بیوی اور ایک بھائی ہے۔تو اس کی جائیداد میں سے شریعت کے مطابق ان لوگوں کو کتنا کتنا حصّہ ملنا چاہیے؟

فقط السائل، الف خاں

۷۸۶ الجواب: میّت، مسئلہ ۸/۱۶

زوجہ	ایک بنت (لڑکی)	ایک بھائی
۱	۴	۳
۲	۸	۶

بعد از تقدیم ماوجب تقدیمہ من التجہیز و التکفین والدین والوصیۃ جملہ املاک فوتی کی اس طرح تقسیم کی جائے گی۔

زوجہ (بیوی) کو ۰......۲ آنہ......۰ اور لڑکی کو ۰......۸ آنہ......۰ اور بھائی کو ۰......۶ آنہ......۰ ملے گی۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ رجمادی الاولیٰ ۱۳۸۷ھ

ایک شخص کا انتقال ہوا اور وارثین میں بیوہ، ۷ بیٹے اور ۳ بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسمّی الٰہی بخش کے حسب ذیل ورثاء ہیں اور الٰہی بخش کا انتقال ہوچکا ہے۔الٰہی بخش نے جو جائیداد یا روپیہ چھوڑا ہے۔اس میں ہر ایک کا مطابق شرع شریف کس طرح حصّہ پہنچے گا؟

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک بیوہ۔ سات بیٹے۔ تین لڑکیاں۔ بقلم خود، ولد الٰہی بخش، ۲۶ رجون ۱۹۶۸ء

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں الٰہی بخش متوفی کا کل مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز و تکفین واداۓ دیون ونفاذ وصیت درثلث ۱۳۶ سہام پر تقسیم ہوگا ان میں ۱۷ سہام زوجہ کے، ہر لڑکے کو ۱۴ سہام اور ہر لڑکی کو ۷ سہام ملیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۱۳۶/۸

زوجہ	ابن	ابن	ابن	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت
۱۷	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷	۷

واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ ربیع الآخر ۱۳۸۸ھ

ایک شخص کے وارثین میں بیوی، بیٹی، بھتیجا، بھانجا، بھتیجی اور چچازاد بھائی ہیں

سوال: مکرمی جناب قبلہ مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ممتاز خان ولد نجابت خان ۱۹۶۴ء میں ٹنڈو الہ یار ضلع حیدرآباد میں انتقال کر گیا۔ وہ حنفی مذہب کا تھا۔ اس نے ۳۳، ایکڑ اراضی چھوڑی ہے۔ اس کا شجرہ حسب ذیل ہے۔ نفیسہ بیگم متوفی کی دختر، اور مسماۃ سائرہ متوفی کی زوجہ حیات ہے۔ اور مسماۃ زیتون متوفی کی چچا زاد بہن ہے۔ عبدالحمید متوفی کا بھانجہ اور مختار احمد متوفی کا بھتیجہ ہے۔ ازروئے شرع شریف بتایا جائے کہ آیا! یہ لوگ متوفی کے وارث ہیں یا نہیں؟

شہابت خان

نجابت خان (مرحوم)	سرور خان (مرحوم)	عبدالقیوم خان (مرحوم)	
ممتاز خان (مرحوم)	جمشید بیگم (مرحومہ)	زیتون بیگم	امتیاز خان (مرحوم)
نفیسہ بیگم (دختر)	عبدالحمید خان	مختار احمد خان	زرینہ بیگم

فقط السائل

۷۸۶ **الجواب:** ممتاز خان کا کل مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز وتکفین واداۓ دیون ونفاذ وصیت درثلث ۸ سہام پر تقسیم ہوکر حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۸

سائرہ (زوجہ)	نفیسہ (دختر)	مختار احمد (بھتیجا)	زرینہ بیگم (بھتیجی)	زیتون (چچازاد بہن)	عبدالحمید خان (بھانجا)
۱	۴	۳	محروم	محروم	محروم

واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ ربیع الآخر ۱۳۸۸ھ

http://t.me/tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک شخص کے وارثین میں بیوی، بیٹا، ۳ بیٹی، بھائی اور بہن ہیں

سوال: مکرمی جناب قبلہ مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: الٰہی بخش مرحوم نے اپنی زندگی میں اپنا گھر رہن رکھا۔ جسے ان کی فرمائش پر ان کے بیٹوں میں سے رحیم بخش نے آزاد کرایا۔ الٰہی بخش نے وہ مکان رحیم بخش کے نام لکھ دیا اور اس کے قبضہ میں پہلے ہی وہ مکان تھا۔ باقی ماندہ لڑکوں سے الٰہی بخش نے کہا کہ جب تم اس کی رقم ادا کردو گے تو مکان تمہارا ہے ورنہ تم کرایہ دار ہو گے لیکن ان بھائیوں میں سے کسی نے رقم ادا نہیں کی۔ رحیم بخش نے اسے ازسرنو تعمیر کرالیا۔ اس کے بعد ہندوستان تقسیم ہوا تو رحیم بخش پاکستان آگئے اور اس مکان کا کلیم کیا اور جب کلیم منظور ہو کر آیا تو دو روز قبل ہی ان کا انتقال ہو چکا تھا۔ اس کلیم کو اس کی بیوی نے مبلغ =/۶۰۰۰ ہزار روپیہ قرض لے کر اپنے نام کرایا۔

الٰہی بخش کی اس وقت پہلی بیوی سے تین لڑکیاں عائشہ، صغریٰ، سکینہ ہیں اور دوسرے بیوی سے ایک لڑکا ہے۔ تیسری بیوی کو طلاق دے دی تھی۔ چوتھی بیوی فاطمہ حیات ہے۔ نیز رحیم بخش کا ایک بھائی اور بہن بھی حیات ہے۔ شرع محمدی کے مطابق یہ رقم کس طرح تقسیم کی جائے گی۔ بینوا توجروا

۷۸۶ **الجواب:** الٰہی بخش کے رہن کردہ، مکان کو رحیم بخش نے اپنی طرف سے آزاد کرایا اور الٰہی بخش نے وہ مکان اس بنیاد پر رحیم بخش کو دے دیا اور رحیم بخش نے اسے قبضہ میں لے لیا تو وہ مکان بلا شرکتِ غیرے رحیم بخش کی ملکیت قرار پایا۔ اب اس مکان کی جو رقم کلیم کی حکومت کی طرف سے آئی اس سے تمام مصارف (مقدم علی الارث) نکال کر رقم کو حسب ذیل طریقہ پر تقسیم کیا جائے گا۔

http://t.me/Tehqiqat

میت مسئلہ ۸/۴۰

زوجہ	بنت	بنت	بنت	ابن	اخ (بھائی)	اخت (بہن)
۱		-			محروم	محروم
۵	۷	۷	۷	۱۴		

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵/ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۹ھ

جس بیٹے کا انتقال باپ کے سامنے ہوا اس کا ترکہ میں حصہ نہیں

سوال: مکرمی جناب قبلہ مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم، کیا فرماتے ہیں علماء دین، ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص احمد فوت ہو گیا ہے۔ اس کے چار بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں مگر اس کا ایک بیٹا قاسم جوانی میں ہی فوت ہو چکا تھا۔ جس کے بال بچے تھے۔ اب دادا کے فوت ہونے کے بعد قاسم کے بچے دادا کی ملکیت میں سے اپنا حصہ مانگ رہے ہیں۔ تو کیا شریعت کے مطابق وہ حصہ طلب کر سکتے ہیں یا نہیں؟ فقط السائل

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب:** قاسم کے بیٹے متوفی احمد کے حقیقی پوتے ہیں اور اولاد ذکور کے ہوتے ہوئے پوتوں کا وراثت میں کوئی حصہ نہیں۔ لہٰذا قاسم کے بیٹوں کا دعویٰ متوفی احمد کی جائداد میں شرعاً مسموع نہ ہوگا بلکہ وہ شرعاً محروم رہیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ر جمادی الاولیٰ ۱۳۸۹ھ

دادا کی جائیداد کی تقسیم اس کی اولاد اور اولاد، در اولاد میں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: قاضی ابوبکر مرحوم نے اپنی وفات کے بعد مندرجہ ذیل جائز وارث چھوڑے ہیں جو کہ مرحوم کی متحرک، خواہ غیر متحرک جائیداد میں شرعی وارث ہیں۔ مرحوم کے تین لڑکے بالغ ہیں۔ قاضی صادق علی، قاضی غلام نبی، قاضی فتح محمد اور اس کی بیوی اور اس کی دختر کنواری مندرجہ بالا وراثوں میں سے صادق علی فوت ہو چکا ہے اس نے مندرجہ ذیل وارث چھوڑے ہیں، دو اس کے بھائی قاضی غلام نبی اور قاضی فتح محمد، ایک والدہ، ایک حقیقی دختر اور اس کی ایک ہمشیرہ اور قاضی صادق علی مرحوم کی متحرک خواہ غیر متحرک جائیداد الگ ہے۔ مہربانی فرما کر مندرجہ بالا دونوں وارثوں کے مسئلہ پر بابت شرع شریف محمدی حنفی موجب حدیث فتویٰ عنایت فرما کر مشکور فرمائیں کہ ہر ایک کو کتنا کتنا حصہ ملے گا؟ فقط السائل قاضی غلام نبی

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں قاضی ابوبکر مرحوم کا تمام مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز و تکفین و ادائے دیون ونفاذ وصیت در ثلث حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میت مسئلہ ۸ ابوبکر مرحوم

زوجہ (ہندہ)	صادق علی	غلام نبی	فتح محمد	بنت (زینب)
۱	۲	۲	۲	۱

میت ۶ / ۳۰ صادق علی ۲

والدہ (ہندہ)	غلام نبی (بھائی)	فتح محمد (بھائی)	زینب (ہمشیرہ)	دختر (بیٹی)
۱		۲		۳
۵	۴	۴	۲	۱۵

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ر جمادی الاولیٰ ۱۳۸۹ھ

بھتیجے کا چچا کی جائیداد میں حصہ کب ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: چچا کے انتقال کے بعد اس کی ملکیت میں بھتیجے کو کتنا حق پہنچتا ہے؟ بینوا توجروا السائل سلیمان خان ولد سلطان خان، حیدر آباد، سندھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب:** بھتیجا ذوی الفروض میں نہیں بلکہ عصباتِ نسبیہ میں ہے اور عصبات کے لئے کوئی حصّہ مقرر نہیں ہے۔ بلکہ ذوی الفروض کو ان کے مقررہ حصّہ دینے کے بعد اگر کچھ مال بچے گا تو ترتیب کے مطابق ان میں تقسیم کردیا جائے گا۔ ان عصبات میں سب سے مقدم وہ لوگ ہیں جو میّت کی اولاد میں سے ہیں۔ جیسے بیٹا، پوتا، پھر وہ لوگ مستحق ہیں کہ میّت جن کی اولاد ہے۔ جیسے باپ، دادا۔ جب ان دونوں قسم کے لوگوں میں کوئی موجود نہیں تو اب وراثت کے مستحق وہ لوگ ہیں جو میّت کے باپ کی اولاد میں سے ہیں۔ جیسے بھائی، بھتیجا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ میّت کے ذوی الفروض میں کوئی شخص موجود ہو تو اس کا حصّہ علیحدہ کرنے کے بعد دیکھیں کہ میّت کا بیٹا پوتا یا باپ یا دادا یا بھائی موجود ہے یا نہیں؟ اگر موجود ہیں تو بھتیجا کو کچھ نہیں ملے گا اور اگر کوئی ان میں سے موجود نہیں تو ذوی الفروض کو دینے کے بعد جو کچھ بچتا ہے۔ وہ بھتیجے کا حق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳۰ ر جمادی الاولیٰ ۱۳۸۹ھ

ایک عورت کے وارثین میں ۲ بیٹیاں، ۳ پوتے، نواسے، بہو وغیرھم ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

الف۔ ۱۔ ایک بیوہ کو اپنے شوہر کے انتقال کے بعد وراثت میں ملی ہوئی ملکیت جس میں ایک مکان رہائشی۔

۲۔ دوکان وغیرہ کا کلیم اور زمین کا کلیم شامل ہے اس دوکان اور مکان کے کلیم میں سے اپنے لئے ایک مکان رہائشی لیا یعنی کلیم میں سے ملا اور باقی کلیم جو کچھ بچا وہ بیچ دیا۔ اس کو زمین بھی اپنے شوہر کے ترکہ میں سے ملی جو کہ اس کے شوہر کے دوسرے وارثوں کے ساتھ مشترک تھی بیچ دی گئی جس کی رقم کچھ اس نے خرچ کردی اور کچھ بچ گئی۔

ب۔ وہ بیوہ انتقال کرگئی اور اس کے پاس جو کچھ بچا ہے اس میں ایک مکان اور کچھ نقد رقم ہے آپ سے گزارش ہے کہ مذکورہ بالا مکان اور رقم کو حدیث شریف کے مطابق اس کے ورثاء میں بانٹ دیجئے۔ ورثاء مندرجہ ذیل ہیں۔

دو بیٹیاں، تین پوتے، آٹھ پوتیاں، دو نواسے، دو بہوئیں، چھ نواسیاں۔ فقط السائل

۷۸۶ **الجواب:** صورت مذکورہ میں میّت کا تمام مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز و تکفین و ادائے دیون و نفاذ وصیت در ثلث مندرجہ ذیل ورثاء میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔ بہو اور نواسے، نواسیاں محروم رہیں گی۔

میّت مسئلہ ۳ ر ۴۲

بیٹی	بیٹی	پوتا	پوتا	پوتا	پوتی	پوتی	پوتی	پوتی	پوتی	پوتی	پوتی	پوتی
۱	۱					۱						
۱۴	۱۴	۲	۲	۲	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱

یعنی منجملہ ۴۲ سہام میں سے ۱۴ سہام ہر بیٹی کو، ۲ سہام ہر پوتے کو اور ایک سہام ہر پوتی کو ملے گا۔

العبد محمد خلیل خاںؔ القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳۰ ر جمادی الاولیٰ ۱۳۸۹ھ

http://t.me/fehqnat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک شخص کے وارثین میں بیوی اور ۳ بیٹے ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسمی عبدالرحمٰن ولد احمد کا انتقال ہوگیا ہے۔ مرحوم نے حسب ذیل ورثاء، زوجہ میمونہ، صابر بیٹا، ناصر بیٹا، طاہر بیٹا جو کہ مرحوم کے صحیح وحقیقی ورثاء ہیں۔ چھوڑے ہیں۔ برائے کرم ان کا حصہ شرعی بیان فرمائیں۔ مرحوم کے کمپنی میں ۱۳۳ حصص تھے۔

فقط السائل سیّد صادق علی ایڈووکیٹ، چیئرمین یونین کمیٹی، لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں مسمی عبدالرحمٰن کا کل مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز وتکفین وادائے دیون ونفاذ وصیت در ثلث میت کے ورثاء میں بطریق ذیل تقسیم ہوگا۔

میت مسئلہ ۸/ ۲۴ (عبدالرحمٰن)

طاہر (بیٹا)	ناصر (بیٹا)	صابر (بیٹا)	میمونہ (زوجہ)
	۷		۱
۷	۷	۷	۳
۳۸ ۲۴/۱۹	۳۸ ۲۴/۱۹	۳۸ ۲۴/۱۹	۱۳۳ حصص ۸/۵ ۱۶

یعنی میمونہ کو ۸/۵ ۱۶ حصے اور لڑکوں میں ہر لڑکے کو ۲۴/۱۹ ۳۸ حصے دیئے جائیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۱۹/ اکتوبر ۱۹۶۸ء

http://t.me/tehqiqat

ایک شخص کے وارثین میں بیوی، بیٹی، اور چچازاد بہن ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میرے تایازاد بھائی ممتاز خان (مرحوم) ولد نجابت خان مرحوم اپنے جائیداد غیر منقولہ تقریباً ۴۳۰ ایکڑ زرعی اراضی چھوڑ کر انتقال کر گئے۔ انہوں نے ایک لڑکی نفیسہ بیگم و بیوہ کو چھوڑا تھا۔ بیوہ ممتاز خان بھی انتقال کر گئی ہیں۔ اس سلسلے میں آپ بموجب قرآن شریف وسنت مندرجہ ذیل شجرے کے مطابق جائیداد کی وراثت کا فتویٰ جاری فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

شہابت خان

نجابت خان (فوت)	سرفراز خان (فوت)	غفور خان (فوت)
ممتاز خان (فوت)	حمیدہ (دختر)	امتیاز خان۔ زیتون بیگم
نفیسہ بیگم زوجہ خلیل احمد	فوت قبل پاکستان	فوت قبل پاکستان (دختر)

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فقط والسلام مسماۃ زیتون بیگم، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں ممتاز خان کا کل مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز و تکفین و ادائے دیون و نفاذ وصیت در ثلث حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میّت مسئلہ ۸

زوجہ	بنت
۱	۷

ممتاز خان کی چچا زاد بہن زیتون بیگم کا اس صورت میں شرعاً کوئی حصہ مقرر نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳ محرم الحرام ۱۳۹۰ھ

ایک شخص کے وارثین میں بیٹا اور بیٹی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میرے والد کی جائیداد ہے اور ہم دو بہن بھائی ہیں۔ والد کا انتقال بہت پہلے ہوگیا تھا۔ بہن کی شادی خود میں نے اپنے ہاتھوں سے کی۔ میں نے خود دو شادیاں کی ہیں اور دونوں بیویوں سے صرف ایک ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ پہلی لڑکی سے صرف دو نواسے ہیں اور دوسری کی دو لڑکیاں اور ایک لڑکا ہے۔ اور جو میری حقیقی بہن تھی اس کے ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے۔ شریعت میں کن کن کو کیا کیا ترکہ ملنا چاہئے۔ براہ کرم جواب دے کر مشکور فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ فقط السائل

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں سائل کے والد کا تمام متروکہ مال و جائیداد بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز و تکفین و ادائے دیون و نفاذ وصیت در ثلث دونوں بہن بھائیوں میں اس طرح تقسیم ہوگا کہ بھائی کو بہن سے دوگنا ملے۔ یعنی کل مال کے تین حصے کئے جائیں ان میں سے دو بھائی کے اور ایک بہن کا اور جب کہ یہ دونوں بھائی بہن زندہ ہیں لہٰذا ان کے ترکہ کی تقسیم کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اپنی زندگی میں جو جسے، جتنا چاہے ہبہ کردے اور قبضہ میں دے دے لینے والا اس کا مالک ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ محرم الحرام ۱۳۹۰ھ

ایک شخص کے وارثین میں بیوی، ۲ بیٹیاں اور ۴ بھتیجے ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسمی چھبو خان انتقال کر چکے ہیں۔ اس مرحوم کی دو دختر موجود ہیں اور مرحوم کی ایک بیوی بھی ہے۔ دختران کے نام یہ ہیں۔ مسماۃ حسینہ، مسماۃ تمنّی

مرحوم چھبو خان کے اپنے چچا زاد بھائی کے تین لڑکے موجود ہیں۔ بنام کلو خان، رحمان خان، امیر خان۔ چھبو خان کی جائیداد میں حصہ لینا چاہتے ہیں۔ کیا ان لوگوں کو شرعاً حقوق ملتے ہیں یا نہیں؟ اور نیز یہ بھی بتائیں کہ ایک روپیہ میں ان کا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کتنا حصہ بنتا ہے؟

شجرہ حسب ذیل ہے

محمود خان

نصرو خان (مرحوم)	چھبو خان (مرحوم)	بینو خان (مرحوم)	اسماعیل خان (مرحوم)
کلو خان رحمٰن خان امیر خان	دختر مسماۃ تمنی دختر مسماۃ حسینہ	لیاقت خان	رحمت خان (مرحوم)
حیات حیات حیات	حیات حیات	حیات	یامین خان (حیات)

فقط السائل

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں متوفی چھبو خان کا کل مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز و تکفین وادائے دیون ونفاذ وصیت در ثلث حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میّت مسئلہ ۲۴/۹۶

زوجہ	دختر ۲ ثلث	دختر	کلو خان بھتیجا	رحمان خان بھتیجا ۵	امیر خان بھتیجا	لیاقت خان بھتیجا
۳	۸	۸				
۱۲	۳۲	۳۲	۵	۵	۵	۵

واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ ربیع الاول شریف ۱۳۹۰ھ

ایک شخص کے وارثین میں دو بیویاں، بہن، اور ۲ بھتیجی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: اللہ ڈنو شاہ فوت ہوگئے جن کے وارث یہ ہیں۔

اللہ ڈنو شاہ (میّت)

زوجہ زوجہ اخت (بہن) بنت الاخ (بھتیجی) بنت الاخ (بھتیجی)

ان میں وراثت کس طرح سے تقسیم ہوگی؟ فقط السائل

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں متوفی اللہ ڈنو کا کل مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز و تکفین و ادائے دیون ونفاذ وصیت در ثلث ۱۶ سہام ہوکر، مندرجہ ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میّت مسئلہ ۸/۱۶

زوجہ	زوجہ	اخت	بنت الاخ	بنت الاخ
۱		۴		
۲		۷	محروم	محروم
۱	۱	۱۴		

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یعنی کل ۱۶ سہام میں سے ہر زوجہ کو ۱ سہام، اور بقیہ ۱۴ سہام میں سے اس کی بہن کو بطور وراثت ذوی الفروض ۸، اور بقیہ ۶ سہام، بطور، رد۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۵ رشعبان المعظم ۱۳۹۰ھ

ایک شخص کے وارثین میں دو بیویاں، دو بیٹیاں اور بھائی، بہنیں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: شاہ محمد شاہ فوت ہو گئے جن کے وارث یہ ہیں۔

شاہ محمد شاہ (میّت)

زوجہ زوجہ بنت (بیٹی) بنت (بیٹی) اخ (بھائی) اخت (بہن)

فقط السائل عبداللہ

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں متوفی کا کل مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز و تکفین و ادائے دیون و نفاذ وصیت در ثلث ۱۴۴ سہام ہو کر مندرجہ ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میّت مسئلہ ۲۴/۱۴۴

زوجہ	زوجہ	بنت	بنت	اخ	اخت
	۳		۱۶		۵
۳	۳	۱۶	۱۶		۳۰
۹	۹	۴۸	۴۸	۲۰	۱۰

واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ رشعبان المعظم ۱۳۹۰ھ

https://t.me/Tehqiqat

ایک شخص کے وارثین میں بیوی، دو بیٹی اور چچازاد بھائی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میرا سسر الٰہی بخش ہندوستان میں ہندوؤں کے ہاتھوں شہید ہو گیا۔ اور میرا خاوند حسین بخش بھی شہید کر دیا گیا۔

ہندوستان سے زرعی زمین کا کلیم میرے سسر الٰہی بخش کے نام تصدیق ہوا ہے۔ الٰہی بخش کے صرف ایک لڑکا حسین بخش تھا اور کوئی بیٹی نہیں تھی۔ اب اس وقت الٰہی بخش کے دو پوتیاں ۱۔ بتول، ۲۔ رمضانو اور ایک بیٹے مرحوم کی بیوی رحمتی موجود ہے۔

ایسی صورت میں دادا کی ملکیت میں سے پوتیوں کا حق تحت احکام شریعت کتنا ہوتا ہے؟

شجرہ اس طرح ہے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شبراتی

پیر بخش		بھورا				الٰہی بخش	رمضان
عبداللہ		گھوڑا	پیرو			حسین بخش	لااولاد
عیدو	اعتباری	امام بخش حیات	حیات	رحمتی	بتول	رمضانو	
حیات	حیات	حیات		بیوہ	دختر	دختر	
				حیات	حیات	حیات	

فتوے کی طالب، مسمات رحمتی

۷۸۶ **الجواب:** سائل پہلے یہ بتائے کہ حسین بخش کا انتقال کب ہوا۔ الٰہی بخش سے پہلے یا الٰہی بخش کے بعد میں؟ پھر جواب دیا جائے گا۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں الٰہی بخش مرحوم کا تمام مال متروکہ حسین بخش کی طرف منتقل ہوگا کہ وہی اپنے والد مرحوم کے تنہا وارث تھے اور اب کہ ان کا انتقال ہوا تو ان کا تمام مال متروکہ از قسم جائیداد و نقود و زیورات وغیرہ بعد ادائیگی حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز و تکفین و ادائے دیون و نفاذ وصیت در ثلث ۲۴ سہام پر تقسیم ہوگا۔ ان میں سے ۳ سہام ان کی بیوہ کو۔ ۸ سہام ایک لڑکی بتول کو۔ ۸ سہام دوسری لڑکی رمضانو کو اور باقی ماندہ ۵ سہام حسین بخش کے چچازاد بھائیوں میں برابر برابر تقسیم کر دیئے جائیں گے۔ وہ نہ ہوں تو ان کے حصے ان کی اولاد پائے گی۔

مسئلہ ۲۴ (میت حسین بخش)

زوجہ (رحمتی)	بنت (بتول)	بنت (رمضانو)	اخ (چچازاد، جو بھی ہیں)
۳	۸	۸	۵

واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ رشعبان المعظم ۱۳۹۰ھ

ایک شخص کے وارثین میں بہن اور دو چچازاد بھائی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسماۃ مریم فوت ہو چکی ہے اور اس کے حقیقی وارث ایک بہن اور دو چچازاد بھائی ہیں۔ آیا ان کو شرعاً کیا حصہ ملے گا؟

میت (مریم)

ہمشیرہ	ابن العم	ابن العم
رحمت	یوسف شاہ	نور محمد شاہ

فقط السائل، عبدالرحمٰن

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں مسماۃ مریم کا کل مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز و تکفین و

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ادائے دیون ونفاذ وصیت درثلث ۴ سہام پر تقسیم ہوگا۔اس میں ۲ سہام مسماۃ رحمت کو اور باقی دو سہام یوسف شاہ اور نور محمد شاہ کو دئے جائیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۴ (میت مریم)

ابن العم نور محمد شاہ	ابن العم یوسف شاہ	ہمشیرہ رحمت

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ رمحرم الحرام ۱۳۹۰ھ

میراث کے حصول سے متعلق متفرق سوالات کا حل

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: دیور اور بھائی کے آپس میں اختلاف ہونے کی وجہ سے مسئلہ پوچھنے کی نوبت آئی۔مہربانی کر کے بتایئے کہ کون کون وارث ہے؟ اور کتنا کتنا حصہ پائے گا؟

محرم فوتی

چھوٹا بھائی		بڑا بھائی
	غلام علی (فوتی)	میر بخش
چھوٹی بیگم (حاجیانی زینت)	بڑی بیگم (شبو)	بیگم (سارا)
تین لڑکیاں۔ایک بالغ، ۲ نابالغ	بے اولاد	بے اولاد

الف۔ بڑا بھائی میر بخش کی ایک بیگم ہے اور کوئی اولاد نہیں ہے۔

ب۔ چھوٹا بھائی غلام علی فوتی کی دو بیویاں ہیں۔بڑی بیگم کے کوئی اولاد نہیں ہے اور چھوٹی بیگم سے تین لڑکیاں ہیں ایک بالغ اور دو نابالغ۔دونوں بھائی آپس میں اکٹھے رہتے تھے۔گھر کا زیادہ خرچ چھوٹا بھائی فوتی اٹھاتا تھا۔

۱۔فوتی غلام علی اپنی زندگی میں لکھ کے دے گیا تھا کہ میرے بعد میری ملکیت کی وارث چھوٹی بیگم ہے۔اس ملکیت میں کون کون وارث ہیں؟

۲۔فوتی غلام علی کی تین لڑکیاں ہیں۔ایک بالغ ۲ نابالغ۔ان لڑکیوں کا کون وارث ہے۔ان لڑکیوں کا حصہ کیسے وارث کیا جائے؟ کیسے استعمال کیا جائے؟ اور کس کو حق ہے اس کا؟

۳۔فوتی غلام علی ایک بینک میں منیجر تھے۔بینک میں جو فنڈ برائے امداد فوتی کی طرف سے ملے گا۔وہ اپنی چھوٹی بیگم کے نام سے لکھ کے بینک میں دے گیا ہے۔اس میں کون کون وارث ہے؟

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۴۔فوتی غلام علی بینک میں لکھ کردے گیا ہے کہ میرے بعد پیسہ اور سامان میری چھوٹی بیگم کو دیا جائے گواہوں کے سامنے۔ان میں کون کون وارث ہیں؟

۵۔انشورنس زندگی کا شریعت موجب حلال ہے یا حرام؟فوتی ،غلام علی اپنی زندگی میں انشورنس کے پیسے بھی چھوٹی بیگم کے نام کر گیا اس میں کون وارث ہے؟

ج۔اگرانشورنس حرام ہے تو ان عورتوں کو استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ کیوں کہ ان عورتوں کا کمائی کا کوئی اور ذریعہ نہیں ہے۔ اس انشورنس کے علاوہ عورتوں کو دوسرا مال ملکیت کے حصے میں آتا ہے۔

د۔انشورنس حرام ہے تو ان پیسوں کو کس طریقہ سے استعمال میں لایا جائے؟

۶۔فوتی غلام علی نے پیسے قرض کے طور پر آدمیوں کو دیئے ہوئے تھے جو غلام علی کے مرنے کے بعد چھوٹی بیگم کو ملے اس میں کون کون وارث ہے؟

۷۔فوتی غلام علی زندگی میں اپنے زیور دوسرے بینک میں گروی طور پر رکھتے تھے۔ان زیوروں کو بینک میں قرض دے کر آزاد کرانے کا کس کو حق ہے؟

۸۔میر بخش اور غلام علی فوتی کے باپ کی جائداد ہے۔ان میں کون کون وارث ہے؟

۹۔گھر میں جو سامان ہے وہ زیادہ تر فوتی غلام علی کا ہے اس میں کون وارث ہے؟

۱۰۔فوتی غلام علی اپنی چھوٹی بیگم کو خرچی نہیں دیتا تھا اس خرچی کے بدلے میں سونا لے کر دیتا تھا اس میں کون کون وارث ہیں؟

۱۱۔چھوٹی بیگم کی شادی کے وقت ماں باپ نے اپنی لڑکی کو جو زیور دیا اور شوہر نے شادی کے وقت جو چھوٹی بیگم کو زیور وغیرہ دیئے اس میں کون وارث ہے؟

۱۲۔فوتی غلام علی اپنی زندگی میں اپنی لڑکیوں کو الگ الگ زیور دے گیا تھا اس میں کون کون وارث ہیں؟

۱۳۔بیگم اور لڑکیوں کو جو تحفہ کے طور سامان ملا اس میں کون وارث ہے؟

۱۴۔نابالغ لڑکیوں کی طرف سے ملکیت کی وراثت میں دستخط دینے کا کس کو حق ہے؟

۱۵۔فوتی غلام علی کے مرنے کے وقت جو خرچ ہوا مثلاً کفن دفن اور فاتحہ کا خرچہ کرنے کا کون حق دار ہے؟

۱۶۔عورتوں کا عدت میں رہنا وہ خرچ کس کے ذمہ ہے؟

۱۷۔فوتی غلام علی کے پاس بندوق اور پسٹل تھے۔جو غلام علی کے فوت ہونے کے بعد میر بخش نے بیچ دیئے۔ان پیسوں کا کون وارث ہے؟

۱۸۔فوتی غلام علی کو زندگی میں ساس اور بھائی نے ملکیت جائیداد کا حصہ فوتی کو بخشش کر کے دیا۔اس بخشش والی بات کو ۱۴ سال گزر چکا ہے۔یہ عورت ساس اور بھائی زندہ ہیں۔اختلافات کی وجہ سے یہ عورت کہتی ہے کہ ہماری بخشش والی زمین کا حصہ واپس کردو۔کیا یہ ملکیت بخشش والی عورتوں کو واپس کی جائے یا فوتی کے وارثوں میں تقسیم کی جائے؟

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نوٹ۔ فوتی کے اوپر سسرال کا اعتبار تھا۔ ساس نے اپنا حصہ بخش دیا اور بھابی نے اپنا حصہ بھی دیور کو بخش دیا تھا۔ بھائی نے اس لئے بخشش کیا تھا کہ اس کا شوہر جو کماتا تھا وہ فضول خرچ کر دیتا تھا اس لئے اپنا حصہ دیور کو دے دیا۔ اس کے بعد فوتی کرایہ لینا، ٹیکس جمع کرنا اور مرمت کرانا خود کرتا تھا اور کرایہ لے کر اپنے پاس اور بھابی کے حصہ کے جو پیسے تھے وہ خرچ کے لئے ان کو دیتا تھا۔ پھر شرط یہ ڈالی تھی کہ بھائی اور ساس کا خیال ہے کہ ہم کو صرف حج کرنا ہے اور جب بھی وقت بے وقت ضرورت پڑتی تھی دونوں کو وہ فوتی ضرورت پورا کرتا تھا۔

۱۹۔ غلام علی اور محمد بخش نے باپ کی کچھ ملکیت جائیداد کی بیچ دی۔ ان ملکیت بیچنے سے پہلے محمد بخش نے فوتی سے چار ہزار روپیہ قرض لئے تھے۔ فوتی نے کہا کہ اس ملکیت میں آپ کو حصہ نہیں دیتا ہوں کیوں کہ مجھے سخت ضرورت ہے لہٰذا آپ کو دوسری ملکیت میں سے حصہ دوں گا۔ حصہ دیتے وقت چار ہزار روپیہ اپنا واپس لے لوں گا۔ کیا یہ پیسے بڑے بھائی محمد بخش سے لینا چاہئے یا نہیں؟ منجانب علی نواز سموں، حیدر آباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** جواب سے پہلے چند امور کا لحاظ ضروری ہے۔

۱۔ میراث وتوریث کوئی اختیاری چیز نہیں بلکہ ایسا حق ہے کہ بلا اختیار مورث ووارث ثابت ہو جائے گا۔ جب مورث مر جائے گا تو شرعاً مال متروکہ وارثوں کی ملک میں آجاتا ہے۔

۲۔ مورث قاعدہ شرعی کے برخلاف اگر وارثوں کے حصے مقرر کر کے اور وصیت کر کے مر جائے تو اس کا یہ فیصلہ نا قابل اعتبار بلکہ باطل ہے۔ ورثہ حسب قاعدہ شرعیہ اپنا اپنا حصہ پائیں گے۔

۳۔ مورث اپنی زندگی میں اپنا مال کسی وارث کے قبضے وتصرف میں دے کر مر جائے تو اب یہ مال اس وارث کا ہو چکا اس میں کوئی تقسیم جاری نہ ہوگی کہ اب وہ میراث نہیں۔

۴۔ میت کے مال سے سب سے پہلے تجہیز وتکفین کی جائے گا۔ پھر اس پر جو قرض تھا وہ ادا کیا جائے گا۔ مہر بھی اس میں داخل ہے۔ پھر وارثوں کے علاوہ دوسروں کے حق میں اس نے وصیت کی ہے تو ثلث مال سے پوری کی جائے گی۔

اب۔ آیئے اصل جواب کی جانب۔ ترتیب وار جواب یہ ہے۔

۱۔ صورت مسئولہ میں غلام علی کا کل مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز وتکفین وادائے دیون ونفاذ وصیت در ثلث حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔ یعنی کل مال ۱۴۴ سہام پر تقسیم کر کے ۹ سہام ایک زوجہ کو، ۹ سہام دوسری زوجہ کو اور باقی سہام تینوں لڑکیوں کو برابر برابر فی بیٹی ۳۲ اور بھائی کو ۳۰ دیئے جائیں۔

مسئلہ ۲۴/ ۱۴۴ (میت غلام علی)

زوجہ	زوجہ	بنت	بنت	بنت	اخ (محمد بخش)
۳			۱۶		۵
۹	۹	۳۲	۳۲	۳۲	۳۰

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔لڑکیاں اپنی ماں کی پرورش میں ہیں تو ماں ان کے حصّے پر قبضہ کرلے۔ بالغ لڑکی خود اپنے مال کو اپنے قبضہ میں لے اور حسب ضرورت خرچ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔انشورنس میں جو رقم ادا کی جاچکی صرف اس میں وراثت جاری ہوگی بشرطیکہ متوفی کے نام پر ہو۔ ورنہ یہ رقم اس کی ہے جس کے نام پر جمع کرائی گئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔بینک سے ملنے والی رقم میں بھی سب وارث شریک ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۵۔متوفی کی موجود رقم جو دوسروں پر قرض ہے اس میں بھی وراثت جاری ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۶۔جو زیور بینک میں گروی رکھے گئے ہیں انہیں مال متروکہ سے چھڑایا جائے گا وراثت بعد میں جاری ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۷۔باپ کی جائیداد میں دونوں بھائی برابر کے شریک ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۸۔ماہانہ خرچ کے عوض سونا دیا گیا تو وہ اس کا ہے جسے ماہانہ خرچ کے عوض دیا گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۹۔عورت کو ماں باپ کے ہاں سے جو زیور و سامان وغیرہ ملتا ہے اس کی وارث عورت ہے۔ اس میں وراثت جاری نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۰۔عورت کو جو زیور چڑھاوے میں دیا جاتا ہے اس کی ملکیت اس علاقہ کے رواج پر مبنی ہے۔ جیسا رواج ہو وہی کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۱۔لڑکیوں کو جو زیور الگ الگ بنوا کر دیا گیا وہ ان ہی کی ملک ہے۔ وراثت سے اس کا تعلق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۲۔تحفہ جات ان ہی کے ہیں جنھیں دیئے گئے ان میں بھی وراثت جاری نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۳۔عدّت کا خرچ میّت کے مال متروکہ سے پورا کیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۴۔بندوق پستول وغیرہ جو سامان فروخت کیا گیا اس کا تاوان بیچنے والے پر ہے۔ اس میں سب وارث شریک ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۵۔میّت کے پاس جو رقم اس کی ساس اور بھاوج نے حج کے لئے جمع کرائی وہ ان کی اپنی ہے۔ وہ واپس لے سکتی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۶۔میر بخش اپنے باپ کی ملکیت سے حصہ پائے گا اور وہ چار ہزار روپیہ اس پر قرض ہیں ان میں وراثت جاری ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ رمحرم الحرام ۱۳۹۰ھ

https://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک شخص کے وارثین میں چار بیٹیاں، ایک پوتا، ایک بہن، اور اپنے مرحوم بیٹے کی بیوہ ہے

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص کا انتقال ہوا۔ اس نے اپنے وارثین میں چار بیٹیاں، ایک پوتا، ایک بہن اور اپنے مرحوم بیٹے کی بیوی چھوڑی ہے۔ براہ کرم شریعت کی رو سے ہر ایک کا حصہ بیان فرمائیں۔ فقط السائل، مطیع الرحمٰن شیروانی

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں متوفی محمد صدیق کا کل مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز و تکفین وادائے دیون ونفاذ وصیت درثلث حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔ بہن اور بیٹے کی بیوی محروم رہیں گی یعنی مال متروکہ کے ۱۲ سہام کرکے دوثلث ۸ سہام چاروں بیٹیوں کو ہر بیٹی کو ۲ سہام اور باقی ایک ثلث پوتے کو دیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میّت مسئلہ ۱۲

بنت	بنت	بنت	بنت	ابن الابن (پوتا)	اخت	زوجہ ابن
۲	۲	۲	۲	۴	محروم	محروم

واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ر محرم الحرام ۱۳۹۰ھ

ایک شخص کے ورثاء میں اس کے والدین، بیوی اور لڑکا اور ۳ لڑکیاں اور بھائی، بہن ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید فوت ہوگیا ہے۔ زید نے حسب ذیل وارث چھوڑے ہیں۔ ترکہ کس طرح سے تقسیم ہوگا؟

ایک بیوی، ایک لڑکا، لڑکیاں تین، والد، والدہ، چار بھائی، دو بہنیں۔ فقط السائل علی حسن، حالی روڈ، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں تجہیز وتکفین وادائیگی قرض واجرائے وصیت درثلث کے بعد متوفی کا تمام مال متروکہ از قسم جائیداد منقولہ وغیر منقولہ زیورات پارچہ جات ونقد رقوم ان کے ورثاء میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔ بہن بھائی محروم رہیں گے۔

مسئلہ ۲۴ / ۱۲۰

زوجہ	پدر	مادر	پسر	دختر	دختر	دختر	برادر	ہمشیرہ
۳	۴	۴		۱۳			محروم	محروم
-	۲۰	۲۰	۲۶	۱۳	۱۳	۱۳		

واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ر ذی قعدہ ۱۳۹۷ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میت کی قرض دی ہوئی رقم بھی اسی کی ہے اور کہیں اور صدقہ نہیں کی جاسکتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میں نے اپنے حقیقی بھائی شوکت علی سے مبلغ دوسو ساٹھ روپیہ قرض لیا تھا مگر قضائے الٰہی سے وہ فوت ہو گئے جب کہ میں ان کا قرض دار ہوں۔ مرحوم کے وارثوں میں والدین، ایک بیوی، ایک ہمشیرہ، دو بھائی موجود ہیں۔ میت کی اولاد نہیں ہے۔

ا۔ کیا یہ رقم کسی رفاہی ادارے مدرسہ یا مسجد میں دی جاسکتی ہے یا نہیں؟

۲۔ کیا قرض کی یہ رقم میت کی غیر مقبوضہ ہونے کے باوجود ملکیت ہوگی؟ دوسری صورت میں میت کی چھوڑی ہوئی اس رقم کی تقسیم علم الوراثت کے مطابق کس طرح تقسیم ہوگی؟ السائل: اصغر علی ولد بندو خان، ریلوے کالونی، حسین آباد، گدو

۷۸۶ الجواب: متوفی شوکت علی کی جو رقم آپ پر قرض ہے وہ آپ نہ کسی رفاہی ادارے کو دے سکتے ہیں نہ کسی مدرسہ و مسجد کو۔ تاوقتیکہ متوفی کے ورثہ اس کی اجازت نہ دیں کہ یہ مال صرف ورثہ کا حق ہے انہیں کی ملک ہے وہ چاہیں تو اپنا حق معاف کر سکتے ہیں یا کسی مصرف خیر میں لگا سکتے ہیں اور متوفی کا تمام مال متروکہ تجہیز و تکفین وادائیگی قرض واجرائے وصیت در ثلث کے بعد اس کے تمام ورثہ میں حسب ذیل طریقے پر تقسیم ہوگا۔ یعنی کل مال کے ۱۲ حصوں میں سے ۳ حصے زوجہ کے، ۴ حصے ماں کے اور باقی ماندہ ۵ حصے اس کے والد کے۔ دونوں بھائی اور بہن باپ کی موجودگی کے باعث محروم رہیں گے۔ واللہ اعلم

میت مسئلہ ۱۲

زوجہ	پدر	مادر	برادر	برادر	ہمشیرہ
۳	۵	۴	محروم	محروم	محروم

واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۴ رذی تعدہ ۱۳۹۷ھ

ایک شخص کے وارثین میں دو بیویاں ایک لڑکی اور ایک بھتیجا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: محمد بخش کا انتقال ہوا۔ اس نے اپنے وارثوں میں دو بیویاں، ایک لڑکی، ایک بھتیجا چھوڑا۔ ان کو محمد بخش کی وراثت میں کتنا کتنا حصہ ملے گا؟ جواب سے سرفراز فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

السائل عبدالوحید خان، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں متوفی محمد بخش کا تمام مال متروکہ جمیع حقوق مقدم علی الارث کی ادائیگی کے بعد حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میت مسئلہ ۸/۴

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

زوجہ	زوجہ	بنت	ابن اخ (بھتیجا)
۱		۲	۱
۱	۱	۴	۲

یعنی تمام مال کے ۸ سہام کیے جائیں گے ان میں سے ہر زوجہ کو ایک، بیٹی کو چار اور باقی ۲ اس کے بھائی کے بیٹے کو دیئے جائیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ ربیع الاول شریف ۱۳۹۷ھ

ایک شخص کے وارثین میں تایا، چچازاد بھائی، بھانجا اور بھانجی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسمّی امیر خان کا انتقال ہوگیا۔ ایک قطعہ اراضی زرعی اور ایک پلاٹ برائے مکان چھوڑا۔ مسمّی امیر خان کے ورثاء درج ذیل ہیں۔ ۱۔ حقیقی چچا عبدالستار، ۲۔ تایازاد بھائی عبدالرزاق، ۳۔ چچازاد بھائی مبین احمد جو دوسرے چچا کا لڑکا ہے، ۴۔ ابرار احمد حقیقی بھانجا، ۵۔ حقیقی بھانجی صدیقہ بیگم۔ بھانجوں کی والدہ یعنی مسمی امیر خان کی بہن کا انتقال ہوگیا ہے۔ مذکورہ بالا صورت میں جب کہ صورت مسئولہ یہ ہے تقسیم حصص کا تناسب کیا ہوگا؟

مرحوم امیر خان

حقیقی چچا	تایازاد بھائی	چچازاد بھائی	حقیقی بھانجا	حقیقی بھانجی
حیات	حیات	حیات	حیات	حیات

یہ یاد رہے کہ امیر خان نے انتقال سے پہلے گواہوں کے سامنے اپنی کل جائیداد کی وصیت اپنے بھانجے اور بھانجی کے لئے کی تھی۔ اجراء وصیت اور ورثاء کے حصص کی تقسیم کیا ہوگیا۔ منجانب اصغر علی خانزادہ، پریم نگر، ٹنڈو الہیار

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں تجہیز و تکفین، ادائیگی قرض اور صرف تہائی مال میں وصیت کے اجراء کے بعد باقی ماندہ ۲/۳ مال میت کے حقیقی چچا کو دے دیا جائے گا۔ تایازاد یا چچازاد بھائی، چچا کی موجودگی میں حق وراثت نہیں رکھتے اور وصیت صرف تہائی مال میں جاری کی جاتی ہے۔ میت کا حقیقی بھانجا اور بھانجی وصیت کے مطابق مال تو پائیں گے مگر صرف ۱/۳ (ایک تہائی)۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ رمضان المبارک ۱۳۹۷ھ

ایک شخص کے وارثین میں دو بیویاں، ۵ بیٹے اور ۳ لڑکیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: بچل خاں مرحوم کی اولاد میں وراثت کس طرح تقسیم ہوگی؟ مہربانی فرما کر اس مسئلہ کو حل کریں۔ جناب بڑی مہربانی ہوگی۔ بچل خان مرحوم نے دو بیویاں چھوڑیں۔ پہلی بیوی سے تین لڑکے اور دو لڑکیاں، دوسری بیوی سے دو لڑکے اور ایک لڑکی۔ یہ کل آٹھ افراد مرحوم کی وراثت میں حصہ لینے والے حیات ہیں۔

السائل حافظ محمد نسیم خان، مسجد پکے والی تلہار ضلع بدین، سندھ

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ الجواب: صورت مسئول عنہا میں بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز و تکفین و ادائے دیون و نفاذ وصیت در ثلث حسب ذیل طریقہ پر مال تقسیم ہوگا۔

میّت مسئلہ ۲۰۸/۱۶/۸

زوجہ	زوجہ	ابن	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت
۱						۷			
۱	۱					۱۴			
۱۳	۱۳	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۱۴	۱۴	۱۴

یعنی کل مال متروکہ کے ۲۰۸ حصے کئے جائیں ان میں سے ۱۳-۱۳ ہر بیوی کو اور ۲۸-۲۸ ہر لڑکے اور ۱۴-۱۴ ہر لڑکی کو دیے جائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۹/۶/۱۹۷۸ء

ایک شخص کے وارثین میں ۳ لڑکے، ۲ لڑکیاں، بیوی اور والدین ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: متوفی غلام حیدر نے مندرجہ ذیل ورثاء چھوڑے ہیں۔ تین لڑکے احمد خان، محمد خان، شیر زمان۔ تینوں زندہ ہیں۔ دو لڑکیاں گلزار خاتون، اقبال خاتون دونوں زندہ ہیں۔ ایک زوجہ وہ بھی زندہ ہے اور متوفی کے تین سال کے بعد متوفی کا والد انتقال کر گیا، والدہ زندہ ہے۔ فقط السائل، قاری چراغ الدین، ۱/۱/۱۹۷۸ء

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں متوفی غلام حیدر کا تمام مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث، مثل تجہیز و تکفین، و ادائے دیون، و نفاذ وصیت در ثلث، ۱۹۲ سہام پر تقسیم ہو کر مندرجہ ذیل طریقہ پر اس کے ورثہ پر منقسم ہو جائے گا۔

میّت مسئلہ ۱۹۲/۲۴

زوجہ	پدر	مادر	پسر	پسر	پسر		دختر	دختر	
۳	۴	۴				۱۳			
۲۴	۳۲	۳۲	۲۶	۲۶	۲۶		۱۳	۱۳	=۱۹۲

واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ محرم الحرام ۱۳۹۷ھ

ایک شخص کے وارثین میں، بیٹی، بھتیجے اور بھانجے ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: حاجی حسین ولد رتو خان کی بیوی مسماۃ ساراں بیوہ انتقال کر گئی مسماۃ شہزادی متوفی کی بیٹی ہے۔ اور مسماۃ ساراں کے بھتیجے اور بھانجے موجود ہیں۔ فوتن مسماۃ ساراں کی حیاتی میں ان کے والد، والدہ، بھائی، بہن، دادا، دادی، چچا، چچا، نانا، نانی، فوت ہو گئے تھے۔

https://ataunnabi.blogspot.com/

نوٹ۔ فوتن مسماۃ ساراں کے شوہر کی ملکیت میں سے ان کے بھتیجے اور بھانجے کو حصہ شرع محمدی کے مطابق ملتا ہے یا نہیں؟ ان حالات میں ان کی وارث فقط ان کی لڑکی ہے یا بھانجے اور بھتیجے بھی ہیں؟ فقط السائل محمد الیاس خانزادہ

۷۸۶ الجواب ہو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں مسماۃ ساران متوفیہ کا تمام مال متروکہ از قسم جائیداد منقولہ وغیر منقولہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز و تکفین و ادائے دیون و نفاذ وصیت در ثلث حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا اور بیٹی کے ساتھ بھتیجے حقدار ہوں گے۔ بھانجے محروم رہیں گے۔

میت مسئلہ ۲

بنت	ابنائے عم
۱	۱

یعنی کل مال کا نصف بیٹی کو دینے کے بعد باقی نصف بھتیجوں میں مساوی طور پر تقسیم ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی ۲۲/۱۱/۱۹۷۸ء

ایک شخص کے وارثین میں بہن، بھاوج، پوتے اور پوتیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: حاجی ابراہیم اپنی ذاتی کمائی سے مکان و زمین و رقم چھوڑ کر قضائے الٰہی سے فوت ہوگئے اور ایک بیوہ بہن جوان کے ساتھ رہتی تھی یہ سگی بہن ہے اور ایک بھاوج بیوہ سگے بھائی کی بیوہ عورت چھوڑی ہے۔ باقی رشتہ دار چچا کے پوتا پوتی ہیں۔ کیا سگی بہن اور بھاوج کے ہوتے ہوئے جب کہ یہ دونوں بیوہ بھی ہیں، چچا کے پوتے پوتیوں کو حق وراثت پہنچتا ہے یا نہیں؟ اگر حق وراثت پہنچتا ہے تو کتنا کتنا حصہ وراثت میں پائیں گے؟ برائے مہربانی شرع کی رو سے حصہ بتایا جائے۔ عین نوازش ہوگی۔ فقط السائل حاجی محمد قاسم گدی، لطیف آباد ۶، حیدرآباد، سندھ، ۶/۱۰/۱۹۶۴ء

فقیر محمد

حاجی نبیل صاحب — حاجی صاحب

ہارون: مرحوم، لاولد — حاجی عمر: مرحوم، لاولد (ایک بیوی ہے) — حاجی ایوب: مرحوم، لاولد — جیجانی سائل: حیات — حاجی محمد ابراہیم: مرحوم، لاولد

حاجی احمد: مرحوم — حاجی اسحاق: مرحوم، لاولد — حاجی داؤد

خیر محمد — مسماۃ نعمت — مسماۃ عصمت — محمد عثمان — حاجی محمد — عبداللہ

فاطمہ — سلمان — آمنہ — یوسف — حاجی رمضان

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں حاجی محمد ابراہیم کا کل مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز و تکفین و ادائے دیون و نفاذ وصیت در ثلث دو سہام پر تقسیم ہوگا۔ ایک سہام (نصف) اس کی بہن جیانی پائے گی اور دوسرا سہام (نصف آخر) حاجی احمد اور حاجی داؤد کی اولاد ذکور میں تقسیم ہوگا۔ بھاوج اور دوسری پوتیاں محروم رہیں گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵/ ذی قعد ۱۳۹۸ھ

ایک شخص کے وارثین میں بیوی، والد، دو بیٹیاں، سوتیلی ماں اور سوتیلا بھائی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید فوت ہوگیا۔ زید نے ایک زوجہ اور دو لڑکیاں اور ایک حقیقی باپ اور ایک سوتیلی ماں ایک سوتیلا بھائی چھوڑا ہے۔ اب اس کے ترکہ میں سے سب کے حصے میں کتنا کتنا حصہ آئے گا؟

نوٹ۔ زید کا باپ حقیقی ہے اور زید کا سوتیلا بھائی زید کے حقیقی باپ کا بیٹا ہے۔ فقط السائل

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں میت کا کل مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز و تکفین و ادائے دیون و نفاذ وصیت در ثلث ۲۴ سہام پر تقسیم ہوکر حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔ یعنی تین سہام زوجہ کو، ہر لڑکی کو ۸ سہام، باپ کو باقی ماندہ ۵ سہام، سوتیلا بھائی اور سوتیلی ماں محروم رہیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۲۴

زوجہ	بنت	بنت	باپ	سوتیلی ماں	سوتیلا بھائی
۳	۸	۸	۵	محروم	محروم

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰/ ذی الحجہ ۱۳۹۸ھ

ایک شخص نے اپنے وارثین میں بیوی، بیٹیاں اور بھتیجے چھوڑے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میرے شوہر متوفی دولے خان عرف راجہ نے ترکہ میں زمین چھوڑی جو ان کو پشت با پشت سے چلی آرہی ہے۔ اب میرے شوہر کے رشتہ کے ایک بھتیجے نے اس زمین میں اپنے حق کا دعویٰ کیا ہے۔ شجرہ حاضر خدمت ہے۔ مدعی محمد اسحاق بن نیاز محمد خان ہیں۔ کیا متروکہ زمین میں مذکور فرد کا کچھ حصہ ہے۔ دولے خان نے درج ذیل وارث چھوڑے ہیں۔ ایک بیوہ، چار لڑکیاں، تین موجود، ایک گمشدہ۔ جواب سے عنایت فرمائیں۔

السائل مسماۃ شکوری (بیوہ دولے خان)، ۳۰/۹/۱۹۷۸ء

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں متوفی دولے خان کا تمام مال متروکہ، تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض و نفاذ وصیت در ثلث کے بعد حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔ یعنی تمام اموال کے ۲۴ حصے کریں ان میں سے آٹھواں حصہ یعنی تین سہام بیوہ کو، دو تہائی یعنی ۱۶ سہام ۴ بیٹیوں کو اور باقی ۵ سہام محمد اسحاق کو کہ وہ میت کا عصبہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

http://t.me/tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میت مسئلہ ۲۴

محمد اسحاق	بنت	بنت	بنت	بنت	زوجہ شکوری
۵	۴	۴	۴	۴	۳

تنبیہ۔ گم شدہ بیٹی کا حصہ بطور امانت محفوظ رہے گا تا آنکہ وہ واپس نہ آ جائے یا اس کی موت حقیقۃ یا شرعاً محقق ہو جائے۔
واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ / شوال المکرم ۱۳۹۸ھ

حرام طریقہ سے حاصل کیا گیا مال وارث کو ملا تو ملک حلال ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک آدمی فوت ہو گیا اور اس نے وراثت میں کچھ رقم چھوڑی ہے جو کہ سود سے حاصل کی گئی۔ اب اس کے وارث اس رقم کو مسجد کی تعمیر پر خرچ کرنا چاہتے ہیں۔ اب آپ شرعی رو سے فتویٰ صادر فرمائیں کہ

۱۔ آیا! یہ رقم تعمیر مسجد کے لئے خرچ کی جا سکتی ہے یا نہیں؟

۲۔ یہ رقم دینی مدرسہ کی تعمیر میں خرچ کی جا سکتی ہے یا نہیں؟

۳۔ یہ رقم کن کن جگہوں پر خرچ کی جا سکتی ہے؟ تفصیلی جواب سے مستفیض فرمائیں۔

منجانب سنہری مسجد کمیٹی، امانی شاہ کالونی، لطیف آباد ۱۱، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: مورث نے حرام طریقہ پر مال حاصل کیا تھا اب وارث کو ملا اگر وارث کو معلوم ہے کہ یہ مال فلاں کا ہے تو اسے پھیر دینا واجب ہے اور یہ معلوم نہ ہو کہ کس کا ہے تو مالک کی طرف سے فقراء و مساکین پر صدقہ کر دے اور اگر مورث کا مال حرام اور مال حلال خلط ملط ہو گیا ہے۔ یہ نہیں معلوم کہ کون سا حرام کا ہے اور کونسا حلال کا مثلاً اس نے رشوت لی ہے یا سود لیا ہے اور یہ مال حرام اب ممتاز و معلوم نہیں تو فتویٰ کا حکم یہ ہوگا کہ وارث کے لئے حلال ہے اور دیانت اس کو چاہتی ہے کہ اس سے بچنا چاہئے۔ (بہار شریعت حصہ ۱۱۔ بحوالہ ردالمحتار) اور اس صورت میں وارث وہ پیسہ مسجد و مدرسہ میں لگا سکتا ہے کہ اس کی ملک خبیث نہیں اور پہلی صورت میں کہ مال حرام ممتاز و معلوم ہے تو حرام روپیہ کسی کام میں لگانا اصلاً جائز نہیں نیک کام ہو یا اور۔ سوا اس کے کہ جس سے لیا گیا اسے واپس کر دے یا فقیروں پر تصدق کر دے۔ وفی المسئلة تنوع ذكره الامام احمد رضا فی فتاواہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ / جمادی الاخریٰ ۱۳۹۸ھ

ایک عورت نے اپنا مکان اپنے تین بیٹوں کے نام کیا اور چوتھے کو کچھ نہ دیا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک عورت نے اپنی زندگی میں اپنا مکان اپنے تین بیٹوں کے نام کر دیا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پھر مسماۃ کا انتقال ہو گیا۔ انتقال کے بعد مسماۃ مذکورہ کے چھوٹے بیٹے نے ہبہ شدہ مکان پر اپنا دعویٰ کیا، جب کہ یہ مکان بقیہ تین بیٹوں کے نام منتقل بھی ہو چکا ہے۔ کیا اب چھوٹے بیٹے کا حق اس مکان میں بنتا ہے یا نہیں؟

السائل عبدالعزیز، شاہی بازار، حیدرآباد، ۱۲/۹/۱۹۷۸ء

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: آدمی خواہ مرد ہو یا عورت اپنے مال کا مالک ہے، حالت صحت میں اپنا سارا مال ایک ہی لڑکے کو دے دے اور دوسروں کو کچھ نہ دے یہ کر سکتا ہے، دوسرے لڑکے کسی قسم کا مطالبہ نہیں کر سکتے مگر ایسا کرنے میں گنہگار ہے۔ (بحرالرائق)۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب   احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید   ۱۲/۹/۱۹۷۸ء

۷۸۶ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۶/ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۸ھ

ایک عورت نے اپنا مکان اپنے تین بیٹوں کے نام کیا اور چوتھے کو کچھ نہ دیا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ہندہ مرحومہ کی ملکیت ایک مکان تھا اور ہندہ کے چار بیٹے ہیں مگر ہندہ نے چند وجوہات کے سبب اپنے بڑے لڑکے کے علاوہ تین چھوٹے بیٹوں کے نام اپنی موت ۔ سے تین سال قبل مکان مذکورہ ہبہ کر دیا۔ اب مسماۃ مذکورہ موت کے چار ماہ بعد بڑے لڑکے نے اپنے حق کا مطالبہ کیا ہے اور اس کے فیصلے کے لئے کچھ لوگوں کو ثالث مقرر کیا ہے لہٰذا گزارش ہے کہ مندرجہ بالا حالات میں شرعی نقطۂ نظر سے فقہ حنفیہ کی روشنی میں وضاحت فرمائی جائے کہ تا کہ ثالثوں کو احسن طریقہ پر احکام شرعیہ کے مطابق فیصلہ کرنے میں رہنمائی حاصل ہو۔

فقط والسلام السائل حاجی غلام رسول، حاجی حکیم محمد، حیدرآباد، سندھ، مورخہ ۱۳/ ستمبر ۱۹۷۹ء

۷۸۶ **الجواب:** مرد خواہ عورت، اپنی زندگی (صحت) میں اپنے مال کا مالک ہوتا ہے اور اپنی ملکیت پر اسے اختیار کلی کہ جسے اور جتنا چاہے ہبہ و بخشش کر دے۔ مثلاً حالت صحت میں اپنا مال اپنی اولاد میں سے ایک لڑکے یا لڑکی کو بخش دے اور دوسروں کو کچھ نہ دے۔ یہ کر سکتا ہے دوسرے لڑکے اس پر کوئی مطالبہ نہیں کر سکتے اور سوال میں صاف صریح ہے کہ مسماۃ مذکورہ نے اپنی موت سے تین سال قبل اپنا مکان ہبہ کر دیا اور ہبہ نامہ میں مندرج ہے کہ اس مکان کا سٹی سروے میں داخل خارج بھی کرا دیا تو اب وہ مکان انہیں بیٹوں کی ملکیت ہے جنہیں ہبہ کیا گیا ہے۔ چوتھے بیٹے کو شرعاً کوئی حق نہیں اور نہ ہی اس کا مطالبہ شرعاً قابل تسلیم ولائق قبول۔ (بحرالرائق و بہار شریعت)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ   ۹/ شوال المکرم ۱۳۹۸ھ

ایک شخص کے وارثین میں بیوی، دو بیٹیاں، اور ۵ بھائی اور ایک بہن ہیں

سوال: قبلہ کونین کعبہ دارین رہنماء دین و دنیا جناب مولانا مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: متوفی عبدالسرور خان کی ایک بیوی اور دو لڑکیاں ہیں۔ ایک لڑکی شادی شدہ اپنے گھر بار کی ہے اور دوسری لڑکی نابالغ اپنی ماں کے پاس ہے۔ متوفی کے پانچ حقیقی بھائی اور ایک، بہن

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے۔ متوفی کا چھوڑا ہوا اثاثہ شرعی طور سے کس طرح تقسیم ہوگا؟ اور کتنا کتنا حق ہوگا؟ براہ کرم تفصیلی طور سے مطلع فرمائیں۔

نوٹ۔ متوفی کی بیوی کے دو بھائی اور پانچ حقیقی بہنیں ہیں اور ایک بیوی کی والدہ بھی ہے۔

فقط آپ کا تابعدار، عبدالجبار خان ولد عبدالستار، پنجرہ پول، حیدرآباد، مؤرخہ ۵ر اکتوبر ۱۹۷۸ء

۷۸۶ **الجواب:** صورت مستفسرہ میں متوفی کا کل مال متروکہ تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض اور ثلث مال میں اجرائے وصیت کے بعد حسب ذیل ورثہ پر بطریق مذکورہ تقسیم ہوگا۔ متوفی کے سالے اور سالیاں اور ساس کا اس سے کوئی تعلق نہیں سب محروم ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میّت مسئلہ ۲۴ر ۲۶۴

زوجہ	بنت	بنت	اخ	اخ	اخ	اخ	اخ	اخت
۳	۸	۸			۵			
۳۳	۸۸	۸۸	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۵

یعنی کل مال کے ۲۶۴ حصے کیے جائیں ان میں سے زوجہ کو ۳۳، ہر لڑکی کو ۸۸، ہر بھائی کو ۱۰ اور بہن کو ۵ حصے دے دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ر ذی قعد ۱۳۹۸ھ

کسی کی زندگی میں کوئی شخص اس کا وارث نہیں ہوتا

سوال: جناب مولانا مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید کی اولاد زندگی میں جبراً پانچ ہزار روپیہ طلب کرتی ہے۔ اگر نہ دیں تو زید کا بڑا لڑکا مار پیٹ کرتا ہے۔ آیا! وہ اس طرح شرعاً اپنے حق لینے کا مجاز ہے یا نہیں؟ اور یہ طریقہ ازروئے شریعت جائز ہے یا نہیں؟ براہ کرم رہنمائی فرمائیں۔ فقط عبدالستار ولد عبدالغفور، ساکن مکھی باغ، اسلام آباد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** ہر شخص اپنی زندگی میں اپنے مال کا بالکلیہ مالک ہے اور اس میں اسے ہر طرح تصرف کا اختیار ہے۔ وارثوں کا حق تو مرنے کے بعد متعلق ہوتا ہے۔ لہٰذا اس سے جبراً مطالبہ کرنا کسی طرح جائز نہیں اور اولاد کہ معاذ اللہ اپنے والدین پر ہاتھ اٹھائے بلکہ انہیں برا کہے بلکہ ایذا پہنچائے سخت نالائق اور ناخلف ہے۔ مسلمان کے لئے قرآن کریم کا اتنا ہی حکم کافی کہ "اپنے ماں باپ سے اف بھی نہ کرو اور نہ انہیں جھڑکو،،۔ اب جو اس سے خلاف کرتا ہے اور اپنی ناشائستہ حرکتوں سے باز نہیں آتا خود ہی دوزخ کماتا ہے۔ بہر حال وہ بالجبر اپنے باپ سے ایک روپیہ لینے کا حق نہیں رکھتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ر جمادی الاخریٰ ۱۳۹۸ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ترکہ میں حقیقی بھائی کے ہوتے ہوئے علاتی بھائی کا کوئی حصہ نہیں

سوال: جناب مکرمی ومحترمی مولانا مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ میرے والد بزرگوار نے دو شادیاں کی تھیں۔

۲۔ پہلی بیوی سے صرف ایک لڑکا حیات ہے جب کہ والد صاحب دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں۔

۳۔ دوسری بیوی جو کہ میری والدہ ہیں۔ ان سے چار لڑکے ہیں۔

۴۔ میرے والد کے انتقال کے وقت ہم جملہ پانچ بھائی چار سگے، ایک سوتیلی ماں سے اور ایک بیوہ وارث رہے۔

۵۔ ہمارے والد بزرگوار کی جائیداد کو خانگی طور پر بٹوارا کر کے ہر بھائی کو حصہ دے دیا تھا۔

۶۔ ہمارے سب سے چھوٹے بھائی کا فروری ۱۹۷۴ء کا حادثے میں انتقال ہو گیا۔ اب اس کا جو شرعی حصہ ہے۔ اس میں ہمارے سوتیلے بھائی نے اپنا حصہ لینے کے لئے درخواست دی ہے۔ جب کہ ہمارے مولوی صاحب سے پوچھنے سے ظاہر ہوا ہے کہ جب ہماری والدہ حیات ہیں تو اس چھوٹے بھائی کا حصہ صرف ہم سگے بھائیوں کی والدہ کو ہی مل سکتا ہے اور سوتیلے بھائی کو اس میں سے کوئی حصہ نہیں مل سکتا۔

اب آپ اس بارے میں شرعی فیصلہ صادر فرمائیں کہ سوتیلا بھائی حصہ لینے کا حق دار ہے یا نہیں؟ فقط حاجی گل خان

۷۸۶ **الجواب:** حقیقی بھائیوں کے ہوتے ہوئے علاتی بھائی (یعنی جو صرف باپ شریک ہے ماں جدا جدا ہیں) کو وراثت میں کوئی حصہ نہیں۔ ذوی الفروض جو صورت مسئولہ میں میت کی والدہ ہیں ان کا حصہ ادا کرنے کے بعد باقی ماندہ میت کے حقیقی بیٹے باہم برابر تقسیم کرلیں گے کہ یہی وارث ہیں۔ سراجی میں ہے ویسقط بنوا العلات ایضا بالاخ لاب و ام۔

واللہ تعالیٰ اعلم — العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ — ۴ رجمادی الاولی ۱۳۹۸ھ

ایک عورت کے وارثین میں شوہر، لڑکا، لڑکی اور والدین ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ: مسماۃ زینب وفات کر گئی۔ اس نے مندرجہ ذیل ورثاء چھوڑے۔ والدین، شوہر، ایک لڑکا اور ایک لڑکی۔ ان کو کتنا کتنا حصہ ملے گا؟ اور لڑکا لڑکی کس کو ملیں گے؟

فقط والسلام رضا محمد عباسی، مسجد مصری شاہ ٹنڈہ یوسف روڈ، حیدرآباد ۲ ربیع الآخر ۱۳۹۸ھ

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں مسماۃ زینب کے انتقال کے بعد اس کے تمام متروکہ مال از قسم زیورات و پارچہ جات و جائیداد منقولہ وغیر منقولہ ورقوم میں سے اول اس کی تجہیز وتکفین میں صرف کرنے، اور ادائیگی دین ونفاذ وصیت در ثلث کے بعد تمام اموال کو ۳۶ سہام پر تقسیم کر کے زوج کو ۹، باپ کو ۶، ماں کو ۶ بیٹے کو ۱۰، اور بیٹی کو ۵ سہام دے جائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میّت مسئلہ ۱۲/۳۶

دختر	پسر	مادر	پدر	زوج
۵		۲	۲	۳
۵	۱۰	۶	۶	۹

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ ربیع الآخر ۱۳۹۸ھ

ایک شخص کے وارثین میں ۳ چچازاد بھائی، ۵ چچازاد بہنیں، اور ایک ماں شریک بھائی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص فوت ہوگیا ہے۔ اس کے اپنا کوئی سگا بہن بھائی نہیں ہے۔ چچازاد تین بھائی اور پانچ بہنیں ہیں اور ایک مادری بھائی ہے۔ جو دوسری قوم سے ہے۔ اس کی جائیداد کس طرح تقسیم ہوگی؟ اس کے مادری بھائی کو حصہ ملے گا یا نہیں؟ فقط حمید اللہ، غریب آباد نزد سیمنٹ فیکٹری، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں متوفی کا کل مال متروکہ بعد ادائیگی جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز و تکفین و ادائے دیون و نفاذ وصیت در ثلث ۱۸ سہام پر منقسم ہو کر حسب ذیل طریقہ پر تقسیم کیا جائے گا۔ چچازاد بہنیں محروم رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ اعلم

http://t.me/Tehqiqat

میّت مسئلہ ۶/۱۸

عم زاد	عم زاد	عم زاد	برادر اخیافی
	۵		۱
۵	۵	۵	۳

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ ربیع الآخر ۱۳۹۸ھ

ایک شخص کے ورثاء میں ۵ بیٹے، بیوی اور دو بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ہمارے والد صاحب مرحوم نے کل سولہ ہزار =/۱۶۰۰۰ روپے ترکہ چھوڑا ہے۔ پانچ بھائی، ایک والدہ اور دو بہنیں ہیں اور سب بالغ ہیں۔ تو ہر ایک کے حصے میں کتنے کتنے روپے آئیں گے؟

فقط محمد اسماعیل

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں متوفی کا کل مال متروکہ، تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض، و اجرائے وصیت در ثلث کے بعد، حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میت مسئلہ ۹۶/۸

بنت	بنت	ابن	ابن	ابن	ابن	ابن	زوجہ
			۷				۱
۷	۷	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۲

یعنی سولہ ہزار روپے کے ۹۶ حصے کیے جائیں گے اس میں سے ۱۲ حصے متوفی کی زوجہ کو، ۱۴ حصے ہر بیٹے کو اور ۷ حصے ہر بیٹی کو دیے جائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ ربیع الاول شریف ۱۳۹۸ھ

زندگی میں جس کو چاہے مال دے، جس کو چاہے نہ دے مگر! انصاف نہ کرنا گناہ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مکان C:2264 جو کہ میرا اور ذاتی ہے جھورا مل گٹی حیدرآباد میں واقع ہے۔ (چھ دوکانوں اور چار مکانوں پر مشتمل ہے)۔

میری پہلی بیوی بشیر بیگم ہے اس کے پاس دولڑکے مظہر الغنی اور عبد الغنی اور ایک لڑکی زیب النساء (شادی شدہ) رہتے ہیں۔ پینتالیس سال ہوئے بشیر بیگم حیدرآباد دکن میں میرے گھر سے بلا اجازت چلی گئی تھی۔ بلا اجازت جانے کی وجہ سے مہر واجب الادا نہیں رہتا۔ اس لئے اس کو مہر نہیں مل سکتا۔ یہ دونوں لڑکے پڑھنا نہیں چاہتے تھے۔ اس لئے تقریباً پچیس سال سے اپنی ماں کے پاس چلے گئے ہیں اس کے بعد آکر کبھی نہیں ملے اور نہ ہی ہم لوگوں کی کوئی خبر لی۔ ان پچیس سالوں میں کبھی ایک پیسہ نہیں دیا۔ پانچ سالوں سے میں فالج سے صاحب فراش ہوں تین مہینے ہوئے یہ دونوں لڑکے آئے اور ان نافرمان لڑکوں نے میرے پاس اوپر آنے کی زحمت بھی گوارا نہیں کی۔ بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ وہ مکان کے ترکہ کا حصہ لینے آئے تھے۔

میری دوسری بیوی زلیخا بیگم (مرحومہ) ہے جس کا ایک بیٹا مقبول الغنی اور ایک بیٹی قمر النساء (شادی شدہ) ہے یہ لڑکا بھی نہ پڑھنے کی وجہ سے تقریباً پندرہ سال سے گھر سے چلا گیا ہے۔ اس نے بھی میری یا اپنی سوتیلی ماں کی کوئی خدمت نہیں کی اور نہ کبھی ایک پیسہ دیا۔ اسی دوران میں میری آنکھوں میں موتیا بند ہو گیا۔ تقریباً ڈیڑھ سال ہوئے مقبول الغنی آیا تو اس کی سوتیلی ماں فریدہ بیگم نے اس سے کہا کہ اب تو یہ کسی کو پہچانتے بھی نہیں ہیں۔ تم تینوں بھائی مل کر آپریشن کرا دو تاکہ یہ کلام اللہ ہی پڑھ لیا کریں۔ بلا کچھ کہے وہ اٹھ کر چلا گیا آج تک واپس نہیں آیا۔ پھر میں نے اپنے سالے مجید بھائی سے کہا جو میری حالیہ بیوی فریدہ بیگم کے بھائی ہیں تو انہوں نے خود گیارہ سو روپے کا خرچہ کر کے راجپوتانہ ہاسپٹل میں میری آنکھ بنوا دی۔

میری تیسری بیوی فریدہ بیگم ہے ان کے چار لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں۔ یہ سب میرے ساتھ ہی رہتے ہیں۔ ماں اور بچوں نے میری تیمارداری میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی ہے۔ اس مکان کے بنانے میں ان ہی سات بچوں نے مدد کی ہے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سڑک پر سے ریت، اینٹیں اوپر کرلے جانا۔ تعمیر پر پانی ڈالنا اور گارا وغیرہ بنانا۔ فریدہ بیگم اور بچیوں کا زیور بیچ کر زمین خریدی گئی ہے۔ جس کا وزن تراسی تولہ نو ماشے ہے۔ نو ہزار =/۹۰۰۰ روپے میں فروخت کیا اور فریدہ بیگم نے مجھ سے وعدہ لیا ہے کہ بیٹوں کی رقم کی ادائیگی کے بعد اتنی ہی مقدار میں سونا خرید کر زیور بنا دیا جائے گا۔ اس مکان کی قیمت =/۷۵۰۰۰ روپے کے لگ بھگ ہے اگر ان بچوں کی محنت کا اندازہ لگا لیا جائے تو اس کی قیمت ایک لاکھ ہو جاتی ہے۔ اب اسی مکان کی آمدنی پر گھر کے کھانے پینے کا دارومدار ہے کیوں کہ میں معذور ہو گیا ہوں۔

اب مظہر الغنی، عبد الغنی اور مقبول الغنی کبھی کبھی آتے ہیں۔ باہر سے کہہ کر چلے جاتے ہیں کہ بڈھے کو مر جانے دو پھر ہم مکان پر قبضہ کرلیں گے۔ جو بچے میرے ساتھ رہتے ہیں انہیں بڑی تشویش ہے کہ یہ تمہارے بعد ہمارا کیا حشر کریں گے۔

اب جائیداد پر قرضہ۔

مکانوں اور دو کانوں کا ڈیپازٹ	۲۰۰۰۰
قرضہ بینک	۲۵۰۰۰
لڑکیوں کی شادی	۱۵۰۰۰
ماں کی حسن خدمت کا صلہ	۲۰۰۰۰
بقیہ مکان کی تعمیر جو رہ گئی ہے	۵۰۰۰
زیور تراسی تولہ نو ماشہ پچھلی قیمت	۹۰۰۰
ٹوٹل	۹۴۰۰۰

۱۔ بشیر بیگم جو پینتالیس سال ہوئے گھر سے بلا اجازت چلی گئی تھی۔ از روئے شریعت مہر واجب الادا ہوتا ہے یا نہیں؟

۲۔ مظہر الغنی، عبد الغنی اور مقبول الغنی ان نافرمان اور نافرض شناس لڑکوں کو از روئے شریعت ترکہ ملنا چاہئے یا نہیں؟

فقط السائل ڈاکٹر شمس الدین

۷۸۶ **الجواب:** ۱۔ عورت کا مہر تو نفس عقدِ صرف نکاح سے واجب ہو جاتا ہے اور وطی یا خلوت صحیحہ یا زوجین میں سے کسی کے انتقال پر، مؤکد و مقرر ہو جاتا ہے کہ اب شوہر کی جانب سے کل یا جز کی ادائیگی یا عورت کی جانب سے معافی کے بغیر ہرگز ساقط نہ ہوگا اگرچہ عورت معاذ اللہ، فسق و فجور میں مبتلا ہوا گرچہ معاذ اللہ وہ مرتد ہو جائے۔ (در مختار و بدائع و فتاویٰ رضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ مورث کے انتقال کے بعد، اس کی اولاد خواہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں اور دوسرے ورثہ اس کے مال متروکہ میں ضرور اپنا حصہ مقرر پاتے ہیں اگرچہ اولاد زندگی بھر، نافرمان رہی اگرچہ باپ انہیں عاق کر دے ہاں اپنی زندگی میں آدمی اپنے مال کا کامل مختار ہے جس کو اور جتنا چاہے اور جب چاہے بخش دے اور اس کے قبضہ میں دے دے مگر بلا وجہ شرعی ایسا کرنا نہ چاہئے ورنہ آخرت میں مواخذہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ ربیع الاوّل شریف ۱۳۹۸ھ

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کسی کے مرنے کے بعد اس کے فعل کے جائز یا ناجائز کے بارے میں سوال بیجا ہے، وہ جانے اور اس کا رب کریم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک مکان واقعہ چندی رحمانی گلی شاہی بازار حیدرآباد، ہماری والدہ مسماۃ بشیراں بیوہ عبدالغنی کے نام پر درج ہے اور والدہ نے یہ مکان تینوں بیٹوں کے نام پر منتقل کر دیا اور مجھے محروم کر دیا۔ یہ مکان والدہ کے ذاتی مال سے خریدا ہوا نہیں ہے بلکہ والد عبدالغنی صاحب کا ترکہ ہے۔ اس کے علاوہ میں نے کمایا تھا جو کہ میں نے اپنی والدہ کو دیا تھا کیوں کہ اس وقت میرے تینوں بھائی چھوٹے تھے لہٰذا میں نے ہی اپنی والدہ اور بھائیوں کی کفالت کی اور ان کی تعلیم وغیرہ کا سارا خرچ میں نے کیا۔

لہٰذا مکان میں میرا حصہ میرے بھائیوں کے حصص کے مساوی یا نہ ہے اور مکان کے علاوہ والدہ نے زیورات پارچہ جات چھوڑا ہے جو کہ میرے والد مرحوم کا ترکہ ہے۔

جس میں برابر کا شریک ہونے کا حق دار ہوں۔ اس کے علاوہ والدہ کی تجہیز و تکفین میں چاروں بھائی برابر کے شریک تھے۔

لہٰذا از روئے شریعت ہمیں یہ بتایا جائے کہ والدہ کا یہ فعل جائز ہے یا ناجائز؟ اور اس جائیداد اور زیورات پارچہ جات میں کس کس کا حصہ کتنا کتنا بنتا ہے؟

عبدالغنی (مرحوم)

بشیراں (مرحومہ) زوجہ عبدالغنی

عبدالصمد　　عبدالسلام　　عبدالعزیز　　عبدالرزاق

عبدالصمد ولد عبدالغنی، شاہی بازار حیدرآباد، سندھ

۷۸۲ الجواب: سوال سے ظاہر ہے کہ وہ مکان مسماۃ بشیراں کے نام درج ہے۔ تو یہ مکان مسماۃ بشیراں کی ملک ٹھہرا اور انہیں اپنی ملک پر تصرف کا پورا اختیار ہے جسے چاہیں بخش دیں دوسروں کو کسی مطالبہ کا حق نہیں۔ البتہ زیورات اور پارچہ جات اور اس مکان کے علاوہ دوسرا تمام مال متروکہ تمام بھائیوں میں مساوی تقسیم ہوگا۔ تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض، تقسیم پر مقدم ہے۔ جس نے خرچ کیا وہ اس مال متروکہ سے وصول کر سکتا ہے۔ والد کے انتقال کے بعد ان کے کسی فعل کے جائز یا ناجائز ہونے کا سوال بے جا ہے۔ وہ جانے اور ان کا رب کریم۔ (اس معاملہ سے متعلق پہلے بھی دو فتوے جاری کیے جا چکے ہیں)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۱۴ ر شوال المکرم ۱۳۹۸ھ

دوسری شادی وراثت سے محروم نہ کرے گی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسمی زید کا انتقال ہو چکا ہے۔ اس کے ایک لڑکی ہے اور بیوی ہے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بیوی نے دوسرا نکاح کرلیا ہے۔ مرحوم کے چار بھائی ہیں اور ایک شادی شدہ بہن ہے۔ اب اس کے ترکہ میں شرع محمدی کے مطابق حصوں کی کس طرح تقسیم ہوگی۔

زید مرحوم

بنت	زوجہ	اخ	اخ	اخ	اخ	اخت
حیات	دوسری شادی کرلی ہے	حیات	حیات	حیات	حیات	حیات

جواب سے عنایت فرمائیں۔ محمد اسماعیل بلوچ، ہوم اسٹیڈ ہال، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ الجواب: صورت مسئول عنہا میں متوفی کا کل مال متروکہ از قسم جائیداد منقولہ وغیر منقولہ، بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز و تکفین وادائے دیون ونفاذ وصیت در ثلث حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میّت مسئلہ ۸/ ۷۲

بنت	زوجہ	اخ	اخ	اخ	اخ	اخت
۴	۱		۳			
۳۶	۹	۶	۶	۶	۶	۳

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ رشوال المکرم ۱۳۹۸ھ

باپ کی میراث میں بیٹی کا حصہ ہوتا ہے، اگر نہ دیا جائے تو ان سے وصول کیا جائے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ زید کے ورثا میں پانچ بیٹے اور ایک بیٹی ہندہ ہے۔ زید کے ترکہ میں سے پانچوں بیٹوں اور بیٹی ہندہ کو کتنا کتنا حصہ تقسیم ہونا چاہئے؟

۲۔ زید کے بیٹوں نے زید کا مال آپس میں تقسیم کرلیا ہے اور اپنی بہن ہندہ کو حصے سے محروم رکھا ہے۔ حتی کے ہندہ کا انتقال ہوگیا۔ صورت مذکورہ میں بہن ہندہ کا حق نہ دینے والوں پر شرعاً کیا حکم ہے؟

۳۔ زید کی بیٹی ہندہ کے ورثاء میں صرف ایک لڑکا ہے۔ آیا! کیا مرحومہ ہندہ کا بیٹا اپنی ماں کا حق حاصل کرنے کے لئے اپنے ماموں یا ان کی اولاد پر دعویٰ کرسکتا ہے؟ فتوے کا طالب، فصیح الدین

۷۸۶ الجواب: صورت مسئول عنہا میں متوفی کا کل مال متروکہ، تمام حقوق کی ادائیگی مثل تجہیز و تکفین وادائیگی قرض و اجرائے وصیت در ثلث کے بعد، اس طرح تقسیم ہوگا کہ ہر بیٹے کو بیٹی سے دوگنا ملے۔ ہکذا

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میت مسئلہ ۱۱

ابن	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت
۲	۲	۲	۲	۲	۱

یعنی کل مال متروکہ کے ۱۱ حصّے کریں۔ ہر بیٹے کو ۲، اور بیٹی کو ایک حصّہ دیں اور اب کہ بیٹی کا انتقال ہو چکا اس کا حصّہ یعنی کل مال متروکہ کا گیارہواں حصّہ، اس کی اولاد کو دیا جائے گا۔ یہ اس کی اولاد کا حق ہے یعنی بیٹے کا، وہ اپنا حق جس طرح چاہے، ان غاصبوں سے وصول کر سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم جمادی الاخری ۱۳۹۹ھ

دو آدمیوں نے مل کر ایک مکان خریدا تو دونوں کا ترکہ الگ الگ تقسیم ہوگا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: جمن اور محمد نے مل کر ایک مکان خریدا۔ جمن وفات کر گیا۔ اپنے پیچھے صرف دو بھانجے اور ایک بھانجی چھوڑ گیا۔ بعدہ دو بھانجے گزر گئے۔ اب صرف ایک بھانجی زندہ ہے اور محمد بھی وفات پا گیا۔ اس کی اولاد موجود ہے یعنی تین لڑکے اور ایک لڑکی۔ ان افراد میں ملکیت کا کون کون مستحق ہوگا؟ اور ملکیت کس طرح تقسیم ہوگی؟ السائل غلام حسین، ٹنڈو طیب، حیدرآباد

http://t.me/tehqiqat

۷۸۶ الجواب: سائل یہ بتائے کہ جمن اور محمد کا آپس میں کیا رشتہ ہے؟ خریداری میں کس نے کتنی رقم ادا کی؟ جمن کے دور کے رشتہ داروں میں کوئی مرد موجود ہے یا نہیں؟ ان جوابات کے آنے پر مسئلہ کا جواب دیا جائے گا۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

۷۸۶ الجواب: سائل نے بتایا کہ محمد جمن کا خالہ زاد بھائی اور سالا تھا اور خریداری کے وقت آدھی آدھی رقم دی گئی اور جمن کے دور کے رشتہ داروں میں کوئی موجود نہیں ہے۔

صورت مسئولہ میں جائیداد کے دو حصّے کیے جائیں۔ ایک جمن کے ورثہ، یعنی ۲ بھانجوں اور ایک بھانجی کا اور جب کہ دونوں بھانجے انتقال کر گئے تو جمن کے حصّہ کی تنہا مالک اس کی بھانجی ہوئی۔ محمد کا اس میں کوئی حصّہ نہیں۔ البتہ محمد کے انتقال کے بعد اس کا حصّہ اس کے ورثہ یعنی تین لڑکے اور ایک لڑکی کو دیا جائے گا یعنی محمد کے مال متروکہ کے سات حصّے کیے جائیں گے ان میں سے ہر لڑکے کو ۲، اور ہر لڑکی کو ایک حصّہ ملے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ صفر المظفر ۱۳۹۹ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بہن اور نواسے نواسیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میرے ماموں حاجی عثمان خان کا انتقال قریب ایک سال قبل ہو گیا ہے اور مرحوم نے اپنے وارثوں میں مندرجہ ذیل ورثہ چھوڑے ہیں۔ ایک حقیقی بہن، ان کی بیوی کا انتقال مرحوم کے انتقال سے دو

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سال قبل پہلے ہو چکا تھا، ۳۔مرحوم کی ایک لڑکی تھی جس کا انتقال مرحوم سے چار سال قبل ہو چکا تھا۔
اور مرحوم کی لڑکی کے ۲ لڑکے اور ۳ لڑکیاں موجود ہیں اور قریبی کوئی وارث موجود نہیں ہے۔صرف ایک ہمشیرہ ہے۔لہٰذا آپ سے التماس ہے کہ آپ اس مسئلہ کو قرآن وحدیث کی روشنی میں تحریر فرمائیں۔عین نوازش ہوگی۔

شجرہ نسب

سعد اللہ خان

حسن خان

فیروز خان

عبداللہ خان	الطاف خان
نجابت خان	سلمان خان
چھوٹے خان	حاجی عثمان خان مرحوم
مرحوم	ایک بہن (حیات ہے)

فقط السائل مراد خان ولد بشارت خان

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں جب کہ متوفی کا کوئی اور وارث سوائے حقیقی ہمشیرہ کے موجود نہیں ہے تو اس کا تمام مال متروکہ، تجہیز وتکفین وادائیگی قرض، ونفاذ وصیت در ثلث کے بعد، اس کی حقیقی ہمشیرہ کی ملکیت قرار پائے گا۔نواسے اور نواسی کا اس میں کوئی حق نہیں۔ ہاں اگر عثمان خان متوفی کے انتقال کے بعد عبداللہ خان کی اولاد نرینہ میں کوئی مرد موجود تھا تو اس صورت میں ہمشیرہ صرف نصف کی حقدار ہے باقی نصف عصبات کا ہے بشرطیکہ وہ عثمان خان کی موت کے وقت زندہ ہو۔

واللہ تعالٰی اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم ربیع الآخر ۱۳۹۹ھ

ایک عورت کے ورثاء میں شوہر، بھائی، علاتی بھائی اور والدہ ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسماۃ پاندھی کا انتقال ہوگیا۔مسماۃ پاندھی نے مرنے کے بعد چار ورثاء چھوڑے ہیں۔۱۔خاوند، ۲۔بھائی، ۳۔باپ کی طرف سے ایک بھائی، ۴۔والدہ۔
مندرجہ بالا ورثاء کے علاوہ کوئی وارث نہیں ہے۔لہٰذا فقہ حنفی کے مطابق مرحومہ مسماۃ پاندھی کی ملکیت سے ورثاء کو کتنا کتنا حصہ ملے گا؟ السائل محمد سلطان، ضلع سانگھڑ

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں مسماۃ پاندھی کا تمام مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز وتکفین وادائے دیون ونفاذ وصیت در ثلث حسب ذیل طریقہ پر ورثہ میں تقسیم ہوگا۔ برادر حقیقی کے سامنے علاتی بھائی محروم رہتا ہے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میت مسئلہ ۲

زوج	والدہ	برادر حقیقی	برادر علاتی
۳	۱	۲	محروم

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ر صفر المظفر ۱۳۹۹ھ

میت کے وارث وہ لوگ ہوں گے جو اس کی موت کے وقت زندہ ہوں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میرے بھائی محمد اسماعیل ولد محمد حسین میرے والد محمد حسین کی حیات میں انتقال کر گئے۔ محمد اسماعیل کے دولڑکے ہیں اور ایک بیوہ، اب محمد حسین کا انتقال ہو گیا۔ ہم اور چار بھائی موجود ہیں۔ اب محمد حسین کی جائیداد میں محمد اسماعیل کے دولڑکے اور بیوہ کا کتنا کتنا حصہ بنے گا؟

فقط السائل اسلام الدین ولد محمد حسین، سرے گھاٹ، مدینہ مسجد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** میت کے وارث وہ لوگ ہوتے ہیں جو اس کی موت کے وقت زندہ ہوں۔ چنانچہ محمد اسماعیل کا انتقال جب کہ اپنے والد کی حیات میں ہو چکا تو اس کا یا اس کی بیوہ کا محمد حسین مرحوم کی جائیداد میں کوئی حصہ نہیں اور بیٹوں کی موجودگی میں پوتے محروم رہتے ہیں لہٰذا مال متروکہ محمد حسین میں، ان کے چاروں بیٹے شریک ہیں اور جب کہ کوئی اور وارث نہیں تو صرف یہی چاروں حقدار ہیں۔ کسی اور کا میں کوئی حق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ر ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ

ایک شخص کے ورثاء میں دو بیٹیاں اور بیٹا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسماۃ غلام فاطمہ بیوہ شیرن فوت ہو گئی ہے۔ اس کے ورثاء میں ایک لڑکا غلام رسول اور دولڑکیاں مسماۃ غلام جنت و مسماۃ قائماں زندہ موجود ہیں۔ ایک لڑکی مسماۃ عزت اپنی والدہ غلام فاطمہ کی زندگی میں فوت ہو گئی تھی۔ جس کی دولڑکیاں عائشہ اور امیراں زندہ ہیں۔ ترکہ مسماۃ غلام فاطمہ کس طرح تقسیم ہوگا؟ غلام فاطمہ کو یہ زمین شیرن خاوند کے مال سے ترکہ سے ملی۔

غلام فاطمہ بیوہ شیرن

غلام رسول (حیات)	غلام جنت (حیات)	قائماں (حیات)	عزت (مرحومہ)
			عائشہ امیراں

فقط السائل، بشیر احمد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں متوفی کا کل مال متروکہ، تمام حقوق کی ادائیگی کے بعد، صرف اس کے لڑکے غلام

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رسول، اور اس کی موجودہ دولڑکیوں، غلام جنت اور قائماں میں تقسیم ہوگی۔ مسماۃ عزت کا انتقال چونکہ اپنی والدہ کی زندگی میں ہو چکا تھا اس لئے اس کی لڑکیاں عائشہ و امیراں محروم رہیں گی۔ تمام مال کے ۴ حصے کئے جائیں گے۔ ۲ حصے غلام رسول اور ایک ایک حصہ غلام جنت اور قائماں کو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۴

پسر	دختر	دختر	دختر متوفاہ
۲	۱	۱	محروم

واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۲۱ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بھائی اور بیوی ہیں۔ ایک عورت کے ورثاء میں اس کا بھتیجا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ زید کا انتقال ہو چکا ہے۔ زید کے ورثاء میں صرف زید کی بیوہ ہندہ اور زید کے دو بھائی ہیں۔ ہندہ اور زید کے دونوں بھائیوں کو زید کے ترکہ میں سے کتنا کتنا حصہ تقسیم ہوگا؟

۲۔ ہندہ کا انتقال ہو چکا ہے۔ ہندہ کے ورثاء میں صرف ہندہ کے بھائی کا لڑکا بکر ہے۔ کیا ہندہ کے ترکہ کا کل مال بکر کا ہوگا؟ شریعت مطہرہ کے مطابق فیصلہ فرمادیں۔ فقط السائل سمیع الدین صدیقی، لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں تجہیز و تکفین وادئیگی قرض و اجرائے وصیت در ثلث کے بعد، زید کے تمام مال متروکہ سے تمام مال کا چوتھائی، زید کی بیوی کا ہے اور باقی ۳/۴ دونوں بھائیوں کا ہے۔ جسے یہ برابر برابر باہم تقسیم کرلیں۔ واللہ اعلم

۲۔ ہندہ کے انتقال کے بعد اس کے ورثہ میں سے نہ کوئی ذوی الفروض میں ہے نہ عصبات میں کوئی اور تو بے شک اس کا بھتیجا اس کے تمام مال کا وارث ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم جمادی الاخریٰ ۱۳۹۹ھ

ایک شخص کے ورثاء میں دو بھائی اور بیٹی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میرے والد کا انتقال ہو گیا ہے ان کی جائیداد میں ورثاء کے بارے میں معلوم کرنا ہے۔

۱۔ میرے والد کے دو حقیقی بھائی زندہ ہیں۔

۲۔ ایک بھائی جن کا انتقال میرے والد صاحب کے انتقال کے دو سال پہلے ہو چکا تھا۔

۳۔ میرے والد کے حقیقی بھائی یعنی میرے چچا جائیداد میں سے اپنا حصہ میرے حق میں دینے کو تیار ہیں مگر مرحوم چچا کے لڑکے اعتراض کر رہے ہیں کہ ہمارا بھی حصہ بنتا ہے۔ مہربانی فرما کر اس مسئلہ کے بارے میں فیصلہ عنایت فرمائیں۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عبدالشکور

بنت	اخ متوفی	اخ	اخ
رابعہ	عبدالستار مرحوم	منصب داد	نثار احمد
	ابن، ابن	بنت، بنت	

فقط مسماۃ رابعہ بیگم بنت عبدالشکور خان (مرحوم)

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں متوفی عبدالشکور کا تمام مال متروکہ، متوفی کی بیٹی رابعہ اور اس کے انتقال کے وقت موجود زندہ دونوں بھائیوں میں، بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز و تکفین وادائے دیون و نفاذ وصیت در ثلث حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔ متوفی کے انتقال سے قبل فوت ہونے والے بھائی کی اولاد کا اس مال متروکہ میں کوئی حق نہیں۔
واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۲/۴

بیٹی	بھائی	بھائی	مرحوم بھائی کی اولاد
۲	۱	۱	محروم

یعنی کل مال کے چار حصے کریں۔ ۲ بیٹی کو، اور ایک ایک ہر بھائی کو دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ ربیع الاول شریف ۱۳۹۹ھ

ایک شخص کے ورثاء میں پانچ لڑکیاں اور نواسے اور پوتے ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مندرجہ ذیل لوگوں میں سے کون کون صحیح صحیح حقدار ہیں اور کتنا کتنا حصہ میں آتا ہے؟ میرے نانا کی وفات کے بعد مندرجہ ذیل لوگ وارث ہیں۔

۱۔ پانچ لڑکیاں موجود ہیں۔

۲۔ ایک لڑکا موجود ہے اور ایک لڑکے کا انتقال والد کے انتقال کے بعد ہوا جس کا بیٹا یعنی مرحوم کا پوتا موجود ہے۔

۳۔ ایک لڑکی اولاد میں موجود ہے۔ فقط محمد یوسف خان ولد احمد خان، ڈتل شاہ کا پڑ، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: بیٹی کی موجودگی میں نواسیاں اور بیٹے کی موجودگی میں میت کے پوتے محروم رہتے ہیں۔ صورت مسئولہ میں میت کا تمام، مال متروکہ تجہیز و تکفین اور ادائیگی قرض اور ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد اس کے موجود ورثہ میں جو سائل کی تحریر کے بموجب پانچ لڑکیاں اور دو لڑکوں پر مشتمل ہیں تقسیم کر دیا جائے گا۔ یوں کہ تمام مال متروکہ کے نو حصے کریں۔ دو دو حصے لڑکوں کو اور ایک ایک حصہ ہر لڑکی کو دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مرحوم لڑکے کا حصہ البتہ اس کا بیٹا اور دوسرے ورثہ پائیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میت مسئلہ ۹

پسر	پسر	دختر	دختر	دختر	دختر	دختر
۲	۲	۱	۱	۱	۱	۱

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ر محرم الحرام ۱۳۹۹ھ

ایک شخص کے ورثاء میں اس کی بیٹی اور نواسے ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: متوفی اللہ بندہ کا انتقال ہوگیا اور اس کی ایک بیٹی موجود ہے اور دوسری بیٹی متوفی کے انتقال سے ۲۰ سال قبل، ایک بیٹا اور دو بیٹیاں چھوڑ کر انتقال کر چکی ہے۔ جب کہ متوفی کی ایک بیٹی موجود ہے۔
اب مسئلہ یہ ہے کہ آیا! متوفی کی بیٹی کی موجودگی میں دوسری مرحوم بیٹی کے ایک بیٹا اور دو بیٹیاں کا متوفی کی وراثت میں حصہ لیں گے یا نہیں؟ وراثت کس طرح تقسیم ہوگی؟ فقط السائلہ مسماۃ جنت دختر اللہ بندہ

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں جب کہ متوفی کا کوئی وارث سوائے ایک لڑکی کے نہ ذوی الفروض مثل باپ و ماں وغیرہ میں کوئی ہے نہ عصبات میں مثل بیٹا پچایا اس کی نرینہ اولاد وغیرہ۔ تو تمام مال متروکہ کی وارث تنہا اس کی موجودہ لڑکی ہے۔ مرنے والی لڑکی کا حق اس کی موت نے ساقط کر دیا اور بیٹی کے ہوتے ہوئے نواسے نواسی وارث نہیں ہوتے تو یہ لڑکی آپ ہی تمام مال پائے گی۔ البتہ تجہیز و تکفین وادائیگی قرض اور وصیت کا اجراء تہائی مال میں، اس پر مقدم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ر رجب المرجب ۱۳۹۹ھ

ترکہ میں بالغ یا نابالغ، شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ، سب کو برابر حصہ ملے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید کی وفات کے بعد زید کے لواحقین میں پہلی زوجہ سے دو لڑکے اور ایک لڑکی اور دوسری زوجہ سے صرف ایک لڑکا ہے۔ زید کی دونوں بیویاں پہلے ہی فوت ہو چکی ہیں۔ دوسری بیوی کا لڑکا اپنے بھائی کے زیر کفالت ہے۔ زید کی پہلی بیوی کے تینوں بچے شادی شدہ ہیں۔ اس صورت میں یہ مستحقین کتنے کتنے مال متروکہ کے حقدار ہوں گے؟ براہ کرم ہر ایک کا حصہ مقرر کر دیں۔ شکریہ فقط السائل صغیر احمد، حالی روڈ، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: اگر زید کے ورثہ میں اس کی اولاد کے علاوہ، ماں باپ یا بیوی موجود نہیں تو زید کا تمام مال متروکہ، تجہیز و تکفین و ادیگی قرض اور تہائی مال میں اجرائے وصیت کے بعد، اس کے بیٹوں اور بیٹی میں اس طرح تقسیم کیا جائے گا کہ ہر بیٹے کو بیٹی سے دو گناہ ملے۔ خواہ یہ اولاد ایک بیوی سے یا دو تین سے، خواہ بالغ ہو یا نابالغ۔ شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ۔ حق ان ہی بچے بیٹی کا ہے۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں کل مال کے ۷ حصے کریں ان میں سے ۲ حصے ہر بیٹے کو اور باقی ایک حصہ ہر بیٹی کو دیں۔ ھکذا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میت مسئلہ ۷

ابن	ابن	ابن	بنت
۲	۲	۲	۱

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷/رجب المرجب ۱۳۹۹ھ

ایک شخص کے ورثاء میں دو بیویاں، سوتیلی ماں، سوتیلا بھائی، دو حقیقی بہنیں، پانچ لڑکیاں، ممانی، پھوپھی، بھتیجا ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص کا انتقال ہوا اس نے مندرجہ ذیل ورثہ چھوڑے ہیں۔

۱۔ بیوی، ۲۔ بیوی، ۳۔ سوتیلی ماں، ۴۔ سوتیلا بھائی (باپ کی طرف سے)، ۵۔ سوتیلی بہن، ۶۔ دو حقیقی بہنیں، ۷۔ پانچ لڑکیاں، ۸۔ ایک ممانی، ۹۔ ایک پھوپھی، ۱۰۔ حقیقی بھتیجا۔ ان میں وراثت کس طرح سے تقسیم ہوگی؟

السائل، متو خان، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں متوفی کا کل مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز و تکفین و ادائے دیون ونفاذ وصیت در ثلث حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔ ان ورثہ کے علاوہ باقی لوگ محروم رہیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۲۴/۴۸/۲۴۰

زوجہ	زوجہ	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	اخت حقیقی	اخت حقیقی
				۱۶				
۳ (دو آنہ)				(۱۰ آنہ ۸ پائی)			۵ (۳ آنہ ۴ پائی)	
۳			۳۲				۱۰	
۱۵	۱۵	۳۲	۳۲	۳۲	۳۲	۳۲	۲۵	۲۵

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹/رجب المرجب ۱۳۹۹ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیٹا اور بیٹی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید اور اس کی بیوی دونوں کا انتقال ہو چکا ہے۔ جس کے پس ماندگان میں ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے۔ زید نے کوئی رہائشی جائیداد نہیں چھوڑی ہے البتہ کچھ زیور چھوڑ گیا۔ چھوڑے ہوئے زیور میں کتنا حصہ لڑکے کا اور کتنا حصہ لڑکی کا ہوگا؟ شرع شریف کی رو سے تشریح فرمائی جائے تاکہ وقت ضرورت کام آئے۔

نیازمند، احمد اشرفی، حیدر آباد، سندھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں جب کہ زید اور اس کی بیوی کا کوئی اور وارث ماں باپ وغیرہ نہیں ہیں، ان کا تمام مال متروکہ تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض و اجرائے وصیت کے بعد ان کے بیٹے اور بیٹی میں یوں تقسیم ہوگا کہ بیٹے کو بیٹی سے دونا ملے گا یعنی مال کے تین حصے کرلیں، ۲ حصے بیٹے کو اور ایک حصہ بیٹی کو دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میّت مسئلہ ۳

ابن	بنت
۲	۱

واللہ تعالیٰ اعلم — العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ — ۸ رذی قعد ۱۳۹۹ھ

ایک عورت کے ورثاء میں بھائی، باپ، شوہر، نانا، ساس، سسر ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک عورت مسماۃ ارباب خاتون کا انتقال ہوا اور اس نے حسب ذیل ورثاء چھوڑے ہیں۔ ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟

مسلم سنی عورت ارباب خاتون۔ شادی شدہ، لاولاد۔ انتقال کے وقت جائیداد=/۱۰۰ پیسے

مسماۃ ارباب خاتون

دادا	دادی	بھائی	سسر	ساس	نانا	نانا کی بیوی۔۱	نانا کی بیوی۔۲	خاوند
فوت شدہ	حیات	حیات	حیات	حیات	حیات	حیات	حیات	حیات فوت شدہ
						سوتیلی نانی	سوتیلی نانی	

باپ ماں

السائل، محمد مستو خان، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں میّت کا تمام مال متروکہ، تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض اور تہائی مال میں اجرائے وصیت کے بعد صرف اس کے شوہر اور باپ کو ملے گا۔ اس کا بھائی، نانا، ساس، سسر، وغیرہ سب محروم رہیں گے۔ کل مال کے دو حصے کریں ایک زوج کو دیں اور دوسرا اس کے باپ کو دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میّت مسئلہ ۲

زوج	باپ	بھائی	نانا	سسر	ساس
۱	۱	محروم	محروم	محروم	محروم

۸ آنہ ۸ آنہ = ایک روپیہ

واللہ تعالیٰ اعلم — العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ — ۱۱ رذی قعد ۱۳۹۹ھ

https://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک عورت کے ورثاء میں باپ، خاوند، بیٹا، بیٹی، بھائی اور بہن ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک عورت مسماۃ مہناز کا انتقال ہوا۔ جس کے وارثین درج ذیل ہیں۔ جائیداد کس طرح تقسیم ہوگی؟ باپ، خاوند، بیٹا، بیٹی، بھائی ۲، بہنیں ۳۔ از راہ کرم حکم شرع سے مطلع فرمائیں۔

السائل محمد مستو خان، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں متوفی کا کل مال متروکہ، تجہیز و تکفین وادائیگی قرض واجرائے وصیت در ثلث کے بعد اس کے ورثہ میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔ بہن بھائی محروم رہیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۱۲/۳۶

زوج	اب	ابن	بنت	اخ ۲	اخت ۳
۳	۲		۷	محروم	محروم
۹	۶	۷	۱۴		

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵/ ذی قعد ۱۳۹۹ھ

ایک عورت کے ورثاء میں خاوند، باپ، بیٹا، بیٹی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک عورت مسماۃ بھاوا کا انتقال ہوا۔ اس کے ورثہ میں مال کس طرح تقسیم ہوگا؟ خاوند، باپ، بیٹا ایک، بیٹی تین۔ احکام شرعی سے مطلع فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ شکریہ

السائل محمد مستو خان، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں متوفی کا کل مال متروکہ، تجہیز و تکفین، وادائیگی قرض اور تہائی مال میں اجرائے وصیت کے بعد، اس کے ورثہ میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔ یعنی کل مال کے ۶۰ حصے کریں، ان میں سے ۱۵ شوہر کو، ۱۰ باپ کو، ۱۴ بیٹے کو اور ۷ ہر لڑکی کو دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۱۲/۶۰

زوج	اب	ابن	بنت	بنت	بنت
۳	۲			۷	
۱۵	۱۰	۱۴	۷	۷	۷

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷/ ذی قعد ۱۳۹۹ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک شخص کے ورثاء میں ۳ بیٹے اور ۳ بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میرے والد والدہ دونوں فوت ہو چکے ہیں اور ہم تین بھائی اور تین بہنیں ہیں۔

جس میں تینوں ہمشیران کا عقد والد صاحب نے کرادیا تھا اور ہم تین بھائیوں میں سے دو کی شادی ہوگئی۔ صرف ایک بھائی چھوٹا رہ گیا ہے۔ جس کی شادی نہیں ہوئی اور والد وفات پا گئے۔ والد صاحب مرحوم کی چھوڑی ہوئی جائیداد پلاٹ کی شکل میں ہے جو -/۲۱۵۰۰ میں فروخت کی گئی ہے۔

عالیجناب سے استدعا ہے کہ آپ شرعی رو سے ترکہ بہن بھائی اور غیر شادی شدہ بھائی کا تفصیل سے تحریر فرمائیں۔ تا کہ شرعی مسئلہ کے تحت تقسیم ہو سکے۔ • خادم دولہا حسن، لطیف آباد یونٹ ۱۱، نزد جامع مسجد ربانی، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں متوفی کا کل مال متروکہ تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض اور تہائی مال میں اجرائے وصیت کے بعد، تمام ورثہ میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔ یعنی ہر بھائی کو ۹ حصوں میں سے دو حصے اور ہر بہن کو ایک۔

میّت مسئلہ ۹

ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت
۲	۲	۲	۱	۱	۱

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ رذی الحجہ ۱۳۹۹ھ

https://t.me/Tehqiqat

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، ۴ بھائی، ۳ بہنیں، والدہ، بھانجی اور بھتیجیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: متوفی زید بے اولاد فوت ہوا اور حسب ذیل ورثہ چھوڑے ہیں۔

۱۔ بیوہ، ۲۔ برادران، چار، ۳۔ ہمشیرہ، تین، ۴۔ والدہ۔ (والدہ مرحومہ کا انتقال متوفی کے انتقال کے ۲ سال بعد ہوا)، ۵۔ ایک بھانجی کو متوفی نے اپنے پاس رکھ کر پالا اور شادی وغیرہ کی۔ ۶۔ اسی طرح دو بھتیجیوں کی پرورش بھی کر رہے تھے۔

تفصیل مال متروکہ

۱۔ برف کا کارخانہ جس میں مرحوم کا ۱/۳ حصہ ہے۔ جس کو مرحوم نے اپنی بیوہ کے تاحیات اخراجات کے لئے مختص کر دیا تھا۔

۲۔ ٹرک جن کی فروختگی کے بعد، رقم حاصل ہوئی۔ ۳۔ ایک مکان۔ ۴۔ طلائی نقرئی زیورات جو کہ بیوہ کے پاس استعمال میں ہیں۔ ۵۔ وہ رقم جو کہ مرحوم نے بیوہ کو جمع کرنے کے لئے دی یا گھریلو اخراجات کے بعد بیوہ نے بچا کر رکھی۔ جس کی تعداد کا کوئی علم نہیں ہے۔ (دوسروں کو) ۶۔ ایک پلاٹ واقع کراچی۔ ۷۔ مرحوم پر کوئی قرض واجب الادا نہیں ہے۔

برائے مہربانی فقہ حنفی کی روشنی میں فتویٰ صادر فرما کر ممنون فرمائیں اور عنداللہ ماجور ہوں۔

ورثاء چاہتے ہیں کہ مرحوم اور مرحوم کی والدہ جن کا انتقال مرحوم کے انتقال کے بعد ہوا ان کی طرف سے حج بدل

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرادیا جائے۔تو کیا ترکہ تقسیم کرنے سے قبل حج کے اخراجات کے لئے متروکہ رقم میں سے اخراجات لئے جاسکتے ہیں یا نہیں؟ جب کہ حج کے لئے مرحوم یا مرحومہ کی کوئی وصیت یا خواہش نہیں تھی اور نہ ہی مرحومہ پر حج فرض تھا۔

فقط السائل سید اختیار علی، سید منزل، ٹنڈو الہ یار، ۲۹/۵/۱۹۷۹ء

۷۸۲ الجواب: صورت مسئولہ میں متوفی کا کل مال متروکہ از قسم جائیداد منقولہ وغیر منقولہ وقیمتی پارچہ جات وزیورات و دیگر نقد رقوم، تجہیز وتکفین وادائیگی قرض واجرائے وصیت درثلث کے بعد حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میت مسئلہ ۱۲/۱۳۲

زوجہ	مادر	برادر	برادر	برادر	برادر	ہمشیرہ خواہر	ہمشیرہ خواہر	ہمشیرہ خواہر	
۳	۲			۷					
۳۳	۲۲	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷	۷	۱۳۲ =

یعنی تمام مال کے (۱۳۲) سہام کئے جائیں گے ان میں سے (۳۳) سہام زوجہ کے۔ (۲۲) سہام والدہ کے اور (۱۴) سہام ہر بھائی کے اور (۷) سہام ہر بہن کے حصے میں آئیں گے۔ اور والدہ کے انتقال کے بعد جب کہ کوئی اور وارث اس کا نہیں تو اس کے ۲۲ سہام بھی متوفی کے بھائی بہنوں کو مل جائیں گے کہ وہ اس کی اولاد میں ہیں۔ ہر بھائی کو ۴ اور ہر بہن کو ۲۔ اس طرح سہام کی تقسیم ہوگی۔

برادر	برادر	برادر	برادر	ہمشیرہ خواہر	ہمشیرہ خواہر	ہمشیرہ خواہر	
۴	۴	۴	۴	۲	۲	۲	۲۲ =

۲۔ متوفی نے اپنی زندگی میں جو زیور وغیرہ اپنی زوجہ کو ہبہ کر کے اس کی ملک کر دیا تھا وہ اسی کی ملک ہے۔ اس میں وراثت جاری نہ ہوگی۔

۳۔ متوفی نے اپنی بھانجیوں، بھتیجیوں وغیرہ کو جو کچھ لیا دیا اس سے بھی ورثہ کا کوئی تعلق نہیں۔

۴۔ متوفی کے بالغ ورثہ اپنی جانب سے مرحوم و مرحومہ کے لئے کسی کو بھی حج پر بھیج سکتے ہیں۔ تقسیم وراثت سے قبل یہ رقم مال متروکہ سے نہیں لی جاسکتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳/رجب المرجب ۱۳۹۹ھ

مہر ادا کرنا لازم ہے خواہ اس کی وصیت کی ہو یا نہیں۔ بیوی کے انتقال کی صورت میں مہر بھی ترکہ میں شمار ہوگا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: مسمی محمد بخش مرحوم نے دو گواہوں ۱۔ لیاقت علی (بھائی)، ۲۔ جمال الدین (بیٹا) کو مرض الموت میں ہدایت کی میرے دو سو روپیہ جو تمہارے (جمال الدین کی طرف اشارہ کرتے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوئے) پاس ہیں اس میں سے زوجہ بتولن مرحومہ کا مہر مبلغ ساڑھے بتیس (۳۲ ۱/۲) روپے موجل جو میرے ذمہ ہے ادا کردینا جب کہ مرحومہ مذکورہ کا سوائے تین لڑکیاں اور ایک لڑکا (تمام شادی شدہ) کے اور کوئی رشتہ دار یہاں موجود نہیں اور نہ کسی اور جگہ ہے۔ (اب صورت حال مذکورہ میں گواہوں کو مہر ادا کرنا لازم و جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر لازم و جائز ہے تو اس کی صورت کیا ہوگی؟ اور کس کو ادا کرنا جائز ہے؟ کیا کسی جائز کارخیر میں یا صدقہ جاریہ میں یہ رقم مرحومہ کی طرف سے ادا کی جاسکتی ہے؟

ازراہ کرم حکم شرعی شریف سے خلاصہ فرمائیں۔ السائل، لیاقت علی، ملت آباد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** مہر کی رقم شوہر پر قرض ہے۔ اس کی وصیت کی جائے یا نہ کی جائے اس کی ادائیگی تقسیم ترکہ پر مقدم ہے کہ ادائیگی قرض بمعہ تجہیز و تکفین، دوسرا لازمی امر ہے اس کے بعد اجرائے وصیت کا حکم ہے اور ان سب کے بعد، مال متروکہ کی تقسیم عمل میں آتی ہے۔ لہٰذا یہ رقم بھی اس مرحومہ کے ورثہ پر تقسیم ہوگی اور دوسرے اموال کی طرح اس کی تین لڑکیوں اور ایک لڑکے پر تقسیم کی جائے گی۔ یوں کہ کل مال کے اور اس رقم مہر کے، پانچ حصے کیے جائیں۔ دو حصے لڑکے کو اور ایک حصہ ہر لڑکی کو دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ر جمادی الاخریٰ ۱۳۹۹ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، بہنیں، بھائی اور بیٹی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: مسمّی مرحوم عبدالرشید ولد محمد علی انتقال کرگئے۔ مرحوم کی نرینہ اولاد نہ تھی۔ آبائی جائیداد غیر منقولہ پر ایک حقیقی بھائی عبدالغفور۔ تین ہمشیرہ۔ ایک بیوہ اور دو لڑکیاں ورثاء میں چھوڑی۔ براہ کرم ورثاء کے حصص شرعی بابت کے باعث فتویٰ لکھ دیں۔ السائل، عبدالقیوم

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں متوفی کا تمام مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز و تکفین و ادائے دیون و نفاذ وصیت در ثلث حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میت مسئلہ ۲۴

زوجہ	بنت	بنت	اخت	اخت	اخت	اخ
۳	۸	۸	۱	۱	۱	۲

یعنی کل مال کے ۲۴ حصے کیے جائیں۔ ان میں سے ۳ زوجہ کو، ۸ ہر بیٹی کو، ۱ ہر بہن کو اور ۲ بھائی کو دیے جائیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ر ربیع الاول شریف ۱۳۹۹ھ

ایک شخص کے ورثاء میں اس کے ۴ بیٹے اور ۳ بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: محمد اکرام خان انتقال کرگئے انھوں نے یہ وارث

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چھوڑے ہیں۔ ا۔ بیٹا محمد حنیف خان، ۲۔ بیٹی خاتون، ۳۔ بیٹا محمد نسیم خان، ۴۔ بیٹا محمد انور خان، ۵۔ بیٹی زیب النساء، ۶۔ بیٹی خیر النساء، ۷۔ بیٹا محمد اسلم خان

قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان فرمائیں کہ متوفی کی وراثت ان ورثاء پر کیسے تقسیم ہوگی؟ بینوا توجروا

السائل محمد انور خان، ریشم گلی شاہی بازار، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں متوفی محمد اکرم خان کا تمام مال متروکہ، تجہیز و تکفین و ادائیگی قرضہ جات و اجرائے وصیت در ثلث کے بعد لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ (النساء:11) کے قاعدہ کے بموجب حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا کہ تمام مال کے ۱۱ حصے کریں اور ان میں سے ہر بیٹے کو ۲، اور ہر بیٹی کو ایک حصہ دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میّت مسئلہ ۱۱

ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت
۲	۲	۲	۲	۱	۱	۱

واللہ تعالیٰ اعلم۔ العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ رربیع الآخر ۱۴۱۹ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، ۴ بیٹے اور ۳ بیٹی ہیں

سوال: جناب قبلہ مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: میں اس معاملہ میں آپ کی رہنمائی کی ضرورت ہے کہ ہم چار بھائی ہیں۔ جن میں سے دو بھائی پہلی ماں سے ہیں۔ ان کے انتقال کے بعد ہمارے والد محترم نے دوسری شادی کی جن سے ہم تین بہن بھائی ہیں۔ دو بھائی اور ایک بہن۔ ہمارے والد محترم نے اپنی حیاتی میں دو پلاٹ خریدے۔ جن میں سے پہلے بھائیوں کے نام ایک پلاٹ کر دیا۔ بقایا ایک پلاٹ والد محترم نے اپنے نام کروالیا اور اس کے بعد ہمارے والد محترم کا انتقال ہوگیا۔ اب آپ ہمیں شریعت کی روشنی میں بتائیں کہ اس پلاٹ میں سے ان بھائیوں کو حصہ دیں یا نہ دیں؟ واضح رہے کہ والد محترم اپنی حیاتی میں ان کے حصے کر گئے تھے مگر لکھ کر نہیں گئے تھے۔ والدہ محترمہ ہمارے پاس قیام پذیر ہیں۔ والدہ کا خرچہ ہم دونوں بھائی برداشت کرتے ہیں۔ وہ دونوں بھائی والدہ محترمہ کو بالکل نہیں سنبھالتے۔ آپ ہمیں شریعت کی رو سے اس مسئلہ کا حل بتائیں؟

عرض دار رمضان وامام الدین

۷۸۶ الجوب: صورت مسئولہ میں متوفی کا کل مال متروکہ تجہیز و تکفین و ادائیگی قرضہ جات اور تہائی مال میں اجرائے وصیت کے بعد حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔ یعنی کل مال کے ۸۰ حصے کریں۔ ان میں سے ۱۰ سہام زوجہ کو، ۱۴ سہام ہر بیٹے کو اور ۷ سہام ہر بیٹی کو دیں۔ باقی باتوں پر ترکہ کا مدار نہیں جس کو جو دیا وہ اس کا ہوگیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میت مسئلہ ۸۰/۸

زوجہ	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت
۱۰	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲/ربیع الآخر ۱۳۹۹ھ

بہو اپنے سسر کی جائیداد سے کوئی حصہ نہیں پا سکتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: میرے بھائی محمد اسماعیل ولد محمد حسین کی زوجہ مسماۃ بسم اللہ جو کہ میرے والد محترم کی حیات میں ہی بیوہ ہوگئی تھی اور میرے والد محمد حسین نے اس کے بدرویہ اور بداخلاقی کی وجہ سے میرے بھائی محمد اسماعیل کو بمعہ ان کی بیوی کے گھر سے علیحدہ کر دیا تھا اور میرا بھائی محمد اسماعیل احمد پور پنجاب جہاں اس کی سسرال تھی جا کر آباد ہوگیا تھا اور وہیں فوت ہوگیا تھا اور اس کی بیوہ وہیں پر آباد رہی اور اب مسماۃ بسم اللہ میرے والد کے انتقال کے بعد حیدر آباد آ گئی اور وہ لوگوں کے بھڑکانے سے ہمیں پریشان کر رہی ہے۔ کیا اس صورت میں ہم پر اس کا کوئی حق واجب ہے؟ اس کے متعلق فتویٰ دیجئے۔ فقط سلام الدین ولد محمد حسین، مدینہ مسجد، حیدر آباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں جب کہ محمد اسماعیل کا انتقال، اپنے والد محمد حسین کے انتقال سے پہلے ہوگیا تو محمد حسین کے مال متروکہ میں محمد اسماعیل یا اس کی زوجہ بسم اللہ یا ان کی والدہ کا کوئی حق نہیں کہ بسم اللہ سے رشتہ ختم اور بہن اپنے سسر کی شرعاً وارث نہیں اور بیٹوں کی موجودگی میں پوتوں کا بھی کوئی حق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷/جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ

اگر کوئی شرعی وارث نہ ہو اور متوفی کی وصیت مسجد وغیرہ میں رقم لگانے کی ہو تو، وصیت پورے مال میں نافذ ہو سکتی ہے

سوال: جناب قبلہ مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: مسمّی حاجی حامد حسین مرحوم کا اچانک انتقال ہوگیا اور ان کی واضح وصیت بھی نہیں ہے۔ مرحوم حاجی حامد حسین نے حاجی نثار احمد صاحب کو مبلغ =/۱۰،۰۰۰ روپے کاروبار کے لئے دیئے تھے۔ جس کا نفع مبلغ =/۲۰۰۰ روپے اور ہوگیا۔ اس طرح کل بارہ ہزار =/۱۲،۰۰۰ روپے مرحوم حاجی حامد حسین، کے مسمّی حاجی نثار احمد صاحب کے پاس موجود ہیں۔

مرحوم حاجی حامد حسین کی کوئی اولاد نہیں ہے اور نہ کوئی خونی رشتہ دار موجود ہے۔ مرحوم نے اپنے سالے کی لڑکی کو پرورش کے لئے اپنے پاس لیا تھا۔ اور سن بلوغ تک پہنچنے پر اس کی شادی بھی کر دی۔ مرحوم کی لے پالک لڑکی کے خاوند اور اس کے بھائی وغیرہ مرحوم کی جائیداد اور روپیہ پیسہ پر قابض ہوگئے ہیں۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مرحوم حاجی حامد حسین مسمّی حاجی نثار احمد صاحب سے اپنی زندگی میں اکثر یہ کہا کرتے تھے کہ وہ (مرحوم) دس ہزار روپیہ تو یہ، اور تقریباً ۲۰-۲۵ ہزار روپیہ اور ملا کر کسی مسجد میں لگانے کا ارادہ رکھتے ہیں اور مرحوم حاجی حامد حسین صاحب اکثر اس کے متعلق حاجی نثار احمد سے اظہار خیال کیا کرتے تھے۔ مگر اچانک انتقال ہو گیا۔ حاجی نثار احمد صاحب کے پاس جو رقم ہے اس کے متعلق یہ نہیں کہا تھا کہ وہ لے پالک لڑکی کو دے دینا۔

اب سوال یہ ہے کہ حاجی نثار احمد یہ رقم کس کو دے؟ تاکہ وہ اس رقم کے بارے سے فارغ ہو جائے۔

۱۔ آیا! حاجی حامد حسین کی طرف سے خیرات کر دے؟

۲۔ آیا! کسی صدقہ جاریہ میں لگا دے؟

۳۔ آیا! لے پالک لڑکی کو دے دے؟ جس کا مطالبہ لے پالک لڑکی اور اس کا خاوند کر رہا ہے؟ لہٰذا شرعی فیصلہ ارشاد فرمائیں کہ یہ رقم کس طرح ادا کی جائے؟ تاکہ حاجی نثار احمد اس قرضہ سے بری ہو جائیں اور دنیا اور آخرت میں گناہ گار بھی نہ ہوں۔ فقط السائل: حاجی نثار احمد، نائی کا پاڑہ' تلک چاڑی' حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: سوال سے ظاہر ہے کہ متوفی حاجی حسین کا کوئی وارث موجود نہیں اور نہ عصبات میں کوئی نہ، ذوی الارحام میں۔ شریعت مطہرہ کا حکم یہ ہے کہ جب کسی مال کا حقدار نہ ملے تو وہ مال فقیروں پر تصدق کر دیا جائے۔ (فتاویٰ رضویہ)

بنابریں صورتِ مسئولہ میں ہونا یہ چاہئے کہ وہ تمام رقم جو حاجی نثار احمد کے پاس ہے اور متوفی اس رقم بلکہ اس کے ساتھ کچھ اور رقم ملا کر مسجد کی تعمیر وغیرہ میں صرف کرنے کا ارادہ رکھتا تھا اور اپنی اس خواہش کا وہ برملا متعدد بار اظہار کر چکا تھا۔ اس لئے متوفی کی خواہش کے مطابق اگر یہ رقم اہلسنت و جماعت کی مسجد یا چند مساجد میں صرف کر دی جائے تو حاجی نثار احمد انشاء اللہ تعالیٰ مواخذہ اخروی سے بچ جائیں گے اور اگر یوں کر لیا جائے کہ وہ رقم کسی قابل اعتماد' متدین سنّی فقیر کو کہ صاحب نصاب نہیں' دے کر مالک کر دیا جائے اور وہ اپنی جانب سے مسجد میں لگا دے تو مسئلہ' شرعی پر بھی عمل ہو جائے گا اور متوفی کی خواہش بھی پوری ہو جائے گی اور ثواب سب کو ملے گا۔ بلکہ احادیث شریف میں آیا کہ اگر سو ہاتھوں میں صدقہ گزرا تو سب کو ویسا ہی ثواب ملے گا جیسا دینے والے کے لئے اور اس کے اجر میں کچھ کمی نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ر جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ

بہن، بیٹی کے ساتھ عصبہ بن جاتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص محمود خان کا حال ہی میں انتقال ہو گیا۔ مرحوم کی ایک ہمشیرہ ہے حسنیٰ نام ہے اور زرینہ نام کی ایک بیٹی ہے۔ مرحوم اپنے پیچھے کچھ جائیداد چھوڑ کر گیا ہے۔ اب پوچھنا یہ ہے کہ مرحوم کی ہمشیرہ اور بیٹی کو کتنا کتنا حصہ ملے گا؟ مرحوم کا اور کوئی رشتہ دار نہیں ہے۔ فقط والسلام، حسنیٰ بیگم، ٹنڈو الہ یار، سندھ

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں محمود خان کا تمام مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث، مثل تجہیز و تکفین و

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ادائے، دیون ونفاذ وصیت در ثلث' متوفی کی بیٹی زرینہ اور بہن حسنٰی میں برابر برابر تقسیم کر دیا جائے گا۔ بیٹی کو نصف بقدر فرض اور باقی نصف بہن کو بحیثیت عصبہ۔ حدیث شریف میں ہے اجعلوا الاخوات مع البناتِ عصبةً۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ رمحرم الحرام ۱۴۰۱ھ

کسی شخص کے مرنے کے بعد اس کی اولاد کی پرورش کون کرے؟

سوال: جناب قبلہ وکعبہ مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع اس مسئلہ میں کہ: ۱۔ میرے مرحوم بھائی ریاض الدین احمد ولد حاجی نور محمد نے مرنے کے بعد مندرجہ ذیل ترکہ چھوڑا ہے۔

۱۔ نقد ایک لاکھ تہتر ہزار روپے۔ =/۱۷۳۰۰۰ روپے ۲۔ ایک مکان ۳۔ سونے کے زیورات۔ انعامی بونڈ

مرحوم کے چار لڑکے اور پانچ لڑکیاں ہیں۔ مرحوم کی والدہ بھی حیات ہیں۔ مرحوم کے تین بھائی اور دو بہنیں ہیں۔ قرآن اور سنت کی روشنی میں اس ترکہ کی تقسیم کس طرح ہوگی اور مرحوم کے بچوں کو مال، اور جائیداد کی سرپرستی کا حق سب سے زیادہ ترتیب وار کس کو پہنچتا ہے؟

۲۔ کیا شرعی طور پر جب کہ بچے نابالغ ہیں ان بچوں کے باپ کے چھوڑے ہوئے پیسوں سے کوئی جائیداد خریدی جاسکتی ہے؟

۳۔ کیا شرعی طور پر بچوں کے باپ کی چھوڑی ہوئی جائیداد فروخت کی جاسکتی ہے؟

۴۔ بچوں کی تعلیم وتربیت کا حق سب سے زیادہ ترتیب وار کس کو پہنچتا ہے؟

مرحوم ریاض احمد کے خاندان والے۔ سسرال والے اور اولاد فقہ حنفی اہلسنت وجماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔

برائے مہربانی قرآن وسنت کی روشنی میں تفصیلی جواب عنایت فرمائیں۔ فقط والسلام۔

نثار احمد آرائیں، ریشم گلی حیدرآباد سندھ

http://t.me/tehqiqat

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں میت کا تمام مال متروکہ از قسم جائیداد منقولہ وغیر منقولہ از نقد وزیورات وغیرہ' ان تمام حقوق کی ادائیگی کے بعد جو وراثت کی تقسیم پر مقدم ہیں' یعنی میت کی تجہیز وتکفین وادائیگی قرض اور وصیت کی ہو تو ایک ثلث (۱/۳) میں اجرائے وصیت کے بعد اس کی والدہ اور چاروں بیٹوں اور پانچوں بیٹیوں میں مندرجہ ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔ میت کے بھائی بہن صورت مسئولہ میں وارث نہیں۔ نہ ان کا میت کے مال میں کوئی حق۔ وہ سب محروم رہیں گے۔ کل مال کا ۱/۶ (چھٹا) حصہ والدہ کا اور باقی ۵/۶ میت کی اولاد کا ہوگا۔ ہکذا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶/۷۸ میت

والدہ	پسر۱	پسر۲	پسر۳	پسر۴	دختر۱	دختر۲	دختر۳	دختر۴	دختر۵
۱					۵				
۱۳	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۵	۵	۵	۵	۵

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۲۔ میت نے اگر کسی کو وصیت کے ذریعہ نابالغ اولاد کی سرپرستی اور نگہداشت اور مالی امور کے انتظام و انصرام کے لئے نامزد نہیں کیا اور نہ اس کے دادا، چچا یا تایا وغیرہ ایسے ہیں تو حکومت سے رجوع کیا جائے کہ وہ کسی قابل اعتماد و دیندار مسلمان کو ان کی جائیداد اور ان کی سرپرستی کے لئے مقرر کرے اور وہ پوری دیانتداری سے اور خیر خواہی سے ان نابالغ بچوں کے اموال سے ان پر خرچ کرے اور ہر وارث کا نفقہ اس کے حصے سے دے، کسی کی حق تلفی نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ وصی یا حاکمِ اسلام کی جانب سے نامزد کیا ہوا سرپرست یا ان کا نگراں، ان کے کھانے، پینے، پہننے، برتنے وغیرہ ضروریات کی چیزیں انہیں کے اموال سے خرید کرسکتا ہے لیکن اسراف وفضول خرچی کے بغیر۔ یونہیں ان کے اموال سے ان کے لئے جائیداد خریدنا کہ آئندہ ان کے کام میں آئے گی اور زرِ نقد کی موجودگی میں جو خرچ ہوتے ہیں اور وسوسے ہوتے ہیں، ان سے بھی نجات مل جائے گی یہ بھی جائز ہے۔ یونہیں جائیداد وغیرہ کا بیچنا اگر ان کے حق میں مفید وکار آمد ہو اور حاصل شدہ رقوم کی بھی حفاظت کی جاسکے اور اس میں ان کا کوئی مالی نقصان نہ ہو تو یہ بھی جائز ہے۔ تنویر الابصار و درمختار و ردالمحتار وغیرہا اسفار میں ہے جاز شراء مالا بد للصغیر منه (کالنفقه و الکسوة وبیعه ای بیع مالا بدمنه لاخ و عم ام هو فی حجر هم ای فی کنفهم والا لا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ بچہ کی پرورش کا حق ماں کے لئے ہے۔ ماں اگر نہ ہو یا اس کی اہل نہ ہو تو نانی پھر نانی کی ماں، اس کے بعد دادی، پھر پردادی۔ پھر بہن پھر خالہ پھر پھوپیوں کے لئے ہے۔ اگر کوئی عورت پرورش کرنے والی نہ ہو یا اس کا حق ساقط ہو تو یہ حق اس کے عصبات یعنی باپ پھر دادا، پھر بھائی، وغیرھم کو ہے۔ لیکن لڑکا سات سال کا اور لڑکی نو سال کی ہو جائے تو عورتوں کو حق پرورش نہ رہے گا۔ باپ، دادا، یا کسی اور ولی کے پاس رہے گا تاآنکہ کوئی فتنہ نہ رہے۔ (درمختار ردالمحتار وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۲۸ ربیع الاول ۱۴۰۰ھ

کسی شخص کے مرنے کے بعد اس کی اولاد کی پرورش کا حق کسے ہے؟

سوال: جناب قبلہ وکعبہ مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: ا۔ میرے مرحوم بھائی ریاض الدین احمد ولد حاجی نور محمد نے مرنے کے بعد مندرجہ ذیل ترکہ چھوڑا ہے۔

ا۔ نقد ایک لاکھ تہتر ہزار روپے۔ =/۱۷۳،۰۰۰ روپے

۲۔ ایک مکان

۳۔ سونے کے زیورات، انعامی بانڈ، ٹیلی ویژن، ریڈیو، برتن، کتابیں وغیرہ

مرحوم نے اپنے لواحقین میں چار بھائی، ایک بہن، والدہ، بیوہ، چار بیٹے (نابالغ)، پانچ لڑکیاں جن میں سے دو سن بلوغت کو پہنچ گئی ہیں، چھوڑے ہیں۔

قرآن وسنت کی روشنی میں اس ترکے میں حصے دار کون کون ہے؟ اور ہر ایک کو کتنا حصہ پہنچتا ہے؟ اور ترکے میں کون

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کون سی چیزیں شمار ہوتی ہیں؟

۲۔ مرحوم کے بچوں کی ولدیت اور سرپرستی کا حق ترتیب وار سب سے زیادہ کس کو پہنچتا ہے اور بچوں کی تعلیم وتربیت کون کرے گا؟

۳۔ کیا شرعی طور پر مرحوم کے بچوں کے لئے مرحوم کے ترکے سے کوئی جائیداد خریدی جاسکتی ہے؟

۴۔ کیا شرعی طور پر مرحوم کی چھوڑی ہوئی جائیداد فروخت کی جاسکتی ہے؟

۵۔ بچوں کے باپ کی چھوڑی ہوئی رقم بینک میں جمع کرادی تھی۔ جس پر بیس ہزار منافع ہوا۔ یہ منافع یتیم بچوں کے لئے جائز ہے یا ناجائز؟

مرحوم ریاض احمد کے خاندان والے۔ سسرال والے اور اولاد فقہ خفی اہلسنت و جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔

برائے مہربانی قرآن وسنت کی روشنی میں تفصیلی جواب عنایت فرمائیں۔

فقط والسلام نثار احمد آرائیں، ریشم گلی حیدرآباد سندھ

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں متوفی ریاض احمد کا تمام مال متروکہ از قسم جائیداد منقولہ وغیر منقولہ زیورات ونقد رقوم و اسباب خانہ داری وغیرہ جو متوفی کی ملکیت میں تھا، یعنی میت کی تجہیز وتکفین وادائیگی قرض واجرائے وصیت درثلث کے بعد حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میت مسئلہ ۲۴/ ۳۱۲

زوجہ	والدہ	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت
۳	۴					۱۷				
۳۹	۵۲	۳۴	۳۴	۳۴	۳۴	۱۷	۱۷	۱۷	۱۷	۱۷

یعنی تمام مال کی قیمت لگا کر اس کے ۳۱۲ حصے کریں۔ ان میں سے بیوہ کو انتالیس ۳۹، والدہ کو باون ۵۲، ہر بیٹے کو چونتیس ۳۴ اور ہر بیٹی کو سترہ ۱۷ اسہام دیں۔ خواہ یہ بالغ ہوں یا نابالغ۔ شادی شدہ ہوں یا غیر شادی شدہ۔ اور چونکہ میت کی اولاد میں بیٹے بیٹیاں موجود ہیں اس لئے میت کے بھائی بہنوں کا کوئی حصہ نہیں۔ یا یوں کہہ لیں کہ ایک روپیہ میں سے آٹھواں حصہ یعنی صرف دو آنہ زوجہ کا، اور چھٹا حصہ یعنی دو آنہ آٹھ ۸ پائی، متوفی کی والدہ کا اور باقی ماندہ گیارہ آنہ چار ۴ پائی متوفی کے بیٹے بیٹیوں کا۔ یوں کہ ہر بیٹے کو بیٹی سے دوگنا ملے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ بچہ کی پرورش کا حق ماں کے لئے ہے۔ ماں اگر نہ ہو یا اس کی اہل نہ ہو پھر اس کی نانی، اس کے بعد دادی پردادی، پھر بہن پھر خالہ پھر پھوپیوں کے لئے ہے۔ اگر کوئی عورت پرورش کرنے والی نہ ہو یا اس کی اہل نہ ہو تو یہ حق اس کے عصبات یعنی دادا چچا وغیرہ کو ہے۔ لیکن لڑکا سات سال کا اور لڑکی نو سال کی ہو تو عورتوں کو حق پرورش نہ رہے گا۔ باپ دادا اور ولی کے پاس رہیں گے۔ تا آنکہ کوئی فتنہ نہ رہے۔ پھر جب کہ بچہ بالغ ہو گیا اور تادیب کی ضرورت نہ ہو تو جہاں چاہے وہاں رہے۔ لیکن یہ اختیار

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صرف اسی وقت ہے کہ اس کے چال چلن بگڑنے کا اندیشہ نہ ہو۔ ورنہ باپ دادا وغیرہ نگرانی کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ میت نے اگر کسی کو وصیت کے ذریعہ نابالغ اولاد کی سرپرستی ونگہداشت اور مالی امور کے انتظام کے لئے نامزد نہیں کیا تو اس کے چچا تایا دادا وغیرہ اس کی نگہداشت اور مالی امور کا انصرام کریں اور وہ پوری دیانتداری اور خیر خواہی سے ان کے اموال ان پر خرچ کرے کہ کسی حق تلفی نہ ہو اور ہر وارث کا نفقہ اس کے حصے سے دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ نابالغ بچوں اور بچیوں کا سرپرست ونگراں' ان کے کھانے' پینے' پہننے' برتنے وغیرہ ضروریات کی چیزیں انہیں کے اموال سے خرید سکتا ہے لیکن اسراف وفضول خرچی کے بغیر۔ یوہیں ان کے اموال سے ان کے لئے جائیداد خریدنا کہ آئندہ ان کے کام میں آئے اور زرِ نقد کی موجودگی میں جو خرشے اور وسوسے ہوتے ہیں ان سے بھی نجات مل جائے گی یہ بھی جائز ہے۔ یوہیں جائیداد وغیرہ کا بیچنا اگر ان کے حق میں مفید وکارآمد ہو اور حاصل شدہ رقوم بھی بحفاظت موجود رہیں اور اس میں ان کا کوئی مالی نقصان نہ ہو تو یہ بھی جائز ہے۔ تنویر الابصار ودر مختار ورد المحتار وغیرہ میں ہے جاز شراء مالا بد للصغیر منه (کالنفقه و الکسوة و ....) وبیعه ای بیع مالا بدمنه لاخ و عم ام هوفی حجر هم ا) فی کنفهم والا لا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۵۔ بینک سے حاصل ہونے والا منافع صرف نادار ولاچاروں پر خرچ کیا جاسکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ ربیع الآخر ۱۴۰۰ھ

اگر متوفی کی بیوی حاملہ ہو تو بہتر یہ ہے کہ ترکہ کی تقسیم مؤخر کردیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: محمد یاسین (مرحوم) ولد محمد ابراہیم کے بیوی بچوں کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے

۱۔ بیوہ حلیمہ ۲۔ ریحانہ لڑکی ۳۔ شبانہ لڑکی ۴۔ محمد شکیل بیٹا

ان افراد میں جائیداد کس طرح تقسیم ہوگی؟ بیوہ حلیمہ زبیدہ تین ماہ سے امید سے ہے وہ عدت کس طرح پوری کرے؟ السائل عبدالغنی

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں چونکہ متوفی کی بیوہ حاملہ بھی ہے اور نہیں کہا جاسکتا کہ وہ لڑکا ہے یا لڑکی؟ اس لئے وراثت کا عمل موخر کردیں۔ بعد وضع حمل تقسیم مال متروکہ عمل میں لائیں ورنہ بڑی دشواریاں پیش آتی ہیں اور وضع حمل کے بعد تجہیز وتکفین وغیرہ امور کے بعد تمام مال متروکہ جو متوفی کی ملکیت تھا اس کے (۲۴) حصے کریں۔ (۱/۸) یعنی تین حصے بیوی کو (۱/۶) یعنی ۴ حصے باپ کو اور (۱/۶) یعنی چار ۴ حصے ماں کو دیں۔ باقی ماندہ تیرہ (۱۳) حصے متوفی کی اولاد کے ہیں۔ وضع حمل کے بعد ان میں تقسیم کردیں۔ اس طرح کہ ہر لڑکے کو لڑکی سے دونا ملے اور ہر لڑکی کو لڑکے سے آدھا ملے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ حاملہ کی عدت وضع حمل ہے۔ وضع حمل تک جس مکان میں عورت کی سکونت تھی اس میں عدت پوری کرے اور اگر کوئی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مجبوری ہے تو بیان کی جائے تا کہ حکم شرعی دیا جا سکے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ رجمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ

ایک عورت کے ورثاء میں بھائی کی بیوہ اور اس کے بچے، دو بھائی، ایک بہن ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: ایک خاتون بنام افسری بیگم نے جن کا انتقال ہو گیا ہے۔ جائیداد اور زیور چھوڑا ہے۔ ان کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ شوہر کا بھی انتقال ہو گیا ہے۔ ان کے قریبی رشتہ دار مندرجہ ذیل ہیں۔ مرحومہ نے روپیہ میں سے تین آنے اللہ واسطہ خیرات کی وصیت کی ہے۔

۱۔ بڑے بھائی کی بیوہ اور بچے

۲۔ دو بھائی حیات ہیں

۳۔ ایک بہن جو کہ بیوہ ہے اور ان کے بچے

۴۔ خاوند کے بھائی اور ان کے بچے

۵۔ ان خاتون نے اپنی نند کا ایک بچہ لیکر پالا تھا اور اس بچے کے نام ان کے شوہر نے جائیداد کی تھی جو کہ اسی بچے کے نام ہے۔ خدا اور قرآن شریف کے حکم سے یہ جائیداد اور زیور کن لواحقین کو اور کس شرح سے تقسیم ہوگا؟ تحریری مطلع فرمائیں۔

فقط، شہزاد علی

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں میت کے تمام مال متروکہ سے اولاً تجہیز وتکفین کریں۔ پھر میت پر قرض ہو تو اسے ادا کریں۔ اس کے بعد وصیت کی ہو تو اسے تہائی مال سے پورا کریں۔ ان تمام حقوق کے بعد اب میت کا تمام مال متروکہ اس کے دو بھائیوں اور ایک بہن کو ملے گا۔ یوں، کہ اس مال کے ۵ حصے کریں۔ دو دو حصے ہر بھائی کو اور ایک حصہ بہن کو دیں۔ مرنے والے بھائی کی اولاد یا خاوند کے بھائی وغیرہ کا اس مال میں کوئی حصہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ رصفر المظفر ۱۴۰۰ھ

ایک عورت کے ورثاء میں بھائی اور شوہر ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: مسماۃ زینب وفات کر گئی۔ پیچھے ایک حقیقی بھائی اور شوہر چھوڑ گئی اور جو ملکیت زینب چھوڑ گئی ہے۔ وہ سب کی سب زینب کو اسکے والد نے دی تھی۔ دریافت یہ کرنا ہے کہ زینب کے متروکہ مال سے اس کے حقیقی بھائی کو کتنا ملے گا؟ اور شوہر کو کتنا حصہ ملے گا۔ بینوا بالبرھان توجروا عنداللہ الرحمٰن

السائل حاجی خیر محمد، ضلع ٹھٹھہ، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں متوفی کا تمام مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث، مثل تجہیز وتکفین و ادائے دیون ونفاذ وصیت در ثلث متوفیہ کے شوہر اور اس کے بھائی میں برابر برابر تقسیم ہوگا جب کہ کوئی اور وارث نہ ہو جیسا کہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سائل کا بیان ہے۔ (ہکذافی السراجی)

میت، مسئلہ ۲

زوج	اخ
۱	۱

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ ربیع الآخر ۱۴۰۰ھ

ایک شخص کے ورثاء میں ۳ بیٹے اور دو بیٹیاں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نام حمید اللہ ولد مشیت اللہ کا انتقال ہوگیا۔ ان کی اولاد تین بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔ جن میں سے ایک بیٹا حمید اللہ صاحب کی زندگی ہی میں فوت ہوگیا۔ انتقال کرنے والے بیٹے کی اولاد میں دو بیٹے ہیں جو کہ نابالغ ہیں۔ حمید اللہ صاحب نے =/ ۱۹،۵۰۸ روپے ورثہ چھوڑا ہے۔ براہ کرم قرآن وسنت کے مطابق جواب دیا جائے کہ مذکورہ رقم کی تقسیم کس طرح عمل میں آئے گی؟ مخلص، شفیع الدین، وحید اللہ کوارٹر، یونٹ نمبر ۹ لطیف آباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں برتقدیر صدق سائل، متوفی حمید اللہ ولد مشیت اللہ کا تمام مال متروکہ تجہیز وتکفین و ادائیگی قرض اور ایک تہائی مال میں اجرائے وصیت کے بعد، بشرطیکہ کوئی وصیت متوفی نے کی ہو، حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم اور جس بیٹے کا انتقال، متوفی کی زندگی میں ہوگیا اس کی اولاد محروم ہے۔

http://t.me/Tehqiqat

میت مسئلہ ۶

ابن	ابن	بنت	بنت
۲	۲	۱	۱

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ ربیع الآخر ۱۴۰۰ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، بیٹیاں، بہن، چچازاد بھائی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: عثمان کے انتقال کے بعد اس کے ورثاء میں اس کی تین لڑکیاں جو شادی شدہ اور بال بچے دار ہیں۔ اس کی بیوی اور سگی بہن اور چچا تایازاد بھائی ہیں۔ اس کی بہن حوا بائی، عثمان کو اس کی دماغی خراب حالت میں سنبھالے ہوئے تھی اور اس کی آخری رسومات بھی اس نے ادا کیں اس صورت میں اس کی بیوی لڑکیوں، بہن اور دوسرے رشتے داروں کا کتنا کتنا حصہ ہوگا؟ فقط محمد حنیف، قریشی چوک، عثمان پارہ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں میت کا تمام مال متروکہ تجہیز وتکفین وادائیگی قرض اور ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد اس کی بیوی، تینوں بیٹیوں اور بہن کے مابین تقسیم ہوگا۔ چچازاد بھائی کا اس صورت میں کوئی حق نہیں۔ تمام مال کے ۷۲ حصے کریں ان میں سے ۹ حصے بیوی کو، ۱۶-۱۶ حصے ہر بیٹی کو اور باقی ۱۵ اس کی بہن کو دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میت مسئلہ ۲۴ ر ۲ ر ۷

اخت	بنت	بنت	بنت	زوجہ
۵		۱۲		۳
۱۵	۱۲	۱۲	۱۲	۹

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ رمحرم الحرام ۱۴۰۰ھ

وارث کے حق میں کی گئی وصیت معتبر نہیں، یوہیں وارث کو محروم کرنے کی وصیت بھی معتبر نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص ابوالحسن کا انتقال ہو گیا۔ پسماندگان میں ایک بیوہ اور ایک چھوٹا بھائی چھوڑا ہے۔ مرحوم نے اپنے وصیت نامہ میں تاکید کی تھی کہ میرے بھائی کو کچھ نہ دیا جائے۔ بلکہ ایک اور شخص کو دینے کے لئے کہا ہے، باقی سب بیوی کو دیا جائے۔ اب ازروئے شرع جائیداد کس طرح تقسیم ہوگی؟ مرحوم کے بھائی کا حصہ ترکہ میں ہوگا یا نہیں؟ اس مسئلہ میں قرآن واحادیث کی رو سے وضاحت فرمائیں۔

السائل عبدالوہاب ولد عبدالحمید، سنار گلی حیدر آباد سندھ

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں ابوالحسن متوفی کے تمام مال متروکہ سے تجہیز وتکفین اور مہر وادائیگی قرض کے بعد (بشرطیکہ میت پر قرض ہو) اس کے صرف تہائی مال سے وصیت پوری کی جائے اور باقی ماندہ اموال اس کے ورثہ میں تقسیم کئے جائیں گے۔ پھر مذکورہ بالا صورت میں متوفی نے اپنی بیوی کے لئے وصیت کی ہے جو اس کی وارث ہے اور وارث کے لئے وصیت شرعاً معتبر نہیں۔ یوہیں متوفی نے اپنے بھائی کو جو عصبہ اور شرعاً اس کا وارث ہے محروم کرنے کی وصیت کی ہے یہ بھی معتبر نہیں۔ لہٰذا اگر متوفی کا کوئی اور وارث موجود نہیں تو اس کا مال تین حصوں پر تقسیم کر کے ایک حصہ میں وصیت جاری کریں اور باقی ۲/۳ کا ۱/۴ حصہ متوفی کی بیوی کو اور باقی ماندہ اس کے بھائی کو دیں یا بالفاظ دیگر کل مال کے ۱۲ حصے کریں۔ ان میں سے ۴ سہام وصیت کے ہیں اور باقی ۸ سہام میں سے (۲) متوفی کی زوجہ کے اور باقی (۶) متوفی کے بھائی کے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ رمحرم الحرام ۱۴۰۰ھ

مورث کے انتقال کے وقت جو ورثہ زندہ ہوں وہی اس کے وارث قرار پائیں گے

سوال: بخدمت جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، جناب عالی! فدوی محمد رفیع ولد محمد شفیع فقہ حنفی کی رو سے چند سوالات کے جوابات چاہتا ہے، عنایت فرمادیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ

۱۔ میرے والد جناب محمد شفیع کی پہلی بیوی سے ایک لڑکا بنام محمد افضل ولد محمد شفیع بقید حیات ہے اور اس کی والدہ فوت ہو چکی ہیں۔

۲۔ پہلی زوجہ کے فوت ہونے کے بعد میرے والد صاحب جناب محمد شفیع نے دوسری شادی کی، جن کے بطن سے میں محمد رفیع پیدا ہوا لیکن میرے پیدا ہونے کے کچھ عرصہ کے بعد میرے والد صاحب نے میری والدہ کو گھریلو ناچاقی کے باعث طلاق دے دی۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۳۔اس کے کچھ عرصہ کے بعد میرے والد صاحب محمد شفیع صاحب نے تیسری شادی کر لی۔جن سے کوئی اولاد نہیں۔

۴۔لیکن تیسری شادی کرنے کے بعد میرے والد صاحب محترم محمد شفیع فوت ہو گئے۔ان کو فوت ہوئے تقریباً تین چار سال کا عرصہ گزر چکا ہے اور میری والدہ صاحبہ نے بھی کچھ عرصہ کے بعد دوسری شادی کر لی ہے اور ان کے خاوند بھی زندہ ہیں۔

۵۔میرے والد صاحب محترم کی وفات کے بعد ان کی تمام جائیداد پر ان کی پہلی بیوی کے بیٹے محمد افضل ولد محمد شفیع زبردستی قابض ہو گئے ہیں۔

۶۔اصولی اور قانونی طور پر میرے والد صاحب کی جائیداد میں دوسرا بیٹا ہونے کی حیثیت سے میرا حصہ بھی ہے۔

۷۔میں فدوی محمد رفیع ولد محمد شفیع فقہ حنفی آپ سے مؤدبانہ گزارش کرتا ہوں کہ برائے مہربانی اسلامی اور قانون کی رو سے یہ فتویٰ صادر فرمادیں کہ آیا! میرا حصہ میرے والد صاحب جناب محمد شفیع کی جائیداد میں ہے یا نہیں؟

فقط السائل ڈاکٹر محمد رفیع ولد محمد شفیع، لیاقت میڈیکل کالج، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: مورث کی وفات کے بعد اس کے تمام مال متروکہ کے حقدار وہ تمام وارث ہوتے ہیں جو اس کے انتقال کے وقت زندہ موجود تھے اور سوال سے ظاہر ہے کہ محمد شفیع کے انتقال کے وقت ان کے دو لڑکے اور ایک بیوی بقید حیات تھے۔ لہٰذا ایسی صورت میں جب کہ اور کوئی وارث نہ ہو میت کا تمام مال متروکہ تمام حقوق کی ادائیگی کے بعد حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔یعنی کل مال کے ۱۶ حصوں میں سے دو زوجہ کو اور ہر لڑکے کو ۷-۷۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۸/۱۶

زوجہ	ابن	ابن
۱	۷	
۲	۷	۷

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ — ۱۵ رمحرم الحرام ۱۴۰۰ھ

متوفی کی موت کے وقت جو وارثین زندہ ہوں وہی وارث ہوں گے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: میرے نانا کا ایک مکان ہے۔ان کی اولاد میں سات لڑکیاں اور دو لڑکے ہیں۔دو لڑکیاں فوت ہو چکی ہیں۔ایک لڑکی کی اولاد موجود ہے اور دوسری لڑکی کی نہیں اور ایک لڑکا فوت ہو چکا ہے۔جس نے دو شادیاں کی تھیں۔پہلی جو شادی کی تھی۔اس نے خود طلاق لی ہے۔اس سے ایک لڑکا موجود ہے، جو اپنی والدہ کے پاس رہتا ہے۔اور اس کی ماں نے طلاق کے دوسرے سال دوسری شادی کر لی تھی۔دوسری بیوی نے شوہر کے مرنے کے بعد دوسری شادی کر لی اور تمام زیورات، تمام سامان اور تمام نقدی جو کچھ بھی اس کے پاس تھا اپنے ساتھ لے گئی۔ اب مسئلہ دریافت طلب یہ ہے کہ مکان بیچ کر حصہ آپس میں تقسیم کرنا ہے۔مندرجہ بالا حضرات میں سے کون کون اس مکان

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے حقدار ہیں؟ ازراہِ کرم شریعت مطہرہ کے مطابق مسئلہ کی وضاحت فرمائیں اور حصّہ میں فرداً فرداً کتنا کتنا آئے گا؟ جواب دے کر ممنون و مشکور فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔　　فقط محمد یوسف ولد احمد خان، ڈتل شاہ چاڑی' حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: متوفی کی وفات کے وقت اس کے والدین یا اولاد میں جتنے وارث زندہ موجود تھے وہ سب وارث ہیں اور حسب احکامِ شریعت اپنا حصہ پائیں گے اور جو اس کی وفات سے پہلے انتقال کر چکے ماں باپ خواہ لڑکا لڑکی' ان کا یا ان کی اولاد کا بحالت موجودہ کوئی حصّہ نہیں۔ ورثہ کی تفصیل لکھیں تو جواب تفصیل سے دیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۷ محرم الحرام ۱۴۰۰ھ

ایک شخص کے وارثین میں بھتیجے بھتیجیاں، ۴ بھائی اور ۲ بہنیں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: ایک بہن کے انتقال کے بعد جس کی ایک گود پلائی بیٹی بھی ہے اس کے بھائیوں اور بہنوں کو مندرجہ ذیل چیزیں ترکہ میں ملیں۔

۱۔ ایک مکان جو مرحومہ کے نام ہے۔

۲۔ نقد =/۴۰۰۰۰ روپے

۳۔ کچھ شیرز جو مرحومہ کے نام ہیں

۴۔ کچھ شیرز جو گود پلائی بیٹی کے نام ہیں

۵۔ مرحومہ کے انشورنس کے =/۱۰۰۰۰ روپے جو نقدی کی صورت میں ملے

مرحومہ کے بھائیوں اور بہنوں کی تعداد مندرجہ ذیل ہے۔

۱۔ ۳ بھائی شادی شدہ ہیں (مرحومہ کے بھائی)۔ ایک بھائی کی اولاد جس میں ۴ لڑکیاں شادی شدہ ہیں۔

۲۔ مرحومہ کی بہنیں جو شادی شدہ ہیں۔

ایک بہن جس کی اولاد موجود ہے (مرحومہ کی بہن جس کی اولاد زندہ ہے اور وہ خود مرحومہ سے پہلے انتقال کر گئی۔

آپ سے درخواست ہے کہ مندرجہ بالا ترکہ ان لوگوں میں کس طرح تقسیم کیا جائے گا؟

السائل محمد صدیق، بھائی خان چاڑی' حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: سائل کی تحریر اور زبانی بیان سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ''بہن کے انتقال کے وقت' اس کے چار بھائی' دو بہنیں اور ایک رضاعی بیٹی موجود تھے۔ ان میں سے ایک بھائی کا انتقال ہو گیا اور اس نے اولاد چھوڑی''۔ ایسی حالت میں' متوفیہ کا تمام مال متروکہ' ان تمام حقوق کی ادائیگی کے بعد جو تقسیم پر مقدم ہیں یعنی تجہیز و تکفین' و ادائیگی قرض اور ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد' مندرجہ ذیل ورثہ میں تقسیم ہوگا۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میت مسئلہ ۱۰

بہن	بہن	بھائی	بھائی	بھائی	بھائی
۱	۱	۲	۲	۲	۲

یاد رکھنا چاہیے کہ بھائی بہن کے ہوتے ان کی اولاد کا کوئی حق نہیں ہوتا۔ یونہیں رضاعی بیٹی کا وراثت میں کوئی حق نہیں، البتہ جو شیرز اس کے نام ہیں وہ اسی کی ملک ہیں۔ متوفیہ کے چار بھائیوں میں سے ایک بھائی کے انتقال کے بعد اس کا تمام مال متروکہ اسی کی اولاد میں تقسیم ہوگا۔ کسی اور کا اس صورت میں کوئی حق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

البتہ یہاں بھی وقت تقسیم یہ لحاظ رکھنا ہوگا کہ ہر بھائی کو بہن سے دوگنا ملے مثلاً مرحوم کی ۵ لڑکیاں اور ۳ لڑکے ہیں تو اس کے مال کے ۱۱ حصے کریں۔ ہر بیٹے کو ۲ اور بیٹی کو ا حصہ دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ رصفر المظفر ۱۴۰۰ھ

ایک شخص کے ورثاء میں دو بیویاں، ایک بیٹا، ۴ بیٹیاں ہیں

سوال: محترم کعبہ وقبلہ جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: میں عقیدتاً سنی مسلمان ہوں۔ مجھے درج ذیل حقائق کی روشنی میں از روئے اسلام وشرع آپ کا فتویٰ درکار ہے جو کہ حقوق ملکیت اور ترکہ سے تعلق رکھتا ہے۔ مجھے بتایا جائے کہ درج ذیل تمام کو کسی متمول فرد کے انتقال کے بعد کتنا حصہ ملنا چاہیے؟

میرے والد لالہ نور الدین ولد گلباز خان کا انتقال ۱۹۶۵ء میں ہوا۔ ترکہ میں انھوں نے لاکھوں روپے کی منقولہ و غیر منقولہ جائیداد چھوڑی ہے۔ میری ماں مسماۃ وحیدن عرف وحیدہ میرے باپ کی دوسری بیوی (منکوحہ) ہیں اور بفضلہ تعالیٰ حیات ہیں۔ میری پیدائش ۱۹۵۹ء کے ماہ جولائی میں ہوئی جب کہ میری دوسری بہن مارچ ۱۹۶۳ء میں پیدا ہوئی۔ ہمارا اس کے علاوہ کوئی اور بھائی بہن نہیں ہے لیکن ہمارے والد صاحب کی پہلی بیوی سے دو لڑکیاں بنام نور النساء اور گلناز اور ایک لڑکا مسمّی نور احمد پیدا ہوا۔ نور احمد کا انتقال میرے والد کے انتقال کے تین برس کے بعد ہوگیا۔ ان کی اولاد میں سے اب ایک لڑکا مسمّی جہانزیب اور دو لڑکیاں مسماۃ مینو اور مسماۃ زرینہ حیات ہیں جب کہ مینو اور جہانزیب غیر شادی شدہ ہیں اور زرینہ شادی شدہ ہیں۔ ایک لڑکا مسمّی نثار احمد مرحوم کا انتقال ڈیڑھ برس قبل ہوا ہے اس کی بیوہ موجود ہے لیکن اس کی کوئی اولاد نہیں ہے۔

میرے والد محترم لالہ نور الدین مرحوم کی پہلی بیوی کا انتقال ان کے انتقال کے تقریباً دس برس کے بعد ہوا۔

اطلاعاً عرض ہے کہ مرحوم لالہ نور الدین کی تمام جائیداد پشتینی ہے اور انہیں اپنے مرحوم والد جناب گلباز خان سے ترکہ میں ملی تھی۔ ذیل میں مرحوم۔ لالہ سائیں) کے ورثہ کی فہرست بمع رشتوں اور دیگر تفصیل کے ساتھ درج کر رہی ہوں۔ مجھے ان میں سے ہر ایک کے لئے بتایا جائے کہ کتنا کتنا ترکہ کس کس کو ملے گا؟

۱۔ نور احمد ولد لالہ نور الدین مرحوم (دونوں کا انتقال ہو چکا ہے)

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۲۔ لالاں (زوجہ)

۳۔ نورالنساء بنت لالہ نورالدّین (بیوہ اور بقید حیات)

۴۔ گلناز بنت لالہ نورالدّین (بقید حیات اور بیوہ)

۵۔ وحیدن عرف وحیدہ زوجہ لالہ نورالدین مرحوم (بقید حیات)

۶۔ عائشہ عرف نورنار بنت لالہ نورالدین (بقید حیات)

۷۔ نورافروز بنت لالہ نورالدین (بقید حیات)

۸۔ نثار ولد نوراحمد مرحوم (مرحوم)

۹۔ موتی زوجہ نوراحمد (مرحوم)

۱۰۔ جہانزیب ولد نوراحمد مرحوم (بقید حیات)

۱۱۔ زرینہ بنت نوراحمد (بقید حیات اور شادی شدہ)

۱۲۔ مینو بنت نوراحمد (بقید حیات)

۱۳۔ بیوہ نثار احمد (بقید حیات) فقط، عائشہ عرف نورنار بنت لالہ نورالدین، لطیف آباد نمبر ۱۱، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** سوال سے ظاہر ہے کہ لالہ نورالدّین ولد گلباز خان کی وفات کے وقت، مرحوم کی دو بیویاں (وحیدہ اور لالاں)، چار لڑکیاں (نورالنساء، گلناز، عائشہ، نورافروز) اور ایک لڑکا نوراحمد، بقید حیات موجود تھے اور یہ کہ یہ اولاد دونوں بیویوں کے بطن سے تھی لیکن تقسیم وراثت میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ کون سی اولاد کس کے بطن سے ہے بلکہ میت کی تمام اولاد، وارث قرار پاتی ہے اور حسب حکم شرعی اپنا حصہ لیتی ہے لہٰذا صورت مذکورہ میں لالہ نورالدّین کا تمام مال متروکہ از قسم جائیداد منقولہ وغیر منقولہ، زیورات و پارچہ جات وغیرہ ان کے موجود ورثہ میں بطریق ذیل تقسیم ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میّت مسئلہ ۸/۱۶/۹۶ لالہ نورالدّین (متوفّی)

وحیدہ	لالاں	عائشہ	نورافروز	نورالنساء	گلناز	نوراحمد
زوجہ	زوجہ	بنت	بنت	بنت	بنت	ابن
۱			۷			
۱	۱		۱۴			
۶	۶	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۲۸

یعنی کل جائیداد کے ۹۶ حصے کریں۔ ان میں سے ہر زوجہ کو ۶، ہر بیٹی کو ۱۴ اور بیٹے کو ۲۸ حصے دیں۔ اب نوراحمد کے انتقال کے بعد ان کے حصے کی جائیداد ان کے ورثہ میں جو ان کے انتقال کے وقت موجود تھے تقسیم ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷؍صفر المظفر ۱۴۰۰ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، ۲ بیٹے، ایک بیٹی ہے

سوال: محترم کعبہ وقبلہ جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: آپ کے فتویٰ مورخہ ۳۰ دسمبر ۱۹۷۹ء میں آپ نے ایک بھائی اور ایک بہن کے درمیان والدین کے ترکہ میں سے فرمایا ہے کہ بھائی کو مال کے ۲ حصے اور بہن کو مال کا ایک حصہ ملے گا۔

۱۔ اگر متذکرہ بھائی فوت ہو جائے اور اس نے بیوہ ۲ لڑکے اور ایک لڑکی چھوڑی ہو تو متوفی کے مال کا ان چاروں میں کس نسبت سے بٹوارہ کیا جانا چاہیے؟

۲۔ متوفی مذکور کے بچے نابالغ ہوں تو ان کا مال ان کو کس عمر میں ان کے حوالہ کیا جائے؟ اور کس وقت تک ان بچوں کا سرپرست ان کے مال کو حفاظت سے رکھے؟ از روئے شرع شریف کیا فرمان ہے؟

نیاز مند محمد حمید اشرفی، ایڈوانی لین، حیدر آباد، المرقوم ۱۷ رمئی ۱۹۸۰ء

۷۸۲ **الجواب:** صورت مسئولہ میں متوفی کا تمام مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز، تکفین و ادائے دیون ونفاذ وصیت در ثلث اس کے ورثہ میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میّت مسئلہ ۸ / ۴۰

زوجہ	ابن	ابن	بنت
۱		۷	
۵	۱۴	۱۴	۷

یعنی کل مال متروکہ کے ۴۰ حصے کریں۔ ان میں سے ۵ بیوہ کو دیں۔ ۱۴-۱۴ ہر بیٹے کو اور ۷ اس کی بیٹی کو۔

۲۔ نابالغ اولاد کے حصے کی رقم اس کے ننھیال میں ایسے شخص کی نگرانی میں دی جائے جو ان میں سب سے زیادہ پرہیزگار وخدا ترس ہو۔ جب کہ ددھیال میں کوئی ایسا مرد نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، بھتیجے، بھتیجی، بہن، متبنّٰی (لے پالک بیٹا) ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: مسمّی عبد الرحمٰن ولد بدر الرحمٰن شیخ مورخہ ۱۷ رمئی ۱۹۸۰ء کو قضائے الٰہی سے وفات پاچکے ہیں۔ مرحوم بے اولاد تھے ان کے قریبی اعزا ورشتہ داروں میں مندرجہ ذیل حیات ہیں۔

۱۔ بیوہ ۲۔ بھتیجے ۲، بھتیجی ۲ ۳۔ بہن ایک ۴۔ متبنّٰی بیٹا ایک

فتویٰ درکار ہے کہ مندرجہ بالا حقوق وراثت میں احکام شریعت کے مطابق کون کون مستحق ہیں؟ نیز حقوق وراثت کا تناسب شرع سے کیا ہوگا؟ السائل، اکرام الحق ولد نیاز محمد ولد بدر الرحمٰن شیخ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں متوفی کا تمام مال متروکہ تجہیز و تکفین، ادائیگی قرض اور نفاذ وصیت در ثلث کے بعد اگر متوفی نے کی ہو، حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔ بھتیجی اور متبنّٰی بیٹا محروم رہیں گے۔ یعنی زوجہ کو چوتھائی، بہن کو نصف اور باقی ماندہ دونوں بھتیجوں میں برابر برابر۔

میّت مسئلہ ۴ / ۸

زوجہ	اخت (بہن)	بھتیجا	بھتیجا
۱	۲	۱	
۲	۴	۱	۱

اور سیدھا سادہ حساب یہ ہے کہ کل جائیداد کو ایک روپیہ فرض کریں تو اس میں سے ۴ آنے بیوہ کے۔ آٹھ آنے بہن کے، اور ہر بھتیجا کے ۲ آنے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۱ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

جائیداد غیر منقولہ میں قبضہ کے معنی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: زید (مرحوم) تقریباً دو سال سے بیمار تھے اور ایک ماہ تو اس قدر شدید بیمار ہوئے کہ بولنے، دیکھنے، اٹھنے، بیٹھنے کے قابل بھی مرحوم نہ رہے اور اس ایک ماہ کی شدت مرض کے بعد ان کی وفات ہوگئی۔ زید نے مرنے سے پندرہ دن قبل اپنی زوجہ کے نام تمام جائیداد ہبہ کی جب کہ زوجہ صرف چوتھائی حصہ کی حقدار تھی۔ مرحوم کے ورثاء میں مرحوم کے ایک حقیقی بھائی بھی ہیں۔ اس صورت میں زید کا ہبہ کرنا اور اس مقدار کا ہبہ کرنا درست ہے یا نہیں؟ براہ کرم شریعت محمدی کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ السائل محمد اشفاق، گل شاہ بخاری، ۲۴ / اپریل ۱۹۸۰ء

۷۸۶ **الجواب** وھو الموفق للصواب: مریض صرف ثلث مال سے ہبہ کر سکتا ہے اور ہبہ بھی اس وقت صحیح ہے کہ اس کی زندگی میں موھوب لہ قبضہ کر لے، قبضہ سے پہلے مریض مر گیا تو ہبہ باطل ہوگیا۔ (عالمگیری)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید　۲۶ / ۴ / ۱۹۸۰ء

۷۸۶ اور جائیداد غیر منقولہ میں قبضہ کے معنی ہیں۔ اس کے نام داخل خارج ہو جانا۔ پھر اگر اسے وصیت قرار دیا جائے تو وہ وارث کے حق میں معتبر و نافذ نہیں۔ مجیب کا جواب صحیح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۱۰ / جمادی الاخریٰ ۱۴۰۰ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی ۴ لڑکے، ۳ لڑکی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص فوت ہوگیا ہے۔ اس نے اپنے وارثوں میں مندرجہ ذیل ورثہ چھوڑے ہیں۔ از روئے شرع شریف مذکورہ وارثوں کو کتنا کتنا حصہ ملے گا؟ بینوا توجروا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۱۔ بیوہ = حیات

۲۔ لڑکے چار = حیات

۳۔ لڑکی تین = حیات

السائل: خادم حسین

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں میت کا تمام مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز و تکفین و ادائے دیون و نفاذ وصیت در ثلث، حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میت مسئلہ ۸/۸۸

زوجہ	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت	
۱				۷				
۱۱	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷	۷	واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳؍ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۰ھ

متوفی کی وراثت میں ذوی الفروض اور عصبہ نہ ہوں تو؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: ایک عورت مسماۃ موتی کا انتقال ہوا۔ اس کی نہ ماں ہے نہ باپ اور نہ اولاد ہے اور نہ ہی شوہر ہے۔ اس کے قریبی وارثوں میں اس کی تین چچازاد بہنیں ہیں اور مرحوم بھائی کا متبنّٰی امداد حسین، اور مرحوم محمد عبداللہ جو کہ موتی کے شوہر قادر بخش کی پہلی بیوی کا لڑکا تھا اس کے بارے میں علمائے دین کیا فرماتے ہیں؟ کون کون وارث ہوگا؟ فقط السائل: محمد جمیل، ملتان، بیرونِ سندھ

۷۸۶ الجواب: سائل کے بیان کے مطابق جب کہ متوفی کا کوئی وارث یا ذوی الفروض عصبہ سے نہیں صرف اس کے حقیقی چچا کی تین بیٹیاں موجود ہیں تو اس صورت میں اس کا تمام مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق مقدم علی الارث مثل تجہیز و تکفین و ادائے دیون و نفاذ وصیت در ثلث' ان ہی تینوں بہنوں میں برابر برابر تقسیم کر دیا جائے گا۔ اس کا سوتیلا بیٹا اور اس کے بھائی کا متبنّٰی' دونوں ہی محروم ہیں۔ موتی کی وراثت میں ان کا کوئی حق نہیں کہ نہ ہی ذوی الفروض میں نہ عصبہ میں اور نہ ذوی الارحام ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اور عمر کی کمی بیشی کو وراثت میں کوئی دخل نہیں۔ وارث خواہ کسی عمر کا ہو وہ اپنا حق ضرور پائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰؍ شعبان المعظم ۱۴۰۰ھ

ایک شخص کے ورثاء میں دو بیویاں' بیٹا' دو بیٹی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص کا انتقال ہوا۔ اس نے دو بیویاں' ایک لڑکا اور

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۲ لڑکیاں چھوڑیں۔ ان میں وراثت کس طرح تقسیم ہوگی؟ از روئے شرع جواب سے مستفیض فرمائیں۔

السائل: محمد سمیع ولد خدا بخش، لطیف آباد یونٹ نمبر ۸، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مذکورہ بالا میں میّت کا تمام مال متروکہ، تجہیز و تکفین، ادائیگی قرض اور ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد اس کے ورثہ میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میّت مسئلہ ۸/۱۶/۶۴

بنت	بنت	ابن	زوجہ	زوجہ
	۷		۱	
	۱۴		۱	۱
۱۴	۱۴	۲۸	۴	۴

یعنی کل مال کے ۶۴ حصے کریں۔ ان میں سے ۴-۴ ہر بیوی کو، ۱۴-۱۴ ہر لڑکی کو اور باقی ۲۸ لڑکے کو دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ شعبان المعظم ۱۴۰۰ھ

بیوی اگر پہلے شوہر کے انتقال کے بعد دوسرا نکاح کرلے تو بھی پہلے شوہر کی جائیداد سے اپنا حصہ وصول کرے گی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: میرا نکاح ۲۰ مئی ۱۹۶۷ء کو پروفیسر عبدالعزیز خان سے ہوا تھا۔ ان کے تین بیٹوں کی میں ماں ہوں جن کی عمر ۱۰ سال، ۷ سال، ۵ سال ہے۔ میرے شوہر عبدالعزیز خان کا ۲۲ نومبر ۱۹۷۶ء کو انتقال ہوگیا۔ اب میں نے دوسرا نکاح کرلیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ گذشتہ یعنی مرحوم شوہر کی جائیداد میں حصہ دار ہوں یا نہیں؟ یا میرے تینوں بیٹوں کو شرع کی رو سے باپ کی جائیداد میں سے حصہ ملنا چاہئے یا نہیں؟ آیا! میں ان کی وفات کے بعد اپنے مہر کی حقدار ہوں یا نہیں؟ فقط السائلہ آصفہ یوسف زئی

۷۸۶ **الجواب:** مرد وعورت کے درمیان، زوجیت کا تعلق قائم ہوجائے تو ان میں سے کسی ایک کی موت، دوسرے کو وارث بنادیتی ہے اور شرعاً وہ اپنے مقررہ حصہ کا وارث قرار پاتا ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے وَلَهُنَّ الرُّبُعُ (النساء: 12) یعنی ''(اے شوہرو) تمارے ترکہ میں عورتوں کا چوتھائی حصہ ہے اگر تمہارے اولاد نہ ہو۔ پھر اگر تمہارے اولاد ہو تو ان کا تمہارے ترکہ میں آٹھواں حصہ ہے''۔ تو مرنے والے کی اولاد کی موجودگی میں عورت کا آٹھواں حصہ شرعاً مقرر ہے اور وہ اپنا حصہ پائے گی۔ اور نکاح ثانی کرلینے سے عورت اپنے شوہر کی میراث سے محروم نہیں ہوتی کہ یہ کوئی جرم نہیں۔ یہ تو ایک ہندوانہ رسم ہے کہ نکاح ثانی سے روکنے کے لئے اسے میراث سے محروم کردینا تجویز کر رکھا ہے اور مسلمانوں کو خدا کی امان کافی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ اولاد اپنے والد خواہ والدہ کے انتقال کے بعد، خواہ ددھیال میں رہے یا ننھیال میں، وہ بھی اپنا مقررہ حصہ پائے گی۔ اگر

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صرف لڑکے ہیں تو ذوی الفروض مثلاً ماں باپ کا حصّہ دینے کے بعد جو باقی رہے وہ لڑکوں کا ہے۔ یہاں تک کہ ان کی موجودگی میں میت کا بھائی اگرچہ حقیقی ہو وہ بھی وارث نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ زوجہ کا دین مہر بھی ایسا ہی قرض ہے جیسے اوروں کا اور اس کا ادا کرنا بھی اتنا ہی ضروری ہے جیسے دوسروں کا قرض اور مہر تو خالص عورت کا حق ہے۔ زندگی میں بھی حقدار تھی اور موت کے بعد تو مہر مؤکد ہو گیا اور اس کا ادا کرنا ورثہ پر واجب ولازم۔

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴؍رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ

کسی نے اپنی زندگی میں کوئی مال کسی کو ہبہ کر دیا تو بعد موت کسی وارث کو یہ اختیار نہیں کہ اس مال کا مطالبہ کرے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے دو شادیاں کیں۔ ایک بیوی سے دو بیٹے ہیں اور دوسری بیوی سے بھی دو بیٹے ہیں۔ اس شخص نے اپنی حیاتی میں جو پہلی شادی کی تھی، ان بیٹوں کو اپنی حیاتی میں سولہ ایکڑ زمین بیچ کر شادی کروائی۔ اس وقت دوسری بیوی کے دونوں بیٹے صغیر تھے اور کچھ عرصے گزرنے کے بعد وہ آدمی مر گیا۔ کچھ عرصے کے بعد دوسری بیوی سے جو دو صغیر بیٹے تھے۔ وہ بڑے ہوئے۔ انھوں نے اپنے دونوں بھائیوں سے مطالبہ کیا کہ ہماری بھی شادی کرواؤ۔ انھوں نے انکار کیا کہ ہم نہیں کروائیں گے۔ ان دونوں چھوٹے بھائیوں کا مطالبہ ہے کہ شادی نہیں کرواتے تو آپ لوگوں کی شادی میں سولہ ایکڑ زمین خرچ ہوئی تھی۔ اس کا آدھا یعنی آٹھ ایکڑ ہمیں دو کہ ہم بھی شادی کریں۔ تو انھوں نے انکار کر دیا۔ شریعت محمدی میں اس سے ہم بیچی ہوئی زمین کا آدھا حصّہ لے سکتے ہیں یا نہیں؟

فقط رحمت اللہ، جوھی، ضلع دادو

۷۸۶ **الجواب:** آدمی کو اپنی زندگی وصحت میں، اپنی ملکیت پر پورا اختیار ہوتا ہے۔ جہاں چاہے اور جس طرح چاہے صرف میں لائے۔ دوسروں کو اس پر کسی اعتراض کا حق نہیں۔ اس لئے متوفی نے اپنے دو لڑکوں کی شادی میں اپنا کل اثاثہ یا اس کا کوئی حصّہ، فروخت کر کے صرف کر دیا تو اسے اس کا حق تھا کہ وہ اس کی ملک تھا۔ اب کہ اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد دوسرے بیٹوں کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اپنے بڑے بھائیوں سے، جن کی شادی پر وہ زمین فروخت ہوئی، کسی زمین یا روپیہ وغیرہ کا مطالبہ کریں۔ یہ مطالبہ اپنے مرنے والے باپ سے کر سکتے تھے وہ باپ تھا ان کی سنتا اور ان کا حق انہیں دیتا لیکن وہ قضائے الٰہی سے فوت ہو گیا تو اب دوسروں سے مطالبہ بے معنی ہے۔ ہاں ان بھائیوں کو چاہئے کہ اپنے ان چھوٹے بھائیوں کی دلجوئی کریں۔ ان کی ضرورتوں میں ان کا ساتھ دیں اور جو بھی بن پڑے ان پر صرف کریں کہ مگر یہ اخلاقی ذمہ داری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷؍ذی القعدہ ۱۴۰۰ھ

ایک شخص کے ورثاء میں ۴ لڑکے اور ۴ لڑکیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنے ترکہ میں ایک مکان چھوڑا۔ جس

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے حقدار چار لڑکے اور چار لڑکیاں ہیں۔ لڑکیاں مطالبہ کر رہی ہیں کہ ہمیں ہمارا حق دو۔ لڑکیوں میں ایک لڑکی ہندوستان میں ہے۔ باقی سب یہیں ہیں۔ اگر مکان کی قیمت لگائی جائے یا فروخت کر دیا جائے تو شرعاً کتنا کتنا حق لڑکوں کو ہوگا اور کتنا لڑکیوں کو؟ فقط السائل رحمت اللہ، لطیف آباد یونٹ نمبر ۱۱ حیدر آباد

الجواب: ۷۸۶ اگر متوفی کے صرف یہی ورثہ موجود ہیں تو اس کا تمام مال متروکہ تجہیز و تکفین و ادائگی قرض اور ایک تہائی مال میں اجرائے وصیت کے بعد اس کے ورثہ میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔ ورثہ خواہ یہاں ہوں یا ہندوستان میں۔ ان کا معلوم و زندہ ہونا شرط ہے۔ مکان خواہ فروخت کریں یا اس کی قیمت لگائیں۔ بہرحال تقسیم ہونا شرط ہے۔

میّت مسئلہ ۱۲

ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت
۲	۲	۲	۲	۱	۱	۱	۱

یعنی تمام مال کے ۱۲ حصے کرلیں۔ ان میں سے ہر لڑکے کو ۲ اور ہر لڑکی کو ۱ حصہ دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳/ ذی القعدہ ۱۴۰۰ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، ۲ بیٹی، ۲ بھتیجے ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: میرے دادا سیّد غلام حسین ولد امداد حسین کے دو لڑکے تھے۔ جن کا نام سیّد جعفر حسین و سیّد باقر حسین تھا۔

سیّد جعفر حسین کے دو لڑکے ہیں اور سیّد باقر حسین کے پسماندگان میں ایک بیوہ اور دو لڑکیاں حیات ہیں چونکہ ان کے کوئی نرینہ اولاد نہیں ہے لہٰذا ان کی جائیداد میں بیوہ، لڑکیاں اور بھتیجوں کا کس قدر حصہ ہوگا تاکہ ترکہ کی تقسیم شریعت کے تحت ہو جائے اور کوئی شرعی مسئلہ یا عدالتی چکر نہ پڑے۔ امید کرتا ہوں کہ جناب شریعت کے مطابق فیصلہ کریں گے۔

دادا سیّد غلام حسین ولد امداد حسین

سیّد جعفر حسین کا انتقال باقر حسین کے بعد ہوا — سیّد باقر حسین کا انتقال پہلے ہوا جن کا ترکہ تقسیم کرنا ہے

سیّد شبیر الحسن	سیّد مطلوب الحسن	عائشہ بیگم	زینی	ہما
		بیوہ باقر حسین	دختر	دختر

فقط السائل الحاج سیّد زبیر الحق

الجواب: ۷۸۶ صورت مسئولہ میں متوفی باقر حسین کا تمام مال متروکہ تجہیز و تکفین و ادائگی قرض اور کل مال کے ایک تہائی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں اجرائے وصیت کے بعد ۲۴ چوبیس سہام میں منقسم ہو کر ان کے ورثہ میں اس طرح تقسیم ہوگا کہ ان کی زوجہ عائشہ بیگم کو ۳ حصے، یعنی آٹھواں، دونوں بیٹیوں کو ۱۶ حصے یعنی ہر ایک کو ۸ حصے اور باقی ۵ سہام ان کے بھائی سیّد جعفر حسین کو دے جائیں گے۔ یہ ۵ سہام ان کے ورثہ میں حسب احکام شرعیہ تقسیم ہوں گے۔ یا ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ اگر سیّد جعفر حسین کا کوئی اور وارث سوائے ان دولڑکوں کے کوئی اور نہیں تو سیّد جعفر حسین کے ۵ سہام ان لڑکوں شبیر الحسن اور مطلوب الحسن کو منتقل ہو جائیں گے جن کو وہ برابر برابر تقسیم کرلیں۔ بالفاظ دیگر ۴۸ سہام میں سے بیوہ کو ۶ ہر بیٹی کو ۱۶ سہام اور ہر بھتیجے کو ۵۔

میت مسئلہ ۲۴/ ۴۸

ابن الاخ	ابن الاخ	بنت	بنت	زوجہ
	۵		۱۶	۳
۵	۵	۱۶	۱۶	۶

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳رذی الحجہ ۱۴۰۰ھ

ایک شخص کے ورثاء میں ۳ بیٹے اور ۲ بیٹیاں ہیں۔ ان میں ایک بیٹے کا انتقال ہوا جس کی اولاد موجود ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص مسمّی عبد الغفور فوت ہوگیا۔ اس کے تین لڑکے اور دو بیٹیاں ہیں۔ متوفی کے ایک بیٹے مسمّی یار محمد کا انتقال ہوگیا ہے۔ اس کی صرف ایک لڑکی ہے۔ آیا! یار محمد کے حصے کی جائیداد اس کی لڑکی کو مل سکتی ہے یا نہیں؟ اور اس کے بھائیوں کو بھی کچھ حصہ مل سکتا ہے یا نہیں؟ اسی طرح اس کی بہنوں کو بھی حصہ مل سکتا ہے یا نہیں؟ السائل محمد علی

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں متوفی عبد الغفور کا تمام مال متروکہ، تجہیز و تکفین، وادائیگی قرض اور ایک تہائی مال میں اجرائے وصیت کے بعد اس کے تینوں بیٹوں اور دونوں بیٹیوں پر، اور پھر اس کے بیٹے مسمّی یار محمد کا مال متروکہ، اس کی بیٹی، بہن اور دونوں بھائیوں پر حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا جب کہ کوئی اور وارث مثلاً بیوی یا ماں باپ موجود نہ ہوں۔

میت مسئلہ ۸/ ۴۸

بنت	بنت	ابن	ابن	ابن
۱	۱	۲	۲	۲
۶	۶	۱۲	۱۲	۱۲

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(یار محمد)

مسئلہ ۲/۱۲	میّت	یار محمد		۲
بنت	اخ	اخ	اخت	اخت
۱		۱		
۶	۲	۲	۱	۱

یعنی یار محمد کے تمام مال متروکہ کے (۱۲) حصے کریں۔ ان میں سے (۶) سہام عطا محمد کی بیٹی کو' باقی سہام سے عبدالغفور کے ہر بیٹے کو (۲) سہام اور ہر بیٹی کو (۱) سہام دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳/ ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ

زندگی میں سب کو برابر تقسیم کرے' اگر اولاد بدچلن ہو تو نہ دے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: میرے تین لڑکے اور دو لڑکیاں اور ایک بیوی ہے۔ دو بڑے لڑکوں کی میں نے شادی کرادی ہے اور چھوٹے لڑکے کی شادی کرانی ہے۔ ایک لڑکی کا نکاح ہو چکا ہے لیکن رخصتی نہیں ہوئی۔ میں چاہتا ہوں کہ اپنی زندگی میں اپنی جائیداد میں سے کچھ تو اپنی بیوی کے نام پر کر جاؤں اور چھوٹا لڑکا بھی میری بیوی کے ساتھ رہے گا اور کچھ جائیداد مساجد کے نام کر جاؤں۔ میں چاہتا ہوں کہ دو بڑے لڑکوں کو کچھ بھی نہ دوں کیوں کہ وہ دونوں میرے نافرمان ہیں۔

لیکن اگر شریعت کی رو سے ان دونوں نافرمانوں کا بھی مجھ پر حق بنتا ہے تو میں اپنی جائیداد ان کو دینے کے لئے بالکل تیار ہوں اور یہ بھی بتایا جائے کہ مندرجہ بالا جتنے افراد ہیں ان کو جائیداد میں سے کتنا کتنا حصہ دوں؟

فقط السائل حاجی شبیر نقشبندی، ریشم گلی حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** اپنی زندگی وصحت میں آدمی کو اختیار ہے کہ جسے وہ چاہے دے اور جب چاہے دے۔ جتنا چاہے ورثہ میں تقسیم کردے جتنا چاہے فی سبیل اللہ مسجد و دینی مدرسہ کو بخش دے۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ مسجد وغیرہ کو ایک تہائی سے زیادہ نہ دے اور ورثہ کو بے سہارا نہ چھوڑے اور آدمی کی موت کے معا بعد اس کے تمام ورثہ کا حق اس کے اموال متروکہ سے متعلق ہو جاتا ہے خواہ وہ نافرمان ہوں یا عاق کردیے گئے ہوں۔ زندگی میں اولاد کو تقسیم کردیں تو لڑکے لڑکی کو برابر دیں۔ لڑکے کو دونا اور لڑکی کو اس سے نصف دینا' میراث میں ہے اور یہاں جیتے جی آدمی تقسیم کر رہا ہے۔ یونہی اگر بعض اولاد بدچلن ہے تو انہیں دینا' بدچلنی میں مدد دینا ہے لہٰذا انہیں نہ دے۔ (درمختار وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲/ ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پوتوں کا جائیداد میں حصہ نہیں ہاں اگر دادا چاہے تو زندگی میں ان کو دے سکتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: میری والدہ محترمہ بقید حیات ہیں اور ان کی کچھ جائیداد ہے۔ ہم تین بھائی اور تین بہنیں حیات ہیں اور ایک بھائی جس کا انتقال تقریباً ۲۲ سال ہوئے ہو گیا ہے۔ انتقال کے وقت ہماری بھابھی حاملہ تھیں اور کچھ عرصہ بعد وہ ہمیں چھوڑ کر اپنی والدہ کے پاس رہنے لگیں اور وقت مقرر پر وہ ایک بچے کی ماں بن گئیں۔ بچے کی پرورش اس کی نانی کے ہاں ہونے لگی۔ ہم لوگوں نے بچے کو اپنے پاس رکھنے کی کوشش کی تو ہماری بھابھی نے انکار کیا اور وہ کسی طور اس بات پر راضی نہ ہوئیں۔

اب ہماری والدہ چاہتی ہیں کہ وہ اپنی جائیداد ہم بہن بھائیوں میں تقسیم کر دیں تو برائے مہربانی آپ بتائیے کہ از روئے شریعت ہم بہن بھائیوں کو اس میں کتنا حصہ ہوگا؟ اور ہمارے مرحوم بھائی کی اولاد کا حق ہوگا یا نہیں؟ اگر ہوگا تو کتنا ہوگا؟ امید ہے کہ آپ جواب دے کر مشکور فرمائیں گے۔ فقط شمس الدین ولد افسر الدین، بلبلانی گھٹی، حیدرآباد، سندھ

۷۸۲ الجواب: آپ کی والدہ صاحبہ اپنے مال کی مالک ومختار ہیں۔ اپنی صحت وزندگی میں جسے جتنا چاہیں بخش دیں۔ دوسروں کو ان پر اعتراض کا حق نہیں۔ خواہ وہ صلبی اولاد ہو یا اولاد کی اولاد۔ یا محض اجنبی، ہاں کسی حقدار کو ناحق محروم نہ کریں کہ ناجائز اور گناہ ہے البتہ یہ ضرور ہے کہ اپنی زندگی میں اولاد کو ہبہ کریں تو لڑکے اور لڑکی دونوں کو برابر برابر دیں۔ یہ نہیں کہ لڑکے کو لڑکیوں سے دو چند دیں جیسا کہ میراث کا قانونِ شرعی ہے کہ لڑکے کو لڑکی سے دو ملنا ملتا ہے۔ ہبہ وبخشش میں ایسا نہیں۔ پھر جسے دیں اس کا اس مال پر قبضہ کر لینا ضروری ہے ورنہ ہبہ صحیح نہ ہوگا اور مرنے کے بعد اس میں وراثت جاری ہوگی۔ آپ کے مرحوم بھائی کی اولاد کا وراثت میں کوئی حق نہیں کہ بیٹوں کے سامنے پوتے محروم رہتے ہیں۔ ہاں آپ کی والدہ ماجدہ اپنی صحت وزندگی میں جو چاہیں دے دیں اور اس پر اُن کا قبضہ کرا دیں یعنی ملکیت سے اسے بالکل جدا کر دیں۔ یوں دینا بھی جائز اور اسے لینا بھی جائز۔ (درمختار۔ عالمگیری وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ ر ذی قعد ۱۴۰۰ھ

اپنی زندگی میں جس کو چاہے اپنا مال دے دے کسی کو اعتراض کا حق نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: میرے حقیقی چچا حافظ غلام حسین صاحب نے نرینہ اولاد نہ ہونے کی وجہ سے مجھے اپنا متبنّٰی بنا لیا تھا۔ جو ہماری برادری کے رسم ورواج کے مطابق گود لینا کہلاتا ہے۔ جس کو عدالت بھی تسلیم کرتی ہے۔ گویا میں اس وقت سے اپنے حقیقی چچا ندکور کا لے پالک بیٹا ہوں۔

حافظ حاجی غلام حسین صاحب کی ایک بیٹی بھی ہے۔ اس کے علاوہ بیوی یا کوئی اور اولاد نہیں ہے۔ ان کی بیٹی شادی شدہ اور بال بچے دار اور قطعی خوشحال ہیں۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں چونکہ اس وقت فالج زدہ ہوں اور کام کاج سے معذور ہو گیا ہوں۔ میری طرف سے میرے مذکورہ حقیقی چچا صاحب نے توجہ ختم کردی ہے اور تمام ملکیت منقولہ وغیر منقولہ کا مالک اپنی بیٹی اور داماد کو بنانا چاہتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ لے پالک بیٹے کا کوئی جواز نہیں بنتا۔

لہٰذا عرض خدمت ہے کہ ازروئے شریعت مجھے آگاہ کیا جائے کہ میرا مذکورہ حقیقی چچا صاحب کی کسی بھی قسم کی جائیداد پر کتنا حق بنتا ہے؟ فقط نثار احمد ولد غلام محمد

۷۸۶ **الجواب:** حاجی غلام حسین اپنی زندگی میں وصحت میں جسے چاہیں اپنا مال ہبہ کر کے اس کے قبضہ میں دے دیں۔ کسی کو اس پر کوئی اعتراض کا حق نہ ہوگا۔ البتہ کسی وارث کو ناحق کرنا' یہ گناہ اور آخرت میں قابل مواخذہ جرم ہے۔ ہاں ان کے انتقال کے بعد' بھتیجے' ایک بیٹی کی موجودگی میں جب کہ کوئی اور وارث موجود نہ ہو نصف کا مستحق ہے اور منھ بولا بیٹا ہونا' اسباب وراثت میں سے کوئی سبب نہیں جب کہ بھتیجا عصبات میں داخل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶؍ذی قعدہ ۱۴۰۰ھ

متوفی کی موت کے وقت جو ورثا زندہ ہوں وہی اس کے وارث ہوتے ہیں

http://t.me/Tehqiqat

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: حاجی محمد ابراہیم کا انتقال ہو گیا۔ حاجی صاحب کی کوئی اولاد نرینہ نہیں ہے۔ صرف ایک لڑکی ہے اور بیوہ ہے۔ ایک حاجی صاحب کا برادر حقیقی ہے اور ایک بہن ہے۔ حاجی صاحب کی کوئی وصیت نہیں صرف کاغذ پر یہ ضرور لکھا ہے کہ میرے بعد میرا بھائی اور میری بہن جو پنجاب میں رہتے ہیں۔ میری بیوی اور لڑکی ہے اور میری اور میری بیوی زندگی تک ہم مالک ہیں۔ اب حاجی مرحوم صاحب کی ملکیت اور مال کی تقسیم کس طرح تقسیم ہوگی؟

کیا حاجی مرحوم کی بیوہ کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنی لڑکی کو تمام ملکیت و مال کی مالک بنادے یا لکھدے؟ جب کہ حاجی صاحب مرحوم کی اس قسم کی کوئی تحریر نہیں ہے۔

نوٹ۔ حاجی محمد ابراہیم کی بیوہ بہت سخت بیمار ہیں۔ اگر اس دوران مرحوم کی بیوی کا انتقال ہو جاتا ہے تو اس کا حصہ کس کو پہنچتا ہے؟ دوسرے اگر یہ جائیداد مرحوم کی ہو یا اس کی ذاتی پیدا کردہ ہے تو اس کی تقسیم وراثت کیسے ہوگی؟

فقط السائل محمد عتیق لطیفی، شاہی بازار' شہداد پور

۷۸۶ **الجواب:** مورث کے انتقال کے وقت جتنے ورثہ موجود ہوتے ہیں حسب احکام شریعت سب ہی اپنا اپنا حصہ پاتے ہیں۔ صورت مذکورہ میں حاجی محمد ابراہیم کا تمام مال متروکہ تجہیز و تکفین وادائیگی قرض اور اجرائے وصیت در ثلث کے بعد آٹھ حصوں میں تقسیم کریں۔ ایک حصہ بیوہ کو' چار حصہ بیٹی کو' دو حصے بھائی کو اور ایک حصہ بہن کو دیں۔

میت مسئلہ ۸

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

زوجہ	دختر	برادر	ہمشیرہ	
۱	۴	۲	۱	واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ رصفر المظفر ۱۴۰۰ھ

ایک شخص کے ورثا میں بیوی، ۵ بیٹے، ۲ بیٹی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: عبد الغفور ولد عبد الکریم کا انتقال ہو گیا۔ انھوں نے مندرجہ ذیل وارث چھوڑے ہیں۔ پانچ بیٹے، دو بیٹیاں اور ایک زوجہ۔ ان میں وراثت کس طرح جاری ہوگی؟

فقط، عبد الشکور، کھائی روڈ، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں متوفی عبد الغفور کا تمام مال متروکہ تجہیز وتکفین وادائیگی قرض اور تہائی مال میں اجرائے وصیت کے بعد ان کے ورثہ میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میت مسئلہ ۹۶/۸

زوجہ	ابن	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت
۱					۷		
۱۲	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷

یعنی تمام مال متروکہ کے ۹۶ حصے کریں، ان میں سے بیوہ کو ۱۲۔ ۱۴-۱۴ ہر لڑکے کو اور ۷-۷ ہر لڑکی کو دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ رصفر المظفر ۱۴۰۰ھ

ایک شخص کے ورثاء میں پہلی بیوی کا لڑکا اور دوسری بیوی سے تین لڑکے اور سات لڑکیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: زید کا انتقال ہوا۔ ان کے وارثوں میں پہلی بیوی سے ایک لڑکا ہے۔ پہلی بیوی کا انتقال ہوا تو دوسری شادی کی۔ ان سے تین لڑکے اور سات لڑکیاں ہیں۔ وہ بیوی بھی زندہ ہے۔ ایسی صورت میں وراثت کس طرح تقسیم ہوگی؟ فقط، حاجی نور محمد، مارکیٹ روڈ، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں متوفی زید کا تمام مال متروکہ، از قسم زیورات وجائیداد وغیر منقولہ ونقد رقوم وغیرھا، تجہیز وتکفین وادائیگی قرض اور ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد آٹھ حصوں میں تقسیم کریں۔ ان میں ایک حصہ یعنی کل مال کا ۸/۱ بیوی کو دے دیں اور باقی ۷ حصے یعنی کل مال کا ۸/۷ ان کے بیٹے بیٹیوں میں، جو پہلی بیوی سے ہیں اور دوسری سے بھی۔ اس طرح تقسیم کریں کہ ہر بیٹے کو بیٹی سے دونا ملے۔

میت مسئلہ ۱۲۰/۸

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

زوجہ	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت
۱						۷					
۱۵	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷	۷	۷	۷	۷	۷

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ رذی القعدہ ۱۴۰۰ھ

ایک شخص کے ورثاء میں ۴ بیٹے، ایک بیٹی اور بیوی ہے۔ ان میں دو بیٹوں کا انتقال ہوا اوران کی اولاد موجود ہے

سوال: بخدمت جناب محترم مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: میرے والد محمد عظیم کے نام، لطیف آباد یونٹ نمبر ۲' میں ایک مکان ہے۔ میرے والد کا انتقال ہو چکا ہے۔ ہم چار بھائی اور ایک بہن ہیں۔ جن کے نام یہ ہیں۔ ۱۔ محمد انوار' ۲۔ محمد یاسین' ۳۔ محمد یامین اور ۴۔ عبدالرحیم۔ ہم چاروں بھائی شادی شدہ ہیں۔ بڑے بھائی انوار کے تین بچے ہیں اور دوسرے بڑے بھائی یاسین کے پانچ بچے اور میرے (یامین) کے ایک لڑکی ہے۔ میرے چھوٹے بھائی عبدالرحیم کی کوئی اولاد نہیں ہے۔

میرے دو بڑے بھائی محمد انوار اور محمد یاسین کا انتقال ہو چکا ہے اور بڑے بھائی کی بیوی نے دوسری شادی کر لی ہے اور وہ اپنے بچے سمیت اپنے شوہر کے ساتھ چلی گئی ہیں اور دوسرے بڑے بھائی محمد یاسین کی بیوی سے میں نے دوسری شادی کر لی ہے اور وہ اپنے بچوں سمیت میرے ساتھ رہ رہی ہے۔ اب میرا چھوٹا بھائی اور والدہ چاہتی ہیں کہ مکان کے دو حصے کر لئے جائیں۔ جن میں سے ایک حصہ میں لوں اور دوسرا حصہ میرا چھوٹا بھائی لے لیکن میں نے اپنے بھائی سے کہا کہ اس طرح حصے نہیں ہوتے بلکہ جو کچھ بھی بہن بھائی اور والدہ کے حصے میں آئے قرآن وسنت کے مطابق وہ لیں گے۔

آپ سے صرف اتنا معلوم کرنا ہے کہ میرے دو بھائی جن کا انتقال ہو چکا ہے اور بچے جوان اور بالغ ہیں تو ان سب کو اس مکان میں سے حصے لینے کا حق ہے یا نہیں؟ ذرا تفصیل سے وضاحت کر کے بتائیں کہ آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔

فقط محمد یامین ولد محمد عظیم، لطیف آباد' حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** مذکورہ بالا صورت میں متوفی محمد عظیم کا تمام مال متروکہ' تجہیز وتکفین' وادائیگی قرض' اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میّت مسئلہ ۸/ ۷۲

زوجہ	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت
۱			۷		
۱۶	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یعنی کل مال کے ۲۷ حصے کریں۔ان میں سے ۹ حصے بیوہ کو دیں۔ ۷ حصے بہن کو اور ہر بھائی کو ۱۴-۱۴ حصے۔اب کہ ایک بھائی کا انتقال ہوا تو اس کی بیوہ اور بچے اس حصے کے حقدار ہیں اگر چہ بیوہ نے شادی کر لی۔یو ہیں دوسرے بھائی کے انتقال کے بعد اس کی بیوی بچے اس کے حصے کے حقدار ہیں وہ اپنا حق پائیں گے۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ ذی القعدہ ۱۴۰۰ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیٹی، بھتیجے، بھتیجیاں، داماد، نواسیاں، نواسے ہیں اور بیٹی کا انتقال ہوا اس کے ترکہ کی تقسیم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: مسمّی سیّد امام علی قادری (مرحوم) نے جو نقد جائیداد چھوڑی ہے۔اس کی تقسیم ورثاء میں کیسے ہوگی؟

مرحوم کے ایک سگے بھائی چھوٹے تھے۔جن کا انتقال مرحوم کی زندگی میں ہوگیا۔مرحوم کی بیوی کا بھی انتقال مرحوم کی زندگی میں ہوگیا۔مرحوم کی ایک بیٹی تھی۔اس بیٹی کا انتقال مرحوم کے بعد ہوا۔اب موجودہ وارثان مندرجہ ذیل ہیں۔

مرحوم کے داماد، مرحوم کی تین نواسیاں، ایک نواسہ، مرحوم کے چھوٹے بھائی ایک کی اولاد یعنی دو بھتیجے، چار بھتیجیاں۔

شرع شریف کے مطابق جواب تحریر فرما کر مشکور فرمائیں۔ عبدالحمید صابری، حیدرآباد، سندھ

http://t.me/Tehqiqat

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں متوفی سیّد امام علی قادری کا تمام مال متروکہ، تجہیز و تکفین وادائیگی قرض، اجرائے وصیت در ثلث کے بعد حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

مسئلہ ۲ ر ۴

میت

بنت	بھتیجا	بھتیجا	بھتیجی	بھتیجی	بھتیجی	بھتیجی	داماد	نواسیاں ۳	نواسہ ۱
۱	۱		محروم			محروم		محروم	
۲	۱	۱							

اور جب کہ مرحوم کی بیٹی کا بھی انتقال ہوا تو اس کا مال متروکہ اس کے شوہر اور اولاد میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ہکذا

میت مسئلہ ۴ ر ۲۰

زوج	ابن	بنت	بنت	بنت
۱		۳		
۵	۶	۳	۳	۳

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ ذی القعدہ ۱۴۰۰ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک عورت کے ورثاء میں شوہر، دو بیٹی، بہن ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: مسماۃ چراغ بی بی نے انتقال کر کے اپنے پیچھے شوہر دو لڑکیاں، جن کی شادی ہو چکی ہے اور ایک بہن شادی شدہ چھوڑی، اور چراغ بی بی کی جائیداد اپنی ذاتی ہے۔ اس کی اپنی کمائی کی ہے۔ آبائی جائیداد نہیں لہٰذا چراغ بی بی کی جائیداد متروکہ کو تقسیم کر کے فتویٰ صادر فرمائیں۔ بینوا توجروا

السائل۔ مشتاق علی، سرے گھاٹ، حیدر آباد سندھ

۷۸۲ الجواب: صورت مسئولہ میں جب کہ میّت کا اور کوئی وارث موجود نہیں۔ متوفی کا کل مال متروکہ، تجہیز و تکفین اور ادائیگی قرض اور ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد، اس کے ورثہ میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا یعنی کل مال کے بارہ حصہ کریں۔ ان میں سے ایک چوتھائی یعنی ۳ شوہر کو، دو تہائی یعنی ۸ حصے دونوں بیٹیوں کو، ہر ایک کو ۴، اور باقی ایک حصہ اس کی بہن کو دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میّت مسئلہ ۱۲

زوج	بنت	بنت	اخت
۳	۴	۴	۱

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

۲ رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ

ایک شخص کے ورثاء میں دو بیوی، دو بیٹی، دو بہن، ایک بھائی ہیں اور نواسے کے لئے اس نے وصیت کی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: اگر کوئی شخص اپنی وفات سے پہلے، اپنے نواسے اور ایک بیوی کے لئے وصیت کر جائے کہ میرے مرنے کے بعد میرے تمام مال کے وارث یہی ہیں حالانکہ اس کی دو بیویاں، دو بیٹیاں، دو بہنیں اور ایک بھائی موجود ہیں۔ ایسی صورت میں ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا۔ بینوا توجروا

فقط عبد الکریم، گوٹھ گھڈارا، تعلقہ ٹنڈو باگو، حیدر آباد

۷۸۲ الجواب: صورت مسئولہ میں تجہیز و تکفین اور ادائیگی قرض کے بعد، میّت کے مال متروکہ سے ایک تہائی، اس کے نواسے کو دیا جائے جس کے لئے میّت نے وصیت کی ہے۔ جب کہ وہ شخص تندرست تھا یعنی بلا تکلف چلتا پھرتا اور بازار سے اپنی ضروریات خرید لایا کرتا تھا یا گھر کے کام کاج کرایا کرتا تھا۔ نواسہ چونکہ وارث نہیں اس لئے اس کے حق میں وصیت نافذ ہوگی۔ لیکن صرف ایک ثلث۔ (۱/۳) میں۔ اس سے زیادہ نہیں۔ البتہ بیوی چونکہ شرعاً اس کی وارث ہے لہٰذا اس کے حق میں وصیت شرعاً معتبر نہیں کہ لا وصیة لوارث۔ اس وصیت کے اجراء کے بعد میّت کا مال متروکہ اس کے ورثہ میں یوں تقسیم ہوگا کہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تمام مال کے ۹۶ حصے کریں۔ ان میں سے ۶-۶ بیوی کو ۳۲-۳۲ ہر لڑکی کو ۱۰ بھائی کو ۵-۵ بہن کو دیں۔ ہکذا واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۹۶/۲۴

اخ	اخت	اخت	بنت	بنت	زوجہ	زوجہ
	۵			۱۶		۳
۱۰	۵	۵	۳۲	۳۲	۶	۶

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۱۸/ذی قعدہ ۱۴۰۰ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، بھائی، بھتیجی اور بھتیجے ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: زید کا انتقال ہوا اور اس کے کوئی اولاد وغیرہ نہیں ہے۔ ورثاء میں صرف ایک بیوی ایک حقیقی بھائی اور ایک دوسرے مرحوم حقیقی بھائی کے دو لڑکے اور ایک لڑکی ہیں۔ مذکورہ بالا صورت میں مستحقین ترکہ کتنی کتنی مالیات کے حقدار ہوں گے؟ از راہ کرم از روئے شرع محمدی سے ہر ایک کا جواب متعین فرما دیں۔

بینوا بالبرھان توجروا عند الرحمٰن　فقط السائل منشی محمد اشفاق، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں ترکہ اس طرح تقسیم ہوگا کہ پہلے تمام مال میں سے میت کی تجہیز و تکفین، قرض اور نفاذ وصیت در ثلث ہوگا، اس کے بعد جو مال بچے گا اس کے چار حصے کئے جائیں۔ چوتھائی حصہ بیوی کو اور باقی ۳ بھائی کو دیئے جائیں گے، بھتیجے اور بھتیجی ترکہ سے محروم رہیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

http://t.me/Tehqiqat

میت مسئلہ ۴

ابنان لاخ	بنت	اخ حقیقی	زوجہ
محروم	محروم	۳	۱

واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی، ۱۲/۲/۱۹۸۰ء

بیٹے کے ہوتے ہوئے بھتیجے وارث نہ ہوں گے

سوال: مکرمی ومحترمی جناب مفتی خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: مندرجہ ذیل امور میں شرعی فتویٰ عنایت فرمایا جائے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جد امجد عمدہ خان۔فوت (ہندوستان)

عبداللہ (مرحوم) ۴۰ سال قبل

عبدالکریم　　عبدالشکور　　علی شیر

عہدہ ءوراثت

رحمت اللہ (مرحوم) ۱۸ سال قبل

عبدالعزیز

عہدہ ءوراثت

محمود (مرحوم) ۲۵ ردسمبر ۱۹۷۴ء

فضل الدین　　علی محمد

عہدہ ءوراثت

مقصود اللہ (مرحوم) ۹ رمئی ۱۹۷۵ء

تاج محمد　　فضل احمد　　حاجی غلام مصطفےٰ

عہدہ ءوارثت

برکت اللہ (مرحوم) ۱۲ راپریل ۱۹۷۵ء

لاولد　　شکیلہ (بیوہ)

وراثت =/۱۴

=/۱۲

مقصود کی حیات میں وراثت ہوگئی۔اس کی وفات کے بعد اس کے لڑکوں تاج محمد فضل احمد اور غلام مصطفےٰ کے نام وراثت ہوگئی۔آیا! علی شیر وغیرہ۔عبدالعزیز۔فضل الدین۔علی محمد وغیرہ برکت کی جائیداد میں حصہ دار بن سکتے ہیں یانہیں؟

فقط حاجی غلام مصطفےٰ، ہوسڑی' سندھ

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں متوفی کا تمام مال متروکہ' تجہیز و تکفین وادائیگی قرض' اور ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد' برکت کی بیوہ اور حقیقی بھائی کے مابین تقسیم ہونا تھی جو تقسیم کردی گئی اور صحیح تقسیم کی گئی۔مرحوم کے دوسرے بھائیوں کا انتقال چونکہ مرحوم سے پہلے ہی ہو چکا تھا' اس لئے ان کا وراثت میں حصہ نہ تھا۔اب کہ مقصود کا بھی انتقال ہوا تو ان کا مال متروکہ صرف ان کے بیٹوں کا حق ہے۔بھتیجے تمام کے تمام محروم الارث ہیں کہ بیٹوں کے ہوتے ہوئے بھتیجوں کا کوئی حق نہیں۔

http://t.me/Tehqiqat
Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵/ ذی قعدہ ۱۴۰۰ھ

ایک عورت کے ورثاء میں بھتیجا' بھانجا اور بھانجی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ: مسماۃ فیاضی بی بی کا انتقال ہوا تو انہوں نے اپنی بہن کا ایک لڑکا نواب خاں اور اپنے بھائی فیضاب خان کا ایک لڑکا قمریاب خان اور ایک لڑکی ختیجہ بی بی چھوڑے ہیں۔ ان میں مال متروکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟ فقط قمریاب خان

۷۸۲ **الجواب** وھوالموفق للصواب: صورت مسئولہ میں مسماۃ فیاضی بی بی کا تمام مال متروکہ تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو تہائی مال میں اجرائے وصیت کے بعد مسماۃ فیاضی بی بی کے بھائی بیٹے مسمّی قمریاب خان یعنی مرحومہ کے بھتیجے کو ملے گا کہ عصبہ ہے۔ بہن کا لڑکا نواب خان اور بھائی کی لڑکی ختیجہ چونکہ عصبات میں نہیں بلکہ ذوی الارحام میں داخل ہیں۔ اس لئے عصبات کے ہوتے ہوئے یہ محروم رہیں گے۔ سراجی میں ہے ومن لا فرض لھامن الاناث واخوھا عصبته باخیھا کالعم والعمة المال کله للعم دون العمة۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی ۱۰/ ۸/ ۱۹۸۰ء

۷۸۲ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

http://t.me/tehqiqat

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی' بیٹا' دو بیٹی اور بہن ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: والد صاحب مرحوم نے ۱۹۵۵ء میں کلیم داخل کیا تھا۔ ان کے انتقال کے بعد مبلغ =/۲۴۰۰۰ ہزار روپیہ کا کلیم منظور ہوا۔ مرحوم نے اپنے پیچھے ایک بیوہ' ایک لڑکا' دو لڑکیاں شادی شدہ اور ایک بہن شادی شدہ چھوڑے ہیں۔ اس کلیم میں سے ہر ایک کو کتنا حصہ ملے گا؟ فقط عزیز الرحمٰن، حیدر آباد' سندھ

۷۸۲ **الجواب:** صورت مسئولہ میں میت کا تمام مال متروکہ' تجہیز و تکفین' ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی (۱/۳) میں اجرائے وصیت کے بعد، حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔ یعنی کل مال کے ۳۲ حصے کریں۔ ان میں سے ۴ حصے بیوہ کو' ۱۴ حصے بیٹے کو اور ہر بیٹی کو ۷-۷ حصے دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۸/ ۳۲

زوجہ	بیٹا	بیٹی	بیٹی	بہن
۱		۷		محروم
۴	۱۴	۷	۷	

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵/ ربیع الاول ۱۴۰۱ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک شخص فوت ہوا اس کا کوئی وارث نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص فوت ہو گیا۔ اس کے پیچھے قریب یا بعید کوئی رشتہ دار نہیں ہے اور ایک آدمی پر قرضہ چھوڑ مرا ہے۔ اب یہ قرضہ واپس لے کر اس کی نیاز و فاتحہ دلائی جا سکتی ہے یا مسجد میں لگا سکتے ہیں یا نہیں؟ شریعت کی رو سے جواب عنایت فرمائیں۔ السائل مولوی محرم دین قادری، متعلم دار العلوم احسن البرکات، حیدرآباد سندھ

۷۸۶ الجواب: ایسی صورت میں کہ متوفی کا کوئی قریب یا دور کا رشتہ دار موجود نہیں، یا اس کا پتہ نہیں چلتا کہ ہے یا نہیں؟ اس کا مال متروکہ جو تجہیز و تکفین وغیرہ سے باقی بچے، فقراء پر تصدق ہے۔ اس کی طرف سے فقراء یا دینی طلبہ کو کہ مستحق امداد ہوں، دے سکتے ہیں بلکہ انہیں کو دینا ہے۔ مسجد میں یہ رقم صرف نہیں کر سکتے کہ ان اللہ طیب یقبل الطیب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ	۲۶ رشعبان المعظم ۱۴۰۱ھ

ایک شخص کے ورثا میں بیوی، بیٹا اور بیٹی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مرحوم نظام الدین نے اپنے لواحقین میں ایک بیوہ اور ایک بیٹا اور ایک بیٹی چھوڑی ہے۔ مرحوم ریلوے میں ملازمت کرتے تھے۔ مرحوم کے انتقال کے بعد ریلوے سے ان کی سروس کا روپیہ ملا ہے۔ لہٰذا آپ سے گزارش ہے کہ شرعی طور پر فیصلہ دیں کہ بیوی کا اس روپیہ میں کتنا حصہ ہے؟ اور بیٹے کا حصہ کتنا ہے؟ اور بیٹی کا کتنا حصہ ہے؟

نوٹ۔ بیٹا امام الدین ریلوے میں ملازم ہے۔ شادی شدہ ہے۔ تین بچوں کا باپ ہے۔ ریلوے کی طرف سے علیحدہ کوارٹر میں رہتا ہے۔ بیوہ مریم اپنے شوہر نظام الدین کے مرنے کے بعد ریلوے کے الگ کوارٹر سے محروم ہے کیوں کہ یہ گورنمنٹ کا قانون ہے۔ بیٹا امام الدین اپنی ماں کو ساتھ رکھنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ بیٹے کو صرف اپنے باپ کے پیسے میں سے حصہ چاہئے۔ لہٰذا آپ سے گزارش عرض ہے کہ آپ یہ بتائیں کہ بیٹے کو کتنا حصہ ملے گا؟

بیوہ کو پنشن کے مبلغ =/۲۰۹ روپیہ ماہوار ملتے ہیں۔

بیوی نے بیوہ ہونے کے بعد جو پیسہ ملا اس میں سے اپنی بیٹی شگفتہ اور اپنے دیور مرحوم کی لڑکی شمیم کی شادی کی ہے۔ مرحوم شوہر کی فاتحہ وغیرہ بھی کی ہے۔ تمام اخراجات اسی پیسے میں سے ہوئے ہے اور مرحوم تقریباً دو سال بیمار رہے۔ اس میں ان کا علاج وغیرہ پر جو کچھ ہوا اسی بیوہ نے کرایا۔ اس سلسلہ میں قرضہ بھی لیا گیا۔ یہ وضاحت بھی فرمائیں کہ یہ قرضہ کون دے گا؟

لڑکا امام الدین اپنی والدہ کو اپنے ساتھ رکھنے کیلئے تیار نہیں ہے۔ بیوہ مریم اسی کوارٹر میں ابھی تک قیام کر رہی ہے۔ جس میں وہ اپنے مرحوم خاوند کے ساتھ رہتی تھی۔ یہ کوارٹر نظام الدین کے بھتیجے کے نام ہو گیا ہے۔ کھانے کا خرچ مریم اپنا خود اٹھاتی ہے۔

نظام الدین مرحوم

پہلی بیوی مرحومہ سے بیٹا	موجودہ بیوی سے بیٹی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۔ امام الدین شگفتہ

فقط: حافظ عبد الشکور، حیدر آباد سندھ

۷۸۶ الجواب: متوفی نظام الدین کے مال متروکہ سے اس کی تجہیز و تکفین کے بعد جو کچھ باقی بچا سب سے پہلے اس سے قرض کی ادائیگی کی جائے جوان کے ذمہ تھا اور ادائیگی قرض کے بعد اگر کوئی وصیت کی تھی تو ایک تہائی میں وصیت پوری کریں۔
اب تجہیز و تکفین واد ائیگی قرض اور اجرائے وصیت کے بعد متوفی کا مال متروکہ حسب ذیل طریقہ پر ورثہ میں تقسیم کریں۔

میت مسئلہ ۲۴

زوجہ	پسر	دختر
۳	۱۴	۷

یعنی کل مال کے ۲۴ حصے کریں۔ ان میں سے ۳ بیوہ ۱۴ لڑکے اور ۷ لڑکی کو دیں۔ لڑکا تنہا رہے یا ساتھ۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

پینشن کی حقدار اس کی بیوی ہے یا نابالغ اولاد جو اس کی پرورش میں ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ر شعبان المعظم ۱۴۰۱ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، چھ بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: کوارٹر 231-230 لطیف آباد یونٹ نمبر 7-c جو بابو عزیز الرحمٰن صاحب نے خرید کیا تھا۔ جس میں کوارٹر 231 حمید الرحمٰن کے نام تھا سب بھائی مشترکہ اپنے روپوں سے کوارٹر کی اقساط جمع کراتے رہے مگر حمید الرحمٰن کے الگ ہو جانے پر بقیہ اقساط کی ادائیگی بنفس نفیس حمید الرحمٰن نے ادا کی اور کوارٹر 230 دیگر بھائیوں نے مشترکہ طور پر ادا کیں اور کل واجبات ادا ہو گئے۔

موجودہ وقت میں جناب جمیل الرحمٰن اور سلیم الرحمٰن صاحب میں نا اتفاقی ہو گئی تو نوبت اینجا رسید کہ کوارٹر 230 کو تقسیم کرنے کا سوال پیدا ہو گیا۔

مذکورہ اعداد و شمار اخراجات بغرض ملاحظہ مطابق بیانات تحریری ادا کر دئے گئے ہیں۔ جو ہمراہ ہیں۔ کوارٹر کے خریدار تحریری طور پر دو صاحبان ہیں۔

۱۔ جمیل الرحمٰن	تحریری دعویدار
۲۔ نعیم الرحمٰن	تحریری دعویدار
۳۔ سلیم الرحمٰن	زبانی دعویدار

لہٰذا گزارش عرض ہے کہ مذکورہ بالا اعداد و شمار کے مطابق کون شخص اس کا حقدار ہے از روئے شرع؟

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کوارٹر 230 اس وقت بھی زیر تعمیر ہے۔ جس کا خرچ جمیل الرحمن صاحب برداشت کر رہے ہیں۔ نام حصہ داران مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ بیوہ عزیز الرحمن، ۲۔ حمید الرحمن، ۳۔ فرید الرحمن، ۴۔ سلیم الرحمن، ۵۔ نعیم الرحمن، ۶۔ شمیم الرحمن، اور ۷۔ ایک دختر۔ سب صاحبان شادی شدہ ہیں۔

فقط: سیّد محمد علی، بانٹوا اسٹریٹ، حیدرآباد، سندھ

الجواب ۷۸۶: باپ نے جو کچھ مال ترکہ میں چھوڑا اس میں اس کے تمام ورثاء حکم شرعی کے مطابق مقررہ حصہ دار ہیں۔ اگرچہ اس میں کسی نے کام زیادہ کیا کسی نے کم۔ صورت مسئولہ میں جب کہ دونوں کوارٹر مرحوم کی ملکیت تھے ان کے انتقال کے بعد اس میں وراثت بطریق ذیل جاری ہوگی۔

میّت مسئلہ ۸ / ۱۰۴

زوجہ	پسر	پسر	پسر	پسر	پسر	پسر	دختر
۱				۷			
۱۳	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷

یعنی کل مال یعنی جائیداد متروکہ کی قیمت لگا کر اس کے جملہ ۱۰۴ حصے کریں۔ ان میں سے ۱۳ حصے بیوی کو، ۱۴-۱۴ حصے ہر بیٹے کے اور ۷ حصے بیٹی کو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ / شعبان المعظم ۱۴۰۱ھ

پوتا، پوتی کا دادا کی وراثت میں حصہ نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید، عمرو، بکر اور اسلم چار حقیقی بھائی اور چار ہمشیرہ تھیں۔ دو بھائی اور ایک بہن کا انتقال ہو گیا۔ کل جائیداد مسمیان کے والد کی تھی۔ ایک بھائی باپ کے سامنے فوت ہو گیا۔ جو کنوارہ تھا۔ دوسرا بھائی جس کا انتقال ہوا اس کی ایک دختر شادی شدہ حیات ہے۔

جو برادر شادی شدہ فوت ہو گیا اس کی دختر کا اپنے دادا کی جائیداد میں کس قدر حصہ ہے؟

دادا کی حیات میں دو پسران کا انتقال ہو گیا۔ اس وقت دو پسران چار دختران اور ایک پسر کی دختر موجود ہے۔

فقط السائل محمد حنیف ولد محمد صوفی ضلع حیدرآباد سندھ

الجواب ۷۸۶: صورت مسئولہ میں فوت شدہ بیٹے کی بیٹی کا اپنے دادا کی وراثت میں کوئی حق نہیں۔ کہ نہ وہ ذوی الفروض میں ہے اور نہ عصبات میں۔ جب کہ دوسرے ذوی الفروض مثلاً اس کے بیٹے بیٹیاں موجود ہیں تو وراثت وہ ذوی الفروض ہیں نہ کہ یہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ / شعبان المعظم ۱۴۰۱ھ

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اگر کسی نے اپنے وارث کو زندگی میں کچھ دیا تو کیا وہ ترکہ میں شمار ہوگا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ہم دو بہن بھائی ہیں۔ بہن شادی شدہ ہے۔ ہمارے والد نے اپنی زندگی میں ایک مکان بہن کو لے کر دیا تھا۔ جو کہ انہوں نے فروخت کر دیا اور اور بعد میں ہمارے مکان میں جو کہ والد صاحب کے نام ہے آکر رہنے لگی اور اب بہن مجھ سے حصہ مانگ رہی ہے۔ آپ قرآن وسنت کی روشنی میں فرمائیں کہ بہن کا کتنا حصہ بنتا ہے؟ فقط عبد الرشید قریشی، لطیف آباد، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں آپ کے والد مرحوم نے جو کچھ اپنی زندگی میں آپ کو یا آپ کی بہن کو یا کسی اور کو دے دیا اس کا وراثت سے کچھ تعلق نہیں۔ جسے جو کچھ دیا جا چکا وہ اس کی ملکیت قرار پا چکا۔ اب وہ مکان جو مرحوم کا مال متروکہ ہے اس کے تین حصے ہوں گے۔ اس میں ایک حصہ آپ کی بہن کا اور دو حصے آپ کے ہیں۔ جب کہ کوئی اور موجود نہ ہو۔ قال اللہ تعالیٰ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ (النساء:11)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳

بنت	ابن
۱	۲

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ رجب المرجب ۱۴۰۱ھ

ایک عورت کے ورثاء میں شوہر، والدہ اور ۵ بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسمات امامن بیگم جو کہ میری منکوحہ شریک حیات تھی۔ عرصہ ۳ سال قبل اس جہاں فانی سے رحلت کر گئی۔ مرحومہ کو اپنے والد کی زرعی زمین میں سے ۸ / ۱ ایکڑ زمین ورثہ میں ملی تھی۔ میری مرحومہ اہلیہ اپنے والد مرحوم عبد الرزاق خان کی واحد اولاد تھی۔ اس وقت صورت حال یہ ہے کہ مرحومہ کے والد اور میری خوش دامن زندہ سلامت ہیں۔ ایک چچا مسمّی عبد الشکور بھی حیات ہیں۔ علاوہ ازیں میری مرحومہ زوجہ کے بطن سے پانچ دختران میرے پاس ہیں جن کے نام و عمر حسب ذیل ہیں۔

۱۔ فرزانہ	بنت شجاعت علی	=	۱۵ سال
۲۔ ثمینہ	بنت شجاعت علی	=	۱۲ سال
۳۔ شبانہ	بنت شجاعت علی	=	۱۰ سال
۴۔ فرخندہ	بنت شجاعت علی	=	۸ سال
۵۔ رخشندہ	بنت شجاعت علی	=	۶ سال

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مذکورہ بیان کی روشنی میں شرعی فتویٰ صادر فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ شکریہ

فقط، شجاعت علی ولد محمد یونس، مسلم راجپوت، ساکن ٹنڈو جام

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں مرحومہ کا تمام مال متروکہ از قسم جائیداد منقولہ و غیر منقولہ ونقد رقوم وزیورات و پارچہ جات وغیرہ، تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض اور وصیت کی ہو تو ایک تہائی (۱/۳) میں اجرائے وصیت کے بعد اس کے ورثہ میں حسب ذیل طریقہ پر ہوگا کہ تمام مال کے ۶۰ حصے کریں، ان میں سے ۱۵ شوہر کو، ۱۰ اماں کو اور آٹھ آٹھ ہر بیٹی کو دیں۔ چچا مسمی عبد الشکور کا اس میں کوئی حصہ نہیں کہ وہ عصبہ ہے اور صورت مسئولہ میں محروم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۱۲/۶۰

شوہر	والدہ	دختر	دختر	دختر	دختر	دختر
۳	۲			۷		
۱۵	۱۰	۷	۷	۷	۷	۷

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ ربیع الاول ۱۴۰۱ھ

زندگی میں تقسیم کرے تو سب کو برابر دے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید اپنی جائیداد تقسیم کرنا چاہتا ہے۔ زید کے تین لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں اور زوجہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ اب زید کی جائیداد میں شرع محمدی کے تحت لڑکوں کو کتنا اور لڑکیوں کو کتنا کتنا حصہ ملے گا؟

فقط سید ہدایت علی، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** اپنی زندگی و صحت میں، اپنا مال یا جائیداد وغیرہ، وارثوں اور دوسرے لوگوں میں تقسیم کرنا ہبہ ہے اور اولاد کو ہبہ کرنے میں لڑکے اور لڑکی دونوں کو برابر دینا چاہئے۔ یہ نہیں کہ لڑکے کو لڑکی سے دو چند دے۔ جس طرح میراث میں ہوتا ہے کہ لڑکے کو لڑکیوں سے دونا ملتا ہے۔ ہبہ میں ایسا نہیں۔ (عالمگیری)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ ربیع الاول ۱۴۰۱ھ

وصیت صرف ایک تہائی میں جاری ہوگی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نظر محمد کا انتقال ہوا۔ انہوں نے بیمہ اور جی پی فنڈ کی رقومات ترکہ میں چھوڑیں۔ متوفی کے وارثوں میں صرف ان کا ایک چچا زاد بھائی مسمی اکرام الدین ہے اور اکرام الدین کی ایک لڑکی ہے۔ جس کے نام مرحوم نے اپنے تمام فنڈ منتقل کر دیئے تھے۔ مرحوم غیر شادی شدہ تھے۔ ان کے والدین کا انتقال ہو چکا اور اکرام الدین اور رضیہ بانو بنت اکرام الدین کے علاوہ مرحوم کا کوئی اور وارث نہیں۔ اس صورت میں ترکہ کا حقدار کون بنے گا؟

سائل اکرام الدین، تکی شاہ روڈ، ریلوے کالونی، حیدرآباد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں مسمّی نور محمد کا تمام مال متروکہ' از قسم جائیداد منقولہ وغیر منقولہ' تجہیز و تکفین' وادائیگی قرض اور ایک تہائی مال میں اجرائے وصیت کے بعد' جب کہ متوفی کا کوئی اور وارث نہیں' صرف اور صرف اس کے چچا زاد بھائی اکرام الدّین کو ملے گا۔ اکرام الدّین کی بیٹی جسے متوفی نے اپنا بنا کر اپنے پاس رکھا صرف وہی اموال پائے گی جو متوفی نے اپنی زندگی و صحت میں اس کے نام منتقل کر کے اس کے قبضہ میں دے دیئے تھے اور وہ ان کی زندگی میں ان اموال کی مالک بن چکی تھی۔ ورنہ وصیت' احکام شریعت کے مطابق تمام مال کے ایک تہائی میں جاری ہوتی ہے۔ اس سے زیادہ میں نہیں۔ ایک تہائی سے جو کچھ زیادہ ہوگا وہ اس کے ورثہ کو ملے گا اور یہاں متوفی کا وارث صرف اکرام الدّین ہے اور وہی بطور عصبہ باقی ماندہ مال کا حقدار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ ر ربیع الاوّل ۱۴۰۱ھ

ایک شخص کے ورثاء میں دو بیویاں، ۳ بھائی اور ایک بہن ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک بزرگ نیاز احمد کا انتقال ہوا۔ ان کے چار بھائی اور دو بہنیں ہیں۔ ایک بھائی اور ایک بہن کا ان کی زندگی میں انتقال ہو گیا۔ تمام بہن بھائی اولاد والے ہیں' سوائے نیاز احمد کے۔ نیاز احمد کی دو بیویاں تھی اور بے اولاد تھیں۔ پہلی بیوی حیات ہے۔ پہلی بیوی کو نیاز صاحب نے اپنی زندگی میں ایک ہوٹل اور دوسری بیوی کو ایک مکان دیا اس کے علاوہ کچھ اور جائیداد بھی ہے۔ پہلی بیوی کا بھی انتقال شوہر کے بعد ہو گیا ہے۔ پہلی بیوی کے چار بھائی اور چار بہنیں ہیں۔ ان کی زندگی میں ان کے دو بھائی اور ایک بہن کا انتقال ہو چکا ہے۔ جن کی اولاد ہے۔ ایک بھائی کا بعد میں انتقال ہوا۔ مرنے والی کے جو بھائی بہن ہیں۔ ان کی اولاد کا بھی کیا کوئی حصّہ ہے؟ سائل اطہر شہزاد' لطیف آباد' حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: متوفی نیاز احمد کے انتقال کے بعد ان کا تمام مال متروکہ' ان کی وفات کے وقت موجود ان کے ورثہ یعنی دو بیویاں' تین بھائی اور ایک بہن میں' تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میت مسئلہ ۵۶/۴

زوجہ	زوجہ	برادر	برادر	برادر	خواہر
	۱		۳		
۷	۷	۱۲	۱۲	۱۲	۶

یعنی تمام مال کے ۵۶ حصے کریں۔ ان میں سے ہر بیوی کو ۷-۷' ہر بھائی کو ۱۲-۱۲' بہن کو ۶ حصے دیں۔ متوفی نے اپنی زندگی میں جتنا' جسے ہبہ کر دیا اور اس کے قبضہ میں دے دیا مثلاً جائیداد غیر منقولہ کا داخل خارج' اس کے نام کر دیا' وہ اسی کی ملک ہوگا۔ اس میں نیاز احمد کے دوسرے ورثہ کا کوئی حق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یوہیں پہلی بیوی کے انتقال کے وقت جب کہ صرف دو بھائی اور تین بہنیں زندہ موجود تھیں اور ان کے علاوہ کوئی وارث نہ تھا تو ان کا تمام مال متروکہ تمام حقوق کی ادائیگی کے بعد ان کے دو بھائیوں اور تین بہنوں میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا یعنی تمام مال متروکہ کے ۷ حصے کریں، ان میں سے ہر بھائی کو ۲ اور ہر بہن کو ایک حصہ دیں۔ مرنے والی کے جو وارث اس کی زندگی میں فوت ہو گئے ان کی اولاد کا کوئی حصہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۷

برادر	برادر	خواہر	خواہر	خواہر	
۲	۲	۱	۱	۱	واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۱۹ رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ

کسی وارث کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ دوسرے کے حصے کا مال ہبہ کر دے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میرے والد چچا، تایا تین بھائی ہیں۔ ان میں تایا کا انتقال ہو چکا ہے۔ ان کی کوئی اولاد وغیرہ نہیں ہے، صرف میری تائی ہیں۔ اُن کی جائیداد کا وارث کون ہونا چاہئے؟ اس میں میری تائی اور میرے چچاؤں کا کیا حق ہوگا؟ ایک شخص نے دشمنی کی بناء پر میری تائی کو ورغلا کر اُن کا مکان مسجد کے نام کرا دیا ہے، جب کہ ہم اس کے وارث موجود ہیں، جو کہ خود کرایوں کے مکان میں رہتے ہیں۔

جب یہ مکان مسجد کو لکھا گیا تھا نہ تو ہمیں معلوم ہوا اور نہ ہی اہل محلہ کو اور نہ پڑوسیوں وغیرہ کو معلوم ہوا، مکان مسجد کا نام کرانے والا شخص غیر عقیدے کا ہے اور اس میں گواہ بھی غیر عقیدے کے ہیں اور وہ بھی غیر محلے کے شخص ہیں۔

لہٰذا شریعت کے مطابق ہمیں اس کا جواب عنایت فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ شکریہ

فقط عبدالکریم، سیٹلائٹ ٹاؤن، میر پور خاص

۷۸۶ **الجواب:** تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض کے بعد، اگر میت نے کوئی وصیت کی ہے تو وہ صرف کل مال کے ایک تہائی میں نافذ ہوگی اور اگر کوئی وصیت نہیں کی تو میت کا تمام مال متروکہ اس کے ورثہ میں تقسیم ہوگا اور صورت مسئولہ میں جب کہ متوفی کے جائز ورثہ موجود ہیں یعنی ایک بیوی اور تین بھائی۔ تو اس صورت میں، متوفی کا کل مال متروکہ، از قسم جائیداد منقولہ و غیر منقولہ زیورات و پارچہ جات و نقد رقوم وغیرہ، جو بھی چھوڑا۔ اس کے موجودہ ورثہ میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میت مسئلہ ۴

زوجہ	برادر	برادر	برادر
۱	۱	۱	۱

عورت کو ہرگز ہرگز اس کا حق نہیں کہ وہ دوسرے ورثہ کا حق، اُن کی اجازت کے بغیر اپنی مرضی سے صرف میں لائے یا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اسے فی سبیل اللہ کسی مدرسہ یا مسجد کو دے دے۔ ہاں اپنے حصہ پر اسے یہ اختیار حاصل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ رشوال المکرم ۱۴۰۱ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، والدہ، بھائی اور بہن ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: چند روز قبل میرے (یعنی محمد حسین ولد عنایت علی خان کے) سگے ماموں مشتاق احمد قائم خانی کا رضائے الٰہی سے انتقال ہو گیا۔ مرحوم ایک زمیندار شخص تھے اور ان کی زرعی زمین چھیانوے ایکڑ سامارو ضلع تھر پارکر میں واقع ہے۔ ان کا ایک مکان ہے اور مکان سے متصل ایک پلاٹ بھی ہے۔ مرحوم کی بیوہ عنایت بانو اولاد کی نعمت سے محروم ہے اور عرصہ دراز سے ایک عزیزہ (مرحوم مشتاق خان کی بہن سائرہ بانو) کی سازش کے نتیجے میں اپنے میکے (حیدرآباد) میں ہے۔ مرحوم کی ایک اور چھوٹی بہن بنام ممتاز بانو ہے جو ڈگری میں رہائش پذیر ہے۔ اور اس کے علاوہ ممتاز بانو کے تین بیٹے اور چار لڑکیاں ہیں جب کہ ممتاز بانو کے خاوند زندہ ہیں۔ مرحوم کی بڑی بہن سائرہ بانو (مقیم سامارو) کے صرف دو بیٹے ہیں اور مجازی خدا رحلت فرما چکے ہیں۔ مرحوم مشتاق احمد کی سگی والدہ اور چھوٹا بھائی انڈیا میں مقیم ہیں۔ مشتاق احمد خان کی ایک مرحومہ بہن کے بچے بھی انڈیا میں ابتداء ہی سے رہائش پذیر ہیں۔ مرحوم مشتاق احمد خاں کی ایک مرحومہ بہن کا کچھ قرضہ بھی واجب الادا ہے۔ جو مرحوم کے علاج معالجہ اور دیگر ضروریات کے لئے فراہم کیا گیا تھا۔ مرحوم کی کچھ زمین عنایت علی خان کے پاس بطور مقاطع ہے۔ مرحوم زیادہ تر اپنی زمین پر ہی رہتے تھے اور جب شہر آتے تو سامارو میں رہتے، کیوں کہ سامارو ہی گوٹھ سے قریب واقع ہے۔ ان کا انتقال بھی سامارو میں ہوا ہے۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ ان کی زمین اور مکان کے وارث کون رشتہ دار ہیں؟ اور ان کا حصہ کتنا بنتا ہے؟ مرحوم نے سامارو میں اپنے آخری ایام میں رشتے داروں کے دباؤ کے نتیجہ میں اپنی زمین تقسیم بھی کی ہے اس کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ اطلاعات کے مطابق ایک بلاک (یعنی ۱۱۶ ایکڑ زمین) بیوہ عنایت بانو کو دیا گیا ہے اور سامارو میں مکان سے متصل پلاٹ بھی بیوہ کے نام کیا گیا ہے۔ یہ کاغذات سامارو میں مقیم مرحوم کی بہن کے پاس ہیں۔

۲۔ مرحوم کے سامارو کے مکان میں مرحوم کی بڑی بہن سائرہ بانو مقیم ہیں۔ خود کا مکان کرایہ پر دے رکھا ہے۔ یہ مکان سائرہ بانو اور ان کے لڑکوں کے نام کیا گیا ہے جب کہ دونوں لڑکوں کو زمین ۲۰؍ ایکڑ اور خود سائرہ بانو کو ۳۲؍ ایکڑ زمین دی گئی ہے۔

۳۔ مرحوم کی چھوٹی بہن ممتاز بانو کے نام صرف ۱۶؍ ایکڑ زمین کی گئی ہے۔

۴۔ ایک غیر مسلم ہاری کو آٹھ ایکڑ جب کہ موصولہ اطلاعات کے مطابق چار ایکڑ مسجد کے نام کی گئی ہے۔ مرحوم کی کچھ زمین تقسیم کے بغیر پڑی ہوئی ہے جب کہ مال مویشی بھی کسی کے نام نہیں کیے گئے۔

مرحوم مشتاق خاں کے بہنوئی یعنی ممتاز بانو کے شوہر اور میرے والد عنایت علی خان جو مرحوم کی زمین کے مقاطع دار ہیں۔ سول کورٹ میں کیس کرنے کے متمنی ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ بیوہ بمعیت دونوں سگی بہنوں کو اس کا جائز حصہ ملے۔ مرحوم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مشتاق احمد خان کی تقسیم سے قطع نظر، براہ کرم ہمیں اس بات سے مطلع کیا جائے کہ مرحوم کے صحیح وارث کون کون ہیں؟ اور کتنا کتنا حصہ ملے گا؟ فقط السائل محمد حسین ناز، ضلع تھرپارکر سندھ

۷۸۶ الجواب: تحریر سے ظاہر ہے کہ متوفی نے اپنے بعد حسب ذیل وارث چھوڑے ہیں۔

۱۔ بیوہ '۲۔ والدہ '۳۔ بھائی '۴۔ بہن '۵۔ بہن۔ ایسی حالت میں متوفی کا تمام مال متروکہ از قسم جائیداد منقولہ وغیر منقولہ 'وزیورات و پارچہ جات وغیرہ' ان کے انہیں ورثہ پر تقسیم ہوگا۔ بہن کی اولاد یا بہنوئی کا ان کی ملکیت میں کوئی حصہ بطور وراثت نہیں۔ البتہ ان کے مال متروکہ سے کچھ حصہ اوّلاً تجہیز و تکفین میں صرف کیا جائے گا۔ پھر ان پر جو قرض ہے وہ ادا کیا جائے گا۔ پھر کوئی وصیت وارث کے علاوہ 'کسی اور کے لئے مثلاً مسجد و دینی مدرسہ یا کسی فرد کے لئے کی ہے تو وہ وصیت ایک تہائی میں جاری ہوگی۔ تجہیز و تکفین 'ادائیگی قرض اور ایک تہائی مال میں اجرائے وصیت کے بعد 'متوفی کا تمام مال متروکہ مذکورہ بالا ورثہ میں اس طرح تقسیم ہوگا۔ یعنی کل مال متروکہ کے ۹۶ حصے کریں۔ ان میں سے ۱۲ بیوہ کو '۱۶ والدہ کو '۳۴ بھائی کو اور ہر بہن کو ۱۷-۱۷ اسہام دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میّت مسئلہ ۹۶/۲۴

زوجہ	والدہ	برادر	خواہر	خواہر
۳	۴		۵	
۱۲	۱۶	۳۴	۱۷	۱۷

اور اپنی زندگی میں جو کچھ مال وہ دوسرے کو دے کر اپنی ملک سے نکال کر اس کے قبضہ میں دے چکا وہ اسی کا ہونے میں قبضہ، داخل خارج سے سمجھا جائے گا یعنی وصیت کرنا کافی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ ر شوال المکرم ۱۴۰۱ھ

ایک آدمی کے ورثاء میں بیوی' باپ اور دو بہنیں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میرا ایک لڑکا اور دو لڑکیاں ہیں۔ جن کی شادی میں نے کردی ہے۔ لڑکی اپنے گھر بار کی ہے۔ لڑکے کی شادی تقریباً دو ڈھائی سال پہلے، کی تھی۔ قضاء الٰہی سے اس کا انتقال مورخہ ۳ ر اگست ۱۹۸۱ء بروز پیر ہوگیا۔ مرحوم کی بیوی موجود ہے اور میں باپ اور اس کی دو بہنیں بقید حیات ہیں۔ لہٰذا غیر منقولہ ایک پلاٹ میں نے آج سے تیس سال قبل خود اپنے نام سے خرید کیا۔ میرے لڑکے عارف مرحوم کی عمر جب چار سال تھی میں نے اس پلاٹ کو تقریباً دس سال بیشتر محمد عارف کے نام کردیا۔ مبلغ ایک ہزار روپیہ میں، اس پلاٹ کی تعمیر اب سے چار سال قبل میں نے کی جس میں بیشتر حصہ کمائی کا میرا ہے۔ محمد عارف نے میرا ہاتھ اس وقت سے بٹانا شروع کیا جب اس کی عمر سولہ سال ہوگئی۔ ہم دونوں باپ بیٹے مرحوم کے انتقال تک، ساتھ رہے ہیں۔ ہم ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوئے لہٰذا اس کی بیوہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کا شرعی حق قرآن وحدیث کی روشنی میں تحریری کیا جائے۔

۲۔میں نے اپنی لڑکی کی شادی دو ڈھائی سال قبل کی تھی۔لڑکے کی دلہن کو کچھ زیور پہنایا تھا جو کہ میرا ذاتی خرید کیا ہوا تھا۔اس زیور میں مرحوم کی بیوہ کا حق شرعی کیا بنتا ہے؟

۳۔میرے لڑکے کے ذمہ کچھ قرض ہے۔اس کا شرعی فیصلہ کیا ہے کہ اس کی ادائیگی میں کس کس کو حصہ لینا ہے؟

فقط حاجی عبدالرؤف، چھوٹکی گٹی، حیدرآباد

۷۸۲ الجواب: صورت مسئولہ میں جو پلاٹ، مبلغ ایک ہزار روپیہ کے عوض، محمد عارف کے نام کیا گیا اگر چہ اس کی قیمت وصول نہ کی، گویا معاف کردی تو وہ پلاٹ محمد عارف مرحوم کی ملکیت ہے اس میں وراثت جاری ہوگی اور شرعاً اس کے ورثہ میں تقسیم ہوگا اور تقسیم کی صورت یہ ہے کہ محمد عارف متوفی کا تمام مال متروکہ، خواہ جائیداد منقولہ ہو یا غیر منقولہ، نقدی ہو یا زیورات یا اور کچھ، اس میں سب سے پہلے تجہیز وتکفین عمل میں آئے گی۔ پھر اس نے اپنے اوپر قرض چھوڑا ہے تو اس مال سے قرض ادا کیا جائے گا۔ پھر اگر اس نے کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی مال میں وصیت جاری ہوگی۔ان سب کے بعد محمد عارف کے ورثہ میں اس کا مال اسطرح تقسیم ہوگا۔

میت مسئلہ ۴

زوجہ	باپ	بہن	بہن
۱	۳	محروم	محروم

یعنی کل مال کے ۴ حصے کریں۔ان میں سے ۱ حصہ، بیوی کو دیں اور باقی تین حصے باپ کو۔بہنیں خواہ شادی شدہ ہوں یا کنواری۔اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔دونوں محروم رہیں گی۔

۲۔شادی میں جو جہیز عورت کو ماں باپ کے ہاں سے ملتا ہے وہ تمام کا تمام عورت ہی کی ملکیت ہے۔اس کے کسی حصہ میں کسی اور کا حق نہیں۔تمام وکمال اسے واپس کیا جائے۔(درمختار وغیرہ)

۳۔چڑھاوے کا زیور بری کے جوڑے وغیرہ میں حکم شرعی یہ ہے کہ اگر اس زیور وغیرہ کا، عورت کو مالک کردیا گیا تھا۔خواہ صراحتہً کہہ دیا تھا کہ ہم نے اس کا تجھے مالک کیا۔یا وہاں کے رسم ورواج سے ثابت ہو کہ وہ زیور وغیرہ تملیک ہی کے طور پر دیتے ہیں جیسا کہ ہمارے اطراف میں شرفاء کا دستور ہے کہ دے کر پھر نہیں لیتے، تو وہ بھی عورت ہی کی ملک ہے۔ورنہ جس نے چڑھایا اس کی ملک ہے۔خواہ وہ شوہر کا باپ ہو یا ماں ہو یا خود شوہر۔اور جو زیور شوہر نے بنوا کر، عورت کو دے دیا یعنی اس کے قبضے میں دے کر اسے مالک بنادیا اور عورت کا قبضہ بھی ہوگیا تو وہ زیور بھی عورت کی ملک ہے۔غرض چڑھاوے وغیرہ میں دار ومدار، وہاں کے رسم ورواج پر ہے۔اگر عورت کی تملیک سمجھتے ہیں تو عورت مالک ہے ورنہ چڑھانے یا بنوانے والا مالک ہے۔(فتاویٰ رضویہ)۔واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۲۰ رشوال المکرم ۱۴۰۱ھ

http://t.me/tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، ۵ بیٹے اور ایک بیٹی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید مرحوم نے دو شادیاں کیں۔ پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے۔ پہلی بیوی سے ایک لڑکا ہے اور دوسری بیوی سے جو حیات ہے پانچ بچے ہیں، جن میں چار لڑکے اور ایک لڑکی ہے۔ لہٰذا مرحوم کی جائیداد شریعت مطہرہ کے مطابق کس طرح تقسیم ہوگی؟ اور کس کا کتنا حصہ بنے گا؟

فقط السائل واحد علی عثمان، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں متوفی کا تمام مال متروکہ، تجہیز و تکفین، و ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد، اس کے موجودہ ورثہ میں اس طرح تقسیم ہوگا کہ تمام مال کے (۸۸) اٹھاسی حصے کریں۔ ان میں سے (۱۱) بیوہ کو، (۱۴-۱۴) ہر بیٹے کو اور (۷) بیٹی کو دیں۔ میت کی اولاد میں یہ نہیں دیکھا جاتا کہ پہلی بیوی سے ہے یا دوسری بیوی سے اور نہ یہ ہوتا ہے کہ آدھا ایک بیوی کی اولاد کو دیں اور آدھا دوسری کی اولاد کو۔ بہر حال صورت تقسیم یہ ہے۔ ہاں میت کی کوئی بہن ہے تو وہ اس سے محروم رہے گی۔

میت مسئلہ ۸/۸۸

زوجہ	ابن	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت
۱			۷			
۱۱	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ، ۲۶ رشوال المکرم ۱۴۰۱ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بھائی، بھانجہ اور بھتیجے ہیں

سوال: محترم جناب حضرت علامہ مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: محمد دین نے اپنے پیچھے یہ ورثاء چھوڑے ہیں۔ ایک بھائی مسمّی مستقیم اور بھانجے اور بھتیجے۔ یاد رہے کہ مستقیم کے علاوہ متوفی محمد دین کے تمام بھائی اور بہنیں متوفی کی حیات ہی میں فوت ہو گئے۔ از روئے شریعت ورثاء کو کتنے حصے ملیں گے؟ اور کون محروم رہے گا؟

فقط محمد حنیف ولد مستقیم راجپوت، ٹنڈو الہ یار، ضلع حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** اگر واقعتہً متوفی کا کوئی اور وارث اس کے بھائی، بھتیجوں اور بھانجے کے سوا موجود نہیں تو ایسی صورت میں متوفی کا تمام مال متروکہ، تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد، باقی ماندہ مال کا مقدار صرف میت کا بھائی ہے۔ بھانجے درکنار، بھتیجوں کا بھی کوئی حق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۲۶ رشوال المکرم ۱۴۰۱ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی بیٹی اور بہن ہے

سوال: محترم جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسمات لطیفن زوجہ عبدالرحمٰن کی ہے۔ اس کے شوہر یعنی عبدالرحمٰن کا تقریباً نو ماہ ہوئے انتقال ہو گیا ہے اور اس سے ایک لڑکی بھی ہے اور وہ شادی شدہ ہے۔ عبدالرحمٰن مذکور کی ایک بہن بھی ہے لہٰذا عرض یہ ہے کہ اب اس صورت حال میں ان تینوں کو کتنا کتنا حصہ ملے گا؟ فقط السائلہ مسمات لطیفن

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں مسمّی عبدالرحمٰن کا تمام مال متروکہ اس کی تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو کل مال کے ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد، حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہو گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۸

زوجہ	دختر	ہمشیرہ	
۱	۴	۳	
۲/آنہ	۸/آنہ	۶/آنہ	واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ — یکم ذی قعدہ ۱۴۰۱ھ

اگر اصل جائیداد میّت کے باپ کی ہو تو بہو کو اس میں دعویٰ کا حق نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ۱۔ ہم ۷ بھائی ہیں اور ۵ بہنیں ہیں اور ہم والد کے ساتھ رہتے ہیں اور والدہ بھی ہمارے ساتھ رہتی ہیں۔ والد کا انتقال ہو گیا ہے اور ہم سب ایک مکان میں رہتے ہیں اور ہمارا خرچ سب ساتھ میں ہوتا ہے۔ نیچے ایک عدد کارخانہ اور اوپر مکان ہے، جو نظام الدین (ہمارے بھائی) کے نام پر ہے۔ جو بھی اس مکان میں رقم لگی ہے، وہ ہمارے والد صاحب کی ہے۔ والد صاحب نے نظام الدین کو کہا تھا وہ میری جگہ کام کرے گا۔ نظام الدین کے مرنے کے بعد یہ جھگڑا کھڑا ہوا ہے کہ نظام الدین کی بیوہ یہ کہتی ہے کہ یہ ملکیت میری ہے۔ والدہ نے یہ فیصلہ دیا کہ اس میں برابر کا حصہ ہے، کسی ایک کی جائیداد نہیں ہے اور کچھ عرصہ کے بعد والد صاحب کا انتقال ہو گیا۔ جب کہ دو بیٹیاں اور دو بیٹے والد صاحب کی موجودگی میں گزر گئے اور اس کے بعد والد صاحب کا انتقال ہو گیا۔

نظام الدین نے مرنے سے پہلے ایک عدد تحریری حلف نامہ اپنے بھائیوں کو دیا تھا۔ یہ تحریر موجود ہے۔ اب آپ سے عرض ہے کہ اس میں برابر کے حصہ میں جو کچھ آیا ہے اس کے بارے میں ہمیں تقسیم کر کے بتائیں؟ فقط السائل، محمد عمر

۷۸۶ الجواب: اگر یہ بات سچ ہے کہ وہ مکان، نظام الدین کے والد کی ملکیت تھا اور نظام الدین، اپنی زندگی میں بھی اس کا نگراں، اور اپنے والد کی جگہ ساری جائیداد و کاروبار کی نگرانی کرتا رہا اور ساری ملکیت، باپ ہی کی رہی تو اس مکان میں زوجہ نظام الدین کو کسی دعوی کا حق نہیں پہنچتا۔ زوجہ نظام الدین صرف اسی مال میں حصہ پائے گی جو نظام الدین کی ملک تھا اور

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مرتے دم تک اس کی ملکیت رہا۔ نظام الدین کے انتقال کے بعد' اس مکان و دوکان اور کاروبار کی نگرانی بھی' نظام الدین کے والد کی طرف لوٹ آئی اور ملکیت تو اس کی باقی ہی تھی اور اب کہ نظام الدین کے والد کا بھی انتقال ہو گیا تو اس کی ساری ملکیت اس کے ورثہ میں تقسیم ہو گی۔ جس میں نظام الدین کی بیوہ کا حق نہیں بلکہ نظام الدین کی اولاد ہے تو اس کا بھی حق نہیں کہ مرنے والے کے بیٹے موجود ہیں۔ اولاد کی صحیح تعداد معلوم نہیں لہٰذا جواب اتنا ہے کہ مرنے والے باپ کے تمام مال متروکہ میں تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی مال میں اجرائے وصیت کے بعد' آٹھواں حصّہ ان کی زوجہ کا ہے اور باقی بھائی بہنوں کا۔ ہر بھائی کو ہر بہن سے دونا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ رذی قعد ۱۴۰۱ھ

اگر جائیداد مشترک ہے تو بھی حصّہ برابر کا ہو گا اگرچہ ایک نے زائد کام کیا ہو اور دوسرے نے کم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: دو سگے بھائیوں کی مشترکہ جائیداد ہے اور کام بھی مشترک ہے۔ بڑے بھائی کی ایک لڑکی ہے اور چھوٹے بھائی کے دو لڑکے ہیں۔ بڑے بھائی کا انتقال ہو گیا تو چھوٹے بھائی نے بڑے بھائی کی لڑکی کا نکاح کر دیا اور اسے کوئی جائیداد دیئے بغیر نکال دیا۔

کچھ عرصہ کے بعد چھوٹے بھائی کا بھی انتقال ہو گیا۔ دونوں لڑکے اب جائیداد فروخت کر کے آپس میں تقسیم کرنا چاہتے ہیں اور لڑکی کو کچھ نہیں دے رہے۔ از روئے شرع بتائیں کہ لڑکی کا وراثت میں کچھ حصّہ ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کتنا ہے؟

فقط۔ شہرت النساء زوجہ جمیل احمد انصاری، انصاری محلہ' پریٹ آباد' حیدرآباد' سندھ

۷۸۶ الجواب: دونوں بھائیوں کی جائیداد جب کہ مشترکہ تھی اور کاروبار بھی مشترک' تو اس کاروبار کے منافع میں بھی دونوں بھائی شریک ہیں اور مال بڑھا ہے تو وہ بھی دونوں کا برابر برابر ہے۔ اگرچہ ایک نے کام کم کیا دوسرے نے زیادہ۔ بعض نے اچھی تدبیریں بتائیں ہوں جن سے منافع ہوا' دوسرے نے نہیں۔ فتاویٰ خیریہ میں ہے **لو اجتمع اخوۃ یعلمون فی ترکۃ ابیھم و نما المال فھو بینھم سو یۃ ولو اختلفوا فی العمل والرای** لہٰذا مرحوم بھائی کے ترکہ سے نصف حصّہ اس کی بیٹی کو دلایا جائے گا اور باقی نصف اس کے بھائی کا ہو گا۔ گویا تمام روپیہ جو کاروبار میں لگا ہے اس کا (ایک چوتھائی) ۱/۴ بیٹی کا ہے اور باقی ۳/۴ (تین چوتھائی) اس کے بھائی کا۔ نصف خود اس کا اپنا اور باقی ۱/۴ (ایک چوتھائی) بھائی کی جائیداد کا بطور عصبہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ رصفر المظفر ۱۴۰۱ھ

اگر پوتے کے علاوہ کوئی اور وارث نہیں تو سب ترکہ پوتے کو ملے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میرے سگی دادی کا انتقال ہو گیا۔ وہ اپنی ملکیت میں سے کچھ نقدی و زیور مسجد کے لئے وصیت کر گئی ہیں۔ جس کے چند گواہ ہیں۔ لیکن کچھ معزز اشخاص یہ کہتے ہیں۔ جب سگا پوتا موجود ہے تو حق

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پوتے کا بنتا ہے تو براہ کرم اس مسئلہ پر قرآن وسنت کی تفصیل سے پورا پورا حق جو ہے بتایا جائے؟ نوٹ! پوتے کے علاوہ ان کا کوئی اور وارث نہیں ہے۔ فقط۔ شبیر احمد، ڈاکخانہ تحصیل و ضلع میر پور خاص

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں جب کہ متوفاۃ کا پوتے کے سوا کوئی اور وارث موجود نہیں ان کا تمام مال متروکہ تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض اور جب کہ وصیت کی ہے تو کل مال کی ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد مرنے والی کے پوتے کو دے دیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ محرم الحرام ۱۴۰۱ھ

عاق کرنے کے باوجود وارث ترکہ میں سے حصّہ پائے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میرے چند لڑکے ہیں۔ ان میں ایک بالکل نافرمان ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اس کو گھر سے نکال دوں۔ میں نے اس کی شادی بھی کرادی ہے۔ کیا از روئے شرع اس کو میں گھر سے خارج کر سکتا ہوں یا نہیں؟ اور میرے مرنے کے بعد میری ملکیت میں وہ حقدار ہوگا یا نہیں؟ سائل عنایت علی ولد عبدالامام، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: اولاد نالائق و نافرمان ہو تو باپ کو اختیار ہے کہ وہ اب اپنے ساتھ رکھے یا نہ رکھے۔ اسے کچھ دے یا نہ دے۔ لیکن باپ کے مرنے کے بعد باپ کی تمام ملکیت میں جیسے اور وارث حق دار ہیں یہ بھی حقدار ہوگا اگرچہ عاق کر دیا جائے۔ ہاں باپ اپنی زندگی ہی میں اپنی ملکیت اپنے ورثہ میں تقسیم کر دے اور ان کی ملکیت میں دے دے تو مرتے وقت نہ اس کا کوئی مال ہوگا اور نہ اس کا کوئی دعویدار۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ محرم الحرام ۱۴۰۱ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، ۵ بیٹے اور بیٹی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مرحوم کی جائیداد ایک مکان کی شکل میں ہے۔ جس کا ایک بڑا لڑکا شادی شدہ بمعہ اپنے بچوں اور ایک بیوی کے ساتھ رہتا ہے۔ جب کہ دوسری بیوی جو کہ حیات ہے اس کے چار لڑکے اور ایک لڑکی ہے۔

۲۔ جب کہ بڑے بھائی نے اپنے والد کی تجہیز و تکفین پر تقریباً -/۱۵۰۰۰ روپے قرضے لے کر خرچ کیا۔ جب کہ مرحوم کی دوسری بیوی جو کہ حیات ہے۔ کہتی ہے کہ تقریباً -/۸۰۰۰ روپے قرضہ مرحوم پر واجب الادا ہے۔ جو کہ بڑے بیٹے کی شادی پر خرچ کیے تھے بتایا ہے۔ اب بتائیں کہ جائیداد کی تقسیم کس طرح کریں؟ حصّہ کس طرح ادا کیا جائے؟

فقط السائل حسن علی عثمان، عثمان آباد، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں میت کے مال متروکہ سے اس کی تجہیز و تکفین کے جائز مصارف یعنی وہ مصارف جن کا تعلق صرف کفن دفن سے ہے پورے کریں۔ (نہ وہ کہ نیاز فاتحہ کے نام پر کنبہ والوں کی دعوت پر جو عموماً تیجہ اور چہلم پر رواج بن گیا ہے خرچ کیا جائے)۔ پھر میت نے اپنے اوپر جو قرض چھوڑا ہے وہ ادا کیا جائے۔ تجہیز و تکفین اور ادائیگی قرض کے بعد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اگر مرنے والے نے کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی (۱/۳) سے اسے پورا کیا جائے۔ ان سب کے بعد ترکہ میت کے موجودہ ورثہ میں تقسیم کر دیں۔ اس طرح کہ کل مال کے (۸۸) حصے کریں ان میں سے (۱۱) بیوہ کو اور (۱۴-۱۴) حصے ہر بیٹے کو (خواہ پہلی بیوی سے ہوں یا دوسری سے) اور (۷) حصے بیٹی کو دیں۔ ہکذا

میت مسئلہ ۸/۸۸

بنت	ابن	ابن	ابن	ابن	ابن	زوجہ
۷	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۱

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

یکم ذی قعدہ ۱۴۰۱ھ

میت کے بیٹے یا پوتے ہوں تو بھائی وارث نہیں ہوتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: رضیہ بیگم اپنے شوہر کے ہاتھوں ہلاک ہوگئی۔ مرحومہ کی وفات کے وقت مندرجہ ذیل ورثاء زندہ تھے۔

۱۔ والدہ روشن بی بی، ۲۔ دو بھائی محمد انور اور شیر محمد، ۳۔ تین بہنیں فاطمہ، جنت، بیگم، ۴۔ ایک بھائی برکت علی مرحوم کی اولاد، ۵۔ مرحوم کی چار بیٹیاں، ۶۔ تین بیٹے محمد حفیظ، محمد اجمل، محمد اکمل

ان ورثاء میں شرعاً ۵، ۱، ۶ وارث ٹھہرے۔ باقی ۲، ۳، ۴ محروم ہوئے۔ ایک بھائی محمد انور اپنے آپ کو مرحومہ رضیہ بیگم کی دیت کا حقدار سمجھتا ہے جب کہ اس کا شرعاً حق نہیں ہے۔ مگر وہ لالچ میں کذب بیانی سے کام لے رہا ہے۔ کیا محمد انور وارث ہے؟

۲۔ رضیہ بیگم مرحومہ کی والدہ، روشن بی بی نے اپنی زندگی میں اپنی بیٹی کا قصاص اور اپنے حصے کی دیت معاف کر دی تھی اور دو معزز مسلمان گواہوں کے روبرو تحریر بھی لکھ دی ہے۔ اس تحریر کے پونے دو ماہ بعد وہ بیچاری اللہ کو پیاری ہوگئی۔ اب انور کہتا ہے کہ والدہ کی وفات کے بعد وہ دیت کا مالک ہے۔ جب کہ روشن بی بی یعنی محمد انور کی والدہ نے اپنی زندگی میں معاف کر دیا تھا۔ کیا محمد انور کو شرعاً دیت ملنی چاہئے؟

۳۔ رضیہ بیگم کی ہلاکت کی رپورٹ چونکہ محمد انور نے تھانے میں درج کروائی تھی۔ اس لئے وہ فریادی بنا۔ اب انور کا کہنا ہے کہ چونکہ وہ فریادی ہے۔ اس لئے رضیہ بیگم کا وارث بھی وہ ہے اور دیت کا حقدار بھی ہے۔ لیکن قاتل کا کہنا ہے کہ کسی بھی واردات کا کوئی بھی فریادی ہو سکتا ہے۔ جس نے واقعہ دیکھا ہو یا سنا ہو۔ وہ رپورٹ یا اطلاع دے سکتا ہے۔ چاہے پڑوسی ہو یا راہ چلتا مسافر۔ رپورٹ درج کروانے یا فریادی بننے سے شرعاً اس مقتولہ کا وارث تو وہ نہیں بن جاتا۔ کیا محمد انور اپنی بہن کے مقدمے میں فریادی ہونے کے سبب دیت کا حقدار ہوگا؟ کیا ان تینوں مندرجہ بالا صورتوں میں محمد انور شرعاً مرحومہ رضیہ بیگم کا وارث ہے؟ اور دیت کا حقدار ہے؟ اب آپ اس مسئلہ کو حل فرمائیں۔ شکریہ

فقط محمد حنیف، حیدرآباد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب:** سوال سے ظاہر ہے کہ مرحومہ نے اپنے ورثاء میں چار بیٹیاں' تین بیٹے اور ایک ماں چھوڑی اور دو بھائی محمد انور اور شیر محمد۔ لیکن یہ دونوں بھائی وراثت میں کوئی حق نہیں رکھتے کہ بیٹے موجود ہیں۔ فرائض کی مشہور کتاب سراجی میں ہے اولھم بالمیراث جزء المیت ای البنون ثم بنوھم وان سفلوا ثم اصلہ ای الاب ثم جزء ابیہ الخ۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ عصبات میں سب سے مقدم بیٹا پوتا ہے۔ اس کے بعد باپ دادا۔ پھر حقیقی بھائی۔ اگر میت کے بیٹے یا پوتے یا باپ دادا موجود ہوں تو حقیقی بھائی وارث نہیں ہوتا۔ لہٰذا محمد انور کا دعویٰ ناحق ہے۔ اور ناقبولِ قبول۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ رذی قعدہ ۱۴۰۱ھ

بیوی اپنے شوہر کے ترکہ میں صرف آٹھویں حصہ کی حقدار ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میرے والد صاحب کا انتقال ۱۹۳۱ء میں ہوگیا۔ انہوں نے اپنے پیچھے ایک بیوہ' دو لڑکے اور دو لڑکیاں چھوڑیں۔ ۱۹۴۹ء میں میرے بڑے بھائی کا بھی انتقال ہوگیا۔ بڑے بھائی نے اپنے پیچھے ایک بیوی اور ایک لڑکی چھوڑی۔ اس کے بعد والدہ صاحبہ کا بھی ۱۹۵۹ء میں انتقال ہوگیا۔ والدہ مرحوم نے اپنی ملکیت میں دو مکان چھوڑے ہیں جن کی ملکیت تقریباً ایک لاکھ کی ہوگی۔ میں نے ایک مکان دوبارہ تعمیر کروایا ہے اور دوسرے مکان کی مرمت کروائی ہے۔ جس میں تقریباً (=/۷۰۰۰۰) ہزار روپیہ میں نے اپنے پاس سے خرچ کیا ہے۔ بڑے بھائی کی بیوہ کو میں اب تک پورا خرچ باقاعدہ دے رہا ہوں اور ان کو دوحج بھی کروادیے ہیں۔ بڑے بھائی مرحوم کی لڑکی کی شادی بھی میں نے کروادی ہے۔ دونوں مکانوں کا پراپرٹی ٹیکس بجلی کے بل پانی اور گیس کے بل بھی میں ہی ادا کر رہا ہوں۔ بڑے بھائی مرحوم کی بیوہ کو اپنے ساتھ ان مکانوں میں اپنے ساتھ رکھنے کی بیس سال سے کوشش کر رہا ہوں مگر وہ ساتھ رہنا نہیں چاہتیں۔ مہربانی فرما کر بتائیے کہ ان مکانوں میں کتنا حصّے ہوگا؟ فقط سائل متین احمد

http://t.me/Tehqiqat

۷۸۶ **الجواب:** آپ کے والد صاحب کے انتقال کے بعد' تجہیز و تکفین اور ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد' ان کا تمام مال متروکہ مندرجہ ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میّت مسئلہ ۸/ ۴۸

زوجہ	ابن	ابن	بنت	بنت
۶	۱۴	۱۴	۷	۷

پھر بھائی صاحب کے انتقال کے بعد بشرائط مذکورہ ان کے ترکہ (یعنی ۴۸ میں سے ۱۴ سہام)' ان ۱۴ سہام میں سے صرف ۸ آٹھواں حصہ ان کی بیوی کو اور آدھا ایک بیٹی کو ملے گا۔ باقی آپ بھائی بہنوں اور والدہ کا۔ تو آپ کی بھاوج اپنے شوہر کی ملکیت میں صرف آٹھویں حصّے کا حق رکھتی ہیں باقی آپ لوگوں کا اور ان کی بیٹی کا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ رذی قعدہ ۱۴۰۱ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک شخص کے ورثاء میں چار بھتیجے اور بھتیجی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص محمد ابراہیم کا انتقال ہوا اس کے کوئی اولاد نہیں ہے۔ لیکن اس کے دو سگے بھائیوں کی اولاد موجود ہے۔ ابراہیم سے پہلے اس کے بھائی محمد دین اور سراج دین کا انتقال ہو چکا ہے۔ سراج دین کا ایک لڑکا محمد امین ہے محمد دین کے چار لڑکے اور ایک لڑکی ہے۔ محمد دین اور ابراہیم کی ایک مشترکہ زمین ہے جس میں دونوں آدھے آدھے کے حصہ دار تھے۔ اب معلوم یہ کرنا ہے کہ اس زمین میں جو ابراہیم کے حصے کی ہے۔ کون وارث ہوگا؟

فضل دین

سراج دین — محمد دین — محمد ابراہیم

محمد امین (ابن) — لاولد

ابن	ابن	ابن	ابن	بنت
حیات	حیات	حیات	حیات	مرحومہ

سائل محمد امین، ریلوے اسٹیشن، کوٹری

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں محمد ابراہیم کا تمام مال متروکہ منقولہ خواہ غیر منقولہ اس کے پانچوں بھتیجوں میں برابر تقسیم ہوگا۔ بھتیجی محروم رہے گی۔ البتہ محمد دین کی جائیداد میں محمد امین کا کوئی حصہ نہیں کہ وہ محمد دین کا بھتیجا ہے اور محمد دین کے خود چار لڑکے موجود ہیں۔ ہٰکذا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میّت مسئلہ ۵

بھتیجا	بھتیجا	بھتیجا	بھتیجا	بھتیجا	بھتیجی
۱	۱	۱	۱	۱	محروم

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ رصفر المظفر ۱۴۰۱ھ

وصیت صرف تہائی مال میں جاری ہوگی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص اللہ دین مرحوم ولد کلو، جس کا تقریباً آٹھ نو مہینے پہلے انتقال ہو گیا۔ اس نے اپنی ملکیت میں ایک پلاٹ چھوڑا ہے۔ کچھ لوگوں کے کہنے کے مطابق مرحوم نے یہ وصیت کی ہے کہ پلاٹ مسجد میں لگا دیا جائے جب کہ مرحوم کے ورثاء میں ہمشیرہ مسمات افسری بیگم موجود ہیں۔ اس صورت میں کیا کیا جائے؟ برائے مہربانی اس کا جواب عنایت فرمادیجئے۔ عین نوازش ہوگی۔ شکریہ سائل۔ حبیب الرحمٰن، نزد سلطانی مسجد، تلک چارڑی، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** لوگوں کا کہنا تو یہاں کوئی شرعی حیثیت نہیں رکھتا۔ ہاں اگر شرعی گواہ کہ پابند شرع، پابند صوم وصلوٰۃ اور قابل اعتماد مسلمان، جن سے جھوٹ کا تجربہ نہیں ہوا یہ گواہی دیں کہ "فلاں نے یہ وصیت کی ہے کہ پلاٹ مسجد میں لگا دیا جائے" تب بھی

http://t.me/tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہ وصیت صرف ایک تہائی میں جاری ہوگی۔ باقی دو تہائی (۲/۳) اس کے ورثہ کا حق ہے۔ اور صورت مسئولہ میں اگر مرحوم کا، بہن کے علاوہ کوئی اور وارث (نہ ذوی الفروض میں اور نہ عصبات میں) موجود نہیں ہے تو یہ تنہا ہی اس کی مالک ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷؍رجب المرجب ۱۴۰۱ھ

صرف شُبہ کی وجہ سے وارث کو محروم نہیں کیا جاسکتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اسٹامپ پر اکیلے میں بیٹھ کر غصہ کی حالت میں طلاق نامہ لکھا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور یہ میری کسی چیز کی حقدار نہیں ہے۔ لیکن اسٹامپ لکھ کر اپنے صندوق میں رکھ دیا ہے اور اس کا تذکرہ کسی سے نہیں کیا ہے' کافی وقت گزر گیا اور وہ اپنی بیوی کے ہمراہ رہائش پذیر رہا۔ یہاں تک کہ وہ بیمار ہو کے ہسپتال میں داخل ہوا ہے اور مرتے وقت تک اس نے یہ راز نہیں کھولا اور نہ ہی کسی قسم کی وصیت کی۔ اس کے مرنے کے بعد جب اس کے بھائی نے صندوق کھولا تو وہ اسٹامپ دیکھا۔ تو انہوں نے اپنے گھر میں اس کا ذکر کیا لیکن اس کی بیوی کو یہ بات نہیں بتائی۔ بیوی عدّت کے ایام گزارنے لگی۔ ابھی عدّت میں تقریباً ۱۵ ایوم باقی تھے۔ تو مرنے والے کے بھتیجے نے کہا کہ چچا میاں نے اسٹامپ لکھا ہے کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور وہ کسی چیز کی بھی وارث نہیں ہے۔

جناب عالی! عرض یہ ہے کہ کیا عورت کو طلاق ہوئی؟ اور قانوناً وہ کسی بھی چیز کی وارث ہوگی یا نہیں؟

فقط۔ صابر علی، جناح کالونی' حیدر آباد

۷۸۲ الجواب: شرعاً اس کا کیا ثبوت ہے کہ وہ تحریر اسی مرنے والے کی ہے؟ خط خط سے مشابہ ہوتا ہے۔ لہٰذا محض اس اسٹامپ کو بنیاد بنا کر مرنے والے کی بیوی کو وراثت سے محروم نہیں کیا جاسکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷؍رجب المرجب ۱۴۰۱ھ

وراثت کا حکم مرنے کے بعد ہوتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ۱۔ محمد شریف ولد حاجی احمد کا انتقال ہوگیا ہے۔ مرحوم کے ورثاء میں صرف ایک بیوہ اور دو لڑکے اور ایک لڑکی ہے۔ کچھ رقم ترکہ میں ہے۔ شرعاً کس طرح تقسیم کریں۔

بیوہ کا لڑکوں اور لڑکی کا حق کیا ہے؟

۲۔ محمد شریف ولد حاجی احمد کا انتقال ہوگیا تو تمام زیورات مرحوم کی بیوہ اپنے گھر (میکے) لے گئی ہے۔ مرحوم کے سسرال والے کہتے ہیں کہ والد کی جائیداد میں سے بیٹے کا حق ہے نیز پوتوں کا حق بھی ہے' دیا جائے۔ یاد رہے کہ مرحوم کے والد حاجی احمد ابھی زندہ ہیں۔ کیا باپ اپنی زندگی میں پوتوں' پوتیوں' بیٹا' بیٹیوں کو اپنی جائیداد شرعاً تقسیم کرسکتا ہے یا نہیں؟

خادم حاجی احمد ولد آدم، کانچ میل، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: ۱۔ سوال نمبر ۲ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسمّی محمد اشرف کے والد بھی حیات ہیں۔ ایسی صورت میں مرحوم کا

https://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تمام مال متروکہ یعنی وہ مال جو مرحوم کی ملکیت میں تھا اور ترکہ میں چھوڑا' تجہیز و تکفین وادائیگی قرض اور مرحوم نے کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی (۱/۳) میں اجرائے وصیت کے بعد' حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میّت مسئلہ ۸/۱۲۰

زوجہ	باپ	بیٹا	بیٹا	بیٹی
۱۵	۲۰	۳۴	۳۴	۱۷

یعنی کل مال کے ۱۲۰ حصے کریں اور ان میں سے زوجہ کو (۱۵)' باپ کو (۲۰)' ہر بیٹے کو (۳۴-۳۴) اور بیٹی کو (۱۷) حصے دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ مرحوم کے والد جب کہ حیات ہیں تو اس کی جائیداد و اموال میں' صرف ان ہی ورثہ کا حق ہے جو خود، مرحوم کے اس باپ کے انتقال کے وقت زندہ موجود ہوں گے۔ ابھی تو اپنی تمام جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے خود مرحوم کے باپ مالک ہیں۔ نہ مرحوم بیٹے، کا اس میں کوئی حق ہے نہ اس کے بیٹوں کا اور نہ اور دوسرے ورثہ کا۔ ہاں باپ اپنی زندگی میں مختار ہے۔ اپنا مال جسے اور جتنا چاہے دے دے۔ دوسروں کو اس پر اعتراض کا حق نہیں اور اپنے ورثہ میں تقسیم کرے تو بیٹے' بیٹی برابر کے حقدار ہیں۔ لہٰذا مرحوم لڑکے کے سسرال والوں کا مطالبہ شرعاً درست نہیں۔ بلکہ زیورات میں بھی صرف انہیں زیورات پر اسے حق ملکیت حاصل ہے جو جہیز میں اس نے پائے یا سسرال میں اس کی ملکیت میں دے دیئے گئے اور جو صرف استعمال کو دے گئے ان میں وراثت جاری ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ رذی قعد ۱۴۰۱ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی دو بیٹے اور بیٹی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: محترم والد صاحب فوت ہوگئے اور مرحوم کے پسماندگان میں دو لڑکے' ایک لڑکی اور ایک بیوہ موجود ہیں۔ براہ کرم بندہ نوازی از روئے شریعت اس امر کا فتویٰ مرحمت فرمایا جائے کہ جائیداد متروکہ میں ہر ایک کا کتنا شرعی حصہ ہوتا ہے؟ آپ کا نیاز مند محمد ظہور ولد محمد یعقوب (مرحوم)، ملکانی مسجد' حیدر آباد

۷۸۲ **الجواب:** صورت مسئولہ میں میت کا تمام مال متروکہ' تجہیز و تکفین وادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد' حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میّت مسئلہ ۸/۴۰

زوجہ	ابن	ابن	بنت
۵	۱۴	۱۴	۷

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ رذی قعد ۱۴۰۱ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک شخص کے ورثاء میں بیٹی اور بھتیجے ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: شجاعت کا کوئی لڑکا نہیں ہے۔ صرف ایک لڑکی مسماۃ کومل اور دو بھتیجے ہیں۔ شجاعت کے نام تقریباً ۱۰ / ۱۲ ایکڑ زمین رقبہ ہے۔ بیٹا نہ ہونے کی وجہ سے کومل کو کس قدر حصہ ملے گا؟ اور باقی زمین وارثین میں کیسے تقسیم ہوگی؟ سائل عبدالستار گدی، اہلسنت و جماعت، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں متوفی کا تمام مال متروکہ، تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض اور ایک تہائی مال میں اجرائے وصیت کے بعد اس کے ورثہ میں یوں تقسیم ہوگا کہ کل مال کے ۴ حصے کریں۔ نصف یعنی ۲ حصے اس کی بیٹی کو دیں اور بیٹی بھی انتقال کر جائے تو اس کا مال اس کی اولاد کو دیا جائے گا اور شوہر ہو تو وہ بھی حصہ پائے گا۔ اور شجاعت کے مال کا باقی نصف اس کے بھتیجے بطور عصبہ پائیں گے کہ اس کے ذوی الفروض میں کوئی اور موجود نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۴

بنت	ابن الاخ	ابن الاخ
۲	۱	۱

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ / جمادی الاخریٰ ۱۴۰۱ھ

اگر مختلف بیویوں سے اولاد ہو تو بھی سب کو برابر حصہ ملے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے دو شادیاں کی ہوئی ہیں۔ پہلی بیوی سے ایک لڑکا ہوا اور وہ فوت ہوگئی دوسری بیوی سے دو لڑکے ہوئے وہ زندہ ہیں۔ کیا پہلی بیوی سے جو لڑکا ہوا اس کا حصہ ملکیت میں ان دونوں کے برابر کا ہوگا یا زائد ہوگا۔ ملکیت مثلاً زمین ۱۰۰ / ایکڑ، نقد رقم ۱۰ لاکھ ہے۔ فقط: نادر علی، تلک چاڑی، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** مرنے والے کی اولاد، خواہ پہلی بیوی سے ہو یا دوسری یا تیسری سے، اپنے باپ کی وراثت میں برابر کی حقدار ہے۔ مثلاً دو بیویوں سے تین بیٹے ہیں تو پہلی بیوی کے بیٹے کا بھی اتنا ہی حق ہے۔ جتنا دوسری بیوی کے۔ بیٹوں کا یعنی تینوں کا برابر برابر۔ یہ نہیں کہ ایک لڑکا ایک بیوی سے ہے تو اسے نصف دیں اور بقیہ دوسری بیوی کی اولاد کو۔ بلکہ تین حصہ برابر کے ہوں گے اور تینوں کو برابر برابر دیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ / ذی قعدہ ۱۴۰۱ھ

کسی چیز کی ملکیت ثابت کرنے کے لئے گواہ ضروری ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے ایک سرکاری زمین اپنے بھائی کے نام کروائی مگر اس زمین کی پیداوار وہ خود لیتے تھے اور سرکاری اخراجات بھی وہ خود ادا کرتے تھے۔ مگر اب جب کہ وہ صاحب فوت ہوگئے ہیں۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انہوں نے اپنے پیچھے ایک بیوہ دو بھائی اور دوسرے بھائیوں کی اولاد چھوڑی ہے۔ اب آپ مہربانی کر کے شریعت محمدی کے مطابق یہ بتائیں کہ اس زمین کا حقدار صرف وہ بھائی ہے۔ جس کے نام پر زمین ہے؟ یا دوسرے وارث بھی حقدار ہوتے ہیں؟

فقط السائل، محمد عمر خلجی، متعلم رکن الاسلام جامعہ مجددیہ، ہیرآباد، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: متوفی کا بھائی جس کے نام مرنے والے نے سرکاری زمین کھتونی کروائی اگر اس بات کا مدعی ہے کہ ''وہ چیز' مرحوم بھائی نے اس کی ملکیت میں دے دی تھی اور اپنی زندگی ہی میں قبضہ اس پر کرا دیا تھا اگرچہ پیداوار وہ خود لیتا رہا اور سرکاری اخراجات بھی خود ادا کرتا رہا'' تو اپنے اس دعویٰ پر کم از کم دو معتبر مسلمان گواہ جو نماز روزہ کے پابند ہوں یا لوگوں کو اس بات کا یقین ہو کہ یہ لوگ جھوٹے نہیں قابل اعتبار ہیں۔ بات سچی کہتے ہیں۔ پیش کرے تا کہ فیصلہ کیا جاسکے۔ ورنہ بظاہر حالات یہ زمین' مرنے والے کی ملکیت معلوم ہوتی ہے۔ اگر ایسا ہی ہے اور اس بستی کے رہنے والے جانتے ہیں کہ بھائی کے نام اس زمین کی کھتونی ایک فرضی کاروائی تھی تو اب تجہیز تکفین' و ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی (۱/۳) میں اجرائے وصیت کے بعد' نہ صرف یہ زمین بلکہ اس کا تمام مال متروکہ اس کی زوجہ (بیوہ) اور دو بھائیوں میں تقسیم ہوگا۔ بھائیوں کی اولاد محروم رہے گی۔ وصورتہٗ ھٰکذا

میّت مسئلہ ۱۶/۸

زوجہ	برادر	برادر
۲	۷	۷

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ر جمادی الاخری ۱۴۰۱ھ

ایک شخص کے ورثاء میں تین بیویاں، آٹھ بیٹے اور ۴ چار بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: عبدالرحمٰن صاحب انتقال کر گئے اور اپنے پیچھے مندرجہ ذیل ورثاء چھوڑ گئے ہیں جو سب زندہ ہیں۔ مرحوم کا ترکہ ورثہ میں کس طرح تقسیم ہوگا؟ ورثاء یہ ہیں

ورثاء

۱۔ بیوہ مسماۃ رانی	۱۔ بیوہ شہربانو	۱۔ بیوہ پارساں
۲۔ بیٹا شوکت حسین	۲۔ بیٹا سلیم اختر	۲۔ بیٹا عبدالقادر
۳۔ بیٹا عابد حسین	۳۔ بیٹا سلیم اختر	۳۔ بیٹی حاکم زادی
۴۔ بیٹا ریاض حسین	۴۔ بیٹی نجمہ بی بی	
۵۔ بیٹا مظفر حسین	۵۔ بیٹی یاسمین بی بی	
۶۔ بیٹا ذوالفقار حسین		
۷۔ بیٹی سلمان بی بی		

عرض دار ممتاز علی، شیر خان چیمبرز' گاڑی کھاتہ' حیدرآباد

http://t.me/Tehqiqat
Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب:** سوال سے صاف ظاہر ہے کہ متوفی عبدالرحمٰن نے تین بیویاں مسماۃ رانی، مسماۃ شہر بانو، مسماۃ پارسان چھوڑی ہیں۔ جب کہ پہلی بیوی مسماۃ رانی سے متوفی کے پانچ بیٹے اور ایک بیٹی موجود ہیں۔ مسماۃ شہر بانو سے ۲ بیٹے دو بیٹیاں ہیں اور مسماۃ پارساں سے ایک بیٹا اور ایک بیٹی حیات ہیں۔ گویا مرحوم نے تین بیویاں، آٹھ بیٹے اور چار بیٹیاں ورثہ میں چھوڑیں۔ اگر ایسا ہی ہے تو متوفی کا تمام مالِ متروکہ حسب ذیل طریقہ پر اس کے موجودہ ورثہ میں تقسیم کیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۸/ ۲۴/ ۴۸۰

بیوہ	بیوہ	بیوہ	بیٹا	بیٹا	بیٹا	بیٹا	بیٹا	بیٹا	بیٹا	بیٹا	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی
	۱							۷						
	۳							۲۱						
۲۰	۲۰	۲۰	۴۲	۴۲	۴۲	۴۲	۴۲	۴۲	۴۲	۴۲	۲۱	۲۱	۲۱	۲۱

یعنی جو مال متروکہ کے ۴۸۰ حصے کریں ان میں ہر بیوہ کو ۲۰-۲۰، ہر لڑکے کو ۴۲-۴۲ اور ہر لڑکی کو ۲۱-۲۱ سہام دیں۔ یعنی ایک روپیہ میں سے دو آنے تینوں بیویوں کو اور باقی چودہ ۱۴ آنے لڑکوں اور لڑکیوں میں اس طرح تقسیم کریں ہر لڑکے کو لڑکی سے دونا ملے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲/ جمادی الاخری ۱۴۰۱ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی اور ۵ بیٹے ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید کا انتقال ہوا اور وہ لاولد تھا۔ اپنے ورثاء میں مرحوم نے ایک بیوی اور ایک حقیقی بھائی چھوڑا۔ کچھ عرصہ بعد مرحوم کی بیوہ بھی فوت ہو گئیں اور بیوہ کے مرنے کے بعد ان کے حقیقی بھائی زندہ تھے لیکن ان کا بھی انتقال ہو گیا۔ ان کے انتقال کے بعد ان کی بیوہ اور پانچ فرزند موجود ہیں۔

لہٰذا اس صورت میں ترکہ کی تقسیم شریعت محمدیہ کی روشنی میں کس طرح ہوگی؟ بیوہ نے ایک دوکان، طلائی زیورات، پوسٹ آفس یا بینک میں رقم اور دیگر رقم بھی چھوڑی ہے۔ برائے مہربانی حصص مقرر کر کے مشکور فرمائیں۔ شکریہ

سائل رفیق الدین، کوٹری، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں زید کا تمام مال متروکہ تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد ان کی بیوی اور بھائی کو ملے گا۔ یعنی کل مال کے ۴ حصوں میں سے ایک حصہ بیوہ کا اور ۴/ ۳ بھائی کا عصبہ بطور۔ پھر جب کہ ان بی بی کا انتقال ہوا اور ان کا بھی ایک بھائی کے سوا کوئی وارث نہ تھا تو اس تمام مال کے مالک ان بی بی کے بھائی ہوئے اور اب کہ اس بھائی کا بھی انتقال ہوا ہے اور انہوں نے ایک بیوی، پانچ بیٹے چھوڑے ہیں تو ان کا مال متروکہ ان کے ورثہ میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میّت مسئلہ ۸ / ۴۰

زوجہ	ابن	ابن	ابن	ابن	ابن
۵	۷	۷	۷	۷	۷

یعنی (۴۰) حصّوں میں سے ۵ حصّے زوجہ کو اور ہر بیٹے کو (۷-۷) حصّے دئے جائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ / جمادی الاخری ۱۴۰۱ھ

بیرون ملک رہائشی ورثاء بھی ترکہ سے حصّہ پائیں گے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میرے حقیقی چچا جناب حاجی جان محمد مرحوم کا طویل علالت کے بعد چھ ماہ قبل انتقال ہوا۔ مرحوم نے اپنی منقولہ وغیر منقولہ جائیداد میں ایک دوکان گھریلو استعمال کے برتن اور بستر وغیرہ چھوڑا ہے۔

چونکہ ورثاء میں نہ تو مرحوم کی بیگم حیات ہیں اور نہ ہی ان کی کوئی حقیقی اولاد ہے۔ اس وقت ان کے ورثاء میں ایک حقیقی بہن، دو بھتیجے اور دو بھتیجیاں حیات ہیں۔ بہن اور بھتیجی مستقل ہندوستان میں قیام پذیر ہیں اور دو بھتیجے ایک بھتیجی پاکستان میں۔

لہٰذا آپ سے گزارش ہے کہ مہربانی فرما کر شرعاً اس کا فیصلہ کر دیں کہ مرحوم کی جائیداد کس طرح کس کس کو تقسیم کی جائے گی؟ تاکہ حقدار کو اس کا حق شرعاً مل سکے اور حقدار کے سپرد کی جاسکے۔ فقط عرضدار عبدالغنی

۷۸۶ الجواب: مذکورہ بالا صورت میں جب کہ جان محمد مرحوم کے انتقال کے وقت ان کے ورثاء میں صرف ایک حقیقی بہن، دو بھتیجے اور دو بھتیجیاں حیات تھیں تو متوفی کا تمام مال متروکہ، از قسم جائیداد منقولہ وغیر منقولہ، واسباب خانہ داری وزیورات وقیمتی پارچہ جات ونقد رقوم، تجہیز و تکفین، ادائیگی قرض اور وصیت کی ہو تو ایک تہائی (۱/۳) میں اجرائے وصیت کے بعد، نصف ان کی بہن کو اور باقی نصف ان کے دونوں بھتیجوں کو برابر برابر دیا جائے گا اگرچہ بہن، ہندوستان میں مقیم ہیں۔ البتہ بھتیجیاں محروم رہیں گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میّت مسئلہ ۲ / ۴

ہمشیرہ	بھتیجا	بھتیجا	بھتیجی	بھتیجی
۱		۱	محروم	
۲	۱	۱		

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳ / جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ

سوتیلا بیٹا وارث نہیں ہوتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مساۃ زینب کا انتقال ہو گیا ہے۔ اس نے اپنا کل اثاثہ -/۷۰۰۰ روپے نقد اور کچھ سونا چھوڑا ہے۔ مرحومہ نے اپنے ورثاء میں دو بھتیجیاں اور ایک سوتیلا بیٹا چھوڑے ہیں۔ مرحومہ نے گواہوں کے سامنے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لکھوا دیا تھا کہ میری ملکیت میں سے تین ہزار روپے مسجد میں دیئے جائیں اور باقی ملکیت میرے سوتیلے بیٹے کے حوالے کی جائے۔ اب شرع شریف میں مرحومہ کی بھتیجیوں کا کچھ حصہ ہوتا ہے یا نہیں؟　　　سائل محمد عمر، حیدرآباد سندھ

۷۸۶ الجواب: سائل سونے کی مقدار و موجودہ قیمت سے مطلع کرے تاکہ ایک ثلث کی مقدار متعین کر کے باقیماندہ مال متروکہ کا حساب لگایا جائے۔

یاد رہے کہ ادائیگی قرض، تجہیز و تکفین کے بعد وراثت پر مقدم ہے اور وصیت صرف ایک تہائی میں ہوتی ہے۔ اس کے بعد سارا مال اس کے وارثوں کا ہوتا ہے۔ سوتیلا بیٹا وارث نہیں۔ بھتیجیاں بعض صورتوں میں وارث ہوتی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　　۴ محرم الحرام ۱۴۰۱ھ

نکاح ثانی ترکہ سے محروم نہیں کرتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید کی بیوی فوت ہوگئی۔ مرحومہ نے ایک لڑکی اور تین لڑکے چھوڑے۔ زید نے دوسرا نکاح کر لیا۔ اس سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہوئی۔ زید فوت ہو گیا۔ زید کے پہلے تین لڑکوں میں سے ایک لڑکے کا زید کی موجودگی میں انتقال ہو گیا۔ اس کی بیوہ نے دوسرا عقد کر لیا' دو بچے تھے وہ بھی ساتھ لے گئی۔ زید کے انتقال کے وقت زید کے پہلے بچوں میں سے دو لڑکے' ایک لڑکی اور دوسرے بچوں میں ایک لڑکا' ایک لڑکی اور بیوہ حیات ہیں لہٰذا ترکہ کس طرح تقسیم کیا جائے؟　　　والسلام خادم ایس اے غفور خان، تلک چاڑی' حیدرآباد سندھ

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں زید کا تمام مال متروکہ' تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد اسکی بیوی اور اولاد میں خواہ پہلی بیوی سے ہو یا دوسری سے حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔ یعنی کل جائیداد کے ۶۴ حصے کریں۔ بیوی کو (۸)' ہر لڑکی کو (۷-۷) اور ہر لڑکے (۱۴-۱۴) حصے دیں۔

میت مسئلہ ۸/۶۴

زوجہ	بنت	بنت	ابن	ابن	ابن
۱			۷		
۸	۷	۷	۱۴	۱۴	۱۴

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　　۲۸ محرم الحرام ۱۴۰۱ھ

زندہ آدمی کا مال ترکہ نہیں ہوتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید و بکر حقیقی بھائی ہیں۔ زید فوت ہو جاتا ہے۔ خاندان والے زید کی بیوہ کا عقد (نکاح) بکر سے کر دیتے ہیں۔ زید کا ایک بچہ بھی ہے لہٰذا اس بچہ کا بکر کے ورثہ میں حق ہے یا نہیں؟

فقط والسلام ایس اے غفور خان، تلک چاڑی' حیدرآباد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب:** بکر اگر زندہ ہو تو اس کے مال کے حصے کیسے؟ اور فوت ہو چکا ہے تو اس کے ورثہ کی فہرست دیں تاکہ معلوم ہو سکے ہو کہ بھتیجہ کا حق ہے یا نہیں؟ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ رمحرم الحرام ۱۴۰۱ھ

بیٹے کی موجودگی میں بھتیجا وارث نہیں ہوتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید فوت ہو گیا۔ اس کی جو بیوی تھی وہ پہلے زید کے حقیقی بھائی کی بیوی تھی بعد میں زید کے نکاح میں آ گئی بمعہ ایک شیرخوار بچے کے بعد میں اس کے دو لڑکے اور دو لڑکیاں ہوئیں۔ ایک لڑکی زید کی موجودگی میں فوت ہو گئی اس کے دو لڑکے حیات ہیں اور دوسری لڑکی زید کے انتقال کے بعد فوت ہو گئی۔ اس کا ایک لڑکا اور ایک لڑکی حیات ہیں۔ زید کے ایک لڑکے کا زید کی موجودگی میں انتقال ہوا۔ اس کی تین لڑکیاں شادی شدہ ہیں اور ایک بیوہ حیات ہیں۔ اس کے تین لڑکے اور دو لڑکیاں حیات ہیں۔ زید کے تیسرے لڑکے کا زید کے بعد انتقال ہوا۔ اس کی نہ بیوی ہے نہ کوئی بچہ۔ زید کی بیوی کا بھی زید کی موجودگی میں انتقال ہو گیا لہٰذا زید کا ورثہ کس طرح تقسیم ہو گا؟

فقط والسلام ایس اے غفور خان، تلک چاڑی، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** سوال میں غور کرنے سے ایک بات معلوم ہوتی ہے کہ زید کے انتقال کے وقت اس کی صلبی اولاد میں صرف ایک بیٹی اور ایک بیٹا موجود تھا۔ ان دو کے علاوہ کوئی اور وارث زندہ نہ تھا۔ اگر ایسا ہی ہے تو زید کے تمام مال متروکہ تجہیز و تکفین ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی مال میں اجرائے وصیت کے بعد اس کے بیٹی اور بیٹے میں اس طرح تقسیم ہو گا کہ بیٹے کو بیٹی سے دونا، اور بیٹی کو بیٹے کا آدھا ملے۔ یعنی کل جائیداد کے تین حصے کریں۔ دو حصے بیٹے کو اور ایک حصہ بیٹی کو دیں۔ زید کی بیوی کا پہلے شوہر سے بیٹا اگر چہ وہ زید کا حقیقی بھتیجا ہے محروم رہے گا کہ بیٹے کی موجودگی میں بھتیجا وارث نہیں ہوتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ رمحرم الحرام ۱۴۰۱ھ

بھائی کی موجودگی میں بھتیجی کا کوئی حق نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میرے والد صاحب کی موجودگی میں میرے بھائی عبدالکریم کی وفات ہوئی۔ وفات کے دس برس بعد میرے والد صاحب کی وفات ہوئی۔ میرے بھائی عبدالکریم کی ایک لڑکی ہے۔ جس کی شادی میں نے کر دی ہے اور اس کی والدہ نے دوسرے نکاح کر لیا ہے۔ میرے والد صاحب نے اپنی موجودگی میں میرے نام جائیداد کر دی تھی۔ اب میں چاہتا ہوں کہ اگر بچی کا کوئی حصہ ہے تو مجھے بتایا جائے؟ تاکہ میں اپنی زندگی میں ادا کر دوں۔ فقط محمد دین

۷۸۶ **الجواب:** بھائی کی موجودگی میں، بھتیجی کا کوئی حق نہیں۔ نہ اس کا کوئی حصہ وراثت میں مقرر ہے۔ آدمی کی اپنی مرضی پر موقوف ہے۔ جسے چاہے اور جتنا چاہے دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴ رمحرم الحرام ۱۴۰۱ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک شخص کے ورثاء میں دو بیویاں، چھ بیٹیاں اور دو بیٹے ہیں

سوال: بخدمت جناب مفتی اعظم سندھ حضرت علامہ مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: بموجب شجرہ بحکم شریعت حصہ کشی کس صورت ہوگی؟ جب کہ ایک شخص کی دو بیویاں ہیں اور وہ شخص فوت ہوگیا ہے۔

حاجی محمد اسحاق ولد حاجی حافظ محمد میاں

بیوی مسماۃ غفورا	بیوی مسماۃ شکورا
ایک لڑکی	پانچ لڑکیاں، دولڑکے

مرحوم کی بیویاں اور بچوں کو کتنا کتنا حصہ ملے گا؟ اور کس طرح حصہ کشی ان کے درمیان ہوگی؟ برائے کرم شرع کی رو سے فتوی مرحمت فرمایا جائے۔ فقط غلام رسول

۷۸۶ الجواب: صورت مسؤلہ میں حاجی محمد اسحاق کا تمام مال متروکہ، تجہیز وتکفین وادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد ان کے ورثہ میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میت مسئلہ ۸/۱۶/۱۶۰

زوجہ	زوجہ	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	ابن	ابن
۱					۷				
۱	۱				۱۴				
۱۰	۱۰	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۲۸	۲۸

یعنی تمام مال متروکہ کے (۱۶۰) حصے کریں۔ ان میں سے ۱۰-۱۰ ہر بیوی کو ۱۴-۱۴ ہر لڑکی کو اور ۲۸-۲۸ ہر لڑکے کو دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ محرم الحرام ۱۴۰۱ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، ۳ بیٹے اور ۲ بیٹیاں ہیں

سوال: بخدمت جناب استاذ العلماء مفتی محمد خلیل خان صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ہمارے والد صاحب نے تین شادیاں کی تھیں۔ پہلی بیوی کو طلاق دی جس سے کوئی اولاد نہیں ہے۔ دوسری بیوی کا انتقال والد صاحب کی زندگی میں ہوا جس سے ایک لڑکا اور پانچ لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ جس میں ایک لڑکی کا انتقال والد صاحب کی موجودگی میں ہوا۔

تیسری بیوی کا انتقال والد صاحب کے انتقال کے بعد ہوا اور والد صاحب نے اپنی زندگی میں ایک دوکان جو شاہی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بازار میں واقع ہے۔ تیسری بیوی کے نام کردی تھی اور اس کو مالکانہ حقوق دے دیئے تھے۔ تیسری بیوی سے دولڑکے اور دو لڑکیاں ہیں۔ اب آپ سے معلوم کرنا ہے کہ

۱۔ دوکان جو تیسری بیوی کے نام ہے دوسری بیوی کی اولاد کا کچھ حصہ ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کتنا؟

۲۔ والد صاحب جو جائیداد چھوڑ گئے ہیں اس میں سے لڑکے اور لڑکی کا کتنا حصہ ہے؟

۳۔ تیسری بیوی جن کا انتقال والد صاحب کے انتقال کے بعد ہوا۔ کیا اس کا والد صاحب کی جائیداد یعنی مکان میں سے مرحومہ کی اولاد کو دیا جائے گا؟

۴۔ والد صاحب کی ایک لڑکی جس کا انتقال والد صاحب کی زندگی میں ہوا۔ کیا اس کا حصہ اس کی اولاد کو دیا جائے گا یا نہیں؟

۵۔ والد صاحب کی دوسری بیوی جس کا انتقال والد صاحب کی زندگی میں ہوا۔ کیا اس کا حصہ جائیداد میں ہے یا نہیں؟

سائل احسان الہٰی

۷۸۶ الجواب: دوکان مکان زمین یا زیور وغیرہ جو مرحوم نے اپنی صحت وزندگی میں جسے ہبہ کردیا اور اس کے قبضہ میں دے دیا وہ اب اسی کی ملک وملکیت ہے لہٰذا مرحوم نے تیسری بیوی کے نام جو دوکان لکھ دی اور اس کا داخل خارج ہوگیا۔ وہ صرف اور صرف ان ہی کی ملکیت ہے۔ ان کے انتقال کے بعد صرف ان ہی کے ورثہ میں یہ دوکان تقسیم ہوگی۔ مرحوم کی اولاد جو دوسری بیوی سے ہے ان کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ کہ یہ جائیداد مرحوم کی نہیں بلکہ مرحومہ کی تھی۔ ان ہی کے وارثوں کو ملے گی۔

۲۔ مرحوم کی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ جو ان کے انتقال کے وقت ان کی ملک اور تصرف میں تھی وہ ان کے ورثہ کو ملے گی۔ ان میں ان کی تمام اولاد شامل ہے خواہ دوسری بیوی سے ہو یا تیسری بیوی سے۔ کہ آخر یہ انہیں مرحوم کی اولاد ہے۔ لہٰذا کوئی اور وارث ان کا نہ ہو تو ان کی جائیداد ان کے تینوں لڑکوں اور چھ لڑکیوں پر جو دو بیویوں سے ہیں تقسیم ہوگی اور تیسری بیوی چونکہ اس وقت حیات تھیں انہیں بھی ان کا حق دیا جائے گا اور پہلی، دوسری بیوی چونکہ ان کی زندگی میں انتقال کر گئیں اس لئے محروم رہیں گی۔ اب اگر مرحوم کے ماں باپ موجود نہیں تو ان کے وارثوں میں ایک بیوی تین لڑکے اور چھ لڑکیاں ہیں۔ مرحوم کا تمام مال متروکہ تجہیز وتکفین وادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی (۱/۳) میں اجرائے وصیت کے بعد ان وارثوں میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

اور وہ لڑکی جس کا انتقال مرحوم کی زندگی میں ہو چکا تھا۔ ان کا یا ان کی اولاد کا والد کی جائیداد میں کوئی حصہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میّت مسئلہ ۹۶/۸

زوجہ	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت
۱					۷				
۱۲	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷	۷	۷	۷	۷

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۴ رجمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وصیت صرف تہائی مال میں نافذ ۔ وقف جائیداد کسی کی ملکیت نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ہمارے محلّہ واقعہ مجاہد کالونی ایئرپورٹ روڈ یونٹ نمبر ۱۲ لطیف آباد' حیدرآباد میں ایک دیانتدار آدمی مسمّی معین الدّین نے ایک وصیت کی تھی کہ میرے فوت ہونے پر میرے سکونتی مکان نمبر 2303 کو محلّہ کی مسجد (محمدی مسجد) میں وقف کردیا جائے اور اس میں دینی تعلیم محلّہ کے بچّوں کو دی جائے۔ چنانچہ ان کی وفات کے بعد ان کے بیٹوں نے مکان مذکورہ کو مسجد کو وقف کردیا۔ اور مسجد کی کمیٹی نے وقف شدہ مکان پر مدرسہ تعمیر کردیا اور مدرسہ کا نام بھی مرحوم کے نام پر معین مدرسہ رکھدیا اور اس میں تعلیمی سلسلہ بھی بحمداللہ جاری ہے۔

مگر چونکہ مدرسہ کی جگہ ایک تو چھوٹی ہے دوسرے مکانات سے گھری ہوئی ہے لہٰذا محمدی مسجد کی کمیٹی کے ممبران نے فیصلہ کیا ہے کہ اس وقف شدہ مدرسے کو ایک معقول رقم کے عوض فروخت کردیا جائے اور دوسری جگہ جو کہ مسجد کے بالکل قریب ہے وہ خرید لی جائے اور جو رقم فاضل رہے گی اس کی تعمیر میں خرچ کردی جائے گی تو اس سے یہ ہوگا کہ مدرسہ میں بھی کافی گنجائش ہوجائے گی مدرسہ بڑا ہوجائے گا جس میں پرائمری تعلیم کا سلسلہ بھی جاری ہوجائے گا اور دینی تعلیم بھی جاری رہے گی اور جدید تعلیم کا تقاضہ بھی پورا ہوتا رہے گا۔ وقف کی جگہ بھی وقف رہی اور ترقی کی راہ بھی نکل آتی ہے۔ تو کیا ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ مہربانی فرماکر زریں خیالات کا اظہار فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ شکریہ فقط سیّد روشن علی

۷۸۶ الجواب: دو باتیں بنیادی طور پر یاد رکھیں۔

۱۔ وصیت صرف ایک تہائی میں نافذ ہوتی ہے۔

۲۔ وقف جائیداد کسی کی ملک نہیں لہٰذا اسے فروخت کرنا بھی جائز نہیں۔ (عامہ کتب)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ رجمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ ھ

گواہی کے بغیر کوئی چیز ثابت نہیں ہوتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص اللہ دین مرحوم ولد کلو جن کا تقریباً آٹھ نو مہینے پہلے انتقال ہوگیا۔ انہوں نے اپنی ملکیت میں ایک پلاٹ چھوڑا ہے۔ لوگوں کے کہنے کے مطابق مرحوم نے یہ وصیت کی کہ پلاٹ مسجد میں لگادیا جائے جب کہ مرحوم کے ورثاء بھی موجود ہیں۔ اس صورت میں کیا کیا جائے؟ برائے مہربانی اس مسئلہ کا شریعت کی رو سے جواب عنایت فرمائیں۔ سائل حبیب الرحمٰن، سلطانی مسجد' تلک چاڑی' حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: لوگوں کا کہنا شرعاً کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ ہاں اگر کم از کم دو شرعی گواہ' وصیت کی گواہی دیں تو وہ گواہی معتبر ہوگی۔ پھر بھی وصیت تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض کے بعد صرف ایک تہائی یعنی (۱/۳) میں نافذ ہوگی۔ بقیہ دو تہائی (۲/۳) ان کے ورثہ میں اگرچہ دور کے ہوں حسب احکام شرعیہ تقسیم کیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ رجمادی الاخری ۱۴۰۱ ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بیٹے کے علاوہ کوئی وارث نہ ہو تو سارا ترکہ اسی کو ملے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسماۃ مریم زوجہ نظام علی۔ ۲۰-۱۱۲ ایکڑ کی مالک تھی۔ یہ رقبہ اس کو شوہر کی وراثت میں ملا تھا۔ مسماۃ مریم کی کوئی اولاد نہیں تھی اور ان کا انتقال ہو گیا۔ ایسی صورت میں مندرجہ ذیل شجرہ میں سے کون کون وارث و کس قدر حقدار ہوگا؟

شجرہ آباؤ اجداد

ہیلا خان

سمندر			قطبی	سمیر	سکندر	رحیم بخش
			مرحوم	مرحوم	مرحوم	مرحوم
بشارت علیم	رستم	نظام علی	دولت محمد، منیر	لیلو	پینو	دولہ
مرحوم	مرحوم	مرحوم	حیات، حیات	مرحوم	مرحوم	مرحوم
مہر علی	عیسیٰ	لاولد		یوسف	صدیق، مسماۃ بھوری	عاصم علی
مرحوم	مرحوم			حیات	مرحوم، یٰسین	حیات
سلمان	اسحاق، شوکت	بیوہ مریم			حیات	
حیات	حیات، حیات	کوئی اولاد نہیں				

مسماۃ مریم کی نظام علی سے کوئی اولاد نہیں تھی البتہ سابقہ شوہر رستم خان سے ایک لڑکا عیسیٰ خان تھا اور عیسیٰ خان کا لڑکا شوکت ہے۔ جو کہ رستم خان کی جائیداد کا وارث ہے۔ منجانب مراتب علی ولد محمد شفیع، حیدرآباد، سندھ

http://t.me/tehqiqat

۷۸۶ **الجواب:** سائل سے تفتیش کے بعد معلوم ہوا کہ مسماۃ مریم کے انتقال کے وقت ان کا بیٹا 'عیسیٰ خان' جو دوسرے شوہر رستم خان سے تھا وہ بوقت وفات مریم زندہ تھا اور مریم کے انتقال کے بعد پاکستان آ کر اس کا انتقال ہوا۔ اور سوال سے ظاہر ہے کہ مسماۃ کے کسی اور وارث کا کوئی پتہ نہیں' نہ کوئی عصبہ' سوائے شوکت خاں ولد عیسیٰ خاں کے موجود ہے۔ ایسی صورت میں مریم کا تمام مال متروکہ تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد' عیسیٰ خاں یعنی اس کے بیٹے کی ملکیت میں آیا اور عیسیٰ کے انتقال کے بعد وہ تمام مال شوکت کی ملکیت قرار پایا کہ مسمّی عیسیٰ خان کے بھی کسی وارث کا جو ذوی الفروض میں ہو پتہ نہیں۔ اور بیٹا موجود ہے تو وہی بطور عصبہ سارا مال پائے گا۔ ہاں اگر عیسیٰ کے انتقال کے وقت اس کی ماں یا بیٹی یا بہن موجود تھی تو ظاہر کیا جائے ورنہ بظاہر کسی کا پتہ نہیں چلتا۔ لہٰذا تمام مال متروکہ و جائیداد منقولہ و غیر منقولہ، رقوم و زیورات وغیرہ پر سب شوکت کا حق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ ربیع الآخر ۱۴۰۱ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک شخص کے ورثاء میں دو بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میرے مرحوم والدین سے ہم جملہ تین بھائی اور تین بہنیں ہیں۔ میری دو بہنیں شادی شدہ ہیں۔ ایک معمر نابینا ہیں۔ ایک بھائی کا انتقال ہو گیا۔ ان کی بیوہ اور دو لڑکیاں ہیں۔ ایک بھائی بال بچے دار ہے۔ میری کوئی اولاد نہیں ہے۔ میرے مرحوم والدین کی جائیداد میں ہر ایک کو کتنا حصہ ہو گا؟ برائے کرم مجھے فتویٰ عنایت کیا جائے۔ بھائی کا انتقال والد کے انتقال کے بعد ہوا ہے۔ سائل: عمر دین ولد فیض محمد، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں میت کی تمام جائیداد منقولہ و غیر منقولہ بعد اخراجات تجہیز و تکفین، ادائیگی قرض و اجرائے وصیت در تہائی، حسب ذیل طریقہ سے تقسیم ہو گا۔

میت مسئلہ ۸/۷۵۶

بھائی کی بیوہ	بھائی کی بیٹی	بھائی کی بیٹی	بھائی	بھائی	بہن	بہن	بہن	
۲۱	۵۶	۵۶	۱۷۸	۱۷۸	۸۹	۸۹	۸۹	واللہ تعالیٰ اعلم

یعنی کل مال کے ۷۵۶ حصے کئے جائیں اور جو بھائی حیات ہیں ان میں ہر بھائی کو ۱۷۸ اور ہر بہن کو ۸۹ حصہ دیا جائے، مرحوم بھائی کا حصہ اس کی بیوہ اور دو لڑکیوں کو دیا جائے گا۔ اس کی تقسیم اس طرح ہو گی کہ ۲۱ حصہ بیوہ کو اور ۵۶/۵۶ حصے دونوں بیٹیوں کو۔ چونکہ مرحوم بھائی کے بیٹے نہیں ہیں اس لئے دوسرے بھائی بہن عصبہ بنکر ترکہ میں حصہ دار ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲/۱۱/۱۹۸۱ء

http://t.me/Tehqiqat

ایک شخص کے ورثاء میں چار بیٹے اور ایک بیٹی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ہمارے دادا بنام فضل دین جن کی اولاد میں تین بیٹے تھے۔ بنام ۱۔ محمد دین ۲۔ سراج الدین ۳۔ حاجی محمد ابراہیم۔

سراج الدین کا صرف ایک بیٹا ہے۔ محمد دین کے چار بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ جن میں سے بڑی لڑکی وفات کر چکی ہے۔ ایک زندہ ہے۔ حاجی محمد ابراہیم کی کوئی اولاد نہیں ہے۔ ہمارے دادا بنام محمد دین اور حاجی محمد ابراہیم ولد فضل دین کے نام پر زمین جو کہ ضلع دادو سندھ میں ہے۔ اس زمین میں سے جب کہ بھائیوں کے حقوق اپنے والدین کی جائیداد میں سے ملتے ہیں۔ تو کیا بہن کو بھی اپنے والدین کی جائیداد میں سے کچھ حق ملتا ہے یا نہیں؟ برائے مہربانی اس سلسلے میں فتویٰ دیا جائے۔
سائل۔ محمد اسلم ولد محمد دین، ریلوے کالونی، کوٹری

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں محمد دین ولد فضل الدین کا تمام مال متروکہ تجہیز تکفین، ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں نافذ کرنے کے بعد، ان کے چاروں لڑکوں اور ایک بیٹی (جب کہ دوسری بیٹی لاولد فوت ہو چکی) میں اس

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طرح تقسیم ہوگا کہ ہر بھائی کو' بہن سے دوگنا ملے گا۔یعنی تمام مال کے ۹ حصے کریں' ہر بیٹے کو دو اور ہر بیٹی کو ایک حصہ دیں۔
واللہ تعالیٰ اعلم

میّت مسئلہ ۹

ابن	ابن	ابن	ابن	بنت
۲	۲	۲	۲	۱

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۷ ررجب المرجب ۱۴۰۲ھ

بھائی کے سامنے ننھیالی رشتہ دار وارث نہیں ہوتے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ۱۔بشیر محمد ولد ولی محمد کی شادی حسب رسم ورواج قوم مسماۃ غفورن بنت عبدالرزاق سے ہوئی اور مسمّی بشیر محمد کا انتقال لاولد ہوگیا اور اس کی جائیداد و مال پر اس زوجہ کی مذکورہ قابض متصرف ہوئی۔

۲۔مسماۃ مذکورہ نے عدت گزارنے کے بعد مسمّی عبدالشکور ولد محمد بخش سے عقد ثانی کرلیا اور اس سے بھی کوئی اولاد نہ ہوئی اس دوران میں مسماۃ غفورن نے مسمّی بشیر محمد کا بینک میں کچھ روپیہ تھا وہ بحکم عدالت سرٹیفکیٹ لے کر حاصل کرلیا اور اب مسماۃ مذکورہ کا بھی انتقال ہوگیا۔وہ حیات میں کہتی تھی کہ ہم لاولد ہیں لہٰذا مکان مسجد کے نام کریں گے۔

۳۔مسماۃ مذکورہ کا کوئی حقیقی بھائی بہن چچا وغیرہ نہیں ہے۔صرف تنہا تھی۔

۴۔مسمّی بشیر محمد مذکور کے پاکستان میں بھائی بہن چچا وغیرہ کوئی نہیں ہے صرف ایک بھائی محمد فیاض ولد ولی محمد جے پور انڈیا میں حیات ہے۔

مسمّی بشیر محمد مذکور کے وارث ہونے کا دعویٰ محرم الدین ولد امام الدین کرتے ہیں۔لیکن محرم الدین مذکورہ مسمّی بشیر محمد کے ماموں کے ماموں کا لڑکا بتاتے ہیں۔

لہٰذا استدعا ہے کہ اب مسماۃ غفورن مذکور کا جائز وارث اس کا شوہر عبدالشکور ولد محمد بخش ہوا؟ یا محرم الدین مذکور؟ جب کہ عبدالشکور کا بھی خیال ہے کہ مکان مسجد میں دے دوں گا۔　　سائل عبدالشکور ولد محمد بخش

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں بشیر محمد کا تمام مال متروکہ' خواہ از قسم جائیداد منقولہ ہو یا غیر منقولہ' تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد' اس کی بیوی اور بھائی میں جو انڈیا میں مقیم ہے۔اس طرح تقسیم ہوگا کہ کل مال کا ایک چوتھائی اس کی بیوی کو اور باقی تین چوتھائی اس کے بھائی کی ملکیت میں آئے پھر غفورن کے انتقال کے بعد اس کا مال اس کے شوہر کو ملے گا اس کے علاوہ کوئی اور وارث اس عورت کا موجود نہیں۔پورا مکان غفورن کی ملک تھا اور نہ اس میں اس کو تصرف کا پورا پورا اختیار تھا اور بھائی کے ہوتے ہوئے' ننھیالی رشتے دار وارث نہیں ہوتے۔لہٰذا محرم الدین کا مطالبہ نا قابل قبول۔واللہ تعالیٰ اعلم　　العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۸ ررجب المرجب ۱۴۰۲ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قصاص میں صلح کرانے یا معاف کرنے کا حق صرف وارث کو ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: آٹھ سال قبل محمد حنیف کے ہاتھوں اس کی بیوی ہلاک ہوگئی۔ جس کا آنکھوں دیکھا گواہ مقتولہ کا ۱۲ سالہ بیٹا محمد حفیظ تھا۔ محمد حفیظ نے اپنے ماموں کو تمام واقعات سے آگاہ کیا۔ محمد انور نے تھانہ میں رپورٹ درج کروائی اور مدعی کی حیثیت سے پیش ہوا اور قاتل کو عمر قید کی سزا ہوگئی۔ چونکہ اب اسلامی قانون نافذ ہو رہا ہے اور قاتل چاہتا ہے کہ مقتولہ کے ورثاء سے صلح کروں۔ اب صلح، مدعی اور مقتولہ کے بھائی محمد انور سے کرنی ہوگی یا مقتولہ کے شرعی وارث اور بیٹے محمد حفیظ عمر ۲۰ سال سے۔ مدعی کا خیال ہے کہ چونکہ وہ اس مقدمہ کا مدعی رہا ہے اس لئے اس کے بغیر شریعت کورٹ، صلح تسلیم ہی نہیں کرے گی جب کہ قاتل نے محمد حفیظ اور دیگر اصل ورثاء سے صلح کر لی ہے اور اسی تحریر میں موجود ہے کہ جب تک مدعی سے صلح نہ ہوگی۔ صلح قرار نہیں پاسکتی۔ مدعی تو کوئی بھی بن سکتا ہے ہر مدعی جو وارث بھی نہ ہو صلح کا حق نہیں رکھتا؟ اس سلسلہ میں مفتیان دین کیا کہتے ہیں۔ فقط السائل محمد حنیف (عمر قیدی)، بی کلاس، سینٹرل جیل، حیدر آباد

۷۸۲ الجواب: قتل عمد یعنی کسی دھاردار آلے مثلاً چھری خنجر وغیرہ سے یا گولی یا چھری سے قتل کر دینا یا آگ میں جلا دینا' اس کی سزا دنیا میں فقط قصاص ہے یعنی یہی متعین ہے۔ ہاں اگر قاتل سے مال لے کر صلح کر لیں تو یہ بھی ہوسکتا ہے۔ لیکن اس صلح کا حق صرف اور صرف اولیائے مقتول کو ہے کسی اور کو نہیں۔ عالمگیری میں ہے **وموجب ذلك المائم والقود الاان يعفو الاولياء اويصالحوا**۔ اس لئے صورت مسئولہ میں صلح کرنے یا معاف کرنے کا حق صرف مقتولہ کے بیٹے محمد حفیظ کو ہے کہ وہ مقتولہ کا وارث و ولی ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے بھائی کو وراثت یا ولایت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ / رجب المرجب ۱۴۰۲ھ

http://t.me/ahqrcat

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی' ۴ بیٹے اور ۷ بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص فوت ہوگیا اور اس نے اپنے پیچھے ایک بیوہ' چار لڑکے اور سات لڑکیاں چھوڑی ہیں۔ اس کا ترکہ (-/۳۰۴۷۰۰) تین لاکھ چار ہزار سات سو روپے ہے۔ اب یہ مال کس طرح تقسیم ہوگا؟ مہربانی فرما کر جواب تحریر فرمائیں۔ السائل خواجہ محمد عثمان، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں متوفی کا تمام مال متروکہ' تجہیز و تکفین' ادائیگی قرض اور ثلث اجرائے وصیت کے بعد اس کے موجودہ ورثہ میں تقسیم ہوگا۔ کل مال کے (۱۲۰) حصے کریں۔ ان میں سے (۱۵) زوجہ کو' (۱۴-۱۴) ہر لڑکے کو اور (۷-۷) ہر لڑکی کو دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۸/ ۱۲۰

زوجہ	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	
۱۵	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷	۷	۷	۷	۷	۷	واللہ تعالیٰ اعلم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۴/ ذی قعدہ ۱۴۰۲ھ

آدمی کو زندگی میں اپنا مال دینے کی اجازت ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنا مکان فروخت کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ اس کے پاس نہ تو کوئی جائیداد ہے اور نہ ہی کوئی نقد رقم وغیرہ۔ وہ اس مکان سے حاصل شدہ رقم کو اپنی حیاتی میں اپنے ورثاء میں تقسیم کرنا چاہتا ہے۔ اس کی بیوی بقید حیات ہے اس کے چار فرزند ہیں جن میں سے ایک شادی شدہ اور صاحب اولاد ہے۔ پانچ صاحبزادیاں ہیں جن میں دو کا انتقال ہو چکا ہے اور دو شادی شدہ ہیں۔ مرحوم بیٹیوں کی اولاد ہے۔ اور شادی شدہ بیٹیاں بھی صاحب اولاد ہیں۔ زید چاہتا ہے کہ کنواری اولاد کی شادی پر ہونے ولا خرچہ نکال کر بقیہ رقم اپنے تمام ورثا میں تقسیم کر دے۔ شرعی طور پر تقسیم کس طرح ہوگی؟ اور کیا زید اپنے کنوارے بچّوں کی شادی کے لئے رقم نکال سکتا ہے یا نہیں؟ ان کی کنواری اولاد ماشاءاللہ شادی کی عمر کو پہنچ گئی ہے۔ فقط سائل اقبال بن حبیب ملتانی

۷۸۶ **الجواب:** اپنی زندگی وصحت میں آدمی اپنے مال کا مالک اور اس میں ہر جائز تصرف کا مختار ہے۔ جسے اور جتنا چاہے مال دے کر اسے مالک بنا دے۔ دوسرے کو اس پر اعتراض کا حق نہیں۔ اولاد کنواری ہو یا شادی شدہ۔ لڑکا ہو یا لڑکی۔ سب کا حکم یکساں ہے۔ بلکہ غیر وارث کو دے تو بھی اسے اختیار ہے۔ ہاں ورثہ کو ناحق نہ کرے ورنہ گناہ گار ہوگا اور اولاد میں تقسیم کرے تو لڑکے لڑکی سب کا حق برابر ہے اور جو لڑکیاں غیر شادی شدہ ہیں ان کے مصارف کے لائق مال نکال کر ان کی ملکیت اور قبضہ دے دے۔ تب بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ (درمختار وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳/ ذی قعدہ ۱۴۰۲ھ

ایک آدمی کے ورثا میں بیوی، پوتے اور بھتیجی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: متوفی محمد شفاعت خان مرحوم کی جائیداد میں سے کس کس کو کتنا کتنا حصہ ملے گا۔ جب کہ جائیداد بھی مرحوم کے نام ہے جب کہ مرحوم کا حقیقی بھائی سرفراز خان مرحوم اور متوفی کا بھتیجا محمد ایاز خان مرحوم اور اس کی بھابھی سمیت سب شفاعت خان مرحوم کی حیاتی ہی میں انتقال کر گئے تھے۔ متوفی محمد شفاعت خان کی حقیقی بھتیجی ساگراں بی بی حیات ہیں اور شفاعت خان کی ایک بیوی مسماۃ حاجرہ بی بی موجود ہیں اور اُن کی کوئی اولاد نہیں ہے۔ ابھی جائیداد متوفی شفاعت خان کے نام ہے اُن کے چچا زاد بھائی مبارک علی خان موجود ہیں اور اُن کے حقیقی بھائی سرفراز خان مرحوم کے دو پوتے ایک پوتی موجود ہیں۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شجرہ

منگل خان لودھی

محامد خان مرحوم — مہدی خان مرحوم

سلطان خان مرحوم — امراؤ علی خان مرحوم

مبارک علی خان — محمد شفاعت خان مرحوم — محمد سرفراز خان مرحوم

بیوہ حاجرہ مرحومہ — محمد ایاز مرحوم — مسماۃ ساگراں

شبیر احمد — لیاقت — مسماۃ زبیدہ

فقط: مبارک علی خان، گرونگر، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں جب کہ متوفی کے انتقال کے وقت صرف اس کی بیوی اور ایک چچا زاد بھائی اور مرحوم کے، مرحوم بھائی کے پوتا پوتی اور ایک حقیقی بھتیجی موجود تھے ان کے علاوہ کوئی اور وارث موجود نہ تھا' متوفی شفاعت خان کا تمام مال متروکہ حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔ متوفی کا چچازاد بھائی اور بھتیجی اور سرفراز خاں کی پوتی محروم رہے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۸/۴

زوجہ	بھائی کا پوتا	بھائی کا پوتا	
۲	۳	۳	واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳/ ذی قعدہ ۱۴۰۲ھ

http://t.me/Tehqiqat

ایک آدمی کے ورثاء میں بیوی' ۴ بیٹے اور ۷ بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص فوت ہوگیا اور اپنے پیچھے چھ لڑکے اور چار لڑکیاں اور ایک بیوہ چھوڑ گیا۔ متوفی کا مال متروکہ اس کے ورثہ میں کس طرح تقسیم ہوگا۔ متوفی کا ایک مکان ہے جس کی قیمت ایک لاکھ روپے ہے، اور چودہ تولہ سونا ہے، متروکہ ملکیت سے ورثاء کو کتنا کتنا حصّہ ملے گا؟ متوفی کے ایک لڑکے نے اپنے والد کی تجہیز و تکفین پر دس ہزار روپے خرچ کئے ہیں۔ کیا یہ خرچہ متوفی کے ترکہ سے نکال لیا جائے گا؟ سائل ڈاکٹر مراد، ٹنڈو یوسف روڈ' اسلام آباد' حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: متوفی کے مال متروکہ میں سے سب سے پہلے مطابق شرع اس کی تجہیز و تکفین میں صرف ہوتا ہے، پھر قرض کی ادائیگی ہے۔ پھر کوئی وصیت کی ہو تو ایک ثلث میں اجراء ہوتا ہے۔ ان تمام امور سے فراغت کے بعد اب ورثہ میں تقسیم کی نوبت آتی ہے۔ سوم چہلم وغیرہ پر جو کچھ خرچ ہوا اور تمام وارث بالغ تھے ان کی اجازت سے صرف ہوا تو وہ بھی وضع کرلیا جائے گا لیکن نابالغ کی اجازت کافی نہ ہوگی۔ اس کے حصے میں سے کسی کو خرچ کرنے کا اختیار نہیں اور اس کی اجازت بحالتِ نابالغی معتبر نہیں۔ تو سوم چہلم وغیرہ و نذر و نیاز میں جو کچھ خرچ ہوا وہ بالغوں پر پڑے گا۔ بہر حال تجہیز تکفین و ادائیگی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قرض اور ایک ثلث میں اجرائے وصیت کے بعد متوفی کا تمام مال متروکہ از قسم جائیداد منقولہ وغیر منقولہ ونقد رقوم وزیورات وغیرہ اس کے ورثہ میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میّت مسئلہ ۱۲۸/۸

زوجہ	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت
۱۶	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷	۷	۷	۷	۷	۷

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳/ ذی قعدہ ۱۴۰۲ھ

ایک آدمی کے ورثاء میں بیوی، بھتیجا اور بھتیجی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: متوفی شفاعت نے اپنے وارثین میں ایک بیوہ مسماۃ حاجرہ بی بی چھوڑی ہے اور اس کی کوئی اولاد نہیں ہے۔ حقیقی بھائی سرفراز خان کا انتقال اس کی موجودگی میں ہی ہوگیا اور محمد ایاز خان مرحوم کا انتقال شفاعت کے بعد میں ہوا۔ جو کہ ان کا حقیقی بھتیجا ہے۔ مسماۃ ساگراں بی بی زندہ ہے۔ جو کہ شفاعت مرحوم کی حقیقی بھتیجی ہے۔ فقط: مبارک علی خان، گرونگر، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں سوال سے ظاہر ہے کہ متوفی شفاعت خان کے انتقال کے وقت اس کی بیوی، ایک بھتیجا، ایک بھتیجی اور دور کے دوسرے رشتہ دار موجود تھے۔ اس لئے ایسی صورت میں، متوفی کا تمام مال متروکہ تجہیز وتکفین، ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد ان کے ورثاء میں حسب ذیل طریقہ سے تقسیم ہوگا اور چونکہ ایاز خان اپنے مرحوم چچا کا حقیقی بھتیجا ہے اس لئے اس کی موجودگی میں مبارک علی خان کا کوئی حق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

http://www.rehmat

میّت مسئلہ ۴

زوجہ	بھتیجا	بھتیجی
۱	۳	محروم

اور چونکہ بھتیجا انتقال کر گیا ہے لہٰذا اس کا حصہ اس کی اولاد لے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۸/۳/۱۹۸۲ء

ایک عورت کے ورثاء میں شوہر، ماں، چار بیٹے اور ایک بیٹی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: بندو خان کی بیوی مسماۃ بسم اللہ کا انتقال ہوگیا ہے۔ مسماۃ بسم اللہ کا جو مہر ہے، اس رقم کا کون وارث ہوگا؟ جب کہ بسم اللہ خاں نے اپنے پیچھے ایک شوہر اور چار لڑکے اور ایک لڑکی اور اپنی والدہ کو چھوڑا ہے۔ بینوا توجروا فقط بندو خان، لطیف آباد یونٹ نمبر ۱۱، حیدرآباد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۲ **الجواب:** صورت مسئولہ میں مسماۃ بسم اللہ کا مہر اس کے دوسرے مال متروکہ کی مانند تجہیز تکفین و ادائیگی قرض وغیرہ کے بعد حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا کہ تمام مال کے (۱۰۸) حصے کریں۔ ان میں سے (۲۷) حصے شوہر کو، (۱۸) حصے ماں کو، (۱۴-۱۴) حصے ہر بیٹے کو اور (۷) حصے ہر بیٹی کو دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۱۲/ ۱۰۸

زوج	ام	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت
۲۷	۱۸	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷

بالفاظ دیگر، مرحومہ کی والدہ کو کل مال کا چھٹا حصہ دیا جائے گا۔ باقی اس کے شوہر اور بیٹی بیٹوں کا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۶ رذی قعد ۱۴۰۲ ھ

جائیداد کی تقسیم میں نابالغ و بالغ اور شادی شدہ وغیر شادی شدہ کا فرق نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک آدمی فوت ہوگیا۔ جس کی بیوہ اور دو لڑکیاں ہیں۔ ایک لڑکی شادی شدہ اور ایک غیر شادی شدہ۔ ایک اس کا بھائی ہے۔ جو اس کی زندگی میں ہی الگ ہو گیا تھا۔ اب وہ وراثت کا دعویٰ کرتا ہے۔ کیا ازروئے شریعت وہ وراثت کا حق دار ہے یا نہیں؟ لڑکیوں اور بیوہ کو کتنا حصہ ملے گا؟ شادی شدہ کو کتنا اور غیر شادی شدہ کو کتنا؟ بینوا توجروا فقط حافظ عاشق حسین نقشبندی حامدی، دوڑ، نواب شاہ

۷۸۲ **الجواب:** وراثت میں بالغ و نابالغ، شادی شدہ وغیر شادی شدہ اور بڑے چھوٹے ہونے پر دارومدار نہیں اور نہ کوئی مستحقِ وراثت کسی کے محروم کرنے سے محروم ہوتا ہے۔ صورت مسئولہ میں متوفی کا تمام مال متروکہ، تجہیز و تکفین، ادائیگی قرض اور ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد اس کے مذکورہ بالا ورثہ میں حسبِ ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔ یعنی کل مال کے ۲۴ حصے کریں۔ بیوہ کو ۳، ہر لڑکی کو ۸ اور بھائی کو ۵ سہام دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۲۴

زوجہ	بنت	بنت	اخ
۳	۸	۸	۵

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ رشوال المکرم ۱۴۰۲ ھ

ایک شخص کے ورثاء میں دو بیویاں، بہن، سوتیلی بیٹی اور بھتیجیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مرحوم علی محمد شاہ ولد نذر محمد شاہ متوفی کا انتقال ہوگیا۔ مرحوم کے حسب ذیل وارث ہیں۔ جو یہ جاننا چاہتے ہیں کہ ان کو شریعت محمدی سے کتنا کتنا حصہ ملے گا؟

ا۔ محمد علی شاہ کی دو بیوائیں۔ دونوں بیواؤں کی مرحوم علی محمد کے بطن سے کوئی اولاد نہیں لیکن ایک بیوہ کے پہلے شوہر سے ایک

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لڑکی ہے۔ جو علی محمد کی سوتیلی لڑکی کہلاتی ہے۔

۲۔ فاطمہ بی بی (سگی بہن، علی محمد شاہ مرحوم)۔ جو شادی شدہ ہے۔ چار بچوں کی ماں ہے۔

۳۔ مرحوم علی محمد کے دو سگے بھائیوں کی دو لڑکیاں' بھائیوں کا انتقال ہو چکا ہے۔ صرف دو لڑکیاں ہیں جو شادی شدہ ہیں۔

حضور والا سے درخواست ہے کہ مندرجہ بالا وارثین میں جو جائز وارثین ہیں ان کے حصے میں کتنا کتنا حصہ بمطابق شریعت محمدی آتا ہے فتویٰ جاری فرمایا جائے۔ دیگر علی محمد شاہ مرحوم کے والد نذر محمد شاہ مرحوم کی کوئی ملکیت نہیں ہے۔

فقط السائل

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں متوفی کا تمام مال متروکہ' تجہیز و تکفین' و ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد' صرف مرحوم کی دونوں بیویوں اور ان کی بہن کے مابین تقسیم ہوگا۔ مرحوم کی سوتیلی لڑکی اور بھتیجیاں سب محروم رہیں گے اور تقسیم یوں عمل میں لائی جائے گی کہ کل مال کے ۸ حصے کریں' ان میں سے ہر بیوی کو ایک ایک حصہ دیں اور باقی ۶ حصہ مرحوم کی ہمشیرہ کو دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میّت مسئلہ ۸/۴

زوجہ	زوجہ	ہمشیرہ	سوتیلی بیٹی	بھتیجیاں	
۱	۱	۶	محروم	محروم	واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ ربیع الاول شریف ۱۴۰۲ھ

ایک آدمی کے ورثاء میں بیوی' بیٹیاں اور چچا ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مرحوم مسمّی عبدالقادر خان کے ایک چچا اور دو لڑکیاں اور ایک بیوہ ہے۔ وارثت کس طرح تقسیم ہوگی؟ فقط سائل محفوظ علی خان

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں متوفی کا کل مالِ متروکہ تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا کہ کُل مال کے ۲۴ حصے کریں۔ ان میں سے ۳ بیوہ کو' ۸-۸ ہر لڑکی کو اور باقی ۵ چچا کو دیں۔ ہکذا

میّت مسئلہ ۲۴

زوجہ	بیٹی	بیٹی	چچا	
۳	۸	۸	۵	واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ ربیع الاول شریف ۱۴۰۲ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

غاصبانہ مال کو جیسے چاہے وصول کرے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: زید تقسیم ہند سے ہندوستان کا باشندہ ہے۔ جب کہ اس کے والدین پاکستانی ہیں۔ والد کے انتقال کے بعد زید کی ماں نے اسے تحریراً پاکستان آنے کو کہا اور بتایا کہ اس کا (زید کی ماں کا) وقت آخر ہے۔ جلد آ جائے اور اسے دیکھ لے مکان اور قبضہ بھی درست ہو جائے۔ زید اپنے والدین کی حقیقی اولاد ہے۔ اپنی ماں کی تحریر ملنے پر زید پاکستان آیا مگر اس کے آنے سے بیشتر ہی اس کی ماں کا انتقال ہو چکا تھا۔ زید نے آ کر دیکھا کہ اس کی ماں کے مکان پر اس کے دور کے رشتے دار موجود ہیں جو مکان خالی کرنا نہیں چاہتے اور اپنا حق جماتے ہیں۔

ان لوگوں کے متعلق بھی زید کی ماں نے اپنے اسی خط میں ان لوگوں کا حوالہ دیا تھا کہ یہ لوگ رقم کا لالچ دے کر مکان لینا چاہتے ہیں۔ اب زید پریشان ہے کہ اس کا کیا کرے۔ جب کہ یہ رشتہ دار مکان نہیں چھوڑتے۔ دوسرے یہ کہ زید کے حلقہ کے ذمہ دار رکن کو بھی درخواست پیش کی کہ اس کا کوئی حل نکالا جائے لیکن وہاں سے بھی کوئی تسلی بخش جواب نہیں ملا۔

لہٰذا اس سلسلے میں شریعت کی رو سے زید، جو کہ اب مکان کی الجھن میں گرفتار ہے کیا کرے؟ اس کی آئینی حیثیت کیا ہے؟

فقط احمد علی ولد اکرام علی، لطیف آباد نمبر ۷ حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** زید کے والدین کا جب کہ زید کے سوا کوئی اور وارث حقیقی نہیں تو تمام مال متروکہ کا حقدار صرف زید ہے۔ اور وہ اپنا حق جس طرح چاہے وصول کر سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

والدین کے ہوتے ہوئے ترکہ میں بھائیوں کو نہ ملے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: متوفی نے ورثاء میں والد، والدہ، دو بھائی، دو بہنیں اور ایک بھتیجا چھوڑا ہے؟ شرع کے اعتبار سے حقیقی وارث کون ہے؟ فقط سائل مختار احمد، شاہی بازار، حیدر آباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** صورت مذکورہ بالا میں متوفی کا تمام مال متروکہ، تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض، اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد، صرف اس کے والدین کو ملے گا۔ بھائی، بہن اور بھتیجا محروم رہیں گے۔ باپ کی موجودگی میں بھتیجا درکنار، حقیقی بھائی اور بہنوں کا بھی کوئی حصہ نہیں۔ کل مال کے چھ حصے کریں۔ ان میں سے ایک حصہ ماں کا اور باقی ۵ حصے باپ کو دیں کہ وہ ذوی الفروض میں بھی ہے اور عصبات میں بھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ

بہنوں کا حصہ کس صورت میں ترکہ میں ہوتا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: سید منیر علی شاہ کا انتقال ہو گیا۔ انڈیا میں پاکستان بننے سے پہلے اس

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے تین لڑکے جنھوں نے کلیم پاس کروایا اور پھر آپس میں بانٹ لیا۔ لڑکوں کے نام یہ ہیں شوکت علی شاہ، روشن علی شاہ اور ممتاز علی شاہ۔ انھوں نے اپنی اپنی ملکیت بنائی کلیم کی رقم سے اور اپنے اپنے کھاتے پر کروالی ان میں سے ممتاز علی شاہ کا انتقال ہوگیا۔ اس نے پیچھے وارث چھوڑے تین لڑکے، دو لڑکیاں، ایک بیوہ اور ایک ممتاز علی کی والدہ۔ ان کے نام فوتی کھاتا ہو چکا ہے۔ اب ممتاز علی شاہ کی چھ بہنیں اس ملکیت میں سے حصہ مانگ رہی ہیں۔ آیا! ان کا حصہ بنتا ہے یا نہیں؟ اگر بنتا ہے تو کتنا؟ سب کا الگ الگ بتائیں۔ فقط سیّد احمد علی شاہ

۷۸۶ **الجواب:** مرنے والے بھائی کی جائیداد میں اگرچہ بہن کا حصہ شرعاً مقرر ہے لیکن ہر حال میں نہیں بلکہ صرف چند حالات میں۔ مثلاً میّت کی دو بیٹیاں ہوں اور کوئی لڑکا نہ ہو تو بے شک حقدار ہیں۔ لیکن جب میّت نے اپنی اولاد میں کوئی بیٹا بھی چھوڑا تو اب بہن کا کوئی حصہ نہیں۔ محروم رہیں گی۔ چنانچہ صورت مسئولہ میں جب کہ میّت کے ورثہ میں لڑکے بھی ہیں اور لڑکیاں بھی، بہنوں کا کوئی حصہ نہیں۔ تمام کا تمام مال متروکہ میّت کے لڑکوں، لڑکیوں اور بیوہ میں تقسیم ہوگا۔ یعنی تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد ممتاز علی شاہ کا تمام مال متروکہ حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میّت مسئلہ ۸/ ۶۴

زوجہ	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت
۸	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۳/ شعبان ۱۴۰۲ھ

http://t.me/Tehqiqat

ایک شخص کے ورثاء میں والدہ اور چار بہنیں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: بشیر عالم خان ولد رشید عالم خان کا انتقال ہوگیا ہے۔ مندرجہ ذیل امور میں فتویٰ درکار ہے۔

۱۔ مرحوم بشیر عالم خان ولد رشید عالم خان کنوارہ تھا۔

۲۔ مرحوم کے والد رشید عالم خان کا بھی انتقال ہوگیا ہے۔

۳۔ مرحوم کی والدہ حیات ہیں۔

۴۔ مرحوم کی حیات ہمشیرہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ الطاف جہاں ۲۔ اقبال جہاں ۳۔ قمر جہاں ۴۔ رئیسہ بیگم ۵۔ شاہ جہاں بیگم ان کا تقریباً دس سال قبل انتقال ہوگیا ہے اور شوہر نے نکاح ثانی کرلیا ہے۔

اسلامی فقہ حنفیہ کی رو سے ہر ایک کا حصہ کتنا ہوگا؟ اور جائیداد کی تقسیم منقولہ و غیر منقولہ کس طرح ہوگی؟ لہٰذا آپ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے التماس ہے کہ مذکورہ بالاسلسلہ میں فتویٰ مرحمت فرمائیں۔ آپ کا خیر اندیش، محمد ظفر خان

۷۸۶ الجواب: بشیر احمد خان کے انتقال کے بعد ان کا تمام مال متروکہ، تجہیز وتکفین وادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد اُس کے انتقال کے وقت موجود ورثہ یعنی صرف ایک ماں اور چار بہنوں میں اس طرح تقسیم ہوگا کہ کل مال کے ۵ حصے کریں اور ہر ایک کو ایک ایک حصہ دے دیں۔ شاہ جہاں کا انتقال چونکہ پہلے ہی ہو چکا ہے اس لئے وہ محروم۔ ہکذا

میت مسئلہ ۶/۵

شاہ جہاں	ہمشیرہ	ہمشیرہ	ہمشیرہ	ہمشیرہ	والدہ
محروم	۱	۱	۱	۱	۱

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ

ایک شخص کے ورثاء میں لڑکی اور بھتیجے ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: رحمت اللہ خاں اور برکت علی خان کے چچا چرمولی خاں جو اب فوت ہو چکے ہیں۔ ان کے انتقال کو تقریباً دس سال ہو گئے ہیں۔

پاکستان آنے کے بعد چچا محترم مرتے دم تک ہمارے پاس مقیم رہے اور کسی بھی رشتے دار کے ہاں رہائش اختیار نہیں کی۔ ہم دونوں بھائیوں نے اپنے چچا مرحوم کی خدمت دل وجان سے کی جب کہ وہ کوئی کام وغیرہ بھی نہیں کرتے تھے کیوں کہ وہ ضعیف العمر تھے۔ ہم دونوں نے دکھ بیماری میں ان کا ہر طرح سے خیال کیا اور مرتے دم تک ان کا ساتھ دیا اور کسی رشتے دار نے ان کی کوئی مدد نہیں کی۔ چچا محترم کی زوجہ کا انتقال ہندوستان میں پہلے ہی ہو چکا تھا۔ ان کا کوئی لڑکا نہیں ہے۔ صرف ایک لڑکی ہے جس کا نام شبراتن ہے۔ جو شادی شدہ ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے چچا محترم کی چھ ایکڑ زمین ہے۔ ہم دو بھائی اور ایک لڑکی چچا کی ہے۔ ہم چچا کی زمین تقسیم شرعی لحاظ سے معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا جناب سے گزارش ہے کہ فدوی کو اس مسئلے میں صحیح رہنمائی کریں۔ عین نوازش ہوگی۔ شکریہ فقط آپ کے مخلص برکت اللہ خان، رحمت اللہ خان

۷۸۶ الجواب: صورت مسؤلہ میں متوفی کا کل مال متروکہ، تجہیز تکفین وادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد ان کی بیٹی اور دونوں بھتیجوں کو حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میت مسئلہ ۴

ابن الاخ	ابن الاخ	بنت
۱	۱	۲

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ رمحرم الحرام ۱۴۰۲ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی اور بھائی، اور دوسرے کے ورثاء میں بیوی اور بیٹا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسمّی مراد علی خان کے چار بیٹوں میں سے سب سے پہلے خورشید علی کا انتقال ہوا۔ اس کے بعد وارث علی خاں انتقال کر گئے۔ ان کے بعد معشوق علی خاں کا انتقال ہوا اور انہوں نے پسماندگان میں ایک بیوہ اور ایک بھائی مقصود علی خاں کو چھوڑا۔ اب سوال یہ ہے کہ معشوق علی خاں کے ترکہ میں کس کس وارث کا کتنا کتنا حق ہے؟ اور مقصود علی خان کے انتقال پر ان کی جائیداد کس طرح تقسیم کی جائے گی؟ ان کے ورثہ میں ایک بیٹا اور ایک بیوہ ہے؟ بینوا توجروا فقط جمشید علی، ٹنڈو جام، سندھ

الجواب: ۷۸۶ صورت مسئولہ میں متوفی معشوق علی خاں کا تمام مال متروکہ، تجہیز تکفین وادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد، معشوق علی خان کی بیوہ اور ان کے بھائی مقصود علی خان کے مابین تقسیم ہوگا۔ یوں کہ تمام اموال متروکہ کو چار سہام میں تقسیم کریں ان میں سے ایک سہام، مرحوم کی بیوہ کو اور باقی ماندہ ۳ سہام مرحوم کے بھائی مقصود علی خان کو دئے جائیں کہ وہ عصبہ بن کر پائیں گے۔ پھر مقصود علی کے انتقال کے ان کا تمام مال متروکہ ان کی بیوہ اور بیٹے جمشید کا ہے۔ معشوق علی یا مقصود علی خان کے بھائیوں کی اولاد کا ان کی وراثت میں کوئی حق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱ میّت مسئلہ ۴ (متوفی معشوق علی)

زوجہ	برادر
۱	۳

۲ میّت مسئلہ ۴ (متوفی مقصود علی)

زوجہ	ابن
۱	۳

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ — یکم ربیع الاوّل ۱۴۰۲ھ

http://t.me/Tehqiqat

ایک شخص کے ورثاء میں ۴ بیٹے اور ۴ بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میرے مرحوم والد صاحب نے ایک پلاٹ رہائش کے لئے جس میں ہم آباد ہیں ترکہ میں چھوڑا۔ ہم چار بھائی اور چار بہنیں وارث ہیں۔ ترکہ کس طرح تقسیم کریں؟ بینوا توجروا

فقط سعید خان، لطیف آباد، حیدر آباد

الجواب: ۷۸۶ صورت مسئولہ میں متوفی کا تمام مال متروکہ، تجہیز و تکفین، ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد، اس کے ورثہ میں اسطرح تقسیم ہوگا کہ ہر بھائی کو ہر بہن سے دوگنا ملے۔ یعنی تمام مال کے ۱۲ حصے کریں۔ ان میں سے ہر بھائی کو ۲ حصے اور ہر بہن کو ایک حصہ دے دیں۔ وصورتہ ہٰکذا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میت مسئلہ ۱۲

ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	
۲	۲	۲	۲	۱	۱	۱	۱	واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳۰؍صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

ایک شخص کے ورثا میں بیوی اور بھتیجے ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: عبدالرحمٰن کا انتقال ہوگیا تو اس نے اپنے پیچھے صرف ایک بیوہ اور دو بھتیجے چھوڑے ہیں اور کوئی اور رشتہ دار نہیں ہیں۔ اب اس کی بیوی اور بھتیجوں میں مال کیسے تقسیم ہوگا؟ برائے کرم اس مسئلہ کو تحریر فرما کر ثواب دارین دحاصل کریں۔ السائل عبداللہ، لطیف آباد حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں متوفی کا تمام مال متروکہ، تجہیز و تکفین، وادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میت مسئلہ ۸/۴

زوجہ	ابن الاخ	ابن الاخ	
۱	۳		
۲	۳	۳	واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱؍ربیع الاوّل شریف ۱۴۰۲ھ

ایک شخص کے ورثاء میں ایک بیوی، لڑکی اور ۳ لڑکے ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: حاجی محمد ابراہیم مرحوم کا تقریباً چار یا پانچ سال قبل دل کے دورے کے سبب انتقال ہوگیا۔ مرحوم کی پہلی بیوی سے تین لڑکے ہیں۔ جن کے نام یہ ہیں حاجی محمد الیاس، محمد احمد اور حاجی محمد قاسم۔ بیوی کا انتقال ہونے کے بعد مرحوم نے دوسری شادی کر لی۔ جس سے ایک لڑکا ابرار حسین اور ایک لڑکی بانو ہے۔ اس وقت تمام شادی شدہ ہیں۔ پہلی والی بیوی کا لڑکا محمد احمد تقریباً بیس بائیس سال سے اپنا حصہ لے کر الگ ہو چکا ہے۔ اب موجودہ تین بھائی حاجی محمد الیاس حاجی محمد قاسم اور ابرار حسین۔ مرحوم کی جائیداد سے تین حصے کرتے ہیں۔

اور موجودہ بیوہ جو کہ ان کی ماں ہے اس کو مرحوم کی جائیداد سے حصہ دینے سے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تمہارا جائیداد میں کوئی حق نہیں بنتا ہے' نیز کہتے ہیں کہ اگر قرآن و حدیث سے حصہ بنتا ہے تو ہمیں فتویٰ دکھلائیں۔ لہٰذا برائے کرم شریعت کی رو سے فرمائیں کہ سب کا کتنا حصہ بنتا ہے؟ فقط محمد ہاشم ولد محمد سلیمان، حیدر آباد سندھ

۷۸۶ الجواب: مذکورہ بالا صورت میں جب کہ متوفی نے ایک بیوی' ایک لڑکی اور تین لڑکے چھوڑے تو قرآن و حدیث

http://t.me/Tehqiqat
Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے ارشاد کے مطابق' متوفی کی دوسری بیوی کہ ہنوز حیات ہے' یقیناً اپنا حصہ پائے گی یعنی کل جائیداد کا آٹھواں حصہ یا ایک روپیہ میں دو آنے، اور چونکہ متوفی کے ایک بیٹے نے مال متروکہ سے اپنا حصہ لے کر' یا اپنے باپ کی زندگی میں کچھ مال لے کر' دست برداری اختیار کر لی ہے اس لئے متوفی کا تمام مال متروکہ' تجہیز و تکفین' وادائیگی قرض' اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی مال میں اجرائے وصیت کے بعد' متوفی کے ورثہ میں اس طرح تقسیم ہوگا کہ تمام مال کے ۴۰ حصے کئے جائیں اس میں سے ۵ حصے زوجہ کو' ۱۴-۱۴ حصے ہر بیٹے اور ۷ حصے بیٹی کو دے جائیں۔ خواہ یہ شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ۔ بالغ ہوں خواہ نابالغ۔

وصورتہ ہکذا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۸/۴۰

زوجہ	ابن	ابن	ابن	بنت
۱			۷	
۵	۱۴	۱۴	۱۴	۷

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۱ ربیع الاوّل شریف ۱۴۰۲ھ

ایک شخص کے ورثاء میں صرف لڑکیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: محمد یوسف بیگ صاحب کا انتقال ہو گیا مرحوم کی اولاد حقیقی میں صرف تین لڑکیاں' اچھی بیگم' رشیدہ بیگم' وفریدہ بیگم اور کوئی لڑکا نہیں ہے۔ مرحوم کی بیوہ کا انتقال پہلے ہو چکا۔ متوفی کا نہ کوئی بھائی اور نہ کوئی بہن ہے اور نہ والدہ۔ ایسی صورت میں محمد یوسف بیگ کی جائیداد کس طرح تقسیم ہوگی؟ جب کہ محمد یوسف بیگ اہلسنّت و جماعت سے تعلق رکھتے تھے۔ فقط: سیّد صابر علی ولد عابد علی' محلّہ ملت آباد' حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں جب کہ متوفی کے ورثہ میں تین بیٹیوں کے علاوہ کوئی اور وارث نہیں جیسا کہ سائل زبانی بھی بیان کرتا ہے کہ اس کا کوئی اور رشتہ دار نہ یہاں ہے اور نہ ہندوستان میں۔ تو ایسی حالت میں تجہیز و تکفین' وادائیگی قرض اور ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد' بشرطیکہ اس نے کوئی وصیت کی ہو' تمام مال متروکہ مسمّیٰ محمد یوسف بیگ کی تینوں لڑکیوں میں برابر برابر تقسیم کر دیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ رجب المرجب ۱۴۰۲ھ

ہندوستان میں رہنے والے بھی پاکستانی کے ترکہ میں سے حصہ پائیں گے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ۱۔ زید جو کہ ایک مکان کا مالک تھا اور یہ مکان اس نے اپنے نام شاہ لطیف آباد میں الاٹ کرایا تھا۔ زید نے اپنے ورثاء میں ایک بیوہ اور دو لڑکیاں چھوڑی ہیں۔ ان کا اس جائیداد میں کتنا کتنا حصہ ہوگا؟

۲۔ زید کی شادی شدہ بہن بھارت میں مقیم ہے اور بھارت کی شہری ہے اس کا جائیداد میں حصہ ہے یا نہیں؟ جب

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہ زید نے جائیداد بالا کو اپنی ذاتی کمائی سے بنایا اور گورنمنٹ نے مرحوم کو الاٹ کیا اور اس کے واجبات مرحوم نے ادا کیے اور جو باقی ہیں انھیں بیوہ ادا کر رہی ہے۔

از راہ کرم سوالات کے جوابات حنفی سنّی عقیدہ اور قرآن و حدیث کی روشنی میں عطا فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

شکریہ۔ سائلہ آمنہ بی بی زوجہ معصوم علی شاہ، لطیف آباد حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں متوفی کا تمام مال متروکہ، تجہیز تکفین اور ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد اس کے موجودہ ورثہ یعنی بیوہ، ۲ بیٹی اور ایک بہن میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میّت مسئلہ ۲۴

زوجہ	بنت	بنت	اخت
۳	۸	۸	۵

یعنی کل مال کے ۲۴ حصے کریں۔ ان میں سے ۳ حصے زوجہ کو، ۸-۸ حصے ہر بیٹی کو اور باقی ۵ حصے اس کی بہن کو دیں۔ اور بہن انکاری ہو تو اس کا حصہ بھی متوفی کی بیٹیوں کو دیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ ر رجب المرجب ۱۴۰۲ھ

جائیداد میں جو حصہ جس کا ہو اس سے زائد نہیں لے سکتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میرے چچا کا انتقال ہو گیا اور ان کا بیٹا یتیم رہ گیا۔ اس کی پرورش میں نے کی ہے۔ میرے چچا نے میرے پاس ایک دوکان چھوڑی تھی۔ جو اس کو باپ کی وراثت میں ملی تھی۔ وہ دوکان میری دوکان سے نصف جگہ پر ساتھ ہی تھی جس کو میں نے اپنے چچا کی رضا سے اپنی دوکان میں شامل کر لیا تھا۔ اب مسئلہ درکار یہ ہے کہ میرے چچا کا یتیم لڑکا کیا مجھ سے یہ سوال کر سکتا ہے کہ پوری دوکان کا تیسرا حصہ بمعہ سامان اسے دوں جب کہ دوکان کا سب سامان میں نے اپنے پیسوں سے خریدا ہے اور اسے پالا بھی ہے کیا مجھ پر جائز ہے کہ میں اس سے پرورش کے بدلے حساب کر کے روپے لے لوں؟ اور جتنے سال میں نے اپنے چچا کی دوکان اپنے پاس رکھی ہے اسے اس کا کرایہ دے دوں یا نہیں؟ قرآن و سنت کی روشنی میں بیان فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

سائل عبداللہ جان پٹھان، شاہی بازار، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ الجواب: آپ کے چچا کا بیٹا صرف اسی جائیداد منقولہ اور اموال متروکہ کا مطالبہ کر سکتا ہے جس کے متعلق یہ ثابت ہو جائے کہ وہ اسی متوفی کی ملک تھے اور ہر وہ چیز جو مرحوم کی ملک ثابت ہو جائے اس پر پورا حق صرف اس مرحوم کے لڑکے کا ہے۔ کسی اور کو اس پر دعویٰ ملکیت کا حق نہیں۔ دوکان میں اگر مرحوم کا کوئی سامان تھا تو اس کا واجبی کرایہ آپ کو ادا کرنا ہوگا اور نان و نفقہ میں جو کچھ آپ نے خرچ کیا وہ شرعاً آپ کا حق ہے۔ (عالمگیری وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ ر ربیع الاوّل ۱۴۰۲ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کوئی وارث کسی دوسرے وارث کا حق روکے تو گناہ گار ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: میرے دادا صاحب مرحوم ولید خان کا انتقال ہو گیا۔ ان کے تین لڑکے ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

ولید خان اوران کی اولاد

۱۔ بچو خان، کی اولاد کے نام یہ ہیں مریم، بالی، پمی، رانی، خان محمد، احمد خان

۲۔ اسماعیل، کی اولاد یہ ہے، مسمات صحت، محمد علی

۳۔ علی بخش خان، کی اولاد یہ ہے، مسمات خیری، مسمات بیوہ، مسمات باندی، مسمات نھی، مرحوم جمعہ خان

گزارش یہ ہے کہ میری شادی میرے چچا بچو خان مرحوم کی لڑکی مسماۃ مریم سے ہے اور میری بہن مسماۃ صحت مرحوم کی شادی میرے چچازاد بھائی بچو خان کے لڑکے خان محمد سے ہے جو کہ ۱۹۶۹ء میں فوت ہو چکی ہے۔ اب اس کی اولاد اور میرا بہنوئی خان محمد ہماری جائیداد میں سے حصہ ورثہ طلب کرنے لگے ہیں چونکہ یہ شادیاں وٹے سٹے کی ہیں جب کہ وہ لوگ مجھ سے اپنا حصہ طلب کرتے ہیں مگر اپنی بہن مسماۃ مریم کا حصہ ورثہ دینے کو تیار نہیں انہوں نے اپنی بہن مسماۃ پمی مرحوم کا حصہ غصب کر دیا ہے جب کہ اس کی اولاد وارث زندہ ہے جن کو وہ حصہ سے دینے انکاری ہیں۔ علاوہ اس کے علی بخش کے پوتے جو کہ مرحوم جمعہ خان کے لڑکے ہیں وہ اپنی پھوپھیوں کے حصہ ورثہ دینے سے انکاری ہیں۔ جناب عالی مذکورہ زمین کے بارے میں نے کورٹ ہذا میں اپیل داخل کی ہوئی ہے جو کہ زیر غور ہے اور کورٹ ہذا نے شرعی فتویٰ مانگا ہے لہٰذا ان تمام حصے داران کا حصہ ورثاء شرعی محمدی کے مطابق بیان کیا جائے تاکہ جائیداد میں ہر ایک کو اپنا اپنا حق ملے۔ فقط محمد علی

۷۸۲ **الجواب:** صورت مسئولہ میں مسماۃ مریم اپنے بھائیوں کے ساتھ اپنے باپ بچو خان کے مال میں بالکل اسی طرح وراثت کی حقدار ہے جس طرح اسماعیل خان کی لڑکی مسماۃ صحت اپنے باپ کے مال میں اپنے بھائی محمد علی کے ساتھ شریک ہے اور جس طرح علی بخش خان کی لڑکیاں جو ان کے انتقال کے وقت زندہ موجود تھیں اپنے باپ کے مال متروکہ میں اپنے حصہ شرعیہ کی حقدار ہیں۔ لڑکیاں تو ان وارثوں میں ہیں جو کبھی کسی حالت میں محروم الارث نہیں ہوتیں۔ خواہ تنہا ہوں یا دوسرے ورثہ کے ساتھ۔ اس لئے کسی وارث کو ہرگز یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے مورث کے دوسرے شرعی وارثوں کا حق روکے۔ اگر روکے گا تو سخت گناہ گار غاصب و حرام کار اور مستحق عذاب نار ہو گا۔ بچو خان اسماعیل خان اور علی بخش خاں کے مال متروکہ کی تقسیم تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض اور وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد حسب ذیل طریقہ پر عمل میں آئے گی۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میّت مسئلہ ۸　(بچو خان)

بنت	بنت	بنت	بنت	ابن	ابن
۱	۱	۱	۱	۲	۲

میّت مسئلہ ۳　(اسماعیل خان)

بنت	ابن
۱	۲

میّت مسئلہ ۶　(علی بخش خان)

بنت	بنت	بنت	بنت	ابن
۱	۱	۱	۱	۲

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۶ ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

میراث کے متفرق مسائل

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: روشن خان کے مرنے کے بعد ان کی اولاد میں ایک لڑکا محمد حنیف' ایک لڑکی زبیدہ اور دوسری لڑکی اکبری۔ ان کا شرعی حصہ کس طرح تقسیم کیا جائے کہ کوئی اپنے حق سے محروم نہ رہے۔

جب کہ لڑکا محمد حنیف فوت ہو چکا ہے اور اس کی دو بیویوں میں سے ایک فوت ہوگئی اور ایک بیوہ موجود ہے اور محمد حنیف کی دونوں بیویوں کی اولاد میں تین لڑکے موجود ہیں۔ ان سب کا کتنا حصہ ہے؟

ایک لڑکی زبیدہ فوت ہوگئی ہے اور اس کی اولاد میں ایک لڑکا اور ایک لڑکی موجود ہے۔ ان کا کتنا کتنا حصہ ہے؟

دوسری لڑکی اکبری موجود ہے اور بیوہ ہے اور اس کی کوئی اولاد نہیں ہے۔ اس کا کتنا حصہ ہے؟

نوٹ۔ روشن خان ہندوستان ہی میں فوت ہو گئے تھے۔ ان کی اولاد محمد حنیف' زبیدہ اور اکبری پاکستان چلے آئے۔ لڑکے محمد حنیف نے بذریعہ کلیم والد کی جائیداد پاکستان میں حاصل کی اور چونکہ جائیداد پر دوسرے قابض تھے' اس لئے محمد حنیف نے عدالتی کاروائی کی۔ اس عدالتی کاروائی کے خرچہ میں محمد حنیف نے اپنی ذاتی کمائی سے =/۱۰۰۰۰ دس ہزار روپیہ خرچ کیا۔ دوران عدالتی کاروائی فوت ہوگیا۔

دونوں لڑکیوں نے عدالتی کاروائی کے لئے کچھ نہیں کیا۔ جائیداد وارثوں میں کس طرح تقسیم ہوگی؟　فقط محمد یحییٰ، ٹنڈو آدم

۷۸۶ **الجواب:** میت کے اموال سے اولاً اس کی تجہیز و تکفین کریں۔ پھر کوئی قرض چھوڑا ہو تو اسے ادا کریں۔ پھر کوئی وصیت کی ہو تو کل مال کے ایک تہائی میں وصیت پوری کریں۔ اس کے بعد میّت کے مال متروکہ کی تقسیم عمل میں آئے گی اور مذکورہ بالا صورتوں میں اس کی تفصیل یہ ہے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۱۔روشن خان کے مال متروکہ سے تمام حقوق کی ادائیگی کے بعد' تمام مال کے چار حصے کریں۔ دو حصے لڑکے کو دیں اور باقی ایک ایک حصہ ان کی لڑکیوں زبیدہ اور اکبری کو اور جائیداد کی کارگزاری میں جو روپیہ صرف ہوا' تو اتنی ہی رقم' اس شخص کی' اس مکان پر قرض ہے جس نے اپنے پاس سے خرچ کیا۔ یہ قرض کی رقم ادا ہونے کے بعد تقسیم جائیداد عمل میں لائی جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔محمد حنیف کے انتقال کے وقت دونوں بیویاں موجود تھیں۔ خواہ ایک۔ بہر حال اولاد کی موجودگی میں ان کا صرف آٹھواں حصہ ہے۔ باقی ماندہ مال ان کے تینوں لڑکوں میں برابر برابر تقسیم ہوگا۔ کسی بہن کا' جو اپنے بھائی کی زندگی میں فوت ہو چکی' بھائی کے مال میں کوئی حق نہیں۔ بلکہ جو موجود تھی وہ بھی بہن ہوتے ہوئے' یہاں بھائی کے مال سے کوئی حق نہ پائے گی کہ میت کے بیٹے موجود ہیں اور بیٹوں کی موجودگی میں بہن محروم ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔زبیدہ کی جائیداد وغیرہ کے تین حصے کریں۔ دو حصے ان کے لڑکے کو اور ایک حصہ ایک لڑکی کو دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔اور اکبری کی زندگی میں' اس کی جائیداد کے تقسیم ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ وہ مختار ہے اپنی زندگی و صحت میں جس طرح چاہے اپنے اموال میں تصرف کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸/ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

زندہ شخص کا ترکہ تقسیم نہیں ہوتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: مسمّی زید نے شادی کی۔ کچھ عرصے کے بعد زید کی بیوی مر گئی اور اس سے ایک لڑکی بقید حیات ہے۔ زید نے لڑکی کی شادی کر دی۔ کچھ عرصے کے بعد زید نے دوسری شادی کر لی۔ دوسری عورت سے زید کے تین بچے ہیں ایک لڑکا اور دو لڑکیاں۔ کیا زید کی زندگی میں اس کی اولاد زید کی جائیداد کی وارث ہے یا نہیں؟

فقط عبدالجبار، لطیف آباد یونٹ نمبر ۸' حیدرآباد

http://t.me/tehqiqat

۷۸۶ **الجواب:** زید جب تک بقید حیات اور زندہ ہو تندرست ہو وہ اپنی تمام جائیداد و اموال کا تنہا مالک ہے اور اسے اپنے اموال و املاک میں تصرف کا پورا پورا اختیار ہے اور اس کے انتقال کے بعد اس کے تمام ورثہ، اور ان ورثہ میں اس کی ساری اولاد داخل ہے۔ خواہ وہ ایک بیوی سے ہو یا دو تین سے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸/ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی' ۴ بیٹے اور ۴ بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: قاضی عبدالوحید کا انتقال ہو گیا۔ قاضی مرحوم کی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ میں پس ماندگان کو کس قدر حصہ تقسیم ہوگا؟ پس ماندگان میں چار لڑکے' چار لڑکیاں اور ایک بیوہ ہے۔

منجانب عبدالشکور خان

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں متوفی کا تمام مال متروکہ از قسم جائیداد منقولہ و غیر منقولہ' تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض اور

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد ان کے موجودہ ورثہ میں اس طرح تقسیم ہوگا کہ کل مال متروکہ کے ۹۶ حصے کریں۔ ان میں سے (۱۲) زوجہ کو (۱۴-۱۴) ہر لڑکے کو اور (۷-۷) ہر لڑکی کو دیں۔

میت مسئلہ ۹۶/۸

زوجہ	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	
۱۲	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷	۷	۷	واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ / ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

سوتیلی اولاد کا ترکہ میں حصہ نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص کے پاس کچھ جائیداد ہے۔ اس نے اپنی اس جائیداد کو اس طرح تقسیم کیا کہ کچھ کھیتی کا حصہ اپنی پہلی بیوی کی لڑکیوں میں دیا ہے اور اس شخص کے دوسری بیوی سے ایک لڑکی ہے۔ اس کو کچھ کھیتی کا حصہ دیا ہے اور اس نے اپنی دوسری بیوی کو بھی کچھ حصہ دیا ہے اور دوسری بیوی کے تینوں لڑکے جو کہ پہلے شوہر سے ہیں۔ ان کو کچھ نہیں دیا ہے تو کیا شرعی طور پر اس شخص کی جائیداد میں ان تین لڑکوں کا حصہ ہے؟ اور کیا سوتیلی اولاد کا سوتیلے باپ کی جائیداد میں کچھ حصہ بنتا ہے یا نہیں؟ فقط السائل نور محمد شاہ جہانپوری، ٹنڈو الہ یار

۷۸۶ **الجواب:** دوسری بیوی کے پہلے شوہر سے جو بیٹے ہیں وہ اس کے بیٹے نہیں۔ نہ اس کے وارث۔ تو اپنے سوتیلے باپ کی جائیداد میں ان کا کوئی حصہ نہیں۔ پھر اپنی زندگی وصحت میں آدمی خود ہی اس کا مالک ہے جس طرح چاہے اس میں تصرف کرے۔ دوسروں کو اس پر اعتراض یا کسی مطالبہ کا حق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۹ / ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

نکاح ثانی کرنے سے عورت کا ترکہ میں حق ختم نہیں ہوتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: متوفی عبدالشکور کا انتقال ہو گیا اور اب اس کے دو نابالغ بچے حیات ہیں اور اس کی بیوہ آمنہ نے نکاح کر لیا ہے۔ بیوہ نے وراثت سے قبل نکاح کر لیا ہے۔ لہٰذا یہ معلوم کرنا ہے کہ بیوہ کا متوفی کی جائیداد میں حصہ از روئے شریعت ہے یا نہیں؟ درخواست دہندہ امام الدین ولد شبراتی، پنجرہ پول، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں متوفی عبدالشکور کے مال متروکہ میں اس کی بیوی کا بھی حق ہے اگرچہ اس نے دوسرا نکاح کر لیا۔ یہ حق روک لینا شرعاً بڑا ظلم اور ناحق مال دبا لینا ہے اور اس کا تمام مال متروکہ، تجہیز وتکفین، وادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد حسب ذیل طریقہ پر اس کے موجودہ ورثہ میں تقسیم ہوگا۔ یعنی کل مال کے سولہ حصوں میں سے صرف دو حصے بیوہ کے اور باقی اس کے بیٹوں میں برابر برابر۔ ہر ایک کو (۷-۷) حصے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میت مسئلہ ۸/۱۶

زوجہ	ابن	ابن
۳	۷	۷

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۵ رجمادی الاولی ۱۴۰۲ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، چھ بیٹے اور ایک بیٹی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: والد محترم کی جائیداد میں سے چھ بھائی، ایک بہن اور والدہ کا کتنا کتنا حق بنتا ہے؟ برائے مہربانی وضاحت فرمادیجئے۔　　فقط محمد اسلم، لطیف آباد ۱۱، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ عنہا میں متوفی کا تمام مال متروکہ، تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد حسب ذیل طریقہ پر ان کے ورثہ میں تقسیم ہوگا۔

میت مسئلہ ۸/۱۰۸

زوجہ	ابن	ابن	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت
۱۳	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۱۸ ربیع الاول شریف ۱۴۰۲ھ

کوئی وارث نہ ہونے کی صورت میں علاتی بہن حقیقی بہن کے قائم مقام ہوگی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ: ۱۔ کرم اللہ خاں مرحوم نے دو شادیاں کی تھیں۔ پہلی بیوی سے ان کے دو لڑکے ہیں۔ پہلی بیوی کے انتقال بعد کرم اللہ خاں مرحوم نے دوسری شادی مسماۃ قمر سلطانہ مرحومہ سے کی جن سے ان کی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ کرم اللہ خان نے اپنی زندگی میں اپنی جائیداد کا کچھ حصہ قمر سلطانہ مرحومہ کے نام کردیا تھا۔

۲۔ کرم اللہ خاں کے انتقال کے بعد ان کے لڑکے سلطانہ کو اپنے باپ کی جائیداد سے آٹھواں حصہ باقاعدگی سے ادا کرتے رہے ہیں۔ اور جو جائیداد قمر سلطانہ کے نام تھی۔ ان کی نگہداشت دیکھ بھال اور آمدنی وغیرہ کی خود قمر سلطانہ کرتی رہی۔

۳۔ اب قمر سلطانہ انتقال کرگئی ہیں اور قمر سلطانہ مرحومہ کا کوئی قریبی رشتہ دار یا بھائی نہیں ہے۔ قمر سلطانہ مرحومہ کے والد نے بھی دو شادیاں کی تھیں۔ پہلی بیوی سے قمر سلطانہ تھی اور پہلی بیوی کے انتقال کے بعد اپنی پہلی بیوی کی بہن سے شادی کرلی تھی جن سے دو لڑکیاں ہیں۔ ۱۔ مہرالنساء، ۲۔ ثمرالنساء۔ اس کے علاوہ اور کوئی قریبی رشتہ دار نہیں ہے۔ مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ قمر سلطانہ کے نام جو جائیداد ہے اور ان کو شوہر کی جائیداد سے جو حصہ ملتا تھا اس کا اب جائز اور شرعی وارث کون ہے؟

فقط عبدالجبار ولد حاجی عبداللطیف مرحوم، لطیف آباد، حیدرآباد

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ الجواب: صورتِ مسئولہ میں جب کہ قمر سلطانہ مرحومہ کا کوئی وارث مثلاً حقیقی بھائی، بہن، ماں، باپ، چچا، وغیرہ موجود نہیں۔ نہ ذوی الفروض میں نہ عصبات میں۔ تو ایسی حالت میں مرحومہ کا تمام مال متروکہ، جوان کی ملک وتصرف میں تھا۔ خواہ ان کے نام تھا، یا شوہر کے نام تھا اور اس سے وہ اپنا حصہ پاتی تھیں، تجہیز وتکفین، ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد، مرحومہ کی دونوں علاّتی بہنوں یعنی باپ شریک بہنوں میں برابر تقسیم کر دیا جائے گا۔ باپ شریک بہنیں ایسی حالت میں حقیقی بہنوں کے قائم مقام مانی جاتی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۹ رذی الحجہ ۱۴۰۲ھ

اگر متوفی کے کسی وارث کا پتہ نہ چلے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: محلہ ممتاز کالونی میں ایک شخص نذیر شاہ فقیر تھا۔ جو تقریباً ڈیڑھ سال ہوئے انتقال کر چکا ہے۔ اس کی جھگی سرکاری زمین کنٹونمنٹ کے علاقے میں واقع، ممتاز کالونی میں ہے اور ممتاز کالونی کچی آبادی میں شامل ہے۔ گورنمنٹ لوگوں کے حق کو تسلیم کرتی ہے۔ مگر ابھی تک قیمت نہیں لگائی۔ متوفی نذیر شاہ کی جھگی اس وقت اہل محلہ کے قبضے میں ہے۔ اہل محلہ کی آرزو ہے کہ متوفی مذکور کی جھگی کا پیوست شدہ ملبہ عارضی قبضہ فروخت کر کے محلّے کی مسجد میں جوزیر تعمیر ہے، رقم خرچ کی جائے۔

زمین اپنی جگہ فی الحال ملکیت گورنمنٹ ہے جس کے فروخت کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ صرف جھگی اور عارضی قبضہ فروخت کرنا ہے۔ زمین سے کوئی واسطہ نہیں۔ اس لئے آپ سے استدعا ہے کہ شرعی فیصلہ سے مطلع فرمائیں کہ جھگی کے ملبہ اور عارضی قبضہ سے حاصل شدہ رقم مسجد شریف کی تعمیر پر خرچ کی جاسکتی ہے یا کہ نہیں؟

فقط اہلِ محلہ ممتاز کالونی، قاضی عبدالقیوم روڈ، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ الجواب: متوفی کے کسی جائز وارث کا پتہ نہ چل سکے تو اس جھگی کے ملبہ سے حاصل شدہ رقم غرباء ومساکین پر اور کسی دینی مدرسہ کے غریب طلباء پر صرف کر سکتے ہیں بلکہ اب یہ انہیں مساکین وغرباء کا حق ہے لیکن یہ رقم مسجد میں صرف نہیں کر سکتے۔ فان اللہ طیب لا یقبل الا الطیب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ رصفر المظفر ۱۴۰۳ھ

بیوی کی جو اولاد پہلے شوہر سے ہو اس کو دوسرے شوہر کی جائیداد سے حصہ نہیں ملے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: عبدالرحمٰن کا انتقال ہو گیا۔ اس کے ورثہ میں ایک لڑکی اور ایک بہن ہے، اس کی بیوی کا بھی انتقال ہو گیا ہے۔ بیوی اپنے ساتھ دو لڑکیاں لے کر آئی تھی۔ وہ شادی شدہ ہیں۔ وہ عبدالرحمٰن سے نہیں ہیں۔ یہ لڑکیاں پہلے خاوند سے ہیں۔ بیوی کی ایک ماں ہے جو کہ حیات ہے۔ بیوی کے دو بھائی بھی ہیں۔ ترکہ کس طرح تقسیم ہو گا؟

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فوتی عبدالرحمٰن

بیوی لڑکی بہن فقط السائل

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں متوفی عبدالرحمٰن کا تمام مال متروکہ، تجہیز و تکفین اور ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میّت مسئلہ ۸ (عبدالرحمٰن)

زوجہ	بیٹی	بہن
۱	۴	۳

یعنی کل مال متروکہ کے آٹھ حصے کریں۔ ان میں سے ایک حصہ (۱) بیوی کو، چار حصے (۴) بیٹی کو اور باقی تین حصے یعنی (۳) بہن کو دیے جائیں اور زوجہ کا حصہ ادائیگی حقوق مقدم علی الارث کے بعد حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میّت مسئلہ ۱۲/۳۶

ماں	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بھائی	بھائی
۲			۸		۲
۶	۸	۸	۸	۱	۱

یعنی زوجہ عبدالرحمٰن کی وراثت میں اس کی وہ لڑکی بھی شامل ہے جو عبدالرحمٰن سے ہے اور پہلی دونوں بھی، جو دوسرے سے ہیں۔ تو اس کے مال کے (۳۶) حصوں میں سے (۶) ماں کو، (۸-۸) ہر بیٹی کو اور (۱-۱) ہر بھائی کو دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰ محرم الحرام ۱۴۰۰ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، ۳ لڑکے اور ۲ لڑکیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید کا انتقال ہو گیا اور زید نے مندرجہ ذیل ورثہ چھوڑے ہیں ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟ ایک زوجہ، تین لڑکے، اور دو لڑکیاں۔ ترکہ چار لاکھ روپے ہے۔

فقط والسلام محمد سراج الدین، لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں میّت کا تمام مال متروکہ تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میّت مسئلہ ۸/۶۴

زوجہ	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت
۸	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷

https://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یعنی کل مال کے ۶۴ حصے کریں۔ ان میں سے (۸) زوجہ کو (۱۴-۱۴) ہر لڑکے کو اور (۷-۷) ہر لڑکی کو دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۱۲ر جمادی الاخری ۱۴۰۳ھ

اولاد کی موجودگی میں شوہر چوتھائی حصے کا حقدار ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ ایک عورت کا اپنے خاوند کے ساتھ رہنا' سہنا ہے اور الگ مکان میں رہائش پذیر ہے جس کے جملہ اخراجات اس کا خاوند خود برداشت کرتا ہے۔

۲۔ عورت بیمار ہوگئی۔ اس کا خاوند باقاعدہ علاج معالجہ، اور ہر طرح کی دیکھ بھال کے لئے اس کو سول ہسپتال میں داخل کراتا ہے، وہ زیر علاج تھی کہ انتقال کر گئی۔ اس کی کچھ نقد رقم اور زیورات وغیرہ اس کے رشتہ داروں کے پاس ہے۔ اب اس نقد رقم اور زیورات کا جائز وارث کون ہے؟ جب کہ خاوند نے اپنے کو جائز وارث سمجھ کر نقد و زیورات کا مطالبہ کیا تو رشتہ داروں نے انکار کیا اور کہا کہ مرحومہ نے وصیت کی تھی کہ میرا زیور اور نقد رقم کسی کار خیر یا مسجد شریف میں صرف کر دینا اور مندرجہ بالا زیورات اور نقد رقم خاوند کو نہیں دیا گیا۔

۳۔ مرحومہ کا ایک لڑکا پہلے خاوند سے ہے جو کہ شادی شدہ اور بچوں کا باپ ہے۔ معقول آمدنی پر گزارا کرتا ہے۔ مرحومہ پہلے شوہر سے مطلقہ ہے۔ اب اس بارے میں وراثت کا کیا حکم ہے؟ فقط والسلام خادم اہلسنت محمد بلال قادری برکاتی قلات (بلوچستان)

۷۸۶ **الجواب:** متوفی مرد ہو خواہ عورت۔ اس کے مال متروکہ سے متعلق سب سے پہلے حق اس کی مطابق سنت، تجہیز و تکفین ہے۔ اس کے بعد ادائیگی قرض اور صرف ایک تہائی میں اس کی وصیت کا اجراء ہوگا اگرچہ ورثاء راضی نہ ہوں۔ یہ تینوں حقوق تقسیم وراثت پر مقدم ہیں۔ اس کے بعد دو تہائی مال متروکہ اس کے تمام ورثاء پر حکم شرعی کے مطابق تقسیم کر دیا جائے گا۔ مرنے والے نے اگر پورے مال کی وصیت کی ہے تو صرف اس صورت میں نافذ ہوگی کہ اس کے تمام ورثہ بالغ ہوں اور اپنی مرضی سے اپنا حصہ وصیت کے لئے واپس کریں اگر ان میں کوئی نابالغ ہو یا بالغ ہو اور وہ اجازت نہ دے تو کسی وارث کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ سب کا مال روک کر وصیت میں صرف کر دے۔ جو ایسا کرے گا وہ ضامن ہوگا۔ پھر میت اگر عورت ہے اور اس نے پہلے شوہر سے اولاد چھوڑی تو وہ وارثوں میں داخل ہے۔ رشتہ داروں میں اگر ماں باپ موجود ہیں تو وہ بھی حقدار ہیں۔ بہر حال اولاد کی موجودگی میں شوہر ایک چوتھائی کا حقدار ہے اور اس کو جو بھی روکے گا وہ ظالم ہے مسلمانوں کو چاہئے کہ ظالم کو اس ظلم سے روکیں۔ خصوصاً جب کہ وارثوں میں کوئی نابالغ ہو مثلاً حقیقی بہن۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۱۲ر جمادی الاخری ۱۴۰۳ھ

ایک شخص کے ورثاء میں دو بیٹے اور ایک بیٹی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنے انتقال کے بعد دو لڑکے اور ایک لڑکی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چھوڑی ہے۔ ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟ فقط حکیم عبدالحق، اعظم طیبہ کالج، حیدرآباد سندھ

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں متوفی کی تجہیز وتکفین وادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد اس کا تمام مال متروکہ حسب ذیل طریقہ پر اس کے ورثہ میں تقسیم ہوگا جب کہ کوئی وارث مثلاً ماں باپ موجود نہ ہوں، ورنہ ان کی موجودگی میں حکم بدل دیا جائے گا۔

میّت مسئلہ ۵

ابن	ابن	بنت
۲	۲	۱

یعنی ایک روپیہ کے ۵ حصے کریں۔ ہر بیٹے کو (۲) اور ہر بیٹی کو ایک حصہ دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۲ر جمادی الاخری ۱۴۰۳ھ

قاتل کو مورث کے مال سے کچھ نہ ملے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: بکر نے اپنی بیوی کو قتل کر دیا۔ بکر دیت دے کر آزاد ہونا چاہتا ہے۔ بیوی کے ورثاء نے معاف کر دیا ہے مگر ایک بیٹی جس کا دیت میں بارہواں حصہ بنتا ہے اس نے معاف نہیں کیا مگر وہ اس فیصلے سے پہلے ہی فوت ہوگئی۔ بیٹی نے اپنے پیچھے شوہر، دو لڑکے اور ایک لڑکی، تین بہنیں اور تین بھائی اور باپ چھوڑا ہے۔ باپ ہی قاتل ہے۔ اب بکر کی مرحومہ بیٹی کی دیت کے کون کون وارث ہوں گے؟ اور ہر ایک کے حصے کتنے کتنے بنیں گے؟ بکر باپ ہی قاتل ہے جو دیت بھی ادا کرتا ہے کیا وہ دیت ادا کرنے کے بعد اپنی مرحومہ بیٹی کے حصے میں سے واپس اپنے باپ ہونے کا حصہ وصول کر سکتا ہے؟ اگر کر سکتا ہے تو کتنا؟ فقط محمد حنیف، سینٹرل جیل، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: اگر بیوی کے ورثاء میں بکر نے اپنا حق معاف کر دیا تو باقی ورثہ یعنی صورت مسئولہ میں بیٹی کا قصاص کا حق تو ساقط ہوگیا لیکن دیت میں اپنا حصہ پائے گی معاف کرنے والوں کو کچھ نہ ملے گا۔ عالمگیری میں ہے ومن عفامن ورثة المقتول عن القصاص ...... فلا سبیل الی القصاص۔ اور اس سے متصل فرمایا ان صالح احد الشرکاء من نصیبه علی عوض اوعفا سقط الباقین عن القصاص وکان لهم نصیبهم من الدیة ولا یجب العافی شی من المال (ص ۲۲ ج ۶ فتاویٰ عالمگیری مطبوعہ میمینۃ، مصر) پھر چونکہ باپ ہی قاتل ہے تو اسے اس بیٹی کے مال سے کچھ نہ ملے گا حدیث شریف میں فرمایا القاتل لا میراث قتل کرنے والا اپنے مورث کی میراث نہیں پاتا۔ (ترمذی ابن ماجہ) لہٰذا بیٹی کا تمام مال متروکہ جس میں اس کے حصہ کی رقم دیت بھی شامل ہے اس کے شوہر اور اولاد میں تقسیم ہوگا۔ بہن بھائی بھی محروم رہیں گے کہ میّت کے لڑکے اور لڑکیاں موجود ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳۰ر صفر المظفر ۱۴۰۳ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میت نے زمین مسجد میں دینے کی وصیت کی اور وارثین اس پر راضی نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک پلاٹ جو کہ چار سو گز کا ہے میرے دادادادی کا تھا۔ جب میرے دادا زندہ تھے تو انہوں نے میری دادی کو وصیت کی تھی کہ اگر میں پہلے دنیا سے رخصت ہو جاؤں تو آپ یہ پلاٹ مسجد کو دے دینا لیکن جناب عالی! دادا تو اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اس کے بعد میری دادی بیمار ہو گئیں بعد میں نے ان کی خدمت کی۔ میری دادی نے مسجد والوں کو دو ہزار روپیہ دینے کے لئے بلایا مگر مسجد کے ممبر نہیں آئے بعد میں میری دادی نے یہ پلاٹ میرے نام پر خود جا کر رجسٹری کروادی۔ بعد رجسٹری کے رسید مجھے مل گئی۔ جو کہ میرے پاس موجود ہے۔ بعدہ مکان میں خود رہ رہا ہوں۔ اور مختیار کار آفیسر کا میرے پاس سرٹیفکیٹ موجود ہے۔ ان کے پاس لکھت میں کچھ نہیں۔ جناب عالی عدالت میں کیس چلا رہا ہے۔ جناب عالی آپ جو بھی شرعی فیصلہ ہو بتا دیں۔ عین نوازش ہو گی۔ شکریہ فقط محمد اسحاق

۷۸۶ **الجواب:** متوفی کے انتقال کے بعد اس کی تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض کے بعد جو کچھ مال بچتا ہے اس کی ایک تہائی میں وصیت ہوتی ہے سو لہٰذا اگر کوئی اپنے پورے مال کے لئے وصیت کر جائے کہ مثلاً مسجد کو یا کسی دینی مدرسہ کو یا'' اس کو دے دیا جائے تو یہ وصیت پورے مال میں نافذ نہ ہو گی بلکہ صرف ایک ثلث ایک تہائی میں ان کا نفاذ ہو گا۔ صورت مسئولہ میں اگر پلاٹ کی قیمت تمام مال متروکہ کی ایک تہائی سے زیادہ ہے تو زیادہ دینے کا متوفی کے وارثوں کو اختیار ہے جب کہ وہ بالغ ہوں اور وہ نہ دینا چاہیں تو مسجد کی انتظامیہ ان سے جبراً وصول نہیں کر سکتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳۰ صفر المظفر ۱۴۰۳ھ

اگر کسی نے میّت کے مال سے کچھ رقم بطور سرقہ نکال لی تو واپس کرے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: جناب عالی مندرجہ ذیل حالات وسوالات کے بارے میں شریعت محمدیہ کا کیا حکم ہے؟

۱۔ میری ہمشیرہ جمیلہ کے شوہر کا انتقال ہو گیا ہے اور اس کے پسماندگان میں خود اس کی بیوہ اور پانچ بچے ایک لڑکی اور چار لڑکے ہیں۔ جس میں ایک بچے کی عمر ایک سال ہے۔ اس کے علاوہ مرحوم کی بیوہ ماں اور ایک نوجوان بھائی غیر شادی شدہ ہے۔

۲۔ مرحوم کے ترکہ میں ایک مکان ہے، جس کی رجسٹری بھی مرحوم کے نام پر ہے اور گھریلو سامان کے علاوہ زیورات ونقدی بھی ہے۔

۳۔ مرحوم نے ایک پلاٹ کے سلسلے میں تقریباً ایک ہزار روپے کی رسید اپنے چھوٹے بھائی کے نام سے بھی کٹائی ہے۔

۴۔ مرحوم پر اگر کسی کا قرضہ باقی ہے تو اس کے لئے کیا حکم ہے اگر ورثا ادا نہ کریں تو گناہگار ہیں یا نہیں؟

۵۔ نیز اگر کسی پر مرحوم کا قرضہ باقی ہے تو اس کے ورثہ کو مانگنے یا معاف کرنے کا حق ہے یا نہیں؟

۶۔ ایسے کسی فریق نے جس کا حق نہیں بنتا ہے یا کم بنتا ہے اور اس نے مرحوم کے مال یا سامان میں سے قصداً سرقہ یا غبن کا ارتکاب کیا ہو تو اس کا یہ اقدام قابل گرفت ہے؟ یا لائق معافی یا باعث گناہ ہے یا نہیں؟ برائے کرم جواب سے نوازیں اور یہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بتائیں کہ ان اشیاء کے جائز وارث کون کون ہیں؟ مرحوم کی والدہ اور چھوٹے بھائی کا بھی حق بنتا ہے یا نہیں؟ اور حق بنتا ہے تو کتنا بنتا ہے؟ تاکہ شریعت مطہرہ کی روشنی میں فیصلہ ہو سکے۔ السائل فخر الدین و عبدالشکور ولد حاجی قمر الدین، حیدرآباد سندھ

الجواب: ۷۸۶ میت کے ترکہ میں سب سے پہلے اس کی تجہیز و تکفین کا، مطابق سنت انتظام کیا جائے۔ اس کے بعد اگر اس نے کوئی قرض اپنے اوپر چھوڑا ہے تو اسے ادا کیا جائے۔ پھر اگر اس نے کوئی وصیت کی ہے تو ایک تہائی مال میں سے اس کی وصیت پوری کی جائے۔ ان تمام امور سے فراغت پا کر اب متوفی کا تمام مال متروکہ از قسم جائیداد منقولہ و غیر منقولہ زمین مکان دوکان اور جائیداد منقولہ قیمتی پارچہ جات' زیورات' اسباب خانہ داری اور اس کی وہ رقوم جو اوروں پر قرض ہیں' اس کے ورثہ میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم کیا جائے۔ یعنی تمام اموال کی قیمت لگا کر اس کے (۲۱۶) حصے کریں۔ ان میں سے ۲۸ زوجہ کو' (۳۶) ماں کو' (۳۴) ہر لڑکے کو اور (۱۷) لڑکی کو دیں۔ اس کے خلاف اگر کسی نے کچھ اور لیا' دیا یا دبا لیا تو وہ ظالم ہے' اس سے واپس لیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ

شوہر کے انتقال کے بعد بیوہ نے دوسرا نکاح کیا تو پہلے شوہر کے مال میں کتنا حق ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میرا شوہر فوت ہو گیا۔ اس کے بعد میں نے اپنے بڑے بیٹے کی شادی بڑی محنت مزدوری کر کے کی۔ اس کے بعد اس نے مجھ سے کہا کہ ماں تم دوسرا نکاح کر لو' ہم تمہارے ساتھ رہیں گے۔ مجھے انہوں نے مجبور کیا اس پر میں نے دوسرا نکاح کیا' جب میں نے دوسرا نکاح کیا تو اس بیٹے نے مجھے دھکے دے کر گھر سے نکال دیا اور مجھے صرف ایک بچہ دیا جو سب سے چھوٹا تھا اب اس کو بھی مجھ سے چھین رہے ہیں اور جو میرا شوہر تھا وہ بھی پتا نہیں کہاں چلا گیا ہے۔ باقی جو چیزیں میں اپنے ماں باپ کے گھر سے لائی تھی وہ بھی بڑے بیٹے نے اپنے قابو میں کر لی ہیں۔ باقی جتنا سامان میرا تھا وہ بھی اس نے اپنے پاس رکھ لیا ہے اور دو بیٹے بھی اس کے پاس ہیں یعنی کل چار لڑکے ہیں۔ ایک میرے پاس اور وہ تین ہیں۔ باقی جو چیزیں میں نے اپنی محنت سے لی تھیں وہ بھی مجھ سے چھین لی ہیں۔ اور جو چیزیں مجھے جہیز میں ملی تھیں وہ بھی اس کے پاس ہیں اور میرے دوسرے شوہر سے میری کوئی اولاد نہیں ہے۔ آیا ان چیزوں کا حق کس کس کو ہے؟ السائلہ بی بی شریفہ، ٹنڈو آدم' خیر محمد گوٹھ

الجواب: ۷۸۶ شوہر کے انتقال کے بعد اس کے مال متروکہ سے' اپنا مہر وصول کرنا یہ تمہارا حق تھا جو اب بھی باقی ہے اور مرنے والے کی اولاد کی موجودگی میں' اس کے مال میں سے' آٹھواں حصہ تمہارا ہوتا ہے وہ بھی لے سکتی ہو۔ جہیز میں جو کچھ تمہیں ماں باپ کے یہاں سے ملا وہ صرف تمہاری ملکیت ہے۔ کسی اور کو اس پر کوئی حق نہیں ہے۔ تم نے اپنی محنت مزدوری سے جو کچھ کمایا وہ صرف اور صرف تمہارا ہے۔ کوئی اس پر قبضہ کرے تو بھی ظلم ہوگا۔ تم حکومت میں اپنے دعویٰ پیش کرو۔ تمہارا جو بھی حق ہے' حکومت تمہیں واپس دلائے گی۔ رہا بچوں کی پرورش کا حق' تو اس میں حکم یہ ہے کہ تم نے لڑکے کے اجنبی سے یعنی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

غیر محرم سے نکاح کیا تو حق پرورش جاتا رہا۔ اب یہ حق بچوں کی نانی، پرنانی کو اور پھر دادی پردادی کو ہے۔ اس بیٹے کو کوئی حق نہیں۔ وہ ظالم ہے اور اس کی سزا وہ دنیا میں بھی پائے گا اور آخرت میں بھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۶ رجمادی الاخری ۱۴۰۳ھ

زندگی میں اپنا مال برابر برابر تقسیم کرے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مجھے اپنی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ اپنی زندگی میں اپنے بچوں کے مابین تقسیم کرنا ہے۔ اس لئے سائل کو مندرجہ ذیل سوال کا شرعی فتویٰ چاہئے۔ امید ہے کہ از روئے شریعت فیصلہ صادر فرمائیں گے۔ میری بیوی کا انتقال ہوگیا ہے اور میرے تین لڑکے اور ایک لڑکی موجود ہیں۔ مجھے اپنی زندگی میں اپنی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ، بموجب شریعت متذکرہ بچوں میں تقسیم کرنا ہے لہٰذا وضاحت فرمادیجئے کہ اگر میرے پاس دس ہزار روپے موجود ہیں تو ان کو بچوں میں کتنا کتنا تقسیم کیا جائے؟ فقط: بشیر احمد

۷۸۶ الجواب: اپنی زندگی میں آدمی اپنے مال کا مختار ہے جس طرح چاہے اس میں تصرف کرے۔ البتہ اولاد کو ہبہ کرنے میں لڑکا اور لڑکی دونوں کو برابر دے۔ لڑکے کو لڑکی سے دو چند حصہ، صرف میراث میں ہے۔ ہبہ میں یہ حکم نہیں۔ (عالمگیری)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ رمحرم الحرام ۱۴۰۳ھ

سوتیلے بیٹے کا جائداد میں کوئی حق نہیں

سوال: محترمی جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، و مہتمم دارالعلوم احسن البرکات، حیدرآباد، السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ۱۔ میرے سابقہ شوہر مسمّی محمد جمال عرف نورالزماں سے ایک لڑکا مسمّی محمد اسمٰعیل ہے۔ جس کی عمر اس وقت تقریباً ۲۶ سال ہے۔ اپنے پہلے شوہر کے بعد میں نے اپنا عقد ثانی عبداللہ مرحوم ولد لال محمد سے کیا، جس سے میرے دو لڑکے ہیں۔ جن کی عمر ۹ سال اور ۷ سال ہے میرے مرحوم شوہر عبداللہ ولد لال محمد کی پہلی بیوی سے ایک لڑکی ہے جو کہ شادی شدہ اور بچوں والی ہے۔ عبداللہ ولد لال محمد نے ترکہ میں ایک رہائشی کوارٹر چھوڑا ہے۔ میرے پہلے شوہر خاوند سے جو لڑکا محمد اسمٰعیل ہے وہ نہایت بدچلن اور نافرمان ہے اور اب وہ میرے دوسرے مرحوم خاوند کے ترکہ میں پورا قبضہ حاصل کرکے مجھے اور دونوں چھوٹے بچوں کو باہر نکال دینا چاہتا ہے۔ براہ کرم قرآن وحدیث کی روشنی میں اس ترکہ کی تقسیم اور ملکیت کے بارے میں اپنے فتویٰ سے نوازیں۔ مہربانی ہوگی۔

۲۔ میرے پہلے شوہر مسمّی محمد جمال عرف نورالزماں کے نطفہ سے جو لڑکا مسمّی محمد اسمٰعیل پیدا ہوا ہے۔ اس نے اپنے نکاح کے وقت اپنے والد کا نام عبداللہ درج کرایا ہے اور نکاح بھی اسی ولدیت سے ہوا ہے۔ براہ کرم قرآن وحدیث کی روشنی میں اس سلسلے میں اپنا فتویٰ دیں کہ آیا! یہ نکاح درست ہوا ہے یا نہیں؟ فقط السائلہ عائشہ خاتون زوجہ عبداللہ مرحوم، لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: سوال سے ظاہر ہے کہ عبداللہ ولد لال محمد نے اپنے انتقال کے وقت اپنی ایک زوجہ۔ اس کے بطن سے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پیدا ہونے والے دولڑکے اور اپنی سابقہ بیوی کے بطن سے ایک لڑکی چھوڑی۔ یا پھر ایک لڑکا جو اس کی موجودہ بیوی کے پہلے شوہر سے ہے اور ظاہر کہ اس لڑکے کا مرنے والے سے کوئی ایسی نسبت ایسا تعلق ورشتہ نہیں جو اسے اس کا وارث بنادے۔ محمد اسمٰعیل کا اپنے سوتیلے باپ کی جائیداد سے کوئی تعلق نہیں۔ نہ اس کی دولت و مال متروکہ پر اس کا کوئی حق ہے۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں متوفی عبداللہ کا تمام مال متروکہ' خواہ از قسم جائیداد منقولہ ہو یا غیر منقولہ۔ زیورات وقیمتی پارچہ جات ہوں یا نقد رقم' تجہیز و تکفین۔ وادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔ یعنی کل مال کے (۴۰) حصوں میں سے (۵) زوجہ کے (۱۴-۱۴) ہر لڑکے کے اور (۷) اس کی لڑکی کے جو پہلی بیوی سے ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۸ / ۴۰

زوجہ	پسر	پسر	دختر
۱		۷	
۵	۱۴	۱۴	۷

واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ لڑکے کی ولدیت' سوتیلے باپ سے ظاہر کی گئی اور لوگوں پر یہ امر روشن ہے کہ یہ اس کا سوتیلا باپ اور وہ اس کا سوتیلا لڑکا ہے تو نکاح میں کوئی خرابی لازم نہیں آتی۔

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶ رمحرم الحرام ۱۴۰۳ھ

اگر میّت کے وارثین میں بیوی اور بیٹی کے علاوہ ذوالفروض وعصبات میں سے کوئی نہ ہو

سوال : محترمی جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، شیخ الحدیث ومہتمم دارالعلوم احسن البرکات' حیدرآباد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ولی محمد صاحب جنھوں نے اپنی پہلی بیوی کے انتقال کے بعد دوسرا نکاح صبیحہ سے کیا تھا۔ جس سے اس کی کوئی اولاد نہیں ہے۔ جب کہ پہلی بیوی سے اس کی واحد لڑکی مریم ہے اور بالغ و حیات ہے۔ بال بچوں کی ماں ہے۔

ولی محمد صاحب کی جائیداد میں فقط ایک جھگی تھی۔ جو اس نے اپنی ذاتی کمائی سے خریدی تھی۔ کچھ عرصہ کے بعد اس کے حالات کی پیش نظر اور جھگی کی وسعت کی وجہ سے آدھی جھگی فروخت کردی۔ جس کے بعد وہ آدھی جھگی میں رہا۔ کچھ عرصے کے بعد کا اس کا انتقال اسی جھگی میں ہوگیا۔ صبیحہ جو کہ اس کی دوسری بیوی تھی۔ وہ اس کے انتقال کے بعد اسی جھگی میں رہی۔ کچھ عرصہ بعد اس جھگی کے بدلے نیو کراچی میں اس کو ایک مکان ملا۔ اب چونکہ صبیحہ کا انتقال ہوگیا ہے اور ولی محمد کی اولاد میں صرف مریم ہے' واحد وارث رہ گئی۔ لہٰذا اس مکان کی وراثت کا مسئلہ شرع محمدی کی روشنی میں حل فرمائیں۔ اور فتویٰ دیجئے کہ مریم کا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس مکان میں کتنا حصہ ہے۔ جب کہ غور طلب امر یہ ہے کہ

۱۔ولی محمد صاحب کی اولاد تو صرف مریم ہے اور کوئی دیگر اولاد نہیں ہے۔

۲۔صبیحہ نے وصیت کی تھی کہ میرے مرنے کے بعد یہ مکان مسجد میں دیا جائے اور مرحومہ صبیحہ نے اس وصیت کے لکھنے سے قبل مریم سے کسی قسم کا مشورہ یا رضامندی نہیں لی۔

اب علماء کرام اب باتوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے شرع محمدی کے مطابق فتویٰ دیں کہ اس مکان میں مسجد کا کتنا حصہ ہے اور مرحومہ صبیحہ کا کتنا حصہ ہے؟ تاکہ صبیحہ کا حصہ ان کی وصیت کے مطابق مسجد میں دیا جائے۔ فقط السائل: حاجی محمد عمر برکاتی

الجواب: ۷۸۶ ولی محمد کے انتقال کے وقت جب کہ اس کی ایک بیوی اور ایک بیٹی مریم کے علاوہ کوئی وارث موجود نہ تھا' ذوی الفروض میں اور نہ عصبات میں' تو اس کا تمام مال متروکہ صرف بیوی اور بیٹی میں تقسیم ہوگا اور چونکہ مرنے والے کی اولاد کی موجودگی میں' اس کی بیوہ' مال متروکہ میں صرف آٹھواں حصہ پاتی ہے۔ اس لئے صبیحہ اس مکان میں جو جگی بیچ کر' یا اس کے عوض' حاصل کیا گیا صرف ۱/۸ کی حقدار تھی۔ اسے تنہا اس مکان پر نہ حق ملکیت حاصل تھا اور نہ' یہ حق تھا کہ وہ کل مکان کی وصیت کر جائے۔ صبیحہ کے وارث موجود ہوں تو وصیت ایک تہائی میں جاری کر کے مسجد کو دیں۔ ہاں اگر وہ اپنی سوتیلی ماں کے احترام میں اپنی خوشی سے کوئی حصہ مسجد کو دینا چاہے تو اسے اختیار ہے اور اگر صبیحہ کے کوئی وارث نہ ہوں تو بے شک اس کا حصہ' یعنی مکان کا آٹھواں حصہ' مسجد کے نام کر دیا جائے۔ جب کہ مریم کے حصہ میں کوئی کتر بونت نہیں ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم ربیع الاول ۱۴۰۳ھ

میت کے وارثین میں صرف عصبات میں سے ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مظفر خان مرحوم شاہ پور میں فوت ہو گئے۔ جس کو تقریباً دس سال ہو گئے ہیں اور چونکہ مظفر خان کے والد اسمٰعیل خان اوندھن میں پاکستان سے پہلے ہی فوت ہو گئے تھے اسلئے اس کے لڑکے مظفر خان کو اپنے والد کی زمین نام ہو گئی تھی۔ جو یہاں بھی سینٹرل ریکارڈ سے زمین آئی اور مظفر خان کو مل گئی۔ بعد میں وہ فوت ہو گیا۔ جو کہ لاولد تھا۔ اس کی زمین سب مشترکہ طور پر حصہ دار ہے اور سب نے مشترکہ طور پر زائد زمین کی قیمت بھی بھری اور اب دلاور خان نے واپس زمین کو فروخت کر دیا اور خود وارث بن گیا اور اس نے وہ زمین بھی فروخت کردی ہے۔ جب کہ مظفر خان مرحوم کی تجہیز تکفین بھی سب نے مشترکہ طور پر کی ہے اور ابھی تک برسی کی فاتحہ بھی تک مشترکہ طور پر کرتے ہیں۔

اس لئے علماء کرام سے اس شجرہ کے مطابق فتویٰ چاہئے کہ مظفر خان مرحوم کی جائیداد کے اصلی وارث کون ہیں؟ آیا! مظفر خان کے چچازاد بھائی وغیرہ بھی اس کی جائیداد کے اسلامی قانون کے مطابق حقدار ہیں؟ یا صرف چچا دلاور خان مالک ہوتا ہے؟ اس کی وضاحت فرمائیں تاکہ ہم کو اطمینان ہو جائے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شجرہ

حسن خانزادہ

دلاور خان	نصرو خان	اسماعیل خان	اجمیری خان	نصیب خان	دولھا خان
حیات	مرحوم	مرحوم	مرحوم	مرحوم	مرحوم
منظور خان، منظوری	لاولد	مظفر خان	اعظم خان، وزیر خان، بانو بیگم	امیر خان، فرید خان	بندو خان

فقط فدوی امیر خان ولد نصیب خان، شاہ پور چاکر، ضلع سانگھڑ

۷۸۶ **الجواب:** سوال سے ظاہر ہے کہ متوفی مظفر' ان نے اپنے انتقال کے وقت' کوئی ذوی الفروض نہ چھوڑا اور یہ کہ عصبات میں ایک چچا دلاور خان اور دوسرے چچا زاد بھائی چھوڑے۔ ایسی صورت میں چچا متوفی کے حقیقی بھتیجوں پر مقدم ہے۔ اس کے مال متروکہ کا صرف چچا حقدار ہے۔ نہ کہ چچا زاد بھائی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۹ ربیع الاول شریف ۱۴۰۳ھ

ایک شخص کے ورثہ میں دو بیٹے اور بیٹی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص کا انتقال ہو گیا اور وہ اپنے پیچھے دو بیٹے اور ایک بیٹی چھوڑ گیا ہے اور جائیداد کی مالیت ۲۲۵،۰۰۰ مبلغ سوا دو لاکھ روپیہ ہے۔ ان دو بیٹوں اور ایک بیٹی کے علاوہ کوئی اور وارث نہیں ہے۔ یہ جائیداد کس طرح تقسیم ہوگی؟ اس کے بارے میں علماء کرام کیا فرماتے ہیں؟ فقط والسلام محمد زکریا میمن

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں متوفی کا تمام مال متروکہ اس کی تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد اس کے دو بیٹوں اور ایک بیٹی میں (جب کہ اس کا کوئی اور وارث نہیں) اس طرح تقسیم کیا جائے گا کہ تمام مال کو (۵) حصوں پر تقسیم کریں۔ ان میں سے ہر بیٹے کو (۲) حصے اور باقی ایک حصہ بیٹی کو دے دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۵

ابن	ابن	بنت
۲	۲	۱

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ ربیع الاول شریف ۱۴۰۳ھ

وارثین کو تہی دست چھوڑنا گناہ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: حافظ مقبول احمد صاحب کی دو بیویوں سے پانچ اولاد ہیں۔ تین لڑکے اور دو لڑکیاں۔ حافظ مقبول احمد صاحب نے اپنی زندگی میں اپنی جائیداد اولاد میں تقسیم کر دی۔ باپ کے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سامنے دولڑکیوں نے تینوں بھائیوں کے حق میں اپنا اپنا حصہ لکھ کر دیا ہے۔ تینوں لڑکوں کو حصہ برابر دیا جاتا ہے۔ بڑے لڑکے کا نام ضمیر احمد، دوسرے کا نام توفیق احمد اور چھوٹے کا نام نتھا ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد باپ حافظ مقبول احمد کی زندگی میں بڑے بھائی ضمیر احمد نے اپنا حصہ دونوں چھوٹے بھائیوں توفیق احمد اور نتھا کو لکھ کر دے دیا ہے۔ نتھا اپنا حصہ کر لیتا ہے۔ توفیق کی جگہ پر ضمیر احمد اپنا مکان بنا کر رہتا ہے۔ کچھ سال کے بعد ضمیر احمد سخت بیمار ہو جاتا ہے۔ اس وقت توفیق احمد نے ضمیر احمد سے کہا میں خدا اور خدا کے رسول ﷺ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ آپ کے ٹھیک نہ ہونے پر آپ کی اولاد کو لکھ کر دے دوں گا۔ اگر آپ کا انتقال ہو جاتا ہے تو میں اپنے بھتیجے اور بھتیجی اور بھاوج کے نام پر لکھ دوں گا۔ ضمیر احمد کا انتقال ہو جاتا ہے۔ توفیق احمد نے اپنے حسب وعدہ بھتیجے اور بھتیجی اور بھاوج کے نام پر حلف نامہ لکھ دیا ہے۔ اب توفیق احمد صاحب چاہتے ہیں کہ یہ شریعت کے مطابق ضمیر احمد صاحب کے اولاد کو اس جائیداد کا مالک بنا دیں؟

نوٹ۔ ضمیر احمد صاحب کے دولڑکے اور سات لڑکیاں اور ایک بیوہ ہے۔ ان کا شرعی حصہ کتنا بنتا ہے؟

العارض محمد توفیق احمد ولد حافظ مقبول احمد

۷۸۶ الجواب: ضمیر احمد کے انتقال کے بعد ان کا مملوکہ تمام مال متروکہ تو صرف ضمیر احمد کے وارثوں ہی میں بقاعدۂ شرعیہ تقسیم ہوگا اور توفیق کو اختیار ہے کہ اپنی زندگی و تندرستی کی حالت میں اپنے مال۔ سے جتنا اور جسے چاہے دیں۔ لیکن اپنے وارثوں کو تہی دست، تہی دامن چھوڑ دینا دانشمندی نہیں۔ شرعاً جرم ہے اور آخرت میں اس پر مواخذہ بھی۔ (درمختار وغیرہ)۔ تو توفیق کا مال، توفیق کے وارثوں کو ملنا چاہئے۔ اگرچہ دوسروں کو دے دینا بھی نافذ ہوگا مگر گناہ رہے گا کہ اپنے وارثوں کو ان کے حق سے محروم کر دیا۔ بہر حال ضمیر کا مال متروکہ ان کے ورثہ میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میت مسئلہ ۸ / ۸۸

زوجہ	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	
۱۱	۱۴	۱۴	۷	۷	۷	۷	۷	۷	۷	واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۲ ربیع الآخر ۱۴۰۳ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، ۷ بیٹے اور ۴ بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: شیخ اللہ بخش مرحوم نے اپنے پیچھے ایک بیوی، سات لڑکے اور چار لڑکیاں چھوڑی ہیں۔ کل ترکہ کی رقم ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ ہے لہٰذا رقم ورثہ میں کس طرح تقسیم ہوگی؟

بینوا توجروا　فقط۔ حفیظ اللہ اکبر آبادی، لونگ بھگت گلی، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں متوفی اللہ بخش کا تمام مال متروکہ، تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد ان کے موجودہ ورثہ میں اس طرح تقسیم ہوگا کہ تمام مال کے (۱۴۴) حصے کریں۔ ان میں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے (۱۸) زوجہ کو ہر لڑکے کو (۱۴) اور ہر لڑکی کو (۷) حصے دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۸/ ۱۴۴

زوجہ	ابن	ابن	ابن	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	
۱۸	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷	۷	۷	واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ / ربیع الآخر ۱۴۰۳ھ

بھائی یا بیٹے کی موجودگی میں بھتیجی کا وراثت میں حصہ نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص مسمّٰی معشوق علی ولد مراد علی لاولد بلا عورت کے فوت ہو گیا ہے۔ یہ سب چار بھائی تھے۔ جس میں دو کا انتقال متوفی معشوق علی سے پہلے ہو چکا تھا اور ایک بھائی مقصود علی کا انتقال، معشوق علی کے بعد میں ہوا۔ مقصود علی کے ایک لڑکا جمشید علی اور ایک لڑکی فاطمہ ہے۔ متوفی معشوق علی کی جائیداد کا حق کس کو اور کس مقدار سے ملے گا؟ فقط جمشید علی، ٹنڈو جام ضلع حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** معشوق علی کے ورثہ میں جب کہ ماں باپ بھائی بہن، بیٹا بیٹی وغیرھم میں سے کوئی موجود نہیں صرف اس کے بھائی کا بیٹا موجود ہے۔ خواہ ایک یا زیادہ، تو معشوق علی کا تمام مال متروکہ، تجہیز تکفین وادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک ثلث میں اجرائے وصیت کے بعد، اس کے بھتیجے کو ملے گا۔ ایک ہے تو سب وہی پائے گا۔ زیادہ ہوں تو باہم برابر برابر تقسیم کر لیں۔ بھتیجی کا اس میں کوئی حق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ / ربیع الآخر ۱۴۰۳ھ

زندگی میں مال تقسیم کر دیا تو واپس لے سکتا ہے یا نہیں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: حافظ مقبول صاحب کی دو بیویاں تھیں۔ جن سے پانچ اولاد ہوئیں۔ پہلی بیوی سے چار اولاد اور دوسری بیوی سے ایک لڑکا ہوا۔

پہلا لڑکا ضمیر احمد بن حافظ مقبول، دوسرا توفیق احمد بن حافظ مقبول احمد اور دو لڑکیاں سروری بیگم بنت حافظ مقبول احمد، دوسری کشوری بیگم بنت حافظ مقبول احمد اور دوسری بیوی سے صرف ننھے خاں ہیں۔

جب کہ میرے والد یعنی کہ توفیق احمد میرے والد محترم نے جو پلاٹ تقسیم کرنا چاہا اس کا رقبہ ۹۰ مربع گز ہے۔ وہ ہم تینوں بھائیوں میں تقسیم کرنا چاہا مگر میرے بڑے بھائی ضمیر احمد نے لینے سے انکار کر دیا کیوں کہ بھائی ضمیر احمد صاحب حیثیت تھے اور انہوں نے ہم دونوں بھائیوں کو یعنی توفیق احمد اور ننھے کو دے دیا۔ اس اثناء میں میں حیدر آباد چلا گیا اور وہاں سکونت اختیار کر لی۔ اچانک بھائی ضمیر احمد کے حالات خراب ہو گئے اور ضمیر احمد سخت بیمار پڑ گئے۔ میں اپنے بھائی کی تیمارداری کے لئے کراچی آتا جاتا رہتا تھا۔ میرے حصہ میں ۴۵ مربع گز اور ننھے خان کے حصہ میں بھی ۴۵ مربع گز حصہ آیا۔ یعنی نصف

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حصّہ میں ضمیر احمد نے اپنے پیسے سے مکان تعمیر کرایا اور تھے خان نے اپنے پیسے سے تعمیر کرایا۔ جب ان کی حالت خراب ہو گئی تو میں یعنی توفیق احمد نے بھائی سے کہا کہ آپ فکر نہ کریں خدا آپ کو تندرست کر دے گا تو میں آپ کے نام کر دوں گا اور اگر کچھ خدانہ کرے کچھ ہو گیا تو میں بچوں اور بھابی کے نام کر دوں گا۔ میں آپ سے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واسطہ دے کر وعدہ کرتا ہوں۔ اس کے بعد بھائی ضمیر احمد کا انتقال ہو گیا اور اب میں چاہتا ہوں کہ دو لڑکے اور سات لڑکیوں اور بیوی کے نام یہ پلاٹ یعنی یہ مکان کر دوں۔ ان کو کتنا کتنا حصّہ ملنا چاہئے؟ جب کہ دونوں بہنوں نے حصّہ لینے سے انکار کر دیا تھا اور جب کہ میں اس وقت صاحب اولاد نہیں تھا اب میرے چار بچے موجود ہیں۔ ایک لڑکا اور تین لڑکیاں موجود ہیں۔ اگر میں یہ حق اپنے بھائی کے بچوں کو دے دوں تو اس میں میرے بچوں کی حق تلفی تو نہیں ہوگی جب کہ میرا ذاتی مکان حسین آباد میں موجود ہے۔ آپ قرآن وسنت کی روشنی میں فتویٰ دیں کہ اگر میرے بچوں کی حق تلفی ہوتی ہے تو مجھے ان کو کتنا حق دینا ہوگا؟ اور یہ بھی کہ میرے بھائی کے بچوں کا کتنا کتنا حق بنتا ہے؟ اور بیوہ کا کتنا بنتا ہے؟ دوسرے غیر شادی شدہ لڑکی اور شادی شدہ کا کتنا بنتا ہے؟

فقط توفیق احمد ولد حافظ مقبول احمد، گِدّ وحسین آباد' حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: ضمیر احمد نے جب کہ اپنا حق اپنے بھائیوں کی خاطر چھوڑ دیا اور ان کے دونوں بھائیوں نے ان کی زندگی ہی میں اسے باہم برابر برابر تقسیم کر لیا تو اس پلاٹ میں ان کا کوئی حق نہ رہا۔ اگرچہ بعد میں ان کی مالی حیثیت کتنی ہی خراب کیوں نہ ہو گئی ہو۔ پھر جب کہ اس پلاٹ پر ضمیر احمد نے اپنی رقم سے مکان تعمیر کر لیا جو توفیق کی ملکیت تھا تب بھی وہ زمین' توفیق ہی کی ملکیت رہی اور اب توفیق محض لوجہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے بھائی ضمیر کے ورثہ میں تقسیم کرنا چاہتا ہے تو " درکارِ خیر حاجتِ ہیچ استخارہ نیست'' کے ماتحت اب دیر کیسی۔ خصوصاً جب کہ خود اس کے اپنے ورثہ کے پاس اپنا دوسرا مکان موجود ہے۔ لہٰذا اس بات کو فرض کر لینے کے بعد کہ وہ مکان سرے سے ضمیر مرحوم ہی کی ملکیت تھا' ان کے ورثہ میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم کر دیں۔ اللہ جزائے خیر دے گا۔

میت مسئلہ ۸/۸۸

زوجہ	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	
۱۱	۱۴	۱۴	۷	۷	۷	۷	۷	۷	۷	واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ ربیع الآخر ۱۴۰۳ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی' بیٹے اور بیٹی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ہمارے والد محترم جناب محمد یعقوب صاحب کا انتقال ہو چکا ہے۔ جائیداد میں ایک دوکان اور مکان ذاتی ملکیت ہے اور وارثین میں دو بھائی اور ایک بہن اور والدہ محترمہ حیات ہیں۔ اب فتویٰ چاہئے کہ کل مال متروکہ میں سے کتنا کتنا حصّہ بنے گا؟ اور کیا ہماری والدہ محترمہ اپنی مرضی سے سب کو

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حصہ دے سکتی ہیں یا نہیں؟ جواب کا طلب گار، حافظ محمد نور ولد محمد یعقوب مرحوم

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں متوفی محمد یعقوب کا تمام مال متروکہ منقولہ وغیر منقولہ تجہیز و تکفین، وادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک ثلث میں اجرائے وصیت کے بعد اس طرح تقسیم ہوگا کہ کل مال کے (۴۰) حصے کریں۔ ان میں سے (۵) والدہ کو، (۱۴-۱۴) ہر لڑکے کو اور (۷) لڑکی کو دیں۔ ھکذا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۸/۴۰

زوجہ	ابن	ابن	بنت
۵	۱۴	۱۴	۷

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ ربیع الآخر ۱۴۰۳ھ

زندگی میں سب کو برابر تقسیم کرے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میرے چار بیٹے اور چار بیٹیاں حیات ہیں۔ ایک جوان بیٹے کا ۱۹۸۱ء میں انتقال ہوگیا۔ مرحوم کے پانچ بچے اور بیوہ حیات ہے۔ میری دوسری بیوی بھی حیات ہے۔ میری جائیداد کی تقسیم شرعی حیثیت سے مجھے آگاہ کریں۔ فقط: محبوب احمد صدیقی، لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: آدمی اپنی زندگی وصحت میں اپنے مال کا مالک ہوتا ہے۔ جسے جتنا چاہے بخشدے۔ دوسرے کو اس پر حق اعتراض نہیں۔ البتہ وارثوں کو ناحق کردینا گناہ ہے اور ایسا کرنے والا گناہ گار اور اولاد کو ہبہ کرنے میں لڑکی اور لڑکے دونوں کو برابر دے۔ یہ نہیں کہ لڑکے کو لڑکی سے دوچند دیدے۔ جس طرح میراث میں ہوتا ہے کہ لڑکے کو لڑکی سے دونا ملتا ہے۔ ہبہ میں ایسا نہیں۔ (بحرالرائق۔ عالمگیری) اور اس صورت میں کہ میت نے چار بیٹے، پانچ بیٹیاں اور ایک بیوہ چھوڑی میت کے تمام مال متروکہ تجہیز وتکفین، وادائیگی قرض اور وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد اس کے ورثہ میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میت مسئلہ ۸/۱۰۴

زوجہ	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت
۱۳	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷	۷	۷	۷

یعنی کل مال کے (۱۰۴) حصے کریں ان میں سے (۱۳) بیوہ کو (۱۴-۱۴) ہر بیٹے کو اور (۷) ہر بیٹی کو دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ

ایک شخص کے ورثا میں بیوی، ۴ بیٹے، ایک بیٹی اور باپ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میرے بیٹے کا انتقال ہوگیا ہے۔ بیٹا شادی شدہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تھا۔ بیوہ اور پانچ بچے اس کے حیات ہیں۔ چار لڑکے اور ایک لڑکی۔ بیٹے کی والدہ حیات نہیں ہیں' والد حیات ہیں۔ ایسی صورت میں مرحوم کی جائیداد کی شرعی تقسیم کی حیثیت سے آگاہ کیجئے؟

فقط محبوب احمد صدیقی، حیدرآباد

۷۸۶الجواب: صورت مسئولہ میں متوفی کا تمام مال متروکہ' تجہیز وتکفین' واداگی قرض اور ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد اس کے ورثہ میں اس طرح تقسیم ہوگا کہ کل مال کے (۲۱۶) حصے کریں۔ ان میں سے (۲۷) زوجہ کو۔ (۳۶) باپ کو۔ (۳۴) ہر لڑکے کو اور (۱۷) حصے لڑکی کو دیں۔ ہکذا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۲۱۶/۲۴

زوجہ	اب	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت
۲۷	۳۶	۳۴	۳۴	۳۴	۳۴	۱۷

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۱۶/ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ

اگر بہن اور بھتیجے کے علاوہ کوئی وارث نہ ہو تو دونوں کو نصف ملے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسمّی فتح محمد ولد محمد بخش صاحب کی جائیداد ہے اور وہ لاولد ہے۔ مسمّی کے عزیزان میں ہمشیرہ اور بھتیجا ہے، فتح محمد کی جائیداد میں ان دونوں کا کس قدر حصہ ہے۔ فتح محمد کا انتقال ہوگیا ہے۔

فقط محمد ابراہیم ولد شبراتی، پھلیلی پارپریٹ آباد' حیدرآباد

http://t.me/tehqiqat

۷۸۶الجواب: صورت مسئولہ میں جب کہ متوفی کا کوئی اور وارث ایک بہن اور ایک بھتیجے کے سوا نہیں' متوفی کا تمام متروکہ مال، تجہیز وتکفین واداگی قرض' اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد' دو حصوں میں تقسیم کر کے ان دونوں کو برابر برابر دیا جائے گا۔ بہن کا نصف بطور میراثِ مقرر۔ اور باقی ماندہ نصف بھتیجے کو بطور عصبہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۱۶/ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ

متوفی کے ورثاء میں بیوی' ۴ بیٹے اور ۶ بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ہمارے والد کا انتقال ہوا اور انہوں نے ورثہ میں درج ذیل افراد چھوڑے ہیں۔

۱۔ بیوہ' ۲۔ چار لڑکے' ۳۔ چھ لڑکیاں۔

اس کے علاوہ ان کے والدین اور بھائی وغیرہ بھی موجود نہیں۔ اس صورت میں ان کا ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟

فقط محمد دانش، انڈس گلاس کالونی' حیدرآباد

۷۸۶الجواب: صورت مسئولہ میں متوفی کا تمام مال متروکہ' تجہیز وتکفین' واداگی قرض' اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد' ان کے موجودہ ورثہ میں اس طرح تقسیم کیا جائے گا کہ تمام مال کے (۱۱۲) حصے کریں۔ ان میں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے (۱۴) بیوہ کو، (۱۴-۱۴) ہر لڑکے کو اور (۷-۷) ہر لڑکی کو۔

میّت مسئلہ ۸/ ۱۱۲

زوجہ	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت
۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷	۷	۷	۷	۷

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۲۱ / جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ

متوفی کے ورثاء میں بیوی، والدین، بھائی بہن ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: بھورے خان کا انتقال ہو گیا۔ ان کی کوئی اولاد نہیں صرف ایک بیوہ ہے۔ ان کے والدہ زندہ ہیں اور تین چھوٹے بھائی اور ایک بہن ہے۔ براہ کرم شریعت کی رو سے فتویٰ دیں کہ مرنے والے کی جائیداد میں کس کس کا کتنا کتنا حصہ ہے؟　　فقط اشتیاق حسین

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں بھورے خان کا تمام مال متروکہ تجہیز و تکفین، و ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد، چار حصوں میں تقسیم ہوگا۔ ان میں سے ایک چوتھائی بیوہ کو اور باقی تین چوتھائی باپ کے ہوں گے کہ وہ عصبہ ہے اور باپ کے ہوتے ہوئے بھائی بہنوں کا کوئی حصہ نہیں۔ وہ محروم رہیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۲۴ / جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، والد، سوتیلی اولاد، بھائی بہن ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: بھورے خاں کا انتقال ہو گیا، ان کی کوئی اولاد نہیں ہے۔ جس وقت انہوں نے بیوہ سے نکاح کیا، اس وقت ایک لڑکا اور ایک لڑکی بیوہ کے ساتھ آئی تھی۔ جب وہ بڑے ہوئے ان دونوں کی شادی کر دی۔ اب وہ بالغ اور بال بچہ دار ہیں اور لڑکا اپنی والدہ کے ساتھ رہتا ہے۔ مرحوم کے والد زندہ ہیں۔ تین چھوٹے بھائی اور ایک بہن ہے۔ اس لئے عرض ہے کہ شریعت رو سے فتویٰ دیں کہ ان کی جائیداد میں کس کس کا حصہ ہے؟ اور کتنا کتنا بنتا ہے؟ مندرجہ ذیل اشخاص ان کے وارث ہیں۔

۱۔ مرحوم کے والد، ۲۔ مرحوم کے تین چھوٹے بھائی، ۳۔ مرحوم کی بہن، ۴۔ مرحوم کی بیوہ،

۵۔ مرحوم کا سوتیلا بیٹا، ۶۔ مرحوم کی سوتیلی بیٹی　　فقط۔ یوسف خان

۷۸۶ **الجواب:** جواب اب بھی وہی ہے کہ تمام مال متروکہ، تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد، حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میت مسئلہ ۴

زوجہ	باپ	بھائی	بھائی	بھائی	بہن	سوتیلا لڑکا	سوتیلی لڑکی
۱	۳	محروم	محروم	محروم	محروم	محروم	محروم

باپ کی موجودگی میں جو حقیقی بہن بھائی محروم رہتے ہیں تو سوتیلے کا تو کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳/ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ

اگر ایک شخص کے ورثاء میں ایک لڑکا اور دو لڑکیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: جائیداد میں سے مرحوم کی حقیقی اولاد کا شرعی قوانین کی رو سے کتنا حق بنتا ہے۔ مرحوم ننھے خان نے اپنے پیچھے ایک لڑکا اور دو لڑکیاں چھوڑی ہیں۔ اس لئے مہربانی فرما کر فتویٰ دیں کہ ہر ایک کتنا حصہ ہوتا ہے؟ فقط نواب اختر خان، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں جب کہ متوفی نے اپنے ورثاء میں صرف ایک لڑکا اور دو لڑکیاں چھوڑی ہیں۔ کوئی اور وارث ان تین کے علاوہ نہیں تو متوفی کا تمام مال متروکہ، تجہیز وتکفین وادائیگی قرض، اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد، چار حصوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ ان میں سے ۲ حصے بیٹے کے اور باقی دو حصے، بیٹیوں کے۔ ہر بیٹی کا ایک حصہ۔ یعنی کل جائیداد کا آدھا، بیٹے کا، اور باقی آدھا دونوں لڑکیوں کا۔ ہر ایک کا ایک چوتھائی۔ ھکذا

مسئلہ ۴

ابن	بنت	بنت	
۲	۱	۱	واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم جمادی الاُخریٰ ۱۴۰۳ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، ۴ بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک مکان جس کی مالیت تقریباً ایک لاکھ پچیس ہزار ہے اور اس مکان میں حصہ دار سات آدمی ہیں یعنی وہ اس طرح سے کہ چار بالغ لڑکے اور دو بالغ لڑکیاں اور ایک والدہ صاحبہ، والد صاحب کا انتقال ہو چکا ہے یعنی اس طرح سے یہ سات حصہ دار بنتے ہیں تو جناب ہم اس کے متعلق یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ ایک لاکھ پچیس ہزار میں سے چاروں لڑکوں کے حصہ میں کتنے کتنے روپے آئیں گے؟ اور والدہ صاحبہ کے حصہ میں کتنے روپے آئیں گے؟ تو جناب اس کا جواب عنایت فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ مکان مرحوم والد صاحب کا ہے۔

فقط: سیّد واجد علی، نزد میونسپلٹی، حیدر آباد، سندھ

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں میت کا تمام مال متروکہ، نقد خواہ زیورات وقیمتی پارچہ جات وجائیداد منقولہ وغیر منقولہ

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میت کی تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میت مسئلہ ۸/ ۸۰

زوجہ	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت
۱۰	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷

یعنی کل مال کے (۸۰) حصے کریں۔ ان میں سے (۱۰) زوجہ کو (۱۴-۱۴-۱۴) ہر لڑکے کو اور (۷-۷) ہر لڑکی کو دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵/ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۲ھ

شرکاء میں اگر کوئی شخص کسی کے حق میں دستبردار ہو گیا تو پھر اس کا حق نہیں، اور پگڑی کی کوئی شرعی حیثیت نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

۱۔ مرحوم کی ملکیت کس طرح حصہ داروں میں تقسیم ہوگی؟

تھن عرف اسحاق احمد (مرحوم) ۱۹۶۹ء

ایک بیوہ، پانچ بیٹے، چھ بیٹیاں

۲۔ مرحوم کے نام بیڑی پتہ کا لائسنس تھا۔ جس پر بیڑی پتہ ۱۹۷۳ء کے بعد منافع ملنا شروع ہوا۔ ۱۹۷۶ء میں بھائیوں نے حساب کر کے منافع کی رقم تقسیم کر لی اور آئندہ کے لئے اس کا منافع اپنی والدہ کے حق میں کر کے دست بردار ہو گئے۔ جس بھائی کے پاس وہ لائسنس رہا۔ اس نے والدہ کو منافع کی رقم نہیں دی۔ اب والدہ کہتی ہیں کہ یہ منافع مجھے دیا جائے جب کہ ایک بھائی کا مطالبہ ہے کہ اس منافع کو تقسیم کیا جائے۔

۳۔ مرحوم کا ایک لڑکا دو سال قبل انتقال کر گیا اور جائیداد و نقد رقم چھوڑ گیا۔ شبیر احمد (مرحوم) ۱۹۸۱ء

والدہ شبیر احمد، بیوہ شبیر احمد، تین لڑکے، ایک لڑکی

مرحوم شبیر احمد کی ملکیت کس طرح تقسیم ہوگی؟

۴۔ مرحوم تھن کے قبضے میں بلدیہ ٹنڈو آدم کی ایک دوکان تھی۔ کرایہ پر جو کہ مرحوم نے اپنے فوت ہونے سے دو سال قبل اپنے ایک لڑکے کے نام کر دی مگر کاروبار خود کرتے تھے۔ ایک بھائی کا کہنا ہے کہ اس کی پگڑی کی رقم لگا کر حصہ کیا جائے۔

۵۔ مرحوم کے پاس ایک تختہ تھا جو کہ بلدیہ کی جگہ پر رکھا ہوا تھا اور کرایہ ادا کیا جاتا تھا لیکن اس سے آمدنی کے کوئی ذرائع نہیں تھے۔ ۱۹۶۹ء میں والد کے انتقال کے بعد بھائیوں کی رائے سے ایک بھائی نے تختہ اپنے نام الاٹ کرایا۔ بقایا جات اور دیگر اخراجات ادا کرتا تھا لیکن اس سے آمدنی کوئی نہیں تھی۔ ۱۹۷۳ء میں بلدیہ نے تختہ کی جگہ دوکانیں تعمیر کرنے کا منصوبہ بنایا اور

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس سلسلہ میں جو بھی کوشش یا اخراجات یا پیشگی رقم کی گئی وہ صرف ایک نے ہی ادا کی تھی۔ صرف اس کے نام تختہ الاٹ تھا لہٰذا اس بارے میں بھی ایک بھائی کا کہنا ہے کہ اس دوکان کی بھی پگڑی مقرر کر کے تقسیم کی جاوے۔ جناب والا! عرض ہے کہ مہربانی فرما کر مفصل جواب سے مستفیض فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ شکریہ

فقط نیاز احمد قریشی ولد تھن عرف اسحاق احمد، محلہ جوہر آباد ٹنڈو آدم ضلع سانگھڑ

۷۸۲ الجواب: صورت مسئولہ میں میت کی تجہیز و تکفین، وادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد میت کا تمام مال متروکہ (۱۲۸) حصوں میں تقسیم کریں۔ ان میں سے زوجہ کو (۱۶) ہر لڑکے کو (۱۴-۱۴) اور ہر لڑکی کو (۷) حصے بانٹ دیں۔ ہکذا

میت مسئلہ ۱۲۸/۸

زوجہ	ابن	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	
۱۶	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷	۷	۷	۷	۷	واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ شرکاء میں جب کہ دو بھائی ایک مقرر حصہ لے کر ماں کے حق میں دستبردار ہو گئے تو وہ حصہ خالص ماں کا حق ہے۔ اس میں کوئی شخص اپنا حق نہیں جتا سکتا اور جتائے تو پا نہیں سکتا۔ اس لئے یہ منافع تقسیم نہ ہوگا۔ ماں کو ملے گا۔ وہی تصرف کا اختیار رکھتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ شبیر احمد مرحوم کے وارثوں میں اس کے ماں بیٹے بیٹی زوجہ سب ہیں۔ اس لئے تجہیز و تکفین وغیرہ حقوق کے بعد میت کا تمام مال متروکہ حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میت مسئلہ ۱۶۸/۲۴

زوجہ	ماں	ابن	ابن	ابن	بنت	
۲۱	۲۸	۳۴	۳۴	۳۴	۱۷	واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ کسی زمین یا مکان یا دوکان سے حاصل ہونے والی پگڑی، کوئی شرعی حق نہیں۔ ایک دنیاوی رواج ہے۔ جس کی شرعاً کوئی حیثیت نہیں۔ اس لئے ایسی رقم باہمی رضامندی سے باہم تقسیم کر لیں اور ماں کا دل نہ دکھائیں اور سوال ۵ میں تو کسی اور کو مطالبہ کا کوئی حق، دنیاوی اعتبار سے بھی نہیں کہ اس کا تعلق صرف اس بھائی سے ہے جس نے اس کی رقم ادا کی اور اس پر رقم لگائی۔ دوسرے کا اس میں کیا دخل۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ   یکم رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ

کوئی چیز استعمال کے لئے دی تو وہ ملکیت میں شمار نہ ہوگی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ہم پانچ بھائی اور دو بہنیں بقید حیات ہیں۔ والد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صاحب کا انتقال ۱۹۷۲ء میں ہو چکا تھا۔ والدہ صاحبہ کا انتقال ۱۸/ دسمبر ۱۹۸۲ء کو ہوا۔ والدہ صاحبہ کو ان کی حیات میں ایک چھوٹے بیٹے محمد یٰسین نے سونے کی چھ چوڑیاں، تین بٹن بمعہ زنجیر سونے کی اور ایک انگوٹھی سونے کی دی۔ والدہ صاحبہ نے گواہان کی موجودگی میں کہا کہ یہ چیزیں محمد یٰسین کی میرے پاس امانت ہیں۔ اس میں کسی کا کوئی حصہ نہیں۔ مگر اب بعد انتقال والدہ صاحبہ، تین بھائی اور ایک بہن بضد ہیں کہ وہ چیزیں والدہ صاحبہ کی ملکیت ہو گئیں اور یہ کہ ان چیزوں کو تقسیم کیا جائے۔ جب کہ محمد یٰسین اٹھارہ سال سے اس کی زکوٰۃ بھی دیتا رہا ہے۔ از روئے شریعت فیصلہ صادر فرما کر مشکور فرمائیں۔

السائل محمد یٰسین، چوڑی گلی، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** سوال سے ظاہر ہے کہ مسمّی محمد یاسین نے اپنی والدہ کو چوڑیاں وغیرہ جو کچھ زیور بنوا کر دیا، وہ صرف ان کے استعمال اور برتنے کے لئے دیا۔ ان کی ملک میں نہ دیا۔ محمد یاسین ان زیورات کو اپنی ہی ملک جانتا اور سمجھتا رہا اور اسی لئے ان کی زکوٰۃ بھی خود ادا کرتا رہا۔ پھر ماں نے بھی صراحۃً گواہوں کی موجودگی میں یہ بات کھول دی کہ "یہ زیور میرا نہیں۔ میرے پاس امانت ہے۔ اس میں کسی کا کوئی حصہ نہیں"۔ تو ایسی صاف صریح اور ظاہری حالت کے باوجود ان کے ورثہ کا یہ دعویٰ کہ وہ چیزیں والدہ کی ملکیت ہو گئیں لہٰذا انہیں تقسیم کر دیا جائے، ہرگز ہرگز شرعاً قابل قبول نہیں۔ وہ محمد یسین ہی کی ملک ہیں اور ان پر اسی کو حق تصرف حاصل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲/ رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ

مال متروکہ میں شادی شدہ یا غیر شادی شدہ سب شریک ہوتے ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ۱۔ میرے والد صاحب کا انتقال ۱۹۷۳ء میں ہوا۔ انہوں نے اپنی جائیداد میں سے ایک دکان اور تین مکان اور زمین چھوڑی ہے اور ہم کل چار بھائی اور چار بہنیں ہیں اور والدہ ہیں۔ میں نے والد صاحب کے انتقال کے بعد اپنی تین بہنوں کی شادیاں کیں اور ان کو بیس بیس تولہ زیور بھی دیا اور شادیوں پر میں نے خرچ بھی کیا۔ اب جو بہنیں شادی شدہ ہیں وہ جائیداد میں سے حصہ مانگ رہی ہیں۔ آیا! ان کو جائیداد میں سے حصہ دیا جائے یا نہیں؟

۲۔ دو بھائی اور ایک بہن غیر شادی شدہ ہیں۔ اگر وہ جائیداد میں سے حصہ لے لیتے ہیں تو ان کی شادیوں کی ذمہ داری کیا مجھ پر ہے؟ کیوں کہ وہ بالغ اور خود کفیل ہیں۔ فقط آپ کا خادم عبدالستار ولد حاجی محمد بخش، بھائی خان چاڑی، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** آپ کے والد صاحب کے تمام مال متروکہ میں آپ سب بھائی، بہنیں اور والدہ شریک ہیں۔ بہن بھائی خواہ شادی شدہ ہوں یا غیر شادی شدہ ہر ایک اپنے حق کا مالک ہے اور متوفی کی تجہیز وتکفین وادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد ان کا تمام مال متروکہ حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میت مسئلہ ۹۶/۸

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

زوجہ	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت
۱۲	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷	۷	۷

یعنی کل مال متروکہ و جائیداد غیر منقولہ کی قیمت کو (۹۶) حصّوں میں تقسیم کریں۔ ان میں سے (۱۲) والدہ کو دیں (۱۴-۱۴-۱۴) ہر بھائی کو اور (۷-۷) ہر بہن کو۔ بہنوں کی شادی میں زیور وغیرہ ان کے حصّے میں سے دیا تو مجرا کرلیں۔ باقی ماندہ ان کا اور غیر شادی شدہ بہن کی شادی پر جو خرچ کریں وہ چاہیں تو اس حصّے سے وصول کرلیں اور شرعاً شادی تو نکاح کے ایجاب و قبول کا نام ہے۔ باقی سب دنیا کی رسوم ہیں۔ جو شرعاً مناسب ہو وہ عمل میں لائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ رشوال المکرم ۱۴۰۳ھ

بیوی نے اگر خود شوہر سے طلاق لی تو میراث کی مستحق نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ریاض الدّین نے اپنی حیاتی میں بیوی کو طلاق دے دی۔ کچھ عرصہ بعد ریاض الدّین کا انتقال ہوگیا۔ اس کی بیوی نے دوسرے فرد سے نکاح کرلیا۔ ابھی اسی کے نکاح میں ہے لیکن رہائش پہلے شوہر کے بڑے لڑکے کے پاس ہے۔ آیا! شرعاً ریاض الدّین کی جائیداد میں اس کا حصّہ ہے یا نہیں؟ اگر حصّہ ہے تو کتنا ہے؟ ریاض الدّین نے تین لڑکے اور ایک لڑکی چھوڑی ہے۔ وضاحت فرمائیں۔ شکریہ

السائل۔ فصیح الدّین، یونٹ نمبر ۵ 'لطیف آباد' حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: ۱۔ شوہر کے طلاق دینے کے بعد عورت عدّت میں تھی اور شوہر کا انتقال ہوگیا تو زوجہ اپنے شوہر کی میراث میں حقدار ہے اور صورت مسئولہ میں اس کو آٹھواں حصّہ ملے گا۔ خواہ شوہر نے یہ طلاق مرض الموت میں دی ہو یا اس سے پہلے۔

۲۔ اور اگر عورت نے کچھ مال دے کر شوہر سے طلاق لے لی یا بلا معاوضہ شوہر سے طلاق مانگ لی تو میراث کی مستحق نہ ہوگی۔ خواہ عدّت کے بعد شوہر کا انتقال ہوا یا عدّت گزرنے سے پہلے۔ کیوں کہ اس نے اپنا علاقہ زوجیت خود توڑا ہے۔

۳۔ اور اگر طلاق کے بعد عورت کی عدّت گزر چکی تھی کہ اب شوہر کا انتقال ہو تو ظاہر ہے کہ ان دونوں میں کوئی تعلق ہی نہ رہا تو وراثت کیسی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ رذی قعدہ ۱۴۰۳ھ

اگر ورثاء میں بیٹی اور بہن کے علاوہ کوئی نہ ہو تو دونوں کو نصف نصف ملے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے مرتے وقت اپنے وارثوں میں ایک بہن اور ایک بیٹی چھوڑی۔ مرتے وقت اس نے اپنے پیچھے تین جگہیں چھوڑی تھیں۔ جس میں ایک اس کی اپنی خاندانی اور دو خریدی ہوئی تھیں۔

مہربانی فرما کر آپ فرمائیں کہ اس مرے ہوئے شخص کی ملکیت میں بیٹی اور بہن کا کیا حصّہ ہوگا؟ بہن کے بعد اس

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے مال کا وارث کون ہوگا؟ درخواست کنندہ مظفر حسین میمن، منیاری

۷۸۶ **الجواب**: صورت مذکورہ بالا میں متوفی کا کل مال متروکہ تجہیز و تکفین، وادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد، دو حصوں میں برابر برابر تقسیم ہوگا۔ ایک حصہ بیٹی کا کہ وہ ذوی الفروض سے ہے اور باقی ماندہ ایک حصہ یعنی کل مال کا نصف، اس کی بہن کا کہ وہ اس حالت میں عصبہ ہو کر باقی ماندہ مال کی وارث ہوئی۔ اب ان میں سے جس کا انتقال ہوگا اس کی وراثت اس کے ورثہ کی جانب منتقل ہوگی۔ مثلاً بہن کا انتقال ہو تو اس کی جائیداد سے اس کی بھتیجی کا کوئی تعلق نہ ہوگا۔ اس کے ورثہ اس کے حقدار ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴؍ذی قعدہ ۱۴۰۳ھ

باپ کی موت کے بعد بیٹے اس کے ترکہ میں کام کرتے رہے تو جتنا مال بڑھا سب کا برابر ہوگا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ہمارے والد صاحب کا دماغی توازن شروع سے ہی ٹھیک نہیں تھا اور وہ اپنے والد (ہمارے دادا) کی زندگی میں اپنے دونوں بھائیوں کے ساتھ برابر کے شراکت میں کاروبار کے حصے دار تھے اور مرتے دم تک وہ اپنے ایک بھائی کے ساتھ حصے دار تھے اور ایک بھائی اپنا حصہ لے کر علیحدہ ہو گیا تھا۔ جب والد کا انتقال ہوا اس وقت میری عمر تقریباً ۱۷ یا ۱۸ سال تھی۔ ہمارے والد صاحب کے انتقال کو عرصہ چھ سال ہو چکا ہے۔ ہم تین بھائی اور چھ بہنیں اور ایک والدہ ماجدہ ہیں۔ اس وقت دو بڑے بھائیوں اور تین بڑی بہنوں کی شادی ہو گئی تھی۔ اس چھ سال کے درمیان ایک بہن کی اور شادی ہوئی اور میں اور میری دو بہنیں غیر شادی شدہ ہیں اور منجھلا بھائی یعنی مجھ سے بڑے اور بڑے سے چھوٹے بھائی اپنا حصہ لے کر علیحدہ ہو گئے اور چھ بہنوں کو ان کے حصے کے طور پر ایک مکان دے دیا گیا۔ اب والد صاحب کے ورثے میں میں، ایک بڑے بھائی اور والدہ صاحبہ رہ گئے ہیں۔

ازروئے شریعت ہم تینوں کا ورثہ میں کتنا کتنا حق ہے؟ بتایا جائے کیوں کہ بڑے بھائی فرماتے ہیں کہ میں ۲۰-۲۵ سال سے محنت کر رہا ہوں۔ (حالانکہ اس دوران بڑے بھائی کے آٹھ بچے ہیں)۔ اس لئے یہ سب کچھ میرا ہے اور اب میں اس میں سے (جو باقی ورثے میں بچا ہے جس میں کاروبار مکان گودام اور کئی پلاٹ شامل ہیں)۔ تمہیں چار آنے دوں گا اور باقی بارہ آنے میں لوں گا۔ کیا یہ صحیح ہے؟ اور کیا والدہ صاحبہ کا حصہ الگ کر کے میرا اور بڑے بھائی کا آدھا آدھا حصہ نہیں ہوگا؟ اس مسئلہ سے آگاہ فرمادیں۔ عین نوازش ہوگی۔ فقط محمد اقبال

۷۸۶ **الجواب**: اولاً یہ بات ذہن نشین رکھیں کہ باپ کے بعد، اس کے بیٹے، باپ کے ترکہ میں کام کرتے رہے اور مال بڑھا تو وہ سب کا برابر ہے۔ اگرچہ بعض نے کام کم کیا اور بعض نے زیادہ، بعض نے تدبیریں اچھی بتائیں، بعض نے نہیں۔ ایک ہوشمند وتجربہ کار ہے دوسرا کم عقل وناتجربہ کار۔ بہر حال ترکہ میں سب برابر کے حقدار ہیں۔ (درمختار وغیرہ)۔ اب کہ ان میں سے ایک بھائی اپنا حصہ لے کر علیحدہ ہو گیا تو باقی ماندہ میں، بعد والے بھائی برابر کے شریک رہے اور ان کی بہنوں کا بھی وہ حصہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

برقرار رہا جو شرعاً مقرر ہے۔ اسی اعتبار سے وہ منافع میں شریک رہیں گی اور متوفی کا تمام مال متروکہ سب میں بقدر حصّہ تقسیم ہوگا۔ اب کہ چھ بہنیں' باہمی رضامندی سے ایک مکان پاکر' باقی ترکہ سے دستبردار ہوگئیں تو باقی ماندہ مال موجود ورثاء میں یوں تقسیم ہوگا کہ کل مال کے (۱۶) حصّے کریں۔ ان میں دو حصّے بیوہ کو دیں اور باقی (۱۴) حصّے دونوں بھائی برابر برابر تقسیم کریں۔ جبراً کسی کی بیشی کا اختیار نہیں۔

میت مسئلہ ۱۶/۸

ابن	ابن	زوجہ
۷	۷	۲

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴ / ذی قعدہ ۱۴۰۳ھ

وراثت میں انہیں کا حق ہوتا ہے' جو مورث کی موت کے وقت حیات ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میرے والد غلام محمد نے چار شادیاں کی تھیں' ان میں سے ایک سے اولاد نہیں ہے' اس بیوی کا انتقال والد کے انتقال کے بعد ہوا۔

دوسری بیوی مسماۃ خیرن سے تین لڑکے ہیں۔ نور محمد' قادر بخش' محمد بچل۔ ان میں سے قادر بخش کا انتقال باپ کے انتقال کے بعد ہوا پھر نور محمد بھی انتقال کر گئے' نور محمد بے اولاد تھا' قادر بخش کی اولاد یعنی دو لڑکیاں' ایک لڑکا اور ایک بیوہ چاروں موجود ہیں۔ نور محمد کی بیوہ نور محمد کے بعد فوت ہوئی۔ مسماۃ خیرن کا انتقال نور محمد اور قادر بخش سے پہلے اور اپنے شوہر کے بعد ہوا۔

تیسری بیوی مسماۃ آمنت کے ایک لڑکا خدا بخش موجود ہے' جب کہ آمنت بھی اپنے شوہر کے بعد انتقال کر گئی۔

چوتھی بیوی مسماۃ لیلاں سے ایک لڑکا مٹھا خان اور ایک لڑکی مسماۃ صاحب موجود ہے۔ مسماۃ لیلاں بھی حیات ہے' اب سوال صرف یہ ہے کہ نور محمد کی جائیداد میں کون کون حقدار ہیں؟

نوٹ۔ قادر بخش کی جائیداد ان کی اولاد کو دے دی گئی تھی۔

السائل حاجی محمد بچل برادر نور محمد' ڈاک خانہ کھنڈو تعلقہ سنجھورو' ضلع سانگھڑ

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے' نور محمد کے ورثہ میں صرف اس کی زوجہ اور اس کا حقیقی بھائی محمد بچل' اس کی وفات کے وقت حیات تھے۔ اس لئے متوفی کا تمام مال متروکہ' تجہیز وتکفین' وادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد چار حصّوں میں تقسیم کریں۔ ایک حصّہ' نور محمد کی زوجہ کا۔ جو اس کے ورثہ کا حق ہے اور باقی ۳/۴ محمد بچل کا کہ وہ عصبہ ہے۔ باقی کسی اور کا کوئی حصّہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ / ذی قعدہ ۱۴۰۳ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

غیر کی زمین پر مکان بنایا تو وہ کس کی ملکیت ہے؟

سوال: محترمی جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، شیخ الحدیث و مہتمم دار العلوم احسن البرکات' حیدر آباد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جناب عالی!

ا۔ میرے شوہر نے قرض لے کر اور لاٹریاں ڈال کر ایک مکان بنوایا تھا۔ مکان کی پہلے پوزیشن ایک جھونپڑی کی مانند تھی جو اب ایک کمرہ بمعہ غسل خانہ' بیت الخلاء اور باورچی خانہ سمیت ہے۔

۲۔ زمین جو تھی وہ میرے شوہر کے نام نہ تھی۔ وہ ان کی بہن کے نام ہے۔ جس پر میرے شوہر کے بڑے بھائی نے قبضہ کر رکھا ہے اور شاید کاغذات بھی اپنے نام کروا رکھے ہیں اور ان سے زبانی معاہدہ ہوا تھا کہ مکان بن جانے کے بعد ایک کمرہ میں خود رہوں گا اور ایک کمرے میں میرے شوہر۔ مکان بننے کے بعد بجلی بھی میرے شوہر نے لگوائی تھی اور دونوں کمروں میں پنکھے بھی لگوائے تھے۔

میرے شوہر کا انتقال ہوئے تقریباً ڈیڑھ سال ہو چکا ہے۔ میں ان کی غیر برادری قوم سے ہوں۔ تقریباً تین ماہ قبل مجھے میرے شوہر کے بڑے بھائی نے دھکے دے کر گھر سے نکال دیا اور اب میں اور میرا بچہ (لڑکا) جس کی عمر تقریباً ۹ سال ہے۔ اپنے شوہر کے بھانجے کے گھر پر شہر حیدر آباد میں مقیم ہیں۔

میں ایک بے سہارا عورت ہوں۔ میں چاہتی ہوں کہ میں اور میرا لڑکا جو کہ یتیم ہے' اپنے گھر کراچی میں رہوں۔ مگر اب مجھے حیدر آباد میں میرے بھانجے نے بتایا ہے کہ میرے شوہر کے بڑے بھائی نے میرے شوہر کے چھوٹے بھائی محمد شفیق ولد شیخ فیروز الدین کو میرے گھر کا تالا توڑ کر اس کو بٹھا دیا ہے۔

میں ایک بے سہارا غریب عورت ہوں۔ میں بہت پریشان اور ذہنی پریشان ہو چکی ہوں اس لئے میرے بچہ کی پڑھائی بھی خراب ہو رہی ہے اور میں بھی در بدر ہو رہی ہوں۔

لہٰذا میں آپ سے پرزور التماس کرتی ہوں کہ اس سلسلے میں میری ''شریعت کی رو'' سے رہنمائی فرمائی جائے تاکہ میں اپنی بقیہ تمام زندگی اپنے مرحوم شوہر اور بچہ کے حق میں زندگی بسر کر سکوں۔ مہربانی فرما کر جواب سے مطلع فرمائیں۔

عرض دار بیوہ محمد صدیق ولد شیخ فیروز الدین

۷۸۶ **الجواب:** جب کہ وہ قطعہ اراضی' تمہارے شوہر یا دیور جیٹھ کی ملکیت ہی نہ تھی تو اس پر مکان بنانا ہی کب جائز تھا۔ تو شوہر کے مرنے کے بعد اس مکان میں وراثت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ معاملہ حکام تک جائے گا وہی فیصلہ کریں گے۔ شرعاً تو مکان بنانے والے صرف ملبہ کے مالک ہیں۔ یا پھر ایک زمین سے تصفیہ کر یں۔ (درمختار وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　۲۱ رذی قعدہ ۱۴۰۳ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قریبی عصبہ، دور والے عصبہ کو وراثت سے محروم رکھے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: محمد ہاشم ولد تاج محمد فوت ہو گئے ہیں اور مرحوم نے مندرجہ ذیل جائز ورثہ چھوڑے ہیں۔

نام وارثان

۱۔ در محمد۔	ولد صدیق	مرحوم کا چچازاد بھائی (ماں کا بھائی)
۲۔ سومار۔	ولد حاجی عمر	مرحوم کا چچازاد بھائی
۳۔ سلیمان۔	ولد قاسم	مرحوم کا بھتیجا (غیر شادی شدہ)
۴۔ محمد انور۔	ولد قادر بخش (بھتیجا)	مرحوم کا پوتا

مندرجہ بالا مرحوم کے کوئی لڑکا یا لڑکی نہیں اور بیوی بھی نہیں ہے۔ اب آپ سے التماس ہے کہ اس بارے میں فتویٰ دیں کہ مندرجہ بالا وارثوں میں ہر ایک کا کتنا کتنا حصہ مرحوم کی جائیداد میں بنتا ہے؟　　فقط: در محمد ولد محمد صدیق، ضلع دادو

۷۸۶ الجواب: متوفی محمد ہاشم نے جب کہ ذوی الفروض میں کوئی وارث نہیں چھوڑا اور عصبات میں دو چچازاد بھائی' ایک بھتیجا (بے نکاحی) اور اپنے بھتیجے خدا بخش کا ایک بیٹا چھوڑا۔ ان میں بھتیجا سلیمان ولد قاسم ولد الزناء ہونے کے باعث کس وراثت کا حقدار نہیں اور حقیقی بھائی کا پوتا' یعنی بھتیجے کا بیٹا' تیسرے درجے کے عصبات میں داخل اور میت کے چچازاد بھائیوں پر (کہ وہ عصبات درجہ چہارم میں ہیں) مقدم ہیں۔ اس لئے متوفی محمد ہاشم کے تمام وکمال مال متروکہ کا مستحق صرف محمد انور ولد قادر بخش ہے۔ چچازاد بھائیوں میں سے کسی کا کوئی حق نہیں۔ تجہیز وتکفین وادائیگی قرض اور میت نے کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد' جتنا بھی مال باقی بچے وہ صرف محمد انور ولد خدا بخش کی ملکیت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ　　۱۱ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی' بیٹا اور بیٹی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: خورشید علی ولد الحاج عبد الستار انتقال کر گئے اور اپنے پسماندگان میں مذکورہ لواحقین چھوڑے ہیں۔

۱۔ نجمہ صدیقی	زوجہ	خورشید علی
۲۔ عصمت خورشید	دختر	خورشید علی
۳۔ اسد علی	فرزند	خورشید علی

مذکورہ بالا پسماندگان کے لئے کس قدر حصہ بنتا ہے مرحوم کی جائیداد میں سے؟ براہ کرم از روئے شریعت محمدی اہل سنت وجماعت فقہ حنفی کے مطابق جائیداد میں حصے کی شرح تحریر فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ شکریہ　　فقط: محمد صدیق

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں متوفی کا تمام مال متروکہ' تجہیز و تکفین اور ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد' اس کے موجودہ ورثہ میں اس طرح تقسیم ہوگا کہ کل مال کے (۲۴) حصے کریں۔ ان میں سے (۳) زوجہ' (۱۴) حصے اس کے لڑکے اسد علی کو اور (۷) حصے اس کی لڑکی عصمت کو دیں۔ ہکذا

میّت مسئلہ

دختر	پسر	زوجہ
۷	۱۴	۳

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

باپ کے انتقال کے بعد اگر کوئی وارث فی الوقت اپنا حصہ نہ لے تو بھی وہ حصہ باقی رہتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: عبدالعزیز کا جب انتقال ہوا تو اس نے اپنے پیچھے ایک بیٹا عبدالکریم اور ایک بیٹی خیر النساء کو چھوڑا۔ اس وقت عبدالعزیز کی ملکیت میں دو پلاٹ تھے۔ اس کے بعد مکمل جائیداد بیٹے کے قبضے میں رہی۔ اس نے اپنی بہن کو کچھ نہیں دیا۔ اس کے بعد بھائی عبدالکریم کا انتقال ہوا تو اس نے اپنے پیچھے دو بیوہ چھوڑیں اور ایک بہن خیر النساء اور دو بھانجے اور دو بھانجیاں چھوڑے۔ اس وقت عبدالکریم کے انتقال کے بعد سابقہ دو پلاٹ بمعہ تعمیر موجود ہیں۔ اب وراثت کی تقسیم کیسے ہوگی؟ السائل مبارک علی، لطیف آباد ۵' حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** سوال سے ظاہر ہے کہ عبدالعزیز مرحوم نے اپنے انتقال کے وقت اپنا ایک بیٹا اور ایک بیٹی چھوڑی اور مرحوم کی تمام جائیداد پر اگرچہ عبدالکریم کا قبضہ وتصرف رہا لیکن اس سے عبدالعزیز کی بیٹی خیر النساء کا حق' ختم نہیں ہوا۔ وہ بدستور باقی رہا اور اسے حق تھا کہ جب چاہتی اپنا حق' اپنے بھائی سے وصول کرتی۔ یعنی کل جائیداد کے تین حصے کیے جاتے۔ ان میں دو حصے عبدالکریم کے اور باقی ایک حصہ خیر النساء کا ہوتا اور یہ حق خیر النساء کا عبدالکریم کے انتقال کے بعد بھی علیٰ حالہ قائم ہے۔ اور اب کہ قضاء الٰہی سے عبدالکریم کا انتقال ہو گیا اور اس نے اپنے ورثہ میں اپنی بیویاں اور ایک بہن یعنی خیر النساء چھوڑی ہے تو خیر النساء اپنے بھائی کے مال میں بھی شرعاً حقدار ہوئی۔ جب کہ باپ کی جائیداد سے بھی وہ حصہ پائے گی۔ لہٰذا اب عبدالعزیز متوفی کا تمام مال متروکہ' از قسم جائیداد منقولہ وغیر منقولہ تجہیز و تکفین' وادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد' حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا کہ تمام مال کی قیمت لگا کر اسے بارہ حصوں میں تقسیم کریں۔ عبدالکریم کی ہر بیوی کو اس میں سے ایک ایک حصہ دیں اور باقی (۱۰) حصے خیر النساء کو۔ (۴) حصے بحیثیت بیٹی کے اور (۶) حصے بحیثیت بہن کے۔ کہ کوئی اور وارث نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میّت مسئلہ ۳/ ۱۲

(بنت) خیر النساء	(ابن) عبدالکریم
۱	۲
۴	۸

واللہ تعالیٰ اعلم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میت عبدالکریم مسئلہ ۴/ ۸

زوجہ	زوجہ	اخت
۱	۱	۶+۴=۱۰

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲/ ذی قعدہ ۱۴۰۳ھ

قریبی ذوی الارحام، دور والے ذوی الارحام کو محروم کر دے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص لاکھا نامی فوت ہوگیا۔ اس نے چار نواسے، دو نواسیاں، ایک بھانجہ اور دو بھانجیاں چھوڑی ہیں۔ شریعت مطہرہ کے مطابق اس میت کی ملکیت ان کے ورثاء میں کس طرح تقسیم ہوگی؟ السائل مولوی احمد علی، قدیمی مسجد کھپرو، ضلع سانگھڑ

۷۸۶ الجواب: ذوی الارحام میں نواسہ، نواسی، دوسرے تمام ذوی الارحام پر مقدم ہیں۔ ان کے سامنے کوئی اور ذوی الارحام وارث نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا میت کا تمام مال متروکہ، صورت مسئولہ میں اس کے نواسے نواسی کو ملے گا۔ بھانجہ بھانجی کو نہیں۔ تمام مال کے دس حصے کریں۔ ان میں سے (۲-۲) حصے ہر نواسے کو اور ایک ایک حصہ ہر نواسی کو دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ یکم رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ

پوتے کو اپنی زندگی میں دے سکتا ہے اور وصیت بھی کر سکتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میں نے ایک پلاٹ سلیم الدین کے نام سے خریدلیا تھا۔ جس وقت یہ پلاٹ خریدا تھا اس وقت سلیم کی عمر گیارہ سال تھی۔ زیر تعلیم تھا یعنی ساتویں کلاس میں تھا۔ میں نے اس کی تعمیر کرائی اور سلیم کے نام سے ہی کرائے پر اٹھایا۔ سلیم کی دو لڑکیاں اور ایک لڑکا ہے۔ میں اب بوڑھا ہوگیا ہوں اور بیمار رہتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ اپنا ۳/۱ ایک حصہ سلیم الدین کے بیٹے ذیشان کے نام کردوں۔ میرے دو لڑکے ہیں۔ سلیم الدین اور شمیم الدین اور دونوں بفضلہٖ تعالیٰ حیات ہیں۔ شمیم الدین کی کوئی اولاد بھی نہیں ہے۔ شرعی طریقہ کیا ہے؟ یعنی علماء دین کیا فرماتے ہیں کہ میری چار لڑکیاں ہیں اور میری بیوی بفضلہٖ حیات ہے۔ چاروں لڑکیوں کی شادی ہوچکی ہے اور چاروں بال بچہ دار ہیں اور خوش ہیں۔ میں اپنا ایک تہائی حصہ ذیشان کے نام کرسکتا ہوں یا نہیں؟ السائل وحید الدین

۷۸۶ الجواب: آدمی اپنی زندگی وصحت میں اپنے تمام مال کا مالک ہے اور اس میں تصرف کا اسے پورا پورا اختیار حاصل ہے جس کو جتنا چاہے دے دے۔ دوسرے کو اس پر حق اعتراض نہیں۔ البتہ کسی اور کو ناحق نہ کرے۔ ورنہ گناہ گار ہوگا اور زندگی میں اپنی اولاد کو ہبہ کرنا چاہتا ہے تو اس صورت میں لڑکے اور لڑکی کا حق برابر ہے۔ پوتے کے لئے ایک تہائی کی وصیت بھی کرسکتا ہے بلکہ زندگی میں دے دے تو بہت بہتر ہوگا ورنہ تمام مال میں احکام وراثت جاری ہوں گی۔ صرف سلیم یا اور کسی کی مرضی نہ چلے گی۔ (درمختار وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷/ شعبان المعظم ۱۴۰۳ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ورثاء میں ذوی الفروض نہ ہوں تو عصبہ کو مال ملے گا

سوال: محترم جناب مفتی محمد خلیل خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

جناب عالی! میرے دادا حاجی قاسم کو کچھ جائیداد اس کے والد سومار سے ورثہ میں ملی۔ میرے دادا کے دو فرزند ایک عارب جو میرے دادا کی حیات کے وقت میں انتقال کر گئے اور ایک لڑکا اور بیوہ غلام فاطمہ کو چھوڑ گئے۔

میرے دادا کی وفات کے بعد اس کی جائیداد پر جوڑیو ولد صابو جو میرے دادا کا ماں شریک بھائی ایک ماں کی اولاد تھا اس نے قبضہ کر لیا' جس کی ایک لڑکی غلام فاطمہ جو میری چچی بھی ہوئی اور عارب ولد حاجی قاسم کی بیوی ہوئی۔

جوڑیو کی وفات کے بعد جائیداد پر غلام فاطمہ اور اس کے لڑکے ایوب نے قبضہ کر لیا اور میرے والد عبداللہ اور مجھے عبدالرزاق ولد عبداللہ کو محروم جائیداد کر رکھا ہے۔

دادا کی وفات کے وقت کنبہ کے جو لوگ زندہ تھے ان کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔ برائے مہربانی اسلامی طریقے سے صحیح وراثت کی نشاندہی کر کے شکریہ کا موقع دیں۔

(حیات لوگ وفات کے وقت)

۱۔ عبداللہ	لڑکا
۲۔ عبدالرزاق بن عبداللہ	پوتا
۳۔ ایوب بن عارب (مرحوم)	پوتا
۴۔ زوجہ عبداللہ	بہو
۵۔ بیوہ زوجہ عارب	بہو غلام فاطمہ
۶۔ بیٹی بنت عبداللہ	پوتی (جو انتقال کے بعد پیدا ہوئی بعد میں وفات پا گئی)

شجرہ

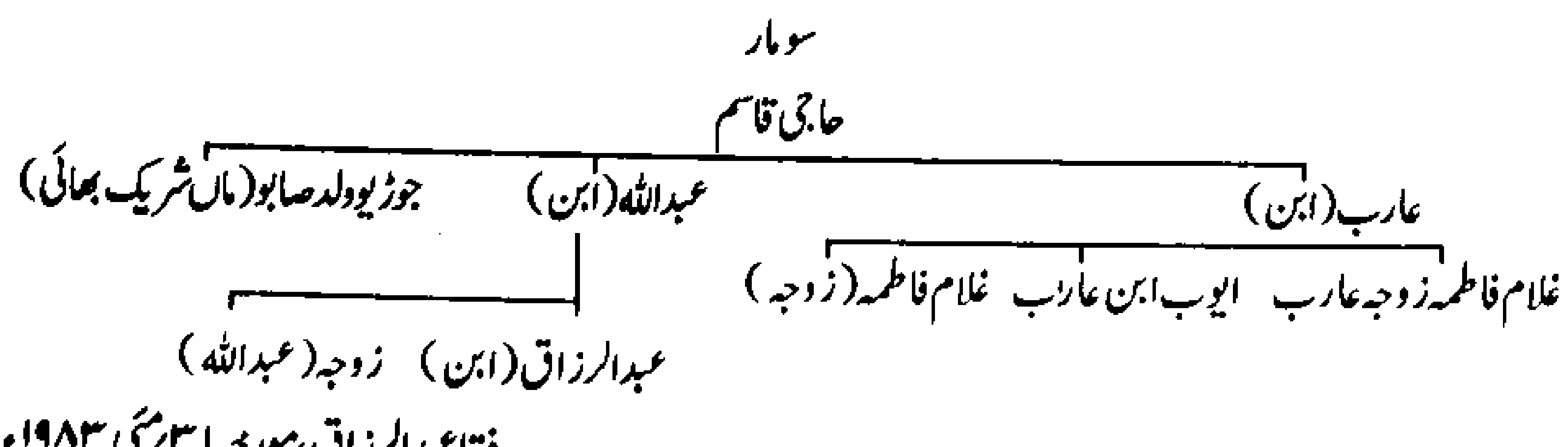

فقط عبدالرزاق، مورخہ ۳۱ مئی ۱۹۸۳ء

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ الجواب: سوال سے صاف ظاہر ہے کہ مسمّی حاجی قاسم کے انتقال کے وقت' ان کے ورثہ میں' ان کی وراثت کا حقدار' صرف ان کا بیٹا عبداللہ تھا۔ نہ پوتے' پوتی۔ نہ بہو اور نہ ماں شریک جوڑو اور جب کہ جوڑو کا اس جائیداد میں کوئی حق نہ تھا تو اس کی بیوی اور بیٹے کا قبضہ بھی' ان کی جائیداد پر جائز نہ ہوا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ حاجی قاسم کے انتقال کے بعد چونکہ ذوی الفروض میں کوئی وارث موجود نہ تھا اس لئے حاجی قاسم کا تمام مال متروکہ' تجہیز و تکفین' و ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد' ان کے بیٹے عبداللہ کی ملک قرار پائے گا بلا شرکتِ غیرے کہ وہ عصبہ ہے اور سب پر مقدم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ رشعبان المعظم ۱۴۰۳ھ

وراثت میں اس وارث کا حصہ ہوگا جو مورث کی موت کے وقت حیات ہو

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میری والدہ مرحومہ کا ورثہ ہے۔ اب اس کی تقسیم عمل میں آنے والی ہے ہم پانچ بھائی ہیں۔ جو حیات ہیں۔ تین بہنیں تھیں۔ جس میں سے ایک بہن کا والدہ مرحومہ کے انتقال سے تقریباً ایک سال قبل وصال ہو گیا تھا۔ اب ہمشیرہ مرحومہ کی اولاد اس کے حصے کی حقدار ہیں یا نہیں؟ اور اگر ہیں تو ان کا اس میں کتنا حصہ ہوتا ہے؟ یا اس مسئلہ میں ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ آپ رہنمائی کیجئے؟

فقط والسلام امان اللہ' نہال شاہ کا پڑ' حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: سوال سے ظاہر ہے کہ مسماۃ مرحومہ نے اپنے بعد صرف پانچ لڑکے اور دو لڑکیاں چھوڑیں۔ ایسی حالت میں مرحومہ کا تمام مال متروکہ' تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد' ان کے موجودہ ورثہ میں اس طرح تقسیم ہوگا کہ کل مال کے ۱۲ حصے کریں۔ ان میں (۲-۲) حصے ہر بیٹے کو اور (۱-۱) حصہ ہر بیٹی کو دیں۔ جس بیٹی کا انتقال اپنی والدہ کے سامنے ہو چکا تھا' اس کا یا اس کی اولاد کا صورت مذکورہ میں کوئی حصہ نہیں۔ اولاد بھی محروم رہے گی اور وہ تو گزر گئی۔ وصورتہ ھٰکذا

میّت مسئلہ ۱۲

ابن	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت
۲	۲	۲	۲	۲	۱	۱

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ رشعبان المعظم ۱۴۰۳ھ

میّت کے ورثاء اگر میّت کا قرض ادا نہ کریں تو قرض خواہ زبردستی لے سکتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسمّی فتح محمد ولد محمد بخش جس کا بقضائے الٰہی تقریباً ڈیڑھ ماہ ہوئے انتقال ہو گیا ہے۔ چونکہ متوفی لاولد تھا۔ صرف دو بہنیں ایک بھارت میں ایک پاکستان میں اور ایک بھتیجا اور ایک بھتیجی پاکستان میں بقید حیات موجود ہیں۔ متوفی مذکور نے اپنی حیات میں اپنے پاس ایک امانت مبلغ سات ہزار روپے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صرف مسمّی عبدالغنی (مرحوم) کی رکھی تھی کہ وہ بھی مرگیا ہے۔

اب فتح محمد متوفی کے مندرجہ بالا عزیزوں نے وارث بن کر متوفی کا مکان فروخت کر دیا اور رقم تقسیم کر لی اور کچھ نیاز فاتحہ کر دی۔ لیکن کسی وارث نے امانت واپس نہ کی اور نہ ہی دینے کے لئے تیار ہیں۔ بہر حال جو بھی شرعی حکم ہو اس سے آگاہ فرمادیں۔ عین نوازش ہوگی۔ شکریہ فقط حاجی شفیع محمد، پریٹ آباد، پھلیلی، حیدرآباد، ۲۴ / مارچ ۱۹۸۳ء

۷۸۶ **الجواب:** میّت کے مال متروکہ سے ۱۔ تجہیز و تکفین مطابق سنّت ادا کرنے کے بعد ۲۔ دوسرا حق جو تقسیم وراثت پر مقدم ہے وہ قرض کی ادائیگی ہے یعنی دوسرے کی رقم جو واجب الادا تھی وہ پہلے ادا کی جائے گی ۳۔ اس کے بعد ایک تہائی میں وصیت کا اجراء ہے ۴۔ اس کے بعد جو مال باقی رہے وہ میّت کے ورثہ میں بحکم شرعی تقسیم کیا جائے گا۔ جس کا حق میّت پر باقی ہے وہ ثبوت پیش کر کے میّت کے ورثہ سے وصول کر لینے کا حق رکھتا ہے۔ تقاضہ سے نہ دیں تو دوسروں کو درمیان میں لائے یا پھر کورٹ میں دعویٰ دائر کر کے ان سے اپنی رقم واپس لے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ / جمادی الاخری ۱۴۰۳ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، ۳ بیٹے اور ۳ بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص کا انتقال ہوا۔ اس کی ایک بیوہ ہے۔ تین لڑکے ہیں اور تین لڑکیاں ہیں۔ ازروئے شرع متوفی کا ترکہ کتنا کتنا آئے گا؟ اور کس طرح سے تقسیم ہوگا؟ **بینوا توجروا**

فقط محمد اشرف میمن ولد عبدالعزیز میمن، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں متوفی کا تمام مال متروکہ، تجہیز و تکفین، ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد، اس کے ورثہ میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میّت مسئلہ ۸ / ۷۲

بنت	بنت	بنت	ابن	ابن	ابن	زوج
۷	۷	۷	۱۴	۱۴	۱۴	۹

واللہ تعالیٰ اعلم

یعنی کل مال کے (۷۲) حصے کریں اور انہیں موجودہ ورثاء میں بطریق مذکورہ بالا تقسیم کر دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ / شعبان المعظم ۱۴۰۳ھ

اگر میّت کا کوئی وارث نہ ہو تو اس کا مال مساکین کے لئے ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: لیاقت اشرف کالونی عرف کانچ مل میں ایک صاحب رہائش پذیر تھے۔ ابھی حال ہی میں ان کا انتقال ہوگیا ہے۔ مرحوم نے اپنے ترکہ میں ایک مکان چھوڑا ہے لیکن کوئی وصیت نہیں کی اور نہ ہی ان کا کوئی عزیز ہے، نہ قریب کا، نہ دور کا۔ کانچ مل میں دو عدد مسجدیں ہیں۔ ایک مرحوم کے مکان سے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چند قدم پر واقع ہے اور دوسری ایک فرلانگ سے کچھ دور ہے۔

لہٰذا آپ قرآن وحدیث کی رو سے فتویٰ دیں کہ ان دونوں مسجدوں میں سے کس مسجد کا حق زیادہ ہے اور وصیت نہ ہونے کی صورت میں ان کے مکان کا صحیح مصرف کیا ہے؟

نوٹ۔ یہ بات یاد رہے کہ مرحوم قریب والی مسجد میں نماز پنجگانہ پابندی سے پڑھتے تھے۔

فقط شرف الدین، لیاقت اشرف کالونی، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: جو شخص مرجائے اور کوئی وارث نہ چھوڑے۔ نہ کسی کے نام کی وصیت کی ہو تو اس مال کا مستحق بیت المال ہے اور بیت المال کے ایسے مال کے مستحق مذہب جمہور پر فقراء و مساکین ہیں کہ ان کے کھانے پینے دوا دارو وکفن دفن میں صرف کیا جائے۔

مسجد خواہ قریب ہو یا دور کی، ایسے مال کا مصرف نہیں۔ نہ ہرگز یہ مکان یا اس کی قیمت مسجد میں دینا جائز۔ (درمختار۔ فتاوی رضویہ وغیرہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ر جمادی الاخری ۱۴۰۳ھ

علاتی بہن بھائی حقیقی بہن بھائی کی موجودگی میں محروم رہتے ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: محمد قاسم کا انتقال ہوگیا اور اپنے پیچھے مندرجہ ذیل ورثاء چھوڑ گیا۔ ایک بیوی صفیت۔ ایک لڑکی سونی۔ تین بہنیں بدائی، عائشہ، جنت اور ایک بھائی یعقوب۔ بدائی اور محمد قاسم دونوں کے ماں باپ ایک ہیں۔ باقی عائشہ، جنت، محمد یعقوب اور محمد قاسم کے والد ایک ہیں، والدہ دوسری ہے۔

السائل محمد احمد، ٹنڈو الہیار، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: سوال مذکور سے ظاہر ہے کہ محمد قاسم نے اپنے انتقال کے بعد ایک بیوی، ایک لڑکی اور ایک حقیقی بہن (کہ ماں باپ دونوں شریک ہیں) اور دو علاتی بہنیں اور ایک علاتی بھائی (کہ یہ تینوں محمد قاسم کے باپ میں شریک ہیں۔ مائیں دونوں کی جدا ہیں) چھوڑی ہیں۔ اگر ایسا ہی ہے تو میت کا تمام مال متروکہ تجہیز وتکفین، وادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد، صرف مرحوم کی بیوی، لڑکی اور حقیقی بہن میں تقسیم ہوگا۔ علاتی بھائی بہن، حقیقی بہن کی موجودگی میں محروم رہتے ہیں۔ ہکذا

میت مسئلہ ۸

زوجہ	بنت	ہمشیرہ حقیقی	علاتی برادر	علاتی خواہر ۲
۱	۴	۳	محروم	محروم

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۷ر جمادی الاخریٰ ۱۴۰۳ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میّت کی پہلی، دوسری بیوی سے اولاد ترکہ میں برابر ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: نذیر احمد کا انتقال ہو گیا اور وارثین میں ایک بیوہ، ایک بھائی اور ایک بہن ہے اور دوسری بیوی سے ایک بیٹا، اور ایک بیٹی چھوڑی ہے۔ لہٰذا شرع کے مطابق کس کو کتنا حصہ ملے گا؟ فقط: بشیر احمد، پی ایف روڈ، بدین

۷۸۶ **الجواب:** مرنے والے کی اولاد موجود ہو تو اس میں یہ نہیں دیکھا جاتا کہ وہ پہلی بیوی سے ہے یا دوسری بیوی سے، اور میّت کا بیٹا موجود ہو تو اس کے بھائی بہن محروم رہتے ہیں۔ اس لئے نذیر احمد کے بھائی اور بہن بھی کسی حصہ کے حق دار نہیں۔ بلکہ میّت کا تمام مال متروکہ، تجہیز وتکفین وادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میّت مسئلہ ۸ / ۲۴

زوجہ	ابن	بنت	اخ	اخت
۳	۱۴	۷	محروم	محروم

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

۲۵ / جمادی الاخریٰ ۱۴۰۳ھ

ایک عورت کے ورثاء میں شوہر، بیٹا اور بیٹی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مساۃ کھتون زوجہ حاجی در محمد انتقال کر گئیں اور اس کی اولاد میں ایک بالغ لڑکا اور ایک بالغ لڑکی ہے اور شوہر حاجی در محمد بھی زندہ ہیں۔ مساۃ کھتون کا رہنے کا مکان ہے وہ کس طرح تقسیم ہوگا؟ نوازش فرما کر شریعت موجب تقسیم کر کے فتویٰ دے کر مشکور فرمائیں۔

السائل بخش علی، پیش امام جامع مسجد میمن محلہ، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں مساۃ کا کوئی وارث، ان تین وارثوں کے علاوہ موجود نہیں۔ مساۃ کا تمام مال متروکہ، تجہیز وتکفین، وادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد، ان ورثہ میں اس طرح تقسیم کریں کہ مال کے چار حصے کریں ان میں سے ایک حصہ شوہر کو، ایک حصہ بیٹی کو اور دو حصے بیٹے کو دیں۔ ھکذا

میّت مسئلہ ۴

زوج	ابن	بنت
۱	۲	۱

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

۲۵ / جمادی الاخریٰ ۱۴۰۳ھ

https://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میت کے ورثاء میں بیوی، ۳ بیٹے اور دو بیٹی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مرحوم نے اپنے پیچھے جو وارث چھوڑے ہیں ان کی تعداد مندرجہ ذیل ہے۔ بیوہ، تین لڑکے اور دو لڑکیاں۔ مرحوم نے کوئی وصیت نہیں فرمائی۔ مرحوم نے دو مکان چھوڑے ہیں۔ جن کی مالیت مبلغ چار لاکھ روپیہ ہے۔ اس کی تقسیم مسلک حضرت امام ابوحنیفہ کے مطابق فرمادی جاوے کہ اس رقم میں کس کا کتنا حصہ اور کتنی رقم بنتی ہے؟

فقط محمد شاہجہاں صدیقی، نئی بستی چوڑی گلی متصل گل شاہ روڈ، ونزد کیپیٹل نیو کلاتھ مارکیٹ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں متوفی کا تمام مال متروکہ، تجہیز وتکفین وادائیگی قرض وغیرہ کے بعد اس کے موجودہ ورثہ میں اس طرح تقسیم ہوگا کہ کل مال کے (۷۲) کریں۔ ان میں سے (۹) حصے اس کی بیوہ کو۔ (۱۴-۱۴-۱۴) حصے ہر بیٹے کو اور (۷-۷) ہر بیٹی کو دیں۔ ھکذا

میت مسئلہ ۸/۷۲

زوجہ	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت
۹	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷	۷

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

۲۸ ر جمادی الاخریٰ ۱۴۰۲ھ

http://t.me/Tehqiqat

پہلی اور دوسری بیوی کی اولاد ترکہ میں برابر کی شریک ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص سید اظہار حسین کا انتقال ہوا اور انہوں نے درج ذیل ورثہ چھوڑے۔

۱۔ سید اعجاز حسین ۲۔ سید اقبال حسین ۳۔ مسماۃ سیدہ ممتاز

(تینوں پہلی بیوی سے ہیں۔ جن کا انتقال ان کی زندگی میں ہوگیا۔)

۴۔ مسماۃ درشہوار ۵۔ مسماۃ سیدہ طلعت ۶۔ سید ابرار حسین ۷۔ سید الطاف حسین ۸۔ سید کوثر

(یہ پانچ بچے دوسری بیوی سے ہیں جن کو متوفی اپنی زندگی میں طلاق دے چکے تھے۔)

اس صورت میں مرحوم کے ورثاء کون کون قرار پاتے ہیں؟ اور ان کو جائیداد میں حصہ کس حساب سے ملے گا؟

فقط سید الطاف حسین، لطیف آباد یونٹ نمبر ۱۰، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں متوفی سید اظہار حسین کا تمام مال متروکہ، تجہیز وتکفین وادائیگی قرض اور ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد، جب کہ کوئی اور وارث ان کا نہیں تو ان کی موجودہ اولاد میں، خواہ پہلی بیوی سے یا دوسری بیوی سے لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ (النساء: 11) مرد کو دہرا، عورت کو اکہرا) کے قانون کے ماتحت اس طرح تقسیم ہوگا کہ کل جائیداد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے (۱۲) حصے کریں۔ ان میں سے ہر لڑکے کو (۲) اور ہر لڑکی کو (۱) ادا کر دیں۔ ہکذا

میت مسئلہ ۱۲

ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	
اعجاز	اقبال	ابرار	الطاف	ممتاز	درشہوار	طلعت	کوثر	
۲	۲	۲	۲	۱	۱	۱	۱	واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

جو اپنا حق معاف کر دے، اس کا مال دوسروں کا ملے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک پراپرٹی جو کہ ۲۵۰۴ مربع فٹ پر مشتمل ہے۔ سٹی سروے حیدرآباد جاری کردہ مورخہ ۱۹۷۰/۶/۳۱ء کی روشنی میں مندرجہ ذیل حصہ دار ہیں۔ جائیداد مرحوم شفیع محمد کی ملکیت تھی

۱۔ شفیع محمد	ولد	یوسف (مرحوم)
۲۔ مسماۃ عائشہ	زوجہ	شفیع محمد مرحوم
۳۔ دینو	ولد	شفیع محمد
۴۔ عمر	ولد	شفیع محمد۔ اس کا انتقال اپنے والد کی موجودگی میں ہو چکا تھا' جس کے دو بڑے لڑکے ہیں۔
۵۔ خدا بخش	ولد	شفیع محمد۔ اس کا بھی انتقال اپنے والد کی موجودگی میں ہو چکا تھا' اور یہ غیر شادی شدہ تھا۔
۶۔ مسماۃ خیر بانو	بنت	شفیع محمد
۷۔ شہباز	ولد	شفیع محمد
۸۔ یوسف	ولد	شفیع محمد

گزارش یہ ہے کہ سیریل نمبر ۳' جو کہ میرے والد بزرگوار ہیں اس کے حصے میں شریعت محمدی سے کتنا حصہ آتا ہے؟ مزید گزارش یہ ہے کہ سٹی سروے آفس حیدرآباد سے جاری کردہ مورخہ ۱۹۸۲/۲/۲۸ء کے مطابق دینو کی پراپرٹی میں مندرجہ ذیل ورثہ قرار پاتے ہیں۔

نام وارثان

۱۔ مسماۃ بھان	زوجہ	دینو	۲۔ لکھانو	ولد	دینو
۳۔ امیر بخش	ولد	دینو	۴۔ عبدالرزاق	ولد	دینو
۵۔ مسماۃ حاطل	بنت	دینو	۶۔ مسماۃ حور	بنت	دینو

ان چھ افراد کے علاوہ دینو کا ایک لڑکا خدا بخش بھی ہے جو اپنا حصہ سب کو معاف کر رہا ہے۔ ایسی صورت میں کیا اس

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کو بھی وراثت میں شمار کیا جائے گا یا نہیں؟ لہٰذا جناب کی خدمت میں نہایت ادب کے ساتھ التماس ہے کہ شریعت محمدی کے مطابق مذکورہ حضرات کے حصے میں دینو کے حصے کی کتنی پراپرٹی بنتی ہے۔ اس کی تفصیلی وضاحت فرمائی جائے تاکہ جائیداد دینو کی اولاد میں تقسیم کی جاسکے۔ بڑی نوازش ہوگی۔ فقط امیر بخش، بھینس پیڑی، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں متوفی شفیع محمد کا تمام مال متروکہ بعد ادائے جمیع حقوق ان کے انتقال کے وقت جو ورثہ موجود ہیں، اُن میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میت مسئلہ ۸

زوجہ	ابن	ابن	ابن	بنت
عائشہ	دینو	یوسف	شہباز	خیر بانو
۱	۲	۲	۲	۱

عمر اور خدا بخش چونکہ اپنے والد کی حیات میں انتقال کر گئے لہٰذا وراثت میں ان کا کوئی حق نہیں۔ نہ اُن کی اولاد کا۔ اور دینو کے انتقال کے بعد ان کا تمام مال متروکہ جو میراث میں پایا یا خود کمایا اور بڑھایا منقولہ ہو خواہ غیر منقولہ ان کی حیات کے وقت موجود ورثہ میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا کہ کل مال کے (۶۴) حصے کریں۔ ان میں سے آٹھواں حصہ یعنی آٹھ سہام مرحوم کی زوجہ کو دیں اور باقی ماندہ بیٹے اور بیٹی کو اس طرح تقسیم کریں کہ ہر لڑکے کو لڑکی سے دوگنا ملے۔ یعنی منجملہ ۶۴ سہام میں سے ہر لڑکے کو ۱۴ سہام اور لڑکی کو ۷ سہام۔ ہکذا

میت مسئلہ ۸/ ۶۴

زوجہ	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت
۸	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷

دینو کے لڑکے خدا بخش نے اپنا حصہ معاف کر دیا تو ان کا حق بھی انہیں بھائیوں اور بہن اور ماں کو ملا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ — ۲ رذی الحجہ ۱۴۰۳ھ

ایک شخص کے ورثاء میں ۳ بیٹے اور ۳ بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: جائیداد مورث اعلیٰ نے چھوڑی ہے اور ہم قانونی شرعی حصص دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ براہِ کرم شرعی فتویٰ مرحمت فرمائیں۔

فیض محمد (مرحوم)

لڑکے: عمر الدین، قمر الدین، نظام الدین

لڑکیاں: مسماۃ مجیدا، مسماۃ رفیقا، مسماۃ سروری

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عرض یہ ہے کہ مذکورہ بالا حصہ داران کو کتنا کتنا شرعی حق پہونچتا ہے؟ تفصیل وتشریح کے ساتھ فتویٰ عنایت فرمائیں۔

عین نوازش ہوگی۔ شکریہ   فقط قمر الدین، گھسائیں گٹی، نزد ھاشمی مسجد، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں متوفی کا کل مال متروکہ میت کی تجہیز وتکفین وادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد (۹) حصوں میں تقسیم کریں۔ ان میں سے ہر بیٹے کو (۲) اور ہر بیٹی کو ایک حصہ دیں۔ ھٰکذا

میت مسئلہ ۹

ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت
۲	۲	۲	۱	۱	۱

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ   ۳۰ رشوال المکرم ۱۴۰۳ھ

شوہر کی جائیداد میں بیوی کا، اور باپ کی جائیداد میں بیٹی کا حصہ، اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمایا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسمّی تولہ کے نام ایک پلاٹ سکنی شہر نواب شاہ میں ملک تھا۔ مسمّی تولہ کا انتقال ہوگیا۔ اس کے دو پسران اصغر علی اور انور علی، دونوں بھائیوں کے نام آدھ آدھ حصہ سرکاری ریکارڈ میں داخل ہونے کے بعد مسمّی انور علی فوت ہوگیا۔

انور علی کی اولاد صرف ایک دختر ہے اور کوئی بھی نرینہ اولاد نہیں ہے اور انور علی کی منکوحہ زوجہ ہے۔ دونوں ماں اور بیٹی حیات ہیں۔

اصغر علی بھی فوت ہو چکا ہے اور اس کی اولاد موجود ہے۔ مرحوم انور علی کے حصہ کی جائیداد پر اصغر علی کی اولاد اپنا حق وراثت رکھ کر انور علی کی بیوہ اور دختر کو جائیداد سے محروم کرنا چاہتے ہیں اور مرحوم کی جائیداد پر حق وراثت ظاہر کر کے ملکیت لینا چاہتے ہیں۔ مرحوم انور علی کی جائیداد جو کہ مرحوم کی بیوہ اور دختر کی ملکیت ہے۔ اس پر اب اصغر علی کی اولاد قبضہ کر کے انور علی کی بیوہ اور دختر کو لاوارث کرنا چاہتے ہیں۔

برائے مہربانی شریعت کے مطابق فتویٰ عنایت کیا جائے کہ مرحوم انور علی کے وارث کون کون ہو سکتے ہیں؟ ہر دو فریقین مسلمان اہل سنت مذہب ہیں۔   فقط حافظ جمیل احمد، منور آباد، نواب شاہ

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں انور علی کا تمام مملوکہ مال متروکہ از قسم جائیداد منقولہ وغیر منقولہ میں اس کی زوجہ کا بھی حصہ ہے اور بیٹی کا بھی ان میں کسی کو کوئی بھی ان کے حق سے محروم نہیں کر سکتا اور جو اس کی خلاف ورزی کرے اور اس کی ملک پر قبضہ جمائے وہ ظالم وغاصب اور سخت گناہگار ہے اور صریح حکم قرآنی کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ قرآن کریم نے شوہر کے انتقال کے بعد بیوی کا اور باپ کے فوت ہو جانے پر بیٹی کا حصہ مقرر کر دیا ہے۔ جو اسے نہ مانے خود کو عذاب میں دھکیلتا ہے۔

بہر حال مسمّی انور علی کا تمام مال متروکہ تجہیز وتکفین وادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد

http://t.me/faqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میت مسئلہ ۸

برادر	بنت	زوجہ
۳	۴	۱

یعنی کل مال کے (۸) حصے کریں، ان میں ایک حصہ زوجہ کا، (۴) حصے بیٹی کے اور باقی (۳) حصے اس کے بھائی اصغر علی کے۔ جواب اصغر علی کے ورثہ کو ملیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ رشوال المکرم ۱۴۰۳ھ

متوفی کے انتقال کے وقت جو ورثاء حیات ہوں وہی ترکہ سے حصہ پائیں گے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ۱۔ میرے والد صاحب نے ترکہ میں ایک نیم پختہ مکان چھوڑا تھا جو کہ ان کی وفات کے تقریباً ۳۵ سال کے بعد اب فروخت کیا گیا ہے۔ والد کی وفات کے تقریباً ۲۵ سال بعد والدہ صاحبہ کا بھی انتقال ہوگیا اور پھر بڑی ہمشیرہ صاحبہ بھی فوت ہوگئیں۔ اب ہم ورثاء میں چار بھائی اور چار بہنیں ہیں۔ لہٰذا مذکورہ مکان کی فروخت سے حاصل شدہ رقم ہم بھائی بہنوں میں کس طرح تقسیم ہوگی؟

۲۔ وہ ہمشیرہ جو کہ والد صاحب کے انتقال کے وقت تو زندہ تھی لیکن جائیداد کی فروخت سے چند سال قبل بیشتر فوت ہو چکی ہے جب کہ اس کی اولاد زندہ ہے۔ آیا! اس فوت شدہ ہمشیرہ کا بھی حصہ ہے یا نہیں؟

۳۔ مذکورہ مکان پر والد صاحب کی وفات کے بعد میں نے جو نئی تعمیر کرائی۔ وہ لاگت اب قیمتِ فروخت میں سے وضع کرنے کا مجھے اختیار ہے یا نہیں؟ فقط: قیصر احمد

۷۸۶ **الجواب:** متوفی کے انتقال کے وقت جو بہن حیات تھی اور بعد میں اس کا انتقال ہوا، وہ بھی اپنے باپ کی جائیداد میں ایسے ہی حقدار ہے جیسے دوسرے ورثہ۔ البتہ ان کے انتقال کے بعد اب ان کا حق ان کے ورثہ کی طرف منتقل ہو جائے گا اور ان کی اولاد میں بیٹا بیٹی شوہر جو بھی موجود ہوں وہ اس کے حقدار ہوں گے۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں میت کی تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض اور متوفی نے کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد اُن کا تمام مال متروکہ ان کے ورثہ میں اس طرح تقسیم ہوگا۔

میت مسئلہ ۷

بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	ابن
۱	۱	۱	۱	۱	۲

مکان کی نئی تعمیر میں جو رقم لگائی گئی ہے وہ لگانے والا اس کی قیمت سے وصول کر سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۱ ررمضان المبارک ۱۴۰۳ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

منہ بولا بیٹا ترکہ سے نہ پائے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نعمت علی خان شیروانی مرحوم ولد نصرت علی خاں شیروانی مرحوم جن کا حال ہی میں انتقال ہوگیا ہے۔ انہوں نے آج سے تقریباً ۲۵ سال قبل شادی کی تھی اور ان کے ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام انجم رکھا گیا لیکن کچھ عرصہ کے بعد نعمت علی خاں سے ان کی بیوی نے طلاق طلب کی۔ نعمت علی خان نے طلاق دینے سے انکار کردیا۔ بیوہ اپنی لڑکی کو لے کر اپنے میکے چلی گئی اور آنے سے انکار کردیا۔ نعمت علی خان نے بیوی کو بلانے کی بہت کوشش کی مگر اس کی بیوی واپس آنے پر آمادہ نہیں ہوئی۔ لڑکی کے باپ یعنی نعمت علی خان کے ماموں سسر وغیرہ نے زور دیا کہ آپ کو لڑکی کو طلاق دینی پڑے گی۔ آخر نعمت علی خان مرحوم نے مجبور ہو کر طلاق دے دی۔ نعمت علی خان مرحوم کی بیوی نے کہا کہ مجھے مہر نہیں چاہئے بلکہ میں مہر کے عوض لڑکی کو اپنے پاس رکھوں گی۔

اس کے بعد نعمت علی خان نے دوسری شادی کرلی اور تقریباً ۲۰ سال کا عرصہ گزرنے کے بعد بھی ان کی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ نعمت علی خان نے اولاد کی کمی محسوس کرتے ہوئے اپنے ایک دوست سعید احمد شیخ کے لڑکے محمد اکرم علی کو گود لے لیا۔ سعید احمد شیخ اور نعمت علی خان کے درمیان اسٹامپ پر لکھت پڑھت بذریعہ کورٹ مکمل ہوگئی اور لڑکا محمد اکرم اب نعمت علی خان کے پاس رہنے لگا۔

سعید احمد نے اپنے لڑکے کو ہوش وحواس میں رہ کر بغیر کسی لالچ کے نعمت علی خان کو گود دے دیا۔

نعمت علی خان ولد نصرت علی خان کا مورخہ ۱۴ جولائی ۱۹۸۳ء بمطابق ۳ شوال المکرم ۱۴۰۳ھ کو انتقال ہوگیا ہے۔

مرحوم نے اپنے پسماندگان میں ایک بیوہ جن کا نام خالدہ ہے اور دو بہنیں، زلیخا اور خورشید اور منہ بولا بیٹا چھوڑا ہے۔ مرحوم نے ۱۹ ایکڑ ۸ مربع زمین اور دو عدد دو کانیں، ایک کارخانہ چھوڑا ہے۔ یہ دو کانیں میونسپل کی ملکیت ہیں۔ جس کا کرایہ نعمت علی خان میونسپل کو ادا کرتے تھے۔ اب دو دکانوں کی قیمت میونسپل سے نعمت علی خان کی زندگی میں آگئی تھی جس میں ایک قسط نعمت علی خان نے جمع کرادی تھی۔ اب دو قسطیں بقایا دینی ہیں۔

کارخانہ کو مرحوم نے اپنی زندگی میں اپنے چند دوستوں کی موجودگی میں لڑکے کے سپرد کردیا تھا۔ جس کے گواہ ان کے دوست ہیں۔ مندرجہ بالا باتوں کی روشنی میں علمائے کرام وراثت کے بارے میں شرعی احکامات بتلائیں۔

۱۔ نعمت علی خان مرحوم کی پہلی بیوی سے جو کہ طلاق شدہ ہے۔ ایک لڑکی موجود ہے جس کی شادی اس کی ماں نے اپنی مرضی سے بغیر والد کی مرضی اور بغیر شرکت کے خود کردی ہے۔

۲۔ نعمت علی خان مرحوم کی بیوہ جو حیات ہیں۔

۳۔ نعمت علی خان مرحوم کی دو بہنیں جو شادی شدہ ہیں۔

http://t.me/tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۴۔ منھ بولا بیٹا (گود لیا ہوا) محمد اکرم علی خان۔ نعمت علی خان مرحوم نے مرنے کے بیشتر چند گواہوں کی موجودگی میں اپنے گود لئے بیٹے محمد اکرم کے لئے وصیت کی کہ کارخانہ محمد اکرم علی خان کو دیا ہے۔ یہ اس کو چلائے گا۔

فقط محمد ادریس خان، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: صورت ھذا میں ۱۳ امور مقدم علی الوارثۃ کے بعد متوفی کے کل مال منقول وغیر منقول کے ۱۶ سولہ حصے کئے جائیں، اس میں سے آٹھواں یعنی دو ۲ بیوہ کو، نصف یعنی آٹھ بیٹی کو، اور تین تین ہر بہن کو دے جائیں، منہ بولا بیٹا ترکے سے کچھ نہ پائے گا، مگر کارخانہ جو اکرم کو دے کر قبضہ بھی دے دیا وہ اکرم کا ہی ہے، اس میں ترکہ جاری نہ ہوگا

میت مسئلہ ۱۶/۸

بیوہ (خالدہ)	بیٹی	بہن (زلیخا)	بہن (خورشید)	اکرم	
۲	۸	۳	۳	محروم	واللہ تعالیٰ اعلم

العبد مفتی محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵/ ذی القعدہ ۱۴۰۲ھ

باپ کی موت کے بعد بڑے لڑکے اسی کے ترکہ میں کام کرتے رہے تو جتنا اضافہ ہوا سب برابر کے حقدار ہیں

http://t.me/Tehqiqat

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے کے بارے میں کہ: ایک شخص کا انتقال ہوگیا۔ اولاد میں بڑے بیٹوں نے کام سنبھالا اور مال بڑھایا۔ جن کے نام محمد بخش اور محمد بچل ہیں، دوسرے بیٹوں نے کام نہ کیا۔ اب صحیح ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟

فقط السائل لعل محمد بخش بروھی، نواب شاہ

۷۸۶ الجواب: ہندوپاک کے اطراف میں عموماً یہی ہوتا ہے کہ باپ کے مرجانے کے بعد اس کے تمام بیٹے ترکہ پر قابض ہوجاتے ہیں اور ایک جائی شرکت میں کام کرتے رہتے ہیں۔ لینا دینا تجارت زراعت کھانا پینا سب ایک ساتھ مدتوں رہتا ہے اور کبھی یہ ہوتا ہے کہ بڑا لڑکا خود مختار ہوتا ہے وہ خود جو چاہتا ہے کرتا ہے اور اس کے دوسرے بھائی اس کی ماتحتی میں اس بڑے کی رائے ومشورہ سے کام کرتے ہیں۔ اس شرکت کا نام شریعت میں شرکت ملک ہے اور شرکت ملک کا حکم یہ ہے کہ جو کچھ تجارت وزراعت اور کاروبار کے ذریعے سے اس میں اضافہ کریں گے اس میں یہ سب برابر کے شریک ہیں۔ اگرچہ کسی نے کام زیادہ کیا اور کسی نے کم اور کوئی ہوشیاری سے کام کرتا ہے کوئی ایسا نہیں کرتا۔ فتاویٰ خیریہ میں ہے (**ولو اجتمع اخوۃ یعملون فی ترکہ ابیھم و نما المال فھو بینھم سویۃ ولو اختلفوا فی العمل والرائی**)۔ "یعنی باپ کے بعد سب بھائی ترکہ میں کام کرتے رہے اور مال بڑھا تو سب کا برابر ہے اگرچہ بعض نے کام کم کیا بعض نے زیادہ۔ بعض نے تدبیریں اچھی بتائیں جن سے نفع ہوا۔ بعض نے نہیں"۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں محمد بخش اور محمد بچل نے اپنے باپ کے مال متروکہ سے جو کچھ کمایا اور جو کچھ مال موروثہ سے خریدا اس میں سب برابر کے شریک ہیں۔ اب ان کے انتقال کے بعد ان کے ورثہ میں اسی اعتبار سے مال متروکہ تقسیم ہوگا کہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نصف ایک بھائی کی اولاد کا اور باقی نصف دوسری بھائی کی اولاد کا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵ ر ذی القعدہ ۱۴۰۳ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، ۴ بیٹے اور ۲ بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: جائیداد جو امین الدین کی ہے، مندرجہ ذیل ورثہ میں کس طرح تقسیم ہوگی؟

امین الدین ولد شہاب الدین

مسماۃ انیس فاطمہ	مسماۃ رئیسہ بیگم	نسیم بیگم	عبدالجلیل	رفیق الدین	غیاث الدین	ریاض الدین
زوجہ امین الدین	دختر	دختر	پسر	پسر	پسر	پسر

مندرجہ بالا وارثین میں شرعی قانون سے کتنا کتنا حصہ پہنچتا ہے؟ نیاز مند غیاث الدین ولد امین الدین، لیاقت روڈ، ٹنڈو آدم

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: صورت مسئولہ میں تجہیز و تکفین، وادائیگی قرض اور اگر کوئی وصیت کی ہے تو تہائی مال میں وصیت کے اجراء کے بعد اس کے ورثہ میں اس طرح تقسیم ہوگا کہ کل مال کے اسی حصے کیے جائیں ان میں سے آٹھواں حصہ یعنی ۱۰ حصے مسماۃ انیس فاطمہ کو اور ہر لڑکے کو ۱۴ اور ہر لڑکی کو ۷ حصے دیے جائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میّت مسئلہ ۸۰

بیوہ	لڑکی	لڑکی	لڑکا	لڑکا	لڑکا	لڑکا
۱۰	۷	۷	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴

واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی ۲۸/۱۱/۱۹۸۳ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ر نومبر ۱۹۸۳ء

ایک شخص کے ورثاء میں والدہ، ۳ بھائی اور ۵ بہنیں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: بڑے بھائی کا انتقال ہو چکا ہے۔ مرحوم کے نام ایک مکان ہے۔ چونکہ مرحوم کے بیوی بچے نہیں ہیں۔ لہٰذا جائیداد کے جائز وارث درج ذیل افراد ہیں۔ والدہ، تین بھائی اور پانچ بہنیں۔ جائیداد کی تقسیم کا مسئلہ قرآن وحدیث کی روشنی میں حل کر کے مشکور فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ شکریہ

نیاز مند محمد عادل، ہیرآباد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز و تکفین وادائیگی قرض، اور تہائی مال میں وصیت جاری کرنے کے بعد میّت کا مال متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ اس طرح تقسیم ہوگا کہ کل مال کے چھیاسٹھ حصے کیے جائیں ان میں سے گیارہ والدہ کو، ہر بھائی کو دس اور ہر بہن کو پانچ حصے دیے جائیں گے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میت مسئلہ ۶/۶۶

والدہ	بھائی	بھائی	بھائی	بہن	بہن	بہن	بہن	بہن
۱					۵			
۱۱	۱۰	۱۰	۱۰	۵	۵	۵	۵	۵

واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی ۲۳/۱۱/۱۹۸۳ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح ۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی‘ ۳ بیٹے اور ۳ بیٹی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: کل رقم مکان کی فروخت کی پانچ لاکھ ۲۵ ہزار قرض کی ادائیگی کے بعد باقی رہی =/۴۲۹,۰۲۵

حصے دار بیوہ ۔ ۱

سکندر جہاں بیگم	زوجہ	شجاعت علی خان (مرحوم)

حصے دار لڑکے ۔ ۳

۱۔ لیاقت علی خان	ولد	شجاعت علی خان (مرحوم)
۲۔ شفقت علی خان	ولد	شجاعت علی خان (مرحوم)
۳۔ فراست علی خان	ولد	شجاعت علی خان (مرحوم)

حصے دار لڑکیاں ۔ ۳

۱۔ شمیم شجاعت	بنت	شجاعت علی خان (مرحوم)
۲۔ راشدہ شجاعت	بنت	شجاعت علی خان (مرحوم)
۳۔ صبیحہ شجاعت	بنت	شجاعت علی خان (مرحوم)

مذکورہ بالا رقم لکھ دی جو ایک بیوہ‘ تین لڑکوں اور تین بیٹیوں میں تقسیم کرنی ہے ۔ برائے مہربانی شرع کے لحاظ سے جو تقسیم ہونی چاہئے وہ لکھ دیجئے ۔ بڑی مہربانی ہوگی ۔ شکریہ نیازمند سکندر جہاں بیگم لطیف آباد حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں میت کی تجہیز وتکفین وادائیگی قرض اور متوفی نے کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی مال میں اجرائے وصیت کے بعد ان کا تمام مال متروکہ ان کے ورثہ میں اس طرح تقسیم ہوگا ۔

میت مسئلہ ۸/۷۲

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

زوجہ	پسر	پسر	پسر	دختر	دختر	دختر
۱				۷		
۹	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷	۷

یعنی کل مال کے (۷۲) بہتر حصے کریں ان میں سے آٹھواں حصہ یعنی (۹) سہام زوجہ کو اور ہر بیٹے کو (۱۴-۱۴) ہر بیٹی کو (۷-۷) دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سکندر بیگم	53,628.12,5
لیاقت	83,421.52,7
شفقت	83,421.52,7
فراست	83,421.52,7
شمیم	41,710.76,3
راشدہ	41,710.76,3
صبیحہ	41,710.76,3
	4,29,024.97

واللہ تعالیٰ اعلم

احمد میاں برکاتی ۲۰/۱۰/۱۹۸۳ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ترکہ اسی مال میں جاری ہوگا جو خاص متوفی کی ملکیت ہو

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میری بیوی آصفہ بیگم کا ۱۵/۱۱/۱۹۸۳ء کو انتقال ہوگیا ہے۔ میرا آصفہ بیگم سے ایک لڑکا جو کہ چھ ماہ کا ہے، میرے پاس ہے، میری بیوی کے والدین یہ مطالبہ کررہے ہیں کہ جو جہیز ہم نے اور انہوں نے شادی پر دیا تھا اس میں سے حصہ دیا جائے۔ میری آپ سے التماس ہے کہ کتاب وسنت کی روشنی میں شرعی حکم صادر فرمائیں کہ حصہ کی تقسیم میں بیوی کے والدین کا حصہ ہے یا نہیں؟ فقط محمد عشرت، فقیر کا پڑ، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں' متوفیہ کا مال متروکہ جو خالص اس کی ملکیت تھا' تجہیز وتکفین' و ادائیگی قرض اور ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد اس طرح تقسیم کیا جائے گا کہ کل مال کے ۲۴ حصے کریں' ان میں سے چھٹا حصہ والدین کو' چوتھا حصہ شوہر کو اور باقی لڑکے کا ہے جو اس کے باپ کے پاس امانت رہے گا۔ قال اللہ تعالیٰ وَلِاَبَوَیۡهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنۡهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنۡ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ (النساء:11) وقال فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكۡنَ (النساء:12)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۷/۱۱/۱۹۸۳ء

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

میت اگر مقروض ہے تو تقسیم ترکہ سے قبل اس کا قرض ادا کیا جائے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

ا۔ وصیت کے مطابق فوت ہونے والی رضیہ بیگم کے سامان کی کیا صورت ہوگی؟

۲۔ جس مکان میں وہ رہتی تھیں وہ ایک بیوہ کا مکان ہے۔ رضیہ بیگم عرصہ ۲۵ سال سے وہاں رہتی تھیں۔ لیکن کرایہ ادا نہیں کیا۔ اب جب کہ وہ فوت ہو چکی ہے اور اس کا سامان اس کے وارث اٹھانے کے لئے آئے ہیں تو وہ مرحومہ کی وصیت کے مطابق سامان فروخت کر کے مسجد میں دے دیتے ہیں تو مالک مکان نے کرایہ کا مطالبہ کیا ہے۔ کیا اس کا کرایہ اس کے سامان کو فروخت کر کے ادا کرنا چاہئے یا نہیں؟ فقط حبیب جیلانی، گرونگر، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: میت کا ترکہ تقسیم ہونے سے قبل تین امور کا لحاظ ضروری ہے۔ ا۔ تجہیز وتکفین کا جملہ خرچ، ۲۔ ادائیگی قرض، ۳۔ اور ایک تہائی مال میں اجرائے وصیت، صورت مسئولہ عنہا میں اگر مرحومہ کرایہ پر رہتی تھیں اور مرحومہ نے فوت ہونے کے وقت تک کرایہ ادا نہیں کیا تھا تو وہ کرایہ قرض ہے اور وراثت تقسیم کرنے سے قبل یہ قرض ادا کیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۰/۱۰/۱۹۸۳ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

زندگی میں مال جیسے چاہے تقسیم کرے لیکن اصل وارث کو محروم نہ کرے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

ا۔ مسمّی امام خان ولد خواجو خان اپنی ملکیت منقولہ وغیر منقولہ کو اپنی حیات میں تقسیم کرنا چاہتا ہے۔

۲۔ ایک کوارٹر جس کے مالکانہ حقوق کی رجسٹری کرائی گئی ہے۔ اس کا مالک ومتصرف ہے۔

۳۔ زر نقد وزیورات کی تقسیم ایک روپیہ میں کتنا کتنا ملنا چاہئے؟

۴۔ زیورات سونا وچاندی کس تناسب سے ملنا چاہئے؟

۵۔ مسمّی مذکور کے ایک لڑکا اور تین لڑکیاں ہیں جس میں دو شادی شدہ اپنے گھر بار کی اور ایک لڑکی طلاق شدہ ہے۔

۶۔ کیا شادی شدہ دونوں لڑکیاں اپنا حصہ بھائی، بہن اور ماں کو دے سکتی ہیں؟

۷۔ مسمّی تا حیات کی کفالت کس پر فرض ہے؟

۸۔ بموجب فتوی انتقال کے بعد بھی تقسیم ہو سکتا ہے یا نہیں؟ فقط امام خان، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** ا تا ۷۔ اپنی زندگی میں بحالِ صحت وتندرستی آدمی اپنی ملکیت کا مختار ہے۔ جسے اور جتنا چاہے، ہبہ کر دے اپنی ملکیت وقبضہ سے نکال کر جسے چاہے دے کسی کو اس پر اعتراض کا حق نہیں۔ مگر کسی وارث کو بلا وجہ شرعی محرومِ وراثت نہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرے کہ گناہ ہے اور زندگی و تندرستی میں اولاد میں تقسیم کرے تو حکم ہے کہ سب کو حصّہ برابر دے۔ یہ نہیں کہ لڑکے کو لڑکی سے دونا دے۔ جیسا کہ تقسیم میراث میں ہوتا ہے اور لڑکیاں، خواہ لڑکے، شادی شدہ ہوں یا غیر شادی شدہ اس کے مال میں سب شریک ہیں اور وہ اپنی خوشی سے اپنا حصّہ کسی کو بخش دیں تو اس کا انہیں اختیار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۸۔ ایسی صورت میں کہ مرنے والے نے ایک بیوی، تین لڑکیاں اور ایک لڑکا چھوڑا، تمام حقوق یعنی تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض اور وصیت در ثلث کے بعد منقولہ و غیر منقولہ مال مثل زیورات و نقد رقوم و اسباب خانہ داری حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میّت مسئلہ ۸ / ۴۰

زوجہ	بنت	بنت	بنت	ابن
۵	۷	۷	۷	۱۴

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ ربیع الاوّل شریف ۱۴۰۲ھ

بیوی کا انتقال شوہر سے پہلے ہو گیا ہو تو اس کو شوہر کے مال سے ترکہ نہیں ملے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید جس کی تین لڑکیاں اور ایک لڑکا ہے۔ زید کی بیوی ہندہ (ان بچوں کی ماں) فوت ہو گئی ہے۔ اب زید نے دوسری شادی کر لی ہے۔ جس سے کوئی اولاد نہیں اور زید بذات خود مر گیا۔ جس کے تین بچے زوجہ اوّل ہندہ سے ہیں۔ اب ان بچوں اور ان کی سوتیلی ماں کے درمیان زید کی جائیداد کس طرح تقسیم ہوگی؟ جب کہ مرحومہ ہندہ کے مذکورہ بالا بچے دعوےدار ہیں کہ ہماری ماں ہندہ مرحومہ کو ہمارے باپ زید مرحوم کی جائیداد سے حصّہ دیا جائے؟ **بینوا توجروا** خادم حقیقی مولوی محمد بلال، خطیب غوثیہ مسجد، قلات

۷۸۶ **الجواب:** مذکورہ بالا صورت میں کہ ہندہ کا انتقال اپنے شوہر سے پہلے ہو گیا اس کا اس کے شوہر کی جائیداد میں کوئی حصّہ نہیں۔ اب زید کا تمام مال متروکہ، تجہیز و تکفین ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک ثلث میں اجرائے وصیت کے بعد اس کے موجودہ ورثہ میں یعنی ایک بیوی، ایک لڑکا اور تین لڑکیوں میں حسب ذیل پر تقسیم ہوگا۔

میّت مسئلہ ۸ / ۴۰

زوجہ	ابن	بنت	بنت	بنت
۵	۱۴	۷	۷	۷

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۳ ربیع الاوّل شریف ۱۴۰۲ھ

عصبات کی ترتیب و تفصیل

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: منصور خان جو جمیل خان صاحب کے خالہ زاد بھائی ہیں۔ ان کا انتقال ہو گیا ہے۔ منصور خان کا سگا بھائی یا بہن دونوں میں سے کوئی حیات نہیں اور منصور خان کا سگا چچا بھی کوئی حیات نہیں اور نہ چچا کی کوئی اولاد۔ البتہ منصور کی تین پھوپھیاں تھیں۔ جن سے تین لڑکے حیات ہیں۔ منصور کے دادا۔ چار

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بھائی تھے۔ چاروں کے پوتے اور پوتیاں ہیں۔

منصور کے پاس اس وقت ۱۱۷ ایکڑ زرعی زمین ہے۔ پندرہ دن ہوئے منصور خان کا انتقال ہوگیا ہے۔ اس کی اپنی کوئی اولاد نہیں۔ یہ زمین کس طرح تقسیم کی جانی چاہیے؟

اس وقت منور خان انتقال کر گئے ہیں۔ جمیل خان، زینب بیگم، سعیدن بیگم کا منصور خان سے رشتہ آپس میں خالہ زاد بھائی ہوتے ہیں۔ دوسرا رشتہ جمیل کی بہن کی ماں منصور کے بھائی کے گھر میں تھیں اور انہوں نے اپنا حصہ بھی منصور کو دے دیا تھا۔ اب جب کہ بھاوج حیات ہیں اور دیور کا انتقال ہوگیا ہے۔ اب شرعی حق جمیل اور اس کی بہن کا کیا بنتا ہے؟

فقط والسلام جمیل خان، پیر گوٹھ، خیر پور

۷۸۶ **الجواب:** سوال سے ظاہر ہے کہ جمیل اور اس کی بہنیں، منصور کے خالہ زاد بھائی بہن ہیں۔ جو نہ ذوی الفروض میں ہیں اور نہ عصبات میں۔ بلکہ ذوی الارحام میں ہیں اور حق وراثت میں، عصبات کے بعد ان کا شمار ہوتا ہے۔ عصبات کی موجودگی میں ان کا کوئی حق نہیں۔ لہٰذا یہ میت کے کتنے ہی قریب ہوں، عصبات کے سامنے محروم رہتے ہیں۔ جیسے کہ عصبات، ذوی الفروض کی زندگی میں، اس مال کے مستحق ہوتے ہیں، جو ان سے بچ جائے اور کوئی ذوی الفروض میں موجود نہ ہو تو ترکہ حسب احکام شریعت میت کے عصبات میں تقسیم کردیا جاتا ہے۔ پھر عصبات کے بھی چار درجے ہیں۔ ۱۔ میت کی نسل جیسے بیٹا پوتا وغیرہ، ۲۔ میت کے اصول یعنی باپ دادا پڑدادا وغیرھم، ۳۔ باپ کی نرینہ اولاد جیسے بھائی بھتیجا۔ بھتیجے کی اولاد وغیرھم اور ۴۔ پھر دادا کی نسل اور ان کی اولاد جیسے چچا۔ چچا کا بیٹا پوتا وغیرھم۔ اب شجرہ نسب پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ منصور کے عصبات میں، نہ بیٹا پوتا ہے۔ نہ باپ دادا۔ نہ بھائی بھتیجا۔ البتہ منصور کے پردادا، خواجہ بخش کی نرینہ اولاد میں، عبد الجید کے تین بیٹے، مختار، عبد العزیز اور عیوض موجود ہیں۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں میت کے تجہیز و تکفین، ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد، میت کا تمام مال متروکہ انہیں تینوں میں برابر برابر تقسیم کردیا جائے گا کہ ذوی الفروض یا ان سے اوپر کے درجات میں کوئی اور فرد موجود نہیں اور ذوی الارحام، عصبات کی موجودگی میں ترکہ کے مستحق نہیں ہوتے۔ جیسا کہ علم توریث کی تمام کتابوں میں مذکور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۸ رجمادی الاخری ۱۴۰۰ھ

ایک عورت کے شوہر کی دوسری بیوی ہونے سے دونوں عورتوں میں وراثت کا تعلق پیدا نہ ہوگا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ہم دو بھائی عثمان اور جان محمد ولد سومار ماتلی کے رہنے والے ہیں۔ عرض یہ ہے کہ ۱۱۲ ایکڑ زمین طاہر کی تھی جو اس کی وفات کے بعد اس کے ایک لڑکے غلام کو ملی۔ غلام کے وفات کے بعد اس کی بیٹی سونی کو ملی جو ہم دونوں بھائیوں کی ماں تھی۔

ہمارے والد سومار فوت ہوگئے۔ تو ہماری والدہ نے دوسرا نکاح کرلیا۔ دوسرے شوہر کا نام ملوک ہے۔ جو ہمارے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کوئی رشتہ دار نہیں۔ جب ہماری والدہ نے ملوک سے نکاح کیا تو اس کی ایک اور بیوی تھی جس کا نام چھاگہ ہے۔ ملوک کے مرنے کے بعد اب اس وقت چھاگہ ورثہ مانگتی ہے۔ لہٰذا مہربانی کر کے بتائیں کہ اس کا ورثہ لگتا ہے یا نہیں؟

نوٹ۔ ہماری ماں سونی بھی وفات پا چکی ہے۔ اس کے دوسرے شوہر سے کوئی اولاد نہیں۔ ہم دونوں بھائی ہی اس کے وارث ہیں۔ مندرجہ بالا حالات کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔ شکریہ   فقط: جان محمد، گدو حسین آباد، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں سونیا کی ذاتی جائیداد میں' اس کے دوسرے شوہر کی' دوسری بیوی چھاگہ کا کوئی حصہ نہیں۔ نہ ان میں کوئی ایسی رشتہ داری ہے اور نہ یہ دونوں باہم وارث ہیں۔ ایک عورت کے شوہر کی' دوسری بیوی ہونا' ان دونوں میں وراثت کا رشتہ پیدا نہیں کر دیتا۔ وہ پہلے ایک دوسرے کیلئے اجنبی تھیں' تو ایک ہی مرد کے نکاح میں' ان دونوں کا آ جانا' ایک کو دوسرے کا وارث نہیں بنا دیتا۔ ہاں ملوک نے اپنی کوئی ذاتی جائیداد' نقدی' زیورات' اسباب خانہ داری وغیرہ چھوڑا ہے تو اس میں چھاگہ کا بھی حصہ ہے اور سونی کا بھی۔ مختصر یہ کہ سونی کے مال میں چھاگہ کا کوئی حق نہیں۔ بلکہ سونی کے انتقال کے بعد اس کے بیٹے ہی اس کے مال متروکہ کے وارث ہیں اور برابری کے حق دار۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ   ۱۰ر جمادی الاولی ۱۴۰۰ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، ۳ بیٹے اور ۲ بیٹیاں ہیں

http://t.me/Tehqiqat

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میرے والد کا انتقال ۱۹۶۴ء میں ہوا تھا۔ ہم چار بہن بھائی ہیں۔ ہماری والدہ نے والد کے انتقال کے بعد نکاح نہیں کیا۔ ۱۹۷۴ء میں میری چھوٹی بہن اور پھوپی کی شادی دادا کی موجودگی میں ہوئی۔ جب والد کا انتقال ہوا میری عمر ۹ سال تھی۔ تب سے میں چچا کی دوکان پر رہا۔ ۱۹۷۱ء سے ۱۹۷۷ء تک کا عرصہ ایک کاریگر کی حیثیت سے گزار جس کا مجھے کوئی معاوضہ نہیں ملتا تھا۔ صرف معمولی ہاتھ خرچ ملتا تھا۔ ہم نے ۱۹۶۴ء سے ۱۹۷۷ء تک کا عرصہ دادا اور چچاؤں کے ساتھ گزارا۔ ۱۹۶۵ء میں چچا نے مکان بنوایا۔ زمین دادا کی تھی۔ مکان بنوانے کے اخراجات چچا نے کئے تھے۔ ۱۹۷۷ء میں دادا کا انتقال ہوا۔ ۱۹۷۸ء سے ہم الگ رہ رہے ہیں۔ دادا نے اپنی موجودگی میں ہی وصیت میں ہمارا مکان میں حصہ رکھا تھا۔ جب کہ چچا نے اب یہ فیصلہ کیا ہے کہ تینوں مکان چچا لیں گے اور ہماری والدہ (بیوہ) کے اور دو پھوپھیوں کو رقم کی صورت میں کچھ دیں گے۔ آپ سے درخواست ہے کہ مندرجہ بالا حالات کی روشنی میں کس کو کتنا ملنا چاہئے؟ اس مسئلے میں قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دے کر میری کمتر معلومات میں اضافہ فرمائیں۔ شکریہ   فقط رفیق احمد عباسی، بلال اسٹریٹ حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں جب کہ سائل کے دادا نے مکان کا کوئی حصہ سائل کے لئے رکھا تھا اور وہ ایک تہائی مال کے برابر یا اس سے کم ہے' تو اس وصیت پر عمل درآمد ضرور ہو گا اور سائل وصیت کے مطابق اپنا حصہ وصول کرنے کا حق رکھتا ہے۔ اجرائے وصیت کے بعد باقی ماندہ مال خواہ جائیداد منقولہ ہو یا غیر منقولہ' وہ اس طرح تقسیم کیا جائے گا کہ کل مال کی قیمت

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لگا کر اس کے (۶۴) حصے کریں۔ ان میں سے (۸) حصے زوجہ کو اور (۱۴-۱۴) ہر بیٹے کو اور (۷-۷) ہر بیٹی کو دیں۔ ھٰکذا۔

میت مسئلہ ۸/۶۴

بنت	بنت	ابن	ابن	ابن	زوجہ
۷	۷	۱۴	۱۴	۱۴	۸

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۰ ر جمادی الاولی ۱۴۰۰ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی' ۲ بیٹے اور ۵ بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مرحوم کی زوجہ، دو لڑکے بالغ اور پانچ لڑکیاں ہیں۔ ان مرحوم کے ورثاء کو ان کی ملکیت میں سے شرع کے لحاظ سے کتنا کتنا حق پہنچتا ہے؟ فقط ولی محمد ولد میمن، ضلع بدین، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں متوفی کا تمام مال متروکہ' تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد ان کے موجودہ ورثہ میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میت مسئلہ ۸/۷۲

بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	ابن	ابن	زوجہ
۷	۷	۷	۷	۷	۱۴	۱۴	۹

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸ ر جمادی الاولی ۱۴۰۰ھ

بیٹے کے بعد باپ کا انتقال ہوا اس میں تقسیم کی تفصیل

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: حاجی محب علی کے پانچ لڑکے فوج علی' فتح محمد' نیاز محمد' بخش' وزیر اور دو لڑکیاں ہیں۔ حاجی صاحب کی ۱۱۸ ایکڑ زمین ہے۔

۱۔ فوج علی باپ کی زندگی میں فوت ہوگیا۔ فوج علی کی ایک لڑکی ہے۔ فتویٰ صادر کریں کہ حاجی صاحب کی زمین میں سے لڑکوں' لڑکیوں اور پوتی کو کتنا کتنا ملے گا؟

۲۔ فوج علی کی فقط ایک لڑکی ہے۔ فوج علی کے والدین اس کی زوجہ سب فوت ہو چکے ہیں۔ اس وقت فوج علی کے تین بھائی' دو بہنیں اور ایک لڑکی ہے۔ فوج علی کی تین ایکڑ زمین ہے۔ فتویٰ صادر کریں کہ مذکورہ اشخاص کو کتنا کتنا حصہ ملے گا؟

۳۔ فتح محمد کے والدین زوجہ سب فوت ہو چکے ہیں۔ جس کے تین بھائی' دو بہنیں اور ایک بھتیجی ہے۔ فتح محمد کی ۱۱۶ ایکڑ زمین ہے۔ فتویٰ صادر کریں کہ اس کی زمین میں سے مذکورہ اشخاص کو کتنا کتنا حصہ ملے گا؟ فقط: محمد سومار و ولد بنگل خان، سندھ

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں مسمی محب علی کا تمام مال متروکہ' تجہیز و تکفین' ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ثلث میں اجرائے وصیت کے بعد اس کے چار لڑکوں اور دو لڑکیوں میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میّت مسئلہ ۱۰ محب علی

بیٹا	بیٹا	بیٹا	بیٹا	بیٹی	بیٹی	
۲	۲	۲	۲	۱	۱	واللہ تعالیٰ اعلم

اور مسمی فوج علی کا ترکہ حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میّت مسئلہ ۲/۱۶

بیٹی	بھائی	بھائی	بھائی	بہن	بہن	
۸	۲	۲	۲	۱	۱	واللہ تعالیٰ اعلم

اور مسمّی فتح محمد کا ترکہ حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میّت مسئلہ ۸

بھائی	بھائی	بھائی	بہن	بہن	بھتیجی	
۲	۲	۲	۱	۱	محروم	واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴؍ رجب المرجب ۱۴۰۵ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، والدہ، ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: وراثت کا حق شرعی اعتبار سے کس طرح تقسیم کیا جائے گا؟

ا۔ بکر کی جائیداد ہے مگر وہ انتقال کر گئے ہیں اور بیوی موجود ہے۔ اولاد میں ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے مگر لڑکے کا بعد میں انتقال ہو گیا ہے۔ دونوں کی اولاد ہے۔

بکر (مرحوم)

لڑکا (مرحوم) بیوی (حیات) لڑکی (حیات)

بیوی لڑکا لڑکی

فقط شیخ عبدالکریم، لطیف آباد یونٹ نمبر ۱۲ 'دستگیر کالونی' حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں متوفی کا تمام مال متروکہ تجہیز وتکفین وادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد اس کے ورثہ میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میّت مسئلہ ۸/۲۴

زوجہ	ابن	بنت	
۳	۱۴	۷	واللہ تعالیٰ اعلم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور جب کہ لڑکا فوت ہو گیا تو اس کا تمام مال متروکہ' جملہ حقوق کی ادائیگی کے بعد اس کی ماں' بیوی اور اولاد میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۲۴/ ۱۲۰

زوجہ	والدہ	ابن	ابن	بنت	
۱۵	۲۰	۳۴	۳۴	۱۷	واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۶/ رجب المرجب ۱۴۰۴ھ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی' ایک بیٹا اور ۴ بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: قاضی عبدالکریم ولد حاجی جام کا انتقال ہو گیا ہے اور اس نے اپنے بعد ان ورثہ کو چھوڑا ہے۔ پہلی بیوی سے ایک لڑکا جان محمد اور چار لڑکیاں حیات ہیں اور دوسری بیوی ان کی حیات میں لاولد انتقال کر گئی۔ تیسری بیوی مسماۃ بلقیس بانو لاولد حیات ہیں۔ شرعاً ہر وارث کو کتنا حصہ ملے گا؟ بینوا توجروا

قاضی عبدالکریم بن حاجی جام (مرحوم)

پہلی بیوی (مرحومہ)	دوسری بیوی (مرحومہ)	تیسری بیوی (حیات)
لڑکی ۴، لڑکا	لاولد	لاولد

فقط: بلقیس بانو زوجہ عبدالکریم

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں متوفی کا تمام مال متروکہ' تجہیز و تکفین' ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک ثلث میں اجرائے وصیت کے بعد اس کے مندرجہ بالا ورثہ میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میت مسئلہ ۸/ ۴۸

زوجہ	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	
۶	۱۴	۷	۷	۷	۷	واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۵/ رجب المرجب ۱۴۰۴ھ

اگر زمین اپنی بیوی کے قبضہ میں دے دی تو وہ اس کی مالک ہو گئی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسماۃ حلیمہ کا پہلا شوہر فوت ہو گیا۔ اس سے ایک لڑکا ہوا۔ جس کا نام جمعہ ہے۔ مسماۃ حلیمہ نے دوسرا نکاح حاجی علی احمد سے کیا۔ پہلے والا لڑکا ساتھ میں آیا جس کی پرورش حاجی علی احمد کے پاس ہوئی اور کاروبار میں شامل ہو گیا۔ جمعہ کی شادی بھی حاجی علی احمد کے پاس ہی ہوئی۔ جمعہ کا ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے جو کہ حلیمہ کے پوتا' پوتی ہیں۔ حاجی علی احمد نے کراچی کی زمین ۲ ۱۳ ایکڑ خرید کر کے اپنی بیوی حلیمہ کو دے دی اور

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کے کھاتہ میں چڑھادی اس زمین کا کراچی کی طرف سے پاور آف اٹارنی حاجی علی احمد کو تھا۔ اس نے اپنی بیوی حلیمہ کو فروخت کردی۔ اب یہ زمین مکمل حلیمہ کے نام ہے۔ کچھ سال گزرنے کے بعد حلیمہ فوت ہوگئی۔ اس کے بعد اس کا لڑکا جمعہ فوت ہوگیا۔ لڑکے کی اولاد باقی ہے۔ حاجی علی احمد کی اپنی کوئی اولاد نہیں ہے۔ اب حاجی علی احمد بھی فوت ہوگیا۔ حاجی علی احمد کے دو بھائی اور ایک بہن موجود ہیں جب کہ حلیمہ کا ایک پوتا عمر ۱۵ سال' ایک پوتی جس کی عمر ۱۸ سال اور ایک بیوہ جمعہ کی موجود ہے۔ دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ حلیمہ کی ۲ ۱۳ ایکڑ زمین حاجی علی احمد کے دو بھائی ایک بہن اور حلیمہ کے پوتا اور پوتی اور جمعہ کی بیوی کے درمیان کس طرح تقسیم ہوگی؟ ازروئے شرع مطلع فرمائیں۔ شکریہ السائل اللہ بندہ، ٹنڈوالہیار

۷۸۶ **الجواب:** حاجی علی احمد نے جب کہ وہ زمین اپنی بیوی کو ہبہ کرکے اس کے قبضہ میں دے دی اور اس کے نام داخل خارج کرادی تو وہ زمین حلیمہ' زوجہ حاجی علی احمد کی ملک ہوگئی۔ حلیمہ کے انتقال کے بعد اس میں سے ایک چوتھائی شوہر کو ملے گی اور باقی تین چوتھائی اس کے بیٹے جمعہ کو۔ جمعہ کے انتقال کے بعد اس کا تمام متروکہ مال اور زمین اس کی بیوی بچوں کے درمیان اس طرح تقسیم ہوگا کہ کل جائیداد کے (۲۴) حصے کریں۔ ان میں سے (۳) حصے بیوہ کے۔ (۱۴) حصے بیٹے کے اور (۷) حصے بیٹی کے ہیں۔ حاجی علی احمد کے بہن بھائی جمعہ کے وارث نہیں۔ انہیں اس کے مال متروکہ سے کچھ نہ ملے گا۔ البتہ حلیمہ کی وراثت میں ملنی والی زمین ان میں تقسیم ہوگی۔ یوں کہ اس کے (۵) حصے کریں۔ (۲-۲) ہر بیٹے کو اور ایک حصہ بیٹی کو دے دیں۔ ھکذا

میّت مسئلہ ۴ حلیمہ

زوج	ابن	
۱	۳	واللہ تعالیٰ اعلم

میّت مسئلہ ۸/۲۴ جمعہ

زوجہ	ابن	بنت	
۳	۱۴	۷	واللہ تعالیٰ اعلم

میّت مسئلہ ۵ علی احمد

اخ	اخ	اخت	
۲	۲	۱	واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ ربیع الآخر ۱۴۰۰ھ

وارث نے جو رقم ترکہ سے غرباء میں تقسیم کی وہ اس کے حصے سے لی جائے گی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید کی بیوی کا، بصورت ناراضگی عرصہ دراز گزرا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اپنے میکے میں انتقال ہو گیا اور زید کے ذمے حق مہر واجب الادا ہے۔ جو مبلغ ایک ہزار روپے ہے۔ جس کا نصف موجل اور نصف معجل ہے۔ نیز مرحومہ کا ایک بیٹا ہے۔ جو بالغ ہے۔ اس کے علاوہ مرحومہ کا والد حیات ہے۔ نیز مرحومہ کے دو بھائی اور چار بہنیں بھی حیات ہیں۔ زید مہر کی رقم ادا کرنا چاہتا ہے اور زید نے مبلغ پانچ سو روپے کسی حاجت مند کو اسی رقم میں سے دے دیے ہیں۔ تو یہ رقم مرحومہ کے مہر کی مذکورہ ورثا میں سے کون وصول کر سکتا ہے؟ اور جو رقم زید نے کسی غریب کو دے دی ہے وہ ادا ہوئی یا نہیں؟ لہٰذا از روئے شرع شریف واضح فرمائیں اور مدلل جواب سے آگاہ فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ شکریہ

فقط والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، قاضی اسلام الدین، حیدرآباد سندھ

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں مسماۃ کا تمام مال متروکہ از قسم اسباب خانہ داری وزیورات و پارچہ جات ونقد رقوم و سامان جہیز وغیرہ تجہیز وتکفین وادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد اس کے شوہر، بیٹے اور باپ کے مابین تقسیم ہوگا۔ بیٹے کے ہوتے بھائی بہن محروم رہتے ہیں۔ کل مال کے (۲۴) حصے کریں۔ ان میں سے (۶) حصے شوہر کو، (۴) حصے باپ کو اور باقی (۱۴) حصے بیٹے کو دے دیں۔ ھکذا

میت مسئلہ ۲۴

زوج	اب	ابن
۶	۴	۱۴

واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ اور وہ روپیہ جو شوہر نے غرباء پر تقسیم کیا وہ اس کا ذمہ دار ہے اسے قبل تقسیم وراثت اس کا کوئی اختیار نہ تھا۔ لہٰذا جو رقم اس نے اپنے حصہ سے زیادہ خرچ کی وہ واپس لی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

عصبات ذوی الارحام پر مقدم ہوتے ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مندرجہ ذیل دیئے ہوئے شجرے کے مطابق دو بھائی لاولد ہیں اور ایک بھائی کی دو لڑکیاں ہیں۔ ملکیت حاجی یوسف کی ہے اور یہ اور علی محمد لاولد ہیں اور حاجی یوسف پہلے فوت ہو چکے ہیں۔ اب آپ یہ بتائیں کہ حاجی یوسف کی ملکیت کے وارث کون ہیں؟ بھائی کی لڑکیاں یا چچازاد بھائی؟

شجرہ

عثمان		ابراہیم	
محمد موسیٰ	حسن	علی محمد	حاجی یوسف
	دو لڑکیاں	لاولد	لاولد

فقط محمد صدیق ولد محمد قاسم سومرو، گوٹھ حاجی یوسف سومرو دوآبہ حیدرآباد سندھ

https://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ الجواب: حسن کی لڑکیاں، حاجی یوسف کی بھتیجیاں ہیں اور موسیٰ، اس کا چچا زاد بھائی جو کہ عصبات میں ہے اور بھتیجیاں ذوی الارحام ہیں اور قاعدۂ کلیہ اس باب میں یہ ہے کہ عصبات، ذوی الارحام پر مقدم ہیں۔ اس لئے صورت مسئولہ میں، تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد، حاجی یوسف کا تمام مال متروکہ اس کے چچا زاد بھائی کی ملک قرار پائے گا اور بھتیجیاں محروم رہیں گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ رصفر المظفر ۱۴۰۱ھ

رقم مسجد کے لئے مخصوص کی مگر انتظامیہ کے حوالے نہ کی تو وہ ترکہ میں شمار ہوگی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: حاجی الٰہی بخش صاحب مرحوم اور حجن نظیرن صاحبہ مرحومہ۔ ان کے دو لڑکے اور سات لڑکیاں ہیں۔ پانچ سال سے حجن بی نظیرن بیمار تھیں۔ دونوں لڑکوں نے ان کی کوئی خبر نہیں لی۔ ان کی لڑکیاں ہی ان کی تیمارداری اور دوا دارو کرتی تھیں۔ ان کی ایک بیٹی، داماد حج پر جا رہے تھے تو جانے سے پہلے حجن بی نے بیٹی، داماد کو اپنے گھر پر بلایا اور داماد سے کہا کہ تم حج سے آ جاؤ تو مجھ کو تم سے یہ کام کرانا ہے کہ یہ میرا مکان آپ کے ہاتھوں فروخت کرانا ہے اور اس مکان کی ساری رقم مسجد امیر حمزہ کے لئے جو پلاٹ خریدا ہے۔ اس میں دے دینا، تو داماد نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ہم کو خیریت سے لائے، تو یہ کام جس طرح تم چاہتی ہو تو اسی طرح کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ تم کو اس کا اجر دے گا۔ اتفاق کی بات یہ ہے کہ حج سے آنے سے ایک ہفتہ قبل حجن بی نظیرن کا انتقال ہو گیا اور جب حج بیٹی داماد آئے تو انہوں نے کسی سے کوئی ذکر نہیں کیا جب کہ حاجی الٰہی بخش صاحب کو اس کا علم تھا۔ حاجی الٰہی بخش صاحب نے کچھ عرصے کے بعد وہ مکان فروخت کر دیا۔ پینتالیس ہزار روپے نقد اور سونے کا زیور اپنی ایک لڑکی حسینہ کے پاس امانت رکھوا دیا۔ کچھ عرصے کے بعد حاجی الٰہی بخش صاحب کی طبیعت خراب ہوگئی۔ حاجی الٰہی بخش اپنی لڑکی حسینہ کے گھر رہ رہے تھے۔ جب حاجی جی کی طبیعت خراب تھی ان کا بڑا لڑکا اپنی بہن کے گھر حاجی جی کی خیریت معلوم کرنے جاتا رہا۔ لڑکے نے اپنی بہن سے کئی بار کہ وہ امانت جو تمہارے پاس رکھی ہوئی ہے۔ حاجی جی سے معلوم کرو کہ اس کا کیا کرنا ہے؟ حاجی جی کی لڑکی حسینہ نے اپنے والد سے معلوم کیا کہ جو رقم تم نے میرے پاس امانت رکھوائی ہے اس کا کیا کرنا ہے؟ حاجی جی نے جواب دیا کہ یہ ساری رقم مسجد امیر حمزہ میں دے دینا۔ لڑکی نے جواب دیا کہ ٹھیک ہے تمہارے اور حجن بی کے نام سے یہ رقم مسجد امیر حمزہ میں دے دیں گے۔ حاجی الٰہی بخش صاحب نے کہا نہیں، صرف حجن کے نام سے دینا کیوں کہ حجن کی یہی تمنا اور خواہش تھی کیوں کہ دونوں لڑکے صاحب حیثیت ہیں۔ اسی وجہ سے یہ ساری رقم مسجد میں دینے کے لئے کہا تھا۔ سونے کی جو رقم ہے۔ اس کے لئے کہا تھا کہ اس میں سے ایک عدد لاکٹ حسینہ کو دینا ہے۔ باقی سب بیٹیاں آپس میں تقسیم کر لیں۔ جب کہ بڑا لڑکا اپنی بہن کے گھر آیا۔ اس نے اپنی بہن سے معلوم کیا کہ حاجی جی سے معلوم کیا؟ بہن نے کہا کہ یہ معلوم تو کیا تھا حاجی صاحب نے کہا ہے کہ یہ ساری نقد رقم مسجد امیر حمزہ میں دے دینا۔ حسینہ نے کہا کہ حاجی جی کی حالت اچھی ہے۔ اس وقت بات چیت کر رہے ہیں اگر چاہو تو تم خود

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

معلوم کرلو۔ لڑکے نے جب یہ سنا تو حاجی جی کو ان کا بڑا لڑکا فوراً اپنے گھر لے گیا۔ دو تین روز بعد بڑے لڑکے کے ہاں رہے اس کے بعد ان کا چھوٹا لڑکا آ اپنے گھر لے گیا اور دوسرے دن حاجی صاحب کا انتقال ہوگیا۔ حاجی الٰہی بخش صاحب کا چالیسواں ہونے کے بعد دونوں لڑکوں نے اپنی بہن سے اس رقم کا مطالبہ کیا جو حاجی صاحب نے اپنی لڑکی کے پاس مسجد میں دینے کے لئے بطور امانت رکھوائی تھی۔ تو اس لڑکی نے کہا کہ حاجی جی اور جگن کی یہ خواہش تھی آپ ہم سے رقم لے کر مسجد میں دے دو تو لڑکوں نے کہا کہ یہ رقم اور زیور ہم کو دے دو ہم جو چاہیں وہ کریں گے۔ سب لڑکیوں کی یہ رائے ہے کہ ہم کو نہ سونے کا زیور چاہئے نہ نقد رقم یہ سب چیزیں جگن بی اور حاجی جی کی خواہش کے مطابق مسجد امیر حمزہ میں دے دیں۔

فقط حاجی نصیر الدین ولد چودھری امیر الدین، فوجداری گلی، شاہی بازار، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: سوال سے ظاہر ہے کہ جگیانی نظیراں اور ان کے شوہر نے کوئی رقم مسجد کے لئے مختص و مخصوص کر کے مسجد کی انتظامیہ کے حوالہ نہ کی۔ صرف اپنے ہی وارث کے پاس رکھی اور یہ خواہش ظاہر کی کہ اسے مسجد میں دے دیا جائے۔ تا آنکہ حاجی الٰہی بخش صاحب کا بھی انتقال ہوگیا اور وہ رقم جوں کی توں، ان کے وارثوں میں سے ایک وارث کے قبضہ میں رہی۔ تو یہ گویا ایک وصیت تھی اور حکم شرعی یہ ہے کہ ایسی صورت میں وصیت صرف ایک ثلث یعنی تہائی مال میں جاری ہوتی ہے۔ اس لئے مال متروکہ کا ایک تہائی حصّہ مسجد کی انتظامیہ کے سپرد کیا جائے۔ باقی دو تہائی ان کے وارثوں میں (دو لڑکے اور سات لڑکیوں) میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم کر دیا جائے گا۔ اب ان ورثہ کو اختیار ہے کہ اپنے حصّہ کا مال خواہ مسجد میں دیں یا اپنے کام میں لائیں یا کسی اور دینی کام میں لگائیں۔ سونے کی جو تقسیم مرنے والوں نے بتائی تھیں وہ قابل عمل نہیں کہ آدمی کے مرتے ہی اس کے اموال، اس کی ملکیت سے نکل کر وارثوں کی ملکیت میں آجاتے ہیں جسے وہ حسب حکم شریعت تقسیم کرتے ہیں۔ بہرحال حاجی و حاجیانی کا تمام مال متروکہ حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔ یعنی وصیت ایک تہائی میں جاری کرنے اور تجہیز و تکفین میں صرف کرنے اور ان پر کسی کا آتا ہو تو اسے ادا کر دینے کے بعد۔ یہ مال اس وقت جن کے قبضہ میں ہے وہ برادری کے معززین کو بلا کر اس کی تقسیم پر آمادہ کریں اور معززین کو چاہئے کہ وہ اس قضیہ کو ختم کر دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میّت مسئلہ ۱۱

بیٹا	بیٹا	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی
۲	۲	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۳؍ رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ

اگر کوئی وارث کسی دوسرے وارث کا حق دبا لے تو وہ حق واپس دلوایا جائے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص حیدرآباد و کراچی میں اپنی منقولہ و غیر منقولہ جائیداد و کیش سمیت بمعہ تحریری ہدایات اپنے چاروں بیٹوں میں سے ایک کی نگرانی میں دے کر انتقال کر جاتا ہے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نگراں بیٹا (الف) دوسرے بڑے بھائی (ج) سے ملکر والد مرحوم کی تحریری ہدایات کی کھلی خلاف ورزی کرتے ہوئے نہ حساب کتاب کرتے ہیں نہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ (جو کافی وسیع ہو چکی ہیں) کو ورثاء میں تقسیم کرتے ہیں بلکہ نگراں بھائی (الف) دوسرے بڑے بھائی (ج) دونوں بڑے ورثاء ملکر بقیہ ورثاء (ایک بیوہ ماں۔ دو چھوٹے بالغ بھائیوں اور دو چھوٹی بالغ بہنوں) کو ان کے جائز حقوق سے محروم کر کے حیدر آباد و کراچی کی تمام منقولہ وغیر منقولہ جائیداد آپس میں بانٹ لیتے ہیں۔ اس دوران نگراں (الف) کے ساتھی (ج) کا حادثے میں انتقال ہو جاتا ہے۔ (ج) کے ورثا موجود ہیں۔

مسئلہ تقسیم جائیداد منقولہ وغیر منقولہ تصفیہ طلب ہے۔ برائے مہربانی قرآن وسنت کی روشنی میں بتلایا جائے کہ نگراں (الف) کے لئے اور (ج) مرحوم کے ورثاء کے لئے اس سلسلے میں کیا حکم ہے؟

ا۔ کیا نگراں (الف) پر لازم ہے کہ وہ (ج) مرحوم کے ورثاء سے جائیداد متعلقہ (منقولہ وغیر منقولہ) کے وہ حصے جن کا وہ اپنے والد مرحوم کے ورثاء کا نگران و مختار تھا (جواب خود (الف) کی سازش کے نتیجہ میں (ج) مرحوم کے ورثاء کے پاس ہیں)۔ کو ان کے جائز حقداروں کو واپس دلائے۔ یا ان حصوں کی آج کی قیمت (ج) مرحوم کے ورثاء سے دلائے ورنہ خود ادا کرے۔ اگر (الف) ایسا کرنے سے منکر ہو تو ایسے خائن اور خیانت کی ہوئی امانت میں اعانت مجرمانہ کے مرتکب کے لئے قرآن وشریعت کے تحت کیا حکم ہے؟

۲۔ کیا مرحوم (ج) کے ورثاء کے لئے۔ مذکورہ غصب شدہ یا خیانت کی ہوئی امانت (جائیداد متعلقہ) ورثہ یا ترکہ میں شمار ہوگی؟ اگر یہ جائیداد متعلقہ مرحوم (ج) کے ورثاء کے لئے حرام و ناجائز ہے تو (ج) مرحوم کے ورثاء کے لئے اس جائیداد کے سلسلے میں قرآن وشریعت کے تحت کیا حکم ہے؟ فقط السائل: محمد جاوید کراچی

https://t.me/Tehqiqat

۷۸۶ **الجواب:** آدمی اپنی زندگی میں اپنے مال کا مالک ہوتا ہے اور آنکھ بند ہوئی تو اس کے تمام مال متروکہ (جائیداد منقولہ وغیر منقولہ۔ اسباب خانہ داری ہو یا مال تجارت) سے اس کے وارثوں کا حق متعلق ہو جاتا ہے۔ ورثہ خواہ بالغ ہوں یا نابالغ۔ شادی شدہ ہوں یا غیر شادی شدہ۔ لڑکے ہوں یا لڑکیاں۔ شرعاً ہر وارث اپنے حق کا مالک ہوتا ہے۔ اور ان میں سے کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ دوسرے کے حق کو دبالے۔ یا اسے ناحق کر دے۔ یا اس کے حق شرعی میں کاٹ چھانٹ کرے اور جو ایسا کرے گا وہ حقوق العباد میں گرفتار، ظالم و غاصب قرار پائے گا اور اس غاصب کے انتقال پر اس کی اولاد صرف اتنے ہی مال کی مالک و وارث ہوگی جو خاص اس کی جائز ملک ہو۔ باقی ماندہ مال کا اس کے مالکوں کو لوٹانا ضروری و لازم ہوگا۔ ورنہ یہ بھی غصب وظلم میں مرنے والے کے گناہ میں شریک ہوں گے۔ جب یہ باتیں، معلوم ہوگئیں تو اب آیئے اصل مسئلہ کی جانب۔

سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ مرنے والے نے اپنے بعد حسب ذیل ورثہ چھوڑے۔ ایک زوجہ، چار لڑکے اور دو لڑکیاں، تو ان وارثوں میں متوفی کا تمام مال متروکہ، تجہیز وتکفین، ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد، حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

(یعنی کل مال متروکہ کے (۸۰) حصے کر کے مندرجہ ذیل طریقہ پر تقسیم کر دیں، جائیداد منقولہ کی قیمت موجودہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بازاری نرخ سے لگائی جائے گی)۔

میت مسئلہ ۸۰/۸

زوجہ	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت
۱۰	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷

اب ان بیٹوں میں سے جس کا انتقال ہوا۔ اس کا جائز مال اس کے ورثہ میں تقسیم ہوگا۔ دوسروں کا ناحق طور پر لیا ہوا مال اس کے اصل مالکوں کو واپس کیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ   ۱۲ رشعبان المعظم ۱۴۰۴ھ

ایک عورت کے ورثاء میں والدین' شوہر اور بیٹا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میری بیوی آمنہ بیگم کا ۱۵/۱۱/۱۹۸۳ء کو انتقال ہوگیا ہے۔ میرا آمنہ بیگم سے ایک لڑکا جو کہ تقریباً ایک سال کا ہے، میرے پاس ہے۔ تقریباً چار روز بعد میرے سسر صاحب کا بھی انتقال ہوگیا۔ جو جہیز ہم نے اور انہوں نے شادی پر دیا تھا۔ اس میں میری ساس کو حصہ دیا جائے گا؟ آپ سے میری التماس ہے کہ قرآن وسنت کی روشنی میں حکم صادر فرمایا جائے۔ حصہ کی تقسیم کا کوئی حصہ میری بیوی کی والدہ کا بھی ہوتا ہے یا نہیں؟

دوسری بات یہ ہے کہ میرے سسر صاحب نے مجھے شادی سے تقریباً پندرہ دن بعد =/۵۱۰۰۔ اکیاون سو) روپے کا چیک بھی دیا تھا اور کہا تھا بیٹا اپنی پسند سے استعمال کر لینا۔ میری شادی کو چوتھا سال ہے۔ نیز حق مہر کی رقم بھی =/۱۵۰۰ سو روپے معجل عند الطلب ہے۔ برائے مہربانی حکم شریعت صادر فرمائیں۔ شکریہ   فقط۔ محمد عشرت، فقیر کا پڑ' حیدر آباد' سندھ

۷۸۶ الجواب: سوال سے معلوم ہوا کہ عورت کے انتقال کے وقت اس کے والدین' اور ایک شوہر' ایک لڑکا موجود تھا۔ ایسی صورت میں عورت کے والدین بھی حق دار ہیں اور شوہر اور بیٹا بھی اور تقسیم مال متروکہ کی اس طرح ہوگی کہ کل مال متروکہ کے (۱۲) حصے کریں۔ ان میں سے ایک چوتھائی یعنی (۳) شوہر کے۔ چھٹا (۲) والد کا۔ چھٹا حصہ یعنی (۲) حصے والدہ کے ہوئے اور باقی ماندہ اس کے بیٹے کے۔ پھر اس عورت کے والد کا انتقال ہو تو ان کا حصہ ان کے ورثہ میں تقسیم ہوگا۔ جن میں ان کی زوجہ یعنی سائل کی ساس بھی شامل ہے اور جو رقم آپ کو خواہ کسی اور کو متوفی نے اپنے ہوش وحواس وصحت میں دی وہ اس کی ہوئی جسے دی گئی۔ مہر اگر عورت نے معاف نہیں کیا تو وہ بھی مال متروکہ میں شامل کر دیا جائے گا جو کہ ورثہ میں تقسیم ہوگا۔ غرض سائل کی ساس مہر میں بھی شریک ہے' اور اپنی بیٹی کے دوسرے اموال میں بھی اور اس کا حق تمام مال متروکہ کا چھٹا حصہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ   ۲۱ رجب المرجب ۱۴۰۴ھ

ایک شخص کے ورثاء میں تین بیٹیاں، ۴ بھائی اور ۲ بہن ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص کا انتقال ہوا اور اپنے پیچھے اس نے تین

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لڑکیاں چھوڑی ہیں۔ جو شادی شدہ ہیں اور متوفی کے والدین پہلے ہی فوت ہو چکے ہیں اور متوفی کے چار بھائی اور دو بہنیں حیات ہیں۔ متوفی کا لڑکا کوئی نہیں ہے۔ برائے کرم از روئے شریعت بتلایا جائے کہ متوفی کی جائیداد کس طرح تقسیم ہوگی۔ برائے کرم یہ بتائیں کہ متوفی کی تین لڑکیوں کے ہوتے ہوئے بھائیوں اور بہنوں کو متوفی کی جائیداد سے کچھ ملے گا یا نہیں؟

بینوا توجروا فقط۔ لیاقت حسین، ایڈوانی گلی' شاہی بازار' حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: صورت مسئولہ میں متوفی کا تمام مال متروکہ تجہیز و تکفین اور ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد اس کے ورثہ میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میّت مسئلہ ۹۰/۳

بنت	بنت	بنت	برادر	برادر	برادر	برادر	ہمشیرہ	ہمشیرہ
	۲			۱				
۲۰	۲۰	۲۰	۶	۶	۶	۶	۳	۳

یعنی کل مال کے تین حصے کریں۔ ان میں سے دو حصے تین بیٹیوں کے اور باقی ایک حصہ بہن بھائیوں کا۔ جس کی تقسیم بطریق مذکور اس طرح ہوگی کہ ۹۰ حصوں میں سے ہر بیٹی کو ۲۰' ہر بھائی کو ۶ اور ہر بہن کو ۳ حصے ملیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۸ صفر المظفر ۱۴۰۴ھ

کسی وارث کو جائز نہیں کہ ترکہ کا کچھ حصہ چھپا کر اپنے ذاتی مصرف میں لائے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مرحوم حاجی محمد رمضان کے تین لڑکے اور ایک لڑکی ہے۔ جس میں ایک لڑکے کا انتقال ہو گیا ہے۔ اس لڑکے کی شادی ہندوستان میں کی گئی تھی۔ بیوی اور اس کے بچے پاکستان آ کر ۱۹۵۳ء میں انتقال کر گئے۔ پھر مرحوم کی دوسری شادی ہم نے اور والد صاحب نے ۱۹۵۵ء کے قریب کرائی، مرحوم کی دوسری بیوی جو کہ زندہ موجود ہے' اس کی کوئی اولاد نہیں ہے۔ مرحوم انتقال کر گئے۔

مرحوم اپنے پیچھے جائیداد جس میں ایک پلاٹ ہے۔ جو کہ تین کمروں پر مشتمل ہے اور مرحوم کی بیوی ۱۴ تولہ سونا بتاتی ہے اور رقم کچھ نہیں بتاتی جب کہ مرحوم ۲۲ تولہ سولہ اور تقریباً =/۶۰ ہزار روپے بتاتا تھا۔ جو کہ مرحوم کی ملکیت تھی۔

مرحوم سے کراچی میں ڈرا دھمکا کر نہ جانے کب اسٹامپ کرا لیا اور نہ جانے وہ اسٹامپ حقیقی ہے یا نہیں؟ ہمیں اس کا کوئی علم نہیں۔ اس اسٹامپ میں لکھا ہوا ہے کہ ۱۴ تولہ سونا تو میرے حق مہر میں مرحوم نے دے دیا اور مکان کے لئے بتاتی ہے کہ وہ میرے مرنے اور میری بیوی کے مرنے کے بعد مسجد یا یتیم خانے میں دے دیا جائے۔ جب کہ اس اسٹامپ پر نہ تو ہمارے اور نہ ہمارے مرحوم بھائی کے دستخط ہیں۔ ہم اس کے دو سگے بھائی ہیں۔ برائے مہربانی شرعی مسئلہ سے آگاہ فرمائیں۔ شکریہ

فقط عبدالرزاق خان، حیدرآباد' سندھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ الجواب: مرحوم نے جتنا مال متروکہ چھوڑا' خواہ نقد روپیہ ہو یا زیور ہو یا زمین مکان دوکان وغیرہ' اس میں مرحوم کے تمام ورثہ شریک ہیں اور کسی کے لئے حلال نہیں کہ وہ سب یا اس کا کوئی حصہ' دوسروں سے چھپا چرا کے اپنے ذاتی مصرف میں لائے۔ یہاں راز نہ کھلا تو کل قیامت میں کھل جائے گا۔ اور مرنے والا کوئی وصیت کرے تو اس کے صرف ایک تہائی مال میں جاری ہوتی ہے۔ لہٰذا اگر مان بھی لیا جائے کہ وہ اسٹامپ صحیح ہے اور مرنے والے نے تمام مکان کے لئے وصیت کر ہی دی ہے' تب بھی شرعاً یہ وصیت معتبر نہ ہوگی بلکہ وہ ایک تہائی میں ہی جاری ہوگی۔ لیکن تقسیم مال متروکہ سے پہلے' اس کے مال سے تجہیز و تکفین' پھر ادائیگی قرض لازم ہے۔ اس کے بعد وصیت کا نافذ کرنا ہے اور ان تمام مراحل کے بعد اب تقسیم کا مسئلہ آتا ہے۔ لہٰذا اب جو مال' ان امور سے فارغ ہو کر بچا ہے' اس میں سے صرف چوتھائی حصہ بیوی کا ہے۔ باقی مرنے والے کے بھائی بہنوں کا' جو اس طرح تقسیم ہوگا کہ ہر بھائی کو بہن سے دوگنا ملے گا۔ یعنی کل مال کے (۲۰) بیس حصہ کریں۔ ان میں سے (۵) حصے زوجہ کو دیں' (۶-۶) حصے ہر بھائی کو اور باقی (۳) حصے بہن کو دیں۔ ھٰکذا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۴/۲۰

زوجہ	بھائی	بھائی	بہن	
۵	۶	۶	۳	واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ صفر المظفر ۱۴۰۰ھ

ایک شخص کے ورثاء میں شوہر' حقیقی بہن اور علاتی بھائی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ہمارے بھائی کی بیوی کا انتقال ہو گیا ہے۔ اس کے ورثہ یعنی اس کے بھائی وہ بھی اس طرح کہ باپ ایک ہے اور ماں دو ہیں۔ جہیز مانگ رہے ہیں۔ جب کہ اس کا شوہر اس کے ورثہ میں آتا ہے۔ اس کے بچے بھی نہیں ہیں۔ ایک بہن بھی ہے۔ متوفیہ کے والد اور والدہ حیات نہیں ہیں۔ تو مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ آیا ان کو جہیز دینا اسلامی رو سے صحیح ہے یا نہیں؟ اور اگر ہے تو کس سنت سے؟

فقط عبدالوحید شیخ' نیوبس اسٹینڈ حالی روڈ' الوحید کالونی' حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: مذکورہ بالا سوال سے ظاہر یہ ہوتا ہے کہ مسماۃ کے انتقال کے وقت' اس کا شوہر' اور اس کی حقیقی بہن اور ایک علاتی یعنی باپ شریک بھائی موجود تھے۔ اگر ایسا ہی ہے تو مسماۃ کی تجہیز و تکفین' ادائیگی قرض' اور کوئی وصیت کی ہے تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد' اس کا تمام مال متروکہ بشمول جہیز و رقم مہر وغیرہ' صرف اس کے شوہر اور حقیقی بہن میں برابر برابر تقسیم ہوگا۔ علاتی بھائی چونکہ عصبات میں ہے اور شوہر اور حقیقی بہن ذوی الفروض میں ہیں اور ذوی الفروض کے ہوتے' عصبات محروم رہتے ہیں' اس لئے مسماۃ کے علاتی بھائی کا اس میں کوئی حق نہیں۔ وصورتہ ھٰکذا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میت مسئلہ ۲

ت حقیقی بہن علاتی بھائی

۱ محروم واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۴ رصفر المظفر ۱۴۰۰ھ

سوتیلے والدین اور سوتیلی اولاد ترکہ سے حصہ نہیں پاتے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ میں نے اپنی تیسری شادی ایک بیوہ سے کی جس کے ساتھ ایک لڑکا بھی تھا۔

۲۔ جس وقت میں نے شادی کی اس وقت میرے پاس اپنا مکان (کوارٹر) تھا' جس میں کہ میں اب بھی رہ رہا ہوں۔

۳۔ ابھی تک اس بیوی سے میرے تین لڑکے اور دولڑکیاں پیدا ہوئیں۔ جس میں سے ایک لڑکی فوت ہو چکی ہے۔ اس وقت موجود تین لڑکے اور ایک لڑکی ہے۔

۴۔ میں نے جو لڑکا جو کہ ساتھ میں آیا تھا اور اس وقت وہ بہت چھوٹا تھا اب جوان ہو چکا ہے اور اس کی میں نے اپنے پیسے سے شادی کر دی ہے اور اس وقت ایک بچے کا باپ بھی ہو چکا ہے۔ اس شادی میں کسی رشتہ دار نے کوئی مدد نہیں کی۔ جب کہ میری بیوی کے کہنے کے مطابق اس لڑکے کے والد نے، مرنے کے بعد جو کچھ بھی چھوڑا وہ میری بیوی نے اپنے والدین کے پاس بطور امانت رکھا ہوا ہے۔ مگر میری بیوی نے اس لڑکے کی شادی پر اس میں سے کچھ بھی خرچ نہیں کیا۔ اس میں کیا کچھ ہے مجھے اس کی کوئی تفصیل نہیں معلوم۔

۵۔ اب میری خواہش یہ ہے کہ میں نے اس کی شادی کر دی ہے اس کو میں علیحدہ کرنا چاہتا ہوں کیوں کہ اسی کمرے میں اپنے لڑکے کی شادی کر کے اس میں رکھنا چاہتا ہوں کیوں کہ میرے پاس اتنے پیسے نہیں ہے کہ میں اپنے لڑکے کی شادی بھی کروں اور کمرہ بھی بناؤں۔

۶۔ مگر اس لڑکے کے سسرال والے یہ کہہ رہے ہیں کہ تمہارے چار بیٹے ہیں۔ تم اپنا مکان چاروں بیٹوں کے نام لکھدو۔

۷۔ میرا ان سے یہ کہنا ہے کہ میرا اپنا معاملہ ہے۔ میری جائیداد ہے۔ اس لڑکے کا مکان میں کوئی حق نہیں (جو ساتھ میں آیا تھا) اور میں اپنی جائیداد کا خود مالک ہوں۔ میں جسے چاہوں دوں اور جسے چاہوں نہ دوں۔ مجھے پورا پورا اختیار ہے۔

۸۔ اب آپ سے التماس ہے کہ آپ از راہ کرم مجھے شریعت محمدی کی رو سے آگاہ کریں کہ یہ لڑکا جو ساتھ میں آیا تھا۔ مکان کا حقدار ہے یا نہیں؟ اور اگر وراثت میں اس کا کوئی حصہ بنتا ہے تو کتنا؟

۹۔ میرا جناب پاکستان میں اپنے حقیقی رشتہ داروں میں صرف ایک بھائی ہے۔ وہ بھی چھوٹا ہے اور مستقل لاہور میں رہتا ہے۔ اسے اپنے بیوی بچوں سے فرصت ہی نہیں کہ وہ یہاں حیدرآباد آئے اور میرے بچوں کی نگہداشت کرے۔ میں چاہتا ہوں کہ میں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

محلہ کے کچھ آدمیوں کو اپنے بچوں کا سرپرست بنادوں تا کہ میرے مرنے کے بعد وہ سرپرستی کریں اور میرے بچوں کی کوئی حق تلفی نہ کر سکے۔ تو میں سرپرست تین چار آدمیوں کو بنا سکتا ہوں یا کہ نہیں؟ فقط مقبول علی، یونٹ نمبر ۱۱ ایوب کالونی حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: سوتیلے ماں باپ اور سوتیلی اولاد میں وارثت کے احکام جاری نہیں ہوتے۔ لہٰذا زوجہ کی اولاد جو پہلے کسی شوہر سے موجود ہو اپنے سوتیلے باپ کے مال متروکہ سے کسی حصہ کی مستحق نہیں۔ جس طرح سوتیلا باپ اس کے مال متروکہ میں حقدار نہیں۔ نہ سوتیلے باپ کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے سوتیلے بیٹے کے لئے مکان و رہائش کا بندوبست کرے۔ جو لوگ یہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ آپ اپنا مکان چاروں بیٹوں کو لکھدیں اور ان چار میں وہ سوتیلا بیٹا بھی شامل ہے۔ وہ ناحق مطالبہ کر رہے ہیں۔ ایک تو یہ کہ ناحق کو حقدار بنانے کا مطالبہ ہے۔ پھر یہ حقدار کو ناحق بنانے کا بھی مطالبہ ہے۔ آخر لڑکیاں کہاں جائیں گی۔ کیا باپ کی وراثت میں ان کا حق نہیں ہے اور یقیناً ہے۔ لہٰذا آپ اپنی زندگی میں لوگوں کو ہبہ کرنا چاہتے ہیں تو لڑکوں اور لڑکیوں کو جو آپ سے ہیں برابر برابر دیں۔ ورنہ مورث کے مرنے کے بعد اس کے ورثہ میں حسب حکم شرعی تقسیم عمل میں آئے گی۔ یعنی ہر لڑکے کو ہر لڑکی کے مقابلہ میں نصف ملے گا دوسرے اور ورثہ کو دینے کے بعد۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۷ رشعبان المعظم ۱۴۰۴ھ

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مورث کی وصیت وارث کے حق میں معتبر نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک عورت کو چالیس سال قبل اس کے شوہر نے طلاق دے دی تھی اور اس نے دوسرا نکاح نہیں کیا اور فوت ہوگئی۔ اس عورت سے دو لڑکے اور اس عورت کی ایک بہن اور دوسری بہنوں کے بچے حیات ہیں۔

وہ عورت ایک مکان اور کچھ نقدی اپنے پیچھے چھوڑ گئی۔ آپ کی اطلاع کے لئے یہ عرض ہے کہ یہ مکان اسے اپنی حیات میں زکوٰۃ کے پیسوں سے ملا اور جو نقدی موجود ہے اس میں بھی زکوٰۃ کا پیسہ شامل ہے۔

دوسری بات یہ کہ انہوں نے اپنی زندگی میں ایک ایسا وصیت نامہ تحریر کروایا تھا جس کی رو سے یہ مکان اور نقدی بہن کے نام کر گئی ہیں۔ اس وصیت نامہ پر کسی گواہ کے دستخط موجود نہیں ہیں۔

برائے مہربانی شریعت محمدی کی روشنی میں آپ ہمیں یہ بتائیں کہ آیا اس جائیداد اور نقدی میں اس کے دونوں بیٹوں کا کوئی حصہ بنتا ہے یا نہیں؟ السائل عبدالغفار، لطیف روڈ، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب:** مرنے والے نے اپنی کمائی سے مکان یا دوسرا مال خریدا' یا کسی نے اسے ہبہ کر دیا اور اس کے قبضہ وتصرف میں دے دیا۔ بہر حال جو کچھ مال اس نے چھوڑا ہے' اس میں سے سب سے پہلے تجہیز و تکفین میں خرچ کریں۔ پھر اس نے کوئی قرض اپنے اوپر چھوڑا ہو' وہ ادا کریں۔ ان دونوں کے بعد اب نمبر آتا ہے وصیت کا۔ مگر وصیت' وارث کے حق میں معتبر نہیں۔ اس لئے مساۃ کا تمام مال متروکہ تجہیز و تکفین وغیرہ کے امور کے بعد اس کے ورثہ کے درمیان اس طرح تقسیم کریں کہ بہن کو آدھا دیں اور باقی آدھا دونوں بیٹوں کو۔ ہکذا۔

میّت مسئلہ ۴

بیٹا	بیٹا	بہن
۱	۱	۲

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ صفر المظفر ۱۴۰۰ھ

متوفی کے بچے پہلی بیوی سے ہوں یا دوسری بیوی سے دونوں کا ترکہ میں حصہ برابر ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مرحوم اللہ بخش کا انتقال ۱۹۷۵ء میں ہوا۔ انتقال کے وقت ان کے ذاتی طور پر کمائے ہوئے پیسوں سے ایک مکان دو منزلہ موجود ہے اور باقی گھریلو سامان اور بیوہ کے زیورات ہیں۔

انتقال کے وقت ان کے والد اور والدہ فوت ہو چکے تھے۔ ان کی پہلی بیوی بھی فوت ہو چکی تھی اور اس کے بطن سے ایک بچی تھی جو کہ انتقال کے وقت شادی شدہ تھی اور اپنے شوہر کے گھر تھی۔

انتقال کے وقت بقیہ اولاد میں دوسری بیوی سے ایک بیٹا اور دو بیٹیاں اور بیوی موجود تھیں جو کہ اب بھی بقیہ حیات ہیں۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مرحوم اللہ بخش کے انتقال کے وقت ان کے دو بھائی جو کہ صاحب جائیداد تھے اور اپنے علیحدہ کاروبار کرتے تھے اور علیحدہ گھروں میں شادی شدہ زندگی گزار رہے تھے۔ ان دونوں کا انتقال ۱۹۷۶ء اور ۱۹۸۲ء میں ہو گیا۔
اب مرحوم اللہ بخش کی جائیداد ان کے ورثہ میں کس طرح تقسیم کی جائے گی اور کون کون وارث ہیں؟ جب کہ خود مرحوم اللہ بخش کی جو بھی جائیداد تھی وہ بھی اپنی ذاتی تھی اور ان کو کچھ بھی ورثہ نہ ملا تھا۔ فقط شوکت علی، سرفراز کالونی، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں میت کا تمام مال متروکہ از قسم جائیداد منقولہ وغیر منقولہ وزیورات واسباب خانہ داری جو میت کی ملک تھے' متوفی کی تجہیز و تکفین وادائیگی قرض اور ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد حسب ذیل طریقہ پر ان کے ورثہ میں تقسیم ہوگا اور بچے خواہ پہلی بیوی سے ہوں یا دوسری سے' وراثت میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

میت مسئلہ ۸/۴۰

زوجہ	ابن	بنت	بنت	بنت
۵	۱۴	۷	۷	۷

واللہ تعالیٰ اعلم

زیور جو چڑھاوے میں شوہر کے یہاں سے گیا تھا۔ اس میں اگر رواج ہو کہ عورت ہی اس کی مالک سمجھی جاتی ہے تو وہ خاص عورت کی ملک ہو گیا۔ اس میں دوسرے ورثہ کا کوئی حق نہیں اور اگر عورت مالک نہیں سمجھی جاتی تو وہ جس نے چڑھایا تھا اس کی ملک ہے۔ یہی حکم اس زیور کا ہے جو شوہر نے بعد نکاح بنوا کر دیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ ربیع الاول شریف ۱۴۰۰ھ

نرینہ اولاد کی موجودگی میں متوفی کے بھائی کا جائیداد میں کوئی حصہ نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

متوفی حاجی رحیم بخش

محمد اسماعیل	نظیر	غلام حسین	عبدالرحمٰن	اللہ بخش
متوفی قبل اللہ بخش		متوفی بعد میں	متوفی بعد میں	متوفی بعد میں
		(اس کی اولاد میں	(اس کی اولاد	(اس کے ورثاء میں
		چار بیٹے ایک بیٹی)	میں دو بیٹے دو بیٹی)	ایک بیوہ ایک لڑکا تین لڑکی)
		لڑکا لڑکا لڑکا لڑکا لڑکی	لڑکا لڑکا لڑکی لڑکی	لڑکی ۳، لڑکا بیوہ

حاجی رحیم بخش مرحوم کی اولاد جن کے پانچ بیٹے محمد اسماعیل' نظیر' حاجی غلام حسین' عبدالرحمٰن اور اللہ بخش۔ جن میں محمد اسماعیل اور نظیر نے اللہ بخش کی حیاتی میں انتقال کیا اور جب اللہ بخش کا انتقال ہوا تو ان کے دو بھائی حاجی غلام حسین اور عبدالرحمٰن حیات تھے لیکن اللہ بخش مرحوم نے اپنے وارثوں کے لئے جو کچھ چھوڑا اس میں سے ان کو وراثت میں کچھ نہیں ملا تھا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بلکہ ان کی اپنی محنت سے کمایا ہوا تھا۔

اللہ بخش کے وارثوں میں ایک لڑکی رحیما جو کہ سب سے بڑی ہے اور ایک لڑکا ذاکر حسین اور دو لڑکیوں شمیم بانو اور نسیم بانو کے علاوہ اللہ بخش مرحوم کی بیوی جو حیات ہیں۔ رحیما پہلی بیوی سے ہیں اور باقی سب بچے موجودہ بیوہ سے ہیں۔

اللہ بخش کے انتقال کے بعد عبدالرحمٰن کا انتقال ہوا اور ۱۹۸۲ء میں حاجی غلام حسین کا انتقال ہوا۔ صحیح صورت حال سامنے کی گئی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اللہ بخش کی جائیداد میں صرف ان کی اولاد اور بیوہ حصہ دار ہوں گے؟ یا ان کے بھائیوں کی اولاد کو بھی حصہ ملے گا؟ بینوا توجروا

منجانب راقم الحروف نظیر ولد حاجی سلطان محمد، لطیف حیدر آباد سندھ

۷۸۶ الجواب: نرینہ اولاد کے ہوتے' مرنے والے کے بھائی کا کوئی حصّہ نہیں ہوتا۔ بھائی کی اولاد تو درکنار رہی۔ لہٰذا صُورت مسئولہ میں متوفی کی تجہیز و تکفین' و ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد ان کا تمام مال متروکہ' ان کے بیوی بچّوں میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم کریں۔ بچے خواہ پہلی بیوی سے ہوں یا دوسری سے۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

میّت مسئلہ ۸/۴۰

بیوہ	لڑکی	لڑکی	لڑکی	لڑکا
۵	۷	۷	۷	۱۴

یعنی کل مال کے (۴۰) حصّے کریں اور انہیں دیئے ہوئے طریقہ پر تقسیم کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ ربیع الاول شریف ۱۴۰۴ھ

وصیت صرف تہائی مال میں جاری ہوگی بقیہ ترکہ میں تقسیم ہوگا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میری زوجہ مرحومہ کی وصیت کے مطابق اس کا ترکہ جو ۶ (چھ) تولہ سونا تھا۔ میں سے آدھا ترکہ یعنی تین تولہ سونا مرحومہ کے نواسے یا نواسے کی بہو کو دے دیا گیا اور باقی تین تولہ مرحومہ کی تین لڑکیوں میں برابر تقسیم کر دیا۔ ان تین لڑکیوں میں آدھے ترکہ کی مالک نواسے کی ماں بھی شامل ہے۔ جس کو ایک تولہ سونا ملا۔ وارثوں میں نواسے اور مندرجہ بالا تین لڑکیوں کے علاوہ مرحومہ کے تین لڑکے بھی بقید حیات ہیں۔ جن کو کچھ نہیں ملا۔ چند حضرات کا خیال ہے کہ وصیت ازروئے شریعت نہیں ہے۔ برائے مہربانی شرعی فتوے سے مطلع فرمائیں۔

احقر بشیر الدین ولد محمد بخش، لالوانی گلی شاہی بازار' حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: میّت کے مال متروکہ' تجہیز و تکفین اور ادائیگی قرض کے بعد' جو کچھ مال باقی رہتا ہے اس کے صرف ایک تہائی میں وصیت جاری ہوتی ہے۔ باقی دو تہائی' اس کے ورثہ کا حق ہے اور ورثہ میں چونکہ یہاں' تین لڑکے اور تین لڑکیاں اور شوہر موجود ہیں۔ اس لئے تمام مال متروکہ اس طرح تقسیم ہوگا کہ میّت کے ہر لڑکے کو ہر لڑکی سے دونا ملے گا۔ جس کا طریقہ درج ذیل ہے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میت مسئلہ ۳۶/۴

بنت	بنت	بنت	ابن	ابن	ابن	زوج
۳	۳	۳	۶	۶	۶	۹

یعنی کل مال کے ۳۶ حصے مذکورہ بالا طریقہ پر تقسیم کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ ربیع الاوّل شریف ۱۴۰۴ھ

زندگی میں جیسے چاہے مال تقسیم کرے مگر وارثین کو تنگ دست نہ چھوڑے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میری مندرجہ ذیل غیر منقولہ جائیداد ہے۔

مکان دوکان پلاٹ

میرے پاس وارثین مندرجہ ذیل ہیں۔

تین بیٹے تین بیٹیاں

براہ کرم شرعی لحاظ سے میرا مندرجہ بالا ترکہ لواحقین میں تقسیم فرما کر مشکور فرمائیں۔

احقر بشیر الدین ولد محمد بخش، لالوانی گلی، شاہی بازار، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب: کون کس کا وارث ہے یہ تو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں اور آدمی اپنی زندگی و صحت میں اپنا، مال پورا یا اس کا کوئی حصہ، کسی کو ہبہ کر کے اس کے قبضہ میں دے دے تو کسی کو اعتراض کا کوئی حق نہیں۔ مگر وارثوں کو لاوارث نہ چھوڑے کہ گناہ اور آخرت میں مواخذہ ہوگا اور اولاد کو ہبہ کرنے میں لڑکی اور لڑکے دونوں کو برابر برابر دے۔ یہ نہیں کہ لڑکے کو لڑکی سے دو چند دے دے۔ جس طرح (مرنے کے بعد) میراث میں ہوتا ہے کہ لڑکے کو لڑکی سے دونا ملتا ہے۔ ہبہ میں ایسا نہیں۔ (عالمگیری)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۷ ربیع الاوّل شریف ۱۴۰۴ھ

میّت کی دونوں بیویاں ترکہ پائیں گی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: عظیم خاتون اپنے شوہر عزیز الدین ولد فتح محمد صدیقی سے پہلے فوت ہوگئی۔ اس کے بعد اس کے شوہر نے دوسری شادی کی مسماۃ شاہ خاتون سے۔

زمین کا کھاتہ اس طرح سے ہے کہ مسماۃ شاہ خاتون کی کوئی اولاد نہیں تھی۔

۱۔ عزیز الدین ولد فتح محمد

۲۔ مسماۃ عظیم خاتون زوجہ عزیز الدین

۳۔ مسماۃ امانت خاتون والدہ عزیز الدین صدیقی

http://t.me/Tehqiqat
Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عظیم خاتون پہلی بیوی کے بعد عزیز الدین فوت ہو گیا اور اس طرح وارث چھوڑے۔

۱۔ قمر الدین ولد عزیز الدین صدیقی

۲۔ بدر الدین صدیقی ولد عزیز الدین صدیقی

۳۔ مسماۃ امانت خاتون والدہ عزیز الدین صدیقی

قمر الدین ولد عزیز الدین صدیقی فوت ہو گیا۔ عزیز الدین کی والدہ مسماۃ امانت خاتون بھی فوت ہو گئیں۔ اس کے بعد مسماۃ شاہ خاتون دوسری بیوی، عزیز الدین بھی فوت ہو گئی۔

اس کے بعد بدر الدین ولد عزیز الدین فوت ہو گیا۔ سرکاری ریکارڈ میں کھاتہ بدل نہیں کروایا گیا۔ زمین اوپر والے ناموں پر ہی رہی۔

قمر الدین نے یہ ورثہ چھوڑے ہیں۔

۱۔ بہاؤ الدین ولد قمر الدین۔

۲۔ فخر الدین ولد قمر الدین۔

۳۔ مسماۃ انور بیگم بنت قمر الدین۔

اور بدر الدین ولد عزیز الدین نے یہ ورثا چھوڑے ہیں۔

۱۔ فتح محمد ولد بدر الدین۔

۲۔ مسماۃ روشن بیگم بڑی بیوی۔

۳۔ صاحب زادی چھوٹی بیوی بدر الدین۔

اور عظیم خاتون نے یہ ورثہ چھوڑے ہیں۔

عزیز الدین اپنا شوہر اور اپنی ساس امانت خاتون اور دو بیٹے قمر الدین و بدر الدین، مسماۃ شاہ خاتون کی کوئی اولاد نہیں تھی۔

عزیز الدین کے دولڑ کے وارث ہوئے ہیں۔ قمر الدین اور بدر الدین۔ فقط السائلہ، زوجہ بدر الدین

۷۸۶ **الجواب:** صورت مسئولہ میں قمر الدین کا تمام مال متروکہ تجہیز و تکفین وغیرہ کے بعد اس کی بیوی، دو بیٹوں اور ایک بیٹی کے درمیان اس طرح تقسیم ہوگا کہ کل مال کے (۴۰) حصے کریں۔ ان میں سے (۵) حصے زوجہ (صاحبزادی) کو (۱۴-۱۴) حصے ہر بیٹے کو اور (۷) حصے بیٹی کو دیں۔ علی ہذا بدر الدین کا تمام مال متروکہ جملہ امور کے بعد اس کی دونوں بیویوں اور ایک بیٹے کے مابین تقسیم ہوگا۔ یوں کہ مال کے ۔۱۶) حصے کریں۔ ان میں ہر بیوہ کو (۱-۱) اور باقی ماندہ (۱۴) حصے اس کے بیٹے فتح محمد کو دیں۔ ہکذا

میت مسئلہ ۸/۴۰ قمر الدین

(صاحبزادی) زوجہ	ابن	ابن	بنت
۵	۱۴	۱۴	۷

واللہ تعالیٰ اعلم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میت مسئلہ ۸/۱۶

ابن	زوجہ اولیٰ	زوجہ ثانیہ
۱۴	۱	۱

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۱۴/ربیع الاول شریف ۱۴۰۰ھ

ایک شخص کے ورثاء میں ایک بیٹا اور دو بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میرے والد صاحب کا انتقال ہو چکا ہے۔ ان کی جائیداد میں ایک مکان اور دو دو کانیں اور کاشتکاری کی زمین وغیرہ ہے۔ ان کی اولاد میں ایک لڑکا اور دو لڑکیاں ہیں جو بقید حیات ہیں۔ والدہ پہلے فوت ہو چکی ہیں۔

اس لئے جناب سے بموجب شرعی فتویٰ درکار ہے کہ کس کو کس قدر حصہ جائیداد ملے گا؟ اور ان کے علاوہ اور جو بھی کوئی رشتہ دار ہو جس کو حصہ ملنا بموجب شرعی بنتا ہو۔ بتلایا جائے؟ تا کہ بموجب فتوے جائیداد تقسیم کی جا سکے؟ جناب کی مہربانی ہوگی۔ فقط حاجی نیاز محمد ولد محمد طفیل، خیر پور ناتھن شاہ، ضلع دادو

۷۸۶ الجواب: صورت مذکورہ بالا میں متوفی کا تمام مال متروکہ از قسم جائیداد منقولہ وغیر منقولہ، تجہیز وتکفین۔ وادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد چار حصوں میں تقسیم کریں، دو حصے بیٹے کو دیں اور ایک ایک حصہ بیٹی کو۔ ہکذا

میت مسئلہ ۴

ابن	بنت	بنت
۲	۱	۱

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۵/ربیع الاول شریف ۱۴۰۰ھ

ایک شخص کے ورثاء میں اس کی والدہ اور بھتیجا ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: شمس الدین ولد فتح محمد صدیقی کی بیوی ایک تھی۔ جس سے اس کی کوئی اولاد نہیں تھی اور اس کو طلاق دے دی۔ شمس الدین ولد فتح محمد نے یہ ورثہ چھوڑے ہیں۔

بدر الدین ایک بھتیجا اور ایک والدہ

شمس الدین کے فوت ہونے کے بعد اس کی والدہ مسماۃ امانت خاتون بھی فوت ہوگئی۔ مسماۃ امانت خاتون نے یہ وارث چھوڑے۔ بدر الدین ولد عزیز الدین صدیقی۔ یہ امانت خاتون کے بعد فوت ہو گیا۔ بدر الدین ولد عزیز الدین کے ورثہ یہ ہیں۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فتح محمد ولد بدرالدین صدیقی' ۲۔ مسماۃ روشن بیگم بڑی بیوی بدرالدین' ۳۔ صاحبزادی چھوٹی بیوی بدرالدین۔ لہٰذا ان کے مطابق شرعی فتویٰ عطا فرمادیں کہ وارثوں کا کتنا کتنا حق بنتا ہے؟ فقط السائلہ، صاحبزادی (زوجہ بدرالدین)

۷۸۶ الجواب: شمس الدین چونکہ لاولد فوت ہوا اس لئے اس کا تمام مال متروکہ' جملہ حقوق کے بعد' اس کی والدہ اور بھتیجے کو پہنچا۔ یعنی بدرالدین کو۔ اب کہ بدرالدین کے ورثہ میں دو بیویاں اور ایک بیٹا ہے۔ اس لئے بدرالدین کا تمام مال متروکہ' تمام حقوق کی ادائیگی کے بعد حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا۔

میت مسئلہ ۱۶/۸

زوجہ (پہلی)	زوجہ (دوسری)	ابن (فتح محمد)
۱	۱	۱۴

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۰/ربیع الاول شریف ۱۴۰۰ھ

جس مال کی تقسیم ہو چکی اور دوسرے حصے دار اپنا حصہ وصول کر چکے' اس کی واپسی نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: قاسم علی مرحوم کا ترکہ شرعی کس طرح تقسیم ہوگا؟ براہ کرم حصص بمعہ تفصیل مرحمت فرمائیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ جائیداد مذکورہ کی قاسم علی مرحوم کے بعد مسماۃ کمل بی بی وارث ہیں۔ ان کی چار لڑکیاں موجود ہیں۔ ان کا شرعی قانونی حصہ کتنا کتنا ہوتا ہے؟ شرع کی رو سے تحریر فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ نیز بیوہ قاسم علی نے اپنے شوہر کا ایک پلاٹ اپنی بیٹی ہاجرہ اور رفیقن کو آدھا آدھا بانٹ دیا جب کہ دوسری دو بہنوں نے اپنا حصہ معاف کردیا۔ اب بیوہ کسی کے کہنے میں آکر وہ پلاٹ واپس لینا چاہتی ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ جب اس نے یہ پلاٹ تقسیم کردیا تو تقسیم صحیح ہوئی یا نہیں؟ اور واپس لینا چاہتی ہیں تو اسے یہ حق پہنچتا ہے یا نہیں؟ اگر پلاٹ واپس کیا جائے تو پھر تقسیم شرعی کس طرح ہوگی؟

مورث اعلیٰ قاسم علی مرحوم

مسماۃ کمل بی بی	مسماۃ ہاجرہ بی بی	مسماۃ سلیما بی بی	مسماۃ معافیہ بی بی	مسماۃ رفیقن بی بی
(بیوہ قاسم علی)	(بیٹی)	(بیٹی)	(بیٹی)	(بیٹی)

میرپورخاص

۷۸۶ الجواب: اگر قاسم علی مرحوم کے ورثہ میں صرف ان کی بیوی اور چار بیٹیوں کے علاوہ اور کوئی وارث موجود نہ تھا تو ان کا تمام مال متروکہ' تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض اور ایک تہائی میں اجرائے وصیت کے بعد ان ورثہ میں حسب ذیل طریقہ پر تقسیم ہوگا اور جس پلاٹ کی تقسیم عمل میں آچکی اور دوسرے حصے دار اپنا حصے معاف کر چکے تو اب اس کی واپسی نہیں ہوسکتی۔

واللہ تعالیٰ اعلم

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میت مسئلہ ۳۲/۸

زوجہ	بنت	بنت	بنت	بنت
۴	۷	۷	۷	۷

واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ ربیع الاوّل شریف سنہ ۱۴۰۰ھ

جو جائیداد متوفی کو کہیں اور سے ملی وہ بھی ترکہ میں شامل ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک مرحومہ کے بھائی نے مرحومہ کو ایک جائیداد دی تھی۔ یہ جائیداد مرحومہ کے بچوں دولڑکوں اور دولڑکیوں میں تقسیم کرنی ہے۔ یہ تقسیم کس طرح ہوگی؟ برائے کرم تفصیلی جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ خیر اندیش محمد صدیق ولد حاجی عبداللطیف، فقیر کا پڑ، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: مرحومہ کے بھائی نے جو جائیداد اپنی بہن کو دی اور اس پر قبضہ بھی دے دیا۔ وہ مرحومہ کی ملکیت ہے صورت ہذا میں یہ ملکیت اور اس کے علاوہ بھی جو جائیداد منقولہ وغیر منقولہ مرحومہ کی ہو۔ اسے تجہیز وتکفین ادائے قرض اور وصیت ثلث مال میں نفاذ کے بعد اس طرح تقسیم کیا جائے کہ کل مال کے چھ حصے کئے جائیں ان میں ہر لڑکے کو ۲ اور ہر لڑکی کو ایک ایک دیا جائے۔

میت مسئلہ ۶

لڑکا	لڑکا	لڑکی	لڑکی
۲	۲	۱	۱

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۰/۸/۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

غیر وارث کو ترکہ کی کوئی چیز صدقہ کرنے کا اختیار نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میرے حقیقی ماموں کا انتقال ہوئے تقریباً چھ ماہ ہوگئے ہیں اور میری بیوہ مامی اللہ کے فضل وکرم سے حیات ہیں اور ان کی ضعیفی کا وقت ہے۔ میرے ماموں کی جائیداد میں ایک کوارٹر ہے۔ جس میں میری مامی رہائش پذیر ہیں اور کچھ مال اسباب بھی ان کے پاس ہے جب کہ میرے ماموں کی کوئی اولاد نہیں ہے اور نہ ہی ان کا کوئی بہن بھائی ہے اور نہ میرے علاوہ ان کا کوئی والی وارث ہے۔ میرے تین لڑکے بھی ہیں جو ابھی کم سن اور معصوم ہیں۔

میرے ماموں اپنی حیاتی میں اپنے کوارٹر کا اور مال اسباب کا وارث وحقدار مجھے کہا کرتے تھے اور میری مامی بھی ان کی بات سے اتفاق کرتی تھیں اب میرے ماموں کے انتقال کے بعد میری مامی کے روّیے میں بالکل تبدیلی آ گئی ہے اور وہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہتی ہیں کہ میں یہ کوارٹراب مسجد میں دوں گی اور تم کو کچھ نہیں دیا جائے گا' میں واحد اس کی مالک ہوں مجھے اختیار ہے کہ میں جو چاہوں کروں اور جہاں چاہوں دوں۔ آپ کو کوئی حق نہیں پہنچتا ہے۔ اس سلسلہ میں آپ کی خدمت میں مودبانہ عرض ہے کہ شریعت کی روشنی میں جواب سے مطلع فرمائیں کہ واقعی میرا کوئی حق نہیں ہے؟ کیا میری مامی ہی اس کی واحد مالک ہیں؟ اور بااختیار ہیں کہ جو چاہیں کریں جو چاہیں نہ کریں؟ کیا اس جائیداد وغیرہ میں میرے لڑکوں کا کوئی حق نہیں؟ جو ابھی کم سن و معصوم ہیں۔ کیا اس جائیداد وغیرہ پر میرا ابھی کچھ حق ہے؟

میری مامی اس جائیداد کو مسجد میں دینا چاہتی ہیں۔ کیا اس طرح مسجد میں دینا جائز ہے یا نہیں؟ کیا ماموں کی کوئی اولاد نہ ہونے کی صورت میں حقیقی بھانجے حق دار ہو سکتے ہیں؟

اگر میرے ماموں کی اس جائیداد پر میرا حق بنتا ہے اور اس کے باوجود زبردستی میری مامی اس جائیداد کو میری مرضی کے خلاف مسجد میں دے دیں تو کیا اس طرح اس جائیداد کو مسجد میں دینا جائز اور حق ہوگا؟ آخر میں آپ کی خدمت میں عرض ہے کہ شریعت کی رو سے جواب سے مطلع فرمائیں۔ شکریہ

فقط والسلام بدرالدین ولد اللہ دین، لطیف آباد یونٹ نمبر ۱۱' حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں میت کی بیوی اور حقیقی بہن کا بیٹا شرعاً وارث ہیں۔ لہٰذا تجہیز و تکفین' ادائے قرض اور وصیت ہو تو تہائی مال میں اجرائے وصیت کے بعد میت کا کل مال اس طرح تقسیم کیا جائے گا کہ کل مال کے چار حصے کریں۔ ان میں ایک یعنی کل مال کا چوتھائی آیت کریمہ **وَلَهُنَّ الرُّبُعُ** (النساء: 12) کے تحت زوجہ کو ملے گا' باقی تین حصے حقیقی بھانجا لے گا کہ ذوی الفروض میں اور کوئی فرد اور عصبہ کا بھی کوئی فرد نہیں ہے لہٰذا ذوی الارحام بقیہ سب مال کا حقدار ہے۔ قرآن کریم میں ہے **وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ** (الاحزاب: 6)۔ حدیث میں ہے کہ ابن الاخت منھم (بخاری شریف)۔ مامی کو پورا مکان یا جائیداد منقولہ مسجد میں دینے کا کوئی اختیار نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱/۸/۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں والدین' ۴ بیٹے' ایک بیٹی اور بیوہ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میرا لڑکا محمد عیسیٰ انتقال کر گیا ہے۔ جس کے چار لڑکے اور ایک لڑکی' ایک بیوہ' والدین' چار بھائی اور چار بہنیں ہیں۔ مذکورہ افراد میں شریعت کے حکم سے متوفی کا ترکہ کیسے تقسیم ہوگا؟ متوفی پر قرض بھی ہے۔ مزید گزارش یہ ہے کہ متوفی کا سسر ہر چیز پر قبضہ کرنے کا خواہاں ہے اور بولتا ہے کہ سب کچھ میری لڑکی کا اور میرا ہے' کیا شریعت اسے بھی کوئی حق دیتی ہے؟ بینوا توجروا

۲۔ متوفی کے بچے دادا کے پاس رہیں گے یا نانا کے پاس شرعاً کیا حکم ہے؟ فقط محمد چاکر بروہی، صرافہ بازار' شہداد پور

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب** وہوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں تجہیز و تکفین، ادائیگی قرض ومہر، اور وصیت ہو تو نفاذ در ثلث کے بعد اس طرح تقسیم کیا جائے کہ کل مال کے ۲۱۶ (دوسو سولہ) حصے کیے جائیں ان میں سے آٹھواں یعنی ۲۷ بیوی کو فَلَهُنَّ الثُّمُنُ (النساء:12) کے مطابق) ۳۶ ماں کو، ۳۶ باپ کو لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ (النساء:11) ۲۶ ہر لڑکے کو اور ۱۳ لڑکی کو دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۲۱۶/۲۴

بیوہ	ماں	باپ	لڑکا	لڑکا	لڑکا	لڑکا	لڑکی	بھائی	بہن	
۳	۴	۴			۱۳			محروم ہیں		
۲۷	۳۶	۳۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۱۳			واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ اولاد دادا بھائی وغیرہ کے ہاں رہے گی۔ (درمختار)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۸/۱۰/۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بہن، ۲ دو بیٹی اور ایک بھتیجا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: عمران الدین کا انتقال ہوگیا۔ پیچھے مندرجہ ذیل ورثاء چھوڑے ہیں۔ دو بیٹیاں، مسماۃ رحیماں اور مسماۃ خدیجہ اور ایک بہن مسماۃ توسل اور ایک بھتیجا محسن رمضان۔ متوفی کی ملکیت یعنی ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟ کن کن کو اور کتنا کتنا ملے گا؟ بینوا توجروا السائل عطا محمد راجڑ، کھپرو

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں تجہیز و تکفین، ادائے قرض اور نفاذ وصیت در تہائی مال کے بعد متوفی کا مال متروکہ اس طرح تقسیم ہوگا کہ کل مال کے چھ حصے کیے جائیں۔ ان میں سے دو۔ دو ہر بیٹی کو اور باقی ۲ بہن کو دے جائیں۔ بھتیجا ان کی موجودگی میں محروم ہے۔

میت مسئلہ ۶

بہن	بیٹی	بیٹی	بھتیجا	
۲	۲	۲	محروم	واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۷/۹/۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

امانت دار کو ترکہ میں تصرف کا اختیار نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: پیر بخش ... محمد مرحوم (انڈیا) یہ میرے رشتہ دار

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہیں۔ان کی بیوہ میری بہن ہے۔پیر بخش ولد نور محمد مرحوم کے چار سو روپے میرے پاس ہیں۔میں پاکستان چلا آیا۔میری بہن نے دوسرا نکاح کر لیا تھا۔پاکستان سے پہلے پیر بخش مرحوم کی صرف چار لڑکیاں موجود ہیں۔انڈیا میں میں نے اپنے ایک رشتہ دار کے ہمراہ چار سو روپے روانہ کئے۔میرے رشتے دار نے تین لڑکیوں سے کہا کہ تمہارے ماموں محمد بخش ولد غفور بخش نے پاکستان سے چار سو روپے بھیجے ہیں' چاروں بہنوں کے لئے۔تین لڑکیوں نے انکار کر دیا کہ ہم نہیں لیتی ہیں۔یہ تین لڑکیاں ایک ہی گھر میں آباد ہیں۔چوتھی لڑکی ملی نہیں۔اب میں محمد بخش ولد غفور بخش اس ناپائیدار زندگی کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ چار سو روپے مسجد کی تعمیر میں مرحوم پیر بخش ولد نور محمد کے نام سے مسجد میں دینا چاہتا ہوں۔یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ صحیح جواب سے نوازیں بہت بہت شکریہ۔ بقلم خود محمد بخش ولد غفور بخش

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: محمد بخش کو اس روپیہ میں کسی تصرف کا اختیار نہیں کہ وہ امانت دار تھا۔اب اس امانت کے مالک پیر بخش کے ورثہ ہوئے۔محمد بخش پر واجب ہے کہ سب روپیہ انہیں واپس کرے۔قال اللہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا (النساء:58) بے شک اللہ عزوجل حکم دیتا ہے کہ امانتیں امانت والوں کو پہنچاؤ' اگر تین لڑکیاں وہ رقم نہیں لے رہی ہیں تو چوتھی کو دیں' اگر وہ تینوں چاہیں تو چوتھی لڑکی کے حق میں اپنا حصہ معاف کریں یا اس سے وصول کر لیں' اس ترکہ میں اس کی بیوی کا حصہ بھی ہے کہ نکاح ثانی کر لینا عورت کے مہر یا میراث کو ساقط نہیں کرتا (فتاویٰ رضویہ) اب جو کچھ بھی ترکہ پیر بخش کا ہو بر تقدیر عدم موانع ارث وانحصار ورثہ فی المذکورین وتقدیم دین مہر و وصیت بتیس (۳۲) حصوں میں تقسیم ہو کر ۴ حصے زوجہ کو اور ۷-۷ حصے ہر لڑکی کو دے جائیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۷/۹/۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں دو ۲ بیٹیاں' تین پوتے اور بہن' بھائی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک بیوہ فوت ہوگئی۔اس کی دو بیٹیاں زندہ ہیں اور تین پوتے زندہ ہیں۔کس کس کو کتنا کتنا ملے گا؟ اور ایک حقیقی بھائی اور ایک حقیقی بہن زندہ ہے۔ فقط حافظ نور محمد' حیدر آباد' سندھ

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں میت کا ترکہ' تجہیز و تکفین' ادائیگی قرض اور نفاذ وصیت در ثلث مال' مقدم علی الارث کے بعد اس طرح تقسیم ہوگا کہ کل مال کے ۹ حصے کئے جائیں۔ان میں سے ۳-۳ ہر بیٹی کو اور ایک ایک ہر پوتے کو ملے گا۔بھائی بہن محروم رہیں گے۔واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۹

	بیٹی	بیٹی	پوتا	پوتا	پوتا	بھائی	بہن
	۳	۳	۱	۱	۱	محروم	محروم

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۴/۹/۱۹۸۴ء

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

باپ کی موجودگی میں بھائی بہن محروم ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میرے لڑکے عبدالعزیز کا انتقال ۲۶ جولائی کو ہو گیا اور غیر شادی شدہ تھا۔ اس کا کچھ پیسہ بینک میں جمع ہے۔ تقریباً ۱۶ ہزار روپیہ ہوگا۔ وہ پیسے ماں باپ کو ملیں گے یا بہن بھائی اور ماں باپ سب کی وراثت ہوتی ہے لہٰذا اس مسئلہ کا جواب عنایت فرمائیں کہ صرف والد والدہ کو ان روپیوں کا حصہ ملنا چاہئے؟ یا بہن بھائیوں کو بھی ملے گا؟ قرآن وحدیث کی روشنی سے جواب صادر فرمائیں۔

السائل: عبدالحمید ولد عبدالصمد، چھوٹی گھٹی، سنہری لائن، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں متوفی کے والدین کے ساتھ بھائی بہن ترکہ میں شریک نہیں ہوں گے، تقسیم اس طرح ہوئی کہ تجہیز وتکفین، ادائیگی قرض اور نفاذ وصیت در ثلث مال کے بعد، کل مال میں سے چھٹا حصہ والد کو اور چھٹا حصہ والدہ کو دیا جائے لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ (النساء: 11) اور باقی مال بھی والد کو ہی دیا جائے گا کہ وہ عصبہ بھی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۵/۹/۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

اگر مہر ادا نہ کیا تو ترکہ کی تقسیم سے پہلے مہر الگ کیا جائے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسمّی عبدالحکیم بلوچ کا انتقال ہوا اور اس نے اپنے بعد والدہ، تین بھائی، چار بہنیں اور ایک بیوہ مسماۃ فہمیدہ کوثر پروین بنت عبدالرحیم شیخ کو چھوڑا ہے۔ مسماۃ کوثر پروین فہمیدہ کا مہر مبلغ ایک لاکھ روپیہ بندھا تھا۔ لہٰذا عبدالحکیم کا ورثہ اس کے وارثوں میں کس طرح تقسیم ہوگا اور کوثر پروین فہمیدہ کو اس کا مہر ملے گا یا نہیں؟ حکم شرعی سے مطلع فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ فقط: محمد مراد، گاڑی کھاتہ، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب ہوالموفق للصواب: مہر خالص عورت کا حق ہے۔ جو شوہر پر لازم ہے، اگر زندگی میں شوہر نے مہر ادا نہ کیا تھا تو یہ اس پر قرض ہے، بیوہ کو متوفی کے مال سے مہر کی رقم دینا لازم ہے، لہٰذا صورت مسئولہ عنہا میں میت کا تمام مال متروکہ منقولہ وغیر منقولہ اس طرح تقسیم ہوگا کہ، تجہیز وتکفین، ادائیگی قرض، ادائیگی مہر اور وصیت کی ہو تو ایک تہائی مال میں نفاذ کے بعد، کل مال کے ۱۲۰ حصے کیے جائیں، ان میں سے چوتھائی بیوہ کو، چھٹا والدہ کو اور باقی تین بھائیوں اور چار بہنوں میں اس طرح تقسیم کیا جائے کہ عورت کو اکہرا اور مرد کو دوہرا ملے۔ مسئلہ یوں ہوگا۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میت مسئلہ ۲۴/۱۲۰

زوجہ	ماں	بھائی	بھائی	بھائی	بہن	بہن	بہن	بہن	
۶	۴				۱۴				
۳۰	۲۰	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷	۷	۷	واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید   ۱۹۸۴/۸/۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح ۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں دو ۲ بیٹیاں اور پانچ بھتیجے ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: محمود فوت ہوگیا۔ محمود کی دولڑکیاں، چار بھتیجے ایک بھائی سے اور ایک بھتیجا دوسرے بھائی سے ہے۔ اس صورت میں وراثت کس طرح تقسیم ہوگی؟ کون کون وارث ہے؟

فقط مولوی اللہ جڑیو، لطیف آباد حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں جن ورثاء کا ذکر ہے اگر ان کے علاوہ کوئی اور نہ ہو تو میت کا تمام مال منقول وغیر منقولہ بعد تجہیز وتکفین، ادائگی قرض اور وصیت کی ہو تو اجرائے وصیت در تہائی مال کے بعد، ترکہ اس طرح تقسیم ہوگا کہ کل مال کے ۱۵ حصے کئے جائیں، ان میں سے ہر ایک بیٹی کو (۵-۵) اور ہر بھتیجے کو ایک ایک حصہ دیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

http://t.me/fehqiat

میت مسئلہ ۱۵/۳

بیٹی	بیٹی	بھتیجا	بھتیجا	بھتیجا	بھتیجا	بھتیجا	
۵	۵	۱	۱	۱	۱	۱	واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید   ۱۹۸۴/۸/۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح ۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں ۳ بیٹے اور ۲ بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میرے دادا جان بنام محمود علی (مرحوم) ولد ولایت علی (مرحوم) کا ایک مکان ہے۔ جو کہ میرے دادا کے نام الاٹ ہے۔ اب دادا جان کا تو انتقال ہو چکا ہے۔ ان کے وارثین میں تین بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ ان کا ترکہ وارثین میں کس طرح تقسیم ہوگا؟ دادا کی زندگی میں سب اولاد حیات تھی، بیوہ موجود تھی۔ فقط عباس علی

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں ورثہ میں صرف تین بیٹوں اور دو بیٹیوں کا تذکرہ ہے اگر صرف یہی ورثہ ہوں تو میت کا مال منقول وغیر منقول بعد تجہیز وتکفین، ادائیگی قرض اور اگر کوئی وصیت ہو تو ایک تہائی میں اجرائے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وصیت درثلث مال کے بعد اس طرح تقسیم ہوگا کہ کل مال کے آٹھ حصے کئے جائیں ان میں سے (۲-۲) ہر لڑکے کو اور ایک ایک ہر لڑکی کو دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۸

بیٹا	بیٹا	بیٹا	بیٹی	بیٹی	
۲	۲	۱	۱		واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۴/۸/۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، تین بیٹیاں اور دو ۲ بھائی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسمّی عبدالشکور مرحوم نے اپنے پیچھے وارثوں میں تین لڑکیاں اور ایک بیوہ چھوڑی ہے۔ ان کے علاوہ مرحوم کے دو بھائی بھی ہیں جو الگ الگ رہتے ہیں۔ ان میں ایک خود صاحب اولاد اور صاحب جائیداد ہیں اور اس وقت اپنے باپ یعنی عبدالشکور کے والد کے چھوڑے ہوئے مکان میں رہتے ہیں۔

استفسار یہ ہے کہ مرحوم عبدالشکور کی وراثت میں کیا ان کے مذکورہ دو بھائیوں کا بھی حق بنتا ہے جب کہ مرحوم عبدالشکور کی خود کی اولاد اور بیوی موجود ہے؟ یعنی ذوی الفروض کی موجودگی میں مُیت کے بھائیوں کا وراثت میں حق ہے یا نہیں؟ کیا یہ دو بھائی بھی اولاد کے ساتھ ذوی الفروض میں داخل ہوتے ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا

فقط شمیم انور، لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں متوفی کے بھائی بھی ترکہ میں حقدار ہوں گے اور ذوی الفروض کو دینے کے بعد جو بچے گا وہ دونوں آپس میں تقسیم کرلیں گے۔ لہٰذا تجہیز وتکفین، ادائیگی قرض، ادائیگی مہر، اور نفاذ وصیت درثلث مال (اگر وصیت ہو) کے بعد متوفی کی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ جو ان کی ملکیت ہو، اس طرح تقسیم کی جائے گی کہ کل مال کا آٹھواں حصہ بیوہ کو، دوتہائی تین لڑکیوں کو اور بقیہ بھائیوں کو دیا جائے گا۔ جس کی صورت یہ ہے کہ

میت مسئلہ ۲۴/۱۴۴

بیوہ	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بھائی	بھائی	
۳		۱۶		۵		
۱۸	۳۲	۳۲	۳۲	۱۵	۱۵	واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۵/۹/۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک شخص کے ورثاء میں بیوہ، بھائی اور بھائی کی اولاد اور سالی کی اولاد ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میرے تایا محمد شریف کے نام جائیداد کے بارے میں آپ سے فتویٰ لینا ہے۔ میرے تایا انڈیا گئے تھے اور وہیں ان کا انتقال ہو گیا تھا ان کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ انھوں نے اپنی سالی کے تین بچے لئے تھے کیوں کہ وہ (سالی) مر چکی تھیں اور ان کی پرورش بھی کی۔

ابھی میرے تایا کی بیوہ حیات ہیں۔ میرے والد محمد شفیع، مرحوم محمد شریف کے چھوٹے بھائی ہیں۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ مرحوم کی جائیداد کا کون اصل وارث ہوگا؟ مرحوم کی بیوہ یا وہ پالے ہوئے بچے یا مرحوم کا بھائی یا بھتیجے؟ اگر مرحوم کا بھائی وارث ہے تو وہ اگر جائیداد سے دستبردار ہو جائے تو اس کے بعد کون وارث ہوگا؟ کیا اس کے بچے اس جائیداد کے وارث ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ یعنی محمد شفیع کے بچے مرحوم کے بھتیجے۔

میرے والد صاحب محمد شفیع ہم میں کوئی دلچسپی نہیں لیتے ہیں۔ وہ بیوہ بھابھی کے کہے ہوئے پر بے حد عمل کرتے ہیں۔ میرے والد بیوہ کی باتوں میں آ کر ہو سکتا ہے کہ وہ پالے ہوئے بچوں کے نام جائیداد کر دیں اور اپنے حصے کی جائیداد بھی وہ بیوہ کے نام کر دیں۔

ہمیں امید نہیں ہے کہ وہ ہمارے نام کر دیں اپنے حصے کی جائیداد۔ اس کے باوجود کیا بھتیجے حصہ لے سکتے ہیں یا نہیں؟ فقط محمد سبحان، لطیف آباد حیدر آباد

۷۸۶ الجواب ہو الموفق للصواب: زوجہ کے عزیز واقرباء شوہر کے حق میں دربارۂ میراث بالکل غیر ہیں لہٰذا میت کے ترکہ سے میت کی سالی کے بچوں کو کچھ نہیں ملے گا۔ سوال سے ظاہر ہے کہ میت نے اپنے پیچھے ورثہ میں صرف ایک حقیقی بھائی اور ایک بیوہ چھوڑی ہے لہٰذا صورت مذا میں، میت کی تمام جائیداد منقولہ وغیر منقولہ، تجہیز وتکفین، ادائیگی قرض اور وصیت کی ہو تو ایک تہائی مال میں نفاذ کے بعد اس طرح تقسیم ہوگا کہ کل مال کے چار حصے کیے جائیں۔ اس میں سے ایک حصہ یعنی کل مال کا چوتھائی بیوہ کو وَلَهُنَّ الرُّبُعُ (النساء:12) کے تحت دیا جائے اور باقی تین حصے بھائی کو دے جائیں، بھائی اپنے مال کا مختار ہے۔ جہاں چاہے زندگی میں خرچ کر سکتا ہے، ترکہ انسان کے مرنے کے بعد جاری ہوتا ہے۔ مسئلہ یوں ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۴

بیوہ	بھائی	بھائی کی اولاد
۱	۳	محروم

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۴/۸/۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی اور بھانجہ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میرے شوہر کا انتقال مئی ۱۹۸۴ء میں ہوگیا۔ میرے کوئی اولاد لڑکا یا لڑکی نہیں ہے۔ میرے شوہر کی اور میری یہ خواہش تھی کہ ہم اپنا مکان مسجد میں دیں گے لیکن میرے شوہر کے انتقال کے بعد ان کا بھانجا بدرالدّین مجھ کو تنگ کر رہا ہے کہ یہ کوارٹر میرے نام کر دیں لیکن میرے شوہر کی خواہش کے مطابق میں اپنا کوارٹر مسجد میں دینا چاہتی ہوں اور ان کے برعکس بدرالدّین ہمارا زیور و نقد رقم جس میں ۷ تولہ سونا، ۲ سیر چاندی اور =/۷۵۰ روپے نقد ہیں۔ دینے سے انکار کر رہا ہے۔

لہٰذا میں آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ برائے کرم بدرالدّین سے میرا زیور روپیہ دلوایا جائے اور میرا کوارٹر جس پر قبضہ ہے مسجد میں دیا جائے اور بدرالدّین کو اگر اس کا کوئی شرعی حق بنتا ہے تو ہمارے پیسے میں سے دیا جائے اور کوارٹر مسجد میں دیا جائے۔ آپ کی عین نوازش ہوگی۔　فقط بیوہ بدھا عباسی

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں متوفی کی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ، تجہیز و تکفین، ادائیگی قرض اور وصیت اگر کل مال کی ہے تو ایک تہائی مال وصیت میں خرچ کرنے کے بعد کل مال کے ۴ حصے کئے جائیں، ان میں سے چوتھائی یعنی ایک بیوہ کو اور باقی تین حصے حقیقی بھانجے کو دے جائیں کہ عصبہ کوئی نہیں اور یہ ذوی الارحام میں قریب ہے۔

میت مسئلہ ۴

حقیقی بھانجا	زوجہ
۳	۱

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید　۱۵/۱۱/۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، تین بھتیجے اور دو ۲ پھوپھیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: درج ذیل مسئلہ میں فدوی ایک خاندانی وراثت کے لئے تفصیل لکھ رہا ہے۔ مسلک اہلسنت حنفیہ کے مطابق قرآن وسنت کی روشنی میں فتویٰ صادر فرمائیں۔

۱۔ چونکہ مرحوم فقیر محمد کا ۲۴ رمضان المبارک کو انتقال ہوگیا ہے۔

۲۔ عرض یہ ہے کہ میرے چچا فقیر محمد ولد احمد علی کا انتقال ہوگیا ہے۔ ان کی بیوہ کی عمر تقریباً ۴۵ سال ہے جو کہ عرصہ ۲۰ سال سے اپنے شوہر سے ناچاقی کی بناء پر اپنے بھائی عبدالرشید کے گھر میں رہ رہی ہیں اور مرحوم سے کوئی تعلق نہیں رکھا یعنی ازدواجی زندگی میں زوجیت کا حق ادا نہیں کیا۔ جب کہ مرحوم نے آخر تک بلانے کی کوشش کی۔ فقیر محمد مرحوم نے قبل ایک سال جہیز کا سامان اور مہر کی رقم برادری کے چار بھائیوں کے ذریعے ادا کر دئے تھے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نوٹ۔ بیوہ مرحوم فقیر محمد کے ساتھ شادی کے بعد تین سال رہیں مرحوم کی کوئی جائیداد نہیں ہے۔صرف سرکاری واجبات اور بنک ڈپازٹ رقم ہے۔ایسی صورت میں بیوہ کا کتنا حق بنتا ہے؟ فتویٰ صادر فرمائیں۔

۳۔فقیر محمد مرحوم کے ماں باپ فوت ہو چکے ہیں اور بے اولاد تھے۔مرحوم کی کوئی بہن بھی نہیں ہے۔

۴۔مرحوم کے بھائی کے تین لڑکے ہیں۔تفصیل درج ذیل ہے۔

داؤد خان (مرحوم)

عبدالرحمٰن خان (مرحوم)	احمد علی خان (مرحوم)
عبدالقدیر خان (مرحوم)	فقیر محمد خان (مرحوم)
شفیق احمد عبدالرشید نصیر احمد	بے اولاد

مندرجہ بالا تفصیل سے مرحوم فقیر محمد کے تین بھتیجوں کا کتنا کتنا حق بنتا ہے؟

۵۔فقیر محمد کی دو عدد پھوپھیاں بھی ہیں۔

جناب عالی۔سرکاری واجبات میں اور بنک ڈپازٹ رقوم میں دو پھوپھیوں کا کتنا حق بنتا ہے؟ فتویٰ صادر فرمائیں۔شکریہ عرض داشت فدوی شفیق احمد، نزد نشاط سینما، حیدرآباد، سندھ

۸۶/۷ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں مرحوم کی تمام جائداد منقولہ وغیر منقولہ، تجہیز و تکفین، ادائیگی قرض اور وصیت ہو تو نفاذ در ثلث مال کے بعد اس طرح تقسیم ہوگا کہ کل مال کے ۴ حصے کیے جائیں ان میں سے چوتھائی یعنی ایک حصہ بیوہ کو اور باقی تین، ایک ایک ہر بھتیجے کو دیا جائے گا، پھوپھیاں محروم رہیں گی۔

میّت مسئلہ ۴

بیوی	بھتیجا	بھتیجا	بھتیجا	پھوپھیاں
۱	۱	۱	۱	محروم

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۶/۱۰/۱۹۸۴ء

۸۶/۷ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

شادی کا خرچہ ترکہ سے نہیں نکالا جائے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میرے بھائی محمد ابراہیم کا انتقال ہو گیا ہے اور اس کی ملکیت شرعی قانون کے مطابق وارثوں میں تقسیم کرنا چاہتے ہیں۔

محمد ابراہیم کی ملکیت کی کل قیمت =/۱۵۰٬۰۰۰ ڈیڑھ لاکھ ہے۔اس کی تین لڑکیاں ہیں۔ایک شادی شدہ اور دو غیر شادی شدہ، دو بھائی اور ایک بہن ہے۔مرنے والے نے وصیت کی ہے کہ میرے بھانجے محمد عمر کو =/۲۵۰۰۰ روپے اور دونوں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لڑکیوں کو ۲۰ تولے سونا دینا اور میرے پر جو قرض ہے وہ ادا کر دینا۔ وصیت کے مطابق سونے کی قیمت آج کے بھاؤ کے حساب سے =/۴۰۰۰۰ روپے اور =/۲۵۰۰۰ جو بھانجے کو دینے ہے۔ کل رقم =/۶۵۰۰۰ روپے بنتی ہے اور دو لڑکیاں غیر شادی شدہ ہیں۔ دونوں کی شادی کے خرچ کی بھی وصیت کی تھی اور دونوں کی شادی کا خرچ کم از کم =/۴۰۰۰۰ روپے ہوتے ہیں اور مرنے والے پر =/۱۵۰۰۰ روپے قرض ہے وہ بھی وصیت کے مطابق ادا کرنا ہے۔ اپ فتویٰ دیجئے کہ =/۱۵۰۰۰۰ روپے میں سے وصیت کی کتنی رقم نکالیں اور باقی رقم تین لڑکیوں، دو بھائیوں اور ایک بہن میں کس طرح تقسیم کریں۔ مہربانی کر کے اس فتویٰ کو تحریر میں کر دیں تا کہ وارثوں میں حصہ تقسیم ہو سکے۔ فقط حبیب اسلم خان، تلک چاڑی، حیدر آباد، سندھ

۷۸۶ الجواب ہو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں جب کہ بھانجے کے لئے وصیت کل مال کے تہائی سے کم ہے تو یہ نافذ ہے اور محمد عمر کو مطابق وصیت پچیس ہزار روپیہ دئے جائیں گے کہ یہ رقم ڈیڑھ لاکھ کے تہائی سے زیادہ نہیں، تنویر الابصار میں ہے وتجوزا لثلث للاجنبی وان لم یجزالوارث (فتاویٰ رضویہ ص ۱۲۴ ج ۱۱) وصیت کے نفاذ سے قبل، تجہیز و تکفین کی رقم اور قرض کی رقم ترکہ سے نکالی جائے گی کہ یہ دونوں مقدم علی الوصیۃ والارث ہیں۔ پھر بقیہ مال کے ۴۵ حصے کئے جائیں ان میں سے ۱۰-۱۰ ہر بیٹی کو، ۶-۶ ہر بھائی کو اور تین بہن کو دئے جائیں۔ تفصیل اس طرح ہے

میت مسئلہ ۴۵

بیٹی	بیٹی	بیٹی	بھائی	بھائی	بہن
۱۰	۱۰	۱۰	۶	۶	۳

مرحوم نے غیر شادی شدہ بیٹیوں کے حق میں جو وصیت کی ہے۔ وہ اس صورت میں نافذ ہوگی کہ بقیہ وارث اسے جائز رکھیں۔ قولہ ﷺ الا لا وصیۃ لوارث الا ان یجیزھا الورثۃ (فتاویٰ رضویہ ص ۱۳۸ ج ۱۱، سنن ابو داؤد ص ۳۹۶) اگر باقی وارث جس میں ایک بہن دو بھائی اور ایک بیٹی شامل ہیں۔ اس وصیت پر عمل نہ ہونے دیں تو یہ وصیت نافذ نہ ہوگی اور اگر سب اجازت دیں تو وصیت کی رقم نکالنے کے بعد بھی اگر ان کا حصہ بچتا ہے تو دونوں لڑکیوں کو دیا جائے گا۔ شادی کا خرچ خوا مخواہ نہ بڑھایا جائے بلکہ جو پہلی بیٹی پر شادی میں خرچ ہو وہی اوسط رکھا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۶/۹/۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

وصیت تہائی مال سے کم کی ہو تو پوری نافذ ہوگی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نے اپنے بھائی کو وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد مبلغ =/۱۸۰۰۰ روپے مسجد کو (ایک خاص مسجد کا نام لے کر) دے دینا۔ اس کے انتقال کے بعد مذکورہ شخص نے مسجد کے صدر پر یہ بات واضح کی کہ اس طرح فلاں بن فلاں نے مسجد کے لئے مجھے مبلغ =/۱۸۰۰۰ روپے دینے کا کہا لیکن

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وصیت کنندہ کے دو بھتیجوں کا اصرار ہے کہ یہ رقم تین حصوں میں تقسیم کر کے ۶۰۰۰/= روپے فی فرد کے حساب سے دیئے جائیں۔ اب ازراہ کرم آپ فتویٰ صادر کر کے مشکور فرمائیں کہ مذکورہ رقم آیا مسجد میں دے دی جائے جو کہ بمطابق وصیت مسجد کی امانت ہے یا اس کو ۳ حصوں میں تقسیم کیا جائے اور ہر ایک فریق کو ایک ایک حصہ دیا جائے یہ رقم مبلغ ۱۸۰۰۰/= روپے مذکورہ شخص کے پاس پڑے ہیں۔ مسجد کو رقم دینے والے حضرت نے یہ بات چند معتبر گواہوں کے سامنے انتقال سے چار روز قبل کہی تھی۔ وصیت کنندہ اچھی خاصی ملکیت کا مالک ہے جو ایک اندازے کے مطابق تقریباً تین سے چار لاکھ روپے تک ہوگی۔ ورثہ میں سوائے پانچ بھتیجوں کے اور کوئی نہیں ہے۔ والسلام حاجی محمد اقبال، ساٹھی پاڑہ نزد منارہ مسجد حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: وصیت جب کہ تہائی مال یا اس سے کم کی ہو تو وہ پوری نافذ ہوگی کہ مقدم علی الارث ہے۔ قال تعالیٰ مِنۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٖ يُوصِينَ بِهَآ أَوۡ دَيۡنٖۚ (النساء:12) لہٰذا صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز و تکفین، و ادائیگی قرض اور نفاذ وصیت کے بعد جو مال منقولہ و غیر منقولہ بچے، اسے اگر کوئی اور وارث نہ ہو تو ان پانچ بھتیجوں میں برابر برابر تقسیم کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۸/۱۰/۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

اس جائیداد کی تقسیم دو مرتبہ ہوگی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسماۃ سلمہ بی بی زوجہ شیخ سکندر مرحوم۔ سکندر کا انتقال ہو گیا ہے۔ مرحوم کی دو لڑکیاں شادی شدہ ہیں۔ مسماۃ سلمہ نے دوسرا نکاح بنام محمد اسحاق ولد شیر محمد سے کیا۔ مرحومہ کے نام پر ایک مکان ہے۔ جو اس نے اپنی زندگی میں اپنے موجودہ شوہر کے نام وصیت کر دیا۔ فقط محمد اسحاق، ضلع بھاولپور

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں ترکہ کی تقسیم دو مرتبہ کی جائے گی، جیسا کہ سائل نے زبانی بیان کیا، مسماۃ سلمہ مرحومہ نے اپنے پہلے شوہر کی رقم سے مکان خریدا، لہٰذا یہ مکان شوہر اول کی ملکیت قرار پایا، شوہر اول کے انتقال کے وقت اس کے ورثہ میں ایک بیوہ اور دو لڑکیاں ہیں۔ لہٰذا تجہیز و تکفین، ادائے قرض اور نفاذ وصیت در ثلث مال کے بعد مرحوم کا مال منقول و غیر منقول اس طرح تقسیم ہوگا کہ کل مال کے آٹھ حصے کئے جائیں ان میں سے ۱ بیوہ کو اور باقی میں سے دو ثلث دو لڑکیوں کے ہیں، لیکن چونکہ اور کوئی وارث نہیں ہے لہٰذا باقی حصے لڑکیاں لے لیں گے۔ پھر جب کہ سلمہ نے دوسرا نکاح کر لیا تو اس کے مرنے کے بعد ورثہ میں شوہر اور دو لڑکیاں ہیں جو مرحومہ کی پہلے شوہر سے ہیں، لہٰذا اگر شوہر اول کے ترکہ میں صرف مکان ہے جیسا کہ سائل نے زبانی بتایا تو اس مکان کے آٹھویں حصہ کی قیمت میں شوہر ثانی اور دو لڑکیاں شریک ہیں۔ مرحومہ سلمہ نے مکان جو شوہر کے نام وصیت کیا وہ باطل ہے کیوں کہ وہ پورے مکان کی مالک نہ تھی بلکہ صرف آٹھویں حصے کی۔ غرض یہ کہ ترکہ میں دو لڑکیاں شادی شدہ اپنا حصہ ضرور پائیں گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۸/۱۰/۱۹۸۴ء

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۸۶/۷ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

باپ کے کلیم سے جو جائیداد حاصل ہوگی وہ باپ کا ترکہ شمار ہوگی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میں مسماۃ حبیبہ خاتون بنت محمد معصوم عباسی بلحاظ مسلک سنی بریلوی ہوں۔ میری ایک حقیقی بہن مسماۃ عائشہ خاتون بنت محمد معصوم عباسی کی متروکہ زمین (جو کہ ہندوستان میں تھی) کے بدلے میں پاکستان میں اپنے شوہر نجم الدین فاروقی کی مدد سے تقریباً ۶۹ ۱۳ ایکڑ زرعی زمین حاصل کی تھی لیکن چند ماہ بعد ہی نومبر ۱۹۶۰ء میں عائشہ بیگم بنت محمد معصوم عباسی کا انتقال ہوگیا اور کسی قسم کی کوئی اولاد اپنے پسماندگان میں نہیں چھوڑی۔ بس ایک شوہر بنام نجم الدین فاروقی اور میں مسماۃ حبیبہ خاتون اس کے وارثوں میں باقی بچے چنانچہ آپ سے گزارش ہے کہ وراثت کے معاملے میں میری رہبری فرمائیں کہ آیا خود میری بہن عائشہ بیگم کی زندگی میں ہی میرے اور اس کے مشترکہ والدین کی متروکہ زمین کے بدلے میں پاکستان میں بذریعہ کلیم حاصل کی جانے والی زمین میں میرا شرعی حصہ بنتا ہے یا نہیں؟ اور اگر بنتا ہے تو کتنا؟ پھر میری بہن عائشہ بیگم کے بعد بحیثیت وارث میرا کچھ حصہ عائشہ کی متروکہ زمین میں ہوگا یا نہیں؟ اور اگر ہوگا تو کتنا؟ دوسرے یہ بھی معلوم کرنا ہے کہ اگر کوئی عورت وصیت کر جائے تو وہ پوری ملکیت کے کتنے حصے کے بارے میں وصیت کرسکتی ہے یا مانی جاسکتی ہے؟

مزید یہ بھی معلوم کرنا ہے کہ عائشہ بیگم کے شوہر کو اس مذکورہ زمین میں سے کس قدر حصہ ملنے کا حق حاصل ہے؟

یقین ہے کہ جناب والا اس مسئلہ میں میری دینی رہنمائی فرما کر فتویٰ عنایت فرمائیں گے۔ بینوا توجروا

مستفتیہ حبیبہ خاتون بنت محمد معصوم عباسی

۸۶/۷ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں مسماۃ عائشہ نے جو زمین باپ کے کلیم میں حاصل کی وہ باپ کا ترکہ شمار ہوگا لہٰذا اگر کوئی وارث نہ ہو تو یہ زمین ان دونوں بہنوں میں برابر برابر تقسیم کی جائے گی پھر جب عائشہ کا انتقال ہوا تو اس نے اپنے ورثاء میں شوہر اور ایک حقیقی بہن چھوڑے ہیں۔ لہٰذا یہ دونوں بموجب قرآن کریم **وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ** (النساء:12) اور **فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ** (سورۃ النساء:176) عائشہ کے ترکہ سے بعد تجہیز وتکفین ادائیگی قرض اور نفاذ وصیت در ثلث مال نصف نصف مال کے حقدار ہیں۔ وصیت اگر وارث کے حق میں ہے اور اس کے حصہ شرعی سے زیادہ ہے تو باطل ہے اور غیر وارث کے حق میں ہے تو تہائی مال میں جاری ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۷/۱۱/۱۹۸۴ء

۸۶/۷ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

مکان کی فروخت کے وقت موجودہ قیمت کا اعتبار ہوگا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ہمارے والد کا انتقال ہوگیا اور ہم اپنے والد کے دو

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بیٹے ہیں۔ ہمارے پاس ایک مکان ہے۔ کلیم کے وقت میں والدہ کا حصّہ نقد معاوضہ کی صورت میں مل گیا تھا۔ باقی ہم دونوں بھائیوں نے اپنے حصّے کے کلیم سے مکان لیا۔ اب بھائی نے گھر سے نکال دیا ہے اور کہتا ہے کہ میں کلیم کے نقد روپے دینے کو تیار ہوں۔ اب وہ میری مرضی کے بغیر مکان بنوانا چاہتا ہے؟ آپ عالم دین ہونے کی حیثیت سے وضاحت کے ساتھ حصّے کے بارے میں فتویٰ دیں کہ میں اس کام کو روکوا سکوں اور اپنے حصّے کے مکان کو خود بنوا کر رہ سکوں۔

فقط اقبال احمد ولد عظیم خان، یونٹ نمبر ۵ لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں جب والدہ نے مکان سے اپنا حصّہ بصورت نقد وصول کرلیا تو اب دونوں بھائی اس مکان میں برابر کے شریک ہیں۔ اگر ان میں سے دوسرا اپنا حصّہ بیچنا چاہے تو دو عادل منصف اور غیر جانبدار اشخاص جو مکانوں کی قیمت سے واقف ہوں' ان سے قیمت لگائی جائے یعنی جس دن مکان کا حصّہ خرید رہا ہے۔ اس دن اس کی کیا قیمت ہوگی' جو قیمت لگے اس کا نصف حصّہ اپنے بھائی کو دے دے۔ تو یہ تقسیم شرعی ہوگی' اس قیمت کا اعتبار نہیں جو کلیم کے وقت تھا' اور اس میں آپس کی رضامندی ضروری ہے۔ (درمختار)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۵/۳/۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، والدہ، دو بیٹیاں، دو بہن اور بھائی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: غلام نبی فوت ہوگیا اور اس نے اپنے پیچھے ایک بیوہ مسماۃ زادی اور دو بیٹیاں مسماۃ وزیراں اور مسماۃ بشیراں اور ایک بھائی مسمّی غلام قادر اور والدہ مسماۃ عائشہ اور دو بہنیں مسماۃ امام زادی اور مسماۃ ہمام زادی چھوڑی ہیں۔ اب آپ بتایئے کہ فتویٰ کی ملکیت شریعت کے مطابق کس طرح تقسیم کی جائے گی؟

بینوا توجروا عرض دار: غلام قادر، ہوسڑی، سندھ

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں غلام نبی کا تمام مال منقول وغیر منقول' تجہیز وتکفین' ادائیگی قرض و مہر اور اگر کوئی وصیت کی ہو تو تہائی مال میں' اجرائے وصیت کے بعد اس طرح تقسیم ہوگا کہ کل مال کے ۹۶ حصّے کیے جائیں۔ ان میں سے آٹھواں یعنی ۱۲ بیوہ کو' چھٹا یعنی ۱۶ ماں کو۔ ۳۲-۳۲ ہر بیٹی کو' ۲ بھائی کو اور ایک ایک ہر بہن کو دیا جائے۔

میّت مسئلہ ۹۶/۲۴

بیوہ	ماں	بیٹی	بیٹی	بھائی	بہن	بہن
۳	۴	۸	۸		۱	
۱۲	۱۶	۳۲	۳۲	۲	۱	۱

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۱/۴/۱۹۸۴ء

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح ۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، ۵ بہنیں اور ۳ بھائی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میرے بڑے بھائی کا انتقال ہو گیا۔ انھوں نے دوسری شادی کی تھی۔ شادی کے دو ماہ بعد بڑے بھائی کا انتقال ہو گیا۔ ترکہ میں جائیداد اور ہوٹل کا کاروبار، مہر زیورات اور بینک اکاؤنٹس میں نقدرقم بھی چھوڑی ہے۔ اس کے ورثہ میں تقسیم کس طرح ہوگی؟ درج ذیل یعنی بیوہ، بہنیں اور بھائی ورثاء میں ہیں۔

ایک بیوہ، پانچ بہنیں اور تین بھائی ہیں۔ ان میں مرحوم بھائی کی والدہ اور ایک بہن کی والدہ پہلی بیوی سے والد مرحوم کی تھیں اور والد مرحوم کی دوسری بیوی سے باقی چار بہنیں اور ۳ بھائی ہیں۔ والد محترم سب بہن بھائیوں کے ایک ہی تھے۔

مرحوم بھائی بیوہ کی شادی میں چڑھائے گئے زیور اور بری اور مہر کی ادائیگی کس طرح ہوگی؟ جہیز اور بری کے زیور کس کی ملکیت قرار پاتے ہیں یعنی بیوہ کے یا مرحوم بھائی کا ترکہ ہے۔

ہوٹل جو چل رہا ہے اس میں کیا طریقہ کار ہوگا؟ بینک اور لاکرز میں جو رقم و زیور ہیں۔ اس کا کیا طریقہ تقسیم ہوگا؟

بیوہ اس وقت عدت میں ہے اور ہمارے گھر میں ہی ہے۔ امید ہے کہ بالتفصیل فتویٰ صادر ہوگا۔

فقط سید انور علی ولد سید مطلوب علی زیدی، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: سوال سے ظاہر ہے کہ میت نے جو ورثا چھوڑے ہیں، ان میں ایک بیوہ، ایک حقیقی بہن اور ۴ بہنیں اور ۳ بھائی باپ شریک ہیں، لہٰذا میت کا تمام مال متروکہ منقولہ وغیر منقولہ اور تجہیز و تکفین، ادائیگی قرض و مہر اور اگر کوئی وصیت ہو تو اجرائے وصیت در ثلث (تہائی) کے بعد، اس طرح تقسیم ہوگا کہ کل مال کے چالیس حصے کئے جائیں ان میں سے ۴/۱ یعنی دس حصے بیوہ کو، ۲/۱ یعنی بیس حصے حقیقی بہن کو دئے جائیں اور باقی ۱۰ حصے علاتی بھائی بہنوں میں اس طرح تقسیم کریں کہ مرد کو دوگنا اور عورت کو اکہرا یعنی ۲ ہر بھائی کو، اور ہر بہن کو ایک دیں۔

میت مسئلہ ۴/۴۰

زوجہ	حقیقی بہن	علاتی بھائی	بھائی	بھائی	علاتی بہن	بہن	بہن	بہن
۱	۲			۱				
۱۰	۲۰	۲	۲	۲	۱	۱	۱	۱

واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ بیوہ کا مہر بھی شوہر پر قرض ہے جو تقسیم مال سے پہلے بیوہ کو دیا جائے گا۔ بیوہ کو جہیز میں جو کچھ سامان اس کے گھر سے ملا وہ تنہا اس کی مالک ہے۔ یہ شوہر کے ترکہ میں شامل نہیں۔ بری کے سامان اور زیورات کا مالک اگر شوہر نے بیوی کو بنا دیا تھا تو بیوی مالک ہے، اگر مالک نہ کیا تھا تو رواج دیکھیں گے کہ عرف میں عام طور پر مالک کرتے ہیں یا استعمال کو دیتے ہیں، اگر صرف استعمال کو دیا تھا تو یہ سامان ترکہ میں شمار ہوگا۔ بینک اور لاکرز میں زیورات اگر شوہر کی ملک تھے تو ترکہ میں شمار ہوں گے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ورنہ نہیں۔ ہوٹل کی قیمت لگا کر ترکہ میں شمار کریں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید　۲ ر ۴ ر ۱۹۸۴ء

۸۶/۷ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

کل مال مسجد میں دینے کی وصیت کی تو بھی تہائی مال دیا جائے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ہمارے پردادا کے تین لڑکے تھے۔ جن کے نام یہ ہیں۔ شبراتی' خدا بخش اور نبی بخش۔ شبراتی کے ایک لڑکا تھا۔ جن کا نام عبدالغفور تھا۔ دوسرے بھائی خدا بخش کے بھی ایک لڑکا تھا جس کا نام دین محمد تھا۔ تیسرے بھائی نبی بخش کے تین لڑکے تھے۔ حسین بخش' دلدار اور عیدو۔

عبدالغفور کے کوئی اولاد نہ تھی اور کوئی بھائی بہن بھی نہیں ہے۔ صرف مذکورہ بالا چچازاد بھائیوں کی اولاد موجود ہے جس میں لڑکیاں بھی ہیں۔ اب چونکہ عبدالغفور صاحب کا انتقال ہو گیا ہے تو مرحوم کی یہ وصیت تھی کہ میری رقم جن صاحب کے پاس امانت ہے وہ بعد مرنے کے مسجد میں لگا ئیں۔ مندرجہ بالا چچازاد اولاد کے سوا کوئی موجود نہیں ہے اور خونی رشتے سے ان کے علاوہ اور کوئی موجود نہیں ہے۔

۱۔ اب آپ بتائیں کہ یہ ان کے وارث ہیں یا نہیں؟　۲۔ بہنوں کو حصہ ملے گا یا نہیں؟

۳۔ وصیت پر کہاں تک عمل کیا جائے گا؟　فقط مدثر خان، چھوٹکی گٹی' حیدر آباد

۸۶/۷ **الجواب** ھوالموفق للصواب: متوفی نے جو کچھ جائداد منقولہ وغیر منقولہ چھوڑی ہے' اس میں میت کے حقیقی چچاؤں کے سب پوتے پوتیاں شریک ہوں گے' لہٰذا صورت مسئولہ عنہا میں' تجہیز وتکفین' ادائے قرض اور ایک تہائی مال میں وصیت جاری کرنے کے بعد جو مال بچ رہے گا وہ اس طرح تقسیم ہوگا کہ عورت کو اکہرا اور مرد کو دوھرا ملے گا۔ قال تعالیٰ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ (النساء:11) اس کا سب مال مسجد میں نہیں دیا جائے گا کہ زندگی میں آدمی اپنے مال کا مختار ہوتا ہے' لیکن مرنے کے بعد اس کے مال میں حق شرع جاری ہوگا اور وہ یہی ہے کہ اگر کل مال مسجد میں دینے کی وصیت کی ہے تو ایک تہائی مال میں وصیت پر عمل کرتے ہوئے ایک تہائی مسجد کو دیں گے۔ باقی اس کے موجودہ ورثہ میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید　۷ / ۵ / ۱۹۸۴ء

۸۶/۷ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ترکہ میں ان کا حصہ ہوگا جو متوفی کے انتقال کے وقت حیات تھے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص محمد جعفر کا انتقال ہو گیا۔ وفات کے وقت اس کے پانچ بیٹے محمد عیسیٰ' محمد عرس' ابراہیم' خدا بخش اور محمد موسیٰ تھے۔ کچھ عرصے بعد محمد عیسیٰ۔ محمد عرس اور محمد ابراہیم کا علی الترتیب انتقال ہو گیا۔ اس وقت جعفر کے دو بیٹے خدا بخش اور محمد موسیٰ زندہ ہیں۔ پہلے بیٹے محمد عیسیٰ کی وفات کے وقت اس کی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کوئی اولاد نہیں تھی۔ دوسرے بیٹے محمد عرس سے ایک بیٹا غلام نبی موجود ہے۔ یعنی محمد عرس کی بھی وفات ہو چکی۔ بڑے بیٹے فوتی محمد ابراھیم کے چھ بیٹے موجود ہیں۔ اس صورت میں غلام نبی جو کہ محمد عرس کا بیٹا ہے اسے اپنے دادا جعفر کی ملکیت سے شریعت کے قانون کے مطابق کیا ملنا چاہئے۔ بینوا توجروا عرضدار، غلام نبی

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: جعفر مرحوم کی وفات کے وقت چونکہ ان کے پانچوں بیٹے زندہ تھے اس لئے جعفر کا ترکہ بعد تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض اور اجرائے وصیت در ثلث مال اس طرح تقسیم ہوگا کہ کل مال کے ۵ حصے کئے جائیں اور ایک بیٹے کو ایک حصہ دیا جائے۔ محمد عرس کے انتقال کے بعد اس کا کل مال اس کا بیٹا غلام نبی عصبہ درجہ اول ہونے کی بناء پر لے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۸/۵/۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

صرف وکیل بنانے سے ملکیت ثابت نہیں ہوگی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: اللہ دین نے اپنے بیٹے محمد رمضان کو اپنی مقبوضہ دوکان جو اوقاف کی ملکیت ہے اور جو محکمہ اوقاف سے کرایہ پر حاصل کی تھی۔ ایک اسٹامپ پر لکھ کر دے دی۔ جس کی فوٹو کاپی موجود ہے۔

عرصہ تقریباً آٹھ سال کا گزار کہ محمد رمضان تنہا اس دوکان کو چلا رہے ہیں اور اس سے قبل بھی محمد رمضان اپنے والد کے ساتھ کاروبار کرتے تھے اور ان کا ہاتھ بٹاتے تھے۔ نیز گھر کے اخراجات بھی چلاتے رہے اور عرصہ مذکور سے جب سے والد صاحب نے دوکان مذکور نام کردی تھی محمد رمضان ہی مذکور دوکان کا کرایہ اپنے نام سے جمع کر رہے ہیں۔ چونکہ اوقاف میں اب بھی مذکورہ دوکان آٹھ سال قبل ہی محمد رمضان کے نام پر منتقل ہو چکی ہے۔ اسٹامپ کی تحریر کے چار سال کے عرصے کے بعد والد صاحب (اللہ دین) انتقال فرما گئے۔ تحریر یہ ہے

حلف نامہ

میں اللہ دین ولد علی بخش۔ ساکن لطیف آباد حیدرآباد۔

میں حلفیہ بیان دیتا ہوں کہ متروکہ وقف املاک کی دوکان میرے قبضہ میں عرصہ ۲۷ سال سے ہے اور جس کا مبلغ ماہانہ کرایہ =/۲۰ روپیہ ادا کر رہا ہوں اور میری طرف کوئی رقم واجب الادا نہیں ہے۔

میں حلفیہ بیان دیتا ہوں کہ میں بہت ضعیف ہو جانے کی وجہ سے مذکورہ دوکان پر کاروبار اپنے لڑکے محمد رمضان کے حوالے کر رہا ہوں تاکہ گھر کا گزر چلا سکے۔

میں حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ مذکورہ دوکان کے کرایہ کی پرچی میرے لڑکے محمد رمضان کے نام منتقل کردی جائے تو مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ تاکہ مذکورہ دوکان کا کرایہ باقاعدہ میرا لڑکا محمد رمضان ادا کرتا رہے۔

میں حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ مذکورہ بالا تحریر میں نے مکمل ہوش وحواس کے ساتھ کردی ہے تاکہ سند رہے اور وقت

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ضرورت کام آئے۔ فقط، اللہ دین

اب اللہ دین مرحوم کے ایک بیٹے نے مطالبہ کیا ہے کہ اس دوکان میں اس کو بھی حصہ ملنا چاہیے۔ جب کہ محمد رمضان نے اپنی محنت اور سرمایہ سے اس کاروبار کو ترقی دی ہے۔ تو کیا اللہ دین والد مرحوم کا دوسرا بیٹا۔ اس دوکان میں شرعی طور پر حقدار ہوسکتا ہے یا نہیں؟ مہربانی فرما کر والد مرحوم کی تحریر کی رو سے اور شرعی طور سے فتویٰ عطا فرمایا جائے تا کہ اس تنازعہ کو حل کیا جاسکے۔ فقط السائل محمد رمضان

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں اسٹامپ کی تحریر صاف بتارہی ہے کہ متوفی اللہ دین نے صرف اپنا کاروبار اپنے لڑکے محمد رمضان کے حوالے کیا۔ یعنی اسے اپنا کاروباری وکیل بنایا اور صرف وکیل بنانے سے ملکیت ثابت نہیں ہوتی۔ چنانچہ متوفی کے حوالہ کئے ہوئے سامان سے جو بھی منافع ہوا اور تجارت بڑھی اس میں اس کے ورثہ شریک ہوں گے اور ترکہ سے اپنا اپنا حصہ لیں گے۔ ہاں اگر محمد رمضان نے اپنی ذاتی ملکیت سے کچھ رقم کاروبار میں لگائی ہے تو وہ رقم ترکہ میں شمار نہ ہوگی۔ وکیل کے قبضہ میں جو چیز ہوتی ہے وہ بطور امانت ہوتی ہے۔ (عالمگیری)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۴/۵/۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

https://t.me/Tehqiqat

بیٹے کی موجودگی میں پوتا اور پڑپوتا محروم رہیں گے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید کے تین بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ دو بیٹے زید کی زندگی میں انتقال کر گئے۔ ایک بیٹا اور دو بیٹیاں باقی ہیں۔ زید کا ایک مکان ہے جسے اس نے بغیر کسی کی مدد کے خود بنایا۔ زید کے انتقال کے بعد اس کے ترکہ کا حق دار کون کون ہو سکتے ہیں جو دو بیٹے زید کی موجودگی میں انتقال کر گئے تھے۔ ان کی اولاد یعنی زید کے پوتے اور پوتے کی اولاد زید کے ترکہ میں حق رکھتے ہیں یا نہیں؟ اور زید کا بیٹا جو زندہ ہے اس نے زید کا مکان =/۶۵۰۰۰ ہزار روپے میں فروخت کر دیا۔ اب یہ =/۶۵۰۰۰ ہزار کی رقم ورثاء میں کتنی کتنی تقسیم ہوگی؟ اور ایک بہن جو وفات کر گئی ہے؟ اس کا حصہ ہوگا یا نہیں؟ السائل حاجی محمد رفیق ولد فضل کریم، لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں زید کا پوتا محروم رہے گا' کیوں کہ میت کا دوسرا بیٹا موجود ہے اور بیٹے کی موجودگی میں پوتا اور پڑپوتا محروم ہوتا ہے۔ ہاں میت کے ایک بیٹے اور دو بیٹیوں میں ترکہ اس طرح تقسیم ہوگا کہ تجہیز و تکفین ادائیگی قرض اور اجرائے وصیت در ثلث مال کے بعد باقی ماندہ مال کے چار حصے کئے جائیں۔ ان میں سے دو بیٹے کو ایک ایک ہر بیٹی کو ملے گا۔

میت مسئلہ ۴

ابن	بنت	بنت
۲	۱	۱

واللہ تعالیٰ اعلم فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۴/۷/۱۹۸۴ء

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح ۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

وصیت کو اگر ورثاء نافذ رکھیں تو وصیت نافذ ہوگی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میرے بڑے بھائی نے انتقال سے تقریباً ایک ماہ قبل ہمدرد دوست سے زبانی کہا تھا کہ میں نے رئیسہ خاتون (حقیقی بہن) کی لڑکیوں کی شادی کے لئے بنک میں پینتالیس ہزار روپے رکھے ہیں۔ میرے مرنے کے بعد اس کو دے دینا۔

مبلغ دس ہزار روپیہ رضیہ بیگم مرحومہ بیوی اور بیس ہزار روپیہ مرحوم نے اپنے لئے یعنی کل تیس ہزار روپیہ بنک میں رکھے ہیں کہ کسی رفاہِ عام ہسپتال میں ہم دونوں کے نام سے لگادئے جائیں۔

اس بات کا ذکر دوست نے مرحوم کے چہلم کے دن ورثا اور تمام عزیزوں کے سامنے کیا تھا اور ساتھ یہ بھی کہہ دیا تھا کہ اس زبانی بات پر عمل کرنا یا نہ کرنا تمام ورثا کا فعل ہے۔

اگر مندرجہ بالا رقم جو کہ بھائی نے لڑکیوں کی شادی کے لئے رکھی ہے رقم کی وصولیابی کے بعد میرا مرحوم بھائی کے ترکہ میں حق وراثت ختم ہو جائے گا؟ یا رقم مذکورہ بھی مجھے ملے گی؟ اور شرعی طور سے ترکہ میں حصہ برقرار رہے گا؟ تفصیل سے قرآن وسنت کا فیصلہ صادر فرمائیں۔

مرحوم کے والدین نہیں ہیں اور ایک بیوہ ہے۔

حقیقی بہن	علاتی بھائی	علاتی بہنیں
۱	۳	۴

فقط السائلہ رئیسہ خاتون، قصاب لین حیدرآباد سندھ

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: اگر وصیت مذکورہ کو ورثہ میت سے سب وارث جائز رکھتے ہیں تو وصیت مذکورہ اس وارث موصٰی لہ کے حق میں، تمام وکمال جائز ونافذ ہو جائے گی۔ لہٰذا بعد ادائے قرض، مقدم علی الوصایا جس قدر کی وصیت کی ہے اس وارث موصٰی لہ کو دیا جائے گا۔ اسی طرح جو رقم مرحوم نے اپنی اور اپنی مرحوم بیوی کی جانب سے کار خیر میں لگانے کی وصیت کی تو یہ ورثاء کی اجازت سے نافذ ہوگی، ہندیہ میں ہے لو قال اوصیت بان یتصدق ...... فالوصی یتصدق وفی الخلاصۃ لو اوصی بان یصدق فی عشرۃ ایام فتصدق فی یوم جاز۔ (فتاوٰی رضویہ) وصیت جاری کرنے کے بعد بقیہ مال میں بہن اپنا مقررہ نصف حصہ لے لے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۵ / ۷ / ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح ۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بیٹا، دو بہنیں اور بھتیجے ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص کا انتقال ہوا، اس کے وارثین میں صرف

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک لڑکا، دو بہنیں، اور دو مرحوم بھائیوں کی اولاد ہیں۔ والدین اور بیوی نہیں ہیں۔ کیا اس صورت میں مرحوم بھائیوں کی اولاد ترکہ میں شریک ہوگی؟ اور کیا بہنوں کو بھی حصہ ملے گا یا نہیں؟ السائل مولانا محمد میاں بھوپالی، لطیف آباد ۸، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں متوفی کا تمام مال منقول و غیر منقول، تجہیز و تکفین، ادائیگی قرض اور ایک تہائی مال میں وصیت کے نفاذ کے بعد۔ (اگر وصیت ہو) اس طرح تقسیم ہوگا کہ کل مال بیٹا لے لے گا۔ بیٹے کی موجودگی میں بہنیں اور بھتیجے، بھتیجیاں محروم رہیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۴/۱۱/۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ایک وارث دوسرے وارث کو حصہ نہ دے اور مر جائے تو اس کے ترکہ کی تقسیم سے قبل دوسرے وارث کا حصہ نکالا جائے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: عبد العزیز کا انتقال ہوگیا اور اس نے اپنے پیچھے ایک بیٹا عبد الکریم اور ایک بیٹی خیر النساء چھوڑی۔ عبد الکریم نے اپنی بہن کو کچھ وراثت میں سے نہیں دیا کہ عبد الکریم کا انتقال ہوگیا تو اس نے اپنے پیچھے اپنی بہن خیر النساء اور دو بیوہ چھوڑیں تو اس صورت میں جائیداد کی وراثت کیسے ہوگی؟

اگر مرحوم عبد الکریم نے اپنی زندگی میں زبانی یا تحریری اپنی کسی بھی بیوہ کو اپنی جائیداد کا وارث بنا دیا ہو تو کیا مکمل جائیداد اس کی بیوی کی ہوگی؟ اور دیگر ورثاء محروم رہیں گے؟ السائل مبارک علی، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں عبد العزیز کا مال متروکہ تجہیز و تکفین، ادائے قرض اور اگر کوئی وصیت کی ہو تو تیسرے حصے مال میں وصیت کے بعد اس طرح تقسیم ہوگا کہ بچے ہوئے مال کے تین حصے کیے جائیں اس میں دو حصے عبد الکریم کو اور ایک حصہ خیر النساء کو ملے گا۔ **لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ** (النساء:11) عبد الکریم نے اگر بہن کو حصہ نہیں دیا تھا تو اس کے مرنے کے بعد بھی وہ حصہ اس مال سے پہلے نکالا جائے گا اور بہن کو ملے گا۔ پھر عبد الکریم کے انتقال کے بعد اس کے مال کے ۴ حصے کیے جائیں۔ ان میں سے تین بہن کو دیں اور ایک میں دونوں بیویاں شریک ہوں گی۔ یہ دونوں اپنے حصہ کو باہم برابر برابر تقسیم کر لیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۹/۳/۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ذوی الفروض کے ہوتے ہوئے ذوی الارحام وارث نہیں ہوں گے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ہم نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ ہم دو بھائی اور ایک بہن دنیا میں آئے۔ بہن کا انتقال ۲۱ راگست ۱۹۵۰ء میں ہوگیا تھا۔ چند سال ہوئے کہ والدہ کا بھی انتقال ہوگیا۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

والدہ نے ایک مکان چھوڑا ہے۔ جو ان کی ملکیت ہے اور مرحومہ بہن کا ایک لڑکا ہے۔ آپ قرآن حدیث کی روشنی میں یہ بتائیں کہ ہمارے بھانجے مدثر علی کا مکان میں حصہ ہے یا نہیں؟

فقط السائل، خطیب حافظ محمد اویس، سبحانی مسجد، سٹلائٹ ٹاؤن، میر پور خاص، سندھ

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز و تکفین و ادائیگی قرض اور وصیت کی ہو تو ایک تہائی مال میں اجرائے وصیت کے بعد متوفیہ کا تمام مال منقول و غیر منقول دونوں بیٹے آپس میں برابر برابر تقسیم کر لیں گے، چوں کہ بہن کا انتقال (متوفیہ کی بیٹی کا) والدہ سے پہلے ہو چکا ہے، اس لئے بہن کا بیٹا محروم رہے گا کہ وہ ذوی الارحام میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۸/ ۱۲/ ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح ۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، چار بیٹے، بیٹی اور دو بہنیں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید کا انتقال ہو گیا۔ اس کی بیوی ''ہندہ بیوہ'' ہے۔ چار لڑکے ہیں اور ایک لڑکی ہے جو شادی شدہ ہے اس کے علاوہ زید کی دو بہنیں بھی ہیں۔ دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ زید کی جائیداد و ملکیت میں ان سب کو کتنا کتنا حصہ ملے گا؟ کیا بہنوں کو بھی حصہ ملے گا؟ اگر ملے گا تو کتنا کتنا؟ خدا آپ کو اجر عظیم عطا کرے۔ آمین!

احقر بدر الدین نظامی، نو آباد گلی مارکیٹ روڈ، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز و تکفین، و ادائیگی قرض اور وصیت ہو تو ایک تہائی مال میں جاری کرنے کے بعد متوفی کی جائداد منقولہ و غیر منقولہ اس طرح تقسیم ہو گی کہ کل مال کے بہتر ۷۲ حصے کیے جائیں، ان میں سے ۹ بیوہ کو، ۱۴-۱۴ ہر لڑکے کو اور ۷ لڑکی کو دیے جائیں۔ شادی شدہ بھی میراث میں حصہ لیتی ہے، زید کی بہنیں محروم رہیں گی۔

میت مسئلہ ۸/ ۷۲

زوجہ	لڑکا	لڑکا	لڑکا	لڑکا	لڑکی	بہن	بہن	
۹	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷	محروم	محروم	واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۰/ ۱۲/ ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح ۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، دو بیٹے اور چھ بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: عرض یہ ہے کہ میرے والد مرحوم عبد الصمد خان کے ترکہ میں ایک مکان ہے۔ جس کی مالیت تقریباً ایک لاکھ روپے ہے۔ والد مرحوم کے ورثاء حسب ذیل ہیں۔

۱۔ ایک بیوہ ۲۔ دو بیٹے ۳۔ چھ بیٹیاں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سب بیٹیاں الحمدللہ شادی شدہ ہیں۔ والدہ اور چھوٹا بھائی میرے زیر کفالت ہیں۔ فقہ حنفیہ کے مطابق وراثت کے مسئلہ کو تفصیلی لکھ کر مشکور فرمائیں۔ خیر اندیش فیاض احمد غوری، فقیر کا پڑ' حیدر آباد' سندھ

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں' تجہیز و تکفین' ادائیگی قرض اور وصیت ہو تو تہائی مال میں جاری کرنے کے بعد متوفی کی تمام جائداد منقولہ وغیر منقولہ اس طرح تقسیم کی جائے گی کہ کل مال کے ۸۰ حصے کئے جائیں' اس میں سے ۱۰ بیوہ کو ۱۴ ہر بیٹے کو اور ۷ ہر لڑکی کو دیے جائیں۔

میّت مسئلہ ۸/ ۸۰

زوجہ	لڑکا	لڑکا	لڑکی	لڑکی	لڑکی	لڑکی	لڑکی	لڑکی	
۱۰	۱۴	۱۴	۷	۷	۷	۷	۷	۷	واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۸/ ۱۲/ ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوہ' بیٹی' ۲ بھتیجے اور ۲ بھتیجیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: حاجی محمد ابراہیم کا انتقال ہو گیا ہے۔ اس لئے ان کی جائداد کی تقسیم کے سلسلے میں شرعاً فتویٰ کی ضرورت ہے۔ مرحوم نے پیچھے مندرجہ ذیل ورثاء چھوڑے ہیں۔ بیوہ' بیٹی ۱، بھتیجے ۲، بھتیجیاں ۲، نواسہ ۱، نواسیاں ۲۔ برائے مہربانی فتویٰ دیں کہ ان ورثاء کو کیا کیا حصہ شرعاً ملے گا؟

فقط اللہ بخش دریا، چانا پاڑہ' ٹنڈو آدم۔ ضلع سانگھڑ

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز و تکفین' ادائیگی قرض اور وصیت کی ہو تو تہائی مال میں نافذ کرنے کے بعد جائداد اس طرح تقسیم ہوگی کہ کل مال کے سولہ حصے کئے جائیں' ان میں سے آٹھواں یعنی دو حصے بیوہ کو' آدھے یعنی آٹھ حصے بیٹی کو اور ۲ ہر بھتیجے کو اور ۱ ہر بھتیجی کو دیا جائے' نواسہ اور نواسیاں محروم ہیں۔

میّت مسئلہ ۱۶

بیوہ	بیٹی	بھتیجا	بھتیجا	بھتیجی	بھتیجی	
۲	۸	۲	۲	۱	۱	واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۸/ ۱۲/ ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی' ۳ بیٹیاں اور ۳ بھائی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: محمد یوسف متوفی کا ذاتی مکان اور دو دکانیں ہیں۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

محمد یوسف نے اقرار کر کے عبدالحق کو فروخت کی تھیں اور جب عبدالحق سوتی دینے محمد یوسف کے مکان پر آیا اس وقت یوسف سخت بیمار تھا اور محمد یوسف نے عبدالحق کو انگوٹھا لگا دیا کہ میں دکانیں عبدالحق کو دیتا ہوں اور عبدالحق نے تین مہینے کے بعد پیسے دینے کا اقرار کیا تھا اور دس ہزار روپے اس نے دیئے تھے اور باقی پیسے دینے کے بعد رجسٹری کرنے کو کہا تھا۔ اب محمد یوسف وفات پا گیا ہے۔ محمد یوسف کے تین بھائی موجود ہیں اور تین لڑکیاں اور ایک بیوہ موجود ہیں۔ محمد یوسف کا کوئی لڑکا نہیں محمد یوسف کے بھائی رحمت کی اپنی جائیداد میں ایک دکان اور ایک مکان کھتری پاڑہ میں ہے اور ایک مکان شہباز کالونی میں واقع ہے۔ یوسف کے دو بھائی اپنا حصہ معاف کرنے کو تیار ہیں۔ مگر تیسرا بھائی اپنا حصہ لینے کے لیے مطالبہ کرتا ہے۔ از روئے شرع معاف کرنے والے کیسے معاف کریں؟ اور مطالبہ کرنے والا ایک بھائی تین لڑکیاں اور ایک بیوہ آپس میں جائیداد کیسے تقسیم کریں؟

فقط السائلہ زینب زوجہ محمد یوسف، ٹنڈو الہیار، سندھ

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز و تکفین' ادائیگی قرض اور وصیت ہو تو تہائی مال میں نافذ کرنے کے بعد میت کا تمام مال منقولہ وغیر منقولہ اس طرح تقسیم کیا جائے گا کہ کل مال کے ۷۲ حصے کیے جائیں' ان میں سے آٹھواں یعنی ۹ حصے زوجہ کو' ہر لڑکی کو ۱۶' ہر بھائی کو ۵' دیے جائیں' جو بھائی اپنا حصہ معاف کرنا چاہیں تو وہ جسے چاہیں دیں' ان کے مال میں انہیں اختیار ہے' خواہ اس کو بھی مذکورہ طریقہ سے دوبارہ تقسیم کرلیں' صورت یہ ہے

میت مسئلہ ۲۴/ ۷۲

زوجہ	دختر	دختر	دختر	بھائی	بھائی	بھائی
۳		۱۶			۵	
۹	۱۶	۱۶	۱۶	۵	۵	۵

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۸/ ۱۲/ ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی' ایک حقیقی بہن اور ایک حقیقی بھائی اور علاتی بھائی، بہن ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: یہ کہ میرے حقیقی بھائی سید یعقوب علی مرحوم ولد سید مطلوب علی مرحوم کا انتقال مورخہ ۱۶/ مارچ ۱۹۸۴ء کو ہو گیا تھا۔ مرحوم بھائی سید یعقوب علی نے پہلی شادی حسینہ بیگم مرحومہ سے کی تھی۔ دوسری شادی روشن آراء سے کی تھی، پہلی اور دوسری دونوں بیویوں سے اولاد نہیں۔ والد محترم سید مطلوب علی مرحوم کی پہلی بیوی سے اولاد یہ ہے

پہلی والدہ محترمہ مرحومہ سے اولاد

بھائی سید یعقوب علی مرحوم بہن رئیسہ خاتون

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

والد محترم سیّد مطلوب علی مرحوم کی دوسری بیوی سے اولاد یہ ہے

انورعلی اقبال حسین مشرف علی نورجہاں شمیم بیگم کوثر جہاں ناہید

بھائی سیّد یعقوب علی مرحوم نے اپنی محنت سے کمائی کر کے منقولہ و غیر منقولہ جائیداد لا کر زبنک میں روپیہ چھوڑا ہے۔ تمام چیزوں کی تقسیم کیسے ہوگی؟ ازراہ کرم تفصیل سے تحریر فرمائیں۔ فقط رئیسہ خاتون بیوہ سیّد توکل حسین، حیدرآباد سندھ

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز و تکفین، ادائے قرض و مہر اور وصیت ہو تو نفاذ در ثلث مال کے بعد، تمام جائداد منقولہ و غیر منقولہ اس طرح تقسیم ہوگی کہ کل مال کے چالیس حصے کیے جائیں۔ اس میں سے چوتھائی یعنی دس بیوہ کو نصف یعنی بیس حصے حقیقی بہن کو اور ۲-۲ حصے ہر بھائی کو ایک ایک ہر علاتی بہن کو دیا جائے۔

میت مسئلہ ۴۰

بیوہ	حقیقی بہن رئیسہ	انوار	اقبال	مشرف	نورجہاں	شمیم	کوثر	ناہید	
۱۰	۲۰	۲	۲	۲	۱	۱	۱	۱	واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۲/۱۲/۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں ایک بھائی اور چار بہنیں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید کا انتقال ہو گیا ہے اور وہ لاولد تھا۔ اس کے ۱ ربھائی، ۴ ربھتیجے، ۳ ربھتیجیاں، ۴ ربہنیں موجود ہیں۔ ان کے حصے میں وراثت کی تقسیم کا طریقہ کار کیا ہوگا؟ اور ان کے علاوہ مزید کوئی رشتہ وراثت کے زمرہ میں آتا ہے یا نہیں؟ ازراہ کرم قرآن سنت کی روشنی میں جواب دیں۔

امیدوار عبدالمجید خان ولد عبدالحمید خان، پختہ قلعہ حیدرآباد سندھ

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز و تکفین، ادائے قرض اور نفاذ وصیت تہائی مال کے بعد کل مال کے چھ حصے کیے جائیں۔ اس میں سے دو بھائی کو اور ایک ایک ہر بہن کو دیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۶

حقیقی بھائی	بہن	بہن	بہن	بہن	بھتیجے بھتیجیاں	
۲	۱	۱	۱	۱	محروم	واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۴/۱۱/۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک شخص کے ورثاء میں ایک بیٹا اور دو بیٹیاں اور بھائی کے بچے ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: عبداللہ خان کا انتقال ہوا اس کے وارثین میں ایک لڑکا، دولڑکیاں اور مرحوم بھائیوں کی اولاد ہے۔ کیا مرحوم بھائی کی اولاد مستحق ہے یا نہیں؟ اور ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟ بیٹیوں کو کتنا کتنا ملے گا؟ السائل فضل متین ولد عبداللہ خان، لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں متوفی کا تمام مال منقول وغیر منقول، تجہیز وتکفین، ادائیگی قرض، اور وصیت کی ہو تو ایک تہائی مال میں نفاذ وصیت کے بعد اس طرح تقسیم ہوگا کہ کل مال کے چار حصے کئے جائیں گے، ان میں سے ۲ ہر لڑکے کو اور ایک ایک ہر لڑکی کو دیا جائے گا۔ میت کے بھائیوں کی اولاد محروم رہے گی۔

میت مسئلہ ۴

لڑکا	لڑکی	لڑکی	بھائیوں کی اولاد
۲	۱	۱	محروم

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر عبدالحفیظ قادری برکاتی غفرہ ۱۵/۱۱/۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

https://t.me/tehqiqat

وارث کو اپنا حصہ فروخت کرنے کا اختیار ہے اور اس پر شفعہ نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میرے حقیقی چچا جناب حاجی سیّد عیوض علی مرحوم ولد سیّد وارث علی کے کوئی اولاد نرینہ یا مادینہ نہیں (یعنی وہ لاولد تھے) اور میں اپنے والد جناب سیّد فرزند علی ولد سیّد وارث علی کا اکلوتا بیٹا ہوں۔ میرے حقیقی چچا جناب حاجی سیّد عیوض علی ولد سیّد وارث علی کی وفات کے بعد ان کے پسماندگان میں ان کی بیوہ یعنی میری چچی محترمہ رشیدہ بیگم بقید حیات ہیں اور دوسرا میں خود ہوں۔ متعلقہ مختار کار تعلقہ میہڑ ضلع دادو نے میرے حقیقی چچا جناب سیّد عیوض علی کی مذکورہ بیوہ یعنی میری چچی اور مجھے مرحوم چچا کی تمام منقولہ وغیر منقولہ جائیداد وملکیت کا وارث قرار دیتے ہوئے ہم دونوں کے نام مشترکہ وراثت کا سرٹیفکیٹ جاری کیا ہے۔

آپ سے التماس ہے کہ بحیثیت مستند مفتی دین کے شرعی اعتبار سے اور قرآن وسنت کے احکام کی رو سے تفصیلی فتویٰ جاری فرمائیں کہ

۱۔ ایسی صورت میں جو کہ اوپر بیان کی گئی ہے کہ میرے مرحوم چچا جناب حاجی سیّد عیوض علی ولد سیّد وارث علی کی تمام منقولہ وغیر منقولہ جائیداد وملکیت میں میرا حق یا حصہ کتنے فیصد ہے؟ اور میری چچی کا کتنے فیصد حق یا حصہ ہے؟

۲۔ آیا! میری بیوہ چچی کو وہ حصہ جتنے فیصد پر بھی ان کا حق بنتا ہے اسے ان کو کسی بھی فرد دیگر کو فروخت کرنے یا منتقل کر دینے کا اختیار ہے یا نہیں؟ کیوں کہ میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ حق شفعہ کے مطابق وہ یعنی میری چچی تاحیات اس حق

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے خود استفادہ تو کرسکتی ہیں لیکن میرے علاوہ کسی اور دیگر فرد کو نہ تو وہ فروخت کرسکتی ہیں نہ ہی منتقل کرسکتی ہیں۔ براہ کرم دونوں نقاط پر تفصیلی فتویٰ جاری فرمائیں۔ شکریہ

السائل سید رونق علی ولد سید فرزند علی، {اہلِ سنت و جماعت مسلک حنفی}، یونٹ نمبر ۱۰ لطیف آباد حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز و تکفین ادائیگی قرض اور وصیت ہو تو تہائی مال میں نفاذ کے بعد متوفی کی تمام جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۴ حصے کیے جائیں۔ ان میں سے ایک بیوہ کو اور باقی تین حقیقی بھتیجے کو ملیں گے، بیوہ کو اپنا حصہ فروخت کرنے کا اختیار ہے کیوں کہ میراث کی رو سے جو جائداد حاصل ہو اس پر شفعہ نہیں ہے۔ (عالمگیری)۔

واللہ تعالیٰ اعلم فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۸/۱۲/۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں دو بیٹے، ایک بیٹی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میرے دادا مرحوم کی زمین کے تین حصے دار ہیں۔ جن میں ایک میرا والد دوسرا میرا چچا جو کہ فوت ہو گیا ہے مگر ان کا ایک لڑکا ہے اور تیسری حصے دار میری پھوپھی ہیں۔ ابھی تک زمین کا بٹوارہ نہیں ہوا ہے۔ ایسے ہی برادرانہ بٹوارے کے تحت ہم لوگ آپس میں فصل کو تقسیم کرتے رہے ہیں مگر اب میری پھوپھی کو کچھ شک ہے کہ اس کو اس کا حق پورا نہیں مل رہا لہٰذا مہربانی فرما کر ذرا تفصیل سے میرے اس مسئلہ کو حل کر کے بتائیں کہ میرے دادا کی زمین میں سے میرے والد کا کتنا حصہ؟ اور میرے چچا کا کتنا حصہ؟ اور میری پھوپھی کا کتنا حصہ بنتا ہے؟ مجھے امید ہے کہ آپ میری مشکل حل فرمائیں گے۔ شکریہ

فقط والسلام عرض دار خادم محمد سلیمان خان

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز و تکفین ادائے قرض اور وصیت کی ہو تو تہائی مال میں نفاذ کے بعد متوفی کا تمام مال منقول و غیر منقول اس طرح تقسیم ہوگا کہ کل مال کے پانچ حصے کیے جائیں ان میں سے ۲-۲ متوفی کے بیٹوں کو اور ایک بیٹی کو دیا جائے پھر چونکہ ان کے ایک بیٹے کا انتقال ہو گیا تو باپ کا حصہ متوفی کا پوتا تنہا لے گا اس کی پھوپھی اور چچا اس میں شریک نہ ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۵

بیٹا	بیٹا (مرحوم)	بیٹی	
	پوتا		
۲	۲	۱	واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲/۱۲/۱۹۸۴ء

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں ایک بیٹا اور چار بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید کے والدین کا انتقال ہو گیا ہے۔ زید کی چار بہنیں ہیں اور ایک وہ خود ہے۔ تین بہنیں شادی شدہ ہیں اور ایک غیر شادی شدہ ہے۔ اسلامی طریقہ سے شادی شدہ اور غیر شادی شدہ کے کتنے کتنے حصے ہوں گے؟ زید بھی غیر شادی شدہ ہے۔ غیر شادی شدہ بہن اپنا خود پکاتی کھاتی ہے اور خود ہی اپنا گزارا کرتی اور اسی گھر میں ایک کمرے میں رہتی ہے اور جائیداد صرف ایک مکان ہے۔ جو باپ کی ملکیت ہے۔ تو برائے مہربانی قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں کہ غیر شادی شدہ اور شادی شدہ کا جائداد میں کتنا حصہ ہوگا؟

فقط والسلام مشتاق احمد درانی

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: صورت مسؤلہ عنہا میں بعد تجہیز وتکفین، ادائے قرض اور اجرائے وصیت در ثلث مال ترکہ اس طرح تقسیم ہوگا کہ کل مال کے چھ حصے کئے جائیں ان میں سے دو حصے لڑکے کو اور ایک ایک حصہ ہر لڑکی کو برابر برابر دیا جائے۔ شادی شدہ اور غیر شادی شدہ میں کوئی تفریق نہیں۔ دونوں برابر شریک ہیں۔ مسئلہ اس طرح ہے۔

میّت مسئلہ ۶

ابن	بنت	بنت	بنت	بنت
۲	۱	۱	۱	۱

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۴ / ۱۲ / ۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

سوتیلی اولاد کا ترکہ میں کوئی حق نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: حکیم سیّد اصغر علی کا انتقال ہو گیا۔ انھوں نے دو بیوائیں چھوڑی ہیں۔ پہلی بیوہ مظفر النساء جس سے مرحوم کی صرف ایک لڑکی یاسمین بانو عمر ۲۴ سال شادی شدہ۔ دوسری بیوہ مسماۃ زبیدہ جس سے مرحوم کی دو لڑکیاں۔ اوّل فرح بانو اور دوئم سلطنت بانو۔ ان دونوں میں سے فرح بانو شادی شدہ ہے۔

مرحوم حکیم سیّد اصغر علی کے مندرجہ بالا لڑکیوں کے علاوہ کوئی لڑکا نہیں ہے۔

جب دوسری بیوہ مسماۃ زبیدہ سے عقد ثانی کیا تھا اس وقت زبیدہ کی چار لڑکیاں تھیں۔ ۱۔ فہمیدہ بنت غلام علی شادی شدہ ۲۔ نجمہ بنت غلام علی شادی شدہ ۳۔ نزہت بنت غلام علی شادی شدہ اور ۴۔ مسرت بنت غلام علی شادی شدہ، جو حیات ہیں۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ مرحوم کی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کس طرح تقسیم ہوگی اور کس کس کو کتنا کتنا حصہ ملے گا؟ اس میں مرحوم کی ملازمت کی پینشن وغیرہ بھی شامل ہیں۔ جب کہ آخر الذکر چار لڑکیاں مرحوم اصغر علی صاحب سے نہیں ہیں۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

برائے مہربانی شرع محمدی ﷺ اہل سنت و جماعت کے مطابق تحریر فرمادیں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ مرحوم کا ایک بھائی بھی ہے کیا اس کو ترکہ میں حصہ ملے گا یا نہیں؟ نیاز مند، سیّد جعفر علی ولد سیّد الطاف علی، حیدرآباد سندھ

الجواب ۷۸۶ ھوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں تجہیز و تکفین' ادیگی قرض اور وصیت ہو تو تہائی مال میں نافذ کرنے کے بعد' متوفی کا کل مال منقول و غیر منقول اس طرح تقسیم ہوگا کہ اس کے مال کے ۱۴۴ حصے کیے جائیں۔ جن میں سے ۹-۹ ہر بیوہ کو' ۳۲-۳۲-۳۲ ہر لڑکی کو (جو متوفی سے ہیں) اور باقی ۳۰ حقیقی بھائی کو دیے جائیں۔ زبیدہ کی پہلے شوہر سے جو اولاد ہے وہ محروم رہے گی کہ اس کا مرنے والے سے کوئی علاقہ نہیں ہے۔

میت مسئلہ ۱۴۴/۲۴

زوجہ مظفر	زوجہ زبیدہ	یاسمین	فرح	سلطنت	بھائی	فہمیدہ	نجمہ	نزہت	مسرت
۹	۹	۳۲	۳۲	۳۲	۳۰	محروم	محروم	محروم	محروم

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۳۰/۱۲/۱۹۸۴ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ایک عورت کے ورثاء میں نو پوتے اور ۴ پوتیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: بی بی زینب فوت ہوگئی۔ جس کے دو بیٹے تھے۔ ۱۔ بڑا بیٹا امداد علی شاہ۔ اس کی اولاد میں دو بیٹے ہیں۔ محمد علی شاہ' ۲۔ رسول بخش شاہ، ۲۔ چھوٹا بیٹا غوث علی شاہ۔ اس کی اولاد میں سات بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔ زینب کے بیٹوں میں پہلے چھوٹا بیٹا فوت ہوگیا' پھر اس کے بعد میں بڑا بیٹا فوت ہوگیا اور اس کے بعد زینب بھی فوت ہوگئی۔ اب آپ بتائیں کہ ان میں سے کون کون کتنے کتنے حصے کا مستحق ہے؟

فقط: محمد علی شاہ، پختہ قلعہ' حیدرآباد' سندھ

الجواب ۷۸۶ ھوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں' تجہیز و تکفین ادائے قرض اور وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں نفاذ کے بعد مرحومہ کا کل مال منقول ہو غیر منقول اس طرح تقسیم ہوگا کہ کل مال کے بائیس حصے کیے جائیں۔ ان میں سے ۲-۲ ہر پوتے کو اور ایک ایک ہر پوتی کو دیا جائے۔

میت مسئلہ ۲۲

پوتا	پوتا	پوتا	پوتا	پوتا	پوتا	پوتا	پوتا	پوتا	پوتی	پوتی	پوتی	پوتی
۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۱	۱	۱	۱

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

واللہ تعالیٰ اعلم فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۱/۱/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ایک عورت کے ورثاء میں شوہر اور چچازاد بھائی، بہن ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسماۃ صاحبزادی بقضائے الٰہی فوت ہوگئی۔ مرحومہ کے پسماندگان میں ایک شوہر شجاع محمد۔ ایک مرحومہ کی بہن کی دختر۔ مرحومہ کے برادر کی دو دختران۔ مرحومہ کے چچا کے پانچ پسران اور چچا کی دو دختران بقید حیات ہیں۔ مرحومہ کی جائیداد میں از روئے شرع ان سب کا کتنا کتنا حصہ بنتا ہے؟

فقط السائل: محمد ولد دین محمد لغاری، تاج پور ضلع حیدرآباد

۷۸۶ الجواب ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز وتکفین وادائیگی قرض اور وصیت کی ہو تو ایک تہائی میں نفاذ کے بعد مرحومہ کے کل مال منقول وغیر منقول کے دس حصے کئے جائیں۔ جس میں سے ۵ شوہر شجاع محمد کو اور ایک ایک مرحومہ کے پانچ چچازاد بھائیوں میں تقسیم کیا جائے۔ باقی لوگ محروم رہیں گے۔

میت مسئلہ ۱۰

شوہر	چچازاد بھائی	بھائی	بھائی	بھائی	بھائی	بھانجی	بھتیجی	چچازاد بہن
۵	۱	۱	۱	۱	۱	محروم ہیں		

واللہ تعالیٰ اعلم فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۷/۱/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں دو بیویاں اور تین بیٹے ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میرا بھائی آبدار خان ولد خیراتی خان بحیثیت گارڈ یونائیٹڈ بنک میں اپنے فرائض انجام دے رہا تھا۔ جس کا انتقال تقریباً چھ ماہ قبل ہوچکا ہے۔ آبدار خان کی دو بیویاں ہیں۔ اس کے علاوہ اپنے پسماندگان میں اپنی پہلی بیوی سے تین لڑکے چھوڑے اور دوسری بیوی سے مرحوم نے اپنے انتقال سے تقریباً دو سال پہلے نکاح کیا تھا، جس سے کوئی اولاد نہیں۔ اس طرح کل وارثین کی تعداد حسب ذیل ہے۔

پہلی بیوی نسیم بیگم اور اس کے بطن سے تین لڑکے ہیں۔ شہباز، عابد اور عارف اور تینوں نابالغ ہیں۔

دوسری رئیسہ بیگم۔ جس کے بطن سے کوئی اولاد نہیں۔ اس سلسلے میں جناب سے گزارش عرض ہے کہ بنک کے واجبات جو مرحوم کے وارثین کو ملنے ہیں۔ ان کی تقسیم کے سلسلے میں شرعی فتویٰ صادر فرمایا جائے تاکہ کسی جھگڑے کی نوبت نہ آئے۔ عرض دار ایوب خان ولد خیراتی خان برادر حقیقی مرحوم آبدار خان، خانزادہ کالونی، کوٹری، سندھ

۷۸۶ الجواب ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز وتکفین، وادائیگی قرض ومہر اور وصیت کی ہو تو تہائی مال میں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نفاذ کے بعد متوفی کی کل جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۴۸ حصے کئے جائیں۔ جن میں سے آٹھویں حصے ۶ میں سے دونوں بیویوں کو ۳-۳ دیئے جائیں اور ہر لڑکے کو ۱۴-۱۴ حصے دیئے جائیں۔

میّت مسئلہ ۸/۴۸

بیوہ نسیم	بیوہ رئیسہ	شہباز	عابد	عارف
۳	۳	۱۴	۱۴	۱۴

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۶/۱/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

درجہ سوم کے عصبہ کی موجودگی میں درجۂ چہارم کو حصّہ نہیں ملے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: متوفی محمد عثمان نے مندرجہ ذیل ورثاء چھوڑے ان ورثاء میں ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا۔

ایک بھتیجا۔ جس کا نام غلام حسین ہے۔ چار چچا زاد بھائی۔ اللہ بچایو، عباس، حسن اور احمد۔ ایک چچا زاد بہن۔ جس کا نام سکھارمائی ہے۔ السائل غلام حسین، ٹنڈو طیب، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز وتکفین واداٸیگی قرض اور وصیت کی ہو تو نفاذ درثلث مال کے بعد، متوفی کا کل مال منقول وغیر منقول اس کے حقیقی بھائی کا بیٹا (بھتیجا) غلام حسین لے لے گا کہ یہ عصبہ درجہ سوم میں ہے اور اس درجہ میں کوئی اس کا ہمسر نہیں ہے۔ چچا زاد بھائی بہن محروم ہیں کہ وہ عصبہ درجہ چہارم میں ہیں اور سوم کے ہوتے ہوئے چہارم محروم ہوتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۸/۲/۱۹۸۵ء

بیوہ کا نکاح ثانی کر لینا، پہلے شوہر کے ترکہ سے محروم نہ کرے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: محمد عمر ولد بچایو کا انتقال اندازاً ۱۳ سال قبل ہوگیا۔ مسماۃ رابعہ نے اندازاً ۸ سال قبل ایک دیگر شخص سے عقد ثانی کر لیا ہے۔ کیا مسماۃ رابعہ سابق بیوہ محمد عمر حال زوجہ دیگر شخص کا کوئی شرعی حق مسمّی محمد عمر مرحوم کی ذاتی ملکیت میں ہوتا ہے؟ یا مسماۃ رابعہ مرحوم محمد عمر ولد بچایو کے ورثاء میں شامل ہے یا نہیں؟ جب کہ مسماۃ رابعہ عقد ثانی کر کے اندازاً ۸ سال گذشتہ سے اپنے بچّوں سے لاتعلقی کی زندگی گزار رہی ہے۔

مرحوم کے ایک لڑکا، دو لڑکیاں ہیں اور والدہ کا انتقال محمد عمر کے بعد ہوا ہے۔ محمد عمر کی ایک حقیقی بہن بھی ہے۔

فقط ہارون ولد محمد رمضان، ٹنڈو ولی محمد، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: بیوہ عورت کا نکاح ثانی کر لینا عورت کے مہر یا میراث کو ساقط نہیں کرتا (فتاویٰ رضویہ)

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لہٰذا عورت بدستور اپنے شوہر کے ترکہ میں حقدار رہے گی۔ چنانچہ تجہیز و تکفین، ادائے قرض اور وصیت ہو تو نفاذ در ثلث مال کے بعد محمد عمر کی کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۹۶ حصے کیے جائیں، ان میں سے چھٹا ۱۶ والد کو، آٹھواں ۱۲ بیوہ کو، ۱۷-۱۷ ہر لڑکی کو اور ۳۴ لڑکے کو دیے جائیں۔ پھر محمد عمر کے والد کا انتقال ہوا اور اس نے ورثہ میں ایک لڑکی چھوڑی ایک پوتا اور دو پوتیاں چھوڑیں۔ تفصیل اس طرح ہے

میت مسئلہ ۹۶

والدہ مرحومہ	بیوہ	لڑکا	لڑکی	لڑکی	
۱۶	۱۲	۳۴	۱۷	۱۷	واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۸

بیٹی	پوتا	پوتی	پوتی	
۴	۲	۱	۱	واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۳۰/۳/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ایک عورت کے ورثاء میں اس کا شوہر اور بھائی ہے، پھر شوہر کا انتقال ہوگیا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میری ہمشیرہ کا ایک سال قبل انتقال ہوگیا۔ اس کے چار پانچ ماہ کے بعد میرے بہنوئی صاحب کا بھی انتقال ہوگیا۔ میرے بہنوئی صاحب نے دوسری شادی کر لی تھی جس میں دو بچیاں ہیں۔ میری ہمشیرہ کی کوئی اولاد نہ تھی اور نہ ہی میرے علاوہ اور کوئی بہن بھائی ہے۔
اب سامان کی تقسیم جس میں زیور کپڑا اور دیگر گھریلو سامان شامل ہے، کا طریقہ معلوم کرنا ہے۔ واضح رہے کہ جس سامان کے بارے میں دریافت کرنا ہے۔ دوسری بیوہ کا کوئی سامان شامل نہیں۔ برائے مہربانی اس بارے میں شریعت مطہرہ کے مطابق فتویٰ دیں کہ اس سامان کی تقسیم کی کیا صورت ہوگی؟ السائل: محمد سعید

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: سوال سے ظاہر ہے کہ عورت کے انتقال کے وقت اس کا شوہر اور ایک حقیقی بھائی موجود تھے لہٰذا تجہیز و تکفین، ادائے قرض اور وصیت ہو تو تہائی مال میں نافذ کرنے کے بعد کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ میں سے نصف (آدھا) شوہر کو اور آدھا بھائی کو دے دیا جائے گا۔ پھر چوں کہ متوفیہ کے شوہر کا بھی انتقال ہوگیا یعنی جس کو اپنی زوجہ اولیٰ کے ترکہ سے نصف مال ملا تھا وہ بھی انتقال کر گیا تو اس کا مال اس کے ورثہ میں تقسیم ہوگا اور ورثہ میں اس کی دوسری بیوہ بھی شمار کی جائے گی لہٰذا مرحوم (بہنوئی) کا کل مال منقول و غیر منقول مرحوم کے ورثہ میں شرع کے مطابق تقسیم کر دیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۹/۳/۱۹۸۵ء

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

کوئی بھی وارث اپنا حصّہ کارِ خیر میں لگا سکتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص انتقال کر گیا۔ اس کے ورثہ میں ایک بھائی اور ایک بیوہ ہے۔ اس کی کوئی اولاد نہیں۔ اس صورت میں اس کی وراثت میں سے بیوہ کو کتنا کتنا حصّہ ملے گا؟ اور بھائی کو کتنا؟ اور بیوہ اپنا حق مسجد کے لئے وقف کرنا چاہتی ہے کیا اگر وہ اس طرح وقف کرے تو جائز ہے یا نہیں؟ قرآن وسنّت کی روشنی میں جواب تحریر فرمائیں۔ السائل، محمد حنیف محمد انوار، بلبلانی گٹی، حیدرآباد سندھ

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں، تجہیز وتکفین، ادائے قرض اور وصیت ہو تو نفاذ در ثلث مال کے بعد متوفی کے کل مال منقول وغیر منقول کے چار حصے کیے جائیں ان میں سے ایک بیوہ کو اور باقی تین حقیقی بھائی کو دے جائیں بیوہ اپنا حصّہ لینے کے بعد جس کارِ خیر میں چاہے صرف کرے یا نہ کرے وہ مختار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۴

بیوہ	بھائی
۱	۳

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۳۰/۳/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بیٹا، بھائی، تین بہن ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص محمد حنیف کا چند روز بیمار رہنے کے بعد انتقال ہوگیا۔ دورانِ بیماری میں اس کی تیمارداری اور مکمل دیکھ بھال اس کی حقیقی بہن مسمات رضیہ سلطانہ نے کی۔ محمد حنیف مرحوم نے اپنی موت سے دو یا تین گھنٹے قبل اپنا ذاتی کوارٹر آدھا بہن مسماۃ رضیہ سلطانہ کے نام اور آدھا حصّہ اپنے حقیقی بیٹے محمد شریف کے نام رجسٹرار حیدرآباد کے یہاں گفٹ کرا دیا۔

محمد حنیف مرحوم کے حقیقی بیٹے محمد شریف کی عمر تقریباً ۱۴ سال ہے۔ محمد حنیف مرحوم نے اپنی موت سے چند روز قبل بھی ایک اسٹامپ پر اسی قسم کی تحریر میں اپنی بہن رضیہ سلطانہ اور اپنے بیٹے محمد شریف کے نام کوارٹر کو گفٹ لکھوا کر نوٹری پبلک سے تصدیق کرائی تھی۔ لیکن انھوں نے بعد میں کچھ سوچ کر رجسٹرار حیدرآباد کے ہاں گفٹ ڈیڈ اپنی بہن اور بیٹے کے نام کرا دی۔

لیکن اب اس رجسٹرڈ گفٹ ڈیڈ پر مرحوم محمد حنیف کے رشتہ دار عبد الستار کو اعتراض ہے کہ مرحوم محمد حنیف کی تین بہنیں اور ایک بڑا بھائی ہے، مسماۃ رضیہ سلطانہ، مسماۃ حسینہ اور مسماۃ شکیلہ جو کہ تینوں شادی شدہ ہیں۔ جب کہ رضیہ سلطانہ شروع ہی سے محمد حنیف مرحوم کے ساتھ اسی کوارٹر میں رہتی تھی اور بھائی کی خدمت کی ہے۔ وہ اپنے لڑکے محمد شریف کی سرپرست بھی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مسماۃ رضیہ سلطانہ کو بنا کر گئے ہیں جس کا حوالہ گفٹ ڈیڈ میں درج ہے۔ محمد حنیف مرحوم کے حقیقی لواحقین مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ حقیقی بیٹا محمد شریف ولد محمد حنیف مرحوم۔

۲۔ حقیقی بڑا بھائی نصیر خان عرف کلو ولد بشیر خان

۳۔ حقیقی بہن مسماۃ رضیہ زوجہ عبدالرحمٰن

۴۔ حقیقی بہن مسماۃ حسینہ زوجہ شوکت خان

۵۔ حقیقی بہن مسماۃ شکیلہ زوجہ عبدالغفار

اس سلسلے میں آپ کے حضور درخواست ہے کہ کون کون وارث اور صحیح حقدار ہے؟ احکام خداوندی کے مطابق قرآن وسنت کی روشنی میں فتویٰ صادر فرمائیں۔ آپ کی عین نوازش ہوگی۔

فقط: فریق اوّل۔ رضیہ سلطانہ، فریق دوئم عبدالستار

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: بیٹے کی موجودگی میں بھائی بہن محروم ہوتے ہیں۔ صورت مسئولہ عنہا میں اگر مرحوم اپنے بیٹے اور بہن کے نام مکان نہ بھی کرتا تو بھی مرحوم کے جملہ مال منقول وغیر منقول کا ۱۳ مور مقدم علی الارث کے بعد مالک بیٹا ہی قرار پاتا ہے۔ بہرحال اب بھی مرحوم کے مال کے وارث یہی دونوں یعنی رضیہ سلطانہ اور بیٹا محمد شریف ہیں۔ رضیہ سلطانہ کو اگر مرحوم نے مکان کا نصف زندگی میں دے دیا تھا اور اس کا قبضہ بھی کرا دیا تھا تو وہ آدھا اس کی ملکیت ہے۔ اس میں کوئی اور بھائی بہن شریک نہ ہوں گے اور باقی آدھا بیٹے کا ہے اور اگر رضیہ کو مالک نہ بنایا تھا صرف وصیت کی ہو تو وصیت کے تحت آدھا نہ ملے گا بلکہ ایک تہائی بہن رضیہ کو ملے گا اور باقی بیٹے کو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۳۰/۳/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

زندگی میں اگر مال پر کسی کو قبضہ دے دیا تو وہ ترکہ میں نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص نعمت علی خان شیروانی ولد نصرت علی خان جس کا انتقال ہوگیا۔ اس کی ملکیت زمین تقریباً دس ایکڑ دو دو کانیں کرایہ کی جو کہ میونسپلٹی کی ہیں دو کان میں مشین وغیرہ ہیں۔ دیگر یہ کہ نقد رقم بینک میں تقریباً بارہ ہزار روپے ہیں۔

جب کہ نعمت علی خان شیروانی نے ایک لڑکا محمد اکرم کو گود لیا ہوا تھا اور سارا کاروبار محمد اکرم ہی چلا رہا تھا اور چلا رہا ہے۔ نعمت علی خان شیروانی کے ایک بیوہ خالدہ نعمت ایک بیٹی انجم افروز دو سگی بہنیں زلیخاں اور خورشیدہ ایک سوتیلی بہن ممتاز ولد محمد عمر ایک بھائی خالد عمر، ہیں۔

علاوہ ازیں۔ مرحوم نعمت علی خان شیروانی نے اپنی زندگی میں متعدد بار " محمد اکرم اور بیوی خالدہ نعمت ہی کو وراثت کا

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حقدار قرار دیا جس کے مندرجہ ذیل گواہان موجود ہیں۔ السائل: محمد معظم الدین

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں اگر گواہان عادل سے یہ بات ثابت ہو جائے کہ نعمت علی خان شیروانی نے اپنی زندگی میں محمد اکرم اور خالدہ کو مالک بنا کر جائداد ان کے قبضہ میں دے دی تھی تب تو بلاشبہ وہ دونوں ہی مرحوم کی کل جائداد کے مالک ہیں اور اگر صرف وصیت کی تھی اور وصیت بھی گواہان عادل سے ثابت ہو تو وصیت کل مال میں جاری نہ ہوگی بلکہ تہائی مال میں جاری ہوگی اور باقی مال اس کے موجودہ ورثہ میں تقسیم ہوگا کہ وصیت مقدم علی الارث ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۳۰/۳/ ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ایک وارث کا دوسرے کے حصّہ کو چھپانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ۱۹۸۰ء میں والدہ صاحبہ کا انتقال بڑے بھائی عبدالرحیم عرف نجی بھیا کے مکان پر ہوا تھا۔ والدہ کے زیورات اور زری کے پارچہ جات کا صندوق بڑے بھائی کے گھر پر تھا۔ بڑے بھائی نے کہا تھا کہ والدہ کا جو اثاثہ ہے اس کو شریعت کے مطابق تقسیم کروں گا میں نے بھی اس بات سے اتفاق کیا تھا (اس سلسلہ میں کسی مفتی صاحب سے وہ فتویٰ بھی لائے تھے)۔

والدہ کے اثاثہ میں سونے کا ایک کنٹھہ مالا، ایک موتیوں کا کنٹھہ اور سونے چاندی کے زیور اور زری کے کپڑے تھے۔ میں نے اپنے لڑکے محمد شفیق سے کہلوا دیا تھا کہ موتیوں کا کنٹھہ مجھے لینا ہے اس کی جو بھی مارکیٹ قیمت ہوگی میں دوں گا۔ یہ بات بڑے بھائی کے لڑکے اسلم کو بتا دی تھی۔ صندوق جب انھوں نے کھولا اس وقت کسی وارث کو نہیں بلوایا۔ وارثوں میں دو لڑکے اور چار لڑکیاں تھیں۔ اثاثے کی تقسیم کے لئے مجھے بلوایا تو میں نے موتیوں کے کنٹھہ کا مطالبہ کیا۔ اس پر بڑے بھائی نے کہا کہ وہ تو نہیں ہے۔ ان کا لڑکا محمد اسلم ان کے پاس بیٹھا تھا۔ اس پر میں نے سخت ناراضگی کا اظہار کیا تو انھوں نے اپنی لڑکی اور اپنی بیوی سے معلوم کیا دونوں نے انکار کیا کہ صندوق میں نہیں تھا۔ اس پر میں نے بھائی سے کہا کہ گھر سے کوئی چیز باہر نہیں جا سکتی آپ تلاش کریں۔ اس کے بعد میں اپنے حصے کے زیور لے کر آ گیا۔ دوسرے یا تیسرے روز راستے میں بھائی سے ملاقات ہوتی۔ جب انھوں نے بتایا کہ وہ کنٹھہ مالا مل گیا ہے۔ تقریباً گیارہ مہینے کے بعد میں نے اپنے لڑکے محمد شفیق سے کنٹھہ ان سے منگوالیا اور ساتھ ہی زری کے پارچہ جات بھی منگوائے اس پر انھوں نے کہا کہ ہم نے اس کی قیمت نہیں لگوائی ہے۔ اس پر میرے لڑکے نے مجھے فون کیا کہ تو میں نے اس سے کہا کہ پارچہ جات لے آ تو میں قیمت لگوا لوں گا۔۔ اثاثے جب تقسیم کئے تو انھوں نے پارچہ جات بھی چھپالئے ان کا بھی ذکر ہی نہیں کیا) چاروں بہنوں کے حصہ کی رقم بڑے بھائی کے پاس ہے۔ میں نے ان سے کہلوا دیا تھا کہ بہنوں کی حصہ کی رقم ان میں تقسیم کر دو مگر تقریباً دس ماہ سے زائد عرصہ ہوا انھوں نے رقم تقسیم نہیں کی ہے۔ لہٰذا مجھے مندرجہ بالا باتوں کے سلسلہ میں شریعت کے مطابق جواب کی ضرورت ہے۔

ا۔ اُن سے شریعت کے مطابق عمل کرنے کو کہا لیکن جب صندوق کھولی تو کسی بھی وارث کو نہیں بلوایا۔ کیا ان کا عمل

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شریعت کے مطابق ہے یا نہیں؟

۲۔ موتیوں کا کنٹھہ جو میں نے مانگا تھا۔ بے ایمانی کی نیت سے انھوں نے چھپالیا اور کہہ دیا تھا کہ نہیں ہے۔ سخت ناراضگی کے بعد وہ دو یا تین دون بعد ظاہر کیا۔ اس عمل سے خائن ہوا یا نہیں؟

۳۔ چاروں بہنوں کے حصّہ کی رقم جو کہ ان کے پاس تقریباً دس ماہ سے زائد عرصہ سے ہے اس کو یہ تقسیم نہیں کر رہے ہیں جب کہ میں نے انکو کہلوادیا ہے کہ تقسیم کرو۔ کسی کے حقوق غصب کرنا کیسا ہے؟ فقط محمد رفیق، لطیف آباد، حیدر آباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا (النساء: 58)۔ اللہ حکم فرماتا ہے کہ ''امانت جس کی ہو اسے دے دو'' اور فرماتا ہے کہ لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ وَ تَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِكُمْ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ اور اپنی امانتوں میں جان بوجھ کر خیانت نہ کرو (الانفال)۔ حدیث شریف میں ہے کہ ''منافق کی علامت میں یہ ہے کہ اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے''۔ (حدیث)۔ صورت مسئول عنہا میں اگر چہ سائل کے بڑے بھائی نے کچھ مال چھپایا اور بعد میں اسے ظاہر کیا۔ تاہم ان کا یہ طرزِ عمل مشکوک ہے۔ انہیں اللہ تعالیٰ سے توبہ کرنی چاہئے اور بہنوں کا جو حصّہ ان کے پاس وراثت کا موجود ہے وہ فوراً ان کے حوالہ کرنا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۳۰/ ۳/ ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں صرف بیوی ہے اور اس کا بھی انتقال ہو گیا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: عبد الغفار اور عبد المناف دونوں سگے بھائی تھے۔ عبد الغفور اور عبد المناف کے اور کوئی بہن بھائی نہیں تھے۔ عبد الغفور کا ایک لڑکا تھا اور اس کے سگے بھائی عبد المناف کی ایک لڑکی تھی۔ دونوں بھائی عبد الغفور اور عبد المناف وفات پا گئے۔ عبد الغفور کے لڑکے محمد غفور کی شادی عبد المناف کی لڑکی محراب جان کے ساتھ ہوئی۔ جو کہ دونوں آپس میں چچا زاد بھائی بہن تھے۔ کچھ عرصے کے بعد محراب جان کا شوہر محمد غفور بھی وفات پا گیا اور محمد غفور کی کوئی اولاد نہ تھی۔ صرف یہی محراب جان رہ گئی۔ محمد غفور کی جائداد کس کو ملے گی؛ جب کہ محراب جان نے دوسری جگہ شادی کر لی۔ محراب جان بھی فوت ہو گئی اور محراب جان کا بھی شوہر کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔ جو کہ آپ سے گزارش عرض کرتا ہے کہ محراب جان کا ترکہ کس کو ملے گا؟ فقط السائل: زوج مرحومہ، محراب جان

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: جب محمد غفور کے انتقال کے وقت اس کے والدین میں' نہ اولاد ہے' نہ کوئی عصبہ اور ذوی الارحام میں کوئی ہے۔ صرف یہی بیوی ہے تو اس کا سارا ترکہ تجہیز وتکفین' ادائیگی قرض اور وصیت کی ہو تو نفاذ درثلث کے بعد' منقولہ وغیر منقولہ اس کی بیوی محراب جان لے لے گی۔ پھر جب محراب جان کا انتقال ہوا اور اس کے بھی والدین' اولاد عصبہ ذوی الارحام نہیں ہے تو امور مذکورہ مقدم علی الارث کے بعد اس کا تمام مال منقول وغیر منقول اس کا وہ شوہر لے گا جس

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے نکاح میں یہ انتقال کے وقت تھی۔ اب کسی اور کا دعویٰ قابل قبول نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۳۰/۳/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، دو بیٹیاں اور دو بھائی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: جناب عالی۔ مندرجہ ذیل سطور کے بارے میں فتویٰ درکار ہے۔ امید ہے کہ قرآن وسنّت کی روشنی میں فقہ کے حکم سے مطلع فرما کر فیصلہ صادر فرمائیں گے۔

۱۔ شکیلا بنت حبیب احمد	شادی شدہ بیٹی	۲۔ رئیسا بنت حبیب احمد	شادی شدہ بیٹی
۳۔ محمد صدیق ولد نور محمد	شادی شدہ بھائی	۴۔ عبدالمجید ولد نور محمد	شادی شدہ بھائی
۵۔ مجیدا زوجہ حبیب احمد	بیوہ		

ایک پلاٹ جو ۶۰۰ مربع گز پر مشتمل ہے۔ اس میں سے کس کو کتنا حصہ ملے گا؟ اسی لحاظ سے ہر ایک کا استحقاق بتا دیں تو نہایت احسان ہوگا۔ فقط عبدالحمید، واپڈا فورمین، دادو

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں، تجہیز وتکفین وادائیگی قرض ومہر اور وصیت ہو تو ایک تہائی مال میں جاری کرنے کے بعد متوفی کی کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۴۸ حصے کئے جائیں گے جن میں سے آٹھواں یعنی ۶ بیوہ کو دوثلث یعنی ۱۶-۱۶ ہر لڑکی کو اور ۵-۵ ہر بھائی کو دے جائیں۔

میّت مسئلہ ۲۴/۴۸

زوجہ	لڑکی	لڑکی	بھائی	بھائی
۶	۱۶	۱۶	۵	۵

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۳۰/۳/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

عصبہ کے ہوتے ہوئے ذوی الارحام محروم ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک عورت مسماۃ رانی فوت ہوگئی۔ اس کے پیچھے مندرجہ ذیل وارث ہیں۔

۱۔ ایک نواسہ محمد موسیٰ جو اپنی والدہ کے وفات کے بعد اپنی نانی کے پاس رہتا تھا اور اس کا والد زندہ ہے لیکن لڑکے سے علیحدہ ہے۔

۲۔ ایک بھتیجا محمد خان (پھوپھی کی حیثیت سے)

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

محمد خان جو مرحومہ رانی کے ساتھ تھا اور کیس میں خرچ کرتا رہا کیوں کہ زمین پر کیس تھا دوسرے کا قبضہ تھا۔ مرحومہ کے وفات کے بعد محمد خان اکیلے خرچ کرتا رہا اب زمین آزاد ہوئی ہے۔ شریعت محمدی کے موجب مذکورہ وارثوں کو کتنا کتنا ملے گا؟ **بینوا توجروا**

فقط: محمد خان، حیدر آباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز و تکفین' ادائے قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ثلث مال میں جاری کرنے کے بعد' مرحومہ کا کل مال اس کا بھتیجا محمد خان لے لے گا۔ نواسہ محمد موسیٰ محروم رہے گا کہ وہ ذوی الارحام سے ہے اور عصبہ کے ہوتے ہوئے ذوی الارحام محروم ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید   یکم اپریل ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ترکہ کا مال شادی میں وارث کی اجازت سے خرچ کیا تو ٹھیک ورنہ خرچ کرنے والا دے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: قیام پاکستان کے بعد جب عظیم الدین صاحب پاکستان آئے' تو ان کی ایک بیوہ کے علاوہ' دو بیٹیاں' ایک بیٹا نابالغ ان کی زیر کفالت تھے جب کہ مزید دو بیٹیاں بڑی شادی شدہ اور اپنے گھر بار کی تھیں۔ گویا ایک بیوی کے علاوہ عظیم الدین صاحب کی اولاد میں صرف ایک بیٹا اور چار بیٹیاں تھیں۔

بعد میں ان کی دونوں شادی شدہ بڑی بیٹیاں ان کی زندگی ہی میں فوت ہوگئیں مگر ان کی اولاد موجود ہے۔ بالغ ہونے پر زیرِ کفالت بیٹے اور دونوں بیٹیوں کی بھی شادی کردی گئی۔ دونوں بیٹیاں بقیدِ حیات صاحبِ اولاد اور اپنے اپنے گھر بار کی ہیں جب کہ اس دوران میں بیٹے کی بیوہ دو بچیاں چھوڑ کر فوت ہوگئی تو بیٹے کا نکاح ایک طلاق یافتہ عورت سے کردیا گیا جس کے پہلے شوہر سے کوئی اولاد نہیں تھی اور اس نکاح کے بعد اس کے بطن سے اولاد ہوئی مگر صرف دو بچیاں زندہ رہیں۔

عظیم الدین کا انتقال ہوا تو پسماندگان میں دونوں مرحوم بیٹیوں کی اولاد کے علاوہ۔ ایک بیوہ' دو بیٹیاں' ایک بیٹا اور بیٹے کی دو بیویوں سے چار پوتیاں اور ایک بہو (یعنی بیٹے کی دوسری بیوی) سوگوار چھوڑیں۔ عظیم الدین صاحب نے جو اثاثہ چھوڑا اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔ ایک کچی آبادی کا مکان جس کے بارے میں ان کی بیوہ کا زبانی دعویٰ ہے کہ مکان میرا ہے اس کی ادائیگی بوقت خرید میں نے اپنے ذاتی پیسوں سے کی تھی۔ مگر عظیم الدین صاحب کی زندگی میں ہی مکان مذکورہ کی تعمیر اور توسیع پر ان کے بیٹے نے اپنے ذاتی اندازاً (۲۰۰۰۰/=) روپے خرچ کئے اور جس کی فرد حقیت بیٹے کے نام ہے۔

۱۔اس مکان کی موجودہ مالیت اندازاً	۱۰۰'۰۰۰-۰۰	تقریباً ایک لاکھ روپیہ
۲۔گھریلو استعمال کا سامان اور کچھ اوزار وغیرہ	۳'۰۰۰-۰۰	تقریباً تین ہزار روپیہ
۳۔طلائی زیورات	۶'۰۰۰-۰۰	تقریباً چھ ہزار روپیہ
میزان	۱۰۹'۰۰۰-۰۰	ایک لاکھ نو ہزار روپیہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نوٹ۔ نقد کچھ نہیں تھا جو تھا بھی کفن دفن کے بعد بیٹے کو دے دیا گیا۔ جو نہ ہونے کے برابر تھا۔

عظیم الدین کی وفات کے بعد یہ وراثت تقسیم نہیں ہوئی سب کا سب جوں کا توں بیٹے کی تحویل میں ہی رہا۔ کچھ عرصے کے بعد ان کے بیٹے کا بھی انتقال ہوگیا تو عظیم الدین صاحب کے پسماندگان بیٹے کے پسماندگان کہلائے جن کی تفصیل بیٹے کے حوالے سے کچھ یوں ہوگئی کہ ایک بیوہ ماں' ایک بیوہ' متوفی کی دو بہنیں' دو بیویوں سے چار بیٹیاں۔ جن میں سے بڑی بیٹی کی شادی مرحوم کی منشا کے مطابق کردی گئی جس کے جہیز کا سامان مرحوم نے خود جمع کر کے رکھا تھا اور جو کمی وبیشی تھی وہ مرحوم کے نقد اثاثے سے پوری کرلی گئی۔ انتقال کے بعد بیٹے کا اپنا ذاتی اثاثہ یہ تھا۔

۱۔ سرکاری ملازم ہونے کی صورت میں جو فنڈ ملا	۱۰'۰۰۰-۰۰	دس ہزار روپیہ
۲۔ گھریلو استعمال کا سامان جو اس کی ذاتی ملکیت تھا	۵'۰۰۰-۰۰	پانچ ہزار روپیہ
۳۔ دودھ دینے والے مویشی	۲۰'۰۰۰-۰۰	بیس ہزار روپیہ
میزان	۳۵۰۰۰-۰۰	
۴۔ نقد جو اس کی بیٹی کی شادی میں خرچ کردیا گیا	۷'۰۰۰-۰۰	
کل میزان	۴۲'۰۰۰-۰۰	

اس تمام تفصیل کی روشنی میں درج ذیل سوالات باعث الجھن ہیں۔

۱۔ کیا عظیم الدین کا اثاثہ عظیم الدین صاحب کے ورثاء میں تقسیم ہوگا؟ اور بیٹے کا اثاثہ بیٹے کے ورثاء میں؟ یا دونوں اثاثوں کو ملا کر بیٹے کے اثاثے کے طور پر تقسیم ہوگا؟

۲۔ بیٹے نے مکان کی تعمیر میں جو ۲۰۰۰۰/= روپے خرچ کیے ہیں ان کا کیا بنے گا؟

۳۔ کیا مکان کی فرد حقیت جو بیٹے کے نام ہے شرعی فیصلے پر اثر انداز ہوگی؟ جب کہ مکان والدین نے خریدا ہو اور بوقت خرید بیٹا نابالغ ہو اور والدین کے زیر کفالت؟

۴۔ کیا مرحوم بیٹیوں کی اولاد یعنی نواسے نواسیاں بھی وراثت کی حقدار ہوں گی؟

۵۔ کیا پوتیاں بھی حقدار ہوں گی؟ جب کہ بیٹا اور بیٹیاں موجود ہیں؟

۶۔ کیا بیٹے کی وراثت میں اس کی بہنیں حقدار ہیں؟

۷۔ کیا شادی کے اخراجات بیٹی کی وراثت کے حصے پر اثر انداز ہوں گے؟ جب کہ جہیز کا کچھ حصہ مرحوم نے اپنی زندگی میں خرید کر اسی نیت سے جمع کیا ہو اور تقسیم وراثت کا یہ عمل شادی کے بعد ہو؟

۸۔ کیا بیوہ اپنے حق وراثت کے علاوہ اپنی دو نابالغ بچیوں کے حصے کا مطالبہ بھی کرسکتی ہے؟ اور اپنی بچیوں اور ان کے حق وراثت کو حصول کے بعد تحویل میں رکھ سکتی ہے؟

۹۔ کیا بیوہ تقسیم وراثت سے قبل کہیں نکاح کرلے (عدت کے بعد) تو کیا اس کی وراثت متاثر ہوگی؟

https://t.me/Tehqiqat
Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۱۰۔ کیا بیوہ اس مہر کا مطالبہ کرسکتی ہے جسے اس نے شوہر کی میت اٹھنے سے قبل کئی گواہوں کے روبرو معاف کردیا ہو؟
جناب عالی۔ مندرجہ بالا اثاثے اگر نقد رقم میں تبدیل کرلئے جائیں جس کا اندازہ محتاط طریقہ سے لگایا گیا ہے مگر اس کے باوجود بھی کمی وبیشی کا بہرحال امکان موجود ہے۔ وہ ہم آپ کے جواب کی روشنی میں کم وبیش کرلیں گے آپ سے گزارش ہے کہ اگر اسی کو درست مان لیا جائے تو کتنا حصّہ کس کو ملے گا؟ وضاحت فرمادیں عین نوازش ہوگی؟

عرض دار: محمد عمر جمالی، میر گارڈن، حیدرآباد سندھ

۷۸۶ الجواب ہوالموفق للصواب: عظیم الدّین نے جو کچھ چھوڑا وہ ان کے ان ورثہ میں تقسیم ہوگا جو وقت انتقال حیات تھے اور جو ان سے پہلے وفات پاگئے انہیں اور ان کی اولاد کو کچھ نہ ملے گا' لہٰذا تجہیز وتکفین' ادائے قرض ومہر اور وصیت ہو تو نفاذ در تہائی مال کے بعد عظیم الدّین کے مال منقول وغیر منقول کے ۳۲ حصّے کیے جائیں ان میں سے ۴ بیوہ کو' ۱۴ لڑکے کو اور ۷-۷ ہر لڑکی کو دیے جائیں گے۔

میت مسئلہ ۳۲

بیوہ	بیٹا	بیٹی	بیٹی	نواسہ نواسی	پوتا پوتی
۴	۱۴	۷	۷	محروم	محروم

پھر بیٹے کا انتقال ہوا اور اس نے درج ذیل ورثہ چھوڑے ماں' بیوی' ۴ بیٹیاں اور دو بہنیں لہٰذا اب' تجہیز وتکفین ادائے قرض ومہر اور وصیت ہو تو تہائی مال میں نافذ کرنے کے بعد متوفّی کی کل جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۴۸ حصے کیے جائیں' ان میں چھٹا یعنی ۸ ماں کو' آٹھواں یعنی ۶ زوجہ کو' ۸ ہر لڑکی کو اور ایک ایک ہر بہن کو دیا جائے گا۔

میت مسئلہ ۲۴/۴۸

ماں	بیوہ زوجہ	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بہن	بہن
۸	۶	۸	۸	۸	۸	۱	۱

بیٹے نے مکان کی تعمیر پر جو رقم لگائی اگر وہ باپ کو ہبہ کردی تھی یا بطور امداد دی تھی تب تو اسے نہ لے اور اگر بطور قرض باپ کو دی تھی تو وہ رقم واپس لے سکتا ہے۔ مکان پر بیوہ کا زبانی دعویٰ بغیر شہادت کے قابل قبول نہیں ہے ہاں اگر تحریری ثبوت ہو یا گواہوں سے ثابت ہو تو بے شک وہ مکان کی مالک ہے۔

بیٹی کی شادی میں جو کچھ خرچ کیا گیا اگر وہ تمام ورثہ کی مرضی اور خود دولہن کی مرضی سے خرچ' ہوا یعنی دولہن کو معلوم ہے کہ یہ اخراجات میرے حصّے سے کیے جارہے ہیں تب تو یہ رقم ترکہ سے مجرا کی جائے گی اور اگر ان سے خرچ کے بارے میں کوئی استفسار نہ کیا گیا نہ اجازت لی گئی تو یہ رقم دولہن کے حصّہ سے مجرا نہ کی جائے گی بلکہ خرچ کرنے والا اس کا ذمہ دار ہوگا۔ یہ مسئلہ جہیز کے علاوہ بالائی مصارف یعنی برات کا کھانا' سمدھیانے کے جوڑے دولہا کی سلامی سواریوں کا کرایہ پان چھالیہ وغیرہ کا ہے۔ ردالمحتار میں ہے اذا کانوا حضور الیس للوصی التصرف فی الترکۃ اصلاً۔ لہٰذا یہ خرچ بہن

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے ساتھ احسان مانا جائے گا۔ باقی رہا دولہن کا جہیز تو اس میں بھی اگر دولہن کو معلوم تھا کہ فلاں سامان میرے حصے سے خریدا گیا ہے اور اس کی قیمت بھی معلوم ہے تب تو مجرا کیا جائے گا اور اگر یہ طریقہ اختیار نہ کیا گیا تھا اور دولہن ہر چیز کی لاگت اور قیمت سے لاعلم تھی صرف خرچ کرنے والوں نے خرچ کرتے وقت دل میں سمجھ لیا کہ یہ خرچ علی الحساب ہو رہا ہے تو یہ رقم بھی مجرا نہ کی جائے گی اور خرچ کرنے والے ذمہ دار ہوں گے۔ نہایہ میں ہے جهالته تفضي الى المناز عة تمنع مجاز الصلح (فتاویٰ رضویہ)' ۸۔ جس کو حق پرورش ہے وہی اس رقم کا امین بنائے جانے کا زیادہ مستحق ہے' ۹۔ نکاح ثانی کر لینا عورت کے مہر یا میراث کو ساقط نہیں کرتا (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)' ۱۰۔ مہر خالص عورت کا حق ہے اگر شوہر فوت ہو جائے تو عورت کا مہر اس کے مال سے دیا جائے گا عالمگیری میں ہے ان ترك الميت صامتا مثل مهر ها كان لها ان تاخذ مهرها من الصامت۔ یہ اس صورت میں ہے کہ معافی مہر کا بیان' بہ ثبوت شرعی ثابت نہ ہو یعنی اگر دو مرد یا ایک مرد دو عورتیں' ا۔ مسلمان' ۲۔ نمازی' ۳۔ پرہیزگار' ۴۔ جو نہ کسی گناہ صغیرہ پر اصرار رکھتے ہوں' ۵۔ اور نہ کسی گناہ کبیرہ میں مبتلا ہوں' نہ کوئی فعل سفلہ کریں' ۶۔ اور ان کی عقل و یاد قابل اعتماد ہو' ۷۔ اور اس معاملہ میں ان کا بیان گمان و تہمت' اور طرفداری سے پاک ہو ایسے گواہ شہادت شرعیہ دیں کہ ان کے سامنے مہر معاف کیا تو معافی ثابت ہو جائے گی اور اگر گواہوں میں ان سات شرطوں میں سے ایک بھی کم ہے تو ان کا بیان نا قابل قبول اور عورت کا دعویٰ قابل قبول ہے (فتاویٰ رضویہ) صحیح و درست تخمینہ کے لئے کسی غیر جانبدار ماہر فن تعمیر سے مدد لی جائے جو عادل شرعی ہو۔ قال اللہ تعالیٰ وَاَشْهِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ (الطلاق:2) واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۹/۲/۱۹۸۵ء

۸۶۷ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

خدا ہی جانتا ہے کہ پہلے کون انتقال کرے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: حاجی محمد محفوظ ولد حاجی مولا بخش ساکن مکان نمبر 3582 پریٹ آباد' حیدرآباد کو متذکرہ بالا مکان اس کی آبائی جائیداد ہونے کی وجہ سے کلیم میں ملا۔ حاجی محمد محفوظ کی پہلی بیوی مسماۃ بسم اللہ کے بطن سے ایک بیٹی مسماۃ منور خاتون اور دو لڑکے مسعود احمد اور مشکور احمد تولد ہوئے۔ مسعود احمد اور مشکور احمد لاولد فوت ہو گئے اور مسماۃ منور خاتون کے بطن سے ظہیر احمد اور جمیل احمد دو بیٹے بقید حیات ہیں۔ منور خاتون کا انتقال ہو گیا اور بسم اللہ کا بھی انتقال ہو گیا۔ پھر اس محفوظ نے ایک دوسری شادی کی جس سے کوئی اولاد نہیں ہوئی اور وہ خود فوت ہو گئی اس کے بعد حاجی محمد محفوظ نے تیسری شادی کی۔ تیسری بیوہ زندہ موجود ہے۔ جس کے بطن سے ایک لڑکا محبوب زندہ سلامت ہے۔

اب حاجی محفوظ اپنے اس کلیم میں حاصل کیا ہوا مکان صرف تیسری بیوی کے بیٹے محبوب کو دینا چاہتا ہے۔ بروئے شرع محمدی قرآن و حدیث کی رو سے اس معاملے پر روشنی فرما دیں کہ حاجی محمد محفوظ اگر یہ سارا سامان اپنی تیسری بیوی کے بیٹے محبوب کو دے دے تو یہ کہاں تک جائز ہے؟ فقط: ممتاز محمد خان، حیدرآباد، سندھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: زندگی میں انسان اپنے مال کا مختار ہوتا ہے۔ یہ خدائے تعالیٰ کو معلوم ہے کہ کون پہلے فوت ہوگا۔ بہر حال مرنے کے بعد تو شرعی وارث محبوب اور اس کی والدہ ہی ہوگی اور ظہیر احمد اور جمیل احمد کو ترکہ سے کچھ نہ ملے گا۔ مگر حاجی محمد محفوظ کو چاہئے کہ وہ از راہ مہربانی اپنے نواسوں کو بھی کچھ مال دے دے اگر وہ ضرورت مند ہوں۔ زندگی میں جو جس کو دے دے گا وہی مالک قرار پائے گا۔ (عامۂ کتب)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۴/۴/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

متوفی نے اپنے کسی وارث سے قرض لیا ہو تو' پہلے وہ واپس کیا جائے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید نے ایک مکان بنوانے کے لئے ایک پلاٹ خریدنا چاہا جس کی قیمت مبلغ مع رجسٹری وغیرہ تقریباً مبلغ =/۱۷۵۰۰ روپے ہوئی مگر زید کے پاس اس وقت صرف مبلغ =/۹۰۰۰ روپے تھے۔ زید نے اس پلاٹ کو خریدنے کے لئے منجھلے لڑکے سے مبلغ =/۹۰۰۰ روپے لئے اس پلاٹ پر تعمیر کرنے کے لئے مبلغ تقریباً =/۵۰۰۰۰ روپے منجھلے لڑکے نے اور خرچ کئے اور مبلغ =/۲۰۰۰ روپے بڑے لڑکے نے دئے۔ زید کے انتقال کے بعد مرحوم کے تین لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں۔ کس طریقہ سے حصہ ہو؟ کیوں کہ رجسٹری زید کے نام پر ہے۔ ان سب کو کتنا کتنا حصہ ملنا چاہئے؟ شریعت مطہرہ کے مطابق مسئلہ کا حل بتائیں۔
نصف تعمیر ان کی زندگی میں کرائی اور نصف تعمیر مبلغ =/۲۵۰۰۰ روپے کے ان کے انتقال کے بعد کرائی منجھلے لڑکے نے۔ فقط عبدالباسط صدیقی، ہیرآباد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصوب: صورت مسئول عنہا میں زید نے اپنے بیٹے سے وہ رقم جو پلاٹ خریدنے کے لئے لی اگر بطور قرض تھی تو زید وہ رقم پہلے لے لے گا پھر بقیہ رقم بہ طور ترکہ تقسیم ہوگی۔ یوں ہی زندگی میں جو رقم تعمیر پر لڑکے کی لگائی اگر باپ نے خود لگائی تو بھی وہ قرض ہونے کی صورت میں مہیا کی جائے گی پھر بقیہ رقم زید کے مال سے موجودہ قیمت کے حساب سے لڑکا لے لے گا تب تقسیم ہوگی اور اگر زید کے بیٹے نے وہ رقم اپنے باپ کو بطور ہبہ کردی تو زید اس کا مالک ہوگیا' اب اس رقم کا واپس لینا درست نہ ہوگا۔ اگر چہ ہبہ کا واپس لینا بھی جائز ہے مگر حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ کسی کو کچھ دے کر واپس لینا ایسا ہے جیسا کہ کتا قے کر کے پھر چاٹ جاتا ہے اور اگر اس رقم کو دینے یا مکان کی تعمیر میں قرض یا ہبہ کی نیت نہ تھی تو وہ رقم زید کے بیٹے کی ہے۔ لہٰذا مکان وجائداد کی موجودہ قیمت لگانے کے بعد زید کا بیٹا بقدر زائد اپنا حصہ لے لے گا پھر اس کی تقسیم اس طرح ہوگی کہ تجہیز وتکفین' ادائے قرض اور وصیت ہو تو نفاذ در ثلث کے بعد کل بقیہ مال کے ۹ حصے کئے جائیں ان میں سے ۲-۲ ہر لڑکے کو اور ایک ایک ہر لڑکی کو دیا جائے۔ مگر احتیاط اس میں ہے کہ زید کے لڑکے نے باپ کی زندگی میں جو رقم باپ کو دی یا مکان میں لگائی اسے باپ کو معاف کر دے کہ حدیث شریف میں فرمایا الاب احق بمال ولدہ اذا احتاج الی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

المعروف کہ باپ جب کہ محتاج ہو اپنے لڑکے کے مال کا بھلائی اور احسان کے بدلے زیادہ حقدار ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)۔

واللہ تعالیٰ اعلم فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۴/۴/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بیٹی اور بھائی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک ماں کے چار بیٹے ہیں اور ماں کے نام پر ایک مکان تھا۔ جس کی وہ مالک تھی۔ ماں نے اپنے ایک بیٹے کو چھوڑ کر باقی تین بیٹوں کے نام پر وہ مکان اپنی حیات میں مالکانہ حقوق کے ساتھ دے دیا تھا اور انھیں تین بیٹوں میں سے ایک بیٹا فوت ہو گیا جب کہ ان تینوں بیٹوں میں آپس میں ناچاقی اور رنجش آخری وقت تک باقی رہی۔ مرنے والے کے والدین پہلے ہی فوت ہو چکے تھے اور اپنی بیوی کو اپنی زندگی میں طلاق دے چکا تھا۔ اب صرف اولاد میں ایک لڑکی کنواری موجود ہے۔ جائداد مذکورہ میں مرنے والا۔ از روئے دستاویز قانونی ۱/۳ کا بلا شرکت غیرے مالک تھا اب یہ جائداد کس طور پر موجودہ ورثاء میں شرعی طور پر تقسیم ہوگی؟

موجودہ ورثاء

بھائی ۳ لڑکی ۱

شرعی طور پر جواب سے واضح تصدیق شدہ عطا فرمائیں۔ اللہ آپ کو اس کار خیر کا اجر عظیم عطا فرمائے۔ شکریہ

فقط والسلام۔ شیخ محمد علی صوفی محمد عاقل، پختہ قلعہ، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز و تکفین، ادائے قرض اور وصیت کی ہو تو نفاذ در ثلث کے بعد میت کا مال متروکہ منقولہ و غیر منقولہ اس طرح تقسیم ہوگا کہ کل مال کے چھ حصے کئے جائیں میں سے تین بیٹی کو اور ایک ہر بھائی کو دیا جائے۔

میت مسئلہ ۶

بیٹی	بھائی	بھائی	بھائی
۳	۱	۱	۱

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۴/۳/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

زندگی میں سب کو برابر برابر تقسیم کرے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص کے چھ لڑکے اور چھ لڑکیاں ہیں۔ دو لڑکے شادی شدہ، چار بغیر شادی شدہ اور لڑکیاں سب شادی شدہ ہیں۔ مذکورہ بالا شخص اپنی موجودگی میں اپنی جائداد اولاد میں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تقسیم کرنا چاہتا ہے۔ برائے کرم طریقہ از روئے شرع جو بھی ہو تحریر فرمائیں کہ کتنا کتنا حصہ تقسیم ہوگا؟ خود صاحب جائداد اور اسکی بیوی کو کتنا کتنا حصہ ملے گا؟ جواب سے نواز کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

فقط والسلام السائل، الفقیر محمد بشیر چشتی گولڑوی، دار العلوم حنفیہ رضویہ، مرکزی عیدگاہ، ٹنڈو الہ یار

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: زندگی میں آدمی اپنے مال کا مختار ہوتا ہے۔ جس کو جتنا چاہے دے۔ مگر زندگی میں تقسیم کرے تو لڑکے لڑکی سب کو برابر دے۔ دینی مصلحت کے تحت زیادہ یا کم بھی دے سکتا ہے۔ (عالمگیری) یوہیں اپنے اور بیوی کے لئے جتنا چاہے روک سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۴/۴/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ذوی الارحام درجہء اوّل کے ہوتے ہوئے تیسرے درجہ کے ذوی الارحام محروم رہیں گے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص کا انتقال ہوگیا ہے۔ جس کی پیچھے اس کی ایک بہن اور اس کی بیٹیوں کی اولاد ہے جن میں پانچ بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے۔ اس آدمی کا سوتیلے بھائی کا بیٹا بھی موجود ہے۔ اب ان سب کے حصے میں وراثت میں سے کیا کیا آئے گا؟

نوٹ۔ باپ دو ہیں اور ماں ایک۔ فقط براعت علی، حالی روڈ، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں، تجہیز و تکفین، ادائیگی قرض اور وصیت کی ہو تو تہائی مال میں نفاذ کے بعد کل مال منقول و غیر منقول کے چودہ حصے کئے جائیں، ان میں سے نصف یعنی سات بہن کے، ایک ایک ہر نواسی کے اور ۲ نواسے کے ہیں، سوتیلے بھائی کا بیٹا محروم رہے گا کہ ذوی الارحام میں وہ تیسرے درجہ و نمبر پر ہے لہٰذا نواسہ نواسی جو ذوی الارحام میں سب سے مقدم اور اوّل نمبر کے وارث ہیں ان کی موجودگی میں تیسرے درجہ کا ذوی الارحام محروم ہے۔ مسئلہ اس طرح ہے

میت مسئلہ ۱۴

بہن	نواسی	نواسی	نواسی	نواسی	نواسی	نواسہ	بھتیجا اخیافی
۷	۱	۱	۱	۱	۱	۲	محروم

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۵/۴/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

لڑکا فاسق ہو تو اس کو ملکیت سے محروم کرنا گناہ نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میرا لڑکا محمد خان نافرمان ہوگیا ہے۔ مجھے بہت اذیت اور تکالیف۔ جھوٹے دعوے دائر کئے۔ اب میرے خلاف میری جائیداد سے زبردستی اپنا حصہ لینے کا دعویٰ دائر کیا ہے۔ میں نے عرصہ ۱۰-۱۵ سال پہلے اخبارات کے ذریعہ شائع کرایا تھا اور اس کو اپنی ملکیت سے محروم کر دیا تھا۔ اس وقت سے وہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مجھ سے دور رہتا ہے۔

اب میں چاہتا ہوں کہ میں اپنی ملکیت کو دیگر بچوں کے نام کرادوں اور اسے محروم رکھوں اور وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد بھی وہ محروم رہے۔ شرعی قانون کے مطابق فتویٰ دیجئے؟ فقط احمد کا کا ولد محمد خان، ٹنڈو الہ یار، ضلع حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: اولاد کو ہبہ کرنے میں زندگی میں تو آدمی اپنے مال کا مالک ہے۔ سارا مال ایک ہی کو دے دے تو بھی جائز ہے' بعض کو کم یا زیادہ دے تو بھی جائز ہے۔ اگر چہ سب ایک ہی کو دینے میں گنہگار ہوگا (بحر الرائق) مگر بہتر یہ ہے کہ زندگی میں دے تو لڑکا اور لڑکی دونوں کو برابر دے (عالمگیری) ہاں لڑکا اگر فاسق ہے تو اس کو صرف بقدر ضرورت دے' زیادہ دینے کا مطلب ہوگا کہ یہ گناہ کے کام میں اس کا مددگار ہے' اور لڑکا اگر فاسق ہے' یہ گمان ہے کہ اس کے بعد یہ اموال بدکاری اور گناہ میں خرچ کر ڈالے گا تو اس کے لئے چھوڑنے سے یہ بہتر ہے کہ نیک کاموں میں یہ اموال صرف کر ڈالے اس صورت میں اسے میراث اموال اور اپنی کمائی کو حرام میں خرچ کرنے سے بچانا ہے (عالمگیری) لہٰذا صورت مسئولہ عنہا میں اگر سائل اس نافرمان اور فاسق لڑکے کو کچھ نہ دے تو شرعاً مواخذہ نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۷/۴/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

یکے بعد دیگرے چند انتقال کرنے والوں کا ترکہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میرے دادا جن کا انتقال ہو چکا ہے۔ جن کے تین بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔ ان میں ایک بیٹا جو میرے والد تھے' دادا کے بعد فوت ہو گئے۔ میرے دادا کی جائیداد جو تقریباً =/۷۰ ہزار روپے ہے، موجود ہے۔ مندرجہ بالا دئے گئے حوالے سے مجھے بتلائیے کہ شرع محمدی ﷺ کی صورت میں میرا کیا حق بنے گا؟ جب کہ میرا کوئی بھائی' بہن اور زندہ نہیں ہے۔ میں اکیلی ان کی بیٹی حیات ہوں۔ میری والدہ کا انتقال میرے والد کے انتقال کے بعد ہوا اور میری والدہ کی ایک بہن زندہ ہے۔ آیا! وہ بھی اس حصے میں شریک ہوں گی یا نہیں؟

مسماۃ پروین بیگم، ریلوے کالونی' کوٹری

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں' دادا کی تجہیز وتکفین وادائے قرض اور وصیت کی ہو تو نفاذ در ثلث مال کے بعد' ان کے مال منقول وغیر منقول کے آٹھ حصے کئے جائیں' ان میں سے ۲-۲ ہر لڑکے کو اور ایک ایک ہر لڑکی کو دیا جائے۔

میت مسئلہ ۸

لڑکا	لڑکا	لڑکا	لڑکا	لڑکی	لڑکی
۲	۲	۲	۲	۱	۱

پھر جب ایک لڑکے کا انتقال ہوا اور اس نے اپنے پیچھے ورثہ میں ایک بیوہ اور ایک لڑکی چھوڑی اور دو بھائی بہن

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چھوڑے تو اس کے حصہ میں آئے ہوئے مال منقول وغیر منقول کے اڑتالیس حصے کئے جائیں' ان میں سے ۶ بیوہ کو' ۲۴ لڑکی کو' ہر بھائی کو اور ۳ بہن کو دیا جائے۔

میت مسئلہ ۸/ ۴۸

بیوہ	لڑکی	بھائی	بھائی	بہن	بہن
۲	۲۴	۶	۶	۳	۳

پھر جب بیوہ کا انتقال ہوا اور اس نے اپنے ورثہ میں ایک بیٹی اور ایک بہن چھوڑی تو اس کے بھی مال منقول وغیر منقول کے' مذکورہ تین چیزوں کے بعد ۲ حصے کئے جائیں' ان میں سے دونوں کو ایک ایک دیا جائے۔

میت مسئلہ ۲

بیٹی	بہن
۱	۱

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۷/ ۴/ ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

زندگی میں جس کو جتنا چاہے دے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص اپنی خرابی صحت کی وجہ سے اپنی زندگی میں ہی اپنی جائداد منقولہ وغیر منقولہ اپنی اولاد اور بیوی کے مابین تقسیم کرنا چاہتا ہے۔ مذکورہ شخص کا کنبہ مندرجہ ذیل افراد پر مشتمل ہے ازروئے شرع تقسیم کا طریقہ کار تحریر فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔ شکریہ

زید کا کنبہ

زید خود زوجہ ایک بیٹی شادی شدہ دوسری بیٹی غیر شادی شدہ تین بیٹے شادی شدہ

نوٹ۔ مذکورہ بالا شخص کی دو بیویاں تھیں۔ ایک بیوی کا انتقال ہو گیا ہے اور ایک بیوی زندہ ہے۔

فقط والسلام الفقیر ابوالنصیر محمد بشیر چشتی' گولڑوی' ٹنڈو الہ یار' ضلع حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: یہ تو اللہ عزوجل کو معلوم ہے کہ کون پہلے فوت ہوگا اور کون بعد میں۔ زندگی میں انسان اپنے مال کا مالک ہے۔ جس کو جتنا چاہے دے سکتا ہے مگر اولاد کو ہبہ کرنے میں لڑکی اور لڑکا دونوں کو برابر دے یہ نہیں کہ لڑکے کو لڑکی سے دوگنا دے جس طرح میراث میں ہوتا ہے کہ لڑکے کو لڑکی سے دونا ملتا ہے ہبہ میں ایسا نہیں (عالمگیری)۔ یونہی اپنی بیوی کو جو کچھ دینا چاہے اسے اختیار ہے دے کر اسے مالک بنا دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۷/ ۴/ ۱۹۸۵ء

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۸۶/۷ الجواب صحیح والمجیب نجیح ۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

سوتیلی اولاد کا ترکہ میں کوئی حصہ نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میرے بھائی شوکت حسین نے اولاً مقصود بی بی سے نکاح کیا۔ جس سے اس کا ایک لڑکا شمشاد حسین نامی پیدا ہوا۔ مقصود بی بی کے انتقال کے بعد شوکت حسین نے لطیفن بی بی بیوہ رحیم الدین سے عقد ثانی کیا اس سے شوکت حسین کے کوئی اولاد پیدا نہیں ہوئی۔ رحیم الدین کا لڑکا حکیم الدین جو کہ کم سن تھا' اپنی والدہ کے ساتھ شوکت حسین کے ہاں آ گیا۔ جس کی کفالت شوکت حسین کرتا رہا اور یہ لڑکا اب بھی اپنی والدہ کے ساتھ ہے۔ شوکت حسین کا انتقال ہو گیا ہے۔ اس نے ایک بیوہ لطیفن بی بی' ایک لڑکا شمشاد حسین اور یہ لڑکا حکیم الدین ولد رحیم الدین جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے' چھوڑے ہیں۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ بیوہ' شمشاد حسین' حکیم الدین اور شوکت حسین کی ایک بیوہ بہن ہے۔ یہ چاروں اشخاص شوکت حسین کی وراثت سے حصہ پانے والے ہیں یا نہیں؟ یعنی

۱۔ لطیفن بی بی بیوہ شوکت حسین کا کس قدر حصہ ہے؟ ۲۔ شمشاد حسین کا کس قدر حصہ ہے؟ ۳۔ حکیم الدین کا کس قدر حصہ ہے؟ ۴۔ شوکت حسین کی بیوہ بہن کا کس قدر حصہ ہے؟

برائے مہربانی آپ اپنے فتوے سے صاف صاف وضاحت فرمائیں کہ کس کس کا کس قدر حصہ ہے؟

فقط، پیرزادہ نیاز احمد فاروقی، مریم روڈ' نواب شاہ

https://t.me/Tehqiqat

۸۶/۷ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز وتکفین' ادائے قرض ومہر' اور وصیت کی ہو تو نفاذ در ثلث کے بعد' میت کی کل جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے آٹھ حصے کیے جائیں' ان میں سے ایک بیوہ (لطیفن بی بی) کو اور باقی سات حصے شمشاد حسین کو دیے جائیں گے۔ حکیم الدین اور شوکت حسین کی بہن کو کچھ نہ ملے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۸

بیوہ	حقیقی لڑکا	بیوہ کا لڑکا سابق شوہر سے	بہن
۱	۷	محروم	محروم

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۷/۴/۱۹۸۵ء

۸۶/۷ الجواب صحیح والمجیب نجیح ۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ترکہ ان ہی وارثین کو ملے گا جو متوفی کے انتقال کے وقت حیات ہوں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ہم پانچ بھائی تھے۔ ایک بھائی کا والد سے پہلے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انتقال ہو گیا اس کے ۳ لڑکیاں تھیں اور ایک بیوی۔ بیوہ نے دوسری شادی کر لی اور لڑکیوں نے بھی شادی کر لی ہے۔ اب تقریباً سات مہینے ہو گئے۔ دوسرے بھائی کا انتقال ہو گیا ہے۔ ان کے بیوی بچے ہیں۔ ان کا اپنا گھر ہے۔ ایک بھائی انڈیا میں رہتے اور دو بھائی پاکستان میں ہیں۔ والد صاحب کی جائداد میں سے کون کون حصہ دار ہے؟ آپ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب سے مستفیض فرمائیں۔　　فقط والسلام السائل محمد صدیق، حیدر آباد سندھ

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز و تکفین، ادائے قرض اور وصیت کی ہو تو نفاذ در ثلث مال کے بعد متوفی کا جملہ مال منقول و غیر منقول اس طرح تقسیم کیا جائے کہ کل مال کے ۴ حصے کئے جائیں ایک حصہ والد کے بعد انتقال کرنے والے بھائی کے ورثہ میں تقسیم ہوگا اور باقی میں ہر بھائی کو ایک حصہ ملے گا۔

میت مسئلہ ۴

بھائی	بھائی	بھائی	بھائی
۱	۱	۱	۱

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید　　۲۷/۴/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ایک شخص کے ورثا میں چار بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں اور ان میں سے دو کا انتقال ہو گیا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

مرحوم گل محمد ۱۹۴۶ء میں انتقال کر گئے تھے۔ ایک ہی مکان ورثہ میں چھوڑا۔ اس کے وارث ہیں۔

۱۔ نور محمد ولد گل محمد انتقال کر گئے۔ اب ان کے چار لڑکے، دو لڑکیاں اور ایک بیوہ زندہ ہیں۔

۲۔ سمیع محمد ولد گل محمد انتقال کر گئے۔ غیر شادی شدہ

۳۔ میر محمد ولد گل محمد انتقال کر گئے۔ غیر شادی شدہ

۴۔ امام الدین ولد گل محمد حیات ہیں۔

۵۔ اللہ نواز بنت گل محمد حیات ہیں۔

۶۔ نور خاتون بنت گل محمد۔ ان کی ایک لڑکی حمیدہ تھی، وہ بھی انتقال کر گئی۔ اس نے ایک لڑکا غلام رسول اور لڑکی شمس النساء اپنے پیچھے چھوڑے ہیں۔

۷۔ شہر بانو زوجہ گل محمد۔ اوپر والے سب بچوں کی والدہ تھیں، ان کا انتقال ہو چکا ہے۔

نوٹ۔ ان سب کا انتقال والد صاحب کے انتقال کے بعد ہوا۔

السائل: امام الدین، اسلامی چوک، ٹھیٹھر الائن، حیدر آباد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز و تکفین' ادائے قرض اور وصیت ہو تو نفاذ در ثلث مال، ہر سہ امور مقدم علی الارث کے بعد' متوفی کے کل مال منقول و غیر منقول کے چھ حصے کیے جائیں' ان میں سے دو امام الدین کو، دو نور محمد کو، ایک مسماۃ اللہ نواز کو دیں' دو نور محمد کے سات ورثہ میں تقسیم شرعی کیے جائیں اور ایک حصہ مسماۃ نور خاتون کے موجودہ ورثہ میں تقسیم کیا جائے۔

میت مسئلہ ٦

بیٹا نور محمد	بیٹا امام الدین	بیٹی اللہ نواز	بیٹی نور خاتون
٢	٢	١	١

نور محمد کا ترکہ مذکورہ ۳ امور مقدم علی الارث کے بعد' اگر والدہ اس وقت زندہ نہ ہوں اس طرح تقسیم کیا جائے گا کہ اس کے کل مال کے ۸۰ حصے کیے جائیں' ان میں آٹھواں یعنی دس بیوہ کو' ۱۴ ہر لڑکے کو اور سات ہر لڑکی کو دے جائیں۔

میت مسئلہ ۸/۱۰

بیوہ نور محمد	لڑکا	لڑکا	لڑکا	لڑکا	لڑکی	لڑکی
١٠	١٤	١٤	١٤	١٤	٧	٧

پھر نور خاتون کے انتقال کے بعد اس کے ورثہ میں ایک بیٹی حمیدہ ایک بھائی امام الدین اور ایک بہن اللہ نواز موجود ہیں۔ لہٰذا ۳ امور مذکورہ مقدم علی الارث کے بعد کل مال کے چھ حصے کیے جائیں ان میں سے نصف یعنی تین حمیدہ کو اور دو امام الدین کو اور ایک اللہ نواز کو دیا جائے گا۔

میت مسئلہ ٦

بیٹی حمیدہ	بھائی	بہن
٣	٢	١

پھر حمیدہ کے انتقال کے بعد' سہ امور مذکورہ مقدم علی الارث کے بعد اس کے مال کے تین حصے کیے جائیں دو غلام رسول اور ایک شمس النساء کو دیا جائے۔ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ (النساء:11)

میت مسئلہ ٣

غلام رسول بیٹا	شمس النساء بیٹی
٢	١

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۷/۴/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

http://t.me/tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وارث اپنا حصہ جسے دینا چاہے دے سکتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: آپ کی خدمت میں سائل ایک مسئلہ کا حل کتاب و سنت کی روشنی میں معلوم کرنا چاہتا ہے۔ امید ہے کہ آپ جواب سے مستفیض فرمائیں گے۔ شکریہ۔

۱۔ سائل محمد عمر صدیقی بالغ شادی شدہ اپنے مرحوم والدین کی واحد نرینہ اولاد ہے۔

۲۔ والد صاحب کا انتقال ۱۸/ جولائی ۱۹۷۳ء میں ہوا ہے۔

۳۔ سائل کی تین بہنیں بالغ اور شادی شدہ ہیں۔

۴۔ قبلہ والد مرحوم نے صرف ایک مکان ترکہ میں چھوڑا ہے۔ مرحوم کی کوئی تحریری وصیت نہیں ہے۔ لیکن بہنوں اور والدہ کو وہ کہتے تھے کہ لڑکیاں اپنے گھر کی ہوں گی اور لڑکا اس مکان میں رہے گا۔ والدہ مرحومہ نے انتقال سے قبل گھر کے متعلق کاغذات بڑی بہن سے لے کر بھی دیے تھے کہ تم اسے اپنے نام کرالو۔ مرحومہ نے بھی زبان سے کہا تھا۔ کوئی تحریر نہیں ہے۔

قبلہ مفتی صاحب اپنے یہاں متوسط طبقے میں جائداد کا بٹوارہ بزرگ زبانی بھی کرتے ہیں یعنی جن کا کل اثاثہ ایک مکان یا ایک دوکان ہے۔ اب صورت حال یہ ہے کہ میری سب سے بڑی بہن اور سب سے چھوٹی بہن، سرکاری اسٹامپ پر میرے حق میں اپنی رضا وخوشی سے مکان کے حصے سے دستبردار ہوگئی ہیں اور منجھلی بہن نے زبانی تو کہہ دیا تھا کہ میں بھی اپنے حق سے دستبردار ہو جاؤں گی۔ لیکن شوہر سے مشورہ کے بعد ان کا خیال بدل گیا ہے اور اپنا حصہ طلب کر رہی ہیں۔ مکان کی مالیت والد کے انتقال کے بعد سے مسلسل مرمت کروانے کے بعد مشکل ڈیڑھ لاکھ روپیہ ہوگی۔

آپ اسلامی شریعت کی رو سے بتائیں کہ بہن کے حصہ کی رقم کتنی ہوگی؟ اور کس طرح ادا کرنا ہوگی؟ امید ہے کہ آپ کتاب وسنت کی روشنی میں مدلل جواب دیں گے اور جو بہن کا حق جتنی رقم پر ہوگا اسے آپ کا فتویٰ دکھا کر ادائیگی کردی جائے گی۔ السائل: محمد عمر صدیقی، حیدرآباد سندھ

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز وتکفین، ادائے قرض اور وصیت ہو تو تہائی مال میں نفاذ کے بعد، کل جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۵ حصے کئے جائیں، ان میں سے ۲ حصے لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ کے تحت لڑکے کو دے جائیں اور ایک ایک ہر لڑکی کو دیا جائے، جو لڑکی حصہ نہ لینا چاہے وہ اپنا حصہ جس کو دینا چاہے دے سکتی ہے ورنہ اس کے بھی حصہ کر کے اس طرح تقسیم کی جائے کہ جو لڑکی کو دیں اس کا دونا لڑکے کو دیں۔

میت مسئلہ ۵

بیٹا	بیٹی	بیٹی	بیٹی
۲	۱	۱	۱

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۸/۴/۱۹۸۵ء

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

وارث کے حق میں کی گئی وصیت باطل ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک فتویٰ بسلسلہ وراثت درکار ہے۔ جس میں متوفی کے جملہ چھ وارث ہیں۔ ایک بیوہ ایک بیٹا اور چار بیٹیاں ہیں۔ نیز متوفی کا ایک وصیت نامہ بھی ہے التماس ہے کہ وصیت نامہ کی موجودگی میں اس کو نافذ کرتے ہوئے شرعی فتویٰ درکار ہے کہ کس کو کتنا کتنا حصہ ملنا چاہیے؟ نوازش ہوگی۔

فقط: سلیم الرحمٰن صدیقی، لطیف آباد، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز وتکفین ادائے قرض اور وصیت اگر غیر وارث کے حق میں ہوتو نفاذ در ثلث مال کے بعد اس طرح تقسیم کریں کہ کل مال کے ۴۸ حصے کیے جائیں ان میں سے ۶ بیوہ کے ۷-۷ ہر بیٹی کے اور ۱۴ لڑکے کو دیے جائیں۔ وصیت نامہ جو پیش کیا گیا ہے وہ میت کے وارث کے لئے ہے اس لئے باطل اور غیر معتبر ہے البتہ اگر باقی وارث اس کو جائز رکھیں تو معتبر ہوگا اور زندگی میں جس کو اپنے مال میں سے جس چیز کا مالک بنایا وہ ترکہ میں شمار نہ ہوگا۔ مسئلہ اس طرح ہے

میت مسئلہ ۴۸/۸

بیوہ	لڑکی	لڑکی	لڑکی	لڑکی	لڑکا
۶	۷	۷	۷	۷	۱۴

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۸/۴/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں دو بھائی اور دو بہن ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میرا بھائی مرحوم ۲۲/۶/۱۹۸۴ء کو کراچی میں فوت ہوگیا۔ جو قتل کیا گیا ہے۔ فوتی غیر شادی شدہ تھا۔ فوتی کے ماں باپ بھی فوت ہو چکے ہیں۔ فوتی کے وارث ۲ عدد بھائی اور ۲ عدد بہنیں حیات ہیں۔ فوتی کی ملکیت ایک کار ایک مکان اور =/۱۸۰۰۰ روپیہ نقد کراچی بینک میں جمع ہیں۔ اب اس فوتی کی ملکیت کے حصے کرنا لازمی ہے۔ اس لئے عرض ہے کہ شرع محمدی ﷺ کے مطابق حصہ ہر ایک کا بتادیں۔ برائے مہربانی اسلامی قانون کے مطابق ہر ایک وارث کا حصہ تحریر کیا جائے تاکہ ہر ایک کو برابر برابر حصہ بانٹ دیا جائے۔

بقلم خود عبدالحکیم برادر مرحوم عبدالرحیم ولد مرحوم حاجی شیر محمد، کالونی جامشورو

۷۸۶ **الجوب** ھوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز وتکفین ادائے قرض اور وصیت ہوتو نفاذ در ثلث مال، سہ امور مقدم علی الارث کے بعد متوفی کا تمام مال منقول وغیر منقول اس طرح تقسیم کیا جائے کہ کل مال کے ۶ حصے کیے جائیں،

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ان میں سے ۲-۲ ہر بھائی کو ایک ایک ہر بہن کو دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت مسئلہ ۶

بھائی	بھائی	بہن	بہن	
۲	۲	۱	۱	واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۸/۴/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی عفی عنہ

جو دوسرے کا مال ناحق لے گا وہ گناہگار ہوگا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ۱۔ کیا نافرمان اولاد کے لئے ماں کو جائداد سے عاق کرنے کا حق ہے یا نہیں؟ ۲۔ شریعت میں لڑکے لڑکیاں اور بیوہ کا جائداد میں کتنا حصہ بنتا ہے؟ ۳۔ ورثہ کن کن صورتوں میں مستحقین کو پہنچتا ہے؟ ۴۔ زیورات' زمین' جائیداد' دیگر گھر میں جو سامان مرحوم کا ہوتا ہے' بنک میں رقم وغیرہ ان سب میں ورثاء کا کتنا کتنا حصہ بنتا ہے؟ ۵۔ غریب ورثاء کا ورثہ غصب کرنے والوں کے لئے ازراہ شریعت کیا حکم ہے؟ ۶۔ ورثہ غصب کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کرنا اور ان کا ساتھ دینے والوں کے لئے شریعت میں کیا حکم ہے؟ ۷۔ تخمینا مبلغ دولاکھ روپیہ کی جائداد کی قیمت میں مرحوم کے دو لڑکے' دو لڑکیاں اور ایک بیوہ کا کتنا حصہ بنتا ہے؟ ۸۔ اس جائیداد کا کرایہ تقریباً بارہ سترہ سو روپیہ ماہانہ بنتا ہے۔ اس جائداد میں صرف لڑکے رہتے ہیں۔ لڑکیاں اس سے محروم ہیں۔ مرحوم کے انتقال کو تقریباً ۷ سال گزر چکے جب کہ اس کے فیصلہ کے لئے برابر کہتے رہے ہیں لیکن اس کی کوئی پرواہ نہیں کرتے۔ کیا اس جائیداد میں سے بننے والے کرایہ کی رقم میں لڑکیوں کا حصہ بنتا ہے یا نہیں؟ ازروئے شریعت اس جواب سے بھی مطلع فرمائیں۔

۹۔ مرحوم کی جائداد سے صرف لڑکے فائدہ اٹھا رہے ہیں جب کہ لڑکیاں ہر طرح کے فائدے سے محروم ہیں۔ ازروئے شریعت اس جواب سے مطلع فرمائیں۔

۱۰۔ اگر لڑکے لڑکیوں کے حصہ کو تسلیم ہی نہ کریں۔ یعنی بھائی بہنوں کو حصہ دار ہی تسلیم نہیں کریں تو شرعاً اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ السائل: امین الدین، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: اولاد کو عاق کرنا شرعاً کوئی چیز نہیں' اولاد نافرمان ہو یا فرمانبردار' میت کے انتقال کے وقت جو بھی زندہ ہوں وہ تمام اولاد یا دیگر ورثہ ترکہ میں شریک ہوں گے' لہٰذا زیورات' زمین' جائداد منقولہ وغیر منقولہ گھر کا سامان' بنک بیلنس' کرایہ وغیرہ جو بھی میت کی ملکیت ہو' تجہیز وتکفین' ادائے قرض ومہر اور وصیت کی ہو تو نفاذ در ثلث مال کے بعد' کل مال کو فروخت کرکے یا قیمت موجودہ لگا کر' ۴۸ حصے کئے جائیں۔ ان میں سے ۶' بیوہ کو ۱۴' ہر لڑکے کو اور ۷ ہر لڑکی کو دئے جائیں۔ ماہانہ آنے والے کرایہ کی تقسیم بھی اسی طریقہ سے ہوتی رہے گی۔ مکان فروخت کرنے کی صورت میں مکان کی

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قیمت بھی مندرجہ بالا طریقہ پر تقسیم کی جائے گی، صورت یوں ہے

میت مسئلہ ۸/۴۸

بیوہ	لڑکا	لڑکا	لڑکی	لڑکی
۶	۱۴	۱۴	۷	۷

جو لوگ ترکہ غصب کرنا چاہتے ہیں وہ آگ اپنے پیٹ میں بھر رہے ہیں، قرآن کریم فرماتا ہے وَلَا تَأْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ (البقرہ: 188) ''ایک دوسرے کا مال آپس میں ناحق طور پر نہ کھاؤ''۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جو شخص پرایا مال لے لے گا وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے کوڑھی ہو کر ملے گا'' (طبرانی) اور فرمایا کہ ''جس نے ایک بالشت زمین ظلم کے طور پر لے لی قیامت کے دن ساتوں زمینوں سے اتنا حصہ طوق بنا کر اس گلے میں ڈال دیا جائے گا''۔ (بخاری۔ مسلم)۔ واللہ تعالیٰ علم فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۹/۴/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ترکہ میں ہر بیوی کی اولاد کو برابر کا حصہ ملے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میرے والد صاحب کا انتقال ہو گیا ہے۔ اب ہم یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ ان کی وراثت کس طرح تقسیم ہوگی؟ ہمارے والد صاحب نے چار شادیاں کی تھیں۔

۱۔ پہلی بیوی سے ایک لڑکا ہے جو کہ شادی شدہ ہے۔ اس کا نام غلام رسول ہے۔

۲۔ پہلی بیوی کے انتقال کے بعد دوسری شادی کی۔ دوسری بیوی کا بھی انتقال ہو گیا ہے۔ اس سے کوئی اولاد نہیں ہے۔

۳۔ دوسری بیوی کے انتقال کے بعد تیسری شادی کی۔ تیسری بیوی کو طلاق دے دے تھی۔ تیسری بیوی سے کوئی اولاد نہیں ہے۔

۴۔ تیسری بیوی کو طلاق دینے کے بعد چوتھی شادی کی جو کہ پہلے سے شادی شدہ تھی۔ اس کو طلاق دلا کر پھر شادی کی یہ بیوی زندہ ہے اور اس سے چار لڑکے ہیں جو کہ غیر شادی شدہ ہیں اور ایک لڑکی ہے جو کہ شادی شدہ ہے۔ بچوں کے نام یہ ہیں۔

۱۔ افضال احمد، ۲۔ ظفر احمد، ۳۔ اقبال احمد، ۴۔ غیاث احمد، ۵۔ ریحانہ خاتون۔ درخواست دہندہ غلام رسول

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز و تکفین، ادائے قرض اور وصیت کی ہو تو نفاذ در ثلث مال کے بعد، متوفی کی تمام جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۸۸ حصے کئے جائیں اور لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ (النساء: 11) کے قاعدہ کے تحت ۱۴ حصے ہر لڑکے کو اور ۷ حصے لڑکی کو دیئے جائیں۔ اولاد خواہ کتنی ہی بیویوں سے ہو ترکہ میں سب شریک ہوں گے، خواہ کنوارے ہوں یا شادی شدہ تقسیم اس طرح ہوگی، اور بیوہ کو گیارہ حصے دیئے جائیں۔

میت مسئلہ ۸/۸۸

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بیوہ	غلام رسول	افضال	ظفر	اقبال	غیاث	ریحانہ	
۱۱	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷	واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۹/۴/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

عصبہ کی موجودگی میں ذوی الارحام کو حصہ نہیں ملے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: سیّد محمد تقی ولد سیّد جیون علی فوت ہو گئے۔ ترکہ میں اپنی زمین زرعی، مکان اور کچھ بنک میں رقم چھوڑی ہے۔ جب کہ ورثاء میں چار لڑکے، دو لڑکیاں بقید حیات موجود ہیں اور تین لڑکیاں مرحوم کی زندگی میں ہی فوت ہوگئی تھیں، جن کی اولاد موجود ہے اور وہ اولاد مرحوم کے نواسے اور نواسیاں ہیں تو آیا! فقہ حنفیہ میں ان نواسے اور نواسیوں کا اس صورت میں حصہ ہے یا نہیں؟

نوٹ۔ مرحوم کی تین بیویاں مرحوم کی حیات میں ہی انتقال کر چکی ہیں۔ السائل سیّد محمد رضی، پختہ قلعہ، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز وتکفین، ادائیگی قرض اور وصیت ہو تو نفاذ در ثلث مال کے بعد میت کی جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے (جن ورثاء کا ذکر ہے، ان ہی کی صورت میں) دس حصے کئے جائیں گے، جن میں سے دو ہر لڑکے کو اور ایک ہر لڑکی کو دیا جائے گا۔ اولاد کی موجودگی میں نواسہ نواسی محروم رہیں گے کہ وہ ذوی الارحام میں ہیں اور عصبہ کی موجودگی میں ذوی الارحام کو کچھ نہیں ملتا۔ تقسیم اس طرح ہے

میت مسئلہ ۱۰

لڑکا	لڑکا	لڑکا	لڑکا	لڑکی	لڑکی	
۲	۲	۲	۲	۱	۱	واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۹/۴/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، ۴ بیٹے اور ۴ بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید کے نام ایک عدد مکان ہے۔ کچھ عرصے قبل زید کا انتقال ہو گیا۔ زید نے اپنے پیچھے بیوہ، چار لڑکے اور چار لڑکیاں چھوڑے ہیں۔ زید کے آٹھوں بچے شادی شدہ ہیں اور زید کا مکان فروخت کر دیا ہے۔ مکان کی قیمت مبلغ ایک لاکھ اسی ہزار روپے ملی ہے۔ اس رقم کو زید کے آٹھوں بچوں اور زید میں شرعی طریقے پر تقسیم کے بارے میں بتائیں۔ السائل محمد ہارون ولد عبد العزیز، میمن سوسائٹی، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز وتکفین، ادائیگی قرض ومہر اور وصیت ہو تو نفاذ در ثلث مال

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے بعد متوفی کی تمام جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۹۶ حصے کیے جائیں' اس میں سے ۱۲ / بیوہ کو ۱۴ / ہر لڑکے کو اور سات ہر لڑکی کو دیے جائیں۔

میت مسئلہ ۹۶/۸

بیوہ	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	
۱۲	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷	۷	۷	واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید　　۳۰/۴/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی' دو بیٹے اور ۵ بیٹیاں ہیں' پھر ایک بیٹے کا انتقال ہو گیا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: جائداد زرعی میں وزیر الدین صاحب کے انتقال کے بعد وراثت صدر الدین و بشیر الدین۔ مسمات مجیدا بیوہ و آمنہ' عقیلہ' زرینہ' روبینہ' مبینہ کو حق ملا ہے۔ اب چونکہ بشیر الدین کا بھی انتقال ہو گیا۔ اس کی بیوہ اور پانچ لڑکے ہیں۔ ایسی صورت میں وارثین کا کتنا کتنا شرعی حق بنتا ہے؟

بروئے شرع محمدی بشیر الدین کی بیوہ کا کتنا حصہ ہوگا؟ فتویٰ مرحمت فرمائیں۔ بشیر الدین کے انتقال کے وقت اس کی والدہ موجود نہیں تھیں' ان کا انتقال ہو چکا تھا۔　　منجانب صدر الدین ولد وزیر الدین، حالی روڈ' حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں معلوم ہونا چاہئے کہ جو تقسیم ترکہ کی سائل نے زبانی بتائی ہے وہ شرع کے مطابق نہیں ہوئی۔ مطابق شریعت' تجہیز و تکفین' ادائے قرض ومہر اور وصیت ہو تو تہائی مال میں نافذ کرنے کے بعد' وزیر الدین کی جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۷۲ حصے کیے جائیں' ان میں سے آٹھواں یعنی ۹ بیوہ کو ۱۴ / ہر لڑکے کو اور ۷ / ہر لڑکی کو دیے جائیں۔

میت مسئلہ ۷۲/۸

بیوہ	صدر الدین	بشیر الدین	آمنہ	عقیلہ	زرینہ	روبینہ	مبینہ
۹	۱۴	۱۴	۷	۷	۷	۷	۷

پھر بشیر الدین کا انتقال ہو گیا' لہٰذا اس کی بھی تجہیز تکفین' ادائے قرض ومہر اور وصیت ہو تو نفاذ در ثلث مال کے بعد' کل جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے چالیس حصے کیے جائیں ان میں سے ۵ بیوہ کو اور ہر لڑکے کو ۷ حصے دے جائیں۔

میت مسئلہ ۴۰/۸

بیوہ	ابن	ابن	ابن	ابن	ابن	
۵	۷	۷	۷	۷	۷	واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید　　۳۰/۴/۱۹۸۵ء

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی اور ۵ بیٹے ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ہمارے والد بزرگوار کی پہلی بیوی سے تین بیٹے اور دوسری بیوی سے دو بیٹے ہیں جب کہ والد صاحب اور پہلی بیوی کا انتقال ہوگیا ہے اور اب ایک ماں (دوسری بیوی) اور پانچ بیٹے ہیں چونکہ ہمارے والد مرحوم نے ایک مکان چھوڑا ہے۔ ظاہر ہے کہ موجودہ افراد وارث ہوتے ہیں اب اس مکان کے حصص اور اس تقسیم کا مسئلہ کس طرح کیا جائے۔ نیز بعد از وقت رقم کی تقسیم کا تعین کس طرح ہو؟ برائے کرم مذکورہ بالا مسئلہ کو از روئے شریعت حل فرمادیں۔ شکریہ

نوٹ۔ پہلی بیوی کا انتقال والد صاحب کی وفات سے تقریباً ۲۵ سال قبل ہوا۔

السائل: عبدالوحید ولد غلام قادر، رحمانی گلی، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں، تجہیز وتکفین، ادائے قرض اور وصیت ہو تو ثلث مال میں نفاذ کے بعد، میت کے کل مال منقول وغیر منقول کے چالیس حصے کیے جائیں، ان میں سے ۵/ بیوہ ثانی کے اور ۷/ ہر لڑکے کو دیے جائیں، جائداد وغیر منقولہ کی تقسیم کے لئے موجودہ قیمت لگائی جائے گی۔ تقسیم اس طرح ہو گی۔

میت مسئلہ ۸/۴۰

بیوہ	لڑکا	لڑکا	لڑکا	لڑکا	لڑکا
۵	۷	۷	۷	۷	۷

واللہ تعالیٰ اعلم

فصیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۳۰/۴/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

متوفی سے پہلے اس کی اولاد کا انتقال ہو تو بعض صورتوں میں اولاد کی اولاد حصہ پائے گی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: باپ کی حیات میں اگر بیٹے کا انتقال ہو جائے تو انتقال کر جانے والے بیٹے کے بیوی، بچے دادا کی جائیداد میں حصہ دار ہوں گے؟ کیا وہ وراثت کے حق دار تصور کیے جائیں گے یا نہیں؟

السائل: رحمت خان ولد رحمٰن خان، بلال اسٹریٹ، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: اگر متوفی سے پہلے اس کی کوئی اولاد فوت ہوچکی ہے تو اولاد کی اولاد کو بعض صورتوں میں حصہ ملتا ہے اور بعض صورتوں میں نہیں چنانچہ جب میت کا دوسرا بیٹا نہ ہو تو ذوی الفروض کو دینے کے بعد جو کچھ باقی رہے وہ پوتے کو ملے گا، میت کی بہو اس صورت میں کچھ نہ پائے گی۔ سائل کو چاہئے کہ وہ حقیقی صورت حال بیان کرے تاکہ کامل جواب دیا جائے، ایسی صورت میں اگر دادا موجود ہو تو اس کو مناسب ہے کہ اپنی زندگی میں کچھ مال اسباب، جائداد پوتوں کو

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دے کر ان کا قبضہ کرا جائے ورنہ یہ بالکل محروم رہیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید　　۳۰/ ۴/ ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

عصبات میں سے قریبی عصبہ، دور والے کو محروم کر دے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میرے بھائی مسمّی رحیم خان کا انتقال ۱۸/ ۳/ ۱۹۶۴ء کو حیدر آباد میں ہوا۔ ہمارے والد کا انتقال ۱۵/ ۹/ ۱۹۷۷ء میں ہوا۔ والد کی کچھ جائداد ہے۔ اب معلوم یہ کرنا ہے کہ ایسی صورت میں جب کہ بیٹے کا انتقال والد کے انتقال سے پہلے ہو چکا ہے۔ کیا مرحوم بیٹے رحیم خان کی اولاد از روئے شریعت وفقہ دادا کی جائداد میں حصہ دار ہو سکتے ہیں یا نہیں ہو سکتے؟

رحمٰن خان نے مرنے کے بعد تین بیٹے، دو بیٹیاں اور ایک بیوہ بقید حیات چھوڑی ہیں۔　　السائل رحمت علی

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز و تکفین ادائے قرض اور وصیت ہو تو ثلث مال میں نفاذ کے بعد، متوفی کا مال منقول و غیر منقول، ان ورثاء میں تقسیم کیا جائے گا جو ان کے انتقال کے وقت موجود تھے، میت کی جس اولاد کا انتقال اس سے پہلے ہو گیا، اس کی اولاد کو کچھ نہیں کچھ ملے گا، اس لئے کہ میت کے دوسرے بیٹے اور بیٹیاں موجود ہیں، جو عصبہ نمبر اوّل درجہ اوّل میں داخل ہیں، پوتا بھی اگرچہ درجہ اوّل کے عصبات میں داخل ہے لیکن بیٹے کے سامنے یہ محروم ہوتا ہے کیوں کہ بیٹا اس سے زیادہ قریب ہے اور پوتے بہ نسبت اس کے بعید ہیں اور جب ایک درجہ کے عصبات ہوں تو جو قریب ہوتا ہے وہ مقدم ہوتا ہے، لہٰذا میت کے پوتے پوتی بالکل محروم ہیں، ترکہ اس طرح تقسیم ہوگا، کہ کل مال کے ۶۴/ حصے کئے جائیں، ان میں سے آٹھواں یعنی ۸/ بیوہ کو فَلَهُنَّ الثُّمُنُ (النساء: 12) کے تحت دے جائیں اور ہر لڑکے کو ۱۴ حصے اور ہر لڑکی کو ۷ حصے دے جائیں۔ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ (النساء: 11)۔

میّت مسئلہ ۸/ ۶۴

بیوہ	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	ابن الابن (پوتا)
۸	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷	محروم

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید　　۳۰/ ۴/ ۱۹۸۵ء

وصیت صرف تہائی مال میں جاری ہوگی اور اس وصیت کو روکا تو گناہ ہوگا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید نے انتقال سے چند روز قبل چند گواہوں کے سامنے ایک امانت دار کو وصیت کی تھی کہ اس کے مرنے کے بعد اس کی رقم میں سے مبلغ =/۱۸۰۰۰ ہزار روپے مسجد ایک مینارہ ساٹھی پاڑہ کو دے دے جائیں۔ یہ بات متولی مسجد (صدر مسجد) کو بھی بتا دی گئی تھی۔ اب اس کے انتقال کے بعد اس کے ورثہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں بھیجتے ہیں جن کا اصرار ہے کہ اس رقم میں سے مبلغ =/۶۰۰۰ ہزار روپے مسجد کو دے دیئے جائیں اور =/۱۲۰۰۰ ہزار روپے ہمیں دیئے جائیں۔ تو اب ازراہ کرام آپ یہ فتویٰ صادر فرمائیں کہ امانت دار اس رقم کو تقسیم کریں؟ یا مبلغ رقم =/۱۸۰۰۰ ہزار روپے وصیت کے مطابق مسجد دے دیں؟

نوٹ۔ مرحوم کے پاس اس کے علاوہ اور جائیداد بھی ہے جو کہ اچھی رقم کی ملکیت ہے۔

فقط والسلام حاجی محمد اقبال، حیدرآباد سندھ

۷۸۶ الجواب ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں جب کہ زید نے اپنے مال میں سے معین رقم کے لئے وصیت کردی تھی تو وصیت نافذ کی جائے گی پھر ترکہ تقسیم ہوگا۔ ''لان الوصیته مقدمة علی الارث'' لہٰذا تجہیز و تکفین اور ادائے قرض کے بعد سب سے پہلے وصیت پر عمل ہوگا' اس میں اس بات کا لحاظ ضروری ہے کہ جس رقم کی وصیت کی ہے وہ کل مال کے تہائی سے زیادہ نہ ہو' کہ وصیت ثلث مال میں جاری ہوتی ہے' چنانچہ اگر مذکورہ رقم کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے تہائی کے برابر یا اس سے کم ہے تو کل وصیت پر عمل کیا جائے گا۔ ورثہ کو اختیار نہیں کہ وہ نفاذ وصیت کو روکیں' قرآن عظیم نے ورثہ کا حق وصیت سے موخر رکھا ہے۔ مِنۡۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٍ يُّوۡصِيۡنَ بِهَاۤ اَوۡ دَيۡنٍ (النساء:12) ورثہ اگر وصیت کو رد کریں' رد کریں گناہ گار رہوں گے اور دوسرے کے حق پر ظالم و ستمگار۔ (فتاویٰ رضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید　۱۹۸۹/۵/۲ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

سوتیلی اولاد کا ترکہ میں حصّہ نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنی پہلی بیوی کی اولاد میں صرف پانچ لڑکے چھوڑے ہیں۔ اس کے بعد جب زید کی پہلی بیوی کا انتقال ہوگیا تو زید کے ساتھ میرا نکاح ہوا اور اس وقت میرے پانچ لڑکیاں اور تین لڑکے پہلے شوہر سے موجود تھے لیکن زید سے کوئی اولاد نہیں ہوئی پھر زید کا انتقال ہوگیا۔

کیا میرے شوہر کے ترکہ میں میرے پہلے شوہر کے بچوں کا حق ہے یا نہیں؟ اور زید کے ترکہ میں میرا کیا حصہ ہے۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان فرمائیں مہربانی ہوگی۔ زید کے ورثہ میں چار بہنیں اور ایک بھائی بھی موجود ہے۔ بہنوں میں سے ایک بہن کا انتقال میرے شوہر کے انتقال کے بعد ہوا ہے اور میرے شوہر نے میرا مہر بھی ادا نہیں کیا تھا۔

فقط السائل زاہدہ خاتون، یونٹ نمبر ۱۱' لطیف آباد' حیدرآباد

۷۸۶ الجواب ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں' تجہیز و تکفین' ادائے قرض و مہر اور وصیت ہو تو نفاذ در ثلث کے بعد باقی کل ترکہ کے چالیس حصے کئے جائیں' ان میں سے آٹھواں یعنی ۵ بیوہ (زاہدہ خاتون) کو دے جائیں اور ۷-۷ ہر لڑکے کو دے جائیں۔ سائلہ کے مطابق شوہر نے اس کا مہر ادا نہیں کیا تھا، لہٰذا مہر بھی قرض ہے جو ترکہ کی تقسیم سے پہلے بیوہ کو

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دیا جائے گا پھر ترکہ میں بھی اس کا حصّہ ہوگا فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ (النساء:12) ہاں بیوہ کی اس اولاد کو جو اس کے پہلے شوہر سے ہے اس شوہر کے ترکہ سے کچھ نہ ملے گا، تقسیم اس طرح ہوگی۔

میّت مسئلہ ۸/ ۴۰

بیوہ	ابن	ابن	ابن	ابن	ابن	
۵	۷	۷	۷	۷	۷	واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲/ ۵/ ۱۹۸۵ء

الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸۶/ ۷

جو وارث اپنا حصّہ نہ لے اُس کا حصّہ دوسروں کو ملے گا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ا۔ پانچ بھائی اور دو بہنیں اپنے والد مرحوم کی جائداد کے وارث ہیں۔ سب سے بڑے بھائی جو کہ امریکہ مقیم ہیں اپنے دیگر چار بھائی اور دو بہنوں کے حق میں دستبردار ہیں اور کسی قسم کا حصّہ نہیں چاہتے؟ فتویٰ درکار ہے کہ تقسیم کس حساب سے کی جائے؟ مزید یہ کہ والدہ صاحبہ الحمد للہ حیات ہیں ان کا حصّہ کتنا ہوگا؟

۲۔ والد صاحب کے انتقال کے بعد چار بھائیوں نے کاروبار کو مزید وسعت دی آیا! بہنوں کو والد صاحب کے انتقال کے وقت کے حساب سے حصّہ دیا جائے؟ یا کہ آج کے حساب سے؟ اور یہ کہ والد صاحب کے انتقال کے بعد سے آج تک کی اضافی جائداد وسرمایہ میں بھی بہنوں اور والدہ صاحب کا حصّہ شامل کیا جائے یا نہیں؟

آپ کے تعاون کا متمنّی محمد ہارون ولد حاجی عبدالستار، پختہ قلعہ حیدر آباد سندھ

الجواب ۸۶/ ۷ ھوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز وتکفین، ادائے قرض ومہر، اور وصیت ہو تو نفاذ درثلث مال کے بعد متوفی کے تمام مال منقول وغیر منقول کے ۹۶ حصّے کئے جائیں ان میں ۱۲/ بیوہ کو، ۱۴/ ہر لڑکے اور ۷۔۷ ہر لڑکی کو دے جائیں۔ جو بھائی اپنا حصّہ نہ لینا چاہیں اس کو بھی اسی طرح تقسیم کیا جائے کہ آٹھواں بیوہ کو اور باقی میں سے اس طرح کہ ہر لڑکی کو جو ملے اس کا دوگنا ہر لڑکے کو دیا جائے، کاروبار کی وسعت اگر اپنی طرف سے رقم لگا کر کی ہے تو اس رقم کو مع منافع حساب سے منہا کرلیں۔ اگر اپنے پاس سے نہ ملایا تو بڑھے ہوئے سرمایہ میں سب شریک ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میّت مسئلہ ۸/ ۹۶

بیوہ	ابن	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	
۱۲	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷	واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۳/ ۵/ ۱۹۸۵ء

الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۸۶/ ۷

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جائیداد کی اضافی تعمیر میں جس نے رقم خرچ کی' وہ ترکہ کی تقسیم سے قبل الگ کی جائے گی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص کا انتقال ہوا اور اس نے اپنے ورثہ میں ایک بیوہ' چھ بیٹے اور تین بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ شخص مذکور کا انتقال گیارہ سال قبل ہوا' اس وقت ایک مکان تھا' جواب بھی ہے' مرحوم کے انتقال کے بعد مکان کی تعمیر میں اضافہ ہوا جو تقریباً =/۲۶۰۰۰ ہزار روپے کی لاگت پر مشتمل ہے۔ اس میں دس ہزار قرض لگا ہے۔ باقی رقم والد کے کاروبار سے بچے ہوئے مال سے کاروبار کر کے حاصل کی گئی۔ اس وقت کاروبار بڑھ کر ایک پرچون کی دوکان پر مشتمل ہے' ۴ بھائی والد صاحب کی زندگی میں کاروبار سے الگ ہو گئے تھے۔ بقیہ دو میں سے ایک پرچون کی دوکان پر ہے اور ایک پھیری لگاتے ہیں۔ اس صورت میں ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟

السائلہ بیوہ اسلام الدین، لطیف آباد، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: سائل نے زبانی بتایا کہ والد نے انتقال کے وقت نقد مال برائے نام چھوڑا تھا یعنی چالیس پچاس روپیہ' بہر حال جو کچھ بھی ہو' تجہیز وتکفین' ادائے قرض ومہر' اور وصیت کی ہو تو نفاذ در ثلث کے بعد' مرحوم نے اپنے انتقال کے وقت جو مال منقول وغیر منقول جائداد وغیرہ چھوڑی' اس کے ایک سو بیس حصے کئے جائیں' جس میں سے ۱۵ / بیوہ کو' ۱۴ / ہر لڑکے کو اور ۷ / ہر لڑکی کو دے جائیں' مکان وجائداد کی قیمت آج کے حساب سے لگائی جائے گی' اضافی تعمیر میں جن لوگوں نے رقم خرچ کی اگر وہ دیگر ورثا سے پوچھ کر خرچ کر دی تو وہ اس سے منہا کر لی جائے گی' پھر ترکہ تقسیم ہوگا' منہا کرنے میں وقتِ تعمیر کے خرچ اور آج کی تعمیر کے خرچ کا تناسب بھی نکالنا ہوگا۔ وصیت نامہ جو ساتھ منسلک ہے وہ چونکہ سب ورثہ کے لئے نہیں ہے اس لئے بغیر دیگر ورثہ کی مرضی کے باطل ہے۔ قال علیہ السلام ﷺ الا لا وصیة لوارث الا ان یجیزها الورثة (فتاویٰ رضویہ) تفصیل ترکہ کی تقسیم کی اس طرح ہے۔

میت مسئلہ ۱۲۰/۸

بیوہ	ابن	ابن	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت	
۱۵	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷	۷	واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید	۳/۵/۱۹۸۹ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، بھتیجا اور دو بھتیجیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: سیّد عیوض علی فوت ہو گیا اور مندرجہ ذیل ورثاء چھوڑ گیا۔ ایک بیوہ رشیدہ بیگم' ایک بھتیجا سیّد رونق علی' دو بھتیجیاں' سروری بیگم اور انوری بیگم۔ ان سب میں ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟

السائل ہاشم علی، لطیف آباد' حیدرآباد' سندھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز تکفین' وادائے قرض ومہر اور وصیت ہو تو نفاذ در ثلث کے بعد کل مال منقول وغیر منقول کے چار حصے کیے جائیں ان میں سے ایک یعنی کل مال کا چوتھائی وَلَهُنَّ الرُّبُعُ کے تحت' متوفی کی زوجہ کو اور بقیہ ۳ عصبہ ہونے کی وجہ سے بھتیجا سیّد رونق علی لے لے گا' بھتیجیوں کو کچھ نہ ملے گا کہ وہ ذوی الارحام میں ہیں اور عصبہ کی موجودگی میں ذوی الارحام محروم رہتے ہیں۔

میّت مسئلہ ۴

بیوہ	بھتیجا	بھتیجیاں	
۱	۳	محروم	واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۳/۵/ ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی' ۳ بیٹے اور ۳ بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میں ایک بیوہ عورت ہوں اور اپنی زندگی ہی میں تمام مسائل حل کرنا چاہتی ہوں۔ تاکہ بعد میری وفات کے بعد میرے بچوں میں کوئی لڑائی جھگڑا نہ ہو۔ لہٰذا مندرجہ ذیل مسائل قرآن پاک وسنت کی رو سے تحریر کردیں تاکہ وقت ضرورت سند بھی رہے۔ ۱۔ میرے چھ بچے ہیں۔ تین لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں' سب شادی شدہ ہیں۔ ۲۔ شوہر کی پہلی بیوی سے ایک لڑکی ہے۔ ۳۔ ایک لڑکے کا بعد میں انتقال ہو چکا ہے۔ جس کے تین لڑکے اور ایک لڑکی ہے لہٰذا حسب ذیل افراد کا جائداد میں شرع کی رو سے کتنا کتنا حصہ بنتا ہے؟ سوال کا جواب دے کر مستفیض فرمائیں۔ شکریہ

مکان جس پلاٹ پر تعمیر ہے۔ وہ اوقاف کا ہے۔ ساتھ ہی اگر اس کے بارے میں کچھ معلومات ہیں تو وہ بھی تحریر کریں کہ ملبہ کی قیمت ہوگی؟ یا زمین کی قیمت ہوگی؟ فقط بیوہ آمنہ بیگم' بزد فردوس سینما' حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز وتکفین' ادائے قرض اور وصیت کی ہو تو نفاذ در ثلث مال کے بعد' متوفی کی تمام جائداد منقولہ وغیر منقولہ (اگر زمین کا مالک ہو تو اس کی قیمت اور ملبہ کی ملکیت ہو تو ملبہ کی قیمت لگا کر) کل مال کے ۸۰ حصے کیے جائیں ان میں سے دس زوجہ (بیوہ) کو ۱۴ ہر لڑکے کو اور ۷ ہر لڑکی کو دے جائیں۔

میّت مسئلہ ۸/ ۸۰

بیوہ	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	
۱۰	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷	۷	۷	واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۴/۵/ ۱۹۸۵ء

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

عورت کی جائداد میں نندوں کا کوئی حصہ نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک جائداد میری والدہ کی ملکیت تھی۔ والدہ کا انتقال ہو گیا۔ مرحومہ نے اپنے پسماندگان میں ایک لڑکا اور تین لڑکیاں چھوڑیں‘ جو بقید حیات ہیں۔ بعد انتقال والدہ لڑکا اپنی دادی کی کفالت میں چلا گیا اور دادی نے میری والدہ کی جائیداد میں اپنی دوسری لڑکی کے بچّوں کو وارث بنایا۔ جس کی وجہ سے میری پھوپھیاں مجھ سے والدہ کی جائداد میں حصہ طلب کر رہی ہیں۔ کیا شرعی طور پر ان کا کوئی حق ہے یا نہیں؟ شجرہ حسب ذیل ہے

ابن	بنت	بنت	بنت
مشتاق احمد	زلیخا	زبیدہ	جمیلہ
حیات	کا انتقال والدہ کے بعد ہوا شوہر حیات ہے	حیات	حیات

فقط۔ مشتاق احمد خان ولد رحمت خان، لطیف آباد‘ حیدر آباد‘ سندھ

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں جب کہ جائداد کی مالکہ مرحومہ تھیں تو صرف ان ہی کے ورثاء ترکہ میں شریک ہوں گے۔ سائل کی پھوپھی کا کوئی رشتہ براہ راست سائل کی والدہ سے نہیں ہے۔ لہٰذا دادی کے وارث بنانے سے کچھ نہ ہوگا‘ اور پھوپھیوں کو کچھ نہ ملے گا کہ مرنے والی سے ان کی قرابت داری صرف شوہر کی حد تک ہے‘ لہٰذا مرحومہ کا تمام مال منقول وغیر منقول‘ تجہیز وتکفین‘ ادائے قرض‘ اور نفاذ وصیت در ثلث کے بعد اس طرح تقسیم کیا جائے گی کہ کل مال کے ۵ رحصے کئے جائیں‘ ان میں سے ۲ رمشتاق کو ایک زبیدہ کو‘ ایک جمیلہ کو اور ایک میں زلیخا مرحومہ کے شوہر و اولاد وغیرھا شریک ہوں گے۔

میت مسئلہ ۵

ابن	بنت	بنت	زوج زلیخا و اولادھا
۲	۱	۱	۱

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۲۹ ر ۴ ر ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

اگر کسی کا وارث معلوم نہ ہو تو ترکہ نیک کام میں لگا دے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص ہمارے محلّے لیاقت کالونی میں رہتا تھا۔ اس کا اچانک ایک رات انتقال ہو گیا ہے۔ اس نے کچھ اثاثہ چھوڑا ہے۔ وہ شخص اکیلا ایک کرایہ کے مکان میں رہتا تھا اور اس کے ورثہ کا بھی کچھ پتہ نہیں ہے۔ کیا اس کا چھوڑا ہوا اثاثہ کسی مسجد‘ مدرسہ یا یتیم خانہ میں دیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ شریعت محمدی ﷺ کی روشنی میں فتویٰ صادر فرمائیں۔ شکریہ فقط۔ اہلِ محلہ لیاقت کالونی‘ حیدر آباد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: اگر شخص مذکور کا ترکہ پانچ درھم تک ہے تو مالک مکان ورثہ کو تلاش کرے۔ پتہ نہ چلے تو مساکین کو دے دے اور خود فقیر ہے تو اپنے صرف میں لائے اور پانچ درھم سے زیادہ ہے اور ورثہ کا پتہ نہ چلے تو بیت المال میں داخل کر دے (درمختار) اب چونکہ بیت المال نہیں ہے لہٰذا کسی بھی نیک میں لگا دے یا مدرسہ میں دے دے یا دینی کتابیں خرید کر وقف کر دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۴/۵/ ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

نگراں کا جائداد میں کوئی حق نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: جناب علی محمد ولد محمد داؤد عباسی فوت ہو گئے ہیں۔ ان کے وارث یہ تھے۔ ایک بیوی جو اس کی زندگی میں فوت ہو گئی تھی اور ایک بیٹا عبدالستار جو اس کی حیاتی میں فوت ہو گیا تھا اور باقی اس کے زندہ وارثوں میں بیٹا عبدالکریم اور دو بیٹیاں شادی شدہ ہیں۔ علی محمد نے اپنی زندگی میں اپنے کاروبار اور زمین کی دیکھ بھال کے لئے رکارڈ میں اپنے بیٹے عبدالستار کے نام کیا لیکن وہ مر گیا تو پھر زمین کی دیکھ بھال اس کے والد علی محمد اور عبدالستار کے دو بیٹے ایک محمد داؤد اور دوسرا احمد نوید کرنے لگے۔ اس وقت تقریباً ایک سال ہوا ہے کہ علی محمد بھی فوت ہو گیا تو اب عبدالستار کے بیٹوں نے ساری زمین پر قبضہ کر رکھا ہے اور اپنے چچا عبدالکریم اور دو اس کی بہنیں، ان تینوں کو وراثت سے محروم کر رکھا ہے۔ لہٰذا مہربانی فرما کر اس مسئلہ کا حل قرآن وحدیث کے ساتھ دیں۔ مہربانی ہوگی۔ شکریہ

نوٹ۔ واضح رہے کہ علی محمد نے اپنی زندگی میں زمین اپنے بیٹے عبدالستار کو صرف دیکھ بھال کرنے اور آفسوں کے کام کرنے کی وجہ سے اختیار دیا تھا۔ السائل عبدالکریم عباسی، پوسٹ آفس ابڑال، تحصیل میرپور ضلع ٹھٹھہ

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز وتکفین، ادائے قرض اور وصیت کی ہو تو نفاذ در ثلث مال کے بعد متوفی کی تمام جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۴ حصے کئے جائیں۔ ان میں سے ۲ عبدالکریم کو اور ایک ایک دونوں بیٹیوں کو دئے جائیں۔ علی محمد نے اگر عبدالستار کو کچھ مال یا جائداد دے کر مالک بنا دیا تھا تو وہ اس کی ملکیت ہے اور اگر مالک نہیں بنایا تھا جیسا کہ سوال میں مذکور ہے تو اس کے بیٹوں کو اس جائداد میں کوئی حق نہیں کہ اولاد کے ہوتے ہوئے پوتے محروم رہتے ہیں۔

میت مسئلہ ۴

ابن	بنت	بنت	پوتا	پوتا
۲	۱	۱	محروم	محروم

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۴/۵/ ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

زندگی میں سب کو برابر تقسیم کرے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میرے پانچ بچے ہیں۔ جن میں ایک بڑا لڑکا پہلی بیوی سے ہے اور دو لڑکے اور دو لڑکیاں اس موجودہ بیوی سے ہیں۔ میں نے اپنے بڑے لڑکے کو پالا پوسا' اس کی شادی بیاہ کی' اس کا گھر بسایا' اس کو اپنے پاس رکھا۔ اب جب کہ جائداد کو بیچا جا رہا ہے تو بڑا لڑکا اپنا حصہ لینے کا مطالبہ کر رہا ہے جب کہ اس کو مجھ سے الگ ہوئے تقریباً اٹھارہ سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ اس اٹھارہ سال کے دوران اس سے باپ کو ایک پیسے کا بھی فائدہ نہیں ہوا۔ ان اٹھارہ سال میں یہ میرے کسی بھی کام نہیں آیا' نہ ہی اس نے میری قرضداری میں میری مدد کی' نہ ہی اس نے اپنی دونوں بہنوں کی شادیوں میں کوئی رقم خرچ کی اور نہ ہی کبھی بڑھاپے کا سہارا بنا' نہ ہی کبھی دکھ درد میں کام آیا' کبھی باپ اگر بیمار ہوا تو نہ ہی بیٹے نے خیریت معلوم کی، اور نہ اس کی بیوی نے۔ جب کہ ان دونوں لڑکوں نے مجھے بہت سہارا دیا اور میری مدد کی اور یہ دونوں اب بھی میرے ساتھ ہیں اور میری دیکھ بھال کا خیال رکھتے ہیں۔

حدیث کی رو سے یہ بتایا جائے کہ آیا! ایسی نالائق اولاد کو اس کا حق دینے کا مجھے حق ہے یا نہیں؟ جب کہ اس کے پاس کئی لاکھ روپے کی پراپرٹی' سونا' اور رقم ہے۔ کیا اس جائداد اور سونا اور رقم میں باپ کا کوئی حق ہے یا نہیں؟ کیا میں اس ۱۸ سال کا حساب لینے کا حقدار ہوں یا نہیں؟ آیا! میری حیاتی میں کیا یہ لڑکا اپنا حصہ لینے کا حقدار ہے یا نہیں؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب تحریر فرمائیں۔ شکریہ فقط والسلام محمد عمر عرف لعل محمد قریشی، تانگہ اسٹینڈ' پھلیلی پار' پریٹ آباد' حیدر آباد

۷۸۶ الجواب ھو الموفق للصواب: زندگی میں آدمی اپنے مال کا خود مختار ہوتا ہے۔ چاہے تو سارا مال کسی ایک کو دے دے یا چاہے تو تقسیم کر دے' کسی کو زیادہ اور کم بھی دے سکتا ہے۔ مگر زندگی میں تقسیم کرے تو سب اولاد کو برابر برابر دے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا" اپنی اولاد کو برابر دو"(طبرانی) اور فرمایا" عطیہ میں اپنی اولاد کے درمیان عدل کرو جس طرح تم خود یہ چاہتے ہو کہ وہ سب تمہارے ساتھ احسان ومہربانی میں عدل کریں"(طبرانی) لہٰذا صورت مسئولہ عنہا میں اگر دوسری اولاد غریب ہے اور زیادہ مستحق ہے تو ان کو زیادہ دے سکتا ہے۔ زندگی میں اولاد اپنے والدین سے جبراً کچھ وصول نہیں کر سکتی' تاہم اسے بھی کچھ دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۵/۵/ ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

بیٹی کو آدھا ترکہ اور بقیہ میں دوسرے رشتہ دار شریک ہوں گے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: حاجی کی دو نرینہ اولادیں ہیں' ۱۔ حاجی حسین' ۲۔ بڈھو۔

بڈھو کی چار نرینہ اولادیں ہیں۔ ۱۔ قاسم' ۲۔ حسن' ۳۔ حاجی' ۴۔ حاجی صالح۔

بڈھو کی ملکیت ان چاروں میں تقسیم کی ہوئی ہے۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اب ہم آپ سے صرف یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ شریعت محمدی ﷺ کے مطابق حاجی صالح کی صرف ایک لڑکی ہے جو حیات ہے اور عائشہ بنت حاجی صالح لاولد ہی فوت ہو چکی ہے۔ جو کنواری تھی۔ اب حاجی صالح کی ملکیت کے ورثاء کون کون ہیں؟ صرف اکیلی لڑکی مریم وارث ہے یا اس کے چچاؤں کی اولاد بھی وارث ہو سکتی ہے یا نہیں؟ ۲۔ جیسا کہ حاجی صالح اپنے تینوں بھائیوں کے بعد میں فوت ہو چکے ہیں اور اس کے تینوں بھائی قاسم، حسن، حاجی یہ تینوں سن ۱۹۳۵ء کے اندر فوت ہو چکے ہیں اور حاجی صالح سن ۱۹۵۰ء میں مدینے شریف میں فوت ہوئے ہیں۔ فقط: محمد صالح ولد ہاشم سومرو، حیدر آباد، سندھ

الجواب ۷۸۶ هو الموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں تجہیز و تکفین، ادائے قرض اور وصیت ہو تو نفاذ در ثلث مال کے بعد متوفی کے مال کے دو حصے کئے جائیں۔ جن میں سے ایک حصہ یعنی کل مال منقول و غیر منقول کا آدھا بیٹی کو ملے گا اور باقی آدھے میں میت کے حقیقی بھتیجے، اور بھتیجے نہ ہوں تو حقیقی بھائی کے پوتے، سب برابر کے شریک ہوں گے خواہ ایک بھائی کے پوتے ہوں یا کئی بھائیوں کے۔ واللہ تعالیٰ اعلم فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۵/۵/ ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

عصبہ کے سامنے ذوی الارحام محروم رہتے ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص شہباز علی ولد لونگ فوت ہو گیا ہے اور اس کی کچھ جائیداد ہے۔ جس کی تقسیم درکار ہے۔ مرنے والے کی اپنی اولاد میں صرف ایک لڑکی تھی۔ جو پہلے ہی فوت ہو گئی تھی اور اس کی لڑکی جو فوت ہو گئی ہے اس کے پانچ بچے ہیں اور گھر داماد ہے اور دوسرا مرنے والا بھتیجا ہے۔ مرنے والے نے مرنے سے تین ماہ قبل دوسری شادی کی تھی۔ اس سے کوئی اولاد نہیں ہے۔ مگر دوسرے رشتہ دار موجود ہیں۔ اس کے علاوہ مرنے والے کی چچا زاد بہن زندہ ہے جو بے اولاد ہے۔ لہٰذا شریعت کی رو سے جائداد کی تقسیم کے سلسلے میں جواب درکار ہے۔

لڑکی باپ سے پہلے فوت ہوئی تھی۔ بھتیجا حقیقی ہے۔ دوسری بیوی زندہ بے اولاد ہے۔ چچا حقیقی کی لڑکی موجود ہے۔ نیز مرنے والی کی پہلی بیوی کی لڑکی دوسرے شوہر کی ہے۔ فقط: واجد علی

الجواب ۷۸۶ هو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں، تجہیز و تکفین، و ادائیگی قرض و مہر، اور وصیت کی ہو تو نفاذ در ثلث مال کے بعد متوفی کے تمام مال منقول و غیر منقول، کے چار حصے کئے جائیں، ان میں سے ایک حصہ یعنی کل کا چوتھائی متوفی کی بیوہ کو اور باقی تین حصے حقیقی بھتیجے کو دے جائیں۔ باقی سب لوگ محروم ہیں، کہ ذوی الارحام میں داخل ہیں اور عصبہ کے سامنے ذوی الارحام محروم رہتے ہیں۔

میت مسئلہ ۴

زوجہ	بھتیجا	نواسہ نواسیاں	گھر داماد	چچازاد بہن
۱	۳	محروم	محروم	محروم

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۵/۵/ ۱۹۸۵ء

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں دوسری بیوی، بیٹی اور نابالغ لڑکا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک آدمی نے شادی کی۔ شادی کے بعد ایک لڑکی ہوئی۔ اس کے بعد اس کی بیوی کا انتقال ہو گیا اور لڑکی جوان ہو گئی تو اس نے اس کی شادی کر دی جو کہ ابھی بال بچے دار ہے۔ لڑکی کی شادی کے بعد اس نے دوسری شادی کی۔ اس سے ایک لڑکا ہوا جو ابھی نابالغ ہے۔ شادی کے کچھ عرصہ کے بعد اس آدمی کا انتقال ہو گیا۔ اس کے نابالغ لڑکے کی ماں کا بھی انتقال ہو گیا۔ اب ہمیں یہ معلوم کرنا ہے کہ جائداد میں لڑکی کا کتنا حصہ ہے؟ اور لڑکے کا کتنا حصہ ہے؟ یہ مسئلہ مہربانی فرما کر حل فرما دیجئے۔ شکریہ فقط۔ محمد اقبال ولد فضل احمد، گل شاہ روڈ، مکرانی پاڑہ، حیدر آباد

۷۸۶ الجواب ھو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز و تکفین، ادائیگی قرض ومہر اور وصیت ہو تو نفاذ در ثلث مال کے بعد کل جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۲۴ حصے کئے جائیں۔ اس میں ۳ رحصے یعنی آٹھواں بیوی نمبر ۲ کے ہیں اور ۱۴ ر نابالغ لڑکے کے ہیں اور ۷ ر لڑکی کے ہیں۔ پھر جب دوسری بیوی کا انتقال ہوا تو اس کے ورثہ میں ایک نابالغ لڑکا ہے، لہٰذا وہ اپنی ماں کا تمام مال بعدِ تجہیز و تکفین، ادائے قرض اور وصیت ہو تو نفاذ در ثلث کے لے لے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۵/ ۵/ ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

زید کی زوجہ کے ورثاء اور ورثاء در ورثاء میں ترکہ کی تقسیم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید کی وفات اور زید کی زوجہ کی وفات کے بعد زید کے درج ذیل ورثاء کے درمیان زید کے مال متروکہ کی تقسیم کے بارے میں فتویٰ درکار ہے۔

شجرہ

زید متوفی ۱۹۷۵ء — زوجہ متوفی ۱۹۷۹ء

ابن — بنت متوفی ۱۹۸۰ء — ابن ۱۹۷۶ء

ابن — بنت — زوجہ — بنت — بنت — بنت

ابن — ابن — ابن — ابن — بنت — بنت

براہ کرم صورت مذکورہ میں فقہ حنفیہ کی روشنی میں رہنمائی فرما کر مشکور فرمائیں۔

فقط والسلام عبد الرفیق خان، ہیڈ کلرک، پی ڈبلیو آئی آفس، پاک ریلوے کوٹری، سندھ، ۸ رجنوری ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب ھو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں جب زید کا انتقال ہوا تو اس کی تجہیز و تکفین، ادائیگی قرض اور وصیت کی ہو تو نفاذ در ثلث مال کے بعد کل جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے چالیس حصے کئے جائیں، اس میں سے ۵ زوجہ کے اور ۷

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بیٹی کو اور ہر لڑکے کو ۱۴-۱۴ دیئے جائیں۔

میّت مسئلہ ۴۰

بیوہ	ابن	ابن	بنت
۵	۱۴	۱۴	۷

پھر بیٹے کا انتقال ہوا اور اس کے ورثہ میں ماں، بیوی اور تین لڑکیاں اور بھائی بہن ہیں، لہٰذا اس کا مال بعد حقوق ثلاثہ مذکورہ مقدم علی الارث ۱۴۴ حصوں میں تقسیم کیا جائے۔ اس میں سے ۲۴ والدہ کے، ۱۸ بیوہ کے، ۳۲-۳۲ ہر لڑکی کے، ۴ بھائی کے اور ۲ بہن کے ہیں۔

میّت مسئلہ ۴۸/۱۴۴

والدہ	بیوہ	لڑکی	لڑکی	لڑکی	بھائی	بہن
۸	۶		۳۲		۲	
۲۴	۱۸	۳۲	۳۲	۳۲	۴	۲

پھر زید کی زوجہ کا انتقال ہوا۔ اس کے ورثہ میں ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہے لہٰذا بعد حقوق ثلاثہ مذکورہ کل مال کے ۳/ حصے کئے جائیں، ان میں سے دو بیٹے کو اور ایک بیٹی کو دیا جائے۔ باقی محروم ہیں۔

http://t.me/Tehqiqat

میّت مسئلہ ۳

ابن	بنت
۲	۱

پھر زید کی بیٹی کا انتقال ہوا جس کے ورثہ میں چار بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں لہٰذا حقوق ثلاثہ مذکورہ کے بعد کل مال کے ۱۰ حصے کئے جائیں، ان میں سے دو ہر لڑکے کو اور ایک ہر لڑکی کو دیا جائے۔

میّت مسئلہ ۱۰

ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت
۲	۲	۲	۲	۱	۱

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید　۶/۵/ ۱۹۸۵ء

۸۶ے الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، حقیقی بھائی، ماں شریک بھائی اور لے پالک بیٹی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

محمد ابراہیم (مرحوم)

زوجہ اوّل (مرحومہ) زوجہ دوئم (مرحومہ)

محمد حنیف (مرحوم) محمد صدیق محمد سلیم (مرحوم) محمد اعظم معروف احمد

دولڑکیاں سات لڑکے ایک بیوہ

محمد سلیم کی جائداد کی تقسیم ان کے ورثاء میں کیسے ہوگی؟ جب کہ ورثاء میں ایک بیوہ' دو بھائی اعظم اور معروف ایک ماں سے اور دو بھائی (محمد حنیف و محمد صدیق) ولد محمد ابراہیم دوسری ماں سے تھے جب کہ محمد سلیم نے اپنے بھائی محمد اعظم کی بیٹی لے کر پالی تھی فقط انجم صدیق، منور آباد نواب شاہ

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز و تکفین' ادائے قرض اور وصیت ہو تو نفاذ در ثلث مال کے بعد کل مال منقول وغیر منقول کے پانچ حصے کیے جائیں اور ہر بیٹے کو ایک ایک دیا جائے۔ پھر محمد حنیف کے انتقال کے بعد ان کی جائداد صرف ان کے لڑکے اور لڑکیوں میں تقسیم کی جائے دوسروں کو کچھ نہ ملے گا اگر محمد حنیف کی بیوی نہ ہو تو' ورنہ وہ بھی اس میں شریک ہے۔ پھر محمد سلیم کے انتقال کے بعد تجہیز و تکفین' ادائیگی قرض ومہر' اور اگر وصیت کی ہو تو نفاذ در ثلث کے بعد کل جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے آٹھ حصے کیے جائیں ان میں سے ۲ر بیوہ کو اور ۳-۳ حقیقی بھائیوں کو دے جائیں۔ علاتی بھائی جو صرف باپ میں شریک ہیں' حقیقی بھائی کے سامنے محروم ہیں یو ہیں لے پالک کو بھی کچھ نہ ملے گا۔

میت مسئلہ ۸

بیوہ	حقیقی بھائی ا	حقیقی بھائی ۲	بھائی علاتی (باپ شریک)ا	بھائی علاتی (باپ شریک) ۲	لے پالک
۲	۳	۳	محروم	محروم	محروم

واللہ تعالیٰ اعلم فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید، ۶ر ۵ر ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی' ۵ بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک شخص تقریباً گیارہ سال قبل اپنی بہت سی جائداد چھوڑ کر وصال کر گیا۔ اس کی ایک بیوہ' پانچ بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ جس میں ایک بیٹا ملک سے باہر ہے اور صاحب حیثیت ہے۔ اپنی خوشحالی کے باعث باپ کے چھوڑے ہوئے مال میں سے بخوشی کچھ لینا نہیں چاہتا اور کچھ بھی لینے سے انکار کرتا ہے۔ ا۔ برائے مہربانی آپ ہمیں بتائیے کہ بقایا چار بیٹوں' دو بیٹیوں اور ایک بیوہ کے مابین جائداد کس طرح تقسیم کی جائے گی؟ ۲۔ اور جائداد کی قیمت آج کی مارکیٹ ویلیو کے حساب سے لگائی جائے گی؟ یا کہ گیارہ برس پہلے کی؟ ۳۔ بیٹیوں کا حصہ نہ دینے پر قرآن وحدیث میں کیا وعید ملتی ہے؟ حصہ کرنے والے پانچ حصے کل جائیداد کے برابر برابر کر رہے ہیں؟ جس میں سے ایک

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حصّہ بیوہ کا اور چار حصّے چاروں بیٹوں کے۔ بیٹیوں کو نظر انداز کیا جارہا ہے؟ یہ کہہ کر کہ بیوہ اگر چاہے تو اپنے حصّے میں سے اپنی دونوں بیٹیوں کو جتنا چاہے جب چاہے دے دے؟ ۴۔ کیا یہ طریقہ کار درست ہے؟ خدارا صحیح طریقہ کار سے آگاہ فرمائیے۔

خدا تبارک وتعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین فقط خادم محمد سلیم میمن، صرافہ شاہی بازار، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: صورت مسؤلہ عنہا میں تجہیز وتکفین کا خرچ، ادائیگی قرض، اور وصیت ہو تو نفاذ در ثلث مال کے بعد متوفی کا تمام مال منقول وغیر منقول اس طرح تقسیم کیا جائے کہ اس کے ۹۶ حصّے کیے جائیں جس میں سے آٹھواں یعنی ۱۲ بیوہ کے اور ۱۴ ہر بیٹے کے اور ۷ ہر بیٹی کے ہوں گے۔

میت مسئلہ ۹۶/۸

بیوہ	ابن	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت
۱۲	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷

" جو بیٹا اپنا حصہ نہ لینا چاہے تو اسے اختیار ہے کہ جس کو چاہے دے دے۔ جائداد کی قیمت وہ لگائی جائے گی جو ترکہ کی تقسیم کے وقت کی ہے، پہلے کی نہیں۔ قرآن کریم میں خدا اور رسول ﷺ کے حکم سے انکار کرنے والے کے لئے سخت وعید آئی ہے۔ فرمایا وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۖ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ "اور جو اللہ اور رسول ﷺ کی نافرمانی کرے اور اس کی کل حدوں سے بڑھ جائے۔ اللہ اسے آگ میں داخل کرے گا جس میں ہمیشہ رہے گا اور اس کے لئے خواری کا عذاب ہے" (النساء)۔ ترکہ کی مذکورہ بالا تقسیم قرآن وحدیث کے مطابق ہے۔ جو اس کے خلاف کرتا ہے وہ قرآن وحدیث کے خلاف کرتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۶/۵/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں دوسری بیوی اور پہلی بیوی کا بیٹا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید سرکاری ملازمت پر فائز تھے۔ دوران ملازمت انتقال ہوگیا۔ زید کی نہ کوئی زبانی اور نہ ہی کوئی تحریری وصیت ہے۔

الف۔ زید کے ادارے سے جو کچھ مالی طور پر ملنا ہے اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔ ا۔ فیملی پینشن، ۲۔ گریجویٹی، ۳۔ گروپ انشورنس، ۴۔ چھ ماہ کی تنخواہ۔ ب۔ زید کے زیر کفالت افراد جو تھے ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔ ا۔ ایک بیٹا۔ شادی شدہ جو کہ پہلی بیوی سے ہے لیکن پہلی بیوی شوہر سے پہلے انتقال کر چکی ہیں، ۲۔ بیوہ جو کہ لاولد ہے۔ (دوسری بیوی)، ۳۔ بہو۔

قرآن وسنت کی روشنی میں آپ یہ فتویٰ صادر فرمائیں کہ کس کا کتنا حصہ بنتا ہے؟

فقط۔ ظفر احمد خان، یونٹ نمبر ۸، لطیف آباد، حیدر آباد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز و تکفین' ادائے قرض اور وصیت ہو تو تہائی مال میں نفاذ کے بعد' متوفی کی تمام جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے آٹھ حصے کیے جائیں۔ان میں سے ایک بیوہ ءلاولد کو اور باقی سات عصبہ کی وجہ سے بیٹے کو دے جائیں۔قال اللہ تعالیٰ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ (النساء:12)

میت مسئلہ ۸

بیوہ	بیٹا	
۱	۷	واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۹۸۵/۵/۲ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں دو بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ہم دو بھائی اور دو بہنیں ہیں۔ہمارے والدہ اور والد کا انتقال ہو چکا ہے۔ہمارے پاس ایک مکان ہے۔جس کا ایک کمرہ ہے۔دو بھائیوں کی شادی ہو چکی ہے' ایک بہن چھوٹی ہے جس کی شادی ہو چکی ہے لیکن وہ بیوہ ہے، بڑی بہن معذور ہے جس کی شادی نہیں ہوئی بڑا بھائی جس کے بچے ہیں وہ تنگ دست ہے۔چھوٹا بھائی خوشحال ہے ابھی یہ چاروں بھائی بہن ہیں اور مکان ایک ہے۔اس کا فیصلہ شرعی کرنا ہے۔ابھی آپ ہم کو، یہ فیصلہ کس طرح کیا جائے فتویٰ لکھ کر دیں۔عین نوازش ہوگی۔شکریہ فقط عبد المجید، عمر میمن

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں' تجہیز و تکفین' ادائے قرض اور وصیت ہو تو نفاذ در ثلث مال کے بعد' متوفی کے کل مال منقولہ وغیر منقولہ کے چھ حصے کیے جائیں' ان میں سے دو ہر بھائی کے اور ایک ایک بہن کا ہوگا۔

میت مسئلہ ۶

ابن	ابن	بنت	بنت	
۲	۲	۱	۱	واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۹۸۵/۵/۷ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بیٹی اور بھائی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: الف کا انتقال ہو گیا ہے۔مرحوم سنی العقیدہ مسلمان تھا۔مرحوم نے ترکہ میں جائداد منقولہ وغیر منقولہ چھوڑی ہے۔وارثوں میں ایک بیٹی اور مرحوم کا بڑا بھائی یعنی لڑکی کا تایا ہے۔شرعی اعتبار سے مرحوم کی تمام جائداد میں بیٹی کا کتنا حق بنتا ہے؟ اور تایا کا حق کتنا بنتا ہے؟ اس سلسلے میں تفصیلی احکام شرعی درکار

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہیں۔ فقط والسلام عبداللطیف ملک ایڈووکیٹ، مدینہ مارکیٹ، گاڑی کھاتہ حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں، تجہیز و تکفین، ادائے قرض اور وصیت ہو تو نفاذ در ثلث کے بعد، مرحوم کی جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے دو حصے کئے جائیں ان میں سے ایک حصہ یعنی کل مال کا نصف ذوی الفروض ہونے کی حیثیت سے بیٹی کو دیا جائے باقی آدھا یعنی دوسرا حصہ مرحوم کے حقیقی بھائی کو درجہ سوم کے عصبہ کی حیثیت سے دیا جائے گا۔

میت مسئلہ ۲

بیٹی	حقیقی بھائی
۱	۱

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۷/۵/ ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

عورت کا جہیز مال وراثت میں شمار ہوگا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: منوّر سلطانہ کی شادی کو تقریباً دو یا تین سال ہوئے ہیں۔ اس کا ایک شیر خوار بچہ بھی ہے۔ وہ قضائے الٰہی سے فوت ہوگئی ہے۔ مرحومہ کے بچہ کی پرورش نانی کرسکتی ہے یا نہیں؟ نیز ہم نے جو جہیز دیا تھا وہ شریعت کی رو سے واپس لے سکتے ہیں یا نہیں؟ فقط حاجی محمد یٰسین

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں ماں اگر نہ ہو کہ مرجائے تو اب حق پرورش نانی کے لئے ہے (درمختار و ردالمحتار)۔ اور یہ بچہ نانی کے پاس سات برس تک رہے گا۔ (عالمگیری)۔ جو کچھ زیور کپڑا برتن وغیرہ عورت کو جہیز ملا تھا اس کی مالک خاص عورت ہے۔ عورت کے مرنے پر جیسا کہ سوال میں درج ہے وہ جہیز مال وراثت شمار ہوگا۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۷/۵/ ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

بہن بھائی کے ساتھ مل کر عصبہ ہو جائے گی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید و عمرو دو حقیقی بھائی تھے اور دونوں کے مابین ہمیشہ سخت اختلافات رہے تھے۔ زید لاولد ہیں اور ان کی ایک بیوہ بہن ہے۔ عمرو کی ایک شادی شدہ لڑکی ہے جب کہ عمرو اور اس کی بیوہ دونوں کا انتقال ہو چکا ہے۔ اب عمرو کا ایک بھائی ایک بیوہ بہن اور ایک شادی شدہ لڑکی موجود ہیں۔ دریافت طلب امر ہے کہ عمرو مرحوم کے مکان کا وارث از روئے شرع کون قرار پائے گا اگر ایک سے زیادہ وارث قرار پائے تو کس کا کتنا حصہ ہوگا؟ براہ کرم صحیح اور مدلل جواب سے آگاہ فرما کر عنداللہ ماجور اور عندالناس مشکور ہوں۔

فقط والسلام از خادم اہلسنّت کمترین، قاری سراج الدین واحدی

http://t.me/tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں، تجہیز و تکفین، ادائیگی قرض اور کوئی وصیت کی ہو تو ایک تہائی مال میں نفاذ در ثلث کے بعد، مرحوم کی جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے چھ حصے کریں۔ ان میں نصف یعنی تین حصے بیٹی کے، دو بھائی اور ایک بہن کو دیا جائے۔

میت مسئلہ ۶

بہن	بھائی	بیٹی
۱	۲	۳

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۸ مئی ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

زندگی میں سب کو برابر دے اگر چاہے تو حیثیت کی وجہ سے کمی بیشی کر سکتا ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: حاجی عبدالرحیم کے ہاں دو لڑکیاں ہیں جو کہ شادی شدہ ہیں۔ لڑکا ایک بھی نہیں ہے۔ اس وقت بیوی بھی نہیں ہے کیوں کہ وہ فوت ہو چکی ہے۔

حاجی عبدالرحیم کے دو سگے بھائی ہیں۔ ایک فوت ہو چکا ہے۔ جو کہ کراچی میں تھا، اور دوسرا اسٹلائٹ ٹاؤن میرپور خاص میں اپنا الگ کاروبار کرتا ہے۔ اس کے چار لڑکے ہیں۔ دونوں کا کاروبار علیحدہ علیحدہ ہے۔ شرعی طور پر بتلائیں کہ حاجی صاحب کی ملکیت کا وارث کون ہے؟ اور کتنا حصہ لے سکتا ہے اور حاجی صاحب اپنی ملکیت اپنی دونوں بیٹوں کے نام کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے حکم صادر فرمائیں کہ شرعی لحاظ سے کس کا کتنا حق بنتا ہے؟ فقط، حاجی عبدالرحیم، سٹلائٹ ٹاؤن، میرپور خاص

http://t.me/Tehqiqat

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: ورثہ اور ترکہ کا تعلق میت کے ساتھ ہے، زندہ کے ساتھ نہیں۔ زندگی میں انسان اپنے کل مال کا خود ہی پورا مالک ہے اور اسے اپنے مال کا پورا اختیار ہے جس کو جو دینا چاہے ہبہ کر سکتا ہے۔ زیادہ حق اولاد کا ہے اگر دونوں مالی لحاظ سے ایک جیسی ہیں تو دونوں بیٹیاں کو برابر برابر دے ورنہ کمی بیشی کر سکتا ہے۔ (عامہ کتب)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۹/۵/ ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، بیٹی اور بہن بھائی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میرے بڑے بھائی صاحب محمد ادریس ولد شفیع محمد خان کا انتقال ہو گیا ہے اور انھوں نے مرتے وقت ایک دختر ثمینہ، ایک بیوہ حسینہ، ایک چھوٹا بھائی الیاس محمد خان اور ایک چھوٹی بہن خورشید بانو اپنے پیچھے چھوڑے ہیں اور مرحوم کا کوئی دوسرا قریبی رشتہ دار نہیں ہے۔ لہٰذا درخواست ہے کہ جناب والا بہت مہربانی فرما کر شریعت محمدی ﷺ کے مطابق مرحوم کے ورثہ کی ترجمانی فرمائیں۔ شکریہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بیوی	بھائی	بہن	بیٹی
۱	۱	۱	۱

فقط السائل، الیاس محمد خان ولد شفیع محمد خان، کھوکھر محلہ، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں، تجہیز و تکفین، ادائیگی قرض (ومہر) اور وصیت کی ہو تو نفاذ در ثلث مال کے بعد متوفی کی کل جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۲۴ رسہام کئے جائیں۔ ان میں سے آٹھواں یعنی ۳ بیوہ کو، نصف یعنی ۱۲ بیٹی کو، ۶ بھائی کو اور ۳ بہن کو دے جائیں۔

میت مسئلہ ۲۴

بیوہ	بیٹی	بھائی	بہن
۳	۱۲	۶	۳

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۹۸۶/۵/۹ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ایک عورت کے ورثاء میں شوہر اور ۴ بہنیں اور بھانجے، بھانجیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مرحومہ نے اپنے پسماندگان میں خاوند اور چار بہنیں چھوڑی ہیں، بطن سے کوئی اولاد نہیں۔ ایک بہن کا انتقال مرحومہ کی زندگی میں ہوگیا تھا۔ کیا مرحومہ کی بہن کی اولاد (یعنی بھانجے اور بھانجیوں) کو وراثت میں حصہ ملے گا یا نہیں؟ فقط رئیسہ خاتون، حیدر آباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں تجہیز و تکفین، ادائیگی قرض، اور وصیت ہو تو نفاذ در ثلث مال کے بعد متوفیہ کی کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱۴ حصے کئے جائیں اس میں سے ۶ شوہر کو اور ۲-۲ ہر بہن کو دے جائیں۔ جس بہن کا انتقال مرحومہ کی زندگی میں ہوگیا وہ چونکہ ترکہ میں حقدار نہیں ہے، لہٰذا اس کی اولاد کو بھی کچھ نہ ملے گا اور مرحومہ کے بھانجے بھانجیاں محروم رہیں گے۔ تفصیل یہ ہے (بقاعدہ عول)

میت مسئلہ ۱۲ / ۱۴

شوہر	بہن	بہن	بہن	بہن	بھانجے بھانجیاں
۶		۸			
۶	۲	۲	۲	۲	محروم ہیں

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۹۸۵/۵/۹ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ترکہ میں زمین کی تقسیم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مٹھن، صابو اور اللہ بخش تینوں بھائی ہیں۔ جس میں سے مٹھن اور صابو فوت ہوگئے ہیں۔ مٹھن کی زمین ہے۔ جس میں سے مسماۃ کامل زوجہ مٹھن کو ۱۹ گھنٹے (حصے) ملے ہیں۔ حاجی اللہ بخش حیات ہے۔ باقی مرنے والے مٹھن کے گھر ودوسری جائداد میں سے مسماۃ کامل کو حصہ نہیں ملا ہے۔

جگہ حاجی اللہ بخش نے ایک ہندو کو بیچ دی ہے۔ جس کی قیمت دس ہزار روپیہ ہے۔ مسماۃ کامل بھی فوت ہو چکی ہے۔ جس میں سے اس کا ایک بیٹا ہے۔ اب بیٹے کو اس گھر و جائداد سے حق ملیگا یا کہ نہیں؟ السائل دھنی بخش، ضلع حیدرآباد سندھ

۸۶ / **الجواب** ھو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں جب کہ مٹھن کے والدین اور اولاد نہیں تھی صرف ایک بیوی تھی تو تجہیز وتکفین، ادائے قرض اور وصیت ہو تو نفاذ در ثلث مال کے بعد مٹھن کی کل جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے آٹھ حصے کرنے کے بعد اس میں سے ۲ (یعنی ربع مال) اس کی بیوی کامل کو دے جائیں۔ سائل نے ذکر کیا ہے کہ کامل کو ۱۹ گھنٹے ملے ہیں۔ تو اگر یہ کل جائداد کا ایک چوتھائی ہے تب تو کامل کو اس کا پورا حصہ مل گیا اور اگر یہ کم ہے تو جو کم ہے اتنی مقدار کامل کو اور دی جائے، پھر چونکہ کامل کا انتقال ہو گیا اور اس کے ورثہ میں صرف ایک بیٹا کامل ہے لہٰذا وہ حصہ اس کے بیٹے کو دیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۹/۵/۱۹۸۵ء

جواب کا حصہ ثانیہ (ضروری وضاحت)

سائل کے مطابق مٹھن کی کل زمین دو ایکڑ (اسی گھنٹے) تھی اور اس اسی گھنٹے میں سے اس کی بیوی کو ۱۹ گھنٹے ملے جب کہ اسے ۲۰ گھنٹے ملنے تھے۔ لہٰذا ایک کم رہ گیا۔ پھر سائل کے مطابق مٹھن کا ایک گھر بھی ہے۔ لہٰذا اس گھر میں سے بھی مسماۃ کامل (زوجہ مٹھن) کو چوتھائی حصہ ملنا ہے جو اسے نہیں دیا گیا۔ اب مسئلہ یہ رہا کہ کامل کے بیٹے کو اسی گھنٹے میں سے بقیہ ایک گھنٹا اور مکان کا چوتھائی بھی دیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۹/۵/۱۹۸۵ء

۸۶ / الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

زندگی میں جس کو جو دے دیا پھر واپس لینا منع ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: فدوی نے پہلے ایک شادی کی تھی۔ اس سے مندرجہ ذیل اولاد ہے۔

تین لڑکیاں اور دو لڑکے۔ تینوں لڑکیوں کی شادیاں ہو چکی ہیں جن کو جہیز میں اور علاوہ جہیز کے مندرجہ ذیل ملکیت دی گئی ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے۔

سونے کے زیورات، ٹی وی، فریج، فرنیچر، مکان خریدنے کے لئے رقم۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے۔ پہلی بیوی کے فوت ہونے کے بعد دوسری شادی کی ہے۔ جس سے کوئی اولاد نہیں ہے۔ بڑے لڑکے کی شادی کر دی ہے۔ ہنوز ایک لڑکا نابالغ ہے۔ میرے پاس اب بھی مکان و دو دکان' سونا و چاندی' ٹی وی وغیرہ موجود ہیں۔ اب سائل کی عرض یہ ہے کہ مجھے بروئے شریعت تحریر کر کے یہ بتایا جائے کہ میرے پسماندگان اولاد اور بقید حیات بیوی کو مندرجہ بالا لڑکیوں اور لڑکے کو دی گئی ملکیت وضع کرنے کے بعد کیا ملے گا۔　فقط حاجی عبدالکریم ولد عبدالمجیب، ضلع بدین' حیدرآباد

الجواب ۸۶/۷ ھو الموفق للصواب: زندگی میں کسی بھی طریقہ سے جس شخص کو خواہ اولاد کو، جو کچھ صاحب مال نے دے دیا وہ اسی کی ملکیت ہو گیا' صاحب مال کے بعد' کسی کو بھی وہ دیا ہوا مال یا جائداد لینے کا کوئی حق نہیں ہے بلکہ اگر خود صاحب مال بھی لینا چاہے تو اس کی مثال' حدیث میں ارشاد ہوا'' ایسی ہے جس طرح کتا قے کر کے پھر چاٹ جاتا ہے''۔ انسان کے مرنے کے بعد وراثت اسی میں جاری ہوگی جو میت کی ملک ہوگا اور اس میں تمام ورثہ شریک وہ بھی جن کو زندگی میں دے دیا اور وہ بھی کہ جنہیں نہیں دیا۔ وصیت ورثاء کے حق میں بلا اجازت دیگر تمام ورثاء نافذ نہیں ہوتی غیر کے حق میں ایک تہائی میں نافذ کی جائے گی۔ ہاں زندگی میں اگر مال تقسیم کرنا چاہے تو انسان اپنے مال کا خود مختار ہے جس کو جتنا چاہے دے دے (بحر الرائق) اولاد کو اگر دے تو لڑکے لڑکی کو برابر دے۔ کسی کو دینی ترجیح کی بنا پر کم یا زیادہ دے سکتا ہے۔ لڑکا اگر فاسق ہو تو اس کو صرف بقدر ضرورت دے۔ (عالمگیری)۔ واللہ تعالیٰ اعلم　فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید　۹/۵/۱۹۸۵ء

۸۶/۷ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی' بہن اور تین بھتیجے ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ۱۔ مرحوم یٰسین کے رشتے داروں میں ایک بہن' اور زوجہ ہیں۔ اور چونکہ ان کے ایک بھائی کا انتقال یٰسین صاحب کی زندگی میں ہی ہو گیا تو اب ان کے وارثوں میں تین لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں۔ اس کے علاوہ یٰسین کی زوجہ بے اولاد ہیں (یٰسین صاحب کی کوئی اولاد نہیں)۔

۲۔ محمد یٰسین صاحب کے ورثہ میں بہن اور بیوہ ہے۔ ان بھتیجوں اور بھتیجیوں کا حصہ بنتا ہے یا نہیں؟ اور اگر ہے تو بہن کا کتنا؟ بیوہ کا' اور بھتیجوں اور بھتیجیوں کا کتنا بنتا ہے؟

۳۔ محمد یٰسین صاحب مرحوم نے ایک دکان اور دو گودام مال اور نقد رقم کے علاوہ چھوڑے ہیں۔ دکان و گودام جو کہ کرائے پر ہیں کیا ان کی پگڑی لے کر وراثت میں تقسیم کی جا سکتی ہے یا نہیں؟ اور اگر ان کی پگڑی نہ لی جائے اور مرحوم کی بیوہ اپنے ورثہ کی ملکیت سے اپنا کاروبار کرنا چاہیں تو کر سکتی ہیں یا نہیں؟ کیا ان کو یہ حق حاصل ہے یا نہیں؟　فقط الباسط خان

الجواب ۸۶/۷ ھو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز و تکفین' ادائے قرض۔ و مہر' (اگر ادا نہ کیا ہو تو) اور وصیت تہائی مال میں جاری کرنے کے بعد متوفی کی تمام جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۲۴ حصے کئے جائیں۔ جن میں سے ۱۲ بہن کو' ۶ بیوہ کو اور ۲ ہر بھتیجے کو دیے جائیں۔ بھتیجیاں محروم ہیں کہ وہ ذوی الارحام میں ہیں اور عصبہ کے ہوتے ہوئے ذوی الارحام محروم

https://t.me/tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوتے ہیں۔ ۲۔ پگڑی کی شرع میں کوئی حیثیت نہیں ہے۔ ۳۔ بیوہ اپنے حصہ میں جو کاروبار چاہے کر سکتی ہے؟

میت مسئلہ ۲۴

بیوہ	بہن	بھتیجا	بھتیجا	بھتیجا	بھتیجیاں ۳	
۶	۱۲	۲	۲	۲	محروم ہیں	واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۹/۵/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، ۴ بیٹے اور ۳ بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: امیر علی کا انتقال ہو گیا ہے۔ جنھوں نے مندرجہ ذیل ورثہ چھوڑے ہیں۔

	لڑکا	لڑکا	لڑکا	لڑکا	لڑکی	لڑکی	لڑکی
عمر۔	۲۵ سال	۲۲ سال	۱۲ سال	۶ سال	۲۸ سال	۱۰ سال	۸ سال

۱۔ جو چیز جس کے نام ہے وہ اسی کی ہے یا اس میں بھی حصہ دار ہوں گے؟

۲۔ ہمارے والد کا کچھ بنک اکاؤنٹ ہے اور فنڈز وغیرہ ہے جو ڈپارٹمنٹ سے ملے گا۔ حکومت کا قانون ہے کہ فنڈز کی وصولی کے لئے وارث مقرر کرنا پڑتا ہے۔ اب اگر وارث بیوی کو مقرر کیا ہے یا لڑکے کو وارث مقرر کیا ہے معلوم یہ کرنا ہے کہ یہ ترکہ جس کو وارث مقرر کیا ہے اسی کو ملے گا یا سب اولاد میں تقسیم ہوگا؟ فقط غلام دستگیر خان، ملک روڈ' کوٹری

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں' تجہیز وتکفین' ادائیگی قرض اور وصیت ہو تو نفاذ در ثلث مال کے بعد' متوفی کے کل مال منقول وغیر منقول کے ۸۸ حصے کئے جائیں۔ جن میں سے آٹھواں یعنی' ۱۱ بیوی کو ۱۴ ہر لڑکے کو اور ۷ ہر لڑکی کو دیئے جائیں۔

۱۔ چیز کسی کے نام ہونے سے مراد اگر قبضہ دے دینا ہے تو اس میں ترکہ جاری نہ ہوگا اور اگر اس کا مطلب صرف کسی کا نائب بنا دینا ہے تو وہ مال متوفی کا ہے اور ترکہ میں شریک کیا جائے گا۔ ۲۔ حکومت یا خاندان والے وارث جس کو چاہیں مقرر کریں مگر وصولی کے بعد اس میں تمام ورثہ شریک ہیں اور سب میں حسب مذکورہ بالا ترکہ تقسیم کیا جائے گا۔ تفصیل یہ ہے

میت مسئلہ ۸/۸۸

بیوہ	لڑکا	لڑکا	لڑکا	لڑکا	لڑکی	لڑکی	لڑکی	
۱				۷۷				
۱۱	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷	۷	واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۹/۵/۱۹۸۵ء

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح ۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

شوہر کے انتقال کے بعد بیوی اپنا تمام جہیز اپنے ساتھ لے جاسکتی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: مسمّی نیاز احمد کا مسماۃ تقدیر النساء سے چند سال قبل نکاح کیا تھا۔ کچھ عرصہ دونوں سلسلہ ازدواجی میں منسلک رہے مگر کچھ عرصہ ہوا مسمّی نیاز احمد کا انتقال ہوگیا ہے۔ اب مسماۃ تقدیر النساء واپس اپنے والدین کے ہاں جانا چاہتی ہیں۔ مگر تقدیر النساء اور اس کے والدین چاہتے ہیں کہ متوفی نیاز احمد نے جو کچھ سامان کی صورت میں گھر میں چھوڑا ہے، وہ سب کچھ تقدیر النساء اپنے ہمراہ والدین کے ہاں لے جائے۔ مگر جب کہ آج تک پوری برادری میں ایسا کبھی نہیں ہوا۔

مسمّی متوفی نیاز احمد کے بھائی اور دیگر خویش واقارب کہتے ہیں۔ اگر بیوہ تقدیر النساء کو کچھ لے بھی جانا ہے تو وہ جو کچھ تقدیر النساء کو والدین نے عقد کے وقت دیا تھا وہ لے جاسکتی ہے۔ مگر تقدیر النساء اور والدین بضد ہیں کہ ہم گھر کا تمام سامان لے جائیں گے۔ نیز متوفی نیاز احمد کی کوئی اولاد نہیں ہے مگر بھائی اور دیگر خویش واقارب موجود ہیں۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ ۱۔ کیا تقدیر النساء والدین کا دیا ہوا مال واپس لے جاسکتی ہے یا نہیں؟ ۲۔ کیا متوفی نیاز احمد کے پورے مال کی تقدیر النساء مالک ہے یا نہیں؟ اگر تقدیر النساء کو متوفی شوہر کے مال اور گھریلو سامان سے کچھ ملتا ہے تو از روئے شریعت کتنا ملے گا؟ گزارش یہ ہے کہ از روئے شریعت فتویٰ صادر فرمادیں تاکہ شریعت پر عمل ہو اور یہ مسئلہ حل ہوسکے۔ متوفی کے تین بھائی اور ماں موجود ہیں۔ بینوا توجروا

الطالب ریاض احمد، لطیف آباد، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں متوفی کی بیوی کو تمام مال لے جانے کا کوئی اختیار نہیں ہے بلکہ جو جہیز وہ اپنے ساتھ والدین کے گھر سے لائی خواہ زیورات ہوں یا سامان وہ سب اسی عورت کی ملکیت ہیں۔ انھیں لے جاسکتی ہے وہ اس کا حق ہے جس سے اسے کوئی نہیں روک سکتا (درمختار)۔ ہاں شوہر نے جو کچھ مال منقول وغیر منقول چھوڑا ہے اس میں سب سے پہلے کفن دفن کا خرچ اور قرض اگر ہو تو قرض کی رقم اور مہر اگر ادا نہ کیا ہو تو مہر کی رقم نکالنے اور وصیت ہو تو تہائی مال میں نافذ کرنے کے بعد بقیہ مال میں سے ۴/۱ بیوہ کا اور ۶/۱ کا ماں ہے۔ باقی تین بھائی برابر برابر تقسیم کرلیں۔ تفصیل یہ ہے

میت مسئلہ ۷۲/۱۲

ماں	بیوہ	بھائی	بھائی	بھائی
۴	۲		۱۴	
۱۲	۱۸	۱۴	۱۴	۱۴

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۹/۵/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح ۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شرعاً ہبہ اس وقت پایا جائے گا جب قابض بھی بنادیا ہو ورنہ ترکہ شمار ہوگا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ میں کہ: میرا رضاعی بیٹا مسمّی محمد شریف ولد عبدالغفور۔ عرصہ ۳۶ سال سے ہم دونوں ماں بیٹوں کی طرح رہے۔ اب محمد شریف کا انتقال ہو چکا ہے۔ مرحوم نے اپنی حیاتی میں مکان 235 واقع لطیف آباد حیدرآباد اور دیگر سامان میرے نام ہبہ کر دیا تھا۔ اب مرحوم کی تین حقیقی بہنیں، مرحوم کی وفات کے بعد مرحوم کی رضاعی ماں سے مکان اور دیگر اثاثہ طلب کررہی ہیں۔ جب کہ رضاعی ماں نے اپنے بیٹے مرحوم کی جو معذور تھا۔ ہر طرح سے خدمت کی اور ہر طرح کا خیال رکھا اور ہر طرح سے خوش رکھا۔ برائے کرم شرع کی رو سے آگاہ فرمائیں۔ مکان مذکورہ سرکاری جگہ پر ہے اور مرحوم نے اپنی زندگی میں اس کی قیمت ادا نہیں کی۔ جب کہ مرحوم کی زندگی میں کوئی بہن اس کی پاس نہیں رہی اور تینوں بہنیں شادی شدہ ہیں۔ مذکورہ بالا مکان کی تعمیر میں میرا زکوٰۃ، فطرہ، خیرات کا پیسہ برابر لگا ہوا ہے۔

فقط مسماۃ نصیبا بیگم بیوہ شمس الدین، خواجہ کالونی کچی آبادی، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں مرحوم نے اپنی وصیت میں لکھا ہے کہ مکان رضاعی ماں کو دیتا ہوں لہٰذا یہ ہبہ حقیقۃً پایا گیا جب کہ اس نے ماں کو مکان پر قابض بنادیا ہو۔ اب اس ہبہ کو کوئی باطل نہیں کرسکتا۔ ہاں دیگر اثاثہ جس کے لئے اس نے لکھا ہے کہ مرنے کے بعد ماں کا ہوگا تو یہ ہبہ نہ ہوا، اس میں رضاعی ماں کے ساتھ مرحوم کی حقیقی بہنیں شریک کی جائیں گی۔ اس کی صورت یہ ہوگی کہ کفن دفن کے بعد سب سے پہلے مرحوم پر جو قرض ہوگا وہ ادا کیا جائے گا خواہ وہ علاج کا ہو یا کسی اور مد کا۔ پھر وصیت پر عمل تہائی، یا کم جو وصیت ہو، اس میں کرتے ہوئے، رضاعی ماں کو دیا جائے۔ پھر جو مال بچے اس کے پندرہ حصے کئے جائیں۔ اور ۵-۵ ہر بہن کو دے جائیں۔

میت مسئلہ ۱۵

رضاعی ماں	بہن	بہن	بہن
تقسیم سے پہلے ایک تہائی	۵	۵	۵

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۹/۵/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، دو بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ میں کہ: والد صاحب کا کافی عرصہ ہوا انتقال ہو گیا ہے۔ ایک مکان ہمارے لئے چھوڑ گئے ہیں۔ انتقال کو تقریباً چار سال ہو گئے ہیں۔ اب ہمارا ارادہ ہے کہ یہ مکان فروخت کر دیا جائے۔ مکان میں تین دوکانیں ہیں۔ ان دوکانوں کا کرایہ صرف والدہ صاحبہ لیتی ہیں۔ آپس میں یہ بھی جھگڑے ہو رہے ہیں کہ یہ چار سال سے خود ہی کرایہ لے رہی ہیں۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہاں یہ عرض کرتا چلوں کہ والدہ ہماری سوتیلی ہیں۔ آپ مہربانی کر کے یہ معاملہ حل فرمادیں کہ والدہ بہن اور بھائی کو کتنا کتنا حصہ ملے گا؟ ہمارے والد صاحب نے مندرجہ ذیل ورثہ چھوڑے ہیں

۱۔ والدہ صاحبہ (سوتیلی) ۲۔ چھوٹی بہن (سوتیلی) ۳۔ بڑی بہن (سگی)

۴۔ بڑے بھائی (سگے) ۵۔ میں خود (سگا)

یہ مکان ہماری نانی نے بنوایا تھا اور اس کو ہمارے والد صاحب نے نام کردیا تھا۔ فقط شمیم احمد، گاڑی کھاتہ، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں تجہیز و تکفین، ادائے قرض اور وصیت کی ہو تو نفاذ در ثلث مال کے بعد، متوفی کی تمام جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۴۸ حصے کئے جائیں ان میں سے آٹھواں یعنی ۶ بیوہ کو، ۱۴ حصے ہر لڑکے کو اور ۷ حصے ہر لڑکی کو دے جائیں۔ تفصیل یوں ہے

میت مسئلہ ۸/۴۸

بیوہ	لڑکا	لڑکا	لڑکی	لڑکی
۶	۱۴	۱۴	۷	۷

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۹/۵/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، بیٹی اور بھائی ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید کا نکاح خالدہ کے ساتھ ہندوستان میں ہوا تھا۔ خالدہ تین ماہ کی بچی چھوڑ کر رحلت فرما گئیں۔ اس بچی کو اس کی خالہ کے سپرد کیا۔ جس نے اس بچی کی پرورش کر کے اس کا بیاہ کردیا اور وہ اب ہندوستان میں ہے۔

زید نے خالدہ کے مرنے کے بعد دوسرا نکاح ہندوستان میں کرلیا اور وہ پاکستان بننے پر کراچی بمعہ اپنی اہلیہ کے آگیا اور اپنے مکان میں رہنے لگا۔ اس بیوی سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ عرصہ تین ماہ کا ہوا زید کا انتقال ہوگیا اور اب دو ہفتہ ہونے کو آئے ان کی بیوہ کا بھی انتقال ہوگیا ہے۔

مرحوم کا ایک سگا بھائی ہے اور ایک بھتیجا ہے۔ بھتیجے کے کہنے پر مرحوم کی دوکان مبلغ چالیس ہزار روپیہ میں بیچ کر یہ چالیس ہزار روپیہ اور ڈھائی تولہ طلائی زیور جس کے لئے مرحوم نے اپنی حیات میں کہہ دیا تھا کہ یہ زیور میری لڑکی کو بھیج دیا جائے۔ ان کے خالہ زاد بھائی کے پاس بطور امانت رکھدیے گئے ہیں۔ چونکہ مرحوم اپنے سالے کے پڑوس میں ہی رہتے تھے اس لئے سالے کی لڑکی اور سالے کی نواسی کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے پھوپھا کی خدمت کی اس لئے ہم کو بھی کچھ ملنا چاہئے اس کے علاوہ کچھ گھر کا سامان ہے جس کی مالیت بھی تقریباً دو ہزار روپیہ ہے۔ براہ کرم شریعت کی رو سے مسئلہ حل فرمائیں۔ شکریہ

فقط عبدالوحید خان، حیدرآباد سندھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز و تکفین، ادائے قرض اور وصیت کی ہو تو نفاذ در ثلث مال کے بعد متوفی کی تمام جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۸ حصے کیے جائیں۔ جن میں سے ۴ لڑکی کو ایک مرحومہ بیوہ کو اور ۳ حقیقی بھائی کو دے جائیں۔ بھتیجا محروم ہے۔

میت مسئلہ ۱۱

بیوہ	لڑکی	بھائی	بھتیجا
۱	۴	۳	محروم

پھر بیوی کا انتقال ہوا اور اس کے ورثہ میں اس کے والدین یا بھائی بہن حقیقی وغیرہ موجود ہوں تو وہ بیوہ کو ملنے والا حصہ لے لیں گے۔ بہرصورت اس حصہ میں زید کی حقیقی لڑکی یا بھائی کا حصہ نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۹۸۵/۵/۹ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، بیٹے اور بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میرے شوہر کا انتقال ہو گیا ہے۔ میرا ایک بیٹا اور چار بیٹیاں تھیں۔ ان میں سے چاروں بیٹیوں کی شادی کردی تھی۔ اور ان میں سے دو حیات ہیں اور دو کا انتقال والد سے پہلے ہو چکا ہے مگر ان کے بچے حیات ہیں۔ مندرجہ بالا باتوں کا اصل مقصد یہ ہے کہ ایک جھونپڑی خریدی تھی اور اپنی حیات میں ہی میرے بیٹے کے نام کردی تھی اور اس کی تصدیق میرے مرحوم بیٹے نے کروائی تھی۔ آپ سے معلوم یہ کرنا ہے کہ اس پر کن کن لوگوں کا حق بنتا ہے؟

میرے بیٹے کی دو شادیاں ہوئیں تھیں۔ جس میں سے ایک بیوی کا انتقال ہو چکا تھا۔ مرحوم بیوی کی دو لڑکیاں حیات ہیں اور ان میں سے بڑی لڑکی کی شادی کردی ہے اور موجودہ بیوہ سے دو لڑکیاں ہیں۔ بیٹے کا انتقال باپ کے بعد ہوا۔ لہٰذا اب تین لڑکیاں غیر شادی شدہ ہیں اور بیوہ ہے اور میں ماں ہوں اور ایک میرے سوتیلے دیور ہیں۔ جو شروع سے ہی الگ رہتے ہیں۔

اب آپ سے معلوم یہ کرنا ہے کہ آپ شرعی اور قرآن وحدیث سے یہ باتیں وضاحت سے تحریر کریں کہ ان میں سے کس کا اور کتنا حق بنتا ہے؟ میں یہ چاہتی ہوں کہ اپنی زندگی میں ہی فیصلہ کردوں تاکہ بعد میں جھگڑے نہ ہوں۔ بیٹے کی موجودہ بیوی کو زیور چڑھایا تھا شادی پر اس میں کس کا حق بنتا ہے؟ وضاحت کریں۔ موجودہ ورثہ کی تفصیل یہ ہے

متوفی عظیم الدین

بیوہ	بیٹا (مرحوم)	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بھائی	
	فہیم الدین		مینا	حسینہ	بسم اللہ	ہندہ	مرحوم
	بعد میں انتقال ہوا			پہلے انتقال ہوا			
بیوہ		موجودہ بیوہ					

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

متوفیہ — زہرا

زاہدہ — عابدہ — شاہدہ — ریحانہ — فقط بیوہ عظیم الدین مرحوم، غریب آباد نزد سینٹرل جیل، حیدرآباد

۸۶/۷ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز و تکفین، ادائے قرض و مہر اور وصیت کی ہو تو نفاذ در ثلث مال کے بعد، متوفی کی تمام جائداد منقولہ وغیر منقولہ یعنی وہ پلاٹ جس پر بیٹے نے مکان تعمیر کیا (پلاٹ کی قیمت لگائی جائے گی) کی قیمت اور دیگر مال کے کل ۳۲ حصے کئے جائیں جن میں سے آٹھواں یعنی ۴ بیوہ عظیم الدین کو۔ ۱۴ فہیم الدین کو اور مینا اور حسینہ کو ۷-۷ حصے دیئے جائیں۔ جن لڑکیوں کا باپ سے پہلے انتقال ہوگیا انھیں کچھ نہ ملے گا۔ اولاد کی موجودگی میں بھائی محروم ہے۔ مرحومہ لڑکیوں کی اولاد کو کچھ نہ ملے گا۔

میت مسئلہ ۳۲/۸

بیوہ	لڑکا	لڑکی	لڑکی	لڑکی مرحومہ کی اولاد	لڑکی مرحومہ کی اولاد	بھائی	
۴	۱۴	۷	۷	محروم	محروم	محروم	واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۹/۵/۱۹۸۵ء

۸۶/۷ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں والدہ، بیوی، ۴ بیٹیاں، دو بہنیں اور چچا ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میرے شوہر کا انتقال ہوگیا ہے۔ ان کی پہلی بیوی سے دو لڑکیاں ہیں اور مجھ سے بھی دو بچیاں ہیں۔ جو پہلی بیوی سے بچی ہے اس کی شادی کر دی ہے۔ شوہر کی ماں بھی حیات ہیں یعنی کہ میری ساس۔ میرے شوہر نے جو مکان اور کچھ بھینسیں وغیرہ چھوڑی ہیں اور میری شادی پر انھوں نے جو زیور وغیرہ چڑھایا تھا، اس میں سے کسی کا حق شرعی اعتبار سے ہے یا نہیں؟ اور میرے شوہر کی دو بہنیں ہیں اگر کسی اعتبار سے ان کا حق بنتا ہے تو کیا اور کتنا؟ اور ایک چچا ہے جو حیات ہیں؟ فقط بیوہ عظیم الدین مرحوم، غریب آباد، سینٹرل جیل، حیدرآباد

۸۶/۷ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں متوفی نے جو مکان چھوڑا ہے اس کی تعمیر کی لاگت، بھینسیں جو شوہر کی ملکیت تھیں اور جو کچھ اسے اپنے باپ کے ترکہ سے ملا وہ سب اس کا ترکہ ہے۔ زیور جو شادی پر چڑھایا، اگر لڑکی کو اس کا مالک بنا دیا تھا تو لڑکی کی ملکیت ہے، اگر مالک نہ بنایا تھا صرف پہننے کو چڑھایا تھا تو ترکہ و زوج میں شمار ہو کر تقسیم ہوگا۔ لہٰذا تجہیز و تکفین، و ادائے قرض و مہر اور وصیت ہو تو نفاذ در ثلث کے بعد کل مال منقول و غیر منقول (مذکورہ) کے ۴۸ حصے کئے جائیں جن میں سے ۸/ والدہ کو، ۶ زوجہ کو، ۸-۸ ہر لڑکی کو اور ایک ایک ہر بہن کو دیا جائے۔ چچا محروم ہے کہ وہ عصبہ میں ہے۔

میت مسئلہ ۴۸/۲۴

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ماں	بیوہ	لڑکی	لڑکی	لڑکی	لڑکی	بہن	بہن	چچا		
۸	۶	۸	۸	۸	۸	۱	۱	محروم	واللہ تعالیٰ اعلم	

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۹/۵/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، تین بیٹیاں اور سوتیلی اولاد ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: امیر الدّین کی صرف تین لڑکیاں ہیں۔لڑکا کوئی نہیں ہے۔مرحوم کے ماں، باپ، بھائی، بہن کوئی نہیں ہیں۔امیر الدّین مرحوم کی ایک اور بیوی ہے جو مرحوم نے بیوہ سے شادی کی تھی اور وہ بیوہ اپنے پہلے شوہر کی چار اولاد۔تین لڑکے اور ایک لڑکی ساتھ لے کر آئی تھی۔امیر الدّین مرحوم کی اس بیوی سے کوئی اولاد نہیں ہے۔مرحوم کی جائداد میں پہلی مرحومہ بیوی کی تین لڑکیوں کا شرعی حصّہ کتنا ہوگا؟ اور موجودہ دوسری بیوی کا شرعی حصّہ کتنا ہوگا؟ کیا موجودہ حیات بیوی کی وہ اولاد جو وہ بوقتِ نکاح اپنے پہلے شوہر کی ساتھ لائی تھی۔ان کا بھی امیر الدّین کی جائداد میں کوئی حق بنتا ہے یا نہیں؟ جب کہ وہ اولاد بھی حصّہ مانگتی ہے جو امیر الدّین کے بطن سے پیدا نہیں ہوئیں کیا ان کو حصّہ ملے گا؟ السائل: حکیم محمد شاہد علی خان وارثی، لطیف آباد، حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: صورت مسئولہ عنہا میں تجہیز و تکفین، وادائے قرض ومہر اور وصیت ہو تو نفاذ در ثلث کے بعد کل مال منقول و غیر منقول میں سے آٹھواں حصّہ بیوہ کو دیا جائے گا اور باقی برابر برابر مرحوم کی تین حقیقی بیٹیوں میں تقسیم کیا جائے گا۔دوسری بیوی سے پہلے شوہر کی اولاد کو کچھ نہیں ملے گا کہ ان کا اس مرحوم سے کوئی شرعی رشتہ نہیں ہے۔

میت مسئلہ ۸/ ۲۴

زوجہ	حقیقی لڑکی	حقیقی لڑکی	حقیقی لڑکی	(دوسری اولاد پہلے شوہر سے)
۱		۷		محروم ہے
۳	۷	۷	۷	واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۹/۵/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں بیوی، ۴ بیٹے اور ۷ بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید نے اپنے پیچھے مندرجہ ذیل ورثہ چھوڑے ہیں۔

لڑکے ۴ لڑکیاں ۷ زوجہ ۱

ازروئے شرع ان کا مرحوم کے مال میں کتنا کتنا حصّہ ہے۔جواب دے کر مشکور فرمائیں۔ السائل نور الدّین، ریشم بازار، حیدرآباد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں تجہیز و تکفین وادائے قرض ومہر اور وصیت ہو تو نفاذ در ثلث کے بعد کل مال منقول وغیر منقول کے (۱۲۰) ایک سو بیس حصے کیے جائیں۔ جن میں سے آٹھواں یعنی ۱۵ بیوی کو دیے جائیں اور باقی چار لڑکوں اور سات لڑکیوں میں اس طرح تقسیم کریں کہ ہر لڑکے کو لڑکی سے دونا دیا جائے۔ قال اللہ تعالیٰ **لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ** (النساء:11)

میت مسئلہ ۱۲۰/۸

زوجہ	لڑکا	لڑکا	لڑکا	لڑکا	لڑکی	لڑکی	لڑکی	لڑکی	لڑکی	لڑکی	لڑکی
۱						۷					
۱۵	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷	۷	۷	۷	۷	۷

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۰/۵/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ورثاء در ورثاء میں مال کی تقسیم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ایک آدمی جس کا نام تاج محمد تھا۔ جس کی زمین پانچ ایکڑ پچیس گھنٹہ تھی۔ جس کی اولاد دو لڑکے تین لڑکیاں ہیں ایک لڑکی کا انتقال ہوگیا ہے۔ جس کی اولاد نہیں ہے۔ دوسری لڑکی بانو کا بھی انتقال ۱۹۶۵ء میں ہوگیا ہے۔ جس سے ایک لڑکی تھی۔ اس لڑکی کا بھی انتقال ۱۹۷۲ء میں ہوگیا ہے اور اس لڑکی کا ایک لڑکا موجود ہے۔ تاج محمد کی تین لڑکیوں میں ایک لڑکی ابھی زندہ ہے۔ اب مسئلہ درپیش یہ ہے کہ محمد حسین جو کہ تیسری پشت میں ہے اس کا حصہ جائداد میں بنتا ہے یا نہیں؟ تاج محمد کے دو لڑکے کہ ایک کا نام غلام حسین اور دوسرے کا نام محمد ہارون جو کھاتے دار تھا زمین کا وہ بھی ۱۹۸۴ء میں فوت ہوگیا ہے۔ غلام حسین اس کا وارث ہے۔ شرعی طور پر مسئلہ کا حل بتایا جائے کہ کس کا کتنا کتنا حق بنتا ہے؟ السائل غلام حسین ولد حاجی تاج محمد مرحوم، ٹنڈو الہ یار ضلع حیدرآباد

۷۸۶ **الجواب** ھوالموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں تجہیز و تکفین وادائے قرض ومہر اور وصیت ہو تو نفاذ در ثلث کے بعد کل مال منقول وغیر منقول کے سات حصے کیے جائیں۔ جن میں سے ۲ ہر لڑکے کو اور ایک ایک لڑکی کو دیا جائے۔ بقاعدہ **لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ** (النساء:11)

میت مسئلہ ۷

لڑکا	لڑکا	لڑکی	لڑکی	لڑکی
۲	۲	۱	۱	۱
حیات	مرحوم	متوفیہ	لاولد مرحوم	حیات
	۱۹۸۴ء	۱۹۶۵ء	۱۹۶۵ء	

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پھر بانو کا انتقال ہوا تو اس نے ورثاء میں دو بھائی' ایک بہن' اور ایک لڑکی چھوڑی لہٰذا اس کا مال مذکور ۱۳ امور مقدم علی الارث کے بعد دس حصوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ جس میں سے ۵ بیٹی کو' ۲-۲ ہر بھائی کو اور ایک بہن کو دیا جائے گا۔

میت مسئلہ ۱۰

بھائی	بھائی	بہن	بیٹی
۲	۲	۱	۵

پھر بانو کی لڑکی کا انتقال ہوا اور اس نے ورثہ میں ایک لڑکا' ایک پھوپھی اور دو ماموں چھوڑے۔ لہٰذا اس کا کل مال یہ لڑکا محمد حسین لے لے گا۔ پھوپھی اور ماموں محروم رہیں گے۔

میت مسئلہ ۱

بیٹا	ماموں (غلام حسین)	ماموں (ہارون)	پھوپھی
۱	محروم	محروم	محروم

پھر ہارون کا انتقال ہوا اور اس نے ورثہ میں ایک بھائی اور ایک بہن کو چھوڑا اور ایک نواسہ محمد حسین ہے۔ لہٰذا ہارون کے کل مال کے تین حصے کیے جائیں۔ ان میں سے دو بھائی کو اور ایک بہن کو دیا جائے۔ نواسہ محمد حسین اس سے کچھ نہ پائے گا کہ وہ ذوی الارحام سے ہے۔

میت مسئلہ ۳

بھائی	بہن	نواسہ
۲	۱	محروم

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید ۱۰/۵/ ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

جب حصہ کم اور ورثاء زائد ہوں تو تقسیم میں عول ہوگا

سوال: عزت مآب محترم مفتی محمد خلیل خاں برکاتی صاحب ، دار العلوم احسن البرکات حیدرآباد سندھ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: میں محمد انور ولد نواب علی قریشی ہاشمی سکنہ میر جان محمد کالونی ڈگری ضلع تھرپارکر سندھ بحضور عالی جناب! بحیثیت سائل بذریعہ تحریر ہذا مسئلہ وراثت کے لئے فتویٰ بمطابق شریعت رسالت مآب سرور کونین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ بمطابق عقیدۂ اہل سنت و جماعت طلب گار ہوں۔ امید ہے کہ میرا یہ عرض نامہ وسوال نامہ ملتے ہی آپ مہربانی فرمائیں گے اور جلد ہی قرآن وسنت کی روشنی میں فتویٰ ارسال فرمائیں گے۔ علماء دین

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مصطفیٰ ﷺ کے نعلینِ پاک کی خاک۔ السائل: انور

متوفی نصیر الدین ولد ماموں شیخ گوٹھ راجواہ تعلقہ ضلع سانگھڑ کی منقولہ جائداد اراضی زمین 03-131 ایکڑ ہے۔ جو متوفی کو اپنے حقیقی دادا کے حقیقی بھائی نیاز محمد عرف نجی سے ملی تھی یا خرید کی تھی اور یہ منتقلی انڈیا (ہندوستان) میں ہوئی۔ جس کے عوض پاکستان میں یہ زمین نصیر الدین ولد ماموں شیخ کو کھتونی کلیم نمبر ۵۳ کے تحت لینڈ سیٹل منٹ ایکٹ ۱۹۵۸ء کے تحت دی گئی تھی۔

متوفی نصیر الدین ولد ماموں شیخ کے ممکن وارث جو ابھی زندہ اور موجود ہیں اور جو اس زمین کی وراثت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

وہ یہ ہیں

متوفی نصیر الدین کے وارثوں کے نام

۱۔ بیوہ فیاض بی بی   ۲۔ بیوہ صغراں بی بی   ۳۔ بیوہ زرینہ بی بی

(تینوں نصیر الدین مرحوم کی بیوہ ہیں)

۴۔ والدہ کریماں بی بی   ۵۔ بہن حقیقی ممتازن بی بی   ۶۔ بہن حقیقی نصیراں بی بی   ۷۔ بہن ماںئی اصغری بی بی

۸۔ بھتیجا (چچازاد بھائی جان محمد کا بیٹا) سردار علی   ۹۔ چچازاد بھائی نیاز محمد   ۱۰۔ چچازاد بھائی صادق علی

نسب نامہ متوفی نصیر الدین

کرم دین (عرف کاکا)

نیاز محمد (عرف نجی) مرحوم   محمد حسین (عرف سینا) مرحوم

رونق علی (مرحوم)   ماموں شیخ (مرحوم)   منگتا (مرحوم)

دختر اصغر بی بی   بیوہ کرمیاں بی بی   جان محمد (مرحوم)   نیاز احمد   صادق علی

دختر نصیراں بی بی   دختر ممتازن بی بی   نصیر الدین   سردار علی

بیوی فیاض بی بی   بیوہ صغراں بی بی   بیوہ زرینہ بی بی

https://t.me/Tehqiqat

۱۔ متوفی کی والدہ کریماں بی بی متوفی نصیر الدین کے حقیقی دادا کے بھائی نیاز محمد عرف نجی کے بیٹے رونق علی کی بیوی تھی۔ رونق علی کی ایک بیٹی اصغری بی بی ہوئی اور رونق علی فوت ہو گیا۔ اس کے بعد بیوہ کریماں بی بی نے ماموں شیخ (جو کہ رونق علی چچا کا لڑکا تھا) سے شادی کی۔ جس سے نصیر الدین ممتاز بی بی اور نصیراں بی بی پیدا ہوئیں۔ چونکہ نیاز محمد عرف نجی کی رونق علی کی وفات کے بعد باقی کوئی اولاد نہ تھی۔ اس لئے نیاز محمد نے اپنی حیاتی ہی میں اپنی زمین نصیر الدین کے نام کروادی تھی اور چونکہ متوفی نصیر الدین بھی اکیلا ہی تھا اس نے اپنے حقیقی دادا محمد حسین کی زمین یعنی اپنے والد ماموں کا حصہ بھی اپنے چچا کی اولاد کو چھوڑ دیا تھا۔ یعنی متوفی نے اپنے حقیقی والد یا حقیقی دادا کی جائیداد میں سے کوئی حصہ حاصل نہیں کیا۔ مندرہ بالا تحریر کے پیش نظر متوفی کی تینوں بیواؤں یعنی فیاض بی بی صغراں اور زرینہ بی بی کا یہ دعویٰ ہے کہ جب متوفی کو اپنے حقیقی باپ یا دادا کی زمین میں سے کوئی حصہ نہیں ملا ہے اور زمین متوفی نے نیاز محمد سے لی تھی تو متوفی کی حقیقی بہنوں کا حصہ باپ کی ملکیت کے لحاظ سے اگر بنتا ہے تو جہاں ان کے باپ کی ملکیت

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

منتقل ہے وہاں سے لیں۔ بھائی کی خریدی ہوئی جائیداد سے بہنوں کا حصہ نہیں بنتا اور متوفی کی مذکورہ زرعی زمین کی فقط وہ ہی وارث ہیں۔قرآن وسنّت کی روشنی میں جواب دیں کہ کیا واقعی متوفی کی ذاتی خریدی ہوئی جائیداد میں بہنوں کا یا ماں کا کوئی حصہ نہیں بنتا؟ جب کہ متوفی لاولد مرا ہو اور اس کی فقط بیوہ یا بیوائیں ہوں؟ جیسا کہ نصیر الدّین مرحوم کی تینوں بیواؤں کا دعویٰ ہے۔

۲۔جب کہ متوفی نے باپ کی ملکیت میں سے کوئی حصہ نہ پایا ہو یعنی ترکہ جائداد متوفی کی اپنی ذاتی خرید کردہ ملکیت ہو۔متوفی کے چچا یا چچاؤں کی اولاد متوفی کی ذاتی خریدی ہوئی ملکیت میں وارث بننے کا حق رکھتی ہیں یا نہیں؟ جب کہ متوفی کو اولاد نہ ہو اور فقط بیوہ یا بیوائیں ہوں؟

۳۔نصیر الدین مرحوم کی تینوں بیواؤں میں سے فیاض بی بی اور صغراں بی بی (جن کے ہاتھ میں متوفی کی حیاتی میں بھی سمجھدار اور عمر رسیدہ ہونے کی وجہ سے گھر کا لین دین اور انتظام تھا) دعویٰ کرتی ہیں کہ انھوں نے اپنے خاوند نصیر الدّین پر دوران بیماری علاج اور دوائیوں پر تقریباً =/۳۳۰۰۰ ہزار روپے اپنے عزیز واقارب سے بطور قرض لے کر صرف کیے ہیں۔ان میں سے =/۷۰۰۰ ہزار روپے تو وہ ادا کر چکی ہیں۔باقی =/۲۶۰۰۰ ہزار روپے ابھی تک قابل ادائیگی ہیں۔اگر متوفی کی منقولہ متروکہ جائداد کسی بھی شریعت یا ملکی قانون کی رو سے تقسیم ہو کر اس کے وارثوں میں بٹ جاتی ہے تو وہ ہرگز اس قابل نہ رہیں گے کہ اس قرضہ کو ادا کر سکیں۔اس بارے میں شریعت کا حکم کیا ہے؟ کیا کوئی جائداد متروکہ وراثت کی جا سکتی ہے یا نہیں جب کہ متوفی کی بیواؤں پر ابھی وہ قرضہ قابل ادا ہو جو انھوں نے متوفی کی جان بچانے اور اس کے علاج دوادارو اور تجہیز وتکفین کے لئے لے کر خرچ کیا ہو؟

۴۔بیواؤں کے دعویٰ کے مطابق نہ تو متوفی کی والدہ، نہ حقیقی بہنیں نہ ہی ماں جائی بہن اور نہ متوفی کے دیگر چچا زاد بھائیوں کی اولاد حصہ لینے کی مستحق ہیں؟ اور متوفی کی ذاتی خریدی ہوئی ملکیت ہونے کے سبب یعنی متروکہ جائداد موروثی نہ ہونے کی وجہ سے متروکہ جائداد کی وارث فقط تینوں بیوائیں ہیں؟

۵۔اگر متوفی کے ورثاء میں کوئی بھی اس ذاتی خریدی ہوئی ملکیت متروکہ میں حق دار ٹھہرتا ہو تو قانون وشرع کے مطابق تو اس پر اس کے حصہ کے مطابق قرض کی ادائیگی فرض ہے اور اس کی بہتر صورت یہ ہے کہ اپنے حصہ کے مطابق قرضہ کا حصہ ادا کر کے اپنا حصہ لے سکتا ہے؟ اور بیواؤں کی مجبوری کو دیکھتے ہوئے قرضہ کی ادائیگی وراثت ترکہ کی تقسیم کاری سے پہلے مناسب معلوم ہوتی ہے؟

۶۔شریعت اسلامیہ کی رو سے مذکورہ بالا ممکن ورثاء میں سے جو جو صحیح اور حقیقی وارث ٹھہرتے ہیں۔ان کے حصوں کو الگ الگ تفصیلاً تحریر فرما کر ہر حصہ دار کے حصے کو اپنی مہر اور دستخط سے تصدیق فرما دیں۔شکریہ

مخلص: محمد انور قریشی ہاشمی، تحسین گیس ڈگری، ضلع تھرپارکر، حیدرآباد، سندھ

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: صورت مسئول عنہا میں جب نصیر الدّین نے اپنا وہ حصہ معاف کر دیا جو اس کو والد کے ترکہ سے ملتا تو اب اس میں بحث نہیں کی جائے گی۔ہاں نصیر الدّین کے انتقال کے وقت سائل کے مطابق متوفی کی تین بیوہ، ایک والدہ اور ایک ماں شریک بہن اور دو باپ شریک بہنیں ہیں اور متوفی مقروض بھی ہے۔لہٰذا سب سے پہلے کفن دفن کا خرچ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نکالا جائے گا' پھر قرض ادا کیا جائے گا خواہ کتنا ہی کیوں نہ ہو قرض کی ادائیگی اوّل ہے۔ اور اگر بیواؤں کا مہر نہیں دیا تھا وہ بھی قرض ہے جو پہلے ادا کیا جائے گا۔ پھر اگر متوفی کی کوئی وصیت ہے تو تہائی مال میں نافذ کی جائے گی پھر اس کی کل جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے اوّل بارہ حصے کئے جائیں گے جن میں سے چھٹا یعنی ۲ والدہ کو' چھٹا یعنی ۲ اخیانی بہن اصغری کو' چوتھا تین بیواؤں کو (فی بیوہ ایک حصہ) اور دو ثلث یعنی ۸ حقیقی بہنوں کو دے جائیں اب چونکہ صورت مسئولہ عنہا میں حصے لینے والے زیادہ ہیں اور حصے کم ہیں اس لئے اس میں عول کا قاعدہ جاری ہوگا اور سب کے حصوں میں کچھ کمی کر کے بقدرت ضرورت کم دیا جائے گا۔ اس طرح عول کے مطابق کل مال کے ۱۵ حصے ہو گئے۔ پھر تقسیم ہوا۔

میت مسئلہ ۱۲/۱۵

ماں	بیوہ	بیوہ	بیوہ	حقیقی بہن	حقیقی بہن	ماں شریک بہن	
۲	۱	۱	۱	۴	۴	۲	
چھٹا	چوتھائی			دو تہائی		چھٹا	واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید　　۱۲/۵/۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

ایک شخص کے ورثاء میں دو بیویاں، ۳ بیٹے اور ۵ بیٹیاں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید جو کہ ایک دولت مند انسان تھا۔ اس نے مبلغ =/۶۲۰۰۰ ہزار روپے اپنے ایک دوست کو کاروبار کرنے کے لئے دیئے ہوئے تھے۔ اس کا دوست اس رقم سے کاروبار کرتا تھا اور حسب معاہدہ زید کو منافع ادا کرتا تھا۔ اسی اثناء میں قضائے الٰہی سے زید کا انتقال ہو گیا۔ اب آپ حضرات مکرم سے نہایت مؤدبانہ التماس ہے کہ زید کے دوست کی قرآن وسنت کی روشنی میں رہنمائی فرمائیں کہ وہ یہ رقم کس کو ادا کرے جب کہ زید نے مندرجہ ذیل ورثاء چھوڑے ہیں۔

۱۔ پہلی بیوی فوت شدہ۔ اس کے بطن سے دو لڑکیاں اور ایک لڑکا ہے۔ یہ سب شادی شدہ ہیں۔ زید کے انتقال کے دن سب لوگ کہتے تھے کہ ہم کو ہمارے والد نے بہت کچھ دیا ہے۔ لہٰذا یہ رقم صدقہ جاریہ میں لگا دی جائے۔ چہلم کا ختم گزرنے کے بعد لڑکا کہتا ہے کہ قبر بنوانے اور چہلم پر جو خرچ آیا ہے (طعام وانتظام وغیرہ) جو کہ مبلغ =/۲۶۰۰۰ ہزار روپے بتایا گیا ہے وہ =/۶۲۰۰۰ ہزار روپے میں سے مجھے ادا کر دیں جب کہ یہ بات متفقہ ہے کہ لڑکے کو وراثت کا حق زید نے اپنی زندگی میں ہی دے دیا تھا۔

۲۔ دوسری بیوی حیات ہے اور اس کے بطن سے ایک شادی شدہ لڑکی ہے۔ زید اپنی زندگی میں کہا کرتا تھا کہ میرے مرنے کے بعد یہ رقم اس لڑکی کو دے دینا کیوں کہ اسے مکان خریدنا ہے مگر بعد میں زید نے اس لڑکی کی رہائش کا انتظام کر دیا تھا اور

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دینے سے بھی منع کر دیا۔ اب دونوں ماں بیٹی رقم کی دعویدار ہیں۔ ماں کہتی ہے کہ یہ رقم مجھے دی جائے کہ میرا کوئی سہارا نہیں ہے۔ بیٹی کہتی ہے کہ میرا مکان چھوٹا ہے۔ مجھے بڑا مکان خریدنا ہے۔ اس لئے رقم مجھے دی جائے۔

۳۔ تیسری بیوی حیات ہے۔ اس کے بطن سے دو لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں۔ جن میں ایک لڑکی شادی شدہ ہے۔ ایک لڑکے کی عمر ۱۶ سال، دوسرے لڑکے کی ۸ سال اور لڑکی کی عمر ۴ سال ہے۔ زید کی اس بیوی کے پاس دو مکان ہیں۔ ایک میں وہ خود مع بچوں کے رہتی ہے اور دوسرا اس نے کرایہ پر دیا ہوا ہے۔ جس سے اس کے بچوں کی گزر اوقات ہوتی ہے۔ دونوں مکان اس تیسری بیوی کو غالباً حق مہر میں دے ہیں کیوں کہ اس تیسری نے زید سے شادی اس شرط پر کی تھی کہ مجھے دو مکان خرید کر دو اور یہ شرط غالباً زید اور اس کی بیوی کے عمر میں بڑے فرق کی وجہ سے تھی۔ یہ عورت کہتی ہے کہ رقم مجھے دی جائے کیوں کہ میرے بچے نابالغ ہیں۔ مجھے ان کو پالنا، پڑھوانا ہے اور کاروبار کرانا ہے۔

۴۔ زید کی ایک بہن کہتی ہے کہ رقم مجھے دی جائے تاکہ میں رہائش کے لئے مکان خرید سکوں جب کہ زید نے اپنی زندگی میں یہ کہا تھا کہ میری اس بہن کو دس ہزار روپے دینا۔

۵۔ زید کا ایک دوست جو زید کی وفات کے تقریباً ڈیڑھ ماہ بعد ملا ہے اور انکشاف کیا ہے کہ زید نے مجھ سے پانچ ہزار روپے لئے تھے لہذ یہ رقم مجھے ادا کرو جب کہ اس سے پہلے مذکور شخص نہ تو جنازہ پر آیا اور نہ ہی اس نے رقم کے متعلق کسی سے بات کی۔

ضروری وضاحت۔ زید نے زندگی کے آخری ایام اپنی تیسری بیوی کے پاس گزارے تھے۔ ان دونوں وہ کراچی گیا ہوا تھا جب گھر واپس آیا تو گھر کے دروازے پر اس کا انتقال ہو گیا۔ زید کراچی جانے سے پہلے اپنے دوست کو کہہ گیا تھا کہ میری رقم کا منافع میری تیسری بیوی کے بچوں کو دینا اور زید کی عدم موجودگی میں زید کا لڑکا منافع وصول کرتا رہا ہے۔ یا صاحب علم و فضل از راہ لطف و کرم زید کے دوست کی رہنمائی فرمائیں کہ وہ رقم کس کو ادا کرے؟ معاملہ زید کے گھر والوں میں تنازعہ کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ فقط: محمد طفیل، مصری شاہ کرم پارک، لاہور

۷۸۶ **الجواب** ہوالموفق للصواب: تجہیز و تکفین شرعی (یعنی وہ ضروری امور جو میت کے کفن دفن اور مختصر فاتحہ کے ہوتے ہیں کہ اس میں سوئم کی دعوت اور چہلم کے کھانے شامل نہیں) ادائے قرض اور وصیت ہو تو نفاذ در ثلث مال کے بعد متوفی کے کل مال منقولہ وغیر منقولہ کے ۱۷۶ سہام کئے جائیں۔ جن میں سے ۱۱-۱۱ ہر بیوی کو، ۲۸ ہر لڑکے کو اور ۱۴-۱۴ ہر لڑکی کو دیے جائیں۔

میت مسئلہ ۸/۱۷۶

بیوہ	بیوہ	لڑکی	لڑکی	لڑکی	لڑکی	لڑکی	لڑکا	لڑکا	لڑکا	بہن	
۱۱	۱۱	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۲۸	۲۸	۲۸	محروم	واللہ تعالیٰ اعلم

۱۔ لڑکا جو خرچ کفن دفن کا بتاتا ہے وہ بظاہر ضرورت شرعیہ سے کہیں زیادہ نظر آتا ہے۔ اگر سب ورثاء مذکورہ راضی ہوں تو دیا جائے ورنہ ایک بھی اگر منع کرتا ہے تو صرف وہی خرچ دیا جائے جو عموماً ضروری ہوتا ہے۔ باقی خرچ وہ اپنی جیب سے ادا کرے کہ اس نے ناجائز صرف کیا۔ زید نے زندگی میں جو کچھ بیٹے کو دے دیا وہ تو اس کا ہو گیا۔ اس کو ترکہ میں شامل نہ کریں

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور بیٹے کو مذکورہ حصہ الگ دیا جائے۔ ۲۔صرف ماں کا حق رقم پر نہیں ہے مگر وہی جو اوپر مذکور ہوا۔ ۳۔زید نے اگر دونوں مکان عورت کو مہر میں دئے تھے تو وہ عورت ہی کے ہیں کہ مہر خالص عورت کی ملکیت ہے۔اس کے باوجود وہ اپنا مذکورہ حصہ لے لے گی۔ ۴۔زید نے دس ہزار بہن کو دینے کی وصیت کی تھی تو اگر یہ رقم اس کے مال کا تہائی یا اس سے کم ہے تو سب دے دیں گے ورنہ ایک تہائی پہلے دیں گے۔پھر ترکہ کے حصے کریں گے۔ ۵۔اگر واقعۃً زید کسی کا مقروض ہے اور ثابت ہو جائے تو قرض پہلے ادا کیا جائے گا۔جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔

زید کے دوست پر فرض ہے کہ وہ کل منافع تیسری بیوی کو نہ دے بلکہ حسب حصہ مذکورہ بالا سب ورثہ میں تقسیم کرے کہ یہ حقوق اللہ بھی ہے اور حقوق العباد بھی۔

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید　۱۵/ ۵/ ۱۹۸۵ء

۸۶/ ۷ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بقیہ مسائل

زکوۃ کی رقم کا غیر شرعی استعمال

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: ہماری جماعت ایک فلاحی ادارہ ہے جو اپنے ممبران کی فلاح و بہبود کے کام انجام دیتی ہے۔ جماعت اپنے ممبروں سے سالانہ چندہ ممبر فیس وغیرہ لے کر اخراجات پورے کرتی ہے۔ اس کے علاوہ کراچی وحیدرآباد کے مخیر حضرات سے ہر سال زکوۃ وصول کرتی ہے۔ جماعت کے عہدیداران وورکنگ کمیٹی کے ممبران پوری دیانتداری وہر طرح کے غور وخوض اور چھان بین کے بعد ضرورت مند افراد کی درخواست پر زکوۃ دیتی ہے۔

جماعت نے گزشتہ کئی سال سے ضرورت مند ممبروں کو رہائشی مکان وغیرہ کے لئے زکوۃ فنڈ میں سے مالی امداد دی ہے۔ جس سے ان کا رہائشی مسئلہ حل ہو گیا ہے۔ حال ہی میں دو ممبروں کی طرف سے درخواستیں موصول ہوئی ہیں۔ جس میں انھوں نے پچھتر ہزار / ایک لاکھ روپیہ مکان خریدنے کے لئے زکوۃ فنڈ میں سے ۱۰ سے ۲۰ ہزار روپے کی مدد مانگی ہے۔ باقی رقم کا بندوبست وہ اپنے دوسرے ذرائع یعنی اپنے رشتہ داروں سے مدد لے کر پوری کریں گے اور دوسرے مخیر حضرات سے زکوۃ یا چندہ اپنے مالکوں سے قرض و مدد لے کر رقم وصول کریں گے اور اس طرح وہ ممبر جو اس وقت کرایہ کے مکان میں رہتے ہیں۔ اپنے ذاتی مکان میں رہے گا اور کرایہ سے بچ جائے گا۔ ہماری جماعت ایسے ممبروں کو زکوۃ فنڈ میں سے مدد دینے کی خواہش رکھتی ہے۔ لیکن جماعت کے سامنے ایک شرعی مسئلہ آیا ہے کہ زکوۃ فنڈ میں سے رہائشی مکان خریدنے یا بنانے میں کسی ضرورت مند ممبر کی جماعت مدد کر سکتی ہے یا نہیں؟

آپ سے درخواست ہے کہ اس سلسلے میں شرعی طریقہ کار سے آگاہ کریں؟ اور شرعی فتویٰ دیں کہ کیا جماعت اپنے ضرورت مندوں ممبروں کی زکوۃ فنڈ میں سے رہائشی مکان خریدنے و بنانے میں مدد کر سکتی ہے یا نہیں؟

فقط: حاجی محمد صدیق میمن، صدر جیت پور میمن ایسوسی ایشن، حیدرآباد

۷۸۶ الجواب: ۱۔ اموال زکوۃ میں حیلہ شرعیہ کے بعد، یہ اموال تمام امور خیر، مثلاً تجہیز وتکفین، امداد وتعاونِ مالی کے مستحق، متوسط الحال مسلمانوں وغیرھم پر صرف کئے جا سکتے ہیں۔ جیسا کہ درمختار و ہندیہ وغیرھما کتب معتبرہ اور فتاوی میں ہے، مگر ہزاروں روپیہ فضول خواہشوں یا دنیاوی آسائشوں یا ظاہری آرائشوں میں اٹھانے والے مصارف خیر میں، ان حیلوں کی آڑ نہ لیں، دینی ضرورتوں کی وجہ سے، خالص خدا ہی کے کام میں صرف کرنے کے لئے ان طریقوں پر اقدام کریں نہ کہ معاذ اللہ۔ ان کے ذریعہ سے ادائے زکوۃ کا نام کر کے اپنے خرد برد میں لائیں کہ یہ امر مقاصد شرع کے بالکل خلاف ہے اور اس میں ایجاب زکوۃ کی حکمتوں کا سراسر ابطال ہے۔ تو گویا اس کا برتنا اپنے رب عزوجل کو فریب دینا ہے (والعیاذ باللہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ جو لوگ اپنے آپ کو مستحق زکوۃ بتائیں اور ظاہری حال ان کے بیان کی تصدیق کرے اور انہیں مستحق جان کر زکوۃ دے

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دی جائے تو زکوۃ ادا ہو جائے گی اور ان کی غلط بیانی خود ان کے لئے آخرت میں وبال جان ثابت ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

العبد مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۵ رشعبان ۱۴۰۵ھ

"رضی اللہ عنہ" کس کے لئے لکھنا چاہئے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ بعض کتابوں میں پڑھا اور بعض علماء سے سنا وہ حضرات سیدنا غوث اعظم کے نامی نامی اسم گرامی کے ساتھ "رضی اللہ عنہ" لکھتے ہیں اور بولتے ہیں۔ جب کہ ہمارے علم کے مطابق "رضی اللہ عنہ" صحابہ کرام کے تذکرہ کے ساتھ خاص ہے۔ تو کیا صحابہ کے علاوہ دیگر اولیاء کرام اور صالحین عظام اور علماء و مشائخ کے ناموں کے ساتھ "رضی اللہ عنہ" لکھنا جائز ہے؟

سائل پروفیسر سید ساجد حسین، لطیف آباد نمبر ۵، حیدر آباد

۷۸۶ **الجواب** ھو الموفق للصواب: صورت ہذا میں معلوم ہو کہ یہ تاثر غلط ہے "رضی اللہ عنہ" صرف صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے لئے مخصوص ہے اور دیگر صالحین کو صرف رحمۃ اللہ علیہ لکھا جانا اور کہا جانا چاہیے، رضی اللہ عنہ کے معنی ہیں "اللہ ان سے راضی ہوا" اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کئی مقامات پر رضی اللہ عنہ، صالحین اور نیک لوگوں کے لئے ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ سورۃ المجادلۃ میں رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کے بعد فرمایا کہ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۲۲﴾ "یہی لوگ حزب اللہ، اللہ کی جماعت ہیں اور اللہ کی جماعت کے لوگ کامیاب ہیں (المجادلۃ) اور اس سے پہلے، ایمان والوں کی تعریف فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ایمان منقش کر دیا ہے اور اللہ ان سے راضی ہوا" رضی اللہ عنہم"، تو حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ بھی ان لوگوں میں شامل ہیں، جنکے دلوں میں ایمان منقش ہے، قرآن کریم کی ایک اور سورۃ البینۃ میں فرمایا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّهٗ ﴿۸﴾ "اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے، یہ اس شخص کے لئے ہے جو اللہ سے ڈرے"۔ (البینۃ) اس اعلان کے مطابق غوث اعظم کو رضی اللہ عنہ اور دیگر علماء حق کو رضی اللہ عنہ کہنا ثابت ہوا، کہ آپ بھی علماء کے سردار ہیں بلکہ اولیاء کے بھی سردار ہیں اور خود علماء دیوبند نے یہی معنی کئے ہیں، مودودی نے بھی یہی معنی لکھے ہیں۔ "اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے یہ سب کچھ اس کے لئے ہے جس نے اللہ کا خوف کیا"۔ (تفہیم القرآن جلد ششم، سورۃ البینۃ) اسی وجہ سے چھٹی صدی کے ایک عالم، صاحب ھدایہ نے خود اپنے نام کے ساتھ جگہ جگہ قال رضی اللہ عنہ لکھا ہے۔ (ھدایہ ص ۸۰ ج ۳، مطبوعہ مجتبائی دھلی)

حررہٗ، العبد القادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید مئی ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ رشعبان ۱۴۰۵ھ

انگریزی میں صلی اللہ علیہ وسلم کا صحیح ترجمہ

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع و دین اس مسئلے میں کہ: لوگ جب انگریزی میں سید العالمین شفیع المذنبین صلی اللہ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علیہ وسلم کا نام لکھتے ہیں تو صلی اللہ علیہ وسلم کا ترجمہ (Peace Be Upon Him) کرتے ہیں۔ کیا انگریزی میں یہ ترجمہ صحیح اور مکمل ہے یا اس میں تصحیح کی ضرورت ہے؟ برائے کرم شرعی احکام سے مطلع فرمائیں۔

فقط سائل: پروفیسر سید ساجد حسین رضوی، یونٹ نمبر ۵ لطیف آباد

۷۸۶ **الجواب** ہو الموفق للصواب: سائل کا خیال درست ہے کہ "Peace Be Upon Him" کا معنی ''علیہ السلام'' ہے جو نا مکمل درود پاک ہے اور ہمیں سلام کے ساتھ صلوٰۃ پڑھنے کا بھی حکم دیا گیا ہے جو کہ لازم ہے۔ اس لئے بجائے اتنا پڑھنے کے اس میں اضافہ کر دیا جائے تو مطلب مکمل ہوگا۔ یعنی سلام کے ساتھ درود والے لفظ کا بھی اضافہ کیا جائے گا اور یہ اس طرح صحیح ہوگا۔

1- Blessings and Peace Be Upon Him.

2- Choicest blessing and Peace Be Upon Him.

3- Allah Choicest blessing and Peace of Allah be upon him.

واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ، العبد القادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید مئی ۱۹۸۵ء

۷۸۶ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ العبد محمد خلیل القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲۲ر شعبان ۱۴۰۵ ھج

https://t.me/Tehqiqat

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه سیدنا و مولانا محمد و آله و عترته
واصحابه واولیاء ملته وعلماء امته اجمعین و بارك وسلم تسلیما کثیرا
والحمد للہ رب العالمین

تمت بالخیر المجلدات الثلثه من
الفتاوی الخلیلیة

۶ر جمادی الاولیٰ ۱۴۲۸ ھج

۲۳ر مئی ۲۰۰۷ء

روز چہار شنبہ (یوم الاربعاء)

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مفتی اعظم کے پیر و مرشد کی محبت و شفقت

مفتی اعظم کے پیرومرشد حضرت علامہ سید شاہ اولادرسول تاج العلماء مفتی سید محمد میاں قادری برکاتی ابوالقاسمی آل رسولی قدس سرہٗ نے مفتی صاحب کو شرف بیعت سے نوازا تو اس واقعہ کو اپنے ماہنامہ ''اہلسنت کی آواز'' مارہرہ شریف میں خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا، چنانچہ آپ نے تحریر فرمایا:

اجازت و بیعت:

ایام عرس مبارک میں بہت سے سنی بہن بھائی فقیر حقیر سراپا تقصیر کے ہاتھ پر داخل سلسلۂ عالیۂ قادریہ برکاتیہ ہوئے۔ اور فقیر نے ان کو اپنے اکابر کرام قدست اسرارہم کی تعلیم کے مطابق شریعت مطہرہ کے اتباع اور دین اسلام و مذہب اہلسنت پر پوری کامل پختگی اور مضبوطی سے قائم رہنے اور جملہ مخالفانِ دین وسنت سے ان کے مراتب کے موافق دور، مطابق احکام شریعت دور اور نفور رہنے اور اس کی بقدر وسعت تبلیغ و اشاعت و تائید وحمایت اور اپنے سلسلۂ عالیۂ برکاتیہ کے اکابر کرام اور اپنے جملہ مرشدان عالی مقام قدست اسرارہم کی عزت وحرمت کی بقدر وسعت حفاظت کے فرائض ولوازم شریعت وطریقت کی تفہیم ونصیحت کی۔ ان بھائیوں میں خصوصیت سے قابل تذکرہ فقیر کے محترم ومکرم ذوالمجد والکرم حضرت مولانا مولوی محمد خلیل خانصاحب قادری برکاتی ابوالقاسمی دامت معالیہم وزادت مکارمہم ہیں۔ جنہوں نے فقیر کے ہاتھ پر سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ ابوالقاسمیہ میں بیعت ہوکر حضور آقائے نعمت سیدنا غوث اعظم سرکار بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غلامی سے شرف وامتیاز پایا ان کی حسب الدعا فقیر نے ان کو دلائل الخیرات شریف وحزب البحر شریف کی اجازت خاص خاندانی دی۔ (ماخوذ از اہل سنت کی آواز۔ مارہرہ شریف)

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

• ایک مرتبہ، تاج العلماء حضرت مفتی سید محمد میاں قادری برکاتی علیہ الرحمۃ والرضوان نے خلیل ملت، کو زمانہ تعلیم میں، مدرسہ حافظیہ سعیدیہ دادوں، میں خط کا جواب تحریر فرمایا، خط کے ابتدائی مندرجات حاضر ہیں:

۷۸۶۔ کرم فرمائے من محمد خلیل خاں صاحب۔ سلام مسنون ودعائے عافیت دارین۔ آپ کا عنایت نامہ موصول ہوا۔ مولا تعالیٰ آپ کو اور مجھے بھی قبول حق اور اس کی بہ دل و جان و جسم پوری پوری تعمیل کی توفیق اور مزید دے۔ آمین بجاہ النبی الکریم علیہ الرحمۃ و الصلوٰۃ و السلام و علیٰ آلہ و اصحابہ و علینا برحمتك یا ارحم الراحمین

پوسٹ کارڈ پر پتہ اس طرح تحریر فرماتے ہیں

"ڈاک خانہ دادوں ضلع علی گڑھ مدرسہ حافظیہ سعیدیہ

کرم فرمائے من مولوی محمد خلیل خاں صاحب

متعلم مدرسہ مذکورہ"

پتہ اس طرح لکھا ہے کہ انگریز حاکم کا سرنیچا کر کے اس کو الٹا کر دیا ہے،

جس طرح امام اہلسنت رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے تھے کہ انگریز کا سرالٹا کر دیتے تھے (عکس پیش خدمت ہے)

یہ مکتوب ۲/ شعبان ۱۳۶۲ھ کا تحریر کردہ ہے

Settings\atifkhan\Desktop\Letter.jpg not found.

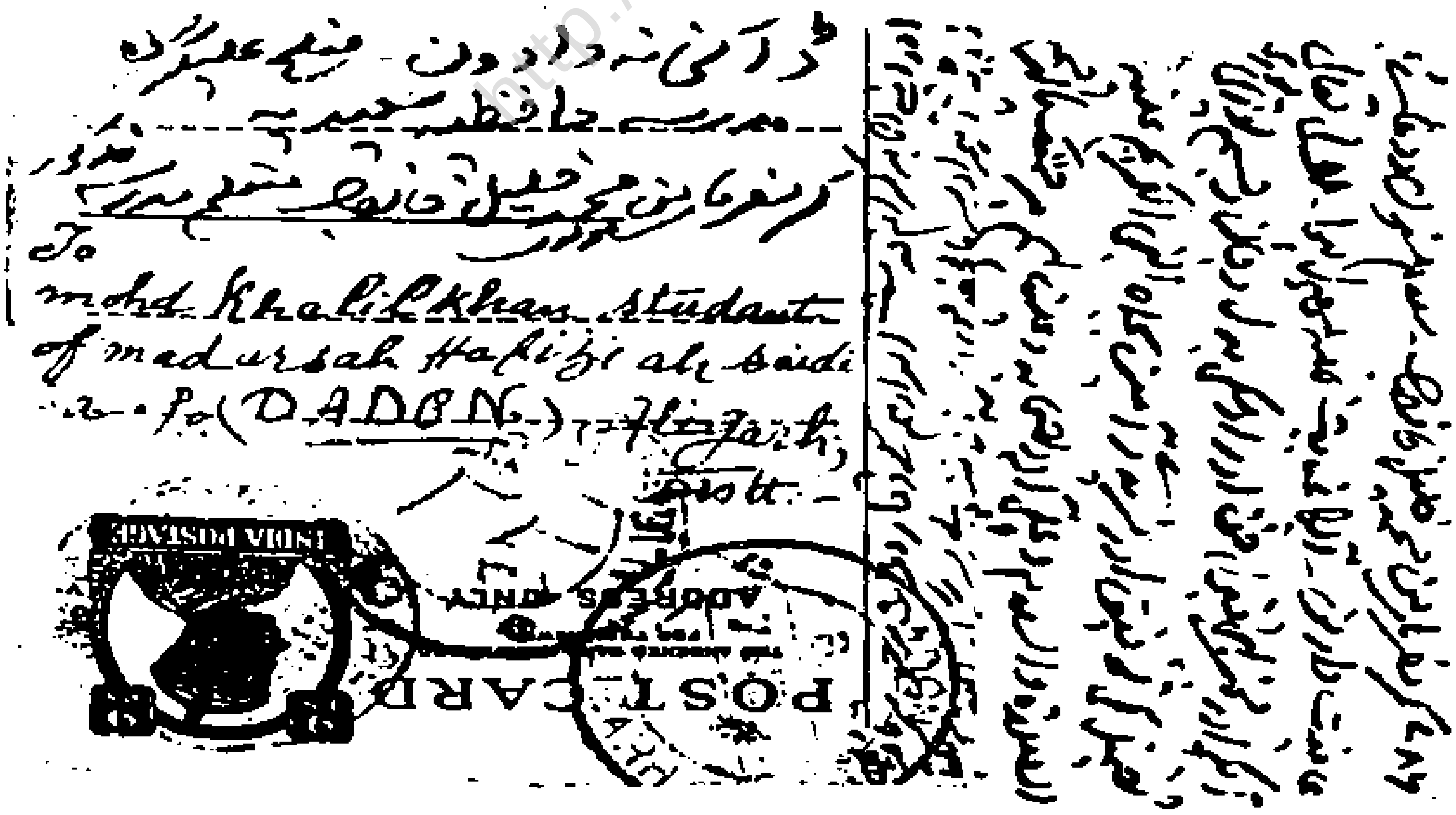

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خلیل ملّت کے حضور!

جناب صابر براری کا ھدیۂ عقیدت

جناب صابر براری ایک فاضل استاد، محقق اور علم وآ گہی کے شاعر ہیں اور زبان و بیان کی خداداد صلاحیتوں کے مالک ہیں، موصوف نے اپنی کتاب ''تاریخ رفتگان'' میں، حضرت خلیل ملت علیہ الرحمتہ پر یہ چند تاریخی سطور اور تاریخ وصال لکھی ہے۔ افادۂ عام کے پیش نظر یہ چند سطور، ہدیہ قارئین ہیں۔ سندھ یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں لکھتے ہیں کہ صابر براری نے بعض تاریخیں برجستہ کہی ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے، ''ہیں عندلیب جنت مفتی خلیل صاحب''

آہ آہ مفتی محمّد خلیل صاحب

۵ ۰ ۴ ۱ ھ

http://t.me/Tehqiqat

مفتی اعظم سندھ مولانا مفتی محمد خلیل خاں برکاتی ۱۹۲۰ء میں ضلع علیگڑھ کی ریاست دادوں کے موضع کھریری میں پیدا ہوئے۔ مدرسہ حافظیہ سعیدیہ سے فارغ التحصیل ہوئے جہاں صدرالشریعۃ مولانا امجد علی اعظمی مصنف ''بہار شریعت'' آپ کے استاد تھے۔ مفتی اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا خان قادری سے سند حدیث حاصل کی۔ مارہرہ شریف کے شیخ طریقت حضرت سید شاہ محمد میاں برکاتی سے بیعت ہوئے اور برکاتی سلسلہ کی خلافت پائی۔ مفتی اعظم ہند نے بھی سلسلہ قادریہ رضویہ کی خلافت سے نوازا۔

شیخ الحدیث مفتی محمد خلیل خاں برکاتی نے ۱۹۵۲ء میں حیدرآباد سندھ میں دارالعلوم احسن البرکات کی بنیاد رکھی۔ جو ممتاز مقام کا حامل ہے۔ مفتی صاحب کی پوری زندگی دین کی خدمت میں گزری وہ آخری سانس تک تبلیغ اسلام کرتے رہے۔ مفتی صاحب کی ذات علم وفضل اور زہد وتقویٰ کا نمونہ تھی۔ آپ بہت سی کتب کے مصنف اور مترجم تھے جن میں سنی بہشتی زیور، آئینہ حق نما، نماز کی کتاب، ہماری نماز، تحفۂ عید قرباں، تحفۂ رمضان، تحفۂ محرم، تحفۂ عید الفطر اور ہمارا اسلام شامل ہیں۔ مفتی صاحب کو نعت گوئی سے بھی رغبت تھی غیر مطبوعہ کلام صاحبزادہ صاحب کے پاس محفوظ ہے۔ (جو جمال خلیل کے نام سے طبع ہو چکا ہے)۔

۱۸ر جون ۱۹۸۵ء مطابق ۲۸ر رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ کو حیدرآباد سندھ میں وفات پائی۔ صاحبزادہ مفتی احمد میاں برکاتی آپ کے جانشین دارالعلوم احسن البرکات کے مہتمم ہیں۔

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عندلیبِ جنّت

دنیائے رنگ و بو سے افسوس چل بسے ہیں
دانائے بزمِ حکمت مفتی خلیل صاحب

تدریس علم دین میں رہتے تھے محو ہر دم
شیخ الحدیث ملّت مفتی خلیل صاحب

ہر اک کتاب ان کی قندیل راہِ حق ہے
تھے رہبرِ شریعت مفتی خلیل صاحب

دارالعلوم احسن ہے سندھ میں جو روشن
بانی تھے اس کے حضرت مفتی خلیل صاحب

کہتے ہیں حور و غلماں تاریخ ان کی صابر
ہیں عندلیب جنت مفتی خلیل صاحب

۱۹۸۵ء

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قطعہ تاریخ وصال پر ملال

حضرت مولانا مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی المارہروی رحمۃ اللہ علیہ

از: جناب پیر طریقت حضرت مولینا حبیب احمد مجتبیٰ صاحب علیہ الرحمۃ

واحسرتا رسید بگوشم چوں ایں خبر
مفتی دین حق سوئے عقبیٰ گرفتہ راہ
فرق ہوا بریدہ بگو سالِ غم حبیب
مفتی خلیل بود دلا واصلِ الٰہ

۱۴۰۵ھ

http://t.me/Tehqiqat

عالِم کی موت، موت ہے عالَم کی جبکہ پھر
اس سانحے سے غم نہ ہو ہرکس کو کس لئے
سر دے کے اڑا یہ لکھ سال غم حبیب
"مفتی خلیل آہ جہاں سے چلے گئے"

۱۴۰۹ - ۴ = ۱۴۰۵ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قطعہ تاریخ

از: جناب سالکؔ عزیزی (مرحوم)

جو تاجدارِ علم و عمل زندگی میں تھے
وہ فیضیابِ رحمت ربِ جلیل ہیں
تاریخ مرگ ہوگئی سالکؔ جو نکلی "آہ" / ۶
"جنت مقام مفتی محمد خلیل ہیں"
۱۹۹۱ - ۶ = ۱۹۸۵ء

http://t.me/Tehqiqat

قطعہ تاریخ

از: جناب افتخار احمد انجمؔ

شاداں دنیا میں وہ ہے آخرت میں کامیاب
ہے محی الدین شہ جیلاں سے جو کہ, فیض یاب
رشک کرتا ہے زمانہ اس کی قسمت پر جسے
"حشر تک حاصل ہو، انجم قربت عبدالوہاب[1]"
۱۹۸۵ء

[1] سخی سید عبدالوہاب شاہ جیلانی علیہ الرحمتہ۔ حیدرآباد

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کلماتِ تہنیت

از: حضرت علامہ صوفی رضا محمد صاحب عباسی قادری مدظلہٗ
سابق شیخ الفقہ، دار العلوم احسن البرکات، حیدر آباد

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

استاذی واستاذ العلماء والفضلاء صدر المدرسین وشیخ الحدیث دار العلوم احسن البرکات، خلیل ملّت علامہ مفتی محمد خلیل خان قادری برکاتی رحمۃ اللہ علیہ ونور اللہ مرقدہٗ کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا۔ فن تدریس، تقریر، تصنیف، تحریر، فتاویٰ نویسی وغیرھا میں کامل، اکمل، مہارت حاصل تھی۔ الحمدللہ تعالیٰ علیٰ احسانہٖ کہ قبلہ استاذ صاحب کے لکھے ہوئے مدلل ومحقق فتاویٰ کو آپ کے شہزادۂ اکبر علامہ مفتی ابو حماد احمد میاں برکاتی دامت برکاتہم العالیہ نے زیور طباعت سے مزین کر کے علماء اور عوام کے لئے ایک بڑا علمی خزانہ پیش کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ عزوجل اپنے حبیب نبی کریم ﷺ کے طفیل اس علمی خزانہ کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ اور قیامت تک علماء وطلباء وعوام اس علمی خزانہ سے مستفیض ہوتے رہیں۔ آمین ثم آمین

حررہٗ رضا محمد عفی عنہ عباسی قادری
تلمیذ از تلامذہ خلیل ملّت علامہ مفتی محمد خلیل خاں علیہ الرحمۃ
۱۴ر جمادی الاولیٰ ۱۴۲۸ھ
۳۱ر مئی ۲۰۰۷ء

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت خلیل ملت علیہ الرحمتہ والرضوان کے وصال پر پیر طریقت، حکیم اہلسنت

حضرت سید شاہ اکرام حسین چشتی سیکری علیہ الرحمۃ کا پیغام

مفتیٔ شہر رَفت صَد افسوس

حیدرآباد (سندھ) شہر کے مشہور و معروف ممتاز عالم دین اور مذہبی رہنما حضرت مفتی محمد خلیل خاں صاحب برکاتی رحلت فرما گئے۔ ملک میں قحط الرجال پہلے ہی کچھ کم نہ تھا مفتی صاحب کی رحلت نے اس کو اور بڑھا دیا۔ ایسے انتخاب روزگار لوگ، روز روز کہاں پیدا ہوتے ہیں۔ ان کی وفات سے جو خلا پیدا ہوا ہے اس کا پُر ہونا بظاہر ناممکن نظر آتا ہے اگرچہ ان کے لائق اور نامور فرزند جلیل جناب مفتی احمد میاں برکاتی، حضرت مفتی صاحب کے مشن کو آگے بڑھانے کی مکمل صلاحیت سے آراستہ ہیں اور ان سے بڑی توقعات وابستہ ہیں جو انشاء اللہ تعالیٰ پوری ہونگی مگر مفتی صاحب کی بات اور تھی ان کی وفات سے بزم علم و ادب سنسان ہوگئی ہے۔ مفتی صاحب! راقم الحروف کے کرم فرما تھے آخر زمانہ علالت میں عرصہ تک مجھے علاج کی صورت میں ان کی خدمات کا شرف حاصل رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے مراتب بلند فرمائے اور ان کو غریق رحمت کرے۔

میری دعا ہے کہ ان کا قائم کردہ دارالعلوم ''احسن البرکات'' ہمیشہ قائم رہے اور دین کی روشنی پھیلاتا رہے۔ اسی طرح ان کی تصانیف ان کے مشن کو مستقبل میں آگے بڑھانے میں ہمیشہ معاون و مددگار رہیں۔

مخلص اکرام حسین چشتی، حیدرآباد

۲۰ر جولائی ۱۹۸۵ء

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مارہرہ شریف ضلع ایٹہ سے خلیل ملت حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمتہ کے ایک شاگرد حافظ شریف احمد برکاتی مدظلہ کا مکتوب

۱۶ رمحرم الحرام شریف ۱۴۰۶ھ مطابق ۲؍اکتوبر ۱۹۸۵ء چہار شنبہ مبارک

محب محترم احمد میاں برکاتی مدظلہ العالی

سلام ورحمت

عرصہ گزرا آپ کی کوئی خیریت نہ ملی۔ حضرت کے اس دنیائے فانی سے رخصت ہونے کے بعد دل کو بہت بے قراری ہوگئی۔ وصال مبارک کی اطلاع ملی کلیاں کملا گئیں۔ پھول مرجھا گئے۔ من میں اک ہوک اٹھی۔ بیتاب ہوکر دل مچلنے لگا۔ جستجو ہوئی کہ پرواز کر جاؤں اور حضرت کے آستانہ پاک پر حاضری دوں مگر وقت کے تقاضوں نے اجازت نہ دی۔ فاتحہ چہلم کی اطلاع ملی ۱۰ جولائی کو۔ اب اور زیادہ بے چینی ہوگئی۔ وقت کی کمی کے باعث اب بھی محرومی رہی اور ادھر بھائی محمد عثمان صاحب بھی ارادہ رکھتے تھے۔ وقت تنگ ہونے کی وجہ سے کامیابی نہ ہوسکی۔ صبر وضبط سے کام لیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد رسالے موصول ہوئے۔ مطالعہ سے قلبی سکون حاصل ہوا۔ پچھلا آموختہ یاد ہوگیا۔ حضرت مفتی صاحب نے زندگی کے ہر لمحہ کو اتباع سنت کے ساتھ گزارا ہے۔ ان کا ہر سبق آب زر سے لکھا جائے تو کم ہے۔ ہمارے بچپن کی حضرت کی وہ تحریک جسکی آج تک مثال نہیں۔ آج یہ ان کی نصیحت ہم سب کے لئے مشعل راہ بنی ہوئی ہے اس سے پہلے بھی کرم شامل حال تھا اور آج بھی اس ادارے کے سنگ بنیاد میں فیض شامل حال ہے۔ اللہ رب العزت اپنے فضل وکرم سے اور اپنے پیارے حبیب احمد مجتبیٰ محمد مصطفی ﷺ کے صدقہ وطفیل میں قبر انور پر رحمت کے پھول برسائے اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ان کی یادگار دار العلوم احسن البرکات کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ اور ہم بھی یہاں یہ دعا کرتے ہیں مولیٰ تعالیٰ مفتی اعظم کو دنیا وآخرت میں سرخرو فرمائے۔ آمین ثم آمین بحرمة سید المرسلین اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ پروردگار عالم آپ سب کو ترقی پر گامزن فرمائے خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ۔ جامعہ برکاتیہ حیات العلوم محلہ شیشگران دونوں جگہ، پرجوش طریقہ پر فاتحہ سوم وچہلم شریف ہوا اور آبو روڈ راجھستان میں بھائی معین الدین برکاتی نے بھی فاتحہ سوم وچہلم کیا۔ امی صاحبہ کی خدمت میں ہم سب کی جانب سے سلام وقدمبوسی۔

والسلام شریف احمد برکاتی

۱۶ رمحرم الحرام ۱۴۰۶ھ

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خلیل ملت کی ایک مریدہ سیدہ مسز امجد بخاری کا خط

مکرم و معظم جناب مفتی احمد میاں برکاتی صاحب مدظلہٗ

السلام علیکم

آپ کا بک پوسٹ ملا پڑھ کر جتنا دکھ وافسوس ہوا وہ بیان نہیں کر سکتی۔ میرا قلم ابھی بھی مرحوم ومغفور لکھنے کو تیار نہیں، میں نے تو ابھی پچھلے دنوں "سنی بہشتی زیور" ختم کرنے پر اپنے میاں کو جو طائف گئے ہوئے ہیں مفتی محمد خلیل خاں صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ کا سلام لکھا کہ وہ مدینہ آئیں تو حضور کے دربار میں پیش کر دیں اور جب آپ کے رسالے "مفتی اعظم سندھ" سے پتہ چلا کہ آپ کو وصال پائے دو سال ہو گئے تو یقین جانئے اپنے حقیقی باپ کے مرنے کے بعد ان سے بھی زیادہ دکھ ہوا کہ اتنے دنوں بعد بھی قلم پکڑتے ہوئے ہاتھ کانپ رہے ہیں دکھ اس بات کا ہے کہ میں ان کا دیدار نہ کر سکی۔ ابھی تو ہم پروگرام بنا رہے تھے کہ کبھی ضرور سندھ ان کی زیارت کو جائیں گے اور وہ داغ مفارقت دے گئے۔ ہم سب کے لئے وہ زندہ ہیں اور تا قیامت زندہ رہیں گے۔ ان کا مشن زندہ رہے گا اور پھر اولیاء اللہ بزرگانِ دین صرف ہم سے اوجھل ہوتے ہیں۔ خدا ان کی مرقد پر اپنی رحمتوں اور انوار کی بارش برساتا رہے (آمین)۔ آپ جب بھی ان کی آخری آرام گاہ جائیں تو مجھ عقیدتمند کا سلام ان تک ضرور پہنچائیں۔ اور خدا کرے وہ ہم جیسے گناہگاروں کو اپنے مریدوں اور عقیدت مندوں میں لکھ لیں۔ اب آپ ان کے جانشین ہیں ہمارے سوالوں کا جواب آپ کو دینے ہوں گے اگر فرصت ہو تو میرے پہلے خط کا جواب ضرور دیں۔ خدا آپ کو اپنے والد مکرم کے لگائے ہوئے مضبوط تناور درخت کو مزید سینچنے کی توفیق وہمت عطا فرمائے اور اپنے سچے دین کو گھر گھر پہنچانے کی مزید ہمت دے (آمین ثم آمین) کیونکہ باطل مذاہب بہت پھیلتے جارہے ہیں ان کو مٹایئے، ہماری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ اور جب آپ حضرت خلیل ملت پر کوئی کتاب مکمل کریں تو اس کے آخر میں میرا نام ان بدنصیبوں میں لکھ دیں کہ وہ عقیدتمند اور مرید جو اپنے روحانی باپ کی زیارت بھی نہ کر سکی اور دیدار کی یہ پیاس تاحیات مجھ کو تڑپاتی رہے گی میں کوئی ادیبہ نہیں وہ الفاظ کہاں سے لاؤں وہ تحریر کہاں ڈھونڈوں کہ اپنے جذبات واحساسات کا اظہار کر سکوں۔ تھوڑے کو بہت سمجھیں قلم اور کچھ لکھنے سے قاصر ہے۔

خدا آپ کو جزائے خیر دے (آمین)

فقط دعا گو وطالبۂ دعا

مسز سید امجد بخاری۔ لاہور

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فہرست مآخذ و مراجع

نمبر شمار	نام مصنف	سن وفات	نام کتب
۱	تنزیل من الرحمٰن الرحیم		قرآن کریم
۲	امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت	۱۵۰ھ	فقہ اکبر
۳	امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت	۱۵۰ھ	مسند امام اعظم
۴	امام مالک بن انس	۱۷۹ھ	موطا امام مالک
۵	امام محمد بن حسن شیبانی	۱۸۹ھ	موطا امام محمد
۶	امام محمد بن حسن شیبانی	۱۸۹ھ	مبسوط
۷	حضرت امام محمد بن حسن شیبانی	۱۸۹ھ	کتاب الآثار
۸	ابوداؤد سلیمان بن داؤد طیالسی	۲۰۴ھ	مسند ابوداؤد طیالسی
۹	امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ	۲۳۵ھ	ابن شیبہ
۱۰	امام احمد بن حنبل	۲۴۱ھ	مسند احمد
۱۱	امام ابومحمد عبداللہ دارمی	۲۵۵ھ	سنن دارمی شریف
۱۲	امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری	۲۵۶ھ	الصحیح للبخاری
۱۳	امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری	۲۶۱ھ	الصحیح لمسلم
۱۴	امام عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ	۲۷۳ھ	سنن ابن ماجہ
۱۵	امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث	۲۷۵ھ	سنن ابوداؤد
۱۶	امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی	۲۷۹ھ	الجامع للترمذی
۱۷	امام علی بن عمر دار قطنی	۲۸۵ھ	دار قطنی
۱۸	ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی	۳۰۳ھ	سنن نسائی
۱۹	ابوجعفر محمد بن جریر طبری	۳۱۰ھ	جامع البیان
۲۰	امام ابوجعفر احمد بن محمد طحاوی	۳۲۱ھ	طحاوی شریف
۲۱	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی	۳۶۰ھ	معجم صغیر
۲۲	امام ابوبکر احمد بن علی جصاص رازی	۳۷۰ھ	احکام القرآن

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۲۳	امام ابوعبد، محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری	۴۰۵ھ	مستدرک
۲۴	امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی	۴۳۰ھ	حلیۃ الاولیاء
۲۵	علامہ خطیب بغدادی ابوبکر علی بن احمد	۴۶۳ھ	خطیب (تاریخ بغداد)
۲۶	امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی	۴۸۵ھ	سنن کبریٰ
۲۷	حافظ شیرویہ بن شہرداد دیلمی	۵۰۹ھ	دیلمی مسند الفردوس
۲۸	امام محمد بن محمد غزالی	۵۰۵ھ	احیاء العلوم
۲۹	حضرت قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی	۵۴۴ھ	کتاب الشفاء
۳۰	امام ابوالقاسم علی بن حسن بن عساکر	۵۷۱ھ	تاریخ دمشق
۳۱	امام محمد بن ضیاء الدین بن عمر رازی	۶۰۶ھ	تفسیر کبیر
۳۲	امام برہان الدین محمود بن تاج الدین احمد بخاری	۶۱۶ھ	محیط برہانی
۳۳	امام برہان الدین محمود بن تاج الدین احمد بخاری	۶۱۶ھ	ذخیرہ
۳۴	علامہ ظہیر الدین محمد بن احمد مرغینانی بخاری	۶۲۰ھ	فتاویٰ ظہیریہ
۳۵	علامہ ابوالحسن علی بن ابوالکرم شیبانی ابن اثیر	۶۳۰ھ	کامل ابن اثیر
۳۶	شمس الدین محمد خراسانی قہستانی	۶۶۲ھ	قہستانی جامع الرموز
۳۷	مختار بن محمود بن محمد ابوالرجاء	۶۷۳ھ	شرح زاہد علی قدوری
۳۸	قاضی ابوالخیر عبداللہ بن عمر بیضاوی	۶۸۵ھ	تفسیر بیضاوی
۳۹	علامہ ابوالبرکات احمد بن محمد نسفی	۷۱۰ھ	مدارک التنزیل
۴۰	شیخ ولی الدین تبریزی	۷۴۲ھ	مشکوٰۃ المصابیح
۴۱	امام فخر الدین عثمان بن علی زیلعی	۷۴۳ھ	تبیین الحقائق
۴۲	علامہ جمال الدین یوسف بن محمد بن عمر بزاز	۷۴۳ھ	جامع المضمرات
۴۳	ابوحیان محمد بن یوسف اندلسی غرناطی	۷۵۴ھ	البحر المحیط (تفسیر)
۴۴	علامہ عبداللہ بن اسد یافعی	۷۶۸ھ	روض الریاحین
۴۵	علامہ محمود بن احمد قونوی حنفی	۷۷۰ھ	غنیہ
۴۶	علامہ محمد بن محمود بابرتی	۷۸۶ھ	عنایہ
۴۷	علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی شافعی	۷۹۱ھ	مقاصد وشرح مقاصد

https://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۴۸	علامہ ابوبکر بن علی حداد	۸۰۰ھ	جوہرہ نیرہ
۴۹	علامہ عبدالرحمٰن بن خلدون	۸۰۸ھ	تاریخ ابن خلدون
۵۰	علامہ محمد شہاب الدین بن بزاز کردی	۸۲۷ھ	فتاویٰ بزازیہ
۵۱	علامہ حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی	۸۵۲ھ	أفضل القویٰ
۵۲	علامہ ابن ہمام کمال محمد بن عبدالحمید	۸۶۱ھ	شرح وقایہ
۵۳	علامہ ابن ہمام کمال محمد بن عبدالحمید	۸۶۱ھ	فتح القدیر شرح ہدایہ
۵۴	علامہ حافظ جلال الدین سیوطی	۹۱۱ھ	الحاوی للفتاویٰ
۵۵	علامہ حافظ جلال الدین سیوطی	۹۱۱ھ	تفسیر جلالین
۵۶	علامہ حافظ جلال الدین سیوطی	۹۱۱ھ	تفسیر درمنثور
۵۷	علامہ حافظ جلال الدین سیوطی	۹۱۱ھ	الدرالمنتثرۃ فی احادیث المشتھرۃ
۵۸	علامہ ابراہیم بن محمد ابراہیم حلبی	۹۵۶ھ	صغیری
۵۹	علامہ ابراہیم بن محمد ابراہیم حلبی	۹۵۶ھ	کبیری (غنیۃ المستملی)
۶۰	علامہ عبدالوہاب شعرانی	۹۷۳ھ	الیواقیت والجواہر
۶۱	علامہ ابن احمد بن حجر مکی	۹۷۴ھ	فتاویٰ حدیثیہ
۶۲	علامہ حامد بن علی قونوی رومی حنفی	۹۷۵ھ	فتاویٰ حامدیہ
۶۳	شیخ شمس الدین محمد بن عبداللہ بن احمد	۱۰۰۴ھ	تنویر الابصار
۶۴	حضرت علامہ علی قاری بن سلطان محمد القاری	۱۰۱۴ھ	مرقاۃ شرح مشکوٰۃ
۶۵	علامہ سراج الدین ابن نجیم عمر بن ابراہیم بن محمد	۱۰۵۲ھ	النہر الفائق
۶۶	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حضرت		حجۃ اللہ البالغۃ
۶۷	شیخ عبدالحق محدث دہلوی	۱۰۵۲ھ	اشعۃ اللمعات
۶۸	علامہ حسن بن عمار بن علی شرنبلالی	۱۰۶۹ھ	نورالایضاح
۶۹	علامہ زین الدین ابن نجیم	۱۰۷۰ھ	البحر الرائق
۷۰	علامہ زین الدین ابن نجیم	۱۰۷۰ھ	الاشباہ والنظائر
۷۱	علامہ خیر الدین بن احمد بن علی رملی حنفی	۱۰۸۱ھ	فتاویٰ خیریہ
۷۲	علامہ علاؤ الدین محمد بن علی بن محمد حصکفی	۱۰۸۸ھ	درمختار

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۳	علامہ محمد بن فراموز عرف ملا خسرو،		الدرر والغرر
۷۴	علامہ محمد باقی زرقانی مالکی	۱۱۲۲ھ	شرح موطا امام مالک
۷۵	علامہ ملا احمد جیون جونپوری	۱۱۳۰ھ	تفسیر احمدیہ
۷۶	علامہ عبد الغنی نابلسی	۱۱۴۳ھ	الحدیقۃ الندیہ
۷۷	علامہ نظام الدین	۱۱۶۱ھ	فتاویٰ عالمگیری
۷۸	امام احمد بن محمد صاوی مالکی خلوتی	۱۲۲۳ھ	تفسیر صاوی
۷۹	علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی	۱۲۲۵ھ	تفسیر مظہری
۸۰	علامہ احمد بن محمد طحطاوی	۱۲۳۱ھ	طحطاوی حاشیہ درمختار
۸۱	علامہ احمد بن محمد طحطاوی	۱۲۳۱ھ	طحطاوی علی مراقی الفلاح
۸۲	علامہ شاہ رفیع الدین دہلوی	۱۲۳۸ھ	علامات قیامت
۸۳	شاہ عبد العزیز محدث دہلوی	۱۲۳۹ھ	فتاویٰ عزیزیہ
۸۴	مولوی اسماعیل دہلوی قتیل	۱۲۴۶ھ	صراط مستقیم
۸۵	علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی	۱۲۵۲ھ	ردالمحتار
۸۶	علامہ حسن بن منصور اوز جندی	۱۲۹۵ھ	فتاویٰ قاضی خاں
۸۷	مولوی قاسم نانوتوی	۱۲۹۷ھ	تحذیر الناس
۸۸	علامہ بحر العلوم عبد الحی لکھنوی فرنگی محلی	۱۳۰۴ھ	عمدۃ الرعایہ
۸۹	علامہ بحر العلوم عبد الحی لکھنوی فرنگی محلی	۱۳۰۴ھ	رسائل الارکان
۹۰	علامہ بحر العلوم عبد الحی لکھنوی فرنگی محلی	۱۳۰۴ھ	مقدمۃ الرعایہ فی حل شرح الوقایہ
۹۱	علامہ عبد الحی لکھنوی فرنگی محلی	۱۳۰۴ھ	فتاویٰ عبد الحی
۹۲	مولوی رشید احمد گنگوہی	۱۳۲۳ھ	فتاویٰ رشیدیہ
۹۳	اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں بریلوی	۱۳۴۰ھ	فتاویٰ رضویہ
۹۴	اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں بریلوی	۱۳۴۰ھ	احکام شریعت
۹۵	اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں بریلوی	۱۳۴۰ھ	جلی الصوت لنھی الدعوۃ امام الموت
۹۶	اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں بریلوی	۱۳۴۰ھ	سرور السعید
۹۷	اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں بریلوی	۱۳۴۰ھ	حک العیب

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۹۸	اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں بریلوی	۱۳۴۰ھ	فتاویٰ افریقہ
[illegible]	اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں بریلوی	۱۳۴۰ھ	ایذان الاجر فی اذان القبر
[illegible]	اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں بریلوی	۱۳۴۰ھ	النہی الحاجز عن تکرار صلوٰۃ الجنائز
[illegible]	اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں بریلوی	۱۳۴۰ھ	صلاۃ الصفا فی نور المصطفیٰ
۱۰۲	اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں بریلوی	۱۳۴۰ھ	عرفان شریعت
۱۰۳	اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں بریلوی	۱۳۴۰ھ	نزول آیات فرقان بسکون زمین وآسمان
۱۰۴	مولوی خلیل احمد انبیٹھوی	۱۳۴۶ھ	براہین قاطعہ
۱۰۵	علامہ محمد یوسف بن اسماعیل نبہانی	۱۳۵۰ھ	جواہر البحار
۱۰۶	مولوی اشرفعلی تھانوی	۱۳۶۴ھ	نشر الطیب
۱۰۷	مولوی اشرفعلی تھانوی	۱۳۶۴ھ	حفظ الایمان
۱۰۸	مولوی اشرفعلی تھانوی	۱۳۶۴ھ	فتاویٰ امدادیہ
۱۰۹		۱۳۶۶ھ	الامداد (ماہنامہ)
۱۱۰	علامہ صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادی	۱۳۶۷ھ	خزائن العرفان
[illegible]	صدر الشریعۃ علامہ محمد امجد علی اعظمی	۱۳۷۶ھ	بہار شریعت
[illegible]	صدر الشریعۃ علامہ محمد امجد علی اعظمی	۱۳۷۶ھ	فتاویٰ امجدیہ
۱۱۳	علامہ مفتی محمد مظہر اللہ دہلوی	۱۳۸۲ھ	فتاویٰ مظہری
۱۱۴	مفتی محمد خلیل خاں قادری برکاتی	۱۴۰۵ھ	سنی بہشتی زیور
[illegible]	مفتی محمد خلیل خاں قادری برکاتی	۱۴۰۵ھ	ہمارا اسلام
۱۱۶	علامہ سراج الدین علی اوشی		سراجیہ
۱۱۷	علامہ میر سید شریف علی جرجانی حنفی		شریفیہ
۱۱۸	سراج الدین محمد بن عبد الرشید (سجاوندی حنفی)		سراجی
۱۱۹	فخر الدین بدیع بن ابی منصور عراقی		البحر المحیط (منیۃ الفقہاء)
۱۲۰	علامہ فضل اللہ محمد بن ایوب		فتاویٰ الصوفیہ عن التفقہ
۱۲۱	حامی السنن ماحی الفتن مولانا محمد جان		ایضاح سنت
۱۲۲	امام نور الدین یوسف بن ابراہیم اردبیلی		الانوار لعمل الابرار

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۱۲۳	امام نورالدین یوسف بن ابراہیم اردبیلی	شرح انوار اردبیلی
۱۲۴	ابو محمد حسین بن مسعود فرا البغوی شافعی	مصابیح
۱۲۵	برہان الدین ابراہیم بن ابوبکر اخلاطی	جواہر الاخلاطی
۱۲۶	علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی	شرح مواہب اللدنیہ
۱۲۷	علامہ شہاب الدین احمد قسطلانی	مواہب اللدنیہ

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تصانیف خلیل ملت

۱ ہمارا اسلام نو، حصے (اردو، انگریزی، سندھی، ہندی)
۲ سبع سنابل (فارسی ترجمہ)
۳ نور علیٰ نور (ترجمہ، سراج العوارف)
۴ سنی بہشتی زیور نو، حصے (اردو، انگریزی، سندھی، ہندی)
۵ ہماری نماز
۶ الصلوٰۃ
۷ چادر چار دیواری (تفسیر سورۃ نور)
۸ شرح فیصلہ ہفت مسئلہ
۹ ہدایات رضویہ
۱۰ [illegible] منتقیہ
۱۱ روشنی کی طرف
۱۲ عقائد اسلام
۱۳ معراج المومنین
۱۴ برکات روحانی
۱۵ جمال خلیل (نعتیہ کلام)
۱۶ نماز کی کتاب
۱۷ آئینہ حق نما
۱۸ حقوق الاولاد مع احکام عقیقہ
۱۹ پرنور دعائیں
۲۰ اسلامی گفتگو اوّل، دوم
۲۱ فتاویٰ خلیلیہ (تین جلد)
مقالاتِ خلیل (مشتمل بر رسالہ)
۲۲ ۱۔ تحفہ محرم الحرام
۲۳ ۲۔ تحفہ رمضان
۲۴ ۳۔ احکام فطرہ
۲۵ ۴۔ تحفۂ عید قربان
۲۶ ۵۔ درود و سلام
۲۷ ۶۔ چہل احادیث (فضائل نبوی)
۲۸ ۷۔ شمع ہدایت چہل احادیث (ولادت نبوی)
۲۹ میلادِ خلیل
۳۰ بہار نسواں (یہ کتاب سنی بہشتی زیور میں ضم فرمادی)
۳۱ موت کا سفر
۳۲ احکام زکوٰۃ
۳۳ خلاصۃ التفاسیر (اوّل تا سات پارے)
۳۴ حواشی بر فتاویٰ مصطفویہ
۳۵ خیرات وصدقات کے شرعی احکام
۳۶ موت کا سفر

غیر مطبوعہ تصانیف

۳۷ شرح مدارج القراۃ حصہ اوّل
۳۸ شرح مدارج القراۃ حصہ دوم
۳۹ خنجر آبدار بر فرقہ خاکسار
۴۰ تلاش حق
۴۱ برکات اسلام ۳، ۴
۴۲ کرنیں (منتخب اشعار)
۴۳ شرح کتاب الحج
۴۴ نشری تقریریں
۴۵ نشری تفسیر
۴۶ خلاصۃ التفاسیر ۲ (۸ تا ۱۷)
۴۷ متفرق مضامین (اہلسنت کی آواز)

http://t.me/Tehqiqat

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ضیاء القرآن پبلی کیشنز کے تفاسیری کارنامے

تفسیر ضیاء القرآن ۵ جلد
فہم قرآن کا بہترین ذریعہ
اہل دل کے لیے ایک نایاب تحفہ

ترجمۃ القرآن جمال القرآن
قرآن پاک کا انتہائی خوبصورت ترجمہ جس کے
ہر لفظ سے اعجاز قرآن کا حسن نظر آتا ہے

تفسیرات احمدیہ
ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر ابن کثیر ۴ جلد
علامہ ابو الفداء عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر سورۃ النساء
پروفیسر منیب الرحمٰن

تفسیر خزائن العرفان
صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر احکام القرآن
مولانا جلال الدین قادری

الحسنات جلد
ابو الحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر دُرِ منثور
علامہ جلال الدین سیوطی

تفسیر مظہری ۱۰ جلد
عارف باللہ حضرت قاضی
ثناء اللہ پانی پتی

تفسیر نور العرفان
حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی

یاایھا الذین اٰمنوا
مفتی سعادت علی قادری

تفسیر بینات القرآن

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

گنج بخش روڈ لاہور 7221953-7220479
فیکس 7238010
۹ الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور 7225085-7247350
۱۴ انفال سنٹر اردو بازار کراچی 2210212-2212011
2630411

Click For More
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari